سُنَن ابُو دَاود (اُردو)

تالیف

امام ابُو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرِ ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۵۹۰۳، سرسید احمد روڈ دریا گنج

نئی دہلی ۲-۱۱۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

سُنَن ابُوداؤد (اُردو)

کتاب الطب

کتاب الأدب

تالیف

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

جلد اول

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل

پروفیسر محمد یحیی حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام : سنن ابوداؤد

جلد : اول

تالیف : امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ : فضیلۃ الشیخ ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

اشاعت اول : اگست 2012ء

باہتمام : اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ لمیٹڈ)

تعداد : 500

مطبع : گلشن آفسیٹ پرنٹرس، دہلی

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔
نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.
3095, Sir Syed Ahmad Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011- 23276879, 23266879 Fax:23256881
e-mail: ateqad@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵/ سرسید احمد روڈ دریاگنج، نئی دھلی ۱۱۰۰۰۲

بارگاہِ الٰہی میں اظہارِ تشکّر اور ایک عاجزانہ اِلتجا

الٰہ العالمین! خدمتِ حدیث کی اس توفیق پر جس سے تو نے ہمیں نوازا' ہماری جبینِ نیاز تیری بارگاہِ عالی میں جھکی ہوئی ہے' ہمارے قلوب جذباتِ تشکر سے مملو ہیں اور زبان پر تیری حمد وثنا کے ترانے جاری ہیں۔

یارب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك ولعظيم سلطانك.

بارِ الٰہا! ہماری التجا ہے کہ جس طرح تو نے اپنے حقیر بندوں کو اس عظیم خدمت کے شرف سے مشرف فرمایا ہے' اسی طرح اسے دنیا اور آخرت میں قبولیت کا اعزاز بھی عطا فرما۔

اللهم تقبل مِنّا كما تتقبل من عبادك الصالحين.

دنیا میں اس طرح کہ احادیث کی ان مترجم کتابوں کو لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کا باعث بنا اور آخرت میں ہماری اس سعیٔ بے بضاعت کو ہماری نجات کا' نبیٔ کریم ﷺ کی شفاعت کا اور اپنی رحمت ومغفرت کا ذریعہ بنا۔ آمین یا رب العالمین.

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

(مدیر ورفقائے ادارہ)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً

سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یُبَلِّغَہٗ

صَدَقَ حَبِیْبُ اللّٰہِ

اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے
کوئی حدیث سُنی، پھر اسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا“

(سُنن ابوداؤد ، العلم ، حدیث ۳٦٦۰)

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

اچھی طرح سُن لو! مجھے کِتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی، خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سُنّت) بھی۔ (مُسند احمد ۱۳۱/۴)

فہرست مضامین (جلد اوّل)

عرض ناشر

انسانیت کی ہدایت اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے ایک بندۂ مسلم کے سامنے صرف دو مستند حوالے اور راستے ہیں، جن کا مقصود اور منزل ایک ہے۔ ان میں سے ایک طریق قرآن حکیم کی آیات بیّنات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ اور ہم رنگ ایک دوسرا جادۂ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن ہو یا سنت ان دونوں کا مقصود و مطلوب اور مقام ایک ہی ہے۔ دونوں کی نوعیت اور دونوں کا لزوم ایک دوسرے کے لیے تکمیلی شان پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کے لیے اگر ذخیرۂ سنت اور سرمایۂ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اوّل خود چیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ سنت اور احادیث میں جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ ہے، یہ کسی ایک شخص کی ذاتی اور ذہنی اختراعات نہیں بلکہ نبیٔ صادق و مصدوق ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسّر آتا تھا۔ یہی باعث ہے کہ قرآن مجید کو وحیٔ متلو اور حدیث کو وحیٔ غیر متلو کہا جاتا ہے۔

انسان نے آج تک علم و فن کی تاریخ میں جتنے علمی، تحقیقی اور فنی کارنامے سرانجام دیے ہیں، ان میں علم حدیث ایک ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ قرآن مجید کی طرح تو بہت سی الہامی کتابوں اور صحائف کا ذکر ملتا ہے، مگر علم حدیث کی مانند کسی دوسرے علم کا وجود دکھائی نہیں دیتا، حتی کہ علم الحدیث کی وضاحت و تشریح کے لیے جو دوسرے علوم و فنون ایجاد ہوئے، ان کی طرح کسی دوسرے علم و فن کا نمونہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ علم حدیث کی ضرورت و اہمیت اور جمع و ترتیب کے لیے خود قرآن مجید میں واضح اشارات اور ترغیبات موجود ہیں۔ احادیث کے حصول کے لیے محدثین نے جس قدر محنت و مشقت کی ہے اور اس کی صحت و استناد کے لیے جو سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا ہے اور پھر اس کی تدوین کے لیے جس نوع کی ریاضت کی ہے، یہ سب امور باہم مل کر اس علم کو اسلامی علوم کا افتخار بنا دیتے ہیں۔ محدثین کے اس جذب و شوق کے نتیجے میں صحاح ستہ کا عظیم ذخیرہ امت کی

ہدایت کے لیے مرتب ہوا' صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا' الصحیح' المصنف' الجامع' السنن' المسند' المستدرك' المستخرج اور المعجم کے عناوین کے تحت احادیث کا سرمایہ جمع کیا گیا۔ محدثین نے امت کی دینی ضرورتوں کے تحت ان کے بہت سے انتخابات بھی شائع کیے جن میں مشارق الأنوار' جامع الأصول' الترغيب والترهيب' شرح السنّة' رياض الصّالحين' عمدة الأحكام' منتقى الأخبار' مشكوٰة المصابيح' مجمع الزوائد' زاد المعاد' بلوغ المرام' كنز العمال' الجامع الصغير' تيسير الوصول' عقود الجواهر' التّاج الجامع' اور اللؤلؤ والمرجان وغیرہ معروف ہیں۔

عربی زبان میں ''حدیث'' کا لفظ بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ گفتگو' نئی بات' قابل ذکر واقعہ' نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے' مگر جب حدیث کا لفظ ایک اصطلاح کے بطور استعمال ہو تو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال وافعال اور اعمال واحوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابۂ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو دیگر اصطلاحات میں سنت' خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرۂ حدیث قولی' فعلی یا تقریری نوعیت سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ بعض حضرات نے آپ کے شمائل (خصائل وعادات) کو بھی گنجینۂ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرۂ حدیث کی وسعت' قطعیت' حجیت' صداقت اور عالمگیریت ایک امر مسلّم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم وقرطاس اور تحریر ونگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿الذی علم بالقلم﴾ (العلق) اور ﴿نٓ' والقلم وما يسطرون﴾ (القلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب وحجاز کے لوگ جو استحضار (حفظ وضبط) کو اپنا شرف وافتخار سمجھتے تھے' اب ان کے ہاں تحریر وتسوید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاتبوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر احادیث کی روایت وکتابت کا عہد بہ عہد ایک وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ خود عہد رسالت میں جن امور کو باقاعدہ لکھا جارہا تھا' ان میں قرآن مجید کے علاوہ اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے' مکتوبات نبوی' دستور مملکت' خطبات نبوی' معاہدات' ہبہ نامے' امان نامے' مردم شماری' غلاموں کی آزادی کے پروانے' مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات' بیت المال میں آمد وخرچ کی تفصیلات اور متعدد صحابہ کا ذخیرۂ احادیث جو آپ کے افعال کی رؤیت یا

گفتگو کی ساعت پر مشتمل ہوتا تھا...... یہ مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تحریری ذخیرہ آپ کے زمانۂ نبوّت سے متعلق ہے' جسے ایک شرعی مسئولیت اور کمال ضبط و احتیاط سے لکھا جاتا رہا تھا اور عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا' اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ علم کو قیدِ کتابت میں لائیں۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔ یوں آپ ﷺ نے جب دین وشریعت کی تعلیمات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی دعوت دی تو شاہدین نے عالم الغیاب میں رہنے والوں تک نبی ﷺ کی سنت اور احادیث کو تحریر وتقریر کے ذریعے سے منتقل کیا۔

عہدِ نبوی اور دورِ صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات وادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت و درایت' جرح وتعدیل اور مصطلحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرۂ حدیث کی حفاظت' ثقاہت' وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب اختیار کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا سب سے امتیازی علم اور فن ہے' جس پر "الإصابه في تمييز الصحابه" کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

''دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو' جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔''

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنانِ اسلام' منافقین اور بعض دجاجلہ نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت' مشاہداتی قوت' علمی ادراک' تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وضّاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرۂ حدیث سے ان وضّاعین کی روایات کو صاف نکال باہر کیا اور اس موضوع پر اپنے منہج کی سائنسی بنیادوں کو جس وضاحت وصراحت سے بیان کیا' یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔ محدثین نے قیامت تک کی نسلوں کے لیے ذخیرۂ حدیث کے متن کو محفوظ کر دیا۔ یوں ایک طرف روایت وکتابت کے ذریعے سے اور دوسری طرف مسنون شخصی اعمال کے ذریعے سے یہ ذخیرۂ سنت' گنجینۂ سیرت اور سرمایۂ علم ومعرفت جمع اور محفوظ ہو رہا تھا۔ اس طریق اور منہج کی تفصیلات سے علوم الحدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں مگر ہم یہاں اپنے قارئین کے لیے ایک تاریخی دلچسپی کو بیان کرتے ہیں:

عباسی عہد میں ہارون الرشید نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا' اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں؟ جن میں میں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے' حالاں کہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔ اس پر ہارون نے کہا:

"أين أنت يا عدوّالله من أبى إسحاق الفزارى وعبدالله بن مبارك ينخلانها' فيخرجانها حرفًا حرفًا"

''اے اللہ کے دشمن! تم ابواسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟ جو ان کو چھلنی کی طرح چھان کر ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے۔''

علم حدیث کی حفاظت' قطعیت' حجیت' اور دفاع میں محدثین نے جو بے مثال اور تاریخی خدمات انجام دی ہیں' اس کے تذکارِ جلیل کا یہ موقع نہیں مگر یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد اس چشمۂ صافی کو محدثین عظام رحمہم اللہ کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت' جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرۂ حدیث کی تنقیحات و تصریحات سامنے آ گئیں تو پھر ان کی روشنی میں تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ سامنے آیا جس کی ضوفشانیوں میں کتب ستہ کے علاوہ مصنفات' جوامع' سنن' مسانید' معاجم' مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رحمہم اللہ کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسئولیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا۔ جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروح و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں۔ مگر ان میں صحاح ستہ کی کتب گلستانِ حدیث میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میرے لیے یہ سعادت کی بات ہے کہ میرا خاندانی تعلق علمائے کرام اور کاتبان کتاب و سنت سے ہے۔ مدت العمر سے مجھے اسلام کے ایمانی اور روحانی مرکز حجاز میں قیام کے مواقع حاصل ہیں۔ میں اپنی اس خوش نصیبی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ چند سال قبل ''دارالسلام'' کے نام سے ہم نے جس مرکزِ علم و تحقیق اور ادارۂ طباعت و اشاعت کی بنا ڈالی تھی' اس نے اسلامی موضوعات کے مختلف عنوانات پر سینکڑوں کتابیں دنیا کی متعدد زبانوں میں شائع کی ہیں۔ ان کتب نے اپنے تحقیقی مزاج' اسلام کے مصادرِ اصلیہ اور طباعتی ذوق کے باعث

قبولیت عامہ کا درجہ حاصل کیا ہے' مگر ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اُردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج وفوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام ممکنہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو تو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دورِ جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے۔ کتب ستہ کے ان تراجم وفوائد پر ایک مدت سے خاموشی کے ساتھ برصغیر کے اہل علم اور محققین بڑی دل جمعی اور طمانیت کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ وللّٰہ الحمد کہ صحیحین کے بعد سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داود پر کام مکمل ہو گیا ہے۔

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا ابو عمار عمر فاروق سعیدی فاضل مدینہ یونیورسٹی' شیخ الحدیث و مدیر التعلیم جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی ﷾ ہیں' جنہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد ومسائل بھی تحریر کیے۔ اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی ﷾ نے کی ہے' جس کی تصحیح وتنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقائے ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالخالق ﷾ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور تصحیح وتنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار اور حافظ محمد آصف اقبال ﷾ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی۔ علاوہ ازیں فوائد ومسائل میں تحقیقی اور علمی اضافے بھی کیے نیز ثانی الذکر نے جدید اسلوب کے مطابق کتابیات کی ابتدا میں' کتاب میں مذکور مسائل کا خلاصہ علمی و تحقیقی انداز میں بھی تحریر کیا ہے تاکہ قارئین جملہ مسائل کو ایک ہی جگہ ملاحظہ کر سکیں۔

ادارے کے سینئر ریسرچ سکالر محترم پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری ﷾ نے جدید عصری مسائل کے حل اور ان کے شرعی انطباق میں خصوصی طور پر علمی و تحقیقی شذرے تحریر فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں مفسر ومترجم اور مصنف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ مدیر شعبۂ تحقیق وتصنیف دارالسلام لاہور نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی کی اور علمی و تحقیقی فوائد ومسائل کا اضافہ کیا۔ آخری مرحلہ میں مرکز علمی دارالسلام' ریاض میں قاری محمد اقبال عبدالعزیز اور ان کے ساتھیوں نے دقت نظر سے پوری کتاب کا مراجعہ کیا اور حسب ضرورت اصلاحات کا اہتمام کیا۔ فجزاهم الله أحسن الجزاء في الدنيا والآخرة۔ سنن ابو داود کی

تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ، ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد، شیخ محمد یعقوب اور عبدالجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جملہ احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

ان جملہ احباب کی شبانہ روز محنت کے باعث سنن ابی داود کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز اُردو خواں حضرات' علمائے دین' قانون دانوں' اساتذہ' طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد نے جس مسلسل محنت اور اس منصوبے کے لیے جس انہماک اور ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین.

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مدیر: دارالسلام' الریاض۔ لاہور

ربیع الأول 1427ھ/اپریل 2006ء
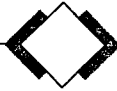
عرضِ مترجم

قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ عزوجل کی آخری کتاب اور دین اسلام کی اساس ہے۔ حدیث نبوی اس کی شرح وتفسیر اور بیان ہے۔ اس کا پڑھنا پڑھانا فرض کفایہ اور انتہائی سعادت اور برکت کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ کی محبت اور ان کے حفظ وضبط کا شوق، درس، تدریس اور اشاعت کا اہتمام امت مسلمہ کے اندر روزِ اوّل سے موجزن رہا ہے۔ اور یہ ایک نہ ختم ہونے والا جذبہ ہے جو اسلام کے دین فطرت ہونے اور اس کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔ اللہ عزوجل کی حکمت عجیبہ ہے کہ ہر ہر دور میں انتہائی قابل اعتماد، مقبول خلائق اور نابغۂ روزگار قسم کے علماء اور شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی دعوت وتبلیغ اور شریعت اسلامیہ کی نگہبانی کے لیے حفاظتِ حدیث کے مشکل ترین عمل کو اپنے جیتے جی ایک محبوب ترین دل پسند مشغلہ بنائے رکھا۔ دنیائے دُوں کی کوئی کشش، سفر وحضر کی کوئی مشقت اور اپنے پرائے کی کوئی الفت انہیں اپنے اس محبوب مشغلے سے باز نہ رکھ سکی۔ تقبل اللّٰہ جھودھم و جزاھم عن الاسلام والمسلمین خیرالجزاء۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد زریں کے بعد دورِ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سے لے کر اب تک یہ علم بطور ایک فن انتہائی تروتازہ اور شاداب ہے، دنیا کا کوئی گوشہ ایسے افراد سے خالی نہیں رہا ہے جہاں اس علم نبوت کی آبیاری نہ ہو رہی ہو۔ کم یا زیادہ، ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہیں اور حدیث کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ اللہ کریم ان کی مساعی قبول فرمائے۔

ان سعادت مندان میں ادارۂ دارالسلام کے کارپردازان بالخصوص اس کے مدیر محترم جناب عبدالمالک مجاہد صاحب حفظہ اللہ کی فکری وعملی جولان گاہ انتہائی مبارک اور قابل داد ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لا رہے ہیں۔ قرآنِ مجید، کتبِ ستہ اور دیگر دواوینِ حدیث کے متون وتراجم بنی نوع انسان تک پہنچانے کا عزم کیے ہوئے ہیں اور بڑی حد تک اسے عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے، استقامت دے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔

''سنن ابوداود'' شریعت اسلامی اوراحادیث نبویہ کا وہ عظیم الشان دیوان ہے جسے امت مسلمہ کے علماء وعوام میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس میں فقہائے امت اور مفتیانِ شرع متین کیلئے وہ تمام حدیثی دلائل جمع کر دیے گئے ہیں جو فقہائے اسلام نے اختیار کیے ہیں اوران کا مستدل رہے ہیں۔ضرورت تھی کہ اس عظیم کتاب کا ایک عمدہ اور آسان ترجمہ مع فوائد ومسائل ایک نئے قالب میں اُردوخواں طبقہ کے سامنے پیش کیا جائے جوان کی روحانی غذا کا کام دے۔اس سے پہلے مولانا نواب وحید الزمان خان صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ جو ایک عرصے سے متداول اور معروف چلا آ رہا ہے' اپنی زبان کی قدامت کی بنا پر بعض طبیعتوں کیلئے گراں اور نامانوس محسوس کیا جاتا تھا اور نواب صاحب مرحوم نے فوائد حدیث بھی خاص خاص مقامات ہی پر درج فرمائے تھے۔

چنانچہ اس غرض کے لیے احباب ادارہ بالخصوص حافظ عبدالعظیم اسد صاحب ﷾ اوران کے رفقائے کرام نے راقم عمر فاروق السعیدی سے ملاقات کر کے اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی دعوت دی' جو میں نے اپنی سعادت جانتے ہوئے قبول کر لی۔یہ کام محض سعادت ہی نہیں بلکہ انتہائی بھاری بوجھ اور بڑی سخت ذمہ داری کا تھا جسے رحمت باری کے بعد ان مخلصین کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کے طفیل کسی قدر ادا کرنے کے قابل ہوا ہوں......گر قبول افتدز ہے عزوشرف!

اس عمل میں بنیادی نکات یہ تھے کہ ① ترجمہ سلیس اُردو زبان میں ہو۔① عربی متن کے قریب تر ہو۔ ② صحیح احادیث کے آخر میں اختصار سے فوائد ومسائل کی نشاندہی کی جائے۔③اور فقہی قیل وقال سے بچتے ہوئے براہِ راست ارشاداتِ نبویہ سے سیراب ومستنیر ہونے میں اپنے قارئین کی مدد کی جائے...... چنانچہ یہ ''بضاعۃ مزجاۃ'' (حقیری پونجی) پیش خدمت ہے' اس میں جو خیر وخوبی ہے وہ سراسر اللہ عزوجل کا فضل وکرم ہے اور پھر اپنے فاضل اجلّہ اساتذہ کرام کی تفہیمات ہیں اور اپنے سلف صالحین کی خوشہ چینی۔اور جو خطا وقصور ہے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں۔اللہ عزوجل ہر قسم کی کج فکری یا غلط کیشی سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔اہل نظر اگر کسی خطا و زلل سے آگاہ ہوں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تا کہ اصلاح کر لی جائے۔

میں ''دارالسلام'' کے ادارۂ تحقیقات اور برادرانِ مراجعین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے بیاضات کو انتہائی خوبی وکمال سے پُر کیا ہے اور کمزوریوں کی اصلاح کر دی ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا وَاَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

✸ ترجمہ وفوائد کے مراجع : یہ علم سراسر علم منقول ہے۔اس میں اجتہاد وصنعت کا کہیں کوئی دخل نہیں' سوائے اس کے کہ الفاظ وتراکیب اور ترتیب مضامین میں کوئی جدت ہو یا پھر مختلف الاحادیث میں جمع وتطبیق یا ترجیح کی کوئی نئی صورت اللہ عزوجل کسی کے دل میں ڈال دے اور پھر یہ سب باتیں بھی ہمارے سلف ؒ کی تراث میں موجود ہیں۔اس وراثت کا مطالعہ کر لینا اور اسے سمجھ لینا اور ہضم کر لینا ہی بڑی بات ہے۔بہر حال اس کام میں درج ذیل اہم مراجع میرے پیش نظر رہے ہیں اور اپنے عزیز طلبہ کو بھی انہیں مرکز توجہ بنانے کی نصیحت کرتا ہوں:

❁ ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر احسن البیان ❁ عون المعبود ❁ بذل المجهود ❁ معالم السنن ❁ تهذيب السنن لابن القيم ❁ التلخيص الحبير ❁ فتح البارى ❁ شرح نووى ❁ نيل الأوطار ❁ سبل السلام ❁ تيسير العلّام ❁ التعليقات السلفيه على النسائى ❁ مرعاة المفاتيح ❁ فتاوٰى ابن تيمية ❁ زادالمعاد ابن القيم ❁ فقه السنه (سید سابق)' محدث عصر علامہ محمد ناصر الدین البانی ؒ کی تالیفات بالخصوص ❁ صحيح سنن ابى داود ❁ ضعيف سنن ابى داود اور ❁ ارواء الغليل وغیرہ۔ اور لغت میں ❁ النهاية فى غريب الحديث (ابن الاثیر) ❁ المنجد اور ❁ مصباح اللغات۔ مترجم اوّل جناب علامہ نواب وحید الزمان خان ؒ کی عمدہ تعبیرات اور مضامین کے اقتباسات بھی حسب مواقع درج کیے گئے ہیں۔

اللہ عزوجل ہمارے سلف صالحین اور اساتذۂ کرام کو اعلیٰ علیین میں بلند ترین مقام دے کہ ان کے فضائل و خیرات سے خوشہ چینی کر کے ہی ہم کچھ بیان کرنے یا لکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ رحمهم الله رحمة واسعة.

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا وسیع علمی ماحول' اس کا جامع مکتبہ اور جامع الفاروق ماڈل کالونی کراچی کا ایک پُرسکون زاویہ میرے لیے اس کار خیر کی تسوید وتکمیل میں انتہائی مدد ومعاون رہا ہے کہ میں یہ تحفۂ علم وحکمت اپنے قدر دانوں کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ اور گھر میں امّ عمار صاحبہ (عطیّہ دختر حکیم فیض عالم صاحب مرحوم) کا شکریہ میرے ذمے ہے کہ اس نے اپنی بیماری تک کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے میری غیر حاضری کو قبول اور برداشت کیا اور میرے لیے حتی الامکان راحت کا سامان پیدا کیا کہ میں یہ ایک ملّی فریضہ انجام دے سکا ہوں۔ المختصر

غرض نقشے ست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت — کند در حق ایں مسکیں دعائے

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم و تُب علينا إنك أنت التواب الرحيم،

و صلى الله على النبي محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

ناچیز طالب العلم:

ابوعمار عمر فاروق السعیدی

نزیل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی

شعبان ۱٤۲٦ھ - ستمبر 2005ء

مترجم کا شخصی تعارف

نام	:	عمر فاروق بن الشیخ عبدالعزیز السعیدی السّلفی بن دین محمد
ولادت	:	1371 ہجری بمطابق 1951ء
وطن	:	قصبہ منکیرہ، ضلع بھکر، پنجاب، پاکستان
شہادات	:	الشہادۃ العالیہ : دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا ضلع ملتان، 1973ء
		شہادۃ الفراغ : دارالحدیث رحمانیہ، سولجر بازار، کراچی 1974ء
		الشہادۃ العالیہ : الجامعۃ السّلفیہ، فیصل آباد، 1976ء
		الشہادۃ العالیہ : کلّیۃ الحدیث الشریف، الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ، 1981ء
		الشہادۃ العالیہ : وفاق المدارس السّلفیہ، پاکستان، 1984ء
اجازۃ الزوایہ	:	حضرت الشیخ المحدث سلطان محمود رحمہ اللہ، جلال پور پیروالا
		حضرت الشیخ المحدث عبدالغفار حسن حفظہ اللہ، مدینہ منورہ
		حضرت الشیخ المحدث حافظ عبدالمنان عبدالحق حفظہ اللہ، گوجرانوالا
		حضرت الشیخ المحدث حافظ ثناء اللہ عیسیٰ خان المدنی حفظہ اللہ، لاہور

علاوہ ازیں حضرت الشیخ مولانا حاکم علی رحمہ اللہ، کراچی اور حضرت الوالد الشیخ عبدالعزیز السعیدی رحمہ اللہ سے بھی سماع حدیث اور انکے سامنے قراءت کا شرف حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلك.

عصری شہادات	:	❁ میٹرک: 1966ء ❁ ایف، اے: 1972ء ❁ فاضل عربی: 1973ء
تدریسی خدمات	:	الجامعۃ السّلفیہ، فیصل آباد، 1981ء سے 1985ء تک، ان میں ابتدائی دو سال بطور مبعوث از جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ
اعمال اداریہ	:	مدیر الامتحانات، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، 1990ء سے 1999ء تک

مدیر التعلیم وعمید کلیۃ الحدیث الشریف، بجامعۃ ابی بکر الاسلامیہ 2000ء

علمی خدمات : ❁ ''الامام ثناء اللہ الامرتسری، حیاتہ وخدماتہ'' کلیۃ الحدیث الشریف مدینہ منورہ میں آخری سال کا مقالہ

❁ ''جائز اور ناجائز تبرک'' ترجمہ: التبرك المشروع وغير المشروع، د/ علی بن نفیع العلیانی.

❁ ''علوم الحدیث'' ترجمہ: علوم الحدیث، الشیخ محمد علی قطب.

❁ ''تیسیر اصول حدیث'' ترجمہ: تیسیر مصطلح الحدیث، د/ محمود الطحان ﷾.

❁ ''حج نبوی کا آنکھوں دیکھا حال'' ترجمہ: کیف حج رسول اللہ ﷺ، ابو تراب الظاهری.

❁ ''فضائل اعمال'' ترجمہ: کفایة التعبد و تحفة التزهد، حافظ عبدالعظیم منذری ؒ

❁ تہذیب وتلخیص ''الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ'' نواب صدیق حسن خان ؒ

❁ ''اسلام کا نظام طلاق'' ترجمہ: نظام الطلاق فی الاسلام، علامہ احمد شاکر ؒ

❁ ''تبویب احادیث بلوغ المرام'' یعنی احادیث کی ذیلی عنوان بندی

❁ ''سنن ابوداود۔ ترجمہ وفوائد'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ والحمد للہ علی ذلك

مقدمہ

قرآن کریم اور حدیث رسول دونوں شریعت کے بنیادی مآخذ اور حجت ہیں

اَدِلَّۂ شرعیہ اور مصادرِ شریعت کے تذکرے میں قرآنِ کریم کے بعد حدیثِ رسول کا نمبر آتا ہے' یعنی قرآنِ کریم کے بعد شریعتِ اسلامیہ کا یہ دوسرا ماخذ ہے۔ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ ان تینوں قسم کے علومِ نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت۔

خبر : ویسے تو ہر واقعے کی اطلاع اور حکایت کو خبر کہا جاتا ہے' مگر نبی ﷺ کے ارشادات کے لیے بھی ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اس کا استعمال کیا ہے اور اس وقت یہ لفظ حدیث کے مترادف اور اخبار الرسول کے ہم معنی ہوگا۔

اثر : کسی چیز کے بقیہ اور نشان کو اثر کہتے ہیں' اور نقل کو بھی اثر کہا جاتا ہے۔ اسی لیے صحابہ وتابعین سے منقول مسائل کو آثار کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آثار کا لفظ مطلقاً بولا جائے گا تو اس سے مراد آثارِ صحابہ ہی ہوں گے۔ لیکن جب اس کی اضافت 'الرسول' کی طرف ہوگی یعنی ''آثار الرسول'' کہا جائے گا تو اخبار الرسول کی طرح آثار الرسول بھی احادیث الرسول ہی کے ہم معنی ہوگا۔

حدیث : اس کے معنی گفتگو کے ہیں اور اس سے مراد وہ گفتگو اور ارشادات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے۔

سنت : عادت اور طریقے کو سنت کہتے ہیں اور اس سے مراد عادات واطوارِ رسول ﷺ ہیں' اس لیے جب سنت نبوی یا سنت رسول کہیں گے تو اس سے مراد نبی ﷺ ہی کے عادات واطوار ہوں گے۔

اوّل الذکر دو لفظوں (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علوم نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے کہ سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اعمال و عادات ہیں اور حدیث سے مراد اقوال۔ اور بعض لوگوں نے اس سے بھی تجاوز کر کے یہ کہا کہ آپ کے اعمال و عادات عرب کے ماحول کی پیداوار تھیں اس لیے ان کا اتباع ضروری نہیں' صرف آپ کے اقوال قابل اتباع ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے اس کے برعکس یہ کہا کہ آپ کے اقوال پر عمل ضروری نہیں' جسے وہ حدیث سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم آپ کے اعمالِ مستمرّہ (دائمی اعمال) قابل عمل ہیں' اسے وہ سنت کہتے ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔ محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح سنت سے صرف عادات واطوار مراد لے کر ان کی شرعی حجیت سے انکار بھی غلط ہے اور انکارِ حدیث کا ایک چور دروازہ۔ اور اسی طرح صرف اعمال مستمرہ کو قابل عمل کہنا' احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار ہے اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی۔

بہرحال حدیث اور سنت' رسول اللہ ﷺ کے اقوال' افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ' شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ چنانچہ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[اِعْلَمْ أَنَّهُ قَدِ اتَّفَقَ مَنْ يُعْتَدُّ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى اَنَّ السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ مُسْتَقِلَّةٌ بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ وَ أَنَّهَا كَالْقُرْآنِ فِي تَحْلِيلِ الْحَلَالِ وَ تَحْرِيمِ الْحَرَامِ] (ارشاد الفحول' ص:۳۳)

''معلوم ہونا چاہیے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریع احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔''

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

[اِنَّ ثُبُوتَ حُجِّيَّةِ السُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ وَاسْتِقْلَالَهَا بِتَشْرِيعِ الْأَحْكَامِ ضَرُورَةٌ دِينِيَّةٌ وَلَا تُخَالِفُ فِي ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ لَّا حَظَّ لَهُ فِي دِينِ الْاِسْلَامِ] (حوالہ مذکور)

''سنت مطہرہ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور

اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔“

سنت کا مستقل حجتِ شرعی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لیے قابل اطاعت ہے چاہے اس کی صراحت قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ آپ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آ گئی ہے جیسا کہ گمراہ فرقوں نے کہا ہے اور اس کے لیے ایک حدیث بھی گھڑ لی کہ ”میری بات کو قرآن پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کر دو۔“① بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ہر فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ صحیح سند سے ثابت ہو۔

اس لیے کسی بھی حدیثِ رسول کو ظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا اہل اسلام کا شیوہ نہیں۔ یہ طریقہ صرف اہل زیغ اور اہل اہواء کا ہے جنہوں نے موافقتِ قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیثِ رسول کو ٹھکرا دیا۔ چنانچہ امام ابن عبدالبر (المتوفی ۴۶۳ ہجری) لکھتے ہیں:

[وَقَدْ اَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِطَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِهِ أَمْرًا مُّطْلَقًا مُجْمَلًا وَلَمْ يُقَيِّدْ بِشَيْءٍ وَلَمْ يَقُلْ مَا وَافَقَ كِتَابَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الزَّيْغِ] (جامع بیان العلم و فضلہ: ۱۹۰/۲)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کا مطلقاً حکم فرمایا ہے اور اسے کسی چیز سے مقیّد (مشروط) نہیں کیا ہے اور اللہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ نبی ﷺ کی بات تم اس وقت مانو جب وہ اللہ کی کتاب کے موافق ہو جس طرح کہ بعض اہل زیغ کہتے ہیں۔“

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[اِنَّ قَوْلَ مَنْ قَالَ: تُعْرَضُ السُّنَّةُ عَلَى الْقُرْآنِ فَاِنْ وَافَقَتْ ظَاهِرَهُ وَ اِلَّا اسْتَعْمَلْنَا ظَاهِرَ الْقُرْآنِ وَ تَرَكْنَا الْحَدِيْثَ، جَهْلٌ] (اختلاف الحدیث فی ھامش کتاب ”الام“ ۲۵/۷، دارالشروق، بیروت)

یعنی ”قبولیتِ حدیث کو موافقتِ قرآن سے مشروط کرنا جہالت (قرآن و حدیث سے بے خبری) ہے۔“

اور امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالسُّنَّةُ مَعَ الْقُرْآنِ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ:

---

① امام شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ: اِنَّهُ مَوْضُوْعٌ وَ ضَعَتْهُ الزَّنَادِقَةُ (ارشاد الفحول، ص: ۳۳) ”امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ قرآن پر حدیث کو پیش کرنے والی روایت موضوع ہے جسے بے دینوں نے گھڑا ہے۔“

اَحَدُهَا: اَنْ تَكُوْنَ مُوَافِقَةً لَهُ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، فَيَكُوْنُ تَوَارُدُ الْقُرْآنِ وَ السُّنَّةِ عَلَى الْحُكْمِ الْوَاحِدِ مِنْ بَابِ تَوَارُدِ الْاَدِلَّةِ وَتَظَافُرِهَا۔ اَلثَّانِي: اَنْ تَكُوْنَ بَيَانًا لِمَا أُرِيْدَ بِالْقُرْآنِ وَتَفْسِيْرًا لَّهُ۔ اَلثَّالِثُ: اَنْ تَكُوْنَ مُوْجِبَةً لِّحُكْمٍ سَكَتَ الْقُرْآنُ عَنْ اِيْجَابِهِ اَوْ مُحَرِّمَةً لِّمَا سَكَتَ عَنْ تَحْرِيْمِهِ، وَلَا تَخْرُجُ عَنْ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ، فَلَا تُعَارِضُ الْقُرْآنَ بِوَجْهٍ مَّا۔ فَمَا كَانَ مِنْهَا زَائِدًا عَلَى الْقُرْآنِ فَهُوَ تَشْرِيْعٌ مُّبْتَدَأٌ مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ تَجِبُ طَاعَتُهُ فِيْهِ، وَلَا تَحِلُّ مَعْصِيَتُهُ، وَلَيْسَ هٰذَا تَقْدِيْمًا لَّهَا عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ بَلِ امْتِثَالٌ لِّمَا اَمَرَاللّٰهُ بِهِ مِنْ طَاعَةِ رَسُوْلِهِ وَلَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُطَاعُ فِيْ هٰذَا الْقِسْمِ لَمْ يَكُنْ لِطَاعَتِهِ مَعْنًى، وَ سَقَطَتْ طَاعَتُهُ الْمُخْتَصَّةُ بِهِ وَاِنَّهُ اِذَا لَمْ تَجِبْ طَاعَتُهُ اِلَّا فِيْمَا وَافَقَ الْقُرْآنَ، لَا فِيْمَا زَادَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ لَّهُ طَاعَةٌ خَاصَّةٌ تَخْتَصُّ بِهِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء: ٨٠] (اعلام الموقعين، ٢/٣١٤، بتحقيق عبدالرحمٰن الوكيل)

یعنی "حدیثی احکام کی تین صورتیں ہیں:

- ❀ ایک تو وہ جو من کل الوجوہ قرآن کے موافق ہیں۔
- ❀ دوسرے، وہ جو قرآن کی تفسیر اور بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔
- ❀ تیسرے، وہ جن سے کسی چیز کا وجوب یا اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ قرآن میں اس کے وجوب یا حرمت کی صراحت نہیں۔

احادیث کی یہ تینوں قسمیں قرآن سے معارض نہیں ہیں۔ جو حدیثی احکام زائد علی القرآن ہیں، وہ نبی ﷺ کی تشریعی حیثیت کو واضح کرتے ہیں یعنی ان کی تشریع و تقنین (قانون سازی) آپ ﷺ کی طرف سے ہوئی ہے جس میں آپ کی اطاعت واجب اور نافرمانی حرام ہے۔ اور اسے تقدیم علیٰ کتاب اللہ بھی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ اللہ کے اس حکم کی فرماں برداری ہے جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اگر اس (تیسری) قسم میں نبیٔ کریم ﷺ کی اطاعت نہ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ آپ کی اطاعت صرف انہی باتوں میں کی جائے گی جو قرآن کے موافق ہوں گی تو آپ کی اطاعت کا حکم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور آپ کی وہ خاص اطاعت ہی ساقط ہو جاتی ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾۔"

حدیث کی اس تیسری قسم (زائد علی القرآن) ہی کی بابت نبی ﷺ نے بھی اپنی امت کو تنبیہی انداز میں فرمایا تھا:

[اَلَا اِنِّي اُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ] (سنن ابی داود' السنة' باب لزوم السنة' حديث : ۴۶۰۴ و مسند احمد :۱۳۱/۴)

''خبردار' مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا ہے اور اس کی مثل (یعنی سنت) بھی۔''

اور آپ کا یہی وہ منصب ہے جو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

''اے پیغمبر! ہم نے آپ کی طرف قرآن اس لیے اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو اس کی تشریح و تبیین کر کے بتلائیں۔''

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس منصب کے مطابق توضیح و تشریح کی اور اس کے اجمالات کی تفصیل بیان فرمائی' جیسے نماز کی تعداد اور رکعات' اس کے اوقات اور نماز کی وضع و ہیئت' زکوۃ کا نصاب' اس کی شرح' اس کی ادائیگی کا وقت اور دیگر تفصیلات۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اجمالات کی یہ تفسیر و توضیحِ نبوی امت مسلمہ میں حجت سمجھی گئی اور قرآن کریم کی طرح اسے واجب الاطاعت تسلیم کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز و زکوۃ کی یہ شکلیں عہد نبوی سے آج تک مسلّم و متواتر چلی آ رہی ہیں۔ اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل و تفسیر جس طرح نبی ﷺ کا منصب ہے' بالکل اسی طرح عموماتِ قرآنی کی تخصیص اور اطلاقات (مطلق) کی تقیید بھی تبیینِ قرآنی کا ایک حصہ ہے اور قرآن کے عموم و اطلاق کی آپ نے تخصیص و تقیید بھی فرمائی ہے۔ اور اسے بھی امت مسلمہ نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے' اسے زائد علی القرآن کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا' جیسا کہ آج کل بعض گمراہ اذہان اس طرح کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حدیث رسول کے متعلق معاندین کا تعجب انگیز رویہ

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا' لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ کن عقائد کا اثبات تھا' اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی' اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور معجزاتِ قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔ نیچر پرستوں کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ''تحقیقات نادرہ'' سے متاثر' ساحرانِ مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاہدِ تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظّم طریقے سے قومِ رسولِ ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے

محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیب جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ چنانچہ مغربی نو مسلم فاضل علامہ محمد اسد مرحوم لکھتے ہیں:

''آج جب کہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر و نفوذ بہت بڑھ چکا ہے ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویے میں' جن کو ''روشن خیال مسلمان'' کہا جاتا ہے' ایک اور سبب پاتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے۔ پھر موجودہ مسلمان نسل اس کے لیے تیار ہے کہ ہر مغربی چیز کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور باہر سے آنے والے ہر تمدن کی اس لیے پرستش کرے کہ وہ باہر سے آیا ہے اور طاقتور اور چمک دار ہے۔ مادی اعتبار سے یہ افرنگ پرستی ہی اس بات کا سب سے بڑا سبب ہے کہ آج احادیث رسول اللہ ﷺ اور سنت کا پورا نظام رواج نہیں پا رہا ہے۔ سنت نبوی ان تمام سیاسی افکار کی کھلی اور سخت تردید کرتی ہے جن پر مغربی تمدن کی عمارت کھڑی ہے۔

اس لیے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو مغربی تہذیب و تمدن خیرہ کر چکا ہے' وہ اس مشکل سے اپنے کو اس طرح نکالتے ہیں کہ حدیث و سنت کا بالکلیہ یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنت نبوی کا اتباع مسلمانوں پر ضروری نہیں' کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں اور اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب و تمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔'' (اسلام ایٹ دی کراس روڈز' بحوالہ ''اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار'' ص:۴۲' طبع ہند' لکھنؤ)

یہی علامہ محمد اسد' سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سنت نبوی ﷺ ہی وہ آہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہو گا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے جس طرح کاغذ کا گھروندا۔''

''یہ اعلیٰ مقام جو اسلام کو اس حیثیت سے حاصل ہے کہ وہ ایک اخلاقی' عملی' انفرادی اور اجتماعی نظام ہے' اس طریقے سے (یعنی حدیث اور اتباعِ سنت کی ضرورت کے انکار سے) ٹوٹ کر اور بکھر کر رہ جائے گا۔'' (حوالہ مذکور)

ایسے مدعیانِ اسلام کی بابت' جو اتباعِ رسول سے گریزاں اور حجیت احادیث کے منکر ہیں' علامہ فرماتے ہیں:
''ایسے لوگوں کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی محل میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس کنجی کو استعمال کرنا نہیں چاہتا جس کے بغیر دروازے کا کھلنا ممکن ہی نہیں۔''
(اسلام ایٹ دی کراس روڈز' بحوالہ ''معارف'' اعظم گڑھ' دسمبر ۱۹۳۴ء' ص:۴۲۱)

چند قابل غور وفکر پہلو

1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۹/۳) ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْآخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ﴾ (آل عمران:۸۵/۳) اس دین کو اللہ تعالیٰ نے یا اللہ کے رسول نے ''مذاہب'' میں تقسیم نہیں فرمایا' بلکہ اس ایک دین ہی کو مل کر مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا اور جدا جدا ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران:۱۰۳/۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اعلان کروایا۔ ﴿وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ﴾ (الانعام:۱۵۳/۶) ''یہ میرا سیدھا راستہ ہے' تم اِسی کی پیروی کرو' اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو' وہ تمھیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔''

2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تفرّق سے روکا ہے' جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اِس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہوسکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل ونقل کے اعتبار سے متعدد راستے بہ یک وقت کس طرح ''حق'' ہوسکتے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس:۳۲/۱۰) ''حق ایک ہی ہے' باقی سب گمراہی۔''

3- یہ دین اسلام یا صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:
[تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ' لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا' کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہٖ] (موطأ امام

مالك، كتاب القدر، حديث:٣)

''میں تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، تم جب تک اِن دونوں کو تھامے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری، اس کے نبی کی سنت۔''

4- یہ دین، سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ لیکن چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ﴾ (الحجر:٩/١٥)

''ہم ہی نے اس ''الذکر'' کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے، جو محفوظ ہے، اِس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو سکے گا۔ اور چونکہ حدیثِ رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے مفہوم میں حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے۔ چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اِس لیے اس دین کے مآخذ صرف اور صرف قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ ہیں البتہ ان کو سمجھنے کے لیے صحابۂ کرام کے منہج اور سلف صالحین کی تعبیر وتشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمۂ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرفِ آخر ہے، بلکہ اس کے برعکس انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اِسی لیے انہوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح حدیث آ جائے، تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی، اس لیے انہوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی، اگر انہیں یہ حدیث مل جاتی، تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع وتدوین اور ان کی جانچ پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا، چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے، اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ مأجور ہی ہوں گے۔ لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب ومُدَوَّن ہو جانے کے بعد، حدیث کے مقابلے میں، کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد

کرنے کا کیا جواز ہے؟

6- اِن ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انہیں قابل مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا۔ چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطۂ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزارشات سُننِ اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابو داود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برّصغیر پاک و ہند میں ''صحاح سِتّہ'' کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ''صحیحین'' کہا جاتا ہے۔ ان آخرالذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سُنّت کے ہاں یہ بات مسلّمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں، ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے، اسی لیے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اِن دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون علىٰ ان جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الىٰ مصنفيهما وانه كل من يهوّن امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المؤمنين] (حجة الله البالغة : ۱/۱۳۴ طبع المكتبة السلفية، لاهور)

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے، وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیروکار ہے۔''

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے، انہیں ''صَحِیحَین'' کے ساتھ ملا کر جو ''صحاح سِتّہ'' (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے، اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعاف کا کم ہونا ہے۔ گویا انہیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے، نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح من حیث الکل صحیح ہیں۔ تاہم ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح سے عوام میں یہ تأثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی' جو فنِ نقدِ حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے' کسی حدیث کا سنن اربعہ میں سے کسی کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اُٹھایا جاتا ہے' اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود علماء کی اکثریت کے لیے بھی یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی' نہایت مشکل امر تھا' کیونکہ اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت اقل قلیل ہوتے ہیں۔

یہ صورتِ حال عرصۂ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دَور میں محدثِ عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعیٔ حسنہ کی بدولت تحقیقِ حدیث کا یہ کام' جو مؤلفینِ کتبِ حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا' نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیقِ حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے' اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیقِ حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمتِ حدیث یہ ہے کہ انہوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان پھٹک کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ اِن چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح' ساری کی ساری' صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سُنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے' بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت وضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے فیصلہ کر کے اور دو دو حصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرما دی۔ اب ہر عالم' جو تحقیق حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود روایات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف؟ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ''صحاح ستہ'' کی اصطلاح قابلِ اصلاح ہے' وہ فرماتے تھے کہ بخاری ومسلم کو

صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سننِ اربعہ کہا جائے اور صحاحِ ستہ کی اصطلاح ترک کر دی جائے، تاکہ لوگ سنن اربعہ کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں۔ اور ان سب کو کتب ستہ سے تعبیر کیا جائے۔

* **دار السلام کا جذبۂ خدمتِ حدیث اور اس کے لیے ادارے کا شاندار کردار:** ان تمہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ ''دار السلام'' کے اربابِ بست و کشاد کے جذبۂ خدمتِ حدیث کا ذکر کیا جائے، جن میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد جنرل منیجر دار السلام لاہور اور برادرِ عظیم مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دار السلام الریاض، لاہور، حفظہما اللہ سب سے نمایاں ہیں۔ دار السلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب ستہ کو اردو میں از سرِ نو نئے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے، کیونکہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے تراجم کی زبان کی کہنگی کی وجہ سے ایک نئے ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، تو معاً ان کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیقِ حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیشِ نظر سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے، جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشو ونما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت کٹھن کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی، جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے، لیکن دارلسلام کے پیشِ نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی، بلکہ منہجِ محدثین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی، اس لیے انہوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الٰہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں، لیکن ہم سنن اربعہ کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب ستہ کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں، وہاں سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی (حضرو، اٹک) حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق، خدمتِ حدیث کے جذبے سے بہرہ ور، تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علومِ حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے ممیّز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی۔ چنانچہ دار السلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سننِ اربعہ کی مکمل تحقیق و تخریج کی ہے، جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہو گی۔ کتب

ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دارالسلام کی طرف سے ان شاء اللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق و تخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے یعنی وہ حدیث کتب ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے؟ بعض جگہ حسب ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے، تو مختصراً وجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، مثلاً اس میں فلاں راوی مُدلّس ہے اور اس نے اسے عَنْ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، اِلّا یہ کہ تحدیث کی صراحت مل جائے، یا مثلاً اس میں فلاں راوی ضعیف ہے، یا آخر عمر میں وہ سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

یہ سارا فیصلہ شیخ موصوف نے مکمل طور پر اپنی تحقیق کی بنیاد پر کیا ہے جس میں محنت کے علاوہ امانت و دیانت بھی شامل ہے اور محدثانہ تنقیح و تحقیق میں یہی دو بنیادی عنصر ہوتے ہیں، جگر کاوی و محنت اور امانت و دیانت۔ ایک محدث کے اپنے کوئی ذہنی تحفظات ہوتے ہیں، نہ کوئی فقہی مسلک اور نہ کسی قسم کا حزبی تعصب۔ مدارسِ دینیہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر رونق افروز علمائے کرام کو بھی یہی زیبا ہے کہ وہ ہر قسم کے ذہنی تحفظات یا حزبی تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر محدثانہ شان سے اور علمی امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سنت مطہرہ کی خدمت فرمائیں۔

قارئین کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دارالسلام کی مطبوعہ کتبِ ستہ (حدیث کی چھ کتابیں، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم) گزریں گی، ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیتوں کو خالص کر لیں، یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبیٔ کریم ﷺ کی ایک ایک حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینا ہے۔

دوسرے، اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں، یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ''اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا'' لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس و شعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں، اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیر اثر

آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے' اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلبِ صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل وفہم سے نوازا ہے' اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں' ہماری استدعاء ہے کہ اپنی آخرت کے سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب ووسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں' بلکہ آپ اپنی محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے جو عارضی' فانی اور چند روزہ ہے اس کے لیے تو آپ شب وروز مصروف رہیں' زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں' اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں' آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں لیکن آخرت کی زندگی' جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں' اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل وفہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انہی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل وانصاف نہیں ہے' اللہ کی دی ہوئی نعمتِ عقل وفہم کا صحیح استعمال نہیں ہے' یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل اولاد کو بھی اس خسرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

* **ہمارا طرزِ عمل اور عنداللہ بازپرس کا احساس:** جہاں تک ہمارا تعلق ہے' ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمدللہ ہم اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت وضُعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے' اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے' بلکہ پوری امانت ودیانت سے نقد وتحقیق کے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انہی مسائل کا اثبات یا ان کی اَرجَحِیَّت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیثِ صحیحہ کا اقتضاء ہے۔ احادیث کو توڑ مروڑ کر ان کی دُور از کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا' یا بلادلیل کسی حدیث کو ناسخ یا منسوخ قرار دینا' یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل و تلبیس اور کتمانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئین کرام کو بھی پورے اعتماد

اوراذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارادامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔ محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے' معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہوسکتی ہے' فہم واستنباط میں ہم سے غلطی ہوسکتی ہے (اوران پر متنبہ کرنے والوں کے ہم ممنون ہوں گے اوران شاءاللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمدللہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے' مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے' کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلىٰ مَا نَقُوْلُ وَ كِيْلٌ.

چند باتیں تصحیح وطباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سننِ اربعہ کے ترجمہ وفوائد' تصحیح ونظرثانی اوراشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دارالسلام نے کتبِ ستہ کے اُردو ترجمے کا پروگرام بنایا' تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کوایک ایک کتاب کے ترجمہ وفوائد کا کام دے دیا گیا' چنانچہ انہوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ وفوائد کا کام ابھی جاری ہے' اس کی تکمیل اب تک بہ وجوہ نہیں ہوسکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ وتحشیہ کا کام بھی ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ' ترجمہ ومتن کا مقابلہ' فوائد وتراجم میں ترمیم واصلاح اوراضافہ اور پھر پروف ریڈنگ' علاوہ ازیں سننِ اربعہ کی حد تک تحقیق وتخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت وضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ' اوراس طرح کے دیگر بہت سے امور' جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں' لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں' بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو' بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کوفراہم کرنا ہو' جیسا کہ دارالسلام کا نصب العین (Motto) ہے' تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

دارالسلام کا یہ عظیم منصوبہ بھی انہی کٹھن مراحل سے گزرا ہے اور ابھی گزر رہا ہے اوراس کی تفصیل بہت لمبی بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا عبدالمالک مجاہد اور حافظ عبدالعظیم اسد حفظہما اللہ کو کہ ان دونوں حضرات نے کمال صبر وضبط کا ثبوت دیا اور مالی تعاون میں بھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ ان کے مثالی تعاون اور

کتاب وسنت کی اشاعت کے جذبۂ بے پایاں سے اب اس منصوبے کی تکمیل کا سروسامان بہم ہونے لگا ہے۔اور سننِ اربعہ میں سے ایک کتاب سنن ابوداود تمام مراحل سے گزر کر قارئینِ کرام کے ہاتھوں میں ہے۔

ہم اس توفیق الٰہی پر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا' اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ پانچوں کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرما دے۔قارئینِ کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

چنانچہ ارشاد نبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ] (ترمذی' حدیث:۱۹۵۵) ''جس نے لوگوں کا شکرادا نہیں کیا' اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔'' کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر وضبط اور ایثار وقربانی کا یہ عظیم مظاہرہ نہ کرتے جو انہوں نے اِس عظیم منصوبے کے لیے کیا ہے' تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهِمَا وَ جُهُوْدِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ مَسَا عِيهِمَا' آمین.

- سنن ابو داود کے اس ترجمے میں' شیخ زبیر علی زئی ﷾ کی تخریج وتحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقائے گرامی نے تصحیح وپروف ریڈنگ اور ترمیم واصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔
- پروفیسر محمد یحییٰ صاحب جلالپوری ﷾' جنہوں نے بطور خاص کتاب الزکوۃ' کتاب البیوع' کتاب الاجارۃ' کتاب الاطعمۃ' کتاب الاقضیۃ اور کتاب الطب پر نظر ثانی فرمائی اور نہایت مفید اضافے فرمائے۔
- مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق ﷾ دونوں نے بڑی ذمہ داری اور محنت سے تخریج وتحقیق کی تصحیح وتنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔
- حافظ محمد آصف اقبال اور مولانا ابوعبداللہ محمد عبدالجبار ﷾ دونوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ترجمہ و متن کا مقابلہ کرنے کے علاوہ' بہت سے مفید اضافے بھی کیے اور بڑی جاں فشانی سے تصحیح وپروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔ فجزاهم الله احسن الجزاء.

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسبِ ضرورت اصلاح و ترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی بھی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انہیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا.

حافظ صلاح الدین یوسف
مدیر: شعبۂ تحقیق و تالیف و ترجمہ
دارالسلام، 36/B لوئر مال، لاہور
۱۴۰/۱۲۴ شاداب کالونی، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

شعبان ١٤٢٦ھ - ستمبر 2005ء

مقدمة التحقيق

سنن ابوداود تحقیق وتخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، أَمَّابَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَالْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ''سنن اربعہ'' (سنن ابوداود، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق وتخریج کی توفیق بخشی، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ۔ سنن اربعہ میں سے سنن ابوداود کو اوّلین حیثیت حاصل ہے۔ اس پر عربی تعلیق وتحقیق ''نَيْلُ الْمَقْصُوْدِ فِي التَّعْلِيْقِ عَلٰى سُنَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ'' کی تکمیل کے بعد میں نے ''تَلْخِيْصُ نَيْلِ الْمَقْصُوْدِ'' کے نام سے اس کا خلاصہ تحقیق وتخریج مع فوائد لکھا۔ یہی خلاصہ مترجم ابوداود میں ''تخریج'' کے عنوان سے شامل ہے۔ [تَلْخِيْصُ نَيْلِ الْمَقْصُوْدِ] میں راقم الحروف کے منہج وعمل کو جاننے کیلئے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

- سنن ابوداود میں دو طرح کی حدیثیں ہیں:

(ا) جو صحیحین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

(ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تمام (مرفوع مُسند) روایات صحیح ہیں، جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت وضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۱- إسناده حسن اور حدیث نمبر: ۳- إسناده ضعيف۔

- جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے' وہاں وجہِ ضعف بھی مختصراً بیان کر دی ہے' مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: 3 کی سند [حدثنا موسى بن اسماعيل حدثنا حماد حدثنا أبو التياح حدثني شيخ قال : لما قدم عبدالله بن عباس البصرة] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا ہے: [شيخ لم اعرفه] "شیخ راوی کو میں نے نہیں پہچانا۔"
- جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تحسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے' دیکھیے حدیث نمبر: ۱ [إسناده حسن...... وقال الترمذي : حسن صحيح وصححه ابن خزيمة' حديث: ۵۰' والحاكم: ۱/۱۴۰' على شرط مسلم ووافقه الذهبي]
- سنن ابوداود کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے' مثلاً: حدیث نمبر: ۵۸ واخرجه مسلم' حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (حدیث: ۱۷۰۶) میں بھی موجود ہے۔ کئی مقامات پر صحیحین کے ساتھ سنن اربعہ کے حوالے بھی دیے گئے ہیں' مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۷' أخرجه مسلم...... و رواه الترمذي' ح:۱۶' والنسائي' ح: ۴۱' وابن ماجه' ح:۳۱۶۔ اور دیکھیے حدیث نمبر: ۹' أخرجه البخاري...... و مسلم...... و رواه الترمذي' ح:۸' والنسائي' ح :۲۰-۲۲ وابن ماجه' ح: ۳۱۸۔
- اخرجه البخاري' واخرجه مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت من وعن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصراً یا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے' الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہو سکتا ہے۔
- اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے' لہٰذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے۔ مثلاً دیکھیے حدیث نمبر: ۴' اخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد... والبخاري من حديث عبدالعزيز بن صهيب) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ
|
عبدالعزیز بن صہیب

حماد بن زید — عبدالوارث

امام بخاری — امام مسلم — امام ابوداود
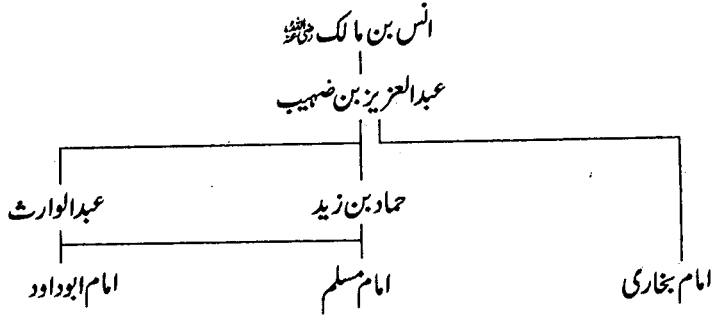
سندِ مذکور میں امام مسلم' امام ابوداود کے زیادہ قریب ہیں' لہٰذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

❁ بعض فوائد حدیثیہ' مثلاً تصریحِ سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاحِ ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں' دیکھیے حدیث نمبر:۱۸' زكريا بن أبي زائدة' صرح بالسماع عند أحمد : ۲۷۸/۲۔

❁ امام ابوداود جن راویوں سے روایات لائے ہیں اگر ان کی مطبوع کتاب میں وہ روایت ملی ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے۔ یعنی سنن ابوداود کے مصادر کی تخریج کا بھی التزام کیا ہے' مثلاً دیکھیے حدیث نمبر:۱۲: حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك وهو في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى الليثي) ۱۹۳/۱' ۱۹۴۔

❁ سنن ابوداود کی جو روایتیں حدیث کی کتابوں میں امام ابوداود کی سند سے موجود ہیں ان کی تخریج "نیل المقصود" میں کر دی گئی ہے اور "تلخيص نيل المقصود" میں عندالضرورت ان روایات کا حوالہ دیا ہے' مثلاً دیکھیے حدیث نمبر:۱۱ أخرجه البيهقي (۹۲/۱) من حديث أبي داود به۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ نسخوں کا اختلاف اور سند یا متن کی بعض اغلاط کی تصحیح ہو جاتی ہے۔

❁ مدلسین کے بارے میں دو باتیں مدنظر رہیں:

(ا) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے' مثلاً: امام بخاری' امام مسلم' ابوقلابہ الجرمی' مکحول الشامی' زید بن اسلم' جبیر بن نفیر' حماد بن اسامہ وغیرہم' یہ تمام ائمہ ورُوات طبقۂ اولیٰ کے ہیں۔ ان کی مُعنعَن (عَنْ کے لفظ سے بیان کردہ) روایات' بغیر کسی قرینۂ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(ب) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے' مثلاً: قتادہ' اعمش' سفیان ثوری' ابواسحاق السبیعی وغیرہم' ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت' عدم سماع و عدمِ متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں:[لَانَقبَلُ مِنْ مُّدَلِّسٍ حَدِيْثًا حَتّٰى يَقُوْلَ فِيْهِ حَدَّثَنِيْ أَوْسَمِعْتُ] (كتاب الرسالة' ص: ۳۸۰) یعنی ''ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حَدَّثَنِی کے الفاظ ہوں' یا تصریحِ سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔'' تدلیس کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہی راجح ہے۔

بعض علماء سفیان ثوری' سفیان بن عیینہ' اعمش وغیرہم کی معنعن روایات کو صحیح اور حسن بصری' ابوالزبیر و ابواسحاق وغیرہم کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منہج صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دوٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ''التأسیس فی مسئلة التدلیس۔''

❁ جس راوی کی توثیق وتضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدمِ تطبیق اور عدمِ جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔

❁ اسماء الرجال کے متساہل ماہرین' مثلاً: امام ترمذی' ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرد الواحد ہے' تو ایسے راوی کو مستور ومجہول قرار دیا ہے' اگر توثیق کرنے والے دو ہیں' مثلاً: امام ترمذی وابن حبان' تو موثق راوی کو حسن الحدیث وصدوق قرار دیا ہے۔

تنبیہ: بعض علماء امام عجلی کو متساہل سمجھتے ہیں' راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام عجلی عام محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

❁ روایت کی تصحیح وتحسین اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے' مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب الرایة: ۴۹/۱ و ۲۶۴/۳' ۲۶۴ و السلسلة الصحيحة: ۱۶/۷ حديث: ۳۰۰۷- ایسے راوی کو مجہول یا مستور قرار دینا غلط ہے۔

❁ تصحیح حدیث وتحسین میں شواہد ومتابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے' لہٰذا بعض روایات کو شواہد ومتابعات کے ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔

❁ ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس تحقیق

وتخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ !

- راویوں پر جرح وتعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق کرکے اعدل الاقوال اور راجح قول لکھا ہے اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابو طاہر حافظ زبیر علی زئی

مارچ 2005ء

حالات زندگی امام ابوداود رحمہ اللہ

* نام ونسب: ابوداود سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شدّاد بن عمرو بن عمران۔ یمن کے معروف قبیلۂ ازد کی نسبت سے ازدی اور علاقہ سیستان یا بجستان کی طرف نسبت سے بجستانی یا سجزی کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انؒ کے جداعلیٰ عمران جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی میں قتل ہوئے تھے۔ واللہ اعلم.

* ولادت ونشو ونما: ۲۰۲ ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو معروف اسلامی انداز و اطوار سے آپ کی تعلیم وتربیت کا مرحلہ طے ہوا۔ اور بقول' ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات' آپ ذہانت وفطانت کی وہبی صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ پہلے اپنے علاقے کے علماء واساتذہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد کامل طور پر علم حدیث کی طرف راغب ہو گئے اور علمی مراکز کا رخ کیا۔ عراق' جزیرہ' شام' مصر اور حجاز وغیرہ جہاں بھی علمائے حدیث اور مشائخ کے متعلق سنا' ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا دامن علم زیادہ سے زیادہ بھرنے کی کوشش کی۔ اور اس مسافرت میں ہر ہر علاقے کی تہذیب وثقافت سے بھی خوب آگاہ ہوئے۔

* اساتذہ کرام: امام صاحب نے وقت کے عظیم ترین اساطین علم سے استفادہ کیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ "سنن ابوداود" وغیرہ میں آپ کے معروف اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبل' یحییٰ بن معین' عثمان بن ابی شیبہ' اسحاق بن راہویہ' ابوالولید طیالسی' قتیبہ بن سعید اور مسدّد بن مسرہد وغیرہ رحمہم اللہ کے عظیم الشان نام بہت نمایاں ہیں۔ اور یہ سب امام ابوداود رحمہ اللہ کی سربلندی اور علمی عظمت ووقار کی شاندار سند ہیں۔

* تلامذہ: حصول علم کے بعد آپ عنفوان شباب ہی میں مسند تدریس پر فائز ہو گئے اور ساتھ ساتھ انتخاب احادیث اور تالیف کا عمل بھی شروع کر دیا۔ آپ طرسوس میں تقریباً بیس سال رہے اور وہاں آپ اپنی یہ عظیم کتاب "السنن" ترتیب دے چکے تھے۔ ایک زمانہ نے آپ سے احادیث رسول کا درس لیا۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے ائمہ کے نام آتے ہیں۔ آپ کے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بھی آپ سے ایک حدیث لی تھی اور اس پر آپ بہت فخر کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام ترمذی' نسائی' ابوعوانہ' اسفرائینی' زکریا ساجی' ابوبشر محمد

بن احمد دولابی' محمد بن نصر مروزی آپ کے وہ معروف شاگرد ہیں جو امت کے امام کہلائے ہیں اور اصحاب تصانیف بھی ہیں۔

* **سنن ابوداود کے راوی:** ان کے علاوہ وہ حضرات جو سنن ابوداود کے راوی ہونے کی شہرت رکھتے ہیں' آپ کے خاص معروف شاگرد ہیں۔ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۞ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی ۞ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق بن داسہ التمار ۞ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد الاعرابی ۞ابوالحسن علی بن الحسن بن عبد انصاری ۞ابواسامہ محمد بن عبدالملک الرؤاسی ۞ابوسالم محمد بن سعید الجلودی اور ۞ابوعمرو احمد بن علی بن حسن البصری رحمہم اللہ

* **امام صاحب کا علمی وقار و مرتبہ:** درج ذیل واقعہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی جلالت علمی اور اس دور کے علمی حلقات میں آپ کی اہمیت کی بہترین دلیل ہے۔ ہوا یہ کہ ۲۵۷ ہجری میں بصرہ میں کچھ ہنگامے پھوٹ پڑے اور ان کا اثر یہ ہوا کہ بصرہ باوجودیکہ ایک پُر رونق تجارتی منڈی اور شاندار علاقہ تھا لوگوں نے وہاں سے کوچ کرنا شروع کر دیا۔ شہر اور منڈی اجڑنے لگی تو اس بڑھتی ہوئی ویرانی کو روکنے کے لیے وہاں کے امیر ابواحمد الموفق نے امام ابوداود رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد میں خصوصی ملاقات کی اور درخواست کی کہ آپ بصرہ تشریف لے چلیں اور اسے ہی اپنا وطن بنالیں تاکہ آپ کی وجہ سے طلبہ اور علماء اس شہر کا رخ کریں اور اس علاقہ کی آبادی کا سامان ہو جائے۔ چنانچہ امام صاحب نے امیر بصرہ کی یہ درخواست قبول کر لی اور آپ نے بصرہ کو اپنا مرکز دعوت و تدریس بنالیا تو اس کی رونقیں واپس آنے لگیں۔ یہ واقعہ دلیل ہے کہ بھلے وقتوں میں عوام و امراء اپنے علماء کو اپنے شہروں کی زینت سمجھتے تھے اور ان کا وجود اپنے لیے باعث عزت و برکت گردانتے تھے۔

ایک بار جناب سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ امام صاحب کی زیارت کے لیے آئے۔ آپ نے ان کا بھرپور استقبال کیا اور ان کو عزت و احترام سے نوازا۔ انہوں نے عرض کیا' حضرت الامام! میں آپ کی خدمت میں ایک اہم کام سے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا' فرمایئے؟ کہا کہ پہلے وعدہ فرمائیں کہ حتی الامکان ضرور کریں گے۔ آپ نے وعدہ فرمالیا کہ جہاں تک ہو سکا میں آپ کا کام ضرور کروں گا۔ تو جناب سہل رحمہ اللہ نے عرض کیا حضرت! میں آپ کی اس مبارک زبان کا بوسہ لینا چاہتا ہوں' جس سے آپ احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اپنی زبان باہر نکالی اور انہوں نے اس کا بوسہ لیا۔

۞ امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے کہا: امام ابوداود رحمہ اللہ کے لیے حدیث ایسے ہی نرم کر دی گئی تھی جیسے کہ سیدنا داود علیہ السلام

کے لیے لوہا۔

❁ جناب موسیٰ بن ہارون رحمہ اللہ نے کہا: امام ابوداود دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا۔

❁ جناب احمد بن محمد بن یٰسین ہروی کہتے ہیں: امام ابوداود اسلام کے ممتاز ترین حفاظ میں سے تھے۔ انہیں علم حدیث اور اس کی اسانید و علل پر کامل عبور حاصل تھا' عبادت' عفت اور اصلاح و تقویٰ میں ان کا درجہ بہت بلند تھا۔ آپ فن حدیث کے ماہر ترین محدثین میں سے تھے۔

❁ امام ابوحاتم بن حبان کا قول ہے: امام ابوداود اپنے علم' تفقہ' حفظ' عبادت' ورع و تقویٰ اور پختگی علم میں یگانۂ روزگار تھے' انہوں نے احادیث جمع کیں' کتب تصانیف کیں اور سنت رسول کا کامل دفاع کیا۔

❁ امام ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں: وہ ممتاز ائمہ جنہوں نے احادیث کی تخریج کی اور صحیح و خطا میں امتیاز کیا چار ہیں: امام بخاری' امام مسلم' اور ان کے بعد امام ابوداود اور نسائی رحمہم اللہ۔

الغرض اس قسم کے دسیوں اقوال ائمۂ وقت نے حضرت الامام ابوداود رحمہ اللہ کی مدح و ثنا میں بیان کیے ہیں۔

* **اقوال حکمت:** امام صاحب کے ذکر جمیل میں بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کے کچھ اقوال بھی نقل کیے ہیں جو یقیناً حکمت بھرے ہیں۔ مثلاً:

❁ [اَلشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ حُبُّ الرِّئَاسَةِ] ''سرداری و سربراہی کی خواہش مخفی شہوات میں سے ہے۔''

❁ [خَيْرُ الْكَلَامِ مَادَخَلَ الْأُذُنَ بِدُوْنِ إِذْنٍ] ''بہترین بات وہ ہے جو بلا اجازت ہی کان میں داخل ہو جائے۔''

❁ [مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى لِبَاسٍ دُوْنٍ وَ مَطْعَمٍ دُوْنٍ أَرَاحَ جَسَدَهُ] ''جس نے کمتر سادہ لباس اور کمتر سادہ کھانے پر قناعت کر لی اس نے اپنے جسم کو بہت راحت دی۔''

اس ضمن میں آپ کا وہ مقولہ بھی بڑا حکمت بھرا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ''سنن'' میں چار ہزار آٹھ سو احادیث جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح' اس کے مشابہ اور اس کے قریب درجہ کی روایات ہیں۔ کسی بھی انسان کی دینداری کے لیے ان میں سے صرف چار حدیثیں کافی ہیں:

① اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

② انسان کے بہترین اسلام کی علامت یہ ہے کہ بے مقصد امور کو چھوڑ دے۔
③ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔
④ حلال واضح ہے اور حرام بھی' اور ان کے درمیان بہت سی چیزیں شبہے والی ہیں۔

✻ اپنی اولاد کے لیے سماع حدیث کا شوق: امام صاحب جہاں امت کے لیے عظیم داعی اور محدث تھے وہاں اپنی اولاد کے لیے بھی یہی شوق رکھتے تھے۔ اور ہر باپ کی طرح چاہتے تھے کہ یہ مراحل جلد از جلد طے ہوں اور وہ سماع حدیث کی فضیلت حاصل کریں۔ یاقوت حموی نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے شیخ احمد بن صالح نوعمر امرد بچوں کو اپنی مجلس میں سماع کی اجازت نہ دیا کرتے تھے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کا ایک صاحبزادہ نوعمر تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح شیخ احمد سے سماع حدیث کا شرف حاصل کرلے۔ تو اس غرض کے لیے آپ نے ایک حیلہ اختیار کیا کہ بچے کے چہرے پر بناوٹی ڈاڑھی لگا دی تاکہ بڑا نظر آئے۔ مگر یہ بات کھل گئی۔ اور پھر دوسرے بڑے بڑے علماء کے سامنے اس بچے کی ذہانت و فطانت واضح بھی ہوگئی مگر شیخ احمد نے مزید سماع کی اجازت نہ دی۔

✻ جرأت و بے باکی: علمائے حق کی ایک صفت یہ رہی ہے کہ وہ حکام وقت سے بالخصوص کسی طرح مرعوب نہ ہوتے تھے اور حق کا اظہار کردیا کرتے تھے۔ امیر بصرہ ابواحمد الموفق نے درخواست کی کہ آپ میرے بچوں کو اپنی ''سنن'' کا درس دیں' مگر مجلس ان کے لیے خاص ہو کیونکہ امراء کے بچے عوام کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ آپ نے پہلی بات تو قبول کی اور دوسری سے انکار کردیا اور فرمایا کہ علم کے معاملے میں عوام و خواص سب برابر ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کی عام مجلس میں آتے تھے مگر درمیان میں پردہ ہوتا تھا۔

✻ وفات: امام ابوداود رحمہ اللہ اپنی زندگی کی تہتر بہاریں دیکھنے کے بعد ۱۵ شوال ۲۷۵ ہجری کو بصرہ میں اپنے رب کے مہمان جا بنے اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ رحمه الله رحمةً واسعة.

✻ امام صاحب کی تصنیفی خدمات: آپ نے علم حدیث کی زبانی اشاعت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ جو قلمی ذخیرہ چھوڑا ہے وہ انتہائی وقیع اور قابل قدر ہے۔ درج ذیل کتب آپ کا علمی ورثہ ہیں:

(١) السنن (٢) مسائل احمد (٣) الناسخ والمنسوخ (٤) اجاباتهٔ عن سؤالات أبی عبید

محمد بن علی بن عثمان الآجرّی (٥) رسالة فی وصف کتاب السنن (٦) کتاب الزهد (٧)تسمية الإخوة الذين روى عنهم الحديث (٨) أسئلة الإمام احمد بن حنبل عن الرواة والثقات (٩) کتاب القدر (١٠) کتاب البعث والنشور (١١) المسائل التی حلف عليها الإمام احمد (١٢) دلائل النبوة (١٣) التفرد فی السنن (١٤) فضائل الأنصار (١٥) مسند مالك (١٦) الدعاء (١٧) ابتداء الوحی (١٨)أخبار الخوارج (١٩) ماتفردبه أهل الأمصار (٢٠) معرفة الإخوة و الأخوات (٢١) الآداب الشرعية۔ [1]

[1] یہ مضمون جناب ڈاکٹر محمد بن لطفی الصباغ ﷾ کے مقالہ "ابو داود' حیاته و سننه" سے ماخوذ ہے۔ یہ رسالہ مکتب اسلامی بیروت سے طبع شدہ ہے۔

سنن ابوداود اور اس کی امتیازی خصوصیات

* **تعریف السنن:** علمائے حدیث کی اصطلاح میں ''السنن'' اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیثِ احکام کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔
* **زمانۂ تالیف:** امام صاحب تقریباً بیس سال تک طرسوس (جنوبی ترکی) میں مقیم رہے۔ غالباً اسی دور میں آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے جلیل القدر شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ امام احمد رحمہ اللہ کی وفات 241 ہجری میں ہوئی ہے۔
* **اقوال ائمہ:** محمد بن مخلد کا کہنا ہے کہ امام ابوداود نے السنن تالیف کی اور لوگوں پر اس کی قراءت کی' تو اہل الحدیث کے ہاں یہ کتاب مصحف کی مانند طلب کی جانے لگی اور اہل زمانہ نے ان کے حفظ وضبط کا اقرار واعتراف کیا۔

❁ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے پاس قرآن مجید کے ساتھ یہ کتاب موجود ہو تو اسے ان کے بعد کسی اور علم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

❁ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ سنن ابوداود وہ عظیم کتاب ہے کہ علم دین میں اس جیسی اور کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی اور اسے لوگوں میں انتہائی مقبولیت حاصل ہوئی ہے' بلکہ علماء وفقہاء کے علمی حلقات میں یہ علامت امتیاز ٹھہری ہے اور ہر طبقے کے علماء اس سے فیض یاب ہیں۔ اہل عراق' مصر' مغرب اور اکثر اسلامی ممالک میں اس کی شہرت مسلّم ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم کا مقام بجا) مگر سنن ابوداود کا بھی اپنی شاندار ترتیب اور فقہی مسائل کے احاطہ کے اعتبار سے ایک خاص مقام ہے۔

❁ اور بقول علامہ سبکی فقہائے کرام سنن ابوداود اور ترمذی کیلئے لفظ "الصحیح" بلا جھجک استعمال کرتے ہیں۔[1]

❁ امام صاحب نے اپنی کتاب کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس کے ترک پر علماء کا اجماع ہو یا بالفاظ دیگر اس میں کسی ایسے راوی کی حدیث نہیں ہے جو متروک الحدیث ہو۔[1]

---

[1] امام صاحب نے اپنی تحقیق کے مطابق اپنی اس رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ واقعتاً ایسا ہی ہو۔ کیونکہ تحقیق ◄◄

❁ حافظ ابوالطاہر السّلفی نے اپنی سند سے حسن بن محمد بن ابراہیم سے ان کا ایک خواب نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ فرماتے تھے کہ جو شخص سنن پر عمل کرنا چاہتا ہے' وہ سنن ابوداود پڑھے۔

٭ احادیث سنن ابوداود باعتبار درجات : امام ذہبی رحمہ اللہ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ سنن ابوداود کی احادیث چھ مراتب پر ہیں:

① سب سے اعلیٰ وہ ہیں جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں روایت کی گئی ہیں اور یہ تقریباً آدھی کتاب کے برابر ہیں۔

② وہ احادیث جو صحیحین میں سے کسی ایک میں ہیں اور دوسری میں نہیں۔

③ وہ احادیث جو ان دونوں نے بیان نہیں کی ہیں مگر سند کے اعتبار سے جیّد (عمدہ) ہیں۔ ان میں کوئی شذوذ اور علّت خفیہ نہیں ہے۔

④ وہ احادیث جن کی اسانید صالح (بہتر) ہیں اور علماء نے انہیں قبول کیا ہے اس طور پر کہ وہ کم از کم دو اسانید سے مروی ہوں' خواہ وہ ضعیف ہی ہوں۔

⑤ وہ روایات جنہیں ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ ان کے راوی اپنے حفظ و ضبط میں کمزور تھے۔ اس نوع پر امام ابوداود رحمہ اللہ بالعموم سکوت اختیار کرتے ہیں۔

⑥ اور وہ روایات جو واضح طور پر بہت ہی ضعیف ہیں' اس قسم پر امام صاحب خاموش نہیں رہتے بلکہ اس کے ضعف کی صراحت کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں روایت اپنے ضعف میں مشہور ہو تو یہ خاموش بھی رہتے ہیں۔

٭ ضعیف احادیث بیان کرنے کی وجہ : اس بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ امام صاحب نے اپنی کتاب میں وہ تمام روایات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو علمائے مذاہب کی دلیل ہیں' قطع نظر اس سے کہ وہ صحیح ہے یا ضعیف۔ اس بارے میں انہوں نے اسانید کا ذکر کر کے اہل نظر کو دعوتِ فکر دی ہے کہ خود تقابل کریں۔

② دوسری وجہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں صحیح حدیث وارد نہ ہو تو وہ ضعیف بیان کر دیتے ہیں اور بقول بعض' لوگوں کی رائے اور قیاس کے مقابلے میں ضعیف حدیث بہرحال بہتر ہوتی ہے۔

③ یا اگر روایت انتہائی ضعیف ہو تو وہ طلبہ کو متنبہ کرنے کے لیے اسے درج کر دیتے ہیں کہ اس سے خبردار رہنا' یہ

◂◂ احادیث کے بعد سنن ابوداود میں کچھ احادیث ضعیف بھی پائی گئی ہیں۔ تاہم اس سے امام ابوداود اور ان کی سنن ابوداود کی ثقاہت پر اثر نہیں پڑتا۔ (ص' ی)

روایت اپنی سند وغیرہ کے اعتبار سے قابل حجت نہیں ہے۔

* ضعیف حدیث پر عمل کا مسئلہ: فقہائے امت میں یہ مسئلہ ایک بڑا معرکہ آرا مسئلہ ہے۔ تفصیلات کے لیے مطوّلات کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے۔ مختصراً ''الحطّہ فی ذکر الصحاح الستہ'' میں ہے کہ احکام شریعت میں حجت صرف اور صرف خبر صحیح ہی ہے اور اس پر اجماع ہے یا اس کے ساتھ علماء کے نزدیک حسن لذاتہ بھی ملحق ہے' اس کا مرتبہ اگرچہ صحیح سے کم ہے لیکن مقبول ہے اور ضعیف حدیث جو کثرت طرق سے حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جائے وہ بھی قابل احتجاج ہوتی ہے۔ اور یہ قول جو مشہور ہے کہ ''ضعیف حدیث فضائل اعمال میں مقبول ہے'' اس سے مراد مفردات (یعنی کسی ایک سند سے مروی احادیث) ہیں نہ کہ مجموعات (یعنی متعدد طُرق سے مروی احادیث) کیونکہ مجموعی طُرق کے باعث یہ درجۂ حسن میں داخل ہو جاتی ہے ضعیف نہیں رہتی۔ اور ائمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔[1]

بعض نے کہا کہ ضعف حدیث کا باعث اگر راوی کے حفظ کی خرابی یا اختلاط یا تدلیس ہو اور راوی بذاتہ صادق اور متدین ہو تو ایسا ضعف تعدد طرق سے دور ہو جاتا ہے' لیکن اگر ضعف کا سبب جھوٹ کی تہمت' شذوذ یا فحش الغلط ہو تو کثرت اسانید سے یہ عیب دور نہیں ہوتا اور ایسی روایت ضعیف ہی رہتی ہے لیکن فضائل اعمال میں قبول کر لی جاتی ہے نہ کہ احکام یا حلال و حرام میں۔ محدثین کے اس قول کے یہی معنی ہیں جو انہوں نے کہا کہ ''ضعیف روایت کا دوسری ضعیف سے ملنا' اسے کوئی فائدہ نہیں دیتا۔'' (شیخ عبدالحق محدث دہلوی' مقدمۂ مشکوٰۃ)

امام نووی رحمہ اللہ ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں: فقہاء و محدثین نے کہا ہے کہ فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث ذکر کرنا جائز ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہو۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام اور معاملات میں صحیح اور حسن حدیث ہی قابل عمل ہے الاّ یہ کہ کوئی معاملہ احتیاطی ہو۔ مثلاً کچھ ضعیف روایات میں چند بیوع یا نکاح کی بعض مکروہ صورتیں بیان ہوئی ہیں تو مستحب یہ ہے کہ ان سے بچا جائے' لیکن واجب نہیں ہے۔

اور ابن العربی مالکی نے اس قاعدہ کے خلاف کہا ہے کہ ''ضعیف حدیث قطعاً نا قابل عمل ہے۔'' شیخ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں لکھا ہے کہ ''میں نے اپنے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ سے بارہا سنا' فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث پر

[1] لیکن ایسا تب ہی ہوتا ہے' جب متعدد طرق میں ضعف خفیف ہو۔ اگر سب میں ضعف شدید ہو' مثلاً ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی کذاب' وضاع' متروک اور فاش غلطیاں کرنے والا وغیرہ ہو تو اس قسم کے شدید ضعف کی حامل روایات کا مجموعہ کسی حدیث کو قابل قبول نہیں بنا سکے گا' بلکہ وہ روایت ضعیف اور نا قابل عمل ہی رہے گی۔ (ص ی)

عمل کی تین شرطیں ہیں:

⊙ پہلی شرط متفق علیہ ہے کہ ضعف شدید نہ ہو۔ یعنی کوئی راوی کذاب' متہم بالکذب اور فحش الغلط قسم کا نہ ہو۔

⊙ دوسری شرط یہ ہے کہ یہ حکم کسی عام معروف شرعی قاعدہ کے تحت آتا ہو۔ اس طرح اس روایت کی حیثیت تخریج واستنباط کی ہوگی نہ کہ اصل الاصول کی۔

⊙ تیسری شرط یہ ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے اس کے قطعی ثبوت کا اعتقاد نہ ہو' تاکہ نبی ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں فرمائی۔

یہ آخری دو شرطیں شیخ ابن عبدالسلام اور ابن دقیق العید کی بیان کی ہوئی ہیں اور پہلی پر امام علائی نے بھی اتفاق ذکر کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب کوئی صحیح حدیث نہ ملے تو ضعیف پر عمل کر لیا جائے۔ ان کے ایک دوسرے بیان میں یوں ہے: ''ہمارے نزدیک ضعیف حدیث لوگوں کی رائے سے زیادہ محبوب ہے۔''

علامہ ابن القیم ''اعلام الموقعین'' میں کہتے ہیں کہ ''امام احمد رحمہ اللہ کے اصولوں میں سے چوتھا اصول یہ ہے کہ جب کسی مسئلے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہ ہو تو مرسل اور ضعیف حدیث قبول کر لی جائے۔ اور یہی قسم قیاس پر راجح ہے۔ اور اس ضعیف سے مراد وہ ضعیف نہیں جو بالکل باطل یا منکر ہو یا اس کا راوی متہم ہو کہ اس کی طرف رجوع کرنا کسی طرح بھی جائز نہ ہو۔ امام موصوف کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل گویا صحیح یا حسن حدیث کی ایک قسم پر عمل ہے۔ ان کے نزدیک حدیث کی دو قسمیں ہیں' صحیح اور ضعیف اور ضعیف کے ان کے ہاں کئی مراتب ہیں۔ اگر اس باب میں کوئی روایت نہ ملے یا صحابی کا قول یا اجماع امت ثابت نہ ہو' جس سے اس ضعیف روایت کی تردید ہوتی ہو تو ان کے نزدیک اس پر عمل کرنا قیاس سے بہتر ہوتا ہے اور تقریباً تمام ائمہ ان کے اس قاعدہ میں مؤید و موافق ہیں' سب ہی نے ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح دی ہے۔

(اقتباس از الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ' نواب صدیق حسن خان' باب ثالث' فصل ثانی)

✱ سنن ابوداود کے امتیازات: ❁ کتاب فقہی ابواب پر مرتب ہے۔ ابواب کے عناوین مختصر' جامع اور واضح ہیں۔

❁ احادیث بالعموم دو یا زیادہ اسانید سے بیان کی ہیں اور ہر سند میں کوئی دقیق نکتہ یا ایسے خاص الفاظ ہوتے ہیں جو علماء وفقہاء کے لیے اضافہ وافادۂ علمی کے حامل ہوتے ہیں اور ان سے احکام ومسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

❁ اختصار کے پیش نظر دوسری سند میں بالعموم ''بمعناہ یا مثلہ'' وغیرہ کے الفاظ لاتے ہیں۔

- رواۃ حدیث میں جہاں کسی کے تعارف وتعیین اور اشتباہ کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں راویوں کا مختصر تعارف کراتے ہیں۔
- ایسے ہی غیر معروف مقامات کا تعارف بھی کراتے ہیں۔
- مشکل الفاظ کے معانی موقع بموقع بیان کیے گئے ہیں۔
- حسب ضرورت حدیث کا پس منظر بھی بتایا گیا ہے۔
- اہم اسنادی فوائد کے ضمن میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسلسل ہے یا یہ حدیث اہل شام کی ہے یا اہل بصرہ اس میں متفرد ہیں وغیرہ۔
- اہم مسائل میں، فقہی اختیارات میں صحابہ وتابعین اور دیگر ائمہ کے نام شمار کرتے ہیں۔
- انتہائی ضعیف احادیث کی صراحت کرتے ہیں۔
- اور جن پر کوئی کلام ہے اور یہ خاموش رہتے ہیں تو وہ حدیث بالعموم ان کے نزدیک قابل عمل ہوتی ہے۔

سنن ابوداود کی شروحات: اس مبارک کتاب کی علمائے امت نے بہت خدمت کی ہے۔ کچھ شروحات مطبوع اور متداول ہیں اور بہت سی مخطوط صورت میں عالمی مکتبات میں محفوظ ہیں۔ مثلاً:

۱۔ **معالم السنن:** تالیف ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب البستی الخطابی، وفات: ۳۸۸ ہجری، یہ حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت سے خطابی کہلاتے ہیں۔

۲۔ **مختصر سنن ابی داود:** تالیف امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، وفات: ۶۵۶ ہجری، اس کتاب میں اسانید کو حذف کر دیا گیا ہے اور باقی کتب خمسہ سے اس کی تخریج کی گئی ہے اور مختصر فوائد بھی لکھے گئے ہیں۔

۳۔ **تهذيب ابن القيم:** تالیف امام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی الدمشقی المعروف بہ ابن قیم الجوزیہ، وفات: ۷۵۱ ہجری۔ یہ سنن ابوداود پر ایک عمدہ حاشیہ ہے، اس میں حسب ضرورت نادر حدیثی وفقہی مباحث کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ **عون المعبود شرح سنن ابی داود:** تالیف علامہ الشیخ شمس الحق عظیم آبادی، وفات: ۱۹۱۱ء۔ یہ حقیقت میں ان کی تفصیلی شرح غاية المقصود فی حل ابی داود کا خلاصہ ہے جو افسوس کہ مکمل نہ ہو سکی۔ غاية المقصود کا

ابتدائی کچھ حصہ طبع ہوا تھا۔ اب اس کے کچھ اور قلمی حصے "خدا بخش لائبریری" پٹنہ (بھارت) سے ملے ہیں، سنا ہے کہ وہ چھپ گئے ہیں۔ یہ شروح فکر اصحاب الحدیث کی بہترین ترجمان ہیں۔

۵- **بذل المجهود في حل ابي داود:** اس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ نے سنن ابو داود کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں علمائے احناف کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۶- **المنهل العذب المورود شرح سنن ابی داود:** تالیف الشیخ محمود محمد خطاب السبکی المصری۔ ابتدائی حصے شیخ موصوف نے تالیف کیے۔ بعد میں ان کے صاحبزادے جناب امین محمود خطاب نے کچھ حصے تحریر کیے۔ کتاب مصر میں طبع ہوئی ہے۔

۷- **درجات مرقاة الصعود إلى سنن ابی داود:** تالیف شیخ علی بن سلیمان دمنتی باجمعوی۔ یہ دراصل امام سیوطی رحمہ اللہ کی شرح "مرقاة الصعود الی سنن ابی داود" کی تلخیص ہے جو ۱۲۹۸ ہجری میں مصر میں طبع ہوئی تھی۔

۸- **اُردو ترجمہ:** از علامہ نواب وحید الزمان خان رحمہ اللہ۔

۹- **اُردو ترجمہ:** از مولانا خورشید حسن قاسمی (دیوبند)۔

⊙ علاوہ ازیں درج ذیل شروح کا تذکرہ بھی ملتا ہے، ان میں سے کچھ عالمی مکتبات میں مختلف مقامات پر محفوظ ہیں:

۱- **عجالة العالم من كتاب المعالم:** تالیف حافظ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم المقدسی، وفات: 765 ہجری، یہ معالم السنن (خطابی) کا اختصار ہے۔

۲- **انتحاء السنن واقتفاء السنن:** یہ حافظ شہاب الدین احمد کی تالیف ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

۳- **شرح الامام نووی:** ناقص رہی۔

۴- **العدّ المودود في حواشي سنن ابی داود:** حافظ منذری۔

۵- **شرح السنن:** شہاب الدین احمد بن حسین بن ارسلان الرملی، وفات: ۸۴۴ ہجری۔

۶- **شرح السنن:** قطب الدین ابوبکر احمد بن دُعین الیمنی الشافعی، وفات: ۷۵۲ ہجری۔

۷- **شرح السنن:** الشیخ مغلطائی بن قلیج، وفات: ۷۶۲ ہجری (ناقص)

۸- **شرح السنن:** الشیخ عمر بن ارسلان بن نصر البلقینی، وفات: ۸۰۵ ہجری۔

۹- شرح السنن : امام ابوزرعہ العراقی ولی الدین احمد بن ابراہیم وفات: ۸۲۶ ہجری۔

۱۰- شرح السنن : الشیخ العلامہ محمود بن احمد العینی الحنفی وفات: ۸۵۵ ہجری (ناقص)

۱۱- فتح الودود علی سنن ابی داود: علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی وفات: ۱۱۳۸ ہجری۔

۱۲- مختصر محمد بن الحسن بن علی البلخی: یہ ساتویں ہجری کے علماء میں سے ہیں۔

۱۳- آیات قرآنیہ : الشیخ زکریا ساجی نے ایسی تمام آیات قرآنیہ جمع کی ہیں جو احادیث کے موافق ہیں۔ وفات: ۳۰۷ ہجری

۱۴- تسمیة شیوخ ابی داود: شیخ ابوعلی حسین بن محمد بن احمد الجیانی وفات: ۴۹۸ ہجری۔

۱۵- زوائد السنن علی الصحیحین: شیخ سراج الدین عمر بن علی الملقن الشافعی وفات: ۸۰۴ ہجری یہ کتاب ان زوائد کی شرح ہے۔

حدیث کی اقسام

قَوْلِی حدیث — فِعْلی حدیث — تَقْرِیری حدیث — شَمَائِل نَبوِی
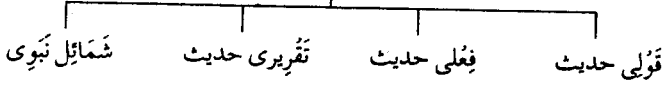
حدیث کی اقسام ——— نسبت کے اعتبار سے

حَدِیث قُدْسِی — مَرْفُوع — مَوْقُوف — مَقْطُوع
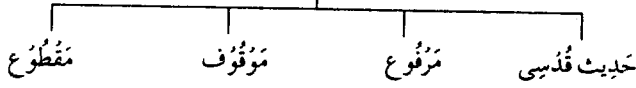
حدیث کی اقسام ——— راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

مُتَوَاتِر — خبرِ واحد

خبرِ واحد: مَشْهُور — مُسْتَفِیض — عَزِیز — غَرِیب

غَرِیب: غَرِیبِ مُطْلَق — غَرِیبِ نِسْبِی

مقبول حدیث کی اقسام

صَحِیح لِذَاتِهٖ — صَحِیح لِغَیْرِهٖ — حَسَن لِذَاتِهٖ — حَسَن لِغَیْرِهٖ

مقبول حدیث کے درجات

مُتَّفَقٌ عَلَیْه — اَفْرَادِ بُخَارِی — اَفْرَادِ مُسْلِم — صَحِیحٌ عَلٰی شَرْطِهِمَا — صَحِیحٌ عَلٰی شَرْطِ الْبُخَارِی — صَحِیحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِم — صَحِیحٌ عَلٰی شَرْطِ غَیْرِهِمَا
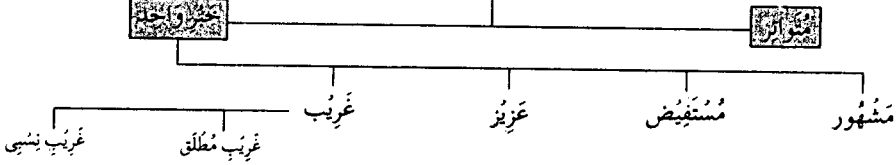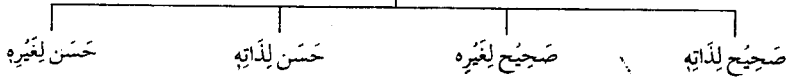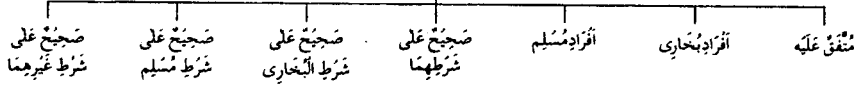
❶ مردود حدیث کی اقسام ——— انقطاعِ سند کے اعتبار سے
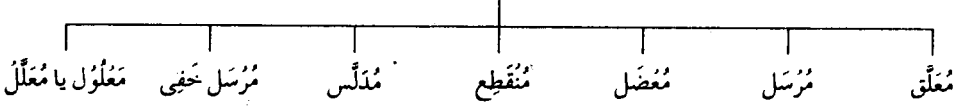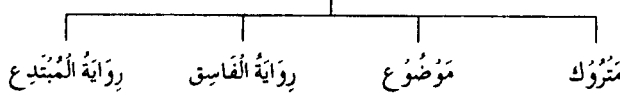
مُعَلَّق — مُرْسَل — مُعْضَل — مُنْقَطِع — مُدَلَّس — مُرْسَل خَفِی — مَعْلُول یا مُعَلَّل

❷ مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے

مَتْرُوک — مَوْضُوع — رِوَایَةُ الْفَاسِق — رِوَایَةُ الْمُبْتَدِع

❸ مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے

مُصَحَّف — مَقْلُوب — مُدْرَج — اَلْمَزِید فِی مُتَّصِلِ الأَسَانِید — شَاذ — مُنْکَر — رِوَایَةُ سَیِّئِ الْحِفْظ — رِوَایَةُ کَثِیرِ الْغَفْلَة — رِوَایَةُ فَاحِشِ الْغَلَط — رِوَایَةُ الْمُخْتَلِط — مُضْطَرِب — مُعَلَّل

❹ مردود حدیث کی اقسام ——— راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے

مُبْهَم — رِوَایَةُ مَجْهُولِ الْعَیْن — رِوَایَةُ مَجْهُولِ الْحَال
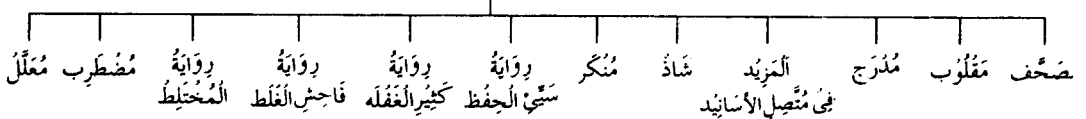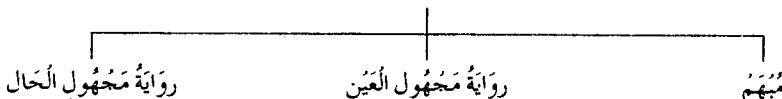
اصطلاحاتِ محدثین

٭ حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے' وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت' خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

٭ بنیادی اقسام:

❀ قَوْلِی حَدِیْث: وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

❀ فِعْلِی حَدِیْث: وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

❀ تَقْرِیرِی حَدِیْث: وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

❀ شَمَائِل نَبَوِی: وہ احادیث جن میں آپ کے عادات واخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت "مَتْن" کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے' راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ "مُتَّصِل" ہوتی ہے ورنہ "مُنْقَطِع۔"

٭ نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

❀ حَدِیث قُدسِی: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبیِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو' راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

❀ مَرْفُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

❀ مَوْقُوف: وہ حدیث جس میں کسی قول' فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

❀ مَقْطُوع: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

٭ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

❀ مُتَوَاتِر: وہ حدیث جس میں تَوَاتُر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(ا) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔

(د) حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو ''طبقہ'' کہلاتی ہے۔

❁ خَبَرِ واحد: وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

❁ مَشْہُور: وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو' مثلاً کسی طبقے میں تین' کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

❁ مُسْتَفِیض: وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

❁ عَزِیز: وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

❁ غَرِیب: وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِیبِ مُطْلَق کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِیبِ نِسْبِی کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔

*** قُبُول و رَدّ کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:**

❁ مَقْبُول: وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

❁ مَرْدُود: وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

*** مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائطِ قبولیت کے اعتبار سے):**

① صَحِیح لِذَاتِہٖ ② صَحِیح لِغَیْرِہٖ ③ حَسَن لِذَاتِہٖ ④ حَسَن لِغَیْرِہٖ

❁ صَحِیح لِذَاتِہٖ: وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(ا) اس کی سند متصل ہو' یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو' یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو' صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو' شائستہ طبیعت کا مالک اور بااخلاق ہو۔

(ج) وہ کَامِلُ الضَّبط ہو یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کما حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

(د) وہ حدیث شاذ نہ ہو (ھ) معلول نہ ہو۔ (شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آ رہی ہے۔)

❁ حَسَن لِذَاتِہٖ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت خَفِیفُ الضَّبط (ہلکے ضبط والے) ہوں، باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَن لِذَاتِہٖ کا درجہ صَحِیح لِغَیرِہٖ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

❁ صَحِیح لِغَیرِہٖ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجۂ صحت کو پہنچی۔

❁ حَسَن لِغَیرِہٖ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں، ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

⁕ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

❁ مُتَّفَقٌ عَلَیہ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے، متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتی ہے۔

❁ اَفرَادِ بُخَارِی: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے، صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

❁ اَفرَادِ مُسلِم: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے، صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

❁ صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِھِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

❁ صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ البُخَارِی: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

❁ صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ مُسلِم: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

❁ صَحِیحٌ عَلٰی شَرطِ غَیرِھِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

* مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

❁ مُعَلَّق : وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔

❁ مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔

❁ مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔

❁ مُنْقَطِع :وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔

❁ مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تأثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا' سند متصل ہی ہے' حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔

❁ مُرْسَل خَفِي:وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔

❁ مَعْلُول یا مُعَلَّلُ:وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرینِ فن ہی کا کام ہے، ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

❁ رِوَايَةُ الْمُبْتَدِعُ:وہ حدیث جس کا راوی بِدْعَتِ مُکَفِّرَہ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت' مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی۔یاد رہے بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔

❁ رِوَايَةُ الْفَاسِق:وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔

❁ مَتْرُوْك:وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

❁ مَوْضُوْع:وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو' ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

* مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

❁ مُصَحَّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نقطوں' حرکات یا سکون وغیرہ کے

بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔

❁ مَقْلُوْب: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم وتاخیر واقع ہوگئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

❁ مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظِ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔

❁ اَلْمَزِیْد فِیْ مُتَّصِلِ الْأَسَانِیْد: جب دو راوی ایک ہی سند بیان کریں' ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔

❁ شَاذ: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)

❁ مُنْکَر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)

❁ رِوَایَةُ سَیِّئِ الْحِفْظ: وہ حدیث جس کا راوی سیّئ الحفظ' یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔

❁ رِوَایَةُ کَثِیْرِ الْغَفْلَه: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔

❁ رِوَایَةُ فَاحِشِ الْغَلَط: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔

❁ رِوَایَةُ الْمُخْتَلِط: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔

❁ مُضْطَرِب: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حل نہ ہو سکے۔

✳ مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:

❁ رِوَایَةُ مَجْهُوْلِ الْعَیْن: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو' یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔

❁ رِوَایَةُ مَجْهُوْلِ الْحَال: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو' یعنی اس کے متعلق ائمۂ فن کا کوئی تبصرہ نہ

ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔

❁ مُبْہَم: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتب احادیث کی اقسام

❁ کُتُبِ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ''صحیح'' کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔

❁ صِحَاح سِتَّه: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انہیں ''اُصولِ سِتَّہ'' یا ''کُتبِ سِتَّہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ''صحیحین'' کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بقول، اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گو ان میں ضعیف احادیث موجود ہیں، تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انہیں ''صحاح ستہ'' میں شمار کرتے ہیں۔

❁ جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات (مثلاً عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ) سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں، مثلاً صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔

❁ سُنَن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً سنن ابوداود۔

❁ مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو، مثلاً مسند احمد، مسند حمیدی۔

❁ مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے، مثلاً مستخرج اسماعیلی علیٰ صحیح البخاری۔

❁ مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں، مثلاً مستدرک حاکم۔

❁ مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے

مثلاً معجم طبرانی۔

- اَرْبَعِین: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں' مثلاً اربعین نووی' اربعین ثنائی وغیرہ۔
- جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں' جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی "جُزْءُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ" اور "جُزْءُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" یا امام بیہقی رحمہ اللہ کی "كِتَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ" وغیرہ۔

کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور موطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ موطا امام مالک زمانۂ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم، لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصالِ سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متبحر تھے، ثقاہت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انہوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مدنظر رکھا، ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول ورد، اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً ''مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن اَبی شیبہ، مسند طیالسی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی'' وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانۂ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً واعظین کے استدلالات، حکماء کے اقوال زرّیں اور اسرائیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہواً یا عمداً

احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب وسنت کے بعض احتمالات ہیں جنہیں بعض جاہل صوفیا نے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ۔ مثلاً ابن حبان کی " كِتَابُ الضُّعَفَاء "ابن عدی کی "اَلْكَامِل "اور خَطِيب بَغْدَادِی، أَبُو نُعَيم أَصْبَهَانِي، اِبنِ عَسَاكِر، جَوْزَقَانِي، اِبنِ نَجَّار اور دَيْلِمِي کی کتب۔ اسی طرح "مُسْنَد خوارزمی" اِبنِ جَوزِی اور ملا علی قاری کی "اَلْمَوضُوعَات" وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

۞ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کو کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔

۞ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

۞ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقہ کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علماء متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقہ کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخّص از حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَه)

٭ مصادر اور مراجع کا مفہوم:

۞ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

۞ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں:

(ا) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے، مثلاً "اَللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيهِ الشَّيْخَان" اور "عُمْدَةُ الْأَحْكَام" وغیرہ۔

(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود

ہیں جیسے "مِشْکٰوۃُ الْمَصَابِیح' رِیَاضُ الصَّالِحِین' اَلتَّرْغِیبُ وَالتَّرْھِیب' بُلُوْغُ الْمَرَام" وغیرہ۔

(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں' مثلاً "کَنْزُ الْعُمَّال" وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہاءِ محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہِ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا' مثلاً کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا...... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

سنن ابوداود سے استفادے کا طریقہ

○ تعارفِ کتاب: سنن ابوداود حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے بعد اس کتاب کا تیسرا درجہ بنتا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابوداود رحمہ اللہ (202ھ تا 275ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) کتب' (2) ابواب' (3) احادیث۔ اس تقسیم و ترتیب کو اصطلاح میں "فقہی ترتیب" یا "فقہی تبویب" (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابوداود کی کل کتابیں 43 اور کل احادیث 5274 ہیں۔

○ کتب: سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے' مثلاً "کتاب الطہارۃ' کتاب الصلوٰۃ' کتاب الادب وغیرہ۔ اس طرز پر سنن ابوداود کی کل 43 کتابیں بنتی ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔

○ ابواب: کتاب میں "فقہی موضوعات" میں سے ہر موضوع کے متعلق ذیلی ابواب (عناوین) دیے گئے ہیں' مثلاً "کتاب الطہارۃ کے 143 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں' اسی طرح کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔

○ احادیث: ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو' انہیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

○ المعجم اور التحفة: سنن ابوداود کے عربی حصے میں ہر کتاب اور باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(ا) "المعجم" سے مراد "المعجم المفهرس لالفاظ الحديث" ہے جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب کتب تسعہ (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابوداود' سنن ترمذی (جامع ترمذی)' سنن نسائی'

سنن ابن ماجہ‘ مسند احمد‘ مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروفِ تہجی کا لحاظ رکھتے ہوئے‘ فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالرز) نے 1922ء سے 1987ء تک‘ 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔ یہ فہرست آٹھ بڑی جلدوں میں ہے۔

(ب) "التحفة" سے مراد "تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف" ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی رحمہ اللہ نے مرتب کی۔ اسے امام مزی رحمہ اللہ نے 696ھ سے 722ھ تک‘ تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستہ کے علاوہ "السنن الكبرىٰ للنسائی" اور "شمائل ترمذی" کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرام‘ ان کے شاگرد تابعین‘ اور ان کے شاگرد تبع تابعین کے ناموں کے حوالے سے‘ حروف تہجی کے اعتبار سے‘ ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں ''مسند'' کہا جاتا ہے۔ سنن ابوداود عربی حصے میں "المعجم" اور "التحفة" کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث "المعجم المفهرس" اور "تحفة الأشراف" میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی فہرست کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک بآسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔

- رقم الحدیث: محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں ''رقم الحدیث'' کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔
- سند حدیث: محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راوئ حدیث کو صحابئ رسول تک بیان کرتا ہے‘ راویوں کے اس سلسلے کو ''سند'' کہا جاتا ہے۔
- متن حدیث: سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوا اسے ''متن'' کہا جاتا ہے۔
- فوائد و مسائل: اُردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو جو مسائل

نکلتے ہیں' انہیں بیان کرنے کے لیے ''فوائد ومسائل'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ فوائد ومسائل لکھتے وقت قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

○ تخریج: قارئین کرام اُردو ایڈیشن میں ''تخریج'' کا عنوان بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت وضعف کا حکم ضرور دیکھا جا سکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحاتِ حدیث بھی پیچھے بیان کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔

گندگی ونجاست سے صفائی ستھرائی جوشرعی اصولوں کے مطابق ہو،اسے شرعی اصطلاح میں ''طہارت'' کہتے ہیں۔نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے کہ پیشاب اور پاخانہ، اسے [خَبَث] کہتے ہیں یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے کہ دُبر سے ریح (ہوا) کا خارج ہونا، اسے [حَدَث] کہتے ہیں۔دین اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور اسلام نے اپنے ماننے والوں کو بھی طہارت اور پاکیزگی اختیار کرنے کو کہا ہے اور اس کی فضیلت واہمیت اور وعدووعید کا خوب تذکرہ کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے طہارت کی فضیلت کی بابت فرمایا:[اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الإِيْمَانِ] (صحیح مسلم' الطهارة' حديث:۲۲۳) ''طہارت نصف ایمان ہے۔'' ایک اور حدیث میں طہارت کی فضیلت کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرنے سے ہاتھ' منہ اور پاؤں کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (سنن النسائی' الطهارة' حديث: ۱۰۳) طہارت اور پاکیزگی کے متعلق سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے: [لَا تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ] (صحیح مسلم' الطهارة' حديث: ۲۲۴) ''اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔'' اور اسی کی بابت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ] (سنن ابن ماجه' الطهارة' حديث: ۲۷۵'۲۷۶) ''طہارت نماز کی کنجی ہے۔'' طہارت سے غفلت برتنے کی بابت نبی ﷺ سے مروی

ہے: ''قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے بعد طہارت سے غفلت برتنے پر ہوتا ہے۔'' (صحیح الترغیب والترھیب' حدیث: ۱۵۲)

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں ایک مسلمان کے لیے واجب ہے کہ اپنے بدن' کپڑے اور مکان کو نجاست سے پاک رکھے۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو سب سے پہلے اسی بات کا حکم دیا تھا: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ۴'۵) ''اپنے لباس کو پاکیزہ رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔'' مکان اور بالخصوص مقام عبادت کے سلسلہ میں سیدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا گیا: ﴿أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (البقرة: ۱۲۵) ''میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھیں۔''

اللہ عزوجل اپنے طاہر اور پاکیزہ بندوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرة: ۲۲۲) ''بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' نیز اہل قباء کی مدح میں فرمایا: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ (التوبة: ۱۰۸) ''اس میں ایسے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ عزوجل پاک صاف رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١) - كِتَابُ الطَّهَارَةِ (التحفة ١)

طہارت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب التَّخَلِّي عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ١)

باب:١- قضائے حاجت (پیشاب، پاخانے) کے لیے لوگوں سے علیحدہ اور دور ہونے کا بیان

١- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ بنِ قَعْنَبٍ الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ، عن مُحمَّدٍ، يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ.

١- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب خلا (پیشاب، پاخانے) کے لیے جاتے تو (آبادی سے) دور چلے جاتے۔

٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حدثنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتَّى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ.

٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کو جب پیشاب، پاخانے کی حاجت ہوتی تو (آبادی سے) دور چلے جاتے حتیٰ کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔

فوائد ومسائل: دوسری روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم پہلی حدیث صحیح ہے، اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی

١- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن النبي ﷺ كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، ح: ٢٠، والنسائي، ح: ١٧، وابن ماجه، ح: ٣٣١ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٠، والحاكم: ١/ ١٤٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٢- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التباعد للبراز في الفضاء، ح: ٣٣٥ من حديث إسماعيل بن عبدالملك به، وهو ضعيف، ضعفه أحمد وغيره، ولبعض الحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ہے۔اس سے حسب ذیل مسائل کا اثبات ہوتا ہے:① دیہات میں یعنی کھلے علاقے میں قضائے حاجت کے لیے آبادی سے دور جانا ضروری ہے تاکہ کسی شخص کی نظر نہ پڑے۔شہروں میں چونکہ باپردہ بیت الخلا بنے ہوتے ہیں،اس لیے وہاں دور جانے کی ضرورت نہیں۔② نبی ﷺ کا معمول مبارک انسانی اور اسلامی فطرت کا آئینہ دار ہے جس میں شرمگاہ کو انسانی نظر سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ماحول کی صفائی ستھرائی کے اہتمام کا بھی درس ملتا ہے اور مزید یہ کہ آبادی کے ماحول کو کسی طرح بھی آلودہ نہیں ہونا چاہیے۔③ یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث واضح کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانی اور بشری تقاضوں سے بالاتر نہ تھے۔④ نیز آپ حیا و وقار کا عظیم پیکر تھے۔⑤ ان احادیث میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی بالغ نظری بھی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے نبی ﷺ کی نشست و برخاست تک کے ایک ایک پہلو کو کس وقت نظر اور شرعی حیثیت سے ملاحظہ کیا' اسے اپنے اذہان میں محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔(رضی اللہ عنہم)

(المعجم ٢) - باب الرَّجُلِ يَتَبَوَّأُ لِبَوْلِهِ (التحفة ٢)

٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ: حدثني شَيْخٌ قال: لَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الله بْنُ عَبَّاسٍ الْبَصْرَةَ فَكَانَ يُحَدَّثُ عن أَبِي مُوسَى، فَكَتَبَ عَبْدُ الله إِلَى أَبِي مُوسَى يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو مُوسَىٰ أَنِّي كُنْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ مَوْضِعًا».

باب:٢-پیشاب کیلئے (نرم) جگہ تلاش کرنا

٣-ابوتیاح کہتے ہیں کہ مجھے ایک شیخ نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ میں (بحیثیت گورنر) تشریف لائے تو لوگ انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرتے تھے......(تو اس ضمن میں) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس میں ان سے کچھ مسائل دریافت کیے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں لکھا: میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا' تو آپ نے پیشاب کرنے کا ارادہ کیا' پس آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم مٹی کے پاس آئے اور پیشاب کیا۔اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی پیشاب کرنا چاہے تو اس کے لیے (مناسب نرم) جگہ تلاش کر لیا کرے۔''

فوائد ومسائل:① یہ روایت اگرچہ ایک مجہول راوی (شیخ) کی بنا پر ضعیف ہے مگر دیگر صحیح احادیث سے یہ مسئلہ

٣ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٦ من حديث أبي التياح به، شيخ، لم أعرفه. والسند ضعفه النووي، المجموع: ٢/ ٨٣.

اسی طرح ثابت ہے کہ پیشاب سے ازحد احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ انسان کا پیشاب نجس عین ہے اگرچہ اس کا جرم نظر نہیں آتا۔ اس سے بچنا اور طہارت حاصل کرنا فرض ہے۔ دودھ پیتا بچہ یا سَلَسُ البَول کا مریض اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ پیشاب کرنے کے لیے ایسی جگہ ڈھونڈنی چاہیے جہاں سے چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔

جگہ نرم نہ ہو تو نرم کرلی جائے۔ یا ڈھلان ایسی ہو کہ پیشاب کے چھینٹوں سے آلودہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب کوئی بڑی چیز نہیں' ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔'' (صحيح البخاري' الوضوء' حديث :٢١٨) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے' اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے' پیشاب کر کے (پانی کی عدم موجودگی میں ٹشو یا مٹی وغیرہ سے) استنجا کیے بغیر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں' ان کے پاجامے' پتلون' شلوار اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے ایک اور روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں زیادہ تر عذاب پیشاب کے معاملے میں (طہارت سے غفلت برتنے پر) ہوتا ہے، لہٰذا اس سے احتیاط کرو۔'' (صحيح الترغيب والترهيب' الجزء الأول' حديث :١٥٨) ② اسلام دین نظافت وطہارت ہے جو کہ فرد اور معاشرے کو داخلی وظاہری ہر لحاظ سے طہارت ونظافت کا پابند بناتا ہے۔ ③ خیر القرون میں لوگ اصحاب علم وفضل سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے اور احادیث کی تحقیق بھی کرتے تھے، نیز دیگر علماء کی بیان کردہ روایات اور فتوے کی جانچ پرکھ کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ ④ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی' باوجودیکہ آپ اہل بیت کے ذی وجاہت فرد اور جلیل القدر صحابی تھے' تحقیق مسائل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مراجعت میں کوئی باک محسوس نہیں فرمایا۔ علمائے حق کی یہی شان ہے اور طلبہ وعوام کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ٣)

باب:٣- آدمی بیت الخلا میں داخل ہونا چاہے تو کیا پڑھے؟

٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ وَعَبْدُ الْوَارِثِ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ

٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو درج ذیل دعا پڑھتے...... حماد بن زید کے الفاظ ہیں: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ

٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح:٣٧٥ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، ح:١٤٢ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

الخَلاَءَ - قال: عن حَمَّادٍ - قال: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِكَ» وقال: عن عَبْدِ الْوَارِثِ قال: «أَعُوذُ بِالله مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ». قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِالله»، وقال وُهَيْبٌ: فَلْيَتَعَوَّذْ بِالله.

وَالْخَبَائِثِ] اور عبدالوارث کے الفاظ ہیں: [اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ عبدالعزیز سے [اَللّٰھُمَّ اِنِّیَ اَعُوْذُ بِكَ......] کے الفاظ منقول ہیں جبکہ انہوں نے ایک بار [اَعُوْذُ بِاللّٰہِ ......] کے الفاظ بھی بیان کیے۔

امام ابوداود کہتے ہیں کہ وہیب سے [فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰہ] ''اسے اللہ کی پناہ لینی چاہیے۔'' کے الفاظ منقول ہیں۔

٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَمْرٍو يَعْنِي السَّدُوسِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ هُوَ ابنُ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِكَ»، وقال شُعْبَةُ: وقال مَرَّةً: «أَعُوذُ بِالله».

٥- شعبہ، عبدالعزیز یعنی ابن صہیب سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث نقل کرتے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ...] اور شعبہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) ایک بار [اَعُوْذُ بِاللّٰہ ...] کے الفاظ بیان کیے۔

فوائد ومسائل: ① محدثین کرام رحمہم اللہ کی حفاظت حدیث کے سلسلے میں کاوشوں کی داد دی جانی چاہیے' دیکھیے! رسول اللہ ﷺ کے مبارک الفاظ نقل کرنے میں کس قدر امانت اور دیانت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایک استاذ نے [اَللّٰھُمَّ اِنِّیَ اَعُوْذُبِكَ] بیان کیا ہے تو دوسرے نے جو سنا اور یاد رکھا وہی پیش کر دیا ہے، یعنی [اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ] کی بجائے صرف [اَعُوْذُ بِاللّٰہِ] اور محدث نے دونوں کے الفاظ الگ الگ بعینہ ویسے ہی یاد رکھے اور بیان کیے۔ ② اس حدیث میں تعلیم ہے کہ بیت الخلا خواہ گھر میں ہو یا جنگل میں ہر موقع پر یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔ ③ خیال رہے کہ یہ الفاظ بیت الخلا سے باہر ہی پڑھے جائیں کیونکہ بیت الخلا' اللہ کے ذکر کا مقام نہیں ہے۔ اگر جنگل میں ہو تو کپڑا اتارنے سے قبل یہ الفاظ کہے جائیں۔ ④ محدثین بیان کرتے ہیں کہ دعا کے الفاظ میں [اَلْخُبُث] کو اگر ''با'' کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ [خَبِيْثٌ] (مذکر) کی جمع ہے۔ اور [خَبَائِث' خَبِيْثَةٌ] مؤنث کی۔ مراد ہے جنوں میں مذکر ومؤنث افراد۔ اور اگر [خُبْث] کی ''با'' کو ساکن پڑھا جائے تو معنی ہوگا: ''اے اللہ! میں تمام مکروہات' محرمات' برائیوں اور گندگیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح:٥ من حديث وكيع به، وقال: "حديث أنس أصح شيء في هذا الباب وأحسن"، وانظر الحديث السابق.

٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِنَّ هَذِهِ الْحُشُوشَ مُحْتَضَرَةٌ، فإذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوذُ بِالله مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ».

٦- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''یہ بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں، لہٰذا تم میں سے جب کوئی بیت الخلا جانا چاہے تو یہ کلمات کہہ لیا کرے: [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ] ''میں خبیث جنوں اور جنّیوں (کے شر) سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ خبر امور غیبیہ میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ آپ کی دی ہوئی خبروں پر من وعن اور بلا چون وچرا ایمان لائیں۔ ② معلوم ہوا کہ اس دعا کی پابندی سے انسان کئی طرح کی ظاہری وباطنی پریشانیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور آج کل جو گھر گھر میں جنوں اور آسیب کے حملوں کا چرچا ہے اس کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ خود ناپاک رہتے ہیں یا اس سنت مطہرہ کے تارک ہوتے ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا.

(المعجم ٤) - باب كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ٤)

باب: ۴- قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا مکروہ ہے

٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن سَلْمَانَ قال: قِيلَ لَهُ: لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ. قال: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَأَنْ لَا نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ،

۷- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کسی نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں سبھی چیزیں سکھائی ہیں حتیٰ کہ پیشاب پاخانے کا طریقہ بھی! انہوں نے کہا: ہاں! بلاشبہ (اس میں ہمارے لیے کوئی عیب کی بات نہیں) آپ نے ہمیں پیشاب' پاخانے کے وقت قبلہ رخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ ہم میں سے کوئی تین ڈھیلوں سے کم میں استنجا نہ کرے اور گوبر یا ہڈی سے بھی استنجا نہ کرے۔

٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: ٢٩٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٩، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٠٥، والحاكم: ١/ ١٨٧، ووافقه الذهبي.

٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٢ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه الترمذي، ح: ١٦، والنسائي، ح: ٤١، وابن ماجه، ح: ٣١٦.

أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ.

٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا ابنُ المُبَارَكِ عن مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبي صالحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، فإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلا يَسْتَقْبِلِ القِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا وَلَا يَسْتَطِبْ بِيَمِينِهِ»، وَكانَ يَأْمُرُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَيَنْهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ.

٨-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں تمہارے لیے والد کی مانند ہوں' تمہیں سکھاتا ہوں۔ جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے آئے تو قبلہ رخ ہو کر نہ بیٹھے اور نہ قبلے کی طرف پشت کرے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' اور نبی ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ (کم از کم) تین ڈھیلے استعمال کیا کریں اور گوبر اور ہڈی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① بول و براز کے وقت عمداً قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنا بالکل ناجائز ہے۔ چھوٹے بچے اگرچہ غیر مکلف ہوتے ہیں مگر والدین یا سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے کا خیال رکھا کریں۔ ② استنجا میں اگر تین ڈھیلے' اسی طرح ٹشو پیپر استعمال کر لیے ہوں اور طہارت حاصل ہو گئی ہو تو ان کے بعد پانی استعمال نہ بھی کیا جائے تو طہارت ہر طرح سے کامل ہوتی ہے۔ ③ استنجا کے لیے دائیں ہاتھ کا استعمال بھی جائز نہیں۔ ④ گوبر اور پلید چیزوں سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ ⑤ ہڈی چونکہ جنوں کا طعام ہے اس لیے جائز نہیں۔ دیگر کھانے پینے کی چیزوں سے بھی استنجا جائز نہیں۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ امت کے لیے روحانی باپ اور آپ کی ازواج مطہرات روحانی ماؤں کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ (دیکھیے سورۃ الاحزاب' آیت: ٦ اور ٤٠) ⑦ باپ کے فرائض میں سے ہے کہ اپنی اولاد کو ان کی زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل بالخصوص دینی امور کی تعلیم دے حتیٰ کہ مخصوص مسائل بھی سمجھائے اور نوجوان اولاد کو آزاد منش لوگوں کا شکار نہ ہونے دے۔ اسی طرح ماؤں کے ذمے بھی ہے کہ اپنی بچیوں کو ان کی زندگی کے مخصوص لازمی مسائل سے بالضرور آگاہ کیا کریں۔ ⑧ احکام شریعت کو چھوٹے (صغیرہ) اور بڑے (کبیرہ) میں تقسیم کرنے یا ان کو ہلکا جاننے سے ہمیشہ گریز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل کے تمام احکام اور نبی علیہ السلام کی تمام تعلیمات انتہائی عظیم اور ذی شرف ہیں۔ مسلمان کو ان کے اختیار کرنے یا ان کی دعوت دینے میں معذرت خواہانہ انداز سے بچ کر فخر و شرف اور شکر سے ان پر عمل کرنا چاہیے' ان کا اظہار کرنا چاہیے اور ان کی طرف دعوت دینی چاہیے جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا اور کہا۔

٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستطابة بالروث، ح: ٤٠، وابن ماجه، ح: ٣١٢، ٣١٣ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٠، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٣٢، ورواه مسلم، ح: ٢٦٥ من طريق آخر عن القعقاع به مختصرًا.

٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أبي أَيُّوبَ رِوَايَةً قال: «إذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ، وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا»، فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ قَدْ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ، فَكُنَّا نَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ الله.

٩-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ”جب تم بیت الخلا میں آ ؤ تو پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کیا کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کیا کرو۔“ (ابوایوب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ (وہاں کے) بیت الخلا قبلہ رخ پر بنے ہوئے تھے' چنانچہ ہم اس سے منہ پھیر کر بیٹھتے تھے اور استغفار کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مدینہ منورہ میں قبلہ چونکہ جنوب کی طرف ہے اس لیے انہیں مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا' لہٰذا جن علاقوں میں قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف بنتا ہے انہیں شمال یا جنوب کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ ② حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اس نہی کو عام سمجھتے تھے اور شہر یا جنگل میں تفریق کے قائل نہ تھے اور بہت سے اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔

١٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسماعيلَ قال: حدثنا وُهَيْبٌ قال: حدثنا عَمْرُو ابنُ يَحْيَى عن أبي زَيْدٍ، عن مَعْقِلِ بنِ أبي مَعْقِلٍ الأَسَدِيِّ قال: نَهَى رَسولُ الله ﷺ أنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غائِطٍ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو زَيْدٍ هُوَ مَوْلَى بَنِي ثَعْلَبَةَ.

١٠-حضرت معقل بن ابی معقل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پیشاب پاخانے کے وقت قبلتین (بیت الحرام اور بیت المقدس) کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”ابوزید' بنوثعلبہ قبیلے کے آزاد کردہ غلام تھے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' شیخ البانی نے بھی اسے ”منکر“ کہا ہے' تاہم جن کے نزدیک صحیح ہے' انہوں نے اس کی توجیہ کی ہے' مثلاً علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس حکم کی دو توجیہات ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ جو شخص مدینہ منورہ میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے گا وہ لازماً بیت المقدس کی طرف پشت کرے گا۔ دوسری توجیہ یہ ہو سکتی ہے

٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، ح:٣٩٤، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح:٢٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه الترمذي، ح:٨، والنسائي، ح:٢٠-٢٢، وابن ماجه، ح:٣١٨ وقال الترمذي: "حسن".

١٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن استقبال القبلة بالغائط والبول، ح:٣١٩ من حديث عمرو بن يحيى به، قال البوصيري في الزوائد: "أبو زيد مجهول الحال، فالحديث ضعيف به"، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ١/ ٢٤٦.

کہ چونکہ بیت المقدس بھی مسلمانوں کا قبلہ رہا ہے اس لیے اس کا احترام بھی ضروری ہے اور یہ نہی تنزیہی ہے۔

١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بن فَارِسٍ قال: حدثنا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عن مَرْوَانَ الأَصْفَرِ قَالَ: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا، فَقُلْتُ: ياأَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ قال: بَلَى، إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ في الْفَضَاءِ، فإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ.

١١- مروان اصفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ رخ بٹھائی اور پھر اس کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگے۔ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! کھلی فضا میں اس سے روکا گیا ہے، مگر جب تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے، بشرط صحت یہ عمل ان حضرات کی دلیل ہے جو بند جگہ (یعنی بیت الخلا) یا اوٹ میں قبلے کی طرف منہ یا پشت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان اور آپ کے فعل میں تعارض محسوس ہو وہاں امت کے لیے معتبر آپ کا فرمان ہوا کرتا ہے، اس لیے یہاں آپ کے صریح فرمان اور فعل میں تعارض نہیں بلکہ آپ کا فعل آپ کیلئے خاص اور امت کے لیے وہی فرمان ہے جس کا بیان اوپر گزرا ہے۔ یا بقول امام شافعی رحمہ اللہ نہی عام ہے البتہ گھروں یا تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں رخصت ہے اور بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہی تنزیہی ہے اور فعل بیان جواز کیلئے ہے۔ بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ پیشاب پاخانے کی حالت میں قبلے کی طرف منہ یا پشت نہ کی جائے۔ (نیل الاوطار' ج: ١ باب نهى المتخلى عن استقبال القبلة و استدبارها)

(المعجم ٥) - بابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٥)

باب:٥- اس مسئلے میں رخصت کا بیان

١٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن يَحْيى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ

١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں (ایک بار) گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ

١١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٩٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٠، والدارقطني: ١/ ٥٨، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ١٥٤، ووافقه الذهبي، وحسنه الحازمي في "الاعتبار في الناسخ والمنسوخ من الأخبار" ※ الحسن بن ذكوان مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

١٢_ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من تبرز على لبنتين، ح: ١٤٥ من حديث مالك، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطإ (رواية يحيى بن يحيى الليثي): ١/ ١٩٣، ١٩٤.

يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن عَمِّهِ وَاسِعِ بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمرَ قال: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ الْبَيْتِ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ.

رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے دو اینٹوں پر بیٹھے ہیں اور آپ کا منہ بیت المقدس کی جانب ہے۔

١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ قال: حَدَّثَنا أَبي قال: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ قال: نَهَى نَبِيُّ الله ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ، فَرَأَيْتُه قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ يَسْتَقْبِلُهَا.

١٣-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم پیشاب کے لیے قبلے کی طرف منہ کریں۔ پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف منہ کر کے (قضائے حاجت کے لیے) بیٹھے تھے۔

فائدہ: ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ گھروں میں تعمیر شدہ بیت الخلاؤں میں بیت اللہ کی طرف پشت کرنا جائز ہے جبکہ اس مسئلہ کی جملہ احادیث سے راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱ کے فوائد ومسائل میں گزرا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الروضة الندية شرح الدر رالبهية' باب ترك الاستقبال واستدبار القبلة)

(المعجم ٦) - بَابٌ: كَيْفَ التَّكَشُّفُ عِنْدَ الْحَاجَةِ (التحفة ٦)

باب:٦-قضائے حاجت کے وقت کپڑا اُتارنے کا ادب

١٤- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن الأعمشِ، عن رَجُلٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إِذَا أَرَادَ

١٤-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو جب تک زمین کے قریب نہ ہو جاتے اپنا کپڑا نہ اٹھاتے تھے۔

١٣ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح:٩، وابن ماجه، ح:٣٢٥ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح:٥٨، وابن حبان(موارد)، ح:١٣٤، والحاكم:١/ ١٥٤، ووافقه الذهبي.

١٤ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:١/٩٦ من حديث أبي داود به، * رجل: مجهول، ورواه الترمذي، ح:١٤ من طريق الأعمش عن أنس، والإسماعيلي والبيهقي من طريق الأعمش عن القاسم بن محمد عن ابن عمر به، وقال الدارقطني: "وكلاهما غير ثابت" * والأعمش مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتَّى يَدْنُوَ مِنَ الأَرْضِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاه عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ عن الأعْمَشِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالسلام بن حرب نے اعمش سے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' مگر یہ سند ضعیف ہے۔

فائدہ: ① یہ روایت ضعیف ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ انسان کو علیحدگی میں بھی عریاں (ننگا) ہونے میں از حد احتیاط کرنی چاہیے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

(المعجم ٧) - **باب كَرَاهِيَةِ الكَلَامِ عِنْدَ الْخَلَاءِ** (التحفة ٧)

باب: ۷- قضائے حاجت کے دوران بات چیت مکروہ ہے

١٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا ابنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن هِلَالِ بنِ عِيَاضٍ قال: حَدَّثَني أَبُو سَعِيدٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ، فإنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يَمْقُتُ عَلَى ذَلِكَ» قال أَبُو دَاوُدَ: هَذَا لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ.

۱۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ ﷺ فرماتے تھے: "دو شخص اس طرح پاخانے کے لیے نہ نکلیں کہ وہ اپنی شرم گاہیں کھولے پاخانہ کر رہے ہوں اور باتیں بھی کیے جا رہے ہوں' بلاشبہ اللہ عزوجل اس بات پر ناراض ہوتا ہے۔"

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف عکرمہ بن عمار نے مسند بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح روایات سے قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے سامنے اپنی شرم گاہیں کھولنے اور باہم گفتگو کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے جیسے حدیث ہے: "مرد' مرد کی شرم گاہ اور عورت' عورت کی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔" (صحيح مسلم' الحيض' حديث: ٣٣٨) دوسری حدیث میں ہے: "ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ پیشاب کر رہے تھے' اس نے آپ کو سلام کیا لیکن

١٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الاجتماع على الخلاء، ح: ٣٤٢ من حديث عكرمة بن عمار به، والنسائي في السنن الكبرى، ح: ٣٢، ٣٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧١، وابن حبان (موارد)، ح: ١٣٧، والحاكم: ١/ ١٥٧، ووافقه الذهبي * عكرمة بن عمار مضطرب الحديث عن يحيى بن أبي كثير، وقيل: تابعه أبان بن يزيد ولم أجده، وللحديث لون آخر عند الطبراني في الأوسط، ح: ١٢٨٦، وسنده ضعيف، وله طريق آخر عند ابن السكن (بيان الوهم والإيهام: ٥/ ٢٦٠، ح: ٢٤٦٠)، وسنده ضعيف.

آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔(صحیح مسلم' الحیض' حدیث : ٣٧٠) حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے' اس کے باوجود آپ نے جواب نہیں دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ جب سلام کا جواب دینا پسند نہیں' تو دوسری باتیں کرنا کس طرح جائز ہوگا؟ غالباً اسی وجہ سے بعض علماء نے ابوداود کی زیر بحث حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو:الموسوعة الحديثية' مسند الامام احمد' ج :١٧' حديث :١١٣١٠- صحيح الترغيب' ١/ ١٧٥)

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَرُدُّ السَّلَامَ وَهُوَ يَبُولُ؟ (التحفة ٨)

باب:٨- پیشاب کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا؟

١٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قالا: حدثنا عُمَرُ بنُ سَعْدٍ عن سُفْيَانَ، عن الضَّحَّاكِ بنِ عُثْمانَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن ابنِ عُمَرَ وَغَيْرِه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ.

١٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: (ایک بار) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا' اس نے آپ کو سلام کیا' تو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور دوسروں سے روایت کی گئی ہے: ''نبی ﷺ نے (فارغ ہوکر) تیمّم کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔''

١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا عَبْدُ الأَعْلَى: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ عن حُضَيْنِ بنِ الْمُنْذِرِ أَبِي سَاسَانَ، عن الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: «إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ

١٧- حضرت مہاجر بن قنفذ ؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔انہوں نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا حتیٰ کہ آپ نے وضو کیا (اور جواب دیا) اور معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے یہ بات ناپسند آئی کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔''

١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٧٠ من حديث سفيان الثوري به، ورواه الترمذي، ح: ٩٠، والنسائي، ح: ٣٧، وابن ماجه، ح: ٣٥٣، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٣٥.

١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب رد السلام بعد الوضوء، ح: ٣٨، وابن ماجه: ٣٥٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦، وابن حبان(موارد)، ح: ١٨٩، والحاكم: ١/ ١٦٧، ٣/ ٤٧٩ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن، ولأصل الحديث شواهد دون قوله: "حتى توضأ".

اللہ، تَعَالَى ذِكْرُهُ، إِلَّا عَلَى طُهْرٍ» أَوْ قال: «عَلَى طَهَارَةٍ».

راوی کو شبہ ہے کہ آپ ﷺ نے [عَلَى طُهْرٍ] کہا تھا یا [عَلَى طَهَارَةٍ] (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ایک دوسرے طریق سے آتی ہے اور وہ صحیح ہے، اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (صحیح مسلم، حدیث: ٣٧٠) اس لیے ابوداود کی حدیث نمبر ١٧ کا اگلا حصہ کہ آپ نے وضو کیا...... یہ صحیح نہیں، اس لیے یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس سے یہ بات بھی مستفاد ہوتی ہے کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔ (ص-ی)

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى غَيْرِ طُهْرٍ (التحفة ٩)

باب: ٩- طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عن أَبِيهِ، عن خَالِدِ بنِ سَلَمَةَ يَعْنِي الْفَأْفَاءَ، عن الْبَهِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسولُ الله ﷺ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

١٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

فائدہ: کسی بھی مسلمان کو مرد ہو یا عورت کسی حال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا چاہیے (سوائے بیت الخلا وغیرہ کے) باوضو ہو یا بے وضو طاہر ہو یا جنبی۔ قرآن مجید بھی اللہ کا ذکر ہے مگر حالت جنابت میں ناجائز ہے۔ خواتین کو بھی ایام مخصوصہ میں عام ذکر اذکار کی پابندی کرنی چاہیے۔ مگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کے مسئلہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک، طبری، ابن المنذر، داود اور امام بخاری ؒ کا میلان مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ ہے کہ مباح اور جائز ہے۔ بالخصوص ایسی خواتین جو قرآن مجید کی حافظہ ہوں یا علوم شرعیہ کے درس و تدریس سے متعلق ہوں ان کے لیے یہ تعطل انتہائی حارج ہوتا ہے۔ جبکہ جنابت کا حدث بہت مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے۔ اگرچہ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ وہ جنبی کے لیے بھی تلاوت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری و فتح الباری، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض المناسك كلها......)

١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح:٣٧٣ عن محمد بن العلاء به، ورواه الترمذي، ح:٣٣٨٤، وابن ماجه، ح:٣٠٢، وعلقه البخاري في صحيحه، الفتح: ١/٤٠٧، ٢/١١٤ * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند أحمد: ٦/٢٧٨.

(المعجم ١٠) - **باب الْخَاتَم يَكُونُ فِيهِ ذِكْرُ اللهِ تَعَالَى يَدْخُلُ بِهِ الْخَلَاءَ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-ایسی انگوٹھی جس میں اللہ کا ذکر کندہ ہو بیت الخلا میں لے جانا

١٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عن أَبِي عَلِيٍّ الحَنَفِيِّ، عن هَمَّامٍ، عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خاتَمَهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَإِنَّمَا يُعْرَفُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن زِيادِ بنِ سَعْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ أَلْقَاهُ. وَالْوَهْمُ فِيهِ مِنْ هَمَّامٍ، وَلَمْ يَرْوِهِ إِلَّا هَمَّامٌ.

١٩-حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب بیت الخلا جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار لیا کرتے تھے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے (یعنی ثقات کی روایت کے خلاف ہے) جبکہ معروف سند یوں ہے: عن ابن جریج، عن زیاد بن سعد، عن زہری، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہ نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی پھر اسے اتار دیا...... مذکورہ بالا پہلی حدیث میں وہم ہمام کو ہوا ہے اور اسے صرف ہمام نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: اصل روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور پھر اسے اتار دیا۔ گویا بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتار دینے کی روایت ضعیف ہے۔ تاہم ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ جس میں اللہ کا نام ہو بیت الخلا میں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سند کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمام نے حدیث کا لفظ روایت کرنے میں ثقات کی مخالفت کی ہے اور اس متن کو ایک دوسری حدیث کے متن کے ساتھ خلط ملط کر دیا ہے۔

(المعجم ١١) - **باب الاِسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ** (التحفة ١١)

باب:١١-پیشاب سے خوب اچھی طرح پاک ہونے کا بیان

٢٠- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ

٢٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے

١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم في الخلاء، ح:٣٠٣ عن نصر بن علي به، ورواه الترمذي، ح:١٧٤٦، والنسائي، ح:٥٢١٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب" * ابن جريج مدلس وعنعن.

٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الغيبة . . . الخ، ح:٦٠٥٢، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، ح:٢٩٢ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح:٧٠، والنسائي، ح:٣١، وابن ماجه، ح:٣٤٧.

قال: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُما يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا هَذَا فَكَانَ لا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ»، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا وقال: «لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا» قال هَنَّادٌ: «يَسْتَتِرُ» مكانَ «يَسْتَنْزِهُ».

فرمایا: ”انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بہت بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے۔ رہا یہ شخص! تو یہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ (دوسرا) تو یہ چغل خوری کیا کرتا تھا۔“ پھر آپ نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی منگوائی‘ اسے دو حصوں میں چیرا اور ہر دو قبروں پر ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا: ”امید ہے کہ ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔“

ھَنَّاد کے الفاظ [یَسْتَنْزِہُ] ”پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔“ کی بجائے [یَسْتَتِرُ] ”پردہ نہ کرتا تھا“ ہیں۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل ہی کے بتانے سے ایسی خبریں دیا کرتے تھے۔ فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم: ۳-۴) ”وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے۔ جو کہتے ہیں وحی ہوتی ہے ان پر نازل کردہ۔“ [اس حدیث سے بعض لوگ یہ مسئلہ اخذ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے‘ حالانکہ امور غیب کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہیں‘ انہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے‘ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَافِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَّلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الانعام: ۵۹) ”اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے جنگلوں اور دریاؤں کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری یا سوکھی چیز نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ (النمل: ۶۵/۲۷) ”اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کے سوا غیب کی باتیں نہیں جانتے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔“ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے‘ غیب کی جس بات پر چاہتا ہے مطلع فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًاo اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ (الجن: ۷۲/ ۲۶‘ ۲۷) ”(وہی) غیب کی بات جاننے والا ہے اور کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا‘ ہاں جس پیغمبر کو پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا ہے اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔“ اور فرمایا: ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (الأحقاف: ۹/۴۶) ”کہہ دیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں آیا اور

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو صاف صاف (کھلم کھلا) ڈرانا ہے۔'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبریل نے نبی علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:[مَا الْمَسْؤُلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ] (صحیح البخاری الایمان' باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان..... حدیث :٥٠' صحیح مسلم' الایمان' حدیث :٨)''اس کے بارے میں مسئول کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔'' پھر آپ نے جبریل علیہ السلام کو قیامت کی چند نشانیوں کے بارے میں ضرور بتلایا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو بس اتنا علم غیب تھا جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروا دیا تھا' اسی کے بارے میں آپ نے بوقت ضرورت بتایا' غیب کے باقی امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں بتایا' ان کے بارے میں آپ ﷺ کو علم نہ تھا۔] ② پیشاب سے طہارت حاصل نہ کرنا' یا اس کے چھینٹوں سے نہ بچنا' یا پردہ نہ کرنا یعنی برسر عام پیشاب پاخانہ کرنے کے لیے بیٹھ جانا عذاب قبر کا باعث ہے۔ ③ چغل خوری کو بھی عام سی بات نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ بھی بہت بڑا گناہ اور عذاب قبر کا باعث ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا قبروں پر چھڑیاں رکھنے کا عمل آپ ہی سے مخصوص ہے۔ آپ کے بعد صحابہ میں سے کسی نے بھی یہ عمل نہیں کیا' اب جو لوگ کرتے ہیں ایک بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

٢١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قَالَ: «كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ» وقال أَبُو مُعَاوِيَةَ: «يَسْتَنْزِهُ».

٢١- جناب عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں کہ ہمیں جریر نے منصور کے واسطے سے مجاہد سے بیان کیا ہے' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اس کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ جریر نے کہا:[كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ] اور ابو معاویہ (محمد بن خازم) کے لفظ ہیں:[كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ]

فائدہ :[لَا يَسْتَتِرُ] کا ظاہر معنی ہے کہ ''پردہ نہ کرتا تھا۔'' اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ''وہ اپنے اور پیشاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہ کرتا تھا تاکہ وہ اس کے جسم اور کپڑوں کو نہ لگے۔'' اس طرح دونوں لفظ معنوی طور پر ایک ہی مفہوم کے حامل ہیں۔

٢٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الوَاحِدِ ابنُ زِيَادٍ: حدثنا الأَعْمَشُ عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ،

٢٢- حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن عاص نبی ﷺ کے پاس گئے' اسی دوران

٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: من الكبائر أن لا يستتر من بوله، ح: ٢١٦ عن عثمان بن أبي شيبة به.

٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول إلى سترة يستتر بها، ح: ٣٠، وابن ماجه، ح: ٣٤٦ من حديث الأعمش به ✽ الأعمش، تقدم(١٤) وعنعن.

عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَسَنَةَ قال : انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بنُ الْعَاصِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرجَ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ ثُمَّ اسْتَتَرَ بِهَا ثُمَّ بالَ، فَقُلْنَا : انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كما تَبُولُ المَرْأَةُ، فَسَمِعَ ذَلِكَ فَقَالَ : «أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَطَعُوا مَا أَصَابَهُ الْبَوْلُ مِنْهُمْ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ» .

آپ باہر نکلے اور آپ کے پاس (چمڑے کی) ایک ڈھال تھی' آپ نے اسی سے پردہ کیا اور پھر پیشاب کیا۔ ہم (میں سے بعض) نے کہا کہ دیکھوا یسے پیشاب کر رہے ہیں جیسے کہ عورت (چھپ چھپا کر) پیشاب کرتی ہے۔ یہ بات آپ نے سن لی' آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنواسرائیل کے ایک شخص کا کیا حال ہوا تھا؟ ان کو اگر پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اس حصے کو کاٹ ڈالتے تھے۔ اس شخص نے اپنی قوم کو اس کام سے روک دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مَنْصُورٌ: عن أَبي وائِلٍ، عن أَبي مُوسَى في هَذَا الْحَدِيثِ قال: «جِلْدَ أَحَدِهِمْ»، وقال عَاصِمٌ عن أَبي وَائِلٍ، عن أَبي مُوسَى عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «جَسَدَ أَحَدِهِمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ منصور نے ابووائل سے' انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں یہ لفظ کہے: [جِلْدَ اَحَدِهِمْ] ''اپنے چمڑے کو کاٹ دیتے۔'' جب کہ عاصم نے ابووائل سے' انہوں نے ابوموسیٰ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ لفظ کہے: [جَسَدَ اَحَدِهِمْ] ''اپنے جسم کو کاٹ دیتے۔''

فوائدومسائل: [قَطَعُوا مَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ] ''جس کو پیشاب لگتا تھا' اسے کاٹ دیتے تھے۔'' اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابوداود کی دوسری روایات میں سے ایک میں [جِلد] ''چمڑے'' کا اور دوسری میں [جَسَد] ''جسم'' کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف ابي داود میں منکر کہا ہے اور جلد سے مراد چمڑے کا لباس مراد لیا گیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹے جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا' صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: [إِذَا اَصَابَ ثَوبَ اَحَدِهِمْ' قَرَضَهُ] (بخاري' الوضوء' حديث :٢٢٦) ''جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا' تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔'' اس سے حسب ذیل باتیں مستفاد ہوتی ہیں: ① اسلام ہمیشہ سے طہارت و پاکیزگی کا داعی رہا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ احکام انتہائی سخت تھے۔ جس بدبخت نے لوگوں کو اس امر شرعی کی مخالفت پر ابھارا تھا' اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔ ② اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روکنا' اس میں تحریف کرنا یا تاویل باطل سے اسے مہمل قرار دینا حرام اور شقاوت (بدبختی) کا کام ہے اور ایسا شخص عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔

(المعجم ١٢) - باب الْبَوْلِ قَائِمًا (التحفة ١٢)

باب:١٢-کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

٢٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ ابنُ إبْرَاهِيمَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أبُو عَوانَةَ: وهٰذا لَفْظُ حَفْصٍ عن سُلَيْمانَ، عن أبي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: أتَى رَسولُ الله ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ. قال أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: قال: فَذَهَبْتُ أتَبَاعَدُ، فَدَعَانِي حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ.

٢٣-حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے کوڑے کے ایک ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور (وضو کیا' اس وضو میں آپ نے) اپنے موزوں پر مسح فرمایا۔ امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ (ان کے شیخ) مسدد نے کہا کہ راویٔ حدیث حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ (اس موقع پر) میں آپ سے دور ہٹنے لگا' تو آپ نے مجھے بلایا حتیٰ کہ میں (آپ کے قریب آ گیا اور) آپ کے پیچھے ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ضرورت کے موقع پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ چھینٹے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ چنانچہ اس حدیث کے پیش نظر حضرت عمر' حضرت علی' ابن عمر اور زید بن ثابت ؓ سے منقول ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیشاب کرے کیونکہ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے: ''جو شخص تمہیں یہ بیان کرے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کی بات کی تصدیق نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ تو ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔'' (جامع الترمذی' الطهارة' باب ماجاء في النهي عن البول قائماً' حديث :١٢' و سنن النسائی' الطهارة' حدیث : ٢٩) امام ترمذی ؒ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں سب سے زیادہ صحیح روایت یہی ہے اور پھر بیٹھ کر پیشاب کرنے میں پردہ پوشی بھی زیادہ ہے اور آدمی پیشاب کے چھینٹوں سے بھی زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ آج کل ماڈرن قسم کے لوگ' جو مغرب کی نقالی میں حد سے بڑھ چکے ہیں' ہوٹلوں اور پارکوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور اس میں فخر محسوس کرتے ہیں' حالانکہ ہر معاملے میں غیروں کی نقالی کرنا سراسر حدیث رسول کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور انگریز کی اور غیر مسلموں کی نقالی سے بچائے۔ ② نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض حالات میں لوگوں کے قریب بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے۔

٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح: ٢٢٤ من حديث شعبة به، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٣ من حديث سليمان الأعمش به، ورواه الترمذي، ح: ١٣، والنسائي: ١٨، ٢٦، ٢٨، وابن ماجه، ح: ٣٠٥.

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَبُولُ بِاللَّيْلِ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ يَضَعُهُ عِنْدَهُ** (التحفة ١٣)

باب:۱۳-انسان رات کوکسی برتن میں پیشاب کرے اور پھر اسے اپنے پاس پڑا رہنے دے

٢٤- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن حُكَيْمَةَ بِنْتِ أُمَيْمَةَ ابْنَةِ رُقَيْقَةَ، عن أُمِّهَا أَنَّهَا قالَتْ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِنْ عِيدَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ.

۲۴-حضرت اُمیمہ بنت رُقیقہ ؓ روایت کرتی ہیں: نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا' جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوتا تھا۔ آپ رات کو اس میں پیشاب کرلیا کرتے تھے۔

فائدہ: بیاری' سردی یا کسی دوسرے عذر کی بنا پر انسان کسی برتن میں پیشاب کرلے اور بعد میں اسے باہر گرا دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم ١٤) - **باب الْمَوَاضِعِ الَّتِي نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيهَا** (التحفة ١٤)

باب:۱۴-وہ مقامات جہاں پیشاب کرنا منع ہے

٢٥- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن العَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ». قالُوا: وَما اللَّاعِنَانِ يَارَسُولَ اللهِ! قال: «الَّذي يَتَخَلَّى في طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ».

۲۵-حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا:''لعنت کے دو کاموں سے بچو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! لعنت کے وہ کون سے دو کام ہیں؟ آپ نے فرمایا:''جو لوگوں کے راستے میں یا ان کے سائے میں پاخانہ کرتا ہے۔''

٢٦- **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ وَعُمَرُ بنُ الخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ وَحَدِيثُهُ

۲۶-حضرت معاذ بن جبل ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لعنت کے تین کاموں سے

٢٤ـ تخريج: **[حسن]** أخرجه النسائي، الطهارة، باب البول في الإناء، ح: ٣٢ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٤٢٣، والحاكم: ١/ ١٦٧، ووافقه الذهبي.

٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال، ح: ٢٦٩ عن قتيبة به.

٢٦ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن الخلاء على قارعة الطريق، ح: ٣٢٨ من حديث نافع بن يزيد به، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٧، ووافقه الذهبي، وضعفه البوصيري لعلة الإرسال * أبوسعيد الحجري لم يدرك معاذ بن جبل رضي الله عنه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ١/ ٢٩٩، وحديث مسلم، ح: ٢٦٩ يغني عنه.

أَتَمُّ، أَنَّ سَعِيدَ بنَ الحَكَمِ حَدَّثَهُمْ، أخبرنَا نَافِعُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: أَنَّ أبَا سَعِيدٍ الحِمْيَرِيَّ حدَّثَهُ عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اتَّقُوا المَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ في المَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، والظِّلِّ».

بچو۔ (یعنی) پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرنے سے' عین راستے میں یا (لوگوں کے) سائے میں۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح حدیث یہ ہے: دولعنت والے کاموں سے بچو' ایک یہ کہ عام گزرگاہ میں پاخانہ کیا جائے۔ دوسرا' یہ کہ لوگوں کی سائے والی جگہ میں یہ کام کیا جائے۔ (صحيح مسلم' حديث:٢٦٩) اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھاٹ سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہو۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْبَوْلِ فِي الْمُسْتَحَمِّ (التحفة ١٥)

باب:١٥-غسل خانے میں پیشاب کا مسئلہ

٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قال أَحْمَدُ: حدثنا مَعْمَرٌ: أخبرني أَشْعَثُ، وقال الْحَسَنُ عن أَشْعَثَ ابنِ عَبْدِ الله، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله ابنِ مُغَفَّلٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ في مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ» قال أحمدُ: «ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيهِ، فإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

٢٧- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔ کہ بعد میں وہ وہیں نہائے گا۔"

احمد روایت کرتے ہیں: "پھر وہ وہیں وضو کرے گا کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔"

٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كراهة البول في المغتسل، ح: ٣٠٤ من حديث عبدالرزاق، والترمذي، ح: ٢١ من حديث معمر به، وقال: "غريب"، وعلقه البخاري: ٨/ ٥٨٨، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢٥٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٦٧، ١٨٥، ووافقه الذهبي * الحسن البصري مدلس وعنعن والحديث الآتي يغني عنه.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے البتہ اگلی حدیث صحیح ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

٢٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زُهَيْرٌ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله، عن حُمَيْدٍ الحِمْيَرِيِّ وهُوَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قال: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كما صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ في مُغْتَسَلِهِ.

۲۸-حمید حمیری' عبدالرحمٰن کے صاحب زادے کہتے ہیں کہ میں ایک صاحب سے ملا جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یافتہ تھے جیسے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ آپ کی صحبت میں رہے تھے' انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہمارا کوئی شخص ہر روز کنگھی کرے یا اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے۔''

فوائد ومسائل: ① غسل خانے میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا سیمنٹ اور چپس وغیرہ سے بنا ہو کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پیشاب کے لیے جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ الغرض طہارت میں بداحتیاطی کی وجہ سے وسوسہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ② ہر روز کنگھی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح ظاہری ٹیپ ٹاپ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ عربوں کا عام معمول تھا کہ وہ بال لمبے رکھتے تھے' البتہ سادہ انداز میں کنگھی سے بالوں کو برابر کرنا کہ انسان باوقار نظر آئے ان شاء اللہ مباح ہے۔ عام مفہوم میں کنگھی کرنے کو بھی محدثین کرام نے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ذاتی زیب وزینت کو روزانہ کا معمول نہ بنائے جیسے کہ ہمارے گھروں میں یہ مصیبت در آئی ہے کہ حمام میں آئینہ' کنگھا' تیل وعطر' دروازے پر آئینہ کنگھا اور ڈریسنگ میز وغیرہ سجے رہتے ہیں۔ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر روز دو بار کنگھی کرتے تھے۔ ③ حدیث شریف میں وارد حکم مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی ہے۔ اگرچہ زیب وزینت ان کے لیے ایک اعتبار سے مطلوب ہے مگر اس میں بھی اعتدال ضروری ہے، نہ یہ کہ انسان ہر وقت اپنی ظاہری اور مصنوعی افزائش حسن ہی پر لگا رہے۔

(المعجم ١٦) - باب النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶-بل میں پیشاب کی ممانعت

٢٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ

۲۹-حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے منقول ہے

٢٨ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ٢٣٩ من حديث داود بن عبدالله به.

٢٩ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب كراهية البول في الجحر، ح: ٣٤ من حديث معاذ ابن هشام به، وصححه الحاكم: ١/ ١٨٦ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي ✽ قتادة مدلس وعنعن.

مَيْسَرَةَ: حدثنا مُعَاذُ بنُ هِشامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ سَرْجِسَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى أَنْ يُبَالَ في الجُحْرِ قال: قالُوا لِقَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ في الجُحْرِ؟ قالَ: كَانَ يُقَالُ: إِنَّها مَسَاكِنُ الجِنِّ.

کہ نبی ﷺ نے بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔لوگوں نے قتادہ سے کہا کہ بل میں پیشاب کیوں مکروہ وممنوع ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''کہا جاتا ہے کہ ان میں جن رہتے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔تاہم احتیاط اسی میں ہے کہ بلوں میں پیشاب نہ کیا جائے' کیونکہ بلوں میں بالعموم موذی جانور بھی ہوتے ہیں تو ان میں پیشاب کرنے سے کوئی آزار بھی پہنچ سکتا ہے اس لیے کھلے ماحول کو چھوڑ کر کسی بل یا سوراخ کو پیشاب کرنے کے لیے استعمال کرنا کوئی عقل ودانش کی بات نہیں ہے۔

(المعجم ١٧) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ (التحفة ١٧)

باب:١٧-بیت الخلا سے نکل کر انسان کیا پڑھے؟

٣٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُحمَّدٍ النَّاقِدُ: حدثنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حدثنا إِسْرائِيلُ عن يُوسُفَ بنِ أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: حَدَّثَتْنِي عائِشَةُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قال: «غُفْرَانَكَ».

٣٠-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ جب بیت الخلا سے فارغ ہو کر نکلتے تو کہتے: [غُفْرَانَكَ] ''اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔''

فائدہ: علاوہ ازیں اور بھی دعائیں آئی ہیں' مگر یہ حدیث اور دعا' دیگر دعاؤں کے مقابلے میں' سند کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔علامہ خطابی اس دعا کی حکمت یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ یہ وقت اللہ کے ذکر کے بغیر گزرتا ہے اس لیے اس پر استغفار کی تعلیم دی گئی ہے۔

(المعجم ١٨) - باب كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الاسْتِبْرَاءِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-استنجا میں شرم گاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونے کی ممانعت

٣١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى

٣١-حضرت ابوقتادہ ؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی

٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء، ح:٧، وابن ماجه، ح:٣٠٠ من حديث إسرائيل بن يونس به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:٩٠، وابن حبان (الإحسان)، ح:١٤٤١، وابن الجارود، ح:٤٢، والحاكم: ١/ ١٨٥، ووافقه الذهبي.

٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح:١٥٣، ١٥٤، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح:٢٦٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به، ورواه الترمذي، ح:١٥، ◀◀

ابنُ إِسْمَاعِيلَ قالا: حدثنا أَبَانٌ: حدثنا يَحْيَى عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أبِيهِ قال: قال نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إذَا بَالَ أحَدُكُم فَلَا يَمسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وإذَا أتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ، وإذَا شَرِبَ فَلَا يَشْرَبْ نَفَسًا وَاحِدًا».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنے بیٹھے تو اپنے ذکر (عضو مخصوص) کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور جب کوئی پاخانے کے لیے آئے تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اور جب کچھ پیے تو ایک سانس میں نہ پیے۔“

فوائد ومسائل: ① جب استنجا جیسی اہم ضرورت کے وقت دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا یا اسے پکڑنا منع ہے تو عام حالات میں اور زیادہ بچنا چاہیے۔ عورتیں بھی اسی حکم کی پابند ہیں۔ ② کوئی چیز پینے کا شرعی ادب یہ ہے کہ اسے تین سانس میں پیا جائے۔

٣٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ آدَمَ بنِ سُلَيْمَانَ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي زَائِدَةَ: حَدَّثَنا أبُو أَيُّوبَ يَعْني الإفْرِيقِيَّ، عن عَاصِمٍ، عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ وَمَعْبَدٍ، عن حَارِثَةَ ابنِ وَهْبٍ الخُزَاعِيِّ قال: حَدَّثَتْني حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ يَمِينَهُ لِطَعَامِهِ وَشَرَابِهِ وَثِيَابِهِ، وَيَجْعَلُ شِمَالَهُ لِمَا سِوَى ذَلِكَ.

٣٢- حضرت حفصہ زوجۂ نبی ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے پینے اور پہننے (جیسے کاموں) میں استعمال کیا کرتے تھے اور بایاں ہاتھ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں۔

فوائد ومسائل: یہ حدیث دلیل ہے کہ دائیں ہاتھ کو فضیلت حاصل ہے۔ ایک روایت میں نافع حضرت ابن عمر ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بائیں ہاتھ سے کسی سے کوئی چیز پکڑے نہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑائے۔“ (صحیح مسلم' الأشربه' باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما' حديث :٢٠٢٠) اس معاملے میں لوگ احتیاط نہیں کرتے اور چیز لیتے اور دیتے وقت بائیں ہاتھ کو استعمال کرتے ہیں' حالانکہ کھانے پینے کی طرح چیز لیتے اور دیتے وقت بھی صرف دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیے' اس لیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“ (صحیح مسلم' الأشربه' باب آداب الطعام والشراب و أحكامهما' حديث:٢٠٢٠) اس سے معلوم ہوا کہ

◀◀ والنسائي، ح: ٢٤، ٢٥، وابن ماجه، ح: ٣١٠.

٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٠٩ من حديث ابن أبي زائدة به وقال: "هذا حديث صحيح".

بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطانی کام ہے لیکن بدقسمتی سے بہت سے مسلمان فرنگیوں کی نقالی میں بڑے فخر سے بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے ہیں' حالانکہ کافروں کے ساتھ مشابہت کرنے پر نہایت سخت وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اسے فرمایا: ''دائیں ہاتھ سے کھا۔'' اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نہ ہی طاقت رکھے۔'' اسے صرف تکبر نے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں اس کے بعد وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ کی طرف اٹھا ہی نہیں سکا۔ (صحيح مسلم' الأشربة' حديث:٢٠٢١) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے جو بددعا فرمائی' وہ قبول ہوگئی' اس لیے بائیں ہاتھ سے کھانا پینا بہت سخت گناہ ہے۔ نظافت اور صفائی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے اور پینے کے لیے صرف دایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے کیونکہ استنجا وغیرہ کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے تو جس ہاتھ سے انسان اپنی گندگی صاف کرتا ہے' اس ہاتھ سے کھانا پینا کتنا معیوب ہے۔ ایسی پاکیزہ عادات واطوار کو معمولِ زندگی بنانے کے لیے اپنی اولاد میں ابتدا ہی سے ان عادات کا اہتمام والتزام کرنا چاہیے تاکہ شرعی آداب کا حامل نیک اور صالح معاشرہ تشکیل پا سکے۔

٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن ابنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن أبي مَعْشَرٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ يَدُ رَسولِ الله ﷺ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وكانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ وَمَا كانَ مِنْ أَذًى.

٣٣- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے (جیسے کاموں) کے لیے (مخصوص) تھا اور بایاں ہاتھ خلا میں استنجا اور دیگر مکروہات وغیرہ میں استعمال کرتے تھے۔

٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إبْرَاهِيمَ، عَن الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

٣٤- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نبی ﷺ سے (ایک دوسری سند سے بھی) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتی ہیں۔

فائدہ: حدیث ٣٣ اور ٣٤ ضعیف ہیں۔ تاہم حدیث ٣٢ صحیح ہے اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہے جیسا کہ اس کے فوائد کی تفصیل گزری۔

٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * سعيد بن أبي عروبة مدلس وعنعن وإبراهيم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، والحديث السابق: ٣٢ يغني عنه.

٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٥ عن عبدالوهاب بن عطاء به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٧٢٢ (بتحقيقي)، وانظر الحديث السابق: ٣٣

(المعجم ١٩) - باب الاسْتِتَارِ فِي الْخَلَاءِ (التحفة ١٩)

باب:۱۹-قضائے حاجت کے وقت پردہ کرنا

٣٥- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخْبَرَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن ثَوْرٍ، عن الْحُصَيْنِ الْحُبْرَانِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لَاكَ بِلِسانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إلَّا أنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أحْسَنَ، وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ».

۳۵-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص سرمہ لگائے تو طاق سلائیاں لگائے' جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو استنجا کرنے میں ڈھیلے استعمال کرے' اسے چاہیے کہ طاق عدد لے' جس نے ایسا کیا تو بہتر کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جس نے کچھ کھایا اور پھر تنکے سے خلال کیا تو چاہیے کہ منہ کے ریزوں کو پھینک دے اور جو کچھ اپنی زبان سے صاف کرے تو وہ نگل لے' جس نے کیا خوب کیا اور جس نے نہ کیا اس پر کوئی حرج نہیں اور جو پاخانے کو آئے تو چاہیے کہ کوئی آڑ لے لے' اگر کچھ نہ پائے تو ریت کی ڈھیری ہی بنا لے اور اس کی طرف پشت کر لے' بلاشبہ شیطان بنی آدم کے سرینوں کے ساتھ کھیلتا ہے' جس نے ایسا کیا بہت اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔''

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أبُو عَاصِمٍ عن ثَوْرٍ. قال حُصَيْنٌ الْحِمْيَرِيُّ: وَرَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بنُ الصَّبَّاحِ عن ثَوْرٍ فقالَ: أبُو سَعِيدٍ الْخَيْرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابوعاصم نے ثور سے روایت کیا تو راوی کا نام...... حصین حمیری بتایا (نہ کہ حبرانی) اور عبدالملک بن صباح نے روایت کیا تو کہا ابوسعید الخیر (نہ کہ صرف ابوسعید۔)

قال أبُو دَاوُدَ: أبُو سَعِيدِ الخَيْرُ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسعید الخیر نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔

٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من اكتحل وترًا، ح: ٣٤٩٨ من حديث ثور بن يزيد به ※ حصين مجهول الحال.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں جو باتیں دوسری احادیث سے ثابت ہیں' وہ قابل عمل ہیں۔ دیگر باتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٠) - باب مَا يُنهَى عَنْهُ أَنْ يُسْتَنْجَى بِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠-وہ چیزیں جن سے استنجا منع ہے

٣٦- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الهَمْدَانِيُّ: أخبرنا المُفَضَّلُ يَعْني ابنَ فَضَالَةَ المِصْرِيَّ، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانيِّ، أَنَّ شِيَيْمَ بنَ بَيْتَانَ أَخْبَرَهُ عن شَيْبَانَ الْقِتْبَانِيِّ أَنَّ مَسْلَمَةَ بنَ مُخَلَّدٍ اسْتَعْمَلَ رُوَيْفِعَ ابنَ ثَابِتٍ عَلَى أَسْفَلِ الأَرْضِ، قال شَيْبَانُ: فَسِرْنَا مَعَهُ مِنْ كُومِ شَرِيكٍ إِلَى عَلْقَمَاءَ، أَوْ مِنْ عَلقَمَاءَ إِلَى كُومِ شَرِيكٍ -يُرِيدُ عَلْقَامَ- فَقَالَ رُوَيْفِعٌ: إِنْ كانَ أَحَدُنَا في زَمَنِ رَسُولِ الله ﷺ لَيَأْخُذُ نِضْوَ أَخِيهِ، عَلَى أَنَّ لَهُ النِّصْفَ مِمَّا يَغْنَمُ وَلَنَا النِّصْفُ إِنْ كانَ أَحَدُنَا لَيَطِيرُ لَهُ النَّصْلُ والرِّيشُ وَلِلآخَرِ القِدْحُ، ثُمَّ قال: قال لي رسولُ الله ﷺ: «يَارُوَيْفِعُ! لَعَلَّ الحَيَاةَ سَتَطُولُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ، أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا، أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ، فَإِنَّ مُحمَّدًا مِنْهُ بَرِيءٌ».

٣٦-شیبان قتبانی روایت کرتے ہیں کہ مسلمہ بن مخلد نے (جو کہ امیر معاویہ ؓ کی طرف سے مصر میں گورنر تھے) حضرت رویفع بن ثابت ؓ کو زیریں مصر کی جانب اپنا نائب مقرر کیا۔ شیبان کہتے ہیں کہ ہم جناب رویفع بن ثابت کے ساتھ کوم شریک سے علقماء یا علقماء سے کوم شریک کی جانب چلے' ان کی مراد علقام ہے' تو حضرت رویفع بن ثابت ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کمزور سی سواری لے لیتا' اس شرط پر کہ جو کچھ بھی غنیمت میں سے ملے گا' اس میں سے نصف مالک کے لیے اور نصف ہمارے لیے ہوگا۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا تھا کہ (تقسیم اموال میں) کسی کو تیر کا پھل ملتا' کسی کو اس کے پر اور کسی کو اس کی لاٹھی۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے رویفع! امید ہے تجھے میرے بعد لمبی زندگی ملے گی' تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جو اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائے یا تانت باندھے یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① استنجا میں گوبر اور لید کا استعمال حرام ہے کیونکہ یہ سب جنوں کا طعام ہیں۔ (سنن ابی داود' الطهارة' حدیث:٣٩) ② شراکت کا کاروبار جائز ہے۔ ③ مشترک چیز خواہ کتنی ہی معمولی ہو اسے حصہ داروں میں تقسیم کر لینا چاہیے بشرطیکہ اس کے اجزا قابل استفادہ ہوں اور نفس شے ضائع نہ ہوتی ہو۔ ④ ڈاڑھی کو گرہ لگانا جائز

٣٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب عقد اللحية، ح:٥٠٧٠ من حديث عياش بن عباس به، انظر الحديث الآتي.

نہیں جیسے کہ عجمی کرتے تھے اور اب سکھ کرتے ہیں یا ایسے انداز میں بٹ دے کر رکھنا کہ بال گھنگریالے ہو جائیں یا دیکھنے والوں کو چھوٹی نظر آئے۔ واللہ اعلم۔⑤ کچھ لوگ جانوروں کو تانت اس غرض سے باندھتے تھے کہ نظر نہ لگے اور یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلموں کی طرح زنار باندھنا ناجائز ہے۔

٣٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا مُفَضَّلٌ عن عَيَّاشٍ: أَنَّ شِيَيْمَ بنَ بَيْتَانَ أخْبَرَهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أيضًا عن أبي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، يَذْكُرُ ذَلِكَ وَهُوَ مَعَهُ مُرَابِطٌ بِحِصْنِ بَابِ أَلْيُونَ. قال أبو دَاوُد: حِصْنُ أَلْيُونَ بِالْفُسْطَاطِ عَلَى جَبَلٍ. قال أبو دَاوُد: وَهُوَ شَيْبَانُ بنُ أُمَيَّةَ، يُكْنَى أَبَا حُذَيْفَةَ.

٣٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی جبکہ وہ (ابوسالم) ان کے ساتھ باب الیون کے قلعے پر مورچہ بند تھے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ الیون کا قلعہ علاقہ فسطاط میں پہاڑ پر واقع تھا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (گزشتہ حدیث میں مذکور) شیبان قتبانی وہ ابن امیہ ہے اور اس کی کنیت ابوحذیفہ ہے۔

٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: أخبرَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ: حدثنا زَكَرِيَّا بنُ إسْحَاقَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: نَهَانَا رسولُ الله ﷺ أَنْ نَتَمَسَّحَ بِعَظْمٍ أَوْ بَعْرٍ.

٣٨- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہڈی یا مینگنی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا تھا۔

٣٩- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ عَيَّاشٍ عن يَحْيَى بنِ أَبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَن عَبْدِالله بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قَدِمَ

٣٩- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو منع فرما دیجیے کہ وہ ہڈی یا گوبر یا کوئلے سے استنجا کریں' کیونکہ

٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبو داود.

٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ٢٦٣ من حديث روح بن عبادة به.

٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٠٩ من حديث أبي داود به، وقال: "إسناد شامي غير قوي" * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع من شيخه الشامي عند الدارقطني: ١/ ٥٥، ٥٦، وروايته عن الشاميين مقبولة عند الجمهور.

وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالُوا: يامُحمَّدُ! انْهَ أُمَّتَكَ أنْ يَسْتَنْجُوا بِعَظْمٍ أَوْ رَوْثَةٍ أوْ حُمَمةٍ، فإنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ لَنَا فِيهَا رِزْقًا. قال: فَنَهى النَّبِيُّ ﷺ.

اللہ عزوجل نے ان میں ہمارا رزق رکھا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے روک دیا۔

(المعجم ٢١) - باب الاِسْتِنْجاءِ بِالأَحْجارِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرنا

٤٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ ابنُ سَعِيدٍ قالا: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أبي حَازِمٍ، عن مُسْلِمِ ابنِ قُرْطٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إنَّ رَسولَ الله ﷺ قال: «إذَا ذَهَبَ أحَدُكُم إلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهُ بِثَلَاثَةِ أحْجَارٍ يَسْتَطِيبُ بِهِنَّ، فإِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ».

۴۰-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی پاخانے کے لیے جانے لگے تو اپنے ساتھ تین ڈھیلے لے جایا کرے ان سے استنجا کر لیا کرے۔ بے شک یہ اس کے لیے کفایت کریں گے۔“

فوائد ومسائل: ① ہدایت ہے کہ رفع حاجت کے لیے بیٹھنے سے پہلے طہارت حاصل کرنے کا انتظام کر لیا جائے۔ ممکن ہے بر موقع کوئی چیز مہیا نہ ہو لہٰذا غیر معتمد مقامات پر نل کو پہلے دیکھ لیا جائے کہ آیا اس میں پانی بھی ہے یا نہیں۔ ② ڈھیلے کا حکم سائل کے بدوی ہونے کی مناسبت سے ہے اور یہ ہے کہ تین ڈھیلوں سے استنجا پانی سے کفایت کرتا ہے۔ آج کل ٹشو پیپر اس کا قائم مقام ہے۔ تاہم افضلیت پانی ہی کے استعمال میں ہے۔

٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عَن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عَمْرِو بنِ خُزَيْمَةَ، عن عُمَارَةَ ابنِ خُزَيْمَةَ، عن خُزَيْمَةَ بنِ ثَابِتٍ قال:

۴۱-حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تین ڈھیلوں سے (استنجا کرے) ان میں گوبر نہ ہو۔“

٤٠_ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاجتزاء في الاستطابة بالحجارة دون غيرها، ح: ٤٤ عن قتيبة به، وصححه الدارقطني: ١/ ٥٤، ٥٥، وللحديث شواهد.

٤١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الاستنجاء بالحجارة والنهي عن الروث والرمة، ح: ٣١٥ من حديث هشام بن عروة به * عمرو بن خزيمة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح: ٢٦٢ يغني عنه.

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الاسْتِطَابَةِ فَقَالَ: «بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ».

قال أبو داوُد: وكَذَا رَوَاهُ أبُو أُسَامَةَ وَابنُ نُمَيْرٍ عن هِشَامٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابواسامہ اور ابن نمیر نے بھی ہشام بن عروہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث میں گوبر اور ہڈی سے استنجا کی ممانعت ثابت ہے۔ (صحیح مسلم، حديث: ٢٦٢) غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي الاِسْتِبْرَاءِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-استنجا کا بیان

٤٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ الْمُقْرِئُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى التَّوْأَمُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أبُو يَعْقُوبَ التَّوْأَمُ عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: بَالَ رسولُ الله ﷺ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا يَاعُمَرُ؟» فَقَالَ: هَذَا مَاءٌ تَتَوَضَّأُ بِهِ. قال: «ما أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً».

۴۲-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کا لوٹا لیے آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ (بعد از فراغت) آپ نے پوچھا عمر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ پانی ہے کہ آپ اس سے وضو فرما لیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں ہے کہ جب بھی پیشاب کروں (تو ساتھ) وضو بھی کروں۔ اگر میں نے ایسے کیا تو (امت کے لیے) سنت بن جائے گی۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ہر وقت باوضو رہنا ایک اچھا عمل ہے۔ لیکن واجب نہیں ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣-پانی سے استنجا کرنا

٤٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ

۴۳-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من بال ولم يمس ماء، ح: ٣٢٧ من حديث التوأم به، وهو ضعيف كما في التهذيب والتقريب وغيرهما.

٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء، ح: ١٥٢، ومسلم، الطهارة، ◄◄

يَعْني الوَاسِطِيَّ، عن خَالِدٍ يَعْني الْحَذَّاءَ، عن عَطَاءِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ رَسولَ الله ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَمَعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَأَةٌ وَهُوَ أَصْغَرُنَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ السِّدْرَةِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالمَاءِ.

رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے' ایک غلام آپ کے ساتھ تھا' اس کے پاس لوٹا تھا اور وہ ہم میں سے چھوٹی عمر کا تھا تو اس نے اس برتن کو بیری کے پاس رکھ دیا آپ جب حاجت سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس تشریف لے آئے اور (اس موقع پر) آپ نے پانی سے استنجا کیا تھا۔

٤٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ: أخبرنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن يُونُسَ بنِ الحَارِثِ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ في أهْلِ قُبَاءَ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ﴾» [التوبة: ١٠٨] قال: «كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالمَاءِ فنزَلَتْ فيهِمْ هَذِهِ الآيَةُ».

۴۴- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ (التوبہ:۱۰۸) ''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔'' اہل قُباء کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

فوائد ومسائل: ① پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ ڈھیلے اور پانی دونوں کو جمع کرنا اور زیادہ افضل ہے۔ ② نوعمر بچوں سے خدمت لی جاسکتی ہے۔ ③ طہارت اللہ کو بہت پسند ہے اور طاہر لوگ اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ ④ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ظاہری وباطنی طہارت کا التزام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٤) - باب الرَّجُلِ يَدْلُكُ يَدَهُ بالأَرْضِ إِذَا اسْتَنْجَى (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- استنجا کے بعد آدمی اپنا ہاتھ زمین پر رگڑ لے

٤٥- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا

۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

◀◀ باب الاستنجاء بالماء من التبرز، ح: ٢٧٠ من حديث عطاء بن أبي ميمونة به، ورواه مسلم من حديث خالد الواسطي.

٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح: ٣١٠٠ عن محمد بن العلاء به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٧، وقال الترمذي: "غريب"، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٥٥ وغيره.

٤٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب دلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ٥٠ عن محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمي به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٨ * وقع في الأصول من سنن أبي داود خطأ، انظر عون المعبود: ١/ ٦٨.

أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله يَعْنِي الْمُخَرِّمِيَّ: حدثنا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ جَرِيرٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ في تَوْرٍ أوْ رَكْوَةٍ فاسْتَنْجَى [قال أبو دَاوُدَ في حديث وَكِيعٍ:] ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ.

جب خلا (رفع حاجت) کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پیالے یا چھاگل میں پانی لے آتا اور آپ اس سے استنجا کر لیتے۔
امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: وکیع کی حدیث میں ہے' پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑتے' پھر میں آپ کے پاس (پانی کا ایک) اور برتن لاتا تو آپ اس سے وضو کرتے۔

قال أبو داوُد: وَحَديثُ الأَسْوَدِ بنِ عَامِرٍ أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسود بن عامر کی روایت (وکیع کی روایت کے مقابلے میں) زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: کچی جگہوں پر استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر مزید صاف کر لینا مستحب ہے تا کہ بو کا شائبہ بھی نہ رہے اور جہاں مٹی میسر نہ ہو وہاں صابن اس کا قائم مقام ہوگا۔

(المعجم ٢٥) - باب السِّوَاكِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- مسواک کا بیان

٤٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن سُفْيَانَ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قال: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ، وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.».

۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر اہل ایمان کے لیے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

٤٧- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بن مُوسَى:

۴۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٢ عن قتيبة، والبخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ٨٨٧، ٧٢٤٠ من حديث أبي الزناد به، ورواه النسائي، ح: ٧، وابن ماجه، ح: ٢٨٧.

٤٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في السواك، ح: ٢٣ من حديث محمد بن إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ١٩٨، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنا عِيسَى بن يُونُسَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن مُحَمَّدِ بنِ إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن زَيْدِ ابنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لَوْلَا أنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”اگر میری امت کیلئے مشقت نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔“

قال أبو سَلَمَةَ: فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ في المَسْجِدِ وَإِنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعُ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الكَاتِبِ، فَكُلَّمَا قامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ.

ابوسلمہ کہتے ہیں چنانچہ میں نے دیکھا کہ حضرت زید ؓ مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوتی تھی' جیسے کسی منشی کا قلم اس کے کان پر ہوتا ہے' تو جب نماز کے لیے اٹھتے مسواک کر لیتے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا لقب رحمۃ للعالمین ہے چنانچہ آپ نے امت کی مشقت کے پیش نظر ہر نماز کے ساتھ مسواک کی پابندی کا باقاعدہ حکم نہیں دیا۔ اگر حکم دے دیتے تو واجب ہو جاتی اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین واجب الاتباع ہیں۔ ② نماز عشاء کو مؤخر کرنا افضل ضرور ہے مگر جماعت اگر جلدی ہو رہی ہو تو اسے چھوڑ نے کی اجازت نہیں۔ ③ حضرت زید ؓ کا شوق اتباع انتہائی قابل قدر ہے۔

٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حدثنا أحْمَدُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: قُلْتُ: أرَأَيْتَ تَوَضُّؤَ ابنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ طَاهِرٍ، عَمَّ ذَاكَ؟ فَقال: حَدَّثَتْنِيه أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بنِ الخَطَّابِ: أنَّ عَبْدَ الله ابنَ حَنْظَلَةَ بنِ أبي عَامِرٍ حَدَّثَهَا: أنَّ رسولَ الله ﷺ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا وَغَيْرَ

۴۸- محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عبداللہ سے کہا کہ (تمہارے والد) حضرت ابن عمر ؓ وضو سے ہوں یا بے وضو وہ ہر نماز کے لیے (پابندی سے) وضو کرتے ہیں' اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اسماء بنت زید بن خطاب نے بتایا کہ عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے پہل) حکم دیا گیا تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو کیا کریں' خواہ پہلے وضو سے ہوں یا بے وضو۔ مگر جب انہیں مشقت ہوئی' تو حکم دیا گیا کہ ہر نماز کے لیے

٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٥٦، ووافقه الذهبي. ٭ ابن إسحاق صرح بالسماع.

طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً، فَكَانَ لَا يَدَعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

مسواک کیا کریں۔ چنانچہ ابن عمر ؓ سمجھتے تھے کہ ان میں ہمت ہے لہٰذا وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے۔

قال أبو داود: إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ رَوَاهُ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے (عبداللہ کی بجائے) عبیداللہ بن عبداللہ کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا پیروئ رسول ﷺ اور عبادت کا شوق انتہائی درجے کا تھا اسی بنا پر وہ اہتمام سے وضو کی تجدید کیا کرتے تھے جو بڑے ثواب اور فضیلت والا عمل ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَاكُ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-مسواک کیسے کی جائے؟

٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبيهِ قال مُسَدَّدٌ: قال: أَتَيْنَا رَسولَ الله ﷺ نَسْتَحْمِلُهُ فَرَأَيْتُهُ يَسْتَاكُ عَلَى لِسَانِهِ.

۴۹- جناب ابوبردہ ؒ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس آپ سے سواری طلب کرنے آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی زبان پر مسواک کر رہے تھے۔ یہ مسدد کی روایت کے الفاظ ہیں۔

وقال سُلَيْمَانُ: قال: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَقَدْ وَضَعَ السِّوَاكَ عَلَى طَرَفِ لِسَانِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «إِهْ إِهْ». يَعْنِي يَتَهَوَّعُ.

اور سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا' آپ مسواک کر رہے تھے اور آپ نے اپنی مسواک زبان کے کنارے پر رکھی ہوئی تھی اور آپ سے "اِہ اِہ" کی آواز نکل رہی تھی جیسے کہ ابکائی آ رہی ہو۔

قال أبو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: كانَ حَدِيثًا طَوِيلًا اخْتَصَرَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا کہ حدیث لمبی تھی مگر میں نے اسے مختصر کر دیا ہے۔

فائدہ: اس میں بیان ہے کہ نبی ﷺ مسواک کرنے میں مبالغے سے کام لیتے تھے اور آپ صرف دانت ہی نہیں

٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح: ٢٤٤، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٤ من حديث حماد بن زيد به، ورواه النسائي، ح: ٣.

بلکہ اپنی زبان، حلق کے قریب تک مسواک سے صاف کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسْتَاكُ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- انسان کسی دوسرے کی مسواک استعمال کرے......؟

٥٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ عَبْدِ الوَاحِدِ عن هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ أنَّها قَالَتْ: كانَ رَسولُ الله ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ أحَدُهُما أكْبَرُ مِنَ الآخَرِ، فأُوحِيَ إلَيْهِ في فَضْلِ السِّوَاكِ أنْ كَبِّرْ، أعْطِ السِّوَاكَ أكْبَرَهُما. [1]

۵۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو شخص تھے۔ ان میں سے ایک بڑا (اور دوسرا چھوٹا) تھا۔ (اسی اثناء میں) آپ پر مسواک کی فضیلت کے بارے میں وحی کی گئی اور یہ کہ آپ یہ (مسواک) بڑے کو دے دیجیے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ جب کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو بڑی عمر والے کو فوقیت دی جائے بشرطیکہ ترتیب سے نہ بیٹھے ہوں۔ اگر ترتیب سے بیٹھے ہوں تو دائیں طرف والے کا حق فائق ہوگا، خواہ چھوٹا ہی ہو۔ ایسے ہی بات چیت کرنے اور راہ چلنے میں بھی بڑی عمر والے کو اوّلیت دی جانی چاہیے۔ ② کوئی اپنی استعمال شدہ مسواک دوسرے کو دے تو اس کے استعمال کر لینے میں کوئی حرج نہیں اور ظاہر ہے کہ دھو کر ہی استعمال ہوگی۔ مگر نئی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کو اس سے گھن آتی ہے۔ اور یہ ان کی شریعت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

(المعجم ٢٨) - **باب غَسْلِ السِّوَاكِ** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۸- مسواک دھونے کا بیان

٥٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الأنْصَارِيُّ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ سَعِيدٍ الْكُوفِيُّ الحَاسِبُ: حَدَّثَنا كَثِيرٌ عن عَائِشَةَ أنَّها قَالَتْ: كان نَبِيُّ الله ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ إلَيْهِ.

۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ مسواک کر رہے ہوتے تھے اور مجھے عنایت فرماتے کہ میں اسے دھو دوں، مگر میں پہلے اسے اپنے منہ میں پھیرتی پھر اسے دھو کر آپ کو واپس دے دیتی۔

٥٠- **تخريج:** [صحيح] وحسنه الحافظ في الفتح: ٢٤٦، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٢/١٣٨ وغيره وبعضها علقه البخاري في صحيحه: ١/٣٥٦.

٥٢- **تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ١/٣٩ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في المجموع: ١/٢٨٣.

[1] حدیث (51) صفحہ (130) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد ومسائل: ① اس میں طہارت ونظافت کی شرعی اہمیت واضح ہے کہ آپ اپنی مسواک کو بعد از استعمال دھو لیا کرتے تھے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کے لعاب دہن سے تبرک حاصل کریں جس کی آپ نے توثیق فرمائی اور خیال رہے کہ یہ حصول تبرک صرف اور صرف نبی ﷺ ہی کی ذات سے مخصوص تھا۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: السِّوَاكُ مِنَ الْفِطْرَةِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۹-مسواک اعمال فطرت میں سے ہے

٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن زَكَرِيَّا بنِ أَبِي زَائِدَةَ، عن مُصْعَبِ ابنِ شَيْبَةَ، عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ، عنِ ابنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَالاسْتِنْشَاقُ بِالمَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ المَاءِ» يَعْنِي الاسْتِنْجَاءَ بالماءِ، قال زَكَرِيَّا: قال مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ العَاشِرَةَ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ المَضْمَضَةَ.

۵۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس باتیں فطرت میں سے ہیں۔ (یعنی سابقہ انبیاء کی متواتر سنت ہیں اور وہ یہ ہیں:) مونچھیں کترانا' ڈاڑھی چھوڑنا' مسواک کرنا' ناک میں پانی چڑھانا (اور صاف کرنا) ناخن کاٹنا' (ہاتھوں' پیروں اور دیگر) جوڑوں کا دھونا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' زیر ناف کے بال مونڈنا اور استنجا کرنا۔“ یعنی پانی سے۔ زکریا کی سند میں مصعب نے کہا کہ میں دسویں بات بھول گیا ہوں' شاید یہ کلی کرنا ہو۔

فائدہ: مذکورہ بالا امور انسان کے پیدائشی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے انہیں ”سنن فطرت“ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ سنتیں جو جسم انسانی کے خط وخال سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ (البقرۃ:۱۲۴) میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں کا حکم دیا۔ جب وہ ان پر عمل پیرا ہوئے تو فرمایا: ﴿اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ (البقرۃ:۱۲۴) ”میں تجھے لوگوں کا امام ومقتدا بناؤں گا۔“ تاکہ تیری اقتداء کی جائے اور لوگ تیرے نقش قدم پر چلیں۔ چنانچہ یہ امت محمدیہ خصوصی اعتبار سے ان کی پیروی کی پابند ہے جس کا آیت کریمہ ﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ (النحل:۱۲۳) میں ذکر ہے۔ ”پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ دین ابراہیم کی پیروی کریں جو کہ دیگر تمام دینوں سے منہ پھیرے ہوئے تھے۔“

٥٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٦١ من حديث وكيع به، ورواه الترمذي، ح:٢٧٥٧، والنسائي، ح:٥٠٤٣، وابن ماجه، ح:٢٩٣.

٥٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ، قال مُوسَى: عن أبِيهِ، وقال دَاوُدُ: عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّ رسول الله ﷺ قال: «إنَّ مِنَ الْفِطْرَةِ المَضْمَضَةَ والاسْتِنْشَاقَ» فَذَكَرَ نَحوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ إعْفَاءَ اللِّحْيَةِ، وَزَادَ «وَالخِتَانَ» قال: «وَالانْتِضَاحَ» وَلَمْ يَذْكُرْ انْتِقَاصَ المَاءِ يَعْنِي الاسْتِنْجَاءَ.

۵۴-حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیزیں فطری امور میں شامل ہیں یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا' مگر اس میں ڈاڑھی چھوڑنے کا ذکر نہیں' بلکہ ختنے کا ذکر مزید ہے۔اور ان کی روایت میں [اِنْتِضَاح] کا لفظ بیان کیا گیا ہے [اِنْتِقَاصُ الْمَاءِ] کا لفظ نہیں کہا گیا۔[اِنْتِضَاح] کے معنی ہیں بعداز وضو شرم گاہ کے مقام پر چھینٹے مارنا اور [اِنْتِقَاصٌ] کے معنی پانی کے ساتھ استنجا کرنا ہیں۔)

قال أبُو داوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُهُ عن ابنِ عَبَّاسٍ: وقال: «خَمْسٌ كُلُّهَا في الرَّأْسِ» وَذَكَرَ فِيهِ الْفَرْقَ، وَلَمْ يَذْكُرْ إعْفَاءَ اللِّحْيَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ پانچ امور (فطرت) سر سے متعلق ہیں۔انہوں نے مانگ نکالنے کا ذکر کیا اور ڈاڑھی چھوڑنے کا نہیں کیا۔

قال أبُو داوُدَ: وَرُوِيَ نَحْوُ حَدِيثِ حَمَّادٍ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ وَمُجَاهِدٍ، وعن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله الْمُزَنِيِّ قَوْلَهُمْ، وَلَمْ يَذْكُرُوا إعْفَاءَ اللِّحْيَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد کی مذکورہ بالا روایت کی طرح طلق بن حبیب' مجاہد اور بکر بن عبداللہ مزنی سے ان کے موقوف اقوال مروی ہیں۔انہوں نے بھی ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا۔

وفي حَدِيثِ مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي مَرْيَمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ فِيهِ: «وَإعْفَاءُ اللِّحْيَةِ».

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث' جو وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس میں ڈاڑھی بڑھانے کا ذکر آیا ہے۔

وعن إبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ نَحْوُهُ، وَذَكَرَ

اور ابراہیم نخعی سے اسی طرح مروی ہے اور اس میں

٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الفطرة، ح: ٢٩٤ من حديث حماد به ✽ علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والحديث السابق: ٥٢ يغني عنه وحديث ابن عباس رواه عبدالرزاق في تفسيره، ح: ١١٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٦٦، ووافقه الذهبي وهو كما قالا.

إعْفاءَ اللِّحْيَةِ وَالخِتَانَ

ڈاڑھی بڑھانے اور ختنے کا ذکر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم حدیث ۵۲ اسی مفہوم کی حامل ہے۔اسی لیے بعض کے نزدیک یہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ السِّوَاكِ لِمَنْ قَامَ بِاللَّيْلِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰-رات کو اٹھنے والے کیلئے مسواک کا بیان

٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ وَحُصَينٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

۵۵- سیدنا حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کیا کرتے تھے۔

٥٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْماعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا بَهْزُ بنُ حَكِيمٍ عن زُرَارَةَ ابنِ أوْفَى، عن سَعْدِ بنِ هِشامٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوضَعُ لَهُ وَضُوؤُهُ وَسِوَاكُهُ، فإذا قامَ مِنَ اللَّيْلِ تَخَلَّى ثُمَّ اسْتَاكَ.

۵۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: (رات کو) نبی ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھا جاتا تھا' چنانچہ جب آپ رات کو اٹھتے تو (پہلے) قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کیا کرتے تھے۔

٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أُمِّ مُحمَّدٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أنْ يَتَوَضَّأَ.

۵۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ دن یا رات میں جب بھی سو کر اٹھتے تو وضو سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک [و لا نَهَارٍ] کے الفاظ ثابت نہیں۔(یعنی سو کر اٹھنے کے بعد یہ اہتمام صرف رات کو کرتے تھے۔) ② مسواک کرنے کے بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ مسواک اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے اور اس سے منہ بھی پاک صاف ہو جاتا ہے' جیسا

٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب السواك، ح:٢٤٥، ٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب السواك، ح:٢٥٥ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح:٢، وابن ماجه، ح:٢٨٦.

٥٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩ من حديث أبي داود به * حماد هو ابن سلمة.

٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٦/ ١٢١، ١٦٠ من حديث همام به * علي بن زيد ضعيف، تقدم: (٥٤) وأم محمد لم أجد من وثقها.

کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ [اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ] (سنن نسائی، حدیث : ٥) ''مسواک منہ کو پاک صاف کرنے والی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔'' ③ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کرنے ہی سے اس کی رضامندی حاصل ہوتی ہے، لہٰذا مسواک کرتے وقت یہی نیت اور ارادہ ہو کہ اس سے ہمارا اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ اطباء اور ڈاکٹر حضرات نے بھی اس کے بہت سے فائدے ذکر کیے ہیں۔ ④ مسواک کرنے سے منہ اور حلق کی آلائشیں بکثرت زائل اور ختم ہو جاتی ہیں۔ مسواک صرف دانتوں ہی تک محدود نہ رکھی جائے بلکہ زبان اور حلق کے قریب تک کی جائے، خصوصاً صبح سو کر اٹھنے پر اسی طرح کیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا، آپ جب بھی سو کر بیدار ہوتے تو مسواک کرتے، اور اس میں مبالغہ کرتے جس کی وجہ سے آپ کے منہ مبارک سے ''عَا عَا، اُع اُع، اور اِہ اِہ'' کی آوازیں نکلتیں۔ ⑤ ہمارے پیش نظر یہ بات ہونی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مسواک کا اہتمام والتزام کیا ہے، نیز امت کو بھی اسی قدر تاکید فرمائی ہے اور اگر امت پر مشقت اور بارِ گراں کا خطرہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اسے ہر وضو اور ہر نماز کے وقت ضروری قرار دیتے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ منہ کی ذرا سی بو کو بھی پسند نہ کرتے تھے اسی لیے سو کر اٹھتے تو فوراً مسواک کرتے۔

٥٨ - حَدَّثَنَا مُحمَّد بنُ عِيسَى : حَدَّثَنا هُشَيْمٌ : أخبرنا حُصَيْنٌ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثابِتٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عَبدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قال : بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أتَى طَهُورَهُ فأخَذَ سِوَاكَهُ فاسْتَاكَ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الآياتِ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُوْلِي ٱلْأَلْبَٰبِ﴾ [آل عمران : ١٩٠] حَتَّى قارَبَ أن يَخْتِمَ السُّورَةَ أَوْ خَتَمَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَأَتَى مُصَلَّاهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَجَعَ إلى فِرَاشِهِ فَنَامَ

٥٨ - سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار نبی ﷺ کے ہاں (ان کے گھر میں) رات گزاری۔ تو جب آپ بیدار ہوئے تو اس جگہ آئے جہاں پانی رکھا ہوا تھا، آپ نے مسواک لی اور مسواک کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (سورۂ آل عمران کی آخری آیات) ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ......﴾ حتیٰ کہ اختتام سورت کے قریب پہنچے بلکہ سورت ختم ہی کر دی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور اپنی جائے نماز پر آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ اپنے بستر پر لوٹ آئے اور سو گئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے، پھر (دوبارہ)

---

٥٨ ـ تخريج : أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح : ٧٦٣/ ١٩١ من حديث حصين بن عبدالرحمن به، وسيأتي مطولاً : ١٣٥٣ .

مَا شَاءَ الله ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ رَجَعَ إلى فِرَاشِهِ فَنَامَ ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ، كُلُّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ أَوْتَرَ.

جاگے اور پہلے کی مانند کیا اور پھر اپنے بستر پر لوٹ آئے اور جتنا اللہ نے چاہا سوئے رہے۔ پھر (سہ بارہ) جاگے اور پہلے کی مانند کیا۔ ہر بار مسواک کرتے اور دو رکعت پڑھتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔

قال أبو داوُدَ: رَوَاهُ ابنُ فُضَيْلٍ عن حُصَيْنٍ قال: فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن فضیل نے حصین کے واسطے سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”آپ نے مسواک کی اور وضو کیا اور اس اثناء میں آپ آیات کریمہ ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ﴾ پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ سورت ختم کر دی۔“

فوائد ومسائل: ① اس قصے میں مسواک کے اہتمام کا ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی جاگے مسواک کی۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ ان کی کم عمری کا ہے۔ اس میں ان کی نجابت و سعادت کا واضح بیان ہے‘ بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے معمولات جاننے کا شوق اور اس غرض کے لیے رات کی بیداری کی مشقت۔ (رضی اللہ عنہ)

٥١- حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يونُس: حدثنا مِسْعَرٌ عن المِقْدَامِ بنِ شُرَيْحٍ، عن أبيهِ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رسولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قالَتْ: بالسِّوَاكِ.[1]

۵۱- مقدام اپنے والد شریح سے روایت کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں تشریف لایا کرتے تو آپ کا پہلا کام کیا ہوتا تھا؟ فرمایا: ”مسواک۔“

فائدہ: راہ چلتے‘ گھومتے پھرتے مسواک کرنا‘ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے معمولات میں سے نہ تھا جیسے کہ آج کل لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- وضو کی فرضیت

٥٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهيمَ قال:

۵۹- ابوملیح اپنے والد (حضرت اسامہ بن عمیر ہذلی

٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ٢٥٣ من حديث مسعر به، ورواه النسائي، ح: ٨، وابن ماجه، ح: ٢٩٠.

٥٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: لا يقبل الله صلاة بغير طهور، ح: ٢٧١ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ١٣٩.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أبي المَلِيحِ، عن أبيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَقْبَلُ الله صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ».

ؓ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا اور نہ کوئی نماز وضو کے بغیر قبول کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خیانت' چوری' ڈاکہ' رشوت اور بھتہ وغیرہ کے مال سے دیا جانے والا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ ② نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر پانی استعمال نہ کیا جا سکتا ہو یا میسر نہ ہو تو تیمم کرنا فرض ہوگا۔

٦٠- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يَقْبَلُ الله تَعالَى - جَلَّ ذِكْرُهُ - صَلَاةَ أَحَدِكُم إذَا أحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ».

٦٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بے وضو انسان کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔''

٦١- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن مُحمَّدِ ابنِ الحَنَفِيَّةِ، عن عَليٍّ رَضِيَ الله عَنْه قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

٦١- سیدنا علی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی کنجی وضو ہے' اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل السلام علیکم کہنا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نماز کے لیے وضو لازمی اور شرط ہے۔ اثنائے نماز میں اگر وضو ٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کیا جائے۔ ② اللہ اکبر کہنے ہی سے نماز شروع ہوتی ہے اور اس دوران میں باتیں اور دوسرے اعمال حرام ہو جاتے ہیں' اس لیے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کا اختتام سلام پر ہوتا ہے اور اس طرح یہ پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

٦٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا تقبل صلاة بغير طهور، ح: ١٣٥، ومسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلوٰة، ح: ٢٢٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له: ١/ ١٣٩، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١٠٩ باختلاف يسير.

٦١ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن مفتاح الصلوة الطهور، ح: ٣، وابن ماجه، ح: ٢٧٥ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، شرح السنة، ح: ٥٥٨، وللحديث شواهد كثيرة، وهو بها حسن.

(المعجم ٣٢) - **باب الرَّجُلِ يُجَدِّدُ الْوُضُوءَ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ** (التحفة ٣٢)

٦٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عيسى بنُ يُونُسَ قالا: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيادٍ: قال أبو دَاوُد: وَأنَا لِحَدِيثِ ابنِ يَحْيى أضْبَطُ عن غُطَيْفٍ، وقال مُحَمَّدٌ: عن أبي غُطَيْفٍ الهُذَلِيِّ قال: كُنْتُ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ، فَلَمَّا نُودِيَ بِالظُّهْرِ تَوَضَّأَ فَصَلَّى، فَلَمَّا نُودِيَ بالعَصْرِ تَوَضَّأ، فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ».

قال أبُو داوُد: وَهَذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَهُوَ أتَمُّ.

باب:۳۲- جو انسان باوضو ہوتے ہوئے نیا وضو کرے

۶۲- ابو غطیف ہذلی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ظہر کی اذان دی گئی تو انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی' پھر عصر کے لیے اذان ہوئی تو انہوں نے (دوبارہ) وضو کیا' میں نے انہیں کہا: (جب آپ بے وضو نہیں ہوئے تو نیا وضو کرنے کی کیا ضرورت ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جو شخص باوضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب مسدد کی ہے' جو (محمد بن یحییٰ کی روایت سے) زیادہ کامل ہے۔

(المعجم ٣٣) - **باب مَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ** (التحفة ٣٣)

٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَعُثْمَانُ ابنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَغَيْرُهُمْ قالُوا: حدثنا أبُو أُسَامَةَ عن الوَلِيدِ بنِ

باب:۳۳- پانی کو کیا چیز نجس کرتی ہے؟

۶۳- حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے (ایسے) پانی کے متعلق پوچھا گیا جس پر جانور اور درندے وارد ہوتے

٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء على الطهارة، ح: ٥١٢ عن محمد بن يحيى الذهلي به، ورواه الترمذي، ح: ٥٩ وضعفه * وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه عبدالرحمن بن زياد (الإفريقي) وهو ضعيف ومع ضعفه كان يدلس".

٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التوقيت في الماء، ح: ٥٢ من حديث أبي أسامة حماد بن أسامة به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٨، والحاكم: ١/ ١٣٢، ١٣٣ وغيرهما.

كَثِيرٍ، عن مُحمَّدِ بنِ جعفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أبيهِ قال: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ المَاءِ وَما يَنُوبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ والسِّبَاعِ، فقالَ رسولُ الله ﷺ: «إِذَا كانَ المَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ».

ہیں (مثلاً تالاب میں داخل ہو جاتے یا اس سے پیتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟) آپ نے فرمایا: ’’جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔‘‘

قال أبو داوُد: هَذَا لَفْظُ ابنِ العَلَاءِ، وقال عُثْمَانُ والحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: عن مُحمَّدِ بنِ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ، قال أبُو داوُدَ: وَهُوَ الصَّوَابُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (محمد) ابن العلاء کی روایت میں ’’محمد بن جعفر بن زبیر‘‘ آیا ہے جب کہ عثمان بن ابی شیبہ اور حسن بن علی کی روایت میں ’’محمد بن عباد بن جعفر‘‘ منقول ہوا ہے اور یہی (ثانی الذکر) صحیح ہے۔

٦٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا أبو كامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، قال أبُو كامِلٍ: ابنُ الزُّبَيْرِ، عن عُبَيْدِالله بن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أبِيهِ: أنَّ رسولَ الله ﷺ سُئِلَ عَنِ المَاءِ يَكُونُ في الفَلَاةِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

٦٤- جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا جو جنگل میں ہوتا ہے تو انہوں نے گزشتہ حدیث کی مثل روایت کیا۔

٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنا عَاصِمُ بنُ المُنْذِرِ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: حَدَّثَنِي أبي أنَّ رَسولَ الله ﷺ قال:

٦٥- جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔‘‘

٦٤_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب منه آخر، ح: ٦٧، وابن ماجه، ح: ٥١٧ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٢، وابن الجارود، ح: ٤٥ وله علة غير قادحة، والحديث الآتي شاهد له.

٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب مقدار الماء الذي لا ينجس، ح: ٥١٨ من حديث حماد بن سلمة به، مطولاً.

«إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ».

قال أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ وَقَفَهُ عن عَاصِمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے اسے عاصم سے موقوفاً روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① [قُلَّہ] علاقہ ہجر کے معروف بڑے مٹکے کو کہا جاتا ہے۔ دو مٹکوں میں تقریباً دو سو دس لیٹر پانی سما جاتا ہے۔ ② ناپاک نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس مقدار کے پانی میں کوئی نجاست پڑ جائے اور اس کے تین اوصاف (رنگ ذائقہ اور بو) میں سے کوئی ایک بھی تبدیل نہ ہوا ہو تو وہ پاک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا ظاہری نجاست اگر کوئی ہو تو نکال دی جائے اور پانی استعمال کر لیا جائے۔ ''مَاءِ کَثِیر'' کی کم از کم مقدار یہی دو قُلّے ہے (یعنی دو سو دس لیٹر) ③ اسلام قبول کر لینے کے بعد عرب کے ان بدوؤں کی نفسیات طہارت ونجاست کے بارے میں کس قدر حساس ہوگئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس قسم کے سوالات کیے۔ (رضی اللہ عنہم)

(المعجم ٣٤) - باب مَا جَاءَ فِي بِئْرِ بُضَاعَةَ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- بضاعہ کے کنویں کا ذکر

٦٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَالحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ قالوا: حَدثنا أبُو أُسَامَةَ عن الوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ، عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عن عُبيدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ رَافعِ بنِ خَدِيجٍ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّه قِيلَ لِرسولِ الله ﷺ: أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا الْحِيَضُ وَلَحْمُ الكِلابِ وَالنَّتْنُ؟ فقالَ رسولُ الله ﷺ: «الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيءٌ».

٦٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم بضاعہ کے کنویں سے وضو کر لیا کریں، جب کہ یہ کنواں ایسا ہے کہ اس میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی ڈال دی جاتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

قال أَبُو داوُد: وقال بعضُهُمْ: عَبْدُ الرَّحْمَن بنُ رافِعٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں، بعض نے راوی کا نام عبداللہ بن رافع کی بجائے عبدالرحمٰن بن رافع بیان کیا ہے۔

٦٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء لا ينجسه شيء، ح: ٦٦ عن الحسن ابن علي به وقال: "هذا حديث حسن"، ورواه النسائي، ح: ٣٢٧.

٦٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ وَعَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى الحَرَّانِيَّانِ قالا: حدثنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ، عن سَلِيطِ بنِ أيُّوبَ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رافِعٍ الأنْصارِيِّ ثُمَّ العَدَوِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ يُقَالُ لَهُ: إنَّهُ يُسْتَقَى لَكَ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ، وَهيَ بِئْرٌ يُلْقَى فيها لُحُومُ الكِلابِ وَالمَحَائِضُ وَعَذِرُ النَّاسِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ المَاءَ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ».

٦٧-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' اور آپ کو بتایا جا رہا تھا کہ آپ کے لیے جو پانی لایا جاتا ہے وہ بضاعہ کے کنویں کا ہوتا ہے' حالانکہ اس میں کتوں کا گوشت' حیض کے چیتھڑے اور انسانوں کی غلاظت تک ڈال دی جاتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے اسے کوئی شے ناپاک نہیں کرتی۔''

قال أبُو داوُدَ: سَمِعْتُ قُتَيْبَةَ بنَ سَعِيدٍ قال: سَأَلْتُ قَيِّمَ بِئْرِ بُضَاعَةَ عن عُمْقِهَا، قال: أكْثَرُ مَا يَكُونُ فِيها المَاءُ إلَى الْعَانَةِ. قُلْتُ: فإذَا نَقَصَ؟ قال: دُونَ العَوْرَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن سعید سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس کنویں کے محافظ سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: پانی زیادہ سے زیادہ پیڑو (ناف کے نچلے حصے) تک آتا ہے۔ میں نے کہا اور جب کم ہوتو......؟ اس نے کہا کہ شرم گاہ سے کم (یعنی رانوں تک۔)

قال أبُو داوُدَ: وَقَدَّرْتُ أنَا بِئْرَ بُضَاعَةَ بِرِدَائِي مَدَدْتُهُ عَلَيْهَا ثُمَّ ذَرَعْتُهُ فَإذَا عَرْضُها سِتَّةُ أذْرُعٍ، وَسَأَلْتُ الَّذِي فَتَحَ لي بَابَ البُسْتانِ فأدْخَلَني إلَيْهِ هَلْ غُيِّرَ بِنَاؤُهَا عَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ؟ قال: لَا، ورَأَيْتُ فِيهَا مَاءً مُتَغَيِّرَ اللَّوْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ذاتی طور پر خود اپنی چادر اس کنویں پر پھیلا کر اسے ناپا تو اس کا قطر چھ ہاتھ تھا اور میں نے اس کے محافظ سے پوچھا' جس نے میرے لیے باغ کا دروازہ کھولا اور کنواں دکھلایا تھا' کہ آیا اس کی بنا میں دور نبوی سے کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں اور میں نے اس کا پانی دیکھا تو اس کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

٦٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وصرح بالسماع.

فوائد ومسائل: ① بُضَاعَةَ "با" کے ضمہ کے ساتھ' مدینہ منورہ کے شمال میں دار بنی ساعدہ میں ایک مشہور کنواں تھا جو اس جگہ یا اپنے مالک کے نام سے موسوم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب بھی ڈالا تھا۔ مریضوں کو اس کے پانی سے نہانے کا کہا جاتا' وہ اس سے غسل کرتے اور شفایاب ہوتے تھے' گویا کسی بندھن سے کھل گئے ہوں۔ (عون المعبود) ② حدیث میں جو گندگی ڈالنے کا ذکر آیا ہے وہ اس میں عمداً نہیں ڈالی جاتی تھی بلکہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ تیز ہوا یا بارش کے پانی وغیرہ سے بہہ کر یہ سب کچھ اس میں چلا جاتا تھا۔ ورنہ ایسے کام کا کوئی غیر مسلم بھی روادار نہیں ہوتا۔ ③ کنویں کا پانی جاری پانی تھا اور اس کے اوصاف سہ گانہ رنگ' بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہوتے تھے۔ ورنہ اگر نجاست کا اثر نمایاں ہو تو پانی بلاشبہ بالاجماع ناپاک ہوگا۔ ④ محدثین کرام کا ذوق تحقیق اور ان کی فقاہت قابل داد ہے کہ امام ابوداود کے دور یعنی تیسری صدی ہجری تک یہ کنواں محفوظ تھا۔ انہوں نے خود جا کر اسے ملاحظہ کیا اور ضروری معلومات حاصل کیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: الْمَاءُ لَا يَجْنُبُ (التحفة ٣٥)

باب:٣٥-(جنبی کے استعمال سے) پانی "جنبی" نہیں ہوتا (بلکہ پاک ہی رہتا ہے)

٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبو الأحْوَصِ قال: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ في جَفْنَةٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا، أَوْ يَغْتَسِلَ، فقالَتْ لَهُ: يارسولَ الله! إنِّي كُنْتُ جُنُبًا. فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ».

٦٨-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی کسی اہلیہ محترمہ نے لگن میں سے غسل کیا۔ نبی ﷺ تشریف لائے' آپ اس سے وضو یا غسل کرنا چاہتے تھے' تو اہلیہ محترمہ نے آپ کو بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں جنابت سے تھی (اور میں نے اسی پانی سے غسل کیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(تو کیا ہوا؟) پانی جنبی نہیں ہوتا۔ (پاک ہی رہتا ہے۔")

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ ؓ کے (غسل سے) بچے ہوئے پانی سے غسل فرما لیا کرتے تھے۔ (حدیث:٣٢٣) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی نے حدیث ٦٨ کو صحیح کہا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔ ③ اور وہ حدیث جس میں مرد وعورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال سے منع کیا گیا ہے' وہ نہی تنزیہی ہے۔ (یعنی اس ممانعت پر عمل کرنا بہتر ہے۔) (سنن نسائی' حدیث:٢٣٩)

٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ٦٥ من حديث أبي الأحوص به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٠، والنسائي، ح: ٣٢٦،سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، انظر سير أعلام النبلاء: ٥/ ٢٤٨، وحديث مسلم، ح: ٣٢٣ يغني عنه.

(المعجم ٣٦) - **باب الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ** (التحفة ٣٦)

باب:٣٦- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا؟

٦٩- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا زَائِدَةُ في حَديثِ هِشَامٍ: عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَبُولَنَّ أحَدُكُم فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ».

٦٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اسی سے غسل کرے گا۔''

٧٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيٰى عن مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ قال: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسُولُ الله ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أحَدُكُم في المَاءِ الدَّائِمِ، وَلَا يَغْتَسِلْ فِيهِ مِنَ الجَنَابَةِ».

٧٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ جنابت سے اس میں نہائے۔''

فوائد و مسائل: ① حوض اور تالاب کے پانی کو پاک صاف رکھنا ازحد ضروری ہے' کیونکہ یہ عوام الناس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ ② مستعمل پانی اگرچہ پاک رہتا ہے مگر گندا تو ضرور ہو جاتا ہے۔ نہانے کی ضرورت ہو تو الگ ہو کر نہانا چاہیے۔ لوگ اس میں اگر پیشاب کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ناپاک ہو جائے گا۔

(المعجم ٣٧) - **باب الْوُضُوءِ بِسُؤْرِ الْكَلْبِ** (التحفة ٣٧)

باب:٣٧- کتے کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا......؟

٧١- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بن يُونُسَ قال: حدثنا زَائِدَةُ في حَديثِ هِشَامٍ: عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «طُهُورُ إنَاءِ أحَدِكُم إذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ

٧١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب تمہارے کسی کے برتن میں کتا منہ مار جائے تو اس کی پاکیزگی (کا طریقہ) یہ ہے کہ اسے سات بار دھویا جائے' ان میں پہلی بار مٹی سے ہو۔''

٦٩- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٢٨٢ من حديث هشام بن حسان به.

٧٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ٣٤٤ من حديث محمد بن عجلان به.

٧١- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٧٩ من حديث هشام بن حسان به.

يُغْسَلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أولاَهُنَّ بِالتُّرَابِ».

قال أَبُو داوُدَ: وكَذَلِكَ قال أَيُّوبُ وَحَبِيبُ بنُ الشَّهِيد عن مُحمَّدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایوب اور حبیب بن شہید نے بھی محمد (ابن سیرین) سے ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ (یعنی پہلی بار مٹی سے دھویا جائے۔)

٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا المُعْتَمِرُ بنُ سُلَيْمانَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ ابنُ عُبَيْدٍ قال: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، جَمِيعًا عن أَيُّوبَ، عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ بِمَعْناهُ وَلَمْ يَرْفَعاهُ، وَزَادَ: «وَإِذَا وَلَغَ الهِرُّ غُسِلَ مَرَّةً».

٧٢- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور مرفوع نہیں روایت کیا (بلکہ موقوف بیان کیا) اور اس میں اضافہ یہ ہے: ''جب بلی منہ مار جائے تو ایک بار دھویا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① ''برتن میں منہ مارنے'' سے مراد یہ ہے کہ کتا زبان سے کچھ پی یا چاٹ لے۔ ② کتے کے لعاب کے نجس ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور اس سے امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہ استنباط کیا ہے کہ اس کے جوٹھے سے وضو نہیں ہو سکتا۔ ③ معلوم ہوا کہ تھوڑا پانی [مَاءٌ قَلِيْلٌ] نجس ہو جاتا ہے خواہ ظاہر میں اس کی کوئی صفت تبدیل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ④ ''بلی کے منہ مارنے سے ایک بار دھونے'' کا جملہ اس روایت میں مدرج ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا جوٹھا پاک ہے جیسے کہ اگلے باب میں ذکر آ رہا ہے۔

٧٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا أَبَانٌ قال: حدثنا قَتَادَةُ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ سِيرِينَ حَدَّثَهُ عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قال: «إِذَا وَلَغَ الكَلْبُ فِي الإِنَاءِ فاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، السَّابِعَةَ بِالتُّرَابِ».

٧٣- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کتا جب برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوؤ، ساتویں بار مٹی سے ہو۔''

قال أَبُو داوُدَ: وأَمَّا أَبُو صَالِحٍ وأَبُو

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوصالح' ابورزین'

٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/٢٤٨ من حديث أبي داود به، وقال الدارقطني: ١/ ٦٤، ح: ١٨٠ "صحيح موقوف"، ورفعه الترمذي، ح: ٩١ من حديث المعتمر بن سليمان به وقال: "حسن صحيح" قوله: "وإذا ولغت الهرة غسل مرة" مدرج في رواية الترمذي.

٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب تعفير الإناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه، ح: ٣٤٠ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ١/ ٦٤.

رَزِينٍ وَالأَعْرَجُ وَثَابِتٌ الأَحْنَفُ وَهَمَّامُ ابنُ مُنَبِّهٍ وأبو السُّدِّيِّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَوْهُ عن أبي هُرَيْرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا : التُّرَابَ.

اعرج' ثابت احنف' ہمام بن منبہ اور ابو سدی عبدالرحمٰن نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مٹی سے مانجنے کا ذکر نہیں کیا۔

٧٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ قال: حدثنا أبُو التَّيَّاحِ عن مُطَرِّفٍ، عن ابنِ مُغَفَّلٍ: أنَّ رسولَ الله ﷺ أمَرَ بِقَتْلِ الكِلابِ، ثُمَّ قال: «مَا لَهُمْ وَلَهَا؟» فَرَخَّصَ في كَلْبِ الصَّيْدِ وفي كلْبِ الغَنَمِ، وقال: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ في الإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالثَّامِنَةَ عَفِّرُوهُ بِالتُّرَابِ».

٧٤- حضرت (عبداللہ) ابن مغفل (مزنی) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس کے بعد فرمایا: ''لوگوں کو ان کے قتل کی ضرورت کیا ہے؟ اور ان کتوں کا قصور کیا ہے؟'' پھر آپ نے شکار اور بکریوں (وغیرہ) کی حفاظت کے لیے ان کے رکھنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ''جب کتا برتن میں منہ مار جائے تو اسے سات بار دھوو اور آٹھویں بار مٹی سے مانجو۔''

قال أبُو داوُد: وَهَكَذَا قال ابنُ مُغَفَّلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کہا۔

فوائد ومسائل: ① کتا جس برتن میں منہ مار جائے اس میں موجود چیز (بشکل طعام وشراب) کو گرا دیا جائے اور برتن کو سات یا آٹھ بار دھویا جائے اور ایک بار مٹی سے ضرور مانجا جائے۔ ② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعض شاگردوں نے مٹی سے مانجنے کا ذکر چھوڑ دیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصل روایت میں یہ ہے ہی نہیں۔ احتمال ہے کہ انہوں نے اختصار سے کام لیا ہو۔ جبکہ محمد بن سیرین' ابوایوب سختیانی' حسن بصری اور ابورافع رحمہم اللہ نے مٹی سے مانجنے کا ذکر کیا ہے۔ اور ''ثقہ کی زیادت مقبول ہوا کرتی ہے.....'' اسی قاعدے کے تحت حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت آٹھویں بار کی قابل قبول ہے۔ ③ جدید تحقیقات مؤید ہیں کہ کتے کے جراثیم کیلئے مٹی ہی کما حقہ قاتل ہے۔ ④ کتا خواہ شکاری ہو اس کا لعاب نجس ہے۔ شکار کے معاملے میں خاص استثنا معلوم ہوتا ہے۔ ⑤ کتوں کو بالعموم قتل کرنا منسوخ ہے تاکہ ان کی نسل کلی طور پر تباہ نہ ہو جائے۔ ⑥ شکار اور حفاظت کیلئے کتے کا رکھنا جائز ہے۔

(المعجم ٣٨) - باب سُؤْرِ الْهِرَّةِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- بلی کے جوٹھے کا بیان

٧٤- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ٢٨٠ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ٦٧، ٣٣٧، ٣٣٨، وابن ماجه، ح: ٣٦٥.

٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بن مَسْلَمَةَ القَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بنِ رِفَاعَةَ، عن كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ - وكَانتْ تَحْتَ ابنِ أبي قَتَادَةَ - أَنَّ أبَا قَتَادَةَ دَخَلَ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَأَصْغَى لَهَا الإنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ. قالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يابِنْتَ أخِي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ».

۷۵- کبشہ بنت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے' یہ (عبداللہ) ابن ابی قتادہ کے نکاح میں تھیں' بیان کرتی ہیں کہ (ان کے خسر) حضرت ابوقتادہ ؓ (ان کے گھر) آئے تو اس نے ان کے لیے وضو کی خاطر پانی انڈیلا تو ایک بلی آ گئی اور اس (برتن) سے پانی پینے لگی۔ ابوقتادہ ؓ نے بلی کے لیے برتن کو قدرے ٹیڑھا کر دیا حتیٰ کہ اس نے پانی پی لیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کے اس عمل کو حیرت سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلی نجس نہیں ہے' یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔''

٧٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال: حدثنا عَبْدُ العَزيزِ عن دَاوُدَ بنِ صالح بنِ دينَارٍ التَّمَّارِ، عن أُمِّهِ: أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلَتْهَا بِهَرِيسَةٍ إلَى عائِشَةَ فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّي، فَأَشَارَتْ إلَيَّ أَنْ ضَعِيهَا، فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فأكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتِ الهِرَّةُ، فَقَالَتْ: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إنَّمَا هِيَ

۷۶- داود بن صالح بن دینار التمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کی مالکہ نے اسے (یعنی ام داود کو) حضرت عائشہ ؓ کے ہاں ہریسہ (ایک قسم کا کھانا) دے کر بھیجا تو اس نے انہیں نماز پڑھتے پایا۔ انہوں نے (اثنائے نماز ہی میں) اشارہ کیا کہ رکھ دے۔ چنانچہ (اسی دوران میں) ایک بلی آئی اور اس میں سے کچھ کھا گئی' جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے وہیں سے کھانا شروع کر دیا جہاں سے بلی

٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في سؤر الهرة، ح:٩٢، والنسائي، ح:٦٨، ٣٤١، وابن ماجه، ح:٣٦٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(رواية يحيى):١/ ٢٢، ٢٣(ورواية القعنبي، ص:٤٥، ٤٦) وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠٤، وابن حبان، ح:١٢١، والحاكم:١/ ١٦٠، ووافقه الذهبي.

٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني:١/ ٦٩، ح:٢١٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به * أم داود بن صالح لم أجد من وثقها "ولا هي معروفة عند أهل العلم" (مشكل الآثار:٣/ ٢٧٠)، وقال ابن التركماني: "هي مجهولة".

مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ» وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا.

نے کھایا تھا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نجس نہیں ہے' یہ تو تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جوٹھے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہے۔ ② ''طَوَّافِينَ اور طَوَّافَات'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ مکھی، مچھر، بھڑ، کوا اور مرغی وغیرہ جانوروں سے تحفظ ممکن نہیں ہے اور ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ اس کا کھانا اور اس سے وضو کر لینا سب درست ہے۔ ③ خسر، محرم رشتوں میں سے ہے اس سے پردہ نہیں اور خدمت اس کا حق ہے۔ ④ جانوروں سے حسن معاملہ حسن اخلاق کا حصہ اور اجر کا باعث ہے۔ ⑤ ہمسایوں اور دوستوں کو تحائف یا ہدایا دینا اور کھانا بھجوانا ایک اسلامی شعار ہے۔ ⑥ نماز میں مجبوری ہو تو مناسب اشارہ جائز ہے۔

(المعجم ٣٩) - بابُ الْوُضُوءِ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٩- عورت کے (استعمال سے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا

٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أنَا وَرَسُولُ الله ﷺ مِنْ إنَاءٍ واحِدٍ، وَنَحْنُ جُنُبَانِ.

٧٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ''میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہا لیا کرتے تھے جب کہ ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔''

فوائد ومسائل: ① میاں بیوی شرعی لحاظ سے ایک دوسرے کا لباس ہیں اس لیے دونوں کے اکٹھے نہا لینے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ ② جب حضرت عائشہ ؓ نے برتن سے پانی لیا تو وہ عورت کا مستعمل ہو گیا۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پانی لیتے تو وہ ان کا مستعمل ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ بقیہ پانی کا استعمال جائز ہے خواہ عورت کا ہو یا مرد کا۔ بالخصوص جبکہ وہ دانا اور سمجھدار ہوں اور نامعقول طور پر پانی میں چھینٹے نہ ڈالتے ہوں۔

٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ

٧٨- حضرت ام صُبَيَّه جُهَنِيَّه (خولہ بنت قیس)

٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٢٩٩ من حديث سفيان الثوري به، وعزاه المزي في تحفة الأشراف: ١١/ ٣٦٩، ح: ١٥٩٨٣ إلى صحيح مسلم، ح: ٦٨٦ من حديث زائدة عن منصور به.

٧٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرجل والمرأة يتوضآن من إناء واحد، ح: ٣٨٢ من طريق آخر عن أم صبية به، وله طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٥٤، وأحمد: ٦/ ٣٦٦، وحسنه العراقي في طرح التثريب: ٢/ ٣٢.

النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا وَكِيعٌ عن أُسامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن ابنِ خَرَّبُوذَ، عن أُمِّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةِ قالَتْ: اختَلَفَتْ يَدِي وَيَدُ رسولِ الله ﷺ في الْوُضُوءِ مِنْ إنَاءٍ وَاحِدٍ.

رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے میرا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ باری باری برتن میں پڑتا تھا۔

توضیح: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے محرم ہونے کا کوئی رشتہ ثابت نہیں ہے۔ یہ واقعہ شاید ٦ھ آیاتِ حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو۔

٧٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّؤُونَ فِي زَمَانِ رسولِ الله ﷺ. قالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الإنَاءِ الوَاحِدِ جَمِيعًا.

٧٩- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ مسدد کی روایت ہے: ”مرد اور عورتیں اکٹھے ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے۔“

٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قال: حَدَّثَني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نَتَوَضَّأُ نَحْنُ وَالنِّسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ إنَاءٍ وَاحِدٍ نُدْلِي فِيهِ أيْدِينَا.

٨٠- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (مرد) اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے اور اسی (ایک ہی برتن) میں اپنے ہاتھ ڈالتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ صورت حجاب سے پہلے کی رہی ہوگی اور حجاب کے بعد یہ معاملہ شوہروں اور ان کی بیویوں کے مابین یا محارم کے مابین محدود ہو گیا۔ اور مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ عورت کا مستعمل (بچا ہوا) پانی، خواہ عورت محرم ہو یا غیر محرم، پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ ② جب غیر محرم مرد کا مستعمل (بچا ہوا) پانی عورت استعمال کر سکتی ہے تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محرم مرد کا بچا ہوا کھانا بھی عورت کھا سکتی ہے۔ شریعت میں اس سے ممانعت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته . . . الخ، ح: ١٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ١/ ٢٤، ورواه النسائي، ح: ٧١، ٣٤٣، وابن ماجه، ح: ٣٨١.

٨٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي.

(المعجم ٤٠) - **باب النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ** (التحفة ٤٠)

باب:۴۰-عورت کے مستعمل پانی سے وضو کی ممانعت کا ذکر

٨١- **حَدَّثَنا** أحْمَدُ بن يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبو عَوانَةَ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِالله، عن حُمَيْدٍ الحِمْيَرِيِّ قال: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِينَ كما صَحِبَهُ أبو هُرَيْرَةَ، قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ أن تَغْتَسِلَ المَرْأةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ المَرْأةِ. زادَ مُسَدَّدٌ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا.

۸۱-حمید حمیری کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص سے ملا جو چار سال تک نبی ﷺ کی صحبت میں رہا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی صحبت میں رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے: ”عورت مرد کے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔“

مسدد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”چاہیے کہ دونوں اکٹھے ہی (باری باری) چلو لیں۔“

٨٢- **حَدَّثَنا** ابنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا أبو دَاوُدَ يَعْني الطَّيَالِسِيَّ، قال: حدثنا شُعْبَةُ عن عَاصِمٍ، عن أبي حَاجِبٍ، عن الحَكَمِ بنِ عَمْرٍو، وَهُوَ الأَقْرَعُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَهُورِ المَرْأةِ.

۸۲-حکم بن عمرو اور یہ اقرع ہیں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

فائدہ: یہ نہی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے۔ یا احتیاط پر محمول ہے۔ تاہم کتاب العلل ترمذی میں ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حکم بن عمرو اقرع کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور صحیح تر وہی ہے جو پچھلے باب میں مذکور ہوا کہ عورت مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

(المعجم ٤١) - **باب الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ** (التحفة ٤١)

باب:۴۱--سمندر کے پانی سے وضو

٨١ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب، ح: ٢٣٩ من حديث أبي عوانة الوضاح بن عبدالله به، وصححه الحافظ في بلوغ المرام، ح: ٦ (بتحقيقي).

٨٢ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية فضل طهور المرأة، ح: ٦٤ عن محمد بن بشار به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٤، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢٥٧.

٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ، عن صَفْوانَ بنِ سُلَيم، عن سَعِيدِ ابنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ ابنِ الأَزْرَقِ قال: إنَّ المُغِيرَةَ بنَ أبي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّار، أخْبَرَهُ أنَّهُ سَمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: سَألَ رَجُلٌ رسولَ الله ﷺ فقالَ: يارسولَ الله! إنَّا نَرْكَبُ البَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا القَلِيلَ مِنَ المَاءِ فإنْ تَوَضَّأنَا به عَطِشْنَا، أفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ البَحْرِ؟ فقالَ رسولُ الله ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

٨٣-سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ (پینے کے لیے) تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کرنے لگیں' تو پیاسے رہ جائیں' تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سمندر' دریا اور نہر کا پانی خود پاک ہوتا ہے اور پاک کرنے والا بھی' تو اس سے پینا' نہانا اور دھونا سب جائز ہے۔ اگر کہیں نجاست پڑی ہو تو وہ جگہ چھوڑ دی جائے۔ ② مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی' وہ بغیر شکار اپنی موت مرگئی ہو تو بھی حلال ہے اور پانی پاک رہتا ہے اور مچھلی کی تمام انواع اس میں شامل ہیں۔

(المعجم ٤٢) - باب الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ (التحفة ٤٢)

باب:٤٢- کھجور اور منقیٰ کے شربت (نبیذ) سے وضو کرنا......؟

٨٤- حَدَّثَنا هَنَّادٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حدثنا شَرِيكٌ عن أبي فَزَارَةَ، عن أبي زَيْدٍ، عن عبْدِالله بنِ مَسْعُودٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لَهُ لَيْلَةَ الجِنِّ: «مَا في إدَاوَتِكَ؟» قال: نَبِيذٌ. قالَ: «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ».

٨٤-سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے جنوں والی رات پوچھا کہ تمہارے برتن میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نبیذ (یعنی کھجور کا شربت) ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''کھجور پاکیزہ پھل ہے اور پانی پاک ہے۔''

٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ح: ٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ١/ ٢٢، ورواه النسائي، ح: ٥٩، وابن ماجه، ح: ٣٨٦، ٣٢٤٦ وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١١، وابن حبان(موارد)، ح: ١١٩.

٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء بالنبيذ، ح: ٨٨ عن هناد بن السري به * وقال: "وأبوزيد، رجل مجهول عند أهل الحديث"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٨٤.

قال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: عن أَبي زَيْدٍ، أَوْ زَيْدٍ كَذَا قال شَرِيكٌ: وَلَمْ يذْكُرْ هَنَّادٌ لَيْلَةَ الجِنِّ.

سلیمان بن داود کی روایت میں ہے کہ شریک کو وہم ہوا اور انہوں نے ابوزید یا زید کہا۔ (جبکہ ہناد کو وہم نہیں ہوا اس نے ابوزید ہی کہا۔) ایسے ہی ہناد کی روایت میں لَيْلَةُ الْجِن کا ذکر نہیں ہے۔ (اور سلیمان کی روایت میں موجود ہے۔)

وضاحت: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا راوی ابوزید مجہول ہے۔ اس لیے یہ قابل عمل نہیں۔ نیز درج ذیل صحیح حدیث اس کی توضیح کر رہی ہے۔

٨٥- **حَدَّثَنا** مُوسى بن إسْماعيلَ قال: حدثنا وُهَيْبٌ عن دَاوُد، عن عامِرٍ، عن عَلْقَمَةَ قال: قُلْتُ لِعبدالله بنِ مَسْعودٍ: مَنْ كانَ مِنْكُمْ مَعَ رسولِ الله ﷺ لَيْلَةَ الجِنِّ؟ فقال: مَا كانَ مَعَهُ مِنَّا أَحَدٌ.

۸۵- علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ ﷺ کی) جنوں سے ملاقات والی رات آپ لوگوں میں سے کون رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔

٨٦- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قال: حدثنا بِشْرُ بنُ مَنْصُورٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: إِنَّهُ كَرِهَ الوُضُوءَ بِاللَّبَنِ وَالنَّبِيذِ وقال: إنَّ التَّيَمُّمَ أعْجَبُ إِلَيَّ منْهُ.

۸۶- جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے دودھ اور نبیذ سے وضو کو مکروہ کہا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے ان سے وضو کرنے کی بجائے تیمم کرنا زیادہ پسند ہے۔

فوائد ومسائل: ① پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے تو اس کے پاک رہنے میں کوئی شبہ نہیں، مگر لازمی ہے کہ اس اختلاط سے پانی پانی ہی رہے۔ اگر وہ مائع پانی کی بجائے شربت، لسی یا شوربے وغیرہ سے موسوم ہو جاتا ہے تو وہ پانی نہ رہا اور اس سے وضو یا غسل کا کوئی معنی نہیں۔ ② ''نبیذ'' عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا منقیٰ کو پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں املی اور آلو بخارے سے شربت بنایا جاتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ انسانوں کی طرح جنوں کی طرف بھی مبعوث کیے گئے تھے، کئی ایک مواقع پر آپ نے انہیں تبلیغ اور وعظ بھی فرمایا تھا۔

٨٥ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب الجهر بالقراءة في الصبح، والقراءة على الجن، ح: ٤٥٠ من حديث داود بن أبي هند به، مطولاً، ورواه الترمذي، ح: ٣٢٥٨ وقال: "حسن صحيح".

٨٦ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٩ من حديث أبي داود به.

قرآن مجید میں سورۂ جن بالخصوص اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔

٨٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حدثنا أبو خَلْدَةَ قال: سَأَلْتُ أَبَا العَالِيَةِ عن رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ، وَلَيْس عِنْدَهُ مَاءٌ وَعِنْدَهُ نَبِيذٌ، أَيَغْتَسِلُ بِهِ؟ قال: لَا.

٨٧- ابوخلدہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالعالیہ (تابعی) سے پوچھا کہ ایک شخص جسے جنابت لاحق ہوئی ہو، اس کے پاس پانی نہ ہو مگر نبیذ (کھجور یا کشمش کا پانی) موجود ہو تو کیا وہ اس سے غسل کر لے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

(المعجم ٤٣) - **بَابٌ: أَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ؟** (التحفة ٤٣)

باب:۴۳- پیشاب پاخانے کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

٨٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ قال: حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ الأَرْقَمِ: أَنَّهُ خَرَجَ حاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَمَعَهُ النَّاسُ وَهُوَ يَؤُمُّهُمْ، فَلَمَّا كانَ ذَاتُ يَوْمٍ أَقامَ الصَّلاةَ - صلاةَ الصُّبْحِ - ثُمَّ قال: لِيَتَقَدَّمْ أَحَدُكُم وَذَهَبَ الخَلَاءَ، فإنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا أَرَادَ أَحدُكُم أَنْ يَذْهَبَ الخَلَاءَ، وَقَامَتِ الصَّلاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالخَلَاءِ».

٨٨- سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حج یا عمرے کے لیے نکلے۔ ان کی معیت میں کچھ لوگ بھی تھے اور وہ ان کے امام تھے۔ ایک دن نماز فجر کی اقامت ہوئی تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی آگے ہو۔ (اور نماز پڑھائے) اور خود قضائے حاجت کے لیے چل دیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”جب تم میں سے کسی کو بیت الخلا جانے کی حاجت ہو اور نماز بھی کھڑی ہو رہی ہو تو چاہیے کہ وہ پہلے قضائے حاجت کے لیے جائے۔“

قال أَبُو داوُدَ: رَوَى وُهَيْبُ بن خالِدٍ وَشُعَيْبُ بنُ إسْحاقَ وأَبُو ضَمْرَةَ هَذَا الْحَدِيثَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عن رَجُلٍ حَدَّثَهُ عن عبدِالله بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہیب بن خالد، شعیب بن اسحاق اور ابوضمرہ نے یہ حدیث هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ ”عَنْ رَجُلٍ“ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَرْقَمَ کی سند سے روایت کی ہے (یعنی اس میں ”عن رجل“ کا

٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٩ من حديث أبي داود به.

٨٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء إذا أقيمت الصلوٰة ... الخ، ح: ١٤٢، والنسائي، ح: ٨٥٣، وابن ماجه، ح: ٦١٦ من حديث هشام بن عروة به وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٣٢، ١٦٥٢، وابن حبان(موارد)، ح: ١٩٤، والحاكم: ١/ ١٦٨، ووافقه الذهبي.

أَرْقَمَ، والأَكْثَرُ الَّذِينَ رَوَوْهُ عن هِشَامٍ قالُوا كما قال زُهَيرٌ.

اضافہ ہے) مگر ہشام کے اکثر شاگرد اسی طرح روایت کرتے ہیں جیسے کہ (مذکور الصدر روایت میں) زہیر نے (عَنْ رَجُل کے واسطے کے بغیر) روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز کی قبولیت میں خشوع وخضوع انتہائی بنیادی امر ہے۔اس کے لیے پوری پوری محنت اور کوشش کرنی چاہیے اور ہر اس حالت سے بچنا چاہیے' جو اس میں خلل انداز ہو سکتی ہو۔لہٰذا بیت الخلا جانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔ ② ایسے ہی کھانے کا مسئلہ ہے جب کھانا تیار ہو اور بھوک بھی ہو تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیے۔جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ ③ لمبے سفروں میں مسنون یہ ہے کہ اجتماعیت قائم رکھی جائے۔ایک شخص کو اپنا امیر سفر بنا لیا جائے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں اوپر بیان ہوا ہے۔

٨٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المَعْنَى، قالُوا: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن أبي حَزْرَةَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ قال ابنُ عِيسَى في حَدِيثِهِ: ابنُ أبي بَكْرٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا أَخُو الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ قال: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَجِيءَ بِطَعَامِهَا فَقَامَ القَاسِمُ يُصَلِّي، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لَا يُصَلَّى بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الأَخْبَثَانِ».

٨٩- جناب عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کے بھائی) سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے کہ اس اثنا میں ان کا کھانا آ گیا' تو جناب قاسم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:''جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے نیز ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا ایک پس منظر ہے کہ جناب قاسم بن محمد کی والدہ ام ولد (لونڈی) تھیں اور اس کی تربیت کے اثر سے جناب قاسم کے عربی تکلم میں قدرے لحن تھا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تادیب کی تو وہ کچھ خفا ہو گئے اور کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے لگے۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث سنائی اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کیا۔ ② خیال رہے کہ بھوک اور قضائے حاجت ایسے فطری امور ہیں جو انسان کے اپنے کنٹرول میں نہیں

٨٩- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال. . . ، الخ ح: ٥٦٠ من حديث أبي حزرة القاص به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٦/ ٤٣، ٥٤ .

ہوتے۔ شریعت نے خصوصی طور پر ان سے فراغت حاصل کر لینے کا حکم دیا ہے' مگر ایسے اعمال جو انسان کے اپنے بس میں ہوں مثلاً کوئی کام ادھورا رہا ہو یا ویسے ہی ذہن پر سوار ہو تو دینی تقاضا یہ ہے کہ انسان ان امور سے اپنے آپ کو خالی الذہن کر کے نماز کی طرف متوجہ ہو اور اپنے کام یا تو قبل از نماز نمٹا لے یا بعد از نماز مکمل کرے' مثلاً سفر میں جمع بین الصلوٰتین کی رخصت موجود ہے۔ ماں کو بچہ پریشان کر رہا ہو تو اجازت ہے کہ اسے اٹھا کر نماز پڑھ لے۔

٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قال: حدثنا ابنُ عَيَّاشٍ عن حَبِيبِ بنِ صَالِحٍ، عن يَزِيدَ بنِ شُرَيْحٍ الحَضْرَمِيِّ، عن أبي حَيٍّ المُؤَذِّنِ، عن ثَوْبَانَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ: لَا يَؤُمُّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصُّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ، فإنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ، وَلَا يَنْظُرُ في قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ، وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ».

٩٠- سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین کام کسی کو روا نہیں ہیں۔ یعنی: (١) کوئی شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر ایسا کیا تو ان سے خیانت کی۔ (٢) اجازت ملنے سے پہلے ہی کسی کے گھر کے اندر نہ جھانکے۔ اگر ایسا کیا تو گویا (بغیر اجازت) اندر داخل ہوا۔ (٣) کوئی شخص پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ فراغت حاصل کر لے۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں آخری دو باتیں تو دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔ لیکن اوّل الذکر بات محل نظر ہے' اس لیے کہ نماز میں بعض دعائیں ایسی بھی ہیں جن میں صیغۂ واحد ہی استعمال ہوا ہے اور امام سمیت ہر شخص انہیں صیغۂ واحد ہی کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اس لیے اسے امام کی خیانت سے تعبیر کرنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟

٩١- حَدَّثَنَا مَحمودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ قال: حدثنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيٍّ قال: حدثنا ثَوْرٌ عن يَزِيدَ بنِ شُرَيْحٍ الحَضْرَمِيِّ، عن أبي حَيٍّ المُؤَذِّنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٩١- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ پیشاب پاخانہ روکے ہوئے نماز پڑھے' حتیٰ کہ فارغ ہو

٩٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يخص الإمام نفسه بالدعاء، ح: ٣٥٧ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه بقية عند ابن ماجه، ح: ٦١٩، ٩٢٣.

٩١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢٩ من حديث ثور بن يزيد به.

قال: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يُصَلِّيَ وَهُوَ حَقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ» ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ قال: «وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَؤُمَّ قَوْمًا إِلَّا بِإِذْنِهِمْ، وَلَا يَخْتَصُّ نَفْسَهُ بِدَعْوَةٍ دُونَهُمْ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ».

قال أبو داوُدَ: هَذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الشَّامِ لَمْ يَشْرَكْهُمْ فيها أَحَدٌ.

جائے۔'' پھر جناب ثور نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ''جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے حلال نہیں کہ بغیر اجازت کے کسی قوم کی امامت کرائے اور نہ اہل جماعت کو چھوڑ کر خاص اپنے ہی لیے دعا کرے۔ اگر ایسا کرے تو ان سے خیانت کی۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند اہل شام کی اسانید میں سے ہے' اس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ (سوائے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔)

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ اس میں بھی دو باتوں کی ممانعت تو دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ جیسے پیشاب پاخانہ روک کر نماز پڑھنا اور بغیر اجازت کسی قوم کی امامت کرانا' یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں۔ لیکن یہ تیسری بات کہ امام صرف اپنے ہی لیے دعا نہ کرے' صحیح نہیں۔ اس لیے کہ متعدد دعاؤں میں نماز میں واحد ہی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ٤٤) - باب مَا يُجْزِئُ مِنَ الْمَاءِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- وضو کے لیے کس قدر پانی کافی ہے؟

٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ. قال أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ أَبَانٌ عن قَتَادَةَ قال: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ.

۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مُد سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب ابان نے قتادہ سے روایت کیا تو (عَنْ صَفِيَّةَ کی بجائے) سَمِعْتُ صَفِيَّةَ کہا ہے۔ (یعنی میں نے حضرت صفیہ سے سنا۔)

٩٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ

۹۳- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ نبی

٩٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة، ح: ٢٦٨ من حديث همام به، ورواه النسائي، ح: ٣٤٧ وحديث أبان بن يزيد العطار، أخرجه البيهقي: ١/ ١٩٥ وإسناده صحيح.

٩٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٣ عن هشيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٧، ورواه حصين عن سالم بن أبي الجعد عند البيهقي: ١/ ١٩٥، والحاكم: ١/ ١٦١، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيادٍ عن سَالِمِ بنِ أبي الجَعْدِ، عن جابِرٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْتَسِلُ بالصَّاعِ وَيَتَوضَّأُ بالمُدِّ.

ﷺ ایک صاع پانی سے غسل اور ایک مد سے وضو کرلیا کرتے تھے۔

٩٤- حَدَّثَنَا ابنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن حَبِيبٍ الأنْصاريِّ قال: سَمِعْتُ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ عن جَدَّتِي وهي أُمُّ عُمَارَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فيهِ مَاءٌ قَدْرُ ثُلُثَي المُدِّ.

۹۴-سیدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کرنا چاہا تو آپ کے لیے برتن لایا گیا۔اس میں ایک مد کے دوتہائی جتنا پانی تھا۔

٩٥- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ البَزَّازُ قال: حدثنا شَرِيكٌ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن عَبْدِ الله بنِ جَبْرٍ، عن أنَسٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رَطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بالصَّاعِ.

۹۵-سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے برتن سے وضو کیا کرتے تھے جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ایک صاع (پانی) سے غسل فرمالیا کرتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ قال: حدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ عَبْدِ الله بنِ جَبْرٍ قال: سَمِعْتُ أنَسًا، إلَّا أنَّهُ قال: يَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ رَطْلَيْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے شاگردوں کے نام اور اسناد میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے) کہا کہ شعبہ نے کہا: حَدَّثَنِی عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا مگر اس میں ہے کہ آپ "مکوک" (ایک مد) سے وضو کرتے تھے۔اس میں دو رطل کا ذکر نہیں ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ آدَمَ

يحيىٰ بن آدم عن شريك کی روایت میں ہے

٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للوضوء، ح: ٧٤ عن محمد بن بشار به، مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ١/ ١٩٦.

٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٩ من حديث شريك به، ورواه البخاري، ح: ٢٠١، ومسلم، ح: ٣٢٥ من حديث مسعر عن عبدالله بن جبر به، ورواه مسلم من حديث شعبة عن عبدالله بن جبر به.

عن شَرِيكٍ قال: عن ابنِ جَبْرِ بنِ عَتِيكٍ قال: وَرَوَاهُ سُفْيَانُ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى قال: حَدَّثني جَبْرُ بنُ عَبْدِ الله.

عَنِ ابْنِ جَبْرِ بْنِ عَتِيكٍ جبکہ سفیان کی روایت میں عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسىٰ قَالَ : حَدَّثَنِي جَبْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ آیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: الصَّاعُ خَمْسَةُ أرْطالٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ صاع پانچ رطل ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صاعُ ابنِ أبي ذِئْبٍ، وَهُوَ صاعُ النَّبِيِّ ﷺ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہی صاع ابن ابی ذئب کا ہے اور نبی ﷺ کا صاع اسی طرح کا تھا۔

فوائد ومسائل: ① پانی کی مذکورہ مقدار تحدید کے لیے نہیں بلکہ کفایت وترغیب کے لیے ہے اور اشارہ ہے کہ پانی کم از کم استعمال کرنا چاہیے' بے جا استعمال اور ضیاع ناجائز ہے۔ ② صاع اور مُد چیزوں کے بھرنے کے پیمانے ہیں۔ ایک صاع میں چار مُد ہوتے ہیں اور مختلف ادوار میں ان کا پیمانہ مختلف ہوتا رہا ہے۔ موجودہ پیمانے کے معیار سے مدنی صاع کی مقدار تین لیٹر دو سو ملی لیٹر' اور ایک مُد کی مقدار آٹھ سو ملی لیٹر بنتی ہے۔

ملحوظ: دور نبوی کا مُد' جس کا آخری باب میں ذکر آیا ہے' اس کا ایک نمونہ راقم مترجم کو اپنے والد گرامی مولانا ابوسعید عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ سے وراثت میں ملا ہے جس کی سند تعدیل ومماثلت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے سترہ واسطوں سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ یہ دین اسلام کی حقانیت کی ایک ادنیٰ دلیل ہے کہ اس کے اصول تا حال محفوظ ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ. شرعی پیمانوں میں حرمین کے پیمانے ہی معتبر ہیں جیسے کہ سنن ابی داود کی حدیث: ۳۳۴۰ میں ہے کہ اَلْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ وَ الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ "یعنی وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور بھرنے کا ماپ اہل مدینہ کا۔"

(المعجم ٤٥) - باب الْإِسْرَافِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵- وضو میں اسراف منع ہے

٩٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: حدثنا سَعِيدٌ الجُرَيْرِيُّ عن أبي نَعَامَةَ: أنَّ عبدَالله بنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يقولُ: اللَّهُمَّ إنِّي أسْأَلُكَ

۹۶- حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) اپنے صاحبزادے کو دعا کرتے سنا (جو یوں کہہ رہا تھا:) "اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو مجھے اس کی دائیں جانب سفید محل

٩٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب كراهية الاعتداء في الدعاء، ح: ٣٨٦٤ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، (موارد)، ح: ١٧١، ١٧٢، والحاكم: ١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي.

الْقَصْرَ الأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الجَنَّةِ إذَا دَخَلْتُهَا. قال: يابُنَيَّ! سَلِ الله الجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ فإنِّي سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يقولُ: «سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ في الطُّهُورِ وَالدُّعَاءِ».

عنایت ہو۔'' اس پر حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو طہارت میں اور دعا مانگنے میں حد سے زیادہ مبالغہ کریں گے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ طہارت (استنجا' وضو اور غسل وغیرہ) میں حد سے زیادہ پانی بہانا ناجائز ہے' بالخصوص استنجا کے سلسلے میں وہم میں مبتلا رہنا شریعت نہیں' بلکہ وضو کے بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینٹے مار لینے چاہییں۔ ② دعا بھی جامع ہونی چاہیے جیسے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے ماثور اور مسنون ہیں۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- وضو مکمل کرنے کا بیان

٩٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيانَ قال: حَدَّثَني مَنْصورٌ عن هِلالِ ابنِ يَسَافٍ، عن أبي يَحْيَى، عن عبد الله ابنِ عَمْرٍو: أنَّ رسولَ الله ﷺ رَأى قَوْمًا وَأعْقَابُهُمْ تَلُوحُ، فَقَال: «وَيْلٌ للأعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أسْبِغُوا الوُضُوءَ».

۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ (وضو میں جلدی کے باعث ان کے پاؤں خشک رہ گئے اور) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''(ایسی) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ وضو مکمل کیا کرو۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ وضو میں کوئی جگہ بھی خشک نہیں رہنی چاہیے' ورنہ مذکورہ وعید ثابت اور لاگو ہوگی۔ ایڑیوں کا ذکر بالخصوص اس لیے آیا کہ آدمی جلدی میں ہو اور ان کا خیال نہ کرے تو یہ خشک رہ جاتی ہیں۔ خاص طور پر ٹخنوں کے پیچھے کی گہری جگہ۔

(المعجم ٤٧) - باب الْوُضُوءِ فِي آنِيَةِ الصُّفْرِ (التحفة ٤٧)

باب:۴۷- پیتل کے برتن سے وضو

٩٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال:

۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ح: ٢٤١ من حديث سفيان الثوري به، ورواه النسائي، ح: ١١١، وابن ماجه، ح: ٤٥٠، ورواه البخاري، ح: ٦٠ من طريق آخر عن عبدالله بن عمرو بن العاص به.

٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣١ من حديث أبي داود به * حماد بن سلمة سمعه من شعبة عن هشام عن أبيه عن عائشة به، عند البيهقي: ١/ ٣١ وبه صح الحديث.

حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرني صَاحِبٌ لِي عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا ورسولُ الله ﷺ في تَوْرٍ مِنْ شَبَهٍ.

میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے جو پیتل کا بنا ہوا تھا۔

٩٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ أَنَّ إِسْحَاقَ بنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَهُمْ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن رَجُلٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ [عَنْ عَائِشَةَ] عن النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٩٩- جناب محمد بن علاء کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

١٠٠- حَدَّثَنَا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: حدثنا أبُو الوَلِيدِ وَسَهْلُ بنُ حَمَّادٍ قالا: حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عَبْدِ الله بنِ أبي سَلَمَةَ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله ابنِ زَيْدٍ قال: جَاءَنَا رَسُولُ الله ﷺ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً في تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ.

١٠٠- سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا اور آپ نے اس سے وضو کیا۔

فائدہ: چونکہ پیتل اور کانسی کے برتنوں میں سونے کی سی رنگت ہوتی ہے اس لیے امام صاحب رحمہ اللہ نے اس شبہے کو زائل کرنے کے لیے یہ روایات پیش فرمائی ہیں۔ البتہ خالص سونے‘ چاندی یا ان سے ملمع شدہ برتن استعمال کرنا جائز نہیں ہیں۔ صرف ٹانکے کی حد تک جائز ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸- وضو شروع کرتے ہوئے ”بسم اللہ“ کہنا

١٠١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال:

۱۰۱- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٩٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ١/ ٣١، وأورده الحاكم في المستدرك: ١/ ١٦٩ من حديث حماد عن هشام عن أبيه عن عائشة به.

١٠٠- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب ... الخ، ح: ١٩٧، وابن ماجه، ح: ٤٧١ من حديث عبدالعزيز بن عبدالله به، ورواه البخاري، ح: ١٩١، ومسلم، ح: ٢٣٥ من حديث عمرو ابن يحيى به.

١٠١- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في التسمية في الوضوء، ح: ٣٩٩ من حديث محمد بن موسى به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٩٧ وسنده حسن.

حدثنا مُحَمَّدُ بنُ مُوسَى عن يَعْقُوبَ بنِ سَلَمَةَ، عن أبيهِ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عَلَيْهِ».

نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے (بسم اللہ نہ پڑھے) اس کا وضو نہیں۔''

١٠٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن الدَّرَاوَرْدِيِّ قال: وَذَكَرَ رَبِيعَةُ أنَّ تَفْسِيرَ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ الله عَلَيْهِ» أنَّهُ الَّذِي يَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ وَلَا يَنْوِي وُضُوءًا لِلصَّلَاةِ وَلَا غُسْلًا لِلْجَنَابَةِ.

۱۰۲- جناب ربیعہ (الرأی ایک تابعی اور مفتیٔ مدینہ) نے نبی ﷺ کی حدیث: ''جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔'' کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو وضو اور غسل کرتا ہے اور وضو سے نماز کی اور غسل سے طہارت کی نیت نہیں کرتا۔ (ایسے شخص کا وضو اور غسل درست نہ ہوگا۔)

فوائد ومسائل: ① وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا واجب ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا: [بسم الله] کہتے ہوئے وضو کرو۔ (سنن النسائی' الطهارة' حدیث: ۷۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے علاوہ الفاظ سے وضو کی ابتدا کرنا درست نہیں ہے۔ جو حضرات ''بسم اللہ'' کے سوا کوئی دوسرے الفاظ کہنے کو درست خیال کرتے ہیں تو یہ بلا دلیل اور مذکورہ حدیث کے خلاف ہے۔ ② اگر بسم اللہ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے' تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔ ③ وضو اور غسل میں نیت بھی لازم ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- جو شخص اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے؟

١٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن أبي رَزِينٍ وَأبي

۱۰۳- سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو جاگے تو اپنا

١٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤١ من حديث أبي داود به.

١٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب كراهة غمس المتوضىء وغيره يده المشكوك . . . الخ، ح: ٢٧٨ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

صَالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذا قَامَ أحدُكُم مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ في الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أينَ بَاتَتْ يَدُهُ».

ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈبوئے حتیٰ کہ تین بار دھو لے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ (سوتے میں) کہاں کہاں لگتا رہا ہے۔"

١٠٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي صَالحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - يَعْنِي بِهَذَا الحَدِيثِ قال مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا رَزِينٍ.

۱۰۴- امام مسدد سے عیسیٰ بن یونس کے واسطے سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے مگر اس میں ہے کہ دو بار دھوئے یا تین بار۔ اس سند میں ابورزین کا ذکر نہیں ہے۔

١٠٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالحٍ، عن أبي مَرْيَمَ قال: سمعت أبا هريرة يقول: سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يقُولُ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أحَدُكُم مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ في الإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ كَانَتْ تَطُوفُ يَدُهُ».

۱۰۵- ابومریم کہتے ہیں' میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اسے تین بار دھو لے کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔" یا فرمایا: "اس کا ہاتھ نہ معلوم کہاں کہاں پھرتا رہا۔"

فوائد ومسائل: ① یہ حکم ہر قسم کے برتن کے لیے ہے' البتہ نہر اور بڑا حوض وتالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور ان میں ہاتھ داخل کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں یہی رائے بیان کی ہے جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب پر مبنی ہے' مگر امام احمد رحمہ اللہ اسے واجب قرار دیتے ہیں' لیکن جمہور کی رائے اقرب الی الصواب ہے' البتہ جب اسے یقین ہو جائے کہ اس کا ہاتھ نجاست وگندگی سے آلودہ ہوا ہے' تو ہاتھ برتن میں داخل کرنے سے پہلے

١٠٤- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٠٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٥٠، ح: ١٢٧ من حديث عبدالله بن وهب به وقال: "وهذا إسناد حسن"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٠٥٨.

دھونا ضروری ہے۔② مذکورہ بالا حدیث میں صرف رات کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ رات میں نجاست لگ جانے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے بہ نسبت دن کے' بہرحال مذکورہ حکم دن اور رات دونوں کے لیے یکساں ہے' لہٰذا دن کو سو کر جاگے تو بھی اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥١) - باب صِفَةِ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٠)

باب:٥١- نبی ﷺ کے وضو کا بیان

١٠٦- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الحُلْوَانِيُّ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن حُمْرَانَ بنِ أَبَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بنِ عفَّانَ قال: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ واسْتَنْثَرَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى المِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ اليُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا ثُمَّ اليُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ قال: مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ الله لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

١٠٦- جناب حمران بن ابان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام' کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں تین بار دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا' پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار' پھر بایاں اسی طرح' پھر اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار' پھر بایاں اسی طرح۔ اس کے بعد کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے میرے اس وضو کی مانند وضو کیا پھر فرمایا: ''جو کوئی میرے اس وضو کی مانند وضو کرے' پھر دو رکعت نماز پڑھے ایسے کہ ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول نہ ہو تو اللہ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

١٠٧- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى قال: حدثنا الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ قال: حدثنا

١٠٧- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ جناب حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو

١٠٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب سواك الرطب واليابس للصائم، ح:١٩٣٤ من حديث معمر، ومسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، ح:٢٢٦ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٣٩، ورواه النسائي، ح:٨٤، ٨٥.

١٠٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٩١، ح:٢٩٩ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وللحديث شواهد كثيرة.

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ وَرْدَانَ قال: حَدَّثَني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: حدَّثَني حُمْرانُ قال: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ المَضْمَضَةَ وَالاِسْتِنْشَاقَ، وقال فِيهِ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثًا، ثُمَّ قال: رأيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ هَكَذَا، وقال: مَنْ تَوَضَّأَ دُونَ هَذَا كَفَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الصَّلاةِ.

دیکھا' انہوں نے وضو کیا اور مذکورہ بالا روایت کی مانند ذکر کیا' اس میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کا ذکر نہیں کیا' اور (ابوسلمہ نے) اپنی حدیث میں کہا کہ سر کا مسح تین بار کیا' پھر اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی وضو کیا اور فرمایا: ''جو شخص اپنے اعضائے وضو کو اس سے کم بار دھوئے تو (بھی) کافی ہے۔'' اور (ابوسلمہ نے اپنی حدیث میں) نماز کا ذکر نہیں کیا۔

١٠٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ قال: حدثنا زِيَادُ بنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ زِيَادٍ المُؤَذِّنُ عن عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ قال: سُئِلَ ابنُ أبي مُلَيْكَةَ عن الْوُضُوءِ فقالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِمِيضَأَةٍ فَأَصْغَاهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا في المَاءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ اليُمْنَى ثَلاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَأَخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُما مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قال: أَيْنَ السَّائِلُونَ عن الْوُضُوءِ؟ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ.

١٠٨- عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی منگوایا' چنانچہ ایک برتن لایا گیا۔ انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر جھکایا' پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا اور تین بار کلی کی' تین بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا' تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار' پھر اپنا ہاتھ (برتن میں) ڈالا اور پانی لیا اور سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا' ان کے اندر اور باہر سے ایک بار' پھر اپنے پاؤں دھوئے اور فرمایا: کہاں ہیں وضو کے بارے میں سوال کرنے والے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔

١٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٤ من حديث أبي داود به * فيه سعيد بن زياد المؤذن مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

قال أبو دَاوُد: أَحَادِيثُ عُثْمَانَ الصِّحَاحُ كُلُّهَا تَدُلُّ عَلَى مَسْحِ الرَّأْسِ أَنَّهُ مَرَّةً، فَإِنَّهُمْ ذَكَرُوا الْوُضُوءَ ثَلَاثًا، وَقالُوا فيها: وَمَسَحَ رَأْسَهُ لَمْ يَذْكُرُوا عَدَدًا كما ذَكَرُوا في غَيْرِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تمام صحیح روایات دلالت کرتی ہیں کہ انہوں نے سر کا مسح ایک ہی بار کیا تھا۔ سب راوی وضو کو تین تین بار ذکر کرتے ہیں مگر (مسح کے بارے میں اتنا ہی) کہتے کہ ''انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا۔'' اور اس میں عدد کا ذکر نہیں کرتے جیسے کہ باقی اعضا میں کرتے ہیں۔

١٠٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا عِيسَى قال: حدثنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ أبي زِيادٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي عَلْقَمَةَ: أَنَّ عُثْمَانَ دَعا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهُمَا إِلَى الكُوعَيْنِ قال: ثُمَّ مَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَذَكَرَ الوُضُوءَ ثَلَاثًا، قال: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، وقال: رأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي تَوَضَّأْتُ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ وَأَتَمَّ.

١٠٩- جناب ابوعلقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ (پہلے انہوں نے) اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا۔ علقمہ نے کہا: پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار۔ اور پورے وضو میں تین تین بار اعضا کے دھونے کو بیان کیا اور کہا کہ پھر اپنے سر کا مسح کیا' بعدازاں پاؤں دھوئے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا' انہوں نے ایسے ہی وضو کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھے وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر زہری کی حدیث کی مانند بیان کیا بلکہ اس سے بھی کامل بیان کیا۔ (یعنی جس میں خشوع' خضوع سے نماز پڑھنے اور اس پر اجر کا ذکر آیا ہے۔ سابقہ حدیث:١٠٦)

١١٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِالله قال: حدثنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قال: حدثنا إِسْرَائِيلُ عن عَامِرِ بنِ شَقِيقِ بنِ جَمْرَةَ، عن شَقِيقِ ابنِ سَلَمَةَ قال: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بنَ عَفَّانَ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا

١١٠- شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے اپنی کلائیاں تین تین بار دھوئیں' اور اپنے سر کا مسح (بھی) تین بار کیا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

١٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٨٤، ح: ٢٧٩ من حديث عبيدالله بن أبي زياد به، وهو حسن الحديث.

١١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٩١، ح: ٢٩٨ من حديث هارون بن عبدالله به.

ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ فَعَلَ هَذَا.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ قال: تَوَضَّأَ ثَلَاثًا قَطْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو وکیع نے اسرائیل سے روایت کیا تو اس میں صرف اتنا کہا کہ ''وضو کیا تین تین بار۔''

فائدہ: نبی ﷺ کا عمل مسح میں ایک بار کا ہے جیسے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے' ممکن ہے بعض مواقع پر تین بار بھی کیا ہو' یا اجمالاً تین بار کا ذکر کرنے سے راوی نے سر کو بھی شامل سمجھ لیا ہو۔

١١١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن خَالِدِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ خَيْرٍ قال: أَتَانَا عَلِيٌّ وَقَدْ صَلَّى فَدَعَا بِطَهُورٍ، فَقُلْنَا: مَا يَصْنَعُ بالطَّهُورِ وَقَدْ صَلَّى مَا يُرِيدُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا. فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، فَأَفْرَغَ مِنَ الإِنَاءِ عَلَى يَمِينِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا فَمَضْمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الكَفِّ الَّذِي يَأْخُذُ فِيهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ جَعَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ اليُمْنَى ثَلَاثًا وَرِجْلَهُ اليُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَعْلَمَ وُضُوءَ رسولِ الله ﷺ فَهُوَ هَذَا.

۱۱۱- عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے' انہوں نے وضو کے لیے پانی منگوایا' تو ہم نے کہا کہ وہ پانی کا کیا کریں گے' حالانکہ نماز پڑھ چکے ہیں' یہ شاید ہمیں سکھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک برتن میں پانی لایا گیا اور ساتھ ایک تسلا (کھلا برتن) بھی تھا۔ انہوں نے برتن سے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور ہاتھوں کو تین بار دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار' آپ نے اسی چلو سے کلی کی اور ناک جھاڑی' جس میں کہ پانی لیا تھا' پھر اپنا چہرہ دھویا تین بار اور دایاں بازو تین بار' پھر بایاں بازو تین بار' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنے سر کا مسح کیا ایک بار۔ پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا تین بار' پھر بایاں تین بار' پھر فرمایا: جس کو پسند آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو معلوم کرے' تو وہ یہی ہے۔

فائدہ: اس روایت سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے آدھا پانی کلی کے لیے کھینچ لیں اور آدھا ناک میں چڑھا لیں۔ پانی چڑھانے کے بعد ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑنا چاہیے' جیسا کہ سنن نسائی اور سنن دارمی کی روایات میں صراحت سے وارد ہے کہ آپ ﷺ کا ناک میں پانی داخل کرنا دائیں ہاتھ سے اور اس کا جھاڑنا

١١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب غسل الوجه، ح: ٩٢ من حديث أبي عوانة به، وانظر الحديث الآتي.

بائیں ہاتھ سے تھا۔(سنن نسائی' حدیث:۹۱' سنن دارمی' حدیث:۷۰۴)

۱۱۲- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قال: حدثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عن زَائِدَةَ قال: حدثنا خَالِدُ بنُ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيُّ عن عَبْدِ خَيْرٍ قال: صَلَّى عَلِيٌّ الغَدَاةَ ثُمَّ دَخَلَ الرَّحْبَةَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَتَاهُ الغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ ماءٌ وَطَسْتٍ، قال: فأَخَذَ الإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى في الإِنَاءِ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا. ثُمَّ سَاقَ قَرِيبًا مِنْ حَدِيثِ أَبي عَوانَةَ. ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ. ثُمَّ سَاقَ الحَدِيثَ نَحْوَهُ.

۱۱۲-عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر رحبہ میں آ گئے (کوفہ کے مرکزی محلے کا نام تھا) اور پانی منگوایا۔ ایک غلام برتن لایا اس میں پانی تھا اور اس کے ساتھ تسلا بھی تھا' چنانچہ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور اپنے بائیں ہاتھ پر انڈیلا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا (پانی لیا) اور تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا' اور پھر (زائدہ بن قدامہ نے سابقہ) حدیث ابو عوانہ کے قریب قریب بیان کی' پھر اپنے سر کا مسح کیا' اس کے اگلے اور پچھلے حصے کا اور مثل سابق حدیث بیان کی۔

۱۱۳- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى قال: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حدثنا شُعْبَةُ قال: سَمِعْتُ مَالِكَ بنَ عُرْفُطَةَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ خَيْرٍ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِكُرْسِيٍّ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أُتِيَ بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ ثَلاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ مَعَ الاسْتِنْشَاقِ بِمَاءٍ وَاحِدٍ. وَذَكَرَ الحَدِيثَ.

۱۱۳-عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا کہ ایک کرسی لائی گئی' آپ اس پر بیٹھے' پھر پانی کا ایک کوزہ (برتن) لایا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ تین بار دھویا' پھر کلی کی ساتھ ہی ناک میں پانی بھی چڑھایا۔ دونوں ایک چلو کے ساتھ۔ اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس حدیث سے ایک ہی چلو سے کلی اور ناک میں پانی ڈالنا ثابت ہوتا ہے۔ مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی بھی دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل

۱۱۲ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: بأي اليدين يستنثر، ح: ۹۱ من حديث حسين ابن علي به.

۱۱۳ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب عدد غسل الوجه، ح: ۹۳، ۹۴ من حديث شعبة به، وقال: "هذا خطأ والصواب خالد بن علقمة، ليس مالك بن عرفطة".

یہی ہے' جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم. (صحیح بخاری' الوضوء' حدیث: ۱۴۰)

١١٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا أبُو نُعَيْم قال: حدثنا رَبِيعَةُ الكِنَانِيُّ عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن زِرِّ ابنِ حُبَيْشٍ: أنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا وَسُئِلَ عَنْ وُضُوءِ رَسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ وقال: وَمَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى لَمَّا يَقْطُرْ وَغسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثًا ثَلاثًا، ثُمَّ قال: هَكَذَا كَانَ وُضوءُ رسولِ الله ﷺ.

۱۱۴- جناب زِر بن حبیش سے روایت ہے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا' ان سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔ تو راوی نے حدیث بیان کی اور اس میں ذکر کیا کہ انہوں نے اپنے سر کا مسح کیا مگر پانی کے قطرات نہ گرے اور اپنے دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے' پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ایسے ہی تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آپ نے مسح کے لیے نیا پانی لیا اور ہاتھ خوب گیلے کیے' مگر اتنے نہیں کہ سر سے پانی ٹپکنے لگے۔

١١٥- حَدَّثَنا زِياد بنُ أيُّوبَ الطُّوسِيُّ قال: حدثنا عُبَيْدُالله بنُ مُوسَى قال: حدثنا فِطْرٌ عن أبِي فَرْوَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: رَأيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا وَغسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَاحِدَةً، ثُمَّ قال: هَكَذَا تَوَضَّأَ رَسولُ الله ﷺ.

۱۱۵- عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا تین بار' اور اپنی کلائیاں دھوئیں تین بار اور سر کا مسح کیا ایک بار' پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی وضو کیا تھا۔

١١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأبُو تَوْبَةَ قالا: حدثنا أبُو الأحْوَصِ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو

۱۱۶- ابوحیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا اور ابوحیہ نے بتایا کہ انہوں

١١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١١٠ من حديث ربيعة الكناني به.

١١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٨٠، ح: ٧٩ "سنده صحيح".

١١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في وضوء النبي ﷺ كيف كان؟، ح: ٤٨، والنسائي، ح: ٩٦، ١١٥ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح"، وللحديث شواهد كثيرة.

ابنُ عَوْنٍ قال: أخبرنا أبو الأحْوَصِ عن أَبي إسْحَاقَ، عن أبي حَيَّةَ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ، فَذَكَرَ وُضُوءَهُ كُلَّهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قال: ثم مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الكَعْبَيْنِ، ثم قال: إِنَّمَا أَحْبَبْتُ أن أُرِيَكُمْ طُهُورَ رسولِ الله ﷺ.

نے سارا وضو تین تین بار کیا۔ اور کہا: پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ اس کے بعد اپنے دونوں پاؤں دھوئے ٹخنوں تک۔ پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھلا دوں۔

١١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ قال: حدثنا مُحمَّدٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ طَلْحَةَ بنِ يَزِيدَ بنِ رُكَانَةَ، عن عُبَيْدِاللهِ الخَوْلَانِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ يَعْنِي ابنَ أبي طَالِبٍ، وَقَدْ أَهْرَاقَ المَاءَ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ، فأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ ماءٌ حتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فقال: يا ابنَ عَبَّاسٍ! أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رسولُ الله ﷺ؟ قُلْتُ: بَلَى. قال: فأَصْغَى الإنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ اليُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثم أَدْخَلَ يَدَيْهِ في الإِنَاءِ جَمِيعًا فأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ ثم الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ اليُمْنَى قَبْضَةً مِنْ ماءٍ

١١٧- سیدنا ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی یعنی علی بن ابی طالب ؓ میرے ہاں تشریف لائے' آپ استنجا کر چکے تھے' آپ نے وضو کے لیے پانی منگوایا' ہم ایک چھوٹے برتن میں پانی لائے اور آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! چنانچہ انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ پر ٹیڑھا کیا اور ہاتھ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ اس میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے' پھر کلی کی اور ناک جھاڑی' پھر اپنے دونوں ہاتھ اکٹھے ہی برتن میں ڈالے اور دونوں ہاتھوں سے ایک لپ پانی لیا اور اپنے چہرے پر ڈالا' پھر اپنے دونوں انگوٹھوں کو کانوں میں ڈالا یعنی جو حصہ چہرے کی جانب تھا' (اسے بھی دھویا) پھر دوسری بار' پھر تیسری بار ایسے ہی کیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے ایک چلو پانی لیا اور اسے پیشانی پر ڈالا اور اسے اپنے چہرے پر بہنے دیا' پھر اپنی دونوں کلائیاں کہنیوں تک دھوئیں تین تین بار' پھر اپنے سر کا مسح

١١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٨٢ من حديث محمد بن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٣، وابن حبان(موارد)، ح: ١٥٣.

فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظُهُورَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلِهِ وَفِيهَا النَّعْلُ فَفَتَلَهَا بِهَا ثم الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ. قال: قُلْتُ: وفي النَّعْلَيْنِ؟ قال: وفي النَّعْلَيْنِ.

کیا اور کانوں کے باہر کا (بھی) پھر اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالے اور پانی کی ایک لپ لے کر اپنے پاؤں پر ڈالی اور اس میں (چپل کا سا) جوتا تھا' اپنے پاؤں کو اس پانی کے ساتھ ملا' پھر دوسرے پاؤں کو بھی ایسے ہی کیا۔ (عبداللہ خولانی) کہتے ہیں میں نے کہا: جوتوں سمیت؟! (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کہا: جوتوں سمیت! میں نے پھر کہا: جوتے پہنے پہنے؟ کہا کہ جوتا پہنے پہنے ہی۔ میں نے پھر کہا: جوتوں سمیت؟ کہا کہ (ہاں) جوتوں سمیت۔

قال أبو دَاوُد: وَحَدِيثُ ابنِ جُرَيْجٍ عن شَيْبَةَ يُشْبِهُ حَدِيثَ عَلِيٍّ، لأَنَّهُ قال فيه حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً. وقال ابنُ وَهْبٍ فِيهِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثَلَاثًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جریج کی شیبہ (بن نصاح) سے روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مشابہ ہے۔ اس روایت میں حجاج بن محمد نے ابن جریج سے نقل کیا ہے: ''اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا۔'' اور ابن وہب نے یہی روایت ابن جریج سے نقل کی تو کہا: ''سر کا مسح تین بار کیا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ وضو ہے جو ہمارے ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے اور خود اس کے قائل وفاعل تھے اور ہم بھی اسی پر کاربند ہیں۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ) ② اس روایت میں تین بار چہرہ دھو کر مزید ایک بار پانی بہانے کا ذکر آیا ہے۔ یہ بیان جواز کے لیے ہے جو شاید کبھی کبھی کیا گیا۔ راجح اور افضل صرف تین بار ہی ہے۔ نیز چہرے کے ساتھ کانوں کو بھی اندر کی جانب سے صاف کیا جا سکتا ہے۔ ③ جب جوتا کھلی چپل کی مانند ہو تو اسے اتارے بغیر پانی میں ویسے ہی مل لیا جائے تو پاؤں دھل جاتے ہیں۔

١١٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قال لِعَبْدِ الله بنِ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ

۱۱۸- عمرو بن یحییٰ مازنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یحییٰ مازنی) نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا' اور یہ عمرو بن یحییٰ

١١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ١٨٥، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ٢٣٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٨.

وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ فَقال عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثم تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثم غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إلى المِرْفَقَيْنِ ثم مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثم ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثم رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى المَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثم غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

کے دادا ہیں' کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کیسے کیا کرتے تھے؟ عبداللہ بن زید نے کہا: ہاں! چنانچہ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور ہاتھ دھوئے' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر جھاڑا تین بار' پھر چہرہ دھویا تین بار' پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک دو دو بار۔ پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا اور انہیں آگے لائے اور پیچھے لے گئے' سر کے اگلے حصے سے شروع کیا اور گدی تک لے گئے' پھر انہیں واپس لائے اور وہاں تک لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد ومسائل: ① خیر القرون میں لوگ دین کی باتوں کو اہتمام سے سیکھتے اور سکھاتے تھے۔ ② کچھ اعضائے وضو کو تین بار اور کچھ کو دو بار دھونا بھی جائز ہے۔ ③ مسح کا آسان مسنون طریقہ قابل توجہ ہے' صرف اگلے حصے کا مسح یا چند بالوں کو چھو لینا کافی نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے پچھلے حصے گدی تک اور پھر گدی سے سر کے اگلے حصے تک واپس لے آنا چاہیے' جہاں سے شروع کیا تھا۔ حافظ ابن قیم ؒ فرماتے ہیں کہ گدی کے نیچے گردن کے الگ مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: گردن کے مسح کی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

١١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا خَالِدٌ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى المَازِنِيِّ، عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ وقال: فَمَضْمَضَ واسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلاثًا. ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۱۹- جناب مسدد کی سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے کہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا' ایک ہی چلو سے' ایسا تین بار کیا' پھر راوی نے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق روایت بیان کی۔

فائدہ: مسنون اور مستحب یہ ہے کہ کلی اور ناک دونوں کے لیے ایک چلو پانی لیا جائے' اس طرح کہ چلو کا آدھا پانی کلی کے لیے کھینچ لے اور آدھا ناک میں چڑھادے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

١١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة، ح:١٩١ عن مسدد، ومسلم، ح:٢٣٥ من حديث خالد بن عبدالله به، انظر الحديث السابق.

١٢٠- حَدَّثنا أحْمَدُ بنُ عَمْرو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الحَارِثِ أنَّ حَبَّانَ بنَ وَاسِعٍ حَدَّثَهُ أنَّ أبَاهُ حَدَّثَهُ أنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الله بنَ زَيْدِ بنِ عَاصِمٍ المَازِنِيَّ يَذْكُرُ أنَّهُ رَأى رسولَ الله ﷺ فَذَكَرَ وضُوءَهُ قال: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ، وَغَسَلَ رِجلَيْهِ حَتَّى أنْقَاهُمَا.

۱۲۰-حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کا وضو بیان کیا اور کہا: آپ نے سر کا مسح ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے پانی) سے کیا اور اپنے پاؤں دھوئے حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔

فوائد ومسائل: ① سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے۔ ② اعضائے وضو کو مل کر دھونا اور صاف کرنا چاہیے۔

١٢١- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا أبو المُغِيرَةِ قال: حدثنا حَرِيزٌ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ مَيْسَرَةَ الحَضْرَمِيُّ قال: سَمِعْتُ المِقْدامَ بنَ مَعْدِيكَرِبَ الكِنْدِيَّ قال: أُتِيَ رسولُ الله ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثًا ثم تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا ثم غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا ثلاثًا ثم مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِما وَبَاطِنِهِمَا.

۱۲۱-حضرت مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا' آپ نے وضو کیا۔ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں تین بار' پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا تین بار' چہرہ دھویا تین بار' کلائیاں دھوئیں تین تین بار' پھر سر کا مسح کیا اور ساتھ ہی کانوں کے باہر اور اندر کا (بھی)۔

١٢٢- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ وَيَعقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأنْطَاكِيُّ لَفْظُهُ قالا:

۱۲۲-حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ نے وضو کیا'

١٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح:٢٣٦ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، ورواه الترمذي، ح:٣٥ وقال: "هذا حديث حسن صحيح".

١٢١ـ تخريج: [إسناده حسن] هو في المسند للإمام أحمد: ٤/ ١٣٢، ح: ١٧٣٢٠ وزاد: "وغسل رجليه ثلاثًا ثلاثًا"، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٨٩، ح: ٩٤.

١٢٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٥٩ من حديث أبي داود به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ٤٤٢ من حديث الوليد بن مسلم بلفظ آخر، انظر الحديث الآتي.

حدثنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن حَرِيزِ بنِ عُثْمَانَ، عن عبْدِالرَّحْمَنِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن المِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ فَأَمَرَّهُما حَتَّى بَلَغَ القَفَا ثُمَّ رَدَّهُما إِلَى المَكَانِ الَّذِي مِنْهُ بَدَأَ.

قال محمُودٌ: قال أخبرني حَرِيزٌ.

جب سر کے مسح تک پہنچے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھیں اور انہیں سر پر پھیرا حتیٰ کہ گدی تک لے گئے۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اسی جگہ واپس لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔

محمود کی روایت میں [اَخْبَرَنِیْ حَرِیْزٌ] کی تصریح ہے۔

فائدہ: گردن کا مسح علیحدہ سے ثابت نہیں ہے بلکہ سر کا مسح کرتے ہوئے ہاتھوں کو گدی تک لے جانا ہی ثابت ہے اور یہی عمل مسنون اور ماجور ہے۔ ہاتھوں کو ایک بار پیچھے لے جانا اور پھر واپس شروع کی جگہ پر لے آنا سب ایک ہی مسح ہے۔

١٢٣- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ وَهِشَامُ بنُ خَالِدٍ المَعْنَى قالا: حدثنا الْوَلِيدُ بِهَذا الإِسْنَاد قال: وَمَسَحَ بِأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا - زَادَ هِشَامٌ: وَأَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صِمَاخِ أُذُنَيْهِ.

۱۲۳- ولید بن مسلم نے مذکورہ بالا سند سے روایت کیا ہے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کانوں کے باہر اور اندر کی طرف مسح کیا۔ ہشام نے مزید کہا کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

١٢٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قال: حدثنا الوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ العَلَاءِ قال: حدثنا أبُو الأَزْهَرِ المُغِيرَةُ بنُ فَرْوَةَ وَيَزِيدُ ابنُ أبي مَالِكٍ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ تَوَضَّأَ لِلنَّاسِ كما رَأى رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ غَرَفَ غُرْفَةً منْ مَاءٍ فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهِ حَتَّى وَضَعَهَا عَلى وَسَطِ رَأْسِهِ حَتَّى قَطَرَ

۱۲۴- سیدنا معاویہ ؓ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھلایا جیسے کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ جب آپ سر کے مسح کو پہنچے تو آپ نے ایک چلو لیا اور بائیں ہاتھ پر ڈالا اور اس چلو کو سر کے درمیان کیا حتیٰ کہ پانی کے قطرات گرے یا گرنے کے قریب تھے پھر سر کے اگلے حصے سے آخر تک اور آخر سے اگلے حصے تک کا مسح کیا۔

١٢٣- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، ح: ٤٤٢ من حديث الوليد بن مسلم به، مختصراً.

١٢٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

الْمَاءُ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ وَمِنْ مُؤَخَّرِهِ إِلَى مُقَدَّمِهِ.

١٢٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قال: حدثنا الْوَلِيدُ بِهَذَا الإِسْنَادِ قال: فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ.

۱۲۵- جناب محمود بن خالد نے ولید سے مذکورہ بالا سند کے ساتھ یہ کہا ہے کہ حضرت معاویہ ؓ نے وضو کیا (تو وضو کے اعضا) تین تین بار (دھوئے) اور اپنے پاؤں دھوئے بغیر شمار کیے۔

فائدہ: اعضائے وضو کو دھونے میں تین بار کی برابری نہ بھی ہو تو وضو کامل ہوتا ہے۔

١٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا بِشْرُ ابنُ الْمُفَضَّلِ قال: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدِ ابنِ عَقِيلٍ عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْتِينَا فَحَدَّثَتْنَا أَنَّهُ قال: «اسْكُبِي لِي وَضُوءًا» فَذَكَرَتْ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فيه: فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَوَضَّأَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً وَوَضَّأَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، يَبْدَأُ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ وبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ظُهُورِهِمَا وَبُطُونِهِمَا ووَضَّأَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

قال أَبُو دَاوُد: وَهَذَا مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ.

۱۲۶- حضرت رُبیع بنت مُعَوِّذ ابن عَفرا ء ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے' ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) فرمایا: ''میرے لیے پانی انڈیل کر لاؤ۔'' تو انہوں نے نبی ﷺ کا وضو کرنا بیان کیا۔ اس میں کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے تین بار' چہرہ دھویا تین بار' کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک بار اور اپنے دونوں ہاتھ دھوئے تین تین بار اور سر کا مسح کیا دو بار۔ سر کے آخر سے شروع کیا' پھر اگلے حصے کی جانب سے مسح کیا اور دونوں کانوں کا مسح کیا' ان کے باہر سے بھی اور اندر سے بھی۔ اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے تین تین بار۔

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت مسدد کی روایت کے ہم معنی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کہا گیا ہے۔ جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے' راوی کا مطلب ہے' ایک بار ہاتھ پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسری بار آگے سے پیچھے کو لیکن پہلی بات

١٢٥- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

١٢٦- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أنه يبدأ بمؤخر الرأس، ح: ٣٣ من حديث بشر بن المفضل به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٩٠ * ابن عقيل ضعيف على الراجح ضعفه الجمهور، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٤٨، ١٥٢ وغيره.

زیادہ درست ہے' دوسرا اس میں مسح کی ابتدا سر کے آخری حصے سے بتلائی گئی ہے جو دوسری روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ روایت صحیح حدیث کے معارض ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں احتمال کمزور ہیں کیونکہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے' اس میں اور ایک مسح والی روایت میں کوئی تضاد نہیں بلکہ تطبیق ممکن ہے اور وہ یوں ہے کہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کرلیا جائے۔ واللہ اعلم۔

١٢٧- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَقِيلٍ بِهَذَا الحَدِيثِ يُغَيِّرُ بَعْضَ مَعَانِي بِشْرٍ قال فيه: وَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا.

۱۲۷- جناب اسحاق بن اسماعیل کے واسطے سے یہ بھی روایت مروی ہے لیکن اس میں مذکورہ بالا روایت بشر (بن مفضل) کے بعض معانی میں فرق ہے۔ اس میں کہا ہے: "کلی کی اور ناک جھاڑی' تین بار۔"

١٢٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الهَمْدَانِيُّ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا فَمَسَحَ الرَّأْسَ كُلَّهُ مِنْ قَرْنِ الشَّعْرِ، كُلَّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِّ الشَّعْرِ، لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ.

۱۲۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا تو پورے سر کا مسح کیا' اوپر سے سر کا مسح شروع کرتے تھے' ہر جانب سے بالوں کی لٹوں کے رخ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ بالوں کو ان کی ہیئت سے حرکت نہ دیتے تھے۔

فائدہ: حدیث میں مذکور سر کے مسح کا یہ طریقہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کے بال لمبے ہوں (یعنی پٹے بال) جیسے رسول اللہ ﷺ کے تھے۔ عورتوں کے بال بھی لمبے ہوتے ہیں' وہ بھی اس طریقے سے سر کا مسح کرسکتی ہیں۔

١٢٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَبْدِالله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ

۱۲۹- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا مسح کیا' اگلے حصے کا' پچھلے

١٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر الحديث السابق.

١٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن عجلان مدلس كما يأتي(٩٠٢)، ولم أجد تصريح سماعه، وابن عقيل ضعيف تقدم: ١٢٦.

١٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٢٥ من حديث أبي داود به، انظر الحديث السابق لعلته: ١٢٨.

أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرَتْهُ قالتْ: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، قالَتْ: فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

حصے کا' کنپٹیوں کا اور دونوں کانوں کا ایک بار۔

١٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ دَاوُدَ عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مِنْ فَضْلِ مَاءٍ كَانَ في يَدِهِ.

۱۳۰- حضرت ربیع (بنت معوذ) ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سر کا مسح کیا' اور اسی پانی سے کیا جو ان کے ہاتھوں میں (پہلے سے) بچا ہوا تھا۔

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک اس راوی کی حدیث میں اضطراب ہے' کیونکہ یہی روایت ابن ماجہ میں ہے تو اس میں نیا پانی لینے کی صراحت ہے۔ اور بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ نبی ﷺ نے نیا پانی لیا اور آدھا گرا دیا اور پھر ہاتھوں کی تری سے سر کا مسح کیا۔ (عون المعبود) بہرحال صحیح روایت سے سر کے مسح کے لیے نئے پانی کا لینا ثابت ہے اور وہی صحیح ہے۔

١٣١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا الْحَسَنُ بنُ صالحٍ عن عبْدِالله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ في جُحْرَيْ أُذُنَيْهِ.

۱۳۱- حضرت ربیع بنت معوذ ؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو کیا تو اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں داخل کیں۔

١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ قالا: حدثنا عَبْدُ الوَارِثِ عن

۱۳۲- جناب طلحہ بن مصرف اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے

١٣٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به * سفيان هو الثوري وهو مدلس كما يأتي(٧٤٨)، وابن عقيل، تقدم: ١٢٦.

١٣١- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٥ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، ح: ٤٤١ من حديث وكيع به، وله شواهد، انظر الحديث الآتي: ١٣٥.

١٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٦٠ من حديث ليث بن أبي سليم به * وليث ضعيف (التلخيص الحبير: ١/ ٧٨، ح: ٧٩)، ضعفه الجمهور وهو مدلس أيضًا، وقال النووي: "فهو حديث ضعيف بالاتفاق" (المجموع شرح المهذب: ١/ ٤٦٤).

لَيْثٍ، عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: رأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ وَهُوَ أَوَّلُ الْقَفَا. وقال مُسَدَّدٌ: مَسَحَ رَأْسَهُ مِنْ مُقَدَّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ حَتَّى أَخْرَجَ يَدَيْه مِنْ تَحْتِ أُذُنَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سر کا مسح ایک بار کرتے تھے حتیٰ کہ (ہاتھ) "قذال" تک لے جاتے تھے۔ "قَذَال" گدی کے شروع کو کہتے ہیں۔

جناب مسدد (اپنی روایت میں) کہتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح کیا (سر کے) شروع سے لے کر آخر تک' حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کانوں کے نیچے سے نکالے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ يَحْيَى فأَنْكَرَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے کہا: میں نے یہ روایت یحیٰ (بن سعید القطان) کو بیان کی تو انہوں نے اس کو منکر کہا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقولُ: إِنَّ ابنَ عُيَيْنَةَ، زَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُهُ ويقولُ: أَيْشٍ هَذَا [يعني] طَلْحَةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ؟

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا' وہ کہتے تھے کہ ابن عیینہ اس حدیث کا انکار کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ "طلحه عن ابيه عن جده" یہ کیا اور کیسی سند ہے؟ (یعنی ضعیف ہے۔)

١٣٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أخبرنا عَبَّادُ ابنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَأَى رَسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ. فَذَكَرَ الحَدِيثَ كُلَّهُ ثَلاثًا ثَلاثًا. قال: وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مَسْحَةً وَاحِدَةً.

۱۳۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا' اور ساری حدیث میں (اعضائے وضو کو دھونے کا) تین تین بار ذکر کیا۔ (مگر سر کے بارے میں کہا:) "اور اپنے سر اور کانوں کا مسح ایک بار کیا۔"

١٣٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قال:

۱۳۴- سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے وضو کا ذکر

١٣٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٤/ ٣٨، ٣٩ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف مدلس.

١٣٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الأذنين من الرأس، ح: ٣٧ عن قتيبة به، وأعله، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٤٤ * شهر بن حوشب حسن الحديث، وثقه الجمهور ولم يثبت الجرح القادح فيه.

حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ عن حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ، عن سِنَانِ بنِ رَبِيعَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أبي أُمَامَةَ ذَكَرَ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ قال: كانَ رَسولُ الله ﷺ يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ. قال وقال: الأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ. قال سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: يَقُولُها أبُو أُمَامَةَ، قال قُتَيْبَةُ: قال حَمَّادٌ: لا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ أبي أُمَامَةَ يَعْنِي قِصَّةَ الأُذُنَيْنِ. قال قُتَيْبَةُ عن سِنَانٍ أبي رَبِيعَةَ. قال أبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ رَبِيعَةَ كُنْيَتُهُ أبُو رَبِيعَةَ.

کیا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں کے کویوں (وہ گوشہ جو ناک کی طرف ہو) کا مسح بھی کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا: ”دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔“

سلیمان بن حرب نے کہا کہ یہ بات ابوامامہ ذکر کرتے تھے۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ حماد نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ قول: ”کان سر کا حصہ ہیں۔“ نبی ﷺ کا فرمان ہے یا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا قول۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں [عَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِیْعَةَ] کہا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: سنان ہی ابن ربیعہ ہے اور اس کی کنیت بھی ابوربیعہ ہی ہے۔

فائدہ: آنکھوں کے کنارے جلدی تہوں کے باعث خشک رہ سکتے ہیں اس لیے ان کو ملنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک [مسح المأقين] ”آنکھوں کے کویوں“ کے اضافے کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٥٢) - باب الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا (التحفة ٥١)

باب: ٥٢- اعضا کو تین تین بار دھونے کا بیان

١٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبُو عَوانَةَ عن مُوسَى بنِ أبي عائِشَةَ، عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: إنَّ رَجُلًا أتَى النَّبِيَّ ﷺ فقَالَ: يارسولَ الله! كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ في إنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاثًا ثُم غَسَلَ وَجْهَهُ ثلاثًا ثمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَدْخَلَ إصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ في أُذُنَيْهِ

١٣٥- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! وضو کیسے کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے برتن میں پانی منگوایا پھر اپنے ہاتھ دھوئے تین بار پھر چہرہ تین بار پھر دونوں کلائیاں دھوئیں تین بار پھر سر کا مسح کیا اور اپنی شہادت کی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں اور انگوٹھوں سے کانوں کے اوپر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے ان کے اندر کا

١٣٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الاعتداء في الوضوء، ح: ١٤٠، وابن ماجه، ح: ٤٢٢ من حديث موسى بن أبي عائشة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٤.

وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثلاثًا، ثُمَّ قال: «هَكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ» أَوْ «ظَلَمَ وَأَسَاءَ».

پھر اپنے پاؤں دھوئے تین تین بار' پھر فرمایا: "وضو ایسے ہوتا ہے اور جو کوئی اس سے زیادہ کرے یا کم کرے تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔" یا یوں فرمایا: "ظلم کیا اور برا کیا۔"

فائدہ: نبی ﷺ کے انداز تعلیم و تربیت کا ایک پہلو عملی مظاہرہ بھی ہوتا تھا اور اس طرح طالب علم کو جس قدر فائدہ ہوتا ہے' محض زبانی تلقین سے نہیں ہوتا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ صرف ایک جملہ [أَوْ نَقَصَ] "جس نے کم کیا" شاذ ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) یعنی ایک راوی کا وہم ہے' کیونکہ اعضائے وضو کو ایک ایک' دو دو مرتبہ بھی دھونا جائز ہے۔ تاہم یہاں اگر نقص کا مفہوم یہ لے لیا جائے کہ جو شخص اعضائے وضو کو دھونے میں پورا نہ دھوئے یا ویسے ہی چھوڑ دے تو اس نے ظلم کیا۔ تو اس طرح اس کا مفہوم دوسری روایات کے مطابق ہی رہتا ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٥٣) - باب الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ (التحفة ٥٢)

باب:٥٣- دو دو بار اعضائے وضو دھونا

١٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قال: حدثنا زَيْدٌ يَعْنِي ابنَ الْحُبَابِ، قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَوْبَانَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بْنُ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيُّ عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

١٣٦- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے وضو کیا تو دو دو بار کیا۔ (یعنی اعضائے وضو کو دو دو بار دھویا۔)

١٣٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قال: حدثنا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ قال: حدثنا زَيْدٌ عن عَطَاءِ ابنِ يَسَارٍ قال: قال لَنَا ابنُ عَبَّاسٍ:

١٣٧- جناب عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تمہیں دکھلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ چنانچہ آپ نے برتن منگوایا' اس میں پانی تھا۔ تو

١٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء مرتين مرتين، ح:٤٣ من حديث زيد بن حباب به وقال: "حسن غريب".

١٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ١٤٧ من حديث هشام بن سعد به، وانظر الحديث الآتي.

أتُحِبُّون أنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ، فَدَعَا بِإنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَاغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ اليُمْنَى فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أخَذَ أُخْرَى فَجَمَعَ بِهَا يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ أخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِها يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أخَذَ أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنَ المَاءِ ثُمَّ نَفَضَ يَدَهُ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرَى مِنَ المَاءِ فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ اليُمْنَى وَفيهَا النَّعْلُ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدَيْهِ، يَدٍ فَوْقَ الْقَدَمِ ويَدٍ تَحْتَ النَّعْلِ، ثُمَّ صَنَعَ بالْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ.

آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے چلو لیا اور کلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر دوسرا (چلو) لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر لیا اور اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اور چلو لیا اور اپنا دایاں بازو دھویا' پھر اور چلو لیا اور اپنا بایاں بازو دھویا۔ پھر ایک مٹھی میں پانی لیا اور اپنے ہاتھ کو جھاڑا اور اس سے سر اور کانوں کا مسح کیا۔ پھر مٹھی میں اور پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر چھڑکا جبکہ اس میں جوتا بھی تھا' اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے ملا' (اس طرح گویا کہ ان کو دھویا) ایک ہاتھ پاؤں کے اوپر سے اور ایک ہاتھ جوتے کے نیچے سے اور پھر بائیں پاؤں کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا۔

ملحوظہ: اس روایت میں پیروں پر پانی چھڑک کر ان پر ہاتھوں سے مسح کرنے کا ذکر ہے' تو یہ دوسری روایات کے مخالف نہیں' کیونکہ پھر آپ نے ہاتھوں سے انہیں اس طرح ملا' جیسے دھونے میں کیا جاتا ہے' اس طرح اس میں [غسل] (دھونے) کا مفہوم آ جاتا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے' اس میں ہے: ''آپ نے ایک چلو پانی لیا اور اسے دائیں پاؤں پر چھڑکا' یہاں تک کہ اسے دھویا۔'' (صحیح بخاری' حدیث:۱۴۰- عون المعبود) البتہ اس میں آخری حصہ' جس میں پاؤں کے اوپر نیچے مسح کرنے کا ذکر ہے' شیخ البانی کے نزدیک شاذ ہے۔

(المعجم ٥٤) - باب الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً (التحفة ٥٣)

باب:۵۴- اعضائے وضو کا ایک ایک بار دھونا

١٣٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَني زَيْدُ بنُ أسْلَمَ عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ

۱۳۸- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ بتاؤں؟ چنانچہ انہوں نے اعضائے وضو کو

١٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة، ح:١٥٧ من حديث سفيان الثوري به، ورواه الترمذي، ح:٤٢، والنسائي، ح:٨٠، وابن ماجه، ح:٤١١.

قال: أَلَا أُخْبِرُكُم بِوُضُوءِ رسولِ الله ﷺ، فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً.

ایک ایک بار دھویا۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ (التحفة ٥٤)

باب:۵۵-کلی اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرنا

١٣٩- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ قال: حدثنا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ لَيْثًا يَذْكُرُ عن طَلْحَةَ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قال: دَخَلْتُ - يَعْني عَلى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَالمَاءُ يَسِيلُ مِنْ وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ عَلَى صَدْرِهِ فَرَأَيْتُهُ يَفْصِلُ بَيْنَ المَضْمَضَةِ وَالاسْتِنْشَاقِ.

۱۳۹-جناب طلحہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو فرما رہے تھے اور پانی آپ کے چہرے اور ڈاڑھی سے سینے پر گر رہا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کلی کرنے اور ناک میں پانی لینے میں فرق کرتے تھے۔ (یعنی کلی کے لیے علیحدہ اور ناک کیلئے علیحدہ پانی لیتے تھے۔)

ملحوظہ: اس حدیث میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر ہے اسے امام نووی حافظ ابن حجر اور محقق عصر علامہ ناصر الدین البانی ؒ نے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔ لہٰذا مسنون اور مستحب عمل یہی ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کلی کی جائے اور اسی سے ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی یہی تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے اس کی صراحت موجود ہے البتہ بعض علماء اس طرف بھی گئے ہیں کہ کلی اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ دو چلو لینا بھی جائز ہے لیکن ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي الاسْتِنْثَارِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۶-ناک جھاڑنے کا بیان

١٤٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا

۱۴۰-سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی لے پھر اسے جھاڑے (یعنی صاف کرے۔)"

١٣٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٥١ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم ضعيف كما تقدم: ١٣٢.

١٤٠- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستجمار وترًا، ح: ١٦٢، والنسائي، ح: ٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩، ورواه مسلم: ٢٣٧ من حديث أبي الزناد به.

تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ».

مسئلہ: ناک میں پانی ڈالنا اور اسے صاف کرنا وضو کے واجبات میں سے ہے۔

١٤١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن قارِظٍ، عن أَبِي غَطَفَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا».

۱۴۱- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ناک جھاڑو (اور صاف کرو) دو بار یا تین بار، خوب اچھی طرح۔''

١٤٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ في آخَرِينَ قَالُوا: حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ، عن أبيهِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ قال: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي المُنْتَفِقِ أَو فِي وَفْدِ بَنِي المُنْتَفِقِ إِلَى رَسولِ الله ﷺ قال: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رسولِ الله ﷺ فَلَمْ نُصَادِفْهُ فِي مَنْزِلِهِ، وَصَادَفْنَا عَائِشَةَ أُمَّ المُؤْمِنِينَ. قال: فأَمَرَتْ لَنَا بِخَزِيرَةٍ فَصُنِعَتْ لَنَا. قال: وَأُتِينَا بِقِنَاعٍ. وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ القِنَاعَ. والْقِنَاعُ: الطَّبَقُ فِيهِ تَمْرٌ. ثُمَّ جَاءَ رسولُ الله ﷺ فَقَالَ: «هَلْ أَصَبْتُمْ شَيْئًا» أَوْ «أُمِرَ لَكُمْ بِشَيْءٍ؟» قال: قُلْنَا: نَعَمْ يارسولَ الله! قال:

۱۴۲- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنی مُنْتَفِق کا جو وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا' میں اس کا سردار تھا یا ایک فرد۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو ہم نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ ہم نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پایا۔ انہوں نے ہمارے لیے ''خزیرہ'' بنانے کا حکم دیا اور وہ ہمارے لیے بنا دیا گیا۔ پھر ہمارے سامنے ایک کھجوریں بھرا طبق لایا گیا۔ قتیبہ نے لفظ ''قناع'' نہیں بولا۔ اور قناع ایسے طبق کو کہتے ہیں جس میں کھجوریں ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا: ''کیا تمہیں کچھ ملا ہے یا تمہارے لیے کچھ کہا گیا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! (ہم نے خزیرہ کھا لیا ہے۔) اس اثنا میں جبکہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے

١٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب المبالغة في الاستنشاق والاستنثار، ح:٤٠٨ من حديث وكيع به.

١٤٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تخليل الأصابع، ح:٤٤٨، والنسائي، ح:١١٤ من حديث يحيى بن سليم به، وقال الترمذي، ح:٧٨٨ "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٠، ١٦٨، وابن حبان (موارد)، ح:١٥٩، والحاكم:١/ ١٤٧، ١٤٨، ووافقه الذهبي.

فَبَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسولِ الله ﷺ جُلُوسٌ - [إِذْ] دَفَعَ الرَّاعِي غَنَمَهُ إِلَى الْمُرَاحِ وَمَعَهُ سَخْلَةٌ تَيْعِرُ، فقال: «مَا وَلَّدْتَ يَافُلَانُ؟» قال: بَهْمَةً، قال: «فَاذْبَحْ لَنَا مَكَانَها شَاةً» ثُمَّ قال: «لَا تَحْسِبَنَّ» - وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسَبَنَّ - «أَنَّا مِنْ أَجْلِكَ ذَبَحْنَاهَا لَنَا غَنَمٌ مِائَةٌ لَا نُرِيدُ أَنْ تَزِيدَ، فإِذَا وَلَّدَ الرَّاعِي بَهْمَةً ذَبَحْنَا مَكَانَهَا شَاةً». قال: قُلْتُ: يارسولَ الله! إِنَّ لِي امْرَأَةً وإِنَّ فِي لِسَانِهَا شَيْئًا يَعْنِي الْبَذَاءَ، قال: «فَطَلِّقْهَا إِذًا». قال: قُلْتُ: يارسولَ الله! إِنَّ لَها صُحْبَةً وَلِيَ مِنْهَا وَلَدٌ. قال: «فَمُرْهَا» - يقولُ: عِظْهَا - «فَإِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَفْعَلُ، وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ كَضَرْبِكَ أُمَيَّتَكَ». فَقُلْتُ: يارسولَ الله! أَخْبِرْنِي عن الْوُضُوءِ. قال: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ وَبَالِغْ فِي الاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صائِمًا».

چرواہے نے رسول اللہ ﷺ کی بکریاں باڑے کی طرف چلائیں اور اس کے پاس بکری کا ایک بچہ بھی تھا جو ممیار ہا تھا۔ آپ نے پوچھا: ”ارے کیا جنوایا ہے؟“ اس نے کہا، ایک بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اب ہمارے لیے اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر دو۔“ پھر (ہم سے) فرمایا: ”یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری خاطر اسے ذبح کر رہے ہیں۔ (جناب لقیط کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لفظ [تَحْسِبَنَّ] سین کے کسرہ (زیر) کے ساتھ ادا فرمایا، فتحہ (زبر) کے ساتھ نہیں۔) (دراصل) ہماری سو بکریاں ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ اس سے بڑھ جائیں۔ تو یہ چرواہا جب بھی کسی بکری کے بچہ جننے کی خبر لاتا ہے تو ہم اس کے بدلے ایک بکری ذبح کر لیتے ہیں۔“ لقیط کہتے ہیں کہ (اس موقع پر) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی ہے اور اس کی زبان میں کچھ ہے۔ یعنی زبان دراز اور بدگو ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اسے طلاق دے دو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا میرے ساتھ ایک وقت گزرا ہے اور میری اس سے اولاد بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو پھر اسے نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو سمجھ جائے گی۔ اور ایسے مت مارنا جیسے اپنی لونڈی کو مارتے ہو۔“ پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: ”وضو خوب کامل کیا کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کیا کرو اور ناک میں خوب پانی چڑھایا کرو اِلاّ یہ کہ روزے سے ہو۔“

١٤٣- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: حدَّثَني إسْمَاعِيلُ بنُ كَثِيرٍ عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطِ بنِ صَبِرَةَ، عن أبِيهِ وَافِدِ بَنِي المُنْتَفِقِ أنَّهُ أتَى عَائِشَةَ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ قال: فَلَمْ نَنْشَبْ أنْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَقَلَّعُ: يَتَكَفَّأُ، وقال: عَصِيدَةً مَكانَ خَزِيرَةٍ.

۱۴۳- جناب عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد (لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں' جو کہ وفد بنی مُنْتَفِق کے سردار تھے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: ''ہم بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ زور سے قدم اٹھاتے ہوئے' آگے کو جھک کر چلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور اس روایت میں خَزِیْرَۃٌ کی بجائے عَصِیْدَۃٌ ذکر ہے۔

١٤٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا أبُو عَاصِمٍ قال: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ بِهَذَا الحَدِيثِ قال: «إذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ».

۱۴۴- جناب محمد بن یحییٰ بن فارس کی سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ کہا کہ ''جب تو وضو کرے تو کلی کر۔''

فوائد ومسائل: ① مہمان کی میزبانی اس کا حق ہے اور حسب استطاعت عمدہ طور پر کی جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی گزران بحمداللہ بہت اچھی اور آپ کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ اور غنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی رفتار باوقار اور تیز ہوتی تھی۔ آپ قدم اٹھا کر چلتے تھے گویا آگے کو جھکے ہوں۔ ④ آپ پسند فرماتے تھے کہ آپ کی آمدنی ایک حد تک رہے۔ ⑤ مہمان یا ساتھی کے متوقع شبہات کا ازخود ازالہ کر دینا مستحب ہے۔ ⑥ بیوی اگر زبان دراز ہو تو اس بنا پر وہ طلاق کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ ⑦ اگر وہ نصیحت قبول نہ کرے تو ایک حد تک جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے' مگر شدید نہ ہو۔ ⑧ وضو ہمیشہ مکمل کرنا چاہیے' خلال کرنا مستحب اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ بڑے فصیح اللسان تھے۔ ⑩ خزیرہ طعام کی وہ قسم ہے کہ اس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ابالے جاتے ہیں' جب وہ گل جاتا ہے تو اس پر آٹا ڈال دیتے ہیں۔ اگر گوشت کے بغیر پکایا جائے تو اسے عصیدہ کہتے ہیں۔ بہر حال دونوں ہی اہل عرب کی غذا ہیں۔

(المعجم ٥٧) - باب تَخْلِيلِ اللِّحْيَةِ (التحفة ٥٦)

باب: ۵۷- ڈاڑھی میں خلال کرنے کا بیان

١٤٣_تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

١٤٤_تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٥٢ من حديث أبي داود به.

١٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو تَوبَةَ يَعْنِي رَبِيعَ بنَ نَافِعٍ، قال: حدثنا أبو المَلِيحِ عن الوَلِيدِ ابنِ زَوْرَانَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وقال: «هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

۱۴۵-سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی کا ایک چلو لے کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ”مجھے میرے رب عزوجل نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَالْوَلِيدُ بنُ زَوْرَانَ رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بنُ حَجَّاجٍ وَأَبُو المَلِيحِ الرَّقِّيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ولید بن زوران سے حجاج بن حجاج اور ابوملیح رقی نے (بھی) روایت کیا ہے۔

فائدہ: وضو میں ڈاڑھی کا خلال تاکیدی سنت ہے' البتہ غسل جنابت میں اسے دھونا چاہیے' اس لیے کہ ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے۔

(المعجم ٥٨) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۸- پگڑی پر مسح کرنے کا بیان

١٤٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ثَوْرِ [ابنِ يزيدَ]، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن ثَوْبَانَ قال: بَعَثَ رسولُ الله ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رسولِ الله ﷺ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ.

۱۴۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک (جہادی) مہم بھیجی تو ان لوگوں کو سردی نے آ لیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی پگڑیوں اور موزوں پر مسح کر لیا کریں۔

١٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صالِحٍ قال:

۱۴۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

١٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * وليد بن زوران: لين الحديث، د، تق: ٧٤٢٣، وللحديث شاهد عند الحاكم: ١/ ١٤٩، ح: ٥٢٩ وسنده ضعيف * الزهري عنعن.

١٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ١٦٢ من حديث أبي داود به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٥/٢٧٧، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٩، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير قادحة، انظر نصب الراية: ١/ ١٦٥.

١٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المسح على العمامة، ح: ٥٦٤ من حديث عبدالله بن وهب به * أبومعقل لا يعرف (ميزان الاعتدال: ٤/ ٥٧٦).

حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: حَدَّثَني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ مُسْلِمٍ، عن أبي مَعْقِلٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فأَدْخَلَ [يَدَيْهِ] مِنْ تَحْتِ العِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ.

رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ کے سر پر ایک قطری پگڑی تھی تو آپ نے اپنے ہاتھ پگڑی کے نیچے کیے اور سر کے اگلے حصے کا مسح کیا اور پگڑی کو نہ کھولا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس میں پگڑی پر مسح کرنے کی صراحت بھی نہیں ہے مگر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے باقی مسح پگڑی پر پورا کیا۔ یہاں عدم ذکر نفی اصل کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ پگڑی پر مسح صحیح سنت سے ثابت ہے۔ جیسے کہ حدیث نمبر ۱۴۶ میں اس کی اجازت گزری ہے اور آگے حدیث نمبر ۱۵۰ میں بھی اس کی صراحت آرہی ہے۔

(المعجم ٥٩) - باب غَسْلِ الرِّجْلِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۹- پاؤں دھونے کا بیان

١٤٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ بنِ عَمْرٍو، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ، عن الْمُسْتَوْرِدِ ابنِ شَدَّادٍ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إذَا تَوَضَّأَ يَدْلُكُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ.

۱۴۸- حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب وضو کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی سے ملتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کرنا چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔

(المعجم ٦٠) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ (التحفة ٥٩)

باب: ۶۰- موزوں پر مسح کرنے کا بیان

١٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال:

۱۴۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

١٤٨ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل الأصابع، ح: ٤٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٤٦، ورواه الليث بن سعد وغيره عن يزيد بن عمرو به عند ابن أبي حاتم في تقدمة الجرح والتعديل، ص: ٣١، ٣٢، والبيهقي: ١/ ٧٦، ٧٧ وعندهما فائدة هامة.

١٤٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام . . . الخ، ح: ٢٧٤ بعد ح: ٤٢١ من حديث ابن شهاب الزهري به.

حدثنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حَدَّثَني عَبَّادُ بنُ زِيادٍ: أَنَّ عُرْوَةَ بنَ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ المُغِيرَةَ يقُولُ: عَدَلَ رسولُ الله ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَعَدَلْتُ مَعَهُ، فَأَنَاخَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدِهِ مِنَ الإِدَاوَةِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الجُبَّة فَغَسَلَهُمَا إِلَى المِرْفَقِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثم تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ، فَأَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى نَجِدَ النَّاسَ فِي الصَّلاةِ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ عَوْفٍ، فَصَلَّى بِهِم حِينَ كَانَ وَقْتُ الصَّلاةِ، وَوَجَدْنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَصَفَّ مَعَ المُسْلِمِينَ فَصَلَّى وَرَاءَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَوْفٍ الرَّكْعَةَ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَفَزِعَ المُسْلِمُونَ، فأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ، لأَنَّهُمْ سَبَقُوا النَّبِيَّ ﷺ بالصَّلَاةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ قال لَهُمْ: «قَدْ أَصَبْتُمْ» أَوْ «قَدْ أَحْسَنْتُمْ».

غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ نماز فجر سے پہلے ایک مقام پر آپ راستے سے ایک جانب کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ مڑ گیا۔ نبی ﷺ نے اپنا اونٹ بٹھایا اور قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ واپس آئے تو میں نے لوٹے سے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا۔ آپ نے پہلے اپنے ہاتھ اور پھر چہرہ دھویا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کو جبے کی آستینوں سے نکالنا چاہا مگر وہ تنگ تھیں' تو آپ نے اپنے ہاتھ واپس آستین میں ڈال لیے اور انہیں جبے کے نیچے سے نکالا اور انہیں کہنیوں تک دھویا' پھر آپ نے اپنے سر کا مسح کیا' پھر اپنے موزوں پر مسح کیا' پھر آپ سوار ہو گئے اور چل دیے حتیٰ کہ ہم نے لوگوں کو نماز میں پایا اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو (بطور امام) آگے کر چکے تھے۔ انہوں نے نماز پڑھائی جبکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا' ہم نے پایا کہ حضرت عبدالرحمٰن انہیں نماز فجر کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے پیچھے دوسری رکعت پڑھی۔ حضرت عبدالرحمٰن ؓ نے (نماز مکمل ہونے پر) سلام پھیرا تو نبی ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ (یہ دیکھ کر) مسلمان گھبرا گئے اور بہت زیادہ تسبیح کہنے لگے' کیونکہ انہوں نے نماز میں نبی ﷺ سے سبقت کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''تم لوگوں نے درست کیا۔'' یا کہا: ''بہت اچھا کیا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی قربت' خدمت اور حفاظت کو اپنا لازمی فریضہ جانتے تھے۔ تاہم

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو از خود رکنے کا حکم دیا تھا۔(سنن نسائی' حدیث:۱۲۵) ② صحابہ کرام نبی ﷺ کے تمام اعمال اوران کی جزئیات تک کو شریعت کی نظر سے دیکھتے تھے' جیسے کہ اس باب کی روایت میں موزوں پر مسح مذکور ہوا ہے۔③ صحابہ کرام اول وقت میں نماز پڑھنے کے عادی تھے۔④ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں تواضع تھی کہ عام مسلمانوں کے ساتھ صف میں مل کر نماز پڑھی اور یہی حکم شریعت ہے۔ ⑤ معلوم ہوا کہ افضل مفضول کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔⑥ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا فضل وشرف ہے کہ صحابہ نے انہیں امامت کے لیے منتخب کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی۔

١٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ سَعِيدٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا الْمُعْتَمِرُ عَنِ التَّيْمِيِّ قال: حدثنا بَكْرٌ عن الْحَسَنِ، عن ابنِ الْمُغِيرَةِ ابنِ شُعْبَةَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رَسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ - وَذَكَرَ - فَوْقَ الْعِمَامَةِ، قال عن الْمُعْتَمِرِ سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن الحَسَنِ، عن ابنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن الْمُغِيرَةِ: أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَعَلى نَاصِيَتِهِ وَعَلى عِمَامَتِهِ قال بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْتُهُ من ابنِ الْمُغِيرَةِ.

١٥٠- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا (تو) اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح کیا۔ ساتھ ہی یہ کہا: پگڑی پر بھی۔

جناب معتمر کی روایت میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ موزوں پر' اپنے سر کے اگلے حصے اور اپنی پگڑی پر مسح کیا کرتے تھے۔ بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت مغیرہ کے بیٹے سے براہ راست سنی ہے۔

فائدہ: پگڑی اور عمامہ پر مسح کی صحیح روایات بکثرت مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف سر پر یا صرف پگڑی پر یا سر اور پگڑی دونوں پر مسح کیا کرتے تھے۔(عون المعبود)

١٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يونُسَ قال: حَدَّثَني أبي عن

١٥١- جناب عروہ اپنے والد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

١٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ٢٧٤/ ٨٢ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به.

١٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، ح: ٢٠٦، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ٢٧٤/ ٧٩ من حديث عامر الشعبي به.

الشَّعْبِيِّ قال: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بنَ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ يَذْكُرُ عن أبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسولِ الله ﷺ في رَكْبِهِ وَمَعِي إدَاوَةٌ، فَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِالإدَاوَةِ فَأفْرَغْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ أرَادَ أنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ مِنْ جِبَابِ الرُّومِ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَضَاقَتْ فَادَّرَعَهُمَا ادِّرَاعًا، ثُمَّ أهْوَيْتُ إلَى الْخُفَّيْنِ لأنْزِعَهُمَا، فَقالَ لِي: «دَعِ الْخُفَّيْنِ فَإنِّي أدْخَلْتُ الْقَدَمَيْنِ الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ»، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

قال أبي: قال الشَّعْبِيُّ: شَهِدَ لِي عُرْوَةُ عَلَى أبِيهِ، وَشَهِدَ أبُوهُ عَلَى رَسولِ الله ﷺ.

ہم رکاب تھے' میرے پاس پانی کا برتن تھا' آپ قضائے حاجت کی غرض سے نکلے' پھر ہماری جانب واپس آئے' تو میں پانی لے کر آپ کی طرف بڑھا' میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا' آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے' پھر منہ دھویا' پھر آپ نے اپنے بازو آستینوں سے نکالنا چاہے جبکہ آپ نے جبہ پہنا ہوا تھا' وہ رومی جبہ تھا اور اس کی آستینیں تنگ تھیں اس لیے آپ کے بازو نہ نکل سکے' تو آپ نے جبے کے نیچے سے اپنے بازو نکالے۔ پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں' تو آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑو' میں نے اپنے پاؤں ان میں ڈالے تو یہ دونوں طاہر تھے۔'' پھر آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

(عیسیٰ بن یونس نے) کہا کہ میرے والد (یونس بن ابی اسحاق) نے کہا کہ شعبی نے کہا: مجھے عروہ نے اپنے باپ (مغیرہ) کے متعلق گواہی دی اور اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دی۔ (اس توضیح سے مراد حدیث کی توثیق مزید ہے۔)

فوائد و مسائل: ① غیر ملکی لباس پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اسلامی شعائر اور ثقافت کے خلاف نہ ہو اور غیر مسلموں کی نقالی کا مظہر بھی نہ ہو۔ ② موزوں پر مسح کے لیے شرط ہے کہ پہلے انہیں وضو کر کے پہنا ہو۔

١٥٢- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ وعن زُرَارَةَ بنِ أوْفى أنَّ الْمُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ قال: تَخَلَّفَ رسولُ الله ﷺ، فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ قال: فَأتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ

۱۵۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ قافلے کے ساتھیوں سے پیچھے ہو گئے ......اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا......اس میں ہے کہ پھر ہم لوگوں کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ انہیں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ جب انہوں

١٥٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٥٢ من حديث أبي داود به * قتادة مدلس وعنعن، والحديث السابق، ح: ١٤٩ يغني عنه، انظر الحديث رقم: ١٤٩.

عَوْفٍ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا رَأى النَّبِيَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِيَ. قال: فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ خَلْفَهُ رَكْعَةً، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي سُبِقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا.

نے نبی ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا مگر آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ جاری رہیں۔ چنانچہ میں نے اور نبی ﷺ نے ان کے پیچھے ایک ایک رکعت پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فوت شدہ رکعت پڑھی اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا۔ (یعنی سجدۂ سہو نہیں کیا۔)

قال أبو دَاوُدَ: أَبُو سَعِيدٍ الخُدْرِيُّ وَابنُ الزُّبَيْرِ وابنُ عُمَرَ يقولُونَ: مَنْ أَدْرَكَ الْفَرْدَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ سَجْدَتَا السَّهْوِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرات ابوسعید خدری، ابن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ جسے نماز کی ایک رکعت ملی ہو تو اس پر سہو کے دو سجدے ہیں۔

فائدہ: جس شخص کی جماعت سے کوئی رکعت یا رکعات رہ گئی ہوں وہ صرف فوت شدہ رکعات ہی دہرائے، اس پر کوئی سجدۂ سہو وغیرہ نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحابہ کی طرف منسوب اس قول کو ضعیف کہا ہے کہ جو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت پائے، تو وہ بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے بعد سجدۂ سہو بھی کرے، ایسے حضرات کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسبوق شخص امام کے ساتھ تشہد بیٹھتا ہے جب کہ ابھی اس کی صرف ایک رکعت ہی ہوئی ہوتی ہے یعنی ابھی وہ تشہد بیٹھنے کی حالت کو نہیں پہنچا ہوتا، لیکن اسے امام کے ساتھ تشہد بیٹھنا پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں کیا۔ علاوہ ازیں اسے تشہد میں امام کی متابعت کی وجہ سے بیٹھنا پڑتا ہے نہ کہ سہو کی وجہ سے۔

١٥٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أبي قال: حدثنا شُعْبَةُ عن أبي بَكْرٍ يَعْني ابنَ حَفْصِ بنِ عُمَرَ بنِ سَعْدٍ، سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عن أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ عَوْفٍ يَسْأَلُ بِلَالًا عن وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ فقال: كَانَ يَخْرُجُ يَقْضِي حَاجَتَهُ فآتِيهِ بِالْمَاءِ فَيَتَوَضَّأُ وَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمُوقَيْهِ.

١٥٣- جناب ابوعبدالرحمٰن سلمی روایت کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے اور وہ بلال رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کر رہے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں آپ کے لیے پانی لے آتا اور آپ وضو کرتے اور اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے۔

١٥٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ١٧٠ من حديث عبيدالله بن معاذ به، وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

قال أبو دَاوُدَ: وَهُوَ أبو عَبْدِ الله مَوْلَى بَنِي تَيْمِ بنِ مُرَّةَ.

امام ابوداود رشاللہ کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمن سے روایت کرنے والا ابوعبداللہ' بنی تیم بن مرہ کا مولیٰ (آزادکردہ غلام) ہے۔

١٥٤- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ قال: حدثنا ابنُ داوُدَ عن بُكَيْرِ ابنِ عَامِرٍ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ: أنَّ جَرِيرًا بالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وقال: مَا يَمْنَعُنِي أنْ أمْسَحَ وَقَدْ رَأيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ. قالُوا: إنَّمَا كَانَ ذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِ المَائِدَةِ. قال: مَا أسْلَمْتُ إلَّا بَعْدَ نُزُولِ المَائِدَةِ.

۱۵۴- حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا اور کہا: میرے لیے مسح سے کیا چیز مانع ہے؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مسح کا حکم سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے کا ہے۔ تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو اسلام ہی سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد لایا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت جریر رضی اللہ عنہ سن دس ہجری کے شروع میں مسلمان ہوئے ہیں اور آیت وضو: ﴿يَاۤ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ﴾ سورۂ مائدہ کی چھٹی آیت ہے۔ اس میں سر کے مسح کا ذکر ہے موزوں کا نہیں بلکہ پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ موزوں پر مسح کرنا منسوخ ہے۔ جریر رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ میں اس سورت کے نزول کے بعد اسلام لایا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے خود دیکھا ہے لہٰذا یہ عمل بلاشبہ صحیح' جائز اور مسنون ہے۔ منسوخ سمجھنا درست نہیں۔ شیعہ اور خوارج کے علاوہ اور کوئی اس کا منکر نہیں ہے۔ ② صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اصول اٹل تھا کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے مفسر اور مُبَیّن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) ''اور ہم نے تمہاری طرف یہ ذکر اتارا ہے تا کہ آپ لوگوں کو جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے بالوضاحت بیان کر دیں۔''

١٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الحَرَّانِيُّ قالا: حدثنا وَكِيعٌ قال:

۱۵۵- حضرت بریدہ (بن حصیب) رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نجاشی (والی حبشہ) نے رسول اللہ ﷺ کے لیے سیاہ

١٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٩ من حديث علي بن الحسين به، وصححه، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

١٥٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في الخف الأسود، ح: ٢٨٢٠ من حديث وكيع به وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٤٩، ٣٦٢٠ * دلهم بن صالح ضعيف (تقريب)، ولأصل الحديث شواهد.

حدثنا دَلْهَمُ بنُ صَالِحٍ عن حُجَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ أهْدَى إلَى رسولِ الله ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. قال مُسَدَّدٌ عن دَلْهَمِ بنِ صَالِحٍ.

قال أبُو دَاوُدَ: هَذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ البَصْرَةِ.

رنگ کے دو سادہ موزے ہدیہ بھجوائے تو آپ نے انہیں پہنا، پھر وضو کیا تو ان پر مسح کیا۔

جناب مسدد نے (احمد بن شعیب کی روایت کے بالمقابل "حَدَّثَنَا" کی بجائے "عَنْ" سے روایت کی اور) "عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ" کہا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت اہل بصرہ کے تفرُّدات میں سے ہے۔

فوائد و مسائل: ① ہدیہ قبول کرنا اور قبول کے بعد فوراً استعمال میں لانا بھی جائز ہے اور یہ قبول کر لیے جانے کی علامت ہوتی ہے۔ ② چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ③ اس روایت کو اہل بصرہ کے تفردات میں سے شمار کرنا امام ابوداود رحمہ اللہ کے تسامحات میں سے ہے۔ (عون المعبود)

١٥٦- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حدثنا ابنُ حَيٍّ هُوَ الْحَسَنُ بنُ صَالِحٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَامِرٍ البَجَلِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ أبي نُعْمٍ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ مَسَحَ عَلَى الخُفَّيْنِ، فَقُلْتُ: يارسولَ الله! نَسِيتَ؟ قال: «بَلْ أَنْتَ نَسِيتَ، بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّوَجَلَّ».

١٥٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جب اپنے) موزوں پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول رہے ہیں؟ فرمایا: "(نہیں) بلکہ تم بھول رہے ہو۔ مجھے میرے رب نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔"

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے۔ تاہم دوسری صحیح روایت سے یہ مسئلہ یعنی موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ٦١) - باب التَّوقِيتِ فِي الْمَسْحِ (التحفة ٦٠)

باب: ٦١- مسح کے لیے مدت کا بیان

١٥٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال:

١٥٧- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے

١٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/٢٤٦، ٢٥٣ من حديث بكير بن عامر به، وصححه الحاكم: ١/ ١٧٠، ووافقه الذهبي * بكير بن عامر ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٥٧- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ٩٥ من حديث إبراهيم التيمي به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٥٣، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٨١.

حدثنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن أبي عَبْدِ الله الْجَدَلِيِّ، عن خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کیلئے تین دن اور مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات ہے۔"

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ بِإسْنَادِهِ قال فيه: وَلَو اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو منصور بن معتمر نے اپنی سند سے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ اگر ہم مسح کی مدت میں اضافہ چاہتے تو آپ اضافہ فرما دیتے۔

١٥٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حدثنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بنِ طَارِقٍ قال: أخبرنا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رَزِينٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَزِيدَ، عن أَيُّوبَ بنِ قَطَنٍ عن أُبَيِّ بْنِ عِمَارَةَ قال يَحْيى بنُ أَيُّوبَ - وكَانَ قَدْ صَلَّى مَعَ رَسولِ الله ﷺ الْقِبْلَتَيْنِ - أَنَّهُ قال: يَارسولَ الله! أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قال: «نَعَمْ». قال: يَوْمًا؟ قال: «يَوْمًا». قال: وَيَوْمَيْنِ؟ قال: «وَيَوْمَيْنِ». قال: وَثَلَاثَةً؟ قال: «نَعَمْ وَمَا شِئْتَ».

١٥٨- حضرت اُبَیّ بن عمارہ رضی اللہ عنہ' جن کے بارے میں یحییٰ بن ایوب کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے' ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ فرمایا: "ہاں۔" انہوں نے کہا (کیا) ایک دن؟ آپ نے فرمایا: "(ہاں) ایک دن۔" انہوں نے کہا: کیا دو دن (بھی؟) فرمایا: "ہاں دو دن (بھی۔") کہا: کیا تین دن (بھی؟) فرمایا: "ہاں!......اور جو تو چاہے۔"

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ أبي مَرْيَمَ المِصْرِيُّ، عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ رَزِينٍ، عن مُحمَّدِ بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن ابی مریم مصری نے (بسند) یحییٰ بن ایوب' عن عبدالرحمٰن بن رزین' عن محمد بن یزید بن ابی زیاد' عن عبادہ بن نسی' عن ابی

١٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٧٩ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٥٧ من حديث أيوب بن قطن عن عبادة بن نسي عن أبي بن عمارة الخ * وقال الدارقطني: "هذا الإسناد لا يثبت . . . وعبدالرحمن ومحمد بن يزيد وأيوب بن قطن مجهولون كلهم".

يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن أُبَيِّ بنِ عِمَارَةَ قال فيه: حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا قال رسولُ الله ﷺ: «نَعَمْ مَابَدَا لَكَ».

بن عمارہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ (دنوں کا اضافہ) سات دنوں تک پہنچا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ''جو تیری سمجھ میں آئے۔''

قال أبو دَاوُدَ: قَدِ اخْتُلِفَ في إسْنَادِهِ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ. وَرَوَاهُ ابنُ أبي مَرْيَمَ وَيَحْيَى بنُ إسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، وَاخْتُلِفَ في إسْنَادِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں اختلاف ہے اور یحییٰ بن ایوب قوی نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابن ابی مریم اور یحییٰ بن اسحاق سَیْلَحِینیؒ اور یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں اختلاف کیا گیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مقیم اپنے موزوں پر ایک دن رات اور مسافر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے جیسا کہ حدیث ۱۵۷ میں ہے۔ ② مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شمار کی جائے گی۔ ③ ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ والی روایت جس میں تین دن سے زیادہ کا ذکر ہے 'ضعیف' ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امام بخاری رحمہما اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تضعیف کی ہے۔

(المعجم ٦٢) - باب الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ (التحفة ٦١)

باب: ٦٢- جرابوں پر مسح کرنا

١٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن أبي قَيْسٍ الأَوْدِيِّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ ثَرْوَانَ، عن هُزَيْلِ بنِ شُرَحْبِيلَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

۱۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) وضو کیا تو اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ لا يُحَدِّثُ بِهَذَ الْحَدِيثِ لِأَنَّ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس حدیث کو روایت نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت

١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الجوربين والنعلين، ح:٩٩، وابن ماجه، ح:٥٥٩ من حديث وكيع به، وسنده ضعيف من أجل عنعنة الثوري ومع ذلك قال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد واجماع الصحابة يؤيده، انظر الأوسط لابن المنذر: ٤٦٤/١، ٤٦٥، والمغني لابن قدامة: ١٨١/١ مسئلة: ٤٢٦، والمحلى لابن حزم: ٨٧/٢.

المَعْرُوفَ عن المُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى الخُفَّيْنِ.

مغیرہ رضی اللہ عنہ سے معروف روایت یہ ہے کہ نبی ﷺ نے موزوں پرمسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ هَذَا أَيْضًا عن أبي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عن النَّبي ﷺ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ وَلَيْسَ بالمُتَّصِلِ ولا بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے: ''نبی ﷺ نے جرابوں پرمسح کیا۔'' مگر یہ متصل ہے نہ قوی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ عَلِيُّ بنُ أبي طَالِبٍ وَابنُ مَسْعُودٍ وَالْبَرَاءُ ابنُ عَازِبٍ وَأَنَسُ بنُ مَالِكٍ وَأَبُو أُمَامَةَ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ. وَرُوِيَ ذَٰلِكَ عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ وَابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب، ابن مسعود، براء بن عازب، انس بن مالک، ابوامامہ، سہل بن سعد اور عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم نے بھی جرابوں پرمسح کیا ہے اور یہی بات حضرت عمر بن خطاب اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پاؤں میں پہنا جانے والا لفافہ اگر سوتی یا اونی ہو تو اسے [جَورَب] اس کے نیچے چمڑا لگا ہو تو [مُنعّل] اور پر نیچے دونوں طرف چمڑا ہو تو [مُجلّد] اور اگر سارا ہی چمڑے کا ہو تو اسے ''خُف'' کہتے ہیں۔ ② بقول شیخ البانی رحمہ اللہ کے یہ روایت سنداً صحیح ہے۔ نیز دیگر صحیح روایات سے بھی جرابوں اور نعلین (موزوں اور جوتوں) پرمسح کرنا ثابت ہے۔ (دیکھیے: المسح علی الجوربین (عربی) از علامۃ الشام جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ اور مسنون نماز۔ از حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ) ③ علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ سنن ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وضو اور مسح کے باب میں کئی احادیث کئی لوگوں نے روایت کی ہیں۔ بعض نے موزوں پرمسح، بعض نے پگڑی پرمسح اور بعض نے جرابوں پرمسح کرنا نقل کیا ہے۔ اور ان میں کوئی تضاد وخلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ متعدد احادیث ہیں اور مختلف مواقع کے بیانات ہیں۔ اور ان کی معیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانچ سال تک رہی ہے اور عین معقول ہے کہ آپ نے وضو کے بارے میں مختلف مواقع کے مشاہدات پیش فرمائے ہوں تو بعض راویوں نے کچھ سنا اور دوسروں نے کچھ اور۔ ④ امام ابوداود رحمہ اللہ نے ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام شمار کر دیے ہیں جو جرابوں پرمسح کیا کرتے تھے اور ان میں جرابوں کا کوئی وصف یعنی چمڑا لگا ہونا یا موٹا ہونا مذکور نہیں ہے۔ ''اور اصل یہی ہے کہ جراب پرمسح صحیح ہے۔'' علامہ دولابی نے کتاب الاسماء و الکنی (١٨١/١) میں جناب ازرق بن قیس (تابعی) سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کا وضو ٹوٹ گیا تو انہوں نے (تجدید وضو میں) اپنا چہرہ دھویا، ہاتھ دھوئے اور اپنی ''اون کی

جرابوں' پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''یہ [خُفّان] ہیں یعنی موزے ہی ہیں اگرچہ اون کے ہیں۔'' اور اس کی سند جید ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے صالح بن محمد ترمذی سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا وہ مرض وفات میں تھے' انہوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا' جرابیں پہن رکھی تھیں' تو اپنی جرابوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا۔ میں نے غیر منعل جرابوں پر مسح کیا ہے' (یعنی ان پر چمڑا نہیں لگا ہوا تھا۔) تفصیل کیلئے دیکھیے: (تعلیق جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر' باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین' ۱/ ۱۶۷-۱۶۹) ⑤ ایسی جرابیں اور موزے جو پرانے ہو جائیں یا پھٹ جائیں اور ان میں سوراخ ہو جائیں' جنہیں پہننے میں انسان عرفاً و عادتاً عیب محسوس نہیں کرتا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ مہاجرین اور انصار کے موزے پھٹنے سے محفوظ نہ رہتے تھے' اگر اس میں کوئی رکاوٹ ہوتی تو اس کا ذکر ہوتا اور ممانعت آ جاتی۔ (فقہ السنہ' سید سابق)

(المعجم . . .) - بَابٌ (التحفة ٦٢)

باب..................

١٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعَبَّادُ بنُ مُوسَى قالا: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن أَبِيهِ قال: عَبَّادٌ قال: أخبرني أَوْسُ بنُ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ. وقال عَبَّادٌ: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَتَى عَلَى كِظَامَةِ قَوْمٍ - يَعْنِي المِيضَأَةَ - وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ المِيضَأَةَ وَالْكِظَامَةَ، ثُمَّ اتَّفَقَا: فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ.

۱۶۰- حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔ عباد بن موسیٰ نے (اپنی روایت میں) یہ الفاظ بیان کیے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک قوم کے کِظَامہ پر آئے ...... یعنی مقام وضو پر...... مگر جناب مسدد نے (اپنی روایت میں) مِیضَاۃ اور کِظَامہ کا ذکر نہیں کیا۔ پھر دونوں مشائخ (مسدد اور عباد بن موسیٰ حدیث کے باقی الفاظ بیان کرنے میں) متفق ہیں: ''آپ نے وضو کیا تو اپنے جوتوں اور قدموں پر مسح کیا۔''

فائدہ: بشرط صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے) یہ روایت سابقہ روایت پر محمول ہے۔ یعنی نبی ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ اور ''قدموں پر مسح'' سے مراد ایسی صورت ہے جس میں جرابیں پہنی ہوئی تھیں۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بظاہر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے یا چپل کی پٹی پر مسح فرمایا جو کہ پاؤں کے اوپر ہوتی ہے۔

١٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٨ عن هشيم به، مختصرًا جدًا، وصرح بالسماع عند الحازمي في الاعتبار، ص: ٤٢ * عطاء العامري مجهول الحال كما قال ابن القطان.

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: كَيْفَ الْمَسْحُ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣-مسح کیسے ہو؟

١٦١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبي الزِّنَادِ قال: ذَكَرَهُ أَبي عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المُغيرَةِ بنِ شُعْبَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الخُفَّيْنِ. وقال غيرُ مُحمَّدٍ: مَسَحَ عَلَى ظَهْرِ الخُفَّيْنِ.

۱۶۱-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ محمد بن صباح کے علاوہ (دوسرے مشائخ) نے کہا کہ آپ نے موزوں کی پشت (یعنی پاؤں کی اوپر والی جانب) پر مسح کیا۔

١٦٢- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: حدثنا حَفْصٌ يَعْني ابنَ غِيَاثٍ، عن الأعْمَشِ، عن أبي إسْحَاقَ، عن عَبْدِ خَيْرٍ، عن عَلِيٍّ قال: لَوْ كانَ الدِّينُ بالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بالمَسْحِ مِنْ أَعْلَاه، وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ.

۱۶۲- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو موزوں کا نیچے والا حصہ اوپر والے کی بہ نسبت مسح کا زیادہ مستحق ہوتا، مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر ہی مسح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جو بات اس میں بیان ہوئی ہے وہ صحیح ہے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح اگلی دونوں روایتیں (۱۶۳، ۱۶۴) بھی شیخ البانی کے نزدیک صحیح ہیں۔

١٦٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ قال:

۱۶۳- جناب اعمش اپنی سند سے اس حدیث کو

١٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المسح على الخفين، ظاهرهما، ح:٩٨ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به وقال: "حديث حسن"، قال الذهبي في عبدالرحمن بن أبي الزناد: "حديثه من قبيل الحسن" (سير أعلام النبلاء: ٨/ ١٦٨، ١٦٩).

١٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٩٨، ح: ٧٥٩ من حديث حفص بن غياث به، وتابعه يزيد ابن عبدالعزيز وعيسى بن يونس ووكيع، انظر مسند الإمام أحمد مع زوائده: ١/ ٩٥، ١١٤، ١٢٤ * أبوإسحاق عنعن، وحديث الحميدي: ٤٧ يغني عنه.

١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢٩٢ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق عند الحميدي، ح: ٤٧ (بتحقيقي)، وأحمد: ١/ ١٤٨ وغيرهما * أبوإسحاق عنعن.

حدثنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قال: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عن الأعمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهٰذَا الحَدِيثِ قال: مَا كُنْتُ أُرَى بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ إِلَّا أَحَقَّ بِالْغَسْلِ حَتَّى رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَهْرِ خُفَّيْهِ.

روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں پاؤں کے نیچے والے حصے ہی کو زیادہ لائق سمجھتا تھا کہ اسے دھویا جائے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے موزوں کے اوپر کے حصے ہی کا مسح کرتے تھے۔

وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن الأعمَشِ بِإِسْنَادِهِ قال: كُنْتُ أُرَى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتَّى رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَمْسَحُ ظَاهِرَهُمَا.

اس حدیث کو وکیع نے اعمش سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: میں سمجھتا تھا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ ہی اس بات کے زیادہ لائق ہوتا ہے کہ ان کا مسح کیا جائے' حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اوپر کی جانب مسح کرتے تھے۔

قال وَكِيعٌ: يَعْنِي الخُفَّيْنِ.

وکیع نے کہا کہ "قَدَمَيْن" سے مراد "موزے" ہیں۔

وَرَوَاهُ عِيسَى بنُ يُونُسَ عن الأعمَشِ. كَمَا رَوَاهُ وَكِيعٌ. وَرَوَاهُ أَبُو السَّوْدَاءِ عن ابنِ عَبْدِ خَيْرٍ عن أبيهِ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَاهِرَ قَدَمَيْهِ وقال: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ وَسَاقَ الحَدِيثَ.

اس حدیث کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے ویسے ہی روایت کیا ہے جیسے وکیع نے روایت کیا ہے اور اسے ابوالسوداء نے ابن عبد خیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا تو کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے قدموں کے اوپر کے حصے کو دھویا اور کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے نہ دیکھا ہوتا...... (تو میں یہی سمجھے رہتا کہ ان کا نیچے والا حصہ ہی دھونے کے لائق ہوتا ہے۔) اور آخر تک حدیث اسی طرح بیان کی۔

١٦٤- حَدَّثَنا مُحمدُ بْنُ العَلَاءِ: حدثنا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عن الْأَعْمَشِ بهذا الْحَدِيثِ قال: لو كان الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ بَاطِنُ الْقَدَمَيْنِ أَحَقَّ بِالْمَسْحِ من ظَاهِرِهِما، وقد مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ على

۱۶۴- جناب حفص بن غیاث نے اعمش سے یہ روایت بیان کی تو کہا: اگر دین رائے اور قیاس پر مبنی ہوتا تو قدموں کے تلوے ان کے اوپر والے حصے کی نسبت مسح کے زیادہ حق دار ہوتے' جب کہ نبی ﷺ نے موزوں کی پشت (اوپر والے حصے) پر مسح کیا ہے۔

١٦٤- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٦٢.

[ظَهْرِ] خُفَّيْهِ.

١٦٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ وَمَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ المَعْنى قالا: حدثنا الْوَلِيدُ قال: مَحْمُودٌ قال: أخبرنا ثَوْرُ بنُ يَزِيدَ عن رَجَاءِ بنِ حَيْوَةَ، عن كَاتِبِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ في غَزْوَةِ تَبُوكَ فَمَسَحَ [أَعْلَى] الْخُفَّيْنِ وَأَسْفَلَهُمَا.

۱۶۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفر تبوک میں نبی ﷺ کو وضو کروایا تو آپ نے (اس موقع پر) موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ ثَوْرٌ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَجَاءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب ثور نے یہ حدیث رجاء سے نہیں سنی۔

فائدہ: موزوں پر مسح میں مشروع یہ ہے کہ ان کے اوپر کی جانب گیلا ہاتھ پھیرا جائے۔ صحیح احادیث کی دلالت یہی ہے اور جن میں یہ آیا ہے کہ موزوں کے نیچے بھی مسح کیا تو ان کی اسانید میں کلام ہے۔ اس لیے ان میں تعارض ہے نہ تطبیق کی ضرورت، جیسا کہ بعض حضرات نے جمع و تطبیق سے کام لیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي الانْتِضَاحِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- چھینٹے مارنے کا بیان

١٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن سُفْيَانَ بنِ الْحَكَمِ الثَّقَفِيِّ - أَوِ الْحَكَمِ ابنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ - قال: كَانَ رَسولُ الله ﷺ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ.

۱۶۶- حضرت سفیان بن حکم ثقفی یا حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب کرتے اور وضو کرتے تو (اس کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر) چھینٹے مار لیتے۔

١٦٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المسح على الخفين أعلاه وأسفله، ح: ٩٧، وابن ماجه، ح: ٥٥٠ من حديث الوليد بن مسلم به، وأعله الترمذي * ثور لم يسمعه من رجاء، وجاء تصريح سماعه عند الدارقطني: ١/ ١٩٥، ح: ٧٤٢ والسند إليه ضعيف، ورجاء لم يسمعه من كاتب المغيرة رضي الله عنه.

١٦٦- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ٤٦١، والنسائي، ح: ١٣٤، ١٣٥ من حديث منصور به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧١، ووافقه الذهبي * شيخ مجاهد اختلف في صحبته فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وانظر التلخيص الحبير: ١/ ٧٤.

قال أبو داوُدَ: وَافَقَ سُفْيَانَ جَمَاعَةٌ عَلَى هَذَا الإِسْنَادِ، قال بَعْضُهُمْ: الحَكَمُ أوِ ابنُ الحَكَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی جماعت نے اس سند میں راوی کا نام "سفیان بن حکم" کو راجح قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے حَکَم یا ابن حَکَم ذکر کیا ہے۔

١٦٧- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ رَسولَ الله ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ.

١٦٧- مجاہد...... بنوثقیف کے ایک شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

١٦٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ المُهَاجِرِ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ عَمْرٍو: حدثنا زَائِدَةُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن الْحَكَمِ - أوِ ابنِ الْحَكَمِ - عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ.

١٦٨- مجاہد حَکَم یا ابن حَکَم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

فائدہ: وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینٹے مار لینا مسنون و مستحب ہے۔ سنت پر ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ مثانہ کی کمزوری کے باعث بعض اوقات قطرات آ جانے کا جو اندیشہ ہوتا ہے اس سے وسواس کا دفعیہ (خاتمہ) ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٦٥) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَوَضَّأَ (التحفة ٦٥)

باب: ٦٥- وضو کے بعد آدمی کیا پڑھے؟

١٦٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَعْني ابنَ صَالِحٍ، يُحَدِّثُ

١٦٩- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے تھے اور اپنے کام خود ہی سرانجام دیتے تھے اور باری باری اونٹ چرایا

١٦٧- **تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق.

١٦٨- **تخريج:** [حسن] انظر الحديثين السابقين.

١٦٩- **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح: ٢٣٤ من حديث معاوية بن صالح به، ورواه النسائي، ح: ١٥١.

عن أبي عُثْمَانَ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ خُدَّامَ أَنْفُسِنَا. نَتَنَاوَبُ الرِّعَايَةَ - رِعَايَةَ إِبِلِنَا - فَكَانَتْ عَلَيَّ رِعَايَةُ الإِبِلِ، فَرَوَّحْتُهَا بِالْعَشِيِّ، فَأَدْرَكْتُ رسولَ الله ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَسَمِعْتُهُ يقولُ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الوُضُوءَ ثُمَّ يَقُومُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ، يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا فَقَدْ أَوْجَبَ». فَقُلْتُ: بَخٍ بَخٍ ما أَجْوَدَ هَذِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: الَّتِي قَبْلَهَا ياعُقْبَةُ! أَجْوَدُ مِنْهَا. فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ. قُلْتُ: مَا هِيَ ياأَبَا حَفْصٍ؟ قال: إِنَّهُ قال آنِفًا قَبْلَ أَنْ تَجِيءَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يقولُ حِينَ يَفْرَغُ مِنْ وُضُوئِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّها شَاءَ».

کرتے تھے۔ میری باری آئی تو سہ پہر کو میں انہیں واپس لایا (اور رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آ حاضر ہوا) میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سنا آپ کہہ رہے تھے: ''تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل) وضو کرے' پھر کھڑا ہو کر دو رکعتیں پڑھے' اپنے دل اور چہرے سے نماز ہی میں مگن رہے تو اس نے اپنے لیے (جنت) واجب کر لی۔'' میں نے کہا: بہت خوب! بہت خوب! کس قدر بہترین عمل ہے۔ تو میرے سامنے سے ایک شخص بولا: اے عقبہ! جو اس سے پہلے فرمایا ہے وہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا اے ابو حفص! وہ کیا ہے؟ کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے ابھی ابھی یہ ارشاد فرمایا ہے: ''تم میں سے جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح (مکمل مسنون) وضو کرے اور وضو کے بعد یہ کلمات کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔''

قال مُعَاوِيَةُ: وَحَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بنُ يَزِيدَ عن أبي إِدْرِيسَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ.

معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ مجھے ربیعہ بن یزید نے ابو ادریس سے' اس نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا۔

١٧٠- حَدَّثَنا الحُسَيْنُ بنُ عِيسَى قال: حدثنا عَبْدُ الله بن يَزِيدَ المُقْرِئُ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن أبي عَقِيلٍ، عن ابنِ عَمِّه، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أمْرَ الرِّعَايَةِ قال عِنْدَ قَوْلِهِ فَأحْسَنَ الوُضُوءَ: «ثُمَّ رَفَعَ نَظَرَهُ إلَى السَّمَاءِ فَقَالَ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ.

١٧٠-ابوعقیل نے اپنے چچیرے بھائی سے انہوں نے عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کی ہے اور اس میں اونٹوں کے چرانے کا ذکر نہیں کیا اور ''اچھی طرح وضو کرنے'' کے موقع پر کہا کہ پھر وہ (وضو کرنے والا) اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے (اور یہ دعا پڑھے) اور معاویہ بن صالح کی روایت کی مانند بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے وضو کے بعد دعا پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف نظر اٹھانا یا انگلی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ ② اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں جبکہ دوزخ کے سات ہیں۔

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ (التحفة ٦٦)

باب:...... ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنا؟

١٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قال: حدثنا شَرِيكٌ عن عَمْرِو بنِ عَامِرٍ الْبَجَلِيِّ، قال مُحَمَّدٌ: هُوَ أبُو أسَدِ بنُ عَمْرٍو قال: سَألْتُ أنَسَ بنَ مَالِكٍ عن الْوُضُوءِ فقالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وكُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

١٧١-جناب عمرو بن عامر بَجَلِیؒ یعنی ابو اسد محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے وضو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے' جبکہ ہم ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

توضیح: اس میں نبی ﷺ کا عمل یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کیا کرتے تھے' تو یہ آپ کا غالب معمول تھا' ورنہ بعض مواقع پر آپ نے بھی ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھی ہیں' جیسا کہ اگلی روایت سے بھی واضح ہے۔

١٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ١/ ١٨٢، ح: ٧٢٢ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به * ابن عم زهرة مجهول، قاله المنذري.

١٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ٢١٤ من حديث عمرو بن عامر به، ورواه الترمذي، ح: ٦٠، وابن ماجه، ح: ٥٠٩.

١٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَني عَلْقَمَةُ بنُ مَرْثَدٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: صلَّى رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، فقالَ لَهُ عُمَرُ: إنِّي رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ. قال: «عَمْدًا صَنَعْتُهُ».

۱۷۲- جناب سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں' اور آپ نے اپنے موزوں پر مسح بھی کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ آج آپ نے ایک ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے جان بوجھ کر ایسے کیا ہے۔''

توضیح: تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ایک وضو سے متعدد نمازیں نہیں پڑھی جاسکتیں۔

(المعجم ٦٦) - باب تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٦-وضو میں تسلسل قائم نہ رہے تو......؟

١٧٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ أنَّهُ سَمِعَ قَتَادَةَ بنَ دِعَامَةَ قال: حدثنا أنَسٌ: أنَّ رَجُلًا جَاءَ إلَى رسولِ الله ﷺ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى قَدَمِهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ فقالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

۱۷۳- جناب قتادہ بن دعامہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں آیا' وہ وضو کر چکا تھا' مگر اس نے اپنے پاؤں پر ناخن بھر جگہ (خشک) چھوڑ دی تھی (دھوئی نہ تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔''

قال أبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ وَلَمْ يَرْوِهِ إلَّا ابنُ وَهْبٍ وَحْدَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عن مَعْقِلِ بنِ عُبَيْدِالله الْجَزَرِيِّ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جریر بن حازم سے معروف نہیں ہے۔ اسے اکیلے ابن وہب ہی نے بیان کیا ہے اور یہ روایت بہ سند معقل بن عبیداللہ جزری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے کہ

١٧٢- تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ٢٧٧ من حديث يحيى القطان به.

١٧٣- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب من توضأ فترك موضعًا لم يصبه الماء، ح: ٦٦٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤.

جَابِرٍ، عن عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «ارْجِع فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔“

١٧٤- حَدَّثنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حمَّادٌ قال: أخبرنا يُونُسُ وَحُمَيْدٌ عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى قَتَادَةَ.

۱۷۴- جناب حسن بصری نے بھی نبی ﷺ سے قتادہ کی روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

١٧٥- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ قال: حدثنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ هو ابنُ سَعْدٍ، عن خَالِدٍ، عن بَعْضِ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وفي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرُ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فأمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ.

۱۷۵- خالد (ابن معدان) ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ اس کے پاؤں میں درہم برابر جگہ خشک رہ گئی تھی' اسے پانی نہیں پہنچا تھا' تو نبی ﷺ نے اسے وضو اور نماز کے اعادے کا حکم دیا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ وضو میں تسلسل لازم ہے۔ ② اگر کوئی شخص تسلسل قائم نہ رکھے اور کچھ اعضا دھو کر اٹھ جائے حتیٰ کہ پہلے والے اعضا خشک ہو جائیں تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ معمولی جگہ بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا اور پھر نماز بھی نہ ہوگی۔

(المعجم ٦٧) - بَابٌ: إذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ (التحفة ٦٨)

باب: ۶۷- اگر بے وضو ہونے میں شک ہو تو......؟

١٧٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ ومُحمَّدُ ابنُ أحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عن عَمِّهِ قال: شُكِيَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّيْءَ

۱۷۶- جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ سے شکایت کی گئی کہ ایک شخص دورانِ نماز میں (پیٹ میں) کچھ (حرکت) محسوس کرتا ہے اور اسے خیال آتا ہے (کہ شاید ہوا نکلی ہے) تو آپ نے فرمایا: ”نماز چھوڑ کر نہ

١٧٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٨٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٧٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٤ من حديث بقية به، وصرح بالسماع عنده، وللحديث شواهد.

١٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ١٣٧، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك . . . الخ، ح: ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به.

فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُخَيَّلَ إِلَيْهِ، فقالَ: «لا يَنْفَتِلْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

جائے حتیٰ کہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا بو محسوس کرے۔"

١٧٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرَنا سُهَيْلُ بنُ أبي صَالِحٍ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إذَا كَانَ أحَدُكُم في الصَّلَاةِ فَوَجَدَ حَرَكَةً في دُبُرِهِ أحْدَثَ أوْ لَمْ يُحْدِثْ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أوْ يَجِدَ رِيحًا».

۱۷۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور اپنی دبر میں کوئی حرکت محسوس کرے' آیا ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں اور اسے شبہ ہو گیا ہو تو نماز چھوڑ کر نہ جائے حتیٰ کہ آواز سنے یا بو محسوس کرے۔"

فائدہ: جب طہارت کا یقین ہو اور وضو ٹوٹنے کا محض شبہ ہو تو نمازی کو چاہیے کہ اپنے یقین پر عمل کرے۔ اور ویسے بھی مسلمان کو شبہات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے بلکہ شبہات سے بچنا چاہیے۔ اسی لیے فقہ کا قاعدہ ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ (الاشباہ والنظائر)

(المعجم ٦٨) - باب الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٨- بوسہ لینے سے وضو کا مسئلہ.....؟

١٧٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حدثنا يَحْيَى وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن أبي رَوْقٍ، عن إبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَهَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۷۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) ان کا بوسہ لیا اور وضو نہیں کیا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ، وإبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی ابراہیم تیمی اور حضرت عائشہ کے مابین راوی

١٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك . . . الخ، ح: ٣٦٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

١٧٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء من القبلة، ح: ١٧٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وللحديث شواهد، انظر نصب الراية: ١/ ٧١، ٧٦، وسنن الدارقطني: ١/ ١٣٦.

شَيْئًا. قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفِرْيَابِيُّ وَغَيْرُهُ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ وَلَمْ يَبْلُغْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وكَانَ يُكْنَى أَبَا أَسْمَاءَ.

محذوف ہے) اور ابراہیم تیمی نے حضرت عائشہ ؓ سے کچھ سنا نہیں ہے اور فریابی وغیرہ نے ایسے ہی (غیر موصول) بیان کیا ہے اور امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابراہیم تیمی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے کہ وفات پا گئے۔ ان کی کنیت ابو اسماء تھی۔

١٧٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حدثنا وَكِيعٌ قال: حدثنا الأَعْمَشُ عن حَبِيبٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَبَّلَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قال عُرْوَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ فَضَحِكَتْ.

۱۷۹- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں (یہ حضرت عائشہ ؓ کے بھانجے تھے) میں نے کہا: یہ آپ ہی ہوں گی تو وہ ہنس دیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ زَائِدَةُ وَعَبْدُ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ عن سُلَيْمَانَ الأَعْمَشِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: زائدہ اور عبدالحمید حمانی نے سلیمان اعمش سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٨٠- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَخْلَدٍ الطَّالَقَانِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ قال: حدثنا الأَعْمَشُ قال: حدثنا أَصْحَابٌ لَنَا عَنْ عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ عن عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۱۸۰- ابراہیم بن مخلد کی سند سے اعمش سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھیوں نے عروہ مزنی سے روایت کیا' وہ حضرت عائشہ ؓ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لِرَجُلٍ: احْكِ عَنِّي أَنَّ هَذَيْنِ - يَعْنِي حَدِيثَ الأَعْمَشِ هَذَا عن حَبِيبٍ

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید القطان نے ایک شخص سے کہا: میری طرف سے یہ بات بیان کرو کہ اعمش کی حبیب سے یہ روایت اور اسی سند سے مسئلہ استحاضہ

١٧٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من القبلة، ح: ٨٦، وابن ماجه، ح: ٥٠٢ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق.

١٨٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٢٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

وَحَدِيثُهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ: أَنَّهَا تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ - قال يَحْيَى: احْكِ عَنِّي أَنَّهُمَا شِبْهُ لَا شَيْءَ.

والی روایت جس میں ہے کہ استحاضہ والی عورت ہر نماز کے لیے وضو کرے۔ یحییٰ نے کہا' میری طرف سے یہ بیان کرو کہ یہ دونوں حدیثیں نہ ہونے کے برابر (یعنی ضعیف) ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن الثَّوْرِيِّ قال: ما حدثنا حَبِيبٌ إِلَّا عن عُرْوَةَ الْمُزَنِيِّ - يَعْنِي لَمْ يُحَدِّثْهُمْ عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ ہمیں حبیب نے جو روایات بیان کی ہیں وہ سب عروہ مزنی ہی سے روایت ہوئی ہیں' عروہ بن زبیر سے کچھ بیان نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، عن حَبِيبٍ، عن عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ حَدِيثًا صَحِيحًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حمزہ زیات نے حبیب سے' اس نے عروہ بن زبیر سے' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

فوائد ومسائل: ① شوہر اگر اپنی بیوی کا بوسہ لے تو اس سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا' بشرطیکہ اس سے مذی کا اخراج نہ ہو۔ سورۂ نساء کی آیت:۴۳ اور سورۂ مائدہ کی آیت:۶ میں ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَآءَ......﴾ "اگر تم نے عورتوں کو چھوا ہو تو......" سے مراد مباشرت ہے۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ نے مختلف اسانید سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے اور صراحت کروانے والے ان کے اپنے بھانجے عروہ بن زبیر ہی ہیں۔ دوسرے' راوی عروہ مزنی ان سے یہ صراحت کروائیں' از حد محال ہے۔ ③ اس قسم کے جملے اور باتیں جو جناب عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین نقل ہوئی ہیں عزیزوں میں حد ادب کے اندر مباح اور جائز ہیں اور چونکہ یہ شرعی مسائل ہیں اس لیے ان کا نقل کیا جانا کوئی بری بات نہیں۔

(المعجم ٦٩) - باب الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ (التحفة ٧٠)

باب:۶۹- شرمگاہ کو چھونے سے وضو

١٨١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يقولُ: دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الحَكَمِ، فَذَكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ،

۱۸۱- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں مروان بن حکم کے پاس گیا' وہاں یہ موضوع چھڑ گیا کہ کس کس چیز سے وضو لازم آتا ہے؟ مروان نے کہا کہ شرمگاہ کو چھونے سے بھی...... (وضو لازم آتا ہے؟) عروہ کہتے

١٨١- **تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ١٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (رواية يحيى): ١/ ٤٢ (ورواية القعنبي، ص: ٥٠)، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١٥١/١، ح: ٢٥ بقوله: "رواه الأربعة بإسناد ثابت لا مطعن فيه".

فَقالَ مَرْوَانُ: وَمِنْ مسِّ الذَّكَرِ، فقالَ عُرْوَةُ: مَا عَلِمْتُ ذَلِكَ، فقالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رسولَ الله ﷺ يقولُ «مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

ہیں: میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ مروان نے کہا کہ مجھے بسرہ بنت صفوان ؓ نے بتایا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''جو کوئی اپنے ذکر کو ہاتھ لگائے اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

مسئلہ: زیر نظر مسئلہ میں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کی دونوں احادیث وارد ہیں اور دونوں ہی صحیح ہیں۔ محدثین ان کے مابین تطبیق یہ دیتے ہیں کہ اگر براہ راست بغیر کسی حائل کے ہاتھ لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے' لیکن درمیان میں کپڑا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یا اگر شہوانی جذبات کے تحت ہاتھ لگایا ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے' اس کے بغیر ہو تو نہیں ٹوٹتا۔ کچھ محدثین کے نزدیک زیر نظر حدیث (بسرہ بنت صفوان) دوسری حدیث (طلق) کی ناسخ ہے۔ خیال رہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہی مسئلہ ہے۔

(المعجم ٧٠) - باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٧١)

باب: ٧٠- اس میں رخصت کا بیان

١٨٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو الحَنَفِيُّ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أبيهِ قال: قَدِمْنَا عَلَى نَبِيِّ الله ﷺ، فَجاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ، فَقالَ: يانَبِيَّ الله! مَا تَرَى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَمَا يَتَوَضَّأُ، فَقالَ ﷺ: «هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ أَوْ بَضْعَةٌ مِنْهُ».

١٨٢- جناب قیس بن طلق اپنے والد (طلق ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو ایک آدمی آیا وہ بظاہر بدوی (دیہاتی) تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کے بعد اپنے ذکر کو ہاتھ لگا لیا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے!''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ حَسَّانَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَابنُ عُيَيْنَةَ وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ، عن مُحمَّدِ بنِ جَابِرٍ،

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ہشام بن حسان' سفیان ثوری' شعبہ' ابن عیینہ اور جریر رازی نے محمد بن جابر سے' انہوں نے قیس بن طلق سے روایت کیا ہے۔

١٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ترك الوضوء من مس الذكر، ح: ٨٥ من حديث ملازم بن عمرو به، وحقق ابن حبان وغيره بأنه حديث منسوخ.

عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ.

١٨٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَابِرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أَبِيهِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وقال: في الصَّلَاةِ.

۱۸۳-محمد بن جابر..... قیس بن طلق سے وہ اپنے والد سے اسی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ''دوران نماز میں'' (اگر کوئی ہاتھ لگائے تو فرمایا کہ یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔)

(المعجم ٧١) - باب الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإِبِلِ (التحفة ٧٢)

باب:۷۱-اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو

١٨٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ قال: حدثنا الأعمَشُ عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله الرَّازِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ عن الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الإبِلِ، فَقالَ: «تَوَضَّئُوا مِنْهَا» وَسُئِلَ عن لُحُومِ الْغَنَمِ، فَقالَ: «لَا تَوَضَّئُوا مِنْهَا». وَسُئِلَ عن الصَّلَاةِ في مَبَارِكِ الإبِلِ، فقالَ: «لا تُصَلُّوا في مَبَارِكِ الإبِلِ فإنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ». وسُئِلَ عن الصَّلَاةِ في مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فقالَ: «صَلُّوا فِيهَا فَإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

۱۸۴-سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: آیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو لازم آتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو کیا کرو۔'' سوال کیا گیا کہ بکری کے گوشت سے؟ آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو نہ کرو۔'' اور سوال ہوا کہ کیا اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھیں؟ فرمایا: ''اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھا کرو۔ بیشک یہ شیطانوں میں سے ہیں۔'' اور پوچھا گیا کہ بکریوں کے باڑے میں نماز (پڑھیں یا نہ؟) آپ نے فرمایا: ''اس میں نماز پڑھ لیا کرو۔ بیشک یہ مبارک ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ حلال جانور ہے مگر اس کا گوشت کھانے سے وضو کرنا رسول اللہ ﷺ کا فرمان مقدس ہے۔ اس میں کیا حکمت یا کیا علت ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لیے تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر آیت:۷) ''رسول جو تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے روک دے اس سے رک جاؤ۔'' ② بکریاں پالنا باعث برکت ہے۔

١٨٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٨٣ من حديث محمد بن جابر به، وهو ضعيف جدًا، والحديث السابق شاهد له.

١٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من لحوم الإبل، ح: ٨١، وابن ماجه، ح: ٤٩٤ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش صرح بالسماع، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ٣٦٠.

(المعجم ٧٢) - **باب الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ اللَّحْمِ النِّيءِ وَغَسْلِهِ** (التحفة ٧٣)

باب:٧٢- کچے گوشت کو ہاتھ لگانے سے وضو یا ہاتھ دھونے کا مسئلہ

١٨٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَأيُّوبُ بنُ مُحمَّدٍ الرَّقِّيُّ وَعَمْرُو بنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ المَعْنَى قالُوا: حدثنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ قال: أخبرنا هِلَالُ بنُ مَيْمُونٍ الْجُهَنِيُّ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، قال هِلَالٌ: لا أعْلَمُهُ إلَّا عن أبي سَعِيدٍ، وقال أيُّوبُ وَعَمْرٌو: وَأُرَاهُ عن أبي سَعِيدٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ مَرَّ بِغُلَامٍ يَسْلُخُ شَاةً، فقالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «تَنَحَّ حَتَّى أُرِيكَ»، فأدْخَلَ يَدَهُ بَيْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتَّى تَوَارَتْ إلَى الإبْطِ، ثُمَّ مَضَى فَصَلَّى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. زَادَ عَمْرٌو في حَدِيثِهِ: يَعْنِي لَمْ يَمَسَّ مَاءً وقال: عن هِلَالِ بنِ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ.

١٨٥- حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک غلام کے پاس سے گزرے' وہ ایک بکری کی کھال اتار رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ایک طرف ہو جاؤ میں تمہیں دکھلاؤں۔'' (سکھلاؤں کہ کھال کیسے اتاری جاتی ہے) چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کر دیا اور اسے دھنسایا حتیٰ کہ بغل تک چھپ گیا' پھر آپ تشریف لے گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی اور وضو نہیں فرمایا۔ جناب عمرو بن عثمان نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے یعنی پانی کو نہیں چھوا اور (ہلال بن میمون جہنی کے بجائے) ہلال بن میمون ''رملی'' کہا۔

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ وَأبُو مُعَاوِيَةَ، عن هِلَالٍ، عن عَطَاءٍ عن النَّبيِّ ﷺ مُرْسَلًا، لَمْ يَذْكُرَا أبَا سَعِيدٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس حدیث کو عبدالواحد بن زیاد اور ابومعاویہ نے ہلال سے' اس نے عطاء سے' اس نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا' ان دونوں (عبدالواحد اور ابومعاویہ) نے ابوسعید کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ''معلم'' بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ کی تعلیم کا ایک پہلو یہ بھی تھا' جو اوپر مذکور ہوا کہ کام کو عمدہ اور خوبصورت انداز میں سرانجام دیا جائے۔ ② چربی کی چکناہٹ اور گوشت کی خاص مہک اور اس کا خون لگنے سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ③ انسان کو بہت زیادہ نفیس اور نازک مزاج بھی نہیں

١٨٥- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب السلخ، ح: ٣١٧٩ من حديث مروان بن معاوية به، وتابعه ثور بن يزيد.

بن جانا چاہیے کہ اس قسم کے کاموں سے اہتمام غسل یا کپڑے تبدیل کرنا پڑیں۔ چاہیے کہ معمولات زندگی میں تکلفات کی بجائے سادگی کو اختیار کیا جائے۔

(المعجم ٧٣) - **باب تَرْكِ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَيْتَةِ** (التحفة ٧٤)

باب:٧٣- مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہ کرنا

١٨٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ قال: حدثنا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرٍ: أنَّ رسولَ الله ﷺ مَرَّ بالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَيْهِ، فَمَرَّ بِجَدْيٍ أسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قال: «أيُّكُم يُحِبُّ أنَّ هَذَا لَهُ» وَسَاقَ الحَدِيث.

١٨٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک بار) بازار سے گزرے، آپ عوالی مدینہ (بالائے مدینہ) کی جانب سے تشریف لائے تھے اور کچھ دوسرے لوگ بھی آپ کی جلو میں دائیں بائیں تھے۔ آپ کا گزر بکری کے ایک چھوٹے کان والے مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اسے اس کے کان سے پکڑا اور فرمایا: ”تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ یہ قبول کرلے.....“ اور راوی نے حدیث بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں یہ حدیث مکمل اس طرح ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اس کو ایک درہم کے عوض لے؟ صحابہ نے کہا: ہم تو اسے نہیں لینا چاہتے اور اس کا ہم کریں گے بھی کیا؟ فرمایا: کیا تم اسے بلا قیمت لینا پسند کرتے ہو؟ کہنے لگے: قسم اللہ کی! اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو عیب دار تھا اس کے کان ہی چھوٹے چھوٹے ہیں اور اب تو یہ ویسے ہی مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: قسم اللہ کی! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تم اس کو حقیر جان رہے ہو۔“ (صحیح مسلم، حدیث : ٢٩٥٧) ② رسول اللہ ﷺ موقع بموقع پیش آمدہ حقائق کو تمثیلات سے سمجھاتے تھے اور اس واقعہ میں دنیا کی حقیقت کو نکھار دیا گیا ہے۔ داعی حضرات اور اساتذہ کو زندگی میں پیش آمدہ امور سے واقعاتی مثالیں پیش کرنی چاہییں۔ ③ مردار کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (محدثین کی فقاہت قابل داد ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ)

(المعجم ٧٤) - **بَابٌ: فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ** (التحفة ٧٥)

باب:٧٤- آگ پر پکی چیز کے استعمال سے وضو نہ کرنے کا بیان

١٨٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ

١٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

١٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن لِلمؤمن وجنة لِلكافر" ح: ٢٩٥٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به.

١٨٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٤ عن عبدالله بن مسلمة ◀◀

قال: حدثنا مَالِكٌ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) بکری کا گوشت تناول فرمایا اور وہ دستی (شانے) کا گوشت تھا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

فائدہ: اس مسئلے کا پس منظر یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی چیز استعمال کرنے سے وضو کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا' مگر کچھ لوگوں کو منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا اور وہ بدستور وضو کرنے کے قائل رہے۔

١٨٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ المَعْنى قالا: حدثنا وَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ، عن أَبِي صَخْرَةَ جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ، عن المُغِيرَةِ بنِ عَبْدِ الله، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: ضِفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فأمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ وَأَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِي بِهَا مِنْهُ. قال: فَجَاءَ بِلَالٌ فآذَنَهُ بالصَّلَاةِ. قال: فألْقَى الشَّفْرَةَ وقال: «مَا لَهُ تَرِبَتْ يَدَاهُ»، وَقَامَ يُصَلِّي. زَادَ الأَنْبَارِيُّ: وكَانَ شَارِبِي وَفَاءً فَقَصَّهُ لِي عَلَى سِوَاكٍ، أوْ قال: «أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ».

١٨٨- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہوا' آپ نے (بکری کے) پہلو کے بارے میں فرمایا تو وہ بھونا گیا۔ آپ نے چھری لی اور اس سے میرے لیے کاٹنے لگے۔ (اس اثنا میں) بلال ؓ آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی تو آپ نے چھری رکھ دی اور فرمایا: ''اسے کیا ہوا ہے' خاک آلود ہوں اس کے ہاتھ!'' اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ انباری نے مزید بیان کیا اور کہا کہ میری (مغیرہ کی) مونچھیں لمبی تھیں تو آپ نے مسواک رکھ کے اوپر سے کاٹ دیں یا یوں کہا: ''مسواک رکھ کر کاٹے دیتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ یہ حکم منسوخ ہے۔ ② اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام سے الفت کا بیان ہے۔ ③ حضرت بلال ؓ کے لیے آپ نے جو کلمہ استعمال فرمایا وہ عام سا جملہ تھا' بددعا مقصود نہ تھی۔ ④ امام بخاری ؒ کا اس سے استدلال یہ ہے کہ مقرر شدہ امام کو کھانے کی بنا پر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ⑤ مونچھیں چھوٹی ہونی چاہییں اور بڑے کو حق حاصل ہے کہ اپنے عزیز کی بڑھی ہوئی مونچھیں کتر دے۔

◄◄ القعنبي، والبخاري، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح: ٢٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٥ (والقعنبي، ص: ٩:٤).

١٨٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٥ (بتحقيقي) من حديث وكيع به.

١٨٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا أبو الأحْوَصِ قال: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أكَلَ رسولُ الله ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِمِسْحٍ كَانَ تَحْتَهُ، ثُمَّ قامَ فَصَلَّى.

۱۸۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت تناول فرمایا اور اپنے ہاتھ نیچے بچھی دری (یا ٹاٹ) سے صاف کیے پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

فائدہ: شاید وہ کپڑا یا دری ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جا سکتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کلی کرنا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

١٩٠ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن يَحْيَى ابنِ يَعْمُرَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْتَهَشَ مِن كَتِفٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۱۹۰- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے دستی کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

فائدہ: دانتوں سے نوچ کر کھانا سنت ہے اور لذت کا باعث بھی۔

١٩١ - حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ الحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ قال: حدثنا حَجَّاجٌ: قال ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني مُحمَّدُ بنُ المُنْكَدِرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقولُ: قَرَّبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُبْزًا وَلَحْمًا فأكَلَ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ طَعَامِهِ فأكَلَ ثُمَّ قامَ إلَى الصَّلَاةِ

۱۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا تو آپ نے تناول فرمایا، پھر پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا، پھر ظہر کی نماز پڑھی، پھر باقی ماندہ کھانا منگوایا اور کھایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور وضو نہیں کیا۔

١٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ٤٨٨ من حديث أبي الأحوص به ٭ سماك عن عكرمة ضعيف، ولأصل الحديث شواهد.

١٩٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٩ من حديث همام به، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ٣٣٤٠، ومسلم، ح: ١٩٤ وغيرهما.

١٩١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٢ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢١٨

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

١٩٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ سَهْلٍ أَبُو عِمْرَانَ الرَّمْلِيُّ قال: حدثنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ قال: حدثنا شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ قال: كَانَ آخِرُ الأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ.

۱۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا اخْتِصَارٌ مِنَ الحَدِيثِ الأَوَّلِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت پہلی حدیث کا اختصار ہے۔

١٩٣ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ أَبي كَرِيمَةَ قال، ابن السَّرْحِ: ابنُ أبي كَرِيمَةَ مِنْ خِيَارِ المُسْلِمِينَ قال: حَدَّثَني عُبَيْدُ بنُ ثُمَامَةَ المُرَادِيُّ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا مِصْرَ عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ بنِ جَزْءٍ مِن أَصْحَابِ رَسولِ الله ﷺ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ في مَسْجِدِ مِصْرَ قال: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ سَادِسَ سِتَّةٍ مَعَ رسولِ الله ﷺ في دَارِ رَجُلٍ، فَمَرَّ بِلَالٌ، فَنَادَاهُ بِالصَّلَاةِ، فَخَرَجْنَا فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ وَبُرْمَتُهُ عَلَى النَّارِ، فقالَ لَهُ رسولُ الله ﷺ: «أَطَابَتْ

۱۹۳- عبید بن ثمامہ مرادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب رسول میں سے تھے' ہمارے ہاں مصر میں تشریف لائے۔ میں نے انہیں وہاں مسجد میں حدیث بیان کرتے سنا' کہہ رہے تھے کہ مجھے یاد ہے کہ میں ایک شخص کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجلس میں ساتواں فرد تھا یا چھٹا تھا کہ بلال آئے' انہوں نے نبی ﷺ کو نماز کی اطلاع دی تو ہم نکلے اور ایک شخص کے پاس سے گزرے' اس کی ہنڈیا آگ پر رکھی تھی' رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہاری ہنڈیا تیار ہوگئی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں' میرے ماں باپ آپ پر قربان! تو آپ نے اس سے گوشت کی ایک بوٹی لی اور کھاتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہی

١٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، ح: ١٨٥ من حديث علي بن عياش به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٣، وذكر الشافعي له علة ـ إن صحت ـ فالحديث حسن.

١٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدولابي في الكنى: ٢/ ١٦٣ من حديث أحمد بن عمرو بن السرح به ✽ ابن ثمامة مستور كما قال أبو سعيد بن يونس المصري.

بُرْمَتُكَ؟» قال: نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَتَنَاوَلَ مِنْهَا بَضْعَةً، فَلَمْ يَزَلْ يَعْلِكُهَا حَتَّى أَحْرَمَ بِالصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

اور میں آپ کو دیکھ رہا تھا۔

(المعجم ٧٥) - باب التَّشْدِيدِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٧٦)

باب:۷۵- مذکورہ مسئلے میں تشدید کا بیان

١٩٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ قال: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بنُ حَفْصٍ عن الأَغَرِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الْوُضُوءُ مِمَّا أَنْضَجَتِ النَّارُ».

۱۹۴- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز آگ سے پکی ہو (اس کے استعمال سے) وضو لازم ہے۔“

فائدہ: آگ پر پکی چیزوں سے وضو ابتدائے اسلام کا حکم تھا جو کہ منسوخ ہو گیا جیسے کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہے۔

١٩٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حدثنا أَبَانٌ عن يَحْيَى يَعْنِي ابنَ أَبِي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بنَ سَعِيدِ بنِ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ فَسَقَتْهُ قَدَحًا مِنْ سَوِيقٍ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ. قَالَتْ: يَاابْنَ أُخْتِي! أَلَا تَوَضَّأُ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «تَوَضَّؤُوا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ»، أو قال: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۱۹۵- جناب ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ وہ (اپنی خالہ ام المومنین) حضرت ام حبیبہ ؓ کے ہاں آئے ' پس انہوں نے ان کو ستو کا ایک پیالہ پلایا تو انہوں نے (یعنی ابوسفیان نے) پانی مانگا اور کلی کی ' تو حضرت ام حبیبہ ؓ فرمانے لگیں بھانجے! کیا وضو نہیں کرو گے؟ بے شک نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”جس چیز کو آگ نے بدل دیا ہو اس سے وضو کرو۔“ یا فرمایا: ”جس چیز کو آگ پہنچی ہو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ يَاابْنَ أَخِي!.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ زہری کی روایت میں (بھانجے کی بجائے) بھتیجے کا لفظ آیا ہے۔

١٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٨ من حديث شعبة به.

١٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الوضوء مما غيرت النار، ح: ١٨٠ من حديث أبي سلمة ابن عبدالرحمن به.

(المعجم ٧٦) - **باب الْوُضُوءِ مِنَ اللَّبَنِ** (التحفة ٧٧)

باب:٧٦-دودھ پی کر وضو کرنے کا مسئلہ

١٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال: حدثنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ ثُمَّ قال: «إِنَّ لَهُ دَسَمًا».

١٩٦-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک بار) دودھ نوش فرمایا' پھر پانی طلب کیا اور کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکنائی ہوتی ہے۔''

فائدہ: اس قسم کے ماکولات ومشروبات سے جن میں چکنائی ہو' کلی کر لینا اولیٰ وافضل ہے تاکہ نماز کے دوران میں منہ خوب صاف رہے۔ آنے والی حدیث میں اس کی رخصت کا بیان ہے۔

(المعجم ٧٧) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ٧٨)

باب:٧٧-اس سے کلی نہ کرنے کی رخصت

١٩٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن زَيْدِ بنِ الْحُبَابِ، عن مُطِيعِ بنِ رَاشِدٍ، عن تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَلَمْ يُمَضْمِضْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَصَلَّى. قال زَيْدٌ: دَلَّنِي شُعْبَةُ عَلَى هَذَا الشَّيْخِ.

١٩٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا مگر (اس کے بعد) کلی کی نہ وضو کیا اور نماز پڑھ لی۔ زید (بن حباب) کہتے ہیں کہ شعبہ نے مجھے اس شیخ (مطیع بن راشد) کی راہ نمائی کی تھی (کہ اس سے حدیث حاصل کروں۔)

فائدہ: دودھ پی کر کلی کر لینا مستحب اور افضل ہے' نہ بھی کرے تو جائز ہے۔

(المعجم ٧٨) - **باب الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ** (التحفة ٧٩)

باب:٧٨-خون نکلنے سے وضو کا مسئلہ......؟

١٩٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: هل يمضمض من اللبن؟، ح: ٢١١، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ٣٥٨ عن قتيبة به.

١٩٧ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ١٦٠ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ١/ ٣١٣.

١٩٨- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعِ بنُ نَافِعٍ قال: حدثنا ابن المُبَارَكِ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي صَدَقَةُ بنُ يَسَارٍ عن عَقِيلِ بنِ جَابِرٍ، عن جَابِرٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ - يَعْني في غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِنَ المُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمًا في أَصْحَابِ مُحمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا، فقال: «مَنْ رَجُلٌ يَكْلَؤُنَا؟» فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فقال: «كُونَا بِفَمِ الشِّعْبِ». قال: فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ إِلَى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ المُهَاجِرِيُّ وَقَامَ الأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي وَأَتَى الرَّجُلُ، فَلَمَّا رَأَى شَخْصَهُ عَرَفَ أَنَّهُ رَبِيئَةٌ لِلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهُ فِيهِ فَنَزَعَهُ حَتَّى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهُ فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهِ هَرَبَ. فَلَمَّا رَأَى المُهَاجِرِيُّ مَا بِالأَنْصَارِيِّ مِنَ الدِّمَاءِ قال: سُبْحَانَ الله! أَلَا أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمَى! قال: كُنْتُ في سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا.

۱۹۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نکلے......یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں......تو کسی مسلمان نے مشرکین میں سے کسی کی بیوی کو قتل کر دیا' تو اس مشرک نے قسم کھائی کہ میں اصحاب محمد میں خون بہا کر رہوں گا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے قدموں کے نشانات کی پیروی کرنے لگا۔ ادھر نبی ﷺ نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا اور فرمایا: ''کون ہمارا پہرہ دے گا؟'' تو اس کام کے لیے ایک مہاجر اور ایک انصاری اٹھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''تم دونوں اس گھاٹی کے دہانے پر کھڑے رہو۔'' جب وہ دونوں اس کے دہانے کی طرف نکلے (تو انہوں نے طے کیا کہ باری باری پہرہ دیں گے) چنانچہ مہاجر لیٹ گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا (اور پہرہ بھی دیتا رہا۔) ادھر سے وہ مشرک بھی آ گیا۔ جب اس نے ان کا سراپا دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ اس قوم کا پہریدار ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور اس کے اندر تول دیا۔ اس (انصاری) نے وہ تیر (اپنے جسم سے) نکال دیا (اور نماز میں مشغول رہا) حتیٰ کہ اس نے تین تیر مارے۔ پھر اس نے رکوع اور سجدہ کیا۔ ادھر اس کا (مہاجر) ساتھی بھی جاگ گیا۔ اس (مشرک) کو جب محسوس ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو جان لیا ہے' تو بھاگ نکلا۔ مہاجر نے جب انصاری کو دیکھا کہ وہ لہولہان ہو رہا ہے تو اس نے کہا: سُبْحَانَ اللهِ! تم نے مجھے پہلے تیر ہی پر کیوں نہ جگا دیا؟ اس نے جواب دیا: ''میں ایک سورت پڑھ رہا تھا' میرا دل نہ چاہا کہ اسے

١٩٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٣ من حديث ابن المبارك به وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٦، وابن حبان(موارد)، ح: ١٠٩٣، والحاكم: ١/ ١٥٦، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري: ١/ ٢٨٠ (فتح الباري).

ادھوری چھوڑوں۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زخم سے خون بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے۔ جو لوگ خون کے بہنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کے قائل ہیں، وہ ایک تو حیض اور استحاضے کے خون سے اور نکسیر کی بابت روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں نکسیر پھوٹنے کو بھی ناقض وضو بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ حیض یا استحاضے کے خون کی حیثیت عام زخم سے بہنے والے خون سے یکسر مختلف ہے۔ اس لیے کہ ان کے تو احکام ہی مختلف ہیں۔ علاوہ ازیں وہ خون [سَبِيلَيْن] ”شرم گاہوں“ سے نکلتا ہے جو بالاتفاق ناقض وضو ہے۔ جب کہ زخموں سے نکلنے والے خون کی یہ حیثیت نہیں۔ اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگوں میں زخمی ہوتے رہے اور اسی حالت میں وہ نمازیں بھی پڑھتے رہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے زخمی صحابہ کو نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ عام زخموں سے نکلنے والا خون ناقض وضو نہیں ہے۔ علاوہ ازیں نکسیر سے وضو کرنے والی روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جو کہ سب کی سب ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: عون المعبود) ② غزوۂ ذات الرقاع امام بخاری رحمہ اللہ کی ترتیب کے مطابق خیبر کے بعد ہوا تھا۔ ③ اس کی وجہ تسمیہ ایک تو یہ ہے کہ اس موقع پر مجاہدین نے اپنے پاؤں زخمی ہونے کے باعث پٹیاں باندھی تھیں۔ علاوہ ازیں بھی کچھ وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ ④ جہاد میں بالخصوص اور دیگر مواقع پر بالعموم پہریداری کا انتظام توکل کے خلاف نہیں بلکہ مسنون اور حکمت جنگ کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ⑤ مجاہدین اسلام دورانِ جہاد میں بھی اپنے وقت کو قیمتی اعمال میں صرف کرتے تھے جیسے کہ اس انصاری نے پہریداری کے دوران نماز اور تلاوت قرآن شروع کر دی اور وہ سورت، جو یہ مجاہد پڑھ رہا تھا، سورۂ کہف تھی۔ ⑥ نماز اور قرآن سے محبت ہی صحابہ کرام کا امتیاز و شرف تھا۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (التحفة ٨٠)

باب:۷۹- نیند سے وضو

١٩٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا ابْنُ جُرَيْجٍ قال: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فأَخَّرَهَا حَتَّى رَقَدْنَا في المَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ

۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کسی کام میں مشغول ہو گئے اور نماز (عشاء) میں بہت تاخیر کر دی حتیٰ کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے، پھر جاگے، پھر سو گئے، پھر جاگے، پھر سو گئے، پھر کہیں آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تمہارے علاوہ اور کوئی نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔“

١٩٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، المواقيت، باب النوم قبل العشاء لمن غلب، ح:٥٧٠، ومسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح:٦٣٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:٢١١٥، وعنه أحمد في مسنده: ٢/ ٨٨.

اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فقال: «لَيْسَ أحَدٌ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرَكُم».

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سونا بیٹھے بیٹھے تھا نہ کہ لیٹ کر۔ جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ② نماز عشاء امت مسلمہ کا خاصہ ہے نیز اس کو دوسری نمازوں کی بہ نسبت اوّل وقت کی بجائے دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ ③ محض نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا' الا یہ کہ لیٹ کر ہو یا کسی ایسے سہارے سے ہو کہ اعضا ڈھیلے ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں بھی آپ کا وضو قائم رہتا تھا۔ درج ذیل احادیث اس کی واضح دلیل ہیں۔

٢٠٠- حَدَّثَنا شَاذُّ بنُ فَيَّاضٍ قال: حدثنا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ قال: كَانَ أصْحَابُ رسولِ الله ﷺ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ حَتَّى تَخْفِقَ رُؤُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّؤُونَ.

٢٠٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ ان کے سر (نیند کے باعث) جھک جھک جاتے تھے۔ پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (نیا) وضو نہ کرتے تھے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ وقال: كُنَّا نَخْفِقُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ کی قتادہ سے روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمارے سر (نیند کے باعث) جھک جایا کرتے تھے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ أَبِي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ بِلَفْظٍ آخَرَ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے دوسرے الفاظ سے بیان کیا ہے۔

٢٠١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ قالا: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ أنَّ أنَسَ بنَ مَالِكٍ قال: أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْعِشَاءِ فَقَامَ رَجُلٌ

٢٠١- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز عشاء کی اقامت کہی جا چکی تھی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کام ہے۔ چنانچہ وہ آپ سے سرگوشیاں کرنے لگا حتیٰ کہ قوم گویا ان میں سے

٢٠٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ١٢٥/٣٧٦ من حديث قتادة به، وصححه الدارقطني: ١/ ١٣١.

٢٠١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح: ٣٧٦ من حديث حماد بن سلمة به.

فقال: يَارسولَ الله! إنَّ لِي حَاجَةً، فَقَامَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَعَسَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ، ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ وُضُوءًا.

کچھ کو اونگھ آنے لگی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے) وضو کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اقامت اور تکبیر تحریمہ میں کچھ فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت ہے نہ امام پر یہ واجب ہے کہ تکبیر کے فوراً بعد اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے، جیسا کہ بعض حضرات کا موقف ہے۔

٢٠٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَهَنَّادُ ابنُ السَّرِيِّ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ عن عَبْدِ السَّلامِ بنِ حَرْبٍ، وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ يَحْيَى، عن أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن قَتَادَةَ، عن أبي الْعَالِيَةِ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَسْجُدُ وَيَنَامُ وَيَنْفُخُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهُ صَلَّيْتَ وَلَمْ تَتَوَضَّأْ وَقَدْ نِمْتَ؟ فَقَال: «إِنَّمَا الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا». زَادَ عُثْمَانُ وَهَنَّادٌ: «فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ».

٢٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے اور (بعض اوقات اس میں) سو جاتے اور خراٹے لینے لگتے، پھر کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے اور وضو نہ کرتے۔ میں نے (ایک بار) عرض کیا کہ آپ نے نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا، حالانکہ آپ سو گئے تھے، فرمایا: ''وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' عثمان اور ہناد نے اضافہ کیا: ''انسان جب لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔''

قال أبو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «الْوُضُوءُ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا» هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عن قَتَادَةَ. وَرَوَى أَوَّلَهُ جَمَاعَةٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَذْكُرُوا شَيْئًا مِنْ هَذَا، وقال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي» وقال

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں یہ ٹکڑا: ''وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' منکر ہے۔ اسے صرف یزید ابو خالد دالانی نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ایک جماعت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے مگر وہ یہ ٹکڑا بیان نہیں کرتے اور (عکرمہ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (دل کی نیند سے) محفوظ تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

٢٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من النوم، ح: ٧٧ عن هناد به، وقال الدارقطني: ١/ ١٥٩، ١٦٠ "تفرد به أبو خالد عن قتادة ولا يصح" * أبو خالد الدالاني مدلس وعنعن.

شُعْبَةُ: إِنَّمَا سَمِعَ قَتَادَةُ عن أبي الْعَالِيَةِ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ: حَدِيثَ يُونُسَ بنِ مَتَّى وَحَدِيثَ ابنِ عُمَرَ في الصَّلَاةِ وَحَدِيثَ: «القُضَاةُ ثَلَاثَةٌ» وَحَدِيثَ ابنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَني رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ.

''میری آنکھیں سوتی ہیں' مگر دل نہیں سوتا۔''

شعبہ کہتے ہیں قتادہ نے ابوالعالیہ سے چار حدیثیں سنی ہیں (۱) حدیث یونس بن متی۔ (۲) ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے۔ (۳) اور وہ حدیث کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۴) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ مجھے معتمد اور پسندیدہ افراد نے حدیث بیان کی' ان میں سے ایک عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور پسندیدہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

قال أبو دَاوُدَ: وَذَكَرْتُ حَدِيثَ يَزِيدَ الدَّالَانِيِّ لِأَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ، فَانْتَهَرَنِي اسْتِعْظَامًا لَهُ، فقال: مَا لِيَزِيدَ الدَّالَانِيِّ يُدْخِلُ عَلَى أَصْحَابِ قَتَادَةَ، وَلَمْ يَعْبَأْ بِالحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید دالانی کی حدیث امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سامنے پیش کی تو انہوں نے مجھ کو اس کی (انتہائی) کمزوری کے باعث ڈانٹ دیا اور کہا کہ یزید دالانی کو کیا ہوا کہ مشائخ قتادہ کی روایات میں (وہ کچھ) داخل کر دیتا ہے (جو ان میں نہیں ہوتا) اور اس حدیث کو انہوں نے کوئی اہمیت نہ دی۔

فوائد ومسائل: ① خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ''وضو اسی پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔'' سنداً ضعیف ہے' مگر معنًی وحکماً صحیح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ نیند میں آپ کا دل بیدار رہتا تھا' لہٰذا اگر آپ کا وضو ٹوٹتا تو آپ کو علم ہو جاتا۔ ③ قتادہ نے جناب ابوالعالیہ سے جو چار حدیثیں سنی ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے: **(اوّل)** کسی بندے کو لائق نہیں کہ کہے کہ میں (یعنی محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (سنن ابی داود' حدیث: ۴۶۶۹) **(دوم)** حدیث ابن عمر' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز فجر کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے' حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایسے ہی عصر کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث:۵۸۵) **(سوم)** قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں' ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے۔ جنتی وہ ہے جس نے حق کو جانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ ہے جس نے حق کو جانا مگر فیصلے میں ظلم کیا۔ یہ جہنمی ہے اور تیسرا وہ جو بر بنائے جہالت فیصلے کرتا ہے' یہ بھی جہنمی ہے۔ (سنن ابی داود' حدیث: ۳۵۷۳) **(چہارم)** حدیث ابن عباس' رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد بھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۵۸۱) ان چاروں حدیثوں میں اس باب کی مذکورہ حدیث نہیں ہے' لہٰذا اس کا سماع محل نظر ہے۔

٢٠٣- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ في آخرِينَ قالُوا: حدثنا بَقِيَّةُ عن الْوَضِينِ بنِ عَطَاءٍ، عن مَحْفُوظِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَائِذٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

٢٠٣- سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آنکھیں سرین کا تسمہ ہیں' تو جو سو جائے وہ وضو کرے۔''

(المعجم ٨٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَطَأُ الأَذَى بِرِجْلِهِ (التحفة ٨١)

باب:٨٠- اگر کوئی گندگی کو روند کر آئے تو......؟

٢٠٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ بنُ أبي مُعَاوِيَةَ عن أبي مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحدثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: أخبرنا شَرِيكٌ وَجَرِيرٌ وَابنُ إدْرِيسَ عن الأعمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: قال عَبْدُ الله: كُنَّا لا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِىءٍ، وَلَا نَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا.

٢٠٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم گندگی پر سے چل کر آتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے اور نہ (اثنائے نماز میں) اپنے بالوں یا کپڑوں کو سمیٹتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے' اس میں بیان کردہ باتیں دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

قال إبْرَاهِيمُ بنُ أبي مُعَاوِيَةَ: فيه عن الأعمَشِ، عن شَقِيقٍ، عن مَسْرُوقٍ، أوْ حَدَّثَهُ عنه قال: قال عَبْدُ الله: وقال هَنَّادٌ عن شَقِيقٍ أوْ حَدَّثَهُ عنه قال: قال عَبْدُ الله.

(اس حدیث کی سند میں) ابراہیم بن ابی معاویہ نے یوں کہا ہے: اعمش عن شقیق عن مسروق عن عبداللہ...... (یعنی مسروق کے اضافہ کے ساتھ) نیز یہ بھی کہ یہ سند یا تو اعمش عن شقیق قال قال عبداللہ (بلفظ عن) ہے یا اعمش حَدَّثَ عَنْ شَقِيقٍ (بلفظ تصریح تحدیث)

٢٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من النوم، ح: ٤٧٧ من حديث بقية به، وسنده ضعيف ومع ذلك حسنه المنذري وغيره، وللحديث شواهد.

٢٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب كف الشعر والثوب في الصلوٰة، ح: ١٠٤١ من حديث عبدالله بن إدريس به * شك سليمان الأعمش فيمن حدثه، فالسند معلل.

فوائد و مسائل: ① انسان اگر گندگی اور نجاست پر سے گزرے اور بعد میں خشک زمین پر چلے اس طرح کہ سب کچھ اتر جائے تو جسم اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس کا جرم (وجود) باقی رہے تو دھونا ضروری ہوگا۔ چمڑے کے موزے اور جوتے کو زمین پر رگڑنا ہی کافی ہوتا ہے۔ ② اثنائے نماز میں بالوں اور کپڑوں کو ان کی ہیئت سے سمیٹنا جائز نہیں۔ زمین پر لگتے ہیں تو لگنے دیں البتہ سر یا کندھے کے کپڑے کو لٹکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ اسے لپیٹ لینا چاہیے۔

(المعجم ٨١) - بَابٌ: فِيمَنْ يُحْدِثُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٨٢)

باب:٨١- جو شخص نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے......؟

٢٠٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حدثنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن عِيسَى بنِ حِطَّانَ، عن مُسْلِمِ بنِ سَلَّامٍ، عن عَلِيِّ بنِ طَلْقٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا فَسَا أَحَدُكُم في الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ».

٢٠٥- حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کے دوران میں جو کوئی پھسکی مارے (یعنی بغیر آواز کے اس کے مقعد سے ہوا خارج ہو۔) تو چاہیے کہ وہ (نماز چھوڑ کر) چلا جائے وضو کرے اور نماز دہرائے۔“

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي الْمَذْيِ (التحفة ٨٣)

باب:٨٢- مذی کا مسئلہ

٢٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا عُبَيْدَةُ بنُ حُمَيْدٍ الْحَذَّاءُ عن الرُّكَيْنِ ابنِ الرَّبِيعِ، عن حُصَيْنِ بنِ قَبِيصَةَ، عن عَلِيٍّ قال: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَجَعَلْتُ أَغْتَسِلُ حَتَّى تَشَقَّقَ ظَهْرِي، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ

٢٠٦- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ میں نے (اس سے) غسل کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میری کمر (کی کھال بوجہ پانی) پھٹنے لگی تو میں نے یہ مسئلہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا یا آپ کو بتایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مذی

٢٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في كراهية إتيان النساء في أدبارهن، ح:١١٦٤، ١١٦٦ من حديث عاصم الأحول به وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:٢٠٣، ٢٠٤، ١٣٠١.

٢٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الغسل من المني، ح:١٩٣ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠، وابن حبان(موارد)، ح:٢٤١

لِلنَّبِيِّ ﷺ، أَوْ ذُكِرَ لَهُ، فَقَالَ رسولُ الله ﷺ: «لَا تَفْعَل إِذَا رَأَيْتَ المَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا فَضَخْتَ المَاءَ فَاغْتَسِلْ».

کو دیکھے تو غسل نہ کیا کر بلکہ صرف اپنی شرمگاہ کو دھو اور نماز والا وضو کرلیا کر۔ اور جب تو زور سے پانی نکالے (یعنی منی نکلے) تو غسل کر۔"

فائدہ: منی وہ مادہ ہوتا ہے جو انزال کے وقت (تیزی سے اور اچھل کر) نکلتا ہے۔ اور مذی وہ رطوبت ہوتی ہے جو بوس وکنار یا شدت جذبات کے اثر سے لیس دار شکل میں نکلتی ہے۔ وَدِی وہ لیس دار پانی ہوتا ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد نکل آتا ہے۔ غسل صرف منی کے نکلنے سے واجب ہے۔ اگر انتہائی کمزوری کے باعث یا کوئی وزن وغیرہ اٹھانے سے یا کسی اور وجہ سے منی نکل آئے اور اس میں "زور اور اچھل کر نکلنے" کی کیفیت نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

٢٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي النَّضْرِ، عن سُلَيْمَانَ بن يَسَارٍ، عن المِقْدَادِ بنِ الأَسْوَدِ قال: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ رسولَ الله ﷺ عن الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ المَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ، فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ؟ قال المِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ عن ذَلِكَ، فَقَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ».

٢٠٧- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجیے کہ ایک شخص جب اپنی اہلیہ کے قریب ہوتا ہے تو اس سے مذی نکلتی ہے تو اس پر کیا لازم ہے (وضو یا غسل)؟ چونکہ میرے گھر میں آپ علیہ السلام کی صاحبزادی ہے اس لیے میں آپ سے دریافت کرنے میں حجاب محسوس کرتا ہوں۔ مقداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور نماز والا وضو کرے۔"

٢٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قال: حدثنا زُهَيْرٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبي طَالِبٍ قال لِلْمِقْدَادِ: وَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا، قال: فَسَأَلَهُ المِقْدَادُ. فقالَ

٢٠٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ چنانچہ مقداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "چاہیے کہ وہ اپنے ذکر اور خُصیتین کو دھو لے۔"

٢٠٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب الوضوء من المذي، ح:٥٠٥، والنسائي، ح:١٥٦، ٤٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٣٠٣ وغيره.

٢٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذي، ح: ١٥٣ من حديث هشام بن عروة به وسنده منقطع.

رسولُ الله ﷺ: «لِيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وأُنْثَيَيْهِ».

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن المِقْدَادِ، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ثوری اور ایک جماعت نے بسند [هشام عن ابيه (عروة) عن مقداد عن علي عن النبی ﷺ] روایت کیا ہے۔

٢٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قال: حدثنا أَبِي عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن حَدِيثٍ حَدَّثَهُ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: قُلْتُ لِلْمِقْدادِ، فَذَكَرَ بِمَعْنَاهُ.

٢٠٩- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ المُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَابنُ عُيَيْنَةَ عن هِشَامٍ، عن أبِيهِ، عن عَلِيٍّ. وَرَوَاهُ ابنُ إسْحَاقَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن المِقْدَادِ عن النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ أُنْثَيَيْهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس کو مفضل بن فضالہ ثوری اور ابن عیینہ نے هشام عن ابيه عن علی کی سند سے روایت کیا ہے۔
اور ابن اسحٰق نے عن هشام بن عروة عن ابيه عن مقداد عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے اور اس میں خصیتین کے دھونے کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث ۲۰۸ اور ۲۰۹ ضعیف ہیں۔ اس لیے خُصْیَتَین کا دھونا ضروری نہیں۔ صرف ذَکَر کا دھو لینا کافی ہے۔ تاہم بشرطِ صحت (جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں) ذَکَر کے ساتھ خُصْیَتَین کا بھی دھونا ضروری ہوگا۔ ② منی جب زور سے اور اچھل کر نکلے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مگر مذی، ودی اور جریان منی سے صرف وضو لازم آتا ہے۔ ③ وضو کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ ایک صرف لغوی اعتبار سے یعنی منہ ہاتھ دھو لینا۔ دوسرا اصطلاحی وضو یعنی جو وضو نماز کے لیے کیا جاتا ہے، مذکورہ بالا حدیث میں اسی اصطلاحی وضو کا ذکر ہے۔

٢١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا إسْمَاعِيلُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ، قال: أخبرنا

٢١٠- حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی اور اس بنا پر غسل بھی بہت زیادہ

٢٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، ح: ٢٠٨.

٢١٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المذي يصيب الثوب، ح: ١١٥، وابن ماجه، ح: ٥٠٦ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠.

مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ عُبَيْدِ بنِ السَّبَّاقِ عن أبيهِ، عن سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ قال: كُنْتُ ألقَى مِنَ المَذْيِ شِدَّةً وكُنْتُ أُكْثِرُ مِنْهُ الاغْتِسَالَ، فَسألْتُ رسولَ اللهِ ﷺ عن ذَلِكَ فقال: «إنَّمَا يُجْزِئُكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضوءُ». قُلْتُ: يارسولَ الله! فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ؟ قال: «يَكْفِيكَ بِأنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تُرَى أنَّهُ أصَابَهُ».

کرنا پڑتا تھا' لہٰذا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے تمھیں وضو ہی کافی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ آپ نے فرمایا: ''جہاں تو محسوس کرے کہ کپڑے کو لگی ہے وہاں پانی کا ایک چلو لے کر چھڑک لیا کر' یہی کافی ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جائے گا' لیکن کپڑے کو دھونا ضروری نہیں' بلکہ اس جگہ پر چھینٹے مار لینا ہی کافی ہے۔

٢١١- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: حدثنا مُعَاوِيَةُ يَعْني ابنَ صَالِحٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ الحَارِثِ، عن حَرَامِ بنِ حَكِيمٍ، عن عَمِّهِ عَبْدِ الله بْنِ سَعْدٍ الأنْصَارِيِّ قال: سَألْتُ رسولَ الله ﷺ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعن المَاءِ يَكُونُ بَعْدَ المَاءِ؟ فَقالَ: «ذَلِكَ المَذْيُ، وكلُّ فَحْلٍ يُمْذِي، فَتَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأُ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ».

٢١١- حضرت عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غسل کس چیز سے لازم آتا ہے؟ اور وہ پانی جو پانی کے بعد نکلتا ہے؟ (یعنی پیشاب کے بعد اس کا کیا حکم ہے) آپ نے فرمایا: یہ ''مذی ہوتی ہے اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے۔ تو اس سے اپنی شرمگاہ اور خصیتین کو دھو لیا کر اور وضو کر لیا کر جیسے کہ نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔''

٢١٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحمَّدِ بنِ

٢١٢- جناب حرام بن حکیم اپنے چچا (حضرت

٢١١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في مؤاكلة الجنب والحائض وسؤرهما، ح: ١٣٣، وابن ماجه، ح: ٦٥١، ١٣٧٨ من حديث معاوية بن صالح به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

٢١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٣١٢ من حديث أبي داود به، واختصره الترمذي، ح: ١٣٣ وقال: "حسن غريب".

بَكَّارٍ قال: حدثنا مَرْوَانُ، يَعنِي ابنَ مُحمَّدٍ، قال: حدثنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ قال: حدثنا الْعَلَاءُ بنُ الحَارِثِ عن حَرَامِ ابنِ حَكِيمٍ، عن عَمِّهِ أنَّهُ سَأَلَ رسولَ الله ﷺ: مَا يَحِلُّ من امْرَأتِي وَهِيَ حَائِضٌ؟ قال: «لَكَ مَا فَوْقَ الإِزَارِ» وَذَكَرَ مُؤَاكَلَةَ الحَائِضِ أيْضًا، وَسَاقَ الحَدِيثَ.

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ میری بیوی جب ایام (حیض) میں ہو تو (ان دنوں) میرے لیے اس سے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تہ بند سے اوپر اوپر اور (عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے) حائضہ عورت کے ساتھ مل کر کھانا پینے کے متعلق بھی پوچھا...... اور حدیث بیان کی۔

مسئلہ: عورت جب مخصوص ایام میں ہو تو زوجین کے لیے خاص جنسی عمل حرام ہے۔ تاہم اکٹھے کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور لیٹ سکتے ہیں۔ اسی کو آپ نے [مَافَوْقَ الْإِزَارِ] ”تہ بند سے اوپر اوپر“ سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے مذی کا اخراج ہو گا تو غسل واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر منی نکل آئے تو غسل کرنا پڑے گا۔

٢١٣- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الْيَزَنِيُّ قال: حدثنا بَقِيَّةُ بنُ الْوَلِيدِ عن سَعْدٍ الأَغْطَشِ وَهُوَ ابنُ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عائِذٍ الأَزْدِيِّ - قال هِشَامٌ: هُوَ ابنُ قُرْطٍ أَمِيرُ حِمْصَ - عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: سَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ عَمَّا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِن امْرَأتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، فقال: «مَا فَوْقَ الإِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عنْ ذَلِكَ أَفْضَلُ».

٢١٣- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایام حیض میں مرد کے لیے اپنی بیوی سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تہ بند سے اوپر اوپر۔ (حلال ہے) تاہم اس سے بچنا افضل ہے۔“

قال أبو دَاوُدَ: وَلَيْسَ بالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں۔

وضاحت: ایام مخصوصہ میں جوان میاں بیوی کو از حد احتیاط چاہیے عین ممکن ہے کہ ایسی حد تک پہنچ جائیں کہ واپس آنا مشکل ہو جائے۔ تاہم (جماع کے بغیر) مباشرت جائز ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ضعیف ہے۔

٢١٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٠/ ١٠٠، ح: ١٩٤ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن ابن عائذ به وهو لم يدرك معاذ بن جبل كما في جامع التحصيل للعلائي، ص: ٢٢٣.

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي الإِكْسَالِ (التحفة ٨٤)

باب:۸۳-(مباشرت کے موقع پر) اگر جذبات ٹھنڈے ہو جائیں...؟ (اور انزال نہ ہو تو...؟)

٢١٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قال: حدثنا ابْنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو يَعْني ابنَ الحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ قال: حَدَّثَني بَعْضُ مَنْ أَرْضَى أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ إِنَّمَا جَعَلَ ذٰلِكَ رُخْصَةً لِلنَّاسِ في أَوَّلِ الإِسْلَامِ لِقِلَّةِ الثِّيَابِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْغُسْلِ وَنَهَى عَنْ ذَلِكَ.

۲۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان (سہل بن سعد) کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اوّل اسلام میں اس بات کی رخصت دی تھی (کہ انزال نہ ہونے پر غسل نہ کیا جائے) کیونکہ لوگوں کے پاس کپڑے کم ہوتے تھے مگر اس کے بعد غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اس (پہلی رخصت) سے منع کر دیا تھا۔

قال أبو دَاوُدَ: يَعني الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ.

امام ابوداود کہتے ہیں' راوی کی مراد (اسلام کا پہلا حکم) ہے کہ ''پانی سے پانی لازم آتا ہے۔''

٢١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الْبَزَّارُ الرَّازِيُّ قال: حدثنا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عن مُحَمَّدٍ أبي غَسَّانَ، عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوا يُفْتُونَ أَنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَهَا رسولُ الله ﷺ في بَدْءِ الإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بالاغْتِسَالِ بَعْدُ.

۲۱۵- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیا کرتے تھے کہ ''پانی' پانی سے (لازم آتا) ہے'' ایک رخصت تھی جس کی رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اجازت دی تھی لیکن اس کے بعد غسل کا حکم ارشاد فرمایا۔''

فائدہ: تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں زوجین کے لیے اجازت تھی کہ مباشرت کے موقع پر اگر

٢١٤ـ تخريج: [صحيح] رواه البيهقي: ١/ ١٦٥ من حديث أبي داود به، وأخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن الماء من الماء، ح: ١١٠، ١١١، وابن ماجه، ح: ٦٠٩ من حديث ابن شهاب الزهري عن سهل بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصرح الزهري بالسماع من سهل بن سعد عند ابن خزيمة، ح: ٢٢٦ وغيره.

٢١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي، الطهارة، باب: الماء من الماء، ح: ٧٦٦ عن محمد بن مهران الجمال به، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٠٩.

انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں۔ اس کیفیت کو ایک بلیغ انداز میں بیان فرمایا: ''پانی پانی سے (لازم آتا) ہے۔'' یعنی غسل کا پانی منی کا پانی نکلنے ہی پر لازم آتا ہے' مگر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور فرمایا: ''ختنہ ختنے سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔'' جیسے کہ درج ذیل احادیث میں ذکر آ رہا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا الفاظ اور احکام اب احتلام کی صورت کے ساتھ مخصوص ہو گئے ہیں۔ یعنی اگر خواب میں کچھ دیکھا ہو اور جسم یا کپڑوں پر تری اور اثر نمایاں ہو یا کسی اور صورت میں منی کا اخراج ہو تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ البتہ بیوی سے ہم بستری کرنے کے بعد ہر صورت میں غسل واجب ہوگا۔

٢١٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ الفَرَاهِيدِيُّ قال: حدثنا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الأَرْبَعِ وَأَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

٢١٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(شوہر) جب اس (بیوی) کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور ختنے کو ختنے سے ملا دے تو غسل واجب ہو گیا۔''

فوائد ومسائل: ① اس صورت میں خواہ انزال ہو یا نہ' غسل واجب ہوگا۔ ② فقہاء ومحدثین اتصال ختان کا معنی یہ مراد لیتے ہیں کہ حشفہ غائب ہو جائے۔ (ابن ماجہ' باب ماجاء فی وجوب الغسل اذا التقی الختانان' حدیث:٦١١ و جامع الترمذی' حدیث:١٠٨)

٢١٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ» وكَانَ أبُو سَلَمَةَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

٢١٧- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پانی سے ہے۔'' اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن (حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرنے والے) یہی کرتے تھے۔ (یعنی انزال ہونے ہی پر غسل کو واجب جانتے تھے۔)

فائدہ: بعض صحابہ وتابعین کی یہی رائے رہی ہے کہ جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا' مگر اکثر اسی بات

٢١٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب: إذا التقى الختانان، ح:٢٩١ من حديث هشام، ومسلم، الحيض، باب نسخ: "الماء من الماء ... الخ"، ح:٣٤٨ من حديث شعبة به.

٢١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام لا يوجب الغسل إلا أن ينزل المني ... الخ، ح:٣٤٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

کے قائل تھے جس کا اوپر بیان ہوا کہ یہ ابتدائے اسلام میں رخصت تھی' بعدازاں اتصالِ ختان سے غسل واجب کر دیا گیا' اوراب یہی بات صحیح ہے۔صحیح مسلم میں ان روایات کو جمع کر دیا گیا ہے۔(صحیح مسلم' حدیث: ٣٤٣ و مابعد)

(المعجم ٨٤) - **بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَعُودُ** (التحفة ٨٥)

باب:٨٤- جنبی (اگر غسل کرنے سے پہلے) اپنی بیوی کے پاس دوبارہ آئے تو......؟

٢١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا إسْمَاعِيلُ قال: حدثنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عن أنسٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

٢١٨- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنی (تمام) بیویوں کے پاس آئے اور ایک ہی غسل کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ هِشَامُ بنُ زَيْدٍ عن أَنَسٍ وَمَعْمَرٌ، عن قَتَادَةَ، عن أنسٍ وَصَالِحُ بنُ أبي الأَخْضَرِ، عن الزُّهْرِيِّ، كُلُّهُمْ عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ (ایک ہی غسل کا ذکر) دیگر اسانید سے بھی ثابت ہے۔ یعنی: ہشام بن زید نے انس سے اور معمر نے بواسطہ قتادہ انس ؓ سے اور صالح بن ابی الاخضر نے بواسطہ زہری انس ؓ سے اور وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① انسان اپنی بیوی کے پاس دوسری بار جانا چاہے یا دیگر بیویوں کے پاس جانا چاہتا ہو تو اس دوران میں غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ صرف وضو کافی ہے' جس کا اس روایت میں بوجہ اختصار ذکر نہیں ہوا۔ ② نبی ﷺ کا معمول تھا کہ زوجات میں باری کا اہتمام فرماتے تھے' مگر بعض اوقات سفر وغیرہ سے واپسی پر باقاعدہ باری شروع کرنے سے پہلے ایک بار سب کے پاس چلے جاتے تھے یا کوئی اور وجہ بھی ہوتی ہوگی۔ ③ حضرت انس ؓ کی روایت کے مطابق نبی ﷺ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔(صحیح بخاری' حدیث:٢٦٨)

(المعجم ٨٥) - **بَابٌ: فِي الْوُضُوءِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ** (التحفة ٨٦)

باب:٨٥- جو دوبارہ مجامعت کرنا چاہے تو وضو کر لے!

٢١٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ

٢١٩- حضرت ابو رافع ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ

٢١٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب إتيان النساء قبل إحداث الغسل، ح: ٢٦٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم وهو ابن علية به.

٢١٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: فيمن يغتسل عند كل واحدة غسلاً، ح: ٥٩٠ من حديث حماد بن سلمة به * سلمى صحح لها الحاكم والذهبي: ٢/ ٣١١.

قال: حدثنا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي رَافِعٍ، عن عَمَّتِهِ سَلْمَى، عن أبي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ علَى نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هَذِهِ وَعِنْدَ هَذِهِ. قال: فَقُلْتُ لَهُ: يارسولَ الله! أَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا؟ قال: «هَذَا أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

(ایک بار) اپنی ازواج کے پاس آئے اور ہر ایک کے ہاں غسل کیا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ (آخر میں) ایک ہی غسل نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ زیادہ پاکیزہ' عمدہ اور طہارت کا باعث ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أَنَسٍ أَصَحُّ مِنْ هَذَا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حضرت انس ؓ کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ صحیح ہے۔

٢٢٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن أَبي المُتَوَكِّلِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا أَتَى أَحَدُكُم أَهْلَهُ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُعَاوِدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوءًا».

۲۲۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آئے' پھر اس کا خیال دوبارہ آنے کا ہو تو چاہیے کہ ان دونوں (باریوں) کے درمیان وضو کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا احادیث (۲۱۸' ۲۱۹) میں کسی قسم کا تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دو مختلف احوال کا بیان ہے۔ ② دوبارہ رغبت ہو تو اس دوران میں وضو کر لینا جمہور کے نزدیک مستحب ہے۔ امام ابن خزیمہ اس وضو سے باقاعدہ نماز والا وضو مراد لیتے ہیں' نہ کہ محض استنجا یا تنظیف (صفائی) جیسے کہ امام طحاوی کا خیال ہے اور اس کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ ''اس سے طبیعت میں خوب نشاط پیدا ہو جاتی ہے'' اور یہی جملہ اس امر کیلئے ''امر استحباب'' ہونے کا قرینہ ہے۔

(المعجم ٨٦) - بَابُ الْجُنُبِ يَنَامُ (التحفة ٨٧)

باب: ۸۶- جنبی اگر سونا چاہے تو......؟

٢٢١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۲۲۱- حضرت عمر بن خطاب ؓ نے رسول اللہ ﷺ

٢٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح:٣٠٨ من حديث حفص بن غياث به، وصححه الترمذي، ح:١٤١.

٢٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، ح:٢٩٠، ومسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ... الخ، ح:٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ١/ ٤٧ (ورواية القعنبي، ص:٥٨، ٥٩).

مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أنَّهُ قال: ذَكَرَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ الله ﷺ أنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فقالَ رسولُ الله ﷺ: «تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ».

سے ذکر کیا کہ مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (یعنی نہانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو آپ نے فرمایا: ''وضو کرو' اپنی شرمگاہ دھواور پھر سو جایا کرو۔''

فائدہ: ''وضو کرو' اپنی شرمگاہ دھو'' سے یہ ترتیب مراد نہیں بلکہ پہلے استنجا کرنا اور شرمگاہ دھونا اور پھر وضو کرنا مراد ہے۔اور یہ وضو مستحب اور تاکیدی ہے۔علامہ ابن عبدالبر' شوکانی اور شیخ البانی وغیرہ ﷭ یہی بیان کرتے ہیں۔جبکہ اہل ظاہر اس کے وجوب کے قائل ہیں۔علامہ ابن دقیق العید بھی اسی طرف مائل ہیں کہ اس میں امر اور شرط کے صیغے وارد ہوئے ہیں۔بہر حال غسل مؤخر کرنا ہو تو وضو کرنے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے اور جنبی رہنے کو عادت بھی نہیں بنانا چاہیے اور وضو آدھا غسل سمجھا جاتا ہے۔

(المعجم ٨٧) - باب الْجُنُبِ يَأْكُلُ (التحفة ٨٨)

باب:٨٧-جنبی اگر کچھ کھانا چاہے......؟

٢٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أرَادَ أنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

٢٢٢-ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب غسل لازم ہوتا اور آپ سونا چاہتے تو وضو کر لیتے' نماز والا وضو۔

فائدہ: یعنی جنبی اگر نہا نہ سکے' تو سونے سے پہلے وضو کر لے۔

٢٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قال: حدثنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: وإذَا أرَادَ أنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ.

٢٢٣-محمد بن صباح بزاز قال حدثنا ابن مبارك عن يونس عن زهری' کی سند سے اس کے ہم معنی مروی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ: اور جب آپ حالت جنابت میں ہوتے ہوئے کچھ کھانا چاہتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

٢٢٢_ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له . . . الخ، ح:٣٠٥ عن قتيبة به، وزاد النسائي، ح:٢٥٨ "وإذا أراد أن يأكل أو يشرب، قالت: غسل يديه، ثم يأكل ويشرب" .

٢٢٣_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق * صرح الزهري بالسماع عند البغوي في شرح السنة: ٢/ ٣٤ .

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ فَجَعَلَ قِصَّةَ الأَكْلِ قَوْلَ عَائِشَةَ مَقْصُورًا. وَرَوَاهُ صَالِحُ بنُ أبي الأَخْضَرِ عن الزُّهْرِيِّ كما قال ابنُ المُبَارَكِ، إلَّا أنَّهُ قال: عن عُرْوَةَ أوْ أبي سَلَمَةَ. وَرَوَاهُ الأوْزَاعِيُّ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ كما قال ابنُ المُبَارَكِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے بواسطہ یونس اس کو روایت کیا تو کھانے کے قصے کو ان کا قول بنا دیا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ جبکہ صالح بن ابی الاخضر بواسطہ زہری وہی بیان کرتا ہے جو ابن مبارک نے کہا۔ (یعنی نیند اور کھانے دونوں کا ذکر کیا) مگر اس سند میں شک ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت لینے والا عروہ ہے یا ابی سلمہ۔

اور اوزاعی نے بواسطہ یونس عن زہری عن النبی ﷺ اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابن مبارک نے۔

فائدہ: سنن نسائی میں کھانے کے ساتھ پینے کا بھی ذکر ہے۔ (سنن نسائی' حدیث: ۲۵۸) اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنبی آدمی کو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھو لینے چاہییں۔ تاہم عام حالات میں اگر ہاتھ صاف ہوں' تو کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھونے ضروری نہیں ہیں' تاہم مستحب (پسندیدہ) ضرور ہے۔

(المعجم ٨٨) - باب مَنْ قَالَ: الْجُنُبُ يَتَوَضَّأُ (التحفة ٨٩)

باب:۸۸- جو یہ کہتا ہے کہ جنبی وضو کرے!

٢٢٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى: حدثنا شُعْبَةُ عن الحَكَمِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أرَادَ أنْ يَأْكُلَ أوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ - تَعْني وَهُوَ جُنُبٌ.

۲۲۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر حالت جنابت میں ہوتے اور کچھ کھانا چاہتے یا سونا چاہتے تو وضو کر لیا کرتے تھے۔

٢٢٥- حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إسْمَاعِيلَ قال: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنا

۲۲۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جنبی آدمی کے لیے رخصت دی ہے کہ جب

٢٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح:٣٠٥ من حديث شعبة وفي رواية عمرو بن علي الفلاس، عند النسائي، ح:٢٥٦: "توضأ وضوءه للصلوٰة".

٢٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] سنده ضعيف لانقطاعه، أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في الرخصة للجنب في الأكل والنوم إذا توضأ، ح:٦١٣ من حديث حماد بن سلمة به وقال: "حسن صحيح"، والحديث السابق شاهد له.

عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ.

وہ کچھ کھانا پینا چاہے یا سونا چاہے تو وضو کر لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ وَعَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَجُلٌ. وقال عَلِيُّ بنُ أبي طَالِبٍ وَابنُ عُمَرَ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن یعمر اور عمار بن یاسر کے مابین ایک آدمی کا واسطہ ہے (یعنی حدیث منقطع ہے۔) اور حضرت علی بن ابی طالب، ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جنبی جب کھانا چاہے تو وضو کرے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً اگرچہ منقطع ہے، مگر معنیً ثابت ہے جیسے کہ گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ جنبی اپنا غسل مؤخر کرنا چاہے تو مستحب و مؤکد یہی ہے کہ نماز والا وضو کر لے۔ اور جنبی رہنے اور (کم از کم) ترک وضو کو اپنی عادت نہ بنائے، مگر کھانے پینے کے لیے صرف ہاتھ دھو لینا بھی کافی ہے۔ مزید پیش آمدہ احادیث دیکھیے۔

(المعجم ٨٩) - باب الْجُنُبِ يُؤَخِّرُ الْغُسْلَ (التحفة ٩٠)

باب:٨٩- جنبی غسل مؤخر کر سکتا ہے!

٢٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا مُعْتَمِرٌ؛ ح: وحدثنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حدثنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ قالا: حدثنا بُرْدُ بنُ سِنَانٍ عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن غُضَيْفِ بنِ الْحَارِثِ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِي آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِي آخِرِهِ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ:

٢٢٦- جناب غضیف بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ارشاد فرمایئے! کیا رسول اللہ ﷺ غسل جنابت رات کے ابتدائی حصے میں کر لیتے تھے یا آخر رات میں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بعض اوقات ابتدائے رات میں کرتے تھے اور بعض اوقات رات کے آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت دی۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لیتے تھے یا آخر میں؟ انہوں نے کہا: کبھی رات کی ابتدا میں اور کبھی آخر میں پڑھتے تھے۔

٢٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة الليل، ح: ١٣٥٤ من حديث إسماعيل وهو ابن علية به، ورواه النسائي، ح: ٢٢٣، ٢٢٤، ٤٠٥.

أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ أَمْ في آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ في أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ في آخِرِهِ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ في الأَمْرِ سَعَةً. قُلْتُ: أَرَأَيْتِ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَّمَا خَفَتَ. قُلْتُ: الله أَكْبَرُ! الْحَمْدُ لله الَّذِي جَعَلَ في الأَمْرِ سَعَةً.

میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔ میں نے کہا: یہ فرمایئے: کیا رسول اللہ ﷺ قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھتے تھے یا خاموشی سے؟ فرمایا کہ کبھی اونچی آواز سے پڑھتے تھے اور کبھی دھیمی آواز اور خاموشی سے۔ میں نے کہا: اللہ اکبر! حمد ہے اس اللہ کی جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی۔

فوائد و مسائل: ① صالحین امت کے سوالات پر غور کیا جائے کہ ان کی بنیاد اللہ کی رضا کی طلب، اس کی قربت کا شوق اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا اتباع ہوتا تھا۔ ② غسل جنابت کو مؤخر کرنا مباح ہے، مگر مستحب مؤکد یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے۔ ③ نماز وتر کو رات کے کسی بھی وقت ادا کرنا مباح ہے، مگر ترغیب اور ترجیح یہی ہے کہ اسے رات کے آخری حصے میں (نماز تہجد کے بعد) ادا کیا جائے۔ ④ رسول اللہ ﷺ اور اسی طرح صحابہ کرام کی تلاوت قرآن کا حقیقی وقت اور موقع رات میں نماز تہجد ہوا کرتا تھا۔ ⑤ اس قراءت میں اہل خانہ کی رعایت رکھنا بہت ضروری ہے کہ زیادہ اونچی آواز سے دوسروں کو تشویش نہ ہو۔

٢٢٧ - حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أَبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ نُجَيٍّ عن أَبِيهِ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ ولا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

٢٢٧- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی موجود ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“

فائدہ: اس حدیث میں ”ملائکہ کے داخل نہ ہونے سے مراد“ رحمت کے فرشتے ہیں۔ کراماً کاتبین انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ اور تصویر سے مراد بت اور روح والی اشیاء کی تصویر ہے جبکہ اسے زینت کے لیے لٹکایا گیا ہو۔ اگر اس کی اہانت ہوتی ہو تو ایک حد تک رخصت ہے۔ اور کتے سے مراد عام کتا ہے نہ کہ شکاری یا حفاظت والا، کیونکہ یہ جائز

٢٢٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب: في الجنب إذا لم يتوضأ، ح: ٢٦٢ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٥٠، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢٠٢، والحاكم: ١/ ١٧١، ووافقه الذهبي
* عبدالله بن نجي حسن الحديث، وثقه الجمهور، وكذا أبوه حسن الحديث.

ہیں۔ یہ روایت شیخ البانی کے نزدیک ضعیف ہے' اس لیے جنبی آدمی کی بابت یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کی وجہ سے فرشتے نہیں آتے۔ تاہم بشرط صحت' اس کی توجیہ یہ ممکن ہے کہ جنبی شخص تساہل کا مظاہرہ کرتے ہوئے غسل نہ کرے اور نمازیں بھی ضائع کر دے۔ تو کسی گھر میں ایسے جنبی کا وجود یقیناً ملائکہ' رحمت کے آنے میں مانع ہو سکتا ہے۔

٢٢٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَنَامُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ أنْ يَمَسَّ مَاءً.

٢٢٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سو جایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ پانی کو ہاتھ لگائیں۔

قال أبو دَاوُدَ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْوَاسِطِيُّ قال: سَمِعْتُ يَزِيدَ بنَ هَارُونَ يقولُ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهْمٌ - يَعْني حَدِيثَ أبي إسْحَاقَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن علی واسطی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے سنا' وہ کہتے تھے کہ یہ حدیث وہم ہے۔ یعنی ابواسحٰق کی حدیث۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ نے اس حدیث کا وہم ہونا نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے بھی یہی اشارہ دیا ہے' مگر یہ بھی فرمایا ہے کہ ابواسحٰق سے یہ روایت شعبہ' ثوری اور دیگر کئی ایک نے روایت کی ہے۔ ہمارے دور حاضر کے محقق اور محدثین کرام علامہ احمد محمد شاکر اور شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (دیکھیے' سنن ترمذی' شرح احمد محمد شاکر' ١/٢٠٢-٢٠٦ اور آداب الزفاف از شیخ البانی) اور بطور خلاصہ علامہ ابن قتیبہ کی ''تاویل مختلف الحدیث'' (٣٠٦) سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے: ''(مذکورہ مسئلہ میں) یہ سب امور جائز ہیں یعنی جو چاہے بعد از جماع نماز والا وضو کر کے سو جائے اور جو چاہے صرف شرمگاہ اور اپنے ہاتھ دھو لے اور جو چاہے ویسے ہی سو رہے۔ مگر وضو کرنا افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی تو پہلی صورت پر عمل کیا تاکہ فضیلت ثابت ہو اور کبھی دوسری پر' تاکہ رخصت رہے اور لوگوں کو عمل میں آسانی ہو۔ لہٰذا جو افضل پر عمل کرنا چاہے کر لے اور جو رخصت پر کفایت کرنا چاہے کر لے۔'' واللہ اعلم بالصواب۔

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ (التحفة ٩١)

باب: ٩٠- جنبی آدمی کا قرآن پڑھنا......؟

٢٢٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قال:

٢٢٩- جناب عبداللہ بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور

٢٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب ينام قبل أن يغتسل، ح: ١١٨، وابن ماجه، ح: ٥٨١، ٥٨٣ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وللحديث شواهد، انظر التلخيص الحبير: ١/ ١٤١ * أبوإسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ١/ ٢٠١، ٢٠٢ ولكن السند إليه ضعيف.

٢٢٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب حجب الجنب من قراءة القرآن، ح: ٢٦٦، وابن ماجه، ◄◄

حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ سَلَمَةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ وَجْهًا وقال: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجا عَنْ دِينِكُمَا، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ المَخْرَجَ، ثُمَّ خَرَجَ فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ القُرْآنَ، فأَنْكَرُوا ذَلِكَ، فقال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ - أَوْ قال يَحْجِزُهُ - عن الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ.

میرے ساتھ دو آدمی اور تھے' ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ایک آدمی ہماری برادری کا تھا اور دوسرا میرا خیال ہے' بنو اسد سے تھا۔ ان دونوں کو حضرت علی نے ایک جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں توانا اور طاقتور ہو' لہٰذا اپنے دین (کا فرض ادا کرنے) میں خوب ہمت دکھانا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بیت الخلا میں چلے گئے' پھر نکلے اور پانی منگوایا' اس سے ایک چلو لیا اور اس سے (اپنا ہاتھ منہ) دھویا اور قرآن پڑھنے لگ گئے۔ حاضرین نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ بیت الخلا سے نکلتے اور ہمیں قرآن پڑھاتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور آپ کے لیے کوئی چیز قرآن پڑھنے سے مانع نہ ہوتی تھی اِلّا یہ کہ جنابت سے ہوں۔

فائدہ: اس روایت سے جنبی کے لیے قرآن کریم کی تلاوت ممنوع ثابت ہوتی ہے۔ لیکن اس کی صحت متفق علیہ نہیں۔ دیگر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ نیز دیگر وہ احادیث بھی' جن میں حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے' ضعیف ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ: ''وہ جنبی کیلئے قراءت قرآن میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔'' یعنی ان کے نزدیک جنبی کا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ امام بخاری' امام ابن تیمیہ وابن قیم اور امام ابن حزم رحمہم اللہ وغیرہ کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (نیل الاوطار شوکانی' باب تحریم القراءۃ علی الحائض والجنب وصحیح بخاری' باب تقضی الحائض المناسک کلھا)

(المعجم ٩١) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يُصَافِحُ (التحفة ٩٢)

باب: ٩١- جنبی کا مصافحہ کرنا

٢٣٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن وَاصِلٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن

٢٣٠- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان سے ملے اور (مصافحہ کے لیے) ان کی طرف اپنا

ح: ٥٩٤ من حديث شعبة به، وقال الترمذي، ح: ١٤٦: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٨، وابن حبان، ح: ١٩٢، ١٩٣، وابن الجارود، ح: ٩٤، والحاكم: ٤/ ١٠٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وقال الحافظ: "والحق أنه من قبيل الحسن يصلح للحجة" (فتح الباري: ١/ ٤٠٨، ح: ٣٠٥).

٢٣٠- تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧٢ من حديث مسعر به.

حُذَيْفَةَ: أَنَّ النَّبِي ﷺ لَقِيَهُ فأهْوَى إِلَيْهِ، فقال: إِنِّي جُنُبٌ، فقال: «إِنَّ المُسْلِمَ لَيْسَ بِنَجِسٍ».

ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''مسلمان ناپاک (پلید) نہیں ہوتا۔''

٢٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا يَحْيَى وَبِشْرٌ عن حُمَيْدٍ، عن بَكْرٍ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: لَقِيَنِي رسولُ الله ﷺ في طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ المَدِينَةِ وأنَا جُنُبٌ فَاخْتَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فقال: «أيْنَ كُنْتَ يَاأبَا هُرَيْرَةَ؟» قال: قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أنْ أُجَالِسَكَ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ. قال: «سُبْحَانَ الله إِنَّ المُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

٢٣١- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے مدینے کے ایک راستے میں ملے اور میں جنبی تھا' لہٰذا میں وہاں سے کھسک گیا اور جا کر غسل کیا' پھر واپس آیا۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ تم کہاں تھے؟ میں نے کہا: میں جنابت سے تھا' میں نے مناسب نہ جانا کہ طہارت کے بغیر آپ کی مجلس میں بیٹھوں۔ آپ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہ! مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''

وقال في حَدِيثِ بِشْرٍ قال: حدثنا حُمَيْدٌ قال: حَدَّثَنِي بَكْرٌ.

شیخ نے بشر کی حدیث میں کہا: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ......

فوائد و مسائل: ① جنبی سے مساس و مصافحہ بلاشبہ جائز ہے۔ ② اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہیں۔ ③ مسلمان کا ناپاک ہونا ایک حکمی اور عارضی کیفیت ہوتی ہے جسے ''مُحدِث'' کہتے ہیں (میم کے ضمہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ۔) اس کے بالمقابل مشرک معنوی طور پر نجس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (توبہ: ٢٨) ④ غسل جنابت کو مؤخر کیا جا سکتا ہے' مگر افضل و اولیٰ یہ ہے کہ اس دوران میں وضو کر لے۔ جیسے کہ گزشتہ باب ٨٩ میں بیان ہوا ہے۔ ⑤ سبحان اللہ'' کا کلمہ بطور تعجب بھی استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ٩٢) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ٩٣)

باب: ٩٢- جنبی کا مسجد میں داخل ہونا

٢٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا

٢٣٢- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

٢٣١ــ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس، ح: ٢٨٣، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ٣٧١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٢٣٢ــ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٢، ٤٤٣ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ◀◀

عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ قال: حدثنا أَفْلَتُ ابنُ خَلِيفَةَ قال: حَدَّثَتْنِي جَسْرَةُ بِنْتُ دِجَاجَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: جَاءَ رسولُ الله ﷺ وَوُجُوهُ بُيُوتِ أَصْحَابِهِ شَارِعَةٌ فِي المَسْجِدِ، فَقَال: «وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عن المَسْجِدِ»، ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءَ أَنْ يَنْزِلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ بَعْدُ فقال: «وَجِّهُوا هَذِهِ الْبُيُوتَ عن المَسْجِدِ فَإِنِّي لا أُحِلُّ المَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ».

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور (دیکھا کہ) بعض اصحاب کے گھروں کے دروازے مسجد کی جانب کھلتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ''ان گھروں (کے دروازوں) کو مسجد کے رخ سے پھیر دو۔'' آپ دوبارہ تشریف لائے اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہ کی تھی' اس بنا پر کہ شاید کوئی رخصت نازل ہو جائے۔ تو آپ ان کی طرف نکلے اور فرمایا: ''ان گھروں کے رخ مسجد کی جانب سے پھیر لو۔ بے شک میں مسجد کو حائضہ عورت اور کسی جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔''

قال أبو دَاوُدَ: هُوَ فُلَيْتُ الْعَامِرِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (افلت بن خلیفہ کا دوسرا نام) فلیت عامری (بھی) ہے۔

فائدہ: یہ حدیث باعتبار سند ضعیف ہے۔ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے راستہ پار کرتے گزر سکتا ہے ٹھہر نہیں سکتا اور یہی حکم حائضہ اور نفاس والی عورت کا ہے' فرمایا: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَاتَقُولُونَ وَلَاجُنُبًا اِلَّاعَابِرِىْ سَبِيلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوا﴾ (النساء: ۴۳) ''اے ایمان والو! جب تم شراب کی مدہوشی میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ حتیٰ کہ (تمہیں ہوش آ جائے اور) جاننے بوجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم حالت جنابت میں ہو حتیٰ کہ غسل کر لو' ہاں مسجد میں سے گزر سکتے ہو۔''

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يُصَلِّي بِالْقَوْمِ وَهُوَ نَاسٍ (التحفة ٩٤)

باب: ۹۳- جنبی آدمی لوگوں کو بھولے سے نماز پڑھائے

٢٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن زِيَادٍ الأَعْلَمِ، عن

۲۳۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں داخل ہوئے'

◀ ح: ١٣٢٧، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٢٩، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٣٢، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ١٢٢٠ وغيره.

الْحَسَنِ، عن أبي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ دَخَلَ في صَلَاةِ الْفَجْرِ فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُم ثُمَّ جَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلَّى بِهِمْ.

پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ پھر تشریف لائے تو (اس حال میں تھے کہ) آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔

٢٣٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أخبرنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، وقال في أوَّلِهِ: فَكَبَّرَ، وقال في آخِرِهِ: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنِّي كُنْتُ جُنُبًا».

۲۳۴- حضرت حماد بن سلمہ نے مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اور اس روایت کے شروع میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہی اور آخر میں ہے کہ جب نماز پوری کی تو فرمایا: ''میں محض انسان ہوں اور میں جنابت سے تھا۔''

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: فَلَمَّا قَامَ في مُصَلَّاهُ وَانْتَظَرْنَاهُ أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ ثُمَّ قال: «كما أَنْتُمْ». وَرَوَاهُ أَيُّوبُ وَابنُ عَوْنٍ وَهِشَامٌ عن مُحمَّدٍ [يعني ابن سيرينَ مُرسلًا] عن النَّبِيِّ ﷺ قال: فَكَبَّرَ ثُمَّ أَوْمَأَ إِلَى الْقَوْمِ أن اجْلِسُوا فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أبي حَكِيمٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَبَّرَ في صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے زہری سے ابوسلمہ نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا تو کہا: جب آپ اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور ہمیں انتظار ہوا کہ آپ تکبیر کہیں تو آپ وہاں سے چل دیے اور فرمایا: ''جیسے ہو (ویسے ہی ٹھہرے رہو!'') اور اسے ایوب اور ابن عون اور ہشام (تینوں) نے محمد یعنی ابن سیرین سے (مرسل طور پر) نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ سے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' اور خود چلے گئے اور غسل کیا۔ اور اسی طرح مالک نے اسماعیل بن ابی حکیم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے روایت کیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں تکبیر کہی۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَاهُ مُسْلِمُ ابنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حدثنا أَبَانُ عن

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اور ایسے ہی مسلم بن ابراہیم نے ہمیں اپنی سند سے بیان کیا کہ ہم سے ابان نے بیان

٢٣٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١ عن يزيد بن هارون به، وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٥٣٦، ٥٣٧.

يَحْيَى، عن الرَّبِيعِ بنِ مُحمَّدٍ عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ كَبَّرَ.

کیا' وہ یحیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ ربیع بن محمد سے وہ نبی ﷺ سے کہ آپ نے تکبیر کہی۔

فوائد ومسائل: یہ واقعہ دو طرح سے روایت ہوا ہے۔ پہلا حدیث ابوبکرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں داخل ہوئے اور تکبیر کہی' جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے چند شواہد پیش کیے ہیں۔ دوسرا روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ نے تکبیر کہنے سے پہلے ہی اشارہ فرمایا: ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے کہ [دَخَلَ فِيْ صَلاَةٍ] یا [كَبَّرَ فِيْ صَلاَةٍ] کا معنی ارادۂ فعل ہے یعنی [اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْ صَلاَةٍ] یا [اَرَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فِيْ صَلاَةٍ] مراد ہے۔ قاضی عیاض اور قرطبی نے ان روایات کے پیش نظر دو واقعات کا احتمال پیش کیا ہے جب کہ بخاری و مسلم میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی منقول ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث : ۲۷۵۔ صحیح مسلم' حدیث:۶۰۵)

٢٣٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ قال: حدثنا الزُّبَيْدِيُّ؛ ح: وحدثنا عَيَّاشُ بنُ الأَزْرَقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حدثنا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ إمَامُ مَسْجِدِ صَنْعَاءَ قال: حدثنا رَبَاحٌ عن مَعْمَرٍ؛ ح: وحدثنا مُؤَمَّلُ ابنُ الْفَضْلِ قال: حدثنا الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ، كُلُّهُمْ عن الزُّهْرِي، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ، فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ حَتَّى إذَا قَامَ في مَقَامِهِ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَغْتَسِلْ، فقال لِلنَّاسِ: «مَكَانَكُم» ثُمَّ رَجَعَ إلَى بَيْتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا يَنْطُفُ رَأْسُهُ قَدِ اغْتَسَلَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ حَرْبٍ،

۲۳۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں بنا لیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتیٰ کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ نے غسل نہیں کیا ہے تو لوگوں سے فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔'' پھر آپ اپنے گھر گئے' پھر ہمارے پاس واپس آئے تو آپ کے سر سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور آپ نے غسل کیا تھا (اور اس اثنا میں) ہم صفوں میں کھڑے رہے۔ یہ ابن حرب کے لفظ ہیں جبکہ عیاش کے لفظ ہیں: ہم برابر کھڑے رہے' آپ کا انتظار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ تشریف لائے اور غسل کر کے آئے۔

٢٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يخرج من المسجد لعلة؟، ح:٦٣٩، ٦٤٠، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح:٦٠٥ من حديث الزهري به، وانظر ح:٥٤١.

وقال عَيَّاشٌ في حَدِيثِهِ: فلمْ نَزَلْ قِيامًا نَنْتَظِرُهُ حَتَّى خَرَجَ عَلَيْنا وَقَدِ اغْتَسَلَ.

فوائد ومسائل: ① محمد رسول اللہ ﷺ احکام شریعت کے اسی طرح پابند تھے جیسے کہ باقی افراد امت' سوائے ان امور کے جن میں آپ کو خصوصیت دی گئی تھی۔ ② جسے مسجد میں جنابت لاحق ہو جائے (احتلام ہو جائے) اس کے لیے ضروری نہیں کہ تیمم کر کے باہر نکلے جیسے کہ بعض کا خیال ہے۔ ③ اقامت اور تکبیر میں کسی معقول سبب سے فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں' دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ ④ مقتدیوں کو چاہیے کہ اپنے مقرر امام کا انتظار کریں' اگر کھڑے بھی رہیں تو جائز ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَّةَ فِي مَنَامِهِ (التحفة ٩٥)

باب:۹۴-نیند سے بیداری پر انسان اپنے جسم یا کپڑوں پر نمی محسوس کرے تو......؟

٢٣٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ قال: حدثنا عَبْدُ الله الْعُمَرِيُّ عن عُبَيْدِالله، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عن الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قال: «يَغْتَسِلُ» وَعن الرَّجُلِ يُرَى أنْ قَد احْتَلَمَ وَلَا يَجِد الْبَلَلَ، قال: «لَا غُسْلَ عَلَيْهِ». فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْم: الْمَرْأَةُ تَرَى ذَلِكَ، أَعَلَيْهَا غُسْلٌ؟ قال: «نَعَمْ، إنَّما النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ».

۲۳۶-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ انسان (اپنے جسم یا کپڑوں پر) نمی محسوس کرتا ہے مگر اسے احتلام (یا خواب) یاد نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا: ''غسل کرے۔'' اور اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے مگر (جسم یا کپڑوں پر) کوئی نمی نہیں پاتا؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر غسل نہیں ہے۔'' تو ام سلیم ؓ نے کہا کہ اگر عورت اسی طرح دیکھے تو کیا اس پر غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! عورتیں (بھی) بلاشبہ مردوں ہی کی مانند ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے' بنابریں بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ (الموسوعة الحديثية' ۴۳/ ۲۶۵' ۲۶۶) شیخ البانی ؒ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰۃ للالبانی' حدیث:۴۴۱) علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے' وہ روایت ہے کہ حضرت ام سلیم ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

٢٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء فيمن يستيقظ ويرى بللاً ولا يذكر احتلامًا، ح:١١٣، وابن ماجه، ح:٦١٢ من حديث حماد بن خالد به * وقال الترمذي:." وعبدالله ضعفه يحيى بن سعيد من قبل حفظه"، ولبعض الحديث شواهد.

پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' جب وہ پانی دیکھے۔'' (صحیح مسلم' الحیض' حدیث :٣١٣) اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے' اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو۔ لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے۔ بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں' کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد ہو' لیکن اس کی کوئی علامت (نمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو' تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ٩٥) - باب الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ (التحفة ٩٦)

باب:٩٥-عورت (خواب میں) وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو......؟

٢٣٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حدثنا عَنْبَسَةُ: حدثنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: قال عُرْوَةُ عن عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ الأَنْصَارِيَّةَ - وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ - قَالَتْ: يارسولَ الله! إنَّ الله لا يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ، أَرَأَيْتَ المَرْأَةَ إذَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ مَا يَرَى الرَّجُلُ، أَتَغْتَسِلُ أَمْ لا؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ إذَا وَجَدَتِ المَاءَ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا فَقُلْتُ: أُفٍّ لَكِ، وَهَلْ تَرَى ذَلِكَ المَرْأَةُ؟ فأَقْبَلَ عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَرِبَتْ يَمِينُكِ يَاعَائِشَةُ! وَمِنْ [أَيْنَ] يَكُونُ الشَّبَهُ؟!».

٢٣٧-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم انصاریہ ؓ...... والدہ حضرت انس ؓ...... نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ یہ فرمایئے کہ جب عورت خواب میں وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے یا نہیں؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہیے کہ غسل کرے جب وہ پانی (نکلنے) کا اثر محسوس کرے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں اس (ام سلیم) کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: اف! بھلا عورت بھی کوئی ایسے دیکھتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (بچے میں) مشابہت کہاں سے آتی ہے؟''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَى الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ وَيُونُسُ وَابنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عن

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ زبیدی' عقیل' یونس اور زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم' چاروں نے)

٢٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ٣١٤ من حديث عقيل بن خالد عن ابن شهاب الزهري به، مختصرًا.

الزُّهْرِيِّ وَابنِ أبي الْوَزِيرِ، عن مَالِكٍ، عن الزُّهْرِيِّ، وَوَافَقَ الزُّهْرِيَّ مُسَافِعُ الْحَجَبِيُّ قال: عن عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ، وَأمَّا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ فقال: عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ أنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ جَاءَتْ إلَى رسولِ الله ﷺ.

زہری سے اور ایسے ہی ابن ابی الوزیر (ابراہیم بن عمر) نے بواسطہ مالک' زہری سے اسی طرح روایت کیا ہے (یعنی یہ مکالمہ حضرت عائشہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے) نیز مسافع حَجَبِی نے (بھی) زہری کی موافقت میں بواسطہ عروہ حضرت عائشہ سے یہی روایت کیا ہے' مگر ہشام بن عروہ بواسطہ عروہ عن زینب بنت ابی سلمہ کی سند سے مروی ہے کہ حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① امام ابوداود ؒ اپنی بحث میں زہری اور ہشام بن عروہ کے مابین اختلاف کا ذکر کر رہے ہیں کہ یہ مکالمہ حضرت عائشہ ؓ کا ہے یا حضرت ام سلمہ ؓ کا' تو امام صاحب کے نزدیک ترجیح زہری کی روایت کو ہے یعنی حضرت عائشہ ؓ کے مکالمے کو۔ انہوں نے اسی کے شواہد ذکر کیے ہیں' مگر قاضی عیاض کی تحقیق میں یہ مکالمہ حضرت ام سلمہ اور ام سلیم کے مابین ہوا ہے۔ اس طرح ترجیح ہشام بن عروہ کی روایت کو ہوگی اور امام بخاری ؒ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ۱۳۰) تاہم علامہ نووی نے کہا کہ عین ممکن ہے کہ دونوں ہی اس موقع پر موجود ہوں اور دونوں نے تعجب کا اظہار کیا ہو۔ واللہ اعلم. (عون المعبود) ② حضرت ام سلیم ؓ کا یہ جملہ جو انہوں نے اپنے سوال سے پہلے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا'' ان کے کمال حسن ادب پر دلیل ہے' یعنی جو بات عرفاً زبان پر نہیں لائی جاتی اور مجھے اس کی شرعاً ضرورت ہے' بتائی جائے۔ ③ امہات المومنین کا اس سوال پر اظہار تعجب دلیل ہے کہ یہ ''کمال درجے کی طیبات و طاہرات'' تھیں' اس حد تک کہ انہیں خواب میں بھی کبھی برائی کا خیال نہ آیا تھا۔ (من افادات الشیخ سلطان محمود ؒ)

(المعجم ٩٦) - **باب مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُجْزِئُ بِهِ الْغُسْلُ** (التحفة ٩٧)

باب:۹۶- پانی کی مقدار' جو غسل کے لیے کافی ہو سکتی ہے

٢٣٨- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَسولَ الله ﷺ كَانَ

۲۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک برتن فَرْق سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔

٢٣٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ٣١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية يحيى): ١/ ٤٤، ٤٥ (ورواية القعنبي، ص: ٥٤)، ورواه البخاري، ح: ٢٥٠ من حديث ابن شهاب الزهري به.

يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

قال أبُو دَاوُدَ: قال مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الحَدِيثِ قالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرسولُ الله ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيهِ قَدْرُ الْفَرَقِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ معمر نے بواسطہ زہری اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے جس میں ایک فَرْق کے برابر پانی آتا تھا۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى ابنُ عُيَيْنَةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے بھی حدیث مالک کی مانند روایت کیا ہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: الْفَرَقُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا، وَسَمِعْتُهُ يقولُ: صَاعُ ابنِ أَبِي ذِئْبٍ خَمْسَةُ أَرْطَالٍ وَثُلُثٌ. قال: فَمَنْ قال ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ؟ قال: لَيْسَ ذَلِكَ بِمَحْفُوظٍ. قال: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يقولُ: مَنْ أَعْطَى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ بِرِطْلِنَا هَذَا خَمْسَةَ أَرْطَالٍ وَثُلُثًا فَقَدْ أَوْفَى، قِيلَ: الصَّيْحَانِيُّ ثَقِيلٌ. قال: الصَّيْحَانِيُّ أَطْيَبُ؟ قال: لا أَدْرِي.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ فَرْق (ایک برتن ہے) اس میں باعتبار مقدار سولہ رطل آتے ہیں اور میں نے ان کو سنا' کہہ رہے تھے کہ ابن ابی ذئب کا صاع (باعتبار وزن) کے پانچ رطل اور تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ جو لوگ صاع کو آٹھ رطل کے برابر بتاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کا قول (صحیح اور) محفوظ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص ہمارے اس رطل کے مطابق پانچ رطل اور ایک تہائی رطل (شرعی ایک صاع) صدقۂ فطر ادا کر دے تو اس نے پورا فطرانہ ادا کر دیا۔ کہا گیا: (مدینے کی) صیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔ کہا: صیحانی بہترین کھجور ہے؟ کہا: میں نہیں جانتا۔

فوائد ومسائل: ① [فَرْق] تانبے کا ایک برتن ہوتا تھا جس سے چیزیں بھر کر ناپی جاتی تھیں۔ رطل کے حساب سے اس کا وزن سولہ رطل بنتا تھا۔ صحیح مسلم میں سفیان بن عیینہ سے اس کی کیت کو تین صاع بیان کیا گیا ہے۔ راقم مترجم نے اپنے ہاں موجود مُدّ سے اس کا حساب لگایا تو ہمارے رائج الوقت پیمانے سے اس کی کیت نو لیٹر اور چھ ملی لیٹر بنتی ہے۔ حدیث: ۹۵ کے فوائد میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ② کچھ احادیث میں ہے کہ پانی کی یہ مقدار صرف رسول اللہ ﷺ نے استعمال فرمائی اور کچھ میں ہے کہ حضرت عائشہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں نے۔ اور یہ بھی

ثابت ہے کہ آپ ایک صاع یا سوا صاع سے غسل کرلیا کرتے تھے' تو ان میں تطبیق آسان ہے کہ یہ مختلف احوال اور مواقع کا بیان ہے۔اس باب کی احادیث میں یہ بات خاص قابل ملاحظہ ہے کہ ''ایک برتن سے غسل فرمایا'' اور ''ہم غسل کرلیا کرتے تھے۔'' یعنی اس سے مزید پانی اور دوسرا برتن طلب نہیں کرتے تھے۔ بخلاف ہمارے عام معمولات کے جس میں اسراف ہوتا ہے۔ مذکورہ روایات میں بیان کی گئی مقدار اگرچہ حتمی نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے کہ انسان اسی قدر پانی پر کفایت کرے اور اسراف سے احتراز کرے۔

ملحوظہ: امام احمد کا آخری مقولہ قابل حل ہے کہ ''صاع'' بھرنے کا پیمانہ ہے اور رطل وزن کرنے کا۔ایک صاع میں پانچ رطل اور تہائی رطل غلہ یا کھجور وغیرہ آتی ہے' مگر سائل نے جب کہا کہ ''مدینے کی صیحانی کھجور بھاری ہوتی ہے۔'' تو فرمایا کہ یقیناً عمدہ کھجور ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ ''میں نہیں جانتا'' غالباً عبارت مختصر رہ گئی ہے اس لیے سمجھا گیا ہے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس کا بھاری ہونا پانی کی کاشت کی وجہ سے ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے ہے؟ ''میں نہیں جانتا۔'' جملے کی دوسری توجیہ یہ بھی ہے جسے صاحب بذل المجھود نے ذکر کیا ہے کہ صیحانی کھجور سے صدقۂ فطر ادا کریں تو وزن میں بھاری ہونے کے باعث (پانچ رطل اور تہائی رطل) صاع بھرنے سے کم رہ جاتی ہے' تو کیا اس وزن سے صدقہ درست ہوگا؟ آپ نے کہا: کھجور تو عمدہ ہے' مگر معلوم نہیں کہ صدقہ ادا ہوا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٩٧) - بَابٌ: فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ٩٨)

باب:٩٧- غسل جنابت کا بیان

٢٣٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أبو إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني سُلَيْمَانُ بنُ صُرَدٍ عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ أنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رسولِ الله ﷺ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّا أنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا» وَأشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا.

٢٣٩- حضرت جبیر بن مطعم ؓ راوی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں غسل جنابت کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''مگر میں تو اپنے سر پر پانی کے تین لپ ڈالتا ہوں۔'' اور ساتھ ہی آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔

٢٤٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال:

٢٤٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

٢٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثًا، ح: ٢٥٤ من حديث زهير، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثًا، ح: ٣٢٧ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

٢٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بالحلاب أو الطيب عند الغسل، ح: ٢٥٨، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٨ كلاهما عن محمد بن المثنى به.

حدثنا أبو عَاصِم عن حَنْظَلَةَ، عن الْقَاسِم عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ دَعَا بِشَيءٍ مِنْ نَحْوِ الْحِلَابِ فأخَذَ بِكَفَّيْهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ ثُمَّ الأَيْسَرِ ثُمَّ أخَذَ بِكَفَّيْهِ فقال بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کرنا ہوتا تو دودھ کے ڈول کی طرح کا برتن طلب کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر کی دائیں جانب سے شروع کرتے پھر بائیں جانب پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور اپنے سر پر ڈالتے تھے۔

ملحوظہ: [حِلَاب] کا ترجمہ ''دودھ کا برتن'' ہی راجح ہے جیسے کہ صاحب عون المعبود نے نقل کیا ہے کہ صحیح ابوعوانہ میں ابوعاصم سے اس کی تفصیل یوں وارد ہے کہ یہ ہر طرف سے بالشت سے قدرے کم ہوتا تھا۔ بیہقی کی روایت میں اس کو کوزے کے برابر بتایا گیا ہے جس میں آٹھ رطل پانی آ سکتا ہے یعنی ڈیڑھ صاع۔

٢٤١- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيم قال: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْني ابنَ مَهْدِيٍّ، عن زَائِدَةَ بنِ قُدَامَةَ، عن صَدَقَةَ قال: حدثنا جُمَيْعُ بنُ عُمَيْرٍ أحَدُ بَني تَيْم الله بن ثَعْلَبَةَ قال: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسَألَتْهَا إِحْدَاهُمَا: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَنَحْنُ نُفِيضُ عَلَى رُؤُوسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الضُّفُرِ.

۲۴۱- جناب جُمیع بن عمیر...... اور یہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے خانوادے سے ہیں...... کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں آیا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ غسل میں آپ لوگ کیسے کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ ؓ نے کہا: نبی ﷺ (پہلے) نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے تھے' مگر ہم اپنی چوٹیوں کی وجہ سے پانچ بار ڈالتی تھیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' آگے حدیث ۲۵۱ آ رہی ہے' اس سے واضح ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالے۔

٢٤٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ

۲۴۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الغسل من الجنابة، ح: ٥٧٤ من حديث صدقة عن جميع به، وهما ضعيفان عند الجمهور.

٢٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ٢٤٨، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٦ من حديث هشام بن عروة به. وصرح بالسماع عند أحمد: ٦/ ٥٢.

الْوَاشِحِيُّ ؛ ح : وحدثنا مُسَدَّدٌ قالا : أخبرنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيه، عن عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا اغْتَسَلَ مِنَ الجَنَابَةِ - قال سُلَيْمَانُ - يَبْدَأُ فَيُفْرِغُ بِيَمِينِهِ وقال مُسَدَّدٌ : غَسَلَ يَدَيْهِ يَصُبُّ الإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ اتَّفَقَا : فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ، وقال مُسَدَّدٌ : يُفْرِغُ عَلَى شِمَالِهِ - وَرُبَّمَا كَنَتْ عن الْفَرْجِ - ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ يَدَيْهِ في الإِنَاءِ فَيُخَلِّلُ شَعْرَهُ، حَتَّى إذَا رَأَى أَنَّهُ قد أَصَابَ الْبِشْرَةَ أَوْ أَنْقَى الْبِشْرَةَ، أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ، فَإِذَا فَضِلَ فَضْلَةٌ صَبَّهَا عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے ......سلیمان کی روایت میں ہے...... ابتدا کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالتے۔ اور مسدد کی روایت میں ہے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے' برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اوندھا کرتے۔ اس کے بعد دونوں مشائخ روایت کرنے میں متفق ہیں کہ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے اور بقول مسدد اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور بسا اوقات وہ (حضرت عائشہ) شرمگاہ کا ذکر کنایہ سے کرتیں...... پھر آپ نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرتے' پھر اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اپنے بالوں کا خلال کرتے' جب سمجھتے کہ جلد تر ہو گئی ہے یا صاف ہو گئی ہے تو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے (اور آخر غسل میں) اگر کوئی پانی بچ رہتا تو اپنے جسم پر ڈال لیتے۔

٢٤٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ الْبَاهِلِيُّ : حدثنا مُحَمَّدُ بنُ أبي عَدِيٍّ : حدثنا سَعِيدٌ عن أبي مَعْشَرٍ، عن النَّخَعِيِّ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِكَفَّيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ مَرَافِغَهُ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فإِذَا أَنْقَاهُمَا أَهْوَى بِهِمَا إلَى حَائِطٍ، ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ الْوُضُوءَ وَيُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ.

۲۴۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو اپنے ہاتھوں سے ابتدا کرتے' انہیں دھوتے' پھر اپنی شرمگاہ کے گردا گرد دھوتے (یعنی شرمگاہ' چڈے' رانیں اور گھٹنوں کے پیچھے والا حصہ دھوتے) اور اس پر پانی بہاتے پھر جب (شرم گاہ کی صفائی کے بعد) اپنے ہاتھوں کو صاف کر لیتے تو (مزید طہارت کے لیے) ان ہاتھوں کو دیوار پر مارتے (یعنی مٹی سے ملتے) پھر وضو شروع کرتے اور اپنے سر پر پانی ڈالتے۔

٢٤٣ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٦/ ١٧١ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * وهو مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد كثيرة.

٢٤٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ شَوْكَرَ: حدثنا هُشَيْمٌ عن عُرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ، حدثنا الشَّعْبِيُّ قال: قالَتْ عَائِشَةُ: لَئِنْ شِئْتُمْ لأُرِيَنَّكُم أثَرَ يَدِ رسولِ الله ﷺ في الحَائِطِ حَيْثُ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۲۴۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ﷞ نے کہا: اگر چاہو تو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے دیوار پر ہاتھ مارنے کے نشان دکھا سکتی ہوں جہاں کہ آپ غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

٢٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن الأعْمَشِ، عن سَالِمٍ، عن كُرَيْبٍ قال: أخبرنا ابنُ عَبَّاسٍ عن خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَأكْفَأَ الإنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَغَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ أوْ ثَلاثًا، ثُمَّ صَبَّ عَلَى فَرْجِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الأرْضَ فَغَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةً فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ الْمِنْدِيلَ، فَلَمْ يَأْخُذْهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لإبْرَاهِيمَ، فقال: كَانُوا لا يَرَوْنَ بِالمِنْدِيلِ بَأسًا، وَلَكِنْ كَانُوا يَكْرَهُونَ الْعَادَةَ.

۲۴۵-ام المومنین سیدہ میمونہ ﷞ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا۔ آپ غسل جنابت کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے برتن کو اپنے دائیں ہاتھ پر اونڈھا کیا اور اسے دو یا تین بار دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اسے دھویا۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' پھر اپنے سر اور جسم پر پانی ڈالا۔ پھر آپ ایک طرف ہو گئے اور اپنے پاؤں دھوئے۔ پھر میں نے آپ کو رومال دیا مگر آپ نے نہیں لیا اور جسم سے پانی جھاڑنے لگے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں نے یہ بات ابراہیم نخعی سے ذکر کی (کہ غسل کے بعد جسم پونچھا جائے یا نہیں) تو اس نے کہا: صحابہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن عادت بنا لینے کو برا جانتے تھے۔

قال أبو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: قُلْتُ لِعَبْدِ الله بنِ دَاوُدَ: كَانُوا يَكْرَهُونَهُ

امام ابوداود ﷫ نے کہا: مسدد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داود سے کہا کہ صحابہ کرام (غسل کے بعد

٢٤٤ــ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦، ٢٣٧ من حديث عروة الهمداني به * الشعبي لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، كما قال المنذري رحمه الله.

٢٤٥ــ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب الوضوء قبل الغسل، ح: ٢٤٩، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ٣١٧ من حديث سليمان بن مهران الأعمش به.

لِلْعَادَةِ، فَقَالَ: هَكَذَا هُوَ، وَلَكِنْ وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِي هَكَذَا.

کپڑے سے جسم خشک کرنے کو) بطور عادت مکروہ جانتے تھے؟ کہا ایسے ہی ہے لیکن میں نے اپنی کتاب میں اسے اس طرح پایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① غسل جنابت ہو یا عام غسل' مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا اور زیریں جسم دھویا جائے' بعدازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ نبی ﷺ کے غسل جنابت سے پہلے والے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ملتا' صرف تین مرتبہ سر پر پانی بہانے کا ذکر ہے۔ اسی لیے امام نسائی نے باب باندھا ہے ''غسل جنابت سے پہلے وضو میں سر کے مسح کا چھوڑ دینا۔'' اس باب کے تحت حدیث میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ ''یہاں تک کہ جب آپ سر پر پہنچے' تو اس کا مسح نہیں کیا' بلکہ اس پر پانی بہایا۔'' (سنن نسائی' حدیث:۴۲۲) ② مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ سب ہی صورتیں جائز ہیں۔ ③ غسل کے بعد تولیہ کا استعمال مباح ہے۔ نہ کرے تو سنت رسول پر عمل کے ثواب کا امیدوار ہونا چاہیے۔

٢٤٦- **حَدَّثَنَا** الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن شُعْبَةَ قال: إِنَّ ابنَ عَبَّاسٍ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى سَبْعَ مِرَارٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ، فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ، فَسَأَلَنِي: كَمْ أَفْرَغْتُ؟ فَقُلْتُ: لا أَدْرِي، فَقال: لا أُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْرِي؟ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى جِلْدِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ يَقولُ: هَكَذَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَطَهَّرُ.

۲۴۶- جناب شعبہ (ابوعبداللہ بن دینار مولیٰ ابن عباس) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ جب غسل جنابت کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں پر سات بار پانی ڈالتے۔ پھر اپنی شرمگاہ دھوتے۔ ایک دفعہ وہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ میں نے کتنی بار پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ کہا نہ رہے تیری ماں! جاننے سے تجھے کیا مانع ہوا؟ پھر وضو کیا جیسے کہ نماز کے لیے ہوتا ہے۔ پھر اپنے جسم پر پانی ڈالتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سے طہارت حاصل کیا کرتے تھے۔

٢٤٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٧ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به * شعبة مولى ابن عباس ضعيف، ضعفه الجمهور.

٢٤٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ جَابِرٍ عن عَبْدِ الله بنِ عُصْمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مِرَارٍ، فَلَمْ يَزَلْ رسولُ الله ﷺ يَسْأَلُ حَتَّى جُعِلَت الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ مَرَّةً.

۲۴۷-سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (شروع شروع میں) نمازیں پچاس اور غسل جنابت سات سات بار تھا۔ اسی طرح وہ کپڑا جسے پیشاب لگ جاتا اس کا دھونا بھی سات بار تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس بارے میں (تخفیف کا) سوال برابر کرتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کو پانچ اور غسل جنابت اور پیشاب لگے کپڑے کا دھونا ایک بار کر دیا گیا۔

فائدہ: مسئلہ اسی طرح ہے کہ غسل جنابت میں ایک بار جسم پر پانی بہانا واجب ہے۔ ایسے ہی کپڑے کا دھونا بھی ایک ہی بار ہے۔

٢٤٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بنُ وَجِيهٍ: أخبرنا مَالِكُ بنُ دِينَارٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً، فاغْسِلُوا الشَّعْرَ وأنْقُوا الْبَشَرَ».

۲۴۸-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے' لہٰذا اپنے بالوں کو دھوو اور جسم کو خوب صاف کرو۔''

قال أبو دَاوُدَ: الْحَارِثُ بنُ وَجِيهٍ حَدِيثُهُ مُنْكَرٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حارث بن وجیہ کی (مذکورہ) حدیث منکر ہے۔ اور وہ ضعیف ہے۔

٢٤٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۲۴۹- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٢٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٩ من حديث أيوب بن جابر به، وهو ضعيف كما في تقريب التهذيب وغيره.

٢٤٨ـ تخريج: [إسناده صعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن تحت كل شعرة جنابة، ح: ١٠٦، وابن ماجه، ح: ٥٩٧ كلاهما عن نصر بن علي الجهضمي به، وقال الترمذي: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه وهو شيخ ليس بذاك" * والحارث ضعيف كما قال أبوداود وغيره.

٢٤٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب تحت كل شعرة جنابة، ح: ٥٩٩ من حديث حماد ابن سلمة به، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٤٢ وذكر كلامًا.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن زَاذَانَ، عن عَلِيٍّ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وكَذَا مِنَ النَّارِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے اور ایسے کیا جائے گا۔'' (یعنی عذاب دیا جائے گا)

قال عَلِيٌّ: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ [شَعْر] رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي، فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي. وكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهُ رَضِيَ الله عَنْهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ میں اسی وجہ سے اپنے سر کا دشمن بن گیا ہوں۔ آپ اپنے بال منڈائے رکھتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایات کے مجموعے سے واضح ہے کہ انسان غسل جنابت میں اہتمام واحتیاط سے اپنے پورے جسم کے تمام حصوں تک پانی پہنچائے۔ کسی بال برابر جگہ کا خشک رہ جانا بھی باعث عذاب ہے البتہ عورتوں کو اپنی مینڈھیاں نہ کھولنے کی شرعاً رعایت ہے، جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

(المعجم ٩٨) - باب الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ٩٩)

٩٨- غسل کے بعد وضو کرنا

٢٥٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أبو إسْحَاقَ عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْغَدَاةِ وَلَا أُرَاهُ يُحْدِثُ وُضُوءًا بَعْدَ الغُسْلِ.

٢٥٠- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کرتے، دو رکعتیں ادا کرتے اور نماز فجر پڑھتے اور میں نہیں سمجھتی کہ آپ غسل کے بعد وضو کی تجدید کرتے تھے۔

فائدہ: ① غسل مسنون میں پہلے استنجا اور وضو ہے۔ لہٰذا غسل کے بعد وضو کے اعادے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ شرمگاہ کو ہاتھ نہ لگا ہو۔ عریاں حالت میں وضو بالکل صحیح ہوتا ہے۔

٢٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/١١٩ من حديث زهير بن معاوية به، ورواه الترمذي، ح: ١٠٧، وابن ماجه، ح: ٥٧٩، مختصرًا وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/١٥٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبوإسحاق لم يصرح بالسماع في هذا اللفظ.

(المعجم ٩٩) - **باب الْمَرْأَةِ هَلْ تَنْقُضُ شَعْرَهَا عِنْدَ الْغُسْلِ؟** (التحفة ١٠٠)

باب:٩٩-کیا عورت غسل میں اپنے سر کے بال کھولے؟

٢٥١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وابنُ السَّرْحِ قالا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أيُّوبَ بنِ مُوسَى، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: إنَّ امْرَأةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ - وقال زُهَيْرٌ: إنَّهَا - قَالَتْ: يارسولَ الله! إنِّي امْرَأةٌ أشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أفأنْقُضُهُ لِلْجَنَابَةِ؟ قال: «إنَّمَا يَكْفِيكِ أنْ تَحْفِنِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا» - وقال زُهَيْرٌ: «تَحْثِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ - مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ تُفِيضِي عَلَى سَائِرِ جَسَدِكِ، فإذَا أنْتِ قَدْ طَهُرْتِ».

٢٥١-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مسلمانوں کی ایک خاتون نے پوچھا......زہیر کی روایت ہے کہ......خود حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال سخت کر کے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے موقع پر انہیں کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر دونوں ہاتھ بھر کر تین بار پانی ڈال لے۔ زہیر کے الفاظ ہیں [تَحْثِي عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِّنْ مَاءٍ] (اور معنی ایک ہی ہے) اور اس کے بعد باقی جسم پر پانی بہا لیا کر۔ اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔

فائدہ: مرد اور عورت کے غسل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی پہلے زیریں جسم دھولیا جائے اور اگر کوئی آلائش لگی ہو تو دور کر لی جائے۔ بعد ازاں نماز والا وضو کیا جائے اور پھر باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ خواتین کو اجازت ہے کہ غسل جنابت میں ان کے سر کے بال بندھے ہوئے ہوں تو نہ کھولیں۔ ویسے ہی تین لپ پانی ڈال لیں اور ہر بار بالوں کو خوب اچھی طرح ہلائیں اور ملیں تا کہ پانی جڑوں تک چلا جائے۔ اس طرح اپنے طور پر تسلی کر لینی چاہیے۔ مگر غسل حیض میں بالوں کو پوری طرح کھولنا ضروری ہے کیونکہ روایات میں حائضہ کے لیے بال کھولنے کا حکم ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجه، حدیث:٦٤١)

٢٥٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَني ابنُ نَافِعٍ يَعْني الصَّائِغَ، عن أُسَامَةَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: إنَّ امْرَأةً جَاءَتْ إلَى أُمِّ سَلَمَةَ،

٢٥٢-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور یہی مسئلہ دریافت کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا......اور اوپر کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا......اس

٢٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ٣٣٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٥٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١١٦١، والبيهقي: ١/ ١٨١ من حديث أسامة بن زيد به.

بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَسَأَلْتُ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. قال فيه: «وَاغْمِزِي قُرُونَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ».

روایت میں ہے: ''ہر لپ ڈالنے کے بعد اپنے بالوں کی چوٹیاں نچوڑ ڈال۔''

٢٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ ابنُ نَافِعٍ عن الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إحْدَانَا إذَا أصَابَتْهَا جَنَابَةٌ أخَذَتْ ثَلاثَ حَفَنَاتٍ هَكَذَا تَعْني بِكَفَّيْهَا جَمِيعًا، فَتَصُبُّ عَلَى رَأْسِها، وَأَخَذَتْ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ فَصَبَّتْهَا عَلَى هَذَا الشِّقِّ وَالأُخْرَى عَلَى الشِّقِّ الآخَرِ.

۲۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم میں سے جب کسی کو غسل جنابت کی ضرورت ہوتی تو وہ اس طرح یعنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھی کر کے تین لپ پانی لیا کرتی اور اپنے سر پر ڈالتی۔ اور (پھر باقی جسم پر) ایک چلو لے کر اس جانب ڈالتی اور دوسرا چلو دوسری جانب۔

٢٥٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن عُمَرَ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ وَنَحْنُ مَعَ رسولِ الله ﷺ مُحِلَّاتٍ وَمُحْرِمَاتٌ.

۲۵۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم غسل کیا کرتیں اور ہمارے سر پر لیپ ہوتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں۔ احرام میں اور غیر احرام میں بھی۔

٢٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ قال: قَرَأْتُ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ بنِ عَيَّاشٍ قال ابنُ عَوْفٍ: وأخبرنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ عن أَبِيهِ، حَدَّثَني ضَمْضَمُ بنُ زُرْعَةَ عن

۲۵۵- جناب شریح بن عبید کہتے ہیں کہ مجھے جبیر بن نفیر نے غسل جنابت کے بارے میں فتویٰ دیا اور کہا کہ ثوبان ؓ نے ان کو بیان کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''مرد

٢٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الغسل، باب من بدأ بشق رأسه الأيمن في الغسل، ح: ٢٧٧ من حديث إبراهيم ابن نافع به.

٢٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٧ من حديث عمر بن سويد به، ورواه البيهقي: ١/ ١٨١، ١٨٢.

٢٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

شُرَيْح بن عُبَيْدٍ قال: أَفْتَانِي جُبَيْرُ بنُ نُفَيْرٍ عن الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَنَّ ثَوْبَانَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمُ اسْتَفْتَوُا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَنْثُرْ رَأْسَهُ فَلْيَغْسِلْهُ حَتَّى يَبْلُغَ أُصُولَ الشَّعْرِ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَلَا عَلَيْهَا أَنْ لا تَنْقُضَهُ لِتَغْرِفْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِكَفَّيْهَا».

کو اپنے بال پوری طرح کھولنے چاہییں اور وہ انہیں اچھی طرح دھوئے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے لیکن عورت کے لیے بالوں کو کھولنا لازمی نہیں ہے۔ اسے صرف اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی ڈالنا کافی ہے۔“

فائدہ: غسل جنابت میں سر پر پانی ڈال کر بالوں کو ملنا بھی چاہیے تاکہ کسی جگہ کے خشک رہنے کا احتمال نہ رہے۔ تاہم غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری ہے' جیسا کہ پیچھے تفصیل گزری۔

(المعجم ١٠٠) - بَابٌ: فِي الْجُنُبِ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ (التحفة ١٠١)

باب: ١٠٠- جنبی آدمی کا غسل کرتے ہوئے خطمی سے سر دھونا

٢٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن قَيْسِ بنِ وهبٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُوَاءَةَ بنِ عَامِرٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ، يَجْتَزِئُ بِذَلِكَ، وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

٢٥٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ اپنا سر خطمی سے دھو لیا کرتے تھے جبکہ آپ جنبی ہوتے اور آپ اسی پر کفایت کرتے مزید پانی نہ بہاتے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے صابن' شیمپو وغیرہ اشیاء سے سر دھونے میں پانی کا استعمال ناگزیر ہے۔ پانی کے بغیر طہارت کا حصول ممکن نہیں۔

(المعجم ١٠١) - بَابٌ: فِيمَا يَفِيضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ (التحفة ١٠٢)

باب: ١٠١- وہ پانی جو مرد اور عورت کے مابین بہے......؟

٢٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ١٨٢ من حديث أبي داود به * رجل من بني سواءة مجهول كما في التقريب وغيره.

٢٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن قَيْسِ بنِ وَهْبٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سوَاءَةَ بنِ عَامِرٍ ، عن عَائِشَةَ فِيما يَفِيض بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ مِنَ الْمَاءِ قالَتْ : كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَيَّ الْمَاءَ ثُمَّ يَأْخُذُ كَفًّا مِنْ مَاءٍ ثُمَّ يَصُبُّهُ عَلَيْهِ.

۲۵۷- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو پانی مرد وعورت کے درمیان بہتا ہے' اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے' (اور) مجھ پر پانی ڈالتے (یا پانی' مذی یا منی پر ڈالتے) پھر دوسرا چلو لیتے اور اس کو اپنے اوپر ڈال لیتے (یا مزید اس کے اوپر بہا دیتے)۔

توضیح : یہ روایت ضعیف ہے تاہم مفہوم سمجھ لینا چاہیے۔ اس میں جملہ [يَأْخُذُ كَفًّامِّنْ مَاءٍ يَصُبُّ عَلَى الْمَاءِ] کے لفظ [على الماء] کو دو طرح پڑھا گیا ہے۔(الف)[عَلَيَّ الْمَاءَ] یعنی علیٰ حرف جر اور ی ضمیر متکلم مجرور اور الماءَ منصوب' یَصُبُّ سے مفعول بہ۔ اس صورت میں پانی سے مراد وہ پانی ہے جو مرد وعورت کے درمیان (غسل کے دوران میں) بہتا اور ٹب میں گر جاتا ہے' اس سے رسول اللہ ﷺ پانی کا ایک چلو لیتے اور مجھ پر ڈالتے' پھر دوسرا چلو لیتے' اور اپنے اوپر ڈال لیتے۔ دوسری صورت (ب)[عَلَى الْماءِ] ہے' حرف جر کے ساتھ اس صورت میں الماء سے مراد مذی یا منی ہے۔ یعنی ایک چلو پانی لے کر پانی (یعنی مذی یا منی) پر ڈالتے اور پھر دوسرا چلو لیتے اور مزید نظافت کے لیے اس پر بہا دیتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنبی کے ہاتھ سے آنے والا پانی پاک ہے' اسی طرح اس سے اگر کوئی چھینٹے وغیرہ پڑیں' تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٢) - باب مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَمُجَامَعَتِهَا (التحفة ١٠٣)

باب:۱۰۲- حائضہ عورت سے مل کر کھانا اور (گھر میں) اس سے میل جول رکھنا

٢٥٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: إِنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ مِنْهُم الْمَرْأَةُ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا في الْبَيْتِ فَسُئِلَ رسولُ الله ﷺ عَنْ

۲۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی اپنی عورتوں کو ان کے حیض کے دنوں میں گھروں سے نکال دیتے تھے۔ ان کے ساتھ اکٹھے کھاتے تھے' نہ پیتے تھے اور نہ یکجا رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ......﴾ ''یہ لوگ

٢٥٧ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٦/ ١٥٣ عن يحيى بن آدم به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٢٥٨ـ تخريج : أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله . . . الخ، ح: ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به.

ذَلِكَ، فأنْزَلَ الله تَعالَى ذِكْرُهُ ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ﴾ إلَى آخِرِ الآيَةِ [البقرة:٢٢٢]

فقال رسولُ الله ﷺ: «جَامِعُوهُنَّ في الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ». فقالت الْيَهُودُ: مَا يُرِيدُ هَذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إلَّا خَالَفَنَا فِيهِ. فَجَاءَ أُسَيْدُ بنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بنُ بِشْرٍ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالا: يارسولَ الله! إنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وكَذَا، أفَلَا نَنْكِحُهُنَّ في الْمَحِيضِ؟ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رسولِ الله ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَن قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا، فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إلَى رسولِ الله ﷺ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُما، فَظَنَنَّا أنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ گندگی ہے۔حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’اپنی بیویوں سے گھروں کے اندر اکٹھے مل جل کر رہو۔اور تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے نکاح (یعنی جماع) کے۔‘‘(یہودیوں کو یہ معلوم ہوا) تو یہودی کہنے لگے یہ آدمی سب امور میں ہماری مخالفت ہی کرتا ہے۔چنانچہ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی ایسے ایسے کہتے ہیں تو کیا ہم ان ایام حیض میں عمل نکاح (یعنی حقیقی جنسی عمل) بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔حتیٰ کہ ہمیں یقین تھا کہ آپ ان پر ناراض ہوئے ہیں۔پھر وہ دونوں چلے گئے اور (ان کے نکلتے ہی) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوا بھیجا اور انہیں دودھ پلایا۔اس طرح ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ غصے نہیں ہوئے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ قرآن کے شارح اور مفسر ہیں۔آپ نے مذکورہ فرمان میں ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ کا صحیح شرعی معنی واضح فرمایا ہے اور قرآن کو حدیث سے علیحدہ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔② کفار‘ مبتدعین اور ملحدین کی مخالفت محض مطلوب نہیں تھی بلکہ قرآن وسنت کی حدود میں رہتے ہوئے ان کی مخالفت کرنی چاہیے۔③ رسول اللہ ﷺ کی ناراضی ذاتی رنجش کی بنا پر نہ ہوتی تھی اور علمائے حق کو بھی اس طرح ہونا چاہیے۔

٢٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عن مِسْعَرٍ، عن المِقْدَامِ بنِ شُرَيْحٍ، عن أبِيهِ عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ

۲۵۹-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں (کھانا کھاتے ہوئے) ہڈی پر سے گوشت نوچتی‘ اور میں حیض سے ہوتی‘ پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیتی

٢٥٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح: ٣٠٠ من حديث مسعر به.

أتَعَرَّقُ الْعَظْمَ وَأنَا حَائِضٌ فَأُعْطِيهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي مَوْضِعِ الَّذِي فِيهِ وَضَعْتُهُ، وَأشْرَبُ الشَّرَابَ فأُنَاوِلُهُ فَيَضَعُ فَمَهُ فِي المَوْضِعِ الَّذِي كُنْتُ أشْرَبُ مِنْهُ.

آپ (اسے قبول فرما لیتے اور) اسی جگہ اپنا منہ رکھتے' جہاں سے میں نے کھایا ہوتا۔ اور میں پانی پیتی پھر آپ کو دیتی' تو آپ اپنے لب وہیں لگاتے' جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔

٢٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن صَفِيَّةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ في حِجْرِي فيَقْرأُ وَأنَا حَائِضٌ.

٢٦٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیتے اور قرآن پڑھنے لگتے' جبکہ میں ایام سے ہوتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ ؓ کی محبت عدیم المثال تھی۔ ② ایام حیض اور جنابت کی حالت میں کوئی بھی مسلمان حقیقی طور پر نجس نہیں ہوتا۔ محض شرعی آداب کے تحت اسے نماز پڑھنے یا مسجد میں داخل ہونے وغیرہ سے روکا گیا ہے اور اس معنی میں اسے ''غیر طاہر'' (ناپاک) کہا جاتا ہے۔ ③ ویسے اس کا لعاب اور پسینہ سب پاک ہوتا ہے اور اس کے لمس سے دوسرے طاہر ساتھی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ اپنے ذکر' اذکار اور تلاوت میں مشغول رہ سکتا ہے' کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٠٣) - باب الْحَائِضِ تُنَاوِلُ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٠٤)

باب: ١٠٣- حائضہ عورت مسجد سے کوئی چیز اٹھائے (تو جائز ہے!)

٢٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ، عن القَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رسولُ الله ﷺ: «نَاوِلِينِي الخُمْرَةَ مِنَ المَسْجِدِ». قُلْتُ: إنِّي

٢٦١- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مسجد میں سے چٹائی تھما دو۔'' میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

٢٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة"، ح:٧٥٤٩ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه داود بن عبدالرحمن المكي عند مسلم، ح:٣٠١، وزهير عند البخاري، ح:٢٩٧.

٢٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ... الخ، ح:٢٩٨ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَائِضٌ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ».

ملاحظہ: اس حدیث کے الفاظ میں [مِنَ الْمَسْجِدِ] کا تعلق دو کلمات سے ہو سکتا ہے۔ [نَاوِلِينِي] سے اس صورت میں ترجمہ ہوگا ''مجھے مسجد میں سے اٹھا کر لا دو۔'' دوسرا ''قَالَ'' سے تو ترجمہ ہوگا ''آپ ﷺ نے مسجد میں سے مجھے کہا کہ مجھے چٹائی پکڑا دو۔''

مسئلہ: حائضہ یا جنبی اگر ہاتھ لمبا کر کے مسجد میں سے کوئی چیز اٹھائے یا رکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابٌ: فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ١٠٥)

باب:۱۰۴- حائضہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا نہ کرے

٢٦٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عن مُعَاذَةَ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ لَقَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ.

۲۶۲- حضرت معاذہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ آیا حائضہ (اپنے ایام حیض کی) نمازوں کی قضا دے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تو حروری ہے؟ بلاشبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے حیض سے ہوتی تھیں تو ہم کسی نماز کی قضا نہیں دیتی تھیں اور نہ ہمیں اس کا حکم ہی دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: خوارج کو حروراء مقام کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''حروری'' بھی کہتے ہیں' کیونکہ انہوں نے حضرت علی ؓ کے خلاف خروج کے بعد سب سے پہلا اجتماع مقام حروراء میں کیا تھا جو کوفہ کے قریب تھا۔ وہ حائضہ کے لیے ایام حیض کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرنے کے قائل بھی تھے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو کچھ قرآن سے ثابت ہو وہی قابل عمل ہے اور جو امور زائدہ احادیث میں آئے ہیں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے اور مرتکب کبیرہ کافر ہے۔

٢٦٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو: أخبرنا سُفْيَانُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ المَلِكِ، عن

۲۶۳- حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ ؓ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

٢٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلوة، ح: ٣٣٥ من حديث أيوب به، ورواه البخاري، ح: ٣٢١ من طريق آخر عن معاذة به.

٢٦٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

ابنِ المُبَارَكِ، عن مَعْمَرٍ، عن أيُّوبَ، عن مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قال أبُو دَاوُدَ وَزَادَ فيه: فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں یہ اضافہ ہے ''ہمیں روزے کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کرنے کا حکم نہ دیا جاتا تھا۔''

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٥- حائضہ سے مجامعت کا مسئلہ

٢٦٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ قال: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قال: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ».

۲۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرتا ہے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک دینار صدقہ کرے یا آدھا دینار۔''

قال أبُو دَاوُدَ: هَكَذَا الرِّوَايَةُ الصَّحِيحَةُ قال: «دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ» وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ.

ابوداود کہتے ہیں کہ صحیح روایت ایسے ہی ہے کہ ''ایک دینار یا آدھا دینار۔'' لیکن شعبہ اس روایت کو بعض اوقات مرفوع بیان نہ کرتے تھے۔ (بلکہ حضرت ابن عباس پر موقوف کر دیتے تھے۔)

فوائد و مسائل: ① امام ابوداود رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حرف اَوْ ہی صحیح روایت ہے اور اس میں اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دینار دے یا آدھا اور اس کے بالمقابل دیگر روایات جن میں کچھ تفصیل ہے یا صرف آدھے دینار کا ذکر ہے وہ اس حدیث کے پائے کی نہیں ہیں۔ معلوم رہے کہ دینار ہمارے موجودہ معیار کے مطابق سوا چار گرام سے کچھ زیادہ سونے کا ہوتا تھا۔ ② ان مخصوص ایام میں جنسی عمل حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو صدقہ دینا چاہیے قاعدہ ہے

٢٦٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في كفارة من أتى حائضًا، ح: ٦٤٠ من حديث يحيى القطان به، وله طريقان آخران عند الترمذي، ح: ١٣٦، ١٣٧، انظر الحديث الآتي برقم: ٢٦٦، وحديث أبي داود صححه الحاكم: ١/ ١٧١، ١٧٢، ووافقه الذهبي.

کہ ﴿اِنَّ الحَسَنَاتِ یُذْھِبنَ السَّیِّئَاتِ﴾ (ھود: ١١٤) ''نیکیاں گناہوں کا ازالہ کر دیتی ہیں۔''

٢٦٥- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابنَ سُلَيْمَانَ، عن عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ الْبُنَانِيِّ، عن أبي الْحَسنِ الْجَزَرِيِّ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: «إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فَدِينَارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينَارٍ».

٢٦٥- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے: اگر شوہر اپنی بیوی کے پاس خون حیض کے ابتدائی دنوں میں آئے تو ایک دینار دے اور اگر خون رک جانے کے ایام میں آئے تو آدھا دینار دے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ قال ابنُ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الْكَرِيمِ، عن مِقْسَمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے عبدالکریم سے اور انہوں نے مقسم سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

٢٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن خُصَيْفٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِأَهْلِهِ وَهِيَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

٢٦٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے پاس اس کے ایام حیض میں آئے' تو چاہیے کہ آدھا دینار صدقہ دے۔''

قال أبو دَاوُدَ: وكَذَا قال عَلِيُّ بنُ بَذِيمَةَ عن مِقْسَمٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: علی بن بذیمہ نے مقسم سے وہ نبی ﷺ سے مرسلاً بیان کرتے ہیں۔

وَرَوَى الأَوْزَاعِيُّ عن يَزِيدَ بنِ أَبي مَالِكٍ، عن عَبْدِ الحَمِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: أَمَرَهُ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِخُمْسَيْ دِينَارٍ، وَهَذَا مُعْضَلٌ.

اور اوزاعی نے یزید بن ابی مالک سے' انہوں نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا: آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ ایک دینار کا ٢/٥ صدقہ کرے۔ مگر یہ سند مُعْضَل ہے۔ (یعنی اس میں دو راوی یکے بعد دیگرے ساقط ہیں۔)

٢٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/٣١٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق * أبوالحسن الجزري مجهول وأخطأ من سماه عبدالحميد(تق).

٢٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الكفارة في ذلك، ح: ١٣٦ من حديث شريك القاضي به، سنده ضعيف، والحديث السابق يغني عنه.

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ البتہ حدیث:۲۶۴ صحیح ہے جس میں دینار یا نصف دینار صدقہ کرنے کا حکم ہے' قطع نظر اس سے کہ اس نے ابتدائے حیض میں صحبت کی ہے یا درمیان میں یا آخر میں۔ البتہ تخییر (اَوْ) کی وجہ کفارہ ادا کرنے والے کی مالی استطاعت ہو سکتی ہے' کم حیثیت والا نصف دینار اور زیادہ حیثیت والا پورا دینار صدقہ کرے۔ ایک دینار کا وزن کم و بیش ساڑھے چار ماشہ سونا ہے جو جدید اعشاری نظام کے مطابق ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ہے۔

(المعجم ١٠٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنْهَا مَا دُونَ الْجِمَاعِ** (التحفة ١٠٧)

باب:۱۰۶- شوہر اپنی اہلیہ سے (ایام حیض میں) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتا ہے

٢٦٧- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ابنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن حَبِيبٍ مَوْلَى عُرْوَةَ، عن نُدْبَةَ مَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ، عن مَيْمُونَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ إِلَى أَنْصَافِ الْفَخِذَيْنِ أَوِ الرُّكْبَتَيْنِ تَحْتَجِزُ بِهِ.

۲۶۷- ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج میں سے کسی ایک کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے جبکہ وہ حیض سے ہوتی اور اس پر آدھی رانوں تک یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا اور وہ اس کپڑے سے اپنے (زیریں) جسم کو ڈھانپے ہوتی تھی۔

ملحوظہ: زوجین کے یہ مسائل کسی عام عالم کے لیے اس انداز میں بیان کرنا بہت مشکل ہے' مگر چونکہ یہ دین' طہارت اور اللہ کی حدود کے مسائل ہیں' اسی لیے ازواج مطہرات نے بھی بیان فرمائے ہیں' ورنہ ان کی حیا و شرم بے مثل و بے مثال تھی (رضی اللہ عنہن) اور آپ ﷺ کی کثرت ازدواج کی حکمت بھی یہی تھی کہ زوجین کے مابین کے مسائل شرعی لحاظ سے امت کے سامنے آجائیں۔

مسئلہ: ایام حیض میں بوس و کنار یقیناً جائز ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ایسے جوڑے کو اپنے اوپر کس حد تک ضبط ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ ضبط قائم نہ رہے گا تو ازحد احتیاط کرنی چاہیے کہ کہیں حرام میں واقع نہ ہو جائیں۔ (نیز دیکھیے' حدیث:۲۵۸)

٢٦٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۲۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

٢٦٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مباشرة الحائض، ح: ٢٨٨ من حديث الليث بن سعد به * والزهري صرح بالسماع عند البيهقي: ١/ ٣١٣، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٦٢.

٢٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ٣٠٠، ٢٠٣٠، ومسلم، الحيض، ◄◄

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْمُرُ إحْدَانَا إذَا كَانَتْ حَائِضًا أنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُضَاجِعُهَا زَوْجُهَا. وقال مَرَّةً: يُبَاشِرُهَا.

رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کو حکم فرماتے کہ جب ہم میں سے کوئی حیض سے ہو تو اپنی چادر اچھی طرح باندھ لیا کرے۔ پھر شوہر (کو اجازت ہے کہ) اس کے ساتھ لیٹ جائے۔ اور (شعبہ نے) ایک بار [یُضَاجِعُهَا] کی بجائے [یُبَاشِرُهَا] کا لفظ روایت کیا۔

٢٦٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن جَابِرِ بنِ صُبْحٍ قال: سَمِعْتُ خِلَاسَ الْهَجَرِيَّ قال: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تقولُ: كُنْتُ أنَا وَرسولُ الله ﷺ نَبِيتُ في الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فإنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ، وَإِنْ أَصَابَ - تَعْنِي ثَوْبَهُ - مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ ثُمَّ صَلَّى فِيهِ.

٢٦٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی تھیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں رات گزارتے اور میں حیض سے ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ لگ جاتا تو اتنی جگہ دھو لیتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور نماز پڑھ لیتے۔ اور اگر کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو بھی اسی قدر جگہ دھوتے اس سے آگے نہ بڑھتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

فوائد ومسائل: ① دین وشریعت اور طہارت کی حدود واضح کرنے کے لیے ہی یہ مخفی حقائق بیان ہوئے ہیں تاکہ امت کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی رہے۔ ورنہ عام مسلمان میاں بیوی کے لیے اپنے مخفی امور کا ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ ② خون حیض نجس ہے۔ ③ جو حصہ جسم کا یا کپڑے کا آلودہ ہوا اسی قدر دھونا واجب ہے نہ کہ سارا جسم یا سارا کپڑا۔

٢٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله يَعْنِي ابنَ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابنَ زِيَادٍ، عن عُمَارَةَ بنِ غُرَابٍ قال: إنَّ عَمَّةً لَهُ حَدَّثَتْهُ

٢٧٠- جناب عمارہ بن غراب کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا' کہا کہ ہم میں سے ایک حائضہ ہوتی ہے اور اس کے لیے اور اس کے شوہر کے لیے صرف ایک ہی

◄ باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث منصور به.

٢٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطهارة، باب مضاجعة الحائض، ح: ٢٨٥ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٢٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ١٢٠ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف كما تقدم: ٦٢ ☆ وعمارة بن غراب مجهول (تقريب) وعمته: لم أعرفها.

أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِحْدَانَا تَحِيضُ وَلَيْسَ لَهَا وَلِزَوْجِهَا إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، قَالَتْ: أُخْبِرُكِ بِمَا صَنَعَ رسولُ الله ﷺ، دَخَلَ فَمَضَى إِلَى مَسْجِدِهِ - قال أبو دَاوُدَ: تَعْنِي مَسْجِدَ بَيْتِهِ - فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى غَلَبَتْنِي عَيْنِي وَأَوْجَعَهُ الْبَرْدُ، فقال: ادْنِي مِنِّي، فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فقالَ: «وَإِنْ اكْشِفِي عَنْ فَخِذَيْكِ»، فَكَشَفْتُ فَخِذَيَّ، فَوَضَعَ خَدَّهُ وَصَدْرَهُ عَلَى فَخِذَيَّ، وَحَنَيْتُ عَلَيْهِ حَتَّى دَفِيءَ وَنَامَ.

بستر ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک بار کی بات بتاتی ہوں کہ آپ (گھر میں) تشریف لائے اور اپنی مسجد میں چلے گئے...... امام ابوداود ؒ نے کہا اس سے مراد گھر میں نماز کی جگہ پر...... پھر آپ فارغ نہ ہوئے حتیٰ کہ میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں۔ (یعنی نیند نے آ لیا) اور آپ ﷺ کو سردی نے ستایا تو فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' میں نے کہا: میں حیض سے ہوں۔ آپ نے کہا: ''اپنی رانوں سے کپڑا ہٹاؤ۔'' میں نے اپنی رانوں سے کپڑا ہٹا لیا تو آپ نے اپنا رخسارہ اور سینہ میری رانوں پر رکھ دیا اور میں بھی آپ پر جھک گئی، حتیٰ کہ آپ گرم ہو گئے اور سو رہے۔

٢٧١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن أبي الْيَمَانِ، عن أُمِّ ذَرَّةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: كُنْتُ إذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عن المِثَالِ عَلَى الْحَصِيرِ فَلَمْ نَقْرَبْ رسولَ الله ﷺ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتَّى نَطْهُرَ.

٢٧١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں، فرماتی ہیں: جب مجھے حیض آتا تو میں بستر سے اتر کر چٹائی پر آ جاتی پھر ہم (زوجات) رسول اللہ ﷺ کے قریب نہ ہوتی تھیں حتیٰ کہ پاک ہو جاتیں۔

ملحوظ: مقصد یہ ہے کہ کبھی یہ صورت ہوتی اور کبھی اکٹھے بھی لیٹ جاتے۔ مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں وسعت ہے اور دونوں صورتیں جائز ہیں۔ واللہ اعلم۔

٢٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَيْئًا أَلْقَى

٢٧٢- جناب عکرمہ کسی زوجۂ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہتی ہیں کہ نبی ﷺ اگر اپنی کسی اہلیہ سے کچھ خواہش کرتے اور وہ حیض سے ہوتی تو اس کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے۔

٢٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * أبواليمان الرحال مستور (تقريب) وأم ذرة مجهولة الحال.

٢٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٢/ ١٨٢ من حديث أبي داود به.

عَلَى فَرْجِهَا ثَوْبًا .

٢٧٣- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَأْمُرُنَا فِي فَوْحِ حَيْضَتِنَا أَنْ نَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُنَا، وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ أَرَبَهُ كَمَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَمْلِكُ أَرَبَهُ .

۲۷۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے (یعنی زوجات کے) شدت حیض کے دنوں میں ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنی چادر کس کے باندھ لیں اور پھر ہمارے ساتھ لیٹ جاتے......اور تم میں سے کون ہے جسے اپنے جذبات پر اس قدر ضبط ہو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کو تھا؟

فائدہ : معلوم ہوا کہ نو بیاہتا اور جوان جوڑوں کو مخصوص دنوں میں بے انتہا احتیاط واجب ہے مگر جب عمر ڈھل جائے اور جذبات میں ٹھہراؤ آ جائے تو مذکورہ فعل جائز ہے۔

(المعجم ١٠٧) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُسْتَحَاضُ وَمَنْ قَالَ: تَدَعُ الصَّلَاةَ فِي عِدَّةِ الأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ** (التحفة ١٠٨)

باب:۱۰۷-مستحاضہ کا بیان اور یہ کہ (غیر ممیزہ) اپنے حیض کے دنوں کے برابر نماز چھوڑ دیا کرے

٢٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رسولَ الله ﷺ، فَقَال: «لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا

۲۷۴-حضرت ام سلمہ ؓ زوجہ نبی ﷺ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو بہت خون آتا تھا تو اس کے لیے ام سلمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اسے چاہیے کہ یہ عارضہ لاحق ہونے سے پہلے مہینے (میں حیض) کے دنوں اور راتوں کی گنتی کا خیال کرے اور استحاضہ والے مہینے میں اسی انداز سے نماز چھوڑ دے۔ جب یہ دن گزر

٢٧٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح:٣٠٢، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح:٢٩٣ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.

٢٧٤ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاغتسال من الحيض، ح:٢٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٦٢ (والقعنبي، ص: ٨٠)، وللحديث شواهد، انظر، ح:٢٧٩، ٢٨١، السند منقطع وحديث مسلم، ح:٣٣٣ يغني عنه.

الَّذِي أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ».

جائیں تو غسل کر لے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے رہے اور نماز پڑھتی رہے۔"

ملحوظہ: ہر بالغ عورت کو ماہانہ نظام کے تحت جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ اس کا رحم خالی ہے۔ ابتدائے بلوغت ہی سے ہر عورت کو اپنی عادت کا بالعموم تجربہ ہو جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خون سیاہی مائل ہوتا ہے لیکن اگر اس نظام میں خرابی آ جائے اور خون کا آنا عادت سے بڑھ جائے تو اسے استحاضہ کہتے ہیں اور اس کی رنگت بھی مختلف سی ہوتی ہے۔ بچے کی ولادت پر آنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔ حیض اور نفاس کے ایام ناپاکی کے ایام شمار ہوتے ہیں مگر استحاضہ کے ایام طہارت کے شمار کیے جاتے ہیں' اس بنا پر کہ یہ ایک مرض کی کیفیت ہوتی ہے۔

استحاضہ کا مسئلہ یوں ہے کہ اگر عورت کو اپنے حیض کی تواریخ معلوم اور اس کے ایام متعین ہوں اور یہ عارضہ لاحق ہو جائے تو وہ ان متعین دنوں کی نمازیں چھوڑ دے اور شوہر بھی اس سے علیحدہ رہے۔ اگر ایام اور تواریخ میں فرق آتا رہتا ہو تو سیاہی مائل خون کے ایام کو حیض کے ایام شمار کیا جائے لیکن اگر تواریخ اور ایام غیر متعین اور رنگت سے بھی امتیاز نہ ہو رہا ہو یا ابتدا ہی سے استحاضے کا عارضہ لاحق ہو گیا ہو تو چھ' سات دن یا اپنے عزیز واقارب کی خواتین کی عادات کے مطابق حیض کے دن متعین کر لیے جائیں۔ ان دنوں میں نماز' روزہ اور مجامعت سے پرہیز کیا جائے۔ ان دنوں کے پورے ہونے پر غسل کر کے نماز' روزہ شروع کر دے اور بعد ازاں ہر نماز کے لیے وضو کرتی رہے۔ اگر غسل کی ہمت ہو تو بہت افضل ہے۔ شوہر کو مباشرت کی بھی اجازت ہوگی۔ استحاضہ کی احادیث کا اس مختصر تمہید کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے۔

٢٧٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ ابنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا أَخْبَرَهُ عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ- فَذَكَرَ مَعْنَاهُ - قال: «فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ»، بِمَعْنَاهُ.

٢٧٥- ایک آدمی نے حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت کیا کہ ایک عورت کو بہت خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا...... اس روایت میں ہے کہ جب یہ دن گزر جائیں اور نماز کا وقت آ جائے (یعنی نماز پڑھنے کے دن آ جائیں) تو چاہیے کہ غسل کرے۔ باقی روایت سابقہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

٢٧٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

٢٧٦- ایک انصاری سے روایت ہے کہ ایک خاتون

٢٧٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث الليث بن سعد به، ورواه في معرفة السنن والآثار: ٤٧٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٢٧٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

حدثنا أنسٌ يَعْنِي ابنَ عِيَاضٍ، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ: أنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ اللَّيْثِ قال: «فإذَا خَلَّفَتْهُنَّ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ» وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

کو بہت زیادہ خون آتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث لیث کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا کہ جب یہ ایام گزار لے اور نماز کا وقت آجائے تو غسل کرے۔ اور اس کے ہم معنی ذکر کیا۔

٢٧٧- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا صَخْرُ بنُ جُوَيْرِيَةَ عن نَافِعٍ بِإسْنَادِ اللَّيْثِ، وَمَعْنَاهُ: قال: «فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ، ثُمَّ إذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ وَلْتَسْتَذْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّي».

٢٧٧- صخر بن جویریہ نافع سے لیث کی اسناد سے اور اس کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا: ''ایام حیض کی گنتی کے مطابق نماز چھوڑ دے۔ پھر جب نماز کا وقت ہو جائے (نماز کے ایام آ جائیں) تو غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔''

فائدہ: حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے ہی غسل کرنا واجب نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کا وقت آنے پر واجب ہوتا ہے۔

٢٧٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أيُّوبُ عن سُلَيْمَانَ ابنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قال فيه: «تَدَعُ الصَّلَاةَ وَتَغْتَسِلُ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ وَتَسْتَذْفِرُ بِثَوْبٍ وَتُصَلِّي».

٢٧٨- سلیمان بن یسار' حضرت ام سلمہ ؓ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ ''نماز چھوڑ دے اور اس کے علاوہ میں غسل کرے اور کپڑے کا لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔''

قال أبو دَاوُدَ: وَسَمَّى المَرْأةَ الَّتِي كَانَت اسْتُحِيضَتْ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ في هَذَا الْحَدِيثِ، قال: فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ حماد بن زید نے بواسطہ ایوب یہ روایت بیان کی تو اس میں مستحاضہ خاتون کا نام فاطمہ بنت ابی حبیش بتایا۔

٢٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٦.

٢٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٤ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٧.

فوائد ومسائل: ① حدیث ۲۷۴-۲۷۸ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم مسئلے کی نوعیت وہی ہے جو ان میں بیان کی گئی ہے۔ ② علامہ احمد شاکر نے نقل کیا ہے کہ دور نبوی میں اس عارضے میں مبتلا خواتین کی تعداد دس تک شمار کی گئی ہے۔ علامہ منذری نے پانچ نام گنوائے ہیں۔ حمنہ بنت جحش' ان کی بہن ام حبیبہ' فاطمہ بنت ابی حبیش الاسدیہ' سہلہ بنت سہیل القرشیہ اور ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہن۔

٢٧٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن جَعْفَرٍ، عن عِرَاكٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّها قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عن الدَّمِ، فقالت عَائِشَةُ: فَرَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلآنَ دَمًا، فقالَ لَهَا رسولُ الله ﷺ: «امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي».

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ قُتَيْبَةُ بَيْنَ أَضْعَافِ حَدِيثِ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ في آخِرِهَا. وَرَوَاهُ عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ وَيُونُسُ بنُ مُحَمَّدٍ عن اللَّيْثِ فقالا: جَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ.

۲۷۹- جناب عروہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے خون کے متعلق پوچھا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ان کی لگن دیکھی تھی کہ خون سے بھری ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس عارضہ سے پہلے کی عادت کے مطابق نماز سے رکی رہو جیسے کہ باقاعدہ تمہیں حیض روکتا تھا' پھر غسل کر لو۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا قتیبہ نے ایک حدیث میں بین السطور اس روایت کی سند میں جعفر کا نسب ''جعفر بن ربیعہ'' دوسری مرتبہ میں واضح کیا۔ (یعنی انہیں جعفر کے ابن ربیعہ ہونے میں شک تھا) جبکہ علی بن عیاش اور یونس بن محمد نے لیث سے روایت کیا تو ان دونوں نے بصراحت (بغیر شک کے) ''جعفر بن ربیعہ'' کہا۔

٢٨٠- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن المُنْذِرِ بنِ المُغِيرَةِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: إنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رسولَ الله

۲۸۰- جناب عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور خون کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''یہ ایک رگ (کا خون) ہے۔ تم ذرا غور سے دیکھو جب تمہارا حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب

٢٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤/ ٦٥ عن قتيبة به.

٢٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الأقراء، ح: ٢١٢ عن عيسى بن حماد به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢٧٤، ٢٧٨ * المنذر بن المغيرة مجهول، وثقه ابن حبان وحده.

ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فقالَ لَهَا رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِي إِذَا أَتَى قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ قَرْؤُكِ فَتَطَهَّرِي ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

حیض گزر جائے تو طہارت حاصل کرو اور دوسرے حیض کے ایام آنے تک نماز پڑھتی رہو۔“

فائدہ : معلوم ہوا کہ اگر پہلے سے ایام و تواریخ معلوم و متعین ہوں تو انہی ایام کو ایام حیض شمار کیا جائے اور اگر معلوم نہ ہوں تو خون کی رنگت سے اندازہ لگایا جائے۔

٢٨١- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن سُهَيْلٍ يَعْني ابنَ أبي صَالحٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: حَدَّثَتْني فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبي حُبَيْشٍ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَسْمَاءَ أَوْ أَسْمَاءُ حَدَّثَتْني أَنَّهَا أَمَرَتْهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ أبي حُبَيْشٍ أَنْ تَسْأَلَ رسولَ الله ﷺ، فأمَرَهَا أن تَقْعُدَ الأيَّامَ الَّتي كَانَتْ تَقْعُدُ ثُمَّ تَغْتَسِلَ.

٢٨١- جناب عروہ بن زبیر نے کہا کہ مجھ سے فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے بیان کیا‘ انہوں نے اسماء سے کہا تھا یا اسماء نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے فاطمہ بنت ابی حبیش نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان ایام میں بیٹھی رہے (اور نماز نہ پڑھے) جن میں (اس عارضے سے پہلے) بیٹھا کرتی تھی‘ پھر غسل کرے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ قَتَادَةُ عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ أنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ، فأمَرَهَا النَّبيُّ ﷺ أَنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس کو قتادہ نے عروہ بن زبیر سے وہ زینب بنت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال أبو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ قَتَادَةُ مِنْ عُرْوَةَ شَيْئًا. وَزَادَ ابنُ عُيَيْنَةَ في حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت:

امام ابوداود ؒ نے کہا: قتادہ نے عروہ سے کچھ نہیں سنا ہے۔ اور ابن عیینہ نے زهری عن عمرة عن عائشة کی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے‘ کہا: ام حبیبہ کو

٢٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣٣١/١ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٨٦، ٢٩٦، ٣٠٤، ورواه هشام بن عروة عن أبيه عند النسائي: ١١٦/١، ح: ٢٠١ * الزهري مدلس وعنعن وحديث النسائي صحيح.

إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَألت النَّبِيَّ ﷺ، فأمَرَهَا أنْ تَدَعَ الصَّلاَةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا.

استحاضہ ہوتا تھا تو اس نے نبی ﷺ سے پوچھا' آپ نے اسے حکم دیا کہ اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑے رہے۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهْمٌ من ابنِ عُيَيْنَةَ، لَيْسَ هَذَا في حَدِيثِ الْحُفَّاظِ عن الزُّهْرِيِّ إلَّا مَا ذَكَرَ سُهَيْلُ بْنُ أبِي صَالِحٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ ابن عیینہ کا وہم ہیں۔ حفاظ کی حدیث میں زہری سے وہی مروی ہے جو سہیل بن ابی صالح نے ذکر کیا۔

وقد رَوَى الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ عن ابنِ عُيَيْنَةَ، لَمْ يَذْكُرْ فيه «تَدَعُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا». وَرَوَتْ قَمِيرُ بِنْتُ عَمْرٍو زَوْجُ مَسْرُوقٍ عن عَائِشَةَ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ».

اور حمیدی نے یہ حدیث ابن عیینہ سے روایت کی تو اس میں تَدَعُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔ اور قمیر بنت عمرو زوجہ مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ''استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے' پھر غسل کرے۔''

وقال عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عن أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ أمَرَهَا أنْ تَتْرُكَ الصَّلَاةَ قَدْرَ أقْرَائِهَا.

اور عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اسے (مستحاضہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے حیض کے ایام کے برابر نمازیں چھوڑ دے۔

وَرَوَى أبُو بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ أبِي وَحْشِيَّةَ عن عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

اور ابو بشر جعفر بن ابی وحشیہ نے عکرمہ سے' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا...... اور اسی کے مثل ذکر کیا۔

وَرَوَى شَرِيكٌ عن أبِي الْيَقْظَانِ، عن عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي».

اور شریک نے ابوالیقظان سے' وہ عدی بن ثابت سے' وہ اپنے والد سے' وہ اس (عدی) کے نانا سے' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''استحاضہ والی اپنے حیض کے ایام کی نمازیں چھوڑے رہے' پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔''

وَرَوَى الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عن الْحَكَمِ، عن أبِي جَعْفَرٍ قال: إنَّ سَوْدَةَ

اور علاء بن مسیب نے حکم سے' انہوں نے ابوجعفر سے روایت کیا کہا: سودہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو نبی ﷺ

اسْتُحِيضَتْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَضَتْ أَيَّامُهَا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

نے ان کو حکم دیا: ''جب ان کے ایام گزر جائیں تو غسل کریں اور نماز پڑھیں۔''

وَرَوَى سَعِيدُ بنُ جُبَيْرٍ عن عَلِيٍّ وَابنِ عَبَّاسٍ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَجْلِسُ أَيَّامَ قُرْئِهَا. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَمَّارٌ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وَطَلْقُ بنُ حَبِيبٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْقِلٌ الْخَثْعَمِيُّ عن عَلِيٍّ. وَكَذَلِكَ رَوَى الشَّعْبِيُّ عن قَمِيرَ امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ.

اور سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض میں بیٹھی رہے۔ اور ایسے ہی عمار مولیٰ بنی ہاشم اور طلق بن حبیب نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا۔ اور ایسے ہی معقل خثعمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور شعبی نے قمیر زوجہ مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ قَوْلُ الْحَسَنِ وَسَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ وعَطَاءٍ وَمَكْحُولٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَسَالِمٍ وَالْقَاسِمِ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حسن، سعید بن مسیب، عطاء، مکحول، ابراہیم، سالم اور قاسم کا یہی قول ہے کہ مستحاضہ اپنے ایام حیض کی نمازیں چھوڑے رہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ احادیث اور اقوال ایسی عورتوں کے بارے میں ہیں جن کی سابقہ عادت معلوم ومتعین ہو۔ ② حدیث ۲۸۰، ۲۸۱ بھی سنداً ضعیف ہیں، لیکن ان میں بیان کردہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٠٨) - [بَابُ مَنْ رَوَى أَنَّ الْحَيْضَةَ إِذَا أَدْبَرَتْ لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ] (التحفة ١٠٩)

باب:۱۰۸- جب حیض ختم ہو جائے تو پھر نماز نہ چھوڑے

٢٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَعَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالا: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: إنَّ فَاطِمَةَ بِنتَ أَبِي حُبَيْشٍ جَاءَتْ رسولَ الله ﷺ فقالت: إنِّي

۲۸۲- جناب عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور کہا کہ میں ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے اور پاک نہیں ہوتی ہوں، تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک رگ (کا خون ہوتا)

٢٨٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٦، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح:٣٣٣ من حديث هشام به.

امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قال: «إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَت بِالْحَيْضَةِ، فإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي».

ہے' حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب ختم ہو جائے تو اپنے سے خون دھوو اور نماز پڑھو۔"

٢٨٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَا مٍ بإِسْنَادِ زُهَيْرٍ وَمَعْنَاهُ قال: «فإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ، فإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي».

۲۸۳-قعنبی نے مالک کے واسطے سے ہشام سے بسند زہیر اسی کے ہم معنی بیان کیا' کہا: "جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو۔ اور جب اس کے بقدر (بقدر عادت سابق ایام) گزر جائیں تو خون کو دھوو اور نماز پڑھو۔"

(المعجم ١٠٩) - بَابٌ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٠)

باب:۱۰۹-(مستحاضہ کو) جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے

٢٨٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبُو عَقِيلٍ عن بُهَيَّةَ قالت: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ عَائِشَةَ عن امْرَأَةٍ فَسَدَ حَيْضُهَا وَأُهَرِيقَتْ دَمًا، فأَمَرَنِي رسولُ الله ﷺ أَنْ آمُرَهَا فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحِيضُ فِي كُلِّ شَهْرٍ وَحَيْضُهَا مُسْتَقِيمٌ فَلْتَعْتَدَّ بِقَدْرِ ذَلِكَ مِنَ الأَيَّامِ ثُمَّ لِتَدَعِ الصَّلَاةَ فِيهِنَّ أَوْ بِقَدْرِهِنَّ ثُمَّ لِتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَذْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّي.

۲۸۴-بُہَیَّہ سے روایت ہے' کہا کہ میں نے ایک عورت کو سنا جو حضرت عائشہ ؓ سے پوچھ رہی تھی کہ جس عورت کا نظام حیض خراب ہو گیا ہو اور اسے بہت زیادہ خون آتا ہو (تو وہ کیا کرے؟) تو (انہوں نے کہا) مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے کہوں کہ اتنے دن انتظار کرے جتنے کہ ہر مہینے اسے حیض آتا تھا جب کہ اس کا حیض صحیح تھا تو اس قدر ایام شمار کرے اور ان میں نماز چھوڑے رہے' پھر غسل کرے۔ کپڑے سے لنگوٹ باندھے اور نماز پڑھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن مسئلہ صحیح ہے۔

٢٨٣_ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦١ (والقعنبي، ص: ٧٩، ٨٠)، وانظر الحديث السابق.

٢٨٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٤٣ من حديث أبي داود به * بهية لا تعرف وأبو عقيل يحيى ابن المتوكل ضعيف وقال الذهبي: "ضعفوه" (الكاشف: ٣/ ٢٣٣).

٢٨٥- حَدَّثَنا ابنُ أبي عَقِيلٍ ومُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ المِصْرِيَّانِ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رسولِ الله ﷺ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رسولَ الله ﷺ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

۲۸۵- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ' وہ دونوں ہی حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی زوجیت میں تھیں' استحاضہ شروع ہو گیا اور سات سال تک رہا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے' تو غسل کر اور نماز پڑھ۔''

قال أبو دَاوُدَ: زَادَ الأوْزَاعِيُّ في هَذَا الحديثِ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: اسْتُحِيضَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِينَ، فأمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ قال: «إذَا أقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، فإذَا أدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي».

امام ابوداود ؒ نے کہا اوزاعی نے اس حدیث میں بہ سند زہری عن عروہ' عمرہ عن عائشہ ؓ یہ اضافہ کیا کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو استحاضہ شروع ہو گیا اور یہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی زوجیت میں تھی' اسے سات سال تک یہ عارضہ رہا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا: ''جب حیض آ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔''

قال أبو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ هَذَا الكَلَامَ أَحَدٌ مِنْ أصْحَابِ الزُّهْرِيِّ غَيْرُ الأَوْزَاعِيِّ، وَرَوَاهُ عن الزُّهْرِيِّ، عَمْرُو ابنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَيُونُسُ وَابنُ أبي

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ یہ جملہ [إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ، فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ وَصَلِّيْ] زہری کے شاگردوں میں سے اوزاعی کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا ہے۔ اس روایت کو زہری سے عمرو

٢٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤/ ٦٤ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وصرح بالسماع عند النسائي، ح: ٢٠٤.

ذِئْبٍ وَمَعْمَرٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَسُلَيْمَانُ ابنُ كَثِيرٍ وَابنُ إِسْحَاقَ وَسُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ، وَلَمْ يَذْكُرُوا هذا الكلامَ.

بن حارث' لیث' یونس' ابن ابی ذئب' معمر' ابراہیم بن سعد' سلیمان بن کثیر' ابن اسحٰق اور سفیان بن عیینہ نے روایت کیا ہے' مگر یہ حضرات یہ جملہ ذکر نہیں کرتے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَإِنَّمَا هَذَا لَفْظُ حَدِيثِ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا یہ لفظ صرف ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہیں۔

قال أبو دَاوُدَ: وَزَادَ ابنُ عُيَيْنَةَ فيهِ أيضًا، أمَرَهَا أنْ تَدَعَ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا وَهُوَ وَهْمٌ من ابنِ عُيَيْنَةَ. وَحَدِيثُ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو عن الزُّهْرِيِّ فيهِ شَيْءٌ وَيَقْرُبُ مِنَ الَّذِي زَادَ الأوْزَاعِيُّ في حَدِيثِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عیینہ نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ نے اسے حکم دیا: ''اپنے حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے۔'' اور یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔ اور محمد بن عمرو عن زہری کی روایت میں بھی کچھ (وہم) ہے (جو اس کے بعد آ رہی ہے) اور یہ اسی کے قریب ہے جو اوزاعی نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا ہے۔

٢٨٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، قال: حَدَّثَني ابنُ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ أبي حُبَيْشٍ قال: إنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فقال لَها النَّبِيُّ ﷺ: «إذَا كَانَ دَمُ الْحَيْضَةِ فإنَّهُ دَمٌ أسْوَدُ يُعْرَفُ، فإذَا كَانَ ذَلِكِ فَأَمْسِكِي عن الصَّلَاةِ، فإذَا كَانَ الآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي فإنَّمَا هُوَ عِرْقٌ».

٢٨٦- جناب عروہ بن زبیر' فاطمہ بنت ابی حبیش سے راوی ہیں کہا کہ انہیں (فاطمہ کو) استحاضہ آتا تھا' تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جب خون حیض کا ہو جو کہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے تو جب یہ آئے تو نماز سے رکی رہو اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔ یہ ایک رگ ہوتی ہے۔''

قال أبو دَاوُدَ: قال ابنُ المُثَنَّى: حدثنا بِهِ ابنُ أبي عَدِيٍّ من كِتَابِهِ هَكَذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ محمد بن مثنیٰ نے کہا کہ ابن ابی عدی نے ہمیں اپنی کتاب سے ایسے ہی بیان کیا (یعنی

٢٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة، ح: ٢١٦ عن محمد بن المثنى به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٤٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢٨١ * الزهري عنعن.

ثُمَّ حدثنا بِهِ بَعْدُ حِفْظًا. قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

عروہ اور فاطمہ کے مابین کوئی واسطہ نہیں تھا) اور بعد میں جب اپنے حفظ سے روایت کیا تو اس سند میں عائشہ کا ذکر کیا' کہا کہ فاطمہ کو استحاضہ آتا تھا۔ پھر اوپر والی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى أَنسُ بنُ سِيرِينَ عن ابنِ عَبَّاسٍ في المُسْتَحَاضَةِ قال: إِذَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ فَلا تُصَلِّي وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ وَلَوْ سَاعَةً فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ انس بن سیرین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا کہ جب وہ خوب گہرا سرخ خون دیکھے تو نماز نہ پڑھے اور جب طہر محسوس کرے اگرچہ ایک گھڑی ہی ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال مَكْحُولٌ: إِنَّ النِّسَاءَ لا تَخْفَى عَلَيْهِنَّ الْحَيْضَةُ، إِنَّ دَمَهَا أَسْوَدُ غَلِيظٌ، فإِذَا ذَهَبَ ذَلِكَ وَصَارَتْ صُفْرَةً رَقِيقَةً فإِنَّهَا مُسْتَحَاضَةٌ فَلْتَغْتَسِلْ [وَلْتُصَلِّ].

مکحول نے کہا ہے کہ عورتوں کے لیے حیض کا معاملہ پوشیدہ نہیں ہوتا۔ یہ خون سیاہ اور گاڑھا ہوتا ہے۔ جب یہ ختم ہو جائے' گاڑھا نہ رہے اور زرد رنگ ہو جائے' تو یہ استحاضہ ہوتا ہے' تو چاہیے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ في المُسْتَحَاضَةِ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتِ اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حماد بن زید نے بہ سند یحییٰ بن سعید' سعید بن مسیب سے مستحاضہ کے بارے میں روایت کیا ہے: جب اسے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

وَرَوَى سُمَيٌّ وَغَيْرُهُ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: تَجْلِسُ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا.

سُمَیّ اور کچھ دوسروں نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے: (مستحاضہ) اپنے حیض کے ایام میں بیٹھی رہے۔

وَكَذَلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ.

ایسے ہی حماد بن سلمہ نے یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے سعید بن مسیب سے روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى يُونُسُ عن

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ یونس' حسن بصری سے

الحَسَنِ: الحائِضُ إِذَا مَدَّ بِهَا الدَّمُ تُمْسِكُ بَعْدَ حَيْضَتِها يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

بیان کرتے ہیں: حیض والی کا خون جب طول پکڑ جائے تو حیض کے بعد ایک دو دن تک دیکھے (اگر رک جائے تو بہتر) ورنہ یہ استحاضہ ہے۔

وقال التَّيْمِيُّ عن قَتَادَةَ: إِذَا زَادَ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا خَمْسَةُ أَيَّامٍ [فَلْتُصَلِّ]. قال التَّيْمِيُّ: فَجَعَلْتُ أَنْقُصُ حَتَّى بَلَغْتُ يَوْمَيْنِ، فقال: إِذَا كَانَ يَوْمَيْنِ فَهُوَ مِنْ حَيْضِهَا. وَسُئِلَ ابنُ سِيرِينَ عنه فقال: النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ.

تیمی نے قتادہ سے بیان کیا کہ جب اس کے ایام حیض پر پانچ دن زیادہ ہو جائیں تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ تیمی کہتے ہیں کہ میں دنوں کو کم کرتے کرتے دو دن تک پہنچا تو کہا اگر (معروف ایام سے) دو دن زیادہ ہو جائیں تو یہ حیض ہی کے ہوں گے۔ ابن سیرین سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ عورتوں کو اس کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

٢٨٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَغَيْرُهُ قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحمَّدٍ عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مُحمَّدِ ابنِ طَلْحَةَ، عن عَمِّهِ عِمْرَانَ بنِ طَلْحَةَ، عن أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قالت: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً، فأَتَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخْبِرُهُ، فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ أُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُلْتُ: يارسولَ الله! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً شَدِيدَةً فَمَا تَرَى فيها قد مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ؟ فقال: «أَنْعَتُ

٢٨٧- عمران بن طلحہ اپنی والدہ حمنہ بنت جحش ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حمنہ نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ اور بڑا سخت استحاضہ ہوتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی کہ آپ سے مسئلہ پوچھوں اور آپ کو اپنی حالت بتاؤں تو میں نے آپ کو اپنی بہن زینب بنت جحش ؓ کے گھر میں پایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں جسے بہت سخت شدید استحاضہ ہوتا ہے آپ کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ اس نے مجھے نماز اور روزے سے بھی روک رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تم روئی رکھ لیا کرو اس سے خون رک جائے گا۔'' اس (حمنہ) نے کہا: یہ اس سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر کپڑا باندھ لیا

٢٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة: أنها تجمع بين الصلاتين بغسل واحد، ح:١٢٨ من حديث زهير به وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٦٢٢، ٦٢٧، وحسنه البغوي في شرح السنة:٣٢٦ * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح:١٢٦.

لَكِ الْكُرْسُفَ فإنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ». قالت: هُوَ أكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ. قال: «فَاتَّخِذِي ثَوْبًا». فقالت: هُوَ أكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، إنَّمَا أثُجُّ ثَجًّا. قال رسولُ الله ﷺ: «سَآمُرُكِ بِأمْرَيْنِ أيَّهُمَا فَعَلْتِ أجْزَى عَنْكِ مِنَ الآخَرِ، فإنْ قَوِيتِ عَلَيْهِمَا فأنْتِ أعْلَمُ» قال لَهَا: «إنَّمَا هَذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ أيَّامٍ أوْ سَبْعَةَ أيَّامٍ فِي عِلْمِ الله، تَعَالَى ذِكْرُهُ، ثُمَّ اغْتَسِلِي، حَتَّى إذَا رَأيْتِ أنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أوْ أرْبعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَأيَّامَهَا وَصُومِي فإنَّ ذَلِكَ يُجْزِئُكِ، وَكَذَلِكَ فَافْعَلِي كلَّ شَهْرٍ كما يَحِضْنَ النِّسَاءُ وَكما يَطْهُرْنَ مِيقاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، فإنْ قَوِيتِ عَلَى أنْ تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي العَصْرَ فَتَغْتَسِلي، وتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ والْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِينَ المَغْرِبَ وتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُومِي إنْ قَدَرْتِ عَلَى ذَلِكِ». قال رسولُ الله ﷺ: «وَهَذَا أعْجَبُ الأمْرَيْنِ إلَيَّ».

کرو۔'' میں نے کہا: یہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے' سیرے تو تُلّی (دھار) بہتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ''میں تمہیں دو باتیں بتاتا ہوں ان میں سے جو بھی اختیار کرلو کافی ہے۔ اگر دونوں کی ہمت ہو تو یہ تمہیں معلوم ہو گا۔'' آپ نے اس سے فرمایا: ''یہ دراصل شیطانی کچوکا ہے۔ پس تم (ہر مہینے) اللہ کے علم کے مطابق چھ یا سات دن حیض کے شمار کرو' پھر غسل کرلو' حتیٰ کہ جب تم اپنے آپ کو پاک صاف سمجھو تو تیئس یا چوبیس دن رات نماز پڑھتی رہو اور روزے رکھو تمہیں یہ کافی ہے اور ہر مہینے ویسے ہی کیا کرو جیسے کہ عام عورتیں اپنے حیض اور طہر کے دنوں میں کرتی ہیں۔

(دوسری صورت) اور اگر ہمت ہو تو ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلدی کر کے ان دونوں کو جمع کرلو اور ان کے لیے ایک غسل کرو۔ پھر مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرتے ہوئے ایک غسل کرلو اور ان نمازوں کو جمع کر کے پڑھ لو۔ اور فجر کی نماز کے لیے (بھی) غسل کرلو۔ اگر تم یہ کر سکتی ہو تو کرلیا کرو اور روزے بھی رکھتی جاؤ۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور یہ (دوسری) صورت ان دونوں میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ ثَابِتٍ عن ابنِ عَقِيلٍ فقالَ: قَالَت حَمْنَةُ: هَذَا أعْجَبُ الأمْرَيْنِ إلَيَّ، لَمْ يَجْعَلْهُ قَوْلَ

امام ابوداود ؒ نے کہا اس روایت کو عمرو بن ثابت نے ابن عقیل سے نقل کیا اور کہا: حمنہ نے کہا: ''یہ صورت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔'' اس قول کو اس نے

النَّبِيِّ ﷺ، جَعَلَهُ كلامَ حَمْنَةَ.

قال أبُو دَاوُدَ: كَانَ عَمْرُو بن ثَابِتٍ رَافِضِيًّا وَذَكَرَهُ عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ [ولكنه كان صدوقًا في الحديث].

قال أبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ .أَحْمَدَ يقولُ: حَدِيثُ ابنِ عَقِيلٍ في نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ.

رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں بتایا' بلکہ حمنہ کا قول کہا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عمرو بن ثابت رافضی تھا اور یہ قول یحییٰ بن معین سے ذکر کیا۔ (لیکن وہ حدیث میں صدوق (سچا) تھا۔)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا کہتے تھے کہ ابن عقیل کی حدیث کے بارے میں میرے دل میں کچھ (تردد) ہے۔

فائدہ: حدیث ۲۸۶' ۲۸۷ بھی سنداً ضعیف ہیں۔ علامہ شوکانی السیل الجرار (ج:۱' ص:۱۴۹) میں کہتے ہیں: ''استحاضہ کے لیے غسل کے مسئلہ میں کئی احادیث آئی ہیں اور اکثر سنن ابی داود میں ہیں' مگر حفاظ محدثین کی ایک جماعت نے انہیں بصراحت ناقابل حجت قرار دیا ہے۔ اگر بر بنائے قاعدہ ''احادیث بعض بعض کے لیے تقویت کا باعث ہوتی ہیں۔'' انہیں صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو صحیحین وغیرہ میں وارد صحیح ترین اور قوی ترین احادیث کے مقابلے میں ان کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ صحیحین کی روایات میں حیض کے ختم ہونے پر صرف ایک غسل کا حکم دیا ہے اور ضروری ہے کہ اس قسم کے پر مشقت حکم کے لیے ایسی دلیل ہو جو چمکتے سورج کی مانند روشن ہو' کجا یہ کہ ضعیف اور ناقابل حجت روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔'' (مترجم عرض کرتا ہے کہ استحباب وفضیلت میں تو شبہ نہیں ہے جیسے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے ثابت ہے۔ مزید اگلے باب کی احادیث ملاحظہ ہوں۔)

(المعجم ١١٠) - باب مَا رُوِيَ أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلاَةٍ (التحفة ١١١)

باب:۱۱۰- وہ روایات جن میں ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے

٢٨٨- حَدَّثَنا ابنُ أبي عَقِيلٍ وَمُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الحارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمنِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رسولِ الله ﷺ وَتَحْتَ

۲۸۸- جناب عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی ﷺ سے راوی ہیں' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں' ان کو سات سال تک استحاضہ رہا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

٢٨٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٢٨٥.

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رسولَ الله ﷺ في ذَلِكَ فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بالحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلي وَصَلِّي». قالت عائشةُ: فَكانَتْ تَغْتَسِلُ في مِرْكَنٍ في حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ.

''یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ (کا خون) ہے' لہٰذا غسل کرو اور نماز پڑھو۔'' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک لگن میں غسل کرتیں' تو خون کی سرخی پانی پر چھا جاتی تھی۔

فائدہ: ''غسل کرو اور نماز پڑھو'' کا مطلب ہے' ایام حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کر دو۔ اس سے مقصود ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دینا تھا' نہ اس سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کسی نے ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم سمجھا ہے' تو یہ اس کا اپنا فہم ہے' علاوہ ازیں کسی بھی صحیح حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں ہے۔

٢٨٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرتني عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِهَذَا الحديثِ: قالتْ عَائشةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٢٨٩- عمرہ بنت عبدالرحمٰن' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

٢٩٠- حَدَّثَنَا يَزِيدُ [بنُ] خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حدَّثني اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِهَذَا الحديثِ قال فيه: فَكَانَت تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

٢٩٠- عروہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس میں کہا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

قال أبو دَاوُدَ: قال الْقَاسِمُ بنُ مَبْرُورٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَمْرَةَ،

(اختلاف اسانید کا بیان) امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث قاسم بن مبرور نے یونس سے' وہ ابن شہاب

٢٨٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٢٨٥.

٢٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث الليث بن سعد به.

عن عَائِشَةَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ - وَرُبَّمَا قال مَعْمَرٌ: عن عَمْرَةَ عن أُمِّ حَبِيبَةَ بِمَعْنَاهُ - وكَذَلِكَ رَوَاهُ إبْرَاهِيمُ بن سَعْدٍ وَابنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ. وقال ابنُ عُيَيْنَةَ في حَدِيثِهِ: وَلَمْ يَقُلْ إنَّ النَّبِيَّ ﷺ أمَرَهَا أنْ تَغْتَسِلَ.

سے وہ عمرہ سے وہ عائشہ سے انہوں نے ام حبیبہ بنت جحش ؓ سے روایت کی ہے۔ اور ایسے ہی معمر نے زہری سے اس نے عمرہ سے اس نے عائشہ سے روایت کی ہے لیکن معمر نے کبھی عَنْ عَمْرة عَنْ أُمّ حَبِيْبَة کہا ہے اور ایسے ہی ابراہیم بن سعد اور ابن عیینہ (دونوں) نے زہری سے وہ عمرہ سے اس نے عائشہ ؓ سے روایت کی ہے۔ ابن عیینہ نے اپنی روایت میں کہا کہ (زہری نے) یہ نہیں کہا کہ نبی ﷺ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔

٢٩١- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ المُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَني أبي عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائشةَ قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فأمَرَهَا رسولُ الله ﷺ أنْ تَغْتَسِلَ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الأوْزَاعِيُّ أيْضًا. قالتْ عَائشةُ: فَكَانتْ تَغْتَسِلُ لِكلِّ صَلاةٍ.

٢٩١- جناب عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن (دونوں) حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ ؓ کو سات سال تک استحاضہ رہا' تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ غسل کریں' چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

اوزاعی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ عائشہ ؓ نے کہا: وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

٢٩٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشةَ قالت: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فأمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَسَاقَ الحديثَ.

٢٩٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں استحاضہ آتا رہا' تو آپ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا اور حدیث بیان کی۔

٢٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ٣٢٧ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ٣٣٤ من حديث ابن شهاب به باختلاف يسير.

٢٩٢ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٧ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به وانظر، ح: ٢٩٠

* محمد بن إسحاق عنعن.

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أبو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَلَم أسْمَعْهُ مِنْهُ عن سُلَيْمَانَ ابنِ كَثِيرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: «اسْتُحِيضَتْ زَيْنَبُ بِنتُ جَحْشٍ، فقال لَها النَّبيُّ ﷺ: «اغْتَسِلي لِكُلِّ صَلاَةٍ» وَسَاقَ الحَدِيثَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے ابوالولید طیالسی نے روایت کیا ہے، مگر میں نے ان سے سنا نہیں ہے (بلکہ بالواسطہ سنا ہے۔) (طیالسی نے) سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، کہا: زینب بنت جحش کو استحاضہ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ہر نماز کیلئے غسل کیا کرو۔'' اور حدیث بیان کی۔

قال أبو دَاوُدَ: ورَوَاهُ عَبْدُ الصَّمَدِ عن سُلَيْمَانَ بنِ كَثِيرٍ قال: «تَوَضَّئي لِكُلِّ صَلاَةٍ». قال أبو دَاوُدَ: وَهَذَا وَهْمٌ مِنْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْقَوْلُ فِيه قَوْلُ أبي الْوَلِيدِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے عبدالصمد نے سلیمان بن کثیر سے روایت کیا تو کہا: ''ہر نماز کیلئے وضو کیا کرو۔'' مگر یہ عبدالصمد کا وہم ہے۔ اس بارے میں ابوالولید کا قول صحیح ہے۔

توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابوالولید طیالسی کی روایت میں صحیح تر یہ ہے کہ یہ خاتون ام حبیبہ بنت جحش تھیں۔

٢٩٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أبي الحَجَّاجِ أبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ عن الْحُسَيْنِ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ قال: حَدَّثَتْني زَيْنَبُ بِنتُ أبي سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً كَانتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ وكَانتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أمَرَهَا أنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلاَةٍ وَتُصَلِّي.

٢٩٣- جناب ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت کو بہت زیادہ خون آتا تھا اور وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ''ہر نماز کے وقت غسل کرے اور نماز پڑھا کرے۔''

وأخبرني أَنَّ أُمَّ بَكْرٍ أخبرتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ قالت: إنَّ رسولَ الله ﷺ قال في الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ: «إنَّمَا

(یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا کہ مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ) ام بکر نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جسے

٢٩٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/٣٥١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١١٥ * حديث أم بكر ضعيف لجهالة حالها، أخرجه ابن ماجه، ح: ٦٤٦، يحي بن أبي كثير مدلس وعنعن.

هِيَ» أَوْ قَالَ: «إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ» أَوْ قَالَ: «عُرُوقٌ».

کہ طہر شروع ہونے کے بعد کوئی شک والی کیفیت درپیش ہو۔ ”بے شک یہ رگ (کا خون) ہے۔“ (الفاظ میں شک ہے) اِنَّمَا هِیَ عِرْقٌ یا اِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ یا عُرُوقٌ

قال أبو دَاوُدَ: في حَدِيثِ ابنِ عَقِيلٍ الأمْرَانِ جَمِيعًا. قال: «إِنْ قَوِيتِ فَاغْتَسِلِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَإِلَّا فَاجْمَعِي» كما قال الْقَاسِمُ في حَدِيثِهِ. وقد رُوِيَ هذا الْقَوْلُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن عَلِيٍّ وَابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابن عقیل کی روایت میں دونوں باتیں جمع ہیں: آپ نے فرمایا: ”اگر طاقت رکھتی ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر لیا کرو ورنہ جمع کر لو۔“ جیسے کہ قاسم نے اپنی روایت میں بیان کیا۔ اور یہی قول سعید بن جبیر نے حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے۔

فائدہ: روایت ۲۹۲ اور ۲۹۳ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ حیض سے پاک ہونے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کافی ہے۔ حدیث ۲۹۰ اور ۲۹۱ میں حضرت ام حبیبہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا جو عمل بیان کیا گیا ہے' اس کی بابت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا اپنی پسند سے تھا' انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' باب غسل المستحاضة لكل صلاة' ۱/ ۲۸۳٬۲۸۴) لیکن شیخ البانی اور دیگر بعض حضرات نے حدیث ۲۹۲' ۲۹۳ کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن ابی داود' تعلیقات السیل الجرار' ۱/ ۳۴۷' ۳۴۸) اس میں تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک مرتبہ غسل ضروری ہے' تاہم ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١١١) - بابُ مَنْ قَالَ: تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَتَغْتَسِلُ لَهُمَا غُسْلًا (التحفة ١١٢)

باب: ۱۱۱- ان حضرات کے دلائل جو قائل ہیں کہ مستحاضہ نمازیں جمع کرے اور ہر دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرے

٢٩٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عَائشةَ قالت: اسْتُحِيضَتْ امْرَأةٌ عَلَى عَهْدِ

۲۹۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ آنے لگا تو اسے حکم دیا گیا کہ نماز عصر کو جلدی اور ظہر کو مؤخر کرے۔ اور ان دونوں (نمازوں) کے لیے ایک

٢٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر اغتسال المستحاضة، ح: ٢١٤ من حديث شعبة به.

رسولِ الله ﷺ، فأُمِرَتْ أَنْ تُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسلًا، وَأَنْ تُؤَخِّرَ المَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسلًا، وَتَغْتَسِلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسلًا. فَقُلْتُ لعَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فقال: لا أُحَدِّثُكَ - إلَّا عن النَّبِيِّ ﷺ - بِشَيْءٍ.

غسل کرے۔ اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو جلدی کرے اور ان دونوں کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرے۔ میں نے (یعنی شعبہ نے) عبدالرحمٰن سے کہا: کیا یہ نبی ﷺ سے مروی ہے؟ انہوں نے کہا: میں تجھے جو بھی بیان کرتا ہوں وہ نبی ﷺ ہی کی حدیث ہوتی ہے۔

فوائد ومسائل: یہ عورت سہلہ بنت سہیل ؓ تھیں جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور یہ غسل مستحب ہے۔ ورنہ ایک ہی غسل کافی ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صاحب عذر اور مریض، نمازوں کو جمع بھی کر سکتا ہے۔

٢٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عَائشةَ قالت: إنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اسْتُحيضَتْ، فأتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فأمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَلِكَ أمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ والْعَصْرِ بِغُسلٍ وَالمَغْرِبِ والعِشَاءِ بِغُسْلٍ وَتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ.

٢٩٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ سہلہ بنت سہیل ؓ کو استحاضے کا عارضہ ہو گیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کریں، مگر جب وہ اس سے مشقت میں پڑ گئیں تو انہیں حکم دیا کہ ظہر وعصر کی نماز ایک غسل کے ساتھ جمع کریں اور مغرب وعشاء کو ایک غسل کے ساتھ اور صبح کے لیے ایک غسل کیا کریں۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ قال: إنَّ امْرَأَةً اسْتُحِيضَتْ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فأمَرَهَا بِمَعْنَاهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس روایت کو ابن عیینہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ کہا: ایک عورت کو استحاضہ ہو گیا، اس نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے اس کو حکم دیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٢٩٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، وحديث ابن عيينة رواه البيهقي: ١/ ٣٥٣ * ابن إسحاق وسفيان مدلسان وعنعنا.

٢٩٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خَالِدٌ عن سُهَيْلٍ يَعْني ابنَ أبي صَالِحٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قالت: قُلْتُ: يارسولَ الله! إنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أبي حُبَيْشٍ اسْتُحِيضَتْ مُنْذُ كَذَا وكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ. فقال رسولُ الله ﷺ: «سُبْحَانَ الله! إنَّ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ، لِتَجْلِسْ في مِرْكَنٍ، فإذَا رَأَتْ صُفْرَةً فَوْقَ الْمَاءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ والعَصْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَاحِدًا، وَتَوَضَّأُ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ».

٢٩٦- سیدہ اسماء بنت عمیس ؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی جیش ؓ کو اتنی مدت سے استحاضہ ہو رہا ہے اور وہ نماز نہیں پڑھ سکی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ شیطانی اثر ہے۔ اسے چاہیے کہ ٹب میں بیٹھے' اگر پانی پر زردی غالب ہو تو چاہیے کہ ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور مغرب اور عشاء کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے اور ان کے مابین وضو کرے۔“

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُجَاهِدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ: لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا کہ جب اس پر (ہر نماز کے لیے) غسل مشکل ہو گیا تو اسے حکم دیا کہ دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ إبْرَاهِيمُ عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ إبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَعَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور اسے ابراہیم نخعی نے ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے اور ابراہیم نخعی اور ایسے ہی عبداللہ بن شداد کا بھی یہی قول ہے۔

(المعجم ١١٢) - باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إلَى طُهْرٍ (التحفة ١١٣)

باب ١١٢- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ طہر سے طہر تک ایک ہی غسل کرے

٢٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ

٢٩٧- جناب عدی بن ثابت اپنے والد سے وہ

٢٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢١٥، ٢١٦، ح: ٨٢٨ من حديث خالد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الزهري عنعن.

٢٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، ◄◄

زِيَادٍ: أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أَبِي الْيَقْظَانِ، عن عَدِيِّ ابنِ ثَابِتٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في الْمُسْتَحَاضَةِ: «تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي وَالْوُضُوءُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».

اس (عدی) کے نانا سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے مستحاضہ کے بارے میں فرمایا: ''اپنے حیض کے ایام کی نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: زَادَ عُثْمَانُ «وَتَصُومُ وتُصَلِّي».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عثمان نے زیادہ کیا: ''روزے رکھے اور نماز پڑھے۔''

فائدہ: اور یہی بات دلائل کے اعتبار سے قوی ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں اور دیگر احادیث کہ ہر نماز کے لیے غسل یا دو نمازوں کے لیے غسل' یہ سب استحباب کے معنی میں ہے۔ یعنی اس عمل کو نفل' مستحب اور باعث اجر وثواب سمجھا جانا چاہیے۔

٢٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنتُ أبي حُبَيْشٍ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ خَبَرَهَا قال: «ثُمَّ اغْتَسِلي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلاَةٍ وَصَلِّي».

۲۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور (راوی نے) ان کا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''پھر غسل کرو اور پھر ہر نماز کے لیے وضو کرو اور نماز پڑھتی رہو۔''

٢٩٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ الْقَطَّانُ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ عن أيُّوبَ بنِ أبي مِسْكِينٍ، عن الحَجَّاجِ، عن أُمِّ كُلْثُومٍ، عن عَائِشَةَ في الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ تَعْني

۲۹۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مستحاضہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ غسل کرے یعنی ایک ہی بار۔ پھر ایام حیض آنے تک وضو ہی کرتی رہے۔

◀◀ ح: ١٢٦، وابن ماجه، ح: ٦٢٥ من حديث شريك القاضي به ● شريك عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في المستحاضة التي قد عدت . . . إلخ، ح: ٦٢٤ من حديث وكيع به، وللحديث شواهد ● الأعمش وحبيب مدلسان وعنعنا.

٢٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٤٦ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ تَوَضَّأُ إِلَى أَيَّامِ أَقْرَائِهَا.

فائدۃ: روایت ۲۹۷ '۲۹۸ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم ان میں بیان کردہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان دونوں روایات کی تصحیح کی ہے۔ البتہ حدیث ۳۰۰ کی انہوں نے تضعیف کی ہے۔

٣٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ الوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ عن أَيُّوبَ أبي الْعَلَاءِ، عن ابْنِ شُبْرُمَةَ، عن امْرَأَةِ مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۰۰- جناب مسروق کی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عَدِيِّ بنِ ثَابتٍ وَالأعْمَشِ عن حَبِيبٍ وأيُّوبُ أَبي الْعَلَاءِ كلُّهَا ضَعِيفَةٌ لَا تَصِحُّ. وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ الأعْمَشِ عَنْ حَبِيبٍ هَذا الحديثُ أوْقَفَهُ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأعْمَشِ. وَأَنْكَرَ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ أَنْ يَكُونَ حديثُ حَبِيبٍ مَرْفوعًا. وَأَوْقَفَهُ أيْضًا أَسْبَاطُ عن الأعمَشِ مَوْقُوفٌ عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مذکورۃ الصدر روایاتِ عدی بن ثابت' اعمش حبیب اور ایوب ابوالعلاء سب ضعیف ہیں' صحیح نہیں ہیں۔ اعمش بواسطہ حبیب کی حدیث (مذکورہ ۲۹۸) ضعیف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حفص بن غیاث' اعمش سے موقوف بیان کرتے ہیں اور حفص بن غیاث نے حبیب کی حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے' نیز اسباط نے اعمش سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ذکر کیا ہے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ دَاوُدَ عن الأعمَشِ مَرْفوعًا أوَّلُهُ وَأَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ فيه الْوُضُوءُ عِنْدَ كلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن داود نے اعمش سے صرف پہلا حصہ مرفوع روایت کیا ہے اور اس بات کا انکار کیا ہے کہ اس میں ہر نماز کے لیے وضو کا بیان ہو۔

وَدَلَّ عَلَى ضُعْفِ حَديثِ حَبِيبٍ هَذَا أَنَّ رِوَايَةَ الزُّهْرِيِّ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكلِّ صَلاةٍ في حديثِ المُسْتَحَاضَةِ.

حبیب کی اس حدیث کے ضعیف ہونے کی (دوسری) دلیل یہ بھی ہے کہ زھری عن عروۃ عن عائشۃ کی مستحاضہ والی روایت میں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔

٣٠٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار، ح: ٤٨٨ من حديث أبي داود به، وكذا رواه الشعبي عن قمير امرأة مسروق به، والسنن الكبرى للبيهقي: ١/ ٣٤٦، ٣٤٧.

وَرَوَى أَبُو الْيَقْظَانِ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أبيه، عن عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَى عَبْدُ المَلِكِ بنُ مَيْسَرَةَ وَبَيَانٌ وَمُغِيرَةُ وَفِرَاسٌ وَمُجَالِدٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن حديثِ قَمِيرَ، عن عَائشةَ: تَوَضَّأُ لِكُلِّ صلاةٍ.

جب کہ ابوالیقظان نے بہ سند عدی بن ثابت عن ابیہ عن علی اور عمار مولیٰ بنی ہاشم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالملک بن میسرہ، بیان بن بشر، مغیرہ، فراس اور مجالد نے شعبی سے حدیث قمیر میں حضرت عائشہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے۔

وَرِوَايَةُ دَاوُدَ وَعَاصِمٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن قَمِيرَ، عن عَائِشَةَ: تَغْتَسِلُ كلَّ يَوْمٍ مَرَّةً. وَرَوَى هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلاةٍ.

داود اور عاصم کی روایت میں جو شعبی عن قمیر عن عائشة سے مروی ہے کہ ہر روز ایک غسل کرے۔ جب کہ ہشام بن عروہ عن ابیہ کی روایت ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

وهذه الأحاديثُ كلُّها ضَعِيفَةٌ إلَّا حديثَ قَمِيرَ وحديثَ عَمَّارٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ وحديثَ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ عن أبِيهِ وَالمَعْرُوفُ عن ابنِ عَبَّاسٍ الْغُسْلُ.

اور یہ سب احادیث ضعیف ہیں، سوائے (ان تین احادیث کے۔یعنی) حدیث قمیر (زوجۂ مسروق)، حدیث عمار مولیٰ بنی ہاشم اور حدیث ہشام بن عروہ عن ابیہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معروف قول غسل کا ہے۔

فائدہ: حدیث قمیر، حدیث عمار اور حدیث ہشام، تینوں میں ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنے کا حکم ہے، غسل کرنے کا یا دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنے کا نہیں۔ اس لیے مستحاضہ عورت صرف طہر کے وقت غسل کرے گی، اس کے بعد ہر نماز کے لیے صرف وضو کرنا اس کے لیے کافی ہوگا۔

(المعجم . . .) - **باب مَنْ قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ** (التحفة ١١٤)

باب:...... ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ظہر سے ظہر تک ایک غسل کرے

٣٠١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ أَنَّ الْقَعْقَاعَ وَزَيْدَ بنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ

٣٠١- سمی مولیٰ ابی بکر سے مروی ہے کہ قعقاع اور زید بن اسلم نے مجھے سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں سوال کروں۔ تو

٣٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارمي: ١/ ٢٠٥، ح: ٨١٥ من طريق آخر عن سمي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٦٣، ورواه البيهقي في المعرفة: ٤٨٦ من حديث أبي داود به.

كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ؟ فقال: تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ، وَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

انہوں نے کہا کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے غسل کرے اور (اس کے مابین) باقی ہر نماز کیلئے وضو کرے اور اگر اس پر خون غالب ہو تو کپڑے کا لنگوٹ باندھ لیا کرے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن ابنِ عُمَرَ وَأَنَسِ بنِ مَالِكٍ تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ، وَكَذَلِكَ رَوَى دَاوُدُ وَعَاصِمٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن امْرَأَتِهِ، عن قَمِيرَ، عن عَائشَةَ، إِلَّا أَنَّ دَاوُدَ قال: كُلَّ يَوْمٍ، وفي حديثِ عَاصِمٍ: عِنْدَ الظُّهْرِ وَهُوَ قَوْلُ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ وَعَطَاءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے (بھی یہی) مروی ہے کہ ظہر سے ظہر تک کے لیے وضو کرے اور ایسے ہی داود اور عاصم نے شعبی سے وہ اپنی زوجہ سے وہ قمیر (زوجۂ مسروق) سے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے' مگر داود نے کہا کہ ''ہر روز غسل کرے'' اور عاصم کی روایت میں ہے کہ ''ظہر کے وقت غسل کرے'' اور یہی قول ہے سالم بن عبداللہ' حسن اور عطاء کا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال مَالِكٌ: إِنِّي لَأَظُنُّ حديثَ ابنِ الْمُسَيَّبِ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ قال فيه: إِنَّمَا هُوَ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ وَلَكِنِ الْوَهْمُ دَخَلَ فيه فَقَلَبَهَا النَّاسُ فقالوا: مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ. وَرَوَاهُ مِسْوَرُ بنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بنِ سَعِيدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ يَرْبُوعٍ قال فيه: مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ فَقَلَبَهَا النَّاسُ مِنْ ظُهْرٍ إِلَى ظُهْرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مالک کہتے ہیں کہ ابن مسیب کی حدیث ''ظہر سے ظہر تک'' کے بارے میں میرا گمان ہے کہ یہ دراصل ''طہر سے طہر تک'' ہے لیکن کسی کو وہم ہوا تو اس نے اسے ''ظہر سے ظہر تک'' بنا دیا۔ جبکہ مسور بن عبدالملک نے اس روایت کو ''طہر سے طہر تک'' ہی بیان کیا ہے' مگر لوگوں نے اسے ''ظہر سے ظہر تک'' بنا دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً صحیح ہے' لیکن اس میں صحابہ کے آثار ہی کا بیان ہے' جب کہ صحیح حدیث سے طہارت حاصل ہونے کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ غسل کا اثبات ہوتا ہے' جیسا کہ اس سے قبل صراحت کی جا چکی ہے۔ ② الفاظ کا معنی ومفہوم واضح ہے کہ ''ظہر کے وقت غسل کرے۔'' یعنی روزانہ۔ مگر ''طہر سے طہر تک'' کا معنی یہ ہے کہ ایام طہر شروع ہونے پر ایک غسل کرے جو واجب ہے۔ اور مرفوع احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہے۔ ابوبکر بن عربی نے کہا کہ جب ہر نماز کے لیے غسل انتہائی مشکل ہو تو ہر روز ایک وقت غسل کر لیا کرے جبکہ دن خوب

گرم ہو اور اس سے مطلوب مزید نظافت ہے۔

(المعجم ١١٣) - **باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً وَلَمْ يَقُلْ عِنْدَ الظُّهْرِ مَرَّةً** (التحفة ١١٥)

باب:١١٣- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ) ہر روز ایک بار غسل کرے اور ظہر کے وقت کی تعیین نہیں کرتے

٣٠٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ أبي إسْمَاعِيلَ وَهُوَ مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ، عن مَعْقِلٍ الْخَثْعَمِيِّ، عن عَلِيٍّ قال: الْمُسْتَحَاضَةُ إذَا انْقَضَى حَيْضُهَا اغْتَسَلَتْ كلَّ يَوْمٍ وَاتَّخَذَتْ صُوفَةً فِيهَا سَمْنٌ أوْ زَيْتٌ.

٣٠٢- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مستحاضہ کا حیض جب ختم ہو جائے تو وہ ہر روز غسل کیا کرے اور تھوڑی سی اون گھی یا زیتون کے تیل میں تر کر کے حمول کر لیا کرے۔ (یعنی فرج میں رکھ لیا کرے۔)

وضاحت: بعض علماء اس کے قائل ہیں۔ اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے مگر مرفوع حدیث نہیں ہے اور وہ بھی سنداً ضعیف ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ صورت واجب نہیں بطور نظافت مستحب و مندوب ہے اور علامہ منذری نے اسے ''غریب'' کہا ہے۔

(المعجم ١١٤) - **باب مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ بَيْنَ الْأَيَّامِ** (التحفة ١١٦)

باب:١١٤- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مستحاضہ ان ایام میں (موقع بموقع) غسل کرتی رہے

٣٠٣- حَدَّثَنا القَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عُثْمَانَ أنَّهُ سَألَ الْقَاسِمَ بنَ مُحمَّدٍ عن الْمُسْتَحَاضَةِ قال: تَدَعُ الصَّلَاةَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ فَتُصَلِّي ثُمَّ تَغْتَسِلُ في الأيَّامِ.

٣٠٣- محمد بن عثمان نے قاسم بن محمد سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑے رہے' پھر (ان کے ختم ہونے پر) غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے اور پھر ان دنوں کے درمیان (موقع بموقع) غسل کرتی رہے۔

فائدہ: یہ حکم شرعی نہیں بلکہ معمول کا غسل ہے جو انسان حسب خواہش یا حسب ضرورت نظافت اور پاکیزگی کے لیے کرتا رہتا ہے۔

٣٠٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * معقل الخثعمي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٠٣- تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

(المعجم ١١٥) - **باب مَنْ قَالَ: تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ** (التحفة ١١٧)

باب:۱۱۵-ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (مستحاضہ) ہر نماز کے لیے وضو کرے

٣٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، قال: حَدَّثني ابنُ شِهَابٍ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ أبي حُبَيْشٍ أنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فقال لَهَا النَّبيُّ ﷺ: «إذَا كَانَ دَمُ الحَيْضِ فإنَّهُ دَمٌ أسْوَدُ يُعْرَفُ، فإذَا كَانَ ذَلِكَ فأمْسِكِي عن الصَّلَاةِ فإذَا كَانَ الآخَرُ فَتَوَضَّئِي وَصَلِّي».

۳۰۴-سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہیں استحاضہ ہوتا تھا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جب حیض کا خون آئے اور یہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے‘ تو جب یہ شروع ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کرو اور نماز پڑھو۔“

قال أبُو دَاوُدَ: قال ابنُ المُثَنَّى: وحدثنا به ابنُ أبي عَدِيٍّ حِفْظًا فقال: عن عُرْوَةَ عن عَائشَةَ أنَّ فَاطِمَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ابن مثنیٰ نے کہا کہ ہمیں یہ حدیث ابن ابی عدی نے اپنے حفظ سے بیان کی تو اس کی سند میں عائشہ کا اضافہ کیا (یعنی عروہ عن عائشہ عن فاطمہ)۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عن الْعَلَاءِ بنِ المُسَيَّبِ وَشُعْبَةَ عن الْحَكَمِ، عن أبي جَعْفَرٍ قال الْعَلَاءُ عن النَّبيِّ ﷺ، وَأوْقَفَهُ شُعْبَةُ عَلَى أبي جَعْفَرٍ تَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: علاء بن مسیب اور شعبہ سے مروی ہے (دونوں) حکم سے وہ ابوجعفر سے روایت کرتے ہیں۔ علاء نے مرفوعاً نبی ﷺ سے اور شعبہ نے ابوجعفر سے موقوفاً بیان کیا: ”وہ ہر نماز کیلئے وضو کرے۔“

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے جو پیچھے تفصیل سے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث:۲۸۶- تاہم اس میں بیان کردہ بات دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ اس میں اختصار ہے اور طہارت حاصل ہونے کے بعد غسل کا ذکر نہیں ہے۔ شیخ البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مستحاضہ ایک وضو سے دو نمازیں نہیں پڑھ سکتی‘ بلکہ ہر نماز کے لیے اسے وضو کرنا چاہیے۔

۳۰۴۔ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٨٦.

(المعجم ١١٦) - **باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الْوُضُوءَ إِلَّا عِنْدَ الْحَدَثِ** (التحفة ١١٨)

باب:۱۱۶-ان لوگوں کی دلیل جو (مستحاضہ کو علاوہ خون کے) کسی حدث کے لاحق ہونے ہی پر وضو کے قائل ہیں

٣٠٥- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا أبو بِشْرٍ عن عِكْرِمَةَ قال: إنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ فأمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أنْ تَنْتَظِرَ أيَّامَ أقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلَ وَتُصَلِّيَ، فإنْ رَأَتْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ تَوَضَّأَتْ وَصَلَّتْ.

۳۰۵-جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش ؓ کو استحاضہ شروع ہو گیا تو نبی ﷺ نے اسے حکم دیا: ''اپنے ایام حیض (کے ختم ہونے) کا انتظار کرے۔ پھر غسل کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اگر (خون کے علاوہ) کوئی حَدَث محسوس کرے تو وضو کرے اور نماز پڑھے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے راجح بات یہی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے' چاہے اس کا سابقہ وضو برقرار بھی ہو۔

٣٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني اللَّيْثُ عن رَبِيعَةَ أنَّهُ كَانَ لا يَرى عَلَى المُسْتَحَاضَةِ وُضُوءًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ إلَّا أنْ يُصِيبَهَا حَدَثٌ غَيْرُ الدَّمِ فَتَوَضَّأُ.

۳۰۶-ربیعہ (بن عبدالرحمٰن' المعروف ربیعہ الرأی' تابعی) سے منقول ہے کہ وہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے تجدید وضو کے قائل نہ تھے' الا یہ کہ اسے خون کے علاوہ کوئی اور حدث لاحق ہو تو وضو کرے۔

قال أبو دَاوُدَ: هَذَا قَوْلُ مَالِكٍ يَعْني ابنَ أَنسٍ.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب مالک بن انس ؒ کا بھی یہی قول ہے۔

(المعجم ١١٧) - **بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ** (التحفة ١١٩)

باب:۱۱۷-عورت اگر طہر کے بعد پیلا (زرد) یا میلا پانی محسوس کرے؟

٣٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وقال الخطابي: "هذا الحديث منقطع، عكرمة لم يسمع من أم حبيبة"، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٣٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٣٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن أُمِّ الْهُذَيْلِ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ - وَكَانَتْ بَايَعتِ النَّبِيَّ ﷺ - قالت: كُنَّا لا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ بَعْدَ الطُّهْرِ شَيْئًا.

٣٠٧- ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی، بیان کرتی ہیں کہ ہم طہر شروع ہو جانے کے بعد میلے یا پیلے سے پانی آنے کو کچھ نہ سمجھتی تھیں۔

٣٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا إسْمَاعِيلُ: أخبرنا أيُّوبُ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِهِ.

٣٠٨- جناب محمد بن سیرین نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قال أبو دَاوُدَ: أُمُّ الْهُذَيْلِ هِيَ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيرِينَ كَانَ ابْنُهَا اسْمُهُ هُذَيْلٌ وَاسْمُ زَوْجِهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ام ہذیل سے مراد حفصہ بنت سیرین ہیں۔ ان کے بیٹے کا نام ہذیل اور شوہر کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

مسئلہ: ایام طہر میں اگر خاتون کوئی پیلا یا میلا سا پانی محسوس کرے تو یہ کیفیت طہارت کے خلاف نہیں ہے۔

(المعجم ١١٨) - باب الْمُسْتَحَاضَةِ يَغْشَاهَا زَوْجُهَا (التحفة ١٢٠)

باب:١١٨- مستحاضہ سے اس کا شوہر مجامعت کر سکتا ہے

٣٠٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ خَالِدٍ: أخبرنا مُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ عن عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عِكْرِمَةَ قال: كَانَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ تُسْتَحَاضُ فَكَانَ زَوْجُهَا يَغْشَاهَا.

٣٠٩- جناب عکرمہ نے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہوتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مجامعت کیا کرتا تھا۔

قال أبو دَاوُدَ: قال يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: مُعَلَّى ثِقَةٌ، وكَانَ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ لا

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یحییٰ بن معین نے معلی کو ثقہ کہا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل اس سے کچھ روایت نہ

٣٠٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣٧ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٤، ١٧٥، ووافقه الذهبي، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٤٧ من حديث أم الهذيل حفصة به.

٣٠٨- تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض، ح: ٣٢٦ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٢٩ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٣٠٥.

يَرْوِي عَنْهُ لِأَنَّهُ كَانَ يَنْظُرُ فِي الرَّأْيِ.

کرتے تھے کیونکہ وہ رائے اور قیاس کی طرف مائل تھے۔

توضیح: مقدمہ فتح الباری میں ہے کہ یہ وہی احادیث بیان کرتے تھے جو رائے اور قیاس کے موافق ہوتی تھیں اور غلطیاں بھی کرتے تھے۔

٣١٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عن عَاصِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّهَا كَانَتْ مُسْتَحَاضَةً وكَانَ زَوْجُهَا يُجَامِعُهَا.

٣١٠- جناب عکرمہ' حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں استحاضہ آتا تھا اور ان کا شوہر ان سے مباشرت کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① استحاضہ چونکہ ایک مرض ہے اور یہ عارضہ کسی خاتون کے لیے عبادات یا معروف معمولات سے رکاوٹ کا باعث نہیں۔ ② حدیث ٣٠٩' ٣١٠ ضعیف ہیں۔ تاہم دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مستحاضہ سے صحبت کرنا جائز ہے' غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی کے نزدیک یہ دونوں روایات صحیح ہیں۔

(المعجم ١١٩) - باب مَا جَاءَ فِي وَقْتِ النُّفَسَاءِ (التحفة ١٢١)

باب:١١٩- ایام نفاس کے احکام ومسائل

٣١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى عن أَبِي سَهْلٍ، عن مُسَّةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، وَكُنَّا نَطْلِي عَلَى وُجُوهِنَا الْوَرْسَ - تَعْنِي مِنَ الْكَلَفِ.

٣١١- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں زچگی کے بعد چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھی رہتی تھیں اور چہرے کی رنگت بدل جانے (یا چھائیاں پڑنے) کی وجہ سے ہم اپنے چہروں پر ورس ملتی تھیں۔ (یہ زرد رنگ کی ایک بوٹی ہوتی ہے جو بطور ابٹن استعمال کی جاتی ہے۔)

٣١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٢٩ من حديث أبي داود به، وأعله المنذري، وانظر، ح: ٣٠٥، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٣١١- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كم تمكث النفساء، ح: ١٣٩، وابن ماجه، ح: ٦٤٨ من حديث عليّ بن عبدالأعلى به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٧٥، ووافقه الذهبي، وبنحوه قال ابن عباس، رواه البيهقي: ١/ ٣٤١ بسند صحيح عنه، والإجماع يؤيده.

٣١٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمٍ يَعْني حِبِّي: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ بنِ نَافِعٍ، عن كَثِيرِ بنِ زِيَادٍ قال: حَدَّثَتْني الأَزْدِيَّةُ يَعْني مُسَّةَ، قالت: حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: يا أُمَّ المُؤْمِنِينَ! إنَّ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ يَأْمُرُ النِّسَاءَ يَقْضِينَ صَلَاةَ المَحِيضِ فقالت: لا يَقْضِينَ. كَانَتِ المَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ في النِّفَاسِ أرْبَعِينَ لَيْلَةً لا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ.

٣١٢-کثیر بن زیاد کہتے ہیں کہ مجھ سے اَزدِیہ یعنی مُسَّہ نے بیان کیا' وہ کہتی ہیں کہ میں حج کو گئی تو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس گئی۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! سمرہ بن جندب (صحابیٔ رسول) عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایام حیض کی نمازوں کی قضا کیا کریں۔انہوں نے کہا: کوئی قضا نہ کریں۔نبی ﷺ کی عورتوں میں سے کوئی نفاس سے ہوتی تو چالیس رات بیٹھی رہتی۔ نبی ﷺ اسے ان دنوں کی نمازوں کی قضاء کرنے کا حکم نہ دیتے تھے۔

قال مُحَمَّدٌ: يَعْني ابنَ حَاتِمٍ: واسْمُهَا مُسَّةُ تُكْنَى أُمَّ بُسَّةَ.

محمد بن حاتم نے کہا کہ اس خاتون راویہ کا نام مُسَّہ (میم کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ) ہے۔اور اس کی کنیت اُمّ بُسَّہ ہے۔(ب کے ضمہ اور سین کی تشدید کے ساتھ)

قال أبو دَاوُدَ: كَثِيرُ بنُ زِيَادٍ كُنْيَتُهُ أبُو سَهْلٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: کثیر بن زیاد کی کنیت ابوسہل ہے۔

توضیح: جب نفاس کے اس قدر طویل ایام کی نمازوں کی قضا نہیں دی جاتی تو ایسے ہی حیض کا مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ١٢٠) - بَابُ الاغْتِسَالِ مِنَ الْحَيْضِ (التحفة ١٢٢)

باب:١٢٠-غسل حیض کے احکام ومسائل

٣١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو

٣١٣-امیہ بنت ابی صلت قبیلۂ بنی غفار کی ایک

٣١٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨٠ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به * أمية بنت أبي الصلت لا يعرف حالها (تقريب)، وابن إسحاق مدلس وعنعن.

الرَّازِيُّ: حدثنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضلِ: أخبرنا مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ إسْحاقَ، عن سُلَيْمَانَ بنِ سُحَيْمٍ، عن أُمَيَّةَ بِنْتِ أبي الصَّلْتِ، عن امْرَأةٍ مِنْ بَني غِفَارٍ قَدْ سَمَّاهَا لِي قالت: أرْدَفَني رسولُ الله ﷺ عَلى حَقِيبَةِ رَحْلِهِ، قالت: فَوَالله! لَنَزَلَ رسولُ الله ﷺ إلَى الصُّبح فأنَاخَ وَنَزَلْتُ عَنْ حَقِيبَةِ رَحْلِهِ فإذَا بِهَا دَمٌ مِنِّي، وكَانَتْ أوَّلَ حَيْضَةٍ حِضْتُهَا. قالت: فَتَقَبَّضْتُ إلَى النَّاقَةِ وَاسْتَحْيَيْتُ فَلَمَّا رَأى رسولُ الله ﷺ مَا بِي وَرَأى الدَّمَ قال: «مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فأصْلِحِي مِنْ نَفْسِكِ، ثُمَّ خُذِي إنَاءً مِنْ مَاءٍ فَاطْرَحِي فِيهِ مِلْحًا ثُمَّ اغْسِلي مَا أصَابَ الْحَقِيبَةَ مِنَ الدَّمِ ثُمَّ عُودِي لِمَرْكَبِكِ». قالتْ: فَلَمَّا فَتَحَ رسولُ الله ﷺ خَيْبَرَ رَضَخَ لَنَا مِنَ الْفَيْءِ. قالت: وكَانَتْ لا تَطَّهَّرُ مِنْ حَيْضَةٍ إلَّا جَعَلَتْ في طَهُورِهَا مِلْحًا، وأوْصَتْ بِهِ أنْ يُجْعَلَ في غُسْلِهَا حِينَ مَاتَتْ.

خاتون سے روایت کرتی ہیں (سلمہ نے کہا) میرے شیخ نے مجھ سے ان کا نام ذکر کیا تھا (مگر میں بھول گیا) وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر پالان کے پچھلے حصے پر بٹھا لیا اور قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ہی اونٹنی سے اترے۔ آپ نے سواری کو بٹھایا اور میں بھی پالان کے پیچھے سے اتری تو اس پر میرے خون کا نشان تھا اور یہ میرا پہلا حیض تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے حیا آئی اور میں اونٹنی سے لگ گئی۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت دیکھی اور خون بھی (تو بھانپ گئے) اور فرمایا: ”کیا ہوا؟ شاید کہ تجھے حیض آ گیا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ کو درست کرلو اور پانی کا ایک برتن لے کر اس میں کچھ نمک ملا لو اور پالان کو جو خون لگا ہے اسے دھوڈالو اور پھر اپنی جگہ سوار ہو جاؤ۔“ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو ہمیں مال۔ فے میں سے کچھ عنایت فرمایا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ جب بھی حیض سے پاک ہوتیں تو پانی میں نمک ملا لیا کرتی تھیں، حتیٰ کہ انہوں نے موت کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کے پانی میں نمک ملایا جائے۔

٣١٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سَلَّامُ بنُ سُلَيْم عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائشةَ

۳۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت اسماء ؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی حیض

٣١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ح: ٣٣٢ من حديث سلام بن سليم به، ورواه البخاري، ح: ٣١٤ من طريق آخر عن صفية به.

قالت: دَخَلَتْ أَسْمَاءُ عَلَى رسولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: يارسولَ الله! كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قال: «تَأْخُذُ سِدْرَهَا وَمَاءَهَا فَتَوَضَّأُ ثُمَّ تَغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَدْلُكُهُ حَتَّى يَبْلُغَ المَاءُ أُصُولَ شَعْرِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَى جَسَدِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَتَهَا فَتَطَهَّرُ بِهَا». قالت: يارسولَ الله! كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قالت عَائشةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يَكْنِي عَنْهُ رسولُ الله ﷺ. فَقُلْتُ لَهَا: تَتَبَّعِينَ آثَارَ الدَّم.

سے پاک ہو تو کیسے غسل کرے؟ آپ نے فرمایا: ''بیری کے پتے ملا پانی لے اور وضو کرے پھر اپنا سر دھوئے اور خوب ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر باقی جسم پر پانی بہائے پھر روئی کی پوٹلی لے اور اس سے طہارت حاصل کرے۔'' کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اس سے کیسے طہارت حاصل کروں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہنا چاہتے ہیں تو میں نے اسے بتایا کہ اسے خون کے مقام پر رکھو۔

٣١٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا أبو عَوَانَةَ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائشةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الأَنْصَارِ فأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا. قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، إلَّا أَنَّهُ قال: «فِرْصَةً مُمَسَّكَةً». قال مُسَدَّدٌ: كَانَ أَبُو عَوَانَةَ يقولُ: «فِرْصَةً»، وَكَانَ أَبُو الأَحْوَصِ يقولُ: «قَرْصَةً».

٣١٥-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے (حضرت عائشہ نے) خواتین انصار کا ذکر کیا اور ان کی مدح کی اور ذکر خیر کیا۔ کہا کہ ان میں سے ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی......اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا' مگر اس روایت میں ہے: ''کستوری کا پھاہا لے۔'' مسدد نے کہا کہ ابوعوانہ فِرْصَةٌ کا لفظ بیان کرتے تھے اور ابوالاحوص قَرْصَةٌ.

٣١٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن إبْرَاهِيمَ يعْني ابنَ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِمَعْنَاهُ

٣١٦-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ کستوری کا پھاہا لے۔ وہ کہنے لگی کہ اس سے کس طرح طہارت حاصل کروں؟

٣١٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ١٨٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

قال: فِرْصَةٌ مُمَسَّكَةٌ. فقالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قال: «سُبْحَانَ الله، تَطَهَّرِي بِهَا». وَاسْتَتَرَ بِثَوْبٍ - وَزَادَ: وَسَأَلَتْهُ عن الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ. قال: «تَأْخُذِينَ مَاءَكِ فَتَطَهَّرِينَ أَحْسَنَ الطُّهُورِ وَأَبْلَغَهُ، ثُمَّ تَصُبِّينَ عَلَى رَأْسِكِ المَاءَ، ثُمَّ تَدْلُكِينَهُ حَتَّى يَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِكِ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ». وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنَّ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عن الدِّينِ وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيهِ.

آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر۔“ اور آپ علیہ السلام نے کپڑے سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس میں اضافہ ہے کہ اس نے غسل جنابت کے متعلق پوچھا: آپ نے فرمایا: ”اپنا پانی لو اور اس سے خوب اچھی طرح مکمل وضو کرو‘ پھر اپنے سر پر پانی ڈالو‘ پھر اسے ملو‘ حتیٰ کہ بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاؤ۔“ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: انصار کی عورتیں بہت خوب ہیں‘ انہیں دین کے مسائل دریافت کرنے اور سمجھنے میں حیا مانع نہیں ہوتی۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الا یہ کہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے‘ مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔ بیری کا پانی‘ خطمی‘ صابن یا شیمپو کا استعمال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔ ② مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروایا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔

(المعجم ١٢١) - باب التَّيَمُّمِ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۲۱- تیمّم کے احکام ومسائل

٣١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحدثنا عُثمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ - المَعْنَى وَاحِدٌ - عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: بَعَثَ رسولُ الله

۳۱۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن حضیر ؓ اور کچھ لوگوں کو وہ ہار ڈھونڈنے بھیجا جو مجھ سے گم ہو گیا تھا‘ (اس اثنا میں) نماز کا وقت ہو گیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی۔ پھر نبی ﷺ کے ہاں آئے اور اپنی بات بتائی‘ تو

٣١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب: إذا لم يجد ماءً ولا ترابًا، ح: ٣٣٦، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٧ من حديث هشام بن عروة به.

ﷺ أُسَيْدَ بنَ حُضَيْرٍ وَأُنَاسًا مَعَهُ في طَلَبِ قِلَادَةٍ أَضَلَّتْهَا عَائشَةُ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ، فأُنْزِلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ - زَادَ ابنُ نُفَيْلٍ: فقال لَها أُسَيْدٌ: يَرْحَمُكِ اللهُ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إلَّا جَعَلَهُ اللهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَلَكِ فِيهِ فَرَجًا.

تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نفیل نے اس قدر مزید بیان کیا کہ اسید نے ان (حضرت عائشہ ؓ) سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی جو آپ کو ناگوار ہوئی مگر اللہ نے اسے مسلمانوں کے لیے مفید بنا دیا اور آپ کے لیے بھی اس میں سے کوئی راہ نکال دی۔

٣١٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: حدَّثَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: إنَّ عُبَيْدَاللهِ بنَ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ حَدَّثَهُ عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُمْ تَمَسَّحُوا وَهُمْ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ بالصَّعِيدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، فَضَرَبُوا بِأَكُفِّهِمِ الصَّعِيدَ، ثُمَّ مَسَحُوا وُجُوهَهُمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوا فَضَرَبُوا بأَكُفِّهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى، فَمَسَحُوا بأَيْدِيهِمْ كُلِّهَا إِلَى المَنَاكِبِ وَالآبَاطِ مِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ.

۳۱۸- سیدنا عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز فجر کے لیے تیمّم کیا تو (اس کی صورت یہ رہی کہ) انہوں نے اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور اپنے چہروں پر پھیرے' پھر دوسری بار مارے اور اپنے پورے بازوؤں پر پھیرے کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک۔

٣١٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ وَعَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ عن ابنِ وَهْبٍ نَحْوَ هَذا الحديثِ قال: قَامَ المُسْلِمُونَ فَضَرَبُوا بأَكُفِّهِمُ التُّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ

۳۱۹- سلیمان بن داود مہری اور عبدالملک بن شعیب نے ابن وہب کے واسطہ سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا' کہا کہ مسلمان اٹھے اور اپنے ہاتھ مٹی پر مارے لیکن مٹی سے کچھ نہ پکڑا۔ مذکورہ حدیث کے قریب قریب ذکر کیا اور اس میں کندھوں اور بغلوں کا ذکر نہیں

٣١٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التيمم، باب: في التيمم ضربتين، ح: ٥٧١ من حديث ابن وهب به.

٣١٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

يَذْكُرِ الْمَنَاكِبَ والآبَاطَ. قال ابنُ اللَّيْثِ: إِلَى مَا فَوْقَ الْمِرْفَقَيْنِ.

کیا۔ابن لیث نے کہا: کہنیوں سے اوپر تک (مسح کیا۔)

٣٢٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ في آخَرِينَ قالوا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ بنُ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ عَرَّسَ بأُولَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائشةُ، فَانْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ، فَحَبَسَ النَّاسَ ابْتِغَاءُ عِقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ وقال: حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ الله، تَعالَى ذِكْرُهُ، عَلَى رَسُولِهِ ﷺ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رسولِ الله ﷺ فَضَرَبُوا بأَيْدِيهِمْ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوا بِهَا وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الآبَاطِ. زَادَ ابنُ يَحْيَى في حَدِيثِهِ: قال ابنُ شِهَابٍ في حَدِيثِهِ: وَلَا يَعْتَبِرُ بِهَذَا النَّاسُ.

٣٢٠- جناب عبیداللہ بن عبداللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ''اولات الجیش'' میں آخر رات میں پڑاؤ ڈالا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں۔تو ان کا ہار جو کہ ظفار کے گھونگوں کا تھا' ٹوٹ کر گر گیا۔اس ہار کی تلاش نے لوگوں کو (آگے چلنے سے) روک لیا' حتیٰ کہ صبح روشن ہوگئی اور ان کے پاس پانی بھی نہ تھا' اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (حضرت عائشہ پر) غصہ آ گیا اور کہا: تو نے لوگوں کو روک رکھا ہے اور ان کے پاس پانی بھی نہیں ہے۔تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر پاک مٹی سے طہارت کرنے کی رخصت نازل فرمائی۔چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھے اور اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور اٹھا لیے' ہاتھوں میں کوئی مٹی نہ اٹھائی اور پھر انہیں اپنے چہروں اور بازوؤں پر کندھوں تک اور اندر کی طرف سے بغلوں تک پھیر لیا۔ابن یحییٰ نے اپنی روایت میں مزید کہا کہ ابن شہاب نے اپنی حدیث میں کہا کہ مگر لوگ اس حدیث کا اعتبار نہیں کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابن اسحٰق نے ایسے ہی

٣٢٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ٣١٥ عن محمد بن يحيى الذهلي النيسابوري به.

إسْحَاقَ، قال فيه: عن ابنِ عَبَّاسٍ وَذَكَر ضَرْبَتَيْنِ كما ذَكَرَ يُونُسُ. وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: ضَرْبَتَيْنِ. وقال مَالِكٌ: عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن أبِيهِ، عن عَمَّارٍ. وَكَذَلِكَ قال أبُو أُوَيْسٍ: عن الزُّهْرِيِّ. وَشَكَّ فيه ابنُ عُيَيْنَةَ قال مَرَّةً: عن عُبَيْدِالله، عن أبِيهِ، أوْ عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ - مَرَّةً قال: عن أبِيهِ، وَمَرَّةً قال: عن ابنِ عَبَّاسٍ - اضْطَرَبَ ابنُ عُيَيْنَةَ فيه وفي سَمَاعِهِ عن الزُّهْرِيِّ وَلَم يَذْكُرْ أحَدٌ مِنْهُمْ في هذا الحديثِ الضَّرْبَتَيْنِ إلَّا مَنْ سَمَّيْتُ.

روایت کیا ہے' اس میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے اور دو دفعہ ہاتھ مارنا بیان کیا' جیسے کہ یونس نے ذکر کیا ہے۔ اور اس روایت کو معمر نے زہری سے روایت کیا تو اس میں بھی ''دو دفعہ مارنا'' ہے۔ امام مالک کی سند یوں ہے عن زهري عن عبيد الله بن عبدالله عن ابيه عن عمار اور ایسے ہی ابواویس نے زہری سے روایت کیا۔ اور ابن عیینہ کو اس سند میں شک ہوا تو ایک بار یوں بیان کی: عن عبيد الله عن ابيه یا عن عبيد الله عن ابن عباس اور ایک بار عن ابيه کہا اور ایک بار عن ابن عباس کہا۔ ابن عیینہ کو اس میں زہری سے سماع میں اضطراب ہوا ہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث میں ''دو دفعہ ہاتھ مارنے'' کا ذکر نہیں کیا' سوائے ان کے جن کا میں نے نام لیا۔

توضیح: علامہ منذری نے کہا ہے کہ حدیث عمار ؓ میں دو باتیں ہیں کہ صحابہ کا عمل یا تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں تھا یا ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ اگر ان کا یہ فعل اپنے اجتہاد سے تھا تو نبی ﷺ کا فعل ان کے برخلاف ثابت ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کا قول وفعل کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حق ہی اس لائق ہوتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اگر بالفرض ان حضرات کا عمل رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے تحت تھا تو ثابت ہوتا ہے کہ اسے منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس کے لیے ناسخ بھی۔ انہی حضرت عمار ؓ کی ایک اور حدیث ہے۔ الخ

٣٢١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عن الأعْمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: كُنْتُ جَالِسًا بَيْنَ عَبْدِ الله وَأبي مُوسَى، فقال أبُو مُوسَى: يا أبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أرَأيْتَ لَوْ أنَّ

٣٢١- شقیق کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری ؓ کے درمیان بیٹھا ہوا تھا کہ ابوموسیٰ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! فرمایئے' اگر کوئی آدمی جنبی ہو جائے اور ایک مہینے تک پانی نہ ملے تو کیا وہ تیمّم نہیں کرے گا؟ (عبداللہ نے کہا): نہیں' اگرچہ وہ ایک

٣٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب التيمم، ح:٣٦٨ من حديث أبي معاوية، والبخاري، التيمم، باب: إذا خاف الجنب على نفسه المرض أو الموت أو خاف العطش تيمم، ح: ٣٤٥، ٣٤٦ من حديث سليمان الأعمش به.

رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ؟ قال: لَا وإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا. فقال أبو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الآيَةِ الَّتِي في سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: ٦]. فقال عَبْدُ الله: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ في هَذا لأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ المَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بالصَّعِيدِ. فقال لَهُ أَبُو مُوسَى: وإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِهَذَا؟ قال: نَعَمْ. فقال لَهُ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رسولُ الله ﷺ في حَاجَةٍ فأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ في الصَّعِيدِ كما تَتَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فقال: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا»، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الأَرْضِ فَنَفَضَهَا، ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ وَبِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ. فقال لَهُ عَبْدُ الله: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

مہینے تک پانی نہ پائے۔ ابوموسیٰ نے کہا: تو آپ سورۂ مائدہ کی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ ''اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔'' حضرت عبداللہ نے کہا: اگر انہیں اس کی رخصت دے دی جائے تو عین ممکن ہے کہ جب بھی پانی ٹھنڈا ہوا تو یہ مٹی سے تیمم کرنے لگیں گے۔ ابوموسیٰ نے ان سے کہا: اچھا تو آپ اسی وجہ سے اسے مکروہ جانتے ہیں؟ کہا کہ ہاں! ابوموسیٰ نے کہا: کیا آپ نے عمار کی وہ بات نہیں سنی جو انہوں نے عمر سے کہی تھی؟ کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا اور میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا جیسے کہ جانور لوٹ پوٹ ہوتا ہے' پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنی بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں تو بس یہی کافی تھا کہ اس طرح کر لیتے۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا' پھر اسے جھاڑا' پھر اپنے بائیں کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر ہتھیلیوں پر پھیرا' پھر اپنے چہرے کا مسح کیا۔ تو عبداللہ (بن مسعود) نے ان سے کہا: تو کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ عمر نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی۔

فوائد ومسائل: ① کوئی بھی مسلمان دینی امور میں کسی فاضل صاحب علم کے ملنے تک اجتہاد کرسکتا ہے' پھر اس سے اپنے عمل کی توثیق وتصحیح کرالے جیسے کہ حضرت عمار نے کیا۔ ② تیمم کی صحیح تر روایات میں زمین پر ایک ہی دفعہ ہاتھ مارنا ہے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح کرنا ہے۔ اور یہ عمل پانی ملنے تک حدث اصغر اور حدث اکبر (جنابت یا حیض سے طہارت) دونوں کے لیے کافی ہے۔ ③ حضرت عمار کے اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے مگر انہیں نسیان ہوگیا اور یاد نہیں رہا اور بعض اوقات ایسے ہو جاتا ہے۔

٣٢٢- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثنا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن أبي مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ أَبْزَى قال: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: إنَّا نَكُونُ بالمَكَانِ الشَّهْرَ أو الشَّهْرَيْنِ. فقال عُمَرُ: أمَّا أنَا فَلَمْ أكُنْ أُصَلِّي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ. قال: فقال عَمَّارٌ: ياأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أمَا تَذْكُرُ إذْ كُنْتُ أنَا وَأنْتَ في الإِبِلِ فأَصَابَتْنَا جَنَابَةٌ، فأمَّا أنَا فَتَمَعَّكْتُ فأتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فقال: «إنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا، وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إلَى الأرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إلَى نِصْفِ الذِّرَاعِ». فقَالَ عُمَرُ: ياعَمَّارُ! اتَّقِ الله. فقال: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إنْ شِئْتَ، وَالله! لَمْ أذْكُرْهُ أبَدًا. فقال عُمَرُ: كَلَّا وَالله! لَنُوَلِّيَنَّكَ مِنْ ذَلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

٣٢٢- جناب عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: ہم بعض اوقات مہینہ دو مہینہ ایسے مقامات پر ہوتے ہیں (جہاں وافر پانی نہیں ہوتا) تو عمر نے کہا: میں تو ایسی صورت میں نماز نہیں پڑھوں گا' حتیٰ کہ پانی پا لوں۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپ کو یاد نہیں کہ جب میں اور آپ اونٹ چرانے گئے تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں (مٹی میں) لوٹ پوٹ ہو گیا تھا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ قصہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تھا: ''تمہیں یہی کافی تھا کہ ایسے کر لیتے اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے' پھر ان دونوں میں پھونک ماری اور انہیں اپنے چہرے پر پھیرا اور ہاتھوں پر بھی آدھی کلائی تک۔'' تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ سے ڈرو (ایسی بات کیوں کہتے ہو) تو عمار نے کہا: اے امیر المومنین! اگر آپ کہیں تو قسم اللہ کی اس واقعہ کا کبھی ذکر نہیں کروں گا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں' قسم اللہ کی! اس میں ہم تمہیں ہی تمہاری بات کا ذمہ دار بناتے ہیں۔

فائدہ: اس میں ''کلائی تک'' کے الفاظ شیخ البانی کے نزدیک شاذ (غیر صحیح) ہیں۔

٣٢٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلاَءِ: حَدَّثَنا حَفْصٌ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن سَلَمَةَ ابنِ كُهَيْلٍ، عَن ابنِ أبْزَى، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ في هَذا الحديثِ فقال: «يَاعَمَّارُ!

٣٢٣- جناب سلمہ بن کہیل' ابن ابزیٰ سے وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے' اس حدیث میں ہے' کہا کہ اے عمار! تمہیں تو بس اس طرح کافی تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر ایک کو دوسرے پر مارا اور

٣٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين الآتيين.

٣٢٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا»، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ ضَرَبَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَالذِّرَاعَيْنِ إِلَى نِصْفِ السَّاعِدِ - وَلَمْ يَبْلُغِ الْمِرْفَقَيْنِ - ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

پھر اپنے چہرے اور آدھی کلائیوں تک پھیر لیے' کہنیوں تک نہیں لے گئے اور ہاتھ زمین پر ایک ہی بار مارے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى. وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن سَلَمَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى يَعْني عن أَبِيهِ.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو وکیع نے اعمش سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت کیا۔ اور جریر نے اعمش سے انہوں نے سلمہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ یعنی انہوں نے اپنے والد سے۔

فائدہ: اس میں بھی ذِراعین ''کلائیوں'' اور مِرفقین ''کہنیوں'' کا ذکر صحیح نہیں ہے۔

٣٢٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ، عن ذَرٍّ، عن ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن أَبِيهِ، عن عَمَّارٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ فقال: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ». وَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ. شَكَّ سَلَمَةُ قال: لَا أَدْرِي فيه إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ يَعْني أَوْ إِلَى الْكَفَّيْنِ.

٣٢٤- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں۔ اس میں کہا: ''تمہیں یہی کافی تھا۔'' اور نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا' پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ سلمہ کو شک ہوا ہے' کہا: مجھے معلوم نہیں کہ اس روایت میں ''کہنیوں تک ہے'' یا ''ہتھیلیوں تک۔''

ملحوظہ: اس روایت میں [کَفَّین] یعنی ہاتھوں کا ذکر ہی صحیح طور پر ''محفوظ'' ہے۔ نہ کہ ''کہنیوں تک'' کا (شیخ البانی رحمہ اللہ) جیسے کہ حدیث: (٣٢٦) میں آ رہا ہے۔

٣٢٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ:

٣٢٥- جناب شعبہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

٣٢٤- تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب المتيمم هل ينفخ فيهما؟، ح:٣٣٨، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح:٣٦٨ من حديث شعبة به.

٣٢٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنا حَجَّاجٌ يَعْني الأَعْوَرَ: حَدَّثَني شُعْبَةُ بإسْنَادِهِ بِهٰذَا الحديثِ قال: ثُمَّ نَفَخَ فيهَا وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ إلَى المِرْفَقَيْنِ أَوِ الذِّرَاعَيْنِ. قال شُعْبَةُ: كَانَ سَلَمَةُ يقولُ: الْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهَ وَالذِّرَاعَيْنِ. فقال لهُ مَنْصُورٌ ذَاتَ يَوْمٍ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فإنَّهُ لا يَذْكُرُ الذِّرَاعَيْنِ غَيْرُكَ.

کی اور کہا: پھر اس میں پھونک ماری اور اس سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا کہنیوں تک یا کلائیوں تک مسح کیا۔ شعبہ نے کہا: سلمہ دونوں ہاتھ' چہرہ اور دونوں کلائیاں بیان کیا کرتے تھے۔ تو ایک دن منصور نے ان سے کہا کہ جو آپ کہتے ہیں اس میں غور کر لیجیے۔ ''کلائیوں'' کا ذکر آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں کرتا۔

ملحوظہ: اس روایت میں بھی ''کلائیوں'' کا ذکر محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح سنن ابی داود)

٣٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حَدَّثَني الْحَكَمُ عن ذَرٍّ، عن ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن أَبِيهِ، عن عَمَّارٍ في هذا الحديثِ قال: فقال يَعني النَّبيَّ ﷺ، «إنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ إلَى الأَرْضِ وَتَمْسَحَ بِهَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ» وسَاقَ الحديثَ.

٣٢٦- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے وہ عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' اس حدیث میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں یہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کر لیتے۔'' اور حدیث بیان کی۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن حُصَيْنٍ، عن أبي مَالِكٍ قال: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَخْطُبُ بِمِثْلِهِ، إلَّا أنَّهُ قال: لَمْ يَنْفُخْ. وَذَكَرَ حُسَيْنُ بنُ مُحمَّدٍ عن شُعْبَةَ، عن الْحَكَمِ في هذا الحديث قال: فَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إلَى الأَرْضِ وَنَفَخَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس کو شعبہ نے حصین سے انہوں نے ابومالک سے روایت کیا' کہا کہ میں نے عمار کو خطبے میں ایسے ہی بیان کرتے سنا' مگر انہوں نے کہا ''پھونک نہیں ماری۔'' اور حسین بن محمد نے شعبہ سے انہوں نے حَکَم سے روایت کیا تو کہا: ''اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور پھونک ماری۔''

٣٢٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المِنْهَالِ:

٣٢٧- جناب سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے

٣٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٨٣، ١٨٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديثين السابقين.

٣٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في التيمم، ح: ١٤٤ من حديث يزيد بن زريع به.

حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عنْ أَبِيهِ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن التَّيَمُّمِ فأَمَرَنِي: ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

والد سے بیان کرتے ہیں وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمّم کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی دفعہ ہاتھ ماروں۔

٣٢٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ قال: سُئِلَ قَتَادَةُ عن التَّيَمُّمِ في السَّفَرِ فقال: حَدَّثني مُحَدِّثٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إلَى المِرْفَقَيْنِ».

۳۲۸-جناب ابان کہتے ہیں کہ قتادہ سے سفر میں تیمّم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے شعبی سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزی سے' انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہنیوں تک۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی صراحت کی ہے کہ ''کہنیوں تک'' کے الفاظ منکر یعنی صحیح روایات کے خلاف ہیں۔ بہر حال مذکورہ تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ تیمّم کے بارے میں جو صحیح ترین روایت ہے' اس میں تیمّم کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر صرف ایک ہی مرتبہ ہاتھ مارنے ہیں' پھر ان پر پھونک مار کر اور انہیں مل کر منہ پر پھیر لینا ہے۔

(المعجم ١٢٢) - بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ١٢٤)

باب:۱۲۲-مقیم کے لیے تیمّم کا بیان

٣٢٩- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ قال: حَدَّثَني أبي عن جَدِّي، عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ هُرْمُزَ، عن عُمَيْرٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ

۳۲۹-عمیر مولی ابن عباس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن یسار آئے اور ابوالجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کے ہاں گئے تو ابوالجہیم نے کہا کہ رسول اللہ

وقال: "حسن صحيح"، وصححه الدارمي: ١/١٥٦، وابن خزيمة، ح: ٢٦٧، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٠٠، وابن الجارود، ح: ١٢٦، وزاد ابن حبان: "وكان قتادة به يفتي"

٣٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٠ من حديث أبي داود به * محدِّث، لم أعرفه.

٣٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلوٰة، ح: ٣٣٧، ومسلم، الحيض، باب التيمم، ح: ٣٦٩ تعليقًا، من حديث الليث بن سعد به.

سَمِعَهُ يقولُ: أَقْبَلْتُ أنَا وعَبْدُ الله بنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بنِ الْحَارِثِ بنِ الصِّمَّةِ الأنْصَارِيِّ، فقال أبو الجُهَيْم: أَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ منْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى أتَى عَلَى جِدَارٍ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

ﷺ بئر جمل (مقام) کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو ایک آدمی ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا' مگر آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا' حتیٰ کہ آپ دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: اللہ کا ذکر اگرچہ ہر حال میں ہوسکتا ہے مگر باوضو ہو کر ہو تو بہت ہی افضل ہے۔ آپ نے اس موقع پر تیمم پر اکتفا فرمایا جو کہ استحباب کی دلیل ہے۔

٣٣٠- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ إبْرَاهِيمَ المَوْصِلِيُّ أبُو عَلِيٍّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ ثَابِتٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنا نَافِعٌ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ في حَاجَةٍ إلَى ابنِ عَبَّاسٍ، فَقَضَى ابنُ عُمَرَ حَاجَتَهُ، وَكَانَ منْ حَدِيثِهِ يَوْمَئِذٍ أنْ قال: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رسولِ الله ﷺ في سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ أوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى إذَا كَادَ الرَّجُلُ أنْ يَتَوَارَى في السِّكَّةِ، فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الحَائِطِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وقال: «إنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ إلَّا

٣٣٠- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ ایک کام کے لیے حضرت ابن عباس ؓ کے ہاں گیا' تو ابن عمر ؓ نے اپنا کام پورا کر لیا۔ اس دن ان کی باتوں میں سے ایک یہ تھی کہ ایک گلی میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب یا پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تھے' تو اس نے آپ کو سلام کہا' مگر آپ نے جواب نہ دیا' حتیٰ کہ جب وہ گلی میں آنکھوں سے اوجھل ہونے کے قریب ہوا' تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے چہرے پر پھیرے' پھر دوسری بار مارے اور اپنی کلائیوں پر پھیرے تب اس کے سلام کا جواب دیا' اور فرمایا: ''تیرے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں طاہر نہ تھا۔''

٣٣٠ـ تخريج: [منكر] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٧٦، ح: ٦٦٥ من حديث محمد بن ثابت العبدي به وهو ضعيف، ضعفه الجمهور فالسند ضعيف.

أنّي لَمْ أكُنْ عَلَى طُهْرٍ».

قال أبو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يقولُ: رَوَى مُحمَّدُ بنُ ثَابِتٍ حَدِيثًا مُنْكَرًا في التَّيَمُّمِ. قال ابنُ دَاسَةَ: قال أبو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابَعْ مُحمَّدُ ابنُ ثَابِتٍ في هذه الْقِصَّةِ عَلَى ضَرْبَتَيْنِ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَرَوَوْهُ فِعْلَ ابنِ عُمَرَ.

امام ابوداود رشاللہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل کو سنا' وہ کہتے تھے کہ محمد بن ثابت نے تیمّم کے بارے میں ایک ''منکر'' حدیث روایت کی ہے۔ ابن داسہ کہتے ہیں کہ امام ابوداود رشاللہ نے کہا: محمد بن ثابت کی اس قصے میں کسی نے متابعت (تائید) نہیں کی کہ ''نبی ﷺ نے دو دفعہ ہاتھ مارے۔'' بلکہ اسے حضرت ابن عمر ؓ کا فعل بیان کیا گیا ہے۔

٣٣١- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ: أخبرنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عن ابنِ الْهَادِ قال: إنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عن ابنِ عُمَرَ قال: أَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ مِنَ الْغَائِطِ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ عِنْدَ بِئْرِ جَمَلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْحَائِطِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْحَائِطِ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَى الرَّجُلِ السَّلاَمَ.

٣٣١- جناب نافع نے ابن عمر ؓ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ پاخانے سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کو ایک آدمی ملا۔ اس وقت آپ بئر جمل کے پاس تھے۔ اس نے آپ کو سلام کہا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا' حتیٰ کہ دیوار کے پاس آئے اور دیوار پر اپنا ہاتھ رکھا' پھر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا' پھر آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: مذکورہ دو روایات میں سے بھی دو مرتبہ ہاتھ مارنے والی روایت منکر اور ضعیف ہے۔ اور ایک مرتبہ ہاتھ مارنے والی صحیح۔ اس لیے قابل عمل حدیث یہی ہے۔

(المعجم ١٢٣) - باب الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ١٢٥)

١٢٣- جنبی کے لیے تیمّم کا بیان

٣٣٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا

٣٣٢- حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٣٣١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/١٧٦، ح: ٦٦٦ من حديث عبدالله بن يحيى البرلسي به، ورواه البيهقي: ١/٢٠٦ من حديث أبي داود به، وحسنه المنذري.

٣٣٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التيمم للجنب إذا لم يجد الماء، ◄◄

خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الله الْوَاسِطِيَّ، عن خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن عَمْرِو ابنِ بُجْدَانَ، عن أبي ذَرٍّ قال: اجْتَمَعَتْ غُنَيْمَةٌ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فقال: «يَا أبَاذَرٍّ! ابْدُ فِيهَا». فَبَدَوْتُ إلَى الرَّبَذَةِ فَكَانَتْ تُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَأَمْكُثُ الخَمْسَ وَالسِّتَّ، فأتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فقال: «أبُو ذَرٍّ؟» فَسَكَتُّ، فقال: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ أبَا ذَرٍّ، لِأُمِّكَ الْوَيْلُ» فَدَعَا لِي بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ فِيهِ مَاءٌ فَسَتَرَتْنِي بِثَوْبٍ وَاسْتَتَرْتُ بِالرَّاحِلَةِ وَاغْتَسَلْتُ، فَكأنِّي ألْقَيْتُ عَنِّي جَبَلًا. فقال: «الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المُسْلِمِ وَلَوْ إلَى عَشْرِ سِنِينَ، فإذَا وَجَدْتَ المَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فإنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ» وقال مُسَدَّدٌ: غُنَيْمَةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، وحديثُ عَمْرٍو أتَمُّ.

رسول اللہ ﷺ کے ہاں کچھ بکریاں جمع ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: ''اے ابوذر! انہیں لے کر باہر جنگل میں چلے جاؤ۔'' چنانچہ میں ربذہ کے بادیے میں چلا گیا۔ پس میں جنبی ہو گیا تو پانچ چھ دن وہاں رہا پھر نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ نے کہا: ''ابوذر!'' تو میں خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے تیری ماں گم کرے' ابوذر! تیری ماں کے لیے افسوس۔'' آپ نے میری خاطر ایک کالی سی لونڈی کو بلوایا تو وہ ایک بڑا پیالہ لے آئی' اس میں پانی تھا۔ اس نے مجھے کپڑے سے پردہ کر دیا اور (دوسری طرف سے) میں اپنی سواری کی اوٹ میں ہو گیا اور غسل کیا تو (اس طرح) میرے سر سے گویا ایک پہاڑ اتر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پاک مٹی مسلمان کے لیے طہارت کا ذریعہ ہے اگرچہ دس سال تک (پانی نہ پائے) پھر جب تمہیں پانی ملے تو اسے اپنے جسم پر ڈالو۔ یقیناً یہ بہتر ہے۔'' مسدد نے بیان کیا کہ یہ بکریاں صدقے کی تھیں۔ اور عمرو کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٣٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ قال: دَخَلْتُ في الإسْلَامِ فأهَمَّنِي دِينِي، فأتَيْتُ أبَا ذَرٍّ، فقال أبُو ذَرٍّ:

٣٣٣- جناب ابوقلابہ بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا مگر میرے دین نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ چنانچہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' تو ابوذر

◄◄ ح: ١٢٤ من حديث خالد الحذاء به وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٩٢، وابن حبان، ح: ١٣٠٨، ١٣٠٩، والحاكم: ١/ ١٧٦، ١٧٧، ووافقه الذهبي ❊ عمرو بن بجدان ليس بمجهول، بل وثقه الجمهور، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٣٣٣- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٧ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

إِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، فأَمَرَ لي رسولُ الله ﷺ بِذَودٍ وَبِغَنَمٍ فقال لِي: «اشْرَبْ مِنْ أَلْبَانِهَا - قال حَمَّادٌ: وَأَشُكُّ في أَبْوَالِها» - فقال أبُو ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَعْزُبُ عن المَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ، فأتَيْتُ رسولَ الله ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهُوَ في رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَهُوَ في ظِلِّ المَسْجِدِ، فقال ﷺ: «أَبُو ذَرٍّ؟» فقلتُ: نَعَمْ هَلَكْتُ يارسولَ الله! قال: «وَمَا أهْلَكَكَ؟» قُلْتُ: إنِّي كُنْتُ أعْزُبُ عن الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنابَةُ فأُصَلِّي بِغَيْرِ طُهُورٍ، فأمَرَ لي رسولُ الله ﷺ بِمَاءٍ، فَجَاءَت بِهِ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ يَتَخَضْخَضُ مَا هُوَ بِمَلآنَ فَتَسَتَّرْتُ إِلَى بَعِيرٍ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فقال رسولُ الله ﷺ: «يَاأَبَا ذَرٍّ! إنَّ الصَّعِيدَ الطَّيِّبَ طَهُورٌ وَإِنْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ، فإذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فأَمِسَّهُ جِلْدَكَ».

ؓ نے بتایا کہ میں نے مدینہ کی آب وہوا کو اپنے لیے ناموافق پایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا (کہ اسے دے دی جائیں) اور مجھے فرمایا: ”ان کا دودھ پیو۔“ حماد کی روایت میں ہے: ”مجھے شک ہے کہ اس میں پیشاب کا بیان ہے یا نہیں۔“ حضرت ابوذر ؓ کا بیان ہے کہ میں پانی سے دور ہوتا تھا اور میرے ساتھ میری اہلیہ بھی تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں پانی کے بغیر ہی نماز پڑھ لیتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' دوپہر کا وقت تھا اور آپ صحابہ کرام کی معیت میں مسجد کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا: ”ابوذر؟“ میں نے کہا: جی' میں تو ہلاک ہو گیا' اے اللہ کے رسول! فرمایا: ”کس چیز نے ہلاک کر دیا تجھے؟“ میں نے کہا: میں پانی سے دور ہوتا تھا' بیوی میرے ساتھ تھی اور مجھے جنابت پہنچتی تھی تو میں بغیر غسل کیے نماز پڑھتا رہا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے پانی لانے کا حکم فرمایا۔ ایک سیاہ رنگ کی لونڈی ایک بڑا پیالہ لے آئی' پانی اس میں چھلک رہا تھا اور وہ پوری طرح بھرا ہوا بھی نہ تھا' تو میں نے اپنے اونٹ کی اوٹ میں ہو کر غسل کیا اور حاضر خدمت ہو گیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر! پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اگرچہ تجھے دس سال تک پانی نہ ملے اور جب پانی مل جائے تو اسے اپنی جلد پر ڈالو۔“

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ لَمْ يَذْكُرْ: أبْوَالَها هَذَا لَيس

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس حدیث کو حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا تو اس میں ”اونٹوں کے پیشاب“

بِصَحِيحٍ وَليس في أَبْوَالِهَا إِلَّا حديثُ أَنَسٍ تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ البَصْرَةِ.

کا ذکر نہیں کیا اور یہ صحیح (بھی) نہیں ہے۔ ہاں ان کے پیشاب کے بارے میں صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے (یعنی حدیث عُرَنِیِّین) جس کی روایت میں اہل بصرہ متفرد ہیں۔

(المعجم ١٢٤) - **بَابٌ: إِذَا خَافَ الْجُنُبُ الْبَرْدَ أَيَتَيَمَّمُ؟** (التحفة ١٢٦)

باب:۱۲۴- کیا جنبی کو سردی کا ڈر ہو تو تیمم کر لے؟

٣٣٤- **حَدَّثَنا** ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنا أبي قال: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عِمْرَانَ بنِ أبي أَنَسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَمْرِو بنِ العَاصِ قال: احْتَلَمْتُ في لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ في غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلاسِلِ، فأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ، فَذَكَروا ذَلِكَ لِرَسولِ الله ﷺ فقال: «ياعَمْرُو! صَلَّيْتَ بأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟» فأَخْبَرْتُهُ بالَّذِي مَنَعَني مِنَ الاغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّي سَمِعْتُ اللهَ يقولُ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء:٢٩] فَضَحِكَ رسولُ الله ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا.

۳۳۴- عبدالرحمٰن بن جبیر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا' چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: ''اے عمرو! کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی؟'' میں نے بتایا کہ کس وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا۟......﴾ ''اپنے آپ کو قتل نہ کرو' اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔

قال أبو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ جُبَيْرٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن جبیر مصری

٣٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٣ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٣٤٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٧، ووافقه الذهبي.

مِصْرِيٌّ مَوْلَى خَارِجَةَ بنِ حُذَافَةَ وليس هُوَ ابنَ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ.

ہے' خارجہ بن حذافہ کا غلام ہے۔ اور یہ ابن جبیر بن نفیر نہیں ہے۔

٣٣٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن ابنِ لَهِيعَةَ وَعَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عِمْرَانَ بنِ أبي أنَسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بنِ الْعَاصِ: أنَّ عَمْرَو بنَ الْعَاصِ كَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ، وَذَكَرَ الحديثَ نَحْوَهُ، قال: فَغَسَلَ مَغَابِنَهُ وَتَوَضَّأَ وُضوءَهُ لِلصَّلاَةِ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرِ التَّيَمُّمَ.

٣٣٥- جناب ابوقیس مولیٰ عمرو بن العاص سے منقول ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک فوجی مہم پر تھے۔ اور مثل سابق حدیث بیان کی۔ کہا کہ انہوں نے اپنے زیریں جسم (شرمگاہ اور اطراف) دھوئے اور نماز والا وضو کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور تیمّم کا ذکر نہیں کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: وَرُوِيَ هذه القِصَّةُ عن الأَوزَاعِيِّ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ قال فيه: فَتَيَمَّمَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ قصہ اوزاعی سے' انہوں نے حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے تو اس میں ہے کہ "انہوں نے تیمّم کیا۔"

(المعجم ١٢٥) - باب الْمَجْدُورِ يَتَيَمَّمُ (التحفة ١٢٧)

باب:١٢٥- چیچک زدہ (یا زخمی) کے لیے تیمّم کا بیان

٣٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأنْطَاكِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن الزُّبَيْرِ بنِ خُرَيْقٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ قال: خَرَجْنَا في سَفَرٍ فأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ في رَأْسِهِ ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ

٣٣٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا' پھر اسے احتلام (بھی) ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمّم کر لوں؟ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے

٣٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٣ من حديث ابن لهيعة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٧، ووافقه الذهبي.

٣٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٩٠، ح: ٧١٩ من حديث موسى بن عبدالرحمٰن الأنطاكي به ﷺ الزبير بن خريق ضعفه الدارقطني وغيره، ووثقه ابن حبان وحده، وضعفه راجح.

أَصْحَابُهُ، فقال: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ قالوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى المَاءِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أُخْبِرَ بِذَلِكَ فقال: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ الله أَلَّا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فإنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ - شَكَّ مُوسَى - عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ».

کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے' آپ کو اس کی خبر دی گئی' تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انہیں ہلاک کرے' انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا' جب کہ انہیں علم نہ تھا' بے شک عاجز (جاہل) کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رہتا۔ موسیٰ کو شک ہوا کہ یعصر کا لفظ بولا یا یعصب کا' (معنی دونوں کا پٹی باندھنا ہے) پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھو لیتا۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا آخری حصہ ''اس شخص کے لیے...... سے تا آخر'' ضعیف ہے' باقی روایت حسن ہے۔ اگلی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

٣٣٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أخبرني الأَوْزَاعِيُّ أَنَّهُ بَلَغَهُ عن عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الله بْنَ عَبَّاسٍ قال: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رسولِ الله ﷺ ثُمَّ احْتَلَمَ، فَأُمِرَ بِالاغْتِسَالِ، فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رسولَ الله ﷺ، فقال: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ الله، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ»

٣٣٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص کو زخم لگ گیا' پھر اسے احتلام ہو گیا' تو اسے غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اس نے غسل کیا اور مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''انہوں نے اس کو مار ڈالا' اللہ انہیں ہلاک کرے۔ کیا جاہل کی شفا سوال کر لینا نہیں ہے؟''

٣٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في المجروح تصيبه الجنابة فيخاف على نفسه إن اغتسل، ح: ٥٧٢، وأحمد: ١/ ٣٣٠، والحاكم: ١/ ١٧٨ من حديث الأوزاعي به * الأوزاعي سمعه من عطاء وسمعه من رجل عنه، وللحديث طرق أخرى عند البيهقي: (١/ ٢٢٦، ٢٢٧) وغيره، بشر بن بكر ثقة، وقول مسلمة ابن القاسم فيه مردود.

فوائد ومسائل: ① باب کا عنوان ہمارے اس نسخے میں [اَلْمَجْذُوْر] ہے یعنی ''چیچک زدہ'' چونکہ اس مرض میں جسم پر چھوٹے چھوٹے زخم اوردانے نکل آتے ہیں تو بعض اوقات پانی کا استعمال کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض نسخوں میں [اَلْمَجْرُوْح] کا لفظ ہے' اس سے حدیث اور باب میں کوئی الجھن نہیں رہتی۔ ② بغیر علم کے فتویٰ دینا بہت بڑی جہالت ہے۔ چاہیے کہ اصحاب علم سے مُراجعہ کیا جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بھی اس اعتبار سے کئی مراتب تھے۔ ③ حدیث میں مذکورہ قسم کے زخم پر پٹی باندھ کر مسح کیا جائے اور اس مسح کے لیے موزوں والی کوئی شرط نہیں ہے کہ پہلے وضو کیا ہو یا وقت متعین ہو۔ ④ اگر جسم کے تھوڑے حصے پر زخم آیا ہو تو مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ حدیث میں ذکر ہوا اور اگر جسم کا زیادہ حصہ مجروح اور تھوڑا صحیح ہو تو پٹیوں اور صحیح حصے پر مسح ہی کافی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٢٦) - بَابُ الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ (التحفة ١٢٨)

باب: ١٢٦- تیمم والے کو نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل جائے اور نماز کا وقت ابھی باقی ہو تو......؟

٣٣٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْحاقَ المُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نَافِعٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: خَرَجَ رَجُلَانِ في سَفَرٍ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ في الْوَقْتِ فأعَادَ أحَدُهُمَا الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ يُعِدِ الآخَرُ، ثُمَّ أتَيَا رسولَ الله ﷺ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ، فقال لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ: «أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ»، وقال لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأعَادَ: «لَكَ الأَجْرُ مَرَّتَيْنِ».

٣٣٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر نکلے اور نماز کا وقت ہو گیا۔ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی' مگر ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دہرالی اور دوسرے نے نہ دہرائی۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اپنا واقعہ بتایا' تو آپ نے اس سے' جس نے نماز نہیں دہرائی تھی' فرمایا: ''تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہارے لیے تمہاری نماز کافی ہوگئی۔'' اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی' اسے فرمایا: ''تمہارے لیے دہرا اجر ہے۔''

قال أبو دَاوُدَ: وَغَيْرُ ابنِ نَافِعٍ يَرْوِيهِ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن نافع کے علاوہ ایک

٣٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الغسل والتيمم، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلوة، ح: ٤٣٣ من حديث ابن نافع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٧٨، ووافقه الذهبي.

عن اللَّيْثِ، عن عَمِيرَةَ بنِ أبي نَاجِيَةَ، عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

دوسرے صاحب نے اسے لیث سے انہوں نے عمیرہ بن ابی ناجیہ سے انہوں نے بکر بن سوادہ سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

قال أبو دَاوُدَ: ذِكْرُ أبي سَعِيدٍ في هَذا الحديثِ ليس بِمَحْفُوظٍ هُوَ مُرْسَلٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابوسعید کا ذکر محفوظ نہیں ہے اور یہ حدیث مرسل ہے۔

٣٣٩- حَدَّثَنا عبدُ اللَّهِ بنُ مَسْلَمة: حدثنا ابنُ لَهِيعَةَ عنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عن أَبِي عَبْدِ اللهِ مَوْلَى إِسمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدٍ، عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ من أَصْحَابِ رسول اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

٣٣٩- جناب عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ کے صحابہ میں سے دو آدمی (سفر پر نکلے) اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

مسئلہ: نماز اوّل وقت ہی میں پڑھنا افضل ہے خواہ تیمم سے ہو اور پھر پانی ملنے پر دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر دہرائے تو ماجور ہے۔

(المعجم ١٢٧) - بَابٌ: فِي الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ١٢٩)

باب: ١٢٧- جمعہ کے لیے غسل کا بیان

٣٤٠- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ عن يَحْيَى: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ، فقال عُمَرُ: أَتَحْتَبِسُونَ عن الصَّلَاةِ؟ فقال الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ

٣٤٠- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک موقع پر خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ نماز سے رکے رہتے ہو؟ (اور تاخیر سے آتے ہو؟) اس آدمی نے جواب دیا: اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ میں نے اذان سنی فوراً وضو کیا (اور حاضر ہو گیا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور

٣٣٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/٢٣١ من حديث ابن لهيعة به، والحديث السابق شاهد له.

٣٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: بعد باب فضل الجمعة، ح: ٨٨٢، ومسلم، الجمعة، باب: كتاب الجمعة، ح: ٤/ ٨٤٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

فَتَوَضَّأْتُ. قال عُمَرُ: الْوُضُوءَ أَيْضًا! أَوَ لَمْ تَسْمَعُوا رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذا أَتَى أَحَدُكُم الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ؟»

صرف وضو؟ کیا تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔“

فائدہ: دورانِ خطبہ تاخیر سے آنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت کو برسر منبر اجلّہ صحابہ کی موجودگی میں اس طرح تنبیہ کرنا دلیل ہے کہ وہ لوگ بالعموم جمعہ کے غسل کو واجب سمجھتے تھے۔ اگر یہ مستحب محض ہوتا تو اس انداز میں ہرگز تنبیہ نہ کی جاتی۔

٣٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ بنِ قَعْنَبٍ عن مَالِكٍ، عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ».

۳۴۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“

فائدہ: عورتیں بھی اس کی پابند ہیں۔ کسی بھی مسلمان بالغ مرد عورت کو بغیر معقول عذر کے اس بارے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

٣٤٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابنَ فضالة، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ، عن بُكَيْرٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن حَفْصَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ، وَعَلَى كلِّ مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةَ الْغُسْلُ».

۳۴۲- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”ہر بالغ پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے۔ اور ہر وہ شخص جس پر جمعہ کے لیے جانا (لازم) ہے اس پر غسل ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اغْتَسَلَ الرَّجُلُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اگر کسی نے طلوع فجر کے

٣٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: هل على من لم يشهد الجمعة غسل . . . الخ، ح: ٨٩٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ١٠٢.

٣٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب التشديد في التخلف عن الجمعة، ح: ١٣٧٢ من حديث المفضل بن فضالة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢١، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٢١٧.

بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ أَجْزَأَهُ مِنْ غُسْلِ الْجُمُعَةِ وَإِنْ أَجْنَبَ.

بعد غسل کر لیا' خواہ جنابت ہی سے ہو تو یہ اس کے لیے غسل جمعہ سے کافی ہے۔

فائدہ: ہر بالغ کے لیے جمعہ واجب ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو اور بتصریح حدیث نبوی بچہ' عورت' غلام اور مسافر مستثنیٰ ہیں۔ مسافر کے لیے بھی یہ ہے کہ وہ اپنے سفر میں رواں ہو' اور اگر کسی منزل پر ٹھہرا ہوا ہو اور قریب میں جمعہ بھی ہو رہا ہو اور کوئی معقول عذر شرعی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں جمعہ میں حاضری ضروری ہے۔

٣٤٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِالله بنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيُّ الهَمْدَانِيُّ؛ ح: وحدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قالا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ، وهذا حديثُ مُحَمَّدِ بنِ سَلَمَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال يَزِيدُ وَعَبْدُ الْعَزِيز في حَدِيثِهِمَا: عن أبي سَلَمَةَ ابن عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأبي هُرَيْرَةَ قالا: قال رسُولُ الله ﷺ: «من اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِن أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ - إنْ كَانَ عِنْدَهُ - ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ الله لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إذَا خَرَجَ إمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا».

۳۴۳- حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے اور خوشبو بھی لگائی اگر میسر ہو تو' پھر جمعہ کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں' پھر (نفلی) نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی' پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے لیے) نکلا' حتی کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔''

٣٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨١ من حديث ابن إسحاق به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٢، وابن حبان، ح: ٥٦٢، والحاكم على شرط مسلم ١/ ٢٨٣، ووافقه الذهبي.

قال ويقولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، ويقولُ: إِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا.

(ابوسلمہ نے) کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ بلکہ مزید تین دن اور بھی۔ (یعنی صرف جمعہ سے جمعہ تک' آٹھ دنوں کا کفارہ ہی نہیں' بلکہ تین دن مزید بھی' یوں گیارہ دن ہوئے اور کسر چھوڑ دیں تو ۱۰ دن' کیونکہ) وہ کہا کرتے تھے کہ ہر نیکی دس گنا اجر کی حامل ہوتی ہے۔

قال أَبُو دَاوُد: وحديث مُحَمَّدِ بنِ سَلَمَةَ أَتَمُّ، ولم يَذْكُرْ حَمَّادٌ كلامَ أَبي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابوسلمہ کی روایت زیادہ کامل ہے اور حماد نے اپنی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام نقل نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح ابوداود (حدیث: ۳۳۱) میں ''حسن'' کہا ہے۔ اور یہ فضائل وآداب جمعہ کی جامع ہے۔ ② قبل از نماز جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ حسب توفیق جس قدر پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ ③ صف بندی کا اہتمام ہو اور پہلے سے بیٹھے لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں الا یہ کہ انہوں نے خود تقصیر کی ہو اور اگلی صفیں مکمل نہ کی ہوں۔ ④ لغویات' لغو فعل سے احتراز ہو اور خطبہ غور سے سنا جائے۔ نیند سے بھی اپنے آپ کو ہوشیار رکھنا چاہیے۔ مزید بھی کچھ امور ہیں جو اگلی احادیث میں آرہے ہیں۔

٣٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بن الأَشَجِّ حَدَّثَاهُ عن أَبي بَكْرِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كلِّ مُحْتَلِمٍ وَالسِّوَاكُ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيبِ مَا قُدِّرَ لَهُ». إِلَّا أَنَّ بُكَيْرًا لم يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وقال في الطِّيبِ: «وَلَوْ مِنْ طِيبِ الْمَرْأَةِ».

۳۴۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز غسل ہر بالغ پر (لازم) ہے اور مسواک اور خوشبو (بھی) جو اسے میسر ہو۔'' بکیر نے عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: ''خواہ بیوی ہی کی ہو۔'' (یعنی ضرور استعمال کرے۔)

٣٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٤٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

٣٤٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ الْجَرْجَرائيُّ حِبِّي: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن الأوْزَاعِيِّ: حَدَّثَني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَني أَبُو الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَني أَوْسُ بنُ أَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشَى، وَلَمْ يَرْكَبْ، وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

۳۴۵-حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا فرماتے تھے: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور خوب اچھی طرح کیا اور جلدی آیا اور (خطبہ میں) اول وقت پہنچا' پیدل چل کے آیا اور سوار نہ ہوا' امام سے قریب ہو کر بیٹھا اور غور سے سنا اور لغو سے بچا' تو اس کے لیے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور قیام کے عمل کا ثواب ہے۔''

توضیح: یہ حدیث جامع ترمذی (۴۹۶) سنن نسائی (۱۳۸۲) اور سنن ابن ماجہ (۱۰۸۷) میں بھی وارد ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ (صحیح ابو داود' حدیث:۳۳۳) شروح حدیث میں وارد ہے کہ اس حدیث کے الفاظ [غَسَلَ وَ اغتَسَلَ] میں [غسل] کو حرف ''س'' کی تخفیف اور تشدید دونوں سے پڑھا گیا ہے۔ اور اس کے کئی معانی ذکر کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہی تاکیدی معنی ہے جو راقم نے اختیار کیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آدمی نے پہلے خطمی' صابن یا شیمپو وغیرہ استعمال کیا ہو بعد ازاں پانی بہایا ہو۔ تیسرا یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے مباشرت کی اور اس پر بھی غسل لازم کر دیا ہو۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح انسان نفسیاتی اور جذباتی طور پر بہت پرسکون ہو جاتا ہے اور ذہن پراگندہ نہیں ہوتا اور عبادت میں یکسو رہتا ہے۔ واللہ اعلم.

٣٤٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي هِلَالٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنْ غَسَلَ رَأْسَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ» وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۳۴۶-حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔'' اور مثل سابق روایت بیان کی۔

٣٤٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اقامة الصلوات، باب ماجاء في الغسل يوم الجمعة، ح: ١٠٨٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٦٧، وابن حبان، ح: ٥٥٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٨١، ٣٨٢، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٤٩٦، وحسنه.

٣٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

فائدہ: یہ روایت مذکورہ بالا حدیث کا معنی واضح کرتی ہے اور ''سر دھونے'' کی خصوصیت یہ ہے کہ عرب لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور انہیں دھونے میں محنت ہوتی تھی اور وقت لگتا تھا۔

٣٤٧- حَدَّثَنا ابنُ أَبي عَقِيلٍ وَمُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ المِصْرِيَّانِ قالا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: ابنُ أَبي عَقِيلٍ قال: أخبرني أُسَامَةُ يَعْني ابنَ زَيْدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ العَاصِ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيبِ امْرَأَتِهِ - إنْ كَانَ لهَا - وَلَبِسَ مِنْ صَالِحِ ثِيَابِهِ ثُمَّ لَمْ يَتَخطَّ رِقَابَ النَّاسِ وَلَمْ يَلْغُ عِنْدَ المَوْعِظَةِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهُمَا، وَمَنْ لَغَا وَتَخطَّى رِقَابَ النَّاسِ كَانَتْ لَهُ ظُهْرًا».

٣٤٧- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے روز غسل کیا اور اپنی اہلیہ کی خوشبو استعمال کی۔ اگر اس کے پاس ہو اور اپنے عمدہ کپڑے پہنے' پھر لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں اور اثنائے وعظ میں (خطبے کے دوران میں) کوئی لغو عمل نہ کیا' تو یہ (نماز) ان دونوں (جمعوں) کے مابین کے لیے کفارہ ہوگی اور جس نے کوئی لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کے لیے یہ ظہر ہی ہوگی (یعنی ظہر کی نماز کا ثواب ہوگا نہ کہ جمعے کا۔'')

٣٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بنُ شَيْبَةَ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ الْعَنَزِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غَسْلِ المَيِّتِ.

٣٤٨- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ چار کاموں (کی وجہ) سے غسل کیا کرتے تھے۔ جنابت سے' جمعہ کے دن' سینگی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔''

توضیح: امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ [لَيْسَ بِذَاكَ] یعنی غیر

٣٤٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٣١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١٠.

٣٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٢ من حديث مصعب بن شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح. ٢٥٦.

معیاری ہے۔ امام احمد بن حنبل اور علی بن مدینی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ غسل میت سے غسل کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (منذری) مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "التلخيص الحبير" میں کہا ہے کہ کثرت طرق کی بنا پر یہ "درجۂ حسن" سے کم نہیں اور جمہور اس کے استحباب کے قائل ہیں۔ (الروضۃ الندیہ) اور ظاہر ہے کہ غسل جنابت واجب ہے۔ جمعہ کا غسل واجب یا بہت زیادہ مؤکد ہے۔ سینگی اور میت کو غسل دینے سے غسل بطور نظافت مستحب ہے۔

٣٤٩- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حَوْشَبٍ قال: سَأَلْتُ مَكْحُولًا عن هذا الْقَوْلِ: «غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ» قال: غَسَلَ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ.

۳۴۹- جناب علی بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے مکحول (شامی تابعی) سے حدیث "غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے اپنا سر دھویا اور پھر غسل کیا۔

٣٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو مُسْهِرٍ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ في «غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ» قال: قال سَعِيدٌ: غَسَّلَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ جَسَدَهُ.

۳۵۰- جناب سعید بن عبدالعزیز (تنوخی، تبع تابعی) نے [غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ] کی شرح میں کہا کہ جس نے اپنا سر دھویا اور غسل کیا۔

٣٥١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ، عن أَبي صالحٍ السَّمَّانِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَن اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ،

۳۵۱- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت (یا جنابت جیسا غسل) کیا، پھر جمعہ کے لیے آیا تو اس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا۔ اور جو دوسری ساعت میں آیا اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں پہنچا اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا۔ جو چوتھی ساعت میں آیا اس نے گویا مرغی تقرب کے لیے

٣٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٢٩٨٩ من حديث أبي داود به.

٣٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٢٩٨٩ من حديث أبي داود به.

٣٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الجمعة، ح: ٨٨١، ومسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، ح: ٨٥٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠١ وقوله "غسل الجنابة" أي غسلاً كغسل الجنابة، قاله الحافظ في فتح الباري: ٢/ ٣٦٦ نحوه، وحديث عبدالرزاق، ح: ٥٥٦٥ يؤيده.

وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَن رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الإِمَامُ حَضَرَتِ المَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ».

پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں آیا اس نے گویا انڈا تقرب کے لیے پیش کیا۔ پھر جب امام نکل آتا ہے تو فرشتے بھی ذکر سننے کے لیے حاضر ہوجاتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① تاخیر سے آنے والے کا جمعہ تو یقیناً ہوجاتا ہے مگر وہ مذکورہ فضلیت سے بالکل محروم رہتا ہے اور ملائکہ کے مخصوص صحیفوں میں اس کا اندراج نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس حدیث سے مرغی اور انڈے کی قربانی کا جواز کشید کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف تقرب اور ثواب کے لیے اللہ کی راہ میں بطور صدقہ وخیرات خرچ کرنا مراد ہے۔ ② وعظ ونصیحت کی مجلس جمعہ میں ہو یا عام اس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

(المعجم ١٢٨) - باب الرُّخصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ١٣٠)

۱۲۸- جمعہ کے روز غسل نہ کرنے کی رخصت کا بیان

٣٥٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ النَّاسُ مُهَّانَ أَنْفُسِهِمْ فَيَرُوحُونَ إِلَى الْجُمُعَةِ بِهَيْئَتِهِمْ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَو اغْتَسَلْتُمْ.

۳۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے کہا کہ لوگ اپنے کام کاج خود ہی سرانجام دیا کرتے تھے اور اپنی اسی حالت میں جمعہ کو چلے آتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ اگر تم غسل کرلیا کرو (تو بہت ہی بہتر ہے۔)

٣٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيز يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ، عن عَمْرِو بنِ أَبِي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا فقالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَتَرَى الْغُسلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قال: لَا. وَلَكِنَّهُ

۳۵۳- جناب عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کی جانب سے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباس! کیا آپ جمعہ کے غسل کو واجب کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں لیکن یہ زیادہ طہارت کا باعث ہے اور جو غسل کرلے اس کے لیے بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے

٣٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٣، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ . . . الخ، ح: ٨٤٧ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٣٥٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٨ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، ورواه البيهقي: ١/ ٢٩٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٥٥، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٨٠، ٢٨١، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٢/ ٣٦٢.

أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ، وَسَأُخْبِرُكُم كَيْفَ بَدْءُ الْغُسلِ: كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ، يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ، وكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ، إِنَّمَا هُوَ عَرِيشٌ. فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ في يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ في ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ، آذَى بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمَّا وَجَدَ رسولُ الله ﷺ تِلْكَ الرِّيحَ قال: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا كَانَ هَذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُم أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهِ وَطِيبِهِ». قال ابنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ جَاءَ الله تَعَالَى ذِكْرُهُ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ.

اس پر واجب نہیں ہے۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ محنت و مشقت کیا کرتے تھے لباس اون کا ہوتا تھا' اپنی پیٹھوں پر سامان ڈھوتے تھے اور ان کی مسجد بھی تنگ اور نیچی چھت والی تھی' گویا چھپر سا تھا' تو ایک بار رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' دن گرم تھا اور لوگوں کو ان کے اونی لباسوں میں پسینہ آیا' حتیٰ کہ ان سے نامناسب بوئیں نکلیں اور انہیں ایک دوسرے سے بہت اذیت ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ بو محسوس کی تو فرمایا: ''لوگو! جب یہ (جمعہ کا) دن ہوا کرے تو غسل کیا کرو اور جسے جو عمدہ تیل اور خوشبو مہیا ہو استعمال کیا کرے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے حالات میں بہتری پیدا کر دی۔ لوگ اونی لباس چھوڑ کر دوسرے لباس پہننے لگے اور محنت مشقت کے کاموں سے بھی کفایت ہو گئی' مسجد بھی کھلی ہو گئی اور وہ پسینہ جو ایک دوسرے کے لیے اذیت کا باعث تھا' ختم ہو گیا۔

٣٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ».

۳۵۴- سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے۔ اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔''

توضیح: ان احادیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ غسل جمعہ واجب نہیں ہے۔ بلاشبہ ابتداءً حکم کی بنیادی وجہ یہی تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان ہوئی ہے' مگر مسلمان جب اس کے قائل و فاعل ہو گئے تو انہیں اس کا شرعی اعتبار سے پابند کر دیا گیا' جیسا کہ گزشتہ باب میں صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے۔ اب اگرچہ وہ بنیادی سبب تو موجود نہیں مگر حکم وجوب باقی ہے جیسے کہ مسئلۂ حج میں طواف قدوم میں رمل کرنا (آہستہ آہستہ دوڑنے) کا بنیادی

٣٥٤_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، ح: ٤٩٧، والنسائي، ح: ١٣٨١ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن".

موجود نہیں ہے، مگر حکم وجوب باقی ہے۔ اس لیے راجح یہی ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس میں غفلت بہت بڑی محرومی ہے۔

(المعجم ١٢٩) - باب الرَّجُلِ يُسْلِمُ فَيُؤْمَرُ بِالْغُسْلِ (التحفة ١٣١)

باب:١٢٩-نومسلم کے لیے غسل کا حکم

٣٥٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الأَغَرُّ عن خَلِيفَةَ بنِ حُصَيْنٍ، عن جَدِّهِ قَيْسِ بنِ عَاصِمٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُرِيدُ الإِسْلامَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ.

٣٥٥- جناب خلیفہ بن حصین اپنے دادا حضرت قیس بن عاصم ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا۔ تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں غسل کروں اور پانی میں بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔

فائدہ: اسلام قبول کرنے والے نومسلم کے لیے غسل واجب ہے۔ (عون المعبود)

٣٥٦- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن عُثَيْمِ بنِ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: قَدْ أَسْلَمْتُ. فقال لهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ» يقولُ: احْلِقْ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِآخَرَ مَعَهُ: «أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ».

٣٥٦- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے عُثَیم بن (کثیر بن) کلیب سے خبر دی گئی وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے آپ نے فرمایا: ''اپنے کفر والے بال اتار دو۔'' یعنی سر منڈاؤ۔ اور (کلیب کہتے ہیں کہ) مجھے ایک دوسرے صحابی نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ایک دوسرے شخص سے فرمایا جو ان کے ساتھ تھا: ''اپنے کفر کے بال دور کرو اور ختنہ کراؤ۔''

فوائد ومسائل: ① ایسا لباس اور حجامت جو کفار کی خاص مذہبی علامت یا ان کا شعار ہو اسلام قبول کر لینے پر اسے ترک کر دینے کا حکم ہے، ورنہ کافروں سے مشابہت باقی رہے گی اور یہ کسی طرح مقبول نہیں۔ ② حکم ہے کہ [اُدْخُلُوْا

٣٥٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عند ما يسلم الرجل، ح:٦٠٥، والنسائي، ح:١٨٨ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٥٤، ٢٥٥، وابن حبان، ح:٢٣١، وابن الجارود، ح:١٤، وغيرهم، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

٣٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٣/ ٤١٥ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له:٦/ ١٠، ح:٩٨٣٥، وسنده ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ٤/ ٨٢، وللحديث شاهدان ضعيفان.

فِي السِّلْمِ كَافَّةً] ''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' اور ختنہ شعائر اسلام اور امور فطرت میں سے ہے۔

(المعجم ١٣٠) - باب الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ ثَوْبَهَا الَّذِي تَلْبَسُهُ فِي حَيْضِهَا (التحفة ١٣٢)

باب: ١٣٠- عورت اپنے ایام حیض میں استعمال ہونے والے کپڑے کو دھوئے

٣٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَني أَبي: حدَّثَتْني أُمُّ الْحَسَنِ - يَعْني جَدَّةَ أَبي بَكْرٍ الْعَدَوِيِّ - عن مُعاذَةَ قالت: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن الْحَائِضِ يُصِيبُ ثَوْبَهَا الدَّمُ. قالت: تَغْسِلُهُ فإنْ لَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ فَلْتُغَيِّرْهُ بِشَيْءٍ مِنْ صُفْرَةٍ. قالت: وَلَقَدْ كُنْتُ أَحِيضُ عِنْدَ رسولِ الله ﷺ ثَلَاثَ حِيَضٍ جميعًا لا أَغْسِلُ لِي ثَوْبًا.

٣٥٧- معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ حائضہ کے کپڑوں کو خون لگ جاتا ہے (تو کیا کرے؟) انہوں نے کہا کہ اسے دھوئے۔ اگر اس کا نشان باقی رہے تو کچھ زردی (ورس بوٹی یا زعفران) سے اسے تبدیل کر دے۔ کہتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں تین تین حیض آتے تھے' مگر میں اپنا کوئی کپڑا نہ دھوتی تھی۔

توضیح: وہ اس لیے نہ دھوتی تھیں کہ تہ بند یا چادر کسی طرح آلودہ نہ ہوتی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اگر کپڑا کسی طرح آلودہ نہ ہو تو وہ پاک ہے۔ نیز حائضہ کا پسینہ اور لعاب پاک ہے۔ اس طرح باقی کپڑوں کے دھونے کی ویسے ہی ضرورت نہیں۔

٣٥٨- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا إِبْراهِيمُ بنُ نَافِعٍ قال: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَعْني ابنَ مُسْلِمٍ، يَذْكُرُ عن مُجَاهِدٍ قال: قالت عَائشةُ: مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ منْ دَمٍ بَلَّتْهُ بِرِيقِهَا ثُمَّ قَصَعَتْهُ بِرِيقِهَا.

٣٥٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم ازواج رسول کے لیے محض ایک ایک ہی کپڑا ہوتا تھا' اسی میں ایام حیض گزرتے تھے۔ اگر کہیں کوئی خون کا دھبہ لگ جاتا تو وہ اسے اپنے لعاب سے گیلا کرتی اور پھر اسے مل دیتی تھی۔

٣٥٧- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٠ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وسنده ضعيف * أم الحسن لا يعرف حالها (تقريب)، وللحديث شواهد.

٣٥٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٠٥ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٣١٢ من طريق آخر عن مجاهد به.

مسئلہ: یہ اس صورت میں ہے جب کوئی معمولی داغ دھبہ یا قطرہ لگا ہو۔ اگر زیادہ لگا ہو تو اسے پانی سے بالاہتمام دھونا لازم ہے جیسے کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔

٣٥٩- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْني ابنَ مَهْدِيٍّ: أخبرنا بَكَّارُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَتْني جَدَّتِي قالت: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ عن الصَّلَاةِ في ثَوْبِ الْحَائِضِ، فقالت أُمُّ سَلَمَةَ: قَدْ كَانَ يُصِيبُنَا الْحَيْضُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَتَلْبَثُ إِحْدَانَا أَيَّامَ حَيْضِهَا ثُمَّ تَطْهُرُ فَتَنْظُرُ الثَّوْبَ الَّذِي كَانَتْ تَقَلَّبُ فِيهِ، فإِنْ أَصَابَهُ دَمٌ غَسَلْنَاهُ وَصَلَّيْنَا فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَرَكْنَاهُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا ذَلِكَ أَنْ نُصَلِّيَ فيه. وَأَمَّا الْمُمْتَشِطَةُ فَكَانَتْ إِحْدَانَا تَكُونُ مُمْتَشِطَةً، فَإِذَا اغْتَسَلَتْ لَمْ تَنْقُضْ ذَلِكَ وَلَكِنَّهَا تَحْفِنُ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ، فإِذَا رَأَتِ الْبَلَلَ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ دَلَكَتْهُ ثُمَّ أَفَاضَتْ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهَا.

٣٥٩- جناب بکار بن یحییٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کے ہاں گئی' وہاں ان سے ایک قریشی عورت نے پوچھا کہ حیض والے کپڑوں میں نماز کا کیا حکم ہے؟ تو ام سلمہ ؓ نے جواب دیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حیض آتا تھا' ہم یہ دن گزارتیں اور پھر پاک ہوتیں اور اپنے کپڑے کو دیکھتیں جس میں یہ دن گزارے ہوتے۔ اگر اسے خون لگا ہوتا تو اسے دھو لیتیں اور پھر اس میں نماز پڑھتیں اور اگر اسے کچھ نہ لگا ہوتا تو اسے اسی طرح رہنے دیتیں اور اس میں نماز پڑھنے سے ہمارے لیے کچھ مانع نہ ہوتا تھا۔ اور جس کے بال گوندھے ہوئے ہوتے تو جب کسی کو غسل (جنابت) کرنا ہوتا تو اپنے بال نہ کھولا کرتی بلکہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتی۔ جب دیکھتی کہ بالوں کی جڑیں تر ہو گئی ہیں تو انہیں ملتی پھر باقی جسم پر پانی بہا لیتی۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہی بات دیگر تمام روایات میں بھی بیان کی گئی ہے' جو صحیح ہیں۔

٣٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن

٣٦٠- سیدہ اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کو سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ

٣٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * بكار مجهول الحال، وجدته: لم أعرفها.

٣٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٧٧٨ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٦، وانظر الحديث الآتي.

مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنذِرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبي بَكْرٍ قالت: سَمِعْتُ امْرَأَةً تَسْأَلُ رسولَ الله ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ إِحْدَانَا بِثَوْبِهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، أَتُصَلِّي فِيهِ؟ قال: «تَنْظُرُ فَإِنْ رَأَتْ فِيهِ دَمًا فَلْتَقْرُصْهُ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ وَلْتَنْضَحْ مَا لَمْ تَرَ وَتُصَلِّي فِيهِ».

رہی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی پاک ہو تو اپنے کپڑے کا کیا کرے؟ کیا اس میں نماز پڑھ لیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے دیکھے اگر اس میں خون لگا ہو تو اسے پانی لگا کر کھرچے اور جس جگہ کچھ نظر نہ آتا ہو (مگر شبہ ہو تو) وہاں چھینٹے مارلے اور اس میں نماز پڑھ لے۔''

٣٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنذِرِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبي بَكْرٍ أَنَّهَا قالت: سَأَلَتِ امْرأَةٌ رسولَ الله ﷺ فقالت: يارسولَ الله! أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قال: «إِذَا أَصَابَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الحَيْضِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّي».

٣٦١- سیدہ اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے' تو چاہیے کہ اسے کھرچے (چٹکیوں سے رگڑے) پھر اس پر پانی ڈالے۔ اور اس میں نماز پڑھ لے۔''

٣٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا حَمَّادٌ: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حدثنا عِيسَى بنُ يُونُسَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن هِشَامٍ بِهَذَا [المعنى] قالا: «حُتِّيهِ ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالمَاءِ ثُمَّ انْضَحِيهِ».

٣٦٢- عیسیٰ بن یونس اور حماد بن سلمہ دونوں نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ''اسے اکھیڑ و' پانی ڈال کر چٹکیوں سے رگڑو پھر (مزید) پانی بہاؤ۔''

٣٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم المحيض، ح: ٣٠٧، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ٢٩١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمٰن بن القاسم)، ح: ٤٨٠ (ورواية أبي مصعب: ١/ ٦٦، ح: ١٦٦)، ووقع في رواية يحيى: ١/ ٦٠، ٦١ وهم لا شك فيه، انظر التمهيد: ٢٢/ ٢٢٩.

٣٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الحيض، باب دم الحيض يصيب الثوب، ح: ٣٩٤ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٣٨ عن هشام بن عروة به، وقال: "حسن صحيح".

٣٦٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، عن سُفْيَانَ قال: حدثني ثابتٌ الْحَدَّادُ: حدثني عَدِيُّ بنُ دِينَارٍ قال: سَمِعْتُ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ تقولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ في الثَّوْبِ؟ قال: «حُكِّيهِ بِضِلَعٍ وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ».

۳۶۳-حضرت ام قیس بنت محصن ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خون حیض کے متعلق دریافت کیا جو کہ کپڑے کو لگ جاتا ہے۔آپ نے فرمایا: ’’اسے کسی لکڑی سے اکھیڑو پھر بیری کے پتے ملے پانی سے دھوڈالو۔‘‘

فائدہ: خون حیض نجس ہے‘ اس کو اہتمام سے صاف کرنا چاہیے کہ کوئی ذرا سا اثر بھی باقی نہ رہے۔سادہ پانی سے دھونا بھی کافی ہے‘ مگر بیری کے پتے ملا پانی مزید نظافت کے لیے ہے۔جیسے کہ آج کل صابن سوڈے سے یہ کام لیا جاتا ہے۔کپڑے پر داغ باقی رہ جانے کا کوئی حرج نہیں۔

٣٦٤- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبي نَجِيحٍ، عن عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ قالت: قَدْ كَانَ يَكُونُ لِإِحْدَانَا الدِّرْعُ فِيهِ تَحِيضُ وَفِيهِ تُصِيبُهَا الْجَنَابَةُ ثُمَّ تَرَى فِيهِ قَطْرَةً مِنْ دَمٍ فَتَقْصَعُهُ بِرِيقِهَا.

۳۶۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ہم ازواج رسول میں سے ہر ایک کے پاس ایک کرتا ہی ہوا کرتا تھا۔اسی میں ایام حیض گزرتے‘ اسی میں جنابت ہوتی‘ پھر اگر اس میں خون کا قطرہ دیکھتی تو اسے لعاب لگا کر ملتی (اور اس کا ازالہ کر دیتی۔)

فائدہ: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے‘ مگر معناً صحیح ہے۔

٣٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن عِيسَى بنِ طَلْحَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ

۳۶۵-سیدنا ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ خولہ بنت یسار ؓ نبی ﷺ کے ہاں آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے

٣٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: في ماجاء في دم الحيض يصيب الثوب، ح: ٦٢٨، والنسائي، ح: ٣٩٥ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٧، وابن حبان، ح: ٢٣٥.

٣٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ١٤ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * ابن أبي نجيح مدلس، وعنعن.

٣٦٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٠ عن قتيبة به، وابن لهيعة صرح بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٤٠٨، ورواه عنه عبدالله بن وهب وغيره، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ٢/ ٣٦٤.

خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالت: يَارسولَ الله! إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قال: «إِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ». فَقَالت: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قال: «يَكْفِيكِ غَسْلُ الدَّمِ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ».

اس میں حیض آتا ہے تو کیسے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تم پاک ہوا کرو تو اسے دھولیا کرو اور اس میں نماز پڑھا کرو۔'' وہ کہنے لگیں کہ اگر اس سے خون (کا نشان) نہ نکلے تو؟ فرمایا: ''تمہیں خون کا دھوڈالنا کافی ہے۔ اس کے داغ اور نشان کا کوئی حرج نہیں۔''

(المعجم ١٣١) - باب الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ فِيهِ (التحفة ١٣٣)

باب:۱۳۱- جس کپڑے میں انسان اپنی اہلیہ سے صحبت کرے اس میں نماز پڑھنا......؟

٣٦٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن سُوَيْدِ بنِ قَيْسٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ حُدَيْجٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فقالت: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى.

۳۶۶- حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے اپنی ہمشیرہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں وہ صحبت کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں' اگر اس میں کوئی نجاست نہ ہوتی۔

(المعجم ١٣٢) - باب الصَّلَاةِ فِي شُعُرِ النِّسَاءِ (التحفة ١٣٤)

باب:۱۳۲- عورتوں کے کپڑوں میں نماز

٣٦٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي: حدثنا الأَشْعَثُ عن مُحَمَّدِ بنِ

۳۶۷- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے کپڑوں یا لحافوں

٣٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب المني يصيب الثوب، ح: ٢٩٥ عن عيسى بن حماد به، ورواه ابن ماجه، ح: ٥٤٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٧٦، وابن حبان، ح: ٢٣٧.

٣٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب: في كراهية الصلوٰة في لحف النساء، ح: ٦٠٠، والنسائي، ح: ٥٣٦٨ من حديث الأشعث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٢، ووافقه الذهبي، ويأتي: ٦٤٥

سِيرِينَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائشةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُصَلِّي في شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا.

میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔(یعنی بالعموم)

قال عُبَيْدُالله: شَكَّ أَبِي.

عبیداللہ نے کہا: "شُعُرنا أو لُحُفِنَا" کے الفاظ میں میرے والد کو شک ہوا ہے۔

فائدہ: [شِعَار] وہ کپڑا ہوتا ہے جو بالخصوص جسم سے متصل ہو۔ اور صحت نماز کے لیے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ اگر چادر، کمبل، لحاف یا دری وغیرہ ناپاک ہو تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اعتماد ہو کہ کپڑا پاک ہے تو کوئی حرج نہیں۔ امام صاحب نے "عورت کے کپڑوں" کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ محض جسم سے مُلَامَسَت (لگنے) کی وجہ سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

٣٦٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن عَائشةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي في مَلَاحِفِنَا.

۳۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے لحافوں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قال حَمَّادٌ: وَسَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ أَبِي صَدَقَةَ قال: سَأَلْتُ مُحمدًا عَنْهُ فَلَمْ يُحَدِّثْنِي وقال: سَمِعْتُهُ مُنْذُ زَمَانٍ، ولا أَدْرِي مِمَّنْ سَمِعْتُهُ، ولا أَدْرِي أَسَمِعْتُهُ مِنْ ثَبْتٍ أَوْ لَا، فَسَلُوا عَنْهُ.

حماد نے کہا: میں نے سعید بن ابی صدقہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن سیرین سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان نہیں کی۔ اور کہا کہ میں نے اسے ایک مدت پہلے سنا تھا، معلوم نہیں کس سے سنا تھا، وہ ثقہ تھا یا نہیں۔ تم دیگر علماء سے اس کی تحقیق کر لو۔

(المعجم ١٣٣) - باب الرُّخْصَةِ في ذَلِكَ (التحفة ١٣٥)

باب: ۱۳۳- اس میں رخصت کا بیان

٣٦٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ

۳۶۹- ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ

٣٦٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لانقطاعه، والحديث السابق شاهد له.

٣٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب في الصلوٰة في ثوب الحائض، ح: ٦٥٣ من ◀◀

سُفْيَانَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ الله بن شَدَّادٍ يُحَدِّثُهُ عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ وَعَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ مِنْهُ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَيْهِ.

نبی ﷺ نے نماز پڑھی' آپ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے جس کا کچھ حصہ آپ پر اور کچھ ان کی اہلیہ پر تھا اور وہ حیض سے تھیں آپ اس حالت میں نماز پڑھتے رہے کہ وہ آپ پر تھا۔

٣٧٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنا طَلْحَةُ بنُ يَحْيَى عن عُبَيْدِالله بنِ عُتْبَةَ، عن عَائشة قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

۳۷۰-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پاس بازو (پہلو) میں ہوتی اور حیض سے ہوتی' مجھ پر جو چادر یا کمبل ہوتا اس کا کچھ حصہ آپ بھی لیے ہوئے ہوتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اس باب اور پچھلے باب کی احادیث میں تعارض نہیں ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ آپ اکثر زوجات کے کپڑوں میں نماز نہ پڑھتے تھے' مگر کبھی کبھی پڑھ بھی لیا کرتے تھے جب کہ یقین ہوتا تھا کہ کپڑا پاک ہے۔ ② بیوی اگر مصلے کے قریب بیٹھی ہو' لیٹی ہو یا آگے سوئی ہوئی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں' نماز جائز اور صحیح ہے۔ ③ یہ اور دیگر احادیث اشارہ کرتی ہیں کہ خیر القرون میں مسلمان مادی اعتبار سے کشادہ دست نہ ہوتے تھے۔ میاں بیوی کے پاس ایک ہی کمبل ہوتا تھا مگر دینی اور عملی اعتبار سے وہ اس قدر ممتاز ہیں کہ پوری امت کے مقتدا ہیں۔

(المعجم ١٣٤) - باب الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٣٦)

باب:۱۳۴- کپڑے کو اگر منی لگ جائے تو......؟

٣٧١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ عن شُعْبَةَ، عن الْحَكَمِ، عن إبراهيمَ، عن

۳۷۱-ہمام بن حارث کہتے ہیں کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں (بطور مہمان) آئے ہوئے تھے کہ انہیں

◀◀ حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٦٨، وابن حبان، ح: ٣٥٠، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٣٣٣، ومسلم، ح: ٥١٣، وانظر الحديث الآتي: ٦٥٦.

٣٧٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٤ من حديث وكيع به.

٣٧١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٨ من حديث إبراهيم النخعي به، وزاد الطحاوي في المعاني: ١/ ٥١ "ثم يصلي فيه"، وحديث الأعمش رواه مسلم.

هَمَّام بنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ عَائشةَ فَاحْتَلَمَ فَأَبْصَرَتْهُ جَارِيَةٌ لِعَائِشةَ وَهُوَ يَغْسِلُ أَثَرَ الْجَنَابَةِ مِنْ ثَوْبِهِ أَوْ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ، فَأَخْبَرَتْ عَائشةَ، فقالت: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ.

احتلام ہو گیا۔ وہ کپڑے سے احتلام کا نشان دھو رہے تھے یا کپڑا دھو رہے تھے کہ حضرت عائشہ کی لونڈی نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے جا کر حضرت عائشہ کو بتایا تو انہوں نے کہا: مجھے خوب یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچ ڈالا کرتی تھی۔

ورواهُ الأَعمَشُ كما رَوَاهُ الْحَكَمُ.

اس روایت کو اعمش نے بھی روایت کیا جیسے کہ حَکَم نے روایت کیا ہے۔

٣٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ [بن سَلَمَة] عن حَمَّادِ [بنِ أبي سليمان]، عن إِبراهِيمَ، عن الأَسْوَدِ أَنَّ عَائشةَ قالت: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ فَيُصَلِّي فِيهِ.

٣٧٢- ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالا کرتی تھی اور پھر آپ اسی میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

قال أبو دَاوُدَ: وَافَقَهُ مُغِيرَةُ وَأَبُو مَعْشَرٍ وَوَاصِلٌ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مغیرہ، ابومعشر اور واصل نے حماد بن ابی سلیمان کی موافقت کی ہے۔

٣٧٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ ابنُ عُبَيْدِ بنِ حِسَابٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ يَعني ابنَ أَخْضَرَ، المَعْنَى وَالإِخْبَارُ في حديثِ سُلَيْم قالا: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَيْمُونِ ابنِ مِهْرَانَ قال: سَمِعْتُ سُلَيْمانَ بنَ يَسَارٍ يقولُ: سَمِعْتُ عَائشةَ تَقُولُ: إِنَّهَا كَانَتْ

٣٧٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو دیا کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر میں دیکھتی کہ کپڑے پر (دھونے کے) نشان نمایاں ہوتے۔

٣٧٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٥، ١٣٦، ٢١٣ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ٢٨٨ من حديث إبراهيم النخعي به.

٣٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ٢٢٩، ومسلم، الطهارة، باب حكم المني، ح: ٢٨٩ من حديث عمرو بن ميمون به.

تَغْسِلُ الْمَنِيَّ من ثَوْبِ رسولِ الله ﷺ

قالت: ثُمَّ أَرَىٰ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا

فوائد ومسائل: ① مرد کا مادہ منویہ اگر گاڑھا ہو تو اس کے جرم کا ازالہ کر دینا لازمی ہے۔ گیلا ہو تو کسی تنکے وغیرہ سے' خشک ہو تو مسلنے یا کھیڑنے سے دور کر دیا جائے یا اسے دھویا بھی جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں عمل ثابت ہیں۔ لیکن اگر رقیق ہو تو دھولینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں کہیں کوئی ویسا حکم نہیں دیا جیسے کہ عورتوں کو خون حیض کے بارے میں ہدایات دیں۔ ② حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ منی بلغم کی مانند ہے' اسے دور کرو' خواہ گھاس کے تنکے سے ہو۔ ③ یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف آلودہ حصے کو دھولینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقی کپڑا پاک رہتا ہے۔

(المعجم ١٣٥) - بَابُ بَوْلِ الصَّبِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٣٧)

باب:١٣٥- بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کر دے تو......؟

٣٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ، عن أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بابْنٍ لَها صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رسولِ الله ﷺ فَأَجْلَسَهُ رسولُ الله ﷺ فِي حِجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

٣٧٤- حضرت ام قیس بنت محصن ؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ایک چھوٹے بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں۔ اس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا۔ آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا' پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ وَالرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أبو تَوْبَةَ المَعْنى قالا: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ، عن قَابُوسَ، عن لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قالت:

٣٧٥- سیدہ لبابہ بنت حارث ؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسین بن علی ؓ رسول اللہ ﷺ کی گود میں تھے کہ پیشاب کر دیا تو میں نے کہا کہ آپ دوسرا کپڑا پہن لیں اور یہ چادر مجھے دے دیں کہ اسے دھو دوں۔

٣٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، ح:٢٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ٦٤ (والقعنبي، ص: ٩٨، ٩٩)، ورواه مسلم، ح: ٢٨٧ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٧٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، ح: ٥٢٢ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٢، والحاكم: ١/ ١٦٦، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق عند البيهقي: ٢/ ٤١٥ وغيره.

كَانَ الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ في حِجْرِ رسولِ الله ﷺ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: الْبَسْ ثَوْبًا وَأَعْطِنِي إِزَارَكَ حَتَّى أَغْسِلَهُ. قال: «إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَىٰ وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ».

آپ نے فرمایا: ''صرف لڑکی کا پیشاب ہی دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

فائدہ: ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق اور تواضع کا بیان ہے۔ آپ بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ اور دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر صرف چھینٹے مار دینے کافی ہیں۔ تاہم لڑکی کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔

٣٧٦- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بنُ مُوسَى وعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَني مُحِلُّ بنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَني أَبُو السَّمْحِ قال: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ قال: «وَلِّنِي قَفَاكَ». قَالَ فَأُوَلِّيهِ قَفَاي فَأَسْتُرُهُ بِهِ، فَأُتِيَ بِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَجِئْتُ أَغْسِلُهُ، فقال: «يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ».

٣٧٦- حضرت ابوسمح ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو مجھے فرماتے: ''میری طرف اپنی گدی (پشت) کرلو۔'' تو میں آپ کی طرف گدی کر کے کھڑا ہو جاتا اور آپ کو اس طرح پردہ کرتا۔ (ایک بار) حضرت حسن یا حسین ؓ کو لایا گیا تو انہوں نے آپ کے سینے پر پیشاب کر دیا۔ میں اسے دھونے آیا تو آپ نے فرمایا: ''لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

قال عَبَّاسٌ: حدثنا يَحْيَى بنُ الْوَلِيدِ.

عباس (بن عبدالعظیم) نے اپنی سند میں (حَدَّثَنِیْ مفرد کے صیغے کے بجائے) حَدَّثَنَا یحییٰ بن الولید ذکر کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ أَبُو الزَّعْرَاءِ قال هَارُونُ بنُ تَمِيمٍ عن الْحَسَنِ قال:

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں' اور وہ ابوالزعراء ہے اور ہارون بن تمیم نے جناب حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ

٣٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب ذكر الاستتار عند الاغتسال، ح: ٢٢٥، وابن ماجه، ح: ٥٢٦ عن مجاهد بن موسى به، مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٣، والحاكم: ١/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

الأَبْوَالُ كُلُّهَا سَوَاءٌ.

پیشاب سب برابر ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ فرمان کے مقابلے میں کسی بھی امتی کا قول وفتویٰ قابل قبول نہیں ہو سکتا لہٰذا لڑکی کا پیشاب دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے۔

٣٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيى عن ابن أَبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن أَبيهِ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ.

٣٧٧-سیدنا علی ؓ سے منقول ہے کہ لڑکی کا پیشاب دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔

٣٧٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَني أَبي عن قَتَادَةَ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن أَبيهِ، عن عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ مَا لَمْ يَطْعَمْ - زَادَ: قال قَتَادَةُ: هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ فإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا

٣٧٨-سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے' مگر اس میں: ''جب تک کہ کھانا نہ کھاتا ہو۔'' کا بیان نہیں ہے' مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ قتادہ نے کہا: یہ حکم اس وقت تک ہے جب کہ وہ دونوں (لڑکا' لڑکی) کھانا نہ کھاتے ہوں۔ جب کھانا کھانے لگ جائیں تو دونوں کا پیشاب دھویا جائے۔

٣٧٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أَبي الْحَجَّاجِ أَبو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عن أُمِّهِ قالت: إِنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ

٣٧٩-جناب حسن بصری اپنی والدہ سے راوی ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ ؓ کو دیکھا کہ وہ لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارتیں جب تک کہ وہ کھانا نہ کھاتا' جب کھانا کھانے لگتا تو اس کو دھوتی

٣٧٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٥ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ٦١٠، وابن ماجه، ح: ٥٢٥ من حديث قتادة به، وانظر الحديث الآتي، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في نضح بول الغلام الرضيع، ح: ٦١٠، وابن ماجه، ح: ٥٢٥ من حديث معاذ بن هشام به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٤، وابن حبان، ح: ٢٤٧، والحاكم: ١/ ١٦٥، ووافقه الذهبي.

٣٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤١٦ من حديث أبي داود به، وقال: "صحيح"، وصححه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ٣٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الحسن البصري، مدلس، وعنعن.

الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ، وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ.

تھیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھوتی تھیں۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے۔ کیونکہ صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم ١٣٦) - **بابُ الْأَرْضِ يُصِيبُهَا الْبَوْلُ** (التحفة ١٣٨)

باب:۱۳۶- زمین پر پیشاب پڑے تو......؟

٣٨٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَابنُ عَبْدَةَ في آخَرِينَ وهذا لَفْظُ ابْنِ عَبْدَةَ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا دَخَلَ المَسْجِدَ ورسولُ الله ﷺ جَالِسٌ فَصَلَّى - قال ابنُ عَبْدَةَ - رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قال: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا» ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ في نَاحِيَةِ المَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَنَهَاهم النَّبِيُّ ﷺ وقال: «إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ، صُبُّوا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ»، أَوْ قال: «ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ».

۳۸۰- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) مسجد میں آیا' رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' اس نے آ کر نماز پڑھی۔ ابن عبدہ نے کہا کہ دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر یہ دعا کی: [اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي......] ''اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر۔'' اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو وسیع اور کشادہ کو تنگ کر دیا ہے۔'' (یعنی اللہ کی رحمت کو۔) پھر زیادہ دیر نہ گزری کہ وہ مسجد کے کونے میں پیشاب کرنے لگا' لوگ جلدی سے اس کی طرف بڑھے' مگر آپ نے ان کو روک دیا اور فرمایا: ''تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو دشواری والے نہیں۔ اس (پیشاب) پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو۔'' راوی کو شک ہے کہ [سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ] کے لفظ ادا کیے یا [ذَنُوْبًا مِّنْ مَاءٍ] کے۔ (معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① زمین اور دیگر جمادات (پتھر' شیشہ اور لکڑی وغیرہ) پر نجاست لگ جائے تو اس کا عین دور کر دینا اور پیشاب کی صورت میں پانی بہا دینا کافی ہوتا ہے۔ مٹی کھرچنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ② صحابہ کرام میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا معمول تھا۔ ③ دعا ہمیشہ جامع اور وسعت کی حامل ہونی چاہیے۔ ④ جاہل لوگوں کے ساتھ معاملہ بالعموم اور بالخصوص دین کی تعلیم میں ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

٣٨٠- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في البول يصيب الأرض، ح:١٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه الحميدي، ح:٩٤٤، وصححه ابن الجارود، ح:١٤١، وابن خزيمة، ح:٢٩٨ ❊ صرح الزهري بالسماع، ورواه البخاري، ح:٦٠١، انظر الحديث الآتي برقم:٨٨٢.

٣٨١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يعْنِي ابنَ حَازِمٍ، قال: سَمِعْتُ عَبْدَ المَلِكِ يَعْني ابنَ عُمَيْرٍ، يُحَدِّثُ عن عَبْدِ الله بنِ مَعْقِلِ بن مُقَرِّنٍ قال: صَلَّى أَعْرَابِيٌّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ. قال فيهِ: وقال - يَعني النَّبِيَّ ﷺ: «خُذُوا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوهُ وَأَهْرِيقُوا عَلَى مَكَانِهِ مَاءً».

۳۸۱-جناب عبداللہ بن معقل بن مقرن رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے اسے کھرچ دو اور پانی بہادو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ مُرْسَلٌ. ابنُ مَعْقِلٍ لم يُدْرِكِ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنی تابعی نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔) اور عبداللہ بن معقل نے نبی ﷺ کو نہیں پایا ہے۔

(المعجم ١٣٧) - بَابٌ: فِي طُهُورِ الأَرْضِ إِذَا يَبِسَتْ (التحفة ١٣٩)

باب:۱۳۷- یہ بیان کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کی پاکی ہے

٣٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، حَدَّثَني حَمْزَةُ بنُ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: قال ابنُ عُمَرَ: كُنْتُ أَبِيتُ فِي المَسْجِدِ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ وكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وكانَتِ الكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي المَسْجِدِ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

۳۸۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ میری بھرپور جوانی کے دن تھے اور ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب بھی کر دیتے تھے مگر وہ لوگ (یعنی صحابۂ کرام) اس پر کوئی پانی نہ چھڑکتے تھے۔

٣٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ١٣٢، ح: ٤٧٣، والبيهقي: ٢/ ٤٢٨ من حديث أبي داود به، وهو في المراسيل لأبي داود، ح: ٣، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة كلها، انظر التلخيص الحبير: ١/ ٣٧، ح: ٣٢.

٣٨٢- تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب: إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا، ح: ١٧٤ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

فوائد ومسائل: ① مسجد عبادت گاہ ہے اس کا مسلمانوں کے رفاہی امور میں استعمال جائز ہے' مگر لازم ہے کہ اس کے آداب کا خاص خیال اور اہتمام کیا جائے۔ ② جب زمین خشک ہو جائے اور نجاست ظاہر نہ ہو تو زمین پاک شمار ہوتی ہے۔ ③ نوجوانوں کو مسجد میں سونے سے اس وجہ سے روکنا کہ انہیں احتلام ہو جاتا ہے' شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - باب الْأَذَى يُصِيبُ الذَّيْلَ (التحفة ١٤٠)

باب:...... (اگر راہ چلتے ہوئے) پلو میں نجاست لگ جائے تو......؟

٣٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ: عن مُحمَّدِ بنِ عُمَارَةَ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أُمِّ وَلَدٍ لِإبْراهِيمَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فقالت: إنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي المَكَانِ الْقَذِرِ. فقالت أُمُّ سَلَمَةَ قال رسولُ الله ﷺ: «يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

٣٨٣- ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف کی ایک ام ولد حضرت ام سلمہ ؓ ام المومنین سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے دریافت کیا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چادر کو لمبا رکھتی ہوں اور (کبھی) راہ چلتے ہوئے نجس جگہ سے بھی گزر ہوتا ہے (اور چادر کا پلو اس پر سے ہو کر گزرتا ہے) تو ام سلمہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر نجاست غلیظہ کا اثر پاک مٹی سے گھسٹنے سے زائل ہو جائے تو یہ کپڑا پاک شمار ہوگا۔ اگر زائل نہ ہو تو دھو لیا جائے۔ ② خیر القرون میں خواتین کے پردے کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے پاؤں ڈھانپنے کا بھی اہتمام کرتی تھیں' نیز انہیں طہارت کا از حد خیال رہتا تھا کہ اس طرح کے مسائل تفصیل سے دریافت کیا کرتی تھیں۔

٣٨٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالا: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عِيسَى عن مُوسَى بنِ عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ، عن امْرَأَةٍ مِنْ

٣٨٤- موسیٰ بن عبداللہ بن یزید بنو عبدالاشہل کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا مسجد میں جانے کا راستہ گندہ ہے' جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں؟

٣٨٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من الموطىء، ح:١٤٣، وابن ماجه، ح:٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤ (والقعنبي، ص:٤٧، ٤٨)، ورواه عبدالله بن إدريس عن محمد بن عمارة به، وابن الجارود، ح:١٤٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

٣٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الأرض يطهر بعضها بعضًا، ح:٥٣٣ من حديث عبدالله بن عيسٰى، وأحمد: ٦/ ٤٣٥ من حديث زهير به.

بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ قالت: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! إِنَّ لَنَا طَرِيقًا إِلَى المَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قال: «أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟» قالت: قُلْتُ: بَلَى. قال: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ».

آپ نے فرمایا: ''کیا اس (نجس) جگہ کے بعد پاک جگہ نہیں آتی؟'' میں نے کہا کہ ہاں (آتی ہے۔) آپ نے فرمایا: ''تو یہ اس کے بدلے ہے۔''

فائدہ: کسی نجس جگہ سے گزرتے ہوئے پاؤں' جوتا یا کپڑا اس پر سے گزر جائے اور بعد ازاں خشک مٹی پر سے گزر ہو تو اسے پاک سمجھا جائے۔ لیکن اگر نجاست سائلہ یعنی بہنے والی (پیشاب) کے چھینٹے پڑے ہوں تو دھونا ہوگا۔ البتہ جوتا رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (درج ذیل باب ملاحظہ ہو)

(المعجم . . .) - **باب الأَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ** (التحفة ١٤١)

باب:...... جوتے کو نجاست لگ جائے تو......؟

٣٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو المُغِيرَةِ؛ ح: وحدثنا عَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ ابنِ مَزْيَدَ: أخبرني أبي؛ ح: وحدثنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ يَعْني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عن الأَوْزَاعِيِّ المَعْنَى قال: أُنْبِئْتُ أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَ عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُم بِنَعْلِهِ الأَذَى فإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ».

٣٨٥- جناب سعید بن ابی سعید مقبری نے اپنے والد سے بیان کیا' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔''

٣٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنْ كَثِيرٍ يَعْني الصَّنْعَانِيَّ،

٣٨٦- جناب سعید بن ابی سعید اپنے والد سے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ

٣٨٥ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٦ من حديث عباس بن الوليد بن مزيد به * الأوزاعي لم يسمعه من سعيد المقبري، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٨٦ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٦ من حديث محمد بن كثير الصنعاني به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٢، وابن حبان، ح: ٢٤٨، وانظر الحديث السابق.

عن الْأَوْزاعِيِّ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «إِذَا وَطِئَ الأَذَى بِخُفَّيْهِ فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ».

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس روایت میں ہے: ''جب کوئی اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔''

فائدہ: جوتے اور چمڑے کے موزے کو غلاظت لگ جائے' خواہ وہ سیال بھی ہو تو پاک مٹی پر اسے رگڑنا اس کے لیے پاکیزگی ہے' بشرطیکہ بظاہر اس پر کوئی اثر باقی نہ ہو۔

٣٨٧- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ عَائِذٍ: حَدَّثَني يَحْيَى يَعني ابنَ حَمْزَةَ، عن الأَوْزَاعِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ الْوَلِيدِ، أخبرني أيضًا سَعِيدُ ابنُ أَبي سَعِيدٍ عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن عَائِشَةَ عن رسولِ الله ﷺ بِمَعْنَاهُ.

٣٨٧- جناب سعد بن ابی سعید' قعقاع بن حکیم سے وہ حضرت عائشہ ؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

فائدہ: ٣٨٥' ٣٨٦ اور ٣٨٧' تینوں روایات سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ لیکن معناً صحیح ہیں۔ جیسا کہ اس سے ماقبل حدیث کے فوائد میں بیان کیا گیا ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی ؒ نے مذکورہ تینوں روایات کی تصحیح کی ہے۔

(المعجم ١٣٨) - باب الْإِعَادَةِ مِنَ النَّجَاسَةِ تَكُونُ فِي الثَّوْبِ (التحفة ١٤٢)

باب: ١٣٨- نجاست لگے کپڑے کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا مسئلہ

٣٨٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَتْنا أُمُّ يُونُسَ بِنْتُ شَدَّادٍ قالت: حَدَّثَتْنِي حَمَاتِي أُمُّ جَحْدَرٍ الْعَامِرِيَّةُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عنَ دَمِ

٣٨٨- ام یونس بنت شداد کہتی ہیں کہ مجھ سے میری نند ام جحدر عامریہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے حیض کے خون کے متعلق پوچھا جو کپڑے کو لگ جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی' ہم پر ہمارا کپڑا تھا' اس کے اوپر ہم نے ایک

٣٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣٠ من حديث أبي داود به * القعقاع لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، وانظر الحديثين السابقين، وحديث أبي داود(٦٥٠) يغني عنه.

٣٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٠٤ من حديث أبي داود به * أم يونس وأم جحدر لا يعرف حالهما، انظر تقريب التهذيب وغيره لمزيد التحقيق.

الْحَيْضِ يُصِيبُ الثَّوْبَ. فقالت: كُنْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ وَعَلَيْنَا شِعَارُنَا وَقَدْ أَلْقَيْنَا فَوْقَهُ كِسَاءً، فَلَمَّا أَصْبَحَ رسولُ الله ﷺ أَخذَ الْكِسَاءَ فَلَبِسَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْغَدَاةَ ثُمَّ جَلَسَ. فقال رَجُلٌ: يَارسولَ الله! هَذِهِ لُمْعَةٌ مِنْ دَمٍ. فَقَبَضَ رسولُ الله ﷺ عَلَى مَا يَلِيهَا، فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ مَصْرُورَةً فِي يَدِ الْغُلَامِ فقال: «اغْسِلِي هَذِهِ وَأَجِفِّيهَا وَأَرْسِلِي بِهَا إِلَيَّ»، فَدَعَوْتُ بِقَصْعَتِي فَغَسَلْتُهَا ثُمَّ أَجْفَفْتُهَا فأَحَرْتُهَا إِلَيْهِ. فَجَاءَ رسولُ الله ﷺ بِنِصْفِ النَّهَارِ وَهِيَ عَلَيْهِ.

اونی چادر ڈالی ہوئی تھی' جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر والی چادر اوڑھ لی اور نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی' پھر بیٹھ رہے۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خون کا داغ ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے اس حصے کو جس پر داغ تھا پکڑ لیا' اور ایک غلام کو دے کر میرے پاس بھیجا اور فرمایا: ''اسے دھو کر خشک کر دو اور میرے پاس واپس بھیج دو۔'' چنانچہ میں نے اپنا پیالہ منگوایا' اس چادر کو دھویا اور خشک کر کے آپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ وہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی انسان نے لاعلمی میں نجس کپڑے میں نماز پڑھ لی ہو تو معاف ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے کہ دوسری حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے اثنائے نماز میں اپنے جوتے اتار دیے اور اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتدا میں اسی طرح کیا۔ بعد از نماز آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا ہے تو ہم نے بھی اتار دیے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نے بتایا کہ اس میں نجاست ہے۔'' (صحیح ابوداود' حدیث:٦٠٥) معلوم ہوا کہ نجس کپڑے یا جوتے کے ساتھ نماز نہیں ہوتی' مگر لاعلمی میں جو پڑھ لی گئی ہو وہ درست ہے۔ اس کا اعادہ ضروری نہیں!

(المعجم ١٣٩) - باب الْبُزَاقِ يُصِيبُ الثَّوْبَ (التحفة ١٤٣)

باب:١٣٩- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو......؟

٣٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَبِي نَضْرَةَ قال: بَزَقَ رسولُ الله ﷺ في

٣٨٩- جناب ابونضرہ رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور پھر اسے اس میں مسل دیا۔ (یہ روایت مرسل ہے)

٣٨٩ـ تخريج: [صحيح] الحديث مرسل، وله طريق آخر متصل عند أحمد: ٣/ ٤٣، وسنده صحيح * حماد هو ابن سلمة.

ثَوْبِهِ وَحَكَّ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ.

٣٩٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

٣٩٠-حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

فائدہ: ① انسان کا تھوک پاک ہے۔ اسی طرح بلغمی مادہ اور ناک کی آلائش بھی پاک ہے۔ لیکن کپڑے پر ظاہر لگی نظر آتی ہو تو بری لگتی ہے۔ اس لیے نظافت کے طور پر صاف کر لینی چاہیے۔ حالت نماز میں تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) میں تھوک کر اس کپڑے کو مسل دے۔ تھوک اور بلغم وغیرہ کو منہ کے اندر ہی اندر رکھ کر نماز ختم ہونے کا انتظار نہ کرتا رہے کہ اس طرح نماز کے خشوع خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

٣٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب البصاق والمخاط ونحوه في الثوب، ح: ٢٤١ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع.

نماز کی اہمیت و فضیلت

[صلاۃ] ''نماز'' مسلمانوں کے ہاں اللہ عزوجل کی عبادت کا ایک مخصوص انداز ہے۔ اس میں قیام' رکوع' سجدہ اور تشہد میں متعین ذکر اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کی ابتدا کلمہ ''اللہ اکبر'' سے اور انتہا ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' سے ہوتی ہے۔ تمام امتوں میں اللہ کی عبادت کے جو طور طریقے رائج تھے یا ابھی تک موجود ہیں' ان سب میں سے ہم مسلمانوں کی نماز' انتہائی عمدہ' خوبصورت اور کامل عبادت ہے۔ بندے کی بندگی کا عجز اور رب ذوالجلال کی عظمت کا جو اظہار اس طریق عبادت میں ہے' کسی اور میں دکھائی نہیں دیتا۔ اسلام میں بھی اس کے مقابلے کی اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا ستون ہے جس پر دین کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے' اگر یہ گر جائے تو پوری عمارت گر جاتی ہے۔ سب سے پہلے اسی عبادت کا حکم دیا گیا اور شب معراج میں اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو بلا واسطہ براہ راست خطاب سے اس کا حکم دیا' اور پھر جبریل امین نے نبیٔ کریم ﷺ کی دو بار امامت کرائی اور اس کی تمام تر جزئیات سے آپ کو عملاً آگاہ فرمایا اور آپ نے بھی جس تفصیل سے نماز کے احکام وآداب بیان کیے ہیں کسی اور عبادت کے اس طرح بیان نہیں کیے۔ قیامت کے روز بھی سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ جس کی نماز درست اور صحیح نکلی' اس کے باقی اعمال بھی صحیح ہو جائیں گے اور اگر یہی خراب نکلی تو باقی اعمال بھی برباد

ہو جائیں گے۔رسول اللہ ﷺ اپنی ساری زندگی نماز کی تعلیم وتاکید فرماتے رہے۔حتیٰ کہ دنیا سے کوچ کے آخری لمحات میں بھی ''نماز'نماز'' کی وصیت آپ کی زبانِ مبارک پر تھی۔آپ نے امت کو متنبہ فرمایا کہ اسلام ایک ایک کڑی کر کے ٹوٹتا اور کھلتا چلا جائے گا' جب ایک کڑی ٹوٹے گی تو لوگ دوسری میں مبتلا ہو جائیں گے اور سب سے آخر میں نماز بھی چھوٹ جائے گی۔(موارد الظمآن: ۱/۴۰۱' حدیث :۲۵۷ الی زوائد ابن حبان)

قرآن مجید کی سیکڑوں آیات اس کی فرضیت اور اہمیت بیان کرتی ہیں۔سفر' حضر' صحت' مرض' امن اور خوف' ہر حال میں نماز فرض ہے اور اس کے آداب بیان کیے گئے ہیں۔نماز میں کوتاہی کرنے والوں کے متعلق قرآن مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس کتاب میں نماز کے مسائل بڑی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢) - كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ٢)

نماز کے احکام ومسائل

(المعجم ١) [- باب فَرْضِ الصَّلَاةِ] (التحفة ١)

٣٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِاللهِ يقولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رسولِ الله ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عن الإِسْلَامِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ». قال: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». - قال: - وَذَكَرَ لَهُ رسولُ الله ﷺ صِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ. قال: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». قال: - وَذَكَرَ لَهُ رسولُ الله ﷺ الصَّدَقَةَ. قال: فَهَلْ

باب:ا-نماز کی فرضیت کا بیان

٣٩١-حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔اس کی آواز کی گنگناہٹ سنی جارہی تھی مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے' حتیٰ کہ (نبی ﷺ کے) قریب آ گیا تو وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔'' کہنے لگا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں الا یہ کہ تو نفل پڑھنا چاہے۔'' راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس سے رمضان کے روزوں کا ذکر فرمایا تو اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں الا یہ کہ تو نفل رکھنا چاہے۔'' راوی نے کہا: اور آپ نے اس کو صدقہ (زکوۃ) کا بھی بتایا تو اس نے

٣٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب الزكاة من الإسلام، ح:٤٦، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح:١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١٧٥ (والقعنبي، ص:١٠٨، ١٠٩).

عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قال: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ». فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يقُولُ: وَالله! لا أَزِيدُ عَلَى هَذَا ولا أَنْقُصُ. فقال رسولُ الله ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ».

کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' ہاں اگر تو نفل دینا چاہے۔'' چنانچہ وہ آدمی واپس ہوا اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کروں گا نہ کم۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا اگر ثابت قدم رہا۔''

فائدہ: اسلام حجاز کے ماحول میں شروع ہوا تو اجنبی اور نامانوس تھا' مگر جب اس کی حقانیت کا چرچا ہو گیا تو دشت وجبل کے باسیوں کے افکار بھی تبدیل ہو گئے۔ ان پر دنیا کے مال ومنال کی بجائے اللہ کے ساتھ تعلق' دین کی استواری اور آخرت کا فکر غالب آ گیا۔ اس سائل کی فطری سادگی نے اسے سمجھایا کہ حق کا راستہ صاف اور مختصر ہے۔ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا کہ سنتیں' وتر' تحیۃ المسجد اور نماز عید وغیرہ بنیادی طور پر نوافل ہی ہیں' مگر بقول علامہ سندھی سنتوں کے ترک کو اپنی عادت بنا لینا دین میں بہت بڑا نقص اور خسارہ ہے۔ یہ لوگ چونکہ جدید الاسلام تھے' اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اسی قدر پر کفایت فرمائی تاکہ دین ان کے لیے بوجھ نہ بنے اور یہ بددل نہ ہو جائیں' مگر جب ان کے سینے کھل گئے تو اجر وثواب کے از حد حریص بن گئے اور نوافل پر عمل ان کے لیے بہت ہی آسان ہو گیا۔ اس لیے ایک مسلمان کو فرائض کے ساتھ نوافل سے ہرگز ۔ل نہیں چرانا چاہیے۔

٣٩٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ المَدَنِيُّ عن أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بنِ مَالِكِ بنِ أَبِي عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الحَدِيثِ قال: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

٣٩٢- جناب ابوسہیل نافع بن مالک بن ابی عامر کی سند سے یہی حدیث مروی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا' قسم اس کے باپ کی' اگر سچا ہوا۔ اور جنت میں داخل ہوا' قسم اس کے باپ کی اگر سچا ہوا۔''

فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے غیر اللہ کی قسم کھائی' حالانکہ آپ نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے' اس کی بابت علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے پہلے کا ہے یا پھر اس کی حیثیت یمین لغو (بغیر قصد کے عادت کے طور پر قسم کھانے) کی ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ (البقرہ:٢/٢٢٥) ''اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔'' کی رُو سے معاف ہے۔ تاہم یہ عادت اچھی نہیں ہے' اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں میں جہالت اور مشرکانہ عقیدے عام ہیں' ایسے ماحول میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے سختی کے ساتھ رکنے اور دوسروں کو روکنے کی شدید ضرورت ہے تاکہ لوگ شرک سے بچ سکیں۔

٣٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب وجوب صوم رمضان، ح: ١٨٩١، مختصرًا، ومسلم، الإيمان، باب بيان الصلوات التي هي أحد أركان الإسلام، ح: ١١ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وانظر الحديث السابق.

ویسے شیخ البانی ؒ نے اس روایت میں الفاظ[وَأَبِيهِ] "قسم ہے اس کے باپ کی۔" کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَوَاقِيتِ (التحفة ٢)

باب:٢-اوقاتِ نماز کے احکام ومسائل

٣٩٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيى عن سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ فُلَانِ بنِ أَبِي رَبِيعَةَ - قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بنِ أَبِي رَبِيعَةَ - عن حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّنِي جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشمس، وكانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِي - يَعني المَغْرِبَ - حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلَّى بِيَ الْعَصرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَيْهِ، وَصَلَّى بِيَ المَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلَّى بِيَ الفَجْرَ فَأَسْفَرَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فقال: يامُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الأَنْبياءِ مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ».

٣٩٣- جناب نافع بن جبیر بن مطعم حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبریل ؑ نے بیت اللہ کے پاس میری دو بار امامت کرائی۔ (پہلی بار) مجھے ظہر کی نماز پڑھائی اس وقت جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمے کے برابر تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جب اس کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور مغرب کی نماز پڑھائی جس وقت کہ روزہ دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جب کہ شفق (سرخی) افق میں غائب ہوگئی اور فجر کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ اس کے مثل تھا اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ اس کا سایہ دو مثل تھا اور مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ روزے دار روزہ کھولتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا اور مجھے فجر کی نماز پڑھائی اور خوب سفیدی کی۔ پھر (جبریل ؑ) میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔ اور (نماز کے) اوقات ان دونوں (وقتوں) کے مابین ہیں۔"

٣٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في مواقيت الصلوة عن النبي ﷺ، ح: ١٤٩ من حديث ابن أبي ربيعة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٢٥، وابن الجارود، ح: ١٤٩، ١٥٠، والحاكم: ١/ ١٩٣ وغيرهم.

فوائد و مسائل: ① نماز ان عبادات میں سے ہے کہ جبرائیل نے محض زبانی القاء کرنے کی بجائے عملی تربیت سے آپ کو تمام جزئیات سے آگاہ فرمایا۔ ② ظہر کے وقت میں سایہ ''تسمے کے برابر تھا۔'' اس سے اصلی سایہ کا اعتبار کرنے کی دلیل ملتی ہے۔ ③ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد سے شروع ہوتا اور دو مثل پر ختم ہو جاتا ہے۔ ④ اس حدیث میں مغرب کا وقت ایک ہی بیان ہوا ہے۔ دوسری احادیث کی روشنی میں اس میں غروب شفق تک توسع ہے۔ ⑤ ان اوقات کو فقہی اصطلاح میں ''اوقات ادا'' کہا جاتا ہے۔ باقی ''اوقات قضا'' کہلاتے ہیں۔ ⑥ ''آپ سے پہلے انبیاء کے یہی اوقات ہیں۔'' کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے لیے بھی اسی طرح اوقات متعین کیے گئے تھے نہ کہ ان پر پانچ نمازیں فرض تھیں۔ واللہ اعلم. اس سے نماز کے اوّل وقت اور آخری وقت کی تحدید و تعیین ہو جاتی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ان دونوں اوقات میں ادا کی گئی نماز صحیح ہے اور اسی طرح دونوں اوقات کے درمیان کا وقت بھی نماز کا وقت ہے' یوں ہر نماز کے لیے تین اوقات کا اثبات ہوا۔ لیکن ان میں افضل وقت کون سا ہے؟ وہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اوّل وقت ہے سوائے نمازِ عشاء کے' کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا افضل ہے' نبی ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

٣٩٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ ابنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ قَاعِدًا عَلَى المِنْبَرِ، فأَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فقال لهُ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخْبَرَ مُحمَّدًا ﷺ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ. فقال لهُ عُمَرُ: اعْلَمْ مَا تَقُولُ. فقال عُرْوَةُ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بنَ أَبي مَسْعُودٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيَّ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «نَزَلَ

٣٩٤- حضرت عمر بن عبدالعزیز منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز عصر میں انہوں نے کچھ تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد ﷺ کو نمازوں کے اوقات کی خبر دی ہے۔ تو عمر (بن عبدالعزیز) نے ان سے کہا: اپنی بات پر ذرا غور کیجیے! تو عروہ نے کہا کہ میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا ہے' وہ کہہ رہے تھے میں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے نماز کے اوقات کی اطلاع دی اور میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی' پھر پڑھی۔

٣٩٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٥١، ٢٥٢ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٥٢، وابن حبان، ح: ٢٧٩، والحاكم: ١/ ١٩٢، ١٩٣ وغيرهم، وروى البيهقي وغيره عن عائشة قالت: "ما صلى رسول الله ﷺ الصلوة لوقتها الآخر حتىٰ قبضه الله"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٩٠، ووافقه الذهبي.

جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاة، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَرَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَرُبَّمَا أَخَّرَها حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ، وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ والشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ، قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ، فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيأْتِي ذَا الْحُلَيفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَيُصَلِّي المَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ، ويُصَلِّي العِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الأُفُقُ وَرُبَّمَا أَخَّرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ، ثُمَّ صَلَّى مَرَّةً أُخْرَى فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ التَّغْلِيسَ حَتَّى مَاتَ، ولم يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفِرَ.

آپ یہ بیان کرتے ہوئے اپنی انگلیوں پر پانچ نمازوں کو شمار بھی کر رہے تھے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز ظہر پڑھتے تھے جبکہ سورج ڈھل جاتا تھا اور سخت گرمی کے وقت کبھی مؤخر بھی کر لیتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھتے تھے جبکہ سورج اونچا اور سفید ہوتا تھا' زردی آنے سے پہلے پہلے۔ آدمی نماز پڑھ کے نکلتا اور غروب سے پہلے پہلے ذوالحلیفہ مقام تک پہنچ جاتا تھا۔ اور مغرب کی نماز پڑھتے جس وقت کہ سورج غروب ہو جاتا اور عشاء پڑھتے جبکہ افق مغرب سیاہ ہو جاتا اور کبھی مؤخر بھی کر دیتے حتیٰ کہ لوگ جمع ہو جاتے اور فجر کی نماز آپ نے ایک بار اندھیرے میں پڑھی اور ایک دفعہ پڑھی تو روشن کر دی مگر اس کے بعد آپ کی نماز اندھیرے ہی میں ہوا کرتی تھی حتیٰ کہ آپ کی وفات ہوگئی اور کبھی روشن نہ کی۔''

قال أبو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عن الزُّهْرِيِّ مَعْمَرٌ، وَمَالِكٌ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَشُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ، وَاللَّيثُ ابنُ سَعْدٍ، وَغَيْرُهُمْ، لَمْ يَذْكروا الْوَقْتَ الَّذِي صَلَّى فِيهِ وَلَمْ يُفَسِّرُوهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو زہری سے معمر' مالک' ابن عیینہ' شعیب بن ابی حمزہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے مگر اس میں وہ وقت ذکر نہیں کیا جس میں کہ آپ نے نماز پڑھی اور نہ ان لوگوں نے اس طرح تفصیل بیان کی ہے۔

وكَذَلِكَ أَيْضًا رَوَى هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَحَبِيبُ بنُ أَبِي مَرْزُوقٍ عن عُرْوَةَ نَحْوَ رِوَايَةِ مَعْمَرٍ وَأَصْحَابِهِ، إِلَّا أَنَّ حَبِيبًا لَمْ يَذْكُرْ بَشِيرًا.

اور ایسے ہی ہشام بن عروہ اور حبیب بن ابی مرزوق نے عروہ سے معمر اور اس کے ساتھیوں کی مانند روایت کیا ہے مگر حبیب نے بشیر کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَى وَهْبُ بنُ كَيْسَانَ عن جَابِرٍ

اور وہب بن کیسان نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے

عن النَّبِيِّ ﷺ وَقْتَ المَغرِبِ «قال: ثُمَّ جَاءَهُ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ - يَعْنِي مِنَ الْغَدِ - وَقْتًا وَاحِدًا».

نبی ﷺ سے مغرب کا وقت روایت کیا ہے۔کہا کہ پھر دوسرے دن (جبریل) مغرب کے لیے آئے جبکہ سورج غروب ہو گیا۔ایک ہی وقت میں (یعنی پہلے اور دوسرے دن کا وقت ایک ہی تھا)۔

قال أبو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رُوِيَ عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ، وَقْتًا وَاحِدًا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے یعنی: ''پھر مجھے اگلے دن نماز مغرب پڑھائی۔ایک ہی وقت میں۔''

وكَذَلِكَ رُوِيَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ من حديثِ حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

اوراسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بہ سند حسان بن عطیہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی ﷺ مروی ہے۔

٣٩٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا بَدْرُ بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ ابنُ أبِي مُوسَى عن أبي مُوسَى: أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، [عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ] فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا، حَتَّى أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ، أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى جَنْبِهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، حَتَّى قال الْقَائِلُ: أَنْتَصَفَ النَّهَارُ؟ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِلالًا فَأَقَامَ الْعِشَاءَ

٣٩٥-حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے نبی ﷺ سے (اوقات نماز کے بارے میں) سوال کیا' مگر آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ بلال کو حکم دیا تو انہوں نے فجر کی (اذان و) اقامت کہی جس وقت فجر طلوع ہوئی۔پس آپ نے نماز پڑھائی جبکہ آدمی (اندھیرے کے باعث) اپنے ساتھی کا چہرہ نہ پہچان سکتا تھا یا یہ کہ آدمی یہ نہ پہچان سکتا تھا کہ اس کے پہلو میں کون ہے' پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی (اذان و) اقامت کہی اس وقت جب سورج ڈھل گیا حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ کیا نصف النہار ہو گیا ہے؟ اور آپ وقت کو خوب جاننے والے تھے (یعنی سورج ڈھلنے ہی پر نماز پڑھی' مگر لوگوں کو شبہ ہو سکتا تھا)' پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عصر کے لیے (اذان و) اقامت کہی

٣٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٤ من حديث بدر بن عثمان به، ورواية سليمان بن موسى أخرجها النسائي: ١/ ٢٥١، ٢٥٢، ح: ٥٠٥، وسندها حسن.

حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ. فَقُلْنَا: أَطَلَعَتِ الشَّمْسُ؟ فأَقَامَ الظُّهْرَ في وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، وَصَلَّى الْعَصْرَ وَقَد اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، أَوْ قال أَمْسَى، وَصَلَّى المَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قال: «أَيْنَ السَّائِلُ عن وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ الوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ».

جبکہ سورج سفید اور اونچا تھا' پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ سورج ڈوب گیا' پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کے لیے (اذان و) اقامت کہی جبکہ شفق (سرخی) غائب ہو گئی۔ اور جب اگلا دن ہوا تو آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور تشریف لے گئے اور ہم کہہ رہے تھے کہ کیا سورج نکل آیا ہے؟ پھر عصر کے وقت میں ظہر کی اقامت کہی (یعنی کل گزشتہ کے وقت میں) اور عصر پڑھی جبکہ سورج زرد ہو گیا تھا یا کہا کہ جب شام ہو گئی اور مغرب پڑھی اس سے پہلے کہ شفق (سرخی) غائب ہو اور عشاء پڑھی تہائی رات کے قریب پھر فرمایا: ''کہاں ہے نماز کے اوقات پوچھنے والا؟ (نماز کا) وقت ان دو اوقات کے مابین ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ في المَغْرِبِ نَحْوَ هذا، قال: ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ. قال بَعْضُهُمْ: إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وقال بَعْضُهُمْ: إِلَى شَطْرِهِ. وكَذَلِكَ رَوَى ابنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سلیمان بن موسیٰ نے عطاء سے انہوں نے جابر سے انہوں نے نبی ﷺ سے مغرب کے بارے میں اسی کے مانند بیان کیا۔ کہا: پھر نماز عشاء پڑھی' بعض نے کہا: تہائی رات کے وقت اور بعض نے کہا: آدھی رات کے وقت۔ اور ابن بریدہ نے اپنے والد سے' انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا۔

٣٩٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ

٣٩٦- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ عصر شروع نہ ہو اور عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ ہو اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ شفق کی شدید سرخی

٣٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١٢ عن عبيدالله بن معاذ العنبري به.

الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ فَوْرُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الفجر مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ».

غائب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کی نماز کا وقت جب تک کہ سورج نہ نکلے۔"

(المعجم ٣) - باب وَقْتِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيهَا (التحفة ٣)

باب:٣- نبی ﷺ کی نمازوں کے اوقات اور آپ کا طریقۂ نماز

ملحوظہ: پچھلے باب میں نمازوں کے اوقات کے اول وآخر کا بیان ہوا ہے اور ابواب ذیل میں افضل ومستحب اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات کا ذکر ہے۔

٣٩٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن مُحمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابنُ الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ ابنِ أَبي طَالِبٍ قال: سَأَلْنَا جَابِرًا عن وَقْتِ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، فقال: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَالْعِشَاءَ، إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

٣٩٧- جناب محمد بن عمرو (بن حسن بن علی بن ابی طالب) کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ظہر کی نماز سخت گرمی کے وقت میں پڑھا کرتے تھے (یعنی زوال کے بعد اول وقت میں پڑھتے تھے) اور عصر اس وقت ادا کرتے تھے جب کہ سورج زندہ ہوتا (یعنی اس میں چمک اور تپش باقی ہوتی۔) اور مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء میں جب لوگ پہلے جمع ہو جاتے تو جلدی کرتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کر لیتے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: اہل بیت نبوی ہم تمام مسلمانوں کے محبوب ومکرم افراد ہیں۔ ان پر اللہ کی بے حد وبے شمار رحمتیں ہوں۔ ان کا خاندان کرۂ ارضی پر بے مثل وبے مثال خاندان ہے۔ ان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اسوۂ رسول کے حامل اور مبلغ تھے جیسے کہ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے جناب محمد بن عمرو رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

٣٩٨- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا

٣٩٨- حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

٣٩٧_ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ٥٦٠، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٦ من حديث شعبة به.

٣٩٨_ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت الظهر عند الزوال، ح: ٥٤١ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٧ من حديث شعبة به.

شُعْبَةُ عن أَبِي المِنْهَالِ، عن أَبِي بَرْزَةَ قال: كَانَ رَسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى المَدِينَةِ وَيَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ المَغْرِبَ، وكَانَ لا يُبَالِي تَأْخِيرَ الْعِشاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ. قال: ثم قال: إِلَى شَطرِ اللَّيْلِ. قال: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ الَّذِي كَانَ يَعْرِفُهُ، وكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ ہم میں سے ایک شخص مدینہ سے باہر کی آبادی میں جا کر واپس آ جاتا اور سورج ابھی زندہ ہوتا (یعنی صاف اور نمایاں ہوتا) (ابوالمنہال نے کہا) اور مغرب کا وقت میں بھول گیا ہوں اور عشاء کی نماز میں آپ تہائی رات تک تاخیر کی پروانہ کرتے تھے ...... پھر کہا...... آدھی رات تک۔ اور کہا کہ آپ عشاء سے پہلے سو جانے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فجر کی نماز پڑھتے تو ہم میں سے ایک اپنے ہم نشین کو جسے وہ جانتا ہوتا پہچان سکتا تھا۔ اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک قراءت فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کا معمول رہا ہے کہ آپ اول وقت میں نماز پڑھتے تھے مگر نماز عشاء میں افضل یہ ہے کہ تاخیر کی جائے۔ ② عشاء سے پہلے سونا اور بعد ازاں لایعنی باتوں اور کاموں میں لگے رہنا مکروہ ہے' الا یہ کہ کوئی اہم مقصد پیش نظر ہو جیسے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مشغول گفتگو رہتے تھے' مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی نماز بروقت ادا ہو۔ دینی وتبلیغی اجتماعات جو رات گئے تک جاری رہتے ہیں ان میں اس مسئلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فجر کی نماز ضائع نہ ہو۔ ③ فجر کی نماز کے بارے میں صحیح احادیث میں وضاحت آئی ہے کہ فراغت کے بعد ہمارا ایک آدمی اپنے ساتھی کو پہچان سکتا تھا نہ کہ نماز شروع کرتے وقت۔ ④ فجر کی نماز میں قراءت مناسب حد تک لمبی ہونی چاہیے۔

(المعجم ٤) - باب وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ (التحفة ٤)

باب:۴-ظہر کی نماز کا وقت

٣٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن سَعِيدِ بنِ الْحَارِثِ الأَنْصَارِيِّ،

۳۹۹- سعید بن حارث انصاری حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا تو اپنی مٹھی میں

٣٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب تبريد الحصى للسجود عليه، ح: ١٠٨٢ من حديث عباد بن عباد به، وتابعه عبدالوهاب الثقفي عند ابن حبان، ح: ٢٦٧.

عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنْتُ أُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رسولِ الله ﷺ فآخُذُ قَبْضَةً مِنَ الْحَصَى لِتَبْرُدَ في كَفِّي، أَضَعُهَا لِجَبْهَتِي أَسْجُدُ عَلَيْهَا، لِشِدَّةِ الْحَرِّ.

کنکریاں اُٹھالیتا تا کہ ٹھنڈی ہو جائیں اور انہیں اپنی پیشانی کے نیچے رکھ کر سجدہ کرسکوں اور یہ سخت گرمی کے باعث ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ اول وقت میں گرمی کے وقت میں ادا فرماتے تھے اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کا بھی یہی معمول رہا۔ ② شرعی ضرورت کے تحت اس قسم کا عمل جیسے کہ حضرت جابر ؓ نے کیا، جائز ہے۔

٤٠٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بنِ طَارِقٍ، عن كَثِيرِ بنِ مُدْرِكٍ، عن الأَسْوَدِ؛ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ قال: كَانَتْ قَدْرُ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ في الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ أَقْدَامٍ إِلَى خَمْسَةِ أَقْدامٍ، وَفي الشِّتَاءِ خَمْسَةَ أَقْدَامٍ إِلَى سَبْعَةِ أَقْدَامٍ.

۴۰۰- جناب اسود سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اندازاً گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم (سایہ) تک اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتی تھی۔

توضیح: علامہ سندھی نے سنن نسائی کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ زوال کے بعد جو زیادہ سے زیادہ تاخیر کرتے وہ اسی قدر ہوتی تھی کہ گرمیوں میں سایہ تین سے پانچ قدم اور سردیوں میں پانچ سے سات قدم تک ہوتا تھا۔ اور اس سائے میں اصل اور زائد دونوں سائے شمار ہوئے ہیں۔

٤٠١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: أخبرني أَبُو الْحَسَنِ - قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسنِ هُوَ مُهَاجِرٌ - قال: سَمِعْتُ زَيْدَ بنَ وَهْبٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا

۴۰۱- جناب زید بن وہب کہتے تھے میں نے حضرت ابوذر ؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ مؤذن نے ظہر کی اذان کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''ٹھنڈک ہونے دو۔'' اس نے پھر اذان

٤٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت الظهر، ح: ٥٠٤ من حديث عبيدة بن حميد به.

٤٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، ح: ٥٣٥، ومسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر ... الخ، ح: ٦١٦ من حديث شعبة به.

ذرٍّ يقولُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فأَرَادَ المُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ الظُّهْرَ، فقال: «أَبْرِدْ». ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ، فقال: «أَبْرِدْ». مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ، ثُمَّ قال: «إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ».

کہنا چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈک ہونے دو۔“ دو دفعہ یا تین دفعہ یہی ہوا حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لیے۔ پھر فرمایا: ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔ جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“

٤٠٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ؛ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عن الصَّلَاةِ - قال ابنُ مَوْهَبٍ بالصَّلَاةِ - فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۴۰۲- جناب سعید بن مسیّب اور ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابن موہب (یعنی یزید بن خالد) کے الفاظ [عَنِ الصَّلَاة کی بجائے بِالصَّلَاة] تھے۔ تحقیق گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے۔

٤٠٣- حَدَّثَنا موسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّاد عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

۴۰۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تھا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے تھے۔“

فوائد ومسائل: ① [اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ] یعنی ”گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ سے ہے یا اس کی جنس سے ہے۔“ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان کی توضیح نہیں فرمائی اس لیے ہمارے نزدیک اسے ظاہر ہی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے جبکہ کچھ علماء نے اسے تشبیہ واستعارہ قرار دیا ہے۔ ظاہر اور حقیقت پر محمول کرنے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ”آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو دو سانسوں کی اجازت دی۔ ایک سردی

٤٠٢- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظهر في شدة الحر . . . الخ، ح: ٦١٥ عن قتيبة به، ورواه البخاري، ح: ٥٣٦ من حديث ابن شهاب الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة به.

٤٠٣- **تخريج:** رواه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ٦١٨ من حديث شعبة عن سماك عن جابر بن سمرة قال: "كان النبي ﷺ يصلي الظهر إذا دحضت الشمس"

میں اور ایک گرمی میں۔'' (صحیح مسلم، حدیث:۶۱۷) ② [اَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ] یعنی ''نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔'' اس سے وہ وقت مراد ہے جب بعداز زوال ہوائیں چلنا اور گرمی کی شدت میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے اور اسی وقت جہنم کچھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اگر بالکل ہی ٹھنڈک کا وقت مراد لیا جائے تو بعض اوقات عصر کے وقت اور کبھی اس کے بعد بھی ٹھنڈک نہیں ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات سے اس حدیث کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ (دیکھیے نیل الاوطار) اور یہ امر جمہور کے نزدیک استحباب وارشاد پر محمول ہے اور کچھ نے اس کو وجوب کیلئے بھی سمجھا ہے۔ واللہ اعلم۔

تعجیل وابراد میں رفع تعارض اور جمع میں مذکورۃ الصدر مفہوم کی واضح دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جہاد کے موقع پر اگر پہلے پہر قتال شروع نہ فرماتے تو زوال کا انتظار کرتے تھے۔ اور اس وقت کو آپ نے ہواؤں کے چلنے، نصرت کے اترنے اور قتال کے لیے مناسب ہونے سے تعبیر فرمایا ہے۔ نص یہ ہے: [كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ] (صحیح بخاری، حدیث:۳۱۶۰- قال فی الفتح: ۲۶۵/۶- فی روایة ابن ابی شیبة "وتزول الشمس" وھو بالمعنی، وزاد فی روایة الطبری "ویطیب القتال" وفی روایة ابن ابی شیبة "وینزل النصر۔"

(المعجم ٥) - بابُ وَقْتِ الْعَصْرِ (التحفة ٥)

باب:۵- نمازِ عصر کا وقت

٤٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، وَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

۴۰۴- ابن شہاب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھا کرتے جبکہ سورج سفید، اونچا اور زندہ ہوتا تھا۔ اور جانے والا بالائے مدینہ (کی آبادی) کی طرف جاتا اور سورج اونچا ہوتا تھا۔

٤٠٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قال: وَالْعَوَالِي عَلَى مِيلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، - قال: وَأَحْسِبُهُ قال: - أَوْ أَرْبَعَةٍ.

۴۰۵- زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بالائے مدینہ کی آبادیاں دو یا تین میل تک ہوتی تھیں۔ اور کہا میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا کہ یا چار میل تک ہوتی تھیں۔

٤٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح:٦٢١ عن قتيبة به.
٤٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:٢٠٦٩.

٤٠٦- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن خَيْثَمَةَ قال: حَيَاتُهَا أَنْ تَجِدَ حَرَّهَا.

۴۰۶- جناب خیثمہ رشاللہ کہتے ہیں کہ ''سورج زندہ ہونے'' کا مفہوم یہ ہے کہ آپ اس کی گرمی وحرارت محسوس کریں۔

فوائد ومسائل: ① یہ دلیل ہے کہ نبی ﷺ اول وقت میں عصر پڑھ لیا کرتے تھے جس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ ایک مثل سایہ سے عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ ② مدینہ کے جنوب مشرق کی جانب کی آبادیوں کو ''عوالی'' (بالائی علاقے) اور شمال کی جانب کے علاقے کو ''سافلہ'' (نشیبی علاقہ) کہتے تھے۔

٤٠٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، قال عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ في حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

۴۰۷- جناب عروہ نے کہا مجھ سے سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تو دھوپ ان کے حجرے میں ہوتی اور دیوار پر نہ چڑھی ہوتی تھی۔

فائدہ: ''حجرہ'' عربی زبان میں گھر کے ساتھ گھرے ہوئے آنگن کو بھی کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے صحن کی دیواریں چھوٹی ہی تھیں اس لیے دھوپ ابھی آنگن ہی میں ہوتی تھی۔ مشرقی دیوار پر چڑھتی نہ تھی کہ عصر کا وقت ہوجاتا تھا اور نبی ﷺ نماز پڑھ لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ اوّل وقت میں نماز عصر پڑھتے تھے۔

٤٠٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ أَبِي الْوَزِيرِ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ يَزِيدَ الْيَمَامِيُّ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ شَيْبَانَ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عَلِيِّ بنِ شَيْبَانَ قال: قَدِمْنَا عَلَى رسولِ الله ﷺ المَدِينَةَ، فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً.

۴۰۸- جناب یزید بن عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان اپنے باپ سے وہ اس کے دادا علی بن شیبان ؓ سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو (دیکھا کہ) آپ عصر کو مؤخر کرتے تھے جب تک کہ سورج سفید اور صاف ہوتا۔

٤٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٤٠، ٤٤١.

٤٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوٰة، باب مواقيت الصلوٰة وفضلها، ح: ٥٢٢، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ٦١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤ (والقعنبي، ص: ٢٧).

٤٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١/ ٢٩٨، ٢٩٩ من حديث أبي داود به ✽ محمد ابن يزيد اليمامي وشيخه مجهولان كما في التقريب وغيره.

فائدہ: صحیح روایات سے تاخیر کا نہیں‘ اول وقت میں پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے۔

٤٠٩ - حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أَبي زَائِدَةَ وَيَزِيدُ بنُ هَارُونَ، عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن مُحمَّدِ ابنِ سِيرِينَ، عن عَبِيدَةَ، عن عَليٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «حَبَسُونَا عن صَلَاةِ الْوُسْطَى، صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلأَ الله بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا».

۴۰۹- جناب محمد بن سیرین سے روایت ہے‘ وہ عبیدہ سے اور وہ حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں‘ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق والے دن کہا: ”ان لوگوں نے ہمیں درمیانی (یا افضل) نماز‘ نماز عصر‘ سے روکے رکھا، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ (البقرة:٢٣٨) ”نمازوں کی محافظت اور پابندی کرو اور درمیانی (یا افضل) نماز کی، اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہو۔“ کی تفسیر کرتی ہے کہ اس میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ جیسی رحیم وشفیق شخصیت کی زبان سے اس قسم کی شدید بددعا کا جاری ہونا واضح کرتا ہے کہ کسی ایک نماز کا بروقت ادا نہ ہونا بھی دین میں بہت بڑا خسارہ ہے۔

٤١٠ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قال: أَمَرَتْني عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لهَا مُصْحَفًا، وَقَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ هذه الآيَةَ فَآذِنِّي: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ فَلمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا، فَأَمْلَتْ عَلَيَّ ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ - وصلاة العصر - ﴿وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ﴾

۴۱۰- جناب ابو یونس حضرت عائشہ ؓ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ ؓ نے حکم دیا کہ انہیں قرآن مجید لکھ دوں اور فرمایا کہ جب تم آیت کریمہ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ پر پہنچو تو مجھے بتلانا۔ چنانچہ جب میں اس آیت کریمہ پر پہنچا تو انہیں خبر دی۔ تو انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح لکھوائی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ......وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ ...... وَقُوْمُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ”نمازوں کی پابندی کرو اور

٤٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة، ح: ٢٩٣١، ومسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوٰة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٧ من حديث هشام بن حسان به.

٤١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلوٰة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ٦٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ، (يحيى): ١/ ١٣٨، ١٣٩ .

[النساء : ١٠٣] ثم قالت عَائشةُ : سَمِعْتُهَا مِنْ رسولِ الله ﷺ.

درمیانی نماز (یا افضل) نماز عصر کی' اور اللہ کیلئے باادب ہو کر کھڑے ہوؤ۔" پھر انہوں نے کہا کہ میں نے یہ (آیت ان الفاظ کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

توضیح: اس قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد' عصر کی نماز نہیں کوئی اور نماز ہے کیونکہ عطف مغائرت کا مقتضی ہے۔لیکن علماء نے اس حدیث کی تین توجیہات کی ہیں۔ اس حدیث میں واردشدہ آیت کریمہ کے الفاظ اصطلاحی طور پر ''شاذ قراءت'' کہلاتے ہیں جو حجت نہیں۔قرآن کریم کے لیے ''تواتر'' شرط ہے۔اس قسم کی قراءت تفسیر وتوضیح میں مدد ومعاون ہوتی ہے۔علامہ باجی نے کہا ہے احتمال ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا ہو جس کا انہیں علم نہ ہو سکا ہو۔ یا ان (حضرت عائشہ ؓ) کا خیال ہوگا کہ اس آیت کے الفاظ باقی اور حکم منسوخ ہوا ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بطور فضیلت اس کا ذکر فرمایا مگر حضرت عائشہ ؓ نے اسے الفاظ قرآن باور کیا۔اور اسی بنیاد پر اپنے مصحف میں درج کرالیا۔② یا یہ عطف تفسیری ہو (یعنی توضیح کے لیے)③ یا واؤ زائد ہو' اس کی تائید حضرت ابی بن کعب کی قراءت سے بھی ہوتی ہے جس میں صلوٰۃ العصر کے الفاظ بغیر واؤ کے ہیں۔واللہ اعلم. (عون المعبود) لفظ ﴿وُسْطیٰ﴾ مجمل ہے۔ایک معنی تو عام ہیں یعنی درمیانی۔لیکن دوسرے معنی ''افضل واعلیٰ'' ہیں جیسے کہ آیت کریمہ ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً لِتَكُوْنُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (البقرہ:١٤٣) ''اور ایسے ہی ہم نے تمہیں افضل واعلیٰ امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔'' میں امت وسط سے مراد ''افضل واعلیٰ امت'' ہے۔اس طرح ﴿الصَّلٰوة الوُسْطیٰ﴾ کے معنی ''افضل واعلیٰ'' بنتے ہیں اور احادیث کی کثیر تعداد اس سے نماز عصر ہی مراد ہونے کا فائدہ دیتی ہے۔

٤١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَني عَمْرُو بنُ أَبي حَكِيمٍ قال: سمعت الزِّبْرِقَانَ يحدِّث عن عروةَ بن الزبير، عن زيد بن ثابت قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بالْهاجِرَةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً أَشَدَّ عَلَى أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهَا، فَنَزَلَتْ ﴿حَـٰفِظُوا۟ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ

٤١١- جناب عروہ بن زبیر سے روایت ہے' وہ حضرت زید بن ثابت ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت میں پڑھا کرتے تھے اور اصحاب رسول کے لیے اس نماز سے بڑھ کر اور کوئی نماز سخت نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطى﴾ ''نمازوں کی پابندی کرو اور درمیانی نماز کی۔'' (زید بن ثابت نے) کہا: اس سے پہلے دو نمازیں ہیں (یعنی عشاء

٤١١ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٣٥٧ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ٥/ ١٨٣ عن محمد بن جعفر به، وصححه ابن حزم في المحلى: ٤/ ٢٥٠، وقال: "ليس في هذا بيان جلي بأنها الظهر".

﴿وَالصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ وقال: إِنَّ قَبْلَهَا صلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَين.

اور فجر، رات کی) اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں (یعنی عصر اور مغرب، دن کی)۔

توضیح: یہ توجیہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔ دیگر صحیح احادیث سے نماز عصر ثابت ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ احادیث ان کے علم میں نہ ہوں۔

٤١٢- حَدَّثَنا الحسَنُ بنُ الرَّبِيعِ: حدثني ابنُ المُبَارَكِ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «من أَدركَ مِنَ العَصْرِ رَكْعَةً قبلَ أَنْ تَغرُبَ الشَّمْسُ فقَدْ أَدْرَكَ، ومَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ».

۴۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی' اس نے نماز پالی۔ اور جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی' اس نے نماز پالی۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا حدیث صاحب عذر کے لیے ہے مثلاً جب کوئی سوتا رہ گیا ہو یا بھول گیا ہو اور بالکل آخر وقت میں جاگا ہو یا آخر وقت میں نماز یاد آئی ہو تو اس کے لیے یہی وقت ہے۔ مگر جو بغیر کسی عذر کے تاخیر کرے تو اس کے لیے انتہائی مکروہ ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔ نماز عصر کے وقت کے سلسلے میں امام نووی رحمہ اللہ کا درج ذیل بیان جو انہوں نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے بہت اہم ہے: ''ہمارے اصحاب (شوافع) کہتے ہیں کہ نماز عصر کے پانچ وقت ہیں: (1) وقت فضیلت (2) وقت اختیار (3) وقت جواز بلا کراہت (4) وقت جواز بالکراہت (5) وقت عذر۔ وقت فضیلت اس کا اوّل وقت ہے اور وقت اختیار ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے تک ہے اور وقت جواز سورج زرد ہونے تک ہے اور وقت جواز مکروہ سورج غروب ہونے تک ہے اور وقت عذر، ظہر کا وقت ہے یعنی جب کوئی شخص سفر یا بارش وغیرہ کے عذر کی بنا پر ظہر اور عصر کو جمع کرلے۔ اور جب سورج غروب ہو جائے تو یہ نماز قضا ہوگی۔'' انتہیٰ

٤١٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قال: دَخَلْنَا عَلَى

۴۱۳- جناب علاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے' تو وہ

٤١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلوٰة فقد أدرك تلك الصلوٰة، ح:٦٠٨(١٦٥) عن الحسن بن الربيع به.

٤١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، ح:٦٢٢ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن به.

أَنَسِ بنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا، فقال سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ، يَجْلِسُ أَحَدُهُم حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، فَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ عَلَى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ الله عَزَّوَجَلَّ فيها إِلَّا قَلِيلًا».

اُٹھ کر نماز عصر پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے ان کے نماز عصر جلدی پڑھنے کا ذکر کیا یا خود انہوں نے ذکر کیا تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے، فرماتے تھے: ”یہ منافقوں کی نماز ہے' یہ منافقوں کی نماز ہے' یہ منافقوں کی نماز ہے کہ ان میں سے ایک بیٹھا رہتا ہے حتیٰ کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا ان سینگوں کے اوپر ہوتا ہے' تو اُٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ کا ذکر اس میں بس برائے نام ہی کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث گویا پہلی حدیث کی شرح ہے کہ اگر کسی سے عذر شرعی کی بنا پر تاخیر ہوئی ہو اور اس نے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالی ہو تو اس نے گویا وقت میں نماز پالی اور یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے لیے خاص رحمت ہے۔ اور اگر بغیر عذر کے تاخیر کرے تو یہ منافقت کی علامت ہے۔ ② ”سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہونا“ کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”کہا جاتا ہے کہ یہ حقیقت ہے اور سورج کے طلوع وغروب کے وقت شیطان سورج کے سامنے آ جاتا ہے اور ایسے لگتا ہے گویا سورج اس کے سر کے درمیان سے نکل رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے۔ اور سورج کے پجاری بھی ان اوقات میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اسے ہی سجدہ کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”دو سینگوں“ سے مراد مجازاً شیطان کا بلند ہونا اور شیطانی قوتوں کا غلبہ ہے اور کفار طلوع وغروب کے اوقات میں سورج کو سجدہ کرتے ہیں.....“ انتہیٰ (واللہ اعلم) ③ استثنائی صورتوں کو قاعدہ یا کلیہ نہیں بنانا چاہیے۔

٤١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ».

۴۱۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز عصر فوت ہو جائے' تو گویا اس سے اس کے گھر والے اور مال چھین لیا گیا۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر نے

٤١٤- **تخريج:** أخرجه البخاري، مواقيت الصلٰوة، باب إثم من فاتته العصر، ح: ٥٥٢، ومسلم، المساجد، باب التغليظ في تفويت صلاة العصر، ح: ٦٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطإ (يحيى): ١/ ١١، ١٢، (والقعنبي، ص: ٣٧).

قال أَبُو دَاوُدَ: وقال عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: «أُتِرَ» وَاخْتُلِفَ عَلَى أَيُّوبَ فيه، وقال الزُّهْرِيُّ: عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «وُتِرَ».

حدیث کے لفظ [وُتِرَ] کو [أُتِرَ] ہمزہ کے ساتھ بیان کیا اور ایوب کے تلامذہ میں (اس لفظ کے بارے میں) اختلاف ہے (یعنی کوئی واؤ سے بیان کرتا ہے اور کوئی ہمزہ سے۔ معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔) اور زہری نے سالم عن ابیہ عن النبی ﷺ سے [وُتِرَ] بیان کیا ہے۔

فوائد و مسائل: ① لفظ [وُتِرَ] کا ماخذ "وتر" (واؤ کی زبر کے ساتھ) ہو تو معنی ہیں "نقص" اور اس کا مابعد منصوب یا مرفوع دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے اور اگر "وتر" (واؤ کی زیر کے ساتھ) سمجھا جائے تو "جرم اور تعدی" کے معنی میں بھی آتا ہے۔ (النہایہ ابن اثیر) امام خطابی نے کہا ہے [وُتِرَ] کے معنی ہیں' کم کر دیا گیا یا چھین لیا گیا' پس وہ شخص بغیر اہل اور مال کے تنہا رہ گیا' اس لیے ایک مسلمان کو نماز عصر کو فوت کرنے سے اسی طرح بچنا چاہیے جیسے وہ گھر والوں سے اور مال کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے۔ ② امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "باب ماجاء في السهو عن وقت صلاة العصر" کے ذیل میں درج فرمایا ہے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ انسان عصر کی نماز میں بھول کر بھی تاخیر کرے تو بے حد و شمار گھاٹے اور خسارے میں ہے' کجا یہ کہ عمداً تغافل کا شکار ہو۔

٤١٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قال: قال أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الأَوْزَاعِيَّ: وَذٰلِكَ أَنْ تَرَى مَا عَلَى الأَرضِ مِنَ الشَّمْسِ صَفْرَاءَ.

۴۱۵- ابو عمرو یعنی اوزاعی نے بیان کیا کہ نماز عصر فوت ہونے سے مراد اتنی تاخیر ہے کہ زمین پر پڑی چیزیں دھوپ کے باعث زرد نظر آنے لگیں۔

(المعجم ٦) - باب وَقْتِ الْمَغْرِبِ (التحفة ٦)

باب: ٦- نماز مغرب کا وقت

٤١٦- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ شَبِيبٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ نَرْمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ.

۴۱۶- جناب ثابت بنانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر تیر پھینکتے تو ہم میں سے ایک اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھ رہا ہوتا تھا۔

فائدہ: یعنی غروب کے بعد فوراً ہی نماز پڑھ لی جاتی تھی کہ نماز سے فراغت کے بعد فضا میں اس قدر روشنی باقی ہوتی تھی کہ کمان سے پھینکا گیا تیر اپنے گرنے کی جگہ پر نظر آتا تھا۔

٤١٥ـ تخريج: [ضعيف] * الوليد بن مسلم مدلس، كان يدلس تدليس التسوية، ولم أجد تصريح سماعه.
٤١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

٤١٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ عن صَفْوَانَ بنِ عِيسَى، عن يَزِيدَ بنِ أبي عُبَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ الْأَكْوَعِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا.

۴۱۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سورج غروب ہوتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے یعنی جب اس کی ٹکیہ غائب ہو جاتی تھی۔

فائدہ: سورج کی ٹکیہ کا افق میں غائب ہو جانا ہی ''غروب'' ہوتا ہے۔ اس کے بعد احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔

٤١٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَني يَزِيدُ بنُ أَبي حَبِيبٍ عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ الله قال: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ، فَأَخَّرَ المَغْرِبَ، فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو أَيّوب فقال: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَاعُقْبَةُ؟ فقال: شُغِلْنَا. قال: أَمَا سَمِعْتَ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ، أَوْ قال: عَلَى الْفِطْرَةِ، مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا المَغْرِبَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُومُ».

۴۱۸- جناب یزید بن ابی حبیب' مرثد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ سفر جہاد میں تھے اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ان دنوں مصر کے حاکم تھے۔ تو (جناب عقبہ نے) نماز مغرب میں کچھ تاخیر کر دی۔ حضرت ابو ایوب کھڑے ہوئے اور کہا: اے عقبہ! یہ کیا نماز ہے؟ کہا کہ ہم کام میں تھے۔ کہا: کیا آپ نے نہیں سنا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''میری امت اس وقت تک خیر میں رہے گی۔'' یا فرمایا: ''فطرت پر رہے گی جب تک کہ مغرب کو مؤخر نہ کرے گی کہ ستارے نکل آئیں۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے معاملے میں ذرا سی سستی بھی از حد ناگوار گزرتی تھی اور وہ اس سلسلے میں اپنے رؤساء وحکام پر تنقید سے بھی باز نہ آتے تھے اور وہ حکام بھی ایسی تعمیری اور شرعی تنقیدات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے۔ ② نماز کو بر وقت ادا کرنا بالخصوص مغرب کی...... امت کے فطرت اور خیر پر ہونے کی علامت ہے اور اس میں تاخیر اس کے برعکس کی۔ ③ اگر کوئی عذر ہو تو مغرب کا وقت غروب شفق (سرخی) سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔

٤١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ح: ٥٦١، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ٦٣٦ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

٤١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٧ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٣٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٩٠، ١٩١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٧) - بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ (التحفة ٧)

باب:٧-نماز عشاء کا وقت

٤١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن أبي بِشْرٍ، عن بَشِيرِ بن ثَابِتٍ، عن حَبِيب بنِ سَالِمٍ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِوَقْتِ هَذِهِ الصَّلَاةِ صلَاةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّيهَا لِسُقُوطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ.

۴۱۹-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں سب لوگوں سے بڑھ کر اس نماز یعنی عشاء کے وقت سے باخبر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے تیسری رات کا چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① نعمت علم کے اظہار کے لیے بعض اوقات یہ انداز اختیار کرنا مباح ہے کہ ”میں سب سے بڑھ کر جانتا ہوں۔“ اور یہ اسلوب سامعین کے لیے مؤثر بھی ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات ان دنوں میں کہی ہو جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی غالب تعداد موجود نہ رہی ہو۔ ② تیسری رات کے چاند ڈوبنے کا وقت قطعی طور پر منضبط نہیں ہے۔ یہ غروب آفتاب کے بعد تقریباً سوا دو گھنٹے سے لے کر ڈھائی تین گھنٹے تک ہوتا ہے۔

٤٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَة: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رسولَ الله ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ، فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ أَمْ غَيْرُ ذَلِكَ، فقال حِينَ خَرَجَ: «أَتَنْتَظِرُونَ هَذِهِ الصَّلَاةَ، لَوْلَا أَنْ تَثْقُلَ عَلَى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هَذِهِ السَّاعَةَ». ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ.

۴۲۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ آپ اس وقت تشریف لائے جب رات کا تہائی حصہ گزر چکا تھا یا اس سے بھی زیادہ۔ نہ معلوم آپ کسی کام میں مشغول ہو گئے تھے یا کوئی اور بات تھی۔ آپ جب تشریف لائے تو فرمایا: ”کیا تم اس نماز کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ان کو یہ نماز اسی وقت پڑھاتا۔“ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اقامت کہی۔

٤١٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وقت صلاة العشاء الآخرة، ح: ١٦٥، والنسائي، ح: ٥٣٠ من حديث أبي عوانة به.

٤٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٣٩ من حديث جرير به.

فائدہ: انتظار کرانے کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ عبادت کے ''انتظار کا ثواب'' حاصل کر لیں اور ان کو تاخیر کی فضیلت بھی بتادی جائے۔ بہر حال اس سے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

٤٢١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا حَرِيزٌ عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن عَاصِمِ بن حُمَيْدٍ السَّكُونِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ يقولُ: أَبْقَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ في صلَاةِ الْعَتَمَةِ فَتَأَخَّر حَتَّى ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ، وَالْقَائِلُ مِنَّا يقولُ: صَلَّى، فإِنَّا لَكَذَلِكَ حَتَّى خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فقالُوا لَهُ كما قالُوا، فقال: «أَعْتِمُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ، فإِنَّكم قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلَى سَائِرِ الأُمَمِ، وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُم».

۴۲۱- جناب عاصم بن حُمید سکونی سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کرتے رہے مگر آپ نے تاخیر کر دی حتیٰ کہ بعض نے یہ بھی گمان کیا کہ شاید آپ نہیں آئیں گے اور کچھ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ بہر حال ہم اسی حالت میں تھے کہ آپ تشریف لے آئے تو اصحاب کرام ؓ نے آپ سے وہی کچھ کہا جو پہلے کہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نماز کو خوب اندھیرے میں پڑھو، بلاشبہ تمہیں تمام امتوں پر اس کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① گزشتہ حدیث امامت جبرئیل (حدیث نمبر: ۳۹۳) میں گزرا ہے کہ ''یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے'' اور اس حدیث میں آیا ہے کہ ''تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔'' تو ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سابقہ انبیائے کرام ؑ کی نمازوں کے اوقات میں اسی طرح کی وسعت ہوا کرتی تھی اور ان اوقات کے اول وآخر ہوا کرتے تھے یا یہ کہ وہ لوگ اتنی تاخیر سے نہ پڑھتے تھے جیسے کہ اس روز آپ نے پڑھائی۔ (واللہ اعلم) ② نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا یقیناً افضل ہے لیکن اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے جماعت کی نماز چھوڑنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ ③ دین وشریعت کی اصل غرض وغایت اللہ تعالیٰ کا تقرب اور حصول اجر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین میں یہ وصف بہت نمایاں ہے اور صحابہ کرام ؓ بھی اس کے حریص بن گئے تھے لہٰذا داعی حضرات کو چاہیے کہ اپنی دعوت میں اسی پہلو کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا کریں۔ (واللہ الموفق)

٤٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ

۴۲۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے

٤٢١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٧ من حديث حريز بن عثمان به.

٤٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب آخر وقت العشاء، ح: ٥٣٩، وابن ماجه، ح: ٦٩٣ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٤٥.

الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: صَلَّيْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى مَضَى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، فقال: «خُذُوا مَقَاعِدَكُم»، فأَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا، فقال: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا وَأَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ، وَإِنَّكُم لَمْ تَزَالُوا في صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيفِ، وَسُقْمُ السَّقِيمِ لأَخَّرْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

کہ (ایک بار) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا چاہی مگر (اس روز) آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ تقریباً آدھی رات گزر گئی۔ (آخر جب آپ آئے) تو فرمایا: ''اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔'' تو ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ آپ نے فرمایا: ''لوگوں نے نماز پڑھ لی اور اپنے اپنے بستروں میں جا سوئے ہیں لیکن تم جس وقت سے انتظار کر رہے ہو نماز ہی میں ہو۔ اگر کمزوروں کی کمزوری اور بیماروں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔''

(المعجم ٨) - باب وَقْتِ الصُّبْحِ (التحفة ٨)

باب:٨- نمازِ فجر کا وقت

٤٢٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّهَا قالت: إِنْ كَانَ رسولُ الله ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

۴۲۳- ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھتے (اور اس کے بعد) عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی لوٹتیں تو اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس حد تک اول وقت میں نماز ادا فرماتے تھے کہ بعد از نماز بھی اندھیرا باقی ہوتا تھا اور دور سے معلوم نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت آ جا رہی ہے یا مرد؟ ورنہ پردہ دار خاتون کے پہچانے جانے کے کوئی معنی نہیں۔ ② خلافت راشدہ کے دور میں بھی اصحاب کرام ؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ فجر کی نماز ''غَلَسْ'' یعنی اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔ ③ عورتوں کو بھی نماز کے لیے مساجد میں حاضر ہونے کی اجازت

٤٢٣ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ٨٦٧، ومسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها . . . الخ، ح: ٦٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٥ (والقعنبي، ص: ٢٨، ٢٩).

ہے اور وہ اندھیرے کے اوقات میں بھی نماز کے لیے آ سکتی ہیں مگران پر فرض ہے کہ شرعی آداب کے تحت اجازت لے کر آئیں' باپردہ ہو کر نکلیں۔ خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر نہ آئیں۔

٤٢٤ - حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَاصِمِ ابنِ عُمَرَ بنِ قَتَادَةَ بنِ النُّعْمَانِ، عن مَحْمُودِ ابنِ لَبِيدٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَصْبِحُوا بالصُّبْحِ فإِنَّهُ أَعْظَمُ لأُجُورِكُم أَوْ أَعْظَمُ لِلأَجْرِ».

۴۲۴- جناب محمود بن لبید' حضرت رافع بن خدیج ؓ سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح طلوع ہونے پر (ہی) صبح کی نماز پڑھا کرو۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔''

توضیح: کچھ لوگ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ''سفیدی اور روشنی ہونے پر فجر کی نماز پڑھا کرو۔'' مگر یہ صحیح نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خیر القرون میں صحابہ کرام ؓ کا معمول ثابت ہے کہ وہ سب فجر کی نماز [غَلَسْ] یعنی صبح کے اندھیرے ہی میں پڑھتے تھے۔ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت معاویہ ؓ پر صبح کے اندھیرے ہی میں قاتلانہ حملے ہوئے تھے۔ نیز لغوی طور پر [اَصْبَحَ الرَّجُلُ] کا معنی ہے [دَخَلَ فِي الصُّبْحِ] ''یعنی صبح کے وقت میں داخل ہوا۔'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس ارشاد کا پس منظر یہ ہے کہ شاید کچھ لوگ بہت زیادہ جلدی کرتے ہوئے قبل از وقت نماز پڑھ لیتے تھے تو اس حکم سے ان کی اصلاح فرمائی گئی۔ اور اس مفہوم کی دوسری روایت [اَسْفِرُوْا بِالصُّبْحِ] بالمعنی روایت ہوئی ہے۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ یہ ارشاد چاندنی راتوں سے متعلق ہے کیونکہ ان راتوں میں صبح صادق کے نمایاں ہونے میں قدرے اشتباہ سا ہوتا ہے۔ اور علامہ طحاوی نے یہ کہا ہے کہ اس سے مراد ہے ''فجر کی نماز میں قراءت اتنی طویل کرو کہ فضا سفید ہو جائے۔'' بہرحال افضل یہی ہے کہ فجر صادق کے بعد جلد ہی اسے ادا کیا جائے۔ اور اس کے بعد اس کا وقت طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔ (عون المعبود۔ خطابی)

(المعجم ٩) - باب الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ (التحفة ٩)

باب: ۹- نمازوں (کے وقت) کی پابندی کا بیان

٤٢٥ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ

۴۲۵- جناب عبداللہ بن صنابحی سے روایت ہے'

٤٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصلوة، باب وقت صلوة الفجر، ح: ٦٧٢، والنسائي، ح: ٥٤٩ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع وتابعه محمد بن إسحاق عند الترمذي، ح: ١٥٤، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٣.

٤٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣١٧/٥ من حديث محمد بن مطرف به * وقع في نسخ أبي داود ◄◄

الوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يعْني ابنَ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا مُحمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصُّنَابِحِيِّ قال: زَعَمَ أَبُو مُحمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فقال عُبَادَةُ بنُ الصَّامِتِ: كَذَبَ أَبُو مُحمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ الله عَزَّوَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى الله عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى الله عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ».

انہوں نے کہا کہ ابومحمد (انصاری صحابی) کا خیال ہے کہ وتر واجب ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے (سنا تو) کہا: ابومحمد نے غلط کہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں‘ جو ان کا وضو عمدہ بنائے اور انہیں ان کے اوقات پر ادا کرے، ان کے رکوع اور خشوع کامل رکھے‘ تو ایسے شخص کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے بخش دے گا۔ اور جو یہ نہ کرے تو اس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے اگر چاہے تو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔“

فوائد ومسائل: ① ”ابومحمد“ صحابی ہیں۔ ان کے نام کی تعیین میں اختلاف ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم یا مسعود بن زید بن سبیع یا قیس بن عامر خولانی یا مسعود بن یزید یا سعد بن اوس یا قیس بن عبایہ وغیرہ کئی نام بیان ہوئے ہیں۔ (الإصابة لابن حجر) ② حضرت عبادہ ؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ”وتر پانچ نمازوں کی طرح فرض اور واجب نہیں ہے۔“ مگر مسنون ومؤکد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جیسے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی وتر نہ چھوڑا کرتے تھے۔ ③ کامل ومقبول نماز کے لیے تمام سنن وواجبات کو جاننا اور ان پر عمل کرنا چاہیے یعنی مسنون کامل وضو‘ مشروع افضل وقت، اعتدال ارکان اور حضورِ قلب وغیرہ۔ ④ اللہ کے وعدے‘ جو اس کی شریعت میں بیان کیے گئے ہیں‘ اعمال حسنہ ہی پر موقوف ہیں۔ ⑤ ان کے بغیر بھی اللہ جسے چاہے معاف فرما دے یا عذاب دے اسے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۲۳)

٤٢٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله

۴۲۶- قاسم بن غنام اپنی ایک ماں سے بیان

* "عبدالله بن الصنابحي" وهو خطأ والصواب أبوعبدالله الصنابحي وهو عبدالرحمٰن بن عسيلة.

٤٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ح: ١٧٠ من حديث عبدالله بن عمر العمري به، وقال فيه "وليس هو بالقوي عند أهل الحديث"، وللحديث طريق صحيح عند ابن خزيمة، ح: ٣٢٧، وابن حبان، ح: ٢٨٠، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٨٨، ١٨٩، ووافقه الذهبي، وبه صح الحديث.

الْخُزَاعِيُّ وعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قالا: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ عن القَاسِمِ بنِ غَنَّامٍ، عن بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ، عن أُمِّ فَرْوَةَ قالت: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قال: «الصَّلَاةُ في أَوَّلِ وَقْتِهَا».

کرتے ہیں' وہ حضرت ام فروہ ؓ سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا' اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز، اول وقت میں ادا کرنا۔''

قال الْخُزَاعِيُّ في حَدِيثِهِ: عَنْ عَمَّةٍ له يُقَالُ لَها أُمُّ فَرْوَةَ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ. ﴿1﴾

خزاعی نے اپنی روایت میں کہا (کہ قاسم بن غنام نے) اپنی پھوپھی سے روایت کیا جس کا نام ام فروہ تھا اور اس نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ (فرماتی ہیں کہ) نبی ﷺ سے سوال کیا گیا۔ (یہ خزاعی کی روایت ہے جبکہ عبداللہ بن مسلمہ نے ''بَعْضِ أُمَّهَاتِهِ'' کا لفظ روایت کیا ہے)۔

فائدہ: حضرت ام فروہ ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی پدری بہن اور اشعث بن قیس کی زوجیت میں تھیں۔

٤٢٨- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرَنَا خَالِدٌ عن دَاوُدَ بنِ أَبي هِنْدٍ، عن أَبي حَرْبِ بنِ أَبي الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله بنِ فَضَالَةَ، عن أبيهِ قال: عَلَّمَنِي رسولُ الله ﷺ، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي: «وَحَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ». قال: قُلْتُ: إنَّ هَذِهِ سَاعَاتٌ لِي فيها أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي. فقال: «حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ» - وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغَتِنَا -

۴۲۸- جناب عبداللہ بن فضالہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا اور جو سکھایا ان میں یہ بات بھی تھی: ''پانچ نمازوں کی پابندی کرنا۔'' میں نے عرض کیا کہ مجھے ان اوقات میں کام ہوتے ہیں تو آپ مجھے کوئی جامع بات ارشاد فرمائیں جس پر عمل میرے لیے کافی رہے۔ آپ نے فرمایا: ''عَصْرَيْن کی پابندی کرنا۔'' اور یہ لفظ ہماری زبان میں مستعمل نہ تھا۔ میں نے کہا کہ ''عَصْرَيْن'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سورج کے طلوع اور غروب

٤٢٨ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] وصححه ابن حبان، ح: ٢٨٢، والحاكم: ١/ ٢٠، ٣/ ٦٢٨، ووافقه الذهبي، والحديث محمول على الجماعة يعني أنه رخص له في ترك حضور بعض الصلوات في الجماعة لا على تركها أصلاً، فافهمه، فإنه مهم، وللحديث لون آخر عند أحمد: ٤/ ٣٤٤، وهذا لا يضر والحمد لله.

﴿1﴾ حدیث (427) صفحہ (362) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فَقُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فقال: «صلاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصلاةٌ قَبْلَ غُروبِهَا». ہونے سے پہلے کی نمازیں۔"

توضیح: کام والے کو صبح اور عصر کی نمازوں کی پابندی کافی ہو' کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟ شیخ ولی الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ دراصل نبی علیہ السلام کا فرمان: "نمازوں کے اول اوقات سے متعلق تھا۔" تو اس نے معذرت کی کہ میں پانچوں نمازیں اوّل وقت میں نہیں پڑھ سکتا۔ تب آپ نے ان دو نمازوں کے اوقات کی بالخصوص تاکید فرمائی۔ (واللہ اعلم بالصواب) امام ابوداود رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنا اس کا مؤید ہے۔

٤٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبِي خالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ عُمَارَةَ بنِ رُوَيْبَةَ، عن أَبِيهِ قال: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فقال: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رسولِ الله ﷺ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «لا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ صَلَّى قَبْلَ طُلوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ». قال: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ ثَلاثَ مَرَّاتٍ قال: نَعَمْ كلَّ ذَلِكَ يقولُ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي. فقال الرَّجُلُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ ﷺ يقولُ ذَلك.[1]

۴۲۷- جناب ابوبکر بن عمارہ بن رُوَیبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ کے کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بیان فرمائیے۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: "دوزخ میں نہیں جائے گا وہ آدمی جس نے سورج طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے کی نمازیں پڑھیں۔" کہا کیا یہ آپ نے ان سے خود سنا ہے؟ تین بار کہا۔ جواب دیا کہ ہاں! اور ہر بار کہتے کہ میں نے اسے اپنے کانوں سے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے۔ تو اس آدمی نے کہا: میں نے بھی آپ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں نماز فجر اور عصر کی خاص اہمیت کا بیان ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ جو ان کی پابندی کرے گا وہ باقی نمازوں کی بھی پابندی کرے گا یا اسے توفیق مل جائے گی۔

٤٣٠- قال أَبُو سَعِيدِ بنُ الْأَعْرَابِيِّ:

۴۳۰- جناب سعید بن میسّب نے کہا کہ حضرت ابو

٤٢٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

٤٣٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس والمحافظة عليها، ح: ١٤٠٣ من حديث بقية به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ٤/ ٢٤٤، ◄◄

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ بن يَزِيدَ الرَّوَّاسُ - يُكْنَى أَبَا أُسَامَةَ - قال: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن ضُبَارَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي سُلَيْكٍ الْأَلْهَانِيِّ قال: أخبرني ابنُ نَافِعٍ عن ابنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ قال: قال سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ: إنَّ أَبَا قَتَادَةَ بنَ رِبْعِيٍّ أَخْبَرَهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «قال الله عَزَّوَجَلَّ: إِنِّي فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صلَواتٍ، وَعَهِدْتُ عِنْدي عَهْدًا، أَنَّهُ مَنْ جَاءَ يُحَافِظُ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي». [1]

قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے لیے یہ عہد کیا ہے کہ جو شخص اس حال میں (میرے پاس) آیا کہ ان کے اوقات کی محافظت و پابندی کرتا رہا' میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی محافظت نہ کرتا رہا اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد اور وعدہ نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ایسی احادیث جن میں ایسے الفاظ آتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے'' ان کو ''حدیث قدسی'' کہتے ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ قرآن وحی متلُو ہوتی ہے اور دوسری وحی غیر متلُو۔ یعنی قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث قدسی یا دیگر احادیث کی تلاوت نہیں ہوتی۔ قرآن مجید کلام معجز ہے اور احادیث اس پائے کی نہیں ہیں۔ قرآن مجید متواتر ہے اور احادیث سب اس درجہ کی نہیں ہیں۔ دیگر فرق اور مباحث ''علوم القرآن'' کی کتب میں ملاحظہ ہوں۔ ② نمازوں کے اوقات کی محافظت کے ساتھ ساتھ دیگر آداب (طہارت' خشوع اور اعتدال وغیرہ) سب ضروری ہیں۔ ③ اللہ عزوجل پر کوئی واجب کرنے والا نہیں ہے۔ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے بندوں کے لیے اس قسم کے وعدے اپنے اوپر لازم فرمائے ہیں اور وہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ﴾ (آل عمران: ٩)

٤٢٩- قال ابنُ الأعرابيِّ: حَدَّثَنَا مُحمدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الرَّوَّاسُ: حَدَّثَنَا

۴۲۹- جناب خُلید عصری حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

◄◄ والدارمي: ١٢٢٩ وغيرهما.

٤٢٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٥ من حديث أبي علي الحنفي به ٭ أبان بن أبي عياش متروك، وقتادة مدلس كما تقدم، ح: ٢٩، وعنعن.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عُبَيْدُاللهِ ابنُ عَبْدِ المَجِيدِ: أخبرنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَأَبَانُ، كِلاهُما عن خُلَيْدٍ الْعَصَرِيِّ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الأَمَانَةَ». قالُوا: يَاأَبَا الدَّرْدَاءِ! وَمَا أَدَاءُ الأَمَانَةِ؟ قال: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.[1]

''پانچ چیزیں ہیں جس نے ان پر ایمان کے ساتھ عمل کیا وہ جنت میں داخل ہوا' جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو' رکوع' سجود اور اوقات سمیت حفاظت اور پابندی کی' رمضان کے روزے رکھے' بیت اللہ کا حج کیا' اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو' زکوٰۃ دی خوشی کے ساتھ اور امانت ادا کی۔'' لوگوں نے کہا: اے ابو الدرداء! ''ادائیگیٔ امانت'' سے کیا مراد ہے؟ کہا: غسل جنابت۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- جب امام نماز کو وقت سے مؤخر کرے۔

ملحوظہ: یہاں ''امام'' سے مراد شرعی حاکم یا اس کا مقرر کردہ نمائندہ ہے۔ نماز کی اقامت اور امامت ان کے فرائض میں شامل ہے۔

٤٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَبِي عِمْرانَ يَعْنِي الْجَوْنِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: قال لِي رسولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلَاةَ

۴۳۱- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حکام ہوں گے جو نمازوں کو مار ڈالیں گے۔'' یا یہ فرمایا:...... ''ان میں تاخیر کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

٤٣١- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلوٰة عن وقتها المختار ... إلخ، ح:٦٤٨ من حديث حماد بن زيد به.

[1] حدیث (430) صفحہ (362) پر گذر چکی ہے۔

- أَوْ قال: يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ؟» - قُلْتُ: يَارسولَ الله! فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قال: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ [فَصَلِّهَا] فإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ».

آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم نماز کو اس کے وقت میں پڑھ لیا کرنا اور اگر تم اسے ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لیا کرنا اور یہ تیرے لیے نفل ہوگی۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی خبر دی ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار میں حکام وقت پر ثابت ہو چکی ہے اور اب حکام اور عوام سب ہی اس میں مبتلا ہیں۔ [إلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّيْ] ② نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ''اس کی روح نکال دینے'' کے مترادف ہے' گویا اسے مار ڈالا گیا ہو اور ایسی نماز اللہ کے ہاں کوئی وزن نہیں رکھتی۔ ③ ایسی صورت میں جب حاکم یا اہل مسجد ''افضل اور مختار وقت'' کے علاوہ میں نماز ادا کرتے ہوں تو متبع سنت کو صحیح اور مختار وقت میں اکیلے ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ ④ اگر انسان مسجد میں یا ان کی مجلس میں موجود ہو تو ان کے ساتھ مل کر بھی پڑھ لے تاکہ فتنہ نہ ہو اور وحدت قائم رہے۔ ⑤ غیر معصیت کے امور میں حکام وقت کی اطاعت واجب ہے۔ ⑥ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ کوئی شرعی سبب موجود ہو تو ''عصر اور فجر'' کے بعد بھی نماز جائز ہے۔ ⑦ اسکی پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل، خواہ باجماعت ہی کیوں نہ پڑھی ہو۔

٤٣٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ إبراهِيمَ دُحَيْمٌ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدثني حَسَّانُ يَعْني ابنَ عَطِيَّةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بن سَابِطٍ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا مُعَاذُ بن جَبَلٍ الْيَمَنَ - رسولُ رَسُولِ الله ﷺ إلَيْنَا. - قال: فَسَمِعْتُ تَكْبِيرَهُ مَعَ الْفَجْرِ، رَجُلٌ أَجَشُّ الصَّوْتِ. قال: فأُلْقِيَتْ عَلَيْهِ مَحَبَّتِي، فَمَا فَارَقْتُهُ حَتَّى دَفَنْتُهُ بِالشَّامِ مَيِّتًا، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى أَفْقَهِ النَّاسِ بَعْدَهُ، فَأَتَيْتُ ابنَ مَسْعُودٍ فَلَزِمْتُهُ حَتَّى مَاتَ، فقال: قال لي رسولُ الله

۴۳۲- جناب عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں تشریف لائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل بن کر آئے تھے۔ (عمرو) کہتے ہیں کہ نماز فجر میں' میں نے ان کی تکبیر سنی۔ وہ بھاری آواز والے تھے۔ ان کو مجھ سے محبت ہو گئی تو میں نے انہیں مرتے دم تک نہیں چھوڑا حتیٰ کہ شام میں انہیں (اپنے ہاتھوں سے) دفن کیا۔ ان کے بعد میں نے لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ آدمی پر نظر دوڑائی تو میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا اور ان کے ساتھ رہا' حتیٰ کہ وہ بھی فوت ہو گئے، تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''تمہارا کیا حال ہو

٤٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢٤، ١٢٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٧٦.

ﷺ: «كَيْفَ بِكُمْ إِذَا أَتَتْ عَلَيْكُم أُمَرَاء يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ مِيقَاتِها؟» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِذَا أَدْرَكَنِي ذَلِكَ يَارسولَ الله؟ قال: «صَلِّ الصَّلَاةَ لِمِيقَاتِهَا واجْعَلْ صَلَاتَكَ مَعَهُمْ سُبْحَةً».

گا جب تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جو نمازوں کو بے وقت کر کے پڑھیں گے؟'' میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں، اے اللہ کے رسول! اگر مجھے ان حالات کا سامنا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل سمجھنا۔''

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایام فتنہ کی جو خاص اہم بات ذکر فرمائی وہ ''نماز کو بے وقت کر کے پڑھنا ہے۔'' سرے سے چھوڑ دینا تو اور زیادہ ظلم ہے۔ نبی علیہ السلام نے حکام کے دیگر ظلم و جور کو جن کا تعلق مال و آبرو سے ہو سکتا ہے ذکر نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کے لیے اللہ کے دین میں نماز کے مقابلے میں کسی اور چیز کی ایسی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین حق کی معرفت اور اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

٤٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن أَبي الْمُثَنَّى، عن ابنِ أُخْتِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن عُبَادَةَ ابنِ الصَّامِتِ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أخبرنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ الْمَعْنَى، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ ابنِ يَسَافٍ، عن أَبي الْمُثَنَّى الْحِمْصِيِّ، عن أَبي أُبَيٍّ ابنِ امْرَأَةِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ عَلَيْكُم بَعْدِي أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ عن الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتَّى يَذْهَبَ وَقْتُهَا، فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا».

۴۳۳- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایک وقت آئے گا کہ تم پر ایسے حکام مسلط ہوں گے جنہیں ان کے دیگر امور نماز سے مشغول رکھیں گے اور وہ انہیں بے وقت کر کے پڑھیں گے، لہٰذا تم نماز کو بروقت ادا کرنا۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کی معیت میں نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اگر تم چاہو۔'' اور سفیان کے الفاظ ہیں: اگر میں وہ نماز ان کے ساتھ پاؤں تو ان کے ساتھ مل کر پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگر تم چاہو۔''

٤٣٣- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا أخروا الصلوة عن وقتها، ح: ١٢٥٧ من حديث منصور به.

فقال رَجُلٌ: يَارسولَ الله! أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ». وقَال سُفْيَانُ: إِنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ [أَأُ] أُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: «نَعَمْ إِنْ شِئْتَ».

فوائد ومسائل: ① یعنی اگر کوئی متبع سنت اپنی انفرادیت قائم رکھ سکتا ہو اور ایسے لوگوں پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کے ساتھ شریک نہ ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر مل کر دوبارہ پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ نفل ہوگی جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔ ② اس حدیث کی پہلی سند میں ایک راوی ہے "ابن اخت (بھانجا) عبادہ بن صامت۔" جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ اس کی بیوی کا بیٹا ہے جیسے کہ دوسری سند میں مذکور ہے۔

٤٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ يَعْنِي الزَّعْفَرَانِيَّ، حدثني صَالِحُ بنُ عُبَيْدٍ عن قَبِيصَةَ بنِ وَقَّاصٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «تَكُونُ عَلَيْكُم أُمَرَاءُ مِنْ بَعْدِي، يُؤَخِّرونَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُم وَهِيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلُّوا مَعَهُمْ مَا صَلَّوُا الْقِبْلَةَ».

۴۳۴- حضرت قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد تم پر ایسے حکام آئیں گے جو نمازوں میں تاخیر کریں گے۔ تو ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر ہوں گی جب کہ ان کے لیے وبال ہوں گی۔ پس تم ان کے ساتھ مل کر پڑھ لیا کرنا جب تک کہ وہ قبلہ رخ ہو کر نمازیں پڑھتے رہیں۔"

توضیح: تفصیل اوپر بیان ہوئی ہے اور ایسی نمازیں تمہارے لیے باعث اجر اس لیے ہوں گی کہ اس تاخیر میں تمہارا اپنا قصور نہیں ہوگا جب کہ ان حکام کے جبر کی وجہ سے تم ان کی مخالفت کی بھی جرأت نہ کر سکو گے۔ لہٰذا ان کی وجہ سے نماز میں تاخیر پر تم گناہ گار نہیں ہو گے بلکہ اس کا سارا وبال انہی پر ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ١١)

باب:۱۱- جو شخص نماز کے وقت میں سو تا رہ جائے یا نماز (پڑھنا) بھول جائے؟

٤٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا

۴۳۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

٤٣٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٣٧٥، ح: ٩٥٩ من حديث أبي الوليد الطيالسي به، وله شواهد عند البخاري، (فتح: ٢/ ١٨٧) وغيره.

٤٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوٰة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهابٍ، عَنْ ابنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتَّى إِذَا أَدْرَكَنَا الْكَرَى عَرَّسَ، وقال لِبِلَالٍ: «اكْلأْ لَنَا اللَّيْلَ». قال: فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رسولُ الله ﷺ أَوَّلَهُمْ اسْتِيقَاظًا، فَفَزِعَ رسولُ الله ﷺ فقال: «يَابِلَالُ؟» فقال: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ يَارسولَ الله! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا. ثُمَّ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ لَهُمُ الصَّلَاةَ وَصَلَّى لَهُمُ الصُّبْحَ. فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللهَ قال: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرَىٰ».

اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک رات، رات بھر چلتے رہے، حتیٰ کہ جب ہم کو نیند آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اتر گئے اور بلال (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ''آج رات ہمارا پہرہ دینا۔'' بیان کرتے ہیں کہ پھر بلال کی آنکھیں بھی ان پر غالب آ گئیں (یعنی سو گئے) اور وہ اپنے اونٹ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے چنانچہ نبی ﷺ جاگے نہ بلال ہی اور نہ کوئی اور صحابی۔ حتیٰ کہ جب انہیں دھوپ لگی تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگنے والے تھے آپ گھبرائے اور فرمایا: ''اے بلال!'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی اسی چیز نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر (نبی علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم) وہاں سے چل دیے (اور کچھ دور جا کر اترے) تب آپ نے وضو کیا اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے انہیں فجر کی نماز پڑھائی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''جو شخص نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لیا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرٰى﴾ ''نماز قائم کرو جب یاد آئے۔''

قال يُونُسُ: وكَانَ ابنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا كَذَلِكَ. قال أَحْمَدُ: قال عَنْبَسَةُ - يَعْنِي عن يُونُسَ - في هذا الحديثِ: «لِذِكْرِي». قال أحمدُ: الْكَرَى: النُّعَاسُ.

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب اسی طرح ﴿لِلذِّكْرٰى﴾ (الف مقصورہ کے ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ احمد نے بواسطہ عنبسہ، یونس سے ﴿لِذِكْرِیْ﴾ (یائے متکلم کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ (یعنی میری یاد کے لیے یا میری یاد آنے کے وقت۔) احمد کہتے ہیں کہ (متن حدیث میں وارد لفظ) ﴿الكرىٰ﴾ کا معنی ''اونگھ'' ہے۔

٤٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ في هذا الخبَرِ قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «تَحَوَّلُوا عن مَكَانِكُم الَّذِي أَصَابَتْكُم فيه الْغَفْلَةُ». قال: فأَمَرَ بِلَالًا فأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى.

٤٣٦- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا قصے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اس جگہ سے نکل چلو جہاں تم پر غفلت طاری ہوئی ہے۔‘‘ اس کے بعد آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان اور پھر اقامت کہی اور نماز پڑھی۔

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَالِكٌ وَسُفْيَانُ ابنُ عُيَيْنَةَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ وَابنِ إِسْحَاقَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ الأَذَانَ في حديثِ الزُّهْرِيِّ هذا، ولم يُسْنِدْهُ منهم أَحَدٌ إِلَّا الأَوْزَاعِيُّ وَأَبَانُ الْعَطَّارُ عن مَعْمَرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو مالک، سفیان بن عیینہ، اوزاعی اور عبدالرزاق نے معمر اور ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ مگر کسی نے بھی زہری کی اس روایت میں اذان کا ذکر نہیں کیا۔ اور معمر سے اوزاعی اور ابان عطار کے سوا کسی نے بھی اس کو بیان نہیں کیا ہے۔

٤٣٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ في سَفَرٍ لَهُ، فَمَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَمِلْتُ مَعَهُ، فقال: «انْظُرْ». فَقُلْتُ: هَذَا رَاكِبٌ، هَذَانِ رَاكِبَانِ، هَؤُلَاءِ ثَلَاثَةٌ، حَتَّى صِرْنَا سَبْعَةً، فقال: «احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا» يَعْنِي صَلَاةَ الْفَجْرِ فَضُرِبَ عَلَى آذَانِهِمْ، فما

٤٣٧- سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے تو آپ راہ سے ایک طرف کو ہو گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ ایک طرف کو ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ’’ذرا دیکھو۔‘‘ تو میں نے کہا: یہ ایک سوار (آرہا) ہے۔ یہ دو ہیں اور وہ تین ہیں حتیٰ کہ ہم سات افراد ہو گئے۔ تب آپ نے فرمایا: ’’ہماری نماز کا خیال کرنا‘‘ یعنی نماز فجر کا۔ لیکن ان کے کان بند کر دیے گئے (یعنی سوتے رہ گئے) پس ان کو سورج کی کرنوں ہی نے جگایا۔ وہ اُٹھے اور کچھ وقت چلے، پھر اترے، وضو کیا اور

٤٣٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٨ من حديث أبي داود به، وصححه أبوعوانة: ٢/ ٢٥٣، ٢٥٤.

٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤١٠، ورواه حماد بن زيد عن ثابت به عند ابن ماجه، ح: ٦٩٨، والترمذي، ح: ١٧٧، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم كما سيأتي: ٤٤١.

أَيْقَظَهُمْ إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، فَقَامُوا فَسَارُوا هُنَيَّةً، ثُمَّ نَزَلُوا فَتَوَضَّئُوا، وَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّوا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوا الْفَجْرَ وَرَكِبُوا، فقال بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: قَدْ فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لا تَفْرِيطَ فِي النَّوْمِ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا سَهَا أَحدُكُم عن صلاةٍ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَذْكُرُهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ».

بلال نے اذان کہی۔ سب نے فجر کی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز ادا کی اور سوار ہو گئے۔ تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے اپنی نماز میں بہت تقصیر کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سو جانے میں کوئی تقصیر (کوتاہی) نہیں ہے، تقصیر (کوتاہی) تب ہوتی ہے جب انسان جاگتا ہو۔ لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب اسے یاد آئے پڑھ لے اور پھر (آیندہ کے لیے) اگلے دن اسے بروقت ہی ادا کرے۔''

فوائد ومسائل: ①رسول اللہ ﷺ بشری تقاضوں سے بالا نہ تھے۔ اس لیے سفری تکان کے باعث آرام کے لیے اترے۔ ②اس کے باوجود نماز بروقت ادا کرنے کی فکر دامن گیر رہی اور بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لیے پابند فرمایا۔ اور اس قسم کے عوارض کے موقع پر نماز کے لیے جاگنے کا اہتمام کر کے سونا چاہیے۔ ③انسان کو کسی تقصیر پر معذرت کرنی پڑے تو خوبصورت انداز میں کرے۔ ④مذکورہ اسباب کی وجہ سے کسی جگہ کو منحوس اور بے برکت سمجھنا جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ⑤قضا نمازوں کے لیے جماعت کی صورت میں اذان کہنا بھی مستحب ہے۔ پھر تکبیر کہی جائے اور جماعت کرائی جائے۔ لیکن اذان کا یہ استحباب صرف سفر اور بے آباد علاقوں ہی کے لیے ہے۔ عام مسجدوں میں (جو آبادیوں میں ہوں) وہاں بے وقت اذان دینا عوام کے لیے اضطراب اور تشویش کا باعث ہوگا۔ ہاں اگر وہاں آہستگی سے مسجد کی چار دیواری کے اندر اس طرح اذان دے لی جائے کہ باہر آواز نہ جائے، تو وہاں بھی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ⑥سوتے رہ جانے یا بھول جانے کا قصور معاف ہے۔ اور ایسی نمازوں کے لیے وقت وہی ہے جب جاگے یا یاد آئے اور جب وقت نکل ہی گیا تو شرعی ضرورت کے تحت قدرے تاخیر کر لینا بھی جائز ہے جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اگلی وادی میں جا کر نماز پڑھی۔ ⑦فجر کی سنتیں دیگر سنتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں کہ سفر میں بھی نہیں چھوڑی گئیں۔

٤٣٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُمَيْرٍ قال: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ مِنَ

۴۳۸- جناب خالد بن سمیر راوی ہیں کہ مدینہ سے عبداللہ بن رباح انصاری رحمہ اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے اور انصار انہیں فقیہ گردانتے تھے۔ انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ابو قتادہ

٤٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٦، ٢١٧.

الْمَدِينَةِ - وكَانت الأنصارُ تُفَقِّهُهُ - فحدَّثنا، قال: حَدَّثَني أَبُو قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ فَارِسُ رسولِ الله ﷺ قال: بَعَثَ رسولُ الله ﷺ جَيْشَ الأُمَرَاءِ، بهذه الْقِصَّةِ، قال: فَلَمْ تُوقِظْنَا إِلَّا الشَّمْسُ طَالِعَةً، فَقُمْنَا وَهِلِينَ لِصَلَاتِنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «رُوَيْدًا رُوَيْدًا»، حَتَّى إِذَا تَعَالَتِ الشَّمْسُ قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ مِنْكُم يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَرْكَعْهُمَا»، فَقَامَ مَنْ كَانَ يَرْكَعُهُمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ يَرْكَعُهُمَا، فَرَكَعَهُمَا، ثُمَّ أَمَرَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يُنَادَى بالصَّلَاةِ فَنُودِيَ بِهَا، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَصَلَّى بِنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «أَلَا! إِنَّا نَحْمَدُ الله أَنَّا لَمْ نَكُنْ في شَيْءٍ مِن أُمُورِ الدُّنْيَا يَشْغَلُنَا عن صَلَاتِنَا وَلٰكِنْ أَرْوَاحُنَا كَانَتْ بِيَدِ الله فأَرْسَلَهَا أَنَّى شَاءَ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُم صَلَاةَ الْغَدَاةِ مِنْ غَدٍ صَالِحًا فَلْيَقْضِ مَعَهَا مِثْلَهَا».

انصاری ؓ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ’’جیش الامراء‘‘ روانہ فرمایا۔ اور یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ ہمیں سورج ہی نے طلوع ہو کر جگایا۔ اور ہم گھبرا کر نماز کے لیے اُٹھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ’’خیال سے‘ سنبھل کر۔‘‘ حتیٰ کہ جب سورج اونچا آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔‘‘ تو جو پہلے پڑھا کرتا تھا اس نے پڑھیں اور جو نہ پڑھتا تھا اس نے بھی پڑھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اذان کہی گئی اور آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ’’ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں کہ ہم دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ تھے کہ نماز ہم سے رہ گئی بلکہ ہماری روحیں اللہ کے ہاتھ میں تھیں تو اس نے جب چاہا انہیں چھوڑ دیا، لہٰذا جو تم میں سے کل کو صحت وسلامتی کے ساتھ نماز فجر پائے اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً تو صحیح ہے‘ علاوہ ازیں دیگر صحیح روایات میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔ لیکن اس روایت میں اس کے راوی خالد بن سمیر کو بیانِ واقعہ میں تین مقامات پر وہم ہوا ہے۔ (الف) کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ فرمایا۔ (ب) جو تم میں سے سنتیں پڑھنا چاہتا ہے‘ پڑھ لے۔ (ج) اس کے ساتھ اس نماز کی قضا بھی دے۔ گویا اس لشکر کو ’’جیش الامراء‘‘ قرار دینا‘ صبح کی سنتوں کے بارے میں اختیار دینا اور اسی طرح دوسرے دن فجر کی نماز کے ساتھ اس فجر کی نماز کی قضا دینے کا حکم‘ یہ تینوں باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ان اوہام سے قطع نظر یہ روایت صحیح ہے۔ انہی اوہام کی وجہ سے غالباً شیخ البانی ؒ نے اسے شاذ قرار دیا ہے۔ اس لیے فوت شدہ نماز جاگ آنے یا یاد آنے ہی پر ادا کی جانی چاہیے جیسا کہ صحیح احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اسے اگلے دن کی اسی نماز تک مؤخر کرنا درست

نہیں ہے۔ ② [جَيْشُ الْأُمَرَاءِ] سے بالعموم غزوۂ مُوتہ مراد لیا گیا ہے جبکہ صاحب بذل المجہو د مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا خیال ہے کہ غزوہ خیبر بھی [جَيْشُ الْأُمَرَاءِ] ہوسکتا ہے ③ دنیا کے کسی کام میں مشغولیت کی وجہ سے نماز میں تاخیر کر دینا بہت بڑی نحوست ہے اور اپنی جان پر ایک بھاری ظلم' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر درد شقیقہ کے عارضہ میں مبتلا تھے تو پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم.

٤٣٩ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عن حُصَيْنٍ، عن ابنِ أَبي قَتَادَةَ، عن أَبي قَتَادَةَ في هَذا الخَبرِ قَالَ فقال: «إنَّ الله قَبَضَ أَرْوَاحَكُم حَيْثُ شَاءَ وَرَدَّهَا حَيْثُ شَاءَ، قُمْ فَأَذِّنْ بالصَّلَاةِ»، فَقَامُوا فَتَطَهَّرُوا، حَتَّى إذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بالنَّاسِ.

۴۳۹- جناب ابن ابی قتادہ (اپنے والد) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں' انہوں نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے جب چاہا تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہا لوٹا دیں، لہٰذا اُٹھو اور نماز کے لیے اذان کہو۔'' چنانچہ وہ اُٹھے اور وضو کیا حتیٰ کہ جب سورج بلند ہو گیا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

٤٤٠ - حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا عَبْثَرٌ عن حُصَيْنٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبي قَتَادَةَ، عن أَبيهِ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: فَتَوَضَّأَ حِينَ ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى بِهِمْ.

۴۴۰- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ آپ نے وضو فرمایا جب کہ سورج اونچا آ گیا پھر انہیں نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: نیند میں روح قبض کر لی جاتی ہے مگر جسم کے ساتھ اس کا تعلق قائم رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى، إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الزمر: ۴۲) ''اللہ تعالیٰ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرے (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے' ان کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ جو لوگ فکر کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔'' ② جب جاگنے والا ایسے تنگ وقت میں جاگا کہ سورج طلوع یا غروب ہوا چاہتا ہے' تو اس حالت میں اگر وہ طلوع یا غروب ہونے کا انتظار کر لے' تو جائز ہے۔

٤٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب: في المشيئة والإرادة، ح: ٧٤٧١ من حديث حصين به.

٤٤٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤١- حَدَّثَنا العَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ - وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْني ابنَ المُغِيرَةِ، عن ثابِتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أَبي قَتَادَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَيسَ في النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ في الْيَقَظَةِ أَنْ تُؤَخِّرَ صَلَاةٌ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ أُخْرَى».

۴۴۱- جناب عبداللہ بن رباح حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیند میں قصور نہیں۔ قصور جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (وہ اس طرح) کہ تم کسی نماز کو اس حد تک مؤخر کر دو کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔“

٤٤٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّها إِذَا ذَكَرَها لا كَفَّارَةَ لَها إِلَّا ذٰلِكَ».

۴۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نماز کو بھول جائے تو وہ اسے اسی وقت ادا کرے جب یاد آ جائے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔“

فائدہ: روزے اور حج کی طرح نماز کا کوئی مالی یا بدنی کفارہ نہیں ہے۔ کوئی دوسرا کسی کی جانب سے نماز ادا نہیں کر سکتا۔

٤٤٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرانَ بن حُصَيْنٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ في مَسِيرٍ لَهُ فَنَامُوا عن صَلاةِ الْفَجْرِ فَاسْتَيْقَظُوا بِحَرِّ الشَّمْسِ، فَارْتَفَعُوا قَلِيلًا حَتَّى اسْتَقَلَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ

۴۴۳- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ لوگ صبح کی نماز کے وقت سوئے رہے اور سورج کی گرمی سے جاگے۔ پھر کچھ چلے حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا۔ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور فرضوں سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اقامت ہوئی اور نماز فجر پڑھائی۔

٤٤١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلٰوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح:٦٨١ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٤٤٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، مواقيت الصلٰوة، باب من نسي صلاةً فليصل إذا ذكر . . . الخ، ح:٥٩٧، ومسلم، المساجد، باب قضاء الصلٰوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح:٦٨٤ من حديث همام بن يحيى به.

٤٤٣ـ **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣١ من حديث يونس بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح:٩٩٤، وابن حبان (الإحسان)، ح:١٤٥٩، والحاكم: ١/ ٢٧٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد الحسن البصري وهشام بن حسان مدلسان، وعنعنا.

فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ، ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ.

٤٤٤- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ صالحٍ - وهذا لَفْظُ عَبَّاسٍ - أَنَّ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُمْ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ يَعْني الْقِتْبانِيَّ؛ أَنَّ كُلَيْبَ بنَ صُبْحٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الزِّبْرِقَانَ حَدَّثَهُ عن عَمِّهِ عَمْرِو ابنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَنَامَ عن الصُّبْحِ حتى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَنَحَّوا عن هَذَا المَكَانِ». قال: ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ تَوَضَّؤُوا وَصَلَّوا رَكْعَتَي الْفَجْرِ، ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ صَلاةَ الصُّبْحِ.

۴۴۴- جنابِ زبرقان نے اپنے چچا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ صبح کے وقت میں سوئے رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ جب آپ جاگے تو فرمایا: ”اس جگہ سے دور ہو چلو۔“ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اذان کہی۔ پھر سب نے وضو کیا اور فجر کی سنتیں پڑھیں۔ پھر بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی اور (آپ نے) انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

٤٤٥- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ: حدثنا حَرِيزٌ؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُ بنُ أَبي الْوَزِيرِ: حدثنا مُبَشِّرٌ يَعْني الْحَلَبِيَّ: حدثنا حَرِيزٌ يَعْني ابنَ عُثْمَانَ: حدثني يَزِيدُ بنُ صالحٍ عن ذِي

۴۴۵- یزید بن صالح نے حضرت ذی مخمر حبشی رضی اللہ عنہ سے اور یہ نبی ﷺ کے خادم تھے۔ اس قصے میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے وضو کیا، اور مختصر وضو کہ اس سے مٹی بھی اچھی طرح گیلی نہ ہوئی۔ پھر بلال کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی۔ پھر نبی ﷺ اُٹھے اور سکون سے دو رکعتیں

٤٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٩ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٤٧٤.

٤٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٢٠، ح: ٤٧٥، وللحديث شواهد
* يزيد بن صالح مجهول الحال لا يعتبر به، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود، ولأصل الحديث شواهد.

مِخْبَرِ الْحَبَشِيِّ، -وكَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ- في هذا الخبَرِ قال: فَتَوَضَّأَ - يَعْني النَّبِيَّ ﷺ وُضُوءًا لَمْ يَلْثَ مِنْهُ التُّرَابُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلالًا فأَذَّنَ، ثُمَّ قامَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ عَجِلٍ، ثُمَّ قال لِبِلَالٍ: «أَقِمِ الصَّلَاةَ»، ثُمَّ صَلَّى وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ.

پڑھیں۔ پھر بلال سے فرمایا: ''اقامت کہو۔'' تب آپ نے نماز پڑھائی اور آپ جلدی میں نہ تھے۔

قال: عن حَجَّاجٍ، عن يَزِيدَ بنِ صُلَيْحٍ: حدثني ذُو مِخْبَرٍ - رَجُلٌ مِنَ الْحَبَشَةِ. - وقال عُبَيْدٌ: يَزِيدُ بنُ صالحٍ.

(ابراہیم نے اپنی سند میں) کہا حجاج عن یزید ابن صلیح حدثنی ذو مخبر...... یہ ایک حبشی فرد تھا...... اور عبید نے سند میں (راوی کا نام) یزید بن صالح بیان کیا ہے۔

فائدہ: قضا نماز بھی انسان کو سکون، اطمینان اور اعتدال سے ادا کرنی چاہیے۔

٤٤٦- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضلِ: حدثنا الْوَلِيدُ عن حَرِيزٍ يَعْني ابنَ عُثْمانَ، عن يَزِيدَ بنِ صُلَيْحٍ، عن ذِي مِخْبَرٍ ابنِ أَخِي النَّجَاشِيِّ في هذا الخَبَرِ قال: فأَذَّنَ وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ.

۴۴۶- جناب یزید بن صلیح نے حضرت ذی مخبر یعنی نجاشی کے بھتیجے سے اس خبر میں بیان کیا۔ کہا: تو اس نے اذان کہی اور وہ جلدی میں نہ تھے۔

٤٤٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حدثنا شُعْبَةُ عن جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَٰنِ بنَ أبي عَلْقَمَةَ؛ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بنَ مَسْعُودٍ قال: أَقْبَلْنَا مَعَ رسولِ الله ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ،

۴۴۷- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تو آپ نے فرمایا: ''ہمارا پہرہ کون دے گا؟'' بلال نے کہا: میں۔ چنانچہ باقی سب سو رہے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ پس نبی ﷺ جاگے اور فرمایا: ''اسی طرح کرو جس طرح

٤٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٥٣ عن محمد بن المثنى، وأحمد: ١/ ٤٦٤ عن محمد بن جعفر به.

فقال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ يَكْلَؤُنَا؟» فقال بِلالٌ: أَنَا. فَنَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «افْعَلُوا كما كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ». قال: فَفَعَلْنَا. قال: فَكَذَلِكَ فَافْعَلُوا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ.

کہ (اس سے پہلے) کیا کرتے تھے۔" چنانچہ ہم نے اسی طرح کیا۔ آپ نے فرمایا: "جو سو جائے یا بھول جائے تو ایسے ہی کیا کرے۔"

فائدہ: ہنگامی حالات میں قائد اور اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ پرسکون اور بااعتماد رہا کریں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- تعمیر مساجد کا بیان

٤٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن أبي فَزَارَةَ، عن يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ المَسَاجِدِ».

۴۴۸- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کو بہت زیادہ پختہ تعمیر کروں۔"

قال ابنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كما زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم انہیں ضرور مزین کرو گے جیسے کہ یہود و نصاریٰ نے (اپنے عبادت خانے) مزین کیے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اس میں جو بات کہی گئی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ وہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً انہی شواہد کی بنا پر شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② اللہ کی حکمت کہ ہمیں ایسے حالات کا سامنا ہے کہ اس بدعت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بعض مساجد کو اس حد تک بلند و بالا اور مزین کیا جاتا ہے کہ ایک عام آدمی ان میں آ کر ان کے فن تعمیر اور دیگر آرائشوں ہی میں کھو جاتا ہے گویا کسی شاہی محل میں آیا ہوا اور کچھ لوگ تو ان کی زیارت ہی بطور سیاح کے کرتے ہیں۔ ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ تاہم واقعی شرعی ضرورت کے تحت مسجد کو مضبوط بنانا، وسیع کرنا اور موسم کی مناسبت سے نمازیوں کے لیے ضروری سہولتوں کا مہیا کرنا یقیناً مباح ہے

٤٤٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالرزاق، ح:٥١٢٧ عن سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان، ح:٣٠٥، وعلقه البخاري في صحيحه(٢/ ٥٣٩، فتح)، وللحديث طرق * سفيان الثوري مدلس، وعنعن.

اور جگہ کی تنگی کے باعث اسے اونچا کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ سورۂ نور میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ﴾ (نور:٣٦) ''ان گھروں میں جنھیں بلند کیے جانے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا نام لیے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔'' مگر ایسی تمام تعمیری زینتوں سے بچنا ضروری ہے جو نمازیوں کو اللہ کے ذکر اور عبادت سے پھیر دینے والی ہوں۔

٤٤٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْخُزَاعِيُّ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أنَسٍ وَقَتَادَةَ، عن أنَسٍ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَقُومُ السَّاعةُ حَتَّى يَتَبَاهَى النَّاسُ في المَسَاجِدِ».

۴۴۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ لوگ مساجد میں باہم فخر نہیں کرنے لگیں گے۔''

فائدہ: ''مساجد میں فخر'' یعنی مساجد کے بارے میں لوگ ایک دوسرے پر فخریہ باتیں کریں گے مثلاً ہماری مسجد بڑی ہے، اونچی ہے، خوبصورت ہے وغیرہ۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مساجد میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے کی بجائے فخریہ قسم کی باتیں کیا کریں گے اور دونوں ہی صورتیں بہت بری ہیں۔

٤٥٠- حَدَّثَنا رَجَاءُ بنُ المُرَجَّا: حدثنا أبو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ مُحَمَّدُ بنُ مُحَبَّبٍ: حدَّثنا سَعِيدُ بنُ السَّائِبِ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عِيَاضٍ، عن عُثْمانَ بنِ أبي الْعَاصِ رَضِيَ الله عَنْهُ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ أمَرَهُ أنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَوَاغِيتُهُمْ.

۴۵۰- جناب محمد بن عبد اللہ بن عیاض حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد اس جگہ بنائی جائے جہاں ان کے بت ہوتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ

٤٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ١١٤، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٨٢، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٣٩، والنسائي، ح: ٦٩٠ من حديث حماد بن سلمة عن أيوب عن أبي قلابة عن أنس به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٨.

٤٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ٧٤٣ من حديث أبي همام الدلال به * محمد بن عبدالله بن عياض مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ اس بت خانہ کی جگہ مسجد کا بایاں منارہ پڑتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے' بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ اور تاریخی طور پر ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کرائیں۔ (عون المعبود)

٤٥١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ وَمُجَاهِدُ بنُ مُوسَى - وَهُوَ أَتَمُّ - قالا: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا أَبي عن صالِحٍ قال: أخبرنا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ المَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مَبْنِيًّا باللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَعَمَدُهُ. - قال مُجَاهِدٌ: عُمُدُهُ- مِنْ خُشُبِ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فيه أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فيه عُمَرُ: وَبَنَاهُ عَلَى بِنَائِهِ في عَهْدِ رسولِ الله ﷺ باللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمَدَهُ، - وقال مُجَاهِدٌ: عُمُدَهُ - خَشَبًا، وَغَيَّرَهُ عُثْمانُ فَزَادَ فيه زِيادَةً كَثِيرَةً: وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عَمَدَهُ مِنْ حِجارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقْفَهُ بالسَّاجِ قال مُجَاهِدٌ: وَسَقَّفَهُ السَّاجَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: الْقَصَّةُ: الْجَصُّ.

۴۵۱- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی اور اس کے ستون کھجوروں کی لکڑی کے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا مگر اسے ویسے ہی بنایا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی مگر اس کے ستون بدل دیے اور لکڑی کے لگائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس (تعمیر) کو بدل دیا اور بہت زیادہ اضافہ کیا۔ اور اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چونے سے بنائے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنائی۔

مجاہد کے لفظ ہیں: [وَسَقَّفَهُ السَّاجَ] ''اور ساگوان سے اس کی چھت بنائی۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لفظ حدیث [اَلْقَصَّةُ] کا معنی [اَلْجَصُّ] یعنی ''گچ ہے۔''

فائدہ: علامہ ابن بطال وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت دلیل ہے کہ تعمیر مساجد اور ان کی آرائش ہمیشہ میانہ روی سے ہونی چاہیے۔ باوجودیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کے باعث مال کی بہتات تھی مگر انہوں نے مسجد کو تبدیل نہیں کیا۔ صرف چھت کی شاخیں اور بوسیدہ ستون تبدیل کیے۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی

٤٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب بنيان المسجد، ح: ٤٤٦ من حديث يعقوب بن إبراهيم به.

تنگ دامانی کے باعث اسے وسیع اور خوبصورت بنایا مگر اس میں کوئی غلو نہ تھا، اس کے باوجود بعض صحابہ نے ان پر تنقید کی۔ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ولید بن عبدالملک بن مروان پہلا شخص ہے جس نے مساجد کو آراستہ کیا اور یہ صحابہ کا بالکل آخری دور ہے، مگر اکثر اہل علم فتنے کے خوف سے خاموش رہے۔ (عون المعبود) کچھ نے نقد بھی کیا۔

٤٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمٍ: حدثنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُوسَى عن شَيْبَانَ، عن فِرَاسٍ، عن عَطِيَّةَ، عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ سَوَارِيهِ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مِنْ جُذُوعِ النَّخْلِ، أَعْلَاهُ مُظَلَّلٌ بِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ في خِلَافَةِ أَبي بَكْرٍ فَبَنَاهَا بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَبِجَرِيدِ النَّخْلِ، ثُمَّ إِنَّهَا نَخِرَتْ فِي خِلَافَةِ عُثْمانَ فَبَنَاهَا بِالآجُرِّ فَلَمْ تَزَلْ ثَابِتَةً حَتَّى الآنَ.

۴۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے ستون کھجوروں کے تنوں کے تھے، جن پر کھجوروں کی شاخوں سے چھت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب یہ بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں تنوں اور شاخوں کو بدل دیا گیا (اور اس کی سابقہ بنا میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی)۔ یہ پھر بوسیدہ ہو گئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں انہوں نے اسے پختہ اینٹوں سے بنوایا اور یہ تا حال اس پر قائم ہے۔ (یعنی ابن عمر نے جب یہ روایت بیان کی تو اس وقت تک وہی تعمیر باقی تھی۔)

٤٥٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَبِي التَّيَّاحِ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ قال: قَدِمَ رسولُ الله ﷺ المَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي عُلْوِ المَدِينَةِ، في حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ فِيهِم أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سُيُوفَهُمْ، فقال أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رسولِ الله ﷺ عَلَى

۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور (پہلے) اس کی بالائی جانب قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں قیام فرمایا۔ ان کے ہاں چودہ راتیں (دو ہفتے) مقیم رہے۔ پھر آپ نے بنو نجار کو پیغام بھجوایا تو وہ (اپنی روایات کے مطابق استقبال کے لیے تیار ہو کر) تلواریں اپنے گلوں میں حمائل کیے ہوئے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں گویا (وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے) میں

٤٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٢/ ٥٤١ من حديث أبي داود به * عطية بن سعد العوفي: "تابعي معروف، ضعيف الحفظ، مشهور بالتدليس القبيح" قاله الحافظ ابن حجر في المدلسين.

٤٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، ح: ٤٢٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح: ٥٢٤ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وكَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فأَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ، قال: «يابَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا»، فقالُوا: والله! لا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى الله. قال أَنَسٌ: وكَانَ فيه ما أَقُولُ لَكُم: كَانَتْ فيه قُبُور الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ فيه خَرِبٌ، وكَانَتْ فيه نَخْلٌ، فأَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصُفِّفَ النَّخْلُ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ ويقولُ: «اللَّهُمَّ لا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَه، فَانْصُرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه».

رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری پر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنونجار کے معززین آپ کے اردگرد ہیں' حتیٰ کہ آپ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے احاطے میں نزول فرمایا۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا' پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے، پھر آپ نے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا اور بنونجار کو بلوایا اور کہا: ''تم مجھ سے اپنے اس باغ کا سودا کرلو۔'' انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم اس کی قیمت صرف اللہ عزوجل ہی سے لیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور اس میں وہ کچھ تھا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں یعنی مشرکین کی قبریں، کھنڈر اور کھجوروں کے درخت۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے متعلق حکم دیا اور انہیں اکھیڑ دیا گیا، کھنڈر برابر کر دیے گئے اور کھجوریں کاٹ دی گئیں اور ان کے تنوں کو قبلہ رخ قطار سے رکھ دیا گیا۔ اور دروازے کے دونوں کنارے پتھروں سے چنے گئے اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تعمیر میں شریک تھے) پتھر ڈھوتے تھے اور مل کر اشعار پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے: [اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الآخِرَہْ' فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہْ] ''اے اللہ! خیر تو بس وہی ہے جو آخرت میں ملے، پس تو انصار و مہاجرین کی نصرت فرما۔''

٤٥٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَبِي التَّيَّاحِ، عن

۴۵۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی کا احاطہ دراصل بنی نجار کا باغ تھا اور اس

٤٥٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب: أين يجوز بناء المساجد، ح: ٧٤٢ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق.

أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ مَوْضِعُ المَسْجِدِ حَائِطًا لِبَنِي النَّجَّارِ، فيه حَرْثٌ وَنَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، فقال رَسولُ الله ﷺ: «ثَامِنُونِي بِهِ»، فقالُوا: لا نَبْغِي بِهِ ثَمَنًا، فَقُطِعَ النَّخْلُ وَسُوِّيَ الْحَرثُ، وَنُبِشَ قُبُورُ الْمُشْرِكينَ وساقَ الحديثَ، وقال: «فَاغْفِرْ» مَكَانَ «فَانْصُرْ».

میں کچھ کھیتی، کھجوریں اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھ سے اس کی قیمت لے لو۔‘‘ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے۔ چنانچہ کھجوریں کاٹ دی گئیں، کھیتی کو برابر کر دیا گیا اور مشرکین کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا...... اور پوری حدیث بیان کی۔ (مذکورہ شعر میں) [فَانْصُر] کی جگہ [فَاغْفِر] کا لفظ بیان کیا ہے۔ یعنی ’’بخش دے۔‘‘

قال مُوسَى: حدثنا عَبْدُ الوارِثِ بِنَحْوِهِ، وكَانَ عَبْدُ الوارِثِ يقولُ: خَرِبٌ وَزَعَمَ عَبْدُ الوارِثِ أَنَّهُ أَفَادَ حَمَّادًا هذا الحديثَ.

موسیٰ (بن اسمٰعیل) کہتے ہیں کہ عبدالوارث نے ہم سے اس کی مانند بیان کیا اور عبدالوارث [خَرِبٌ] ’’کھنڈر‘‘ بیان کرتے تھے (نہ کہ [حَرْث]) اور کہتے تھے کہ میں نے ہی حماد کو یہ حدیث بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے باوجود انصار کے محبوب ہونے کے، ان کے قطعۂ زمین پر جبراً یا بغیر اجازت کوئی تصرف نہیں فرمایا۔ اسی لیے معروف مسئلہ ہے کہ ’’غصب کردہ زمین میں نماز جائز نہیں۔‘‘ ② قبر پر یا قبرستان میں نماز جائز نہیں اسی لیے نبی ﷺ نے قبریں کھدوا ڈالیں۔

(المعجم ١٣) - باب اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- محلوں میں مساجد بنانے کا بیان

٤٥٥- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ عن زَائِدَةَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائشةَ قالت: أَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِبِنَاءِ المَسَاجِدِ في الدُّورِ، وَأَنْ تُنظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

۴۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں اور انہیں پاکیزہ، صاف ستھرا اور معطر رکھا جائے۔

٤٥٥ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما ذكر في تطييب المساجد، ح: ٥٩٤، وابن ما... ح: ٧٥٨ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٠٦.

٤٥٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حدثنا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابنَ حَسَّانٍ: حدثنا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى: حدثنا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عن أَبِيهِ سَمُرَةَ قال: إِنَّهُ كَتَبَ إِلَى بَنِيهِ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ رسول الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا بالمَسَاجِدِ أَنْ نَصْنَعَهَا في دُورِنَا، وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا.

۴۵۶- جناب سلیمان بن سمرہ اپنے والد حضرت سمرہ (بن جندب) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سمرہ نے اپنے بیٹوں کی طرف لکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعمیر مساجد کا حکم دیا کرتے تھے کہ محلے میں ان کی تعمیر کریں اور ان کی عمارت عمدہ بنائیں اور انہیں پاکیزہ رکھیں۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں لفظ [دُور] سے مراد "محلے" ہیں جو کہ "دار" کی جمع ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ (الاعراف:۱۴۵) "میں عنقریب تمہیں فاسقوں کے گھر (منازل) دکھاؤں گا۔" اور جس جگہ میں قبیلے کے کئی گھر آباد اور جمع ہوں اسے "دار" کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس حکم کے بعد [مَابَقِيَتْ دَارٌ إِلَّا بُنِيَ فِيهَا مَسْجِدٌ] "ہر ہر محلے میں مسجدیں بن گئیں۔" اور ظاہر ہے کہ مرکزی مسجد فاصلے پر ہو تو عام کام کاج والوں کے لیے اس میں پہنچنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا محلے کی قریبی مسجد میں پہنچ کر جماعت کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی لفظ [دُوْر] کے دوسرے معنی "ہر ہر گھر" بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر گھر میں نماز کے لیے جگہ خاص ہونی چاہیے اور اسے پاک صاف رکھا جائے تاکہ گھر کے افراد وہاں نماز پڑھ سکیں، مگر محدثین کے ہاں پہلے معنی ہی راجح ہیں۔ ② مساجد کا ادب یہ ہے کہ ان کی تعمیر غلو سے پاک، خوش منظر، وسیع اور روشن ہو اور اسے ظاہر اور باطن ہر لحاظ سے پاک صاف رکھا جائے۔ بخلاف دیگر مذاہب کے معابد کے کہ ان میں یہ اہتمام کم ہی ہوتا ہے، مثلاً ہندوؤں کے مندر وغیرہ۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي السُّرُجِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- مساجد میں روشنی کا اہتمام کرنا

٤٥٧- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا مِسْكِينٌ

۴۵۷- حضرت میمونہ (بنت سعد رضی اللہ عنہا) نبی ﷺ کی

٤٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٢، ح: ٧٠٢٦ من حديث يحيى بن حسان به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق * خُبَيب مجهول وجعفر بن سعد ضعيف، والحديث السابق يغني عنه.

٤٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الصلوة في مسجد بيت المقدس، ح: ١٤٠٧ من حديث زياد به، وصححه البوصيري * عثمان لم يصرح بالسماع من ميمونة رضي الله عنها.

عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن زِيَادِ بنِ أَبي سَوْدَةَ، عن مَيْمُونَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يارسولَ الله! أَفْتِنَا في بَيْتِ المَقْدِسِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «ائْتُوهُ فَصَلُّوا فيهِ» - وكَانَتِ الْبِلَادُ إِذْ ذَاكَ حَرْبًا - «فإِنْ لَمْ تَأْتُوهُ وَتُصَلُّوا فِيهِ، فَابْعَثُوا بِزَيْتٍ يُسْرَجُ في قَنَادِيلِهِ».

خادمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بیت المقدس کے متعلق ارشاد فرمائیے' آپ نے فرمایا: ''وہاں جاؤ، تو وہاں نماز پڑھو......'' اور اس زمانے میں یہ علاقہ دار الحرب تھا...... (فرمایا:) ''اگر وہاں نہ جا سکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو وہاں کے لیے تیل ہی بھیج دو کہ اس کے چراغوں میں ڈالا جائے۔''

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي حَصَى الْمَسْجِدِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-مسجد میں کنکریاں بچھانا

٤٥٨- حَدَّثنا سَهْلُ بنُ تَمَّامِ بنِ بَزِيعٍ: حدثنا عُمَرُ بنُ سُلَيْمٍ الْبَاهِلِيُّ عن أَبي الْوَلِيدِ قال: سَأَلْتُ ابنَ عُمَرَ عن الحَصَى الَّذِي في المَسْجِد، فقال: مُطِرْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَصْبَحَتِ الأَرْضُ مُبْتَلَّةً، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْحَصَى فِي ثَوْبِهِ [فَيَبْسُطُهُ] تَحْتَهُ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ قال: «ماأَحْسَنَ هَذَا!».

۴۵۸- جناب ابوالولید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسجد میں کنکریوں کے متعلق پوچھا (کہ بچھائی جائیں یا نہیں) تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات بارش ہوگئی اور زمین گیلی ہوگئی تو ہر آدمی اپنے کپڑے میں کنکریاں لے آتا اور اپنے نیچے بچھالیتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کس قدر اچھا کام ہے یہ۔''

٤٥٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ قالا: أخبرنا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ قال: كَانَ يُقَالُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَخْرَجَ الْحَصَى مِنَ المَسْجِدِ يُنَاشِدُهُ.

۴۵۹- جناب ابو صالح کا بیان ہے کہ کہا جاتا تھا جب کوئی آدمی مسجد سے کنکریاں باہر نکالتا ہے تو یہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں (کہ ہمیں مت نکالو)۔

٤٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٩٨ * نقل ابن التركماني عن ابن القطان (الفاسي) عن ابن الجارود مانصه: عمرو بن سليم لم يسمعه من أبي الوليد، فالسند معلل.

٤٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * الأعمش مدلس كما تقدم ح: ١٤ وعنعن هاهنا.

ملحوظہ: یہ ابوصالح تابعی کا قول (مقطوع) ہے نہ کہ مرفوع حدیث۔

٤٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاغَانِيَّ: حدثنا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ: حدثنا شَرِيكٌ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، - قال أَبُو بَدْرٍ: أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قال: «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ».

۴۶۰- جناب ابوصالح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' ابوبدر (سند کے ایک راوی) نے کہا' میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو آدمی کنکریوں کو مسجد سے نکالتا ہے تو وہ اسے اللہ کا واسطہ دیتی ہیں۔''

(المعجم ١٦) - باب كَنْسِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٦)

باب:۱۶- مسجد میں جھاڑو دینے کا بیان

٤٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْخَزَّازُ: حدثنا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الْمُطَّلِبِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ حَنْطَبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ ذنبا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا».

۴۶۱- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میری امت کے ثواب (اور نیکیاں) دکھائی گئیں' حتی کہ ایک تنکا بھی جو کوئی مسجد سے نکالتا ہے۔ (یہ بھی نیکیوں میں شامل تھا) اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے دیکھا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو اور وہ اسے بھلا دے۔''

٤٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٤٧٨ من حديث أبي داود به * شك أبوبدر في رفعه، فالسند معلل.

٤٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: لم أر ذنبًا أعظم من سورة أوتيها رجل ثم نسيها، ح: ٢٩١٦ عن عبدالوهاب الوراق البغدادي به وقال: "غريب" * ابن جريج، مدلس كما تقدم، ح: ١٩ ولم يسمع من المطلب شيئًا، والمطلب لم يسمع من أنس رضي الله عنه، ومع ذلك صححه ابن خزيمة ح: ١٢٩٧، وانظر النكت الظراف: ١/ ٤٠٧.

فوائد و مسائل: ① امام ترمذی نے اس روایت کو "غریب" مگر امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ علامہ خطابی ناقل ہیں کہ امام بخاری اور دیگر کہتے ہیں کہ مطلب بن عبداللہ کو کسی صحابی سے سماع حاصل نہیں ہے۔ نیز عبدالمجید بن عبدالعزیز پر بھی کلام ہے، بہرحال دوسری صحیح روایات سے مسجد کی صفائی ستھرائی کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ ایک صحابیہ نے مسجد کی صفائی کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث:٤٥٨) ② اسی طرح قرآن مجید یاد کر کے بھلا دینا بھی مجوری کی ذیل میں آسکتا ہے، اس لیے یہ بھی قابل گرفت ہوسکتا ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابُ اعْتِزَالِ النِّسَاءِ فِي الْمَسَاجِدِ عَنِ الرِّجَالِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- مسجد میں عورتوں کا مردوں سے علیحدہ رہنا

٤٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ».

قال نَافِعٌ: فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ. وقال غَيْرُ عَبْدِ الوَارِثِ: قال عُمَرُ وهو أَصَحُّ.

٤٦٢- سیدنا ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں....." (اور مرد اس سے داخل نہ ہوں تو بہت بہتر ہو)۔

نافع کہتے ہیں کہ (یہ ارشاد سننے کے بعد) ابن عمر ؓ مرتے دم تک کبھی اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔ عبدالوارث کے علاوہ دیگر راویوں نے اسے حضرت عمر ؓ کا قول بیان کیا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

فوائد و مسائل: ① ظاہر ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ مقام وماحول میں بھی عورتوں، مردوں کے اختلاط کی اجازت نہیں ہے تو دیگر مقامات اور مواقع پر اور زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ② صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طرح ہوسکتی ہے۔ عبدالوارث ثقہ ہیں اور ان کی زیادت قابل قبول ہے۔

٤٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: قال عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ، بِمَعْنَاهُ وَهُوَ أَصَحُّ.

٤٦٣- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا...... اور یہ (زیادت یعنی حضرت عمر کا قول ہونا) زیادہ صحیح ہے۔

٤٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢/ ٣٩٧ من حديث أبي داود به، ويأتي، ح: ٥٧١.

٤٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٤٦٢ * نافع لم يدرك عمر رضي الله عنه.

٤٦٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ يَعْنِي ابنَ سَعِيدٍ: حدثنا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ، عن بُكَيرٍ، عن نَافِعٍ قال: إِنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَنْهَى أَنْ يُدْخَلَ مِنْ بَابِ النِّسَاءِ.

۴۶۴- جناب نافع سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ عورتوں والے دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٨) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ عِنْدَ دُخُولِهِ الْمَسْجِدَ** (التحفة ١٨)

باب:۱۸- مسجد میں داخل ہونے کی دعا

٤٦٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدِ ابنِ سُوَيْدٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، أَوْ أَبَا أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيَّ يقول: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، فَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ».

۴۶۵- جناب عبدالملک بن سعید بن سوید' ابوحمید ؓ سے یا ابو اُسید انصاری ؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام پڑھے پھر کہے: [اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] ''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب باہر نکلے تو کہے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل وعنایت کا سوال کرتا ہوں۔''

٤٦٦- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ بِشْرِ بنِ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن عَبْدِ الله بنِ المُبَارَكِ، عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ قال: لَقِيتُ عُقْبَةَ بنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ

۴۶۶- جناب حیوہ بن شریح کہتے ہیں کہ میں عقبہ بن مسلم سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کی سند سے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب مسجد میں

٤٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٣/ ١٣١، ١٣٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٤٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ٧١٣ من حديث ربيعة الرأي به.

٤٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

لَهُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ حَدَّثْتَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ عن النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قال: «أَعُوذُ بِاللهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ». قال: أَقَطْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فَإِذَا قال ذَلِكَ، قال الشَّيْطَانُ: حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ».

داخل ہوتے تو کہا کرتے تھے: [أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ] ”میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو انتہائی عظمت والا ہے' میں اس کے انتہائی محترم چہرے کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے سلطان قدیم کی پناہ لیتا ہوں۔“ کہا بس اتنا ہی؟ میں نے کہا: ہاں...... کہا کہ انسان جب یہ کہہ لیتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ آج سارے دن کیلئے یہ مجھ سے محفوظ ہو گیا۔

(المعجم ١٩) - باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ (التحفة ١٩)

باب:١٩-مسجد میں داخل ہونے پر نماز کا بیان

٤٦٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا مَالِكٌ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرِو ابنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن أَبِي قَتَادَةَ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ سَجْدَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْلِسَ».

٤٦٧-حضرت ابو قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔“

٤٦٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الواحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عُتْبَةُ ابنُ عَبْدِ الله، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، عن أَبِي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، زَادَ: «ثُمَّ لِيَقْعُدْ بَعْدُ إِنْ شَاءَ، أَوْ لِيَذْهَبْ لِحَاجَتِهِ».

٤٦٨-جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر بنی زریق کے ایک آدمی سے' وہ حضرت ابو قتادہ ؓ سے' وہ نبی ﷺ سے اسی کے مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ”پھر اس کے بعد بیٹھا رہے یا چاہے تو اپنے کام کے لیے چلا جائے۔“

٤٦٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، ح: ٤٤٤، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين . . . الخ، ح: ٧١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٢ (والقعنبي، ص: ١١٠).

٤٦٨ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * رجل من بني زريق هو عمرو بن سليم.

فوائد ومسائل: تَحِيَّةُ الْمَسْجِد کے حکم میں علماء کا اختلاف رہا ہے۔ اصحاب ظواہر اور کچھ اصحاب الحدیث اس کے وجوب کے قائل ہیں جب کہ جمہور کے نزدیک یہ حکم استحباب ہے اور اوقات غیر مکروہہ سے خاص ہے۔ ہمارے مشائخ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ جیسے کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب واستدلال سے ظاہر ہے: بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْجُلُوْسِ فِيْهِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ بِغَيْرِ صَلوٰةٍ' حدیث: ٧٣٢) اس ضمن میں وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث لائے ہیں: [حَتّٰى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ] اور آخر حدیث میں ہے: [أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ فَمَضَيْتُ] (سنن نسائی' حدیث: ٧٣٢) اس حدیث میں بظاہر یہی ہے کہ انہوں نے تحیۃ المسجد کے نفل نہیں پڑھے تھے۔ دوسرے علماء [إِذَا] ''جب بھی مسجد میں داخل ہو'' کے عموم سے اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھنے کو مستحب اور بعض واجب قرار دیتے ہیں۔ بہرحال تحیۃ المسجد کا حکم بلاشبہ تاکیدی ہے' حتیٰ کہ آپ نے اثنائے خطبہ جمعہ میں بھی ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - باب فَضْلِ الْقُعُودِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت

٤٦٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعرَجِ عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ: «الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ في مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ أَوْ [يَقُمْ] اللَّهُمَّ! اغفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ».

٤٦٩- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا واستغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو جب تک کہ بے وضو نہ ہو یا وہاں سے اُٹھ نہ جائے۔ (ان کی دعا ہوتی ہے:) ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ)) ''اے اللہ! اس کی بخشش فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔''

٤٧٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ

٤٧٠- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک بندے کو نماز (مسجد میں)

٤٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الحدث في المسجد، ح: ٤٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٠ (والقعنبي، ص: ١٠٦).

٤٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوٰة وفضل المساجد، ح: ٦٥٩، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوٰة المكتوبة في جماعة وفضل انتظار الصلوٰة . . . الخ، ح: ٦٤٩/ ٢٧٥ بعد، ح: ٦٦١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٠ (والقعنبي، ص: ١٠٦).

أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَا يَزَالُ أَحَدُكُم فِي صَلَاةٍ ما كَانَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، لا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ».

روکے رکھے وہ (گویا) نماز میں ہوتا ہے (بشرطیکہ) اسے اپنے اہل میں لوٹنے سے روکنے والی صرف نماز ہی ہو۔"

فائدہ: یعنی مسجد میں رکنا صرف نماز اور ذکر اذکار کے لیے ہو نہ کہ کسی اور غرض سے۔

٤٧١- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَبِي رَافِعٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ ما كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، تقولُ الْمَلَائِكَةُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ، حَتَّى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ». فَقِيلَ: ما يُحْدِثُ؟ قال: «يَفْسُو أَوْ يَضْرِطُ».

۴۷۱-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اس وقت تک نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے مصلے پر بیٹھا (دوسری) نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ حتیٰ کہ وہ اُٹھ جائے یا بے وضو ہو جائے۔" کہا گیا: بے وضو کیسے ہو؟ کہا: "پھسکی مارے یا گوز (پاد) مارے۔"

فوائد ومسائل: ① نماز کے بعد بیٹھنے کی احادیث اور ان کی فضیلت کو عموم پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ انسان سنتوں کے بعد فرضوں کا انتظار کر رہا ہو یا فرضوں کے بعد سنتوں کے لیے بیٹھا ہو یا دوسری نماز کا انتظار کر رہا ہو یا ذکر اذکار میں مشغول ہو۔ ان شاء اللہ اس فضیلت سے محروم نہیں ہوگا۔ چاہیے کہ مسلمان لایعنی اور بے فائدہ مجالس ومشاغل کو چھوڑ کر مسجد کی مجلس اختیار کرے۔ ② [فُسَاء] بغیر آواز کے ہوا خارج ہونا ہے اور [ضُراط] کہتے ہیں آواز کے ساتھ ہوا کے خارج ہونے کو۔ اردو میں اسے پھسکی اور گوز یا پاد مارنا کہتے ہیں۔

٤٧٢- حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حدثنا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ الأَزْدِيُّ عن عُمَيْرِ بنِ هَانِئٍ الْعَنْسِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ أَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ».

۴۷۲-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جس نیت سے مسجد میں آیا ہو، اس کا وہی نصیبہ ہے۔"

٤٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة ... الخ، ح:٦٤٩ بعد، ح:٦٦١ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:٢/٤٤٧، ٣/٦٦ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية، انظر تنقيح الرواة:١/١٣١، ح:٧٣٠ * عثمان الأزدي ضعيف عند الجمهور وبعضهم مشاه في غير علي بن يزيد الألهاني، وقولهم مرجوح.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] (صحیح بخاری، حدیث:۱) کے ہم معنی ہے۔ یہ حدیث انتہائی اہم ہے کہ انسان کو خیال رکھنا چاہیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ وہ کس نیت سے اپنے اعمال سرانجام دے رہا ہے۔ جو نیت ہوگی اسی کے مطابق اجر ملے گا۔ چاہیے کہ ہمیشہ اللہ کی رضا پیش نظر رہے۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- مسجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی کراہت

٤٧٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حدثنا حَيْوَةُ يَعْني ابنَ شُرَيْحٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا الأَسْوَدِ يَعْني مُحمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ نَوْفَلٍ يقولُ: أخبرني أَبُو عَبْدِ الله مَوْلَى شَدَّادٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبا هُرَيْرَةَ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي المَسْجِدِ فَلْيَقُل: لَا أَدَّاهَا الله إِلَيْكَ، فإِنَّ المَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذا».

۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''جو کسی کو سنے کہ گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو اسے کہے: اللہ کرے تجھے یہ نہ ملے۔ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔''

فائدہ: مسجد سے باہر دروازے کے قریب اعلان کیا جا سکتا ہے۔ ''ضَالَّة'' گم شدہ جانور کو کہتے ہیں۔ گم شدہ چیز کو ''ضائع'' کہتے ہیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مساجد میں گم شدہ بچوں کا اعلان کرنے کی بابت اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اس کے جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ انسانی حرمت اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر اس مسئلہ میں بہر حال اعلان کرنے کے جواز کی گنجائش ہے۔ گو اکثر علماء اس کی اجازت نہیں دیتے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- مسجد میں تھوکنے کی کراہت

٤٧٤- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

۴۷۴- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٤٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد . . . الخ، ح: ٥٦٨ من حديث حيوة بن شريح به.

٤٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب كفارة البزاق في المسجد، ح: ٤١٥، ومسلم، المساجد، باب ◀◀

حدثنا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ وَأَبَانٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «التَّفْلُ فِي المَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُوارِيَهُ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے چھپادے۔''

٤٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوانَةَ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْبُزَاقَ في المَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وكَفَّارَتُها دَفْنُها».

۴۷۵- سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا خطا ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان مساجد سے متعلق ہے جن کا فرش کچا ہو۔ اگر پختہ فرش پر یہ تقصیر ہو تو ضروری ہے کہ اسے اچھی طرح سے پونچھ دیا جائے یا دھو دیا جائے۔

٤٧٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ يَعْنِي ابنَ زُرَيْعٍ، عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «النُّخَاعَةُ في المَسْجِدِ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۴۷۶- حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھنکار مسجد میں (ڈالنا گناہ ہے۔'') اور مذکورہ بالا حدیث کے مانند بیان کیا۔

٤٧٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا أَبُو مَوْدُودٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِيِّ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ دَخَلَ هَذَا المَسْجِدَ فَبَزَقَ فِيهِ أَوْ تَنَخَّمَ فَلْيَحْفِرْ وَلْيَدْفِنْهُ، فإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيَبْزُقْ في ثَوْبِهِ ثُمَّ لِيَخْرُجْ بِهِ».

۴۷۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اور اس میں تھوک دے یا بلغم گرائے تو چاہیے کہ جگہ کھود کر اسے دفن کر دے۔ اگر ایسے نہ کرے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر اسے باہر لے جائے۔''

◀◀ النهي عن البصاق في المسجد في الصلوة وغيرها . . . الخ، ح: ٥٥٢ من حديث شعبة به.

٤٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٥٢ من حديث أبي عوانة به.

٤٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له، وللحديث طرق أخرى عند أحمد: ٣/ ٢٧٧، وعبدالرزاق، ح: ١٦٩٧ وغيرهما.

٤٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٠ من حديث أبي مودود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣١٠.

٤٧٨- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي الأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن طَارِقِ بنِ عَبْدِ الله الْمُحَارِبِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ الرَّجُلُ إِلَى الصَّلَاةِ، أَوْ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلا يَبْزُقَنَّ أَمَامَهُ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ تِلْقاءِ يَسَارِهِ إِنْ كَانَ فَارِغًا، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، ثُمَّ لْيَقُلْ بِهِ».

۴۷۸- حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو...... یا فرمایا...... تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے آگے یا دائیں جانب ہرگز نہ تھوکے۔ لیکن بائیں جانب اگر خالی ہو تو تھوک سکتا ہے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے اور پھر اسے مسل ڈالے۔“

٤٧٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: حدثنا حَمَّادٌ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: بَيْنَمَا رسولُ الله ﷺ يَخْطُبُ يَوْمًا إِذْ رَأَى نُخَامَةً في قِبْلَةِ المَسْجِدِ، فَتَغَيَّظَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ حَكَّهَا قال: وَأَحْسِبُهُ قال: فَدَعَا بِزَعْفَرانٍ فَلَطَخَهُ بِهِ، وقال: «إِنَّ الله تَعَالَىٰ قِبَلَ وَجْهِ أَحَدِكُم إِذَا صَلَّى، فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ».

۴۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے قبلہ رخ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہوا ہے تو آپ لوگوں پر ناراض ہوئے۔ پھر اسے کھرچ ڈالا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ پھر آپ نے زعفران منگوایا اور اس پر لگایا اور فرمانے لگے: ”جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے‘ لہٰذا کوئی شخص اپنے سامنے نہ تھوکے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ الوارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ - وَمَالِكٌ وَعُبَيْدُ الله وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ - نَحْوَ حَمَّادٍ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرُوا الزَّعْفَرانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو اسمٰعیل اور عبدالوارث نے ایوب سے انہوں نے نافع سے اور مالک، عبیداللہ اور موسیٰ بن عقبہ (تینوں) نے نافع سے حماد کی مانند روایت کیا ہے مگر انہوں نے ”زعفران“ کا ذکر نہیں

٤٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في كراهية البزاق في المسجد، ح: ٥٧١، والنسائي، ح: ٧٢٧، وابن ماجه، ح: ١٠٢١ من حديث منصور به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوٰة، باب ما يجوز من البصاق والنفخ في الصلوٰة، ح: ١٢١٣ من حديث حماد به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . الخ، ح: ٥٤٧ من حديث أيوب السختياني به.

وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عن أَيُّوبَ وَأَثْبَتَ الزَّعْفَرانَ فيه. وَذَكَرَ يَحْيى بْنُ سُلَيْمٍ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ: الْخَلُوقَ.

کیا۔ لیکن اس کو معمر نے ایوب سے روایت کیا تو ''زعفران'' کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن سلیم نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے روایت کیا تو اس نے [خَلُوْق] یعنی ''خوشبو'' کا ذکر کیا۔

٤٨٠- حَدَّثَنا يَحْيى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ: حدثنا خَالِدٌ يَعْنِي ابنَ الْحَارِثِ عن مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحِبُّ الْعَرَاجِينَ وَلَا يَزَالُ في يَدِهِ مِنْهَا، فَدَخَلَ المَسْجِدَ فَرَأَى نُخَامَةً في قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ مُغْضَبًا فقال: «أَيَسُرُّ أَحَدَكُم أَنْ يُبْصَقَ في وَجْهِهِ، إِنَّ أَحَدَكُم إِذَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فإِنَّمَا يَسْتَقْبِلُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْمَلَكُ عن يَمِينِهِ، فَلَا يَتْفُلْ عن يَمِينِهِ وَلَا في قِبْلَتِهِ، وَلْيَبْصُقْ عن يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فإِنْ عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ فَلْيَقُلْ هكَذَا» - وَوَصَفَ لَنَا ابنُ عَجْلَانَ ذٰلِكَ - أَنْ يَتْفُلَ في ثَوْبِهِ ثُمَّ يَرُدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ. (1)

۴۸۰- جناب عیاض بن عبداللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو کھجور کے خوشے کی شاخ پسند تھی اور ہمیشہ کوئی نہ کوئی شاخ آپ کے دست مبارک میں رہتی تھی۔ (ایک بار) آپ مسجد میں داخل ہوئے اور قبلہ کی دیوار پر دیکھا کہ اس پر بلغم لگا ہے تو آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ غصے میں تھے۔ فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر تھوکا جائے؟ تم میں سے جب کوئی شخص قبلہ رخ ہوتا ہے تو اپنے رب عزوجل کی طرف رخ کرتا ہے اور فرشتہ اس کی دائیں جانب ہوتا ہے لہٰذا کوئی اپنے دائیں جانب یا قبلہ رخ نہ تھوکے۔ اگر تھوکنا ہی ہو تو اپنی بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔ اگر جلدی ہو تو ایسے کر لے۔'' پھر ابن عجلان نے کر کے دکھلایا کہ اپنے کپڑے میں تھوک لے اور اس کو آپس میں مسل دے۔

٤٨٥ - حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمَانُ بنُ

۴۸۵- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت نے کہا ہم حضرت جابر یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ہاں

٤٨٠- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٩، ٢٤ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٦٧، ٢٢٦٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٥٧، ووافقه الذهبي * ابن عجلان صرح بالسماع وللحديث طرق.

٤٨٥- تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ح: ٣٠٠٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به.

(1) حدیث (481) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ الدِّمَشْقِيَّانِ بِهذا الحديثِ - وهذا لَفْظُ يَحْيَى بنِ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيِّ - قالُوا: حدثنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْني ابنَ عَبْدِ الله، وَهُوَ في مَسْجِدِهِ فقال: أَتَانَا رسولُ الله ﷺ في مَسْجِدِنَا هَذَا، وفي يَدِهِ عُرجُونُ ابنِ طَابٍ، فَنَظَرَ فَرَأَى في قِبْلَةِ المَسْجِدِ نُخَامَةً، فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فَحَتَّهَا بِالْعُرْجُونِ ثُمَّ قال: «أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ الله عَنْهُ بوجهه»، ثُمَّ قال: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فإِنَّ الله قِبَلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عن يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عن يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ بِثَوْبِهِ هَكَذَا»، وَوَضَعَهُ عَلَى فِيهِ ثُمَّ دَلَكَهُ ثُمَّ قال: «أَرُونِي عَبِيرًا»، فَقَامَ فَتًى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ، فَجَاءَ بِخَلُوقٍ في رَاحَتِهِ، فَأَخَذَهُ رسولُ الله ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ.

قال جَابِرٌ: فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ في مَسَاجِدِكُم.①

آئے اور وہ اپنی مسجد میں تھے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ابن طاب کھجور کی شاخ تھی۔آپ نے دیکھا تو آپ کی نظر قبلے کی دیوار پر لگے بلغم پر پڑی۔ آپ اس کی طرف گئے اور شاخ سے اسے کھرچ ڈالا، پھر فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ اس سے منہ پھیر لے؟“ پھر فرمایا: ”تم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہوتا ہے، تو کوئی شخص اپنے قبلہ رخ یا دائیں طرف ہرگز نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔اگر جلدی ہو تو اپنے کپڑے میں ایسے ایسے کر لیا کرے۔“ آپ نے کپڑا اپنے منہ پر رکھا پھر اسے مسل دیا، پھر فرمایا: ”خوشبو لاؤ۔“ تو قبیلے کا ایک نوجوان اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا اور اپنی ہتھیلی میں خوشبو لے آیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے شاخ کے سرے پر لگا کر بلغم والی جگہ پر لگا دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بس یہیں سے تم لوگ اپنی مساجد میں خوشبو لگاتے ہو۔

فائدہ: تھوک، بلغم یا ناک کی آلائش نجس نہیں ہیں، کپڑے میں لگ جائیں تو کپڑا پاک رہتا ہے مگر نظافت کے بالکل خلاف ہے۔مسجد اور دیگر محترم مقامات اور اشیاء کا انتہائی ادب واعزاز رکھنا واجب ہے۔

٤٨١- حَدَّثَنا أَحمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۴۸۱-حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد سے روایت

٤٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٥٦ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٣٤.

① یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

حدثنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ الْجُذَامِيِّ، عن صَالحِ ابنِ خَيْوَانَ، عن أَبي سَهْلَةَ السَّائِبِ بنِ خَلَّادٍ - قال أَحْمَدُ: مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ - أنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ في الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ الله ﷺ يَنْظُرُ، فقال رسولُ الله ﷺ حِينَ فَرَغَ: «لَا يُصَلِّي لَكُمْ»، فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَولِ رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فقال: «نَعَمْ»، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قال: «إِنَّكَ آذَيْتَ الله وَرَسُولَهُ».

ہے'احمد (بن صالح' امام ابوداود کے استاد) کہتے ہیں کہ وہ (سائب) ایک صحابی ہیں۔ان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلے کی جانب تھوک دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: "(آئندہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔" اس کے بعد اس نے انہیں نماز پڑھانا چاہی تو انہوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ تو اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: "ہاں۔" اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: "تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔"

فائدہ: اس توبیخ پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ شریعت میں بیان کردہ آداب وحدود کی خلاف ورزی اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دینا ہے۔

٤٨٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبي الْعَلَاءِ، عن مُطَرِّفٍ، عن أَبيهِ قال: أَتَيْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى.

۴۸۲- جناب مطرف اپنے والد (حضرت عبداللہ بن شخیر ؓ) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکا۔

فائدہ: تھوک، بلغم اور ناک آنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور کچی زمین میں آدمی اپنے بائیں پاؤں سے مسل دے۔

٤٨٣ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبي الْعَلَاءِ، عن أَبيهِ بِمَعْنَاهُ، زَادَ: ثُمَّ دَلَكَهُ بِنَعْلِهِ.

۴۸۳- جناب ابوالعلاء نے اپنے والد سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور اضافہ کیا کہ پھر اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

٤٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث الآتي.

٤٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد . . . . الخ، ح: ٥٥٤ من حديث يزيدبن زريع به.

٤٨٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا الْفَرَجُ بنُ فَضَالَةَ عن أَبي سَعِيدٍ قال: رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بنَ الْأَسْقَعِ في مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قال: لِأَنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ.[1]

۴۸۴- جناب ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو دمشق کی مسجد میں دیکھا کہ انہوں نے چٹائی پر تھوکا اور پھر اسے پاؤں سے مسل دیا، تو انہیں کہا گیا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(المعجم ٢٣) - بَاب مَا جَاءَ فِي الْمُشْرِكِ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- کسی مشرک کا مسجد میں داخل ہونا

٤٨٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي نَمِرٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ في الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قال: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ ورسولُ الله ﷺ مُتَّكِيءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هَذَا الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيءُ، فقال لَهُ الرَّجُلُ: يَاابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، فقال لَهُ الرَّجُلُ: يَامُحَمَّدُ! إِنِّي سَائِلُكَ، وساقَ الحديثَ.

۴۸۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا' وہ اونٹ پر تھا، اس نے اونٹ کو مسجد (کے احاطے) میں بٹھایا، پھر اسے باندھا، پھر کہا: تم میں سے "محمد" کون ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے، ہم نے کہا کہ یہ جو گورا چٹا شخص ٹیک لگائے ہوئے ہے (یہی محمد ﷺ ہیں) تو اس آدمی نے آپ سے کہا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے اسے فرمایا: "جواب دے رہا ہوں۔" اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں......اور حدیث بیان کی۔

توضیح وفوائد: ① صحیح بخاری میں یہ روایت مفصل آئی ہے۔ اس نے کہا: میرے پوچھنے میں کچھ کرختگی ہو تو محسوس نہ فرمائیے گا۔ آپ نے فرمایا: "پوچھو کیا پوچھتے ہو؟" اس نے کہا: میں تمہیں تمہارے اور تم سے پہلوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں

٤٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٠ من حديث الفرج بن فضالة به، وهو ضعيف (تقريب) ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول.

٤٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ٦٣ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

[1] حدیث (485) صفحہ (393) پر گزر چکی ہے۔

بلاشبہ۔'' کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں دن اور رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں بلاشبہ۔'' کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں ہر سال اس مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں بلاشبہ۔'' کہنے لگا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے آپ یہ صدقات لیں اور ہمارے فقراء میں بانٹ دیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں بلاشبہ۔'' تو اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں ان باتوں پر جو آپ لے کر آئے ہیں اور میں اپنے پیچھے اپنی قوم کا نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث: ٦٣) ② اس حدیث سے اور دیگر درج ذیل احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم یہود، نصاریٰ، ہندو یا مجوسی وغیرہ کوئی بھی ہوں کسی بھی معقول ضرورت سے مسجدوں میں آ سکتے ہیں۔ البتہ قرآن مجید کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ (توبہ: ٢٨) ''مشرکین نجس ہیں، تو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔'' اس سے مراد ان کی معنوی نجاست ہے یعنی ان کا عقیدہ نجس ہے اور اس آیت میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ اب تک بیت اللہ پر کفار کا جو تسلط تھا اسے توڑ دیا گیا ہے، تو آئندہ کے لیے یہ لوگ اپنے کفریہ شعائر کے ساتھ یا ان کے اظہار کے لیے یہاں نہ آنے پائیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ بیت اللہ کی ظاہری و معنوی طہارت وحفاظت کا اہتمام کریں۔

٤٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حدثنا سَلَمَةُ: حدثني مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حدثني سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَمُحمدُ بْنُ الْوَلِيدِ بنِ نُوَيْفِعٍ عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: بَعَثَتْ بَنُو سَعْدِ بنِ بَكْرٍ ضِمَامَ بنَ ثَعْلَبَةَ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ، فَأَنَاخَ بَعِيرَهُ، عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ دَخلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قال: فقال: أَيُّكُمْ ابنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فقال رسولُ الله ﷺ: «أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ»، قال: يَاابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وساقَ الحديثَ.

٤٨٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا، تو وہ آپ کے پاس آیا۔ اس نے آ کر اپنا اونٹ دروازے کے پاس بٹھایا، پھر اسے باندھا اور مسجد کے اندر آ گیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس نے کہا: تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ابن عبدالمطلب ہوں۔'' اس نے کہا: اے ابن عبدالمطلب! اور حدیث بیان کی۔

٤٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٦٥٨ من حديث سلمة به، وصححه الحاكم: ٣/ ٥٤، ٥٥، ووافقه الذهبي.

٤٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: حدثنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: اليَهُودُ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ في الْمَسْجِدِ في أَصْحَابِهِ، فقالُوا: يَاأَبَا الْقَاسِمِ في رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا مِنْهُم.

۴۸۸-قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی نے' جب کہ ہم سعید بن مسیّب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ (کچھ) یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے جب کہ آپ مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، انہوں نے آ کر کہا: اے ابوالقاسم! اوران کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا تھا' اس کے بارے میں دریافت کیا۔

فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اصل واقعہ صحیحین میں موجود ہے۔ اور یہ حدیث کتاب الحدود میں بھی مفصل آئی ہے۔ (سنن أبي داود' حديث: ۴۴۵۰) اس سے معلوم ہوا کہ اہم ضرورت کے تحت یہودی مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-وہ مقامات جہاں نماز جائز نہیں

٤٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ، عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أَبي ذَرٍّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا».

۴۸۹- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میرے لیے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے اور جائے سجدہ بھی۔''

فوائد ومسائل: ① یہ امت محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ ہم بالعموم ہر جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، سوائے چند مخصوص مقامات کے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے جبکہ دیگر امتوں کے لیے پابندی تھی کہ اپنے مخصوص عبادت خانوں ہی میں نماز ادا کریں۔ ② پاک مٹی اور اس کی تمام اجناس سے تیمم جائز ہے۔

٤٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٤ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٣٣٣٠ * رجل من مزينة لم أعرفه، وأصل الحديث متفق عليه، انظر تفسير ابن كثير: ٢/ ٦٠.

٤٨٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٥ من حديث الأعمش به، مطولاً، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠، وله شواهد عند البخاري: ١/ ٤٣٦، ومسلم، ح: ٥٢١ وغيرهما.

٤٩٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ قال: حدَّثني ابن لَهِيعَةَ وَيَحْيَى بنُ أَزْهَرَ عن عَمَّارِ بنِ سَعْدٍ المُرَادِيِّ، عن أَبي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ: أَنَّ عَلِيًّا مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ المُؤَذِّنُ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ المُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قال: إِنَّ حِبِّي عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي المَقْبُرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ.

۴۹۰- جناب ابوصالح غفاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بابل سے گزر کر جا رہے تھے تو مؤذن ان کے پاس آیا اور انہیں نماز عصر کی اطلاع دی مگر جب وہ اس سے باہر نکل گئے تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا اور اس نے نماز کی اقامت کہی' جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے: میرے حبیب علیہ السلام نے مجھے قبرستان اور سرزمین بابل میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ملعون ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی بھی عالم نے ارض بابل میں نماز کو حرام کہا ہو جبکہ صحیح حدیث میں ہے: ''تمام روئے زمین میرے لیے مسجد اور مطہر بنا دی گئی ہے۔'' البتہ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول تعلیقاً (بغیر سند کے) نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارضِ بابل میں نماز پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔ (صحیح بخاری' الصلاۃ' باب:۵۳' باب الصلاۃ فی مواضع الخسف و العذاب) اس باب میں یہ مرفوع حدیث امام بخاری نے نقل کی ہے۔ ''تم ان عذاب یافتہ لوگوں پر داخل نہ ہوؤ الا یہ کہ روتے ہوئے' اگر تم رونے والے نہ ہو تو پھر ان پر داخل نہ ہو......'' اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اس قسم کی جگہوں پر نماز پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

٤٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَزْهَرَ وَابْنُ لَهِيعَةَ عن الْحَجَّاجِ بنِ شَدَّادٍ، عن أَبي صالِحٍ الغفاريِّ، عن عَلِيٍّ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ ابنِ دَاوُدَ قال: فَلَمَّا خَرَجَ مكانَ فَلَمَّا بَرَزَ.

۴۹۱- ابوصالح غفاری حضرت علی کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان بن داود کی حدیث کے ہم معنی مروی ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) مگر اس میں [فَلَمَّا بَرَزَ] کی بجائے [فَلَمَّا خَرَجَ] کے لفظ بیان کیے ہیں۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں۔)

٤٩٠_ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥١ من حديث أبي داود به * رواية أبي صالح الغفاري عن علي مرسلة كما قال ابن يونس المصري، راجع التهذيب لمزيد التحقيق.

٤٩١_ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٥١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٤٩٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن أبيهِ، عن أَبي سَعِيد قال: قال رسولُ الله ﷺ؛ وقال مُوسَى في حدِيثِهِ - فيما يَحْسَبُ عَمْرٌو - إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الأَرضُ كلُّها مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ».

۴۹۲- حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور موسیٰ (بن اسمٰعیل) نے اپنی روایت میں کہا...... عمرو (بن یحییٰ) کا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمین ساری کی ساری مسجد ہے سوائے حمام اور مقبرہ کے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ سندوں میں سے روایت مسدد ''یقینی طور'' پر مرفوع ہے مگر عمرو بن یحییٰ کی روایت میں ''گمان'' ہے یقین نہیں۔ محدثین کرام فرامین رسول کے نقل کرنے میں بہت ہی حساس اور محتاط واقع ہوئے تھے رحمہم اللہ۔ ② قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں کہ وہ مقامات جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی تیرہ ہیں: ○ کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ○ ذبح خانہ ○ مقبرہ ○ راستے کے درمیان ○ حمام ○ اونٹوں کا باڑا ○ بیت اللہ کی چھت ○ قبرستان کے رخ پر ○ بیت الخلاء کی دیوار کی طرف، جب کہ اس پر نجاست لگی ہو ○ یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے ○ بتوں اور تصویروں کی طرف رخ کرکے ○ مقام عذاب' اور عراقی نے مزید اضافہ کیا کہ ○ غصب شدہ زمین پر ○ مسجد ضرار ○ اور وہ جگہ جہاں تنور سامنے ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الأوطار: باب المواضع المنهي عنها والمأذون فيها للصلوٰة: ۲/۵۵)

(المعجم ٢٥) - باب النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت

٤٩٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا أبو مُعَاوِيَةَ: حدثنا الأَعْمَشُ عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله الرَّازِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: سُئِلَ رسولُ الله ﷺ عن الصَّلَاةِ

۴۹۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ان میں نماز نہ پڑھا کرو' بلاشبہ یہ شیاطین میں سے ہیں۔'' اور بکریوں کے باڑوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''ان میں نماز

٤٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب المواضع التى تكره فيها الصلوٰة، ح: ٧٤٥ من حديث عمرو بن يحيى به، وعلقه الترمذي، ح: ٣١٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٩١، وابن حبان، ح: ٣٣٨، ٣٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥١، ووافقه الذهبي.

٤٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٤ أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٤٩ من حديث أبي داود به.

في مَبَارِكِ الإِبِلِ، فقال: «لا تُصَلُّوا في مَبَارِكِ الإِبِلِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِينِ»، وَسُئِلَ عن الصَّلاةِ في مَرَابِضِ الْغَنَمِ، فقال: «صَلُّوا فيها فإِنَّهَا بَرَكَةٌ».

پڑھ لیا کرو بلاشبہ یہ بابرکت ہوتی ہیں۔"

فائدہ: یہ حکم اونٹوں کے باڑے سے متعلق ہے جہاں انہیں رات کو باندھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جگہ میں جہاں ایک دو اونٹ ہوں وہاں جائز ہے بلکہ اسے سترہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- بچے کو کس عمر میں نماز کا حکم دیا جائے؟

٤٩٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى يَعْنِي ابنَ الطَّبَّاعِ: حدثنا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ الرَّبِيعِ بنِ سَبْرَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ، وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا».

۴۹۴- عبدالملک بن ربیع بن سبرہ عن ابیہ عن جدہ (حضرت سبرہ بن معبد جہنی ؓ) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے (اور نہ پڑھے) تو اسے مارو۔"

فوائد ومسائل: ① اس حکم کا تعلق بچے اور بچی دونوں سے ہے اور مقصد یہ ہے کہ شعور کی عمر کو پہنچتے ہی شریعت کے اوامر ونواہی اور دیگر آداب کی تلقین و مشق کا عمل شروع ہو جانا چاہیے تاکہ بلوغت کو پہنچتے پہنچتے اس کے خوب عادی ہو جائیں۔ ② اسلام میں جسمانی سزا کا تصور موجود ہے مگر بے تکا نہیں ہے۔ پہلے تین سال تک تو ایک طرح سے والدین کا امتحان ہے کہ زبانی تلقین سے کام لیں اور خود عملی نمونہ پیش کریں۔ اس کے بعد سزا بھی دیں مگر ایسی جو زخمی نہ کرے اور چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ کیونکہ چہرے پر مارنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (سنن أبی داود' حدیث: ۴۴۹۳)

٤٩٥- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ يَعْنِي

۴۹۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب)

٤٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء متى يؤمر الصبي بالصلوة، ح: ٤٠٧ من حديث عبدالملك بن الربيع به، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٠٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٠١، ووافقه الذهبي.

٤٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠، ١٨٢ من حديث سوار أبي حمزة به، وسنده حسن، والحديث السابق شاهد له.

الْيَشْكُرِيَّ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن سَوَّارٍ أَبِي حَمْزَةَ- قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو حَمْزَةَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ - عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مُرُوا أَوْلَادَكُم بالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ في الْمَضَاجِعِ».

سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔''

فوائد ومسائل: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں۔ چاہے وہ حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا بھائی بہن ملے جلے۔ اس حکم شریعت کی حکمت...... واللہ اعلم...... یہ ہو سکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کو ایسی مجلس ومحفل سے دور کر دیا جائے' جس سے ان کے خیالات اور عادات واطوار کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثرات سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نیز اس حدیث سے نماز کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ نماز کے سوا دوسرا کوئی شرعی عمل ایسا نہیں ہے کہ جس کے بارے میں یہ حکم ہو کہ سات سال کی عمر کے چھوٹے بچوں کو اس کے کرنے کی تلقین وتاکید کی جائے اور دس سال کی عمر کو پہنچ کر نہ کرنے کی صورت میں مارا پیٹا جائے۔ نماز نہ پڑھنے والے شخص کے بارے میں متقدمین اسلاف اہل علم کے اقوال درج ذیل ہیں: امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ [يُقْتَلُ تَارِكُ الصَّلَاةِ] یعنی تارکِ صلاۃ کو قتل کر دیا جائے۔ مکحول' حماد بن یزید اور وکیع بن جراح کہتے ہیں: ''اس سے توبہ کرائی جائے' اگر وہ توبہ کر لے تو درست ورنہ قتل کر دیا جائے۔'' امام زہری کہتے ہیں: ''وہ فاسق ہے' اس کو سخت سزا دے کر جیل میں ڈال دیا جائے۔'' ابراہیم نخعی' ایوب سختیانی' عبداللہ بن مبارک' امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور علماء کی ایک جماعت کا قول یہ ہے: ''جو شخص شرعی عذر کے بغیر نماز نہیں پڑھتا' حتیٰ کہ نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہے۔'' (عون المعبود: ۱۱۵/۲' طبع جدید)

٤٩٦- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا وَكِيعٌ: حدثني دَاوُدُ بنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ: «وَإِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُم

۴۹۶- داود بن سوار مزنی نے مذکورہ سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ کیا: ''اور جب تم میں سے کوئی اپنی کسی لونڈی کی اپنے غلام سے یا نوکر سے

٤٩٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠ عن وكيع به.

خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ، فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ».

شادی کر دے تو (اب) اس کی ناف سے گھٹنوں کے مابین کی طرف نہ دیکھے۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهِمَ وَكِيعٌ في اسْمِهِ، وَرَوَى عَنْهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ هذا الحديثَ فقال: حدثنا أَبُو حَمْزَةَ سَوَّارٌ الصَّيْرَفِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں وکیع کو شیخ کے نام میں وہم ہوا ہے (درحقیقت سوّار بن داود ہے) ابوداود طیالسی نے یہ حدیث روایت کی ہے تو اس کا نام ابوحمزہ سوّار صیرفی ذکر کیا ہے۔

فائدہ: بچوں کو بستروں میں اختلاط سے بچانے کا اہتمام کرنے کے علاوہ بڑوں کو بھی صنفی معاملات میں انتہائی محتاط رویہ اپنانا چاہیے۔لونڈی بلاشبہ اپنی زرخرید اور ملکیت ہے مگر جب اس کی عصمت عقد شرعی سے دوسرے کے حوالے کردی تو اب مالک کو بھی اس کی طرف ایسی نظر اٹھانی منع ہے۔

٤٩٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أَخبرني هِشَامُ بنُ سَعْدٍ: حدثني مُعَاذُ بنُ عَبْدِ الله ابنِ خُبَيْبٍ الجُهَنِيُّ قَال: دَخَلْنَا عَلَيْهِ فقال لِامْرَأَتِهِ: مَتَى يُصَلِّي الصَّبِيُّ؟ فقالت: كَانَ رَجُلٌ مِنَّا يَذْكُرُ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عن ذَلِكَ، فقال: «إِذَا عَرَفَ يَمِينَهُ مِنْ شِمَالِهِ فَمُرُوهُ بالصَّلَاةِ».

۴۹۷- معاذ بن عبداللہ بن خبیب جہنی سے مروی ہے (ہشام بن سعد نے کہا کہ) ہم معاذ بن عبداللہ کے ہاں گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ بچہ کب نماز پڑھے؟ تو اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک صاحب تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "جب وہ دائیں بائیں کا فرق سمجھنے لگے تو اسے نماز کا حکم دو۔"

فائدہ: سات سال کی عمر میں بچے کے شعور میں مناسب پختگی آ جاتی ہے۔نماز کے معاملے میں اس پر اس سے پہلے ہی محنت شروع کر دینی چاہیے۔

(المعجم ٢٧) - باب بَدْءِ الْأَذَانِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- اذان کی ابتدا

فائدہ: "اذان" بمعنی اطلاع واعلان۔یعنی مخصوص کلمات کے ساتھ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا۔بلند

٤٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وسنده ضعيف ❊ امرأة مجهولة، والرجل لم أعرفه، وللحديث طريق شاذ عند الطبراني في الصغير: ١/ ٩٩.

آواز سے اذان کہنا اسلام کے خاص شعائر (علامات) میں سے ہے۔فقہاء نے اسے واجب کہا ہے اور بعض مستحب ہونے کے قائل ہیں۔اس کے الفاظ میں اللہ عزوجل کی توحید وکبریائی' رسول کی رسالت کے اظہار واعلان کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی اجتماعی بندگی کی دعوت ہوتی ہے اور یہ کہ دنیا وآخرت کی فلاح کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔اذان کے الفاظ' معانی اور آہنگ مسلمانوں کو دنیا کی تمام ملتوں سے ہر اعتبار سے ممتاز کرتے ہیں۔

٤٩٨- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ - وحديثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ - قالا: حدثنا هُشَيْمٌ عن أَبي بِشْرٍ قال: قال زِيَادٌ: أَنْبَأَنَا أَبُو بِشْرٍ عن أَبي عُمَيْرِ بنِ أَنَسٍ، عن عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الأَنْصارِ قال: اهْتَمَّ النَّبِيُّ ﷺ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَها، فَقِيلَ لَهُ: انْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ، فإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ. قال: فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ - يَعْني الشَّبُّورَ - وقال زِيَادٌ: شَبُّورُ الْيَهُودِ، فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ وقال: «هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ». قال: فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوسُ، فقال: «هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصارَى». فَانْصَرَفَ عَبْدُ الله ابنُ زَيْدِ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ وهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رسولِ الله ﷺ، فأُرِيَ الأَذَانَ في مَنامِهِ. قال: فَغَدَا عَلَى رسولِ الله ﷺ فَأَخْبَرَهُ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي لَبَيْنَ نَائِمٍ وَيَقْظانَ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَأَرَانِي الأَذَانَ. قال: وكَانَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ قَدْ رَآهُ قَبْلَ ذَلِكَ، فَكَتَمَهُ

۴۹۸- جناب ابوعمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ فکر مند ہوئے کہ کس طرح لوگوں کو نماز کے لیے (بروقت) جمع کیا جائے' تو آپ سے کہا گیا کہ نماز کے وقت جھنڈا بلند کر دیا کریں۔لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو خبر کر دیا کریں گے مگر آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر نرسنگھے کا ذکر کیا گیا جیسے کہ یہود کا ہوتا ہے۔یہ رائے بھی آپ کو پسند نہ آئی اور فرمایا: ''یہ یہودیوں کا عمل ہے۔'' پھر آپ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ نصاریٰ کا عمل ہے۔'' چنانچہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ مجلس سے لوٹے تو وہ اسی فکر میں غلطاں تھے جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے،تو انہیں خواب میں اذان بتائی گئی۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو خبر دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں سونے جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور مجھے اذان بتا گیا۔(راوی نے کہا کہ) حضرت عمر ابن خطاب ؓ بھی ان سے پہلے یہ اذان خواب میں دیکھ چکے تھے مگر بیس دن تک خاموش رہے۔پھر انہوں نے نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''ہمیں خبر دینے

٤٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به، وذكره الحافظ في فتح الباري: ٢/ ٨١، وصححه إلى أبي عمير بن أنس.

عِشْرِينَ يَوْمًا. قال: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فقال لهُ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِي؟» فقال: سَبَقَنِي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ، فقال رسولُ الله ﷺ: «يَابِلَالُ! قُمْ فَانْظُرْ ما يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ فَافْعَلْهُ». قال: فأَذَّنَ بِلَالٌ. قال أَبُو بِشْرٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو عُمَيْرٍ؛ أَنَّ الأَنْصَارَ تَزْعُمُ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ لَوْلَا أَنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَرِيضًا لَجَعَلَهُ رسولُ الله ﷺ مُؤَذِّنًا.

سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟'' تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن زید مجھ سے سبقت لے گئے تھے' اس لیے مجھے حیا آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! کھڑے ہوجاؤ، دیکھو جو عبداللہ بن زید تمہیں بتائے وہ کرو۔'' چنانچہ بلال نے اذان دی۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ ابوعمیر نے مجھے بتایا کہ انصاریوں کا خیال تھا کہ عبداللہ بن زید اگر ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول ﷺ انہی کو مؤذن مقرر کرتے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: كَيْفَ الْأَذَانُ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸-اذان کیسے دی جائے؟

٤٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حدثنا يَعْقُوبُ: حدثنا أَبِي [عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ إبراهِيمَ بنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدِ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ: حدثني أَبِي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ قال: لَمَّا أَمَرَ رسولُ الله ﷺ بِالنَّاقُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ، طَافَ بِي، وَأَنَا نَائِمٌ، رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا في يَدِهِ، فَقُلْتُ: يَاعَبْدَ الله! أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ قال: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ فَقُلْتُ: نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ،

۴۹۹- جناب محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا حکم دیا تا کہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزر رہا ہے' ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچے گا؟ اس نے کہا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ وہ کہنے لگا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو اس سے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: تم یوں کہا کرو: [اَللّٰهُ

٤٩٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب بدء الأذان، ح: ٧٠٦ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ١٨٩، وابن خزيمة، ح: ٣٧١، وابن حبان، ح: ٢٨٧ وغيرهم.

قال: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: بَلَى، قال: فقال: تقولُ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰه إِلَّا الله. أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ. لا إِلٰهَ إِلَّا الله. قال: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ عَنِّي غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ قال: ثُمَّ تَقولُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ. أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلَّا الله. فَلمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رسولَ الله ﷺ فأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ، فقال: «إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ الله، فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ فإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ»، فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ. قال: فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بنُ الْخطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ وَهُوَ في بَيْتِهِ، فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ يقولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ يَارسولَ الله! لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «فلِلّٰه

أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔آؤ نماز کی طرف۔آؤ نماز کی طرف۔آؤ کامیابی کی طرف۔آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔'' پھر وہ مجھ سے کچھ پیچھے ہٹ گیا اور کہا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو یوں کہو:[اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة- حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة ـ (نماز کھڑی ہوگئی ہے۔نماز کھڑی ہوگئی ہے۔) اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ـ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتلایا۔تو آپ نے فرمایا:''یہ ان شاءاللہ سچا خواب ہے۔تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اسے وہ کلمات بتاتے جاؤ جو تم نے دیکھے ہیں۔وہ اذان کہے گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز والا ہے۔''

الْحَمْدُ».

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انہیں وہ الفاظ بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تھے' انہوں نے اسے سنا تو (جلدی سے) چادر گھسیٹتے ہوئے آئے، کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے' اے اللہ کے رسول! میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جیسے کہ اسے دکھایا گیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ، وقال فيه ابنُ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ: الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ. وقال مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ فيه: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ لَمْ يُثَنِّيَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی سعید بن مسیّب سے اور ان کی عبداللہ بن زید سے روایت ایسے ہی ہے۔ اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یہی الفاظ نقل کیے ہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ' اللّٰهُ اَكْبَرُ' اللّٰهُ اَكْبَرُ] جبکہ معمر اور یونس زہری سے (صرف) [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ] روایت کیا ہے۔ انہوں نے دہرا کر ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① سچے خوابوں کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں اور بالعموم انسان کے اعمال وافکار اور خوابوں میں مطابقت ہوا کرتی ہے اور یہ خواب حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فطری سعادت کی دلیل ہے۔ ② چاہیے کہ مؤذن بلند وشیریں آواز اور عمدہ لہجے والا ہو۔ ③ بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کی جگہیں مختلف ہوں۔ ④ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان میں اذان دُہری اور اقامت اکہری ذکر ہوئی ہے۔

٥٠٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا الحَارِث ابنُ عُبَيْدٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَارسولَ الله! عَلِّمْنِي سُنَّةَ الأَذَانِ. قال: فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِي. قال: «تقولُ: الله

٥٠٠- جناب محمد بن عبدالملک بن ابی محذورہ اپنے والد (عبدالملک) سے وہ ان کے (یعنی محمد کے) دادا (حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں' (ابو محذورہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیجیے۔ چنانچہ آپ نے میرے سر کے

٥٠٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ١٧٤ من حديث مسدد به، وسنده ضعيف، وانظر، ح: ٥٠٢ فهو شاهد له.

أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تقولُ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله! أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله. تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ، ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. فَإِنْ كَانَ صَلَاةَ الصُّبْحِ قُلْتَ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلَهَ إِلَّا الله».

اگلے حصے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''یوں کہا کرو: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ۔ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر] اس میں تمہاری آواز خوب بلند ہونی چاہیے' پھر کہو: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه] ان کلمات میں تمہاری آواز قدرے پست ہو۔ پھر اونچی آواز سے کلمات شہادت (دوبارہ) کہو: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] اگر فجر کی نماز ہو تو کہو: [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم - اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم] ''نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے'' [اَللّٰهُ اَكْبَرُ - اَللّٰهُ اَكْبَر- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه]۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دوسرے مؤذن ہیں' جن کی درخواست پر آپ نے انہیں اذان سکھائی۔ اور یہ واقعہ غزوۂ حنین سے واپسی کا ہے۔ ② اس اذان میں کلمات شہادت کو دہرا کر کہا جاتا ہے تو اسے ترجیع والی اذان کہتے ہیں۔ ③ ترجیع والی اذان مسنون ہے اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو مکہ میں مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے بعد ان کی اولاد بھی اس منصب پر فائز رہی اور وہ اسی طرح اذان کہتے رہے۔ کچھ لوگوں کا یہ شبہ بے معنی اور بے دلیل ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے نومسلم ہونے کی بنا پر شہادت کے کلمات پر اپنی آواز پست رکھی تھی' تو آپ نے بلند آواز سے دوبارہ دوہرانے کا حکم دیا تھا۔ ④ فجر کی اذان میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْم] کہنا مسنون اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ ⑤ حضرت بلال اور حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہما دونوں کی اذانوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان سے پہلے کوئی کلمات نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم] یا [بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم] بھی نہیں۔ اسی طرح آخر میں [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کے بعد [مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه] بھی نہیں ہے جیسا کہ بعض سادہ لوح مؤذن کرتے ہیں۔ مبتدعین اور روافض نے کلمات اذان میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

٥٠١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَخْبرني عُثْمانُ بنُ السَّائِبِ: أخبرني أَبي وَأُمُّ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن أَبي مَحْذُورَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْخَبرِ وَفِيهِ: «الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ في الأُولَى مِنَ الصُّبْحِ».

٥٠١- جناب عثمان بن سائب اپنے والد (سائب) سے' وہ اور ام عبدالملک بن ابی محذورہ (یعنی زوجۂ ابو محذورہ) دونوں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے' وہ نبی ﷺ سے اس خبر کی مانند روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ' اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] پہلی یعنی صبح کی اذان میں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وحديثُ مُسَدَّدٍ أَبْيَنُ، قال فيه: وَعَلَّمَني الإِقَامَةَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے مجھے اقامت سکھائی اس کے کلمات دو دو بار تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ- أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه- أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه-حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - اَللّٰهُ أَكْبَر- اَللّٰهُ أَكْبَر- لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه.]

قال أَبُو دَاوُدَ: وقال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَإِذَا أَقَمْتَ فَقُلْهَا مَرَّتَيْنِ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، أَسَمِعْتَ؟ - قال -: فَكَانَ أَبو مَحْذُورَةَ لَا يَجُزُّ نَاصِيَتَهُ ولا يَفْرِقُهَا، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَيْهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالرزاق نے کہا: جب تو نماز کی اقامت کہے تو [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] دو بار کہہ۔ (رسول اللہ ﷺ نے جناب ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:) ''کیا تم نے سن لیا؟'' (یعنی اذان و اقامت کو سمجھ لیا ہے؟) (سائب نے) کہا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اپنے ماتھے کے بال کاٹا کرتے تھے نہ مانگ نکالا کرتے تھے، اسی سبب سے کہ

٥٠١- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، ح: ٦٣٤ من حديث ابن جريج به، وصححه ابن خزيمة: ١/ ٢٠١، وهو في مصنف عبدالرزاق(ح: ١٧٧٩) بطوله.

نبی ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی ترجیع والی اذان ہو تو تکبیر دہری ہوگی جیسے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہے۔ اذان حضرت بلال والی یعنی بغیر ترجیع کے ہو تو تکبیر اکہری' جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ ② زیر نظر حدیث میں صحیح ترین روایات میں [اللہ أکبر] کے کلمات چار بار ہیں۔ ③ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حضرت ابومحذورہ کا یہ عمل کہ وہ اپنے ماتھے کے بال نہ کاٹتے تھے یا ان میں مانگ نہ نکالتے تھے' صحیح اور ثابت نہیں ہے۔

۵۰۲- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَفَّانُ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَحَجَّاجٌ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قالوا: حدثنا هَمَّامٌ: حدثنا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ: حدثني مَكْحُولٌ؛ أَنَّ ابنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ علَّمه الأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، وَالإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، الأَذَانُ: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلَٰهَ إِلَّا الله». وَالإِقَامَةُ: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ،

۵۰۲- جناب ابن محیریز سے روایت ہے کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔ اذان کے کلمات یہ تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] اور اقامت کے کلمات یہ تھے: [اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَرُ - اَللّٰهُ أَكْبَر - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الصَّلَاة - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - حَيَّ عَلَى الْفَلَاح - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة - اَللّٰهُ أَكْبَر - اَللّٰهُ أَكْبَر - لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه]

۵۰۲- تخریج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صفة الأذان، ح: ۳۷۹ من حديث عامر الأحول به.

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله» كَذَا فِي كِتَابِهِ فِي حديثِ أَبِي مَحْذُورَةَ.

(ہمام بن یحییٰ کی) کتاب میں ایسے ہی ہے۔

فائدہ: روایت کا آخری جملہ اس وضاحت کیلئے ہے کہ ہمام بن یحییٰ کے حفظ کے بارے میں قدرے اختلاف ہے مگر یہ حدیث ان کی کتاب "جزء حدیث ابی محذورہ" میں بھی ایسے ہی ہے لہٰذا معتمد ہے اور یوں کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔

٥٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني ابنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بنِ أَبِي مَحْذُورَةَ - يَعْنِي عَبْدَ الْعَزِيزِ- عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ، عن أَبِي مَحْذُورَةَ قال: أَلْقَى عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ التَّأْذِينَ هُوَ بِنَفْسِهِ فقال: «قُلْ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰه إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله» مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. - قال -: «ثُمَّ ارْجِع فَمُدَّ مِنْ صَوْتِكَ أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ لا إِلٰهَ إِلَّا الله».

٥٠٣- جناب ابن محیریز حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی آپ نے فرمایا کہ کہو: [اَللّٰهُ أَكْبَرَ ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرَ ۔ اَللّٰه اكبَر ۔ اَللّٰهُ أَكْبَر ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه] دو دو بار...... آپ نے فرمایا: "انہیں دوبارہ کہو اور اونچی آواز سے کہو" [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ۔ اَللّٰه أَكْبَر ۔ اَللّٰه أَكْبَر ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه]

٥٠٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب: كيف الأذان، ح: ٦٣٣ من حديث ابن جريج به، وابن ماجه، ح: ٧٠٨ عن محمد بن بشار وغيره، والحديث السابق شاهد له.

٥٠٤- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ ابنُ إسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أبي مَحْذُورَةَ قال: سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدَ المَلِكِ ابنَ أبي مَحْذُورَةَ يَذْكُرُ أنَّهُ سَمِعَ أبا مَحْذُورَةَ يقولُ: ألْقَى عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ الأذَانَ حَرْفًا حَرْفًا: «الله أكْبَرُ الله أكْبَرُ الله أكْبَرُ الله أكْبَرُ، أشْهَدُ أنْ لا إلَهَ إلَّا الله، أشْهَدُ أنْ لا إلَهَ إلَّا الله، أشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أشْهَدُ أنْ لا إلَهَ إلَّا الله، أشْهَدُ أنْ لا إلَهَ إلَّا الله، أشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ»، قال: وكَانَ يقولُ في الْفَجْرِ: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.

۵۰۴- حضرت ابومحذورہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان کا ایک ایک حرف سکھایا: [اَللّٰهُ اَكْبَر ـ اَللّٰهُ اَكْبَر ـ اَللّٰهُ اَكْبَر ـ اَللّٰهُ اَكْبَر ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ـ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] بیان کیا کہ اور وہ فجر کی اذان میں [اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوم] کہا کرتے تھے۔

٥٠٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإسْكَنْدَرَانِيُّ: حدثنا زِيَادٌ يَعْنِي ابنَ يُونُسَ، عن نَافِعِ بنِ عُمَرَ يَعْنِي الْجُمَحِيَّ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أبي مَحْذُورَةَ، أخْبَرَهُ، عن عَبْدِ الله بنِ مُحَيْرِيزٍ الْجُمَحِيِّ، عن أبي مَحْذُورَةَ: أنَّ رسولَ الله ﷺ عَلَّمَهُ الْأذَانَ. يقولُ: «الله أكْبَرُ الله أكْبَرُ، أشْهَدُ

۵۰۵- جناب عبداللہ بن محیریز جمحی حضرت ابومحذورہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان سکھائی کہ یوں کہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَر ـ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ـ أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه......] پھر ابن جریج عن عبدالعزیز بن عبدالملک کی حدیث میں مروی اذان کی مانند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

٥٠٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٥٠٥ـ تخريج: [ضعيف] هذا مختصر، ورواه إبراهيم بن عبدالعزيز، الترمذي، ح: ١٩١، ومحمد بن عبدالملك ابن أبي محذورة (تقدم، ح: ٥٠٠) وغيرهما عن عبدالملك به مطولاً بتربيع التكبير، وهو الصواب، وقال الترمذي: "حديث صحيح"، وهذا الحديث شاذ.

أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله»
ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ أَذَانِ حديثِ ابنِ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ عَبْدِ المَلِكِ وَمَعْنَاهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وفي حديثِ مَالِكِ بنِ دِينَارٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ أَبي مَحْذُورَةَ قُلْتُ: حَدِّثْني عن أَذَانِ أَبيكَ عن رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ فقال: «اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ» قَطْ. وكَذَلِكَ حديثُ جَعْفَرِ بنِ سُلَيْمانَ عن ابنِ أَبي مَحْذُورَةَ، عن عَمِّهِ، عن جَدِّهِ، إِلَّا أَنَّهُ قال: «ثُمَّ تَرَجَّعْ فَتَرَفَّعْ صَوْتَكَ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مالک بن دینار کی حدیث میں ہے: میں نے ابن ابی محذورہ سے کہا کہ مجھے اپنے والد کی اذان سناؤ جو وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے، تو انہوں نے سنائی اور صرف [اللّٰه أکبر ۔ اللّٰه أکبر] کہا اور ایسے ہی جعفر بن سلیمان کی روایت میں ہے جو وہ ابن ابی محذورہ سے وہ اپنے چچا سے اور وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ مگر اس میں ہے کہ پھر آپ نے فرمایا: ''دوبارہ دہراؤ اور اپنی آواز اونچی کرو [اللّٰه أکبر ۔ اللّٰه أکبر.]''

ملحوظہ: صحیح تر روایات میں [اللّٰہ أکبر] چار بار ہے اور ترجیع (دوسری مرتبہ دہرانا) صرف شہادتین کے کلمات میں ہے۔

٥٠٦- حَدَّثنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبي لَيْلَى؛ ح: وحدثنا ابنُ المُثَنَّى: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبي لَيْلَى قال: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلاثَةَ أَحْوَالٍ. قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «لَقَدْ أَعْجَبَنِي أَنْ تَكُونَ صلاةُ المُسْلِمينَ - أو قال: المُؤْمِنِينَ - وَاحِدَةً، حَتَّى لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ

٥٠٦- جناب ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نماز تین حالتوں سے گزری ہے۔ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ بات پسند ہے کہ مسلمانوں۔'' یا فرمایا: ''مومنوں کی نماز ایک ہو (یعنی جماعت سے ادا کریں) حتیٰ کہ میرا دل چاہا کہ کچھ لوگوں کو محلوں میں بھیجوں جو وہاں جا کر اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے یہاں تک چاہا کہ وہ اونچے مکانوں یا قلعوں کے اوپر کھڑے ہو کر مسلمانوں میں اعلان کریں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ناقوس بجائے یا ناقوس بجانے کا ارادہ کیا۔'' اس

٥٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٩٣، ٩٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٨٣، وللحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ٥٠٦ وغيره.

أَبُثَّ رِجَالًا في الدُّورِ يُنَادُونَ النَّاسَ بِحِينِ الصَّلَاةِ، وَحَتَّى هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رِجَالًا يَقُومُون عَلَى الآطَامِ يُنَادُونَ الْمُسْلِمِينَ بِحِينِ الصَّلَاةِ، حَتَّى نَقَسُوا أَوْ كَادُوا أَنْ يَنْقُسُوا». قال: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي لَمَّا رَجَعْتُ، لِمَا رَأَيْتُ مِنِ اهْتِمَامِكَ، رَأَيْتُ رَجُلًا كَأَنَّ عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ أَخْضَرَيْنِ فَقَامَ عَلَى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ ثُمَّ قَعَدَ قعدةً، ثُمَّ قامَ فقال مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ يقولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، وَلَوْلَا أَنْ يقولَ النَّاسُ- قال ابنُ الْمُثَنَّى: أَنْ تَقُولُوا - لَقُلْتُ، إِنِّي كُنْتُ يَقْظَانًا غَيْرَ نَائِمٍ، فقال رسولُ الله ﷺ، وقال ابنُ الْمُثَنَّى: «لَقَدْ أَرَاكَ الله خَيْرًا» - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرٌو: «لَقَدْ [أراكَ الله خيرًا] - فَمُرْ بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ». قال: فقال عُمَرُ: أَمَا إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى وَلَكِنْ لَمَّا سُبِقْتُ اسْتَحْيَيْتُ. قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا -

(ابن ابی لیلیٰ) نے بیان کیا کہ ایک انصاری آئے (عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ) اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! جب میں (آپ کے ہاں سے) واپس گیا تھا تو مجھے آپ کی فکر مندی کا خیال تھا۔ چنانچہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک آدمی ہے جس پر سبز رنگ کے دو کپڑے ہیں۔ وہ مسجد کے پاس کھڑا ہوا اور اذان کہی۔ پھر تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا اور پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا اور [قَدْ قَامَتِ الصَّلاۃ] کا اضافہ کیا۔ اگر مجھے لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا...... ابن مثنیٰ نے کہا ...... اگر مجھے تم لوگوں کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں جاگ رہا تھا' سویا ہوا نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن مثنیٰ کے لفظ ہیں: ''تحقیق اللہ نے تمہیں خیر دکھلائی ہے۔'' عمرو نے یہ لفظ بیان نہیں کیے (یعنی لَقَدْ أَرَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا.) ''بلال کو بتلاؤ کہ وہ اذان کہے'' ...... ابن ابی لیلیٰ راوی ہیں کہ ...... (بعد میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی یہی کچھ دیکھا ہے جیسے کہ اس نے دیکھا ہے۔ لیکن چونکہ یہ سبقت لے گیا ہے، لہذا مجھے حیا آئی ...... (دوسری حالت) اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا: ہم سے ہمارے اصحاب نے بیان کیا کہ ...... جب کوئی آدمی آتا (اور جماعت ہو رہی ہوتی) تو (وہ اپنے ساتھی سے) پوچھ لیا کرتا تھا اور اسے بتا دیا جاتا تھا کہ کتنی نماز گزر چکی ہے۔ اور (بعد میں آنے والے اکثر لوگ جماعت میں شامل ہو کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا کرتے اور پھر نبی ﷺ کے ساتھ بقیہ نماز ادا کرتے' چنانچہ آپ کے ساتھ) کھڑے ہوتے ہوئے کوئی قیام میں

ہوتا' کوئی رکوع میں اور کوئی جلوس میں اور کوئی (شروع ہی میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں مل جاتا۔

قال : - وكَانَ الرَّجُلُ إِذَا جَاءَ يَسْأَلُ فَيُخْبَرُ بِمَا سُبِقَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَأَنَّهُمْ قَامُوا مَعَ رسولِ الله ﷺ مِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَرَاكِعٍ وَقَاعِدٍ وَمُصَلٍّ مَعَ رسولِ الله ﷺ. - قال ابنُ المُثَنَّى: قال عَمْرٌو: وحدثني بِهَا حُصَيْنٌ عن ابنِ أَبِي لَيْلَى :- حَتَّى جَاءَ مُعَاذٌ. - قال شُعْبَةُ: وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - فقال: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ - إِلَى قَوْلِهِ:- كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

ابن مثنی نے کہا عمرو نے کہا کہ مجھ سے حصین نے ابن ابی لیلیٰ سے بیان کیا کہ...... حتیٰ کہ معاذ آئے...... شعبہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حصین سے سنی' اس میں ہے کہ...... (معاذ نے) کہا...... میں آپ ﷺ کو جس حال میں پاؤں گا (وہی کروں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ''تم بھی ویسے ہی کیا کرو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حديثِ عَمْرِو بنِ مَرْزُوقٍ قال: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَأَشَارُوا إِلَيْهِ. - قال شُعْبَةُ: وَهَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنْ حُصَيْنٍ - قال: فقال مُعَاذٌ: لا أَرَاهُ عَلَى حَالٍ إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا. قال: فقال: إِنَّ مُعَاذًا قَدْ سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً كَذَلِكَ فَافْعَلُوا.

امام ابو داود رشاللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عمرو بن مرزوق کی حدیث کی طرف مراجعت کی۔ (اس میں ہے کہ) معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو لوگوں نے ان کی طرف (پڑھی گئی نماز کے متعلق) اشارہ کیا۔ شعبہ نے کہا: یہ جملہ میں نے حصین سے سنا ہے کہ...... اس (ابن ابی لیلیٰ) نے کہا کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو آپ علیہ السلام کو (نماز کی) جس حالت میں پاؤں گا، وہی کروں گا (یعنی صف میں مل کر پہلے فوت شدہ رکعتیں ادا نہیں کروں گا بلکہ ان کو سلام پھرنے کے بعد ادا کروں گا۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ نے تمہارے لیے ایک عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے تو تم بھی ایسے ہی کیا کرو۔'' (یعنی امام کے ساتھ اس حال میں مل جایا کرو، جس میں اسے پاؤ۔ تیسری حالت تحویل قبلہ کی ہے جس کا ذکر اس روایت کی بجائے اگلی روایت میں

ہے۔ اب اس کے بعد روزوں کی تین حالتوں کا بیان ہے۔ پہلی حالت)۔

قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ أَمَرَهُمْ بِصِيَام ثَلَاثَةِ أَيَّام. ثُمَّ أُنْزِلَ رَمَضَانُ وَكَانُوا قَوْمًا لَمْ يَتَعَوَّدُوا الصِّيَامَ وكَانَ الصِّيَامُ عَلَيْهِمْ شَدِيدًا، فَكَانَ مَنْ لَمْ يَصُمْ أَطْعَمَ مِسْكِينًا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ١٨٥] فَكَانَتِ الرُّخْصَةُ لِلْمَرِيضِ وَالمُسَافِرِ، فَأُمِرُوا بِالصِّيَام.

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ کو (ہر ماہ) تین روزے رکھنے کا حکم دیا۔ پھر رمضان کا حکم نازل ہوا۔ لوگ روزوں کے عادی نہ تھے اور یہ عمل ان کے لیے از حد مشکل تھا، تو جو روزہ نہ رکھتا ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا (یہ پہلی حالت تھی۔) حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ”تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے تو بالضرور اس کے روزے رکھے۔“ اس طرح رخصت صرف مریض اور مسافر کے لیے رہ گئی اور (دوسروں کو) روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (یہ روزے کی دوسری حالت بیان ہوئی۔ آگے تیسری حالت کا بیان ہے۔)

قال: وحدثنا أَصْحَابُنَا قال: وَكَانَ الرجُلُ إِذَا أَفْطَرَ فَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَأْكُلَ لَمْ يَأْكُلْ حَتَّى يُصْبِحَ. قال: فَجَاءَ عُمَرُ فَأَرَادَ امْرَأَتَهُ فقالت: إِنِّي قَدْ نِمْتُ، فَظَنَّ أَنَّهَا تَعْتَلُّ فَأَتَاهَا، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَأَرَادَ الطَّعَامَ، فقالُوا: حَتَّى نُسَخِّنَ لَكَ شَيْئًا، فَنَامَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا نَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ فيها ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ [البقرة: ١٨٧].

(ابن ابی لیلیٰ نے) کہا کہ ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا کہ (ابتدا میں) جب آدمی افطار کر لیتا تھا اور کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تو پھر صبح تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ بیان کیا کہ (پھر ایسے ہوا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (گھر) آئے اور اپنی اہلیہ (سے صحبت) کا قصد کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں ایک مرتبہ سو چکی ہوں۔ مگر انہوں نے سمجھا کہ شاید بہانہ بنا رہی ہے لہٰذا وہ اس کے پاس آئے۔ (یعنی اس سے ہم بستری کی۔ اسی طرح) ایک دوسرا انصاری (گھر) آیا اور کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا کہ (ذرا انتظار کریں) ہم آپ کے لیے کچھ گرم کر دیتے ہیں، مگر اس اثنا میں وہ خود سو گیا، تو

جب صبح ہوئی تو یہ آیت اتری: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ﴾ ”تمہارے لیے (رمضان المبارک میں) روزے کی رات میں اپنی عورتوں (بیویوں) کے ساتھ ہم بستری (اور صحبت) کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔“ (اور آگے چل کر اسی آیت میں ساری رات طلوع فجر تک کھانے پینے کی اجازت دے دی گئی۔)

٥٠٧- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى عن أبي دَاوُدَ؛ ح: . وحدثنا نَصْرُ بنُ المُهَاجِرِ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن المَسْعُودِيِّ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أبي لَيْلَىٰ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قال: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ وَأُحِيلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوالٍ. وَسَاقَ نَصْرٌ الحديثَ بِطُولِهِ، وَاقْتَصَّ ابنُ المُثَنَّى مِنْهُ قِصَّةَ صَلَاتِهِمْ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ قَطْ. قال: الْحَالُ الثَّالِثُ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَدِمَ المَدِينَةَ فَصَلَّى - يَعْني نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ، - ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَهْرًا، فَأَنْزَلَ الله هَذِهِ الآيَةَ ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي ٱلسَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَىٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا۟ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُۥ﴾ [البقرة: ١٤٤] فَوَجَّهَهُ الله عَزَّ وَجَلَّ إِلَى الْكَعْبَةِ. وَتَمَّ حَدِيثُهُ. وَسَمَّى نَصْرٌ صَاحِبَ الرُّؤْيَا.

٥٠٧- ابن ابی لیلیٰ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز اور روزے کے احوال میں تین تین تبدیلیاں آئی ہیں۔ نصر نے تفصیل سے حدیث بیان کی۔ اور ابن مثنیٰ نے اس میں سے صرف نماز کے متعلق بیان کیا کہ لوگ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے (اس) تیسرے حال کی تفصیل اس طرح بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے اور تیرہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، تب اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ ......﴾ ”بیشک ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اُٹھانا دیکھتے ہیں تو ہم بالضرور آپ کا رخ آپ کے پسندیدہ قبلے کی طرف کر دیں گے، تو آپ اپنا منہ مسجد حرام کی جانب کر لیجیے اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ اسی کی طرف کیا کرو۔“ نازل فرمائی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کا رُخ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ اور (ابن مثنیٰ کی) حدیث (یہاں) مکمل ہوگئی۔ اور نصر بن مہاجر نے صاحبِ خواب کا نام ذکر کیا اور کہا کہ عبداللہ بن زید

٥٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٢٤٦، ٢٤٧ وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٥٦٦ بالاختصار، وسقط: "الله أكبر الله أكبر" ها هنا من أول الأذان * عبدالرحمن بن أبي ليلى لم يسمع من معاذ رضي الله عنه.

قال: فَجاءَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ - رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ - وقال فيه: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قال: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، أَشْهَدُ أَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، مَرَّتَيْنِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، مَرَّتَيْنِ، الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله. ثُمَّ أَمْهَلَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قامَ فقال مِثْلَهَا، إِلَّا أَنَّهُ قال: زَادَ - بَعْدَ ما قال: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «لَقِّنْهَا بِلالًا». فَأَذَّنَ بِهَا بِلَالٌ.

کے پاس ایک آدمی آیا جو کہ انصار میں سے تھا' اسی (نصر) کی روایت میں ہے...... چنانچہ وہ آدمی (خواب میں) قبلہ رخ ہوا اور کہا: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلاة] دو بار، [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] دوبار [اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَر ۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه] پھر کچھ دیر ٹھہرا، پھر کھڑا ہوا اور اسی طرح کہا، مگر [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] کے بعد [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاة] کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب بلال کو بتاؤ۔'' چنانچہ بلال نے اذان کہی۔

وقال في الصَّوْمِ قال: فإنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كلِّ شَهْرٍ، وَيَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَأَنْزَلَ الله ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٣، ١٨٤] فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ صَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُفْطِرَ وَيُطْعِمَ كلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا أَجْزَأَهُ ذَلِكَ، فَهَذَا حَوْلٌ. فَأَنْزَلَ الله ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ

اور روزے کے بارے میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ......﴾ ''تم پر روزے رکھنے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ گنتی کے ایام ہیں، تو جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے اور جو اس کی طاقت رکھتے ہیں (اور روزہ نہیں رکھنا چاہتے) تو ان پر ایک مسکین کا طعام ہے۔'' چنانچہ جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا چھوڑ دیتا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتا اور یہ اس کے لیے کافی ہوتا تھا...... یہ ایک حال ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَۗ﴾ [البقرة: ١٨٥] فَثَبَتَ الصِّيَامُ عَلَى مَنْ شَهِدَ الشَّهْرَ وَعَلَى الْمُسَافِرِ أَنْ يَقْضِيَ، وَثَبَتَ الطَّعَامُ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ اللَّذَيْنِ لَا يَسْتَطِيعَانِ الصَّوْمَ، وَجَاءَ صِرْمَةُ وَقَدْ عَمِلَ يَوْمَهُ. وَسَاقَ الحديثَ.

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ......﴾ ''رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ اس میں قرآن نازل کیا گیا۔ لوگوں کے لیے ہدایت ہے (جس میں ہدایت کی روشن دلیلیں ہیں اور (حق وباطل میں) فرق کرنے والا ہے۔ سو تم میں سے جو اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا مسافر تو دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے۔'' اس سے لازم آیا کہ جو اس مہینے کو پائے اور مقیم ہو روزہ رکھے اور مسافر قضا کرے۔ بوڑھا کھوسٹ اور بڑھیا جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے ذمے کھانا کھلانا ہوا...... چنانچہ حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ آئے اور وہ سارا دن کام کرتے رہے تھے......اور (نصر بن مہاجر نے) حدیث بیان کی۔

فائدہ: حضرت صرمہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مسند احمد: ۲۴۶/۵، ۲۴۷ میں یوں ہے: ''ایک صحابی جن کا نام صرمہ تھا، سارا دن روزے کی حالت میں کام کرتے رہے' جب شام ہوئی تو اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ کھائے پیے بغیر نماز عشاء پڑھ کر سو گئے۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور روزہ رکھ لیا۔ نبی ﷺ نے انھیں دیکھا کہ وہ از حد نڈھال تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تمھیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر نڈھال ہو رہے ہو؟'' انھوں نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! میں کل سارا دن کام کرتا رہا، جب واپس آیا تو بس اپنے آپ کو ڈال دیا اور سو گیا اور صبح ہوگئی تو اسی طرح روزہ رکھ لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کچھ دیر سو لینے کے بعد اپنی کسی بیوی یا لونڈی کے پاس آئے......اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اپنا قصہ بتایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَاءِ كُمْ...... الآية﴾ ''تمہارے لیے حلال ہے کہ روزے کی رات میں اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو سکتے ہو۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے، تو اس نے تم کو معاف کر دیا اور درگزر کیا۔ سو مباشرت کرو اپنی عورتوں سے اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اسے طلب کرو۔ اور کھاؤ پیو حتیٰ کہ صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے نمایاں نظر آنے لگے، پھر رات تک روزہ پورا کرو۔'' (عون المعبود)

ملحوظہ: حدیث ۵۰۶ اور ۵۰۷ کو ہمارے فاضل شیخ علی زئی ﷾ نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے بعض شواہد صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ غالباً انہی شواہد کی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان دونوں حدیثوں کی تصحیح کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية، ۳۶/۴۳۶-۴۴۲)

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الْإِقَامَةِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-اقامت کا بیان

٥٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ المُبَارَكِ قالا: حدثنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ عَطِيَّةَ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ، جَمِيعًا عن أَيُّوبَ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَنَسٍ قال: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَيُوتِرَ الإِقَامَةَ. زاد حمَّادٌ في حديثه: إِلَّا الإِقامَةَ.

٥٠٨-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے ایک ایک بار کہے۔ حماد نے اپنی حدیث میں اضافہ کیا کہ مگر اقامت۔ (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہے۔)

٥٠٩- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَنَسٍ مِثْلَ حديثِ وُهَيْبٍ. قال إِسْمَاعِيلُ: فَحَدَّثْتُ بِهِ أَيُّوبَ فقال: إِلَّا الإِقَامَةَ.

٥٠٩- جناب خالد حذّاء نے ابوقلابہ سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ...... (مذکورہ بالا) روایت وہیب کی مثل بیان کی۔ اسماعیل (راوی) نے کہا: میں نے یہ حدیث ایوب کو بیان کی تو کہا: "مگر اقامت۔" (یعنی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ)

٥١٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حدثنا شُعْبَةُ قال: سَمِعْتُ أَبا جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ عن مُسْلِمٍ أَبِي المُثَنَّى، عن ابن عُمَرَ قال: إِنَّمَا كَانَ الأَذَانُ

٥١٠-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے تھے اور اقامت (تکبیر) کے ایک ایک بار۔ سوائے اس کے کہ مؤذن [قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ۔ قَدْ

٥٠٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان مثنى مثنى، ح:٦٠٥ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصلوة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح:٣٧٨ من حديث أيوب السختياني به.

٥٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: الإقامة واحدة إلا قوله: قد قامت الصلوة، ح:٦٠٧، ومسلم، الصلوة، باب: الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فإنها مثناة، ح:٣٧٨ من حديث إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق.

٥١٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب تثنية الأذان، ح:٦٢٩ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٣٧٤، وابن حبان، ح:٢٩٠، ٢٩١، والحاكم:١/ ١٩٧، ١٩٨، ووافقه الذهبي، وسنده حسن، وله شاهد صحيح عند أبي عوانة:١/ ٣٢٩، والدارقطني:١/ ٢٣٩ وغيرهما.

عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَالإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً، غَيْرَ أَنَّهُ يقولُ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا سَمِعْنَا الإِقَامَةَ تَوَضَّأْنَا ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ.

قَامَتِ الصَّلٰوۃُ] کہا کرتا تھا (یعنی دو بار) تو جب ہم اقامت سنتے تو وضو کر کے نماز کے لیے نکل پڑتے۔

قال شُعْبَةُ: لَمْ أَسْمَعْ عن أبي جَعْفَرٍ غيرَ هذا الحديثِ.

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر سے صرف یہی حدیث سنی ہے۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اقامت سے پہلے مسجد میں تشریف لا کر نماز کا انتظار کیا کرتے تھے' مگر اتفاق سے کبھی کوئی چوک جاتا تو اقامت سنتے ہی جھٹ وضو کر کے نماز کے لیے آ جاتا۔

٥١١- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي الْعَقَدِيَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بنَ عَمْرٍو: حدثنا شُعْبَةُ عن أبي جَعْفَرٍ مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ الْعُرْيَانِ قال: سَمِعْتُ أَبَا الْمُثَنَّى مُؤَذِّنَ مَسْجِدِ الأَكْبَرِ يقولُ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ. وَسَاقَ الحديثَ.

۵۱۱- جناب شعبہ' ابوجعفر مسجد عریان کے مؤذن سے اور وہ ابوالمثنیٰ' مسجد اکبر کے مؤذن سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: مسجد عریان اور مسجد اکبر غالباً کوفہ کی دو مسجدوں کے نام ہیں۔

(المعجم ٣٠) - باب الرَّجُلِ يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ آخَرُ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰- یہ مسئلہ کہ ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت (تکبیر کہے)

٥١٢- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَمِّهِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ قال: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ في

۵۱۲- جناب محمد بن عبداللہ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (شروع میں) اذان کے متعلق کچھ چیزوں کا ارادہ فرمایا مگر ان پر عمل نہ کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان

٥١١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢ من حديث محمد بن عمرو به، واختلف في تعيينه فالسند ضعيف، وله شاهد عند البيهقي: ١/ ٣٩٩ بإسناد ضعيف، وروى البيهقي بإسناد صحيح عن عبدالعزيز بن رفيع قال: رأيت أبا محذورة جاء وقد أذن إنسان قبله فأذن ثم أقام، وقال البيهقي: "إسناده صحيح".

الأَذَانِ أَشْيَاءَ لَمْ يَصْنَعْ مِنْهَا شَيْئًا. قال: فأُرِيَ عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ الأَذَانَ في المَنَام، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فقال: «أَلْقِهِ عَلَى بِلَالٍ». فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ. فَأَذَّنَ بِلَالٌ. فقال عَبْدُ الله: أَنَا رَأَيْتُهُ وَأَنَا كُنْتُ أُرِيدُهُ. قال: «فأَقِمْ أَنْتَ».

دکھلائی گئی: تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات بلال کو بتاؤ۔'' چنانچہ انھوں نے بتائے اور بلال نے اذان کہی۔ عبداللہ نے کہا: میں نے یہ خواب دیکھا اور میں اس کا خواہش مند تھا۔ فرمایا: ''تم اقامت کہہ لو۔''

٥١٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ - قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ مُحمَّدٍ قال: كَانَ جَدِّي عَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ [يُحَدِّثُ]، بهذا الخَبرِ، قال: فأَقَامَ جَدِّي.

۵۱۳- جناب محمد بن عمرو انصار مدینہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد کو سنا' کہتے تھے کہ میرے دادا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ (عبداللہ بن محمد نے) کہا: چنانچہ میرے دادا نے اقامت (تکبیر) کہی۔

٥١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مسْلَمَةَ قال: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ زِيَادٍ يَعْني الإِفْرِيقِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قال: لَمَّا كَانَ أَوَّلُ أَذَانِ الصُّبْحِ أَمَرَنِي - يَعْني النَّبِيَّ ﷺ - فَأَذَّنْتُ، فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أُقِيمُ يَارسولَ الله؟ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى نَاحِيَةِ المَشْرِقِ إِلَى الْفَجْرِ

۵۱۴- حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب صبح کی پہلی اذان کا وقت ہوا تو نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان کہی۔ پھر میں کہنے لگا، اے اللہ کے رسول! اقامت کہوں؟ مگر آپ مشرق کی جانب فجر کو دیکھتے اور فرماتے: ''نہیں۔'' حتیٰ کہ جب فجر (اچھی طرح) طلوع ہو گئی تو آپ اپنی سواری سے اترے اور وضو کیا، پھر آپ میری طرف آئے اور اس اثنا میں آپ کے صحابہ بھی آپ کو آ ملے (بروز سے مراد ہے)

٥١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٤٥، ح: ٩٥١ من حديث أبي داود به، وأعله البخاري، انظر الحديث السابق.

٥١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن من أذن فهو يقيم، ح: ١٩٩، وقال: "وحديث زياد إنما نعرفه من حديث الافريقي * والأفريقي ضعيف عند أهل الحديث، ضعفه يحيى بن سعيد القطان وغيره"، ورواه ابن ماجه، ح: ٧١٧.

فيقولُ: «لَا»، حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَزَلَ فَبرَزَ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيَّ وَقَدْ تَلَاحَقَ أَصْحَابُهُ، - يَعني فَتَوَضَّأَ - فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يُقِيمَ، فقال لَهُ نَبِيُّ الله ﷺ: «إِنَّ أَخَا صُدَاءٍ هُوَ أَذَّنَ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ»، قال: فَأَقَمْتُ.

آپ نے وضو کیا۔ حضرت بلال ؓ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا۔ تو نبی ﷺ نے بلال سے فرمایا: ''اس صدائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔'' چنانچہ میں نے اقامت کہی۔

فائدہ: اس باب کی مذکورہ تینوں روایتیں ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی مسئلے کا اثبات نہیں ہوتا۔ لیکن بعض شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے تو مناسب ہے' تاہم اگر دوسرا اقامت کہے تو کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود ۔ نيل الاوطار)

(المعجم ٣١) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْأَذَانِ (التحفة ٣١)

باب: ٣١- بلند آواز سے اذان کہنا

٥١٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن مُوسَى بنِ أَبي عُثْمانَ، عن أَبي يَحْيَى، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ، وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، وَشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ صَلَاةً، وَيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا».

٥١٥- سیدنا ابو ہریرہ ؓ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مؤذن کو جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے بخش دیا جاتا ہے۔ اور ہر خشک و تر چیز اس کے لیے گواہی دیتی ہے۔ اور جو جماعت میں حاضر ہوتا ہے اس کے لیے پچیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور (دوسری نماز تک کے) مابین کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مؤذن کا یہ شرف ہے کہ اس قدر طویل و عریض اور وسیع مغفرت کا مستحق بنتا ہے۔ یا یہ ایک تشبیہ و تمثیل ہے کہ بالفرض اس کے گناہ اس قدر بھی ہوں جو اتنی جگہ میں آئیں تو بھی معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس قدر بلند آواز سے اذان کہے گا اسی قدر مغفرت کا مستحق بنے گا۔ لہٰذا بلند آواز سے اذان کہنا مستحب اور مؤکد ہے۔ ② اذان سے اور جماعت میں شرکت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبائر کی معافی کے لیے توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ضروری ہے۔ ویسے اللہ کی رحمت وسیع ہے چاہے تو معاف فرما دے۔

٥١٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

٥١٦- سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول

٥١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ٧٢٤، والنسائي، ح: ٦٤٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٩٠، وابن حبان، ح: ٢٩٢، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب فضل التأذين، ح: ٦٠٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ◄◄

أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لا يسمعَ التَّأْذِينَ، فإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ المَرْءِ وَنَفْسِهِ ويقولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر پاد مارتا ہوا پلٹ جاتا ہے۔ (اور اتنی دور چلا جاتا ہے۔) حتیٰ کہ اذان نہیں سنتا۔ جب اذان مکمل ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے۔ پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے۔ اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے اور کہتا ہے: یہ یاد کر' یہ یاد کر۔ ایسی ایسی باتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ آتی ہوں۔ حتیٰ کہ آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① بظاہر شیطان سے مراد ''ابلیس'' ہی ہے اور ممکن ہے کہ شیاطین الجن مراد ہوں۔ ② زور سے اور آواز سے شیطان سے ریح کا خارج ہونا دلیل ہے کہ اذان کے مبارک کلمات میں وزن ہے۔ ③ اذان کے وقت شور کرنا شیطانی عمل کے ساتھ مشابہت ہے۔ ④ شیطان مسلمان نمازیوں پر بار بار حملے کرتا ہے اور نبی ﷺ نے بھی علاج بیان فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں تعوذ پڑھا جائے اور بائیں طرف پھونک ماری جائے۔ خیال کیا جائے کہ بے نماز لوگوں پر اس کے حملے کتنے شدید ہوں گے۔ ⑤ اذان میں آواز خوب بلند کرنی چاہیے' یہ اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔ لیکن آواز کی یہ بلندی اس طرح اور اس حد تک ہو کہ اس میں کراہت اور بھدا پن پیدا نہ ہو' کیونکہ رفع صوت کے ساتھ حسن صوت بھی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمُؤَذِّنِ مِنْ تَعَاهُدِ الْوَقْتِ (التحفة ٣٢)

باب:٣٢-مؤذن کے لیے واجب ہے کہ وقت کی پابندی کرے

٥١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بن فُضَيْلٍ: حدثنا الأعمشُ عن

٥١٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور

◀◀ (يحيى): ١/ ٦٩، ٧٠ والقعنبي، ص: ٨٨، ورواه مسلم: ٣٨٩/ ١٩، الصلوة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، من حديث أبي الزناد به.

٥١٧ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، ح: ٢٠٧ من حديث الأعمش به، ولم يسمعه من أبي صالح، وللحديث شاهد عند أحمد: ٦/ ٦٥ وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ١٦، وابن حبان، ح: ٣٦٢.

رَجُلٍ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الإِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اللَّهُمَّ! أَرْشِدِ الأَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ».

مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ! اماموں کو (صحیح علم وعمل کی) توفیق دے اور مؤذنوں کو بخش دے۔"

٥١٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعْمَشِ قال: نُبِّئْتُ عن أَبي صَالِحٍ قال: ولا أُرَانِي إِلَّا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ مِثْلَهُ.

۵۱۸- جناب ابوصالح کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ میں نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① امام کی ذمے داری یہ ہے کہ صحیح سنت کے مطابق نماز پڑھائے۔ دعاؤں میں اپنے مقتدیوں کو شامل رکھے اور صرف اپنے آپ ہی کو مخصوص نہ کرے وغیرہ۔ ② مؤذن کا اذان دینا اعلان عام ہوتا ہے کہ نماز، سحر یا افطار کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لیے اس پر اعتماد کیا جانا چاہیے اور اس پر بھی واجب ہے کہ اپنی ذمے داری کا خوب احساس کرے۔ ③ نماز کی امامت اور مؤذن بننا اسلامی معاشرے کے انتہائی باوقار مناصب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ اس لیے انہیں کامل عزت واحترام دیا جائے اور بلاوجہ ان کی تحقیر اور عیب چینی سے بچا جائے اور اصل یہ ہے کہ یہ مناصب دیکھ بھال کر صاحب صلاحیت افراد ہی کو دیے جائیں۔

(المعجم ٣٣) - بابُ الأَذَانِ فَوْقَ الْمَنَارَةِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- مینار پر اذان کہنا

٥١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَيُّوبَ: حدثنا إِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن مُحَمَّدِ ابنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قالت: كَانَ بَيْتِي مِنْ أَطْوَلِ

۵۱۹- بنونجار کی ایک خاتون سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے اطراف کے گھروں میں سب سے اونچا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان اسی پر آ کر دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور صبح صادق کو دیکھتے رہتے جب صبح کو طلوع ہوتا دیکھتے

٥١٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٢ من حديث ابن نمير به، وانظر الحديث السابق.

٥١٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٢٥ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق بن يسار صرح بالسماع في السيرة لابن هشام: ٢/ ١٥٦ (بتحقيقي)، وقال الحافظ في الدراية (١/ ١٢٠): "إسناده حسن"

بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ، فَكَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ عَلَيْهِ الْفَجْرَ، فَيَأْتِي بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَى الْبَيْتِ يَنْظُرُ إِلَى الفَجْرِ، فإِذَا رَآهُ تَمطَّى ثُمَّ قال: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَحْمَدُكَ. أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ أن يُقيمُوا دِينَكَ. قالت: ثُمَّ يُؤَذِّنُ. قالت: واللهِ! مَا عَلِمْتُهُ كَانَ تَرَكَهَا لَيْلَةً وَاحِدَةً هَذِهِ الْكَلِمَاتِ.

تو انگڑائی لیتے اور کہتے: اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ پھر اذان کہتے۔ قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ بلال نے کسی رات بھی یہ کلمات چھوڑے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اونچی آواز اور اونچی جگہ سے اذان کہنا مستحب ہے مگر آج کل کے لاؤڈ سپیکروں نے یہ کمی پوری کردی ہے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان سے پہلے دعائیہ کلمات کسی طرح بھی اذان کا حصہ نہ تھے، بلکہ یہ عام طرح کی دعا ہوتی تھی جس میں کہ وہ کافی دیر سے مشغول ہوتے اور صبح صادق کا انتظار کر رہے ہوتے تھے۔ قریش کی ہدایت کے لیے دعا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس قبیلے کو عربوں میں بڑی اہمیت حاصل تھی‘ اس کی مخالفت کی وجہ سے عام عرب بھی اسلام قبول کرنے سے گریز کر رہے تھے‘ جب اللہ نے اس قبیلے کو قبول اسلام کی توفیق سے نوازا‘ تو پھر فوج درفوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

(المعجم ٣٤) - باب الْمُؤَذِّنِ يَسْتَدِيرُ فِي أَذَانِهِ (التحفة ٣٤)

باب: ٣٤- مؤذن اذان کہتے ہوئے گھومے

٥٢٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا قَيْسٌ يَعْني ابنَ الرَّبِيعِ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، جَمِيعًا عن عَوْنِ بنِ أَبي جُحَيْفَةَ، عَن أَبِيهِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمكَّةَ وَهُوَ في قُبَّةٍ حَمْرَاء مِنْ أَدَمٍ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فأَذَّنَ، فَكُنْتُ أَتَتَبَّعُ فَمَهُ هَهُنَا وَهَهُنَا. قال: ثُمَّ خَرَجَ رسولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ

٥٢٠- جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا جب کہ آپ مکہ میں تھے اور ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ سرخ چمڑے کا تھا۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور اذان کہی اور میں ان کا منہ دیکھ رہا تھا کہ دائیں بائیں پھیرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ سرخ رنگ کا حلّہ زیب تن کیے ہوئے تھے اور یہ یمن کی قِطری چادریں تھیں۔ موسیٰ (دوسری سند کے راوی اور امام

٥٢٠_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠٣ من حديث وكيع به.

حَمْراءُ بُرُودٌ يَمَانِيَّةٌ [قِطْرِيَّةٌ]. وقال مُوسَى: قال: رَأَيْتُ بِلَالًا خَرَجَ إِلَى الأَبْطَحِ فَأَذَّنَ، فلمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، لَوَى عُنُقَهُ يَمِينًا وَشِمالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ، ثُمَّ دَخَلَ فأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَسَاقَ حَدِيثَهُ.

(ابوداود کے استاذ) نے کہا: ابو جحیفہ نے کہا: میں نے بلال کو دیکھا کہ وہ وادیٔ ابطح کی طرف نکلے اور اذان کہی۔ جب [حَيَّ على الصلاة] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور خود پورے نہیں گھومے۔ پھر اندر آئے اور اپنا بھالا نکالا اور (موسیٰ نے باقی) حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① مؤذن کا قبلہ رخ ہونا مستحب ہے اور جب وہ [حيّ على الصلاة] اور [حيّ على الفلاح] پر پہنچے تو دائیں اور بائیں جانب منہ کر کے یہ کلمات کہے۔ ② حُلّہ اس لباس کو کہتے ہیں جس میں چادر اور تہبند دونوں کپڑے ایک ہی جنس کے ہوں۔ ③ سرخ رنگ کے لباس کی عمومی طور پر نہی وارد ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جو پہنا ہے تو شارحین اس کی بابت یہ فرماتے ہیں کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔ (واللہ اعلم) ④ ابطح مکہ میں صفا مروہ کی طرف آنے والے راستے کو کہتے ہیں۔ ⑤ شیخ البانی ؒ نے اس روایت کے الفاظ ''اور خود پورے نہیں گھومے'' کو شاذ بلکہ منکر قرار دیا ہے۔ (مفصل صحيح سنن ابوداود للالباني' حديث:۵۳۳) اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گردن کے گھومنے کے ساتھ اگر جسم بھی گھوم جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۵- اذان اور اقامت کے درمیان دعا کی اہمیت

٥٢١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن زَيْدٍ الْعَمِّي، عن أَبي إِيَاسٍ، عن أَنَسِ بن مَالِكٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يُرَدُّ الدُّعاءُ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ».

۵۲۱- سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے مابین دعا رد نہیں کی جاتی۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ یہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ نماز، دعا، ذکر اور تلاوت میں مشغول رہ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے جبکہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حتیٰ کہ مساجد کے خادمین تک اس وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② اس وقت میں دعا مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ دیگر آداب وشرائط کا لحاظ بھی رکھا گیا ہو' بالخصوص صحت عقیدہ، رزق حلال،

٥٢١ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة، ح:٢١٢ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وله شواهد عند أحمد: ٣/ ٢٢٥ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٢٦، ٤٢٧، وابن حبان، ح:٢٩٦.

صدق مقال، اور اخلاص ویقین کامل وغیرہ۔

(المعجم ٣٦) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-مؤذن کو سنے تو کیا کہے؟

٥٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

٥٢٢-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جیسے کہ مؤذن کہتا ہے۔''

٥٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن ابن لَهِيعَةَ وَحَيْوَةَ وَسَعِيدِ بنِ أَيُّوبَ، عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى الله عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا الله لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ في الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ الله، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ الله لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ».

٥٢٣-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب تم مؤذن کو سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ تحقیق جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ پھر میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ بلاشبہ یہ (وسیلہ) جنت میں ایک منزل کا نام ہے جو اللہ کے کسی ایک بندے کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کیا اس کے لیے شفاعت حلال ہوگئی۔''

٥٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح:٦١١، ومسلم، الصلوٰة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ... الخ، ح: ٣٨٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٦٧(والقعنبي، ص: ٨٤، ٨٥).

٥٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ... الخ، ح: ٣٨٤ عن محمد بن سلمة المرادي به ولم يذكر ابن لهيعة.

فوائد ومسائل: ① جوابِ اذان کا حکم استحباب پر محمول ہے اور شرعی عذر کے علاوہ تمام کیفیتوں میں اس کا جواب دینا چاہیے۔ حدث، جنابت اور حیض اس سے مانع نہیں ہیں۔ نیز اقامت کا جواب بھی اس سے ماخوذ ہے۔ (امام نووی) ② جواب ہر کلمہ پر دینا چاہیے نہ کہ اذان مکمل ہونے پر۔ تاہم ساتھ ساتھ جواب دینے میں کوئی معقول رکاوٹ ہو تو آخر میں اذان کا مکمل جواب دے کر دعائیں پڑھ لے۔ ③ دعوتِ عمل میں ترغیب وتشویق کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے درود پڑھنے کا اجرا سی پہلو سے ارشاد فرمایا ہے۔ ④ اعمال میں اخلاص شرط ہے۔

ملحوظہ: تعجب ہے کہ بدعتی لوگ اپنی دعاؤں میں رسول اللہ ﷺ کے غیر مشروع وسیلے پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے مطالبہ فرما رہے ہیں کہ میرے لیے ''وسیلے'' کا اللہ سے سوال کرو۔

٥٢٤- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَمُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن حُيَيٍّ، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَعْني الْحُبُلِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا قال: يَارسولَ الله! إنَّ المُؤَذِّنِينَ يَفْضُلُونَنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «قُلْ كَمَا يَقُولُونَ فإذَا انْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهُ».

۵۲۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! مؤذن ہم سے فضیلت لے جائیں گے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی ویسے ہی کہا کرو جیسے کہ وہ کہتے ہیں۔ جب تم اس سے فارغ ہو تو سوال کرو اور دعا مانگو' دیے جاؤ گے۔''

٥٢٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن الْحُكَيمِ بنِ عَبْدِ الله بنِ قَيْسٍ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ، عن سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ عن رسولِ الله ﷺ قال: «مَنْ قال حِينَ يَسْمَعُ المُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَن لَا إلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَه لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بالله رَبًّا وَبِمُحمَّدٍ رَسُولًا وَبِالإِسْلَامِ دِينًا، غُفِرَ لَهُ».

۵۲۵- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کو سن کر یہ کہا [وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا] ''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول

٥٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٢ من حديث حيي بن عبدالله به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٩٥.

٥٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه . . . الخ، ح: ٣٨٦ عن قتيبة به.

ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے، محمد کے رسول ہونے اور اسلام پر بحیثیت دین کے راضی ہوں۔" تو وہ بخشا گیا۔"

٥٢٦- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبيهِ، عن عَائشَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا سَمِعَ المُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ، قال: «وَأَنَا وَأَنَا».

٥٢٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب موذن کو سنتے اور وہ شہادت کے کلمات کہتا' تو آپ فرماتے: "اور میں بھی اور میں بھی۔ (یعنی شہادت دیتا ہوں۔")

فائدہ: محمد ﷺ باوجودیکہ رسالت کے جلیل القدر منصب پر فائز تھے' اللہ کی توحید اور اپنے رسول ہونے کے اولین مومن ومصدق تھے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ (بقرہ:٢٨٥) "ایمان لائے رسول اس سب پر جو ان پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا اور مومنین بھی۔"

٥٢٧- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ جَهْضَمٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن خُبَيبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ إِساف، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمِ بنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا قال المُؤَذِّنُ: الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، فقال أَحَدُكُم: الله أَكْبَر الله أَكْبَر، فإِذَا قال: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، قال: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَٰهَ إِلَّا الله، فإِذَا قال: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله، قال: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله، ثُمَّ قال: حَيَّ على

٥٢٧- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب موذن کہے [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر] تو تمہارا سننے والا بھی کہے [اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَر] اور جب وہ کہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] تو سننے والا بھی کہے [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] پھر وہ کہے [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُول اللّٰه] اور یہ بھی کہے [أَشْهَدُ أن مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الصَّلَاة] اور یہ کہے [لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه] پھر وہ کہے [حَيَّ عَلَى الْفَلَاح] اور یہ کہے [لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه] پھر وہ کہے [اَللّٰهُ أَكبرُ اللّٰه أَكبر] اور یہ کہے [اَللّٰهُ أَكبر اللّٰه أَكبر] پھر وہ کہے [لَا إِلٰه اِلَّا اللّٰه] اور یہ کہے [لا إله إلا اللّٰه] یہ

٥٢٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٨١، والحاكم: ١/ ٢٠٤، وللحديث طرق عند ابن أبي شيبة: ١/ ٢٢٧ وغيره.

٥٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ٣٨٥ من حديث محمد بن جهضم الثقفي به.

الصَّلَاة قال: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، ثُمَّ قال: حَيَّ على الْفَلَاح قال: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، ثُمَّ قال: الله أَكْبَر الله أَكْبَر قال: الله أَكْبَر الله أَكْبَر، ثُمَّ قال: لا إِلَهَ إِلَّا الله قال: لا إِلَهَ إِلَّا الله، مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ».

سب کچھ دل کی گہرائی سے کہے' تو جنت میں جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① جنت کا داخلہ توحید ورسالت اور شریعت کی قول وعمل سے تصدیق ہی پر مبنی ہے اور اذان ان سب کی جامع ہے۔ ② [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه] کا معنی ہے کہ "کسی برائی اور شر سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر وصلاح کی توفیق' اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔" ③ اس حدیث سے اذان کا جواب دینے کی فضیلت واضح ہے۔ البتہ حَيَّ عَلَی الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه کہنا ہے۔

(المعجم ...) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ (التحفة ٣٧)

باب:...... اقامت سنے تو کیا کہے؟

٥٢٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ ثَابِتٍ: حدثني رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّام عن شَهْرِ بن حَوْشَبٍ، عن أَبي أُمَامَةَ أو عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ في الإِقَامَةِ، فَلَمَّا أَنْ قال: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَقَامَهَا الله وَأَدَامَهَا»، وقال في سَائِرِ الإِقَامَةِ كَنَحْوِ حديثِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ في الأَذَانِ.

٥٢٨- اہل شام کے ایک فرد نے شہر بن حوشب سے روایت کیا انہوں نے ابو امامہ یا نبی ﷺ کے کسی دوسرے صحابی سے روایت کیا کہ حضرت بلال ؓ نے اقامت کہنا شروع کی تو جب [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کہا تو نبی ﷺ نے کہا: [اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا] "اللہ اسے قائم ودائم رکھے۔" اور دیگر کلمات کے جواب میں اسی طرح کہا جیسے کہ مذکورہ بالا حضرت عمر ؓ کی حدیث میں گزرا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم پچھلے باب کی احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اقامت کا جواب بھی

٥٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١/ ٤١١ من حديث أبي داود به ٭ محمد بن ثابت العبدي ضعيف ورجل من أهل الشام مجهول، والحديث الضعيف لا يحتج به في الفضائل ولا في الأحكام ولا في العقائد في القول الراجح والحمد لله.

دیا جائے اور ((قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ)) کے جواب میں بھی یہی الفاظ دہرائے جائیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (فتح الباری: ۲/۹۲)

(المعجم ٣٧) - باب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْأَذَانِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۷- اذان کے بعد دُعا

٥٢٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حدثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ قال حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبَّ هَٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۲۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر یہ (درج ذیل) دعا پڑھے تو قیامت کے روز اس کے لیے شفاعت لازم ہوگی۔ [اَللّٰـهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّداً الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوْداً الَّذِیْ وَعَدْتَّه] ''اے اللہ! اس کامل پکار اور قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد کو منزل وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرما اور انہیں اس مقام محمود پر کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔''

توضیح: ① [دعوتِ تامّة] ''کامل پکار'' سے مراد توحید و رسالت کی پکار ہے۔ [صلاة قائمة] ''قائم رہنے والی نماز'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی ملت اس سے خالی نہیں رہی ہے اور نہ کسی شریعت نے اسے منسوخ ہی کیا ہے اور زمین و آسمان کے باقی رہنے تک یہ بھی باقی رہے گی۔ [وسیلة] جنت کی ایک منزل کا نام ہے۔ [مقام محمود] سے مراد وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ میدان حشر میں مخلوقات کے لیے شفاعت کی خاطر سجدہ ریز ہوں گے اور یہ سجدہ سات دن رات تک طویل ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سجدے میں میں اللہ کی وہ حمد وثنا کروں گا جو اس وقت مجھے اللہ الہام فرمائے گا۔ تب مجھے حکم ہوگا کہ سر اُٹھاؤ، سفارش کرو، قبول ہوگی۔ (صحیح بخاری' التوحید' باب قول اللّٰہ تعالیٰ: وجوہ یومئذ ناضرۃ ○ الی ربها ناظرۃ ○ حدیث: ۷۴۴۰) [فضیلة] سے مراد تمام مخلوقات سے بڑھ کر عالی مرتبہ ② رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق بن جانا بہت بڑی فضیلت اور شرف کا مقام ہے، اس لیے ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔ جو محض تمناؤں اور امیدوں سے ممکن نہیں اس کے لیے قول' تصدیق اور عمل ضروری ہے۔

٥٢٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء عند النداء، ح: ٦١٤ عن علي بن عياش به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٣/ ٣٥٤.

(المعجم ٣٨) - **باب مَا يَقُولُ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ** (التحفة ٣٩)

باب:٣٨-مغرب کی اذان کے وقت دعا

٥٣٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ إِهَابٍ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ: حدثنا الْقَاسِمُ ابنُ مَعْنٍ: حدثنا الْمَسْعُودِيُّ عن أبي كَثِيرٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: عَلَّمَنِي رسولُ الله ﷺ أَنْ أَقُولَ عِنْدَ أَذَانِ الْمَغْرِبِ: «اللَّهُمَّ! إِنَّ هَذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْ لِي».

٥٣٠-ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ (درج ذیل) دعا پڑھا کروں: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّ هٰذَا إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، فَاغْفِرْلِي] ”اے اللہ! بے شک یہ وقت ہے کہ تیری رات آ رہی ہے، تیرا دن جا رہا ہے اور تیری طرف پکارنے والوں کی صدائیں ہیں‘ لہٰذا تو مجھے بخش دے۔“

(المعجم ٣٩) - **باب أَخْذِ الأَجْرِ عَلَى التَّأْذِينِ** (التحفة ٤٠)

باب:٣٩-اذان پر اجرت لینا؟

٥٣١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أَنْبَأَنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي الْعَلَاءِ، عن مُطَرِّفِ بنِ عَبْدِ الله، عن عُثْمانَ بنِ أَبِي الْعَاصِ قال: قُلْتُ: - وقال مُوسَى في مَوْضِعٍ آخَرَ - إِنَّ عُثْمانَ ابنَ أَبِي الْعَاصِ قال: يَارسولَ الله! اجْعَلْنِي إِمَامَ قَوْمِي. قال: «أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ، وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لا يَأْخُذُ عَلَى أَذَانِهِ أَجْرًا».

٥٣١-حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی قوم کا امام بنا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تم ان کے امام ہو اور ان کے ضعیف ترین کی اقتدا (رعایت) کرنا اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“

ملحوظہ: اس روایت کا آخری حصہ ”اور مؤذن ایسا مقرر کرنا جو اپنی اذان پر اجرت نہ لے۔“ اَولیٰ کی طرف

٥٣٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء أم سلمة، ح:٣٥٨٩ من حديث أبي كثير به وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٩٩، ووافقه الذهبي.

٥٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب اتخاذ المؤذن الذي لا يأخذ على أذانه أجرًا، ح:٦٧٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ١/ ١٩٩، ٢٠١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

اشارہ ہے۔یعنی افضل واعلیٰ یہی ہے کہ یہ منصب کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے جو اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کرے۔اگر ایسا کوئی شخص میسر نہ ہو تو تنخواہ پر مؤذن رکھا جا سکتا ہے کیونکہ اس عمل میں ایک اہم دینی مصلحت ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي الْأَذَانِ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ (التحفة ٤١)

باب:۴۰-قبل از وقت اذان کہہ دی جائے' تو؟

٥٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ المَعْنَى قالا: حدثنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ بِلَالًا أَذَّنَ قَبْلَ طُلوعِ الْفَجْرِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِيَ: أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ، أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ. زَادَ مُوسَى: فَرَجَعَ فَنَادَى أَلَا إِنَّ الْعَبْدَ نَامَ.

۵۳۲-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے (ایک بار) طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی' تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جاؤ اور اعلان کرو کہ خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔موسیٰ نے اضافہ کیا، چنانچہ انہوں نے جا کر اعلان کیا: خبردار! بے شک بندہ سو گیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ لم يَرْوِهِ عن أَيُّوبَ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ایوب سے سوائے حماد بن سلمہ کے کسی نے روایت نہیں کیا۔

٥٣٣- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بنُ حَرْبٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ أَبِي رَوَّادٍ: أَنْبَأَنَا نَافِعٌ عن مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ، أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۳۳-جناب نافع رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن سے روایت کرتے ہیں، جس کا نام مسروح تھا، کہ انہوں نے (ایک بار) فجر (صادق) سے پہلے ہی اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا' اور مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ أو غَيْرِهِ؛ أَنَّ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید نے اسے عبید اللہ بن عمر سے' انہوں نے نافع سے یا کسی دوسرے سے

٥٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٧٨٢ وغيره من حديث حماد بن سلمة به، وعلقه الترمذي، ح: ٢٠٣، وللحديث شواهد عند البيهقي: ١/ ٣٨٣ وغيره كما حققته في "أنوار السنن في تحقيق آثار السنن"، ح: ٢٦١.

٥٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٢٢٢ من حديث عبدالعزيز بن أبي رواد به، وعلقه الترمذي: ٢٠٣، وقال: "هذا لا يصح . . . " الخ، وللحديث شواهد.

مُؤَذِّنًا لِعُمَرَ يُقَالُ لَهُ: مَسْرُوحٌ [أَوْ غَيْرُهُ].

نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مؤذن تھا جس کا نام مسروح یا کچھ اور تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ لِعُمَرَ مُؤَذِّنٌ يُقَالُ لَهُ: مَسْعُودٌ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ ذَاكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور دراوردی نے اسے عبید اللہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن کا نام مسعود تھا۔ اور اس کے مثل بیان کیا اور یہ اُس سے زیادہ صحیح ہے۔

٥٣٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا وَكِيعٌ: حدثنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ عن شَدَّادٍ مَوْلَى عِيَاضِ بنِ عَامِرٍ، عن بِلَالٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال لَهُ: «لا تُؤَذِّنْ حَتَّى يَسْتَبِينَ لَكَ الْفَجْرُ هٰكَذَا»، وَمَدَّ يَدَيْهِ عَرْضًا.

۵۳۴- شداد مولی عیاض بن عامر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: "جب تک فجر اس طرح نمایاں نہ ہو جایا کرے اذان نہ کہا کرو۔" اور آپ نے اطراف عرض میں اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اشارہ فرمایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: شَدَّادٌ مَوْلَى عِيَاضٍ لَمْ يُدْرِكْ بِلالًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شداد مولیٰ عیاض نے حضرت بلال کو نہیں پایا۔

فوائد ومسائل: ① فجر دو طرح سے ہوتی ہے۔ پہلی کو فجر کاذب اور دوسری کو فجر صادق کہتے ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فجر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فجر جس میں کھانا حرام اور نماز (نماز فجر) حلال ہوتی ہے۔ اور دوسری وہ ہے جس میں نماز (نماز فجر) حرام اور کھانا (سحری کا) حلال ہوتا ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ وہ (فجر صادق) جس میں کھانا حرام ہوتا ہے افق میں طویل ہوتی ہے اور دوسری (فجر کاذب) یہ بھیڑیے کی دم کی طرح فضا میں بلند ہوتی ہے۔ (صحيح ابن خزيمه، حديث:٣٥٦ - مستدرك حاكم:١/١٩١) ② نماز کا وقت ہونے سے پہلے اذان صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر غلطی سے تھوڑا فرق ہو تو اذان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن وقفہ اگر بہت زیادہ ہو تو اذان دہرائی جائے اور پہلی کے متعلق اعلان کر دیا جائے کہ یہ غلطی سے ہوئی ہے۔ خیال رہے کہ نماز فجر کی اذان کے بارے میں کچھ اصحاب الحدیث کا میلان یہ ہے کہ یہ فجر کاذب میں کہی جائے تاکہ صبح صادق ہوتے ہی نماز کھڑی کی جا سکے اور وہ اندھیرے میں پڑھی جائے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے

٥٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٢١٤ عن وكيع به، وقال البيهقي: ١/ ٣٨٤ "وهذا مرسل".

فرمایا: ”تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے، بے شک وہ رات میں اذان کہتے ہیں تاکہ تمہارا قیام کرنے والا متنبہ ہو جائے اور سونے والا جاگ جائے۔“ (صحیح بخاری' الاذان' باب الاذان قبل الفجر' حدیث:٦٢١) اس کے قائل امام مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہ اللہ ہیں۔ (خطابی) مگر بخاری مسلم کی یہ روایت حقیقت کو نکھارتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو کھاؤ پیو' حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔ اور (یہ نابینا تھے) اور اس وقت تک اذان نہ کہتے تھے جب تک انہیں بتانہ دیا جاتا کہ صبح ہوگئی! صبح ہوگئی۔“ (صحیح بخاری' حدیث :٦١٧' صحیح مسلم' حدیث :٣٨٠' ٣٨١) مقصد یہ ہے کہ فجر طلوع ہونے ہی پر فجر کی اذان کہنا راجح ہے۔

(المعجم ٤١) - باب الْأَذَانِ لِلْأَعْمَى (التحفة ٤٢)

باب:٤١- نابینے شخص کا اذان کہنا

٥٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ سَالِمِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ. وَسَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائشةَ، أَنَّ ابنَ أُمِّ مَكتُومٍ كَانَ مُؤَذِّنًا لرسولِ الله ﷺ وَهُوَ أَعْمَى.

٥٣٥- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے مؤذن تھے اور نابینا تھے۔

فائدہ: نابینے شخص کا اذان دینا یا امامت کا اہل ہونے کی صورت میں امامت کرانا بالکل صحیح اور جائز ہے اور اذان کے بارے میں ظاہر ہے کہ کوئی دوسرا ہی اس کی رہنمائی کرے گا اور آج کل تو ایسی گھڑیاں بھی ایجاد ہو چکی ہیں جن سے ایسے لوگوں کو وقت معلوم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

(المعجم ٤٢) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ (التحفة ٤٣)

باب:٤٢- اذان کے بعد مسجد سے نکلنا

٥٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخبرَنَا سُفْيَانُ عن إِبراهِيمَ بنِ المُهَاجِرِ، عن أبي

٥٣٦- جناب ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں بیٹھے تھے

٥٣٥- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب جواز أذان الأعمى إذا كان معه بصير، ح: ٣٨١ عن محمد بن سلمة به.

٥٣٦- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ٦٥٥ من حديث إبراهيم بن المهاجر به.

الشَّعْثَاءِ قال: كُنَّا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي المَسْجِدِ، فَخَرَجَ رَجُلٌ حِينَ أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلْعَصْرِ، فقال أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبا الْقَاسِمِ ﷺ.

کہ مؤذن نے عصر کی اذان کہی تو اس کے بعد ایک شخص مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فائدہ: اذان ہو جانے کے بعد معقول شرعی وجہ کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي الْمُؤَذِّنِ يَنْتَظِرُ الْإِمَامَ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۳- مؤذن امام کا انتظار کرے

٥٣٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا شَبَابَةُ عن إِسْرَائِيلَ، عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ ثُمَّ يُمْهِلُ، فَإِذَا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ قَدْ خَرَجَ أَقَامَ الصَّلَاةَ.

۵۳۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر ذرا دیر رکتے، جب دیکھتے کہ نبی ﷺ تشریف لا رہے ہیں تو اقامت کہتے۔

فائدہ: اقامت کہنے کے لیے ضروری نہیں کہ پہلے امام اپنے مصلے پر کھڑا ہو تب ہی اقامت کہی جائے بلکہ اسے آتا دیکھ کر بھی تکبیر کہنا جائز ہے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي التَّثْوِيبِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۴- تثویب کا مسئلہ

٥٣٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حدثنا أَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ عن مُجَاهِدٍ قال: كُنْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ قال: اخْرُجْ بِنَا، فَإِنَّ هَذِهِ بِدْعَةٌ.

۵۳۸- جناب مجاہد کہتے ہیں کہ میں (ایک بار) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر یا عصر میں تثویب کی (یعنی اذان کے بعد دوبارہ اعلان کیا) تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہاں سے لے چلو، بیشک یہ بدعت ہے۔

٥٣٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوٰة؟، ح:٦٠٦ من طريق آخر عن سماك بن حرب به بألفاظ مختلفة نحو المعنى.

٥٣٨- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٢٤ من حديث أبي داود به، وعلقه الترمذي، ح:١٩٨، وللحديث طريق آخر عند عبدالرزاق، ح:١٨٣٢ وغيره.

توضیح: تثویب سے مراد ایک تو وہ کلمہ ہے جو فجر کی اذان میں کہا جاتا ہے یعنی [اَلصَّلوٰةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ] یہ حق اور مسنون ہے' مگر یہاں اس سے مراد وہ اعلانات وغیرہ ہیں جو اذان ہو جانے کے بعد لوگوں کو مسجد میں بلانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کچھ حیلہ بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اور کہیں تلاوتِ قرآن کی جاتی ہے اور کہیں صاف سیدھا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ جماعت میں اتنے منٹ باقی ہیں تو ایسی کوئی صورت بھی جائز نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ نماز کا وقت ہو جانے کے بعد بروقت نماز کے لیے حاضر ہوں۔ ہاں مسجد کی طرف راہ چلتے ہوئے کسی سوئے ہوئے کو جگانا یا غافل اور سست لوگوں کو متنبہ کر دینا کہ اُٹھو نماز کے لیے چلو، بلاشبہ جائز اور مطلوب ہے۔ یہ ممنوعہ تثویب میں شمار نہیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آخر میں نابینا ہو گئے تھے اس لیے انہوں نے اپنے قائد سے کہا کہ "مجھے یہاں سے لے چلو۔" ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت اور بدعتیوں سے انتہائی نفرت کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اتباع سنت کا شوق مثالی تھا۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ تُقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ يَنْتَظِرُونَهُ قُعُودًا (التحفة ٤٦)

باب: ۴۵- اگر اقامت کے بعد امام نہ پہنچا ہو تو مقتدی حضرات بیٹھ کر اس کا انتظار کریں (کھڑے نہ رہیں)

٥٣٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالا: حدثنا أَبَانٌ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي».

۵۳۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جب اقامت کہہ دی جائے تو جب تک مجھے (آتا) نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔"

قال أبو دَاوُدَ: هكَذَا رَوَاهُ أيُّوبُ وَحَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عن يَحْيَى. وَهِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ قال: كَتَبَ إلَيَّ يَحْيَى. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بنُ سَلَّام وَعَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى وقالا فيه: «حَتَّى

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ایوب اور حجاج الصواف نے یحیٰی سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ (یعنی صیغہ "عَنْ" کے ساتھ) اور ہشام دستوائی نے کہا: یحیٰی نے مجھے لکھا۔ اور اسے معاویہ بن سلّام اور علی بن مبارک نے یحیٰی سے روایت کیا۔ ان دونوں نے اس روایت میں کہا:

٥٣٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة؟، ح: ٦٣٧، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوٰة؟، ح: ٦٠٤ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

تَرَوْنِي وَعَلَيْكُم السَّكِينَةُ».

”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) جب تک کہ مجھے دیکھ نہ لو اور آرام و سکون اختیار کرو۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ بعض اوقات آپ ﷺ کی آمد سے قبل بھی اقامت کہہ دی جاتی تھی، جب کہ آپ کو پہلے جماعت کا وقت ہونے کی اطلاع دی جاتی تھی۔

٥٤٠- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا عِيسَى عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بإِسْنَادِهِ، مِثْلَهُ قال: «حَتَّى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ».

۵۴۰- یحیٰی نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔ کہا: ”(اس وقت تک کھڑے نہ ہو) حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو کہ میں گھر میں سے نکل آیا ہوں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ «قَدْ خَرَجْتُ» إِلَّا مَعْمَرٌ. وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن مَعْمَرٍ، لَمْ يَقُلْ فيه: «قَدْ خَرَجْتُ».

امام ابوداود ﷫ نے کہا کہ [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ صرف معمر نے روایت کیے ہیں۔ ابن عیینہ نے معمر سے روایت کیا تو اس میں [قَدْ خَرَجْتُ] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

٥٤١- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حدثنا الْوَلِيدُ قال: قال أَبُو عَمْرٍو؛ ح: وحدثنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حدثنا الْوَلِيدُ - وهذا لَفْظُهُ - عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ تُقَامُ لرسولِ الله ﷺ، فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَقَامَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ النَّبِيُّ ﷺ.

۵۴۱- حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کی اقامت کہی جاتی اور لوگ نبی ﷺ کے مصلے پر تشریف لانے سے پہلے ہی اپنی جگہیں لے چکے ہوتے تھے۔ (یعنی صفیں برابر کر چکے ہوتے تھے۔)

فائدہ: قاضی عیاض ﷫ کا بیان ہے کہ ایسا شاید ایک دو بار ہی ہوا ہے۔ غرض اس سے بیان جواز تھا یا کوئی اور عذر۔ اور غالباً پہلے ایسے ہی ہوتا ہوگا اور بعد میں کسی وقت آپ کے آنے میں دیر ہوگئی تو آپ نے فرمایا ہوگا: ”جب تک مجھے دیکھ نہ لو کھڑے نہ ہوا کرو۔“ (عون المعبود)

٥٤٠- تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٥٤١- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا قال الإمام: مكانكم حتى نرجع، انتظروه، ح: ٦٤٠ من حديث الأوزاعي، ومسلم، المساجد، باب: متى يقوم الناس للصلوة؟، ح: ٦٠٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر، ح: ٢٣٥.

٥٤٢- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُ الأَعْلَى عن حُمَيْدٍ قال: سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عن الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ، فحدَّثني عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَعَرَضَ لرسولِ الله ﷺ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

۵۴۲- جناب حُمید کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بُنانی سے پوچھا کہ کوئی آدمی اقامت ہو جانے کے بعد کسی سے کوئی بات کرے (تو کیسا ہے؟) تو انہوں نے مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنائی کہ (ایک بار) نماز کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی آ گیا اور اس نے آپ کو (کچھ دیر کے لیے) روکے رکھا، جبکہ اقامت کہی جا چکی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فاصلہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور مناسب بات کر لینا بھی جائز ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ انتہائی متواضع انسان تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ازحد دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

٥٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدِ ابنِ مَنْجُوفٍ السَّدُوسِيُّ: حدثنا عَوْنُ بنُ كَهْمَسٍ عن أَبِيهِ كَهْمَسٍ قال: قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ بِمِنًى وَالإِمَامُ لَمْ يَخْرُجْ، فَقَعَدَ بَعْضُنَا، فقال لِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ: مَا يُقْعِدُكَ؟ قُلْتُ: ابنُ بُرَيْدَةَ قال: هَذَا السُّمُودُ. فقال لِي الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَوْسَجَةَ عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ. قال: وقال: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الأُوَلَ، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى الله مِنْ

۵۴۳- کہمس کہتے ہیں کہ وادیٔ منیٰ میں ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور امام نہیں پہنچا تھا' تو ہم میں سے کچھ بیٹھ گئے۔ مجھ سے کوفہ کے ایک شیخ نے کہا: تم کیوں بیٹھ گئے ہو؟ میں نے کہا: ابن بریدہ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت (کھڑے منہ اُٹھائے دیکھنا) "سُمُود" ہے۔ (اور یہ کوئی اچھی بات نہیں) تو اس شیخ نے مجھ سے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن عوسجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم رسول ﷺ کے زمانے میں تکبیر تحریمہ کہے جانے سے پہلے لمبی دیر تک کھڑے رہا کرتے تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ پہلی صفوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں' اللہ عزوجل ان پر رحمت نازل کرتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں اس قدم

٥٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الكلام إذا أقيمت الصلوة، ح: ٦٤٣ من حديث عبدالأعلى به، وانظر، ح: ٥٤٤.

٥٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل الكوفة لم أعرفه وحديث: (٦٦٤) يغني عنه.

خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا».

سے بڑھ کر اور کوئی قدم محبوب نہیں جس سے وہ چل کر آ تا اور صف کو ملاتا ہے۔"

٥٤٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنسٍ قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ ورسولُ الله ﷺ نَجِيٌّ في جَانِبِ المَسْجِدِ، فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

۵۴۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب میں (کسی کے ساتھ) سرگوشی میں مشغول رہے اور آپ نماز کے لیے آئے تو لوگوں کو نیند آ رہی تھی۔

فائدہ: اس قدر طویل انتظار رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ تاہم اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تکبیر کے بعد امام کسی سے ضروری بات میں مشغول ہو جائے' تو ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ امام کا انتظار کیا جائے اور اس پر امام کو مطعون نہ کیا جائے۔

٥٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: أخبرنا أَبُو عاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ أبي النَّضْرِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ حِينَ تُقَامُ الصَّلَاةُ في المَسْجِدِ، إِذَا رَآهُمْ قَلِيلًا جَلَسَ لَمْ يُصَلِّ وَإِذَا رَآهُمْ جَمَاعَةً صَلَّى.

۵۴۵- سالم ابو النضر رحمہ اللہ (تابعی) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت کہے جانے کے بعد مسجد میں حاضرین کو کم محسوس کرتے تو بیٹھ جاتے اور نماز نہ پڑھاتے اور جب دیکھتے کہ جمع ہو گئے ہیں' تو نماز پڑھا دیتے۔

ملحوظہ: حدیث مرسل ہے یعنی تابعی (ابو النضر) بلا واسطہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے' کیونکہ صحیح روایات کی رُو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کا انتظار اذان کے بعد کرتے تھے' نہ کہ تکبیر کے بعد۔

٥٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ إِسْحَاقَ: أخبرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عن

۵۴۶- نافع بن جبیر' ابو مسعود زُرقی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

٥٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة، ح:٦٤٢، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، ح:٣٧٦ من حديث عبدالوارث بن سعيد به، وانظر، ح:٥٤٢.

٥٤٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠، والحديث الآتي شاهد له.

٥٤٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٠ * وابن جريج صرح بالسماع.

مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبي مَسْعُودٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ عَلَيهِ السَّلامُ مِثْلَ ذٰلِكَ.

(المعجم ٤٦) - **باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجَمَاعَةِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۶- جماعت چھوڑنے پر انکار شدید

٥٤٧- **حَدَّثنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زَائِدَةُ: حدثنا السَّائِبُ بنُ حُبَيْشٍ عن مَعْدَانَ بنِ أَبي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عن أَبي الدَّرْدَاءِ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ في قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ».

۵۴۷- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، فرماتے تھے: ”جس کسی گاؤں یا بستی میں تین فرد بھی ہوں اور ان میں نماز با جماعت کا اہتمام نہ ہو تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو۔ بھیڑیا ہمیشہ دور رہنے والی اکیلی بکری ہی کو کھاتا ہے۔“

قال زَائِدَةُ: قال السَّائِبُ: يَعْنِي بِالْجَمَاعَةِ الصَّلَاةَ في الْجَمَاعَةِ.

جناب زائدہ بیان کرتے ہیں کہ سائب نے کہا کہ ”جماعت“ سے مراد باجماعت نماز ہے۔

فائدہ: [عَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ] ”جماعت کو لازم پکڑو۔“ کی تاکید سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لیے ظاہری و باطنی فتنوں سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ ”نماز با جماعت“ کا اہتمام ہے۔ اس جملے کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ اجتماعیت کا التزام رکھو اور کوئی عقیدہ یا عمل ایسا اختیار نہ کرو جو جماعت صحابہ کے عقیدہ و عمل کے برعکس ہو۔ جماعت اور اجتماعیت میں عدد اور گنتی کی اہمیت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت صحیحہ پر ہے۔ اس کے اختیار کرنے ہی میں اجتماعیت ہے خواہ افراد کتنے ہی کم ہوں اور اس اصل کو چھوڑنے میں افتراق ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ دیکھیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اکیلے ہوتے ہوئے بھی ”اُمت“ قرار دیا گیا ہے: ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيفاً وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (النحل: ۱۲۰) ”بلاشبہ ابراہیم ایک امت تھے اللہ کے مطیع، یکسو اور وہ مشرکین میں سے نہ تھے۔“

٥٤٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ٨٤٨ من حديث زائدة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٨٦، وابن حبان، ح: ٤٢٥، والحاكم: ١/ ٢٤٦، ووافقه الذهبي.

٥٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بالنَّارِ».

۵۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ نماز کی اقامت کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز (کی جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“

٥٤٩- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا أَبُو المَلِيحِ: حدثني يَزِيدُ بنُ يَزِيدَ: حدثني يَزِيدُ بنُ الأَصَمِّ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَتِي فَيَجْمَعُوا حُزَمًا مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آتِيَ قَوْمًا يُصَلُّونَ في بُيُوتِهِمْ لَيْسَتْ بِهِمْ عِلَّةٌ فأُحَرِّقَهَا عَلَيْهِمْ». قُلْتُ لِيَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ: يَاأَبَا عَوْفٍ! الْجُمُعَةَ عَنَى أَوْ غَيْرَهَا؟ قال: صُمَّتَا أُذُنَايَ إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يأْثُرُهُ عن رسولِ الله ﷺ مَا ذَكَرَ جُمُعَةً ولا غَيْرَهَا.

۵۴۹- جناب یزید بن اصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کے گٹھے اکٹھے کریں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو اپنے گھروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، حالانکہ انہیں کوئی عذر نہیں ہے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (یزید بن یزید نے کہا) میں نے (اپنے شیخ) یزید بن اصم سے کہا: اے ابوعوف! اس سے آپ کی مراد جمعہ (کی نماز) تھی یا کچھ اور؟ انہوں نے کہا: میرے کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے ابوہریرہ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہ سنا ہو۔ انہوں نے جمعہ یا دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی کوئی تخصیص نہیں' جمعہ سمیت تمام نمازوں کی جماعت کا مسئلہ ہے۔)

٥٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها . . . الخ، ح:٦٥١ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب فضل صلوة العشاء في الجماعة، ح:٦٥٧ من حديث الأعمش به.

٥٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن الأصم به، وانظر الحديث السابق.

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ تو ایسے ہیں جو نماز کے لیے ''جماعت'' کے فرض عین ہونے کا اشارہ دیتے ہیں۔ اگر یہ عام سی سنت ہوتی تو اس کے ترک پر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگائے جانے کی شدید ترین وعید نہ سنائی جاتی۔ نماز باجماعت ائمہ امت عطاء، اوزاعی، احمد، ابوداود، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن حبان رحمہ اللہ کے نزدیک ''فرض عین'' ہے۔ داود ظاہری نے جماعت کو صحت صلاۃ کے لیے شرط کہا ہے۔ تمام طرح کے دلائل کی روشنی میں امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو ''بَابُ وُجُوبِ الْجَمَاعَةِ'' کے ذیل میں لائے ہیں' اور شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے اسے ''سنت مؤکدہ'' لکھا ہے۔ ② جب صرف جماعت چھوڑنے پر اس قدر سخت وعید ہے تو جو لوگ نماز ہی نہیں پڑھتے' وہ کتنی بڑی سزا کے مستحق ہوں گے۔ بلاشبہ ان کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ③ ملی اور اجتماعی امور میں رخنہ اندازی یا ان سے پیچھے رہنا بہت بڑا جرم ہے' جیسا کہ نبی ﷺ کے اس ارادے کے اظہار سے واضح ہے کہ ''میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔''

٥٥٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن المَسْعُودِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: حَافِظُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَإِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ شَرَعَ لِنَبِيِّهِ ﷺ سُنَنَ الْهُدَى وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ بَيِّنُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْكُم مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَلَهُ مَسْجِدٌ فِي بَيْتِهِ، وَلَوْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُم وَتَرَكْتُمْ مَسَاجِدَكُم تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم ﷺ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُم ﷺ لَكَفَرْتُمْ.

٥٥٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت اور پابندی اختیار کرو جہاں کہیں ان کے لیے اذان کہی جائے۔ کیونکہ نمازوں کی (باجماعت) پابندی ''سنن ہدیٰ'' میں سے ہے۔ (یعنی حق و ہدایت کی راہ ہے۔) اور اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لیے ہدایت کی سنتیں مشروع کی ہیں۔ اور میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ واضح اور کھلے منافق کے علاوہ کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا۔ اور میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے کہ ایک آدمی کو دو دو افراد سہارا دے کر لاتے تھے اور اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا اور تم ہو کہ ہر ایک نے اپنے گھر ہی میں مسجد بنا رکھی ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو اور مسجدوں کو چھوڑ دو' تو اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

فوائد و مسائل: ① جماعت سے پیچھے رہنا منافقین کی علامات میں سے بتایا گیا ہے اور یہ اس کے ''کبیرہ گناہ''

٥٥٠- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب صلوة الجماعة من سنن الهدى، ح: ٦٥٤ من حديث علي بن الأقمر به.

ہونے سے بھی بڑھ کر ہے۔ ② نبی ﷺ کی سنتوں سے اعراض کا نتیجہ بالآخر کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْه.

٥٥١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حدثنا جَرِيرٌ عن أَبي جَنَابٍ، عن مَغْرَاءَ الْعَبْدِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ». قَالُوا: وَمَا الْعُذْرُ؟ قال: «خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ، لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى».

٥٥١- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے مؤذن کو سنا اور اس کی اتباع کرنے میں (یعنی مسجد میں آنے سے) اسے کوئی عذر مانع نہ ہوا...... سننے والوں نے پوچھا...... عذر سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ’’کوئی خوف یا بیماری۔ تو ایسے آدمی کی نماز جو وہ پڑھے گا مقبول نہ ہوگی۔‘‘

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عن مَغْرَاءَ أَبُو إِسْحَاقَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: مغراء سے ابواسحاق نے روایت کیا ہے۔

٥٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَاصِمِ بنِ بَهْدَلَةَ، عن أَبي رَزِينٍ، عن ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ شَاسِعُ الدَّارِ وَلِيَ قَائِدٌ لا يُلاوِمُنِي، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ في بَيْتِي؟ قال: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ؟» قال: نَعَمْ: قال: «لا أَجِدُ لَكَ رُخْصَةً».

٥٥٢- حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نابینا آدمی ہوں، گھر دور ہے اور میرا قائد (ہاتھ پکڑ کر لانے والا) میری مدد نہیں کرتا، تو کیا میرے لیے رخصت ہے کہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ’’کیا اذان سنتے ہو؟‘‘ انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ’’میں تیرے لیے رخصت نہیں پاتا۔‘‘

٥٥٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبي

٥٥٣- حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم ؓ سے

٥٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * أبوجناب يحيى بن أبي حية الكلبي ضعيف مدلس، وحديث ابن ماجه، ح: ٧٩٣ يغني عنه.

٥٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب التغليظ في التخلف عن الجماعة، ح: ٧٩٢ من حديث عاصم به، وللحديث شواهد، أبورزين عن عمرو بن أم مكتوم مرسل، قاله ابن معين، وحديث مسلم، ح: ٦٥٣، وأحمد: ٣/ ٤٢٣ يغني عنه.

٥٥٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن، ح: ٨٥٢ عن هارون بن زيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٨، وللحديث طريق آخر عند أحمد: ٣/ ٤٢٣ صححه ابن خزيمة، ◀◀

الزَّرْقَاءِ: حدثنا أَبي: حدثنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَابِسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي لَيْلَى، عن ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قال: يَارسولَ الله! إنَّ المَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَحيَّ هَلًا».

روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیڑے اور درندے بہت زیادہ ہیں۔ (کیا میرے لیے رخصت ہے کہ گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''[حَيَّ على الصلاة] اور [حيَّ على الفلاح] (کی آواز) سنتے ہو تو ضرور آؤ۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا رَوَاهُ الْقَاسِمُ الْجَرْمِيُّ عن سُفْيَانَ، ليس في حَدِيثِهِ: «حَيَّ هَلًا».

امام ابوداود ؒ نے کہا: قاسم جرمی نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس کی روایت میں [حَيَّ هلاً] ''ضرور آؤ'' کے لفظ نہیں ہیں۔

فائدہ: یہ اور دیگر احادیث واضح دلیل ہیں کہ نماز باجماعت واجب ہے۔ سب جانتے ہیں کہ خوف کے موقع پر بھی صلاۃ خوف باجماعت ہی مشروع ہے۔ اور اصحاب اعذار کے لیے دلائل سے ثابت ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت ضرور ہے مگر اس فضیلت سے محروم رہیں گے۔ شاہ ولی اللہ ؒ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ کو رخصت نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ شاید ان کا سوال ''عزیمت'' کے متعلق تھا جبکہ نبی ؑ نے حضرت عتبان بن مالک ؓ کے گھر میں جا کر ان کی جائے نماز کا افتتاح فرمایا تھا اور مذکورہ بالا حدیث حضرت ابن عباس ؓ میں بھی شرعی عذر خوف یا مرض کا استثنا موجود ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: في فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۷- باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت

٥٥٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبي بَصِيرٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: صَلَّى

۵۵۴- حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا:

◄◄ ح: ١٤٧٩، والحاكم: ١/ ٢٤٧، ووافقه الذهبي.

٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٠ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٧، وابن حبان، ح: ٤٢٩، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٩٠، والنسائي، ح: ٨٤٤ من حديث أبي إسحاق عن عبدالله بن أبي بصير عن أبيه عن أبي بن كعب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٧٦، وابن حبان، ح: ٤٣٠، وللحديث شواهد كثيرة.

بِنَا رسولُ الله ﷺ يَوْمًا الصُّبْحَ فقال: «أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟» قالُوا: لَا. قال: «أَشَاهِدٌ فُلَانٌ؟» قالُوا: لا. قال: «إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ أَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِيهِما لأَتَيْتُمُوهُما وَلَوْحَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ، وَإِنَّ الصَّفَّ الأَوَّلَ عَلَى مِثْلِ صَفِّ المَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِيلَتُهُ لَابْتَدَرْتُمُوهُ، وَإِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَحْدَهُ، وَصَلَاتَهُ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ، وَمَا كَثُرَ فَهُوَ أَحَبُّ إِلَى الله عَزَّوَجَلَّ».

نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا فلاں حاضر ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ دو نمازیں منافقوں پر سب نمازوں سے بھاری ہیں (یعنی عشاء اور فجر) اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان میں کیا کچھ اجر وثواب ہے تو تم ان میں ضرور آ ؤ، اگر چہ گھٹنوں کے بل ہی آنا پڑے۔ اور پہلی صف (اجر وثواب میں) فرشتوں کی صف کی مانند ہے۔ اگر تمہیں اس کی فضیلت معلوم ہو تو اس کے لیے ضرور سبقت کرو۔ انسان کی نماز ایک آدمی کے ساتھ زیادہ اجر وثواب والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ اکیلا پڑھے۔ اور اس کی نماز دو آدمیوں کے ساتھ زیادہ فضیلت والی ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر پڑھے۔ جس قدر اہل جماعت کی تعداد زیادہ ہوگی وہ زیادہ پاکیزہ اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① تربیت اور تذکیر کے لیے نمازیوں کی حاضری لگائی جاسکتی ہے۔ ② انسانی کمزوری ہے کہ وہ دنیاوی اور فوری فوائد کے لیے ہر طرح کی مشقت برداشت کر لیتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی نظر آخرت پر رکھے۔ نوخیز بچوں کو ترغیب وتشویق کی خاطر اگر انعامات دیے جائیں تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں دعوت وغیرہ کا اہتمام لوگوں کی رغبت کو بڑھا سکتا ہے۔ ③ بڑی مسجد میں حاضرین کی کثرت کے لحاظ سے اگر چہ ثواب زیادہ ہے لیکن اگر قریبی مسجد کو آباد کرنے کی نیت سے ترجیح دی جائے تو ان شاء اللہ اس میں بھی بہت فضیلت ہوگی۔

٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبي سَهْلٍ يَعْني عُثْمانَ بنَ حَكِيمٍ، حدثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبي عَمْرَةَ، عن عُثْمانَ

۵۵۵- سیدنا عثمان بن عفان ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو یہ آدھی رات کے قیام کی طرح ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نمازیں باجماعت پڑھیں تو یہ پوری رات کے

٥٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلوة العشاء والصبح في جماعة، ح: ٦٥٦ من حديث سفيان الثوري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ١/ ٦٨ .

ابْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ كَقِيَامِ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كانَ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ».

قیام کی طرح ہے۔"

فائدہ: اور جو شخص یہ نمازیں باجماعت پڑھنے کے بعد رات کو قیام بھی کرے تو اس کا مقام بہت ہی اونچا ہوگا۔ وَفَّقَنَا اللهُ.

(المعجم ٤٨) - باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۸- نماز کیلئے پیدل چل کر جانے کی فضیلت

٥٥٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مِهْرَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الأَبْعَدُ فَالأَبْعَدُ مِنَ المَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا».

٥٥٦- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا حق دار ہوتا ہے۔''

فائدہ: جو شخص جس قدر زیادہ قدم چل کر جائے گا اور مشقت برداشت کرے گا اس کو اسی قدر ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

٥٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ: أَنَّ أَبَا عُثْمَانَ رَضِيَ الله عَنْهُ حَدَّثَهُ عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ لا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ يُصَلِّي الْقِبْلَةَ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ أَبْعَدَ مَنْزِلًا مِنَ المَسْجِدِ مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ، وكَانَ لا

٥٥٧- حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا، جہاں تک میں جانتا ہوں، اہل مدینہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں اس کا گھر سب سے دور تھا اور مسجد میں کوئی نماز بھی اس سے نہ چوکتی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں، گرمی اور اندھیرے میں اس پر سوار ہوں (تو سہولت رہے۔) اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا گھر مسجد کے

٥٥٦- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب الأبعد فالأبعد من المسجد أعظم أجرًا، ح: ٧٨٢ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ١/٢٠٨، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٣٢، ح: ٤٩٨، ٤٩٩، وهو في المسند للإمام أحمد: ١/ ٦٨، وله شاهد في صحيح مسلم: ٦٦٢.

٥٥٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ٦٦٣ من حديث سليمان التيمي به.

تُخْطِئُهُ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُلْتُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلْمَةِ، فَقَال: مَا أُحِبُّ أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَسَأَلَهُ عن ذَلِكَ، فقال: أَرَدْتُ يَارسولَ الله! أَنْ يُكْتَبَ لِي إِقْبَالِي إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِلَى أَهْلِي إِذَا رَجَعْتُ. فقال: «أَعْطَاكَ الله ذَلِكَ كلَّهُ، أَنْطَاكَ الله مَا احْتَسَبْتَ كلَّهُ أَجْمَعَ».

قریب ہو۔اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نیت یہ ہے کہ میرا مسجد میں آنا اور یہاں سے گھر واپس جانا سب ہی لکھا جائے۔تو آپ نے فرمایا: ’’اللہ نے تمہیں یہ سب عطا فرما دیا۔جس اجر وثواب کی تو نے امید کی ہے اللہ نے وہ سب عنایت فرما دیا۔‘‘

٥٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ ابنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لا يُنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلَاةٍ لا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّينَ».

۵۵۸-حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لیے نکلتا ہے تو اس کا اجر وثواب ایسے ہے جیسے کہ حاجی احرام باندھے ہوئے آئے اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور اس مشقت یا اُٹھ کھڑے ہونے کی غرض صرف یہی نماز ہو تو ایسے آدمی کا ثواب عمرہ کرنے والے کی مانند ہے۔اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کہ ان دونوں کے درمیان کوئی لغو نہ ہو۔ علیین میں اندراج کا باعث ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے اور مسجد میں بھی جائز ہے۔ویسے الفاظ حدیث میں نماز چاشت کے لیے مسجد میں جانے کی صراحت نہیں بلکہ صرف نماز کے لیے اُٹھنے یا جانے کا بیان ہے۔② [عِلِّيِّيْن] اس دیوان کا نام ہے جس میں ابرار کے اعمال درج کیے جاتے ہیں۔

٥٥٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو

۵۵۹-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں

٥٥٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٨ من حديث يحيى بن الحارث به.

٥٥٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في مسجد السوق، ح: ٤٧٧ عن مسدد به، ومسلم، المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة وانتظار الصلوة... الخ، ح: ٦٤٩ من حديث أبي معاوية الضرير به.

مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، وَذَلِكَ بِأَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ وَلا يَنْهَزُهُ - يَعْنِي - إِلَّا الصَّلَاةُ، - ثُمَّ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةٌ حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتِ الصَّلَاةُ هِيَ تَحْبِسُهُ، وَالمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُم مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّىٰ فِيهِ، يقولُونَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فيه أَوْ يُحْدِثْ فيه».

نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”باجماعت نماز گھر یا بازار میں اکیلے نماز (پڑھنے) کی بہ نسبت پچیس درجے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ یوں کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور کامل اور اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں آئے اور اس کی نیت صرف نماز ہی ہو اور نماز ہی نے اسے اُٹھایا ہو تو وہ جو قدم بھی اُٹھائے گا اس سے اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک غلطی معاف ہوگی حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور جب مسجد میں داخل ہو جائے تو وہ نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک کہ نماز اسے روکے رکھے۔ اور جب تک کوئی اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں: ”اے اللہ! اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔“ اور ان کی یہ دعا (اس وقت تک) جاری رہتی ہے جب تک کہ وہ وہاں کسی کو ایذا نہ دے یا بے وضو نہ ہو جائے۔“

٥٦٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ: حدثنا أَبو مُعَاوِيَةَ عن هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الصَّلَاةُ في جَمَاعَةٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً، فَإِذَا صَلَّاهَا فِي فَلَاةٍ فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا بَلَغَتْ خَمْسِينَ صَلَاةً».

٥٦٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔ اور جب کوئی شخص بیابان میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے رکوع اور سجود کو کامل کرتا ہے تو اس کا ثواب پچاس نمازوں تک پہنچ جاتا ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: قال عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عبدالواحد بن زیاد نے

٥٦٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المساجد، باب فضل الصلوة في جماعة، ح:٧٨٨ من حديث أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، ح:٤٣١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٠٨، ووافقه الذهبي.

زِيَادٍ في هذا الحديثِ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْفَلَاةِ تُضَاعَفُ عَلَىٰ صَلَاتِهِ فِي الْجَمَاعَةِ» وَسَاقَ الحديثَ.

اس حدیث میں کہا: ''بیابان میں نماز (شہر اور آبادی کے اندر) جماعت کی نماز سے دوگنا ہوتی ہے۔'' اور (عبدالواحد نے مکمل) حدیث بیان کی۔

ملحوظہ: یعنی بیابان میں نماز کی فضیلت دوچند ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیابان میں انسان اکیلا ہوتے ہوئے بھی اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو وہ جماعت ہے۔

(المعجم ٤٩) - باب مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ فِي الظُّلَمِ (التحفة ٥٠)

باب:۴۹- اندھیرے میں نماز کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

٥٦١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَبُو سُلَيْمَانَ الْكَحَّالُ عن عَبْدِ الله بنِ أَوْسٍ، عن بُرَيْدَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۶۱- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''خوشخبری دو، قیامت کے روز کامل نور کی، ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل چل کے آتے ہیں۔''

فائدہ: اس میں آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا﴾ (تحریم:۸) ''ان کا نور ان کے آگے اور دائیں دوڑتا ہوگا۔ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔''

(المعجم ٥٠) - باب مَا جَاءَ فِي الْهَدْيِ فِي الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٥١)

باب:۵۰- نماز کے لیے جانے کا ادب

٥٦٢ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُمْ

۵۶۲- جناب ابوثمامہ حناط بیان کرتے ہیں کہ انہیں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے جبکہ وہ مسجد کو جا رہے

٥٦١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في فضل العشاء والفجر في الجماعة، ح: ٢٢٣ من حديث إسماعيل الكحال به، وقال: "غريب"، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ماجه، ح: ٧٨٠، وابن خزيمة، ح: ١٤٩٩ وغيرهما.

٥٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤١ من حديث داود بن قيس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٤١، وابن حبان، ح: ٣١٦، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٣٨٦ وغيره.

عن دَاوُدَ بنِ قَيْسٍ: حدثني سَعْدُ بنُ إِسْحَاقَ: حدثني أَبُو ثُمَامَةَ الْحَنَّاطُ أَنَّ كَعْبَ ابنَ عُجْرَةَ أَدْرَكَهُ وَهُوَ يُرِيدُ المَسْجِدَ، أَدْرَكَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، قال: فَوَجَدَنِي وَأَنَا مُشَبِّكٌ بِيَدَيَّ، فَنَهَانِي عن ذَلِكَ وقال: إِنَّ رَسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى المَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ في صَلَاةٍ».

تھے۔ دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو پایا۔ کہتے ہیں کہ حضرت کعب نے مجھے پایا کہ میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں دیے ہوئے تھا، تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کا قصد کرے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ہرگز نہ دے۔ کیونکہ وہ نماز میں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① امام بخاری ؒ نے صحیح بخاری کی کتاب الصلاۃ ''باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره'' میں احادیث پیش کی ہیں جن سے اس عمل کی رخصت ثابت ہوتی ہے اور مذکورہ بالا حدیث بھی صحیح ہے (شیخ البانی ؒ) ان میں جمع و تطبیق یہ ہے کہ اثنائے نماز یا نماز کی طرف جاتے ہوئے خاص طور پر یہ عمل منع ہے اور نہی تنزیہی ہے۔ اس کے علاوہ میں نہیں۔ ② مسجد کو آتے ہوئے انگلیوں کو ایک دوسری میں دینا، انہیں چٹخانا یا اس طرح کے دوسرے لایعنی عمل مثلاً دوڑنا، ادھر ادھر تاک جھانک، فضول گفتگو اور قہقہے لگانا وغیرہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کیونکہ آدمی حکماً نماز میں ہوتا ہے۔

٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ مُعَاذِ بنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ عن يَعْلَى ابنِ عَطَاءٍ، عن مَعْبَدِ بنِ هُرْمُزَ، عن سَعِيدِ ابنِ المُسَيَّبِ قال: حَضَرَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ المَوْتُ فقالَ: إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا مَا أُحَدِّثُكُمُوهُ إِلَّا احْتِسَابًا، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُم فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، لَمْ يَرْفَعْ قَدَمَهُ الْيُمْنَى إِلَّا كَتَبَ

٥٦٣- جناب سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی موت کا وقت آ گیا تو اس نے کہا: میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں اور محض اجر کے لیے سناتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر نماز کے لیے نکلتا ہے تو جب وہ اپنا دایاں قدم اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور وہ بایاں قدم نہیں ٹکاتا کہ اللہ عزوجل اس کی ایک غلطی معاف کر دیتا ہے۔ تو جو چاہے (مسجد کے) قریب رہے یا

٥٦٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٦٩ من حديث أبي داود به، ووقع في سنده وهم مطبعي، والحديث الآتي شاهد له.

الله عَزَّوَجَلَّ لَهُ حَسَنَةً، وَلَمْ يَضَعْ قَدَمَهُ الْيُسْرَى إِلَّا حَطَّ الله عَزَّوَجَلَّ عَنْهُ سَيِّئَةً، فَلْيُقَرِّبْ أَحَدُكُم أَوْ لِيُبَعِّدْ، فإِنْ أَتى المَسْجِدَ فَصَلَّى في جَمَاعَةٍ غُفِرَ لَهُ فإِنْ أَتى المَسْجِدَ وَقَدْ صلَّوا بَعْضًا وَبَقِيَ بَعْضٌ صَلَّى ما أَدْرَكَ وَأَتَمَّ مَا بَقِيَ، كَانَ كَذَلِكَ، فَإِنْ أَتَى المَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّوْا فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ، كَانَ كَذَلِكَ».

بعید۔(تمہاری مرضی ہے۔)اگر وہ مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ کچھ نماز پڑھ چکے تھے اور کچھ باقی تھی تو جو اسے مل گئی اس نے ان کے ساتھ پڑھی اور باقی کو پورا کر لیا تو ایسے ہی ہوگا۔(یعنی اس کی بھی مغفرت ہوگی۔)اور اگر وہ مسجد میں آیا اور لوگ نماز پڑھ چکے تھے پھر اس نے (اکیلے ہی) نماز پوری کی تو بھی ایسے ہی ہوگا۔(یعنی بخشا جائے گا۔")

فائدہ: اس انداز کی کئی احادیث ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اپنے آخری اوقات میں بیان فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ کہیں ہمیں علم چھپانے کا گناہ نہ ہو۔ دراصل ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ اور اعمال خیر پر انتہائی اجر عظیم کا ذکر آیا ہے، جس سے عام لوگوں کے لیے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ چند ایک بار کے عمل پر تکیہ کر بیٹھیں گے اور پھر بے عمل ہو جائیں گے۔ اس لیے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو کھلے عام بیان نہیں فرمایا بلکہ اپنے آخری اوقات میں کتمانِ علم (علم چھپانے) کے گناہ کے خوف سے بیان کیا' لہٰذا علماء اور وعاظ کو بھی ایسی احادیث خاص علمی حلقات اور دانا لوگوں کی مجالس ہی میں بیان کرنی چاہییں۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي مَنْ خَرَجَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَسُبِقَ بِهَا (التحفة ٥٢)

باب:۵۱- جو شخص نماز کی غرض سے آیا مگر دیکھا کہ نماز ہو چکی ہے؟

٥٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ طَحْلَاءَ عن مُحْصِنِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَوْفِ بنِ الْحَارِث، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا، أَعْطَاهُ الله عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ

۵۶۴- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا (یعنی سنت کے مطابق کامل وضو) پھر (مسجد کی طرف) گیا مگر لوگوں کو پایا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں تو اللہ عزوجل ایسے بندے کو بھی اتنا ہی اجر عنایت فرماتا ہے جتنا کہ اس کو جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی ہو۔ اور یہ ان کے اجروں میں کسی کمی کا باعث نہیں ہوتا۔"

٥٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حد إدراك الجماعة، ح:٨٥٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٠٨، ٢٠٩، ووافقه الذهبي.

صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا، لا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا».

فائدہ: یہ فضل عظیم اس شخص کی حسن نیت اور جہد کامل کی بنا پر ہوتا ہے۔

(المعجم ٥٢) - **باب مَا جَاءَ فِي خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ** (التحفة ٥٣)

باب:٥٢-عورتوں کا مساجد میں جانا

٥٦٥- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَالَ: «لا تَمْنَعُوا إِمَاءَ الله مَسَاجِدَ الله وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ».

٥٦٥-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو' لیکن انہیں چاہیے کہ زیب وزینت کے بغیر نکلیں۔'' (یعنی سادہ کیفیت میں آئیں۔)

فائدہ: یہ عمل عورتوں کے اپنے شوق پر مبنی ہے۔ اگر وہ اجازت لے کر مسجد میں آنا چاہیں تو روکا نہ جائے' صحابیات آیا کرتی تھیں' لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ باپردہ اور سادہ لباس میں آئیں۔ تاہم افضل یہی ہے کہ عورتیں گھر میں باپردہ ہو کر نماز پڑھیں۔ جیسا کہ آئندہ کی مزید احادیث سے واضح ہے۔

٥٦٦- **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَمْنَعُوا إِمَاءَ الله مَساجِدَ الله».

٥٦٦-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو۔''

٥٦٧- **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا الْعَوَّامُ بنُ

٥٦٧-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی عورتوں کو

٥٦٥- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٨ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧٩، وابن حبان، ح: ٣٢٧، ورواه سلمة بن صفوان الزرقي عن أبي سلمة به عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٧٩.

٥٦٦- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: ١٣، ح: ٩٠٠، ومسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد . . . الخ، ح: ٤٤٢ من حديث نافع به.

٥٦٧- **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٦ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٨٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٣/ ١٣١ وغيره.

حَوْشَبٍ: حدثني حَبِيبُ بنُ أَبي ثَابِتٍ عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ المَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ».

مساجد سے مت روکو' مگر ان کے گھر ان کیلئے بہتر ہیں۔"

٥٦٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ قال: قال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: قال النَّبيُّ ﷺ: «ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ»، فقال ابْنٌ لَهُ: وَالله! لا. نَأْذَنُ لَهُنَّ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا، وَالله! لا نَأْذَنُ لَهُنَّ. قال: فَسَبَّهُ وَغَضِبَ، وقال: أَقُولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «ائْذَنُوا لَهُنَّ»، وَتَقُولُ: لا نَأْذَنُ لَهُنَّ.

٥٦٨- جناب مجاہد نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کو رات کے وقت مساجد میں جانے کی خاطر اجازت دے دیا کرو۔" اس پر ان کے ایک صاحبزادے نے ان سے کہا: قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اسے (باہر نکلنے کا) ایک بہانہ بنالیں گی۔ قسم اللہ کی! ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے اسے بہت سخت سست کہا اور ناراض ہو گئے۔ کہا کہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "ان کو اجازت دو۔" اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں اجازت نہیں دیں گے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں اپنی سوچ اور فہم واستدلال کو اہمیت دے۔ اس پر اصرار میں کفر کا اندیشہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الاحزاب:٣٦) "کسی بھی مومن مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار رہے۔" افسوس ہے ایسے مسلمان کہلانے والوں پر جو اپنے ذوق ومزاج، عادات، رسم ورواج اور اپنے امام کے قول پر ایسے سخت ہوتے ہیں کہ آیات قرآنیہ کی تاویل اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں' حالانکہ ائمہ عظام کی اپنی سیرتیں اور ان کے اقوال اس معاملے میں انتہائی صاف اور بے میل ہیں۔ بطور مثال امام ابو حنیفہ کا قول ہے: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (حاشيه ابن عابدين:٦٨/١) "صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔" [لَايَحِلُّ لَاحَدٍ أَنْ يَّأْخُذَ بِقَولِنَا مَالَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ

٥٦٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة . . . الخ، ح: ٤٤٢ من حديث أبي معاوية به، وعلقه البخاري، ح: ٨٦٥ من حديث شعبة عن الأعمش عن مجاهد به.

أَخَذْنَاهُ] (الانتقاء فی فضائل الثلاثة الائمة من الفقهاء، لابن عبد البر) ''کسی کو روا نہیں کہ ہمارا قول اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہم نے اسے کہاں سے لیا ہے۔'' ایک قول کے الفاظ یوں ہیں: [حَرَامٌ عَلٰى مَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُفْتِيَ بِكَلَامِي] ''جس شخص کو میری دلیل معلوم نہ ہو، اسے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے۔'' ایسے ہی دیگر ائمہ کرام کے اقوال بھی اس مفہوم میں ثابت ہیں۔ (رحمهم الله تعالىٰ) ② ان احادیث کی رُو سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے کی اجازت ہے' مگر شرط یہ ہے کہ باپردہ ہوں، خوشبو اور دیگر زیب وزینت سے مبرا ہوں مگر اللہ تعالیٰ اصلاح حال فرمائے صورت حال واقعتاً بہت خطرناک ہے۔ ③ ان احادیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو حج یا عمرہ کے سفر سے نہیں روک سکتا کیونکہ یہ سفر [مسجدِ حرام] کی طرف ہوتا ہے اور یہ تمام مساجد سے افضل ہے اور حج وعمرہ شرعی فرائض میں سے ہیں۔ اس لیے استطاعت کی صورت میں خاوند کو بیوی کا یہ جائز اور شرعی مطالبہ اولین فرصت میں پورا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥٣) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٥٤)

باب: ٥٣- اس مسئلے میں تشدید کا بیان

٥٦٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالت: لَوْ أَدْرَكَ رسولُ الله ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كما مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ. قال يَحْيَى: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَمُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ قالت: نَعَمْ.

٥٦٩- عَمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے انہوں نے بتلایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ لیتے جو عورتوں نے اپنائی ہے تو انہیں مسجدوں میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ سے کہا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو اس سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: اگرچہ حقیقت واقعہ ہمارے اس دور میں از حد ناگفتہ بہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور اللہ کی شریعت ہی راجح ہے۔ اگر عورتوں کو ان کی غلط کیشیوں کی بنا پر مسجدوں سے روکنا جائز ہو تو بازار یا دیگر مقامات سے روکنا اور زیادہ اولیٰ ہوگا۔ مگر صحیح یہی ہے کہ باپردہ ہو کر نکلیں، خوشبو نہ لگائی ہو، چلتے ہوئے پاؤں نہ پٹکیں اور آواز دار زیور نہ پہنے ہوں وغیرہ۔

٥٦٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، ح: ٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٨ (والقعنبي، ص: ١١٥، ١١٦)، ورواه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد . . . الخ، ح: ٤٤٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

٥٧٠- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: أَنَّ عَمْرَو ابنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ قال: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن مُوَرِّقٍ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «صَلَاةُ المَرْأَةِ في بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا في حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا في مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا في بَيْتِهَا».

٥٧٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت کی نماز اس کے اپنے گھر میں صحن کی بجائے کمرے کے اندر زیادہ افضل ہے' بلکہ کمرے کی بجائے (اندرونی) کوٹھڑی میں اور زیادہ افضل ہے۔''

فائدہ: غرض یہ ہے کہ عورت جس قدر ہو سکے' پردے کا اہتمام کرے۔

٥٧١- حَدَّثَنا أَبو مَعْمَرٍ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ». قال نافِعٌ: فلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ ابنُ عُمَرَ حَتَّى مَاتَ.

٥٧١- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہم یہ دروازہ عورتوں کے لیے چھوڑ دیں (انھی کے لیے مخصوص کر دیں تو بہت بہتر ہو۔)'' نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مرتے دم تک اس دروازے سے مسجد میں نہیں آئے۔

قال أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: قال عُمَرُ: وهذَا أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے' انہوں نے نافع سے روایت کیا ہے' لیکن انہوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: چاہیے کہ مساجد میں ایسا اہتمام ہو کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔ (یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے:۴۶۲)

(المعجم ٥٤) - باب السَّعْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۴-نماز کے لیے دوڑ کر آنا

٥٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح:١٦٨٨ من حديث عمرو بن عاصم به، وصححه ابن حبان، ح:٣٢٩، ٣٣٠، والحاكم:١/٢٠٩، ووافقه الذهبي، وأصله عند الترمذي، ح:١١٧٣، وقال: "حسن صحيح غريب" * قتادة مدلس وعنعن، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

٥٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:٤٦٢.

٥٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا عَنْبَسَةُ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ، وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا».

٥٧٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: ''جب نماز کی اقامت ہو جائے تو تم اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ چلتے ہوئے آؤ اور اطمینان وسکون اختیار کرو۔ تو جو مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے مکمل کر لو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وكذَا قال الزُّبَيْدِيُّ وابنُ أَبي ذِئْبٍ وَإِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ وَشُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ: عن الزُّهْرِيِّ «وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا» وقال ابنُ عُيَيْنَةَ: عن الزُّهْرِيِّ وَحْدَهُ «فَاقْضُوا» وقال مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ، وَجَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ «فأَتِمُّوا» وَابنُ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَنَسٌ عن النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قالُوا: «فَأَتِمُّوا».

امام ابوداود نے کہا: زبیدی، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد' معمر اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری سے [وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] ''جو تم سے رہ جائے اسے مکمل کر لو'' کے لفظ روایت کیے ہیں مگر اکیلے ابن عیینہ نے زہری سے [فَاقْضُوْا] ''قضا دو'' بیان کیا ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور جعفر بن ربیعہ نے اعرج سے' انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [فَأَتِمُّوْا] روایت کیا ہے اور ابن مسعود' ابوقتادہ اور انس رضی اللہ عنہم سبھی نے نبی ﷺ سے [فَأَتِمُّوْا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① لفظ [فَأَتِمُّوْا] ''مکمل کرو۔'' سے استدلال یہ ہے کہ مسبوق (جسے پوری جماعت نہ ملی ہو) جہاں سے اپنی نماز شروع کرتا ہے وہ اس کی ابتدا ہوتی ہے اور بعد از جماعت کی نماز اس کا آخر۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے دلائل دیے ہیں کہ اکثر رواۃ [فَأَتِمُّوْا] کا لفظ بیان کرتے ہیں مگر کچھ حضرات کہتے ہیں کہ [فَاقْضُوا] ''قضا دو۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ مسبوق امام کے ساتھ جو پڑھتا ہے وہ اس کی نماز کا آخری حصہ ہوتا ہے جیسے کہ امام کی نماز کا' لہٰذا اُٹھ

٥٧٢- **تخريج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يسعى إلى الصلٰوة وليأتها بالسكينة والوقار، ح:٦٣٦، ومسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلٰوة بوقار وسكينة، والنهي عن إتيانها سعيًا، ح:٦٠٢ من حديث ابن شهاب الزهري به باختلاف يسير.

کر اسے فوت شدہ نماز کی قضا کی نیت کرنی چاہیے۔لیکن یہ لفظ شاذ ہے جیسا کہ اس کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ کی صراحت آگے آ رہی ہے۔اس لیے راجح یہ ہے کہ جہاں سے شروع کرے گا وہ اس کی ابتدا ہی ہوگی اور لفظ [فَاقْضُوْا] میں قضا ہمیشہ فوت شدہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ ''ادا کرنے اور پورا کرنے'' کے معنی میں بھی آتا ہے۔ مثلا ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ......﴾ ''جب نماز پوری ہو جائے......'' اور ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ......﴾ ''جب تم اپنے مناسک حج پورے کرلو......'' اس طرح [فَأَتِمُّوْا] اور [فَاقْضُوْا] میں تعارض نہیں رہتا۔(عون المعبود) ② سورۂ جمعہ کی آیت کریمہ میں بظاہر اللہ کے ذکر کی طرف ''دوڑ کر'' آنے کا حکم ہے: ﴿إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ اور حدیث مذکورہ بالا میں سَعْی (دوڑنا) منع ہے تو اس میں تعارض کا حل یہ ہے کہ دراصل آیت کریمہ میں حکم یہ ہے کہ اپنے مشاغل دنیوی یا غفلت اور کسل مندی و سستی کو ترک کر کے جمعہ کے لیے جلدی کرو۔گویا آیت میں سَعْی (دوڑ کر آنے) کا مطلب فوراً دنیوی مشاغل ترک کر کے مسجد میں پہنچنا ہے۔اور حدیث میں مسجد کی طرف آنے کا ادب بتایا گیا ہے کہ ''دوڑنے'' کی بجائے ''باوقار چال'' سے چل کر آؤ۔

٥٧٣- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إِبراهِيمَ قال: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «ائْتُوا الصَّلَاةَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَصَلُّوا مَا أَدْرَكْتُمْ وَاقْضُوا مَا سَبَقَكُمْ».

٥٧٣- ابو سلمۂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''نماز کے لیے آؤ تو اطمینان وسکون سے آؤ۔جو پالو پڑھ لو اور جو پڑھی جا چکی ہو اس کی قضا دو۔'' (یعنی پورا کرلو۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال ابنُ سِيرِينَ: عن أَبي هُرَيْرَةَ «وَلْيَقْضِ»، وكَذَا قال أَبُو رَافِعٍ: عن أَبي هُرَيْرَةَ. وَأَبُو ذَرٍّ رُوِيَ عَنْهُ «فأَتِمُّوا» «وَاقْضُوا» وَاخْتُلِفَ فيه.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسی طرح ابن سیرین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے [وَلْيَقْضِ] روایت کیا ہے۔ ایسے ہی ابورافع نے بھی (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے) روایت کیا ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے [فَأَتِمُّوْا اور اقْضُوْا] مروی ہے۔اور اس میں اختلاف کیا گیا ہے۔(یعنی بعض ان سے ''أَتِمُّو'' کا لفظ بیان کرتے ہیں اور بعض ''اِقْضُوا'' کا۔)

٥٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٢ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٠٥، ١٧٧٢.

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِي الْجَمْعِ فِي الْمَسْجِدِ مَرَّتَيْنِ** (التحفة ٥٦)

باب:٥٥- مسجد میں دوبار جماعت کا ہونا

٥٧٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ عن سُلَيْمَانَ الأَسْوَدِ، عن أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي وَحْدَهُ، فقال: «أَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى هَذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ».

۵۷۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا' ایک آدمی اکیلے ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی آدمی اس پر صدقہ نہیں کرسکتا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے؟''

فوائد و مسائل: ① جامع ترمذی میں درج ذیل حدیث کا عنوان ہے: بَابُ مَاجَاءَ فِي الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ مَرَّةً ''جس مسجد میں ایک بار (باجماعت) نماز ہو چکی ہو اس میں جماعت کا بیان۔'' صحابہ و تابعین کے علاوہ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ اس کے قائل ہیں۔ مگر کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ دیر سے آنے والے اپنی نماز اکیلے ہی پڑھیں۔ مثلاً امام سفیان' ابن مبارک' امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ غالباً ان کی نظر اس پہلو پر ہے کہ لوگوں میں پہلی جماعت کی اہمیت قائم رہے اور وہ اس سے غافل نہ ہوں۔ بہرحال درج ذیل صحیح حدیث سے دوسری جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ② چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔ (ابن ابی شیبہ۔ بحوالہ نیل الاوطار: ۱۷۱/۳) ③ اکیلے نماز پڑھنے والے کو اپنا امام بنالینا جائز ہے اگرچہ دوسرے نے اپنی نماز پڑھ لی ہو اور پہلے نے شروع میں امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔

(المعجم ٥٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ صَلَّى فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الْجَمَاعَةَ يُصَلِّي مَعَهُمْ** (التحفة ٥٧)

باب:٥٦- جو شخص اپنی منزل میں نماز پڑھ کر آیا ہو پھر جماعت کو پائے تو ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھے

٥٧٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا

۵۷۵- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد

٥٧٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الجماعة في مسجد قد صلى فيه مرة، ح: ٢٢٠ من حديث سليمان بن الأسود الناجي به، وقال: "حسن" وزاد: "فقام رجل فصلى معه"، وصححه ابن خزيمة، : ١٦٣٢، وابن حبان، ح: ٤٣٦، ٤٣٨، والحاكم: ١/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي.

٥٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة، ح: ٢١٩ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٧٩، وابن حبان، ح: ٤٣٤، ٤٣٥، ورواه النسائي، ح: ٨٥٩.

شُعْبَةُ: أخبرني يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن جَابِرِ بنِ يَزِيدَ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ، فَلَمَّا صَلَّى إِذَا رَجُلَانِ لَمْ يُصَلِّيَا في نَاحِيَةِ المَسْجِدِ فَدَعَا بِهِمَا، فَجِيءَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا، فقال: «مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا؟ قَالَا: قَدْ صَلَّيْنَا في رِحَالِنَا، فقال: لا تَفْعَلُوا، إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ في رَحْلِهِ ثُمَّ أَدْرَكَ الإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَلْيُصَلِّ مَعَهُ فَإِنَّهَا لَهُ نَافِلَةٌ».

سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی جبکہ وہ نوجوان تھے۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو دیکھا کہ دو آدمی مسجد کی ایک جانب میں موجود ہیں اور انہوں نے (جماعت کے ساتھ) نماز نہیں پڑھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو ان کی یہ حالت تھی کہ ان کے پٹھے کانپ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”تمہیں کیا رکاوٹ تھی کہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ انہوں نے کہا: ہم اپنی منزل میں نماز پڑھ آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس کے ساتھ بھی مل کر پڑھے‘ یہ اس کے لیے نفل ہوگی۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ باوجود یکہ از حد متواضع تھے‘ انتہائی بارعب و باہیبت بھی تھے اور اس کی واحد وجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی خشیت تھی۔ ② جس نے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر اس کو جماعت مل جائے تو وہ امام کے ساتھ مل کر دوبارہ نماز پڑھے۔ ③ خواہ نماز کوئی سی ہو، ظاہر الفاظ حدیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ ④ معلوم ہوا کہ شرعی سبب کے باعث فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ⑤ اس میں یہ بھی ہے کہ اکیلے کی نماز ہو جاتی ہے اگرچہ جماعت سے پڑھنا ضروری ہے۔ ⑥ یہ بھی ثابت ہوا کہ پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوگی۔

٥٧٦- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ ابنِ يَزِيدَ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ بِمِنًى بِمَعْنَاهُ.

٥٧٦- جناب جابر بن یزید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں فجر کی نماز پڑھی۔ اور اوپر والی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٥٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حدثنا مَعْنُ بنُ

٥٧٧- حضرت یزید بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں

٥٧٦_ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٧٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدار قطني: ١/ ٢٧٦، والطبراني: ٢٢/ ٢٣٨ من حديث معن بن عيسٰى به ◀◀

عِيسَى عن سَعِيدِ بنِ السَّائِبِ، عن نُوحِ بنِ صَعْصَعَةَ، عن يَزِيدَ بنِ عَامِرٍ قال: جِئْتُ وَالنَّبِيُّ ﷺ في الصَّلَاةِ، فَجَلَسْتُ وَلَمْ أَدْخُلْ مَعَهُمْ في الصَّلَاةِ. قال: فانْصَرَفَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ فَرَأَى يَزِيدَ جَالِسًا فقال: «أَلَمْ تُسْلِمْ يَايَزِيدُ؟» قال: بَلَى يَارسولَ الله! قَدْ أَسْلَمْتُ. قال: «فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ في صَلَاتِهِمْ؟» قال: إِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ في مَنْزِلِي وَأَنَا أَحْسِبُ أَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ، فقال: «إِذَا جِئْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَوَجَدْتَ النَّاسَ فَصَلِّ مَعَهُمْ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَكَ نَافِلَةً وَهَذِهِ مَكْتُوبَةٌ».

کہ میں آیا اور نبی ﷺ نماز میں تھے۔ میں بیٹھ گیا' ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوا۔ پھر آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف رخ کیا اور مجھے بیٹھے دیکھا تو پوچھا: ''یزید! کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں کیا ہوا کہ تم لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوئے؟'' میں نے عرض کیا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہوں اور میرا خیال تھا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے آؤ اور لوگوں کو نماز میں پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر پڑھو اگرچہ اکیلے پڑھ چکے ہو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی اور وہ (پہلی نماز) فرض۔''

٥٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالح قال: قَرَأْتُ عَلَى ابنِ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بُكَيْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَفِيفَ بنَ عَمْرِو بنِ المُسَيَّبِ يقولُ: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ ابنِ خُزَيْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ فقال: يُصَلِّي أَحَدُنَا في مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَأْتِي المَسْجِدَ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فأُصَلِّي مَعَهُمْ فأَجِدُ في نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا. فقال أَبُو أَيُّوبَ: سَأَلْنَا عن ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فقال: «فَذَلِكَ لَهُ سَهْمُ جَمْعٍ».

٥٧٨- جناب عفیف بن عمرو بن مسیب کہتے ہیں کہ مجھے بنی اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ ہم میں سے ایک اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اور پھر مسجد میں آتا ہے اور نماز کی اقامت ہو جاتی ہے تو میں ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیتا ہوں مگر اس سے میرے دل میں کچھ کھٹک سی ہے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اس کے لیے جماعت کا ایک حصہ ہے۔'' (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔)

◀◀ * نوح بن صعصعة مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٥٧٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٠٠ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ١/ ١٣٣ موقوف. * رجل من بني أسد لم أعرفه.

(المعجم ٥٧) - **بَابٌ: إِذَا صَلَّى فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ أَدْرَكَ جَمَاعَةً يُعِيدُ** (التحفة ٥٨)

باب:۵۷-جب کسی آدمی نے جماعت سے نماز پڑھ لی ہو پھر دوسری جماعت پائے تو دوبارہ پڑھ سکتا ہے؟

٥٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حدثنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ: حدثنا حُسَيْنٌ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن سُلَيْمانَ يَعْني مَوْلَى مَيْمُونَةَ قال: أَتَيْتُ ابنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَقُلْتُ: أَلَا تُصَلِّي مَعَهُمْ؟ قال: قَدْ صَلَّيْتُ، إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لا تُصَلُّوا صَلَاةً في يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ».

۵۷۹- سلیمان یعنی مولیٰ میمونہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی بیٹھک پر آیا' وہاں لوگ نماز پڑھ رہے تھے (اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں شریک نہ تھے) میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے؟ انہوں نے کہا کہ میں پڑھ چکا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں آپ فرماتے تھے: ''ایک نماز کو ایک دن میں دوبار مت پڑھو۔''

فائدہ: اس کا مطلب ہے کہ اپنے طور پر بغیر کسی سبب کے ایک نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔ تاہم کوئی سبب ہو تو دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے پہلے اکیلے نماز پڑھی ہو پھر جماعت پائے یا کسی اکیلے کے ساتھ بطور صدقہ نماز میں شریک ہو تو جائز ہے۔ (حدیث:۵۷۴) یا کسی کی امامت کرائے تو بھی جائز ہے۔ (حدیث:۵۹۹) ان صورتوں میں دوسری مرتبہ پڑھی گئی نماز' اس کے لیے نفلی نماز ہوگی۔

(المعجم ٥٨) - **باب جُمَّاعِ الْإِمَامَةِ وَفَضْلِهَا** (التحفة ٥٩)

باب:۵۸-امامت کی فضیلت اور احکام کا بیان

٥٨٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَرْمَلَةَ، عن أَبي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قال:

۵۸۰- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ''جو شخص لوگوں کی امامت کرائے اور بروقت کرائے تو یہ اس کے لیے' اور نمازیوں کے لیے باعث اجر ہے اور

٥٧٩- تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب سقوط الصلوٰة عمن صلى مع الإمام في المسجد جماعةً، ح: ٨٦١ من حديث حسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤١، وابن حبان، ح: ٤٣٢، وبوب عليه ابن خزيمة "باب النهي عن إعادة الصلوٰة على نية الفرض"، وحديث الموطأ: ١/ ١٣٣ يؤيده.

٥٨٠- تخريج: [**إسناده صحيح**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ٩٨٣ من حديث عبدالرحمٰن بن حرملة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥١٣، وابن حبان، ح: ٣٧٤، والحاكم: ١/ ٢١٠، ووافقه الذهبي.

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ الْوَقْتَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ».

جس نے اس میں کوئی کمی کی تو اس کا گناہ امام پر ہے، نمازیوں پر نہیں۔"

فائدہ: امام کی ذمے داری انتہائی اہم ہے۔ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا متبع ہوتے ہوئے لوگوں کا مقتدا (پیشوا) بننا چاہیے نہ کہ ان کی منشا پر چلنے والا۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ صاحب علم وفراست ہو صرف اللہ سے ڈرنے والا ہو للّٰہیت اور داعیانہ جذبات سے مملو ہو۔ گویا امام کو صاحبِ عزیمت بھی ہونا چاہیے اور اپنی ذمے داری کو صحیح طریقے سے ادا کرنے والا بھی۔

(المعجم ٥٩) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّدَافُعِ عَنِ الْإِمَامَةِ** (التحفة ٦٠)

باب:٥٩- امامت کا بار ایک دوسرے پر ڈالنے کی کراہیت

٥٨١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: حدثنا مَرْوَانُ: حَدَّثَتْنِي طَلْحَةُ أُمُّ غُرَابٍ عن عَقِيلَةَ - امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ مَوْلَاةٍ لَهُمْ - عن سَلَّامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ أُخْتِ خَرَشَةَ بنِ الْحُرِّ الْفَزَارِيِّ قالت: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لا يَجِدُونَ إمامًا يُصَلِّي بِهِمْ».

٥٨١- طلحہ ام غراب' عقیلہ سے' جو کہ بنی فزارہ کی ایک خاتون تھی اور ان کی آزاد کردہ لونڈی تھی، وہ سلامہ بنت حر سے جو خرشہ بن حر فزاری کی بہن تھی' بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: "(قرب) قیامت کی علامات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اہل مسجد امامت کو ایک دوسرے پر ٹالیں گے اور کسی کو نہیں پائیں گے جو ان کی امامت کرائے۔"

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر اس لیے صحیح ہے کہ قیامت کے قریب شرعی علم کی ناقدری ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک دوسرے کو کہے گا کہ تم امامت کراؤ، میں اس کا اہل نہیں ہوں کیونکہ وہ سب علم شریعت سے بے بہرہ ہوں گے۔ اس لیے جو صاحب صلاحیت ہو یعنی علم وفضل سے بہرہ ور ہو تو بلا وجہ اس عمل سے انکار نہ کرے۔ نیز مسلمانوں کو ایسے افراد تیار کرتے رہنا چاہیے جو ان کے دینی امور کے کفیل بن سکیں۔

(المعجم ٦٠) - **باب مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ؟** (التحفة ٦١)

باب:٦٠- امامت کا زیادہ حق دار کون ہے؟

٥٨١- **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يجب على الإمام، ح: ٩٨٢ من حديث أم غراب به * أم غراب وعقيلة لا يعرف حالهما.

٥٨٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ: أخبرني إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَجَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَوْسَ بنَ ضَمْعَجٍ يُحَدِّثُ عن أَبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قال: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ الله وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَواءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَواءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

۵۸۲- حضرت ابومسعود بدری ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی وہ شخص امامت کرائے جو قرآن کریم کا بڑا اور پرانا قاری ہو۔ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو ہجرت کرنے میں اول ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرائے۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں امامت کرائے' نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ اس کی خاص مسند ہی پر بیٹھے (جو اس کی عزت کی جگہ ہو) الا یہ کہ وہ اجازت دے۔''

قال شُعْبَةُ فَقُلْتُ لإِسْمَاعِيلَ: مَا تَكْرِمَتُهُ؟ قال: فراشُهُ.

شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے اسماعیل سے پوچھا: [تَكْرِمَتُهُ] کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا: ''اس کا بستر۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے اس دور میں ''حافظ، قاری اور عالم'' ہونے کے خاص معیار متعارف ہو گئے ہیں حالانکہ سلف کے ہاں یہ فرق معروف نہ تھے۔ حافظ حضرات ایک حد تک مُجَوِّد اور صاحب علم بھی ہوتے تھے اور ان کا لقب ''قاری'' ہوتا تھا چونکہ نماز کا تعلق قرآن مجید کی قراءت کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مسائل سے بھی ہے اس لیے ایسا شخص افضل ہے جو حافظ اور عالم ہو۔ صرف حافظ ہونا فضیلت ہے افضلیت نہیں۔ ② اس حدیث کی دوسری روایت میں قاری کے بعد ''سنت کے عالم'' کا درجہ بیان ہوا ہے۔ ③ ہجرت کی فضیلت صحابہ کرام ؓ ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ ④ کسی دوسرے شخص کے حلقۂ عمل میں بلا اجازت امامت کرانا (اور ضمناً فتوے دینے شروع کر دینا) شرعاً ممنوع ہے۔ ایسے ہی اس کی خاص مسند (نشست یا بستر) پر بلا اجازت بیٹھنا بھی منع ہے۔

٥٨٣- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبي عن شُعْبَةَ بِهَذَا الحديثِ قال فيه: «وَلَا يَؤُمَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ في سُلْطَانِهِ».

۵۸۳- جناب ابن معاذ راوی ہیں کہ میرے والد نے شعبہ سے یہ حدیث بیان کی اس میں انہوں نے کہا: ''کوئی آدمی دوسرے کی حکومت (سربراہی) کی جگہ میں امامت نہ کرائے۔''

٥٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٣ من حديث شعبة به.

٥٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال يَحْيَى الْقَطَّانُ عن شُعْبَةَ: «أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

امام ابوداود نے کہا: اور اسی طرح یحییٰ القطان نے شعبہ سے [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] روایت کیا ہے۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہو۔)

٥٨٤- حَدَّثَنا الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَبْدُالله ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعمَشِ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ، عن أَوْسِ بنِ ضَمْعَجٍ الْحَضْرَمِيِّ قال: سمعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بهذا الحديثِ قال: «فَإِنْ كَانُوا في القِرَاءَةِ سَواءً فأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا في السُّنَّةِ سَواءً فأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً»، وَلَمْ يَقُلْ فأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً».

۵۸۴- اوس بن ضمعج حضرمی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہا: ''اگر قراءت قرآن میں برابر ہوں تو سنت کا زیادہ عالم امامت کرائے۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو وہ امام بنے جو ہجرت میں اوّل ہو۔'' اس روایت میں [أَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً] بیان نہیں کیا۔ (یعنی قراءت میں پرانا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بنُ أَرْطَاةَ عن إِسْمَاعِيلَ قال: «وَلَا تَقْعُدْ عَلَى تَكْرِمَةِ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِه».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: حجاج بن ارطاۃ نے اسماعیل سے روایت کیا: ''کسی کی مسند (عزت کی جگہ) پر بغیر اس کی اجازت کے مت بیٹھو۔''

٥٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ قال: كُنَّا بِحَاضِرٍ يَمُرُّ بِنَا النَّاسُ إِذَا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فكانوا إذا رجعوا مَرُّوا بِنَا فأخبرونا أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال كَذَا وكَذَا، وَكُنْتُ غُلَامًا حَافِظًا، فَحَفِظْتُ مِنْ ذَلِكَ قُرْآنًا كَثِيرًا، فَانْطَلَقَ أَبِي وَافِدًا إِلَى رسولِ الله ﷺ في نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَعلَّمَهُمُ الصَّلَاةَ

۵۸۵- حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیے ہوئے تھے کہ لوگ جب نبی ﷺ کے پاس آتے تو ہمارے ہاں سے گزر کر آتے اور واپسی پر بھی ہمارے پاس سے ہو کر جاتے اور ہمیں بتایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ایسے کہا ہے۔ اور میں ایک ذہین لڑکا تھا۔ اس طرح میں نے کافی سارا قرآن حفظ کر لیا۔ آخر کار میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

٥٨٤_ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٥٨٥_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب(٥٤) بعد باب مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح، ح: ٤٣٠٢ من حديث أيوب السختياني به.

وقال: «يَؤُمُّكم أَقْرَؤُكم»، فَكُنْتُ أَقْرأَهُمْ لِمَا كُنْتُ أَحْفَظُ فَقَدَّمُوني فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَعَلَيَّ بُرْدَةٌ لِي صَغِيرَةٌ صَفْرَاءُ، فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَكَشَّفَتْ عَنِّي، فقالت امْرَأَةٌ مِنَ النِّسَاءِ: وَارُوا عَنَّا عَوْرَةَ قَارِئِكُمْ، فَاشْتَرَوْا لِي قَمِيصًا عُمَانِيًّا، فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَام فَرَحِي بِهِ فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ وَأَنَا ابْنُ سَبْعٍ أَوْ ثَمَانِ سِنِين.

آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ”تمہارا وہ آدمی امامت کرائے جو قرآن سب سے زیادہ پڑھا ہو۔“ چنانچہ میں ہی قوم میں زیادہ پڑھا ہوا تھا کیونکہ میں (بہت دنوں سے) قرآن یاد کرتا رہا تھا۔ تو انہوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا اور میں ان کی امامت کرانے لگا۔ اور مجھ پر زرد رنگ کی ایک چھوٹی سی چادر ہوا کرتی تھی۔ جب میں سجدے میں جاتا تو کچھ بے پردہ سا ہو جاتا۔ ہماری عورتوں میں سے ایک نے کہا: ہم سے اپنے قاری کا ستر تو ڈھانپ دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مجھے ایک عمانی قمیص خرید کر دی۔ اس سے مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام لانے کے بعد کسی اور شے سے نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا اور میری عمر اس وقت سات یا آٹھ سال تھی۔

فوائد ومسائل: ① حسب ضرورت چھوٹی عمر کا نوعمر بچہ جب قرآن کا قاری اور نماز کے مسائل کو سمجھتا ہو تو اسے امام بنایا جا سکتا ہے۔ ② امام اگر نفل پڑھ رہا ہو تو اس کے پیچھے فرض کی نیت کی جا سکتی ہے کیونکہ بچے کی نماز اس کے حق میں نفل ہوتی ہے۔

٥٨٦- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ: حدثنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ بهذا الخبرِ قال: فَكُنْتُ أَؤُمُّهُمْ في بُرْدَةٍ مُوَصَّلَةٍ فيها فَتْقٌ فَكُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ خَرَجَتْ اسْتِي.

٥٨٦- جناب عاصم احول حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ میں ان کی امامت کراتا اور مجھ پر ایک پیوند لگی چادر ہوتی تھی جس میں ایک سوراخ تھا۔ جب میں سجدے میں جاتا تو میری مقعد اس سے ننگی ہو جاتی تھی۔

فائدہ: نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے امام کے لیے عمانی قمیص خریدی۔ (مذکورہ بالا حدیث:٥٨٥)

٥٨٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلٰوة في الإزار، ح:٧٦٨ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديث السابق.

٥٨٧- أَخْبَرَنا قُتَيْبَةُ: حدثنا وَكِيعٌ عن مِسْعَرِ بنِ حَبِيبٍ الْجَرْمِيِّ: حدثنا عَمْرُو ابنُ سَلِمَةَ عن أَبِيهِ أَنَّهُمْ وَفَدُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا أَرَادُوا أَنْ يَنْصَرِفُوا قالُوا: يَارسولَ الله! مَنْ يَؤُمُّنَا؟ قال: «أَكْثَرُكُمْ جَمْعًا لِلْقُرآنِ، أَوْ أَخْذًا لِلْقُرآنِ»، فلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ جَمَعَ مَا جَمَعْتُ، فَقَدَّمُونِي وَأَنَا غُلَامٌ وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ لِي. قال: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جَرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَكُنْتُ أُصَلِّي عَلَى جَنَائِزِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا.

٥٨٧- جناب مسعر بن حبیب جرمی نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنا وفد لے کر گئے۔ ان لوگوں نے جب واپسی کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری امامت کون کرائے؟ آپ نے فرمایا: ''جس نے قرآن زیادہ یاد کیا ہو۔'' چنانچہ برادری میں کوئی ایسا نہ تھا جسے اس قدر قرآن آتا ہو جتنا کہ مجھے آتا تھا۔ تو انہوں نے مجھے آگے کر دیا اور میں نوعمر لڑکا تھا اور مجھ پر میری چادر (شملہ) ہوتی تھی۔ میں اپنی قوم بنی جرم کے جس اجتماع میں بھی ہوتا میں ہی ان کی امامت کرایا کرتا اور ان کے جنازے بھی پڑھاتا اور آج تک پڑھا رہا ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن مِسْعَرِ بنِ حَبِيبٍ، عن عَمْرِو بنِ سَلِمَةَ قال: لَمَّا وَفَدَ قَوْمِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقُلْ عن أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون نے مسعر بن حبیب سے۔ انہوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کیا کہ جب میری قوم اپنا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر آئی۔ اس سند میں [عَنْ اَبِيْه] کا واسطہ نہیں ہے۔

٥٨٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا أَنَسٌ - يَعْنِي ابنَ عِيَاضٍ؛ ح: وحدثنا الْهَيْثَمُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ المَعْنَىٰ قالا: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: لَمَّا قَدِمَ المُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ نَزَلُوا الْعُصْبَةَ قَبْلَ مَقْدَمِ رسولِ الله ﷺ، فَكَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَىٰ أَبِي حُذَيْفَةَ وكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا. زَادَ الْهَيْثَمُ: وفيهم عُمَرُ بنُ

٥٨٨- جناب نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ جب مہاجرین اولین رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے مقام عُصبہ پر (قباء کے قریب) پڑاؤ کیا' تو سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی امامت کرایا کرتے تھے۔ ان لوگوں میں انہیں ہی قرآن سب سے زیادہ یاد تھا۔ ہیثم نے اضافہ کیا کہ اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب اور ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہم بھی ہوتے تھے۔

٥٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩ عن وكيع به.

٥٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إمامة العبد والمولى، ح: ٦٩٢ من حديث أنس بن عياض به.

الْخَطَّابِ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الْأَسَدِ.

فائدہ: یہ حفظ قرآن کی برکت تھی کہ قریش کے اشراف کے مقابلے میں ایک نوعمر غلام ان کا امام تھا۔

٥٨٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا إسْمَاعِيلُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا مَسْلَمَةُ بنُ مُحمَّدٍ - الْمَعْنَىٰ وَاحِدٌ - عن خَالِدٍ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن مَالِكِ بنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال له أَوْ لِصَاحِبٍ لَهُ: «إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا [سِنًّا]».

۵۸۹- جناب ابو قلابہ، حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے یا ان کے ساتھی سے فرمایا: ”جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو، پھر اقامت کہو اور امامت وہ کرائے جو تم میں عمر میں بڑا ہو۔“

وفي حديثِ مَسْلَمَةَ قال: وكُنَّا يَوْمَئِذٍ مُتَقَارِبَيْنِ في الْعِلْمِ.

اور مسلمہ کی روایت میں ہے کہ ان دنوں ہم علم میں برابر برابر تھے۔

وقال في حديثِ إسْمَاعِيلَ قال خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: فَأَيْنَ الْقُرْآنُ؟ قال: إِنَّهُمَا كَانَا مُتَقَارِبَيْنِ.

اور اسمٰعیل (ابن عُلَیَّہ) کی روایت میں ہے کہ خالد حذاء نے کہا: میں نے ابو قلابہ سے پوچھا: قراءت قرآن کا مسئلہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: یہ دونوں اس میں قریب قریب تھے۔

٥٩٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا حُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْحَنَفِيُّ: حدثنا الْحَكَمُ بنُ أَبَانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُم وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاؤُكُم».

۵۹۰- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے بھلے اور عمدہ لوگ اذان کہیں اور تمہارے قرّاء (حافظ وعالم) امامت کرائیں۔“

فائدہ: حافظ وعالم اور وجیہ لوگوں کا امام ہونا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مسئلہ میں انتہائی موثر ہوتا ہے لوگ

٥٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة . . . الخ، ح: ٦٣٠، ومسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟، ح: ٦٧٤ من حديث خالد الحذاء به.

٥٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأذان، باب فضل الأذان وثواب المؤذنين، ح: ٧٢٦ عن عثمان بن أبي شيبة به * حسين بن عيسى الحنفي ضعيف، ضعفه الجمهور.

ان کی بات بخوشی قبول کر لیتے ہیں۔

(المعجم ٦١) - باب إمَامَةِ النِّسَاءِ (التحفة ٦٢)

٥٩١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حدثنا الْوَلِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ جُمَيْعٍ: حدثَتْني جَدَّتِي وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ خَلَّادٍ الأنْصارِيُّ، عن أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ نَوْفَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قالت قُلْتُ له: يارسولَ الله! ائْذَنْ لِي في الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُم لَعَلَّ الله أَنْ يَرْزُقَني شَهَادَةً قال: «قَرِّي في بَيْتِكِ، فإنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ». قال: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةَ. قال: كَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ، فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ تَتَّخِذَ في دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فأَذِنَ لَها. قال: وَكَانَتْ دَبَّرَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً، فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَها حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ في النَّاسِ فقال: مَنْ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَآهُما فَلْيَجِيءْ بِهِمَا. فأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا، فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بالمَدِينَةِ.

باب:٦١-عورتوں کی امامت کا مسئلہ

۵۹۱-حضرت ام ورقہ بنت نوفل ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب غزوۂ بدر کے لیے گئے تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ میں آپ کے مریضوں کا علاج معالجہ اور خدمت کروں گی اور شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرما دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے گھر ہی میں ٹھہرو' اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کی موت دے گا۔“ چنانچہ یہ ”شہیدہ“ کے لقب سے پکاری جانے لگی اور اس نے قرآن پاک پڑھا تھا اور نبی ﷺ سے اپنے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس نے ایک غلام اور لونڈی کو مدبّر بنایا تھا۔ (یعنی اس کی موت کے بعد آزاد ہوں گے۔) یہ دونوں ایک رات اس کی طرف اُٹھے اور ایک چادر سے اس کا منہ بند کر دیا' حتیٰ کہ وہ مرگئی اور خود بھاگ گئے۔ صبح کو حضرت عمر ؓ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ جسے ان کے بارے میں کچھ علم ہو یا انہیں دیکھا ہو تو انہیں لے آئے۔ چنانچہ ان کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سولی چڑھا دیے گئے اور یہ مدینہ میں پہلے آدمی تھے جن کو سولی دی گئی۔

٥٩٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ

۵۹۲- جناب عبدالرحمٰن بن خلاد سے روایت ہے

٥٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٠٥ من حديث الوليد بن عبدالله به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧٦، وابن الجارود، ح: ٣٣٣.

٥٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في الخلافيات (قلمي ٤ ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

الْحَضْرَمِيُّ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عن الْوَلِيدِ بنِ جُمَيْعٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ خَلَّادٍ، عن أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ بهذا الحديثِ والأوَّلُ أَتَمُّ. قال: وكَانَ رسولُ الله ﷺ يَزُورُهَا في بَيْتِهَا، وَجَعَلَ لَها مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ لَها، وَأَمَرَهَا أَنْ تَؤُمَّ أَهْلَ دَارِهَا. قال عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فأَنَا رَأَيْتُ مُؤَذِّنَهَا شَيْخًا كَبِيرًا.

انہوں نے حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث ؓ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔ اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں اس کے گھر میں ملنے کے لیے آیا کرتے تھے اور اس کیلئے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو اس کیلئے اذان دیتا تھا اور آپ نے اسے (ام ورقہ کو) حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا تھا جو بہت بوڑھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر عورت اہلیت رکھتی ہو تو وہ عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔ حضرت ام ورقہ ؓ کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی فرض اور تراویح میں عورتوں کی امامت کرائی ہے۔ (التلخیص الحبیر) بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے' کیونکہ وہ بوڑھا موذن بھی ان کے پیچھے ہی نماز پڑھتا ہوگا' لیکن یہ محض ایک احتمال ہی ہے' حدیث میں موذن کے نماز پڑھنے کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ اس لیے غالب احتمال یہی ہے کہ وہ مؤذن اذان دے کر نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتا ہوگا۔ اسلام کے مزاج اور صحابۂ کرام ؓ کا عمومی طرزِ عمل اسی بات کا مؤید ہے نہ کہ پہلے احتمال کا۔ دوسرا استدلال لفظ ''دار'' سے کرتے ہیں کہ اس میں ''بَیت'' سے زیادہ وسعت ہے اور یہ محلے کے مفہوم میں ہے یعنی نبی ﷺ نے ان کو اہل محلّہ کی امامت کا حکم دیا تھا جن میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہوں گے۔ لیکن یہ استدلال بھی احتمالات ہی پر مبنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ''دار'' کا لفظ حویلی کے لیے' خاندان اور قبیلے کے لیے اور گھر کے لیے' سب ہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن یہاں یہ گھر ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے' کیونکہ سنن دارقطنی کے الفاظ ہیں: [وَتَؤُمَّ نِسَاءَ هَا] ''وہ اپنے گھر کی عورتوں کی امامت کرے۔'' (سنن دارقطنی باب فی ذکر الجماعة......' حدیث :١٠٦٩) کے ان الفاظ سے [اَنْ تَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا] کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد نہ محلے یا حویلی کے لوگ ہیں اور نہ اس میں مردوں کی شمولیت کا کوئی احتمال ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف اپنے گھر کی عورتیں ہیں۔ اور عورت کا' عورتوں کی امامت کرانا بالکل جائز ہے۔ اور حضرت اُمّ ورقہ کی اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے' اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ② جہاد اور دیگر اہم ضرورت کے مواقع پر عورتیں مردوں کا علاج معالجہ کر سکتی ہیں مگر اسلامی ستر وحجاب کی پابندی ضروری ہے۔ ③ حکومت اسلامیہ اپنی رعیت کے جان و مال اور عزت کی محافظ ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ مجرمین کو پکڑنا اور قانون کے مطابق فوری سزا دینا ضروری ہے۔ اس سے معاشرے میں امن اور اللہ کی رحمت اترتی ہے۔

(المعجم ٦٢) - **باب الرَّجُلِ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ** (التحفة ٦٣)

باب:٦٢-اس آدمی کا امامت کرانا جسے لوگ ناپسند کرتے ہوں

٥٩٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الله ابنُ عُمَرَ بنِ غَانِمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ زِيَادٍ، عن عِمْرانَ بنِ عَبْدِ المَعَافِرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يقولُ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُمْ صَلَاةً: مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، وَرَجُلٌ أَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا، وَالدِّبَارُ أَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ أَنْ تَفُوتَهُ، وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً».

۵۹۳-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”تین شخصوں کی نماز اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوتی: (ایک) وہ شخص جو کسی قوم کے آگے ہوا اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں‘ (دوسرا) وہ شخص جو نماز کے لیے جماعت نکل جانے کے بعد دیر سے آتا ہو۔ اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی آزاد شخص کو اپنا غلام بنالیا ہو۔“

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس کا پہلا حصہ صحیح ہے‘ یعنی جس امام پر اس کی قوم راضی نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور امام کی ناپسندیدگی کی وجہ اگر واقعی شرعی ہو تو یہ وعید ہوگی۔ مثلاً اس منصب پر جبراً مسلط ہونا‘ نماز بے وقت اور خلاف سنت پڑھانا یا قراءت میں لحن فاحش کرنا وغیرہ‘ لیکن اگر ناراضی کے اسباب ذاتی قسم کے ہوں یا فی الواقع شرعی نہ ہوں تو اس وعید سے بری ہوگا۔ نیز متدین (دین دار) افراد اور ان کی کثیر تعداد کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ چند ایک افراد کی ناراضی معتبر نہیں ہے۔ بہر حال امام کو چونکہ مختلف قسم کے لوگوں سے واسطہ رہتا ہے جن کی طبائع اور اذواق میں بہت فرق ہوتا ہے اس لیے اسے علم‘ حلم اور حکمت سے کام لیتے رہنا چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت کا بیان قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران:١٥٩) ”اگر آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ سے بکھر جاتے۔“ ② دوسرے دو امور اگرچہ سنداً کمزور ہیں مگر انتہائی اہم ہیں‘ یعنی جو شخص عادتاً جماعت سے پیچھے رہتا ہو یا بردہ فروشی کا کام کرتا ہو‘ یہ کبیرہ گناہ ہیں۔

(المعجم ٦٣) - **باب إِمَامَةِ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ** (التحفة ٦٤)

باب:٦٣-صالح اور فاجر کی امامت

٥٩٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا

۵۹۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انہوں

٥٩٣ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من أم قوما وهم له كارهون، ح: ٩٧٠ من حديث عبدالرحمن بن زياد الإفريقي به * الإفريقي ضعيف تقدم: ٦٢، ٥١٤ وعمران المعافري ضعيف كما في التقريب وغيره.

٥٩٤ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * مكحول لم يدرك أبا هريرة، وانظر، ح: ٢٥٣٣.

ابنُ وَهْبٍ: حدثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ وَاجِبَةٌ خَلْفَ كلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ».

نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد' اگرچہ وہ کبائر کا مرتکب ہو۔“

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ کبھی اتفاقاً اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے' تو نماز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ موحد مسلمان ہو۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس کی اپنی نماز صحیح ہے اس کی امامت بھی صحیح ہے۔ تاریخ بخاری میں ہے عبدالکریم کہتے ہیں کہ میں نے دس اصحاب محمد ﷺ کو پایا جو ظالم حکام کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے۔ کتاب الصلاۃ ہی کے گذشتہ باب: ۱۰ إِذَا أَخَّرَ الْإِمَامُ الصَّلَاةَ عَنِ الْوَقْتِ میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکام ہوں گے جو نماز کو بے وقت کر کے پڑھیں گے یا فرمایا نمازوں کو ان کے اوقات سے مار دیں گے۔“ کہا: تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نماز اپنے وقت پر پڑھنا، اگر ان کے ساتھ پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر بھی ادا کر لینا یہ تمہارے لیے نفل ہوگی۔“ اس حدیث میں آپ نے ان ظالموں کے پیچھے نماز کی اجازت دی ہے اور بتایا کہ یہ نفل ہوگی۔ (صحیح مسلم' حدیث: ٦٤٨' سنن أبي داود' حدیث: ٤٣١) رہا کسی انسان کا بدعقیدہ ہونا' اگر کوئی امام ایسا ہو جو علانیہ شرک اکبر کا مرتکب ہوتا ہو یعنی غیر اللہ کی ندا اور غیر اللہ سے استغاثہ وغیرہ کو مباح جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اگر کہیں کوئی اضطراری صورت پیش آ جائے تو اعادہ ضروری ہوگا لیکن اگر کوئی پوشیدہ طور پر ایسے عقائد رکھتا ہو تو ہم اس کی کرید کے مکلف نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقہی اختلافات وترجیحات قابل برداشت ہیں۔ اگر کوئی ”عدم اعتدال“ کا مرتکب ہو اور جلدی جلدی نماز پڑھاتا ہو کہ ارکان کی ادائیگی مشکل ہوتی ہو تو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کی مثال ظالم حکام کی سی ہے اور اس کا حل ذکر ہو چکا ہے۔

(المعجم ٦٤) - باب إِمَامَةِ الْأَعْمَى (التحفة ٦٥)

باب: ٦٤- نابینے کی امامت

٥٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو عَبْدِ الله: حدثنا ابنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن

٥٩٥- سیدنا انس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے سفر غزوہ کے موقع پر) حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم ؓ کو اپنا جانشین بنایا تھا اور یہی لوگوں کی امامت کراتے

٥٩٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٢ من حديث عبدالرحمن بن مهدي به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن حبان، ح: ٣٧٠ وغيره، وانظر، ح: ٥٥٣، ٥٣٥ من هذا الكتاب، والرقم الآتي: ٢٩٣١.

أَنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ أَعْمَىٰ.

تھے اور یہ نابینا تھے۔

فائدہ: نابینے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اس میں صلاحیت ہو۔

(المعجم ٦٥) - باب إِمَامَةِ الزَّائِرِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٥- زائر (مہمان) کی امامت

٥٩٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهيمَ: حدثنا أَبَانٌ عن بُدَيْلٍ، حدثني أَبُو عَطِيَّةَ مَوْلًى مِنَّا قال: كَانَ مَالِكُ بنُ حُوَيْرِثٍ يأْتِينَا إِلَى مُصَلَّانَا هَذَا فأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَقُلْنَا لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّهِ، فقال لَنَا: قَدِّمُوا رَجُلًا مِنْكُمْ يُصَلِّي بِكُمْ، وَسَأُحَدِّثُكُم لِمَ لَا أُصَلِّي بِكُمْ، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا يَؤُمَّهُمْ وَلْيَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ».

٥٩٦- جناب ابوعطیہ نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں اسی جگہ، جہاں ہم نماز پڑھتے ہیں، آیا کرتے تھے۔ چنانچہ نماز کی اقامت کہی گئی تو ہم نے ان سے کہا: آگے بڑھیں اور نماز پڑھائیں۔ انہوں نے کہا: کوئی اپنا آدمی آگے کرو جو تمہیں نماز پڑھائے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں اس وقت کیوں نماز نہیں پڑھاتا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے: ''جو شخص کسی قوم کو ملنے کے لیے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے بلکہ ان ہی میں کا کوئی شخص امامت کرائے۔''

فائدہ: اصل مسئلہ یونہی ہے اور اس کی حکمت واضح ہے کہ مقامی امام اور مقتدیوں کو ایک دوسرے کی عادات واحوال کا بخوبی علم ہوتا ہے جبکہ زائر کو بالعموم علم نہیں ہوتا اور اس سے مقتدیوں کو مشکل ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر وہ اس کی خواہش کریں اور امام اجازت دے تو بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ٦٦) - باب الْإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٦- امام کا مقتدیوں سے بلند مقام پر کھڑا ہونا

٥٩٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ وَأَحْمَدُ ابنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ الْمَعْنَىٰ

٥٩٧- جناب ہمّام سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر

٥٩٦- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن زار قومًا فلا يصل بهم، ح: ٣٥٦ من حديث أبان به، وقال: "حسن صحيح"، ولبعض الحديث شاهد تقدم: ٩١.

٥٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الشافعي في الأم: ١/ ١٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٢٣، وابن حبان، ح: ٣٧٣، وابن الجارود، ح: ٣١٣، والحاكم: ١/ ٢١٠، ووافقه الذهبي * الأعمش مدلس كما تقدم: ١٤، ولم أجد تصريح سماعه، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

قالا: حدثنا يَعْلَىٰ: حدثنا الأعمَشُ عن إبراهِيمَ، عن هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ، فأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ بِقَمِيصِهِ فَجَبَذَهُ، فلمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قال: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُنْهَوْنَ عن ذَلِكَ؟ قال: بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِينَ مَدَدْتَنِي.

لوگوں کی امامت کرا رہے تھے کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو قمیص سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کو اس سے منع کیا جاتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں، جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے بھی یاد آ گیا۔

٥٩٨- حَدَّثَنا أحمدُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، أخبرني أَبُو خَالِدٍ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ: حدثني رَجُلٌ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ بالمَدَائِنِ، فأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ عَمَّارٌ وَقَامَ عَلَى دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ أَسْفَلَ مِنْهُ، فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فأَخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، فَاتَّبَعَهُ عَمَّارٌ حَتَّى أَنْزَلَهُ حُذَيْفَةُ، فَلمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهِ قال لهُ حُذَيْفَةُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلا يَقُمْ في مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ» أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ. قال عَمَّارٌ: لِذَلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِينَ أَخَذْتَ عَلَى يَدَيَّ.

٥٩٨- جناب عدی بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ وہ مدائن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو عمار آگے بڑھے اور ایک چبوترے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے جبکہ دوسرے لوگ ان سے نیچے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پیچھے ہٹتے آئے' حتیٰ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نیچے اتار دیا۔ جب عمار اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو حذیفہ نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا آپ فرمایا کرتے تھے: ''جب کوئی امامت کرائے تو دوسرے لوگوں سے اونچا کھڑا نہ ہو۔'' یا کچھ ایسے ہی فرمایا۔ عمار نے جواب دیا: اسی لیے تو میں آپ کے ساتھ پیچھے ہٹ آیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔

فوائد و مسائل: ① امام اور مقتدیوں کو ایک ہی سطح پر ہونا چاہیے اور وہ جو رسول اللہ ﷺ نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تھی' تو اس میں مقصد تعلیم تھا۔ گویا اگر کسی مقصد یا ضرورت کے پیش نظر امام کو بلند مقام پر یا امتیازی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا پڑے تو بلا کراہت جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری' باب الصلاة فی السطوح والمنبر والخشب' حدیث: ۳۷۷) ② نماز میں کوئی واضح غلطی ہو رہی ہو اور اس کی

٥٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٩ من حديث أبي داود به * رجل مجهول، وأبو خالد مثله، والحديث السابق شاهد له.

برموقع اصلاح ممکن ہوتو کر دینی چاہیے اور وہ اصلاح قبول بھی کر لینی چاہیے۔

(المعجم ٦٧) - **باب إِمَامَةِ مَنْ صَلَّى بِقَوْمٍ وَقَدْ صَلَّى تِلْكَ الصَّلَاةَ** (التحفة ٦٨)

باب:٦٧- جوکوئی کسی قوم کونماز پڑھائے حالانکہ خود وہی نماز پڑھ چکا ہو

٥٩٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ ابنِ عَجْلَانَ، حدثنا عُبَيْدُالله بنُ مِقْسَمٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رسولِ الله ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ.

۵۹۹-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انہیں وہی نماز پڑھاتے۔

٦٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقولُ: إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ.

۶۰۰-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ ؓ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس جا کر اپنی قوم کو امامت کراتے۔

فوائد ومسائل: ① جب کوئی معقول سبب موجود ہوتو نماز کو دہرایا جا سکتا ہے مگر دوسری نماز نفل ہوگی' جیسے کہ حضرت معاذ ؓ کی پہلی نماز فرض اور دوسری نفل ہوتی تھی۔ اور ایک بار حضرت ابوبکر ؓ نے بھی ایک پیچھے رہ جانے والے کے ساتھ مل کر نماز پڑھی تھی۔ (دیکھیے سنن أبي داود۔ حدیث: ۵۷۴) ② امام نفل پڑھ رہا ہوتو مقتدی فرض کی نیت کر سکتا ہے۔ یہ صورت بالعموم رمضان میں نماز تراویح میں پیش آ سکتی ہے اور جائز ہے کہ دیر سے آنے والا امام کے پیچھے فرض کی نیت کر لے۔ امام دو رکعت پر سلام پھیر دے تو وہ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کر لے۔

(المعجم ٦٨) - **باب الْإِمَامِ يُصَلِّي مِنْ قُعُودٍ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٨-امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے

٦٠١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۶۰۱-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے

٥٩٩ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٢ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٣٣.

٦٠٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، (ح: ٧٠٠، ٧٠١) وغيرهما من حديث عمرو بن دينار به.

٦٠١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٩، ومسلم، الصلوة، باب ◄◄

ابن شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فلمَّا انْصَرَفَ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ».

کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے۔ اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا تو آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ وہ جب کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ] ''سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی'' کہے تو کہو [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] ''اے ہمارے رب اور تیری ہی تعریف ہے۔'' اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

٦٠٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عن أَبي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قال: رَكِبَ رسولُ الله ﷺ فَرَسًا بالمَدِينَةِ فَصَرَعَهُ عَلَى جِذْمِ نَخْلَةٍ فَانْفَكَّتْ قَدَمُهُ، فأَتَيْنَاهُ نَعُودُهُ فَوَجَدْنَاهُ في مَشْرُبَةٍ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا يُسَبِّحُ جَالِسًا. قال: فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فَسَكَتَ عَنَّا، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى نَعُودُهُ، فَصَلَّى المَكْتُوبَةَ جَالِسًا، فَقُمْنَا خَلْفَهُ، فأَشَارَ إِلَيْنَا، فَقَعَدْنَا. قال: فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «إِذَا صَلَّى الإِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا، وَإِذَا صَلَّى الإمامُ قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، ولا تَفْعَلُوا كما يَفْعَلُ

٦٠٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں ایک گھوڑے پر سوار ہوئے، اس نے آپ کو کھجور کے ایک تنے پر گرا دیا۔ اس سے آپ کے پاؤں میں موچ آ گئی (یا اپنے جوڑ سے نکل گیا) ہم آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں پایا۔ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ہماری بابت خاموش رہے۔ ہم پھر دوبارہ عیادت کے لیے آئے تو آپ نے فرض نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے۔ راوی نے کہا جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو بیٹھ کر پڑھا کرو اور جب وہ

◀◀ ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ١٣٥ .

٦٠٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٦١٥ من حديث جرير به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٦٥، وللحديث طريق آخر، انظر، ح: ٦٠٦ .

أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا».

کھڑے ہو کر پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھو اور اس طرح نہ کرو جیسے اہل فارس اپنے بڑوں کے ساتھ کرتے ہیں۔“

٦٠٣- حَدَّثنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ عن وُهَيبٍ، عن مُصْعَبِ بنِ محمد، عن أبي صالحٍ، عن أبي هريرةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فإِذَا كَبَّرَ فكَبِّرُوا، ولَا تُكَبِّرُوا حَتَّى يُكَبِّرَ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، ولا تَرْكَعُوا حَتَّى يَرْكَعَ، وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قال مُسْلِمٌ: وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، ولا تَسْجُدُوا حَتَّى يَسْجُدَ، وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ».

۶۰۳- جناب ابو صالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ اور جب تک وہ تکبیر نہ کہہ لے تم تکبیر نہ کہو۔ اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ۔ اور اس وقت تک رکوع میں نہ جاؤ جب تک کہ وہ رکوع کے لیے جھک نہ جائے اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے تو تم کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] مسلم (بن ابراہیم) کے لفظ ہیں: [وَلَكَ الْحَمْدُ] وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اس وقت تک سجدے کے لیے نہ جھکو جب تک کہ وہ سجدے میں چلا نہ جائے' اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب بیٹھ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: «اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ». أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عن سُلَيْمانَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کے الفاظ ہمارے بعض ساتھیوں نے (استاد) سلیمان بن حرب سے مجھے سمجھائے۔

فوائد ومسائل: ① ابتدائے اسلام میں حکم ایسے ہی تھا کہ امام اور مقتدی دونوں ایک ہی حالت میں ہوں۔ لیکن اب یہ حکم نہیں ہے' بلکہ امام کسی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے' کیونکہ نبی ﷺ کا آخری عمل یہی تھا۔ ② مقتدی کے لیے واجب ہے کہ انتقال ارکان میں امام سے پیچھے رہے' اس سے سبقت (پہل) نہ کرے۔

٦٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ آدَمَ

۶۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

٦٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤١، ح: ٨٤٨٣ من حديث وهيب به.

٦٠٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قوله عزوجل: "وإذا قرىء القرآن . . . الخ"، ◄◄

المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ» بهذا الخبرِ زَادَ: «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔'' اور اس روایت میں اضافہ کیا: ''اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ الزِّيَادَةُ «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، الْوَهْمُ عِنْدَنَا مِنْ أَبي خَالِدٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ اضافہ [وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا] یعنی جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ محفوظ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ ابو خالد کا وہم ہے۔

فائدہ: اور دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی کو خاموش رہنے کا یہ حکم فاتحہ کے علاوہ کی قراءت کے لیے ہے۔ اور مقتدی کو ہر صورت میں خاموشی کے ساتھ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

٦٠٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَنَّهَا قالت: صَلَّىٰ رسولُ الله ﷺ في بَيْتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَصَلَّىٰ وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّىٰ جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا».

٦٠٥- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' چنانچہ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔''

٦٠٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ

٦٠٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

◀◀ ح: ٩٢٢، وابن ماجه، ح: ٨٤٦ من حديث أبي خالد الأحمر به، وصححه الإمام مسلم في صحيحه، انظر الحديث الآتي، ح: ٩٧٣، وهذا الحديث منسوخ بدليل فتوى أبي هريرة بقراءة الفاتحة في الجهرية بعد وفاة رسول الله ﷺ، أخرجه الحميدي: (٩٨٠، بتحقيقي)، وأصله في صحيح مسلم كما يأتي، ح: ٨٢١.

٦٠٥- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب إنما جعل الإمام ليؤتم به، ح: ٦٨٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٥، ورواه مسلم، ح: ٤١٢ من حديث هشام بن عروة به.

٦٠٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ائتمام المأموم بالإمام، ح: ٤١٣ عن قتيبة به.

خَالِدِ بنِ مَوْهَبِ الْمَعْنَىٰ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ يُكَبِّرُ لِيُسْمِعَ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ ثم سَاقَ الحديثَ.

بیمار ہو گئے تو ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سنوائیں۔ پھر حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: امام بیمار ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ لیکن مقتدی کھڑے ہو کر ہی پڑھیں گے۔ ② امام کی تکبیر کی آواز لوگوں تک پہنچانے کیلئے مکبر اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور آج کل آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) یہ ضرورت پوری کر دیتے ہیں۔

٦٠٧- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْني ابنَ الْحُبَابِ، عن مُحمَّدِ ابنِ صَالحٍ: حدثني حُصَيْنٌ مِنْ وَلَدِ سَعْدِ ابنِ مُعَاذٍ، عن أُسَيْدِ بنِ حُضَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّهُمْ. قال: فَجَاءَ رسولُ الله ﷺ يَعُودُهُ، [فَقَالُوا]: يَارسولَ الله! إِنَّ إِمَامَنَا مَرِيضٌ. فَقَالَ: «إِذَا صَلَّىٰ قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا».

٦٠٧- جناب حصین' یہ سعد بن معاذ کی اولاد میں سے تھے، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کی امامت کرایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا امام بیمار ہے' تو آپ نے فرمایا: ”جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الحديثُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث متصل نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ اور اس مفہوم کی دیگر احادیث اوائل دور کی ہیں جس میں یہی حکم تھا کہ امام و مقتدی کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی صورت میں یکساں ہوں۔ مگر نبی ﷺ کی آخری نماز میں جو آپ نے بیٹھ کر پڑھائی اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تھے، تو وہ ان کی ناسخ ہے۔ ② نبی ﷺ بشری عوارض سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔ ③ نماز میں مقتدی کو انتقال ارکان میں امام سے پیچھے پیچھے رہنا واجب ہے۔ وہ کسی بھی رکن میں امام سے پہل نہ کریں۔

٦٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد، انظر، ح: ٦٠١ * محمد بن صالح مجهول الحال وحصين بن عبدالرحمن الأشهلي، لم يدرك أسيد بن حضير وثبت عن أسيد نحوه موقوفًا، انظر الفتح: ٢/ ١٧٦.

(المعجم ٦٩) - باب الرَّجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ كَيْفَ يَقُومَانِ (التحفة ٧٠)

باب:٦٩- جب دو آدمی ہوں، ایک امام ہو تو کیسے کھڑے ہوں؟

٦٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: حدثنا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ فأَتَوْهُ بِسَمْنٍ وَتَمْرٍ، فقال: «رُدُّوا هَذَا في وِعَائِهِ وَهَذَا في سِقَائِهِ فإِنِّي صَائِمٌ»، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ تَطَوُّعًا، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ حَرامٍ خَلْفَنَا. قال ثَابِتٌ: ولَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قال: أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ عَلَى بِسَاطٍ.

٦٠٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ان کی خالہ) امّ حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو گھی اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھجوروں کو ان کے برتن میں اور گھی کو اس کے مشکیزے میں ڈال دو۔ میں روزے سے ہوں۔“ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفل پڑھائے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس کی والدہ) اور ام حرام ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں...... ثابت رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب چٹائی پر کھڑا کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات نفل نماز کی جماعت ہو سکتی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برکت رسانی کے ارادے سے نماز پڑھائی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم کے لیے ایسے کیا ہوتا کہ عورتیں بھی قریب سے آپ کی نماز کا مشاہدہ کر لیں۔ (نووی) ② جماعت میں دو مرد ہوں تو دونوں کی ایک صف ہو گی۔ امام بائیں جانب اور مقتدی اس سے دائیں جانب کھڑا ہو گا۔ اور عورت خواہ اکیلی ہو یا زیادہ ان کی علیحدہ صف ہو گی۔

٦٠٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ المُخْتَارِ، عن مُوسَى بنِ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عن أَنَسٍ: أَنَّ رسُولَ الله ﷺ أَمَّهُ وَامْرَأَةً مِنْهُمْ، فَجَعَلَهُ عن يَمِينِهِ وَالْمَرْأَةَ خَلْفَ ذَلِكَ.

٦٠٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اور ان میں سے ایک خاتون کی امامت کرائی تھی۔ پس آپ نے انس کو اپنی دائیں جانب اور عورت کو پیچھے کھڑا کیا تھا۔

٦٠٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٠ من حديث حماد بن سلمة به، وأخرج أيضًا: ١/ ٣٣٠ عن ابن عباس قال: ". . فجعلني حذاءه"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

٦٠٩- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة . . . الخ، ح: ٦٦٠ من حديث شعبة به.

٦١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَىٰ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: بِتُّ في بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ أَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كما تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عن يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِي فأَدَارَنِي مِنْ وَرَائِهِ فأَقَامَنِي عن يَمِينِهِ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ.

۶۱۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک بار) اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے، آپ نے مشکیزہ کھولا اور اس سے وضو کیا، پھر اس کا منہ بند کر دیا، پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ تب میں بھی اُٹھا اور اسی طرح وضو کیا جیسے کہ آپ نے کیا تھا اور آ کر آپ کے ساتھ بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے مجھے میرے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور میں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز (تہجد) پڑھی۔

٦١١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن أَبي بِشْرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في هذه الْقِصَّةِ قال: فأَخَذَ بِرَأْسِي أَوْ بِذُؤَابَتِي فأَقَامَنِي عن يَمِينِهِ.

۶۱۱- جناب سعید بن جبیر حضرت ابن عباس ؓ سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے میرے سر سے پکڑا یا میرے بال پکڑے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت ابن عباس ؓ کی فضیلت کا اثبات ہے کہ انہیں اوائل عمر ہی میں نبی علیہ السلام کے معمولات کے مشاہدہ کا شوق تھا۔ ② ایک شخص جو اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس کو امام بنانا جائز ہے خواہ اس نے امام بننے کی نیت نہ کی ہو۔ ③ بعض اوقات تہجد یا نفل نماز کی جماعت کرائی جا سکتی ہے۔ ④ دو آدمیوں کی جماعت بھی درست ہے اور اس صورت میں وہ دونوں ایک صف میں برابر کھڑے ہوں گے۔ ⑤ اثنائے نماز میں کوئی ضروری اصلاح ممکن ہو تو کر دینے اور قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً كَيْفَ يَقُومُونَ (التحفة ٧١)

باب: ۷۰- اگر تین افراد ہوں تو کیسے کھڑے ہوں؟

٦١٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۶۱۲- سیدنا انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ ان

٦١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣/ ١٩٣ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

٦١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الذوائب، ح: ٥٩١٩ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

٦١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة على الحصير، ح: ٣٨٠، ومسلم، المساجد، باب جواز ◀◀

إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي طَلْحَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: إِنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رسولَ الله ﷺ بِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ، فأَكَلَ منه ثُمَّ قال: «قُومُوا فَلِأُصَلِّي لَكُم» قال أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَىٰ حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِماءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّىٰ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

کی نانی ملیکہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ آپ نے کھانا تناول فرمایا پھر کہا: ''کھڑے ہوجاؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔'' انس کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو طویل استعمال سے کالی ہوگئی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑک دیا۔ (تاکہ کچھ نرم ہو جائے۔) آپ اس پر کھڑے ہوگئے۔ میں نے اور یتیم (ابن ابی ضمیرہ، مولیٰ رسول اللہ ﷺ) نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بڑھیا (ملیکہ ؓ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ تشریف لے گئے۔

فائدہ: تین مرد ہوں تو امام آگے اور باقی دو اس کے پیچھے صف بنائیں اور عورت کی علیحدہ صف ہوگی خواہ اکیلی ہی ہو۔

٦١٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن هَارُونَ بنِ عَنْتَرَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ قال: اسْتَأْذَنَ عَلْقَمَةُ والْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ الله - وَقَدْ كُنَّا أَطَلْنَا الْقُعُودَ عَلَى بَابِهِ - فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا، فأَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ، ثُمَّ قال: هَكَذَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ فَعَلَ.

٦١٣- جناب عبدالرحمٰن بن اسود اپنے والد سے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب علقمہ اور اسود نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے (ان کے گھر میں ملنے کی) اجازت چاہی۔ اور ہمیں ان کے دروازے پر کافی دیر بیٹھنا پڑا تھا۔ بالآخر ایک لونڈی آئی جس نے ہمارے لیے اجازت طلب کی تو آپ نے ہمیں بلوالیا۔ پھر آپ نماز کے لیے اُٹھے تو میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے (اور ہمیں نماز پڑھائی) پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی دیکھا تھا۔

ملحوظہ: حافظ ابن حجر ؒ فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن سیرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسے کیا ہو۔ ابوعمر النمری نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ پر موقوف کہا ہے اور کچھ نے اسے منسوخ کہا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے عمل کو ان کی عدم اطلاع یا نسیان پر محمول کیا ہے۔

◄◄ الجماعة في النافلة . . . الخ، ح:٦٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١٥٣.

٦١٣ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الإمامة، باب موقف الإمام إذا كانوا ثلاثة . . . الخ، ح:٨٠٠ من حديث محمد بن فضيل به.

(المعجم ٧١) - **باب الْإِمَامِ يَنْحَرِفُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٧٢)

باب:۷۱-امام سلام کے بعد قبلے کی طرف سے پھر جائے

٦١٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عن سُفْيَانَ، حدثني يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن جَابِرِ بنِ يَزِيدَ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ انْحَرَفَ.

۶۱۴- جناب جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ جب نماز سے فارغ ہوتے تو قبلے کی طرف سے (مقتدیوں کی طرف) پھر جایا کرتے تھے۔

٦١٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ، عن عُبَيْدِ بنِ الْبَرَاءِ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رسولِ اللهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عن يَمِينِهِ فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ ﷺ.

۶۱۵- حضرت براء بن عازب ؓ سے مروی ہے کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو پسند کرتے کہ آپ کی دائیں جانب کھڑے ہوں کہ آپ (بعد از سلام) ہماری طرف رخ کریں گے۔

فائدہ: سلام کے بعد امام کا حالت تشہد سے پھر کر مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا مسنون ہے۔ اور اس طرح بیٹھے کہ دائیں جانب والوں کی طرف رخ قدرے زیادہ ہو اور بائیں طرف والے بھی اچھی طرح اس کی نظر میں ہوں۔ اس طرح بیٹھنا کہ بائیں جانب والوں کی طرف پشت ہو جائے صحیح نہیں ہے۔ اور مذکورہ عمل دائمی نہیں ہونا چاہیے بلکہ کبھی کبھی رخ بائیں جانب بھی ہونا چاہیے۔

(المعجم ٧٢) - **باب الْإِمَامِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ** (التحفة ٧٣)

باب:۷۲-امام کا اپنی جگہ (اپنے مصلے) پر سنت یا نفل ادا کرنا

٦١٦- **حَدَّثَنَا** أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

۶۱۶- عطاء خراسانی حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے

٦١٤- **تخريج:** [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٧٥.

٦١٥- **تخريج:** أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، ح: ٧٠٩ من حديث مسعر به.

٦١٦- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة النافلة حيث تصلى المكتوبة، ح: ١٤٢٨ من حديث عطاء الخراساني به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة مردودة في فتح الباري: ٢/ ٣٣٥ وغيره، بعضها حسنها الحافظ ابن حجر.

نَافِعٍ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الْقُرَشِيُّ: حدثنا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا يُصَلِّي الإِمَامُ في الْمَوْضِعِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ حَتَّى يَتَحَوَّلَ».

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام نے جس جگہ نماز پڑھائی ہو، اسی جگہ (سنت یا نفل) نہ پڑھے حتیٰ کہ وہاں سے ہٹ جائے۔''

قال أبو دَاوُدَ: عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ لَمْ يُدْرِكِ المُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ بن شعبہ کو نہیں پایا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت گو سنداً ضعیف ہے' لیکن یہ مسئلہ صحیح ہے' کیونکہ دیگر روایات سے اس کا اثبات ہوتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد اسے دوسری نماز سے مت ملاؤ' حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔'' اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے: ''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم کسی نماز کو کسی نماز کے ساتھ نہ ملائیں' حتیٰ کہ ہم گفتگو کر لیں یا اس جگہ سے نکل جائیں۔'' اس حدیث کے الفاظ میں عموم ہے جس سے مسئلہ زیر بحث کے لیے استدلال کرنا صحیح ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث: ۸۸۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۳۳۵/۲) ② حکمت اس میں یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ جگہوں پر سجدہ ثبت ہو۔ یہ مقامات قیامت کے روز گواہی دیں گے جیسے کہ آیت کریمہ ﴿يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا﴾ (الزلزال: ۴) ''زمین اس دن اپنی خبریں بتائے گی۔'' کی تفسیر میں آتا ہے۔ ③ امام ابوداود رحمہ اللہ کی سند میں انقطاع ہے مگر دیگر شواہد کی روشنی میں حدیث صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ٧٣) - باب الإِمَامِ يُحْدِثُ بَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنْ آخِرِ رَكْعَةٍ (التحفة ٧٤)

باب: ۷۳- امام نے آخری رکعت کے سجدے سے سر اُٹھایا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا' تو؟

٦١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زُهَيْرٌ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيَادِ بنِ أَنْعُمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ وَبَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ رسولَ الله ﷺ

۶۱۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام نے جب نماز پوری کر لی ہو اور (آخری) قعدہ میں بیٹھ گیا ہو اور کلام کرنے (یعنی سلام پھیرنے) سے پہلے ہی بے وضو ہو جائے تو

٦١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل يحدث في التشهد، ح: ٤٠٨ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وضعفه * وقال الدارقطني: ١/ ٣٧٩ "عبدالرحمٰن بن زياد ضعيف لا يحتج به"، وانظر: ٦٢، ٥١٤.

قال: «إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحْدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلاتُهُ وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ».

اس کی نماز ہو گئی اور اس کے مقتدیوں کی بھی جنہوں نے نماز پوری پڑھی ہو، نماز کامل ہو گی۔"

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے قابل حجت نہیں۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ تشہد اور سلام واجب ہے۔ اس لیے امام یا مقتدی کا سلام سے پہلے وضو ٹوٹ جائے تو نماز دہرائے' سلام کے وجوب کے لیے درج ذیل حدیث دلیل ہے۔

٦١٨ - حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ عَقِيلٍ، عن مُحَمَّدِ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ، عن عَلِيٍّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

٦١٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز کی مفتاح (چابی) وضو ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور تحلیل سلام ہے۔"

توضیح: تکبیر یعنی [اَللّٰہ اکبر] کہنے سے عام مشاغل حرام ہو جاتے ہیں اور [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنے سے یہ مشاغل حلال ہو جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کی ابتدا لفظ [اللّٰہ أکبر] سے ہے اور اس سے نکلنے کے لیے [السلام علیکم ورحمة اللّٰہ] مشروع ہے نہ کہ کوئی اور کلمات یا اعمال۔

(المعجم ٧٤) - باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ الْمَأْمُومُ مِنِ اتِّبَاعِ الْإِمَامِ (التحفة ٧٥)

باب:۷۴- مقتدی کو امام کی (پوری طرح) پیروی کرنے کا حکم

٦١٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، حدثني مُحَمَّدُ بن يَحْيَى ابنِ حَبَّانَ عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ، عن مُعَاوِيَةَ بن أَبِي سُفْيَانَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَا تُبَادِرُونِي بِرُكُوعٍ وَلَا بِسُجُودٍ فَإِنَّهُ مَهْمَا

٦١٩- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رکوع اور سجود میں تم مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کیا کرو' کیونکہ میں رکوع کرنے میں تم سے جس قدر آگے ہوں گا، میرے سر اٹھانے پر تمہاری یہ تلافی ہو جائے گی (کہ تم اتنا ہی تاخیر

٦١٨ـ تخريج: [حسن] تقدم تخريجه، ح: ٦١.

٦١٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب النهي أن يسبق الإمام بالركوع والسجود، ح: ٩٦٣ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٩٤ وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٢٦، ٢٢٢٧، وسنده حسن، وللحديث شواهد.

أَسْبِقُكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ، إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ».

سے سر اُٹھاؤ گے) بلاشبہ میں کسی قدر بھاری ہو گیا ہوں۔"

توضیح: یہاں جسمانی طور پر بھاری پن کے اظہار سے' نبی ﷺ کا مطلب' نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اعتدال وتوازن ہے۔ یعنی میں زیادہ تیزی سے رکوع میں جانے اور رکوع سے اٹھنے کے لیے حرکت نہیں کر سکتا' اس لیے سرعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے پہل نہ کرنا' بلکہ میرے بعد ہی سارے ارکان ادا کرنا۔

٦٢٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن أَبي إِسْحَاقَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ الْخَطْمِيَّ يَخْطُبُ النَّاسَ قال: حدثنا الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ مع رسولِ الله ﷺ قَامُوا قِيَامًا، فإِذَا رَأَوْهُ قَدْ سَجَدَ سَجَدُوا.

٦٢٠- جناب عبداللہ بن یزید خطمی لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت براء ؓ نے بیان کیا... اور وہ جھوٹے نہیں تھے... کہ صحابہ کرام ؓ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رکوع سے سر اُٹھاتے تو کھڑے رہتے۔ جب دیکھتے کہ آپ سجدے میں چلے گئے ہیں تب سجدے کیلئے جھکتے۔

٦٢١- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَهَارُونُ ابنُ مَعْرُوفٍ المَعْنَىٰ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن أَبَانَ بنِ تَغْلِبَ. قال أَبو دَاوُدَ: قال زُهَيْرٌ: حدثنا الْكُوفِيُّونَ أَبَانٌ وَغَيْرُهُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَرَى النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ.

٦٢١- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' حضرت براء ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا جب تک کہ نبی ﷺ کو نہ دیکھ لیتا کہ انہوں نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔

٦٢٢- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حدثنا

٦٢٢- جناب محارب بن دثار روایت کرتے ہیں کہ

٦٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوٰة، ح: ٧٤٧ من حديث شعبة، ومسلم، الصلوٰة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ٤٧٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

٦٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، ح: ٤٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٦٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق الفزاري به، انظر الحديث السابق * الفزاري رواه عن أبي إسحاق الشيباني.

أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بْنَ يَزِيدَ يقولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حدثني الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مع رسولِ الله ﷺ فإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا قال: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتَّى يَرَوْنَهُ قَدْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُونَهُ ﷺ.

عبداللہ بن یزید نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ رکوع کرتے تو وہ رکوع کرتے جب آپ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه] کہتے (تو وہ سر اُٹھاتے) اور پھر کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی ہے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی پیروی کرتے۔ (یعنی سجدہ کرتے۔)

فائدہ: ان احادیث میں مقتدی کو امام کی اقتداء کا ادب بتایا گیا ہے کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تب مقتدی رکوع کریں۔ اسی طرح جب وہ سر اُٹھائے تب سر اُٹھائیں اور جب وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ چکے تب سجدہ کریں اور مقتدی کا اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

(المعجم ٧٥) - باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ يَرْفَعُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَوْ يَضَعُ قَبْلَهُ (التحفة ٧٦)

باب:۷۵- امام سے پہلے سر اُٹھانے یا رکھنے پر وعید

٦٢٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَمَا يَخْشَىٰ، أَوْ أَلَا يَخْشَىٰ أَحَدُكُم إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ والْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوِّلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ».

۶۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (امام سے پہلے) اپنا سر اُٹھاتا ہے جبکہ وہ امام سجدے میں ہوتا ہے ڈرنا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا نہ بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل نہ بنا دے۔“

فائدہ: نماز کے اہم واجبات سے غافل رہنا انتہائی جاہل اور غبی ہونے کی علامت ہے۔ اسی معنی میں یہ وعید سنائی گئی ہے لہٰذا مقتدی کو ہر حال میں اپنے امام سے پیچھے رہنا واجب ہے۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِيمَنْ يَنْصَرِفُ قَبْلَ الْإِمَامِ (التحفة ٧٧)

باب:۷۶- امام سے پہلے اُٹھ کر جانے کا مسئلہ

٦٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ٤٢٧ من حديث شعبة به.

٦٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أنبأنا حَفْصُ بْنُ بُغَيْلٍ الدُّهْنِيُّ: حدثنا زَائِدَةُ عن الْمُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يَنْصَرِفُوا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ.

۶۲۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز کی ترغیب دی اور انہیں منع فرمایا کہ آپ کے اُٹھ کر جانے سے پہلے اُٹھ کر جائیں۔

فائدہ: سلام کے بعد اگرچہ اُٹھنا جائز ہے مگر چونکہ اس دور میں صحابیات بھی نماز میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور وہ پچھلی صفوں میں ہوتی تھیں۔ لہٰذا انہیں ہدایت فرمائی تھی کہ کچھ دیر انتظار کرلیا کریں تاکہ وہ مردوں سے پہلے مسجد سے نکل جائیں۔ نیز راستے میں بھی مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو۔ نیز یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد مسنون اذکار سے غفلت نہ کریں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس روایت میں ''ترغیب نماز'' والا حصہ ضعیف ہے۔

(المعجم ٧٧) - بَابُ: جُمَّاعِ أَثْوَابِ مَا يُصَلَّى فِيهِ (التحفة ٧٨)

باب:۷۷- کتنے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے؟

٦٢٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ سُئِلَ عن الصَّلَاةِ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ».

۶۲۵- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟''

فائدہ: یعنی جب فی الواقع ہر انسان کو دو کپڑے مہیا نہیں تو شریعت میں بھی تنگی نہیں۔ ایک کپڑے میں بھی نماز جائز ہے۔ اس کے باندھنے کا طریقہ درج ذیل احادیث میں بیان ہوا ہے۔

٦٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا سُفْيَانُ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي

۶۲۶- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں

٦٢٤- تخريج: [صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٧٠٧ من حديث أبي داود به، ورواه أبوسعيد مولى بني هاشم، (أحمد: ٣/ ٢٤٠) ومعاوية بن عمرو، (البيهقي: ٢/ ١٩٢) عن زائدة به.

٦٢٥- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة في الثوب الواحد ملتحفًا به، ح: ٣٥٨، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٠.

٦٢٦- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يُصَلِّ أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ».

نماز نہ پڑھے اس حال میں کہ اس میں سے کچھ اس کے کندھوں پر نہ ہو۔“

٦٢٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أنبأنا يَحْيَى؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ الْمَعْنَى عن هِشَامِ بنِ أَبي عَبْدِ الله، عن يَحْيَى بنِ أَبي كَثِيرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم في ثَوْبٍ فَلْيُخَالِفْ بِطَرَفَيْهِ عَلَىٰ عَاتِقَيْهِ».

٦٢٧- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اس چادر کے دونوں پلوؤں میں سے دائیں پلو کو بائیں کندھے پر اور بائیں پلو کو داہنے کندھے پر ڈال لے۔“

فائدہ: یعنی کمر پر اس طرح لپیٹے کہ اس کا دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں پلو دائیں کندھے پر آ جائے۔ اس طرح یہ کپڑا تہبند اور اوپر کی چادر دونوں کا کام دے گا۔

٦٢٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أَبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن عُمَرَ بنِ أَبي سَلَمَةَ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي في ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْهِ.

٦٢٨- سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک کپڑا لپیٹے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس کے دونوں پلوؤں (کناروں) کو ایک دوسرے کی مخالف سمت سے اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا۔

٦٢٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا مُلَازِمُ ابنُ عَمْرٍو الْحَنَفِيُّ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ، عن أَبِيهِ قال: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ فقال: يَانَبِيَّ الله! مَاتَرَى فِي الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ

٦٢٩- حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے راوی ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا تہبند کھولا اور اس پر

٦٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، ح: ٣٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٦٢٨- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة في ثوب واحد وصفة لبسه، ح: ٥١٧ عن قتيبة به.

٦٢٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢ من حديث ملازم بن عمرو به.

الْوَاحِدِ؟ قال: فأَطْلَقَ رسولُ الله ﷺ إِزَارَهُ طَارَقَ بِهِ رِدَاءَهُ، فَاشْتَمَلَ بِهِمَا، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا نَبِيُّ اللهِ فَلَمَّا أَنْ قَضَى الصَّلَاةَ قال: «أَوَكُلُّكُم يَجِدُ ثَوْبَيْنِ».

اوپر والی چادر کو لپیٹا (اس طرح دونوں ایک ہی چادر بن گئیں) اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم سب کو دو دو کپڑے میسر ہیں؟''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ دو کپڑے میسر نہ ہونے کی صورت میں ایک چادر میں نماز جائز ہے اور حکم ہے کہ اس کے پلّو کندھوں پر بھی آ ئیں۔

(المعجم ٧٨) - باب الرَّجُلِ يَعْقِدُ الثَّوْبَ فِي قَفَاهُ ثُمَّ يُصَلِّي (التحفة ٧٩)

باب:٧٨- کوئی اپنے تہ بند کے پلوؤں کو اپنی گردن میں گرہ دے کر نماز پڑھے؟

٦٣٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الْأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فِي الصَّلَاةِ كَأَمْثَالِ الصِّبْيَانِ، فقال قَائِلٌ: يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! لا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ.

٦٣٠- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی تنگی کے باعث انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں اپنے تہ بندوں کے پلوؤں کو اپنی گردنوں میں گرہ لگائی ہوتی تھی جیسے کہ بچوں کی ہوتی ہے تو ایک شخص نے کہا: اے عورتو! تم مردوں سے پہلے اپنے سر نہ اُٹھایا کرو۔ (کہیں کسی کے ستر پر نظر نہ پڑ جائے۔)

فائدہ: معلوم ہوا نماز میں ستر ڈھانپنا واجب ہے اور معلوم رہے کہ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے (یعنی اس حصے کو ڈھانپنا ضروری ہے) اور کندھوں کو بھی ڈھانکا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے اولین دور میں از حد تنگدستی کا شکار تھے۔

(المعجم ٧٩) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَى غَيْرِهِ (التحفة ٨٠)

باب:٧٩- انسان ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے پر ہو؟

٦٣١- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

٦٣١- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

٦٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أمر النساء المصليات وراء الرجال، ح:٤٤١ من حديث وكيع، والبخاري، الصلوة، باب إذا كان الثوب ضيقًا، ح:٣٦٢ من حديث سفيان الثوري به.

٦٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٠ من حديث زائدة به، وانظر، ح:٣٦٩، ٣٧٠، ٦٥٦.

حدثنا زَائِدَةُ عن أَبي حَصِينٍ، عن أَبي صَالِحٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي ثَوْبٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ.

نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کا کچھ حصہ مجھ پر بھی تھا۔

فائدہ: جائز ہے کہ ایک بڑی چادر یا کمبل وغیرہ کا کچھ حصہ نمازی پر ہو اور کچھ حصہ اس کی بیوی پر' خواہ وہ ایام سے بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن ابو داود' حدیث: ۳۶۹' ۳۷۰)

(المعجم ٨٠) - بَاب الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي قَمِيصٍ وَاحِدٍ (التحفة ٨١)

باب: ۸۰- انسان ایک قمیص میں نماز پڑھے

٦٣٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُوسَى بنِ إبراهِيمَ، عن سَلَمَةَ بنِ الْأَكْوَعِ قال: قُلْتُ: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ أَصِيدُ أَفأُصَلِّي في الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ؟ قال: «نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ».

۶۳۲- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں شکاری آدمی ہوں۔ کیا میں صرف ایک قمیص میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور اسے بٹن لگا لیا کرو خواہ کانٹے ہی کے ہوں۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ اس سے مراد عرب کی خاص لمبی قمیص ہے۔ اگر اس کے نیچے شلوار یا چادر نہ بھی ہو تو نماز جائز ہے' بشرطیکہ ستر پوری طرح ڈھکا ہوا ہو' اگر کھلنے کا اندیشہ ہو تو اسے باندھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

٦٣٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حدثنا يَحْيَى بنُ أَبي بُكَيْرٍ عن إِسْرَائِيلَ، عن أَبي حَوْمَلٍ الْعَامِرِيِّ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَكذَا قال، وَهُوَ أَبُو حَوْمَلٍ [والصَّوابُ: أبو حَرْمَلٍ] عن مُحمَّدِ بنِ

۶۳۳- جناب محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر (ملیکی) اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے ایک قمیص میں ہمیں نماز پڑھائی اور ان پر چادر نہ تھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایک ہی قمیص میں نماز پڑھائی تھی۔

٦٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القبلة، باب الصلوٰة في قميص واحد، ح: ٧٦٦ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٤٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٧٧، ٧٧٨ وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٩١، والحاكم: ١/ ٢٥٠، ووافقه الذهبي، وأعله البخاري في صحيحه (فتح: ١/ ٤٦٥).

٦٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به * العامري لا يعرف، ومحمد بن عبدالرحمٰن بن أبي بكر وأبوه ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

عَبْدِ ٱلرَّحْمَنِ بنِ أَبي بَكْرٍ، عن أَبِيهِ قال: أَمَّنَا جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله في قَمِيصٍ لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: إِنِّي رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي في قَمِيصٍ.

(المعجم ٨١) - **بَابٌ: إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا يَتَّزِرُ بِهِ** (التحفة ٨٢)

٦٣٤- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمانُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بنُ الْفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ قالُوا: حدثنا حَاتِمٌ يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامتِ قال: أَتَيْنَا جَابِرًا يَعْني ابنَ عَبْدِ الله قال: سِرْتُ مع رسولِ الله ﷺ في غَزْوَةٍ فَقَامَ يُصَلِّي وكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي وَكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ فَنَكَسْتُهَا، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا لا تَسْقُطُ، ثُمَّ جِئْتُ حَتَّى قُمْتُ عن يَسَارِ رسولِ الله ﷺ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَني عن يَمِينِهِ، فَجَاءَ ابنُ صَخْرٍ حَتَّى قَامَ عن يَسَارِهِ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ جَمِيعًا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. قال: وَجَعَلَ رسولُ الله ﷺ يَرْمُقُني وَأَنَا لا أَشْعُرُ ثُمَّ فَطِنْتُ بِهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ أَتَّزِرَ بِهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رسولُ الله ﷺ قال: «يَا جَابِرُ؟» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارسولَ الله! قال:

باب:۸۱- جب کپڑا تنگ ہو تو اس کا تہبند باندھ لے

۶۳۴- جناب عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ ہم حضرت جابر ابن عبداللہ ؓ کے ہاں آئے تو انہوں نے بتایا کہ میں ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا۔ آپ اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر ایک چادر تھی۔ میں نے اس کے پلوؤں کو اس کے مخالف اطراف سے لپیٹنے کی کوشش کی (یعنی دایاں پلو بائیں کندھے پر اور بایاں پلو دائیں کندھے پر ڈالنے لگا) مگر اس میں گنجائش نہیں تھی اور اس کے کناروں پر جھالر سی لگی تھی۔ میں نے انہیں الٹا کیا اور اس کے کناروں میں اختلاف کر کے اپنی گردن پر باندھ لیا اور گردن کو جھکا لیا کہ کہیں گر نہ جائے۔ پھر میں آ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا۔ پھر ابن صخر آئے اور وہ آپ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ پس آپ نے ہم دونوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا حتیٰ کہ اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔ آپ مجھے کنکھیوں سے دیکھ رہے تھے مگر میں نہ سمجھ سکا۔ پھر میں سمجھ گیا اور آپ نے اشارہ کیا کہ اسے تہ بند

٦٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، تقدم، ح: ٤٨٥.

«إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حِقْوِكَ».

بنالوں۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے جابر!'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں! آپ نے فرمایا: ''جب کپڑا کھلا ہو تو اس کے کناروں میں اختلاف کر لیا کرو (اور کندھوں پر ڈال لیا کرو) اور اگر تنگ ہو تو اپنی کمر پر باندھ لیا کرو۔'' (یعنی صرف تہ بند باندھ لیا کرو۔)

فوائد ومسائل: ① ایک آدمی مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ ② اثنائے نماز میں امام یا مقتدی دوسرے نمازی کی مناسب اصلاح کر سکتا ہے اور اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ③ کپڑا کھلا ہو تو اس کے پلوؤں کو کندھوں پر ڈالنا ضروری ہے ورنہ صرف تہ بند بنا لیا جائے۔

٦٣٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حدثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ، أَوْ قال: قال عُمَرُ: «إِذَا كَانَ لِأَحَدِكُم ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَّزِرْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ اشْتِمَالَ الْيَهُودِ».

٦٣٥- حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... یا یہ کہا کہ حضرت عمر ؓ نے کہا...... ''جب تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے۔ اگر ایک ہی ہو تو اسے تہ بند بنا لے اور یہودیوں کی طرح نہ لپیٹے۔''

فائدہ: اشتمال یہود...... یہود کی طرح لپیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر اس طرح اوڑھی جائے کہ دونوں ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو کر رہ جائیں اور انہیں باہر نکالنا آسان نہ ہو۔

٦٣٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ: حدثنا سَعِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ: حدثنا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بنُ وَاضِحٍ: حدثنا أَبُو الْمُنِيبِ عُبَيْدُ اللهِ الْعَتَكِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن

٦٣٦- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی چادر میں ایسے نماز پڑھے کہ اسے لپیٹا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صرف پاجامے میں نماز پڑھے

٦٣٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٨ من حديث نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٦٦ من حديث أيوب، وللحديث شواهد كثيرة.

٦٣٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٠، ووافقه الذهبي.

أَبِيهِ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ أَنْ يُصَلِّيَ فِي لِحَافٍ لَا يَتَوَشَّحُ بِهِ، وَالآخَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي سَرَاوِيلَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ.

اور اس پر چادر نہ ہو۔

فوائد ومسائل: ① عمداً چھوٹا کپڑا لینا کہ کندھوں پر کچھ نہ آ سکے یا جان بوجھ کر کندھوں کو ننگا رکھنا ناجائز ہے۔ حسب وسعت لباس پورا ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث اور دیگر احادیث میں مردوں کے لیے نماز میں ''سرڈھانپنے'' کا کوئی حکم یا اس کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الاعراف:٣١) ''اے لوگو! ہر مسجد میں آتے وقت (یا ہر نماز کے وقت) اپنا بناؤ کر لیا کرو۔'' کا عام حکم دیا ہے۔ یعنی نماز اور طواف میں ستر عورہ فرض ہے۔ مرد کے لیے کمر سے گھٹنے تک اور عورت کیلئے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن۔ اور باریک کپڑا جس سے بدن یا بال نظر آئیں معتبر نہیں۔ (موضح القرآن) بہرحال اثنائے عبادت میں مباح زینت اختیار کرنا مطلوب ہے اور اتباع ہوائے نفس حرام۔ اور سر کو ڈھانپنا بھی مباح زینت میں شامل ہے اور ننگے سر نماز پڑھنے میں ہوائے نفس کا شائبہ ہے۔ علاوہ ازیں نماز اور غیر نماز میں ننگے سر رہنے کو عادت بنا لینا نبی ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے معمولات کے خلاف ہے۔ ③ پاجامے پر چادر کی تلقین ستر کے لیے ہے کہ پوشیدہ جسم کے حصے کپڑے کے اوپر سے بھی نمایاں نہ ہوں۔

(المعجم ٨٢) - **باب الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٨٤)

باب:٨٢- نماز میں ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا

٦٣٧- **حَدَّثَنا** زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ: حدثنا أَبُو دَاوُدَ عن أَبِي عَوانَةَ، عن عَاصِمٍ، عن أَبِي عُثْمانَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ».

٦٣٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جس نے نماز میں تکبر کرتے ہوئے اپنا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکایا، اللہ اس کے گناہ معاف نہیں فرمائے گا' نہ برے کاموں سے اسے بچائے گا۔'' (یا اس کے لیے جنت کو حلال اور جہنم کو حرام نہیں فرمائے گا یا جب وہ اللہ کی طرف سے کسی حلال کام میں نہیں تو اس کے لیے بھی کوئی احترام نہ ہوگا۔)

٦٣٧- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٨٠ من حديث أبي عوانة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٣٥١ نحو المعنى.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا جَمَاعَةٌ عن عَاصِمٍ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ مَسْعُودٍ منهم حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محدثین کی ایک جماعت مثلاً حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابوالاحوص اور ابومعاویہ رحمہم اللہ نے اس حدیث کو عاصم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے دین اور نبی ﷺ کی سنت سے عمداً انحراف اور اس کی مخالفت کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ جسے [فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ] سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ شارحین حدیث نے اس کی یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ برے کاموں سے بچنے کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اس کے لیے جنت حلال نہیں ہوتی اور جہنم حرام نہیں کی جاتی۔ اللہ کی طرف سے کسی احترام کا مستحق نہیں رہتا۔ والعیاذ باللہ۔ ② تہ بند، چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ ③ جہالت یا نسیان تو شاید کسی اعتبار سے اللہ کے ہاں معاف ہو جائے مگر علم ہو جانے کے بعد ایسے عمل کا ارتکاب "تکبر" میں شمار ہوتا ہے۔

٦٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبَانُ: حدثنا يَحْيَى عن أَبي جَعْفَرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قال لهُ رسولُ الله ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جاءَ، ثُم قال: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ، فقال لهُ رَجُلٌ يَارسولَ الله! مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قال: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ، وَإِنَّ اللهَ جَلَّ ذِكْرُهُ لا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ».

٦٣٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور وہ اپنا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (دیکھا تو) اسے فرمایا: "جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔" چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ آپ نے اسے دوبارہ فرمایا: "جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔" چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا، پھر آپ اس سے خاموش ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ شخص اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنا تہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا ہو۔"

٦٣٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٧ من حديث أبان العطار به * أبوجعفر المدني حسن له الترمذي، ح: ٣٤٤٨، وصحح له ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وقواه ابن حجر في تخريج الأذكار، والنووي في رياض الصالحين بتصحيح حديثه، وروى عنه يحيى بن أبي كثير وهو لا يحدث إلا عن ثقة، قاله أبوحاتم الرازي، فلا عبرة بمن جهله والله أعلم.

فوائد ومسائل: ① تہبند، چادر اور شلوار کا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھنا علامت تکبر ہے۔ اس لیے یہ سخت ممنوع اور کبیرہ گناہ ہے۔ ② تاہم کیا یہ عمل ناقض وضو بھی ہے؟ اس میں اختلاف ہے' کیونکہ اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ سمیت اکثر علماء کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے ان کے نزدیک ٹخنوں کے نیچے کپڑا لٹکنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا' مگر جن کے نزدیک یہ حدیث صحیح یا حسن درجے کی ہے' ان کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا' جیسا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہ ایک تہدیدی حکم ہے جس کا مقصد لوگوں کو اسبالِ ازار سے روکنا ہے' وضو اس سے نہیں ٹوٹے گا۔ بہر حال ایک مومن نمازی کی شلوار ہمیشہ اور ہر وقت ٹخنوں سے اوپر ہی رہنی چاہیے۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ (التحفة ٨٥)

باب:٨٣-عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے؟

٦٣٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدِ بن قُنْفُذٍ، عن أُمِّهِ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ: مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فقالت: تُصَلِّي في الْخِمارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ الَّذِي يُغَيِّبُ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

٦٣٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ عورت کن کپڑوں میں نماز پڑھے؟ تو انہوں نے کہا: ''اوڑھنی اور پوری قمیص میں نماز پڑھے جو اس کے پاؤں تک کو ڈھانپ لے۔''

٦٤٠- حَدَّثَنا مُجَاهِدُ بنُ مُوسَى: حدثنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ عَبْدِ الله يَعْني ابنَ دِينَارٍ، عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدٍ بهذا الحديثِ قال: عن أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ: أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ في دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟ قال: «إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُورَ قَدَمَيْهَا».

٦٤٠- جناب محمد بن زید سے روایت ہے۔ یہی حدیث انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عورت ایک قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس نے تہ بند نہ باندھا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) جب قمیص پوری طرح ڈھانپنے والی ہو کہ اس کے پاؤں کی پشت کو بھی ڈھک لے۔''

٦٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٢، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٢ * أم محمد بن زيد مجهولة الحال، وصحح لها الحاكم (١/ ٢٥٠) والذهبي.

٦٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٦٢ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٥٠، ووافقه الذهبي.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ مَالِكُ بنُ أَنَسٍ وَبَكْرُ بنُ مُضَرَ وَحَفْصُ بنُ غِيَاثٍ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ وَابنُ أَبي ذِئْبٍ وَابنُ إِسْحَاقَ عن مُحمَّدِ بنِ زَيْدٍ، عن أُمِّهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنهُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَصَرُوا بِهِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو مالک بن انس، بکر بن مضر، حفص بن غیاث، اسمٰعیل بن جعفر، ابن ابی ذئب اور ابن اسحاق نے محمد بن زید سے انہوں نے اپنی والدہ سے انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا بلکہ صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اقتصار کیا ہے۔ (یعنی موقوف بیان کرتے ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ بنا بریں نماز کی حالت میں عورت کے لیے پیروں کا ڈھانپنا ضروری نہیں' اسے زیادہ سے زیادہ پردے کے عمومی حکم کے اعتبار سے بہتر کہا جا سکتا ہے۔ بعض علماء پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کے لیے ایک اور روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر عورت کے پیر مردوں کے لباس سے ایک بالشت سے زیادہ لٹکانے پر ننگے رہتے ہوں' تو پھر وہ عورتیں اپنا لباس ایک ہاتھ اور لٹکا لیا کریں۔ (ترمذی' حدیث:۱۷۳۱) اس سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ عورت کو پاؤں کی پشتوں سمیت نماز میں اپنا پورا جسم ہی ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تعلق پردے کے عمومی حکم سے ہے' نمازی عورت کے لیے بھی اس کو ضروری قرار دینا غلط ہے۔ اس طرح تو پھر نماز پڑھتے وقت عورت کیلئے چہرے کو بھی ڈھانپنا ضروری قرار دینا پڑے گا۔ کیونکہ پردے کے حکم میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے۔ اگر عورت کیلئے نماز کی حالت میں چہرہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے' تو حضرت ام سلمہ کی حدیث سے نماز کی حالت میں پیروں کی پشت کے ڈھانپنے کو بھی ضروری قرار دینا غلط ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے' فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۴۲۶/۱۱-۴۳۰ طبع جدید' ۱۹۹۸ء- الریاض) ② ان احادیث کا مرفوع (یعنی نبی ﷺ سے مروی) ہونا ثابت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ عورت نماز میں اپنا تمام جسم ڈھانپے (کیونکہ اسے سر سمیت سارا جسم ڈھانپنے کا حکم ہے) قابل غور امر یہ ہے کہ جب مسجد جیسے پاکیزہ ماحول اور نماز جیسی عبادت کے دوران میں عورت پر پردے کی اس قدر پابندی ہے تو دیگر کھلے مقامات اور اجنبیوں میں نکلتے ہوئے اسے اپنے پردے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے!!

(المعجم ٨٤) - باب الْمَرْأَةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ (التحفة ٨٦)

باب:۸۴- عورت کا اوڑھنی کے بغیر نماز پڑھنا

٦٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا

۶۴۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٦٤١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء لا تقبل صلوة المرأة الحائض إلا بخمار، ح:٣٧٧، وابن ماجه، ح:٦٥٥ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ◀◀

حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حدثنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «لا يَقْبَلُ الله صَلَاةَ حائِضٍ إِلَّا بِخِمارٍ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدٌ - يَعْنِي ابنَ أَبِي عَرُوبَةَ - عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو سعید یعنی ابن ابی عروبہ نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① سر کے کپڑے کا وجوب عورت کے لیے خاص ہے نہ کہ مرد کے لیے۔ ② ایسے شفاف کپڑے جن سے عورت کے سر کے بال نظر آتے ہوں، ان میں نماز جائز نہیں ہے۔

٦٤٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيدٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ: أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتًا لَهَا، فقالت: إِنَّ رسول الله ﷺ دَخَلَ وفي حُجْرَتِي جَارِيَةٌ، فَأَلْقَى إِلَيَّ حَقْوَهُ وقال لِي: «شُقِّيهِ بِشُقَّتَيْنِ فَأَعْطِي هَذِهِ نِصْفًا وَالْفَتَاةَ الَّتِي عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ نِصْفًا فإِنِّي لا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَاضَتْ أَوْ لا أُرَاهُما إِلَّا قَدْ حَاضَتَا».

٦٤٢- امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صفیہ ام طلحۃ الطلحات کی مہمان ہوئیں۔ پس ان کی بیٹیوں کو دیکھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ میرے حجرے میں ایک نوعمر لڑکی تھی۔ آپ نے اپنا تہبند میری طرف پھینکا اور فرمایا: ''اسے دو حصوں میں پھاڑ و اور ایک حصہ اس لڑکی کو دے دو اور دوسرا اس کو جو ام سلمہ کے ہاں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالغ (جوان) ہو گئی ہے۔ یا (فرمایا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جوان ہو گئی ہیں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ هِشَامٌ عن ابنِ سِيرِينَ.

امام ابوداود نے کہا: ہشام نے بھی ابن سیرین سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جوان بچیوں کے لیے پردے کی تاکید ثابت ہے۔ اس لیے کہ بچیاں

◀ ح: ٧٧٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ١٧٠٨، ١٧٠٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٥١، ووافقه الذهبي، ورواه هشام بن حسان وأيوب السختياني عن ابن سيرين به عند ابن الاعرابي في معجمه.

٦٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٦ من حديث حماد بن زيد به * ابن سيرين لم يسمع من عائشة رضي الله عنها شيئًا، قاله أبو حاتم الرازي رحمه الله.

جب جوان ہو جائیں تو ان سے پردے کا اہتمام کروایا جائے۔ یہ خود بچیوں اور ان کے سرپرستوں کا لازمی فریضہ ہے۔ قرآن کی آیات اور دیگر صحیح احادیث اس پر صریح دلالت کرتی ہیں۔

(المعجم ٨٥) - **باب السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٨٧)

باب:٨٥-نماز میں ''سدل'' کرنا

٦٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَإِبراهِيمُ بنُ مُوسَى عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن الْحَسَنِ بنِ ذَكْوَانَ، عن سُلَيْمانَ الْأَحْوَلِ، عن عَطَاءٍ، قال إِبراهِيمُ عن أَبي هُرَيْرَةَ: إِنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عن السَّدْلِ في الصَّلَاةِ، وَأَنْ يُغَطِّي الرَّجُلُ فَاهُ.

٦٤٣-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ انسان منہ ڈھانپ کر (ڈھاٹا باندھ کر) نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِسْلٌ عن عَطَاءٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ في الصَّلَاةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ اسے عِسل نے عطاء سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے نماز کے دوران میں سدل سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''سدل'' کی شارحین حدیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ چادر کو اس کے درمیان سے اپنے سر یا کندھوں پر ڈال لیا جائے اور اس کی دائیں بائیں اطراف لٹکتی رہیں۔ یا صاحب النہایہ کے بیان کے مطابق کپڑے کو اس انداز سے اپنے اوپر لپیٹ لیا جائے کہ ہاتھ بھی اندر ہی بند ہو جائیں اور پھر رکوع اور سجدے میں بھی ان کو نہ نکالا جائے' تو یہ صورتیں نماز کے منافی ہیں ② روایت ضعیف ہے' اس لیے مسئلے کے اثبات کے لیے کافی نہیں۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک صحیح ہے' بنابریں اس صورت میں سدل ممنوع ہوگا۔

٦٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلًا.

٦٤٤-ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے جناب عطاء (ابن ابی رباح ...... تابعی) کو بارہا دیکھا کہ وہ سدل کیے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

٦٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٧٧٢، ٩١٨ من حديث عبدالله بن المبارك به ورواه ابن ماجه، ح: ٩٦٦ من حديث الحسن بن ذكوان به، مختصرًا * الحسن بن ذكوان، مدلس تقدم، ح: ١١، ولم أجد تصريح سماعه، وعسل بن سفيان ضعيف، ومن طريقه أخرجه الترمذي، ح: ٣٧٨، وجاء في المستدرك(١/ ٢٥٣) وهم عجيب، انظر إتحاف المهرة(١٥/ ٣٧٥).

٦٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا يُضَعِّفُ ذَلِكَ الحديثَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ عطاء کا یہ فعل (گویا) مذکورہ بالا حدیث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔

فائدہ: پہلی سند حسن اور دوسری (روایت عسل) صحیح ہے۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ) اور تیسری روایت تابعی کا عمل اگرچہ سنداً صحیح ہے مگر مذکورہ بالا حدیث کے برخلاف ہے اور کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ نماز میں کپڑے کو لپیٹے بغیر سر پر یا کندھوں پر ویسے ہی ڈال لینا' یا منہ کو بند کر لینا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٨٦) - باب الصَّلَاةِ فِي شُعُرِ النِّسَاءِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٦- عورتوں کے زیر استعمال کپڑوں میں نماز

٦٤٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أبي: حدثنا الأَشْعَثُ عن مُحمَّدٍ يَعْنِي ابنَ سِيرِينَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائشةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُصَلِّي فِي شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا.

۶۴۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے (یعنی ازواج مطہرات کے زیر استعمال) کپڑوں میں یا ہمارے لحافوں میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔

قال عُبَيْدُ الله: شَكَّ أَبِي.

عبیداللہ نے کہا کہ [شُعُرِنَا أَوْ لُحُفِنَا] کے الفاظ میں میرے والد کو شک ہوا ہے (اس لیے لفظ [أَوْ] سے روایت کیا ہے)۔

فائدہ: وہ کپڑے جو جسم کے ساتھ متصل ہوتے ہیں انہیں [شِعَار] اور جو ان کے اوپر ہوں انہیں [دِثَار] کہتے ہیں اور جیسے کہ یہ مسئلہ پہلے (احادیث: ۳۶۷ تا ۳۷۰) میں گزر چکا ہے کہ اکثر اوقات نبی ﷺ ایسی چادروں وغیرہ میں نماز نہ پڑھا کرتے تھے جو آپ کی عورتوں کے استعمال میں بھی ہوتی تھیں مگر بعض اوقات ان میں نماز پڑھی بھی ہے۔ تو اس مسئلے میں وسعت ہے تاہم کپڑے کی طہارت کا یقین ہونا شرط ہے۔

(المعجم ٨٧) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي عَاقِصًا شَعْرَهُ (التحفة ٨٩)

باب:٨٧- کوئی مرد اپنے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے؟

٦٤٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

۶۴۶- جناب سعید بن ابی سعید مقبری اپنے والد

٦٤٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٦٧.

٦٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في كراهية كف الشعر في الصلوة، ح: ٣٨٤ ◄◄

حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، حدثني عِمْرانُ بنُ مُوسَى عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِحَسَنِ ابنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَدْ غَرَزَ ضَفْرَهُ فِي قَفَاهُ، فَحَلَّهَا أَبُو رَافِعٍ فَالْتَفَتَ حَسَنٌ إِلَيْهِ مُغْضَبًا، فقال أَبُو رَافِعٍ: أَقْبِلْ عَلَى صَلَاتِكَ وَلَا تَغْضَبْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «ذَلِكَ كِفْلُ الشَّيْطَانِ» يَعْنِي مَقْعَدَ الشَّيْطَانِ - يَعْنِي مَغْرِزَ ضَفْرِهِ.

سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے حضرت ابورافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا کہ وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنی گدی میں اپنے بالوں کی چوٹی دھنسا رکھی تھی۔ پس ابورافع نے ان کے بال کھول دیے۔ حضرت حسن نے غصے سے ان کی طرف دیکھا، تو ابورافع نے کہا: اپنی نماز پڑھیے اور ناراض مت ہویے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جوڑے کا یہ مقام شیطان کی بیٹھک ہے۔

٦٤٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَاللهِ بنَ عَبَّاسٍ رَأَى عَبْدَاللهِ بنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَائِهِ، فَقَامَ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ وَأَقَرَّ لَهُ الآخَرُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ فقال: مَالَكَ وَرَأْسِي؟ قال: إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ».

٦٤٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ عبداللہ بن حارث نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے بال پیچھے سے بندھے ہوئے تھے، تو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر ان کے بال کھولنے لگے۔ انہوں نے (یعنی عبداللہ بن حارث نے دوران نماز میں) اس پر کوئی انکار نہ کیا۔ نماز کے بعد وہ ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: آپ کو میرے سر سے کیا کام؟ (یعنی آپ نے میرے بال کیوں کھولے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''بالوں کا جوڑا بنا لینا ایسے ہے جیسے کوئی نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوں۔''

◄◄ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٩٩١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩١١، وابن حبان، ح: ٤٧٤، والحاكم: ١/ ٢٦١، ٢٦٢، ووافقه الذهبي.

٦٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب . . . الخ، ح: ٤٩٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

فوائد ومسائل: ① مردوں کے لیے بالوں کا جوڑا بنانا بالخصوص نماز میں جائز نہیں۔ چاہیے کہ انہیں ویسے ہی لمبا چھوڑ دیا جائے اور سجدہ کی حالت میں زمین پر لگنے دیا جائے۔ دوسری حدیث میں صراحت ہے کہ ''مجھے حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بالوں کو نہ باندھوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ٨١٢ وصحیح مسلم، حدیث: ٤٩٠) ② جن بزرگوں کے متعلق آیا ہے کہ انہوں نے جوڑا بنایا ہوا تھا تو شاید انہیں یہ ارشاد نبوی معلوم نہ تھا۔

(المعجم ٨٨) - باب الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ (التحفة ٩٠)

باب:٨٨- جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ

٦٤٨- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، حدثني مُحمَّدُ بنُ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ عن ابنِ سُفْيَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عن يَسَارِهِ.

٦٤٨- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ والے دن دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے جوتے آپ کی بائیں جانب رکھے ہوئے تھے۔

٦٤٩- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ قالا: أَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ عَبَّادِ بنِ جَعْفَرٍ يقولُ: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ ابنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُ الله بنُ المُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ مُوسَى وَعِيسَى - ابنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أو

٦٤٩- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکے میں صبح کی نماز پڑھائی، (اس نماز میں) آپ نے سورۃ المؤمنون کی تلاوت شروع کی۔ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون ؑ یا یوں کہا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ؑ کا ذکر آیا...... ابن عباد کو شک ہے یا لوگوں نے اختلاف کیا ہے...... تو نبی ﷺ کو کھانسی آ گئی تو آپ نے قراءت کو مختصر کر دیا اور رکوع کر لیا اور عبداللہ بن سائب اس میں حاضر تھے۔

٦٤٨ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب: أين يضع الإمام نعليه إذا صلى بالناس، ح: ٧٧٧، وابن ماجه، ح: ١٤٣١ من حديث يحيى القطان به.

٦٤٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٥٥ من حديث عبدالرزاق، وهو في مصنفه، ح: ٢٦٦٧، وعلقه البخاري، (فتح: ٢/ ٢٥٥).

اخْتَلَفُوا - أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَحَذَفَ. فَرَكَعَ وَعَبْدُ الله بنُ السَّائِبِ حاضِرٌ لِذَلِكَ.

توضیح: یہ حدیث پہلی حدیث ہی کے مضمون کی تکمیل ہے۔

٦٥٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ [سلمة] عن أَبِي نَعَامَةَ السَّعْدِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: بَيْنَمَا رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوضَعَهُمَا عن يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ صَلَاتَهُ قال: «مَا حَمَلَكُم عَلَى إِلْقَائِكُم نِعَالَكُم؟» قالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا، أَو قال: أَذًى»، وقال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم إِلَى المَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا».

٦٥٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ نے (دورانِ نماز میں) اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں جانب رکھ لیے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتارے ہیں تو ہم نے بھی اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ آپ کے جوتے میں گندگی لگی ہے۔“ (لفظ [قَذَرٌ] تھا یا [أَذًى]) آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو بغور دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں کوئی گندگی یا نجاست نظر آئے تو اسے پونچھ ڈالے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔“

فوائد ومسائل: ① جوتے پہن کر یا اتار کر نماز پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔ اگر جوتے پہنے ہوں تو ان کا پاک ہونا شرط ہے۔ اور انہیں پاک کرنے کے لیے خشک زمین پر رگڑ لینا ہی کافی ہے۔ ② نمازی اکیلا ہو اور اپنے جوتوں کو اپنے پہلو میں رکھنا چاہتا ہو تو اپنی بائیں جانب رکھے، مگر جب صف میں ہو تو اپنے پاؤں کے درمیان میں رکھے۔ ③ نجاست آلود جوتے یا کپڑے میں نماز جائز نہیں۔ اثنائے نماز میں اسے دور کرنا ممکن ہو تو اسے دور کر دے، ورنہ نماز چھوڑ دے اور نجاست دور کرے۔ ④ لاعلمی میں جو نماز نجس کپڑے یا جوتے میں پڑھی جا چکی ہو وہ صحیح ہے، اس

٦٥٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠١٧، وابن حبان، ح: ٣٦٠، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٠، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ٢/ ٤٣١ من حديث أبي داود به.

کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ ⑤ جوتوں میں نماز تمام احادیث کی روشنی میں ایک درست عمل ہے۔ اس کا ثواب کی کمی بیشی سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑥ نبی ﷺ کو غیب کی خبریں جبریل امین کے ذریعے سے بتائی جاتی تھیں۔ ⑦ نبی ﷺ کی اتباع' افعال عبادت میں اسی طرح ضروری ہے جیسے کہ اقوال میں۔ اور صحابہ کرام ؓ کی خصوصیت اور خوبی یہی ہے کہ وہ آپ کے اقوال وافعال کی اتباع میں کوئی پس وپیش نہ کرتے تھے اور ہر مسلمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

٦٥١- حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إسْمَاعِيلَ: حدثنا أَبَانُ: حدثنا قَتَادَةُ: حدثني بَكْرُ بنُ عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ بهذا قال: «فيهِمَا خُبْثٌ» قال في المَوْضِعَيْنِ خُبْثٌ.

۶۵۱- جناب بکر بن عبداللہ ؒ نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس میں جہاں لفظ [قَذَرٌ] آیا ہے وہاں دونوں جگہ [خُبْثٌ] استعمال کیا۔ (اور معنی ان سب کا ''نجاست'' ہے۔)

فائدہ: محدثین کرام نقل احادیث میں انتہائی محتاط اور کامل الضبط تھے۔ ؒ

٦٥٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عن هِلَالِ بنِ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيِّ، عن يَعْلَى بنِ شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ، عن أَبِيهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَالِفُوا الْيَهُودَ فإِنَّهُمْ لا يُصَلُّونَ في نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ».

۶۵۲- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود کی مخالفت کرو۔ یہ لوگ اپنے جوتوں یا موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ جوتوں میں نماز پڑھنا درست ہے۔ ② اہل کتاب اور مشرکین کی مخالفت ان امور میں ہے' جن کی شریعت اسلامیہ نے صراحت کی ہے یا ان کی خاص مذہبی یا قومی علامت ہے۔ ③ ہمارے ہاں مذکورہ مسئلہ اور اس قسم کے بعض دیگر مسائل متروک ہو گئے ہیں۔ ان سنتوں کے احیاء کے لیے پہلے ﴿أُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (النحل: ۱۲۵) کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت سے محبت کا داعیہ پیدا کرنا ضروری ہے' تاکہ بے علم لوگ دین سے اور علمائے حق سے متنفر نہ ہوں۔

٦٥٣- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

۶۵۳- جناب عمرو بن شعیب، [عن ابيه عن

٦٥١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في معرفة السنن والآثار: ١٢٣٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٥٣٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٣٥٧، والحاكم: ١/ ٢٦٠، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع عند ابن حبان.

٦٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلوة في النعال، ح: ١٠٣٨ من حديث ◀◀

حدثنا عَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن حُسَيْنٍ المُعَلِّم، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا.

جدہ] کے واسطے سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جوتے اتار کر بھی نماز پڑھتے تھے اور پہن کر بھی۔

فائدہ: اس عمل کا تعلق ثواب کی کمی بیشی سے نہیں ہے' جیسے کہ مسواک وغیرہ میں ثابت ہے۔

(المعجم ٨٩) - باب الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا (التحفة ٩١)

باب:٨٩-نمازی اپنے جوتے اتارے تو کہاں رکھے؟

٦٥٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا صالِحُ بنُ رُسْتُمَ أَبُو عَامِرٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ قَيْسٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عن يَمِينِهِ وَلَا عن يَسَارِهِ فَتَكُونَ عن يَمِينِ غَيْرِهِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عن يَسَارِهِ أَحَدٌ وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ».

٦٥٤-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتوں کو اپنی دائیں جانب نہ رکھا کرے اور نہ بائیں جانب کہ اس طرح وہ کسی دوسرے کی دائیں جانب ہوں گے۔ ہاں اگر اس کی بائیں جانب کوئی اور نہ ہو تو اس طرف رکھ لے ورنہ انہیں اپنے دونوں قدموں کے درمیان میں رکھے۔''

٦٥٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حدثنا بَقِيَّةُ وَشُعَيْبُ بنُ إِسْحَاقَ عن

٦٥٥-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب کوئی نماز پڑھنے

◄◄ حسين المعلم به، ورواه أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي في جزء الألف دينار(١٤٤) عن الفضل بن حباب عن مسلم بن إبراهيم به بلفظ: "رأيت رسول الله ﷺ يصلي متنعلاً وحافيًا ويشرب قائمًا وقاعدًا ويصوم في السفر ويفطر وينصرف في الصلوٰة عن يمينه وشماله"، وكذا أخرجه أحمد(٢/ ٢١٥ وغيره) من حديث حسين المعلم به مطولاً.

٦٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠١٦، وابن حبان، ح:٣٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٩، ووافقه الذهبي * وسنده حسن، وللحديث شواهد، وانظر الحديث الآتي.

٦٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح:٣٠١ من حديث أبي داود به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٦٠ من حديث عبدالوهاب بن نجدة به، وصححه ابن حبان، ح:٣٥٨، والذهبي في تلخيص◄◄

الأَوْزَاعِيِّ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ الْوَلِيدِ عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَلَا يُؤْذِ بِهِمَا أَحَدًا، لِيَجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَوْ لِيُصَلِّ فيهِمَا».

لگے اور اپنے جوتے اتارے تو ان سے کسی دوسرے کو ایذا نہ دے۔ (یعنی اس کے آگے یا دائیں طرف نہ رکھے یا کسی اور طرح سے بھی اذیت کا باعث نہ بنے۔) چاہیے کہ انہیں اپنے قدموں کے درمیان میں رکھے یا پہنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① جوتے اتار کر یا پہن کر نماز پڑھنا دونوں ہی طرح جائز ہے' البتہ کبھی کبھی یہودیوں کی مخالفت کے اظہار کے لیے پہن کر نماز پڑھنا، احیائے سنت کی نیت سے باعث اجر وفضیلت ہے مگر خیال رہے کہ یہ کام بے علم عوام میں فتنے کا باعث نہ بنے۔ ② کسی بھی مسلمان کو کسی طرح سے اذیت دینا حرام ہے۔

(المعجم ٩٠) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ (التحفة ٩٢)

باب:٩٠- چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھنا

٦٥٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ: حدثتني مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ.

٦٥٦- ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو میں آپ کے قریب برابر ہی میں ہوتی، اور ایام سے ہوتی۔ آپ سجدے کو جاتے تو بسا اوقات آپ کا کپڑا بھی مجھے لگتا اور آپ چھوٹی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ایسی چٹائی جو کھجور کے پتوں سے بنائی گئی ہو کہ انسان اس پر صرف بیٹھ سکے یا اس پر چہرہ اور ہاتھ رکھے جا سکیں اسے [خُمْرَة] کہتے ہیں۔ اگر یہ انسان کی قامت کے برابر ہو تو اسے [حَصِير] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث سے استدلال یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر لگنا ضروری نہیں۔

(المعجم ٩١) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ (التحفة ٩٣)

باب:٩١- بڑی چٹائی پر نماز پڑھنا

◀◀ المستدرك على شرط الشيخين، وله شواهد عند ابن خزيمة، ح: ١٠٠٩، وابن حبان، ح: ٣٥٩، والحاكم: ١/ ٢٥٩ وغيرهم.

٦٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: إذا أصاب ثوب المصلي امرأته إذا سجد، ح: ٣٧٩، ومسلم، الصلوة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ٥١٣ من حديث خالد بن عبدالله به، وانظر، ح: ٣٦٩.

٦٥٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبي: حدثنا شُعْبَةُ عن أَنَسِ بنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: يَارسولَ الله! إِنِّي رَجُلٌ ضَخْمٌ - وكَانَ ضَخْمًا- لا أَسْتَطِيعُ أَنْ أُصَلِّيَ مَعَكَ، وَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا وَدَعاهُ إِلَى بَيْتِهِ، فَصَلِّ حَتَّى أَرَاكَ كَيْفَ تُصَلِّي فأَقْتَدِيَ بِكَ، فَنَضَحُوا لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ لَهُمْ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قال فُلَانُ بنُ الْجَارُودِ لأَنَسِ بن مَالِكٍ: أَكَانَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قال: لَمْ أَرَهُ صَلَّى إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

٦٥٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھاری جسم والا ہوں ...... اور وہ واقعی موٹا تھا ...... میں آپ کی معیت میں نماز ادا نہیں کر سکتا ...... اور اس نے آپ کے لیے کھانا تیار کروایا اور آپ کو اپنے گھر دعوت دی ...... تو آپ (میرے ہاں گھر میں) نماز پڑھیں، حتیٰ کہ آپ کو دیکھوں کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں' لہٰذا میں بھی آپ کی طرح کیا کروں۔ (چنانچہ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے) تو ان لوگوں نے آپ کے لیے چٹائی کے ایک ٹکڑے پر پانی چھڑکا (تا کہ وہ نرم ہو جائے) آپ نے اس پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ جارود کے بیٹے فلاں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ ضحٰی (چاشت کے وقت) کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو صرف اسی دن یہ نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

٦٥٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حدثنا الْمُثَنَّى بنُ سَعِيدٍ: حدثني قَتَادَةُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَزُورُ أُمَّ سُلَيْمٍ فَتُدْرِكُهُ الصَّلاةُ أحيَانًا فَيُصَلِّي عَلَى بِسَاطٍ لَنَا وَهُوَ حَصِيرٌ تَنْضَحُهُ بالماءِ.

٦٥٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے تو بعض اوقات ان کے ہاں نماز کا وقت بھی ہو جاتا۔ پس آپ ہماری ایک چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے' وہ اس چٹائی پر پانی چھڑک دیا کرتی تھیں۔

٦٥٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ بِمَعْنى

٦٥٩- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی اور رنگے ہوئے چمڑے پر نماز

٦٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يصلي الإمام بمن حضر؟ . . . ، ح: ٦٧٠ من حديث شعبة به.

٦٥٨ـ تخريج: [صحيح] وانظر، ح: ٦١٢.

٦٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٤، ح: ١٨٤١٤ من حديث يونس بن الحارث الطائفي به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥٩، ووافقه الذهبي على شرط ◀◀

الإِسنَادِ والحديثِ قالا: حدثنا أبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ عن يُونُسَ بنِ الْحَارِثِ، عن أبي عوْنٍ، عن أبيهِ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْحَصِيرِ وَالْفَرْوَةِ المَدْبُوغَةِ.

پڑھتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چمڑا دباغت دینے (رنگنے) سے پاک ہو جاتا ہے' لہٰذا اسے مصلّٰی بنانا یا اس کا لباس بنانا جائز ہے اور سجدے میں پیشانی کا براہ راست زمین یا مٹی پر ٹکانا ضروری نہیں۔

(المعجم ٩٢) - باب الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى ثَوْبِهِ (التحفة ٩٤)

٩٢- انسان اپنے کپڑے پر سجدہ کرے

٦٦٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ: حدثنا بِشْرٌ يَعْنِي ابنَ المُفَضَّلِ: حدثنا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع رسولِ الله ﷺ في شِدَّةِ الْحَرِّ، فإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أحَدُنا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ.

٦٦٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سخت گرمی کے موسم میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو جب کوئی ہم میں سے اپنی پیشانی زمین پر نہ ٹکا سکتا' تو اپنا کپڑا بچھا لیتا پھر اس پر سجدہ کرتا۔

فوائد و مسائل: ① سجدے کی جگہ پر کوئی چٹائی' چمڑا یا کپڑا وغیرہ بچھایا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں' البتہ پیشانی کا ننگا ہونا اور ننگی زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث: ٣٨٥ و صحیح مسلم' حدیث: ٦٢٠) ② نماز میں خشوع ایک اہم اور ضروری عمل ہے اسے حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لیے گرمی سردی سے بچنے یا اس قسم کے معمولی اعمال نماز کے دوران میں بھی جائز ہیں تاکہ ذہن اور جسم ان عوارض میں الجھا نہ رہے۔

◀◀ مسلم، وأشار ابن حبان إلى انقطاع السند بين المغيرة والراوي عنه، وأما الصلوة على الحصير فثابت، انظر، ح: ٦١٢ والحديث السابق.

٦٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب السجود على الثوب في شدة الحر، ح: ٣٨٥، ومسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ٦٢٠ من حديث بشر بن المفضل به.

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الصُّفُوفِ

صف بندی کے احکام و مسائل

(المعجم ٩٢) - **باب تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ** (التحفة ٩٥)

باب:۹۳- صفیں سیدھی کرنے کا مسئلہ

٦٦١- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ قال: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ الأَعمَشَ، عن حديثِ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ في الصُّفُوفِ المُقَدَّمَةِ، فحدَّثنا عن المُسَيَّبِ ابنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ بنِ طَرَفَةَ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أَلَا تَصُفُّونَ كما تَصُفُّ المَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ»؟ قُلْنَا: وكَيْفَ تَصُفُّ المَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ؟ قال: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ المُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاصُّونَ في الصَّفِّ».

۶۶۱- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم صفیں ویسے کیوں نہیں بناتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے کہا: فرشتے اپنے رب کے ہاں کیسے صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ پہلے ابتدائی صفیں مکمل کرتے ہیں اور آپس میں جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (ان کے مابین کوئی خلا نہیں رہتا۔)

فوائد و مسائل: ① صف میں جڑ کر کھڑے ہونے سے صف سیدھی ہو جاتی ہے۔ ② معلوم ہوا کہ صالحین کا عمل اختیار کرنا شرعاً مطلوب ہے اور مسلمان کو ہمیشہ ان سے مشابہت کا حریص رہنا چاہیے۔ بالخصوص نمازوں میں صف بندی کے معاملے میں۔ سورۂ فاتحہ میں اسی دعا کی تعلیم دی گئی ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ ③ پہلے پہلی صف مکمل ہو تب دوسری بنائی جائے۔

٦٦٢- **حَدَّثَنَا** عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا وَكِيعٌ عن زَكَرِيَّا بنِ أَبي زَائِدَةَ، عن أَبي الْقَاسِمِ الْجَدَلِيِّ قال: سَمِعْتُ

۶۶۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف اپنا رخ کیا اور فرمایا: ”اپنی صفیں برابر کر لو۔“ آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

٦٦١- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد . . . الخ، ح: ٤٣٠ من حديث سليمان الأعمش به.

٦٦٢- **تخريج:** [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٠، ١٠١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٠، وابن حبان، ح: ٣٩٦، وعلقه البخاري، (فتح: ٢/ ٢١١ قبل، ح: ٧٢٥) * زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع عند الدارقطني: ١/ ٢٨٣، وابن خزيمة وغيرهما.

النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يقولُ: أَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ فقال: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا «وَالله! لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ الله بَيْنَ قُلوبِكُمْ». قال: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ.

''قسم اللہ کی! (ضرور ایسا ہوگا کہ) یا تو تم اپنی صفوں کو برابر رکھو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت پیدا کر دے گا''۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ' اپنے گھٹنے کو اپنے ساتھی کے گھٹنے کے ساتھ اور اپنے ٹخنے کو اپنے ساتھی کے ٹخنے کے ساتھ ملا کر اور جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں صحابیٔ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے فرمان پر تعمیل کی وضاحت کر دی ہے کہ صحابہ کرام صفوں میں خوب جڑ کر کھڑے ہوتے تھے' حتیٰ کہ کوئی خلا باقی رہتا تھا نہ کوئی ٹیڑھ۔ ② شرعی تعلیمات سے اعراض کا نتیجہ ''آپس کی پھوٹ اور نفرت'' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے...... جیسے کہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ③ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کا معاملہ ظاہری اعضاء و اعمال کے ساتھ بھی ہے۔ اگر ظاہری اعمال صحیح ہوں تو دل بھی صحیح رہتا ہے اور اس کے برعکس بھی آیا ہے کہ اگر دل صحیح ہو تو باقی جسم صحیح رہتا ہے۔ ④ امام کو چاہیے کہ اس سنت کو زندہ کرتے ہوئے نمازیوں کو تکبیر تحریمہ سے پہلے تاکید کرے کہ آپس میں مل کر کھڑے ہوں' بلکہ عملاً صفیں سیدھی کرائے۔

٦٦٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يقولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسَوِّينَا في الصُّفُوفِ كَمَا يُقَوَّمُ الْقِدْحُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدْ أَخَذْنَا ذَلِكَ عَنْهُ وَفَقِهْنَا أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ بِوَجْهِهِ إِذَا رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ بِصَدْرِهِ فقال: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ الله بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

٦٦٣- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں صفوں میں ایسے برابر اور سیدھا کیا کرتے تھے جیسے کہ تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ ہم نے آپ سے یہ درس لے لیا اور اسے خوب سمجھ لیا ہے' تو ایک دن آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ ایک آدمی اپنا سینہ صف سے آگے نکالے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(قسم اللہ کی!) تم لوگ یا تو صفوں کو برابر کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے مابین مخالفت پیدا کر دے گا۔''

٦٦٣- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها . . . الخ، ح:٤٣٦ من حديث حماد بن سلمة به.

٦٦٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَأَبُو عَاصِمِ بنِ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ عن أَبِي الْأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْسَجَةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا ويقولُ: «لَاتَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلوبُكُمْ» وكَانَ يقولُ: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُوَلِ».

۶۶۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صفوں کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف کو چلتے جاتے۔ (اس اثناء میں) آپ ہمارے سینوں اور کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ”آگے پیچھے مت ہوو، ورنہ تمہارے دلوں میں بھی اختلاف آ جائے گا۔“ اور آپ فرمایا کرتے تھے: ”اللہ عزوجل پہلی صفوں میں آنے والوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے اُن کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔“

فائدہ: نبی ﷺ کا عملاً صفوں کو برابر کرنا کرانا اس کے انتہائی تاکیدی عمل ہونے کی دلیل ہے۔ نیز چاہیے کہ امام ایسا ہو جو صاحب علم، باعمل، باوقار اور بارعب ہو اور خوش اخلاق بھی کہ دینی اُمور میں اپنے سے چھوٹوں اور بڑوں کی بالفعل اصلاح کر سکے۔ نوعمر، علم وعمل میں کوتاہ اور تنخواہ دار اماموں کے لیے اس انداز سے تعلیم و تربیت بالعموم مشکل ہوتی ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

٦٦٥- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا خالِدٌ يَعْنِي ابنَ الْحَارِثِ: حدثنا حَاتِمٌ يَعْنِي ابنَ أَبِي صَغِيرَةَ، عن سِمَاكٍ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَوِّي يَعْنِي صُفُوفَنَا، إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

۶۶۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کرتے۔ جب ہم درست ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔

٦٦٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب: كيف يقوم الإمام الصفوف، ح: ٨١٢ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥١، ١٥٥٦، وابن حبان، ح: ٣٨٦، ورواه ابن ماجه، ح: ٩٩٧ من طريق آخر عن طلحة بن مصرف اليامي به.

٦٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١ من حديث أبي داود به، على وهم وقع في المطبوع، وانظر، ح: ٦٦٣.

٦٦٦- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبراهِيمَ الْغَافِقِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: وحدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ - وحديث ابنِ وَهْبٍ أَتَمُّ - عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال قُتَيْبَةُ: عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ: عن أبي شَجَرَةَ لم يَذْكُرْ ابنَ عُمَرَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ المَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُم» - لَمْ يَقُلْ عِيسَى بِأَيْدِي إخوانِكُمْ - «وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ الله وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ الله».

٦٦٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو درست کرلو' کندھوں کو برابر رکھو' درمیان میں فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم بن جاؤ۔“......راویٔ حدیث عیسیٰ بن ابراہیم نے [بِأَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ] ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں“۔ کے لفظ بیان نہیں کیے...... ”اور شیطان کے لیے خلا نہ چھوڑو۔ جس نے صف کو ملایا' اللہ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو شَجَرَةَ كَثِيرُ بنُ مُرَّةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (راویٔ حدیث) ”ابو شجرہ“ سے مراد کثیر بن مرہ ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمَعْنَى وَلِينُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ: إِذَا جاءَ رَجُلٌ إِلَى الصَّفِّ فَذَهَبَ يَدْخُلُ فيه فَيَنْبَغِي أَنْ يُلَيِّنَ لَهُ كُلُّ رَجُلٍ مَنْكِبَيْهِ حَتى يَدْخُلَ في الصَّفِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ“۔ کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی صف میں داخل ہونا چاہے تو (صف میں پہلے سے موجود) ہر شخص کو اپنے کندھے نرم کر دینے چاہییں تاکہ وہ صف میں داخل ہو سکے۔

فوائد ومسائل: ① ”جس نے صف کو ملایا۔“ یعنی جو نماز کی صف میں حاضر ہوا، اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر کھڑا ہوا، اس میں کوئی خلا یا کجی پیدا نہ کی' تو اس کے لیے نبی ﷺ کی دعا ہے کہ اللہ اس کو اپنی رحمت خاص سے ملائے۔ اور جس نے صف کو کاٹا یعنی مذکورہ امور کے برعکس کیا تو اللہ اس کو اپنی رحمت سے محروم رکھے۔ ② ”بھائیوں کے لیے نرم ہونے۔“ کے معنی یہ ہیں کہ صفیں درست کرنے والے ساتھیوں کے ساتھ خوش دلی سے تعاون کیا جائے۔

٦٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الإمامة، باب من وصل صفًا، ح: ٨٢٠ عن عيسى بن إبراهيم مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٩، والحاكم على شرط مسلم ١/ ٢١٣، ووافقه الذهبي.

آگے پیچھے ہونے کے معاملے میں وہ جو کہیں مان لیا جائے اور ناراض نہ ہوا جائے' نیز یہ معنی بھی ہیں کہ اگر صف میں جگہ ممکن ہو تو دوسرے ساتھی کو جگہ دی جائے۔ خیال رہے کہ جگہ نہ ہو تو اس میں گھسنے کی کوشش پہلے سے کھڑے ہوئے بھائیوں کو تنگ کرنا ہے جو کسی طرح روا نہیں۔ ③ امام کو تکبیر تحریمہ سے پہلے حسب ضرورت ان الفاظ سے نصیحت کرتے رہنا چاہیے اور عملاً بھی صف درست کرانی چاہیے۔

٦٦٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ: حدثنا أَبَانُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن رسولِ الله ﷺ قال: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ».

٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہوا کرو۔ انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو بھی برابر رکھو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ خالی جگہوں میں سے تمہاری صفوں میں گھس آتا ہے گویا وہ بکری کا بچہ ہو۔''

فائدہ: شیطان مومنین مخلصین پر ہر آن اور ہر مقام پر حملے کے لیے گھات میں رہتا ہے جب وہ نماز کی صفوں سے گھس آتا ہے تو مسجد سے باہر اور عام حالات میں اس کا حملہ اور سخت ہوتا ہوگا لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے دفاع سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے اور اس کی واحد صورت شریعت کا علم حاصل کرنا اور پھر تمام چھوٹے بڑے امور پر بلا تخصیص عمل پیرا ہونا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

٦٦٨- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ».

٦٦٨- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا اور برابر کرو۔ بلاشبہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ صفوں میں جڑ کر کھڑے نہیں ہوتے' درمیان میں خلا رکھتے ہیں' یا صف ٹیڑھی رکھتے ہیں ان کی نماز کامل نہیں ہوتی' ناقص رہتی ہے۔

٦٦٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب حث الإمام على رص الصفوف والمقاربة بينها، ح: ٨١٦ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٥، وابن حبان، ح: ٣٨٧، ٣٩١ * وقتادة صرح بالسماع عند النسائي، وانظر الحديث الآتي.

٦٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلوة، ح: ٧٢٣ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها... الخ، ح: ٤٣٣ من حديث شعبة به.

٦٦٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حدثنا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ عن مُصْعَبِ بنِ ثَابِتِ بنِ عَبْدِ الله ابنِ الزُّبَيْرِ، عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمِ بنِ السَّائِبِ صاحِبِ المَقْصُورَةِ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَنَسِ بنِ مالِكٍ يَوْمًا فقال: هَلْ تَدْرِي لِمَ صُنِعَ هَذَا الْعُودُ؟ فقُلْتُ: لَا وَالله! قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ عَلَيْهِ يَدَهُ فيقولُ: «اسْتَوُوا وَاعْدِلُوا صُفُوفَكُمْ».

٦٦٩- جناب محمد بن مسلم بن سائب صاحب مقصورہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پہلو میں نماز پڑھی تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ لکڑی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ہاتھ رکھا کرتے تھے (یعنی اپنے ہاتھ میں پکڑا کرتے تھے) اور فرماتے تھے: ''برابر ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو سیدھا کرلو۔''

٦٧٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا حُمَيْدُ بنُ الأَسْوَدِ: حدثنا مُصْعَبُ بنُ ثَابِتٍ عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن أَنَسٍ بهذا الحديثِ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاةِ أَخَذَهُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ الْتَفَتَ فقال: «اعْتَدِلُوا سَوُّوا صُفُوفَكُمْ»، ثُمَّ أَخَذَهُ بِيَسَارِهِ فقال: «اعْتَدِلُوا سَوُّوا صُفُوفَكُمْ».

٦٧٠- جناب محمد بن مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اس لکڑی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر (دائیں صف کی طرف) متوجہ ہو کر کہتے: ''سیدھے کھڑے ہو جاؤ' اپنی صفوں کو برابر کرلو۔'' پھر اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتے (اور بائیں جانب متوجہ ہوتے) اور فرماتے: ''سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اپنی صفوں کو برابر کرلو۔''

فائدہ: حدیث ٦٦٩ اور ٦٧٠ دونوں ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں صفوں کی درستی کی تاکید والی بات تو صحیح ہے' کیونکہ اس کا ذکر صحیح احادیث میں بھی ہے۔ لیکن اس کام کے لیے لکڑی کے استعمال والی بات صحیح نہیں ہے۔

٦٧١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الْأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْني ابنَ

٦٧١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(پہلے) پہلی صف کو پورا کرو پھر جو صف

٦٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٥٤ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه ابن حبان: ٨/ ٣٨٩ ✽ مصعب بن ثابت ضعيف ومحمد بن مسلم بن السائب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٦٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب الصف المؤخر، ح: ٨١٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند ابن خزيمة، ح: ١٥٤٧، وأبان بن يزيد عند ابن حبان، ح: ٣٩١، وحديث سعيد صححه ابن خزيمة، ح: ١٥٤٦، وابن حبان، ح: ٣٩٠.

عَطَاءٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَتِمُّوا الصَّفَّ المُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ المُؤَخَّرِ».

اس کے بعد ہو۔اور جو کمی ہوتو وہ آخری صف میں ہو۔"

فائدہ: "جو کمی ہو وہ آخری صف میں ہو"۔ سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ آخری صف جو ناقص ہو اس میں مقتدی کس طرح کھڑے ہوں؟ امام کے دائیں جانب یا بائیں جانب یا درمیان میں؟ تو یہ ایک دوسری حدیث [وَسِّطُوا الْإِمَامَ] "امام کو درمیان میں کرو۔" سے وضاحت ہو سکتی ہے۔لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑے ہوں تاکہ امام درمیان میں رہے۔(عون المعبود)

٦٧٢- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ: حدثنا جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى بنِ ثَوْبَانَ: أخبرني عَمِّي عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ عن عَطَاءٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُما قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ».

٦٧٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کندھے نماز میں نرم ہوں۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ راوی حدیث جعفر بن یحییٰ اہل مکہ میں سے ہیں۔

توضیح: یعنی صفیں برابر کرانے والوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یا صف میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے کے ساتھ کندھے نہیں بھڑاتے بلکہ نرم خوئی کا اظہار کرتے ہیں یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کسی کے لیے جگہ بنانی پڑے تو جگہ بنا دیتے ہیں۔

(المعجم ٩٤) - باب الصُّفُوفِ بَيْنَ السَّوَارِي (التحفة ٩٦)

باب:٩٤- ستونوں کے درمیان صفیں بنانے کا مسئلہ

٦٧٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا

٦٧٣- جناب عبدالحمید بن محمود بیان کرتے ہیں کہ

٦٧٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٦٦، وابن حبان، ح: ٣٩٧، وللحديث شواهد.

٦٧٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، ح ٢٢٩ ◄◄

عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حدثنا سُفْيَانُ عن يَحْيَى بنِ هانِئٍ ، عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ مَحْمُودٍ قال: صَلَّيْتُ مع أَنَسِ بنِ مَالِكٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَدُفِعْنَا إِلَى السَّوارِي فَتَقَدَّمْنَا وَتأَخَّرْنَا ، فقال أنسٌ: كُنَّا نَتَّقِي هَذَا عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ .

میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن نماز پڑھی تو (ازدحام کی وجہ سے) ہمیں ستونوں کی طرف دھکیل دیا گیا۔ چنانچہ ہم (ستونوں سے) آگے پیچھے ہو گئے (یعنی ستونوں کے درمیان کھڑے نہیں ہوئے) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم اس سے بچا کرتے تھے۔ (یعنی ستونوں کے درمیان صفیں نہیں بناتے تھے۔)

فائدہ: چونکہ ستونوں کی وجہ سے صف کٹ جاتی ہے اس لیے جائز نہیں۔ ہاں اگر ازدحام شدید اور انبوہ کثیر کی وجہ سے کہیں اور جگہ نہ مل رہی ہو تو اضطراراً مباح ہے مگر حتی الامکان بچنا ہی چاہیے۔

(المعجم ٩٥) - باب مَنْ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ فِي الصَّفِّ وَكَرَاهِيَةِ التَّأَخُّرِ (التحفة ٩٧)

باب:٩٥- امام کے قریب کون کھڑا ہو اور پیچھے رہنے کی کراہیت

٦٧٤- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ، عن أَبي مَسْعُودٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ».

٦٧٤- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاہیے کہ تمہارے اہل عقل و دانش میرے قریب کھڑے ہوا کریں۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔ ان کے بعد وہ جو ان کے قریب ہیں۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اہل علم و فضل کو اپنے قریب کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ آپ کی نماز کا بغور مشاہدہ کر لیں اور ادب کا تقاضا بھی پورا ہو۔ چنانچہ امت میں بھی یہی مطلوب ہے تاکہ یہ لوگ امام کو اس کی خطا و سہو پر متنبہ کر سکیں اور اگر ضرورت پیش آئے تو وہ کسی کو اپنا نائب بنا سکے...... اس سے بالضرورت یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل علم و فضل کو بروقت حاضر ہو کر امام کے قریب جگہ لینی چاہیے تاکہ عملاً ان کا اہل علم و فضل ہونا ثابت ہو سکے۔ اگر

◄ من حديث سفيان الثوري به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٦٨، وابن حبان (الإحسان)، ح:٢٢١٥، والحاكم: ١/ ٢١٠، ٢١٨، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ١٠٤، والحاكم.

٦٧٤- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح:٤٣٢ من حديث سفيان به، وتابعه شعبة عند النسائي، ح:٨١٣ وغيره.

یہ صف اول سے پیچھے رہتے ہیں تو ان کا ''اہل علم وفضل'' ہونا محل نظر ہوگا جیسے کہ بالعموم مشاہدہ ہے۔

٦٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حدثنا خَالِدٌ عن أبي مَعْشَرٍ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ وَزَادَ: «وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ».

٦٧٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا اور مزید بیان کیا: ''آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آ جائے گا اور بازاروں کے شور وشغب سے بچو۔''

فائدہ: مسلمانوں کو ہمیشہ باوقار رہتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مساجد میں ہوں تو اس کا اور زیادہ اہتمام ہونا چاہیے خصوصاً بعض جگہ طلبہ ان میں درس وتدریس کی غرض سے اقامت پذیر رہتے ہیں اس لیے مسجد میں مقیم اور مسجد میں آنے والے عابدین کا حق ہے کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

٦٧٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عُثْمانَ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشةَ قالت: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ».

٦٧٦- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صفوں کے دائیں اطراف والوں پر اپنی رحمت (خاص) نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔''

فائدہ: مسلمان کو فضیلت والے مقام کی طرف سبقت کرنا اور اس کا حریص ہونا چاہیے تاکہ خصوصی رحمتوں اور فرشتوں کی دعاؤں کا مستحق بن سکے۔ خیال رہے کہ امام کی بائیں جانب کو بھی نہیں بھول جانا چاہیے تاکہ ''صفوں کی برابری'' قائم رہے۔ اجر وفضیلت کا تعلق نیت سے بھی ہوتا ہے۔ ایک آدمی جسے امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا ممکن ہے مگر جب دیکھتا ہے کہ اس کی بائیں جانب خالی ہے تو اس طرف کھڑا ہو جائے تو ان شاء اللہ مذکورہ اجر وفضیلت سے محروم نہیں رہے گا۔ (واللّٰه ذو فضل عظيم۔ واللّٰه اعلم)

٦٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن زريع به، وانظر الحديث السابق، وهذا جزء منه.

٦٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فضل ميمنة الصف، ح: ١٠٠٥ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥٠، وابن حبان، ح: ٣٩٣، ٣٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢١٤، ووافقه الذهبي، ولفظ ابن خزيمة وغيره: "على الذين يصلون الصفوف".

علاوہ ازیں یہ روایت صحیح ابن خزیمہ اور مسند احمد (الفتح الربانی: ۳۱۶/۵ والموسوعة الحديثية (مسند احمد' حديث:۲۴۳۸۱) میں بایں الفاظ ہے۔ [إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ] ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت نازل فرماتا اور فرشتے ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔'' اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو انہی الفاظ کے ساتھ ''حسن'' قرار دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک اس حدیث میں [مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ] کی بجائے [يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ] ہی کے الفاظ ہیں' جن سے صفوں کے ملانے کی فضیلت کا اثبات ہوتا ہے' نہ کہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونے کی فضیلت کا اثبات۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امام کے دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا' یکساں ہے۔ اصل فضیلت' صف بندی کا صحیح طریقے سے اہتمام کرنے میں ہے۔ تاہم ہر معاملے میں داہنے پن کی جو عمومی فضیلت ہے' اس کے تحت امام کی داہنی جانب باعث فضیلت ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(المعجم ٩٦) - باب مَقَامِ الصِّبْيَانِ مِنَ الصَّفِّ (التحفة ٩٨)

باب:۹۶- بچے صف میں کہاں کھڑے ہوں؟

٦٧٧- حَدَّثَنا عِيسَى بْنُ شَاذَانَ: حدثنا عَيَّاشٌ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْأَعْلَى: حدثنا قُرَّةُ بْنُ خالِدٍ: حدثنا بُدَيْلٌ: حدثنا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ غَنْمٍ قال: قال أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ قال: فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ الْغِلْمَانَ خَلْفَهُمْ ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، فَذَكَرَ صَلَاتَهُ، ثُمَّ قال: هَكَذَا صَلَاةُ - قال عَبْدُ الْأَعْلَى: لا أَحْسِبُهُ إِلَّا قال: أُمَّتِي.

۶۷۷- جناب عبدالرحمٰن بن غنم نے کہا کہ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہارے سامنے نبی ﷺ کی نماز نہ بیان کروں؟ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ آپ نے اقامت کہی' پھر مردوں کی صف بنائی اور پھر بچوں کی صف ان کے پیچھے بنائی اور انہیں نماز پڑھائی۔ اور ابو مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی پوری نماز بیان کی' پھر فرمایا: ایسے ہی ہے نماز!...... عبدالاعلیٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تھا: ''ایسے ہی ہے نماز میری امت کی۔''

ملحوظہ: حق یہ ہے کہ جماعت میں امام کے قریب اور پہلی صف میں صاحب علم اور بالغ نظر افراد کھڑے ہوں' بعد ازاں بچوں کا مقام ہے۔ مگر ان کی صف علیحدہ ہو' اس کے لیے کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ نمازی کم ہوں تو بچے بھی پہلی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے بیان کرتے ہیں: ''میں صف میں

٦٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٤ من حديث قرة بن خالد به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٥٤٨.

داخل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر انکار نہیں کیا۔" (صحیح بخاری، حدیث: ۴۹۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۵۰۴) اور یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

(المعجم ۹۷) - باب صَفِّ النِّسَاءِ وَالتَّأَخُّرِ عَنِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ (التحفة ۹۹)

باب: ۹۷- عورتوں کی صف کا بیان اور یہ کہ وہ پہلی صف سے پیچھے ہو

٦٧٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حدثنا خَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلِ بنِ أَبي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُها وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُها».

۶۷۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردوں کی بہترین صف (اجر وفضیلت میں) پہلی صف ہے اور کم تر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف وہ ہے جو سب سے آخر میں ہو اور (اجر وفضیلت میں) کم تر وہ ہے جو سب سے پہلی ہو۔"

توضیح: مردوں کے لیے نمازوں اور دیگر امور حیات کے لیے گھروں سے باہر نکلنا مطلوب ہے۔ اس لیے ان کے لیے اولین صف میں جگہ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا باعث اجر وفضیلت ہے اور جو جس قدر تاخیر سے آتا ہے اس کا درجہ کم ہوتا چلا جاتا ہے مگر عورتوں کے لیے افضل واعلیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹکی رہیں۔ تاہم نماز کے لیے ان کا مسجد میں آنا جائز ہے تو جو عورت عین وقت پر گھر سے نکلتی اور کم سے کم وقت گھر سے باہر رہتی ہے اور اس وجہ سے آخری صفوں میں جگہ پاتی ہے، وہ افضل ہے اس عورت سے جو پہلے آتی، پہلی صف میں جگہ لیتی اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتی ہے۔ نیز مردوں کی آخری صف عورتوں سے قریب ہوتی ہے اور عورتوں کی پہلی صف مردوں کے قریب ہوتی ہے۔ اس لیے بھی ان دونوں صفوں کو کمتر درجے کی قرار دیا گیا جبکہ مردوں کی پہلی صف اور عورتوں کی آخری صف ایک دوسرے سے دور ہوتی ہے اور وہاں تشویش اور توجہ بٹنے کا اندیشہ نہیں رہتا اس لیے ان کا اجر زیادہ ہے۔ آج کل مردوں اور عورتوں کی نماز میں باقاعدہ آڑ اور الگ حصے کا جو انتظام ہے، اس میں اس تشویش کا بھی امکان بہت کم ہے۔

٦٧٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حدثنا

۶۷۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٦٧٨- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٤٠ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٦٧٩- تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٣ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ◄◄

عَبْدُالرَّزَّاقِ عن عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عن يَحْيَى بن أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائشةَ قَالَتْ: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ قَوْمٌ يَتأَخَّرُونَ عن الصَّفِّ الأَوَّلِ حَتَّى يُؤَخِّرَهُم اللهُ في النَّارِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ صف اول سے پیچھے رہتے (اور اسے اپنی عادت بنا لیتے) ہیں اللہ انہیں جہنم میں بھی پیچھے کر دے گا۔''

توضیح: یہ حکم مردوں سے مخصوص ہے اور اس میں ان کے لیے تہدید ہے جو سستی و کاہلی کی وجہ سے صف اول سے پیچھے رہتے ہیں۔ اللہ انہیں جہنم کے پچھلے درجے میں ڈالے گا...... یا جنت میں اولین داخل ہونے والوں میں شامل نہ کرے گا...... یا یہ معنی بھی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو جہنم سے نکالے گا تو انہیں آخر میں نکالے گا۔ (اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)

٦٨٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَمُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْخُزَاعِيُّ قالا: حدثنا أَبُو الْأَشْهَبِ عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَأى في أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا، فقال لَهُمْ: «تَقَدَّمُوا فَائْتَمُّوا بِي، وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ، ولا يَزالُ قَوْمٌ يَتأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُم الله عَزَّوَجلَّ».

٦٨٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (بعض) صحابہ میں یہ بات دیکھی کہ وہ پیچھے رہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو۔ تمہارے بعد والے تمہاری اقتداء کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہنے کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں ان کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل انہیں مؤخر کر دے گا۔'' (یعنی اپنی رحمت سے...... جنت میں داخل کرنے میں...... یا جہنم میں پیچھے کر دے گا یا جہنم سے تاخیر سے نکالے گا۔)

(المعجم ٩٨) - باب مَقَامِ الإِمَامِ مِنَ الصَّفِّ (التحفة ١٠٠)

باب: ٩٨- امام کے کھڑے ہونے کی جگہ

٦٨١- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ:

٦٨١- جناب یحییٰ بن بشیر بن خلاد اپنی والدہ سے

◀◀ ح: ٢٤٥٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥٩، وابن حبان، ح: ٣٩٢ * عكرمة بن عمار لم يصرح بالسماع من يحيى ابن أبي كثير، وتكلم الجمهور في روايته عنه أيضًا.

٦٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب تسوية الصفوف وإقامتها وفضل الأول فالأول منها ... الخ، ح: ٤٣٨ من حديث أبي الأشهب به.

٦٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٤ من حديث أبي داود به * أمة الواحد أم يحيى مجهولة ◀◀

حدثنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن يَحْيَى بنِ بَشِيرِ ابنِ خَلَّادٍ، عن أُمِّهِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى مُحمَّدِ ابنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ فَسَمِعَتْهُ يقولُ: حدثني أَبُو هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «وَسِّطُوا الْإِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ».

راوی ہیں کہ وہ محمد بن کعب قرظی کے پاس آئیں تو انہیں سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام کو (صف سے آگے) درمیان میں کھڑا کرو اور صف کے خلا کو پورا کرو۔''

فائدہ: یعنی امام صفوں کے آگے اس طرح کھڑا ہو کہ وہ مقتدیوں کے وسط (درمیان) میں ہو۔ یہ نہ ہو کہ مقتدی دائیں یا بائیں' کسی ایک جانب زیادہ تعداد میں ہوں' ایسی صورت میں امام وسط میں نہیں رہے گا۔ یہی صورت آخری صف میں بھی ہو' جس میں چند افراد ہوں' یعنی وہ صف کے ایک کنارے پر کھڑے نہ ہوں' بلکہ درمیان میں (امام کے دائیں اور بائیں) کھڑے ہوں۔ تاکہ امام درمیان میں رہے۔ لیکن روایت کا یہ پہلا حصہ ضعیف ہے۔ اس لیے اسے مستحب تو قرار دیا جا سکتا ہے' ضروری نہیں۔ البتہ حدیث کا دوسرا حصہ ''صف کے خلا کو پر کرو۔'' صحیح ہے' کیونکہ یہ حکم دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ٩٩) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي وَحْدَهُ خَلْفَ الصَّفِّ (التحفة ١٠١)

باب:٩٩- جو شخص صف کے پیچھے اکیلا ہی نماز پڑھے

٦٨٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَمْرِو بنِ رَاشِدٍ، عن وَابِصَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهُ، فأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ قال سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: الصَّلَاةَ.

٦٨٢- حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے کھڑا اکیلا ہی نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے دہرانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن حرب نے لفظ [الصلاة] بھی بیان کیا یعنی [فَأَمَرَهُ أَن يُعِيْدَ الصَّلَاةَ] ''کہ نماز دہرائے۔''

فائدہ: صف میں جگہ ہوتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونا اور الگ سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اسے نماز دہرانی پڑے گی۔ بچے کو بھی صف میں شامل ہونا چاہیے بلکہ کیا جائے۔ (صحیح بخاری' حدیث:٧٦ وصحیح

◀◀ وابنها يحيى بن بشير مستور، كذا في التقريب.

٦٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الصلوة خلف الصف وحده، ح: ٢٣١ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٤٠٣، وللحديث طرق أخرى عند ابن خزيمة، ح: ١٥٦٩، وابن حبان، ح: ٤٠١ وغيرهما.

مسلم' حدیث: ۵۰۴) ہاں عورت کی صف علیحدہ ہوگی' خواہ وہ اکیلی ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ١٠٠) - **باب الرَّجُلِ يَرْكَعُ دُونَ الصَّفِّ** (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٠- جو شخص صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لے

٦٨٣- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حدثنا سَعِيدُ بنُ أَبي عَرُوبَةَ عن زِيَادٍ الأَعْلَمِ، حدثنا الْحَسَنُ أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُ دَخَلَ المَسْجِدَ وَنَبِيُّ الله ﷺ راكِعٌ، قَالَ: فَرَكَعْتُ دُونَ الصَّفِّ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ الله حِرْصًا ولا تَعُدْ».

٦٨٣- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور نبی ﷺ رکوع میں تھے، کہا چنانچہ میں صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع میں ہو گیا۔ (نماز کے بعد) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری حرص اور زیادہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔''

فوائد ومسائل: ''آئندہ ایسے نہ کرنا'' کا مطلب ہے کہ یہ دیکھ کر کہ جماعت ہو رہی ہے اور امام رکوع میں چلا گیا ہے' تو تم تیزی سے دوڑتے ہوئے آؤ' اور پھر دروازے ہی سے رکوع کر لو اور حالت رکوع ہی میں چلتے ہوئے صف میں شامل ہو۔ آئندہ اس طرح نہ کرنا' بلکہ اطمینان اور وقار سے آ کر صف میں شامل ہو۔ باقی رہا مسئلہ کہ اس رکعت کو شمار کیا گیا یا نہیں کیا گیا؟ اس حدیث میں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: [إِذَا أَتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأْتِهَا بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ' فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَ اقْضِ مَا فَاتَكَ] (الصحیحة' حدیث: ١١٩٨' بحواله الاوسط' للطبرانی) ''جب تم نماز کے لیے آؤ تو وقار اور آرام سے آؤ' پس جو (جماعت کے ساتھ) پالو پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے' اسے پورا کر لو۔'' ظاہر بات ہے کہ جب حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے قیام اور سورۂ فاتحہ رہ گئی' تو انہوں نے یہ رکعت دہرائی ہوگی' جس کا ذکر گو حدیث میں نہیں ہے' لیکن فرمان نبوی کی رُو سے انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہوگا' اگر اسی طرح رکعت کا اثبات یا جواز ہوتا تو نبی ﷺ ان کو یہ نہ کہتے کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ بعض لوگ لا تَعُدْ (عاد' يعود' عَوْد سے) کو لا تُعِدْ پڑھتے ہیں اور اسے أَعَادَ' يُعِيد سے بتلاتے ہیں اور معنی کرتے ہیں۔ اس رکعت کو نہ لوٹانا۔ اور یوں مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ''إِعَادَه'' سے ہونا سیاق کلام سے میل نہیں کھاتا۔ اس طرح بعض لوگ اسے عَدّ يَعُدُّ ''شمار کرنا'' سے قرار دے کر لا تَعُدّ پڑھتے ہیں' یعنی اس رکعت کو شمار نہ کرنا۔ اس طرح گویا لفظ میں متعدد احتمالات پائے جاتے ہیں۔ لیکن سیاق کے اعتبار سے اس کے پہلے معنی ہی صحیح ہیں اور اس سے بھی مدرک رکوع کے لیے رکعت کا اثبات نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دیگر دلائل بھی اسی موقف کے مؤید ہیں' اس لیے یہی راجح اور قوی ہے۔ والله اعلم.

٦٨٣- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا ركع دون الصف، ح: ٧٨٣ من حديث زياد الأعلم به.

٦٨٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا زِيَادٌ الأَعْلَمُ عن الْحَسَنِ أَنَّ أَبَا بَكرَةَ جَاءَ ورسولُ الله ﷺ رَاكِعٌ فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ قال: «أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ»؟ فقال أَبُو بَكْرَةَ: أَنَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ».

۶۸۴- جناب حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے، تو انہوں نے صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور پھر (اسی حالت میں) چلتے ہوئے صف میں جا ملے۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا تھا پھر وہ چلتے ہوئے صف میں ملا؟'' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری (نیکی کی) حرص اور بڑھائے' پھر ایسے نہ کرنا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: زِيَادٌ الْأَعْلَمُ زِيَادُ بنُ فُلَانِ ابنِ قُرَّةَ، وَهُوَ ابنُ خَالَةِ يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: زیاد اعلم کا نام زیاد بن فلان ابن قرہ ہے اور یہ یونس بن عبید کا خالہ زاد ہے۔

فوائد ومسائل: ① نیکی کرنے میں اگر کسی سے کوئی خطا ہو جائے تو پہلے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے پھر صحیح طریقہ بتانا یا سکھانا چاہیے۔ ② نمازی کو پہلے اطمینان سے صف میں پہنچنا چاہیے۔ اس کے بعد سکون سے تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ السُّتْرَةِ — سترے کے احکام و مسائل

فائدہ: نمازی کو بحالت نماز ایسی جگہ کھڑے ہونا چاہیے جہاں اس کے آگے سے کسی کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ جگہ اگر کھلی ہو تو کوئی مناسب چیز اسے اپنے سامنے رکھ لینی چاہیے جو گزرنے والوں کیلئے آڑ اور اس کے نماز میں ہونے کی علامت ہو۔ اسے اصطلاحاً ''سترہ'' کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک تاکیدی سنت ہے۔ نمازی اور سترے کے درمیان فاصلہ تقریباً تین ہاتھ کا ہو۔ اس سے زیادہ فاصلے پر موجود کوئی چیز یا آڑ مثلاً: دیوار یا ستون وغیرہ شرعاً سترہ نہیں کہلاتے۔ لہٰذا سترے کے قریب کھڑا ہونا ہی مسنون عمل ہے۔

(المعجم ١٠١) - بابُ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي (التحفة ١٠٣)

باب:۱۰۱- کون سی چیز سترہ ہو سکتی ہے؟

٦٨٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ

۶۸۵- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

٦٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٠٥، ١٠٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٦٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي، والندب إلى الصلوة إلى سترة .... الخ، ح: ٤٩٩◀◀

الْعَبْدِيُّ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن سِمَاكٍ، عن مُوسَى بنِ طَلْحَةَ، عن أَبِيهِ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا جَعَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلَا يَضُرُّكَ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْكَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں کہ کون تمہارے آگے سے گزرتا ہے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ سترہ نہ رکھنے سے نمازی کو نقصان ہوتا ہے۔ یعنی اس کے خشوع خضوع اور اجر میں کمی ہوتی ہے یا کم از کم اتباع امر کی تقصیر کا نقصان تو واضح ہے اور یہ سترہ کم از کم فٹ یا ڈیڑھ فٹ کے درمیان کوئی چیز ہونی چاہیے۔

٦٨٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُالرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: آخِرَةُ الرَّحْلِ ذِرَاعٌ فَمَا فَوْقَهُ.

٦٨٦- جناب ابن جریج' عطاء سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی ایک ذراع (ہاتھ) یا اس سے کچھ زائد ہوتی ہے۔

٦٨٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الأُمَرَاءُ.

٦٨٧- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید پڑھنے کے لیے نکلتے تو حکم دیتے کہ نیزہ ساتھ لے لیا جائے۔ اسے آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ سفر میں بھی آپ کا یہ معمول ہوتا تھا۔ چنانچہ امراء نے یہیں سے یہ عمل اخذ کیا ہے۔

توضیح: یعنی امراء وحکام لوگ جو عید وغیرہ کے موقع پر بھالا نیزہ وغیرہ لے کر نکلنے کا اہتمام کرتے ہیں اس کی اصل یہی ہے۔ نماز فرض ہو یا نفل، سفر ہو یا حضر' ہر موقع پر سترے کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہوتا ہے۔

٦٨٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا

٦٨٨- جناب عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے

◀◀ من حديث سماك بن حرب به.

٦٨٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٦٩ من حديث أبي داود وغيره به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٢٧٢ بطوله * ابن جريج صرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ٨٠٧.

٦٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٤، ومسلم، الصلوٰة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوٰة إلى سترة . . . الخ، ح: ٥٠١ من حديث عبدالله بن نمير به.

٦٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٥ من حديث

شُعْبَةُ عن عَوْنِ بنِ أَبي جُحَيْفَةَ، عن أَبيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ - وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ - الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ خَلْفَ الْعَنَزَةِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمارُ.

بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں (مکہ کے قریب) وادئ بطحاء میں نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے چھوٹا نیزہ تھا۔ (آپ نے ہمیں) ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس نیزے کے آگے سے عورت بھی گزرتی تھی اور گدھا بھی۔

فوائد ومسائل: ① امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہے۔ ② سترے کے آگے سے کوئی بھی گزرے تو اس میں نمازی کا نقصان نہیں۔

(المعجم ١٠٢) - **باب الْخَطِّ إِذَا لَمْ يَجِدْ عَصًا** (التحفة ١٠٤)

باب: ١٠٢- اگر سترہ کے لیے لاٹھی نہ ملے تو خط کھینچنے کا مسئلہ

٦٨٩- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ: حدثني أَبُو عَمْرِو بْنُ مُحمَّدِ بنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ حُرَيْثًا يُحَدِّثُ عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ».

٦٨٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اگر کچھ نہ ملے تو کوئی لاٹھی کھڑی کر لے۔ اگر اس کے پاس عصا (لاٹھی) نہ ہو تو خط ہی کھینچ لے۔ پھر اس کے آگے سے جو بھی گزرے اسے نقصان نہ ہوگا۔“

٦٩٠- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَلِيٌّ يَعْني ابنَ المَدِينيِّ، عن سُفْيَانَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن

٦٩٠- جناب ابو محمد بن عمرو بن حریث اپنے دادا حریث سے جو بنی عذرہ کے آدمی تھے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابو القاسم ﷺ سے روایت کرتے

◀◀ شعبة به، ورواه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي... الخ، ح: ٥٠٣ من حديث عون بن أبي جحيفة به، ورواه أيضًا من حديث شعبة عنه.

٦٨٩ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي.

٦٩٠ـ **تخريج**: [**ضعيف**] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يستر المصلي، ح: ٩٤٣ من حديث سفيان ابن عيينة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨١١، وابن حبان، ح: ٤٠٧، ٤٠٨ * هذا الحديث ضعفه سفيان بن عيينة والطحاوي والدارقطني والجمهور، وتحقيقهم هو الصواب.

أبي مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عن جَدِّهِ حُرَيْثٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ - عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن أَبي الْقَاسِمِ ﷺ قال فَذَكَرَ حديثَ الْخَطِّ.

ہیں اور لکیر کھینچنے والی حدیث بیان کی۔

قال سُفْيَانُ: لَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَشُدُّ بِهِ هَذا الحديثَ وَلَمْ يَجِيءْ إِلَّا مِنْ هذا الْوَجْهِ. قال: قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّهُمْ يَخْتَلِفُونَ فيه. فَتَفَكَّرَ ساعَةً ثُمَّ قال: ما أَحْفَظُ إِلَّا أَبَا مُحمَّدِ بْنَ عَمْرٍو.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسی کوئی دلیل نہیں ملی جس سے ہم اس حدیث کو تقویت دے سکیں اور یہ صرف اسی سند سے مروی ہے۔(ابن مدینی نے کہا) میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ محدثین اس کے راوی میں اختلاف کرتے ہیں (آیا یہ ابومحمد بن عمرو بن حریث ہے یا کوئی اور) تو انہوں نے کچھ سوچا اور پھر کہا: مجھے ابومحمد بن عمرو ہی یاد ہے۔

قال سُفْيَانُ: قَدِمَ هُنَا رَجُلٌ بَعْدَ مَا مَاتَ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ فَطَلَبَ هذا الشَّيْخُ أَبَا مُحمَّدٍ حَتَّى وَجَدَهُ فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَخُلِطَ عَلَيْهِ.

سفیان نے کہا کہ اسمٰعیل بن امیہ کی وفات کے بعد ایک آدمی آیا اور اس (آنے والے) شیخ نے ابومحمد کو طلب کیا، وہ مل گیا اور اس حدیث کے متعلق پوچھا مگر اسے اشتباہ ہو گیا (یعنی وہ اسے صحیح طریقے سے بیان نہیں کرسکا)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْني ابنَ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ الله، سُئِلَ عن وَصْفِ الْخَطِّ غَيْرَ مَرَّةٍ، فقال: هكَذَا عَرْضًا مِثْلَ الْهِلَالِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، انہوں نے کئی بار خط کھینچنے کا وصف بیان کیا تو کہا کہ اس طرح عرض میں کھینچا جائے جیسے کہ ہلال ہوتا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُسَدَّدًا قال: قال ابنُ دَاوُدَ: الْخَطُّ بِالطُّولِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے مسدد سے سنا انہوں نے کہا کہ ابن داود (خریبی) نے کہا کہ یہ خط طول میں کھینچا جائے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ وَصَفَ الْخَطَّ غَيْرَ مَرَّةٍ فقال:

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا انہوں نے کئی بار اس خط کی صفت یہ بتائی کہ یہ

هَكَذَا - يَعْنِي بِالْعَرْضِ - حُورًا دُورًا مِثْلَ الْهِلَالِ - يَعْنِي مُنْعَطِفًا .

عرض میں ہواور ہلال کی مانند گولائی میں ہو۔

توضیح: حدیث ٦٨٩ اور ٦٩٠ دونوں ضعیف ہیں۔اس لیے ان سے خط کھینچنے کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔

٦٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قال: رَأَيْتُ شَرِيكًا صَلَّى بِنَا فِي جَنَازَةِ الْعَصْرَ فَوَضَعَ قَلَنْسُوَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْنِي فِي فَرِيضَةٍ حَضَرَتْ .

٦٩١- جناب سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے شریک (بن عبداللہ بن ابی نمر...... یا شریک بن عبداللہ نخعی کوفی) کو دیکھا کہ انہوں نے ہمیں ایک جنازہ کے اجتماع میں عصر کی نماز پڑھائی تو اپنے سامنے اپنی ٹوپی رکھ لی۔یعنی ایک فریضہ میں جس کا وقت ہو چکا تھا۔

فائدہ: سترہ میں مسنون تو یہی ہے کہ ایک ہاتھ ہو لیکن اگر کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس سے کم بھی کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ١٠٣) - **باب الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ** (التحفة ١٠٥)

باب:١٠٣-سواری کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا

٦٩٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَوَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ سَعِيدٍ قال عُثْمَانُ: حدثنا أَبُو خَالِدٍ: حدثنا عُبَيْدُاللهِ عن نَافِعٍ، عن ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ .

٦٩٢-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے اونٹ کو سترہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: اونٹوں کے باڑے میں نماز ممنوع ہے مگر مذکورہ صورت میں جب جانور ایک آدھ ہو تو اس کو سترہ بنا کر یا اس کے قریب نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ١٠٤) - **بَابٌ: إِذَا صَلَّى إِلَى سَارِيَةٍ أَوْ نَحْوِهَا أَيْنَ يَجْعَلُهَا مِنْهُ** (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٤-کسی ستون وغیرہ کو سترہ بنائے تو اسے کس انداز میں اپنے سامنے رکھے؟

٦٩١- تخريج: [إسناده صحيح].

٦٩٢- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة . . الخ، ح: ٥٠٢ من حديث أبي خالد الأحمر، والبخاري، الصلوة، باب الصلوة في مواضع الإبل، ح: ٤٣٠ من حديث عبيدالله بن عمر به .

٦٩٣- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ: حدثنا أَبُو عُبَيْدَةَ الْوَلِيدُ بنُ كامِلٍ عن المُهَلَّبِ ابنِ حُجْرٍ الْبَهْرَانِيِّ، عن ضُبَاعَةَ بِنْتِ المِقْدَادِ بنِ الْأَسْوَدِ، عن أَبِيهَا قال: مَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي إِلَى عُودٍ ولا عَمُودٍ ولا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الأَيْمَنِ أَوِ الأَيْسَرِ وَلَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا.

٦٩٣- حضرت ضباعة بنت مقداد بن اسود اپنے والد (حضرت مقداد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے کہا' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھتے تو اسے ہمیشہ اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھتے، بالکل عین سامنے نہ رکھتے تھے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے یہ بات' جو اس میں بیان ہوئی ہے' صحیح نہیں ہے۔ بنابریں سترے کے عین سامنے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ سترہ عین سامنے ہی ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٠٥) - باب الصَّلَاةِ إِلَى الْمُتَحَدِّثِينَ وَالنِّيَامِ (التحفة ١٠٧)

باب:١٠٥- باتوں میں مشغول یا سونے والوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

٦٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بنِ أَيْمَنَ عن عَبْدِ الله بنِ يَعْقُوبَ بنِ إِسْحَاقَ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قال: قُلْتُ لَهُ - يَعْنِي لِعُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ - حدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تُصَلُّوا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ».

٦٩٤- جناب محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا کہ میں نے ان سے یعنی عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سونے والے کے پیچھے (کھڑے ہو کر) نماز پڑھو نہ باتوں میں مشغول شخص کے پیچھے۔''

فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور (بعض اوقات) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھیں۔ (دیکھیے صحیح بخاری' حدیث:٣٨٢ و صحیح مسلم' حدیث:٥١٢) معلوم

٦٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤ عن علي بن عياش به * ضباعة لا تعرف، والمهلب مجهول، والوليد بن كامل لين الحديث، كذا في التقريب.

٦٩٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٩٥٩، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث طريق حسن عند الطبراني في الأوسط، ح: ٥٢٤٢.

ہوا کہ یہ جائز ہے اور جہاں کہیں لوگ ـ باتوں میں مشغول ہوں اور وہ قبلہ رخ پر ہوں تو بظاہر نمازی کو اس سے تشویش ہو سکتی ہے اور اس کے خشوع میں خلل آئے گا۔ لہٰذا ایسی صورتوں میں بھی احتیاط کرنا اچھا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - باب الدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ (التحفة ١٠٨)

باب:١٠٦- سترے کے قریب کھڑے ہونے کا بیان

٦٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا سُفْيَانُ؛ ح: وحدثنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَحَامِدُ بنُ يَحْيَى وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حدثنا سُفْيَانُ عن صَفْوَانَ ابنِ سُلَيْمٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن سَهْلِ ابنِ أَبي حَثْمَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبيَّ ﷺ قال: «إذَا صَلَّى أَحَدُكُم إلَى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لا يَقطَعِ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ».

٦٩٥- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، کہیں شیطان اس پر اس کی نماز نہ قطع کر دے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ وَاقِدُ بنُ مُحمَّدٍ عن صَفْوانَ، عن مُحمَّدِ بنِ سَهْلٍ عن أَبِيهِ أَوْ عنْ مُحمدِ بنِ سَهْلٍ عنِ النَّبيِّ ﷺ. وقال بَعْضُهُمْ عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن سَهْلِ ابنِ سَعْدٍ، وَاخْتُلِفَ في إسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: واقد بن محمد نے اس حدیث کو صفوان سے، انہوں نے محمد بن سہل سے، انہوں نے اپنے والد سے یا محمد بن سہل سے، انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے، جبکہ بعض نے نافع بن جبیر سے، اس نے سہل بن سعد سے کہا ہے۔ اور اس کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔

٦٩٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ وَالنُّفَيْلِيُّ قالا: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أَبي حَازِمٍ: أخبرني أَبي عن سَهْلٍ قال: وكَانَ بَيْنَ مُقَامِ النَّبِيِّ

٦٩٦- حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے قبلے (یعنی سترے) کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا کہ اس سے ایک بکری گزر سکتی تھی۔

٦٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب الأمر بالدنو من السترة، ح: ٧٤٩ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٠٣، ابن حبان، ح: ٤٠٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٥١، ٢٥٢، ووافقه الذهبي.

٦٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب قدركم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة، ح: ٤٩٦، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة؟، ح: ٥٠٨ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَمَرُّ عَنْزٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: الْخَبَرُ لِلنُّفَيْلِيِّ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث (میرے شیخ) نفیلی کی بیان کردہ ہے (قعنبی کی نہیں)۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ سترے کے قریب کھڑا ہوا جائے اور فاصلہ اتنا ہو کہ بآسانی سجدہ ہو سکے۔ اس سے ضمناً یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر دیوار (سترے) اور امام کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو تو امام کو چاہیے کہ وہ اپنے آگے سترہ رکھے۔

(المعجم ١٠٧) - باب مَا يُؤْمَرُ الْمُصَلِّي أَنْ يَدْرَأَ عَنِ الْمَمَرِّ بَيْنَ يَدَيْهِ (التحفة ١٠٩)

باب: ١٠٧- نمازی کو یہ حکم کہ اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکے

٦٩٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِبنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُم يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ ما اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

٦٩٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو نہ چھوڑے کہ اس کے آگے سے گزرے۔ جہاں تک ہو سکے اس کو روکے۔ اگر وہ انکار واصرار کرے تو چاہیے کہ اس کے ساتھ لڑائی کرے، بیشک وہ شیطان ہے۔“

٦٩٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا أَبُو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ ابنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا» ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

٦٩٨- جناب عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے لگے تو چاہیے کہ سترہ رکھ کر پڑھے اور اس کے قریب کھڑا ہو۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

توضیح: اگر کوئی شخص سترہ کے باوجود نمازی کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرتا اور اس پر اصرار کرتا ہے تو وہ شیطان صفت ہے۔ اس کو اثنائے نماز ہی میں روکنا چاہیے اور روکنے کی کیفیت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔ اور [فَلْيُقَاتِلْهُ] ”اس سے لڑے“۔ کا مفہوم زور سے روکنے کی کوشش ہے نہ کہ معروف معنی میں قتال کرنا' لڑنا۔

٦٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٤، ورواه البخاري، ح: ٥٠٩ من طريق آخر عن أبي سعيد به مطولاً.

٦٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب:ادرأ ما استطعت، ح: ٩٥٤ عن محمد بن العلاء به، وانظر الحديث السابق.

٦٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: أخبرنا مَسَرَّةُ بنُ مَعْبَدٍ اللَّخْمِيُّ، لَقِيتُهُ بِالْكُوفَةِ: حدثني أَبُو عُبَيْدٍ حَاجِبُ سُلَيْمَانَ قال: رَأَيْتُ عَطَاءَ بنَ يَزِيدَ اللَّيْثِيَّ قَائِمًا يُصَلِّي فَذَهَبْتُ أَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَدَّنِي ثم قال: حدثني أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم أَنْ لا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ».

٦٩٩- جناب ابوعبید حاجب سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن یزید لیثی کو نماز میں کھڑے دیکھا اور میں ان کے آگے سے گزرنے لگا تو انہوں نے مجھے روکا۔ پھر (نماز کے بعد) مجھ سے کہا کہ مجھے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی یہ کرسکتا ہو کہ کسی کو اپنے اور قبلے کے درمیان میں سے نہ گزرنے دے تو چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔“

٧٠٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا سُلَيْمَانُ - يَعْني ابنَ المُغِيرَةِ - عن حُمَيْدٍ يَعْني ابنَ هِلَالٍ، قال: قال أَبُو صَالِحٍ: أُحَدِّثُكَ عَمَّا رَأَيْتُ مِنْ أَبي سَعِيدٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْهُ، دَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فقال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ في نَحْرِهِ، فإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

٧٠٠- جناب ابوصالح نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے جو دیکھا سنا ہے تمہیں بتاتا ہوں۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے اور بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو، جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روک دے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

فائدہ: لڑائی کرنے کا مطلب' ہاتھ کے ذریعے سے گزرنے والے کو زور سے روکنا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: يَمُرُّ الرَّجُلُ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ يَدَيَّ وَأَنَا أُصَلِّي فَأَمْنَعُهُ وَيَمُرُّ الضَّعِيفُ فَلَا أَمْنَعُهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے کہا: ایک آدمی تکبر کرتے ہوئے میرے آگے سے نماز کی حالت میں گزرتا ہے تو میں اسے روک لیتا ہوں اور

٦٩٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢، ٨٣ عن أبي أحمد الزبيري به مطولاً.

٧٠٠- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٥ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، الصلوة، باب: يرد المصلي من مر بين يديه، ح: ٥٠٩ من حديث حميد بن هلال به.

کبھی کوئی ضعیف انسان ہوتا ہے تو اسے منع نہیں کرتا۔

توضیح: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک تابعی ہیں' یہ ان کا عمل ہے' اس عمل کی ان کے نزدیک کیا وجہ تھی؟ وہ انہوں نے بیان نہیں کی۔ اس لیے حدیث کی رُو سے ہر گزرنے والے کو ہاتھ کے ذریعے سے روکنا چاہیے' چاہے کوئی تکبر سے گزرنے والا ہو یا وہ ضعیف ہو۔

(المعجم ١٠٨) - **باب مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي** (التحفة ١١٠)

باب:١٠٨- نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

٧٠١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِ الله، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رسولِ الله ﷺ في الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي. فقال أَبُو جُهَيْمٍ: قال رسولُ الله ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي ماذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي قَالَ: أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

٧٠١- جناب زید بن خالد جہنی نے انہیں (بسر بن سعید کو) حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور پچھوایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سنا ہے؟ تو حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ اور عذاب ہے تو (اس کے بدلے) اسے چالیس...... کھڑا رہنا' اس کے آگے سے گزرنے سے اچھا لگے۔'' ابونضر نے کہا: نہ معلوم آپ نے چالیس کے لفظ کے ساتھ دن، مہینہ یا سال، کیا فرمایا؟

فوائد ومسائل: ① اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جان بوجھ کر نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا سخت گناہ ہے۔ نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔ ② چالیس کے عدد کے بعد دن' مہینے یا سال کا ذکر نہ ہونا اس سزا کی شدت کے لیے ہے۔ تاہم بعض ضعیف طرق میں (خریف) ''سال'' کا لفظ آیا ہے' اس سے اس گناہ کی شناعت وقباحت واضح ہے۔

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَمَا لَا يَقْطَعُهَا

ان چیزوں کی تفصیل' جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتی

(المعجم ١٠٩) - **باب مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ** (التحفة ١١١)

باب:١٠٩- کس چیز (کے گزرنے) سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

٧٠١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلوة، باب إثم المار بين يدي المصلي، ح: ٥١٠، ومسلم، الصلوة، باب منع المار بين يدي المصلي، ح: ٥٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٤، ١٥٥.

٧٠٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ وَابنُ كَثِيرٍ المَعْنَى أَنَّ سُلَيْمانَ بنَ المُغِيرَةِ أَخْبَرَهُمْ عن حُمَيدِ بنِ هِلَالٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أَبي ذَرٍّ - قال حَفْصٌ: قال قال رسولُ الله ﷺ: «يَقْطَعُ صلاةَ الرَّجلِ» وَقَالَا عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: «يَقْطَعُ صلاةَ الرَّجُلِ إذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيدُ آخِرَةِ الرَّحْلِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ». فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الأَحْمَرِ مِنَ الأَصْفَرِ مِنَ الأَبْيَضِ؟ فقال: يَاابْنَ أَخِي! سَأَلْتُ رسولَ الله ﷺ كما سَأَلْتَنِي فقال: «الْكَلْبُ الأَسْوَدُ شَيْطَانٌ».

٧٠٢- حفص بن عمر کی سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز کو توڑ دیتا ہے“۔ اور ان دونوں [عبدالسلام بن مطہر اور ابن کثیر] نے سلیمان بن مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کی نماز کو کاٹ دیتا ہے جب کہ اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ نہ رکھا ہو' گدھا، کالا کتا اور عورت۔ میں (یعنی عبداللہ بن صامت) نے کہا: کالے کتے کی کیا خصوصیت ہے، سرخ ہو یا زرد یا سفید؟ انہوں نے کہا: بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے، تو آپ نے فرمایا تھا: ”کالا کتا شیطان ہے۔“

٧٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدثنا قَتَادَةُ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ عن ابنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ شُعْبَةُ قال: «يَقْطَعُ الصَّلاةَ المَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالْكَلْبُ».

٧٠٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اسے شعبہ نے مرفوع ذکر کیا: ”نماز کو توڑ دیتی ہے بالغہ عورت اور کتا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: أَوْقَفَهُ سَعِيدٌ وَهِشَامٌ وَهَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے سعید، ہشام اور ہمام نے قتادہ سے' انہوں نے جابر بن زید سے روایت کرتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف کیا ہے۔

٧٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب قدر ما يستر المصلي، ح: ٥١٠ من حديث شعبة ومن حديث سليمان ابن المغيرة به.

٧٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع... الخ، ح: ٧٥٢، وابن ماجه، ح: ٩٤٩ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٣٢، وابن حبان، ح: ٤١٢.

فائدہ: نماز ٹوٹنے کا مفہوم بعض محدثین کے نزدیک یہ ہے کہ نمازی کے خشوع خضوع میں فرق آ جاتا ہے اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ جبکہ امام احمد' امام ابن القیم ؒ اور بعض دوسرے ائمہ نے ظاہری مفہوم مراد لیا ہے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ہوتی ہے جسے شیخ البانی ؒ نے الصحیحۃ میں نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ ہیں [تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الحِمَارِ وَالْمَرأَةِ وَالْكَلْبِ الاَسْوَدِ] (الصحيحه ٩٥٩/٧' حديث : ٣٣٢٣) "گدھے' عورت اور سیاہ فام کتے کے گزرنے پر نماز لوٹائی جائے۔"

٧٠٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ الْبَصْرِيُّ: حدثنا مُعَاذٌ: حدثنا هِشَامٌ عن يَحْيَى، عن عِكرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَحْسَبُهُ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ فإِنَّهُ يَقْطَعُ صلاتَهُ الْكَلْبُ وَالحِمَارُ وَالْخِنْزِيرُ وَالْيَهُودِيُّ وَالْمَجُوسِيُّ وَالمَرْأَةُ، وَيُجْزِىءُ عَنْهُ إِذَا مَرُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ».

٧٠٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' کسی راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا' فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص بغیر سترے کے نماز پڑھے تو کتا' خنزیر' یہودی' مجوسی اور عورت اس کی نماز توڑ دیتے ہیں۔ مگر جب یہ ایک پتھر پھینکنے کے فاصلے سے گزریں تو نماز کے ٹوٹنے سے کفایت رہتی ہے۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: في نَفْسِي من هذا الحديثِ شَيْءٌ كُنْتُ ذَاكَرْتُهُ إبراهِيمَ وَغَيْرَهُ فلَمْ أَرَ أَحَدًا [جَاءَ بِهِ] عن هِشَامٍ ولا يَعْرِفُهُ وَلَمْ أَرَ أَحَدًا يُحَدِّثُ بِهِ عن هِشَامٍ وأَحْسَبُ الْوَهْمَ من ابنِ أَبي سَمِينَةَ وَالْمُنْكَرُ فيه ذِكْرُ المَجُوسِيِّ وفيه عَلَى قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ وَذِكْرُ الْخِنْزِيرِ وفيه نَكَارَةٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: میرے دل میں اس روایت کے بارے میں کچھ (تردد) سا ہے۔ میں نے ابراہیم وغیرہ سے اس کا مذاکرہ کیا تو کسی نے اسے ہشام سے روایت نہیں کیا' نہ اس کو پہچانتا تھا۔ اور نہ میں نے کسی کو دیکھا جو اسے ہشام سے بیان کرتا ہو۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ ابن ابی سمینہ کا وہم ہے۔ اور اس میں منکر حصہ "مجوسی، پتھر پھینکنے کا فاصلہ اور خنزیر" کا بیان ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ أَسْمَعْ هَذا الحديثَ إِلَّا مِنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْمَاعِيلَ، وَأَحْسَبُهُ وَهِمَ لأَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنَا مِنْ حِفْظِه.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث صرف محمد بن اسمٰعیل بصری سے سنی ہے اور میرا خیال ہے کہ اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے حفظ سے بیان کرتا تھا۔

٧٠٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ١/٤٥٨ من حديث معاذ بن هشام به * شك الراوي في اتصاله بقوله: أحسبه، فالسند معلل.

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر پھینکنے کے فاصلے کے بقدر' جگہ چھوڑ کر' نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ نمازی کے آگے اگر سترہ نہ ہو' تو کتنے فاصلے سے گزرنے والا گزر سکتا ہے؟ اس کی بابت کسی حدیث سے کوئی واضح صراحت نہیں ملتی۔ تاہم بعض علماء نے احتیاط کے طور پر اس کا اندازہ تین صف بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ یا اس کے بقدر فاصلے سے گزرنا جائز ہوگا۔ واللہ اعلم۔

٧٠٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن مَوْلًى لِيَزِيدَ بنِ نِمْرانَ، عن يَزِيدَ بنِ نِمْرانَ قال: رَأَيْتُ رَجُلًا بِتَبُوكَ مُقْعَدًا فقال: مَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ يُصَلِّي فقال: «اللَّهُمَّ اقْطَعْ أَثَرَهُ» فَمَا مَشَيْتُ عَلَيْهَا بَعْدُ.

٧٠٥- جناب یزید بن نمران نے بیان کیا کہ میں نے تبوک میں ایک آدمی دیکھا جو لنجا تھا۔ (یعنی چل پھر نہ سکتا تھا۔) اس نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے آگے سے گزرا تھا' میں گدھے پر سوار تھا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے کہا: ''اے اللہ! اس کے قدم کاٹ دے۔'' چنانچہ اس کے بعد سے میں اپنے قدموں پر نہیں چل سکا ہوں۔

٧٠٦- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ يَعْنِي المَذْحِجِيَّ: حدثنا أَبُو حَيْوَةَ عن سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ فقال: «قَطَعَ صلاتَنَا قَطَعَ الله أَثَرَهُ».

٧٠٦- سعید نے مذکورہ سند کے ساتھ اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑ دی، اللہ اس کے قدم توڑ دے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو مُسْهِرٍ عن سَعِيدٍ قال فيه: «قَطَعَ صَلَاتَنَا».

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: ابومسہر نے سعید سے روایت کیا تو اس نے صرف اس قدر کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑ دی۔''

٧٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ قالا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ

٧٠٧- سعید بن غزوان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کو جاتے ہوئے تبوک میں پڑاؤ کیا۔ اس نے ایک لنجا آدمی دیکھا (جو چل نہ سکتا تھا)

٧٠٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٤ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به ✽ مولى ليزيد بن نمران مجهول (تقريب).

٧٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٧٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٥ من حديث أبي داود به ✽ سعيد بن غزوان مستور، وأبوه مجهول، كذا في التقريب وغيره.

عن سَعِيدِ بنِ غَزْوَانَ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ نَزَلَ بِتَبُوكَ وَهُوَ حَاجٌّ فإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُقْعَدٍ فَسَأَلَهُ عن أَمْرِهِ فقال: سَأُحَدِّثُكَ حَدِيثًا فَلَا تُحَدِّثْ بِهِ مَا سَمِعْتَ أَنِّي حَيٌّ، إنَّ رسولَ الله ﷺ نَزَلَ بِتَبُوكَ إِلَى نَخْلَةٍ فقال: هَذِهِ قِبْلَتُنَا، ثُمَّ صَلَّى إِلَيْهَا، فأَقْبَلْتُ وَأَنَا غُلَامٌ أَسْعَى حَتَّى مَرَرْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فقال: «قَطَعَ صلاتَنَا قَطَعَ الله أَثَرَهُ»، فَما قُمْتُ عَلَيْهَا إِلَى يَوْمِي هَذَا.

اس نے اس کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں مگر جب تک تجھے یہ معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں کسی کو بتانا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور تلے پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارا قبلہ ہے۔'' پھر آپ اس کی طرف نماز پڑھنے لگے، چنانچہ میں بھاگتا ہوا آیا جب کہ میں لڑکا ہی تھا، حتیٰ کہ آپ کے اور آپ کے سترے کے درمیان میں سے گزر گیا۔ آپ نے کہا: ''اس نے ہماری نماز توڑی اللہ اس کے قدم توڑ دے۔'' چنانچہ اس دن سے آج تک میں ان پر کھڑا نہیں ہوسکا ہوں۔

فائدہ: نبی ﷺ کی بددعا والی مذکورہ تینوں روایات (٧٠٥-٧٠٦ اور ٧٠٧) ضعیف ہیں۔

(المعجم ١١٠) - باب سُتْرَةِ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ (التحفة ١١٢)

باب: ١١٠- امام کا سترہ اس کے پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے

٧٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حدثنا هِشَامُ بنُ الْغَازِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: هَبَطْنَا مع رسولِ الله ﷺ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذاخِرَ، فَحَضَرَتِ الصَّلاةُ يَعْنِي فَصَلَّى إِلَى جَدْرٍ فَاتَّخَذَهُ قِبْلَةً وَنَحْنُ خَلْفَهُ فَجَاءَتْ بَهْمَةٌ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زَالَ يُدَارِئُهَا حتَّى لَصِقَ بَطْنُهُ بالْجَدْرِ وَمَرَّتْ مِنْ وَرَائِهِ أو كما قال مُسَدَّدٌ.

٧٠٨- عَمرو بن شُعَيْب عَن ابيه عن جدّه کے واسطہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام ''ثنیہ اذاخر'' میں پڑاؤ کیا۔ نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے ایک دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور ہم آپ کے پیچھے تھے۔ بکری کا ایک بچہ آیا اور آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے روکتے رہے' حتیٰ کہ آپ کا پیٹ دیوار سے جالگا اور وہ بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا۔ مسدد کے الفاظ یہی تھے یا اسی طرح کے قریب۔

٧٠٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ

٧٠٩- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی

٧٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٦ من حديث هشام بن الغاز به مطولاً.

٧٠٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩١ من حديث شعبة به، وقال علي بن الجعد في مسنده: ٩٠ قال ◀◀

وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالا: حدثنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَتَّقِيهِ.

ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ بھیڑ کا ایک بچہ آپ کے آگے سے گزرنے لگا مگر آپ اسے ہٹاتے رہے۔

فوائد ومسائل: نمازی کو چاہیے کہ اپنی نماز کی حفاظت کرے۔ نبی ﷺ نے بکری کے ایک بچے کا گزرنا بھی گوارا نہیں فرمایا۔② بکری کا وہ بچہ نبی ﷺ کے پیچھے سے یعنی مقتدیوں کے آگے سے گزر گیا' کیونکہ مقتدیوں کے لیے نبی ﷺ سترہ تھے۔

(المعجم ١١١) - **باب مَنْ قَالَ: الْمَرْأَةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ** (التحفة ١١٣)

باب:١١١- ان کے دلائل جو قائل ہیں کہ عورت کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

٧١٠- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: كُنْتُ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قال شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهَا قالت: وَأَنَا حَائِضٌ.

٧١٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ اور آپ کے قبلے کے درمیان ہوا کرتی تھی' شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: اور میں حیض سے ہوتی تھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ حَفْصٍ وَهِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَعِراكُ بنُ مَالِكٍ وَأَبُو الْأَسْوَدِ وَتَمِيمُ ابنُ سَلَمَةَ، كُلُّهُمْ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ وَإِبْرَاهِيمُ عن الْأَسْودِ عن عَائِشَةَ وَأَبُو الضُّحَى عن مَسْرُوقٍ عن عَائِشَةَ والْقَاسِمُ بنُ مُحمَّدٍ وَأَبُو سَلَمَةَ عن عَائِشَةَ، لَم يَذْكُروا وَأَنَا حَائِضٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس حدیث کو زہری، عطاء، ابوبکر بن حفص، ہشام بن عروہ، عراک بن مالک، ابو الاسود اور تمیم بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ سب عروہ سے وہ حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں جبکہ ابراہیم بواسطہ اسود عائشہ ؓ سے اور ابو الضحی بواسطہ مسروق عائشہ ؓ سے اور قاسم بن محمد اور ابوسلمہ (براہ راست) حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں۔ ان حضرات نے یہ جملہ ذکر نہیں کیا ''اور میں حیض سے ہوتی تھی۔''

◀◀رجل لشعبة: كان بين يديه عنزة؟ قال: لا" * يحيى بن الجزار سمعه من أبي الصهباء صهيب، انظر، ح:٧١٦، ٧١٧.

٧١٠ـ **تخريج**: [**إسناده صحيح**] أخرجه أبوداود الطيالسي في مسنده، ح:١٤٥٧، ورواه البخاري، ح:٣٨٣، ومسلم، ح:٥١٢ من حديث عروة به.

٧١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا زُهَيْرٌ: حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ عن عَائشةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي صلاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ رَاقِدَةٌ عَلَى الْفِراشِ الَّذِي يَرْقُدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا أَرادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ.

۷۱۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اپنی نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے درمیان بستر پر ہوتی تھیں جس پر کہ آپ سوتے تھے، حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو انہیں جگا دیتے۔ تب وہ (بھی اُٹھ کر) وتر پڑھ لیتیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بیوی اگر شوہر کے قریب یا سامنے لیٹی ہوئی ہو تو نماز صحیح ہے۔ گذشتہ حدیث: (۶۹۴) کا اشکال بھی اس سے دور ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر سامنے کوئی سویا ہوا ہو تو نمازی کی نماز صحیح ہے۔

٧١٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قال: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عن عَائشةَ قالت: بِئْسَ مَا عَدَلْتُمُونَا بِالْحِمَارِ وَالْكَلْبِ، لَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلِي فَضَمَمْتُهَا إِلَيَّ ثُمَّ يَسْجُدُ.

۷۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ تم لوگوں نے برا کیا کہ ہمیں (یعنی عورتوں کو) گدھے اور کتے کے برابر کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے لیٹی ہوئی ہوتی تھی۔ آپ جب سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں کو دبا دیتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

فائدہ: یہ صورت جگہ کی تنگی اور حجرے کی تاریکی کے باعث ہوتی تھی اور یہ کیفیت نماز کیلئے کوئی حارج نہیں ہے۔

٧١٣- حَدَّثَنَا عَاصِمُ بنُ النَّضْرِ: حدثنا الْمُعْتَمِرُ: حدثنا عُبَيْدُالله عن أَبي النَّضْرِ، عن أَبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائشةَ أَنَّهَا قالت: كُنْتُ أَكُونُ نَائِمَةً وَرِجْلَايَ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ الله ﷺ وَهُوَ

۷۱۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سوئی ہوئی ہوتی اور میرے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوتے جبکہ آپ رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرنا چاہتے تو میرے پاؤں پر مارتے، میں انہیں سمیٹ لیتی پھر آپ سجدہ کرتے۔

٧١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الصلوٰة خلف النائم، ح:٥١٢، ومسلم، الصلوٰة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٢ من حديث هشام بن عروة به باختلاف يسير.

٧١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب: هل يغمز الرجل امرأته عند السجود لكي يسجد؟، ح:٥١٩ من حديث يحيى القطان به.

٧١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الصلوٰة على الفراش، ح:٣٨٢، ومسلم، الصلوٰة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح:٥١٢ من حديث عبيدالله بن عمر به.

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ ضَرَبَ رِجْلِي فَقَبَضْتُهَا فَسَجَدَ.

٧١٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ بِشرٍ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ وهذا لَفْظُهُ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائشةَ أَنَّهَا قالت: كُنْتُ أَنَامُ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ في قِبْلَةِ رسولِ الله ﷺ فَيُصَلِّي رسولُ الله ﷺ وَأَنَا أَمَامَهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ. زَادَ عُثْمانُ: غَمَزَنِي. ثُمَّ اتَّفَقَا فقال: تَنَحَّي.

۷۱۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں سوتی اور رسول اللہ ﷺ کے قبلہ رخ عرض میں لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے سامنے ہوتی۔ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے ......عثمان نے اضافہ کیا...... آپ مجھے دبا دیتے' پھر (قعنبی اور عثمان) دونوں روایت میں متفق ہیں کہ آپ فرماتے: ''(عائشہ!) ایک طرف ہو جاؤ۔''

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے کسی کا لیٹا ہوا ہونا اور اس کے آگے سے گزرنا' یہ دو الگ الگ باتیں ہیں' آگے لیٹا ہوا ہونا نماز میں قادح (خراب کرنے والا عمل) نہیں۔ البتہ گزرنا خشوع کے منافی ہے' اسی لیے یہ ممنوع ہے اور آگے گزرنے والا سخت گناہ گار۔

(المعجم ١١٢) - باب مَنْ قَالَ: الْحِمَارُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٤)

باب:۱۱۲- ان کے دلائل جو کہتے ہیں کہ گدھے کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی

٧١٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بْنِ عَبْدِ اللهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جِئْتُ عَلَى حِمَارٍ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله

۷۱۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ (دوسری سند سے) ابن عباس ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں ان دنوں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے!

٧١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٢، والحميدي، ح: ١٧٨ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

٧١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سترة المصلي، باب سترة الإمام سترة من خلفه، ح: ٤٩٣، ومسلم، الصلوة، باب سترة المصلي والندب إلى الصلوة إلى سترة ... الخ، ح: ٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٥، ١٥٦

ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاحْتِلَامَ وَرسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ أَحَدٌ.

چنانچہ میں صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرا، پھر میں اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں شامل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر اعتراض نہ کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ. قال مَالِكٌ: وَأَنَا أَرَى ذَلِكَ وَاسِعًا إِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ الفاظ (استاد) قعنبی کے ہیں اور (استاد عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ سے) زیادہ کامل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس مسئلے میں توسّع سمجھتا ہوں جبکہ نماز کھڑی ہو چکی ہو۔

توضیح: ان حضرات کا استدلال یوں ہے کہ گدھی صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزری اور ان کے آگے سترہ نہ تھا، اور کسی نے ان پر عیب نہ لگایا مگر ثابت شدہ بات یہ ہے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی سترہ ہے۔ اس طرح خواہ کچھ بھی گزرے کوئی حرج نہیں۔ نیز بچے بھی بڑوں کے ساتھ صف میں شریک ہو سکتے ہیں۔

٧١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن أَبِي الصَّهْبَاءِ قال: تَذَاكَرْنَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عِنْدَ ابنِ عَبَّاسٍ فقال: جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حِمَارٍ ورسولُ الله ﷺ يُصَلِّي، فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ أَمَامَ الصَّفِّ فَمَا بَالَاهُ وَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَدَخَلَتَا بَيْنَ الصَّفِّ فَمَا بَالَى ذَلِكَ.

٧١٦- جناب ابوالصہباء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ہمارا مذاکرہ ہوا کہ کس چیز سے نماز ٹوٹتی ہے تو آنجناب نے بیان کیا کہ میں اور بنی عبدالمطلب کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، چنانچہ وہ اترا اور میں بھی اور ہم نے گدھے کو صف کے آگے چھوڑ دیا، تو آپ نے اس کی کوئی پروانہ کی۔ اور بنی عبدالمطلب کی دو بچیاں آئیں اور صف میں داخل ہو گئیں آپ نے ان کی بھی کوئی پروانہ کی۔

٧١٦ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوٰة وما لا يقطع . . . الخ، ح: ٧٥٥ من حديث الحكم بن عتيبة به وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٤، ٢٥:

٧١٧- حَدَّثَنَا عَثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَدَاوُدُ بْنُ مِخْراقٍ الْفِرْيَابِيُّ قالا : حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ بهذا الحديثِ بإِسْنَادِهِ قال: فَجَاءَتْ جَارِيَتَانِ مِنْ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ اقْتَتَلَتَا فأَخَذَهُما. قال عُثْمانُ: فَفَرَّعَ بَيْنَهُمَا. وقال دَاوُدُ: فَنَزَعَ إِحْدَاهُمَا مِنَ الأُخْرَى فما بَالَى ذَلِكَ.

۷۱۷- منصور نے یہی حدیث اپنی سند سے روایت کی۔ کہا کہ بنی عبدالمطلب کی دو لڑکیاں لڑتی ہوئی آئیں تو آپ نے ان دونوں کو پکڑ لیا...... عثمان نے کہا: آپ نے ان دونوں کو جدا کر دیا...... اور داود رحمہ اللہ نے کہا: انہیں ایک دوسری سے چھڑا دیا اور اس کی کوئی پروا نہ کی۔

فائدہ: سنن نسائی کی روایت: (۷۵۵) میں ہے کہ ''دو بچیاں آئیں اور آپ کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔'' اور ظاہر ہے کہ گھروں میں ایسے لطائف ہوتے رہتے ہیں۔ اس میں ماں باپ کے لیے اسوہ ہے کہ نماز کے دوران میں ایسا عمل قلیل مباح ہے۔

(المعجم ١١٣) - باب مَنْ قَالَ: الْكَلْبُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ (التحفة ١١٥)

باب: ۱۱۳- ان حضرات کی دلیل جو کتے کو نماز کا قاطع نہیں سمجھتے

٧١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ بنِ اللَّيْثِ: حدثني أبي عن جَدِّي، عن يَحْيَى ابنِ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ، عن عَبَّاسِ بنِ عُبَيْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن الْفَضْلِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَتَانَا رسولُ الله ﷺ وَنَحْنُ في بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى في صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ، وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فما بَالَى ذَلِكَ.

۷۱۸- حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم باہر اپنے دیہات میں تھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے صحراء میں نماز پڑھی آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں اور آپ نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔

توضیح: احتمال ہے کہ یہ جانور قدرے فاصلے پر ہوں، نیز یہاں ان کے آگے سے گزرنے کی تصریح بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

٧١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٧١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القبلة، باب ذكر ما يقطع الصلوة وما لا يقطع ... الخ، ح: ٧٥٤ من حديث محمد بن عمر بن علي به * عباس بن عبيدالله لم يدرك عمه الفضل بن عباس، فالسند منقطع.

(المعجم ١١٤) - **باب مَنْ قَالَ: لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ** (التحفة ١١٦)

باب:۱۱۴-ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی

٧١٩- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا أَبُو أُسَامَةَ عن مُجَالِدٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أبي سَعِيدٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَقْطَعُ الصَّلاةَ شَيْءٌ، وَادْرَؤُوا مَا اسْتَطَعْتُمْ، فإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ».

۷۱۹-حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جہاں تک ممکن ہو (آگے سے گزرنے والی شے کو) ہٹاؤ، بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

٧٢٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حدثنا مُجَالِدٌ: حدثنا أَبُو الْوَدَّاكِ قال: مَرَّ شَابٌّ مِنْ قُرَيْشٍ بَيْنَ يَدَيْ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَفَعَهُ، ثُمَّ عَادَ فَدَفَعَهُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: إنَّ الصَّلاةَ لا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ، وَلَكِنْ قال رسولُ الله ﷺ: «ادْرَؤُوا ما اسْتَطَعْتُمْ فإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

۷۲۰-جناب ابوالوداک بیان کرتے ہیں کہ قریش کا ایک نوجوان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے آگے سے گزرنے لگا‘ جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے‘ تو انہوں نے اس کو روکا۔ وہ پھر آیا‘ تو انہوں نے اسے روکا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے‘ تو فرمایا: نماز کو کوئی شے نہیں توڑتی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”(گزرنے والے کو) جہاں تک ہو سکے روکو‘ بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: إِذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عن النَّبِيِّ ﷺ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ [رَضِيَ الله عَنْهُمْ] مِنْ بَعْدِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف منقول ہوں تو دیکھا جاتا ہے کہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے بعد کیا عمل اختیار کیا تھا۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ تاہم جن کے نزدیک صحیح ہیں۔ ان کے نزدیک تو اس عموم سے وہ تین چیزیں خارج ہوں گی جن کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے‘ اور وہ ہیں عورت‘ گدھا اور کالا کتا۔ (دیکھیے‘ حدیث: ۷۰۲ اور اس کا فائدہ) یعنی اس حدیث کی وجہ سے‘ حدیث: ۷۱۹ اور ۷۲۰ کے عموم سے مذکورہ

٧١٩ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٧٨ من حديث أبي أسامة به، وصرح بالسماع، وللحديث شاهد قوي عند الدارقطني: ١/ ٣٦٧.

٧٢٠ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي، انظر الحديث السابق.

تینوں چیزیں مستثنیٰ ہوں گی یعنی ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جائے گی اور اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ ان کے علاوہ کسی کے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ واللہ اعلم.

أَبْوَابُ تَفْرِيعِ اسْتِفْتَاحِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرنے کے احکام ومسائل

(المعجم ١١٤، ١١٥) - **باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١١٧)

باب: ۱۱۴، ۱۱۵- نماز میں رفع الیدین کا بیان - (یعنی دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا)

ملحوظہ: ہر مسلمان پر واجب ہے کہ دین کی تمام تر جزئیات کو حتی الامکان اپنے عمل میں لائے اور بالخصوص جب علم، حق الیقین تک پہنچ جائے تو پھر ان سے اعراض کسی صورت بھی جائز نہیں۔ علم وتحقیق کے بعد ان سے اعراض فسق تک پہنچا دیتا ہے۔ آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ (البقرۃ: ۲۰۸) ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵) ''اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی، جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالے کریں گے اس کو اسی کے جو اس نے اختیار کیا اور ڈالیں گے اس کو دوزخ میں اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' یہ اور دیگر آیات واحادیث واضح طور پر سنتوں کے اختیار والتزام کو واجب قرار دیتی ہیں۔ منجملہ ان سنن کے رفع الیدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا اور صفوں میں خوب مل کر کھڑے ہونا ایسی سنتیں ہیں کہ برصغیر پاک وہند میں ان کی اہمیت اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ یہ دیگر سنن شریعت کی محافظ بن گئی ہیں۔ ان کا عامل بالعموم دیگر سنن کا بھی عامل اور شائق بن جاتا ہے اور ان سے اعراض کرنے والا دیگر سنن سے بھی غافل رہتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ) بہر حال نماز......فرض ہو یا نفل...... مرد پڑھے یا عورت اور بچہ......اس میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی ثابت، متواتر، محکم اور غیر منسوخ سنت ہے۔ نبی ﷺ اس پر پوری زندگی کاربند رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق پچاس صحابہ کرام نے اسے نقل کیا ہے، جن میں خلفائے اربعہ بلکہ عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔

٧٢١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ

۷۲۱- جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے اور جب

٧٢١- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع . . . الخ، ح: ٣٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه البخاري، ح: ٧٣٥، ٧٣٦، ٧٣٨ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٢/ ٨.

مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وقال سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرَ مَا كَانَ يقولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ - وَلا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

رکوع کرنا چاہتے (تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے) اور ایسے ہی رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کرتے۔ اور سفیان نے ایک بار کہا: اور جب اپنا سر اُٹھاتے۔ اور اکثر اوقات ان کے لفظ ہوتے تھے: [وَبَعْدَ مَايَرفَعُ رَأسَهُ مِنَ الرُّكوعِ] "یعنی رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کرتے۔" اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اُٹھایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ خلافیاتِ بیہقی میں ہے: [فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلوتُهُ حَتّٰی لَقِيَ اللّٰهَ] "آخر وقت تک نبی ﷺ کی یہی نماز رہی۔" امام ابن المدینی فرماتے ہیں کہ زھری عن سالم عن ابیہ کی سند سے یہ حدیث میرے نزدیک مخلوق پر واضح حجت اور دلیل ہے۔ جو بھی اسے سنے لازم ہے کہ اس پر عمل کرے کیونکہ اس کی سند میں کوئی نقص وعیب نہیں ہے۔ (التلخیص الحبیر: ۲۱۸/۱) ② اس حدیث میں تکبیر تحریمہ، رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھنے کے بعد تین مواقع پر رفع الیدین مذکور ہے۔ چوتھا موقع دوسری رکعت سے اُٹھنے کے بعد کا بھی ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری، حدیث: ۷۳۹) ③ اس حدیث میں تصریح ہے کہ سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں: [وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ] "اور آپ سجدوں میں یہ نہ کیا کرتے تھے۔" ④ اختلاف الفاظ [بَعْدَ مَايَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ] اور [وَإِذَا رفَعَ رَأسَهُ] دونوں کا حاصل قریب قریب ہے یعنی رکوع سے سر اُٹھا لینے کے بعد ہاتھ اُٹھاتے تھے یا رکوع سے اُٹھتے ہوئے ساتھ ہی اپنے ہاتھ بھی اُٹھا لیتے تھے۔

٧٢٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ: حدثنا بَقِيَّةُ: حدثنا الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قَامَ إلَى الصَّلاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهُما كَذَلِكَ فَيرْكَعُ، ثُمَّ إذَا أرادَ أَنْ يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قال: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في السُّجُودِ

۷۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے برابر آجاتے۔ پھر [اللہ اکبر] کہتے اور انہیں ویسے ہی اُٹھاتے اور رکوع کرتے پھر جب اپنی کمر اُٹھانا چاہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آجاتے پھر کہتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَن حَمِدَه] اور سجدوں میں اپنے ہاتھ نہ اُٹھاتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کی نماز پوری

٧٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٨٧، ح: ١٠٩٨ من حديث بقية به، ورواه ابن أخي الزهري عن الزهري به عند أحمد: ٢/ ١٣٣، ١٣٤، وابن الجارود، ح: ١٧٨، وسنده صحيح.

وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ.

ہو جاتی۔

فائدہ: اس حدیث کے الفاظ (رکوع سے پہلے ہر تکبیر) میں یہ اشارہ ہے کہ قبل از رکوع کی تکبیرات مثلاً عیدین یا جنازہ میں رفع الیدین کیا جائے۔

٧٢٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ: حدثني عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي، فحدَّثني وائِلُ ابنُ عَلْقَمَةَ عن أبي وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: صَلَّيتُ مع رسولِ الله ﷺ فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قال: ثُمَّ الْتَحَفَ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي ثَوْبِهِ. قال: فإِذَا أَرادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرادَ أَنْ يَرْفَعَ رأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ، وَإِذَا رفَعَ رأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ أَيْضًا رفعَ يَدَيْهِ، حتَّى فَرَغَ مِنْ صلَاتِهِ.

٧٢٣- جناب عبدالجبار بن وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نوعمر لڑکا تھا' اپنے والد کی نماز کو نہ سمجھتا تھا، تو مجھے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے...... بتایا کہ...... پھر آپ نے اپنا کپڑا لپیٹ لیا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑے میں کر لیا...... کہا کہ...... جب رکوع کرنا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے سے باہر) نکالتے پھر انہیں اوپر اُٹھاتے۔ اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھاتے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور اپنے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان میں رکھا۔ اور جب سجدوں سے سر اُٹھاتے تو بھی اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

قال مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بنِ أَبِي الْحَسَنِ فقال: هِيَ صلَاةُ رسولِ الله ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

محمد (بن جحادہ) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث حسن بن ابی الحسن (بصری) سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: یہی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز، جس نے اسے اختیار کیا،

٧٢٣- تخريج: [شاذ] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٤/ ٩١، ٩٢ من حديث أبي داود به وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٠٥، وابن حبان، ح: ٤٨٩، وقوله: "وإذا رفع رأسه من السجود أيضًا رفع يديه" شاذ ومعناه إن صح: إذا رفع رأسه من سجود الركعة الثانية وأراد أن يقوم من التشهد، رفع يديه * حديث همام أخرجه مسلم، ح: ٤٠١، وهو حديث صحيح.

اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ هَمَّامٌ عن ابنِ جُحَادَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ مع الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ.

ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہمام نے ابن جحادہ سے روایت کیا تو اس میں سجدوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں [وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ أَيْضاً رَفَعَ يَدَيْه] ''یعنی سجدوں میں رفع یدین۔'' کے الفاظ شاذ ہیں۔ جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے خود فرمایا ہے۔ نیز صحیح مسلم: حدیث:٣٩٠' سنن کبزی بیهقی:٢/٧١، معرفة السنن والآثار:١/٥٤٣ اور مسند احمد:٤/٣١٦ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔ ان میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں۔ صحیح ابن حبان:٥/١٧٣(حدیث:١٨٦٢) میں بھی بطریق عبدالوارث بن سعید عن محمد بن جحادہ روایت بیان ہوئی ہے اس میں بھی سجدوں کے درمیان رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے۔

٧٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ سُلَيْمانَ عن الْحَسَنِ بنِ عُبَيْدِالله النَّخَعِيِّ، عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رفَعَ يَدَيْهِ حتَّى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ.

٧٢٤- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ وہ کندھوں کے مقابل ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر ''اللہ اکبر'' کہا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح رفع الیدین کرنا کہ انگوٹھے کانوں کے برابر آ جائیں' صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں یہ بات بیان نہیں ہوئی۔

٧٢٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ: حدثنا الْمَسْعُودِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ وَائِلٍ: حدثني أَهْلُ

٧٢٥- جناب عبدالجبار بن وائل نے کہا کہ مجھ سے میرے اہل خانہ نے میرے والد (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا' میرے والد نے ان سے بیان کیا کہ اس

٧٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٤، ٢٥ من حديث أبي داود به * عبدالجبار بن وائل لم يسمع من أبيه، فالسند منقطع.

٧٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٦ من حديث المسعودي به * أهل بيت عبدالجبار لم أعرفهم، وقال المنذري: "مجهولون".

بَيْتِي عن أَبِي أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ رَأَى رسولَ الله ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مع التَّكْبِيرِ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ وہ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اُٹھاتے تھے۔

فائدہ: یعنی [اللہ أکبر] کہنے اور ہاتھ اُٹھانے کا عمل ایک ساتھ ہوتا تھا۔ اور اس میں توسع ہے کہ تلفظ تکبیر اور رفع الیدین اکٹھے ہوں یا آگے پیچھے سب ہی جائز ہیں۔

٧٢٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: قُلْتُ: لأَنْظُرَنَّ إِلَى صلاةِ رسولِ الله ﷺ كيف يُصَلِّي قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رفَعَ رأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يقولُ هكَذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

٧٢٦- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: میں بالضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' قبلے کی طرف رخ کیا اور [اللہ أکبر] کہا، پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آگئے، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، جب رکوع کرنا چاہا تو اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح اُٹھائے اور پھر انہیں اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ جب رکوع سے سر اُٹھایا تو دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اُٹھایا (یعنی رفع الیدین کیا۔) جب سجدہ کیا تو اپنا سر زمین پر اپنے ہاتھوں کے درمیان اسی مقام پر رکھا (یعنی سر اور ہاتھوں کا فاصلہ اتنا ہی تھا جتنا کہ رفع الیدین کے وقت تھا۔) پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کو دائیں ران سے علیحدہ اور اونچا رکھا۔ اپنی دو انگلیوں (چھنگلی اور ساتھ والی) کو بند کر لیا اور باقی سے حلقہ بنا لیا۔ (مسدد کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے شیخ بشر کو دیکھا کہ انہوں نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

٧٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلوة، ح: ٨٩٠، وابن ماجه، ح: ٨٦٧ من حديث عاصم بن كليب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٠، ٧١٤، وابن حبان، ح: ٤٨٥.

٧٢٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنا زَائِدَةُ عن عَاصِمِ ابنِ كُلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال فيه: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، وقال فيه: ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ في زَمَانٍ فيه بَرْدٌ شَدِيدٌ، فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِم جُلُّ الثِّيَابِ، تَحَرَّكُ أَيْدِيهِم تَحْتَ الثِّيَابِ.

۷۲۷- جناب عاصم بن کلیب نے اسی سند سے اس کا ہم معنی بیان کیا اور اس میں (تفصیل سے) کہا کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا' یوں کہ وہ پہنچے اور کلائی پر بھی آ گیا۔ اس روایت میں مزید کہا کہ میں اس کے بعد سخت سردی کے موسم میں بھی آپ کے ہاں آیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بہت کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ (رفع الیدین کرتے ہوئے) کپڑوں کے نیچے سے حرکت کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سن ۹ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی کا آخری جاڑا تھا اور اس موقع پر بھی نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ ② قیام میں ہاتھ باندھنے کی کیفیت میں ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھنا یا اسے پکڑ لینا دونوں جائز ہیں۔

٧٢٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيَالَ أُذُنَيْهِ، قال: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ في افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسُ وَأَكْسِيَةٌ.

۷۲۸- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اُٹھایا۔ کہا کہ میں پھر ان (صحابہ) کے پاس آیا میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اُٹھاتے تھے اور وہ جبے اور کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔

فائدہ: [بَرَانِس] بُرنس کی جمع ہے۔ برنس ہر وہ کپڑا ہے جس میں ٹوپی لگی ہو' جُبّہ ہو یا قمیص یا بارانی کوٹ۔ بعض نے کہا' لمبی ٹوپی جس کو لوگ شروع اسلام میں پہنا کرتے تھے۔ (لغات الحدیث' علامہ وحید الزمان)

(المعجم ١١٥، ١١٦) - باب افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (التحفة ١١٨)

باب: ۱۱۵'۱۱۶- نماز کے افتتاح کا بیان

٧٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي من حديث زائدة به، وانظر الحديث السابق.

٧٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٥٦٤ من حديث أبي داود به * شريك القاضي حسن الحديث، مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

٧٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ في الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ في ثِيَابِهِمْ في الصَّلَاةِ.

۷۲۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' سردی کا موسم تھا' میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے اندر سے نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔(یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔)

٧٣٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وهذا حديثُ أَحْمَدَ - قال: أخبرنا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو ابنِ عَطَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ في عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ. قالُوا: فَلِمَ؟ فَوَالله! مَا كُنْتَ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبْعَةً، وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قال: بَلَى. قالُوا: فاعْرِضْ. قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ حَتَّى يَقِرَّ كلُّ عَظْمٍ في

۷۳۰- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو سنا' انہوں نے اصحاب رسول ﷺ میں سے دس افراد کی جماعت میں کہا ......اوران میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے......کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق تم سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ انہوں نے کہا: کیسے؟ قسم اللہ کی! تم کوئی ہم سے زیادہ نبی ﷺ کی اتباع کرنے والے تو نہیں ہو یا ہماری نسبت زیادہ قدیم الصحبت تو نہیں ہو۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ صحابہ نے کہا: اچھا تو بیان کرو۔ (ابوحمید نے) کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے' حتیٰ کہ وہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے، پھر [اللّٰہ أکبر] کہتے' حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک طرح سے ٹک جاتی۔ پھر آپ قراءت فرماتے۔ پھر [اللّٰہُ أکبر] کہتے اور اپنے

٧٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٥٦٥ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث المتقدم: ٧٢٧.

٧٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في وصف الصلوة، ح: ٣٠٤ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٠٦١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٨٧، ٥٨٨، وابن حبان، ح: ٤٤٢، ٤٩١، ٤٩٢ * عبدالحميد بن جعفر وثقه أكثر العلماء (نصب الراية للزيلعي الحنفي: ٣٤٤/١)، ومحمد بن عمرو بن عطاء، صرح بالسماع.

مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَعْتَدِلُ فَلَا يَصُبُّ رأْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فيقولُ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُم يقولُ: «اللهُ أَكْبَرُ»، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيُجَافِي يَدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، وَيَفْتَخُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يقولُ: «اللهُ أَكْبَرُ» وَيَرْفَعُ رأْسَهُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، حتَّى يَرْجِعَ كلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ يَصْنَعُ في الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ في بَقِيَّةِ صلاتِهِ، حتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتي فيها التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. قَالُوا: صَدَقْتَ، هكذَا كَانَ يُصَلِّي ﷺ.

دونوں ہاتھ اُٹھاتے' حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر آ جاتے۔ پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور اعتدال و سکون سے رکوع کرتے' نہ سر کو جھکاتے اور نہ اوپر اُٹھائے ہوتے' پھر رکوع سے سر اُٹھاتے' تو [سمع الله لمن حمده] کہتے' پھر اپنے ہاتھ اُٹھاتے' حتیٰ کہ کندھوں کے برابر آ جاتے ...... اور خوب اعتدال وسکون سے کھڑے ہوتے۔ پھر [الله أكبر] کہتے اور زمین کی طرف جھکتے اور (سجدے میں) اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر اپنا سر اُٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ لیتے اور اس کے اوپر بیٹھ جاتے۔ اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر [الله أكبر] کہہ کر اپنا سر اُٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑ کر اس پر بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آتی۔ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے' حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ نماز شروع کرتے وقت اُٹھائے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے) پھر بقیہ نماز میں اسی طرح کرتے حتیٰ کہ جب اس سجدہ میں ہوتے جس میں سلام کہنا ہوتا (تو تشہد میں) اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور بائیں سرین کے حصے پر بیٹھ جاتے۔ ان سب صحابہ نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ آپ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

٧٣١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا

۷۳۱- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

٧٣١- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٨٤، ٨٥ من حديث أبي داود به * ابن لهيعة تابعه الليث بن سعد، انظر الحديث الآتي.

ابنُ لَهِيعَةَ عن يَزِيدَ يَعْني ابنَ أبي حَبِيبٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قال: كُنْتُ في مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ فَتَذَاكَرُوا صلاتَهُ ﷺ، فقال أَبُو حُمَيْدٍ: فَذَكَرَ بَعضَ هذا الحديثِ، وقال: فإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعٍ رأْسَهُ وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ. وقال: فإِذَا قَعَدَ في الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فإِذَا كَانَ في الرَّابِعَةِ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الأَرْضِ، وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں تھا، تو وہاں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا...... اور مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ اس میں کہا: آپ جب رکوع کرتے تو اپنی ہتھیلیوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیتے اور اپنی انگلیوں کو کھول لیتے اور اپنی کمر کو دُہرا کرتے۔ سر نہ تو اُٹھایا ہوتا اور نہ اپنے رخسارے کو اِدھر اُدھر موڑا ہوتا (بلکہ سیدھا قبلہ رخ ہوتا)...... مزید کہا...... اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے۔ اور جب چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنی بائیں ران کو زمین پر ٹکا دیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب میں نکال لیتے۔

فائدہ: ① شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جملہ [وَلَا صَافِحٍ بِخَدِّهِ] ''رخسارے کو اِدھر اُدھر نہ موڑا ہوتا۔'' ضعیف ہے۔ ② رکوع میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنا کافی نہیں بلکہ انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو پکڑنا مسنون ہے۔

٧٣٢- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبراهِيمَ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، عن يَزِيدَ بنِ مُحمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ ابنِ أبي حبيبٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ نَحْوَ هَذَا. قال: فإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ.

٧٣٢- جناب محمد بن عمرو بن عطاء سے اسی کی مانند روایت ہے، کہا: اور جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے، اس حالت میں کہ زمین پر بچھے ہوئے نہ ہوتے اور نہ سمٹے ہوئے۔ اور انگلیوں کا رخ سیدھا قبلے کی طرف ہوتا۔

٧٣٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ٨٢٨ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہوتا۔ (صحیح بخاری، حدیث:۸۲۸)

٧٣٣- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حدثني زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ: حدثني عِيسَى بنُ عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ - أَحَدِ بَنِي مَالِكٍ - عن عَبَّاسٍ - أَوْ عَيَّاشِ بنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ - أَنَّهُ كَانَ في مَجْلِسٍ فيه أَبُوهُ - وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - وفي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ، بهذا الخبر يَزِيدُ أَوْ يَنْقُصُ، قال فيه: ثُمَّ رَفَعَ رأْسَهُ - يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ - فقال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَرفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قال: «الله أَكْبَرُ» فَسَجَدَ، فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَىٰ، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. ثُمَّ سَاقَ الحديثَ. قال: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حتَّى إِذَا هُوَ أَرادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ، وَلَمْ

٧٣٣- جناب عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں حاضر تھے جس میں ان کے والد بھی موجود تھے اور وہ صحابی رسول تھے اور اسی طرح اس مجلس میں حضرات ابو ہریرہ، ابو حمید ساعدی اور ابو اسید ؓ بھی تھے۔ (عیسیٰ بن عبداللہ نے) یہی خبر بیان کی، کسی قدر کمی بیشی کے ساتھ۔ اور اس میں کہا: پھر آپ نے اپنا سر اُٹھایا یعنی رکوع سے تو کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔ پھر کہا: [اَللّٰه أكبر] پھر سجدہ کیا اور اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور پنجوں کو زمین پر ٹکایا، پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور بیٹھ گئے اور سرین پر بیٹھے (تورک کیا) اور دوسرے قدم کو کھڑا کیا، پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور (دوسرا) سجدہ کیا' پھر [اَللّٰه أكبر] کہا اور کھڑے ہو گئے مگر تورک نہیں کیا (یعنی سرین پر نہ بیٹھے)...... اور حدیث بیان کی۔ کہا کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ گئے' حتیٰ کہ جب قیام کے لیے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور تشہد میں تورک کا ذکر نہیں کیا۔

٧٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ٤٩٦، والبيهقي: ٢/ ١٠١، ١٠٢، ١١٨، والطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٢٦٠ من حديث أبي بدر به بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده، وصححه النيموي ـ من غلاة الحنفية ـ في آثار السنن، ح: ٤٤٩، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي دون قوله: "ثم كبر فجلس فتورك" إلى "ولم يتورك"، وباقي الحديث صحيح بالشواهد ✽ عيسى بن عبدالله بن مالك مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ في التَّشَهُّدِ.

ملحوظہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عبدالحمید بن جعفر کی سابقہ روایت (٧٣٠) کو راجح کہا ہے۔

٧٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: أخبرني فُلَيْحٌ: حدثني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ قال: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ وَمُحمَّدُ ابنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صلَاةَ رسولِ الله ﷺ فقال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، فَذَكَرَ بَعْضَ هَذَا. قال: ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَتَجَافَى عن جَنْبَيْهِ. قال: ثُمَّ سَجَدَ فَأَمْكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَّى يَدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ رفَعَ رأْسَهُ حتَّى رَجَعَ كلُّ عَظْمٍ في مَوْضِعِهِ حتَّى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّه الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِه.

٧٣٤- جناب عباس بن سہل نے کہا کہ حضرات ابو حُمید، ابواُسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جمع تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ذکر آ گیا تو حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ آگاہ ہوں۔ اور اس حدیث میں سے کچھ حصہ بیان کیا۔ کہا: پھر رکوع کیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا گویا انہیں پکڑے ہوئے ہوں اور اپنے ہاتھوں کو تانت بنایا (جو کہ کمان پر ہوتا ہے) اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا...... بیان کیا کہ...... پھر سجدہ کیا تو اپنی ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکایا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر رکھا۔ پھر اپنا سر اُٹھایا حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ گئی یہاں تک کہ (سجدوں سے) فارغ ہو گئے۔ پھر بیٹھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر دیا اور اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر، اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عُتْبَةُ بنُ أبي حَكِيمٍ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن الْعَبَّاسِ بنِ سَهْلٍ، لَمْ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو عتبہ بن ابی حکیم نے عبداللہ بن عیسیٰ سے انہوں نے عباس بن سہل سے روایت کیا مگر تورّک (سرین پر بیٹھنے) کا ذکر نہیں کیا

٧٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أنه يجافي يديه عن جنبيه في الركوع، ح: ٢٦٠، وابن ماجه، ح: ٨٦٣ من حديث عبدالملك بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٨٩، ٦٠٨، ٦٣٧، ٦٤٠، ٦٨٩، وابن حبان، ح: ٤٩٤، وسنده حسن، وصححه البغوي، ح: ٤٤٤.

يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ، وَذَكَرَ نَحْوَ حديثِ فُلَيْحٍ، وَذَكَرَ الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ نَحْوَ جِلْسَةِ حديثِ فُلَيْحٍ وَعُتْبَةَ.

اور حدیث فلیح کی مانند روایت کیا جبکہ حسن بن حُر نے بیٹھنے کا انداز فلیح اور عتبہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: رکوع میں گھٹنوں کو انگلیاں کھول کر پکڑنا اور بازوؤں کو رکوع اور سجدہ میں پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔ سجدوں میں اور بیٹھتے ہوئے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہیے۔

٧٣٥- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حدثني عُتْبَةُ: حدثني عَبْدُ الله ابنُ عِيسَى عن الْعَبَّاسِ بنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ، عن أبي حُمَيْدٍ بهذا الحديثِ قال: وَإِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ.

٧٣٥- جناب عباس بن سہل ساعدی نے حضرت ابوحُمید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی اور کہا: جب سجدہ کیا تو اپنی رانوں کو کشادہ رکھا اور پیٹ کو رانوں سے نہ لگایا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ الْمُبَارَكِ: أخبرنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ بنَ سَهْلٍ يُحَدِّثُ فلَمْ أَحْفَظْهُ فحدَّثَنِيهِ، أُرَاهُ ذَكَرَ عِيسَى بنَ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ ابنِ سَهْلٍ قال: حَضَرْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ بهذا الحديثِ.

امام ابوداود نے کہا: اور اس حدیث کو ابن مبارک نے روایت کیا تو کہا: [أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ: سَمِعْتُ عَبَّاسَ ابْنَ سَهْلٍ يُحَدِّثُ] مگر میں اس کو یاد نہیں رکھ سکا، پس اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی، میرا (ابن مبارک کا) خیال ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ کا نام عیسیٰ بن عبداللہ بتایا اور انہوں نے عباس بن سہل سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ میں ابوحُمید ساعدی کے پاس حاضر تھا...... اور یہ حدیث بیان کی۔

٧٣٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حدثنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ جُحَادَةَ عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في هذا

٧٣٦- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بیان کیا کہ ...... جب سجدہ کیا تو آپ کے دونوں گھٹنے زمین پر دونوں ہتھیلیوں کے پڑنے سے پہلے پڑے اور جب سجدہ کیا تو

٧٣٥- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٥ من حديث أبي داود به * وقوله: عبدالله بن عيسى وهم، والصواب عيسى بن عبدالله كما أخرجه الطحاوي: ١/ ٢٦٠ بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده.

٧٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٩٨، ٩٩ من حديث حجاج بن منهال به * عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ٧٢٤، وشقيق مجهول(تقريب)، وحديثه مرسل.

الحديثِ قال: فلمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إلَى الأرْضِ قَبْلَ أنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فلمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافَى عن إبْطَيْهِ.

اپنی پیشانی کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اور اپنی بغلوں سے بھی دور کیا۔

قال حَجَّاجٌ: قال هَمَّامٌ: وحدثنا شَقِيقٌ: حدثني عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هذا. وفي حديثِ أَحَدِهِما، وَأكْبَرُ عِلْمِي أنَّهُ حديث مُحمَّدِ بنِ جُحَادَةَ: وَإذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذَيْهِ.

حجاج نے کہا کہ ہمام نے کہا: حدثنا شقیق حدثنی عاصم بن کلیب عن ابیہ عن النبی ﷺ اسی کے مثل روایت کی۔ محمد بن جحادہ اور شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے...... اور میرا غالب گمان ہے کہ محمد بن جحادہ کی حدیث ہے کہ آپ جب اُٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اُٹھتے اور اپنی رانوں پر ٹیک لگاتے۔

ملحوظہ: زمین سے اُٹھنے کی کیفیت کا بیان آگے (حدیث: ۸۳۸، ۸۳۹ میں) آ رہا ہے۔

٧٣٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عن فِطْرٍ، عن عَبْدِ الْجَبَّارِ بنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ قال: رَأيْت رسولَ الله ﷺ يَرْفَعُ إبْهَامَيْهِ في الصَّلَاةِ إلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

۷۳۷- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اونچا کرتے تھے۔

٧٣٨- **حَدَّثَنا** عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ: حدثني أبي عن جَدِّي، عن يَحْيَى بنِ أيُّوبَ، عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْحَارِثِ ابنِ هِشَامٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّهُ قال: كَانَ

۷۳۸- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کرتے۔ اور جب (رکوع سے) سجدے کے لیے سر اُٹھاتے تو اسی طرح کرتے اور

٧٣٧- **تخريج**: [ضعيف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب موضع الإبهامين عند الرفع، ح: ٨٨٣ من حديث فطر ابن خليفة به، وانظر، ح: ٧٢٤ لعلته.

٧٣٨- **تخريج**: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ٦٩٤، ٦٩٥، ومن طريقه أخرجه الحافظ ابن حجر في "موافقة الخبر الخبر": ١/ ٤٠٩، ٤١٠، وقال: "هذا حديث صحيح" * ابن جريج صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة.

رسولُ الله ﷺ إذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ.

جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے۔)

فائدہ: احادیث ۷۳۵-۷۳۸ سب سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم اس حدیث میں تیسری رکعت کے لیے بھی اُٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ثبوت ہے، جو صحیح ہے، علاوہ ازیں یہ دیگر صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔

٧٣٩- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ عن أبي هُبَيْرَةَ، عن مَيْمُونٍ المَكِّيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ وَصَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفَّيْهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَانْطَلَقْتُ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ ابنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صلاةً لَمْ أَرَ أَحَدًا يُصَلِّيهَا، فَوَصَفْتُ لهُ هَذِهِ الْإِشَارَةَ، فقال: إنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صلاةِ رسولِ الله ﷺ فَاقْتَدِ بصلاةِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ.

۷۳۹- قتیبہ بن سعید اپنی سند سے میمون مکی سے راوی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ (یعنی رفع الیدین کرتے تھے۔) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے، جب رکوع کرتے، جب سجدہ کرتے اور جب قیام کے لیے اُٹھتے اور قیام کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے تھے۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ میں نے ابن زبیر کو اس اس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ ان کی طرح کسی اور کو نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور انہیں ان اشاروں (رفع الیدین) کی تفصیل بتائی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنا پسند کرتے ہو تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کرو۔

ملحوظہ: اس حدیث میں سجدوں میں رفع الیدین کا اثبات ہے مگر عام محدثین ابن لہیعہ کی بنا پر اس کی سند کو کمزور کہتے ہیں۔ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال للخزرجی میں ہے: "امام احمد کہتے ہیں کہ ان کی کتابیں جل گئی تھیں، تاہم یہ صحیح الکتاب ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے ابتدا میں سنا ہے ان کا سماع صحیح ہے یحییٰ بن معین نے کہا: یہ

٧٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٥ عن قتيبة به * ابن لهيعة، مدلس وعنعن وميمون المكي مجهول (تقريب)، وحديث البيهقي: ٢/ ٧٣ يخالفه.

قوی نہیں ہیں۔ امام مسلم کہتے ہیں کہ ان کو وکیع، یحییٰ قطان اور ابن مہدی نے ترک کیا ہے۔" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کتابیں جلنے کے بعد انہیں خلط ہو گیا تھا۔ صحیح مسلم میں ان کی کچھ روایات ہیں مگر دوسرے رواۃ کی معیت سے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سند صحیح ہے۔ علامہ صاحب موصوف اور بعض دیگر بھی ان احادیث کی روشنی میں سجدوں کے رفع الیدین کو "بعض اوقات" پر محمول کرتے ہیں۔ بہرحال جمہور محدثین کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی جو پیچھے گزری اور صحیح بخاری میں بھی ہے، معمول بہا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ "نبی ﷺ سجدوں میں یا سجدوں سے اُٹھ کر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔" واللہ اعلم.

٧٤٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَمُحمَّدُ بنُ أَبَانٍ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بنُ كَثِيرٍ يَعْني السَّعْدِيَّ، قال: صَلَّى إلَى جَنْبِي عَبْدُ الله بنُ طَاوُسٍ في مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَكَانَ إذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الأُولى فَرَفَعَ رأْسَهُ مِنْهَا رفَعَ يَدَيْهِ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ، فأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لِوُهَيْبِ بنِ خَالِدٍ: فقال لهُ وُهَيْبُ بنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَ أَحَدًا يَصْنَعُهُ؟ فقال ابنُ طَاوُسٍ: رَأَيْتُ أَبي يَصْنَعُهُ، وقال أَبِي: رَأَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ، ولا أَعْلَمُ إلَّا أَنَّهُ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُهُ.

٧٤٠- جناب نضر بن کثیر یعنی سعدی نے بیان کیا کہ جناب عبداللہ بن طاؤس (تابعی) نے مسجد خیف میں میرے پہلو میں نماز پڑھی۔ وہ جب پہلا سجدہ کر لیتے اور اس سے اپنا سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے کے سامنے اُٹھاتے۔ مجھے ان کا یہ عمل منکر (عجیب اور غلط) محسوس ہوا تو میں نے وہیب بن خالد کو ان کا یہ عمل بتایا۔ جناب وہیب نے ان سے کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں جو میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ تو عبداللہ بن طاؤس نے کہا: میں نے اپنے والد کو یہ کرتے دیکھا اور میرے والد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کرتے دیکھا اور میں نہیں جانتا مگر انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے۔

ملحوظہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کا اثبات ہے۔ ابوبکر المنذر، ابوعلی الطبری اور بعض اہل حدیث اس کے قائل ہیں، لیکن یہ حدیث نضر بن کثیر سعدی کی بنا پر ضعیف ہے۔ حافظ ابو احمد نیشاپوری نے کہا: یہ حدیث ابن طاؤس کی منکر روایات میں سے ہے۔ ابوحاتم نے کہا ہے: اس میں نظر (اعتراض) ہے۔ امام بخاری نے کہا: ان کے پاس منکر روایات بھی ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے اس سے حجت لینا کسی بھی صورت جائز نہیں مگر علامہ شوکانی نے کہا کہ سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہی صحیح طور پر ثابت ہے تا آنکہ کوئی صحیح ترین دلیل مل جائے۔ (ملخص از عون المعبود) واللہ اعلم.

٧٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب رفع اليدين بين السجدتين تلقاء الوجه، ح: ١١٤٧ من حديث النضر بن كثير به، وهو ضعيف عابد كما في التقريب.

٧٤١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُالأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الركْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذٰلِكَ إِلَى رسولِ الله ﷺ.

٧٤١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جب نماز شروع کرتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے (یعنی رفع الیدین کرتے) اور (ایسے ہی) جب رکوع کو جاتے اور جب (رکوع سے اُٹھتے اور) [سمع اللّٰہ لمن حمدہ] کہتے۔ اور جب دو رکعتوں سے (تیسری کے لیے) اُٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ اور وہ اپنا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: الصَّحِيحُ قَوْلُ ابنِ عُمَرَ لَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے' مرفوع حدیث نہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ أَوَّلَهُ عن عُبَيْدِالله وَأَسْنَدَهُ، وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ عن عُبَيْدِالله أَوْقَفَهُ عَلَى ابنِ عُمَرَ وقال فيه: وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ وهذا هُوَ الصَّحِيحُ.

امام ابوداود نے کہا: اور بقیہ نے اس حدیث کا پہلا حصہ عبیداللہ سے بیان کیا تو اسے مرفوع ذکر کیا (بغیر اس کے کہ آپ نے دو رکعتوں سے اُٹھ کر رفع الیدین کیا) مگر عبدالوہاب ثقفی نے عبیداللہ سے روایت کیا تو اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف کیا اور اس میں کہا: جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں تک اُٹھاتے۔ اور یہی صحیح ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ وَمَالِكٌ وَأَيُّوبُ وَابنُ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا، وَأَسْنَدَهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَحْدَهُ عن أَيُّوبَ، لَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ وَمَالِكٌ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ في حَدِيثِهِ. قال

امام ابوداود نے کہا کہ اسے لیث بن سعد' مالک' ایوب اور ابن جریج نے موقوف ہی روایت کیا ہے۔ صرف حماد بن سلمہ نے بواسطہ ایوب مرفوع بیان کیا۔ ایوب اور مالک نے دو سجدوں (یعنی رکعتوں) سے اُٹھ کر رفع الیدین کا ذکر نہیں کیا' صرف لیث نے ذکر کیا ہے۔

٧٤١- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، ح: ٧٣٩ من حديث عبدالأعلى ابن عبدالأعلى به، وصححه البغوي في شرح السنة: ٣/ ٢١، وما قال بعض الناس في تعليله فليس بعلة قادحة، والحمد لله.

ابنُ جُرَيْجٍ فيه: قُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَجْعَلُ الْأولَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قال: لَا، سَواءً. قُلْتُ: أَشِرْ لِي، فَأَشَارَ إِلَى الثَّدْيَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ابن جریج نے اس میں کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا: کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلی بار رفع الیدین میں اپنے ہاتھ زیادہ اونچے اُٹھاتے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں' سب میں برابر ہی اٹھاتے تھے۔ میں نے کہا: مجھے کر کے دکھاؤ' تو انہوں نے چھاتیوں تک اُٹھائے یا اس سے ذرا کم ہی۔

فائدہ: اصل مسئلہ رفع الیدین کا ہے۔ اور اس میں قدرے تنوع آجاتا ہے۔ ہتھیلیاں چھاتیوں کے برابر ہوں تو انگلیوں کے سرے کندھوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہتھیلیاں اگر کندھوں کے برابر ہوں تو انگلیاں کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتی ہیں اور اس سے ذرا اونچے بھی ہو سکتے ہیں اور ان سب صورتوں میں توسع ہے' تاہم اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر آجائیں۔

٧٤٢- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُما دُونَ ذَلِكَ.

۷۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اونچا کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو انہیں ذرا کم اونچا کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ رَفْعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرَ مَالِكٍ فِيمَا أَعْلَمُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہاتھوں کو ذرا کم اونچا اُٹھانے کا ذکر مالک کے علاوہ کسی اور نے نہیں کیا۔

فائدہ: اوپر بیان ہوا کہ ابن جریج نے نافع سے روایت کیا ہے کہ سب مواقع پر اپنے ہاتھ برابر ہی اونچا کرتے تھے۔ ان دونوں روایتوں کو مختلف مواقع پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم . . .) - **باب** مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ (التحفة ١١٩)

باب:...... دو رکعتوں کے بعد تیسری کے لیے اُٹھنے پر رفع الیدین

٧٤٣- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ

۷۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ

٧٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو حديث مختصر أخرجه الشافعي في مسنده ص: ٢١٢ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٧.

٧٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٥ عن محمد بن فضيل بن غزوان به بإثبات رفع اليدين قبل الركوع وبعده.

وَمُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ قالا : حدثنا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ في الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

ﷺ جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے۔

فائدہ: یہ رفع الیدین تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر کرنا ہے۔ نیز دیکھیے درج ذیل حدیث علی رضی اللہ عنہ۔

٧٤٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أبِي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بنِ رَبِيعَةَ ابنِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رافِعٍ ، عن عَلِيِّ بنِ أَبي طَالِبٍ عن رسولِ الله ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِراءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ.

٧٤٤- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھاتے۔ اور جب اپنی قراءت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع سے اُٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اُٹھاتے اور [اللّٰہ أکبر] کہتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وفي حديثِ أبي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ حِينَ وَصَفَ صلَاةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث، جس میں انہوں نے نماز نبوی کی تفصیل

٧٤٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء "وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض . . . "]، ح: ٣٤٢٣ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٦٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٨٤.

النَّبِيِّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ.

بیان فرمائی ہے، اس میں ہے کہ آپ جب دو رکعتوں کے بعد اُٹھتے تو [اللہ أکبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں کے برابر آ جاتے جیسے کہ شروع نماز کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر رفع الیدین کرنا ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے۔

٧٤٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن مَالِكِ بنِ الْحُوَيْرِثِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ.

٧٤٥- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع الیدین کرتے، اور جب رکوع کو جاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو بھی اپنے ہاتھ اُٹھاتے اور وہ آپ کی کانوں کی لوؤں تک پہنچ جاتے۔ (...... یا...... کانوں کے اوپر کے حصے تک پہنچ جاتے تھے۔)

توضیح: [فُرُوعَ أُذُنَيْهِ] کی شرح میں دو قول ہیں۔ ایک تو یہی کہ کان کے نیچے جو نرم گوشت والا حصہ ہوتا ہے اسے [شَحْمَةُ الأُذُن] بھی کہتے ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ کان کی اوپر والی چوٹی کو [فَرْعُ الأُذُنِ] کہا جاتا ہے اور لغت اسی کی تائید کرتی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان مختلف روایات کو یوں جمع کیا ہے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں، اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لوؤں کے برابر اور انگلیاں اوپر کے حصے کے برابر آ جائیں۔

٧٤٦- حَدَّثَنَا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ، المَعْنَى عن عِمْرانَ، عن لَاحِقٍ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ قال: قال أَبُو هُرَيْرَةَ: لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ

٧٤٦- جناب بشیر بن نہیک کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نبی ﷺ کے آگے ہوتا تو میں آپ کی بغلیں دیکھ سکتا تھا۔ (یعنی آپ کے ہاتھ رفع الیدین کے وقت نمایاں طور پر بغلوں سے علیحدہ، دور اور اونچے ہوتے تھے۔) ابن معاذ نے کہا کہ لاحق نے کہا:

٧٤٥- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الإحرام والركوع . . . الخ، ح: ٣٩١ من حديث قتادة به.

٧٤٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ١١٠٨ من حديث عمران به مختصرًا.

ﷺ لَرَأَيْتُ إِبْطَيْهِ. زَادَ ابنُ مُعَاذٍ: قال يقولُ لَاحِقٌ: أَلَا تَرَى أَنَّهُ في الصَّلَاةِ ولا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَكُونَ قُدَّامَ النَّبِيِّ ﷺ. وَزَادَ مُوسَى: يَعْنِي إِذَا كَبَّرَ رفَعَ يَدَيْهِ.

بھلا ابو ہریرہ نماز میں ہوتے ہوئے نبی ﷺ سے آگے کیوں کر ہو سکتے تھے؟ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے: (مقصد یہ ہے کہ) جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھ اونچے کرتے تھے۔ (یعنی نمایاں طور پر اونچے کرتے تھے۔)

٧٤٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: عَلَّمَنَا رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قال: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فقال: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِهَذَا، يَعْني الإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ.

٧٤٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تو آپ نے [اللہ أکبر] کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے۔ جب رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر گھٹنوں میں رکھ لیا۔ (یعنی تطبیق کی۔) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو کہا: میرے بھائی نے سچ کہا۔ ہم یہ عمل کیا کرتے تھے، پھر ہمیں اس کا حکم دیا گیا۔ یعنی گھٹنے پکڑنے کا۔

فائدہ: رکوع میں تطبیق کا حکم منسوخ کر دیا گیا تھا مگر شاید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو یا انہیں یاد نہ رہا ہو۔

(المعجم ١١٦، ١١٧) - باب مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ (التحفة ١٢٠)

باب: ١١٦، ١١٧- جس نے رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کا ذکر نہیں کیا

٧٤٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَاصِمٍ - يَعْني ابنَ كُلَيْبٍ- عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله بنُ

٧٤٨- جناب علقمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھ کر دکھاؤں؟ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک ہی بار اُٹھائے۔

٧٤٧ـ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، التطبيق، باب التطبيق، ح: ١٠٣٢ من حديث عبدالله بن إدريس، وانظر الحديث الآتي: ٨٦٨.

٧٤٨ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، ح: ٢٥٧، والنسائي، ح: ١٠٢٧ من حديث سفيان الثوري به * وهو مدلس، رماه بالتدليس يحيى بن سعيد القطان وابن المبارك وأبوعاصم النبيل وغيرهم، ولم أجد تصريح سماعه، وهذه العلة القادحة وحدها كافية في تضعيف السند، ومع ذلك قد ضعفه الشافعي وأحمد والبخاري وابن المبارك والجمهور، ولم يصب من صححه.

مَسْعُودٍ: أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رسولِ الله ﷺ؟ قال: فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً.

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حديثٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ حديثٍ طوِيلٍ، وَليس هُو بِصَحِيحٍ عَلَى هذا اللَّفْظِ.[1]

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ایک لمبی حدیث سے مختصر ہے اور ان الفاظ میں صحیح نہیں ہے۔

٧٥١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو حُذَيْفَةَ قالُوا: أخبرنا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قال: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وقال بَعْضُهم: مَرَّةً وَاحِدَةً.[2]

٧٥١- جناب سفیان نے اسی سند سے اس حدیث کو بیان کیا۔ کہا: پس آپ نے پہلی ہی بار اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ اور بعض نے کہا: ایک ہی بار اُٹھائے۔

توضیح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ترمذی کی تحقیق میں ''حسن'' اور امام ابن حزم کے نزدیک ''صحیح'' ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی اور ان سے پہلے علامہ احمد محمد شاکر رحمہما اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' لکھا ہے۔ جبکہ متقدمین حفاظ حدیث کی تحقیق کا خلاصہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا ہے کہ ابن المبارک نے کہا: ''یہ حدیث میرے نزدیک ثابت نہیں ہے۔'' ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا: [هٰذَا حَدِيْثٌ خَطَأٌ] ''یہ حدیث خطا اور غلط ہے۔'' امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان کے شیخ یحییٰ بن آدم نے کہا: ''یہ ضعیف ہے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان ہی کی تائید ومتابعت کی ہے۔ اور امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ''یہ صحیح نہیں ہے۔'' دارقطنی نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے۔'' ابن حبان نے کہا: ''اہل کوفہ کے مذہب کے مطابق رکوع کے رفع الیدین کی نفی میں یہ ان کی سب سے عمدہ (احسن) حدیث ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ ضعیف ہے کیونکہ اس میں کچھ علتیں ہیں جن کی بنا پر یہ ضعیف قرار پاتی ہے۔'' (التلخيص الحبير:١/٢٢٢، نيل الأوطار:٢/٢٠١) علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اگر ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کو صحیح تسلیم کرلیں اور ائمہ حدیث کی تنقید کا کوئی اعتبار نہ بھی کریں تو اس حدیث اور دیگر احادیث' جن میں رکوع کے رفع الیدین کا اثبات ہے' میں کوئی تعارض یا منافات نہیں ہے کیونکہ ان احادیث میں امر زائد کا بیان ہے اور (صحیح احادیث سے ثابت) امور زائد بالاجماع مقبول ہوا کرتے ہیں بالخصوص جبکہ اسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہو اور محدثین کی ایک جماعت اس کی راوی ہو۔ (نيل الأوطار:٢/٢٠٢)

ملحوظہ: یہ قاعدہ سجدوں کے رفع الیدین پر منطبق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ صحیح اسانید سے ثابت ہے کہ حضرت

---

٧٥١ ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٧٤٨.

[1] حدیث (749) اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

[2] یہ حدیث اصل نسخوں [illegible] ترتیب کے مطابق یہاں [illegible] گئی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بالوضاحت کہتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری، حدیث:۷۳۵ و صحیح مسلم، حدیث:۳۹۰)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث) سے دیگر مواقع کے رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں ''نفی'' کا بیان ہے اور دیگر صحیح احادیث میں ''اثبات'' ہے۔ اور اثبات ہمیشہ مقدم ہوا کرتا ہے۔ چونکہ یہ عمل سنت ہے، ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک یا زیادہ بار اسے ترک بھی کیا ہو۔ مگر اغلب اور اکثر اس پر عمل کرنا ہی ثابت ہے لہٰذا رکوع کیلئے جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ہی سنت ہے۔ (حواشی جامع ترمذی:۴۱/۲ بتحقیق احمد شاکر)

راقم عرض کرتا ہے کہ صحیح احادیث میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں کہیں محسوس ہوتا ہے وہ یا تو نقل کی خرابی ہوتی ہے یا عقل وفہم کی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اسنادی بحث سے قطع نظر معنوی اعتبار سے بھی قابل بحث ہے۔ اول تو اس میں سوائے ایک بار رفع الیدین کے اثباتاً یا نفیاً اور کوئی بات مذکور نہیں ہے حالانکہ نماز کے بیسیوں مسائل ہیں۔ جیسے ان کے نہ ذکر کرنے سے ان کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی رکوع کا رفع الیدین ہے۔ دوسرے اس کو متنازع رفع الیدین کے ساتھ خاص کرنے کی بجائے اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت میں اُٹھتے ہوئے پھر دوبارہ رفع الیدین نہ کیا، بلکہ پہلی رکعت ہی میں ایک بار ہاتھ اُٹھائے تھے۔ یا جیسے کہ سید اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے بحوالہ فتوحات لکھا ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نماز شروع کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے جیسے کہ عیدین میں ہوتا ہے بلکہ صرف ایک ہی بار اُٹھانا مسنون ہے۔ (جیسے کہ بعض وسوسہ زدہ لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی نیت ہی سیدھی نہیں ہو پاتی ہے اور وہ بار بار ہاتھ اٹھاتے اور باندھتے ہیں۔)

محدثین کرام پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں، دیکھیے انہوں نے دین کی امانت پوری دیانت کے ساتھ...... اپنی اسانید سے...... بلاکم وکاست امت کے حوالے کر دی ہے۔ اور اس میں اصحاب بصیرت کو دعوت ہے کہ مسلمہ اصولوں کے تحت آپ لوگ بھی تنقیح کر سکتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عصمت صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ آپ کے بعد تلامذۂ رسول، تابعین عظام اور ائمہ امت سب کے سب قابل اعزاز واکرام ہیں مگر حجت اور اللہ کے ہاں قربت صرف کتاب اللہ اور صحیح ثابت شدہ فرامین رسول میں ہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:١٠) ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران:٨)

٧٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ۷۴۹-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٧٤٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان في المجروحين: ٣/ ١٠٠، والحميدي بـ(تحقيق حبيب الرحمن أعظمي، ح: ٧٢٤) من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس، ولم يصرح بالسماع في هذا المتن،

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لا يَعُودُ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اُٹھاتے، پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔

٧٥٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ نَحْوَ حديثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ: ثُمَّ لا يَعُودُ.

قال سُفْيَانُ: قال لَنَا بالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لا يَعُودُ. [1]

٧٥٠-عبداللہ بن محمد زہری کی سند سے'یزید سے شریک کی مانند مروی ہے اور [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ ذکر نہیں کیے (یعنی "پھر دوبارہ نہ اٹھاتے" کے لفظ نقل نہیں کیے۔)

سفیان نے کہا: بعد میں کوفہ میں ہم کو [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ بیان کیے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابنُ إِدْرِيسَ عن يَزِيدَ لَمْ يَذْكُرُوا ثُمَّ لا يَعُودُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو ہشیم، خالد اور ابن ادریس نے یزید سے روایت کیا ہے مگر ان حضرات نے [لَا يَعُوْدُ] کا لفظ روایت نہیں کیا ہے۔

٧٥٢- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخبرَنَا وَكِيعٌ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن أَخِيهِ عِيسَى، عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.

٧٥٢-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ اُٹھائے پھر فارغ ہونے تک نہیں اُٹھائے۔

◄◄وحدث به بعد اختلاطه واتفق الحفاظ على أن قوله: "ثم لم يعد" مدرج، التلخيص الحبير: ١/ ٢٢١ "والمدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ١٩.

٧٥٠- تخريج: [ضعيف] أخرجه الحميدي عن سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق.

٧٥٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ١٦٨٩، والطحاوي: ١/ ٢٢٤ من حديث وكيع به * محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أنور شاه الكشميري الديوبندي: "فهو ضعيف عندي كما ذهب إليه الجمهور" (فيض الباري: ٣/ ١٦٨)، وهو سمع هذا الخبر من يزيد بن أبي زياد كما في "كتاب العلل" للإمام أحمد، ح: ٦٩٣.

[1] حدیث (751) صفحہ (564) پر گزر چکی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحديثُ ليسَ بصحيحٍ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

توضیح: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حفاظ حدیث متفق ہیں کہ اس روایت (براء بن عازب رضی اللہ عنہ) میں [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ مُدْرَج (یعنی الحاقی) ہیں۔ جو کہ یزید بن ابی زیاد کا اضافہ ہیں۔ جبکہ شعبہ، ثوری، خالد طحان اور زہیر وغیرہ حفاظ نے اس حدیث کو اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے۔ حمیدی نے کہا کہ اس اضافے کو یزید نے روایت کیا ہے اور وہ (اپنے نام کے معنی کی مناسبت سے) ''زیادتی کرنے والا ہے۔'' عثمان دارمی نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ ''یہ صحیح نہیں ہے۔'' ایسے ہی امام بخاری، احمد، یحییٰ، دارمی، حمیدی رحمہ اللہ اور کئی ایک محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا کہتے تھے: ''یہ حدیث واہی ہے۔'' (یعنی ازحد ضعیف ہے) یزید پہلے اس کو بیان کرتا تھا تو [ثُمَّ لَا يَعُوْدُ] کے لفظ اس میں نہ ہوتے تھے، مگر بعد میں جب اسے ''تلقین'' کی گئی تو اس نے اسے قبول کر لیا اور یہ الفاظ ذکر کرنا شروع کر دیے۔ (مزید دیکھیے التلخیص الحبیر: ۱/۲۲۱)

٧٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ بن سَمْعَانَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ في الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا.

۷۵۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ لمبے کر کے اُٹھاتے۔

فائدہ: اس حدیث میں رفع الیدین کرنے کا انداز بیان فرمایا گیا ہے۔ سنن دارمی کی روایت میں ہے: ''جب آپ نماز کیلئے ہاتھ اُٹھاتے تو اپنی انگلیوں کو قدرے کھولے ہوئے ہوتے تھے۔'' (نیل الاوطار: ۲/۱۹۷) اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ رکوع کا رفع الیدین نہیں ہے، کسی طور صحیح نہیں اور اس میں اس کا کوئی قرینہ بھی نہیں ہے۔

(المعجم ١١٧، ١١٨) - باب وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٢١)

باب: ۱۱۷، ۱۱۸- نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا

٧٥٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا

۷۵۴- حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (نماز

٧٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في نشر الأصابع عند التكبير، ح: ٢٤٠ من حديث ابن أبي ذئب به وقال: "حسن".

٧٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٠ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة (٩/ ٣٠١، ح: ٢٥٧) * وزرعة هذا روى عنه ثقتان ووثقه ابن حبان والذهبي والضياء المقدسي فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

أَبُو أَحْمَدَ عن الْعَلَاءِ بنِ صَالِحٍ، عن زُرْعَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: سَمِعْتُ ابنَ الزُّبَيْرِ يقولُ: صَفُّ الْقَدَمَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدِ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ.

میں) قدموں کو برابر رکھنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

٧٥٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ الرَّيَّانِ عن هُشَيْمِ بنِ بَشِيرٍ، عن الْحَجَّاجِ ابنِ أَبِي زَيْنَبَ، عن أبي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى.

٧٥٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں پر رکھے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے دیکھا تو ان کے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر کر دیا۔

فائدہ: قیام میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر ہو، سنت متواترہ ہے۔ نیز علماء کو چاہیے کہ عوام کی اصلاح کرتے رہا کریں۔

٧٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ: حدثنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ إِسْحَاقَ، عن زِيَادِ بنِ زَيْدٍ، عن أبي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ قال: السُّنَّةُ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ في الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

٧٥٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

ملحوظہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق کوفی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اسے ضعیف کہتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ "اس میں نظر ہے۔" (یعنی کمزور راوی ہے۔) امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "یہ روایت بالاتفاق ضعیف ہے۔" اور اس سے بعد والی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے ناف سے اوپر ہاتھ رکھے۔

٧٥٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب: في الإمام إذا رأى الرجل قد وضع شماله على يمينه، ح: ٨٨٩، وابن ماجه، ح: ٨١١ من حديث هشيم به، وصرح بالسماع.

٧٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١١٠ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق الكوفي به وهو ضعيف ضعفه الجمهور * وزياد بن زيد مجهول (تقريب).

٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ عن أبي بَدْرٍ، عن أبي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ، عن ابنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ.

۷۵۷- جناب ابن جریر ضبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پہنچے (کلائی) کے پاس سے (یعنی جوڑ کے پاس سے) پکڑ رکھا تھا اور وہ ناف سے اوپر تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ السُّرَّةِ. وقال أَبُو مِجْلَزٍ تَحْتَ السُّرَّةِ. وَرُوِيَ عن أبي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: جناب سعید بن جبیر سے ''ناف سے اوپر'' مروی ہے۔ اور ابومجلز نے ''ناف سے نیچے'' کہا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ''ناف سے نیچے'' ہی روایت کی گئی ہے۔ مگر قوی نہیں ہے۔

٧٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ، عن سَيَّارٍ أبي الْحَكَمِ، عن أبي وَائِلٍ قال: قال أبو هُرَيْرَةَ: أَخْذُ الأَكُفِّ عَلَى الأَكُفِّ في الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

۷۵۸- جناب ابووائل نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں سے ناف کے نیچے سے پکڑنا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ إِسْحَاقَ الْكُوفِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا' وہ (مذکورہ اثر کے ایک راوی) عبدالرحمٰن کوفی کو ضعیف کہتے تھے۔

٧٥٩- [حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا الْهَيْثَمُ يَعْنِي ابنَ حُمَيْدٍ، عن ثَوْرٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ

۷۵۹- جناب طاؤس (بن کیسان یمانی، تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے دوران میں اپنا

٧٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١/ ٣٩٠ من حديث أبي طالوت به، وعلقه البخاري، في صحيحه(فتح: ٣/ ٧١، العمل في الصلوة باب: ١)، وحسنه الحافظ في تغليق التعليق: ٢/ ٤٤٣.

٧٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٠/ ٧٨ من حديث أبي داود به ❊ عبدالرحمٰن بن إسحاق الكوفي ضعيف، كما تقدم، ح: ٧٥٦.

٧٥٩ـ تخريج: [صحيح] هو في المراسيل لأبي داود، ح: ٣٣، وسنده ضعيف لإرساله، وللحديث شاهد عند أحمد: ٥/ ٢٢٦، وسنده حسن، وبه صح الحديث.

مُوسَى، عن طَاوُسٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ في الصَّلَاةِ].

دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے سینے پر باندھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: علامہ مزی نے الاطراف میں کتاب المراسیل میں حرف طاء میں لکھا ہے: ''اس روایت کو ابوداود نے (کتاب المراسیل 'باب ماجاء فی الاستفتاح' حدیث:۳۳ بتحقیق شعیب الارناؤوط) میں ذکر کیا ہے اور ایسے ہی امام بیہقی نے المعرفہ میں لکھا ہے۔'' (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ مرسل ہے مگر صحیح السند ہے۔ اور احناف کے نزدیک ویسے بھی مرسل' صحیح اور حجت ہوتی ہے۔ اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے: [عن سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمنٰى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ] (صحيح بخاري حديث: ۷۴۰) یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

جناب ہلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ قَالَ يَضَعُ هٰذِهِ عَلَى صَدْرِهِ] (مسند احمد: ۲۲۶/۵) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر دائیں بائیں دونوں اطراف سے پھرتے تھے اور آپ ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے تھے۔'' علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے غنية الالمعي میں مسند احمد کی سند کو قوی لکھا ہے اور یہ کہ اس میں کوئی علت قادحہ نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ [صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلَى صَدْرِهِ] (صحيح ابن خزيمه: ۲۴۳/۱) ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی تو (دیکھا کہ) آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا اور سینے پر رکھا۔'' شیخ البانی رحمہ اللہ کا تبصرہ یہ ہے کہ ''یہ حدیث دیگر احادیث کی روشنی میں صحیح ہے اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی دوسری احادیث اس کی شاہد ہیں۔'' نیز صحیح بخاری کی روایت پر کوئی غبار نہیں اور ہر منصف مزاج مسلمان عملاً یہ دیکھ سکتا ہے کہ ہاتھ کو بازو (یعنی کلائی اور کہنی کے درمیانی حصے) پر رکھنے سے ہاتھ کہاں تک جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ ناف سے اوپر ہی رہیں گے لہٰذا سینے پر ہاتھ رکھنا ہی صحیح ہے یا زیادہ سے زیادہ ناف سے اوپر رہیں۔ ناف سے نیچے والی روایات ازحد ضعیف ہیں۔

(المعجم ۱۱۸، ۱۱۹) - **باب مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ** (التحفة ۱۲۲)

باب:۱۱۸-۱۱۹- نماز شروع کرتے ہوئے کون سی دعا پڑھی جائے

۷۶۰- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا

۷۶۰- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۷۶۰_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۷۱ من حديث عبدالعزيز بن أبي سلمة به.

أبي: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عن عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بنِ أبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رافِعٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قَامَ إِلَى الصَّلاةِ كَبَّرَ ثُمَّ قال: «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ والأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لله رَبِّ الْعَالَمِينَ لا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اللَّهُمَّ أَنْتَ المَلِكُ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الأَخْلَاقِ لا يَهْدِي لأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ في يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ» وإذا رَكَعَ قال: «اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي». وَإِذَا رَفَعَ قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ والأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». وَإِذَا سَجَدَ قال:

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰہ أکبر] کہتے پھر یہ دعا پڑھتے: [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... الخ] ''میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اسی کی طرف یکسو ہوں، اسی کا مطیع فرمان ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اولین اطاعت گزاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ ہے' تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو میرا پالنہار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ہے۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ پس میرے سب گناہ معاف فرما دے۔ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی معاف نہیں کر سکتا۔ میری عمدہ اخلاق وعادات کی طرف رہنمائی فرما۔ اچھے اخلاق وعادات کی توفیق تجھی سے مل سکتی ہے۔ برے اخلاق وعادات مجھ سے دور فرما دے۔ بری عادتوں کو تو ہی پھیر سکتا ہے۔ میں تیرے دربار میں حاضر ہوں۔ پھر حاضر ہوں۔ تیرا مطیع فرمان ہوں پھر تیرا مطیع فرمان ہوں۔ خیر اور بھلائی ساری کی ساری تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور کسی شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے۔ میں تیرا ہوں اور میرا ٹھکانا تیری ہی طرف ہے۔ تو بڑی برکتوں والا اور رفعتوں والا ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری جانب توبہ کر رہا ہوں۔'' اور جب رکوع کرتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ......

«اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ» . وإذا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قال : «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَما أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ المُقَدِّمُ وَالمُؤَخِّرُ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» .

الخ] ''اے اللہ! میں تیرے لیے جھک گیا ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع ہوں۔ میرے کان، میری آنکھیں، میری ہڈیاں، گودا اور پٹھے سب ہی تیرے سامنے عاجزی کا مظہر ہیں۔'' اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو فرماتے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ...... الخ] ''اللہ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کی۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے آسمانوں اور زمین بھر' اور ان کا مابین بھر کر اور اس کے بعد اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔'' اور جب سجدہ کرتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ...... الخ] ''اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں، تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تیرا مطیع فرمان ہوں۔ میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اسے شکل دی اور بہترین شکل دی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' اور جب نماز سے سلام پھیرتے' تو یہ دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ......الخ] ''اے اللہ! میرے سب گناہ اور میری تمام تقصیریں معاف فرما دے' جو میں پہلے کر چکا اور جو میں نے بعد میں کیں، جو چھپے ہوئے کیں اور جو ظاہر میں کیں اور جو میں حد سے بڑھا رہا اور جن کا تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے۔ تو ہی (نیکی اور خیر میں) آگے کرنے والا اور پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① نماز شروع کرنے کے وقت کی کئی دعائیں ثابت ہیں۔ طویل بھی اور مختصر بھی۔ من جملہ ان کے مذکورہ دعا میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حضور اپنے عجز و نیاز اور اظہار بندگی میں انتہا فرما دی ہے۔ ہمارے لیے

بھی ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے اور معنوی لحاظ سے ان میں توحید الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات سب ہی کا اثبات واقرار ہے۔ ② یہ دعا فرائض ونوافل اور دن اور رات کی سب ہی نمازوں میں پڑھی جاسکتی ہے جیسے کہ امام ابن حبان اور امام شافعی ؒ نے ان کا فرائض میں پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ تاہم صحیح مسلم میں رات کی نماز میں پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ ③ اس روایت میں تصریح ہے کہ دعا [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ ......] کا مقام تکبیر تحریمہ کے بعد ہے بخلاف ان حضرات کے جو اسے تکبیر سے پہلے سمجھتے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث: ٧٧١) ④ [وأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْن] کا جملہ جو پہلی دعا میں آیا ہے، اس کے متعلق کچھ فقہائے مدینہ سے مروی ہے کہ وہ اسے رسول اللہ ﷺ سے مخصوص سمجھتے تھے اور عام مسلمانوں کو [وأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْن] کہنے کی تلقین کرتے تھے۔ (دیکھیے روایت: ٧٦٢) مگر حقیقت یہ ہے کہ دونوں طرح صحیح ہے اور [أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْن] کا مفہوم بھی بالکل بجا ہے، یعنی بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ "میں تیرے احکام قبول کرنے میں سب سے پیش پیش ہوں۔"

٧٦١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْهاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أبي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بنِ رَبِيعَةَ بنِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، عن الأَعْرَجِ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي رافِعٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ إذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إذا قَضَى قِراءَتَهُ وإذا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إذا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ، ولا يَرْفَعُ يَدَيْهِ في شَيْءٍ مِنْ صلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وإذا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ، وكَبَّرَ وَدَعَا نَحْوَ حديثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ في الدُّعَاءِ يَزِيدُ ويَنْقُصُ الشَّيْءَ، ولم يَذْكُر: «والخَيْرُ كُلُّهُ في يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ»

٧٦١- حضرت علی بن ابی طالب ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو [اللّٰه أكبر] کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اونچا کرتے (رفع الیدین کرتے) اور قراءت مکمل کر لینے پر جب رکوع کو جاتے تو ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے اور رکوع سے اُٹھ کر بھی ایسے ہی (رفع الیدین) کرتے۔ اور آپ اپنی نماز میں جب بیٹھے ہوئے ہوتے تو ہاتھ نہ اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور [اللّٰه اكبر] کہتے اور دعا کرتے جیسے کہ عبدالعزیز کی (سابقہ) حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اس میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے اور یہ الفاظ ذکر نہیں کیے یعنی [وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ] اور اس روایت پر اضافہ کرتے ہوئے یہ کہا کہ جب نماز سے پھرتے تو یہ دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ

٧٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٧٤٤.

وَزَادَ فيه: ويقولُ عِنْدَ انْصِرافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِی. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کیے، جو بعد میں کیے، جو پوشیدہ کیے جو ظاہر کیے' تو میرا معبود ہے' تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

٧٦٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بن عُثْمانَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيدَ: حدثني شُعَيْبُ بْنُ أبي حَمْزَةَ قال: قال لِي ابنُ المُنْكَدِرِ وَابنُ أبي فَرْوَةَ وَغَيْرُهما مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ المَدِينَةِ: فَإِذَا قُلْتَ أَنْتَ ذَاكَ فَقُلْ: وَأَنَا مِنَ المُسْلِمِينَ - يَعْني قَوْلَهُ: «وَأَنَا أَوَّلُ المُسْلِمِينَ».

٧٦٢- شعیب بن ابی حمزہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن منکدر اور ابن ابی فروہ وغیرہ فقہائے مدینہ نے کہا کہ جب تم یہ دعا: [وَجَّهْتُ وَجْهِیَ......الخ] پڑھو' تو [وأَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْن] کی بجائے [وأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن] کہا کرو۔

ملحوظہ: اس کی توضیح حدیث نمبر:٧٦٠ کے فوائد میں کردی گئی ہے کہ [وأَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْن] کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے: ''اے اللہ! تیرے احکام کی تعمیل میں، میں سب سے پیش پیش ہوں۔'' جیسے کہ آیت کریمہ ہے: ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ﴾ (الزخرف:٨١) ''کہیے کہ اگر (بالفرض) رحمٰن کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں ہی سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا: ﴿وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (الاعراف:١٤٣) ''میں ایمان لانے والوں میں سب سے آگے ہوں۔''

٧٦٣- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فقال: الله أَكْبَرُ الْحَمْدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه. فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ صلاتَهُ قال: «أَيُّكُم المُتَكَلِّمُ بالْكَلِمَاتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا»؟ فقال الرَّجُل أَنَا يَارسولَ الله!

٧٦٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا اور اس کی سانس چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْهِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے۔ حمد وثنا اللہ ہی کے لیے ہے، بہت سی حمد، طیب، پاکیزہ اور بابرکت۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کرلی تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ اور اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔'' تو ایک شخص بولا:

٧٦٢- تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٧٦٣- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٦٠٠ من حديث حماد بن سلمة به.

جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا. فقال: «لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا». وَزَادَ حُمَيْدٌ فيه «وإذا جَاءَ أَحَدُكُم فَلْيَمْشِ نَحْوَ مَا كَانَ يَمْشِي فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ وَلْيَقْضِ ما سَبَقَهُ».

میں ہوں، اے اللہ کے رسول! میں آیا اور میری سانس پھولی ہوئی تھی تو میں نے یہ الفاظ کہہ دیے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کی طرف جلدی جلدی بڑھ رہے ہیں کہ کون ان کو لے کر اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔'' حُمید نے اس روایت میں اس قدر مزید کہا کہ (آپ نے فرمایا:) ''اور جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو اسی طرح چلتا آئے جیسے کہ چلا کرتا ہے۔ جو پالے وہ پڑھ لے اور جو گزر جائے اس کی قضا کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ کلمات طیبات از حد مبارک ہیں اور انہیں بطور ثنا پڑھنا مستحب ہے۔ ② ظاہر ہے کہ اس صحابی نے یہ کلمات اونچی آواز سے کہے تھے مگر ہمارے لیے انہیں اونچی آواز سے پڑھنا سنت نہیں ہوگا ورنہ دوسرے نمازیوں کے لیے تشویش ہوگی۔

٧٦٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ، عن ابنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً. قال عَمْرٌو: لا أَدْرِي أَيَّ صلاةٍ هِيَ. فقال: «الله أَكْبَرُ كَبِيرًا، الله أَكْبَرُ كَبِيرًا، الله أَكْبَرُ كَبِيرًا. وَالْحَمدُ لله كَثِيرًا، الْحَمدُ لله كَثِيرًا، الْحَمدُ لله كَثِيرًا. وَسُبْحَانَ الله بُكْرَةً وَأَصِيلًا» ثَلاثًا. «أَعُوذُ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ». قال: نَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ.

۷۶۴- جناب ابن جبیر بن مطعم اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک نماز پڑھتے دیکھا، عمرو نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون سی نماز تھی...... تو آپ نے تین بار کہا: [اللّٰه أَكْبَر كَبِيرًا، اللّٰه أَكبر كَبِيرًا، اللّٰه أَكبر كَبِيرًا، وَالْحَمدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، اَلْحَمدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، اَلْحَمدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبحَانَ اللّٰهِ بُكرَةً وَّأَصِيلًا] ''اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے اور بہت بڑا ہے اور حمد اللہ ہی کی ہے، بہت زیادہ' حمد اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ' حمد اللہ ہی کی ہے بہت زیادہ۔ اور وہ سب عیوب سے پاک ہے۔ صبح وشام اس کی یہ ثنا ہے۔'' (اور

٧٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الاستعاذة في الصلوة، ح: ٨٠٧ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٤٣، ٤٤٤، وابن الجارود، ح: ١٨٠، والحاكم: ١/ ٢٣٥، ووافقه الذهبي.

بعد میں یہ کلمات بھی پڑھتے:)[أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِن نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ] ''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان کے دم' پھونک اور جنون سے۔'' (جناب عمرو بن مرہ نے ان الفاظ کی شرح میں) کہا کہ [نَفْثٌ] سے مراد لغو قسم کی شعر وشاعری ہے۔ [نَفْخٌ] کا مفہوم تکبر کی انگیخت ہے اور [هَمْزٌ] کا معنی جنون ہے۔

٧٦٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن رَجُلٍ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقولُ: في التَّطَوُّعِ، ذَكَرَ نَحْوَهُ.

٧٦٥- جناب نافع بن جبیر اپنے والد (جبیر بن مطعم) سے بیان کرتے ہیں' کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ نفل نماز میں مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔

٧٦٦- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: أخبرني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ: أخبرني أَزْهَرُ بنُ سَعِيدٍ الْحَرَّازِيُّ عن عَاصِمِ بنِ حُمَيْدٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رسولُ الله ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فقالت: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عن شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ الله عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وقال: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي»، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمُقَامِ يَوْمَ القِيَامَةِ.

٧٦٦- جناب عاصم بن حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنا قیام اللیل (تہجد) کس چیز سے شروع فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ آپ ﷺ جب (نماز کے لیے) کھڑے ہوتے تو کہتے: [اللّٰه اكبر] دس بار [الحمد للّٰه] دس بار' پھر [سبحان اللّٰه] دس بار [لا اله الا اللّٰه] دس بار [اَسْتَغْفِرُ اللّٰه] دس بار اور (یہ دعا) پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ] ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھے ہدایت دے' مجھے رزق عنایت فرما اور مجھے آرام وراحت سے بہرہ ور

٧٦٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٧٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر ما يستفتح به القيام، ح:١٦١٨ من حديث زيد بن الحباب به.

فرما۔'' اور آپ قیامت کے روز (میدان حشر میں) کھڑے ہونے کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

قال أبو داوُد: رَوَاهُ خَالِدُ بنُ مَعْدَانَ عن رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عن عَائشة نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کو خالد بن معدان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بواسطہ ربیعہ جُرشی، مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔

٧٦٧- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُمَرُ ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ: حدثني يَحْيَى ابنُ أبي كَثِيرٍ: حدَّثني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَوْفٍ قال: سَأَلْتُ عَائشةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قالت: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَانَ يَفْتَتِحُ صلَاتَهُ: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

٧٦٧- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ جب رات کو اُٹھتے تو اپنی نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ جب رات کو اُٹھتے اور اپنی نماز شروع کرتے تو کہتے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ......الخ] ''اے اللہ! جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! سب ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے! تیرے بندوں کے مابین جو اختلاف ہوتا ہے تو ہی اس کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اپنی خاص توفیق سے میری حق کی طرف رہنمائی فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہے اسے سیدھی راہ کی رہنمائی فرماتا ہے۔''

٧٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نُوحٍ قُرَادٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بِإِسْنَادِهِ بِلَا إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قال: كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ويقولُ.

٧٦٨- جناب عکرمہ (بن عمار عجلی) نے اپنی سند سے حَدَّثَنی کی صراحت کے بغیر اور اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو (پہلے) [اللّٰه أكبر] کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے۔

٧٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٧٠ عن محمد بن المثنى به.

٧٦٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٧٦٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قال مالكٌ: لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ فِي الْفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا.

٧٦٩-جناب قعنبی امام مالک ؒ سے بیان کرتے ہیں کہ نماز کے شروع میں' درمیان اور آخر میں دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔نماز خواہ فرض ہو یا غیر فرض۔

٧٧٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نُعَيْمِ بنِ عَبْدِ الله الْمُجْمِرِ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ، عن أَبِيهِ، عن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قال: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رسولِ الله ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رسولُ الله ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» قال رَجُلٌ وَرَاءَ رسولِ الله ﷺ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه. فَلَمَّا انْصَرَفَ رسولُ الله ﷺ قال: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آنفًا؟» فقال الرَّجُلُ: أَنَا يَارسولَ الله! فقال رسولُ الله ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ».

٧٧٠-رفاعہ بن رافع زرقی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا اور [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہا تو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک آدمی نے کہا:[اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْه]''اے اللہ! اے ہمارے رب! اور تیری ہی تعریف ہے، بہت ساری حمد، پاکیزہ اور بابرکت۔''جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا:''ابھی ابھی کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟''اس آدمی نے کہا: میں نے اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''تحقیق میں نے تیس سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا ہے جو ان کلمات کی طرف سبقت کر رہے تھے کہ کون ان کو پہلے لکھتا ہے۔''

فائدہ: رکوع سے اُٹھ کر مذکورہ دعا کا پڑھنا مستحب ہے مگر تمام ہی مقتدی اونچی آواز سے پکار کر پڑھیں' صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔اس لیے تمام مقتدیوں کے لیے ان کلمات کو بہ آواز بلند کہنے کا پابند کرنا' صحیح نہیں' نہ اس حدیث سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔اس سے صرف ان کلمات کی فضیلت اور اسے اس موقع پر پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے' نہ کہ تمام مقتدیوں کا اونچی آواز سے پڑھنے کا۔نیز دیکھیے حدیث:(٧٧٣)

٧٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

٧٧١-سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

٧٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٨ بالاختصار.

٧٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: ١٢٦، ح: ٧٩٩ عن القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١١، ٢١٢ (والقعنبي، ص: ١٠٥، ١٠٦).

٧٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥، ٢١٦.

مَالِكٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يقولُ: «اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ والْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

رسول اللہ ﷺ جب رات کونماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ......] ''اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے۔تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں اور زمین کی تدبیر کرنے والا ہے۔ تیری ہی تعریف ہے کہ تو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے۔ تو حق ہے۔ تیرا فرمان حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے، تجھ سے ملاقات برحق ہے۔ جنت برحق ہے۔ دوزخ برحق ہے۔ قیامت برحق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا مطیع فرمان ہوں۔ تجھ پر ایمان لایا ہوں۔ میرا اعتماد تجھی پر ہے۔ میں تیری طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں اور تجھ ہی کو اپنا فیصل بناتا ہوں۔ تو میرے سب گناہ معاف فرما دے' جو میں نے پہلے کیے' بعد میں کیے' چھپ کے کیے اور ظاہراً کیے۔ تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔''

فائدہ: تمام ہی نمازوں میں ثنا کے موقع پر اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے بالخصوص تہجد میں۔ اس دعا میں نبی ﷺ نے جس انداز سے اظہار عبودیت کیا ہے وہ آپ ہی کا مقام ہے۔ ان میں ایمان، اسلام اور احسان کا خلاصہ آ گیا ہے۔

٧٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا عِمْرانُ بنُ مُسْلِمٍ أَنَّ قَيْسَ بنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ قال: حَدَّثَنَا طاوُسٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ فِي التَّهَجُّدِ يقولُ بَعْدَ مَا يقولُ: «الله أَكْبَرُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۷۷۲- سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تہجد میں [اللّٰہ أکبر] یعنی (تکبیر تحریمہ) کہنے کے بعد کہا کرتے تھے......اور پھر مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

٧٧٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٩ من حديث عمران ابن مسلم القصير به.

فائدہ: معلوم ہوا یہ دعائیں جاگنے کے وقت کی نہیں ہیں، بلکہ نماز شروع کرتے ہوئے ثنا کے موقع کی ہیں۔

٧٧٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [وسَعِيدُ] ابنُ عَبْدِالْجَبَّارِ نَحْوَهُ. قال قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا رِفَاعَةُ بنُ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ عن عَمِّ أَبِيهِ مُعَاذِ بنِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ، عن أَبِيهِ قال: صَلَّيْتُ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فَعَطِسَ رِفَاعَةُ - لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: رِفَاعَةُ - فَقُلْتُ: الْحَمدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كما يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى. فَلَمَّا صَلَّى رسولُ الله ﷺ انْصَرَفَ فقال: «مَن الْمُتَكَلِّمُ في الصَّلَاةِ؟» ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حديثِ مالِكٍ وَأَتَمَّ مِنْهُ.

٧٧٣- جناب معاذ بن رفاعہ بن رافع اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو رفاعہ کو چھینک آ گئی...... (استاد) قتیبہ نے رفاعہ کا نام نہیں لیا...... تو میں نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰه حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيه، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى] ''تعریف اللہ کی ہے بہت زیادہ تعریف، پاکیزہ اور بابرکت (یعنی باقی رہنے والی) جیسے کہ ہمارا رب پسند فرمائے اور جس پر راضی اور خوش ہو۔'' جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''نماز میں کون بول رہا تھا؟'' پھر مالک کی حدیث کی مانند بیان کیا اور اس سے کامل تر بیان کیا۔

فائدہ: حدیث مالک سے مراد پیچھے گزری ہوئی [قَعْنَبِيْ عَنْ مَالِكٍ] والی (حدیث:٧٦٩) ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں چھینک آئے تو مذکورہ دعا یا [اَلْحَمْدُ لِلّٰه] کہنا مباح ہے۔ ان دونوں احادیث (یعنی حدیث:٧٧٠ اور ٧٧٣) کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید رکوع سے اُٹھنے اور چھینک آنے کا وقت ایک ہی تھا کہ جناب رفاعہ ؓ نے یہ کلمات کہے تھے۔

٧٧٤- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِالله، عن عَبْدِ الله بنِ عَامِرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن أَبِيهِ قال: عَطِسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ وَهُوَ في الصَّلَاةِ فقال:

٧٧٤- جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز میں ایک انصاری جوان نے چھینک ماری' تو اس نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰه حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيْه، حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضٰى مِن اَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ] ''تعریف اللہ کی' بہت ساری تعریف،

٧٧٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما جاء في الرجل يعطس في الصلوة، ح: ٤٠٤ عن قتيبة به، وقال: "حسن".

٧٧٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٧٢٧ من حديث أبي داود به * عاصم بن عبيدالله ضعيف (تقريب)، وشريك القاضي مدلس، كما تقدم، ح: ٧٢٨.

الْحَمْدُ لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فيه حتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَ مَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رسولُ الله ﷺ قال: «مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ؟» قال: فَسَكَتَ الشَّابُّ، ثُمَّ قال: «مَنِ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ فإنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟» فقال: يَارسولَ الله! أَنَا قُلْتُهَا، لَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا. قال: «مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ جَلَّ ذِكْرُهُ».

پاکیزہ، بابرکت، حتیٰ کہ ہمارا رب راضی ہو جائے اور دنیا وآخرت کے معاملے کے بعد جس پر وہ راضی ہو۔'' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''کس نے کلمات کہے ہیں؟'' تو وہ نوجوان خاموش رہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کس نے کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی حرج کی بات نہیں کہی۔'' تب وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں نے کہے ہیں اور میں نے بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کلمات عرش رحمٰن سے ورے کہیں نہیں رکے۔ (بلکہ براہ راست سیدھے عرش تک جا پہنچے ہیں۔) بلند ہے ذکر اس کا۔''

(المعجم ١١٩، ١٢٠) - باب مَنْ رَأَى الاِسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۱۹، ۱۲۰- افتتاح نماز میں [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ] والی دعا پڑھنا

٧٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ عن عَلِيِّ بنِ عَلِيٍّ الرِّفَاعِيِّ، عن أبي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ». ثُمَّ يَقُولُ: «لا إِلَهَ إِلَّا الله» ثَلَاثًا. ثُمَّ يقولُ: «الله أَكْبَرُ كَبِيرًا» ثَلَاثًا، «أَعُوذُ بالله السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ ونَفْخِهِ ونَفْثِهِ»، ثُمَّ يَقْرَأُ.

۷۷۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو [اللّٰہ أكبر] کہتے پھر یوں کہتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وتَبارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ] ''پاک ہے تو اے اللہ! اپنی حمد کے ساتھ۔ تیرا نام بڑی برکت والا ہے۔ تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' پھر کہتے: [لا اله إلّا الله] تین بار ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' پھر کہتے [الله أَكْبَرُ كبيرًا] تین بار ''اللہ سب سے بڑا اور بہت بڑا ہے'' [أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ] ''میں اللہ سننے

٧٧٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما يقول عند افتتاح الصلوة، ح: ٢٤٢ من حديث جعفر بن سليمان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٦٧، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٠٤.

والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود مجھ پر کوئی جنون کا اثر ڈالے یا مجھے تکبر پر آمادہ کرے یا غلط شعر وشاعری کی طرف لے آئے۔'' اس کے بعد آپ قراءت فرماتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ يقُولُونَ هُوَ عن عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ عن الْحَسَنِ مُرْسَلًا، الْوَهْمُ مِنْ جَعْفَرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اس حدیث کے بارے میں اہل الحدیث کہتے ہیں کہ یہ علی بن علی عن حسن کی سند سے مرسل ہے اور یہ وہم جعفر کو ہوا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ثنا میں پڑھی جانے والی یہ مشہور ومعروف دعا ہے جو کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ ائمہ متقدمین نے اس کی سند میں بحث کی ہے جو اس کے قدرے کمزور ہونے کا اشارہ ہے مگر اس کے مباح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② نیز اس میں تعوذ پڑھنے کا بھی ثبوت ہے کہ ثنا کے بعد اور قراءت سے پہلے [أَعُوذُ بِاللّٰهِ] پڑھنا سنت ہے۔ ③ اس دعا کا ذکر نبی ﷺ سے نفل نمازوں کے اندر آیا ہے۔

٧٧٦- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا طَلْقُ بنُ غَنَّام: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ الْمُلَائِيُّ عن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن أبي الْجَوْزاء، عن عَائشةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قال: «سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ».

٧٧٦- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ]

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا الحديثُ لَيْسَ بِالمَشْهُورِ عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حَرْبٍ لَمْ يَرْوِهِ إِلَّا طَلْقُ بنُ غَنَّام، وقد رَوَى قِصَّةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبدالسلام بن حرب سے مشہور نہیں ہے۔ اسے صرف طلق بن غنام نے روایت کیا ہے۔ بدیل سے ایک جماعت نے نماز

٧٧٦- تخريج: [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٩٩ من حديث حسين بن عيسى به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥، وأصله عند مسلم، انظر الحديث الآتي: ٧٨٣، والحديث السابق شاهد له.

الصَّلَاةِ عن بُدَيْلٍ جَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا فيه شَيْئًا من هذا.

کی تفصیل روایت کی ہے مگر ان میں سے کسی نے بھی اسے ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صحیح اسانید سے ثابت اذکار کا اختیار کرنا ہی اولیٰ اور افضل ہے۔ افتتاح نماز کی دعاؤں میں سب سے صحیح ترین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (یعنی [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ......] (صحيح بخاري، حديث:٧٤٤ و صحيح مسلم، حديث:٥٩٨) اس کے بعد حدیث علی یعنی [وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ......الخ] اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو سعید یعنی [سبحانك اللّٰهم......الخ] میں کلام ہے۔ (نيل الاوطار:٢/٢١٥ تا ٢١٩) لیکن امام شوکانی نے اگلے باب میں اس حدیث کو بھی شواہد کی وجہ سے قابل عمل قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے علاوہ ازیں ہمارے محقق (شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ) نے بھی اسے صحیح کہا ہے اس لیے اس دعائے استفتاح کا پڑھنا بھی صحیح ہے گو درجات حدیث میں اس کا نمبر تیسرا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے۔

(المعجم ١٢٠، ١٢١) - باب السَّكْتَةِ عِنْدَ الافْتِتَاحِ (التحفة ١٢٤)

باب:١٢٠، ١٢١- افتتاح نماز کے موقع پر سکتے کا بیان

٧٧٧- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بْنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ قال: قال سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ في الصَّلَاةِ: سَكْتَةً إذا كَبَّرَ الإمَامُ حتَّى يَقْرأَ، وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وسُورَةٍ عِنْدَ الرُكُوعِ قال: فأَنْكَرَ ذَاكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ ابنُ حُصَيْنٍ. قال: فكَتَبُوا في ذَلِكَ إِلَى المَدِينَةِ إلى أُبَيٍّ، فَصَدَّقَ سَمُرَةَ.

٧٧٧- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نماز میں دو سکتے یاد ہیں۔ ایک تو جب امام تکبیر کہتا ہے تو قراءت شروع کرنے تک۔ اور دوسرا جب وہ فاتحہ اور سورت کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع کرنا چاہتا ہے۔ کہا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان (سمرہ) پر اس کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ مسئلہ مدینہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا تو انہوں نے حضرت سمرہ کی تصدیق فرمائی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كذا قال حُمَيْدٌ في هذا الحديثِ: وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ مِنَ الْقِراءَةِ.

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں حمید الطویل نے بھی ایسے ہی کہا ہے کہ "دوسرا سکتہ اس وقت ہے جب وہ قراءت سے فارغ ہو۔"

٧٧٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في سكتتي الإمام، ح:٨٤٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديثين الآتيين * الحسن عن سمرة كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة.

٧٧٨- حَدَّثنا أَبو بَكرِ بنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ عن أَشْعَثَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكْتَتَيْنِ إذا اسْتَفْتَحَ [الصَّلَاةَ] وإذا فَرَغَ مِنَ الْقِراءَةِ كُلِّهَا فذكرَ مَعْنَى يُونُسَ.

۷۷۸- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ دو سکتے فرمایا کرتے تھے۔ ایک نماز شروع کرتے ہوئے (قراءت سے پہلے) اور دوسرا جب پوری قراءت سے فارغ ہو جاتے۔ اور یونس کی روایت کے ہم معنی ذکر کیا۔

٧٧٩- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرانَ بنَ حُصَيْنٍ تَذاكرا، فَحدَّثَ سَمُرَةُ بنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عن رسولِ الله ﷺ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إذا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إذا فَرَغَ من قِراءَةِ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَحفِظَ ذلِكَ سَمُرَةُ، وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرانُ بنُ حُصَيْنٍ، فَكَتَبَا في ذَلِكَ إِلَى أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ فكَانَ في كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ في رَدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قد حَفِظَ.

۷۷۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر کہتے اور دوسرا سکتہ جب آپ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھ کر فارغ ہوتے۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو یہ یاد تھا مگر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ان دونوں نے یہ مسئلہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجا۔ انہوں نے ان کے جواب میں لکھا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ صحیح یاد رکھا ہے۔

٧٨٠- حَدَّثنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بهذا قال: عن

۷۸۰- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو سکتے ہیں جو مجھے رسول اللہ ﷺ سے یاد ہیں۔ سعید کہتے ہیں کہ ہم

٧٧٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١١/ ٤٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٧٧٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨ من حديث يزيد به، وانظر الحديثين السابقين والآتي * قتادة عنعن والحديث السابق يغني عنه.

٧٨٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في السكتتين في الصلوة، ح: ٢٥١ عن محمد بن المثنى، وابن ماجه، ح: ٨٤٤ من حديث عبدالأعلى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٧٨، وابن حبان، ح: ٤٤٨، والحاكم: ١/ ٢١٥.

قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عن رسولِ الله ﷺ قال فيه: قال سَعِيدٌ: قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ؟ قال: إذا دَخَلَ في صَلاتِهِ وإذا فَرَغَ مِنَ الْقِراءَةِ، ثُمَّ قال بَعْدُ: وإذا قال ﴿غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾.

نے قتادہ سے پوچھا کہ یہ دو سکتے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: جب نماز شروع کرتے اور جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اس کے بعد کہا: اور جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہتے۔

توضیح: مذکورہ بالا احادیث ''حسن از سمرہ بن جندب'' کی سند سے مروی ہیں اور ان کے سماع میں اختلاف ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی اختلاف کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اور جامع ترمذی کے شارح اور محقق احمد محمد شاکر رحمہ اللہ کے نزدیک حسن (بصری) کا سماع حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے' اس لیے انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دیگر محققین (شیخ زبیر علی زئی سمیت) کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے' اس لیے ان احادیث سے ثابت سکتات کا جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے۔ بنا بریں ان کے نزدیک صحیح تر احادیث میں متفق علیہ سکتہ صرف ایک ہی ہے یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد' جس میں ثنا پڑھی جاتی ہے۔ البتہ دیگر سکتات جن کا ان روایات میں بیان آیا ہے یہ محض ''توقفات'' ہیں اور ائمہ نے ان کو مستحب کہا ہے اور ضرورت بھی ہوتی ہے تا کہ فاتحہ کا اختتام، آمین، دوسری قراءت کی ابتدا اور انتہا واضح رہے اور اس کے بعد ہی رکوع کے لیے تکبیر کہی جائے۔

٧٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن عُمَارَةَ، وحدثنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن عُمَارَةَ المَعْنَى، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا كَبَّرَ في الصَّلَاةِ سكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِراءَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِراءَةِ، أَخْبِرْني ما تَقُولُ؟ قال: «اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ

٧٨١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہہ لیتے تو تکبیر اور قراءت شروع کرنے کے درمیان قدرے خاموش رہتے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنے سکوت کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا: [اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ...... الخ] ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر دے' جیسے کہ تو نے مشرق

٧٨١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، ح: ٥٩٨ من حديث محمد بن فضيل، والبخاري، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير، ح: ٧٤٤ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

خَطَايَايَ كما بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ أَنْقِنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي بالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ».

اور مغرب کے درمیان دوری اور فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے ایسے صاف فرما دے جیسے کہ سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔"

فوائد ومسائل: ① ثنا کی دعاؤں میں سے یہ دعا سب سے صحیح اسانید سے ثابت ہے۔ الفاظ میں قدرے فرق بھی مروی ہے۔ ② ثنا کو خاموشی سے پڑھنا مسنون ہے۔ ③ آخری جملہ "اے اللہ! مجھے برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔" اس میں برف اور اولوں کا ذکر یا تو تاکید کے لیے ہے یا اس معنی میں ہے کہ یہ پانی زمینی آلودگیوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے تو اس سے صفائی اور بھی عمدہ ہوگی۔ اور صفائی کے لیے "برف اور اولوں" کے ذکر میں حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ الفاظ بطور تفاؤل ہیں۔ یعنی اے اللہ! گناہوں کے باعث جو آگ کی حرارت کا سزاوار بن رہا ہوں، اس سے محفوظ رکھ اور میری خطاؤں کو ٹھنڈی برف اور اولوں سے دھو اور آگ کی جلن سے بالکل مامون و محفوظ فرما دے۔ واللہ اعلم. ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے تمام احوال کا تتبع فرمایا کرتے تھے، خواہ وہ ظاہر ہوتے یا مخفی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے دین کو محفوظ کر دیا ہے۔ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَأَرْضَاهُم)

(المعجم ١٢١، ١٢٢) - باب مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ (التحفة ١٢٥)

باب: ۱۲۱، ۱۲۲- ان حضرات کے دلائل جو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو اونچی آواز سے نہیں پڑھتے

٧٨٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِـ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

۷۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے کیا کرتے تھے۔

٧٨٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن أبي الْجَوْزَاءِ، عن

۷۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا [اللّٰه أكبر] سے اور قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ سے کیا

٧٨٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ١٢٥ عن مسلم بن إبراهيم به، ورواه أحمد: ٣/ ١١٤، ١٨٣، ٢٧٣ من حديث هشام به، ورواه البخاري في صحيحه، ح: ٧٤٣، ومسلم، ح: ٣٩٩ من حديث قتادة به.

٧٨٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يجمع صفة الصلوة وما يفتح به ويختم به . . . الخ، ح: ٤٩٨ من حديث حسين المعلم به.

عَائشةَ قالت: كانَ رسولُ الله ﷺ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بالتَّكْبِيرِ، وَالْقِرَاءَةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. وكانَ إذا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وكانَ إذا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكانَ إذا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجودِ لَمْ يَسْجُدْ حتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، وكانَ يَقُولُ في كلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّاتُ، وكان إذا جَلَسَ يَفْرُشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وكان يَنْهَى عن عَقِبِ الشَّيْطَانِ وعن فِرْشَةِ السَّبُعِ، وكان يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بالتَّسْلِيمِ.

کرتے تھے۔ اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ اونچا رکھتے اور نہ جھکاتے بلکہ ان کے بین بین ہوتا۔ اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک کہ صحیح سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے۔ اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو دوسرا سجدہ اس وقت تک نہ کرتے جب تک کہ درست انداز میں بیٹھ نہ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد [اَلتَّحِیَّات] (تشہد) پڑھتے۔ اور جب بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دائیں کو کھڑا کرتے۔ اور شیطان کی چوکڑی اور درندے کی مانند بیٹھنے سے منع فرماتے۔ اور نماز کو سلام پر ختم کرتے۔

فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے استدلال یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا ﴿الحمد لله رب العالمين﴾ کے الفاظ سے ہوتی تھی نہ کہ ﴿بسم اللہ﴾ کے الفاظ سے۔ مگر شوافع وغیرہ جو ﴿بسم اللہ﴾ جہر پڑھنے کے قائل ہیں وہ ان احادیث کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قراءت کی ابتدا سورت فاتحہ سے ہوتی تھی نہ کہ کسی اور سورت سے۔ اور بقول ان کے ﴿بسم اللہ﴾ ہر سورت کا جز ہے مگر دلائل کو جمع کیا جائے تو ان سے ﴿بسم اللہ﴾ کو خاموشی سے پڑھنے کی جانب راجح ثابت ہوتی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''یہ حضرات بسم اللہ جہراً نہ پڑھا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ٧٤٣ و صحیح مسلم، حدیث: ٣٩٩ و مسند احمد: ٣/٢٥٥-٢٩٨) ② ہر دو رکعت کے بعد [التحیات] تین یا چار رکعت والی نماز میں ہے مگر وتر کے لیے بصراحت ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب تین یا پانچ رکعت وتر ایک ہی سلام سے پڑھتے تو درمیان میں کوئی [التحیات] (تشہد) نہ پڑھتے صرف آخری رکعت میں پڑھتے تھے۔ ③ شیطان کی چوکڑی [إِقْعَاءُ الشَّيْطَان] سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے سرین کو زمین پر رکھ لے، پنڈلیاں کھڑی کر لے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے۔ یہ ناجائز ہے مگر اِقْعاء کی ایک دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھے جبکہ پاؤں، پنجوں پر کھڑے کیے ہوں تو سجدوں کے درمیان یہ صورت جائز ہے۔ ④ ''درندوں کی طرح بیٹھنا'' اس سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں اپنے ہاتھ زمین پر کہنی تک لمبے بچھا لے جیسے کہ درندے بیٹھتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

٧٨٤- حَدَّثنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا ابنُ فُضَيْلٍ عن المُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ حتَّى خَتَمَهَا. قال: «هَلْ تَدْرُونَ ما الْكَوْثَرُ؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «فإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّوَجلَّ في الْجَنَّةِ».

۷۸۴-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔'' آپ نے ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ إِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ پوری سورت پڑھ کر سنائی۔ آپ نے پوچھا: ''جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' صحابہ ؓ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک نہر ہے جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے جنت میں وعدہ فرمایا ہے۔''

فائدہ: مذکورۃ الصدر دونوں احادیث صحیح اور حسن ہیں۔ لہٰذا ترجیح صحیح احادیث کو ہے۔ نیز اگلے باب کی حدیث کہ [بسم اللہ] سے دو سورتوں کے مابین فرق وفصل نمایاں ہوتا تھا، اس سے یہی جانب راجح معلوم ہوتی ہے کہ [بسم اللہ] سورت کا جز نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار)

٧٨٥- حَدَّثنا قَطَنُ بنُ نُسَيْرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الأَعْرَجُ المَكِّيُّ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشَةَ وَذَكَرَ الإِفْكَ قالت: جَلَسَ رسولُ الله ﷺ وكَشَفَ عن وَجْهِهِ وقال: «أَعوذُ بالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ جَآءُو بِٱلْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ﴾ الآيَةُ [النور: ١١].

۷۸۵-جناب عروہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے...... اور عروہ نے قصۂ افک کا ذکر کیا...... حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا: [أَعُوْذُ بِالسَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔] ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ......﴾ (النور:۱۱)

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا حديثٌ مُنْكَرٌ، قد رَوَى هذا الحديث جَمَاعَةٌ عن الزُّهْرِيِّ، لم يَذْكُرُوا هذا الكَلَامَ عَلَى

امام ابوداود ؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ اسے زہری سے محدثین کی جماعت نے روایت کیا ہے مگر انہوں نے یہ کلام (یعنی تعوذ) اس طریقے سے (یعنی

٧٨٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب حجة من قال: البسملة آية من أول كل سورة سوى براءة، ح: ٤٠٠ من حديث محمد بن فضيل به.

٧٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣ من جديث أبي داود به * الزهري مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

هذا الشَّرْحِ، وأَخافُ أَنْ يَكُون أَمْرُ الاسْتِعَاذَةِ مِنْهُ، كلَامَ حُمَيدٍ.

یہاں پر) ذکر نہیں کیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان سے تعوُّذ کا بیان حُمید کا کلام ہوگا۔

فائدہ: امام صاحب کا اس حدیث کو منکر بتا کر یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے تعوذ کا طریقہ یہ ثابت ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام بھی آئے' کیونکہ قرآن میں ہے: ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (النحل: ٩٨/١٦) ''اللہ کے ذریعے سے شیطان مردود سے پناہ مانگو۔'' اور احادیث میں بھی [اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] کے الفاظ وارد ہیں۔ [اَعُوْذُ بِالسَّمِيعِ الْعَلِيمِ] نہیں ہے۔ یہ الفاظ صرف حمید راوی بیان کرتا ہے' دوسرے راویوں نے اس طرح بیان نہیں کیا ہے۔ اس لیے یہ حدیث امام ابوداود کے نزدیک منکر ہے۔ لیکن صاحب عون المعبود فرماتے ہیں کہ اس لحاظ سے یہ روایت (منکر نہیں) شاذ ہوگی اور شاذ روایت وہ ہوتی ہے جس میں مقبول راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے مخالف بیان کرے (اور اس میں ایسا ہی ہے۔) اور منکر روایت میں ضعیف راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ جَهَرَ بِهَا (التحفة ١٢٦)

باب: ......بسم اللہ جہری پڑھنے والوں کے دلائل

٧٨٦- أَخْبَرَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن عَوْفٍ، عن يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ قال: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ: ما حَمَلَكُم أَنْ عَمَدْتُم إِلَى ﴿بَرَاءَةٌ﴾ وَهِيَ مِنَ المِئِينَ، وَإِلَى ﴿الْأَنفَالِ﴾ وَهِيَ مِنَ المَثَانِي، فَجَعَلْتُمُوهُما في السَّبْعِ الطُّوَلِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ؟ قال عُثْمانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا تَنْزِلُ عَلَيْهِ الآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضَ مَنْ كانَ يَكْتُبُ لَهُ ويقولُ لَهُ: «ضَعْ هَذِهِ الآيَةَ في السُّورَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فيها كذَا وكَذا»، وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ

٧٨٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا بات ہوئی کہ آپ نے سورۂ براءۃ' جو مئین (سو آیتوں والی سورتوں) میں سے ہے' اور سورۂ انفال کو' جو مثانی میں سے ہے' ملا کر سات طوال سورتوں میں شامل کر دیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی سطر نہیں لکھی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ پر جب قرآن کی آیات نازل ہوتی تھیں تو آپ کسی کاتب کو بلا لیتے اور فرماتے: ''اس آیت کو اس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بیان ہے۔'' پھر ایک دو آیات اترتیں تو اسی طرح فرماتے۔ اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو آپ کی آمد مدینہ کے شروع ایام میں

٧٨٦- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التوبة، ح:٣٠٨٦ من حديث عوف الأعرابي به، وقال: "حسن صحيح" وصححه ابن حبان، ح:٤٥٢، والحاكم: ٢/ ٢٢١، ٣٣٠، ووافقه الذهبي.

الآيَةُ وَالآيَتَانِ فيقولُ مِثْلَ ذَلِكَ وكانت ﴿ٱلْأَنفَالِ﴾ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ بالمَدِينَةِ وكانت ﴿بَرَآءَةٌ﴾ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ القُرْآنِ، وكانت قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا، فَظَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا. فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهُمَا في السَّبْعِ الطُّوَلِ ولم أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

اتری تھی اور سورۂ براءۃ نزول قرآن کے آخری دور کی سورتوں میں سے ہے اور ان کا مضمون آپس میں مشابہ ہے لہٰذا میں نے سمجھا کہ یہ سورۂ براءۃ' سورۂ انفال کا حصہ ہے اور یہیں سے میں نے ان دونوں کو طوال میں درج کر دیا اور ان کے درمیان [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم] کی سطر نہیں لکھی۔

٧٨٧- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْني ابنَ مُعَاوِيَةَ: أخبرنا عَوْفٌ الأَعْرَابِيُّ عن يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، حدثني ابنُ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قال فيه: فَقُبِضَ رسولُ الله ﷺ ولم يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا.

۷۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ نے ہمارے لیے یہ واضح نہیں فرمایا کہ یہ (سورۂ براءۃ) سورۂ انفال میں سے ہے (یا نہیں۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: قال الشَّعْبِيُّ وَأَبُو مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ النَّمْلِ هذا مَعْنَاهُ.

امام ابوداود نے فرمایا کہ شعبی' ابو مالک' قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مکتوبات وغیرہ میں) [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم] لکھنی شروع نہیں کی حتیٰ کہ سورۂ نمل نازل ہوگئی۔ یہ اس روایت کا مفہوم ہے۔

٧٨٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ وَابنُ السَّرْحِ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال قُتَيْبَةُ فيه عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّورَةِ

۷۸۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سورتوں کا فرق نہ پہچانتے تھے حتیٰ کہ [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم] نازل کی جاتی۔ یہ ابن سرح کے الفاظ ہیں۔

٧٨٧- تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٧٨٨- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢، ٤٣ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ٥٢٨، والنسائي في الكبرى، ح: ١١٦٣٦، والطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١٥٣، وصححه الحاكم: ١/ ٢٣١، وقال الذهبي: "أما هذا فثابت".

حتَّى تُنزَّلَ عَلَيْهِ: بِسْمِ الله الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. وَهَذَا لَفْظُ ابنِ السَّرْحِ.

فائدہ: اس مسئلے میں کہ ''بسم اللہ'' کو جہراً پڑھا جائے یا سراً علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی بات معتدل ہے کہ ''نبی کریم ﷺ اسے کبھی جہراً پڑھتے تھے اور کبھی سراً۔ مگر آپ کا اس کو سراً پڑھنا زیادہ ثابت ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے روزانہ پانچ اوقات میں' نیز سفر وحضر میں بھی جہراً پڑھتے رہے ہوں اور آپ کا یہ عمل خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر مخفی رہا ہو اور پھر آپ کے اہل شہر خیر القرون میں بھی اس سے بے خبر رہیں' یہ از حد محال بات ہے۔ چہ جائے کہ بسم اللہ کے جہر کو ثابت کرنے کے لیے مجمل الفاظ اور کمزور احادیث کا سہارا لیا جائے۔ اس بارے میں صحیح احادیث غیر صریح اور جو صریح ہیں وہ غیر صحیح ہیں۔'' (زادالمعاد' فصل فی هدیه صلى الله عليه وسلم في الصلاة) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار و سبل السلام) شیخ البانی رحمہ اللہ کا موقف بھی ''بسم اللہ'' سری پڑھنے کا ہے۔ دیکھیے (صفة صلاة النبی ﷺ ' ص:۹۶) اور یہی راجح ہے۔

(المعجم ١٢٢، ١٢٣) - **باب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلأَمْرِ يَحْدُثُ** (التحفة ١٢٧)

٧٨٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إبْراهِيمَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الوَاحِدِ وَبِشْرُ ابْنُ بَكْرٍ عَنِ الأَوزاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ».

باب:۱۲۲'۱۲۳- کسی عارض کی وجہ سے نماز کو ہلکا (مختصر) کر دینا

۷۸۹- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں گا مگر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اسے مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں بے چین نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① نماز کو طویل کر کے خشوع وخضوع سے پڑھنا مستحب ہے مگر امام کے لیے شرط ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے کمزور افراد کا خیال رکھے۔ ② نماز میں کسی مستحب عمل کی نیت کر کے اسے پورا کرنا لازمی نہیں ہے' نیت میں اس طرح کی تبدیلی جائز ہے مثلاً کسی نے قیام لمبا کرنے کی نیت کی تو اسے مختصر کر دیا یا کھڑے ہو کر نفل

٧٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من أخف الصلٰوة عند بكاء الصبي، ح: ٧٠٧ من حديث الأوزاعي به، ومن حديث بشر بن بكر تعليقًا.

پڑھنے کی نیت کی تو ضروری نہیں کہ کھڑے ہو کر مکمل کرے' بیٹھ کر بھی مکمل کر سکتا ہے۔③ عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو بہتر ہے اور چھوٹے بچوں کو بھی مسجد میں لایا جا سکتا ہے۔④ نماز کو ہلکا کرنے سے مراد یہ ہے کہ قراءت مختصر اور دیگر اذکار کو مناسب حد تک کم کر دیا جائے۔نہ کہ ارکان نماز کو جلدی جلدی ادا کیا جائے۔

(المعجم ١٢٣، ١٢٤) - باب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ (التحفة ١٢٨)

باب:۱۲۳'۱۲۴-نماز مختصر (ہلکی) پڑھانی چاہیے

٧٩٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو سَمِعَهُ مِن جَابِرٍ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مع النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا. قال مَرَّةً: ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ. فأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةً الصَّلَاةَ وقال مَرَّةً الْعِشَاءَ. فَصَلَّى مُعَاذٌ مع النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى، فَقِيلَ: نَافَقْتَ يَا فُلَانُ! فقال: مَا نَافَقْتُ، فأتى النَّبِيَّ ﷺ فقال: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا يَا رسولَ الله ﷺ! وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يَؤُمُّنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ. فقال: «يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا، اقْرَأْ بِكَذَا» - قال أَبُو الزُّبَيْرِ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو، فقال: أُرَاهُ قد ذَكَرَهُ.

٧٩٠-حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن جبل ؓ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر واپس آ کر ہماری امامت کراتے تھے' عمرو بن دینار نے ایک بار یوں کہا کہ پھر واپس آ کر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے...... ایک رات نبی ﷺ نے تاخیر سے نماز پڑھائی...... اور ایک بار روایت کیا کہ عشاء کی نماز آپ نے تاخیر سے پڑھائی اور حضرت معاذ ؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔تو قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ ہو گیا اور اس نے الگ ہی اپنی نماز پڑھی' تو اسے کہا گیا: کیا تو منافق ہو گیا ہے اے فلاں؟ اس نے کہا: میں منافق نہیں ہوا ہوں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: حضرت معاذ ؓ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں' پھر واپس جا کر ہماری امامت کراتے ہیں' اے اللہ کے رسول! اور ہم آب پاشی کی اونٹنیوں والے ہیں' اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں' (گزشتہ رات) وہ آئے اور ہماری امامت کرائی اور سورۂ بقرہ پڑھنے لگے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ وہ پڑھو اور وہ پڑھو۔'' ابو زبیر

٧٩٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٣/ ٣٠٨، ورواه البخاري، ح: ٧٠٠ من حديث عمرو بن دينار به.

نے نام لے کر کہا کہ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ پڑھو اور ہم نے عمرو سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ آپ نے سورتوں کے نام ذکر کیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① امام کو اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز مختصر پڑھانی چاہیے۔ ② صحابہ کرام ؓ نماز اور جماعت سے پیچھے رہنے کو نفاق سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ ③ امام' مفتی اور داعی کو کسی عمل خیر میں اس نکتے کو نہیں بھولنا چاہیے کہ عام مسلمانوں پر اس کے کیا اثرات ہوں گے' ایسی صورت نہ ہو کہ لوگ دین ہی سے بدک جائیں۔ مردہ سنتوں کے احیاء کے لیے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کی فکری تربیت کی جائے اور ان میں سنت کی محبت بھر دی جائے اور دلائل محکمہ سے انہیں مطمئن کیا جائے۔ پھر عمل شروع کیا جائے۔ بعض اوقات ایک شخص کا ارادہ تو نیکی کا ہوتا ہے مگر اس سے فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عافیت میں رکھے۔ ائمہ اور داعی حضرات کی ذمہ داری انتہائی اہم اور حساس ہے۔ ④ پیچھے یہ گزر چکا ہے کہ کسی بھی مشروع سبب سے نماز کو دہرانا اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض ادا کرنا جائز ہے۔ دیکھیے (حدیث:۵۹۹) کیونکہ حضرت معاذ ؓ جو نماز اپنی قوم کو پڑھایا کرتے تھے' وہ ان کی نفل نماز ہوتی تھی۔

٧٩١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جَابِرٍ يُحَدِّثُ عن حَزْمِ بنِ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ أَنَّهُ أَتَى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صلاةَ الْمَغْرِبِ في هذا الخبر قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «يَامُعَاذُ! لَا تَكُنْ فَتَّانًا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ».

٧٩١- جناب حزم بن ابی بن کعب کا بیان ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبل ؓ کے ہاں آئے اور وہ قوم کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اسی مذکورہ خبر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ! فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو' بے شک تمہارے پیچھے بڑی عمر والے' کمزور' کام کاج والے اور مسافر لوگ نماز پڑھتے ہیں۔“

ملحوظہ: اس روایت میں صرف ”مسافر“ کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ (شیخ البانی ؒ)

٧٩٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ:

٧٩٢- نبی ﷺ کے ایک صحابی سے مروی ہے کہ

٧٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ١١٠ عن موسى بن إسماعيل به * طالب ابن حبيب ضعفه البخاري والجمهور.

٧٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٤ من حديث زائدة به، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن ◄◄

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عن زَائِدَةَ، عن سُلَيْمَانَ، عن أبي صَالحٍ، عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: «كَيْفَ تقولُ في الصَّلَاةِ؟» قال: أَتَشَهَّدُ وَأقولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَمَا إِنِّي لا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ ولا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «حَوْلَها نُدَنْدِنُ».

نبی ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ''تم نماز میں کیا کہتے ہو؟'' اس نے کہا: میں تشہد پڑھتا ہوں پھر یوں کہتا ہوں' اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں' اور میں آپ کی اور حضرت معاذ ؓ کی گنگناہٹ کو اچھی طرح نہیں سمجھتا (یعنی آپ اور معاذ کیا دعا مانگتے ہیں؟ آواز تو سنتا ہوں' لیکن واضح الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی ان (جنت اور دوزخ) کے گرد ہی گنگناتے ہیں۔'' (یعنی جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① یہ صحابی مختصر نماز اور مختصر دعائیں کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کی توثیق وتائید فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی ہمت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہراتا ہے۔ ② لفظ حدیث [دَنْدَنَة] کا مفہوم یہ ہے کہ آواز کی گنگناہٹ تو محسوس ہو مگر الفاظ واضح نہ ہوں۔ ③ خطیب بغدادی ؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی جن سے آپ نے یہ دریافت فرمایا تھا' ان کا نام ''سلیم انصاری'' ہے۔ (منذری)

٧٩٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن عُبَيْدِ الله بنِ مِقْسَمٍ، عن جَابِرٍ ذكرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ قال: وقال - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - لِلْفَتَى: «كَيْفَ تَصْنَعُ يا ابْنَ أخِي! إِذَا صَلَّيْتَ؟» قال: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ الله الْجَنَّةَ، وأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لا أدْرِي مَا دَنْدَنَتُكَ وَلَا دَنْدَنَةُ مُعَاذٍ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ»، أَوْ نَحْوَ هَذا.

٧٩٣- عبیداللہ بن مقسم' حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ ؓ کا قصہ ذکر کیا' اور بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس جوان سے فرمایا: ''بھتیجے! جب نماز پڑھتے ہو تو کیسے کرتے ہو؟'' (یعنی کیا پڑھتے ہو؟) اس نے کہا: فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور مجھے نہیں معلوم کہ آپ کی گنگناہٹ کیا ہے اور نہ معاذ کے متعلق معلوم ہے کہ ان کی گنگناہٹ کیا ہے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور معاذ ان ہی کے گرد گنگناتے ہیں۔'' یا اس کی مانند کچھ فرمایا۔

◀◀ خزيمة، ح: ٧٢٥، وابن حبان، ح: ٥١٤ وغيرهما * الأعمش مدلس وعنعن، والحديث الآتي (٧٩٣) يغني عنه.

٧٩٣- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/٣٠٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٣٤، وانظر الحديث السابق وحديث: ٥٩٩.

فائدہ: نبی ﷺ کے حسن تعلیم وتربیت کا یہ انداز دلوں کو موہ لینے والا اور سادہ لوح مسلمانوں کی حسنات پر استقامت کا باعث تھا۔ اس میں مدرسین اور داعی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔

٧٩٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إذَا صَلَّى أَحَدُكُم لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فإن فيهم الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ».

۷۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بڑی عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اکیلے نماز پڑھے، تو جتنی چاہے لمبی کر لے۔''

٧٩٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إذَا صَلَّى أَحَدُكُم لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فإنَّ فيهم السَّقِيمَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ».

۷۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ ان میں بیمار، بڑی عمر کے اور کام کاج والے ہوتے ہیں۔''

فائدہ: نماز ہلکی اور مختصر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ قراءت مختصر اور اذکار و تسبیحات کی تعداد مناسب حد تک کم ہو۔ اہم شرط یہ ہے کہ ارکان میں اعتدال و اطمینان ہو۔ عدم اعتدال سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةَ (التحفة ١٢٩)

باب:...... نماز کے ثواب میں کمی کا بیان

٧٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن بَكْرٍ - يَعْني ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن

۷۹۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے:

٧٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء، ح: ٧٠٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٤.

٧٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٣٧١٣ وانظر الحديث السابق.

٧٩٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦١٢ عن قتيبة به، ورواه أحمد: ٤/ ٣٢١ من حديث ابن عجلان به، وله طرق عند ابن حبان، ح: ٥٢١ وغيره.

سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، عن عُمَرَ بنِ الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَنَمَةَ الْمُزَنِيِّ، عن عَمَّارِ ابنِ يَاسِرٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا».

''انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز سے صرف دسواں' نواں' آٹھواں' ساتواں' چھٹا' پانچواں' چوتھا' تیسرا اور آدھا حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ نقصان نماز میں وسوسے اور ادھر ادھر خیال بٹنے کی وجہ سے اور خشوع وخضوع اور تعدیل ارکان وغیرہ میں کمی کے باعث ہوتا ہے۔ یہ حدیث شریف مسلمانوں کے تمام طبقات' علماء وعوام سب کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی نمازوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٢٤، ١٢٥) - **باب الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ** (التحفة ١٣٠)

باب:۱۲۴'۱۲۵-نماز ظہر میں قراءت کا بیان

٧٩٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ وَعُمَارَةَ بنِ مَيْمُونٍ وَحَبِيبٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عنه قال: في كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رسولُ الله ﷺ أَسْمَعْنَاكُم وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُم.

۷۹۷-جناب عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا: ''ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنایا' ہم تمہیں سنواتے ہیں اور آپ نے جو ہم سے مخفی رکھا ہم تم سے مخفی رکھتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① مقصد یہ ہے کہ جو قراءت جہری تھی ہم جہری کرتے ہیں اور جو سری تھی ہم بھی سری کرتے ہیں۔ ② امت کا اجماع ہے کہ فجر' مغرب' عشاء (پہلی دو رکعتیں)' جمعہ' عید اور استسقاء میں قراءت جہری ہوتی ہے۔ اور ظہر' عصر اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں سری۔ ③ صحابہ کرام ؓ امت کا وہ پہلا عظیم طبقہ ہے جس نے دین کو رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور ان سے بعد کے لوگوں نے ان سے حاصل کیا۔

٧٩٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۷۹۸- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٧٩٧- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح:٣٩٦ من حديث حبيب بن الشهيد، والبخاري، الأذان، باب القراءة في الفجر، ح: ٧٧٢ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

٧٩٨- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح:٤٥١ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الأذان، باب القراءة في العصر، ح: ٧٦٢ من حديث يحيى بن أبي كثير عن عبدالله بن أبي قتادة به.

عن هِشَام بْنِ أَبِي عَبْدِ الله؛ ح: وحدثنا ابنُ المُثَنَّى: حدثنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن الْحَجَّاجِ - وهذا لَفْظُهُ - عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ. قال ابنُ المُثَنَّى وَأبي سَلَمَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا عن أبي قَتَادَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ أَحْيَانًا، وكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الأُولى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وكَذَلِكَ في الصُّبْحِ.

رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے۔ آپ بعض اوقات ہمیں کوئی آیت سنوا بھی دیا کرتے تھے' آپ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل کرتے اور دوسری کو مختصر' اور ایسے ہی فجر میں ہوتا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لم يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً.

امام ابوداود نے فرمایا: شیخ مسدد نے فاتحہ اور سورت کا ذکر نہیں کیا۔

٧٩٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أَبِيهِ بِبَعْضِ هَذَا وَزَادَ: في الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَزَادَ عن هَمَّام قال: وكَانَ يُطَوِّلُ في الرَّكْعَةِ الأُولَى مَا لا يُطَوِّلُ في الثَّانِيَةِ، وهكَذَا في صلَاةِ الْعَصْرِ وهكَذَا في صلَاةِ الْغَدَاةِ.

٧٩٩- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد سے اس مذکورہ حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور اضافہ کیا کہ آخری دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھتے۔ (یزید بن ہارون نے) ہمام سے یہ مزید بیان کیا کہ آپ پہلی رکعت اس قدر لمبی کرتے کہ دوسری اتنی لمبی نہ کرتے اور ایسے ہی عصر اور فجر میں بھی۔

فائدہ: یہ حدیث نص ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ پڑھی جائے۔ (فتح الباری)

٨٠٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

٨٠٠- جناب عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے والد (حضرت

٧٩٩- تخريج: أخرجه مسلم، من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، الأذان، باب: يقرأ في الأخريين بفاتحة الكتاب، ح: ٧٧٦ من حديث همام به.

٨٠٠- تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٦٧٥.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَتَادَةَ، عن أبيهِ قال: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الأُولَى.

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے (نبی ﷺ کے معمول سے) یہ سمجھا' آپ چاہتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔

٨٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن الأعْمَشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ قال: قُلْنَا لِخَبَّابٍ: هَلْ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قال: نَعَمْ. قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قال: باضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ.

٨٠١- جناب ابومعمر سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ ہم نے کہا: آپ کو کیسے معلوم ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

٨٠٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ جُحَادَةَ عن رَجُلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي أوْفَى: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ في الرَّكْعَةِ الأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لا يَسْمَعَ وَقْعَ قَدَمٍ.

٨٠٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ قدموں کی آوازیں نہ سنتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ظہر اور عصر کی آخری رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر کفایت کرنا اور مزید پڑھنا بھی درست ہے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔ دیکھیے (حدیث:٨٠٤) ② سرّی نماز میں امام کے لیے مستحب ہے کہ اپنی قراءت میں سے کبھی کوئی آیت قدرے اونچی آواز سے پڑھ دیا کرے۔ ③ پہلی رکعت کو دوسری کی نسبت قدرے لمبا کرنا مستحب ہے۔ ④ امام اگر اس نیت سے قراءت کو طول دے کہ لوگ رکعت میں مل جائیں تو یہ مباح ہے۔ ⑤ سرّی قراءت میں ضروری ہے کہ الفاظ زبان سے ادا ہوں' نہ کہ ہونٹ بند کر کے الفاظ پر تفکر کرنا' کیونکہ نبی ﷺ کی ڈاڑھی مبارک

٨٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى الإمام في الصلوة، ح: ٧٤٦ من حديث عبدالواحد ابن زياد به.

٨٠٢ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٦ عن عفان به * رجل مجهول، وروى البيهقي: ٢/ ٦٦ بإسناد ضعيف جدًا وسمى الرجل المبهم طرفة الحضرمي وهو مجهول الحال، وجزم الضياء وغيره بأنه هو الواقع في هذا الإسناد ولم يذكروا دليلا له.

اثنائے قراءت میں حرکت کرتی تھی۔ ⑥ معلوم ہوا کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک اس قدر لمبی تھی کہ قراءت کرنے سے اس میں حرکت ہوتی تھی۔

(المعجم ١٢٥، ١٢٦) - **باب تَخْفِيفِ الأُخْرَيَيْنِ** (التحفة ١٣١)

باب:١٢٥، ١٢٦- آخری دو رکعتوں کو ہلکا رکھنے کا بیان

٨٠٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ عُبَيْدِاللهِ أبي عَوْنٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: قال عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَاكَ النَّاسُ في كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى في الصَّلَاةِ. قال: أمَّا أنَا فَأَمُدُّ في الأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ في الأُخْرَيَيْنِ ولا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلاةِ رسولِ الله ﷺ. قال: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ.

٨٠٣- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (امیر کوفہ) سے کہا کہ لوگوں نے آپ کی ہر بات میں شکایت کی ہے' حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بھی' تو انہوں نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو کو مختصر کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ والی نماز کی پیروی کرنے میں کوئی تقصیر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے متعلق یہی گمان ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ نماز کی ہر ہر رکعت میں قراءت واجب ہے۔ دیکھیے (باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوات کلها...... الخ' حدیث:٧٥٥) ② اس سے پچھلی دو رکعتوں میں' پہلی دو رکعتوں کے مقابلے میں' تخفیف کا اثبات ہے۔

٨٠٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ يَعْني النُّفَيْلِيَّ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا مَنْصُورٌ عن الْوَلِيدِ بنِ مُسْلِمٍ الْهُجَيْمِيِّ، عن أبي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: حَزَرْنَا قِيَامَ رسولِ الله ﷺ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، قَدْرَ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ في الأُخْرَيَيْنِ

٨٠٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ لگایا تو وہ یہ تھا کہ آپ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ الم تنزیل السجدہ کی تقریباً تیس آیات کے برابر قیام فرماتے۔ اور ہم نے آخری دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے نصف کے برابر کیا۔ اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا تو یہ ظہر کی پچھلی دو رکعتوں کے برابر تھا۔ اور عصر کی

٨٠٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يطول في الأولين ويحذف في الأخريين، ح: ٧٧٠، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٣ من حديث شعبة به.

٨٠٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الظهر والعصر، ح: ٤٥٢ من حديث هشيم به.

عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الأُولَيَيْنِ مِنَ العَصْرِ عَلَى قَدْرِ الأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الأُخْرَيَيْنِ مِنَ العَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ.

پچھلی دو رکعتوں میں آپ کے قیام کا اندازہ ان کے بھی نصف برابر کا تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کی نمازوں میں چاروں رکعات میں قراءت ہے۔ یعنی سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ تاہم افضل یہ ہے کہ پچھلی رکعات ہلکی اور مختصر ہوں۔

(المعجم ١٢٦، ١٢٧) - **باب قَدْرِ الْقِرَاءةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ** (التحفة ١٣٢)

باب:١٢٦، ١٢٧- نماز ظہر اور عصر میں قراءت کی مقدار

٨٠٥- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِما مِنَ السُّوَرِ.

٨٠٥- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں سورۂ ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ اور ان کی مثل سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

٨٠٦- **حَدَّثَنَا** عُبَيْدُالله بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ قال: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذا أَدْحَضَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَرَأَ بِنَحْوِ مِن: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالْعَصْرَ كَذَلِكَ وَالصَّلَوَاتِ كَذَلِكَ، إِلَّا الصُّبْحَ فَإِنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا.

٨٠٦- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھتے اور سورۂ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ عصر اور باقی نمازوں میں بھی ایسے ہی قراءت ہوتی تھی، سوائے صبح کے۔ اس میں آپ لمبی قراءت کیا کرتے تھے۔

٨٠٥- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة في الظهر والعصر، ح:٣٠٧، والنسائي، ح: ٩٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٤٦٥.

٨٠٦- **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح:٤٥٩ من حديث شعبة به.

٨٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بنُ سُلَيْمَانَ وَيَزِيدُ بنُ هَارُونَ وَهُشَيْمٌ عن سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عن أُمَيَّةَ، عن أبي مِجْلَزٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ في صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ. قال ابنُ عِيسَى: لم يَذْكُرْ أُمَيَّةَ أَحَدٌ إِلَّا مُعْتَمِرٌ.

٨٠٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز ظہر میں سجدۂ (تلاوت) کیا' پھر کھڑے ہو گئے پھر رکوع کیا' تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ نے الم تنزیل السجدہ تلاوت کی تھی۔ ابن عیسیٰ کہتے ہیں امیہ کا ذکر صرف معتمر ہی نے کیا ہے۔

ملحوظہ: حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر نماز میں سجدۂ تلاوت والی آیت پڑھی جائے' تو سجدۂ تلاوت کرنا بہتر ہوگا۔

٨٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن مُوسَى بنِ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عُبَيْدِالله قال: دَخَلْتُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ في شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لِشَابٍّ مِنَّا: سَلِ ابنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فقال: لَا. فَقِيلَ لَهُ: لَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ في نَفْسِهِ، فقال: خَمْشًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الأُولَى، كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَمَا اخْتَصَّنَا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ: أُمِرْنَا أَنْ نُسْبِغَ الْوُضُوءَ

٨٠٨- جناب عبداللہ بن عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں بنی ہاشم کے چند جوانوں کی معیت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا۔ ہم نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ انہیں کہا گیا۔ شاید آپ اپنے دل میں پڑھتے تھے۔ کہا: تیرا بھلا ہو! یہ صورت پہلی سے بھی بدتر ہے۔ آپ ﷺ (اللہ کے) مامور بندے تھے۔ آپ کو جس چیز کے ساتھ بھیجا گیا آپ نے اسے پہنچا دیا۔ آپ نے ہمیں لوگوں سے الگ کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ سوائے

٨٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٣ عن يزيد بن هارون به ولم يذكر عن "أمية"، وقال سليمان التيمي: "ولم أسمعه من أبي مجلز"، وسمعه من أمية، بيّنه حديث المعتمر * وأمية مجهول (تقريب)، وغفل الحاكم عن هذه العلة القادحة فصححه على شرط الشيخين: ١/ ٢٢١، ووافقه الذهبي.

٨٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن ينزى الحمر على الخيل، ح: ١٧٠١، وابن ماجه، ح: ٤٢٦، والنسائي، ح: ١٤١ من حديث موسى بن سالم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث طرق، وقول ابن عباس هذا منسوخ، لأنه ثبت أنه قال: "اقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب"، رواه ابن المنذر، الأوسط: ٣/ ١٠٩ وغيره، وسنده صحيح، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، فعلم أن المأموم إذا كان مأمورًا بالقراءة فكيف الإمام؟.

وَأنْ لا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأن لا نُنْزِئَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ.

تین باتوں کے۔ یہ کہ وضو کامل کریں۔ صدقہ نہ کھائیں اور گدھے کو گھوڑی سے جفتی نہ کرائیں۔

٨٠٩- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لا أَدْرِي أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا.

٨٠٩- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ آیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے یا نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ظہر اور عصر میں قراءت کے مسئلے میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایات مختلف ہیں۔ کسی میں انکار ہے اور کسی میں تردد اور جبکہ کچھ میں اثبات بھی مروی ہے۔ شاید انہیں پہلے علم نہ تھا' پھر بعد میں دیگر صحابہ سے علم ہوا۔ بہرحال صحیح روایت میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے (صحیح بخاری' حدیث:٧٤٦) ② اہل بیت کو کسی خاص حکم اور وصیت سے مخصوص نہیں کیا گیا تھا۔ مذکورہ مسائل محض تاکید مزید کے معنی میں ہیں۔ صرف صدقہ کے نہ کھانے میں انہیں انفرادیت ہے۔ ③ گدھے اور گھوڑی کی جفتی ہمیں خود کرانا ممنوع ہے۔ ان میں یہ عمل از خود ہو جائے یا کوئی جاہل لوگ کریں تو ہمیں ان سے پیدا ہونے والے خچر سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔

(المعجم ١٢٧، ١٢٨) - **باب قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ** (التحفة ١٣٣)

باب:١٢٧' ١٢٨- مغرب میں قراءت کی مقدار

٨١٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُمَّ الفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فقالت: يابُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِهَا في المَغْرِبِ.

٨١٠- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (ان کی والدہ) ام الفضل بنت الحارث نے ان کو سنا کہ وہ سورۂ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ کی تلاوت کر رہے تھے' تو انہوں نے کہا: بیٹے! تم نے اس سورت کی قراءت سے مجھے یاد دلایا ہے کہ یہ آخری چیز تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ آپ اسے مغرب میں پڑھ رہے تھے۔

٨٠٩- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٩ من حديث هشيم به، وهو منسوخ، انظر الحديث السابق.

٨١٠- **تخريج:** أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٣، ومسلم، الصلوة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٨.

٨١١- حَدَّثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أبِيهِ أنَّه قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ في الْمَغْرِبِ.

٨١١- جناب محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ مغرب (کی نماز) میں سورۂ "والطور" کی قراءت کر رہے تھے۔

٨١٢- حَدَّثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، حدثني ابنُ أبي مُلَيْكَةَ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ قال: قال لِي زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: مَا لَكَ تَقْرَأُ في الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وقد رأيتُ رسولَ الله ﷺ يقرأ في المغرب بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ؟ قال: قُلْتُ: مَا طُولَى الطُّولَيَيْنِ؟ قال: الأَعْرافُ وَالآخَرُ الأَنْعَامُ،

٨١٢- مروان بن حکم سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ثابت ؓ نے مجھ سے کہا کیا وجہ ہے کہ تم مغرب میں قصار مفصل (آخری چھوٹی سورتیں ہی) پڑھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ مغرب میں دو لمبی لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت پڑھتے تھے۔ (ابن ابی ملیکہ نے) کہا: دو لمبی سورتیں کون سی ہیں؟ کہا اعراف اور انعام۔

وَسَأَلْتُ أنَا ابنَ أبي مُلَيْكَةَ فقال لِي مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ: الْمَائِدَةُ وَالأَعْرَافُ.

اور میں (ابن جریج) نے ابن ابی ملیکہ سے پوچھا تو مجھے انہوں نے اپنی طرف سے کہا کہ مائدہ اور اعراف۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مختلف مواقع پر لمبی قراءت بھی کی ہے۔ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے قراءت اختیار کرنی چاہیے۔ ② سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو "مفصل" سے تعبیر کیا جاتا ہے' اس لیے کہ ان میں [بسم اللہ] سے فصل کا تکرار ہے۔ سورۂ ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ سے آخر تک قصار مفصل' سورۂ بروج سے ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ تک اوساط مفصل اور سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل کہلاتی ہیں۔

(المعجم ١٢٨، ١٢٩) - باب مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا (التحفة ١٣٤)

باب: ١٢٨، ١٢٩- ان حضرات کی دلیل جو مغرب میں تخفیف کے قائل ہیں

٨١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في المغرب، ح: ٧٦٥، ومسلم، الصلوٰة، باب القراءة في الصبح، ح: ٤٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٧٨.

٨١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب القراءة في المغرب، ح: ٧٦٤ من حديث ابن جريج به، مختصرًا، وهو في مصنف عبدالرزاق: ٢٦٩١.

٨١٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبَرَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ: أنَّ أبَاهُ كَانَ يَقْرَأُ في صَلَاةِ المَغْرِبِ بِنَحْوِ مَا تَقْرَؤُونَ وَالْعَادِيَاتِ وَنَحْوِهَا مِنَ السُّوَرِ.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هَذَا يَدُلُّ أنَّ ذَاكَ مَنْسُوخٌ. وقَالَ أبُو دَاوُدَ: هَذَا أصَحُّ.

۸۱۳- جناب ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ ان کے والد (عروہ بن زبیر) مغرب میں اسی طرح کی سورتیں پڑھتے تھے جیسی تم لوگ پڑھتے ہو یعنی "والعادیات" وغیرہ۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا یہ دلیل ہے کہ مغرب میں تطویل قراءت منسوخ ہے۔ اور امام ابوداود نے کہا کہ یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: ① امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسی اختصار قراءت کو راجح قرار دیا ہے ورنہ دیگر صحیح روایات سے اس کا نسخ ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں توسع ہے اور یہ آخری روایت تابعی کا عمل ہے۔ (عون المعبود) اور نبی ﷺ کی آخری قراءت مغرب میں ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ تھی، جیسا کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی روایت گزری ہے۔ (حدیث: ۸۱۰)

٨١٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أبي قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّهُ قال: مَا مِنَ المُفَصَّلِ سُورَةٌ صَغِيرَةٌ ولا كَبِيرَةٌ إلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ بِهَا في الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ.

۸۱۴- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جزو "مفصل" کی کوئی چھوٹی بڑی سورت نہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو' آپ اسے فرض نمازوں کی امامت کراتے ہوئے پڑھتے تھے۔

٨١٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا قُرَّةُ عن النَّزَّالِ بنِ عَمَّارٍ، عن

۸۱۵- جناب ابوعثمان نہدی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز

٨١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، وقول أبي داود رحمه الله غير صحيح.

٨١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٨٨ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس تقدم، ح: ٣١٣، ولم أجد تصريح سماعه.

٨١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩١ من حديث أبي داود به * النزال مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

أبي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ: أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابنِ مَسْعُودٍ المَغْرِبَ فَقَرَأَ بِقُلْ هُوَ الله أحَدٌ.

پڑھی تو انہوں نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ تلاوت کی۔

(المعجم ١٢٩، ١٣٠) - **باب الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكْعَتَيْنِ** (التحفة ١٣٥)

باب: ۱۲۹، ۱۳۰- دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کا تکرار

٨١٦- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن ابنِ أبي هِلَالٍ، عن مُعَاذِ بنِ عَبْدِ الله الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الأَرْضُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَلَا أَدْرِي أَنَسِيَ رسولُ الله ﷺ أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا.

۸۱۶- جناب معاذ بن عبداللہ جہنی کا بیان ہے کہ بنوجہینہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کو سنا کہ آپ فجر کی نماز میں دونوں رکعات میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھ رہے تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ آپ بھول گئے تھے یا عمداً اس کی قراءت کی تھی۔

فائدہ: کسی سورت کا نماز میں تکرار کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

(المعجم ١٣٠، ١٣١) - **باب الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ** (التحفة ١٣٦)

باب: ۱۳۰، ۱۳۱- فجر میں قراءت کا بیان

٨١٧- **حَدَّثَنا** إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ، عن إِسْمَاعِيلَ، عن أَصْبَغَ مَوْلَى عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ، عن عَمْرِو بنِ حُرَيْثٍ قال: كَأَنِّي أَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِٱلْخُنَّسِ ۝ ٱلْجَوَارِ ٱلْكُنَّسِ﴾.

۸۱۷- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کی آواز سن رہا ہوں آپ فجر کی نماز میں ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ (سورة التكوير) پڑھ رہے تھے۔

٨١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به.

٨١٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب القراءة في صلوة الفجر، ح: ٨١٧ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، ورواه مسلم، ح: ٤٥٦ من حديث الوليد بن سريع عن عمرو بن حريث مطولاً.

(المعجم ١٣١، ١٣٢) - **باب مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ** (التحفة ١٣٧)

باب:١٣١'١٣٢- جوکوئی اپنی نماز میں سورۂ فاتحہ کی قراءت چھوڑ دے

٨١٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ.

٨١٨- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (نماز میں) فاتحہ اور جو میسر ہو (یعنی قرآن میں سے) پڑھا کریں۔

٨١٩- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن جَعْفَرِ بنِ مَيْمُونٍ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ: حدثني أَبُو هُرَيْرَةَ قال: قال لي رسولُ الله ﷺ: «اخْرُجْ فَنَادِ في الْمَدِينَةِ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ، وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ».

٨١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور مدینے میں اعلان کر دو کہ قرآن (کی قراءت) کے بغیر نماز نہیں خواہ فاتحة الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔ خواہ فاتحة الكتاب ہو اور کچھ زیادہ۔''

٨٢٠- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عن أبي عُثْمَانَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَمَرَنِي رسولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُنَادِيَ أَنَّهُ لا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ.

٨٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اعلان کر دوں کہ قراءت فاتحہ اور کچھ مزید کے بغیر نماز نہیں۔

فائدہ: مذکورہ روایات سنداً ضعیف ہیں۔ لیکن اس میں بیان کردہ باتیں دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں' یعنی

٨١٨_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٣/٣ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح: ٢٩ ولم أجد تصريح سماعه والعجب من الحافظ ابن حبان، بأنه صرح أن لا يحتج برواية المدلس إذا عنعن وذكر قتادة في المدلسين (المجروحين: ١/ ٩٢) ثم حشر هذا الحديث في صحيحه (الإحسان)، ح: ١٧٨٧ فسبحان من لا يسهو.

٨١٩_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البخاري، في جزء القراءة: ٩٩ (بتحقيقي) من حديث عيسى بن يونس، وأحمد: ٢/ ٤٢٨ من حديث جعفر بن ميمون به، وجعفر هذا ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين والبخاري والجمهور.

٨٢٠_ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٨ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق لعلته.

منفرد شخص کے لیے سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت یا قرآن سے کچھ حصہ پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے۔

٨٢١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَن أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بنِ زُهْرَةَ يقولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيها بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمامٍ». قال: فَقُلْتُ: ياأَبَا هُرَيْرَةَ! إِنِّي أَكُونُ أَحيَانًا وَرَاءَ الإِمَامِ. قال: فَغَمَزَ ذِرَاعِي وقال: اقْرَأْ بِهَا يافَارِسِيُّ فِي نَفْسِكَ! فإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «قال اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سألَ». قال رسولُ الله ﷺ: «اقْرَؤُوا يقولُ الْعَبْدُ: الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ، يقولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي. يقولُ: الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، يقولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، يقولُ الْعَبْدُ: مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ، يقولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي. يقولُ الْعَبْدُ: إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، فَهَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يقولُ

٨٢١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے' کامل نہیں ہے۔“ (ابوسائب نے کہا) میں نے کہا: اے ابوہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ تو انہوں نے میری کلائی دبائی اور کہا: اے فارسی! اسے اپنے نفس میں پڑھا کرو' بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ کہتے تھے: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان آدھے آدھ تقسیم کر دیا ہے' نصف میرے لیے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پڑھا کرو۔ بندہ کہتا ہے ﴿الحمدللہ رب العالمین﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرحمٰن الرحیم﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مالك يوم الدين﴾ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے: ﴿اياك نعبد واياك نستعين﴾ (اللہ فرماتا ہے:) یہ میرے اور بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے

٨٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة ... الخ، ح: ٣٩٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٤، ٨٥ (والقعنبي، ص: ١٣٧ـ١٣٩).

الْعَبْدُ: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

﴿اهدنا الصراط المستقيم، صراط الذين أنعمت عليهم، غير المغضوب عليهم ولاالضالين﴾ یہ سب میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ سب کچھ ہے جو اس نے مانگا۔''

فوائد ومسائل: ① سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص اور ناتمام رہتی ہے جس کی تعبیر دوسری احادیث میں کچھ یوں ہے۔[لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح بخاری، حدیث: ٧٥٦ وصحیح مسلم، حدیث: ٣٩٤) اسماعیلی کی روایت میں جناب سفیان سے مروی ہے۔[لَاتُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَايُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (سنن دارقطنی، حدیث: ١٢١٢) ''جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کافی نہیں ہوتی۔'' فتح الباری، ابن خزیمہ، ابن حبان اور احمد میں ہے:[لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ لَايُقْرَأُ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ] (فتح الباری، شرح حدیث: ٧٥٦) ''جس نماز میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ قبول نہیں ہوتی۔'' اس قسم کے مختلف الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ نماز کا رکن ہے۔ اس کا پڑھنا فرض اور واجب ہے الا یہ کہ کوئی پڑھنے سے عاجز ہو۔ ② اس حکم میں تمام قسم کی نمازیں (فرض، نفل، جنازہ، عید اور کسوف وغیرہ) اور تمام طرح کے نمازی (منفرد، امام، مقتدی، حاضر اور مسافر) شامل ہیں۔ ③ نفس میں پڑھنا'' ۔ اس سے مراد آواز نکالے بغیر زبان سے پڑھنا ہے۔ صرف ان الفاظ کا خیال اور تصور صحیح نہیں اسے کسی طرح قراءت (پڑھنا) نہیں کہا جاتا۔ نیز یہ مسئلہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اور رائے محض نہیں، بلکہ ان کا استدلال صریح اور صحیح فرمان نبوی سے ہے۔ ④ سورۂ فاتحہ کو''نماز'' سے تعبیر کرتے ہوئے صرف اسی کی تقسیم کی گئی ہے اور اس تقسیم میں بسم اللہ کو شمار نہیں کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔ ⑤ امام کے پیچھے ہونے کا اشکال آج کا نیا اشکال نہیں ہے بلکہ تابعین کے دور سے ہے، مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پڑھنے کا فتویٰ اور اس کی دلیل پیش فرما کر تمام اوہام کا ازالہ فرما دیا ہے۔ نیز آیت کریمہ ﴿إِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ﴾ (اعراف: ٢٠٤) ''جب قرآن پڑھا جائے تو خاموشی سے سنو۔'' کا مفہوم بھی واضح کر دیا کہ آہستہ پڑھو یعنی آواز نہ نکالو۔ اس میں انصات بھی ہے اور قراءت پر عمل بھی۔ نیز حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:[لَاتَفْعَلُوا اِلَّابِأُمِّ الْقُرْآنِ] یعنی 'امام کے پیچھے صرف سورۂ فاتحہ کی قراءت کرو۔'' ⑥ سورۂ فاتحہ نماز کی سب رکعات میں پڑھی جائے۔ جیسے کہ حضرت خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسیئ الصلوٰۃ) میں آیا کہ[ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا] (صحیح بخاری، حدیث: ٧٩٣ و صحیح مسلم، حدیث: ٣٩٧) ''اور پوری نماز میں ایسے ہی کرو۔''

٨٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ

٨٢٢- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی

٨٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوٰة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

السَّرْحِ قالا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال : «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا». قال سُفْيَانُ : لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ.

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص سورۂ فاتحہ اور کچھ مزید نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔'' جناب سفیان نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی شخص اکیلا پڑھ رہا ہو (تو یہ حکم ہے)۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث صحیح ہے' مگر بعض روایات میں ''فَصَاعِداً'' کا لفظ منقول نہیں ہے۔ اس لفظ کے لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ کم از کم سورۂ فاتحہ پڑھے یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے۔ سورۂ فاتحہ سے کم نہ پڑھے۔ یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ باقی رہا سفیان رحمہ اللہ کا یہ بیان کہ یہ اکیلے کے لیے ہے تو یہ ان کی رائے ہے اور اس مسئلے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف رہا ہے۔ ② [لَا صَلٰوةَ] میں لائے نفی جنس ہے' نفی کمال نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ''نبی ﷺ کے الفاظ اس کے رکن ہونے پر دلالت کرتے ہیں: [لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] اور [لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ رَجُلٍ حَتّٰى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ] ''آدمی کی نماز جائز نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر سیدھی نہ کرے۔'' جس عمل کو شارع علیہ السلام نے ''صلوٰۃ'' سے تعبیر فرمایا ہے اس میں تنبیہ بلیغ ہے کہ یہ نماز میں رکن ہے۔ (حجة الله البالغة: ٢/٤) اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لائے نہی ہے۔ اس معنی میں کہ [لَا تُصَلُّوا اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] ''یعنی فاتحہ کے بغیر نماز مت پڑھو''۔ جیسے کہ فرمایا: [لَاصَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ] (صحيح مسلم' حديث: ٥٦٠) ''کھانا تیار ہو تو نماز نہیں۔'' ③ خیال رہے کہ کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حدیث ''لاصلوٰۃ'' کے الفاظ سے سورۂ فاتحہ کا فرض ہونا لازم آتا ہے اور یہ قرآن پر اضافہ ہے یعنی قرآن مجید میں ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ یعنی سورۂ فاتحہ کا پڑھنا لازم ہے۔ جب کہ (ان کے نزدیک) سنت سے قرآن پر اضافہ جائز نہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ خانہ ساز اصول ہے۔ اسے قرآن پر اضافے سے تعبیر کرنا ہی یکسر غلط اور حدیث کو مسترد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اسی من گھڑت اصول کی بابت امام شوکانی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ اس طرح کی بات کرنا ایک فاسد خیال ہے۔ جس کا نتیجہ بہت سی پاکیزہ سنتوں کے ترک کی صورت میں نکلتا ہے۔ اور اس قاعدے کی کوئی واضح دلیل اور حجت نہیں ہے۔ کتنے ہی مقام ہیں کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے: لَا يُجْزِئُ كَذَا - لَا يُقْبَلُ كذا- لَا يَصِحُّ كذا اور کچھ لوگ اس کے مقابل کہتے ہیں کہ: يجزئ- يقبل اور يصح. یہی وجہ ہے کہ سلف (صحابہ کرام) نے ایسے اہل الرای سے بچنے کو کہا ہے۔ دیکھیے (نیل الاوطار' باب وجوب قراءة الفاتحه) ④ [فَصَاعِدًا] ''یعنی کچھ مزید'' ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے علاوہ مزید قراءت بھی واجب ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: [فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ ' فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَسْمَعْنَاكُمْ ، وَمَا اَخْفٰى عَنَّا اَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرآنِ اَجْزَأَتْ، وَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ] (صحيح بخاری، حدیث:٧٧٢) ''ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے جو ہمیں سنوایا ہم تمہیں سناتے ہیں اور جس میں وہ ہم سے خاموش رہے ہم بھی تم سے خاموش رہتے ہیں۔اگر تم سورۂ فاتحہ سے مزید نہ پڑھو تو کافی ہے'اگر مزید پڑھو تو بہتر ہے۔'' دراصل لفظ[فَصَاعِدًا] میں اس شبہے کا ازالہ ہے کہ کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ صرف اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی ہے اور کچھ نہیں پڑھنا' تو فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ مزید قراءت بھی ہونی چاہیے۔الا یہ کہ انسان مقتدی ہو۔

٨٢٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن مَكْحُولٍ، عن محمودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: كُنَّا خَلْفَ رسولِ الله ﷺ في صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ رسولُ الله ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ قال: «لَعَلَّكُم تَقرؤُونَ خَلْفَ إمَامِكُمْ؟» قُلْنَا: نَعَمْ هَذًّا يارسولَ الله! قال: «لا تَفْعَلُوا إلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فإنَّهُ لا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا».

٨٢٣- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے۔آپ نے قراءت شروع فرمائی مگر وہ آپ پر بھاری ہو گئی۔(یعنی آپ اس میں رواں نہ رہ سکے۔) جب آپ فارغ ہوئے تو کہا: ''شاید کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو؟'' ہم نے کہا: ہاں' اے اللہ کے رسول! ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔آپ نے فرمایا: ''نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ' کیونکہ جو اسے (فاتحہ کو) نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔''

توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف لکھا ہے'' جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔اور خطابی کہتے ہیں:[جَيِّدٌ' لَاطَعْنَ فيه] ''یعنی حدیث اچھی ہے اس میں کوئی عیب نہیں۔'' (عون المعبود) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایک علت ہے کہ اس کو ابن اسحاق نے مکحول سے بصیغۂ عن روایت کیا ہے اور وہ مدلس ہے اور مکحول سے اپنے سماع کی صراحت بھی نہیں کی ہے۔ایسی صورت میں حدیث نا قابل حجت ہو جاتی ہے۔فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے اور اس میں مکحول سے سماع کی صراحت موجود ہے۔اس طرح یہ حدیث موصول اور صحیح ہو جاتی ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب القراءت میں اسے بیان کیا ہے اور اسے صحیح لکھا ہے۔ابن اسحاق کی توثیق و ثنا بیان کی ہے۔اور اس حدیث سے حجت لی ہے۔نیز ابن اسحاق کے علاوہ ایک دوسری سند سے بھی بیان کی ہے اور یہ صحیح ہے۔(تهذيب سنن أبي داود' لابن القيم و عون المعبود)

٨٢٣_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في القراءة خلف الإمام، ح:٣١١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد:٥/ ٣٢٢ وغيره، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٥٨١، وابن حبان، ح:٤٦٠ * مكحول عنعن، ولحديثه شواهد، منها الحديث الآتي.

٨٢٤- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: أخبرني زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ عن مَكْحُولٍ، عن نَافِعِ بنِ محمُودِ بنِ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيِّ، قال نَافِعٌ: أَبْطَأَ عُبَادَةُ عن صَلَاةِ الصُّبْحِ فأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ المُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أبي نعيمٍ وأبُو نعيمٍ يَجْهَرُ بالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نعيمٍ يَجْهَرُ. قال: أَجَلْ صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فيها الْقِرَاءَةُ. قال: فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِراءَةُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فقال: «هَلْ تَقْرَؤُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟» فقال بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قال: «فَلَا، وَأَنَا أَقُولُ مَالِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَؤُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ».

۸۲۴- جناب نافع بن محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ (ایک بار) حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں تاخیر سے آئے تو ابونعیم مؤذن نے تکبیر کہی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ عبادہ رضی اللہ عنہ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا ہم نے ابونعیم کے پیچھے صف بنائی۔ ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ جب وہ فارغ ہوئے' تو میں نے عبادہ سے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے حالانکہ (امام) ابونعیم جہری قراءت کر رہے تھے۔ (حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے) کہا ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں آپ نے جہری قراءت کی' مگر آپ قراءت میں الجھ گئے۔ جب آپ علیہ السلام فارغ ہوئے تو ہماری طرف چہرہ کیا اور فرمایا: ''کیا تم لوگ قراءت کرتے ہو' جب میں اونچی آواز سے قراءت کر رہا ہوتا ہوں؟'' ہم میں سے بعض نے کہا: ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہ کیا کرو۔ میں کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا ہے کہ قرآن پڑھنے میں الجھن ہو رہی ہے۔ جب میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو قرآن سے کچھ نہ پڑھو' مگر ام القرآن (فاتحہ۔'')

ملحوظہ: یہ روایت سنن نسائی میں بھی آئی ہے' دیکھیے (سنن نسائی' حدیث :۹۲۱) اور دیگر صحیح روایات کی مؤید ہے اور امام کے پیچھے فاتحہ کے علاوہ دیگر قراءت خاموشی سے سنی چاہیے۔

٨٢٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب قراءة أم القرآن خلف الإمام فيما جهر به الإمام، ح:٩٢١ من حديث زيد بن واقد به، وحسنه الدارقطني: ١/ ٣٢٠، وصححه البيهقي في كتاب القراءة خلف الإمام، ص: ٥٠، ٥١، وذكر الضياء المقدسي في المختارة: ٨/ ٣٤٦، ح: ٤٢١ * نافع بن محمود ثقة، وثقه الدارقطني والحاكم وابن حزم (المحلى: ٣/ ٢٤١، ٢٤٢)، وابن حبان والبيهقي والذهبي في الكاشف، ولا عبرة بمن قال فيه مجهول أو مستور بعد هذا التوثيق، وللحديث شواهد.

٨٢٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عن ابنِ جَابِرٍ وَسَعِيدِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ وَعَبْدِ اللهِ بنِ الْعَلَاءِ، عن مَكْحُولٍ، عن عُبَادَةَ نَحْوَ حديثِ الرَّبِيعِ بنِ سُلَيْمَانَ قالُوا: فَكَانَ مَكْحُولٌ يَقْرَأُ في المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ في كلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا.

٨٢٥- مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ربیع بن سلیمان کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ (مکحول کے تلامذہ نے) بیان کیا کہ جناب مکحول مغرب' عشاء اور فجر کی نمازوں میں ہر رکعت میں سری طور پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

قال مَكْحُولٌ: اقرَأْ بِهَا فيما جَهَرَ بِهِ الإِمَامُ - إذا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ - سِرًّا، فإِنْ لَمْ يَسْكُتْ اقْرَأْ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لا تَتْرُكْهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ.

مکحول نے کہا: جب امام جہری قراءت کر رہا ہو اور سکتے کرے تو (اس اثناء میں) خاموشی سے فاتحہ پڑھ لو۔ اگر سکتے نہ کرے تو اس سے پہلے پڑھ لو یا اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ یا اس کے بعد پڑھ لو۔ کسی حال میں چھوڑو نہیں۔

ملحوظہ: مکحول نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے روایت منقطع ہے۔ (منذری) اور تابعی کا عمل واضح ہے کہ وہ بہر صورت امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اس کی تاکید کرتے تھے۔

(المعجم ١٣٢، ١٣٣) - باب مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ (التحفة ١٣٨، ١٣٩)

باب: ۱۳۲'۱۳۳- ان حضرات کے دلائل جو سری نمازوں میں قراءت کے قائل ہیں

٨٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ انْصَرَفَ من صَلاةٍ جَهَرَ فيها بِالْقِرَاءَةِ فقال: «هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أحدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟» فقال رَجُلٌ: نَعَمْ

٨٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پھرے' جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں بھی کہہ رہا

٨٢٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٦٥، ١٧١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٨٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك القراءة خلف الإمام، ح: ٣١٢ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٦، ٨٧ (والقعنبي، ص: ١٣٦، ١٣٧)، وصححه ابن حبان، ح: ٤٥٤.

يارسولَ الله! قال: «إنّي أقولُ مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ». قال: فَانْتَهَى النَّاسُ عن الْقِرَاءَةِ مع رسولِ الله ﷺ فيما جَهَرَ فيه النَّبيُّ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ من رسولِ الله ﷺ.

تھا مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔'' راوی نے کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے ان نمازوں میں جن میں آپ جہر کر رہے ہوتے جبکہ انہوں نے آپ سے یہ فرمان سنا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حديثَ ابنِ أُكَيْمَةَ هذا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ عَلَى مَعْنَى مَالِكٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: ابن اکیمہ کی یہ روایت معمر، یونس اور اسامہ بن زید نے زہری سے مالک کی روایت کے ہم معنی روایت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام جب سری قراءت کر رہا ہو تو مقتدی بھی قراءت کریں، سورۂ فاتحہ اور مزید بھی پڑھیں۔ ② یہ استدلال کہ امام جہری قراءت کرے اور مقتدی فاتحہ بھی نہ پڑھے، ہرگز راجح نہیں ہے۔ امام ابوداود ؒ نے اگلی روایت سے ثابت کیا ہے کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ] جناب زہری کا مقولہ ہے نہ کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کا۔ لہٰذا مدرج ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ٹھہرا۔

٨٢٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ ومُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أبي خَلَفٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ قال: سَمِعْتُ ابنَ أُكَيْمَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ - بِمَعْنَاهُ إلَى قَوْلِهِ: «مَالِي أُنَازِعُ الْقُرْآنَ».

٨٢٧- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، خیال ہے کہ یہ صبح کی نماز تھی...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی [مَالِي أُنَازِعُ الْقُرآن] ''مجھے کیا ہوا کہ قراءت قرآن میں الجھ رہا ہوں۔'' تک بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ قال مَعْمَرٌ: فَانْتَهَى النَّاسُ عن الْقِرَاءَةِ فيما جَهَرَ بِهِ رسولُ الله ﷺ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: مسدد نے اپنی حدیث میں کہا کہ معمر نے بیان کیا: پس لوگ ان نمازوں میں قراءت سے رک گئے جن میں رسول اللہ ﷺ جہری قراءت

٨٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٥٧، ١٥٨ من حديث أبي داود به؛ وانظر الحديث السابق.

کرتے تھے۔

وقال ابنُ السَّرْحِ في حَدِيثِهِ: قال مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قال أبو هُرَيْرَةَ: فَانْتَهَى النَّاسُ.

اور ابن سرح نے اپنی روایت میں کہا: معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''پس لوگ رک گئے۔''

وقال عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ من بَيْنِهِم قال سُفْيَانُ وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَسْمَعْهَا فقال مَعْمَرٌ إِنَّهُ قال: فَانْتَهَى النَّاسُ.

اوران میں سے عبداللہ بن محمد زہری نے بیان کیا کہ سفیان نے کہا کہ زہری نے کوئی کلمہ کہا جو میں نہ سن سکا' تو معمر نے بتایا کہ انہوں نے کہا ہے: ''پس لوگ رک گئے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ، وانْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى قَوْلِهِ: «مَالِيَ أُنَازِعُ الْقُرْآنَ». وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن الزُّهْرِيِّ قال فيه: قال الزُّهْرِيُّ: فَاتَّعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ فَلَمْ يَكُونُوا يَقْرَؤُونَ مَعَهُ فيما يَجْهَرُ بِهِ.

امام ابوداود نے کہا: اور اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے روایت کیا ہے جو کہ [مَالِيْ أُنَازِعُ الْقُرْآنَ] کے الفاظ تک ہے۔ اور اوزاعی نے اسے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ زہری نے کہا: پس مسلمان اس پر متنبہ ہو گئے تو جب آپ علیہ الصلاۃ والسلام جہری قراءت کرتے تو وہ آپ کے ساتھ قراءت نہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال قَوْلُهُ: فَانْتَهَى النَّاسُ، من كلامِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے سنا کہ [فَانْتَهَى النَّاسُ] ''یعنی لوگ رک گئے۔'' زہری کا کلام ہے۔

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ زہری کے کچھ تلامذہ [فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم] کا جملہ جناب زہری کا مقولہ بتاتے ہیں...... اور یہ حدیث قائلین قراءت خلف الامام کے خلاف نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث (زیر بحث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ''جو کوئی نماز پڑھے اور اس میں ام القرآن نہ پڑھے تو ایسی نماز ناقص ہے' ناقص ہے' کامل نہیں ہے۔'' شاگرد نے کہا کہ میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں' تو انہوں نے فرمایا: ''اپنے جی میں پڑھ لیا کرو۔'' اور ابوعثمان نہدی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اعلان کردو کہ ''فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں۔'' چنانچہ اکثر اصحاب الحدیث کی ترجیح یہی ہے کہ جب امام جہر کر رہا ہو تو مقتدی قراءت نہ کرے بلکہ سکتات امام میں پڑھا کرے۔'' دیکھیے (جامع ترمذی' حدیث: ۳۱۲)

٨٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ المَعْنَى عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ خَلفَهُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأعْلَى، فَلَمَّا فَرَغَ قال: «أَيُّكُمْ قَرَأَ؟» قالُوا: رَجُلٌ، قال: «قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا».

٨٢٨- حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی' ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کے پیچھے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تم میں سے کس نے قراءت کی ہے؟'' انہوں نے کہا: ایک آدمی نے قراءت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کسی نے مجھے قراءت میں الجھایا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال أَبُو الْوَلِيدِ في حَدِيثِهِ: قال شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَلَيْسَ قَوْلُ سَعِيدٍ: أَنْصِتْ لِلْقُرآنِ؟ قال: ذَاكَ إِذَا جَهَرَ بِهِ. وقال ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ قال: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: كأَنَّهُ كَرِهَهُ. قال: لَوْ كَرِهَهُ نَهَى عَنْهُ.

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا ہے کہ ابوالولید نے اپنی روایت میں شعبہ سے نقل کیا کہ میں نے قتادہ سے کہا: کیا سعید کا یہ قول نہیں ہے کہ ''قرآن کے لیے خاموش رہو؟'' کہا: یہ تب ہے جب وہ جہراً پڑھے۔ ابن کثیر نے اپنی روایت میں کہا: میں نے قتادہ سے کہا: گویا آپ نے اسے (یعنی پڑھنے کو) مکروہ جانا۔ کہا: اگر مکروہ جانتے تو روک دیتے۔

٨٢٩- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ قال: «أَيُّكُمْ قَرَأَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى؟» فقال رَجُلٌ: أَنَا، فقال: «عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا».

٨٢٩- حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو پوچھا: ''تم میں سے کس نے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ کی قراءت کی ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں نے' آپ نے فرمایا: ''میں جان گیا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے (قراءت میں) الجھا رہا ہے۔''

فوائد ومسائل: امام ترمذی ؒ نے اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''صحابہ کرام ؓ میں

٨٢٨- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب نهي المأموم عن جهره بالقراءة خلف إمامه، ح: ٣٩٨ من حديث شعبة به.

٨٢٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

سے اکثر اہل علم' تابعین اوران کے بعد والے قراءت (فاتحہ) خلف الامام کے قائل ہیں۔ امام مالک' ابن مبارک' شافعی' احمد اور اسحاق ؒ اسی کے قائل ہیں۔'' جناب عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ ''میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں' لوگ بھی قراءت کرتے ہیں سوائے اہل کوفہ کی ایک قوم کے' اور میری رائے میں جو قراءت نہ کرے اس کی نماز جائز ہے۔'' تاہم اہل علم کی ایک جماعت نے ترک قراءت فاتحہ میں از حد شدت اختیار کی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں' خواہ آدمی امام کے پیچھے ہی ہو۔ ان کا استدلال حضرت عبادہ بن صامت ؓ کی حدیث سے ہے۔ اور وہ نبی ﷺ کے بعد بھی امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے اور فرمان نبوی [لَاصَلَاةَ اِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ] پر عمل پیرا تھے۔ امام شافعی اور اسحاق ؒ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل ؒ [لَا صَلوٰةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا معنی یہ فرماتے ہیں کہ یہ منفرد کے لیے ہے۔ ان کا استدلال حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث سے ہے کہ ''جو کوئی ایک رکعت پڑھے اور اس میں ام القرآن کی قراءت نہ کرے تو اس نے نماز نہیں پڑھی' الا یہ کہ امام کے پیچھے ہو''۔ (جامع ترمذی' حدیث:۳۱۳) امام احمد ؒ کہتے ہیں کہ یہ بھی جماعت صحابہ کے ایک فرد ہیں' ان کے نزدیک [لَاصَلوٰةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] کا مفہوم یہی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب وہ اکیلا ہو۔ بایں ہمہ امام احمد بن حنبل ؒ قراءت خلف الامام کو ترجیح دیتے ہیں کہ مُصَلِّی (نماز پڑھنے والا) خواہ امام کے پیچھے ہی ہو' قراءت فاتحہ نہ چھوڑے۔ (جامع ترمذی' حدیث:۳۱۲)

الغرض سوائے اہل کوفہ کے تمام ائمہ قراءت فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں۔ اور یہ اہم ترین مسائل میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق صحت نماز کے ساتھ ہے۔ ائمہ عظام میں سے امام بخاری ؒ نے ''جزء القراءة'' اور امام بیہقی نے ''کتاب القراءة خلف الامام'' کے نام سے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ہمارے دور حاضر کے ثقہ علماء علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) نے ''تحقيق الكلام في وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام'' میں اور مولانا ارشاد الحق الاثری نے ''توضيح الكلام في وجوب الفاتحة خلف الامام'' میں اس مسئلے کے مَالَهُ وَمَاعَلَيْهِ کا احاطہ کیا ہے۔ جَزَاهُم اللّٰهُ خيراً.

(المعجم ١٣٤، ١٣٥) - باب مَا يُجْزِيءُ الأُمِّيَّ والأَعْجَمِيَّ مِنَ الْقِرَاءَةِ (التحفة ١٤٠)

باب:۱۳۴'۱۳۵- ان پڑھ اور عجمی آدمی کو کس قدر قراءت کافی ہو سکتی ہے؟

٨٣٠- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنا خَالِدٌ عن حُمَيْدٍ الأعْرَجِ، عن مُحَمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: خَرَجَ

۸۳۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے' ہم میں دیہاتی بھی تھے

٨٣٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ من حديث خالد به، وللحديث طريق آخر عنده: ٣/ ٣٥٧.

عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فقال: «اقْرَؤُوا فكلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ ولا يَتَأَجَّلُونَهُ».

اور غیر عرب بھی۔ آپ نے فرمایا: ''پڑھے جاؤ' سب ہی بہتر ہے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو اسے (قراءت قرآن کو) ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ اس کا اجر (دنیا میں) جلد ہی لینا چاہیں گے اور (آخرت تک) مؤخر نہیں کریں گے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن کریم کو لحن عرب میں پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے اور اس میں اپنی سی محنت اور کوشش کرتے رہنا چاہیے' کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے' مگر بدوی اور عجمی لوگوں کے لیے عربی اسلوب اور قواعد تجوید پر کما حقہ پورا اترنا مشکل ہوتا ہے اس لیے آپ نے مختلف طبقات کے لوگوں کی قراءت کی توثیق فرما کر امت پر آسانی اور احسان فرمایا ہے۔ ② ایسے لوگوں کا پیدا ہو جانا' جو قراءت قرآن کو ریاء' شہرت اور حطام دنیا (دنیوی ساز وسامان) جمع کرنے کا ذریعہ بنالیں' آثار قیامت میں سے ہے۔ ③ ظاہر الفاظ کی تجوید میں مبالغہ اور آواز کے زیر و بم ہی کو قراءت جاننا اور مفہوم ومعنی سے صرف نظر کر لینا از حد معیوب ہے۔ ④ تلاوت قرآن اور اس کے درس وتدریس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا واجب ہے۔ ⑤ حدیث نبوی [أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْراً كِتَابُ اللّٰهِ] ''سب سے عمدہ چیز جس پر تم اجر (عوض واجرت) لے سکتے ہو' اللہ کی کتاب ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الإجارہ' باب:١٦) اور مذکورہ بالا حدیث میں تطبیق یہ ہے کہ عزیمت' عوض نہ لینے میں ہے۔ تاہم امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ معلم اس سلسلے میں کوئی شرط نہ کرے' ویسے کچھ دیا جائے تو قبول کر لے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں دس درہم ادا کیے۔ (حوالہ مذکور) بہر حال مدرس اور داعی حضرات مجاہد کی طرح ہیں۔ اگر اعلائے کلمۃ اللہ کی نیت رکھتے ہوں اور عوض لیں تو ان شاء اللہ مباح ہے' کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر نیت محض مال کمانا ہو تو حرام ہے اور دنیا و آخرت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارے کا سودا نہیں۔

٨٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو وابنُ لَهِيعَةَ عن بَكْرِ بنِ سَوَادَةَ، عن وَفَاءِ ابنِ شُرَيْحٍ الصَّدَفِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِىءُ فقال: «الْحَمْدُ لله

٨٣١- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے جب کہ ہم قرآن پڑھ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''الحمد للہ! کتاب اللہ ایک ہے اور تم (پڑھنے والوں) میں سرخ' سفید اور کالے سبھی لوگ ہیں۔ اسے پڑھے جاؤ! قبل اس کے کہ وہ لوگ اس کی قراءت شروع کر دیں

٨٣١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٣٣٨ من حديث ابن لهيعة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٨٦ * فيه وفاء بن شريح مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والحديث السابق يغني عنه.

كِتَابُ الله وَاحِدٌ وَفِيكُم الأَحْمَرُ وَفِيكُم الأَبْيَضُ وَفِيكُم الأَسْوَدُ، اقْرَؤُوهُ قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَهُ أقوام يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَوَّمُ السَّهْمُ يُتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُهُ».

جو اسے ایسے سیدھا کریں گے جیسے کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا اجر جلد ہی (دنیا میں) لینا چاہیں گے' اسے (آخرت تک) مؤخر نہ کریں گے۔''

٨٣٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن أبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي أَوْفَى قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقال: إِنِّي لا أَسْتَطِيعُ أَنْ آخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِي مَا يُجْزِئُنِي مِنْهُ فقال: «قُلْ: سُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله وَلا إِلَهَ إِلَّا الله وَالله أَكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بالله الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ». قال: يارسولَ الله! هَذَا للهِ فَمَا لِي؟ قال: «قُلِ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي» فَلَمَّا قَامَ قال هَكَذَا بِيَدِهِ فقال رسولُ الله ﷺ: «أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ».

٨٣٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں قرآن سے کچھ یاد نہیں کر سکتا' مجھے کچھ سکھا دیجیے جو میرے لیے (قراءت قرآن سے) کفایت کرے۔ آپ نے فرمایا: ''تم [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيم] پڑھا کرو۔ ''اللہ پاک ہے' اسی کی تعریف ہے' اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ برائیوں سے بچنا اور نیکی کی توفیق ملنا' اللہ کے سوا کسی سے ممکن نہیں۔ وہ عالی ہے عظمت والا ہے۔'' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! یہ تو اللہ کے لیے ہوا' میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي]'' اے اللہ! مجھ پر رحم فرما۔ مجھے رزق دے' راحت وعافیت سے نواز اور ہدایت سے سرفراز فرما۔'' چنانچہ جب وہ کھڑا ہوا تو اپنے ہاتھوں سے ایسے اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اپنے ہاتھ خیر سے بھر لیے ہیں۔''

فائدہ: سابقہ صحیح احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ کم از کم قراءت فاتحہ واجب ہے۔ لہٰذا جو کوئی از حد عاجز ہو اور کسی

٨٣٢- **تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب ما يجزىء من القراءة لمن لا يحسن القرآن، ح: ٩٢٥ من حديث إبراهيم السكسكي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٤، وابن حبان، ح: ٤٧٣، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٤١، ووافقه الذهبي، وقال النسائي: "إبراهيم السكسكي" ليس بذاك القوي" قلت: وثقه الجمهور وحديثه حسن.

بھی معقول سبب سے سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید پڑھنے یا یاد رکھنے پر قادر نہ ہو تو اسے مذکورہ بالا ذکر سے اپنی نماز پوری کرنی چاہیے یا اس قسم کے دیگر کلمات طیبات پڑھا کرے۔ شارح مصابیح نے اشارہ کیا ہے کہ اس سائل کا سوال یہ تھا کہ میں فوری طور پر کچھ یاد نہیں کر سکتا جبکہ نماز فرض ہو چکی ہے' تب نبی ﷺ نے اسے یہ کلمات تعلیم فرمائے۔ (عون المعبود) بہر حال بوڑھے کھوسٹ مردوں' عورتوں اور کمزور عقل افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ اس قسم کے ذکر سے اپنی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

٨٣٣- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: أَخبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْني الْفَزَارِيَّ، عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُصَلِّي التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا.

٨٣٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نفل پڑھا کرتے تو قیام اور قعود میں دعا کیا کرتے تھے اور رکوع اور سجدے میں تسبیحات۔

فائدہ: یہ ضعیف ہونے کے ساتھ موقوف بھی ہے' یعنی ایک صحابی کا عمل۔

٨٣٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ مِثْلَهُ، لَمْ يَذْكُرِ التَّطَوُّعَ قال: كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيُهَلِّلُ قَدْرَ قَافْ وَالذَّارِيَاتِ.

٨٣٤- جناب حمید نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور نفل کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بھی کہا کہ حسن بصری ؒ ظہر اور عصر میں امام ہوتے ہوئے یا امام کے پیچھے بھی سورۂ فاتحہ پڑھتے اور سبحان اللہ' اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے اور سورۂ قٓ اور الذاریات کے بقدر کہتے۔

ملحوظہ: پہلی حدیث منقطع ہے اور دوسری جناب حسن بصری کا عمل۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت اعمال ہی میں خیر اور نجات ہے اور اس قدر ضرور ثابت ہے کہ نبی ﷺ اثنائے قراءت میں آیاتِ رحمت پر دعا اور آیات عذاب پر تعوذ اور استغفار کیا کرتے تھے۔ ایسے ہی قنوت میں' سجدوں کے درمیان' رکوع اور سجدوں میں اور تشہد کے بعد حسب حال دعائیں وارد ہیں اور کی جاسکتی ہیں۔

(المعجم ١٣٥، ١٣٦) - باب تَمَامِ التَّكْبِيرِ (التحفة ١٤١)

باب: ١٣٥، ١٣٦- نماز میں تکبیرات کہنے کا بیان

٨٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * حميد الطويل مدلس وعنعن.

٨٣٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق لعلته.

٨٣٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن مُطَرِّفٍ قال: صَلَّيْتُ أنَا وعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ، فَكَانَ إذَا سَجَدَ كَبَّرَ وإذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وإذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أخَذَ عِمْرَانُ بِيَدَيَّ وقال: لَقَدْ صَلَّى هَذَا قَبْلُ، أو قال: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا قَبْلُ صلاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۸۳۵- جناب مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے' رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے دو رکعتوں سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جب ہم فارغ ہوئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: انہوں نے ہمیں پہلے والی نماز پڑھائی یا کہا: ہمیں اس طرح نماز پڑھائی جو ہم پہلے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

مسئلہ: دراصل لوگوں نے تکبیراتِ انتقال کہنی چھوڑ دی تھیں' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے اسی سنت کی طرف اشارہ فرمایا۔

٨٣٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أبي وبَقِيَّةُ عن شُعَيْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يقولُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يقولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يقولُ: الله أكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الجُلُوسِ

۸۳۶- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابوسلمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر فرض اور غیر فرض نماز میں تکبیریں کہا کرتے تھے' جب کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے' پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر (رکوع سے اٹھتے تو) [سمع الله لمن حمده] کہتے' اس کے بعد [ربنا ولك الحمد] کہتے۔ پھر سجدے کو جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے' پھر (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے' پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے' پھر دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے اور ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے' حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے۔ پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نماز

٨٣٥- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب إتمام التكبير في السجود، ح: ٧٨٦، ومسلم، الصلوة، باب إثبات التكبير في كل خفض ورفع في الصلوة . . . الخ، ح: ٣٩٣ من حديث حماد بن زيد به.

٨٣٦- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يهوي بالتكبير حين يسجد، ح: ٨٠٣ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

فِي اثْنَتَيْنِ، فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يقولُ حِينَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي [لَأَقْرَبُكُمْ] شِبْهًا بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

کے معاملے میں میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہوں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی یہی نماز تھی' حتیٰ کہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَغَيْرُهما عن الزُّهْرِيِّ عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الأَعْلَى - عن مَعْمَرٍ - شُعَيْبَ بنَ أَبِي حَمْزَةَ، عن الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مالک اور زبیدی وغیرہ نے ان آخری جملوں کو بواسطہ زہری جناب علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے۔ جبکہ عبدالاعلیٰ نے بواسطہ معمر شعیب بن ابی حمزہ کی موافقت کی ہے۔ (جیسے کہ مؤلف نے ذکر کیا ہے۔)

فائدہ: ہر دو رکعت میں گیارہ اور چار رکعتوں میں بائیس تکبیریں ہوتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ اور تیسری رکعت کی تکبیر کے علاوہ ہر رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے سب ہی کو واجب کہا ہے جبکہ دوسرے حضرات صرف تکبیر تحریمہ کو واجب کہتے ہیں اور باقی کو سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام کے عمل سے کسی موقع پر بھی ان کا ترک ثابت نہیں ہے۔

٨٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ وَابنُ المُثَنَّى قالا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ قال ابنُ بَشَّارٍ الشَّامِيُّ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الله الْعَسْقَلَانِيُّ عن ابنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أَبْزَى، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ وكَانَ لا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

٨٣٧- جناب ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سب تکبیریں نہ کہتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

امام ابوداود نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ رکوع

٨٣٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٦، ٤٠٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٢٨٧، وقال: "وهذا عندنا لا يصح"، ورواه البخاري في التاريخ الكبير: ٢/ ٣٠٠، ٣٠١ * الحسن ابن عمران الشامي لين الحديث (تقريب).

مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ وإذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ.

سے سر اٹھا کر سجدے کو جاتے ہوئے اور سجدوں سے قیام کرتے ہوئے تکبیر نہیں کہی۔

ملحوظہ: ابوداود طیالسی سے مروی ہے کہ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے۔(منذری) تکبیراتِ انتقال رسول اللہ ﷺ کا متواتر عمل ہے۔

(المعجم ١٣٦، ١٣٧) - **بَابٌ: كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ** (التحفة ١٤٢)

باب:۱۳۶، ۱۳۷-(سجدوں کے لیے جھکتے ہوئے) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے کیوں کر رکھے؟

٨٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَحُسَيْنُ ابنُ عِيسَى قالا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وإذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

۸۳۸- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے تھے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔

٨٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جُحَادَةَ عن عَبْدِ الْجَبَّارِ ابنِ وَائِلٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَ حديثَ الصَّلَاةِ قال: فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الأَرْضِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَا كَفَّاهُ.

۸۳۹- جناب عبدالجبار بن وائل اپنے والد سے حدیث صلاۃ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب سجدہ کیا تو ان کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پہنچے۔

قال هَمَّامٌ: وحَدَّثَنَا شَقِيقٌ: حدثني عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا. وفي حديثِ أَحَدِهِما، وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ في حديثِ مُحَمَّدِ بنِ

ہمام نے کہا کہ شقیق نے عاصم بن کلیب عن ابیه عن النبی ﷺ کی سند سے اس کی مثل بیان کیا ہے۔ اور محمد بن جحادہ یا شقیق میں سے کسی ایک کی روایت میں ہے۔ اور غالباً محمد بن جحادہ کی روایت میں

٨٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح:٨٨٢ عن الحسن بن علي الخلال به، وحسنه الترمذي، ح:٢٦٨ * شريك القاضي مدلس كما تقدم: ٧٢٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٣٩ـ تخريج: [ضعيف] كما تقدم، ح:٧٣٦.

جُحَادَةَ: وإذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذِهِ.

ہے کہ آپ جب اٹھتے تو اپنے گھٹنوں پر اٹھتے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ اس لیے سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے نہیں' بلکہ ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں' جیسا کہ اگلی حدیث ۸۴۰ میں ہے۔

٨٤٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ حَسَنٍ عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُم فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ».

۸۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے' چاہیے کہ اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔''

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند ''جید'' ہے جیسے کہ امام نووی اور زرقانی نے لکھا ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حدیث وائل کی نسبت قوی تر فرمایا ہے۔ دیکھیے (تمام المنة' ص: ۱۹۳' ۱۹۴) اس لیے راجح یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھ رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔

٨٤١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نَافِعٍ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بن حَسَنٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُم في صَلَاتِهِ يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ».

۸۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(کیا) تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں اس طرح بیٹھنے کا قصد کرتا ہے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔''

فائدہ: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ (کتاب الاذان' باب:۱۲۸) حافظ ابن حجر کی ترجیح بھی یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے اونٹ کی مشابہت سے بچتے ہوئے

٨٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح:١٠٩٢ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، ورواه الترمذي، ح:٢٦٩، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد، صححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٢٦، ووافقه الذهبي.

٨٤١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب: أول ما يصل إلى الأرض من الإنسان في سجوده، ح:١٠٩١ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.

پہلے ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور معلوم حقیقت ہے کہ حیوان کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور اونٹ جب بیٹھنے کیلئے جھکتا ہے تو پہلے اپنے گھٹنے ہی رکھتا ہے۔ عام محدثین اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں' مگر احناف اور شوافع حضرت وائل رضی اللہ عنہ والی (ضعیف) روایت پر عامل ہیں اور پہلے گھٹنے رکھتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (تحفة الاحوذی' تمام المنة)

(المعجم ١٣٧، ١٣٨) - باب النُّهُوضِ فِي الْفَرْدِ (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۳۷'۱۳۸- طاق رکعت (پہلی اور تیسری) سے اٹھنے کا طریقہ

٨٤٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ إِبْرَاهِيمَ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ قال: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فقال: وَاللهِ! إِنِّي لأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي. قال: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّى؟ قال: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْني عَمْرَو بنَ سَلِمَةَ إِمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الآخِرَةِ في الرَّكْعَةِ الأُولَى قَعَدَ ثُمَّ قَامَ.

۸۴۲- جناب ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں نماز پڑھاؤں گا۔ حالانکہ نماز کا ارادہ نہیں۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (ایوب نے کہا:) میں نے ابوقلابہ سے پوچھا: انہوں نے کیسے نماز پڑھی؟ کہا: ہمارے اس شیخ کی مانند...... یعنی عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی مانند جو وہاں ان کے امام تھے...... اور بیان کیا کہ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے' پھر (اس کے بعد) اٹھتے تھے۔

فائدہ: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد قیام سے پہلے ذرا سا بیٹھنے کو عرفاً جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔ یہ جلسہ تعبد ہے اور سنت ہے۔

٨٤٣- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ قال: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فقال: وَاللهِ! إِنِّي لأُصَلِّي وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ

۸۴۳- جناب ابوقلابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور کہا: قسم اللہ کی! میں نماز پڑھوں گا اور نماز کا ارادہ نہیں' مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

٨٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من صلى بالناس وهو لا يريد إلا أن يعلمهم صلوة النبي ﷺ وسنته، ح: ٦٧٧ من حديث أيوب السختياني به.

٨٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي. قال: فَقَعَدَ في الرَّكْعَةِ الأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الآخِرَةِ.

(ابوقلابہ نے) کہا: چنانچہ وہ پہلی رکعت میں دوسرا سجدہ کرنے کے بعد بیٹھ گئے (اور پھر اٹھے۔)

٨٤٤- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن خَالِدٍ، عن أبي قِلَابَةَ، عن مَالِكِ بن الْحُوَيْرِثِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ في وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.

۸۴۴- جناب ابوقلابہ حضرت مالک بن حویرث ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہوتے تھے جب تک کہ درست ہو کر بیٹھ نہ جاتے۔

فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوا کہ پہلی اور تیسری رکعت میں جلسۂ استراحت مسنون اور مستحب ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ تعلیم نماز کے بالخصوص بہت ہی حریص تھے' انہوں نے اس کی جزئیات تک کو محفوظ رکھا اور امت تک پہنچایا۔

(المعجم ١٣٨، ١٣٩) - باب الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٤٤)

باب:۱۳۸'۱۳۹- دو سجدوں کے درمیان اقعاء کرنا (ایڑیوں پر بیٹھنا)

٨٤٥- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابن جُرَيْجٍ، أخبرني أبو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يقولُ: قُلْنَا لِابنِ عَبَّاسٍ في الإِقْعَاءِ عَلَى القَدَمَيْنِ في السُّجُودِ، فقال: هِيَ السُّنَّةُ. قال قُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فقال ابنُ عَبَّاسٍ: هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ.

۸۴۵- جناب طاؤس فرماتے تھے کہ ہم نے حضرت ابن عباس ؓ سے دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا: ہم تو اسے پاؤں پر بوجھ یا آدمی کے لیے باعث مشقت خیال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: یہ آپ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

فائدہ: ایڑیوں پر بیٹھنے کو "اقعاء" کہتے ہیں اور سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے' مگر اقعاء کی دوسری کیفیت "عقبة الشيطان" ناجائز ہے۔ یعنی انسان اپنی پنڈلیوں کو کھڑا کرلے اور سرین پر بیٹھ جائے۔

(المعجم ١٣٩، ١٤٠) - باب مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (التحفة ١٤٥)

باب:۱۳۹'۱۴۰- رکوع سے سر اٹھائے' تو کیا کہے؟

٨٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من استوى قاعدًا في وتر من صلوته ثم نهض، ح: ٨٢٣ من حديث هشيم به.

٨٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز الإقعاء على العقبين، ح: ٥٣٦ من حديث ابن جريج به.

٨٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ وأبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ، كُلُّهُمْ عن الأعمَشِ، عن عُبَيْدِ بنِ الحَسَنِ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يقولُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

٨٤٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے تھے: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لكَ الْحَمْدُ مِلْ ءَ السَّمٰوٰتِ ومِلْءَ الْاَرْضِ ومِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ] ''سن لیا اللہ نے اس کو جس نے اس کی تعریف کی! اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے (اس قدر کہ) اس سے سب آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ بنُ الْحَجَّاجِ عن عُبَيْدٍ أبي الْحَسَنِ: هذا الحديثُ لَيْسَ فيه بَعْدَ الرُّكُوعِ. قال سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا أبا الْحَسَنِ بَعْدُ فَلَمْ يَقُلْ فيه بَعْدَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے عبید ابوالحسن سے بیان کیا کہ اس حدیث میں ''رکوع کے بعد'' کا ذکر نہیں ہے۔ سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بعد الشیخ عبید ابوالحسن سے ملاقات کی تو انہوں نے اس روایت میں ''بعد رکوع'' کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن أبي عِصْمَةَ، عن الأعمَشِ، عن عُبَيْدٍ قال: بَعْدَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: جبکہ شعبہ نے ابوعصمہ سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبید سے روایت کیا ہے تو [بَعْدَ الرَّكُوعِ] کا ذکر کیا ہے۔

٨٤٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنَا محمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أبُو مُسْهِرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا

٨٤٧- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب [سمع اللّٰه لمن حمده] کہہ لیتے تو کہتے: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السماء] اور مؤمل کے الفاظ [مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ .... الخ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے جس سے کہ

٨٤٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح:٤٧٦ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٨٤٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، ح:٤٧٧ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به.

عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ، كُلُّهُمْ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ العَزِيز، عن عَطِيَّةَ بنِ قَيْسٍ، عن قَزَعَةَ بنِ يَحْيَى، عن أبي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يقولُ حِينَ يقولُ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ». قال مُؤَمَّلٌ: «مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الأرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالمَجْدِ، أحَقُّ ما قال الْعَبْدُ وكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لا مَانِعَ لِمَا أعْطَيْتَ». زَادَ محمُودٌ: «ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ» - ثُمَّ اتَّفَقُوا - «ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». وقال بِشْرٌ: «رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ» لَمْ يَقُلْ محمُودٌ: «اللَّهُمَّ» قال: «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ».

آسمان بھر جائیں' زمین بھر جائے اور ان کے علاوہ جو تو چاہے بھر جائے۔ اے وہ ذات جو تعریف و بزرگی کے اہل ہے! سب سے حق بات جو بندے کو کہنی لائق ہے...... اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں...... یہی ہے کہ جو تو عنایت فرما دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور محمود نے زیادہ کیا [ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ] اور جو تو روک لے کوئی دے نہیں سکتا پھر [ولا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] اور تیرے مقابلے میں کسی کی بڑائی اور بزرگی فائدہ نہیں دے سکتی یہ سب کا اتفاق ہے۔ بشر نے [اَللّٰهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] بیان کیا ہے اور محمود نے [اَللّٰهُمَّ] کے بغیر [رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] (باضافہ واو) روایت کیا ہے۔

[رَوَاهُ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن سَعِيدٍ قال: «اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ»، وَلَمْ يَقُلْ: «ولا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ» أيْضًا.

ولید بن مسلم نے سعید سے روایت کیا تو کہا: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: ولم يَجِيءْ بِهِ إلَّا أبُو مُسْهِرٍ].

امام ابوداود نے کہا: ان کو صرف ابومسہر ہی نے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① احادیث میں [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] سب طرح سے آیا ہے اور سب جائز ہے۔ ② امام اور مقتدی دونوں ہی یہ کلمات کہیں۔

٨٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مالِكٍ، عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ

۸۴۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام [سمع الله لمن

٨٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: فضل اللهم ربنا لك الحمد، ح: ٧٩٦، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى) ١: ٨٨/ (والقعنبي، ص: ١٤٢).

السَّمَّانِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا قال الإمامُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، فقولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ، فإنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

حمدہ] کہے تو تم لوگ کہو [اللّٰهم ربنا لك الحمد] کیونکہ جس کے یہ کلمات ملائکہ (فرشتوں) کے قول کے موافق ہو گئے اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ ملائکہ (فرشتے) بھی نمازیوں کے ساتھ یہ کلمات کہتے ہیں اور ان کی دعا کا وقت وہی ہوتا ہے جب امام رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے تسمیع سے فارغ ہوتا ہے تو وہ اپنے کلمات کہتے ہیں۔ ② مقتدی کو بھی امام کی اقتداء کرنی چاہیے اور اس میں ملائکہ کی موافقت ہے۔

٨٤٩- حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ قال: لَا يَقُولُ الْقَوْمُ خَلْفَ الإِمَامِ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَكِنْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

۸۴۹- جناب عامر بن شراحیل شعبی (تابعی) کہتے ہیں کہ لوگوں کو امام کے پیچھے [سمع الله لمن حمده] نہیں کہنا چاہیے۔ وہ [ربنالك الحمد] کہیں۔

فوائد و مسائل: ① تَسْمِيع (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہنا)، تحمید [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا) اور دیگر دعاؤں میں منفرد، امام اور مقتدی سب ہی شریک ہوں، احادیث کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی، مالک، عطاء، ابوداود، ابو بردہ، محمد بن سیرین، اسحاق اور داود رحمۃ اللہ علیہم کا میلان اسی طرف ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے۔ (نیل الاوطار باب مايقول في رفعه من الركوع وبعد انتصابه: ۲/۲۷۹) جبکہ کچھ دوسری طرف بھی گئے ہیں جیسے کہ امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ پہلی صورت ان شاء اللہ راجح ہے۔ ② چاہیے کہ نوخیز بچوں اور طلبۂ علم کو ان دعاؤں کے پڑھنے کا عادی بنایا جائے۔

(المعجم ١٤٠، ١٤١) - باب الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۴۰، ۱۴۱- دو سجدوں کے درمیان کی دعا

٨٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو

۸۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

٨٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٨٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما يقول بين السجدتين، ح: ٢٨٤ من حديث زيد ابن حباب به، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٩٨، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٢، ووافقه الذهبي، ولأصل الحديث شاهد عند مسلم، ح: ٢٦٩٧، وانظر، ح: ٨٧٤، وهو أقوى منه ※ حبيب بن أبي ثابت مدلس وعنعن.

الْعَلاءِ: حدثني حَبِيبُ بنُ أبي ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يقولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي».

[اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ] ''اے اللہ! مجھے بخش دے! مجھ پر رحم فرما! مجھے عافیت دے اور ہدایت دے اور مجھے رزق دے۔''

فوائد و مسائل: ① اس دعا کے سنن ترمذی میں الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ' وَارْحَمْنِيْ' وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِي] ''اُجْبُرْنِي'' کا مفہوم ہے: ''اے اللہ! ٹوٹی ہوئی حالت کو جوڑ دے۔'' دیکھیے (سنن ترمذی' الصلاة' باب مايقول بين السجدتين' حديث:٢٨٤) ② اس دعا کا پڑھنا سنت ہے' مگر کچھ لوگ اس سے غافل ہیں' بلکہ زیادہ ہی غافل ہیں۔ شیخ شوکانی رحمہ اللہ اس پر اس انداز میں افسوس کا اظہار کرتے ہیں: ''لوگوں نے صحیح احادیث سے ثابت شدہ سنت کو چھوڑ رکھا ہے' اس میں ان کے محدث' فقیہ' مجتہد اور مقلد سبھی شریک ہیں' نہ معلوم یہ لوگ کس چیز پر تکیہ کیے ہوئے ہیں۔'' (نیل الاوطار' ٢/٢٩٣) ③ سنن ابو داود کی ایک حدیث میں صرف [رَبِّ اغْفِرْلِيْ' رَبِّ اغْفِرْلِيْ] پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔ (دیکھیے حدیث: ٨٧٤) شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور کچھ دیگر علماء اور ائمہ کم از کم اتنا پڑھنے کو واجب کہتے ہیں۔

(المعجم ١٤١، ١٤٢) - باب رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ (التحفة ١٤٧)

باب: ١٤١، ١٤٢- عورتیں جب امام کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھیں' تو سجدے سے کب سر اٹھائیں؟

٨٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن عَبْدِ الله بنِ مُسْلِمٍ أخي الزُّهْرِيِّ، عن مَوْلًى لِأَسْمَاءَ ابْنَةِ أبي بَكْرٍ، عن أسْمَاءَ ابنةِ أبي بَكْرٍ قالت: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ كَانَ مِنْكُنَّ تُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا تَرْفَعْ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرِّجَالُ رُؤوسَهُمْ» كَرَاهِيَةَ أنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ.

٨٥١- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ عورتوں سے فرماتے تھے: ''جو تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتی ہے وہ اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائے جب تک کہ مرد نہ اٹھا لیں۔'' آپ علیہ السلام نے یہ حکم اس لیے دیا کہ کہیں ان کی نظر مردوں کے ستروں پر نہ پڑ جائے۔

٨٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٦/٣٤٨ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٥١٠٩ * فيه مولى أسماء مجهول، والحديث السابق(٦٣٠) يغني عنه.

فوائد ومسائل: ① کپڑوں کی قلت اور ناداری کے باعث بعض صحابہ کرام ؓ ایک ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے اور بعض اوقات وہ اس قدر مختصر ہوتی تھیں کہ انہیں گردنوں پر باندھے ہوتے تھے۔ اس لیے مذکورہ ہدایت دی گئی اور اب اگرچہ حالات بدل گئے' مگر ارشاد نبوی پر عمل واجب ہے' قرینہ اس کا آپ کا تاکید سے یہ فرمانا ہے کہ "جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔" نیز اس کی دوسری مثال طواف قدوم میں رَمَل کرنا ہے' یعنی آہستہ آہستہ دوڑنا' یہ بھی ایک وقتی ضرورت سے تھا' مگر جملہ ائمہ امت نے اس سنت کو عَلٰی حَالِھَا باقی رکھنا تسلیم کیا ہے۔ ② صحابیات بھی نماز باجماعت کا اہتمام کرتی تھیں۔ ③ دوسرے کے ستر کو دیکھنا ناجائز ہے اور اچانک نظر پڑنے کے اندیشے سے بھی بچنا چاہیے' البتہ زوجین اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

(المعجم ١٤٢، ١٤٣) - بابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٤٨)

باب: ١٤٢، ١٤٣- رکوع کے بعد کے قیام اور سجدوں کے درمیان کے قعدہ کو طویل کرنے کا بیان

٨٥٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ سُجُودُهُ وَرُكُوعُهُ وَقُعُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

٨٥٢- حضرت براء ؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سجدہ' رکوع اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا قریب قریب برابر ہوا کرتا تھا۔

ملحوظہ: [قُعُودُهُ' وَمَابَيْنَ السَّجْدَتَيْن] اس جملے میں نسخوں کا اختلاف ہے۔ منذری میں ہے۔ [كَانَ سُجُودُهُ' وَرُكُوعُه ومَابَيْنَ السَّجْدَتَين] ایک دوسرے نسخے میں [قُعُودہ] کے بعد واؤ عاطفہ نہیں ہے۔

٨٥٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عن أَنَسِ بْنِ مالِكٍ قال: مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْجَزَ صَلَاةً من رسولِ الله ﷺ في تَمَامٍ، وَكَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ

٨٥٣- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ ﷺ (کی نماز) سے بڑھ کر مختصر اور کامل ہو۔ آپ [سمع الله لمن حمده] کہہ کر کھڑے ہوتے (اور اس قدر لمبا قیام کرتے) کہ ہم سمجھتے شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔ پھر آپ تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ اور آپ

٨٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: وحد إتمام الركوع والاعتدال فيه والاطمأنينة، ح: ٧٩٢ من حديث شعبة، ومسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧١ من حديث الحكم بن عتيبة به.

٨٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب اعتدال أركان الصلوة وتخفيفها في تمام، ح: ٤٧٣ من حديث حماد ابن سلمة به.

أَوْهَمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ، وكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ.

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے (اور اس قدر لمبا بیٹھتے) کہ ہم کہتے کہ شاید آپ کو وہم ہو گیا ہے۔

٨٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهما في الآخَرِ - قالا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ عن هِلَالِ بنِ أبي حُمَيْدٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ قال: رَمَقْتُ مُحَمَّدًا ﷺ - وقال أَبُو كَامِلٍ: رسولَ الله ﷺ - في الصَّلَاةِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرَكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ. وَاعْتِدَالَهُ في الرَّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ والانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّواء.

۸۵۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بڑے غور سے دیکھا' تو میں نے پایا کہ آپ کا قیام آپ کے رکوع اور سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا رکوع سے اعتدال (قومہ) آپ کے سجدے کے برابر ہوتا تھا۔ اور آپ کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور سجدہ جو سلام اور پھرنے کے مابین ہوتا برابر ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مُسَدَّدٌ: فَرَكْعَتُهُ وَاعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ والانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّواءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد نے روایت کیا کہ آپ کا رکوع' رکوع اور سجدے کے درمیان اعتدال (قیام' قومہ)' پھر آپ کا سجدہ پھر سلام اور پھرنے کے درمیان بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: [وَاعْتِدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتُهُ فَجَلْسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْانْصِرَافِ قَرِيباً مِنَ السَّواءِ] ''اور رکوع اور سجدوں کے مابین اعتدال (قومہ) پھر سجدہ اور سلام اور پھرنے کے مابین بیٹھنا تقریباً برابر ہوتے تھے۔'' ② حدیث کے الفاظ کی روایت میں قدرے اختلاف ہے۔ ان الفاظ کی توجیہ یہ ہے کہ [سَجْدَته مَابَيْنَ التَّسْلِيمِ والانصراف] سے سجدہ سہو مراد ہو سکتا ہے۔ اور [اِعْتَدَالُهُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْن] میں ''رکعتین'' سے ممکن ہے علی سبیل التغلیب رکوع اور سجدہ مراد ہو۔ (بذل المجهود) [سَجْدَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ] سے آخری رکعت کا آخری یعنی دوسرا سجدہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ③ رکوع' قومہ' سجدہ' بین السجدتین اور بعد سلام بیٹھنے میں اطمینان ہونا چاہیے اور حسب طول قراءت ان ارکان کو بھی مناسب طول دینا مشروع ومسنون ہے۔ بالکل برابری مراد نہیں ہے۔

٨٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٨٥٢، وأخرجه مسلم، ح: ٤٧١ عن أبي كامل به.

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - **باب صَلَاةِ مَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ** (التحفة ١٤٩)

باب:۱۴۳'۱۴۴-اس آدمی کی نماز جو رکوع اور سجدے میں اپنی کمر برابر نہ کرے؟

٨٥٥- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي مَعْمَرٍ، عن أبي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لا تُجْزِىءُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ».

۸۵۵-حضرت ابومسعود بدری ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو برابر نہ کر لے۔''

٨٥٦- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْني ابنَ عِيَاضٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حدثني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عُبَيْدِالله - وهذا لَفْظُ ابْنِ الْمُثَنَّى - حدثني سَعِيدُ بنُ أبي سَعِيدٍ عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رسولِ الله ﷺ، فَرَدَّ رسولُ الله ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ وقال: «ارْجِعْ فَصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فقال لَهُ رسولُ الله ﷺ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ»، ثُمَّ قال: «ارْجِعْ فَصَلِّ فإنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى

۸۵۶-حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا' اس نے نماز پڑھی' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ''جاؤ' نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' چنانچہ وہ گیا اور نماز پڑھی جیسے کہ (پہلے) پڑھی تھی۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ السَّلَامُ جاؤ' نماز پڑھو! تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' حتیٰ کہ اس نے تین بار ایسے ہی کیا۔ بالآخر اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں اس سے عمدہ نہیں پڑھ سکتا' مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز

٨٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء فيمن لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ٢٦٥ من حديث سليمان الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٧٠.

٨٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٧ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها . . . الخ، ح: ٧٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ فقال الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! ما أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلِّمْنِي. قال: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ ما تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا».

کے لیے کھڑے ہوتو اللہ اکبر کہو۔ پھر تمہارے لیے جو آسان ہو قرآن سے پڑھو۔ پھر رکوع کرو' حتیٰ کہ رکوع میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر سر اٹھاؤ' حتیٰ کہ درست انداز میں کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو' حتیٰ کہ سجدے میں خوب اطمینان کرلو۔ پھر بیٹھو' حتیٰ کہ تسلی سے بیٹھ جاؤ اور پھر ایسے ہی پوری نماز میں کیا کرو۔''

قال الْقَعْنَبِيُّ عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عن أبي هُرَيْرَةَ: وقال في آخِرِهِ: «فإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصْتَ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَإِنَّمَا انْتَقَصْتَهُ مِنْ صَلَاتِكَ». وقال فيه: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فأَسْبِغِ الْوُضُوءَ».

قعنبی نے اسے بواسطہ سعید بن ابی سعید مقبری' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے تو اس کے آخر میں کہا ہے: ''اگر تم نے ایسے ہی کیا تو تمہاری نماز کامل ہوگی اور اگر اس میں کچھ کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کی۔'' مزید اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:...... ''جب نماز کے لیے اٹھو تو وضو کامل کرو۔''

٨٥٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ المَسْجِدَ، ذَكَرَ نَحْوَهُ، قال فيه: فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ فَيَضَعَ الْوُضُوءَ» يَعْنِي مَوَاضِعَهُ «ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ الله عَزَّوَجَلَّ وَيُثْنِي عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ بِمَا شَاءَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يقولُ: الله أَكْبَرُ، ثُمَّ

٨٥٧-علی بن یحییٰ بن خلاد (یحییٰ کے) چچا (رفاعہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا' اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ وضو نہ کرلے اور اعضائے وضو کو ٹھیک ٹھیک نہ دھولے۔ پھر تکبیر کہے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے اور کچھ قرآن پڑھے جو اسے آسان لگے۔ پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں پھر کہے سمع اللہ لمن حمدہ اور

٨٥٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٠ من حديث علي بن يحيى به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٤٢، وانظر الحديث الآتي.

يَرْكَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يقولُ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قائِمًا، ثُمَّ يقولُ: الله أكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يقولُ: الله أكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يقولُ: الله أكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُكَبِّرُ، فإذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ».

اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو جائے' پھر کہے اللّٰہ اکبر اور سجدہ کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اللّٰہ اکبر کہے اور اپنا سر اٹھائے اور ٹھیک طرح سے بیٹھ جائے۔ پھر اللّٰہ اکبر کہے اور سجدہ کرے' حتیٰ کہ اس کے جوڑ اطمینان سے ٹک جائیں۔ پھر اپنا سر اٹھائے اور تکبیر کہے۔ جب اس طرح کرے گا تو اس کی نماز کامل ہوگی۔"

٨٥٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ وَالْحَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ قالا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إسْحَاقُ بنُ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن أبِيهِ عن عَمِّهِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ بِمَعْنَاهُ، قال: فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أحَدِكُم حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أمَرَهُ الله تَعَالَى، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إلَى المِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ الله عَزَّوَجَلَّ وَيَحْمَدُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ ما أُذِنَ لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ» - فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ قال: - «ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْجُدُ فَيُمَكِّنُ وَجْهَهُ» - قال هَمَّامٌ: - وَرُبَّمَا قال: «جَبْهَتَهُ مِنَ الأرْضِ، حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْتَوِي قاعِدًا عَلَى

٨٥٨- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا...... اس میں ہے کہ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وضو کامل نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے۔ پس اپنا چہرہ دھوئے' کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوئے' سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر اللّٰہ اکبر کہے (اور نماز شروع کرے) اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے۔ پھر قرآن سے قراءت کرے جیسے کہ اسے حکم دیا گیا ہے اور جو آسان لگے۔" پھر حماد کی حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور کہا: "پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنا چہرہ زمین پر ٹکا دے۔" ہمام نے اس مقام پر بعض اوقات [جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ] کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی اپنی پیشانی زمین پر ٹکائے حتیٰ کہ اس کے جوڑ

٨٥٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في الوضوء على ما أمر الله تعالى، ح: ٤٦٠ من حديث الحجاج بن المنهال، والنسائي، ح: ١١٣٧ من حديث همام به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٤١، ٢٤٢، ووافقه الذهبي.

مَقْعَدِهِ وَيُقِيمُ صُلْبَهُ» فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هٰكَذَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتّٰى فَرَغَ، «لا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُم حَتّٰى يَفْعَلَ ذٰلِكَ».

اطمینان اور سکون سے ٹک جائیں۔ پھر تکبیر کہے اور درست ہو کر سرین پر بیٹھ جائے اور کمر کو سیدھی رکھے۔'' الغرض! اسی انداز میں نماز کا طریقہ بیان فرمایا حتیٰ کہ چاروں رکعات سے فارغ ہو جائے۔ ''کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ ایسے ہی کرے۔''

٨٥٩- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابنَ عَمرٍو، عن عَلِيِّ بنِ يَحْيَى بنِ خَلَّادٍ، عن رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ بِهٰذِهِ القِصَّةِ قال: «إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ الله أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ» وقال: «إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاقْعُدْ عَلَى فَخِذِكَ الْيُسْرَى».

٨٥٩- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کیا کہا: ''جب تم (نماز کے لیے) کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کرو تو اللہ اکبر کہو پھر ام القرآن (فاتحہ) اور قرآن سے کچھ پڑھو جو اللہ توفیق دے۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھو اور کمر کو لمبا رکھو۔'' اور فرمایا: ''جب سجدہ کرو تو اطمینان سے ٹک کر سجدہ کرو اور جب سجدے سے اٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ۔''

فائدہ: اس روایت میں قراءتِ فاتحہ کی تصریح ہے اور یہ ''مَاتَيَسَّر مِنَ الْقُرآن'' کی تفسیر و توضیح ہے۔

٨٦٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، حدثني عَلِيُّ بنُ يَحْيَى بنِ خَلَّادِ بنِ رَافِعٍ عن أَبِيهِ، عن عَمِّهِ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذِهِ القِصَّةِ قال: «إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ فَكَبِّرِ الله عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ عَلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ» وقال فيه: «فَإِذَا جَلَسْتَ

٨٦٠- جناب علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع اپنے والد سے وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ عزوجل کی تکبیر کہو' پھر جو تمہیں قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔'' اس روایت میں مزید فرمایا: ''جب تم نماز کے دوران میں بیٹھو تو اطمینان سے بیٹھو اور اپنی بائیں ران بچھا لو' پھر تشہد پڑھو'

٨٥٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٠ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٣٨، وابن حبان، ح: ٤٨٤.

٨٦٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٣٣، ١٣٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٩٧، ٦٣٨.

فِي وَسَطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ وَافْتَرِشْ فَخِذَكَ الْيُسْرَى، ثُمَّ تَشَهَّدْ، ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

پھر جب کھڑے ہوتو پہلے کی طرح کرو‘ حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ۔‘‘

٨٦١- حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ: أخبرني يَحْيَى بْنُ عَلِيِّ بن يحيى بْنِ خَلَّادِ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ - فَقَصَّ هَذا الحديثَ قال فيه: - «فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَأَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ بِهِ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ» - وقال فيه: - «وَإِنِ انْتَقَصْتَ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ».

٨٦١- جناب یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع زرقی اپنے والد سے‘ وہ اپنے دادا سے‘ وہ حضرت رفاعہ بن رافع ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور یہی حدیث بیان کی۔ اس میں کہا...... ’’پھر وضو کرو جیسے کہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے اور (بعد از وضو) کلمۂ شہادت پڑھو۔ پھر اقامت کہو۔ پھر اللہ اکبر کہو (اور نماز شروع کرو۔) اگر تمہیں قرآن یاد ہو تو پڑھو ورنہ اللہ تعالیٰ کی تحمید‘ تکبیر اور تہلیل کرو۔‘‘ اس روایت میں مزید فرمایا ہے ’’اگر تم نے اس سے کچھ کم کیا تو اپنی نماز سے کم کیا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا چھ روایات ’’حدیث مسیئ الصلوٰۃ‘‘ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ (یعنی وہ آدمی جس نے غلط انداز میں نماز پڑھی تھی) اس کا نام خلاد بن رافع (ﷺ) ہے۔ ② علم نہ ہونے کے عذر سے انسان کے افعال عبادت کسی طور بھی صحیح اور جائز نہیں ہو سکتے‘ اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے دین کا ضروری علم حاصل کرنے کا اہتمام کرے اور یہ فرض ہے۔ ③ تعلیم وتربیت کی غرض سے طلبہ میں طلب علم‘ اور اصلاح اغلاط کا داعیہ اجاگر کرنے کے لیے مربی کو مختلف انداز اختیار کرنے چاہئیں۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے دو تین بار نماز پڑھوائی۔ ④ اس حدیث میں نماز کے بہت سے مسائل آ گئے ہیں اور کچھ رہ بھی گئے ہیں۔ ان کے متعلق ائمہ حدیث یہ کہتے ہیں کہ شاید وہ ان سے واقف تھا۔ ⑤ وضو کی باترتیب تکمیل‘ اس کے بعد دعا‘ منفرد کے لیے اقامت‘ ابتدائے نماز کے لیے لفظ اللہ اکبر کی تخصیص‘ ثنا اور فاتحہ‘ قراءت قرآن‘ تکبیرات انتقال اور تسمیع‘ رکوع سجود میں کمر کو سیدھا رکھنا‘ بیٹھتے ہوئے اقعاء کی بجائے پاؤں بچھا کر بیٹھنا اور اطمینان واعتدال ارکان ایسے مسائل ہیں جو نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اسے تعلیم فرمائے ہیں۔ فقہائے کرام نے ان مسائل میں فرض‘ واجب‘ سنت اور مستحب کی اصطلاحات استعمال کی ہیں‘ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس طرح ان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ فرمان رسول کے

٨٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصلوة، باب الإقامة لمن يصلي وحده، ح: ٦٦٨ من حديث إسماعيل بن جعفر به، مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٤٥.

سامنے سوائے تسلیم وتعمیل کے اور کسی بحث کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے۔ ⑨ اس حدیث کے پس منظر میں سب سے اہم مسئلہ ''اعتدال واطمینان'' کے وجوب کا ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی' خواہ مسجد نبوی میں کیوں نہ پڑھی جائے۔ ائمہ احناف میں سے امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی وجوب اطمینان کی صراحت کی ہے۔ ⑥ کچھ لوگوں نے [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ قراءت فاتحہ واجب نہیں ہے' مگر یہ استدلال ازحد ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کی ایک سند (حدیث:٨٥٩) میں [ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ] کی صراحت موجود ہے۔ یعنی فاتحہ کی قراءت کرو اور جو اللہ توفیق دے۔ ان لوگوں کا استدلال ضعیف ہونے کی ایک نظیر یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حج کے مسائل میں فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرة:١٩٦) ''اور جو کوئی عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا فائدہ اٹھائے تو اس پر قربانی ہے جو اسے میسر آئے۔'' اور ظاہر ہے کہ حج تمتع میں کم از کم قربانی ایک بکری ہے اور شرط ہے کہ اس کے دانت ٹوٹ کر پھر سے نکل چکے ہوں۔ جیسے کہ صحیح احادیث میں واضح ہے۔ ''میسر آنے'' کا مفہوم کسی صورت بھی کھلی چھوٹ نہیں' بلکہ خاص صفت سے مخصوص ہے۔ ایسے ہی [ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ] کی توضیح سورت فاتحہ ہے' جیسے کہ حدیث:٨٥٩ اور دیگر صحیح وصریح احادیث میں آیا ہے۔ الا یہ کہ کوئی ازحد عاجز ہو اور کچھ بھی نہ پڑھ سکتا ہو' تو تسبیح وتہلیل کر سکتا ہے۔ ⑧ [ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا] کے الفاظ کی روشنی میں مذکورہ آداب وتعلیمات کو ہر ہر رکعت میں ملحوظ خاطر رکھنا لازمی ہے۔ اور اسی میں سے اطمینان اور قراءت فاتحہ بھی ہے' اور اللہ توفیق دینے والا ہے۔

٨٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن جَعْفَرِ بنِ الْحَكَمِ؛ ح: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ عَبْدِ الله الأنْصَارِيِّ، عن تَمِيمِ بنِ المَحْمُودِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ شِبْلٍ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ عن نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ المَكَانَ فِي المَسْجِدِ كما يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ. هذا لَفْظُ قُتَيْبَةَ.

٨٦٢- حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ (نماز میں) کوے کی طرح ٹھونگیں ماری جائیں یا درندے کی مانند پھیل کر بیٹھا جائے یا کوئی شخص مسجد میں (اپنے لیے) جگہ خاص کر لے جیسے کہ اونٹ خاص کر لیتا ہے۔ اور یہ لفظ قتیبہ کے ہیں۔

٨٦٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب النهي عن نقرة الغراب، ح:١١١٣ من حديث الليث ابن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح:٦٦٢، ١٣١٩، وابن حبان، ح:٤٧٦، والحاكم: ١/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها شاهد ضعيف في المسند: ٥/ ٤٤٧ * فيه تميم بن محمود، ضعفه البخاري والجمهور.

فائدہ: نماز میں حیوانات سے مشابہت کی ممانعت آئی ہے' جیسے کہ اونٹ کی طرح بیٹھنا۔ اور اس حدیث میں جلدی جلدی نماز پڑھنے کو کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا سجدے میں انسان اپنی کہنیاں زمین پر بچھالے تو درندے کی طرح پھیل کر بیٹھنے سے تشبیہ آئی ہے۔ ایسے ہی مسجد میں نماز کے لیے اپنے لیے جگہ مخصوص کرنا بھی ممنوع ہے۔ نماز کے بعد علمی حلقے کے لیے جگہ خاص کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٨٦٣- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن سَالِمِ الْبَرَّادِ قال: أَتَيْنَا عُقْبَةَ بنَ عَمْرٍو الأنْصَارِيَّ أبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا عن صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، فَقَامَ بَيْنَ أيْدِينَا في الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قال: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقَامَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الأَرْضِ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ أيْضًا، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هَذِهِ الرَّكْعَةِ، فَصَلَّى صَلَاتَهُ ثُمَّ قال: هَكَذَا رَأَيْنَا رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي.

٨٦٣- جناب سالم برّاد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق بتائیے۔ وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہوگئے اور اللہ اکبر کہا (اور نماز شروع کی۔) جب رکوع کیا تو ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو ان (گھٹنوں) سے نیچے کیا اور کہنیوں کو (پہلوؤں سے) دور رکھا' حتیٰ کہ ہر ہر جوڑ اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر [سمع اللہ لمن حمدہ] کہا اور کھڑے ہوگئے حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ پھر کہنیوں کو پہلوؤں سے دور کیا' حتیٰ کہ ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھایا اور بیٹھے' حتیٰ کہ ہر ہر عضو اپنی جگہ پر ٹک گیا۔ پھر (دوسرے سجدے میں) بھی ایسے ہی کیا۔ پھر اسی طرح چار رکعتیں پڑھیں اور اپنی نماز پوری کی' پھر فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① نماز میں اعتدال و اطمینان واجب ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔ ② رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا' بلکہ گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔ (سنن نسائی حدیث:١٠٣٥'١٠٣٦) جب کہ تطبیق منسوخ ہے۔ ③ رکوع اور سجدے میں کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھنا چاہیے۔

٨٦٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب مواضع الراحتين في الركوع، ح: ١٠٣٧ من حديث عطاء بن السائب به وحدث به قبل اختلاطه وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٩٨ والحاكم: ١/ ٢٣٤ ووافقه الذهبي.

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **باب قَولِ النَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ صَلَاةٍ لَا يُتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ** (التحفة ١٥٠)

٨٦٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عن الْحَسَنِ، عن أنَسِ بنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ قال: خَافَ مِنْ زِيَادٍ أو ابنِ زِيَادٍ فأتَى المَدِينَةَ فَلَقِيَ أبَا هُرَيْرَةَ، قال: فَنَسَبَنِي فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فقال: يَا فَتَى: ألَا أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا؟ قال: قُلْتُ: بَلَى رَحِمَكَ الله. قال يُونُسُ: وأَحْسِبُهُ ذَكَرَهُ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إنَّ أوَّلَ مَا يُحَاسَبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ، قال: يقولُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أعْلَمُ: انْظُرُوا في صَلَاةِ عَبْدِي أتَمَّهَا أمْ نَقَصَهَا؟ فإنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً وَإنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْها شَيْئًا. قال: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فإنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قال: أَتِمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الأَعْمَالُ عَلَى ذَاكَ».

باب:۱۴۴، ۱۴۵- نبی ﷺ کا فرمان: ہر وہ (فرض) نماز جسے نمازی نے پورا نہ کیا ہوا سے اس کے نوافل سے پورا کیا جائے گا

۸۶۴- انس بن حکیم ضبی سے مروی ہے کہا کہ وہ زیاد یا ابن زیاد کے خوف سے مدینہ آ گیا اور یہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے مجھ سے میرا نسب معلوم کیا تو میں نے انہیں بتا دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے جوان! کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے! (استاد) یونس کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: "قیامت کے روز لوگوں کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہو گا وہ ان کی نماز ہو گی۔ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ (پہلے ہی) خوب جاننے والا ہے' میرے بندے کی نماز دیکھو! کیا اس نے اس کو پورا کیا ہے یا اس میں کوئی کمی ہے؟ چنانچہ وہ اگر کامل ہوئی تو پوری کی پوری لکھ دی جائے گی اور اگر اس میں کوئی کمی ہوئی تو فرمائے گا کہ دیکھو! کیا میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں؟ اگر نفل ہوئے تو وہ فرمائے گا کہ میرے بندے کے فرضوں کو اس کے نفلوں سے پورا کر دو۔ پھر اسی انداز سے دیگر اعمال لیے جائیں گے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ حدیث ۸۶۶ اس کی مؤید ہے۔ ② قیامت کے روز اعمال کا محاسبہ حق ہے۔ ③ شہادتین کے بعد نماز دین کا اہم ترین رکن ہے اور حقوق اللہ میں سے اسی کا سب

٨٦٤ـ **تخريج: [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٥ من حديث إسماعيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٢٥، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٢، ووافقه الذهبي وللحديث شواهد * الحسن البصري مدلس وعنعن وتابعه علي بن زيد، وهو ضعيف والحديث الآتي: ٨٦٦ يغني عنه.

سے پہلے حساب ہوگا۔ (سنن نسائی، حدیث: ۴۶۶) جبکہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا حساب لیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث: ۶۵۳۳ و صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۷۸) ④ فرائض کی ادائیگی میں کسی بھی تقصیر سے انسان کو محتاط رہنا چاہیے نیز نوافل کا بھی خوب اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ ان ہی سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ ⑤ نوافل بالخصوص سنن راتبہ (مؤکدہ) رسول اللہ ﷺ کی سنت متواترہ ہیں۔ سفر کے علاوہ آپ نے انہیں کبھی ترک نہیں فرمایا بلکہ بعض اوقات تاخیر ہونے پر ان کی قضا بھی ادا کی ہے۔ کچھ صالحین کا کہنا ہے کہ سنن و نوافل کی پابندی فرائض پر پابندی کے لیے مہمیز کا کام دیتی ہے۔ اور جو شخص سنن میں غفلت کرتا ہے عین ممکن ہے فرائض میں غفلت کا مرتکب ہو جائے۔ ⑥ وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ نے کچھ نومسلم بدویوں کو صرف فرائض کی پابندی کے عہد پر انہیں جنت کی خوشخبری دی ہے وہ اول تو ابتدائے اسلام کی بات ہے۔ یہی لوگ جوں جوں حق کو سمجھتے گئے نوافل میں بہت آگے بڑھتے چلے گئے جیسے کہ ان کی سیرتیں واضح کرتی ہیں۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے انہیں ایسا تزکیہ حاصل ہو جاتا تھا کہ ان کے فرائض ہی اس اعلیٰ پائے کے ہو جاتے تھے کہ وہ نوافل نہ بھی پڑھتے تو ان کی کامیابی کی ضمانت اور خوشخبری زبان رسالت سے جاری ہو گئی تھی لہٰذا دیگر مسلمانوں کا اس معاملے میں اپنے آپ کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور صرف فرائض پر تکیہ کرنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ "يَوْمُ الْحَسْرَة" کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید در مزید تَقَرُّب اِلَى اللّٰهِ کی کوشش کرنی چاہیے۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيق. ہاں بعض اوقات کسی عذر کی بنا پر سنتیں رہ جائیں تو ان کی قضا کرنا واجب نہیں ہے۔

٨٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِيطٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

٨٦٥- بنی سلیط کے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اسی (مذکورہ بالا حدیث) کی مانند روایت کیا۔

٨٦٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن دَاوُدَ بنِ أبي هِنْدٍ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عن تَمِيمٍ الدَّارِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا المَعْنَى قال: «ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الأَعْمَالُ عَلَى حَسْبِ ذَلِكَ».

٨٦٦- جناب زرارہ بن اوفی نے حضرت تمیم داری ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ کہا "پھر زکاۃ کا محاسبہ ہوگا۔ پھر باقی اعمال اسی انداز سے لیے جائیں گے۔"

٨٦٥- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٨٦٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في أول ما يحاسب به العبد الصلوٰة، ح: ١٤٢٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٢، ٢٦٣.

فائدہ: یعنی تمام اعمال میں پہلے فرائض کو دیکھا جائے گا' وہ کامل ہوئے تو بہتر' ورنہ اس کے بعد نوافل سے فرضوں کی کمی پوری کی جائے گی۔ جیسے نفلی نمازوں سے' فرض نمازوں کی اور نفلی صدقے سے' فرضی زکوٰۃ کی کمی پوری کی جائے گی۔

(المعجم ١٤٥، ١٤٦) - **باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ** (التحفة ١٥١)

باب: ۱۴۵'۱۴۶-رکوع وسجود کے احکام اور ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا

٨٦٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أبي يَعْفُورَ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ وَقْدَانُ، عن مُصْعَبِ بنِ سَعْدٍ قال: صَلَّيْتُ إلَى جَنْبِ أبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَنَهَانِي عن ذَلِكَ، فَعُدْتُ. فقال: لا تَصْنَعْ هَذَا فإنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ، فَنُهِينَا عن ذَلِكَ وَأُمِرْنَا أنْ نَضَعَ أيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ.

٨٦٧- جناب مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) کے پہلو میں نماز پڑھی۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں کو (رکوع میں) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھا تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا۔ میں نے پھر ویسے ہی کیا تو انہوں نے کہا: ایسے مت کرو۔ ہم (صحابۂ رسول) یہ کیا کرتے تھے مگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تھا اور حکم دیا گیا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا کریں۔"

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام ؓ کا یہ کہنا کہ "ہمیں حکم دیا گیا۔" یا "ہمیں روک دیا گیا۔" یا "ہم ایسے ایسے کیا کرتے تھے۔" یہ سب مرفوع احادیث کے معنی میں آتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا جو انہیں ایسی ہدایات دیتا۔ ② رکوع میں تطبیق یعنی گھٹنوں کے درمیان ہاتھ دے کر کھڑے ہونا منسوخ عمل ہے۔ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ یا چند ایک صحابہ ہی اس پر عمل کرتے رہے تھے۔ جیسے کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٨٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أبُو مُعَاوِيَةَ: حدثنا الأعْمَشُ عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأسْوَدِ، عن عَبْدِ الله قال: إذَا رَكَعَ أحَدُكُم فَلْيَفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فكَأَنِّي

٨٦٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی رکوع کرے' تو اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر بچھا لیا کرے اور اپنی ہتھیلیوں کو ایک دوسری میں دے لیا کرے' گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں ایک دوسری

٨٦٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضع الأكف على الركب في الركوع، ح: ٧٩٠ من حديث شعبة، ومسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٥ من حديث أبي يعفور به.

٨٦٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب الندب إلى وضع الأيدي على الركب في الركوع ونسخ التطبيق، ح: ٥٣٤ من حديث أبي معاوية الضوير به، وقال أبومعاوية عند البيهقي: ٢/ ٨٣: "هذا قد ترك".

أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رسولِ الله ﷺ.

کے اندر ہیں۔

(المعجم ١٤٦، ١٤٧) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ** (التحفة ١٥٢)

باب:۱۴۶'۱۴۷-رکوع اور سجدے میں آدمی کیا پڑھے؟

٨٦٩- **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أبو تَوْبَةَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن مُوسَى قال أبو سَلَمَةَ: مُوسَى بنُ أيُّوبَ، عن عَمِّهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ﴾ [الواقعة: ٧٤] قال رسولُ الله ﷺ: «اجْعَلُوهَا في رُكُوعِكُم»، فلمَّا نَزَلَتْ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ [الأعلى: ١] قال: «اجْعَلُوهَا في سُجُودِكُم».

۸۶۹-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنے رکوع میں کرو۔'' (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ] کہا کرو) اور جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ نازل ہوئی تو فرمایا: ''اسے اپنے سجدوں میں کرو۔'' (یعنی [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] کہا کرو۔'')

ملحوظہ: یہ تسبیحات صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل بھی ہے۔نبی ﷺ بذاتِ خود رکوع اور سجود میں یہ تسبیحات پڑھا کرتے تھے۔(صحیح مسلم، حدیث :۷۷۲) مذکورہ دونوں روایات (۸۶۹ اور ۸۷۰) شیخ البانی کے نزدیک سنداً ضعیف ہیں۔لیکن شواہد کی بنا پر یہ اضافہ ان کے نزدیک صحیح ہے۔دیکھیے (مفصل سنن ابی داود وصفة الصلاة للألبانی)

٨٧٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ، عن أَيُّوبَ ابنِ مُوسَى أَوْ مُوسَى بنِ أَيُّوبَ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ بِمَعْنَاهُ. زَادَ قال: فَكَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا رَكَعَ قال:

۸۷۰-جناب ایوب بن موسیٰ یا موسیٰ بن ایوب نے اپنی قوم کے ایک آدمی سے انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت کیا ہے۔اور اضافہ کیا ہے کہ (ان آیات کے اترنے پر) رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو کہتے: ''[سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْم

٨٦٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسبيح في الركوع والسجود، ح: ٨٨٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٠٠، ٦٠١، ٦٧٠، وابن حبان، ح: ٥٠٦، والحاكم: ٢/ ٤٧٧، ووافقه الذهبي هاهنا.

٨٧٠ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٨٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

«سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا. وَإِذَا سَجَدَ قال: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ» ثَلَاثًا.

وَبِحَمْدِهِ] تین بار اور جب سجدہ کرتے تو کہتے [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ] تین بار۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لا تَكُونَ مَحْفُوظَةً.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: کہ ہمارے خیال میں یہ اضافہ محفوظ نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ أَهْلُ مِصْرَ بِإِسْنَادِ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ: حَدِيثِ الرَّبِيعِ وَحَدِيثِ أَحْمَدَ بنِ يُونُسَ.

اور اہل مصران دونوں احادیث کو (حدیث ربیع اور حدیث احمد بن یونس کو) سنداً بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

ملحوظہ: حافظ ابن حجر ؒ بیان کرتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح وغیرہ نے [وَبِحَمْدِہٖ] کے اضافے کا انکار کیا ہے' مگر متعدد اسانید کی بنا پر اسے تقویت مل جاتی ہے اور یہ انکار قابل توجہ نہیں رہتا۔ امام احمد سے اس کے متعلق پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا: میں [وَبِحَمْدِہٖ] کے لفظ نہیں کہتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار' باب الذکر فی الرکوع والسجود: ۲/۲۷۴)

٨٧١- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قال: قُلْتُ لِسُلَيْمَانَ: أَدْعُو في الصَّلَاةِ إِذَا مَرَرْتُ بِآيَةِ تَخَوُّفٍ، فَحَدَّثَني عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن مُسْتَوْرِدٍ، عن صِلَةَ بنِ زُفَرَ، عن حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ». وفي سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى»، وَمَا مَرَّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، ولا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ.

٨٧١- جناب شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن مہران اعمش سے پوچھا: کیا میں نماز میں تخویف کی آیات پڑھتے وقت دعا کرلیا کروں؟ تو انہوں نے مجھے بسند سعد بن عبیدہ بیان کیا کہ حضرت حذیفہ ؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ رکوع میں [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ] اور سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] پڑھتے تھے۔ اور اثنائے قراءت میں جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور پناہ مانگتے۔

فوائد ومسائل: ① قراءت قرآن انتہائی غور وفکر سے کرنی چاہیے' خواہ نماز کے دوران میں ہو یا اس کے علاوہ۔

٨٧١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلوة الليل، ح: ٧٧٢ من حديث سليمان الأعمش به.

④ تلاوتِ قرآن کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ رحمت کی آیات پر دعا اور آیات عذاب پر تعوُّذ کیا جائے اور یہ تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ ومفہوم آتا ہو۔ لہٰذا علم حاصل کرنا چاہیے۔

٨٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يقولُ في سُجُودِهِ وَرُكُوعِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ».

٨٧٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ اور رکوع میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے [سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] ''میرا رب شراکت' ساجھے داری اور دیگر تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک ہے۔ فرشتوں کا رب ہے اور روح کا بھی۔''

٨٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن عَمْرِو بنِ قَيْسٍ عن عَاصِمِ بنِ حُمَيْدٍ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قال: قُمْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ لا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ. قال: ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ ذِي الجَبَرُوتِ وَالمَلَكُوتِ وَالكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ»، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قال في سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قامَ فَقَرَأَ بآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً سُورَةً.

٨٧٣- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا' آپ نے قیام کیا تو سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور دعا کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور تعوُّذ کرتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا' اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ آپ اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: [سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ ......الخ] ''پاک ہے وہ ذات جو غلبہ وقوت' ملکیت' بڑائی اور عظمت والی ہے۔'' پھر آپ نے سجدہ کیا' اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا۔ اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے اور سورۂ آلِ عمران کی قراءت فرمائی۔ پھر ایک سورت پڑھی (بعدازاں ایک اور) سورت پڑھی۔''

٨٧٢- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٧ من حديث قتادة به.

٨٧٣- **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، التطبيق، باب: نوع آخر من الذكر في الركوع، ح: ١٠٥٠ من حديث معاوية بن صالح به، وانظر، ح: ٨٧١.

٨٧٤- حَدَّثَنا أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَعَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ قالا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي حَمْزَةَ مَوْلَى الأنْصَارِ، عن رَجُلٍ من بَنِي عَبْسٍ، عن حُذَيْفَةَ: أنَّهُ رَأى رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يقولُ: «الله أكْبَرُ» ثَلَاثًا «ذُو المَلَكُوتِ وَالجَبَرُوتِ وَالكِبْرِيَاءِ وَالعَظَمَةِ». ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأ البَقَرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وكَانَ يقولُ في رُكُوعِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيم». ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ يقولُ: «لِرَبِّيَ الْحَمْدُ» ثُمَّ يَسْجُدُ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ يقولُ في سُجُودِهِ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأعْلَى»، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقْعُدُ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ سُجُودِهِ، وكَانَ يقولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي»، فَصَلَّى أرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالمَائِدَةَ أوِ الأنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ.

۸۷۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کہتے تھے اللہ اکبر تین بار [ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ] ''اللہ سب سے بڑا ہے' کامل ملکیت والا' غلبے والا' بڑائی اور عظمت والا۔'' پھر آپ نے ثنا پڑھی۔ پھر سورۂ بقرہ کی قراءت کی۔ پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام جیسا تھا' آپ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم' سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم] پھر رکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا یہ قیام پہلے قیام کی مانند (لمبا) تھا۔ آپ یہاں پڑھتے تھے [لِرَبِّيَ الْحَمْدُ] ''میرے رب کی حمد ہے۔'' پھر سجدہ کیا تو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کی مانند تھا۔ اور آپ سجدے میں کہتے تھے [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند و بالا ہے۔'' پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا' اور سجدوں کے درمیان بیٹھے اتنی دیر جتنی کہ سجدے میں لگائی اور اس دوران میں کہتے تھے [رَبِّ اغْفِرْلِي' رَبِّ اغْفِرْلِي] چنانچہ آپ نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۂ بقرہ' آل عمران' نساء اور مائدہ یا انعام کی تلاوت کی۔ شعبہ کو شک ہوا ہے۔

(المعجم ١٤٧، ١٤٨) - باب الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ١٥٣)

باب: ۱۴۷' ۱۴۸- رکوع اور سجدے میں دعا کرنے کا بیان

٨٧٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالح وأحْمَدُ

۸۷۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٨٧٤_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب ما يقول في قيامه ذلك، ح: ١٠٧٠ من حديث شعبة به، ورجل من بني عبس هو صلة بن زفر كما جاء في رواية ابن ماجه، ح: ٨٩٧، والطيالسي، ح: ٤١٦.

٨٧٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

ابنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ قالُوا: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنَا عَمْرٌو يَعْني ابنَ الْحَارِثِ، عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أَبي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ».

ﷺ نے فرمایا: ’’سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔‘‘ ۔

٨٧٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سُلَيْمانَ بنِ سُحَيْمٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَعْبَدٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أبي بَكْرٍ فقال: «يا أَيُّهَا النَّاسُ إنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ، وَإنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا الرَّبَّ فِيهِ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا في الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُم».

٨٧٦- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے (اپنے مرض وفات کے دنوں میں) پردہ ہٹایا‘ جبکہ لوگ حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ’’لوگو! نبوت کی خوشخبریوں میں سے صرف اچھا خواب ہی باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان دیکھ لیتا ہے یا (کسی کیلئے) اسے دکھا دیا جاتا ہے اور مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع میں رب تعالیٰ کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو۔ یہ اس لائق ہوتی ہے کہ قبول کرلی جائے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا مصلائے نبوی پر کھڑے ہونا نبی ﷺ کے لیے باعث اطمینان و تسکین ثابت ہوا تھا اور اسی کو ابوبکر ؓ کی خلافت کی اَحَقِّیَّتْ (سب سے زیادہ حق دار ہونے) کا قرینہ سمجھا گیا۔ ② اچھا خواب مسلمان کے لیے خوشخبری کا باعث ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات انسان خود دیکھتا ہے یا کسی دوسرے مسلمان کو دکھا دیا جاتا ہے۔ ③ اسی سے بعض علماء نے یہ دقیق سا استنباط کیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے استخارہ کرسکتا ہے۔ (نیز اگلی حدیث کے فوائد ملاحظہ فرمائیے) ④ رکوع اور سجدے میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں۔ ⑤ سجدے میں دعا بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ اس کی قبولیت کی بہت امید ہوتی ہے۔

٨٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلٰوة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٧٩ من حديث سفيان به.

٨٧٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن أبي الضُّحَى، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُكْثِرُ أنْ يقولَ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي» يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

٨٧٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي] ”پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور اپنی حمد کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“ آپ ﷺ اس دعا سے قرآنی تعلیم پر عمل فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس دعا کا پس منظر یہ ہے کہ جب سورۂ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ﴾ نازل ہوئی تو اس میں یہ ارشاد ہوا کہ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ ”سو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔“ تو نبی علیہ السلام نے مذکورہ دعا کو رکوع اور سجدے میں اپنا معمول بنا لیا۔ ② اس دعا میں تسبیح، تحمید اور دعا تینوں چیزیں جمع ہیں۔ اور سابقہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ”رکوع میں اپنے رب کی عظمت اور سجدے میں دعا خوب کیا کرو“۔ تو ان دونوں احادیث کو جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ رکوع میں تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ دعا جائز ہے اور ایسے ہی سجدے میں دعا کے ساتھ تسبیح و تحمید بھی۔ ③ اس کی دوسری توجیہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ رکوع میں تعظیم رب اور سجدے میں کثرت دعا افضل واولیٰ ہے۔ اور اس مقصد کے لیے ماثور کلمات کا انتخاب ہی ارجح ہے۔ نوافل میں حسب مطلب بھی دعا جائز ہے۔

٨٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يقولُ في سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ». زَادَ ابنُ السَّرْحِ: «عَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ».

٨٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ و آخِرَهٗ] ابن سرح نے مزید یہ الفاظ بھی بیان کیے۔ [عَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ] ”اے اللہ! میرے سب ہی گناہ معاف فرما دے، چھوٹے بڑے، پہلے پچھلے اور جو ظاہر یا چھپے ہوئے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی اس انداز کی دعائیں اظہار تشکر اور عبدیت کے لیے تھیں اور امت کے

٨٧٧ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة إذا جاء نصر الله والفتح، باب: ٢ ح: ٤٩٦٨، ومسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٤ من حديث جرير به.

٨٧٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٣ عن ابن السرح به.

لیے تعلیم بھی۔ ② مذکورہ اور آگے آنے والی دعاؤں سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ مختارِ کل' بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبدِ کامل اور عبدِ مامور (حکمِ الٰہی کے پابند) ہیں۔

٨٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عن عُبَيْدِالله، عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ، عن عَائشةَ قالت: فَقَدْتُ رسولَ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمَسْتُ المَسْجِدَ فإذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يقولُ: «أعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأعُوذُ بمُعافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أنْتَ كما أثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

٨٧٩- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کے بستر سے) گم پایا تو میں نے انہیں ان کے مصلے پر ٹٹولا تو پایا کہ آپ سجدے میں تھے۔ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ کلمات پڑھ رہے تھے: [اَعُوْذُ بِرِضَاكَ...... الخ] ''(اے اللہ!) میں تیری ناراضی سے تیری رضامندی کی اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے (ڈر کر) تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریفات شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے۔''

(المعجم ١٤٨، ١٤٩) - باب الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٥٤)

باب: ۱۴۸'۱۴۹- نماز میں دعا کرنا

٨٨٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ أنَّ عَائِشَةَ أخْبَرَتْهُ أنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنَ المَأْثَمِ وَالمَغْرَمِ»، فقال قَائِلٌ: ما أكْثَرَ

٨٨٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ...... الخ] ''اے اللہ! میں عذاب قبر سے' تیری پناہ چاہتا ہوں' مجھے مسیح دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھ' مجھے زندگی اور موت کے فتنوں سے محفوظ فرما۔ اے اللہ! مجھے گناہ کے کاموں اور قرضے سے بچائے رکھ۔'' کسی نے کہا کہ آپ قرضے سے بہت پناہ مانگتے ہیں؟ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ

٨٧٩- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟، ح: ٤٨٦ من حديث عبدة بن سليمان به.
٨٨٠- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ٨٣٢، ومسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ٥٨٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة به.

مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ المَغْرَمِ، فقال: «إنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

نے فرمایا: ''بندہ جب قرضہ لے لیتا ہے' تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا۔''

فوائد ومسائل: ① دجال کے معنی ہیں ''انتہائی فریبی'' اور ''مسیح'' سے مراد [مَمْسُوْحُ الْعَيْن] ہے یعنی ایک آنکھ سے کانا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو مسیح کہا جاتا ہے وہ بمعنی [مَاسِح] ہے یعنی ان کے ہاتھ پھیرنے سے مریضوں کو شفا مل جاتی تھی۔ یا یہود کے یہاں اصطلاحاً ہر اس شخص کو مسیح کہتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا تھا۔ ② زندگی کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا کے بکھیڑوں میں الجھ کر رہ جائے اور دین کے تقاضے پورے نہ کر سکے۔ ③ موت کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آخر وقت میں کلمہ توحید سے محروم رہ جائے یا کوئی اور نامناسب کلمہ یا کام کر بیٹھے۔ اَعَاذَنَا اللہ. ④ نماز اللہ کے قرب کا موقع ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کو اپنی دنیا و آخرت کی حاجات طلب کرنے کا حریص ہونا چاہیے۔ (بالخصوص تشہد کے آخر اور سجدوں میں۔) ⑤ قرض سے انسان کو حتی الامکان بچنا چاہیے۔ اگر ناگزیر ہو تو اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اتنا قرض لے کہ وہ حسب وعدہ ادا کر سکے' تاکہ جھوٹ بولنے کی یا وعدہ خلافی کی نوبت نہ آئے۔

٨٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن أبِيهِ قال: صَلَّيْتُ إلَى جَنْبِ رسولِ الله ﷺ في صَلَاةِ تَطَوُّعٍ فَسَمِعْتُهُ يقولُ: «أعُوذُ بالله مِنَ النَّارِ، وَيْلٌ لِأَهْلِ النَّارِ».

٨٨١- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' کہا کہ میں نے (ایک بار) رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو سنا کہتے تھے: [اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ النَّارِ' وَيْلٌ لأَهْلِ النَّار] ''آگ سے اللہ کی پناہ۔ ہلاکت ہے دوزخیوں کے لیے۔''

فائدہ: اس حدیث کی سند ضعیف ہے' البتہ حضرت حذیفہ اور عوف بن مالک رضی اللہ عنہما کی حدیثوں سے اس کی تائید ہوتی ہے لہٰذا اثنائے تلاوت میں حسب مضمون ''تعوذ'' جائز ہے۔

٨٨٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

٨٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ایک بدوی نے نماز میں یوں کہا:

٨٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلوة الليل، ح: ١٣٥٢ من حديث ابن أبي ليلى به * محمد بن أبي ليلى ضعيف كما تقدم، ح: ٧٥٢.

٨٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوة، ح: ١٢١٧ من حديث ابن شهاب به، ورواه البخاري، ح: ٦٠١٠ من حديثه نحوه، وللحديث طرق، انظر، ح: ٣٨٠.

أبَا هُرَيْرَةَ قال: قامَ رسولُ الله ﷺ إلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ، فقال أعْرَابِيٌّ في الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا ولا تَرْحَمْ مَعَنَا أحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ قال لِلأَعْرَابِيِّ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا»، يُرِيدُ رَحْمَةَ الله عَزَّوَجَلَّ.

(اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَ مُحَمَّداً وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَداً) ''اے اللہ! مجھ پر رحم فرما اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما۔'' جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس بدوی سے کہا: ''تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔'' آپ ﷺ کا اشارہ اللہ عزوجل کی رحمت کی طرف تھا۔

فائدہ: اس انداز سے دعا نہیں کرنی چاہیے اور یہ دعا کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا جیسے کہ جامع الترمذی کی حدیث (۱۴۷) سے معلوم ہوتا ہے۔

٨٨٣- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن مُسْلِمِ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا قَرَأَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأعْلَى قال: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأعْلَى».

۸۸۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ جب ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ ''اپنے رب اعلیٰ کی تسبیح بیان کیجیے۔'' کی تلاوت کرتے تو (جواباً) فرماتے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى] ''پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند وبالا ہے۔''

قال أبُو دَاوُدَ: خُولِفَ وَكِيعٌ في هذا الحديثِ، رَوَاهُ أبُو وَكِيعٍ وَشُعْبَةُ عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں وکیع کی مخالفت کی گئی ہے۔ ابووکیع اور شعبہ نے اسے بواسطہ ابواسحاق عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ؓ موقوفاً بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز اور غیر نماز میں آیات کا جواب ثابت ہے' ان میں سے ایک مقام یہ بھی ہے۔ ② یہ حدیث صرف قاری یعنی قراءت اور تلاوت قرآن کرنے والے کے لیے ہے۔ اس سے مقتدی یا سامع کا جواب دینا بہرحال ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے مقتدی اور سامع کیلئے بہتر ہے کہ وہ جواب دینے سے اجتناب کرے۔ واللہ اعلم۔

٨٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى:

۸۸۴- جناب موسیٰ بن ابی عائشہ (تابعی) بیان

٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٢ عن وكيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٦٣، ٢٦٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * وأبوإسحاق عنعن.

٨٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣١٠ من حديث أبي داود به * موسى لم يسمعه من الصحابي، بينهما رجل، كما صرح به ابن أبي حاتم وغيره، فالسند معلل.

حدثني مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُوسَى بنِ أبي عَائشةَ قال: كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ بَيْتِهِ وكَانَ إذَا قَرَأَ ﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۧيَ ٱلْمَوْتَىٰ﴾ [القيامة: ٤٠] قال: سُبْحَانَكَ فَبَلَى. فَسَأَلُوهُ عن ذَلِكَ، فقال: سَمِعْتُهُ مِنْ رسولِ الله ﷺ.

کرتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) ایک صاحب اپنے گھر کی چھت پر نماز پڑھاتے تھے۔ تو جب وہ (سورۂ قیامہ کی آخری آیت) ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ ''کیا اللہ قدرت نہیں رکھتا کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دے؟'' پڑھتے تو (جواب میں) کہتے [سُبْحَانَكَ فَبَلٰى] ''اے اللہ! تو پاک ہے' تو یقیناً قدرت رکھتا ہے۔'' لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ: يُعْجِبُنِي في الْفَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا في الْقُرْآنِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ امام احمد کا کہنا ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ فرض نمازوں میں قرآنی دعائیں کی جائیں۔

(المعجم ١٤٩، ١٥٠) - باب مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (التحفة ١٥٥)

باب: ۱۴۹' ۱۵۰- رکوع اور سجدے کی مقدار

٨٨٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن السَّعْدِيِّ، عن أبِيهِ، أو عن عَمِّهِ قال: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ في صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتَمَكَّنُ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يقولُ سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا.

۸۸۵- جناب سعید جریری' سعدی سے' وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ان کی نماز میں بڑے غور سے دیکھا ہے۔ آپ اپنے رکوع اور سجدے میں اتنی دیر رکتے تھے کہ [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ] تین بار کہہ لیں۔

٨٨٦- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ مرْوَانَ

۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا بیان ہے'

٨٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٢٧١ من حديث خالد بن عبدالله به * السعدي مجهول كما قال المنذري، وقال الحافظ في التقريب: "لا يعرف ولم يسم".

٨٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التسبيح في الركوع والسجود، ح: ٢٦١، وابن ماجه، ح: ٨٩٠ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "ليس إسناده بمتصل، عون بن عبد الله ابن عتبة لم يلق ابن مسعود" وإسحاق بن يزيد مجهول.

الأَهْوَازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن إسْحَاقَ بنِ يَزِيدَ الْهُذَلِيِّ، عن عَوْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قال رسول الله ﷺ: «إذَا رَكَعَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أدْنَاهُ، فإذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أدْنَاهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین دفعہ کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم] اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو کہے: [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی] تین بار۔ اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔“

قَالَ أبو دَاوُدَ: وهذا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ الله.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مُرْسَل (مُنْقَطِع) ہے۔ عون نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا ہے۔

فائدہ: صحیح احادیث سے یہ تسبیحات ثابت ہیں۔ مثلاً حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ (۸۷۱-۸۷۴) مگر تعداد کم از کم تین ہو‘ اس سلسلے میں شاید ہی کوئی حدیث صحیح ہو۔ سب ضعیف ہیں۔ البتہ کثرت تعداد سے انہیں کچھ تقویت ملتی ہے۔ دیکھیے (مرعاۃ المفاتیح‘ حدیث:۸۸۶) شیخ البانی رحمہ اللہ نے متعدد طرق کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کی فعلی حدیث یعنی جس میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے عملاً ملتا ہے اسے صحیح قرار دیا ہے‘ جبکہ وہ روایات جن میں تین تین بار تسبیحات کہنے کا حکم ہے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے (صفة الصلاة‘ ص:۱۳۲‘ ۱۳۵) اس طرح گویا فعل رسول (ﷺ) سے تو مذکورہ تسبیحات کا تین تین مرتبہ کہنے کا اثبات ہوتا ہے۔

٨٨٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حدثني إسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ قال: سَمِعْتُ أعْرَابِيًّا يقولُ: سَمِعْتُ أبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ مِنْكُم بالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَانْتَهَى إلَى آخِرِهَا ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى وَأنَا عَلَى

۸۸۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سورۂ ﴿والتين والزيتون﴾ پڑھے اور اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ﴾ ”کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟“ پر پہنچے تو کہے [بَلٰى! وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ] ”کیوں نہیں! اور میں اس کی گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔“ اور جو سورۃ القیامہ پڑھے اور

٨٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة التين، ح: ٣٣٤٧ من حديث سفيان به، مختصرًا * الأعرابي مجهول، وله طرق كلها ضعيفة.

ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَمَنْ قَرَأَ ﴿لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ ٱلْقِيَـٰمَةِ﴾ فَانْتَهَى إِلَى ﴿أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَـٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۧىَ ٱلْمَوْتَىٰ﴾ فَلْيَقُلْ: بَلَى. وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ ﴿فَبِأَىِّ حَدِيثٍۭ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ﴾ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللهِ».

اس کے آخر میں ﴿أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتٰى﴾ ''کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر سکے؟'' تو چاہیے کہ کہے: [بَلٰى] ''کیوں نہیں وہ قادر ہے۔'' اور جو شخص سورۃ المرسلات پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے ﴿فَبِاَىِّ حَدِيْثٍ بَعْدَه يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''یہ لوگ اس کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟'' تو چاہیے کہ کہے: [آمَنَّا بِاللّٰهِ] ''ہم اللہ پر ایمان لائے۔''

قال إِسْمَاعِيلُ: ذَهَبْتُ أُعِيدُ عَلَى الرَّجُلِ الأَعْرَابِيِّ وَأَنْظُرُ لَعَلَّهُ، فقال: يا ابنَ أخِي! أَتَظُنُّ أنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میں اس اعرابی کے پاس دوبارہ گیا تاکہ اس سے یہ حدیث دوبارہ سنوں اور دیکھوں کہیں وہ (بھولا تو نہیں) تو اس نے کہا: اے بھتیجے! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے اس حدیث کو یاد نہیں رکھا ہوگا؟ حالانکہ میں نے ساٹھ حج کیے ہیں اور ہر حج میں میں جس جس اونٹ پر سوار ہوتا رہا ہوں وہ سب مجھے یاد ہیں۔

ملحوظہ: اس حدیث میں اعرابی مجہول راوی ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آیاتِ رحمت پر اللہ سے اس کی رحمت کا سوال اور آیاتِ عذاب پر عذاب سے محفوظ رہنے کا سوال کیا جائے۔

٨٨٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وابنُ رَافِعٍ قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ إِبْرَاهِيمَ بنِ عُمَرَ بنِ كَيْسَانَ: حدثني أبي عن وَهْبِ بن مَانُوسٍ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ يقولُ: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رسولِ الله ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِرسولِ الله ﷺ مِنْ هَذَا الْفَتَى يَعْنِي عُمَرَ بنَ عَبْدِ العَزِيزِ، قال: فَحَزَرْنَا في

٨٨٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کہ اس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت زیادہ مشابہ ہو۔ سوائے اس جوان کے یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے۔ چنانچہ ہم نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے رکوع اور سجدے میں دس دس تسبیحات کہتے تھے۔

٨٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، التطبيق، باب عدد التسبيح في السجود، ح: ١١٣٦ عن محمد بن رافع به ※ وهب بن مانوس وثقه الذهبي، وابن حبان، وهو حسن الحديث، ولا عبرة بمن جهله.

رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ، وفي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: قُلْتُ لَهُ: مَانُوسٌ أوْ مَابُوسٌ؟ فقال: أَمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فيقولُ: مَابُوسٌ، وأمَّا حِفْظِي: فَمَانُوسٌ. وهذا لَفْظُ ابْنِ رَافِعٍ. قال أَحْمَدُ: عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ.[1]

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ راوی کا نام مَانُوْس (نون کے ساتھ) ہے یا مَابُوْس (باء کے ساتھ)؟ تو انہوں نے کہا کہ عبدالرزاق نے مَابُوْس (باء کے ساتھ) بیان کیا ہے' مگر مجھے مَانُوْس (نون کے ساتھ) یاد ہے اور یہ ابن رافع کے لفظ ہیں۔ احمد نے اپنی روایت میں عنعنہ کا استعمال کرتے ہوئے "عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ" کہا۔ (جبکہ ابن رافع نے سماع کی تصریح کی ہے۔)

ملحوظہ: شیخ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود میں زیادہ سے زیادہ عدد کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نماز کی طوالت کے اعتبار سے زیادہ سے زیادہ بغیر کسی عدد معین کے تسبیحات کہی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ١٥١، ١٥٢) - باب الرَّجُلِ يُدْرِكُ الإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ؟ (التحفة ١٥٧)

باب: ۱۵۱'۱۵۲- آدمی جب امام کو سجدے میں پائے تو کیسے کرے؟

٨٩٣ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بنُ يَزِيدَ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي سُلَيْمَانَ عن زَيْدِ بنِ أبي الْعَتَّابِ وابنِ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوهَا شَيْئًا، وَمَنْ

۸۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو۔ اور جس نے رکعت کو پالیا اس نے نماز کو پالیا۔"

٨٩٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة ح:١٦٢٢ من حديث سعيد بن الحكم به و صححه الحاكم:١/٢١٦، ٢٧٣، ٢٧٤ ووافقه الذهبي وأعله ابن خزيمة رحمه الله ولم يصححه' يحيى بن أبي سليمان: ضعفه البخاري و الجمهور وللحديث شواهد ضعيفة.

[1] حدیث (889) صفحہ (665) پر ملاحظہ فرمائیں۔

أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ». [1]

فوائد و مسائل: ① مسبوق یعنی امام سے پیچھے رہ جانے والا' تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے اور امام کے ساتھ مل جائے' وہ جس حالت میں بھی ہو۔ ② زیر نظر حدیث میں [اَلرَّكْعَة] کا ترجمہ ہم نے ''رکعت'' کیا ہے۔ جب کہ کچھ علماء یہاں اس سے مراد ''رکوع'' لیتے ہیں۔ ہمارے مشائخ اور علمائے پاک و ہند کی ایک کثیر تعداد اس سے ''رکعت'' ہی مراد لیتی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔ جیسے کہ شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۲/۲۴۴'۲۴۵) میں یہ بحث کی ہے۔ وہ تمام حضرات ائمہ کرام جو وجوب فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں' وہ رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاری' امام ابن خزیمہ' تقی الدین سبکی اور دیگر علمائے شافعیہ رحمہم اللہ اسی طرف گئے ہیں۔ تاہم رکوع میں مل جانے سے رکعت کے قائلین کی تعداد بھی کافی ہے' مگر راجح یہی ہے کہ رکعت دو چیزوں سے مرکب ہوتی ہے ایک قیام اور دوسری قراءت۔ اور رکوع میں ملنے والا ان دونوں سے محروم رہتا ہے۔ لہٰذا رکوع میں ملنے سے رکعت کو دہرانا زیادہ راجح ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس قسم کے مسائل میں عوام الناس کو اپنے ہاں کے قابل اعتماد محقق علماء سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ مدرک رکوع کے مسئلے کی مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو' حدیث نمبر ۶۸۳ کے فوائد۔

(المعجم ١٥٠، ١٥١) - باب أَعْضَاءِ السُّجُودِ (التحفة ١٥٦)

باب: ۱۵۰'۱۵۱- سجدے کے اعضاء کا بیان

٨٨٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ» - قال حَمَّادٌ -: «أُمِرَ نَبِيُّكُم ﷺ أنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ ولا يَكُفَّ شَعْرًا ولا ثَوْبًا».

۸۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے......'' حماد کے الفاظ ہیں...... تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ''سات (اعضاء) پر سجدہ کریں اور اس دوران میں اپنے بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹیں۔''

فائدہ: سجدے میں اپنے سر یا ڈاڑھی کے بالوں کو مٹی سے بچاتے ہوئے سمیٹنا درست نہیں۔ اور ایسے ہی کپڑوں کو بھی نہیں سمیٹنا چاہیے۔

٨٩٠ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۸۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت

٨٨٩ ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يكف شعرًا، ح: ٨١٥، ومسلم، الصلوٰة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب . . . الخ، ح: ٤٩٠ من حديث حماد بن زيد به.

٨٩٠ ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

[1] یہ حدیث اصل نسخہ کی ترتیب کے مطابق یہاں لائی گئی ہے۔

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ» - وَرُبَّمَا قال-: «أُمِرَ نَبِيُّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے''۔ اور بعض اوقات کہتے' تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ''سات اعضاء پر سجدہ کریں۔''

٨٩١ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابنَ مُضَرَ، عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ: وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ».

٨٩١- حضرت عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں: چہرہ' دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔''

٨٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ إِبْرَاهِيمَ، عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَفَعَهُ قال: «إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كما يَسْجُدُ الْوَجْهُ، وَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُم وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا». [1]

٨٩٢- حضرت ابن عمر ؓ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے کہ چہرہ سجدہ کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی (سجدے میں زمین پر) اپنا چہرہ رکھے تو ہاتھ بھی (زمین پر) رکھے اور جب (چہرہ) اٹھائے تو انہیں بھی اٹھا لے۔''

(المعجم ١٥٢، ١٥٣) - باب السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ (التحفة ١٥٨)

باب: ١٥٢'١٥٣- سجدے میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھنا

٨٩٤- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا

٨٩٤- حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ

٨٩١- تخريج: أخرجه مسلم' الصلاة' باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب...الخ ح:٤٩١ عن قتيبة به.

٨٩٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب وضع اليدين مع الوجه في السجود، ح: ١٠٩٣ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في المسند للإمام أحمد: ٦/٢، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢٦، ٢٢٧، ووافقه الذهبي.

٨٩٤- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب السجود على الأنف في الطين، ح: ٨١٣، ومسلم، الصيام، باب ◄◄

[1] حدیث (893) صفحہ (654) پر ملاحظہ فرمائیں۔

صَفْوَانُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى ابنِ أبي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْنَبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاها بالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک نماز پڑھائی تو اس میں دیکھا گیا کہ آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان تھا۔

٨٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ نَحْوَهُ.

٨٩٥- محمد بن یحییٰ بواسطہ عبدالرزاق معمر سے اسی کی مانند روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: سجدے میں انسان کی پیشانی ننگی ہو اور براہ راست زمین یا مصلے پر لگے تو راجح اور افضل ہے۔ نبی ﷺ کا اپنی پگڑی کی پٹی یا تہہ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے' مگر کچھ صحابہ کے آثار ضرور ثابت ہیں۔ دیکھیے (نیل الاوطار: ۲/۲۹۰) نیز پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگانی چاہیے۔

(المعجم ١٥٣، ١٥٤) - باب صِفَةِ السُّجُودِ (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۵۳' ۱۵۴- سجدہ کیسے کیا جائے؟

٨٩٦- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أبو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن أبي إسْحَاقَ قال: وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عجيزَتَهُ وقال: هكَذَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَسْجُدُ.

٨٩٦- جناب ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب ؓ نے ہمیں سجدہ کر کے دکھایا۔ یوں کہ انہوں نے (پہلے) اپنے ہاتھ رکھے' اپنے گھٹنوں پر ٹیک لگائی اور اپنی سرین کو اونچا کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس طرح سجدہ کیا کرتے تھے۔

٨٩٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ ولا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُم ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ».

٨٩٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سجدہ صحیح طرح (سکون) سے کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح اپنے ہاتھ نہ پھیلائے۔''

◄◄ فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٨٩٥- **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٦٨٥.

٨٩٦- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، التطبيق، باب صفة السجود، ح: ١١٠٥ من حديث شريك القاضي به ☼ وهو مدلس كما تقدم، ح: ٧٢٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٨٩٧- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: لا يفترش ذراعيه في السجود، ح: ٨٢٢، ومسلم، الصلوة، باب الاعتدال في السجود ووضع الكفين على الأرض . . . الخ، ح: ٤٩٣ من حديث شعبة به.

٨٩٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَمِّهِ يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ، عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بَهْمَةً أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ.

٨٩٨- سیدہ میمونہ ؓ بیان فرماتی ہیں' نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے تھے حتی کہ اگر بکری کا بچہ آپ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنا چاہتا' تو گزر سکتا تھا۔

٨٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عن التَّمِيمِيِّ الَّذِي يُحَدِّثُ بالتَّفْسِيرِ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ خَلْفِهِ فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ مُجَخٍّ قَدْ فَرَّجَ يَدَيْهِ.

٨٩٩- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا' میں نبی ﷺ کے پیچھے سے آیا (جبکہ آپ سجدے میں تھے) تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے اپنی کمر کو اٹھایا ہوا تھا' پیٹ زمین سے اونچا تھا اور بازو پہلوؤں سے دور تھے۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے اس کی تصحیح کی ہے' اگلی حدیث اس کی مؤید ہے۔

٩٠٠- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا أَحْمَرُ بنُ جَزْءٍ، صَاحِبُ رسولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى عَضُدَيْهِ عن جَنْبَيْهِ حَتَّى نَأْوِيَ لَهُ.

٩٠٠- حضرت احمر بن جزء ؓ صحابی رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے (اس قدر) دور رکھتے تھے کہ ہمیں (آپ کی مشقت کو دیکھتے ہوئے) آپ پر ترس آتا۔

فائدہ: یعنی ہاتھوں کو اپنی پسلیوں سے خوب دور کر کے رکھتے تھے اسی وجہ سے دیکھنے والوں کو ترس آتا کہ آپ بہت مشقت میں ہیں' مگر جماعت اور صف میں یہ صورت نہیں ہوسکتی۔ تاہم اگر بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکتا ہو' تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ جس طرح سجدہ کر سکتا ہے کر لے۔

٩٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ بنِ

٩٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت

٨٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الاعتدال في السجود . . . الخ، ح: ٤٩٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٨٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٧ من حديث زهير به * وأبوإسحاق عنعن والحديث الآتي يغني عنه.

٩٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب السجود، ح: ٨٨٦ من حديث عباد بن راشد به.

٩٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١١٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦٥٣، وابن حبان، ح: ٤٩٩ب.

اللَّيْثِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن دَرَّاجٍ، عن ابنِ حُجَيْرَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُم فَلَا يَفْتَرِشْ يَدَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ وَلْيَضُمَّ فَخِذَيْهِ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) کتے کی طرح نہ پھیلائے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ''جب آپ سجدہ کرتے تو اپنی رانوں میں فاصلہ کرتے اور اپنے پیٹ کو بھی اٹھائے ہوتے' اسے رانوں کا سہارا نہ دیتے۔ (سنن ابی داود' حدیث:۷۳۵) ② سجدہ کرنے کا یہ طریقہ' مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے' کیونکہ عورتوں کے لیے نبی ﷺ نے سجدے کا کوئی الگ طریقہ بیان نہیں فرمایا۔ اس سلسلے میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں' ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی کتاب ''کیا عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟'' مطبوعہ دارالسلام)

(المعجم ١٥٤، ١٥٥) - بابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ لِلضَّرُورَةِ (التحفة ١٦٠)

باب:۱۵۵،۱۵۴- ضرورت کے لیے اس میں رخصت کا بیان

٩٠٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: اشْتَكَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوا فقال: «اسْتَعِينُوا بِالرُّكَبِ».

۹۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ جب وہ سجدے میں اپنے بازوؤں کو کھلے کرتے ہیں تو اس سے بہت مشقت ہوتی ہے' تو آپ نے فرمایا: ''اپنے گھٹنوں سے مدد لے لیا کرو۔''

فائدہ: بیمار اور ضعیف کے لیے سجدوں میں رانوں کا سہارا لینا مباح ہے' کیونکہ وہ معذور ہوتا ہے۔

(المعجم ١٥٥، ١٥٦) - بابُ التَّخَصُّرِ وَالْإِقْعَاءِ (التحفة ١٦١)

باب:۱۵۶،۱۵۵- پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا اور اقعاء کرنا

٩٠٣- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن

۹۰۳- جناب زیاد بن صبیح حنفی بیان کرتے ہیں کہ

٩٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الاعتماد في السجود، ح: ٢٨٦ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٥٠٧، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٢٩، ووافقه الذهبي * محمد بن عجلان مدلس ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه السفيانان فأرسلاه عن سمي عن نعمان بن أبي عياش به.

٩٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب النهي عن التخصر في الصلوة، ح: ٨٩٢ من حديث سعيد بن زياد به.

وَكِيعٍ، عن سَعِيدِ بنِ زِيَادٍ، عن زِيَادِ بنِ صُبَيْحٍ الْحَنَفِيِّ قال: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خَاصِرَتَيَّ، فَلَمَّا صَلَّى قال: هَذَا الصَّلْبُ في الصَّلَاةِ، وكَانَ رسولُ الله ﷺ يَنْهَى عَنْهُ.

میں نے حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی، میں نے اس دوران میں اپنے ہاتھ اپنے پہلوؤں (کوکھوں) پر رکھ لیے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ کیفیت نماز میں صلیب (مَصْلُوْب) سے مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① اثنائے نماز میں کوکھ (یا کولھوں) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے۔ اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہی مشابہت، جو ذکر ہوئی ہے کہ سولی دیے جانے والے کو لکڑی پر اسی انداز میں کھڑا کرتے تھے کہ اس کے ہاتھ اس کے پہلوؤں سے دور ہوتے تھے۔ دیگر اقوال یہ ہیں۔ اس میں شیطان سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہود سے مشابہت ہوتی ہے۔ یا یہ دوزخیوں کے آرام کی کیفیت ہوگی۔ یا متکبرین اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ یا غم و اندوہ میں بھی لوگ اسی انداز میں کھڑے ہوتے ہیں وغیرہ (عون المعبود) الغرض وجہ کوئی بھی ہو یہ عمل ممنوع ہے۔ ② ''اِقْعَاء عَلَى الْقَدَمَيْن'' کی وضاحت اس طرح ہے کہ ''اقعاء'' ایڑیوں پر بیٹھنے کو کہتے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان کبھی کبھار اس طرح بیٹھنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ۸۴۵ کے فوائد ملاحظہ ہو۔

(المعجم ١٥٦، ١٥٧) - باب الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٦٢)

باب: ۱۵۶، ۱۵۷ - نماز میں رونا

٩٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ سَلَّامٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْني ابنَ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن ثَابِتٍ، عن مُطَرِّفٍ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي وفي صَدْرِهِ أزِيزٌ كأزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ ﷺ.

۹۰۴- جناب مطرف اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔

فائدہ: سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اندر سے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آ رہی تھی۔ (حدیث: ۱۲۱۵) اور مومنین کی خاص صفت یہی ہے کہ ''جب ان پر اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو سجدوں میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔'' (سورۂ مریم: ۵۸) اور یہ کیفیت ایمان اور تدبر فی الآیات ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، خواہ آواز سے روئے۔

٩٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب البكاء في الصلوة، ح: ١٢١٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٤٥١ (بتحقيقي).

(المعجم ١٥٧، ١٥٨) - **باب كَرَاهِيَةِ الْوَسْوَسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٣)

باب: ۱۵۷'۱۵۸- نماز کے دوران میں وسوسے اور خیالات کی کراہت

٩٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي ابنَ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لا يَسْهُو فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۹۰۵- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے (یعنی سنت کے مطابق) پھر دو رکعتیں پڑھے اور ان میں غفلت کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

٩٠٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، عن أبي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

۹۰۶- حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے ان ہی پر متوجہ رہے' تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔''

فوائد و مسائل: ① وضو وہی اچھا ہو سکتا ہے جو سنت نبوی کے مطابق ہو۔ اعضا کامل دھوئے جائیں۔ پانی کا ضیاع نہ ہو اور شروع میں بسم اللہ اور آخر کی دعا بھی پڑھے۔ ② دل کے خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے' اپنی نظر اور چہرے کو سجدے کی جگہ پر مرکوز رکھے اور معنوی اعتبار سے آیات واذکار کے معانی و مفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ اللہ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے۔ علاوہ ازیں علمائے صالحین کی صحبت اور کتب احادیث میں زہد اور رقاق کے ابواب کا

٩٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ١٠١٣ من حديث أبي داود به وهو في مسند الإمام أحمد: ٤/ ١١٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ١٣١، ووافقه الذهبي.

٩٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، كما تقدم، ح: ١٦٩، ورواه البغوي في شرح السنة، ح: ١٠١٤ من حديث أبي داود به.

بکثرت مطالعہ انسان کے لیے حسن عبادت کا بہترین ذریعہ ہیں اور یہ ماثور دعا اپنا معمول بنائے [اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن أبي داود، حديث: ١٥٢٢) ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔''

(المعجم ١٥٨، ١٥٩) - **باب الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٤)

باب: ۱۵۸، ۱۵۹- امام کو نماز میں لقمہ دینا

٩٠٧ (أ) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَسُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ قالا: أخبرنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ عن يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ، عن الْمُسَوَّرِ بنِ يَزِيدَ الْمَالِكِيِّ أَنَّ رسولَ الله ﷺ - قال يَحْيَى - وَرُبَّمَا قال: شَهِدْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فقال لَهُ رَجُلٌ: يارسولَ الله! تَرَكْتَ آيَةَ كَذَا وَكَذَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا؟».

۹۰۷-(الف) حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنہیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا' تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دیں؟''

قال سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ قال: كُنْتُ أُرَاهَا نُسِخَتْ. وقال سُلَيْمَانُ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ كَثِيرٍ الأَسَدِيُّ قال: حدثني الْمُسَوَّرُ بنُ يَزِيدَ الأَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ.

سلیمان نے اپنی روایت میں کہا کہ اس آدمی نے کہا: میں سمجھا شاید یہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ سلیمان نے اس سند کو یوں بیان کیا...... [حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَسَدِيُّ الْمَالِكِيُّ] (یعنی تصریح تحدیث اور وضاحت نسب کے ساتھ۔)

٩٠٧ (ب) - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ

۹۰۷-(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی

٩٠٧الف ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في جزء القراءة، ح: ١٩٤، وعبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٤٨، وابن حبان، ح: ٣٧٨، ٣٧٩ * يحي بن كثير وثقه ابن حبان والجمهور، وحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

٩٠٧ب ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٢، وصححه ابن حبان، ح: ٣٨٠، والنووي في المجموع: ٤/ ٢٤١، وأعله الإمام أبوحاتم في علل الحديث: ١/ ٧٧، ٧٨ بعلة غير قادحة، والله أعلم.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ: أخبرنا عَبْدُ الله ابنُ الْعَلَاءِ بنِ زَبْرٍ عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فيها فَلُبِسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قال لِأُبَيٍّ: «أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «فَمَا مَنَعَكَ».

ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی' تو کچھ خلط ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت اُبَیّ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے'')۔

فوائد ومسائل: ① بشری تقاضوں کے تحت نبی علیہ السلام کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی ہے جس سے ایک تو آپ کی بشریت کا اثبات ہوا۔ دوسرے' آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم وتشریع کا ذریعہ بن گیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ﴾ (الاعلیٰ: ٦'٧) ② امام اگر قراءت میں بھولے تو اسے وہ آیات بتائی جائیں۔ اگر دوسرے ارکان بھول رہا ہو تو سُبْحَانَ اللّٰه کہا جائے۔ اور عورت الٹے ہاتھ پر تالی بجا کر متنبہ کرے۔

(المعجم ١٥٩، ١٦٠) - باب النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ (التحفة ١٦٥)

باب: ١٥٩'١٦٠- امام کو لقمہ دینے کی ممانعت کا مسئلہ

٩٠٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عن يُونُسَ بنِ أبي إسْحَاقَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن الْحَارِثِ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يَاعَلِيُّ! لا تَفْتَحْ عَلَى الإِمَامِ في الصَّلَاةِ».

٩٠٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! امام کو نماز میں لقمہ مت دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو إسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابواسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے۔

ملحوظہ: اس حدیث کے ایک راوی حارث بن عبداللہ کوفی' ابوزہیر الاعور کو کئی ایک محدثین نے کذاب کہا ہے۔

٩٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٤٦ من حديث يونس بن أبي إسحاق به * الحارث الأعور ضعيف جدًا، رافضي، وأبوإسحاق لم يسمع منه هذا الحديث.

اس کے مقابلے میں پچھلے باب میں مذکور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث سنداً صحیح ہے۔لہٰذا امام اگر قراءت میں بھول رہا ہوتو اسے بتا دینا چاہیے۔

(المعجم ١٦٠، ١٦١) - **بابُ الالْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٦٦)

باب:۱۶۰، ۱۶۱- نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

٩٠٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: سَمِعْتُ أبَا الأحْوَصِ يُحَدِّثُنَا في مَجْلِسِ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قال: قال أبُو ذَرٍّ: قال رسولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ الله عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فإذَا الْتَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ».

۹۰۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ ادھر ادھر دیکھنے لگ جائے تو اللہ بھی اس سے منہ موڑ لیتا ہے۔“

٩١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أبُو الأحْوَصِ عن الأشْعَثِ يَعْنِي ابنَ سُلَيْمٍ، عن أبِيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالت: سَألْتُ رسولَ الله ﷺ عن الْتِفَاتِ الرَّجُلِ في الصَّلَاةِ، فقال: «إنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ».

۹۱۰- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ”اچکنا“ ہے۔اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔“

فائدہ: گردن گھما کر دیکھنا بالکل ناجائز ہے۔البتہ اشد ضرورت کے تحت کسی قدر نظر گھما کر دیکھے تو جائز ہے۔

(المعجم ١٦١، ١٦٢) - **بابُ السُّجُودِ عَلَى الأنْفِ** (التحفة ١٦٧)

باب:۱۶۱، ۱۶۲- ناک پر سجدہ کرنا

٩١١- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ:

۹۱۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

٩٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التشديد في الالتفات في الصلوة، ح:١١٩٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وصححه ابن خزيمة، ح:٤٨١، ٤٨٢، والحاكم: ١/ ٢٣٦، ووافقه الذهبي.

٩١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح:٧٥١ عن مسدد به.

٩١١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٨٩٤.

حَدَّثَنَا عِيسَى عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بن أبِي كَثِيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ رُئِيَ عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْنَبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلاةٍ صلَّاها بالنَّاسِ.

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر کیچڑ کا نشان تھا۔

قال أبو عَلِيٍّ: هذا الحديثُ لَمْ يَقْرَأْهُ أبو دَاوُدَ في الْعَرْضَةِ الرَّابِعَةِ.

ابوعلی لؤلؤی کہتے ہیں کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے جب چوتھی بار اپنی یہ کتاب تلامذہ پر پڑھی تو اس میں یہ حدیث نہ تھی۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ سے سنن ابوداود روایت کرنے والے معروف محدث چار ہیں جن تک علمائے محدثین کی اسانید پہنچتی ہیں۔(۱) ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی البصری۔(۲) ابوبکر بن محمد بن عبدالرزاق التمار البصری المعروف بہ ابن داسہ۔(۳) ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بہ ابن الاعرابی۔(۴) ابوعیسیٰ اسحٰق بن موسیٰ بن سعید الرملی وراق ابی داود۔ لؤلؤی کا نسخہ مشرق میں اور ابن داسہ کا نسخہ مغرب میں مشہور ہوا ہے۔(الحطة فی ذکر الصحاح الستة) ان نسخوں میں کہیں کہیں کچھ باہم اختلاف ہیں۔

(المعجم ١٦٢، ١٦٣) - باب النَّظَرِ فِي الصَّلاةِ (التحفة ١٦٨)

باب:۱۶۲'۱۶۳-نماز میں نظر اٹھانے کا مسئلہ

٩١٢- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أبو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وهذا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَتَمُّ - عن الأعمش، عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ ابنِ طَرَفَةَ الطَّائِيِّ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال عُثْمَانُ هُوَ ابنُ أبي شَيْبَةَ قال: دَخَلَ رسولُ الله ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إلَى السَّماءِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فقال: «لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ يُشْخِصُونَ أَبْصَارَهُمْ

۹۱۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: "یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔"

٩١٢- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٦٦١.

إِلَى السَّمَاءِ». - قال مُسَدَّدٌ: «فِي الصَّلَاةِ - أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ».

فائدہ: نماز کے دوران میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا جائز ہے جیسے کہ قنوت میں اٹھائے جاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کی حمد کے لیے اٹھائے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۹۴۰،۹۴۱) لیکن نظریں آسمان کی طرف اٹھانا صحیح نہیں۔ اس حدیث میں انکار نظریں اٹھانے پر ہے نہ کہ ہاتھ اٹھانے پر۔

٩١٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سَعِيدِ بنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ»، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ فقال: «لَيَنْتَهِيَنَّ عن ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ».

۹۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ اپنی نمازوں کے دوران نظریں اٹھا لیتے ہیں؟'' آپ کا فرمان اس بارے میں بڑا سخت ہو گیا اور فرمایا: ''یہ لوگ اپنے اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔''

٩١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: صَلَّى رسولُ الله ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فقال: «شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ».

۹۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونی چادر میں نماز پڑھی، اس میں کچھ نقش و نگار تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کے نقوش الجھانے لگے تھے۔ اسے ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے پاس اَنبجانی چادر لے آؤ۔'' (یعنی جس میں نقش نہیں ہوتے۔)

٩١٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابنَ أبي الزِّنَادِ، قال: سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ بهذا الخبرِ قال: وَأَخَذَ

۹۱۵- جناب ہشام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ نے ابوجہم کی (چادروں میں سے) کُردی چادر لے لی۔ آپ سے کہا گیا کہ اونی (منقش) چادر اس کُردی سے عمدہ تھی۔

٩١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلوة، ح: ٧٥٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

٩١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلوة، ح: ٧٥٢، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٩١٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم من حديث هشام بن عروة به، انظر الحديث السابق.

كُرْدِيًّا كَانَ لِأَبِي جَهْم، فَقِيلَ: يارسولَ الله! الْخَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُرْدِيِّ.

فوائد ومسائل: ① ابوجہم ؓ آپ کے صحابہ میں سے تھے ان کا نام عبید یا عامر بن حذیفہ قرشی عدوی آیا ہے۔ ان کی طرف منقش چادر اس لیے بھیجی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ چادر ہدیہ کی تھی۔ (عون المعبود) ② لباس' مصلی' فرش یا سامنے کی دیوار وغیرہ اگر ایسی ہو کہ اس کے نقوش سے نماز کے دوران میں الجھن ہوتی ہو تو اس سے بچنا چاہیے۔ ③ نماز کے دوران میں آنکھیں بند کر لینا کسی طرح صحیح نہیں۔ نظر حتی الامکان سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے' مگر تشہد میں بیٹھتے ہوئے انگشت شہادت پر ہو تو مستحب ہے۔ (سنن نسائی' حدیث: ۱۱۶۱) تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' باب نظر المصلی الیٰ موضع سجوده ...... ص: ۲/۲۱۱)

(المعجم ١٦٣، ١٦٤) - **باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ** (التحفة ١٦٩)

باب: ۱۶۳' ۱۶۴- نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی رخصت

٩١٦- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قال: حدثني السَّلُولِيُّ هُوَ أَبُو كَبْشَةَ، عن سَهْلِ ابنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قال: ثُوِّبَ بالصَّلَاةِ يَعْني صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَجَعَلَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ.

۹۱۶- حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور آپ اس دوران میں ایک گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا إِلَى الشِّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ.

امام ابوداود ؒ نے بیان کیا کہ آپ نے ایک شہسوار کو اس گھاٹی کی طرف رات میں پہرے کے لیے بھیجا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث اور دیگر وہ احادیث جن میں التفات سے منع کیا گیا ہے' ان کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ گردن موڑے بغیر اشد ضرورت سے دیکھنا جائز ہے' ورنہ ممنوع۔

(المعجم ١٦٤، ١٦٥) - **باب الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٠)

باب: ۱۶۴' ۱۶۵- نماز میں عمل (حرکات وغیرہ جو مباح ہیں)

٩١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٨٨٧ من حديث الربيع بن نافع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤٨٧، وابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٦٥، ح: ٣٧٦.

٩١٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْم، عن أبي قَتَادَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ ابْنَةِ رسولِ الله ﷺ فإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

٩١٧- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات اپنی نواسی) اُمامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھاتے تھے۔ جب سجدہ کرتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

٩١٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يقولُ: بَيْنَا نَحْنُ في المَسْجِدِ جُلُوسًا خَرَجَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بنِ الرَّبِيعِ. وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رسولِ الله ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رسولُ الله ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ بِهَا.

٩١٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ اُمامہ بنت ابی العاص بن ربیع کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں' یہ چھوٹی بچی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے نماز پڑھائی اور یہ آپ کے کندھے پر تھی' آپ جب رکوع کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔ آپ نے (اسی طرح) نماز مکمل کی اور اس دوران میں اسے اٹھاتے اور بٹھاتے رہے۔

٩١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن مَخْرَمَةَ، عن أبيهِ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قال: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الأَنْصَارِيَّ يقولُ: رَأَيْتُ

٩١٩- حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کے دوران میں امامہ دختر ابی العاص کو اپنی گردن (یعنی کندھے) پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ

٩١٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلوٰة ... الخ، ح: ٥٤٣ عن القعنبي، والبخاري، الصلوٰة، باب: إذا حمل جاريةً صغيرةً على عنقه في الصلوٰة، ح: ٥١٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٠.

٩١٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٦، ومسلم (انظر الحديث السابق / عن قتيبة) من حديث ليث بن سعد به.

٩١٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ٩١٧.

رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا.

جب سجدہ کرتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةُ مِنْ أَبِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ جناب مخرمہ نے اپنے والد (بکیر بن عبداللہ بن الاشج) سے ایک ہی حدیث سنی ہے۔

٩٢٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ صَاحِبِ رسولِ الله ﷺ قال: بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رسولَ الله ﷺ لِلصَّلَاةِ، فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَقَدْ دَعَاهُ بِلَالٌ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فِي مُصَلَّاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ. قال: فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا. قال: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ قَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا، فَمَا زَالَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ﷺ.

٩٢٠- حضرت ابوقتادہ صحابی رسول ﷺ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار ہم نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ اور حضرت بلال ؓ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ جب آپ تشریف لائے تو امامہ بنت ابی العاص یعنی آپ کی صاحبزادی (حضرت زینب ؓ) کی بیٹی آپ کی گردن پر تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے جب کہ وہ بچی اپنی اسی جگہ پر تھی (یعنی آپ ﷺ کی گردن پر۔) آپ نے تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو اسے پکڑ کر بٹھا دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ جب آپ اپنے سجدے سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہوئے تو اسے پھر گردن (کندھے) پر بٹھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں ایسے ہی کرتے رہے حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① اس آخری روایت کی سابقہ احادیث سے تائید ہوتی ہے۔ ② حضرت امامہ بنت زینب ؓ سے حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کی وفات کے بعد بموجب ان کی وصیت کے نکاح کر لیا تھا مگر ان سے

٩٢٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حزم في المحلى: ٣/ ٨٨، ٨٩ من حديث أبي داود به، وابن إسحاق عنعن، والحديث السابق: ٩١٨ يغني عنه.

اولاد نہیں ہوئی۔③ رسول اللہ ﷺ کو بچوں سے بہت ہی پیار تھا اور آپ ان سے کسی طرح پریشان نہ ہوتے تھے۔ ④ کچھ فقہائے کرام نے نبی ﷺ کے اس عمل کو آپ سے مخصوص باور کرانے کی کوشش کی ہے مگر حق یہ ہے کہ ایسا کوئی قرینہ نہیں ہے جس کے تحت اس قسم کے اعمال کو آپ سے مخصوص کیا جا سکے' بلکہ اس میں امت کے لیے اسوہ ہے۔ ماں باپ کو اس قسم کی صورت حال کا اکثر سامنا رہتا ہے اور بعض احوال میں امام یا مقتدی کو بھی ایسی صورت پیش آ سکتی ہے۔⑤ چھوٹے بچوں کے جسم اور کپڑے طہارت پر محمول ہوتے ہیں اور انہیں مسجد میں لے آنا جائز ہے۔ (مگر ایک حد تک)⑥ نماز میں عمل قلیل ہو یا کثیر مباح ہے' بشرطیکہ قبلے سے انحراف نہ ہو۔ جیسے کہ اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنی نواسی کو نیچے اتارا پھر اٹھایا اور بار بار ایسے کیا۔

٩٢١- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن ضَمْضَمَ بنِ جَوْسٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اقْتُلُوا الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ».

۹۲۱- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھتے ہوئے بھی دو کالے جانوروں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو۔“

فائدہ: یہ انسان کو ایذا دینے والے جانور ہیں اس لیے ان پر ترس کھانا انسان پر ظلم ہے' لہٰذا نماز کے دوران میں بھی انہیں قتل کر دیا جائے۔ خواہ عصا یا پتھر وغیرہ ڈھونڈنے اور اس جانور کے پیچھا کرنے میں قبلہ رخ سے منحرف ہونا پڑے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس دوسری صورت میں نماز باطل ہو جائے گی اور دہرانی پڑے گی' مگر کچھ دوسرے علماء اسے نماز خوف پر قیاس کرتے ہوئے نماز کو صحیح کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

٩٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ - وهٰذَا لَفْظُهُ - قال: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ: حدثنا بُرْدٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ

۹۲۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے' میں آتی اور دروازہ کھلواتی تو آپ چل کر دروازہ کھول دیتے اور پھر اپنے مصلے پر لوٹ آتے۔ اور (عروہ نے) ذکر کیا کہ

٩٢١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في قتل الأسودين في الصلوة، ح: ٣٩٠ من حديث علي بن المبارك، والنسائي، ح: ١٢٠٣، وابن ماجه، ح: ١٢٤٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٧٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٦٩، وابن حبان، ح: ٥٢٨، والحاكم: ١/ ٢٥٦، ووافقه الذهبي.

٩٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ذكر ما يجوز من المشي والعمل في صلوة التطوع، ح: ٦٠١ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن غريب" * الزهري تقدم: ٧٨٥، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث، وله شاهد ضعيف عند الدارقطني: ٢/ ٨٠.

رسولُ اللهِ ﷺ- قال أَحْمَدُ: - يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ، قال أَحْمَدُ: فَمَشَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ.

دروازہ قبلہ رخ تھا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر دروازہ قبلہ رخ ہو اور چند قدم کے فاصلے پر ہو اور گھر میں کوئی جواب دینے والا بھی نہ ہو تو چند قدم چل کر دروازہ کھول دینے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا' بلکہ ایک تو یہ عمل قلیل ہے۔ دوسرے' نمازی قبلے سے منحرف بھی نہیں ہوتا۔ تیسرے' اس سے اس کا خشوع فی الصلوٰۃ بھی زیادہ متاثر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٦٥، ١٦٦) - باب رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧١)

باب:١٦٥'١٦٦- نماز کے دوران میں سلام کا جواب دینا

٩٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ فُضَيْلٍ عن الأعمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رسولِ الله ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وقال: «إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا».

٩٢٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز میں ہوتے تو آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے۔ پس جب ہم (ہجرت حبشہ کے بعد) نجاشی کے پاس سے واپس آئے اور ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہمیں جواب نہ دیا اور فرمایا: ''نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز میں قراءت قرآن' اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں۔ سوائے اس کے جس کی رخصت آئی ہے۔ ② دوران نماز میں عمداً بات کرنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

٩٢٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عن أَبِي وَائِلٍ،

٩٢٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں سلام کہا کرتے تھے اور اپنی ضرورت کی

٩٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوٰة، باب ما ينهى من الكلام في الصلوٰة، ح:١١٩٩، ومسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة ونسخ ما كان من إباحته، ح:٥٣٨، كلاهما عن ابن نمير به.

٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الكلام في الصلوٰة، ح:١٢٢٢ من حديث عاصم بن بهدلة به، وعلقه البخاري قبل، ح:٧٥٢٢، التوحيد باب:٤٢.

عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رسولِ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدُثَ، فَلَمَّا قَضَى رسولُ الله ﷺ الصَّلَاةَ قال: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ الله تَعَالَى قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أن لا تَكَلَّمُوا في الصَّلَاةِ»، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ.

بات بھی لوگوں سے کر لیتے تھے' پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا' لیکن آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس سے مجھے بہت غم لاحق ہوا اور اگلے پچھلے اندیشوں نے آ لیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنے احکام میں جو چاہتا ہے تبدیلی کرتا ہے۔ اس نے اب یہ حکم دیا ہے کہ نماز کے دوران میں بات چیت نہ کیا کرو۔'' تب آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: زبان سے سلام کا جواب دینا منسوخ ہو گیا تھا مگر اشارے سے جواب دینا جائز اور مسنون ہے جیسے کہ مندرجہ ذیل احادیث میں آ رہا ہے۔

٩٢٥- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن بُكَيْرٍ، عن نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ، عن ابنِ عُمَرَ، عن صُهَيْبٍ أَنَّهُ قال: مَرَرْتُ برسولِ الله ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ إِشَارَةً. قال: ولا أَعْلَمُهُ إِلَّا قال: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ. وهذا لَفْظُ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ.

٩٢٥- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ نابل کہتے ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا: اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ یہ الفاظ جناب قتیبہ کی روایت کے ہیں۔

فائدہ: نمازی کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آواز مناسب ہونی چاہیے' مگر وہ اشارے سے جواب دے۔ نیز درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

٩٢٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ

٩٢٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٩٢٥_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوٰة، ح: ٣٦٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن لا نعرفه إلا من حديث الليث عن بكير"، طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ١٠١٧ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٨٨، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٢٥٥ والحاكم: ٣/ ١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٩٢٦_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوٰة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٤٠ من حديث زهير به.

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: أَرْسَلَنِي نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فقال لِي بِيَدِهِ هَكذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فقال لِي بِيَدِهِ هكَذَا وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيُومِيءُ بِرَأْسِهِ. قال: فَلَمَّا فَرَغَ قال: «مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي».

نے مجھے قبیلۂ بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ میں آیا تو آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ سے بات کرنا چاہی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں نے پھر بات کی تو آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ میں آپ کو سن رہا تھا کہ آپ قراءت کر رہے تھے اور (رکوع سجود کے لیے) اپنے سر سے اشارہ کر رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”جس کام کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا اس کا تم نے کیا کیا؟ اور تم سے بات نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

فوائد ومسائل: صحیح مسلم (کتاب المساجد حدیث: ۵۴۰) میں ہے کہ زہیر نے ”زمین کی طرف اشارہ“ کر کے نبی علیہ السلام کے اشارے کی وضاحت کی۔ ② سفر میں (نفل) نماز سواری پر پڑھی جا سکتی ہے۔ رکوع اور سجود اشارے سے ہوں گے۔ ③ اثنائے نماز میں کسی مخاطب کو اشارے سے جواب دینا جائز ہے۔ ④ اگر کوئی کسی وجہ سے جواب نہ دے سکے تو چاہیے کہ معذرت پیش کرے۔

٩٢٧- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يقولُ: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فيه. قال: فَجَاءَتْهُ الأنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي. قال: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رسولَ الله ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قال: يقولُ هَكذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ

٩٢٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد) قباء میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ (اس اثنا میں آپ کے پاس) انصار آ گئے۔ وہ آپ کو سلام کہتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح جواب دیتے ہوئے دیکھا، جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ لوگ آپ کو سلام کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس طرح اور اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ (حسین بن عیسیٰ نے اپنے شیخ جعفر بن عون سے اس کی وضاحت یوں نقل

٩٢٧- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الإشارة في الصلوٰة، ح: ٣٦٨ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٢١٥، وللحديث شواهد.

وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْق.

کی ہے کہ) جعفر بن عون نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے کیا اور اس کی پشت کو اوپر کی طرف۔

٩٢٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا غِرَارَ فِي الصَّلَاةِ وَلَا تَسْلِيمٍ».

٩٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''نماز اور سلام میں نقص نہیں۔'' (یعنی کمی نہ رکھو۔)

قال أَحْمَدُ: يَعْنِي فيما أُرَى أَن لا تُسَلِّمَ ولا يُسَلَّمَ عَلَيْكَ وَيُغَرِّرُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفُ وَهُوَ فيها شَاكٌّ.

امام احمد فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ سلام کریں نہ آپ پر سلام کیا جائے۔ اور نماز میں انسان کا کمی کرنا یوں ہے کہ انسان نماز سے فارغ ہو جائے حالانکہ اسے اس میں شک ہو۔

٩٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنَا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي مَالِكٍ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: أُرَاهُ رَفَعَهُ. قال: «لَا غِرَارَ فِي تَسْلِيمٍ وَلَا صَلَاةٍ».

٩٢٩- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں معاویہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے مرفوع بیان کیا۔ ''سلام میں اور نماز میں نقص نہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ فُضَيْلٍ عَلَى لَفْظِ ابنِ مَهْدِيٍّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں: ابن فضیل نے ابن مہدی کی (سابقہ روایت) کی مانند روایت کیا اور مرفوع نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① [غِرَار] کا لفظی معنی ''نقص اور کمی کرنا'' ہے۔ نماز میں کمی دو طرح سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ انسان اس کے رکوع اور سجود صحیح طور سے ادا نہ کرے۔ ارکان جلدی جلدی ادا کرے۔ اس سے نماز ناقص رہ جاتی ہے بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ دوسری صورت شک ہونے کی ہے کہ مثلاً تین یا چار رکعت میں شک ہوا کہ نہ معلوم کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تو انسان سمجھے کہ بس جتنی بھی ہے پوری ہو گئی ہے یا وہ اسے چار رکعات ہی شمار کر لے۔ یہ کیفیت بھی نماز

٩٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٦١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٢/٦١، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٦٤، ووافقه الذهبي * سفيان الثوري تقدم، ح: ٧٤٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٩٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

میں نقص ہے۔ چاہیے کہ بندہ یقین اور اعتماد سے نماز پوری پڑھے۔ یعنی اسے چار نہیں، تین رکعات شمار کر لے۔ سلام میں نقص یوں ہے کہ سلام کہنے والے کو اس کے الفاظ کا پورا پورا جواب نہ دیا جائے۔ اگر زیادہ نہیں کہتا تو اس کے الفاظ ہی سے جواب دے، ان میں کمی نہ کرے۔ مثلاً کہنے والے نے السلام علیکم ورحمة الله وبركاته کہا ہے تو جواب میں وعلیکم السلام پر کفایت مناسب نہیں۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْمُسْلِمُ فَرُدُّوا عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا سَلَّمَ أَوْرُدُّوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا سَلَّمَ فَالزِّيَادَةُ مَنْدُوبَةٌ وَالْمُمَاثَلَةُ مَفْرُوضَةٌ] ''یعنی جب تمہیں کوئی مسلمان سلام کہے تو اس کے سلام کا جواب اس کے سلام سے افضل الفاظ سے دو یا کم از کم اس کے سلام کے مثل جواب دو۔ افضل جواب دینا مستحب اور سلام کے مثل جواب دینا ضروری اور فرض ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ج:۱، تفسیر سورۂ نساء: آیت: ۸۶) والله اعلم. ② اس حدیث سے یہ استدلال کہ نمازی کو سلام نہ کہا جائے اور وہ بھی جواب نہ دے صحیح نہیں، کیونکہ صحیح ترین احادیث سے نمازی کو سلام کہنے اور اشارے سے جواب دینے کی صراحت ثابت ہے۔ (مثلاً مذکورہ بالا حدیث: ۹۲۷) اس لیے اس حدیث میں سلام کا جواب نہ دینے کی جو بات ہے، وہ اولاً اس سے منہ سے الفاظ کے ساتھ جواب نہ دینا مراد ہے۔ ثانیاً جواب دینے والی روایات قوی اور صریح ہیں، اس بنا پر ان کو ترجیح ہوگی اور نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا صحیح ہوگا۔

(المعجم ١٦٦، ١٦٧) - باب تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۶، ۱۶۷- نماز میں چھینک کا جواب دینا

٩٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ المَعْنَى عن حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قال: صَلَّيْتُ مَعَ رسولِ الله ﷺ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ الله، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ، مَا شَأْنُكُم تَنْظُرُونَ إِلَيَّ. قال:

۹۳۰- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور قوم میں سے ایک آدمی نے چھینک ماری، تو میں نے کہا [يَرْحَمُكَ اللّٰه] ''اللہ تم پر رحم فرمائے''۔ اس پر لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا تو میں نے کہا: افسوس میری ماں کا مجھے گم کرنا! تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ (اس پر) ان لوگوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے شروع کر دیے، تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ مجھے خاموش کرا رہے ہیں۔ (استاد) عثمان نے بیان کیا کہ جب میں نے انہیں دیکھا کہ یہ لوگ مجھے

٩٣٠- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة، ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونِي. قال عُثْمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي لَكِنِّي سَكَتُّ. فَلَمَّا صَلَّى رسولُ الله ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي وَلا كَهَرَنِي وَلا سَبَّنِي، ثُمَّ قال: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لا يَحِلُّ فيها شَيْءٌ مِنْ كَلامِ النَّاسِ هَذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»، أَو كما قال رسولُ الله ﷺ. قُلْتُ: يارسولَ الله! إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا الله بِالإِسلَامِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُهَّانَ. قال: «فلا تَأْتِهِمْ». قال: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ. قال: «ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ في صُدُورِهِمْ فلا يَصُدُّهُم» قال: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ. قال: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ». قال: قُلْتُ: جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرْعَى غُنَيْمَاتٍ قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ إِذِ اطَّلَعْتُ عَلَيْهَا اطِّلَاعَةً فإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا وَأَنَا مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَعَظَّمَ ذَاكَ عَلَيَّ رسولُ الله ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قال: «ائْتِنِي بِهَا»، فَجِئْتُ بِهَا، فقال: «أَيْنَ الله؟» قالت: في السَّمَاءِ، قال: «مَنْ أَنَا؟» قالت: أَنْتَ رسولُ الله،

خاموش کرا رہے ہیں (تو مجھے غصہ تو آیا) مگر میں خاموش رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے مجھے مارا نہ ڈانٹا' نہ سخت سست کہا' بلکہ فرمایا: ''یہ نماز ہے' اس میں لوگوں کی سی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح ہوتی ہے' تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے اسی قسم کی بات فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ نئے نئے جاہلیت سے باہر آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں اسلام (کی نعمت) سے نوازا ہے۔ تو ہم میں کچھ لوگ ہیں جو کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ (پرندوں وغیرہ سے) بدفالی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ان کے دلوں کے اوہام ہیں۔ یہ چیزیں ان کے لیے رکاوٹ نہیں بننی چاہییں۔'' میں نے عرض کیا: ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''سابقہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے جو لکیریں کھینچا کرتے تھے' تو جس کی لکیریں ان کے موافق ہوں وہ تو صحیح ہو سکتی ہیں۔'' (لیکن اب یہ جاننا مشکل ہے۔) میں نے کہا: میری ایک لونڈی ہے جو اُحد اور جوانیہ کی اطراف میں میری کچھ بکریاں چرایا کرتی تھی۔ میں نے ایک بار اس پر چھاپہ مارا تو دیکھا کہ بھیڑیا ان میں سے ایک بکری لے گیا ہے اور میں بھی آدم کی اولاد میں سے ہوں' جس طرح انہیں افسوس ہوتا ہے مجھے بھی ہوا تو میں نے اسے تھپڑ دے مارا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو میرے لیے بڑا بھاری اور برا عمل جانا۔ میں

قال: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

نے کہا: کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' چنانچہ میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان میں۔ آپ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو بلاشبہ یہ مومنہ ہے۔''

٩٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عن هِلَالِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَطَاءِ ابنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قال: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رسولِ الله ﷺ عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الإِسْلَامِ، فَكَانَ فيما عَلِمْتُ أَنْ قِيلَ لِي: إِذَا عَطَسْتَ فَاحْمَدِ الله وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدَ الله فَقُلْ: يَرْحَمُكَ الله. قال: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ مَعَ رسولِ الله ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ الله فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ الله رَافِعًا بِهَا صَوْتِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى احْتَمَلَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُزْرٍ، قال: فَسَبَّحُوا، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قال: «مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟» قِيلَ: هَذَا الأَعْرَابِيُّ فَدَعَانِي رسولُ الله ﷺ فقالَ لِي: «إِنَّمَا الصَّلَاةُ

٩٣١- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام کے کچھ احکام جان لیے۔ ان میں سے ایک یہ بھی جانا کہ مجھے کہا گیا: جب تمہیں چھینک آئے تو [اَلْحَمْدُ لله] کہو اور جب کوئی دوسرا چھینک مارے اور [اَلْحَمْدُ لله] کہے تو تم اسے [يَرْحَمُكَ الله] سے جواب دو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے چھینک ماری اور اس نے [اَلْحَمْدُ لله] کہا' میں نے کہا: [يَرْحَمُكَ الله] اور اونچی آواز سے کہا' تو لوگوں نے مجھے تیز نظروں سے دیکھا۔ اس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ مجھے گھور گھور کے دیکھ رہے ہو؟ اس پر انہوں نے سُبْحَانَ اللّٰه کہا۔ پھر جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ''باتیں کون کر رہا تھا؟'' کہا گیا کہ یہ بدوی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور مجھ سے فرمایا: ''نماز میں قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور اللہ کا ذکر' تو جب تم نماز میں ہوا کرو تو تمہارا یہی کام ہونا چاہیے۔''

٩٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في جزء القراءة، ح:٦٨ من حديث فليح بن سليمان به، وهو حسن الحديث، ورواه البيهقي: ٢/ ٢٤٩ من حديث أبي داود به.

لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ الله، فإذَا كُنْتَ فيها فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنُكَ»، فمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ أَرْفَقَ منْ رسولِ الله ﷺ.

الغرض میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شفیق معلم نہیں دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم پچھلی صحیح حدیث اس کی مؤید ہے۔② نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں ہے۔البتہ خود چھینک مارنے والا اگر خاموشی سے اَلْحَمْدُ لله کہے تو جائز ہے۔③ نماز میں ضرورت کا اشارہ جائز ہے۔④ دعوت وتعلیم اسلام میں نرمی اور اخوت کا انداز اپنانا واجب ہے۔⑤ کاہنوں کے پاس جانا اوران سے غیب کی خبریں وغیرہ دریافت کرنا حرام ہے۔اسی طرح بدفالی اور بدشگونی لینا بھی ناجائز ہے۔⑥ علم خطوط دراصل وحی شدہ علم تھا' مگر اٹھالیا گیا۔اسے حضرت ادریس یا دانیال علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔اب اس میں مشغول ہونا اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنا ہے۔اس پر کسی بھی طرح اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔نبی علیہ السلام کے مذکورہ جوابات میں حق کا اثبات اور باطل کا ابطال نہایت عمدہ انداز میں ہوا ہے۔اس میں داعی اور مفتی حضرات کے لیے بہت بڑا درس ہے۔⑦ خادم وغیرہ کو بلاوجہ معقول سزا دینا ظلم اور ناجائز ہے۔چاہیے کہ انسان اس کا کفارہ ادا کرے۔⑧ اسلام کی تعلیمات' عقائد واعمال انتہائی سادہ اور فطرت کے مطابق ہیں اوران کی بنیاد توحید ورسالت پر ہے۔⑨ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اوراس کی طرف جہت وجانب کی نسبت کرنا عین حق ہے۔⑩ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

(المعجم ١٦٧، ١٦٨) - باب التَّأْمِينِ وَرَاءَ الإِمَامِ (التحفة ١٧٣)

باب:١٦٧، ١٦٨-امام کے پیچھے آمین کہنا

٩٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ، عن حُجْرٍ أَبي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ، عن وائِلِ بنِ حُجْرٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قال: «آمِينَ» وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ.

٩٣٢-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (سورۂ فاتحہ کے آخر میں) ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتے تو [آمین] کہتے اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔

٩٣٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ

٩٣٣-حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٩٣٢- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التأمين، ح: ٢٤٨ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وصححه الدارقطني: ١/ ٣٣٤، وابن حجر (التلخيص الحبير: ١/ ٢٣٦) وغيرهما * رواه يحيى القطان عن الثوري به وهو لا يروي عنه إلا ما صرح بالسماع.

٩٣٣- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في الخلافيات (ق: ١/ ٥١ الف) من حديث أبي داود به، وعنده العلاء بن ◄◄

الشَّعِيرِيُّ : حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ صَالِحٍ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ ، عن حُجْرِ بنِ عَنْبَسَ، عن وَائِلِ بنِ حُجْرٍ : أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ الله ﷺ فَجَهَرَ بِآمِينَ وَسَلَّمَ عن يَمِينِهِ وَعن شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ.

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اونچی آواز سے آمین کہی۔ اور (جب نماز سے فارغ ہوئے تو) دائیں بائیں جانب سلام پھیرا' حتیٰ کہ میں نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔

ملحوظہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کی اس سند میں ''علی بن صالح'' کی بجائے ''علاء بن صالح'' نقل ہوا ہے۔ دیکھیے جامع الترمذی: (حدیث:۲۴۹)

٩٣٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ : أخبرنَا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن بِشْرِ بنِ رَافِعٍ ، عن أبي عَبْدِ الله ابْنِ عَمِّ أبي هُرَيْرَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إذَا تَلَا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قال: «آمِينَ» حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الأَوَّلِ.

۹۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْن﴾ پڑھتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ صف اول کے لوگ جو آپ سے قریب ہوتے آپ کی آواز سن لیتے۔

فائدہ : امام دارقطنی اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے اس حدیث کو حسن اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح علی شرطهما ''(بخاری ومسلم) کہا ہے۔ ان احادیث سے استدلال یوں ہے کہ مقتدی امام کی اتباع کا پابند ہے اور نبی علیہ السلام کا حکم ہے کہ [صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّي] ''تم نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔'' (صحیح بخاری' حدیث:۶۳۱) جب آپ علیہ السلام نے امام ہوتے ہوئے آمین کہی تو مقتدی کے لیے بھی ثابت ہوگئی۔ (عون المعبود) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت دلیل ہے کہ آمین چیخ کر نہ کہی جائے' بلکہ درمیانی آواز سے کہی جائے۔ جس میں عجز وفروتنی کا اظہار ہو۔ چیخ کر آمین کہنا عجز و نیاز کے منافی ہے' اس لیے ایسا کرنا صحیح نہیں۔ اسی طرح بغیر آواز نکالے دل میں آمین کہنا بھی خلاف سنت ہے۔

◀◀ صالح، وهو الصواب، والسند حسن، وللحديث شواهد ※ العلاء بن صالح وثقه ابن معين والجمهور، فهو حسن الحديث.

٩٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجهر بآمين، ح: ٨٥٣ من حديث صفوان بن عيسى به ※ بشر بن رافع ضعيف، وأبوعبدالله، ابن عم أبي هريرة لا يعرف حاله، قاله البوصيري في مصباح الزجاجة: ١/ ١٠٦.

٩٣٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سُمَيٍّ مَوْلَى أبي بَكْرٍ، عن أبي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا قَالَ الإِمَامُ: غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فقُولُوا: آمِين فإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٩٣٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّالِّيْنَ﴾ کہے تو تم [آمین] کہو کیونکہ جس کا یہ قول ملائکہ کے قول کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“

٩٣٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فأَمِّنُوا فإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

قال ابنُ شِهَابٍ: وكَانَ رسولُ الله ﷺ يقولُ: «آمِينَ».

٩٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو گئی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یعنی امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ﴾ کے بعد آمین کہے تو تم بھی آمین کہو؛ اسی وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ اس اجتماع و توافق کی فضیلت یہی ہے کہ نمازیوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ وَاللهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ. ② حدیث کے الفاظ ”جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو۔“ کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی امام کی آمین کے بعد آمین کہیں نہ کہ امام کے ساتھ ہی نہ امام سے پہلے ہی۔ اس میں بھی یہ کوتاہی عام ہے کہ اکثر لوگ امام کے وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھتے ہی آمین کہہ دیتے ہیں حالانکہ مقتدیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ پہلے امام کو آمین کہنے کا موقع دیں اور اس کے بعد خود آمین کہیں۔

٩٣٥- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر المأموم بالتأمين، ح: ٧٨٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٧، (والقعنبي، ص: ١٤١).

٩٣٦- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ح: ٧٨٠، ومسلم، الصلوة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح: ٤١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٧، (والقعنبي، ص: ١٤٠، ١٤١).

٩٣٧- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إبْرَاهِيمَ بنِ رَاهُويَهْ: أخبرنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَاصِمٍ، عن أبي عُثْمَانَ، عن بِلَالٍ: أنَّهُ قال: يارسولَ الله! لَا تَسْبِقْنِي بِآمِينَ.

٩٣٧- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آمین کہنے میں مجھ سے جلدی نہ فرمایئے۔

توضیح: یعنی نماز شروع ہو چکی تھی اور وہ تاخیر سے آئے تو کہا: مجھے موقع دیجیے کہ میں بھی نماز میں مل کر آپ کے ساتھ آمین کہہ سکوں۔ اس کی سند مرسل ہے کہ ابوعثمان کی بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات میں کلام ہے۔ جبکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ وغیرہ اسے موصول قرار دیتے ہیں۔ (عون المعبود) بہر حال اگر امام کو کہہ دیا جائے کہ ذرا قراءت کو طویل کر دیں اور وہ اسے قبول کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے (باب اِذَا قِیْلَ لِلْمُصَلِّی تَقَدَّمْ اَوِ انْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَأْسَ' کتاب العمل فی الصلاۃ' باب:١٤)

٩٣٨- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ وَمَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ قالا: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عن صُبَيْحِ بنِ مُحْرِزٍ الْحِمْصِيِّ، حدثني أبُو مُصَبِّحٍ المَقْرَئِيُّ قال: كُنَّا نَجْلِسُ إلَى أبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَيَتَحَدَّثُ أحْسَنَ الحديثِ فَإذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ قال: اخْتِمْهُ بِآمِينَ، فَإنَّ آمِينَ مِثْلُ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ. قال أبُو زُهَيْرٍ: أُخْبِرُكُم عن ذٰلِكَ، خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ ألَحَّ فِي المَسْألَةِ، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ. فقال النَّبِيُّ ﷺ: «أوْجَبَ إنْ خَتَمَ»، فقال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: بِأيِّ شَيْءٍ

٩٣٨- ابومُصبّح مقرئی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوزہیر نمیری کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ صحابہ میں سے تھے اور بڑی اچھی اچھی احادیث بیان کرتے تھے تو ہم میں سے جب کوئی دعا کرتا تو فرمایا کرتے کہ اسے آمین کی مہر لگاؤ۔ آمین مہر کی مانند ہے جو کسی خط پر لگا دی جاتی ہے۔ ابوزہیر نے فرمایا: میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں' ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور ایک شخص پر پہنچے جب کہ وہ بہت الحاح اور مبالغے سے دعا کر رہا تھا۔ نبی ﷺ رک گئے اور اس کی دعا سنتے رہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دعا قبول ہو گئی بشرطیکہ مہر کر دے۔'' ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا: کس چیز سے مہر کرے؟ آپ نے فرمایا: ''آمین سے بلاشبہ اگر اس نے اپنی دعا آمین سے ختم کی (یا مہر لگائی) تو

٩٣٧- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢، ١٥ من حديث عاصم الأحول به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢١٩، ووافقه الذهبي.

٩٣٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ١٤٠٢ من حديث أبي داود به * صبيح بن محرز مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

يَخْتِمُ، فقال: «بِآمِينَ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِآمِينَ فَقَدْ أَوْجَبَ»، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَى الرَّجُلَ فقال: اخْتِمْ يَافُلَانُ! بِآمِينَ وَأَبْشِرْ وهذا لَفْظُ محمُودٍ.

قبول ہوگئی۔" چنانچہ وہ جس نے نبی ﷺ سے یہ پوچھا تھا اس دعا کرنے والے کے پاس گیا اور اسے کہا: اے فلاں! اپنی دعا کو آمین سے مہر کر دو اور خوشخبری قبول کرو۔ یہ الفاظ محمود کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَقْرَائِي قَبِيلٌ مِنْ حِمْيَرَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ "مقرائی" حمیر کا ایک ذیلی قبیلہ ہے۔

(المعجم ١٦٨، ١٦٩) - باب التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۶۸، ۱۶۹- نماز میں تالی بجانا

٩٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۹۳۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تسبیح (سبحان اللہ کہنا) مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔"

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز کے دوران میں اگر امام کو کسی امر کے لیے متنبہ کرنا ہو تو مسنون یہ ہے کہ مرد سبحان اللہ کہیں مگر عورت تالی بجائے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے نہ کہ معروف تالی کی طرح، کیونکہ یہ لہو ولعب ہے اور نماز میں لہو ولعب جائز نہیں ہے۔ عورتوں کو تسبیح کہنے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ ان کی آواز کسی فتنے کا باعث نہ بنے اور مردوں کو تالی سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ عورتوں کا کام ہے۔ (عون المعبود)

٩٤٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي حَازِمِ بنِ دِينَارٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ،

۹۴۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلۂ بنی عمرو بن عوف (قباء) میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا، تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ

٩٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب التصفيق للنساء، ح: ١٢٠٣، ومسلم، الصلوة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا نابهما شيء في الصلوة، ح: ٤٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٩٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الأول ... الخ، ح: ٦٨٤، ومسلم، الصلوة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام ... الخ، ح: ٤٢١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٣، ١٦٤ (والقعنبي، ص: ١١٢، ١١٣).

فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فقال: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فأُقِيمَ؟ قال: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رسولُ الله ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ في الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ في الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رسولَ الله ﷺ، فأَشَارَ إِلَيْهِ رسولُ الله ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رسولُ الله ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى في الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رسولُ الله ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: «يا أَبَا بَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟» قال أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لابنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ الله ﷺ، فقال رسولُ الله ﷺ: «مَالِي رَأَيْتُكُم أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ في صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ».

نماز پڑھائیں گے‘ تو میں اقامت کہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی اور ادھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور چلتے آئے‘ حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانی شروع کر دیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے (متوجہ نہ ہوتے تھے) لیکن جب لوگوں نے بہت زیادہ تالیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو انہیں حکم دیا تھا اس پر اللہ کی حمد کی اور پھر پیچھے ہٹ آئے‘ حتیٰ کہ صف میں برابر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”اے ابوبکر! تمہیں کیا مانع تھا کہ تم رکے رہتے جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا؟“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ابن ابی قحافہ کو زیب نہ دیتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے آگے ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو کیا ہوا تھا کہ اس قدر تالیاں بجانے لگے تھے؟ جسے نماز میں کوئی عارض ہو وہ سبحان اللہ کہا کرے۔ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تالیاں تو عورتوں کے لیے ہیں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا في الْفَرِيضَةِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ فرض نماز میں ہے۔

٩٤١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا

۹۴۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٩٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب الإمام يأتي قومًا فيصلح بينهم، ح: ٧١٩٠ من حديث أبي حازم به، مطولاً.

حمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فأَتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فقال لِبِلَالٍ: «إِنْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ. قال في آخِرِهِ: «إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ».

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کوئی جھگڑا ہو گیا تھا۔ نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ظہر کے بعد ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور بلال سے فرما گئے: ”اگر نماز عصر کا وقت ہو جائے اور میں نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر سے کہنا کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔“ چنانچہ جب عصر کا وقت ہوا‘ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی‘ پھر اقامت کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو کہا‘ وہ آگے بڑھ گئے۔ اس روایت کے آخر میں ہے: ”جب تمہیں نماز میں کوئی عارض پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہا کریں اور عورتیں تالی بجائیں۔“

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں میں کہیں جھگڑا ہو جائے تو اولین فرصت میں ان میں صلح کرانے کی کوشش کی جائے اور بالخصوص ائمہ قوم اور ذی وجاہت افراد کو اس میں سبقت کرنی چاہیے۔ ② امام مقرر کو چاہیے کہ متوقع غیر حاضری کی صورت میں اپنا نائب مقرر کر کے جائے۔ ③ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قابل اعتماد نائب تھے اور امت نے آپ کے اسی مقام کی وجہ سے انہیں منصب خلافت کے لیے منتخب کیا۔ ④ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام رسالت کو خوب پہچانتے تھے کہ آپ کے ہوتے ہوئے کسی طرح مناسب نہیں کہ آگے رہ کر نماز پڑھائی جائے۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی‘ امت میں کسی اور کا یہ مقام نہیں ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے تالیاں بجائیں۔ ⑤ لاعلمی سے جو عمل ہو جائے وہ معاف ہے جیسے کہ صحابہ نے تالیاں بجائیں‘ مگر علماء پر لازم ہے کہ اس کی اصلاح کریں تاکہ پھر اس کا اعادہ نہ ہونے پائے۔ ⑥ اثنائے قراءت میں حمد اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لینے جائز ہیں۔

٩٤٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عن عِيسَى بنِ أَيُّوبَ قال: قَوْلُهُ: التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ بِإِصْبَعَيْنِ من يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى.

۹۴۲- جناب عیسیٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ عورتوں کا تالی بجانا یوں ہے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں اپنی بائیں ہتھیلی پر ماریں۔

٩٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢١/ ١٠٧، ١٠٨ من حديث أبي داود به ☆ الوليد ابن مسلم تقدم، ح: ٤١٥، ولم يصرح بسماعه من عيسى بن أيوب.

فائدہ: عیسیٰ بن ایوب تبع تابعین میں سے ہیں۔ چونکہ نماز میں امام کو متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے اس لیے دو انگلیوں ہی سے کافی ہے۔ سب انگلیوں سے تالی بجانا لہو ولعب میں شمار ہوتا ہے اسی لیے فرق کیا گیا ہے۔

(المعجم ١٦٩، ١٧٠) - **باب الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٥)

باب:١٦٩، ١٧٠- نماز میں اشارہ کرنا

٩٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيْهِ الْمَرْوَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ.

٩٤٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز میں اشارہ کر دیا کرتے تھے۔

ملحوظہ: مثلاً سلام کا جواب دینا یا خاموش رہنے کا اشارہ کرنا۔ (دیکھیے گزشتہ باب:١٦٥، ١٦٦)

٩٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ بنِ الأَخْنَسِ، عن أبي غَطَفَانَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ» يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، «وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تُفْهَمُ عَنْهُ فَلْيَعُدْ لَهَا» يَعْنِي الصَّلَاةَ.

٩٤٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[سبحان اللہ] کہنا مردوں کے لیے ہے۔'' یعنی نماز میں۔ ''اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ اور جس نے اپنی نماز میں کوئی ایسا اشارہ کیا جو کوئی مفہوم رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز دہرائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحديثُ وَهْمٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث وہم ہے۔

فائدہ: کیونکہ صحیح احادیث سے حسب ضرورت اشارہ کرنا ثابت ہے۔

(المعجم ١٧٠، ١٧١) - **باب مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٦)

باب:١٧٠، ١٧١- نماز میں کنکریاں چھونا یا درست کرنا

٩٤٣- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٨ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٨٨٥، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٧٦، وله طريق آخر، صحيح، عند الدارقطني: ٢/ ٨٤، وللحديث شواهد.

٩٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٨٣ من حديث عبدالله بن سعيد به * ابن إسحاق تقدم، ح: ٣١٣ ولم أجد تصريح سماعه.

٩٤٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي الأحْوَصِ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَرْوِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَا».

۹۴۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو (اللہ کی) رحمت اس کے روبرو ہوتی ہے لہٰذا کنکریاں نہ چھوا کرے۔''

٩٤٦- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن مُعَيْقِيبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَمْسَحْ وَأَنْتَ تُصَلِّي، فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةٌ تَسْوِيَةَ الْحَصَا».

۹۴۶- حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھتے ہوئے کنکریاں مت چھوو۔ اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار برابر کرلو۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن شواہد کی بنا پر قابل استدلال ہے۔ بنابریں نمازی کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی جگہ صاف کرلے اور مصلّی وغیرہ درست کر کے کھڑا ہو' نماز کے دوران میں یہ عمل جائز نہیں' اگر کرنا بھی ہو تو صرف ایک بار کی رخصت ہے۔

(المعجم ١٧١، ١٧٢) - باب الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا (التحفة ١٧٧)

باب: ۱۷۱' ۱۷۲- پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا

٩٤٧- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عن هِشَامٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رسولُ

۹۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے دوران میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

٩٤٥- **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلوة، ح:٣٧٩، والنسائي، ح:١١٩٢، وابن ماجه، ح:١٠٢٧ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح:٩١٣، ٩١٤، وابن حبان، ح:٤٨١، ٤٨٢، والحافظ في بلوغ المرام، ح:١٨٩، وللحديث شواهد.

٩٤٦- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلوة، ح:٥٤٦ من حديث هشام الدستوائي، والبخاري، العمل في الصلوة، باب مسح الحصى في الصلوة، ح:١٢٠٧ من حديث يحيى ابن أبي كثير به.

٩٤٧- **تخريج:** أخرجه البخاري، العمل في الصلوة، باب الخصر في الصلوة، ح:١٢٢٠، ومسلم، المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلوة، ح:٥٤٥ من حديث هشام بن حسان به، ورواه أحمد:٢/ ٢٣٢ عن محمد بن سلمة به، وانظر، ح:٩٠٣.

الله ﷺ عن الاخْتِصَارِ في الصَّلَاةِ.

قَالَ أبو دَاوُدَ: يَعْني يَضَعُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [الْإِخْتِصَارُ فِي الصَّلٰوة] کا معنی ہے اپنے پہلوؤں (یعنی کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا۔

فائدہ: اہل لغت نے "اختصار" کے دو تین معانی ذکر کیے ہیں۔ ایک یہ کہ لاٹھی کا سہارا لے کر کھڑے ہونا۔ دوسرے سورت قرآن کو مختصر کرتے ہوئے آخر سے پڑھنا یا نماز کے ارکان کو از حد مختصر (چھوٹا) کر دینا۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کا معنی متعین فرما دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (مزید دیکھیے باب: ۱۵۵، ۱۵۶، حدیث: ۹۰۳)

(المعجم ١٧٢، ١٧٣) - **باب الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصًا** (التحفة ١٧٨)

باب: ۱۷۲، ۱۷۳- نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا

٩٤٨- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَابِصِيُّ: حَدَّثَنَا أبي عن شَيْبَانَ، عن حُصَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ قال: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ فقالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ في رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قال: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ. فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتُ أُذُنَيْنِ وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا، فقال: حَدَّثَتْنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عَمُودًا في مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ.

۹۴۸- جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ میں (شام کے علاقہ) رقہ میں آیا تو میرے دوستوں نے مجھے کہا: کیا تم کسی صحابیِ رسول سے ملنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: (کیوں نہیں) یہ تو غنیمت ہے۔ چنانچہ ہم حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: پہلے تو ہم ان کی ظاہری وضع قطع دیکھتے ہیں۔ تو ہم نے دیکھا کہ آپ کے سر پر ٹوپی ہے سر سے چپکی ہوئی اور کانوں والی اور خز (ریشم) کا جبہ تھا مٹیالے رنگ کا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی لاٹھی کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ سلام کے بعد ہم نے (یہ مسئلہ) دریافت کیا تو فرمایا: مجھ سے ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی تو آپ کی جائے نماز کے پاس ایک ستون تھا آپ اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔

٩٤٨- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٨٨ من حديث شيبان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦٤، ٣٦٥، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① اس سے قبل کے باب میں وارد حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں لاٹھی کا سہارا لینا درست نہیں۔ تو یہ باب اور حدیث اس مسئلے کو واضح کرتی ہے۔ ② صالحین کی زیارت اور ان کی صحبت میسر آنا بہت بڑی غنیمت ہے۔ ③ معروف ومشہور ہے کہ انسان کا مظہر اس کے باطن کا عکاس ہوتا ہے لہٰذا ظاہری منظر سادہ اور سنت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اصحاب مجلس پر اس کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بالخصوص وفود کے استقبال میں اس کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ④ عذر کی بنا پر نماز میں سہارا لینا جائز ہے اور سہارے سے کھڑے ہونا بیٹھنے کی نسبت زیادہ افضل ہے۔ ⑤ بطور عادت یا فیشن کے ہر وقت ننگے سر رہنا' حتیٰ کہ مستقل طور پر نماز بھی ننگے سر پڑھنا' صحابہ کے طریقے کے خلاف ہے۔

(المعجم ١٧٣، ١٧٤) - **باب النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ١٧٩)

باب: ۱۷۳' ۱۷۴- نماز میں گفتگو منع ہے

٩٤٩- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا إسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عن الْحَارِثِ بنِ شُبَيْلٍ، عن أبي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عن زَيْدِ بنِ أرْقَمَ قال: كَانَ أَحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَـٰنِتِينَ﴾ [البقرة:٢٣٨] فأُمِرْنَا بالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عن الْكَلَامِ.

۹۴۹- حضرت زید بن ارقم ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ابتدائے اسلام میں) ہمارا ایک ساتھی نماز کے دوران میں اپنے ساتھ والے سے بات کر لیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ آیت کریمہ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ نازل ہوئی۔ ''یعنی اللہ کے حضور خاموش باادب ہو کے کھڑے ہوا کرو۔'' چنانچہ ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت سے روک دیا گیا۔

فائدہ: نماز میں گفتگو حرام ہے۔ اِلَّا یہ کہ خطا اور نسیان سے کوئی لفظ زبان سے نکل جائے' تو معاف ہے۔

(المعجم ١٧٤، ١٧٥) - **بَابٌ: فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ** (التحفة ١٨٠)

باب: ۱۷۴' ۱۷۵- جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھے

٩٥٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ

۹۵۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں' مجھ

٩٤٩- **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلٰوة ونسخ ما كان من إباحته، ح: ٥٣٩ من حديث هشيم، والبخاري، العمل في الصلٰوة، باب ما ينهى من الكلام في الصلٰوة، ح: ١٢٠٠ من حديث إسماعيل ابن أبي خالد به.

٩٥٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالٍ - يَعْنِي ابنَ يَسَافٍ - عن أبي يَحْيَى، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: حُدِّثْتُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى رَأْسِي، فقالَ: «مَا لَكَ يَاعَبْدَ الله ابنَ عَمْرٍو؟» قُلْتُ: حُدِّثْتُ يارسولَ الله! أَنَّكَ قُلْتَ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ»، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا. قال: «أَجَلْ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُم».

سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے۔'' میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ بن عمرو! کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① نبی علیہ السلام کی خصوصیت تھی کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے تو پورا ثواب پاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ شرعی امور کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح کہ امت ہے۔ ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّه وَالْمُؤْمِنُوْنَ......﴾ (البقرہ:٢٨٥) مگر جہاں آپ کی خصوصیت بیان ہوگئی ہے وہاں استثنا ہے۔ ② بلا عذر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے سے آدمی کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

٩٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عن صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فقال: «صَلَاتُهُ قَائِمًا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا، وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا».

٩٥١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی نسبت افضل ہے۔ اور بیٹھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھی ہوتی ہے۔ اور لیٹ کر پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی بیمار یا ضعیف کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھنے سے وہ ان شاء اللہ پورا اجر پائے

٩٥١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، التقصير، باب صلٰوة القاعد، ح: ١١١٥ من حديث حسين المعلم به.

گا۔ ④ طاقت ہوتے ہوئے بغیر کسی عذر کے فرض نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔ (عون المعبود) البتہ نفلی نماز' بغیر عذر کے' بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا اجر کم ہو جاتا ہے۔

٩٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال: كَانَ بِيَ النَّاصُورُ فَسَألْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فقال: «صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ».

٩٥٢- حضرت عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں کہ مجھے ناسور تھا۔ پس اس بارے میں میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''نماز کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر۔''

٩٥٣- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: مَا رَأيْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ في شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ حَتَّى دَخَلَ في السِّنِّ فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ حَتَّى إذَا بَقِيَ أرْبَعِينَ أوْ ثَلَاثِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأهَا ثُمَّ سَجَدَ.

٩٥٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بڑھاپا آنے سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ رات کی نماز میں آپ نے بیٹھ کر قراءت کی ہو' مگر جب بوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قراءت کیا کرتے تھے' حتیٰ کہ جب تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے' پھر سجدہ کرتے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ نوافل میں جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر ابتدا کرے اور اثنائے قراءت میں کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہو کر ابتدا کرے اور درمیان میں بیٹھ جائے۔

٩٥٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ وَأبي النَّضْرِ، عن أبي

٩٥٤- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے اور اسی حالت میں

٩٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب إذا لم يطق قاعدًا صلى على جنب، ح: ١١١٧ من حديث إبراهيم ابن طهمان به.

٩٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣١ من حديث زهير، والبخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقي، ح: ١١١٨ من حديث هشام بن عروة به.

٩٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح أو وجد خفة . . . الخ، ح: ١١١٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا . . . الخ، ح: ٧٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٣٨ .

سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائشةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فيقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَو أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ في الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

قراءت کرتے رہتے حتیٰ کہ جب آپ کی قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی ہوتیں تو کھڑے ہو جاتے اور قراءت کرتے' پھر رکوع اور سجدہ کرتے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ علْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ، عن عَائشةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو علقمہ بن وقاص نے بھی حضرت عائشہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

٩٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال: سَمِعْتُ بُدَيْلَ بنَ مَيْسَرَةَ وَأَيُّوبَ يُحَدِّثَانِ عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائشةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

٩٥٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کا لمبا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبا حصہ بیٹھ کر پڑھتے۔ اور جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

فائدہ: افضل یہ ہے کہ جب قراءت کھڑے ہو کر ہو تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہو اور اگر قراءت بیٹھ کر ہو تو رکوع بھی بیٹھ کر ہو...... یہ اور اوپر والی صورت یعنی رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے تو بھی جائز ہے۔

٩٥٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا كَهْمَسُ بنُ الْحَسَنِ عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ قال: سَأَلْتُ عَائشةَ: أَكَانَ رسولُ الله ﷺ يَقْرَأُ

٩٥٦- جناب عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ایک رکعت میں (ایک سے زائد) سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) حصہ مفصل سے۔ (سورۂ ق

٩٥٥- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ٧٣٠ من حديث حماد بن زيد به.

٩٥٦- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، وفعل بعض الركعة قائمًا وبعضها قاعدًا، ح: ٧٣٢ من حديث كهمس به باختلاف يسير، ورواه أحمد: ٦/ ١٧١ عن يزيد بن هارون به.

[السُّوَرَ] في رَكْعَةٍ؟ قالت: المُفَصَّلَ. قال: قُلْتُ: فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا؟ قَالَتْ: حِينَ حَطَمَهُ النَّاسُ.

سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہا جاتا ہے۔) میں نے پوچھا: کیا آپ بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: (ہاں) جب لوگوں نے آپ کو تھکا دیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یعنی معقول عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز پڑھنا مناسب نہیں ہے۔ ② دعوت' تزکیہ' جہاد اور سخت ترین عبادت کے مسلسل عمل نے آپ ﷺ کو فی الواقع تھکا دیا تھا۔ ③ ایک رکعت میں ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ١٧٥، ١٧٦) - **بَابٌ: كَيْفَ الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ** (التحفة ١٨١)

باب: ۱۷۵'۱۷۶- تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت

٩٥٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن وَائِلِ بنِ حُجرٍ قال: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إلَى صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي؟. قال: فَقَامَ رسولُ الله ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ. قال: ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الأيْمَن عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هكذَا، وَحَلَّقَ بِشْرٌ الإِبْهَامَ وَالوُسْطَى وَأَشَارَ بالسَّبَّابَةِ.

۹۵۷- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا میں بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور قبلے کی طرف رخ کیا' اللّٰہ اکبر کہا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے' حتیٰ کہ آپ کے کانوں کے برابر آ گئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں سے پکڑ لیا۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھایا۔ بیان کیا کہ پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا لیا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیا اور دائیں ہاتھ کی کہنی کے کنارے کو اپنی دائیں ران پر رکھا اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ بنا لیا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس طرح کرتے تھے...... جناب بشر نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا۔

فائدہ: الفاظ حدیث [وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى] کے دو ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ کہنی

٩٥٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رفع اليدين إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع، ح: ٨٦٧ من حديث بشر بن المفضل، والنسائي، ح: ١٢٦٤ من حديث عاصم بن كليب به.

کی ہڈی کو اپنی ران پر رکھا جیسے کہ آیندہ حدیث: ۹۹۱ میں ہے۔ نمیر ابو مالک الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ نے اپنی داہنی کلائی اپنی دائیں ران پر رکھی ہوئی تھی......'' محدث عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اسی طرف مائل ہیں۔ جبکہ ابن رسلان اور سندھی وغیرہ کہنی کو ران سے اوپر اٹھائے رکھنا مراد لیتے ہیں۔

٩٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قال: سُنَّةُ الصَّلَاةِ أنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى.

۹۵۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ آپ اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرلیں اور بائیں پاؤں کو بچھا کر بیٹھیں۔

٩٥٩- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُ الوَهَّابِ قال: سَمِعْتُ يَحْيَى قال: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يقولُ: أخبرني عَبْدُ الله ابنُ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يقولُ: مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجِعَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى وَتَنْصِبَ الْيُمْنَى.

۹۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ تمہارا اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لینا اور دائیں کو کھڑا کر کے بیٹھنا نماز کی سنتوں میں سے ہے۔

٩٦٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن يَحْيَى بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۹۶۰- عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: عن يَحْيَى أَيْضًا مِنَ السُّنَّةِ كَمَا قال جَرِير.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے یحییٰ کی سند میں [مِنَ السُّنَّةِ] کا لفظ کہا ہے جیسے کہ جریر نے کہا ہے۔

فائدہ: صحابی رسول کا [مِنَ السُّنَّةِ] ''سنت یہ ہے۔'' کے الفاظ بولنا' حدیث کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

٩٦١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۹۶۱- جناب یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ قاسم بن محمد نے

٩٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، ح: ٨٢٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٩، ٩٠.

٩٥٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٩٦٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٩٦١ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٩٥٨، ٩٦٠ وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٠.

يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُم الْجُلُوسَ في التَّشَهُّدِ، فَذَكَرَ الحديثَ.

ان کوتشہد میں بیٹھنے کی کیفیت دکھلائی اورحدیث ذکر کی۔

فائدہ: نوخیز بچوں اور طلبہ کی تعلیم وتربیت کے لیے عملی مشاہدہ بہت اہم ہے۔

٩٦٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ، عن الزُّبَيْرِ بنِ عَدِيٍّ، عن إبْرَاهِيمَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا جَلَسَ في الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ.

٩٦٢- جناب ابراہیم (بن یزید نخعی فقیہ اہل کوفہ) نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے۔ (اور مسلسل اس طرح کرنے سے) ان کے پاؤں کی پشت سیاہ ہوگئی تھی۔

(المعجم ١٧٦، ١٧٧) - باب مَنْ ذَكَرَ التَّوَرُّكَ في الرَّابِعَةِ (التحفة ١٨٢)

باب: ١٧٦، ١٧٧- چوتھی رکعت میں تورک کا بیان (یعنی سرین پر بیٹھنا)

٩٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بنُ مَخْلَدٍ: أخبرنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْني ابنَ جَعْفَرٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْني ابنَ جَعْفَرٍ، حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: سَمِعْتُهُ في عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ. وقال أَحْمَدُ قال: أخبرني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ في عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ. قال أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُم بِصَلَاةِ رسولِ الله ﷺ، قَالُوا: فاعْرِضْ، فَذَكَرَ الحديثَ قال: وَيَفْتَخُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ

٩٦٣- حضرت ابوحمید ساعدی ؓ نے اصحاب رسول ﷺ کی دس افراد کی جماعت میں بیان کیا' ان میں ابوقتادہ ؓ بھی تھے۔ حضرت ابوحمید ؓ نے کہا: میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بیان کرو۔ تو انہوں نے حدیث بیان کی اور کہا: اور سجدے میں اپنے پاؤں کی انگلیاں (قبلہ رخ) موڑ لیتے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں ٹیڑھا (موڑ) کر کے اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر دوسری رکعت میں ایسے ہی کرتے۔ اور حدیث تفصیل سے ذکر کی اور بیان کیا کہ جب اس رکعت میں ہوتے جس میں سلام ہوتا ہے' تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال لیتے اور اپنے بائیں حصے پر بیٹھ جاتے۔ احمد نے اس قدر اضافہ کیا کہ ان صحابہ کرام ؓ نے

٩٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند مرسل، والثوري تقدم، ح: ٧٤٨، ولم أجد تصريح سماعه.

٩٦٣ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٠، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٢٥٣ من حديث أبي داود به.

إذَا سَجَدَ، ثُمَّ يقولُ: «الله أكْبَرُ» وَيَرْفَعُ وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَصْنَعُ في الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ - فَذَكَرَ الحديثَ - قال: حتَّى إذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتي فيها التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الأَيْسَرِ. زَادَ أَحْمَدُ: قالُوا: صَدَقْتَ، هكَذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرا في حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ في الثِّنْتَيْنِ كَيْفَ جَلَسَ.

(حضرت ابوحمید سے) کہا: آپ نے سچ اور صحیح کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور مسدد نے دو رکعتوں پر بیٹھنے کی کیفیت بیان نہیں کی۔

فائدہ: اس حدیث میں صراحت ہے کہ درمیانی تشہد اور آخری تشہد میں فرق ہوتا تھا۔ آخری تشہد جس میں سلام ہوتا ہے اسی میں تورک مسنون ہے۔ (یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔ حدیث: ۷۳۰) تَوَرُّك کا مطلب ہے بایاں پاؤں باہر نکال کر سرینوں پر بیٹھنا۔

٩٦٤- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ إبْرَاهِيمَ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابن وَهْبٍ عن اللَّيْثِ، عن يَزِيدَ بنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ أنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أصْحَابِ رسولِ الله ﷺ، بِهذا الحديثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أبَا قَتَادَةَ قال: فَإذَا جَلَسَ في الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإذَا جَلَسَ في الرَّكْعَةِ الأخِيرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ.

۹۶۴- جناب محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہی (مذکورہ) حدیث بیان کی۔ انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن ابراہیم نے) ابوقتادہ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ جب آپ دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور جب آخری رکعت ہوتی تو اپنے بائیں پاؤں کو ایک طرف نکال دیتے اور اپنی سرین پر بیٹھ جاتے (جسے تورک کہا جاتا ہے)۔

٩٦٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ

۹۶۵- جناب محمد بن عمرو عامری بیان کرتے ہیں کہ

٩٦٤ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٢.

٩٦٥ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣١.

عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو ابنِ حَلْحَلَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ قال: كُنْتُ في مَجْلِسٍ، بهذا الحديثِ قال فِيهِ: فَإِذَا قَعَدَ في الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أَفْضَى بِوَرِكِهِ الْيُسْرَى إِلَى الأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ.

میں اس مجلس میں موجود تھا (جس میں کہ دس اصحاب رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے اور حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھ کر دکھائی تھی) انہوں نے اس میں بیان کیا: جب آپ دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے' تو اپنے بائیں پاؤں کے تلوے پر بیٹھتے اور دائیں کو کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جب چوتھی رکعت ہوتی تو اپنی بائیں سرین کو زمین پر رکھ لیتے اور اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب نکال لیتے۔

فائدہ: آخری تشہد میں یہ صورت کہ دایاں پاؤں بھی دائیں جانب کو لٹا لیا جائے جائز ہے۔

٩٦٦- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ، [عن مُحمد بن عمرو] عن عَبَّاسٍ - أَوْ عَيَّاشٍ - ابنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ فَذَكَرَ فيه قال: فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفَّيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الأُخْرَى ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ، ثُمَّ عَادَ فَرَكَعَ الرَّكْعَةَ الأُخْرَى فَكَبَّرَ كَذَلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَلَّمَ عن يَمِينِهِ وَعن شِمَالِهِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ ما ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فِي التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ.

٩٦٦- جناب عباس (یا عیاش) بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے جس میں ان کے والد حاضر تھے۔ اس میں بیان کیا کہ ...... پس سجدہ کیا اور جب اٹھے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں' گھٹنوں اور اپنے پاؤں کے پنجوں پر اٹھے' دراں حالیکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے تورک کیا (یعنی اپنی سرین پر بیٹھے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور کھڑے ہو گئے اور تورک نہ کیا۔ اور دوسری رکعت پڑھی اور اسی طرح تکبیر کہی' پھر بیٹھ گئے۔ دو رکعتوں کے بعد۔ حتیٰ کہ جب کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور پھر دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور جب سلام کیا تو اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام کیا۔

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبداللہ نے وہ کچھ ذکر نہیں کیا جو کچھ کہ عبدالحمید نے تورک اور دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر کیا ہے۔

٩٦٦ـ تخريج: [ضعيف] انظر، ح: ٧٣٣.

٩٦٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: أخبرني فُلَيْحٌ: أخبرني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ قال: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بنُ سَعْدٍ ومُحَمَّدُ ابنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرَ هذا الحديثَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَا الْجُلُوسَ، قال: حتَّى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ.

٩٦٧- جناب عباس بن سہل کہتے ہیں کہ حضرت ابوحمید' ابواسید' سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ ؓ اکٹھے ہوئے ......اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اس میں دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین اور بیٹھنے کا ذکر نہیں کیا۔ کہا حتیٰ کہ جب آخر میں پہنچے تو بیٹھ گئے' بائیں پاؤں کو بچھا لیا اور اپنے دائیں پاؤں کے پنجے کو قبلے کی طرف کر لیا۔

(المعجم ١٧٧، ١٧٨) - باب التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٣)

باب:١٧٧'١٧٨-تشہد کا بیان

٩٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُلَيْمَانَ الأَعمَشِ، حدثني شَقِيقُ بنُ سَلَمَةَ عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مع رسولِ الله ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى الله قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فقال رسولُ الله ﷺ: «لا تَقُولُوا: السَّلَامُ عَلَى الله، فإنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لله وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُم إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ في السَّمَاءِ وَالأَرْضِ - أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ -

٩٦٨- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں بیٹھا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے [اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ] اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے (یا اس کے بندوں کی طرف سے) سلام ہو' سلام ہو فلاں پر' سلام ہو فلاں پر' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر سلام مت کہا کرو' اللہ تو خود سراپا سلام ہے۔ لیکن جب تم میں سے کوئی بیٹھے تو یوں کہا کرے: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ......الخ] ''تمام طرح کی قولی' فعلی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک صالح بندوں پر۔'' تم لوگ جب یہ کہو گے تو تمہاری یہ دعا آسمان وزمین اور ان کے درمیان سب صالح بندوں کے لیے ہوگی۔ (اس

٩٦٧_ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٧٣٤.

٩٦٨_ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يتخير من الدعاء بعد التشهد، وليس بواجب، ح: ٨٣٥ عن مسدد، ومسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ٥٨/٤٠٢ من حديث سليمان الأعمش به.

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ أَحَدُكُم مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو بِهِ».

کے بعد یہ کہا کرو۔)[أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ...... الخ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر چاہیے کہ دعا کرے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① تشہد کے تمام صیغوں میں یہ صیغہ صحیح ترین ہیں۔ ② [اَلتَّحِيَّات: تَحِيَّةٌ] کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے سلامتی' بقا' عظمت' بے عیب ہونا اور ملک وملکیت۔ اور بقول علامہ خطابی وبغوی رحمہما اللہ یہ لفظ تعظیم کے تمام تر معانی پر مشتمل ہے۔[الصلوات]: صلاۃ کی جمع ہے۔ یعنی عبادات' دعائیں اور رحمتیں اسی سے مخصوص ہیں۔ [اَلطَّيِّبَات]: طَيِّبَةٌ کی جمع ہے یعنی ذکر اذکار' اعمال صالحہ اور اچھی باتیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اَلتَّحِيَّات سے قولی عبادات' اَلصَّلَوَات سے فعلی عبادات اور اَلطَّيِّبَات سے مالی عبادات مراد ہیں۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ۲/۳۱۱'۳۱۲) ③ [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ] میں غائب کی بجائے صیغۂ خطاب کا ورود نبی ﷺ کی تعلیم ہے اور اس کی حقیقی حکمت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بظاہر یوں ہے کہ جب بندہ اللہ عزوجل کے لیے اپنے تحیات پیش کرتا ہے تو اسے یاد دلایا گیا ہے کہ یہ سب کچھ تمہیں نبی ﷺ کے ذریعے سے ملا ہے۔ اس لیے بندہ نبی ﷺ کو اپنے ذہن میں متحضر کر کے آپ کو صیغۂ خطاب سے سلام پیش کرتا ہے۔ کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ ان الفاظ میں براہ راست رسول اللہ ﷺ کو سنوانا مقصود ہے۔ یہ خیال برحق اور درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس انداز سے خطاب ہمیشہ سنوانے کے لیے نہیں ہوتا اور اس کی دلیل سنن نسائی کی درج ذیل حدیث ہے' حضرت ابورافع بیان کرتے ہیں:

[كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتَّى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ' قَالَ اَبُو رَافِعٍ: فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُسْرِعُ إِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ: أُفٍّ لَكَ أُفٍّ لَكَ قَالَ: فَكَبُرَ ذٰلِكَ فِي ذَرْعِي فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يُرِيْدُنِي فَقَالَ: مَا لَكَ؟ امْشِ۔ فَقُلْتُ: اَحْدَثَ حَدَثٌ' قَالَ: مَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: اَفَّفْتَ بِي' قَالَ: لَا' وَلٰكِنْ هٰذَا فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلُهَا مِنْ نَارٍ] (سنن النسائي' الإمامة' حديث:۸۶۳)

''رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد قبیلۂ بنوعبدالاشہل کے ہاں جاتے اور گفتگو میں مشغول رہتے تھے' حتیٰ کہ مغرب کے قریب واپس تشریف لاتے۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک دن نبی علیہ السلام نماز مغرب کے لیے جلدی جلدی تشریف لا رہے تھے اور ہم بقیع کے پاس سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر! افسوس ہے تجھ پر!'' ابورافع کہتے ہیں کہ اس سے مجھے بہت گرانی محسوس ہوئی اور میں کچھ پیچھے ہو گیا۔ میں نے سمجھا کہ شاید آپ میرا ارادہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟ آگے چلو۔'' میں نے عرض کیا: حضرت کیا کوئی

بات ہوگئی ہے؟ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے مجھ پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا: ''نہیں' اس فلاں شخص کو میں نے فلاں قبیلہ پر عامل بنا کر بھیجا تھا تو اس نے مال میں سے ایک دھاری دار چادر چھپالی' چنانچہ اب اسے اسی طرح آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔'' اس حدیث میں نبی علیہ السلام کو جب اس کا منظر دکھایا گیا تو آپ نے اس پر صیغۂ خطاب سے افسوس کا اظہار فرمایا۔

اسی طرح نیا چاند دیکھنے کی دعا میں ہے: [اَللّٰھُمَّ اَھِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهَ] (مستدرك حاكم: ٢٨٥/٤' حديث: ٧٧٦٧) ''اے اللہ!......اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔'' یہاں چاند کو سنوانا مقصود نہیں بلکہ تعلیم نبی ہے۔ الغرض تشہد میں نبی ﷺ کے لیے صیغۂ خطاب اِسْمَاع (سنوانے) کے لیے نہیں' بلکہ تعلیم نبی کی بنا پر ہے۔ واللہ اعلم۔ اگر سنوانا مقصود ہوتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سلام کے صیغۂ خطاب کو صیغۂ غیب سے ہرگز تبدیل نہ کرتے اور [اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ] نہ پڑھتے اور نہ اس کی تعلیم دیتے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دیکھیے: (صحيح بخاری' حديث: ٦٢٦٥) ④ لفظ [فَلْيَقُلْ] ''چاہیے کہ کہے۔'' سے استدلال ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ ⑤ سلام سے پہلے دین و دنیا کی حاجات کی طلب بھی مستحب ہے اور یہ دعا کا بہترین وقت اور مقام ہے۔

٩٦٩- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ المُنْتَصِرِ: أخبرنَا إِسْحَاقُ يَعْني ابنَ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله قال: كُنَّا لا نَدْرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا في الصَّلَاةِ، وَكَانَ رسولُ الله ﷺ قَدْ عُلِّمَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٩٦٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نہیں جانتے تھے کہ نماز میں جب بیٹھیں تو کیا پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔ پھر انہوں نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

قال شَرِيكٌ: وأَخبرنا جَامِعٌ يَعْني ابنَ شَدَّادٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن عَبْدِ الله بِمِثْلِهِ قال: وكان يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَاهُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ: «اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ

جناب شریک نے اَخْبَرَنَا جَامِعٌ يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ' عَنْ أَبِي وَائِلٍ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اسی کی مثل بیان کیا۔ کہا: آپ علیہ السلام ہمیں کئی طرح کے کلمات سکھاتے تھے' مگر جس اہتمام سے کلمات تشہد تعلیم فرماتے تھے' دیگر میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ (غیر تشہد کے

٩٦٩- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق: ٦٧ب) من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ١١٠٥، والنسائي، ح: ١١٦٣، ١١٦٤، ورواه شعبة والثوري عن أبي إسحاق به، (حديث شريك)، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٩٤، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٥ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه ابن جريج عن جامع ابن شداد به.

بَيْنِنَا، وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ، وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَما بَطَنَ، وَبَارِكْ لَنَا في أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيها وَأَتِمَّهَا عَلَيْنَا».

اذکار میں سے یہ بھی ہے) [اَللّٰهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا......الخ] ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں (ایک دوسرے کی) الفت پیدا فرما دے اور ہمارے آپس کے روابط کو عمدہ بنا دے۔ ہمیں سلامتی کے راستوں کی رہنمائی فرما اور اندھیروں سے بچا کر نور میں پہنچا دے۔ اور تمام طرح کی ظاہری اور چھپی بدکاریوں سے محفوظ رکھ۔ ہمارے کانوں' آنکھوں' دلوں' گھر والیوں (بیویوں) اور بچوں میں برکتیں عطا فرما۔ (اے اللہ!) اور ہم پر رجوع فرما (ہماری توبہ قبول کر) بلاشبہ تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا دے اور یہ کہ ہم ان کا کَمَاحَقُّه اعتراف کریں اور انہیں برمحل استعمال میں لائیں اور ان نعمتوں کو ہم پر کامل فرما دے۔''

فوائد ومسائل: ① ازواج' جمع زوج' اضداد میں سے ہے۔ شوہر کے مقابلے میں بیوی اور بیوی کے مقابلے میں شوہر کے معنی میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ ساتھی اور جوڑے کے معنی میں بھی آتا ہے اس طرح اس کے معنی میں بڑی وسعت ہے۔ ② شروع حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کو سکھایا گیا تھا۔'' بلاشبہ صحابۂ کرام کا ایمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ دین وعبادت کی کوئی معمولی سی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے اور ہمیں دین کی تمام تفصیلات و جزئیات رسول اللہ ﷺ ہی سے لینی ہیں۔ چنانچہ ہم تمام مسلمانوں کی فکر بھی یہی ہونی چاہیے۔ اسی فکر سے انسان بدعات سے بچ سکتا ہے۔

٩٧٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الْحُرِّ عَنِ الْقَاسِمِ بنِ مُخَيْمِرَةَ قال: أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي فَحَدَّثَني أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ

۹۷۰- قاسم بن مخیمرہ کہتے ہیں کہ جناب علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نماز میں تشہد کے

٩٧٠ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٢ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٩٥٨ـ١٩٦٠ وأصله عند النسائي، ح: ١١٦٨، وقوله: "إذا قلت هذا" مدرج باتفاق الحفاظ، انظر "المدرج إلى المدرج" للسيوطي ص: ٢٠، وعون المعبود: ١/ ٣٦٧ من قول ابن مسعود رضي الله عنه.

مَسْعُودٍ أَخَذَ بِيَدِهِ، وَأَنَّ رسولَ الله ﷺ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ الله فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حديثِ الأَعمَشِ: «إِذَا قُلْتَ هَذَا - أَوْ قَضَيْتَ هَذَا - فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ».

کلمات تعلیم فرمائے۔ اور حدیث اعمش کی دعا کے مانند بیان کیا۔ اور کہا: ''جب تم یہ کہہ لو'' یا فرمایا: پورا کر لو تو تم نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر چاہو تو اٹھ جاؤ اور اگر چاہو تو بیٹھے رہو۔''

ملحوظہ: اس روایت کا یہ حصہ ﴿وَ اِذَا قُلْتَ﴾ ''جب تم یہ کہہ لو۔'' آخر تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف' ان کا اپنا قول اور حدیث میں مدرج ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود) اور حق یہ ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔
② نقل احادیث میں اس قسم کے لطائف موجود ہیں کہ راوی حدیث بیان کرنے میں اپنے شیخ کی ظاہری کیفیت کو بھی اختیار کرتے تھے جیسے کہ اس میں ہاتھ پکڑ کر حدیث بیان کرنے کا ذکر آیا ہے اور اسے ''مسلسل'' کی ایک نوع قرار دیا گیا ہے۔

٩٧١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حدثني أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أَبِي بِشْرٍ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عن ابنِ عُمَرَ عن رسولِ الله ﷺ في التَّشَهُّدِ: «التَّحِيَّاتُ لله، الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ» - قال: قال ابنُ عُمَرَ: زِدْتُ فيها وَبَرَكَاتُهُ - «السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا الله» - قال ابنُ عُمَرَ: زِدْتُ فيها وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ - «وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

٩٧١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے تشہد کے یہ کلمات بیان کرتے ہیں: [اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ' الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ' السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] ''تمام طرح کی عظمتیں اللہ کے لیے ہیں۔ (عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔) پاکیزہ کلمات' اذکار اور دعائیں اللہ کے لیے' سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ [وبرکاته] کا لفظ میری طرف سے اضافہ ہے۔[اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَاشَرِيْكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه] ''سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

٩٧١_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٥٠، ح: ١٣١٤ من حديث نصر بن علي به.

کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ [وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه] کے لفظ میری طرف سے اضافہ ہیں۔

فوائد ومسائل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جن الفاظ کو اپنی طرف سے اضافہ قرار دیا ہے وہ بخاری ومسلم میں مرفوع احادیث سے ثابت ہیں۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث:۸۳۱ و صحیح مسلم' حدیث:۴۰۲) ② اس تصریح میں ان حضرات کی امانت ودیانت کا اظہار ہے کہ جب تک کامل یقین نہ ہوتا رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب نہ کرتے تھے۔

٩٧٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنَا أَبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ؛ ح: وأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حدثنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن يُونُسَ بنِ جُبَيْرٍ، عن حِطَّانَ بنِ عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ قال: صَلَّى بِنَا أبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ، فَلَمَّا جَلَسَ في آخِرِ صَلَاتِهِ قال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أُقِرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فقال: أَيُّكُم الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قال: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قال: أَيُّكُم الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قال: فَأَرَمَّ الْقَوْمُ. قال: فَلَعَلَّكَ يَاحِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا؟ قال: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا. فقال لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فقال أَبُو مُوسَى: أَما تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ في صَلَاتِكُم؟ إِنَّ رسولَ الله ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا

٩٧٢- جناب حطان بن عبداللہ رقاشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ نماز کے آخر میں جب بیٹھے تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: نماز نیکی اور پاکیزگی کے ساتھ برقرار کی گئی۔ جب حضرت ابو موسیٰ نماز سے پھرے تو کہا: کس نے یہ یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے۔ آپ نے دوبارہ پوچھا کہ یہ یہ الفاظ کس نے کہے ہیں؟ لوگ پھر خاموش رہے۔ تو انہوں نے حطان سے کہا: اے حطان شاید تم نے یہ کہے ہیں؟ میں نے کہا: میں نے نہیں کہے اور مجھے اندیشہ تھا کہ آپ مجھے ہی ڈانٹیں گے۔ تب ایک شخص نے کہا: میں نے یہ الفاظ کہے ہیں اور خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔ تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اپنی نماز میں تمہیں کیا اور کیسے کہنا ہے؟ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمیں تعلیم فرمائی اور ہمیں ہماری نماز کا طریقہ سکھایا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو درست بناؤ' پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری جماعت کرائے' جب وہ

٩٧٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصلوة، باب التشهد في الصلوة، ح: ٤٠٤ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في المسند لأحمد: ٤/ ٤٠٩.

وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فقال: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فأَقِيمُوا صُفُوفَكُم، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُم أَحَدُكُم، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ ﴿غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا: آمِينَ يُحِبُّكُم الله، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قال رسول الله ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، وَإِذَا قال: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعِ الله لَكُمْ، فَإِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ قال عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ. وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا، فإِنَّ الإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ»، قال رسول الله ﷺ: «فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُم أَنْ يَقُولَ: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لله، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، لَمْ يَقُلْ أَحْمَدُ: «وَبَرَكَاتُهُ» ولا قال: «وَأَشْهَدُ»، قال: «وَأَنَّ مُحَمَّدًا».

تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین پکارو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور جب وہ (امام) تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے اٹھے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کے بدلے میں ہے اور جب وہ [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه] کہے تو تم کہو [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] اللہ تمہاری سنے گا اور قبول کرے گا۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا ہے کہ ''اللہ سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اس کی جو اس کی حمد کرے۔'' اور جب وہ تکبیر کہے اور سجدے کو جائے تو تم بھی تکبیر کہو اور سجدے میں چلے جاؤ۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''یہ اس کے بدلے میں ہے۔ اور جب قعدہ کرے (تشہد میں بیٹھے) تو تمہارے اوّلین الفاظ یہ ہونے چاہییں: [اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ' السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ' السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُه]'' جناب احمد نے [وَبَرَكَاتُه] اور [اَشْهَدُ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ [وَاَنَّ مُحَمَّدًا] کہا۔

٩٧٣- حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ النَّضْرِ: حَدَّثَنا

٩٧٣- جناب ابو غلاب نے حطان بن عبداللہ

٩٧٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٤ من حديث سليمان التيمي به، وهو حديث صحيح ولكنه منسوخ بحديث أبي هريرة، تقدم: ٨٢١.

الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أبي: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن أبي غَلَّابٍ يُحَدِّثُهُ عن حِطَّانَ بنِ عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ بهذا الحديثِ. زَادَ: «فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا». وقال في التَّشَهُّدِ بَعْدَ «أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله»، زَادَ: «وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ».

رقاشی سے یہ حدیث بیان کی اور اضافہ کیا کہ امام جب قراءت کرے تو خاموش رہو...... اور تشہد میں [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کے بعد [وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه] کا اضافہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ «وَأَنْصِتُوا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، لَمْ يَجِيءْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ في هذا الحديثِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ [وَأَنْصِتُوْا] (یعنی خاموش رہو) کے لفظ محفوظ نہیں ہیں۔ اس حدیث میں صرف سلیمان تیمی ہی اس کو روایت کرتا ہے۔

٩٧٤- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كما يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وكانَ يقولُ: «التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لله، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، وَأَشْهَدُ أَن لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله».

٩٧٤- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن اور آپ کے الفاظ یہ ہوتے تھے: [اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ]

فوائد ومسائل: ① ”تشہد اس اہتمام سے سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن۔“ اس میں اشارہ ہے کہ یہ واجب ہے۔ ترجمہ اوپر گزرے الفاظ ہی کی مانند ہے۔ یعنی ”تمام بابرکت عظمتیں اور پاکیزہ اذکار اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔“ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح ہے کہ نبی ﷺ بھی ان ہی الفاظ سے پورا تشہد پڑھا کرتے تھے جو آپ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے۔

٩٧٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا

٩٧٥- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اما بعد! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب نماز کا

٩٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٣ عن قتيبة به.

٩٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٥٠، ح: ٧٠١٨ من حديث يحيى بن حسان به * خبيب مجهول كما قال الحافظ ابن حجر وغيره، وجعفر بن سعد ضعيف، ضعفه الجمهور.

سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عن سَمُرَةَ ابنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، أمَرَنَا رسولُ الله ﷺ: إذَا كانَ في وَسَطِ الصَّلَاةِ أوْ حِينَ انْقِضَائِهَا: «فَابْدَؤُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لله، ثُمَّ سَلِّمُوا عَنِ الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى قَارِئِكُمْ وَعَلَى أنْفُسِكُمْ».

درمیانی قعدہ ہو یا اس کی انتہا تو سلام کہنے سے پہلے (تشہد سے ابتدا کرو اور) کہا کرو: ''[اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ، وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰه] ''تمام پاکیزہ تعظیمات اذکار اور ملک اللہ ہی کے لیے ہے۔'' پھر دائیں طرف سلام کرو۔ پھر اپنے قاری اور اپنے آپ پر سلام کرو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى كُوفِيُّ الأَصْلِ كَانَ بِدِمَشْقَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن موسیٰ اصل میں کوفے کے ہیں اور دمشق میں مقیم تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَدَلَّتْ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَى أنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سَمُرَةَ.

اور یہ صحیفہ دلیل ہے کہ حسن بصری نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

(المعجم ١٧٨، ١٧٩) - بابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٤)

باب: ۱۷۸، ۱۷۹- تشہد کے بعد نبی ﷺ کے لیے صلاۃ (درود) کا بیان

٩٧٦- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ قال: قُلْنَا - أوْ قالُوا -: يارسولَ الله! أمَرْتَنَا أنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فأمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ

۹۷۶- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا یا دیگر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود اور سلام بھیجیں۔ سلام بھیجنا تو ہم نے جان لیا ہے تو درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ''کہا کرو! [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ......الخ] ''اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما' جیسے کہ تو نے ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور محمد اور آل محمد پر اپنی برکتیں نازل فرما

٩٧٦- تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الصلوة على النبي ﷺ، ح: ٦٣٥٧، ومسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٦ من حديث شعبة به.

مُحَمَّدٍ كما بَارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ». جیسے کہ تو نے آل ابراہیم پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تو تعریف کیا ہوا' بڑی شان والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:٥٦) ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے آپ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجو اور سلام کہو سلام کہنا۔'' لغت عربی میں ''صلاۃ'' کا معنی ہے دعائے رحمت' مغفرت اور حسن ثنا۔ اس کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کا ترجمہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے' اس کے درجات بلند کرتا ہے اور ملکوت میں اس کی ثنا فرماتا ہے۔ اور جب اس کی نسبت ملائکہ یا مومنین کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مفہوم ان امور کی طلب اور دعا ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے صلوٰۃ میں آپ کی رفعت ذکر وشان' اظہار دعوت' ابقاء شریعت' تکثیر اجر وثواب اور بعثت مقام محمود بھی شامل ہیں اور ان سب مفاہیم کو ہماری اردو زبان میں فارسی لفظ ''درود'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس مسئلے کی شرح وبسط کے لیے علامہ خفاجی ؒ کی ''نسیم الریاض'' شرح شفاء قاضی عیاض اور امام ابن القیم ؒ کی ''جلاء الافہام'' دیکھنی چاہیے۔ اس کا اُردو ترجمہ' جو قاضی سلیمان منصور پوری ؒ نے کیا تھا' اسے دارالسلام نے ''الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ'' کے عنوان سے نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع کیا ہے۔ ② [فَاَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ] ''سلام کہنا تو ہم نے جان لیا ہے۔'' یعنی جیسے کہ آپ نے ہمیں تعلیم فرمایا ہے۔ ملاقات کے موقع پر [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ] کہنا اور نماز میں [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] پڑھنا۔

٩٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بهذا الحديثِ قال: «صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كما صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إبْرَاهِيمَ».

٩٧٧- جناب شعبہ نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: [صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْم]۔

٩٧٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ، عن الْحَكَمِ بإِسْنَادِهِ بهذا قال: «اللَّهُمَّ صَلِّ على مُحَمَّدٍ وعلى آلِ مُحَمَّدٍ كما صَلَّيتَ على إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِك

٩٧٨- حکم نے اپنی سند سے اسے روایت کیا اور کہا: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّك حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ' اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]۔

٩٧٧ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٩٧٨ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديثين السابقين.

على مُحَمَّدٍ وعلى آلِ مُحَمَّدٍ كَما بارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بنُ عَدِيٍّ عن ابنِ أَبِي لَيْلَى، كما رَوَاهُ مِسْعَرٌ، إلَّا أَنَّهُ قال: «كما صَلَّيْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ على مُحَمَّدٍ» وَسَاقَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زبیر بن عدی نے ابن ابی لیلیٰ سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ مسعر نے اسے روایت کیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے کہا ہے: [کَمَا صَلَّیْتَ علی آلِ اِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ] اور سابقہ روایت کے مثل بیان کیا۔

٩٧٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن أبيه، عن عَمْرِو بنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ قال: أخبرني أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَّهُمْ قَالُوا: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ على مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كما بَارَكْتَ على آلِ إبْرَاهِيمَ إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» .

٩٧٩- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر صلاۃ (درود) کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]“

٩٨٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نُعَيْمِ بنِ عَبْدِ الله المُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ - وَعَبْدُ الله بنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي

٩٨٠- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے

٩٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ١٠، ح: ٣٣٦٩، ومسلم، الصلوٰة، باب الصلوٰة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥ .

٩٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٦٥، ١٦٦ .

أُرِيَ النِّدَاء بِالصَّلَاةِ أَخْبَرَهُ عن أبي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قال: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في مَجْلِسِ سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ، فقال لَهُ بَشِيرُ بنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا الله أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يارسولَ الله! فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رسولُ الله ﷺ حتَّى تمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قال رسولُ الله ﷺ: «قُولُوا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ. زَادَ في آخِرِهِ: «فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر صلاۃ پڑھیں۔ تو یہ کس طرح پڑھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے (اور دیر تک خاموش رہے) حتیٰ کہ ہم نے چاہا کہ کاش وہ سوال ہی نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوں کہا کرو۔“ اور کعب بن عجرہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس کے آخر میں [فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْد] زیادہ کیا۔

٩٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ بنِ الْحَارِثِ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ، عن عُقْبَةَ بنِ عَمْرٍو بهذا الخَبَرِ قال: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ».

٩٨١- محمد بن عبداللہ بن زید نے جناب عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی کہ کہا کرو [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ]۔

فائدہ: نبی ﷺ کے ”امی“ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ روایتی انداز میں لوگوں کے ہاں سے پڑھے ہوئے نہیں ہیں‘ بلکہ جبریل امین کے شاگرد ہیں۔

٩٨٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ: حدثني أَبُو مُطَرِّفٍ عُبَيْدُالله بنُ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله بنِ كَرِيزٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عن

٩٨٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں‘ آپ نے فرمایا: ”جس کا جی چاہتا ہے کہ اسے اس کی میزان خوب بھری ہوئی ملے تو چاہیے کہ جب ہم اہل بیت پر صلاۃ (درود) پڑھے تو یوں کہا

٩٨١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٢٦٨ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق.

٩٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٣/ ٨٧٠ عن موسى بن إسماعيل به ✽ حبان ابن يسار، ضعفه أبوحاتم وغيره، واختلط بآخره كما قال الصلت بن محمد وغيره، وفي السند علة أخرى عند العقيلي في الضعفاء: ١/ ٣١٨.

الْمُجْمِرِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالمِكْيَالِ الأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ المُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَما صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».

کرے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ ذُرِّيَّتِه وَ اَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ]“۔

فوائد ومسائل: ① صلوٰۃ کے معنی شروع باب میں ذکر ہو چکے ہیں۔ ② ”آل“ دراصل بمعنی ”شخص“ ہے اور اس کے لیے استعمال ہوتا ہے جس کو دوسرے کے ساتھ کوئی ذاتی تعلق ہو۔ اور یہ لفظ ہمیشہ صاحب شرف اور افضل ہستی کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ ”آل النبی“ سے مراد آپ کے رشتہ دار ہیں اور بعض کے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہیں علم و معرفت کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تعلق حاصل ہو۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ اہل دین دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو علم کے اعتبار سے راسخ اور محکم ہوتے ہیں۔ ان کو ”آل النبی اور امته“ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسرے جن کا علم و عمل سرسری اور تقلیدی سا ہوتا ہے' ان کو امت محمد کہہ سکتے ہیں' آلِ محمد نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح امت اور آل میں عموم خصوص کی نسبت ہے۔ یعنی ہر آل نبی آپ کی امت میں داخل ہے' مگر ہر امتی آلِ نبی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (مفردات' راغب اصفہانی۔) احادیث صحیحہ اور درود کے مختلف صیغوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے اہل بیت اور آل میں آل علی' آل جعفر' آل عقیل' آل عباس' ازواج مطہرات اور آپ کی تمام اولاد شامل ہیں۔ ③ [کَمَا صَلَّيْتَ] میں معروف تشبیہ نہیں کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے مشابہ کہا گیا ہو' بلکہ اس میں ایک غیر مشہور امر کو مشہور و معروف کے ساتھ ملحق کر کے اذہان کے قریب کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ کے نور کو چراغ کے نور سے مشابہت دی گئی ہے: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ' مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ (النور:٣٥) چونکہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کی عظمت اور ان پر صلاۃ تمام طبقات میں مشہور و معروف تھی تو محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی اسی انداز سے صلاۃ کی دعا تعلیم کی گئی ہے' اس میں مقدار کا مفہوم شامل نہیں۔ ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آلِ میں انبیاء ورسل کثیر تعداد میں ہیں اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی ہیں تو ان سب کے لیے جس قدر صلاۃ نازل کی گئی ہے' اس عظیم مقدار کی صلاۃ صرف محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل کے لیے طلب کی جارہی ہے۔ واللہ اعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح' باب الصلاۃ علی النبي' حدیث:٩٢٤)

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٥)

باب:- تشہد کے بعد کیا پڑھے؟

٩٨٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بن مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدثني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ أَبي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يقولُ: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا فَرَغَ أحدُكُم مِنَ التَّشَهُّدِ الآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بالله مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ المَسِيحِ الدَّجَّالِ».

٩٨٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ طلب کرے۔ یعنی عذاب جہنم' عذاب قبر' زندگی وموت کے فتنے اور مسیح دجال کے شر سے۔''

فائدہ: الفاظ اس دعا کے یہ ہوں گے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ]۔

٩٨٤- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا عُمَرُ بنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ طَاوُسٍ عن أبيهِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يقولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أعوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ».

٩٨٤- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ تشہد کے بعد یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ' وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ]۔

٩٨٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو أَبُو

٩٨٥- حضرت محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

٩٨٣- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ٥٨٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٣٧، وانظر، ح: ٨٨٠.

٩٨٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١١/ ٢٩، ح: ١٠٩٣٩، ورواه مسلم، ح: ٥٩٠ من حديث طاوس به، وانظر، ح: ١٥٤٣.

٩٨٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ١٣٠٢ من حديث الحسين المعلم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٦٧، ووافقه الذهبي، انظر، ح: ١٤٩٣.

مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ: حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ المُعَلِّمُ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن حَنْظَلَةَ بنِ عَليٍّ أَنَّ مِحْجَنَ بنَ الأَدْرَعِ حَدَّثَهُ قال: دَخَلَ رسولُ الله ﷺ المَسْجِدَ فإذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يقولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَاالله الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. قال: فقال: «قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ» ثَلَاثًا.

کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے' آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی نماز مکمل کر لی تھی اور وہ تشہد پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: [اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَااللّٰهُ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ' أَنْ تَغْفِرَلِي ذُنُوْبِي' إِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْم] آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بخش دیا گیا' اسے بخش دیا گیا۔'' تین بار فرمایا۔ (دعا کا ترجمہ ہے:) ''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ۔ اکیلے' بے نیاز' نہ جس نے جنا نہ جنا گیا' اور کوئی اس کے برابر نہیں! یہ کہ میرے گناہ معاف فرما دے۔ بے شک تو بہت ہی بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

(المعجم ١٧٩، ١٨٠) - باب إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٦)

باب:۱۷۹'۱۸۰-تشہد خاموشی سے پڑھنا

٩٨٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حدثنا يُونُسُ، يَعْني ابنَ بُكَيْرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله قال: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُّدُ.

۹۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ تشہد کو خاموشی سے پڑھا جائے۔

(المعجم ١٨٠، ١٨١) - باب الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ (التحفة ١٨٧)

باب:۱۸۰'۱۸۱-تشہد میں (انگلی سے) اشارہ کرنا

٩٨٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۹۸۷- جناب علی بن عبدالرحمٰن المعاوی بیان کرتے

٩٨٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أنه يخفى التشهد، ح: ٢٩١ من حديث يونس بن بكير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٢٦٧ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الحسن بن عبيدالله عن عبدالرحمٰن بن الأسود به عند الحاكم: ١/ ٢٣٠.

٩٨٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلوة، وكيفية وضع اليدين على الفخذين، ح: ٥٨٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٨٨، ٨٩.

مُسْلِمِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ قال: رَآنِي عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالحَصَا فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وقال: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ، فَقُلْتُ: كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ؟ قال: إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى على فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھے دیکھا کہ میں نماز کے دوران میں کنکریوں سے کھیل رہا تھا جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے اس سے منع فرمایا اور کہا: ایسے کیا کرو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جب آپ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور ساری انگلیاں بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی (شہادت والی) انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ تشہد میں بیٹھتے ہی یہ کیفیت ہوتی کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی سی بنا لیتے تھے۔ اور اشارہ کرتے تھے' یعنی انگشتِ شہادت کو اٹھائے رکھتے تھے۔ تاہم بار بار حرکت دینے کی ضرورت نہیں ہے' جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

٩٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ عن أَبِيهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا قَعَدَ في الصَّلَاةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى على رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى على فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

٩٨٨- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھا کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو اپنی دائیں ران اور پنڈلی کے نیچے کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور عبدالواحد نے ہم کو دکھایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

٩٨٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ

٩٨٩- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے ذکر کیا کہ

٩٨٨_ **تخريج:** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٥٧٩ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

٩٨٩_ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، السهو، باب بسط اليسرى على الركبة، ح: ١٢٧١ من حديث ◀◀

المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن زِيَادٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا.

نبی ﷺ جب دعا کرتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہ دیتے تھے۔

قال ابنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ عَمْرُو بنُ دِينَارٍ قال: أخبرني عَامِرٌ عن أبِيهِ: أَنَّهُ رَأى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ اليُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.

ابن جریج نے کہا کہ عمرو بن دینار نے مزید کہا کہ مجھے عامر نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اس طرح اشارہ کیا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: حرکت نہ دینے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم بعض علماء نے اس کو صحیح قرار دیتے ہوئے اشارہ کرنے اور حرکت نہ دینے کے درمیان یہ تطبیق دی ہے' جیسے کہ شیخ شوکانی نے امام بیہقی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے' کہ آپ اشارہ کرتے' مگر حرکت میں تکرار نہ ہوتا تھا۔ دیکھیے: (نیل الاوطار' باب الاشارۃ بالسبابۃ) اس لیے حرکت اور اشارہ دونوں پر اگر اس طرح عمل کیا جائے کہ تشہد میں بیٹھتے ہی ۵۳ کی گنتی کی گرہ بناتے ہوئے انگلی اٹھالی جائے اور اسے سلام پھیرنے تک اشارے کی حالت میں کھڑا رکھا جائے' جیسا کہ احادیث سے تشہد میں انگلی کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور چند بار درمیان میں حرکت بھی دے لی جائے' تاکہ حرکت والی حدیث پر بھی عمل ہو جائے۔ تاہم حرکت کی تکرار اور کثرت' جیسا کہ رواج ہوتا جا رہا ہے' اس کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ واللہ اعلم

٩٩٠- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا ابنُ عَجْلَانَ عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عَن أَبِيهِ بهذا الحديثِ قال: لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ وحديثُ حَجَّاجٍ أَتَمُّ.

۹۹۰- جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے انہوں نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: آپ کی نظر آپ کے اشارے سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ اور حجاج کی حدیث اس سے زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: نماز میں بالعموم نظر مقام سجدہ پر ہونی چاہیے' مگر تشہد میں انگلی پر ہو۔ تعجب ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ علیہ السلام کی ایک ایک حرکت کو کس دقت نظر سے ملاحظہ کیا اور امت تک پہنچایا ہے۔

◄◄ حجاج بن محمد به ٭ ابن عجلان تقدم، ح: ٩٠٢ ولم أجد تصريح سماعه في لفظ "ولا يحركها".

٩٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣ عن يحيى القطان به ٭ وابن عجلان صرح بالسماع عنده.

٩٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا عِصَامُ بنُ قُدَامَةَ مِنْ بَنِي بَجِيلَةَ عن مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ، عن أبِيهِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ قَدْ حَنَّاهَا شَيْئًا.

٩٩١- جناب مالک بن نمیر خزاعی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: آپ اپنے داہنے دستے کو اپنی دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے' شہادت کی انگلی اٹھائے ہوئے تھے اور اسے کچھ ٹیڑھا سا بھی کیے ہوئے تھے۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس لیے انگلی کو خم دینے کی بجائے اسے سیدھا کھڑا رکھا جائے (یعنی تشہد میں)۔

(المعجم ١٨١، ١٨٢) - باب كَرَاهِيَةِ الاعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ١٨٨)

باب: ۱۸۱' ۱۸۲- نماز میں ہاتھ کا سہارا لینے کی کراہت

٩٩٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ ابنُ مُحَمَّدِ بنِ شَبُّويَه وَمُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الغَزَّالُ قالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رسولُ الله ﷺ - قال أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: - أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وقال ابنُ

٩٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے ہو۔ اور ابن شبویہ نے کہا: منع فرمایا اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور ابن رافع نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ اپنے ہاتھ کا سہارا لے۔ اور اس حدیث کو سجدوں سے اٹھنے کے باب میں

٩٩١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الإشارة بالأصبع في التشهد، ح: ١٢٧٢ من حديث عصام بن قدامة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧١٥، ٧١٦، وابن حبان، ح: ٤٩٩ * مالك بن نمير وثقه ابن حبان، وابن خزيمة بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

٩٩٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٣٥ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٢/ ١٤٧، ومصنف عبدالرزاق: ٢/ ١٩٧، ح: ٣٠٥٤، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٣٠، ووافقه الذهبي، وأما رواية محمد بن عبدالملك الغزال فضعيفة لأنهم لم يذكروا سماعه من عبدالرزاق، أقبل اختلاطه أم بعده؟ وهي شاذة أيضًا لمخالفة الثقات.

شَبُّوَيْه : نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ فِي الصَّلَاةِ. وقال ابنُ رَافِعٍ : نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ على يَدِهِ. وَذَكَرَهُ في بابِ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. وقال ابنُ عَبْدِ المَلِكِ : نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ على يَدَيْهِ إذَا نَهَضَ في الصَّلَاةِ.

ذکر کیا۔ ابن عبدالملک نے کہا: منع فرمایا اس سے کہ آدمی جب نماز میں اٹھنے لگے تو اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔

فائدہ: ابن رافع کا استدلال کہ کھڑے ہونے کے لیے سہارا لینا منع ہے، درست نہیں کیونکہ صحیح احادیث میں اس کا ثبوت ہے۔ مثلاً ایوب عن ابی قلابہ کی روایت بخاری میں ہے کہ ''نبی ﷺ جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھتے، زمین کا سہارا لیتے اور پھر کھڑے ہوتے۔'' (صحیح بخاری، حدیث: ۸۲۴) اسی لیے شیخ البانی نے اس روایت کے آخری ٹکڑے کو، جس میں اٹھتے وقت ہاتھوں سے سہارا لینے کی ممانعت ہے، منکر قرار دیا ہے۔ باقی یہ صحیح ہے کہ آدمی جب تشہد میں بیٹھا ہو تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

٩٩٣- حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ هِلَالٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ قال : سَأَلْتُ نَافِعًا عن الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ مُشَبِّكٌ يَدَيْهِ؟. قال : قال ابنُ عُمَرَ : تِلْكَ صَلَاةُ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ.

۹۹۳- جناب اسماعیل بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی نماز کے دوران میں تشبیک کیے ہوئے ہو تو؟ (یعنی دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں دیے ہوئے ہو؟) انہوں نے کہا: ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ یہ مغضوب علیهم (یعنی یہودیوں) کی نماز ہے۔

٩٩٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أبي الزَّرْقَاءِ : حَدَّثَنَا أبي ؛ ح : وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ - وهذا لَفْظُهُ - جَمِيعًا عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ : أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَّكِيءُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ. - وقال هَارُونُ بنُ زَيْدٍ : سَاقِطٌ عَلَى شِقِّهِ

۹۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں بیٹھے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھا۔ (یعنی زمین پر رکھے ہوئے تھا) ہارون بن زید نے کہا وہ اپنی بائیں جانب پر گرا ہوا تھا...... پھر دونوں (راوی) ان الفاظ میں متفق ہیں...... تو ابن عمر ؓ نے اس سے کہا: ایسے مت بیٹھو اس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جنہیں عذاب دیا جائے گا۔

٩٩٣ـ تخريج : [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي : ٢/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به.
٩٩٤ـ تخريج : [حسن] رواه أحمد : ٢/ ١١٦ من حديث هشام بن سعد به، مرفوعًا.

الأَيْسَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا - فقال لَهُ: لا تَجْلِسْ هكَذَا فإِنَّ هكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ.

فوائد ومسائل: ① اس اثر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت (۹۹۲) کی وضاحت ہے جو اوپر گزری ہے۔ ② اگر کوئی شخص بیٹھنے سے معذور ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے' اپنے پہلو پر نہ گرے۔

(المعجم ١٨٢، ١٨٣) - بَابٌ: فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ (التحفة ١٨٩)

باب:۱۸۲'۱۸۳- درمیانی تشہد کو مختصر رکھنا

٩٩٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: كَانَ في الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ على الرَّضْفِ. قال: قُلْنَا: حَتَّى يَقُومَ؟ قال: حَتَّى يَقُومَ.

۹۹۵- جناب ابو عبیدہ اپنے والد سے راوی ہیں وہ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ پہلی دو رکعتوں کے بعد (جب بیٹھتے تو) ایسے ہوتے گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ ہم نے کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے؟ کہا: حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے۔

ملحوظہ: ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ کی صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیٹھنا ایسے ہوتا تھا کہ گویا گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔ دیکھیے: (التلخیص الحبیر: ۲۶۳/۱) اس میں اشارہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد صرف تشہد پڑھنا کافی ہے۔ تاہم اس کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا جائے' تو بہتر ہے۔ یعنی پہلے تشہد میں بھی درود شریف کا پڑھنا مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبی ﷺ' للالبانی' ص: ۴۵)

(المعجم ١٨٣، ١٨٤) - بَابٌ: فِي السَّلَامِ (التحفة ١٩٠)

باب:۱۸۳'۱۸۴- (اختتام نماز پر) سلام پھیرنے کے احکام ومسائل

٩٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۹۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا کہ نبی ﷺ (نماز کے اختتام پر) اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام کیا کرتے تھے' حتیٰ کہ آپ کے

٩٩٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في مقدار القعود في الركعتين الأوليين، ح:٣٦٦ من حديث شعبة به، وقال: "حسن إلا أن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه"، يعني أنه منقطع.

٩٩٦- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في التسليم في الصلوٰة، ح:٢٩٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٧٢٨، وابن حبان، ح:٥١٦ * أبوإسحاق صرح بالسماع عند أحمد: ٤٠٨/١، ٤٠٩، ح:٣٨٧٩.

أَبُو الأَحْوَصِ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المُحَارِبِيُّ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ قالا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا تَمِيمُ بنُ المُنْتَصِرِ: أَخْبَرَنَا إسْحَاق يَعْني ابنَ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، كُلُّهُمْ عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي الأَحْوَصِ، عن عَبْدِ الله - وقال إسْرَائِيلُ: عن أبي الأَحْوَصِ وَالأَسْوَدِ عن عَبْدِ الله -: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عن يَمِينِهِ وعن شِمَالِهِ حتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله».

رخساروں کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ (اور کہتے تھے) [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ 'اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا لَفْظُ حديثِ سُفْيَانَ وحديثُ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُفَسِّرْهُ.

امام ابوداود نے کہا: یہ الفاظ سفیان کی حدیث کے ہیں۔ اور اسرائیل کی حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زُهَيْرٌ عن أبي إسْحَاق وَيَحْيَى بنُ آدَمَ، عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ وَعَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله.

امام ابوداود کہتے ہیں: اور اس روایت کو زہیر نے ابو اسحاق سے اور یحییٰ بن آدم نے اسرائیل سے انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے اپنے والد اور علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعْبَةُ كَانَ يُنْكِرُ هذا الحديثَ- حديثَ أبي إسْحَاقَ - أَنْ يَكُونَ مَرْفُوعًا.

امام ابوداود نے (یہ بھی) کہا کہ شعبہ ابواسحاق کی اس حدیث کے مرفوع ہونے کا انکار کرتے تھے۔

٩٩٧- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ قال: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يُسَلِّمُ عن يَمِينِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ»، وعن شِمَالِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ الله».

٩٩٧- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے تو [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہتے اور اپنی بائیں طرف [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کہتے۔

فائدہ: [وَبَرَكَاتُهُ] سنن ابوداود کے متداول نسخوں میں دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے اور بائیں جانب صرف [السلام علیکم ورحمة اللّٰه] کہنا ثابت ہے' تاہم سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں اور بلوغ المرام میں دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے [وَبَرَكَاتُهُ] کہتا ہے یا کہنا چاہتا ہے' تو جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (نیل الاوطار: ۳۴۴/۲' سبل السلام: ۳۲۰/۱'۳۲۱ اور شرح بلوغ المرام صفی الرحمٰن مبارک پوری ﷫)

٩٩٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا وَوَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ عن عُبَيْدِالله بنِ الْقِبْطِيَّةِ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كُنَّا إذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فَسَلَّمَ أَحَدُنَا أشَارَ بِيَدِهِ مِنْ عن يَمِينِهِ ومِنْ عن يَسَارِهِ، فَلَمَّا صَلَّى قال: «مَا بَالُ أَحَدِكُم يُومِي بِيَدِهِ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ، إنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أوْ ألَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أنْ يقولَ هكَذا - وَأشَارَ بِإصْبَعِهِ - يُسَلِّمُ عَلَى أخِيهِ مِنْ عن يَمِينِهِ وَمِنْ عن شِمَالِهِ».

٩٩٨- حضرت جابر بن سمرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو سلام کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے تھے۔ جب آپ نے نماز پڑھ لی تو فرمایا: ''تمہیں کیا ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے یوں اشارے کرتے ہو گویا سرکش گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ تمہیں یہی کافی ہے۔'' یا فرمایا: ''کیا تمہارے ایک کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ یوں کرے اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اپنے بھائی پر دائیں اور بائیں جانب سلام کہے۔''

٩٩٧ـ [إسناده حسن] وصححه النووي في المجموع: ٣/ ٤٧٩، والحافظ في بلوغ المرام، ح: ٢٥٢ (بتحقيقي).

٩٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الأمر بالسكون في الصلوة والنهي عن الإشارة باليد ورفعها عند السلام . . . إلخ، ح: ٤٣١ من حديث يحيى بن زكريا ووكيع به.

٩٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا أبو نُعَيْمٍ عن مِسْعَرٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «أمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ - أَوْ أَحَدَهُمْ - أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أخِيهِ مِنْ عن يَمِينِهِ وَمِنْ عن شِمَالِهِ».

٩٩٩- مسعر نے سابقہ سند اور معنی کے مطابق روایت کیا کہا: ”کیا تمہیں ...... یا فرمایا ...... انہیں یہ کافی نہیں کہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھیں اور اپنے بھائی پر سلام کہیں جو اس کی دائیں اور بائیں طرف ہے۔“

١٠٠٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عن تَمِيمِ الطَّائِيِّ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: دَخَلَ عَلَيْنَا رسولُ الله ﷺ وَالنَّاسُ رَافِعُو أَيْدِيهِمْ - قال زُهَيْرٌ: أُرَاهُ قال: في الصَّلَاةِ - فقال: «مَالِي أَرَاكُم رَافِعِي أَيْدِيكُم كأنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا في الصَّلَاةِ».

١٠٠٠- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور لوگ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ زہیر نے کہا ...... میرا خیال ہے کہ شیخ نے کہا تھا کہ نماز میں ...... تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① نماز میں ظاہراً و باطناً خشوع وخضوع کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ لایعنی حرکات ناجائز اور حرام ہیں۔ نماز اسی طرح ادا کرنی چاہیے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر دکھائی اور صحابہ نے سیکھی ہے۔ ② مذکورہ بالا حدیث صحیح مسلم (حدیث:٤٣٠) اور سنن نسائی (حدیث:١٣٢٧) میں بھی آئی ہے اور صحیح حدیث ہے اور ان معروف دلائل میں سے ایک ہے جو برادران احناف رکوع کے رفع الیدین کے ردو انکار میں بڑے اعتماد سے پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ امام ابوداود' امام مسلم اور ان کے مُبوِّب امام نووی رحمہ اللہ اسے سلام کے باب میں لائے ہیں اور صحیح استدلال یہ ہے کہ تشہد میں سلام کے موقع پر ہاتھوں سے اشارے کرنا منع ہے کیونکہ اس حدیث میں اسی موقع پر ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کر کے سلام کرنے سے روکا گیا ہے' نہ کہ مطلقاً ہاتھ اٹھانے (رفع الیدین کرنے) سے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین میں فرماتے ہیں کہ ”(رکوع کے رفع الیدین کے انکار میں) کچھ علماء کا حدیث جابر بن سمرہ سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ درحقیقت تشہد کی بات ہے نہ کہ قیام کی' کیونکہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کرتے تھے' تو نبی ﷺ نے انہیں تشہد میں ہاتھ سے اشارہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور جس آدمی کو علم کا کوئی حصہ ملا ہے وہ اس حدیث کو (رکوع کے رفع الیدین کے انکار کی) دلیل نہیں بنا سکتا۔ یہ حدیث مشہور ومعروف ہے' اس میں

٩٩٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٠٠٠- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٦٦١.

کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر بات ایسے ہی ہوتی جیسے کہ ان کا مزعومہ استدلال ہے (کہ ہاتھ اٹھانے مطلقاً منع ہیں) تو پہلی تکبیر تحریمہ اور تکبیرات عید میں بھی رفع الیدین ممنوع ہوتا' کیونکہ حدیث میں کسی بھی رفع الیدین کا استثنا نہیں ہے۔ اور جناب مسعر کی روایت میں آیا ہے کہ "نمازی کو چاہیے اپنا ہاتھ اپنی ران پر رکھے پھر سلام کہے۔" (امام بخاری' فرماتے ہیں) ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایسی باتیں بناتے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النور: ٦٣) "ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں' کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آلے یا کسی دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔" انتھیٰ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح ثابت شدہ سنت کی تحقیر' اس کا مذاق اور اس کا انکار اپنی دنیا و عاقبت خراب کرنے والی بات ہے۔ [اَللّٰهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَه' وَ أَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَه]

(المعجم ١٨٤، ١٨٥) - باب الرَّدِّ عَلَى الإمَامِ (التحفة ١٩١)

باب: ۱۸۴'۱۸۵- امام کو سلام کا جواب دینا

۱۰۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَماهِرِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ قال: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَرُدَّ على الإمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا على بَعْضٍ.

۱۰۰۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ امام کو (اس کے سلام کا) جواب دیں' اور یہ کہ آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کیا کریں۔

فائدہ: "امام کو سلام کا جواب دیں۔" کا مطلب ہے کہ مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کا جواب دینے کی نیت کریں۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے جس سے کسی حکم کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس کے اگلے حصے میں باہم محبت رکھنے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے کا جو حکم ہے' وہ صحیح ہے' کیونکہ یہ دونوں باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

(المعجم . . .) - باب التَّكْبِيرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٢)

باب:...... نماز کے بعد (آواز بلند) تکبیر کہنا

۱۰۰۲- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ:

۱۰۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

١٠٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب رد السلام على الإمام، ح: ٩٢١ من حديث قتادة به، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح: ٢٩، ومع ذلك صححه الحاكم: ١/ ٢٧٠، ووافقه الذهبي.

١٠٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ٨٤٢، ومسلم، المساجد، باب الذكر بعد الصلوة، ح: ٥٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

أخبرنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن أبي مَعْبَدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ يُعْلَمُ انْقِضَاءُ صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ بالتَّكْبِيرِ.

رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا تکبیر (اللہ اکبر کہنے کی آواز) سے جانا جاتا تھا۔

١٠٠٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرنَا عَمْرُو بنُ دِينارٍ أنَّ أبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ أخْبَرَهُ أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ أخْبَرَهُ: أنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ لِلذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ المَكْتُوبَةِ كَانَ ذَلِكَ على عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وَأنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: كُنْتُ أَعْلَمُ إذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ وَأَسْمَعُهُ.

۱۰۰۳- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو ذکر کرتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ان کا نماز سے فارغ ہونا اسی سے معلوم ہوتا تھا اور میں ان کا ذکر سنتا تھا۔

فائدہ: سلام کے بعد اَللّٰهُ أَكْبَر اور تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ اور اسی طرح بعض اور کلمات بالخصوص بلند آواز سے ثابت شدہ سنت ہے۔ اسے بعض اوقات یا محض تعلیم کے لیے محمول کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ آواز کی بلندی اس قدر نہ ہو کہ دوسروں کے لیے تشویش اور الجھن کا باعث بنے۔

(المعجم ١٨٥، ١٨٦) - باب حَذْفِ السَّلَامِ (التحفة ١٩٣)

باب: ۱۸۵، ۱۸۶- سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا

١٠٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عن قُرَّةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ».

۱۰۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام کو لمبا کیے بغیر کہنا سنت ہے۔“

١٠٠٣- **تخريج:** متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٢٥، ومن طريقه رواه مسلم، ح: ٥٨٣.

١٠٠٤- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن حذف السلام سنة، ح: ٢٩٧ من حديث الأوزاعي به، وقال: "حسن صحيح" وهو في المسند: ٢/ ٥٣٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٣١، ووافقه الذهبي * الزهري تقدم: ٧٨٥، ولم أجد تصريح سماعه.

قال عِيسَى: نَهَانِي ابنُ المُبَارَكِ عن رَفْعِ هذا الحديثِ.

عیسیٰ کہتے ہیں کہ جناب ابن مبارک نے مجھے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے منع فرمایا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا عُمَيْرٍ عِيسَى بنَ يُونُسَ الْفَاخُورِيَّ الرَّمْلِيَّ قال: لَمَّا رَجَعَ الْفِرْيَابِيُّ مِنْ مَكَّةَ تَرَكَ رَفْعَ هذا الحديثِ وقال: نَهَاهُ أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ عن رَفْعِهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے ابوعمیر عیسیٰ بن یونس فاخوری رملی کو سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ فریابی جب مکہ سے واپس لوٹے تو انہوں نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا چھوڑ دیا تھا اور کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے سے روکا ہے۔

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ سلام کو مد کے ساتھ لمبا کر کے نہ کہا جائے۔ بلکہ درمیانی انداز سے کہے۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٨٦، ١٨٧) - بَابٌ: إِذَا أَحْدَثَ فِي صَلَاتِهِ يَسْتَقْبِلُ (التحفة ١٩٤)

باب:١٨٦'١٨٧- جب نماز کے دوران میں بے وضو ہو جائے تو نماز دہرائے

١٠٠٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عن عِيسَى بنِ حِطَّانَ، عن مُسْلِمِ ابنِ سَلَّامٍ، عن عَلِيِّ بنِ طَلْقٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا فَسَا أَحَدُكُم في الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ».

١٠٠٥- حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں پھسکی مارے' (ہوا خارج کرے) تو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اپنی نماز دہرائے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہوا کا خروج آواز کے ساتھ ہو یا بغیر آواز کے' دونوں صورتوں میں مسئلہ اسی طرح ہے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دوران نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے نماز دہرانی پڑے گی نہ کہ بنا کی جائے گی' کیونکہ حدیث شریف کے واضح الفاظ ہیں [وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ] کہ ایسے شخص کو اپنی نماز دہرانی چاہیے۔ ③ شیخ البانی اور دیگر اکثر محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح بے وضو شخص کی نماز مقبول نہیں (صحیح بخاری' حدیث: ٦٩٥٤ میں ہے) اسی طرح دوران نماز میں بے وضو ہو جانے کی صورت میں بھی اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی پڑے گی' اور اس کی دلیل بھی صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث ہی ہوگی۔

١٠٠٥ـ تخريج: [حسن] تقدم: ٢٠٥، أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٨٧، ١٨٨) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَطَوَّعُ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْمَكْتُوبَةَ** (التحفة ١٩٥)

باب: ۱۸۷، ۱۸۸- جس جگہ آدمی نے فرض پڑھے ہوں وہیں نفل ادا کرنا کیسا ہے؟

١٠٠٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَعَبْدُ الْوَارِثِ عن لَيْثٍ، عن الْحَجَّاجِ بن عُبَيْدٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ إسْمَاعِيلَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أيَعْجِزُ أحَدُكُم - قال عن عَبْدِ الْوَارِثِ -: أنْ يَتَقَدَّمَ أوْ يَتَأَخَّرَ أوْ عن يَمِينِهِ أوْ عن شِمَالِهِ». - زَادَ في حديثِ حَمَّادٍ -: «في الصَّلَاةِ» يَعْني في السُّبْحَةِ.

۱۰۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ (فرضوں کے بعد) آگے' پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ' یعنی نفل پڑھنے کے لیے۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ جس جگہ فرض پڑھے ہوں' نفل پڑھنے کے لیے وہاں سے کسی قدر جگہ بدل لینی چاہیے۔

١٠٠٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعثُ بنُ شُعْبَةَ عن المِنْهَالِ بنِ خَلِيفَةَ، عن الأزْرَقِ بنِ قَيْسٍ قال: صَلَّى بِنَا إمَامٌ لَنَا يُكْنَى أبَا رِمْثَةَ فقال: صَلَّيْتُ هَذِهِ الصَّلَاةَ - أوْ مِثْلَ هَذِهِ الصَّلَاةِ - مع النَّبِيِّ ﷺ. قال: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يَقُومَانِ في الصَّفِّ المُقَدَّمِ عن يَمِينِهِ وكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ، فَصَلَّى نَبِيُّ الله ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ

۱۰۰۷- جناب ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے امام نے جن کا نام ابورمثہ تھا' نماز پڑھائی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ نماز یا اسی طرح کی کوئی اور نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما صف اول میں آپ کی دائیں جانب کھڑے تھے۔ وہاں ایک اور آدمی بھی تھا جو تکبیر اولیٰ میں پہنچا تھا۔ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی پھر اپنی دائیں بائیں جانب سلام پھیرا' حتیٰ کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی۔ پھر وہاں سے پھرے جیسے کہ میں پھرا ہوں۔ تو وہ آدمی جو

١٠٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوٰة النافلة حيث تصلى المكتوبة، ح: ١٤٢٧ من حديث ليث بن أبي سليم به، وذكر البخارى أن رفع هذا الحديث غير صحيح انظر، ح: ٨٤٨، وقال الحافظ: "ليث بن أبي سليم ضعيف الحفظ، وقال أبوحاتم: إبراهيم مجهول"، (تغليق التعليق: ٢/ ٣٣٧).

١٠٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٧٠ * وقال الذهبي: "المنهال ضعفه ابن معين، وأشعث فيه لين والحديث منكر".

عن يَمِينِهِ وَعن يَسَارِهِ حَتَّى رَأَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ، ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ أَبِي رِمْثَةَ يَعْنِي نَفْسَهُ، فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِي أَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيرَةَ الأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ فأخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهُ ثُمَّ قال: اجْلِسْ فإنَّهُ لَمْ يَهْلِكْ أَهْلُ الْكِتَابِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ! فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَصَرَهُ فقالَ: «أَصَابَ الله بكَ يَاابنَ الْخَطَّابِ».

تکبیر اُولیٰ میں شامل ہوا تھا' نفل پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے اس کی طرف اٹھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا اور کہا: بیٹھ جاؤ' اہل کتاب کی ہلاکت کا باعث یہی تھا کہ ان کی نمازوں میں کوئی فرق و فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا: ''اے ابن خطاب! اللہ نے تمہیں صحیح بات کہنے کی توفیق دی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ قِيلَ أَبُو أُمَيَّةَ مكَانَ أَبِي رِمْثَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ امام کا نام ابورمثہ کی بجائے ابوامیہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

ملحوظہ: اس روایت کی سند میں اشعث بن شعبہ اور منہال بن خلیفہ پر کلام ہے اس لیے ضعیف ہے' مگر صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث سے یہی مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب تم جمعہ پڑھو تو اسے دوسری نماز کے ساتھ مت ملاؤ حتیٰ کہ کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا کریں حتیٰ کہ کوئی بات کر لیں یا وہاں سے ہٹ جائیں۔'' (صحیح مسلم' حدیث:۸۸۳)

(المعجم ١٨٨، ١٨٩) - باب السَّهْوِ فِي السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ١٩٦)

باب:۱۸۹٬۱۸۸- سجدۂ سہو کے احکام و مسائل

١٠٠٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ إحْدَى صَلَاتَي الْعَشِيِّ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ. قال: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ

۱۰۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پچھلے پہر کی ایک نماز پڑھائی' ظہر یا عصر۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد کے سامنے ایک لکڑی کے پاس جا کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ لیے۔ آپ کا ایک ہاتھ دوسرے کے اوپر تھا۔ اور آپ کے

١٠٠٨- **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٣ من حديث حماد بن زيد به.

الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيْهَا، إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى، يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ، ثُمَّ خَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، قُصِرَتِ الصَّلَاةُ، وفي الناسِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، فَقَامَ رَجُلٌ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، فقال: يارسولَ الله! أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ؟ قال: «لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرِ الصَّلَاةُ». قال: بَلْ نَسِيتَ يارسولَ الله! فَأَقْبَلَ رسولُ الله ﷺ عَلَى الْقَوْمِ فقال: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَأَوْمَؤُوا أَيْ نَعَمْ. فَرَجَعَ رسولُ الله ﷺ إِلَى مَقَامِهِ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ وَكَبَّرَ.

چہرے پر ناراضی کے آثار نمایاں تھے۔ پھر جلد باز لوگ (مسجد سے) نکل آئے اور وہ کہہ رہے تھے: نماز کم کر دی گئی! نماز کم کر دی گئی! لوگوں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ بھی تھے' مگر ہیبت کے باعث وہ آپ ﷺ سے بات نہ کر رہے تھے' تو ایک آدمی کھڑا ہوا' رسول اللہ ﷺ اسے ذوالیدین (ہاتھوں والا) کہا کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھولا ہوں نہ نماز کم کی گئی ہے۔'' کہنے لگا: بلکہ آپ بھول گئے ہیں اے اللہ کے رسول! تب رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''کیا ذوالیدین ٹھیک کہہ رہا ہے؟'' انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ پر تشریف لائے اور بقیہ دو رکعتیں پڑھائیں' پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا اپنے (پہلے) سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

قال: فَقِيلَ لِمُحَمَّدٍ: سَلَّمَ فِي السَّهْوِ؟ فقال: لَمْ أَحْفَظْهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. وَلَكِنْ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قال: ثُمَّ سَلَّمَ.

محمد بن سیرین سے کہا گیا: کیا آپ نے سجدۂ سہو کے بعد سلام پھیرا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے یہ بات حضرت ابوہریرہ ؓ سے یاد نہیں ہے' مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین ؓ نے بیان کیا ہے کہ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کو چند ایک مواقع پر نسیان ہوا ہے تاکہ امت کے لیے شریعت کے اصول واضح ہو جائیں۔ ② ذوالیدین کا نام [خِرْبَاق] آیا ہے۔ اور اس قسم کے القاب میں اگر تحقیر مقصود نہ ہو تو مزاحاً جائز ہیں۔

③ نماز میں زیادہ سہو ہو جائیں تو بھی دو ہی سجدے کرنے ہوں گے۔ جیسے کہ اس حدیث میں ہے کہ دو رکعتوں پر سلام پھیرا۔ پھر تشریف لے گئے اور گفتگو فرمائی۔ ④ نسیان میں کیا جانے والا دعوی جھوٹ شمار نہیں ہوتا۔ ⑤ سجود سہو میں تکبیر بھی ہے اور سلام بھی۔ ⑥ بھول کر کلام کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے نہ مکمل سمجھ کر سلام پھیر دینے سے۔ ⑦ ایسی صورت میں نماز کی بنا کرنا درست ہے۔ یعنی ساری نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ صرف بقیہ رکعتیں پڑھ کر سہو کے دو سجدے کیے جائیں گے۔

١٠٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ بإسْنَادِهِ - وحديث حَمَّادٍ أَتَمُّ - قال: ثُمَّ صَلَّى رسولُ الله ﷺ لَمْ يَقُلْ: بِنَا وَلَمْ يَقُلْ: فَأَوْمَؤُوا. قال: فقال النَّاسُ نَعَمْ. قال: ثُمَّ رَفَعَ وَلَمْ يَقُلْ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ، وَتَمَّ حَدِيثُهُ لَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ فَأَوْمَؤُوا إلَّا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ.

١٠٠٩- محمد (بن سیرین) سے روایت ہے اور حماد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے) بیان کیا' کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ یہ نہیں کہا کہ ہمیں نماز پڑھائی۔ اور نہ یہ کہا کہ لوگوں نے اشارہ کیا۔ بلکہ کہا: کہ لوگوں نے کہا: ہاں۔ (یعنی آپ بھول گئے ہیں۔) پھر بیان کیا کہ آپ نے سر اٹھایا۔ مگر تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے پہلے سجدے کی مانند یا اس سے کچھ لمبا' پھر سر اٹھایا۔ (یعنی یہاں بھی تکبیر کا ذکر نہیں) اور یہاں تک اس کی روایت پوری ہو گئی ہے۔ اور اس کے بعد آخر تک کے الفاظ بھی بیان نہیں کیے۔ اور [فَأَوْمَؤُوا] "لوگوں نے اشارہ کیا۔" کا لفظ سوائے حماد بن زید کے کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وكلُّ مَنْ رَوَى هذا الحديثَ لَم يَقُلْ: فَكَبَّرَ ولا ذَكَرَ: رَجَعَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ جس نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اس نے آپ علیہ السلام کی تکبیر اور آپ کے لوٹ آنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

فائدہ: اس میں راویوں کے اختلاف الفاظ کا ذکر ہے اور ان میں جمع یوں ہے کہ کچھ نے زبان سے جواب دیا اور کچھ نے اشارے سے۔ اور سجدۂ سہو میں جانے اور سر اٹھانے کے لیے تکبیر کہنا صحیح ثابت ہے۔

١٠١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ

١٠١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

١٠٠٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ٧١٤ عن عبدالله ابن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٣، (والقعنبي، ص: ١٦٩، مطولاً).

١٠١٠- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٥ من حديث بشر بن المفضل به، وعلقه البخاري، ◄◄

يَعْنِي ابنَ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْنِي ابنَ عَلْقَمَةَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بِمَعْنَى حَمَّادٍ كُلِّهِ إلَى آخِرِ قَوْلِهِ: نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ قال: ثُمَّ سَلَّمَ، قال: قُلْتُ: فَالتَّشَهُّدُ؟ قال: لَمْ أَسْمَعْ في التَّشَهُّدِ وأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَتَشَهَّدَ، ولم يَذْكُرْ كَانَ يُسَمِّيهِ ذَا الْيَدَيْنِ، ولا ذَكَرَ: فَأَوْمَؤُوا، ولا ذَكَرَ: الْغَضَبَ وحديثُ حَمَّادٍ عن أَيُّوبَ أَتَمُّ.

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی...... آخر تک روایت حماد کی مانند کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ پھر آپ نے سلام پھیرا' (سلمہ نے) کہا: میں نے پوچھا: اور تشہد؟ انہوں نے کہا: تشہد کے بارے میں میں نے کچھ نہیں سنا' مگر مجھے تشہد پڑھنا زیادہ پسند ہے۔ (سلمہ نے یہ) ذکر نہیں کیا کہ آپ علیہ السلام اس شخص کو ذوالیدین کہا کرتے تھے' اور نہ لوگوں کے اشارے اور رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا ذکر کیا۔ اور حماد کی حدیث زیادہ کامل ہے جو ایوب سے مروی ہے۔

فائدہ: سجدۂ سہو کے بعد تشہد پڑھنا راجح نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی روایات ضعیف ہیں۔

١٠١١- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ وَهِشَامٍ وَيَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَابنِ عَوْنٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ في قِصَّةِ ذِي الْيَدَيْنِ أَنَّهُ كَبَّرَ وَسَجَدَ، وقال هِشَامٌ يَعْنِي ابنَ حَسَّانٍ: كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ.

١٠١١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے ذوالیدین کے قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ جبکہ ہشام بن حسان نے روایت کیا کہ آپ نے تکبیر کہی (یعنی تحریمہ) پھر اللہ اکبر کہا اور سجدہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ أَيْضًا حَبِيبُ بنُ الشَّهِيدِ وَحُمَيْدٌ وَيُونُسُ وَعَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَا ذَكَرَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن هِشَامٍ أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حبیب بن شہید' حمید' یونس اور عاصم احول (چاروں) نے محمد بن سیرین سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی وہ بات ذکر نہیں کی جو حماد بن زید نے ہشام سے بیان کی ہے کہ آپ نے تکبیر

◄◄ ح: ١٢٢٨، مختصرًا.

١٠١١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح: ٤٨٢ من حديث ابن عون به * حديث هشام بن حسان "كبر ثم كبر وسجد" ضعيف لعدم تصريح سماعه لأنه كان يدلس.

وَسَجَدَ. وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ هٰذا الحديثَ عن هِشَامٍ، لَمْ يَذْكُرا عَنْهُ هذا الذي ذَكَرَهُ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: أَنَّهُ كَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ.

(تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ اسی طرح حماد بن سلمہ اور ابوبکر بن عیاش بھی ہشام سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے بھی حماد بن زید والی یہ بات ذکر نہیں کی کہ آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی پھر تکبیر کہی۔

فائدہ: اگر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے تو سجدۂ میں جانے کے لیے ایک ہی تکبیر کافی ہے' پہلے تکبیر تحریمہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس روایت میں پہلی تکبیر (تحریمہ) کا ذکر شاذ ہے۔

١٠١٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ عن الأوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ وَعُبَيْدِاللهِ بنِ عَبْدِ الله، عن أبي هُرَيْرَةَ بِهٰذِهِ القِصَّةِ قال: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ حَتَّى يَقَّنَهُ الله ذٰلِكَ.

١٠١٢- سعید بن مسیب' ابوسلمہ اور عبیداللہ بن عبداللہ (تینوں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' نبی ﷺ نے سہو کے سجدے نہیں کیے' حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو اس کا یقین دلا دیا۔

١٠١٣- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أنَّ أبَا بَكْرِ بْنَ سُلَيْمَانَ بنِ أبي حَثْمَةَ أخْبَرَهُ أنَّهُ بَلَغَهُ أنَّ رسولَ الله ﷺ، بهذا الخبرِ قال: وَلَمْ يَسْجُدِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تُسْجَدَانِ إذَا شَكَّ حتَّى لَقَاهُ النَّاسُ.

١٠١٣- ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ (تابعی) نے ان سے بیان کیا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ سے یہ خبر پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے شک کی بنا پر کیے جانے والے سجدے اس وقت تک نہیں کیے جب تک کہ لوگوں نے مل کر نہیں بتایا۔

قال ابنُ شِهَابٍ: وأخبرني بهذا الخبر سَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ عن أبي

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث سعید بن مسیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی (علاوہ ازیں) کہا

١٠١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٤٠ عن محمد بن يحيى الذهلي به * محمد بن كثير الصنعاني ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٠١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيًا وتكلم، ح: ١٢٣٢ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٤٣.

هُرَيْرَةَ قال: وأخبرني أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَعُبَيْدُالله بْنُ عَبْدِ الله.

کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ابوبکر بن حارث بن ہشام اور عبیداللہ بن عبداللہ (نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَعِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبِيهِ، جَمِيعًا عن أَبِي هُرَيْرَةَ بهذه الْقِصَّةِ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ سَجَدَ السَّجْدَتَيْنِ.

امام ابوداود نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر اور عمران بن ابی انس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور علاء بن عبدالرحمٰن سے بواسطہ اس کے والد کے روایت کی ہے اور یہ سب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس میں دو سجدے کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال فيه: وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

امام ابوداود نے کہا: اور زبیدی نے زہری سے وہ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور اس میں کہا کہ آپ نے سہو کے دونوں سجدے نہیں کیے۔

١٠١٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بْنُ مُعَاذٍ: حدثنا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ: نَقَصَتِ الصَّلَاةُ؟ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۰۱۴- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ آپ سے کہا گیا: (کیا) نماز کم ہوگئی ہے؟ تب آپ نے دو رکعتیں (مزید) پڑھیں پھر دو سجدے کیے۔

١٠١٥- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ:

۱۰۱۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

١٠١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام ـ إذا شك ـ بقول الناس، ح: ٧١٥ من حديث شعبة به.

١٠١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] حديث داود بن الحصين، رواه مالك: ١/ ٩٤، ومن طريقه أخرجه مسلم، ح: ٥٧٣.

أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن سَعِيدِ ابنِ أبي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ انْصَرَفَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ صَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فقال لَهُ رَجُلٌ: أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ يارسولَ الله! أَمْ نَسِيتَ؟ قال: «كُلَّ ذَلِكَ لَمْ أَفْعَلْ». فقال النَّاسُ: قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ يَارسولَ الله! فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ.

ﷺ نے ایک فرض نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ایک شخص نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہو گئی ہے' اے اللہ کے رسول! یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا۔'' تو لوگوں نے کہا: تحقیق آپ نے ایسا کیا ہے اے اللہ کے رسول! تب آپ نے دو رکعتیں مزید پڑھائیں' پھر آپ پلٹے اور سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ دَاوُدُ بنُ الحُصَيْنِ عن أبي سُفْيَانَ مَوْلَى ابنِ أبي أَحْمَدَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بهذه القِصَّةِ قال: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو داود بن حصین نے بواسطہ ابوسفیان مولیٰ ابن ابی احمد' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ قصہ بیان کیا تو کہا: پھر آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام کے بعد بیٹھے ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں [وَلَمْ يَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ] ''سہو کے دو سجدے نہیں کیے۔'' کے الفاظ شاذ ہیں۔ (شیخ البانی رحمہ اللہ)

١٠١٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن ضَمْضَمِ بنِ جَوْسٍ الْهِفَّانِيِّ، حدثني أَبُو هُرَيْرَةَ بهذا الخبرِ قال: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

١٠١٦- ضمضم بن جوس ہفانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر بیان کی۔ کہا کہ پھر آپ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔

١٠١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا

١٠١٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو دو رکعتوں پر

١٠١٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب السلام بعد سجدتي السهو، ح: ١٣٣١ من حديث عكرمة بن عمار به، وصرح بالسماع.

١٠١٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: فيمن سلم من ثنتين أو ثلاث ساهيًا، ح: ١٢١٣ من حديث أبي أسامة به.

مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أخبرنَا أبُو أُسَامَةَ: أخبرني عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ فَسَلَّمَ في الرَّكْعَتَيْنِ، فَذَكَرَ نَحْوَ حديثِ ابنِ سِيرِينَ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

سلام پھیر دیا۔ اور ابن سیرین کی حدیث کی مانند بیان کیا جو حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے۔ اور کہا: پھر آپ نے سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

١٠١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ ابنُ مُحَمَّدٍ قالا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ: حَدَّثَنَا أبُو قِلَابَةَ عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قال: سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ في ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ - قال عن مَسْلَمَةَ - الْحُجَرَ. فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ كَانَ طَوِيلَ الْيَدَيْنِ فقال: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يارسولَ الله؟ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ رِدَاءَهُ، فقال: «أَصَدَقَ؟» قالُوا: نَعَمْ، فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكْعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

١٠١٨- حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ اپنے حجرات میں تشریف لے گئے' تو ایک آدمی جس کا نام خرباق تھا آپ کی طرف گیا اور یہ لمبے ہاتھوں والا تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ غصے میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور کہا: ''کیا یہ سچ کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! تب آپ نے وہ رکعت پڑھائی' پھر سلام پھیرا' پھر دو سجدے کیے' پھر سلام پھیرا۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں دلیل ہے کہ سہو کے واقعات مختلف تھے۔ ② جب فوت شدہ رکعت یا رکعات پڑھنی پڑھانی ہوں گی تو اس کے لیے تکبیر تحریمہ بھی ہوگی۔

(المعجم ١٨٩، ١٩٠) - بَابٌ: إِذَا صَلَّى خَمْسًا (التحفة ١٩٧)

باب: ١٨٩'١٩٠- جب پانچ رکعتیں پڑھ جائے؟

١٠١٨- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، ح: ٥٧٤ من حديث خالد الحذاء به.

١٠١٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ - الْمَعْنَى - قال حَفْصٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الحَكَمِ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله قال: صَلَّى رسولُ الله ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ في الصَّلَاةِ؟ قال: «وَمَا ذَاكَ؟» قال: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ.

١٠١٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ تو آپ سے کہا گیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں۔ تب آپ نے دو سجدے کیے جبکہ آپ سلام پھیر چکے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا دور نزول شریعت کا دور تھا اور اس میں نسخ کا احتمال تھا اس لیے صحابہ کرام دوران نماز میں خاموش رہے' مگر اب مقتدی کو لازم ہے کہ اپنے امام کی اتباع کرتے ہوئے اسے متنبہ بھی کرے۔ ② ائمہ احناف کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سہو کی سبھی صورتوں میں سجدے سلام کے بعد ہوں جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان اس طرف ہے کہ کمی کی صورت میں سلام سے پہلے اور اضافہ ہو جانے کی صورت میں سلام کے بعد سجدے کیے جائیں۔

١٠٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: صَلَّى رسولُ الله ﷺ - قال إِبْرَاهِيمُ: فَلَا أَدْرِي زَادَ أَمْ نَقَصَ - فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يارسولَ الله! أَحَدَثَ في الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قال: «وَمَا ذَاكَ؟» قالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ [بِهِمْ] سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا

١٠٢٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے نماز پڑھائی' ابراہیم نے کہا معلوم نہیں اس میں کوئی کمی کر دی یا بیشی...... جب سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کے متعلق کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا ہوا؟'' کہنے لگے کہ آپ نے ایسے ایسے نماز پڑھائی ہے۔ تو آپ نے اپنا پاؤں موڑا' قبلہ رخ ہوئے اور انہیں دو سجدے کرائے' پھر سلام پھیرا۔ جب پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بلاشبہ اگر نماز کے متعلق

١٠١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب ماجاء في القبلة . . . الخ، ح: ٤٠٤، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٢/ ٩١ من حديث شعبة به.

١٠٢٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، أيضًا، ح: ٥٧٢ عن عثمان بن أبي شيبة به.

بِوَجْهِهِ فقال: «إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُم بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كما تَنْسَوْنَ، فإذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي». وقال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُم في صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

کوئی نیا حکم آتا تو میں تمہیں بتلا دیتا' لیکن میں بشر ہوں' ویسے ہی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔'' اور فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ غور کرے کہ ٹھیک کیا ہے اور اسی پر اپنی نماز کو مکمل کرے' پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر یعنی انسان ہونے پر صریح اور بالکل واضح دلیل ہے۔ اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کے بارے میں [نُورٌ مِّن نُوْرِ اللّٰه] جیسے من گھڑت' خود ساختہ اور غلط عقیدے کی تردید ہے۔ اور بتقاضائے بشریت بعض معاملات میں جناب رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پر کوئی نسیان ہو جانا آپ کے لیے کوئی عیب کی بات نہ تھی۔ ② نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور پھر یقین پر بنا کرنی چاہیے۔ ③ غلطی نماز فرض میں ہو یا نفل میں' سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

١٠٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن إبْرَاهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله بهذا قال: «فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُم فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» ثُمَّ تَحَوَّلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

١٠٢١- علقمہ نے حضرت عبداللہ ؓ سے یہی خبر بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔'' پھر آپ مڑے اور آپ نے دو سجدے کیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حُصَيْنٌ نَحْوَ الأعْمَشِ.

امام ابوداود نے کہا: حصین نے اعمش کی مانند روایت کیا ہے۔

١٠٢٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبرنَا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ- وهذا حديث يُوسُفَ - عن الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِالله، عن إبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَلْقَمَةَ قال: قال عَبْدُ الله: صَلَّى بِنَا

١٠٢٢- علقمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ جب آپ پھرے تو لوگ آپس میں چپکے چپکے سے باتیں کرنے لگے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے لگے: اے اللہ کے رسول!

١٠٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، ح: ٥٧٢ من حديث إبراهيم النخعي به.

١٠٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٥٧٢/ ٩٢ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وانظر الحديث السابق.

رسولُ الله ﷺ خمسًا، فَلَمَّا انفتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ، فقال: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قالُوا: يارسولَ الله! هَلْ زِيدَ في الصَّلَاةِ؟ قال: «لا»، قَالُوا: فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قال: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَما تَنْسَوْنَ».

کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں' تو آپ مڑے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ''بلاشبہ میں بشر ہوں' بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔''

١٠٢٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ أَنَّ سُوَيْدَ بنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ عن مُعَاوِيَةَ ابنِ حُدَيْجٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ وَقَدْ بَقِيَتْ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةٌ، فأدْرَكَهُ رَجُلٌ فقال: نَسِيتَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً، فَرَجَعَ فَدَخَلَ المَسْجِدَ وَأَمَرَ بِلَالًا فأقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى لِلنَّاسِ رَكْعَةً، فأخْبَرْتُ بِذَلِكَ النَّاسَ، فقالُوا لِي: أَتَعْرِفُ الرَّجُلَ؟ قُلْتُ: لَا، إِلَّا أَنْ أرَاهُ، فَمَرَّ بِي، فَقُلْتُ: هَذَا هُوَ، فَقَالُوا: هَذَا طَلْحَةُ بنُ عُبَيْدِالله.

١٠٢٣- جناب سوید بن قیس' حضرت معاویہ بن حدیج رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا حالانکہ ایک رکعت باقی تھی۔ تو ایک آدمی آپ سے جا کر ملا اور کہا کہ آپ نماز میں ایک رکعت بھول گئے ہیں۔ تو آپ واپس تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے اور بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ نے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی۔ میں نے لوگوں کو (بعد میں) اس (واقعہ) کی خبر دی تو انہوں نے مجھے کہا' کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں' لیکن اگر دیکھ لوں تو پہچان جاؤں گا۔ چنانچہ وہ میرے پاس سے گزرا تو میں نے کہا: یہی وہ شخص ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبیداللہ ہیں۔

فائدہ: جب لوگ صفوں سے آگے پیچھے ہو جائیں اور بعد میں سہو کا علم ہو تو نماز اور صف بندی کیلئے تکبیر کہی جائے۔

(المعجم ١٩٠، ١٩١) - بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ مَنْ قَالَ: يُلْقِي الشَّكَّ (التحفة ١٩٨)

باب: ١٩٠، ١٩١- جب دو یا تین رکعات میں شک ہو تو شک کو چھوڑ دے

١٠٢٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الإقامة لمن نسي ركعة من الصلوٰة، ح: ٦٦٥ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٥٢.

١٠٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أبو خَالِدٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ ابنِ أسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إذَا شَكَّ أحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْقِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ، فَإِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَالسَّجْدَتَانِ، وَإِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ تَمَامًا لِصَلَاتِهِ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ مُرَغِّمَتَيِ الشَّيْطَانِ».

۱۰۲۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو چاہیے کہ شک کو دور کرے اور یقین کو بنیاد بنائے۔ جب یقین پر نماز مکمل کر لے تو دو سجدے کرے۔ اگر اس کی نماز (دراصل) پوری ہوئی تو اس کی زائد رکعت اور دونوں سجدے نفل ہوں گے۔ اور اگر ناقص ہوئی تو یہ رکعت اس کی نماز کی تکمیل ہو گی اور دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ مُطَرِّفٍ عن زَيْدٍ، عن عَطَاءِ ابن يَسَارٍ، عن أبي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ. وحديثُ أبي خَالِدٍ أشْبَعُ.

امام ابوداود نے کہا: اسے ہشام بن سعد اور محمد بن مطرف نے زید سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور ابوخالد کی حدیث زیادہ بھرپور ہے۔

فائدہ: ”شک کو دور کر کے یقین پر بنیاد۔“ یوں ہے کہ دو یا تین میں شبہ ہو تو کم تعداد یعنی دو رکعت یقینی ہیں۔ تین یا چار میں شبہ ہو تو تین یقینی ہیں اور چوتھی مشکوک۔ لہٰذا پہلی صورت میں دو رکعت مان کر اور دوسری صورت میں تین رکعت مان کر باقی نماز پوری کرے۔ یہی صورت سب سے راجح اور محتاط ہے۔

١٠٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابنِ أبي رِزْمَةَ: أخبرنَا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن عَبْدِ الله بنِ كَيْسَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّى سَجْدَتَي السَّهْوِ المُرَغِّمَتَيْنِ.

۱۰۲۵- جناب عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے سہو کے سجدوں کو شیطان کے لیے ذلت کا باعث بیان فرمایا۔

١٠٢٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلوٰة والسجود له، ح: ٥٧١ من حديث زيد بن أسلم به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٢١٠ عن محمد بن العلاء به.

١٠٢٥ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٦٣ عن محمد بن عبدالعزيز به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٢٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

فائدہ: یعنی شیطان نے تو نمازی کو بھلوانا چاہا مگر اس نے مزید سجدے کر کے بھول چوک کی تلافی کر لی اور اللہ کے ہاں اور زیادہ قریب ہو گیا۔ اس میں شیطان کی رسوائی ہے۔

١٠٢٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُم في صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ، وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ».

١٠٢٦- جناب عطاء بن یسار (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور معلوم نہ رہے کہ کتنی نماز پڑھی ہے‘ تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو‘ سلام سے پہلے۔ اگر اس کی یہ رکعت پانچویں ہوئی تو ان سجدوں کے ساتھ مل کر دوگانہ ہو جائے گی اور اگر چوتھی ہی ہوئی تو یہ سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث ہوں گے۔“

١٠٢٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ - بِإِسْنَادِ مَالِكٍ - قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَإِنِ اسْتَيْقَنَ أَنْ قَدْ صَلَّى ثَلَاثًا فَلْيَقُمْ فَلْيُتِمَّ رَكْعَةً بِسُجُودِهَا ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَتَشَهَّدُ، فَإِذَا فَرَغَ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. ثُمَّ يُسَلِّمُ» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى مَالِكٍ.

١٠٢٧- زید بن اسلم نے مالک کی سابقہ سند سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں تو چاہیے کہ کھڑا ہو اور ایک رکعت سجدوں سمیت پوری کرے‘ پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے۔ جب فارغ ہو جائے اور صرف سلام کہنا باقی ہو تو چاہیے کہ دو سجدے کرے پھر سلام کہے۔“ پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ وَهْبٍ عن مَالِكٍ وَحَفْصِ بنِ مَيْسَرَةَ وَدَاوُدَ بنِ قَيْسٍ وَهِشَامِ بنِ سَعْدٍ إِلَّا

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن وہب نے مالک‘ حفص بن میسرہ‘ داود بن قیس اور ہشام بن سعد سے اسی طرح (مرسل) روایت کیا ہے‘ مگر ہشام

١٠٢٦- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٣٨ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٥، (والقعنبي، ص: ١٧٢)، والسندمرسل، وله شواهد عندابن عبدالبر (في التمهيد: ٥/ ٢٠) وغيره، وانظر الحديث السابق.

١٠٢٧- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

أَنَّ هِشَامًا بَلَغَ بِهِ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ.

نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے موصولاً بیان کی ہے۔

(المعجم ١٩١، ١٩٢) - **باب مَنْ قَالَ: يُتِمُّ عَلَى أَكْثَرِ ظَنِّهِ** (التحفة ١٩٩)

باب:۱۹۱'۱۹۲- ان حضرات کے دلائل جو کہتے ہیں کہ ظن غالب پر بنا کرے

١٠٢٨- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عن خُصَيْفٍ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ بنِ عَبْدِ الله، عَنْ أَبِيهِ عن رسولِ الله ﷺ قال: «إِذَا كُنْتَ فِي صَلَاةٍ فَشَكَكْتَ فِي ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ وَأَكْبَرُ ظَنِّكَ عَلَى أَرْبَعٍ تَشَهَّدْتَ ثُمَّ سَجَدْتَ سَجْدَتَيْنِ وَأَنْتَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ تُسَلِّمَ، ثُمَّ تَشَهَّدْتَ أَيْضًا ثُمَّ تُسَلِّمُ».

۱۰۲۸- ابوعبیدہ بن عبداللہ اپنے والد سے' وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب تم نماز میں ہو اور تین یا چار رکعات میں شک ہو جائے اور تمہارا غالب گمان چار کا ہو تو تشہد پڑھو پھر دو سجدے کرو جبکہ تم بیٹھے ہوئے ہو' سلام سے پہلے' پھر تشہد پڑھو پھر سلام پھیرو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ عن خُصَيْفٍ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَوَافَقَ عَبْدَ الْوَاحِدِ أَيْضًا سُفْيَانُ وَشَرِيكٌ وَإِسْرَائِيلُ، وَاخْتَلَفُوا فِي الْكَلَامِ فِي مَتْنِ الْحَدِيثِ وَلَمْ يُسْنِدُوهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالواحد نے خصیف سے روایت کیا ہے مگر اسے مرفوع بیان نہیں کیا۔ سفیان' شریک اور اسرائیل نے بھی عبدالواحد کی موافقت کی ہے۔ اور متن حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اوران لوگوں نے اسے مسند (مرفوع) بیان نہیں کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے ''ظن غالب'' کی بجائے یقین ہی کی بنیاد پر نماز کی تکمیل کی جائے گی' جیسا کہ مذکورہ باب کی احادیث سے واضح ہے۔ نیز سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

١٠٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَام الدَّسْتَوَائِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ:

۱۰۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اسے معلوم نہ رہے کہ زیادہ پڑھی ہے یا کم' تو

١٠٢٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٨، والنسائي في الكبرى، ح: ٦٠٥ من حديث محمد بن سلمة به، والسند منقطع، انظر، ح: ٩٩٥ * وخصيف ضعيف مشهور.

١٠٢٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن يشك في الزيادة والنقصان، ح: ٣٩٦ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٤، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا عِياضٌ؛ ح: وحدثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن هِلَالِ بنِ عِيَاضٍ، عن أبي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُم فَلَمْ يَدْرِ زَادَ أَمْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَتَاهُ الشَّيْطَانُ فقال: إِنَّكَ قَدْ أَحْدَثْتَ، فَلْيَقُلْ: كَذَبْتَ، إِلَّا مَا وَجَدَ رِيحًا بِأَنْفِهِ أَوْ صَوْتًا بِأُذُنِهِ» وهذا لَفْظُ حديثِ أَبانَ.

اسے چاہیے کہ جب وہ بیٹھا ہوا ہو تو دو سجدے کر لے۔ اور جب شیطان اس کے پاس آئے اور کہے کہ تو بے وضو ہو گیا ہے تو اسے چاہیے کہ کہے تو نے جھوٹ کہا ہے' الا یہ کہ ناک سے بو محسوس کرے یا کان سے آواز سنے۔" اور یہ لفظ ابان کی روایت کے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وقال مَعْمَرٌ وَعَلِيُّ بنُ المُبَارَكِ: عِياضُ بنُ هِلَالٍ، وقال الأَوْزَاعِيُّ: عِيَاضُ بنُ أَبِي زُهَيْرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ معمر اور علی بن مبارک نے (راوی کا نام) عیاض بن ہلال کہا ہے' جبکہ اوزاعی' عیاض بن ابی زہیر کہتے ہیں۔

فائدہ: شیطان کا کام ہی اللہ کے بندوں کو پریشان کرنا ہے۔ لہٰذا نمازی کو اپنا وہم دور کرنے کے لیے سوچنا چاہیے اور جو یقین ہو' اس پر بنا کرے۔

١٠٣٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُم ذَلِكَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

١٠٣٠- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلوا دیتا ہے) حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کس قدر نماز پڑھی ہے' تو تم میں سے کوئی جب یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ وَاللَّيْثُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ' معمر اور لیث نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٠٣٠- تخريج: أخرجه البخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح: ١٢٣٢، ومسلم، الصلوة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ٣٨٩ بعد، ح: ٥٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠٠، (والقعنبي، ص: ١٧٨، ١٧٩).

فائدہ: حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث امام مالک' لیث اور ابن وہب وغیرہ کے نزدیک ایسے افراد کے لیے ہے جو وسوسے کے مریض ہوں۔ شک وشبہ ان سے کسی طرح دور ہوتا ہی نہ ہو۔ اس قسم کے لوگ اپنے یقین کی بنیاد پر جب نماز مکمل کرلیں تو سجدے کرلیا کریں۔ (عون المعبود) مذکورہ حدیث (١٠٢٩) بھی بربنائے صحت اسی مفہوم پر محمول ہوگی۔

١٠٣١- حَدَّثنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أخبرنَا ابنُ أخِي الزُّهْرِيِّ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ بهذا الحديثِ بِإسْنَادِهِ. زَادَ «وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ».

١٠٣١- جناب زہری کا بھتیجا (محمد بن عبداللہ) راوی ہے کہ محمد بن مسلم (زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ (سجدے کرے)'' جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو'سلام سے پہلے۔''

١٠٣٢- حَدَّثنا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: أخبرنَا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، حدثني مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ».

١٠٣٢- ابن اسحاق راوی ہیں کہ محمد بن مسلم زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ''سلام سے پہلے دو سجدے کرے' پھر سلام پھیرے۔''

(المعجم ١٩٢، ١٩٣) - **باب مَنْ قَالَ: بَعْدَ التَّسْلِيمِ** (التحفة ٢٠٠)

باب: ١٩٢' ١٩٣- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ سلام کے بعد سجدے کرے

١٠٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُصْعَبَ بنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عن عُتْبَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْحَارِثِ، عن عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ، أَنَّ رسولَ الله ﷺ

١٠٣٣- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اپنی نماز میں شک ہو' اسے چاہیے کہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔''

١٠٣١- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

١٠٣٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في سجدتي السهو قبل السلام، ح: ١٢١٦ من حديث الزهري به، ورواه البيهقي: ٢/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

١٠٣٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب التحري، ح: ١٢٥١ من حديث حجاج بن محمد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٣٣، وقال البيهقي: ٢/ ٣٣٦ "هذا الإسناد لا بأس به".

قال: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ».

فائدہ: یعنی اپنی رکعتیں پوری کر کے' آخر میں دو سجدے کر لے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سہو کے سجدے سلام پھیرنے کے بعد بھی کیے جا سکتے ہیں۔ تاہم یہ روایت دیگر محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (دیکھیے: الموسوعة الحديثية' مسند احمد محقق: ۲۷۶/۳)

(المعجم ١٩٣، ١٩٤) - **باب** مَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ (التحفة ٢٠١)

باب: ۱۹۳' ۱۹۴- جو شخص دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ پڑھے؟

١٠٣٤ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عن عَبْدِ الله ابنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قال: صَلَّى لَنَا رسولُ الله ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْتَظَرْنَا التَّسْلِيمَ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۰۳۴- حضرت عبداللہ ابن بحینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور کھڑے ہو گئے' بیٹھے نہیں۔ پس لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے' جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرمائی اور ہمیں آپ کے سلام کہنے کا انتظار تھا' آپ نے تکبیر کہی اور دو سجدے کیے جبکہ آپ (تشہد میں) بیٹھے ہوئے تھے' سلام سے پہلے۔ ان کے بعد سلام پھیرا۔''

فوائد ومسائل: ① مقتدیوں پر امام کی اقتدا واجب ہے خواہ وہ بھول رہا ہو۔ امام کو متنبہ کرنا ان کا شرعی حق ہے۔ ② درمیانی تشہد رہ جائے تو سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ③ راوئ حدیث حضرت عبداللہ ؓ کے والد کا نام مالک اور بحینہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ اسی لیے محدثین جب ان کا پورا نام ''عبداللہ بن مالک ابن بُحَيْنَه'' لکھتے ہیں تو ابن بحینہ کے شروع میں ہمزہ ضرور لکھتے ہیں تاکہ معلوم رہے کہ یہ عبداللہ کی صفت ہے نہ کہ مالک کی۔

١٠٣٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا أبي وَبَقِيَّةُ قالا: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ بِمَعْنَى إسْنَادِهِ وَحَدِيثِهِ. زَادَ:

۱۰۳۵- شعیب نے زہری سے مذکورہ بالا سند اور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: (کہ جب صحابہ کرام تیسری رکعت میں کھڑے ہو گئے تو) کچھ لوگ ہم

١٠٣٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، السهو، باب ماجاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة، ح: ١٢٢٤ من حديث مالك، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلوة والسجود له، ح: ٥٧٠ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٦.

١٠٣٥ـ **تخريج**: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٠/ ٢١٠ من حديث أبي داود به.

وَكَانَ مِنَّا الْمُتَشَهِّدُ فِي قِيَامِهِ.

میں سے قیام میں تشہد پڑھ رہے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ سَجَدَهُمَا ابْنُ الزُّبَيْرِ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ قَبْلَ التَّسْلِيمِ، وَهُوَ قَوْلُ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایسے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی دو سجدے کیے جبکہ وہ دو رکعتوں پر کھڑے ہو گئے تھے' یہ سجدے سلام سے پہلے کیے اور زہری کا قول بھی یہی ہے۔

فائدہ: درمیانی تشہد رہ جانے کی صورت میں اگر دورانِ نماز میں علم ہو جائے تو افضل یہی ہے کہ سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں ورنہ بعد از سلام کرنے ہوں گے۔

(المعجم ١٩٤، ١٩٥) - **باب مَنْ نَسِيَ أَنْ يَتَشَهَّدَ وَهُوَ جَالِسٌ** (التحفة ٢٠٢)

باب:١٩٤'١٩٥- جو شخص بیٹھے ہوئے تشہد پڑھنا بھول جائے؟

١٠٣٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ الْوَلِيدِ، عن سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ يَعْني الْجُعْفِيَّ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُبَيْلٍ الأَحْمَسِيُّ عن قَيْسِ بنِ أَبي حَازِمٍ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ الإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ، فإِنِ اسْتَوَى قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَي السَّهْوِ».

١٠٣٦- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام دو رکعتوں پر کھڑا ہو جائے اور صحیح سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی اسے یاد آ جائے تو چاہیے کہ بیٹھ جائے (اور تشہد پڑھے۔) اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے بلکہ سہو کے دو سجدے کرے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ فِي كِتَابِي عن جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ إِلَّا هذا الْحَدِيثُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری کتاب میں جابر جعفی سے صرف یہی حدیث روایت ہوئی ہے۔

ملحوظہ: اس حدیث کو شیخ البانی رحمہ اللہ صحیح شمار کرتے ہیں جبکہ دیگر عام محدثین جابر جعفی کی وجہ سے اسے ضعیف کہتے ہیں۔ یہ اپنے رافضی عقائد کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔ (عون المعبود' منذری) تاہم اگلی حدیث سے اس میں بیان کردہ مسئلہ ثابت ہے۔ شوافع وغیرہ کا مذہب ہے کہ تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اگر امام اور ایسے ہی منفرد بھی خاموش بیٹھا رہا ہو اور تشہد نہ پڑھے تو یاد آنے پر سیدھا کھڑے ہونے سے پہلے قعدے میں لوٹ جائے اور

١٠٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن قام من اثنتين ساهيًا، ح: ١٢٠٨ من حديث سفيان الثوري به * جابر الجعفي ضعيف جدًا، والحديث الآتي: ١٠٣٧ يغني عنه.

تشہد پڑھے اور یہی حق ہے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو کھڑا رہے اور آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

١٠٣٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا المَسْعُودِيُّ عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ قال: صَلَّى بِنَا المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ فَنَهَضَ في الرَّكْعَتَيْنِ قُلْنَا: سُبْحَانَ الله! قال: سُبْحَانَ الله! وَمَضَى، فَلَمَّا أَتَمَّ صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ.

١٠٣٧- زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے۔ ہم نے سبحان اللہ کہا۔ انہوں نے بھی سبحان اللہ کہا اور کھڑے رہے جب نماز پوری کی اور سلام پھیر لیا تو سہو کے دو سجدے کیے۔ جب نماز سے پھرے تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابنُ أَبِي لَيْلَى عن الشَّعْبِيِّ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، وَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ أَبُو عُمَيْسٍ عن ثَابِتِ بنِ عُبَيْدٍ قال: صَلَّى بِنَا المُغِيرَةُ ابنُ شُعْبَةَ، مِثْلَ حديثِ زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: ابن ابی لیلیٰ نے بواسطہ شعبی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مرفوع بیان کیا ہے۔ (نیز) ابوعمیس نے ثابت بن عبید سے زیاد بن علاقہ کی مانند روایت کیا ہے' کہا کہ ہم کو مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَيْسٍ أَخُو المَسْعُودِيِّ، وفَعَلَ سَعْدُ بنُ أبي وَقَّاصٍ مِثْلَ مَا فَعَلَ المُغِيرَةُ وَعِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ وَالضَّحَّاكُ بنُ قَيْسٍ وَمُعَاوِيَةُ بنُ أبي سُفْيَانَ وَابنُ عَبَّاسٍ أَفْتَى بِذَلِكَ وَعُمَرُ ابنُ عَبْدِ العَزِيزِ.

امام ابوداود نے کہا: ابوعمیس' مسعودی کا بھائی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ جناب مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اور عمران بن حصین' ضحاک بن قیس اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وهذا فِيمَنْ قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ ثُمَّ سَجَدُوا بَعْدَ مَا سَلَّمُوا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ان لوگوں کیلئے ہے جو دو رکعتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ پھر وہ سلام کے بعد سجدے کریں۔

١٠٣٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الإمام ينهض في الركعتين ناسيًا، ح: ٣٦٥ من حديث يزيد بن هارون به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند الطحاوي في معاني الآثار: (١/ ٤٤٠) وغيره.

فائدہ: امام صاحب کے آخری جملوں میں یہ توضیح ہے کہ درمیانی قعدہ بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو لازم ہے مگر "سلام کے بعد" ہونے میں صحابہ کا عمل مختلف ہے۔ کچھ سے قبل از سلام مروی ہے اور کچھ سے بعد از سلام۔ (عون المعبود) راجح اور افضل یہ ہے کہ قبل از سلام کیے جائیں۔

١٠٣٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ وَالرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ بنُ مَخْلَدٍ بِمَعْنَى الإِسْنَادِ، أنَّ ابنَ عَيَّاشٍ حَدَّثَهُمْ: عن عُبَيْدِالله بنِ عُبَيْدٍ الْكَلَاعِيِّ، عن زُهَيْرٍ يَعْني ابنَ سَالِمٍ الْعَنْسِيَّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ. - قال عَمْرٌو وَحْدَهُ: عن أبيهِ - عن ثَوْبَانَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لِكُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ» وَلَمْ يَذْكُرْ: عن أبيهِ، غَيْرُ عَمْرٍو.

١٠٣٨- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "ہر سہو کے لیے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔" (امام ابوداؤد کے شیخ عمرو بن عثمان کی سند میں عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے' وہ ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔) اور والد کا یہ ذکر عمرو کے علاوہ کسی اور کی سند میں نہیں ہے۔

(المعجم ١٩٥، ١٩٦) - باب سَجْدَتَيِ السَّهْوِ فِيهِمَا تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ (التحفة ٢٠٣)

باب: ١٩٥'١٩٦- سجود سہو میں تشہد اور سلام کا بیان

١٠٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْمُثَنَّى: حدثني أَشْعَثُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن خَالِدٍ يَعْني الْحَذَّاءَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ

١٠٣٩- حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور بھول گئے تو دو سجدے کیے پھر تشہد پڑھا اور سلام پھیرا۔

١٠٣٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن سجدهما بعد السلام، ح: ١٢١٩ عن عثمان بن أبي شيبة به، ولم يقل: عن أبيه * إسماعيل بن عياش صرح بالسماع عند البيهقي: ٢/ ٣٣٧، وزهير بن سالم وثقه ابن حبان وكذا الذهبي في الكاشف.

١٠٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ٣٩٥ من حديث ابن المثنى به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٦٢، وابن حبان، ح: ٥٣٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٣، ووافقه الذهبي، وأعل بعلة غير قادحة.

حُصَيْنٍ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

فائدہ: اس میں سہو کے سجدوں کے بعد تشہد پڑھنے اور پھر سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی رُو سے اس کا بھی جواز ہے۔ تاہم شیخ البانی نے اس حدیث کو شاذ قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٩٦، ١٩٧) - باب انْصِرَافِ النِّسَاءِ قَبْلَ الرِّجَالِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٠٤)

باب:١٩٦، ١٩٧- نماز کے بعد عورتیں مردوں سے پہلے واپس ہوں

١٠٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى وَمُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالت: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا سَلَّمَ مَكَثَ قَلِيلًا، وَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ كَيْمَا يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ الرِّجَالِ.

١٠٤٠- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کہہ لیتے تو تھوڑی دیر رکے رہتے۔ اور صحابہ سمجھتے تھے کہ یہ اس لیے ہوتا تھا کہ عورتیں مردوں سے پہلے لوٹ جائیں۔

فائدہ: اسلامی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا بغیر پردے کے بے ہنگم ازدحام اور میل جول کسی طرح پسندیدہ نہیں ہے۔ اور مسلمان حضرات وخواتین کو چاہیے کہ شبہے اور تہمت کے مواقع سے ہمیشہ دور رہیں اور اختلاط سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

(المعجم ١٩٧، ١٩٨) - بَابٌ: كَيْفَ الانْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٠٥)

باب:١٩٧، ١٩٨- نماز کے بعد کس طرح اپنا رخ پھیرے؟

١٠٤١- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن

١٠٤١- جناب قبیصہ بن ہلب طائی اپنے والد ہلب ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کے

١٠٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب التسليم، ح: ٨٣٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٢٢٧.

١٠٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الانصراف عن يمينه وعن يساره، ح: ٣٠١ من حديث سماك بن حرب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ٨٠٩، ٩٢٩.

قَبِيصَةَ بنِ هُلْبٍ - رَجُلٍ مِنْ طَيٍّ - عن أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يَنْصَرِفُ عن شِقَّيْهِ.

ساتھ نماز پڑھی تو آپ اپنی دونوں اطراف سے (مقتدیوں کی طرف) پھرا کرتے تھے۔ (یعنی کبھی دائیں جانب سے اور کبھی بائیں جانب سے۔)

١٠٤٢- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن الأَسْوَدِ بنِ يَزِيدَ، عن عَبْدِ الله قال: لا يَجْعَلْ أَحَدُكُم نَصِيبًا لِلشَّيْطَانِ مِنْ صَلَاتِهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عن يَمِينِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ أَكْثَرَ مَا يَنْصَرِفُ عن شِمَالِهِ. قال عُمَارَةُ: أَتَيْتُ المَدِينَةَ بَعْدُ، فَرَأَيْتُ مَنَازِلَ النَّبِيِّ ﷺ عن يَسَارِهِ.

١٠٤٢-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ رکھے۔ یوں کہ صرف دائیں جانب سے پھرنے ہی کو اختیار کر لے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا دیکھا کہ آپ اپنی بائیں جانب سے بھی پھرا کرتے تھے۔ عمارہ بیان کرتے ہیں کہ بعدازاں میں مدینے آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مکانات آپ (کے مصلے) سے بائیں جانب تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمارہ رحمہ اللہ کا استشہاد یوں ہے کہ نبی علیہ السلام کا نماز کے بعد از کار وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو بائیں جانب ہی جانا ہوتا تھا تو یقیناً آپ عموماً اپنی بائیں جانب ہی سے اپنا منہ موڑتے رہے ہوں گے۔ ② بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سنت کے کسی ایک ہی انداز میں اس قدر اصرار کہ دوسرے سے اعراض یا اس کی تکذیب سمجھی جائے' دین میں بے حد برا عمل ہے گویا شیطان کا حصہ ملانا ہے۔

(المعجم ١٩٨، ١٩٩) - باب صَلَاةِ الرَّجُلِ التَّطَوُّعَ فِي بَيْتِهِ (التحفة ٢٠٦)

باب: ١٩٨'١٩٩-گھر میں نفل پڑھنے کا بیان

١٠٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رسولُ الله ﷺ:

١٠٤٣-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بنا چھوڑو۔''

١٠٤٢- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ٨٥٢ من حديث شعبة، ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلوة عن اليمين والشمال، ح: ٧٠٧ من حديث سليمان الأعمش به.

١٠٤٣- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ٤٣٢، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٧٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١٦ باختلاف يسير.

«اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُم مِنْ صَلَاتِكُم، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

فوائد و مسائل: ① اس سے مراد صرف سنتیں اور نوافل ہیں۔ ② قبرستان سے مشابہت اس لیے دی گئی ہے کہ وہاں نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ جائز ہی ہے۔ ③ اس میں اہم تر حکمت یہ ہے کہ اس عمل کے باعث گھر میں اللہ کی رحمت اترتی ہے' فرشتے نازل ہوتے ہیں' انسان ریا سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ بھی ہے کہ گھر والوں کو ترغیب اور بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔ ④ ان نوافل سے' احرام و طواف کی سنتیں اور باجماعت تراویح وغیرہ مستثنیٰ ہیں۔

١٠٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ ابنُ بِلَالٍ عن إبْرَاهِيمَ بنِ أَبِي النَّضْرِ، عن أَبِيهِ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «صَلَاةُ المَرْءِ فِي بَيْتِهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ في مَسْجِدِي هَذَا إِلَّا المَكْتُوبَةَ».

١٠٤٤- جناب بسر بن سعید حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں نماز پڑھنے کے مقابلے میں انسان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ ارشاد مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں' کیونکہ ان کے لیے فرض نماز بھی گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے' اگرچہ جماعت میں آنے کی اجازت ہے۔ ② بیت الحرام اور بیت المقدس بھی مسجد نبوی پر قیاس ہیں۔ ③ ان نوافل سے مراد ایسے نوافل ہیں جو مسجد سے مخصوص نہیں' مثلاً تحیۃ المسجد اور جمعہ سے پہلے کے نوافل وغیرہ۔

(المعجم ١٩٩، ٢٠٠) - باب مَنْ صَلَّى لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ثُمَّ عَلِمَ (التحفة ٢٠٧)

باب: ١٩٩، ٢٠٠- جو شخص قبلے کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھ لے اور اسے بعد میں علم ہو

١٠٤٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يُصَلُّونَ نَحْوَ بَيْتِ المَقْدِسِ فَلَمَّا نَزَلَتْ

١٠٤٥- سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ

١٠٤٤- تخريج: متفق عليه من حديث أبي النضر به كما سيأتي، ح: ١٤٤٧.

١٠٤٥- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحويل القبلة من القدس إلى الكعبة، ح: ٥٢٧ من حديث حماد ابن سلمة به.

هَذِهِ الآيَةُ: ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: ١٤٤]. فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَنَادَاهُمْ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ: أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ - مَرَّتَيْنِ - قال: فَمَالُوا كَمَا هُمْ رُكُوعٌ إِلَى الْكَعْبَةِ.

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه﴾ ''چنانچہ آپ اپنا رخ مسجد حرام کی جانب کر لیجیے اور تم جہاں بھی ہوا پنے چہرے اس کی طرف کرلو۔'' تو ایک شخص بنوسلمہ کے افراد کے پاس سے گزرا جب کہ وہ فجر کی نماز میں رکوع میں تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں پکار کر کہا: خبردار! قبلہ کعبہ کی جانب تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس نے دوبار یہ ندا دی۔ چنانچہ وہ لوگ اپنی اسی رکوع کی حالت میں کعبہ کی جانب پھر گئے۔

فوائد ومسائل: ① اسلام میں احکام کا نسخ ثابت ہے اور جب تک اس کا علم نہ ہو جائے کوئی اس کا مکلف نہیں ہوا کرتا۔ ② کسی قابل اعتماد فرد واحد کی خبر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ جسے اصطلاحاً ''خبر واحد'' کہتے ہیں۔ ③ لاعلمی میں اگر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لی گئی ہو تو وہ صحیح ہے۔ ④ ضرورت کے پیش نظر نمازی کو حالت نماز میں وہ شخص تعلیم دے سکتا ہے جو نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ ⑤ ایسی تعلیم سے نمازی کی نماز خراب نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الْجُمُعَةِ

جمعۃ المبارک کے احکام و مسائل

(المعجم ٢٠٠، ٢٠١) - **باب فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٠٨)

باب: ۲۰۰، ۲۰۱- جمعے کے دن اور اس کی رات کی فضیلت

١٠٤٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُهْبِطَ، وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ، وَفِيهِ مَاتَ، وَفِيهِ

۱۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے' اسی میں ان کو زمین پر اتارا گیا' اسی میں ان کی توبہ قبول کی گئی' اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن صبح ہوتے ہی تمام جانور قیامت کے ڈر سے کان لگائے ہوئے ہوتے ہیں حتیٰ کہ سورج

١٠٤٦ـ **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الساعة التي ترجى في يوم الجمعة، ح: ٤٩١ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠٨، ١١٠ (والقعنبي، ص: ١٦٣، ١٦٦)، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٣٨، وابن حبان، ح: ١٠٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه االذهبي.

تَقُومُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ، إِلَّا وَهِيَ مُسِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالإِنْسَ، وَفِيهَا سَاعَةٌ لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا». قال كَعْبٌ: ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ؟ فَقُلْتُ: بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، قال: فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فقال: صَدَقَ رسولُ الله ﷺ. قال أبو هُرَيْرَةَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ الله بنَ سَلَامٍ فحدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مع كَعْبٍ، فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ، قَال أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ: فَأَخْبِرْنِي بِهَا، فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ: كَيْفَ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قال رسولُ الله ﷺ: «لا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي»، وَتِلْكَ السَّاعَةُ لا يُصَلَّى فيها؟ فقال عَبْدُ الله بنُ سَلَامٍ: أَلَمْ يَقُلْ رسولُ الله ﷺ: «مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ؟» قال: فَقُلْتُ: بَلَى، قال: هُوَ ذَاكَ.

طلوع ہو جائے سوائے جنوں اور انسانوں کے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے جسے کوئی مسلمان بندہ پالے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ عزوجل سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عنایت فرما دیتا ہے۔'' جناب کعب ؓ نے کہا: ایسا سال میں ایک دن ہوتا ہے؟ تو میں نے کہا: (نہیں) بلکہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ تب کعب نے تورات پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں بعد میں حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے ملا اور ان کو جناب کعب ؓ سے اپنی مجلس کا بتایا تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کہنے لگے: میں نے ان سے کہا: مجھے (بھی) یہ بتا دیجیے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: یہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہوتی ہے۔ میں نے (ان سے) کہا: یہ آخری گھڑی کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان بندہ اسے پائے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔'' اور اس وقت میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ بیٹھا نماز کا انتظار کر رہا ہو تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ نماز پڑھ لے۔'' میں نے کہا: ہاں! تو کہنے لگے کہ بس یہی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے جمعۃ المبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث جمعۃ المبارک کے دن خصوصاً آخری ساعت میں دعا مانگنے اور اس کی قبولیت پر دلالت کرتی ہے۔ ② حضرت آدم ؑ کو جنت سے نکالے جانے اور زمین پر اتارے جانے کو روز جمعہ کی فضیلت میں اس لیے شمار کیا گیا ہے کہ اس سے زمین کی آبادی

نبیوں' رسولوں اور صالحین کا ظہور' اللہ کی شریعت پر عمل درآمد اور اس کے تقرب کا حصول' عدل وانصاف کا قیام اور فضل واحسان کا ظہور ہوا۔ اسی طرح اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کو اس دن کی فضیلت میں شمار کیا گیا ہے' کیونکہ مومن اسی سے دارالامتحان سے نکل کر اپنے اللہ کے حضور پہنچتا ہے۔ ③ حیوانات میں بھی اپنے خالق کی معرفت حتیٰ کہ قیامت کا خوف ودیعت کیا گیا ہے۔ ④ ظہور قیامت کا عمل طلوع شمس سے پہلے ہی شروع ہو جائے گا۔ ⑤ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے مگر ضروری ہے کہ داعی نے دعا میں لازمی شرطیں ملحوظ رکھی ہوں نیز قبولیت کی نوعیتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ ⑥ یہ مقبول ساعت پورے دن میں مخفی رکھی گئی ہے' تاہم اس حدیث کی روشنی میں دن کی آخری گھڑیوں میں اس کا ہونا زیادہ متوقع ہے۔ ⑦ کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں جو پہلے یہودی تھے اور مُخَضْرَمِیْن میں سے ہیں۔ (مُخَضْرَمِین' ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو عہد رسالت میں مسلمان ہوئے' مگر بوجوہ رسول اللہ ﷺ سے مل نہیں سکے۔) اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور قبل از اسلام یہود کے سربرآوردہ علماء میں سے تھے۔ ⑧ شریعت محمدیہ مطہرہ علی صاحبها الصلاة والسلام سابقہ کتب مُنَزَّل مِنَ اللهِ کی تصدیق کرتی ہے۔

١٠٤٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن أبي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن أَوْسِ بنِ أَوْسٍ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُم مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قال: قالُوا: يارسولَ الله! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ - قال: يَقُولُونَ: بَلِيتَ - فقال: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ».

١٠٤٧- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے افضل ایام میں سے جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے' اسی میں ان کی روح قبض کی گئی' اسی میں نفخہ (دوسری دفعہ صور پھونکنا) ہے اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی دفعہ صور پھونکنا' جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے۔) سو اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ (یعنی آپ کا جسم۔) تو آپ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیے ہیں۔''

١٠٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب إكثار الصلوة على النبي ﷺ يوم الجمعة، ح: ١٣٧٥، وابن ماجه، ح: ١٠٨٥، من حديث حسين بن علي به، وفيه علة قادحة * عبدالرحمن بن يزيد الذي يروي عنه حسين الجعفي وأبوأسامة ليس هـ. ابن جابر الثقة، بل هو ابن تميم الضعيف، كذا حققه البخاري وابن أخي حسين الجعفي وأبوداود وغيرهم، وانظر شرح علل الترمذي لابن رجب (ص: ٤٦٥، ٤٦٧) وغيره.

فوائد ومسائل: ① نفخه اور صَعْقَه کے اس دن میں واقع ہونے میں اس کی فضیلت یہ ہے کہ یہ مومنین کے لیے ابدی فرحت یعنی دخول جنت کا موقع ہوگا اور کفار کے لیے عذاب وعقاب کا۔ ② افضل دن میں افضل عمل افضل الرسل ﷺ کے لیے درود شریف پڑھنا ہے۔ ③ نبی علیہ السلام کی یہ حیات' برزخی معاملہ ہے' جس کی تفصیلات ہمیں نہیں دی گئی ہیں۔ ہم اس پر اجمالاً ایمان رکھتے ہیں اور تفصیل وکیفیت سے خاموش رہتے ہیں سوائے اس کے جس کی ہمیں خبر دے دی گئی ہے۔

(المعجم ٢٠١، ٢٠٢) - **باب الْإِجَابَةِ أَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٠٩)

باب: ۲۰۱'۲۰۲- قبولیت کی گھڑی جمعہ کے روز کس وقت ہے؟

١٠٤٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يعني ابنَ الحَارِثِ، أَنَّ الْجُلَاحَ مَوْلَى عَبْدِ العَزِيزِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ يَعْني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ - يُرِيدُ سَاعَةً - لَا يُوجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ، فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

۱۰۴۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن میں بارہ گھڑیاں ہیں۔ جو بھی مسلمان اس حالت میں پایا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عنایت فرما دیتا ہے' لہٰذا اسے عصر کے بعد کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔''

فائدہ: اس حدیث میں پیچھے مذکور حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے بیان کی تائید ہے کہ یہ ساعت قبول عصر کے بعد' سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہے۔

١٠٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَخْرَمَةُ يَعْني ابنَ بُكَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي بُرْدَةَ بنِ أبي

۱۰۴۹- جناب ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مجھ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے والد سے جمعہ کے بارے میں

١٠٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب وقت الجمعة، ح: ١٣٩٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٧٩، ووافقه الذهبي.

١٠٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب: في الساعة التي في يوم الجمعة، ح: ٨٥٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قال: قال لِي عَبْدُ الله ابنُ عُمَرَ: أَسَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عن رسولِ الله ﷺ في شَأْنِ الْجُمُعَةِ يَعْني السَّاعَةَ؟ قال: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يقولُ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني عَلَى المِنْبَرِ.

کچھ سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے تھے یعنی قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے ان کو سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”یہ گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھ جانے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک کے مابین ہے۔“
امام ابوداود فرماتے ہیں: یعنی منبر پر (بیٹھ جانے سے)

فائدہ: مختلف روایات میں جمع وتطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ یہ ساعت مختلف اوقات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

(المعجم ٢٠٢، ٢٠٣) - باب فَضْلِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢١٠)

باب: ۲۰۲، ۲۰۳- جمعے کی فضیلت کا بیان

١٠٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ - قال -: فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا».

۱۰۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور غور سے سنے اور خاموش رہے تو اس کے جمعے سے جمعے تک کے اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور جو (خطبے کے دوران میں) کنکریوں سے کھیلا اس نے لغو کام کیا۔“

فوائد ومسائل: ① اچھے وضو سے مراد سنت کے مطابق کامل وضو ہے۔ جس میں کوئی کمی رکھی گئی ہو نہ پانی کا اسراف ہو۔ ② اس بخشش میں قرآن کریم کی آیت مبارکہ کی تصدیق ہے کہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰) ”جو کوئی نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔“ ③ یہ حدیث خطبۂ جمعہ خاموشی اور غور سے سننے پر دلالت کرتی ہے اور اسی مسنون انداز کے اختیار کرنے پر اتنے بڑے اجر وثواب کی بشارت ہے۔

١٠٥١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى:

۱۰۵۱- مولیٰ ام عثمان (زوجۂ عطاء) سے روایت

١٠٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ح: ٨٥٧ من حديث أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع عند ابن خزيمة، ح: ١٧٥٦، وللحديث شواهد.

١٠٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٢٠، ورواه أحمد: ١/ ٩٣، ح: ٧١٩، أطراف◀◀

أخبرنا عِيسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ يَزِيدَ ابنِ جَابِرٍ: حدثني عَطَاءٌ الْخُرَاسانِيُّ عن مَوْلَى امْرَأتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ، قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يقولُ: «إذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّيَاطِينُ بِرَايَاتِهَا إلَى الأَسْوَاقِ، فَيَرْمُونَ النَّاسَ بِالتَّرَابِيثِ - أوِ الرَّبَائِثِ - وَيُثَبِّطُونَهُمْ عن الْجُمُعَةِ، وَتَغْدُو المَلَائِكَةُ فَتَجْلِسُ عَلَى أَبْوَابِ المَسْجِدِ فَيَكْتُبُونَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ حَتَّى يَخْرُجَ الإمامُ فإذَا جَلَسَ الرَّجُلُ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ، فأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنْ أَجْرٍ، فَإِنْ نَأَى وَجَلَسَ حَيْثُ لا يَسْمَعُ فأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ أَجْرٍ، وَإِنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَسْتَمْكِنُ فِيهِ مِنَ الاسْتِمَاعِ وَالنَّظَرِ فَلَغَا وَلَمْ يُنْصِتْ، كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِنْ وِزْرٍ، وَمَنْ قالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِصَاحِبِهِ: صَهْ. فَقَدْ لَغَا، وَمَنْ لَغَا فَلَيْسَ لَهُ في جُمُعَتِهِ تِلْكَ شَيْءٌ». ثُمَّ يَقُولُ في آخِرِ ذَلِكَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ ذَلِكَ.

ہے کہا میں نے حضرت علی ؓ کو مسجد کوفہ کے منبر پر سنا وہ فرما رہے تھے: ”جب جمعے کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے جھنڈے لے کر بازار جاتے ہیں اور لوگوں کو مختلف مشاغل میں الجھا دیتے ہیں اور انہیں جمعے سے تاخیر کرا دیتے ہیں۔ اور ملائکہ (فرشتے) آ کر مساجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے اور پہلی ساعت میں پہنچنے والوں کے نام لکھتے ہیں اور دوسری ساعت میں آنے والوں کے نام لکھتے ہیں حتیٰ کہ امام آ جاتا ہے۔ پس جب کوئی شخص کسی مناسب جگہ بیٹھ جاتا ہے کہ صحیح طور پر (خطبہ) سن سکے امام کو دیکھ سکے اور خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو ایسے شخص کو دو حصے اجر ملتا ہے اور اگر کوئی شخص دور ہو اور ایسی جگہ بیٹھے کہ وہاں سے سن نہ سکتا ہو لیکن خاموش رہے اور لغو بات (یا کام) نہ کرے تو اس کو ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اور اگر کسی ایسی جگہ بیٹھے جہاں سے وہ صحیح طور پر سن سکتا ہو اور امام کو دیکھ سکتا ہو لیکن کسی لغو کام میں مشغول ہو رہے اور خاموش نہ رہے تو اس کو گناہ کا ایک حصہ ملتا ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے ساتھی کو دورانِ جمعہ میں (خاموش کرانے کیلئے) صَه ”چپ رہو“ بھی کہہ دیا تو اس نے لغو کام کیا۔ اور جس نے لغو کام کیا اس کے لیے اس جمعہ میں سے کچھ نہیں ہے۔“ حضرت علی ؓ نے اس کے آخر میں کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سب فرماتے ہوئے سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن ابنِ جَابِرٍ قال: بِالرَّبَائِثِ. وقالَ:

امام ابوداود کہتے ہیں اسے ولید بن مسلم نے ابن جابر سے روایت کیا تو لفظ [رَبَائِث] ذکر کیا ہے۔ ایسے

◀◀ المسند: ٤/٥٠٩، ح: ٦٤٨٣ ✽ وقال الشيخ أحمد شاكر رحمه الله: "إسناده ضعيف لجهالة مولى امرأة عطاء الخراساني".

مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ بنِ عَطَاءٍ.

ہی[مَوْلَى امْرَأَتِهِ أُمِّ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ] کہا۔

(المعجم ٢٠٣، ٢٠٤) - **باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢١١)

باب:۲۰۳'۲۰۴- جمعہ چھوڑ دینے کی وعید

١٠٥٢- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو: حدثني عُبَيْدَةُ بنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عن أَبِي الجَعْدِ الضَّمْرِيِّ - وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ الله عَلَى قَلْبِهِ».

۱۰۵۲- حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ...... صحابی...... سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔''

فائدہ: ''دل پر مہر لگ جانا'' بہت بڑی بدنصیبی' محرومی اور سزا ہے کہ انسان نیکی اور خیر کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لیے بندے کو فوراً اپنی اصلاح اور توبہ کرنی چاہیے۔

(المعجم ٢٠٤، ٢٠٥) - **باب كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَهَا** (التحفة ٢١٢)

باب:۲۰۴'۲۰۵- جمعہ چھوڑنے کا کفارہ

١٠٥٣- **حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن قُدَامَةَ بنِ وَبَرَةَ العُجَيْفِيِّ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ، فإنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ».

۱۰۵۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑ دیا ہو وہ ایک دینار صدقہ کرے' اگر نہ پائے تو آدھا دینار۔''

١٠٥٢ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في ترك الجمعة من غير عذر، ح: ٥٠٠، والنسائي، ح: ١٣٧٠، وابن ماجه، ح: ١١٢٥ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٥٧، وابن حبان، ح: ٦٥، ٥٥٣، ٥٥٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٠، ووافقه الذهبي.

١٠٥٣ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كفارة من ترك الجمعة من غير عذر، ح: ١٣٧٣ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٦١، وابن حبان، ح: ٥٨٢، والحاكم: ١/ ١٨٠، ووافقه الذهبي ❊ قدامة لم يصح سماعه من سمرة كما قال البخاري ❊ وقتادة تقدم، ح: ٢٩ وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن ماجه، ح: ١١٢٨.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَكَذَا رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ قَيْسٍ، وَخَالَفَهُ فِي الإِسْنَادِ، وَوَافَقَهُ فِي المَتْنِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: خالد بن قیس نے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر سند میں اختلاف کیا ہے اور متن میں موافقت کی ہے۔

١٠٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ وَإِسْحَاقُ ابْنُ يُوسُفَ عن أَيُّوبَ أبي الْعَلَاءِ، عن قَتَادَةَ، عن قُدَامَةَ بنِ وَبَرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ فَاتَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِرْهَمٍ أَوْ نِصْفِ دِرْهَمٍ، أَوْ صَاعِ حِنْطَةٍ أَوْ نِصْفِ صَاعٍ».

۱۰۵۴- قدامہ بن وبرہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص سے بغیر کسی عذر کے ایک جمعہ رہ گیا ہو' تو وہ ایک درہم یا آدھا درہم یا ایک صاع یا آدھا صاع گندم صدقہ کرے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عن قَتَادَةَ هَكَذَا، إِلَّا أَنَّهُ قال: مُدًّا أَوْ نِصْفَ مُدٍّ، وقال: عن سَمُرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو سعید بن بشیر نے قتادہ (راوی) سے ایسے ہی روایت کیا ہے مگر اس نے ایک مد یا آدھا مد کہا ہے اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عن اخْتِلَافِ هذا الحديثِ فقال: هَمَّامٌ عِنْدِي أَحْفَظُ مِنْ أَيُّوبَ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' ان سے اس حدیث میں اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا تھا' تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک ایوب یعنی ابو العلاء کی نسبت ہمام احفظ ہے۔ (یعنی زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔)

فائدہ: اس باب کی دونوں حدیثیں ضعیف ہیں' اس لیے ان سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا ہے۔ تاہم بغیر عذر شرعی کے جمعہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(المعجم ٢٠٥، ٢٠٦) - باب مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ (التحفة ٢١٣)

باب: ۲۰۵'۲۰۶- جمعہ کس پر واجب ہے؟

١٠٥٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/٢٤٨ من حديث أبي داود به، والسند مرسل، وانظر الحديث السابق.

١٠٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن عُبَيْدِالله بنِ أبي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قالت: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِي.

١٠٥٥- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① [عَوَالِي] کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر کے ساتھ ملحق بستیوں والوں پر بھی جمعہ واجب ہے اور انہیں جمعے میں حاضر ہونا چاہیے۔ ② اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جمعہ میں اجتماعیت مطلوب ہے لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو اس ہفت روزہ اجتماع میں اپنی اجتماعیت اور وحدت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ایک شہر میں مختلف مساجد میں جمعے کا قیام فقہی یا فتویٰ کے لحاظ سے بلاشبہ جائز ہے مگر خیر القرون میں اس قدر بھی تفرق وتشتت نہ تھا جو آج ہر گلی کوچے میں نظر آتا ہے۔ (تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار' السیل الجرار للشوکانی: ۳۰۳/۱)

١٠٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن مُحَمَّدِ بنِ سَعِيدٍ يَعْني الطَّائِفِيَّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ نُبَيْهٍ، عن عَبْدِ الله بنِ هَارُونَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْجُمُعَةُ عَلَى كلِّ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ».

١٠٥٦- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ہر اس شخص پر جمعہ ہے جو اذان سنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ جَمَاعَةٌ عن سُفْيَانَ مَقْصُورًا عَلَى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو ولم يَرْفَعُوهُ وإِنَّما

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے سفیان سے روایت کیا ہے اور وہ سب اسے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ پر موقوف کرتے ہیں' صرف

١٠٥٥- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: من أين تؤتى الجمعة وعلى من تجب؟، ح: ٩٠٢ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال . . . الخ، ح: ٨٤٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٠٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٥، ح: ١٥٧٤ من حديث محمد بن يحيى الذهلي به * أبوسلمة بن نبيه وعبدالله بن هارون مجهولان، وللحديث شاهد ضعيف جدًّا عند الدارقطني.

أَسْنَدَهُ قَبِيصَةُ

قبیصہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً تو ضعیف ہے، مگر التزام جماعت کی دیگر احادیث سے معناً اس کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم ٢٠٦، ٢٠٧) - **بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيرِ** (التحفة ٢١٤)

باب: ۲۰۶، ۲۰۷- بارش والے دن جمعہ

١٠٥٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي المَلِيحِ، عن أبِيهِ: أَنَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ كَانَ يَوْمَ مَطَرٍ، فأمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيَهُ: أَنِ الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

۱۰۵۷- ابوملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے دن بارش تھی، تو نبی ﷺ نے اپنے منادی (مؤذن) کو حکم دیا کہ (اعلان کرے کہ) نماز اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر پڑھیں۔

١٠٥٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عن صَاحِبٍ لَهُ عن أبي مَلِيحٍ أَنَّ ذَلِكَ كَانَ يَوْمَ جُمُعَةٍ.

۱۰۵۸- ابوملیح سے روایت ہے کہتے ہیں کہ یہ جمعے کے دن کا واقعہ ہے۔

فائدہ: اگر بارش لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہو تو جماعت میں حاضری معاف ہے۔ ایسے لوگ اپنے گھروں میں ظہر پڑھیں۔ امام وہاں موجود اپنے لوگوں کو جمعہ پڑھائے۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ (دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۰۱/۲۴)

١٠٥٩- **حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: قال سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: خُبِّرْنَا عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي المَلِيحِ، عن أبِيهِ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ في يَوْمِ جُمُعَةٍ وَأَصَابَهُمْ مَطَرٌ لَمْ يَبْتَلَّ أَسْفَلُ نِعَالِهِمْ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُصَلُّوا في رِحَالِهِمْ.

۱۰۵۹- ابوملیح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے دنوں میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھے۔ جمعے کا دن تھا اور بارش ہوگئی۔ اتنی کہ ان کے جوتوں کے تلوے بھی نہ بھیگے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر نمازیں پڑھیں۔

١٠٥٧- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الإمامة، باب العذر في ترك الجماعة، ح: ٨٥٥ من حديث شعبة عن قتادة به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٩٣، ووافقه الذهبي.

١٠٥٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي.

١٠٥٩- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ٩٣٦ من حديث خالد الحذاء به، وانظر، ح: ٦٠٥ * رواه إسماعيل ابن علية وغيره عن خالد الحذاء به (المعجم الكبير للطبراني: ١/ ١٨٨، ١٨٩).

فائدہ: رسول اللہ ﷺ سے سفر میں جمعہ پڑھانا ثابت نہیں ہے۔ مقیم لوگوں کے لیے اگر حاضری مشکل ہو تو رخصت ہے' البتہ امام حاضرین کو جمعہ پڑھائے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث:٦٦٨)

(المعجم ٢٠٧، ٢٠٨) - **باب التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ** (التحفة ٢١٥)

باب:٢٠٧'٢٠٨- سردی یا بارش کی رات میں جماعت سے پیچھے رہنا؟

١٠٦٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ نَزَلَ بِضَجْنَانَ في لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فأَمَرَ المُنَادِيَ فَنَادَى أَنِ الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

١٠٦٠- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے (ایک سفر میں) ضجنان مقام پر ٹھنڈی رات میں پڑاؤ کیا۔ تو انہوں نے مؤذن کو حکم دیا' اس نے اعلان کیا کہ نماز اپنے اپنے خیموں میں پڑھیں۔

قال أيُّوبُ: وَحَدَّثَ نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ مَطِيرَةٌ أَمَرَ المُنَادِيَ فَنَادَى: الصَّلَاةُ في الرِّحَالِ.

ایوب بیان کرتے ہیں کہ نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی رات ٹھنڈی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم فرماتے اور وہ اعلان کرتا کہ [اَلصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ] یعنی اپنے اپنے ڈیروں میں نماز پڑھو۔

فائدہ: ایسا اعلان کر دینا مسنون ہے اور نمازیوں کے لیے مسجد میں نہ آنے کی رخصت ہے۔ لیکن اگر کوئی آنا چاہے تو اس کے لیے فضیلت ہے۔ جیسے آئندہ احادیث سے واضح ہوگا۔

١٠٦١- **حَدَّثَنا** مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ عن أيُّوبَ، عن نَافِعٍ قال: نَادَى ابنُ عُمَرَ بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ نَادَى أَنْ صَلُّوا في رِحَالِكُم. قال فيه: ثُمَّ حَدَّثَ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ المُنَادِيَ فَيُنَادِي بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُنَادِي أَنْ

١٠٦١- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی پھر کہا [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ''اپنے پڑاؤ اور خیموں میں نماز پڑھو۔'' پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا کہ آپ مؤذن کو حکم دیتے' وہ اذان دیتا پھر اعلان کرتا کہ ''اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔'' جبکہ رات کو سردی ہوتی' بارش

١٠٦٠ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ح: ٩٣٧ من حديث أيوب به، وله طرق عند البخاري، ح: ٦٦٦، ومسلم، ح: ٦٩٧، وغيرهما.

١٠٦١ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤ عن إسماعيل ابن علية به، وانظر الحديث السابق والآتي.

صَلُّوا في رِحَالِكُم في اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ وفي اللَّيْلَةِ المَطِيرَةِ في السَّفَرِ.

ہوتی اور سفر میں ہوتے۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أيُّوبَ وَعُبَيْدِاللهِ، قال فيه: في السَّفَرِ في اللَّيْلَةِ الْقَرَّةِ أوِ المَطِيرَةِ.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب اور عبیداللہ سے بیان کیا تو اس میں کہا: آپ سفر میں (ایسا اعلان کرواتے) جبکہ رات کو سردی ہوتی یا بارش ہوتی۔

فائدہ: اکثر روایات میں گھروں میں نماز پڑھنے کے اعلان کا تعلق سفر سے بتلایا گیا ہے۔ لیکن بعض روایات میں مطلقاً بھی آیا ہے۔ اس اعتبار سے اس اعلان کا تعلق سفر سے نہیں ہے۔ بلکہ مطلق ہے یعنی ہر جگہ حسب ضرورت اذان میں مذکورہ الفاظ کے ذریعے سے گھروں میں نماز پڑھنے کا اعلان کیا جا سکتا ہے۔

١٠٦٢- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أبو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ نَادَى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ في لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فقال في آخِرِ نِدَائِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُم، أَلَا صَلُّوا في الرِّحَالِ، ثُمَّ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُ المُؤَذِّنَ إذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أوْ ذَاتُ مَطَرٍ في سَفَرٍ يقولُ: ألَا صَلُّوا في رِحَالِكُم.

١٠٦٢- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے مقام ضجنان میں نماز کے لیے اذان کہی' رات ٹھنڈی تھی اور ہوا چل رہی تھی۔ آپ نے اپنی اذان کے آخر میں کہا [اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ' اَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] ''خبردار! اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔ خبردار اپنے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھو۔'' پھر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سفر کے دوران میں جب رات سرد ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [اَلَا صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ] ''خبردار! اپنے اپنے مقام پر نماز پڑھو۔''

١٠٦٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ: أنَّ ابنَ عُمَرَ - يَعْني أذَّنَ بالصَّلَاةِ في لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ - فقال: ألَا صَلُّوا في

١٠٦٣- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ نے ایک رات جب کہ سردی تھی اور ہوا چل رہی تھی' اذان کہی تو کہا: [اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ] پھر بیان

١٠٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح:٦٩٧ من حديث أبي أسامة به.

١٠٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلة أن يصلي في رحله، ح:٦٦٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح:٦٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٧٣، (والقعنبي، ص:٩٣).

الرِّحَالِ، ثُمَّ قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَأْمُرُ المُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ يقولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

کیا کہ رسول اللہ ﷺ' جب رات ٹھنڈی ہوتی یا بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ یوں کہے [أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ]۔

١٠٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَادَى مُنَادِي رسولِ الله ﷺ بِذَلِكَ في المَدِينَةِ في اللَّيْلَةِ المَطِيرَةِ وَالْغَدَاةِ الْقَرَّةِ.

۱۰۶۴- جناب نافع حضرت ابن عمر ؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے یہ اعلان مدینے میں کیا جبکہ رات بارش والی تھی اور صبح ٹھنڈی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الخَبَرَ يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ عن القَاسِمِ، عن ابنِ عُمَرَ، عن النَّبِيِّ ﷺ قال فيه: فِي السَّفَرِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید انصاری اس خبر کو قاسم سے وہ حضرت ابن عمر ؓ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں تو اس میں کہا کہ یہ ''سفر'' کا واقعہ ہے۔

١٠٦٥- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: كُنَّا مَعَ رسولِ الله ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا، فقال رسولُ الله ﷺ: «لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُم في رَحْلِهِ».

۱۰۶۵- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو بارش ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو چاہے اپنے پڑاؤ میں نماز پڑھ لے۔''

فائدہ: ایسے مواقع پر جماعت کی رخصت ہے یعنی آدمی اکیلے' جماعت کے بغیر یا اپنے گھر میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر حاضر ہونے میں یقیناً فضیلت ہے۔

١٠٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا

۱۰۶۶- جناب عبداللہ بن حارث' محمد بن سیرین

١٠٦٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه عبد بن حميد، ح: ٧٤٤ من حديث ابن إسحاق، والبيهقي: ٣/ ٧١ من حديث أبي داود به، محمد بن إسحاق عنعن، وحديث يحيى بن سعيد الأنصاري صحيح، رواه ابن خزيمة، ح: ١٦٥٦، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٠٨١.

١٠٦٥_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ٦٩٨ من حديث زهير ابن معاوية به.

١٠٦٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، ح: ٩٠١ عن مسدد، ◄◄

إسْمَاعِيلُ: أخبرني عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ: أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال لِمُؤَذِّنِهِ في يَوْمٍ مَطِيرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رسولُ الله فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا في بُيُوتِكُمْ. فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَلِكَ، فقال: قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُونَ في الطِّينِ وَالمَطَرِ.

کے چچیرے بھائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم [اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ] کہہ لو تو پھر [حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ] نہ کہنا' بلکہ [صَلُّوا فِي بُيُوْتِكُمْ] ''اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔'' کہنا۔ لوگوں نے اس عمل کو کچھ عجیب جانا تو انہوں نے کہا: یہ کام اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے افضل تھی۔ بلاشبہ جمعہ واجب ہے' مگر مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہیں مشقت میں ڈالوں اور تم کیچڑ اور بارش میں چل کر آؤ۔

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری میں اس حدیث کا عنوان ہے۔ ''بارش کی وجہ سے اگر جمعہ میں حاضر نہ ہو تو رخصت ہے۔'' (صحیح بخاری' حدیث:٩٠١) ② آج کل ہلکی پھلکی بارش میں تو مساجد میں آنا جانا مشکل نہیں۔ البتہ شدید یا مسلسل بارش میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ③ ایسے موقع پر مؤذن اذان میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کی جگہ [اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَال] کے الفاظ کہے' جس کا مطلب ہے' لوگو! گھروں میں نماز پڑھ لو۔

(المعجم ٢٠٨، ٢٠٩) - باب الْجُمُعَةِ لِلْمَمْلُوكِ وَالْمَرْأَةِ (التحفة ٢١٦)

باب:٢٠٨'٢٠٩- غلام اور عورت کے لیے جمعہ

١٠٦٧- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حدثني إِسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُرَيْمٌ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْتَشِرِ، عن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةً: عَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَوِ امْرَأَةٌ أَوْ صَبِيٌّ أَوْ مَرِيضٌ».

١٠٦٧- حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے' سوائے چار قسم کے لوگوں کے۔ غلام مملوک' عورت' بچہ اور مریض۔''

◀◀ ومسلم، صلوة المسافرين، باب الصلوة في الرحال في المطر، ح: ٦٩٩ من حديث إسماعيل ابن علية به.

١٠٦٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/٢، ح: ١٥٦١ من حديث إسحاق بن منصور به، وقال النووي في الخلاصة: "وهذا (أي قول أبي داود) غير قادح في صحته، فإنه يكون مرسل صحابي وهو حجة، والحديث على شرط الشيخين" (نصب الراية: ٢/ ١٩٩).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: طَارِقُ بنُ شِهَابٍ قَدْ رَأى النَّبِيَّ ﷺ ولَم يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طارق بن شہاب نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے مگر آپ سے کچھ سنا نہیں ہے۔

فوائد و مسائل: ① مستدرک حاکم میں یہ حدیث طارق بن شہاب بواسطہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ کئی ایک محدثین نے اس کو صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (نیل الاوطار: ٢٥٨/٣) ② یہ حدیث مطلق اور عام ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بستیوں وغیرہ میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ نیز قرآن اور حدیث میں کوئی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ بستی میں جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے' ایسے لوگوں کا قول مردود' قرآن و حدیث کے منافی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے خلاف ہے۔ ③ قرآن مقدس کا عموم بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ﴾ (الجمعة: ٩) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا [جَمِّعُوْا حَيْثُ كُنْتُمْ] "تم جہاں کہیں بھی ہو جمعہ پڑھا کرو۔" (مصنف ابن ابی شیبہ' حدیث: ٥٠٦٨)

(المعجم ٢٠٩، ٢١٠) - باب الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى (التحفة ٢١٧)

باب: ٢٠٩' ٢١٠- بستیوں میں جمعہ قائم کرنا

١٠٦٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ - لَفْظُهُ - قالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أبي جَمْرَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ في الإسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ في مَسْجِدِ رسولِ الله ﷺ بِالمَدِينَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَاء قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ. قال عُثْمَانُ: قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ.

١٠٦٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جہاں جمعہ قائم کیا گیا وہ بحرین کی ایک بستی جواثاء تھی۔ (استاد) عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ یہ عبدالقیس کی بستیوں میں سے تھی۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہی سے شروع کیا تھا۔ وہ لوگ عبادات کے معاملے میں بہت ہی محتاط ہوا کرتے تھے۔ اور وہ زمانہ نزول وحی کا تھا۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو یقیناً وحی کے ذریعے سے کوئی ہدایت نازل کر دی جاتی۔ جواثاء کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ چھوٹی سی جگہ میں ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

١٠٦٨- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ح: ٨٩٢ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

١٠٦٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ أبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ - وكَانَ قَائِدَ أبِيهِ بَعْدَمَا ذَهَبَ بَصَرُهُ - عن أبِيهِ كَعْبِ ابنِ مَالِكٍ: أنَّهُ كَانَ إذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِأَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: إذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ. قال: لِأَنَّهُ أوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا في هَزْمِ النَّبِيتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ، في نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ: نَقِيعُ الْخَضِمَاتِ قُلْتُ: كَمْ أنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قال: أرْبَعُونَ.

١٠٦٩- جناب عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک...... یہ اپنے والد کے نابینا ہونے کے بعد ان کے قائد تھے...... اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب وہ جمعے کی اذان سنتے تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے۔ میں نے ان سے کہا: آپ جب بھی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ حرۂ بنی بیاضہ میں ''ھزم النبیت'' کے اندر انہوں نے ہی سب سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا تھا' ایک نقیع میں جسے ''نقیع الخضمات'' کہا جاتا تھا۔ (یعنی نشیبی جگہ جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا۔) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے کہا: چالیس افراد۔

فوائد ومسائل: ① ''بنو بیاضہ'' انصار کی ایک شاخ ہے۔ حَرَّہ ایسی سنگلاخ زمین کو کہتے ہیں جس میں سیاہ پتھر ہوں۔ یہ بستی مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر تھی۔ ② ان حضرات کا چالیس کی تعداد میں ہونا ایک اتفاقی عدد اور خبر ہے ورنہ صحت جمعہ کے لیے افراد کی تعداد متعین ہونے کی بابت کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ استدلال تسلیم کر لیا جائے تو رسول اللہ ﷺ کی دیگر نمازوں کی جماعت کے اثبات کے لیے بھی افراد کی تعداد کا تعین اور اس کی دلیل طلب کرنی پڑے گی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (السیل الجرار' : ١/٢٩٧)

(المعجم ٢١٠، ٢١١) - بَابٌ: إذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عِيدٍ (التحفة ٢١٨)

باب: ٢١٠' ٢١١- عید اور جمعہ اکٹھے آجائیں تو؟

١٠٧٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

١٠٧٠- جناب ایاس بن ابی رملہ شامی سے روایت

١٠٦٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في فرض الجمعة، ح: ١٠٨٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢٤، وابن الجارود، ح: ٢٩١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨١، ووافقه الذهبي.

١٠٧٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العيد، ح: ١٥٩٢، وابن ماجه، ح: ١٣١٠ من حديث إسرائيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٤، والحاكم: ١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن إِيَاسِ بنِ أَبِي رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قال: شَهِدْتُ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ يَسْأَلُ زَيْدَ بنَ أَرْقَمَ قال: أَشَهِدْتَ مع رسولِ الله ﷺ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَا في يَوْمٍ؟ قال: نَعَمْ. قال: فَكَيْفَ صَنَعَ؟ قال: صَلَّى الْعِيدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ فقال: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ».

ہے' کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم ؓ سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمہارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوئی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! پوچھا کہ تب آپ نے کیسے کیا؟ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعہ کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: "جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔"

ملحوظہ: اس حدیث اور دیگر بعض آثار سے یہی ثابت ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک ہی دن میں اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد جمعہ کی رخصت ہے' چاہے جمعہ پڑھے یا ظہر۔ لیکن جمعہ پڑھنا مستحب ہے۔ افضل یہ ہے کہ امام استحباب پر عمل کرے نہ کہ رخصت پر' تاکہ جمعہ پڑھنے والوں کو کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہ ہو۔ الا یہ کہ نمازیوں کی تعداد محدود ہو اور سب کے اتفاق سے جمعہ نہ پڑھنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہو۔ اس صورت میں کسی صورت میں کسی نمازی کو پریشانی نہیں ہوگی' بلکہ سب نماز ظہر ادا کر لیں گے۔ واللہ اعلم۔

١٠٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عن الأَعْمَشِ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ قال: صَلَّى بِنَا ابنُ الزُّبَيْرِ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوَّلَ النَّهَارِ ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا فَصَلَّيْنَا وُحْدَانًا، وَكَانَ ابنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ، فَلَمَّا قَدِمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، فقال: أَصَابَ السُّنَّةَ.

١٠٧١- جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے ہم کو جمعہ کے روز عید کے دن' دن کے پہلے حصے میں نماز پڑھائی' پھر ہم جمعہ کے لیے گئے مگر وہ نہ آئے اور ہم نے اکیلے ہی نماز پڑھی۔ اور حضرت ابن عباس ؓ طائف میں تھے' وہ جب آئے تو ہم نے ان سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ انہوں نے سنت پر عمل کیا ہے۔

١٠٧٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا

١٠٧٢- جناب عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ

١٠٧١- **تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٠٧٢- **تخريج:** [صحيح] رواه عبدالرزاق، ح: ٥٧٢٥ عن ابن جريج به، وصرح بالسماع عنده، وأخرجه الفريابي في العيدين، ح: ١٥٣ من حديث أبي عاصم الضحاك بن مخلد به.

أبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: قال عَطَاءٌ: اجْتَمَعَ يَوْمُ جُمُعَةٍ وَيَوْمُ فِطْرٍ عَلَى عَهْدِ ابنِ الزُّبَيْرِ فقال: عِيدَانِ اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَجَمَّعَهُمَا جَمِيعًا فَصَلَّاهُمَا رَكْعَتَيْنِ بُكْرَةً لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا حَتَّى صَلَّى الْعَصْرَ.

حضرت ابن زبیر کے دور خلافت میں جمعہ اور عید فطر ایک ہی دن آ گئے' تو انہوں نے کہا: دو عیدیں ایک ہی دن میں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو جمع کر دیا اور پہلے پہر دو رکعتیں پڑھائیں' اس پر کچھ اضافہ نہ کیا' حتیٰ کہ عصر پڑھی۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس رُخصت کو عوام اور امام سب ہی کے لیے عام سمجھا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے نماز عید کے بعد پھر ظہر کی نماز نہیں پڑھی' بلکہ صرف عصر کی نماز پڑھی۔ لیکن صاحب سبل السلام نے کہا ہے کہ یہ روایت ظہر کے نہ پڑھنے میں نص قاطع نہیں ہے' کیونکہ یہ ممکن ہے کہ انہوں نے نماز ظہر گھر ہی میں ادا کر لی ہو۔

١٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى وَعُمَرُ بنُ حَفْصٍ الْوَصَّابِيُّ المَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُغِيرَةَ الضَّبِّيِّ، عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رسولِ الله ﷺ أنَّهُ قال: «قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ أجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ». قال عُمَرُ: عن شُعْبَةَ.

١٠٧٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں' تو جو چاہے اس کے لیے یہ (نماز عید) جمعہ کے بدلے کافی ہے اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔'' عمر بن حفص کی سند میں عنعنہ ہے۔ (یعنی اس نے ''عن شعبہ'' کہا ہے)

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے' حدیث ١٠٧٠ بھی اس کے ہم معنی ہے۔ ان احادیث کی رُو سے جمعہ پڑھنا عزیمت ہے اور چھوڑنا رخصت۔ اس لیے دور دراز سے آنے والے اس رخصت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(المعجم ٢١١، ٢١٢) - باب مَا يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢١٩)

باب: ٢١١' ٢١٢- جمعہ کے روز فجر کی نماز میں قراءت؟

١٠٧٣- **تخريج:** [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العيدان في يوم، ح:١٣١١ عن محمد بن المصفى به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/٢٨٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، مغيرة بن مِقسم عنعن، والحديث السابق: ١٠٧٠ يغني عنه.

١٠٧٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن مُخَوَّلِ بنِ رَاشِدٍ، عن مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: تَنْزِيلُ السَّجْدَة وَ﴿هَلْ أَتَىٰ عَلَى ٱلْإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهْرِ﴾.

۱۰۷۴-حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز فجر کی نماز میں سورۂ الم تنزیل السجدہ اور ﴿هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

١٠٧٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن مُخَوَّلٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَاد: فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَ إِذَاجَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ.

۱۰۷۵-شعبہ نے مُخَوَّل سے مذکورہ سند اور اسی کے ہم معنی بیان کیا اور مزید یہ کہا کہ نماز جمعہ میں آپ سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ان سورتوں کی قراءت مسنون' مستحب اور افضل ہے۔ اور اس طرح معنوی اعتبار سے گویا مسلمانوں کو پورے ایک ہفتے کا درس دیا جاتا ہے۔ ان میں توحید ورسالت' قیامت' جنت' دوزخ' ایمان' علم اور عمل وغیرہ سب ہی امور کا بیان ہے۔

(المعجم ٢١٢، ٢١٣) - بَابُ اللُّبْسِ لِلْجُمُعَةِ (التحفة ٢٢٠)

باب:۲۱۲'۲۱۳-جمعہ کے لیے خاص لباس کا اہتمام

١٠٧٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ - يَعْنِي تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ - فقال: يارسولَ الله! لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ»، ثُمَّ

۱۰۷۶-حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے ایک ریشمی لباس دیکھا جو مسجد کے دروازے کے پاس بیچا جارہا تھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن زیب تن فرمایا کریں یا جب آپ کے پاس وفود آئیں تو ان کے استقبال کے لیے پہنا کریں (تو اچھا ہو گا۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ لوگ پہنتے ہیں

١٠٧٤_ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، ح: ٨٧٩ من حديث مخول به.

١٠٧٥_ تخريج: أخرجه مسلم من حديث شعبة به، انظر الحديث السابق.

١٠٧٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: يلبس أحسن ما يجد، ح: ٨٨٦، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٧، ٩١٨.

جَاءَتْ رسولَ الله ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ، فأَعْطَى عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فقال عُمَرُ: يارسولَ الله! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ في حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔" پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے مزید جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی عنایت فرمایا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں اس سے پہلے آپ جو کچھ فرما چکے ہیں' فرما چکے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں یہ اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم خود اسے پہنو۔" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جوڑا اپنے بھائی کو دے دیا جو کہ مشرک تھا اور مکے میں رہتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ' عید اور خاص مواقع پر عمدہ لباس کا اہتمام مسنون ومستحب ہے۔ ② ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام مگر عورتوں کے لیے مباح ہے جیسے کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے۔ ③ کافر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک اسلامی اخلاق وآداب کا حصہ ہے۔ نیز ان کو تحفہ یا ہدیہ دینا بھی جائز ہے۔ جبکہ دینی قلبی محبت اللہ' اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ④ ریشم فی نفسہٖ جائز اور حلال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لیے اس کا استعمال بھی درست ہے۔ مردوں کے لیے حرمت کی دلیل مذکورہ حدیث ہے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' حدیث:۸۸۶' و صحیح مسلم' حدیث:۲۰۶۸) یہ حدیث قرآن مقدس کی اس آیت کی مُخَصِّصْ ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (الأعراف:۳۲) "(اے نبی!) کہہ دیجیے: جو زینت اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں' وہ کس نے حرام کی ہیں؟" اس سے معلوم ہوا کہ صحیح حدیث سے عموم قرآن کی تخصیص ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

١٠٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرُو ابنُ الحَارِثِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: وَجَدَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ بالسُّوقِ فأَخَذَهَا فأَتَى بِهَا

۱۰۷۷- جناب سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا دیکھا جو بازار میں بیچا جا رہا تھا وہ انہوں نے لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: آپ اسے خرید لیں تاکہ عید اور وفود کے استقبال کے موقع پر زینت

١٠٧٧- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٠٦٨/ ٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر الحديث السابق.

رسولَ الله ﷺ فقال: ابْتَعْ هَذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَلِلْوُفُودِ، ثُمَّ سَاقَ الحديثَ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ.

کے لیے زیب تن فرمایا کریں...... پھر حدیث بیان کی......(تاہم) پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

١٠٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرٌو أَنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ حَدَّثَهُ أنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «مَا عَلَى أَحَدِكُم إنْ وَجَدَ، - أَوْ مَا عَلَى أَحَدِكُم إنْ وَجَدْتُمْ - أَنْ يَتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهِ». قال عَمْرٌو: وأخبرني ابنُ أبي حَبِيبٍ عن مُوسَى بنِ سَعْدٍ، عن ابنِ حَبَّانَ، عن ابنِ سَلَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ الله ﷺ يقولُ ذَلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

١٠٧٨- جناب محمد بن یحییٰ بن حبان (تابعی) نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر ممکن ہوتو جمعہ کیلئے اپنے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے اور بنا رکھنے میں کیا حرج ہے؟“ عمرو نے بسند ابن ابی حبیب ابن سلام رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ عن أَبِيهِ، عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُوسَى بنِ سَعْدٍ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں (اس کی ایک سند یوں بھی ہے) کہ اسے وہب بن جریر اپنے والد سے وہ یحییٰ بن ایوب سے وہ یزید بن ابی حبیب سے وہ موسیٰ بن سعد سے وہ یوسف بن عبداللہ بن سلام سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: افضل ہے کہ انسان خاص جمعہ کے لیے عمدہ کپڑے بنا رکھے اور استعمال کرے۔

(المعجم ٢١٣، ٢١٤) - باب التَّحَلُّقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ٢٢١)

باب: ٢١٣، ٢١٤- جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کے بیٹھنا منع ہے۔

١٠٧٨- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، ح: ١٠٩٥ من حديث عبدالله بن وهب به مختصرًا، ورواه البيهقي: ٣/ ٢٤٢ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

١٠٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عن الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ في المَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيه ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فيه شِعْرٌ، وَنَهَى عن التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

١٠٧٩- عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ گمشدہ چیز کا اس میں اعلان کیا جائے یا شعر پڑھے جائیں۔ اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقہ بنا کر بیٹھا جائے۔

فوائد ومسائل: اس حلقہ میں عام دنیاوی گفتگو ہو یا علمی درس وتدریس سب ہی ممنوع ہیں۔ درس وتدریس اگرچہ شرعاً مستحب عمل ہے مگر جمعہ کے روز نماز سے پہلے صحیح نہیں۔ اس کی بجائے نماز اوراذکار مسنونہ میں مشغول ہونا چاہیے۔ اس لیے مسنون خطبوں سے پہلے لوگوں کو کسی حلقے میں جمع کرنا خلاف سنت ہے۔ کجا یہ کہ خطیب ہی مسنون خطبے سے پہلے منبر پر بیٹھ کر ''بیان یا تقریر'' کے نام سے وعظ شروع کر دے۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہ ہوگا۔ اس طرح عدد کے لحاظ سے بھی یہ تین خطبے ہو جائیں گے! حالانکہ سنت یہ ہے کہ خطبے دو ہی ہوں۔

(المعجم ٢١٤، ٢١٥) - باب اتِّخَاذِ الْمِنْبَرِ (التحفة ٢٢٢)

باب: ۲۱۴، ۲۱۵- (خطبے کے لیے) منبر استعمال کرنا

١٠٨٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِالْقَارِيِّ الْقُرَشِيُّ: حدثني أَبُو حَازِمِ بنُ دِينَارٍ: أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي المِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ؟ فَسَأَلُوهُ عن ذَلِكَ فقال: وَالله! إِنِّي لأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ

١٠٨٠- جناب ابوحازم بن دینار بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ کے پاس آئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ یہ کس لکڑی سے بنا تھا؟ ان لوگوں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کس چیز سے بنا تھا اور میں نے اسے پہلے ہی دن جب وہ رکھا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس

١٠٧٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، المساجد، باب النهي عن البيع والشراء في المسجد . . . الخ، ح: ٧١٥ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٧٦٦، ١١٣٣، وحسنه الترمذي، ح: ٣٢٢ * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ١٧٩، وانظر أطراف المسند: ٤/ ٣٢، ح: ٥١٧.

١٠٨٠- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، ح: ٩١٧، ومسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلوة . . . الخ، ح: ٥٤٤، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به.

وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رسولُ الله ﷺ، أَرْسَلَ رسولُ الله ﷺ إِلَى فُلَانَةَ - امْرَأَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ - أَنْ «مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ»، فَأَمَرَتْهُ، فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْهُ إِلَى رسولِ الله ﷺ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا، فَرَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ المِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي».

پر بیٹھے تھے' دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت کے ہاں پیغام بھیجا...... سہل نے اس عورت کا نام بھی ذکر کیا...... کہ "اپنے بڑھئی غلام سے کہو کہ مجھے کچھ لکڑیاں جوڑ دے' جب میں لوگوں سے خطاب کروں تو اس پر بیٹھ جایا کروں۔" چنانچہ اس نے اپنے غلام سے کہا تو وہ اسے طَرْفَاءُ الْغَابَه (جنگل کی ایک لکڑی' جھاؤ) سے بنا کر لے آیا۔ اس عورت نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے حکم دیا تو اسے یہاں رکھ دیا گیا۔ پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس پر کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی' پھر رکوع کیا اور آپ اسی کے اوپر تھے' پھر آپ پچھلے پاؤں نیچے اتر آئے اور منبر کی جڑ میں نیچے سجدہ کیا۔ پھر آپ منبر پر چڑھ گئے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو۔"

فوائد ومسائل: ① خطبے وغیرہ کے لیے منبر کا استعمال مستحب ہے۔ ② نماز کا معاملہ اس قدر اہم تھا اور ہے کہ نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم میں از حد مبالغے سے کام لیا' حتیٰ کہ منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھ کر دکھائی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا بالعموم اور نماز میں بالخصوص فرض ہے۔ ④ طلباء کو اہم علمی مسائل کے ساتھ ساتھ بعض دیگر ضروری امور کی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

١٠٨١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ أَبِي رَوَّادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَدَّنَ قال لَهُ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يارسولَ الله! يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟ قال: «بَلَى»، فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا مَرْقَاتَيْنِ.

١٠٨١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی قدر بھاری ہو گئے تو جناب تمیم داری ؓ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بنا لاؤں' جو آپ کی ہڈیوں (وجودِ اطہر) کو اٹھایا کرے؟ (یعنی آپ اس پر تشریف فرما ہوا کریں) آپ نے فرمایا: "ہاں!" چنانچہ وہ دو سیڑھیوں والا منبر بنا لائے۔

١٠٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩٥، ١٩٦ من حديث أبي عاصم به.

توضیح: اس سے پہلے گزرا کہ لکڑی کا یہ منبر ایک غلام نے بنایا تھا' اور اس روایت میں ہے کہ تمیم داری نے اسے بنایا۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کی وضاحت کرتے ہوئے پہلی روایت کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ دوسرا احتمال یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بنانے میں یہ سارے ہی کسی نہ کسی طریقے سے شریک رہے ہوں۔ علاوہ ازیں اس روایت میں ہے کہ یہ منبر دو سیڑھیوں پر مشتمل تھا' جب کہ دوسری روایات میں تین سیڑھیوں کا ذکر ہے' تو بات یہ ہے کہ دو سیڑھیوں کے ذکر کرنے والے راوی نے وہ تیسری سیڑھی شمار نہیں کی جس پر نبی ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری' والعون)

(المعجم ٢١٥، ٢١٦) - **باب مَوْضِعِ الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٢٣)

باب: ٢١٥' ٢١٦- منبر نبوی کی جگہ

١٠٨٢- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي عُبَيْدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: كَانَ بَيْنَ مِنْبَرِ رسولِ الله ﷺ وَبَيْنَ الْحَائِطِ كَقَدْرِ مَمَرِّ الشَّاةِ.

١٠٨٢- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر اور (مسجد کی) دیوار کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ اس میں سے بکری گزر جائے۔

(المعجم ٢١٦، ٢١٧) - **باب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ** (التحفة ٢٢٤)

باب: ٢١٦' ٢١٧- جمعہ کے روز زوال سے پہلے نماز

١٠٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بنُ إِبْرَاهِيمَ عن لَيْثٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن أَبِي الْخَلِيلِ، عن أبي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وقال: «إِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ».

١٠٨٣- حضرت ابو قتادہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نصف النہار (زوال) کے وقت نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے' سوائے جمعہ کے دن کے۔ اور آپ نے فرمایا: ''بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے' سوائے جمعہ کے دن کے۔''

١٠٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: قدر كم ينبغي أن يكون بين المصلي والسترة؟ ح: ٤٩٧، ومسلم، الصلوة، باب دنو المصلي من السترة، ح: ٥٠٩ من حديث يزيد بن أبي عبيد به.

١٠٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩٣ من حديث حسان بن إبراهيم الكرماني به، السند مرسل * وقال الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٨٩: "وفيه ليث بن أبي سليم وهو ضعيف"، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في حلية الأولياء: ٥/ ١٨٨.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُرْسَلٌ مُجَاهِدٌ أكْبَرُ مِنْ أبي الْخَلِيلِ، وَأبُو الْخَلِيلِ لَم يَسْمَعْ مِنْ أبي قَتَادَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور مجاہد ابوالخلیل سے بڑے ہیں۔ اور ابوالخلیل نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے اس سے استدلال کرتے ہوئے عین زوال شمس کے وقت یا قبل الزوال جمعہ کی نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا' جیسا کہ بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ نبی ﷺ نماز جمعہ زوال کے فوراً بعد پڑھ لیا کرتے تھے' جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث: ١١٢٧ کے فوائد)

(المعجم ٢١٨) - باب وَقْتِ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢٢٥)

باب: ٢١٨- جمعہ پڑھنے کا وقت

١٠٨٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حدثني فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ: حدثني عُثْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيُّ: سَمِعْتُ أنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ إذَا مَالَتِ الشَّمْسُ.

١٠٨٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے پر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔

١٠٨٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بنُ الْحَارِثِ: سَمِعْتُ إيَاسَ ابنَ سَلَمَةَ بنِ الأكْوَعِ يُحَدِّثُ عن أبِيهِ قال: كُنَّا نُصَلِّي مع رسولِ الله ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ فَيْءٌ.

١٠٨٥- ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھا کرتے تھے' اس کے بعد جب واپس لوٹتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا۔

١٠٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا

١٠٨٦- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم

١٠٨٤ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ح: ٩٠٤ من حديث فليح بن سليمان به.

١٠٨٥ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلٰوة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٦٠ من حديث يعلى بن الحارث، والبخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٦٨ من حديث إياس بن سلمة به.

١٠٨٦ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الجمعة، باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلٰوة ... الخ"، ح: ٩٣٩، ومسلم، الجمعة، باب صلٰوة الجمعة حين تزول الشمس، ح: ٨٥٩ من حديث أبي حازم به.

سُفْيَانُ عن أَبِي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

لوگ جمعہ کے بعد ہی کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

فائدہ: ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کا جمعہ زوال کے فوراً بعد ہوتا تھا' چونکہ خطبہ مختصر اور نماز قدرے لمبی ہوتی تھی اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واپسی پر دیواروں کا اتنا سایہ نہ پاتے تھے کہ اس سے سایہ حاصل کر سکتے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث: ٨٦٠ کے الفاظ ہیں [وَمَا نَجِدُ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ] یعنی سایہ تو ہوتا تھا مگر بہت کم۔ ''غَدَاء'' دوپہر کے کھانے اور ''قیلولہ'' نصف النہار میں استراحت کرنے کو کہتے ہیں۔ اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔ مگر یہ استدلال بے محل ہے۔ دوپہر کا کھانا دیر کر کے کھایا جائے تو بھی اسے ''غَدَاء'' ہی کہتے ہیں اور نصف النہار کی استراحت میں تاخیر کی جائے تو بھی اسے قیلولہ ہی کہتے ہیں۔ لہٰذا جمعہ کے بعد کھانے اور قیلولہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمعہ قبل الزوال ہوتا تھا۔

(المعجم ٢١٧، ٢١٩) - باب النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ٢٢٦)

باب: ٢١٧، ٢١٩- جمعہ کے روز اذان

١٠٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني السَّائِبُ بنُ يَزِيدَ: أَنَّ الأَذَانَ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الإمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا كَانَ خِلَافَةُ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ، فَثَبَتَ الأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.

١٠٨٧- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز (جمعہ کی) پہلی اذان امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کہی جاتی تھی۔ عہد نبوت' خلافت ابی بکر اور عمر میں یہی معمول رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت آئی اور لوگ بھی بہت ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز تیسری اذان کا حکم دیا جو کہ زَورَاء مقام پر دی جاتی تھی اور معاملہ اسی پر قائم رہا۔

فائدہ: اصل اذان جو کہ امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت کی ہے پہلی اذان ہے۔ اور اقامت یعنی جماعت کے لیے تکبیر کو دوسری اذان کہا گیا ہے اور خطبہ شروع ہونے سے کچھ وقت پہلے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے جو اذان شروع کرائی گئی وہ تیسری اذان ہوئی۔ جو کہ عملاً پہلی مگر رتبہ میں تیسری ہے۔ اسے عرف عام میں دوسری اذان اور تاریخی لحاظ سے ''اذان عثمانی'' کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے اسے قبول کیا ہے۔ اور یہ عالم اسلام میں اسی دور سے جاری و ساری ہے۔ یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے تھی جیسے کہ اذانِ فجر سے کچھ پہلے' متنبہ کرنے کے لیے

١٠٨٧- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ٩١٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

دور نبوت میں اذان کہلوائی گئی۔ ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اس اذان کو بدعت کہا ہے۔ اصحاب الحدیث کے ہاں ایسے مسائل میں توسع ہے۔ افضل اور راجح یہی ہے کہ دور نبوت کا عمل اختیار کیا جائے۔ حسب ضرورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول اپنا لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ویسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مسجد نبوی سے ایک میل دور مقام زَوراء میں کہلوائی تھی۔ وہاں بازار لگتا تھا اور لوگوں کو نماز کا وقت ہو جانے کا علم نہیں ہوتا تھا۔ یہ اذان اتنی پہلے کہی جاتی تھی کہ لوگ اذان سن کر سامان سمیٹتے' گھر جاتے' غسل اور وضو کر کے لباس بدل کر خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد نبوی میں آ جاتے' لہٰذا اگر اذانِ عثمانی ہی کہلانی ہو تو اس پس منظر کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ورنہ خطبے سے چند منٹ پہلے امام کے منہ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہنا اذانِ عثمانی کی متابعت ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ طبع زاد اور ایجادِ بندہ ہے۔ زَوراء (زاء کے فتحہ' واؤ ساکن اور آخر میں الف ممدودہ) بازار مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام تھا جو مسجد نبوی سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر تھی۔

١٠٨٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ قالَ: كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ الله ﷺ إذَا جَلَسَ عَلَى المِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ يُونُسَ.

١٠٨٨- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے کے پاس اذان کہی جاتی تھی۔ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا۔ اور (گزشتہ) حدیث یونس کی مانند بیان کیا۔

فائدہ: مسجد نبوی کی شمالی بیرونی دیوار کے تقریباً وسط میں آنے جانے والوں کے لیے دروازہ تھا جو منبر کے سامنے پڑتا تھا۔ اسی پر اذان ہوتی تھی۔ اس لیے کہ یہاں سے عام آبادی تک آواز کا پہنچنا آسان تھا یعنی اذان اپنی معروف جگہ پر ہونی چاہیے۔ عین امام کے سامنے اذان کہنے کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے جیسے کہ بعض مقامات پر دیکھنے میں آتا ہے۔

١٠٨٩- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عن مُحَمَّدٍ يَعْني ابنَ إسْحَاقَ،

١٠٨٩- حضرت سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ یعنی بلال اور

١٠٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] محمد بن إسحاق تقدم: ٣١٣، ولم أجد تصريح سماعه في هذا اللفظ، وروى الطبراني: ٧/ ١٤٦ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" وهو الصواب.

١٠٨٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ قال: لَمْ يَكُنْ لِرسولِ الله ﷺ إِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ، بِلَالٌ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

(ابن اسحاق نے) سابقہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

١٠٩٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ بنِ أُخْتِ نَمِرٍ أَخْبَرَهُ قال: وَلَمْ يَكُنْ لِرسولِ الله ﷺ غَيْرُ مُؤَذِّنٍ وَاحِدٍ. وَسَاقَ هذا الحديثَ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ.

۱۰۹۰- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ہی مؤذن تھا۔ صالح نے یہ حدیث بیان کی، مگر کامل نہیں ہے۔

فائدہ: اس روایت کا پس منظر یہ ہے کہ خیر القرون کے بعد جب مساجد بڑی بڑی بننے لگیں اور آبادی میں اضافہ ہو گیا تو جامع مساجد کے ہر ہر منارے پر ایک مؤذن مقرر کیا جانے لگا، تو ایک نماز کے لیے ایک مسجد میں کئی کئی مؤذن اذان دیتے تھے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک مؤذن کا اذان کہنا ہی سنت ہے نہ کہ متعدد کا۔ دورِ رسالت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابن ام مکتوم، سعد القرظ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم بھی مؤذن تھے۔ حضرت ابومحذورہ مکہ میں تھے اور حضرت سعد قباء میں۔

(المعجم ٢١٨، ٢٢٠) - باب الإِمَامِ يُكَلِّمُ الرَّجُلَ فِي خُطْبَتِهِ (التحفة ٢٢٧)

باب: ۲۱۸، ۲۲۰- امام خطبے کے دوران میں کسی سے بات کرے

١٠٩١- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ قال: لَمَّا اسْتَوَى رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قال: «اجْلِسُوا»، فَسَمِعَ ذَلِكَ ابنُ مَسْعُودٍ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَرَآهُ رسولُ الله ﷺ فقال: «تَعَالَ يَا عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ».

۱۰۹۱- جناب عطاء بن ابی رباح، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) جمعہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ (منبر پر) برابر (تشریف فرما) ہو گئے تو فرمایا: ''بیٹھ جاؤ!'' اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے ہی پر بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''اے عبداللہ بن مسعود! آگے آ جاؤ۔''

١٠٩٠- تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ١٠٨٧.

١٠٩١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٨ من حديث ابن جريج به، وحديثه عن عطاء قوي، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٨٠، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٨٣، ٢٨٤، ووافقه الذهبي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا يُعْرَفُ مُرْسَلٌ إِنَّمَا رَوَاهُ النَّاسُ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَمَخْلَدٌ هُوَ شَيْخٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا مرسل ہونا معروف ہے۔ محدثین کی ایک جماعت اسے عطاء (تابعی) سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ (یعنی درمیان میں صحابی کا واسطہ متروک ہے۔) اور مخلد ''شیخ'' ہے۔ (یعنی اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① خطیب کو حق حاصل ہے کہ سامعین سے حسب ضرورت کوئی بات کر سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی تعمیل ارشاد نبوی کی کیفیت دیکھیے کہ حکم سنتے ہی بیٹھ گئے اور قدم تک نہیں بڑھایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ. اس قسم کے لوگوں پر زبان طعن دراز کرنا کہ یہ لوگ بعداز وفاتِ نبی (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے یا منافق بن گئے تھے' اپنے خبث باطن کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ ② احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خطبے کے دوران میں سامعین کو آپس میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں ہے' مگر خطیب بات کر سکتا ہے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی فوراً بلا تاخیر تعمیل ضروری ہے۔

(المعجم ٢١٩، ٢٢١) - باب الْجُلُوسِ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ (التحفة ٢٢٨)

باب: ۲۱۹'۲۲۱- منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جانا

١٠٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ يعني ابنَ عَطَاءٍ، عن الْعُمَرِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابْنِ عُمَرَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ المِنْبَرَ حَتَّى يَفْرَغَ - أُرَاهُ [قال:] المُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲- نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ جب منبر پر تشریف لاتے تو بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ مؤذن اذان سے فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے' پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے' پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ دیتے۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مستحب ہے' بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا ناجائز ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان آپ کا بیٹھنا بہت مختصر سا ہوتا تھا۔ ② خطبے عددی اعتبار سے دو ہیں تین نہیں۔ مسنون خطبوں سے

١٠٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ١٠٩٥، وأصله عند البخاري، ح: ٩٢٨ من حديث نافع بلفظ: "كان النبي ﷺ يخطب خطبتين يقعد بينهما" * عبدالله العمري عن نافع "قوي"، عبدالوهاب بن عطاء مدلس وعنعن، وحديث البخاري: ٩٢٨ يغني عنه.

پہلے "تقریر یا بیان" وغیرہ اس عدد کو بڑھا دیتا ہے اس لیے جائز نہیں۔ یہ سنت رسول سے انحراف ہے جب کہ ضرورت سنت رسول پر عمل کرنے کی ہے۔

(المعجم ٢٢٠، ٢٢٢) - باب الْخُطْبَةِ قَائِمًا (التحفة ٢٢٩)

باب: ٢٢٠، ٢٢٢- کھڑے ہو کر خطبہ دینا

١٠٩٣- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا، فَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ، فقال: فَقَدْ - وَالله! - صَلَّيْتُ مَعَهُ أَكْثَرَ مِنْ أَلْفَيْ صَلَاةٍ.

١٠٩٣- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ (یعنی پہلا خطبہ) پھر بیٹھ جاتے' پھر (دوسرے کے لیے) کھڑے ہوتے اور کھڑے ہو کر ہی خطبہ دیتے۔ اور جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس نے جھوٹ کہا۔ قسم اللہ کی! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

فائدہ: بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کے خطبہ دینا جائز نہیں ہے۔ جو لوگ مسنون خطبوں سے پہلے منبر پر بیٹھ کر بیان یا تقریر کرتے ہیں انہیں اپنے اس خلافِ سنت عمل پر غور کرنا چاہیے۔

١٠٩٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، المَعْنَى، عن أَبِي الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: كَانَ لِرسولِ الله ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.

١٠٩٤- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو خطبے ہوا کرتے تھے۔ آپ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ قرآن پڑھتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔

١٠٩٥- حَدَّثَنَا أبو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لا يَتَكَلَّمُ. وَسَاقَ الحديثَ.

١٠٩٥- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر مختصر سا بیٹھ جاتے اور اس دوران میں کوئی گفتگو نہ کرتے تھے اور حدیث بیان کی۔

١٠٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلوٰة وما فيهما من الجلسة، ح: ٨٦٢ من حديث سماك بن حرب به.

١٠٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي الأحوص به، انظر الحديث السابق.

١٠٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوٰة العيدين، باب الجلوس بين الخطبتين والسكوت فيه، ح: ١٥٨٤ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٩٧، ح: ٦٠٨.

فوائد و مسائل: ① خطبے کی جملہ احادیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عمل میں مقصود و مطلوب سامعین کو وعظ و تذکیر ہے۔ اس لیے اگر سامعین عجمی ہوں' عربی نہ سمجھتے ہوں تو انہیں ان کی زبان میں وعظ کیا جائے۔ اس پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ پھر تو نماز میں بھی ترجمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ عبادت کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی ہے جبکہ نماز خالص عبادت ہے۔ اس میں ذکر اور قرآن کی تلاوت متعین ہے۔ "ذکر اور تذکیر" میں فرق ہے۔ جیسے کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ہے وہ محض ترجمانی ہے۔ اس لیے نماز کو خطبے پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ عجوبہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نماز تو...... ایک روایت کے مطابق...... عجمی زبان میں جائز کر دی' مگر خطبے کے لیے یہ گنجائش نہ نکال سکے۔ ② اصحاب الحدیث کے خطبات جمعہ و عیدین بحمد اللہ سنت کے عین مطابق' نبوی خطبات کے عربی الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات اور اکثر احادیث بھی عربی میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ سامعین کی زبان میں معانی و مفاہیم بیان کیے جاتے ہیں۔ والله ولي التوفيق.

(المعجم ٢٢١، ٢٢٣) - باب الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ (التحفة ٢٣٠)

باب: ٢٢١' ٢٢٣- خطیب کا خطبے میں کمان سے سہارا لینا

١٠٩٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ: حدثنا شُعَيْبُ ابنُ رُزَيْقٍ الطَّائِفِيُّ قال: جَلَسْتُ إِلَى رَجُلٍ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رسولِ الله ﷺ يُقَالُ لَهُ الْحَكَمُ بْنُ حَزْنٍ الْكُلَفِيُّ، فَأَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قال: وَفَدْتُ إِلَى رسولِ الله ﷺ سَابِعَ سَبْعَةٍ - أَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ - فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا: يارسولَ الله! زُرْنَاكَ فَادْعُ الله لَنَا بِخَيْرٍ، فأَمَرَ بِنَا، - أَوْ أَمَرَ لَنَا - بِشَيْءٍ مِنَ التَّمْرِ، وَالشَّأْنُ إِذْ ذَاكَ دُونٌ، فأَقَمْنَا بِهَا أَيَّامًا شَهِدْنَا فيها الْجُمُعَةَ مع رسولِ الله ﷺ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا - أَوْ قَوْسٍ - فَحَمِدَ الله وَأَثْنَى عَلَيْهِ كَلِمَاتٍ خَفِيفَاتٍ

١٠٩٦- شعیب بن رزیق طائفی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صاحب کے ہاں بیٹھا جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی۔ انہیں حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ وہ ہم سے بیان کرنے لگے کہ میں ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں فرد تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں' ہمارے لیے دعائے خیر فرمائیے۔ آپ نے ہمارے لیے کسی قدر کھجوروں کا حکم دیا' حالت ان دنوں بہت کمزور تھی۔ ہم آپ کے یہاں کئی دن مقیم رہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا موقع بھی ملا۔ آپ ایک لاٹھی یا کمان کا سہارا لیے ہوئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان

١٠٩٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٢ عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٢، وانظر، ح: ١١٤٥.

طَيِّبَاتٍ مُبَارَكَاتٍ، ثُمَّ قال: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُم لَنْ تُطِيقُوا - أَوْ لَنْ تَفْعَلُوا - كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ سَدِّدُوا وَأَبْشِرُوا».

کی۔ آپ کے الفاظ مختصر' پاکیزہ اور بابرکت تھے۔ پھر فرمایا: ''لوگو! جو احکام تمہیں دیے جاتے ہیں تم ان سب کی طاقت نہیں رکھتے ہو' یا انہیں ہرگز نہیں کر سکتے ہو' لیکن استقامت واعتدال اختیار کرو اور خوش ہو جاؤ۔''

قال أبو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ قال: ثَبَّتَنِي في شَيْءٍ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِي، وَقَدْ كَانَ انْقَطَعَ مِنَ الْقِرْطَاسِ.

جناب ابوعلی (لؤلؤی' تلمیذ امام ابوداود) کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوداود سے سنا' وہ کہتے تھے کہ اس حدیث کا کچھ حصہ مجھے میرے ساتھیوں نے یاد کرایا ہے جو کہ میرے کاغذ سے ضائع ہو گیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① متبع سنت علماء' صلحاء اور باعمل لوگوں سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا نہایت قابل قدر اور بلندیٔ درجات کا حامل عمل ہے۔ ایسے لوگوں سے خود باری تعالیٰ محبت کرتا ہے اور روز قیامت ایسے لوگوں کو اللہ عزوجل کا خصوصی سایہ میسر ہو گا۔ [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ] آمین۔ (صحیح مسلم' حدیث: ۲۵۶۶' ۲۵۶۷) ② اصحاب خیر کی زیارت میسر آئے تو ان سے دعائے خیر کرانی چاہیے' یہ مستحب عمل ہے۔ ③ حسب حال مہمانوں کی عمدہ خدمت ان کا حق ہے۔ ④ خطبہ میں عصا وغیرہ لے کر کھڑے ہونا مستحب ہے۔ ⑤ عام انسانوں کے لیے ناممکن ہے کہ شریعت کے تمام تر احکام پر عمل پیرا ہو سکیں' لیکن حسب امکان غفلت وکسل مندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اعمال صالحہ پر استقامت اور میانہ روی کو معمول بنانا ضروری ہے۔ ⑥ محدثین اپنی شخصی فروگزاشتیں بھی بیان کر دیا کرتے تھے تاکہ لوگ انہیں معصوم نہ سمجھنے لگیں۔

١٠٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ قال: «الْحَمْدُ لله نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بالله مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَن لا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ

١٠٩٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (خطبے میں) تشہد پڑھتے' تو کہا کرتے [اَلْحَمْدُلِلّٰه نَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه...... الخ] ''تمام طرح کی حمد وثنا اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد چاہتے اور معافی مانگتے ہیں۔ اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ بھٹکا دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ

١٠٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٦ من حديث أبي عاصم به * قتادة تقدم، ح: ٢٩ وعنعن، وأبو عياض مجهول كما في التقريب.

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ ولا يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا».

اللہ کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو قیامت سے پہلے حق کے ساتھ' خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے' اللہ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔"

ملحوظہ: اس موضوع پر محدث البانی رحمہ اللہ کا رسالہ "خطبة الحاجة" قابل مطالعہ ہے۔

١٠٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ أَنَّهُ سألَ ابنَ شِهَابٍ عن تَشَهُّدِ رسولِ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قال: «وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوَى، وَنَسْأَلُ الله رَبَّنَا أَنْ يَجْعَلَنَا مِمَّنْ يُطِيعُهُ وَيُطِيعُ رَسُولَهُ، وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ، وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِهِ وَلَهُ».

١٠٩٨- جناب یونس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن شہاب سے رسول اللہ ﷺ کے خطبے کے متعلق پوچھا جو آپ جمعہ کے روز پڑھا کرتے تھے۔ تو اسی (مذکورہ حدیث) کی مانند بیان کیا اور کہا [وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَد غَوٰى...... الخ] "جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ بہت بڑے شر میں جا پڑا۔ ہم اپنے اللہ سے' جو ہمارا رب ہے' سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے رسول کی' اس کی رضامندی کے تابع ہوتے اور اس کی ناراضی سے بچتے ہیں۔ بلاشبہ ہم اسی کے ساتھ ہیں اور اسی کیلئے ہیں۔"

ملحوظہ: یہ روایت بھی مرسل یعنی تابعی کا بیان ہے اس لیے محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

١٠٩٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ، حدثني عَبْدُ العَزِيزِ بنُ رُفَيْعٍ عن تَمِيمِ الطَّائِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ

١٠٩٩- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک خطیب نے خطبہ دیا اور اس نے کہا: [مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَمَنْ يَعْصِهِمَا]

١٠٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٥، وهو في كتاب المراسيل لأبي داود، ح: ٥٧ * الخبر مرسل.

١٠٩٩- تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ٨٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فقال: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فقال: «قُمْ -أَوِ اذْهَبْ- بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ۔'' یا فرمایا: ''چلے جاؤ تم بہت برے خطیب ہو۔''

فائدہ: نبی ﷺ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ایک ضمیر تثنیہ سے ذکر کیا جائے۔ یہ خلاف ادب ہے۔ اس میں مساوات کا شبہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مفہوم ادا کرنا ہو تو [مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه] کہا جائے۔

١١٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن خُبَيْبٍ، عن عَبْدِ الله بْنِ مَعْنٍ، عن بِنْتِ الْحَارِثِ بن النُّعْمَانِ قالت: مَا حَفِظْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رسولِ الله ﷺ، يَخْطُبُ بِهَا كلَّ جُمُعَةٍ. قالت: وكَانَ تَنُّورُ رسولِ الله ﷺ وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا.

١١٠٠- حارث بن نعمان کی صاحبزادی بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۂ قٓ رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سن کر ہی یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر خطبۂ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اور ہمارا تنور ایک ہی تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ عن شُعْبَةَ قال: بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ، وقال ابنُ إِسْحَاقَ: أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے اس خاتون کا نسب یوں ذکر کیا: ''بنت حارثہ بن نعمان'' جبکہ ابن اسحاق نے ''ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان'' کہا۔

فائدہ: خطبۂ جمعہ میں قرآن کریم کی آیات ہی سے وعظ کہنا چاہیے۔ اور سورۂ قٓ کو موضوع بنانا مسنون و مؤکد ہے کہ سامعین کو قیامت اور اس کے حساب کتاب کی شدت یاد دلائی جائے۔ اور وہ اقوام سابقہ کی تاریخ و انجام سے بھی غافل نہ رہیں۔

١١٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حدثني سِمَاكٌ عن جَابِرِ

١١٠١- حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز اور آپ کا خطبہ درمیانہ درمیانہ

١١٠٠- تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٨٧٣ عن محمد بن بشار به، وانظر، ح: ١١٠٢، ١١٠٣.

١١٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في الخطبة الثانية والذكر فيها، ح: ١٤١٩، وابن ماجه، ح: ١١٠٦ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ٨٦٦ من حديث أبي الأحوص عن سماك به نحوه.

ابنِ سَمُرَةَ قال: كَانَتْ صَلَاةُ رسولِ الله ﷺ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا، يَقْرَأُ آياتٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ.

ہوتے تھے۔ آپ قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① خطبۂ جمعہ کو بہت زیادہ طویل کر دینا اور اس کے بالمقابل نماز کو مختصر رکھنا خلاف سنت ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا ضروری نہیں' بلکہ اس سے اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہو'اس لیے خطبہ اس زبان میں ہونا چاہیے جو لوگوں کی سمجھ میں آ سکے اور وہ خطبہ سن کر اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ اور ان کی زندگی میں انقلاب آئے۔ ③ اگر یہ پابندی لگا دی جائے کہ خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں ہو اور بس' تو عربی نہ جاننے والوں کی سمجھ میں اس سے کیا آئے گا؟ اور کیسے ان کی اصلاح ہو گی؟ اس طرح تو وعظ ونصیحت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

١١٠٢- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ بِلالٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُخْتِهَا قالت: مَا أَخَذْتُ ﴿ق﴾ إِلَّا مِنْ فِي رسولِ الله ﷺ، كَانَ يَقْرَأُهَا فِي كلِّ جُمُعَةٍ.

۱۱۰۲- عمرہ اپنی بہن سے روایت کرتی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ ق ؔ رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک ہی سے (سن کر) یاد کی ہے۔ آپ اسے ہر جمعہ (کے خطبہ میں) پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ وَابنُ أَبِي الرِّجَالِ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بنِ النُّعْمَانِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ایوب اور ابن ابی الرجال نے یحییٰ بن سعید سے' انہوں نے عمرہ سے' انہوں نے ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١١٠٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن أُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْهَا، بِمَعْنَاهُ.

۱۱۰۳- یحییٰ بن سعید' عمرہ سے' وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی بہن سے' جو ان سے بڑی تھیں۔ اس کے ہم معنی روایت ہے۔

توضیح: عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور ام ہشام بنت حارثہ یا تو رضاعی بہنیں ہیں یا کوئی اور قرابت داری ہے۔

١١٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديث الآتي.

١١٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوة والخطبة، ح: ٨٧٢ عن ابن السرح به.

(المعجم ٢٢٢، ٢٢٤) - **باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٣١)

باب: ۲۲۲، ۲۲۴- (دوران خطبہ) منبر پر ہاتھ اٹھانا

١١٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُصَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قال: رَأى عُمَارَةُ بنُ رُوَيْبَةَ بِشْرَ بنَ مَرْوَانَ وَهُوَ يَدْعُو في يَوْمِ جُمُعَةٍ، فقال عُمَارَةُ: قَبَّحَ الله هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ، قال: زَائِدَةُ قال حُصَيْنٌ: حدثني عُمَارَةُ، قال: لَقَدْ رأَيْتُ رسولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا يَزِيدُ عَلَى هَذِهِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ الَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ.

۱۱۰۴- جناب حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بن رویبہ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر) دعا کر رہا تھا۔ (ہاتھ ہلا رہا تھا) تو عمارہ نے کہا: اللہ ان دونوں ہاتھوں کو رسوا کرے...... زائدہ کہتے ہیں کہ حصین نے کہا: مجھے عمارہ نے بیان کیا...... تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ یعنی صرف شہادت کی انگلی (اٹھانے پر اکتفا کرتے تھے) جو انگوٹھے سے ملی ہوتی ہے۔

فائدہ: خطیب کا دورانِ خطبہ میں اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر لوگوں سے خطاب کرنا خلاف سنت اور خلاف ادب جمعہ ہے۔ صرف انگشت شہادت سے اشارہ ثابت ہے۔ رہا یہ استدلال کہ اثنائے خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ممنوع ہے' اگرچہ بعض رواۃ اس طرف گئے ہیں مگر یہ استدلال مرجوح ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے استسقاء کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی۔

١١٠٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن ابنِ أبي ذُبَابٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: مَا رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ شَاهِرًا يَدَيْهِ قَطُّ يَدْعُو عَلَى مِنْبَرِهِ وَلَا غَيْرِهِ، وَلَكِنْ

۱۱۰۵- حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے منبر پر یا اس کے علاوہ دعا کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یوں کرتے تھے اور اشارہ کر کے دکھایا کہ آپ انگشت شہادت اٹھاتے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا لیتے۔

١١٠٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ٨٧٤ من حديث حصين بن عبدالرحمٰن به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٦١٤.

١١٠٥ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٣/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٣٣٧ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٠ * عبدالرحمٰن بن معاوية بن الحويرث ضعفه الجمهور، وباقي السند حسن.

رَأَيْتُهُ يقولُ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَعَقَدَ الْوُسْطَى بالإِبْهَامِ.

(المعجم ٢٢٣، ٢٢٥) - **باب إِقْصَارِ الْخُطَبِ** (التحفة ٢٣٢)

باب:۲۲۳'۲۲۵-خطبہ مختصر ہونا چاہیے

١١٠٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أبِي: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بنُ صَالِحٍ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أَبِي رَاشِدٍ، عن عَمَّارِ بن يَاسِرٍ قال: أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ بِإِقْصَارِ الْخُطَبِ.

۱۱۰۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبے مختصر رکھنے کا حکم دیا۔

١١٠٧- **حَدَّثَنا** مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أخبرني شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ السُّوَائِيِّ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ لا يُطِيلُ المَوْعِظَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِنَّمَا هُنَّ كَلِمَاتٌ يَسِيرَاتٌ.

۱۱۰۷- حضرت جابر بن سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز لمبا وعظ نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ چند مختصر سے کلمات ہوا کرتے تھے۔

فائدہ: خطبہ مختصر ہونا سنت ہے اور تطویل خلاف سنت۔

(المعجم ٢٢٤، ٢٢٦) - **باب الدُّنُوِّ مِنَ الإِمَامِ عِنْدَ الْمَوْعِظَةِ** (التحفة ٢٣٣)

باب:۲۲۴'۲۲۶-وعظ وخطبہ میں امام کے قریب ہونا

١١٠٨- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قال: وَجَدْتُ في

۱۱۰۸- جناب معاذ بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی بیاض میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا پایا اور سنا

١١٠٦- **تخريج:** [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٠ عن عبدالله بن نمير به، وصححه الحاكم: ١/ ٢٨٩، ووافقه الذهبي * أبوراشد حديثه حسن.

١١٠٧- **تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٧، ٢٠٨ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٩، وانظر، ح: ١١٠١، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٦٢٦.

١١٠٨- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١١ عن علي بن المديني به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٨٩، ووافقه الذهبي * قتادة تقدم، ح: ٢٩، وعنعن.

كِتَابِ أَبِي بِخَطِّ يَدِهِ ولم أَسْمَعْهُ مِنْهُ، قال قَتَادَةُ: عن يَحْيَى بنِ مَالِكٍ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قال: «احْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الإِمَامِ، فإِنَّ الرَّجُلَ لا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتَّى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا».

نہیں۔ کہ قتادہ نے کہا یحییٰ بن مالک سے وہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "ذکر (خطبہ اور وعظ) میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو۔ انسان (اگر خیر کے مقامات سے) پیچھے رہنے کو معمول بنا لے تو جنت میں بھی پیچھے کر دیا جائے گا اگرچہ اس میں داخل ہو ہی جائے۔"

فوائد ومسائل: ① مسلمان کو بھلائی اور نیکی کے کاموں میں سبقت کرنے کا حریص بننا چاہیے تاکہ اللہ کے ہاں قربت میں سبقت پائے۔ بالخصوص جمعہ اور اس کا خطبہ سننا بہت بڑی اہم نیکیوں میں سے ہے۔ ② اسی طرح امام اور خطیب کے قریب ہو کر بیٹھنا بھی باعث فضیلت ہے۔

(المعجم ٢٢٥، ٢٢٧) - بَابُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الْخُطْبَةَ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ (التحفة ٢٣٤)

باب: ۲۲۵، ۲۲۷- امام کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دے تو جائز ہے۔

١١٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ زَيْدَ بنَ حُبَابٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ وَاقِدٍ: حدثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ قال: خَطَبَنَا رسولُ الله ﷺ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ، فَنَزَلَ فَأَخَذَهُمَا فَصَعِدَ بِهِمَا الْمِنْبَرَ ثُمَّ قال: «صَدَقَ الله ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [الأنفال: ٢٨] رَأَيْتُ هَذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ»، ثُمَّ أَخَذَ فِي الْخُطْبَةِ.

۱۱۰۹- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ (اس اثناء میں) حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سرخ قمیصیں پہنے ہوئے آئے۔ وہ گرتے تھے اور اٹھتے تھے۔ تو آپ منبر سے اتر پڑے، ان کو پکڑا اور ان دونوں کو لے کر منبر پر تشریف لائے، پھر فرمایا: "سچ فرمایا اللہ ذوالجلال نے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ "بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔" میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا۔" اس کے بعد آپ نے پھر خطبہ دینا شروع کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی معقول عارضے کی بنا پر اگر خطبے کا تسلسل ٹوٹ جائے یا توڑنا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ② حضرات حسنین رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین نواسے ہیں، نبی علیہ السلام نے ان کو اپنی "راحت جان" [رَيْحَانَتَايَ]

١١٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب حلمه ووضعه الحسن والحسين بين يديه . . . الخ، ح: ٣٧٧٤ من حديث حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب".

فرمایا اور جوانانِ جنت کے سردار ہونے کی بشارت دی ہے۔ ان کے دل نواز تذکرے سے ہم اہل السنۃ والجماعۃ اصحاب الحدیث کے چہرے کھل اٹھتے' سینے ٹھنڈے ہوتے' آنکھیں ادب میں جھک جاتی اور زبانیں بے ساختہ [رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُم] پکارنے لگ جاتی ہیں۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ہمیں ان سے عدم محبت کا طعنہ دیتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم محبت کے نام پر انہیں صفات الٰہیہ سے متصف نہیں کرتے کہ انہیں عالم الغیب' مشکل کشا' مجیب الدعوات یا مغیث (فریاد رس) کہنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط وتفریط کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور آخرت میں ان مقبولانِ الٰہی اور محبوبانِ رسول ﷺ کی رفاقت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ٢٢٦، ٢٢٨) - **باب الاِحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ** (التحفة ٢٣٥)

باب:۲۲۶'۲۲۸- خطبے کے دوران میں اِحْتِبَاء (ممنوع ہے)

١١١٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حدثنا المُقْرِىءُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عن أبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عن أبيهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ نَهَى عن الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ.

۱۱۱۰- سہل بن معاذ بن انس اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز جب امام خطبہ دے رہا ہو حِبْوَہ (بیٹھنے کی ایک صورت) سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: [اِحْتِبَاء یا حِبْوۃ] اس انداز کے بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ انسان اپنے گھٹنے اکٹھے کر کے سینے سے لگا لے اور پھر ہاتھوں سے ان پر حلقہ بنا لے یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا لپیٹ لے۔ اسی کو احتباء اور حبوہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ نشست بے پروائی اور عدم توجہ کی علامت سمجھی جاتی ہے' نیز اونگھ بھی آنے لگتی ہے۔ تہبند پہنے ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے اور بعض اوقات انسان بے وضو بھی ہو جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا' الغرض جمعہ میں بالخصوص اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔

١١١١- **حَدَّثَنا** دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الله بْنِ الزِّبْرِقَانِ عن

۱۱۱۱- جناب یعلیٰ بن شداد بن اوس کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس میں حاضر تھا۔ انہوں نے ہمیں جمعہ پڑھایا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں

١١١٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب، ح: ٥١٤ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وقال: "حسن".

١١١١ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ٨٠ من حديث خالد بن حيان به * سليمان بن عبدالله لين الحديث كما في التقريب * خالد بن حيان وسليمان بن عبدالله، لم أجدهما في رجال أبي داود، وهذا أمر عجيب.

يَعْلَى بنِ شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ قال: شَهِدْتُ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَيْتَ المَقْدِسِ فَجَمَّعَ بِنَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا جُلُّ مَنْ فِي المَسْجِدِ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُهُمْ مُحْتَبِينَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ.

حاضرین کی اکثریت اصحاب نبی ﷺ کی تھی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ امام خطبہ دے رہا تھا اور وہ احتباء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ ابنُ عُمَرَ يَحْتَبِي وَالإِمَامُ يَخْطُبُ وَأَنَسُ بنُ مَالِكٍ وَشُرَيْحٌ وَصَعْصَعَةُ بنُ صُوحَانَ وَسَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَمَكْحُولٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ سَعْدٍ وَنُعَيْمُ ابنُ سَلَامَةَ، قال: لا بَأْسَ بِها.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ اثنائے خطبہ میں احتباء کی حالت میں بیٹھا کرتے تھے۔ انس بن مالک ؓ اور شریح' صعصعہ بن صوحان' سعید بن مسیّب' ابراہیم نخعی' مکحول' اسماعیل بن محمد بن سعد اور نعیم بن سلامہ کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ولم يَبْلُغْني أَنَّ أَحَدًا كَرِهَهَا إِلَّا عُبَادَةَ بْنَ نُسَيٍّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ جناب عبادہ بن نسی ؒ (تابعی) کے علاوہ مجھے کسی کے متعلق معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ کہا ہو۔

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں توسّع ہے بالخصوص جبکہ محظورات (ممنوع اور ناجائز امور) میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ بہر حال بہتر یہی ہے کہ احتباء اور حبوہ جیسی نشست سے بچا جائے۔ ② امیر معاویہ ؓ کے خطبے کے دوران میں اکثریت کا اصحاب رسول ہونا امیر معاویہ کے مقبول اور پسندیدہ ہونے کی علامت ہے۔

(المعجم ٢٢٧، ٢٢٩) - باب الْكَلَامِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٣٦)

باب: ٢٢٧'٢٢٩- خطبے کے دوران میں بات چیت

١١١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدٍ، عن أبي

۱۱۱۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم یہ کہو کہ خاموش ہو جاؤ

١١١٢ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العيدين، باب الإنصات للخطبة، ح: ١٥٧٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم)، ح: ١٣، ورواه البخاري، ح: ٩٣٤، ومسلم، ح: ٨٥١ من حديث ابن شهاب الزهري به.

هُرَيْرَةَ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قال: «إِذَا قُلْتَ أَنْصِتْ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ».

اور امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے لغو کام کیا۔"

فائدہ: خطبہ کے دوران میں خطیب کو سننا چاہیے اور اسی کے ذمے ہے کہ لوگوں پر نظر رکھے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ کسی کو خاموش کرانا اگرچہ امر بالمعروف ہے مگر سامع کو اس کی بھی اجازت نہیں۔ الا یہ کہ خطیب کا اس طرف خیال نہ ہو یا غفلت کرے تو اشارے سے خاموش کرادے۔ اگر اشارہ نہ سمجھتا ہو تو از حد مختصر الفاظ سے منع کردے۔ (كذا في عون المعبود)

١١١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ قالا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عن حَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ: رَجُلٌ حَضَرَهَا يَلْغُو وَهُوَ حَظُّهُ مِنْهَا، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا يَدْعُو، فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا الله عَزَّوَجَلَّ إِنْ شَاءَ أَعْطَاهُ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُ، وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِإِنْصَاتٍ وَسُكُوتٍ ولم يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ ولم يُؤْذِ أَحَدًا، فَهِيَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَذَلِكَ بِأَنَّ الله تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ يقولُ: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ [الأنعام: ١٦٠]».

١١١٣- عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ عبداللہ بن عمرو ؓ سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جمعہ میں تین طرح کے افراد آتے ہیں۔ ایک وہ شخص جو لغو کام کرتا ہے اس کا یہی حصہ ہے۔ دوسرا دعا کے لیے آتا ہے یہ دعا کرتا ہے اللہ چاہے تو عطا فرمائے اور چاہے تو محروم رکھے۔ اور تیسرا وہ شخص جو خاموشی سے سنتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی گردن پھلانگتا ہے نہ کسی کو ایذا دیتا ہے۔ اس آدمی کے لیے یہ جمعہ آئندہ جمعہ تک کے لیے اور مزید تین دن کے لیے کفارہ ہے۔ اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ جو ایک نیکی لاتا ہے اس کے لیے اس کا دس گنا (اجر) ہے۔"

(المعجم ٢٢٨، ٢٣٠) - باب اسْتِئْذَانِ الْمُحْدِثِ لِلْإِمَامِ (التحفة ٢٣٧)

باب: ٢٢٨، ٢٣٠- جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ امام کو کیوں کر خبر دے کر جائے

١١١٤- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ

١١١٤- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ

١١١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٤ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨١٣.

١١١٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيمن أحدث في الصلوة كيف ◀◀

المِصِّيصيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عن عَائِشَةَ قالت: قال النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُم فِي صَلَاتِهِ فَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں بے وضو ہو جائے' تو چاہیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے اور چلا جائے۔''

قَالَ أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامٍ، عن أبيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ» لم يَذْكُرا عَائشةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ اور ابواسامہ نے عن ہشام عن ابیہ عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ''جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو۔'' انہوں نے حضرت عائشہ ؓ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی اس معاملے میں نماز اور خطبے کا مسئلہ تقریباً ایک ہی ہے۔ اور بے وضو ہو جانے کی صورت میں ناک پر ہاتھ رکھ کر چلے جانا بیان عذر کی ایک علامت بتائی گئی ہے۔

(المعجم ٢٢٩، ٢٣١) - بَابٌ: إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٣٨)

باب: ۲۲۹، ۲۳۱- جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہوتو......

١١١٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَمْرٍو - وَهُوَ ابنُ دِينَارٍ - عن جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فقال: «أَصَلَّيْتَ يافُلَانُ؟» قال: لا. قال: «قُمْ فَارْكَعْ».

۱۱۱۵- سیدنا جابر ؓ کا بیان ہے کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''اے فلاں! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔''

١١١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ

۱۱۱۶- جناب اعمش' ابوسفیان سے' وہ حضرت جابر

◄◄ ينصرف؟، ح:١٢٢٢ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٠١٩، وابن حبان، ح:٢٠٥، ٢٠٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٨٤، ٢٦٠، ووافقه الذهبي.

١١١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب... الخ، ح:٩٣٠، ومسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح:٨٧٥ من حديث حماد بن زيد به.

١١١٦- تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث الأعمش به، ورواه ابن ماجه، ح:١١١٤ من حديث حفص بن غياث به.

وَإِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ، المَعْنَى، قالا: حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأَعمَش، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ، وعن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالا: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ ورسولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فقال لَهُ: «أَصَلَّيْتَ شَيْئًا؟» قال: لَا، قال: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزْ فِيهِما».

رضی اللہ عنہ سے' نیز اعمش' ابوصالح سے' وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں کا بیان ہے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے' آپ نے ان سے کہا: ''کیا تم نے کوئی نماز پڑھی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں: آپ نے فرمایا: ''مختصر سی دو رکعتیں پڑھ لو۔''

١١١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن سَعِيدٍ، عن الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ، عن طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ أَنَّ سُلَيْكًا جَاءَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قال: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُم وَالإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَتَجَوَّزُ فِيهِما».

۱۱۱۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کر رہے تھے کہ جناب سلیک آئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ مزید یہ کہا کہ پھر نبی علیہ السلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے چاہیے کہ مختصر سی دو رکعتیں پڑھے۔''

فوائد ومسائل: ① قبل از خطبہ جمعہ نوافل کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ کم از کم دو رکعت تحیۃ المسجد لازماً پڑھنی چاہیے۔ یہ نہایت مؤکد ہے' حتی کہ اگر امام خطبہ دے رہا ہو تو بھی مختصر سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ الا یہ کہ خطبہ فوت ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جائے۔ ② امام اثنائے خطبہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے اور لوگوں کو شریعت کے مسائل سے آگاہ کرے' مگر جس بات کی تفصیل معلوم نہ ہو تو پہلے معلوم کرلے پھر حکم دے جیسے کہ نبی علیہ السلام نے پہلے دریافت فرمایا کہ ''کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟'' ③ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ تحیۃ المسجد ممنوع اوقات میں بھی پڑھی جائے' کسی وقت ترک نہ کی جائے۔

(المعجم ٢٣٠، ٢٣٢) - **باب تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٣٩)

باب: ۲۳۰' ۲۳۲- جمعہ کے روز (اثنائے خطبہ میں) لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے

١١١٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ:

۱۱۱۸- ابو الزاہریہ بیان کرتے ہیں کہ ایک (بار)

١١١٧ـ تخريج: [صحيح] وهو في المسند لأحمد: ٣/ ٢٩٧ بطوله، وانظر الحديث السابق.

١١١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب النهي عن تخطي رقاب الناس والإمام على ◀◀

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ قال: كُنَّا مع عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ، فقال عَبْدُ الله بنُ بُسْرٍ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ».

جمعہ کے دن ہم حضرت عبداللہ بن بسر ؓ صحابیٔ رسول ﷺ کے ساتھ تھے۔ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا‘ تو حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے‘ تو نبی ﷺ نے اس سے کہا: ”بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی۔“

فوائد و مسائل: ① جمعہ میں دیر سے آنا اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جگہ لینے کی کوشش کرنا انتہائی مکروہ کام ہے۔مسلمان کا اکرام واجب ہے اور اسے ایذا دینا حرام ہے۔ ② ہاں اگر لوگ جہالت کی بنا پر اگلی صفیں چھوڑ کر پیچھے بیٹھ جائیں تو ایسے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا کیونکہ انہوں نے ازخود اپنی حرمت پامال کی‘ پیچھے بیٹھے اور اگلی صفیں پوری نہیں کیں۔ ③ البتہ خطیب امام کو شرعی ضرورت کے تحت اس عمل کی رخصت ہے۔ایسے ہی جو بے وضو ہو جائے تو باہر جانا اس کے لیے ضروری ہو جاتا ہے‘ مگر پھر بھی ادب و اکرام سے گزرے۔

(المعجم ٢٣١، ٢٣٣) - باب الرَّجُلِ يَنْعَسُ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ٢٤٠)

باب:٢٣١‘٢٣٣- خطبے کے دوران میں کسی کو اونگھ آنے لگے تو......؟

١١١٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «إذَا نَعَسَ أَحَدُكُم وَهُوَ فِي المَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ إلَى غَيْرِهِ».

١١١٩- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”جب کسی کو اونگھ آنے لگے اور وہ مسجد میں ہو تو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل کر کسی اور جگہ بیٹھ جائے۔“

فائدہ: اونگھ یا نیند دور کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہو سکتا ہے کہ وضو کر لے۔

◀◀ المنبر يوم الجمعة، ح:١٤٠٠ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٨١١، وابن حبان، ح:٥٧٢، والحاكم على شرط مسلم:١/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

١١١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب: فيمن ينعس يوم الجمعة أنه يتحول من مجلسه، ح:٥٢٦ من حديث عبدة بن سليمان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:١٨١٩، وابن حبان، ح:٥٧١، والحاكم على شرط مسلم:١/ ٢٩١، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٢٣٢، ٢٣٤) - **باب الْإِمَامِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ** (التحفة ٢٤١)

باب:۲۳۲'۲۳۴-منبر سے اترنے کے بعد امام کسی سے کوئی بات کرے

١١٢٠- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عن جَرِيرٍ وَهُوَ ابنُ حَازِمٍ، لا أَدْرِي كَيْفَ قَالَهُ مُسْلِمٌ أَوْلا، عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يَنْزِلُ مِنَ الْمِنْبَرِ فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ في الْحَاجَةِ فَيَقُومُ مَعَهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي.

۱۱۲۰-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے اترتے اور کوئی شخص اپنی ضرورت سے آپ کے پاس آ جاتا تو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہو جاتے' حتیٰ کہ وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتا' پھر آپ (مصلے پر) کھڑے ہوتے اور نماز پڑھاتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْحَدِيثُ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ عن ثَابِتٍ، هُوَ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ثابت سے یہ حدیث معروف نہیں ہے۔جریر بن حازم اس بیان میں منفرد ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم اس قسم کا ایک واقعہ' جس میں دوران خطبہ خطبہ چھوڑ کر سائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے' صحیح مسلم (حدیث:۸۷۶) میں ہے۔علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا۔ جیسے کہ جامع ترمذی میں ہے کہ ''نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا' حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔'' (ترمذی' حدیث:۵۱۸- ابوداود' حدیث:۲۰۱) اور مسئلہ یوں ہی ہے کہ اگر امام یا کوئی اور شخص کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں' مگر اہل جماعت کو اذیت نہیں ہونی چاہیے۔

(المعجم ٢٣٣، ٢٣٥) - **باب مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً** (التحفة ٢٤٢)

باب:۲۳۳'۲۳۵-جس شخص کو جمعے کی ایک رکعت مل جائے

١١٢١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن

۱۱۲۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

١١٢٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الكلام بعد نزول الإمام من المنبر، ح:٥١٧، والنسائي، ح:١٤٢٠، وابن ماجه، ح:١١١٧ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٣/ ٢٢٤، وقال الترمذي: "غريب"، والحديث ضعفه البخاري وغيره، فالحديث معلل، وحديث مسلم، ح:٨٧٦ يغني عنه.

١١٢١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من أدرك من الصلوة ركعةً، ح:٥٨٠، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعةً من الصلوة فقد أدرك تلك الصلوة، ح:٦٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٠، (والقعنبي، ص: ٣٥، ٣٦).

ابنِ شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز سے ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔“

فائدہ: جس شخص نے جمعہ، جماعت اور نماز کے وقت میں ایک رکعت پالی اس نے نماز کی ادائیگی اور فضیلت پا لی۔ اسی طرح جمعہ کی ایک رکعت پائے تو ایک رکعت اور پڑھے ورنہ چار رکعت مکمل کرے۔ ائمہ کرام سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ یہی بیان کرتے ہیں۔ علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے مسلک احناف کو ترجیح دی ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ نماز کا کچھ حصہ بھی پالے چاہے تشہد ہی کیوں نہ ہو تو وہ باقی نماز دو رکعت ہی جمعہ کی پوری کرے گا اور ظہر کی نماز نہیں پڑھے گا۔ واللہ اعلم.
(جامع الترمذی مع التحفۃ، حدیث: ۵۲۴)

(المعجم ٢٣٤، ٢٣٦) - باب مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي الْجُمُعَةِ (التحفة ٢٤٣)

باب: ۲۳۴، ۲۳۶- نماز جمعہ میں قراءت

١١٢٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْتَشِرِ، عن أبِيهِ، عن حَبِيبِ بنِ سَالِمٍ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ بِ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾. قال: وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَقَرَأَ بِهِمَا.

۱۱۲۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سورت ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ بعض اوقات عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے تو بھی یہی سورتیں پڑھتے۔

١١٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ضَمْرَةَ بنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ أَنَّ الضَّحَّاكَ ابنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رسولُ الله ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ

۱۱۲۳- جناب ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز سورۂ جمعہ کی تلاوت کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے۔ کہا کہ ﴿هَلْ أَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (یعنی دوسری رکعت میں) پڑھتے تھے۔

١١٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة، ح: ٨٧٨ عن قتيبة به.
١١٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٨٧٨ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١١، (والقعنبي، ص١٦٦).

سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ فقال: كَانَ يَقْرَأُ بِـ ﴿هَلْ أَتَنٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

١١٢٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن جَعْفَرٍ، عن أبيهِ، عن ابنِ أَبِي رَافِعٍ قال: صَلَّى بِنَا أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ﴾. قال: فأَدْرَكْتُ أبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ: إنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ. قال أَبُو هُرَيْرَةَ: فإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۱۲۴- ابن ابی رافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ پڑھایا تو انہوں نے سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں ﴿إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ کی تلاوت کی۔ ابن ابی رافع کہتے ہیں کہ نماز کے بعد میں حضرت ابو ہریرہ سے ملا اور کہا کہ آپ نے جو سورتیں تلاوت کی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کوفہ میں یہی پڑھا کرتے تھے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ آپ بھی جمعہ کے روز (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ جمعے کی نماز میں یہ دونوں سورتیں بھی پڑھی ہیں۔

١١٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن شُعْبَةَ، عن مَعْبَدِ بنِ خَالِدٍ، عن زَيْدِ بنِ عُقْبَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ في صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ ٱسْمَ رَبِّكَ ٱلْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَنٰكَ حَدِيثُ ٱلْغَـٰشِيَةِ﴾.

۱۱۲۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰـكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: نماز میں قرآن کریم میں سے کہیں سے پڑھ لیا جائے تو نماز بلاشبہ صحیح اور درست ہے' مگر رسول اللہ ﷺ کی اختیار کردہ قراءت کو معمول بنانا نبی علیہ السلام سے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر مزید کا باعث ہے۔ اور اس میں جو لذت اور شرف ہے وہ اصحاب الحدیث ہی کا نصیبہ ہے۔ كَثَّرَ اللّٰهُ سَوَادَهُمْ.

١١٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلوة الجمعة، ح: ٨٧٧ عن القعنبي به.

١١٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب القراءة في صلوة الجمعة . . . الخ، ح: ١٤٢٣ من حديث شعبة به.

(المعجم ٢٣٥، ٢٣٧) - **باب الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَبَيْنَهُمَا جِدَارٌ** (التحفة ٢٤٤)

باب:۲۳۵'۲۳۷-امام اور مقتدی کے درمیان دیوار حائل ہو تو اقتداء کا حکم؟

١١٢٦- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالت: صَلَّى رسولُ الله ﷺ في حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ الْحُجْرَةِ.

۱۱۲۶-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ (اعتکاف) میں نماز پڑھی اور لوگ حجرے سے باہر آپ کی اقتدا کر رہے تھے۔

فائدہ: جب نمازیوں کی صفیں متصل ہوں اور صفوں کے درمیان کوئی پردہ یا دیوار حائل ہو خواہ امام اور مقتدیوں کے درمیان ہی یہ صورت ہو اور انہیں امام کے احوال کی بخوبی اطلاع ہو تو اقتدا جائز ہے جیسے آج کل مساجد کئی کئی منزلہ بن گئی ہیں یا عورتیں پردے کے پیچھے ہوتی ہیں۔ مگر ریڈیو یا ٹی وی کے ذریعے سے اقتدا جائز نہیں۔ کیونکہ صفیں متصل نہیں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں ٹی وی کے ذریعے سے ان عبادات کو ٹیلی کاسٹ (نشر) کرنا ہی شرعاً سخت محل نظر ہے چہ جائیکہ ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہونے والے شخص کو امام بنا لیا جائے؟

(المعجم ٢٣٦، ٢٣٨) - **باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ** (التحفة ٢٤٥)

باب:۲۳۶'۲۳۸-جمعے کے بعد نماز کا بیان

١١٢٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ [الْعَتَكِيُّ]، المَعْنَى، قالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ في مَقَامِهِ، فَدَفَعَهُ وقال: أَتُصَلِّي الْجُمُعَةَ أَرْبَعًا؟! وَكَانَ عَبْدُ الله يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ ويقولُ: هَكَذَا فَعَلَ رسولُ الله ﷺ.

۱۱۲۷-جناب نافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اسی جگہ دو رکعتیں پڑھ رہا تھا' تو آپ نے اسے ہٹا دیا اور کہا: کیا تو جمعے کی چار رکعتیں پڑھتا ہے؟ حضرت عبداللہ ؓ جمعہ کے روز (جمعہ کے بعد) اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

١١٢٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأذان، باب: إذا كان بين الإمام وبين القوم حائط أو سترة، ح: ٧٢٩ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، مطولاً، ورواه أحمد: ٦/ ٣٠ عن هشيم به.

١١٢٧ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي، الجمعة، باب إطالة الركعتين بعد الجمعة، ح: ١٤٣٠ من حديث أيوب به.

فوائد ومسائل: ① فرائض کے بعد فوراً اسی جگہ نوافل نہیں پڑھنے چاہییں' بلکہ جگہ بدل لی جائے یا کسی سے بات چیت یا اذکار کے ذریعے سے وقفہ کیا جائے۔ ② جمعہ کے بعد گھر میں جا کر دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ ③ علماء کے ذمے ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ جرأت سے ادا کیا کریں۔ لیکن اس عظیم مقصد کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کو اس کی تلقین کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں' یعنی اپنے اخلاق' کردار اور اعمال کو سنت مطہرہ کے مطابق بنائیں۔

١١٢٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنَا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ قال: كَانَ ابنُ عُمَرَ يُطِيلُ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَيُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١١٢٨- جناب نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ سے پہلے لمبی نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعے کے بعد گھر جا کر دو رکعتیں پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ یہی کیا کرتے تھے۔

١١٢٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عُمَرُ بنُ عَطَاءِ بنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّ نَافِعَ بنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ ابنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عن شَيْءٍ رَأَى مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فقال: صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فقال: لَا تُعِدْ لِمَا صَنَعْتَ، إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ لَا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ.

١١٢٩- جناب عمر بن عطاء بن ابی الخوار سے روایت ہے کہ جناب نافع بن جبیر نے ان کو نمر کے بھانجے جناب سائب بن یزید کے پاس بھیجا' یہ پوچھنے کے لیے کہ وہ کیا بات تھی جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان کے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی' سلام کے بعد میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھی۔ جب وہ اپنی منزل میں آئے تو مجھے بلوایا اور کہا: جو کچھ تم نے کیا ہے ایسے پھر مت کرنا' جب تم جمعہ پڑھو تو اسے نماز کے ساتھ مت ملاؤ' حتیٰ کہ بات کر لو یا وہاں سے چلے جاؤ۔ بلاشبہ نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملایا جائے' حتیٰ کہ تم کوئی بات کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ۔

١١٢٨ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] وانظر الحديث السابق، وصححه ابن الملقن على شرط الشيخين، (تحفة المحتاج: ١/ ٣٩٨، ح: ٤٣٣).

١١٢٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوٰة بعد الجمعة، ح: ٨٨٣ من حديث ابن جريج به.

فائدہ : اہل علم کے لیے ضروری اور بہتر ہے کہ مسئلہ بیان کرتے یا فتویٰ دیتے ہوئے وہ دلیل بیان کریں' تا کہ سامعین کو علم' بصیرت اور اطمینان ووثوق حاصل ہو۔

١١٣٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابنِ أبي رِزْمَةَ المَرْوَزِيُّ: أخبرنَا الْفَضلُ بنُ مُوسَى عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ إذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلَّى أرْبَعًا، وَإذَا كَانَ بالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ في المَسْجِدِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فقال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

١١٣٠- جناب عطاء حضرت ابن عمر ؓ سے راوی ہیں کہ وہ جب مکے میں ہوتے' اور جمعہ پڑھتے تو آگے بڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے' پھر آگے بڑھتے اور چار رکعتیں پڑھتے اور جب مدینے میں ہوتے اور جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں ادا کرتے اور مسجد میں نہ پڑھتے۔ آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دین کے امین تھے' رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے' ان کے اعمال پر نظر رکھی جاتی تھی اور تفصیل ودلیل بھی پوچھی جاتی تھی۔ ان کے بعد علمائے امت اس امانت کے وارث ہیں۔ لوگ ان کے کردار کو دینی نظر سے دیکھتے اور دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ تو چاہیے کہ طلبۂ دین اور علمائے شریعت صحیح سنت نبوی کو اپنا معمول بنائیں تا کہ لوگوں کو صحیح عملی نمونہ ملے اور اس کا اجر اللہ عزوجل ہی کے ہاں ملنے والا ہے۔ ② عام مسلمانوں کے بھی ذمے ہے کہ مسائل واعمال میں قرآن وسنت صحیحہ کی دلیل طلب کریں کیونکہ علماء کسی صورت بھی معصوم نہیں ہیں۔

١١٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ قالَ ابنُ الصَّبَّاحِ قالَ:

١١٣١- سہیل اپنے والد ابوصالح سے' وہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا (ابن صباح کے الفاظ ہیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جمعے کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے۔'' اور ابن صباح کی حدیث مکمل ہوئی۔ (احمد بن

١١٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٤٠، ٢٤١، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٣٩٧، ٣٩٨، ح: ٤٣٠، واختصره الترمذي، ح: ٥٢٣ جدًا.

١١٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب الصلوٰة بعد الجمعة، ح: ٨٨١ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

«مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا» وَتَمَّ حَدِيثُهُ، وقال ابنُ يُونُسَ: «إِذَا صَلَّيْتُم الْجُمُعَةَ فَصَلُّوا بَعْدَهَا أَرْبَعًا» قال: فقال لي أبي: يَابُنَيَّ! فإنْ صَلَّيْتَ في المَسْجِدِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَيْتَ المَنْزِلَ أَوِ الْبَيْتَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

یونس کی حدیث کے الفاظ ہیں:) ''جب تم جمعہ پڑھ لو تو اس کے بعد چار رکعتیں پڑھو۔'' میرے والد (ابوصالح) نے مجھ سے کہا: بیٹے! اگر مسجد میں پڑھو تو دو رکعت پڑھو' پھر جب گھر آ ؤ تو دو رکعتیں اور پڑھو۔

فائدہ: یہ تلقین' ترغیب اور استحباب کے لیے ہے۔

١١٣٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ.

١١٣٢- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الله ابنُ دِينَارٍ عن ابنِ عُمَرَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن دینار نے بھی حضرت ابن عمر ؓ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١١٣٣- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، أخبرني عَطَاءٌ: أَنَّهُ رَأَى ابنَ عُمَرَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَيَنْمَازُ عن مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْجُمُعَةَ قَلِيلًا غَيْرَ كَثِيرٍ قال: فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قال: ثُمَّ يَمْشِي أَنْفَسَ مِنْ ذَلِكَ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ رَأَيْتَ ابنَ عُمَرَ

١١٣٣- عطاء ؒ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے بعد نماز پڑھتے تو اپنی اس جگہ سے' جہاں انہوں نے جمعہ پڑھا ہوتا کچھ ہٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور پھر اس سے تھوڑا سا اور ہٹ جاتے اور چار رکعات پڑھتے۔ میں نے عطاء سے پوچھا: آپ نے حضرت ابن عمر ؓ کو ایسا کرتے ہوئے کتنی بار دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: کئی بار۔

١١٣٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجمعة، باب صلوة الإمام بعد الجمعة، ح:١٤٢٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٥٥٢٧، واختصره الترمذي، ح: ٤٣٤، ورواه البخاري، ح: ١١٦٥، ومسلم، ح: ٨٨٢ من حديث الزهري به.

١١٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الصلوة قبل الجمعة وبعدها، ح: ٥٢٣ من حديث ابن جريج به، مختصرًا.

يَصْنَعُ ذَلِكَ؟ قال: مِرَارًا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بنُ أَبِي سُلَيْمَانَ ولم يُتِمَّهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں اس روایت کو عبدالملک بن ابی سلیمان نے بھی روایت کیا ہے مگر مکمل بیان نہیں کیا۔

توضیح: جمعہ کے بعد سنتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا اپنا فعل گھر جا کر دو رکعات پڑھنے کا ہے اور امت کو چار رکعات کی ترغیب دی ہے' بغیر اس فرق کے کہ مسجد میں پڑھی جائیں یا گھر میں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غالباً نبی علیہ السلام کے فعل اور قول دونوں کو جمع کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان یا عمل سے چھ رکعات پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ بہرحال چار رکعات افضل اور راجح ہیں۔ (دیکھیے مرعاۃ المفاتیح' حدیث: ۱۱۷۵) اور بعض نے یہ تطبیق بھی دی ہے کہ مسجد میں پڑھنی ہوں تو چار رکعتیں اور گھر جا کر پڑھنی ہوں تو دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

(المعجم ٢١٩، ٢٢١- تابع) - **بَابٌ: فِي الْقُعُودِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ**

باب: ۲۱۹'۲۲۱- دو خطبوں کے درمیان میں بیٹھنا

١٠٩٢م - حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابنَ عَطَاءٍ، عن الْعُمَرِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ، كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ المِنْبَرَ حَتَّى يَفْرُغَ - أُرَاهُ قال: الْمُؤَذِّنُ - ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ، ثُمَّ يَجْلِسُ فَلَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ.

۱۰۹۲م- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ منبر پر آنے کے بعد بیٹھ جاتے' حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جاتا۔ پھر آپ کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور کلام نہ کرتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ دیتے۔

ملحوظہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے (۱۰۹۲)

(المعجم ٢٣٩) - **باب صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٢٤٦)

باب: ۲۳۹- نماز عیدین کے احکام ومسائل

١١٣٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ قال: قَدِمَ

۱۱۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور ان لوگوں کے ہاں

١٠٩٢م ـ تخريج: [ضعيف] تقدم: ١٠٩٢.

١١٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العيدين، باب١، ح: ١٥٥٧ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٢٥٠، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٩٤، ووافقه الذهبي.

رسولُ الله ﷺ المَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلعَبُونَ فيهِمَا فقال: «مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟» قالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا في الْجَاهِلِيَّةِ، فقال رسولُ الله ﷺ: «إنَّ الله قَدْ أَبْدَلَكُم بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ».

دو دن تھے کہ وہ ان میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''یہ دو دن کیا ہیں؟'' انہوں نے کہا کہ ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے اچھے دن دیے ہیں۔ اَضحیٰ (قربانی) کا دن اور فطر کا دن۔''

فائدہ: اسلام نے جاہلیت کے تمام شعائر کو حق کے ساتھ بدل دیا ہے' تو مسلمان کو اسی حق کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی عیدوں کی تعداد صرف دو ہے' باقی سب خود ساختہ ہیں۔

(المعجم ٢٣٧، ٢٤٠) - **باب وَقْتِ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ** (التحفة ٢٤٧)

باب: ۲۳۷' ۲۴۰- عید کے لیے جانے کا وقت

١١٣٥- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أبو المُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ الرَّحَبِيُّ قال: خَرَجَ عَبْدُ الله بنُ بُسْرٍ صَاحِبُ رسولِ الله ﷺ مَعَ النَّاسِ في يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَأَنْكَرَ إِبْطَاءَ الإِمَامِ فقال: إنَّا كُنَّا قَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ التَّسْبِيحِ.

۱۱۳۵- جناب یزید بن خمیر الرحبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابی رسول لوگوں کے ساتھ عید فطر یا عید اضحیٰ کے لیے تشریف لائے تو امام کے تاخیر کر دینے کو انہوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے' یعنی اشراق کے وقت۔

فائدہ: نماز عید میں بہت زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں ہے۔

(المعجم ٢٣٨، ٢٤١) - **باب خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيدِ** (التحفة ٢٤٨)

باب: ۲۳۸' ۲۴۱- عورتوں کا عید کے لیے جانا

١١٣٦- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۱۳۶- حضرت محمد بن سیرین' حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا

١١٣٥- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في وقت صلوٰة العيدين، ح: ١٣١٧ من حديث صفوان به، وهو في المسند (أطراف المسند: ٢/ ٦٨٨، ح: ٣٠٧٥)، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي.

١١٣٦- **تخريج**: أخرجه البخاري، العيدين، باب خروج النساء والحيض إلى المصلى، ح: ٩٧٤، ومسلم، صلوٰة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى ... الخ، ح: ٨٩٠ من حديث أيوب به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ وَيُونُسَ وَحَبِيبٍ وَيَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَهِشَامٍ، في آخرِينَ، عن مُحَمَّدٍ أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قالت: أَمَرَنَا رسولُ الله ﷺ أَنْ نُخْرِجَ ذَوَاتِ الْخُدُورِ يَوْمَ الْعِيدِ، قِيلَ: فَالْحُيَّضُ؟ قال: «لِيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ»، قال: فقالت امْرَأَةٌ: يارسولَ الله! إنْ لَمْ يَكُنْ لِإحْدَاهُنَّ ثَوْبٌ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قال: «تُلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا طَائِفَةً مِنْ ثَوْبِهَا».

سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ پردے میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو بھی عید کے دن ساتھ لے جائیں۔ پوچھا گیا کہ جو ایام میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔“ ایک عورت کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس (پردے کے لیے) چادر نہ ہو تو وہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اس کی سہیلی اسے اپنی چادر کا ایک حصہ اوڑھا دے۔“

فوائد ومسائل: ① عید کے دنوں میں عورتوں کا عیدگاہ میں جانا مستحب ہے مگر پردے میں‘ خوشبو اور آواز دار زیور کے بغیر۔ ② ”دعوة المسلمين“ میں اجتماعی دعا کا ثبوت ہے۔ مگر مروجہ طریقے سے نہیں۔ ③ دعا کے لیے طہارت ضروری نہیں‘ اس کے بغیر بھی دعا کرنا جائز ہے۔

١١٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أيُّوبُ عن مُحَمَّدٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بهذا الْخَبَرِ قال: «وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ». ولم يَذْكُرِ الثَّوْبَ. قال: وَحَدَّثَ عن حَفْصَةَ عن امْرَأَةٍ تُحَدِّثُهُ عن امْرَأَةٍ أُخْرَىٰ قالت: قِيلَ: يارسولَ الله! فَذَكَرَ مَعْنَى مُوسَى في الثَّوْبِ.

١١٣٧- حضرت ام عطیہ ؓ نے یہی حدیث بیان کی (محمد بن سیرین نے) کہا اور ایام والی خواتین نماز کے مقام سے الگ رہیں۔ اور کپڑے کا ذکر نہیں کیا۔ اور (حماد نے بواسطہ ایوب) حفصہ بنت سیرین سے‘ انہوں نے ایک خاتون سے‘ انہوں نے ایک دوسری خاتون سے روایت کیا‘ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اور کپڑے کے بارے میں موسیٰ بن اسماعیل کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

١١٣٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن حَفْصَةَ

١١٣٨- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور کہا کہ حیض والیاں

١١٣٧ـ تخريج: [صحيح] متفق عليه من حديث حماد بن زيد به، انظر الحديث السابق، أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به.

١١٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب التكبير أيام منى . . . الخ، ح: ٩٧١، ومسلم، صلوة العيدين، باب ذكر إباحة خروج النساء في العيدين إلى المصلى . . . الخ، ح: ٨٩٠ من حديث عاصم الأحول به.

بِنْتِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قالت: كُنَّا نُؤْمَرُ بهذا الْخَبَرِ، قالت: وَالْحُيَّضُ يَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ مع النَّاسِ.

لوگوں کے پیچھے ہوں اور لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہیں۔

فائدہ: عورتوں کے لیے ایام مخصوصہ میں بھی تکبیرات اور اللہ کا ذکر مباح اور مشروع ہے۔ اس کے لیے طہارت ضروری نہیں ہے۔

١١٣٩- حَدَّثَنا أبو الْوَلِيدِ يَعْني الطَّيَالِسِيَّ، وَمُسْلِمٌ قالا: حَدَّثَنا إسْحَاقُ ابنُ عُثْمَانَ: حدثني إسْمَاعِيلُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ عَطِيَّةَ عن جَدَّتِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ لَمَّا قَدِمَ المَدِينَةَ جَمَعَ نِسَاءَ الأَنْصَارِ في بَيْتٍ فَأَرْسَلَ إلَيْنَا عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلاَمَ، ثُمَّ قال: أَنَا رسولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إلَيْكُنَّ وَأَمَرَنَا بِالْعِيدَيْنِ أَنْ نُخْرِجَ فيهِمَا الْحُيَّضَ وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمُعَةَ عَلَيْنَا، وَنَهَانَا عن اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ.

١١٣٩- اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ اپنی دادی حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے' ہم کو سلام کیا' ہم نے سلام کا جواب دیا' پھر انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا فرستادہ ہوں۔ آپ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ آپ نے ہمیں (عورتوں کو) عیدوں کے بارے میں حکم دیا کہ ایام والیوں اور نوخیز لڑکیوں کو بھی عیدگاہ لے کے چلیں۔ جمعہ ہم پر نہیں ہے اور جنازوں میں جانے سے ہمیں منع فرمایا۔

(المعجم ٢٣٩، ٢٤٢) - باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ٢٤٩)

باب: ٢٣٩' ٢٤٢- عید کے روز خطبہ

١١٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن إسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ

١١٤٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے عید کے روز منبر نکلوایا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے

١١٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٥، ٦/ ٤٠٨، ٤٠٩ عن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٧٢٢.

١١٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان . . . الخ، ح: ٤٩ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

الْخُدْرِيِّ؛ ح: وعن قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: أَخْرَجَ مَرْوَانُ المِنْبَرَ في يَوْمِ عِيدٍ فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فقال: يامَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ المِنْبَرَ في يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقال أبو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: فُلَانُ بنُ فُلَانٍ، فقال: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَيْهِ، سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لم يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ».

مروان! تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ عید کے روز منبر نکلوایا ہے جب کہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا اور نماز سے پہلے خطبے سے ابتدا کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے اپنا فریضہ ادا کر دیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ''(تم میں سے) جو کوئی برائی دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے دور کر سکتا ہو تو ہاتھ سے دور کرے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے یہ کام کرے' اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی مروان کو عید سے پہلے خطبہ دینے سے منع کیا تھا۔ (صحیح بخاری، حدیث:٩٥٦) اور اس روایت میں انکار کرنے والے کا نام عمارہ بن رویبہ یا ابو مسعود رضی اللہ عنہما ہے۔ (عون المعبود) ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی مخالفت از حد گراں گزرتی تھی۔ ③ ''دل سے برا جانے'' کا مفہوم یہ ہے کہ عزم رکھے کہ جب بھی موقع ملا' اس برائی کو ختم کر کے رہوں گا۔

١١٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالا: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُهُ يقولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ،

١١٤١- جناب عطاء' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ میں نے ان کو سنا بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے روز کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز سے ابتدا فرمائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ فارغ ہوئے تو اترے اور عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ ونصیحت فرمائی'

١١٤١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، العيدين، باب موعظة الإمام النساء يوم العيد، ح:٩٧٨، ومسلم، صلوة العيدين، باب١، ح: ٨٨٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٥٦٣١، ومسند أحمد: ٢/ ٢٩٦.

فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِي النِّسَاءُ فِيهِ الصَّدَقَةَ. قال: تُلْقِي الْمَرْأَةُ فَتَخَهَا، وَيُلْقِينَ وَيُلْقِينَ. وقال ابنُ بَكْرٍ: فَتَخَتَهَا.

آپ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے اور بلال اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اس میں اپنے صدقات ڈالتی جاتی تھیں۔ کوئی اپنی انگوٹھی ڈالتی تھی' کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ ابن بکر نے (فَتَخَهَا کی بجائے) فَتَخَتَهَا کا لفظ استعمال کیا۔ (یعنی انگوٹھی)

فوائد ومسائل: ① نماز عید سے پہلے خطبہ دینا اور اس کا نام ''بیان یا تقریر'' رکھنا سب ہی خلاف سنت ہے۔ ② عورتوں تک اگر خطبے کی آواز نہ پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کے لیے وعظ ونصیحت کا علیحدہ طور پر اہتمام کرنا جائز ہے۔ ③ اسلامی معاشرہ میں شرعی اور اجتماعی امور کیلئے صدقات وعطیات جمع کرنا کوئی معیوب کام نہیں۔ ④ خواتین اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر بھی تھوڑا بہت صدقہ کر سکتی ہیں۔

١١٤٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ قال: أَشْهَدُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ وَشَهِدَ ابنُ عَبَّاسٍ عَلَى رسولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ - قال ابنُ كَثِيرٍ: أَكْبَرُ عِلْمِ شُعْبَةَ - فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ.

۱۱۴۲- جناب عطاء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر شہادت دیتا ہوں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دی کہ آپ عید فطر کے دن نکلے' نماز پڑھائی' پھر خطبہ دیا' اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابن کثیر نے کہا: شعبہ کا غالب گمان ہے کہ (ایوب نے یہ جملہ بھی کہا تھا کہ) آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان خواتین کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو وہ (اپنے صدقات بلال کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔

١١٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ قال: فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ

۱۱۴۳- ایوب نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے (آپ کا خطبہ) نہیں سنا ہے تو آپ ان کی طرف

١١٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن، ح:٩٨ من حديث شعبة، ومسلم، صلوٰة العيدين، باب١، ح:٨٨٤ من حديث أيوب به.

١١٤٣ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

النِّسَاءَ، فَمَشَى إِلَيْهِنَّ وَبِلَالٌ مَعَهُ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بالصَّدَقَةِ فكانَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ في ثَوْبِ بِلَالٍ.

چلے اور بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا' تو کوئی بلال کے کپڑے میں اپنی بالی ڈال رہی تھی تو کوئی اپنی انگوٹھی۔

١١٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في هذا الحديثِ قال: فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُعْطِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَجَعَلَ بِلَالٌ يَجْعَلُهُ في كِسَائِهِ قال: فَقَسَمَهُ عَلَى فُقَرَاءِ المُسْلِمِينَ.

۱۱۴۴- حضرت ابن عباس ؓ نے اس حدیث میں بیان کیا کہ کوئی عورت اپنی بالی دینے لگی اور کوئی اپنی انگوٹھی اور بلال انہیں اپنے کپڑے میں جمع کرتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے اس مال کو فقیر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: مسلمانوں کے ولی امر اور اسلامی تنظیمات پر لازم ہے کہ اقتصادی طور پر پسے ہوئے اور نادار لوگوں کی مالی معاونت کا اہتمام کرتے رہا کریں' بالخصوص عیدین کے موقع پر۔

(المعجم ٢٤٠، ٢٤٣) - بَابٌ: يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ (التحفة ٢٥٠)

باب: ۲۴۰' ۲۴۳- خطبے میں کمان کا سہارا لینا

١١٤٥- حَدَّثَنا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ عُيَيْنَةَ عَن أَبِي جَنَابٍ، عن يَزِيدَ بْنِ البَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوِّلَ يوم العيد قوسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ.

۱۱۴۵- جناب یزید بن براء اپنے والد سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ کو عید کے روز کمان دی گئی تو آپ نے اس کے سہارے خطبہ دیا۔

(المعجم ٢٤١، ٢٤٤) - باب تَرْكِ الْأَذَانِ فِي الْعِيدِ (التحفة ٢٥١)

باب: ۲۴۱' ۲۴۴- عید میں اذان نہیں

١١٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۱۱۴۶- جناب عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ ایک

١١٤٤ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديثين السابقين.

١١٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٢ عن سفيان بن عيينة به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٦٥٨ * أبوجناب ضعيف، وصرح بالسماع، والحديث السابق: ١٠٩٦ يغني عن حديثه هذا.

١١٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور.. الخ، ◄◄

أخبرنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ عَابِسٍ قال: سَأَلَ رَجُلٌ ابنَ عَبَّاسٍ: أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مع رسولِ الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ، فأَتَى رسولُ الله ﷺ العَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بنِ الصَّلْتِ، فَصَلَّىٰ ثُمَّ خَطَبَ ولم يَذْكُرْ أَذَانًا ولا إِقَامَةً. قال: ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ. قال: فَجَعَلْنَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ إِلَىٰ آذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ، قال: فأَمَرَ بِلَالًا فأَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید میں حاضر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں اگر مجھے آپ کے ساتھ تعلق و مرتبہ حاصل نہ ہوتا تو بچپنے کے باعث میں آپ کے قریب نہ ہو سکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے، آپ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کسی اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور اپنی گردنوں کی طرف اشارہ کرنے لگیں۔ بیان کیا کہ آپ نے بلال کو حکم دیا تو وہ ان (عورتوں) کے پاس گئے اور پھر نبی ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔

١١٤٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَاوُسٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى الْعِيدَ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ - أَوْ عُثْمانَ - شَكَّ يَحْيَىٰ.

۱۱۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید (کی نماز) اذان اور اقامت کے بغیر پڑھائی۔ اور (ایسے ہی) ابوبکر و عمر یا عثمان نے بھی۔ یحییٰ کو شک ہوا ہے۔

فائدہ: یہ روایت معناً صحیح ہے اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

١١٤٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهَنَّادٌ لفْظَهُ - قالا: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ يَعْني ابنَ حَرْبٍ، عن جَابِرِ بنِ

۱۱۴۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دو بار نہیں بلکہ کئی بار نبی ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ اذان اور اقامت کے بغیر۔

◄◄ ح: ٨٦٣ من حديث سفيان الثوري به.

١١٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوٰة العيدين، ح: ١٢٧٤ من حديث يحيى القطان به، ابن جريج عنعن، وحديث البخاري، ح: ٩٦٢، ومسلم، ح: ٨٨٥ يغني عنه.

١١٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة العيدين، باب١، ح: ٨٨٧ من حديث أبي الأحوص به.

سَمُرَةَ قال: صَلَّيْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ ولا مَرَّتَيْنِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ ولا إِقَامَةٍ.

(المعجم ٢٤٢، ٢٤٥) - **باب التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ** (التحفة ٢٥٢)

باب: ۲۴۲، ۲۴۵- نمازِ عید میں تکبیرات کا بیان

١١٤٩- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابنُ لَهِيعَةَ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عائشةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ في الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، في الأُولَىٰ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وفي الثَّانِيَةِ خَمْسًا.

۱۱۴۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید فطر اور اضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔

١١٥٠- **حَدَّثَنَا** ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ عن خَالِدِ ابنِ يَزِيدَ، عن ابنِ شِهَابٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: سِوَى تَكْبِيرَتَي الرُّكُوعِ.

۱۱۵۰- جناب خالد بن یزید نے ابن شہاب سے مذکورہ سند کے ساتھ اور اس کے ہم معنی بیان کیا' مزید کہا کہ رکوع کی تکبیر کے علاوہ۔

فائدہ: صحابہ میں سے حضرت ابوہریرہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس اور حضرت ابوسعید خدری ؓ اور ائمہ میں سے امام زہری' امام مالک' امام اوزاعی' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ ؒ سے یہی منقول ہے۔

١١٥١- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا المُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيَّ يُحَدِّثُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: قال نَبِيُّ الله ﷺ: «التَّكْبِيرُ في الْفِطْرِ

۱۱۵۱- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز عید الفطر میں تکبیریں پہلی رکعت میں سات ہیں اور دوسری میں پانچ اور قراءت ان دونوں کے بعد ہے۔''

١١٤٩- **تخريج:** [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلوٰة العيدين، ح: ١٢٨٠ من حديث ابن لهيعة به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ١١٥١.

١١٥٠- **تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق.

١١٥١- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يكبر الإمام في صلوٰة العيدين، ح: ١٢٧٨ من حديث الطائفي به.

سَبْعٌ فِي الْأُولَىٰ وَخَمْسٌ فِي الْآخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَهُمَا كِلْتَيْهِمَا».

١١٥٢- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابنَ حَيَّانَ، عن أَبِي يَعْلَى الطَّائِفِيِّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْفِطْرِ فِي الْأُولَىٰ سَبْعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يَرْكَعُ.

۱۱۵۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید فطر کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہتے' پھر قراءت کرتے' پھر تکبیر کہتے (رکوع کے لیے)' پھر (دوسری رکعت میں) کھڑے ہوتے اور چار تکبیریں کہتے' پھر قراءت کرتے پھر (اس کے بعد) رکوع کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وَكِيعٌ وَابنُ الْمُبَارَكِ قالا: سَبْعًا وَخَمْسًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: وکیع اور ابن مبارک نے یہ حدیث روایت کی تو ان دونوں نے سات اور پانچ تکبیریں بیان کی ہیں۔

فائدہ: یعنی دوسری رکعت میں چار تکبیروں کا ذکر سلیمان بن حیان کا وہم ہے' صحیح پانچ ہیں جیسے کہ امام وکیع اور ابن مبارک کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی پانچ تکبیرات والی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

١١٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَابنُ أَبِي زِيَادٍ، الْمَعْنَىٰ قَرِيبٌ، قالا: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابنَ حُبَابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بنِ ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ، عن مَكْحُولٍ قال: أخبرني أَبُو عَائِشَةَ - جَلِيسٌ لِأَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بنَ الْيَمَانِ: كَيْفَ كَانَ رسولُ الله ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فقال أَبُو

۱۱۵۳- جناب سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید اضحیٰ اور فطر میں تکبیریں کیسے کہا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ چار تکبیریں کہا کرتے تھے جیسے کہ جنازے میں ہوتی ہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے سچ کہا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں جب بصرہ میں لوگوں پر امیر تھا تو ایسے ہی تکبیریں کہا کرتا تھا۔ اور ابوعائشہ نے کہا کہ میں سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔

١١٥٢ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

١١٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٦ عن زيد بن حباب به * أبوعائشة مجهول كما قال ابن حزم وغيره، ولم أجد من وثقه.

مُوسَى: كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ. فقال حُذَيْفَةُ: صَدَقَ. فقال أَبُو مُوسَىٰ: كذَلِكَ كُنْتُ أُكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ. قال أَبُو عَائِشَةَ: وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ.

توضیح: یعنی دونوں رکعتوں میں چار چار تکبیریں ہوتی تھیں۔ پہلی میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین' قراءت سے پہلے۔ اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد تین اور چوتھی رکوع کے لیے۔ امام ابوداود اور امام منذری ؒ اس حدیث پر کسی نقد سے خاموش ہیں مگر تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں ابوعائشہ (جلیس ابوہریرہ) منفرد ہے' وہ مجہول الحال ہے' نیز عبدالرحمٰن بن ثوبان پر بھی جرح ہے۔ اور دیگر ثقات کی ایک جماعت مثلاً علقمہ' اسود اور عبداللہ بن قیس اس قصے کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف بیان کرتے ہیں۔ جبکہ مذکورۃ الصدر احادیث جن میں بارہ تکبیرات زائدہ کا بیان آیا ہے وہ مرفوع ہیں اور اسنادی اعتبار سے صحیح ہیں یا حسن اور دیگر ان کی مؤید ہیں۔ اور اکثر صحابہ و ائمہ کا انہی پر عمل ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (مرعاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح' حديث: ١٤٥٧-١٤٥٨)

(المعجم ٢٤٣، ٢٤٦) - باب مَا يُقْرَأُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ (التحفة ٢٥٣)

باب: ۲۴۳' ۲۴۶- عیدین میں قراءت

١١٥٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ضَمْرَةَ بنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عن عُبَيْدِاللهِ بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ: مَاذَا كانَ يَقْرأُ بِهِ رسولُ الله ﷺ في الأَضْحَىٰ وَالْفِطْرِ؟ قال: كَانَ يَقْرَأُ فيهِمَا بـ ﴿قٓ وَالْقُرْءَانِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ﴾.

۱۱۵۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کیا قراءت کیا کرتے تھے؟ کہا کہ ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ اور ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾

فائدہ: عیدین میں ان سورتوں کی قراءت مسنون اور مستحب ہے۔

(المعجم ٢٤٤، ٢٤٧) - باب الْجُلُوسِ لِلْخُطْبَةِ (التحفة ٢٥٤)

باب: ۲۴۴' ۲۴۷- خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا

١١٥٤- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة العيدين، باب ما يقرأ في صلوة العيدين، ح: ٨٩١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٠.

١١٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَطَاءٍ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: شَهِدْتُ مع رسولِ الله ﷺ الْعِيدَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قال: «إِنَّا نَخْطُبُ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ».

۱۱۵۵- حضرت عبداللہ بن سائب ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ کے ہاں عید میں حاضر تھا۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ہم خطبہ دیتے ہیں تو جو پسند کرے بیٹھ جائے' اور جو جانا چاہے چلا جائے۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ حدیث (مرفوع صحیح نہیں' بلکہ) مرسل ہے اور عطاء نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔

توضیح: دوسرے محدثین کے نزدیک یہ روایت صحیح یا حسن ہے۔ اس سے عید کے خطبہ کے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ تاہم اس کے سنت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ نے عید کے اجتماع میں ان عورتوں کو بھی شریک ہونے کی تاکید کی ہے جو ایام حیض میں ہوں اور نماز کی پابندی سے مستثنیٰ ہوں۔ اس لیے خطبۂ عید کے بھی سننے کا اہتمام ہونا چاہیے' اس سے تساہل واعراض' سنت سے تساہل واعراض ہے جو کسی مسلمان کے لیے زیبا نہیں۔

(المعجم ٢٤٥، ٢٤٨) - باب الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدِ فِي طَرِيقٍ وَيَرْجِعُ فِي طَرِيقٍ (التحفة ٢٥٥)

باب: ۲۴۵' ۲۴۸- عیدگاہ کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا

١١٥٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعْني ابنَ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ في طَرِيقٍ ثُمَّ رَجَعَ في طَرِيقٍ آخَرَ.

۱۱۵۶- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کو جانے کے لیے ایک راستہ اختیار فرمایا اور واپسی میں دوسرے راستے سے تشریف لائے۔

١١٥٥- تخريج: [إسناده -حسن] أخرجه النسائي، العيدين، باب التخيير بين الجلوس في الخطبة للعيدين، ح: ١٥٧٢، وابن ماجه، ح: ١٢٩٠ من حديث الفضل بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي * ابن جريج عن عطاء قوي.

١١٥٦- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخروج يوم العيد من طريق والرجوع من غيره، ح: ١٢٩٩ من حديث عبدالله العمري به، وحديثه عن نافع قوي، وثقه ابن معين في روايته عن نافع، راجع "ميزان الاعتدال" وغيره.

فائدہ: یہ عمل مستحب ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آتے جاتے) راستہ تبدیل کرتے تھے۔ (صحيح بخاري، حديث: ٩٨٦)

(المعجم ٢٤٦، ٢٤٩) - **بَابٌ: إِذَا لَمْ يَخْرُجِ الْإِمَامُ لِلْعِيدِ مِنْ يَوْمِهِ يَخْرُجُ مِنَ الْغَدِ** (التحفة ٢٥٦)

باب: ۲۴۶، ۲۴۹- اگر عید کے روز عید نہ پڑھی جاسکے تو امام اگلے دن پڑھائے

١١٥٧- **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن جَعْفَرِ بنِ أَبي وَحْشِيَّةَ، عن أَبي عُمَيْرِ بنِ أَنَسٍ، عن عُمُومَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَكْبًا جَاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْهَدُونَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالأَمْسِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يُفْطِرُوا. وَإِذَا أَصْبَحُوا يَغْدُوا إِلَى مُصَلَّاهُمْ.

۱۱۵۷- جناب ابوعمیر بن انس اپنے چچوں سے، جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک قافلے والے نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن صبح کو عیدگاہ میں پہنچیں۔

١١٥٨- **حَدَّثَنَا** حَمْزَةُ بْنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ سُوَيْدٍ: أخبرني أُنَيْسُ بْنُ أَبي يَحْيَى: أخبرني إِسْحَاقُ بْنُ سَالِمٍ مَوْلَىٰ نَوْفَلِ بنِ عَدِيٍّ: أخبرني بَكْرُ بْنُ مُبَشِّرٍ الأَنْصَارِيُّ قال: كُنْتُ أَغْدُو مع أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الأَضْحَىٰ، فَنَسْلُكُ بَطْنَ بُطْحَانَ حَتَّى نَأْتِيَ الْمُصَلَّىٰ فَنُصَلِّيَ مع رسولِ الله ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ مِنْ بَطْنِ بُطْحَانَ إِلَى بُيُوتِنَا.

۱۱۵۸- حضرت بکر بن مبشر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اصحاب رسول کی معیت میں عید فطر اور عید اضحیٰ کے روز عیدگاہ کو جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ وادئ بطحان کے بطن سے گزرتے تھے، حتیٰ کہ عیدگاہ میں پہنچ جاتے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اسی وادئ بطحان کے بطن سے گزر کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آیا کرتے تھے۔

١١٥٧ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، العيدين، باب الخروج إلى العيدين من الغد، ح: ١٥٥٨ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٦٥٣، وصححه البيهقي: ٣/ ٣١٦ وغيره.

١١٥٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٢٩٦، ٢٩٧ من حديث سعيد بن أبي مريم به * إسحاق بن سالم مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

توضیح: معنوی اعتبار سے اس حدیث کا تعلق سابقہ باب سے ہے۔ اور اشارہ ہے کہ عیدگاہ سے راستہ بدل کر آنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

(المعجم ٢٤٧، ٢٥٠) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِيدِ (التحفة ٢٥٧)

باب: ۲۴۷، ۲۵۰- نماز عید کے بعد نماز پڑھنا؟

١١٥٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حدثني عدِيُّ بنُ ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا.

۱۱۵۹- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالفطر کے روز نکلے (عید کی) دو رکعتیں پڑھیں۔ اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ پھر عورتوں کی طرف آئے، آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو کوئی اپنی بالی اتار رہی تھی اور کوئی اپنا ہار۔

فائدہ: عید کے روز عیدگاہ میں کوئی نفل نہیں، عید سے پہلے نہ بعد۔

(المعجم ٢٤٨، ٢٥١) - بَابٌ: يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِيدَ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ يَوْمُ مَطَرٍ (التحفة ٢٥٨)

باب: ۲۴۸، ۲۵۱- بارش کی وجہ سے مسجد میں عید پڑھنا

١١٦٠- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّار: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ قال: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِم: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنَ الفرويِّينَ - وَسَمَّاهُ الرَّبِيعُ فِي حَدِيثِهِ عِيسَى بنَ

۱۱۶۰- ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ ہمیں فرویوں میں سے ایک آدمی نے بیان کیا...... ربیع نے اس کا نام عیسیٰ بن عبدالاعلیٰ بن ابی فروہ لیا ہے...... کہ انہوں نے ابویحییٰ عبید اللہ تیمی کو سنا، وہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے بیان کرتے تھے کہ (ایک دفعہ) عید کے روز بارش ہوگئی، تو نبی ﷺ نے

١١٥٩- تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب الخطبة بعد العيد، ح: ٩٦٤، ومسلم، صلوة العيدين، باب ترك الصلوة، قبل العيد وبعدها، في المصلى، ح: ٨٨٤ بعد، ح: ٨٩٠ من حديث شعبة به.

١١٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة العيد في المسجد إذا كان مطر، ح: ١٣١٣ من حديث الوليد بن مسلم به * عيسى بن عبدالأعلى مجهول (تقريب) * وعبيدالله بن عبدالله بن موهب مستور، ورواه البيهقي: ٣/ ٣١٠ بإسناد قوي عن عمر من قوله: صلوة العيدين في المسجد، قال: "فإذا كان هذا المطر فالمسجد أرفق".

عَبْدِ الْأَعْلَى بنِ أَبي فَرْوَةَ - سَمِعَ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَاللهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ في يَوْمِ عِيدٍ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِيدِ في الْمَسْجِدِ.

انہیں مسجد ہی میں نماز عید پڑھائی۔

ملحوظہ: یہ حدیث معناً صحیح ہے' یعنی مسئلہ اسی طرح ہے کہ عید کھلے میدان میں پڑھنا افضل ہے۔ تاہم عذر ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔

نماز استسقاء کے احکام و مسائل

[استسقاء] کے معنی ہیں ''پانی طلب کرنا'' یعنی خشک سالی ہو اور اس وقت بارش نہ ہو رہی ہو' جب فصلوں کو بارش کی ضرورت ہو' تو ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے دعاؤں کے علاوہ باجماعت دو رکعت نماز پڑھنا بھی ثابت ہے' جسے نماز استسقاء کہا جاتا ہے' یہ ایک مسنون عمل ہے۔ اس کا طریق کار کچھ اس طرح سے ہے:

- اس نماز کو کھلے میدان میں ادا کیا جائے۔
- اس کے لیے اذان و اقامت کی ضرورت نہیں۔
- صرف دل میں نیت کرے کہ میں نماز استسقاء ادا کر رہا ہوں۔
- بلند آواز سے قراءت کی جائے۔
- لوگ عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے نماز کے لیے جائیں۔
- انفرادی اور اجتماعی طور پر توبہ' استغفار' ترک معاصی اور رجوع الی اللہ کا عہد کیا جائے۔
- کھلے میدان میں منبر پر خطبے اور دعا کا اہتمام کیا جائے' تاہم منبر کے بغیر بھی جائز ہے۔
- سورج نکلنے کے بعد یہ نماز پڑھی جائے' بہتر یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سورج نکلتے ہی پڑھا ہے۔

- جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے' تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔
- نماز گاہ میں امام قبلہ رخ کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اتنے بلند کرے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے۔
- دعا کیلئے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور ہتھیلیاں زمین کی طرف ہوں' تاہم ہاتھ سر سے اوپر نہ ہوں۔
- دعا منبر ہی پر قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔
- لوگ چادریں ساتھ لے کر جائیں' دعا کے بعد اپنی اپنی چادر کو الٹا دیا جائے یعنی چادر کا اندر کا حصہ باہر کر دیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔ یہ سارے کام امام کے ساتھ مقتدی بھی کریں۔
- ہاتھوں کی پشتوں کو آسمان کی طرف کرنا اور چادروں کو پلٹنا' یہ نیک فالی کے طور پر ہے' یعنی یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنے ہاتھ الٹے کر لیے ہیں اور چادروں کو پلٹ لیا ہے' تو بھی موجودہ صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور تنگی کو خوش حالی میں بدل دے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣) - [كِتَابُ صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ] (التحفة . . .)

نمازاستسقاء کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - [باب] جُمَّاعِ أَبْوَابِ صَلَاةِ الاِسْتِسْقَاءِ وَتَفْرِيعِهَا (التحفة ٢٥٩)

باب:۱- نمازاستسقاءاوراس کے ضمنی مسائل

١١٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبَّادِ بنِ تمِيمٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ بِالْقِراءَةِ فيهِمَا وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

۱۱۶۱- عباد بن تمیم اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کیلئے لوگوں کی معیت میں باہر (میدان میں) نکلے۔ آپ نے انہیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان میں قراءت اونچی آواز سے کی آپ نے اپنی چادر کو الٹایا' اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور بارش مانگی اور قبلہ رخ ہوئے۔

١١٦٢- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَسُلَيْمانُ ابنُ دَاوُدَ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ أَبي ذِئْبٍ وَيُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني عَبَّادُ بنُ تَمِيمٍ المازِنِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ - وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ الله ﷺ

۱۱۶۲- جناب عباد بن تمیم مازنی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے چچا سے سنا' جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے' وہ بیان کر رہے تھے: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے۔ آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے اللہ عزوجل سے دعا مانگی۔ سلیمان بن داود کا بیان

١١٦١ـ تخريج: [صحيح] أصله متفق عليه، أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، ح: ١٠٢٣، ومسلم، الاستسقاء، باب: كتاب صلوة الاستسقاء، ح: ٨٩٤ من حديث الزهري به.

١١٦٢ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

- يقولُ: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي، فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو الله عَزَّوَجلَّ. قال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قال ابنُ أبي ذِئْبٍ: وَقَرَأَ فِيهِمَا. زَادَ ابنُ السَّرْحِ: يُرِيدُ الْجَهْرَ.

ہے: آپ نے قبلے کی طرف رخ کیا اور اپنی چادر کو الٹایا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ ابن ابی ذئب نے کہا: آپ نے ان میں قراءت کی۔ ابن سرح نے یہ اضافہ کیا ہے: مقصد یہ ہے کہ آپ نے جہری قراءت کی۔

١١٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ قال: قَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ يَعْنِي الْحِمْصِيَّ، عن عَبْدِ الله بنِ سَالِمٍ، عن الزُّبَيْدِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ بهذا الحديث بإِسْنَادِهِ - لم يَذْكُرِ الصَّلَاةَ -: وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْمَنَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ، وَجَعَلَ عِطَافَهُ الأَيْسَرَ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ دَعَا الله عَزَّوَجلَّ.

۱۱۶۳- جناب محمد بن مسلم (ابن شہاب زہری) نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی' مگر نماز کا ذکر نہیں کیا اور کہا: آپ نے اپنی چادر کو پلٹایا۔ اس طرح کہ اس کا دایاں کنارہ اپنے بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر کر لیا پھر اللہ عزوجل سے دعا فرمائی۔

١١٦٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا عَبْدُالْعَزِيزِ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن عَبَّادِ ابنِ تَمِيمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ زَيْدٍ قال: اسْتَسْقَى رسولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ، فَأَرَادَ رسولُ الله ﷺ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَعْلَاهَا، فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَّبَهَا عَلَى عَاتِقِهِ

۱۱۶۴- حضرت عبداللہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی' آپ پر سیاہ رنگ کی اونی چادر تھی۔ آپ نے چاہا کہ اس کے نیچے والے کنارے کو پکڑ کر اوپر کر لیں' مگر یہ آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو آپ نے اسے کندھوں ہی پر پلٹ لیا۔

فائدہ: چادر پلٹنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں سے کمر کے نیچے سے چادر کا دایاں کنارہ بائیں ہاتھ سے

١١٦٣_ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٥٠ من حديث أبي داود به.

١١٦٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٢٧ من حديث عبدالعزيز بن محمد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٣٤.

اور بایاں کنارہ دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر کو لے آئیں۔ اس طرح چادر اوپر نیچے دائیں بائیں سب اطراف سے پلٹ جاتی ہے۔ چادر نہ اوڑھی ہو تو رومال ہی کے ساتھ یہ عمل کر لے تاکہ سنت نبوی پر عمل کا ثواب حاصل ہو۔

١١٦٥- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، نَحْوَهُ، قالا: حدثنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ كِنَانَةَ: أخبرني أبي قال: أَرْسَلني الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ. قال: - عُثْمانُ بنُ عُقْبَةَ - وكانَ أمِيرَ المَدِينَةِ إلَى ابنِ عَبَّاسٍ أسْأَلُهُ عن صَلَاةِ رسولِ الله ﷺ في الاسْتِسْقَاءِ فقال: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، حتَّى أتَى المُصلَّى -زَادَ عُثْمانُ: فَرَقِيَ عَلَى المِنْبَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا- فلَمْ يَخْطُبْ [خُطَبَكُم] هَذِهِ، وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ في الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي في الْعِيدِ.

١١٦٥- جناب اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر مدینہ ولید بن عتبہ نے...... عثمان نے اس کو ابن عقبہ کہا...... حضرت ابن عباس ؓ کے ہاں بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے متعلق پوچھ کر آؤں۔ تو انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ معمولی حالت میں تواضع اور عاجزی کی کیفیت کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ نماز گاہ میں پہنچ گئے۔ عثمان نے اضافہ کیا کہ آپ منبر پر چڑھے۔ پھر دونوں کا متفقہ بیان ہے: آپ نے تمہارے ان خطبوں کی مانند خطبہ نہیں دیا' بلکہ مسلسل دعا' اظہار عجز اور تکبیر میں مشغول رہے۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ عید میں پڑھی جاتی ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَالإِخْبَارُ للنُّفَيْلِيِّ، وَالصَّوابُ ابنُ عُتْبَةَ.

امام ابوداود نے کہا: یہ روایت نفیلی کی ہے۔ اور ابن عتبہ (تاء کے ساتھ) صحیح ہے۔

فائدہ: عید سے مشابہت وقت' عدم اذان' عدم تکبیر' عدد رکعات اور نماز مقدم کرنے اور خطبہ مؤخر کرنے میں ہے۔ استسقاء میں عید کی طرح زائد تکبیرات صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُحَوِّلُ رِدَاءَهُ إِذَا اسْتَسْقَى (التحفة ٢٦٠)

باب:...... استسقاء میں کس وقت اپنی چادر پلٹی جائے

١١٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

١١٦٦- حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے خبر دی کہ

١١٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في صلوة الاستسقاء، ح: ٥٥٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٠٥، وابن حبان، ح: ٦٠٣.

١١٦٦_ تخريج: متفق عليه، انظر، ح: ١١٦١.

حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابنَ بِلَالٍ، عن يَحْيَى، عن أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن عَبَّادِ ابنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ خَرَجَ إِلَى المُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ.

رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نماز گاہ کی طرف نکلے۔ آپ نے جب دعا کا ارادہ فرمایا تو قبلے کی طرف رخ کر لیا اور اپنی چادر پلٹ لی۔

١١٦٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بنَ تَمِيمٍ يقولُ سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ زَيْدٍ المَازِنِيَّ يقولُ: خَرَجَ رسولُ الله ﷺ إلَى المُصَلَّى فَاسْتَسْقَى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

١١٦٧- حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز گاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء پڑھی اور جب قبلے کی طرف رخ کیا تو اپنی چادر پلٹی۔

فائدہ: خطبے کے دوران میں دعا کے موقع پر یہ عمل بطور نیک فال مسنون ہے۔

(المعجم ٢) - باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الاسْتِسْقَاءِ (التحفة ٢٦١)

باب:٢- استسقاء میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

١١٦٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ وَعُمَرَ بنِ مَالِكٍ، عن ابنِ الْهادِ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن عُمَيْرٍ مَوْلَى بَنِي آبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِنَ الزَّوْرَاءِ قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ لا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ.

١١٦٨- حضرت عمیر مولیٰ بنی آبی اللحم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو مقام زوراء کے قریب احجار زیت کے پاس بارش کی دعا کرتے دیکھا‘ آپ اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے‘ مگر ہاتھ سر سے اونچے نہ تھے۔

١١٦٧- تخريج: متفق عليه، انظر، ح: ١١٦١، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ١٩٠.

١١٦٨- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

١١٦٩- حَدَّثَنا ابنُ أبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مِسْعَرٌ عن يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بَوَاكِي فقال: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ». قال: فأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ.

١١٦٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لوگ (بارش نہ برسنے کی وجہ سے) روتے ہوئے آئے تو آپ نے یوں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ] ''اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما' ازحد مفید' مددگار' بہترین انجام والی' جو شادابی لائے' نفع آور ہو' کسی ضرر کا باعث نہ بنے اور جلدی آئے' دیر نہ کرے۔''

حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ...... (اس دعا کے بعد فوراً) ان پر بادل چھا گیا۔

فوائد ومسائل: ① انسان کو اپنی انفرادی اور اجتماعی حاجات میں ہمیشہ اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے اور گڑگڑا کر بہ تکرار دعا کرنی چاہیے۔ ② اپنے صالحین سے بھی دعا کرانی چاہیے جو کہ ایک شرعی اور مسنون وسیلہ ہے۔ ③ اس حدیث کے ایک نسخے میں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ [أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاكِئُ] اس کا ترجمہ یوں ہے کہ ''میں آپ کی خدمت میں آیا اور آپ اپنے ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔''

١١٧٠- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الاسْتِسْقَاءِ فإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

١١٧٠- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کسی دعا میں اپنے ہاتھ اتنے بلند نہ کرتے تھے جتنے کہ استسقاء میں' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

فائدہ: دعا کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے اور نبی ﷺ نے جن بعض مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے' ان میں ایک استسقاء کا موقع ہے۔ بلکہ اس موقع پر تو آپ نے ہاتھ اٹھانے میں مبالغے سے کام لیا یعنی خوب ہاتھ اٹھائے جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت ہے۔

١١٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح:١١٢٥ عن محمد بن عبيد به، وصححه ابن خزيمة، ح:١٤١٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

١١٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح:٣٥٦٥ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، صلوٰة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

١١٧١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنا عفانُ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَسْقِي هكذَا، يَعْني: وَمَدَّ يَدَيْهِ وَجَعَلَ بُطونَهُمَا مِمَّا يَلِي الأَرْضَ حتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

۱۱۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بارش کیلئے اس طرح دعا کرتے تھے اور انہوں نے ہاتھ لمبے کر کے دکھائے اور ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا (اور اتنے بلند کیے کہ) میں نے ان کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: استسقاء میں الٹے ہاتھوں سے دعا کرنا نیک فال کے طور پر ہے اور مستحب عمل ہے۔

١١٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ: أخبرني مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ بَاسِطًا كَفَّيْهِ.

۱۱۷۲- جناب محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے ان صاحب نے خبر دی جنہوں نے نبی ﷺ کو احجار زیت کے پاس اپنی ہتھیلیاں پھیلائے دعا کرتے دیکھا تھا۔ (گزشتہ حدیث: ۱۱۶۸)

١١٧٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ نِزَارٍ قال: حدثني الْقَاسِمُ بنُ مَبْرُورٍ عن يُونُسَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائشةَ قالت: شَكَا النَّاسُ إِلَى رسولِ الله ﷺ قُحُوطَ المَطَرِ فأَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهُ في المُصَلَّى، وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَخْرُجُونَ فيه. قالت عَائشةُ: فَخَرَجَ رسولُ الله ﷺ حِينَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فقَعَدَ عَلَى المِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللهَ عَزَّوَجلَّ ثُم قال: «إِنَّكُم شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُم وَاسْتِيخَارَ المَطَرِ

۱۱۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ بارش نہیں ہو رہی تو آپ نے نماز گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ وہ اس میں باہر آئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس روز (نماز استسقاء کے لیے) اس وقت نکلے جب سورج کی ٹکیہ نکل آئی تھی آپ منبر پر بیٹھے اور اللہ عزوجل کی تکبیر و تحمید کی پھر فرمایا: ”تم نے شکایت کی ہے کہ تمہارے علاقے خشک ہو رہے ہیں اور بارش میں اپنی آمد کے وقت سے تاخیر ہو رہی ہے۔ تو اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسے پکارو اور تم سے اس کا وعدہ ہے کہ وہ قبول کرے

١١٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٨٩٦ من حديث حماد بن سلمة به.

١١٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ١١٦٨.

١١٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٤٩ من حديث هارون بن سعيد به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٠٤، والحاكم: ١/ ٣٢٨، ووافقه الذهبي.

عن إِبَّانِ زَمَانِهِ عَنكُم وَقَدْ أَمَرَكُم الله عَزَّوَجلَّ أَنْ تَدْعُوهُ وَوَعَدَكُم أَنْ يَسْتَجِيبَ لَكُم». ثُمَّ قال: «الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ، لا إِلٰهَ إِلَّا الله يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ الله لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ. أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حِينٍ» ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ في الرَّفْعِ حتَّى بَدَا بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ حَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ، وَقَلَّبَ - أَوْ حَوَّلَ - رِدَاءَهُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، ثُم أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَنْشَأَ الله سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ بِإِذْنِ الله، فَلَمْ يَأْتِ مَسْجِدَهُ حتَّى سَالَتِ السُّيُولُ، فَلَمَّا رَأَى سُرْعَتَهُمْ إِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ ﷺ حتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فقال: «أَشْهَدُ أَنَّ الله عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنِّي عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ».

گا۔'' پھر فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ روز جزا کا بادشاہ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی اللہ ہے' تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں' تو غنی اور بے پروا ہے اور ہم فقیر محتاج ہیں' ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک کے لیے گزران بنا دے۔'' پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اٹھاتے گئے' حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ نے لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی قبلہ رخ ہو گئے) اور اپنی چادر پلٹائی جب کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ بعدازاں لوگوں کی طرف منہ کیا اور منبر سے اتر آئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ تب اللہ نے ایک بدلی پیدا فرمائی' وہ کڑکی اور چمکی اور اللہ کے حکم سے برسنے لگی' آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے کہ نالے بہنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سایوں اور چھپروں کی طرف جلدی جلدی بھاگ رہے ہیں تو آپ ہنسے' حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هذا حديثٌ غريبٌ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ. أَهْلُ المَدِينَةِ يَقْرَؤُونَ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ)، وَإِنَّ هَذَا الحديثَ حُجَّةٌ لَهُمْ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (یعنی اس کے رواۃ میں تفرد ہے) اور سند کے اعتبار سے جید (عمدہ) ہے۔ (یعنی اس میں کوئی علت قادحہ نہیں۔) اور یہ حدیث اہل مدینہ کی دلیل ہے کہ وہ لوگ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے ہیں۔

١١٧٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ وَيُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُنَا يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فقال: يَارسولَ الله! هَلَكَ الْكُرَاعُ، هَلَكَ الشَّاءُ، فَادْعُ الله أَنْ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قال أَنسٌ: وَإِنَّ السَّماءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ ثُمَّ أَنْشَأَتْ سَحابَةً ثُمَّ اجْتَمَعَتْ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّماءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ يَزَلِ الْمَطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الأُخْرٰى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فقال: يَارسولَ الله! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ الله أَنْ يَحْبِسَهُ، فَتَبَسَّمَ رسولُ الله ﷺ ثُمَّ قال: «حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا»، فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ يَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ.

۱۱۷۴-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اہل مدینہ کو قحط پیش آیا۔ جمعے کا روز تھا آپ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھوڑے مر گئے' بکریاں ہلاک ہو گئیں' اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عنایت فرمائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ پھیلائے اور دعا کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان شیشے کی مانند صاف تھا' سو ہوا چلنے لگی اور بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیلتا چلا گیا' پھر آسمان نے اپنا دہانہ کھول دیا۔ ہم جو (نماز پڑھ کر) نکلے تو پانی میں سے گزرتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ پھر بارش ہوتی رہی اور اگلے جمعے تک ہوتی رہی۔ تب وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! گھر گرنے لگے ہیں' اللہ سے دعا فرمائیں کہ اس بارش کو روک دے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور دعا فرمائی: ''(اے اللہ! یہ بارش) ہمارے اردگرد ہو' ہمارے اوپر نہ ہو۔'' (انس نے کہا) میں نے بادل کو دیکھا کہ وہ مدینے کے اردگرد پھٹنے لگا گویا کہ وہ (مدینہ) ایسے ہو گیا جیسے تاج۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ میں استسقاء کی دعا کرنا بالکل بجا اور سنت ہے۔ ② استسقاء یا دیگر اجتماعی امور کے لیے اثنائے خطبہ اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے۔ (صحیح بخاری' حدیث:۱۰۲۹) ③ انسان از حد کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ خشکی وگرمی برداشت کر سکتا ہے نہ بارش اور پانی۔

١١٧٥- حَدَّثَنا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ:

۱۱۷۵-شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے حضرت انس

١١٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، ح: ٩٣٢ عن مسدد به مختصرًا.

١١٧٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، ح: ١٠١٣، ومسلم، صلٰوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ٨٩٧ من حديث شريك بن أبي نمر به.

أخبرنا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبي نَمِرٍ، عن أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يقولُ، فَذَكَرَ نحوَ حديثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قال: فَرَفَعَ رسولُ الله ﷺ يَدَيْهِ بِحِذَاءِ وَجْهِهِ فقال: «اللَّهُمَّ اسْقِنَا» وَسَاقَ نحوَهُ.

ﷺ کو کہتے ہوئے سنا اور حدیث عبدالعزیز (یعنی سابقہ حدیث) کی مانند ذکر کیا اور (اس میں اضافہ بیان کرتے ہوئے) کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے برابر اٹھائے اور دعا فرمانے لگے: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا ...... الخ] اور اسی کے مثل حدیث بیان کی۔

١١٧٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعيبٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ؛ ح: وحدثنا سَهْلُ بنُ صَالحٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ قَادِمٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا اسْتَسْقَى قال: «اللَّهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبهائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ المَيِّتَ» هذا لَفْظُ حديثِ مَالِكٍ.

١١٧٦- عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش کیلئے دعا فرماتے تو یوں کہتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ] "اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تروتازہ کر دے۔" یہ مالک کی حدیث کے لفظ ہیں۔

١١٧٦- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٠، ١٩١، (والتمهيد: ٢٣/ ٤٣٢) * سفيان، تابعه حفص بن غياث وغيره، هما مدلسان وعنعنا.

نمازکسوف وخسوف کے احکام ومسائل

سورج یا چاند کے بے نور ہو جانے کو کسوف اور خسوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عظیم نمونہ اور نشانیاں ہیں ان کی روشنی اور حرارت کا مدھم پڑ جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا نظم کائنات میں بلاشرکت غیرے اللہ کے تصرف اور اختیار کی علامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی اور اللہ کے خوف سے پریشان ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کے لیے نماز کا اہتمام فرماتے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔ آپ نے باجماعت دو رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھا کر لمبا قیام کیا پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا۔ پھر دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا' پھر دو رکوع کیے پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد وثنا اور جنت وجہنم کا تذکرہ کیا۔(صحیح البخاری' الکسوف' حدیث:۱۰۵۲ و صحیح مسلم' الکسوف' حدیث:۹۰۷)

نماز کسوف و خسوف سے متعلق چند اہم احکام و مسائل

○ یہ نماز مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔

○ اس میں قراءت لمبی اور بلند آواز سے کی جائے۔

○ اس نماز کی دونوں رکعتوں میں دو' تین یا چار رکوع کیے جاسکتے ہیں' تاہم صحیح ترین احادیث میں ہر رکعت میں دو دو رکوع کا ذکر ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ دیکھیے:(تمہید:۳/۳۰۲'۳۰۵'۳۰۸) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے ہیں اور آپ نے صرف ایک ہی مرتبہ سورج گرہن کی نماز ادا کی ہے دیکھیے:(التوسل والوسیلہ:۸۶) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد' امام بخاری اور امام شافعی رحمہم اللہ' جیسے کبار ائمہ ان روایات کی' جن میں ہر دو

رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کا ذکر ہے' تصحیح نہیں کرتے۔ دیکھیے :(زادالمعاد : ۱/۴۵۳'۴۵۵) علامہ صنعانی'
علامہ شوکانی اور شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ نے بھی ہر رکعت میں دو دو رکوع والی روایات کو لیا ہے۔

- رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے' لہٰذا اس موقع پر نئے سرے سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔
- نماز کے بعد خطبہ دیا جائے کیونکہ صحیح احادیث میں بعد از نماز خطبہ دینے کا ذکر ہے۔ چاہے سورج گرہن اختتام نماز تک ختم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اس میں وعظ ونصیحت اور خوف الٰہی کا تذکرہ ہو۔
- عورتیں بھی نماز کسوف وخسوف میں شامل ہو سکتی ہیں۔
- نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر خوب گڑ گڑا کر دعا کی جائے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ گرہن صاف ہو گیا۔ (تاریخ دمشق: ۷/۱۲۹)
- نماز اور خطبے سے فراغت تک بھی اگر گرہن صاف نہیں ہوتا تو پھر دعا اور ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہیے یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔
- احادیث میں اس موقع پر صدقہ کرنے' عذاب قبر سے پناہ مانگنے اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس موقع پر ذکر ودعا' تکبیر وتہلیل' استغفار اور صدقہ وغیرہ کرنا چاہیے۔

❋❋❋

(المعجم ٣) - باب صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٢٦٢)

باب:٣-نمازکسوف کا بیان

١١٧٧- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ، عن عُبَيْدِ بن عُمَيْرٍ: أخبرني مَنْ أُصَدِّقُ - وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ - [قالت:] كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فقامَ النَّبِيُّ ﷺ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، في كلِّ رَكْعَةٍ ثَلَاثُ ركَعَاتٍ يَرْكَعُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ يَسْجُدُ، حتَّى إِنَّ رِجَالًا يَوْمَئِذٍ لَيُغْشَى عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ حتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَيُنْصَبُّ عَلَيْهِمْ، يقولُ إِذَا رَكَعَ: «الله أَكْبَرُ» وإذا رَفَعَ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» حتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قال: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ ولا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ الله عَزَّوَجلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، فإِذَا كُسِفَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ».

۱۱۷۷-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا تو نبی ﷺ نے خوب قیام کیا۔ آپ لوگوں کے ساتھ قیام فرماتے' پھر رکوع کرتے' پھر کھڑے ہوتے۔ پھر رکوع کرتے' پھر کھڑے ہوتے' پھر رکوع کرتے۔ چنانچہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع کیے' تیسرا رکوع فرماتے' پھر سجدہ کرتے۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اس دن طول قیام کی وجہ سے غشی ہونے لگی یہاں تک کہ پانی کے ڈول ان پر ڈالے گئے۔ آپ جب رکوع کو جاتے تو [الله اكبر] کہتے اور جب سر اٹھاتے تو [سمع الله لمن حمده] کہتے۔ حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ وہ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے' سو جب یہ بے نور ہو جائیں تو نماز کی طرف جلدی کیا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① رکوع کے بعد قیام میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صراحت نہیں ہے صرف دوبارہ قراءت شروع کرنے کا ذکر ہے کیونکہ دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے' لہٰذا نئے سرے سے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے' تاہم بعض ائمہ دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ ② نماز کسوف میں بھی خطبہ دینا چاہیے جس میں اہم امور کی نشاندہی کی جائے۔ ③ کسی بڑے چھوٹے بشر کی موت وحیات کے ساتھ ان اجرام فلکی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ④ شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں تین رکوع کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ''دو رکوع'' ہیں جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ اور حدیث:۱۱۸۰ میں بھی ہے۔

١١٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ٩٠١ب/ ٦ من حديث ابن جريج به.

(المعجم ٤) - باب مَنْ قَالَ: أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ (التحفة ٢٦٣)

باب:۴-نماز کسوف میں چار رکوع کرنے کا بیان

١١٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عَبْدِ المَلِكِ: حدثني عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وكانَ ذَلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ إبراهِيمُ [ا]بنُ رسولِ الله ﷺ، فقال النَّاسُ: إِنَّمَا كُسِفَتْ لِمَوْتِ إِبراهِيمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ فأطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُم ركَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَقَرَأَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الأُولَى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الثَّالِثَةَ دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُم ركَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُم رفَعَ رأْسَهُ فَانْحَدَرَ لِلسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فَرَكَعَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ، لَيْسَ فيها رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا، إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ نَحْوٌ مِنْ قِيَامِهِ. قال: ثُم تأَخَّرَ فِي صلاتِهِ فَتأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ مَعَهُ ثُم تَقَدَّمَ فَقَامَ فِي مَقَامِهِ وَتَقَدَّمَتِ الصُّفُوفُ فَقَضَى الصَّلَاةَ وَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فقال: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ!

۱۱۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور یہ وہی دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے فرزند جناب ابراہیم فوت ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کی وفات پر گہنایا ہے۔ سو نبی ﷺ نے قیام فرمایا اور لوگوں کو چار سجدوں میں چھ رکوع کرائے۔ (یعنی ہر رکعت میں تین تین رکوع کیے۔) آپ نے اللہ اکبر کہا پھر لمبی قراءت کی' پھر رکوع کیا' اس قدر جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جتنا کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور تیسری بار قراءت کی جو کہ دوسری بار کی قراءت سے کم تھی۔ پھر رکوع کیا جس قدر کہ قیام کیا تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور دو سجدے کیے۔ پھر کھڑے ہوئے اور تین رکوع کیے' سجدے سے پہلے۔ ہر پہلا رکوع دوسرے سے زیادہ لمبا ہوتا تھا' البتہ ہر رکوع قیام کے برابر لمبا ہوتا تھا۔ (حضرت جابر ؓ نے) بیان کیا کہ پھر آپ اثنائے نماز میں پیچھے ہٹے تو صفیں بھی آپ کے ساتھ پیچھے ہو گئیں' پھر آپ آگے بڑھے اور اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو صفیں بھی آگے بڑھ گئیں' اس طرح آپ نے نماز پوری کی یہاں تک کہ سورج صاف نکل آیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لوگو! سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو

١١٧٨- تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ٩٠٤ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به، وهو في المسند لأحمد: ٣/ ٣١٧، ٣١٨ بتمامه.

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ عَزَّ وَجلَّ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ بَشَرٍ، فإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَصَلُّوا حتى تَنْجَلِيَ» وساقَ بَقِيَّةَ الحديثِ.

نشانیاں ہیں۔ یہ کسی بشر کی موت کے باعث بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو نماز پڑھا کرو حتیٰ کہ صاف ہو جائیں۔'' اور بقیہ حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا باب سے تعلق واضح نہیں ہے الا یہ کہ نماز کسوف میں ہر پہلا قیام اور رکوع لمبا اور دوسرا اس سے کم ہونا چاہیے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا اپنے مصلے سے آگے بڑھنا جنت کے مشاہدے کی بنا پر تھا اور پیچھے ہٹنا جہنم کے دکھائے جانے کے باعث تھا۔ ③ شیخ البانی کے نزدیک اس میں بھی ''چھ رکوع'' کے الفاظ شاذ ہیں۔ محفوظ الفاظ ''چار رکوع'' ہیں۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔

١١٧٩- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن هِشَامٍ، حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ اللهِ ﷺ في يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَصلَّى رسولُ اللهِ ﷺ بأَصْحَابِهِ فأَطَالَ الْقِيَامَ حتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ ثُم رَكَعَ فأَطَالَ ثُم رفَعَ فأَطَالَ ثُم ركَعَ فأَطَالَ ثُم رفَعَ فأَطَالَ ثُم سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فكَانَ أَرْبَعَ ركَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَداتٍ، وساقَ الحديثَ.

١١٧٩- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک انتہائی گرم دن میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور لمبی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر (دوسرا) رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور دو سجدے کیے پھر قیام کیا جیسے کہ پہلے کیا تھا۔ سو آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کیے اور حدیث بیان کی۔

١١٨٠- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ؛ وحدثنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ

١١٨٠- نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے

١١٧٩- تخريج: أخرجه مسلم من حديث إسماعيل به، انظر الحديث السابق.

١١٨٠- تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب صلٰوة الكسوف، ح:٩٠١ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح:١٠٤٦ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

عن عَائشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالت : خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رسولِ الله ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى المَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ، فَاقْتَرَأَ رسولُ الله ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُم كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُم رفَعَ رأْسَهُ فقال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمدُ»، ثُم قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الأُولَى ثُم كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الأَوَّلِ، ثُم قال: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمدُ»، ثُم فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

صفیں بنائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قراءت شروع کی اور لمبی قراءت کی۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، لمبا رکوع، پھر اپنا سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] اور کھڑے رہے اور قراءت کی، لمبی قراءت، جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر آپ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا، لمبا رکوع، مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا: [سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ] پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا۔

١١٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: كَانَ كَثِيرُ بنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عَبَّاسٍ كانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ مِثْلَ حديثِ عُرْوَةَ عن عَائشَةَ عن رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رَكْعَتَيْنِ.

١١٨١- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن میں نماز پڑھی جیسے کہ عروہ عن عائشہ عن رسول اللہ ﷺ کی (مذکورہ بالا) حدیث میں گزرا ہے۔ یعنی آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے۔

١١٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ الْفُرَاتِ بنِ

١١٨٢- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

١١٨١- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب خطبة الإمام في الكسوف، ح:١٠٤٦ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح:٩٠٢ من حديث الزهري به.

١١٨٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زيادات المسند: ٥/١٣٤ من حديث عمر بن شقيق ◄◄

خَالِدٍ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أخبرنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله بنِ أبي جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن أَبِيهِ، عن أبي جَعْفَرٍ الرَّازِيِّ. قال أَبُو دَاوُدَ: وَحُدِّثْتُ عن عُمَرَ بنِ شَقِيقٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ - وهذا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ- عن الرَّبِيعِ بنِ أَنَسٍ، عن أبي الْعَالِيَةِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ بِسُورَةٍ مِنَ الطُّوَلِ وركَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُم قام الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ وركَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُم جَلَسَ كما هُو مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا.

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت کی قراءت کی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے اور لمبی سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کیے' پھر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دعا کرتے رہے' حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔

ملحوظہ: اس حدیث میں پانچ رکوع کا ذکر ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

١١٨٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بنُ أبي ثَابِتٍ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى في كُسُوفِ الشَّمْسِ فقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُم سَجَدَ وَالأُخْرَى مِثْلُهَا.

۱۱۸۳- سیدنا ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے سورج گہن میں نماز پڑھائی تو قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا' پھر قراءت کی اور رکوع کیا۔ پھر سجدہ کیا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔

فائدہ: یعنی ہر دو رکعت میں چار چار رکوع کیے۔ شیخ البانی ؒ کے نزدیک ہر رکعت میں دو دو رکوع کرنے والی روایات ہی صحیح ہیں۔

◀◀ به، وقال ابن حبان في ترجمة الربيع بن أنس: "الناس يتقون من حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه، لأن في أحاديثه عنه اضطرابًا كثيرة" وهذا الجرح مفسر.

١١٨٣- **تخريج**: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر من قال إنه ركع ثمان ركعات في أربع سجدات، ح: ٩٠٩ من حديث يحيى القطان به.

١١٨٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ: حدثني ثَعْلَبَةُ بْنُ عِبَادٍ الْعَبْدِيُّ - مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ - أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: قال سَمُرَةُ: بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا حتَّى إذا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ في عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الأُفُقِ اسْوَدَّتْ حتَّى آضَتْ كَأَنَّهَا تَنُّومَةٌ، فقال أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَالله! لَيُحْدِثَنَّ شَأْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لرسولِ الله ﷺ في أُمَّتِهِ حَدَثًا. قال: فَدُفِعْنَا فإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى فَقَامَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا في صَلَاةٍ قطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. قال: ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا في صَلَاةٍ قَطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. قال: ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ ما سَجَدَ بِنَا في صَلَاةٍ قطُّ لا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. ثُم فَعَلَ في الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ قال: فَوَافَقَ تَجَلِّي الشَّمْسِ جُلُوسَهُ في الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قال: ثُم سَلَّمَ ثُم قَامَ فَحَمِدَ الله وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَن لا إِلٰهَ إِلَّا الله وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ سَاقَ أَحْمَدُ

۱۱۸۴- جناب ثعلبہ بن عباد عبدی ......اہل بصرہ میں سے ایک شخص...... بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سمرہ بن جندب ؓ کے ایک خطبے میں حاضر ہوئے' سمرہ نے کہا: ایک دفعہ میں اور ایک انصاری نوجوان نشانہ بازی کر رہے تھے حتیٰ کہ دیکھنے والے کی آنکھ میں جب سورج افق سے دو یا تین نیزے پر تھا تو وہ سیاہ ہو گیا جیسے کہ تنومہ (گھاس) ہو۔ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو آؤ مسجد کی طرف چلیں' قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ سورج کی اس کیفیت میں امت کو ضرور کوئی نئی بات تعلیم فرمائیں گے۔ سو ہم فوراً وہاں پہنچ گئے (جیسے گویا ہمیں دھکیل دیا گیا ہو) تو وہاں آپ گھر سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پس آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ آپ نے ہمیں نہایت طویل قیام کرایا ایسا کہ کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل رکوع کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے ہمیں نہایت طویل سجدہ کرایا جو کسی بھی نماز میں آپ نے ہمیں نہیں کرایا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے ایسے ہی کیا۔ اور دوسری رکعت میں بیٹھنے کے دوران میں سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔ پھر کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد و ثنا

١١٨٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلٰوة، باب: كيف القراءة في الكسوف، ح: ٥٦٢، والنسائي، ح: ١٤٨٥، وابن ماجه، ح: ١٢٦٤ من حديث الأسود بن قيس به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٩٧، وابن حبان، ح: ٥٩٨،٥٩٧ والحاكم على شرط الشيخين: ٣٣١،٣٢٩/١، ووافقه الذهبي.

ابنُ يُونُسَ خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ.

کی' اللہ کی توحید اور اپنی عبدیت و رسالت کی شہادت دی۔ اور احمد بن یونس نے نبی ﷺ کا خطبہ بیان کیا۔

فائدہ: اس روایت میں ہر رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہ دیتی تھی اور احناف کے مسلک کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ لیکن جن روایات میں ایک ایک رکعت میں دو دو رکوعوں کا ذکر ہے' وہ صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات ہیں جو سند کے اعتبار سے ابوداود کی اس روایت سے زیادہ قوی ہیں۔ دوسرے' ان میں یہ ایک زیادتی ہے جو ثقہ راویوں کی طرف سے ہو تو مقبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جہری قراءت کا اضافہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بنابریں نماز کسوف میں قراءت بھی جہری ہونی چاہیے اور رکوع بھی کم از کم دو ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔

١١٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عن قَبِيصَةَ الْهِلَالِيِّ قال: كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ ثُم انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فقال: «إِنَّمَا هٰذِهِ الآيَاتُ يُخَوِّفُ الله عَزَّوَجلَّ بِهَا، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَحْدَثِ صَلَاةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

۱۱۸۵- حضرت قبیصہ ہلالی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ پس آپ گھبرائے ہوئے' اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے نکلے۔ میں ان دنوں آپ کے ساتھ مدینے میں تھا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں کافی لمبا قیام کیا' فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ نشانیاں ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعے سے (بندوں کو) ڈراتا ہے۔ سو جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے کہ تم نے ابھی قریبی فرض نماز پڑھی ہے۔''

فائدہ: اس میں نماز کسوف کو فرض نماز کی طرح پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے یہ قابل حجت نہیں۔

١١٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا رَيْحَانُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ

۱۱۸۶- حضرت قبیصہ ہلالی ؓ سے مروی ہے کہ سورج کو گہن لگا۔ اور موسیٰ بن اسماعیل کی (مذکورہ بالا)

١١٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب نوع آخر، ح:١٤٨٧ من حديث أيوب السختياني به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٣، ووافقه الذهبي * وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٤ "هذا أيضًا لم يسمعه أبوقلابة عن قبيصة، إنما رواه عن رجل عن قبيصة".

١١٨٦ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به * عباد بن منصور ضعيف، مدلس، وتابعه أنيس بن سوار، روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، فهو مجهول الحال.

مَنْصُورٍ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن هِلَالِ بنِ عَامِرٍ: أَنَّ قَبِيصَةَ الْهِلَالِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ الشَّمْسَ كُسِفَتْ بِمَعْنَى حديثِ مُوسَى قال: حتَّى بَدَتِ النُّجُومُ.

حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس میں بیان کیا: حتی کہ ستارے ظاہر ہو گئے۔

فائدہ: گزشتہ روایات میں رکوع کی تعداد دو دو' تین تین' چار چار بتائی گئی ہے۔ جب کہ بیشتر میں یہ صراحت بھی ہے کہ یہ اس دن پیش آیا تھا جس دن نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی۔ اس لیے تعارض ظاہر ہے اور تطبیق کا کوئی امکان نہیں۔ اس لیے محققین کی رائے یہ ہے کہ ترجیح کی راہ اختیار کی جائے گی اور ترجیح دو رکوع والی روایات کو ہے کیونکہ یہ صحیحین اور بالخصوص صحیح بخاری میں مروی ہے۔ جبکہ اس سے زیادہ رکوع والی روایات صحیح مسلم اور کتب سنن کی ہیں۔ لہٰذا یہ روایات صحیحین کی روایت کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔ واللہ اعلم بالصواب. تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاۃ المفاتیح' صلوۃ الکسوف' حدیث:۱۴۹۶)

(المعجم ٥) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٢٦٤)

باب:۵-نماز کسوف میں قراءت کا بیان

١١٨٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنا عَمِّي: حَدَّثَنَا أبي عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ: حدثني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ وَعَبْدُ الله ابنُ أَبِي سَلَمَةَ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، كُلُّهُمْ قد حدثني عن عُرْوَةَ، عن عَائشةَ قالت: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فخَرَجَ رسولُ الله ﷺ فَصَلَّى بالنَّاسِ فَقَامَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ وَسَاقَ الحديثَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُم قَامَ فأَطَالَ الْقِرَاءَةَ فَحَزَرْتُ قِرَاءَتَهُ فَرَأَيْتُ أَنَّهُ قَرَأَ بِسُورَةِ آلِ عِمْرانَ.

۱۱۸۷- ام المومنین عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا یا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پس میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو محسوس کیا کہ آپ نے سورۂ بقرہ تلاوت فرمائی ہے۔ اور حدیث بیان کی۔ پھر آپ نے دو سجدے کیے' پھر کھڑے ہوئے اور لمبی قراءت کی۔ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ لگایا تو میں نے سمجھا کہ آپ نے سورۂ آل عمران تلاوت کی ہے۔

فائدہ: اس نماز میں قراءت حتی المقدور خوب لمبی ہونی چاہیے۔

١١٨٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٣٥ من حديث عبيدالله بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٣٣، ٣٣٤، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي: ١١٩١.

١١٨٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ: أخبرني أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أخبرني الزُّهْرِيُّ: أخبرني عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عن عَائِشَةَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً فَجَهَرَ بِهَا - يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ -.

۱۱۸۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت کی اور اونچی آواز سے۔ یعنی نماز کسوف میں۔

فائدہ: مذکورہ بالا دونوں احادیث کے درمیان جمع وتطبیق یوں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ چونکہ فاصلے پر تھیں اس لیے نبی ﷺ کی قراءت صاف سن نہ سکی تھیں۔ آواز سنی اس لیے جانا کہ قراءت جہراً ہو رہی ہے۔ لیکن یہ نہ جان سکیں کہ قراءت کیا ہو رہی ہے اس لیے اس کا اندازہ لگایا۔

١١٨٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رسولُ الله ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا بِنَحْوٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُم رَكَعَ وَسَاقَ الحديثَ.

۱۱۸۹- سیدنا ابن عباس ؓ نے کہا: سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی' لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۂ بقرہ کے قریب لمبا قیام کیا' پھر رکوع کیا۔ اور باقی حدیث بیان کی۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: يُنَادَى فِيهَا بِالصَّلَاةِ (التحفة ٢٦٥)

باب:٦- نماز کسوف کے لیے اعلان

١١٩٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الزُّهْرِيَّ فقال الزُّهْرِيُّ: أخبرني عُرْوَةُ عن عَائِشَةَ قالت: كُسِفَتِ الشَّمْسُ

۱۱۹۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ سورج گہنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا: [اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔

١١٨٨- تخريج: [إسناده صحيح] وأصله عند البخاري، ح: ١٠٦٦، ومسلم، ح: ٩٠١/٤ من حديث الأوزاعي به.

١١٨٩- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب صلوة الكسوف جماعةً، ح: ١٠٥٢ عن القعنبي، ومسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلوة الكسوف من أمر الجنة والنار، ح: ٩٠٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٦، ١٨٧.

١١٩٠- تخريج: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الجهر بالقراءة في الكسوف، ح: ١٠٦٦، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح: ٩٠١ من حديث الزهري به، ورواه مسلم من حديث الوليد بن مسلم به.

فَأَمَرَ رسولُ الله ﷺ رَجُلًا فَنَادَى أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ.

فائدہ: نمازکسوف کے لیے اعلان عام تو مستحب ہے مگر معروف اذان واقامت نہیں ہے۔

(المعجم ٧) - **باب الصَّدَقَةِ فِيهَا** (التحفة ٢٦٦)

باب:۷-سورج گہن کے موقع پر صدقہ کرنا

١١٩١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائشةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا الله عَزَّوَجلَّ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا».

۱۱۹۱-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کی موت یا ولادت کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم یہ (کیفیت) دیکھو تو اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو' اس کی تکبیر بیان کرو اور صدقہ دیا کرو۔''

فائدہ: کسوف کے موقع پر معروف نماز کے علاوہ مالی صدقہ کرنا بھی مستحب ہے۔

(المعجم ٨) - **باب الْعِتْقِ فِيهَا** (التحفة ٢٦٧)

باب:۸-اس موقع پر غلام آزاد کرنا

١١٩٢- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا زَائِدَةُ عن هِشَامٍ، عن فَاطِمَةَ، عن أَسْمَاءَ قالت: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُ بِالْعَتَاقَةِ في صَلَاةِ الْكُسُوفِ.

۱۱۹۲-سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نماز کسوف کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ امر استحباب وترغیب ہے اور کسی انسان کو معاشرے میں اس کا حق اور مقام دلانا بڑا عظیم عمل ہے بالخصوص مسلمان کے لیے۔

(المعجم ٩) - **باب مَنْ قَالَ: يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ** (التحفة ٢٦٨)

باب:۹-ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ (کسوف میں معروف نماز کی طرح) دو رکعتیں پڑھے

١١٩١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ح:١٠٤٤ عن القعنبي، ومسلم، الكسوف، باب صلوة الكسوف، ح:٩٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/١٨٦.

١١٩٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف أو الآيات، ح:٢٥١٩ من حديث زائدة بن قدامة به.

١١٩٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حدثني الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن النُّعْمَانِ بن بَشِيرٍ قال: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حتَّى انْجَلَتْ.

۱۱۹۳- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور میں سورج کو گہن لگا تو آپ دو دو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ صاف ہو گیا۔

فائدہ: صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اس نماز میں رکعتیں تو دو ہی ہیں لیکن ہر رکعت میں کم از کم دو رکوع اور خوب لمبی قراءت ہونی چاہیے۔ (دیکھیے گزشتہ احادیث کسوف)

١١٩٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ فَقَامَ رسولُ الله ﷺ لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُم رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ، ثُم سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ، ثُم رَفَعَ، وَفَعَلَ في الرَّكْعةِ الأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُم نَفَخَ في آخِرِ سُجُودِهِ فقال:

۱۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے قیام کیا' (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع نہیں کریں گے۔ پھر رکوع کیا' (اتنا لمبا رکوع کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ رکوع سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا' (اتنا لمبا قیام کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا' (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدے سے سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور (اتنی دیر بیٹھے رہے کہ) لگتا تھا کہ آپ سجدہ نہیں کریں گے پھر سجدہ کیا (اتنا لمبا سجدہ کیا کہ) لگتا تھا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے پھر سر اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ اور آخری سجدے میں زور زور سے سانس لینے لگے اور ''اُف اُف'' کی آواز

١١٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ١٦، نوع آخر، ح: ١٤٨٦، وابن ماجه، ح: ١٢٦٢ من حديث أبي قلابة به * وقال البيهقي: ٣/ ٣٣٣: "هذا مرسل، أبو قلابه لم يسمعه من النعمان بن بشير، إنما رواه عن رجل عن النعمان".

١١٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الكسوف، باب: ١٤، نوع آخر، ح: ١٤٨٣ من حديث عطاء بن السائب به، ورواه شعبة وغيره عن عطاء به.

«أُفْ أُفْ»، ثُم قال: «رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فيهِمْ، أَلَمْ تَعِدْنِي أَنْ لا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ؟» فَفَرَغَ رسُولُ الله ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ أَمْحَصَتِ الشَّمْسُ. وَسَاقَ الحديثَ.

نکالی اور کہا: ''اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں ان کو عذاب نہیں دے گا۔ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا ہے کہ جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے تو ان کو عذاب نہ دے گا۔'' الغرض رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا...... اور حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع بھی جائز ہے' تاہم دو رکوع والی روایت کو ترجیح حاصل ہے۔ ② قیام' رکوع اور سجود حسب ہمت لمبے ہونے چاہییں۔

١١٩٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا الْجُرَيْرِيُّ عن حَيَّانَ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ قال: بَيْنَمَا أَنَا أَتَرَمَّى بِأَسْهُمٍ في حَيَاةِ رسولِ الله ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ مَا أَحْدَثَ لرسولِ الله ﷺ كُسُوفُ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يُسَبِّحُ وَيُحَمِّدُ وَيُهَلِّلُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عن الشَّمْسِ فَقَرَأَ بِسُورَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

١١٩٥- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ دور رسالت کی بات ہے۔ میں تیراندازی کی مشق کر رہا تھا کہ سورج گہن لگ گیا تو میں نے تیر پھینک دیے اور کہا: میں بالضرور دیکھوں گا کہ آج سورج گہن والے دن رسول اللہ ﷺ کیا نیا کام کرتے ہیں' چنانچہ میں آپ کے پاس پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ اٹھائے تسبیح' تحمید اور تہلیل میں مشغول دعا کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے دو رکعتوں میں دو سورتیں پڑھیں۔

(المعجم ١٠) - باب الصَّلَاةِ عِنْدَ الظُّلْمَةِ وَنَحْوِهَا (التحفة ٢٦٩)

باب:١٠- تاریکی چھا جانے یا اس طرح کے دیگر حوادث کے موقع پر نماز پڑھنا

١١٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ جَبَلَةَ بنِ أَبي رَوَّادٍ: حَدَّثَنا حَرَمِيُّ بنُ عُمَارَةَ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ النَّضْرِ: حدثني أبي قال:

١١٩٦- جناب عبیداللہ بن نضر سے روایت ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ کی زندگی میں ایک روز (آندھی یا بادل کی وجہ سے) اندھیرا

١١٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الكسوف، باب ذكر النداء بصلوٰة الكسوف "الصلوٰة جامعة"، ح:٩١٣ من حديث بشر بن المفضل به.

١١٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٤٢، ٣٤٣ من حديث حرمي بن عمارة به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٣٤، ووافقه الذهبي.

كَانَتْ ظُلْمَةٌ عَلَى عَهْدِ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ - قال: - فأَتَيْتُ أَنَسًا فَقُلْتُ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! هَلْ كَانَ يُصِيبُكُم مِثْلُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رسولِ الله ﷺ؟ قال: مَعَاذَ الله! إِنْ كَانَتِ الرِّيحُ لَتَشْتَدُّ فَنُبَادِرُ المَسْجِدَ مَخَافَةَ الْقِيامَةِ.

چھا گیا تو میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی آپ لوگوں کو ایسی کیفیت سے دوچار ہونا پڑتا تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! اگر ہوا بھی تند ہو جاتی تو ہم جلدی جلدی مسجد کا رخ کرتے تھے کہ کہیں قیامت نہ آ جائے۔

ملحوظہ: اس حدیث میں بیان ہے کہ ان لوگوں میں قیامت کا ڈر اور خوف بہت زیادہ تھا مگر اب آفتوں پر آفتیں گزر جاتی ہیں مگر قیامت کا خیال ہی نہیں آتا' نہ اپنی اصلاح ہی کی کوئی فکر کرتے ہیں۔

(المعجم ١١) - باب السُّجُودِ عِنْدَ الآيَاتِ (التحفة ٢٧٠)

باب:١١- جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ پیش آئے تو سجدہ کرنا چاہیے

١١٩٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمانَ بنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ جَعْفَرٍ عن الْحَكَمِ بنِ أَبَانٍ، عن عِكْرِمَةَ قال: قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاتَتْ فُلَانَةُ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ سَاجِدًا، فَقِيلَ لَهُ: تَسْجُدُ هذِهِ السَّاعَةَ؟ فقال: قال رسولُ الله ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا»، وَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.

١١٩٧- جناب عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی گئی کہ نبی ﷺ کی ازواج میں سے فلاں فوت ہو گئی ہیں تو آپ سجدے میں گر گئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس موقع پر سجدہ کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی بڑا واقعہ یا حادثہ دیکھو تو سجدہ کیا کرو۔'' اور بھلا زوجۂ نبی ﷺ کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی حادثہ ہوگا؟

فائدہ: کسی گھرانے یا معاشرے کا اپنے نیک اور صالح افراد سے محروم ہو جانا بہت بڑی آفت ہے۔ مگر کم ہی لوگوں کو اس کا احساس ہوتا ہے۔ بہر حال واجب ہے کہ ہر حال میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع کیا جائے۔

١١٩٧ ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي' المناقب' باب فضل أزواج النبي ﷺ' ح:٣٨٩١ من حديث يحيى بن كثير به وقال: "حسن غريب".

نمازِ سفر کے احکام ومسائل

دین اسلام کا ایک ستون نماز ہے اور یہ اسلام کا ایک ایسا حکم ہے جس کا کوئی مسلمان انکاری نہیں قرآن مجید اور احادیث میں اسے ادا کرنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ نماز کسی بھی صورت میں معاف نہیں ہے خواہ جنگ ہو رہی ہو یا آدمی سفر کی مشکلات سے دوچار ہو یا بیمار ہو ہر حال میں نماز فرض ہے تاہم موقع کی مناسبت سے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں نماز قصر کرنا یعنی چار فرض کی بجائے دو فرض ادا کرنا جیسے ظہر عصر اور عشاء کی نمازیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر انعام ہے لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا مستحب ہے۔ سفر کی نماز سے متعلقہ چند اہم امور مندرجہ ذیل ہیں:

- ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو دو فرض پڑھے جائیں مغرب اور فجر کے فرضوں میں قصر نہیں ہے۔
- سفر میں سنتیں اور نوافل پڑھنا ضروری نہیں دوگانہ ہی کافی ہے البتہ عشاء کے دوگانے کے ساتھ وتر ضروری ہیں۔ اسی طرح فجر کی سنتیں بھی پڑھی جائیں کیونکہ ان کی فضیلت بہت ہے اور نبی ﷺ سفر میں بھی ان کا اہتمام کرتے تھے۔
- نماز قصر کرنا کتنی مسافت پر جائز ہے؟ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر اختیار فرماتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔'' (صحیح مسلم، صلاۃ

المسافرین و قصرھا‘ حدیث:۶۹۱) حافظ ابن حجر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ’’یہ سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ صریح حدیث ہے جو مدت سفر کے بیان میں وارد ہوئی ہے۔‘‘ مذکورہ حدیث میں راوی کو شک ہے تین میل یا تین فرسخ؟ اس لیے تین فرسخ کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے 9 میل تقریباً 23,22 کلومیٹر مسافت حد ہوگی۔ یعنی اپنے شہر کی حدود سے نکل کر 22 کلومیٹر یا اس سے زیادہ مسافت پر دوگانہ ادا کیا جائے۔

○ قصر کرنا اس وقت جائز ہے جب قیام کی نیت تین دن کی ہوگی اگر شروع دن ہی سے چار یا اس سے زیادہ دن کی نیت ہوگی‘ تو مسافر متصور نہیں ہوگا‘ اس صورت میں نماز شروع ہی سے پوری پڑھنی چاہیے‘ تاہم دوران سفر میں قصر کر سکتا ہے۔

○ نیت تین دن یا اس سے کم ٹھہرنے کی ہو لیکن پھر کسی وجہ سے ایک یا دو دن مزید ٹھہرنا پڑ جائے تو تردد کی صورت میں نماز قصر ادا کی جا سکتی ہے‘ چاہے اسے وہاں مہینہ گزر جائے۔

○ سفر میں دو نمازیں اکٹھی بھی پڑھی جا سکتی ہیں یعنی جمع تقدیم (عصر کو ظہر کے وقت اور عشاء کو مغرب کے وقت میں ادا کرنا) اور جمع تاخیر (ظہر کو عصر کے وقت اور مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کرنا) دونوں طرح جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم٤) - [كِتَابُ صَلَاةِ السَّفَرِ] (التحفة...)

نمازسفر کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب صَلَاةِ الْمُسَافِرِ (التحفة ٢٧١)

باب:١-مسافر کی نماز کا بیان

١١٩٨- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائشةَ قالت: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ في الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ في صَلَاةِ الْحَضَرِ.

١١٩٨-ام المومنین عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ (شروع میں) سفر اور حضر کی نماز دو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی‘ پھر سفر کی نماز بحال رکھی گئی اور مقیم کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

فائدہ: یہ حضرت عائشہ ؓ کا قول ہے‘ اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نماز فرض ہونے سے قبل لوگ اپنے طور پر دو دو رکعت نماز ادا کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

١١٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عن ابنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وحدثنا خُشَيْشٌ يَعْني ابنَ

١١٩٩-جناب یعلی بن امیہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے کہا: بتایئے کہ لوگوں کا (سفر میں) نماز قصر کرنا کیوں کر ہے؟ حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا

١١٩٨_ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب: كيف فرضت الصلوة في الإسراء، ح:٣٥٠، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/١٤٦، (والقعنبي، ص:١٨٨، ١٨٩).

١١٩٩_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح:٦٨٦ من حديث يحيى القطان به.

أَصْرَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بنُ عَبْدِ الله ابنِ أَبِي عَمَّارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ بَابَيْهِ، عن يَعْلَى بنِ أُمَيَّةَ قال: قُلْتُ لِعُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: أَرَأَيْتَ إِقْصَارَ النَّاسِ الصَّلَاةَ وَإِنَّمَا قال الله عَزَّ وَجلَّ: ﴿إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوٓاْ﴾ فَقَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ الْيَومَ، فقال: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لرسولِ الله ﷺ فقال: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ الله عَزَّوَجلَّ بِهَا عَلَيْكُم فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ».

ہے: ''اگر تمہیں ڈر محسوس ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے.....'' اور اب کفار سے ڈر خوف والی کیفیت تو ختم ہو چکی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا تھا جو تمہیں ہوا ہے۔ پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا: ''یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے۔ سو اس کا صدقہ قبول کرو۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی سفر میں نماز قصر کرنا' صرف دو رکعت پڑھنا یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جو اس نے اپنے بندوں پر کیا ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو' لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ حالتِ سفر میں قصر مسنون ہے۔ ② صحیح احادیث قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

١٢٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ ومُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالا: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله ابنَ أَبِي عَمَّارٍ يُحَدِّثُ فذكَرَهُ نَحْوَهُ.

۱۲۰۰- جناب ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی عمار کو سنا' وہ بیان کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ وَحَمَّادُ بنُ مَسْعَدَةَ كما رَوَاهُ ابنُ بَكْرٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ ابوعاصم اور حماد بن مسعدہ نے بھی ابن بکر کی مانند روایت کیا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: مَتَى يَقْصُرُ الْمُسَافِرُ (التحفة ٢٧٢)

باب:۲- مسافر کب قصر کرے؟

١٢٠١- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

۱۲۰۱- یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

١٢٠٠- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٢٠١- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩١ عن ابن بشار به.

مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثنا شُعْبَةُ عن يَحْيَى بنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قال: سَأَلْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ عن قَصْرِ الصَّلَاةِ، فقال أَنَسٌ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ - شُعْبَةُ شَكَّ - يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں سوال کیا' تو انہوں نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔'' یہ شک شعبہ کو ہوا ہے۔

فائدہ: تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے' اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط ویقین پر مبنی ہے۔ اس لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل یعنی 22' 23 کلومیٹر ہوگی۔

١٢٠٢ - حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثنا ابنُ عُيَيْنَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ وَإِبراهِيم ابنِ مَيْسَرَةَ سَمِعَا أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: صَلَّيْتُ مع رسولِ الله ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١٢٠٢- حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت۔

فائدہ: یعنی سفر شروع ہو جانے کے بعد شہر سے نکل کر نماز قصر پڑھی جائے گی۔ ذوالحلیفہ موجودہ نام (آبار علی) مدینے سے مکہ کی جانب پہلا پڑاؤ ہے اور فاصلہ چھ میل ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث نبی ﷺ کے سفر حج کی بابت ہے جبکہ آپ مکہ مکرمہ کے قصد سے نکلے تھے اور کوئی بعید نہیں کہ پچھلی حدیث میں اسی واقعہ کو دوسرے اسلوب میں بیان کیا گیا ہو۔

(المعجم ٣) - بابُ الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧٣)

باب:٣- سفر میں نماز کے لیے اذان کہنا

١٢٠٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرِو بنِ الْحَارِثِ؛ أَنَّ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ حَدَّثَهُ عن عُقْبَةَ بنِ

١٢٠٣- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ''تمہارا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا (خوش ہوتا) ہے

١٢٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: يقصر إذا خرج من موضعه، ح:١٠٨٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح:٦٩٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٢٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، ح:٦٦٧ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح:٢٦٠.

عَامِرٍ قال: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «يَعْجَبُ رَبُّكَ عَزَّ وَجلَّ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ في رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فيقولُ الله عَزَّ وَجلَّ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيمُ لِلصَّلَاةِ يَخَافُ مِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ».

جو پہاڑ کی چوٹی پر (اکیلا ہوتے ہوئے) نماز کے لیے اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: دیکھو میرے اس بندے کو جو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہتا ہے (اور) مجھی سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا ہے اور جنت میں داخل کر دیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل کا ''تعجب کرنا'' اسی طرح ہے جو اس کی شان جلالت کے لائق ہے۔ یا پھر يَعْجَبُ، يَرْضىٰ کے معنی میں ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اہل السنہ والجماعۃ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں وارد تمام صفات الٰہیہ پر ایمان رکھتے اور ان کا اثبات کرتے ہیں۔ کسی قسم کی تشبیہ، تمثیل، تاویل یا تعطیل کے قائل نہیں ہیں۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اکیلا چرواہا اپنی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے تو مسافر کے لیے بھی اذان و اقامت کہنی مستحب ہے۔

(المعجم ٤) - باب الْمُسَافِرِ يُصَلِّي وَهُوَ يَشُكُّ فِي الْوَقْتِ (التحفة ٢٧٤)

باب:۴- مسافر کو نماز کے وقت میں شک ہو اور وہ (امام کے ساتھ) نماز پڑھ لے تو؟

١٢٠٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الْمِسْحَاجِ بن مُوسَى قال: قُلْتُ لِأَنَسِ بنِ مَالِكٍ: حَدِّثْنا مَا سَمِعْتَ من رسولِ الله ﷺ قال: كُنَّا إِذَا كُنَّا مع رسولِ الله ﷺ في السَّفَرِ فَقُلْنَا زَالَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَزُلْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلَ.

۱۲۰۴- مسحاج بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا ہے بیان کیجیے! تو انہوں نے کہا: ہم جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوا کرتے تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے، پھر کوچ کرتے حالانکہ ہمیں شبہ سا ہوتا تھا کہ سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

فوائد و مسائل: ① نماز کے اوقات کی معرفت اور اس کا وقت ہو جانا صحتِ نماز کی اہم شرطوں میں سے ہے اور اس سلسلے میں امام اور مؤذن ہی ذمہ دار ہیں۔ کسی ایک فرد کے شبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو شبہ ظاہر کیا ہے وہ حقیقت میں شبہ ہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز کبھی بھی زوال سے قبل نہیں پڑھی۔ اس لیے مقتدیوں کو اپنے امام پر اعتماد کرنا چاہیے۔ ② اس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلتے ہی اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے اور سفر میں بھی اسی کا اہتمام فرماتے تھے۔

١٢٠٤- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٣ عن أبي معاوية الضرير به.

١٢٠٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ، عن شُعْبَةَ: حدثني حَمْزَةُ الْعَائِذِيُّ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ - قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يقولُ: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ حتَّى يُصَلِّيَ الظُّهْرَ، فقال لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ؟ قال: وَإِنْ كَانَ بِنِصْفِ النَّهَارِ.

١٢٠٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے' رسول اللہ ﷺ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو اس وقت تک کوچ نہ کرتے جب تک کہ ظہر کی نماز نہ پڑھ لیتے۔ ایک شخص نے ان سے کہا: اگرچہ نصف النہار ہی ہوتا؟ انہوں نے کہا کہ (ہاں!) اگرچہ نصف النہار ہی ہوتا۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہوتا جب زوال سے پہلے کوچ نہ کیا ہوتا۔ اگر زوال سے پہلے ہی سفر میں چل پڑتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔ علاوہ ازیں اس حدیث کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ نصف النہار (زوال) سے قبل ہی نبی ﷺ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ زوال کے ہوتے ہی فوراً ظہر کی نماز ادا کر لیتے اور پھر سفر شروع کرتے کیونکہ زوال سے قبل تو ظہر کا وقت ہی نہیں ہوتا۔

(المعجم ٥) - باب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ (التحفة ٢٧٥)

باب: ٥- دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

١٢٠٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مع رسولِ الله ﷺ في غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا.

١٢٠٦- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے نکلے تو رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک دن نماز کو مؤخر کر دیا' پھر تشریف لائے اور ظہر اور عصر اکٹھی پڑھائیں' پھر اپنے خیمے میں چلے گئے' پھر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھائیں۔

١٢٠٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب تعجيل الظهر في السفر، ح: ٤٩٩ من حديث يحيى القطان به.

١٢٠٦- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ٧٠٦ من حديث أبي الزبير به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٣، ١٤٤، (والقعنبي، ص: ١٨٣).

فائدہ: مسافر کسی منزل پر پڑاؤ کیے ہوئے ہو یا اثنائے سفر میں ہو، دونوں صورتوں میں نمازوں کو جمع کر سکتا ہے اور زیادہ افراد ہوں تو وہ جماعت کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔

١٢٠٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَسَارَ حتّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ، فقال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كان إذا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ في سَفَرٍ جَمَعَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ، فَسَارَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَنَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٢٠٧- جناب نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ کو مکہ میں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی بابت پکارا گیا۔ (یعنی ان کی وفات کی خبر دی گئی) تو آپ نے سفر کیا، حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے نکل آئے اور کہا: نبی ﷺ جب سفر میں جلدی میں ہوتے تو ان دونوں نمازوں (یعنی مغرب اور عشاء) کو جمع کر لیا کرتے تھے، چنانچہ آپ چلتے رہے، حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی، تب اترے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔

١٢٠٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ وَاللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ في غَزْوَةِ تَبُوكَ، إذا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَإِنْ يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حتى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ، وَفي المَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ: إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ المَغْرِبِ

١٢٠٨- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک میں اگر کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کر لیتے، حتیٰ کہ عصر کے وقت اترتے (اور انہیں جمع کر کے پڑھتے۔) اور مغرب میں بھی ایسے ہی کرتے یعنی اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی چل پڑتے تو مغرب کو مؤخر کر لیتے، حتیٰ کہ عشاء کے لیے اترتے اور ان دونوں کو اکٹھے پڑھتے۔

١٢٠٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٥٩ من حديث حماد بن زيد به، ورواه الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوتين، ح: ٥٥٥ من حديث نافع به، وقال: "حسن صحيح".

١٢٠٨- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٢، ١٦٣، والدارقطني: ١/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ١٢٠٦، وهذا طرف منه.

وَالْعِشَاءِ، وَإِن يَرْتَحِلْ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ المَغْرِبَ حتى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُم جَمَعَ بَيْنَهُمَا .

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن حُسَيْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حديث المُفَضَّلِ وَاللَّيْث .

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشام بن عروہ نے حسین بن عبداللہ سے' انہوں نے کریب سے' انہوں نے ابن عباس سے' انہوں نے نبی ﷺ سے حدیثِ مفضل اور لیث کی مانند بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اثنائے سفر میں جمع بین الصلوٰتین مسنون ہے۔ ② عصر کو ظہر کے وقت میں اور عشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھنا جمع تقدیم کہلاتا ہے اور ظہر کو عصر کے وقت میں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنا جمع تاخیر اور حسب احوال دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ ③ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف جمع صوری جائز ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور عصر کو اس کے ابتدائی وقت میں۔ اسی طرح مغرب' عشاء کو جمع کرنے کا مسئلہ ہے۔ یعنی مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھا جائے لیکن اس طرح جمع کر کے پڑھنے کو کیا جمع کر کے پڑھنا کہا جا سکتا ہے؟ یہ تو ہر نماز اپنے اپنے وقت ہی پر ادا ہوئی ہے' اسے جمع کہنا ہی غلط ہے اسی لیے اس کا نام ہی انہوں نے جمع صوری رکھا ہے' یعنی دیکھنے میں جمع ہے لیکن حقیقت میں جمع نہیں۔ لیکن نبی ﷺ نے جمع تقدیم یا جمع تاخیر کی ہے' کیا وہ جمع صرف صورتاً اسی طرح تھیں جس طرح جمع صوری کا طریقہ بیان کیا گیا ہے؟ ظاہر بات ہے' حدیث کے الفاظ اس کو قبول نہیں کرتے۔ حدیث سے تو واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ جمع تقدیم کی صورت میں نبی ﷺ نے ایک نماز کو اس کے اوّل وقت میں (ظہر یا مغرب کی نماز کو) پڑھا اور اس کے ساتھ ہی فوراً دوسری نماز (عصر یا عشاء کی نماز) پڑھ لی۔ اور تاخیر کی صورت میں پہلی نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوسری نماز کے وقت میں آپ نے دونوں نمازیں (عصر کے وقت میں عصر کے ساتھ نماز ظہر بھی۔ اور عشاء کے وقت میں عشاء کی نماز کے ساتھ مغرب کی نماز بھی) پڑھیں۔ ان کو کسی طرح بھی جمع صوری نہیں کہا جا سکتا' یہ حقیقی جمع تھیں' اس لیے حالات کے مطابق جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طریقے جائز ہیں اور یہ واضح طور پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہ اسلام کے ان محاسن میں سے ایک ہے جن کی بنا پر اسلام کو دین یسر (آسان دین) اور دین رحمت کہا جاتا ہے۔ اس کو صرف جمع صوری کی شکل میں محدود کر دینے والے اس یسر (آسانی) اور رحمت سے مسلمانوں کو محروم کر دینا چاہتے ہیں جو نبی ﷺ نے اپنے امتیوں کو عطا کی ہے۔ هداهم الله إلى الصراط المستقيم.

١٢٠٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله

۱۲۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: رسول اللہ

١٢٠٩_ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

ابنُ نَافِعٍ عن أَبِي مَوْدُودٍ، عن سُلَيْمانَ بن أَبِي يَحْيَى، عن ابنِ عُمَرَ قال: مَا جَمَعَ رسولُ الله ﷺ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَطُّ فِي السَّفَرِ إِلَّا مَرَّةً.

ﷺ نے نمازِ مغرب اور عشاء کو سفر میں صرف ایک ہی بار جمع فرمایا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وهذا يُرْوَى عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّهُ لَمْ يُرَ ابنُ عُمَرَ جَمَعَ بَيْنَهُمَا قَطُّ إِلَّا تِلْكَ اللَّيْلَةَ - يَعْنِي لَيْلَةَ اسْتُصْرِخَ عَلَى صَفِيَّةَ - وَرُوِيَ من حديث مَكْحُولٍ عن نَافِعٍ: أَنَّهُ رَأَى ابنَ عُمَرَ فَعَلَ ذٰلِكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت بواسطہ ایوب' نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صرف اسی رات دیکھا گیا تھا کہ انہوں نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا تھا' یعنی جس رات انہیں ان کی اہلیہ حضرت صفیہ کی تشویشناک خبر پہنچی تھی۔ جبکہ مکحول از نافع کی سند سے یہ مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک یا دو بار ایسے کیا تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح ثابت نہیں ہے' البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔

١٢١٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قال: صَلَّى رسولُ الله ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ.

١٢١٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں بغیر کسی خوف یا سفر کے اکٹھی پڑھیں۔

قال مَالِكٌ: أُرَى ذَلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ.

امام مالک کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ بارش میں ایسے کیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ نَحْوَهُ عن أَبِي الزُّبَيْرِ. وَرَوَاهُ قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ عن أَبِي الزُّبَيْرِ قال: فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا إِلَى تَبُوكَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ نے ابوالزبیر سے اسی کی مانند روایت کیا ہے جبکہ قرہ بن خالد نے ابوالزبیر سے روایت کیا تو کہا: وہ سفر جو ہم نے تبوک کی جانب کیا تھا (اس میں آپ نے یہ نمازیں جمع کر کے پڑھی تھیں۔)

١٢١٠_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ٧٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٤٤، (والقعنبي، ص: ١٨٥).

١٢١١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَمَعَ رسولُ الله ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالمَدِينَةِ من غَيْرِ خَوْفٍ ولا مَطَرٍ، فَقِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا أَرَادَ إِلى ذَلِكَ، قال: أَرَادَ أَن لا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ.

۱۲۱۱- حضرت ابن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں (مقیم ہوتے ہوئے) بغیر کسی خوف یا بارش کے ظہر وعصر کی اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کا اس سے کیا مقصد تھا؟ انہوں نے کہا: یہی کہ امت کو مشقت نہ ہو۔

فائدہ: جمہور علمائے حدیث کا اس سے استدلال یہ ہے کہ خوف' بارش اور مرض کے علاوہ اگر کبھی کوئی شخص کسی معقول عذر اور وجہ سے نمازیں اکٹھی پڑھے تو جائز ہے مگر عادت نہ بنائے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور اسوۂ صحابہ سے ثابت ہے۔

١٢١٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن أَبِيهِ، عن نَافِعٍ وعبدِ الله بن واقد: أَنَّ مُؤَذِّنَ ابنِ عُمَرَ قال: الصَّلَاةُ، قال: سِرْ سِرْ، حتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى المَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قال: إِنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ في ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ.

۱۲۱۲- جناب نافع اور عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ کے مؤذن نے نماز کے لیے کہا' تو انہوں نے کہا: چلو چلو' حتیٰ کہ شفق غروب ہونے سے ذرا پہلے اترے اور مغرب کی نماز پڑھی' پھر انتظار کیا' حتیٰ کہ شفق غائب ہوگئی تو عشاء پڑھی' پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب کسی کام میں جلدی ہوتی تو ایسے ہی کرتے تھے جیسے کہ میں نے کیا ہے۔ پھر آپ نے اس دن رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جَابِرٍ عن نَافِعٍ نحوَ هذا بِإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود نے کہا: ابن جابر نے نافع سے اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کیا۔

١٢١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح: ٧٠٥ بعد ٧٠٦ من حديث أبي معاوية الضرير به.

١٢١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٩٣، ح: ١٤٥٢ من حديث محمد بن فضيل به، وانظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① اس واقعے میں بظاہر جمع بین الصلوتین کی یہ صورت ہے کہ پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے اوّل وقت میں پڑھی گئی، جسے ''جمع صوری'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اس روایت میں شیخ البانی کے نزدیک قبل غیوب الشفق...... کے الفاظ شاذ ہیں، محفوظ الفاظ بَعْدَ غیوب الشفق...... ہی ہیں۔ جس سے جمع حقیقی یعنی جمع تاخیر ہی کا اثبات ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ سے بھی اس طرح جمع کرنا ثابت ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے، حدیث: ۱۲۰۸ کے فوائد) آگے آنے والی حدیث نمبر ۱۲۱۷ میں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صحیح و مشہور ثابت شدہ عمل بھی یہی ہے کہ آپ نے مغرب کی نماز غروب شفق کے بعد پڑھی تھی۔ ② ''جب کسی کام میں جلدی ہوتی'' والی بات عام کاموں سے متعلق نہیں بلکہ سفر سے خاص ہے جیسے کہ صحیح احادیث میں آیا ہے۔

١٢١٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى عن ابنِ جَابِرٍ بهذا المَعْنَى. قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ عن نَافِعٍ قال: حتَّى إذَا كَانَ عِنْدَ ذَهَابِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۱۲۱۳- عیسیٰ نے ابن جابر سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبداللہ بن علاء نے نافع سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: جب شفق غروب ہونے لگی تو وہ (ابن عمر) اترے اور نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

١٢١٤- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ بالمَدِينَةِ ثمانِيًا وَسَبْعًا، الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ولم يَقُلْ سُلَيْمانُ وَمُسَدَّدٌ: «بِنَا».

۱۲۱۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ہم کو آٹھ رکعتیں اور سات رکعتیں یعنی ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں (جمع کر کے) پڑھائیں۔ سلیمان اور مسدد نے یہ نہیں کہا کہ ''ہمیں پڑھائیں'' (بلکہ یہ کہا کہ آپ نے پڑھیں)۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: في غَيْرِ مَطَرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ صالح مولی التوأمة کی روایت میں جو ابن عباس سے ہے، کہا: ''بغیر بارش

١٢١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ٥٩٦ من حديث ابن جابر به مطولاً.

١٢١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب تأخير الظهر إلى العصر، ح: ٥٤٣، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الجمع بين الصلوتين في الحضر، ح: ٧٠٥/ ٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

کے۔'' (یہ نمازیں جمع کیں۔)

فائدہ: غرض اس سے یہی تھی جو حدیث نمبر: ۱۲۱۱ میں بیان ہوئی ہے کہ ''امت کو مشقت نہ ہو۔'' صحابہ کرام اور جمہور امت نے اس کو عادت بنا لینے کی اجازت نہیں دی' صرف نہایت ضرورت کے وقت اجازت دی ہے۔

١٢١٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُحمَّدٍ الْجَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن مَالِكٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفَ.

۱۲۱۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سورج مکہ میں غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے (مغرب اور عشاء کی نمازیں) وادیٔ سرف میں جا کر جمع کر کے پڑھیں۔

١٢١٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ هِشَامٍ جَارُ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ عَوْنٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ قال: بَيْنَهُمَا عَشْرَةُ أَمْيَالٍ يَعْني بَيْنَ مَكَّةَ وَسَرِفَ.

۱۲۱۶- ہشام بن سعد بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور وادی سرف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے۔

١٢١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ قال: قال رَبِيعَةُ يَعْني كَتَبَ إِلَيْهِ: حدثني عَبْدُ الله بنُ دِينَارٍ قال: غَابَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا عِنْدَ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ فَسِرْنَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَدْ أَمْسَى قُلْنَا: الصَّلَاةُ فَسَارَ حتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَتَصَوَّبَتِ النُّجُومُ، ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ فَصَلَّى الصَّلاتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ صَلَّى صَلَاتِي هَذِهِ، يقولُ: يَجْمَعُ بَيْنَهُما بَعْدَ لَيْلٍ.

۱۲۱۷- جناب عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا جبکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ہم چلتے رہے' جب ہم نے دیکھا کہ خوب شام ہو گئی ہے تو ہم نے عرض کیا: نماز؟ مگر وہ چلتے رہے' حتیٰ کہ شفق غائب ہو گئی اور ستارے نکل آئے تو وہ اترے اور دونوں نمازیں اکٹھی کر کے پڑھیں۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو نمازیں میری اسی نماز کی طرح پڑھتے تھے۔ یعنی اندھیرا چھا جانے کے بعد دونوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

١٢١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء، ح: ٥٩٤ من حديث يحيى بن محمد الجاري به * أبوالزبير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

١٢١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٤ من حديث أبي داود به.

١٢١٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٦٠، ١٦١ من حديث الليث بن سعد به.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عاصِمُ بنُ مُحَمَّدٍ عن أَخِيهِ، عن سَالِمٍ. وَرَوَاهُ ابنُ أبي نَجِيحٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ ذُؤَيْبٍ؛ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا مِنَ ابنِ عُمَرَ كَانَ بَعْدَ غُيُوبِ الشَّفَقِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو عاصم بن محمد نے اپنے بھائی سے انہوں نے سالم سے روایت کیا ہے۔ اور ابن ابی نجیح نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ذؤیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ان نمازوں کو جمع کرنا غروب شفق کے بعد تھا۔

فائدہ: مذکورہ آثار دلیل ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل (جمع بین الصلوٰتین) غیوبِ شفق کے بعد تھا۔ بخلاف اس کے جو پیچھے (روایت:۱۲۱۲ میں) غیوبِ شفق سے قبل نمازوں کو جمع کرنا' ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے جیسا کہ وہاں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

١٢١٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ وَابنُ مَوْهَبٍ - المَعْنَى - قالا: حَدَّثَنا المُفَضَّلُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ ﷺ.

۱۲۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے' تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کر لیتے۔ پھر اترتے اور ان دونوں کو جمع کر کے پڑھتے۔ اور اگر سفر شروع کرنے سے پہلے ہی سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھتے اور سوار ہو جاتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ مُفَضَّلٌ قَاضِيَ مِصْرَ وكَانَ مُجَابَ الدَّعْوَةِ وَهُوَ ابنُ فَضَالَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ مفضل (مذکورہ حدیث کے ایک راوی) مصر کے قاضی تھے۔ مجاب الدعوۃ تھے اور وہ فضالہ کے صاحبزادے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے کچھ لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ جمع تقدیم صحیح نہیں (یعنی عصر کو ظہر کے وقت میں نہ پڑھا جائے) مگر دیگر کئی صحیح احادیث سے جمع تقدیم ثابت ہے جیسے کہ سابقہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ (۱۲۰۸) میں گزرا ہے۔ ان مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١٢١٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ

۱۲۱۹- جناب عقیل نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان

١٢١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب، ح: ١١١٢، ومسلم، صلوة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلوتين في السفر، ح: ٧٠٤، كلاهما عن قتيبة به.

١٢١٩ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، أخرجه مسلم، ح: ٧٠٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني جَابِرُ ابنُ إسْمَاعِيلَ عن عُقَيْلٍ بهذا الحديثِ بإسْنَادِهِ قال: وَيُؤَخِّرُ المَغْرِبَ حتى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ.

کی انہوں نے کہا: اور مغرب کو مؤخر کر لیتے اور عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے' جبکہ شفق غروب ہو چکی ہوتی۔

١٢٢٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَان في غَزْوَةِ تَبُوكَ، إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا، وَإِذا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمسِ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ، وكَان إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ المَغْرِبِ أَخَّرَ المَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مع الْعِشَاءِ، وإذا ارْتَحَلَ بَعْدَ المَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مع المَغْرِبِ.

١٢٢٠- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ غزوۂ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے' حتیٰ کہ عصر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔ اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے' تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے' پھر سفر شروع کرتے۔ اور جب مغرب سے پہلے روانہ ہوتے تو مغرب کو مؤخر کرتے' حتیٰ کہ عشاء کے ساتھ ملا کے پڑھتے۔ اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے' تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ پڑھ لیتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: ولم يَرْوِ هذا الحديثَ إِلَّا قُتَيْبَةُ وَحْدَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف قتیبہ نے روایت کیا ہے۔ (یعنی لیث سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔)

(المعجم ٦) - باب قَصْرِ قِرَاءَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٧٦)

باب:٦- سفر میں نماز کی قراءت مختصر کرنا

١٢٢١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ:

١٢٢١- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول

١٢٢٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في الجمع بين الصلوٰتين، ح: ٥٥٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

١٢٢١- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الجهر في العشاء، ح: ٧٦٧، ومسلم، الصلوٰة، باب القراءة في العشاء، ح: ٤٦٤ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن الْبَراءِ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ الآخِرَةَ فَقَرَأَ في إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ.

اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے' آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی تو آپ نے اس کی ایک رکعت میں سورۃ ﴿والتین والزیتون﴾ تلاوت فرمائی۔

فائدہ: امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کے احوال کا خاص خیال رکھے۔ ایسے ہی سفر میں نماز کی قراءت کو مختصر رکھنا مستحب ہے۔

(المعجم ٧) - باب التَّطَوُّعِ في السَّفَرِ (التحفة ٢٧٧)

باب:٧-سفر میں نوافل پڑھنا

١٢٢٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن أَبِي بُسْرَةَ الْغِفَارِيِّ، عن الْبَراءِ بنِ عَازِبٍ الأَنْصَارِيِّ قال: صَحِبْتُ رسولَ الله ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ.

١٢٢٢- حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اٹھارہ سفروں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑی ہوں۔

١٢٢٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَفْصِ بنِ عَاصِمِ بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن أَبِيهِ قال: صَحِبْتُ ابنَ عُمَرَ في طَرِيقٍ قال: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فقال: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قال: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي، يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رسولَ الله ﷺ في السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ

١٢٢٣- جناب حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' انہوں نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں' پھر (اپنی منزل میں) آ گئے اور کچھ لوگوں کو قیام کرتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ نفل پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے نفل ہی پڑھنے ہوتے تو میں اپنی (فرض) نماز پوری کر لیتا۔ اے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں' آپ نے دو

١٢٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التطوع في السفر، ح: ٥٥٠ عن قتيبة به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣١٥، ووافقه الذهبي.

١٢٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٩ عن القعنبي، والبخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلوة، ح: ١١٠٢ من حديث عيسى بن حفص به.

عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ الله عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ الله عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ عُمَرَ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ الله عَزَّوَجلَّ، وَصَحِبْتُ عُثْمانَ فلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبَضَهُ الله عَزَّوَجلَّ، وَقَدْ قَالَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض کر لیا۔ اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں، انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں، حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ان کو قبض کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔''

فائدہ: سفر میں فرائض سے پہلے یا بعد، سنن راتبہ بحیثیت سنن مؤکدہ رسول اللہ ﷺ سے اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت نہیں ہیں، سوائے فجر کی سنتوں کے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی عام نفل کی حیثیت سے پڑھنا چاہے تو ممنوع نہیں ہے جیسے کہ اگلے باب کی احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ دوران سفر میں اپنی سواری پر بھی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ اس مسئلے کا تعلق انسان کے اپنے شوق سے ہے۔

(المعجم ٨) - باب التَّطَوُّعِ عَلَى الرَّاحِلَةِ وَالْوِتْرِ (التحفة ٢٧٨)

باب:۸- سواری پر نفل اور وتر پڑھنا

١٢٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن أبِيهِ قال: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيَّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لا يُصَلِّي المَكْتُوبَةَ عَلَيْهَا.

۱۲۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل اور وتر پڑھا کرتے تھے، اس کا رخ خواہ کسی طرف ہی ہوتا مگر آپ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے تھے۔

١٢٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز صلوة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، ح: ٧٠٠/ ٣٩ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، التقصير، باب: ينزل للمكتوبة، ح: ١٠٩٨ من حديث يونس ابن يزيد به.

١٢٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا رِبْعِيُّ ابنُ عَبْدِ الله بنِ الْجَارُودِ: حدثني عَمْرُو ابنُ أَبِي الْحَجَّاجِ: حدثني الْجَارُودُ بنُ أَبِي سَبْرَةَ: حدثني أَنَسُ بنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَلَ بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ.

۱۲۲۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو اپنی اونٹنی کو قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر لیتے' پھر نماز پڑھتے رہتے' خواہ اس کا رخ کسی بھی طرف ہوتا رہتا۔

فوائد ومسائل: ① دورانِ سفر میں نفل پڑھنا اپنے وقت کا بہترین مصرف اور اللہ ذوالجلال کے ہاں تقرب کا بہترین عمل ہے۔ ② سواری پر نفل ہی پڑھے جاسکتے ہیں' فرائض نہیں۔ مگر یہ اس وقت جب کہ سواری مسافر کے اپنے تصرف میں ہو۔ ہمارے دور کی سواریاں اور نظام سفر ریل گاڑی اور ہوائی جہاز وغیرہ چونکہ مسافروں کے اپنے تصرف میں نہیں ہوتے اس لیے ان پر فرض بھی ادا کر سکتے ہیں۔ بہر حال جہاں تک ممکن ہو فرائض قریب ترین پڑاو پر ادا کیے جائیں جیسے کشتی یا بحری جہاز میں اگر ساحل قریب نہ ہو تو بالاتفاق ان میں فرض نماز جائز ہے' ایسے ہی بس اور ہوائی جہاز وغیرہ کا معاملہ ہے۔ گویا جس طرح بھی ممکن ہو فرض نماز کی ادائیگی کر لی جائے یا پھر جمع تقدیم یا جمع تاخیر پر عمل کر لیا جائے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر فرض نہیں ہیں بلکہ تاکیدی نفل ہیں۔

١٢٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عن أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: رَأَيْتُ رسولَ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ.

۱۲۲۶-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ خیبر کی طرف تھا۔

فائدہ: گدھا' اس کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا جسم اگر اس پر نجاست نہ لگی ہو تو پاک ہے اور اس پر نماز بھی صحیح ہے۔

١٢٢٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۲۲۷-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

١٢٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٣ من حديث ربعي بن عبدالله به.

١٢٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز صلوة النافلة على الدابة . . . الخ، ح: ٧٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٠، ١٥١، (والقعنبي، ص: ١٩٥).

١٢٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة . . . الخ، ح: ٥٤٠ من حديث أبي الزبير به.

حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: بَعَثَنِي رسولُ الله ﷺ في حَاجَةٍ. قال: فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ المَشْرِقِ، وَالسُّجُودُ أَخْفَضُ مِنَ الرُّكُوعِ.

اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں واپس آیا تو دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر نماز پڑھ رہے تھے' آپ کا رخ مشرق کی طرف تھا اور آپ سجدے کے لیے رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔

(المعجم ٩) - بَابُ الْفَرِيضَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ عُذْرٍ (التحفة ٢٧٩)

باب:٩-عذر کی وجہ سے سواری پر فرض پڑھنا

١٢٢٨- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْب عن النُّعْمَانِ بنِ المُنْذِرِ، عن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائشةَ: هَلْ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ أَنْ يُصَلِّينَ عَلَى الدَّوَابِّ؟ قالت: لم يُرَخَّصْ لَهُنَّ فِي ذَلِكَ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

قال مُحمَّدٌ: هذا في المَكْتُوبَةِ.

١٢٢٨-جناب عطاء بن ابی رباح نے حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ کیا عورتوں کو اجازت ہے کہ اپنی سواری کے جانوروں پر نماز پڑھ لیا کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی حال میں انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی ہے' پریشانی کی کیفیت ہو یا اطمینان کی۔

محمد بن شعیب نے کہا: یہ فرائض کی بات ہے۔

فائدہ: جامع الترمذی' باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الدابۃ فی الطین والمطر' حدیث:٤١١ کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت انس بن مالک ؓ نے کیچڑ کے باعث اپنی سواری پر نماز ادا کی تھی اور کئی ایک علماء اس کے قائل ہیں۔ امام احمد اور اسحاق ؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ شرعی عذر کی صورت میں سواری پر نماز جائز ہے۔ اس بارے میں مرفوع حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: مَتَى يُتِمُّ الْمُسَافِرُ (التحفة ٢٨٠)

باب:١٠-مسافر کتنے دن تک قصر کرے؟

١٢٢٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا إبراهِيمُ بنُ

١٢٢٩-حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے کیے ہیں

١٢٢٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٧ من حديث أبي داود به.

١٢٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في التقصير في السفر، ح: ٥٤٥ من حديث علي بن زيد به، وقال: "حسن صحيح"، وسنده ضعيف * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، ولأصل الحديث شواهد كثيرة.

مُوسَى: أخبرنا ابنُ عُلَيَّةَ - وهذا لَفْظُهُ - قال: أخبرنا عَلِيُّ بنُ زَيْدٍ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن عِمْرانَ بنِ حُصَيْنٍ قال: غَزَوْتُ مع رسولِ الله ﷺ وَشَهِدْتُ مَعَهُ الْفَتْحَ، فأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً لا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ، يقولُ: «يَاأَهْلَ الْبَلَدِ! صَلُّوا أَرْبَعًا فإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ».

اور فتح مکہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں ٹھہرے۔ ان دنوں میں آپ دو دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے اور فرماتے: ''اے اہل شہر! تم چار رکعتیں پڑھو، ہم لوگ مسافر ہیں۔''

١٢٣٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ - المَعْنَى وَاحِدٌ - قالا: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن عَاصِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ بِمَكَّةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ، قال ابنُ عَبَّاسٍ: وَمَنْ أَقَامَ سَبْعَ عَشْرَةَ قَصَرَ وَمَنْ أَقَامَ أَكْثَرَ أَتَمَّ.

۱۲۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو شخص سترہ دن اقامت کرے وہ قصر کرے اور جو اس سے زیادہ ٹھہرے وہ پوری نماز پڑھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قال عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاس قال: أَقَامَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عباد بن منصور نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس دن قیام کیا۔

١٢٣١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَقَامَ رسولُ الله ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۱۲۳۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکے میں پندرہ دن رہے اور قصر کرتے رہے۔

١٢٣٠- تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير . . . الخ، ح: ١٠٨٠ من حديث عاصم به.

١٢٣١- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: كم يقصر الصلوة المسافر إذا أقام ببلدة، ح: ١٠٧٦ من حديث محمد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند النسائي، ح: ١٤٥٤، وسنده حسن.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هذا الحديثَ عَبْدَةُ بنُ سُلَيْمانَ وَأَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ وَسَلَمَةُ بنُ الْفَضْلِ عن ابنِ إِسْحَاقَ، لم يَذْكُرُوا فيه ابنَ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدة بن سلیمان' احمد بن خالد وہبی اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ یہ لوگ حضرت ابن عباس ؓ کا ذکر نہیں کرتے۔

١٢٣٢- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أبي: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن ابن الأَصْبَهَانِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ أَقَامَ بمَكَّةَ سَبْعَ عَشْرَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی بعض محققین کے نزدیک ضعیف منکر ہے' اور صحیح ۱۹ دن ہی ہے۔ جن کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں اور ان میں فتح مکہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں اقامت انیس دن' اٹھارہ دن' سترہ دن اور پندرہ دن مروی ہے۔ تو اس عدد میں اختلاف کو امام بیہقی ؒ نے یوں حل فرمایا ہے کہ جس راوی نے آپ کی آمد اور روانگی کے دن شمار کیے اس نے انیس دن بتائے ہیں اور جس نے ان کو خارج کر دیا اس نے سترہ کہے اور جس نے آمد اور روانگی میں سے کوئی ایک دن شمار کیا اس نے اٹھارہ دن کہے اور جس نے پندرہ دن کہے اس کے خیال میں اصل اقامت مع ایام آمد ورفت سترہ دن ہوگی اور پھر اس نے آمد وروانگی کے دو دن چھوڑ دیے تو پندرہ دن ہوئے۔ (انتہی ملخصہ) خیال رہے کہ نبی ﷺ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ اور مجاہدین کی اقامت کہیں بھی بالجزم نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے سفر جہاد میں کسی جگہ اقامت کو حالت امن کے عام سفر میں اقامت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس بنا پر ہمارے مشائخ ؒ کا فتویٰ یہی ہے کہ عام سفر میں تین یا چار دن کی اقامت تک قصر اور اس سے زیادہ میں اتمام ہے۔ جیسے کہ امام شافعی ؒ کا فتویٰ ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

١٢٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ - المَعْنَى - قالا: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حدثني يَحْيَى بنُ أبي

۱۲۳۳- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ (اس سفر میں) دو دو رکعتیں

١٢٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ٣١٥، ح: ٢٨٨٦ عن نصر بن علي به، وشاهده تقدم، ح: ١٢٣٠.

١٢٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير، وكم يقيم حتى يقصر، ح: ١٠٨١، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة المسافرين وقصرها، ح: ٦٩٣ من حديث يحيى بن أبي إسحاق به.

إِسْحَاقَ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حتَّى رجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ، فَقُلْنَا: هَلْ أَقَمْتُمْ بها شَيْئًا؟ قال: أَقَمْنَا عَشْرًا.

ہی پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ لوٹ آئے۔ ہم نے پوچھا: کیا آپ لوگ وہاں کچھ ٹھہرے بھی تھے؟ انہوں نے کہا: دس دن ٹھہرے تھے۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا قصہ ہے۔ نبی ﷺ اور صحابہ کی اقامت مکہ اور اس کے مضافات میں عمل حج کی تکمیل کے سلسلے میں کل دس دن اور صرف مکہ میں چار دن ہے۔ اسی سے امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال وفتویٰ یہ ہے کہ جو شخص کہیں چار دن کی اقامت کا عزم رکھتا ہو تو وہ قصر کرے اور اگر اس سے زیادہ کا ارادہ ہو تو مکمل نماز پڑھے۔ اور تین دن کے قائلین کی بنیاد بھی یہی حدیث ہے' وہ اس میں سے خروج اور دخول کا دن نکال دیتے ہیں جس کے بعد اقامت کے دن تین ہی ہوتے ہیں۔ بہر حال تین دن اور چار دن' دونوں ہی مسلک صحیح ہیں۔

١٢٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَابنُ المُثَنَّىٰ - وهذا لَفْظُ ابنِ المُثَنَّىٰ - قالا: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ قال: ابنُ المُثَنَّىٰ قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ عُمَرَ ابنِ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ عَلِيًّا كَانَ إذا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ ما تَغْرُبُ الشَّمْسُ حتَّى تَكَادُ أَنْ تُظْلِمَ، ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي المَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْعُو بِعَشَائِهِ فَيَتَعَشَّىٰ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ ويقولُ: هكَذا كَانَ رسولُ الله ﷺ يَصْنَعُ.

١٢٣٤- جناب عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر کرتے تو سورج غروب ہونے کے بعد چلتے' حتیٰ کہ اندھیرا چھا جانے کے قریب ہو جاتا۔ پھر (سواری سے) اترتے اور مغرب کی نماز پڑھتے' کھانا طلب کر کے عشائیہ کرتے' پھر عشاء کی نماز پڑھتے' پھر کوچ کرتے۔ اور بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

قال عُثْمانُ عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ ابنِ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يقولُ: وَرَوَى أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ عن حَفْصِ بنِ عُبَيْدِالله يَعْني ابنَ أَنَسِ بنِ

عثمان (بن ابی شیبہ) نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی سے بصیغۂ [عَن] روایت کیا ہے (جبکہ ابن مثنی نے [اخبرنی] کہا ہے۔) (ابو علی لؤلؤی کہتے ہیں کہ) میں نے امام ابوداود کو سنا' وہ کہتے تھے کہ اسامہ بن زید نے

١٢٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٣٦، ح: ١١٤٣ من حديث أبي أسامة به.

مَالِكٍ: أَنَّ أَنَسًا كَان يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا حِينَ يَغيبُ الشَّفَقُ ويقولُ: كَان النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ. وَرِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن أَنسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ.

حفص بن عبیداللہ یعنی ابن انس بن مالک سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرتے اور غروب شفق کے بعد پڑھتے تھے اور کہتے تھے: نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ زہری کی روایت از انس رضی اللہ عنہ از نبی ﷺ اسی کے مثل ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: إِذَا أَقَامَ بِأَرْضِ الْعَدُوِّ يَقْصُرُ (التحفة ٢٨١)

باب:۱۱-دشمن کے علاقے میں ٹھہرے تو قصر کرے

١٢٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن مُحَمدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: أَقَامَ رَسولُ الله ﷺ بِتَبُوكَ عِشْرِينَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ

۱۲۳۵-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز قصر کرتے رہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ مَعْمَرٍ [يُرسله] لا يُسْنِدُهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ صرف معمر ہی نے اسے مسند بیان کیا ہے۔ (دوسرے مرسل بیان کرتے ہیں۔)

فائدہ: مجاہدین جب سرحدوں پر حالتِ جنگ میں ہوں یا اس کا خطرہ ہو تو قصر نماز پڑھیں......اس کی مدت خواہ کتنی ہی طویل ہو۔ لیکن جب سرحدوں پر حالت جنگ نہ ہو نہ دشمن کی طرف سے حملے کا اندیشہ ہی ہو تو پھر سرحد پر متعین فوجیوں اور مجاہدوں کے لیے مستقل طور پر قصر کرتے رہنا صحیح نہیں ہے۔

(المعجم ١٢) - باب صَلَاةِ الْخَوْفِ (التحفة ٢٨٢)

باب:۱۲-نماز خوف کے احکام ومسائل

مَنْ رَأى أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ وَهُمْ صَفَّانِ فَيُكَبِّرُ بِهِم جَمِيعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِهِمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَسْجُدُ الإمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ،

(درج ذیل حدیث) ان حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ امام انہیں نماز پڑھائے جبکہ مجاہدین کی دو صفیں ہوں۔ امام ان سب کو اکٹھے ہی نماز شروع کرائے

١٢٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٥، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٤٣٣٥، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

وَالآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذا قَامُوا سَجَدَ الآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الآخَرِينَ، وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الأَخِيرُ إِلَى مَقَامِهِمْ، ثُمَّ يَرْكَعُ الإِمَامُ وَيَرْكَعُونَ جَمِيعًا، ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَسْجُدُ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَإِذَا جَلَسَ الإِمَامُ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الآخَرُونَ ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا ثُم سَلَّمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا-

اور تکبیر تحریمہ کہے۔ پھر یہ سب رکوع کریں۔ پھر امام اور اس کے ساتھ متصل صف کے لوگ سجدہ کریں' مگر پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور ان کی نگرانی کریں۔ جب وہ (سجدے کر کے) کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف والے جو ان کے پیچھے کھڑے تھے سجدہ کریں۔ پھر پہلی صف والے دوسری صف میں ہو جائیں اور دوسری صف والے پہلی صف میں آ جائیں۔ پھر امام اور سب لوگ رکوع کریں۔ پھر امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کریں' پچھلی صف والے کھڑے نگرانی کرتے رہیں۔ جب امام اور اس سے متصل صف والے سجدہ کر کے بیٹھ جائیں تو (پھر) دوسری صف والے سجدہ کریں اور سب بیٹھ جائیں اور پھر مل کر سلام پھیریں۔

قال أَبُو دَاوُدَ - هذا قَوْلُ سُفْيَانَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ جناب سفیان کا یہی قول ہے۔

١٢٣٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قال: كُنَّا مع رسولِ الله ﷺ بِعُسْفانَ وَعَلَى المُشْرِكِينَ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَصَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فقال المُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا غِرَّةً، لَقَدْ أَصَبْنَا غَفْلَةً لَوْ كُنَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ وَهُمْ في الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْقَصْرِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ رسولُ

١٢٣٦- حضرت ابوعیاش زرقی ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے جبکہ مشرکین کی قیادت خالد بن ولید کے ہاتھ میں تھی۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکین نے کہا: ہمیں دھوکے کا موقع ملا تھا' ہمیں غفلت کا موقع ملا تھا اگر ہم ان پر حملہ کر دیتے جبکہ یہ نماز پڑھ رہے تھے (تو یہ بہت اچھا موقع تھا) چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان آیت قصر (یعنی نماز خوف) نازل ہوگئی۔ جب عصر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ قبلے کی جانب کھڑے ہو گئے اور مشرکین ان کے

١٢٣٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخوف، باب:١، ح:١٥٥١ من حديث منصور به، وصححه البيهقي(٣/ ٢٥٧)، والبغوي، شرح السنة: ١٠٩٦، والدارقطني(٢/ ٦٠)، وابن حبان، ح:٥٨٧، ٥٨٨، والحاكم(١/ ٣٣٧، ٣٣٨) على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

الله ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَالْمُشْرِكُون أَمَامَهُ، فَصَفَّ خَلْفَ رسولِ الله ﷺ صَفٌّ، وَصَفَّ بَعْدَ ذَلِكَ الصَّفِّ صَفٌّ آخَرُ، فَرَكَعَ رسولُ الله ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلُونَهُ وَقَامَ الآخَرُون يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا صَلَّىٰ هٰؤُلَاءِ السَّجْدَتَيْنِ وَقَامُوا سَجَدَ الآخَرُونَ الَّذِينَ كَانُوا خَلْفَهُمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ إِلَى مَقَامِ الآخَرِينَ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الأَخِيرُ إِلَى مَقَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رسولُ الله ﷺ وَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الآخَرُونَ يَحْرُسُونَهُمْ، فَلَمَّا جَلَسَ رسولُ الله ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ سَجَدَ الآخَرُونَ، ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِم جَمِيعًا، فَصَلَّاهَا بِعُسْفَانَ وَصَلَّاهَا يَوْمَ بَنِي سُلَيْم.

سامنے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک صف کھڑی ہوئی اور دوسری اس کے پیچھے۔سو رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے بھی رکوع کیا۔پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے متصل جو صف تھی اس نے سجدہ کیا۔دوسری صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔جب ان لوگوں (پہلی صف والوں) نے دو سجدے کر لیے اور کھڑے ہو گئے تو جو لوگ ان کے پیچھے تھے انہوں نے سجدہ کیا۔پھر پہلی صف دوسری صف والوں کی جگہ پر آ گئی اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ پر ہو گئے۔پھر رسول اللہ ﷺ اور سب لوگوں نے رکوع کیا۔پھر آپ نے اور آپ سے متصل صف والوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی نگرانی کرتے رہے۔پھر جب رسول اللہ ﷺ اور پہلی صف والے بیٹھ گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا۔پھر سب بیٹھے اور اکٹھے سلام پھیرا۔آپ ﷺ نے عسفان اور غزوۂ بنی سلیم کے موقع پر اس طرح نماز (خوف) پڑھائی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَهِشَامٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ هذا المَعْنَىٰ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ دَاوُدُ بنُ حُصَيْنٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، وكَذَلِكَ عَبْدُ المَلِكِ عن عَطَاءٍ عن جَابِرٍ، وَكَذَلِكَ قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ عن حِطَّانَ عن أَبِي مُوسَى فِعْلَهُ، وَكَذَلكَ عِكْرِمَةُ بنُ خَالِدٍ عن مُجَاهِدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَكَذَلكَ هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ایوب اور ہشام نے ابوالزبیر سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے ہم معنی روایت بیان کی ہے۔ایسے ہی داود بن حصین نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔اور ایسے ہی عبدالملک نے عطاء سے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اسی طرح قتادہ نے حسن سے انہوں نے حطان سے انہوں نے ابوموسیٰ سے ان کا اپنا فعل نقل کیا ہے۔اور اسی طرح عکرمہ بن خالد نے مجاہد سے انہوں نے نبی ﷺ سے۔

عن النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ.

اور ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ثوری کا بھی یہی قول ہے۔

فوائد ومسائل: ① نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو دورانِ جنگ میں بھی معاف نہیں۔ ② ایسے مواقع پر نماز کے دوران میں عمل کثیر بھی جائز اور مطلوب ہے۔ اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ③ نماز خوف کے متعدد طریقوں میں سے ایک طریقہ یہی ہے امام اور مجاہدین کو حسب احوال کوئی سا طریقہ اختیار کر لینا چاہیے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَنْ قَالَ: يَقُومُ صَفٌّ مَعَ الْإِمَامِ وَصَفٌّ وِجَاهَ الْعَدُوِّ (التحفة ٢٨٣)

باب: ١٣- (نماز خوف کی ایک اور کیفیت) ایک صف امام کے ساتھ ہو اور دوسری دشمن کے سامنے

فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُم يَقُومُ قَائِمًا حَتَّى يُصَلِّيَ الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً أُخْرَىٰ ثُم يَنْصَرِفُوا فَيَصُفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَتَجِيءُ الطَّائِفَةُ الأُخْرَى فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَيَثْبُتُ جَالِسًا فَيُتِمُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَى ثُم يُسَلِّمُ بِهِمْ جَمِيعًا.

چنانچہ امام اپنے ساتھ والے لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے پھر امام کھڑا انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ (اپنے طور پر) دوسری رکعت پڑھ لیں اور دشمن کے سامنے چلے جائیں پھر دوسرا گروہ آ جائے اور امام انہیں ایک رکعت پڑھائے پھر وہ بیٹھ کر انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھ لیں۔ پھر امام ان سب کے ساتھ مل کر سلام کہے۔

١٢٣٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ ابنِ الْقَاسِمِ، عن أبِيهِ، عن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ، عن سَهْلِ بنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي خَوْفٍ فَجَعَلَهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، فَصَلَّىٰ بِالَّذِينَ يَلُونَهُ رَكْعَةً ثُم قامَ فلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً، ثُم تَقَدَّمُوا وَتأَخَّرَ الَّذِينَ كَانُوا قُدَّامَهُمْ فَصَلَّى

١٢٣٧- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز خوف پڑھائی۔ آپ نے اپنے پیچھے ان لوگوں کی دو صفیں بنائیں۔ تو جو لوگ آپ کے ساتھ کھڑے تھے آپ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور مسلسل کھڑے رہے حتیٰ کہ انہوں (پہلی صف والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی۔ پھر دوسرے گروہ والے آگے آ گئے اور جو آگے تھے وہ پیچھے چلے گئے۔ پس نبی

١٢٣٧- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الخوف، ح: ٨٤١ عن عبيدالله بن معاذ، والبخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣١ من حديث شعبة به.

بهمُ النَّبيُّ ﷺ رَكْعَةً، ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى صَلَّى الَّذِينَ تَخَلَّفُوا رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ.

ﷺ نے ان لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر بیٹھے رہے حتیٰ کہ انہوں (دوسرے گروہ والوں) نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی' پھر سلام پھیرا۔

(المعجم ١٤) - باب مَنْ قَالَ: إِذَا صَلَّى رَكْعَةً (التحفة ٢٨٤)

باب:۱۴-(ایک اور کیفیت) امام (دونوں گروہوں کو ایک) ایک رکعت پڑھائے

وَثَبَتَ قَائِمًا، أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمُوا، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَاخْتُلِفَ فِي السَّلَامِ.

امام جب ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائے تو پھر کھڑا انتظار کرے حتیٰ کہ یہ لوگ دوسری رکعت مکمل کر لیں اور سلام پھیر لیں اور پھر دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔ اس صورت میں سلام میں اختلاف کیا گیا ہے۔

١٢٣٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ رُومَانَ، عن صَالحِ بنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صلاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صلاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثم سَلَّمَ بِهِمْ.

۱۲۳۸-صالح بن خوات اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی' اس نے بیان کیا کہ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے رہا۔ پھر آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے ساتھ تھا ایک رکعت پڑھائی' پھر کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کی۔ پھر یہ لوگ دشمن کے سامنے چلے گئے اور دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے ان کو اپنی باقی ماندہ دوسری رکعت پڑھائی' پھر آپ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر اپنی نماز مکمل کی۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

قال مَالِكٌ: وحديثُ يَزِيدَ بنِ رُومَانَ أَحَبُّ - مَا سَمِعْتُ - إِلَيَّ.

امام مالک ؒ کہتے ہیں کہ (نماز خوف کے سلسلے میں) جو میں نے سنا ہے (ان میں سے یہی) حدیث یزید بن رومان مجھے زیادہ پسند ہے۔

١٢٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٢٩، ومسلم، ح: ٨٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٣.

١٢٣٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ الأَنْصَارِيِّ؛ أَنَّ سَهْلَ بنَ أَبي حَثْمَةَ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ صلاةَ الْخَوْفِ: أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُواجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعَ الإِمَامُ رَكْعةً وَيَسْجُدَ بِالَّذِينَ مَعَهُ ثم يَقُومَ، فإذا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ قائمًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ سَلَّمُوا وَانْصَرَفُوا، وَالإِمَامُ قَائِمٌ، فَكَانُوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، ثم يُقْبِلُ الآخَرُونَ الَّذِينَ لم يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُوا وَرَاءَ الإمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ ثُم يُسَلِّمُ، فَيَقُومُون فَيَرْكَعُون لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ.

١٢٣٩- صالح بن خوات انصاری سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نماز خوف (کا طریقہ) یہ ہے کہ امام اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروہ (نماز کے لیے) کھڑے ہو جائیں اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں کھڑا رہے۔ امام اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع کرے اور سجدہ کرے، پھر جب اٹھے تو کھڑا ہی رہے اور مقتدی اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں، پھر سلام پھیریں اور امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروہ آ جائے جنہوں نے ابھی نماز شروع نہیں کی تھی، پس وہ امام کے پیچھے تکبیر کہہ کر (نماز شروع کریں) پھر امام ان کو رکوع اور سجدہ کرائے، پھر سلام پھیرے اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعت پڑھیں اور پھر سلام پھیریں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَأَمَّا رِوَايَةُ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ عن الْقَاسِمِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَزِيدَ بنِ رُومَانَ إِلَّا أَنَّهُ خَالَفَهُ في السَّلَامِ، وَرِوَايَةُ عُبَيْدِاللهِ نَحْوُ رِوَايَةِ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قال: وَيَثْبُتُ قَائِمًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی قاسم سے روایت یزید بن رومان کی روایت کی مانند ہے صرف سلام کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ اور عبیداللہ کی روایت یحییٰ بن سعید کی روایت کی مانند ہے۔ اس (یحییٰ) کے لفظ ہیں [وَيَثْبُتُ قَائِمًا] (یعنی امام کھڑا رہے)۔

(المعجم ١٥) - باب مَنْ قَالَ: يُكَبِّرُونَ جَمِيعًا (التحفة ٢٨٥)

باب: ١٥- (ایک اور کیفیت) سب اکٹھے تکبیر (تحریمہ) کہیں

وَإِنْ كَانُوا مُسْتَدْبِرِينَ الْقِبْلَةَ ثُم يُصَلِّي بِمَنْ مَعَهُ رَكْعةً، ثم يَأْتُونَ مَصَافَّ

تمام مجاہدین مل کر تکبیر (تحریمہ) کہیں۔ اگر ان کی پشت قبلے کی طرف ہو تو امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو ایک

١٢٣٩- تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٨٣، ١٨٤.

أَصْحَابِهِمْ، وَيَجِيءُ الآخَرُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثم يُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ تُقْبِلُ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ تُقَابِلُ الْعَدُوَّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً، وَالإِمَامُ قاعِدٌ، ثُمَّ يُسَلِّمُ بِهِمْ كُلِّهِمْ.

رکعت پڑھائے' پھر یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے آئیں۔ پھر دوسرے (امام کے پیچھے) آ کر اپنی پہلی رکعت اپنے طور پر پڑھیں' پھر امام انہیں دوسری رکعت پڑھائے' پھر وہ گروہ بھی آ جائے جو دشمن کے مقابل ہو' اور اپنے طور پر ایک رکعت پڑھیں اور امام بیٹھا رہے' پھر ان سب کے ساتھ مل کر سلام پھیرے۔

١٢٤٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ المُقْرِىءُ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ وَابنُ لَهِيعَةَ قالا: حَدَّثَنا أَبُو الأَسْوَدِ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عن مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: هَلْ صَلَّيْتَ مع رسولِ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ؟ قال أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. فقال مَرْوَانُ: مَتَى؟ قال أَبُو هُرَيْرَةَ: عَامَ غَزْوَةِ نَجْدٍ، قَامَ رسولُ الله ﷺ إِلَى صَلاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ أُخْرَىٰ مُقَابِلَ الْعَدُوِّ وَظُهُورُهُمْ إِلَى الْقِبْلَةِ، فكَبَّرَ رسولُ الله ﷺ فكَبَّرُوا جَمِيعًا: الَّذِينَ مَعَهُ وَالَّذِينَ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، ثُمَّ رَكَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَةً وَاحِدَةً وَرَكَعَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي تَلِيهِ، وَالآخَرُونَ قِيَامٌ مُقَابِلِي العَدُوِّ، ثُمَّ قَامَ رسولُ الله ﷺ وَقَامَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي مَعَهُ

١٢٤٠- مروان بن حکم سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! مروان نے پوچھا کب؟ انہوں نے کہا: غزوۂ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک گروہ تھا جبکہ دوسرا دشمن کے مقابل تھا اور قبلے کی طرف ان کی پشت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور سب نے آپ کے ساتھ تکبیر کہی' آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انہوں نے بھی جو دشمن کے بالمقابل تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ والے گروہ کو ایک رکعت پڑھائی۔ اس گروہ نے آپ کے ساتھ رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ جبکہ دوسرے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ والا گروہ بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر یہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ جو پہلے دشمن کے سامنے تھا (آپ

١٢٤٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، صلوٰة الخوف، ح: ١٥٤٤ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٦١، ١٣٦٢، وابن حبان، ح: ٥٨٥ من طريق آخر، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٣٨، ٣٣٩، ووافقه الذهبي.

فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ فَقَابَلُوهُمْ، وَأَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ، فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا ورسولُ الله ﷺ قائمٌ كما هُوَ، ثم قامُوا، فَرَكَعَ رسولُ الله ﷺ رَكْعَةً أُخْرَى وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلِي الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ الله ﷺ قَاعِدٌ وَمَنْ كان مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسلَّمَ رسولُ الله ﷺ وَسَلَّمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لرسولِ الله ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً رَكْعَةً.

کے پیچھے) آ گیا۔انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ بدستور کھڑے رہے۔ پھر (جب یہ لوگ پہلی رکعت سے) کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی۔ انہوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجود کیا۔ پھر وہ گروہ بھی آ گیا جو دشمن کے سامنے تھا' انہوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے رہے۔ پھر سلام پھرا' تو رسول اللہ ﷺ نے اور سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ پس (اس طرح) رسول اللہ ﷺ کی (جماعت کے ساتھ) دو رکعتیں ہوئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ہر شخص کی ایک ایک رکعت۔

١٢٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ: حدثني مُحمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ وَمُحمَّدِ بنِ الأَسْوَدِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: خَرَجْنَا مع رسولِ الله ﷺ إِلَى نَجْد، حتَّى إذا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقاعِ مِنْ نَخْلٍ، لَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَفْظُهُ عَلَى غَيْرِ لَفْظِ حَيْوَةَ. وقال فيه: حِينَ رَكَعَ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ قال: فَلَمَّا قَامُوا مَشَوُا الْقَهْقَرَىٰ إِلَى مَصَافِّ أَصْحَابِهِمْ ولم يَذْكُرِ اسْتِدْبَارَ الْقِبْلَةِ.

۱۲۴۱- جناب عروہ بن زبیر حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب نکلے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام نخل کے ذات الرقاع میں پہنچے تو بنو غطفان کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اور مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ اس کے الفاظ حیوہ کے الفاظ سے مختلف ہیں۔ اس میں کہا: جب آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور کھڑے ہوئے تو یہ لوگ الٹے پاؤں چلتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جگہ جا کھڑے ہوئے۔ اور قبلے کی طرف پشت کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

١٢٤٢- قال أَبُو دَاوُدَ: وأَمَّا عُبَيْدُ الله

۱۲۴۲- امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن سعد نے

١٢٤١- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٢٤٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢٧٥/٦ من حديث عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به، وصححه ◀◀

ابنُ سَعْدٍ فحدَّثنا قال: حدثني عَمِّي: أخبرنا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، حدثني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ بهذه القِصَّةِ قالت: كَبَّرَ رسُولُ الله ﷺ وكَبَّرَتِ الطَّائِفَةُ الَّذِينَ صَفُّوا مَعَهُ، ثم ركَعَ فَرَكَعُوا، ثم سَجَدَ فَسَجَدُوا، ثم رَفَعَ فَرَفَعُوا، ثم مَكَثَ رسولُ الله ﷺ جَالِسًا، ثم سَجَدُوا هُمْ لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُمَّ قَامُوا فَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ يَمْشُونَ الْقَهْقَرَىٰ حتى قَامُوا مِنْ وَرَائِهِمْ، وجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الأُخْرَىٰ فَقامُوا فكَبَّرُوا، ثم ركَعُوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثم سَجَدَ رسولُ الله ﷺ فَسَجَدُوا مَعَهُ، ثم قَامَ رسولُ الله ﷺ وَسَجَدُوا لِأَنْفُسِهِمُ الثَّانِيَةَ، ثُم قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ جَمِيعًا فَصَلَّوا مع رسولِ الله ﷺ فَرَكَعَ فَرَكَعُوا، ثُم سَجَدَ فَسَجَدُوا جَمِيعًا، ثُم عَادَ فَسَجَدَ الثَّانِيَةَ وَسَجَدُوا مَعَهُ سَرِيعًا، كَأَسْرَعِ الأَسْرَاعِ جَاهِدًا لا يَأْلُونَ سِرَاعًا، ثُم سَلَّمَ رسولُ الله ﷺ وَسَلَّمُوا، فَقَامَ رسولُ الله ﷺ وقَدْ شَارَكَهُ النَّاسُ في الصَّلَاةِ كُلِّهَا.

ہم سے بیان کیا تو کہا کہ مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے خبر دی ابن اسحاق سے' انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن زبیر نے بیان کیا ہے کہ عروہ بن زبیر نے ان سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے ان سے یہی واقعہ بیان کیا۔ کہا: رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور اس گروہ نے بھی تکبیر کہی جس نے آپ کے ساتھ صف بنائی تھی۔ پھر آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے بھی رکوع کیا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا تو انہوں نے بھی سجدہ کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا تو انہوں نے بھی اٹھایا۔ پھر رسول ﷺ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور الٹے پاؤں چلتے ہوئے ان (یعنی دوسرے گروہ) کے پیچھے جا کھڑے ہوئے اور دوسرا گروہ آ گیا' وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے تکبیر کہی اور اپنے طور پر رکوع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنے طور پر دوسرا سجدہ کیا۔ پھر دونوں گروہ اکٹھے کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع کیا تو انہوں نے رکوع کیا' پھر آپ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا۔ پھر پلٹ کر دوسرا سجدہ کیا' انہوں نے بھی آپ کے ساتھ جلدی سے سجدہ کیا' نہایت جلدی' جلد بازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا' تو ان سب نے بھی سلام پھیرا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے' اور سب لوگ آپ کے ساتھ ساری نماز میں شریک رہے۔

ابن خزيمة، ح: ١٣٦٣، وابن حبان، ح: ٥٨٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٣٦، ٣٣٧، ووافقه الذهبي.

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُ كُلُّ صَفٍّ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً** (التحفة ٢٨٦)

باب:١٦-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے اور ہر صف (گروہ) کے لوگ اپنے طور پر دوسری رکعت پڑھیں

١٢٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ صَلَّىٰ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً، والطَّائِفَةُ الْأُخْرَىٰ مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا في مَقَامِ أُولَٰئِكَ وَجَاءَ أُولَٰئِكَ فَصَلَّىٰ بِهِمْ رَكْعَةً أُخْرَىٰ ثُم سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُم قامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوا رَكْعَتَهُمْ وقامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوا رَكْعَتَهُمْ.

١٢٤٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور دوسروں کی جگہ پر (دشمن کے مقابل) کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) آ گئے تو آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی اور دوسرے گروہ والے بھی کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ نَافِعٌ وخَالِدُ بنُ مَعْدَانَ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ، وكذلك قَوْلُ مَسْرُوقٍ ويُوسُفَ بنِ مِهْرَانَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، وكذلك رَوَىٰ يُونُسُ عن الْحَسَنِ عن أبي مُوسَىٰ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ نافع اور خالد بن معدان نے ابن عمر سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ مسروق اور یوسف بن مہران کا بھی ابن عباس ؓ سے یہی قول ہے۔ نیز یونس نے حسن سے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ ؓ سے ان کا فعل بیان کیا ہے۔

فائدہ: اس صورت میں گویا امام اپنے مجاہد مقتدیوں کا محافظ بنا کہ وہ اپنی نماز مکمل کر لیں۔

(المعجم ١٧) - **باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُومُ الَّذِينَ خَلْفَهُ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً ثُمَّ يَجِيءُ الْآخَرُونَ إِلَى مَقَامِ هٰؤُلَاءِ فَيُصَلُّونَ رَكْعَةً** (التحفة ٢٨٧)

باب:١٧-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر سلام پھیر دے' تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں وہ کھڑے ہو کر اپنی (دوسری) رکعت پڑھ لیں' پھر دوسرے لوگ ان کی جگہ پر آ جائیں اور اپنی ایک رکعت پڑھ لیں

١٢٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ٤١٣٣ عن مسدد، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح: ٨٣٩ من حديث معمر به.

١٢٤٤- حَدَّثَنا عِمْرانُ بنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا ابنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنا خُصَيْفٌ عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: صَلَّى بِنَا رسولُ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ، فَقَامُوا صَفًّا خَلْفَ رسُولِ الله ﷺ وصَفٌّ مُسْتَقْبِلَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِمْ رسُولُ الله ﷺ رَكْعةً، ثُم جاء الآخَرُونَ فَقامُوا مَقامَهُمْ- وَاسْتَقْبَلَ هَؤُلَاءِ الْعَدُوَّ- فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُم سَلَّمَ، فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ثُم سَلَّمُوا، ثُم ذَهَبُوا فَقامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ مُسْتَقْبِلِي الْعَدُوِّ وَرَجَعَ أُولَئِكَ إِلَى مَقَامِهِم فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعةً ثُم سَلَّمُوا.

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ (مجاہدین نے دو صفیں بنائیں) ایک صف رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہوئی اور دوسری دشمن کے سامنے رہی۔ آپ نے ان کو (جو آپ کے پیچھے تھے) ایک رکعت پڑھائی' پھر دوسرے آ گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور یہ دشمن کے مقابلے میں چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور خود سلام پھیر دیا' تو ان لوگوں نے اٹھ کر اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا' پھر چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ پر جا کھڑے ہوئے۔ جو دشمن کے سامنے تھے۔ پھر دوسرے ان لوگوں کی جگہ پر آ گئے اور اپنی اپنی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔

١٢٤٥- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ يَعْنى ابنَ يُوسُف، عن شَرِيكٍ، عن خُصَيْفٍ بِإِسْنَادِهِ ومَعْنَاهُ قال: فكَبَّرَ نَبِيُّ الله ﷺ فكَبَّرَ الصَّفَّانِ جَمِيعًا.

۱۲۴۵- جناب خصیف نے اپنی سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں ہے: اللہ کے نبی ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں صفوں نے ان کے ساتھ مل کر تکبیر کہی۔

قال أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ بهذا المَعنَىٰ عن خُصَيْفٍ: وصَلَّى عَبْدُ الرَّحْمَن بنُ سَمُرَةَ هكذا، إِلَّا أَنَّ الطَّائِفَةَ الَّتِي صَلَّى بِهِم رَكْعَةً ثُم سَلَّمَ مَضَوْا إِلَى مَقَام أَصحابِهِم، وَجَاءَ هَؤُلَاء فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِم رَكْعةً ثُم رَجَعُوا إِلى مَقَامِ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ثوری نے بھی خصیف سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی پڑھائی تھی' سوائے اس کے کہ جس گروہ نے اخیر میں ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی' وہ امام کے سلام کے بعد دشمن کے سامنے چلے گئے۔ پھر پہلا گروہ آیا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکعت پڑھی

١٢٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٥ عن محمد بن فضيل بن غزوان به * خصيف ضعيف، تقدم، ح: ١٠٢٨، وأبوعبيدة عن أبيه منقطع، تقدم، ح: ٩٩٥.

١٢٤٥- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

أُولَئِكَ، فَصَلَّوا لِأَنْفُسِهِم رَكْعَةً.

(جو باقی تھی) پھر یہ دوسرے گروہ کی جگہ پر لوٹ گئے' بعدازاں دوسرا گروہ آیا اور اس نے ایک رکعت پڑھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: حدثنا بِذَلِكَ مُسْلِمُ ابنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبٍ: • أخبرني أبي أَنَّهُمْ غَزَوْا مع عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ سَمُرَةَ كابُلَ فَصَلَّى بِنَا صلاةَ الْخَوفِ.

امام ابوداود نے کہا: ہمیں یہ مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالصمد بن حبیب نے بیان کیا' وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کابل میں جہاد کیا اور انہوں نے ہم کو نماز خوف پڑھائی۔

فائدہ: اس باب کی دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔اس لیے ان میں بیان کردہ صورتیں غیر مستند ہیں۔

(المعجم ١٨) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَةً وَلَا يَقْضُونَ (التحفة ٢٨٨)

باب:١٨-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور وہ (بعد میں خود) کوئی ادائیگی نہ کریں

١٢٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، حدثني الأَشْعَثُ بنُ سُلَيْمٍ عن الأَسْوَدِ بنِ هِلَالٍ، عن ثَعْلَبَةَ بنِ زَهْدَمٍ قال: كُنَّا مع سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ بِطَبَرِسْتَانَ فَقَامَ فقال: أَيُّكُم صَلَّى مع رسولِ الله ﷺ صلاةَ الْخَوْفِ؟ فقال حُذَيْفَةُ: أَنَا، فَصَلَّى بِهَؤُلَاءِ رَكْعةً وبِهَؤُلَاءِ رَكْعةً، وَلَمْ يَقْضُوا.

١٢٤٦- جناب ثعلبہ بن زہدم بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ طبرستان میں تھے' وہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرے کو ایک' اور پھر ان لوگوں نے کوئی ادائیگی نہیں کی (دوسری رکعت ادا نہ کی۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا رَوَاهُ عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله ومُجَاهِدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَعَبْدُ الله بنُ شَقِيقٍ عن أبي

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن عبداللہ اور مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور عبداللہ بن شقیق نے

١٢٤٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة الخوف، باب: ١، ح: ١٥٣١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٣٤٣، وابن حبان، ح: ٥٨٦، والحاكم: ١/ ٣٣٥، ووافقه الذهبي.

هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، ويَزِيدُ الْفَقِيرُ وَأَبُو مُوسَى. - قال أَبُو دَاوُدَ: رَجُلٌ مِنَ التَّابِعِينَ لَيْسَ بِالْأَشْعَرِيِّ - جَمِيعًا عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وقد قال بَعْضُهم عن شُعْبَةَ في حديثِ يَزِيدَ الْفَقِيرِ: أَنَّهُمْ قَضَوْا رَكْعَةً أُخْرَى. وكَذَلك رَوَاهُ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ. وكَذَلك رَوَاهُ زَيْدُ بن ثابِتٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: فَكَانَتْ لِلْقَوْمِ رَكْعةً ولِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَكْعَتَيْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اور یزید الفقیر اور ابوموسیٰ' یہ ایک تابعی ہیں (صحابیٔ رسول ابو موسیٰ) اشعری نہیں ہیں۔ یہ سب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے۔ بعض نے شعبہ سے یزید الفقیر کی روایت میں کہا ہے: انہوں نے ایک رکعت ادا کی تھی۔ اور ایسے ہی اس کو سماک حنفی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی اس کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس صورت میں قوم کے لیے ایک ایک رکعت ہوئی اور نبی ﷺ کے لیے دو رکعتیں۔

١٢٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قالا: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن بُكَيْرِ ابنِ الْأَخْنَسِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: فَرَضَ الله عَزَّوَجلَّ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُم ﷺ، في الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وفي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وفي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۲۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر نماز فرض کی ہے۔ اقامت میں چار رکعتیں' سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت۔

فائدہ: علامہ سندھی کہتے ہیں کہ اس بات میں کوئی تعارض نہیں کہ خوف میں ایک رکعت واجب ہو اور دو پڑھ لی جائیں۔ مذکورہ روایات میں جو آیا ہے وہ احب اور اولیٰ کا مسئلہ ہے۔ یا حدیث کا یہ مقصود ہو کہ سخت خوف کی حالت میں کم از کم ایک رکعت فرض ہے۔

(المعجم ١٩) - باب مَنْ قَالَ: يُصَلِّي بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ (التحفة ٢٨٩)

باب:۱۹-(ایک اور کیفیت) امام ہر گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائے

١٢٤٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ:

۱۲۴۸- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

١٢٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة المسافرين وقصرها، ح: ٦٨٧ عن سعيد بن منصور به.

١٢٤٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الإمامة، باب اختلاف نية الإمام والمأموم، ح: ٨٣٧ من حديث الأشعث به * الحسن البصري عنعن، وحديث يحيى بن أبي كثير رواه مسلم، ح: ٨٤٣، وهو يغني عنه.

حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا الأَشْعَثُ عن الْحَسَن، عن أَبِي بَكْرَةَ قال: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ في خَوْفِ الظُّهْرَ، فَصَفَّ بَعْضُهُمْ خَلْفَهُ وَبَعْضُهُمْ بِإزَاءِ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِهِم رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْطَلَقَ الَّذِينَ صَلَّوا مَعَهُ فَوَقَفُوا مَوْقِفَ أَصْحابِهِم، ثُمَّ جاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّوا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِهِم رَكْعَتَيْنِ. ثُم سَلَّمَ، فَكَانَتْ لِرسولِ الله ﷺ أَرْبَعًا، ولِأَصْحَابِهِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، وبِذَلِكَ كَانَ يُفْتِي الْحَسَنُ.

ﷺ نے خوف میں ظہر کی نماز پڑھائی۔ بعض نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بعض دشمن کے سامنے رہے۔ آپ نے ان لوگوں کو (جو آپ کے پیچھے تھے) دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔ تب یہ لوگ اپنے ساتھیوں کی جگہ چلے گئے اور وہ آ گئے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور آپ کے اصحاب کی دو دو۔ جناب حسن اسی کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذلكَ في المَغْرِبِ يَكُونُ لِلإمَامِ سِتُّ رَكَعَاتٍ ولِلقَوْمِ ثَلَاثًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں اور ایسے ہی نماز مغرب میں (ہوگا کہ) امام کی چھ رکعتیں ہوں گی اور قوم کی تین تین۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وكَذلكَ رَوَاهُ يَحْيَى ابنُ أَبِي كَثِيرٍ عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وكَذلكَ قال سُلَيْمَانُ الْيَشْكُرِيُّ عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود نے کہا: یحییٰ بن ابی کثیر نے ابوسلمہ سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی سلیمان یشکری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے کہا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۸۴۳) سے یہ صورت ثابت ہے۔ بہرحال صلوٰۃ خوف کی یہ مختلف صورتیں ہیں۔ امام حسب احوال کوئی بھی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ قابل غور یہ ہے کہ اس پریشان کن حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام والتزام ہونا چاہیے۔

(المعجم ٢٠) - باب صَلَاةِ الطَّالِبِ (التحفة ٢٩٠)

باب: ۲۰- دشمن کو ڈھونڈنے نکلے تو نماز کس طرح پڑھے؟ (یعنی اگر اندیشہ ہو کہ نماز پڑھنے کے لیے رک گئے تو دشمن جل دے جائے گا یا کوئی اور مشکل پیش آ جائے گی تو اس صورت میں کیسے کرے؟)

سُنن ابُوداود (اُردو)

تالیف

امام ابُوداؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُوطاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹیڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج

نئی دہلی ۲-۱۱۰۰۰

سُنن ابُو داوُد (اُردو)

جلد دوم

کتاب الطب　　کتاب الأدب

تالیف
امام ابُو داوُد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج
حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل
پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹیڈ
۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۲-۱۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام : سنن ابوداود

جلد : دوم

تالیف : امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی

ترجمہ : فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی

اشاعت اول: اگست 2012ء

باہتمام : اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ لمیٹڈ)

تعداد : 500

مطبع : گلشن آفسیٹ پرنٹرس، دہلی

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔

نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.

3095, Sir Syed Ahmad Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011-23276879, 23266879 Fax:23256661

e-mail: ateqad@gmail.com

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
نئی دہلی ۲

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.

3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011- 23276879, 23266879 Fax:23256661
e-mail: ateqad@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵/ سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

فہرست مضامین (جلد دوم)

٧- [كِتَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ] — سجدہ تلاوت کے احکام ومسائل — 128

٨- [كِتَابُ الْوِتْرِ] — وتر کے احکام ومسائل — 137

تفريع أبواب الوتر — وتر کے فروعی احکام ومسائل — 137

٩- [كِتَابُ الزَّكَاةِ] — زکوۃ کے احکام و مسائل — 224

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٥) - [كِتَابُ التَّطَوُّعِ] (التحفة . . .)

نوافل اور سنتوں کے احکام ومسائل

تَطَوُّع کا مطلب ہے' دل کی خوشی سے کوئی کام کرنا۔ یعنی شریعت نے اس کے کرنے کو فرض ولازم نہیں کیا ہے لیکن اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔ نیز انہیں فرائض میں کمی کوتاہی کے ازالے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ اس لحاظ سے نفلی عبادات کی بھی بڑی اہمیت اور قرب الٰہی کے حصول کا ایک بڑا سبب ہے۔ اس باب میں نوافل ہی کی فضیلتوں کا بیان ہوگا۔

(المعجم ١) - باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ التَّطَوُّعِ وَرَكَعَاتِ السُّنَّةِ (التحفة ٢٩١)

باب:۱- نوافل اور سنتوں کی رکعات کے احکام ومسائل

١٢٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ:

۱۲۵۰- ام المومنین سیدہ ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن میں بارہ رکعتیں

١٢٥٠- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن، وبيان عددهن، ح: ٧٢٨ من حديث داود بن أبي هند به.

حدثني النُّعْمَانُ بنُ سَالِمٍ عن عَمْرِو بنِ أَوْسٍ، عن عَنْبَسَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

بطور نفل نماز پڑھتا ہے اس کے لیے ان کے بدلے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔"

فائدہ: یہ بشارت فرائض سے پہلے اور بعد کی سنتوں سے متعلق ہے جنہیں سنن مؤکدہ یا سنن راتبہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے سنن مؤکدہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ ان بارہ رکعتوں کی تفصیل دیگر احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے: چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاۃ، حدیث:۴۱۵) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر ؓ سے ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التطوع، حدیث:۱۱۷۲-۱۱۸۰ وصحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، حدیث: ۷۲۹) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دن میں فرائض کے علاوہ دس رکعت ہی ادا کر لیتا ہے اس کے لیے بھی جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ تاہم علماء اس کی بابت فرماتے ہیں کہ اگر نماز ظہر سے قبل اتنا وقت ہو کہ چار رکعت پڑھی جا سکتی ہوں تو چار رکعت ہی پڑھنی چاہییں۔ اور بہتر ہے کہ یہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اگرچہ ایک سلام سے بھی پڑھنا جائز ہے۔

١٢٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ - المَعْنٰى - عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن صلاةِ رسولِ الله ﷺ مِنَ التَّطَوُّعِ، فقالت: كَان يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا في بَيْتِي، ثُم يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى بَيْتِي فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، وكَان يُصَلِّي بِالنَّاسِ المَغْرِبَ ثُم

۱۲۵۱- عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے نوافل کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے کہا: "آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے' پھر میرے گھر میں لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ اور آپ انہیں عشاء کی نماز پڑھاتے' پھر میرے گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے اور آپ

١٢٥١- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا ... الخ، ح: ٧٣٠، وابن ماجه، ح: ١١٦٤ من حديث هشيم بن بشير به.

يَرْجِعُ إلى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وكان يُصَلِّي بِهِم الْعِشَاءَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وكان يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ، وكان يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا جَالِسًا، فإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَاعِدٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ، وكان إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُم يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صلاةَ الْفَجْرِ.

رات میں نو رکعات پڑھتے ان میں وتر (بھی) ہوتا۔ آپ ایک لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور ایک لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور سجدہ کرتے اور جب آپ بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے اور سجدہ کرتے۔ اور جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعتیں پڑھتے' پھر آپ (مسجد) تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

فائدہ: مؤکدہ سنتیں گھر میں پڑھنی زیادہ افضل ہیں۔ اس سے گھر میں برکت اترتی اور گھر والوں اور بچوں کو نماز اور عبادت کی ترغیب ملتی ہے۔ نبی ﷺ نے بھی مسلمانوں کو گھروں میں سنتیں پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

١٢٥٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَان يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ، وَبَعْدَ صلاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وكان لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور اس (ظہر) کے بعد دو رکعتیں' مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور نماز عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے بعد نہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ لوٹ آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

١٢٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن إبراهِيمَ بنِ مُحمَّدِ بنِ المُنْتَشِرِ، عن أَبِيهِ، عن عَائشةَ: أَنَّ النَّبِيَّ

۱۲۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں نہ چھوڑا کرتے تھے۔

١٢٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة وقبلها، ح:٩٣٧، ومسلم، الجمعة، باب الصلوة بعد الجمعة، ح:٨٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/١٦٦، (والقعنبي، ص:١١٩، ١٢٠).

١٢٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب الركعتين قبل الظهر، ح:١١٨٢ عن مسدد به.

ﷺ كانَ لا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صلاةِ الْغَدَاةِ.

فائدہ: ظہر سے پہلے اور بعد میں دو دو اور چار چار رکعات' دونوں طرح صحیح ہے۔(دیکھیے : حدیث:۱۲۶۹)

(المعجم ٢) - باب رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٢)

باب:۲-فجر کی سنتوں کا بیان

١٢٥٤- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ جُرَيْجٍ : حدثني عَطَاءٌ عن عُبَيْدِ بن عُمَيْرٍ، عن عَائشةَ قالت: إنَّ رسولَ الله ﷺ لم يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

۱۲۵۴-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی نوافل پر اتنی پابندی نہ فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی سنتوں کی کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتیں سفر میں بھی ترک نہیں فرماتے تھے۔اس لیے بعض محدثین مثلاً حسن بصری ؒ انہیں واجب کہتے ہیں' ایسے ہی امام ابوحنیفہ ؒ بھی' اس سے واضح ہوا کہ دوسری سنتوں کے مقابلے میں فجر کی ان دو سنتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي تَخْفِيفِهِمَا (التحفة ٢٩٣)

باب:۳-فجر کی سنتیں ہلکی پڑھنے کا بیان

١٢٥٥- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَمْرَةَ، عن عَائشةَ قالت: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ

۱۲۵۵-سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر سے پہلے کی سنتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں کہتی بھلا آپ نے ان میں فاتحہ بھی پڑھی ہے؟

١٢٥٤_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعًا، ح:١١٦٩، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما، ... الخ، ح:٧٢٤/ ٩٤ من حديث يحيى القطان به.

١٢٥٥_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح:١١٧١ من حديث زهير بن معاوية، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح:٧٢٤/ ٩٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

قَبْلَ صلاةِ الْفَجْرِ حتَّى إنِّي لَأَقُولُ: هَلْ قَرَأَ فيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ؟.

١٢٥٦- حَدَّثنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ كَيْسَانَ عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ في رَكْعَتَي الْفَجْرِ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾.

١٢٥٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فجر کی سنتوں میں ﴿قل يٰـأيها الكافرون﴾ اور ﴿قل هو الله أحد﴾ کی قراءت فرمائی۔

فائدہ: اس قراءت کا اختیار والتزام مستحب ہے اور معنوی اعتبار سے بھی اس کی خاص اہمیت ہے کہ دن کی ابتدا ہی میں مسلمان کفر وکفار سے اپنی براءت اور اللہ عزوجل کی توحید اور اس کے اسماء وصفات کا اظہار واقرار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر قراءت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

١٢٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ العَلَاءِ: حدثني أَبُو زِيَادَةَ عُبَيْدُالله بن زِيَادَةَ الْكِنْدِيُّ عن بلالٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ أَتَى رسولَ الله ﷺ لِيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حتى فَضَحَهُ الصُّبْحُ فَأَصْبَحَ جِدًّا. قالَ: فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَذَانَهُ فَلَمْ يَخْرُجْ رسولُ الله ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بالنَّاسِ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عائشةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حتى أَصْبَحَ جِدًّا، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ فقالَ: «إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَي الْفَجْرِ» فقالَ: يارسولَ الله! إِنَّكَ أَصْبَحْتَ

١٢٥٧- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر کی (جماعت کا وقت ہو جانے کی) اطلاع دینے کے لیے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی بات میں مشغول کر لیا' حتیٰ کہ صبح خوب سفید ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ علیہ السلام کو خبر دی اور کئی بار خبر دی' مگر رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے' بالآخر جب نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلال نے آپ سے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو باتوں میں لگا لیا تھا اور وہ اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں' حتیٰ کہ خوب صبح ہو گئی اور آپ نے بھی تشریف لانے میں تاخیر کر دی۔ آپ نے فرمایا: ''میں فجر کی رکعتیں پڑھ رہا تھا۔'' کہا اے اللہ کے رسول! آپ نے بہت صبح کر دی۔ آپ

١٢٥٦- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ٧٢٦ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به.

١٢٥٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٧١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ١٤/٦، وحسنه النووي في رياض الصالحين، (ح: ١١٠٣ بتحقيقي).

جِدًّا قالَ: «لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا».

نے فرمایا: ''اگر میں اس سے بھی زیادہ صبح کرتا تو میں ان سنتوں کو پڑھتا اور عمدگی اور خوبصورتی سے پڑھتا۔''

١٢٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ الْمَدَنِيَّ، عن ابنِ زَيْدٍ، عن ابنِ سِيلَانَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رسُولُ الله ﷺ: «لَا تَدَعُوهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ».

۱۲۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو سنتیں مت چھوڑو اگر چہ دشمن کے گھوڑے تم کو کھدیڑ رہے ہوں۔''

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے البتہ دیگر احادیث سے صبح کی سنتوں کی اہمیت واضح ہے اور ان کا حکم دیگر سنتوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تاکیدی ہے۔

١٢٥٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ حَكِيمٍ: أخبرني سَعِيدُ بن يَسَارٍ عن عَبْدِ الله بن عَبَّاسٍ: أَنَّ كَثِيرًا مِمَّا كَانَ يَقْرَأُ رَسُولُ الله ﷺ فِي رَكْعَتَي الْفَجْرِ بـ ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ [آل عمران:٨٤] هذه الآية. قالَ هذه فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ بـ ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران:٥٢].

۱۲۵۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں میں اکثر یہ آیات تلاوت کیا کرتے تھے: ﴿آمنا باللّٰه وما أنزل إلينا﴾ پہلی رکعت میں۔ اور دوسری رکعت میں ﴿آمنا باللّٰه و اشهد بأنا مسلمون﴾۔

١٢٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن عُثْمَانَ بنِ عُمَرَ يَعْنِي ابْنَ مُوسٰى، عن أَبِي

۱۲۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فجر کی سنتوں میں یہ آیات قراءت کرتے ہوئے سنا۔ ''پہلی رکعت میں ﴿قل آمنا باللّٰه

١٢٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٠٥ من حديث خالد به * ابن سيلان مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

١٢٥٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما ... الخ، ح: ٧٢٧ من حديث عثمان بن حكيم به.

١٢٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٣ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، ولبعض الحديث شواهد * عثمان بن عمر بن موسى قاضي مشهور، وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن معين وغيره، فهو مجهول الحال.

الْغَيْثِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ في رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ﴿قُلْ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا﴾ [آل عمران: ٨٤] فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى وَفي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى بهذه الآية: ﴿رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَٱتَّبَعْنَا ٱلرَّسُولَ فَٱكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ﴾ [آل عمران: ٥٣] أو ﴿إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ أَصْحَٰبِ ٱلْجَحِيمِ﴾ [البقرة: ١١٩]. شَكَّ الدَّرَاوَرْدِيُّ.

﴿وما أنزل علينا﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿ربنا آمنا بما أنزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشاهدين﴾ یا ﴿إنّا أرسلنٰك بالحق بشيرا ونذيرا ولا تسئل عن أصحٰب الجحيم﴾ یہ شک عبدالعزیز بن محمد دراوردی کو ہوا ہے۔

فائدہ: نماز میں قراءت کرتے ہوئے اگر منتخب آیات یا سورتیں معروف ترتیب سے آگے پیچھے ہو جائیں، تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤) - باب الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَهَا (التحفة ٢٩٤)

باب:۴- فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ جانا

١٢٦١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ وَعُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ قالوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبي صَالِحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذا صَلَّى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ». فَقالَ لَهُ مَرْوَانُ بنُ الْحَكَمِ: أَمَا يُجْزِيءُ أَحَدَنَا مَمْشَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ حَتَّى يَضْطَجِعَ عَلَى يَمِينِهِ؟ - قالَ عُبَيْدُالله في حَدِيثِهِ: - قَالَ: لَا. قالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابنَ عُمَرَ فَقالَ: أَكْثَرَ أَبو هُرَيْرَةَ عَلَى نَفْسِهِ قالَ: فقيلَ لابنِ عُمَرَ

١٢٦١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فجر سے پہلے سنتیں پڑھے تو چاہیے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے۔“ مروان بن حکم نے ان سے کہا: کیا بھلا لیٹنا ہی ضروری ہے کیا مسجد کی طرف چلنا کافی نہیں؟ (عبیداللہ کی روایت میں ہے) کہا: نہیں۔ یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان پر بہت بوجھ ڈال دیا ہے۔ (کہیں سہو وخطا کے مرتکب نہ ہو جائیں اور لوگ بھی اعتراض کرتے ہیں۔) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا: کیا آپ اس کا انکار کرتے ہیں جو انہوں نے بیان کیا ہے؟ انہوں نے کہا:

١٢٦١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الاضطجاع بعد ركعتي الفجر، ح: ٤٢٠ من حديث عبدالواحد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٢٠، وابن حبان، ح: ٦١٢ * الأعمش مدلس تقدم، ح: ١٤، ولم أجد تصريح سماعه.

هَلْ تُنْكِرُ شَيْئًا مِمَّا يَقُولُ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّهُ اجْتَرَأَ وَجَبُنَّا. قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا هُرَيْرَةَ. قَالَ: فَمَا ذَنْبِي إِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوا.

نہیں، لیکن حضرت ابوہریرہ ؓ جرأت مند ہیں اور ہم خائف (بزدل) یہ بات حضرت ابوہریرہ ؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: اس میں میرا کیا قصور ہے کہ میں نے یاد رکھا ہے اور یہ بھول گئے ہیں۔

فائدہ: اس مسئلے میں "اعلام اهل العصر باحكام ركعتي الفجر" علامہ شمس الحق ڈیانوی ؒ کی ایک اہم مفصل کتاب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔ خواہ کسی نے تہجد پڑھی ہو یا نہ۔ اور اس کے راوی حضرت عائشہ ٔ ابوہریرہ ٔ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو ؓ ہیں۔

١٢٦٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عن سَالِمٍ أبي النَّضرِ، عن أَبِي سَلَمَةَ ابن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالت: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ نَظَرَ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً أَيْقَظَنِي، وَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى يَأْتِيَه المُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ.

١٢٦٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخر رات میں جب اپنی نماز مکمل فرما لیتے تو دیکھتے' اگر میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے اور اگر سوئی ہوتی تو جگا دیتے اور دو رکعتیں پڑھتے' پھر لیٹ جاتے' حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آ کر آپ کو نماز صبح کے وقت کی اطلاع دیتا' پھر آپ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے' پھر نماز کے لیے نکل جاتے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں وتروں کے بعد گفتگو کرنے اور دو رکعتیں پڑھ کر لیٹ جانے کا ذکر ہے۔ جس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد لیٹنا سنت نہیں ہے' نبی ﷺ تو یوں ہی استراحت کے لیے لیٹ جاتے تھے' کبھی نماز تہجد کے بعد (جیسا کہ اس حدیث میں ہے) اور کبھی فجر کی سنتوں کے بعد۔ لیکن یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ اس حدیث میں گفتگو کرنے اور وتروں کے بعد لیٹنے والی بات محفوظ نہیں ہے یعنی ایک راوی کو وہم ہوا ہے' جب کہ دوسرے تمام راویوں نے لیٹنے کا ذکر فجر کی سنتوں کے بعد ہی کیا ہے۔ اس لیے فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنے کو غیر مستحب قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو: (فتح الباری' باب من تحدث بعد الركعتين ولم يضطجع: ٥٦/٣)

١٢٦٢- تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: إذا صلى قاعدًا ثم صح . . . الخ، ح: ١١١٩ من حديث مالك، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٤٣ من حديث سالم أبي النضر به .

علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے بھی فجر کی دوسنتوں سے پہلے لیٹنے اور گفتگو کرنے کو شاذ قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابوداود) ② اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھنا بھی جائز ہے اور نبی ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ''تم وتر کو اپنی رات کی آخری نماز بناؤ'' تو یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں' استحباب کے طور پر ہے۔ (مرعاة المفاتيح)

١٢٦٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن زِيَادِ بن سَعْدٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ: ابنِ أَبي عَتَّابٍ أَوْ غَيْرِهِ، عن أبي سَلَمَةَ قالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ فإِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ وَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَني.

۱۲۶۳- ام المومنین عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب فجر کی دو رکعتیں پڑھ لیتے' تو اگر میں سوئی ہوتی تو لیٹ جاتے اور اگر جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرنے لگتے۔

١٢٦٤- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ وَزِيَادُ ابنُ يَحْيٰى قالَا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ حَمَّادٍ عن أبي مَكِينٍ: أخبرنا أَبُو الْفَضْلِ - رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ - عن مُسْلِمِ بنِ أَبِي بَكْرَةَ، عن أبيهِ قالَ: خَرَجْتُ مع النَّبِيِّ ﷺ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ. قال زِيَادٌ: قال: حَدَّثَنا أَبُو الْفُضَيْلِ.

۱۲۶۴- حضرت ابوبکرہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز فجر کے لیے نکلا تو آپ جس کسی آدمی کے پاس سے گزرتے اسے نماز کے لیے آواز دیتے یا اپنے پاؤں سے حرکت دیتے۔ زیاد نے (حدثنا ابو الفضل کی بجائے) حدثنا ابو الفضیل کہا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: إِذَا أَدْرَكَ الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ (التحفة ٢٩٥)

باب:۵- جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت ہو رہی ہو؟

١٢٦٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ عَاصِمٍ، عن

۱۲۶۵- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے

١٢٦٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٢٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٦ من حديث أبي داود به * أبوالفضل مجهول، جهله أبوالحسن بن القطان الفاسي وغيره.

١٢٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوة . . . الخ، ح: ٧١٢ من حديث حماد بن زيد به.

عَبْدِ اللهِ بنِ سَرْجِسٍ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قالَ: يافُلَانُ! أَيَّتُهُمَا صَلَاتُكَ، الَّتِي صَلَّيْتَ وَحْدَكَ أَوِ الَّتِي صَلَّيْتَ مَعَنَا؟.

تھے۔اس نے دو رکعت (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو پوچھا: ''اے فلاں! تمہاری نماز کون سی ہے؟ وہ جو تم نے اکیلے پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی؟''

فائدہ: جماعت ہو رہی ہو تو کسی کے لیے سنت یا نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔خواہ یقین ہو کہ سنتوں کے بعد پہلی رکعت پالوں گا۔ یہی حکم فجر کی سنتوں کا ہے۔ جماعت کے دوران میں باہر صحن میں یا کسی کونے میں فجر کی سنتیں پڑھنی جائز نہیں' جیسا کہ اکثر مساجد میں یہ معمول ہے۔

١٢٦٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْراهِيمَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن وَرْقَاءَ؛ ح: وحَدَّثَنا الحسنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ؛ ح: وحَدَّثَنا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن حَمَّادِ بن زَيْدٍ، عن أيوبَ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ، كُلُّهُمْ عَنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إلَّا المَكْتُوبَةَ».

١٢٦٦- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز (جماعت) کھڑی ہو جائے تو پھر فرض کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی جماعت کے ہوتے ہوئے سنتیں پڑھنے کی ممانعت کا اثبات ہوتا ہے۔ اور بیہقی کی یہ روایت کہ ''جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں سوائے فرض نماز کے الا یہ کہ صبح کی سنتیں ہوں۔'' بالکل بے اصل اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود)

١٢٦٦- تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلوٰة ... الخ، ح: ٧١٠ عن أحمد بن حنبل به.

(المعجم ٦) - **باب مَنْ فَاتَتْهُ مَتَى يَقْضِيهَا** (التحفة ٢٩٦)

باب:٦- فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب ادا کرے؟

١٢٦٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ نُمَيْرٍ عَنْ سَعْدِ بنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بنُ إبراهِيمَ عن قَيْسِ بنِ عَمْرٍو قال: رَأَى رَسُولُ الله ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقال رَسُولُ الله ﷺ: «صلاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ» فَقالَ الرَّجُلُ: إنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الآنَ، فَسَكَتَ رَسُولُ الله ﷺ.

١٢٦٧- حضرت قیس بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز دو رکعتیں ہیں۔'' تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے پہلی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں، جواب پڑھی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

فوائد ومسائل: ① سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھنا افضل ہے۔ بالخصوص فجر کی سنتیں کہ نبی علیہ السلام انہیں سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ② فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد ادا کرنا جائز ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ہے کہ ''نماز فجر کے بعد نماز نہیں۔'' اس سے مراد عام نوافل ہیں نہ کہ اس قسم کی نماز جو کسی سبب سے پڑھی جا رہی ہو۔ ③ اگر یقین ہو کہ طلوع شمس کے انتظار میں یہ فوت نہیں ہو جائیں گی تو مؤخر کر لے۔ اس طرح اس حدیث پر عمل ہو جائے گا کہ ''نماز فجر کے بعد نماز نہیں'' ④ رسول اللہ ﷺ کا کسی کام کو دیکھ یا سن کر خاموش رہنا اس کی توثیق کی دلیل سمجھا جاتا ہے، اس لیے اس حدیث سے یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ جو شخص فجر کی دو سنتیں فجر کی فرض نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا وہ فرضوں کے بعد پڑھ سکتا ہے۔

١٢٦٨- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى الْبَلْخِيُّ قالَ: قالَ سُفْيَانُ: كَانَ عَطَاءُ بنُ أبي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عنْ سَعْدِ

١٢٦٨- حامد بن یحییٰ بلخی نے کہا کہ سفیان نے کہا: عطاء بن ابی رباح یہ حدیث سعد بن سعید سے بیان کیا کرتے تھے۔

١٢٦٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في من تفوته الركعتان قبل الفجر . . . الخ، ح: ٤٢٢، وابن ماجه، ح: ١١٥٤ من حديث سعد بن سعيد به، وسنده ضعيف لانقطاعه، وللحديث شواهد كثيرة عند ابن خزيمة، ح: ١١١٦، وابن حبان، ح: ٦٢٤، والحاكم: ١/ ٢٧٤، ٢٧٥ وغيرهم، وعموم الأحاديث الصحيحة تؤيده، ولم يثبت ما يخالفه.

١٢٦٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

ابنِ سَعِيدٍ.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ رَبِّهِ وَيَحْيَى ابْنَا سَعِيدٍ هذَا الحَدِيثَ مُرْسَلًا أَنَّ جَدَّهُمْ زَيْدًا صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، بهذِهِ الْقِصَّة.

امام ابوداود نے کہا کہ عبدربہ اور یحییٰ ...... ابنائے سعید ...... نے یہ حدیث مرسل روایت کی کہ ان کے دادا زید نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور یہ قصہ بیان کیا۔

فائدہ: اس میں یحییٰ اور عبدربہ کے دادا کا نام زید بتلایا گیا ہے' یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ دادا کا نام ''قیس'' ہے' جیسا کہ حدیث ۱۲۶۷ میں ہے۔ (شیخ البانی ؒ)

(المعجم ٧) - باب الْأَرْبَع قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا (التحفة ٢٩٧)

باب:۷- ظہر سے پہلے اور بعد چار چار سنتیں

١٢٦٩- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عنِ النُّعْمَانِ، عن مَكْحُولٍ، عن عَنْبَسَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ قالَ: قالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرُمَ عَلَى النَّارِ».

۱۲۶۹- سیدہ ام حبیبہ ؓ زوجۂ نبی ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار چار رکعتوں کی پابندی کرے گا' وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْعَلَاءُ بنُ الْحَارِثِ وَسُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ بإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا' اس حدیث کو علاء بن حارث اور سلیمان بن موسیٰ نے مکحول سے اپنی سند سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

١٢٧٠- حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عن إبراهِيمَ، عنِ ابنِ مِنْجَابٍ، عن قَرْثَعٍ، عن أَبِي أَيُّوبَ

۱۲۷۰- حضرت ابوایوب ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''ظہر سے پہلے کی چار رکعات کہ ان میں سلام نہ ہو' ان کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔''

١٢٦٩- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الاختلاف على إسماعيل بن أبي خالد، ح: ١٨١٦ من حديث مكحول به، وللحديث طرق عند الترمذي، ح: ٤٢٧، ٤٢٨، وابن ماجه، ح: ١١٦٠ وغيرهما.

١٢٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في الأربع الركعات قبل الظهر، ح: ١١٥٧، وعبد بن حميد، ح: ٢٢٦ من حديث عبيدة بن معتب به * وهو ضعيف كما قال أبوداود وغيره.

عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيهِنَّ تَسْلِيمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ أَبْوَابُ السَّمَاءِ».

قال أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ القَطَّانِ قال: لَوْ حَدَّثْتُ عن عُبَيْدَةَ بِشَيْءٍ لَحَدَّثْتُ عَنْهُ بِهَذَا الحَدِيثِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان سے مجھے یہ بات پہنچی ہے' انہوں نے کہا کہ اگر میں عبیدہ سے کچھ بیان کرتا تو یہ حدیث روایت کرتا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُبَيْدَةُ ضَعِيفٌ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ مِنْجَابٍ هُوَ سَهْمٌ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبیدہ ضعیف ہے۔ اور ابن منجاب کا نام سہم ہے۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے۔ جب کہ آئندہ حدیث: ۱۲۹۵' ان کے نزدیک "صحیح" ہے۔ جس میں ہے کہ دن اور رات کے نفل دو دو رکعت ہیں' اس لیے سنتوں اور نوافل کو دو دو کر کے ہی پڑھنا راجح اور افضل ہے۔ تاہم ایک سلام سے چار رکعت پڑھ لینا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٨) - باب الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعَصْرِ (التحفة ٢٩٨)

باب:۸- عصر سے پہلے نماز

١٢٧١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِهْرَانَ القُرَشِيُّ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُو المُثَنَّى عَنِ ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «رَحِمَ الله امْرَءًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا».

۱۲۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔"

١٢٧٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بن عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ ابنِ ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

۱۲۷۲- سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

١٢٧١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، ح: ٤٣٠ عن أحمد بن إبراهيم الدورقي وغيره به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٩٣، وابن حبان، ح: ٦١٦.

١٢٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] وصححه النووي في رياض الصالحين (ح: ١١٢١ بتحقيقي)، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

فائدہ: یہ سنتیں مستحب ہیں اور سنن راتبہ (مؤکدہ سنتوں) میں شمار نہیں ہوتیں۔ نیز دو رکعتوں والی روایت چار رکعتوں کے منافی نہیں' بلکہ اس کو کبھی کبھار پر محمول کیا جائے گا یعنی کبھی چار رکعت ادا کی تو کبھی دو رکعت۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود) شیخ البانی ؒ کے نزدیک یہ روایت ''چار رکعات'' کے الفاظ کے ساتھ حسن ہے۔

(المعجم ٩) - باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٢٩٩)

باب:٩-عصر کے بعد نماز

١٢٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو ابنُ الحارِث عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَباسٍ أَنَّ عَبْدَ الله بن عَباسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَزْهَرَ وَالمِسْوَرَ ابنَ مَخْرَمَةَ أَرسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَقُلْ إِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّينَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْهُمَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي بِهِ فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَىٰ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَنْهَىٰ عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا، أَمَّا حِينَ صَلَّاهُما: فإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ - وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الأَنْصَارِ - فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ

١٢٧٣- جناب کریب مولیٰ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس' عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ ؓ نے مجھے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ انہیں ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا مسئلہ پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ یہ رکعتیں پڑھتی ہیں جب کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ میں (یعنی کریب) ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب بات پہنچائی جو انہوں نے مجھ سے کہی تھی تو حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ جاؤ ام سلمہ ؓ سے معلوم کرو۔ میں ان حضرات کے پاس واپس آیا اور ان کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے حضرت ام سلمہ ؓ کی خدمت میں بھیج دیا' اس بات کے ساتھ جو انہوں نے مجھے سیدہ عائشہ ؓ کے متعلق کہی تھی۔ حضرت ام سلمہ ؓ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو سنا تھا کہ آپ ان سے (عصر کے بعد نماز سے) منع فرماتے تھے لیکن میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے پایا۔ (ایک دن) آپ عصر کی نماز

١٢٧٣ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا كلم وهو يصلي فأشار بيده واستمع، ح: ١٢٣٣، ومسلم، صلوة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ فَقُولِي لَهُ: تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ. قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «يَابِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، إِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ».

پڑھا کر تشریف لائے اور میرے ہاں انصار کے قبیلۂ بنی حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی تھیں' آپ نے یہ رکعتیں پڑھیں تو میں نے خادمہ کو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس بھیجا' میں نے اس سے کہا کہ جا کر آپ کے پاس کھڑی ہو جانا اور کہنا کہ ام سلمہ پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ ان سے منع فرماتے ہیں اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ انہیں پڑھ رہے ہیں؟ اگر آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ فرما دیں تو ان سے ذرا دور ہو جانا۔ چنانچہ خادمہ نے ایسے ہی کیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے دختر بنی امیہ! تو نے عصر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے تو بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلۂ عبدالقیس کے کچھ لوگ اپنی قوم کا اسلام لے کر آئے اور انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی رکعتوں سے مشغول کر دیا۔ تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ظہر کی پچھلی سنتیں مؤکد سنتوں میں سے ہیں اور ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ ② ممنوع وقت میں کسی مشروع سبب سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ③ عصر کے بعد ان رکعات کی ہیشگی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت تھی۔ ④ حضرت عائشہ ؓ کا مسئلے کی تحقیق میں حضرت ام سلمہ ؓ کی طرف تحویل کرنا' ان آداب میں سے ہے کہ اعلم اور اہل فضل کی طرف مراجعت کی جائے۔

(المعجم ١٠) - باب مَنْ رَخَّصَ فِيهِمَا إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً (التحفة ٣٠٠)

باب:١٠- ان حضرات کی دلیل جو عصر کے بعد نماز کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ سورج اونچا ہو

١٢٧٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن وَهْبِ بن الْأَجْدَعِ، عن

١٢٧٤- سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ سورج اونچا ہو۔

١٢٧٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المواقيت، باب الرخصة في الصلوٰة بعد العصر، ح: ٥٧٤ من حديث منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٨٤، وابن حبان، ح: ٦٢٠.

عَلِيٍّ ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عن الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

فائدہ: یہ رخصتِ ادا سببی نماز کے لیے ہے' عام نوافل مراد نہیں ہیں۔ جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

١٢٧٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عنْ عَاصِمِ بن ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي في إِثْرِ كلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

١٢٧٥- سیدنا علی ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فجر اور عصر کے علاوہ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جس کا سبب پیچھے (حدیث ١٢٧٣ میں) گزرا ہے۔

١٢٧٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي العَالِيَةِ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ، فيهِمْ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ، وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قالَ: «لَا صلَاةَ بَعْدَ صلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صلَاةَ بَعْدَ صلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ».

١٢٧٦- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں' مجھے کئی پسندیدہ لوگوں نے بتایا' ان میں حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی ہیں بلکہ ان سب میں حضرت عمر ؓ سب سے بڑھ کر پسندیدہ ہیں' انہوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اور نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔''

فوائد و مسائل: ① سورج طلوع یا غروب ہونے میں دیر ہو تو سببی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ویسے عام نفل پڑھنا ناجائز ہے۔ ② اہل بیت اور خلفائے راشدین ؓ میں انتہائی اخوت اور محبت کے روابط تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان مقدس ہستیوں کو ایک دوسرے کا حریف ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

١٢٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٢٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٤١ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه مطرف * أبوإسحاق مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٥٩٨، ٥٩٩ وغيره، وثبت عن علي رضي الله عنه أنه صلى بعد العصر ركعتين، رواه البيهقي: ٢/ ٤٥٩.

١٢٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، ح: ٥٨١، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلوة فيها، ح: ٨٢٦ من حديث قتادة به.

١٢٧٧- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بن نَافِعٍ: حَدَّثَنا محمدُ بنُ المُهَاجِرِ عن الْعَبَّاسِ بنِ سَالِمٍ، عن أَبِي سَلَّامٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ، عن عَمْرِو بن عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ قال: قُلْتُ: يَارسُولَ الله! أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قال: «جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ، فَصَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حتى تُصَلِّيَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْصِرْ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَتَرْتَفِعَ قِيسَ رُمْحٍ أَو رُمْحَيْنِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لَهَا الكُفَّارُ، ثُم صَلِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهودَةٌ مَكْتُوبَةٌ حتى يَعْدِلَ الرُّمْحُ ظِلَّه، ثم أَقْصِرْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ وَتُفْتَحُ أَبْوَابُهَا، فإذا زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلِّ مَا شِئْتَ فإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ، ثُمَّ أَقْصِرْ حتى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فإنها تَغْرُبُ بَيْنَ قرني شَيْطَانٍ وَيُصَلِّي لها الكُفَّارُ». وَقَصَّ حَدِيثًا طَوِيلًا. قال العَبَّاسُ: هٰكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ عن أَبِي أُمَامَةَ إِلَّا أَنْ أُخْطِىءَ شَيْئًا لا أُرِيدُهُ فَأَسْتَغْفِرُ الله وَأَتُوبُ إِلَيهِ.

١٢٧٧- حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رات کا کون سا حصہ زیادہ مقبول ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”آخر رات کا درمیانی حصہ۔ سو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو۔ بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ فجر پڑھ لو۔ پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج نکل آئے اور ایک یا دو نیزوں کے برابر اونچا آ جائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھتے رہو بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے اور اس کا اجر لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ نیزے کا سایہ اس (نیزے) کے برابر ہو جائے (یعنی دوپہر ہو جائے اور کوئی زائد سایہ باقی نہ رہے) تو رک جاؤ۔ بے شک (اس وقت) جہنم بھڑکائی جاتی ہے اور اس کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو جس قدر جی چاہے نماز پڑھو' بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں' حتیٰ کہ عصر پڑھ لو' پھر رک جاؤ حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ بے شک یہ شیطان کے دو سینگوں کے مابین غروب ہوتا ہے اور (اس وقت) کفار اس کی عبادت کرتے ہیں۔“ اور لمبی حدیث بیان کی۔ عباس بن سالم نے کہا کہ ابوسلام نے مجھے ابوامامہ سے ایسے ہی بیان کیا ہے الا یہ کہ مجھ سے کوئی نادانستہ بھول ہوگئی ہو تو اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

١٢٧٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: بعد باب في دعاء الصيف، ح: ٣٥٧٩ من حديث أبي أمامة به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ١٦٣، ١٦٥، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٨٣٢.

فائدہ: ① اس حدیث میں تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نماز فجر کے بعد' عین نصف النہار (زوال) کے وقت اور نماز عصر کے بعد۔ دیگر احادیث میں ہے کہ سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے وقت بھی نماز ممنوع ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۸۳۱) ان میں سے عین نصف النہار (زوال) اور سورج کے طلوع وغروب ہونے کے اوقات خاص ممنوع اوقات ہیں جبکہ فجر اور عصر کے بعد سببی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت بھی نوافل پڑھے جاسکتے ہیں لیکن اس کی بابت جتنی بھی روایات آتی ہیں' وہ سب ضعیف ہیں۔ اس لیے جمعہ کا اختصاص صحیح نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ احادیث کی وجہ سے یہی موقف اختیار کیا ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے وقت نوافل کی ادائیگی صحیح ہے۔ دیکھیے: (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ: ۱۲۲/۱۲' تحقیق عامر الجزار' انور الباز- زاد المعاد: ۳۷۸/۱' تحقیق شعیب الارنووط) شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (الاجوبة النافعة' ص: ۳۴' ۳۵) لیکن ان حضرات کے موقف کی کوئی مضبوط بنیاد نہیں ہے۔ اس لیے جمعہ کے دن بھی زوال کے وقت نوافل پڑھنا صحیح نہیں۔

١٢٧٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا قُدَامَةُ بْنُ مُوسٰى عن أَيُّوبَ بنِ حُصَيْنٍ، عن أَبِي عَلْقَمَةَ، عن يَسَارٍ مَوْلَى ابنِ عُمَرَ قَالَ: رَآنِي ابنُ عُمَرَ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ طُلُوعِ الفَجْرِ فَقَالَ يَايَسَارُ! إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ: «لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُم غَائِبَكُم لا تُصَلُّوا بَعْدَ الْفَجْرِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۷۸- جناب یسار مولیٰ ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے دیکھا کہ میں طلوع فجر کے بعد نماز پڑھ رہا تھا تو انہوں نے فرمایا: اے یسار! رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: ''تمہارا حاضر (موجود) شخص اپنے غائب کو بتا دے کہ سوائے دو رکعتوں کے طلوع فجر کے بعد نماز نہ پڑھا کرو۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلوع فجر کے بعد فرضوں سے پہلے صرف دو رکعت سنتیں ہی پڑھی جائیں۔ تاہم رات کے وتر دن چڑھے پڑھنا مشکل ہوں تو اس وقت میں ادائیگی جائز ہے۔ جیسے کہ سببی نماز کا مسئلہ ہے۔

١٢٧٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۱۲۷۹- اسود اور مسروق (دونوں) نے کہا: ہم حضرت

١٢٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء لا صلوٰة بعد طلوع الفجر إلا ركعتين، ح: ٤١٩ من حديث قدامة به، وقال: "غريب" * ابن الحصين مجهول (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث مسلم، ح: ٧٢٣ يغني عنه.

١٢٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوٰة، باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت ونحوها، ح: ٥٩٣، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، ح: ٨٣٥ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إسْحَاقَ، عنِ الأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ قَالَا: نَشْهَدُ عَلَى عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا مِنْ يَوْمٍ يَأْتِي عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا صلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ.

عائشہ ؓ کی بابت گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ نبی ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں نہ پڑھتے ہوں۔(یعنی ہر روز بلا ناغہ پڑھا کرتے تھے۔)

فائدہ: یہ ہمیشگی نبی علیہ السلام کی خصوصیت تھی اور ان رکعتوں کی اصل ابتدا ظہر کی سنتیں قضا پڑھنے سے ہوئی تھی۔(دیکھیے حدیث:۱۲۷۳)۔

١٢٨٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنا عَمِّي: حَدَّثَنا أَبِي عنِ ابنِ إسْحَاقَ، عن محمدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ: أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كان يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ وَيَنْهَى عنها وَيُوَاصِلُ وَيَنْهَى عن الوِصَالِ.

۱۲۸۰- جناب ذکوان مولیٰ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے جب کہ لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے۔خود وصال کرتے (یعنی دو دو دن کے اکٹھے روزے رکھتے یا اس سے زیادہ کے بھی اور درمیان میں افطار نہ کرتے) اور لوگوں کو وصال سے منع فرماتے تھے۔

ملحوظہ: منذری کہتے ہیں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحاق بن یسار ہے اور اس کی حدیث کے حجت ہونے میں اختلاف ہے۔(عون المعبود) محققین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔

(المعجم ١١) - بابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ (التحفة ٣٠١)

باب:۱۱-نماز مغرب سے پہلے نفل

١٢٨١- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَبْدُالْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن حُسَيْنٍ المُعَلِّمِ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله المُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رسُولُ الله ﷺ: «صَلُّوا قَبْلَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ»، ثُمَّ

۱۲۸۱-حضرت عبداللہ مزنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو“ پھر فرمایا: ”نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو جو چاہے۔“ یہ اس ڈر سے کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ بنالیں۔

١٢٨٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب: ١/ ٣٢٤ من حديث عبيدالله بن سعد به ✽ ابن إسحاق مدلس وعنعن.

١٢٨١- تخريج: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب من كره أن يقال للمغرب العشاء، ح: ٥٦٣ من حديث عبدالوارث بن سعيد به.

قَالَ: «صَلُّوا قَبْلَ المَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ لِمَنْ شَاءِ»، خَشْيَةَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

فائدہ: اذانِ مغرب کے بعد اقامت سے قبل دو رکعت سنت ادا کرنا مندوب اور مستحب عمل ہے۔ عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ ان کی بابت فرمایا: [صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ] ''مغرب کی نماز سے قبل نماز پڑھو۔'' تیسری مرتبہ فرمایا: [لِمَنْ شَاءَ] ''جس کا دل چاہے۔'' (صحیح بخاری التہجد' حدیث:١١٨٣ وصحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:٨٣٨) آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں (سنت مؤکدہ نہ بنالیں۔) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ اذان مغرب کے فوراً بعد اور اقامت سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مؤذن اذانِ مغرب سے فارغ ہوتا تو ہم سب ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں ادا کرتے' لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ نووارد سمجھتا مغرب کی نماز ہو چکی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:٨٣٧) نیز مرثد بن عبداللہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ابوتمیم مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسی طرح پڑھتے تھے' انہوں نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ فرمانے لگے کہ مصروفیت کی وجہ سے۔ دیکھیے: (صحیح بخاری' التہجد' حدیث:١١٨٤) علاوہ ازیں صحیح ابن حبان میں مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے خود بھی مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح ابن حبان (ابن بلبان) الصلاۃ' حدیث:١٥٨٨) رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کے ہوتے ہوئے ایسی محبوب ومرغوب سنت کو قول امام اور فتوائے مذہب کی بنا پر ترک کر دینا بہت بڑی محرومی ہے۔

١٢٨٢ - حَدَّثَنَا مُحمدُ بنُ عبدِ الرحيم البَزَّازُ: أَخْبَرَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بنُ أَبِي الأَسْوَدِ عن المُخْتَارِ بن فُلْفُلٍ، عن أَنَسِ بن مَالِكٍ قال: صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ المَغْرِبِ على عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ. قال: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَآكُم رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قال: نَعَمْ، رَآنَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

١٢٨٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ (مختار کہتے ہیں) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے ہم کو حکم دیا' نہ منع فرمایا۔

١٢٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلوة المغرب، ح:٨٣٦ من حديث مختار بن فلفل به.

فائدہ: یعنی لازمی حکم نہیں دیا کہ ضرور پڑھا کرو بلکہ ترغیب کے طور پر پڑھنے کا حکم دیا جیسا کہ اس سے پہلی روایت میں ہے۔علاوہ ازیں پڑھنے والوں کو منع نہیں فرمایا جبکہ آپ کی خاموشی اس عمل کی توثیق ہے۔

١٢٨٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ محمدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ عن الجُرَيْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ لِمَنْ شَاءَ».

١٢٨٣- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے‘ جو چاہے۔“

فائدہ: ”دو اذانوں“ سے مراد معروف اذان اور اقامت ہے۔اور ان دونوں کے مابین جن نوافل کی رسول اللہ ﷺ نے پابندی و تاکید کی اور ترغیب دی ہے‘ انہیں سنن راتبہ (مؤکدہ) کہتے ہیں اور جن کی پابندی نہیں کی انہیں غیر مؤکدہ کہتے ہیں۔

١٢٨٤- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أبي شُعَيْبٍ، عن طَاوسٍ قَال: سُئِلَ ابنُ عُمَرَ عن الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ المَغْرِبِ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا على عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ يُصَلِّيهِمَا وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

١٢٨٤- جناب طاوس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اسے پڑھتا ہو۔اور عصر کے بعد دو رکعتوں کی رخصت دی۔

قَال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِينٍ يَقُولُ: هوَ شُعَيْبٌ. يَعْني: وَهِمَ شُعْبَةُ في اسْمِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو سنا‘ کہتے تھے کہ راوی حدیث ابوشعیب دراصل شعیب ہے‘ شعبہ کو اس کے نام میں وہم ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان کردہ بشرط صحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی نفی کو ان کی لاعلمی پر محمول کیا جائے گا‘ کیونکہ صحیح احادیث سے صحابۂ کرام کا مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔

١٢٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر إقامة الصلوة؟ ح: ٦٢٤، ومسلم، صلوة المسافرين، باب: بين كل أذانين صلوة، ح: ٨٣٨ من حديث سعيد بن إياس الجريري به.

١٢٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٨٠٤ من حديث شعبة مختصرًا، والبيهقي: ٢/٤٧٦، ٤٧٧ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٢) - باب صَلَاةِ الضُّحَى (التحفة ٣٠٢)

باب:١٢-نماز چاشت کے احکام ومسائل

١٢٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ عن عَبَّادِ ابن عَبَّادٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ المَعْنَى عن وَاصِلٍ، عَنْ يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أبي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامٰى مِنَ ابنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ على مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بِالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عن المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَةُ الأَذَى عن الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَةُ أَهْلِهِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى».

١٢٨٥- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”صبح ہوتی ہے تو ابن آدم کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اپنے ملنے والوں کو سلام کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔ اور اہلیہ سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے۔ اور ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“

قال أبو داود: وحَدِيثُ عَبَّادٍ أَتَمُّ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ الأَمْرَ وَالنَّهْيَ - زَادَ في حَدِيثِهِ: وَقَالَ: كَذَا وكَذَا - وَزَادَ ابنُ مَنِيعٍ في حَدِيثِهِ: قالوا: يَارَسُولَ الله! أَحَدُنَا يَقْضِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا في غَيْرِ حِلِّهَا أَلَمْ يَكُن يَأْثَمُ».

امام ابوداود نے کہا: عباد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے اپنی روایت میں امر ونہی کا بیان نہیں کیا بلکہ کہا: یہ اور یہ۔ اور ابن منیع نے اپنی روایت میں اضافہ کیا: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انسان اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اور یہ اس کے لیے صدقہ بنے؟ (کیوں کر؟) آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر وہ یہ کام حلال جگہ میں نہ کرتا (یعنی زنا کرتا) تو کیا گناہ نہ ہوتا۔“

فائدہ: سورج طلوع ہوتے ہی جو نماز پڑھی جائے وہ ”اشراق“ اور جو سورج کے قدرے بلند ہونے پر پڑھی جائے ”ضحیٰ“ (چاشت) کہلاتی ہے۔ حقیقت میں یہ ایک ہی نماز ہے' اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات ہیں۔

١٢٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٠٢٨ من حديث واصل به، وانظر الحديث الآتي، ح: ٥٢٤٣.

١٢٨٦- حَدَّثنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ : أخبرنا خَالِدٌ عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي الأَسْوَدِ [الدُّؤَلِيِّ] قال: بَيْنَمَا نَحْنُ عند أَبِي ذَرٍّ قال: «يُصْبِحِ على كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُم فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، فَلَهُ بِكُلِّ صَلَاةٍ صَدَقَةٌ وَصِيَامٍ صَدَقَةٌ وَحَجٍّ صَدَقَةٌ وَتَسْبِيحٍ صَدَقَةٌ وَتَكْبِيرٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِيدٍ صَدَقَةٌ» فَعَدَّ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ هذه الأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ ثُمَّ قال: «يُجْزِىءُ أَحَدَكُمْ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَا الضُّحٰى».

۱۲۸۶-جناب ابوالاسود دؤلی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے کہا: ”صبح ہوتی ہے تو تمہارے ایک ایک کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو چکا ہوتا ہے اور ہر روز ایسے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی ہر نماز‘ روزہ‘ حج‘ تسبیح‘ تکبیر اور تحمید صدقہ ہوتی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے یہ اعمال صالحہ شمار فرمائے‘ پھر فرمایا: ”تمہیں ان سب سے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“

توضیح: یہ دو رکعتیں اس صدقہ لازمہ سے کفایت کرتی ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ فرائض سے بھی کفایت ہو جاتی ہے۔

١٢٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن زَبَّانِ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الجُهَنِيِّ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حتى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ البَحْرِ».

۱۲۸۷-جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فجر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے اور ضحیٰ (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے اور اس دوران میں خیر ہی کی بات کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں‘ خواہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔“

١٢٨٨- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ:

۱۲۸۸-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

١٢٨٦- تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب صلٰوة الضحى وأن أقلها ركعتان . . . الخ، ح: ٧٢٠ من حديث واصل به.

١٢٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٨ من حديث زبان بن فائد به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٢٨٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٩، وتقدم طرفه، ح: ٥٥٨.

حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي أُمَامَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «صَلَاةٌ في إِثْرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ في عِلِّيِّينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز کے بعد دوسری نماز' اس طرح کہ ان کے مابین کوئی لغو نہ ہو' (اس عمل سے) علیین میں نام درج ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: [عِلِّيِّين] وہ مقام ہے جہاں صالحین کے اعمال نامے رکھے گئے ہیں اور ان میں ان کے اعمال درج ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل کفار وفجار کے لیے ''سِجِّين'' ہے۔ جیسے کہ سورۃ المطففین میں ذکر ہے۔

١٢٨٩- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا الوَلِيدُ عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عن مَكْحُولٍ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ، عن نُعَيْمِ ابنِ هَمَّارٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يَقُولُ الله عَزَّوَجَلَّ: يَاابنَ آدَمَ! لَا تُعْجِزْنِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فِي أَوَّلِ نَهَارِكَ أَكْفِكَ آخِرَهُ».

١٢٨٩- حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو میرے لیے شروع دن میں چار رکعات پڑھنے سے عاجز نہ رہ' میں آخر دن تک تیری کفایت کروں گا۔''

توضیح: رسول اللہ ﷺ کو 'جوامع الکلم' سے مشرف فرمایا گیا تھا۔ آپ کے اس فرمان میں ''شروع دن'' سے مراد طلوع فجر ہو تو صبح کی نماز میں چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ اور اس کا مفہوم اس حدیث کے موافق ہوگا جس میں ہے کہ ''جو صبح کی نماز پڑھ لے وہ اللہ کی امان میں آ گیا۔'' (صحيح مسلم' المساجد' حديث:٦٥٧) اگر اس سے مراد دن کی ابتدا طلوع شمس ہو' تو اس میں نماز چاشت کی ترغیب ہے۔

١٢٩٠- حَدَّثَنا أحمدُ بنُ صالِحٍ وأحمدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني عِيَاضُ بنُ عَبْدِ الله عن مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمانَ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى

١٢٩٠- حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز چاشت کی آٹھ رکعات پڑھی تھیں۔ آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ احمد بن صالح نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

١٢٨٩_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٧ من حديث مكحول، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٦٦ من حديث كثير بن مرة به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٣٤، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ٤/ ٢٠١، ١٥٣ وغيره.

١٢٩٠_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلٰوات، باب ما جاء في صلٰوة الليل والنهار مثنٰى مثنٰى، ح: ١٣٢٣ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٣٤، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٢٨٠ وغيره.

ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلَّى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ قال أحمدُ بنُ صَالِحٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْفَتْحِ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ قال ابنُ السرحِ: إنَّ أُمَّ هَانِىءٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ ولَمْ يَذْكُر سُبْحَةَ الضُّحٰى بِمَعْنَاهُ.

نے فتح مکہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی اور اسی کے مثل ذکر کیا۔ ابن سرح نے کہا: ام ہانی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے ...... اور نماز چاشت کا نام نہیں لیا۔ (بلکہ ویسے ہی کہا کہ آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں) سابقہ حدیث کے معنی میں۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے اس کی تضعیف کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ روایت تو صحیح ہے کیونکہ بخاری ومسلم میں یہ روایت موجود ہے۔ لیکن ان میں ''ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔'' کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ منکر ہیں اور اس کی وجہ سے روایت ضعیف ہے' ورنہ اصل واقعہ صحیح ہے۔

١٢٩١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بن مُرَّةَ، عنِ ابنِ أبي لَيْلٰى قال: مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِىءٍ فإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا وَصلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، فَلَمْ يَرَهُ أَحَدٌ صَلَّاهُنَّ بَعْدُ.

۱۲۹۱- جناب ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہمیں ام ہانی ؓ کے علاوہ کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے دیکھا ہو کہ نبی ﷺ نے نماز چاشت پڑھی' ام ہانی ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے روز اس کے گھر میں غسل کیا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں (اس کے سوا) اور کسی نے نہیں دیکھا کہ اس کے بعد آپ نے یہ رکعات پڑھی ہوں۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ نے نماز چاشت پابندی سے نہیں پڑھی ہے۔ اور آپ کی اس نماز کو ''صلوٰۃ فتح'' کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ② سفر میں بھی نوافل پڑھنے چاہییں' مگر سنن راتبہ (مؤکدہ) ثابت نہیں ہیں۔

١٢٩٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ

۱۲۹۲- جناب عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے

١٢٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب من تطوع في السفر في غير دبر الصلٰوات وقبلها، ح: ١١٠٣ عن حفص بن عمر، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب صلٰوة الضحٰى . . . الخ، ح: ٣٣٦ بعد، ح: ٧١٩ من حديث شعبة به.

١٢٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب استحباب صلٰوة الضحٰى . . . الخ، ح: ٧١٧ من حديث يزيد بن زريع به.

زُرَيْعٍ: حدثَنَا الجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الله بن شَقِيقٍ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى فَقَالَتْ: لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَ السُّوَرِ؟ قالَتْ: مِنَ المُفَصَّلِ.

حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ کہا نہیں' الا یہ کہ سفر سے تشریف لاتے۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ سورتیں ملا کر پڑھ لیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ مفصل میں سے (یعنی آخری منزل کی سورتوں میں سے)۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں تشریف لاتے' دو رکعتیں پڑھتے' احباب سے ملاقات ہوتی پھر گھر تشریف لے جاتے۔(صحیح بخاری' المغازی' حدیث:۴۴۱۸)

١٢٩٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قالَتْ: مَا سَبَّحَ رَسُولُ الله ﷺ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ وإِنِّي لَأُسَبِّحُهَا وإِنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيَدَعُ العَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ به خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ به النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِم.

۱۲۹۳- حضرت عائشہ ؓ زوجۂ نبی ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضحیٰ کے نفل کبھی نہیں پڑھے' میں البتہ پڑھتی ہوں۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کچھ عمل کرنا چاہتے مگر چھوڑ دیتے تھے' کہ لوگ عمل کریں گے تو کہیں ان پر فرض نہ کر دیا جائے۔

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کے بیان کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ نوافل پابندی سے نہیں پڑھے۔

١٢٩٤- حَدَّثَنَا ابنُ نُفَيْلٍ وأحمدُ بنُ يُونُسَ قَالا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا سِمَاكٌ قَال: قُلْتُ لِجَابِرِ بنِ سَمُرَةَ: أَكُنْتَ تُجَالِسُ رسولَ الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ كَثِيرًا فَكَانَ لا يَقُومُ مِن مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فيه الغَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ ﷺ.

۱۲۹۴- جناب سماک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے پوچھا کہ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں بہت زیادہ۔ آپ ﷺ جہاں فجر کی نماز ادا فرماتے وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جاتا۔ جب (سورج) طلوع ہو جاتا تو پھر آپ ﷺ

١٢٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل . . . الخ، ح:١١٢٨ ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب استحباب صلوٰة الضحٰى . . . الخ، ح:٧١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٥٢، ١٥٣ .

١٢٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ٦٧٠ عن أحمد بن عبدالله بن يونس به .

کھڑے ہو جاتے۔

فائدہ: یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے اور امام نووی نے اس پر یہ باب درج فرمایا ہے: (باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، وفضل المساجد، صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ٦٧٠) مگر اس میں نبی ﷺ کا نماز اشراق یا چاشت پڑھنے کا بیان نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - **باب صَلَاةِ النَّهَارِ** (التحفة ٣٠٣)

باب: ١٣- دن کے نوافل (کس طرح پڑھے جائیں)

١٢٩٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن عَلِيِّ ابن عَبْدِ الله البَارِقِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى».

١٢٩٥- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے۔“

فائدہ: مستحب اور افضل یہ ہے کہ نوافل دن کے ہوں یا رات کے دو دو رکعت کر کے پڑھے جائیں۔ ایک سلام سے چار رکعت بھی جائز ہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث (١٢٧٠) میں گزرا ہے۔ امام نسائی ؒ نے اس حدیث میں ”دن“ کے ذکر کو وہم قرار دیا ہے۔ [جب کہ دوسرے علماء نے اسے ثقہ راوی کی زیادت قرار دیا ہے جو کہ مقبول ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (التعلیقات السلفیہ: ١/١٩٨) اس لیے سنن ونوافل‘ چاہے دن کے ہوں یا رات کے‘ دو دو کر کے پڑھنا راجح ہے‘ گو بیک سلام‘ چار رکعات بھی جائز ہیں۔]

١٢٩٦- حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بنُ سَعِيدٍ عن أَنَسِ بن أبي أَنَسٍ، عن عَبْدِ الله بن نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ الله بن الحارِثِ، عن المُطَّلِبِ عن النَّبِيِّ ﷺ

١٢٩٦- جناب عبداللہ بن حارث‘ مطلب سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”نماز دو دو رکعت ہے۔ یوں کہ تم ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو‘ اپنی زاری اور مسکینی کا اظہار کرو‘ دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور کہو [اَللّٰھُمَّ! اَللّٰھُمَّ!] ”اے اللہ! اے اللہ!“ اور جو یوں نہ کرے تو

١٢٩٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن صلوة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ٥٩٧، والنسائي، ح: ١٦٦٧، وابن ماجه، ح: ١٣٢٢ من حديث شعبة به، وللحديث شواهد، انظر الموطأ، ح: ٢٦٠ بتحقيقي.

١٢٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ١٣٢٥ من حديث شعبة به، وحسنه أبوحاتم الرازي في علله، ح: ٣٦٥، وأشار ابن خزيمة، ح: ١٢١٢ إلى ضعفه، وضعفه البخاري وغيره، وهو الراجح * في سماع عبدالله بن نافع من عبدالله بن الحارث نظر، وفي السند علل أخرى.

قال: «الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى أَنْ تَشَهَّدَ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَأَنْ تَبَاءَسَ وَتَمَسْكَنَ وَتُقْنِعَ بِيَدَيكَ وتَقُولَ: اللَّهُمَّ! اللَّهُمَّ! فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ».

اس کی یہ نماز ناقص ہے۔

سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عن صَلَاةِ اللَّيْلِ مَثْنَى قال: إِنْ شِئْتَ مَثْنَى وَإِنْ شِئْتَ أَرْبَعًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ سے رات کی نماز دو رکعت ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو کہا: چاہو تو دو دو رکعت پڑھ لو اور چاہو تو چار چار۔

ملحوظہ: یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر چار رکعات پڑھنے کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود ہے جس میں رمضان کی رات کی نماز کا سوال کیا گیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح بخاری، التہجد، حدیث:١١٤٧) [لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ کی رات کی نماز (نماز تہجد) دو دو رکعت ہوا کرتی تھیں، سوائے وتر کے، اس لیے آپ کا زیادہ عمل دو دو کر کے ہی پڑھنے کا تھا نہ کہ چار چار کر کے پڑھنے کا۔ صرف بیان جواز کے لیے آپ نے بعض دفعہ چار چار کر کے پڑھی ہیں۔ بنابریں نوافل دو دو کر کے پڑھنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری:٢/٦١٨، اوائل کتاب الوتر، حدیث:٩٩٠، ٩٩٢]

(المعجم ١٤) - باب صَلَاةِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٣٠٤)

باب:١٤- نمازِ تسبیح کے احکام و مسائل

١٢٩٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ بِشْرِ ابنِ الْحَكَمِ النَّيسَابُورِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَبْدِ العَزِيزِ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بنُ أَبَانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِلعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنَحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ الله لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَأَهُ وَعَمْدَهُ،

١٢٩٧- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک ہدیہ نہ دوں؟ عطیہ اور تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو دس باتیں نہ سکھا دوں۔ جب آپ ان پر عمل کریں گے تو اللہ آپ کے اگلے پچھلے، قدیم جدید، خطأ، عمداً، چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر سب ہی گناہ معاف فرما دے گا۔ دس باتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعات پڑھیں۔ ہر رکعت میں آپ سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں۔ جب آپ

١٢٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلوة التسبيح، ح:١٣٨٧ عن عبدالرحمٰن بن بشر به، وصححه أبوبكر الآجُرّي، وأبوداود وغيرهما، الترغيب والترهيب: ١/ ٤٦٨.

صَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ سِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ - عَشْرَ خِصَالٍ - أَنْ تُصَلِّي أَربَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الكِتَابِ وَسُورَةً. فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ الله وَالْحَمْدُ لله وَلَا إِلَهَ إِلَّا الله وَالله أَكْبَرُ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً، ثم تَركَعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُها عَشْرًا ثم تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُها وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشرًا ثم تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثم تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ، فِي كلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كلِّ يَوْمٍ مرَّةً فَافْعَلْ، فإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَل فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمُرِكَ مَرَّةً».

پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں اور قیام میں ہوں تو پندرہ بار یہ تسبیح پڑھیں: [سُبحانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر] پھر رکوع کریں اور حالت رکوع میں دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیں اور دس بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدہ کریں اور سجدے میں دس بار یہ پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھائیں تو یہی تسبیح دس بار پڑھیں۔ پھر دوسرا سجدہ کریں تو اس میں بھی دس بار پڑھیں۔ پھر سر اٹھائیں تو دس بار پڑھیں۔ ہر رکعت میں یہ کل پچھتر (۷۵) تسبیحات ہوئیں۔ اور آپ چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کریں۔ اگر ہمت ہو تو ہر روز (یہ نماز) پڑھا کریں۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکیں تو ہر ہفتے میں ایک بار' اگر ہفتے میں نہ پڑھ سکیں تو ایک مہینے میں ایک بار پڑھیں۔ اگر یہ نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار پڑھیں۔ اگر سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو اپنی زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔"

١٢٩٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُفْيَانَ الأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ: حَدَّثَنا مَهْدِيُّ بن مَيْمُونٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مالِكٍ عن أَبي الْجَوْزَاءِ: حدثني رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يُرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ الله بنُ

۱۲۹۸- جناب ابوالجوزاء کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا جنہیں لوگ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سمجھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "کل میرے پاس آنا میں تمہیں ایک ہدیہ دوں گا' عطیہ دوں گا۔" مجھے خیال ہوا کہ آپ مجھے کوئی مال عنایت فرمائیں گے۔ (میں حاضر

١٢٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٥٢ من حديث أبي داود به * عمرو بن مالك ضعيف، والحديث الآتي: ١٢٩٩ يغني عنه.

عَمْرٍو قال: قال لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «ائْتِنِي غَدًا أَحْبُوكَ وَأُثِيبُكَ وَأُعْطِيكَ» حتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِينِي عَطِيَّةً. قالَ: «إِذَا زَالَ النَّهَارُ فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قالَ: «ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ - يَعْنِي مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ - فَاسْتَوِ جَالِسًا وَلَا تَقُمْ حتى تُسَبِّحَ عَشْرًا، وَتُحَمِّدَ عَشْرًا، وَتُكَبِّرَ عَشْرًا، وَتُهَلِّلَ عَشْرًا، ثُمَّ تَصْنَعُ ذٰلِكَ في الأَرْبَعِ رَكَعَاتٍ». قالَ: «فإِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَعْظَمَ أَهْلِ الأَرْضِ ذَنْبًا غُفِرَ لَكَ بِذٰلِكَ». قالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ أُصَلِّيَهَا تِلْكَ السَّاعَةَ قال: «صَلِّهَا مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

ہوا تو) آپ نے فرمایا: ''جب سورج ڈھل جائے تو کھڑے ہو جاؤ اور چار رکعتیں پڑھو۔'' اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ اس روایت میں کہا: ''جب تم دوسرے سجدے سے سر اٹھاؤ تو ٹھیک طرح سے بیٹھ جاؤ اور دس بار سبحان اللّٰه، دس بار الحمدللّٰه، دس بار اللّٰه اکبر اور دس بار لا اله الا اللّٰه پڑھو۔ جب تک یہ نہ پڑھ لو کھڑے نہ ہو۔ اور پھر چاروں رکعتوں میں ایسے ہی کرو۔'' فرمایا: ''اگر تم اہل زمین میں سب سے زیادہ گناہ گار بھی ہوئے تو اس سے وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔'' میں نے کہا: اگر میں اس وقت میں نہ پڑھ سکوں تو؟ آپ نے فرمایا: 'رات دن میں کسی بھی وقت پڑھ لو۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَبَّانُ بنُ هِلَالٍ خالُ هِلَالٍ الرَّائِيِّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حبان بن ہلال' ہلال الرائی (الرازی) کے ماموں ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رواه الْمُسْتَمِرُّ بنُ الرَّيَّانِ عن أَبِي الْجَوْزَاءِ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو مَوْقُوفًا وَرَوَاهُ رَوْحُ بنُ الْمُسَيَّبِ وَجَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن عَمْرِو ابنِ مَالِكٍ النُّكْرِيِّ، عن أَبِي الْجَوْزَاءِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ، وَقال في حَدِيثِ رَوْحٍ: فَقَالَ: حَدِيثُ النَّبِيِّ ﷺ. [حُدِّثْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں اس روایت کو مستمر بن ریان نے ابوالجوزاء سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے موقوفاً بیان کیا ہے۔ اور اسے روح بن مسیّب اور جعفر بن سلیمان نے عمرو بن مالک نکری سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے ابن عباس سے ان کا قول بیان کیا ہے۔ روح کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کی حدیث ہے۔ (میری اپنی بات نہیں ہے۔) یعنی مجھے حدیث نبوی کہہ کر بیان کی گئی۔

١٢٩٩- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

۱۲۹۹- عروہ بن رویم' انصاری سے روایت کرتے

١٢٩٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٥٢ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

نَافِعٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عن عُرْوَةَ ابنِ رُوَيْمٍ: حدثني الأنْصَارِيُّ؛ أَنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ لِجَعْفَرٍ بِهذَا الحديث. فَذَكَرَ نَحْوَهُمْ؛ قالَ في السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الرَّكْعَةِ الأُولى؛ كما قالَ في حَدِيثِ مَهْدِيِّ بنِ مَيْمُونٍ.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر کو فرمایا: بقیہ حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو کہ مہدی بن میمون نے نقل فرمائے لیکن اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں فرمایا۔

فائدہ: صلوٰۃ تسبیح کی احادیث کی اسانید پر کچھ کلام ہے مگر مجموعی لحاظ سے یہ صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے تحقیق کی ہے۔ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کا اس کو موضوعات میں شمار کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مذکورہ بالا پہلی حدیث جزء القراءۃ خلف الامام بخاری کے علاوہ سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم میں مروی ہے۔ امام بیہقی وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کے فرزند ابوبکر سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ صلاۃ التسبیح میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔ ابن مندہ، آجری، خطیب، ابوسعد سمعانی، ابوموسیٰ مدینی، ابوالحسن بن مفضل، منذری، ابن الصلاح اور نووی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابن المبارک اس کے قائل و فاعل تھے (عون المعبود)۔

(المعجم ١٥) - باب رَكْعَتَي الْمَغْرِبِ أَيْنَ تُصَلَّيَانِ (التحفة ٣٠٥)

باب: ۱۵- مغرب کی سنتیں کہاں پڑھی جائیں؟

١٣٠٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بن أَبي الأَسْوَدِ: حَدَّثَني أَبُو مُطَرِّفٍ مُحمَّدُ بنُ أَبي الوَزِيرِ: أخبرنا مُحمَّدُ بنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عن سَعْدِ بن إِسْحَاقَ بن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ، عن أبيه، عنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى مَسْجِدَ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ فَصَلَّى فِيهِ المَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلَاتَهُمْ رَآهُمْ يُسَبِّحُونَ بَعْدَهَا. فَقَالَ: «هذِهِ صَلَاةُ الْبُيُوتِ».

۱۳۰۰- حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ قبیلۂ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور وہاں مغرب کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ نے ان کو دیکھا کہ وہ اس کے بعد نفل پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ گھروں کی نماز ہے۔“

١٣٠٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ما ذكر في الصلوة بعد المغرب أنه في البيت أفضل، ح: ٦٠٤، والنسائي، ح: ١٦٠١ من حديث محمد بن موسى به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٠١.

فائدہ: مستحب یہی ہے کہ مغرب کی سنتیں یا اس کے بعد دیگر نوافل گھروں میں پڑھے جائیں۔

١٣٠١- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْجَرَائِيُّ: حَدَّثَنَا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الله عن جَعْفَرِ ابن أبي المُغِيرَةِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَباسٍ قالَ: كَانَ رسولُ الله ﷺ يُطِيلُ القِرَاءَةَ في الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ حَتَّى يَتَفَرَّقَ أَهْلُ المَسْجِدِ.

١٣٠١- جناب سعید بن جبیر' حضرت ابن عباس ؓ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کے بعد کی رکعتوں میں قراءت اس قدر طویل کرتے کہ اہل مسجد (گھروں کو) چلے جاتے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ نَصْرٌ المُجَدَّرُ عن يَعْقُوبَ الْقُمِّيِّ وَأَسْنَدَهُ مِثْلَهُ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَاهُ مُحمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا نَصْرُ المُجَدَّرُ عن يَعْقُوبَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ نصر المجدّر نے یعقوب قمی سے اس کے مثل مسند روایت کیا ہے۔ نیز محمد بن عیسیٰ بن طباع نے بواسطہ نصر المجدّر' یعقوب سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: ممکن ہے کہ بعض اوقات آپ نے یہ رکعات مسجد میں اور طویل قراءت سے پڑھی ہوں۔

١٣٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالَا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ عن جَعْفَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بمَعْنَاهُ مُرْسَلٌ.

١٣٠٢- جناب سعید بن جبیر نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی مرسل بیان کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بنَ حُمَيْدٍ يقول: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ يقولُ: كلُّ شَيْءٍ حَدَّثْتُكُمْ عن جَعْفَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فَهُوَ مُسْنَدٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے محمد بن حمید سے سنا' انہوں نے کہا: میں نے یعقوب قمی سے سنا' وہ کہتے تھے ہر وہ روایت جو میں تمہیں جعفر سے وہ سعید بن جبیر سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتا ہوں وہ سب بواسطہ ابن عباس' نبی ﷺ سے مسند (موصول) ہیں۔

١٣٠١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٣٧٩ عن الحسين بن عبدالرحمٰن به.

١٣٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق، قول يعقوب لا يثبت عنه ☆ محمد بن حميد ضعيف.

(المعجم ١٦) - **باب الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعِشَاءِ** (التحفة ٣٠٦)

باب:١٦-عشاء کے بعد نماز

١٣٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ الْعُكْلِيُّ: حَدَّثَنَا مالِكُ بنُ مِغْوَلٍ: حدثني مُقَاتِلُ بنُ بَشِيرٍ الْعِجْلِيُّ عن شُرَيْحِ بنِ هَانِيءٍ، عن عَائشةَ قال: سَأَلْتُهَا عن صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: ما صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ إِلَّا صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ أَوْ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَلَقَدْ مُطِرْنَا مَرَّةً بِاللَّيْلِ فَطَرَحْنَا لَهُ نِطَعًا، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ثَقْبٍ فيه يَنْبُعُ المَاءُ مِنْهُ، وَمَا رَأَيْتُهُ مُتَّقِيًا الأَرْضَ بِشَيْءٍ مِنْ ثِيَابِهِ قَطُّ.

١٣٠٣- شریح بن ہانی حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں' شریح نے کہا کہ میں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعات پڑھتے۔ ایک رات بارش ہوگئی ہم نے آپ کے لیے چمڑا بچھا دیا' پس گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کے ایک سوراخ سے پانی نکل رہا تھا۔ اور میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ (اثنائے نماز میں) اپنے کپڑوں کو مٹی سے بچاتے ہوں۔

١٣٠٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٥٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٩١ من حديث مالك بن مغول به * مقاتل بن بشير مجهول الحال، وثقه ابن حبان: ٧/ ٥٠٩ وحده، وقال الذهبي: "لا يعرف" (ميزان الاعتدال: ٤/ ١٧١).

قیام اللیل یا نمازِ تہجد اور تراویح کے احکام و مسائل

رات کے پچھلے پہر نرم و گداز بستر چھوڑ کر اٹھنا اور اللہ کی عبادت کرنا' قیام اللیل یا تہجد کہلاتا ہے۔ یہ فرض تو نہیں ہے' ایک نفلی عبادت ہے لیکن رسول اللہ ﷺ اس کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور پابندی سے رات کا کچھ حصہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزارتے۔ علاوہ ازیں اپنی اُمت کو بھی آپ نے اس کی ترغیب دی' فرمایا: [عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ' وَھُوَ قُرْبَةٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَ مَکْفَرَةٌ لِلسَّیِّئَاتِ وَ مَنْھَاةٌ لِّلْإِثْمِ] (جامع الترمذی' الدعوات' باب من فتح له منکم باب الدعاء...... حدیث:۳۵۴۹) ''تم قیام اللیل کا اہتمام کرو' اس لیے کہ یہ تم سے پہلے گزر جانے والے نیک لوگوں کا طریقہ رہا ہے' علاوہ ازیں یہ تمہارے رب کے قرب کا' برائیاں دور کرنے کا اور گناہوں سے باز رہنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ رات کے آخری تہائی حصے میں' جو تہجد کا خاص وقت ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے:

[مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهُ؟ مَنْ یَّسْأَلُنِیْ فَاُعْطِیَهُ؟ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهُ؟] (صحیح بخاری' التهجد' باب الدعاء والصلاة من آخر اللیل' حدیث:۱۱۴۵ و صحیح مسلم' صلاة المسافرین' باب الترغیب فی الدعاء والذکر...... حدیث:۷۵۸)

''کون ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے تو میں اسے معاف کر دوں؟''

اس اعتبار سے رات کا یہ آخری حصہ اللہ سے دعا و مناجات کا' توبہ و استغفار کا اور اس کی عبادت کر کے اس کو راضی کرنے کا خاص وقت اور خاص طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عبادت کی خصوصی توفیق عطا فرمائے۔ اسے قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے اور تہجد بھی اور رمضان المبارک میں اسی کو تراویح کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ اس قیام اللیل کا اصل وقت تو رات کا وہ آخری تیسرا حصہ ہے جب پہلے دو حصے گزر جائیں۔ تاہم اس کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد ہی سے ہو جاتا ہے' یعنی اگر کوئی شخص عشاء کے بعد تہجد کی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے' اسی طرح نصف رات میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور دو حصے گزر جانے کے بعد رات کے تیسرے حصے میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نماز کبھی

ابتدائی وقت میں، کبھی درمیانی وقت میں اور کبھی آخری وقت میں پڑھی ہے۔ تاہم آپ کا زیادہ معمول آخری وقت ہی میں پڑھنے کا رہا ہے۔

نمازِ تہجد میں نبی ﷺ کا قیام، رکوع، قومہ اور سجدہ ہر رُکن لمبا ہوتا تھا، گویا نہایت خشوع خضوع سے یہ نماز ادا فرماتے، بعض دفعہ آپ کے پیر سوج جاتے۔ اس خشوع اور اطمینان کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔

❁ نبی ﷺ کا عام معمول، رمضان ہوتا یا غیر رمضان، گیارہ رکعت کا تھا، یعنی آپ دو دو کر کے آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر یا دس رکعات اور ایک وتر پڑھتے بعض دفعہ وتر کے بعد دو مختصر رکعت اور پڑھتے اور یوں کبھی ۱۳ رکعت ہو جاتیں۔

❁ جو شخص قیام اللیل کا عادی یا اس کی نیت رکھنے والا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر نہ پڑھے، وتر تہجد کی نماز کے پڑھنے کے بعد آخر میں پڑھے، اس لیے کہ وتر کو رات کی آخری نماز بنانا مستحب ہے۔

❁ جس شخص نے وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر اُسے تہجد پڑھنے کا موقع مل جائے تو وہ تہجد کے نوافل پڑھ لے، اسے وتر توڑنے یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

❁ بہتر ہے کہ تہجد کی ۸ رکعات ہی پڑھی جائیں اگر عبادت میں زیادہ وقت صرف کرنا چاہے تو تعداد میں اضافہ کرنے کی بجائے قیام اور رکوع وسجود وغیرہ ارکانِ نماز کو لمبا کرے جیسا کہ نبی ﷺ کا معمول تھا۔

❁ تاہم کوئی ۸ رکعات سے کم پڑھنا چاہے تو کم بھی پڑھ سکتا ہے۔

❁ مستقل تہجد گزار سے کسی وقت تہجد کی نماز رہ جائے تو وہ اگر صرف وتر پڑھنا چاہے تو نمازِ فجر سے پہلے یا نماز فجر کے بعد وتر پڑھ لے اور اگر تہجد کی قضا کرنا چاہتا ہے تو سورج نکلنے کے بعد ۱۲ رکعات پڑھ لے۔ تاہم اگر وہ یہ قضا نہیں دے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا۔

قیام رمضان یعنی نمازِ تراویح

پہلے بتلایا جا چکا ہے کہ تراویح بھی دراصل تہجد ہی کی نماز ہے جسے حدیث میں قیام اللیل سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے:

[مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه] (صحيح بخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حديث: ٢٠٠٨- وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب فى قيام

رمضان...... حدیث:۷۵۹)

''جس نے رمضان (میں رات) کو قیام کیا ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے' تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ تین راتوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ باجماعت قیام کیا اور چوتھی رات کو لوگ منتظر رہے لیکن آپ تشریف نہیں لائے۔ بعد میں آپ نے بتلایا کہ ''مجھے تمہارے ذوق وشوق اور انتظار کا پتہ تھا' لیکن میں اس لیے نہیں آیا کہ کہیں تم پر یہ قیام فرض نہ کردیا جائے اگر ایسا ہوگیا تو تم اس پر عمل نہیں کرسکو گے۔ اس لیے تم رمضان کا یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں کیا کرو۔'' (ابوداود' باب في قیام شهر رمضان' حدیث:۱۳۷۵ و جامع الترمذی' الصّوم' باب ماجاء في قیام شهر رمضان' حدیث:۸۰۶ وصحیح بخاری' الأدب' باب مایجوز من الغضب......حدیث:۶۱۱۳' ۷۲۹۰ وصحیح مسلم' صلاة المسافرین' باب استحباب صلاة النافلة فی بیته...... حدیث:۷۸۱)

اس کے بعد یہ قیام اپنے اپنے گھروں میں انفرادی طور پر ہوتا رہا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت ابیّ بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جماعت کے ساتھ گیارہ رکعت پڑھایا کریں۔ (موطأ امام مالك' الصلاة فی رمضان' باب ماجاء فی قیام رمضان:۱/۱۱۵' طبع بیروت)

اس لیے کہ یہی طریقہ نبوی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنے اپنے طور پر لوگ مختلف تعداد کے ساتھ قیام کرتے تھے' کوئی ۱۶' کوئی ۲۰' کوئی ۳۲ اور کوئی چالیس رکعات پڑھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق آسانی کیلئے رات کے پہلے حصے میں مسنون عدد کے ساتھ اس کے باجماعت کرانے کا انتظام فرمادیا' جو اب تک امت میں معمول بہ ہے۔ ۲۰ رکعت کا کوئی ثبوت صحیح سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔ دونوں سے صحیح طور پر جو ثابت ہے' وہ وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہمارا رسالہ ''رمضان المبارک کے احکام ومسائل'' مطبوعہ دارالسلام۔)

أَبْوَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ

(المعجم ١٧) - **باب نَسْخِ قِيَامِ اللَّيْلِ وَالتَّيْسِيرِ فِيهِ** (التحفة ٣٠٧)

١٣٠٤- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ ابْنُ شَبُّويَه: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ في المُزَّمِّلِ: ﴿قُمِ ٱلَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ○ نِّصْفَهُۥٓ﴾ [المزمل: ٢، ٣] نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِي فيهَا ﴿عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَٱقْرَءُوا۟ مَا تَيَسَّرَ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ﴾ [المزمل: ٢٠] وَ﴿نَاشِئَةَ ٱلَّيْلِ﴾ [المزمل: ٦]: أَوَّلَهُ وَكَانَتْ صَلاَتُهُمْ لِأَوَّلِ اللَّيْلِ يَقُولُ: هُوَ أَجْدَرُ أَنْ تُحْصُوا مَا فَرَضَ الله عَلَيْكُمْ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَذٰلِكَ أَنَّ الإِنْسَانَ إِذَا نَامَ لَمْ يَدْرِ مَتَى يَسْتَيْقِظُ، وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾ [المزمل: ٦] هُوَ أَجْدَرُ أَنْ يَفْقَهَ في القُرآنِ وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ لَكَ فِى ٱلنَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا﴾ [المزمل: ٧] يَقُولُ: فَرَاغًا طَوِيلًا.

قیام اللیل (تہجد) کے احکام و مسائل

باب:۱۷-نماز تہجد میں آسانی کا ذکر اور یہ کہ اس کا واجب ہونا منسوخ ہے

۱۳۰۴-جناب عکرمہ راوی ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے سورۂ مزمل کی تفسیر میں فرمایا کہ ﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا○نِصْفَه﴾ (۱) کو اسی سورت کی دوسری آیت ﴿عَلِمَ أَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ (۲) نے منسوخ کر دیا۔ اور ﴿نَاشِئَةَ الَّيْلِ﴾ (۳) سے رات کے ابتدائی حصے میں جاگنا مراد ہے۔ اور صحابۂ کرام کی نماز (قیام اللیل) رات کے ابتدائی حصے میں ہوا کرتی تھی۔ اور اس وقت میں اللہ کا فرض کردہ قیام اللیل ٹھیک ٹھیک ادا کرنے میں زیادہ آسانی ہے کیونکہ سو جانے کے بعد انسان کو خبر نہیں ہوتی کہ کب بیدار ہوگا (یا نہ بیدار ہو سکے گا۔) ﴿وَأَقْوَمُ قِيْلًا﴾ (۳) کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے یہ وقت بہت بہتر ہے اور ﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلًا﴾ (٤) سے مراد لمبی فرصت ہے۔ (یعنی دن کے وقت دنیاوی امور میں مشغولیت ہوتی ہے اس لیے رات کا وقت عبادت میں لگاؤ۔)

فائدہ: آیات کا ترجمہ یہ ہے: (۱) ''رات میں قیام کیجیے (نماز پڑھیے) مگر تھوڑا سا' یعنی رات کا نصف۔ (۲) ''اسے علم ہے کہ تم اسے نبھا نہیں سکو گے' چنانچہ اس نے تم پر مہربانی کی' پھر قرآن میں سے جتنا آسان ہو تم پڑھو۔'' (۳) ﴿إِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَّ أَقْوَمُ قِيْلًا﴾ ''بلاشبہ رات کا اٹھنا (نفس کے) کچلنے میں زیادہ سخت اور دعا و ذکر کے لیے مناسب تر ہے۔'' (٤) ''یقیناً دن میں آپ کے لیے بہت مصروفیت ہے۔''

١٣٠٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٥٠٠ من حديث أبي داود به.

١٣٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن مِسْعَرٍ، عن سِمَاكٍ الْحَنَفِيِّ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ أَوَّلُ الْمُزَّمِّلِ كَانُوا يَقُومُونَ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِمْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتى نَزَلَ آخِرُهَا، وَكَانَ بَيْنَ أَوَّلِهَا وَآخِرِهَا سَنَةٌ.

۱۳۰۵-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب سورت مزمل کا ابتدائی حصہ ﴿قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً......﴾ نازل ہوا تو صحابۂ کرام ایسے قیام کرتے تھے جیسے کہ رمضان میں قیام کرتے ہیں حتیٰ کہ اس سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔اور ان دونوں حصوں کے نزول میں ایک سال کا فرق تھا۔

(المعجم ١٨) - بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٣٠٨)

باب:۱۸- رات کے قیام کا بیان

١٣٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عنْ أَبِي الزِّنَادِ، عنِ الأَعْرَجِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ - إِذَا هُوَ نَامَ - ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ. فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ».

۱۳۰۶-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی کے پاس تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ دم کرتا ہے۔"رات لمبی ہے سو یا رہ" اگر وہ جاگ جائے' اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کر لے تو دوسری کھل جاتی ہے۔ اور اگر نماز پڑھ لے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور وہ ہشاش بشاش خوش خوش صبح کرتا ہے۔ ورنہ بری حالت اور کسل مندی کی کیفیت میں صبح کرتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① شیطان کا دم کرنا اور گرہ لگانا امور غیبیہ میں سے ہے' ان کی کیفیت مجہول ہے۔ ② یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث میں جس شیطان کا ذکر آتا ہے وہ غالباً "قرین" ہی ہوتا ہے۔ یعنی جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ ③ اس حدیث میں نماز تہجد اور بالتبع نماز فجر اوّل وقت میں باجماعت کی ظاہری برکات کا بیان ہے اور تجربہ اس کا بہترین شاہد ہے کہ دنیا کے قیمتی سے قیمتی مقویات بھی یہ فرحت وسرور نہیں دے سکتے جو اس عمل سے حاصل ہوتے ہیں۔

١٣٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٢٩/ ٧٨، ٧٩ من حديث مسعر به.

١٣٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل، ح: ١١٤٢ من حديث مالك، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب الحث على صلوٰة الليل وإن قلت، ح: ٧٧٦ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٧٦، (والقعنبي، ص: ١٠٩، ١١٠).

١٣٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أَبي قَيْسٍ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَدَعْ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ لَا يَدَعُهُ، وَكَانَ إِذَا مَرِضَ أَوْ كَسِلَ صَلَّى قَاعِدًا.

۱۳۰۷- حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رات کا قیام مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسے نہ چھوڑتے تھے۔ اگر آپ بیمار ہوتے یا کسل مندی کی کیفیت ہوتی تو بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔''

١٣٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنا ابنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أبي صَالِحٍ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «رَحِمَ الله رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ في وَجْهِهَا المَاءَ. رَحِمَ الله امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ المَاءَ».

۱۳۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندے پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس بندی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا عمل ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدۃ:۲) کی شاندار عملی تفسیر ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ اپنے اعزہ واحباب کو خیر کے کاموں پر زور سے آمادہ کرنا مستحب اور مطلوب عمل ہے۔

١٣٠٩- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ:

۱۳۰۹- حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شوہر اپنی اہلیہ کو رات کے وقت جگاتا ہے اور وہ دونوں نماز

١٣٠٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٩ عن أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ١٥١٩ على وهم وقع في سنده.

١٣٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الترغيب في قيام الليل، ح: ١٦١١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٤٨، وابن حبان، ح: ٦٤٦، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٠٩، ووافقه الذهبي.

١٣٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيمن أيقظ أهله من الليل، ح: ١٣٣٥ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٤٥ ✽ سفيان والأعمش مدلسان وعنعنا، وللحديث طرق ضعيفة.

حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عنْ عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ - المعنَى - عنِ الأَغَرِّ، عن أبي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قالَا: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيلِ فَصَلَّيَا أَوْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ وَ الذَّاكِرَاتِ» وَلَمْ يَرْفَعْهُ ابنُ كَثِيرٍ وَلَا ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ، جَعَلَهُ كَلَامَ أَبِي سَعِيدٍ.

پڑھتے یا دو رکعتیں پڑھتے ہیں تو ان کا اندراج ذاکرین و ذاکرات میں ہو جاتا ہے۔" ابن کثیر نے اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا اور نہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی لیا بلکہ اسے ابوسعید کا کلام بتایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ مَهْدِيٍّ عن سُفيَانَ قالَ: وَأُرَاهُ ذَكَرَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابن مہدی نے سفیان سے روایت کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ اس نے ابوہریرہ کا نام لیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وحَدِيثُ سُفْيَانَ مَوْقوفٌ.

امام ابوداود نے کہا: سفیان کی حدیث موقوف ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں گویا آیت کریمہ ﴿وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۳۵) "اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار فرمایا ہے۔" کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم . . .) - **باب النُّعَاسِ فِي الصَّلَاةِ** (التحفة ٣٠٩)

باب:...... نماز میں اونگھ آنے لگے تو......

١٣١٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهُ

۱۳۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو نماز میں اونگھ آنے لگے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتی کہ اس کی نیند پوری ہو جائے کیونکہ جب کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھے تو ہو سکتا ہے کہ وہ استغفار کرنا چاہتا ہو مگر اپنے

١٣١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من النوم، ح: ٢١٢، ومسلم، صلوة المسافرين، باب أمر من نعس في صلوته . . . الخ، ح: ٧٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ١١٨.

يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ» .

آپ کو گالیاں ہی دینے لگے۔"

فوائد ومسائل: ① مثلاً: [اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی] کی بجائے [اَللّٰھُمَّ اعْفِرْلِی] (عین کے ساتھ) کہہ بیٹھے تو اس کا معنی یہ ہوگا "اے اللہ! مجھے خاک آلود کر۔" ② نماز میں خشوع خضوع اور حضور قلبی مطلوب ہے۔ ③ جس شخص پر نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے اپنی نیند پوری کر لے' پھر نماز پڑھے' اور بقول امام نووی رحمہ اللہ یہ ارشاد دن' رات' فرض اور نفل تمام نمازوں کے لیے عام ہے' مگر مسلمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اپنی نماز کو ضائع کرے۔ چاہیے کہ اپنے معمولات کو صحیح انداز سے ترتیب دے تا کہ اس کی نماز متاثر نہ ہو۔

١٣١١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ : أخبرنَا مَعْمَرٌ عن همَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ : «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْآنُ عَلَى لِسَانِهِ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُولُ فَلْيَضْطَجِعْ» .

١٣١١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر قرآن کو اپنی زبان پر بھاری محسوس کرنے لگے' اسے معلوم نہ ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو چاہیے کہ سو جائے۔"

فائدہ: نیند کے غلبے یا مسلسل نماز وقراءت کرنے سے تھکاوٹ کے باعث بھی زبان اٹکنے لگتی ہے۔ ایسی صورت میں انسان کو آرام کر لینا چاہیے۔

١٣١٢- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ وَهَارُونُ ابنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ : أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ إِبْرَاهِيم حَدَّثَهُمْ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ عن أَنَسٍ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ المَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ : «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» فَقِيلَ : يَارَسُولَ الله! هذِهِ حَمْنَةُ ابْنَةُ جَحْشٍ تُصَلِّي فَإِذَا أَعْيَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَال رَسُولُ الله ﷺ لِتُصَلِّي مَا أَطَاقَتْ فَإِذَا أَعْيَتْ فَلْتَجْلِسْ»

١٣١٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی تھی۔ پوچھا: "یہ رسی کیسی ہے؟" کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ حمنہ بنت جحش نماز پڑھتی ہے' جب تھک جاتی ہے تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تک طاقت ہو نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔" زیاد نے روایت کیا: "آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟" وہ (صحابہ

١٣١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب أمر من نعس في صلوته . . . الخ، ح: ٧٨٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٤٢٢١، ومسند أحمد: ٢/٣١٨، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١١٦ .

١٣١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٤ من حديث إسماعيل بن إبراهيم (ابن علية) به، ورواه البخاري، ح: ١١٥٠ من حديث عبدالعزيز به .

قالَ زِيَادٌ: فَقالَ ما هذا؟ قالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي، فَإِذَا كَسِلَتْ أَوْ فَتَرَتْ أَمْسَكَتْ بِهِ، فَقالَ: «حُلُّوهُ». فقال: «لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشاطَهُ فَإِذَا كَسِلَ أَوْ فتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

کرام) کہنے لگے: یہ زینب کی ہے' نماز پڑھتی رہتی ہے' جب سست ہو جاتی ہے یا تھک جاتی ہے تو اسے تھام لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھول دو۔ تمہیں چاہیے کہ جب تک چستی سے نماز پڑھی جائے پڑھو' جب سستی محسوس کرو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① جب دین کی حلاوت (لذت اور مٹھاس) حاصل ہوتی ہے تو اس کا اظہار انتہائی بندگی اور کثرت نماز کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہمارے سلف صالحین مرد اور عورتیں سب ہی اسی معیار پر پورے اترتے تھے ؓ۔ ② عورتوں کو بھی مساجد میں نوافل پڑھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ حجاب کا انتظام ہو۔ ③ غلطی اور برائی کو ہاتھ سے دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ ④ عبادت میں میانہ روی ہی احسن عمل ہے۔ ⑤ اس حدیث میں زینب ؓ کا ذکر ہی صحیح ہے نہ کہ حمنہ بنت جحش کا۔ (شیخ البانی ؒ)

(المعجم ١٩) - **باب مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ** (التحفة ٣١٠)

باب: ١٩- جو شخص اپنے معمول کے وظیفے سے سو جائے

١٣١٣ - **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُو صفْوانَ عَبْدُ الله بنُ سَعِيدِ بن عبدالمَلِكِ ابن مَرْوانَ؛ ح: وحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ وَمُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبِ المَعنى عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهابٍ أَنَّ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَالله أَخْبَرَاهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ عَبْدٍ قالا: عن ابنِ وَهْبِ ابنِ عَبدٍ الْقَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمرَ بن الْخَطَّابِ يقُول: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

١٣١٣- ابن وہب بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو سنا' بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا ورد وظیفہ نہ پڑھ سکا ہو اور سو گیا ہو اور پھر اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لیے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا اس نے اس کو رات میں پڑھا ہو۔''

١٣١٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جامع صلوة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح:٧٤٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

فائدہ: نوافل کی قضائی دینا' مندوب ومستحب ہے۔

(المعجم ٢٠) - **باب مَنْ نَوَى الْقِيَامَ فَنَامَ** (التحفة ٣١١)

باب:٢٠- جس نے رات کو اٹھنے کی نیت کی مگر اٹھ نہ سکا ہو

١٣١٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن رَجُلٍ عِنْدَهُ رَضِيٍّ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ امْرِىءٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كُتِبَ لَهُ أَجْرُ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً».

١٣١٤- سیدہ عائشہ ؓ زوجہ نبی ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کو نماز ادا کرتا ہو مگر کسی رات اس پر نیند غالب آ جائے تو اس کے لیے اس کی نماز کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور نیند اس کے لیے صدقہ ہوتی ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے اللہ کے فضل وکرم کی اس وسعت کا اثبات ہوتا ہے جو وہ اپنے نیک بندوں کے ساتھ فرماتا ہے۔

(المعجم ٢١) - **بَابٌ: أَيُّ اللَّيْلِ أَفْضَلُ** (التحفة ٣١٢)

باب:٢١- رات کا کون سا حصہ (عبادت کے لیے) افضل ہے؟

١٣١٥- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعنْ أَبِي عَبْدِ الله الأَغَرِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَنزِلُ رَبُّنَا عَزَّوَجلَّ كلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي

١٣١٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب عزوجل ہر رات جب رات کا آخری تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے آسمانِ دنیا پر تشریف لاتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں۔ اور کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے اور میں اس کو بخش دوں۔''

١٣١٤- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب من كان له صلوة بالليل فغلبه عليها النوم، ح: ١٧٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٧ * الرجل الرضي هو الأسود بن يزيد، وللحديث شواهد.

١٣١٥- تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب الدعاء والصلوة من آخر الليل، ح: ١١٤٥ عن القعنبي، ومسلم، صلوة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والإجابة فيه، ح: ٧٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٤.

فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ».

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ رات کا آخری تیسرا پہر بہت زیادہ افضل ہے۔ ② ایسی آیاتِ قرآن اور احادیثِ صحیحہ کو جن میں اللہ عزوجل کی اس قسم کی صفات (مثلاً) اترنا' آنا' کلام کرنا' ہنسنا' تعجب کرنا اور عرش پر بیٹھنا وغیرہ کا ذکر ہے' محققین اہل السنۃ والجماعۃ (یعنی اہل الحدیث) ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں' وہ کسی تاویل' تشبیہ یا تعطیل و تحریف کے قائل نہیں اور نہ ان کی حقیقت اور کُنہ ہی کے درپے ہوتے ہیں۔ یہ صفات ایسی ہی ہیں جیسا کہ اس کی ذات مقدس کے شایان شان ہیں۔ جس طرح اللہ عزوجل کی ''ذات'' دیگر ذوات کے مشابہ نہیں' اسی طرح اس کی صفات بھی کسی سے مشابہ نہیں۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:۱۱) جو لوگ مندرجہ بالا حدیث کی تاویل یوں کر دیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اترتی ہے یا اس کا امر اترتا ہے وہ ذرا غور کریں کہ یہ جملے: ''کون ہے جو مجھ سے دعا کرے' میں قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے' میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے معافی چاہے' میں اس کو معاف کر دوں۔'' کس طرح رحمت یا امر پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ یہ بلا شبہ رب کبریاء ہی سے متعلق ہیں' نیز رحمت کا اتر کر آسمان دنیا تک رہ جانا مخلوق کے لیے کیونکر نفع آور ہے۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف:۱۵۶) الغرض ظاہر قرآن وحدیث پر ایمان اور اس کے مطابق عمل اور اسوۂ رسول ﷺ کا اتباع اور سبیل المومنین (صحابہ کرام) اختیار کرنا ہی ایک مسلمان کے لیے باعث نجات و تقرب ہے۔ (فوائد از علامہ وحید الزمان)

(المعجم ٢٢) - **باب وَقْتِ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ** (التحفة ٣١٣)

باب: ۲۲- نبی ﷺ رات کو کس وقت اٹھتے تھے؟

١٣١٦- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ: حَدَّثَنا حَفصٌ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيُوقِظُهُ الله عَزَّوَجلَّ بِاللَّيْلِ فَما يَجِيءُ السَّحَرُ حتى يَفْرُغَ مِنْ حِزْبِهِ.

۱۳۱۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بلاشبہ اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کو رات میں جگا دیتا تھا۔ چنانچہ سحر (صبح) نہ ہو پاتی تھی کہ آپ اپنے معمول کی عبادت سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ ہر ہر فرد کو نیکی کی توفیق اللہ عزوجل ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ اور اس سے ہمیشہ یہی دعا کرنی چاہیے جیسا کہ معروف حدیث میں ہے: [رَبِّ اَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] (سنن نسائی' السھو' حدیث: ۱۳۰۴) ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے' شکر کرنے اور عمدہ طور سے اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔''

١٣١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣ من حديث أبي داود به ٭ حفص بن غياث مدلس وعنعن.

١٣١٧- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ؛ ح: وَحدثنا هَنَّادٌ عَنْ أبي الأَحْوَصِ، وهذا حدِيثُ إبراهِيمَ عن أَشْعَثَ، عنْ أبِيهِ، عنْ مَسْرُوقٍ قالَ: سَأَلْتُ عَائشةَ عنْ صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ، فَقُلْتُ لَهَا أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصُّرَاخَ قَامَ فَصَلَّى.

١٣١٧- مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق پوچھا کہ آپ کس وقت نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: آپ جب مرغ کی پکار سنتے تو اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: مرغ بالعموم رات کے آخری سہ پہر ہی کو پکارتا ہے اور کبھی آدھی رات کو بھی آواز دے دیتا ہے۔

١٣١٨- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ عنْ إبراهِيمَ ابنِ سَعْدٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ عَائشةَ قَالَتْ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إلاَّ نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ.

١٣١٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی میرے ہاں ہوتے تو سحری کے وقت سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

توضیح: نبی ﷺ کا یہ سونا قیام اللیل کے بعد راحت کے لیے ہوتا تھا۔ بعض اوقات محض لیٹنا ہوتا اور بعض اوقات حضرت عائشہ ؓ سے گفتگو فرماتے۔ اور ممکن ہے کہ یہ لمبی راتوں کی بات ہو نہ کہ چھوٹی راتوں کی۔ علامہ قسطلانی ؒ فرماتے ہیں کہ قیام اللیل کے بعد آرام کرنا' بدن کو راحت دیتا اور جاگنے کی مشقت دور کرتا ہے علاوہ ازیں جسم کو نحیف بھی نہیں ہونے دیتا۔ بخلاف صبح تک جاگتے رہنے کے' اس سے کمزوری ہو جاتی ہے۔ (عون المعبود)

١٣١٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا عنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عنْ مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله الدُّؤَلِيِّ، عنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ أَخي حُذَيْفَةَ، عنْ حُذَيْفَةَ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى.

١٣١٩- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو نماز پڑھنے لگتے تھے۔

١٣١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٤١ عن هناد، والبخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣٢ من حديث أبي الأحوص به.

١٣١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣٣ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل، ح: ٧٤٢ من حديث سعد بن إبراهيم به.

١٣١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٨ من حديث يحيى بن زكريا به ❊ محمد بن عبدالله الدؤلي مجهول الحال.

فائدہ: امام صاحب کی ترتیب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس سے مرادرات کی نماز کا اہتمام ہے' ویسے یہ کسی بھی وقت سے خاص نہ ہوتی تھی' بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہوتا۔

١٣٢٠ - حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنا الْهِقْلُ بنُ زِيَادٍ السَّكْسَكِيُّ : حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ عنْ يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ قَال: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بنَ كَعْبٍ الأسْلَمِيَّ يقولُ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ آتِيهِ بوَضُوئِهِ وَبِحَاجَتِهِ فَقَالَ: «سَلْنِي». فَقُلْتُ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ، قَال: «أَوَغَيْرَ ذٰلِكَ؟» قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَال: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ».

١٣٢٠- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا' آپ کو وضو کا پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا تھا۔(ایک بار) آپ نے فرمایا: ''مانگو......!'' میں نے عرض کیا: جنت میں آپ کی رفاقت (کا سائل ہوں۔) فرمایا: ''کوئی دوسری چیز؟'' میں نے عرض کیا: بس یہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تو اپنے اس مطلب کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کر۔''

فائدہ: یعنی میں تیری سفارش کروں گا کہ تو میرے ساتھ جنت میں رہے مگر کثرت عبادت ضروری ہے۔ سجدے بہت کیا کرو۔ حضرت ربیعہ ؓ کی منتہائے نظر پر زبان بے ساختہ عش عش کر اٹھتی ہے۔ رضي الله تعالىٰ عنه وارضاه.

١٣٢١ - حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ : حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعيدٌ عن قَتَادَةَ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ في هذِهِ الآيَةِ: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ [السجدة: ١٦] قَالَ: كَانُوا يَتَيَقَّظُونَ مَا بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يُصَلُّونَ قالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: قِيَامُ اللَّيْلِ.

١٣٢١- حضرت انس بن مالک ؓ اس آیت کریمہ: ﴿تَتَجَا فٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں' وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ (صحابہ) مغرب اور عشاء کے درمیان جاگتے تھے' یعنی نماز پڑھتے تھے۔ اور جناب حسن بصری اس سے رات کا قیام (تہجد) مراد لیتے ہیں۔

١٣٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ٤٨٩ من حديث الهقل بن زياد به.

١٣٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٣١٩٦ وغيره * قتادة وسعيد بن أبي عروبة مدلسان وعنعنا.

١٣٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المثنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ وَابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن سعيدٍ، عنْ قَتَادَةَ، عنْ أَنسٍ في قَوْلِهِ: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ ٱلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ [الذاريات: ١٧] قالَ: كَانُوا يُصَلُّونَ فِيما بَيْنَ المَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ زَادَ في حَدِيثِ يَحْيَى وَكَذَلِكَ ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ﴾.

۱۳۲۲-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ الَّيلِ مَا يَهْجَعُونَ﴾ ''یہ لوگ رات میں بہت کم سوتے تھے۔'' کی تفسیر میں فرمایا کہ صحابۂ کرام مغرب اور عشاء کے مابین نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور یحییٰ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آیت کریمہ ﴿تتجافى جُنُوبُهُم﴾ سے بھی یہی مراد ہے۔

فائدہ: مذکورہ آیات میں قیام اللیل کی ترغیب ہے اور اس کے وقت میں توسیع ہے۔ اگر کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھے جیسا کہ صحابہ سے منقول ہے تو یہ بھی قیام اللیل میں شامل ہے۔ ترجیح اور افضلیت رات کے آخری حصے کو ہے۔

(المعجم ٢٣) - باب افْتِتَاحِ صَلَاةِ اللَّيْلِ بِرَكْعَتَيْنِ (التحفة ٣١٤)

باب:۲۳- تہجد شروع کرتے وقت پہلے دو رکعتیں پڑھنا

١٣٢٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ عنْ هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قَال: قَال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ».

۱۳۲۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو اٹھے تو چاہیے کہ (پہلے) دو ہلکی رکعتیں پڑھے۔''

١٣٢٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ عنْ رَبَاحٍ، عنْ مَعْمَرٍ، عنْ أَيُّوبَ، عن ابنِ سِيرِينَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قال: «إِذَا» - بِمَعْنَاهُ - زَادَ: «ثُمَّ لِيُطَوِّلْ بَعْدُ مَا شَاءَ».

۱۳۲۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جب......'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں مزید کہا: ''پھر اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھے۔''

١٣٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٩ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٣٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٨ من حديث هشام ابن حسان به.

١٣٢٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ هذَا الحَدِيثَ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَزُهَيْرُ بنُ مُعَاوِيَةَ، وَجَمَاعَةٌ عن هِشَامٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَيُّوبُ وَابنُ عَوْنٍ أَوْقَفُوهُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرَوَاهُ ابنُ عَوْنٍ عنْ مُحمَّدٍ قال: «فيهما تَجَوَّزْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حماد بن سلمہ زہیر بن معاویہ اور ایک جماعت نے ہشام بن محمد سے روایت کیا ہے تو انہوں نے اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور اسی طرح اس (حدیث) کو ایوب اور ابن عون نے روایت کیا ہے، تو انہوں نے بھی اس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔ اور ابن عون محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں تو اس میں ہے کہ ان دونوں (پہلی رکعات) کو مختصر رکھے۔

فائدہ: تہجد شروع کرتے ہوئے پہلی دو رکعتیں ہلکی اور مختصر پڑھنا مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ کے معمولات سے اسی طرح ثابت ہے۔ اس سے طبیعت میں نشاط آجاتی ہے۔ اور اس کے بعد جس قدر چاہے لمبی نماز پڑھتا رہے۔

١٣٢٥- حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ يَعْني أَحْمَدَ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ قالَ: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ: أخبَرَنِي عُثْمانُ بنُ أَبِي سُلَيْمانَ عنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ، عنْ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قالَ: «طُولُ الْقِيَامِ».

۱۳۲۵- حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "(نماز میں) لمبا قیام۔"

فائدہ: اور اس کا مسنون ادب یہ ہے کہ پہلی دو رکعتیں ہلکی ہوں اور یہ حدیث بالتفصیل آگے آرہی ہے۔ (حدیث: ۱۴۴۹)

(المعجم ٢٤) - باب صَلاَةِ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى (التحفة ٣١٥)

باب: ۲۴- رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنا

١٣٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ

۱۳۲۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے

١٣٢٥ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب جهد المقل، ح: ٢٥٢٧ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤١١، ٤١٢.

١٣٢٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٠، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثنى مثنى . . . الخ، ح: ٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٣.

عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَىٰ مَثْنَىٰ فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى».

بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔''

(المعجم ٢٥) - باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ (التحفة ٣١٦)

باب:۲۵- رات کی نماز میں قراءت جہری کرنا

١٣٢٧- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرَكَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عن عَمْرِو بن أبي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ على قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

۱۳۲۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (رات کی نماز میں) نبی ﷺ کی قراءت اس قدر (بلند) ہوتی تھی کہ صحن میں بیٹھا آدمی سن سکتا تھا جبکہ آپ گھر میں (یعنی کمرے میں) ہوتے تھے۔

١٣٢٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ الرَّيَّانِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِمْرَانَ بنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبِي خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قال: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَيَخْفِضُ طَوْرًا.

۱۳۲۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو کبھی بلند آواز سے اور کبھی دھیمی آواز سے قراءت کرتے تھے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو خَالِدٍ الْوَالِبِيُّ اسْمُهُ هُرْمُزُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابوخالد والبی کا نام ہرمز ہے۔

١٣٢٩- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۳۲۹- حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک

١٣٢٧- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧١، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٢١ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به.

١٣٢٨- **تخريج**: [إسناده حسن] وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٥٩، وابن حبان، ح: ٦٥٧، والحاكم: ١/ ٣١٠، ووافقه الذهبي.

١٣٢٩- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما جاء في القراءة بالليل، ح: ٤٤٧ من حديث ◀◀

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحدثنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ إسْحَاقَ: أخبرنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عنْ عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فَإذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ يُصَلِّي يَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهِ. قَال: وَمَرَّ بِعُمَرَ بنِ الخَطَّابِ وَهُوَ يُصَلِّي رَافِعًا صَوْتَهُ. قال: فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قال النَّبِيُّ ﷺ: «ياأبَا بَكْرٍ! مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي تَخْفِضُ صَوْتَكَ؟» قَال: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَارسولَ الله! - قال -: وَقال لِعُمَرَ: «مَرَرْتُ بِكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي رافِعًا صَوْتَكَ؟». قال: فَقال: يَارسولَ الله! أُوقِظُ الْوَسْنانَ وَأَطْرُدُ الشَّيْطَانَ.

رات نبی ﷺ نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے‘ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آواز دھیمی تھی۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے‘ وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے‘ ان کی آواز بلند تھی۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا‘ تم نماز پڑھ رہے تھے اور تمہاری آواز دھیمی تھی؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جس سے مناجات کی اسے سنایا۔ پھر آپ نے عمر سے کہا: ”میں تمہارے پاس سے گزرا‘ تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سوتے کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا۔

زَادَ الْحَسَنُ فِي حَدِيثِهِ: فَقَال النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأبَا بَكْرٍ! ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا»، وَقَالَ لِعُمَرَ: «اخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا».

حسن نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر! اپنی آواز کچھ بلند کیا کرو۔“ اور عمر سے فرمایا: ”تم اپنی آواز کچھ دھیمی رکھا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ معلّم کتاب وحکمت اور مزکی نفوس وقلوب تھے‘ اس لیے اپنے اصحاب کرام کے احوال کا جائزہ لیتے رہتے تھے‘ لٰہذا اساتذہ اور مربی و داعی حضرات کو اپنے زیر درس و تربیت طلبہ کا ہر حال میں خیال رکھنا چاہیے۔ ② حضرات صاحبین رضی اللہ عنہما کی حسن نیت کمال درجے کی تھی‘ مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنا معمول ان دونوں کا جامع تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ

◄◄ يحيى بن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٦١، وابن حبان، ح: ٦٥٦، والحاكم: ١/ ٣١٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

سَبِيلاً ﴾(الاسراء:١١٠) ''اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ، بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔'' اور بقول علامہ طیبی رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مناجاتِ ربّانی کے مقام سے ذرا نیچے رہ کر اپنی قراءت سے مخلوق کو بھی فائدہ دو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ افادۂ مخلوق کے مقام سے قدرے بلند ہو کر مناجاتِ ربّانی سے بھی حظ حاصل کرو۔ ④ اللہ کی رحمتوں کے حصول اور شیطان کو بھگانے اور اس کے شر سے محفوظ رہنے کا بہترین نسخہ نماز پڑھنا اور قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

١٣٣٠- حَدَّثَنا أَبُو حُصَيْنِ بْنُ يَحْيَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ لَمْ يَذْكُرْ: فَقالَ لِأَبِي بَكْرٍ: «ارْفَعْ شَيْئًا» وَلَا لِعُمَرَ: «اخْفِضْ شَيْئًا».

١٣٣٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہی قصہ بیان کرتے ہیں مگر اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اپنی آواز قدرے اونچی کرو۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اپنی آواز کچھ دھیمی رکھو۔''

زَادَ: «وَقَدْ سَمِعْتُكَ يَابِلَالُ! وَأَنْتَ تَقْرَأُ مِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ وَمِنْ هٰذِهِ السُّورَةِ» قالَ: كَلَامٌ طَيِّبٌ يَجْمَعُهُ الله بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ، فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «كُلُّكُمْ قَدْ أَصَابَ».

اس روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں نے سنا تم کچھ اس سورت سے اور کچھ اس سورت سے پڑھ رہے تھے۔'' انہوں نے کہا: یہ ایک عمدہ کلام ہے۔ اللہ نے اس کے بعض کو بعض کے ساتھ جمع فرما دیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سب نے درست کیا۔''

١٣٣١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَرْحَمُ الله فُلَانًا كَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا».

١٣٣١- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رات کو اٹھا اور قراءت کرنے لگا اور اپنی آواز بلند رکھی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فلاں پر رحم فرمائے! اس نے آج رات مجھے کتنی ہی آیتیں یاد دلا دیں جن میں مجھے ذہول ہو رہا تھا۔''

١٣٣٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ١١ من حديث أبي داود به.

١٣٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ٢٦٥٥، ومسلم، ح: ٧٨٨ من حديث هشام بن عروة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ فِي سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ فِي الْحُرُوفِ: ﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ﴾ [آل عمران: ١٤٦].

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو ہارون نحوی نے حماد بن سلمہ سے بیان کیا تو سورۂ آل عمران کی آیت ﴿وَكَايِّنْ مِنْ نَبِيٍّ﴾ نقل کی۔

توضیح: امام اسماعیل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا قرآن کو بھولنا دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ایک عارضی' دوسرا دائمی۔عارضی نسیان بنی آدم کی طبائع میں فطرتاً رکھا گیا ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں۔نماز کی رکعات بھول جانے پر آپ فرماتے ہیں: [إِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْن] (صحیح بخاری' الصلاۃ' حدیث:۴۰۱ وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:۵۷۲) ''میں بشر ہوں' جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' اور اس قسم کے نسیان کا ازالہ ہو جاتا ہے' کبھی از خود اور کبھی دوسرے کے یاد دلانے سے اور اللہ عزوجل نے حفاظتِ قرآن کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ارشاد ربانی ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّالَهٗ لَحَافِظُوْن﴾ (الحجر:۹) ''ہم نے اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' نسیان کی دوسری قسم یہ ہے کہ آپ کے سینے سے ان آیات کا حفظ بالکلیہ ختم کر دیا جائے۔یہ نسخ کی ایک قسم اور صورت ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾ (الاعلیٰ: ۶'۷) ''ہم آپ کو پڑھائیں گے' پھر آپ بھولیں گے نہیں' مگر جو اللہ چاہے۔'' دوسری جگہ فرمایا: ﴿مَانَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا﴾ (البقرہ:۱۰۶) ''جب کوئی آیت ہم منسوخ کریں یا بھلوا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔'' حدیث میں جس نسیان کا ذکر ہے وہ پہلی صورت ہے جو کوئی عیب نہیں۔(بذل المجهود)

١٣٣٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قال: اعْتَكَفَ رَسُولُ الله ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ. فَكَشَفَ السِّتْرَ وَقَالَ: «أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ، فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا. وَلَا يَرْفَعْ بَعضُكُم عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ» أَوْ قَالَ:

۱۳۳۲-حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا۔آپ نے لوگوں کو سنا کہ وہ اونچی آواز سے قراءت کر رہے ہیں۔آپ نے پردہ ہٹایا اور فرمایا: ''خبردار! تم بلاشبہ سب کے سب اپنے رب سے مناجات کر رہے ہو مگر کوئی دوسرے کو ہرگز ایذا نہ دے اور قراءت میں اپنی آواز دوسرے پر بلند نہ کرے۔'' یا فرمایا: ''نماز میں (اپنی آواز بلند نہ کرے۔'')

١٣٣٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٤ عن عبدالرزاق به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٦٢، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٤٢١٦، ومسند أحمد: ٣/ ٩٤.

«فِي الصَّلاَةِ».

فائدہ: نمازی اور غیر نمازی کو اپنے اردگرد اور ماحول کا خیال رکھتے ہوئے قراءت قرآن میں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے۔ اس کا قطعاً جواز نہیں کہ کوئی شخص دوسرے کیلئے عبادت میں اذیت کا باعث بنے۔ اس سے ضمناً یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ مساجد میں کسی معقول وجہ کے بغیر لاؤڈ سپیکر کا استعمال مناسب نہیں۔ ایسے ہی گھروں میں ریڈیو اور ٹیپ کی آواز سے ہمسایوں کو اذیت دینا بھی جائز نہیں ہے۔

١٣٣٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عن بَحِيرِ بنِ سَعْدٍ، عنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عن كَثِيرِ بنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْجَاهِرُ بِالْقرآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرآنِ كَالمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

١٣٣٣- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کو اونچی آواز سے پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی دکھا کر صدقہ کرے۔ اور دھیمی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسے ہے جیسے کوئی مخفی طور پر صدقہ دے۔“

فائدہ: یعنی انسان کی نیت کے مطابق اس کو اجر ملتا ہے۔ اگر قراءت میں آواز بلند کرنے سے دوسروں کو ترغیب دینا مقصود ہو تو یقیناً مباح اور مطلوب وماجور ہے ورنہ نہیں۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي صَلاَةِ اللَّيْلِ (التحفة ٣١٧)

باب:٢٦- رات کی نماز (تہجد) کا بیان

١٣٣٤- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن حَنْظَلَةَ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَائشةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيِ الْفَجْرِ فَذَلِكَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٣٤- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں دس رکعتیں پڑھا کرتے، اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اور (بعدازاں) دو رکعتیں فجر کی پڑھتے۔ اس طرح یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں۔

١٣٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب٢٠، ح: ٢٩١٩ من حديث إسماعيل بن عياش به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٦٥٨، ١٧٩١.

١٣٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلوة النبي ﷺ؟ . . . الخ، ح: ١١٤٠، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٨/ ١٢٨ من حديث حنظلة به.

فائدہ: فجر کی سنتوں کو بھی بعض روایات میں رات کی نماز میں شمار کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ اوّل وقت میں پڑھی جاتی تھیں اور وتروں کے ساتھ گویا متصل ہوتی تھیں۔ اس طرح رات کی نماز کی تعداد تیرہ ہو جاتی ہے۔ تاہم زیادہ روایات میں یہ تعداد گیارہ ہی بیان ہوئی ہے یعنی ان میں فجر کی دو سنتیں شامل نہیں کی گئیں۔

١٣٣٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسولَ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ منْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ.

۱۳۳۵- سیدہ عائشہ ؓ زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت وتر ہوتی۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

١٣٣٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ وَنَصْرُ بنُ عَاصِمٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ - وَقال نَصْرٌ: عن ابنِ أبي ذِئْبٍ وَالأَوْزَاعِيِّ - عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي فيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يَنْصَدِعَ الْفَجْرُ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّم مِنْ كُلِّ ثِنْتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِواحِدَةٍ، وَيَمْكُثُ في سُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا سَكَتَ المُؤَذِّنُ بِالأُولى مِنْ صلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ

۱۳۳۶- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر طلوع ہونے کے درمیان میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ہر دو رکعتوں پر سلام کہتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ آپ اپنے سجدے میں اتنی دیر رہتے کہ جس میں تم پچاس آیتیں پڑھ لو۔ اور مؤذن جب فجر کی اذان کہتا' آپ اٹھ کر ہلکی ہلکی دو رکعتیں پڑھتے' پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن آ جاتا۔

١٣٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠.

١٣٣٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في كم يصلي بالليل، ح: ١٣٥٨ عن عبدالرحمٰن بن إبرهيم به، وانظر الحديث الآتي.

رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ المُؤَذِّنُ.

١٣٣٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ أبي ذِئبٍ وَعمْرُو بنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بنُ يَزِيدَ؛ أَنَّ ابنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ فإذَا سَكَتَ المُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَسَاقَ مَعْنَاهُ. قَالَ: وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ.

۱۳۳۷-ابن شہاب نے اپنی سابقہ سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔اس میں ہے: آپ ایک رکعت وتر پڑھتے اور سجدے میں اتنی دیر رہتے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیتیں پڑھ لے۔اور مؤذن جب اذان فجر سے فارغ ہوتا اور فجر واضح طور پر طلوع ہو چکی ہوتی۔اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا' البتہ رواۃ ایک دوسرے سے کچھ اضافے سے بیان کرتے ہیں۔

١٣٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عَنْ أبِيهِ، عن عَائشةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِخَمْسٍ لا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْخَمْسِ حَتَّى يَجْلِسَ في الآخِرَةِ فَيُسَلِّمَ.

۱۳۳۸-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعت پڑھتے' ان میں سے پانچ رکعت وتر ہوتیں۔آپ ان پانچوں رکعات میں کسی میں بھی (تشہد) نہ بیٹھتے۔بلکہ آخر ہی میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔

قال أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے ہشام سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا ہے۔

١٣٣٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۱۳۳۹-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے منقول ہے

١٣٣٧_ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٣٣٨_ تخريج: أخرجه مسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٣٧ من حديث هشام بن عروة به.

١٣٣٩_ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر، ح: ١١٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢١.

عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے، پھر جب صبح کی اذان سنتے تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: یہ تیرہ رکعتیں، ان مختصر دو رکعتوں کو ملا کر ہوتی ہیں جو قیام اللیل (نماز تہجد) کے آغاز میں بعض دفعہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ درج ذیل روایت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔

١٣٤٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَ يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي. - قالَ مُسْلِمٌ: بَعْدَ الْوِترِ ثُمَّ اتَّفَقَا - رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَركَعَ قَامَ فَرَكَعَ، وَيُصَلِّي بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ.

١٣٤٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے۔ آپ (پہلے) آٹھ رکعات پڑھتے، پھر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ کا ارادہ ہوتا کہ رکوع کریں تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔ پھر اذان فجر اور اقامت کے مابین دو رکعتیں پڑھتے۔

١٣٤١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ الله ﷺ في رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَزِيدُ في

١٣٤١- ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے، مت پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! پھر چار رکعتیں پڑھتے، مت

١٣٤٠- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع.

١٣٤١- تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره، ح: ١١٤٧، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٣٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٠.

رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا . قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: «يَاعَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

پوچھو کہ وہ کتنی عمدہ اور کتنی طویل ہوتی تھیں! (یعنی انتہائی ٹھہراؤ اور اطمینان سے پڑھتے اور قراءت از حد طویل ہوتی تھی۔) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتروں سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔''

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا قیام اللیل دو دو رکعات اور چار چار رکعات دونوں طرح ثابت ہے۔ تاہم آپ کا اکثر معمول دو دو رکعت پڑھنے کا تھا۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا خصوصیت سے یہ بتانا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں کبھی بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، ان لوگوں پر تعریض ہے، جنہوں نے رمضان میں قیام اللیل کی رکعات میں اضافہ کرنا شروع کر دیا تھا، مگر انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ کا قیام، رکوع اور سجود بھی بہت لمبا ہوتا تھا۔ اس لیے عاملین بالسنہ پر لازم ہے کہ دونوں امور کا اہتمام کیا کریں، عدد کا بھی اور کیفیت کا بھی۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی کہ سونے سے بے وضو نہیں ہوتے تھے۔ اور نبی کا دل کسی بھی وقت غافل نہیں ہوتا کیونکہ وہ مہبط وحی ہوتا ہے۔ اور یہ سوال کہ آپ اور آپ کے صحابہ سفر میں فجر کی نماز کے وقت سوتے رہ گئے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع فجر کا تعلق آنکھ کے دیکھنے سے ہے نہ کہ دل کی معرفت سے۔ ④ حضرت عائشہ ؓ کے سوال جواب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عام لوگوں کو وتروں سے پہلے نہیں سونا چاہیے کہ کہیں رہ نہ جائیں اور رسول اللہ ﷺ کا معاملہ خاص ہے۔

١٣٤٢ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عنْ زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عنْ سَعْدِ بنِ هِشَامٍ قال: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ لِأَبِيعَ عَقَارًا كَانَ لِي بِهَا فَأَشْتَرِيَ بِهِ السِّلَاحَ وَأَغْزُوَ فَلَقِيتُ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: قَدْ أَرَادَ نَفَرٌ مِنَّا سِتَّةٌ أَنْ يَفْعَلُوا ذٰلِكَ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ: «لَكُمْ

١٣٤٢-سعد بن ہشام کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور مدینے چلا آیا تاکہ یہاں کی اپنی جائیداد فروخت کر کے اسلحہ وغیرہ خرید لوں اور جہاد کے لیے نکل جاؤں۔ چنانچہ میں بعض صحابہ کرام سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے چھ آدمیوں نے ایسے ہی کرنا چاہا تھا، مگر نبی ﷺ نے ان کو منع فرما دیا تھا۔ اور فرمایا: ''تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ

١٣٤٢_ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جامع صلوة الليل ومن نام عنه أو مرض، ح:٧٤٦ من حديث قتادة به.

فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ» فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: أَدُلُّكَ عَلَى أَعْلَمِ النَّاسِ بِوِتْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: فَأْتِ عَائِشَةَ فَأَتَيْتُهَا فَاسْتَتْبَعْتُ حَكِيمَ بْنَ أَفْلَحَ فَأَبَى فَنَاشَدْتُهُ فَانْطَلَقَ مَعِي، فَاسْتَأْذَنَّا عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: حَكِيمُ بْنُ أَفْلَحَ قَالَتْ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَتْ: هِشَامُ بْنُ عَامِرٍ الَّذِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرًا. قَالَ: قُلْتُ: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! حَدِّثِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَإِنَّ خُلُقَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ. قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ قِيَامِ [رَسُولِ اللهِ ﷺ] بِاللَّيْلِ قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ ﴿يَآأَيُّهَا ٱلْمُزَّمِّلُ﴾؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ أَوَّلَ هَذِهِ السُّورَةِ نَزَلَتْ، فَقَامَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى انْتَفَخَتْ أَقْدَامُهُمْ وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اثْنَي عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا، فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ، قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثِينِي عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَت: كَانَ يُوتِرُ بِثَمَانِي رَكَعَاتٍ، لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَةً أُخْرَى، لا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ وَالتَّاسِعَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ،

ہے۔‘‘ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ میں نے ان سے نبی ﷺ کے وتروں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: میں تمہیں وہ شخصیت بتاتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق سب سے زیادہ باخبر ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے جاؤ۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آیا اور حکیم بن افلح کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا‘ انہوں نے انکار کیا۔ میں نے ان کو قسم دی تو وہ میرے ساتھ چل پڑے۔ ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت چاہی تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ کہا: حکیم بن افلح۔ پوچھا: تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہا: سعد بن ہشام۔ کہنے لگیں: وہی ہشام بن عامر جو احد کے روز قتل ہو گئے تھے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ کہنے لگیں: عامر بہت بھلے انسان تھے۔ میں نے کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے خُلُق (اخلاق و عادات) کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کا خلق بس قرآن ہی تھا۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ کہنے لگیں: کیا تم سورۃ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے کہا: اس سورت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا تو اصحاب رسول ﷺ نے قیام کرنا شروع کیا‘ حتی کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اس سورت کا آخری حصہ بارہ مہینے آسمان پر رو کے رکھا گیا۔ (یعنی نازل نہیں ہوا۔) پھر کہیں اس کا آخری حصہ نازل ہوا تو رات کا قیام نفل قرار پایا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے کہا: مجھے نبی ﷺ کے وتر کے متعلق بیان فرمائیں۔ وہ کہنے لگیں:

فَذَلِكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَابُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ وَالسَّابِعَةِ، وَلَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي السَّابِعَةِ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَتِلْكَ تِسْعُ رَكَعَاتٍ يَابُنَيَّ! وَلَمْ يَقُمْ رسولُ الله ﷺ لَيْلَةً يُتِمُّهَا إِلَى الصَّبَاحِ، وَلَمْ يَقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ قَطُّ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا يُتِمُّهُ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ مِنَ اللَّيْلِ بِنَوْمٍ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، قَالَ: فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: هذَا وَاللهِ! هُوَ الْحَدِيثُ، وَلَوْ كُنْتُ أُكَلِّمُهَا لَأَتَيْتُهَا حَتَّى أُشَافِهَهَا بِهِ مُشَافَهَةً، قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمتُ أَنَّكَ لَا تُكَلِّمُهَا مَا حَدَّثْتُكَ.

آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں آپ صرف آٹھویں رکعت پر تشہد بیٹھتے' پھر اٹھتے اور ایک اور رکعت پڑھتے۔ آپ آٹھویں اور نویں رکعت ہی پر بیٹھتے اور نویں پر سلام پھیرتے۔ اس کے بعد آپ دو رکعتیں پڑھتے' بیٹھے ہوئے۔ بیٹے! یہ گیارہ ہوئیں۔ پھر جب آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی' تو سات رکعات وتر پڑھنے لگے۔ آپ چھٹی اور ساتویں رکعت پر بیٹھتے اور ساتویں ہی پر سلام پھیرتے۔ پھر دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے۔ بیٹے! یہ اس طرح نو رکعات ہوتیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی ساری رات صبح تک قیام نہیں فرمایا۔ اور آپ نے کبھی بھی ایک رات میں قرآن ختم نہیں کیا۔ اور رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ اور جب کوئی نماز (یعنی نفل) شروع کر لیتے تو اس پر ہمیشگی فرماتے۔ اگر کبھی کسی رات نیند کا غلبہ ہو جاتا تو دن میں بارہ رکعات پڑھتے۔ (سعد کہتے ہیں) پھر میں حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آیا اور انہیں یہ سب بتایا تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! یہی حدیث ہے (جو میں چاہتا تھا۔) اگر میں ان سے بولتا ہوتا تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور بالمشافہ سنتا۔ سعد نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان سے نہیں بولتے ہیں تو میں آپ کو یہ حدیث نہ سناتا۔

فوائد ومسائل: ① جناب سعد بن ہشام ؒ جیسا انداز فکر و عمل کہ انسان نفس و دنیا کی لذتوں سے بالکل ہی منقطع ہو جائے' اسوۂ رسول ﷺ اور عمل صحابہ کے خلاف ہے۔ ② تحقیق مسائل میں سائل کو افضل و اعلیٰ علمی شخصیت کی طرف تحویل (Refer) کرنا آداب علمی کا حصہ ہے۔ ③ رات کی نماز کے کئی نام ہیں۔ قیام اللیل' تہجد اور وتر۔ رمضان کی مناسبت سے ''تراویح'' کا لفظ بعد کے زمانے میں مروج ہوا ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا خُلق قرآن تھا'

یعنی آپ اس کے اوامر ونواہی اور دیگر آداب کے مجسم نمونہ تھے۔⑤ تہجد اور وتر پڑھنے کے تقریباً تیرہ طریقے ہیں۔ دیکھیے: (محلی: ۲/۸۲-۹۱/مسئلہ:۲۹) اوران میں کوئی تعارض نہیں۔⑥ نو رکعت مسلسل کی نیت باندھنا بالکل جائز اور سنت ہے۔ اس صورت میں آٹھویں رکعت پر تشہد پڑھ کر نویں رکعت پڑھی جائے اور پھر سلام پھیرا جائے۔ سات رکعت کی نیت ہو تو چھٹی پر تشہد کے لیے بیٹھے اور ساتویں پر سلام پھیرے۔ تین اور پانچ رکعتوں میں صرف ایک آخری تشہد ہوتا ہے۔⑦ وتروں کے بعد کبھی کبھی دو رکعت بھی مستحب ہیں۔⑧ تہجد قضا ہو جائے تو فجر کی نماز سے پہلے یا بعد وتر ادا کر لے۔ یا پھر دن میں بارہ رکعت پڑھ لی جائیں۔⑨ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کلام نہ کرنا یا تو ان کے ہاں نہ جانے کی بنا پر تھا یا ان سیاسی احوال کی بنا پر جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ظاہر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ تاہم اس کے باوجود اعزازِ شخصی اور جلالتِ علمی کا کامل اعتراف واقرار ملحوظِ خاطر تھا۔ رضی الله عنهم و ارضاهم.

١٣٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قال: يُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ الله ثُمَّ يَدْعُو ثُم يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُم يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ، بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَةً، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَابُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ رسولُ الله ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ - بِمَعْنَاهُ - إِلَى مُشَافَهَةٍ.

۱۳۴۳- سعید نے قتادہ سے اپنی سند سے اسی مذکورہ حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں کسی میں بھی نہ بیٹھتے' صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے' اللہ کا ذکر اور دعا کرتے پھر سلام پھیرتے اس طرح کہ ہمیں سنواتے (یعنی بلند آواز سے سلام کہتے) پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے' پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹے! یہ کل گیارہ رکعتیں ہوتیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ فربہ بھی تو آپ سات رکعت وتر پڑھنے لگے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ سابقہ حدیث کے ہم معنی ''بالمشافہ سنتا'' تک بیان کیا۔

فائدہ: تہجد میں آٹھ رکعت اکٹھی کی بھی نیت کی جا سکتی ہے۔ اور درمیان میں کوئی تشہد نہیں ہوگا۔ اور سلام اونچی آواز سے کہنا بھی مباح ومسنون ہے۔

١٣٤٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ بِهَذا

۱۳۴۴- سعید نے یہی حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا: سلام کہتے اس طرح کہ ہمیں سنواتے۔ جیسے کہ

١٣٤٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٤٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

الحَدِيثِ قالَ: يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، كَمَا قَالَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ.

یحییٰ بن سعید نے روایت کیا۔

١٣٤٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عنْ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. قالَ ابنُ بَشَّارٍ بِنَحْوِ حَدِيثِ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ إِلَّا أَنَّهُ قال: وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسْمِعُنَا.

۱۳۴۵- محمد بن بشار نے ابن ابی عدی سے انہوں نے سعید سے یہی حدیث روایت کی۔ ابن بشار نے یحییٰ بن سعید کی حدیث کی مانند بیان کیا' مگر کہا: آپ سلام کہتے ایک سلام اور ہمیں سنواتے۔

فائدہ: نماز کو ختم کرنے کے لیے صرف ایک سلام بھی کافی ہوتا ہے۔ تہجد میں نبی ﷺ اس پر عمل کیا کرتے تھے۔

١٣٤٦- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن بَهْزِ ابنِ حَكِيمٍ، حَدَّثَنا زُرَارَةُ بنُ أَوْفَى: أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيَرْكَعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ وَيَنَامُ، وَطَهُورُهُ مُغَطًّى عِنْدَ رَأْسِهِ، وَسِوَاكُهُ مَوْضُوعٌ حَتَّى يَبْعَثَهُ الله سَاعَتَهُ الَّتِي يَبْعَثُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى مُصَلَّاهُ فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيهِنَّ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرآنِ وَمَا شَاءَ الله، وَلَا يَقْعُدُ فِي شَيْءٍ مِنْها حَتَّى يَقْعُدَ فِي الثَّامِنَةِ، وَلَا يُسَلِّمُ وَيَقْرَأُ فِي التَّاسِعَةِ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَدْعُو

۱۳۴۶- بہز بن حکیم نے کہا کہ زُرارہ بن اوفی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: آپ عشاء کی جماعت کے بعد گھر لوٹتے تو چار رکعت (سنت عشاء) پڑھتے۔ پھر اپنے بستر پر آ جاتے اور سو جاتے۔ اور آپ کے وضو کا پانی آپ کے سرہانے ڈھانپ کر رکھا ہوتا' مسواک بھی رکھی ہوتی حتیٰ کہ اللہ آپ کو رات میں آپ کے مقررہ وقت پر اٹھا دیتا۔ پھر آپ (جاگتے) مسواک اور کامل وضو کرتے اور اپنے مصلے پر تشریف لے آتے۔ آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان میں آپ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) اور قرآن کی کوئی سورت پڑھتے اور جو اللہ چاہتا۔ آپ ان رکعات میں (کوئی تشہد) نہ بیٹھتے' صرف آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے' پھر نویں میں قراءت کرتے' پھر بیٹھتے اور دعا کرتے جو اللہ چاہتا۔ ان دعاؤں میں اللہ سے سوال

١٣٤٥ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ١٣٤٢ والحديثين بعده.

١٣٤٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ من حديث بهز بن حكيم به.

بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَهُ وَيَسْأَلُهُ وَيَرْغَبُ إِلَيْهِ وَيُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً شَدِيدَةً يَكَادُ يُوقِظُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْ شِدَّةِ تَسْلِيمِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيَرْكَعُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّانِيَةَ فَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ، ثُمَّ يَدْعُو مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْعُوَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَنْصَرِفُ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى بَدَّنَ فَنَقَصَ مِنَ التِّسْعِ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَهَا إِلَى السِّتِّ وَالسَّبْعِ وَرَكْعَتَيْهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، حَتَّى قُبِضَ عَلَى ذَلِكَ.

کرتے اور اسی کی طرف رجوع ورغبت کا اظہار فرماتے' پھر سلام کہتے ایک ہی سلام بڑی اونچی آواز سے' اس قدر اونچی آواز کہ قریب ہوتا کہ گھر والے جاگ جائیں' پھر (بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے) سورۂ فاتحہ پڑھتے اور رکوع کرتے بیٹھے ہوئے' پھر دوسری رکعت پڑھتے اور رکوع اور سجدہ کرتے بیٹھے ہوئے' پھر خوب دعا کرتے جو اللہ چاہتا' پھر سلام پھیرتے اور اٹھ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ کی نماز اسی انداز سے رہی' مگر جب آپ فربہ ہو گئے تو آپ نے نو رکعتوں میں سے دو رکعتیں کم کر لیں' یعنی وتر کے بغیر چھ رکعات اور وتر کے ساتھ سات رکعات پڑھنے لگے اور ان کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے' حتی کہ اسی عادت پر آپ کی روح قبض ہوئی۔

فوائد ومسائل: ① صبح اٹھنے کے لیے رات ہی کو تیاری کر کے سونا بہت اہم مسئلہ ہے۔ ② پانی اور دیگر غذاؤں اور مشروبات کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔

١٣٤٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ لَمْ يَذْكُرِ الأَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ: فَيُصَلِّي ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَإِنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَلَا يُسَلِّمُ فِيهِ فَيُصَلِّي رَكْعَةً يُوتِرُ بِهَا ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ حَتَّى

۱۳۴۷- بہز بن حکیم نے اپنی سابقہ سند سے یہ حدیث بیان کی اور کہا...... آپ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر آ جاتے۔ اس نے چار رکعت پڑھنے کا ذکر نہیں کیا...... اور بیان کیا کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے' ان کی قراءت' رکوع اور سجود میں برابری ہوتی اور درمیان میں کوئی تشہد نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں کے۔ آپ اس آٹھویں رکعت میں بیٹھتے مگر سلام نہ پھیرتے' بلکہ کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر سلام کہتے' ایک سلام' اس میں آپ کی آواز بہت اونچی ہوتی حتی کہ ہمیں جگا دیتے۔ پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

١٣٤٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ عن يزيد بن هارون به.

يُوقِظَنَا ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

١٣٤٨- حَدَّثَنا [عَمْرُو] بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ يَعْني ابنَ مُعَاوِيَةَ، عن بَهْزٍ: حَدَّثَنا زُرَارَةُ بنُ أَوْفَى عن عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عن صَلَاةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَيُصَلِّي أَرْبَعًا ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ. ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سَوَّى بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَمْ يَذْكُرْ في التَّسْلِيمِ: حَتَّى يُوقِظَنَا.

۱۳۴۸- بہز نے زُرارہ بن اوفیٰ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لاتے اور چار رکعتیں پڑھتے پھر اپنے بستر پر آ جاتے...... اور حدیث تفصیل کے ساتھ بیان کی...... مگر اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ (تہجد کی رکعات میں) قراءت' رکوع اور سجود برابر رکھتے اور نہ سلام ہی کے بارے میں یہ کہا کہ آپ اس سے ہمیں جگا دیتے۔

فائدہ: اس میں بھی چار رکعات کی بجائے' محفوظ الفاظ دو رکعت ہی ہیں' جیسا کہ پہلے گزرا۔ (شیخ البانی ؒ)

١٣٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عنْ سَعْدِ بنِ هِشَامٍ، عن عَائِشَةَ بِهذا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ في تَمَامِ حَدِيثِهِمْ.

۱۳۴۹- بہز بن حکیم' زُرارہ بن اوفیٰ سے' وہ سعد بن ہشام سے وہ حضرت عائشہ ؓ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں مگر یہ حدیث ان کی روایت کے برابر نہیں ہے۔ (روایات یزید بن ہارون' ابن ابی عدی اور مروان بن معاویہ)

١٣٥٠- حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ

۱۳۵۰- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے۔ نو رکعتیں وتر ہوتیں...... یا جیسے کہ کہا...... اور آپ دو رکعتیں پڑھتے بیٹھے ہوئے۔ اور اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی سنتیں پڑھتے۔

١٣٤٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

١٣٤٩- تخريج: [صحيح] تقدم: ١٣٤٢.

١٣٥٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٣٢ من حديث أبي داود، وأحمد: ٦/ ٥٥، ١٨٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

رَكْعَةً، يُوتِرُ بِتِسعٍ - أَوْ كَمَا قالَتْ - وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَيْنَ الأذَانِ وَالإِقَامَةِ.

١٣٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عنْ عَلْقَمَةَ بنِ وَقَّاصٍ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعاتٍ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ يَقْرَأُ فِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قامَ فَرَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ.

۱۳۵۱-علقمہ بن وقاص حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (پہلے) نو رکعت وتر پڑھا کرتے تھے' پھر سات رکعت پڑھنے لگے۔ آپ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے' آپ ان میں قراءت بھی کیا کرتے تھے۔ جب آپ رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الْحَدِيثَيْنِ خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله الْوَاسِطِيُّ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو مِثْلَهُ قالَ فِيهِ قالَ عَلْقَمَةُ بنُ وَقَّاصٍ: يَاأُمَّتَاهُ! كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

امام ابوداود نے کہا: خالد بن عبداللہ واسطی نے یہ دونوں حدیثیں (یعنی حدیث ابی سلمہ اور علقمہ) محمد بن عمرو سے اسی کے مثل روایت کی ہیں۔ ان میں ہے کہ علقمہ بن وقاص نے کہا: اے اماں جان! آپ ﷺ دو رکعتیں کیسے پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

١٣٥٢- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عنْ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنِ الحَسَنِ، عنْ سَعْدِ بنِ هِشَامٍ قالَ: قَدِمْتُ المَدِينَةَ

۱۳۵۲-سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ میں مدینے آیا اور حضرت عائشہ ؓ سے ملاقات کی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو عشاء

١٣٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا، ح: ٧٣١ من حديث محمد بن عمرو به.

١٣٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب: كيف يفعل إذا افتتح الصلوة قائمًا . . . الخ، ح: ١٦٥٢ من حديث عبدالأعلى به مطولاً ✽ الحسن البصري مدلس وعنعن، وحديث البيهقي: ٢/ ٥٠١، ٥٠٢ يغني عنه.

فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ : أَخْبِرِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَت : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ فَيَنَامُ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهُورِهِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ، يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُن فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ يُغْفِي وَرُبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَا أَوْ لَا؟ حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ، حَتَّى أَسَنَّ وَلَحُمَ فَذَكَرَتْ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللهُ. وَساقَ الْحَدِيثَ.

کی نماز پڑھاتے' پھر اپنے بستر پر آ کر سو جاتے' پھر رات کے درمیانی حصے میں اٹھتے' ضروریات سے فارغ ہوتے اور پانی لے کر وضو کرتے' پھر اپنے مصلے پر آ جاتے اور آٹھ رکعتیں پڑھتے۔ مجھے محسوس ہوتا کہ ان کی قراءت' رکوع اور سجود برابر ہوتے' پھر ایک رکعت وتر پڑھتے' پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے' پھر اپنا پہلو رکھتے' پھر بسا اوقات بلال آ جاتے اور آپ کو نماز کی خبر دیتے' پھر آپ تھوڑا سا سو جاتے' مجھے شک ہوتا کہ آپ سوئے بھی ہیں یا نہیں حتی کہ وہ آپ کو نماز کی خبر دیتے۔ آپ کی نماز ایسے ہی رہی حتی کہ آپ بڑی عمر کے ہو گئے اور کچھ بھاری بھی۔ اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) آپ کے کچھ فربہ ہو جانے کا ذکر کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا نبی علیہ السلام کا بعض اوقات کا معمول ہے جو بیانِ جواز کے لیے ہے' ہمیشہ کا عمل نہیں۔ اور احادیث میں وارد لفظ [کَانَ] ہر جگہ دوام و استمرار کا معنی نہیں دیتا۔ کئی مشہور صحیح احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کی نماز تہجد میں وتر آخر میں ہوا کرتے تھے جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے پیش آمدہ احادیث میں ثابت کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا ارشاد گرامی بھی ہے کہ "اپنی رات کی نماز کا آخر وتروں کو بناؤ۔" الغرض وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا اور ترک کرنا دونوں ثابت ہیں۔

١٣٥٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ ابنِ أبي ثَابِتٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بنِ أبي ثابِتٍ، عَنْ

١٣٥٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ (ایک بار) نبی ﷺ کے ہاں سوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ جاگے' مسواک کی اور وضو کیا۔ اس دوران میں آپ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ سے لے کر آخر سورت تک تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر آپ

١٣٥٣- تخريج: [صحيح] تقدم: ٥٨، رواه مسلم، ح: ٧٦٣/ ١٩١ من حديث محمد بن فضيل به.

مُحَمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عنْ أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَآهُ اسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ [آل عمران:١٩٠] حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الآياتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ - قال عُثْمانُ: بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ. وَقَالَ ابْنُ عِيسَى: ثُمَّ أَوْتَرَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا، وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا، وَاجْعَلْ خَلْفِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُورًا، وَمِنْ تَحْتِي نُورًا. اللَّهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' ان کا قیام' رکوع اور سجود بہت لمبا کیا۔ پھر آپ پلٹے اور سو گئے' حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ نے اس طرح تین بار کیا۔ چھ رکعتیں پڑھیں۔ ہر بار آپ اٹھ کر مسواک کرتے' وضو کرتے اور مذکورہ آیات کی تلاوت کرتے۔ پھر آپ نے وتر پڑھے۔ عثمان کا بیان ہے کہ آپ نے تین رکعتیں پڑھیں۔ پھر مؤذن آ گیا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے وتر پڑھے' پھر بلال آ گئے' انہوں نے آپ کو نماز کا وقت ہو جانے کی اطلاع دی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر آپ نے فجر کی سنتیں پڑھیں' پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دونوں راویوں (ابن عیسیٰ اور عثمان) کا متفقہ بیان ہے کہ نماز کے لیے جاتے ہوئے آپ پڑھ رہے تھے [اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوراً' وَاجْعَلْ فِيْ لِسَانِي نُوراً' وَاجْعَل فِيْ سَمْعِي نُوراً' وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِي نُوراً' وَاجْعَل خَلْفِيْ نُوراً' وَ أَمَامِي نُوراً' وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِي نُوراً' وَمِنْ تَحْتِي نُوراً' اَللّٰهُمَّ! وَأَعْظِمْ لِيْ نُوراً] ''اے اللہ! میرے دل میں نور بھر دے' میری زبان میں نور کر دے' میرے کانوں میں نور کر دے' میری آنکھوں میں نور کر دے' میرے پیچھے نور کر دے' میرے آگے نور کر دے' میرے اوپر نور کر دے' میرے نیچے نور کر دے۔ اے اللہ! میرے لیے نور کو بہت عظیم کر دے۔''

١٣٥٤ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن حُصَيْنٍ نَحْوَهُ. قال: «وَأَعْظِمْ لِي نُورًا».

١٣٥۴- خالد نے حصین سے اس کے مثل بیان کیا اور کہا: [وَاَعْظِمْ لِیُ نُوراً] یعنی [اَللّٰھُمَّ] کے بغیر۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ قالَ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ عن حَبِيبٍ في هَذَا. وكَذَلِكَ قالَ في هَذَا الْحَدِيثِ. وَقالَ سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عنْ أبي رِشْدِينَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں: ابوخالد دالانی نے حبیب سے سابقہ روایت میں اور اس روایت میں بھی ایسے ہی کہا ہے۔ اور سلمہ بن کہیل نے بواسطہ ابورشدین' حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① صبح بیدار ہونے پر مسواک کرنا مسنون ومستحب عمل ہے۔ ② رات کو جاگنے کے اوراد میں سے ایک اہم ورد سورۂ آل عمران کی آخری آیات کی تلاوت بھی ہے۔ ③ تہجد کی نماز کو مختلف حصوں میں بانٹ کر پڑھنا بھی جائز ہے۔ ④ فجر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے مسنون دعا [اَللّٰھُمَّ اجْعَلُ فِی قَلْبِیُ نُوراً ...... الخ] ہے۔ اور اس کا مفہوم یا تو ظاہری اور حقیقی نور کے حصول کی دعا ہے' جس سے قیامت کے اندھیروں میں نبی ﷺ خود اور آپ کے متبعین روشنی حاصل کریں گے یا علم وہدایت اور اعمالِ طاعت کی توفیق اور ثبات مراد ہے یا یہ دونوں ہی مراد ہیں۔ ⑤ حضرت ابن عباس ؓ کا تتبع سیرت کا شوق قابل تعجب ہے اور ان کے رتبۂ علیا کی دلیل بھی۔

١٣٥٥ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عنْ شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي نَمِرٍ، عنْ كُرَيْبٍ، عنِ الْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ قالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ لِأَنْظُرَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قِيَامُهُ مِثْلُ رُكُوعِهِ، وَرُكُوعُهُ مِثْلُ سُجُودِهِ، ثُمَّ نَامَ ثُم اسْتَيْقَظَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ قَرَأَ بِخَمْسِ آيَاتٍ مِنْ آل عِمْرانَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

١٣٥۵- حضرت فضل بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے گھر میں گزاری تاکہ دیکھوں کہ آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں۔ چنانچہ آپ اٹھے' وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کا قیام آپ کے رکوع کی مانند تھا' اور آپ کا رکوع آپ کے سجدے کے مثل۔ پھر آپ سو گئے' پھر جاگے' وضو کیا' مسواک کی' پھر سورۂ آل عمران کی آخری پانچ آیتیں تلاوت کیں: ﴿اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ ...... الخ﴾ آپ اسی انداز میں کرتے

١٣٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٣٥٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٩٦، ٢٩٧ من حديث زهير بن محمد به * كريب، لم يدرك الفضل بن عباس رضي الله عنهما، وأصل الحديث صحيح، ثابت، انظر، ح: ١٣٥٣، ١٣٥٨.

﴿وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ فَلَمْ يَزَلْ يَفْعَلُ هَذَا حَتَّى صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى سَجْدَةً وَاحِدَةً فَأَوْتَرَ بِهَا وَنَادَى الْمُنَادِي عِنْدَ ذَلِكَ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَمَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ حَتى صَلَّى الصُّبْحَ.

رہے حتیٰ کہ دس رکعتیں پڑھیں' پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت پڑھی اور اس سے اپنی نماز کو وتر بنایا۔ اور اسی اثناء میں مؤذن نے اذان کہی' تو اس کے خاموش ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر بیٹھ رہے حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنِ ابْنِ بَشَّارٍ بَعْضُهُ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ میں ابن بشار کی حدیث کا بعض حصہ سن نہیں سکا (جس طرح کہ میں چاہتا تھا۔)

فائدہ: یہ روایت صحیح سند سے پہلے گزر چکی ہے' دیکھیے حدیث: ۱۳۵۳۔

١٣٥٦ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قَيْسٍ الأَسَدِيُّ عنِ الْحَكَمِ بن عُتَيْبَةَ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَجاءَ رَسُولُ الله ﷺ بَعْدَ مَا أَمْسَى فَقَالَ: «أَصَلَّى الْغُلَامُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَاضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ الله قامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى سَبْعًا أَوْ خَمْسًا أَوْتَرَ بِهِنَّ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا في آخِرِهِنَّ.

۱۳۵۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ ؓ کے ہاں رات گزاری' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ رات ہو چکی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''کیا لڑکے نے نماز پڑھ لی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ بھی لیٹ گئے حتیٰ کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا جو اللہ نے چاہا تو آپ اٹھے اور وضو کیا۔ پھر آپ نے سات یا پانچ رکعات پڑھیں اور انہیں وتر بنایا۔ اور ان رکعات میں آپ نے (درمیان میں) کوئی تشہد نہیں کیا۔

فائدہ: گھر والوں کی بالخصوص ماں کی ذمہ داری ہے کہ نوخیز بچوں کو نماز اور دیگر اعمال خیر کا عادی بنائے اور والد یا سرپرست کا حق ہے کہ ان امور کے متعلق خبردار رہے اور باز پرس کرتا رہے۔

١٣٥٧ - حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عنْ شُعْبَةَ، عنِ الْحَكَمِ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاس قالَ:

۱۳۵۷- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ بنت حارث ؓ کے ہاں رات گزاری۔ چنانچہ نبی ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی' پھر

١٣٥٦ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، انظر الحديث الآتي، ورواه أحمد: ١/ ٣٥٤ عن وكيع به.

١٣٥٧ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، العلم، باب السمر في العلم، ح: ١١٧ من حديث شعبة به.

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَدَارَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسًا، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ - أَوْ خَطِيطَهُ - ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فصلَّى الْغَدَاةَ.

گھر میں تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھیں‘ پھر سو رہے‘ پھر جاگے اور نماز پڑھنے لگے۔ میں بھی اٹھا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا‘ تو آپ نے مجھ کو اپنی دائیں جانب پھیر لیا۔ پھر آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ پھر سو گئے‘ حتی کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے۔ پھر آپ اٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں‘ پھر نماز فجر کے لیے تشریف لے گئے۔

١٣٥٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عَنْ عَبْدِ المَجِيدِ، عَنْ يَحْيَى بنِ عَبَّادٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ - فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ - قَالَ: قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ.

١٣٥٨- حضرت ابن عباس ؓ نے اس قصے میں بیان کیا کہ آپ اٹھے اور دو دو رکعتیں کر کے نماز پڑھی‘ حتی کہ آٹھ رکعتیں پڑھیں‘ پھر پانچ رکعتیں وتر پڑھے اور ان کے درمیان میں تشہد کے لیے نہیں بیٹھے۔

١٣٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ ابنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْهِ قَبْلَ الصُّبْحِ سِتًّا مَثْنَى مَثْنَى وَيُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَقْعُدُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

١٣٥٩- سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ چھ رکعتیں دو دو کر کے‘ پھر پانچ وتر اور ان میں صرف آخر ہی میں بیٹھتے تھے۔

١٣٦٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ

١٣٦٠- سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

١٣٥٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٣٤٤ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به.

١٣٥٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٨ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع.

١٣٦٠- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ◄◄

عَنْ يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بنِ مالك، عن عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَي الْفَجْرِ.

رات میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

١٣٦١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ يَزِيدَ المُقْرِىءَ أَخْبَرَهُمَا عنْ سَعِيد بنِ أَبي أَيُّوبَ، عنْ جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عنْ عِراكِ بنِ مَالِكٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا وَرَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الأَذَانَيْنِ وَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُمَا.

١٣٦١-سیدہ عائشہ ﷞ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی' پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔اور دونوں اذانوں (فجر کی اذان اور اقامت) کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں اور آپ انہیں ترک نہ کیا کرتے تھے۔

قالَ جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ في حَدِيثِهِ: وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَيْنَ الأَذَانَيْنِ. زَادَ جَالِسًا.

جعفر بن مسافر کی روایت ہے کہ دو اذانوں کے مابین دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے۔ یہ اضافہ (بیٹھ کر) جعفر بن مسافر کا ہے۔

فائدہ: اس روایت میں شیخ البانی ﷫ کے نزدیک [بَيْنَ الْأَذَانَيْنِ] ''دونوں اذانوں کے درمیان'' کے الفاظ ثابت نہیں۔ بلکہ اصل الفاظ (جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے) [بعد الوتر] ہیں۔یعنی وتروں کے بعد نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔

١٣٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ المُرَادِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عنْ عَبْدِ الله ابن أبي قَيْسٍ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ

١٣٦٢-عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ﷞ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعات وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ (کبھی) چار اور تین' (کبھی) چھ اور تین (کبھی) آٹھ اور

◀◀ ح: ٧٣٧ عن قتيبة به.

١٣٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب المداومة على ركعتي الفجر، ح: ١١٥٩ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به.

١٣٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٩ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٤٠٤، ح: ٤٤٥.

رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ قالت: كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ.

تین اور (کبھی) دس اور تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے وتر سات سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. قُلْتُ: مَا يُوتِرُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يَدَعُ ذَلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَحْمَدُ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ.

امام ابوداود نے کہا: احمد بن صالح نے مزید روایت کیا کہ آپ فجر سے پہلے دو رکعتیں ''وتر'' نہ کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ وتر کرنے کا کیا معنی؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: کہ آپ یہ رکعتیں چھوڑا نہ کرتے تھے۔ اور احمد نے چھ اور تین رکعات کا ذکر نہیں کیا۔

١٣٦٣- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ عن مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ [أَبِي] إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الأَسْوَدِ بنِ يَزِيدَ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَتَرَكَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُبِضَ حِينَ قُبِضَ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ، وَكَانَ آخِرُ صَلَاتِهِ مِنَ اللَّيْلِ الْوِتْرُ.

١٣٦٣- اسود بن یزید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا' تو انہوں نے کہا: آپ رات میں تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر گیارہ رکعات پڑھنے لگے اور دو رکعتیں چھوڑ دیں۔ پھر جب آپ کی وفات ہوئی ہے تو آپ رات کو نو رکعات پڑھتے تھے۔ اور آپ کی آخری نماز وتر ہوا کرتی تھی۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں یہ روایت صرف ان الفاظ کے ساتھ ہے: ''رسول اللہ ﷺ رات کو (نفلی) نماز پڑھتے تھے' حتیٰ کہ آپ کی آخری نماز وتر ہوتی تھی۔'' (حدیث: ٧٤٠)

١٣٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ

١٣٦٤- کریب مولیٰ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں

١٣٦٣- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل ... الخ، ح: ٧٤٠ من حديث أبي إسحاق الهمداني به.

١٣٦٤- تخريج: أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ٩٩٢، ومسلم، صلوة المسافرين، باب ◄◄

ابنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَني أبي عَنْ جَدِّي، عَنْ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عنْ سَعِيدِ بنِ أبي هِلَالٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ الله ﷺ بِاللَّيْلِ؟ قالَ: بِتُّ عِنْدَهُ لَيْلَةً وَهُوَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَنَامَ حتَّى إذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفُهُ اسْتَيْقَظَ، قَامَ إلَى شَنٍّ فِيهِ مَاءٌ فَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأْتُ مَعَهُ، ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ إلَى جَنْبِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَلَى يَمِينِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي كَأَنَّهُ يَمَسُّ أُذُنِي كَأَنَّهُ يُوقِظُنِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. قُلْتُ: قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرآنِ في كلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى حَتَّى صَلَّى إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ثُمَّ نامَ فَأَتَاهُ بِلَالٌ فَقَالَ: الصَّلَاةَ يَارسولَ الله! فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى لِلنَّاسِ.

نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک رات آپ ﷺ کے ہاں گزاری جبکہ آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ سو گئے' جب تہائی رات گزر گئی یا آدھی' تو آپ اٹھے' مشکیزے کی طرف گئے' اس میں پانی تھا' آپ نے وضو کیا' تب میں نے بھی آپ کے ساتھ وضو کیا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے' میں بھی آپ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا' تو آپ نے مجھے دائیں طرف کر لیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا گویا آپ میرے کان کو چھو رہے ہوں' مجھے جگا رہے ہوں' تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی' میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی' پھر سلام پھیرا۔ حتی کہ گیارہ رکعتیں پڑھیں وتر سمیت' پھر سو گئے' حتی کہ آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: نماز! اے اللہ کے رسول! آپ کھڑے ہوئے' دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

فائدہ: نماز میں حسب ضرورت کوئی عمل جائز اور مباح ہے' خواہ دوسرے کی اصلاح ہی کرنی ہو۔

١٣٦٥ - حَدَّثَنا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ وَيَحْيَى بْنُ مُوسَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ابنِ طَاوسٍ، عنْ عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ

۱۳۶۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ پس نبی ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے تیرہ رکعات پڑھیں' ان میں فجر کی سنتیں بھی شامل تھیں۔

◄◄ صلٰوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣ من حديث مخرمة بن سليمان به.

١٣٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٤٧٠٦، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٤٢٥.

ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ حَزَرْتُ قِيَامَهُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِقَدْرِ ﴿يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ لَمْ يَقُلْ نُوحٌ: مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.

میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ لگایا کہ سورۂ مزمل کے برابر تھا۔ نوح نے اپنی روایت میں فجر کی سنتوں کا ذکر نہیں کیا۔

١٣٦٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مالك، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابنَ قَيْسِ بنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّيْلَةَ قالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طويلَتَيْنِ طويلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ، فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

١٣٦٦- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آج رات میں رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے دروازے یا خیمے کی چوکھٹ کو اپنا تکیہ بنالیا' پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی' پھر دو رکعتیں پڑھیں لمبی لمبی' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے قدرے کم لمبی تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں' پھر (ایک) وتر پڑھا۔ یہ (مکمل) تیرہ رکعات ہوئیں۔

١٣٦٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ قالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَهْلُهُ

١٣٦٧- کریب مولیٰ ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ میں نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری اور وہ ان کی خالہ تھیں۔ فرماتے ہیں: میں تکیے کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے' حتی کہ جب

١٣٦٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٢.

١٣٦٧ـ تخريج: متفق عليه، تقدم: ١٣٦٤، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢١، ١٢٢.

فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ - الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ - ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، فَأَخَذَ بِأُذُنِي يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثمَّ رَكْعَتَيْنِ - قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: سِتَّ مِرَارٍ - ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے کا وقت ہوگا یا بعد کا تو رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ملا' گویا نیند دور کرتے ہوں۔ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں' پھر آپ ایک مشکیزے کی طرف گئے جو لٹک رہا تھا' اس سے آپ نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا' پھر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: پھر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور آپ کے (بائیں) پہلو میں جا کھڑا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا' میرا کان پکڑا اور اسے کچھ مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں' پھر دو رکعتیں۔ قعنبی نے کہا کہ چھ بار (دو دو رکعتیں پڑھیں۔) پھر (ایک) وتر پڑھا۔ اس کے بعد لیٹ گئے' حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں' پھر تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھی۔

(المعجم ٢٧) - **باب** مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقَصْدِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٣١٨)

باب:٢٧- نماز (اور دیگر عبادات) میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم

١٣٦٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ،

١٣٦٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل اسی قدر اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ عزوجل (تمہیں ثواب دینے سے) نہیں اکتاتا' حتی کہ تم ہی (عمل سے) اکتا

١٣٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الجلوس على الحصير ونحوه، ح:٥٨٦١، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح:٧٨٢ من حديث سعيد المقبرى به مطولاً، ورواه النسائي، ح:٧٦٣ عن قتيبة به.

فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا، فَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ»، وَكَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ.

جاؤ۔ بلاشبہ اللہ عزوجل کو وہی عمل محبوب ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔" اور نبی ﷺ جب کوئی عمل اختیار کرتے تو اس پر ہمیشگی کرتے تھے۔

١٣٦٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أبي عن ابنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَى عُثْمانَ بْنِ مَظْعُونٍ فَجَاءَهُ فَقَالَ: «يَاعُثْمانُ! أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟» قَالَ: لَا، وَاللهِ! يَارَسُولَ اللهِ! وَلَكِنْ سُنَّتَكَ أَطْلُبُ، قَالَ: «فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ، فَاتَّقِ اللهَ يَاعُثْمانُ! فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَصَلِّ وَنَمْ».

١٣٦٩- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلوایا۔ وہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: "اے عثمان! کیا تم نے میری سنت (طور طریقے) سے اعراض کر لیا ہے؟" انہوں نے کہا: نہیں، قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! بلکہ میں تو آپ کی سنت ہی کا متلاشی ہوں۔ آپ نے فرمایا: "پھر میں تو سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے۔ پس اللہ سے ڈرو، اے عثمان! یقیناً تمہارے گھر والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے۔ لہٰذا روزے رکھو اور چھوڑ بھی دیا کرو۔ نماز پڑھا کرو اور سویا بھی کرو۔"

فائدہ: اللہ کی عبادت اور ریاضت میں اپنی جان کو گھلا دینا اور مشروع دنیاوی امور سے منہ موڑ لینا دین نہیں، بلکہ بے دینی ہے۔ اہل کتاب میں یہ کیفیت "رہبانیت" کہلاتی تھی جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

١٣٧٠- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا

١٣٧٠- جناب علقمہ بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اعمال کا کیا انداز تھا، کیا آپ نے کوئی دن خاص کر رکھے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ کے ہر عمل میں ہمیشگی ہوتی تھی اور تم میں

١٣٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٨ عن عمه يعقوب بن إبراهيم بن سعد به ❊ ابن إسحاق صرح بالسماع.

١٣٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، ح: ٦٤٦٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

مِنَ الأَيَّامِ؟ قالَتْ: لَا ، كَانَ [كلُّ] عَمَلُهُ دِيمَةً، وَأَيُّكُمْ يَسْتَطِيعُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَطِيعُ؟.

وہ استطاعت کہاں جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھی۔

فائدہ: ہیشگی اسی عمل پر ہوسکتی ہے جو افراط وتفریط سے ہٹ کر اعتدال پر مبنی ہو اور مداومت اختیار کرنا ہی سب سے بڑی ریاضت ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٦) - [كِتَابُ تفرِيعِ أَبْوَابِ شَهْرِ رَمَضَانَ] (التحفة . . .)

ماہ رمضان المبارک کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٣١٩)

١٣٧١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ- قالَ الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ: وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ- عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُرَغِّبُ في قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمةٍ، ثُمَّ يقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

باب:١- رمضان میں قیام اللیل کے احکام ومسائل

١٣٧١- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ واجبی طور پر ان کو حکم دیں۔ پھر فرماتے تھے: ”جس نے ایمان کی بنا پر اور تقرب وثواب کی غرض سے رمضان کا قیام کیا' اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہو گئی اور معاملہ ایسے ہی رہا۔ اس کے بعد خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی یہی صورت رہی۔

١٣٧١- **تخريج**: أخرجه مسلم، صلُوة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح:٧٥٩ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٧٧١٩، ورواه مالك في الموطأ (يحيى):١/ ١١٣، ١١٤ .

إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ وَالأَمْرُ عَلَىٰ ذَلِكَ، ثُمَّ كانَ الأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبي بَكْرٍ، رَضِيَ الله عَنْهُ، وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، رَضِيَ الله عَنْهُ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عُقَيْلٌ وَيُونُسُ وَأَبُوأُوَيْسٍ: «مَنْ قامَ رَمَضَانَ» وَرَوَىٰ عُقَيْلٌ: «مَنْ صامَ رَمَضَانَ وقَامَهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عقیل' یونس اور ابواویس نے ایسے ہی روایت کیا ہے: ''یعنی جس نے رمضان کا قیام کیا۔'' اور عقیل کی روایت ہے: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا۔''

فائدہ: رمضان کی راتوں کا قیام مسنون ومستحب عمل ہے اور انتہائی فضیلت کا حامل' مگر واجب نہیں ہے۔ اور اس میں غفلت کرنا بہت بڑی محرومی ہے۔

١٣٧٢- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَبي خَلَفٍ المَعْنَىٰ، قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عنْ الزُّهْرِيِّ، عنْ أَبي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»...

١٣٧٢- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جس نے ایمان اور تقرب وثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے' اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اور جس نے ایمان اور تقرب وثواب کے لیے لیلۃ القدر کا قیام کیا' اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

قالَ أَبُودَاوُدَ: كَذا رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيرٍ عنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عنْ أَبي سَلَمَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

١٣٧٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ،

١٣٧٣- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے مروی

١٣٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ٢٠١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٣٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٦١ من حديث مالك، والبخاري، صلوٰة التراويح، باب فضل من قام رمضان، ح: ٢٠١٢ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١١٣، (والقعنبي، ص: ١٥٣).

عنِ ابْنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّىٰ في المَسْجِدِ، فَصَلَّىٰ بِصَلاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّىٰ مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْني مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ» وَذَلِكَ في رَمَضَانَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی (یعنی رمضان کی رات میں قیام فرمایا) تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے اگلی رات پھر نماز پڑھی تو لوگ بھی بہت ہو گئے۔ پھر جب وہ تیسری رات جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے ہی نہیں۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: ”تم نے جو کیا وہ میں نے دیکھا ہے اور مجھے تمہاری طرف نکلنے سے بس یہی مانع رہا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔“ اور یہ رمضان کی بات ہے۔

فائدہ: صحیح بخاری میں تیسری رات بھی نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح بخاري، الجمعة، حديث: ٩٢٤)

١٣٧٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن مُحمَّدِ بنِ إِبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ في المَسْجِدِ في رَمَضَانَ أَوْزَاعًا فأَمَرَني رَسُولُ الله ﷺ فَضَرَبْتُ لَهُ حَصِيرًا فَصَلَّى عَلَيْهِ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قالَتْ فيه، قالَ: تَعْني النَّبِيَّ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ! أَمَا وَالله! مَا بِتُّ لَيْلَتِي هَذِهِ بِحَمْدِ الله غَافِلًا وَلَا خَفِيَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ».

١٣٧٤- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ لوگ مسجد میں ٹکڑیوں میں بٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے آپ کے لیے چٹائی بچھا دی۔ آپ نے نماز پڑھی...... اور یہ قصہ بیان کیا...... اور آپ نے فرمایا: ”لوگو! میں نے اللہ کے فضل سے رات غفلت میں نہیں گزاری اور نہ تمہارا یہاں جمع ہونا مجھ پر مخفی رہا ہے۔“

١٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

١٣٧٥- حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم

١٣٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] وتقدم أصله: ١٣٦٨.

١٣٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح:٨٠٦، والنسائي، ح:١٣٦٥، وابن ماجه، ح:١٣٢٧ من حديث داود بن أبي هند به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٢٠٦، وابن حبان، ح:٩١٩.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبي ذَرٍّ قال: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، فَلمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا، فَلمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: يَارسولَ الله! لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ. قالَ: فَقَالَ: «إنَّ الرَّجُلَ إذَا صَلَّى مَعَ الإمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ اللَّيْلَةِ». قالَ: فَلمَّا كانَتِ الرَّابِعةُ لَمْ يَقُمْ، فَلمَّا كانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حتى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ. قالَ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قالَ: السَّحُور. ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے' آپ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا' حتیٰ کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا' تو آپ نے ہمیں قیام کروایا' حتیٰ کہ تہائی رات ہوگئی۔ جب (آخر سے) چھٹی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب پانچویں آئی تو ہمیں قیام کروایا' حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمیں بقیہ رات بھی اس کا قیام کروا دیتے؟ تو آپ نے فرمایا: ''انسان جب امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے اور اس کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔'' جب چوتھی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب تیسری رات آئی تو آپ نے اپنے اقارب' بیویوں اور دوسرے لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں قیام کرایا' یہاں تک کہ ہمیں فکر ہوئی کہ کہیں ہماری ''فلاح'' ہی نہ رہ جائے۔ (جبیر نے کہا) میں نے پوچھا کہ ''فلاح'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا ''سحری۔'' پھر بقیہ راتوں میں آپ نے ہم کو قیام نہیں کرایا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان تین راتوں میں مسجد میں اجتماعی طور پر یہ قیام کرا کے ثابت فرما دیا کہ یہ نماز (المعروف بہ تراویح) جماعت اور اجتماعیت کے ساتھ مستحب ومسنون ہے' مگر فرض ہونے کے اندیشے سے آپ نے اس تسلسل کو قائم نہ رکھا۔ ② امام کے ساتھ قیام مکمل کر لینے میں پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ ③ اس روایت میں قیام کی رکعات کا ذکر نہیں تاہم حضرت جابر ؓ کی صراحت وارد ہے کہ [صَلّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَ أَوْتَرَ] ''رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ماہ رمضان میں آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر پڑھایا۔'' یہ روایت طبرانی صغیر' مسند ابی یعلیٰ' قیام اللیل مروزی' صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں آئی ہے۔ اور علامہ ذہبی نے المیزان' ج:۲' ص:۳۱۱ میں اس کی سند کو ''وَسَط'' کہا ہے۔

١٣٧٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَ دَاوُدُ ابنُ أُمَيَّةَ؛ أَنَّ سُفْيَانَ أَخْبَرَهُمْ عن أَبِي يَعْفُورٍ - وقالَ دَاوُدُ: عن ابنِ عُبَيْد بنِ نِسْطَاسٍ - عن أبي الضُّحَىٰ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيا اللَّيْلَ وَشَدَّ المِيزَرَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ.

۱۳۷۶-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا (آخری) عشرہ شروع ہوتا' تو نبی ﷺ راتوں کو جاگتے' اپنی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

قال أَبُوداوُدَ: أَبُو يَعْفُور اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عُبَيْدِ بنِ نِسْطَاسٍ.

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ ابویعفور کا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس ہے۔

١٣٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فإذَا أُنَاسٌ في رَمَضَانَ يُصَلُّونَ في نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: «مَا هَؤُلَاءِ؟» فَقِيلَ: هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ، وَأُبَيُّ بنُ كَعْبٍ يُصَلِّي، وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَابُوا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوا».

۱۳۷۷-حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ رمضان میں مسجد کی ایک جانب میں نماز پڑھ رہے ہیں۔آپ نے پوچھا:''ان کو کیا ہے؟'' کہا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن یاد نہیں ہے اور ابی بن کعب ؓ نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں' تو نبی ﷺ نے فرمایا:''انہوں نے درست کیا اور بہت خوب کیا۔''

قال أَبُوداوُدَ: لَيْسَ هذا الحديثُ بالقَوِيِّ، مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔مسلم بن خالد ضعیف ہے۔

١٣٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ٢٠٢٤، ومسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ١١٧٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٣٧٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٨، وابن حبان، ح: ٩٢١.

فائدہ: اس روایت کو شیخ البانی ؒ نے سنن ابوداود میں ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی ہی کتاب ''صلوٰۃ التراویح'' میں اسے بطور متابع اور شاہد کے قابل قبول قرار دیا ہے اور ایک حسن درجے کی مرسل روایت کی بنیاد پر اس واقعے کی اصلیت کو تسلیم کیا ہے جس سے صلوٰۃ تراویح کا تقریری ثبوت نبی ﷺ سے مہیا ہوتا ہے۔ (دیکھیے: صلاة التراويح' للألباني' ص:۹)

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (التحفة ٣٢٠)

باب:۲- لیلۃ القدر کے احکام ومسائل

١٣٧٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن عَاصِمٍ عن زِرٍّ قال: قُلْتُ لِأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَخْبِرْنِي عن لَيْلَةِ الْقَدرِ يَاأَبَا الْمُنْذِرِ! فإِنَّ صَاحِبَنَا سُئِلَ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْهَا، فَقَالَ: رَحِمَ الله أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالله! لَقَدْ عَلِمَ أَنَّهَا فِي رَمَضَانَ- زَادَ مُسَدَّدٌ: وَلٰكِنْ كَرِهَ أَنْ يَتَّكِلُوا، أَوْ أَحَبَّ أَن لَا يَتَّكِلُوا، ثُمَّ اتَّفَقَا - وَاللهِ! إِنَّهَا لَفِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لا يَسْتَثْنِي. قُلْتُ: يَاأَبَا الْمُنْذِرِ! أَنَّىٰ عَلِمْتَ ذَٰلِكَ؟ قال: بِالآيَةِ الَّتِي أَخْبَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

١٣٧٨- زِرّ بن حبیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اُبَیّ بن کعب ؓ سے کہا: اے ابوالمنذر! مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں بتایئے کیونکہ ہمارے صاحب (حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو شخص سارا سال قیام کرتا رہے' وہ اسے پالے گا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ ابوعبدالرحمٰن (یعنی ابن مسعود ؓ) پر رحم فرمائے' اللہ کی قسم! انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ رمضان میں ہوتی ہے۔ (مسدد نے اضافہ کیا) لیکن انہوں نے ناپسند کیا کہ لوگ (صرف رمضان ہی پر) تکیہ کرلیں یا انہوں نے چاہا ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں۔ (پھر سلیمان اور مسدد دونوں نے کہا:) قسم اللہ کی! یہ رمضان کی ستائیسویں شب کو ہوتی ہے' ان شاء اللہ نہ کہا: میں نے کہا: اے ابوالمنذر! آپ کو اس کا کیسے علم ہوا؟ انہوں نے کہا: اس علامت سے' جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائی ہے۔

قُلْتُ لِزِرٍّ: ما الآيَةُ؟ قالَ: تُصْبِحُ الشَّمْسُ صَبِيحَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِثْلَ الطَّسْتِ لَيْسَ لَها

(عاصم نے کہا) میں نے جناب زِرّ سے پوچھا: وہ علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس رات کی صبح کو سورج

١٣٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ٧٦٢ بعد، ح: ١١٦٩ من حديث عاصم به.

شُعاعٌ حَتَّى تَرْتَفِعَ.

طشت (تانبے کی بڑی پلیٹ) کی طرح نکلتا ہے اور اونچا ہونے تک اس میں شعاع (اور حدت) نہیں ہوتی۔

فوائد ومسائل: ① لیلۃ القدر کی عبادت دیگر راتوں کے مقابلے میں ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (القدر:٣) اور یہ مدت تراسی سال چار مہینے بنتی ہے۔ ② یہ دعویٰ بالجزم تو قطعاً صحیح نہیں کہ یہ رات ستائیسویں رمضان ہی کو ہوتی ہے' بلکہ امکان ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر طاق راتوں میں بھی ممکن ہے۔ ③ مذکورہ علامت اگرچہ رات گزر جانے کے بعد کی ہے' اس میں فائدہ یہ ہے کہ اگر اس رات سے استفادہ کیا ہو تو انسان شکر کرے۔ اگر محروم رہا ہو تو آیندہ کے لیے شوق کرے۔ ④ یہ علامت حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو کسی سال ستائیسویں کی صبح نظر آئی ہوگی تو اسی سے انہوں نے یقین کر لیا کہ ہر سال یہی رات لیلۃ القدر ہوتی ہے' مگر صحیح یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔

١٣٧٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنِي أبي: حَدَّثَني إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن عَبَّادِ بنِ إِسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عنْ ضَمْرَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أُنَيْسٍ، عن أبِيهِ قالَ: كُنْتُ في مَجْلِسِ بَنِي سَلِمَةَ وَأَنَا أصغَرُهُمْ فقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ الله ﷺ عنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ - وَذٰلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ - فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ صلاَةَ المَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ فَمَرَّ بِي، فَقَالَ: «ادْخُلْ» فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ فَرَأَيْتُنِي أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قالَ: «نَاوِلْنِي نَعْلَيَّ»، فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فقَالَ: «كَأَنَّ لَكَ حاجةً؟» قُلْتُ: أَجَلْ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ

١٣٧٩- ضمرہ بن عبداللہ بن انیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں بنی سلمہ کی ایک مجلس میں تھا اور میں ان سب سے چھوٹا تھا' انہوں نے کہا: کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ہمارے لیے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھ آئے؟ اور یہ رمضان کی اکیسویں تاریخ کی صبح تھی۔ پس میں نکلا اور مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ پھر میں آپ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ آپ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اندر آ جاؤ۔'' میں اندر چلا گیا' آپ کو عشائیہ پیش کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں کھانا کم ہونے کی وجہ سے جھجک رہا تھا (یعنی بہت کم کھا رہا تھا۔) جب فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''مجھے میرے جوتے دو۔'' چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم کسی کام سے آئے تھے؟'' میں نے عرض کیا: ہاں! بنی سلمہ کی ایک جماعت نے مجھے آپ کی

١٣٧٩- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح:٣٤٠١ من حديث حفص بن عبدالله، به، وهو في شيخة إبراهيم بن طهمان، ح:٤٩، وله شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٨٦.

الْقَدْرِ، فَقَالَ: «كَمِ اللَّيْلَةُ؟» فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: «هِيَ اللَّيْلَةُ»، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: «أَوِ الْقَابِلَةُ»: يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

خدمت میں بھیجا ہے' وہ لوگ لیلۃ القدر کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں۔آپ نے فرمایا:''آج کون سی رات ہے؟ میں نے کہا: آج بائیسویں ہے۔آپ نے فرمایا:''یہی رات ہے۔'' پھر آپ نے اپنی بات دہرائی اور فرمایا:''اگلی رات ہے۔''یعنی تیئیسویں رات۔

فوائد ومسائل: ① بائیسویں کی رات اس اعتبار سے لیلۃ القدر ہوسکتی ہے جیسے کہ آئندہ حدیث حضرت ابن عباس (۱۳۸۱) میں ہے کہ''اسے آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔'' لہٰذا اگر مہینہ تیس راتوں کا ہوتو آخری نویں رات بائیسویں تاریخ بنتی ہے۔ واللہ اعلم. ② استاذ معلم و مربی سے مسائل دریافت کرنے کا ادب۔

١٣٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ إبراهِيمَ عنِ ابنِ عَبْدِ الله بن أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أبيهِ قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي بَادِيَةً أَكُونُ فيهَا وَأنَا أُصَلِّي فيهَا بِحَمْدِ الله، فَمُرْنِي بِلَيْلَةٍ أَنْزِلُهَا إلَى هٰذَا المَسْجِدِ، فَقَالَ: «انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ».

۱۳۸۰- حضرت عبداللہ بن انیس جہنی ؓ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دیہات میں رہتا ہوں اور بحمداللہ وہیں نماز پڑھتا ہوں۔تو آپ مجھے کسی رات (لیلۃ القدر) کے متعلق ارشاد فرمادیں کہ اس رات میں یہاں اس مسجد میں آ جاؤں۔آپ نے فرمایا: ''تیئیسویں کی رات کو آ جانا۔''

فَقُلْتُ لِابْنِهِ: فَكَيْفَ كَانَ أَبُوكَ يَصْنَعُ؟ قالَ: كانَ يَدْخُلُ المَسْجِدَ إذَا صَلَّى الْعَصْرَ، فَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ لِحَاجَةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، فإذَا صَلَّى الصُّبْحَ وَجَدَ دَابَّتَهُ عَلَى بَابِ المَسْجِدِ فَجَلَسَ عَلَيْهَا فَلَحِقَ بِبَادِيَتِهِ.

(محمد بن ابراہیم نے کہا:) میں نے ان کے بیٹے (ضمرہ بن عبداللہ) سے کہا: تو تمہارے والد کیسے کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: وہ عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوجایا کرتے تھے اور کسی حاجت کے لیے باہر نہ نکلتے تھے' حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھتے۔پس نماز صبح کے بعد اپنی سواری مسجد کے دروازے پر پاتے تھے' اس پر بیٹھتے اور اپنی منزل پر (دیہات میں) چلے آتے۔

١٣٨٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٠٩، ٣١٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٠٠، وأصله عند مسلم، ح: ١١٦٨، وانظر، ح: ١٢٤٩.

فوائد ومسائل: ① عبادت کے خاص اجر کے لیے دنیا کی تین مساجد خاص ہیں اور اس مقصد سے ان کا سفر کرنا مشروع ہے۔ مسجد الحرام' مسجد نبوی اور بیت المقدس۔ اور بغرض فضیلت عبادت کسی اور مقام کا سفر کرنا ناجائز ہے' نیز اوقات فضیلت میں عبادت کا خاص اہتمام کرنا مرغوب ومطلوب ہے۔ ② خیال رہے کہ اوقاتِ فضیلت بھی شریعت نے بیان کر دیے ہیں۔ یہ قیاسی مسئلہ نہیں ہے جیسے کہ آج کل لوگوں نے میلاد النبی یا معراج کی رات اور دن کو اپنی طرف سے خاص فضیلت کا حامل تصور کر لیا ہے۔

١٣٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْتَمِسُوهَا في الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، في تَاسِعَةٍ تَبْقَى، وَفي سَابِعَةٍ تَبْقَى، وَفي خَامِسَةٍ تَبْقَى».

١٣٨١- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس (راتوں) میں تلاش کرو۔ آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں۔''

فائدہ: عرب کا تاریخ شمار کرنے میں ایک دستور یہ بھی ہے کہ جب مہینہ نصف سے آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ اس کے بقیہ دنوں سے تاریخ بتاتے ہیں۔ اور قمری مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس کا۔ اس طرح آخری نویں' ساتویں اور پانچویں رات کے دو احتمال ہوتے ہیں۔ اگر مہینہ تیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں بائیسویں چوبیسویں اور چھبیسویں بنتی ہیں۔ اور آخر کی جانب سے طاق راتیں بنتی ہیں۔ اور اگر انتیس دنوں کا ہو تو یہ راتیں اکیسویں تیئیسویں اور پچیسویں ہوتی ہیں...... اس ذو معنی ارشاد سے رمضان کے آخری پورے عشرے بالخصوص ان تین راتوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اس لیلۃ القدر کو مخفی رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ بندے زیادہ سے زیادہ عبادت کا اہتمام کر کے اللہ کا تقرب حاصل کریں۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَيْلَةُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ (التحفة ٣٢١)

باب: ٣٠- اکیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کی دلیل

١٣٨٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

١٣٨٢- حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں

١٣٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ح: ٢٠٢١ عن موسى بن إسماعيل به.

١٣٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٧ من حديث مالك، ومسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . . الخ، ح: ١١٦٧ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣١٩، وانظر، ح: ٨٩٤، ٨٩٥، ٩١١.

عن يَزِيدَ بن عَبْدِ الله بنِ الْهادِ، عن مُحمَّدِ ابنِ إبراهِيمَ بنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأوسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فاعْتَكَفَ عَامًا حتَّى إذَا كَانَتْ لَيْلَةُ إحْدَىٰ وَعِشْرِينَ - وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فيهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ - قالَ: «مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صَبِيحَتِهَا فِي ماءٍ وَطِينٍ، فَالْتَمِسُوها في الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوها في كلِّ وِتْرٍ».

کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا' حتیٰ کہ جب اکیسویں رات آ گئی اور (قبل ازیں) آپ اس رات کو اپنے اعتکاف سے نکل آیا کرتے تھے' تو آپ نے فرمایا: ''جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو وہ آخری عشرہ اعتکاف کرے۔ میں نے اس رات (لیلۃ القدر) کو دیکھا ہے' مگر بھلوا دیا گیا ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ اس کی صبح کو پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو اور اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔''

قال أَبُو سَعِيدٍ: فَمُطِرَتِ السَّمَاءُ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، وكَانَ المَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ المَسْجِدُ، فقالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ الله ﷺ وَعَلَىٰ جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ المَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چنانچہ اسی رات بارش ہو گئی اور مسجد کی چھت' جو چھڑیوں کی بنی ہوئی (چھپر نما) تھی' ٹپک پڑی۔ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی (کیچڑ) کا نشان تھا اور یہ اکیسویں رات کی صبح تھی۔

١٣٨٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا عَبْدُالأَعْلَىٰ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْتَمِسُوهَا في الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ والْتَمِسُوهَا في التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ».

١٣٨٣- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ نویں' ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔'' (یعنی آخر مہینہ سے۔)

١٣٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١١٦٧/ ٢١٧ عن محمد بن المثنى به * سعيد هو ابن إياس الجريري.

قالَ: قُلْتُ: يَاأَبَا سَعِيدٍ! إِنَّكُم أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا. قالَ: أَجَلْ. قُلْتُ: ما التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا التَّاسِعَةُ، وَإِذَا مضى ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ، وَإِذَا مَضَىٰ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ.

میں نے کہا: اے ابوسعید! آپ گنتی ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: نویں، ساتویں اور پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی نویں ہے اور جب تیئیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی ساتویں ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد والی پانچویں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا أَدْرِي أَخَفِيَ عَلَيَّ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں مجھ پر کوئی امر مخفی رہا ہے یا نہیں۔ (کیونکہ حتمی تاریخ کے تعین میں شبہ سا رہتا ہے۔)

(المعجم ٤) - باب مَنْ رَوَى أَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ (التحفة ٣٢٢)

باب:۴- سترھویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کی روایت

١٣٨٤- حَدَّثَنا حَكِيمُ بنُ سَيْفٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن زَيْدٍ يَعْني ابنَ أبي أُنَيْسَةَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرحمٰنِ بنِ الأَسْوَدِ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «اطْلُبُوهَا لَيْلَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ وَلَيْلَةَ إِحْدَىٰ وَعِشْرِينَ، وَلَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ» ثُمَّ سَكَتَ.

۱۳۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''اسے (یعنی لیلۃ القدر کو) رمضان کی سترھویں، اکیسویں اور تیئیسویں رات میں تلاش کرو۔'' پھر خاموش ہو رہے۔

(المعجم ٥) - باب مَنْ رَوَى فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ (التحفة ٣٢٣)

باب:۵- آخری سات راتوں میں لیلۃ القدر کا ہونا

١٣٨٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۱۳۸۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

١٣٨٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣١٠ من حديث أبي داود به ※ أبوإسحاق عنعن.

١٣٨٥- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها . . الخ، ح: ١١٦٥ من حديث ◄◄

عن عَبْدِالله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ في السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری سات راتوں میں شب قدر تلاش کرو۔''

فائدہ: اس میں بھی اجمال ہے۔ آخری سات راتوں میں طاق اور جفت دونوں ہی شامل ہیں۔ اگر صرف طاق راتیں مراد لی جائیں تو سترھویں رات سے شمار کرنا ہوگا۔

(المعجم ٦) - باب مَنْ قَالَ: سَبْعٌ وَعِشْرُونَ (التحفة ٣٢٤)

باب:٦- ستائیسویں رات کے لیلۃ القدر ہونے کا بیان

١٣٨٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُطَرِّفًا عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي سُفْيَانَ عن النَّبِيِّ ﷺ في لَيْلَةِ الْقَدْرِ قال: «لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ».

١٣٨٦- حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ستائیسویں کی رات شب قدر ہے۔''

فائدہ: امام شافعی وغیرہ کہتے ہیں کہ جن مختلف راتوں میں لیلۃ القدر ہونے کا ذکر ہے، وہ ہمیشہ کیلئے نہیں ہیں بلکہ یہ حسب حال سوالوں کے جوابات تھے۔ مثلاً وہ کہتے کہ کیا ہم اسے فلاں رات میں تلاش کریں؟ آپ فرماتے: ہاں! فلاں رات میں تلاش کرو۔ واللہ اعلم اور جس نے جو سنا اسی کا قائل رہا۔ اور ستائیسویں رات کے شب قدر ہونے کے قائلین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٧) - باب مَنْ قَالَ: هِيَ فِي كُلِّ رَمَضَانَ (التحفة ٣٢٥)

باب:٧- پورے رمضان میں لیلۃ القدر ہونے کا بیان

١٣٨٧- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ زَنْجُويَه النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي مَرْيَمَ:

١٣٨٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا

◄◄ مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٠.

١٣٨٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٢١ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٢٥، وله شواهد.

١٣٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٠٧ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وسنده ضعيف * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد عند أحمد: ٥/ ٣١٨، ٣٢١، ٣٢٤ وغيره، لكنها ضعيفة.

حدَّثنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُقْبَةَ عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أَسْمَعُ عن لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَالَ: «هِيَ في كلِّ رَمَضَانَ».

جبکہ میں سن رہا تھا' آپ نے فرمایا: ''یہ سارے رمضان میں ہوتی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَشُعْبَةُ عن أَبِي إسْحَاقَ مَوْقُوفًا عَلَى ابنِ عُمَرَ لَمْ يَرْفَعَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کو سفیان اور شعبہ نے ابواسحاق سے' ابن عمر سے موقوفاً روایت کیا ہے اور نبی ﷺ تک مرفوع بیان نہیں کیا ہے۔

فائدہ: لیلۃ القدر کے رمضان المبارک میں ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ علاوہ ازیں دلائل کی رُو سے راجح بات یہ ہے کہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے اور ان میں سے بھی بعض کے نزدیک ۲۷ ویں شب کا امکان زیادہ ہے۔ واللہ اعلم. باقی رہی یہ روایت جس میں سارے رمضان میں ہونے کی صراحت ہے' اس کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے' جیسا کہ خود امام ابوداود نے بھی وضاحت کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو موقوف ہی صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح حدیث: ۱۳۸۴ بھی ضعیف ہے جس میں سترھویں رات میں بھی ہونے کے امکان کا ذکر ہے۔

أَبْوَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَتَحْزِيبِهِ وَتَرْتِيلِهِ

قراءت قرآن' اس کے جز مقرر کرنے اور ترتیل سے پڑھنے کے مسائل

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي كَمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ (التحفة ٣٢٦)

باب:۸- قرآن کریم کم سے کم کتنے دنوں میں ختم کیا جائے؟

١٣٨٨ - حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالا: حَدَّثَنا أَبَانُ عن يَحْيَىٰ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ النَّبِيَّ

۱۳۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''قرآن کریم کو ایک مہینے میں ختم کیا کرو۔'' انہوں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیس دنوں میں

١٣٨٨ـ تخريج: [صحيح] وهو متفق عليه من حديث يحيى بن أبي كثير عن محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان به، (البخاري، ح: ٥٠٥٤، ومسلم، ح: ١١٥٩)، وهو المحفوظ.

ﷺ قالَ لَهُ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ في شَهْرٍ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأ في عِشْرِينَ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْ في خَمْسَ عَشْرَةَ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْ في عَشْرٍ». قالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. قال: «اقْرَأ في سَبْعٍ وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ».

ختم کیا کرو۔" کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: "پندرہ دنوں میں ختم کیا کرو۔" انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "دس دنوں میں ختم کیا کرو۔" کہا: مجھے اس سے بھی زیادہ کی ہمت ہے۔ فرمایا: "سات دن میں ختم کیا کرو اور اس سے کم ہرگز نہ کرنا۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ مُسْلِمٍ أَتَمُّ.

امام ابوداود نے فرمایا کہ مسلم بن ابراہیم کی روایت زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کو کم از کم ایک ہفتے میں ختم کرنا چاہیے اور یہ افضل ہے۔ تاہم تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا از حد مکروہ ہے جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ اسی مناسبت سے قرآن مجید کے تیس پارے اور سات منازل بنائی گئی ہیں، مگر یہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم نہیں ہے بلکہ بعد کی ہے۔

١٣٨٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عنْ أَبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «صُمْ مِنْ كلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» فنَاقَصَني ونَاقَصْتُهُ فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا».

١٣٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ہر مہینے تین دن روزے رکھو اور ایک مہینے میں قرآن پڑھو۔" آپ مجھ سے کمی کرواتے رہے اور میں کمی کرتا رہا۔ بالآخر آپ نے فرمایا: "ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔"

قَال عَطَاءٌ: وَاخْتَلَفْنَا عَنْ أَبِي فَقَالَ بَعْضُنَا: سَبْعَةَ أَيَّامٍ. وَقالَ بَعْضُنَا: خَمْسًا.

عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے ساتھیوں نے میرے والد (سائب) سے روایت کرنے میں اختلاف کیا۔ ہم میں سے کچھ سات دن روایت کرتے ہیں اور کچھ پانچ (یعنی قراءت قرآن میں۔)

١٣٩٠- حَدَّثَنا ابْنُ المثَنَّى: حَدَّثَنا

١٣٩٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں

١٣٨٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٢، ٢١٦ من حديث عطاء بن السائب به ☼ حماد هو ابن زيد.

١٣٩٠- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٥ من حديث همام، وابن ماجه، ح: ١٣٤٧، والترمذي، ح: ٢٩٤٩ من حديث قتادة طرفًا منه، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

عَبْدُالصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عَنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قالَ: يَارَسُولَ الله! في كَمْ أَقرأُ الْقُرآنَ؟ قالَ: «في شَهْرٍ». قال: إنِّي أَقْوَىٰ مِنْ ذَلِكَ - رَدَّدَ الْكَلَامَ أَبُو مُوسَى وَتَنَاقَصَهُ - حَتَّى قالَ: «اقْرَأْهُ في سَبْعٍ». قالَ: إنِّي أَقْوَىٰ مِنْ ذَلِكَ. قالَ: «لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَهُ في أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک مہینے میں۔'' انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ ابو موسیٰ (ابن مثنیٰ) نے یہ جملہ بار بار دہرایا۔ یعنی انہوں نے اس مدت میں کمی چاہی۔ بالآخر آپ نے فرمایا: ''سات دنوں میں پڑھو۔'' انہوں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا' اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔''

فائدہ: قرآن مجید کی تلاوت فہم پر مبنی ہونی چاہیے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ عامی اور عجمی لوگوں کے لیے بلا فہم تلاوت بھی یقیناً باعث اجر وثواب ہے اور مطلوب بھی' مگر علم وفہم کی اہمیت اور اولویت مسلّم ہے۔ ذاتی عمل کی اصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی پر مبنی ہے۔

١٣٩١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَفْصٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ الْقَطَّانُ - خَالُ عِيسَى بنِ شَاذَانَ - حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْحُرَيْشُ ابنُ سُلَيْمٍ عنْ طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عنْ خَيْثَمَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ». قالَ: إنَّ بِي قُوَّةً. قالَ: «اقْرَأْهُ فِي ثَلَاثٍ».

١٣٩١- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''قرآن ایک مہینے میں پڑھا کرو۔'' انہوں نے کہا: مجھ میں (اس سے زیادہ کی) طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین روز میں مکمل پڑھا کرو۔''

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَعْني ابنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: عِيسَى بْنُ شَاذَانَ كَيِّسٌ.

ابوعلی لؤلؤی (راویٔ سنن ابی داود) کہتے ہیں: میں نے امام ابوداود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ عیسیٰ بن شاذان دانا آدمی ہے۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک رات میں قرآن ختم کرنا مکروہ اور غلط ہے۔ اور کچھ لوگ جو اپنے ائمہ کی شان میں یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رات کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے' رات کو ہزار رکعت پڑھتے اور قرآن

١٣٩١ـ تخريج: [صحيح] وله شاهد عند أحمد: ٢/ ١٨٨، وسنده قوي.

مجید ختم کرتے تھے تو یہ سب باتیں نادان دوستوں کی خود ساختہ ہیں۔ ان میں ان بزرگوں کی طرف غلطی اور مخالفت سنت کی نسبت ہے۔ حالانکہ ائمہ کرام سنت رسول کے محب اور اسی کے قائل و فاعل تھے۔ ایسی بے سروپا باتوں سے ان کا مقام و مرتبہ کسی طور بڑھتا نہیں ہے۔ (دیکھیے: معیار الحق از شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ) غور کرنے کی بات ہے کہ اوسط درجے کے دنوں کی راتیں بارہ گھنٹے کی ہوتی ہیں۔ اس میں سے عشاء اور فجر کے اوقات جو کم و بیش چار گھنٹے ہوتے ہیں انہیں مستثنیٰ کر دیں تو صرف آٹھ گھنٹے یعنی ۴۸۰ منٹ باقی بچتے ہیں۔ اگر اتنی دیر میں ایک ہزار رکعتیں پڑھی جائیں تو ایک رکعت کے لیے بمشکل بیس پچیس سیکنڈ ملیں گے۔ آخر اتنے وقت میں جس رفتار سے نماز پڑھی جائے گی وہ عبادت ہوگی یا کھیل؟ بلکہ مشین بن کر رہ جائے گی اس لیے یہ قطعی ہے کہ اس طرح کی باتیں عقیدت مندوں نے گھڑ کر امام کی طرف منسوب کر دی ہیں درآں حالیکہ خود امام نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

(المعجم ٩) - باب تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ (التحفة ٣٢٧)

باب:٩-قرآن مجید کے پارے اور حصے کرنا

١٣٩٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي مَرْيَم: أخبرنا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن ابنِ الهَادِ قَالَ: سَأَلَنِي نَافِعُ بنُ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ فَقَالَ لِي: في كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَقُلْتُ: مَا أُحَزِّبُهُ، فَقَالَ لِي نافِعٌ: لَا تَقُلْ مَا أُحَزِّبُهُ فإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «قَرَأْتُ جُزْءًا مِنَ الْقُرْآنِ» قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَة.

١٣٩٢- ابن الہاد کہتے ہیں کہ جناب نافع بن جبیر بن مطعم (تابعی) نے مجھ سے پوچھا کہ تم کتنے دنوں میں قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں اس کے (لازمی) حصے نہیں کرتا ہوں (بلکہ جو توفیق ہوتی ہے پڑھ لیتا ہوں۔) اس پر جناب نافع نے کہا کہ اس طرح مت کہو کہ میں اس کے حصے نہیں کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”میں نے قرآن کا ایک جزء (حصہ) پڑھا۔“ (ابن الہاد نے) کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے اس کو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: ”حِزب“ (حصہ) کا مطلب ہے بطور ورد اور وظیفے کے کوئی حصہ مقرر کر لینا' بزرگ موصوف نے ایسا کرنے کا انکار کیا' جس پر نافع رحمہ اللہ نے کہا' اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے' اس لیے کہ حصے حصے کر کے قرآن پڑھنا خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے جو حصے [رُبع' نصف' ثلث اور جزء (پارہ وغیرہ)] بنے ہوئے ہیں' اسی طرح رکوع بھی، یہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ نہیں ہیں لیکن یہ عوام کی آسانی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اور اس کی بنیاد یہی حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث ہیں۔

١٣٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود. قول الراوي: "حسبت أنه ذكره عن معاوية" يدل على أنه لم يحفظه.

١٣٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا قُرَّانُ ابنُ تَمَّامٍ؛ ح: وَحَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا أَبُو خالِدٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - عنْ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ يَعْلَىٰ، عنْ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَوْسٍ، عنْ جَدِّهِ، - قَالَ عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ في حَدِيثِهِ: أَوْسِ ابنِ حُذَيْفَةَ - قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ في وَفْدِ ثَقِيفٍ قَالَ: فَنَزَلَتِ الأَحْلَافُ عَلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ وَأَنْزَلَ رَسُولُ الله ﷺ بَني مَالِكٍ في قُبَّةٍ لَهُ. - قَالَ مُسَدَّدٌ: وَكَانَ في الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ منْ ثَقيفٍ - قَالَ: كَانَ كلَّ لَيْلَةٍ يأْتِينَا بَعْدَ الْعِشَاءِ يُحَدِّثُنَا - قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَائِمًا عَلَىٰ رِجْلَيْهِ حَتى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا ما لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُم يَقُولُ: «لَا سَوَاءَ [لا أنسَىٰ] كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ» - قال مُسَدَّدٌ: «بِمَكَّةَ - فَلَمَّا خَرَجْنَا إلَى المَدِينَةِ كَانَتْ سِجالُ الحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، نُدالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا» فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةٌ أَبْطَأَ عِنْدَ الْوَقْتِ، الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ، فَقُلْنَا لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَنَّا

١٣٩٣- حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ثقیف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس وفد میں سے) حلیف لوگ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مہمان بن گئے اور (دوسرے) بنی مالک کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خیمے میں اقامت دی۔ مسدد نے کہا کہ اوس بن حذیفہ اس وفد میں شامل تھے جو ثقیف کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد ہمارے ہاں روزانہ تشریف لاتے اور بات چیت کرتے تھے۔ ابو سعید نے کہا: آپ اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے باتیں کرتے اور زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے کبھی ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑے ہوتے کبھی دوسرے پر۔ اور آپ ﷺ بالعموم اپنی قوم قریش کے ساتھ بیتے حالات بیان فرمایا کرتے۔ فرماتے: ''ہم برابر نہ تھے' بلکہ کمزور و ناتواں تھے...... مسدد کے الفاظ ہیں: ''مکے میں...... جب ہم مدینے آ گئے تو ہم میں اور ان میں لڑائی شروع ہو گئی۔ کبھی ہم ان پر غالب آتے کبھی وہ۔'' ایک رات آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے مقررہ وقت پر آنے میں تاخیر کر دی تو ہم نے کہا آج رات آپ تاخیر سے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: ''میرا ایک جزء قرآن کا رہتا تھا' میں نے اس کی تلاوت مکمل کیے بغیر آنا پسند نہ کیا۔''

١٣٩٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: في كم يستحب يختم القرآن، ح: ١٣٤٥ من حديث أبي خالد الأحمر به * عثمان بن عبدالله بن أوس روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان، وقال الذهبي: محله الصدق (ميزان الاعتدال: ٣/ ٤٢)، ولكن في إدراكه جده نظر، فالسند غير متصل، والله أعلم.

اللَّيْلَةَ. قالَ: «إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ جُزْئِي مِنَ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيءَ حتَّى أُتِمَّهُ».

قالَ أَوْسٌ: سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ تُحَزِّبُونَ الْقُرآنَ؟ قَالُوا: ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ، وَثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ».

اوس کہتے ہیں: میں نے اصحاب رسول ﷺ سے معلوم کیا کہ آپ لوگ قرآن کے حصے کس طرح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ پہلا حصہ تین سورتوں کا' (بقرۂ آل عمران اور نساء) دوسرا حصہ پانچ سورتوں کا (مائدہ سے براءۃ تک) تیسرا حصہ سات سورتوں کا (یونس سے نحل تک) چوتھا حصہ نو سورتوں کا (بنی اسرائیل سے فرقان تک)' پانچواں حصہ گیارہ سورتوں کا (شعراء سے یٰسٓ تک) چھٹا حصہ تیرہ سورتوں کا (صافات سے حجرات تک) اور ساتواں حصہ مفصل کا (قٓ سے آخر تک۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَتَمُّ.

امام ابوداود نے کہا: ابوسعید کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: اس روایت میں اشارہ ہے کہ موجودہ معروف منازلِ قرآن' قرن اول میں معمول بہا تھیں۔

١٣٩٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عن أبي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الشِّخِّيرِ، عنْ عَبْدِ الله يَعْني ابنَ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَفْقَهُ منْ قَرَأَ الْقُرآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ».

١٣٩٤- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔''

١٣٩٥- حَدَّثَنا نُوحُ بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عنْ

١٣٩٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کتنے دنوں میں

١٣٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟ ح: ٢٩٤٩، وابن ماجه، ح: ١٣٤٧ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٣٩٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب: في كم أقرأ القرآن؟، ح: ٢٩٤٧ من حديث معمر به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٩٥٧.

سِمَاكِ بنِ الْفَضْلِ، عنْ وَهْبِ بن مُنَبِّهٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ في كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ؟ قالَ: «فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا» ثُمَّ قالَ: «في شَهْرٍ»، ثمَّ قالَ: «في عِشْرِينَ» ثمَّ قالَ: «في خَمْسَ عَشْرَةَ»، ثُمَّ قالَ: «في عَشْرٍ»، ثُمَّ قالَ: «في سَبْعٍ»، لَمْ يَنْزِلْ منْ سَبْعٍ.

قرآن پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دنوں میں۔'' پھر فرمایا: ''ایک مہینے میں۔'' پھر کہا: ''بیس دنوں میں۔'' پھر کہا: ''پندرہ دنوں میں۔'' پھر کہا: ''دس دنوں میں۔'' پھر کہا: ''سات دنوں میں۔'' اور سات سے کم نہیں کیا۔

فائدہ: شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں [لَمْ يَنْزِلْ مِنْ سَبْعٍ] کے الفاظ صحیح نہیں' کیونکہ صحیح روایت (۱۳۹۱) میں ''تین دن میں پڑھ'' کا حکم ہے۔

۱۳۹۶- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَىٰ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عنْ إسْرَائِيلَ، عنْ أبي إسْحَاقَ، عنْ عَلْقَمَةَ والأَسْوَدِ قالَا: أَتَى ابنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ فَقَالَ: إنِّي أَقْرَأُ المُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ: أَهَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ وَنَثْرًا كَنَثْرِ الدَّقَلِ؟ لٰكِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ النَّظَائِرَ السُّورَتَيْنِ فِي رَكْعَةٍ: النَّجْمَ وَالرَّحْمَنَ فِي رَكْعَةٍ، وَاقْتَرَبَتْ وَالْحَاقَّةَ فِي رَكْعَةٍ، وَالطُّورَ وَالذَّارِيَاتِ في رَكْعَةٍ، وَإذَا وَقَعَتْ وَنُونَ في رَكْعَةٍ، وَسَأَلَ سَائِلٌ وَالنَّازِعَاتِ فِي رَكْعَةٍ، وَوَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ وَعَبَسَ فِي رَكْعَةٍ، والمُدَّثِّرَ وَالمُزَّمِّلَ في رَكْعَةٍ، وَهَلْ أَتَىٰ وَلَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي رَكْعَةٍ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ

۱۳۹۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک رکعت میں پورا جزء مفصل (آخری منزل) پڑھ لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا تم شعروں کی طرح جلدی جلدی پڑھتے ہو؟ یا سوکھی ردی کھجوروں کی طرح بکھیرتے ہو؟ حالانکہ نبی ﷺ یکساں قسم کی دو دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ''اَلنَّجم'' اور ''اَلرَّحمٰن'' ایک رکعت میں۔ ''اِقتَرَبَتُ'' اور ''اَلحَاقَّة'' ایک رکعت میں۔ ''اَلطُّور'' اور ''اَلذَّارِیَات'' ایک رکعت میں۔ ''اِذَا وَقَعَتُ'' اور ''نٓ'' ایک رکعت میں۔ ''سَأَلَ سَائِلٌ'' اور ''اَلنَّازِعَاتِ'' ایک رکعت میں۔ ''وَیلٌ لِّلمُطَفِّفِینَ'' اور ''عَبَسَ'' ایک رکعت میں۔ ''اَلمُدَّثِّر'' اور ''اَلمُزَّمِّلُ'' ایک رکعت میں۔ ''هَلُ اَتٰی'' اور ''لَا اُقسِمُ بِیَومِ القِیَامَةِ'' ایک رکعت میں۔ ''عَمَّ یَتَسَآءَ لُونَ'' اور

١٣٩٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٨ من حديث أبي إسحاق به * وهو مدلس وعنعن، وحديث البخاري، ح: ٤٩٩٣، ومسلم، ح: ٨٢٢، وغيرهما يغني عنه.

وَالْمُرْسَلَاتِ فِي رَكْعَة، وَالدُّخَانَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فِي رَكْعَةٍ.

”اَلْمُرْسَلَات“ ایک رکعت میں۔ ”اَلدُّخَان“ اور ”اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ“ ایک رکعت میں۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا تَأْلِيفُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَحِمَهُ الله.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سورتوں کی یہ مذکورہ ترتیب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تالیف ہے۔ (یعنی ان کے مصحف کی ترتیب اس طرح تھی۔)

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں سورتوں کی تفصیل صحیح نہیں ہے۔ ② قرآن مجید کو ترتیل اور فہم کے بغیر پڑھنا مکروہ ومعیوب ہے۔ البتہ عامی اور سادہ لوح لوگ مستثنیٰ ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا نماز تہجد میں سورۂ بقرہ نساء اور آل عمران وغیرہ پڑھنا بعض اوقات پر محمول ہے ورنہ آپ کی قراءت متوسط ہوا کرتی تھی۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حین حیات قرآن مجید مدون ومرتب کروا دیا تھا' مگر وہ مختلف اوراق' تختیوں اور چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بعدازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مصحف اور ایک قراءت پر جمع فرمایا۔ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جو اپنے اپنے نسخے تھے ان کی ترتیب مختلف تھی۔

١٣٩٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْراهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ».

١٣٩٧- عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے' یہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔“

فائدہ: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کا ”کافی ہونا' یا کفایت کرنا“ کئی معانی کا محتمل ہے۔ مثلاً قیام اللیل سے کافی ہیں۔ یا شیطان اور دیگر آفات وغیرہ سے تحفظ کا باعث ہیں' یہ سبھی مراد ہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کم سے کم یہ قراءت' لمبی قراءت سے کفایت کرتی ہیں۔

١٣٩٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

١٣٩٨- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

١٣٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، ح:٥٠٠٨، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة . . . الخ، ح:٨٠٧ من حديث شعبة به.

١٣٩٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:١١٤٤ من حديث ابن وهب به، وشك في صحته، وصححه ابن حبان، ح:٦٦٢، إلا أنه قال: أن أبا سويد حدثه . . . الخ.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا عَمْرٌو؛ أَنَّ أَبَا سَوِيَّةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ حُجَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ، وَمَنْ قامَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ، وَمَنْ قامَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِن المُقَنْطِرِينَ».

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دس آیتوں سے قیام کیا وہ غافلوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور جو سو آیتوں سے قیام کرے وہ ''قانتین'' (عابدین) میں لکھا جاتا ہے۔ اور جو ہزار آیتوں سے قیام کرے وہ ''مقنطرین'' (بے انتہا ثواب جمع کرنے والوں) میں لکھا جاتا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ حُجَيْرَةَ الأَصْغَرُ عَبْدُ الله بنُ عَبْدالرَّحْمٰنِ بنِ حُجَيْرَة.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن حجیرہ الاصغر سے مراد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حجیرہ ہے۔

١٣٩٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أَبي أَيُّوبَ: حَدَّثَني عيَّاشُ بنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عنْ عيسَى بنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ الله ﷺ فَقالَ: أَقْرِئْني يَارَسُولَ الله! فَقالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ الٓر» فَقال: كَبِرَتْ سِنِّي، وَاشْتَدَّ قَلْبِي، وَغَلُظَ لِسَانِي قالَ: «فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِنْ ذَوَاتِ حٰمٓ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَقَالَ: «اقْرَأْ ثَلَاثًا مِنَ الْمُسَبِّحَاتِ»، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ الله! أَقْرِئْني سُورَةً

١٣٩٩- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ قرآن پڑھائیے۔ آپ نے فرمایا: ''تین سورتیں پڑھو جن کی ابتدا میں ''الٓر'' ہے۔'' (یونس' ہود اور یوسف) اس نے کہا: میری عمر بڑی ہوگئی ہے۔ دل سخت ہو گیا ہے (نسیان غالب ہے) اور زبان موٹی ہوگئی ہے (اس وجہ سے یہ بڑی بڑی سورتیں یاد نہیں کر سکتا۔) آپ نے فرمایا: ''تو ''حٰمٓ'' والی تین سورتیں پڑھ لو۔'' اس پر بھی اس نے اپنی پہلی بات ہی کہی۔ آپ نے فرمایا: ''تو مسبحات والی تین سورتیں یاد کرلو۔'' (جن کے شروع میں سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ آتا ہے۔) اس پر بھی اس نے اپنی وہی بات دُہرائی اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی

١٣٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٩ عن عبدالله بن يزيد المقرىء، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٢٧ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ٤٧٢، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٣٢، وقال الذهبي: "بل صحيح".

جَامِعَةً، فَأَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا. فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهَا أَبَدًا ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ» مَرَّتَيْنِ.

جامع سورت پڑھا دیجیے۔ تو نبی ﷺ نے اس کو سورۂ ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ﴾ پڑھائی' آخر تک۔ تب وہ شخص کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس سے کبھی زیادہ نہ کروں گا۔ پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو نبی ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ''اس چھوٹے سے مرد نے نجات پائی۔''

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي عَدَدِ الآيِ (التحفة ٣٢٨)

باب:١٠- آیتوں کا شمار کرنا

١٤٠٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى غُفِرَ لَهُ: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾».

١٤٠٠- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قرآن کریم کی ایک سورت تیس آیتوں والی' اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی' حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے گا۔'' (مراد ہے) ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

فائدہ: اس حدیث میں سورۂ مُلک کو بطورِ وِرد و وظیفہ اختیار کرنے کی فضیلت کا بیان ہے' نیز یہ بھی ہے کہ بسم اللہ سورت کی آیات کا جز نہیں ہے۔

١٤٠٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ثواب القرآن، ح:٣٧٨٦، والترمذي، ح:٢٨٩١ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح:١٧٦٦، والحاكم:٢/ ٤٩٧، ٤٩٨، ووافقه الذهبي.

سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل

سجدۂ تلاوت مستحب ہے' لہٰذا اسے بلاوجہ ترک نہیں کرنا چاہیے' البتہ یہ سجدہ واجب نہیں ہے کہ انسان اس کے ترک پر گناہ گار ہو کیونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ النجم کی آیت تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا۔(صحیح البخاری' سجود القرآن و سننها' حدیث: ۱۰۷۲' ۱۰۷۳) اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے منبر پر سورۂ نحل کی آیت سجدہ پڑھی اور منبر سے اتر کر سجدہ کیا اور پھر انہوں نے دوسرے جمعے میں اس آیت کی تلاوت کی اور سجدہ نہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا۔ اِلاّ یہ کہ ہم خود سجدہ کرنا چاہیں اور آپ نے یہ کام کبار صحابہ کی موجودگی میں کیا۔(صحیح البخاری' سجود القرآن و سننها' حدیث:۱۰۷۷)

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے واضح ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ اسے ترک نہ کیا جائے' خواہ فجر کے بعد کا وقت ہی کیوں نہ ہو' جس میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے' کیونکہ اس

ہے‘ جیسے سجدۂ تلاوت اور تحیۃ المسجد وغیرہ۔

○ سجدۂ تلاوت بھی سجدۂ نماز کی طرح ہے۔ افضل یہ ہے کہ آدمی سیدھا کھڑا ہو کر پھر سجدے کے لیے جھکے‘ سات اعضاء پر سجدہ کرے۔ سجدے کو جاتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نماز میں ہر دفع نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے‘ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو بھی اللہ اکبر کہتے۔ (سنن النسائي‘ التطبيق‘ حديث: ۱۱۵۰‘ ۱۱۵۱) حضرت ابو ہریرہ اور کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ سجدۂ تلاوت بھی چونکہ سجدۂ نماز ہی ہے اور دلائل سے یہی ظاہر ہوتا ہے‘ لہٰذا اس کے لیے بھی اللہ اکبر کہا جائے لیکن نماز سے باہر سجدہ کی صورت میں صرف سجدہ کے آغاز میں اللہ اکبر کہنا مروی ہے اور یہی طریقہ معروف ہے جیسا کہ امام ابوداود اور امام احمد رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داود‘ سجود القرآن‘ حديث: ۱۴۱۳ ومسند احمد: ۲/۱۷) نماز کے علاوہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر یا سلام کہنا مروی نہیں۔ بعض اہل علم کا موقف ہے کہ سجدے کو جاتے وقت اللہ اکبر کہے اور فارغ ہو کر سلام بھی پھیرے لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں‘ لہٰذا نماز کے علاوہ سجدے کی صورت میں صرف تکبیر اولیٰ ہی لازم ہے۔

○ سجدۂ تلاوت قاری اور سامع (پڑھنے اور سننے والے) کے لیے سنت ہے۔ اگر قاری سجدہ کرے تو سامع کو بھی قاری کی اتباع کی وجہ سے سجدہ کرنا چاہیے۔

○ جہری نمازوں میں ایسی سورتوں کی قراءت بھی جائز ہے جس کی آخری یا درمیانی یا کوئی بھی آیت سجدے والی ہو۔

○ افضل اور اَولیٰ یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت باوضو اور قبلہ رو ہو کر کیا جائے۔

○ قرآن مجید میں کل ۱۵ سجدے ہیں۔ احناف اور شوافع ۱۴ سجدوں کے قائل ہیں۔ احناف سورۂ حج میں ایک سجدے کے قائل ہیں جبکہ سورۂ حج میں دو سجدوں کا ثبوت احادیث سے ملتا ہے‘ یہ احادیث اگرچہ سنداً ضعیف ہیں لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کے کچھ شواہد بھی ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ (تفسير ابن كثير‘ سورة الانبياء‘ آيت : ۱۸) نیز محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تعليقات المشكوٰة‘ الصلوٰة‘ باب سجود القرآن‘ حديث: ۱۰۳۰) نیز ابوداود کی حدیث کو‘ جس میں سورۂ حج کے دو سجدوں کا ذکر ہے‘ شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو

حدیث:۱۴۰۲ کی تخریج وتحقیق۔شوافع سورۂ صٓ کے سجدے کے قائل نہیں ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ صٓ کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(صحيح البخاري، سجود القرآن، حديث:١٠٦٩) احادیث سے قرآن پاک میں ۱۵ سجود تلاوت کا ذکر ملتا ہے لہٰذا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ۱۵ مقامات پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔

○ سجدۂ تلاوت کی معروف دعا [سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَ صَوَّرَهُ وَ شَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ] (صحيح مسلم، صلاة المسافرين، حديث:٧٧١) کا سجدہ نماز میں پڑھنا تو صحیح ثابت ہے مگر سجدۂ قرآن میں اس کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت نہیں۔تاہم ایک دوسری دعا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور وہ یہ ہے:[اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَاجْعَلْهَالِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ] (جامع الترمذي، الجمعه، باب ماجاء مايقول في سجود القرآن، حديث:٥٧٩ وسنن ابن ماجه، حديث:١٠٥٣ و صحيح ابن خزيمه حديث:٥٦٢، ٥٦٣) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔فتوحات ربانیہ:۲/۲۷۶ نیز امام ابن خزیمہ، حاکم، ابن حبان اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے لہٰذا اس دعا کو سجدۂ تلاوت میں پڑھنا چاہیے۔(مزید تفصیل کیلئے دیکھیے، حدیث:۱۴۱۴ کے فوائد)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٧) - [كِتَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ] (التحفة . . .)

سجود قرآن کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب تَفْرِيعِ أَبْوَابِ السُّجُودِ وَكَمْ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ؟ (التحفة ٣٢٩)

باب:١-سجدۂ تلاوت کا بیان اور یہ کہ قرآن مجید میں کتنے سجدے ہیں؟

١٤٠١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بنِ الْبَرْقِيِّ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا نافِعُ بنُ يَزِيدَ، عن الْحَارِثِ ابنِ سَعِيدِ الْعُتَقِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ مُنَيْنٍ - مِنْ بَنِي عَبْدِ كُلَالٍ - عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً في الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي المُفَصَّلِ وَفي سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَانِ.

١٤٠١-حضرت عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے قرآن میں پندرہ سجدے پڑھائے' ان میں سے تین جزء مفصل (آخری منزل) میں (سورۃ النجم' سورۃ الانشقاق' اور سورۃ العلق میں) اور دو سورۂ حج میں ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن أَبِي الدَّرْدَاءِ عن النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ سَجْدَةً، وَإِسْنَادُهُ وَاهٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء ؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے گیارہ سجدے منقول ہیں' البتہ اس کی سند کمزور ہے۔

١٤٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب عدد سجود القرآن، ح: ١٠٥٧ من حديث ابن أبي مريم به * الحارث بن سعيد مجهول الحال، ولم أجد فيه توثيقًا معتبرًا، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي، ح: ٥٦٨، ٥٦٩، وابن ماجه، ح: ١٠٥٥.

١٤٠٢ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ؛ أَنَّ مِشْرَحَ بنَ هَاعَانَ أَبَا الْمُصْعَبِ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ حَدَّثَهُ قال: قُلْتُ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَارسولَ الله! في سُورَةِ الْحَجِّ سَجْدَتانِ؟ قال: «نَعَمْ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْهُما فَلَا يَقْرَأْهُما».

١٤٠٢-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! اور جو یہ نہ کرنا چاہے وہ ان کی تلاوت ہی نہ کرے۔“

فائدہ: اس حدیث سے سورۃ الحج میں دو سجدوں کا اثبات ہوتا ہے۔

(المعجم ٢) - باب مَنْ لَمْ يَرَ السُّجُودَ فِي الْمُفَصَّلِ (التحفة ٣٣٠)

باب:٢-ان حضرات کی دلیل جو مفصل (آخری منزل) میں سجدہ کے قائل نہیں

١٤٠٣ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بنُ الْقَاسِمِ - قالَ مُحمَّدٌ: رَأَيْتُه بِمَكَّةَ -: حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ عن مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَسْجُدْ في شَيْءٍ مِنَ المُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى المَدِينَةِ.

١٤٠٣-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد جزء مفصل میں کسی مقام پر سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم صحیح حدیث آگے آ رہی ہے۔ (حدیث:١٤٠٧)

١٤٠٤ - حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن يَزِيدَ

١٤٠٤-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی

١٤٠٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في السجدة في الحج، ح:٥٧٨ من حديث ابن لهيعة به، وقال: "هذا حديث ليس إسناده بالقوي" * ابن لهيعة صرح بالسماع، ومشرح بن هاعان "حسن الحديث".

١٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح:٥٦٠ من حديث محمد بن رافع به * أبوقدامة الحارث ابن عبيد ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، ح:٢٦٦٧، ٢٨٣٨ متابعةً.

١٤٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، ح:١٠٧٣ من حديث ابن أبي ذئب، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٧ من حديث يزيد بن عبدالله بن قسيط به.

ابنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: قَرَأْتُ عَلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ النَّجْمَ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا.

تلاوت کی' مگر آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ: سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے' اس لیے چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر اس سے تساہل اور غفلت کو اپنی عادت بنالینا کسی طرح درست نہیں۔

١٤٠٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا أَبُو صَخْرٍ عن ابنِ قُسَيْطٍ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۴۰۵- خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: كَانَ زَيْدٌ الإِمَامَ فَلَمْ يَسْجُدْ فيهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید امام تھے اور انہوں نے سجدہ نہیں کیا۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ قراءت کررہے تھے اور معناً امام تھے' جب امام نے سجدہ چھوڑ دیا تو نبی ﷺ نے بھی بحیثیت سامع چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣) - باب مَنْ رَأَى فِيهَا سُجُودًا (التحفة ٣٣١)

باب:۳- آخری منزل میں سجدۂ تلاوت کے قائلین کا ثبوت

١٤٠٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا، وَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًا أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَىٰ وَجْهِهِ

۱۴۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اور حاضرین میں سے سب نے سجدہ کیا' سوائے ایک آدمی کے۔ اس نے کنکریوں کی یا مٹی کی ایک مٹھی لی اور اپنے چہرے کی طرف اٹھائی اور کہا: مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعد

١٤٠٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارقطني: ١/٤٠٩، ٤١٠، ح: ١٥١٢ من حديث ابن وهب به، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٦٦، والحديث السابق شاهد له.

١٤٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب سجود القرآن، باب سجدة النجم، ح: ١٠٧٠ عن حفص بن عمر، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٦ من حديث شعبة به.

وَقال: يَكْفِينِي هَذَا. قال عَبْدُ الله: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا.

میں میں نے اسے دیکھا کہ حالت کفر میں قتل کر دیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① سورۂ النجم میں سجدۂ تلاوت ہے۔ ② پڑھنے اور سننے والے سب ہی سجدہ کریں۔ ③ تکبر سے خیر کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور یہ شخص جس نے سجدہ نہیں کیا تھا' امیہ بن خلف تھا جو کفارِ مکہ کے سرداروں میں سے تھا۔

(المعجم ٤) - **باب السُّجُودِ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ و﴿ٱقْرَأْ﴾** (التحفة ٣٣٢)

باب:۴- سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَأْ﴾ میں سجدۂ تلاوت کا بیان

١٤٠٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَىٰ، عن عَطَاءِ بنِ مِينَاءَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَجَدْنَا معَ رَسُولِ الله ﷺ فِي ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ وَ﴿ٱقْرَأْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلَّذِى خَلَقَ﴾.

۱۴۰۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ﴾ میں سجدے کیے۔

[قال أَبُو دَاوُدَ: أَسْلَمَ أَبُوهُرَيْرَةَ سَنَةَ سِتٍّ عَامَ خَيْبَرَ، وَهٰذَا السُّجُودُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ آخِرُ فِعْلِهِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے موقع پر سن چھ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں۔ اور یہ سجدے کرنا رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل ہے۔

١٤٠٨- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبِي قال: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عن أبي رَافِعٍ قال: صَلَّيْتُ مع أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ السَّجْدَةُ؟ قال: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بها حَتَّى أَلْقَاهُ.

۱۴۰۸- ابو رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی' انہوں نے نماز میں سورۂ ﴿إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ تلاوت کی اور سجدہ بھی کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا سجدہ ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے یہ سجدہ کیا ہے۔ اور میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ سے جاملوں۔

١٤٠٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

١٤٠٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلٰوة فسجد بها، ح: ١٠٧٨ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ٥٧٨ من حديث المعتمر بن سليمان به * بكر هو ابن عبدالله المزني، أبورافع هو نفيع.

فائدہ: سجدۂ تلاوت نماز کے دوران میں بھی کیا جاتا ہے نماز خواہ فرض ہو یا نفل۔

(المعجم ٥) - باب السُّجُودِ فِي ﴿صٓ﴾ (التحفة ٣٣٣)

باب:۵-سورۂ صٓ میں سجدۂ تلاوت کا بیان

١٤٠٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَيْسَ ﴿صٓ﴾ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْجُدُ فيهَا.

۱۴۰۹-عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ سورۂ صٓ کا سجدہ واجبی سجدوں میں سے نہیں ہے جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس میں سجدہ کرتے تھے۔

١٤١٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعْني ابنَ الْحَارِثِ عن ابنِ أَبِي هِلَالٍ، عن عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ الله بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿صٓ﴾ [ص: ١] فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ آخَرُ قَرَأَهَا، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَلٰكِنِّي رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُودِ» فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوا.

۱۴۱۰-حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر سورۂ صٓ کی تلاوت کی۔ جب سجدے کی آیت پر پہنچے تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ پھر ایک دوسرا موقع آیا اور آپ نے اسی کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ سجدے کی آیت پر پہنچے تو لوگ سجدے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک نبی (حضرت داود علیہ السلام) کی توبہ کا ذکر ہے لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم سجدہ کرنا چاہتے ہو۔'' چنانچہ آپ اترے اور سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔

فائدہ: خطیب دوران خطبہ میں اگر سجدہ کی آیت تلاوت کرے تو منبر سے اتر کر سجدہ کر سکتا ہے اور سامعین بھی اس کی اقتدا کریں۔

١٤٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب سجدة ص، ح: ١٠٦٩ من حديث أيوب به.

١٤١٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٤٧٤، ١٥٦٢، وابن خزيمة، ح: ١٤٥٥، ١٧٩٥ من حديث سعيد ابن أبي هلال به، وأعله ابن خزيمة، وشك في صحته، وصححه ابن حبان، ح: ٦٨٩، ٦٩٠، والحاكم: ١/ ٢٨٤، ٢٨٥ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند البيهقي: ٢/ ٣١٩ وغيره، فالحديث بها حسن.

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَهُوَ رَاكِبٌ أَوْ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ** (التحفة ٣٣٤)

باب:٦- جب کوئی سجدے کی آیت سنے اور سواری پر ہو یا نماز میں نہ ہو تو......؟

١٤١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُوالْجُماهِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ، عن مُصْعَبِ بنِ ثَابِتِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ فِي الأَرْضِ حَتَّى إِنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلَى يَدِهِ.

۱۴۱۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر سجدے کی آیت تلاوت فرمائی تو سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ ان میں سے کچھ سواریوں پر سوار تھے اور کچھ زمین پر سجدہ کرنے والے تھے۔ سوار لوگوں نے اپنے اپنے ہاتھ پر سجدہ کیا۔

فائدہ: بصورت عذر اشارے سے جھک کر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔

١٤١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ المَعْنَى، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ. - قال ابنُ نُمَيْرٍ: فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ ثُم اتَّفَقَا - فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتَّى لا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ.

۱۴۱۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر کوئی سورت تلاوت فرماتے...... ابن نمیر نے کہا: نماز کے علاوہ عام حالت میں، پھر دونوں کا بیان ہے...... کہ آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

فوائد ومسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں طبرانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ ازدحام کی وجہ سے اگر کسی کو سجدہ کرنے کی جگہ نہ ملتی تو وہ اپنے ساتھی کی کمر ہی پر سجدہ کر لیتا۔ (فتح الباری: ۲/۷۲۳) ② امام نووی رحمہ اللہ

١٤١١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح:٥٥٦ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ١/ ٢١٩، ووافقه الذهبي * مصعب بن ثابت ضعفه الجمهور.

١٤١٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، سجود القرآن، باب من سجد لسجود القارىء، ح:١٠٧٥، ومسلم، المساجد، باب سجود التلاوة، ح:٥٧٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١٧.

فرماتے ہیں جب قاری اور سامع نماز میں نہ ہوں تو ان دونوں کا آپس میں ربط ضروری نہیں۔ خواہ کوئی لمبا سجدہ کرے اور دوسرا مختصر۔ ایک پہلے اٹھ جائے اور دوسرا بعد میں۔ اسی طرح اگر پڑھنے والا سجدہ نہ بھی کرے تو سننے والا کر سکتا ہے' باوضو ہو یا بے وضو' مرد ہو یا عورت یا بچہ۔

١٤١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ الْفُرَاتِ أَبُو مَسْعُودٍ الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْآنَ فَإِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ.

۱۴۱۳- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جب سجدے کی آیت سے گزرتے تو اللّٰہ اکبر کہتے اور سجدے میں چلے جاتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانَ الثَّوْرِيُّ يُعْجِبُهُ هَذَا الْحَدِيثُ.

جناب عبدالرزاق نے بیان کیا کہ امام ثوری کو یہ حدیث بہت پسند تھی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يُعْجِبُهُ، لِأَنَّهُ كَبَّرَ.

امام ابوداود نے بیان کیا ...... کیونکہ اس میں تکبیر کا ذکر ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لیے جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔ لیکن شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں "تکبیر" کا ذکر منکر ہے' تکبیر کے بغیر صحیح ہے۔

(المعجم ٧) - باب مَا يَقُولُ إِذَا سَجَدَ (التحفة ٣٣٥)

باب: ۷- سجدۂ تلاوت کی دعا

١٤١٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن رَجُلٍ، عن أَبِي الْعَالِيَةِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ في

۱۴۱۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سجدۂ قرآن میں یہ دعا تکرار سے پڑھا کرتے تھے: [سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَ قُوَّتِهِ] "میرا چہرہ

١٤١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٢٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٩١١ * عبدالله العمري عن نافع قوي كما تقدم، ح: ١١٥٦.

١٤١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ما جاء مايقول في سجود القرآن، ح: ٥٨٠ من حديث خالد الحذاء به، ولم يذكر "الرجل"، وقال: "حسن صحيح" * رجل مجهول، والحديث صحيح في السجود مطلقًا، انظر، ح: ٧٦٠.

سُجُودِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، يقُولُ في السَّجْدَةِ مِرارًا: «سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ».

اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن ہمارے محقق ﷾ فرماتے ہیں کہ اس میں ایک راوی مجہول ہے' جسے امام ابوداود نے "عن رجل" کہا ہے' اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ یہی دعا صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن وہاں اسے سجدہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ سجدہ قرآن میں (دیکھیے: صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۷۱) نیز امام نسائی رحمہ اللہ بھی اس دعا کو اپنی سنن میں لائے ہیں لیکن انہوں نے بھی اسے سجدے کی دعاؤں میں مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے: سنن النسائی' الدعاء فی السجود) البتہ امام ابوداود' امام ترمذی' امام ابن خزیمہ اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اسے سجدہ تلاوت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ ابوداود کی روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی ہے' جسے امام ابوداود نے "عن رجل" کہا ہے۔ اسی علت کی بنا پر امام ابن خزیمہ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ (دیکھیے: صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۸۳' ۲۸۴) سنن ترمذی کی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ خالد الحذاء کا ابوالعالیہ سے سماع ثابت نہیں۔ (دیکھیے: سنن الترمذی' الصلاۃ' حدیث:۵۸۰) اور سنن ابن ماجہ کی روایت صحیح تو ہے لیکن وہ بھی مطلق سجدے کی دعا ہے' حدیث میں صراحت نہیں ہے کہ اسے سجدہ تلاوت میں پڑھا جائے لیکن امام ابن ماجہ نے اسے سجدۂ تلاوت کی دعا کے باب میں درج کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور صحیح مسلم کی روایت مطلق سجدے والی بھی حضرت علی سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مطلق سجدہ کے بارے میں مروی ہے۔ (دیکھیے: صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث:۷۷۱ اور سنن ابن ماجہ' اقامۃ الصلوات' حدیث:۱۰۵۴) سجدہ تلاوت کی صحیح دعا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اسے امام ترمذی' امام نووی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ نے حسن کہا ہے۔ (فتوحات ربانیہ: ۲/۲۷۶) امام ابن خزیمہ' ابن حبان' حاکم' ذہبی اور شیخ احمد شاکر رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی حسن کہا ہے۔ یہ دعا' ابتداء میں سجدۂ تلاوت کے احکام ومسائل میں درج ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں دوسری دعا ہی پڑھنا بہتر ہے۔ هذا ماعندی والله اعلم بالصواب.

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِيمَنْ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ بَعْدَ الصُّبْحِ (التحفة ٣٣٦)

باب:۸- جو شخص صبح کے بعد آیات سجدہ کی تلاوت کرے

١٤١٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الصَّبَّاحِ

۱۴۱۵- ابوتمیمہ ھجیمی کہتے ہیں کہ جب ہم قافلے

١٤١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٢٦ من حديث أبي داود به * أبوبحر عبدالرحمٰن بن عثمان ضعيف (تقريب)، ورواه أحمد: ٢/ ٢٤، ١٠٦ عن وكيع عن ثابت بن عمارة به بلفظ: "صليت مع رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان، فلا صلوٰة بعد الغداة حتى تطلع يعني الشمس"، وسنده حسن.

الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا أَبُو بَحْرٍ: حَدَّثَنا ثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ قال: لَمَّا بُعِثْنَا، الرَّكْبَ - قال أَبُو دَاوُدَ: يَعْني إِلَى الْمَدِينَةِ - قال: كُنْتُ أَقُصُّ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فأَسْجُدُ فِيهَا، فَنَهَانِي ابنُ عُمَرَ فَلَمْ أَنْتَهِ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ عَادَ فَقَالَ: إِنِّي صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ الله ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمانَ فَلَمْ يَسْجُدُوا حتَّىٰ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

والوں کے ساتھ مدینہ آئے تو میں نماز فجر کے بعد وعظ کیا کرتا تھا اور اس میں سجدۂ تلاوت کیا کرتا تھا۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو روکا' تین بار۔ مگر میں نہ رکا۔ پھر پلٹ کر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ یہ حضرات سجدہ نہ کرتے تھے' حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے اوقات مکروہ میں نماز تو یقیناً ناجائز ہے۔ مگر سجدۂ تلاوت نماز نہیں ہے۔ بنا بریں اوقاتِ مکروہہ میں سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(المعجم ٨) - [كِتَابُ الْوِتْرِ] (التحفة . . .)

وتر کے احکام ومسائل

تَفرِيعُ أَبوَابِ الْوِترِ

(المعجم ١) - باب اسْتِحْبَابِ الْوِتْرِ (التحفة ٣٣٧)

١٤١٦- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن زَكَرِيَّا، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمٍ، عن عَلِيٍّ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَاأَهْلَ الْقُرْآنِ! أَوْتِرُوا فإِنَّ الله وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

وتر کے فروعی احکام ومسائل

باب:١-وتر کے استحباب کا بیان

١٤١٦-سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔ بلاشبہ اللہ عزوجل وتر (اکیلا) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔“

١٤١٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح:٤٥٣، ٤٥٤، والنسائي، ح:١٦٧٦، ١٦٧٧، وابن ماجه، ح:١١٦٩ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال الترمذي: "حسن"، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ١/ ١٠٧ وغيره * أبوإسحاق عنعن.

فوائد ومسائل: ① [وتر] کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔ایک نماز وتر جس کی تعداد ایک' تین اور پانچ' ہے۔ یہ نماز اگرچہ نفل ہے مگر از حد اہم اور تاکیدی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سفر میں بھی اس کا التزام فرمایا کرتے تھے۔اس بنا پر بعض ائمہ اسے ''واجب'' کہتے ہیں۔اور دوسرا معنیٰ ''قیام اللیل اور تہجد'' ہے۔چونکہ وتر کا اصل وقت اور موقع یہی ہے۔اس لیے اسے ''وتر'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔مذکورہ بالا حدیث میں یہی دوسرا مفہوم متبادر ہے۔روایت میں اس کا اشارہ موجود ہے۔ ② یہ ارشاد ''اہل قرآن'' کو ہے اور تمام ہی مسلمان ''اہل قرآن'' ہیں مگر حفاظ اور علماء اس کے بالخصوص مخاطب ہیں۔

١٤١٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الْأَبَّارُ عن الأعمَشِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ - بِمَعْنَاهُ - زَادَ: فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: ما تَقُولُ؟ قال: «لَيْسَ لَكَ وَلَا لِأَصْحَابِكَ».

۱۴۱۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کی ہے اور مزید یہ اضافہ کیا ہے کہ ایک دیہاتی بولا' آپ کیا کہتے ہیں؟ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: یہ حکم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

١٤١٨- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ المَعْنَىٰ قالا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ حُذَافَةَ - قال أَبُو الْوَلِيدِ: الْعَدَوِيِّ - قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ الله تَعَالَىٰ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيما بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ».

۱۴۱۸- خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایک (مزید اضافی) نماز سے تمہاری مدد فرمائی ہے اور یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔یہ نماز وتر ہے اور اس کا وقت عشاء سے طلوع فجر کے درمیان مقرر فرمایا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صرف یہ الفاظ [وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ] ''اور یہ

١٤١٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر، ح: ١١٧٠ عن عثمان ابن أبي شيبة به * أبوعبيدة لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ٩٩٥.

١٤١٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في فضل الوتر، ح: ٤٥٢ عن قتيبة، وابن ماجه، ح: ١١٦٨ من حديث الليث بن سعد به، وسنده ضعيف، ولبعض الحديث شواهد، انظر نصب الراية: ٢/ ١١١، ومسند أحمد: ٦/ ٧، وأنوار السنن في تحقيق آثار السنن: ٥٨٤.

تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے'' ضعیف ہیں

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِيمَنْ لَمْ يُوتِرْ (التحفة ٣٣٨)

باب:٢- جو شخص وتر نہ پڑھے؟

١٤١٩- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَىٰ عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله الْعَتَكِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ فَمنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا».

١٤١٩- عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں' وتر حق ہے' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: ''ہم میں سے نہیں'' کا مطلب ہے' ہماری سنت اور طریقے پر نہیں۔

١٤٢٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى ابنِ حَبَّانَ، عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ - يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ - سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ - يُدْعَىٰ أَبَا مُحمَّدٍ - يَقُولُ: إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ. قالَ الْمُخْدَجِيُّ: فَرُحْتُ إِلَىٰ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عُبَادَةُ: كَذَبَ أَبُو مُحمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ الله

١٤٢٠- ابن محیریز سے مروی ہے کہ بنو کنانہ کے ایک شخص مخدجی نامی نے شام میں ایک شخص کو سنا جسے ابو محمد کہا جاتا تھا' وہ کہتا تھا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجی نے کہا کہ میں حضرت عبادہ بن صامت ؓ کے پاس گیا اور انہیں ابو محمد کی بات بتائی۔ تو حضرت عبادہ نے کہا: ابو محمد نے غلط کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''پانچ نمازیں ہیں جو اللہ نے بندوں پر فرض کی ہیں۔ جس نے انہیں ادا کیا اور ان کا حق ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے

١٤١٩ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٧ من حديث الفضل بن موسى به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٠٥، ٣٠٦ ※ أبو المنيب عبيدالله العتكي حسن الحديث إلا فيما أنكر عليه، وهذا الحديث مما أنكر عليه.

١٤٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصلوة، باب المحافظة على الصلوات الخمس، ح: ٤٦٢ من حديث مالك، وابن ماجه، ح: ١٤٠١ من حديث محمد بن يحيى بن حبان به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٢، ٢٥٣، وله شاهد تقدم، ح: ٤٢٥.

عَلَى الْعِبَادِ، فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

اللہ کے ذمے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ اور جس نے ان کو ادا نہ کیا تو ایسے شخص کے لیے اللہ کے ہاں کوئی عہد نہیں' چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کر دے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا کہ ''وتر'' فرض نمازوں کی طرح واجب نہیں ہیں اور یہی حال دیگر سنن کا ہے۔ مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ۔ ② ترک نماز کفر ہے۔ ایسا شخص بھی اللہ کی مشیت میں ہے' چاہے تو عذاب دے یا چاہے تو بخش دے۔ ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ٢٣) ''اللہ جو کرے اس کا سوال نہیں ہو سکتا' پوچھ گچھ بندوں سے ہوگی۔''

(المعجم ٣) - بَابٌ: كَمِ الْوِتْرُ؟ (التحفة ٣٣٩)

باب: ٣- وتر میں کتنی رکعات ہیں؟

١٤٢١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا «مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوِتْرُ رَكعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

١٤٢١- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نے نبی ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس طرح' دو دو رکعت۔ اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخر میں۔''

١٤٢٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنا قُرَيْشُ بنُ حَيَّانَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ وائِلٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قال: قال رَسُولُ الله

١٤٢٢- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر نماز ہر مسلمان پر حق ہے' چنانچہ جو پانچ پڑھنا چاہے' پڑھ لے۔ اور جو تین پڑھنا چاہے' پڑھ لے۔ اور جو ایک پڑھنا چاہے' وہ ایک پڑھ لے۔''

١٤٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب صلوة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٤٩ من حديث عبدالله بن شقيق به.

١٤٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على الزهري في حديث أبي أيوب في الوتر، ح: ١٧١٢، وابن ماجه، ح: ١١٩٠ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٠٢، ووافقه الذهبي.

ﷺ: «الْوِتْرُ حَقٌّ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

فائدہ: مذکورہ بالا روایات میں وتر کی تعداد ایک' تین' پانچ کا ذکر ہے' جبکہ صحیح مسلم' سنن ابن ماجہ اور سنن النسائی میں سات' نو اور گیارہ رکعت کا ذکر بھی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' حدیث: ۷۳۶' ۷۳۷' ۷۳۸ و سنن النسائی' قیام اللیل' حدیث: ۱۶۹۷' ۱۶۹۸' ۱۷۰۵' ۱۷۰۷' ۱۷۱۰ و سنن ابن ماجہ' إقامة الصلوات' حدیث: ۱۱۹۰' ۱۱۹۱' ۱۱۹۲) ہمارے ہاں اکثر لوگ تین وتر پڑھتے ہیں اور وہ بھی سنت کے خلاف اور ایک رکعت وتر کو صحیح نہیں سمجھتے اور ایک وتر پڑھنے والے کو بھی اچھا خیال نہیں کرتے' حالانکہ ایک رکعت وتر حدیث رسول سے ثابت ہے۔ تین رکعت وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت وتر الگ پڑھا جائے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ' حدیث: ۱۱۷۷) تاہم ایک سلام کے ساتھ درمیان میں تشہد کیے بغیر بھی جائز ہے۔ درمیان میں تشہد بیٹھنے سے نماز مغرب سے مشابہت ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز مغرب کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطنی: ۲/۲۵' ۲۷ و صحیح ابن حبان' حدیث: ۶۸۰)

(المعجم ٤) - باب مَا يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٣٤٠)

باب: ۴- نماز وتر میں قراءت

١٤٢٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ الأَبَّارُ؛ ح: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ ابْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنِ الأَعْمَشِ، عَن طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِالرَّحْمَٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أَبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَىٰ، وَقُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا، وَاللهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ.

۱۴۲۳- حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ، قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْن اور قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَد﴾ پڑھا کرتے تھے۔

١٤٢٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ١١٧١ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٧٦، ٦٧٧، رواه جماعة عن زبيد به، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٠٥، ٢/ ٥٢٠ وغيره.

١٤٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا خُصَيْفٌ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ جُرَيْجٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ الله ﷺ؟ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. قال: «وفي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ الله أَحَدٌ وَالمُعَوِّذَتَيْنِ».

۱۴۲۴-عبدالعزیز بن جریج کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور کہا: ”تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَاللّٰه أحد﴾ اور ”معوذتین“ (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرتے تھے۔“

(المعجم ٥) - باب الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ (التحفة ٣٤١)

باب:۵- نماز وتر میں دعائے قنوت کا بیان

١٤٢٥- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن أبي إِسْحَاقَ، عن بُرَيْدِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن أبي الْحَوْرَاءِ قال: قال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: عَلَّمَنِي رَسُولُ الله ﷺ كلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ في الْوِتْرِ. - قال ابنُ جَوَّاسٍ: في قُنُوتِ الْوِتْرِ - «اللَّهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وعَافِنِي فِيمَن عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

۱۴۲۵-ابواسحاق نے برید بن ابی مریم سے انہوں نے ابوالحوراء سے روایت کی کہ جناب حسن بن علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات تعلیم فرمائے جنہیں میں وتر میں کہا کروں۔ (استاد) ابن جوّاس کے لفظ ہیں: ”میں انہیں وتر کے قنوت میں پڑھا کروں۔“ اور وہ یہ ہیں: [اَللّٰهُمَّ ! اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ، اِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، وَ اِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَن وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّمَنْ عَادَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ] ”اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ ہدایت دے۔ اور جن کو تو نے عافیت دی ہے مجھے بھی ان کے ساتھ عافیت دے

١٤٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الوتر، باب ماجاء ما يقرأ في الوتر، ح: ٤٦٣، وابن ماجه، ح: ١١٧٣ من حديث محمد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وسنده ضعيف ✽ خصيف ضعيف مشهور، وللحديث شواهد دون قوله: "والمعوذتين".

١٤٢٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب الدعاء في الوتر، ح: ١٧٤٦ عن قتيبة به، وحسنه الترمذي، ح: ٤٦٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٩٥، ١٠٩٦.

(یعنی ہر قسم کی برائیوں اور پریشانیوں وغیرہ سے۔) اور جن کا تو والی (دوست اور محافظ) بنا ہے ان کے ساتھ میرا بھی والی بن۔ اور جو نعمتیں تو نے عنایت فرمائی ہیں ان میں مجھے برکت دے۔ اور جو فیصلے تو نے فرمائے ہیں ان کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔ بلاشبہ فیصلے تو ہی کرتا ہے' تیرے مقابلے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور جس کا تو والی اور محافظ ہو وہ کہیں ذلیل نہیں ہوسکتا۔ اور جس کا تو مخالف ہو وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا' بڑی برکتوں (اور عظمتوں) والا ہے تو اے ہمارے رب! اور بہت بلند و بالا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قنوت کے کئی معانی ہیں یعنی اطاعت' خشوع' نماز' دعا' عبادت' قیام' طول قیام اور سکوت۔ اور نماز وتر میں بمعنی دعا ہے۔ ② امام ترمذی فرماتے ہیں کہ قنوت کی دعاؤں میں اس سے بڑھ کر عمدہ دعا نبی ﷺ سے مروی نہیں ہے۔ ③ اس دعا کے پانچویں جملے [وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ] کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام تر فیصلے حق اور خیر ہی ہوتے ہیں۔ مگر انسانوں یا مخلوق کے اپنے تأثر یا اعتبار سے' ان کے اپنے حق میں برے یا شر سمجھے جاتے ہیں' ورنہ ان کا صدور فی نفسہ خیر ہی پر مبنی ہوتا ہے۔ ④ دعا کے آخر میں [رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ] کے بعد [نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ اِلَيْكَ] کے الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہیں' لہٰذا انہیں دوران دعا میں نہیں پڑھنا چاہیے۔ ⑤ دعا کے آخر میں (صلی اللہ علی النبی محمد) کے الفاظ صرف سنن النسائی کی روایت میں ہیں لیکن حافظ ابن حجر' امام قسطلانی اور امام زرقانی ؒ نے ان الفاظ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تاہم ان الفاظ کو دعا کے آخر میں پڑھ لینے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ ابوحلیمہ معاذ انصاری کے بارے میں ہے کہ وہ قنوت وتر میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم' از إسماعیل القاضی' رقم:۱۰۷) اور یہ واقعہ حضرت عمر ؓ کے دور کا ہے۔ اس اثر کو حافظ ابن حجر اور شیخ البانی ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صفۃ صلاۃ النبی:۱۸۰) اسی طرح حضرت ابی بن کعب ؓ کے بارے میں ہے کہ وہ بھی قنوت وتر میں نبی کریم ﷺ پر درود و صلوۃ پڑھا کرتے تھے۔ اس اثر کی سند بھی صحیح ہے' اسے امام ابن خزیمہ ؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: (صفۃ صلاۃ النبی ﷺ' ص:۱۸۰) ⑥ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] کے الفاظ کی بابت بعض علمائے محققین نے لکھا ہے کہ یہ الفاظ صرف سنن بیہقی میں ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ الفاظ سنن ابو داود کے بعض نسخوں میں نہیں ہیں۔ تاہم سنن ابو داود کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو: سنن ابو داود مطبوعہ دارالسلام اور مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت' وغیرہ۔

١٤٢٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ في آخِرِهِ قالَ: هَذَا يَقُولُ في الْوِتْرِ في الْقُنُوتِ وَلَمْ يَذْكُرْ: أَقُولُهُنَّ في الْوِتْرِ.

أَبُو الْحَوراءِ رَبِيعَةُ بنُ شَيْبَانَ.

۱۴۲۶- ابواسحاق نے اپنی سند سے مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ اسے وتر کے قنوت میں کہے اور یہ جملہ نہیں کہا کہ میں انہیں وتر میں کہوں۔

ابوالحوراء کا نام ربیعہ بن شیبان ہے۔

١٤٢٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ في آخِرِ وِتْرِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

۱۴۲۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتر کے آخر میں یہ کہا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچتے ہوئے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیرے مؤاخذے سے بچتے ہوئے تیرے عفو وکرم کی پناہ لیتا ہوں۔ میں تجھ سے (یعنی تیرے غیظ وغضب سے) تیری (رحمت کی) امان چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریفیں شمار نہیں کرسکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی صفات بیان فرمائی ہیں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: هِشَامٌ أَقْدَمُ شَيْخٍ لِحَمَّادٍ، وَبَلَغَني عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قالَ: لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ہشام' حماد کے قدیم ترین استاذ ہیں۔ اور یحییٰ بن معین سے مروی ہے کہ ان (ہشام) سے سوائے حماد بن سلمہ کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عِيسَى بنُ يُونُسَ عن سَعِيدِ بنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن

امام ابوداود نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے سعید بن ابی عروبہ سے' انہوں نے قتادہ سے' انہوں نے سعید بن

١٤٢٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٤٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الوتر، ح: ٣٥٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح: ١٧٤٨، وابن ماجه، ح: ١١٧٩.

سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى، عن أبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَنَتَ - يَعْني في الْوِتْرِ - قَبْلَ الرُّكُوعِ.

عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ یعنی وتر میں۔

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ عِيسَى بنُ يُونُسَ هٰذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عن فِطْرِ بنِ خَلِيفَةَ، عن زُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أَبْزَىٰ، عن أَبِيهِ، عن أُبَيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: عیسیٰ بن یونس نے یہ حدیث بھی فطر بن خلیفہ سے انہوں نے زبید سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کے مثل روایت کی ہے۔

وَرُوِيَ عن حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ عن مِسْعَرٍ، عن زُبَيْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أَبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَنَتَ في الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

اور حفص بن غیاث سے مروی ہے وہ مسعر سے وہ زبید سے وہ سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

قال أبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ رَوَاهُ يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَىٰ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا ذَكَرَ أُبَيًّا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ کی (مذکورہ بالا) روایت جو انہوں نے قتادہ سے روایت کی ہے اس کو یزید بن زریع نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے عزرہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے مگر اس میں قنوت کا ذکر کیا نہ ابی بن کعب کا۔ (یعنی مرسل ہے۔)

قال أَبُودَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَبْدُ الأَعْلَىٰ وَمُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ - وَسَمَاعُهُ بِالْكُوفَةِ - مَعَ عِيسَى بنِ يُونُسَ وَلَمْ يَذْكُرُوا الْقُنُوتَ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيضًا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ وَشُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، لَمْ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس کو عبدالاعلیٰ اور محمد بن بشر عبدی نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ان (محمد بن بشر) کا سماع عیسیٰ بن یونس کے ساتھ کوفہ میں ثابت ہے۔ انہوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کو ہشام دستوائی اور شعبہ نے بھی قتادہ سے روایت کیا ہے اور ان

يَذْكُرا الْقُنُوتَ.

دونوں نے قنوت کا ذکر نہیں کیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ زُبَيْدٍ رَوَاهُ سُلَيْمانُ الأَعمَشُ وَشُعْبَةُ وَعَبْدُ المَلِكِ ابنُ أبي سُلَيْمانَ وَجَرِيرُ بنُ حَازِمٍ، كُلُّهُمْ عن زُبَيْدٍ، لَمْ يَذْكُرْ أَحَدٌ مِنْهُمُ القُنُوتَ إِلَّا مَا رُوِيَ عن حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ عن مِسْعَرٍ، عن زُبَيْدٍ فإِنَّهُ قالَ فِي حَدِيثِهِ: إنَّهُ قَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

امام ابوداود نے کہا: اور حدیث زبید کو سلیمان اعمش' شعبہ' عبدالملک بن ابی سلیمان اور جریر بن حازم سبھی نے زبید سے روایت کیا ہے' مگر ان میں سے کسی نے بھی قنوت کا ذکر نہیں کیا سوائے حفص بن غیاث کے جسے انہوں نے بواسطہ مسعر' زبید سے روایت کیا ہے کہ ''آپ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالمَشْهُورِ مِنْ حَدِيث حَفْصٍ، نَخَافُ أن يَكُونَ عن حَفصٍ عن غَيْرِ مِسْعَرٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ حفص کی یہ حدیث مشہور نہیں ہے' اندیشہ ہے کہ مسعر کے علاوہ کسی اور سے روایت ہوگی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: يُرْوَىٰ أَنَّ أُبَيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي النِّصْفِ مِنْ رَمَضَانَ.

ابوداود کہتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نصف رمضان میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① دعائے قنوت وتر کی بابت حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعائے قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔'' دیکھیے: (سنن النسائی قیام اللیل' حدیث:۱۷۰۰ و سنن ابن ماجه' إقامة الصلاة' حدیث:۱۱۸۲) نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل مذکور ہے کہ یہ قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۹۷) واضح رہے کہ مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ وتروں میں دعائے قنوت قبل از رکوع ہو' البتہ قنوت نازلہ بالخصوص رکوع کے بعد ہی ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء دعائے قنوت وتر رکوع کے بعد پڑھنے کے قائل ہیں اور وہ بھی جائز ہے۔ لیکن علمائے محققین حافظ ابن حجر' شیخ البانی رحمہما اللہ' صاحب مرعاۃ مولانا عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ' حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ اور دیگر علماء نے قنوت وتر قبل از رکوع والی روایات کو زیادہ صحیح کہا ہے اور انہیں بعد از رکوع والی روایات پر ترجیح دی ہے۔ جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر رکوع سے قبل پڑھی جائے۔ (واللہ اعلم) ② دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے۔ تاہم مصنف ابن ابی شیبہ میں کچھ آثار ملتے ہیں' جن میں صرف ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ ہے۔ دیکھیے: (مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۱۰۱) بعض علماء کے نزدیک ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر' دونوں طریقوں سے قنوت وتر پڑھنا صحیح ہے۔ تاہم ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا اس لیے راجح ہے کہ

ایک تو قنوتِ نازلہ میں نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھانا ثابت ہے' تو اس پر قیاس کرتے ہوئے قنوتِ وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے صحیح ہوں گے۔ دوسرے بعض صحابہ سے قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے۔ ③ عام دعا کے اختتام پر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا گو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مگر بعض صحابہ' مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے یہ عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (الادب المفرد' حدیث:٦٠٩) اس لیے اس کا جواز ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص دعائے قنوت کے بعد اپنے ہاتھ منہ پر نہیں پھیرتا' تو اس کا یہ عمل صحیح ہے' کیونکہ اس کا ثبوت صحابہ ؓ سے بھی نہیں ملتا۔

١٤٢٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أنبأنا هِشَامٌ عن مُحمَّدٍ عن بَعْضِ أَصْحَابِهِ: أَنَّ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ أَمَّهُمْ يَعْني في رَمَضَانَ وكانَ يَقْنُتُ في النِّصْفِ الآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

١٤٢٨- محمد بن سیرین اپنے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب ؓ نے ان کی رمضان میں امامت کرائی اور وہ رمضان کے نصف آخر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

١٤٢٩- حَدَّثَنا شُجَاعُ بنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن الْحَسَنِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا في النِّصْفِ البَاقِي. فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّىٰ في بَيْتِهِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ: أَبَقَ أُبَيٌّ.

١٤٢٩- حضرت عمر بن خطاب ؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب ؓ پر جمع فرما دیا۔ وہ انہیں بیس رات نماز پڑھاتے تھے اور قنوت نہ کرتے تھے' مگر نصف اخیر میں قنوت کرتے تھے۔ اور جب آخری عشرہ آ جاتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اور اپنے گھر میں پڑھتے تھے تو لوگ کہتے کہ ابی بھاگ گئے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ الَّذِي ذُكِرَ في الْقُنُوتِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهٰذَانِ الْحَدِيثَانِ يَدُلَّانِ عَلَى ضُعْفِ حَدِيثِ أُبَيٍّ؛

امام ابوداود کہتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ قنوت کے بارے میں جو ذکر ہوا وہ صحیح نہیں ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں حضرت ابیّ سے مروی اس حدیث کے ضعیف

١٤٢٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٨ من حديث أبي داود به، قال العيني: "فيه مجهولٌ" (شرح سنن أبي داود: ٥/ ٣٤٢، ح: ١٣٩٨)، ومراده بذلك "بعض أصحابه".

١٤٢٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٤٩٨ من حديث أبي داود به، وقال العيني: "فيه انقطاعٌ، فإن الحسن لم يدرك عمر بن الخطاب" (شرح سنن أبي داود: ٥/ ٣٤٣، ح: ١٣٩٩)، وقال: قال النووي في الخلاصة: "الطريقان ضعيفان".

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ.

ہونے کی دلیل ہیں جس میں ہے کہ نبی ﷺ وتر میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْوِتْرِ** (التحفة ٣٤٢)

باب:٦-وتروں کے بعد کی دعا

١٤٣٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ أبي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عن الأَعْمَشِ، عن طَلْحَةَ الْأَيَامِيِّ، عن ذَرٍّ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى، عن أبِيهِ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قال: «سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوسِ».

۱۴۳۰- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر سے سلام پھیرتے تو کہتے [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] ”پاک ہے وہ ذات جو حاکم مطلق ہے اور ہر اعتبار سے پاک ہے۔“

فائدہ: سنن نسائی (باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، حديث:۱۷۳۳) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ الفاظ تین بار کہتے اور آخری بار آواز بلند کرتے۔ نیز سنن دار قطنی کی صحیح روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حدیث میں مذکور الفاظ تین مرتبہ پڑھنے کے بعد بآواز بلند یہ الفاظ بھی پڑھتے [رَبُّ المَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] (سنن الدارقطنی: ۳۰/۲، حديث:۱۶۴۴)

١٤٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ سَعِيدٍ عن أبي غَسَّانَ مُحمَّدِ بنِ مُطَرِّفٍ المَدَنِيِّ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عَنْ أبي سَعِيدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّهِ إِذَا ذَكَرَهُ».

۱۴۳۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے وتر پڑھنے سے سو جائے (اور نہ پڑھ سکے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے۔“

١٤٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قيام الليل، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، ح: ١٧٣٥ من حديث سعيد بن عبدالرحمٰن به.

١٤٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينسى، ح: ٤٦٥، وابن ماجه، ح: ١١٨٨ من طريق آخر عن زيد بن أسلم به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٠٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ١١٧٨، ١٩٨١، ومسلم، ح: ٧٢١ وغيرهما.

فائدہ : یہ حدیث اس باب سے متعلق نہیں ہے۔شاید یہاں باب اوراس کا عنوان سہواً رہ گیا ہے۔(عون المعبود) بہر حال اس حدیث میں وتر کی اہمیت کا اثبات ہے کہ اگر وہ سوتے رہ جانے سے یا بھول جانے کی وجہ سے رہ جائے تو یاد آنے اور جاگنے کے بعد اسے پڑھ لے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی قضا بھی ضروری ہے اور اس حدیث کی رُو سے اسے فجر کی نماز سے پہلے یا نماز فجر کے بعد پڑھ لیا جائے' کیونکہ مکروہ اوقات میں قضا شدہ نماز کی قضا جائز ہے۔ایک دوسری رائے اس سلسلے میں یہ ہے کہ وتر اپنے وقت میں نہ پڑھے جاسکیں تو پھر انہیں پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اس موقف کی تائید میں بھی بعض روایات آتی ہیں۔لیکن بعض علماء کے نزدیک یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو عمداً وتر چھوڑ دیں۔دیکھیے: (حاشیہ ترمذی' احمد محمد شاکر' ج:۲' ص:۳۳۳) اور بعض روایات میں نبی ﷺ کا یہ عمل بیان ہوا ہے کہ اگر کبھی نیند یا بیماری کی وجہ سے آپ کا قیام اللیل رہ جاتا' تو آپ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعت پڑھتے۔دیکھیے: (صحیح مسلم' صلاۃ المسافرین' باب:۱۸' حدیث:۷۴۶) اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وتر رہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا جفت کی شکل میں دے' یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت' تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے۔لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہوگا' عام شخص کیلئے وتروں کی قضا' وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔واللہ اعلم۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ (التحفة ٣٤٣)

باب:۷-سونے سے پہلے وتر پڑھنا

١٤٣٢- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّىٰ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ عن قَتَادَةَ، عن أبي سَعِيدٍ - مِنْ أَزْدِشَنُوءَةَ - عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ في سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ: رَكْعَتَي الضُّحَىٰ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلَىٰ وِتْرٍ.

۱۴۳۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی' میں انہیں سفر وحضر میں نہیں چھوڑتا' چاشت کی دو رکعتیں' ہر مہینے میں تین روزے اور یہ کہ وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں۔

فائدہ: جس شخص کو سو جانے کے بعد فجر تک سوئے رہ جانے کا اندیشہ ہوا سے سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہییں۔

١٤٣٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ

۱۴۳۳-حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

١٤٣٢ـ تخريج: [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح:١١٧٨، ١٩٨١، ومسلم، ح:٧٢١ وغيرهما.

١٤٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥١ عن أبي اليمان به، والسند معلل * صفوان سمعه من ◀◀

نَجْدَةَ: حَدَّثَنا أَبُو الْيَمانِ عن صَفْوَانَ بْنِ عَمرٍو، عنْ أَبي إِدْرِيسَ السَّكُونِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبي الدَّرْدَاءِ قال: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَا أَدَعُهُنَّ بِشَيْءٍ، أَوْصَانِي بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كلِّ شَهْرٍ، وَلَا أَنَامُ إِلَّا عَلى وِتْرٍ، وَبِسُبْحَةِ الضُّحَىٰ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ.

میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی، میں انہیں کسی صورت نہیں چھوڑتا۔ مجھے وصیت فرمائی کہ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھوں، وتر پڑھ کر سویا کروں اور ضحیٰ کے نفل پڑھوں سفر اور حضر میں۔

فوائد ومسائل: ① شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس روایت میں [فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ] ''سفر، حضر میں'' کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ ② یہ حضرات یقیناً تہجد گزار تھے مگر بموجب وصیت رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے وتر پڑھا کرتے تھے۔ ③ ان احادیث میں کام کاج والے اور طلبۂ علم کے لیے تسہیل وترغیب ہے کہ رات کے پہلے حصے میں قیام اللیل کرلیا کریں۔

١٤٣٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحمَدَ بنِ أَبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أَبي قَتَادَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِأَبي بَكْرٍ: «مَتَىٰ تُوتِرُ؟» قال: أُوتِرُ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَقال لِعُمَرَ: «مَتَىٰ تُوتِرُ؟» قال: أُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لِأَبي بَكْرٍ: «أَخَذَ هٰذَا بِالْحَزْمِ» وقال لِعُمَرَ: «أَخَذَ هٰذَا بِالْقُوَّةِ».

۱۴۳۴- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟'' انہوں نے کہا: میں رات کے اوّل حصے میں پڑھتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں رات کے آخری حصے میں پڑھتا ہوں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ''اس نے احتیاط کو اختیار کیا ہے۔'' اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اس نے عزم و قوت کو اختیار کیا ہے۔''

فائدہ: انسان کو ہمیشہ اعتماد والا عمل اختیار کرنا چاہیے۔ اگر آخر رات میں اٹھنا مشکل محسوس ہوتا ہو تو سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے چاہییں اور صبح کو اٹھ کر تہجد پڑھ لے، وتر دہرانے کی ضرورت نہیں۔

◄◄ بعض المشيخة عن أبي إدريس كما في مسند أحمد، وحديث مسلم: ٧٢٢ يغني عن هذا الحديث.

١٤٣٤ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ١٣٢٩، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٨٤ من حديث يحيى بن إسحاق به.

(المعجم ٨) - **بَابٌ: فِي وَقْتِ الْوِتْرِ** (التحفة ٣٤٤)

باب:٨- نمازِ وتر کا وقت

١٤٣٥- **حَدَّثنا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أبُو بَكْرِ بنُ عَيَّاشٍ عن الأَعْمَشِ، عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ قال: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَتَى كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ الله ﷺ؟ قَالَتْ: كلَّ ذَلِكَ قَدْ فَعَلَ: أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَوَسَطَهُ وَآخِرَهُ، وَلَكِنِ انْتَهَى وِتْرُهُ - حِينَ مَاتَ - إِلَى السَّحَرِ.

۱۴۳۵-مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کس وقت وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ نے سب ہی اوقات میں وتر پڑھے ہیں۔ رات کے شروع میں‘ درمیان میں اور آخر میں بھی۔ لیکن آخری زندگی میں آپ کے وتر سحر کے وقت ہونے لگے تھے۔

فائدہ: نمازِ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے۔ اور وتروں کا سحر (صبح صادق سے پہلے) تک۔

١٤٣٦- **حَدَّثنا** هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي زَائِدَةَ قال: حَدَّثَني عُبَيْدُ الله ابنُ عُمَرَ عن نَافِعٍ، عن بنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «بَادِرُوا الصُّبْحَ بالْوِتْرِ».

۱۴۳۶-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبح ہونے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔“

فائدہ: رات کو وتر رہ جائیں تو فجر صادق کے بعد پڑھے جاسکتے ہیں۔

١٤٣٧- **حَدَّثَنا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي قَيْسٍ قال: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن وِتْرِ رَسُولِ الله ﷺ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ مِنْ آخِرِهِ،

۱۴۳۷-جناب عبداللہ بن ابی قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے متعلق پوچھا‘ تو انہوں نے کہا: کبھی تو آپ رات کے پہلے حصے میں پڑھ لیتے تھے اور کبھی رات کے آخر میں۔ میں نے آپ کی قراءت کے بارے میں

١٤٣٥ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوٰة المسافرين، باب صلوٰة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل . . . الخ، ح: ٧٤٥ من حديث الأعمش به.

١٤٣٦ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في مبادرة الصبح بالوتر، ح: ٤٦٧ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن صحيح"، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٧٥٠ في صحيحه.

١٤٣٧ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلوٰة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ٤٤٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٣٠٧.

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَتُهُ؟ أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قالَتْ: كلَّ ذٰلِكَ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ، وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ.

پوچھا کہ کیا آپ خاموشی سے پڑھتے تھے یا بلند آواز سے؟ انہوں نے کہا: آپ ہر طرح کر لیتے تھے‘ کبھی خاموشی سے پڑھتے اور کبھی بلند آواز سے۔ اور کبھی غسل کر کے سو جاتے اور کبھی وضو کر کے سو رہتے۔

قال أبُودَاوُدَ: [و] قال غَيْرُ قُتَيْبَةَ: تَعْني في الْجَنَابَةِ.

امام ابوداود نے کہا‘ قتیبہ کے علاوہ دوسرے راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ کا اشارہ غسل جنابت کی طرف تھا۔

١٤٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله: حَدَّثَني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُم بِاللَّيْلِ وِتْرًا».

۱۴۳۸- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی رات کی آخری نماز وتر کو بناؤ۔“

فوائد ومسائل: ① جسے یقین ہو کہ وہ صبح سے پہلے اٹھ سکتا ہے تو وہ اس ارشاد پر عمل کر کے فضیلت کا ثواب حاصل کرے۔ ورنہ سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی رخصت معلوم ہے‘ جیسے کہ پیچھے گزرا۔ ② اس حدیث سے استدلال کر کے کہا گیا ہے کہ وتر پڑھنے کے بعد کوئی نفلی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے‘ کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ثابت ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي نَقْضِ الْوِتْرِ (التحفة ٣٤٥)

باب:۹- وتر توڑنے کا مسئلہ

١٤٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا مُلَازِمُ ابنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بَدْرٍ عن قَيْسِ بنِ طَلْقٍ قال: زَارَنَا طَلْقُ بنُ عَلِيٍّ في يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، وَأَمْسَى عِنْدَنَا وَأَفْطَرَ،

۱۴۳۹- قیس بن طلق بیان کرتے ہیں کہ حضرت طلق بن علی ؓ رمضان میں ایک دن ہمارے ہاں آئے اور ہمارے ہی ہاں شام کی اور افطار کیا‘ اور پھر ہمیں اس رات نماز پڑھائی اور وتر بھی پڑھائے‘ پھر اپنی مسجد کی

١٤٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوتر، باب: ليجعل آخر صلٰوته وترًا، ح: ٩٩٨، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب صلٰوة الليل مثنٰى مثنٰى والوتر ركعة من آخر الليل، ح: ٧٥١ من حديث يحيى القطان به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٠.

١٤٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلٰوة، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧٠، والنسائي، ح: ١٦٨٠ من حديث ملازم بن عمرو به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٠١، وابن حبان، ح: ٦٧١.

ثُمَّ قَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدِهِ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ، حَتَّى إِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ: أَوْتِرْ بِأَصْحَابِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ».

طرف چلے گئے اور وہاں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ اور جب وتر باقی رہے تو ایک شخص کو آگے کر دیا اور کہا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ' بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے ''ایک رات میں دو وتر نہیں۔'' (یعنی دوبارہ وتر نہیں۔)

فائدہ: کچھ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ اگر انسان نے عشاء کے وقت وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر جب وہ تہجد کے لیے اٹھے تو پہلے ایک رکعت پڑھے تاکہ پہلے کی پڑھی ہوئی نماز وتر جفت بن جائے۔ بعدازاں اپنی نماز پڑھتا رہے اور پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے' تاکہ اس ارشاد پر عمل ہو جائے جس میں ہے کہ ''اپنی رات کی نماز کا آخری حصہ وتر کو بناؤ۔'' مگر راجح یہی ہے کہ وتر کو نہ توڑا جائے کیونکہ اس بارے میں مروی روایت ضعیف ہے۔ [گویا پڑھے ہوئے وتر کو توڑ کر جفت بنانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس لیے جو شخص تہجد کا عادی نہ ہو' اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ وتر عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لے۔ پھر اگر اسے تہجد کے وقت اٹھنے کا موقع مل جائے' تو وہ دو دو رکعت کر کے نمازِ تہجد پڑھ لے' آخر میں اسے وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔]

(المعجم ١٠) - بَابُ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٣٤٦)

باب:١٠- عام نمازوں میں قنوت پڑھنا

فائدہ: اس سے مراد ایسی دعا ہے جو مسلمانوں اور امت سے متعلق ہو' مثلاً اسلام اور مسلمانوں کے لیے نصرت' مجاہدین کے لیے ثابت قدمی اور کامیابی' یا کسی وبا اور مصیبت عامہ سے نجات کی دعا' یا کفار کے لیے بددعا۔ اسے اصطلاحاً ''دعائے قنوتِ نازلہ'' کہتے ہیں۔ اسے پانچوں فرض نمازوں میں حسب ضرورت آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھا جا سکتا ہے۔ امام جہری (بلند) آواز میں دعا پڑھے اور مقتدی آمین کہیں۔ امام حسب احوال دعا کرائے۔ جہاں نام لینے کی ضرورت ہو نام بھی لے سکتا ہے۔ اس دعائے قنوت نازلہ میں دوام نہیں ہے۔

١٤٤٠- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ قال:

١٤٤٠- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سی نماز پڑھاؤں گا۔ چنانچہ وہ نماز ظہر' عشاء اور فجر کی آخری رکعت میں قنوت پڑھتے تھے' مومنین کے

١٤٤٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات إذا نزلت بالمسلمين نازلة ... الخ، ح:٦٧٦ من حديث معاذ بن هشام، والبخاري، الأذان، باب:١٢٦، ح:٧٩٧ من حديث هشام الدستوائي به.

وَالله! لَأُقَرِّبَنَّ بِكُم صَلَاةَ رَسُولِ الله ﷺ، قالَ: فَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ في الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ منْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، وَصَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكَافِرِينَ.

لیے دعا کرتے اور کفار پر لعنت۔

١٤٤١- حَدَّثَنا أَبُوالْوَلِيدِ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ؛ ح: وحدثنا ابنُ مُعَاذٍ: حدثني أبِي قَالُوا كُلُّهُمْ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن الْبَرَاءِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ في صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۴۴۱- حضرت براء ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔

قالَ أَبُودَاوُدَ: زَادَ ابنُ مُعَاذٍ: وَصَلَاةِ المَغْرِبِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن معاذ نے مزید کہا کہ نماز مغرب میں بھی۔

١٤٤٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَنَتَ رَسُولُ الله ﷺ في صَلَاةِ الْعَتَمَةِ شَهْرًا، يَقُولُ في قُنُوتِهِ: «اللَّهُمَّ! نَجِّ الْوَلِيدَ بنَ الْوَلِيدِ، اللَّهُمَّ! نَجِّ سَلَمَةَ بنَ هِشَامٍ، اللَّهُمَّ! نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللَّهُمَّ! اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى

۱۴۴۲- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ اپنے قنوت میں یہ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ ضعیف مومنین کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلۂ مضر پر اپنی سزا سخت کر دے۔ اے اللہ! ان پر قحط مسلط کر دے جیسا کہ قوم یوسف پر آیا تھا۔'' حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ ایک دن آپ نے دعا نہ کی تو میں

١٤٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات . . . الخ، ح: ٦٧٨ من حديث شعبة به.

١٤٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٦٧٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وانظر الحديث السابق.

مُضَرَ، اللَّهُمَّ! اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ». قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَأَصْبَحَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فلَمْ يَدْعُ لَهُمْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا!».

نے آپ سے پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''کیا دیکھتے نہیں کہ وہ آ گئے ہیں۔''

١٤٤٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنا ثَابِتُ بنُ يَزِيدَ عن هِلَالِ ابنِ خَبَّابٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قَنَتَ رَسُولُ الله ﷺ شَهْرًا مُتَتَابِعًا في الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ في دُبُرِ كلِّ صَلَاةٍ إِذَا قالَ: «سَمِعَ الله لِمَنْ حَمِدَهُ» مِنَ الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْم: عَلَىٰ رِعْلٍ وَذَكْوانَ وَعُصَيَّةَ، وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ.

١٤٤٣- جناب عکرمہ سے حضرت ابن عباس ؓ کا یہ بیان منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ متواتر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے ''سمع اللّٰہ لمن حمدہ'' کہنے کے بعد بنو سُلَیم میں سے رِعل' ذکوان اور عُصَیّہ کے قبائل پر بددعا کرتے تھے اور آپ کے پیچھے والے آمین کہتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سری نمازوں میں بھی قنوت' جہری (بلند آواز سے) پڑھا جائے گا اور مقتدی آمین کہیں گے۔
② رِعل' ذکوان اور عُصَیّہ وہ قبائل ہیں جنہوں نے اصحابِ بئر معونہ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا تھا۔

١٤٤٤- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن مُحمَّدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ سُئِلَ: هَلْ قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ في صَلَاةِ الصُّبْحِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ قال: بَعْدَ الرُّكُوعِ. - قال مُسَدَّدٌ: - بِيَسِيرٍ.

١٤٤٤- حضرت انس بن مالک ؓ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پوچھا گیا: رکوع سے پہلے یا بعد؟ کہا: رکوع کے بعد۔

مسدد کی روایت میں ہے کہ...... تھوڑی مدت تک۔

١٤٤٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠١ من حديث ثابت بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٦١٨، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٢٥، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الدارقطني: ٢/ ٣٧، ح: ١٦٧١ وغيره.

١٤٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوتر، باب القنوت قبل الركوع وبعده، ح: ١٠٠١ عن مسدد، ومسلم، المساجد، باب استحباب القنوت في جميع الصلوات ... الخ، ح: ٦٧٧/ ٢٩٨ من حديث أيوب السختياني به.

١٤٤٥- حَدَّثَنا أَبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَنَسِ بنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهُ.

۱۴۴۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مہینے تک قنوت پڑھی' پھر چھوڑ دی۔

١٤٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ: حَدَّثَني مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ قَامَ هُنَيَّةً.

۱۴۴۶- جناب محمد بن سیرین کہتے ہیں مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تھی کہ جب آپ نے دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے۔(قنوت کے لیے)

(المعجم ١١) - باب فَضْلِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٣٤٧)

باب:۱۱-گھر میں نفل پڑھنے کی فضیلت

١٤٤٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله البَزَّازُ: حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعْني ابنَ سَعِيدِ بنِ أبي هِنْدٍ، عن أبي النَّضْرِ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قال: احْتَجَرَ رَسُولُ الله ﷺ في المَسْجِدِ حُجْرَةً، فَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَخْرُجُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُصَلِّي فِيهَا - قال: - فَصَلَّوْا مَعَهُ بِصَلَاتِهِ يَعْني رِجَالًا، وكَانُوا يَأْتُونَهُ كلَّ لَيْلَةٍ، حَتَّى إذَا كَانَ لَيْلَةٌ مِنَ اللَّيَالِي

۱۴۴۷-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں حجرہ بنالیا' آپ رات کو گھر سے تشریف لاتے اور اس حجرے میں نماز پڑھتے۔ کہا کہ لوگوں نے بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ ہر رات آپ کے پاس آتے' حتیٰ کہ ایک رات آپ تشریف نہ لائے تو وہ کھانسنے لگے۔(تاکہ آپ ﷺ کو تنبہ ہو۔) کچھ نے اپنی آوازیں بلند کیں اور (کچھ نے) آپ کے دروازے پر کنکریاں بھی ماریں۔ بالآخر آپ تشریف لائے تو غصے میں تھے اور فرمایا:''لوگو!

١٤٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا من حديث حماد بن سلمة به، ح: ٦٧٧/ ٣٠٠.

١٤٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، التطبيق، باب القنوت في صلوٰة الصبح، ح: ١٠٧٣ من حديث بشر بن المفضل به.

١٤٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى، ح: ٦١١٣ عن مكي ابن إبراهيم، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب استحباب صلوٰة النافلة في بيته وجوازها في المسجد . . . الخ، ح: ٧٨١ من حديث عبدالله بن سعيد بن أبي هند به.

لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَتَنَحْنَحُوا، وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، وَحَصَبُوا بَابَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رسولُ الله ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ سَيُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُم فإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ».

تمہارا برابر یہی حال رہا' حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ سو اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ بلاشبہ فرض کے علاوہ مرد کی بہترین نماز وہی ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے۔"

فوائد و مسائل: ① یہ نمازیں رمضان کے قیام اللیل کے سلسلے کی ہیں جن کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ② مردوں کے لیے نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہیں' مگر عورتوں کے لیے فرض بھی گھروں میں افضل ہیں۔

١٤٤٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ الله: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا».

۱۴۴۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی پڑھا کرو اور انہیں قبرستان مت بنا ڈالو۔"

فائدہ: اس سے مراد سنن اور نوافل ہیں۔ اور "قبرستان" کا ذکر اس لیے فرمایا کہ وہاں نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے' گویا قبرستان نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے' پس تم گھروں میں نفلی نمازیں اور سنتیں نہیں پڑھو گے' تو گھر بھی قبرستان بن جائیں گے۔ یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ (۱۰۴۳)

(المعجم ١٢) - باب [طُولِ الْقِيَامِ] (التحفة ٣٤٨)

باب: ۱۲- لمبے قیام کی فضیلت

١٤٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ قالَ: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي عُثْمانُ بنُ أَبي سُلَيْمانَ عَنْ عَلِيٍّ الأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الله

۱۴۴۹- حضرت عبداللہ بن حُبشی الخثعمی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: "لمبا قیام۔" کہا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: "جو قلیل مال والا محنت کر کے

١٤٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب كراهية الصلوة في المقابر، ح: ٤٣٢ من حديث مسدد، ومسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب صلوة النافلة في بيته . . . الخ، ح: ٧٧٧ من حديث يحيى القطان به.

١٤٤٩ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم تخريجه، ح: ١٣٢٥.

ابنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقِيَامِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جُهْدُ الْمُقِلِّ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ»، قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

صدقہ دے۔'' کہا گیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: ''جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور کو چھوڑ دے۔'' کہا گیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا: ''جو شخص مشرکین سے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرے۔'' پوچھا گیا: کون سا قتل شرف والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کو بھی کاٹ دیا گیا۔''

فائدہ: اللہ اکبر صحابہ کرام ؓ کو دین و ایمان کی سمجھ آ جانے کے بعد گویا دنیاوی خواہشات ان کے دلوں سے اتر ہی گئی تھیں۔ روٹی، کپڑے اور مکان کے بارے میں نہ ان حضرات نے پوچھا نہ آپ نے فرمایا۔ درحقیقت یہ چیزیں دنیا کے سفر میں راہ گزری کے لیے ہیں، مگر افسوس کہ اب لوگوں کے ذہنوں پر یہ مادی اشیاء بہت زیادہ غالب آ گئی ہیں۔ والی اللہ المشتکیٰ۔

(المعجم ١٣) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ٣٤٩)

باب: ۱۳- قیام اللیل کی ترغیب

١٤٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى، وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ. رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا، فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ».

۱۴۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم کرے اللہ اس شخص پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ بھی نماز پڑھتی ہے۔ اگر انکار کرتی ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے۔ اور رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر جو رات کو اٹھتی اور نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی جگاتی ہے۔ اور اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے۔''

١٤٥٠- تخريج: [حسن] تقدم تخريجه، ح: ١٣٠٨.

فائدہ: یہ حدیث پیچھے بھی گزری ہے۔(۱۳۰۸)

١٤٥١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُوسَى عن شَيْبَانَ، عن الأَعْمَشِ، عن عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ، عن الأَغَرِّ أبي مُسْلِمٍ، عن أبي سَعِيدٍ وَأَبي هُرَيْرَةَ قالا: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا، كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ الله كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ».

۱۴۵۱-حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو جاگے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے' پھر وہ دونوں دو رکعتیں پڑھیں تو ان کا شمار ذاکرین وذاکرات میں ہوتا ہے جو اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں۔“

فائدہ: یہ حدیث بھی پیچھے گزر چکی ہے۔(۱۳۰۹)

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (التحفة ٣٥٠)

باب:۱۴-قرآن پڑھنے کا ثواب

١٤٥٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عُثْمانَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

۱۴۵۲-حضرت عثمان ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔“

فائدہ: تعلیم قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی بھی ضمناً اس شرف میں شامل ہے۔ کیونکہ یہ قرآن کی تفسیر اور اس کا نبوی بیان ہے اور بالتبع دیگر علوم شرعیہ بھی۔ اور یہ حدیث معلمین قرآن وسنت کے لیے فخر وانبساط کا باعث ہے۔ اہل دنیا خواہ انہیں کسی نظر سے دیکھیں۔

١٤٥٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ

۱۴۵۳-حضرت سہل بن معاذ جُہَنی اپنے والد سے

١٤٥١ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٣٠٩.

١٤٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ٥٠٢٧ من حديث شعبة به.

١٤٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث زبان بن فائد به، وصححه الحاكم، ح: ٥٦٧، ٥٦٨، ورده الذهبي بقوله: "زبان ليس بالقوي"، وزبان ضعيف كما تقدم، ح: ١٢٨٧.

السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرَني يَحْيَى ابنُ أَيُّوبَ عن زَبَّانَ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ، عن أبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ضَوْؤُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا، لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ، فَما ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهذَا».

روایت کرتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن پڑھا اور جو اس میں ہے' اس نے اس پر عمل کیا' تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر خوبصورت ہوگی' اگر وہ دنیا میں تمہارے گھروں میں ہوتا۔ (جب ماں باپ کا یہ درجہ ہے) تو تمہارا کیا خیال ہے خود اس پر عمل کرنے والے کا کیا مقام ہوگا۔''

١٤٥٤- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ وَهَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عن سَعْدِ بنِ هِشَامٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهُ أَجْرَانِ».

۱۴۵۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہے' وہ اعمال نامہ لکھنے والے معزز اور اطاعت گزار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے' مگر اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے (اٹک اٹک کر پڑھتا ہے) تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔''

فائدہ: ''دو اجر ہیں'' ایک قرآن پڑھنے کا اور دوسرا مشقت برداشت کرنے اور بددل نہ ہونے کا۔

١٤٥٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ الله يَتْلُونَ كِتَابَ الله وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِم السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُم الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُم المَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ الله فِيمَنْ عِنْدَهُ».

۱۴۵۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور آپس میں اس کا درس و مذاکرہ کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے' فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔'' (ملائکہ مقربین میں۔)

١٤٥٤- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة عبس، ح:٤٩٣٧، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، ح:٧٩٨ من حديث قتادة به.

١٤٥٥- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح:٢٦٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به مطولاً.

فائدہ: تلاوت قرآن، درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ مسجد میں ہو یا مدرسے میں یا کسی اور مقام پر، اس فضل کی ہر جگہ امید ہے۔ ان شاء اللہ تعالی.

١٤٥٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبَرَنَا مُوسَى ابنُ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ عن أبِيهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ في الصُّفَّةِ فَقالَ: «أَيُّكُم يُحِبُّ أنْ يَغْدُوَ إلَى بُطْحَانَ أو الْعَقِيقِ فَيأْخُذَ نَاقَتَيْنِ كُومَاوَيْنِ زَهْرَاوَيْنِ بِغَيْرِ إثْم بالله وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟» قالُوا: كُلُّنَا يَارسولَ الله! قالَ: «فَلأَنْ يَغْدُوَ أَحَدُكُم كلَّ يَوْمٍ إلَى المَسْجِدِ فَيَتَعَلَّمَ آيَتَيْنِ مِنْ كِتابِ الله خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَإنْ ثَلَاثٌ فَثَلَاثٌ مِثلَ أعْدَادِهِنَّ مِنَ الإِبِلِ».

[قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الكُومَاءُ النَّاقَةُ العَظِيمَةُ السَّنَام].

١٤٥٦- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم صفہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ بُطحان یا عقیق وادی میں جائے اور وہاں سے موٹی تازی خوبصورت اونچے کوہان والی دو اونٹنیاں لے آئے اور اس میں کسی گناہ یا قطع رحمی کا مرتکب بھی نہ ہو۔“ کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سب یہ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارا ہر روز مسجد جا کر کتاب اللہ سے دو آیتیں سیکھ لینا، دو اونٹنیوں کے حصول سے بہتر ہے، اگر تین آیتیں سیکھے تو تین اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ اسی طرح مزید آیتوں کی تعداد کے مطابق اونٹنیوں سے بہتر ہے۔“

جناب ابو عبید نے ”کُوماء“ کا ترجمہ بیان کیا کہ ”اونچے کوہان والی اونٹنی۔“

فوائد و مسائل: ① بُطحان اور عقیق مدینے کے قریب دو وادیوں کے نام ہیں۔ اور یہاں اونٹوں کی منڈیاں لگا کرتی تھیں۔ ② محبت دنیا، جب کہ وہ دین کے تابع ہو تو جائز ہے۔ ③ قطع رحمی ناجائز اور حرام ہے۔ ④ یہ حدیث تعلیم قرآن کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

(المعجم ١٥) - باب فَاتِحَةِ الْكِتَابِ (التحفة ٣٥١)

باب: ١٥- سورۂ فاتحہ کی فضیلت

١٤٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ

١٤٥٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول

١٤٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلوة وتعلمه، ح:٨٠٣ من حديث موسى بن عُلَيّ به.

١٤٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ولقد آتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم"، ح:٤٧٠٤ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي ذِئبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْحَمدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ المَثَانِي».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ] امّ القرآن ہے' امّ الکتاب اور السّبع المثانی ہے۔''

فائدہ: [اُمّ] بمعنی اصل ہے۔ چونکہ یہ سورت مبارکہ مضامین قرآن کا خلاصہ ہے بالخصوص توحید (توحید الوہیت' ربوبیت' اسماء وصفات) رسالت اور قیامت۔ اس لیے اسے امّ القرآن اور امّ الکتاب کا نام دیا گیا ہے۔ اور ''السّبع المثانی'' یعنی وہ سات آیات جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔ سورۃ الحجر' آیت: ۸۷ میں ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ ''بلاشبہ ہم نے آپ کو سات آیتیں دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن دیا ہے۔''

١٤٥٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عن أبي سَعِيدِ بنِ المُعَلَّى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَدَعَاهُ، قال: فَصَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، قال: فَقَال: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي؟» قال: كُنْتُ أُصَلِّي، قال: «أَلَمْ يَقُلِ الله تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ [الأنفال: ٢٤] لأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنْ - أو في - الْقُرْآنِ - شَكَّ خَالِدٌ - قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ»، قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! قَوْلَكَ، قال: «﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ هِيَ السَّبْعُ

١٤٥٨- حضرت ابوسعید بن معلّی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے ان کو بلایا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی نماز مکمل کی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا: ''تم کو مجھے جواب دینے سے کیا چیز مانع ہوئی'' (حاضر کیوں نہیں ہوئے؟) انہوں نے کہا: میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کو جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں ایسی چیز کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔'' (جو وہ حکم دیں اس پر فوراً عمل پیرا ہو جاؤ۔) (پھر فرمایا:) ''میں تمہیں مسجد سے جانے سے پہلے اعظم (افضل) سورت سکھاؤں گا۔'' خالد کو شک ہوا ہے کہ حدیث کے لفظ ''مِنَ الْقُرآن'' ہیں یا ''فِي الْقُرْآن'' (پھر کچھ دیر گزری تو) میں نے عرض کیا: اے

١٤٥٨- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب ماجاء في فاتحة الكتاب، ح: ٤٤٧٤ من حديث شعبة به.

الْمَثَانِي الَّتِي أُوتِيتُ وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ».

اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تھا...... آپ نے فرمایا......''(وہ سورت) ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے۔ یہ السّبع المثانی ہے جو مجھے دی گئی ہے اور القرآن العظیم ہے۔''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ آپ کی پکار کا فوراً جواب دینا فرض تھا۔ خواہ انسان نماز میں بھی ہو۔ اور اب یہ ہے کہ مومن کو چاہیے کہ کتاب وسنت کے احکام سن کر بلا حیل و حجت ان پر عمل کرے اور تردد اور پس و پیش کی کیفیت سے باز رہے اور اسی میں حیات اور نجات ہے۔ ② ''اعظم'' کے معنی مقدار میں بڑا ہونا ہی نہیں ہیں بلکہ مقام و رتبہ کے لحاظ سے بھی بڑے کو''اعظم'' کہتے ہیں۔ اس سے زبان زد عوام روایت [فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافاً فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ] (سنن ابن ماجه' الفتن' حديث:٣٩٥٠) کے معنی بھی متعین ہو جاتے ہیں۔ ''سواد اعظم کی اتباع کرو۔'' یعنی وہ جماعت جو افضل ہو۔ یہ روایت اگرچہ سخت ضعیف ہے' لیکن اگر اسے کسی درجے میں تسلیم کر لیا جائے' تو اعظم کے معنی یہاں اکثر کے نہیں' افضل کے ہوں گے۔ اور افضلیت اتباع قرآن وسنت میں ہے نہ کہ بھیڑ جمع ہو جانے میں۔

(المعجم ١٦) - بَابُ مَنْ قَالَ هِيَ مِنَ الطُّوَلِ (التحفة ٣٥٢)

باب:١٦- ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں کہ فاتحہ لمبی سورتوں میں سے ہے

١٤٥٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُوتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَلِ، وَأُوتِيَ مُوسَى سِتًّا، فَلَمَّا أَلْقَى الْأَلْوَاحَ رُفِعَتْ ثِنْتَانِ وَبَقِيَنَ أَرْبَعٌ.

١٤٥٩- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سات آیتیں دی گئی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور بڑی لمبی ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو چھ دی گئی تھیں۔ جب انہوں نے تختیوں کو زمین پر ڈال دیا تو ان میں سے دو کو اٹھا لیا گیا اور چار باقی رہیں۔

فائدہ: بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں فاتحہ کی ہیں جو باعتبار الفاظ اگرچہ مختصر ہیں مگر باعتبار معانی بڑی لمبی لمبی ہیں۔

(المعجم ١٧) - بَابُ مَا جَاءَ فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ (التحفة ٣٥٣)

باب:١٧- آیت الکرسی کی فضیلت

١٤٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تأويل قول الله عزوجل: ﴿ولقد أتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم﴾ ح: ٩١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

١٤٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّىٰ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ إِيَاسٍ عن أبي السَّلِيلِ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَبَا الْمُنْذِرِ أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ الله أَعْظَمُ؟» قال: قُلْتُ: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قال: «أَبَا الْمُنْذِرِ أَيُّ آيَةٍ مَعَكَ مِنْ كِتَابِ الله أَعْظَمُ؟» قال: قُلْتُ: الله لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، قال: فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَال: «لِيَهْنِ لَكَ يَاأَبَا الْمُنْذِرِ! الْعِلْمُ».

١٤٦٠-حضرت اُبی بن کعب ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''اے ابو منذر! تمہیں کتاب اللہ میں سے سب سے عظیم آیت کون سی یاد ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے (پھر) فرمایا: ''اے ابو منذر! تمہیں کتاب اللہ میں سے کون سی آیت یاد ہے جو سب سے اعظم ہو؟'' میں نے عرض کیا: ﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ اس پر آپ ﷺ نے میرے سینے میں مارا اور فرمایا: ''اے ابومنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث آیۃ الکرسی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ ② آیۃ الکرسی دیگر عام آیات کی نسبت سے لمبی ہونے کے ساتھ ساتھ معانی اور فضیلت وثواب کے لحاظ سے بہت بڑی ہے۔ کیونکہ یہ اللہ عزوجل کی صفات پر مشتمل ہے۔ ③ علم اللہ تعالیٰ کی خاص دین ہے جسے وہ عنایت فرمادے اور بالخصوص قرآن وسنت کا علم۔ ④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کو موت کے علاوہ کوئی چیز جنت میں جانے سے مانع نہیں ہے۔'' (السنن الکبریٰ للنسائی 'عمل الیوم واللیلۃ' حدیث:٩٩٢٨) ⑤ یہ حدیث تعظیم رسول ﷺ پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ اس سے قرآن مقدس کے بعض حصے کی بعض پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ⑦ دینی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کی منہ پر مدح سرائی جائز ہے جب کہ اس کے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي سُورَةِ الصَّمَدِ (التحفة ٣٥٤)

باب:١٨-سورۂ اخلاص کی فضیلت

١٤٦١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

١٤٦١-حضرت ابو سعید خدری ؓ سے منقول ہے

١٤٦٠- **تخريج:** أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ٨١٠ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

١٤٦١- **تخريج:** أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل "قل هو الله أحد" ح: ٥٠١٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠٨، (والقعنبي، ص: ١٤٢، ١٤٣).

عن عَبْدِالرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ الله أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ ذَٰلِكَ لَهُ، وكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَال النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

کہ ایک شخص نے دوسرے کو سنا کہ وہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ بار بار پڑھ رہا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا...... اور وہ گویا اس کو کم سمجھ رہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الْمُعَوِّذَتَيْنِ (التحفة ٣٥٥)

باب:۱۹- مُعَوِّذتین کی فضیلت

١٤٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرَني مُعَاوِيَةُ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ مَوْلَىٰ مُعَاوِيَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كُنْتُ أَقُودُ بِرَسُولِ الله ﷺ نَاقَتَهُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِي: «يَاعُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا»، فَعَلَّمَنِي ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ قال: فَلَمْ يَرَنِي سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا. [قَالَ] فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَاعُقْبَةُ! كَيْفَ رَأَيْتَ».

۱۴۶۲- حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے چل رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اے عقبہ! کیا میں تمھیں دو بہترین پڑھی گئی سورتیں نہ سکھا دوں۔“ چنانچہ آپ نے مجھے ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھائیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ میں ان پر کوئی بہت زیادہ خوش نہیں ہوا ہوں۔ کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لیے اترے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو نماز میں یہی دو سورتیں تلاوت کیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے عقبہ! کیسا پایا۔“ (ان سورتوں کو؟)

فوائد و مسائل: ① حضرت عقبہ ؓ شاید سمجھے کہ کوئی خاص لمبی سورتیں پڑھائی جائیں گی مگر یہ مختصر تھیں، اس لیے

١٤٦٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب ماجاء في سورتي المعوذتين، ح: ٥٤٣٨ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٥٣٥.

ابتداءً کوئی زیادہ خوش نہیں ہوئے' تو نبی علیہ السلام نے نماز فجر میں ان کی قراءت کر کے ان کی فضیلت واہمیت واضح فرما دی۔ نیز ثابت ہے کہ یہ سورتیں دافع سحر' باعث حفظ وامان اور جامع تعوذات ہیں۔ ② اور بعض لوگ اب بھی ایسے ہیں کہ وہ لمبے لمبے پُر مشقت وظیفوں کے شائق رہتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے کہ سنت صحیحہ سے ثابت شدہ سہل اور خفیف اذکار کو اپنا معمول بنایا جائے' اس میں محنت کم اور اجر وفضیلت زیادہ ہے۔

١٤٦٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ أبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أبِيهِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: بَيْنَا أنا أسِيرُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالأَبْوَاءِ، إذ غَشِيَتْنَا رِيحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَعَوَّذُ بِـ ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾ وَ﴿أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾ [وَهُو] يَقُولُ: «يَا عُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا، فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا». قال: وَسَمِعْتُهُ يَؤُمُّنَا بِهِمَا فِي الصَّلَاةِ.

١٤٦٣- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' ہم جحفہ اور ابواء کے درمیان تھے کہ آندھی آئی اور سخت اندھیرا چھا گیا' تو رسول اللہ ﷺ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھنے لگے اور فرمانے لگے ''اے عقبہ! ان کی تلاوت سے تعوذ کیا کرو۔ (اللہ سے پناہ مانگا کرو۔) کسی پناہ مانگنے والے نے ان سے بڑھ کر افضل کلمات سے پناہ نہیں مانگی۔'' عقبہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ آپ انہی سورتوں کے ساتھ نماز میں ہماری امامت فرماتے تھے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَحَبُّ التَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ (التحفة ٣٥٦)

باب:٢٠- قراءت کی ترتیل کا استحباب

١٤٦٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عن سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بنُ بَهْدَلَةَ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ

١٤٦٤- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا' اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ' جیسے کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا' جہاں آخری

١٤٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٩٤، ٣٩٥ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن، والحديث السابق: ١٤٦٢ يغني عنه.

١٤٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [إن الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب ...]، ح: ٢٩١٤ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٠، والذهبي (تلخيص المستدرك: ١/ ٥٥٣)، وله شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٨٠.

اقْرَأْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا».

آیت ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① سورۂ مزمل میں حکم ہے کہ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ یعنی قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو' یعنی جلدی نہ کی جائے اور الفاظ و معانی سے حظ حاصل کیا جائے۔ ② اس حدیث میں مخلص باعمل حفاظ' قراء اور قرآن کی تلاوت کو اپنا معمول بنانے والوں کی فضیلت کا بیان ہے کہ عام مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لوگ سب سے افضل ہوں گے جبکہ بعض علماء کا یہ قول بھی ہے کہ قرآن کے تقاضوں پر عمل بھی بمعنی "قراءت ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (ص:٢٩) "یہ عظیم کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے' بڑی بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل والے نصیحت پکڑیں۔" اور ایسا حفظ اور ایسی تلاوت جو اخلاص اور عمل سے خالی ہو اس پر مذکورہ درجات مرتب نہیں ہوں گے۔ العیاذ باللہ

١٤٦٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن قَتَادَةَ قال: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۱۴۶۵- قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: آپ الفاظ کو مد کے ساتھ (کھینچ کر' لمبا کر کے) پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی جن الفاظ میں مد ہے ان کو مد سے اور جن میں لین ہے ان کو لین سے۔ مقصد یہ کہ معروف عربی لحن کے ساتھ پڑھتے تھے۔

١٤٦٦- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن يَعْلَى بنِ مَمْلَكٍ: أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: وَمَا لَكُم وَصَلَاتَهُ، كَانَ يُصَلِّي وَيَنَام قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ،

۱۴۶۶- یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت اور آپ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: تمہارا ان کی نماز سے کیا مقابلہ؟ آپ نماز پڑھتے تھے پھر اسی قدر سو جاتے تھے جتنا کہ نماز پڑھی ہوتی تھی۔ پھر اٹھ کر نماز پڑھتے تھے جس قدر کہ سوئے ہوتے۔ پھر سو

١٤٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب مد القراءة، ح: ٥٠٤٥ عن مسلم بن إبراهيم به.

١٤٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء كيف كانت قراءة النبي ﷺ، ح: ٢٩٢٣ من حديث الليث بن سعد به، وقال: "حسن صحيح" * يعلى بن مملك، وثقه الترمذي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ ما صَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ، وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ فإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا.

جاتے جس قدر نماز پڑھی ہوتی' حتیٰ کہ صبح ہو جاتی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قراءت کا انداز بھی بتایا کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہوتا تھا۔

١٤٦٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَهُوَ عَلَىٰ نَاقَةٍ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفَتْحِ، وَهُوَ يُرَجِّعُ.

۱۴۶۷- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار سورۂ فتح پڑھ رہے تھے اور ترجیع سے پڑھ رہے تھے۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ جناب معاویہ بن قرہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھ کر سنائی اور کہا کہ اگر لوگوں کے اکٹھے ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں تمہیں سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی قراءت سناتا جو انہوں نے مجھے نبی ﷺ سے سنائی تھی۔ شعبہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا ان کی ترجیع کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا: آ آ آ' تین بار۔'' (صحیح بخاری' التوحید' حدیث:۷۵۴۰) ترجیع سے مراد آواز کو حلق میں لوٹانا اور بلند کرنا ہے تاکہ لحن لذیذ بن جائے۔ معلوم ہوا ترجیع اور عمدہ لحن سے قرآن پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے۔

١٤٦٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعمَشِ، عن طَلْحَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْسَجَةَ، عن الْبَرَاءِ ابنِ عَازِبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ».

۱۴۶۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔''

فائدہ: عمدہ آواز اور مشروع لحن سے قرآن پڑھنے میں لذت آتی ہے اور سننے میں دل لگتا ہے اور اس کے برعکس اگر آواز بھدی اور لحن غلط اور غیر مشروع ہو تو طبیعت میں گرانی محسوس ہوتی ہے۔ علامہ منذری اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس میں مقلوب ترکیب (علم بیان کی ایک صفت کا نام ہے کہ جس کی عبارت الٹی سیدھی جس طرح بھی

١٤٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه، ح: ٧٥٤٠، ومسلم، صلوٰة المسافرين، باب ذكر قراءة النبي ﷺ سورة الفتح يوم فتح مكة، ح: ٧٩٤ من حديث شعبة به.

١٤٦٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الافتتاح، باب تزيين القرآن بالصوت، ح: ١٠١٦ من حديث جرير ابن عبد الحميد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٥٥١، وابن حبان، ح: ٦٦٠، ورواه ابن ماجه، ح: ١٣٤٢ من حديث طلحة به.

پڑھی جائے مفہوم وہی رہے۔) استعمال ہوئی ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ ''اپنی آواز کو قرآن سے زینت دو۔'' یعنی اس کی قراءت کو اپنا معمول وشعار بنالو۔ اس مفہوم میں وہ ایک روایت بھی لائے ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: عون المعبود)

١٤٦٩- حَدَّثَنا أبُوالْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ - بِمَعْنَاهُ - أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ: عن عَبْدِ الله بنِ أَبي مُلَيْكَةَ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي نَهِيكٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ - وقال يَزِيدُ: عن ابنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ، وقال قُتَيْبَةُ: هُوَ في كِتَابِي عن سَعِيدِ ابن أبي سَعِيدٍ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بالْقُرْآنِ».

١٤٦٩-ابوالولید طیالسی کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... اور یزید (راوی) کی سند میں حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور قتیبہ نے بھی یہی کہا کہ میری کتاب میں سعید بن ابی سعید ہے...... انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھنا' تاکیدی ارشاد ہے۔ لہٰذا بچوں کو اوائل عمری سے اس کی تربیت دی جانی چاہیے' مگر یہ درس ماہر اساتذہ سے لیا جائے۔ از خود مشق کرنے سے بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں اور گانے کے انداز سے بہت مشابہت ہو جاتی ہے جو کہ ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں تصنع بھی نہیں ہونا چاہیے' جو استاذ کے بغیر اپنے طور پر آواز کو خوب صورت بنانے سے بالعموم پیدا ہو جاتا ہے۔ ② اس حدیث کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے جسے علامہ خطابی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ''لَمْ يَتَغَنَّ بمعنى لَمْ يَسْتَغْنِ'' ہے۔ یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر اس کا علم حاصل کر کے طلب دنیا اور دیگر لایعنی علوم بالخصوص لغو قسم کے شعر وسخن سے بے پروانہ ہو جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ قاری قرآن اور عالم دین کو چاہیے کہ اس شرف کے حاصل ہو جانے پر حُطام دنیا (دنیا کے مال ودولت) کو جمع کرنے اور لغو مشاغل سے بالاتر رہے۔

١٤٧٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُبَيْدِالله بنِ أبي نَهِيكٍ،

١٤٧٠-حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل بیان کیا۔

١٤٦٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٥ من حديث الليث بن سعد، والحميدي، ح:٧٦، ٧٧ من حديث ابن أبي مليكة به، وانظر الحديث الآتي.

١٤٧٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٩، والحميدي، ح:٧٦ عن سفيان بن عيينة به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٦٩، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة.

عَنْ سَعْدٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ مِثْلَهُ.

١٤٧١- حَدَّثنا عَبْدُ الأعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثنا عَبْدُ الْجَبَّارِ بنُ الوَرْدِ قال: سَمِعْتُ ابنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قال عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ: مَرَّ بِنَا أَبُولُبَابَةَ فَاتَّبَعْنَاهُ حَتَّى دَخَلَ بَيْتَهُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فإِذَا رَجُلٌ رَثُّ الْبَيْتِ، رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ». قال: فَقُلْتُ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَاأَبَا مُحمَّدٍ! أَرَأَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ حَسَنَ الصَّوْتِ؟ قال: يُحَسِّنُهُ مَا اسْتَطَاعَ.

١٤٧١-عبیداللہ بن ابی یزید نے بیان کیا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرے، ہم ان کے پیچھے ہو لیے، حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے تو ہم بھی اندر گئے۔ ہم نے دیکھا کہ بڑا ہی پرانا گھر اور ان کی اپنی حالت بھی از حد سادہ سی تھی۔ میں نے ان سے سنا، کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جو شخص قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔“ (راویٔ حدیث عبدالجبار نے) کہا: میں نے ابن ابی ملیکہ سے کہا: اگر وہ خوش آواز نہ ہو تو؟ انہوں نے کہا: جہاں تک ممکن ہو آواز کو عمدہ بنائے۔

فائدہ: جناب ابن ابی ملیکہ نے حدیث کے الفاظ کو ”خوش الحانی“ پر محمول کیا ہے جبکہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر حال ذاتی اور گھر بار کا یہ تھا کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں رکھی تھی۔ غالباً انہوں نے الفاظ حدیث کے معنی ”استغنا“ مراد لے رکھے تھے۔ واللہ اعلم (بذل المجهود)

١٤٧٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ قالَ: قالَ وَكِيعٌ وَابنُ عُيَيْنَةَ: يَعْنِي يَسْتَغْنِي [بِهِ].

١٤٧٢-محمد بن سلیمان انباری بیان کرتے ہیں کہ حضرت وکیع اور ابن عیینہ رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کے معنی یہ لیتے تھے کہ اس سے مراد ”استغنا“ ہے۔

١٤٧٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَني عُمَرُ

١٤٧٣-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کسی چیز کو اس قدر کان

١٤٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٥٤ من حديث أبي داود به، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧٥٢٧ وغيره.

١٤٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] (انفرد به أبوداود).

١٤٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، ح: ٧٩٢ من حديث ابن وهب، والبخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: "الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة . . . الخ، ح: ٧٥٤٤ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

ابنُ مَالِكٍ وَحَيْوَةُ عن ابنِ الْهادِ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهيمَ بنِ الْحَارِثِ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَا أَذِنَ الله لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّىٰ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ».

لگا کر نہیں سنتا' جتنا کہ کسی خوش الحان نبی کے بلند آواز سے قرآن پڑھنے پر کان لگاتا ہے۔"

فائدہ: یہاں[يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ] کے معنی[يَجْهَرُ بِهٖ] یعنی بلند آواز سے پڑھنا لیے گئے ہیں۔

(المعجم ٢١) - **باب التَّشْدِيدِ فِيمَنْ حَفِظَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ** (التحفة ٣٥٧)

باب:٢١-قرآن یاد کر کے بھلا دینے کی مذمت

١٤٧٤- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عِيسَى بنِ فَائِدٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنِ امْرِىءٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ».

١٤٧٤-حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص قرآن پڑھ کر بھلا دے' وہ قیامت کے روز اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ جذام زدہ ہوگا۔"

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ یزید بن ابی زیاد نا قابل حجت ہے۔ بہر حال یہ بہت بڑا عیب ہے کہ انسان قرآن پڑھ کر یا حفظ کر کے یا ترجمہ پڑھ کر بھلا دے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان غفلت شعار ہو' ورنہ اگر حافظہ ہی ساتھ چھوڑ جائے تو وہ اور بات ہے۔ وہ ان شاء اللہ معاف ہے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ** (التحفة ٣٥٨)

باب:٢٢-قرآن مجید سات حروف پر اتارا گیا ہے

١٤٧٥- **حَدَّثَنا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

١٤٧٥-عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کہتے ہیں کہ میں

١٤٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * يزيد بن أبي زياد ضعيف، تقدم: ٧٤٩، وعيسى بن فائد مجهول (تقريب)، ولم يسمعه من سعد، بينهما رجل مجهول كما رواه أحمد: ٤/ ٢٨٥، والدارمي: ٣٣٤٣.

١٤٧٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ٢٤١٩، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ٨١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٠١، (والقعنبي، ص: ١٣، ١٣٥).

عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بنَ حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ ما أَقْرَأُهَا، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِي فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ ما أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَأْ» فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قال لِي: «اقْرَأْ»، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: «هٰكَذَا أُنْزِلَتْ». ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا' مگر اس کی قراءت اس کے خلاف تھی جو میں پڑھتا تھا اور رسول اللہ ﷺ ہی نے مجھے یہ سورت پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں اس پر جلدی کرتا (اور جھپٹ پڑتا) مگر میں نے اس کو مہلت دی حتیٰ کہ وہ فارغ ہوا' پھر میں نے اس کی گردن اپنی چادر سے پکڑ لی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا ہے اور یہ اس کے خلاف پڑھتا ہے جو آپ نے مجھے پڑھائی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''پڑھو۔'' چنانچہ اس نے اسی قراءت میں پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح اتاری گئی ہے۔'' پھر مجھے فرمایا: ''پڑھو۔'' چنانچہ میں نے بھی پڑھی' تو آپ نے فرمایا: ''ایسے ہی اتاری گئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''بلاشبہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے' تو اس سے جو آسان لگے پڑھو۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ہیجان اس غیرت کی بنا پر تھا جو ان کے علم کے مطابق خلاف سنت نبوی قراءت سن کر پیدا ہوئی تھی۔ ② [سَبْعَةِ اَحْرُفٍ] ''سات حروف'' کی مختلف تاویلات ہیں اور اس سلسلے میں علامہ سیوطی نے ''الإتقان'' میں تیس اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان اقوال میں سے قریب تر قول اور علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ صاحب عون المعبود کی ترجیح کے مطابق یہ ہے کہ اس سے وہ لغات اور اسالیب نطق مراد ہیں جو اہم سات قبائل عرب میں مروج تھے۔ ان لوگوں کے لیے اس دور میں کسی دوسرے قبیلے کی لغت اور اسلوب کو قبول کر لینا بعض اسباب کی وجہ سے از حد مشکل تھا۔ وہ قبائل یہ ہیں: حجاز' ہذیل' ہوازن' یمن' طے' ثقیف اور بنی تمیم۔ اوائل خلافت عثمان رضی اللہ عنہ تک ان قراءتوں اور حروف میں قرآن پڑھا جاتا رہا' مگر جب مملکت اسلامیہ کی حدود از حد وسیع ہو گئیں اور عجم کی کثیر تعداد اسلام میں داخل ہو گئی' اور مختلف قراءتوں سے ان کے آپس میں الجھنے کے واقعات میں کثرت آ گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اصحاب حل وعقد کے مشورے سے ایک قراءت (قراءت قریش) پر مصاحف

لکھوا کر مملکت میں پھیلا دیے تا کہ امت' قرآن میں اختلاف وافتراق سے محفوظ رہے' بلاشبہ ان کا یہ احسان قیامت تک بھلایا نہیں جا سکتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وأرضاہ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: علوم القرآن)

١٤٧٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ قال: قال الزُّهْرِيُّ: إِنَّمَا هَذِهِ الأَحْرُفُ في الأَمْرِ الْوَاحِدِ لَيْسَ يَخْتَلِفُ في حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ.

۱۴۷۶- زہری رشلٹنے نے کہا کہ یہ (سات مختلف حروف ایک ہی معنی ومفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔ ان سے حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

١٤٧٧- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا هَمَّامُ بنُ يَحْيَىٰ عن قَتَادَةَ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن سُلَيْمانَ بنِ صُرَدٍ الْخُزَاعِيِّ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأُبَيُّ! إِنِّي أُقْرِئْتُ الْقُرْآنَ، فَقِيلَ لِي: عَلَىٰ حَرْفٍ أَوْ حَرْفَيْنِ، فَقَالَ المَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ: عَلَى حَرْفَيْنِ، قُلْتُ: عَلَى حَرْفَيْنِ فَقِيلَ لِي: عَلَى حَرْفَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ، فَقَالَ المَلَكُ الَّذِي مَعِي: قُلْ عَلَى ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: عَلَى ثَلَاثَةٍ، حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، ثُمَّ قال: لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ إِنْ قُلْتَ سَمِيعًا عَلِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا مَا لَمْ تَخْتِمْ آيَةَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ، أَوْ آيَةَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ».

۱۴۷۷- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے ابی! مجھے قرآن پڑھایا گیا تو کہا گیا: ایک حرف پر (پڑھنا پسند کرتے ہو) یا دو حرفوں پر؟ تو وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا' اس نے کہا کہو: دو حرفوں پر۔ تو میں نے کہا: دو حرفوں پر۔ پھر مجھے کہا گیا: دو حرفوں پر یا تین حرفوں پر؟ وہ فرشتہ جو میرے ساتھ تھا' اس نے کہا کہ کہو' تین پر۔ میں نے کہا: تین حرفوں پر' حتیٰ کہ بات سات حرفوں تک پہنچی۔ پھر کہا: ان میں سے ہر ایک حرف شافی کافی ہے۔ اگر آپ سَمِيعًا عَلِيمًا کی بجائے عَزِيزًا حَكِيمًا کہہ دیں تو صحیح ہے' مگر کسی آیت عذاب کو رحمت کے ساتھ یا کسی آیت رحمت کو عذاب کے ساتھ نہ بدلیں۔“

١٤٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو في الجامع لمعمر بن راشد، ص:٢١٩، ومصنف عبدالرزاق، ح:٢٠٣٧٠.

١٤٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٢٤ من حديث همام به * قتادة مدلس، تقدم، ح:٢٩، وعنعن، ولبعض الحديث شاهد صحيح دون قوله: "سميعًا عليمًا عزيزًا حكيمًا".

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ تاہم اواخر آیات میں صفات الٰہیہ میں تغییر کی رخصت صرف رسول اللہ ﷺ ہی کو حاصل تھی۔ امت میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ متواتر قراءت کا التزام واجب ہے۔

١٤٧٨- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ أبي لَيْلَىٰ، عنْ أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ فأَتَاهُ جِبْرَئيلُ فقالَ: إنَّ الله يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ عَلَى حَرْفٍ. قَالَ: «أَسْأَلُ الله مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ إِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ»، ثُمَّ أَتَاهُ ثَانِيَةً فَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ، قالَ: إنَّ الله يَأْمُرُكَ أَنْ تُقْرِىءَ أُمَّتَكَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا.

۱۴۷۸- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ قبیلہ بنی غفار کے تالاب کے پاس تھے کہ آپ پر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے کہا: ''میں اللہ عزوجل سے عفو و مغفرت کا سائل ہوں' کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔'' پھر جبریل علیہ السلام دوسری بار آئے اور پہلے کی مانند ذکر کیا' حتیٰ کہ سات حرفوں تک پہنچے۔ فرمایا: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو (کلام اللہ) سات حرفوں پر پڑھائیں' جس حرف پر بھی وہ پڑھیں گے' صحیح ہوگا۔

(المعجم ٢٣) - **باب الدُّعَاءِ** (التحفة ٣٥٩)

باب: ۲۳-(آدابِ) دعا

١٤٧٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ مَنْصُورٍ، عنْ ذَرٍّ، عن يُسَيْعٍ الْحَضْرَمِيِّ، عنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الدُّعَاءُ هيَ الْعِبَادَةُ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾» [غافر: ٦٠].

۱۴۷۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دعا عبادت ہی ہے۔ تمہارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو' میں قبول کروں گا۔''

١٤٧٨ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب بيان أن القرآن أنزل على سبعة أحرف وبيان معناها، ح: ٨٢١ عن ابن المثنى به.

١٤٧٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٦٩، وابن ماجه، ح: ٣٨٢٨ من حديث ذر بن عبدالله الهمداني به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ◄◄

فائدہ: جب دعا عبادت ہے تو غیر اللہ سے دعا کرنا شرک ہوا۔ لہٰذا زبان زد عام کلمات یا رسول اللہ، یا علی، یا حسین، یا غوث وغیرہ قسم کے انداز سے دعائیں کرنا، نعرے لگانا یا ان کے طغرے لکھنا اور لٹکانا صریح شرک ہے اور ان سے بچنا فرض ہے اور علمائے حق پر واجب ہے کہ عوام کو مسئلہ توحید کی اہمیت اور نزاکت سے آگاہ کرتے رہا کریں۔

١٤٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ زِيَادِ بنِ مِخْرَاقٍ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عن ابنٍ لِسَعْدٍ قالَ: سَمِعَنِي أبي وَأنا أَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَنَعِيمَهَا وَبَهْجَتَهَا، وَكَذَا وَكَذَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَسَلَاسِلِها، وَأَغْلَالِهَا وَكَذَا وَكَذا، فَقالَ: يَابُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ»، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَما فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْ أُعِذْتَ مِنَ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا وَما فِيهَا مِنَ الشَّرِّ.

١٤٨٠- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کہتے ہیں، میرے والد نے مجھے سنا کہ میں اس طرح سے دعا کر رہا تھا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی نعمتوں کا اور رونقوں کا اور یہ اور یہ۔ اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی زنجیروں اور طوقوں سے اور اس کی ایسی ایسی بلاؤں سے۔ تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے: ”عنقریب کچھ لوگ ہوں گے جو دعا میں مبالغہ کریں گے۔“ تو خیال رکھو کہیں ان میں سے نہ بن جانا۔ اگر تجھے جنت مل گئی تو اس کی تمام خیرات تمہیں مل جائیں گی۔ اور اگر جہنم سے بچ گئے تو اس کی تمام آفتوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی اس کا پہلا حصہ [سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ] صحیح ہے، کیونکہ اتنا حصہ دوسرے طریق سے ثابت ہے، دیکھیے حدیث: ٩٦-

١٤٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ:

١٤٨١- صحابی رسول ﷺ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز

◀◀ ح: ٢٣٩٦، والحاكم: ١/ ٤٩٠، ٤٩١، ووافقه الذهبي.

١٤٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٨٣، ح: ١٥٨٤ من حديث شعبة به * أبونعامة قيس بن عباية سمعه من مولى لسعد، وهو مجهول عن ابن لسعد به، وانظر، ح: ٩٦، فهو شاهد لشطره الأول: "سيكون قوم يعتدون في الدعاء"، وهو صحيح.

١٤٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلوة على النبي ﷺ قبله ...]، ح: ٣٤٧٧ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٠٩، ٧١٠، وابن حبان، ح: ٥١٠، والحاكم: ١/ ٢٣٠، ٢٦٨، والذهبي.

أخبرني أبو هانئ حُمَيْدُ بنُ هَانِئٍ: أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ عَمْرَو بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بنَ عُبَيْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ الله ﷺ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولُ الله ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ، لَمْ يُمَجِّدِ الله وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عَجِلَ هَذَا»، ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ- أَوْ لِغَيْرِهِ -: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَمْجِيدِ رَبِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ».

میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد و ثنا نہ کی تھی اور نہ نبی ﷺ کے لیے درود پڑھا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے جلدی کی۔'' پھر اس کو بلایا اور اسے یا کسی دوسرے سے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرے' پھر نبی ﷺ کے لیے درود پڑھے' اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔''

فائدہ: نماز میں تشہد کی ترتیب بھی یہی ہے اور نماز کے علاوہ دعاؤں کا ادب بھی یہی ہے۔

١٤٨٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن الأَسْوَدِ بنِ شَيْبَانَ، عن أبي نَوْفَلٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَلِك.

١٤٨٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعائیں پسند فرمایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ کو چھوڑ دیتے تھے۔

فائدہ: یعنی ایسی دعائیں جو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی جامع ہوں' نیز ان کے الفاظ کم اور معانی وسیع ہوں جیسے کہ معروف دعا ہے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

١٤٨٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا يَقُولَنَّ

١٤٨٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایسے دعا مت کرے کہ یا اللہ! مجھے بخش دے اگر چاہے تو۔ یا اللہ

١٤٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٨، ١٨٨ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٢، والحاكم: ١/ ٥٣٩، ووافقه الذهبي.

١٤٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب: ليعزم المسألة فإنه لا مكره له، ح: ٦٣٣٩ عن القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٣، (ابن القاسم) ح: ٣٣٦، وأبو مصعب الزهري، ح: ٦١٧.

أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ».

مجھ پر رحم فرما اگر چاہے تو۔ جو مانگنا ہے عزیمت اور پختگی سے مانگو۔ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔"

فائدہ: اس انداز سے دعا میں گویا داعی خود راغب نہیں ہوتا اور اسے ضرورت نہیں ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ پختگی اور عزیمت سے مانگا جائے: "اے اللہ! مجھے یہ چیز عنایت فرما۔" کیونکہ اللہ جب دینا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

١٤٨٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي عُبَيْدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُم مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي».

١٤٨٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ایک کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے۔ یعنی یوں کہے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی۔"

توضیح: یعنی تاخیر سے بے چین ہو جائے یا ویسے ہی مایوسی کا اظہار کرنے لگے اور یہ دونوں ہی صورتیں مذموم ہیں۔ خیال رہے کہ قبولیت کے لیے ایک وقت مقرر ہے' لہٰذا بندے کو ہمیشہ مانگتے رہنا چاہیے' بے چین نہیں ہونا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی فرعون کے لیے بددعا چالیس سال بعد قبول ہوئی تھی۔ اور مایوسی (قنوط و یاس) کافروں کی صفت ہے۔ نیز قبولیت دعا کی کئی صورتیں ہوتی ہیں: ① عین مطلوب کا بروقت مل جانا۔ ② تاخیر سے ملنا' جس میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ③ بعض اوقات عین مطلوب تو نہیں دیا جاتا مگر اس کے بدلے کوئی اور شر دور کر دیا جاتا ہے یا فائدہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ ④ یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے جب کہ انسان از حد محتاج ہوگا۔ (عون المعبود) کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ایک نافرمان اور عاصی قسم کا آدمی دعا کرتا ہے تو اس کا مطلوب اسے بڑی جلدی مل جاتا ہے' مگر صالح انسان مانگتا رہتا ہے اور اسے نہیں دیا جاتا۔ اس کی حقیقی حکمت تو اللہ ہی جانے' مگر بقول بعض بزرگوں کے چونکہ دست دعا بلند کرنا اور اے اللہ! اے اللہ! پکارنا بذاتہ عبادت اور محبوب عمل ہے اور اللہ عزوجل کو اچھا لگتا ہے کہ یہ بندہ اس کی چوکھٹ پر بیٹھا رہے' اس لیے اس کا مطلوب اس کو نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے درجات بلند کیے جاتے اور بعض دوسری نعمتیں دی جاتی ہیں۔ جبکہ دوسرا عاصی انسان اللہ کا مبغوض ہوتا ہے اور اللہ کو اس کی اپنے دربار میں حاضری پسند نہیں ہوتی' تو جونہی وہ کوئی طلب پیش کرتا ہے' تو اللہ کی مشیت ہوتی ہے تو فوراً اسے دے دی جاتی ہے' نتیجتاً وہ اپنا مطلوب پا کر پھر سے اللہ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ

١٤٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يعجل، ح: ٦٣٤٠، ومسلم، الذكر والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعي مالم يعجل ... الخ، ح: ٢٧٣٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٣، (أبومصعب، ح: ٦١٨، وابن القاسم، ص: ١٢٩).

تقرب الی اللہ اور اجر وثواب سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ...... ونسأل اللہ العافیۃ۔

١٤٨٥- حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ مُحمَّدِ بنِ أَيْمَنَ عن عَبْدِ الله بنِ يَعْقُوبَ بنِ إِسْحَاقَ، عن مَنْ حَدَّثَهُ، عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ: حَدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَسْتُرُوا الْجُدُرَ، مَنْ نَظَرَ في كِتَابِ أَخِيهِ، بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَإِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ، سَلُوا الله بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا، فإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ».

١٤٨٥- محمد بن کعب قرظی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیواروں کو (کپڑوں وغیرہ سے) مت ڈھانپو۔ جس شخص نے اپنے بھائی کی کتاب (یا تحریر) میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھا وہ آگ میں دیکھتا ہے۔ اللہ سے مانگو تو ہتھیلیاں پھیلا کر مانگو' ہاتھوں کی پشت سے مت مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو تو انہیں اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عن مُحمَّدِ بنِ كَعْبٍ، كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَهَذَا الطَّرِيقُ أَمْثَلُهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ أَيْضًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن کعب سے کئی سندوں سے مروی ہے اور سبھی ضعیف ہیں۔ اور یہ (مذکورہ) سند ان سب میں سے اچھی ہے' مگر یہ بھی ضعیف ہے۔

فائدہ: ''دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنے'' کی احادیث انفراداً ضعیف ہیں' مگر بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مجموعی لحاظ سے درجۂ حسن تک پہنچتی ہیں۔ (بلوغ المرام' کتاب الجامع' باب الذكر والدعاء' حدیث:١٥٥٤) شیخ البانی رحمہ اللہ اور ہمارے محقق شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ وغیرہ' حافظ ابن حجر کی اس رائے سے متفق نہیں۔ لیکن بعض دوسرے شیوخ بعض آثار صحابہ کی بنیاد پر' جن میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کا یہ عمل بیان کیا گیا ہے کہ وہ دعا کے بعد اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ دیکھیے: (الادب المفرد' حدیث:٦٠٩) دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دعائے قنوت بھی ان علماء کے نزدیک دعا ہی ہے۔ بنابریں ان کے نزدیک ہاتھ پھیرنے کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے اس کے بعد بھی چہرے پر ہاتھ پھیرنا جائز ہوگا۔

١٤٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢١٢ من حديث أبي داود به، وفيه مجهول وعلة أخرى، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح:٣٨٦٦ وغيره، وقوله: "لا تستروا الجدر" حسن، له شاهد عند الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٢٨٣.

ایک جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری اور امام احمد سے قنوت وتر میں بھی ہاتھ پھیرنے کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (قیام اللیل للمروزی' ص: ۲۳۶ و مسائل الامام احمد روایت ابن عبداللہ' ج: ۲' ص: ۳۰۰) تاہم دعائے قنوتِ وتر چونکہ نماز کا ایک حصہ ہے۔ اس لیے دعائے قنوتِ وتر کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے سے بچنا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا اثبات حدیث سے ہوتا ہے نہ عمل صحابہ سے۔ واللہ اعلم۔

١٤٨٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ قال: قَرَأْتُهُ في أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ يَعْني ابنَ عَيَّاشٍ: حَدَّثَني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ: أخبرنا أَبُو ظَبْيَةَ؛ أَنَّ أَبَا بَحْرِيَّةَ السَّكُونِيَّ حَدَّثَهُ عن مَالِكِ بنِ يَسَارٍ السَّكُونِيِّ ثُمَّ الْعَوْفِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَأَلْتُمُ الله فَسَلُوهُ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا».

۱۴۸۶- ابو بحریہ سکونی مالک بن یسار سکونی عوفی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ سے سوال کرو (دعا کرو) تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگا کرو' ہاتھوں کی پشت سے نہ مانگا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ: لَهُ عِنْدَنَا صُحْبَةٌ يَعْني مَالِكَ ابنَ يَسَارٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدالحمید نے کہا کہ ہمارے علم کے مطابق مالک بن یسار کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

فائدہ: عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلانی چاہئیں' مگر نماز استسقاء میں جب قحط اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطور تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب کی جائے جو کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

١٤٨٧- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ عن عُمَرَ بنِ نَبْهَانَ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَدْعُو هَكذَا بِبَاطِنِ كَفَّيْهِ وَظَاهِرِهِما.

۱۴۸۷- حضرت انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی جانب سے اور پشت کی جانب سے بھی دعا کرتے تھے۔

١٤٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين، ح: ١٦٣٩ من حديث إسماعيل بن عياش به، وللحديث شاهد، (مجمع الزوائد: ١٠/ ١٦٩).

١٤٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * عمر بن نبهان ضعيف، ضعفه ابن معين وأبو حاتم وغيرهما.

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ کہ ''آپ نے ہتھیلیوں کا ظاہر منہ کی طرف اور پشت زمین کی طرف کی۔''

١٤٨٨- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى يَعْني ابنَ يُونُسَ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ، يَعْني ابنَ مَيْمونٍ صَاحِبَ الأَنْماطِ: حَدَّثَني أبو عُثْمانَ عن سَلْمَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ، أَنْ يَرُدَّهُما صِفْرًا».

۱۴۸۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا رب بہت حیا والا اور سخی ہے۔ بندہ جب اس کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے حیا آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹا دے۔''

فوائد ومسائل: اللہ عزوجل کا ''حیا کرنا'' اس کی خاص صفت ہے اور اسی طرح ہے جیسے اس کی ذات کو لائق ہے۔ اہل السنہ کا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان ہے۔ ان کی تفصیل وکنہ میں جانا اور پڑنا درست نہیں ہے۔

١٤٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ يَعْني ابنَ خَالِدٍ: حَدثني الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الله بنِ مَعْبدِ بنِ العَبَّاسِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِب، عنْ عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: المَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ أَوْ نَحْوَهُمَا، وَالاسْتِغْفَارُ أَنْ تُشِيرَ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ. وَالابْتِهَالُ أَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيعًا.

۱۴۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا کہ سوال (یعنی دعا کا ادب) یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر یا اس کے قریب بلند کرو۔ اور استغفار یہ ہے کہ اپنی ایک انگلی سے اشارہ کرو اور ابتہال (عجز و انکسار) یوں ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کرو۔

١٤٩٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حدثني عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الله

۱۴۹۰- عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اسی مذکورہ حدیث کو بیان کیا تو اس میں کہا کہ ابتہال (عجز

١٤٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "إن الله حيي كريم . . ."، ح:٣٥٥٦ من حديث جعفر بن ميمون به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن حبان، ح:٢٣٩٩.

١٤٨٩- تخريج: [حسن] انظر، ح:١٤٩١.

١٤٩٠- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق والآتي.

ابنِ مَعْبَدِ بنِ عَبَّاسٍ بهذا الْحَديثِ قالَ فِيهِ: وَالابْتِهَالُ هَكذَا وَرَفعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُورَهُما مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ.

وانکسار اور دعا میں مبالغہ) ایسے ہے اور (عملاً) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو اپنے چہرے کی طرف کیا۔

فائدہ: جیسے کہ دعائے استسقاء میں ثابت ہے۔

١٤٩١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَعْبدِ بنِ الْعَبَّاسِ، عنْ أَخِيهِ إبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاس أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۱۴۹۱- عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور اسی کی مانند ذکر کیا۔

١٤٩٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عن حَفْصِ بن هَاشِمِ بنِ عُتْبَةَ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ.

۱۴۹۲- سائب بن یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے تو اپنے چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس مسئلے کی توضیح کے لیے دیکھیے' حدیث: ۱۴۸۵ کے فوائد۔ نیز خیال رہے کہ ہر موقع کی دعا میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت نہیں ہے۔ بے شمار مواقع ہیں کہ وہاں دعا مشروع ہے' مگر ہاتھ اٹھانے ثابت ہی نہیں ہیں۔ مثلاً کھانے کے بعد یا نیند کے موقع پر' وغیرہ۔

١٤٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۱۴۹۳- عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان

١٤٩١- تخريج: [إسناده حسن] (انفرد به أبوداود).

١٤٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢١ عن قتيبة به * حفص بن هاشم مجهول (تقريب)، وللحديث لون آخر عند الفريابي، (النكت الظراف: ٩/ ١٠٦، ١٠٧).

١٤٩٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب اسم الله الأعظم، ح: ٣٨٥٧ من حديث مالك ابن مغول به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٤٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

عنْ مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أبيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ الله لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ: «لقد سَأَلْتَ الله بالاسْمِ الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَىٰ وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

کے والد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ اَنِّی اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو اکیلا ہے‘ بے نیاز ہے جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے اللہ سے اس کے اس نام سے سوال کیا ہے کہ جب اس سے اس نام سے مانگا جائے تو عنایت فرماتا ہے‘ دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا کرنا مستحب‘ مسنون اور مطلوب ہے اور مشروع وسیلہ کی ایک صورت ہے۔ ② اللہ عزوجل کے تمام اسماء عظیم ہیں ان میں فرق کرنا یا ایک کو دوسرے پر فوقیت دینا جائز نہیں جس کے قائل ابوالحسن الاشعری اور ابوبکر محمد الباقلانی وغیرہ ہیں۔ ان کے نزدیک ”اعظم“ عظیم کے معنی میں ہے۔ ابن حبان کا خیال ہے کہ یہاں ”اعظمیت“ سے مراد داعی کے لیے مزید اجر و ثواب ہے۔ امام طیبی کہتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ (عون المعبود)

١٤٩٤ - حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بنُ مِغْوَلٍ بِهَذا الحديثِ قالَ فِيهِ: «لَقَدْ سَأَلَ الله بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ».

۱۴۹۴- مالک بن مغول نے یہی حدیث بیان کی‘ اس میں کہا: ”بے شک اس نے اللہ عزوجل سے اس کے بڑے نام (اسم اعظم کے واسطے) سے سوال کیا ہے۔“

فائدہ: معلوم ہوا کہ اسمائے حسنیٰ میں ”اسم اعظم“ بھی ہے اور وہ سورۂ اخلاص میں ہے۔

١٤٩٤ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في جامع الدعوات عن رسول الله ﷺ، ح: ٣٤٧٥ من حديث زيد بن حباب به، وقال: "حسن غريب".

١٤٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عُبَيْدِ الله الْحَلَبِيُّ: حَدَّثَنا خَلَفُ بنُ خَلِيفَةَ عن حَفْصٍ يَعْنِي ابنَ أَخِي أَنَسٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّهُ كَانَ مع رَسُولِ الله ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ، يَاذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ يَاحَيُّ يَاقَيُّومُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ دَعَا الله بِاسْمِهِ العَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى».

۱۴۹۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے دعا کی: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ' يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تیری ہی تعریف ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو بے انتہا احسان کرنے والا ہے' آسمان و زمین کو بے مادہ و بے نمونہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے جلال و اکرام والے! اے زندہ! اے نگرانی کرنے والے!'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق اس نے اللہ سے اس کے اس عظیم نام کے واسطے سے دعا کی ہے جس سے دعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے' مانگا جائے تو دیتا ہے۔''

١٤٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ أَبِي زِيَادٍ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اسْمُ الله الأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلرَّحِيمُ﴾ [البقرة:١٦٣] وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ﴿الٓمٓ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ﴾».

۱۴۹۶- شہر بن حوشب حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیت میں ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَيُّوْمُ﴾۔

١٤٩٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب الدعاء بعد الذكر، ح: ١٣٠١ من حديث خلف ابن خليفة به، وصححه ابن‌حبان، ح: ٢٣٨٢، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥٠٣، ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

١٤٩٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: [في إيجاب الدعاء بتقديم الحمد والثناء والصلوٰة على النبي ﷺ قبله . . .]، ح: ٣٤٧٨ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح".

١٤٩٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن الأعْمَشِ، عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُرِقَتْ مِلْحَفَةٌ لَها فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَى مَنْ سَرَقَهَا، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «لا تُسَبِّخِي عَنْهُ».

قال أبُو دَاوُدَ: لا تُسَبِّخِي: لا تُخَفِّفِي عَنْهُ.

۱۴۹۷-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ان کا ایک لحاف چوری ہو گیا تو وہ چور پر بددعا کرنے لگیں۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: ''اس کے گناہ کو ہلکا مت کر۔''

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: لَا تُسَبِّخِي کے معنی [لَا تُخَفِّفِي] ہیں یعنی ''ہلکا نہ کر' کم نہ کر۔''

توضیح: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' اس لیے اس سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔

١٤٩٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِالله، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عن أبِيهِ، عن عُمَرَ قال: اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ في الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِي وَقال: «لا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ! مِنْ دُعَائِكَ»، فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي أَنَّ لِي بِهَا الدُّنْيَا. قال شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيتُ عَاصِمًا بَعْدُ بِالمَدِينَةِ فحدَّثَنِيهِ فَقَالَ: «أَشْرِكْنَا يَا أُخَيَّ فِي دُعَائِكَ».

۱۴۹۸-حضرت عمر ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کرنے کی رخصت چاہی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا: ''میرے پیارے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں مت بھولنا۔'' آپ نے ایسے لفظ فرمائے کہ مجھے ان کے بدلے دنیا بھی ملے تو پسند نہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں بعد میں جناب عاصم سے مدینہ میں ملا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی۔ ان کے لفظ تھے: ''میرے عزیز بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک رکھنا۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی اس سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں دوسرے دلائل سے بھی وہ ثابت ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا حضرت عمر کو اپنا بھائی کہنا۔ ② اجتماعی زندگی میں کسی بڑے اہم کام کے اقدام کے لیے بزرگوں سے اجازت لینا۔ ③ اہل فضل سے دعائے خیر کی درخواست کرنا بالخصوص جب وہ کسی فضیلت والے عمل میں ہوں۔

١٤٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٥ من حديث الأعمش، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٥٩ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو مدلس، ولم أجد تصريح سماعه، وللحديث شاهد ضعيف عند أحمد: ٦/ ٢١٥.

١٤٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: ١٠٩، ح: ٣٥٦٢ من حديث عاصم بن عبيدالله به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٨٩٤ * عاصم بن عبيدالله ضعيف، ضعفه الجمهور.

١٤٩٩- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ قال: مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَدْعُو بِإِصْبَعَيَّ فَقَال: «أَحِّدْ أَحِّدْ،» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۴۹۹-حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی دو انگلیاں اٹھائے دعا کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سے ایک سے۔“ اور انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

فائدہ: نماز میں ایک انگلی سے اشارہ اللہ کی توحید کا اثبات اور اس کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٢٤) - باب التَّسْبِيحِ بِالْحَصَى (التحفة ٣٦٠)

باب:۲۴-(شمار کی غرض سے) کنکریوں پر تسبیح پڑھنا

١٥٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالله بْنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ عن خُزَيْمَةَ، عن عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن أبِيهَا: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى - أَوْ حَصًى - تُسَبِّحُ بِهِ فَقَال: «أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هذَا أَوْ أَفْضَلُ؟» فقَال: «سُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ في السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ في الأَرْضِ، وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما خَلَقَ بَيْنَ ذَلِكَ وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ ما هُوَ خَالِقٌ، وَالله أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ

۱۵۰۰- عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے والد (حضرت سعد رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے جب کہ اس عورت کے سامنے گٹھلیاں تھیں یا کنکریاں‘ وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا افضل ہو؟“ تو آپ نے فرمایا: [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ...... الخ] ”اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے آسمان میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے زمین میں پیدا کی۔ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی تعداد میں جو اس نے ان دونوں کے مابین پیدا کی‘ اللہ کی تسبیح ہے اس مخلوق کی

١٤٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، السهو، باب النهي عن الإشارة بإصبعين وبأي أصبع يشير، ح: ١٢٧٤ من حديث أبي معاوية الضرير به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٤٠٥ وغيره * الأعمش عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٥٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب:في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلوٰة، ح: ٣٥٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٣٠، والحاكم: ١/ ٥٤٧، ٥٤٨، وانظر إتحاف المهرة: ٥/ ١٤٦، وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ٢٠٩، ٢١٠، ح: ١٠١٠، ١٠١١.

لله مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا الله مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله مِثْلَ ذَلِكَ».

تعداد میں جو وہ پیدا کرے گا۔ اور اَللّٰهُ اَكْبَر اسی کے مثل اور الحمدللہ اسی کے مثل اور لا اِلٰهَ اِلا الله اسی کے مثل اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه اسی کے مثل۔"

فائدہ: اللہ کا ذکر معروف تسبیح کے دانوں پر شمار کر کے پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کے خلاف ہے۔ نبی علیہ السلام انگلیوں پر پڑھا کرتے اور یہی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ جیسے کہ آئندہ احادیث میں آ رہا ہے۔ محبِّ صادق کو انہی امور پر قانع رہنا چاہیے جو آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ تاہم اگر کسی کو حساب میں مشکل پیش آتی ہو اور آسانی کی غرض سے تسبیح پر پڑھتا ہو تو مباح ہے' مگر استحباب و فضیلت کے خلاف ہے۔ اگر ریاکاری مقصد ہو تو سراسر حرام ہے۔ مزید دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ' ۲۲/۵۰۶) یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ چیزیں اس دور میں ناپید تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار ٹوٹنے کا واقعہ معروف ہے۔ گلے کا ہار اور تسبیح ملتی جلتی چیزیں ہیں۔

١٥٠١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عن هَانِيءِ بنِ عُثْمانَ، عن حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عن يُسَيْرَةَ، أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُنَّ أَنْ يُرَاعِينَ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّقْدِيسِ وَالتَّهْلِيلِ وَأَنْ يَعْقِدْنَ بِالأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ.

۱۵۰۱- حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے انہیں (صحابیات کو) حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کی تکبیر [اَللّٰهُ اَكْبَر] تقدیس [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس] اور تہلیل [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کی پابندی اختیار کریں اور یہ کہ اپنی انگلیوں پر شمار کیا کریں کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور یہ بلوائی جائیں گی۔

فائدہ: روز قیامت جسم کے اعضاء بلوائے جائیں گے اور شہادت دیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ (یٰسٓ:۶۵) "آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔" اور سورۃ النور میں ہے: ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النور: ۲۴) "اس دن ان کی زبانیں' ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے جو یہ عمل کرتے رہے۔"

١٥٠٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ

۱۵۰۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

١٥٠١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب في فضل التسبيح والتهليل والتقديس، ح:٣٥٨٣ من حديث هانيء بن عثمان به، وقال: "غريب"، وصححه الذهبي، تلخيص المستدرك: ١/٥٤٧، وحسنه النووي في الأذكار، ص: ١٤، والحافظ ابن حجر.

١٥٠٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد والتكبير ... الخ]، ح: ٣٤١١ من حديث عثام بن علي به، وقال: "حسن غريب" * الأعمش مدلس وعنعن.

مَيْسَرَةَ وَمُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ في آخَرِينَ قالُوا: حَدَّثَنا عَثَّامٌ عن الأعمَشِ، عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ - قال ابنُ قُدَامَةَ - بِيَمِينِهِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ (کی انگلیوں) پر تسبیح شمار کرتے تھے۔ (استاذ) ابن قدامہ نے وضاحت کی کہ اپنے دائیں ہاتھ سے۔

فائدہ: تسبیحات صرف دائیں ہاتھ ہی پر شمار کرنا سنت ہے۔

١٥٠٣- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أُمَيَّةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَىٰ آلِ طَلْحَةَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عِنْدِ جُوَيْرِيَةَ، - وكَانَ اسْمُها بَرَّةَ فَحَوَّلَ اسْمَها - فَخَرَجَ وَهِيَ في مُصَلَّاهَا، وَدَخَلَ وَهِيَ في مُصَلَّاهَا، فَقَالَ: «[أ]لَمْ تَزَالِي في مُصَلَّاكِ هَذَا؟» قالَتْ: نَعَمْ، قال: «قَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

١٥٠٣- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت جویریہ ؓ کے ہاں سے نکلے...... اس سے پہلے ان کا نام ''بَرّہ'' (نیک اور صالحہ) تھا۔ اور آپ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا...... آپ ان کے ہاں سے نکلے اور وہ اپنے مصلّے پر تھیں، پھر واپس تشریف لائے تو (دیکھا کہ) وہ اپنے مصلّے ہی پر ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تم اس وقت سے اپنے مصلّے ہی پر ہو؟'' وہ کہنے لگیں: ہاں! آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے (ہاں سے جانے کے) بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں، اگر ان کو تمہاری تسبیحات اور ذکر سے وزن کیا جائے تو یہ (میرے کلمات) بھاری ہو جائیں گے۔ یعنی [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَ زِنَةَ عَرْشِهِ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ''پاکیزگی ہے اللہ کی اس کی تعریفوں کے ساتھ، اس قدر جتنی کہ اس کی مخلوق ہے اور اتنی کہ اس سے وہ راضی ہو جائے اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس قدر جتنی کہ اس کے کلمات کی روشنائی ہے۔''

١٥٠٣- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح: ٢٧٢٦ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فوائد و مسائل: ① ایسے نام رکھنا جن میں خودستائی کا مفہوم نکلتا ہو' مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جن میں کوئی برا معنی ہو' نبی ﷺ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ ② جامع اور مختصر ورد اختیار کرنا افضل ہے اور مذکورہ بالا تسبیح انتہائی مختصر اور جامع ہے۔

١٥٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُوذَرٍّ يَارَسُولَ اللهِ! ذَهَبَ أَصْحَابُ الدُّثُورِ بِالأُجُورِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فُضُولُ أَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَبَا ذَرٍّ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟» قَالَ: بَلَىٰ، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «تُكَبِّرُ اللهَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَخْتِمُهَا بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

١٥٠٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مال و دولت والے تو اجر و ثواب لے گئے (اور ہم خالی رہ گئے!) وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے کہ ہم پڑھتے ہیں' وہ روزے رکھتے ہیں جیسے کہ ہم رکھتے ہیں اور ان کے پاس زائد اموال ہیں جو وہ صدقہ کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس نہیں ہیں کہ صدقہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوذر! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھادوں جن سے تم اپنے سے آگے بڑھنے والوں کو پالو اور پیچھے رہنے والے تمہیں نہ پا سکیں الا یہ کہ کوئی تمہاری طرح کا عمل کرے؟" کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "ہر نماز کے بعد تینتیس (٣٣) بار اللّٰہ اکبر' تینتیس (٣٣) بار الحمد للّٰہ اور تینتیس (٣٣) بار سبحان اللّٰہ کہا کرو اور ان کا اختتام [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ] پر ہو' اس سے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

فائدہ: صحیح مسلم' المساجد' حدیث: ٥٩٥ و سنن النسائی' السهو' حدیث: ١٣٥٤ اور سنن بیہقی (دعوات) میں اس ورد کی ترتیب سبحان اللّٰہ' الحمد للّٰہ اور اللّٰہ اکبر وارد ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق اس روایت میں آخری جملہ [غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ ......الخ] صحیح نہیں ہے بلکہ مدرج ہے۔ تاہم دوسری روایات سے یہ جملہ مرفوعاً ثابت ہے۔

١٥٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٨ عن الوليد بن مسلم به.

(المعجم ٢٥) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَلَّمَ** (التحفة ٣٦١)

باب:۲۵-آدمی سلام پھیرنے کے بعد کون سے اذکار بجالائے

١٥٠٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن المُغِيرَةِ بن شُعْبَةَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ؟ فَأَمْلَاهَا المُغِيرَةُ عَلَيْهِ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۵۰۵-حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام کے بعد کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو حضرت مغیرہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھوا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ] ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ ملک اسی کا ہے۔ تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! جو تو عنایت فرما دے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی بھی مال دار کو تیرے مقابلے میں اس کا مال فائدہ نہیں دے سکتا۔''

فائدہ: کہاں یہ زبان رسالت مآب ﷺ کے اوراد مبارکہ اور کہاں جاہل صوفیوں کے خود ساختہ وظیفے! سچ ہے ''قدر زرزرگر بداند یا بداند جوہری'' یہ اصحاب الحدیث ہی کا شرف ہے کہ وہ رسالت مآب ﷺ کے ہر ہر فعل کو اپنا لینا ہی سعادت جانتے ہیں۔

١٥٠٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عن الحَجَّاجِ بنِ أَبي عُثْمَانَ، عَنْ أَبي الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ

۱۵۰۶-ابو الزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ جب نماز سے پھرتے (یعنی سلام کے بعد) تو یہ پڑھا

١٥٠٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح: ٥٩٣ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأذان، باب الذكر بعد الصلوٰة، ح: ٨٤٤ من حديث وراد به.

١٥٠٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح: ٥٩٤ من حديث إسماعيل ابن علية به.

عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُونَ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

کرتے تھے:[لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَه' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ' اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ] ''ایک اللہ کے سوا اورکوئی معبودنہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا اورکوئی معبودنہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں' خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہو۔ (اے اللہ!) تو ہی نعمت وفضل والا اور بہترین تعریف کا مستحق ہے۔ اللہ کے سوا اورکوئی معبودنہیں! ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں خواہ کافروں کو یہ ناپسند ہی ہو۔''

١٥٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أبي الزُّبَيْرِ قالَ: كَانَ عَبْدُ الله ابنُ الزُّبَيْرِ يُهَلِّلُ فِي دُبُرِ كلِّ صَلَاةٍ فَذَكَرَ نَحْوَ هذَا الدُّعَاءِ زَادَ فِيهِ: «وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ» وَسَاقَ بقيَّةَ الْحَدِيث.

١٥٠٧- ابو الزبیر کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے بعد[لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه ...... الخ] پڑھا کرتے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند دعا ذکر کی اور یہ اضافہ کیا:[وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه' لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ ......] اور بقیہ حدیث بیان کی۔

١٥٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ - وَهذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - قالَا:

١٥٠٨- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے

١٥٠٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ١٨٤، ١٨٥ من حديث أبي داود به.

١٥٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٩، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠١ من حديث المعتمر به * داود بن راشد لين الحديث، ضعفه الجمهور، وشيخه مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قالَ : سَمِعْتُ دَاوُدَ الطُّفاوِيَّ قالَ : حَدَّثَني أَبُو مُسْلِم الْبَجَلِيُّ عنْ زَيْدِ بن أرْقَمَ قالَ : سَمِعْتُ نَبِيَّ الله ﷺ يَقُولُ : - وَقَالَ سُلَيْمانُ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ في دُبُرِ صَلَاتِهِ -: «اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّكَ أَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ مُحمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، اللَّهُمَّ! رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ، أَنَا شَهِيدٌ أَنَّ الْعِبادَ كُلَّهُمْ إخْوَةٌ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِي مُخْلِصًا لَكَ وَأَهْلِي في كلِّ سَاعَةٍ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، يَاذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ. الله أَكْبرُ الأَكْبرُ، اللَّهُمَّ! نُورَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ - قالَ سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ - الله أَكْبَرُ الأَكْبرُ، حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، الله أَكْبرُ الأَكْبرُ».

تھے:[اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ' اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِيْ مُخْلِصًالَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ' اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ' اَللّٰهُمَّ! نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ' حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ] ”اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ تو اکیلا ہی رب ہے۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! میں گواہ ہوں کہ سارے بندے (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ اے اللہ! ہمارے رب اور ہر ہر شے کے رب! مجھے اور میرے اہل کو دنیا اور آخرت کے اندر ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنائے رکھ۔ اے جلال و اکرام والے! میری دعا سن اور قبول فرما۔ اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کا نور ہے... سلیمان بن داود نے ”نُور“ کے بجائے ”رَبّ“ کا لفظ کہا ہے۔ (یعنی) اے آسمانوں اور زمین کے رب...... اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے' بہت ہی بڑا۔“

١٥٠٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذ [قال]: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عنْ عَمِّهِ المَاجِشُونِ بن أبي سَلَمَةَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عنْ عُبَيْدِالله بن أبي رَافِعٍ، عنْ عَلِيٍّ بن أبي طَالِبٍ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَما أَسْرَفْتُ وَما أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ المُقَدِّمُ وَالمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ».

١٥٠٩- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے' تو یہ پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَ مَا أَخَّرْتُ' وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّی. اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! مجھے بخش دے وہ تقصیرات' جو میں نے پہلے کیں' جو بعد میں کیں' جو پوشیدہ کیں اور جنہیں ظاہراً کیا اور جو میں حد سے گزرتا رہا' اور وہ جن کے متعلق تو مجھ سے زیادہ باخبر ہے تو ہی (جسے چاہے) آگے کرنے والا اور (جسے چاہے) پیچھے رکھنے والا ہے۔ (نیکی کی توفیق دیتا ہے یا محروم کر دیتا ہے۔) تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں۔''

١٥١٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن طُلَيْقِ بنِ قَيْسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو: «رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ هُدَايَ إِلَيَّ، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَىٰ عَلَيَّ. اللَّهُمَّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاهِبًا، لَكَ مِطْوَاعًا، إِلَيْكَ مُخْبِتًا - أَوْ مُنِيبًا - رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي،

١٥١٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ' وَانْصُرْنِی وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ ' وَامْكُرْلِیْ ولا تَمْكُر عَلَيَّ ' وَاهْدِنِی ویَسِّرْ هُدَایَ إِلَيَّ وَانْصُرْنِیْ علٰی مَنْ بَغیٰ عَلَيَّ ' اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِیْ لَكَ شَاكِرًا ' لَكَ ذَاكِرًا ' لَكَ رَاهِبًا لَكَ مِطْواعًا' اِلَيْكَ مُخْبِتًا- اَوْ مُنِيبًا- رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ ' وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ ' وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ' وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ' وَاهْدِ قَلْبِیْ' وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ' وَ اسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِیْ] ''اے میرے

١٥٠٩ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٧٦٠.

١٥١٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [رب أعني ولا تعن علي . . .]، ح: ٣٥٥١ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٤، ٢٤١٥، والحاكم: ١/ ٥١٩، ٥٢٠، ووافقه الذهبي.

وَاغْسِلْ حُوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

رب! میری مدد فرما' میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر (جو مجھے تیری اطاعت سے روک دے۔) میری نصرت فرما' میرے خلاف کسی کی نصرت نہ کر۔ میرے حق میں تدبیر فرما' میرے خلاف تدبیر نہ کر۔ میری رہنمائی فرما اور ہدایت کو میرے لیے آسان فرما دے۔ اور جو میرے خلاف بغاوت کرے اس کے مقابلے میں میری مدد فرما' یااللہ! مجھے بنا دے اپنا شکر گزار' اپنا ذکر کرنے والا' تجھی سے ڈرنے والا' ازحد اطاعت گزار اور بہت ہی تواضع کرنے والا۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول کر لے۔ میری خطائیں دھو ڈال۔ میری دعا قبول فرما۔ میری حجت قائم فرما دے۔ میرے دل کو ہدایت دے (اور ہدایت پر ثابت قدم رکھ) میری زبان کو حق پر مستقیم رکھ اور میرے دل سے میل کچیل (بغض' حسد اور کینہ وغیرہ) نکال دے۔''

١٥١١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ مُرَّةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «وَيَسِّرِ الْهُدَىٰ إِلَيَّ» وَلَمْ يَقُلْ «هُدَايَ».

۱۵۱۱- عمرو بن مرہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور: [وَيَسِّرِ الْهُدىٰ إِلَيَّ] کہا [هُدَايَ] نہیں کہا۔

١٥١٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَاصِمِ الأَحْوَلِ وَخَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قال: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ

۱۵۱۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب سلام پھیرتے تو پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ تو (سراپا) سلامتی ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ تو بڑی برکتوں والا ہے اے

١٥١١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٥١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلوٰة وبيان صفته، ح: ٥٩٢ من حديث شعبة به.

السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ».

جلال واکرام والے!"

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعَ سُفْيَانُ مِنْ عَمْرِو ابنِ مُرَّةَ- قَالُوا: - ثَمَانِيَةَ عَشَرَ حَدِيثًا.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ سفیان نے عمرو بن مرہ سے سنا ہے۔ اور محدثین کا کہنا ہے کہ انہوں نے ان سے اٹھارہ احادیث سنی ہیں۔

ملحوظہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کا یہ مقولہ سابقہ سند سے متعلق ہے۔ اور مذکورہ دعا کے الفاظ صحیح احادیث میں اسی قدر ہیں جو بیان ہوئے اور کچھ لوگ جو پڑھتے ہیں: [وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ، وَأَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ پس آپ ﷺ کی دعا میں ان کا اضافہ ایسے ہی ہے جیسے خالص دودھ میں پانی ملا دیا جائے' جو بہر حال غلط ہے' خواہ آب زمزم ہی کیوں نہ ملایا جائے۔

١٥١٣- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عِيسَى عن الأَوْزَاعِيِّ، عن أبي عَمَّارٍ، عن أبي أَسْمَاء، عن ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قال: «اللَّهُمَّ!» فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ عَائِشَةَ.

١٥١٣- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب نماز سے اٹھ کر جانا چاہتے تو تین بار استغفار (اَسْتَغْفِرُاللّٰه) کہتے تھے۔ پھر اس کے بعد پڑھتے [اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ...... الخ] اور حدیث حضرت عائشہ کی حدیث کے ہم معنی بیان کی۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الْاِسْتِغْفَارِ (التحفة ٣٦٢)

باب: ٢٦- استغفار کا بیان

١٥١٤- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ ابنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ وَاقِدٍ الْعُمَرِيُّ عن أبي نُصَيْرَةَ، عن مَوْلًى لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال:

١٥١٤- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو استغفار کو اختیار کر لے وہ "مُصِر" (اصرار کرنے والے) لوگوں میں نہیں' خواہ ایک دن میں ستر بار گناہ کا اعادہ کرے۔"

١٥١٣- تخريج: أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ١٣٥/٥٩١ من حديث الأوزاعي به.

١٥١٤- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، [باب: "ما أصر من استغفر . . ."] ح: ٣٥٥٩ من حديث عثمان بن واقد به، وقال: "غريب . . . وليس إسناده بالقوي"، وحسنه ابن كثير في تفسيره: ١/٤١٦، وفي نسخة: ٢/١٠٦، وضعفه ابن المديني وهو الصواب، وللحديث شاهد غريب حسن: عند الطبراني في الدعاء، ح: ١٧٩٧، فالحديث به حسن.

قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَإِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً».

فوائد ومسائل: ① استغفار کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دے اور بندے کو رسوا نہ کرے۔ ② اپنے گناہوں پر اڑنا اور اصرار کرنا' ظالموں اور گناہ گاروں کی عادت ہے۔ ﴿يَسْمَعُ آيَاتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِراً كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الجاثیہ:٨) ''اللہ کی آیات کو سنتا ہے جو کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر اڑا رہتا ہے (اپنے گناہوں پر) تکبر کرتے ہوئے' گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں' تو ایسے کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔'' جبکہ متقی انسان کی صفت اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ﴿وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران:١٣٥) ''متقی اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔''

١٥١٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أبي بُرْدَةَ، عن الأَغَرِّ المُزَنِيِّ - قال مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ الله في كلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ».

١٥١٥- حضرت اغر مزنی ؓ سے مروی ہے...... مسدد کی روایت میں ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل تھا...... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل پر بھی پردہ سا آ جاتا ہے اور میں اللہ سے ایک ایک دن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں۔''

توضیح: رسول اللہ ﷺ فداه ابی و اُمّی کے شب و روز اللہ کی اطاعت میں گزرتے تھے اور ان میں کوئی لمحہ غفلت کا نہ ہوتا تھا۔ نیز آپ کا دل مبارک ان تمام عوارض سے پاک صاف اور بالاتر تھا جو عام انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میرے دل پر پردہ سا آ جاتا ہے'' اس کی تفصیل ہمارے لیے مشکل ہے۔ اس لیے امام لغت اصمعی نے کہا ہے کہ ''اگر غیر نبی کے دل کی بات ہوتی تو میں اس پر بات کرتا۔'' علامہ سندھی بھی ''تفویض'' کو ترجیح دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بطور افہام و تفہیم کے بات اس قدر ہے کہ آپ کی حالت اس طرح کی ہو جاتی تھی کہ آپ اس پر استغفار فرماتے۔ (عون المعبود) جب رسول اللہ ﷺ رسول ہوتے ہوئے بھی استغفار فرماتے تھے تو عام انسانوں کی کیا حالت ہونی چاہیے۔

١٥١٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

١٥١٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ

١٥١٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ح: ٢٧٠٢ من حديث حماد بن زيد به، وتابعه حماد بن سلمة.

١٥١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ٣٨١٤ من حديث أبي أسامة به، وقال◄◄

حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ، عن مُحمَّدِ بنِ سُوقَةَ، عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: إنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ الله ﷺ في المَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ».

بلاشبہ ہم شمار کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک مجلس میں سوسو بار یہ کلمہ دہراتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْم] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور (رحمت کے ساتھ) میری طرف رجوع فرما۔ بلاشبہ تو بہت زیادہ رجوع فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

١٥١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بنُ عُمَرَ بنِ مُرَّةَ الشَّنِّيُّ: حَدَّثَنِي أبي عُمَرُ بنُ مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ هِلَالَ ابنَ يَسَارِ بنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ قال: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُنِيهِ عن جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ: أَسْتَغْفِرُ الله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَ لَهُ وَإِن كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ».

۱۵۱۷- حضرت زید رضی اللہ عنہ (مولیٰ نبی ﷺ) نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص یوں کہتا ہے: [اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْه] ''میں معافی مانگتا ہوں اللہ سے' وہ ذات کہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' وہ زندہ ہے اور نگرانی کرنے والا ہے۔ اور میں اسی کی طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔'' تو اس کو بخش دیا جاتا ہے اگر چہ وہ جہاد سے بھی بھاگا ہو۔''

فائدہ: زبان زد عام استغفار کے الفاظ [اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْه] اگر چہ معناً صحیح ہیں' مگر رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمودہ الفاظ کو اختیار کرنا ہی سنت اور آپ سے محبت ہے۔

١٥١٨- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ ابنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ

۱۵۱۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے استغفار کا التزام کیا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور ہر غم

◀◀ الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٣٤٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٩.

١٥١٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في دعاء الضيف، ح: ٣٥٧٧ عن موسى بن إسماعيل به، وقال: "غريب"، وللحديث شاهد حسن عند الحاكم: ١/ ٥١١، ٢/ ١١٧، ١١٨، وصححه في الرواية الثانية على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

١٥١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستغفار، ح: ٣٨١٩ عن هشام بن عمار به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٢، وقال الذهبي: "الحكم (بن مصعب) فيه جهالة".

عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ جَعَلَ الله لَهُ مِنْ كلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ».

سے راحت کا سامان پیدا فرما دے گا۔ اور ایسے ایسے مقامات سے رزق مہیا فرمائے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔''

فوائد ومسائل: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم استغفار کی اہمیت وفضیلت قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لیے استغفار کی کثرت ہر صاحب تقویٰ کا شیوہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا٥ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:۲' ۳) ''جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور ایسے مقام سے رزق دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔'' استغفار کے ہوتے ہوئے مومن متبع سنت کو کسی دست غیب اور بدعی عمل کی حاجت نہیں۔ رزق کی تنگی دامن گیر ہو یا دنیا کے ہموم وافکار کا ہجوم' تو استغفار کرے وسعت ہو جائے گی۔ اور رنج وفکر سے نجات پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا٥ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا٥ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ (نوح:۱۰-۱۲) ''اللہ سے بخشش مانگو بے شک وہ بہت ہی بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارشیں برسائے گا (قحط وتنگدستی جاتی رہے گی اور فراخی حاصل ہوگی) اور مالوں اور اولاد سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغات اور نہریں دے گا۔'' (فوائد وحید الزمان' بتصرف)

١٥١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وحدَّثنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ المَعْنَى عن عَبْدِ الْعَزِيزِ ابنِ صُهَيْبٍ قال: سَأَلَ قَتَادَةُ أَنَسًا: أَيُّ دَعْوَةٍ كَانَ يَدْعُو بِهَا النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَ؟ قالَ: كَانَ أَكْثَرُ دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا: «اللَّهُمَّ [ربَّنَا] آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ». وَزَادَ زِيَادٌ: وكَانَ

۱۵۱۹- عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں کہ جناب قتادہ نے حضرت انس ؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کون سی دعا زیادہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی: [اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ] ''اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں ہر طرح کی بھلائیاں عنایت فرما اور آخرت میں بھی جملہ حسنات و خیرات سے سرفراز فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

١٥١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب قول النبي ﷺ: "ربنا آتنا في الدنيا حسنة"، ح:٦٣٨٩ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء باللّٰهم آتنا في الدنيا حسنة . . . الخ، ح:٢٦٩٠ من حديث إسماعيل ابن علية به.

أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيها .

زیاد نے مزید کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب کوئی دعا کرنا چاہتے تو انہی الفاظ سے دعا کرتے اور جب کوئی (خاص) دعا کرنا چاہتے تو اس میں اسے بھی شامل کر لیتے تھے۔

١٥٢٠- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ : حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ : حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ عنْ أبي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بن حُنَيفٍ عنْ أبيهِ قال : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «مَنْ سَأَلَ الله الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ الله مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ ، وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ» .

١٥٢٠- ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کی منازل تک پہنچا دے گا خواہ اپنے بستر ہی پر اسے موت آئے۔“

فائدہ: دعا کی قبولیت کیلئے ”سچے دل سے دعا کرنا“ شرط ہے کیونکہ صدق و اخلاص ہی پر تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ و نسأل اللہ التوفیق۔

١٥٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عنْ عُثْمَانَ بنِ المُغِيرَةِ الثَّقَفِيِّ ، عنْ عَلِيِّ بنِ رَبِيعَةَ الأَسَدِيِّ ، عنْ أَسْمَاءَ بنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قالَ : سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يَقُولُ : كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا نَفَعَنِي الله مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي ، وَإِذا حَدَّثَني أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحلَفْتُهُ ، فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ . قالَ : وَحَدَّثَني أَبُو بَكْرٍ - وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ - أَنَّهُ

١٥٢١- سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں ایسا شخص تھا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جو چاہتا فائدہ عنایت فرماتا۔ اور جب کوئی اور صحابی حدیث بیان کرتا، تو میں اس سے قسم لیتا تھا اور جب وہ قسم اٹھاتا تو میں اس کی تصدیق کرتا تھا۔ کہا: مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور انہوں نے سچ کہا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ”کوئی بندہ ایسا نہیں جو کوئی گناہ کر بیٹھے پھر وضو کرے اچھی طرح، پھر کھڑا ہو

١٥٢٠- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى، ح: ١٩٠٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٢١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٦ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٣٩٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٤، وأورده الضياء في المختارة: ١/ ٨٢-٨٧، ح: ٧-١١ وأُعلّ بعلة غير قادحة.

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ»، ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ١٣٥].

اور دو رکعتیں پڑھے اور اللہ سے استغفار کرے' مگر اللہ اسے معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوا اَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَافَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''متقی وہ لوگ ہیں جو اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کریں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھیں' تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ بخش دے۔ اور یہ لوگ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر نہیں اڑتے اور نہ اصرار کرتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کے سلسلے میں قسم لینا اعتماد مزید کے لیے ہوتا تھا۔ اور فرمان نبی ﷺ پر اسی وقت عمل واجب ہوتا ہے جب وہ کامل شروط کے ساتھ صحیح ثابت ہو۔ ② اس قدر اہتمام کے باوجود وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قسم لینے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ اس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کی بلندی' ان کا احترام' ان کے صدق پر گہرا اعتماد اور ان کے باہمی برادرانہ روابط کا شاندار ثبوت ہے۔ ③ توبہ و استغفار کی نیت سے نماز مستحب ہے۔

١٥٢٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ مُسْلِمٍ يَقُولُ: حدثني أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيُّ عن الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بن جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: «يَامُعَاذُ! وَاللهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ»، فَقَالَ: «أُوصِيكَ يَامُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ

١٥٢٢- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اے معاذ! قسم اللہ کی! مجھے تم سے محبت ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا ہرگز ترک نہ کرنا: [اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ] ''اے اللہ! اپنا ذکر کرنے' شکر کرنے اور بہترین انداز میں اپنی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔'' چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ

١٥٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، السهو، باب: نوع آخر من الدعاء، ح: ١٣٠٤ من حديث حيوة بن شريح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥١، وابن حبان، ح: ٢٣٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧٣، ووافقه الذهبي، وصححاه مرة أخرى: ٣/ ٢٧٣، ٢٧٤.

صَلَاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ! أَعِنِّي عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ»، وَأَوْصَىٰ بِذَلِكَ مُعَاذٌ الصُّنَابِحِيَّ، وَأَوْصَى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ.

وصیت (اپنے شاگرد) صنابحی کو کی اور پھر صنابحی نے یہ وصیت (اپنے شاگرد) ابوعبدالرحمٰن کو کی۔

فوائد ومسائل: ① کیا مرتبۂ بلند ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ ﷺ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں ''مجھے تم سے محبت ہے۔'' رضي الله عنه وأرضاه. چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں ''قسم اللہ کی! ہمیں معاذ سے اور تمام صحابہ سے محبت ہے۔'' ② اعمال خیر کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ چنانچہ چاہیے کہ مذکورہ دعا کو اپنا وِرد اور معمول بنالیا جائے۔ ③ بعض روایات میں صراحت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد صنابحی کو جب یہ حدیث سنائی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہ ''مجھے تم سے محبت ہے'' یہ حدیث سنائی' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی تھی' اسی طرح جناب صنابحی رحمہ اللہ نے بھی ہاتھ پکڑ کر اور قسم اٹھا کر کہ ''مجھے تم سے محبت ہے'' اپنے شاگرد کو یہ حدیث سنائی۔

١٥٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بن سَعْدٍ؛ أَنَّ حُنَيْنَ بنَ أَبِي حَكِيمٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بن عَامِرٍ قالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ أَنْ أَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كلِّ صلَاةٍ.

١٥٢٣- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ہر نماز کے بعد مُعوّذات پڑھا کروں۔

فائدہ: جامع ترمذی میں یہ روایت مُعوّذات کی بجائے تثنیہ کے صیغہ سے مُعَوِّ ذَتین آیا ہے اور ان سے مراد ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہے اور انہیں اس روایت میں صیغۂ جمع کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ ان کے ساتھ ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ بھی مراد ہو کیونکہ یہ سب سورتیں تمام تعوذات کی جامع ہیں۔ سورۃ الکافرون میں شرک سے براءت اور سورۃ الاخلاص میں اظہار و اقرار توحید اور مُعَوِّ ذَتین میں ہر شر سے اللہ کی پناہ لینے کا بیان ہے۔

١٥٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنَ عليِّ بنِ سُوَيْدِ

١٥٢٤- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

١٥٢٣_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، السهو، باب الأمر بقراءة المعوذات بعد التسليم من الصلوٰة، ح: ١٣٣٧ عن محمد بن سلمة به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٩٠٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٧٥٥، وابن حبان، ح: ٧٥٥، والحاكم: ١/ ٢٥٣ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

١٥٢٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرىٰ، ح: ١٠٢٩١، وأحمد: ١/ ٣٩٤، ٣٩٧ من حديث ◄◄

السَّدُوسِيُّ: حَدَّثَنا أَبُوداوُدَ عنْ إِسْرَائِيلَ، عنْ أبي إِسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بن مَيْمُونٍ، عنْ عَبْدِ الله: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ دعا کے کلمات تین تین بار دہرائیں اور تین بار استغفار کریں۔

١٥٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بن عُمرَ، عنْ هِلَالٍ، عنْ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عن ابن جَعْفرٍ، عنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ - أَوْ في الْكَرْبِ -: الله الله رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا».

١٥٢٥- حضرت اسماء بنت عمیس ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تم پریشانی کی صورت میں پڑھا کرو..... یعنی [اللّٰہ اللّٰہ رَبِّی لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا] ''اللہ' اللہ ہی میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتی (بناتا۔'')

قال أَبُوداوُدَ: هَذَا هِلَالٌ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، وَابنُ جَعْفَرٍ هُوَ عَبْدُالله بنُ جَعْفَرٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث ہلال' یہ عمر بن عبدالعزیز ؒ کا مولیٰ ہے۔ اور ابن جعفر سے مراد عبداللہ بن جعفر ہے۔

فائدہ: اس دعا میں راز یہ ہے کہ بندہ جس قدر اپنے خالق و مالک سے ربط و تعلق میں مضبوط ہوگا' اسی قدر دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رہے گا۔ اس سے کٹ کر نا ممکن ہے کہ کوئی راحت و سکون پا سکے۔ اور جو عصیان کے باوجود اپنے آپ کو راحت میں سمجھتے ہیں' فریب خوردہ ہیں۔ درحقیقت اللہ نے انہیں مہلت دی ہوئی ہے اور آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَة.

١٥٢٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ ثَابِتٍ وَعَلِيِّ بنِ زَيْدٍ وَسَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عنْ أَبِي عُثْمانَ

١٥٢٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر

إسرائيل به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٠ * أبوإسحاق مدلس وعنعن.

١٥٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب الدعاء عند الكرب، ح: ٣٨٨٢ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٣٦٩ وغيره.

١٥٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٩، ٤٠٠، ح: ١٩٨٠٤ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٢٩٩٢، ومسلم، ح: ٢٧٠٤ مختصرًا ومطولاً.

النَّهْدِيِّ؛ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ كَبَّرَ النَّاسُ وَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّ الَّذِي تَدْعُونَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ أَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا مُوسَىٰ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فَقُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

کہنا شروع کر دیا اور اپنی آوازیں اونچی کیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان (نہایت قریب ہے، لہٰذا چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں۔) ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوموسیٰ! کیا میں تمہیں جنت کا ایک خزانہ نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: ''[لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] کسی برائی سے بچنا اور دور رہنا اور کسی نیکی اور خیر کی ہمت پانا اللہ کے بغیر ممکن نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل بذاتہ عرش مُعَلّٰی پر ہے اور اپنے علم، سمع، بصر اور قدرت کے لحاظ سے اپنے بندوں اور مخلوق کے انتہائی قریب ہے۔ اسی مفہوم میں یہاں ذکر ہوا ہے کہ ''وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔'' ② قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں اللہ عزوجل کی صفات دو انداز سے مذکور ہوئی ہیں: اثباتی اور سلبی، جیسے کہ سورۂ اخلاص میں ہے کہ وہ اکیلا ہے۔ صَمَد ہے۔ ان میں اثبات ہے۔ ''اس نے جنا نہیں، وہ جنا نہیں گیا، کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے۔'' ان میں سلب کا اثبات ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں دوسری نوع کی صفات کا ذکر ہے۔ ''وہ بہرا نہیں ہے'' یعنی سمیع ہے۔ ''وہ غائب نہیں ہے'' یعنی قریب ہے۔ ③ چلا چلا کر اللہ کا ذکر کرنا بے عقلی ہے۔ جن مواقع پر اونچی آواز سے ذکر کرنے کا بیان آیا ہے وہاں آواز بالکل مناسب اور معقول رکھنے کی تعلیم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۱۰) ④ امام نووی نے کلمہ [لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ] کو کلمۂ استسلام و تفویض سے تعبیر کیا ہے یعنی بندہ فی ذاتہ کسی چیز کا مالک نہیں مگر وہی جو اللہ چاہے۔ ⑤ شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں [اِنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْنَهُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ اَعْنَاقِ رِكَابِكُمْ] ''بے شک جسے تم پکارتے ہو وہ تمہارے اور تمہاری سواریوں کی گردنوں کے درمیان ہے۔'' کے الفاظ منکر (ضعیف) ہیں۔

١٥٢٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي

۱۵۲۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ لوگ اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک گھاٹی

١٥٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب لا حول ولا قوة إلا بالله، ح: ٦٦١٠، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع . . . الخ، ح: ٢٧٠٤ من حديث أبي عثمان النهدي به.

عُثْمانَ، عنْ أبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ: أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ نَبِيِّ الله ﷺ وَهُمْ يَتَصَعَّدُونَ في ثَنِيَّةٍ، فَجَعَلَ رَجُلٌ كُلَّمَا عَلَا الثَّنِيَّةَ نَادَى لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَالله أَكْبَرُ. فَقالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا»، ثُمَّ قالَ: «يَاعَبْدَ الله بنَ قَيْسٍ!» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

پر چڑھ رہے تھے ایک آدمی جب بھی کسی گھاٹی پر چڑھتا تو خوب اونچی آواز سے کہتا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر] تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو۔'' (وہ سمیع اور قریب ہے' چلاّتے کیوں ہو؟) پھر فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس!'' (ابوموسیٰ اشعری) اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

١٥٢٨- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَىٰ: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عنْ عَاصِمٍ، عنْ أَبي عُثْمانَ، عنْ أَبي مُوسَىٰ بِهَذَا الْحَدِيثِ. وَقالَ فيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ».

١٥٢٨- ابوعثمان نے' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے اور اس میں کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو (چلاؤ نہیں۔'')

١٥٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْحُسَيْنِ زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قالَ: حَدَّثَني أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قال: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ».

١٥٢٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص: [رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا] ''میں اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔'' کہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔''

فائدہ: شرط یہ ہے کہ قول کے ساتھ ساتھ عمل اور کردار کی تائید بھی ہو۔

١٥٢٨- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٠٦، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر إلا في المواضع ... الخ، ح: ٢٧٠٤ من حديث عاصم به.

١٥٢٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥ من حديث زيد بن الحباب به.

١٥٣٠- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ صَلَّىٰ عَلَيَّ [صَلَاةً] وَاحِدَةً [صَلَّى] اللهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

۱۵۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایک بار مجھ پر درود (صلاۃ) پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔''

١٥٣١- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن أَوْسِ بنِ أَوْسٍ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُم يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قال: فَقَالُوا: يَارسولَ الله! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ -قال: يَقُولُونَ: بَلِيتَ- قال: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

۱۵۳۱- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے افضل دنوں میں سے جمع کا دن فضیلت والا ہے' سو اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ بلاشبہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم (قبر میں) بوسیدہ ہو چکا ہوگا؟ فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔''

(المعجم ٢٧) - باب النَّهْيِ أَنْ يَدْعُوَ الْإِنْسَانُ عَلَى أَهْلِهِ وَمَالِهِ (التحفة ٣٦٣)

باب: ۲۷- اپنے مال اور اولاد کو بددعا کرنا منع ہے

١٥٣٢- **حَدَّثَنا** هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَيَحْيَى ابنُ الْفَضْلِ وَسُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۵۳۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو بددعا نہ

١٥٣٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الصلوة على النبي ﷺ بعد التشهد، ح: ٤٠٨ من حديث إسماعيل ابن جعفر به.

١٥٣١- **تخريج**: [ضعيف] تقدم تخريجه، ح: ١٠٤٧.

١٥٣٢- **تخريج**: [صحيح] تقدم تخريجه، ح: ٤٨٥، ٦٣٤.

قَالُوا: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا يَعْقُوبُ بنُ مُجَاهِدٍ أَبُو حَزْرَةَ عن عُبَادَةَ بنِ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَدْعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَىٰ خَدَمِكُمْ، وَلا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ، لا تُوَافِقُوا مِنَ الله سَاعَةَ نَيْلٍ فيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ».

دؤ اپنی اولاد کو بددعا نہ دؤ اپنے خادموں کو بددعا نہ دو اور اپنے مالوں کو بددعا نہ دؤ ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا وقبولیت کی گھڑی ہو (ادھر تم کوئی بددعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اسے) تمہارے لیے قبول کر لے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحدِيثُ مُتَّصِلٌ، عُبَادَةُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ عُبَادَةَ لَقِيَ جَابِرًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متصل ہے عبادہ بن ولید بن عبادہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

فائدہ: بعض گھڑیاں اللہ کی جانب سے قبولیت کی ہوتی ہیں۔ ان کا علم اللہ ہی کو ہے' اس لیے بندے کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے اور کسی بھی وقت زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکالنی چاہیے' ہوسکتا ہے پوری ہو جائے اور پھر پچھتا تا پھرے۔

(المعجم ٢٨) - باب الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣٦٤)

باب: ۲۸- نبی ﷺ کے علاوہ دوسروں کے لیے صلاۃ

١٥٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: صَلِّ عَلَيَّ وَعَلَى زَوْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّى الله عَلَيْكِ وَعَلَىٰ زَوْجِكِ».

۱۵۳۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے کہا: میرے اور میرے شوہر کے لیے دعائے رحمت فرما دیجیے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تجھ پر اور تیرے شوہر پر اپنی رحمتیں (اور برکتیں) نازل فرمائے۔"

توضیح: لفظ [صلاۃ] کے متعدد معانی ہیں' ان میں سے ایک معنی "دعا" ہے۔ اور جو [صلاۃ] رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے وہ اپنے مفہوم میں جامع اور عظیم تر ہے اور اس کے خاص الفاظ ہم مسلمانوں کو تعلیم کر دیے گئے ہیں جیسے

١٥٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٩٧ عن أبي عوانة به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٤٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٠ـ١٩٥٢.

کہ درود ابراہیمی وغیرہ میں ہے۔ غیر نبی کے لیے ''صلاۃ'' درود شریف میں بالتبع عموماً پڑھی جاتی ہے جیسے کہ [صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آله وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْن] اور [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَ سَلَّم] جیسے مختصر درود میں آل واصحاب کا ذکر معروف ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ زکوۃ پیش کرنے والوں کے لیے خاص دعا (صلوٰۃ) فرمایا کریں جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبه :١٠٣) ''ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے جس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ فرمائیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے۔'' چنانچہ نبی علیہ السلام لفظ [صلاۃ] سے صحابہ کو دعا دیا کرتے تھے جیسے کہ اس حدیث میں وارد ہے مگر یہ ''صلاۃ'' بمعنی دعائے رحمت ہے' کیونکہ ''صلاۃ'' کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٩) - باب الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ (التحفة ٣٦٥)

باب:۲۹- غائبانہ دعا کی فضیلت

١٥٣٤- حَدَّثَنَا رَجَاءُ بْنُ الْمُرَجَّا: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ ثَرْوَانَ: حدثني طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ بْنِ كَرِيزٍ: حدثَتْني أُمُّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: حدثني سَيِّدِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ».

۱۵۳۴- ام الدرداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے آقا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' آپ فرماتے تھے: ''جب کوئی شخص اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں ''آمین'' (اے اللہ! قبول فرما) اور تجھے بھی یہی کچھ حاصل ہو۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں اور دونوں کی کنیت ''ام الدرداء'' تھی۔ بڑی صحابیہ تھیں ان کا نام ''خیرۃ'' ہے اور جن کا اس سند میں ذکر ہے' وہ تابعیہ ہیں ان کا نام "هجيمه يا جهيمه يا جمانه" وارد ہے۔ رحمہا اللہ تعالیٰ۔ ② اس میں ترغیب ہے کہ انسان اپنے قریبی اور بعیدی تمام عزیزوں کو بلکہ عام مسلمانوں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھا کرے تاکہ فرشتے اس کے لیے دعا کریں اور فرشتوں کی دعا (ان شاء اللّٰه) قبولیت کے لیے بہت زیادہ مددگار ہوگی۔

١٥٣٤- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب، ح: ٢٧٣٢ من حديث طلحة بن عبيدالله بن كريز به.

١٥٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيَادٍ عنْ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ».

١٥٣٥- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷠ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت جلد قبول ہونے والی دعا یہ ہے کہ انسان کسی غیر موجود کے لیے غائبانہ دعا کرے۔“

١٥٣٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيَىٰ، عن أَبي جَعْفَرٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ».

١٥٣٦- حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین دعاؤں کے قبول ہونے میں شک نہیں۔ باپ کی دعا‘ مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔“

فائدہ: یہ تینوں شخصیات بالعموم ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اخلاص‘ صدق‘ رقت قلب اور انکساری بہت زیادہ ہوتی ہے اور ان کی دعا میں خیر اور شر کے دونوں پہلو ممکن ہیں‘ لہٰذا بیٹے کو چاہیے کہ باپ کے ساتھ باادب‘ معاون اور مطیع رہے اور اس کی دعاؤں سے حصہ حاصل کرنے والا بنے۔ مسافر کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ بھی واضح ہے کہ اس کی بددعا از حد نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے‘ اس لیے کسی پر کبھی ظلم نہیں کرنا چاہیے اور ان حضرات کو بھی یہی لائق ہے کہ اللہ کی رحمتوں کے سائل رہیں اور مشکلات پر صبر کر کے اللہ سے اجر لیں۔

(المعجم ٣٠) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا (التحفة ٣٦٦)

باب: ٣٠- انسان کو اگر کسی سے کوئی خوف ہو تو کون سی دعا کرے؟

١٥٣٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى:

١٥٣٧- حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷛ نے بیان کیا

١٥٣٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في دعوة الأخ لأخيه بظهر الغيب، ح: ١٩٨٠ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وقال: "غريب . . . والإفريقي يضعف في الحديث".

١٥٣٦_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في دعوة الوالدين، ح: ١٩٠٥، وابن ماجه، ح: ٣٨٦٢ من حديث هشام الدستوائي به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٤١٧، ٤١٨، والهيثمي في مجمع الزوائد: ١٠/ ١٥١.

١٥٣٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٦٠١ عن محمد بن المثنى به، وصححه ◀◀

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حدثني أبي عن قَتَادَةَ، عن أبي بُرْدَةَ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: «اللَّهُمَّ! إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ».

کہ نبی ﷺ کو جب کسی قوم سے کوئی اندیشہ ہوتا تو اس طرح دعا کرتے: [اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ] ”اے اللہ ہم تجھے ان کے مقابلے میں پیش کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔“

فائدہ: دشمنوں اور بدطینت لوگوں کے شرور سے بچنے کیلئے مشروع مادی اسباب اختیار کرنا بھی توکل کا لازمی حصہ ہے اور اللہ کی رحمت کا سائل رہنا مسلمان کا فریضہ اور اس کا شعار ہے۔

(المعجم ٣١) - باب الاِسْتِخَارَةِ (التحفة ٣٦٧)

باب: ٣١- استخارے کے احکام ومسائل

١٥٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مُقَاتِلٍ خَالُ الْقَعْنَبِيِّ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى - المَعْنَىٰ وَاحِدٌ، - قالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي الْمَوَالِ: حدثني مُحَمَّدُ بنُ المُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ كما يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرآنِ، يَقُولُ لَنَا: «إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الفَرِيضَةِ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ! فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا

١٥٣٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارے کی (اس اہتمام سے) تعلیم فرماتے تھے جیسے کہ قرآن کی کوئی سورت۔ آپ ہمیں فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ فرضوں کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے اور یوں دعا کرے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ...... الخ] ”اے اللہ! میں تیرے علم کے واسطے سے خیر اور بھلائی چاہتا ہوں۔ اور تیری قدرت کے واسطے سے قدرت طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا۔ اور تو تمام غیبوں اور پوشیدہ امور سے پوری طرح باخبر ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) میرے دین، دنیا،

◀◀ ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٧٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٢، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن.

١٥٣٨- تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٢ من حديث عبدالرحمٰن ابن أبي الموال به.

الأَمْرَ - يُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ الَّذِي يُرِيدُ - خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعاشِي وَمَعَادِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي، فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَبَارِكْ لِي فِيهِ. اللَّهمَّ! وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُهُ شَرًّا لِي - مِثْلَ الأَوَّلِ - فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاصْرِفْهُ عَنِّي، وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِي بِه» أَوْ قال: «فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ».

آخرت اور انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے حق میں مقدر فرما دے، اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھے اس میں برکت دے۔ اور اگر یہ معاملہ (یہاں اپنے کام کا نام لے) تیرے علم کے مطابق میرے لیے برا ہے، دین، دنیا، آخرت یا انجام کے لحاظ سے، تو مجھے اس سے پھیر دے اور اس کو مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دے جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔'' راوی نے کہا یا شاید [خیراً لِیُ فِیُ دِیُنِیُ وَ مَعَاشِیُ وَ مَعَادِیُ وَعَاقِبَةِ اَمرِیُ] کی بجائے [فِیُ عَاجِلِ اَمرِیُ وَ آجِلِه] کے لفظ فرمائے ''یعنی میرے معاملے میں یہ جلد یا بدیر...... بہتر ہو۔''

قال ابنُ مَسْلَمَةَ وَابنُ عِيسَى: عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ.

ابن مسلمہ اور ابن عیسیٰ اس سند کو لفظ ''عن'' سے بیان کرتے ہیں۔ ''عن محمد بن المنكدر عن جابر۔''

فوائد ومسائل: ① ''استخارے'' کے معنی ہیں خیر مانگنا اور اس (خیر) کے لیے آسانی کی توفیق طلب کرنا۔ اور یہ ایسے امور میں ہوتا ہے جن میں خیر اور شر کے دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو۔ فرائض اور واجباتِ شرعیہ میں استخارے کے کوئی معنی نہیں۔ ہاں وقت و کیفیت کے متعلق استخارہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً یا اللہ! حج کو اس سال جاؤں یا آئندہ سال۔ فضائی راستہ اختیار کروں یا بری یا بحری وغیرہ۔ ② استخارے کا یہی طریقہ مشروع اور سنت ہے۔ یہ نماز اور دعا اوقات کراہت کے علاوہ کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔ اس سے انسان کا اضطراب ختم اور کسی ایک جانب پر استقرار حاصل ہو جاتا ہے۔ تب انسان کو وہ کام کر گزرنا چاہیے۔ اللہ اس میں برکت دے گا۔ اور اگر اضطراب قائم رہے تو مسلسل کئی روز تک یہ عمل دہرانا چاہیے۔ ان شاء اللہ کسی ایک پہلو پر دل ٹک جائے گا۔ خیال رہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ خواب ہی میں نظر آئے...... اور ایسا ہو بھی ہو سکتا ہے...... کچھ لوگ دوسروں سے استخارہ کراتے ہیں، یہ بے معنی سی بات ہے۔ صاحب معاملہ کو خود نماز پڑھ کر دعا کرنی چاہیے۔ شریعت کا اصرار اسی امر پر ہے کہ ہر بندہ اپنے رب سے براہ راست تعلق قائم کرے۔ ③ اس دعا میں هذا الأمر...... کی جگہ اپنی حاجت کا نام لے، مثلاً هذا النكاح یا هذا البيع وغیرہ یا هذا الأمر پر پہنچ کر اپنے اس کام کی نیت متحضر کر لے جس کے لیے وہ استخارہ کر رہا ہے۔

(المعجم ٣٢) - **بَابٌ: فِي الاِسْتِعَاذَةِ** (التحفة ٣٦٨)

باب:٣٢-تعوّذات کا بیان

١٥٣٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إسْرائِيلُ عنْ أَبِي إسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بن مَيْمُونٍ، عن عُمَرَ ابنِ الْخَطَّابِ قالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَسُوءِ الْعُمْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

۱۵۳۹-حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ پانچ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی' بخیلی' انتہائی بڑھاپے اور لاچاری کی عمر سے' سینے کے فتنے سے (حسد' کینہ اور برے اخلاق وعقائد سے) اور عذاب قبر سے۔

فوائد ومسائل: ① یعنی ہمہ قسم کی الجھنوں' پریشانیوں اور دکھوں وغیرہ سے اللہ کی پناہ' حفاظت اور امان طلب کرنا۔شریعت سے ثابت ''تعویذ'' یہی ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔اور جو لوگ کچھ لکھ لکھا کر اپنے گلے میں ڈال لیتے یا بازو پر باندھ لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتوجیہ سے ثابت نہیں ہے' لہٰذا اس سے بچنا چاہیے اور کچھ تو ایسے ہیں کہ ان تعویذات میں کفریہ اور شرکیہ الفاظ وکلمات لکھتے ہیں جو سراسر جہنم خریدنے کا سودا ہے۔أعاذنا الله منهم.
② اس موضوع اور مفہوم کی اور بھی احادیث ہیں ان سب کو دیکھ لیا جائے تو زیادہ مفید ہوگا

١٥٤٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبِي قالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بن مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ المَحْيَا وَالمَمَاتِ».

۱۵۴۰-حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:[اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبنِ وَالْبُخلِ وَالْهَرَمِ' وأَعُوذُبِكَ مِنْ عذَابِ القَبرِ' وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتنَةِ الْمَحيَا وَالْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عاجز آ جانے سے' کسل مندی وسستی سے' بزدلی' بخیلی اور انتہائی بڑھاپے سے۔اور تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔''

١٥٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ح: ٣٨٤٤ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٣٠، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٥٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب ما يتعوذ من الجبن، ح: ٢٨٢٣ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل وغيره، ح: ٢٧٠٦ من حديث المعتمر بن سليمان به.

فائدہ: دین ودنیا کی بھلائیوں کے حصول میں محرومی تین اسباب سے ہوتی ہے کہ انسان میں ان کے کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی' یا سستی غالب آ جاتی ہے' یا جرأت کا فقدان ہوتا ہے۔[بخل] سے مراد وہ کیفیت ہے کہ جہاں خرچ کرنا مشروع و مستحب ہو' لیکن انسان وہاں خرچ نہ کرے۔[ھرم] بڑی عمر ہونے کی یہ حالت کہ انسان دوسروں پر بوجھ بن جائے۔ نہ عبادت کر سکے اور نہ دنیا کا کام۔''زندگی کے فتنے'' یہ کہ آزمائشیں اور پریشانیاں غالب آ جائیں' نیکی کے کاموں سے محروم رہے۔''موت کا فتنہ'' یہ کہ انسان اعمال خیر سے محروم رہ جائے یا مرتے دم کلمۂ توحید نصیب نہ ہو۔ اور ''قبر'' آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اس میں بندہ اگر پھسل یا پھنس گیا تو بہت بڑی ہلاکت ہے اور ''عذاب قبر'' سے تعوذ' امت کے لیے تعلیم ہے ورنہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں۔

١٥٤١ - حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - قالَ سَعِيدٌ الزُّهْرِيُّ - عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كُنْتُ أَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَظَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» وَذَكَرَ بَعْضَ مَا ذَكَرَهُ التَّيْمِيُّ.

١۵۴١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور میں آپ کو بہ کثرت سنتا تھا کہ آپ یہ دعا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إنّی اَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَظَلَعِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے' قرضے کے بوجھ سے اور لوگوں (ظالموں) کے غلبے اور زور آوری سے۔'' نیز کچھ وہ بھی ذکر کیا جسے تیمی (معتمر بن سلیمان) نے (اوپر والی حدیث میں) بیان کیا ہے۔

فائدہ: [الحزن] یہ لفظ ''حا'' کے ضمہ اور ''زا'' کے سکون سے پڑھا جاتا ہے اور دونوں کی فتحہ سے بھی۔[ھم] اور [حزن] میں فرق یہ ہے کہ [ھم] مستقبل کے اندیشوں کو کہا جاتا ہے اور [حزن] ان پریشانیوں کو جو ماضی کے کسی واقعہ کی وجہ سے ہوں۔[ظَلَعَ] اور [ضَلَعَ] تقریباً ہم معنی ہیں' صحیح بخاری میں [ضَلَعَ] ضاد کے ساتھ آیا ہے۔

١٥٤٢ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ المَكِّيِّ، عن طَاوسٍ، عن عَبْدِ الله بن عَباسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ

١۵۴٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جیسے کہ قرآن: [اَللّٰهُمَّ! إنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ

١٥٤١_ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، ح: ٦٣٦٩ من حديث عمرو بن أبي عمرو به.

١٥٤٢_ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلوة، ح: ٥٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢١٥.

يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

جَهَنَّمَ' وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ' وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' مسیح دجال کے فتنے سے اور زندگی وموت کے فتنے سے۔''

فائدہ: دعا کے الفاظ میں [أَعُوْذُ] کا تکرار ان امور کی دہشت واہمیت کے پیش نظر ہے۔

١٥٤٣- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَىٰ الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَىٰ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَىٰ وَالْفَقْرِ».

١٥٤٣- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَ عَذَابِ النَّارِ' وَمِنْ شَرِّ الْغِنىٰ وَالْفَقْرِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے' مالداری کے شر سے اور فقیری کے شر سے۔''

فوائد ومسائل: ① [فِتْنَةِ النَّارِ] سے مراد ایسے عمل ہیں جو دخول جہنم کا باعث بنیں۔ یا جہنم کے داروغوں کے وہ سوال مراد ہیں جو وہ بطور زجر وتوبیخ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ﴾ (الملك:٨) ''جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس کے داروغے اس سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟'' اور ''عذاب النار'' یہ کہ انسان جہنمی بن کر عذاب پائے۔ واللہ اعلم. ② ''مالداری کا شر'' یہ ہے کہ انسان مالدار ہو کر فخر وعصیان اور ظلم کا مرتکب ہونے لگے یا حرام کمائے اور حرام میں خرچ کرنے لگے۔ ③ اور ''فقیری کا شر'' یہ ہے کہ انسان اغنیاء پر حسد کرنے لگے یا اللہ کی تقسیم پر راضی نہ رہے۔ یا حق کے بغیر ان کے مال میں طمع کرنے لگے' یا ان کے سامنے اپنی عزت کو داؤ پر لگا دے یا اسلام ہی سے روگردان ہو جائے۔ وغیرہ۔

١٥٤٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا إِسْحَاقُ بنُ عَبْدِ اللهِ

١٥٤٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوْذُبِكَ

١٥٤٣- تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من المأثم والمغرم، ح: ٦٣٦٨، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ٥٨٩ بعد ح: ٢٧٠٥ (وأيضًا، ح: ٥٨٧-٥٨٩) من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

١٥٤٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الذلة، ح: ٥٤٦٢ من حديث حماد به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١، ووافقه الذهبي.

عن سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ».

مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَاَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں محتاجی سے، قلّت سے اور ذلّت سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ظلم کا ارتکاب کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔“

فائدہ: ”فقر“ دو طرح سے ہوتا ہے مال کا یا دل کا۔ انسان کے پاس مال نہ ہو مگر دل کا غنی اور سیر چشم ہو تو یہ ممدوح ہے مگر اس کے برعکس انسان ”حرص“ کا مریض ہو یہ تو بہت ہی قبیح خصلت ہے۔ نیز فقیری اور غریبی کی یہ کیفیت کہ انسان ضروریات زندگی کے حصول سے محروم اور عاجز ہو کہ لازمی واجبات بھی ادا نہ کر سکے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ ”قلّت“ سے مراد اعمال خیر اور ان کے اسباب کی قلت ہے اور ”ذلّت“ یہ کہ انسان عصیان کا مرتکب ہو کر اللہ کے سامنے رسوا ہو جائے یا لوگوں کی نظروں میں اس کا وقار نہ رہے کہ اس کی دعوت ہی نہ سنی جائے۔ اس نے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسی طرح انسان کا اپنے معاشرے میں ظالم بن جانا یا مظلوم بن جانا کوئی بھی صورت ممدوح نہیں۔

١٥٤٥- حَدَّثَنا ابنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْغَفَّارِ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: كَانَ مِنْ دُعاءِ رَسُولِ الله ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ».

۱۵۴۵- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے یہ دعا تھی: [اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَ تَحْوِيلِ عَافِيَتِكَ، وَ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَ جَمِيعِ سَخَطِكَ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تیری کوئی نعمت چھن جائے یا تیری دی ہوئی تندرستی و راحت پلٹ جائے یا کوئی ناگہانی عذاب آ جائے۔ اور تیرے تمام غصے اور ناراضیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

فائدہ: نعمتوں میں سب سے بڑی اور عظیم نعمت اسلام ہدایت اور استقامت کی نعمت ہے۔ صحت و عافیت اور مادی نعمتیں بھی سراسر اسی کا فضل و احسان ہے۔ [تحوِيلِ] بعض نسخوں میں [تحوّل] بھی وارد ہے معنی دونوں کے ایک ہی ہیں۔

١٥٤٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ:

۱۵۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ

١٥٤٥- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء... الخ، ح: ٢٧٣٩ من حديث يعقوب بن عبدالرحمٰن به.

١٥٤٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الشقاق والنفاق وسوء◄

حَدَّثَنا بَقِيَّةُ : حَدَّثَنا ضُبَارَةُ بنُ عَبْدِ الله بنِ أَبي السُّلَيْكِ عنْ دُوَيْدِ بن نَافِعِ : حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحِ السَّمَّانُ قال : قال أَبُو هُرَيْرَةَ : إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَدْعُو يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الأَخْلَاقِ».

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ (حق کی) مخالفت کروں یا منافق اور بداخلاق بنوں۔“

١٥٤٧ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ عن ابنِ إِدْرِيسَ، عن ابن عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا [بِئْسَتِ] الْبِطَانَةُ».

۱۵۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک سے، بیشک یہ بہت بری ہم خواب ہے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں خیانت سے، بیشک پوشیدہ خصلتوں میں سے یہ بہت بری خصلت ہے۔“

فائدہ: اس حدیث اور دعا سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ محض بھوک اور فاقے میں کوئی ثواب نہیں، اللہ اس سے محفوظ رکھے۔ وہی بھوک اللہ کے ہاں مفید ہے جو تقرب کی نیت سے ہو یعنی ”روزہ۔“ اور ”خیانت“ جو ”امانت“ کی ضد ہے دینی، دنیاوی اور مادی و معنوی تمام امور کو شامل ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔

١٥٤٨ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَخِيهِ عَبَّادِ بنِ أَبي سَعِيدٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ : «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الأَرْبَعِ : مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِن قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ

۱۵۴۸- عباد بن ابی سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ] ”اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا

◀◀الأخلاق، ح: ٥٤٧٣ عن عمرو بن عثمان به * ضبارة مجهول (تقريب).

١٥٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الجوع، ح: ٥٤٧٠ عن محمد ابن العلاء به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٤، وللحديث شواهد كثيرة * ابن عجلان عنعن.

١٥٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من نفس لا تشبع، ح: ٥٤٦٩ عن قتيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٨٣٧، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٤، ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ».

ہوں: ایسا علم جو فائدہ نہ دے' ایسا دل جس میں خشوع نہ ہو' (تیرے سامنے جھکتا نہ ہو۔) ایسی طبیعت جو سیر نہ ہوتی ہو اور ایسی دعا جو قبول نہ ہو۔"

فائدہ: اس دعا میں ایسے علوم جو دین و دنیا کے فوائد سے خالی بلکہ وقت اور صلاحیت ضائع کرنے والے ہوں' ان سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ گل و بلبل کی داستانیں اور کاکل و کمر کے افسانے اسی کا حصہ ہیں۔ دین کا بنیادی علم فرائض اور واجبات کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے' مزید اللہ کا فضل ہے' حسب صلاحیت کوشش کرنی چاہیے۔ دنیاوی علوم جو فرد اور معاشرہ کی اہم ضرورت ہیں' ان کا حصول درست ہے۔

١٥٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْمُعْتَمِرِ: أُرَى أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنَا؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَا تَنْفَعُ» وَذَكَرَ دُعَاءً آخَرَ.

١٥٤٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَّا تَنْفَعُ] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی نماز سے جو فائدہ نہ دے۔" اور ایک دوسری دعا بھی ذکر کی۔

فائدہ: نماز کے نمایاں فوائد میں سے ایک یہ ہے جو قرآن کریم نے ذکر کیا ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت: ۴۵) "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" اور اسی طرح جو اللہ کے ہاں قبول نہ ہو وہ بھی غیر نافع ہے۔

١٥٥٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ، قَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

١٥٥٠- فروہ بن نوفل اشجعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کیا دعا مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي اَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا عَمِلْتُ و مِنْ شَرِّمَالَمْ اَعْمَلْ] "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان اعمال کے شر سے جو میں نے کیے ہیں اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے۔"

فائدہ: یعنی اے اللہ! مجھے برے اعمال سے بچنے کی توفیق دے اور جو کر چکا ہوں ان کی نحوست اور عذاب سے

١٥٤٩- تخريج: [إسناده ضعيف] الراوي شك في سنده.

١٥٥٠- تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧١٦ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

محفوظ رکھ اور آیندہ کے لیے بھی محفوظ رکھ۔ ایسا نہ ہو کہ غلط کیش بنا رہوں اور اسی پر خوش رہوں۔ بعض اوقات کچھ لوگ اپنی ماضی کی غلطیوں پر بڑے نازاں ہوتے ہیں۔ چاہیے کہ انسان اس پر نادم ہو اور توبہ کرے۔

١٥٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ، المَعْنَى، عَنْ سَعْدِ بنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عن شُتَيْرِ بنِ شَكَلٍ، عن أبيهِ - قالَ في حَدِيثِ أَبي أَحْمَدَ شَكَلِ بنِ حُمَيْدٍ - قالَ: قُلْتُ: يَارسولَ الله! عَلِّمْنِي دُعَاءً قالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي».

۱۵۵۱- شُتَیر بن شکل (ابواحمد یعنی محمد بن عبداللہ بن زبیر کی سند میں اس راوی کا نام شکل بن حمید ہے) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا یہ کہو: [اَللّٰھُمَّ ! اِنِّیُ اَعُوْذُبِكَ مِنُ شَرِّ سَمُعِی' وَمِنُ شَرِّ بَصَرِی' وَ مِنُ شَرِّ لِسَانِیُ' وَمِنُ شَرِّ قَلُبِیُ' وَمِنُ شَرِّ مَنِیِّي] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان کی برائی سے' آنکھ کی برائی سے' زبان کی برائی سے' دل کی برائی سے اور مادہ منویہ کی برائی سے۔''

فائدہ: اس دعا میں تمام قسم کے گناہوں اور ان کے اسباب سے تحفظ کی دعا ہے۔ کان سے انسان بری باتیں' مزامیر (ساز و آواز یعنی گانے بجانے) غیبت اور جھوٹ وغیرہ سنتا ہے۔ آنکھ سے غیر محرم اور حرام چیزوں کو دیکھنا اور پڑھنا مراد ہے۔ زبان سے کفر' شرک' بدعت' جھوٹ' بہتان' غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ ہوتی ہے۔ دل کی برائی نفاق' حسد' بخل' طمع اور کبر وغیرہ ہیں۔ مادہ منویہ کی برائی یہ ہے کہ انسان اپنے جذبات جنسی پر قابو نہ رکھ سکے اور اس وجہ سے خباثت پر آمادہ ہو یا بے محل نطفہ بہائے...... یا اس سے ایسی اولاد پیدا ہو جو فتنہ و فساد کا باعث بنے۔

١٥٥٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا مَكِّيُّ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى أَفْلَحَ مَوْلَى أَبي أَيُّوبَ، عنْ أَبي الْيَسَرِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ

۱۵۵۲- حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰھُمَّ ! اِنِّیُ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَدْمِ' وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیُ' وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ' وَالْحَرَقِ' وَالْھَرَمِ' وَاَعُوْذُبِكَ

١٥٥١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء "اللهم إني أعوذبك من شر سمعي . . ."]، ح: ٣٤٩٢ من حديث أبي أحمد محمد بن عبدالله الزبيري به، وقال: "حسن غريب"، وهو في المسند: ٣/ ٤٢٩، (أطراف المسند: ٢/ ٥٨١)، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣٢، ٥٣٣، ووافقه الذهبي.

١٥٥٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من التردي والهدم،◀◀

كانَ يَدْعُو: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ، وَالْحَرَقِ، وَالْهَرَمِ، وَأَعُوذُ بِكَ [مِنْ] أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا».

مِنْ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِیَ الشَّیْطَانُ عِنْدَالْمَوْتِ، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِی سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا، وَّأَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ کوئی مکان یا دیوار مجھ پر آ گرے یا کسی بلند مقام سے گر پڑوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں غرق ہونے سے' جلنے یا ازحد بوڑھا ہو جانے سے۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ شیطان مجھے موت کے وقت بدحواس کر دے' یا اس بات سے کہ جہاد میں پیٹھ دیتے ہوئے مروں یا اس کیفیت سے کہ زہریلے جانور کے کاٹے سے مجھے موت آئے۔''

فائدہ: یہ دعا اور اس قسم کی دیگر دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں ورنہ رسول اکرم ﷺ جہاد سے پیٹھ پھیرنے اور شیطان سے محفوظ تھے' اسی طرح آپ سخت قسم کی بیماریوں سے بھی محفوظ تھے۔ (عون المعبود) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

١٥٥٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن عَبْدِ الله بنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَني مَوْلًى لِأَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ زَادَ فِيهِ: «وَالْغَمِّ».

۱۵۵۳- حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ایک مولیٰ' حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ...... اس روایت میں [وَالْغَمِّ] کا اضافہ بھی ہے۔

١٥٥٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّىءِ الأَسْقَامِ».

۱۵۵۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ ! إِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَ الْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَ سَيِّ ءِ الْاَسْقَامِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص (پھلبہری) سے' پاگل پن سے' کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے۔''

ح: ٥٥٣٣-٥٥٣٥ من حديث عبدالله بن سعيد به.

١٥٥٣- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٥٥٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٢ من حديث حماد بن سلمة، والنسائي: ٨/ ٢٧٠، ح: ٥٤٩٥ من حديث قتادة به ﷺ قتادة مدلس وعنعن.

فائدہ : اس قسم کی بیماریوں میں بعض اوقات انسان اپنے آپ سے بھی بیزار ہو جاتا ہے اور تیمار داروں کو بھی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔(عافانا اللّٰہ منھا)

١٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِ الله الْغُدَانِيُّ: حَدَّثَنا غَسَّانُ بنُ عَوْفٍ: أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو أُمَامَةَ، فَقَالَ: «يَاأَبا أُمَامَةَ! مَا لِي أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» قالَ: هُمُومٌ لَزِمَتْنِي وَدُيُونٌ يَارسولَ الله! قالَ: «أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلَامًا إِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ الله هَمَّكَ وَقَضَى عَنْكَ دَيْنَكَ؟» قال: قُلْتُ: بَلَىٰ، يَارسولَ الله! قال: «قُلْ: إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ والْبُخْلِ وَأَعوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ» قالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ الله هَمِّي وَقَضَى عَنِّي دَيْنِي.

١٥٥٥- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی ہے جس کا نام ابو امامہ تھا' آپ نے فرمایا: ''اے ابوامامہ! کیا بات ہے کہ میں تمہیں مسجد میں دیکھ رہا ہوں اور نماز کا وقت بھی نہیں ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں' اگر تم انہیں پڑھنے لگو' تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کر دے گا اور تمہارے قرضے ادا کر دے گا۔'' (ادا کرنے کا سبب پیدا فرما دے گا۔) میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا: ''صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرو:[اَللّٰھُمَّ ! إِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالحَزَنِ ' وأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجزِ وَ الْكَسَلِ' وأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخلِ وأَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں پریشانی اور غم سے' عاجز رہ جانے اور کسل مندی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرضے اور ظالموں کے غلبے سے۔'' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ دعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میری پریشانیاں دور کر دیں اور قرضوں (کی ادائیگی) کا سبب بھی پیدا فرما دیا۔

ملحوظہ : یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کے معانی دیگر مختلف دعاؤں میں صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔

١٥٥٥- تخريج : [إسناده ضعيف] * الجريري اختلط، وتلميذه لين الحديث (تقريب).

زکوٰۃ کی اہمیت وفضیلت

نماز اور زکوٰۃ دین کے ایسے رکن ہیں جن کا ہر دور اور ہر مذہب میں آسمانی تعلیمات کے پیروکاروں کو حکم دیا گیا ہے' گویا یہ دونوں فریضے ایسے ہیں جو ہر نبی کی امت پر عائد ہوتے رہے ہیں اور دین اسلام نے بھی زکوٰۃ کی اس اہمیت کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس میں مزید اضافہ کیا اور اسے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں تیسرا رکن قرار دیا۔ قرآن مجید میں نماز کی اقامت اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم عموماً ساتھ ساتھ ہے۔ دو درجن سے زائد مقامات پر قرآن کریم نے ﴿اَقِیْمُوا الصَّلَاۃَ﴾ کے ساتھ ﴿وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کے اس اسلوب بیان سے واضح ہے کہ دین میں جتنی اہمیت نماز کی ہے' اتنی ہی زکوٰۃ کی ہے۔ ان دونوں میں' بایں طور تفریق کرنے والا کہ ایک پر عمل کرے اور دوسرے پر نہ کرے' سرے سے ان کا عامل نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ جس طرح ترک نماز انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے' اسی طرح زکوٰۃ بھی شریعت میں اتنا ہی مقام رکھتی ہے کہ اس کی ادائیگی سے انکار' اعراض اور فرار مسلمانی کے زمرے سے نکال دینے کا باعث بن جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت مشہور قول کے مطابق ہجرت کے

دوسرے سال ہوئی۔

لغوی اعتبار سے زکوٰۃ کے ایک معنی بڑھوتری اور اضافے کے اور دوسرے معنی پاک وصاف ہونے کے ہیں۔شرعی اصطلاح کے مطابق زکوٰۃ میں دونوں ہی مفہوم پائے جاتے ہیں۔زکوٰۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک صاف ہوجاتا ہے اور عدم ادائیگی سے اس میں غرباء ومساکین کا حق شامل رہتا ہے جس سے بقیہ مال ناپاک ہوجاتا ہے۔جیسے کسی جائز اور حلال چیز میں ناجائز اور حرام چیز مل جائے تو وہ جائز اور حلال چیز کو بھی حرام کردیتی ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا:''اللہ نے زکوٰۃ اسی لیے فرض کی ہے کہ وہ تمہارے بقیہ مال کو پاک کردے۔''(سنن ابی داود' الزکوٰۃ' باب فی حقوق المال' حدیث:۱۶۶۴)قرآن مجید میں بھی یہ بات بیان کی گئی ہے:﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبة:۱۰۳)''(اے پیغمبر!)ان کے مالوں سے صدقہ لے کر اس کے ذریعے سے ان کی تطہیر اور ان کا تزکیہ کردیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وصدقات سے انسان کو طہارت وپاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔طہارت کس چیز سے؟ گناہوں سے اور اخلاق رزیلہ سے۔مال کی زیادہ محبت انسان کو خودغرض' ظالم' متکبر' بخیل' بددیانت وغیرہ بناتی ہے' جبکہ زکوٰۃ' مال کی شدید محبت کو کم کر کے اسے اعتدال پر لاتی ہے اور انسان میں رحم وکرم' ہمدردی واخوت' ایثار وقربانی اور فضل واحسان کے جذبات پیدا کرتی ہے اور انسان جب اللہ کے حکم پر زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو اس سے یقیناً اس کے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں۔﴿اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾(ھود:۱۱۴)''بلاشبہ نیکیاں' برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔''

زکوٰۃ کے دوسرے معنی بڑھوتری اور اضافے کے ہیں۔زکوٰۃ ادا کرنے سے بظاہر تو مال میں کمی واقع ہوتی نظر آتی ہے' لیکن حقیقت میں اس سے اضافہ ہوتا ہے' بعض دفعہ تو ظاہری اضافہ ہی اللہ تعالیٰ فرمادیتا ہے' ایسے لوگوں کے کاروبار میں ترقی ہوجاتی ہے۔اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو مال میں معنوی برکت ضرور ہوجاتی ہے۔معنوی برکت کا مطلب ہے خیر وسعادت کے کاموں کی زیادہ توفیق ملنا۔اسی لیے نبی ﷺ نے فرمایا:''صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔''(صحیح مسلم' البر' باب استحباب العفو والتواضع' حدیث:۲۵۸۸)

مذکورہ گزارشات کے بعد زکوٰۃ وصدقات کے کچھ فضائل وبرکات بیان کیے جاتے ہیں تاکہ قاری مسئلہ کی حقیقت کو کما حقہ سمجھ سکے' حدیث قدسی ہے:''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(اے ابن آدم!)تو(میرے

ضرورت مند بندوں پر) خرچ کریں (خزانۂ غیب سے) تجھ کو دیتا رہوں گا۔" (صحیح البخاری، التوحید، باب:۳۵، حدیث:۷۴۹۶)

اسی کی بابت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(اللہ کی راہ میں کشادہ دلی سے) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھو، اگر تم گن گن کر اور حساب کرکے خرچ کرو گی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور دولت جوڑ جوڑ کر بند کر کے مت رکھو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ اس لیے جتنی توفیق ہو فراخ دلی سے خرچ کرتی رہو۔" (صحیح البخاری، الھبۃ، باب:۵، حدیث:۲۵۹۱، والزکوٰۃ، باب:۲۲، حدیث:۱۴۳۴، وصحیح مسلم، الزکوٰۃ، باب الحث علی الانفاق......، حدیث:۱۰۲۹)

صدقہ کی بابت نبی ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا صدقہ اجر میں زیادہ بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "زیادہ اجر وثواب والا صدقہ وہ ہے جو تندرستی کی حالت میں اس وقت کیا جائے جب انسان کے اندر دولت کی چاہت اور اسے اپنے پاس رکھنے کی حرص ہو اور اسے خرچ کی صورت میں محتاجی کا خطرہ اور روک رکھنے کی صورت میں دولت مندی کی امید ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے اور ٹالتے رہو یہاں تک کہ تمہارا آخری وقت آجائے اور اس وقت تم مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا مال فلاں کو اور اتنا فلاں کو (اللہ کے لیے) دے دیا جائے، درآں حالیکہ اس وقت وہ مال (تمہاری ملکیت سے نکل کر) فلاں (وارثوں) کا ہو چکا ہو۔" (صحیح مسلم، الزکوٰۃ، باب بیان ان افضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح، حدیث: ۱۰۳۲)

ان فضائل و برکات کی پوری اہمیت اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتی جب تک کہ دوسرا پہلو یعنی صدقات وخیرات سے پہلو تہی اور اعراض کی سخت وعید اور اس پر عذابِ شدید کی تنبیہ سامنے نہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا، لیکن اس نے اس کی زکوٰۃ نہ دی تو وہ دولت قیامت کے دن اس کے لیے گنجے سانپ کی شکل میں بنادی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (یہ دونوں نشانیاں سخت زہریلے سانپ کی ہیں) وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنادیا جائے گا، پھر وہ سانپ اپنی دونوں باچھوں سے اس کو پکڑ کر کھینچے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد نبی ﷺ نے سورۂ آل عمران کی آیت (۱۸۰) تلاوت فرمائی: "وہ لوگ جو اللہ کے فضل وکرم سے حاصل کردہ مال میں بخل کرتے ہیں (زکوٰۃ ادا

نہیں کرتے) یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے (نہیں) بلکہ یہ ان کے حق میں (انجام کے لحاظ سے) بدتر ہے۔ یہ مال جس میں وہ بخل کرتے ہیں (اور اس کی زکوٰۃ بھی نہیں نکالتے) قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق بنا کے ڈال دیا جائے گا۔" (صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ حدیث: ۱۴۰۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یا (فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یا جیسے بھی آپ نے حلف اٹھایا (حلف کے الفاظ صحابی کو صحیح یاد نہیں رہے۔) جس آدمی کے پاس بھی کچھ اونٹ، گائیں یا بکریاں ہوں، وہ ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو اسے قیامت کے دن ان جانوروں سمیت لایا جائے گا، یہ جانور دنیا کے مقابلے میں زیادہ قدآور اور زیادہ موٹے تازہ ہوں گے، وہ اسے اپنے پیروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ٹکریں مارتے ہوئے گزریں گے، جب آخر تک سب گزر جائیں گے تو پہلے والے پھر اسی طرح اس پر لوٹائے جائیں گے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کے ساتھ یہی معاملہ جاری رہے گا۔" (صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ البقر، حدیث: ۱۴۶۰)

قرآن کریم کی یہ آیت بھی انہی لوگوں کی وعید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے سونے چاندی اور اپنے مال ودولت میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾ (التوبۃ: ۹/ ۳۴-۳۵) "اور جو لوگ سونا چاندی بطور خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کے ماتھے، ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا:) یہ ہے تمہاری وہ دولت جسے تم نے جوڑ جوڑ کر رکھا تھا، پس تم اپنی اس دولت اندوزی کا آج مزا چکھو۔" لیکن اس وعید سے وہ لوگ خارج ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکالتے اور صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔

اس اخروی عقوبت کے علاوہ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس قوم کو جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعراض کرتی ہے، امساکِ باراں اور قحط سالی جیسے ابتلاء سے دوچار کر دیتا ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے: "جو قوم بھی زکوٰۃ سے انکار کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔" (الطبرانی فی

الأوسط' حدیث: ۴۵۷۷'۶۷۸۸' وصحیح الترغیب للألبانی:۱/۴۶۷)

ایک دوسری روایت میں ہے: ''جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ بارانِ رحمت سے محروم کر دیے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔'' (سنن ابن ماجه' الفتن' باب العقوبات' حدیث:۴۰۱۹' وحسنه الألبانی فی الصحیحة' حدیث:۱۰۶-۱/۲۱۶'۲۱۷)

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام کا مطالبہ صرف زکوٰۃ ہی پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ صاحب استطاعت کو ہر ضرورت کے موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید نے اسی لیے متعدد مقامات پر ''زکوٰۃ'' کی بجائے ''انفاق'' کا لفظ استعمال کیا ہے جو عام ہے اور زکوٰۃ اور دیگر صدقات دونوں کو محیط ہے۔ [مُتَّقِیْنَ] کی صفات میں بتایا گیا ہے: ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰـهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرة:۳) ''اور وہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ (البقرة:۲۶۷) ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے انفاق (خرچ) کرو۔''

زکوٰۃ وصدقات دیتے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کے اولین مستحق آدمی کے درجہ بدرجہ اپنے قرابت دار ہیں۔ قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی' جس میں غریب و بے سہارا افراد کی اعانت ودست گیری شامل ہے' حقوق العباد میں دوسرے نمبر پر ہے۔ سب سے پہلے آدمی کے والدین ہیں اور دوسرے نمبر پر اس کے دیگر قریب ترین رشتہ دار۔ اگر انسان کے پاس اہل خانہ اور والدین کی کفالت کے بعد کچھ مال بچ رہے تو اسے درجہ بدرجہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں پر خرچ کرنا چاہیے۔ اسے شریعت میں صلہ رحمی کہتے ہیں۔ اس سے دوگنا اجر ملے گا' ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقے کا۔

زکوٰۃ اس مال میں سے نکالی جائے جس میں انسان کو ملکیت تامہ حاصل ہو' ملکیت تامہ کا مطلب ہے کہ وہ مال اس کے دست تصرف میں ہو۔ اس کو جس طرح چاہے خرچ کرے' اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو' اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہ ہو اور اس مال کے تجارتی فوائد میں وہ بلا شرکت غیرے مالک ہو۔

مشترکہ (لمٹیڈ) کمپنیوں میں سے سب کے مجموعی مالوں میں سے بھی سب کی طرف سے زکوٰۃ نکالی جانی چاہیے۔ (ملخص از کتاب ''زکوٰۃ وعشر'' تالیف حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ دارالسلام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٩) - كِتَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ٣)

زکوۃ کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - [وُجُوبُهَا] (التحفة ١)

١٥٥٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، أخبرني عُبَيْدُاللهِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَاللهِ! لَوْ

باب:١-زکوۃ واجب ہونے کا بیان

١٥٥٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ان کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا اور قبائل عرب میں سے جنہوں نے کفر اختیار کرنا تھا' انہوں نے کفر اختیار کر لیا' تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کس بنا پر قتال (جنگ) کریں گے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کہیں۔ تو جس نے [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کہا' اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو محفوظ کر لیا' اِلَّا یہ کہ اسلام کا کوئی حق ہو' اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔" اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قسم اللہ کی! میں ہر اس شخص سے لازماً جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق

١٥٥٦- **تخريج**: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح: ٧٢٨٤، ٧٢٨٥، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . الخ، ح: ٢٠، كلاهما عن قتيبة بن سعيد به، حديث رباح عند أحمد: ١/ ٤٧، ٤٨، وحديث معمر عند عبدالرزاق، ح: ٦٩١٦ وغيره.

مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، قَالَ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

کرے گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا (شرعی) حق ہے۔قسم اللہ کی! اگر ان لوگوں نے مجھ سے وہ رسی بھی روک لی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے روک لینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کے لیے ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور بالآخر میری سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ یہی بات حق ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ رَبَاحُ بْنُ زَيْدٍ وعَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رباح بن زید اور عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے زہری سے اسی کی سند سے روایت کی ہے۔

قَالَ بَعْضُهُمْ: عِقَالًا، ورَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ عنْ يُونُسَ قَالَ: عَنَاقًا.

بعض نے [عِقَالًا] "رسی" کا لفظ بیان کیا ہے جبکہ ابن وہب نے یونس سے [عَنَاقًا] "بکری کا بچہ" روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ ومَعْمَرٌ والزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ فِي هٰذا الْحَدِيثِ قال: لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا. وَرَوَى عَنْبَسَةُ عنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هذا الْحَدِيثِ قَالَ: عَنَاقًا.

امام ابو داود کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ، معمر اور زبیدی نے بھی زہری سے اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے (کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:) [لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا] "اگر ان لوگوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا تو......" ایسے ہی عنبسہ نے یونس سے انہوں نے زہری سے لفظ: [عَنَاقًا] "بکری کا بچہ" روایت کیا ہے۔

١٥٥٧ - حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَسُلَيْمَانُ ابنُ دَاوُدَ قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْحَدِيثَ. قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ حَقَّهُ أَدَاءُ الزَّكَاةِ وَقَالَ: عِقَالًا.

١٥٥٧- یونس نے زہری سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مال کا حق ہے کہ زکوٰۃ ادا کی جائے۔اور اس روایت میں لفظ: [عِقَالًا] "رسی" بیان کیا۔

١٥٥٧ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات حقیقی وفات تھی۔ ''پردہ پوشی'' والی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کہیں بھی سمجھی سمجھائی نہیں گئی' جیسے کہ آج کل بعض لوگ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ② قبائل عرب تین طرح سے کافر ہوئے تھے۔ ایک وہ لوگ تھے جو اسلام سے مرتد ہو کر مسیلمہ کذاب کے پیرو ہو گئے تھے۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز' زکوٰۃ اور دیگر احکام شریعت سے سرتابی کی تھی۔ اور تیسرے وہ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا۔ ان کا یہ انکار بھی کفر ہی کہلایا تھا۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔) ③ اسلامی حکومت اور معاشرے میں نماز اور زکوٰۃ لازم و ملزوم ہیں اور زکوٰۃ کے انکار پر جنگ ہو سکتی ہے۔ ④ دین میں فہم و بصیرت کے اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی فرق تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے فائق تھے۔ ⑤ جہاد کی حقیقت' اشاعت توحید و سنت اور غلبۂ دین کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ⑥ حکومت اسلامیہ میں رعیت کی جان و مال اور آبرو ہر طرح سے محفوظ ہوتی ہے اور رہنی چاہیے۔ ⑦ حکومت اسلامیہ بجا طور پر یہ حق رکھتی ہے کہ اپنی رعایا سے حقوق و فرائض اسلام کی پابندی کا مطالبہ کرے اور اس مقصد کے لیے قتال بھی جائز ہے۔ ⑧ حدیث میں وارد لفظ: [عَنَاقًا] ''بکری کے بچے'' سے محدثین یہ استدلال کرتے ہیں کہ جانوروں کے بچے ماؤں کے تابع ہیں جیسے کہ بعض صورتوں میں مال مستفاد کا حکم ہے۔ ⑨ اختلاف روایت کو بالاسانید بیان کرنا دلیل ہے کہ محدثین کرام نقل احادیث میں غایت درجہ محتاط اور امین تھے۔

رافضیوں کے کچھ شبہات اور ان کا جواب: رافضیوں کا اتہام ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو قیدی بنایا حالانکہ یہ لوگ' جن سے قتال کیا گیا' اصحاب تاویل تھے (ان کے زعم میں زکوٰۃ کا ایک خاص مفہوم تھا) ان کا خیال تھا کہ قرآن کریم کا یہ ارشاد: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبۃ:١٠٣) ''(اے پیغمبر!) ان سے صدقات لیجیے' اس سے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔ آپ ان کے لیے دعا کیجیے' بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہے۔'' یہ خطاب خاص ہے۔ اس کا تعلق صرف رسول اللہ ﷺ سے ہے' کوئی اور اس کا مخاطب یا اس میں شریک نہیں ہے۔ اس میں ایسی شرطیں ہیں جو کسی اور میں نہیں ہیں' یعنی تطہیر و تزکیہ اور صاحب صدقہ کیلئے صلاۃ' یعنی دعا۔ یہ امور صرف نبی ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ اور جب ذہنوں میں اس قسم کے شبہات موجود ہوں تو ایسے لوگوں کو معذور جاننا چاہیے ان پر تلوار اٹھانا کسی طور روا نہیں۔ ان لوگوں کے خیال میں ان سے قتال ظلم و زیادتی تھا۔

جواب حقیقت یہ ہے کہ ان (رافضیوں) کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کا کل سرمایہ بہتان' تکذیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عیب چینی ہے۔ اور یہ کھلی حقیقت ہے کہ مرتدین کئی طرح کے تھے۔ ایک وہ تھے جنہوں نے سرے سے اسلام ہی کا انکار کیا تھا اور نبوتِ مسیلمہ کذاب یا کسی اور مدعیٔ نبوت کی دعوت دی تھی۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ چھوڑتے ہوئے شریعت کا انکار کیا۔ انہی لوگوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کافر کہا اور اسی بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی اولادوں کو قیدی بنایا اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد ان کی مؤید و معاون تھی۔ اسی موقع پر ایک لونڈی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تھی جو کہ بنی حنیفہ کے قبیلہ سے تھی' اس سے ان کی اولاد بھی ہوئی۔ محمد بن حنفیہ حضرت

علی ﷛ کے فرزند گرامی قدر اسی لونڈی سے ہیں...... (البتہ اواخر دور صحابہ میں ان کا یہ اجماع ہو گیا تھا کہ مرتدین کو قیدی نہ بنایا جائے۔) تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کا انکار کیا تھا' علاوہ ازیں باقی امور دین میں وہ اس پر پوری طرح کاربند رہے تھے۔ یہ لوگ ''باغی'' تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی انفرادی طور پر ''کافر'' نہیں کہا گیا' اگرچہ لفظ ارتداد اور مرتد ان پر بھی بولا گیا ہے کیونکہ انکار زکوٰۃ وحقوق دین میں یہ دوسروں کے مشابہ ہو گئے تھے۔ اور لغوی اعتبار سے جو شخص ایک عمل کرتا ہو پھر اس سے انکار کر دے تو وہ اس سے ''مرتد'' ہی ہوتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے اطاعت سے سرتابی کی اور حق اسلام کا انکار کیا اس وجہ سے مدح وثنا کا لفظ ان سے چھن گیا اور ایک برا لقب ان کے حصے میں آیا۔

رہے یہ شبہات کہ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ......﴾ کا خطاب رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ کتاب اللہ کے خطاب تین طرح کے ہیں: ایک عام خطاب' مثلاً: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ......﴾ (المائدۃ:٦) ''اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے دھولیا کرو......'' دوسرا وہ جو رسول اللہ ﷺ سے مخصوص ہوتا ہے' دوسروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے خطابات میں اوروں کی شراکت کا شبہ صریح الفاظ سے ختم کر دیا جاتا ہے' مثلاً: ﴿وَ مِنَ الَّيلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ......﴾ (بنی اسرائیل:٧٩) ''اور رات میں کچھ جاگا کریں (قرآن کے ساتھ)' یہ حکم مزید ہے آپ کے لیے۔'' دوسری جگہ نکاح کے مسئلہ میں ہے: ﴿خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الأحزاب:٥٠) ''(اگر کوئی خاتون اپنے آپ کو نبی کو بخش دے تو نبی کا اس سے نکاح کرنا جائز ہے)...... یہ رخصت خاص ہے آپ کے لیے نہ کہ دوسرے مومنین کیلئے۔'' خطاب کی تیسری نوع وہ ہے جس میں مخاطب تو رسول اللہ ﷺ کو کیا ہوتا ہے مگر مراد آپ اور آپ کی امت دونوں ہی ہوتے ہیں۔ آپ کا ذکر مبارک اس لیے ہوتا ہے کہ آپ داعی الی اللہ ہیں۔ احکام الٰہی کے مبیّن ہیں۔ اس میں امت کو ہدایت ہوتی ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کر کے دکھائیں اسی طرح کریں' مثلاً: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ﴾ (بنی اسرائیل: ٧٨) ''نماز قائم کیجیے سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک'' اور ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ (النحل:٩٨) ''جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو اللہ کی پناہ اختیار کیا کریں۔'' زیر بحث مسئلہ اور خطاب ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ......﴾ اسی آخری نوع سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نبی ﷺ سے مخصوص نہیں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کی امت کے خلفاء و امراء بھی اس میں شریک ہیں...... رہا مسئلہ تطہیر وتزکیہ اور صاحب زکوٰۃ کیلئے دعا کا...... تو یہ ایک عام عمل ہے۔ کوئی بھی مخلص مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے یہ مقام ومرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ وہ تمام اجور وثواب جن کا آپ کے زمانے میں وعدہ فرمایا گیا ہے وہ قیامت تک کیلئے جاری ہیں۔ ان میں کسی قسم کا انقطاع نہیں۔ (ماخوذ از نیل الأوطار :١٣٦/٤)

(المعجم ٢) - **باب** مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ (التحفة ٢)　باب:٢- کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

١٥٥٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَال: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى المَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

۱۵۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اُونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ اور پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکوٰۃ نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① سونے چاندی' مال مویشی اور دیگر اجناس کے لیے مقررہ نصاب سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ویسے کوئی دینا چاہے تو صدقہ ہے اور محبوب عمل ہے۔ ② ایک اوقیہ میں چالیس درہم اور ایک درہم تقریباً ۲.۹۷۵ گرام چاندی کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک اوقیہ کا وزن ایک سو انیس گرام' اور پانچ اوقیہ چاندی کا وزن پانچ سو پچانوے گرام ہوا۔ جس کا وزن تولہ کے حساب سے ۵۱ تولہ (اور سابقہ علماء کے حساب سے ½۵۲ تولہ) ہوتا ہے۔ ③ ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں جیسا کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے' اور ایک صاع میں چار مد۔ ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو ہوتا ہے۔ اس حساب سے پانچ وسق کا کل وزن سات سو پچاس کلو ہو جائے گا۔ یعنی تقریباً ۱۹ من۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں بنیادی اہمیت کا سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کس کس مال پر فرض ہے؟ سنن ابوداود میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں سونا' چاندی' چرنے والے اونٹ' گائیں بھیڑ اور بکریوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ زرعی اجناس میں جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے' اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے وہ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جن میں قابل زکوٰۃ (عشر) اجناس کا تفصیل سے ذکر نہیں۔ البتہ یہ وضاحت ہے کہ جو کھیتیاں بارش، دریاؤں' چشموں یا زمین کی رطوبت سے سیراب ہوتی ہیں ان کی زکوٰۃ عشر یعنی دسواں حصہ ہے اور جن کو اونٹوں کے ذریعے سے (رہٹ چلا کر یا اونٹوں پر پانی لاد کر) سیراب کیا جاتا ہے ان کی زکوٰۃ (نصف عشر) یعنی بیسواں حصہ ہے۔

اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زرعی اجناس پر زکوٰۃ' عشر یا نصف عشر ہے۔ اختلاف اجناس کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ گھاس' ایندھن اور بے ثمر درختوں کو چھوڑ کر زمین سے اُگائی جانے والی ہر چیز پر عشر کے قائل ہیں۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ''جو کھیتیاں بارش' دریاؤں' اور چشموں سے سیراب ہوں ان میں عشر اور جن کی آبپاشی اونٹوں کے ذریعے سے کی جائے ان میں نصف عشر ہے۔'' کے الفاظ میں پائے جانے والے عموم سے استدلال کیا

١٥٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب زكوة الورق، ح:١٤٤٧ من حديث مالك، ومسلم، الزكوة، باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح:٩٧٩ من حديث عمرو بن يحيى بن عمارة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤.

ہے۔علاوہ ازیں وہ قرآنی آیت : ﴿وَمِمَّآ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ﴾ (البقرۃ :۲۶۷) کے عموم سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ زمین کی پیداوار تھوڑی ہو یا زیادہ' اس میں عشر یا نصف عشر ہوگا۔حالانکہ اس عموم کی تخصیص حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ ۱۹ من سے کم پیداوار عشر سے مستثنیٰ ہے۔

ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ صرف ان اجناس پر زکوٰۃ ضروری سمجھتے ہیں جو بہ آسانی سال تک باقی رہ سکتی ہیں اور ان کا لین دین ناپ سے ہوتا ہو یا وزن سے' ان کے مطابق ہر قسم کے غلے' شکر' کپاس وغیرہ پر عشر دینا ہوگا۔امام مالک رحمہ اللہ انسان کی اُگائی ہوئی تمام ایسی زرعی اجناس پر عشر ضروری سمجھتے تھے جو خشک کر کے محفوظ کی جا سکتی ہیں۔امام احمد رحمہ اللہ خشک ہونے والے پھل اور ہر قسم کے بیجوں پر زکوٰۃ کے قائل تھے۔

جلیل القدر فقہائے تابعین امام حسن بصری' امام شعبی' موسیٰ بن طلحہ اور مجاہد رحمہم اللہ صرف گندم' جَو' کھجور اور کشمش میں عشر کے قائل ہیں جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے خود لیا ہے۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے ان تابعین کے حوالے سے وہ ساری روایات ذکر کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے صرف ان اشیاء میں عشر لینے کا حکم دیا ہے۔یہ روایات مرسل ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی وہ تحریر موجود ہے جو آپ نے لکھوا کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی۔اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ عشر ان چار چیزوں میں ہے۔ان ساری روایات کو ذکر کر کے امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:''یہ تمام روایات مرسل ہیں لیکن متعدد اسانید سے ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ان کے ساتھ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو انہی چار چیزوں کے عشر کے بارے میں ہے۔(السنن الکبری للبیھقی' الزکوٰۃ' باب الصدقۃ فیما یزرعہ الآدمیون...) ابو بردہ رضی اللہ عنہ والی روایت کی صحت کے بارے میں امام بیہقی کا فیصلہ ہے:[رواتہ ثقات وھو متصل]''یعنی اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند متصل ہے۔''(نیل الأوطار: الزکوٰۃ' باب زکوٰۃ الزرع والثمار)

امام شافعی رحمہ اللہ نے انہی چار چیزوں پر قیاس کر کے یہ کہا ہے:[عشر ما یقات و یُدَّخر]''عشر ان بنیادی غذائی اجناس پر ہے جو بطور خوراک استعمال ہوتی ہوں اور جن کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔'' گندم' جَو' کھجور' کشمش کی طرح جن علاقوں میں چاول وغیرہ بنیادی غذائی جنس ہیں وہاں ان پر عشر ہوگا۔کپاس اور دیگر بہت سی قیمتی اشیاء (Cash Crops) اور تازہ سبزیوں پر اگرچہ براہ راست عشر نہیں لیکن ان کی آمدنی کے حوالے سے اگر نصاب اور مدت نصاب مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہوگی۔اسی طرح چرنے والے (سائمہ) جانوروں کے ریوڑوں کی زکوٰۃ کی تفصیل احادیث میں بیان کر دی گئی ہے۔لیکن جدید دور کے مویشی فارموں کے جانور چرا کر نہیں پالے جاتے بلکہ ان کی خوراک کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے،اس لیے ان کو سائمہ (چرنے والے) جانوروں میں شمار نہیں کیا جا سکتا' بنا بریں ان کی زکوٰۃ آمدنی پر ہوگی۔

پہلے سونا اور چاندی نقدی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔آج کل کرنسی نوٹ استعمال ہوتے ہیں۔علمائے امت کا

اجماع ہے کہ کرنسی کو انہی پر قیاس کیا جائے گا۔ سعودی علماء اور پاک و ہند کے علماء نے کرنسی نوٹوں کے لیے چاندی کو نصاب بنایا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ دینے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی جس میں غرباء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے۔ اگر سونے کو نصاب بنایا جائے گا تو بہت سے اصحابِ حیثیت بھی زکوٰۃ دینے والوں میں سے نکل جائیں گے۔ مثال کے طور پر جس کے پاس ۷۵ ہزار روپے سے کم فاضل بچت کے طور پر ایک سال پڑے رہے ہوں گے' وہ بھی صاحبِ نصاب متصور نہیں ہوگا' کیونکہ ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت (۱۰ ہزار روپے فی تولہ کے حساب سے) ۷۵ ہزار ہوگی۔ یوں لاکھوں افراد اصحابِ حیثیت کے دائرے سے نکل جائیں گے جس کا سارا نقصان غرباء و مساکین اور مدارسِ دینیہ کو ہوگا۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو یہ مؤقف راجح لگتا ہے۔ بہرحال یہ اجتہادی مسئلہ ہے' اور دونوں میں سے کسی کو بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ چاندی کا نصاب بنیاد ماننے کی صورت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت جتنی فاضل رقم رکھنے والا صاحبِ نصاب ہوگا اور سونے کو کرنسی کی بنیاد ماننے کی صورت میں ۷۵ ہزار روپے فاضل رقم رکھنے والا صاحب نصاب متصور ہوگا اور اس سے کم رقم رکھنے والا شخص زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں اور صدیوں بعد تک قیمتی پتھروں' جواہرات اور موتیوں کا استعمال دنیا کے بہت سے حصوں میں زینت اور تفاخر کے لیے تو تھا' قدر یا مالیت کو محفوظ کرنے کا ذریعہ سونا چاندی ہی تھے۔ جواہرات کے کھرے کھوٹے ہونے کی پہچان چونکہ عام تاجر کے بس میں نہ تھی اور ان کی قیمتوں کے تعین کا کوئی ایک باقاعدہ معیار بھی موجود نہ تھا۔ مختلف ماہرین کی رائے قیمتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہوتی تھی۔ سونے چاندی کی طرح معیاری ٹیکسالوں میں ڈھال کر ان کو درہم و دینار کی شکل بھی نہ دی جاسکتی تھی اس لیے یہ کرنسی یا مالیت کے تحفظ کے لیے مناسب نہ تھے۔ مالِ تجارت کے طور پر تو ان کی زکوٰۃ تھی' البتہ براہ راست ان پر زکوٰۃ کی وصولی ممکن نہ تھی۔ لیکن آج کل سائنسی بنیادوں پر ان کی پہچان' قیمت کا تعین اور اس کے لیے قابل قبول معیار' سب کچھ آسان ہوگیا ہے۔ ان کی باقاعدہ منڈیاں قائم ہوگئی ہیں اور ان خوبیوں کی وجہ سے یہ زیب و زینت کے علاوہ بڑے پیمانے پر مالیت قدر کے تحفظ' ذخائر اور بنکوں میں نوٹ جاری کرنے کی غرض سے محفوظ ضمانتوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ لوگ زکوٰۃ سے بچنے کے لیے اپنے مالیاتی اثاثے جواہرات کی صورت میں محفوظ کرنے شروع کردیں۔ امیر خواتین تو اب سونے چاندی کے بجائے ان سے کئی گنا زیادہ قیمتی جواہر کو زیب و زینت اور اثاثوں کے تحفظ کے لیے استعمال کرنے لگی ہیں اور ان پر زکوٰۃ بھی نہیں دینی پڑتی۔ یہ صورت حال فقراء اور مستحقین زکوٰۃ کے مفاد کے خلاف ہے۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عنبر کے بارے میں، اس بنیاد پر کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی ہدایت موجود نہ تھی' صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا اور اس کی روشنی میں خمس کی وصولی کا فیصلہ فرمایا تھا۔ (الموسوعة الفقهية- کویت- زکوٰۃ' باب زکوٰۃ المستخرج

من البحار) مزید یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شام سے کچھ لوگ آئے کہ ہمیں گھوڑوں اور غلاموں کی صورت میں کچھ مال ملا ہے' ہم ان کی زکوۃ ادا کر کے اسے پاک کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کر کے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے' زکوۃ لینے کا فیصلہ کیا۔ (مستدرك حاكم' الزكوة' حديث:١٤٥٦) اسی طرح اب علماء اگر قیمتی پتھروں کے حوالے سے غور کریں اور متفقہ طور پر ان کی زکوۃ کے بارے میں فیصلہ کریں تو یہ عین مصلحت اسلامی کا تقاضا ہوگا۔ یاد رہے کہ پتھروں پر زکوۃ نہ ہونے کی جو مرفوع روایت عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده کے حوالے سے منقول ہے وہ ضعیف ہے' اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ (السنن الكبرىٰ للبيهقي' الزكوة' باب مالا زكوة فيه من الجواهر غير الذهب و الفضة)

١٥٥٩ - حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ يَزِيدَ الأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ، عن أَبِي الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ - قال: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ زَكَاةٌ»، وَالْوَسْقُ سِتُّونَ مَخْتُومًا.

١٥٥٩- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''پانچ وسق سے کم (غلے) میں زکوۃ نہیں۔'' اور ایک ''وسق'' ساٹھ معیاری ''صاع'' کا ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْبَخْتَرِيِّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ.

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ ابوالبختری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے براہ راست نہیں سنا۔

١٥٦٠ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إبراهِيمَ قَالَ: الْوَسْقُ سِتُّونَ صَاعًا مَخْتُومًا بِالْحَجَّاجِيِّ.

١٥٦٠- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک وسق ساٹھ مہر لگے ہوئے حجاجی صاع کا ہوتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① وسق کی مقدار خیر القرون سے ساٹھ صاع ہی معروف اور معین ہے۔ ② حَجَّاجِي: امیر حجاج بن یوسف کی طرف نسبت ہے کہ حکومت کی طرف سے اس پر مہر لگی ہوتی تھی۔

١٥٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب الوسق ستون صاعًا، ح: ١٨٣٢ من حديث محمد بن عبيد الطنافسي به.

١٥٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ١٣٨ من حديث المغيرة بن مقسم به، و هو مدلس وعنعن.

١٥٦١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأنْصارِيُّ: حَدَّثَنا صُرَدُ بْنُ أَبِي المَنازِلِ سَمِعْتُ حَبِيبًا الْمَالِكِيَّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: يَاأَبَا نُجَيْدٍ! إِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُونَنَا بِأَحَادِيثَ مَا نَجِدُ لَهَا أَصْلًا فِي الْقُرْآنِ، فَغَضِبَ عِمْرانُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ: أَوَجَدْتُمْ فِي كلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَمِنْ كلِّ كَذَا وَكَذَا شَاةً شَاةٌ، وَمِنْ كَذَا وكَذَا بَعِيرًا كَذا وَكَذا. أَوَجَدْتُمْ هَذَا فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَعَمَّنْ أَخَذْتُمْ هَذَا؟ أَخَذْتُمُوهُ عَنَّا وَأَخَذْنَاهُ عَنْ نَبِيِّ اللهِ ﷺ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ نَحْوَ هَذَا.

١٥٦١-حبیب مالکی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے (صحابیٔ رسول) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو نُجید! آپ لوگ ہمیں کچھ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کی اصل ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔اس پر حضرت عمران رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور اس سے کہا: کیا تمھیں قرآن میں یہ ملتا ہے کہ ہر چالیس درہم میں ایک درہم (زکوٰۃ) ہے؟اور ہر اتنی اتنی تعداد بکریوں میں ایک بکری ہے؟ اور اتنے اتنے اونٹوں میں یہ کچھ (زکوٰۃ) ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ سب قرآن میں ملتا ہے؟اس نے کہا: نہیں۔حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو تم نے یہ (مسائل واحکام) کس سے لیے ہیں؟ بلاشبہ تم یہ ہم (صحابہ) ہی سے لیتے ہو اور ہم نے انہیں اللہ کے رسول ﷺ سے لیا ہے۔(حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے) اس طرح کی اور بھی کئی چیزیں ذکر کیں۔

ملحوظہ: اس میں یہ اشارہ ہے کہ فتنۂ انکار حدیث ایک قدیم فتنہ ہے جس کی ابتدا دور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر میں ہو گئی تھی۔ بلاشبہ اکثر فروعات ہمیں صحیح احادیث ہی میں ملتی ہیں۔قرآن حکیم نے اصول ذکر کیے ہیں اور کہیں کہیں اہم فروع بھی۔اس حدیث میں صحابیٔ رسول حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے نہایت جامعیت اور ایجاز سے فتنۂ انکارِ حدیث کی بیخ کنی کر دی ہے۔

(المعجم ٣) - باب الْعُرُوضِ إِذَا كَانَتْ لِلتِّجَارَةِ هَلْ فِيهَا زَكَاةٌ؟ (التحفة ٣)

باب:٣-کیا سامان تجارت میں زکوٰۃ ہے؟

١٥٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ

١٥٦٢-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"امابعد!

١٥٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢١٩ من حديث محمد بن بشار به، وللحديث شاهد عند الحاكم: ١/ ١٠٩، ١١٠، والطبراني: ١٨/ ١٦٥، ١٦٦، ح: ٣٦٩، وابن حبان في الثقات: ٧/ ٢٤٧، ٢٤٨ * الحسن البصري صرح بالسماع عنده، وباقي السند حسن.

١٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٦، ١٤٧ من حديث أبي داود به * خبيب مجهول، وجعفر بن سعد ضعفه الجمهور، ويؤيده حديث "وأدوا زكوة أموالكم" رواه الترمذي، ح: ٦١٦ بسند حسن، وأصله عند أبي داود، ح: ١٩٥٥، وقال الله تعالى: "أنفقوا من طيبات ما كسبتم" (البقرة: ٢٦٧).

سُفْيَانَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ مُوسٰى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ ابْنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: حَدَّثَني خُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمانَ، عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمانَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قال: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يَأْمُرُنا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نُعِدُّ لِلْبَيْعِ.

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جو مال ہم تجارت کیلئے تیار کریں اس سے صدقہ (زکوٰۃ) دیا کریں۔"

ملحوظہ: امام ابوداود اور علامہ منذری ﷭ اس حدیث پر ساکت (خاموش) ہیں۔ ابن عبدالبر ﷫ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ علامہ ابن حجر ﷫ نے اس کی سند کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں جہالت ہے۔ (راوی مجہول ہے۔) شیخ شوکانی ﷫ نے بھی "السیل الجرار" میں ایسے ہی لکھا ہے۔ (السیل الجرار: ۲/ ۲۶، ۲۷) ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل للألبانی میں ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی احادیث ضعیف ہیں۔ فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ ہے۔ (۱۵/۲۵) ابن المنذر نے فرمایا ہے کہ اہل علم کا اس مسئلے پر اجماع ہے کہ سال گزرنے پر مال تجارت میں زکوٰۃ ہے۔ حضرت عمرؓ ابن عمر اور ابن عباس ﷡ سے یہی مروی ہے۔ فقہائے سبعہ' حسن' جابر بن زید' میمون بن مہران' طاؤس' نخعی' ثوری' اوزاعی' ابوحنیفہ' احمد' اسحاق' ابو عبید اور امام ابن تیمیہ ﷭ کا یہی فتویٰ ہے۔ الغرض احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ مال تجارت کسی بھی قسم کا ہو اس کی قیمت کا اعتبار کر کے اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

اموال تجارت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ سال بہ سال جتنا تجارتی مال دوکان یا گودام وغیرہ میں ہو' اس کی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔ علاوہ ازیں جتنی رقم گردش میں ہو اور جو رقم موجود ہو' اس کو بھی شمار کر لیا جائے۔ نقد رقم' کاروبار میں لگا ہوا سرمایہ اور سامان تجارت کی تخمینی قیمت سب ملا کر جتنی رقم ہو' اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ تاہم کوئی تجارتی مال اس طرح کا ہے کہ وہ خریدا' لیکن وہ کئی سال تک فروخت نہیں ہوا' تو اس مال کی زکوٰۃ اس کے فروخت ہونے پر صرف ایک سال کی ادا کی جائے گی۔ ورنہ عام مال جو دوکان میں فروخت ہوتا رہتا ہے اور نیا سٹاک آتا رہتا ہے' وہاں چونکہ فرداً فرداً ایک ایک چیز کا حساب مشکل ہے' اس لیے سال کے بعد سارے مال کا بہ حیثیت مجموعی قیمت کا اندازہ کر کے زکوٰۃ نکالی جائے۔ اگر کوئی رقم کسی کاروبار میں منجمد ہو گئی ہو' جیسا کہ بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے اور وہ رقم دو تین سال یا اس سے زیادہ دیر تک پھنسی رہتی ہے یا کسی ایسی پارٹی کے ساتھ سابقہ پیش آ جاتا ہے کہ کئی سال رقم وصول نہیں ہوتی تو ایسی ڈوبی ہوئی رقم کی زکوٰۃ سال بہ سال دینی ضروری نہیں۔ جب رقم وصول ہو جائے' اس وقت سال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے' وہ جب بھی وصول ہو۔

(المعجم ٤) - **بابُ الْكَنْزِ مَا هُوَ؟ وَزَكَاةُ الْحُلِيِّ** (التحفة ٤)

باب:۴-کنز کی تعریف اور زیورات کی زکوٰۃ کا مسئلہ

١٥٦٣- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ وَحُمَيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، المَعْنَى، أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ الله ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا، وَفي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا: «أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟» قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَتْ: هُمَا للهِ وَلِرَسُولِهِ.

۱۵۶۳-جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے۔آپ نے اس خاتون سے پوچھا:"کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟"اس نے کہا: نہیں۔آپ نے فرمایا:"کیا تمہیں یہ بات اچھی لگتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تمہیں ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟" چنانچہ اس عورت نے ان کو اتارا اور نبی ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مال کو جوڑ جوڑ کر رکھنا' خزانہ بنانا اور اللہ کا حق ادا نہ کرنا' عنداللہ بہت معیوب اور عذاب الیم کا باعث ہے۔جیسے کہ سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَاجِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾(التوبة:۳۴'۳۵)"اور وہ جو سونے چاندی کو جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں' پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی' یہ ہے وہ جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا' اب اس خزانہ جوڑنے کا مزا چکھو۔"لغت میں [كَنْز] یہ ہے کہ دولت کو زمین میں دفن کر کے رکھا جائے' مگر عرف شرع میں جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے' وہ کنز کہلاتا ہے۔سونے چاندی کے زیور کی زکوٰۃ میں کچھ اختلاف ہے۔تاہم جمہور علماء زیور میں زکوٰۃ کے قائل ہیں اور احتیاط کے لحاظ سے بھی یہی مسلک زیادہ صحیح ہے۔زیور کی زکوٰۃ دونوں طریقوں سے نکالی جا سکتی ہے۔زیور میں چالیسواں حصہ سونا یا چاندی بطور زکوٰۃ نکال دی جائے یا چالیسویں حصے کی قیمت ادا کر دی جائے۔دونوں طرح جائز ہے۔تاہم کسی کے پاس اگر حد نصاب (۷½

١٥٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب زكوة الحلي، ح: ٢٤٨١ من حديث خالد بن الحارث به، وحسنه ابن القطان الفاسي، (نصب الراية: ٢/ ٣٧٠)، ورواه الترمذي، ح: ٦٣٧ من طريق آخر.

تولہ سونا یا ½۵۲ تولے چاندی) سے کم زیور ہے تو اس پر زکوۃ عائد نہیں ہوگی۔ ② بچے بچیاں جب اپنے ماں باپ کی سرپرستی میں ہوں تو ان پر واجب ہے کہ ان کے مال کی زکوۃ ادا کریں یا کروائیں۔

١٥٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنا عَتَّابٌ يَعْني ابْنَ بَشِيرٍ، عنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، عنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ: «مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ».

۱۵۶۴- حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے ہار پہنا کرتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زکوۃ کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس کی زکوۃ ادا کردی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔“

١٥٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِالله بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَخْبَرَهُ عن عَبْدِ الله بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ، فَرَأَى فِي يَدِي فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ: «مَا هذَا يَاعَائِشَةُ؟!» فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَارسولَ الله! قَالَ: «أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟» قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللهُ، قالَ: «هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ».

۱۵۶۵- عبداللہ بن شداد بن ہاد کہتے ہیں کہ ہم ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کے ہاں گئے تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں چاندی کی (موٹی موٹی) انگوٹھیاں ہیں تو آپ نے پوچھا: ”عائشہ! یہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں آپ کی خاطر زینت کے لیے پہنا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ”کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟“ میں نے کہا: نہیں یا اسی طرح کی کوئی بات کی۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے جہنم میں لے جانے کے لیے یہی کافی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① یہ اور مذکورہ بالا احادیث دلیل ہیں کہ استعمال کے زیورات میں بھی زکوۃ واجب ہے۔

١٥٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٩٠ من حديث ثابت بن عجلان به، وصححه على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، والسند منقطع * عطاء بن أبي رباح لم يسمع من أم سلمة كما قال أحمد وغيره.

١٥٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٠٥، ١٠٦، ح: ١٩٣٤ من حديث عمرو بن الربيع به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٨٩، ٣٩٠، ووافقه الذهبي.

② ولی امر اور داعی حضرات کو چاہیے کہ لوگوں کو ہمیشہ ان کا انجام یاد دلاتے رہا کریں۔ آخرت کی فکر ہی سے اعمال کی اصلاح اور ان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ ③ عورتوں کا یہ شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے کہ اپنی زیب وزینت اور ہار سنگھار صرف اور صرف اپنے شوہروں کی دلداری کیلئے کیا کریں۔

١٥٦٦- حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَعْلٰى فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ الخَاتَمِ. قِيلَ لِسُفْيَانَ: كَيْفَ تُزَكِّيهِ؟ قَالَ: تَضُمُّهُ إِلَى غَيْرِهِ.

١٥٦٦- سفیان نے عمر بن یعلی سے روایت کی اور انگوٹھی والی حدیث کی مانند ذکر کیا...... سفیان سے پوچھا گیا کہ اس کی زکوۃ کیسے دے؟ (یعنی انگوٹھی وغیرہ کی) تو انہوں نے فرمایا: دوسرے زیورات کے ساتھ ملا لے (اور نصاب کے مطابق زکوۃ دے۔)

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي زَكَاةِ السَّائِمَةِ (التحفة ٥)

باب:٥- جنگل میں چرنے والے جانوروں کی زکوۃ

١٥٦٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قال: أَخَذْتُ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ كِتَابًا زَعَمَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَهُ لِأَنَسٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا وَكَتَبَهُ لَهُ فإذَا فِيهِ: هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا نَبِيَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ:

١٥٦٧- حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ تحریر جناب ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے حاصل کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے لکھا تھا جبکہ ان کو صدقہ کے لیے تحصیلدار بنا کے بھیجا تھا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر تھی...... اس میں تحریر تھا: یہ فریضۂ زکوۃ کی تفصیل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا تھا' جس کا اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تھا۔ سو جس بھی مسلمان سے اس کے مطابق مطالبہ کیا جائے' وہ ادا کرے اور جس سے اس کے علاوہ مزید مانگا جائے تو وہ نہ دے۔

فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ: الْغَنَمُ، فِي كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا

پچیس سے کم اونٹوں میں (زکوۃ بکریوں کی صورت میں ہے۔) ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ جب

١٥٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٥ عن سفيان الثوري عن عمر بن يعلى عن أبيه عن جده به الخ * عمر بن يعلى ضعيف (التقريب: ٤٩٣٣)، وأبوه ضعيف.

١٥٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب العرض في الزكوة، ح: ١٤٤٨ من حديث ثمامة به.

بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ، فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنْ بَلَغَتْ سِتًّا وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلٰى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَأَنْ يَجْعَلَ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مِنْ هٰهُنَا لَمْ أَضْبِطْهُ عَنْ

پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی مادہ اونٹنی) ہے' پینتیس تک۔ اگر ان میں کوئی ایک برس کی (بنت مخاض) نہ ہو تو دو برس کا نر اونٹ دے (جسے ابن لبون کہتے ہیں۔) اور جب چھتیس ہو جائیں تو ان میں دو سال کی مادہ اونٹنی (بنت لبون) ہے' پینتالیس تک۔ اور جب چھیالیس ہو جائیں تو ان میں حِقّہ ہے (تین سال کی مادہ اونٹنی) جو جفتی کے لائق ہو' ساٹھ تک۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو ان میں جَذعہ (چار سال کی مادہ اونٹنی) ہے' پچھتر تک۔ اور جب چھہتر ہو جائیں تو ان میں دو عدد بنت لبون (دو دو برس کی مادہ اونٹنیاں) ہیں' نوے تک۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ان میں دو عدد حِقّہ (تین تین سال کی مادہ اونٹنیاں) ہیں' جو جفتی کے لائق ہوں' ایک سو بیس تک۔ اور جب ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون (دو سال کی مادہ اونٹنی) اور ہر پچاس میں حِقّہ (تین سال کی مادہ اونٹنی) ہے۔ اگر زکوٰۃ میں واجب ہونے والے جانوروں کی عمروں میں فرق ہو' تو جس پر جَذعہ لازم ہو (چار سال کی مادہ) مگر اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ (اس سے کم عمر) حِقّہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو اس سے حِقّہ لے لی جائے اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں ملا دے اگر میسر ہوں یا بیس درہم (چاندی کے۔) اور جس پر زکوٰۃ میں حِقّہ (تین سال کی) واجب ہوئی ہو' مگر اس کے پاس حِقّہ نہ ہو بلکہ جَذعَہ (چار سال کی) ہو تو اس سے جَذعَہ لے لی جائے اور تحصیلدار اس کو بیس درہم دیدے یا دو بکریاں۔ اور جس

مُوسٰی كَمَا أُحِبُّ ـ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ فِإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ. قال أَبُو دَاوُدَ: إِلٰى هٰهُنَا ثُمَّ أَتْقَنْتُهُ، وَيُعْطِيهِ الْمُصَّدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنَةُ مَخَاضٍ فِإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَشَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَن بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

پر حِقّہ (تین سال کی اونٹنی) واجب ہوئی ہو مگر موجود نہ ہو بلکہ بنت لبون (دو سال کی مادہ) ہو تو اس سے بنت لبون لے لی جائے...... امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث کے اس حصے کے بعد مجھے اپنے شیخ موسیٰ بن اسمٰعیل سے کما حقہ ضبط نہیں ہے...... اور صاحب مال اس کے ساتھ دو بکریاں دے اگر میسر ہوں' یا بیس درہم۔ اور جس پر زکوٰۃ میں بنت لبون (دو سال کی مادہ) لازم آئی ہو مگر اس کے پاس حِقّہ (یعنی تین سال کی مادہ) ہو تو اس سے وہ حِقّہ لے لی جائے...... امام ابوداود فرماتے ہیں: اس حصے کے بعد مجھے خوب ضبط ہے ...... اور تحصیلدار اسے بیس درہم دے دے یا دو بکریاں۔ اور جس پر بنت لبون (دو سالہ مادہ) لاگو ہوئی ہو مگر اس کے پاس ایک سالہ (بنت مخاض) ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور ساتھ دو بکریاں لی جائیں یا بیس درہم۔ اور جس پر بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہو مگر اس کے پاس دو سالہ نر (ابن لبون) موجود ہو تو اس سے وہی لے لیا جائے مگر اس کے ساتھ کچھ (واپس) نہیں ہو گا۔ اور جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اِلّا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔

وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِيهَا شَاتَانِ إِلٰى أَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلٰى أَنْ تَبْلُغَ ثَلَاثَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي

اور چرنے والی بکریوں کی زکوٰۃ (کی تفصیل) یہ ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک میں ایک بکری ہے۔ اگر اس سے بڑھ جائیں تو دو بکریاں ہیں دو سو تک۔ دو سو سے زیادہ میں تین بکریاں ہیں' تین سو تک۔ اگر بکریاں تین سو سے بڑھ جائیں تو ہر ہر سو میں ایک ایک بکری ہے۔

كلِّ مِائَةِ شَاةٍ، شاةٌ.

ولا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلا ذَاتُ عُوَارٍ مِنَ الْغَنَمِ وَلا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، ولا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ ولا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَما كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُما بالسَّوِيَّةِ، فَإِنْ لَمْ تَبْلُغْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ أَرْبَعِينَ فَلَيْسَ فيها شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّها.

زکوٰۃ میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ بکرا (جفتی والا نر) ہی لیا جائے اِلّا یہ کہ تحصیلدارِ زکوٰۃ کی خواہش ہو۔ اور زکوٰۃ کے خوف سے دو علیحدہ ریوڑوں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔ اور جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہو اور زکوٰۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اگر کسی کی جنگل میں چرنے والی بکریاں چالیس کی گنتی کو نہ پہنچتی ہوں تو ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں اِلّا یہ کہ ان کا مالک چاہے۔

وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

چاندی میں چالیسواں حصہ ہے۔ اگر مال صرف ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں اِلّا یہ کہ اس کا مالک چاہے۔

فوائد ومسائل: ① فریضۂ زکوٰۃ کی اس تفصیل سے مقامِ رسالت کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل:۴۴) ”ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی طرف نازل کردہ بات کی خوب وضاحت فرما دیں۔“ ② احادیث نبویہ کا ایک معقول حصہ دورِ رسالت میں آپ کے حینِ حیات ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا‘ ان میں سے مذکورہ بالا تفصیلاتِ زکوٰۃ بھی ہیں‘ لہٰذا منکرینِ حجیتِ حدیث کو غور کرنا چاہیے۔ ③ شرعی حقوقِ مالیہ طلب کرنے پر ادا کرنے واجب ہیں۔ اگر حکومت اس فریضے سے غافل ہو تو مسلمانوں کو از خود ان کا ادا کرنا فرض ہے۔ ④ مقررہ مقدارِ زکوٰۃ سے زیادہ کا مطالبہ ہو تو جرأت سے انکار کرنا چاہیے۔ اِلّا یہ کہ حالات دگرگوں ہوں۔ ⑤ مقررہ نصاب سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ مالک خوشی سے پیش کرے تو قبول کر لی جائے جو اس کے لیے باعث اجر وثواب ہے۔ ٹیکس اور زکوٰۃ وصدقات میں یہی بنیادی فرق ہے کہ مسلمان شرعی واجبات تنگی ترشی میں بخوشی ادا کرتا ہے بخلاف ٹیکسوں کے۔ ⑥ اونٹوں کی مذکورہ بالا زکوٰۃ کے جانوروں کی عمریں بالکل پوری ہونی چاہییں۔ مثلاً ”بِنْتُ مَخَاض“ وہ اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ ”بِنْتُ لَبُون“ وہ اونٹنی ہے جو دو سال کی ہو کر تیسرے میں لگ چکی ہو۔ اسی طرح باقی بھی۔ ⑦ لاگو ہونے والی زکوٰۃ میں حسبِ مصلحت جانوروں کو بدلنا یا ان کی قیمت لینا دینا بھی جائز ہے۔ ⑧ اکٹھے ریوڑوں کو علیحدہ کرنا یوں ہے کہ..... مثلاً ایک ریوڑ میں دو مالکوں کی کل پچاس بکریاں ہوں تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ آتی ہے مگر تحصیلدارِ زکوٰۃ کی آمد کے موقع پر یہ دونوں اپنے اپنے جانور علیحدہ کر لیں تو پچیس

پچیس بکریوں میں کوئی زکوٰۃ نہ آئے گی۔ یہ حیلہ ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ ریوڑوں کو اکٹھے دکھانا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ مثلاً ساٹھ ساٹھ بکریوں کے دو ریوڑوں پر دو بکریاں زکوٰۃ لاگو ہوگی لیکن اگر ان کو ایک ہی ریوڑ شمار کیا کرایا جائے تو ایک سو بیس میں صرف ایک بکری آئے گی۔ اس طرح ایک بکری بچالینا حرام ہوگا۔ ⑨ لاگو شدہ زکوٰۃ کے جانوروں میں مادہ جانور لینا دینا اس لیے تاکیدی ہے کہ ان کی افزائش ہوتی رہتی ہے جبکہ نر صرف جفتی کا فائدہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اونٹوں میں اگر بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) لازم آئی ہو مگر موجود نہ ہو تو ابن لبون (دو سالہ نر) لیا جائے اور کچھ واپس نہ کیا جائے۔ ⑩ زکوٰۃ میں اللہ تعالیٰ ہی کو راضی کرنا مطلوب ہے اس لیے اسے اخلاص سے عمدہ مال پیش کیا جائے۔ ضعیف' بیمار یا عیب دار جانور پیش کرنا یا قبول کرنا ناجائز ہے۔ ⑪ ایسے جانور جو گھروں میں پالے جاتے ہیں' جنگل میں چرنے نہیں جاتے ان پر اس انداز سے زکوٰۃ نہیں بلکہ اگر وہ تجارت کے لیے ہیں تو ان کی مجموعی قیمت پر زکوٰۃ آئے گی یا ان سے حاصل آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ واللہ اعلم. ⑫ جن دو مشترک مالکوں کا مال اکٹھا ہوا ور زکوٰۃ اکٹھی ہی لی گئی ہو تو وہ آپس میں برابر لین دین کر لیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو شرکاء تھے۔ ساٹھ ساٹھ بکریاں ہر ایک کی تھیں۔ مجموعی طور سے ایک بکری زکوٰۃ لی گئی۔ ظاہر ہے آدھی آدھی بکری دونوں پر لازم آئی۔ تو اب جس کے مال سے ایک بکری لی گئی ہے وہ اپنے دوسرے ساتھی سے آدھی بکری کے دام لے لے گا اور وہ دوسرا اسے آدھی بکری کے دام دے گا۔ اس طرح دونوں پر زکوٰۃ برابر برابر ہو جائے گی۔

١٥٦٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّد النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن سُفْيَانَ ابنِ حُسَيْنٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أبِيهِ قال: كَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إلى عُمَّالِهِ حَتَّى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهِ، فَعَمِلَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، ثُمَّ عَمِلَ بِهِ عُمَرُ حَتَّى قُبِضَ فَكَانَ فِيهِ: في خَمْسٍ مِنَ الإِبِلِ شَاةٌ، وَفي عَشْرٍ شَاتَانِ، وَفي خَمْسَ [عَشْرَةَ] ثَلَاثُ شِيَاهٍ، وَفي عِشْرِينَ أَرْبَعُ شِيَاهٍ، وَفي خَمْسٍ

١٥٦٨- سالم اپنے والد (عبداللہ بن عمر ؓ) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی تفصیل لکھی تھی مگر اسے اپنے عاملوں کی طرف بھیجنے نہ پائے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی جب کہ آپ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ (نیام میں) رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر ؓ نے اس پر عمل کیا حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عمر ؓ نے عمل کیا حتی کہ ان کی وفات ہوگئی۔ اس میں یہ تحریر تھا: ''پانچ اونٹوں میں ایک بکری' دس میں دو بکریاں' پندرہ میں تین بکریاں اور بیس میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس اونٹوں میں ایک سالہ مادہ اونٹنی (بنت

١٥٦٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الزكوٰة، باب ماجاء في زكوٰة الإبل والغنم، ح:٦٢١ من حديث عباد ابن العوام به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح:١٧٩٨ من طريق آخر عن الزهري به، وعلقه البخاري، (قبل، ح:١٤٥٠)، وللحديث طرق وهو بها حسن * والزهري صرح بالسماع، انظر، ح:١٥٧٠.

وَعِشْرِينَ ابْنَةُ مَخَاضٍ إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِن زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَةُ لَبُونٍ إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّةٌ إِلٰى سِتِّينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فإذا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ، فَإِذا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتِ الْإِبِلُ أَكْثَر مِنْ ذَلِكَ، فَفِي كلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، وَفِي الْغَنَمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ زَادَتْ وَاحِدَةً فَشَاتَانِ إِلٰى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً عَلَى الْمِائَتَيْنِ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتِ الْغَنَمُ أَكْثَر مِنْ ذَلِكَ فَفي كلِّ مِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ وَلَيْسَ فيها شَيْءٌ حتَّى تَبْلُغَ الْمِائَةَ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ مَخافَةَ الصَّدَقَةِ، وما كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَلا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ».

مخاض) ہے' پینتیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو اس میں بنت لبون (دوسالہ اونٹنی) ہے' پینتالیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں حِقّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے' ساٹھ تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں جذعہ ہے (چار سالہ اونٹنی) پچھتر تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سال کی اونٹنیاں) ہیں' نوے تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں دو حِقّے (تین تین سال کی مادہ) ہیں' ایک سو بیس تک۔ اگر اونٹ اس سے زیادہ ہوں تو ہر پچاس میں ایک حِقّہ (تین سال کی مادہ) اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون (دوسالہ) ہے' اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے' ایک سو بیس تک۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو دو بکریاں ہیں دو سو تک۔ اگر دو سو سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں تین بکریاں ہیں تین سو تک۔ اگر بکریاں اس سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری ہے۔ اور سو سے کم میں کچھ نہیں حتی کہ سو پوری ہو جائیں۔ اکٹھے جانوروں کو زکوۃ کے اندیشے سے علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے اور علیحدہ علیحدہ کو جمع نہ کیا جائے۔ اور جن کے جانور اکٹھے ہوں وہ دونوں آپس میں برابر برابر لین دین کر لیں۔ اور زکوۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب والا جانور نہ لیا جائے۔"

قالَ: وَقالَ الزُّهْرِيُّ: إِذَا جاءَ الْمُصَدِّقُ قُسِمَتِ الشَّاءُ أَثْلاثًا ثُلُثًا شِرارًا وَثُلُثًا خِيارًا وَثُلُثًا وَسَطًا فَأَخَذَ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْوَسَطِ، وَلم يَذْكُر الزُّهْرِيُّ الْبَقَرَ.

امام زہری کہتے ہیں کہ جب زکوۃ وصول کرنے والا آئے تو بکریوں کو تین حصوں میں بانٹ لیا جائے یعنی گھٹیا' عمدہ اور درمیانے درجے میں اور تحصیلدار زکوۃ درمیانے درجے سے لے۔ امام زہری نے گایوں کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: بکریاں تین سو ہوں تو تین بکریاں زکوٰۃ ہوگی' تین سو ننانوے تک۔ چار سو پوری ہوں تو چار بکریاں ہوں گی چار سو ننانوے تک۔ علی هذا القياس.

١٥٦٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ: أَخبرَنَا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ: «فَإِنْ لَمْ تكُن ابْنَةُ مَخاضٍ فابْنُ لَبُونٍ»، وَلم يَذْكُرْ كلامَ الزُّهْرِيِّ.

١٥٦٩- سفیان بن حسین نے اپنی (مذکورہ بالا) سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا ...... اور کہا: ''اگر بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) نہ ہو تو ابن لبون (دو سالہ نر) پیش کر دے۔'' اور زہری کا کلام ذکر نہیں کیا۔

١٥٧٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَخبرنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قالَ: هٰذِهِ نُسْخَةُ كِتَابِ رَسُولِ الله ﷺ الَّذِي كَتَبَهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَهِيَ عِنْدَ آلِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ. قال ابنُ شِهَابٍ: أَقْرَأَنِيها سَالِمُ بْنُ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ فَوَعَيْتُهَا عَلٰى وَجْهِهَا، وَهِيَ الَّتِي انْتَسَخَ عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ مِنْ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، فَذَكَرَ الحديثَ. قال: «فإِذَا كَانَتْ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ حتَّى تَبْلُغَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ وَبِنْتُ لَبُونٍ

١٥٧٠- جناب ابن شہاب نے کہا: یہ نقل ہے اس تحریر کی جو رسول اللہ ﷺ نے صدقہ (زکوٰۃ) کے بارے میں لکھی تھی اور یہ آل عمر بن خطاب کے پاس محفوظ تھی۔ ابن شہاب نے کہا: اسے مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے پڑھوایا اور میں نے اس کو اسی طرح یاد کر لیا اور یہی وہ تحریر ہے جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اور سالم بن عبداللہ بن عمر سے نقل کروایا تھا ...... اور حدیث بیان کی۔ کہا: ''جب (اونٹوں کی تعداد) ایک سو اکیس ہو جائے تو ان میں تین بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) ہیں' ایک سو انتیس تک۔ جب ایک سو تیس ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون (دو دو سالہ مادہ) اور ایک حِقّہ (تین سالہ مادہ) ہوگی' ایک سو انتالیس تک۔ اور جب ایک سو چالیس ہو جائیں تو ان میں دو حِقّے (تین تین سالہ مادہ) اور ایک بنت لبون (دو سالہ مادہ) ہوگی ایک سو انچاس تک۔ جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان

١٥٦٩- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٨٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

١٥٧٠- تخريج: [حسن] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١١٦، ١١٧، ح: ١٩٦٧ من حديث ابن المبارك به، وجعله الحاكم: ١/ ٤٩٣ شاهدًا صحيحًا لحديث سفيان بن حسين.

حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَخَمْسِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سِتِّينَ وَمِائَةً فَفِيهَا أَرْبَعُ بَنَاتِ لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسِتِّينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَبْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ بَنَاتِ لَبُونٍ وَحِقَّةٌ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَسَبْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ ثَمَانِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا حِقَّتَانِ وَابْنَتَا لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَثمانِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ تِسْعِينَ وَمِائَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ حِقَاقٍ وَبِنْتُ لَبُونٍ حتّٰى تَبْلُغَ تِسْعًا وَتِسْعِينَ وَمِائَةً، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا أَرْبَعُ حِقَاقٍ أَوْ خَمْسُ بَنَاتِ لَبُونٍ، أَيُّ السِّنِينَ وُجِدَتْ أُخِذَتْ. وفي سَائِمَةِ الْغَنَمِ»، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، وَفِيه: «وَلَا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ مِنَ الْغَنَمِ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ».

میں تین عدد حِقّہ ہوں گی (تین تین سالہ مادہ) ایک سو انسٹھ تک۔ جب ایک سو ساٹھ ہو جائیں تو ان میں چار عدد بنت لبون ہوں گی ایک سو انہتر تک۔ جب ایک سو ستر ہو جائیں تو ان میں تین عدد بنت لبون اور ایک حقّہ ہو گی ایک سو اناسی تک۔ جب ایک سو اسی ہو جائیں تو ان میں دو عدد حِقّے اور دو عدد بنت لبون ہوں گی' ایک سو نواسی تک۔ جب ایک سو نوے ہو جائیں تو ان میں تین عدد حِقّے اور ایک بنت لبون ہوں گی' ایک سو ننانوے تک۔ اور جب دو سو ہو جائیں تو ان میں چار عدد حِقّے یا پانچ عدد بنت لبون ہوں گی' جس عمر کا جانور بھی ہو' لے لیا جائے۔ اور چرنے والی بکریوں میں۔'' حدیث سفیان ابن حسین کی مانند ذکر کیا۔ اس میں ہے: ''صدقے میں کوئی بوڑھی یا عیب دار بکری نہ لی جائے اور نہ نر بکرا' اِلّا یہ کہ تحصیلدار زکوٰۃ چاہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹوں میں زکوٰۃ کی یہ تفصیل اسی قاعدے کے تحت ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ ''ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو (ان کے حصے بنا لیے جائیں) ہر پچاس میں ایک حِقّہ اور ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور کسر معاف ہے۔'' ② خلیط بمعنی شریک ہی ہے، مگر کچھ فرق کیا گیا ہے۔ امام مالک ؒ فرماتے ہیں: جب ان کے مال ایک دوسرے سے نمایاں اور ممیز ہوں تو یہ خلیط نہیں ہوتے (شریک ہوتے ہیں) اور جب چرواہا' چراگاہ' باڑا اور ان کا نر ایک ہو تو خلیط کہلاتے ہیں..... علاوہ ازیں یہ بھی ہے کہ ہر ایک کے مال کی تعداد بھی نصاب کے مطابق ہو..... جبکہ امام شافعی ؒ کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جب مجموعی مال نصاب کو پہنچتا ہو تو یہ خلیط ہیں خواہ ایک کا حصہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ ③ اکٹھے مال کو متفرق کرنا یا متفرق کو جمع کرنا دو غرض سے ہو سکتا ہے زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے یا اس کی مقدار کم کرنے کے لیے۔ مثلاً ساٹھ بکریوں کو جدا جدا کر دیا

جائے تو کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی...... یا پچاس پچاس کے ریوڑ پر دو بکریاں آتی ہیں مگر جمع کر دی جائیں تو ایک ہی آئے گی اور اس طرح ایک بکری بچالی جائے...... یہ حکم مالک' چرواہے اور تحصیلدار زکوٰۃ سبھی کو ہے کیونکہ ممکن ہے تحصیلدار کسی کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے یہ کام کرے...... یا زکوٰۃ میں اضافے کے لیے کوئی تدبیر کرنا چاہے' ایسا کرنا کسی کو بھی روا نہیں ہے۔

١٥٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ هُوَ أَنْ يَكُونَ لِكُلِّ رَجُلٍ أَرْبَعُونَ شَاةً، فَإِذَا أَظَلَّهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوهَا، لِأَنْ لَا يَكُونَ فِيهَا إِلَّا شَاةٌ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةُ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا أَظَلَّهُمَا الْمُصَدِّقُ فَرَّقَا غَنَمَهُمَا فَلَمْ يَكُنْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ، فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

١٥٧١- امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: متفرق مال کو جمع یا اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ وہ یوں کہ مثلاً ہر شخص کی چالیس چالیس بکریاں ہوں جب تحصیلدار زکوٰۃ آئے تو وہ اپنے مال کو اکٹھا کر کے دکھائیں' تاکہ اس میں ایک بکری ہی آئے۔ اور اکٹھے مال کو جدا جدا نہ کیا جائے۔ یعنی دو خلیط (شریک) ہوں اور ہر ایک کی ایک سو ایک بکری ہو (مجموعہ دو سو دو) تو اس میں تین بکریاں زکوٰۃ ہے مگر تحصیلدار زکوٰۃ کی آمد پر یہ اپنے اپنے مال کو جدا جدا کر لیں تو ہر ایک پر صرف ایک ایک بکری آئے گی۔ (اس طرح ایک بکری بچالیں۔) اس کی میں نے یہی تفصیل سنی ہے۔

١٥٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَاتُوا رُبْعَ الْعُشُورِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا

١٥٧٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' (راویٔ حدیث) زہیر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا' آپ نے فرمایا: "چالیسواں حصہ ادا کرو' ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔ اور جب تک دو سو درہم پورے نہ ہو جائیں' تم پر کچھ لازم نہیں۔ جب دو سو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم (زکوٰۃ)

١٥٧١ـ تخريج: [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٦٤.

١٥٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب زكوٰة الورق والذهب، ح: ١٧٩٠ من حديث أبي إسحاق السبيعي به مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٦٢، ٢٢٩٧ ❊ أبوإسحاق عنعن.

دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتَّى تَتِمَّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَتْ مِائَتَي دِرْهَمٍ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، فَمَا زَادَ فَعَلَى حِسَابِ ذَلِكَ. وَفِي الْغَنَمِ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ، فَإِنْ لَم يَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَثَلَاثُونَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهَا شَيْءٌ». وَسَاقَ صَدَقَةَ الْغَنَمِ مِثْلَ الزُّهْرِيِّ. وقالَ: «وفي الْبَقَرِ في كلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعٌ وَفي الْأَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ وَلَيْسَ على الْعَوَامِلِ شَيْءٌ. وَفِي الإِبِلِ» فَذَكَرَ صَدَقَتَهَا كما ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ. قالَ: «وفي خَمْسٍ وَعِشْرِينَ خَمْسَةٌ مِنَ الْغَنَمِ، فَإِذا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ إِلَى سِتِّينَ». ثُمَّ سَاقَ مِثْلَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ. قالَ: «فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ يَعْنِي وَاحِدَةً وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِنْ كَانَتِ الإِبِلُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَلَا يُؤْخَذُ في الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلا ذَاتُ عَوَارٍ وَلا تَيْسٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَفي النَّبَاتِ ما سَقَتْهُ

ہے۔ اور جو اس سے زیادہ ہو وہ اسی حساب سے ہے (اس کی چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جائے۔) اور بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے۔ یہ اگر انتالیس ہوں تو تم پر ان میں کچھ نہیں۔'' اور ان کی تفصیل اسی طرح بیان کی جیسے کہ زہری کی روایت میں بیان ہو چکی ہے۔ اور گایوں بیلوں کی زکوٰۃ میں فرمایا: ''ہر تیس جانوروں میں ایک سالہ بچھڑا ہے اور ہر چالیس میں دو سالہ۔ اور ایسے جانور جن سے کام لیا جاتا ہے ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ اور اونٹوں کی زکوٰۃ''...... سابقہ حدیث زہری کی مانند بیان کی۔ کہا: ''پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں ہیں۔ اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون مذکر (دو سالہ اونٹ)' پینتیس تک۔'' اگر ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک بنت لبون ہے (دو سالہ مادہ) پینتالیس تک۔ جب ایک بھی بڑھ جائے تو ان میں ایک حِقّہ ہے (تین سالہ مادہ) جو جفتی کے قابل ہو' ساٹھ تک۔ پھر حدیث زہری کی مانند بیان کیا۔ اور کہا: ''اگر ایک بھی بڑھ جائے یعنی اکانوے ہو جائیں تو ان میں دو حِقّے ہیں جو کہ جفتی کے قابل ہوں۔ ایک سو بیس تک۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے زیادہ ہو جائے تو ہر پچاس میں ایک حِقّہ (تین سالہ مادہ) ہے۔ زکوٰۃ کے خوف سے اکٹھے جانوروں کو جدا جدا نہ کیا جائے اور نہ علیحدہ علیحدہ کو جمع کیا جائے۔ اور زکوٰۃ میں کوئی بوڑھا یا عیب دار یا نر (جفتی والا) جانور نہ لیا جائے' اِلَّا یہ کہ تحصیلدار چاہے (نر لے سکتا ہے۔) اور زرعی اجناس میں جو زمینیں دریا یا بارش

الْأَنْهَارُ أَوْ سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَما سُقِيَ بِالْغَرْبِ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ». وَفي حَدِيثِ عَاصِمٍ وَالْحَارِثِ: «الصَّدَقَةُ في كلِّ عَامٍ». قال زُهَيْرٌ: أَحْسَبُهُ قال: «مرَّةً» وَفي حَدِيثِ عَاصِمٍ: «إِذا لَمْ يَكُنْ في الإِبِلِ ابْنَةُ مَخاضٍ ولا ابْنُ لَبُونٍ فَعَشَرَةُ دَرَاهِمَ أَوْ شَاتَانِ».

سے سیراب ہوتی ہوں ان میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈول (رہٹ ٹیوب ویل وغیرہ) سے سیراب ہوتی ہوں ان میں بیسواں حصہ ہے۔" عاصم اور حارث کی روایت میں ہے: "زکوٰۃ ہر سال ہے۔" زہیر نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا: "(ہر سال) ایک بار ہے۔" عاصم کی روایت میں ہے: "اگر اونٹوں میں بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) یا ابن لبون (دوسالہ نر) نہ ہو تو دس درہم یا دو بکریاں دے۔"

فوائد ومسائل: ① صحیح تر احادیث میں اونٹوں کی زکوٰۃ کی بابت یہ مروی ہے کہ چوبیس تک میں چار بکریاں ہیں۔ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک سالہ مادہ) ہے۔ ② گایوں کی زکوٰۃ کی تفصیل یوں بنتی ہے کہ تیس سے انتالیس تک ایک سالہ بچھڑی' خیال رہے لفظ "تبیع" (بچھڑا' بچھڑی) مذکر مؤنث دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ چالیس میں دوسالہ' انسٹھ تک۔ ساٹھ سے انہتر تک میں ایک ایک سالہ دو بچھڑیاں۔ ستر ہو جائیں تو ایک عدد ایک سالہ اور ایک عدد دوسالہ' اناسی تک۔ اَسّی گایوں میں دو دو سالہ دو عدد' نواسی تک۔ نوے گایوں میں تین عدد ایک سالہ بچھڑیاں' ننانوے تک۔ اور سو گایوں میں دو عدد ایک سالہ اور ایک عدد دوسالہ جانور دینا ہوگا (علیٰ هذا القیاس۔) خیال رہے کہ بھینسیں بھی گایوں کے حکم میں ہیں۔ امام ابن المنذر رنے اس پر اجماع لکھا ہے۔ دیکھیے: (فتاوٰی ابن تیمیة: ٢٥/٣٧) ③ ہل چلانے' پانی کھینچنے یا گاڑیاں چلانے میں زیر استعمال یا دودھ کے لیے پالے گئے جانوروں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے۔ ④ بارانی اور سیلابی زمینوں سے دسواں حصہ جب کہ نہری' چاہی اور ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب ہونے والی زمینوں کی کاشت پر بیسواں حصہ آتا ہے۔ بشرطیکہ مجموعی حاصل پانچ وسق ہو۔ (برصغیر میں یہ ماپ تقریباً بیس من غلہ کے برابر کہا جاتا ہے۔)

١٥٧٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ - وَسَمَّى آخَرَ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ والحارِثِ الْأَعْوَرِ، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِبَعْضِ

١٥٧٣- سیدنا علی ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں..... اس کا کچھ ابتدائی حصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ..... کہا: "جب تمہارے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم (زکوٰۃ) ہے۔ اور سونے میں تم پر کچھ نہیں حتیٰ کہ تمہارے پاس بیس دینار

١٥٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٤/ ١٣٨ من حديث أبي داود به.

أَوَّلِ هذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الحَوْلُ، فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ يَعْني فِي الذَّهَبِ، حَتَّى تكونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَتْ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دينارٍ، فَما زَادَ فَبِحِسَابِ ذَٰلِكَ». قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَعَلِيٌّ يَقُولُ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ أَوْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ «وَلَيْسَ في مَالٍ زَكاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ» إِلَّا أَنَّ جَرِيرًا قَالَ: ابْنُ وَهْبٍ يَزِيدُ في الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَيْسَ في مَالٍ زَكاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ».

ہوں‘ پس جب تمہارے پاس بیس دینار ہوں اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان پر آدھا دینار (زکوٰۃ) ہے اور جو زیادہ ہو تو وہ اسی حساب سے ہوگا۔“ (ابواسحاق نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ”اسی حساب سے“ والی بات حضرت علی ؓ نے خود کہی ہے یا نبی ﷺ کی جانب سے۔ ”اور کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔“ (راویٔ حدیث) جریر کا بیان ہے کہ ابن وہب حدیث میں یہ اضافہ کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتی کہ اس پر سال گزر جائے۔“

فوائد ومسائل: ① درہم کا وزن موجودہ حساب سے ۲.۹۷۵ گرام اور دینار (سونے) کا وزن ۴.۲۵ گرام ہوتا ہے۔ اس طرح چاندی کا نصاب زکوٰۃ پانچ سو پچانوے گرام اور سونے کا پچاسی گرام ہوا۔

امام ابوداود ؒ نے کتاب الزکوٰۃ کے آغاز ہی سے نصاب کے حوالے سے جو احادیث ذکر کی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سونا‘ چاندی (چاہے درہم و دینار وغیرہ کرنسی کی شکل میں ہوں‘ زیور کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں)‘ بنیادی غذائی اجناس اور چرنے والے مویشیوں پر ہر جنس کے لیے الگ الگ زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ ان کا الگ الگ نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ ہر مستقل جنس میں سے جس کا نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گزر جائے گا اس پر مقرر شرح سے زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری ہو جائے گی۔ اگر کسی بھی چیز کا نصاب پورا نہ ہوگا‘ یا اس پر سال نہ گزرا ہوگا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قابل زکوٰۃ اشیاء خصوصاً سونا‘ چاندی میں دونوں کو ملا کر مجموعی حیثیت سے نصاب کو متعین کیا جانا چاہیے۔ یعنی اگر کسی شخص کے پاس سال بھر سونے کا آدھا نصاب اور چاندی کا آدھا نصاب موجود رہا ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوگی۔ البتہ وہ دونوں میں سے الگ الگ ۲ ½ فیصد زکوٰۃ ادا کرے گا۔

لیکن احادیث مبارکہ کے الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے۔ وہ حدیث‘ جسے امام ترمذی ؒ کے پوچھنے پر امام بخاری

﷫ نے صحیح قرار دیا ہے۔(جامع الترمذی' الزکوٰة' باب ماجاء فی زكوٰة الذهب والورق' حدیث:۶۲۰)
اس سلسلے میں واضح ہے کہ اگر کسی کے پاس ۱۹۰ درہم چاندی ہوتو زکوٰۃ وصول نہیں کی جائے گی۔اور اگر سونے کے نصاب میں آدھا دینار بھی کم ہوگا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔اسی طرح حضرت ابوسعید خدری ﷜ سے مروی ہے کہ اگر چاندی پانچ اوقیہ (یا دوسو درہم) سے کم ہوتو اس میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔دیکھیے:(صحیح البخاری' الزکوٰة' باب زكوٰة الورق' حدیث : ۱۴۴۷' وصحیح مسلم' الزكوٰة' باب ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة' حدیث:۹۷۹)صحابۂ کرام حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ اور حضرت ابن عمر ﷠ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی بات بیان کی ہے۔دیکھیے:(سنن ابن ماجه' الزكوٰة' باب زكوٰة الورق والذهب' حدیث:۱۷۹۰'۱۷۹۱)

اسلام میں جہاں فقراء اور مساکین کے لیے شفقت ورحمت کے طور پر زکوٰۃ کا نظام قائم کیا گیا وہاں دینے والوں کے لیے بھی آسانی کا راستہ اختیار کیا گیا ہے اور ہر چیز کا الگ الگ نصاب رکھا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دور زوال میں جب زکوٰۃ کی وصولی کا صحیح نظام موجود نہ رہا تب بھی اصحاب مال کی ایک بڑی تعداد خود بخود اس کی ادائیگی کا اہتمام کرتی رہی اور اب بھی کرتی ہے۔

ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ چاندی کے نصاب کی مالیت سونے کے نصاب کے مقابلے میں بہت کم بنتی ہے۔یہ درست ہے۔اس سلسلے میں بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا نصاب مقرر فرماتے ہوئے یہ التزام نہیں فرمایا کہ تمام اشیاء کے نصاب ہم مالیت ہوں۔مختلف اشیاء کے نصاب مثلاً پانچ اونٹ' تیس گائیں' چالیس بکریاں اور پانچ وسق (۷۵۰ کلوگرام) غلہ یا کھجور کی مالیت مساوی نہ تھی جیسا کہ آگے دیے ہوئے قیمتوں کے چارٹ سے واضح ہو جائے گا۔ہم نے یہ چارٹ مندرجہ ذیل صحیح یا حسن درجے کی روایات سے مرتب کیا ہے۔

1) حضرت عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔(صحیح البخاری' الجهاد والسير' باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم والقميص في الحرب' حدیث : ۲۹۱۶)

2) حضرت انس ﷜ نقدی کے حوالے سے زرہ رہن رکھ کر حاصل کیے جانے والے قرضے کی مالیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی زرہ ایک دینار کے بدلے میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی' وفات تک یہ ایک دینار میسر نہ آیا کہ دے کر زرہ چھڑا لیتے۔(صحیح ابن حبان' الرهن' باب ثمن الشعير الذي كان لليهودي على المصطفى ﷺ عند رهنه اياه درعه' حدیث : ۵۹۰۷)

3) رسول اللہ ﷺ نے دیت کے لیے سو اونٹ مقرر فرمائے' لیکن شہر والوں کے لیے ان کی قیمت چار سو دینار یا ان کی ہم مالیت چاندی/ درہم مقرر فرمائی۔یہ قیمت اونٹوں کی قیمتوں میں کمی بیشی کے مطابق گھٹتی بڑھتی رہتی تھی' اس لیے آپ ﷺ ہی کے عہد میں یہ قیمت چار سو سے آٹھ سو دینار تک پہنچ گئی۔(سنن النسائی' القسامة' باب ذكر اختلاف على خالد الحذّاء' حدیث: ۴۸۰۵' ارواء الغليل' حدیث:۲۱۹۹)

4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کا تھکا ماندہ اونٹ ایک اوقیہ چاندی کے عوض خرید لیا۔ (سنن النسائی، البیوع، باب البیع یکون فیه الشرط فیصح البیع و الشرط، حدیث:۴۶۴۱) اور ایک اوقیہ چاندی چالیس درہم کے برابر تھی۔

5) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق فریضہٗ زکوٰۃ کے بارے میں ان کیلئے یہ تحریر لکھی...... جس آدمی کے ذمے زکوٰۃ میں جذعہ (چار سال کی اونٹنی) ہو لیکن اس کے پاس حقہ (تین سال کی اونٹنی) ہو تو حقہ قبول کرلیں اور ساتھ دو بکریاں اور اگر بکریاں میسر نہ ہوں تو بیس درہم وصول کریں...... (صحیح البخاری، الزکوٰۃ، باب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض و لیست عنده، حدیث:۱۴۵۳)

ان احادیث کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مختلف اشیاء کی قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے۔ اس میں مختلف اوقات میں دیت کی مقدار کے تعین کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اونٹ	دینار	درہم	شعیر
100	800-400	8000	
	1		30صاع

❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اونٹ مہنگے ہو گئے تو آپ نے دیت کی قیمتوں پر نظر ثانی فرمائی اور نئی قیمتیں یہ سامنے آئیں۔ دیکھیے: (ابوداود، الدیات، باب الدیة کم هی، حدیث:۴۵۴۲)

اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم
100	1000	12000	200	2000

اس دور میں غلے کی قیمتوں کا تعین ان احادیث کی مدد سے کیا جا سکتا ہے:

❁ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ شام کی گندم ''سمراء'' کے دو مد (½ صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔ لوگوں نے اسے قبول کر لیا' لیکن اس حدیث کو روایت کرنے والے جلیل القدر صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود اس بات کو قبول نہیں کیا۔ (ابوداود، الزکوٰۃ، باب کم یؤدی فی صدقة الفطر، حدیث:۱۶۱۶)

❁ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے ثابت ہے کہ آپ نے صدقۃ الفطر کے لیے گندم کا نصف صاع اور ان لوگوں کے لیے جنہیں بیت المال سے (نقد) عطیہ ملتا تھا' نصف درہم مقرر فرمایا۔ (المحلّی، الزکـوۃ، مسئلة مقدار ما یخرج زکاة الفطر: ۱۳۰/۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد میں غلے کی قیمت کا چارٹ اس طرح بنے گا:

گندم	جو	درہم
$\frac{1}{2}$ صاع	1 صاع	$\frac{1}{2}$

❁ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں اونٹ کی قیمت ۱۰۰ درہم ہوگئی تو اس طرح دیت ۱۰۰ اونٹ کے مقابل ۱۰,۰۰۰ درہم قرار پائی۔ (المحلّٰی' الدیۃ احکام شبہ العمد : ۳۰۰/۱۰)

❁ ان تمام احادیث کو سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ اونٹ جن کے لیے عرب ''مال'' کا لفظ بولتے تھے، قیمت میں سب سے زیادہ مستحکم تھے' انہی کو دیت میں اصل قرار دیا گیا۔ ان کے بعد سونا مستحکم تھا اور کرنسی کے طور پر استعمال ہونے کے لائق تھا، اسی لیے قیمتوں کے تعین کے لیے اس کو بنیاد بنایا گیا۔ مذکورہ بالا احادیث اور چارٹوں کے ذریعے سے زکوٰۃ کے نصاب یعنی 5 اونٹوں کو بنیاد بنا کر قیمتوں کا چارٹ اس طرح بنتا ہے:

	اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ	شعیر	تمر
عہدِ رسالت	1	8-4	80-40	-	8-4	-	120 صاع	2 وسق
عہدِ عمر رضی اللہ عنہ	1	10	120	2	20	-	300 صاع	5 وسق

قیمتوں کے حوالے سے 5 اونٹوں کو بنیاد بنائیں' جو زکوٰۃ کا نصاب ہیں' تو قیمتوں کا تناسب یہ ہوگا:

	اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ	شعیر	تمر
عہدِ رسالت	5	40-20	400-200	-	40-20	-	600 صاع	10 وسق
عہدِ عمر رضی اللہ عنہ	5	50	600	10	100	-	1500 صاع	15 وسق

رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا جو نصاب مقرر فرمایا وہ یہ تھا:

زکوٰۃ کا نصاب	اونٹ	دینار	درہم	بقر	غنم	غلہ شعیر	تمر
	5	20	200	30	40	300 صاع	5 وسق

رسالت مآب ﷺ کے عہد میں قیمتوں کے چارٹ اور زکوٰۃ کے نصاب کا موازنہ کریں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

1) رسول اللہ ﷺ نے تمام اشیاء کے نصاب کو لازمی طور پر ہم مالیت نہیں رکھا۔ یہ بات گایوں اور غلے کی مالیت کے فرق سے زیادہ نمایاں ہوجاتی ہے۔

2) خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قیمتوں میں تبدیلی آ گئی۔ آپ نے نقد دیت قیمتوں کے مطابق بڑھا دی' لیکن زکوٰۃ کے نصاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قیمتوں کا فرق اور زیادہ ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دیت میں دینار اور درہم بڑھا دیے لیکن زکوٰۃ کا نصاب جوں کا توں رکھا۔

4) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے صدقۃ الفطر کے معاملے میں قیمتوں کے پیش نظر اجتہاد فرمایا۔ (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسے صحابی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کو قبول نہیں کیا) لیکن اصل زکوٰۃ کے نصاب میں کسی تبدیلی کا سوچا تک نہیں۔ ان حقائق سے ثابت ہو جاتا ہے:

(ا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاب کے تعین میں معاشرے کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ مالیت کو دوسری حیثیت دی ہے۔ اسی لیے آپ نے غلے کا نصاب جس کی ضرورت سب سے فائق ہوتی ہے، سب سے کم رکھا تاکہ بنیادی ضرورت کی یہ چیز لوگ آپس میں زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں اور کوئی محروم نہ رہے۔ اس کے بعد غنم بکریوں میں نصاب نسبتاً کم ہے کہ ایک گھرانے کی بنیادی ضرورتوں کے حوالے سے بکری کی اونٹ یا گائے کی نسبت ضرورت زیادہ تھی۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی مالیت کے مطابق دینار و درہم کا نصاب مقرر فرمایا لیکن جب یہ نقدی اونٹ کے مقابلے میں سستی ہو گئی تو دیت کی قیمتوں میں تبدیلی کی، تاہم زکوٰۃ کے نصاب کو ایک ہی جگہ منجمد رکھا۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی قیمتوں کی تبدیلیوں کے باوجود زکوٰۃ کا نصاب علی حالہ قائم رکھا اور آج تک اسی صورت میں برقرار ہے۔ زکوٰۃ چونکہ عبادت ہے، اس لیے اس کے طریق میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اس کے مقابلے میں دیت جان یا عضو کی قیمت ہے اور اس میں اونٹ کو بنیاد بنایا گیا، اس لیے وہ قیمتوں کی تبدیلی کے پیش نظر تبدیل کی جاتی رہی۔

آج کل زکوٰۃ کو ٹیکس کے نظام پر قیاس کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ مال داروں سے زیادہ زکوٰۃ وصول کرنی چاہیے اس لیے کہ جتنا کسی کا مال بڑھتا ہے اس کی قدر اس شخص کی حقیقی ضرورت کے مقابل کم ہوتی جاتی ہے کیونکہ اسے اتنی ضرورت نہیں ہوتی جتنی کہ محتاج کو۔ یہ قیاس درست نہیں۔ زکوٰۃ میں امیروں کے لیے قدر میں کمی کی بجائے فقیروں کی شدید احتیاج کی نسبت سے نصاب اور شرح کا تعین کیا گیا ہے۔ ۵ وسق غلہ اس زمانے میں ۵ اونٹوں کی قیمت کا آدھا یا اس سے بھی کم بنتا تھا۔ پھر اس میں زکوٰۃ بھی چالیس فیصد کی بجائے دس فیصد یا اگر بارانی ہو تو ۲۰ فیصد رکھی گئی ہے۔ مقصد یہی ہے کہ فقراء کو غلے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ مقدار میں ان کو پہنچایا جائے چاہے نسبتاً کم مال داروں کو اس غرض سے قربانی دینی پڑے۔ پھر یہ قربانی ان کے لیے عظیم اجر وثواب کا باعث ہے۔ اسلامی معاشرے کا حسن یہ ہے کہ اس میں ایثار کرنے والوں کا دائرہ وسیع ترین ہوتا ہے۔ زکوٰۃ عبادت ہے، ٹیکس کی طرح نہیں۔ ہاں زائد از ضرورت مال اللہ کی راہ میں خرچ کروانے کے لیے الگ طریقے موجود ہیں۔ اور مسلمان کسی حکومت کی طرف سے وصولی کے بغیر بھی انفاق کے ان طریقوں کو اپناتے ہیں، حکومت بھی اس سلسلے میں اقدامات کر سکتی ہے۔

تعین نصاب کے اسلامی طریقے کی ایک اور بڑی حکمت یہ ہے کہ ہر چیز میں الگ الگ نصاب اتنا مقرر کیا گیا جو ایک کنبے کی ضروریات کے لیے کفایت کر سکتا ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دو سو درہم ایک کنبے کی

سال بھر کی ضرورت کے لیے کفایت کرتے ہیں۔'' (حجۃ اللّٰہ' باب: زکوٰۃ کی مقدار کا بیان)
اگر کفالت کا ذریعہ اونٹ ہوں تو ایک کنبے کے لیے کم از کم ۵ جانور اور اگر بکریاں ہوں تو تقریباً چالیس کی ضرورت ہوگی' چاہے ان کی قیمت اونٹوں سے کم بنتی ہو اور کھیتی والوں کے لیے سال بھر کا غلہ تقریباً ۱۹ من ضروری ہو گا۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ کھیتی میں اصل زمین پر زکوٰۃ نہیں بلکہ صرف پیداوار پر زکوٰۃ ہے' جبکہ مویشی والوں کے اصل سرمائے پر زکوٰۃ ہے۔ نصابِ زکوٰۃ کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیے ایک اور بات جس پر دھیان دینا چاہیے یہ ہے کہ کھیت میں ہر سال ایک یا دو مرتبہ پیداوار ہوتی ہے اور بیج کے مقابلے میں اس میں اضافے کی مقدار بہت زیادہ ہے' جبکہ اونٹ اور گائے میں اضافے کے لیے تین یا چار سال انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بھیڑ بکریوں میں نئی نسل نسبتاً زیادہ جلدی یعنی ڈیڑھ دو سال میں بڑی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اونٹ یا بھیڑ بکریاں جن کی زکوٰۃ رکھی گئی ہے' جنگلوں' چراگاہوں سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ گائیوں کے لیے مزید کچھ نہ کچھ اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ ان کی پرورش میں بھی زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں، اس لیے ان کا نصاب اونٹ کے مقابلے میں زیادہ رکھا ہے۔ فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ بھینسوں کو بھی' اگر بنیادی طور پر چرنے والی ہوں' جیسے جنوبی ایشیا اور افریقہ کے بعض ممالک میں اب بھی یہی طریقہ موجود ہے تو ان کو گائیوں پر قیاس کرنا ہوگا۔ (الفقه الإسلامی و أدلته' حدیث:۲' ص: ۸۴۲) کیونکہ وہ اسی طرح گائیوں کی ہم جنس ہیں' جس طرح بھیڑیں اور بکریاں آپس میں ہم جنس ہیں نیز گائیوں اور بھینسوں کو ملا کر نصاب شمار ہوگا۔ دیکھیے: (موطأ' الصدقة' باب ماجاء فی صدقة البقر)

١٥٧٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِن كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ».

۱۵۷۴- حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (تم سے) گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ سو تم چاندی کی زکوٰۃ لاؤ' ہر چالیس درہم میں ایک درہم اور ایک سو نوے درہم میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ جب دو سو ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو اعمش

١٥٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في زكوة الذهب والورق، ح: ٦٢٠ من حديث أبي عوانة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٨٤، وحسنه البغوي في شرح السنة: ٦/ ٤٧، وللحديث شواهد كثيرة، * أبوإسحاق عنعن.

الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ كَمَا قَالَ أَبُو عَوَانَةَ، وَرَوَاهُ شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَإِبراهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبي إِسْحَاقَ، عَن الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ عنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

نے ابواسحٰق سے روایت کیا ہے جیسے کہ ابوعوانہ نے کہا ہے' نیز شیبان ابومعاویہ اور ابراہیم بن طہمان نے ابواسحٰق سے' انہوں نے حارث سے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَدِيثَ النُّفَيْلِيِّ شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ وَغَيْرُهُمَا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنْ عَاصِمٍ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ يَرْفَعُوهُ أَوْقَفُوهُ عَلَى عَلِيٍّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ بن محمد نفیلی کی حدیث (سابقہ:۱۵۷۲) شعبہ اور سفیان وغیرہ نے ابواسحٰق سے' انہوں نے عاصم سے' انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مگر مرفوع نہیں کہا ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف کیا ہے۔

فائدہ: غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ کے بارے میں زیادہ تر فقہاء یہی کہتے ہیں کہ محنت کش غلام اور سواری کے گھوڑے پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ بعض اہل الرائے کہتے ہیں کہ ان کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر گھوڑے نر مادہ ملے جلے ہوں تو چونکہ ان میں اضافہ ہوگا' اس لیے ان پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ البتہ اگر نر ہوں یا محض مادہ تو چونکہ نسل میں اضافہ نہیں ہوگا اس لیے زکوٰۃ بھی نہیں ہوگی۔ مزید وہ کہتے ہیں کہ گھوڑوں کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ دے چاہے تو ایک دینار فی گھوڑا ادا کرے۔ تاہم حدیث سے اس کی بابت جو معلوم ہوتا ہے' اس کی صراحت سنن ابوداود کی اس حدیث سے ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں اور غلاموں کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ البتہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات ملتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غلام اور گھوڑے پر ایک ایک دینار لیا کرتے تھے۔ (المحلّٰی' ج:۵' الزکاۃ' احکام زکوٰۃ الخیل' ص: ۲۲۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اقدام کی حقیقت مندرجہ ذیل روایتوں سے واضح ہو جاتی ہے: حارثہ بن مضرب فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ اس دوران میں شام کے کچھ شرفاء نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کے پاس غلام اور (سواری کے) جانور ہیں' آپ ہم سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کر لیں تاکہ ہمارے مال کا تزکیہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ کام مجھ سے پہلے دونوں ہستیوں (نبیٔ کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے نہیں کیا۔'' تو انہوں نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں اس کی بابت مشورہ کرتا ہوں' لہٰذا انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ پیش کش اچھی ہے' اگر یہ آپ کے بعد ہمیشہ کے لیے جزیہ (کی طرح لازمی) نہ ہو جائے۔ (مسند احمد:۱/۱۴'۳۲)

یعلٰی بن امیہ کہتے ہیں کہ میرے بھائی عبدالرحمان بن امیہ نے ایک گھوڑی سو اونٹ کے بدلے خریدی' بیچنے

والے کو بعد میں ندامت ہوئی تو اس نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یعلیٰ اور اس کے بھائی نے مجھے لوٹ لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کو لکھ بھیجا کہ ان کے پاس پہنچو۔ انہوں نے تفصیل بتائی تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھوڑی تمہارے ہاں اس قدر مہنگی بکتی ہے؟ یعلیٰ نے جواب دیا کہ میرے علم میں بھی یہی ہے کہ اتنی قیمت کسی اور گھوڑی کی آج تک نہیں لگی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم چالیس بکریوں پر ایک بکری لے لیتے ہیں تو اس قدر قیمتی گھوڑوں سے کچھ نہ لیں۔ آپ نے اس کے بعد گھوڑوں پر ایک دینار لاگو کر دیا۔ (المحلی' ج: ۵' أحكام زكوة الخيل)

ان دونوں روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی نہیں لینا چاہتے تھے' بلکہ جب لوگوں نے پیش کش کی تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا کہ رضا کارانہ طور پر دینے والوں سے گھوڑوں وغیرہ پر زکوٰۃ قبول کر لینی چاہیے یا نہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکیمانہ رائے دی کہ اس شرط پر لیں کہ کل کو یہی رضا کارانہ دی ہوئی زکوٰۃ دوسروں کیلئے لازمی ٹیکس نہ بن جائے۔

تیسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس رائے کے بعد بھی وصولی پر آمادہ نہ تھے' یہاں تک کہ گھوڑوں کی قیمتوں میں حیرت ناک اضافہ سامنے آنے پر آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ گھوڑے مال و دولت کے خزانے کی مانند ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے عہد کی قیمتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دینار فی گھوڑا لاگو کر دیا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے گھوڑوں کو باقی جانوروں پر قیاس کرتے ہوئے کم از کم گھوڑوں کی تعداد کا کوئی نصاب مقرر نہ فرمایا۔ نیز چالیس گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا لینے کا حکم بھی نہ دیا۔ ایسا کرتے تو یہ جانوروں کی زکوٰۃ کے طریق کار کو آگے بڑھانے کے مترادف ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور جانور اس پر زکوٰۃ نہ لینے کی وضاحت فرما دی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر نقدی میں ٹیکس لگا کر یہ واضح کر دیا کہ بحیثیت جانور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں' بلکہ زیادہ قیمت رکھنے والے مال میں سے وصول کیا جانے والا صدقہ ہے۔ اس انتظام کو باقاعدہ زکوٰۃ شمار کرنا یا ہمیشہ کے لیے ہر ایک پر اس کو لاگو کر دینا مناسب نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا اور خود بھی خلافت پر متمکن ہونے کے بعد گھوڑوں پر کچھ نہ لیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کے مشورے کے بعد اختیار کردہ ایک طریق تھا' آئندہ بھی مسلمان حکومتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریق کو نمونہ بنا کر اجتہاد کر سکتی ہیں۔

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی چیز مالیت کا خزانہ بن جائے تو چاہے پہلے اسے مستثنیٰ قرار دیا جا چکا ہو اس سے فقراء اور دیگر ضرورتوں کے لیے کچھ وصولی کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ قیمتی پتھروں کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو نمونہ بنایا جا سکتا ہے۔ نیز ایسے علاقے بھی ہیں جہاں گھوڑے بنیادی مویشی کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے وسط ایشیا میں، وہاں گھوڑے ہی دودھ اور گوشت کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہیں اور چرنے والے ریوڑوں کی صورت میں

بکثرت موجود ہیں۔ ایسے علاقوں میں بھی گھوڑے کے حوالے سے اجتہاد کرنا ممکن ہوگا۔

١٥٧٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا بَهْزُ بنُ حَكِيمٍ؛ ح: وَحدثنا مُحمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «فِي كُلِّ سَائِمَةِ إِبِلٍ فِي أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا - قالَ ابنُ الْعَلَاءِ: مُؤْتَجِرًا بِهَا - فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ لِآلِ مُحمَّدٍ مِنْهَا شَيْءٌ».

١٥٧٥- بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چالیس اونٹوں میں جو کہ جنگل میں چرتے ہوں ایک بنت لبون (دوسالہ مادہ) ہے اور انہیں ان کے حساب سے جدا جدا نہ کیا جائے۔ جو شخص اجر وثواب کی نیت سے دے گا ...... ابن العلاء نے [مُؤْتَجِرًا بِهَا] کے الفاظ کہے..... تو اس کے لیے اس کا اجر وثواب ہے اور جو (زکوٰۃ کو) روکے گا تو ہم اس سے وصول کریں گے اور آدھا مال (مزید بھی) یہ ہمارے رب تعالیٰ عزوجل کے واجبات میں سے ایک واجب ہے' اس میں آلِ محمد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اور اس میں یہ ارشاد ہے کہ مانع زکوٰۃ سے پوری زکوٰۃ اور اس کا نصف مال بطور جرمانہ لیا جائے گا۔ ② صدقہ وزکوٰۃ نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے حلال نہ تھا۔ اسے لوگوں کی میل قرار دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ [إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ' وَ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّ لَا لِآلِ مُحَمَّدٍ] (سنن أبي داود' الخراج' حديث:٢٩٨٥) ''یہ صدقہ تو لوگوں کی میل ہوتا ہے اور یہ محمد (ﷺ) اور آلِ محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔'' اور آپ ﷺ کی آل میں آپ کی جمیع ازواج اور جمیع اولاد کے علاوہ آلِ علی' آلِ عقیل' آلِ جعفر اور آلِ عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اور حرمت صدقہ میں آپ کے موالی کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی مفہوم کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح مسلم' الزكوٰة' حديث:١٠٧٢)

١٥٧٦- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عن مُعَاذٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ

١٥٧٦- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تھا: ''گائیوں میں ہر تیس میں ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی لینا اور ہر چالیس

١٥٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب عقوبة مانع الزكوٰة، ح:٢٤٤٦ من حديث بهز بن حكيم به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٢٦٦، والحاكم: ١/ ٣٩٨، ووافقه الذهبي.

١٥٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب زكوٰة البقر، ح:٢٤٥٥ من حديث سليمان الأعمش به، وانظر الحديث الآتي * الأعمش عنعن.

أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ، تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ، مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ - يَعْنِي مُحْتَلِمًا - دِينَارًا أَوْ عَدْلَهُ مِنَ الْمَعَافِرِ، ثِيَابٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

میں سے دوسالہ۔ اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا جو کہ یمن میں ہوتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض ہے اور انہی سے لی جاتی ہے جبکہ غیر مسلموں سے جزیہ لیا جاتا ہے۔ حدیث کا یہی مفہوم اور مراد ہے۔ ② اونٹ کی زکوٰۃ میں حکم یہی ہے کہ مادہ جانور لیا جائے۔ صرف گائیوں کے بارے میں نر اور مادہ لینے میں رخصت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نر اونٹ سے صرف گوشت اور سواری کا فائدہ ہوتا ہے جبکہ مادہ ان دونوں فائدوں کے علاوہ دودھ اور نسل کا بھی فائدہ دیتی ہے۔ اس کے برخلاف بیل سے مشقت کا جو کام لیا جاتا ہے' گائے سے نہیں لیا جاتا جبکہ گائے سے دودھ اور نسل کا فائدہ ہے جو بیل سے نہیں ہے۔ اس لیے منفعت رسانی میں دونوں کو یکساں شمار کیا گیا۔

١٥٧٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ والنُّفَيْلِيُّ وَابْنُ الْمُثَنَّى قالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ إبراهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۱۵۷۷- جناب مسروق نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل بیان کیا۔

١٥٧٨- حَدَّثَنا هارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي عن سُفْيَانَ، عن الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ ولَمْ يَذْكُرْ «ثِيَابًا تَكُونُ بِالْيَمَنِ» وَلا ذَكَرَ - يَعْني: مُحْتَلِمًا.

۱۵۷۸- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجا' اور اسی کے مثل ذکر کیا۔ اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ "یہ کپڑے ہیں جو یمن میں ہوتے ہیں۔" اور نہ لفظ [مُحْتَلِماً] ہی ذکر کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَرِيرٌ وَيَعْلَى

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو جریر'

١٥٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء في زكٰوة البقر، ح: ٦٢٣، والنسائي، ح: ٢٤٥٤ من حديث أبي معاوية الضرير، وابن ماجه، ح: ١٨٠٣ من حديث الأعمش به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٦٨، وابن حبان، ح: ٧٩٤، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٩٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عنعن ومسروق تكلموا في سماعه عن معاذ رضي الله عنه.

١٥٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

وَمَعْمَرٌ وَشُعْبَةُ وَأَبُو عَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الأعمشِ، عن أَبِي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ. قال يَعْلَى وَمَعْمَرٌ: عن مُعَاذٍ مِثْلَهُ.

یعلٰی' معمر' شعبہ' ابوعوانہ اور یحییٰ بن سعید نے اعمش سے' انھوں نے ابووائل سے' انھوں نے مسروق سے (مرسل) نقل کیا ہے' جبکہ یعلٰی اور معمر نے حضرت معاذ ؓ سے اسی کے مثل (متصل) بیان کیا۔

١٥٧٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن هِلَالِ بنِ خَبَّابٍ، عن مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عن سُوَيْدِ بنِ غَفَلَةَ قال: سِرْتُ أَوْ قال: أَخبرَنِي مَنْ سَارَ مَعَ مُصَدِّقِ النَّبِيِّ ﷺ فإِذَا فِي عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ: «أَن لَا تأخُذَ مِنْ رَاضِعِ لَبَنٍ، ولا تَجْمَعَ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلا تُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ»، وكَانَ إِنَّمَا يَأْتِي الْمِيَاهَ حِينَ تَرِدُ الْغَنَمُ فَيَقُولُ: أَدُّوا صَدَقَاتِ أَمْوَالِكُمْ. قَالَ: فَعَمَدَ رَجُلٌ منْهُمْ إِلَى نَاقَةٍ كَوْمَاءَ - قَالَ: قُلْتُ: يَاأَبَا صَالِحٍ! مَا الْكَوْمَاءُ؟ قال: عَظِيمَةُ السَّنَامِ - قال: فأَبَى أَن يَقْبَلَهَا. قال: إِنِّي أُحِبُّ أَنْ تَأْخُذَ خَيْرَ إِبِلِي. قَالَ: فأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا قال: فَخَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا، فأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا. ثُمَّ خَطَمَ لَهُ أُخْرَى دُونَهَا فَقَبِلَهَا وَقَالَ: إِنِّي آخِذُهَا وَأَخَافُ أَنْ يَجِدَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ لِي: عَمَدْتَ إِلَى رَجُلٍ فَتَخَيَّرْتَ عَلَيْهِ إِبِلَهُ؟.

١٥٧٩-سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ میں (نبی ﷺ کے عامل کے ساتھ) چلا' یا کہا کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے عامل کے ساتھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد (تحریر) میں یہ تھا: ''زکوۃ میں کوئی دودھ والا جانور (بکری وغیرہ) یا دودھ پیتا بچہ نہ لینا' جدا جدا جانوروں کو جمع نہ کرنا اور نہ اکٹھے (رہنے' چرنے والوں) کو جدا جدا کرنا۔'' اور آپ علیہ السلام کا تحصیلدار زکوۃ ان کے پانیوں (چشموں' کنوؤں یا تالابوں) پر پہنچتا تھا' جب بکریاں پانی پینے کے لیے آتی تھیں' تو وہ (مالکوں سے) کہتا تھا: اپنے مالوں کی زکوۃ پیش کرو۔ راوی نے بیان کیا: چنانچہ ایک شخص نے [کوماء] اونٹنی کا قصد کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوصالح! [کوماء] کا کیا معنی ہے؟ کہا: بڑے کوہان والی۔ تو عامل نے لینے سے انکار کر دیا (کیونکہ وہ بہت عمدہ تھی) مال والے نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ آپ میری بہترین اونٹنی وصول کریں مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو وہ دوسری پکڑ لایا جو اس سے ذرا کم درجے کی تھی۔ تو اس نے وہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ ایک اور لے آیا جو اس سے بھی کم درجے کی تھی تو اس نے وہ لے لی اور کہنے لگا: میں یہ لے تو رہا ہوں مگر اندیشہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ

١٥٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الجمع بين المتفرق والتفريق بين المجتمع، ح: ٢٤٥٩ من حديث هلال بن خباب به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٩٠٣ * ميسرة وثقه ابن حبان وحده.

پر خفا ہوں گے۔ آپ مجھے کہیں گے کہ تم اس آدمی کی بہترین اونٹنی لے آئے ہو۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ نَحْوَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قال: لا يُفَرَّقُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشیم نے ہلال بن خبّاب سے اسی کی مانند روایت کیا مگر لفظ [لايُفَرَّق] استعمال کیا۔

فوائد ومسائل: ① زکوٰۃ میں نفیس مال لینے سے منع کیا گیا ہے مگر یہ دین واخلاص ہی تھا کہ لوگ شاندار مال پیش کرتے تھے مگر عاملین قبول نہ کرتے تھے۔ ٹیکس میں یہ برکت کہاں؟ ② زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل کو لوگوں کے ڈیروں پر پہنچنا چاہیے' نہ کہ انہیں اپنے مراکز ودفاتر کے طواف کرائے جائیں۔

١٥٨٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمانَ بنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَقَرَأْتُ فِي عَهْدِهِ: «لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ»، وَلَمْ يَذْكُرْ: «رَاضِعَ لَبَنٍ».

١٥٨٠- سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا تحصیلدار زکوٰۃ ہمارے ہاں آیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے وثیقے میں پڑھا: ''زکوٰۃ کے خوف سے جدا جدا رہنے والے جانوروں کو جمع نہ کیا جائے اور نہ اکٹھے مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔'' اس روایت میں [رَاضِعَ لَبَنٍ] ''یعنی دودھ والے جانور یا دودھ پیتے بچوں۔'' کا ذکر نہیں ہے۔

[قال أَبُو دَاوُدَ: بَيْنَ لا تَجْمعْ وَلا يُجْمَعْ حُكْمٌ].

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ [لَاتَجْمَع] ''تم جمع نہ کرو۔'' اور [لَايُجْمَع] ''جمع نہ کیے جائیں۔'' کا ایک ہی حکم ہے۔

فوائد ومسائل: ① حسب احوال حکومت کے کارندے سے اس کی شناخت اور اصل حکومتی فرمان طلب کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ② امام ابوداود رحمہ اللہ کے آخری جملے [لَا تَجْمَع] میں عامل کو تنبیہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو جمع نہ کرنا......اور [لَا يُجْمَع] (صیغہ غائب مجہول) میں صاحب زکوٰۃ اور عامل دونوں کو تنبیہ ہے۔

١٥٨١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

١٥٨١- مسلم بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ جناب

١٥٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب ما يأخذ المصدق من الإبل، ح: ١٨٠١ من حديث شريك القاضي به * وهو مدلس وعنعن، وانظر الحديث السابق.

١٥٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب إعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق، ح: ٢٤٦٤ من حديث وكيع به * مسلم بن ثفنة وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

حَدَّثَنا وَكِيعٌ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ الْيَشْكُرِيِّ - قَالَ الْحَسَنُ: رَوْحٌ يَقُولُ: مُسْلِمُ بْنُ شُعْبَةَ - قال: اسْتَعْمَلَ نَافِعُ بْنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلٰى عِرَافَةِ قَوْمِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ. قال: فَبَعَثَنِي أَبِي فِي طَائِفَةٍ مِنْهُمْ، فَأَتَيْتُ شَيْخًا كَبِيرًا يُقَالُ لَهُ: سِعْرٌ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ يَعْنِي لِأُصَدِّقَكَ، قال: ابْنَ أَخِي! وَأَيَّ نَحْوٍ تَأْخُذونَ؟ قُلْتُ: نَخْتَارُ حَتّٰى إِنَّا [نَتَبَيَّنُ] ضُرُوعَ الْغَنَمِ. قال: ابْنَ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ أَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هَذِهِ الشِّعَابِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلٰى بَعِيرٍ فَقَالَا لِي: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، فَقُلْتُ: ما عَلَيَّ فيهَا؟ فَقَالا: شَاةٌ، فَعَمَدْتُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةٍ مَحْضًا وَشَحْمًا فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالا: هَذِهِ شَاةُ الشَّافِعِ، وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا قُلْتُ: فَأَيَّ شَيْءٍ تَأْخُذَانِ؟ قالَا: عَنَاقًا جَذَعَةً أَوْ ثَنِيَّةً. قال: فَأَعْمِدُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالْمُعْتَاطُ الَّتِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وِلَادُهَا - فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالا: نَاوِلْنَاهَا، فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرِهِما ثُمَّ انْطَلَقَا.

نافع بن علقمہ نے میرے والد کو ان کی اپنی قوم کا سربراہ، نگران کار اور منتظم بنا دیا اور حکم دیا کہ ان سے زکوٰۃ بھی وصول کریں۔ چنانچہ میرے والد نے مجھے (مسلم کو) ایک جماعت کے پاس بھیجا، میں ایک بڑے بزرگ کے پاس پہنچا ان کا نام سِعر (بن دیسم) تھا۔ میں نے عرض کیا: میرے والد نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ سے زکوٰۃ لے آؤں۔ انہوں نے کہا: اے بھتیجے! تم کس قسم کا مال لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر تھنوں کو دیکھ کر عمدہ بکریاں لیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: بھتیجے! میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ان وادیوں میں سے ایک وادی میں اپنی بکریوں کے ساتھ تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے جو ایک اونٹ پر سوار تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ دے دیں۔ میں نے پوچھا: مجھ پر ان میں سے کیا واجب ہے؟ انہوں نے کہا: ایک بکری۔ تو میں نے ایک بکری کا قصد کیا جو میں جانتا تھا کہ وہ دودھ اور چربی سے بھری ہوئی تھی۔ میں اسے ان کی طرف نکال لے آیا۔ تو وہ کہنے لگے: یہ تو حاملہ ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور لینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے کہا: آپ لوگ کس طرح کی قبول کریں گے؟ وہ کہنے لگے: ایک سال کی بھیڑ یا بکری، جو دوسرے سال میں جا لگی ہو یا دو سال کی جو تیسرے سال میں شروع ہو۔ اب میں ایک بھیڑ لے آیا جو موٹی تازی تھی اور حاملہ نہ ہوئی تھی...... [مُعتاط] وہ بکری جو حاملہ تو نہ ہوئی ہو مگر

اس عمر کو پہنچ چکی ہو...... وہ میں ان کے لیے نکال لایا تو انہوں نے کہا: یہ ہمیں دے دو' تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ اونٹ پر رکھ لیا اور چل دیے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَاصِمٍ رَوَاهُ عَنْ زَكَرِيَّا قال أيضًا مُسْلِمُ بْنُ شُعْبَةَ: كما قالَ رَوْحٌ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوعاصم نے زکریا سے روایت کرتے ہوئے راوی کا نام مسلم بن شعبہ کہا ہے' جیسے کہ رَوح نے بیان کیا ہے۔

فائدہ: زکوۃ میں حاملہ جانور لینا مناسب نہیں' کیونکہ یہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

١٥٨٢- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حدثنا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ بِإِسْنَادِهِ بِهذَا الحديثِ. قالَ: مُسْلِمُ ابنُ شُعْبَةَ. قالَ فيه: وَالشَّافِعُ التِي فِي بَطْنِهَا الْوَلَدُ.

١٥٨٢- زکریا بن اسحق نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی اور راوی کا نام مسلم بن شعبہ ذکر کیا (نہ کہ مسلم بن ثفنہ۔) اس میں ذکر کیا: [شافع] وہ ہوتی ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہو۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَرَأْتُ فِي كِتَابِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَالِمٍ بِحِمْصَ عِنْدَ آلِ عَمْرِو ابنِ الْحَارِثِ الْحِمْصِيِّ عن الزُّبَيْدِيِّ قالَ: وَأَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِيِّ - مِنْ غَاضِرَةِ قَيْسٍ - قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الإِيمَانِ: مَنْ عَبَدَ اللهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ،

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حمص میں آلِ عمرو بن حارث حمصی کے ہاں عبداللہ بن سالم کی کتاب میں پڑھا' جسے انہوں نے زبیدی سے روایت کیا تھا' کہا: [عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِي] جو غاضرۂ قیس سے ہیں' کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین کام کیے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور اقرار کیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور خوشی خوشی ہر سال اپنے مال کی زکوۃ دی' کوئی بوڑھا' خارش زدہ' بیمار یا ردّی قسم کا جانور نہ دیا بلکہ متوسط مال سے دیا۔

١٥٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، ح: ٢٤٦٥ من حديث روح بن عبادة به، انظر الحديث السابق، حديث عبدالله بن معاوية الغاضري، سنده حسن، ورواه يعقوب الفارسي في تاريخه: ١/ ٢٦٩، والطبراني في الصغير: ١/ ٢٠١ وغيرهما.

وَلَا يُعْطِي الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ، وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ وَ[لَمْ] يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ».

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے عمدہ مال کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ تمھیں برا مال دینے کا حکم دیا ہے۔''

١٥٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِي مَالَهُ لَمْ أَجِدْ عَلَيْهِ فِيهِ إِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَقُلْتُ لَهُ: أَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا صَدَقَتُكَ، فَقَالَ: ذَاكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰكِنْ هٰذِهِ نَاقَةٌ فَتِيَّةٌ عَظِيمَةٌ سَمِينَةٌ فَخُذْهَا، فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنَا بِآخِذٍ مَا لَمْ أُومَرْ بِهِ، وَهٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْكَ قَرِيبٌ، فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَأْتِيَهُ فَتَعْرِضَ عَلَيْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَيَّ فَافْعَلْ، فَإِنْ قَبِلَهُ مِنْكَ قَبِلْتُهُ وَإِنْ رَدَّهُ عَلَيْكَ رَدَدْتُهُ، قَالَ: فَإِنِّي فَاعِلٌ، فَخَرَجَ مَعِي، وَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِي عَرَضَ عَلَيَّ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: يَانَبِيَّ اللهِ! أَتَانِي رَسُولُكَ لِيَأْخُذَ مِنِّي

١٥٨٣-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو صدقے کا عامل بنا کر بھیجا' میں ایک آدمی کے پاس پہنچا' جب اس نے میرے سامنے اپنا مال جمع کر دیا تو میں نے اس پر صرف ایک بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) ہی واجب پائی۔ میں نے اس سے کہا: ایک بنت مخاض دے دو' تمہاری یہی زکوۃ ہے۔ اس نے کہا: یہ دودھ والی ہے' نہ سواری کے قابل! اس کی بجائے یہ ایک جوان اور موٹی تازی اونٹنی ہے اسے لے جاؤ۔ میں نے اس سے کہا: جس کا مجھے حکم نہیں ہے میں وہ کیونکر لے سکتا ہوں' اور اللہ کے رسول ﷺ تم سے قریب ہی ہیں اگر چاہو تو ان کی خدمت میں چلے جاؤ اور جو کچھ مجھے دے رہے ہو انہیں جا کر پیش کر دو اگر آپ قبول کر لیں تو مجھے بھی قبول ہے اگر وہ نامنظور کریں تو میں بھی قبول نہیں کرتا: کہنے لگا: میں یہی کرتا ہوں' چنانچہ وہ میرے ساتھ چل پڑا۔ اور وہ اونٹنی بھی ساتھ لے گیا جو وہ مجھے دے رہا تھا حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس نے آپ سے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا نمائندہ میرے مال کی زکوۃ لینے کے لیے میرے ہاں پہنچا ہے اور قسم اللہ کی! اس سے پہلے نہ تو

١٥٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٢ عن يعقوب بن إبراهيم به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٧٧، وابن حبان، ح: ٧٩٦، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٩٩، ٤٠٠، ووافقه الذهبي.

صَدَقَةَ مَالِي وَايْمُ اللهِ مَا قَامَ فِي مَالِي رَسُولُ اللهِ وَلَا رَسُولُهُ قَطُّ قَبْلَهُ فَجَمَعْتُ لَهُ مَالِي، فَزَعَمَ أَنَّ مَا عَلَيَّ فِيهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، وَذٰلِكَ مَا لَا لَبَنَ فِيهِ وَلَا ظَهْرَ، وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ نَاقَةً عَظِيمَةً فَتِيَّةً لِيَأْخُذَهَا فَأَبٰى عَلَيَّ وَهَا هِيَ ذِهْ قَدْ جِئْتُكَ بِهَا يَارَسُولَ اللهِ! خُذْهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَاكَ الَّذِي عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللهُ فِيهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ». قَالَ: فَهَا هِيَ ذِهْ يَارَسُولَ اللهِ! قَدْ جِئْتُكَ بِهَا فَخُذْهَا. قَالَ: فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهُ فِي مَالِهِ بِالْبَرَكَةِ.

اللہ کے رسول میرے مال میں تشریف لائے ہیں اور نہ ان کا کوئی نمائندہ ہی۔ سو میں نے اس کے لیے اپنا مال جمع کیا تو اس نے بتایا کہ میرے مال میں صرف ایک بنت مخاض واجب ہے' اور اس عمر کا جانور نہ دودھ دیتا ہے اور نہ سواری کے قابل ہوتا ہے۔ سو میں نے اسے ایک شاندار جوان اونٹنی پیش کی کہ اسے قبول کر لے مگر اس نے انکار کر دیا' اور وہ یہ رہی! اے اللہ کے رسول! میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا ہوں تو آپ قبول فرما لیجیے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تجھ پر وہی فرض ہے لیکن اگر تو خوشی سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا اللہ تعالیٰ تجھے اجر و ثواب عطا کرے گا اور ہم تجھ سے یہ قبول کر لیتے ہیں۔'' اس نے کہا: اور وہ یہ رہی اے اللہ کے رسول! میں اسے لے آیا ہوں تو آپ اسے قبول فرما لیجیے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے وصول کر لینے کا حکم دیا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب مال نہایت خوش دلی سے حق واجب سے زیادہ عمدہ مال دینا چاہے تو قبول کیا جا سکتا ہے۔

١٥٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بن صَيْفِيٍّ، عن أَبِي مَعْبَدٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ مُعاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ فَإِنْ هُمْ

۱۵۸۴- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا اور فرمایا: ''تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' انہیں شہادتِ توحید [لا الہ الا اللّٰہ] کی اور اس (شہادت) کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں' دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری یہ بات تسلیم کر لیں' تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی

١٥٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم، ح:٢٤٤٨ مختصرًا، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، ح:١٩ من حديث وكيع به.

أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ».

ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (زکوٰۃ) فرض کی ہے' جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقیروں میں بانٹی جائے گی۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کے عمدہ مالوں سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا' بلاشبہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔"

فوائد ومسائل: ① تبلیغ دین میں تدریج ہے جس کی اولین بنیاد شہادت توحید ورسالت ہے' اس کے بعد دیگر احکام ہیں' مگر خیال رہے کہ اس کے لیے مناسب حکمت عملی اختیار کرنی ضروری ہے۔ ② کفار پر مسلمانوں کے دینی احکام کی تنفیذ ضروری نہیں، بلکہ ان سے پہلے توحید ورسالت کے اقرار کا مطالبہ ہے۔ ③ عام فقہاء کی رائے یہی ہے کہ کسی جگہ کے مسلمانوں کا مال اسی جگہ کے مسلمانوں پر خرچ ہونا چاہیے۔ ④ تقسیم زکوٰۃ میں اول حق قریبی لوگوں اور ہمسایوں کا ہے اور اسے اہم ضرورت کے بغیر دوسرے شہروں میں منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ ⑤ مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے۔

١٥٨٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن سَعْدِ ابنِ سِنانٍ، عن أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمانِعِها».

١٥٨٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زکوٰۃ وصول کرنے میں زیادتی کرنے والا' اسی طرح ہے جیسے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا۔"

فائدہ: یعنی جو عامل زکوٰۃ لینے میں ظلم کرتا ہو' اس کا گناہ ایسے ہی ہے جیسے زکوٰۃ نہ دینا۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ظالم عامل' مانع زکوٰۃ ہے۔ یعنی اس کے ظلم کے باعث لوگ اپنا مال چھپائیں گے' جھوٹ بولیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے، اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ آج کل کے ٹیکسوں کے نظام کی ناکامی بھی' ظلم اور خیانت کے باعث ہے۔

١٥٨٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في المعتدي في الصدقة، ح: ٦٤٦ عن قتيبة به، وقال: "غريب من هذا الوجه، وقد تكلم أحمد بن حنبل في سعد بن سنان"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٥.

(المعجم ٦) - باب رِضَاءِ الْمُصَدِّقِ (التحفة ٦)

باب:٦- تحصیلدارِ زکوۃ کو راضی کرنے کا بیان

١٥٨٦- حَدَّثَنا مَهْدِيُّ بنُ حَفْصٍ وَمُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: دَيْسَمٌ - وَقال ابنُ عُبَيْدٍ مِنْ بَنِي سَدُوسٍ - عن بَشِيرِ ابنِ الْخَصَاصِيَّةِ. قالَ ابنُ عُبَيْدٍ في حَدِيثِهِ: وَما كَانَ اسْمُهُ بَشِيرًا، وَلٰكِنْ رَسُولُ الله ﷺ سَمَّاهُ بَشِيرًا. قالَ: قُلْنَا: إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُونَ عَلَيْنَا؟ فَقالَ: «لَا».

١٥٨٦- حضرت بشیر ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ابن عبید اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ ان کا نام پہلے بشیر نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نام رکھا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: عمال (اہلِ) صدقہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں' تو کیا جس قدر وہ زیادتی کریں ہم اپنا مال چھپالیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

١٥٨٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَيَحْيَى بنُ مُوسَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَصْحَابَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُونَ.

١٥٨٧- ایوب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ البتہ انہوں نے کہا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! زکوۃ وصول کرنے والے کارندے زیادتی کرتے ہیں۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسے عبدالرزاق نے معمر سے مرفوع روایت کیا ہے۔

١٥٨٨- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحمَّدُ بنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ

١٥٨٨- عبدالرحمٰن بن جابر بن عتیک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

١٥٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٣ من حديث حماد بن زيد به، ولبعض الحديث شاهد يأتي: ٣٢٣٠ * ديسم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

١٥٨٧- تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٨٣ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ٦٨١٨، وانظر الحديث السابق.

١٥٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١١٤ من حديث بشر بن عمر به * صخر بن إسحاق: "لين"، وعبدالرحمٰن بن جابر "مجهول" (تقريب)، وللحديث شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي.

عُمَرَ عَنْ أَبِي الْغُصْنِ، عَنْ صَخْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيكُمْ رَكْبٌ مُبَغَّضُونَ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَرَحِّبُوا بِهِمْ وَخَلُّوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَبْتَغُونَ فَإِنْ عَدَلُوا فَلِأَنْفُسِهِمْ، وَإِنْ ظَلَمُوا فَعَلَيْهَا وَأَرْضُوهُمْ، فَإِنَّ تَمَامَ زَكَاتِكُم رِضَاهُمْ، وَلْيَدْعُوا لَكُم».

''عنقریب تمہارے پاس کچھ ناپسندیدہ لوگ آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں خوش آمدید کہنا اور ان کے اور جو وہ لینا چاہیں' ان کے درمیان آڑے نہ آنا۔ اگر انہوں نے عدل وانصاف کیا تو اس کا انہیں اجر ملے گا اور اگر ظلم کیا تو اس کا وبال اُٹھائیں گے۔ تم انہیں راضی رکھنا' بلاشبہ تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل ان کو راضی رکھنے میں ہے اور انہیں چاہیے کہ تمہارے لیے دعائے خیر کریں۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغُصْنِ هُوَ ثَابِتُ ابنُ قَيْسِ بنِ غُصْنٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوالغصن سے مراد ثابت بن قیس بن غصن ہے۔

١٥٨٩- حَدَّثَنَا أبو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيم بنُ سُلَيْمان - وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي كَامِلٍ - عَنْ مُحمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هِلَالٍ الْعَبْسِيُّ عنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ يَعْنِي مِنَ الأَعْرَابِ، إلى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ نَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِينَ يَأْتُونَا فَيَظْلِمُونَا، قالَ: فَقَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَإِنْ ظَلَمُونَا؟ قالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» - زَادَ عُثْمانُ: «وَإِنْ ظُلِمْتُمْ».

١٥٨٩- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دیہاتی لوگ آئے اور انہوں نے کہا: بعض عمال ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! خواہ وہ ہم پر ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی رکھو۔'' عثمان (بن ابی شیبہ) نے اضافہ کیا: ''اگرچہ تم پر زیادتی کی جائے۔''

قال أَبُو كامِلٍ في حَدِيثِهِ: قالَ

ابوکامل نے اپنی حدیث میں بیان کیا۔ جریر نے کہا:

١٥٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب إرضاء السعاة، ح: ٩٨٩ عن أبي كامل به.

جَرِيرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ عَنِّي رَاضٍ.

یہ فرمان نبوی سن لینے کے بعد سے عامل ہمیشہ مجھ سے راضی ہی گیا ہے۔

فائدہ: ''عامل کو راضی کرنا'' اسی صورت میں ہے کہ وہ واجب شرعی کا مطالبہ کرے تو اسے ادا کر دیا جائے اور اس کے ساتھ حسن معاملہ کا رویہ رکھا جائے اور ظاہر ہے کہ یہ حکم عادل اور غیر ظالم عاملین کے متعلق ہے۔

(المعجم ٧) - **باب دُعَاءِ الْمُصَدِّقِ لِأَهْلِ الصَّدَقَةِ** (التحفة ٧)

باب:٧- عامل کا زکوٰۃ دینے والوں کو دعا دینا

١٥٩٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ وَأَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ». قَالَ: فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ صلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

١٥٩٠- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ نے بیان کیا کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے (بیعت رضوان کے موقع پر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی' اور نبی ﷺ کے ہاں جب بھی کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر آتی تھی تو آپ انہیں یوں دعا دیتے تھے: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ] ''اے اللہ! آلِ فلاں پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے۔'') میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِي أَوْفٰى] ''اے اللہ! آلِ ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما (اور انہیں برکت دے۔'')

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ اہل صدقات کے لیے خاص دعا فرمایا کریں۔ سورۂ توبہ میں ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (التوبة: ١٠٣) ''آپ ان کے اموال سے زکوٰۃ وصدقات وصول فرمائیں' اس طرح آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں اور ان کے لیے دعا فرمایا کریں۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے سکینت کا باعث ہوتی ہے۔'' لہٰذا امام اور عاملین کو چاہیے کہ اصحاب زکوٰۃ کے لیے عمومی دعا ضرور کیا کریں۔ یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ زکوٰۃ وصدقات انسان کے اخلاق وکردار کی طہارت وپاکیزگی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ اور زکوٰۃ کی وصولی امام وقت کی ذمہ داری ہے۔

١٥٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوٰة، باب صلوٰة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة . . . الخ، ح: ١٤٩٧ عن حفص بن عمر، ومسلم، الزكوٰة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث شعبة به.

(المعجم ٨) - باب تَفْسِيرِ أَسْنَانِ الْإِبِلِ

(التحفة ٨)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُهُ مِنَ الرِّيَاشِيِّ وَأَبِي حَاتِمٍ وَغَيْرِهِمَا، وَمِنْ كِتَابِ النَّضْرِ بنِ شُمَيْلٍ، وَمِنْ كِتَابِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَرُبَّمَا ذَكَرَ أَحَدُهُمُ الْكَلِمَةَ، قَالُوا: يُسَمَّى الْحُوَارُ ثُمَّ الْفَصِيلُ إِذَا فَصَلَ ثُمَّ تَكُونُ بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةٍ إِلَى تَمَامِ سَنَتَيْنِ، فَإِذا دَخَلَتْ فِي الثَّالِثَةِ فَهِيَ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِذَا تَمَّتْ لَهُ ثَلَاثُ سِنِينَ فَهُوَ حِقٌّ وَحِقَّةٌ إِلَى تَمَامِ أَرْبَعِ سِنِينَ لِأَنَّهَا اسْتَحَقَّتْ أَنْ تُرْكَبَ وَيُحْمَلَ عَلَيْهَا الْفَحْلُ وَهِيَ تُلْقَحُ وَلَا يُلْقِحُ الذَّكَرُ حتى يُثَنِّيَ. وَيُقَالُ لِلْحِقَّةِ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ لِأَنَّ الْفَحْلَ يَطْرُقُهَا إِلَى تَمَامِ أَرْبَعِ سِنِينَ، فَإِذَا طَعَنَتْ فِي الْخَامِسَةِ فَهِيَ جَذَعَةٌ حَتَّى يَتِمَّ لَهَا خَمْسُ سِنِينَ، فَإِذا دَخَلَتْ فِي السَّادِسَةِ وَأَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ حِينَئِذٍ ثَنِيٌّ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ سِتًّا، فَإِذا طَعَنَ فِي السَّابِعَةِ سُمِّيَ الذَّكَرُ [رَبَاعِيًّا] وَالأُنْثَى رَبَاعِيَةٌ إِلَى تَمَامِ السَّابِعَةِ، فَإِذا دَخَلَ فِي الثَّامِنَةِ وَأَلْقَى السِّنَّ السَّدِيسَ الَّذِي بَعْدَ الرَّبَاعِيَةِ فَهُوَ سَدِيسٌ وَسَدِسٌ إِلَى تَمَامِ الثَّامِنَةِ، فَإِذا دَخَلَ فِي التِّسْعِ طَلَعَ نَابُهُ فَهُوَ بَازِلٌ أَيْ بَزَلَ نَابُهُ يَعْنِي

باب:٨-اونٹوں کے دانتوں (اُن کی عمروں) کی تفصیل

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے (مندرجہ ذیل تفصیل) ریاشی اور ابو حاتم وغیرہ سے سنی ہے۔ اسی طرح نضر بن شمیل اور ابو عبید کی کتاب سے بھی لی ہے اور کہیں اس میں سے کوئی بات صرف کسی ایک نے کہی ہے۔ انہوں نے کہا: اونٹ کے دودھ پیتے بچے کو حُوار کہتے ہیں۔ پھر فَصِیل ہوتا ہے جب دودھ پینا چھوڑ دے۔ پھر بِنْتُ مَخاض ہوتی ہے ایک سال کی دو سال پورے ہونے تک۔ جب تیسرے میں داخل ہو جائے تو اسے بِنْتُ لَبُون کہتے ہیں۔ جب تین سال پورے ہو جائیں تو وہ حِقّ اور حِقّة کہلاتی ہے چار سال پورے ہونے تک۔ کیونکہ وہ سواری اور بُفتی کے لائق ہو جاتی ہے اور حاملہ بھی ہو سکتی ہے اور نر جفتی کے قابل نہیں ہوتا حتی کہ اس کے اگلے دانت گر جائیں اور حِقّة کو طروقة الفحل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ نر اس پر چڑھتا ہے اور یہ چار سال مکمل ہونے تک حِقّة ہی کہلاتی ہے۔ جب پانچویں سال میں داخل ہو جائے تو اسے جَذعة کہتے ہیں حتی کہ پانچ سال پورے ہو جائیں۔ جب چھٹے میں لگ جائے اور اپنے اگلے دانت گرا دے تو اس وقت ثَنِیّ کہلاتی ہے حتی کہ چھ سال پورے ہو جائیں۔ جب ساتویں میں لگ جائے تو نر کو رَبَاعِي اور مادہ کو رَبَاعِيّة کہتے ہیں سات سال پورے ہونے تک۔ جب آٹھویں میں لگ جائے اور چھٹا دانت گرا دے جو رَبَاعِية کے بعد ہوتا ہے تو اسے سَدِیس اور سَدِس کہتے ہیں آٹھ سال

طَلَعَ حتى يَدْخُلَ في الْعَاشِرَةِ فَهُوَ حِينَئِذٍ مُخْلِفٌ، ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ، وَلَكِنْ يُقَالُ بَازِلُ عَامٍ وَبَازِلُ عَامَيْنِ، وَمُخْلِفُ عَامٍ وَمُخْلِفُ عَامَيْنِ وَمُخْلِفُ ثَلَاثَةِ أَعْوَامٍ إِلَى خَمْسِ سِنِينَ. وَالْخَلِفَةُ: الْحَامِلُ.

پورے ہونے تک۔ جب نویں میں لگ جائے اور اس کی ناب (کچلیاں) نکل آئیں تو اسے بَازِل کہتے ہیں۔ اس معنی میں کہ اس کی کچلیاں نکل آئیں، حتیٰ کہ دسویں میں لگ جائے۔ اب اس کا نام مُخلِف ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کا کوئی نام نہیں۔ لیکن اس طرح کہتے ہیں بازل ایک سال کا' بازل دو سال کا۔ یا مُخلف ایک سال کا' مُخلف دو سال کا' مُخلف تین سال کا...... پانچ سالوں تک......اور خَلِفَة حاملہ کو کہتے ہیں۔

قال أَبُو حَاتِمٍ: وَالْجَذُوعَةُ وَقْتٌ مِنَ الزَّمَنِ لَيْسَ بِسِنٍّ، وَفُصُولُ الأَسْنَانِ عِنْدَ طُلُوعِ سُهَيْلٍ.

ابو حاتم نے بیان کیا کہ جَذُوعَة ایک وقت کا نام ہے کوئی دانت نہیں ہے اور دانتوں کے موسم سہیل (ستارے) کے نکلنے پر بدلتے ہیں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَنْشَدَنَا الرِّيَاشِيُّ شِعْرًا:

إِذا سُهَيْلٌ أَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَعْ

فَابْنُ اللَّبُونِ الْحِقُّ وَالْحِقُّ جَذَعْ

لَـم يَبْقَ مِنْ أَسنَانِهَا غَيْـرُ الْهُبَعْ

وَالْهُبَعُ: الَّذِي يُولَدُ في غَيْرِ حِينِهِ.

امام ابوداود نے بیان کیا کہ ریاشی نے ہمیں اس سلسلے میں یہ شعر سنایا: [إِذَا سُهَيْلٌ اَوَّلَ اللَّيْلِ طَلَع...... الخ] ''جب سہیل ستارہ رات کے شروع میں طلوع ہوتا ہے تو ابن لبون' حِق ہو جاتا ہے اور حِق' جذع۔ اور کوئی دانت باقی نہیں رہتا سوائے ھُبَع'' کے۔'' اور [هُبَع] وہ ہے جو بے وقت پیدا ہو۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: أَيْنَ تُصَدَّقُ الأَمْوَالُ (التحفة ٩)

باب:٩- مالوں کی زکوٰۃ کہاں وصول کی جائے

١٥٩١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي عَدِيٍّ عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ، عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا تُؤْخَذُ

١٥٩١- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ جَلَب ہے اور نہ جَنَب اور ان کے مالوں کی زکوٰۃ ان کے گھروں ہی پر وصول کی جائے۔''

١٥٩١- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٠، ٢١٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وتابعه عبدالرحمٰن بن الحارث، (أحمد: ٢/ ٢١٥)، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٩١٤.

صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دُورِهِمْ».

فوائد و مسائل: ① [جَلَب] بمعنی لانا اور کھینچنا۔ یعنی عامل کو یہ قطعاً روا نہیں کہ اپنا مرکز کسی ایسی جگہ بنا لے جہاں مالکوں کو اپنے جانور کھینچ کر لانا پڑیں اور وہ مشقت اُٹھاتے پھریں۔ اور اسی طرح مالکوں کو بھی جائز نہیں کہ تحصیلدارِ زکوۃ کی آمد کا سن کر اپنے جانور اپنے پڑاؤ سے دور لے جائیں اور پھر وہ انہیں ڈھونڈتا پھرے' ان کے اس عمل کو [جَنَب] کہتے ہیں۔ اس کا لغوی معنی ہے "پہلوتہی کرنا' دور ہونا۔" ② اسلام کی ایسی تعلیمات ہی اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہیں۔

١٥٩٢- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: سَمِعْتُ أَبِي يقُولُ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ فِي قَوْلِه: «لا جَلَبَ وَلا جَنَبَ». قَالَ: أَنْ تُصَدَّقَ الْمَاشِيَةُ فِي مَوَاضِعِهَا وَلا تُجْلَبُ إِلَى الْمُصَدِّقِ. وَالْجَنَبُ عن هَذِهِ الْفَرِيضَةِ أَيْضًا لا يُجْنَبُ أَصْحَابُها يقُولُ: وَلَا يَكُونُ الرَّجُلُ بِأَقْصَى مَوَاضِعِ أَصْحَابِ الصَّدَقَةِ فَتُجْنَبُ إِلَيْهِ، وَلَكِنْ تُؤْخَذُ فِي مَوْضِعِهِ.

١٥٩٢- محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ نے [لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ] کی توضیح میں بیان کیا: "چوپایوں کی زکوۃ ان کے اپنے ڈیروں پر وصول کی جائے' (جلب یہ ہے کہ) انہیں تحصیلدارِ زکوۃ (عامل) کے پاس کھینچ کر نہ لایا جائے اور [جَنَب] اس فریضے میں یہ ہے کہ جانوروں والے انہیں دور نہ لے جائیں۔ (ابن اسحٰق نے کہا) عامل کو روا نہیں کہ وہ زکوۃ والوں کے مقامات سے بہت دور جا بیٹھے اور جانوروں کو اس کی طرف لایا جائے بلکہ زکوۃ ان کی اپنی جگہ پر لی جائے۔"

(المعجم ١٠) - باب الرَّجُلِ يَبْتَاعُ صَدَقَتَهُ (التحفة ١٠)

باب:١٠- کوئی اپنی زکوۃ (صدقہ میں دیا ہوا مال) قیمتاً خریدنا چاہے؟

١٥٩٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَوَجَدَهُ يُبَاعُ،

١٥٩٣- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا دیا' پھر دیکھا کہ اسے بیچا جا رہا ہے تو انہوں نے اسے خرید لینا چاہا اور رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں

١٥٩٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ١١٠ من حديث أبي داود به.

١٥٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح: ١٦٢٠ عن عبدالله بن مسلمة، والبخاري، الهبة وفضلها، باب: إذا حمل رجل على فرس فهو كالعمرٰى والصدقة، ح: ٢٦٣٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٢.

فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «لَا تَبْتَاعَهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے مت خریدو اور اپنا صدقہ مت واپس لو۔“

فوائد ومسائل: ① جو مال اللہ کی راہ میں دے دیا ہو' پھر دوبارہ اس میں طمع نہیں کرنی چاہیے بلکہ اللہ سے اجر کی امید رکھنی چاہیے۔ (نیکی کر دریا میں ڈال) کا یہی مفہوم ہے۔ بعض لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اس کے معاملے پر نظر رکھتے ہیں جو مناسب نہیں۔ اس حدیث میں اسی لیے صدقہ شدہ مال کے خریدنے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم جہاں یہ بات نہ ہو وہاں جمہور کے نزدیک اس کا جواز ہے' جیسے کسی تیسرے شخص سے اسے خرید لیا جائے' یا وراثت میں وہ چیز اس کے پاس آ جائے (شرح سنن ابی داود' علامہ بدر الدین عینی' ٦/٢٩٤) ② صحابۂ کرام ؓ کسی بھی نئے اقدام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے سوال کر لیا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ زندگی کے تمام امور ضابطۂ اسلام سے مربوط ہیں' چنانچہ ہر مسلمان کو ایسے ہی کرنا چاہیے اور قرآن وسنت سے رہنمائی لینی چاہیے۔

(المعجم ١١) - **باب صَدَقَةِ الرَّقِيقِ** (التحفة ١١)

باب: ١١- غلاموں کی زکوٰۃ

١٥٩٤- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَيَّاضٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةُ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيقِ».

١٥٩٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں' البتہ غلام کی طرف سے صدقۂ فطر دیا جائے۔“

فائدہ: اگر یہ ذاتی مصرف کیلئے ہوں تو زکوٰۃ نہیں ہے' لیکن اگر تجارت کی غرض سے ہوں تو زکوٰۃ دینی چاہیے۔

١٥٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ:

١٥٩٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے'

١٥٩٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/١١٧ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق أخرى عند مسلم، ح: ٩٨٢ وغيره.

١٥٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب: لا زكوٰة على المسلم في عبده وفرسه، ح: ٩٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٧٧، ورواه البخاري، الزكوٰة، باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة، ح: ١٤٦٣ من طريق آخر عن عبدالله بن دينار به.

حَدَّثَنا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسَهِ صَدَقَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔''

فائدہ: حدیث ۱۵۷۴ کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ ان پر زکوٰۃ اس صورت میں نہیں ہے جب یہ ذاتی ضرورت کے لیے ہوں۔ لیکن اگر یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر ان پر زکوٰۃ ہوگی۔

(المعجم ١٢) - باب صَدَقَةِ الزَّرْعِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- کھیتی کی زکوٰۃ

١٥٩٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ سَعِيدِ بنِ الْهَيْثَمِ الأَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابنِ شِهابٍ، عَنْ سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فِيمَا سَقَتِ السَّماءُ وَالأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي أَوِ النَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۶- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کھیتیاں بارش سے سیراب ہوتی ہوں یا دریاؤں اور چشموں سے یا زمین کی تری سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کی جاتی ہوں یا جن کی آبپاشی کی جاتی ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔''

١٥٩٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ: أخبرَنِي عَمْرٌو عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «فِيمَا سَقَتِ الأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۱۵۹۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو زمین دریاؤں سے سیراب ہوتی ہو یا چشموں سے تو ان میں دسواں حصہ ہے۔ اور جن کو اونٹنیوں سے (رہٹ کے ذریعے سے) سیراب کیا جاتا ہو تو ان میں بیسواں حصہ ہے۔''

١٥٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوٰة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ٩٨١ من حديث عبدالله بن وهب به.

١٥٩٨- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ وَحُسَيْنُ بْنُ الأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ قالَا: قالَ وَكِيعٌ: الْبَعْلُ الْكَبُوسُ الَّذِي يَنْبُتُ مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ. قالَ ابْنُ الأَسْوَدِ: وَقالَ يَحْيٰى يَعْني ابنَ آدَمَ: سَأَلْتُ أَبَا إِيَاسٍ الأَسَدِيَّ عَنِ الْبَعْلِ فَقَالَ: الَّذِي يُسْقٰى بِمَاءِ السَّمَاءِ. وَقالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: الْبَعْلُ مَاءُ المَطَرِ.

١٥٩٨-جناب وکیع نے بیان کیا کہ [اَلْبَعْلُ الْکَبُوس] سے مراد وہ کھیتی ہے جو بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ ابن اسود کہتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم نے کہا کہ میں نے ابوایاس اسدی سے بَعْل کے متعلق وضاحت پوچھی تو کہا: جو کھیتی بارش سے سیراب ہوتی ہو۔ نضر بن شمیل نے کہا: بَعْل سے مراد بارش کا پانی ہے۔

١٥٩٩- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ عنْ سُلَيْمانَ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن شَرِيكِ بن عَبْدِ الله بنِ أَبِي نَمِرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسارٍ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَال: «خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ، وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ، وَالْبَعِيرَ مِنَ الإِبِلِ، وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ».

١٥٩٩-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف (عامل بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ”غلے سے غلہ‘ بکریوں سے بکری‘ اونٹوں سے اونٹ اور گائیوں سے گائے وصول کرنا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: شَبَّرْتُ قِثَّاءَةً بِمِصْرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شِبْرًا، وَرَأَيْتُ أُتْرُجَّةً عَلَى بَعِيرٍ بِقِطْعَتَيْنِ قُطِعَتْ وَصُيِّرَتْ عَلَى مِثْلِ عِدْلَيْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں ایک ککڑی کو ناپا تو اسے تیرہ بالشت لمبی پایا۔ اسی طرح ایک اونٹ پر ایک ترنج (نارنگی) لدی دیکھی کہ دو ٹکڑے کر کے برابر برابر رکھی گئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور چشموں سے سیراب ہونے والی زمین‘ اسی طرح زیر زمین نمی والی زمین کی پیداوار میں عُشر (دسواں حصہ) ہے اور جس زمین کو رہٹ وغیرہ سے سیراب کیا جائے‘ اس میں

١٥٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به ابوداود * وقول يحيى بن آدم في كتاب الخراج له: ٣٩٤.

١٥٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب ما تجب فيه الزكوة من الأموال، ح: ١٨١٤ من حديث ابن وهب به * عطاء لم يلق معاذ بن جبل كما في تلخيص المستدرك: ١/ ٣٨٨، ولد بعد وفاة معاذ رضي الله عنه.

نصف عشر (بیسواں حصہ' پانچ فیصد) ہے۔ (صحیح البخاری' الزکاۃ' باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری' حدیث: ۱۴۸۳) قرآنی آیت اور حدیث رسول' دونوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں زکوۃ ہے۔ سوائے سبزیوں کے' کیونکہ اس میں زکوۃ نہ نکالنے کی صراحت حدیث میں ہے۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ پیداوار پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو۔ گویا اناج اور غلے کا نصاب پانچ وسق ہے' اس سے کم پیداوار میں زکوۃ عائد نہیں ہوگی' ایک وسق' ساٹھ صاع کا ہوتا ہے' اس طرح پانچ وسق میں تین سو صاع ہوں گے جن کا وزن پاکستانی حساب سے تقریباً 20 من بنتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کی پیداوار 20 من یا اس سے زائد ہے' تو وہ زکوۃ ادا کرے' بصورت دیگر نہیں۔

زمین کی پیداوار کی زکوۃ (عشر) کی ادائیگی فصل کاٹنے کے موقع پر ہوگی۔ اگر سال میں دو فصلیں ہوں گی' تو عشر بھی دو مرتبہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ فصل کا ہونا شرط ہے۔ وہ جب بھی ہو اور جو بھی ہو۔ اگر زمین بارانی ہے یعنی بارش' قدرتی چشموں وغیرہ سے سیراب ہوتی ہے' اور اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (عشر) ادا کیا جائے اگر زمین غیر بارانی ہے (چاہی یا نہری ہے جس کی سیرابی پر آبیانہ وغیرہ کی صورت میں اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں' یا ٹیوب ویل کے ذریعے سے اسے سیراب کیا جاتا ہے) تو اس سے نصف العشر (بیسواں حصہ) ادا کیا جائے گا اس کی بنیاد یہ حدیث ہے جو پہلے بھی گزر چکی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا' الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ] (صحیح البخاری' الزکوۃ' العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاري' حدیث: ۱۴۸۳) ''اس پیداوار میں جسے آسمان (بارش) یا (قدرتی) چشمے سیراب کریں یا وہ زمین نمی والی ہو (نہر اور دریا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی نمی رہی ہو کہ اسے پانی دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے) عشر (دسواں حصہ) ہے اور جسے ڈول (یا رہٹ وغیرہ) سے سیراب کیا جائے' اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ یعنی پانچ فیصد) ہے۔'' زکوۃ صرف اس پیداوار سے ادا کی جائے گی جو ذخیرہ کی جا سکتی ہو۔ جیسے گندم' چاول' مکئی' جو وغیرہ۔ اس لیے سبزیوں پر زکوۃ نہیں' کیونکہ ان کا زیادہ دیر تک ذخیرہ ممکن نہیں۔ ② امام صاحب نے جو ککڑی اور ترنج (مالٹے) کے بارے میں فرمایا ہے تو یہ زکوۃ وصدقات کی برکات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مال میں بے انتہا برکت ڈال دیتا ہے۔

(المعجم ۱۳) - باب زَكَاةِ الْعَسَلِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- شہد کی زکوۃ

۱۶۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ

۱۶۰۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

۱۶۰۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب زكوة النحل، ح: ۲۵۰۱ من حديث أحمد بن أبي شعيب به، وانظر الحديثين الآتيين.

الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَمْرِو بنِ الحارِثِ المِصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قالَ: جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُ بَنِي مُتْعَانَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ وَكَانَ سَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ وَادِيًا يُقالُ لَهُ سَلَبَةُ، فَحَمَى لَهُ رَسُولُ الله ﷺ ذَلِكَ الْوَادِي، فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ كَتَبَ سُفْيَانُ بنُ وَهْبٍ إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عن ذَلِكَ؟ فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنْ أَدَّى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مِنْ عُشُورِ نَحْلِهِ فاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ، وَإِلَّا فَإِنَّما هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ يَشَاءُ.

اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مُتعان کا ایک آدمی ہلال' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شہد کا عشر لے کر آیا اور آپ سے درخواست کی کہ "سَلَبَة" وادی اس کے نام کر دی جائے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہ اس کے نام کر دی۔ جب حضرت عمر بن خطاب ؓ خلیفہ بنے تو حضرت سفیان بن وہب ؓ نے تحریراً حضرت عمر ؓ سے اس کے بارے میں پوچھا: تو حضرت عمر ؓ نے لکھا: اگر یہ اپنے شہد کا وہی عشر دیتا رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتا تھا' تو وادئ سلبہ اسی کے نام رہنے دو۔ ورنہ یہ شہد کی مکھیاں ہیں جو چاہے (ان کا شہد) کھائے۔

فائدہ: امام بخاری' ترمذی اور ابوبکر بن المنذر ؒ کے بیانات کے مطابق شہد میں زکوۃ واجب ہونے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں ہے' جبکہ زیر بحث مذکورہ بالا حدیث صحیح السند ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۳/ ۸۱۰) علامہ خطابی ؒ وغیرہ کا یہ قول ہے کہ حضرت ہلال مُتعی ؓ اپنی خوشی سے اس کی زکوۃ لے آئے' تو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرما لی اور اس کی درخواست پر وادئ سلبہ اس کے نام لکھ دی۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بھی یہی سمجھا کہ اوّلاً تو اس میں زکوۃ ہے نہیں تاہم چونکہ اس نے یہ وادی اپنے نام کرالی تھی' تو اس کے بدلے اسے زکوۃ بھی دینی چاہیے۔ اگر یہ زکوۃ نہ دے تو یہ وادی اس کے لیے مخصوص نہ رہے گی بلکہ عام مسلمانوں کے لیے ہوگی جو چاہے اس سے استفادہ کرے۔ الغرض چونکہ یہ "مال" ہے اس لیے اس سے زکوۃ ادا کرنا ہی راجح اور احتیاط کا تقاضا ہے جیسے کہ ائمہ کرام ابوحنیفہ' احمد اور اسحق ؒ وغیرہم کا فتوی ہے۔ اور صحابۂ کرام ؓ میں حضرت عمر ؓ اور ابن عباس ؓ سے بھی مروی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز اور امام شافعی ؒ کا بھی ایک قول یہی ہے کہ شہد میں زکوۃ واجب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

١٦٠١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ - وَنَسَبَهُ إِلَى

۱۶۰۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ شبابہ' بنو فہم کے تعلق دار تھے

١٦٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٤ عن أحمد بن عبدة، وابن ماجه، ح: ١٨٢٤ من حديث عمرو بن شعيب به، وانظر الحديث الآتي.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحَارِثِ المَخْزُومِيِّ - حَدَّثَني أبي عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أنَّ شَبَابَةَ - بَطْنٌ من فَهْمٍ - فَذَكَرَ نَحْوَهُ. قال: مِنْ كلِّ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ. وقال سُفْيَانُ بنُ عَبْدِ الله الثَّقَفِيُّ قالَ: وكَانَ يَحْمِي لَهُمْ وَادِيَيْنِ. زَادَ: فأدُّوا إِلَيْهِ مَا كَانُوا يُؤَدُّونَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَحَمَى لَهُمْ وَادِيَيْهِمْ.

(شبابہ چھوٹی برادری کا نام ہے اور فہم بڑے قبیلے کا) اور حدیث مثل سابق بیان کی۔ (مغیرہ کے والد عبدالرحمٰن بن حارث نے) کہا: شہد کی ہر دس مشکوں میں سے ایک مشک دی جائے۔ اور (عمر بن خطاب ؓ کے عامل) سفیان بن عبداللہ ثقفی نے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ان کے نام دو وادیاں لکھ دی گئی تھیں (جبکہ عمرو بن حارث نے ایک وادی کا ذکر کیا ہے) عبدالرحمٰن نے مزید کہا: چنانچہ وہ لوگ وہی کچھ ادا کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے اور یہ وادیاں انہی کے نام رہیں۔

فائدہ: یہ حدیث حسن درجہ کی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مؤید ہے کہ شہد کی زکوٰۃ دینی چاہیے۔

١٦٠٢- **حَدَّثَنا** الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ بَطْنًا مِنْ فَهْمٍ بمَعْنَى المُغِيرَةِ قَالَ: مِنْ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ وقال: وَادِيَيْنِ لَهُمْ.

۱۶۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ فہم کا ایک گروہ...... اس کے بعد حدیث مغیرہ کی مانند بیان کیا' کہا: دس مشکوں میں سے ایک مشک (دیتے تھے) اور دونوں وادیاں انہی کے لیے مخصوص رہیں۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي خَرْصِ الْعِنَبِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- درختوں پر انگوروں کا اندازہ لگانا

١٦٠٣- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ السَّرِيِّ النَّاقِطُ: حَدَّثَنا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

۱۶۰۳- جناب زہری نے سعید بن مسیّب سے انہوں نے حضرت عتاب بن اسید ؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''انگوروں کے کچے پھل کا

١٦٠٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٥ عن الربيع بن سليمان، وابن ماجه، ح: ١٨٢٤ من حديث أسامة بن زيد به.

١٦٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء في الخرص، ح: ٦٤٤ عن الزهري به، وقال: "حسن غريب"، ورواه النسائي، ح: ٢٦١٩، وابن ماجه، ح: ١٨١٩، وابن خزيمة، ح: ٢٣١٧، وابن حبان، ح: ٧٩٩، ٨٠٠، وانظر الحديث الآتي لعلته.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ، وَتُؤْخَذَ زَكَاتُهُ زَبِيبًا، كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

اندازہ لگایا جائے جیسے کہ کھجوروں کا لگایا جاتا ہے۔ اور اِن کی زکوٰۃ کشمش کی صورت میں وصول کی جائے' جیسے کہ کھجوروں میں خشک کھجور کی صورت میں لی جاتی ہے۔''

١٦٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ التَّمَّارِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۱۶۰۴-محمد بن صالح التمار نے ابن شہاب سے ان کی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَعِيدٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَتَّابٍ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید (ابن مسیب) نے حضرت عتاب سے کچھ نہیں سنا۔

فائدہ: چونکہ انگور' کھجوریں اور دیگر پھل آہستہ آہستہ تیار ہوتے اور استعمال میں آتے رہتے ہیں اس لیے ان کے عشر کے لیے یہ قاعدہ ہے کہ تجربہ کار اصحاب نظر سے اندازہ لگوایا جاتا ہے جو درختوں پر لگے کچے پھل کو دیکھ کر بتاتے ہیں کہ تیار ہونے پر یہ پھل اندازاً اس مقدار کا ہوگا۔ اسے عربی میں [خرص] اور اردو میں ''اندازہ اور تخمینہ لگانا'' کہتے ہیں اور اس اندازہ کیے وزن میں سے تہائی یا چوتھائی چھوڑ کر باقی پر عشر لاگو کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں روایات انفرادی طور پر ضعیف مگر دیگر شواہد سے قابل عمل ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغليل: ۲۸۰/۳ حديث: ۸۰۵)

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵- درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگانا

١٦٠٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَصْتُمْ فَجُذُّوا

۱۶۰۵- جناب عبدالرحمٰن بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا: ''جب تم درختوں پر پھلوں کا اندازہ لگاؤ تو تم ان کا پھل اتار سکتے ہو اور اندازہ کیے ہوئے پھل سے تیسرا حصہ چھوڑ دیا کرو۔

١٦٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

١٦٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في الخرص، ح: ٦٤٣، والنسائي، ح: ٢٤٩٣ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٩، ٢٣٢٠، وابن حبان، ح: ٧٩٨، والحاكم: ١/ ٤٠٢.

وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا أَوْ تَجِدُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ».

اگر تم تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ چھوڑ دیا کرو۔"

قال أَبُو دَاوُدَ: الْخَارِصُ يَدَعُ الثُّلُثَ لِلْحِرْفَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اندازہ کرنے والا اپنے عمل کے تخمینے کے باعث تیسرا حصہ چھوڑ دے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ اور پھلوں کا اندازہ لگانے والا تیسرا یا چوتھا حصہ اس لیے چھوڑے کیونکہ یہ سب نظر کا معاملہ ہوتا ہے اور اس میں کمی بیشی کا احتمال یقینی ہے' نیز کچھ پھل ضائع بھی ہو جاتا ہے اور کچھ جانور وغیرہ کھا جاتے ہیں اور کچھ پھل مالک بھی غریبوں' مسکینوں وغیرہ کو دیتا ہے' لہٰذا ثلث یا ربع چھوڑنے میں ان سب کی تلافی ہو جائے گی۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: مَتَى يُخْرَصُ التَّمْرُ (التحفة ١٦)

باب:١٦- کھجوروں کا تخمینہ کب لگایا جائے؟

١٦٠٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قالَ: أُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: وَهِيَ تَذْكُرُ شَأْنَ خَيْبَرَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ إِلَى يَهُود فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ.

١٦٠٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیبر کے سلسلے میں ذکر کیا کہ نبی ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی طرف بھیجا کرتے تھے اور وہ کھجوروں کے پھلوں کا اندازہ لگایا کرتے تھے جبکہ وہ خوب تیار ہو جاتے' کھانے کے قابل ہونے سے پہلے پہلے یہ کام کیا جاتا۔

فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے مگر دیگر شواہد سے صحیح ثابت ہے۔ جیسے کہ آگے (كتاب البيوع' باب في الخرص' حديث:٣٤١٥) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: خیبر کا علاقہ فتح ہو جانے کے بعد وہاں کی زمینیں اور باغات بطور مزارعت ان یہودیوں کے پاس ہی رہے اور حسب معاہدہ نصف آمدنی ان سے لی جاتی تھی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پھلوں کا اندازہ لگانے کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(المعجم ١٧) - باب مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الثَّمَرَةِ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- صدقے اور زکوٰۃ میں ردی قسم کا پھل دینا ناجائز ہے

١٦٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦٣، وابن خزيمة، ح: ٢٣١٥ من حديث ابن جريج به * مخبر ابن جريج مجهول، وله شواهد مرسلة عند مالك في الموطأ: ٢/ ٧٠٣، ٧٠٤ وغيره، وانظر، ح: ٣٤١٤، ٣٤١٥.

١٦٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبَّادٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَن الْجُعْرُورِ وَلَوْنِ الْحُبَيْقِ أَنْ يُؤْخَذَا فِي الصَّدَقَةِ.

۱۶۰۷- جناب ابوامامہ بن سہل اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا کہ جُعرُور اور لون الحُبَیق قسم کی (ردی) کھجوریں صدقے میں قبول کی جائیں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَوْنَيْنِ مِن تَمْرِ الْمَدِينَةِ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسْنَدَهُ أَيْضًا أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

امام زہری رحمہ اللہ نے وضاحت کی کہ یہ مدینے کی کھجوروں کی دو قسموں کے نام ہیں۔ امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو ابوالولید نے بھی بواسطہ سلیمان بن کثیر' امام زہری سے مسند ذکر کیا ہے۔

١٦٠٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى يعني القَطَّانَ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي صَالِحُ ابْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَوْفِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَبِيَدِهِ عَصًا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قَنَا حَشَفًا فَطَعَنَ بِالعَصَا فِي ذَلِكَ القِنْوِ وَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا»، وَقَالَ: «إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الحَشَفَ يَوْمَ القِيَامَةِ».

۱۶۰۸- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں مسجد میں تشریف لائے جب کہ آپ کے ہاتھوں میں عصا تھا اور کسی نے ردی قسم کی خشک سی کھجوروں کا ایک گچھا لٹکا دیا تھا' آپ نے اپنی لاٹھی سے اس گچھے میں ٹھوکا دیا اور فرمایا: ''یہ صدقہ کرنے والا اس سے عمدہ بھی صدقہ کر سکتا تھا۔'' اور فرمایا: ''یہ شخص قیامت کے روز ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔''

١٦٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٣ عن محمد بن يحيى الذهلي به، وحديث أبي الوليد أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٣١، وانظر سنن النسائي، ح: ٢٤٩٤ * الزهري عنعن، وحديث النسائي: ٢٤٩٤ يغني عنه.

١٦٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب النهي أن يخرج في الصدقة شر ماله، ح: ١٨٢١ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٧، وابن حبان، ح: ٨٣٧، والحاكم: ٤/ ٤٢٥، ٤٢٦، ووافقه الذهبي.

فائدہ: سورۂ بقرہ میں آیا ہے کہ طیب اور عمدہ مال خرچ کیا جائے' آگے فرمایا: [......وَ لَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَ لَسْتُم بِاٰخِذِيهِ] (البقرة:٢٦٧) ''ردّی اور برے مال خرچ کرنے کا قصد نہ کرو' حالانکہ اگر تمہیں ملے تو تم نہ لو گے۔'' حدیث کے آخر میں بہت بڑی تنبیہ ہے کہ انسان جس قسم کی چیز دے گا قیامت کے روز اسی قسم سے پائے گا۔ اس لیے ایک مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ کی راہ میں اچھی چیز ہی دینے کی کوشش کیا کرے' تاہم ایسا کرنا بہتر ہی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کم رتبے والی چیز کا صدقہ جائز ہی نہیں یا اس کا ثواب ہی نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں اخلاص سے جو کچھ بھی دیا جائے' وہ عنداللہ مقبول ہے۔

(المعجم ١٨) - باب زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸- زکوۃ فطر کے احکام ومسائل

١٦٠٩- حَدَّثَنا محمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوانُ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنا أبُو يَزِيدَ الْخَوْلَانِيُّ: وكَانَ شَيْخَ صِدْقٍ، وكانَ ابنُ وَهْبٍ يَرْوِي عَنْهُ - حَدَّثَنا سَيَّارُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! قال محمُودٌ الصَّدَفِيُّ: عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

۱۶۰۹- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر کو فرض قرار دیا تاکہ روزے کے لیے لغو اور بیہودہ اقوال وافعال سے پاکیزگی ہو جائے اور مسکینوں کو طعام حاصل ہو۔ چنانچہ جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے پہلے ادا کر دیا تو یہ ایسی زکوۃ ہے جو قبول کر لی گئی اور جس نے اسے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے نفس کے تزکیہ کی غرض سے غیر شعوری طور پر یا غلطی سے کسی بے احتیاطی کے ارتکاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مالی خرابی کی تطہیر کے لیے زکوۃ فرض کی' اسی طرح روزے کے دوران میں سرزد ہونے والے کسی لغو کام یا نامناسب بات سے روزے کی تطہیر کے لیے زکوۃ الفطر کو فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی کو نماز عید کی ادائیگی کے لیے نکلنے سے پہلے ضروری قرار دیا۔ اس ادائیگی کو آپ ﷺ نے خود اپنے الفاظ

١٦٠٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب صدقة الفطر، ح:١٨٢٧ من حديث مروان بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٠٩، ووافقه الذهبي.

میں زکوٰۃ الفطر قرار دیا اور بعد کی ادائیگی کو عام صدقات میں سے ایک صدقہ قرار دیا جس کے ذریعے سے اصل فریضہ ادا نہیں ہوتا۔

صحیح بخاری کی روایات میں بھی فطرانے کو زکوٰۃ الفطر اور فرض قرار دیا گیا ہے۔ احادیث نبویہ میں اس بات کی صراحت کر دی گئی کہ اس زکوٰۃ کے لیے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ بلکہ ہر چھوٹے' بڑے' مرد عورت اور آزاد یا غلام کی طرف سے اس کی ادائیگی فرض ہے۔ حتی کہ ایک روز کے بچے کی طرف سے بھی فطرانہ دینا ضروری ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ تصریح فرمادی کہ زکوٰۃ الفطر مسلمانوں میں سے ہر نفس پر فرض ہے اور کسی جگہ اشارتاً بھی یہ نہیں فرمایا کہ ہر نفس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کے پاس دوسری زکوٰۃ (زکوٰۃ مال) کا نصاب نہ ہو۔ اس لیے صاحب نصاب ہونے کی شرط جو بعض لوگوں نے محض اپنی رائے سے لگائی ہے درست نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: داود ظاہری کے علاوہ باقی سب کا اس پر اتفاق ہے کہ غلام کی طرف سے اس کا آقا ادا کرے گا یا جس طرح اس کا فرض ہے کہ غلام کے لیے نماز کی ادائیگی ممکن بنائے اسی طرح اس کا فرض ہے کہ اس کی طرف سے زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی ممکن بنائے بلکہ صحیح مسلم میں تو صراحت ہے کہ ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں' تاہم غلام کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے'' اسی طرح کم عمر بچوں کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ولی (والد یا کسی دوسرے سرپرست) کو ہے۔ (فتح الباری' کتاب الزکاۃ' باب فرض صدقة الفطر' ملخصاً) ② صیام رمضان کے اختتام پر زکوٰۃ الفطر کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ جس کے دو مقصد اس حدیث میں بتلائے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ روزے کی حالت میں باوجود سعی و کوشش کے بہ تقاضائے بشریت اگر کچھ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب ہو گیا ہو تو اس سے اس کی تلافی ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ نادار اور مفلس لوگ خاص اہتمام کر کے اس ملی تہوار کی مسرتوں میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس صدقے کے ذریعے سے ان سے تعاون کر کے انہیں بھی اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ عید کا یہ اضافی خرچ اس طرح برداشت کر لیں اور زیر بار ہوئے بغیر عید کی مسرتوں میں شریک ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ اہتمام کر سکیں۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: مَتٰى تُؤَدَّى (التحفة ١٩)

باب:۱۹-صدقۂ فطر کب دیا جائے؟

١٦١٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ قال: أَمَرَنَا

۱۶۱۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ فطر کے متعلق حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کے نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے

١٦١٠_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب الأمر بإخراج زكوٰة الفطر قبل الصلوٰة، ح: ٩٨٦ من حديث زهير بن معاوية، والبخاري، الزكوٰة، باب الصدقة قبل العيد، ح: ١٥٠٩ من حديث موسى بن عقبة به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ. قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُؤَدِّيهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِالْيَوْمِ وَالْيَوْمَيْنِ.

ادا کر دیا جائے۔ (نافع نے) کہا: حضرت ابن عمر ؓ اسے عید سے ایک دو دن پہلے ہی ادا کر دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے حکم سے جاری فرمایا تھا جو اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے جیسے کہ دیگر احادیث میں [فَرَضَ] کا لفظ آیا ہے۔ ② صدقۂ فطر کا حق یہ ہے کہ نمازِ عید کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اسے ادا کیا جائے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: كَمْ يُؤَدَّى فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ؟ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- فطرانے کی مقدار

١٦١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَقَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ أَيْضًا، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ قَالَ فِيهِ فِيمَا قَرَأَهُ عَلَيَّ مَالِكٌ: زَكَاةُ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ صَاعٌ مِن تَمْرٍ أَوْ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ عَلٰى كلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

١٦١١- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں صدقۂ فطر فرض فرمایا' اس طرح کہ ہر مسلمان آزاد' غلام' مرد اور عورت کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک صاع دیا جائے۔

فوائد ومسائل: ① جناب عبداللہ بن مسلمہ کی یہ حدیث امام مالک ؒ سے دو طرح سے حاصل ہوئی ہے۔ ایک بطور تحدیث کہ امام صاحب نے طلبہ کی جماعت میں بیان فرمائی یا ان پر پڑھی گئی۔ اور دوسرے خاص عبداللہ بن مسلمہ کو پڑھ کر سنائی اور اس دوسری صورت میں [من رمضان] کی صراحت بھی کی۔ ② [صاع] غلہ ناپنے کا برتن ہوتا ہے جس میں چار ''مد'' ہوتے ہیں۔ اور ایک ''مد'' متوسط ہاتھوں والے انسان کے دونوں ہاتھ ملا کر بھرنے کی مقدار کو کہتے ہیں اور اس سلسلے میں معیار اہل مدینہ ہی کا ناپ ہے جیسے کہ حدیث میں ہے: [اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَة] (سنن أبي داود' البيوع' حديث:٣٣٤٠) یعنی ''وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور کیل (کسی چیز کا بھر کر ماپ) اہل مدینہ کا۔'' اور یہ گذر چکا ہے کہ گندم کا ایک صاع کم وبیش ڈھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔

١٦١١- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب زكوٰة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ عن عبدالله ابن مسلمة، والبخاري، الزكوٰة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلين، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٢٨٤.

١٦١٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَهْضَم: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عن عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أبيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قالَ: فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا فَذَكَرَ بِمَعْنَى مَالِكٍ. زَادَ: والصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

١٦١٢-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ایک صاع مقرر فرمایا۔ اور مذکورہ بالا روایتِ مالک کے ہم معنی بیان کیا۔ اور مزید کہا: چھوٹے اور بڑے کی طرف سے دیا جائے۔ اور حکم دیا کہ اسے لوگوں کے نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الله الْعُمَرِيُّ عن نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ قالَ: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ». وَرَوَاهُ سَعِيدٌ الْجُمَحِيُّ عنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ فِيهِ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالمَشْهُورُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ لَيْسَ فِيهِ: مِنَ المُسْلِمِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ العمری عن نافع کی روایت میں [عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ] اور سعید الجُمَحِی بواسطہ عبیداللہ عن نافع کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ] کے لفظ بیان ہوئے ہیں۔ مگر مشہور یہ ہے کہ عبیداللہ کی روایت میں [مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ] کے لفظ نہیں ہیں۔

١٦١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَاهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللهِ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالمَمْلُوكِ زَادَ مُوسَى: وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى.

١٦١٣-حضرت عبداللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے صدقۂ فطر فرض فرمایا ایک صاع جَو یا کھجور کا جو ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام پر واجب ہے۔ موسیٰ بن اسمٰعیل نے ''مرد اور عورت'' کے لفظ بھی کہے۔

١٦١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فرض صدقة الفطر، ح: ١٥٠٣ عن يحيى بن محمد بن السكن به، ورواه مسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ من حديث نافع به.

١٦١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣١٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ فِيهِ أَيُّوبُ وَعَبْدُ اللهِ، يَعْنِي الْعُمَرِيَّ، في حَدِيثِهِما عن نَافِعٍ: ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى. أَيضًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب اور عبداللہ العمری بھی نافع سے [ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى] "مرد اور عورت" کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔

١٦١٤- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بْنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عنْ زَائِدَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ. قالَ: قالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَحِمَهُ الله وَكَثُرَتِ الْحِنْطَةُ جَعَلَ عُمَرُ نِصْفَ صَاعِ حِنْطَةٍ مِنْ تِلْكَ الأَشْيَاءِ.

۱۶۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو، کھجور، بغیر چھلکے کے جو یا کشمش میں سے ایک ایک صاع صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے۔ جناب نافع کہتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور گندم کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے ان اشیاء کے ایک صاع کی بجائے گندم کا آدھا صاع مقرر کر دیا۔

ملحوظہ: علامہ منذری نے اس حدیث کے راوی عبدالعزیز بن ابی رَوّاد کو ضعیف لکھا ہے، نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر اس روایت میں وہم ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) تاہم صحابہ کی ایک جماعت حضرت علی، عثمان، ابوہریرہ، جابر، ابن عباس، ابن الزبیر ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم سے گندم کا آدھا صاع دینا ثابت ہے۔ لیکن اس اختیار پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت نہیں بلکہ اختلاف رہا ہے اس لیے اسے حجت نہیں بنایا جا سکتا۔ (الروضة الندية) جیسے کہ مندرجہ ذیل دو احادیث میں حضرت عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے عمل کا ذکر آ رہا ہے، لہٰذا صحیح اور راجح یہی ہے کہ ایک صاع دیا جائے، گندم ہو یا کچھ اور۔

١٦١٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ:

۱۶۱۵- جناب نافع نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر لوگ گندم کا آدھا صاع دینے لگے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ کھجور دیا کرتے

١٦١٤ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب السلت، ح: ٢٥١٨ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وقوله: "فلما كان عمر" خطأ، والصواب "فلما كان معاوية رضي الله عنه".

١٦١٥ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الزكوة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ١٥١١ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤ من حديث أيوب السختياني به.

فَعَدَلَ النَّاسُ بَعْدُ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُعْطِي التَّمْرَ، فَأُعْوِزَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ التَّمْرَ عَامًا فَأَعْطَى الشَّعِيرَ.

تھے مگر ایک سال اہل مدینہ کو کھجور کی تنگی آ گئی، تو انہوں نے جَو دیے۔

١٦١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابنَ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ إِذْ كانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ عن كلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ صَاعًا مِنْ طَعامٍ، أَوْ صَاعًا من أَقِطٍ، أو صَاعًا من شَعِيرٍ أو صَاعًا من تَمْرٍ أَو صَاعًا من زَبِيبٍ، فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى قَدِمَ مُعاوِيَةُ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا، فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَى المِنْبَرِ، فَكَانَ فِيمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ أَنْ قال: إِنِّي أَرَى أَنَّ مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَمَّا أَنَا فلا أَزَالُ أُخرِجُهُ أَبَدًا ما عِشْتُ.

١٦١٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم ہر چھوٹے بڑے آزاد اور غلام کی طرف سے صدقۂ فطر میں طعام، پنیر، جَو، کھجور یا کشمش (میں سے کسی ایک) کا ایک صاع دیا کرتے تھے۔ اور ہم یہ اسی طرح دیتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرے کے لیے آئے اور برسر منبر لوگوں کو خطبہ دیا۔ منجملہ اور باتوں کے انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (آدھا صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے۔ چنانچہ لوگوں نے ان کی بات لے لی۔ اس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو جب تک زندہ ہوں ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ عُلَيَّةَ وَعَبْدَةُ وَغَيْرُهُمَا عن ابنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ عَبْدِ اللهِ بنِ عُثْمانَ بنِ حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ، عَنْ عِيَاضٍ، عَنْ أبي سَعِيدٍ بِمَعْنَاهُ. وَذَكَرَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فيه عن ابنِ عُلَيَّةَ: أَوْ [صَاعًا

امام ابوداود نے کہا: یہ روایت ابن علیہ اور عبدہ وغیرہ نے بسند ابن اسحٰق عن عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان بن حکیم بن حزام عن عیاض عن ابی سعید، اس کے ہم معنی روایت کی ہے۔ اور اس میں ایک آدمی نے ابن علیہ کی روایت میں [أو صاعاً من حِنطَة] "یا ایک صاع گندم کا" ذکر کیا

١٦١٦- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب زكوة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥ عن عبدالله ابن مسلمة، والبخاري، الزكوة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ١٥٠٥ من حديث عياض بن عبدالله به، وذكر رجل واحد فيه "أوصاعًا من حنطة" غير محفوظ.

مِنْ حِنْطَةٍ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

ہے، مگر یہ محفوظ نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء میں اختلاف ہوتو بلاشبہ وہی قول اور عمل حق اور راجح ہوگا جس پر دور رسالت میں عمل ہوتا رہا۔ صدقۂ فطر کے معاملے میں کچھ صحابہ کرام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے آدھا صاع گندم دینا شروع کر دیا تھا مگر کچھ نے اسے قبول نہیں کیا۔ تو ان کی رائے حجت نہ ہوئی۔ ② لفظ ''طعام'' اگرچہ عام ہے مگر کچھ علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس کا اطلاق ''گندم'' پر بالخصوص ہوتا ہے۔ (خطابی) اس لیے گندم سے صدقۂ فطر دینا ہوتو بھی ایک صاع ہی دیا جائے۔ ③ اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ نبی علیہ السلام نے مختلف قیمتوں کی حامل مختلف اجناس کی تعیین فرمائی اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی یہی اجناس دیتے تھے' کہیں بھی قیمت ادا کرنے کا ارشاد نہیں ہے' لہٰذا جنس کی صورت میں ادائیگی زیادہ افضل اور راجح ہے۔ تینوں ائمہ اسی طرف گئے ہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جواز قیمت کے قائل ہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی [باب العرض في الزكاة] میں یہی ثابت کیا ہے کہ فرض زکوٰۃ میں بدل جائز ہے۔ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا تھا کہ جَو اور مکئی کی بجائے کپڑے' پیش کر دو' یہ تم پر آسان ہے اور یہ مدینہ میں اصحاب نبی ﷺ کے لیے مفید تر ہیں۔ (صحيح بخاري' كتاب الزكوٰة' باب:٣٣) علامہ شوکانی رحمہ اللہ السیل الجرار میں عذر کی بنا پر قیمت کی ادائیگی کو جائز بتاتے ہیں (اور مقصد اور فائدہ کی نظر سے قیمت کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا') راجح بہرحال جنس ہی ہے۔ (مرعاة المفاتيح' شرح مشكاة المصابيح' حديث:١٨٣٣)

١٦١٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ، لَيْسَ فيه ذِكْرُ الْحِنْطَةِ.

۱۶۱۷- مسدد بواسطہ اسمٰعیل کی روایت میں ''گندم'' کا ذکر نہیں ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ ذَكَرَ مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ في هذا الحدِيثِ عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عن عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ مُعَاوِيَةَ بنِ هِشَامٍ أَوْ مِمَّنْ رَوَاهُ عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معاویہ بن ہشام نے ثوری سے مروی اس حدیث میں ابوسعید سے ''گندم کا آدھا صاع'' ذکر کیا ہے مگر یہ معاویہ بن ہشام کا یا ان سے روایت کرنے والوں میں سے کسی کا وہم ہے۔

١٦١٨- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيٰى:

۱۶۱۸- جناب عیاض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

١٦١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وقوله: "نصف صاع من بر" غير محفوظ * الثوري عنعن، والحديث السابق يغني عنه.

١٦١٨- تخريج: [شاذ] سنده ضعيف لشذوذه، انظر الحديثين السابقين.

أخبَرَنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثنا يَحْيٰى، عَنِ ابنِ عَجْلَانَ سَمِعَ عِيَاضًا قال: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ يقُولُ: لا أُخْرِجُ أَبَدًا إِلَّا صَاعًا، إِنَّا كُنَّا نُخْرِجُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ أَقِطٍ أَوْ زَبِيبٍ هذا حَدِيثُ يَحْيٰى. زَادَ سُفْيَانُ: أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا' کہتے تھے کہ میں تو ہمیشہ ایک صاع ہی دیتا رہوں گا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھجور' جَو' پنیر یا کشمش میں سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ یہ روایت یحیٰی کی ہے۔ سفیان کی روایت میں [صَاعًا مِّنْ دَقِيقٍ] ''ایک صاع آٹے کا'' ذکر بھی ہے۔

قال حَامِدٌ: فَأَنْكَرُوا عَلَيْهِ فَتَرَكَهُ سُفْيَانُ.

حامد نے کہا: علمائے حدیث نے اس اضافے پر انکار کیا تو سفیان نے اسے بیان کرنا چھوڑ دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: فَهَذِهِ الزِّيَادَةُ وَهْمٌ مِنِ ابنِ عُيَيْنَةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔

(المعجم ٢١) - باب مَنْ رَوَى نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- ان حضرات کی دلیل جو گندم کا آدھا صاع بیان کرتے ہیں

١٦١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بنِ رَاشِدٍ عن الزُّهْرِيِّ - قال مُسَدَّدٌ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صُعَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَقال سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: عَبْدِ اللهِ بنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ الله بنِ أبي صُعَيْرٍ، عن أبيهِ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَلٰى كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى. أَمَّا

۱۶۱۹- جناب عبداللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صُعیر اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو افراد چھوٹے بڑے' آزاد غلام' مرد اور عورت کی طرف سے ایک صاع گندم ہے۔ چنانچہ جو تم میں سے غنی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پاک کردے گا اور جو فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ عطا فرمائے گا جو اس نے دیا۔''

١٦١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٢ من حديث حماد بن زيد به * الزهري مدلس وعنعن، وفيه علة أخرى.

غَنِيُّكُمْ فَيُزَكِّيهِ الله تَعَالَى، وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيَرُدُّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَاهُ».

زَادَسُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ: «غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ».

سلیمان نے اپنی روایت میں ''غنی اور فقیر'' کا اضافہ کیا ہے۔(یوں کہا: آزاد غلام' مرد عورت ''غنی اور فقیر'' کی طرف سے......)

فائدہ: زکوٰۃ المال کی طرح رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ الفطر بنیادی غذائی اجناس سے ایک صاع کے برابر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وضاحت سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ کے حکم پر ہم کھانے کی اشیاء میں سے ایک صاع زکوٰۃ الفطر ادا کرتے تھے۔ اور ہمارے کھانے کی اجناس جو' کشمش' پنیر اور کھجور تھیں۔(صحيح البخاري' صدقة الفطر' باب الصدقة قبل العيد' حديث:١٥١٠) یعنی اس دور میں گندم عام نہ تھی۔ بعد میں جب گندم عام ہوگئی تو زکوٰۃ الفطر اس میں سے ادا کی جانے لگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں نے قیمت کو بنیاد بنا کر گندم سے ایک صاع یا چار مد کی بجائے دو مد یا نصف صاع ادا کرنا شروع کر دیا۔(صحيح البخاري' صدقة الفطر' باب صدقه الفطر صاعاً من تمر' حديث:١٥٠٧) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یہ بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ گندم میں آدھا صاع دینے کا طریقہ لوگوں میں اس وقت شروع ہوا جب[فلما جاء معاوية و جاء ت السمراء......] ''حضرت معاویہ آئے اور سمراء یعنی شامی گندم آئی تو حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میری رائے میں اس گندم کا ایک مُد (دوسری غذائی اجناس کے) دو مدوں کے برابر ہے۔''(صحيح البخاري' صدقة الفطر' باب صاع من زبيب' حديث:١٥٠٨) ابوداود میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت (حدیث نمبر ۱۶۱۴) میں یہ کہا گیا ہے کہ گندم کے آدھے صاع کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقی اشیاء کے نصف صاع کے برابر قرار دیا تھا لیکن یہ روایت بعض علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک تو سرے سے ضعیف ہے۔ (ضعيف ابى داود للألباني' الزكوٰة' باب كم يودّى فى صدقة الفطر) ورنہ اس پر اتفاق ہے کہ اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام امام مسلم نے اس حدیث کے راوی عبدالعزیز بن ابی رواد کا وہم قرار دیا ہے۔(فتح الباري' الزكاة' باب صدقة الفطر صاعًا من تمر)

نصف صاع کی رائے حضرت ابوہریرہ' جابر' ابن عباس' ابن زبیر اور ان کی والدہ ماجدہ اسماء بنت ابی بکر کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ لیکن اس پر صحابہ کا اجماع نہیں کیونکہ بعض دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس رائے کے مخالف ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جس طرح یہ مروی ہے کہ آپ نے قیمت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک وقت میں نصف صاع کی اجازت دی وہاں یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے بعد میں گندم کی ارزانی دیکھ کر دوبارہ پورا صاع ادا کرنے کا حکم دیا۔(سنن أبي داود' الزكوٰة' حديث:١٦٢٢)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ صحابہ کا یہ اختلاف بیان کرنے کے بعد یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ ہر زمانے میں اگر قیمت کو بنیاد بنا کر زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس کی مقدار کبھی منضبط نہیں رہ سکے گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ (قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے) کسی وقت خود گندم کے بہت سے صاع مقرر کرنے پڑیں (فتح الباری' الزکاۃ' باب صاع من زبیب) اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ اگر کشمش اور کھجور کی قیمت کو بنیاد بنائیں تو واقعی گندم اب منوں کے حساب سے دینی پڑے گی۔ اس لیے قیمتوں سے قطع نظر ہر علاقے کی بنیادی غذائی جنس سے ایک صاع زکوٰۃ الفطر کا طریقہ ہی قابل عمل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دور کی مختلف بنیادی اجناس کے حوالے سے مقرر فرمایا۔ آپ نے جن اشیاء کا نام لیا وہ سو فیصد ہم قیمت نہ تھیں' لیکن آپ نے قیمتوں کے فرق کو ایک طرف رکھتے ہوئے رائج چیز کا نام لے کر ہر ایک میں صاع کی مقدار متعین فرمائی۔ دوسرے لفظوں میں رسالت مآب ﷺ نے بنیادی غذائی اجناس کی قیمتوں کو بنیاد بنانے کی بجائے مقدار کو بنیاد بنایا اور تمام اجناس میں یکساں مقدار مقرر فرمائی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس باب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب روایات جمع کر دی ہیں جو آدھے صاع کا نقطۂ نظر رکھنے والے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کی پوری سندیں بیان کر دی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ اور آخری روایت میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قیمتوں کے حوالے سے گندم کی مقدار میں تبدیلی کا بھی ذکر آ گیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ (المستدرك' الزكوة' حديث: ۱۴۶۴) اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔ مثلاً امام حاکم سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بھی) ان کو کھجور کے پھل کا تخمینہ لگانے کے لیے بھیجا اور فرمایا: جب تم کسی اراضی میں پہنچو تو تخمینہ لگاؤ اور جتنی وہ کھا لیں اتنی مقدار چھوڑ دو۔ امام حاکم نے اس شاہد کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ (المستدرك' الزكوة' حديث: ۱۴۶۵) مروان بن حکم نے بھی ان کو بھیجا تھا۔

یہ کاشتکاروں کے لیے اسلام کی رحمت و شفقت کا بہترین مظاہرہ ہے کہ تخمینے کے بعد پیداوار تیار حالت میں گھر لے جانے سے پہلے جو کمی آ سکتی ہے، چاہے لوگوں کے کھانے ہی سے آئے، اس کو تخمینے سے نکال کر زکوٰۃ دی جائے۔ آج کل کھیتیاں مختلف آفاتِ سماوی سے ضائع ہو جاتی ہیں یا ان کی پیداوار بہت کم ہو جاتی ہے، بیماریاں بکثرت فصلوں اور باغوں پر حملہ آور ہوتی ہیں' لہٰذا کسان اپنی فصل کو ان بیماریوں سے بچانے کے لیے (بہت زیادہ اخراجات) کا بار اٹھاتا ہے۔ نتیجتاً وہ اکثر مقروض ہو جاتا ہے اور بعض اوقات فصل کی تباہی اس پیمانے پر ہوتی ہے کہ اس کے بنیادی اخراجات اس کے ذمے بطور قرض واجب ہو جاتے ہیں۔

غالباً اسی لیے محدث العصر حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ نے ایسے تمام اخراجات نکال کر بقیہ مال کی زکوٰۃ دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ (فتاوی اہل حدیث' حافظ محمد عبداللہ روپڑی' جلد: دوم' باب: زکوٰۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں اس بات پر کوئی اختلاف مروی نہیں کہ اگر صاحب مال پر کوئی قرض ہے تو اسے نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ ہوگی۔ بعد کے دور میں ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور شافعی رحمہم اللہ نے اپنے نئے قول کے مطابق یہ رائے دی کہ قرض ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار نہیں ہوگا۔ ساری موجودہ پیداوار پر زکوٰۃ ہوگی۔ لیکن اس دور کی بھی اکثریت مثلاً عطاء، سلیمان بن یسار، میمون بن مہران، حسن، نخعی، لیث، ثوری اور اسحاق رحمہم اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اموال ظاہرہ ہوں یا باطنہ قرض نکال کر باقی مال اگر نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

امام مالک، اوزاعی، ابوثور اور فقہائے عراق رحمہم اللہ اموال باطنہ میں قرض نکال کر باقی مال کی زکوٰۃ کے قائل ہیں لیکن اموال ظاہرہ میں نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اموال ظاہرہ خصوصاً کھیتی پر جو بھی خرچ ہوتا تھا اس کا تعلق پانی سے تھا اور رسول اللہ ﷺ نے خرچ کا اعتبار کرتے ہوئے عشر کی مقدار آدھی کر دی۔ اب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ جوں کا توں قائم رہے گا۔ (ابن قدامه، المغنی، کتاب الزکاۃ، مسئله : الدین یمنع زکٰوۃ الأموال الباطنه بشرطه)

خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسے کسی اختلاف کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس بات پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی قرض کی مالیت علیحدہ کرنے کے بعد باقی مال پر ہوگی۔ (المغنی، باب زکٰوۃ الدین و الصدقة)

اس سلسلے میں ابن قدامہ نے تو اصحاب مالک کے حوالے سے خود رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ [اِذَا كَانَ لِرَجُلٍ اَلْفُ دِرْهَمٍ وَ عَلَيْهِ اَلْفُ دِرْهَمٍ فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ] ''جب کسی آدمی کے پاس ہزار درہم ہوں اور اس پر ہزار درہم ہی قرض ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔'' انہوں نے اس کو نص قرار دیا ہے لیکن انہوں نے اس حدیث کی باقاعدہ سند نقل نہیں کی۔ البتہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح ترین سند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''یہ تمہارا زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ تم میں سے جس پر کوئی قرض ہے وہ ادا کر دے تاکہ تمہارے مال خالص (قرض سے پاک) ہو جائیں اور ان سے زکوٰۃ ادا کرو۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی سند سے یہ روایت ''رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا'' تک اپنی صحیح میں بیان کی ہے۔'' (صحیح البخاری، مع فتح الباری، الاعتصام بالسنة، باب ماذکر النبی ﷺ و حض علی اتفاق أهل العلم، نیز السنن الکبرٰی للبیهقی، الزکاۃ، باب الدین مع الصدقة)

یہ خلیفۂ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جو برسر منبر رسول ﷺ دیا گیا اور کسی ایک صحابی نے بھی ان سے اختلاف نہ کیا۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ اس کو بجا طور پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رائے قرار دیتے ہیں۔ یہ ہر طرح کے قرض کو نکال کر باقی خالص مال سے زکوٰۃ کے وجوب پر قطعی دلیل ہے۔ بالخصوص اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم قرار دیا ہے۔ بعد کے عہد کے فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اگر اس سے مختلف ہوں تو

وہ قابل التفات نہیں رہتے۔ جبکہ ان کی اکثریت بھی اس کی قائل ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اگر کوئی اختلاف پایا جاتا ہے تو محض یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ کوئی انسان اگر قرض لے کر اہل وعیال پر بھی خرچ کرے اور کھیتی پر بھی تو سارا قرض نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ ہوگی۔ جبکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اجتہاد یہ ہے کہ زکوٰۃ سے پہلے صرف اتنا قرض نکالا جائے گا جو اس نے کھیتی پر صرف کیا ہے۔(المغنی: الدين يمنع زكوٰة الأموال......)

یہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ جو قرض کھیتی پر صرف ہوا وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوگا۔ کسی اور صحابی سے بھی اس سلسلے میں کوئی اختلاف منقول نہیں۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست دین حاصل کیا اور احکام شریعت کے عموم سے اچھی طرح واقف تھے۔ ان کے اجتہاد کے مقابلے میں کسی دوسرے کے اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں' خصوصاً ایسے اجتہاد کی جس سے کھیتی باڑی کرنے والے مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔

بعض علماء نے قرض کی چھوٹ کے حوالے سے مزید دلائل دیتے ہوئے کہا ہے کہ زکوٰۃ لی ہی اغنیاء سے جاتی ہے اور پھر فقراء کو دی جاتی ہے' تو ایک ایسا آدمی جو قرض کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ور صرف اس بنیاد پر کہ اس کی پیداوار ہوئی ہے چاہے وہ اس کے قرض سے کم ہو اس سے زکوٰۃ لے لی جائے' مصلحت پر زکوٰۃ کو الٹ دینے کے مترادف ہے۔(مفصل بحث المغني لابن قدامه' باب زكوٰة الدين والصدقة میں دیکھی جا سکتی ہے۔)

١٦٢٠- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ الدَّرَابِجِرْدِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا بَكْرٌ - هُوَ ابنُ وَائِلٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَوْ قال: عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ يَحْيٰى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرَنا هَمَّامٌ عَنْ بَكْرٍ الْكُوفِيِّ - قال مُحمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: هُوَ بَكْرُ بْنُ وَائِلِ بنِ دَاوُدَ - أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ [أبي] صُعَيْرٍ عن أَبِيهِ قال: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۱۶۲۰- جناب عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے صدقۂ فطر کا حکم ارشاد فرمایا کہ ہر فرد کی طرف سے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے۔ علی کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ یا دو افراد کی طرف سے ایک صاع گندم کا دیا جائے......اس حصے سے بعد کی روایت میں (علی بن حسن اور محمد بن یحییٰ نیشاپوری) دونوں متفق ہیں کہ چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے دیا جائے۔

١٦٢٠- تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٤١٠ عن محمد بن يحي الذهلي به، وانظر الحديث السابق لعلته.

خَطِيبًا فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعِ تَمْرٍ أَوْ صَاعِ شَعِيرٍ عَنْ كلِّ رَأسٍ. زَادَ عَلِيٌّ في حَدِيثِهِ: أَوْ صَاعِ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

فائدہ: سنن دارقطنی میں ہے: [أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ خَطِيبًا فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ أَوْ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ أَوْ صَاعٌ قَمْحٍ] (كتاب زكوة الفطر: ۲/۱۴۷، حديث: ۲۰۹۰) ''رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے صدقۂ فطر کا حکم دیا کہ ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام کی طرف سے کھجور یا جو کا ایک ایک صاع دیا جائے یا ایک صاع گندم کا۔''

١٦٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قَالَ: وقالَ ابْنُ شِهَابٍ: قال عَبْدُ الله بْنُ ثَعْلَبَةَ - قال أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قالَ الْعَدَوِيُّ: قال أَبُو دَاوُدَ: قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَإِنَّمَا هُوَ الْعُذْرِيُّ خَطَبَ رَسُولُ الله ﷺ النَّاسَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ بِمَعْنَى حَدِيثِ الْمُقْرِىءِ.

۱۶۲۱- ابن جریج کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے (راوی کا نام) ''عبداللہ بن ثعلبہ'' ہی روایت کیا ہے۔ اور احمد بن صالح نے اس کو [العَدَوی] کہا۔ امام ابوداود کہتے ہیں کہ وہ درحقیقت [العُذْری] ہے۔ (روایت یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے دو دن پہلے لوگوں کو خطبہ دیا...... اور (عبداللہ بن یزید مکی) المقرئ کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔

١٦٢٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ يُوسُفَ قال حُمَيْدٌ: أخبرنا عن الْحَسَنِ قَالَ: خَطَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي آخِرِ رَمَضَانَ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَخرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ

۱۶۲۲- جناب حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے رمضان کے آخر میں بصرہ میں منبر پر خطبہ دیا اور کہا: اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ تو گویا لوگوں کو ان کی بات سمجھ میں نہ آئی' تو انہوں نے کہا: اہل مدینہ میں سے یہاں کون ہے؟ اٹھو اور اپنے

١٦٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٥٧٨٥ * الزهري وابن جريج عنعنا.

١٦٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، العيدين، باب حث الإمام على الصدقة في الخطبة، ح: ١٥٨١ من حديث حميد به، وقال النسائي: "الحسن لم يسمع من ابن عباس".

أخرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ، فَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا، فَقَالَ مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فإِنَّهُمْ لا يَعْلَمونَ، فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ هَذِهِ الصَّدَقَةَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، صَغِيرٍ أوْ كَبِيرٍ. فَلمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ رَأى رُخْصَ السِّعْرِ قال: قَدْ أَوْسَعَ الله عَلَيْكُمْ فَلَوْ جَعَلْتُمُوهُ صَاعًا مِنْ كلِّ شَيْءٍ.

بھائیوں کو سمجھاؤ' یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ فرض فرمایا ہے کہ ہر آزاد' غلام' مرد' عورت' چھوٹے اور بڑے کی طرف سے کھجور یا جَو سے ایک صاع دیا جائے' یا گندم کا آدھا صاع......اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے ارزانی دیکھی' تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت فرمائی ہے سو اگر تم ہر چیز سے ایک صاع ہی دیا کرو (تو بہتر اور افضل ہے۔)

قال حُمَيْدٌ: وكَانَ الْحَسَنُ يَرَى صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى مَنْ صَامَ.

حُمید بیان کرتے ہیں کہ جناب حسن رحمہ اللہ رمضان کا صدقہ اسی شخص پر لازم سمجھتے تھے جس نے روزے رکھے ہوں۔

فائدہ: مذکورہ مختلف آثار ''گندم'' کی تخصیص کو ثابت کرتے ہیں' مگر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت میں صراحت ہے کہ یہ سب نبی ﷺ کے بعد ہی ہوا ہے۔ (نیل الأوطار: ۲۰۶/۴) اور علمائے اہل حدیث کی ترجیح یہی ہے کہ گندم کا بھی ایک ہی صاع دینا چاہیے۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي تَعْجِيلِ الزَّكَاةِ** (التحفة ٢٢)

باب:۲۲- زکوۃ جلدی دینا

١٦٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعثَ النَّبيُّ ﷺ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

۱۶۲۳- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تو ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس نے زکوۃ نہ دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن جمیل'

١٦٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب:في تقديم الزكوة ومنعها، ح:٩٨٣ من حديث ورقاء، والبخاري، الزكوة، باب قول الله تعالى: ﴿وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله﴾، ح:١٤٦٨ من حديث أبي الزناد به، ورواه الترمذي، ح:٣٧٦١ من حديث شبابة به.

رَضِيَ الله عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَمَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنْ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللهُ، وَأَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَه فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ الله ﷺ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا»، ثُم قَالَ: «أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ الأَبِ» أَوْ «صِنْوُ أَبِيهِ».

تو اس بات کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ فقیر تھا' تو اللہ نے اس کو غنی کر دیا ہے۔ رہا خالد بن ولید' تو تم اس پر ظلم کرتے ہو۔ اس نے تو اپنی زرہیں اور دیگر سامان اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے۔ اور رہے عباس' تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں' ان کی زکوٰۃ مجھ پر ہے بلکہ اسی قدر اور بھی۔'' پھر فرمایا: ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسان کا چچا اس کے باپ کے مثل ہوتا ہے۔''

توضیح: ① ابن القصار مالکی اور بعض دیگر علماء سے قاضی عیاض نے نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ کسی نفلی صدقہ سے متعلق ہے' ورنہ صحابۂ کرام ؓ سے ممکن نہیں کہ وہ انکار کرتے' مگر صحیحین کا سیاق فرضی زکوٰۃ کے متعلق ہی ہے۔ ابن جمیل پر عتاب آمیز تعریض ہے۔ حضرت خالد پر زکوٰۃ لازم ہی نہ تھی کیونکہ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں دے چکے تھے۔ اور حضرت عباس سے نبی ﷺ دو سال کی زکوٰۃ پیشگی لے چکے تھے' جیسے کہ ابوداود طیالسی' مسند بزار اور سنن دارقطنی کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس میں یہی استدلال ہے کہ قبل از وقت زکوٰۃ نکالی جا سکتی ہے۔ (نيل الأوطار: ١٦٩/٤) ابن جمیل کے واقعہ سے یہ بھی استدلال ہے کہ اگر کوئی زکوٰۃ سے مانع ہو مگر مسلح انداز سے مقابلہ نہ کرے تو اس سے زکوٰۃ جبراً لی جائے گی' اس سے بڑھ کر اس پر اور کوئی عتاب نہیں' بخلاف اس کیفیت کے جو خلافت ابوبکر میں مانعین زکوٰۃ نے اختیار کی تھی کہ مسلح ہو کر حکومت اسلامیہ کے مقابلے میں آ گئے تھے تو ان سے قتال کیا گیا۔ ② چچا کا ادب و احترام ویسے ہی کرنا چاہیے جیسے کہ باپ کا ہوتا ہے کیونکہ وہ باپ کا بھائی ہے۔

١٦٢٤ - حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عن الْحَجَّاجِ ابنِ دِينَارٍ، عن الْحَكَمِ، عَنْ حُجَيَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ في

۱۶۲۴- حضرت عباس ؓ نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا صدقہ (زکوٰۃ) لازم ہونے سے پہلے اسے ادا کیا جا سکتا ہے؟ تو آپ نے انہیں اس کی رخصت دی۔ (راوی نے) ایک بار یوں روایت کیا:

١٦٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في تعجيل الزكوة، ح: ٦٧٨، وابن ماجه، ح: ١٧٩٥، عن سعيد بن منصور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣١، والحاكم: ٣/ ٢٣٢، ووافقه الذهبي ※ الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

تَعْجِيلِ الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ تَحُلَّ، فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ قالَ مَرَّةً فَأذِنَ لَهُ في ذَلِكَ. [فَأَذِنَ لَهُ فِي ذَلِكَ].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوٰى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيمٌ عَنْ مَنْصُورِ بنِ زَاذَان، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ الْحَسَنِ بنِ مُسْلِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وحَدِيثُ هُشَيْمٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کو ہشیم نے منصور بن زاذان سے' انہوں نے حکم سے' انہوں نے حسن بن مسلم سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے...... اور ہشیم کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الزَّكَاةِ هَلْ تُحْمَلُ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- کیا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کی جا سکتی ہے؟

١٦٢٥- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبِي: أخبرنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَطَاءٍ مَوْلٰى عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ زِيَادًا - أَوْ بعْضَ الأُمَرَاءِ - بَعَثَ عِمرانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لِعِمْرَانَ: أَيْنَ المَالُ قَالَ: وَلِلْمالِ أَرْسَلْتَنِي؟ أَخَذْنَاهَا مِنْ حَيْثُ كُنَّا نأْخُذُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ ووَضَعْنَاهَا حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

١٦٢٥- ابراہیم بن عطاء کے والد سے روایت ہے کہ زیاد نے یا کسی اور امیر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو صدقات (زکوٰۃ) وصول کرنے کے لیے مقرر کیا۔ جب وہ واپس آئے تو امیر نے حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مال کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا آپ نے مجھے مال (جمع کرنے) کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے زکوٰۃ وصول کی جہاں سے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لیا کرتے تھے اور وہیں لگا دی جہاں رسول اللہ ﷺ کے دور میں لگایا کرتے تھے۔ (علاقے کے اغنیاء سے لے کر وہاں کے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔)

فائدہ: اصل بنیادی قاعدہ زکوٰۃ کے بارے میں یہی ہے کہ جس شہر سے لی جائے وہیں کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دی جائے۔ ہاں دوسرے شہر میں اگر زیادہ ضرورت مند ہوں تو اسے منتقل کرنا جائز ہے جیسے کہ دور نبوت میں اطراف واکناف سے زکوٰۃ جمع ہوتی اور مرکز مدینہ میں لائی جاتی اور اہل مدینہ کو بھی دی جاتی تھی۔

(المعجم ٢٤) - باب مَنْ يُعْطَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَحَدِّ الْغِنَى (التحفة ٢٤)

باب:٢٤- صدقہ کسے دیا جائے؟ اور غنی ہونے کی حد کیا ہے؟

١٦٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب ماجاء في عمال الصدقة، ح:١٨١١ من حديث إبراهيم بن عطاء به.

١٦٢٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ خُمُوشٌ أَوْ خُدُوشٌ أَوْ كُدُوحٌ فِي وَجْهِهِ»، فَقِيلَ: يَارسولَ الله! وَمَا الْغِنٰى؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ» قَالَ يَحْيَى: فَقَالَ عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ لِسُفْيَانَ: حِفْظِي أَنَّ شُعْبَةَ لَا يَرْوِي عَنْ حَكِيمِ بن جُبَيْرٍ، فَقَالَ سُفْيَانُ فَقَدْ حَدَّثَنَاهُ زُبَيْدٌ عن مُحَمَّدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ.

١٦٢٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مانگے' حالانکہ اس کے پاس بقدر کفایت موجود ہو' تو قیامت کے روز وہ آئے گا اور اس کا چہرہ زخمی ہوگا یا اس پر خراشیں ہوں گی یا نوچا ہوا ہوگا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! غنی ہونے کی کیا مقدار ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔'' یحیٰی نے کہا: عبداللہ بن عثمان نے سفیان سے کہا: مجھے تو ایسے یاد ہے کہ شعبہ' حکیم بن جبیر سے روایت نہیں کرتا ہے' تو سفیان نے جواب دیا کہ ہمیں یہ روایت زبید نے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① [خُمُوش اور خُدُوش] کے معنی ہیں ناخنوں سے یا کسی لوہے وغیرہ سے چہرہ چھیلنا اور زخمی کر لینا۔ [کُدوح] کا مفہوم ہے وہ زخم اور آثار جو چھیلنے پر نمایاں ہوں اور دانتوں سے کاٹنے کو بھی [کدوح] کہتے ہیں۔ ② شرعی حق کے بغیر سوال کرنا اتنا بڑا عیب ہے کہ انسان میدان حشر میں تمام مخلوق کے سامنے ذلیل ورسوا ہو کر حاضر ہوگا۔ ③ ایک درہم موجودہ وزن کے اعتبار سے ٢.٩٧٥ یا ٣.٠٦ گرام چاندی کے مساوی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے پچاس درہم تقریباً ١٣ تولہ چاندی کے برابر ہوں گے۔ اس کی موجودہ قیمت ہر وقت معلوم کی جا سکتی ہے۔

١٦٢٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ قَالَ:

١٦٢٧- بنو اسد کے ایک شخص سے مروی ہے' اس نے کہا: میں اور میرے گھر والوں نے بقيع الغرقد (موجودہ قبرستان مدینہ) کے پاس پڑاؤ کیا' تو میرے

١٦٢٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب من سأل عن ظهر غنىً، ح: ١٨٤٠ عن الحسن ابن علي، وحسنه الترمذي، ح: ٦٥٠، وقول الثوري: "فقد حدثناه زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد" تدليس عجيب لأنه لم يذكر السند إلى آخره.

١٦٢٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب إذا لم يكن له دراهم وكان له عدلها، ح: ٢٥٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيٰي): ٢/ ٩٩٩.

نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ فَجَعَلُوا يَذْكُرونَ منْ حاجَتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ ورسولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ»، فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يقُولُ: لَعَمْرِي إنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَغْضَبُ عَلَيَّ أَن لَا أَجدَ مَا أُعْطيهِ؟ مَنْ سَأَلَ مِنْكُم وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُها فَقَدْ سَأَلَ إلْحافًا». قالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقيَةٍ وَالأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا. قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَى رَسُول اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ - أَوْ كَما قَالَ - حَتَّى أَغْنَانَا اللهُ عَزَّ وجَلَّ.

گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے کچھ مانگ لاؤ کہ اسے ہم کھا سکیں' اور پھر وہ اپنی ضروریات گنوانے لگے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کے ہاں ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو تمہیں دوں۔'' پھر وہ آدمی پشت پھیر کر چلا گیا اور وہ ناراض تھا اور کہہ رہا تھا: قسم میری عمر کی! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس لیے مجھ پر غصے ہو رہا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں اسے دوں؟ تم میں سے جب کوئی سوال کرتا ہے' حالانکہ اس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی کچھ ہو تو اس نے چمٹ کر (بے جا) مانگا ہے۔'' اس اسدی شخص نے بیان کیا: میں نے کہا: ہماری اونٹنی تو ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے...... اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے...... وہ کہتا ہے: چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس جَو اور کشمش آ گئی تو آپ نے اس میں سے ہمیں بھی عنایت فرمایا...... یا اسی طرح سے کہا...... حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رَوَاهُ الثَّورِيُّ كَمَا قَالَ مَالِكٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ثوری نے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ مالک نے کہا ہے۔

فوائد و مسائل: ① امام ابوعبید قاسم بن سلام اس حدیث کی روشنی میں غنی اور فقیر میں فرق کرتے ہیں کہ جس کے پاس چالیس درہم یا اس کے مساوی مال موجود ہو وہ فقیر نہیں ہے اور اسے صدقہ دینا جائز نہیں۔ بلاشبہ تقویٰ کا اعلیٰ معیار یہی ہے مگر احوال و ظروف کے پیش نظر اس مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے قصہ موسیٰ و خضر میں کشتی والوں کو ''مساکین'' سے تعبیر فرمایا ہے (سورۂ کہف) لہٰذا جس آدمی کی آمدنی اس کے ضروری اخراجات کا

ساتھ نہ دے رہی ہو اسے اللہ سے ڈرتے ہوئے خود ہی سوچنا چاہیے کہ واقعی وہ مانگنے کا حق رکھتا ہے یا نہیں۔ ② یہ واقعہ دلیل ہے کہ بنو اسد کا یہ شخص فطری سلامتی کے ساتھ ساتھ برکات ایمان سے بہرہ ور تھا اور صحبت رسول ﷺ نے اس کا مزید تزکیہ کر دیا تھا کہ باوجود سخت حاجت مند ہونے کے نبی علیہ السلام کے چند جملے سن کر محتاط ہو گیا اور سوال نہ کیا۔ بلا شبہ انہی فضائل کی بنا پر یہ حضرات صحبت رسول کے لائق تھے اور ہمارے سلف صالح کہلاتے ہیں جن کی قرآن مجید نے جا بجا مدح کی ہے۔ ③ عمر اور زندگی کی قسم کھانا جائز نہیں۔ مذکورہ بالا شخص، جس نے یہ قسم کھائی تھی، نیا نیا مسلمان ہوا تھا اور تعلیمات اسلام سے اچھی طرح واقف نہ تھا۔

١٦٢٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَهِشَامُ ابنُ عَمَّارٍ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ»، فَقُلْتُ : نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ - قَالَ هِشَامٌ : خَيْرٌ مِنْ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا - فَرَجَعْتُ فَلَمْ أَسْأَلْهُ شَيْئًا . زَادَ هِشَامٌ فِي حَدِيثِهِ : وَكَانَتِ الأُوقِيَّةُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا .

١٦٢٨- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مانگے، حالانکہ اس کے پاس ایک اوقیہ (چالیس درہم) کے مساوی موجود ہو تو اس کا سوال اِلحاف ہے۔'' (بے جا اصرار ہے۔) میں نے کہا: میری یاقوتہ اونٹنی ایک اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے: چالیس درہموں سے بہت بہتر ہے۔ چنانچہ میں لوٹ آیا اور آپ سے کچھ نہ مانگا۔ ہشام کی روایت میں اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اُوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا۔

فائدہ: [اِلحاف] مانگنے کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جب مانگنے والا بے جا اصرار کرے اور چمٹ کر مانگے۔ باوقار فقراء کی صفت قرآن مجید نے یہ بتائی ہے کہ ﴿يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا......﴾ (البقرة:٢٧٣) ''بے خبر لوگ ان کو غنی سمجھتے ہیں، آپ ان کو ان کی علامات سے پہچانتے ہیں یہ لوگوں سے لپٹ کر (اصرار سے) سوال نہیں کرتے۔''

١٦٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

١٦٢٩- حضرت سہل ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

١٦٢٨ـ تخريج : [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب: من الملحف؟ ح:٢٥٩٦ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٤٤٧، وابن حبان، ح:٨٤٦.

١٦٢٩ـ تخريج : [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٠ من حديث ربيعة بن يزيد به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣٩١، ٢٥٤٥، وابن حبان، ح:٨٤٤، ٨٤٥.

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ: حَدَّثَنا سَهْلٌ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَالأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَسأَلَاهُ فَأَمَرَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا وأَمَرَ مُعَاوِيَةَ فَكَتَبَ لَهُمَا بِمَا سَأَلَا. فَأَمَّا الْأَقْرَعُ فأَخَذَ كِتَابَهُ فَلَفَّهُ فِي عِمَامَتِهِ وانْطَلَقَ، وَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَأَخَذَ كِتَابَهُ وأَتَى النَّبِيَّ ﷺ مَكَانَهُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَتَرَانِي حَامِلًا إِلَى قومِي كِتابًا لَا أَدْرِي مَا فِيهِ كصَحِيفَةِ الْمُتَلَمِّسِ؟ فَأَخْبَرَ مُعَاوِيَةُ بِقَوْلِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَعِنْدَهُ مَا يُغْنِيهِ فإِنَّمَا يَسْتَكْثِرُ مِنَ النَّارِ» وَقالَ النُّفَيْلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «من جَمْرِ جهنَّمَ». فَقالُوا: يَارسولَ اللهِ! وَمَا يُغْنِيهِ؟ وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: وَمَا الْغِنَى الَّذِي لا يَنْبَغِي مَعَهُ الْمَسْأَلَةُ؟ قَالَ: «قَدْرَ مَا يُغَدِّيهِ وَيُعَشِّيهِ». وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: «أَنْ يَكُونَ لَهُ شِبَعُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَوْ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ»

وَكَانَ حَدَّثَنَا بِهِ مُخْتَصَرًا عَلَى هٰذِهِ الأَلْفَاظِ الَّتِي ذُكِرَتْ.

کہ عُیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے سوال کیا۔ تو جو کچھ انہوں نے مانگا' آپ نے انہیں دے دینے کا حکم دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انہیں اس کی ایک تحریر دے دو' تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو' جو انہوں نے مانگا' لکھ دیا۔ چنانچہ اقرع نے وہ خط لیا' اپنی پگڑی میں لپیٹا اور چل دیا۔ مگر حضرت عُیینہ وہ خط لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا جہاں آپ تشریف فرما تھے اور کہنے لگا: اے محمد! آپ کا کیا خیال ہے کہ صحیفۂ مُتَلَمِّس کی طرح میں یہ خط لے کر اپنی قوم کے پاس چلا جاؤں' نہ معلوم اس میں کیا ہے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تلمیح کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی۔ (اس کی تفصیل فوائد میں درج ہے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مانگتا ہے' حالانکہ بقدر کفایت اس کے پاس موجود ہو تو وہ اپنے لیے آگ ہی کا اضافہ کرتا ہے۔'' نُفیلی نے دوسری جگہ کہا: ''جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا (مقدار) ہے جو انسان کو کافی ہوتی ہے (اور سوال سے غنی بنا دیتی ہے؟) دوسری جگہ نفیلی کے الفاظ اس طرح تھے۔ غنا کی وہ کیا حد ہے جس کے ہوتے ہوئے سوال کرنا لائق نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس صبح وشام کا کھانا موجود ہو۔'' نفیلی کے الفاظ دوسری جگہ یہ تھے: ''جس کے پاس دن اور رات کے لیے پیٹ بھر کھانا موجود ہو۔''

(امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں) نفیلی نے ہمیں یہ روایت مختصر طور پر اسی طرح بیان کی تھی جو ذکر کی گئی ہے۔

فوائد ومسائل: [مُتَلَمِّس] (پہلی میم مضموم اور دوسری مشدد مکسور ہے۔) کا قصہ یہ ہے کہ یہ ایک شاعر تھا اور اس نے عمرو بن ہند بادشاہ کی ہجو کی تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے ایک خط لکھ کر دیا کہ میرے فلاں عامل کے پاس جاؤ' وہ تمھیں کچھ تحفے وغیرہ دے گا جب کہ اس میں حامل رقعہ کو قتل کر دینے کا حکم درج کرایا تھا۔ مگر اسے کوئی شبہ سا ہو گیا تو اس نے وہ خط کھول کر پڑھ لیا' جب اسے مندرجات کا علم ہوا تو خط پھاڑ دیا اور اپنی جان بچائی۔ اس واقعہ کو عرب لوگ [صحيفة المُتَلَمِّس] سے تعبیر کرتے اور بطور ضرب المثل ذکر کرتے ہیں۔ ② کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کو [عَالِمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ] باور کراتے ہیں جو کسی طرح بھی آپ ﷺ کی مدح نہیں ہے کیونکہ اسی واقعہ میں بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے سامنے مذکورہ قصے کی وضاحت کی۔ معلوم ہوا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے۔ ③ نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے [یا محمد] کہنا انتہائی سوء ادبی ہے۔ عُیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ چونکہ جدید الاسلام تھے اور آداب نبوی سے مطلع نہ تھے اس لیے بدوی انداز میں خطاب کیا۔ ④ بلاضرورتِ واقعی سوال کرنا دین وشرافت کی نظر سے بہت بُرا عیب اور روز محشر میں اپنے لیے انگارے جمع کرنا ہے۔

١٦٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ عُمَرَ بْنِ غَانِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ ابْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ: أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ وَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلًا [قال]: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتّٰى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ».

١٦٣٠- حضرت زیاد بن حارث صُدائی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی...... اور لمبی حدیث بیان کی...... اور کہا: پھر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے صدقہ میں سے کچھ دیجیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے صدقات کی تقسیم کا مسئلہ نبی یا کسی دوسرے کی پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور انہیں آٹھ قسم کے افراد میں تقسیم فرما دیا ہے۔ اگر تم ان میں سے ہو تو میں تمھیں تمہارا حق دے دیتا ہوں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن اس میں جو بات بیان ہوئی ہے' وہ صحیح ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے صدقات کے مستحقین کا ذکر سورۂ توبہ کی اس آیت میں کیا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

١٦٣٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٣٦، ح: ٢٠٤٤ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وانظر، ح: ٥١٤ لعلته.

﴿حَكِيمٌ﴾(التوبة:٦٠) اور اس مسئلے میں اہل علم کے دو معروف قول ہیں: ایک یہ کہ صدقہ کے مال کو آیت کریمہ میں مذکور آٹھوں اصناف میں تقسیم کرنا واجب ہے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ اور چند دیگر علماء سے مروی ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان سے قبل کئی ایک صحابہ کا کہنا ہے کہ کسی ایک یا چند لوگوں کو دے دینا بھی کافی اور صحیح ہے جیسے کہ امام المسلمین یا صاحب صدقہ کی ترجیح ہو اور یہی موقف راجح ہے۔ (تفسیر شوکانی)

١٦٣١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وزُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ المِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَالأُكْلَةُ وَالأُكْلَتَانِ وَلٰكِنَّ المِسْكِينَ الَّذِي لَا يَسْأَلُ النَّاس شَيْئًا وَلَا يَفْطُنُونَ بِهِ فَيُعْطُونَهُ».

١٦٣١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جسے ایک کھجور، دو کھجور اور ایک لقمہ یا دو لقمے پلٹا دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو لوگوں سے مانگتا نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس کے بارے میں اندازہ ہو کہ اسے دیں۔“

فوائد و مسائل: ① فقیر اور مسکین دونوں ہی نادار ہوتے ہیں مگر مسکین کی ٹوہ لگانی پڑتی ہے۔ ② مسکینی وہی محمود ہے جس میں سوال سے عفت اور صبر و قناعت پائی جائے۔ ③ اس حدیث اور دیگر احادیث میں یہ ارشاد ہے کہ ایسے مساکین سے تعاون زیادہ افضل ہے۔

١٦٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وأَبُو كَامِلٍ المَعْنَى قَالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ قال: «وَلٰكِنَّ المِسْكِينَ المُتَعَفِّفُ. - زَادَ مُسَدَّدٌ

١٦٣٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اور حدیث بیان کی) جیسے کہ اوپر گزری ہے (اور) فرمایا: ”لیکن مسکین تو وہ ہے جو (سوال کی عار سے) بچتا اور پاک ہو...... مسدد نے اپنی روایت میں زیادہ کیا کہ اس کے پاس اس قدر نہ ہو جو کہ اس کی کفایت کرے...... اور وہ لوگوں سے مانگتا بھی نہ

١٦٣١- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٣ من حديث الأعمش به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٦٣، وللحديث شواهد كثيرة.

١٦٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب تفسير المسكين، ح: ٢٥٧٤ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة، قوله: "فذاك المحروم" من كلام الزهري كما قال المؤلف رحمه الله * الزهري عنعن، وحديث البخاري: ١٤٧٦، ومسلم، ح: ١٠٣٩ يغني عنه.

فِي حَدِيثِهِ: لَيْسَ لَهُ مَا يَسْتَغْنِي بِهِ - الَّذِي لَا يَسْأَلُ وَلَا يُعْلَمُ بِحَاجَتِهِ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ فَذَاكَ الْمَحْرُومُ». وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ: «الْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ».

ہو اور نہ لوگوں کو اس کی ضرورت کا علم ہو کہ وہ اس کو صدقہ دیں اسی قسم کا آدمی ''محروم'' کہلاتا ہے۔'' مسدّد نے اپنی روایت میں: [اَلْمُتَعَفِّفُ الَّذِي لَا يَسْأَلُ] کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ ابْنُ ثَوْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَجَعَلَا الْمَحْرُومَ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن ثور اور عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ''محروم'' کا بیان زہری کا کلام بتایا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: [المحروم] کا ذکر سورۂ معارج میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ○ لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (المعارج: ٢٤-٢٥) ''اور (کامیاب مومنین وہ لوگ ہیں) جن کے مالوں میں ایک معلوم حق ہے۔ سوال کرنے والے کا اور محروم کا۔'' یعنی ایسا مسکین جو سوال تو نہیں کرتا' لیکن صدقے کا مستحق ہوتا ہے۔

١٦٣٣- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ: أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ أَنَّهُمَا أَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَقْسِمُ الصَّدَقَةَ فَسَأَلَاهُ مِنْهَا فَرَفَعَ فِينَا الْبَصَرَ وَخَفَضَهُ فَرَآنَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتُمَا أَعْطَيْتُكُمَا وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ»

١٦٣٣- عبیداللہ بن عدی بن خیار سے منقول ہے' کہا کہ مجھے دو آدمیوں نے بتایا کہ وہ دونوں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صدقہ تقسیم فرما رہے تھے۔ ان دونوں نے بھی آپ سے اس کا سوال کیا تو آپ نے ہمیں اوپر سے نیچے (سر سے پاؤں) تک دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ہم دونوں طاقت ور ہیں' تو فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں مگر (حقیقت یہ ہے کہ) اس میں غنی اور طاقت ور کما کھا سکنے والے کا کوئی حصہ نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① غنی اور طاقت ور کما سکنے والے شخص کو سوال کرنا حرام اور انہیں دینا ناجائز ہے۔ ② دعوت دین اور تفہیم اسلام میں انسان کے ضمیر کو جگانا اور جھنجوڑنا ایک اہم اصول اور ضابطہ ہے۔ نبی ﷺ نے بھی ان سائلین سے اسی انداز میں پوچھا کہ اگر تم صدقہ لینے کی ذلت قبول کرتے ہو یا ناجائز مال لینے کے روادار ہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں۔

١٦٣٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكوة، باب مسألة القوي المكتسب، ح: ٢٥٩٩ من حديث هشام بن عروة به.

١٦٣٤- حَدَّثَنا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الأَنْبَارِيُّ الخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ رَيْحَانَ بنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

۱۶۳۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے اور نہ کسی طاقت ور صحیح سالم کے لیے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبراهِيمَ كَمَا قَالَ إِبراهِيمُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قالَ: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَالْأَحَادِيثُ الأُخَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ» وَبَعْضُهَا: «لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ» وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ: إِنَّهُ لَقِيَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سفیان نے سعد بن ابراہیم سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ ابراہیم (بن سعد) نے۔ اور شعبہ نے سعد سے یہ لفظ روایت کیے ہیں: [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] یعنی سَوِيٍّ کی جگہ قَوِيٍّ کہا' جبکہ نبی ﷺ سے بعض دیگر احادیث میں [لِذِي مِرَّةٍ قَوِيٍّ] اور بعض میں [لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ] آیا ہے۔ عطاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ملا تو ان کے لفظ تھے: [إِنَّ الصَّدَقَةَ لَاتَحِلُّ لِقَوِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ]

فائدہ: [قوی] سے مراد جسمانی طاقت۔ [مِرّۃ] سے مراد کمانے کی طاقت اور [سویّ] سے مراد صحیح الاعضاء ہونا ہے۔ اور ایسے افراد کو بغیر شرعی استحقاق کے سوال کرنا حرام اور بغیر شرعی جواز کے صدقہ دینا ناجائز ہے۔

(المعجم ٢٥) - باب مَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُ الصَّدَقَةِ وهُوَ غَنِيٌّ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۵- ان لوگوں کا بیان جنہیں غنی ہوتے ہوئے بھی صدقہ لینا جائز ہے۔

١٦٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بنِ

۱۶۳۵- جناب عطاء بن یسار رحمہ اللہ (تابعی) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ صورتوں

١٦٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء من لا تحل له الصدقة، ح: ٦٥٢ من حديث سعد بن إبراهيم به، وقال: "حسن".

١٦٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٥ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ (يحيٰ): ١/ ٢٦٨، ورواه الحاكم: ١/ ٤٠٨.

يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ بِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى المِسْكِينِ فَأَهْدَاهَا المِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ».

کے علاوہ کسی غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔① جو اللہ کی راہ میں غازی اور مجاہد ہو۔② یا صدقات کا تحصیلدار (وصول کرنے والا) ہو۔③ یا چٹی بھرنے والا ہو۔④ یا جو اپنے مال سے صدقہ کی چیز خرید لے۔⑤ یا وہ آدمی کہ کوئی مسکین اس کا ہمسایہ ہو، اس مسکین کو صدقہ دیا گیا تو اس نے اس میں سے غنی کو ہدیہ دے دیا ہو۔“

فائدہ: [غَارِم] کے معنی عام طور پر مقروض کے کیے جاتے ہیں، لیکن مطلقاً اس کا ترجمہ ”مقروض“ کرنا صحیح نہیں ہے۔ بعض جگہ یہ مقروض کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن یہاں اس کے معنی چٹی بھرنے والے کے ہیں۔ یعنی کوئی مال دار شخص فتنہ و شر کے خاتمے اور دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ختم کرانے کے لیے ایک فریق کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمے داری اٹھالے، اور پھر وہ رقم اسی کو ادا کرنی پڑ جائے، تو ایسے صاحب حیثیت شخص کو یہ چٹی (تاوان) والی رقم زکوٰۃ کے مال سے ادا کرنی جائز ہے۔ باقی رہا مسئلہ مقروض کا کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ تو اس کی توضیح یہ ہے کہ صلح کرانے والے نے اگر قرض لے کر دوسرے فریق کو رقم دی ہے تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے، تو یہ مقروض (صاحب حیثیت ہونے کے باوجود) اس غارم کی تعریف میں آتا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ اس کے علاوہ ایک وہ مقروض ہے جو اپنی ذاتی ضروریات کے لیے قرض لیتا ہے، لیکن تنگ دستی کی وجہ سے وہ قرض ادا نہیں کر سکتا، تو اس حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے، تاہم ایسا شخص فقراء میں شمار ہوگا اور مستحق زکوٰۃ ہوگا، زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرض ادا کرنا صحیح ہوگا۔

١٦٣٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

١٦٣٦- جناب عطاء بن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن عیینہ نے زید سے اسی طرح روایت کیا جیسے کہ مالک نے کہا۔ اور ثوری نے زید سے روایت کرتے ہوئے کہا:

١٦٣٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكوٰة، باب من تحل له الصدقة، ح: ١٨٤١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٧١٥١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٤.

[حَدَّثَنِي الثَّبْتُ عن النبی ﷺ] یعنی ایک با اعتماد آدمی نے میرے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی۔

١٦٣٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عِمْرَانَ البَارِقِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رسولُ الله ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا فِي سَبِيلِ اللهِ أَوِ ابنِ السَّبِيلِ أو جَارٍ فَقِيرٍ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ فَيُهْدِي لَكَ أو يَدْعُوكَ».

١٦٣٧- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ کسی غنی کے لیے حلال نہیں ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں (مجاہد) ہو یا مسافر ہو یا کسی فقیر ہمسائے کو صدقہ دیا گیا تو وہ فقیر تمہیں ہدیہ دے دے یا آپ کی دعوت کر دے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ فِرَاسٌ وَابنُ أَبي لَيْلَى عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبي سَعِيدٍ عَنِ النَّبيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو فراس اور ابن ابی لیلیٰ نے عطیہ سے‘ انہوں نے ابو سعید سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَمْ يُعْطَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنَ الزَّكَاةِ؟ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦- ایک آدمی کو زکوۃ سے کس قدر دیا جائے؟

١٦٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ مُحمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ وَزَعَمَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ سَهْلُ بنُ أَبِي حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ وَدَاهُ بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ يَعْنِي دِيَةَ الأَنْصَارِيِّ الَّذِي قُتِلَ بِخَيْبَرَ.

١٦٣٨- حضرت سہل بن ابی حثمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے ان کو صدقہ کے اونٹوں سے دیت ادا کی تھی۔ یعنی اس انصاری کی دیت جو خیبر میں قتل کر دیا گیا تھا۔

١٦٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٦٨ من حديث سفيان الثوري، وأحمد: ٣/ ٣١ من حديث عطية العوفي به، وانظر، ح: ٤٥٢.

١٦٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٤٥٢٣.

فائدہ: اس کی تفصیل آگے [باب القسامة] میں آئے گی کہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ خیبر میں قتل کر دیے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دیت ادا فرمائی تھی۔ اس سے استدلال یہ ہے کہ امیر یا صاحب صدقہ کو رخصت ہے کہ مستحقین کو صدقہ کے مال سے اتنا دے سکتے ہیں کہ حقدار کا حق پورا ادا ہو جائے اور محتاج غنی ہو جائے۔

(المعجم . . .) - **باب مَا تَجُوزُ فِيهِ الْمَسْأَلَةُ** (التحفة ٢٧)

باب:...... کس صورت میں سوال کرنا جائز ہے؟

١٦٣٩- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ زَيْدِ بنِ عُقْبَةَ الْفَزَارِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «المَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلٰى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ. إلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ في أمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا».

١٦٣٩- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”سوال کرنا اپنے آپ کو نوچنا ہے' اس سے انسان اپنا چہرہ چھیلتا اور نوچتا ہے۔ چنانچہ جو چاہے اپنے چہرے کی آبرو باقی رکھے اور جو چاہے ضائع کر دے' تاہم اگر کوئی حکمران سے سوال کرے یا بہت ہی لاچار ہو جائے' تو کوئی مضائقہ نہیں۔“

١٦٤٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ هَارُونَ بنِ رِبَابٍ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بنُ نُعَيْمٍ العَدَوِيُّ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «أَقِمْ يَاقَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِينَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا»، ثُمَّ قال: «يَاقَبِيصَةُ! إنَّ المَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ المَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ

١٦٤٠- حضرت قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں کسی کا ضامن بن گیا۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”قبیصہ! ٹھہرے رہو حتی کہ ہمارے پاس کوئی صدقہ آ جائے تو ہم اس میں سے تمہیں دینے کا حکم دیں۔“ پھر فرمایا: ”اے قبیصہ! سوال کرنا حلال نہیں' سوائے تین میں سے ایک کے: کسی نے کوئی ضمانت لی ہو تو اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتی کہ اپنی ضرورت پوری کر لے' پھر رک جائے۔ دوسرا وہ آدمی کہ اس پر کوئی ایسی آفت یا مصیبت آ پڑی جس نے اس کا مال تباہ کر دیا تو ایسے شخص

١٦٣٩ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزكوة، باب مسألة الرجل ذا سلطان، ح: ٢٦٠٠ من حديث شعبة به، والترمذي، ح: ٦٨١ وقال "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٨٤٢، ٨٤٣.

١٦٤٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوة، باب من تحل له المسألة، ح: ١٠٤٤ من حديث حماد بن زيد به.

فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ» أو قالَ: «سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ: قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا الفَاقَةُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ فَسَأَلَ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ - أو سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ - ثُمَّ يُمْسِكُ، وَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَاقَبِيصَةُ! سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا».

کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتی کہ گزارے کے لائق اپنی ضروریات حاصل کر لے۔ اور تیسرا وہ آدمی جسے انتہائی احتیاج نے آلیا ہو حتی کہ اس کی قوم کے تین عقل مند افراد کہہ دیں کہ فلاں از حد لاچار ہو گیا ہے تو اسے بھی سوال کرنا حلال ہے حتی کہ گزران حاصل کر لے اور پھر رک جائے۔ ان صورتوں کے علاوہ سوال کرنا اے قبیصہ! حرام ہے' مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔''

فوائد و توضیح: اس حدیث میں صرف تین قسم کے آدمیوں کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور انہیں صدقہ لینا حلال ہے۔ ان میں سے ایک غنی اور دو فقیر ہیں۔ پھر فقیر ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک ظاہری اور دوسری مخفی۔ غنی انسان اس وقت مانگ سکتا ہے جب وہ کسی کا ضامن بن جائے اور اس کی توضیح یہ ہے کہ کسی قوم میں یا بعض افراد میں کوئی جان یا مال کی بنا پر عداوت پیدا ہو جائے اور ان کی صلح نہ ہو رہی ہو' بلکہ مزید حالات بگڑنے اور پھوٹ پڑنے کا اندیشہ ہو تو کوئی بھلا انسان ان میں صلح کی پیش کش کر دے اور قرض یا دیت وغیرہ کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تاکہ ان مسلمانوں کی آپس میں صلح ہو جائے اور پھوٹ نہ پڑے تو ایسے غنی کو دوسرے لوگوں سے تعاون لینے اور سوال کرنے کی اجازت ہے اور عام لوگوں کو بھی چاہیے کہ صدقات سے اس کے ساتھ تعاون کریں۔ (یہ وہی صورت ہے جو حدیث: ۱۶۳۵ کے فائدے میں 'غارِم' کی تشریح کرتے ہوئے بیان کی گئی ہے۔)

دوسری قسم کا وہ آدمی جس کا مال کسی عام ظاہری آفت سے مثلاً سیلاب آ جانے سے' آگ لگ جانے سے' سمندر میں غرق ہو جانے سے یا زلزلے وغیرہ سے ہلاک ہو جائے اور عام لوگوں کے علم میں ہو تو ایسے شخص سے دلیل اور گواہ طلب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے ویسے ہی تعاون دیا جائے اور اس پر صدقات خرچ ہو سکتے ہیں۔

تیسری قسم کا وہ شخص ہے جو بظاہر مالدار اور غنی ہونے کی شہرت رکھتا ہو مگر اندر خانے کسی خسارے' گھاٹے' چوری' دھوکہ اور خیانت ہو جانے کا اس طرح شکار ہو جائے کہ فاقوں تک نوبت آ گئی ہو تو ایسے شخص کے لیے اس کی قوم کے تین سمجھدار افراد گواہی دیں تو اسے سوال کرنا جائز ہے اور اس سے تعاون کرنا ضروری ہے اور اس کو صدقات دینے بھی جائز ہیں حتی کہ وہ گزران حاصل کر لے۔ علاوہ ازیں سوال کرنا حرام اور صدقہ دینا ناجائز ہے۔

تعمیر مساجد' دینی مدارس' جہاد اور دیگر رفاہی کام جو مسلمان معاشرے کی اہم ملی ضرورت ہیں اور حکومت ان کی ذمہ داری نہیں اٹھاتی یا بہت کم تعاون کرتی ہے تو کوئی ایک یا زیادہ افراد باوجود غنی ہونے کے لوگوں سے تعاون حاصل

کرکے یہ لوازمات معاشرہ کو مہیا کریں تو ان کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ مذکورہ امور کے لیے لوگوں سے سوال کریں اور دوسروں پر بھی لازم ہے کہ ایسے امور میں ان سے تعاون کریں بشرطیکہ یہ لوگ اپنا با اعتماد ہونا ثابت رکھیں۔

١٦٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الأَخْضَرِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ: «أَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟» قال: بَلَى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ ونَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيهِ مِنَ المَاءِ. قال: «ائْتِنِي بِهِمَا». قَالَ: فَأَتَاهُ بِهِمَا. فَأَخَذَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ وقال: «مَنْ يَشْتَرِي هٰذَيْنِ؟» قال رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قال: «مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ» مَرَّتَيْنِ أو ثَلَاثًا. قال رَجُلٌ: «أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ» فَأَعْطَاهُمَا إِيَّاهُ وَأَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فأَعطَاهُمَا الأَنْصَارِيَّ وقال: «اشْتَرِ بِأَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ إِلَى أَهْلِكَ وَاشْتَرِ بالآخَرِ قَدُومًا فَأْتِنِي بِهِ»، فَأَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ عُودًا بِيَدِهِ ثُم قَالَ لَهُ: «اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ وَلَا أَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا». فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَحْتَطِبُ وَيَبِيعُ فَجَاءَ وَقَدْ أَصَابَ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرَى بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا

۱۶۴۱- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نبی ﷺ کی خدمت میں آیا وہ کچھ مانگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟“ کہنے لگا: کیوں نہیں' ایک کملی سی ہے' اس کا ایک حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور کچھ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے پانی پیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دونوں میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”کون یہ چیزیں خریدتا ہے؟“ ایک شخص نے کہا: میں انہیں ایک درہم میں لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ ایک (اور) شخص نے کہا: میں ان کے دو درہم دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے لیے اور وہ دونوں اس انصاری کو دے دیے اور اس سے فرمایا: ”ایک درہم کا طعام خریدو اور اپنے گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔“ چنانچہ وہ لے آیا تو آپ نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور فرمایا: ”جاؤ! لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔“ چنانچہ وہ شخص چلا گیا' لکڑیاں کاٹتا اور فروخت کرتا رہا۔ پھر آیا اور اسے دس درہم ملے تھے۔ کچھ کا اس نے کپڑا خریدا

١٦٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب البيع فيمن يزيد، ح:٤٥١٢، وابن ماجه، ح:٢١٩٨ من حديث عيسى بن يونس به، وحسنه الترمذي، ح:١٢١٨ * أبوبكر الحنفي: "حسن الحديث" ولم يصح قول البخاري فيه "لا يصح حديثه".

طَعَامًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَجِيءَ الْمَسْأَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: لِذِي فَقْرٍ مُدْقِعٍ أَوْ لِذِي غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ لِذِي دَمٍ مُوجِعٍ».

اور کچھ سے کھانے پینے کی چیزیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس سے بہتر ہے کہ مانگنے سے تیرے چہرے پر قیامت کے دن داغ ہوں۔ بلاشبہ مانگنا روا نہیں ہے سوائے تین آدمیوں کے: از حد فقیر محتاج خاک نشین کے' یا بے چینی میں مبتلا قرض دار کے' یا دیت میں پڑے خون والے کے (جس پر خون کی دیت لازم ہو۔'')

فوائد و مسائل: ① حکومت اسلامیہ اور رفاہی تنظیموں کو چاہیے کہ ایسے پروگرام پیش کریں جن سے لوگ ہنر مند بنیں اور برسر روزگار ہوں۔ ② علماء کو چاہیے کہ محنت مزدوری کی فضیلت واضح کریں اور مانگنے کی ذلت اور رسوائی بتائیں۔ ③ پڑھے لکھے جوانوں کا ہر حال میں حکومت سے (White-Collar Job) اعلیٰ ملازمتوں پر اصرار کسی طرح روا نہیں۔ ④ باوقار محنت مزدوری میں کوئی عیب نہیں۔ ⑤ مربی حضرات کو بلند نگاہ اور دور اندیش ہونا چاہیے' اللہ نے افراد کی طبیعتیں مختلف بنائی ہیں۔ بعض کے لیے محنت مزدوری اور غنا لازمی ہوتا ہے اور بعض قناعت پر راضی اور مطمئن ہوتے ہیں' لہٰذا ہر ایک سے بہتر کام لیا جائے۔ مثلاً طلب علوم شرعیہ اور اس کی دعوت و اشاعت وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسب و محنت کی تلقین نہیں فرمائی تھی بخلاف اس شخص کے جو سوال کرنے آیا تھا۔ ⑥ نیلامی کی بیع جائز ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٧- مانگنے اور سوال کرنے کی برائی

١٦٤٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ: حَدَّثَنِي الْحَبِيبُ الْأَمِينُ - أَمَّا هُوَ إِلَيَّ فَحَبِيبٌ وَأَمَّا هُوَ عِنْدِي فَأَمِينٌ - عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ تِسْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ

١٦٤٢- جناب ابو مسلم خولانی سے مروی ہے کہ مجھے ایک حبیب (پیارے) اور امین شخص نے حدیث بیان کی۔ وہ میرے محبوب اور میرے نزدیک امین ہیں (یعنی) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سات یا آٹھ یا نو افراد تھے' تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟'' حالانکہ ابھی ہم تازہ تازہ بیعت کر چکے تھے۔ ہم نے کہا: ہم بیعت کر چکے ہیں' مگر آپ نے

١٦٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب كراهة المسألة للناس، ح: ١٠٤٣ من حديث سعيد بن عبدالعزيز به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ؟» - وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ - قُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا وَبَسَطْنَا أَيْدِينَا فَبَايَعْنَا. فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَعَلَى مَا نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَتُصَلُّوا الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتَسْمَعُوا وَتُطِيعُوا»، وأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيفَةً قَالَ: «ولَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا». قَال: فَلَقَدْ كَانَ بَعْضُ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُهُ فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا أَنْ يُنَاوِلَهُ إِيَّاهُ.

اپنی بات تین بار دہرائی۔ تو ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دیے اور آپ سے بیعت کی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (اس سے پہلے) آپ سے بیعت کر چکے ہیں تو اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا: ”(اس بات پر کہ) اللہ ہی کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرو گے' پانچوں نمازیں ادا کرو گے اور (احکام شریعت اور حکام کی بات) سنو گے اور مانو گے۔“ اور ایک بات آہستہ سے فرمائی: ”لوگوں سے کچھ نہیں مانگو گے۔“ بیان کیا کہ پھر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر کسی کی کوئی چھڑی بھی گر جاتی تو وہ کسی اور کو یہ نہ کہتا تھا کہ یہ اٹھا کر مجھے دے دو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ هِشَامٍ لَمْ يَرْوِهِ إِلا سَعِيدٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہشام کی حدیث کو سعید کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① بھیک مانگنا اور اس کو اپنی عادت بنا لینا عزت' وقار' اخلاق اور شرع ہر اعتبار سے بہت بری عادت ہے۔ عام ضرورت کی اشیاء میں بھی مانگ کر گزارا کرنا بہت بری اخلاقی گراوٹ کی علامت ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا پاسِ عہد بے مثل اور زرّیں کلمات سے لکھنے کے قابل ہے۔ ③ ”بیعت“ اس عہد معاہدے کو کہتے ہیں جو دو افراد میں طے پا جاتا ہے۔ اسلام میں ایک بیعت اسلام ہے' دوسری بیعت جہاد اور تیسری بیعتِ اِستِرشاد و توبہ ہے۔ خیر القرون میں پہلی دو بیعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ خلفائے راشدین اور ان کے بعد ایک زمانے تک صرف یہی بیعتیں جاری رہی ہیں۔ تیسری صرف رسول اللہ ﷺ ہی سے خاص سمجھی گئی ہے' مگر بعض صالحین اس تیسری بیعت کے قائل و فاعل ہیں جس کی شرعی اہمیت محل نظر ہے اور اہل بدعت نے جو اس میں غلو کیا ہے...... اللہ کی پناہ...... وہ سراسر بدعت ہے۔ اور ”تصور شیخ“ وغیرہ کی جو اپچ نکالی گئی ہے' صریح شرک ہے۔ ④ حکام وقت کے خلاف خروج کرنا گناہ ہے خواہ وہ کیسا ہی ظلم کیوں نہ کریں الّا یہ کہ [كفر بواح] ”صریح کفر“ کا ارتکاب کریں۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے حاکم و محکوم کے حقوق و فرائض اور روابط کا موضوع دیکھا جائے۔

١٦٤٣- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ:

۱۶۴۳- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ

١٦٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٦ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٢، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ أَبِي العَالِيَةِ عَنْ ثَوْبَانَ - قَالَ وَكَانَ ثَوْبَانُ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ تَكَفَّلَ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكَفَّلَ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟» فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا .

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (غلام اور خادم) تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دوں؟'' تو حضرت ثوبان نے کہا: میں' چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہ مانگا کرتے تھے۔

فائدہ: ''لوگوں سے نہ مانگنا'' اپنے وسیع تر معانی میں ''غیر اللہ سے نہ مانگنے'' کو بھی شامل ہے۔ جو عین توحید ہے اور داخلۂ جنت کی ضمانت بھی۔ ادھر ہمارا معاشرہ ہے کہ غیر اللہ سے مانگنے کے لیے جگہ جگہ شرک کے دربار لگے ہیں...... جہاں سادہ لوح لوگوں کے ایمان کی پونجی داؤ پر لگتی ہے...... العیاذ باللہ...... اور پیشہ ور سوالیوں کو اپنے اس عمل کی برائی اور انجام بد کی خبر ہی نہیں [لاحول ولا قوة الا باللّٰه]

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الاِسْتِعْفَافِ (التحفة ٢٩)

باب: ٢٨-سوال سے بچنے کی فضیلت

١٦٤٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ، وَمَن يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ».

١٦٤٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے ان کو عنایت فرمایا۔ انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے اور دیا حتی کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا' جب سب ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جو مال بھی ہو گا وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو سوال سے بچے گا اللہ اسے بچائے گا' جو غنا اختیار کرے گا اللہ اس کو غنی بنا دے گا۔ اور جو کوئی صبر کرے گا' اللہ اسے صابر بنا دے گا۔ اور صبر سے بڑھ کر کوئی ایسی نعمت وسیع نہیں ہے جو اللہ نے کسی کو دی ہو۔''

فائدہ: نیت اور عزم صادق کی برکات میں سے یہ ہے کہ اللہ عزوجل اسے بار آور کر دیتا ہے بشرطیکہ انسان

١٦٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح: ١٤٦٩، ومسلم، الزكوة، باب فضل التعفف والصبر والقناعة . . . الخ، ح: ١٠٥٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٧ .

شریعت کی راہ اختیار کرے۔ اس حدیث میں سوال کرنے کی ذلت سے بچنے کو ''عفت'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ لفظ اپنے معانی کے اعتبار سے بہت وسیع ہے۔ نکاح کے معاملے میں پاک دامن رہنے کو بھی ''عفت'' اور اس سے موصوف کو ''عفیف'' کہتے ہیں۔ یعنی اگر وسائل نکاح موجود نہ ہوں اور انسان عفیف رہنے کے لیے پرعزم ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ''عفیف'' بنا دے گا جو کہ غنا اور صبر کے معانی کو بھی مستلزم ہے۔ اور چاہیے کہ انسان اپنی ضروریات کو مختصر سے مختصر رکھنے کی کوشش کرے۔

١٦٤٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ دَاوُدَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ المُبَارَكِ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - عن بَشِيرِ بنِ سَلْمَانَ، عَن سَيَّارٍ أبِي حَمْزَةَ، عَنْ طَارِقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ، فَأنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللهِ أوْشَكَ اللهُ لَهُ بالْغِنٰى إمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أو غِنًى عَاجِلٍ».

١٦٤٥- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے انتہائی شدید حاجت آ پڑے اور اس نے اسے لوگوں پر پیش کر دیا تو اس کی وہ حاجت دور نہ ہوگی۔ اور جس نے اسے اللہ پر پیش کیا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے بے پروا کر دے گا۔ یا تو جلد ہی موت آ جائے گی (اور دنیا کے بکھیڑوں سے جان چھوٹ جائے گی) یا جلد ہی غنی ہو جائے گا۔ (اور کسی کی احتیاج نہ رہے گی۔'')

فائدہ: مومن کو اپنی ضروریات اور مشکلات اسی ذات کے سامنے پیش کرنی چاہییں جو کسی کی محتاج نہیں اور ہر اعتبار سے الغنی اور المُغنی ہے۔ لوگ کہاں تک کسی کی دستگیری کر سکتے ہیں' آج ایک حاجت ہے تو کل دوسری سامنے ہے' اس لیے ہمیشہ صرف اللہ ہی سے سوال کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں زندگی کے ادنیٰ و اعلیٰ تمام امور سے متعلق دعائیں موجود ہیں۔ ان کو اپنا حرزِ جان اور وردِ ایام بنا لینا چاہیے۔ عزیمت یہی ہے کہ انسان کسی سے کچھ نہ مانگے جیسے کہ تعلیمِ رسول ﷺ اور سیرتِ صحابہ کا اوپر ذکر آیا ہے۔ تاہم دنیا دارالاسباب ہے' عام ضروریات کا لوگوں سے طلب کر لینا مباح ہے اور جو امور ظاہری اسباب سے بالا ہیں ان کا سوال صرف اللہ ہی سے کرنا چاہیے' ان کا غیر اللہ سے سوال کرنا شرک ہے۔

١٦٤٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

١٦٤٦- ابن الفراسی سے روایت ہے کہ فراسی رضی اللہ عنہ

١٦٤٥ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الهم في الدنيا وحبها، ح: ٢٣٢٦ من حديث بشير بن سلمان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٤٠٨، ووافقه الذهبي.

١٦٤٦ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الزكوة، سؤال الصالحين، ح: ٢٥٨٨ عن قتيبة به ✻ مسلم بن مخشي وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بنِ مَخْشِيٍّ عَنِ ابنِ الفِرَاسِيِّ أَنَّ الفِرَاسِيَّ قال لِرَسُولِ الله ﷺ: أَسْأَلُ يَارَسُولَ الله ﷺ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَسَلِ الصَّالِحِينَ».

نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سوال کر لیا کروں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں' اگر ضرور ہی مانگنا ہو تو صالح اور نیک بندوں سے سوال کر لیا کرو۔"

فائدہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم اس اعتبار سے معناً صحیح ہے کہ دنیا میں اسباب ظاہری کی حد تک انسانوں کو ایک دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پیش آتی ہی رہتی ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ جب بھی ایسی ضرورت پیش آئے' تو اس کا اظہار نیک لوگوں سے کیا کرو۔ کیونکہ صالح افراد کسی بھی ضرورت مند مسلمان کی خیر خواہی اور امکانی حد تک تعاون سے بخیل نہیں ہوتے، ان کی آمدنی حلال اور ان کے تعاون دینے میں احسان دھرنے والی بات نہیں ہوتی۔ اس حدیث کا فوت شدہ افراد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ سوال صرف ان صالح بزرگوں سے ہو سکتا ہے جو حیات اور زندہ ہوں' جو تحت الاسباب امور میں مدد کر سکتے ہیں۔ مثلاً عام تعاون' قرض' سفارش اور دعا کرنا وغیرہ...... اور ایسے صالحین جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں ان سے مدد مانگنا اور دعا کرنا حرام اور شرک ہے کیونکہ ان سے مدد مانگنا ماوراء الاسباب ہے مثلاً شفا کے لیے' روزی کے لیے' اولاد کے لیے' نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچانے وغیرہ کے لیے مدد مانگنا۔ قرآن کریم اور صحیح احادیث اس موضوع سے بھرے پڑے ہیں۔

١٦٤٧- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ للهِ وَأَجْرِي عَلَى اللهِ، قال خُذْ مَا أُعْطِيتَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ

١٦٤٧- حضرت ابن ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے صدقات کا تحصیلدار بنا کر بھیجا۔ جب میں اس کام سے فارغ ہو کر آیا اور جمع ہونے والے صدقات ان کو پیش کیے تو انہوں نے میرے بارے میں حکم دیا کہ اسے اس کا حق الخدمت دیا جائے۔ میں نے کہا (نہیں) میں نے یہ کام اللہ کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ پر ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو تمہیں دیا جا رہا ہے وہ لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے

١٦٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥ من حديث ليث بن سعد به، أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ٧١٦٣ من طريق آخر عن ابن الساعدي به.

فَعَمَّلَنِي فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَهُ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

زمانے میں (اسی قسم کا) کام کیا تھا' تو آپ نے مجھے اس کا حق الخدمت دیا تھا۔ میں نے بھی تمہاری طرح کا جواب دیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''جب تمہیں کوئی چیز بن مانگے دی جائے تو (لے لو اور کھاؤ اور صدقہ کرو۔''

١٦٤٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ مِنْهَا والمَسْأَلَةَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَاليَدُ العُلْيَا المُنْفِقَةُ والسُّفْلَى السَّائِلَةُ».

١٦٤٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برسر منبر فرمایا جبکہ آپ صدقہ اور اس سے بچنے (کی فضیلت) اور سوال کرنے (کی مذمت) بیان کر رہے تھے' فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ' نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہوتا ہے اور نیچے والا ہاتھ سوالی۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتُلِفَ عَلَى أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ. قَالَ عَبْدُ الوَارِثِ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُتَعَفِّفَةُ» وَقَالَ أَكْثَرُهُمْ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ: «الْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُنْفِقَةُ» وَقَالَ وَاحِدٌ عن حَمَّادٍ: «الْمُتَعَفِّفَةُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ایوب پر' جو نافع سے روایت کرتے ہیں' اختلاف کیا گیا ہے۔ عبدالوارث نے کہا: اوپر والے ہاتھ سے مراد ''المتعففة'' ہے یعنی جو سوال نہ کرے۔ جبکہ بواسطہ حماد بن زید' ایوب سے روایت کرنے والے اکثر حضرات اوپر والے ہاتھ سے مراد ''المنفقة'' یعنی خرچ کرنے والا بیان کرتے ہیں۔ حماد سے صرف ایک راوی (مسدد بن مسرہد) نے المتعففة ذکر کیا ہے۔

فائدہ: ''نیچے والے ہاتھ'' کو اعلیٰ اور افضل قرار دینا بعض صوفیاء کی خودساختہ بات ہے۔ بقول ان کے اس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ غنی پر اپنے مال کا حق (صدقہ) دینا واجب ہوتا ہے اور جب تک وہ دے نہ چکے اور کوئی لے نہ لے وہ اپنے اس حق لازم سے بری نہیں ہو سکتا' چونکہ لینے والا اس کا مال لے کر گویا احسان کرتا اور اسے اس کے حق

١٦٤٨_ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنىً، ح:١٤٢٩ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى . . . الخ، ح:١٠٣٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٨ قوله: المتعففة شاذ.

واجب سے بری کرتا ہے اس لیے وہ افضل ہوا مگر بقول علامہ ابن قیم رحمہ اللہ یہ بات فطرت‘ عرف اور شرع سب لحاظ سے باطل ہے۔ (ا) خود رسول اللہ ﷺ نے دینے والے ہاتھ کو افضل فرمایا ہے جو اس رائے کے باطل ہونے کی صریح دلیل ہے۔ (ب) آپ نے اسے نیچے والے ہاتھ کے بالمقابل خیر اور افضل فرمایا ہے اور بلاشبہ ”دینا“ افضل ہے نہ کہ ”لینا“۔ (ج) عُرف و معنی کے اعتبار سے بھی دینے والے کا ہاتھ سائل کے مقابلے میں افضل ہوا کرتا ہے۔ (د) ”عطا“ ایک صفت مدح ہے جو انسان کے غنا‘ کرم اور احسان کی دلیل ہے اس کے بالمقابل ”لینا“ ایک صفت نقص و عیب ہے جو فقر و حاجت مندی کا مظہر ہوتی ہے‘ لہٰذا ان لوگوں کا یہ معنی کہ ”لینے والا ہاتھ افضل ہوتا ہے۔“ کسی طرح بھی معقول نہیں ہے۔

١٦٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ مَالِكِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الأَيْدِي ثَلَاثَةٌ: فَيَدُ اللهِ الْعُلْيَا، وَيَدُ الْمُعْطِي الَّتِي تَلِيهَا، وَيَدُ السَّائِلِ السُّفْلَى، فَأَعْطِ الفَضْلَ، وَلَا تَعْجَزْ عَنْ نَفْسِكَ».

١٦٤٩- حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاتھ تین طرح کے ہیں: ایک ہاتھ اللہ کا ہے جو سب سے اوپر ہے۔ دوسرا دینے والے کا ہے جو اس کے بعد ہے اور سائل کا ہاتھ سب سے نیچے ہے‘ لہٰذا جو زائد ہو وہ دے دو۔ اور اپنے نفس کے سامنے عاجز مت بنو (اس کا کہا مت مانو۔)“

(المعجم ٢٩) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ (التحفة ٣٠)

باب:٢٩- بنی ہاشم کو صدقہ لینا دینا کیسا ہے؟

١٦٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى الصَّدَقَةِ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَقَالَ لِأَبِي

١٦٥٠- ابن ابی رافع حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بنی مخزوم کے ایک شخص کو صدقات کے لیے مقرر کیا‘ اس نے ابورافع سے کہا: میرے ساتھ چلو‘ تمہیں بھی اس سے حصہ ملے گا۔

١٦٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٩٨ من حديث عبيدة بن حميد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤٧٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٠، وابن حبان، ح: ٨٠٩، والحاكم: ١/ ٤٠٨، ووافقه الذهبي.

١٦٥٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الزكوٰة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح: ٦٥٧، والنسائي، ح: ٢٦١٣ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٤٤، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٣٢٨٢، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٦٧٦١، ومسلم، ح: ١٠٦٩ وغيرهما.

رَافِعٍ: اصْحَبْنِي فإِنَّكَ تُصِيبُ مِنْهَا، قال حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فأَسْأَلَهُ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: «مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَإِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ».

اس نے کہا: پہلے میں نبی ﷺ کے پاس سے ہو آؤں اور آپ سے پوچھ لوں' چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''قوم کا مولیٰ (آزاد شدہ غلام) انہی میں سے ہوتا ہے اور ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے صدقات حلال نہیں ہیں اور اس میں بنو ہاشم اور بنو مطلب آتے ہیں۔ آپ نے اپنے موالی کو بھی اسی حکم میں شامل فرمایا ہے حتی کہ انہیں ایسی ملازمت کی بھی اجازت نہیں دی جس میں صدقہ کا مال ملتا ہو خواہ بالواسطہ ہی سہی۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حلال و حرام کے معاملے میں از حد حساس تھے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت لیے بغیر صدقات کے لیے عامل بننا پسند نہیں کیا۔

١٦٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ، المعنى، قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمُرُّ بالتَّمْرَةِ العَائِرَةِ، فَمَا يَمْنَعُهُ مِنْ أَخْذِهَا إِلَّا مَخَافَةَ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً.

١٦٥١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کسی گری پڑی کھجور کے پاس سے گزرتے تو اس کو اُٹھا لینے سے صرف اس لیے گریز کرتے کہ کہیں صدقے کی نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① اصل ورع و تقویٰ یہی ہے کہ جب تک کوئی بات واضح اور حق نہ ہو اس پر اقدام کرنے سے گریز کیا جائے۔ بالخصوص مشکوک رزق سے بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ② کھجور یا اسی طرح کی کوئی عام سی چیز گری پڑی ملے تو اسے اُٹھایا اور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے لُقطَہ والا حکم نہیں ہے کہ پہلے اعلان کیا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ ہاں اگر قیمتی چیز ہو تو اعلان و تشہیر لازم ہے۔

١٦٥٢- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ: «لَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً لأَكَلْتُهَا».

١٦٥٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (کسی راستے میں) ایک کھجور پائی' تو فرمایا: ''اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوگی تو میں اسے کھا لیتا۔''

١٦٥١- **تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث الآتي.

١٦٥٢- **تخريج:** [صحيح] أخرجه مسلم، الزكوة، باب تحريم الزكوة على رسول الله ﷺ وعلى آله . . . الخ، ح: ١٠٧١ من حديث قتادة به، ورواه البخاري، ح: ٢٠٥٥، ومسلم، ح: ١٠٧١ من حديث طلحة بن مصرف عن أنس به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هِشَامٌ عن قَتَادَةَ هٰكَذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اسے ہشام نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① طعام کی اہانت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر اسے اس کیفیت میں پایا جائے تو اُٹھا لینا چاہیے...... اور اسے کھا لینا ہی اس کا صحیح استعمال ہے' مشکوک اشیاء سے پرہیز لازم ہے۔ ② امام ابوداود کے قول سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سے پہلے والی حدیث حماد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فہم ذکر ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام صدقے کے اندیشے سے کوئی کھجور نہ اُٹھاتے تھے مگر ہشام اور خالد بن قیس کی روایت میں نبی ﷺ کا اپنا قول ذکر ہوا ہے۔ ہشام کی حدیث صحیح مسلم میں روایت ہوئی ہے۔ (صحیح مسلم' الزکوٰۃ' حدیث:۱۰۷۱) (عون المعبود)

١٦٥٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي إِبِلٍ أَعْطَاهَا إِيَّاهُ مِنَ الصَّدَقَةِ.

۱۶۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا' ان اونٹوں کے سلسلے میں جو آپ نے انہیں صدقہ سے دیے تھے۔

١٦٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ العَلَاءِ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - هُوَ ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. زَادَ أَبِي: يُبْدِلُهَا لَهُ.

۱۶۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ بالا کی مانند مروی ہے (ابوعبیدہ نے) یہ اضافہ کیا...... کہ میرے والد نے مجھے بھیجا کہ آپ ان اونٹوں کو بدل دیں۔

توضیح: علامہ خطابی کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ صدقہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حرام تھا...... اور حدیث مختصر

١٦٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٣٣٩ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح:٧٦٣/ ١٩٣، وأبي داود، ح:١٣٥٨، وابن خزيمة، ح:١٠٩٣ وغيرهم، وأصل الحديث عند البخاري، ح:١١٧، ١٣٨، ١٨٣، ومسلم بغير هذا السياق * الأعمش وحبيب مدلسان وعنعنا.

١٦٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٧ من حديث الأعمش به، وانظر الحديث السابق * سالم هو ابن أبي الجعد.

روایت ہونے کے باعث اس میں اس سبب کا ذکر نہیں آیا جس کی بنا پر انہیں یہ اونٹ دیے گئے تھے جو شاید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے کچھ اونٹ ادھار لیے تھے اور جب واپس کیے تو وہ حقیقت میں صدقے کے تھے۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس روایت کے دو معنی ہیں... ممکن ہے کہ یہ تحریم صدقہ سے پہلے کی بات ہو اور آلِ رسول ﷺ کے لیے حرمتِ صدقہ بعد میں نازل ہوئی ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ شاید آپ نے حضرت عباس سے اونٹ مساکین کے لیے ادھار لیے تھے جو بعد میں آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے واپس کیے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣٠) - **باب الْفَقِيرِ يُهْدِي لِلْغَنِيِّ مِنَ الصَّدَقَةِ** (التحفة ٣١)

باب: ٣٠- فقیر صدقے کے مال میں سے غنی کو ہدیہ دے تو جائز ہے

١٦٥٥- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ قال: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: شَيْءٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ».

١٦٥٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ کہنے لگے: بریرہ کو صدقہ دیا گیا تھا (یہ اسی میں سے ہے۔) آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

فوائد و مسائل: ① صدقہ اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ انسان کے فقر و مجبوری کے پیش نظر اللہ کی رضا اور آخرت کے ثواب کے لیے دیا جاتا ہے...... جبکہ ہدیہ...... دیے جانے والے کے اکرام اور اس سے قربت کی غرض سے دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے لیے صدقہ حرام ہونے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کی شان کے لائق نہیں تھا کہ آپ پر اللہ کے سوا کسی اور کا احسان باقی رہے‘ اسی لیے آپ نے اپنے اوپر صدقہ حرام قرار دیا تھا جبکہ آپ ہدیہ قبول فرمالیتے اور صاحب ہدیہ کو اس کا بدلہ دے کر اس کے احسان سے بریٔ الذمہ ہو جاتے تھے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقیر و مسکین صدقے کا مالک بن جانے کے بعد اس میں کامل تصرف کا حق رکھتا ہے‘ خواہ ہدیہ دے یا دوسروں کو صدقہ دے‘ جائز ہے۔

(المعجم ٣١) - **باب مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ ثُمَّ وَرِثَهَا** (التحفة ٣٢)

باب: ٣١- کسی نے صدقہ دیا پھر اس کا وارث بن گیا (تو لے لے‘ جائز ہے)

١٦٥٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

١٦٥٦- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک

١٦٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب: إذا تحولت الصدقة، ح: ١٤٩٥، ومسلم، الزكوة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب . . . الخ، ح: ١٠٧٤ من حديث شعبة به.

١٦٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصوم، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٩ من حديث عبدالله بن عطاء به.

يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الله بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَتْ كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ قال: «قد وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي الميرَاثِ».

عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی بطور صدقہ دی تھی جب کہ والدہ اب فوت ہوگئی ہے اور وہ لونڈی اپنے ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا اجر وثواب ثابت ہوگیا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے لوٹ آئی۔“

فوائد ومسائل: ① والدین کی خدمت اولاد پر واجب ہے اور یہ کہ وہ مالی طور پر بھی ان کی کفالت کریں۔ مگر فرضی صدقات ان کو نہیں دیے جاسکتے۔ ② حدیث میں مذکور صورت' صدقہ لوٹا لینے کی معروف صورت نہیں ہے' جو منع ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي حُقُوقِ الْمَالِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۲- مال کے حقوق کا بیان

١٦٥٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الْمَاعُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ عَارِيَةَ الدَّلْوِ وَالْقِدْرِ.

۱۶۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ﴿اَلْمَاعُوْن﴾ سے مراد یہ لیتے تھے کہ کسی کو استعمال کی غرض سے عاریتاً ڈول دے دیا یا ہنڈیا دے دی۔

فوائد ومسائل: ① سورۃ الماعون میں ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ٥ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ٥ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ٥ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ ”ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں' دکھلاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزیں نہیں دیتے۔“ یقیناً عام استعمال کی چیزیں لینا دینا معاشرتی زندگی کا لازمہ ہیں اور صحابۂ کرام اسے مال کا شرعی حق سمجھتے تھے۔ ② کھلے دل سے عام چیزیں عاریتاً دے دینا عمدہ اخلاق ومعاشرت کی دلیل ہے مگر اس میں یہ نہیں کہ کوئی مانگے تانگے ہی سے گزر بسر شروع کردے۔ یہ سوچ اور عمل ازحد پستی کا غماز ہے۔ ہاں کبھی کوئی ضرورت پڑے تو عیب نہیں۔

١٦٥٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۶۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں'

١٦٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٧٠١ عن قتيبة به، وزاد: "كل معروف صدقة".

١٦٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد، ح: ٢/ ٢٦٢، ٣٨٣ من حديث حماد بن سلمة به، ومسلم، الزكٰوة، ◀◀

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أبيهِ عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا جَعَلَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جَبْهَتُهُ وَجَنْبُهُ وَظَهْرُهُ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرٰى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، لَيْسَ فِيهَا عَقْصاءُ وَلا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ، وَمَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ فَيُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا كُلَّمَا مَضَتْ [عَلَيْهِ] أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتّٰى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ، ثُمَّ يَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ»

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی صاحب خزانہ اس کا حق ادا نہ کرتا رہا ہو' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس مال کو اس طرح کر دے گا کہ جہنم کی آگ سے اسے تپایا جائے گا' پھر اس سے اس (کے مالک) کی پیشانی' پہلو اور کمر کو داغا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس روز کہ جس کی طوالت (لمبائی) تمہارے شمار سے پچاس ہزار سال ہے' اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی بکریوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا' تو قیامت کے روز ان بکریوں کو لایا جائے گا' اس سے زیادہ فربہ حالت میں جتنی کہ وہ پہلے تھیں' اور اسے ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا' چنانچہ وہ بکریاں اسے اپنے سینگوں سے مارنا اور اپنے کھروں سے روندنا شروع کریں گی اور ان میں کوئی بھی مڑے ہوئے سینگوں والی یا بے سینگوں کے نہ ہوگی۔ جونہی (ان کا ایک چکر پورا ہو گا اور) آخری بکری گزرے گی پہلے والی کو اس پر لوٹایا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے حساب سے پچاس ہزار سال ہے' اس کے بعد اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ اور جو کوئی اونٹوں والا ان کا حق ادا نہ کرتا رہا تھا' تو قیامت کے روز انہیں لایا جائے گا' اس سے زیادہ فربہ حالت میں' جتنے کہ وہ اس سے پہلے تھے۔ اور مالک کو ایک صاف چٹیل میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور پھر وہ اسے اپنے پیروں سے روندنا شروع کر

◀◀ باب إثم مانع الزكوٰة، ح: ٩٨٧/ ٢٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

دیں گے جونہی (ان کا ایک چکر پورا ہو کر) آخری اونٹ گزرے گا' پہلے والے کو لوٹایا جائے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا' اس دن کہ جس کی طوالت تمہارے شمار میں پچاس ہزار سال ہے' پھر اس کے بعد وہ اپنی راہ دیکھے گا' جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔''

فائدہ: سونے چاندی کی اگر زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو وہ باعث وبال کنز بن جاتا ہے جس کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے:
﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوبُهُمْ وَ ظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ (التوبة: ٣٤، ٣٥) ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں۔ جس دن کہ اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا' پھر اس سے ان کی پیشانیاں' ان کے پہلو اور ان کی کمریں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہی ہے وہ جو تم اپنے لیے سینت سینت کر رکھتے تھے' اب اس کے جوڑنے کا مزا چکھو۔''

١٦٥٩- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن زيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبي صَالِحٍ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ في قِصَّةِ الْإِبِلِ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا قال: «وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا».

١٦٥٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند بیان کیا۔ اور اونٹوں کے بیان میں جو ذکر ہوا کہ ''جو ان کے حق ادا نہ کرتا رہا تھا'' ...... کے بعد کہا ......''اور ان کے حق میں سے یہ ہے کہ جس دن انہیں پانی پلانے کے لیے لائے ان کا دودھ دوہے۔''

فائدہ: پانی پلانے کے دن حاجت مند آ سرا لگائے آ جاتے ہیں کہ اس دن دودھ دوہنے سے ان کو کچھ ملے گا۔ اس دن سے پہلے دوہ لینا بخل اور کنجوسی کی علامت اور فقراء کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے مذموم ہے۔ یعنی پانی پر لانے کے دن دودھ دوہ کر علاقے کے رہنے والے اور دیگر راہی مسافروں کو ہدیہ کرے۔ یہ عمل مستحب و مندوب ہے جیسے کہ درج ذیل روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے واضح کیا ہے۔

١٦٥٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب إثم مانع الزكوٰة، ح: ٩٨٧/ ٢٥ من حديث هشام بن سعد به، ورواه البخاري، ح: ٢٣٧١ من حديث زيد بن أسلم به.

١٦٦٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عن أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ لَهُ يَعْنِي لِأَبِي هُرَيْرَةَ فَما حَقُّ الإِبِلِ؟ قال: تُعْطِي الكَرِيمَةَ، وَتَمْنَحُ الْغَزِيرَةَ، وَتُفْقِرُ الظَّهْرَ، وَتُطْرِقُ الْفَحْلَ، وَتَسْقِي اللَّبَنَ.

١٦٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی (مذکورہ بالا) قصے کی مانند سنا۔ شاگرد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اونٹوں کا کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا: تو بہترین اونٹ دیدے (اللہ کی راہ میں)' زیادہ دودھ دینے والی اونٹنی عطیہ کردے' کوئی سواری عاریتاً دے دے' اور جفتی کے لیے نر دے دے اور لوگوں کو دودھ پلا دے۔

١٦٦١- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: قالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قالَ: قالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا حَقُّ الإِبِلِ؟ فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ: «وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا».

١٦٦١- جناب عُبید بن عمیر رحمہ اللہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا کیا حق ہے؟ تو مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا اور مزید کہا: ''اس کا ڈول عاریتاً دے دینا۔''

فائدہ: ''ڈول عاریتاً'' دینے سے مراد معروف پانی کھینچنے کا برتن ہوسکتا ہے۔ یہ بھی خیر میں تعاون کی ایک صورت ہے۔ اور یہ سب کام مستحب' مندوب اور فضیلت و شرف والے ہیں۔

١٦٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْحاقَ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ واسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ مِنْ

١٦٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کھجوروں کا پھل توڑنے والے سب لوگوں کو حکم دیا تھا کہ جو کوئی دس وسق کھجور کاٹے وہ ایک خوشہ مساکین کے لیے مسجد میں لٹکا دیا کرے۔

١٦٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزكوٰة، باب التغليظ في حبس الزكوٰة، ح: ٢٤٤٤ من حديث قتادة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٢٢، والحاكم: ١/ ٤٠٣، ووافقه الذهبي.

١٦٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب إثم مانع الزكوٰة، ح: ٩٨٨ من حديث ابن جريج به.

١٦٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٩، ٣٦٠ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٩ * محمد بن إسحاق صرح بالسماع.

كُلِّ جَادٍّ عَشَرَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ بِقِنْوٍ يُعَلَّقُ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَسَاكِينِ.

فائدہ: یہ امر ارشاد واستحباب تھا (وجوب کے لیے نہیں۔) عُشر اس کے علاوہ ہوتا تھا جو کہ واجب ہے۔

١٦٦٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْخُزَاعِيُّ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَجَعَلَ يَصْرِفُهَا يَمِينًا وَشِمَالًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ» حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَا حَقَّ لِأَحَدٍ [مِنَّا] فِي الْفَضْلِ.

١٦٦٣- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی پر آیا اور اسے دائیں بائیں گھمانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو۔ اور جس کے پاس کھانے پینے کی کوئی زائد چیز ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔'' (آپ کے اس ارشاد سے) ہم نے یہ سمجھا کہ ہمارے زائد اموال میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اونٹنی والا جو اسے گھما رہا تھا شاید تھک گئی تھی اور چلنے سے عاجز تھی۔ اس شخص نے یہ انداز اختیار کیا تاکہ نبی ﷺ دیکھ لیں اور کوئی دوسری عنایت فرما دیں۔ ② انتہائی ضرورت اور تنگی کے احوال میں زائد مال محتاجوں تک پہنچانا جیسے کہ قحط میں ہوتا ہے' واجب ہے اور عام حالات میں مستحب اور مندوب ہے۔ اسی قسم کے ارشادات کی بنا پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے' جو غنی اور اصحاب وسعت تھے' مال جمع رکھنے پر تکرار کیا کرتے تھے۔

١٦٦٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

١٦٦٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

١٦٦٣- تخريج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب استحباب المواساة بفضول المال، ح:١٧٢٨ من حديث أبي الأشهب به.

١٦٦٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٠٨، ٤٠٩ من حديث يحيى بن يعلى به، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * غيلان بن جامع رواه عن عثمان بن عمير أبي اليقظان عن جعفر بن إياس عن مجاهد عن ابن عباس به، البيهقي: ٤/ ٨٣ * وأبو اليقظان ضعيف مدلس، فالعلة مدمرة.

حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنا أبي: حدثنا غَيْلَانُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ [التوبة: ٣٤] قال: كَبُرَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ عُمَرُ: أَنَا أُفَرِّجُ عَنْكُمْ، فَانْطَلَقُوا فَقَالُوا: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّهُ كَبُرَ عَلَى أَصْحَابِكَ هٰذِهِ الآيَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَمْ يَفْرِضِ الزَّكَاةَ إِلَّا لِيُطَيِّبَ مَا بَقِيَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَإِنَّمَا فَرَضَ الْمَوَارِيثَ لِتَكُونَ لِمَنْ بَعْدَكُمْ» قالَ: فَكَبَّرَ عُمَرُ ثُمَّ قالَ لَهُ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ؛ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ».

جب یہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ نازل ہوئی تو اس سے مسلمانوں کو بہت گرانی ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہاری مشکل دور کرتا ہوں' چنانچہ وہ سب آئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کے اصحاب کو یہ آیت بہت بھاری محسوس ہو رہی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زکوۃ فرض ہی اس لیے کی ہے کہ اس سے تمہارا بقیہ مال پاک ہو جائے۔ اور وراثت اس لیے فرض فرمائی ہے کہ تمہارے بعد والوں کو ملے۔'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: [اللّٰه أکبر] پھر آپ نے اس سے فرمایا: ''کیا میں تجھے خبر نہ دوں کہ وہ کیا بہترین چیز ہے جو انسان خزانہ بناتا ہے؟'' فرمایا: ''وہ نیک صالحہ بیوی ہے' جب اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے' اسے کوئی بات کہے تو مان لے اور جب وہ غائب ہو تو اس (کے گھر' مال اور اپنی عفت) کی حفاظت کرے۔''

(المعجم ٣٣) - باب حَقِّ السَّائِلِ (التحفة ٣٤).

باب:٣٣-سائل کا حق

١٦٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ شُرَحْبِيلَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ أَبِي يَحْيَى عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلسَّائِلِ

١٦٦٥- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سائل کا حق ہے' خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار ہو کر آئے۔''

١٦٦٥- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠١ من حديث سفيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٨، وأورده الضياء المقدسي في المختارة كما في "ذيل القول المسدد" للشيخ محمد صبغة الله المدراسي، ص: ٨٦، ح: ١٠ ❁ يعلى بن أبي يحيى وثقه ابن خزيمة، وابن حبان، وجهله أبوحاتم وغيره، فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد كثيرة، منها مرسل زيد بن أسلم، رواه مالك عنه (الموطأ: ٢/ ٩٩٦، الصدقة، باب: ١).

حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ».

١٦٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ شَيْخٍ - قَالَ: رَأَيْتُ سُفْيَانَ عِنْدَهُ - عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، عن أبيها، عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۱۶۶۶-حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے...... مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا۔

فائدہ: ایک مسلمان جس نے اپنی آبروکوداؤ پر لگاتے ہوئے سوال کرنے کی عار کو قبول کرلیا ہوتو اسے بیک لفظ جھٹلا دینا مناسب نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی اعتبار سے مستحق ہو' مثلاً بہت زیادہ عیال رکھتا ہو یا قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہو یا اپنے وطن سے دور اور مسافر ہو یا کسی کا ضامن ہو' وغیرہ کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے بلاوجہ اس کی تکذیب وتحقیر نہ کی جائے بلکہ جو مناسب ہو' تعاون کر دیا جائے اور نصیحت کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جائے جیسے کہ گزشتہ احادیث (۱۶۲۶تا۱۶۳۴) میں گزرا ہے۔

١٦٦٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ - أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! صَلَّى اللهُ عَلَيكَ! إِنَّ المِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدِي لَهُ شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ فِي يَدِهِ».

۱۶۶۷-حضرت امّ بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ کی آپ پر رحمتیں نازل ہوں' مسکین میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے اور میرے پاس اسے دینے کو کچھ نہیں ہوتا جو میں اسے دوں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تمہیں اسے دینے کو کچھ نہ ملے' اور تمہارے پاس بکری کا جلا ہوا کھر ہی ہوتو وہی اس کے ہاتھ میں دے دو۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دو۔ خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ مگر پیشہ ور عادی سائل کا یہ حکم نہیں۔ پیشہ ور

١٦٦٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

١٦٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء في حق السائل، ح: ٦٦٥، والنسائي، ح: ٢٥٧٥ عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٧٣، وابن حبان، ح: ٨٢٤، والحاكم: ١/ ٤١٧، ووافقه الذهبي.

گداگروں کو دینا' پیشہ' گداگری کی حوصلہ افزائی ہے جو جرم ہے۔ تاہم جس کا پیشہ ور ہونا یقینی نہ ہو تو اس کی حسب استطاعت امداد کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٤) - باب الصَّدَقَةِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٤-زمیوں کو صدقہ دینا

١٦٦٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَت: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي رَاغِبَةً في عَهْدِ قُرَيْشٍ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ أَفَأَصِلُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ فَصِلِي أُمَّكِ».

١٦٦٨- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے' بیان کرتی ہیں کہ قریش کے ساتھ معاہدۂ حدیبیہ کے دنوں میں میری والدہ میرے پاس (مدینے میں) آئی جب کہ وہ (اسلام کو) ناپسند کرتی تھی اور مشرکہ تھی۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے ہاں آئی ہے اور (اسلام کو) ناپسند کرتی ہے اور مشرکہ ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا معاملہ کرو۔''

فائدہ: رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آنا' اسلامی تعلیم کا لازمی حصہ اور مسلمانوں کا شعار ہے مگر للہ فی اللہ گہری اور راز دارانہ محبت مسلمانوں ہی سے خاص ہے۔ کافر لوگوں یا کافر عزیزوں کو فرض زکوۃ یا واجب صدقات نہیں دیے جا سکتے اِلَّا یہ کہ مؤلفۃ القلوب کے ضمن میں آتے ہوں۔ نفل صدقات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ خاص طور پر والدین کا تو حق ہے کہ اولاد ان پر خرچ کرے۔ کافر ہونا ان کا اپنا معاملہ ہے جو اللہ کے ساتھ ہے۔ سورۂ لقمان میں ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان:١٥) ''اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں' تو ان کا کہا مت مان اور دنیا کے امور میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔''

(المعجم ٣٥) - باب مَا لَا يَجُوزُ مَنْعُهُ (التحفة ٣٦)

باب:٣٥-وہ چیزیں جن کا روکنا جائز نہیں

١٦٦٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ:

١٦٦٩- بُہیسہ ؓ اپنے والد سے نقل کرتی ہیں کہ

١٦٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها ... الخ، باب الهدية للمشركين، ح:٢٦٢٠، ومسلم، الزكوة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين ... الخ، ح:١٠٠٣ من حديث هشام بن عروة به.

١٦٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٠ من حديث كهمس به، وسيأتي:٣٤٧٦ * سيار بن ◀◀

حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مَنْظُورٍ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ - عَنْ أَبِيهِ، عَنِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ، عَنْ أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ ثُمَّ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمَاءُ». قَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «الْمِلْحُ». قَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قَالَ: «أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ، خَيْرٌ لَكَ».

میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ اور وہ آپ کی قمیص اور آپ کے درمیان داخل ہو گئے اور آپ کا جسم چومنے اور اس سے لپٹنے لگے۔ پھر کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانی۔'' پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ فرمایا: ''نمک۔'' پھر پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ کیا چیز ہے جس کا روک لینا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو بھلائی بھی تم کرو وہ تمہارے لیے خیر ہے۔''

فائدہ: پانی اور نمک ایسی عام اور کثیر الاستعمال اشیاء ہیں کہ ان سے بخل انتہائی بری صفت ہے۔ بالخصوص پانی جب بلا مشقت قدرتی ذرائع سے حاصل ہو رہا ہو مثلاً تالاب' چشمہ' نہر اور کنواں' البتہ ایسے مواقع جہاں پانی کے حصول میں محنت اور مال خرچ ہوا ہو تو مالک کو اختیار ہے لیکن صدقہ کرنا یقیناً افضل اور شرف کی بات ہے۔

(المعجم ٣٦) - بَابُ الْمَسْأَلَةِ فِي الْمَسَاجِدِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٦- مساجد میں سوال کرنا......؟

١٦٧٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ

١٦٧٠- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہو؟'' تو ابو بکر ؓ نے جواب دیا: میں مسجد میں داخل ہو رہا تھا تو میں نے ایک سائل کو سوال کرتے ہوئے دیکھا' میں نے (اپنے صاحبزادے) عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا

◀ منظور وأبوه مستوران، وثقهما ابن حبان وحده.

١٦٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٤١٢ من حديث عبدالله بن بكر به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي * مبارك بن فضالة مدلس وعنعن، ولبعض الحديث شاهد عند مسلم، ح: ١٠٢٨ بعد حديث: ٢٣٨٧.

أَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِينًا؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا أَنَا بِسَائِلٍ يَسْأَلُ فَوَجَدْتُ كِسْرَةَ خُبْزٍ فِي يَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَأَخَذْتُهَا مِنْهُ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ.

پایا' تو وہ میں نے اس سے لے کر اس سائل کو دے دیا۔

فائدہ: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔اس لیے سائل والا قصہ صحیح ہے نہ اس سے مسئلۃ الباب کا اثبات یا اس کی نفی ہی ہوتی ہے۔تاہم دوسرے دلائل سے مسجد میں دینی ضرورت کے لیے یا ضرورت مندوں کے لیے سوال کرنا ثابت ہے' البتہ یہ روایت ایک دوسرے انداز سے صحیح مسلم میں آئی ہے۔اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: ''آج تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے (رکھا ہے۔) آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کسی نے جنازے میں شرکت کی ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔آپ نے پوچھا: ''تم میں سے آج کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔آپ نے پھر پوچھا: ''تم میں سے کسی نے آج کسی بیمار کی مزاج پرسی کی ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس میں بھی یہ خوبیاں جمع ہوں گی' وہ ضرور جنتی ہے۔'' (صحيح مسلم' الزكاة' حديث:١٠٢٨)

المعجم ٣٧) - باب كَرَاهِيَةِ الْمَسْأَلَةِ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ (التحفة ٣٨)

باب:٣٧-''اللہ عزوجل'' کے چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرنا مکروہ ہے

١٦٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْقِلَّوْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُعَاذٍ التَّمِيمِيِّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ».

١٦٧١-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے چہرے کا واسطہ دے کر صرف جنت ہی کا سوال کیا جاسکتا ہے۔''

ملحوظہ: اس حدیث کی سند محل نظر ہے تاہم معنی واضح ہیں کہ جنت کے مقابلے میں دنیا اللہ کے ہاں پرکاہ بلکہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔اور ''اللہ کا چہرہ اور اس کا نام'' اپنی عظمت اور جلالت شان میں بے مثل و بے مثال ہے تو اسے دنیا جیسی حقیر چیز کے حصول کے لیے واسطہ بنانا مناسب نہیں' چاہیے کہ اس کے واسطے سے عظیم چیز ''جنت'' ہی کا سوال کیا جائے۔مابعد آنے والی حدیث اس کے مقابلے میں صحیح ہے اور اس میں رخصت ہے کہ سائل ''اللہ کے

١٦٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ٣/ ١١٠٧ عن أبي العباس القلوري به، وقال: "سليمان ابن قرم" * سليمان ضعيف، ضعفه الجمهور من جهة حفظه، وأخرج له مسلم، (ح: ١٤٨٠/ ٤٦ب) متابعةً.

واسطے" سے کوئی سوال کر سکتا ہے۔ اور اس حدیث میں [وجه اللّٰه] اللہ کی خاص صفت کی بات ہے جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہی ہے' جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی تاویل جائز ہے نہ تمثیل و تشبیہ و تعطیل۔ (واللّٰه اعلم) نیز دیکھیے: تعلیق الشیخ علامه البانی رحمه الله مشكوٰة المصابيح' حديث: ١٩٤٤۔

(المعجم ٣٨) - **باب عَطِيَّةِ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ** (التحفة ٣٩)

باب: ۳۸- جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر سوال کرے' اس کو دینا چاہیے

١٦٧٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَن صَنَعَ إِلَيْكُم مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فإِنْ لَم تَجِدُوا ما [تُكَافِئُونَهُ] فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُم قَدْ كَافأْتُمُوهُ».

۱۶۷۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے اس کو امان دو۔ اور جو شخص اللہ کے نام سے سوال کرے اس کو دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو۔ اگر بدلہ دینے کے لیے کوئی چیز نہ پاؤ تو اس کے حق میں دعا کرو یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ اس (کے احسان) کا بدلہ دے دیا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① اللہ کے نام کا واسطہ دے کر مانگنا جائز ہے۔ ② ایسے سائل کو دینے کا حکم اس لیے تاکیدی ہے کہ اس نے رب تعالیٰ کا عظیم واسطہ پیش کیا ہے' اور اس نام کی عظمت کا لحاظ کرنا چاہیے۔ ③ محسن کے احسان کا بدلہ دینا بھی لازمی امر اور حسن اخلاق کا حصہ ہے۔ اگر کوئی مال وغیرہ نہ ہو تو محسن کو کثرت سے دعائے خیر دینی چاہیے۔ جیسے کہ جامع ترمذی کی حدیث میں آتا ہے: "جس شخص پر کوئی احسان کیا گیا اور اس نے جواب میں [جزاك اللّٰه خيرًا] "اللہ تمہیں بہترین بدلہ دے۔" کہہ دیا تو اس نے اس کی مدح میں بہت مبالغہ کیا۔" (جامع الترمذی' البر والصلة' حديث: ٢٠٣٥) ایک عظیم دعا ہے بشرطیکہ ایمان و یقین سے دی جائے۔

(المعجم ٣٩) - **باب الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ** (التحفة ٤٠)

باب: ۳۹- اگر کوئی اپنا سارا ہی مال صدقہ کرنا چاہے؟

١٦٧٣- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۱۶۷۳- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان

١٦٧٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوٰة، من سأل بالله عزوجل، ح: ٢٥٦٨ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧١، والحاكم: ١/ ٤١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف * الأعمش عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٦٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ١٦٦٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن ◀◀

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ مُحمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قال: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إذْ جَاءَهُ رَجُلٌ بِمِثْلِ بَيْضَةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فقال: يَارَسُولَ اللهِ! أَصَبْتُ هٰذِهِ مِنْ مَعْدَنٍ فَخُذْهَا فَهِيَ صَدَقَةٌ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْمَنِ فقالَ مِثْلَ ذٰلِكَ، فأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ قِبَلِ رُكْنِهِ الأَيْسَرِ، فأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ، فأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَحَذَفَهُ بِهَا، فَلَوْ أَصَابَتْهُ لَأَوْجَعَتْهُ أَوْ لَعَقَرَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْتِي أَحَدُكُم بِمَا يَمْلِكُ فيقُولُ هٰذِهِ صَدَقَةٌ، ثُمَّ يَقْعُدُ يَسْتَكِفُّ النَّاسَ؟، خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى».

کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا' اس کے پاس انڈے کے برابر سونا تھا' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ ایک کان سے ملا ہے آپ اسے لے لیجیے' یہ صدقہ ہے' میرے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا' تو وہ آپ کی دائیں جانب سے آیا اور پہلے کی طرح کہا۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ تو وہ آپ کی بائیں جانب سے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ پھر وہ آپ کے پیچھے سے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وہ سونا لے کر پھینک دیا۔ اگر وہ اسے لگتا تو اس سے اس کو چوٹ لگتی بلکہ وہ اسے زخمی کر دیتا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنا سب مال لے کر آ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے۔ پھر لوگوں سے مانگنے بیٹھ جاتا ہے۔ بہترین صدقہ وہی ہے جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دیا جائے۔''

ملحوظہ: اس روایت کا صرف آخری جملہ صحیح اور ثابت ہے اور آئندہ حدیث: ١٦٧٦ میں آ رہا ہے۔ اس لیے یہ واقعہ تو صحیح نہیں ہے۔ لیکن اس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب قول کا مفہوم و معنی دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

١٦٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابْنُ إدْرِيسَ عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ بإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، زَادَ: «خُذْ عَنَّا مَالَكَ لَا حَاجَةَ لَنَا بِهِ!».

١٦٧٤- ابن اسحٰق نے اپنی مذکورہ سند سے اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔ اس میں مزید یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے اپنا مال لے جاؤ' ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (نبی ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا۔)

◄◄ خزيمة، ح: ٢٤٤١، والحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤١٣، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن وزعم الحافظ في "النكت على ابن الصلاح" (١/ ٣٦٠) بأنه رآه، صرح بالسماع في مسند أبي يعلٰى، والله أعلم، ولو ثبت فالحديث حسن، وحديث "خير الصدقة ما كان عن ظهر غنىً" صحيح كما سيأتي، ح: ١٦٧٦.

١٦٧٤ــ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، ورواه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤١ من حديث عبدالله بن إدريس به.

فائدہ: ایسا صدقہ یا کوئی نیکی جو جذبات میں آ کر کی جائے مگر اس کے ظاہری اثرات اس کے کرنے والے کی برداشت سے باہر ہوں کہ بعد میں اس پر افسوس کرنے لگے یا وہ نیکی ہی اسے بری لگنے لگے تو یہ بہت بری کیفیت ہے۔ انسان کو پہلے سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانا چاہیے بالخصوص صدقات کے معاملے میں۔ اور کچھ نام نہاد صوفیاء میں یہ بات موجود ہے کہ پہلے اپنا سب کچھ لنگر میں دے دیتے ہیں' پھر لوگوں سے بٹورنا شروع کر دیتے ہیں...... وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه مگر ایسے مخلصین جو اللہ پر کامل توکل رکھتے ہوں انہیں کسی ملال کا اندیشہ نہ ہو تو ان کے لیے اپنا تمام مال صدقہ کر دینے کی رخصت بھی ہے' جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

١٦٧٥- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ: سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يقُولُ: دَخَلَ رَجُلٌ المَسْجِدَ، فأمَرَ النَّبيُّ ﷺ النَّاسَ أَنْ يَطْرَحُوا ثِيَابًا، فَطَرَحُوا، فأَمَرَ لَهُ منها بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ حَثَّ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَجَاءَ فَطَرَحَ أَحَدَ الثَّوْبَيْنِ، فَصَاحَ بِهِ، وَقال: «خُذْ ثَوْبَكَ».

١٦٧٥- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ کپڑے دو (صدقہ کے طور پر) اور اس (آنے والے) کے بارے میں فرمایا کہ اسے دو کپڑے دے دو۔ آپ نے پھر (دوبارہ) صدقے کی ترغیب دی تو اس شخص نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ آپ نے اسے ڈانٹ کر فرمایا: "اپنا کپڑا اُٹھا لو۔"

فائدہ: اس کی وضاحت درج ذیل حدیث میں ہے۔

١٦٧٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الأعْمَشِ، عَنْ أَبي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ خَيْرَ الصَّدَقَةِ ما تَرَكَ غِنًى، أَوْ تُصُدِّقَ بِهِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

١٦٧٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا (لوگوں سے بے نیازی) کو باقی رہنے دے یا یہ کہ اس کیفیت میں صدقہ کیا جائے کہ خود محتاج اور ضرورت مند نہ ہو (بلکہ غنی ہو) اور ان سے شروع کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔"

١٦٧٥- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح:٥١١، والنسائي، ح:٢٥٣٧ من حديث محمد بن عجلان به، وهو صرح بالسماع عند الحميدي، ح:٧٤١.

١٦٧٦- تخريج: أخرجه البخاري، النفقات، باب وجوب النفقة على الأهل والعيال، ح:٥٣٥٥ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في نسخة وكيع عن الأعمش: (١٢).

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اگر انسان خود ہی اپنی بنیادی ضروریات کے پورا کرنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو جائے تو ایسا صدقہ ناپسندیدہ ہے۔ اس لیے بہترین صدقہ اسے قرار دیا گیا ہے کہ وہ دینے کے بعد انسان دوسروں کا محتاج نہ ہو۔

(المعجم ٤٠) - باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٤١)

باب:۴۰- سارا مال صدقہ کر دینے کی رخصت

١٦٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جُهْدُ المُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۱۶۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے کا محنت مشقت کر کے دینا۔ اور شروع ان سے کرو جن کی کفالت کے تم ذمہ دار ہو۔“

فائدہ: جو شخص خود کفاف کی حالت میں ہو کہ تازہ مزدوری کر کے لائے اور پھر اسی میں سے صدقہ بھی کرے تو یہ اس کے ”اللہ والا“ ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ ایسا شخص یقیناً کامل متوکل علی اللہ اور جنت کا حریص ہے۔ ایسا صدقہ اپنی ظاہری برکات بھی لاتا ہے مگر ساتھ ہی اس میں یہ تعلیم بھی ہے کہ اپنے زیر کفالت افراد سے شروع کیا جائے' ان پر خرچ کرنے کا دہرا ثواب ہے۔

١٦٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قالَا: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ] يقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ

۱۶۷۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر میرے پاس مال بھی تھا۔ چنانچہ میں نے (دل میں) کہا: اگر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لینا چاہوں تو آج لے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں اپنا آدھا مال (آپ کی خدمت میں) لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

١٦٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٨ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٤، ٢٤٥١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٤، ووافقه الذهبي.

١٦٧٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب رجاءه ﷺ أن يكون أبوبكر ممن يدعى من جميع أبواب الجنة، ح: ٣٦٧٥ من حديث الفضل بن دكين به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٤، ووافقه الذهبي.

ﷺ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذٰلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ما أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» فَقُلْتُ: مِثْلَهُ. قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بكلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟» قال: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ. قُلْتُ: لا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

پوچھا: ”تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟“ میں نے کہا: اسی قدر (چھوڑ آیا ہوں) اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا کل مال (آپ کے پاس) لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی چھوڑا ہے؟“ کہا: میں نے ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ تب مجھے کہنا پڑا: میں کسی شے میں کبھی بھی ان سے نہیں بڑھ سکتا۔

فوائد و مسائل: ① جو حضرات متوکل اور دل کے غنی ہوں کہ کل مال صدقہ کرنے کی وجہ سے آنے والے فقر کو بخوشی قبول اور برداشت کر سکتے ہوں ان کو ایسے عمل کی رخصت ہے ورنہ عام لوگوں کے لیے وہی حکم ہے جو حدیث ۱۶۷۶ اور اس کے فائدے میں بیان ہوا ہے۔ نیز اس حدیث میں صاحبین کی فضیلت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا بیان ہے۔ ② یہ حدیث نیکی کے کاموں میں مسابقت اور مقابلہ کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۱- پانی پلانے کی فضیلت

١٦٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعْدًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقال: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْجَبُ إِلَيْكَ؟ قال: «الْمَاءُ».

۱۶۷۹- حضرت سعد (بن عبادہ) رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ آپ کے نزدیک کون سا صدقہ زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”پانی۔“

١٦٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: أَخْبَرَنَا مُحمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

۱۶۸۰- محمد بن عبدالرحیم اپنی سند سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

١٦٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ذكر الاختلاف على سفيان، ح: ٣٦٩٤، ٣٦٩٥، وابن ماجه، ح: ٣٦٨٤ من حديث قتادة به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٨، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٤، وقال الذهبي: "لا، فإنه غير متصل" يعني سعيد بن المسيب لم يدرك سعد بن عبادة، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٦٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

وَالْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

١٦٨١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أبي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عن سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قال: «الْمَاءُ». قال: فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: هٰذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ.

۱۶۸۱- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (میری والدہ) امّ سعد فوت ہو گئی ہیں تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ (جو میں ان کی طرف سے کروں) آپ نے فرمایا: ''پانی۔'' چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ (میری والدہ) امّ سعد کی طرف سے ہے۔

فائدہ: مرنے والے کی طرف سے مذکورہ بالا انداز میں مالی صدقہ' ایصال ثواب کی شاندار مشروع مثال ہے۔ خود ساختہ رسموں' ریتوں اور بدعات نے صاف ستھرے پاکیزہ دین کو دھندلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ احادیث پانی کے صدقہ کی فضیلت بھی واضح کرتی ہیں کہ انسانوں' جانوروں' مسافروں اور نمازیوں وغیرہ کے لیے ضرورت کی جگہ پر اس کا اہتمام بڑے اجر کا کام ہے۔

١٦٨٢- حَدَّثَنا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ إِبراهِيمَ بْنِ إِشْكَابَ: حَدَّثَنا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أبو خَالِدٍ - الَّذِي كَانَ يَنْزِلُ في بَنِي دَالَانَ - عَنْ نُبَيْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَيُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ، كَسَاهُ اللهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ أَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلَى جُوعٍ، أَطْعَمَهُ اللهُ مِنْ ثِمارِ الْجَنَّةِ، وَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَقَى مُسْلِمًا عَلَى ظَمَإٍ، سَقَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الرَّحِيقِ المَخْتُومِ».

۱۶۸۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے جبکہ وہ ننگا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی سبز پوشاک پہنائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کھلایا جبکہ وہ بھوکا ہو تو اللہ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ اور جس مسلمان نے کسی مسلمان کو پلایا جبکہ وہ پیاسا ہو تو اللہ اسے جنت کی خالص شراب سے پلائے گا۔''

١٦٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

١٦٨٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٨٥ من حديث أبي داود به * أبوخالد الدالاني مدلس وعنعن، وللحديث شاهد باطل وضعيف جدًا عند الترمذي، ح: ٢٤٤٩.

(المعجم ٤٢) - **بَابٌ: فِي الْمَنِيحَةِ** (التحفة ٤٣)

دودھ کے لیے جانور ہدیہ کرنے کی فضیلت

١٦٨٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: أخبرَنا إِسْرَائِيلُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى - وَهٰذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ وَهُوَ أَتَمُّ - عن الأَوْزَاعِيِّ، عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ ما يَعْمَلُ رَجُلٌ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا، إِلَّا أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ»

۱۶۸۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چالیس خصلتوں میں سے سب سے اعلیٰ خصلت ''دودھ کی بکری'' ہدیہ کرنا ہے' جو کوئی بندہ ان کے ثواب کی امید اور ان پر کیے گئے وعدے کی تصدیق کی بنا پر کسی ایک پر بھی عمل کر لے تو اللہ اسے اس کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ فِي حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: قَالَ حَسَّانٌ: فَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ: مِنْ رَدِّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِمَاطَةِ الأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ ونَحْوِهِ، فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَةَ عَشَرَ خَصْلَةً.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ مسدد کی روایت میں حسان بن عطیہ نے کہا: ہم نے دودھ کی بکری کے ہدیہ کے علاوہ (دیگر اعمال مثلاً) سلام اور چھینک کا جواب دینا اور راستے سے اذیت والی چیز دور کرنا' وغیرہ شمار کرنے کی کوشش کی مگر پندرہ خصلتوں تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ (معلوم نہیں وہ کون کون سی ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① [الْمَنِيْحَة] یا [المِنْحَة] اس جانور یا چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی کو بطور عطیہ دی جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ جانور یا چیز کلی طور پر کسی کو دے دینا اور خود اس کی ملکیت سے دستبردار ہو جانا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز اپنی ہی ملکیت میں رکھنا اور عارضی طور پر کسی کو استفادے کے لیے دے دینا اور پھر بعد میں واپس لے لینا۔ عطیے [مِنْحَة] کی یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اسی سے [منحة الورق] ہے' چاندی یعنی روپیہ پیسہ بطور قرض دینا۔ [منحة اللبن] دودھ ہدیہ کرنا...... یعنی اونٹنی' بکری یا گائے بھینس دودھ کے دنوں میں استفادے کے لیے دے دینا بڑی فضیلت کا کام ہے۔ ایسے ہی پھل کے دنوں میں کوئی پھل دار درخت کسی ضرورت مند کو دے۔

١٦٨٣- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة، باب فضل المنيحة، ح: ٢٦٣١ عن مسدد به.

دینا یا کاشت کے لیے زمین دے دینا۔ استفادے کے بعد یہ چیز اصل مالک کو لوٹ آتی ہے۔ ② حدیث میں مذکور خصائل کے علاوہ ایمان کی شاخیں، جمعہ کے روز ساعت قبولیت اور لیلۃ القدر وغیرہ کو مخفی رکھا گیا ہے۔ حکمت یہ ہے کہ مسلمان ان کی طلب و تلاش میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے رہیں، کہیں ان مخصوص اعمال ہی میں محصور ہو کر نہ رہ جائیں۔

(المعجم ٤٣) - باب أجرِ الخَازِنِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۳-خزانچی کا ثواب

١٦٨٤ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ - المَعْنَى وَاحِد: - حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ الله بْنِ أبي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ الْخَازِنَ الْأَمِينَ الَّذِي يُعْطِي ما أُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ حَتّٰى يَدْفَعَهُ إِلَى الَّذِي أُمِرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ المُتَصَدِّقِيْنِ».

۱۶۸۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ امانت دار خزانچی جو مالک کے حکم کے مطابق دل کی خوشی سے پورا پورا دے، یہاں تک کہ جس کے متعلق کہا گیا ہے اُسے دے دے، وہ دو صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ (ایک اصل مالک جس نے دینے کا حکم دیا اور دوسرا یہ جس نے ادا کیا۔)

فائدہ: ایسے خازن کے لیے مسلمان ہونے کے علاوہ چار شرطیں ذکر کی گئی ہیں۔ مالک کی اجازت، خوشی سے دینا، پورا پورا دینا اور اسے دینا جس کے بارے میں حکم دیا گیا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے والے کو اصل مالک کی ہدایات پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے، بغیر معقول عذر کے ان میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - باب الْمَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا (التحفة ٤٥)

باب:۴۴- بیوی کا ثواب، جو اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے

١٦٨٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن شَقِيقٍ، عن

۱۶۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیوی جب اپنے شوہر

١٦٨٤- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد، ح:١٤٣٨، ومسلم، الزكوة، باب أجر الخازن الأمين . . . الخ، ح:١٠٢٣ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

١٦٨٥- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب من أمر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه، ح:١٤٢٥، ومسلم، الزكوة، باب أجر الخازن الأمين . . . الخ، ح:١٠٢٤ من حديث منصور به.

مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَها أَجْرُ ما أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُ ما اكْتَسَبَ وَلِخَازِنِهِ مِثْلُ ذَلِكَ لا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ».

کے گھر سے خرچ کرے (صدقہ دے) جبکہ اسراف کرنے والی نہ ہو تو اسے صدقہ کرنے کا اور اس کے شوہر کو کمالانے کا ثواب ہے اور اس کے خزانچی کو بھی اسی قدر ہے' ان میں سے کوئی بھی کسی کا اجر کم نہیں کرتا۔"

فائدہ: شوہر کی صریح اجازت نہ بھی ہو تو اس کے مزاج' ذوق' عادت اور عرف سے سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اس کے برعکس جہاں شوہر دینا چاہتا ہو مگر بیوی بخیل ہو...... اس کا حال خود سمجھا جا سکتا ہے۔

١٦٨٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ سَوَّارٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عن زِيَادِ بنِ جُبَيْرِ بنِ حَيَّةَ، عَنْ سَعْدٍ قال: لَمَّا بَايَعَ رَسُولُ الله ﷺ النِّسَاءَ قَامَتِ امْرَأَةٌ جَلِيلَةٌ كأَنَّهَا مِنْ نِسَاءِ مُضَرَ فَقَالَتْ: يانَبِيَّ اللهِ! إِنَّا كَلٌّ عَلٰى آبائِنَا وَأَبْنَائِنَا. قال أبو دَاوُدَ وأُرى فِيهِ: وَأَزْوَاجِنَا فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ؟ قالَ: «الرَّطْبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِينَهُ».

١٦٨٦- حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی تو ایک باوقار (یا لمبے قد والی) عورت کھڑی ہوئی' گویا کہ وہ قبیلۂ مضر سے تھی' کہنے لگی: اے اللہ کے نبی! ہم تو اپنے ماں باپ' اپنے بیٹوں ...... امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا میرا خیال ہے اس نے شوہروں کا ذکر بھی کیا ...... پر بوجھ ہیں تو ہمارے لیے ان کے مالوں میں سے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: "تر چیزیں کھاؤ اور ہدیہ بھی دو۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الرَّطْبُ الْخُبْزُ وَالْبَقْلُ وَالرُّطَبُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [رَطب] "تر" سے مراد: روٹی' ترکاری اور تازہ کھجور ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ يُونُسَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: ثوری نے بھی یونس سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

١٦٨٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ:

١٦٨٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'

١٦٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٤٧ من حديث عبدالسلام بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٣٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، رواية زياد بن جبير عن سعد مرسلة كما قال أبوزرعة وغيره.

١٦٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها، ح: ٥٣٦٠، ومسلم، ◄◄

حَدَّثَنا عَبْدُالرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّام ابنِ مُنَبِّهٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ : «إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے کہے بغیر صدقہ دے تو اسے اس کے شوہر کا آدھا ثواب ہے۔‘‘

فوائد ومسائل: ① گھر کے مالیات کی ترتیب وتنسیق کہ آمد وخرچ کا توازن برقرار رہے‘ شوہر کے واجبات میں سے ہے‘ اس لیے عرف وعادت سے بڑھ کر صدقہ کرنے کے لیے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ صدقہ کر دینے کے بعد اگر شوہر راضی ہو تو بیوی کے لیے نصف اجر ہے۔ ② عرف وعادت سے مراد ہمسایوں کو معمول کا سالن کھانا پہنچانا یا سائل کو دینا ہے یا بعض اتفاقی امور ہیں۔

١٦٨٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَوَّارٍ المِصْرِيُّ : حَدَّثَنا عَبْدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: فِي المَرْأَةِ تَصَدَّقُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا؟. قال: لَا، إِلَّا مِنْ قُوتِهَا وَالأَجْرُ بَيْنَهُمَا وَلَا يَحِلُّ لَها أَنْ تَصَدَّقَ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ.

١٦٨٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سے پوچھا گیا کہ) کیا عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ دے (یا نہ دے)؟ انہوں نے کہا: نہیں‘ اپنے حصے کے خرچ سے دے سکتی ہے‘ (جو شوہر نے اسے دیا ہو۔) اور اجر ان دونوں کے مابین ہوگا۔ اور اس کے لیے حلال نہیں کہ شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يُضَعِّفُ حَدِيثَ هَمَّامٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ گویا سابقہ حدیث ہمام کی تضعیف ہے۔

فائدہ: صاحب عون المعبود لکھتے ہیں کہ امام ابوداود رحمہ اللہ کا یہ آخری مقولہ اکثر نسخوں میں نہیں ہے بلکہ کچھ میں ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا حدیث ہمام بن منبہ بالکل عمدہ صحیح حدیث ہے۔ اسے امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح البخاری‘ النفقات‘ حدیث:٥٣٦٠‘ وصحیح مسلم‘ الزکاۃ‘ حدیث:١٠٢٦) اس حدیث کے ہوتے ہوئے ان کا اپنا فتویٰ (موقوف روایت) مرفوع صحیح حدیث کو کیونکر ضعیف کر سکتا ہے۔ ویسے مذکورہ حدیث اور

◀◀ الزكوٰة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح:١٠٢٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٧٨٨٦، وصحيفة همام بن منبه، ح:٧٦.

١٦٨٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٩٣ من حديث أبي داود به * والحديث لا يدل على ضعف حديث همام، لأن قوله: "والأجر بينهما" يدل على أن النصف له والنصف لها، وهذا إن كان من غير أمره، وأما إن كان بأمره فالأجر لهما سواء.

ان کے اس فتوٰی میں توفیق و تطبیق بھی ممکن ہے کہ بیوی کو شوہر کی صریح اجازت کے بغیر عرف سے بڑھ کر صدقہ کرنا حلال نہیں کیونکہ اس سے گھریلو اخراجات کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے ''اس پر گناہ ہوگا۔'' اور مرفوع روایت کے مطابق...... عدم اجازت کی صورت میں ''آدھا ملے گا'' بشرطیکہ معروف حد کے اندر اندر ہو۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي صِلَةِ الرَّحِمِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۵- رشتے ناتے والوں کے ساتھ میل جول اور حسن سلوک

١٦٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ - هُوَ ابنُ سَلَمَةَ - عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قال أبو طَلْحَةَ: يَارَسُولَ اللهِ! أُرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي بأرِيحَاءَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اجْعَلْهَا في قَرَابَتِكَ»، فَقَسَمَهَا بَيْنَ حَسَّانَ بنِ ثَابِتٍ وَأُبَيِّ بنِ كَعْبٍ».

١٦٨٩- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ: ﴿لَن تَنَالُوا۟ ٱلْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا۟ مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا رب ہم سے ہمارے مال مانگتا ہے تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اپنی اَرِیْحَاء والی زمین اللہ کے لیے دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔'' چنانچہ انہوں نے اسے حسان بن ثابت اور اُبی بن کعب میں تقسیم کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي عَنِ الأَنْصَارِيِّ مُحمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَبُو طَلْحَةَ: زَيْدُ بنُ سَهْلِ بنِ الأَسوَدِ بنِ حَرامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بنِ النَّجَّارِ، وَحَسَّانُ بنُ ثَابِتِ بنِ المُنْذِرِ بنِ حَرَامٍ، يَجْتَمِعَانِ إِلٰى حَرَامٍ وَهُوَ الأَبُ الثَّالِثُ، وَأُبَيُّ بنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَتِيكِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ مجھے انصاری محمد بن عبداللہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابوطلحہ ؓ کا نسب یوں ہے: ابوطلحہ: زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار۔ اور حضرت حسان ؓ کا نسب اس طرح ہے: حسان بن ثابت بن منذر بن حرام۔ ابوطلحہ اور حسان دونوں تیسرے باپ یعنی (پردادا) حرام پر جمع ہوتے ہیں۔ اور اُبی ؓ کا نسب یہ ہے: اُبی بن کعب بن قیس بن عتیک بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار۔ عمرو (بن مالک) ان

١٦٨٩- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين . . . الخ، ح: ٩٩٨ من حديث حماد بن سلمة به، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ١٤٦١، ٤٥٥٥ .

النَّجَّارِ، فَعَمْرٌو يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا، قال الأنْصَارِيُّ: بَيْنَ أُبَيٍّ وَأبِي طَلْحَةَ سِتَّةُ آبَاءَ.

تینوں کو جمع کرتا ہے۔ یعنی حسان' ابوطلحہ اور اُبی کو۔ انصاری نے وضاحت کی کہ اُبیؔ اور ابوطلحہ میں چھٹے باپ میں جا کر رشتہ جڑتا ہے۔

فائدہ: کہاں یہ جاہلیت کہ چچا تائے کی اولاد آپس میں حریف گردانے جاتے ہوں اور کہاں یہ محبت والفت کہ پردادا بلکہ چھٹے باپ کی اولاد سے اس قدر حسن سلوک...... کہ قیمتی زمین ان کے نام لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال میں سچ فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِىٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ○ وَ أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ○﴾ (الأنفال: ۶۲'۶۳)

١٦٩٠- حَدَّثَنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ فأعْتَقْتُهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فأخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «آجَرَكِ اللهُ، أَمَا إِنَّكِ لَوْ كُنْتِ أَعْطَيْتِها أَخْوالَكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ».

۱۶۹۰- امّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی' میں نے اسے آزاد کر دیا' پھر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے' میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تجھے جزا دے' تاہم تو اگر اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو تیرے لیے زیادہ ثواب ہوتا۔''

١٦٩١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بالصَّدَقَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! عِنْدِي دِينَارٌ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى نَفْسِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ قال: «تَصَدَّقْ

۱۶۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے' آپ نے فرمایا: ''اپنی جان پر صدقہ کر۔'' کہنے لگا: میرے پاس دوسرا ہے۔ فرمایا: ''اپنے بچے پر صدقہ کر۔'' کہنے لگا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ''اپنی بیوی پر صدقہ

١٦٩٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، في الكبرٰى، ح: ٤٩٣٢ عن هناد بن السري به، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ٢٥٩٢، ومسلم، ح: ٩٩٩.

١٦٩١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب تفسير ذلك، ح: ٢٥٣٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٢٥١، ٤٧١، وصححه ابن حبان، ح: ٨٢٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي.

بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ»، أَوْ قال: «زَوْجِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ». قال: عِنْدِي آخَرُ. قال: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

کرـ'' لفظ [زَوْجَتِكَ] یا [زَوْجِكَ] فرمایا' کہنے لگا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ''اپنے خادم پر صدقہ کرـ'' کہنے لگا میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ''تو اس کے متعلق بہتر جانتا ہے۔'' (کہ کہاں اور کس پر خرچ کرنا ہے!)

فوائد ومسائل: ① اپنے آپ پر اور اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے کو نبی ﷺ نے ''صدقہ'' سے تعبیر فرمایا ہے' یعنی حسن نیت کی بنا پر ان لازمی اخراجات پر بھی انسان اللہ کے ہاں صدقے کا سا ثواب پاتا ہے۔ ② اور اس ترتیب میں ''اپنی جان'' کو اوّلیت اور اہمیت دی گئی ہے کیونکہ انسان کی اپنی صحت عمدہ اور قویٰ بحال ہوں گے تو دوسروں کے لیے بھی کوئی محنت مشقت کر سکے گا۔ ③ اہل خانہ کو بھی اشارہ ہے کہ کسب ومشقت کی بنا پر شوہر اور باپ کو اوّلیت اور اولویت حاصل ہے۔ ④ اور یہی حکم اس خاتون کا بھی ہوگا جس کے کندھوں پر گھر کا یا بچوں کا خرچہ آن پڑا ہو۔

١٦٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَابِرٍ الْخَيْوَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوتُ».

١٦٩٢- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے گناہ گار ہونے کیلئے یہی (عمل) کافی ہے کہ جن کے رزق واخراجات کا یہ ذمہ دار ہو انہیں ضائع کردے۔''

فائدہ: یعنی اپنے بیوی بچے جن کے اخراجات اس کے ذمے ہیں یا وہ افراد جو اس کے زیر کفالت ہوں مثلاً والدین یا دیگر عزیز یا نوکر' خادم اور اس کے زیر انتظام ادارے کے ملازمین جنہیں یہ تنخواہ دیتا ہو' اس قسم کے متعلقین کو ان کے مالی حقوق نہ دینا یا کم دینا' یا بلاوجہ تاخیر کر کے دینا' یا ان کو چھوڑ کر دوسروں پر صدقہ کرتے پھرنا اور ان کا خیال نہ رکھنا' انہیں ضائع کرنے کے مترادف ہے اور گناہ ہے۔ انسانوں کے علاوہ زیر ملکیت جانوروں اور پرندوں کے حقوق مارنے پر بھی یہی وعید ہے۔ اس معنی ومفہوم کے ساتھ ساتھ اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان جس کی طرف سے اس کو رزق وخرچ مل رہا ہو اس کو ضائع کردے...... یعنی اگر وہ خدمت کا حقدار ہے تو اس کی خدمت نہ کرے مثلاً بیوی کے لیے شوہر اور اولاد کے لیے باپ...... یا اس کا احسان مند نہ ہو' مثلاً بھائی کے لیے بھائی۔ یا خواہ مخواہ اس میں عیب جوئی کرتے رہنا' کوئی تقصیر ہو جائے تو درگزر نہ کرنا وغیرہ کہ ان اسباب سے انسان کا وسیلۂ رزق

١٦٩٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٧٧ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٢٢٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤١٥، ٤/ ٥٠٠، ٥٠١، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق السبيعي صرح بالسماع عند الطيالسي، ح: ٢٢٨١، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٩٩٦ عن عبدالله بن عمرو به.

ختم ہو جائے یا الفت ومودت اور صلہ رحمی کے روابط ختم ہو جائیں اور اسے ضائع کر بیٹھے تو یہ گناہ کی بات ہے۔
رسول اللہ ﷺ فِدَاهُ اَبِي وَاُمِّي کے اس قسم کے ارشادات آپ کے ''صاحبِ جوامع الکلم'' ہونے کی دلیل ہیں۔[اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ]

١٦٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أخبرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ».

١٦٩٣- حضرت انس ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے یہ بات اچھی لگتی ہو کہ اس کا رزق فراخ اور عمر طویل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے عزیز واقارب سے میل ملاپ رکھے۔''

فائدہ: اللہ عزوجل کا علم اٹل ہے اور اس نے ہر ہر انسان کی عمر اور تقدیر بھی لکھی ہوئی ہے مگر جیسا کہ علماء نے لکھا ہے کہ تقدیر کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ علم جو قطعی ہے اسے ''تقدیر مبرم'' کہتے ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ دوسرا وہ جس میں اللہ نے بعض چیزوں کو بعض چیزوں کے ساتھ مشروط (معلق) رکھا ہے۔ اس میں تبدیلی کی گنجائش ہوتی ہے مثلاً فرشتوں کو بتایا جاتا ہے کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہے لیکن اگر وہ صلہ رحمی جیسے اعمال حسنہ کرے تو اس کی عمر میں اتنا مزید اضافہ کر دیا جائے۔ مثلاً اس کی عمر نوے سال کر دی جائے۔ اسے تقدیر معلق کہتے ہیں اور یہ بھی پہلے ہی سے اللہ کے علم میں ہوتی ہے۔ اور اگر بندہ یہ اعمال نہ کرے تو اضافہ نہیں کیا جاتا اور یہ بھی رب تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے۔

١٦٩٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالٰى: أَنَا الرَّحْمٰنُ وَهِيَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنِ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا

١٦٩٤- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں (بے انتہا رحم کرنے والا) اور یہ قرابت داریاں جسے کہ [رَحِم] کہتے ہیں' اس کا لفظ میں نے اپنے نام سے نکالا ہے' تو جو اپنے عزیز قرابت داروں سے میل جول رکھتا ہے (صلہ رحمی

١٦٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ٢٥٥٧ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ح: ٢٠٦٧ من حديث يونس بن يزيد به.

١٦٩٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، ح: ١٩٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٣٤٧/٨، ٣٤٨، وانظر الحديث الآتي.

وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ».

کرتا ہے) میں اس سے جڑتا ہوں اور جو اس کو کاٹتا اور توڑتا ہے میں اس سے کٹ جاتا ہوں۔"

١٦٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ الرَّدَّادَ اللَّيْثِيَّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

١٦٩٥- محمد بن متوکل عسقلانی کی سند سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

١٦٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ».

١٦٩٦- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

١٦٩٧- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنِ الأعمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُلَيْمَانُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَرَفَعَهُ فِطْرٌ وَالْحَسَنُ - قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ الْوَاصِلُ بالمُكَافِيءِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا».

١٦٩٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدلے میں میل ملاپ کرنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو توڑے جانے والے رشتے کو جوڑے۔"

فائدہ: محض ادلے بدلے میں اجر نہیں۔ لیکن اگر للہ فی اللہ بدلہ دے تو ان شاء اللہ ماجور اور فضیلت کا کام ہے۔

١٦٩٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٤ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ٢٠٢٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٣، وللحديث شواهد.

١٦٩٦_ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، ح: ٢٥٥٦ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الأدب، باب إثم القاطع، ح: ٥٩٨٤ من حديث الزهري به.

١٦٩٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: ليس الواصل بالمكافىء، ح: ٥٩٩١ عن محمد بن كثير العبدي به.

﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ (الرحمن:٦٠) اور صلہ رحمی پر جس اجر وفضیلت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے کہ بندہ جب بنیادی طور پر اللہ پر ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل سے موصوف ہو۔

(المعجم ٤٦) - **بَابٌ:** فِي الشُّحِّ (التحفة ٤٧)

باب:٤٦-حرص وبخل کی مذمت

١٦٩٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قال: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِيَّاكُم وَالشُّحَّ فإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم بالشُّحِّ، أَمَرَهُمْ بالْبُخْلِ فَبَخِلُوا، وَأَمَرَهُمْ بالْقَطِيعَةِ فَقَطَعُوا، وَأَمَرَهُمْ بالْفُجُورِ فَفَجَرُوا».

١٦٩٨-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”اپنے آپ کو حرص وبخل سے بچاؤ تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ (حرص نے) ان کو حکم دیا تو وہ بخل کرنے لگے‘ قطع رحمی کا حکم دیا تو قرابت توڑ لی اور بدکاری کا حکم دیا تو بدکاری کرنے لگے۔“

فائدہ: عربی لغت میں [شح] اس مرکب صفت کو کہتے ہیں جس میں حرص اور بخل دونوں جمع ہوں۔ اور یہ محض بخل سے زیادہ مذموم ہے کہ خرچ کے مقام پر خرچ نہ کرے بلکہ لینے کا حریص بنا رہے‘ اور پھر عزیز تعلق داروں میں یہ کیفیت اور بھی قابل مذمت ہے۔

١٦٩٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ما لِي شَيْءٌ إِلَّا ما أَدخلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ بَيْتَهُ، أفأُعْطِي مِنْهُ؟ قال: «أَعْطِي وَلَا تُوكِي فَيُوكَى عَلَيْكِ».

١٦٩٩-حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بس وہی ہوتا ہے جو (میرے شوہر) زبیر گھر میں لے آئیں۔ تو کیا میں اس سے دے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”(اسماء!) دو اور باندھ باندھ کر مت رکھو‘ ورنہ تم پر بھی (تمہارا رزق) باندھ دیا جائے گا۔“

١٦٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٥٩ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٨٠، والحاكم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي.

١٦٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، ح: ١٩٦٠ من حديث أيوب السختياني به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه البخاري، ح: ١٤٣٣، ومسلم، ح: ١٠٢٩ من حديث أسماء به، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: یعنی گھر میں سے عام معمولات کے مطابق جیسے کہ خواتین گھر کی امین ہوتی اور اس کا انتظام چلاتی ہیں' جو تھوڑا بہت میسر ہو صدقہ کر دیا کرو..... اس کی بہت برکات ہیں' جبکہ بخیلی ایک نحوست ہے۔ "باندھ باندھ کر مت رکھو" کا مطلب یہی ہے کہ بخل سے کام مت لو۔

١٧٠٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا ذَكَرَتْ عِدَّةً مِنْ مَسَاكِينَ. قال أبو دَاوُدَ وَقال غَيْرُهُ: أَوْ عِدَّةً مِنْ صَدَقَةٍ - فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعْطِي وَلا تُحْصِي فَيُحْصَى عَلَيْكِ».

١٧٠٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی مساکین کو شمار کیا..... یا کئی صدقات گنوائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "(عائشہ!) دو اور گنو نہیں' ورنہ تمہیں بھی گن گن کر دیا جائے گا۔"

١٧٠٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٨ من حديث ابن أبي مليكة به.

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

تعریف: [لُقَطَه] (لام کے ضمہ اور قاف پر فتحہ یا سکون کے ساتھ) ''ہر محترم اور قابل حفاظت مال جو کسی ایسی جگہ پڑا ہوا ملے جہاں اس کا مالک معلوم نہ ہو اور چھوڑ دینے پر اس کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو' لُقَطه کہلاتا ہے۔'' اگر یہ حیوان کی جنس سے ہو تو اسے [ضالّہ] سے تعبیر کرتے ہیں۔

حکم: ایسا مال بطور امانت اپنی تحویل میں لے لینا مستحب ہے جبکہ کچھ فقہاء واجب کہتے ہیں۔ لیکن اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ غالب ہو' تو اسے تحویل میں لینا واجب ہے۔ اگر اس کا بحفاظت رکھنا ممکن ہو تو حفاظت سے رکھ کر اعلان کرے اگر وہ چیز بچ نہ سکتی ہو تو خرچ کر لے اور مالک کے ملنے پر اس کی قیمت ادا کر دے۔ آگے حدیث نمبر: ۱۷۱۱ اور ۱۷۱۳ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بے مالک ملنے والی بکری کو ریوڑ میں شامل کرنے کا حکم دیا کیونکہ جسے ملی تھی اس کا ریوڑ تھا اور حدیث نمبر ۱۷۱۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری ہے۔'' صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ''اسے لے لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے کسی بھائی کی یا پھر بھیڑیے کی۔'' آپ نے بھیڑیے اور اس آدمی کو جسے ملی تھی، دونوں کی ایک جیسی حالت کی طرف

اشارہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کا ریوڑ نہ تھا اس لیے اس سے فرمایا: لے لو۔ ایسی چیز جو جلد خراب ہو جاتی ہیں Perishables ان کا کھا لینا جائز ہے اور صحیح ترین قول کے مطابق ان کی وا‌‌ؔ کی بھی ضرورت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری' کتاب اللقطة : باب اذا وجد خشبة فی البحر او سوطا اونحوہ) اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ اس کے دل میں اس کا مالک بن بیٹھنے کی حرص و طمع پیدا ہو سکتی ہے تو ایسی حالت میں تحویل میں لینا حرام ہے۔ یہ مال اُٹھانے والے کے پاس امانت رہتا ہے۔ اور اس پر واجب ہے کہ ایسے مجمع عام میں' جہاں اس کا مالک ملنے کا امکان زیادہ ہو' اعلان کرے۔ اعلان کرنے کی مدت متفقہ طور پر کم از کم ایک سال ہے۔ اگر اس کا مالک مل جائے اور خاص علامات جیسے نقدی یا دیگر قیمتی اشیاء کی صورت میں برتن' تھیلی' سر بند' عدد' وزن یا ناپ وغیرہ بتا دے' تو اسے واپس کرنا لازم ہے۔ اگر مالک نہ ملے تو اس مدت کے بعد اپنے استعمال میں لے آئے یا صدقہ کر دے' اسے اختیار ہے۔ (ملخص از فقہ السنۃ' للسید سابق) اگر خرچ کر دینے کے بعد مالک آ گیا اور اس نے ٹھیک ٹھیک علامات بتا دیں' تو اسی قدر مال مالک کے حوالے کرنا ضروری ہوگا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٠) - كِتَابُ اللُّقَطَةِ (التحفة ٤)

گری پڑی گمشدہ چیزوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) [- باب التَّعْرِيفِ بِاللُّقَطَةِ] (التحفة . . .)

باب:۱- گری پڑی چیز اُٹھائے تو اس کا اعلان کرنے کا حکم

١٧٠١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ غَفَلَةَ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ زَيْدِ بنِ صُوحَانَ وَسَلْمَانَ بنِ رَبِيعَةَ فَوَجَدْتُ سَوْطًا، فَقَالَا لِي: اطْرَحْهُ، فَقُلْتُ: لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَه وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ، قَالَ: فَحَجَجْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى الْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ، فَقَالَ: وَجَدْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «عَرِّفْهَا حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ: «عَرِّفْهَا حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: «عَرِّفْهَا حَوْلًا»، فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا، فَقَالَ: «احْفَظْ عَدَدَهَا، وَوِعَاءَهَا،

۱۷۰۱- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' مجھے ایک چابک ملا (جو میں نے اُٹھالیا) تو ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اسے پھینک دے۔ میں نے کہا: نہیں۔ اگر اس کا مالک مجھے مل گیا تو (اسے دے دوں گا) ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤں گا۔ پھر میں حج کے لیے گیا اور مدینے بھی آیا تو میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا' انہوں نے کہا: مجھے ایک تھیلی ملی تھی جس میں سو دینار تھے' تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔'' چنانچہ میں ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہا۔ پھر آپ کے پاس آیا' تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال (اور) اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال اور اس کا اعلان کیا۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا' آپ نے فرمایا:

١٧٠١- تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: إذا أخبر رب اللقطة بالعلامة دفع إليه، ح: ٢٤٢٦، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٣ من حديث شعبة به.

ووكاءَها، فإنْ جاءَ صاحِبُها وَإِلَّا فاسْتَمْتِعْ بِها» وَقال: وَلَا أَدْرِي أَثَلَاثًا قال: «عَرِّفْها» أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً.

''ایک سال (اور) اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال مزید اس کا اعلان کیا۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو اسے جانتا ہو۔ تو آپ ؐ نے فرمایا: ''ان کی گنتی کو یاد رکھو' اس کی تھیلی اور سر بند بھی۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو بہتر' ورنہ ان سے فائدہ اُٹھاؤ۔'' (سلمہ بن کہیل نے) کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ''اعلان کرنے کا حکم'' تین بار دیا یا ایک بار۔

١٧٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عَنْ شُعْبَةَ بِمَعْناهُ، قَالَ: «عَرِّفْها حَوْلًا»، قال ثَلَاثَ مِرارٍ، قال: فَلَا أَدْرِي قال لَهُ ذَلِكَ في سَنَةٍ أَوْ في ثَلَاثِ سِنِينَ.

١٧٠٢- شعبہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا (اس میں ہے آپ ﷺ نے) فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو'' آپ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔ (سلمہ بن کہیل نے) کہا مجھے نہیں معلوم کہ اس کا مفہوم ایک سال میں تین بار اعلان کرنا تھا یا تین سال تک اعلان کرنا۔

فائدہ: راویوں کے اختلاف کی وجہ سے' اعلان کرنے کی مدت میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے' تاہم کم از کم ایک سال تک اعلان کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔

١٧٠٣- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قالَ في التَّعْرِيفِ: «قالَ عَامَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً»، وَقال: «اعْرِفْ عَدَدَهَا، وَوِعَاءَهَا وَوِكَاءَها»، زَادَ: «فَإِنْ جَاءَ صاحِبُهَا فَعَرَفَ عَدَدَها، وَوِكَاءَها فادْفَعْهَا إِلَيْهِ».

١٧٠٣- سلمہ بن کہیل نے اپنی سند سے اسی کے ہم معنی بیان کیا اور اعلان کے بارے میں کہا: ''دو سال یا تین سال۔'' اور فرمایا: ''اس کی گنتی کر لو' اس کی تھیلی اور اس کا سر بند خوب یاد رکھو۔'' مزید کہا: ''پھر اگر اس کا مالک آ جائے اور اس کی گنتی بتا دے اور تھیلی کا سر بند بھی تو اس کے حوالے کر دینا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: «لَيْسَ يَقُولُ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ إِلَّا حَمَّادٌ في هٰذَا الْحَدِيثِ يَعْنِي «فَعَرَفَ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ یعنی ''اگر وہ ان کی گنتی بتا دے'' صرف حماد کی روایت میں ہیں۔

١٧٠٢- تخريج: متفق عليه من حديث شعبة به، وانظر الحديث السابق.

١٧٠٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أبو عوانة: ٤/ ٣١ من حديث موسى بن إسماعيل عن حماد بن سلمة به.

عَدَدَها».

١٧٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَال: «عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا، وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ»، فَقال: يَارَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ فَقال: «خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ»، قال: يَارَسُولَ اللهِ! فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقال: «مالَكَ وَلَها؟، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقاؤُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا».

۱۷۰۴- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اس کا سربند (بندھن) اور تھیلی (یا برتن جس میں وہ ہو) خوب یاد کر لو۔ اور اسے اپنے استعمال میں لے آؤ۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے دے دو۔“ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گم شدہ بکری (کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: ”اسے لے لو۔ یہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔“ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اور گمشدہ اونٹ؟ اس پر آپ غصے میں آ گئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے یا کہا کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا: ”تمہیں اس سے کیا غرض؟ اس کے ساتھ اس کا جوتا (پاؤں) ہے اور مشکیزہ ہے۔ (اس کے پیٹ میں پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش اور صلاحیت ہے) یہاں تک کہ اس کا مالک آ جائے گا۔“

١٧٠٥- حَدَّثَنا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ بِإِسْنَادِهِ

۱۷۰۵- جناب مالک نے اس حدیث کو اسی سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ اور مزید کہا: ”(اس کے

١٧٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب إذا جاء صاحب اللقطة بعد سنة ردها عليه لأنها وديعة عنده، ح:٢٤٣٦، ومسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح:١٧٢٢ عن قتيبة به.

١٧٠٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق. وهو في الموطأ: ٧٥٧/٢ (يحيى، ح:١٥٢٠ بتحقيقي) ومن طريقه أخرجه البخاري، ح:٢٤٢٩، ومسلم، ح:١٧٢٢.

وَمَعْنَاهُ، زَادَ: «سِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ»، وَلَمْ يَقُلْ: «خُذْهَا» فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ، وَقَالَ فِي اللُّقَطَةِ: «عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا» وَلَمْ يَذْكُر «اسْتَنْفِقْ».

ساتھ) اس کا مشکیزہ ہے وہ پانی پر پہنچ کر پانی پی لے گا اور جھاڑیاں کھا کر گزارہ کر لے گا۔" اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں [خُذها] "اسے لے لو" کے لفظ روایت نہیں کیے اور گری پڑی چیز [لُقطه] کے بارے میں فرمایا: "ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پھر اگر اس کا مالک آ جائے (تو بہتر) ورنہ تم جانو (یعنی اس کے مالک بن جاؤ۔") اور "خرچ کر لینے" کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَسُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ رَبِيعَةَ مِثْلَهُ، لَمْ يَقُولُوا: «خُذْهَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے ثوری، سلیمان بن بلال اور حماد بن سلمہ نے ربیعہ سے اسی کے مثل روایت کیا اور انہوں نے [خذها] کا لفظ نہیں کہا۔

فوائد ومسائل: ① بکری جیسا ضعیف جانور جو زیادہ بھوک پیاس برداشت نہیں کر سکتا اور درندوں وغیرہ سے دفاع نہیں کر سکتا اگر اسے قبضے میں نہ لیا جائے تو ضائع ہو جائے گا' لہٰذا یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ اسے چھوڑا جائے مگر اونٹ کا معاملہ اس سے مختلف ہے' اس لیے جائز نہیں کہ انسان اس کو اپنے قبضے میں لے لے۔ الا یہ کہ اندیشہ ہو کہ فاسق یا چور ڈاکو وغیرہ اڑا لے جائیں گے یا یہ از خود دشمنوں کے علاقے میں چلا جائے گا تو محفوظ کر لینا زیادہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ ظن غالب یہ ہو کہ یہ جانور کسی مسلمان ہی کا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اس روایت میں راویوں نے [خُذهَا] "اسے لے لو" اور [اِسْتَنفِقْ] "اس سے فائدہ اٹھاؤ" کے الفاظ بیان نہیں کیے جبکہ یہ الفاظ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' اللقطة' باب ضالة الغنم' حديث:۲۴۲۸)

١٧٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا

۱۷۰۶- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی اشیاء کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ اگر اس کا طلب کرنے والا آ جائے تو اس کو دے دو' ورنہ اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سربند یاد رکھو' پھر اسے کھا لو (اپنے استعمال میں لے آؤ) اس کے

١٧٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب معرفة العفاص والوكاء وحكم ضالة الغنم والإبل، ح: ١٧٢٢/٧ من حديث الضحاك بن عثمان به.

فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ كُلْهَا، فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ».

بعد اگر اس کا متلاشی آ جائے تو اس کے حوالے کر دو۔''

فائدہ: یہ حکم گری پڑی چیز اٹھانے کے علاوہ بکری جیسے جانور کے بارے میں بھی ہے کہ اگر اسے کھالیا گیا ہو تو اس کا مالک آنے پر اس کی قیمت یا بدل دینا واجب ہے۔

۱۷۰۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ رَبِيعَةَ، قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: «تُعَرِّفُهَا حَوْلًا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا دَفَعْتَهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا عَرَفْتَ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اقْبِضْهَا فِي مَالِكَ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ».

۱۷۰۷- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ اور ربیعہ کی حدیث کے مانند ذکر کیا۔ (سابقہ حدیث: ۱۷۰۴) کہا کہ آپ سے گری پڑی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کرو۔ پس اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے سپرد کر دو۔ نہیں تو اس کا بندھن اور برتن خوب یاد کر لو اور اسے اپنے مال میں شامل کر لو۔ پھر اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دے دو۔''

۱۷۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَرَبِيعَةَ بِإِسْنَادِ قُتَيْبَةَ وَمَعْنَاهُ، زَادَ فِيهِ: «فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهَا فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَعَدَدَهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ» وَقَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مِثْلَهُ.

۱۷۰۸- یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے قتیبہ کی سند سے اسی کے ہم معنی مروی ہے۔ اس میں اضافہ ہے: ''اگر اس کا متلاشی آ جائے اور اس کی تھیلی (یا برتن) اور اس کی گنتی (وغیرہ علامات) بتا دے تو وہ چیز اس کے سپرد کر دو۔'' اور حماد نے بھی عبیداللہ بن عمر سے' انہوں نے عمرو بن شعیب سے' انہوں (عمرو) نے اپنے والد (شعیب) سے' انہوں نے اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص) سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

۱۷۰۷ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٨١٧ عن أحمد بن حفص به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان: ٤، وانظر، ح: ١٧٠٤.

۱۷۰۸ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٧٢٢/ ٦ من حديث حماد بن سلمة به، وانظر الحديث السابق: ١٧٠٤.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذِهِ الزِّيَادَةُ الَّتِي زَادَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فِي حَدِيثِ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ وَرَبِيعَةَ: «إِنْ جاءَ صاحِبُها فَعَرَفَ عِفاصَها وَوِكاءَها فادْفَعْها إِلَيْهِ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، «فَعَرَفَ عِفاصَهَا وَوِكَاءَها». وَحَدِيثُ عُقْبَةَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَيْضًا قال: «عَرِّفْهَا سَنَةً» وحَدِيثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «عَرِّفْهَا سَنَةً».

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حماد بن سلمہ کا یہ اضافہ جوانہوں نے سلمہ بن کہیل' یحییٰ بن سعید' عبیداللہ بن عمر اور ربیعہ کی روایت میں ذکر کیا ہے یعنی ''اگر اس کا مالک آجائے اور اس چیز کی تھیلی (یا برتن) اور اس کا سر بند (علامات) بتادے تو اسے اس کے حوالے کر دو۔'' (اس سند کے ساتھ) یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ یعنی [فَعَرَفَ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَ هَا] اور عقبہ بن سوید کی حدیث جو ان کے والد سے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''ایک سال تک اعلان کرو۔'' نیز حضرت عمر بن خطاب ؓ کی حدیث میں بھی نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ''ایک سال تک اعلان کرو۔''

ملحوظہ: امام ابوداود ؒ کا یہ فرمانا کہ زید بن خالد جہنی ؓ کی اس روایت میں حماد بن سلمہ کا مذکورہ بالا اضافہ محفوظ نہیں' وہم ہے، سفیان ثوری اور زید بن ابی انیسہ اس اضافے میں ان کے متابع ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں وارد ہے۔ (منذری) (صحیح مسلم' اللقطة' حدیث:١٧٢٣) امام بخاری ؒ نے حضرت زید بن خالد ؓ کی روایت انہی الفاظ کے ساتھ دوسری سند سے بیان فرمائی ہے۔ (کتاب فی اللقطة : باب اذا لم یوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهی لمن وجدها) علاوہ ازیں اسی معنی پر مشتمل الفاظ ابوداود کی کتاب اللقطہ میں حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی روایت میں موجود اور محفوظ ہیں۔ حضرت ابی بن کعب ؓ کی یہ روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔

١٧٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعْنِي الطَّحَّانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابنَ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنا وُهَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، المَعْنَى، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَجَدَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا

١٧٠٩- حضرت عیاض بن حمار ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی گری پڑی چیز ملے تو اسے چاہیے کہ ایک یا دو عادل گواہ بنا لے۔ اور چھپائے نہیں اور نہ غائب کرے' پھر اگر اس کے مالک کو پائے تو اسے لوٹا دے' ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرما دیتا ہے۔''

١٧٠٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب اللقطة، ح: ٢٥٠٥ من حديث خالد الحذّاء به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٩.

عَدْلٍ أَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ وَلا يَكْتُمْ وَلا يُغَيِّبْ، فإِنْ وَجَدَ صاحِبَها فَلْيَرُدَّها عَلَيْهِ وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ الله يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ».

فائدہ: گواہ بنانا نہ تو واجب ہے اور نہ ہر وقت ممکن ہی۔ لیکن یہ انتہائی پسندیدہ صورت ہے تاکہ انسان شیطانی اُکساہٹ سے محفوظ ہو جائے اور اُس کے دل میں اس کے مالک بن جانے کا وسوسہ پیدا نہ ہو۔ اس کے ذریعے سے کئی دوسری قباحتوں سے بھی بچا جا سکتا ہے جیسے اس کے ورثاء اس کو ادا کرنے سے انکار نہ کر سکیں یا کوئی شخص مال کی مقدار کے بارے میں اس پر تہمت نہ لگا سکے۔

١٧١٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ المُعَلَّقِ؟ فَقال: «مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ» وَذَكَرَ فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ وَالإِبِلِ كما ذَكَرَ غَيْرُهُ. قال: وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقالَ: «ما كَانَ مِنْها فِي طَرِيقِ المِيتَاءِ أَوِ الْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْها سَنَةً، فَإِنْ جاءَ طالِبُها فادْفَعْها إِلَيْهِ، فإِن لم يَأْتِ فَهِيَ لَكَ، وَما كَانَ فِي الْخَرابِ» يَعْنِي «فَفِيها وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

١٧١٠- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ (درختوں پر) لٹکتے پھل کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کسی ضرورت مند نے اسے اپنے منہ سے کھا لیا ہو' اپنے پلو میں کچھ نہ باندھا ہو تو اس پر کچھ نہیں۔ لیکن جو وہاں سے کچھ لے کر نکلے تو اس پر دوگنا جرمانہ ہے اور سزا۔ اور جس نے اسے اس کے مخزن میں آ جانے کے بعد چرایا تو اگر وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوا تو اس پر ہاتھ کٹے گا۔'' اور گمشدہ بکری اور اونٹ کے بارے میں ویسے ہی بیان کیا جیسے کہ دوسرے راویوں نے ذکر کیا ہے۔ اور گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''جو تمہیں آباد راستوں اور بستیوں میں سے ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ پس اگر اس کا ڈھونڈنے والا آ جائے تو اس کے حوالے کر دو' ورنہ وہ تمہاری ہے۔ اور جو کسی اجاڑ ویران جگہ سے ملے تو اس میں اور ایسے ہی کوئی دفینہ ملے تو اس میں خمس ہے۔'' (پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔)

١٧١٠- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ١٢٨٩، والنسائي، ح: ٤٩٦١ عن قتيبة به مختصرًا، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٧، وقال الترمذي: "حسن".

١٧١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْني ابنَ كَثِيرٍ، حَدَّثَني عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ بِإسْنَادِهِ بِهذَا: قَالَ فِي ضَالَّةِ الشَّاءِ قال: «فاجْمَعْهَا».

١٧١١- عمرو بن شعیب نے اپنی اسی (مذکورہ بالا) سند سے اس حدیث کو روایت کیا اور گم شدہ بکری کے بارے میں اس کے لفظ ہیں [فَاجْمَعْهَا] "یعنی اسے اپنی بکریوں کے ساتھ ملا لو۔"

فائدہ: یعنی اس کی حفاظت کرتے اور اعلان کرتے رہو جب مالک مل جائے تو اس کے حوالے کر دو۔

١٧١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ بِهَذا بِإسْنَادِهِ: وَقال في ضَالَّةِ الْغَنَمِ: «لَكَ أوْ لِأَخِيكَ أوْ لِلذِّئْبِ، خُذْها قَطْ». وكَذَا قال فِيهِ أيُّوبُ وَيَعْقُوبُ ابنُ عَطاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «فَخُذْهَا».

١٧١٢- عمرو بن شعیب نے اسی سند سے روایت کیا۔ اور گمشدہ بکری کے سلسلے میں کہا: "یہ تیرے لیے ہے یا تیرے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے' اسے لے لے اور بس۔" اور اسی طرح اس روایت میں ایوب اور یعقوب بن عطاء نے عمرو بن شعیب سے' انہوں نے نبی ﷺ سے [فَخُذْهَا] کا لفظ بیان کیا ہے۔

فائدہ: محدث یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عمرو بن شعیب کے تین تلامذہ عبیداللہ بن اخنس' ایوب اور یعقوب بن عطاء صرف لفظ [فَخُذْهَا] بیان کرتے ہیں۔ اس پر مزید کوئی اضافہ نہیں کرتے جیسے کہ مندرجہ ذیل روایت میں ابن اسحق نے [فَاجْمَعْهَا حَتّٰى يَأْتِيَهَا بَاغِيهَا] ایک مفصل جملہ ذکر کیا ہے۔ (عون المعبود)

١٧١٣- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابنُ إدْرِيسَ عَنِ ابنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبيِّ ﷺ بِهَذا: قَالَ في ضَالَّةِ الشَّاءِ: «فاجْمَعْهَا حَتَّى يَأْتِيهَا بَاغِيهَا».

١٧١٣- ابن اسحق' عمرو بن شعیب سے' وہ (عمرو) اپنے والد سے' وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے' وہ نبی ﷺ سے یہی روایت کرتے ہیں تو ان کے لفظ ہیں: [فَاجْمَعْهَا حَتّٰى يَأْتِيَهَا بَاغِيهَا] "اس کو اپنے مال کے ساتھ ملا لے حتی کہ اس کا متلاشی آ جائے۔"

١٧١١- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٩٦ من حديث أبي أسامة به.

١٧١٢- تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، ورواه النسائي، قطع السارق، باب الثمر المعلق يسرق، ح: ٤٩٦٠ من حديث أبي عوانة به.

١٧١٣- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٣ عن عبدالله بن إدريس به.

١٧١٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مِقْسَمٍ حَدَّثَهُ، عن رَجُلٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَجَدَ دِينَارًا فأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ، فَسَأَلَتْ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ، فَقال: «هُوَ رِزْقُ اللهِ»، فأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَكَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ، فَلَمَّا كَان بَعْدَ ذَٰلِكَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَنْشُدُ الدِّينَارَ، فَقال النَّبِيُّ ﷺ: «ياعَلِيُّ! أَدِّ الدِّينَارَ».

١٧١٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک دینار ملا۔ وہ اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے' حضرت فاطمہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ عزوجل کا رزق ہے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ نے اس سے کھالیا۔ اس کے بعد آپ کے پاس ایک عورت آئی جو ایک دینار ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی! وہ دینار ادا کردو۔''

١٧١٥- حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّهُ الْتَقَطَ دِينَارًا فَاشْتَرَى بِهِ دقِيقًا، فَعَرَفَهُ صَاحِبُ الدَّقِيقِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ الدِّينَارَ، فَأَخَذَهُ عَلِيٌّ فَقَطَعَ مِنْهُ قِيرَاطَيْنِ فَاشْتَرَى بِهِ لَحْمًا.

١٧١٥- بلال بن یحییٰ عبسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں ایک دینار ملا' تو انہوں نے اس سے آٹا خریدا' آٹے والے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا تو اس نے دینار ان کو واپس کر دیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ لے لیا اور اس میں سے دو قیراط کاٹ کر ان کا گوشت خریدا۔

١٧١٦- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: أخبرنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أخبرنا مُوسَى بنُ يَعْقُوبَ الزَّمَعِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ دَخَلَ عَلَىٰ فَاطِمَةَ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ يَبْكِيَانِ،

١٧١٦- جناب سہل بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں (گھر میں) آئے تو (دیکھا کہ) حسن اور حضرت حسین رو رہے ہیں۔ پوچھا یہ کیوں رو رہے ہیں؟ کہا کہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ پس علی (گھر سے) نکل آئے تو (اتفاق سے)

١٧١٤- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد.

١٧١٥- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث أبي داود به.

١٧١٦- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٤ من حديث أبي داود به.

فَقال: مَا يُبْكِيهِمَا؟ قالَتْ: الْجُوعُ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَوَجَدَ دِينَارًا بالسُّوقِ، فَجَاءَ إِلَىٰ فَاطِمَةَ وَأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَخُذْ لَنَا دَقِيقًا فجاء الْيَهُودِيَّ فاشْتَرَى بِهِ دَقِيقًا، فَقال الْيَهُودِيُّ: أَنْتَ خَتَنُ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَخُذْ دِينَارَكَ وَلَكَ الدَّقِيقُ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ حَتَّىٰ جَاءَ بِهِ فَاطِمَةَ فأَخْبَرَهَا، فَقَالَتْ: اذْهَبْ إِلَىٰ فُلَانٍ الْجَزَّارِ فَخُذْ لَنَا بِدِرْهَم لَحْمًا، فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّينَارَ بِدِرْهَم لَحْم فَجاءَ بِهِ، فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ وَأَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيهَا، فَجاءَهُمْ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَذْكُرُ لَكَ، فإِنْ رَأَيْتَهُ لَنَا حَلَالًا أَكَلْنَاهُ وَأَكَلْتَ مَعَنَا: مِنْ شَأْنِهِ كَذا وكَذا. قال: «كُلُوا بِسْمِ اللهِ»، فأَكَلُوا، فَبَيْنَا هُمْ مَكَانَهُمْ إِذْ غُلَامٌ يَنْشُدُ اللهَ وَالْإِسْلَامَ الدِّينَارَ، فأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدُعِيَ لَهُ، فَسَأَلَهُ؟، فقال: سَقَطَ مِنِّي فِي السُّوقِ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَا عَلِيُّ اذْهَبْ إِلَى الْجَزَّارِ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لَكَ: أَرْسِلْ إِلَيَّ بالدِّينَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَيَّ»، فأَرْسَلَ بِهِ، فَدَفَعَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِ.

بازار میں انہیں ایک دینار پڑا مل گیا تو وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور بتایا (کہ اس طرح سے ملا ہے۔) انہوں نے کہا: فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لیے آٹا لے آئیں۔ چنانچہ وہ یہودی کے پاس آئے اور اس سے آٹا خریدا۔ یہودی نے کہا: بھلا آپ اس شخص کے داماد ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ کہتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو اس نے کہا: دینار اپنے پاس رکھیں اور آٹا لے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے اور حضرت فاطمہ کے پاس (آٹا) لے آئے اور ساری بات بتائی۔ انہوں نے کہا: فلاں قصاب کے پاس جائیں اور ایک درہم کا گوشت لے آئیں۔ چنانچہ وہ گئے' اپنا دینار اس کے پاس رہن رکھا اور ایک درہم کا گوشت لے آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آٹا گوندھا' ہنڈیا چولہے پر رکھی' روٹی پکائی اور اپنے والد علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ وہ ان کے ہاں تشریف لے آئے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو بتاؤں اگر آپ اسے حلال فرمائیں تو ہم اسے کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے اور اس کا حال اس اس طرح سے ہے۔ آپ (ﷺ) نے سن کر فرمایا: ''اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔'' چنانچہ سب نے کھا لیا۔ ابھی وہ اپنی جگہ (دسترخوان ہی) پر بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا' اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گمشدہ دینار ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے بلایا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: مجھ سے بازار میں (کہیں) گرا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! اس قصاب کے

پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: وہ دینار میرے ہاں بھیج دو اور تمہارا درہم میرے ذمے ہے۔'' چنانچہ اس نے دینار بھیج دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اس غلام کے حوالے کر دیا۔

١٧١٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَأَشْبَاهِهِ يَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ يَنْتَفِعُ بِهِ.

١٧١٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھڑی' رسی' کوڑا اور اس قسم کی چیزیں اُٹھا لینے کی رخصت دی تھی کہ انسان ان سے فائدہ اُٹھا لے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَبِي سَلَمَةَ بِإِسْنَادِهِ وَرَوَاهُ شَبَابَةُ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانُوا لَمْ يَذْكُرُوا النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اسے نعمان بن عبد السلام نے مغیرہ (بن مسلم) ابوسلمہ سے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اور شبابہ نے مغیرہ بن مسلم سے' انہوں نے ابوالزبیر سے' انہوں نے جابر ؓ سے روایت کیا ہے۔ (کہا کہ وہ لوگ چھڑی' کوڑا وغیرہ اٹھا لینے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے) اور نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (موقوف بیان کیا ہے۔)

فائدہ: ابوالزبیر مکی سے دو حضرات روایت کرتے ہیں۔ ایک مغیرہ بن زیاد' ان سے یہی متن امام ابوداود نے ذکر فرمایا ہے۔ دوسرے مغیرہ بن مسلم ابوسلمہ کی بیان کردہ روایت میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے صحابی کے حوالے سے یہی بات کہی گئی ہے۔ (عون المعبود) یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن امام بخاری ؒ نے ایک باب قائم کیا ہے: ''باب إذا وجد خشبة في البحر أو سوطا أو نحوه'' یعنی جب کوئی شخص سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی پائے یا چابک یا اس جیسی (کوئی انتہائی کم قیمت) چیز اسے مل جائے۔ اور نیچے وہ حدیث لائے ہیں جس سے سمندر میں بہتی ہوئی لکڑی کو ایندھن کے طور پر لے جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری ؒ

١٧١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩٥ من حديث أبي داود به * أبوالزبير لم يصرح بالسماع، وله علة عند ابن عدي: ٦/ ٢٣٥٣.

نے اس حدیث سے استنباط کر کے باب کو شامل کیا ہے۔ (فتح الباری' کتاب اللقطۃ' باب مذکور) اس سے ثابت ہوا کہ امام ابوداود رحمہ اللہ کی بیان کردہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں جو حکم بیان کیا گیا وہ دیگر دلائل کی وجہ سے صحیح ہے۔

١٧١٨- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ أَحْسَبُهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «ضَالَّةُ الإِبِلِ المَكْتُومَةُ غَرَامَتُهَا وَمِثْلُهَا مَعَهَا».

۱۷۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گمشدہ اونٹ پکڑنے والا اگر چھپا لے تو اس پر جرمانہ ہے اور (مزید) اس کے ساتھ اس کا مثل بھی۔''

فوائد ومسائل: ① گمشدہ قیمتی چیز اٹھا کر چھپا لینا حرام اور گناہ کا کام ہے۔ ② اس حدیث کی روشنی میں ایسے مجرم پر دوگنا جرمانہ ہے۔

١٧١٩- حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عن بُكَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمانَ التَّيْمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ. قال أَحْمَدُ: قال ابنُ وَهْبٍ: يَعْنِي في لُقَطَةِ الْحَاجِّ: «يَتْرُكُهَا حَتَّى يَجِدَهَا صَاحِبُهَا».

۱۷۱۹- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کی گری پڑی چیزیں اُٹھانے سے منع فرمایا ہے۔ احمد نے روایت کیا کہ ابن وہب نے کہا: ''حاجی کی چیز پڑی رہنے دی جائے حتی کہ اس کا مالک اسے پالے۔''

قال ابنُ مَوْهَبٍ عن عَمْرٍو.

ابن موہب نے (اپنی سند میں) عَنْ عَمْرٍو کہا ہے۔ (أَخْبَرَنِي عَمْرٌو نہیں کہا۔)

فائدہ: راجح یہی ہے کہ حاجیوں کی گری پڑی اشیاء نہ اُٹھائی جائیں تا کہ اس شہر کی حرمت اپنے وسیع تر معانی میں

١٧١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٩١ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٥٩٩، وللحديث شواهد، وقع الشك في السند بين عكرمة وأبي هريرة، وعمرو بن مسلم وهو غير الجندي، والله أعلم.

١٧١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللقطة، باب في لقطة الحاج، ح: ١٧٢٤ من حديث ابن وهب به.

قائم اور ثابت رہے' تاہم اگر ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو رخصت ہے کہ اُٹھالی جائے۔ جیسے کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مرفوع احادیث میں آیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' اللقطة' حدیث: ٢٤٣٣' ٢٤٣٤' وصحیح مسلم' اللقطة' حدیث: ١٧٢٤) اور خوب کثرت سے اعلان کرنا چاہیے۔ ممکن ہے یہ چیز کسی آفاقی حاجی کی ہو۔ نہ معلوم اسے دوبارہ یہاں آنا میسر بھی آتا ہے یا نہیں۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ چونکہ حجاج بڑی جلدی اپنے علاقوں کو واپس چلے جاتے ہیں اس لیے پورے سال تک اس کا اعلان ممکن نہیں' اس لیے بہتر یہی ہے کہ چیز نہ اُٹھائی جائے اور اگر اُٹھائی جائے تو بہت جلد اور بار بار اعلان کیا جائے۔

١٧٢٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرَنا خَالِدٌ عَنِ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنِ المُنْذِرِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ جَرِيرٍ بِالْبَوَازِيج فجاءَ الرَّاعِي بِالْبَقَرِ وَفِيهَا بَقَرَةٌ لَيْسَتْ مِنْهَا، فَقال لَهُ جَرِيرٌ: مَا هَذِهِ؟ قال: لَحِقَتْ بِالْبَقَرِ لا نَدْرِي لِمَنْ هِيَ، فَقال جَرِيرٌ: أَخْرِجُوهُ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «لا يَأْوِي الضَّالَّةَ إِلَّا ضَالٌّ».

١٧٢٠- منذر بن جریر کہتے ہیں کہ (میں اپنے والد) جریر (بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بوازیج مقام میں تھا کہ چرواہا گائیں لے کر آیا۔ اور ان میں ایک گائے ان کی نہیں تھی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بس گایوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کس کی ہے۔ تو حضرت جریر نے کہا: اسے علیحدہ کر دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''گم شدہ چیز کو کوئی [ضال] ''گمراہ انسان'' ہی لیتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① گمشدہ چیز اپنے قبضے میں لے کر چھپا لینے والا یا مالک بن بیٹھنے والا ضال اور گمراہ انسان ہے جبکہ اعلان کرنے والا ایسا نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا خیال ہو کہ گائے اونٹ کی طرح ہے یہ جانور کھا پی کر گزارہ کر سکتا ہے اور چھوٹے موٹے درندے بھی اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتے تو اس لیے اس کا چھوڑ دینا بہتر ہوگا۔ اس کا مالک اس کو خود ہی ڈھونڈ لے گا۔ ② ''بوازیج الانبار'' بغداد کی بالائی جانب ایک علاقہ ہے جسے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا اور یہاں ان کے موالی رہتے تھے۔

١٧٢٠- تخريج: [صحيح] وللحديث طريق آخر عند ابن ماجه، ح: ٢٥٠٣، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٧٢٥ وبه صح الحديث.

حج وعمرہ کی اہمیت وفضیلت

[نُسُك](نون اور سین دونوں کے ضمہ کے ساتھ) کے معنی ہیں "وہ عبادت جو خاص اللہ عزوجل کا حق ہو۔" [مَنْسَك](میم کے فتحہ اور سین کے فتحہ یا کسرہ کے ساتھ) کا مفہوم ہے "مقام عبادت" اور مصدری معنی میں بھی آتا ہے۔[مناسك]اس کی جمع ہے۔

تعریف: "حج" کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کے ہیں، مگر اصطلاح شریعت میں معروف ومعلوم آداب وشرائط کے ساتھ بیت اللہ الحرام کا قصد حج کہلاتا ہے۔"عمرہ" (بمعنی عبادت) میں بھی بیت اللہ کی زیارت ہوتی ہے، مگر حج ماہ ذوالحج کی تاریخوں کے ساتھ خاص ہے اور طواف وسعی کے علاوہ وقوف عرفہ اور دیگر اعمال اس میں شامل ہیں، جبکہ عمرہ میں صرف طواف اور سعی ہوتی ہے اور سال کے تمام دنوں میں اسے ادا کیا جاسکتا ہے۔

حکم: حج اسلام کا بنیادی رکن ہے۔اس کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت (مالدار) عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر اسی طرح فرض ہے جس طرح پانچوں وقت کی نمازیں، رمضان کے روزے اور صاحب

نصاب شخص پر زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ ان سب کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ لہٰذا جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا بلکہ اسے وقت اور پیسے کا ضیاع سمجھتا یا اس کا مذاق اڑاتا ہے جیسا کہ آج کل کے بعض متجددین' منکرین حدیث اور مادہ پرستوں کا نقطۂ نظر ہے تو ایسا شخص کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود محض سستی اور کاہلی یا اس قسم کے کسی اور عذرِ لنگ کی وجہ سے حج نہیں کرتا تو ایسا شخص کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں' البتہ فاسق و فاجر اور کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے۔

حج کی اہمیت اس بات سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ربّ العالمین نے قرآن مجید میں اس کی فرضیت کو بیان کیا ہے اور ایک بڑی سورت کا نام سورۃ الحج رکھا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ارادہ کرتا ہوں کہ شہروں میں اپنے عُمال (اہل کار) بھیجوں' وہ جا کر جائزہ لیں اور ہر اس شخص پر جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا' جزیہ مقرر کر دیں کیونکہ وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ (تلخیص الحبیر: ۲۲۳/۲)

اسی طرح السنن الکبریٰ بیہقی میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: جو شخص وسعت اور پر امن راستے کے باوجود حج نہیں کرتا اور مر جاتا ہے تو اس کے لیے برابر ہے چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر اور اگر استطاعت کے ہوتے ہوئے میں نے حج نہ کیا ہو تو مجھے حج کرنا' چھ یا سات غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (السنن الکبری للبیہقی: ۳۳۴/۴)

لہٰذا ہمیں حج کی فرضیت و اہمیت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ اکثر وہ مسلمان جو سرمایہ دار' زمین دار اور بینک بیلنس رکھتے ہیں لیکن اسلام کے اس عظیم رکن کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر کے مرتکب ہو رہے ہیں' انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فوراً توبہ کریں اور پہلی فرصت میں اس فرض کو ادا کریں۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی فضیلت کی بابت فرمایا: ''حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہے۔'' (صحیح البخاری' العمرۃ' حدیث: ۱۷۷۳) حج مبرور' وہ حج ہے جو مسنون طریقہ اور شرعی تقاضوں کے عین مطابق کیا گیا ہو' اس میں کوئی کمی بیشی نہ کی گئی ہو۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے

اللہ کے لیے حج کیا اس دوران میں اس نے کوئی فحش گوئی کی' نہ کوئی برا کام تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف واپس لوٹے گا جس طرح وہ اس وقت تھا جب اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔'' (صحیح البخاری' الحج' حدیث:۱۵۲۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج کے عظیم اجر وثواب کا مستحق صرف وہ شخص ہے جس نے دوران حج میں زبان سے کوئی بے ہودہ بات کی نہ ہاتھ' پاؤں اور دیگر اعضاء آنکھوں' کانوں وغیرہ سے کوئی برا کام کیا۔

عمرہ کی لغوی تعریف: حج کی طرح عمرہ بھی عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اس کے معنی ''ارادہ اور زیارت'' کے ہیں کیونکہ اس میں بیت اللہ کا ارادہ اور زیارت کی جاتی ہے۔ مگر اصطلاح شریعت میں میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اور سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا عمرہ کہلاتا ہے۔ اسلام میں عمرہ کی بھی بڑی اہمیت وفضیلت ہے' اکثر علماء کے نزدیک گو یہ فرض یا واجب نہیں مگر جب اس کا احرام باندھ لیا جائے تو حج کی طرح اس کا پورا کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نیل الاوطار: ۴/۳۱۴' ۳۱۵) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾(البقرہ:۱۹۶) ''اللہ کے لیے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔'' (صحيح البخاری' العمرة' حديث:۱۷۷۳) عام دنوں کی نسبت رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' (صحيح البخاری' جزاء الصيد' حديث:۱۸۶۳)

حج اور عمرہ سے متعلق مفصل احکام ومسائل اردو میں کتاب ''مسنون حج اور عمرہ'' (مطبوعہ دارالسلام) میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ١١) - كِتَابُ الْمَنَاسِكِ (التحفة ٥)

اعمال حج اور اس کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب فَرْضِ الْحَجِّ (التحفة ١)

باب:١- حج فرض ہے

١٧٢١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنى، قَالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أبي سِنَانٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقال: يَارَسُولَ اللهِ! الْحَجُّ فِي كلِّ سَنَةٍ أَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً؟ قال: «بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً، فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ».

١٧٢١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا حج ہر سال ہے یا ایک ہی بار؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں! ایک ہی بار ہے اور جو اس سے زیادہ کرے تو وہ نفل ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ أَبُو سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ، كَذَا قَالَ عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ، وَسُلَيْمانُ بْنُ كَثِيرٍ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنْ سِنَانٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ راوی حدیث (ابوسنان) یہ ابوسنان الدؤلی ہیں۔ عبدالجلیل بن حُمید اور سلیمان بن کثیر سبھی زہری سے (ابوسنان) ذکر کرتے ہیں۔ صرف عُقیل ”سنان“ کہتے ہیں۔ (ابوسنان نہیں کہتے۔)

١٧٢١- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب وجوب الحج، ح: ٢٦٢١ من حديث الزهري به، وعبدالجليل أيضًا، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤١، ووافقه الذهبي، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٣٣٧.

١٧٢٢- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِأَزْوَاجِه في حَجَّةِ الْوَداعِ: «هَذِهِ ثُمَّ ظُهُورَ الْحُصْرِ».

۱۷۲۲- حضرت ابو واقد اللیثی ؓ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ اپنی ازواج سے حجۃ الوداع میں فرما رہے تھے: ''حج بس یہی ہے' پھر (گھر کی) چٹائیوں کو لازم پکڑنا ہے۔''

فائدہ: یہ دلیل ہے کہ حج ایک ہی بار فرض ہے۔علاوہ ازیں نفل ہے۔تاہم حج وعمرہ بار بار کرنے کی ترغیب بھی آئی ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے ''حج اور عمرہ بار بار کرو' بلاشبہ یہ فقیری اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور پاک صاف حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (جامع ترمذی' المناسك حديث :٨١٠ و سنن نسائی حدیث : ٢٦٣١)

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَحُجُّ بِغَيْرِ مَحْرَمٍ (التحفة ٢)

باب:۲-عورت جو محرم کے بغیر حج کرے؟

١٧٢٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا».

۱۷۲۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان خاتون کو اپنے کسی محرم کی معیت کے بغیر ایک رات کا سفر بھی حلال نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ کوئی عورت ایک رات کا سفر بھی محرم کے بغیر نہیں کر سکتی خواہ یہ حج جیسا مبارک سفر ہی کیوں نہ ہو۔اگر بالفرض کسی خاتون کو کوئی سا بھی محرم میسر نہ ہو تو وہ حج کے لیے ''لازمی استطاعت'' سے خارج ہے اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔تفصیلات کے لیے دیکھیے (نیل الاوطار:۴/۳۲۴) تاہم بعض علماء مخصوص حالات میں مخصوص شرائط کے ساتھ عورت کو محرم کے بغیر حج کی اجازت دیتے ہیں۔مثلاً عمر رسیدہ خاتون جس کی جوانی ڈھل چکی ہو وہ ایسے قابل اعتماد قافلے کے ساتھ سفر حج اختیار کر سکتی ہے جس میں قابل اعتماد خواتین بھی

١٧٢٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الحافظ في الفتح: ٤/ ٧٤٠.

١٧٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى الحج وغيره، ح: ١٣٣٩ عن قتيبة به.

ہوں۔ ② محرم وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے عورت کا نکاح کرنا حرام ہو جیسے باپ' دادا' چچا' تایا' ماموں' بھانجا' بھتیجا' بیٹا' سسر' وغیرہ۔

١٧٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالنُّفَيْلِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَني مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ - قَالَ الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ ثُمَّ اتَّفَقُوا - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ يَوْمًا وَلَيْلَةً». فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

١٧٢٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے' اس کیلئے حلال نہیں کہ ایک دن اور رات کا سفر کرے۔'' اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ (یعنی اس کا محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے)

قال النُّفَيْلِيُّ: حدَّثَنَا مَالِكٌ.

نفیلی نے [عَنْ مَّالِكٍ] کی بجائے تحدیث کی صراحت کرتے ہوئے [حَدَّثَنَا مَالِكٌ] کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرِ النُّفَيْلِيُّ وَالْقَعْنَبِيُّ: عَنْ أَبِيهِ، رَوَاهُ ابْنُ وَهْبٍ وَعُثْمانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكٍ كَمَا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ نفیلی اور قعنبی نے (سند میں سعید بن ابی سعید کے بعد) [عن ابیه] نہیں کہا۔ نیز ابن وہب اور عثمان بن عمر بھی جناب مالک سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں جیسے کہ قعنبی نے کہا ہے۔ (عن ابیه کے بغیر۔)

توضیح: جناب سعید مقبری کو اپنے والد کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے بھی سماع حاصل ہے۔ اس لیے دونوں ہی سندیں صحیح ہیں۔ (نووی)

١٧٢٥- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

١٧٢٥- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:...... اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا' مگر [بَرِيدًا] کا لفظ کہا۔ (یعنی کسی مسلمان

١٧٢٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم أيضًا، ح:١٣٣٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٨، وعلقه البخاري، التقصير، باب: في كم يقصر الصلوٰة؟، ح:١٠٨٨.

١٧٢٥ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٥٢٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وانظر الحديث السابق.

اللهِ ﷺ، وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «بَرِيدًا».

عورت کو اپنے محرم کے بغیر ایک برید کا سفر بھی حلال نہیں۔)

توضیح: یہ برید والی روایت بعض ائمہ کے نزدیک شاذ ہے۔ اور ایک [برید] چار فرسخ کا اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ (برید بارہ میل کا ہوا) جو کہ بعض علماء کے نزدیک آدھے دن کی مسافت ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان ائمہ کے نزدیک عورت کا بغیر محرم کے مختصر سفر کرنا جائز ہوگا' جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک مطلقاً عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا ناجائز ہوگا۔

١٧٢٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ، أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعًا حَدَّثَاهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا».

١٧٢٦- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عورت جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اپنے باپ' بھائی' خاوند' بیٹے یا کسی اور محرم کی معیت کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرے۔''

١٧٢٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ».

١٧٢٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت اپنے محرم کے بغیر تین دن کا (بھی) سفر نہ کرے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا یا دیگر احادیث میں وقت یا مسافت کی تحدید کا ذکر ایک اتفاقی بیان ہے جو مختلف اوقات میں مختلف سائلین کو بتایا گیا۔ اور ان سب کا مفہوم واضح ہے کہ مسلمان متقی خاتون کو اپنے محرم کی معیت کے بغیر سفر کرنا حرام ہے۔ دور حاضر کے احوال و ظروف کیسے بھی ہوں شریعت کا قانون اٹل ہے۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے آپ کو اس شریعت کا پابند بنائے نہ کہ حیل و حجت سے شریعت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ المستعان۔

١٧٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب سفر المرأة مع محرم إلى حج وغيره، ح:١٣٤٠ من حديث أبي معاوية الضرير به.

١٧٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب: في كم يقصر الصلوة؟، ح:١٠٨٧، ومسلم، الحج، ح:١٣٣٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

١٧٢٨ - حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يُرْدِفُ مَوْلَاةً لَهُ يُقالُ لَها: صَفِيَّةُ، تُسَافِرُ مَعَهُ إِلَى مَكَّةَ.

۱۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی لونڈی کو اپنے ساتھ بٹھا کر لے جاتے تھے۔ اس کا نام صفیہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ مکہ کا سفر کرتی تھی۔

فائدہ: مالک لونڈی کے لیے خاوند کے حکم میں ہوتا ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ (التحفة ٣)

باب:۳- اسلام میں [صَرُوْرَة] نہیں ہے

١٧٢٩ - حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْني سُلَيْمانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ، يَعْني ابنَ أبي خَوارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ».

۱۷۲۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں ''صرورة'' نہیں ہے۔'' (کوئی شخص باوجود استطاعت کے حج کرنے سے اعراض کر لے۔)

ملحوظہ: ''عمر بن عطاء یعنی ابن ابی خوار ''ضعیف'' راوی ہے' کئی ایک نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ [صَرورة] (صاد کے فتحہ کے ساتھ) کے ایک معنی تو یہی ہیں جو ذکر ہوئے' دوسرے معنی اس کے یہ بھی ہیں کہ کوئی راہبوں کے سے انداز میں زندگی گزارے اور نکاح نہ کرے۔ یہ اسلام میں نہیں ہے۔

(المعجم . . .) - باب التَّزَوُّدِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٤)

باب:...... حج میں زادراہ لے کر جانے کی تاکید

١٧٣٠ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ الْفُرَاتِ

۱۷۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

١٧٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٢٦ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري، تابعه عقبة بن خالد.

١٧٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٢ من حديث ابن جريج به، حقق أحمد، وابن معين وغيرهما بأن في السند: "عمر بن عطاء بن وراز" وهو ضعيف، وجاء عند الطبراني في الكبير: ١١/ ٢٣٥، ح: ١١٥٩٥ "ابن أبي الخوار" وروى الطحاوي في مشكل الآثار: ٢/ ١١١، ١١٢، ح: ١٦٣٥، ١٦٣٧ بإسناد صحيح عن ابن عباس قال: "لا صرورة في الإسلام".

١٧٣٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "وتزودوا فإن خير الزاد التقوى"، ح: ١٥٢٣ من حديث شبابة به.

يَعْنِي أَبَا مَسْعُودٍ الرَّازِيَّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُخَرِّمِيُّ، وَهٰذَا لَفْظُهُ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ - قال أبو مَسْعُودٍ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ أَوْ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يَحُجُّونَ وَلَا يَتَزَوَّدُونَ - وَيقُولُونَ: نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فأَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ﴾ [البقرة: ١٩٧]».

لوگ حج کو آتے مگر زاد راہ ساتھ نہ لاتے تھے..... ابومسعود نے کہا کہ اہل یمن یا کچھ اہل یمن حج کے لیے آتے مگر زادراہ ساتھ نہ لاتے......اور کہتے کہ ہم متوکل لوگ ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ ”زادراہ (یعنی اخراجات سفر) ساتھ لے کر چلو اس لیے کہ بہترین توشہ تقویٰ (سوال سے بچنا) ہے۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ سفر حج میں کھانے پینے اور اقامت کے علاوہ دیگر تمام لوازم کے اخراجات لے کر آیا کرو۔ ان کے بغیر نکل کھڑے ہونا اور پھر لوگوں کی طرف دیکھنا' یا سوال کرتے پھرنا' اور اس کا نام توکل رکھنا' بالکل غلط ہے۔ توکل کے مفہوم میں یہ ہے کہ مشروع اسباب اختیار کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کیا جائے۔ تاہم کچھ احادیث سے یہ معنی ضرور ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس انداز میں اسباب ترک کر دیتا ہے کہ اسباب یا مخلوق کی طرف اس کی نظر قطعاً نہ جائے تو اسے بھی متوکل کہا گیا ہے مگر یہ از حد مشکل مقام ہے۔

(المعجم ٤) - باب التِّجَارَةِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٥)

باب:۴- دورانِ حج میں تجارت جائز ہے

١٧٣١- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أبي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ [البقرة: ١٩٨] قَالَ: كَانُوا لَا يَتَّجِرُونَ بِمِنًى فأُمِرُوا بالتِّجَارَةِ إِذَا أَفَاضُوا مِنْ عَرَفَاتٍ.

۱۷۳۱- جناب مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“ پڑھی اور فرمایا: کچھ لوگ منیٰ میں تجارت نہ کرتے تھے تو انہیں حکم دیا گیا کہ جب عرفات سے واپس لوٹیں تو تجارت کر سکتے ہیں۔

١٧٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبري في تفسيره: ٢/ ١٦٥ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف، وحديث البخاري، ح: ١٧٧٠ يغني عنه.

فوائد ومسائل: ① اس آیت کریمہ میں وضاحت ہے کہ احرام باندھ لینے کے بعد تجارت جیسے مشغلہ میں مشغول ہونا کہ فرائض اور واجبات بھی ادا ہوتے رہیں کوئی حرج یا عیب کی بات نہیں۔ ② اس مباح انداز سے زادِ راہ حاصل کرنا عین حلال ہے۔

(المعجم ٥) بَابٌ (التحفة ٦)

باب: ٥......

١٧٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِهْرَانَ أَبِي صَفْوانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ».

۱۷۳۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو حج کرنا چاہے تو چاہیے کہ جلد ہی کر لے۔“

فائدہ: بیہقی کی روایت میں اضافہ ہے کہ ”نہ معلوم اسے کوئی بیماری آ لے یا کوئی اور عارضہ پیش آ جائے۔“ (السنن الکبری للبیهقی: ۳۴۰/۴) بہر حال اس حدیث میں دلیل ہے کہ ”استطاعت“ حاصل ہوتے ہی حج فوراً فرض ہو جاتا ہے۔ زندگی کا کیا اعتبار! نیز قیامت سے پہلے بیت اللہ کا حج موقوف ہو جائے گا‘ اس لیے امن وامان کے حالات کو غنیمت جاننا چاہیے۔ اور معقول عذر شرعی کے بغیر اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ ایک حدیث میں یہ گنجائش ملتی ہے کہ صاحب استطاعت اور صحت مند زیادہ سے زیادہ چار سال تک تاخیر کر سکتا ہے‘ پانچویں سال اسے یہ فریضہ ضرور ادا کر لینا چاہیے۔ (صحیح الترغیب: ۴۲/۲‘ رقم: ۱۱۶۶)

(المعجم ٦) - بَابُ الْكَرِيِّ (التحفة ٧)

باب: ٦- (سفر حج میں) کرائے پر سواری چلانا

١٧٣٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: حَدَّثَنا أَبُو أُمَامَةَ التَّيْمِيُّ قال: كُنْتُ رَجُلًا أُكْرِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وكَانَ نَاسٌ يَقُولُونَ [لي]: إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ،

۱۷۳۳- جناب ابوامامہ تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں کرائے کی سواریاں چلایا کرتا تھا تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا: ”تیرا حج نہیں ہے۔“ میں حضرت ابن عمر ؓ سے ملا اور ان سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں سفر حج میں کرائے پر سواریاں چلاتا ہوں اور کچھ لوگ

١٧٣٢- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٥ عن أبي معاوية الضرير به، وصرح بالسماع من الحسن بن عمرو، وللحديث شواهد.

١٧٣٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥١ من حديث العلاء بن المسيب به، وصححه الحاكم: ١/ ٤٤٩، ووافقه الذهبي.

فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنِّي رَجُلٌ أُكْرِي فِي هٰذَا الْوَجْهِ وَإِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ [لِي] إِنَّهُ لَيْسَ لَكَ حَجٌّ! فَقال ابْنُ عُمَرَ: أَلَيْسَ تُحْرِمُ وَتُلَبِّي، وَتَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَتُفِيضُ مِنْ عَرَفَاتٍ، وَتَرْمِي الْجِمَارَ؟ قال: قُلْتُ: بَلَىٰ، قال: فإِنَّ لَكَ حَجًّا، جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مِثْلِ ما سَأَلْتَنِي عَنْهُ؟، فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّىٰ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ فأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَرَأَ عَلَيْهِ هٰذِهِ الآيَةَ وَقال: «لَكَ حَجٌّ».

مجھے کہتے ہیں کہ تیرا حج نہیں ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: کیا تم احرام نہیں باندھتے ہو اور تلبیہ نہیں پڑھتے ہو؟ کیا بیت اللہ کا طواف نہیں کرتے ہو؟ عرفات سے نہیں لوٹتے ہو؟ اور جمرات کو کنکریاں نہیں مارتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (سب کچھ کرتا ہوں) انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تیرا حج (صحیح) ہے۔ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اور اس نے بالکل یہی سوال کیا تھا جیسے کہ تم نے مجھ سے کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو رہے اور اس کو جواب نہیں دیا تھا حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾ ''تم پر کوئی گناہ (اور حرج) نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا بھیجا اور اس پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: تیرا حج (صحیح) ہے۔

١٧٣٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّاسَ فِي أَوَّلِ الْحَجِّ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ بِمِنًى وَعَرَفَةَ وَسُوقِ ذِي الْمَجَازِ وَمَواسِمِ الْحَجِّ، فَخافُوا الْبَيْعَ وَهُمْ حُرُمٌ، فَأَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِن رَّبِّكُمْ فِي مَواسِمِ الْحَجِّ﴾ قال:

۱۷۳۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ پہلے (قبل از اسلام) حج کے دنوں میں منیٰ، عرفات، سُوق ذی المجاز اور ایام حج میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ (اسلام لانے کے بعد) انہوں نے احرام باندھے ہوئے خرید و فروخت میں حرج سمجھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ﴾ ''تم پر کوئی حرج یا گناہ نہیں کہ ''ایام حج'' میں اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

١٧٣٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٤٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٥٤، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند البخاري، ح: ١٧٧٠.

فحدَّثني عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَؤُهَا فِي الْمُصْحَفِ.

عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ وہ [فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ] کے اضافہ کے ساتھ' مصحف میں پڑھا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سوق ذی المجاز عرفات کے قریب ایک منڈی کا نام تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ منٰی کے قریب لگتی تھی۔ ② مذکورہ قسم کی قراءت "شاذ" کہلاتی ہے جو تفسیر وتوضیح کا فائدہ دیتی ہے۔ اصل صحیح قراءت وہی ہے جو تواتر سے ثابت ہے۔ ③ احرام باندھ لینے کے بعد امور تجارت میں مشغول ہونا' حج کیلئے کوئی باعث نقص نہیں ہے۔

١٧٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابْنُ أبي فُدَيْكٍ: أَخبرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ كلامًا مَعْناهُ: أَنَّهُ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّاسَ فِي أَوَّلِ ما كَانَ الْحَجُّ كَانُوا يَبِيعُونَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ إِلَىٰ قَوْلِهِ مَواسِمِ الْحَجِّ.

١٧٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ لوگ پہلے زمانے میں حج کے دوران میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا...... [مَوَاسِمِ الْحَجِّ] تک۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الصَّبِيِّ يَحُجُّ (التحفة ٨)

باب:٧- چھوٹا بچہ' جو حج کرے

١٧٣٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إبراهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بالرَّوْحَاءِ فَلَقِيَ رَكْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقال: «مَنِ الْقَوْمُ؟» فَقالُوا: الْمُسْلِمُونَ، فَقالُوا: فَمَنْ أَنْتُمْ؟ قالُوا: رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَفَزِعَتْ امْرَأَةٌ فَأَخَذَتْ بِعَضُدِ صَبِيٍّ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ مِحَفَّتِهَا،

١٧٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقام رَوحاء پر تھے کہ آپ کو ایک قافلہ والے ملے۔ آپ نے انہیں سلام کہا اور پوچھا: کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟ صحابہ ؓ نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو ایک عورت نے جلدی سے اپنے بچے کو بازو سے پکڑا اور اپنے ہودج سے باہر نکالا اور بولی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کے لیے حج ہے؟

١٧٣٥- تخريج: [صحيح] رواه ابن أبي داود في المصاحف، ص: ٨٤، وانظر الحديث السابق.

١٧٣٦- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب صحة حج الصبي وأجر من حج به، ح: ١٣٣٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في المسند: ١/ ٢١٩.

فَقالَتْ : يَارَسُولَ اللهِ! هَلْ لِهٰذَا حَجٌّ؟ قالَ : «نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ».

آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور تیرے لیے اجر ہے۔''

فائدہ: چھوٹے بچے اگر والدین یا سرپرستوں کے ساتھ ہوں تو انہیں بھی اعمال حج میں شریک کیا جائے۔ جہاں تک وہ از خود ساتھ دے سکیں بہتر ہے باقی والدین کروائیں۔ طواف اور سعی میں اُٹھائیں۔ عرفات مزدلفہ میں ساتھ رکھیں۔ ان کی طرف سے کنکریاں ماریں وغیرہ۔ ان کا ثواب والدین کے لیے ہے اور یہ کتنی بڑی نعمت اور فضیلت ہے کہ کم خرچ اور معمولی مشقت سے مزید حج کا ثواب مل جائے۔ ایک بچہ ہو تو ایک حج' دو ہوں تو دو حج کا ثواب ملے گا' علی ہذا القیاس۔ تاہم بلوغت کے بعد انہیں اپنا حج اسلام کرنا ہوگا۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْمَوَاقِيتِ (التحفة ٩)

باب:٨- مواقیت کا بیان (یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے)

١٧٣٧- حَدَّثَنَا [عبدُالله بنُ مَسْلَمَةَ] الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قالَ: وَقَّتَ رَسُولُ الله ﷺ لِأَهْلِ المَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ، وَبَلَغَنِي أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

١٧٣٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کیلئے ''ذُو الْحُلَيْفَة'' (موجودہ آبار علی)' اہل شام کے لیے ''جُحْفَة'' اہل نجد کیلئے ''قرن المنازل'' کے مقامات متعین فرمائے تھے۔ اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ آپ نے اہل یمن کے لیے ''یلملم'' متعین کیا تھا۔

١٧٣٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنِ ابنِ طاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَا: وَقَّتَ رَسُولُ الله ﷺ، بِمَعْنَاهُ، وَقالَ أَحَدُهُمَا: وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَقالَ أَحَدُهُما: أَلَمْلَمَ،

١٧٣٨- حماد' عمرو بن دینار سے' وہ طاؤس سے' وہ ابن عباس ؓ سے..... اور ابن طاؤس (عبداللہ) اپنے باپ طاؤس سے (وہ ابن عباس ؓ سے) روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں (عمرو بن دینار اور عبداللہ بن طاؤس) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میقات (مقامات احرام) مقرر فرمائے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ

١٧٣٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح:١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٠.

١٧٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح:١٥٢٦، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨١ من حديث حماد بن زيد به.

قَالَ: «فَهُنَّ لَهُمْ، وَلِمَنْ أَتَىٰ عَلَيْهِنَّ، مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ». قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: مِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ. قَالَ: وَكَذٰلِكَ حَتَّىٰ أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا.

اہل یمن کے لیے[یَلَمْلَم]اور دوسرے نے کہا[ألملم]. آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مقامات ان (مذکورہ) جگہوں کے رہنے والوں کے لیے ہیں اور دوسری جگہوں کے ان لوگوں کے لیے بھی جو یہاں سے گزریں جو کہ حج اور عمرہ کی نیت رکھتے ہوں اور جو اِن سے ورے (مکہ کی جانب) مقیم ہوں۔'' ابن طاؤس نے کہا......وہ وہیں سے احرام باندھیں جہاں سے وہ سفر شروع کریں حتی کہ اہل مکہ اپنے شہر اور گھر ہی سے احرام باندھ کر نکلیں۔

فائدہ: ان مقامات سے احرام باندھنا انہی لوگوں پر واجب ہے جو حج یا عمرہ کی نیت رکھتے ہوں' دوسروں کے لیے نہیں ہے۔ **یَلَمْلَمْ:** بیت اللہ کے جنوب میں ایک مقام ہے جو یمن' چین' بنگلہ دیش' افغانستان' ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے ۹۲ کلومیٹر پر واقع ہے۔ **ذُو الحلیفه:** مدینہ منورہ اور اس سے ملحقہ علاقوں کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اس کا موجودہ نام آبارِ علی ہے۔ مدینہ سے قریب تر اور مکہ سے تقریباً ساڑھے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ **جحفه:** شام' ترکی اور مصر کی جانب سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''رابغ'' نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مغرب میں ۱۸۷ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ **ذات العرق:** عراق وغیرہ کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''الضریبہ'' نامی جگہ سے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ جسے خریبات بھی کہتے ہیں۔ یہ مکہ سے شمال مشرق میں ۹۴ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ **قرنُ المنازل:** اہل نجد اور عرفات کی طرف سے آنے والوں کی میقات۔ اب یہ بستی موجود نہیں مگر قریب ہی ''السیل'' نامی جگہ سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے ۹۴ کلومیٹر دور ہے۔

١٧٣٩- حَدَّثَنا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامَ الْمَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنْ أَفْلَحَ يَعْنِي ابنَ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ.

۱۷۳۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لیے ''ذاتِ عرق'' کا مقام متعین فرمایا تھا۔ (احرام کے لیے۔)

١٧٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ميقات أهل مصر، ح: ٢٦٥٤ من حديث هشام بن بهرام به، وصححه أبونعيم في حلية الأولياء: ٤/ ٩٤، وانظر، ح: ١٧٤٢.

١٧٤٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَشْرِقِ الْعَقِيقَ.

۱۷۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مشرق کے لیے مقام ''عقیق'' مقرر فرمایا تھا۔

توضیح: اہل مشرق سے مراد مکہ سے مشرقی جانب کے علاقے ہیں یعنی عراق اور اس کے اطراف۔ اور ''عقیق'' نامی وادی ایک تو مدینہ کے قریب ہے دوسری یہی ہے جو ذاتِ عرق کے قریب اور اس کے مقابل میں ہے اور یہاں یہی دوسری مراد ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح' حدیث:۲۵۵۴)

١٧٤١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يُحَنَّسَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ حُكَيْمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ» أَوْ «وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ»: شَكَّ عَبْدُ اللهِ أَيَّتَهُمَا قَالَ.

۱۷۴۱- ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرے کا احرام باندھا' اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یا فرمایا: اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔'' عبداللہ (ابن عبد الرحمن بن يُحَنَّس) کو شک ہوا ہے کہ معلوم نہیں آپ ﷺ نے دونوں سے کونسی بات کہی تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَرْحَمُ اللهُ وَكِيعًا، أَحْرَمَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَعْنِي إِلَى مَكَّةَ.

امام ابو داود فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ وکیع پر رحمت فرمائے' انہوں نے بیت المقدس سے مکہ کے لیے احرام باندھا۔

١٧٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في مواقيت الإحرام لأهل الآفاق، ح: ٨٣٢ من حديث وكيع به، وقال: "حسن" * يزيد بن أبي زياد ضعيف مشهور ومدلس ومختلط ومبتدع.

١٧٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أهل بعمرة من بيت المقدس، ح: ٣٠٠٢ من حديث يحيى بن أبي سفيان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢١ * حكيمة وثقها ابن حبان وحده، والحديث ضعفه البخاري وغيره وهو الراجح.

ملحوظہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا والی روایت کی سند اور متن میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ (منذری وغیرہ۔) اگرچہ کئی ایک صحابہ وتابعین سے قبل از میقات احرام باندھنا ثابت ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان سے کہ "آپ نے یہ یہ منازل متعین فرمائے تھے۔" یہی ثابت ہے کہ ان مقامات سے احرام باندھنا ہی سنت نبویہ اور افضل عمل ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: مرعاۃ المفاتیح' حدیث نمبر: ٢٥٤٠)

١٧٤٢- حَدَّثَنا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَني زُرَارَةُ بْنُ كُرَيْمٍ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو السَّهْمِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِمِنًى أَوْ بِعَرَفَاتٍ، وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَتَجِيءُ الأَعْرَابُ فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قَالُوا: هٰذَا وَجْهٌ مُبَارَكٌ. قَالَ: وَوَقَّتَ ذَاتَ عِرْقٍ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ.

١٧٤٢- جناب حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ منیٰ یا عرفات میں تھے۔ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ بدوی لوگ آپ علیہ السلام کے پاس آتے تھے' جب آپ کا چہرۂ انور دیکھتے تو کہتے: "یہ تو مبارک چہرہ ہے۔" حارث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اہل عراق کے لیے مقام "ذاتِ عرق" کو میقات مقرر فرمایا۔

(المعجم ٩) - باب الْحَائِضِ تُهِلُّ بِالْحَجِّ (التحفة ١٠)

باب:٩- حائضہ خاتون' حج کے لیے احرام باندھے

١٧٤٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبي بَكْرٍ بالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبا بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

١٧٤٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (زوجۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے شجرہ کے مقام پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اسے چاہیے کہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔"

١٧٤٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٣/ ٢٦١، ٢٦٢، ح: ٣٣٥١ من حديث أبي معمر به مطولاً، وله شاهد تقدم، ح: ١٧٣٩.

١٧٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام وكذا الحائض، ح: ١٢٠٩ عن عثمان بن أبي شيبة به.

فائدہ: مقام شجرہ سے مراد ذوالحلیفہ یا البیداء ہے جو اہل مدینہ کی میقات ہے۔

١٧٤٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ عِيسَىٰ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إبراهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَباسٍ، أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إذَا أتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ وَتَقْضِيَانِ المَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بالْبَيْتِ».

١٧٤٤- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حیض اور نفاس والی عورتیں جب میقات پر پہنچیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام اعمال سرانجام دیں سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔“

قالَ أبُو مَعْمَرٍ في حَدِيثِهِ: «حَتَّى [تَطْهُرَا]». وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ عِيسَىٰ: عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدًا. قالَ: عنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَقُلْ ابنُ عِيسَى: «كُلَّهَا» قالَ: «المَنَاسِكَ إلَّا الطَّوَافَ بالْبَيْتِ».

ابو معمر کی روایت میں ہے ”حتی کہ وہ پاک ہو جائیں۔“ محمد بن عیسیٰ کی روایت میں عکرمہ اور مجاہد کا ذکر نہیں ہے بلکہ (اس کی سند) ”عطاء عن ابن عباس“ ہے ایسے ہی ابن عیسیٰ کی روایت میں [کُلَّهَا] کا لفظ نہیں آیا بلکہ یوں کہا [اَلْمَنَاسِكَ اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ]

فوائد و مسائل: ① حیض و نفاس والی عورتیں حج و عمرہ کے لیے غسل کر کے احرام باندھیں تلبیہ پکاریں اور تسبیحات استغفار اور اذکار میں مشغول رہیں۔ سوائے بیت اللہ کے طواف کے ان پر اور کوئی پابندی نہیں۔ ② ایسے ہی کسی کو احتلام ہو جائے تو اس کے احرام میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(المعجم ١٠) - باب الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ١١)

باب: ١٠- احرام کے وقت خوشبو لگانا

١٧٤٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا: حَدَّثَنا مَالِكٌ عَنْ

١٧٤٥- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت

١٧٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء ما تقضي الحائض من المناسك، ح: ٩٤٥م من حديث مروان بن شجاع به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد * خصيف ضعيف.

١٧٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام . . . الخ، ح: ١٥٣٩، ومسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن . . . الخ، ح: ١١٨٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٨.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِإِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

احرام سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی اور ایسے ہی احرام کھولنے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے۔

١٧٤٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ إِبراهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَىٰ وَبِيصِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۷۴۶- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ گویا میں کستوری کی اس چمک کو دیکھ رہی ہوں جو رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں لگی ہوتی جب کہ آپ احرام میں ہوتے۔

فوائد و مسائل: ① اثنائے احرام خوشبو استعمال نہیں کی جا سکتی' البتہ احرام کی تیاری کے وقت غسل کرتے اور لباس بدلتے ہوئے احرام سے پہلے پہلے خوشبو لگا لینا سنت ہے۔ ایسے ہی دس ذوالحج کو طواف افاضہ کے موقع پر۔ ② اس خوشبو کا رنگ اور اثر حالت احرام میں باقی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ③ محرم کو چاہیے کہ حالت احرام میں غسل کیلئے ایسا صابن استعمال کرے جس میں عطریات شامل نہ ہوں۔

(المعجم ١١) - بَابُ التَّلْبِيدِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱- احرام کے لیے بالوں کو کسی چیز سے جما لینے کا بیان

١٧٤٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخبرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

۱۷۴۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبیہ پکارتے ہوئے سنا جب کہ آپ اپنے سر کے بال جمائے ہوئے تھے۔

١٧٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الطيب قبيل الإحرام في البدن . . . الخ، ح: ١١٩٠ من حديث الحسن بن عبيدالله به.

١٧٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به مطولاً.

فائدہ: بال جب لمبے ہوں تو انہیں سنبھالنا ایک مسئلہ ہوتا ہے' لہٰذا احرام کی حالت میں انہیں زیادہ پراگندہ ہونے یا بہت زیادہ گرد و غبار وغیرہ سے بچانے کے لیے کسی مناسب چیز سے چپکا لیا جائے تو یہ سنت ہے اور اس کو "تلبید" کہتے ہیں۔

١٧٤٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَىٰ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبَّدَ رَأْسَهُ بِالْعَسَلِ.

١٧٤٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عَسَل کے ساتھ اپنے بال چپکائے ہوئے تھے۔

توضیح: [عَسَل] عین اور سین غیر منقوط کے فتحہ کے ساتھ' معروف معنی شہد ہے مگر ایک قسم کی گوند کو بھی [عَسَل] کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔ [اَلْعَرَبُ تُسَمِّي صَمْغَ الْعُرُفُطِ عَسَلًا لِحَلَاوَتِهِ] "اہل عرب عرفط کی گوند کو بھی عسل کہتے ہیں کیونکہ اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔" اگر یہ کلمہ غین منقوط کے کسرہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں۔ "ہر وہ چیز جس سے انسان بالعموم غسل کرتا ہے۔ شارحین اس سے مراد "خطمی" لیتے ہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الْهَدْيِ (التحفة ١٣)

باب:١٢- [هَدْی] "قربانی" کا بیان

فائدہ: [هَدْی] ھاء کے فتحہ' دال کے سکون کے ساتھ یا ھاء کے فتحہ دال کے کسرہ اور یاء کی شد کے ساتھ' وہ جانور (اونٹ' گائے یا بکری) جو اللہ کے تقرب کے لیے حرم کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اور وہاں قربان کیا جائے [هدی] کہلاتا ہے۔

١٧٤٩- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ، المَعْنَى، قالَ: قالَ عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ أبي نَجِيحٍ: حَدَّثَني

١٧٤٩- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال قربانی کے جانور (ساتھ) لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی ان قربانیوں میں ایک اونٹ وہ بھی تھا جو ابوجہل کا تھا......اس کی ناک میں چاندی کا چھلا پڑا ہوا تھا......ابن منہال نے کہا: سونے کا

١٧٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث عبيدالله بن عمر به، وصححه الذهبي على شرط مسلم في تلخيص المستدرك: ١/ ٤٥٠ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن.

١٧٤٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٧، ٢٨٩٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٦٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند مالك (يحيى): ١/ ٣٧٧، وابن ماجه، (ح: ٣١٠٠، ٣١٠١) وغيرهما.

مُجَاهِدٌ عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَى عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي هدَايا رَسُولِ اللهِ ﷺ جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلٍ فِي رَأْسِهِ بُرَةُ فِضَّةٍ. قَالَ ابْنُ مِنْهَالٍ: بُرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، زَادَ النُّفَيْلِيُّ: يَغِيظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِينَ.

چھلا پڑا ہوا تھا۔ نفیلی نے اضافہ کیا کہ آپ اسے مشرکوں کو جلانے کے لیے لے گئے تھے۔ (کہ ان کے سردار کا اونٹ محمد ﷺ کے قبضے میں ہے۔)

فوائد و مسائل: ① جانوروں کی نکیل وغیرہ میں تھوڑی بہت چاندی کا استعمال مباح ہے۔ ② اسلام اور مسلمانوں کا اظہار وغلبہ اور کفر وکفار کو زیر کرنا اور انہیں ذلیل رکھنا' دین حق کا مطلوب ومقصود ہے۔ اس سے کفار جلتے اور مسلمانوں کے سینے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ابوجہل کے اونٹ کو بطور خاص قربانی کے لیے لے جانا اسی مقصد سے تھا۔ اور یہ مضمون سورۂ توبہ کی آیات ۱۴ اور ۱۵ میں بھی آیا ہے' فرمایا: ﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ......﴾ ''لڑو ان سے' عذاب دے گا اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں اور رسوا کرے گا انہیں اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور ٹھنڈے کرے گا دل اہل ایمان کے اور نکالے گا ان کے دلوں کی بھڑاس۔''

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي هَدْيِ الْبَقَرِ (التحفة ١٤)

باب:١٣- گائے' بیل کی قربانی

١٧٥٠- حَدَّثَنا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَحَرَ عَنْ آلِ مُحمَّدٍ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَقَرَةً وَاحِدَةً.

١٧٥٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں آل محمد کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں ''آل محمد'' سے مراد نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ازواج مطہرات ہیں۔ ② بیوی بچوں کی طرف سے شوہر قربانی کرے' تو جائز ہے۔ ③ ان کی تعداد کتنی ہی ہو سب کی طرف سے ایک قربانی کافی ہوتی ہے۔ جبکہ بچے باپ کے ساتھ رہ رہے ہوں۔

١٧٥٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب عن كم تجزيء البدنة والبقرة، ح: ٣١٣٥ عن ابن السرح به، وللحديث شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٢٩، وسنده حسن.

١٧٥١- حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ عُثْمانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عَنِ الأوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَىٰ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَبَحَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِسَائِهِ بَقَرَةً بَيْنَهُنَّ.

١٧٥١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے' جنہوں نے عمرہ کیا تھا' ایک گائے ذبح کی تھی۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الْإِشْعَارِ (التحفة ١٥)

باب:١٤-قربانی کے اونٹوں کو ''اِشعار'' کرنا

١٧٥٢- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ، المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ - قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعا بِبَدَنَةٍ فَأَشْعَرَهَا مِنْ صَفْحَةِ سَنامِهَا الأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا بِنَعْلَيْنِ، ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ.

١٧٥٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ مقام پر پڑھی۔ پھر آپ نے اپنی قربانی کی اونٹنی طلب کی اور اس کے کوہان کی دائیں جانب چیر لگایا اور اس کا خون وہیں چپڑ دیا اور اس کے گلے میں دو جوتوں کا ہار بھی ڈال دیا۔ پھر آپ کی سواری لائی گئی۔ جب آپ اس پر بیٹھ گئے اور وہ آپ کو لے کر بیداء میدان کے قریب پہنچی تو آپ نے حج کا تلبیہ پکارا۔

فوائد ومسائل: ① حرم کی طرف بھیجے جانے والے اونٹوں کے کوہانوں کی دائیں طرف معمولی سا چیر لگا کر اس کا خون اس پر چپڑ دینا [اشعار] کہلاتا ہے۔ اور یہ علامت ہوتی ہے کہ یہ جانور اللہ کے لیے هَدْی ہے اور حرم کی طرف بھیجا جا رہا ہے۔ یہ عمل سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے مگر بکریوں کو [اشعار] نہیں کیا جاتا۔ کچھ علماء گایوں میں بھی اشعار کے قائل ہیں۔ اس کے ساتھ قربانی کے جانوروں کے گلوں میں جوتوں کے ہار ڈالنا بھی مسنون عمل ہے اور اسے ''تقلید'' کہتے ہیں۔ یہ اعمال قدیم زمانے سے چلے آ رہے تھے جنہیں نبی ﷺ نے بحال رکھا۔ ② بیداء' ذوالحلیفہ کا وہ بالائی میدان ہے جو جانب جنوب میں تھا جس سے ہو کر مکہ کی راہ پر جاتے تھے۔

١٧٥١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب عن كم تجزيء البدنة والبقرة، ح: ٣١٣٣ من حديث الوليد بن مسلم به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٧٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٦٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد ✽يحيى بن أبي كثير عنعن، وحديث البخاري: ١٧٠٩، ومسلم، ح: ١٣١٩ يغني عنه.

١٧٥٢- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث شعبة به.

١٧٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَى أَبِي الْوَلِيدِ. قالَ: ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ بِيَدِهِ.

١٧٥٣- شعبہ نے یہ حدیث ابوالولید کے ہم معنی روایت کی، کہا کہ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے خون چیڑا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَمَّامٌ قَالَ: سَلَتَ الدَّمَ عَنْها بِإِصْبَعِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمام کی روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی انگلی سے خون چیڑا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِنْ سُنَنِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ الَّذِي تَفَرَّدُوا بِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ روایت اہل بصرہ کے تفردات میں سے ہے۔

١٧٥٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَىٰ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا سُفْيانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ أَنَّهُمَا قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ.

١٧٥٤- مسور بن مخرمہ اور مروان (بن حکم) بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نکلے جب آپ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے قربانی کو قلادہ پہنایا، اس کا اشعار کیا اور احرام باندھا۔

١٧٥٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَىٰ غَنَمًا مُقَلَّدَةً.

١٧٥٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکریاں بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوائیں اور ان کی گردنوں میں قلادے ڈالے۔

فائدہ: حرم کو بھیجا جانے والا اصل مسنون ومشروع ہدیہ ''قربانی'' ہے۔ اب بعض لاعلم اور جاہل لوگ کبوتروں کے لیے دانے بھجواتے ہیں، یہ کوئی شرعی عمل نہیں ہے۔

١٧٥٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٥/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به.

١٧٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب إشعار الهدي، ح: ٢٧٧٢ من حديث الزهري به، وعلقه البخاري، ح: ١٦٩٩.

١٧٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٢١ من حديث الأعمش به.

(المعجم ١٥) - **باب تَبْدِيلِ الْهَدْيِ** (التحفة ١٦)

باب:١٥-قربانی کا جانور تبدیل کرنا کیسا ہے؟

١٧٥٦- حَدَّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيم. قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحِيم خَالِدُ بنُ أَبِي يَزِيدَ خَالُ مُحمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، رَوَى عَنْهُ حَجَّاجُ بْنُ مُحمَّدٍ عَنْ جَهْمِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ سَالِم ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عنْ أبِيهِ قالَ: أَهْدَىٰ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بُخْتِيًّا فَأُعْطِيَ بِها ثَلَاثَ مائَةِ دِينَارٍ فَأَتَى النَّبيَّ ﷺ فَقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَهْدَيْتُ بُخْتِيًّا فَأُعْطِيتُ بِهَا ثَلَاثَمائَةِ دِينَارٍ فَأَبِيعُهَا وَأَشْتَرِي بِثَمَنِهَا بُدْنًا؟ قالَ: «لَا انْحَرْهَا إِيَّاهَا».

١٧٥٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب ؓ نے ایک بختی اونٹ بطور ہدی (حرم کی طرف) بھجوایا۔ انہیں اس کے تین سو دینار پیش کیے گئے...... تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عمدہ اونٹ ہدی کیا ہے اور مجھے اس کے تین سو دینار دیے جا رہے ہیں تو کیا میں اسے بیچ کر اس کی قیمت کے دوسرے اونٹ لے لوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، اسے ہی نحر (ذبح) کرو۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لِأَنَّهُ كَانَ أَشْعَرَهَا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ اس لیے تھا کہ وہ اسے اشعار کر چکے تھے۔

فائدہ: جب قربانی یا ہدی کے لیے جانور خاص کر دیا گیا ہو تو اسے تبدیل کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ بَعَثَ بِهَدْيِهِ وَأَقَامَ** (التحفة ١٧)

باب:١٦- جو شخص ہدی (قربانی حرم کی طرف) بھیج دے اور خود نہ جائے (تو اس کا کیا حکم ہے؟)

١٧٥٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

١٧٥٧- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں

١٧٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤٥ عن محمد بن سلمة به، وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ٢٩١١ * جهم أو شهم وثقه ابن حبان وحده، وجهله ابن خزيمة وغيره وهو الراجح.

١٧٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب إشعار البدن، ح: ١٦٩٩، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه . . . الخ، ح: ١٣٢١ من حديث أفلح بن حميد به.

الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا أَفْلَحُ بنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ الله ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إلى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بالْمَدِينَةِ فمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹ کے ہار کی رسیاں اپنے ہاتھوں سے بٹیں' پھر آپ نے ان کا اشعار کیا اور ان کے گلے میں قلادہ ڈالا' پھر اسے بیت اللہ کی جانب روانہ کر دیا اور خود مدینہ میں مقیم رہے تو جو چیزیں آپ کے لیے حلال تھیں (اسی طرح حلال ہی رہیں) کچھ بھی حرام نہ ہوا۔

فائدہ: کوئی شخص حرم کی طرف قربانی بھیجے اور خود نہ جائے تو وہ حلال ہی رہتا ہے۔ احرام کے کوئی احکام اس پر عائد نہیں ہوتے۔

١٧٥٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَّ اللَّيْثَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

١٧٥٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے هَدی بھیجا کرتے تھے۔ میں ان کے قلادوں کی رسیاں بٹا کرتی تھی اور پھر آپ کسی چیز سے اجتناب نہ کرتے جس سے کہ محرم اجتناب کرتا ہے۔

١٧٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا ابنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ وَعنْ إبراهِيمَ - زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا جَمِيعًا وَلَمْ يَحْفَظْ حَدِيثَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا وَلَا حَدِيثَ هٰذَا مِنْ حَدِيثِ هٰذَا - قالَا: قالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ بالهَدْيِ فَأَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا

١٧٥٩- ام المؤمنین (حضرت عائشہ ؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی بھجوائی اور میں نے اون سے جو ہمارے ہاں تھی' اس کے قلادوں کی رسیاں بٹیں' پھر آپ ہمارے ہاں اسی طرح حلال ہی رہے۔ اپنے اہل کے پاس آتے جیسے کہ کوئی عام آدمی آتا ہے۔

١٧٥٨- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، ح: ١٣٢١ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر ح: ١٦٩٨ من حديث الليث بن سعد به.

١٧٥٩- تخريج: متفق عليه من حديث القاسم بن محمد به، انظر، ح: ١٧٥٧.

بِيَدَيَّ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

فائدہ: دراصل ان احادیث میں اصحاب رائے کے اس قول کا جواب ہے کہ جب انسان ہدی بھیج دے اور اسے قلادہ بھی پہنا دے' تو اس پر احرام واجب ہو جاتا ہے مگر حق یہی ہے جو ذکر ہوا کہ جب تک کوئی شخص عملاً احرام نہ باندھے' محرم نہیں ہوتا اور نہ اس طرح احرام ہی واجب ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْبُدْنِ (التحفة ١٨)

باب: ١٧- قربانی کے اونٹ پر سواری کرنا

١٧٦٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا وَيْلَكَ» فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

١٧٦٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی قربانی کا اونٹ ہانکے جا رہا تھا (اور خود پیدل چل رہا تھا) تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: یہ قربانی کے لیے ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جاؤ ......تم پر افسوس!'' آپ نے یہ (افسوس کا لفظ) دوسری یا تیسری بار میں فرمایا۔

فائدہ: ''تم پر افسوس'' کلمہ' توبیخ کہنے کی وجہ اس شخص کی کم فہمی تھی' کہ نبی ﷺ دیکھ رہے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے' پھر بھی وہ انکار اور اصرار کرتا رہا۔ اسے چاہیے تھا کہ ارشاد نبوی کی بلا چون و چرا تعمیل کرتا۔

١٧٦١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أخبرَنِي أَبو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ

١٧٦١- جناب ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے قربانی کے جانور پر سواری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''جب تم مجبور ہو جاؤ تو (احسان کے ساتھ اور) معروف انداز سے اس پر سواری

١٧٦٠- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح:١٦٨٩، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح:١٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٧.

١٧٦١- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح:١٣٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٧.

إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّىٰ تَجِدَ ظَهْرًا».

کرو حتی کہ تمہیں کوئی اور سواری مل جائے۔"

فائدہ: یعنی بوقت ضرورت انسان ہدی اور قربانی کے جانور پر سواری کرلے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ١٨) - باب الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ (التحفة ١٩)

باب:١٨- قربانی کا جانور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تھک کر (سفر سے لاچار ہو کر اور) گر پڑے تو؟

١٧٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَاجِيَةَ الأَسْلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ فَقَالَ: «إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَانْحَرْهُ ثُمَّ اصْبَغْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ».

١٧٦٢- حضرت ناجیہ اسلمی ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ اپنی قربانی بھجوائی اور انہیں فرمایا: "اگر ان میں سے کوئی جانور ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کر دینا' اس کے جوتے کو اس کے خون سے رنگ دینا' پھر اسے لوگوں کے لیے چھوڑ دینا۔"

١٧٦٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ - وَهٰذَا حَدِيثُ مُسَدَّدٍ - عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فُلَانًا الْأَسْلَمِيَّ وَبَعَثَ مَعَهُ بِثَمَانِ عَشْرَةَ بَدَنَةً، فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ أُزْحِفَ عَلَيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: «تَنْحَرُهَا ثُمَّ تَصْبُغُ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْهَا عَلَى

١٧٦٣- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فلاں اسلمی کو بھیجا اور اس کے ساتھ اٹھارہ اونٹ قربانی کے بھجوائے۔ وہ کہنے لگا: فرمایئے اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں گھسیٹنے لگے (چلنے سے لاچار ہو جائے اور تھک جائے تو؟) آپ نے فرمایا: "اسے نحر کر دینا' اس کے جوتوں کو خون سے چپڑ کر اس کی کوہان پر نشان لگا دینا اور تم یا تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی اس سے نہ کھائے۔" حدیث کے لفظ [مِنْ أَصْحَابِكَ] تھے یا [مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ] تھے۔

١٧٦٢- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء إذا عطب الهدي ما يصنع به؟، ح: ٩١٠، وابن ماجه، ح: ٣١٠٦ من حديث هشام بن عروة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٧٧، وابن حبان، ح: ٩٧٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٧، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٧٦٣- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالهدي إذا عطب في الطريق، ح: ١٣٢٥ من حديث أبي التياح به.

صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ - أَوْ قَالَ: «مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ قَوْلُهُ: «وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ». وَقالَ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ: «اجْعَلْهُ عَلَىٰ صَفْحَتِها» مَكَانَ: «اضْرِبْهَا».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ جملہ [وَلَا تَأْكُلْ مِنهَا اَنْتَ وَلَااَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ رُفْقَتِكَ] منفرد ہے اور عبدالوارث کی روایت میں [ثُمَّ اضرِبْهَا] کی بجائے [اِجْعَلْهُ عَلىٰ صَفْحَتِهَا] آیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: إذَا أَقَمْتَ الإِسْنَادَ وَالمَعْنى: كَفَاكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ (موسیٰ بن اسمٰعیل المنقری) سے سنا' وہ کہتے تھے کہ جب تم نے حدیث کی سند اور اس کے معنی صحیح اور درست طور پر بیان کر دیے تو کافی ہے (الفاظ بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' یعنی روایت بالمعنی جائز ہے۔)

فوائد ومسائل: ① ہدی کا جانور راستے میں لاچار ہو جائے یا ہلاک ہونے لگے تو اس کو وہیں نحر یا ذبح کر دیا جائے' اس کے پائے اور کوہان پر خون سے نشان لگانا اس لیے ہے کہ عام لوگوں کو خبر رہے کہ ہدی کا جانور تھا۔ ہدی لے جانے والے خود اس سے کچھ نہ کھائیں۔ ② بالمعنی روایت کرنے اور اس کے جائز ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک تو سند صحیح ہو' دوسری یہ کہ وہ حدیث بھی صحیح المعنی ہو۔

١٧٦٤ - **حَدَّثَنا** هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ وَيَعْلَى ابْنَا عُبَيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أبي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا نَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بُدْنَهُ فَنَحَرَ ثَلَاثِينَ بِيَدِهِ وَأَمَرَنِي فَنَحَرْتُ سائِرَهَا.

۱۷۶۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے اونٹ نحر کیے تو تیس اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور باقی کے متعلق مجھے حکم فرمایا اور میں نے انہیں نحر کیا۔

١٧٦٤ـ **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٩، ١٦٠ عن محمد بن عبيد به * محمد بن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرى.

ملحوظہ: صحیح تر روایت یہ ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے تھے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔(صحيح مسلم' الحج' حديث:١٢١٨)

(المعجم ١٩) [بَابٌ] (التحفة . . .)

باب:١٩-

١٧٦٥- حَدَّثَنا إِبْراهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخْبَرَنَا عِيسىٰ؛ [ح]: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى - وَهٰذَا لَفْظُ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُحَيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَعْظَمَ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللهِ يَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمُ الْقَرِّ». قال عِيسىٰ: قَالَ ثَوْرٌ: وَهُوَ الْيَوْمُ الثَّانِي. وَقَالَ: وَقُرِّبَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ، فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا قال: فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا، فَقُلْتُ: مَا قَالَ؟ قال: «مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ».

١٧٦٥- حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب سے بڑھ کر عظمت والا دن یوم النحر (دس ذوالحجہ) اس کے بعد یوم القر (١١ ذوالحجہ) ہے۔“ عیسیٰ نے ثور سے نقل کیا کہ یہ دوسرا دن ہوتا ہے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانچ یا چھ اونٹنیاں لائی گئیں تو وہ آپ کے قریب ہونے لگیں کہ آپ اسی سے ابتدا کریں۔ جب وہ سب (نحر ہو گئیں اور پہلوؤں کے بل گر پڑیں تو آپ نے آہستہ سے کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے (ساتھ والوں سے) پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو بتایا کہ ”جو چاہے (گوشت) کاٹ لے جائے۔“

فوائد ومسائل: ① جانوروں کو بھی نبی ﷺ کی جلالت شان کا علم تھا اور وہ آپ کے ہاتھ سے نحر ہونے کو باعث شرف جانتے تھے۔ ② غیر معین کو ہدیہ کرنا بھی جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں جمعہ کو [خَيْرُ يَوْمٍ] یعنی ”بہترین دن“ قرار دیا گیا ہے۔(صحيح مسلم' الجمعة' حديث:٨٥٤) اور اس حدیث میں یوم النحر کو اعظم الایام کہا گیا ہے۔ ان احادیث میں جمع وتطبیق یوں ہے کہ ہفتے کے ایام میں جمعہ کا دن اور سال کے دنوں میں دسویں ذوالحجہ کا دن افضل ہے۔ اگر یوم النحر یوم الجمعہ کو ہو تو دو فضیلتیں جمع ہو گئیں' اگر الگ الگ ہوں تو افضلیت یوم النحر کو ہوگی۔ جیسے کہ اس حدیث میں آیا ہے۔(عون المعبود)

١٧٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ:

١٧٦٦- حضرت عَرَفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ کہتے

١٧٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٠ من حديث ثور به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٦، ٢٩١٧، ٢٩٦٦، وابن حبان، ح: ١٠٤٤، والحاكم: ٤/ ٢٢١، ووافقه الذهبي، وحسنه البيهقي: ٧/ ٢٨٨.

١٧٦٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٦١، ٢٦٢، ح: ٦٥٥ من حديث عبدالرحمٰن

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ المُبَارَكِ عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَزْدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُتِيَ بِالْبُدْنِ فَقَالَ: «ادْعُوا لِي أَبَا حَسَنٍ»، فَدُعِيَ لَهُ عَلِيٌّ، فَقَالَ لَهُ: «خُذْ بِأَسْفَلِ الْحَرْبَةِ»، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَعْلَاهَا، ثُمَّ طَعَنَا بِهَا الْبُدْنَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَكِبَ بَغْلَتَهُ وَأَرْدَفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ قربانی کی اونٹنیاں لائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ’’ابو الحسن (علی) کو بلاؤ۔‘‘ چنانچہ انہیں آپ کے لیے بلایا گیا‘ تو آپ نے ان سے فرمایا: ’’برچھے کو نیچے سے پکڑو۔‘‘ اور خود آپ نے اس کے اوپر سے پکڑا‘ پھر آپ دونوں نے اسے (اونٹنیوں کے نحر کرنے میں) چلایا۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو اپنے خچر پر سوار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: كَيْفَ تُنْحَرُ الْبُدْنُ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠- اونٹوں کو کس طرح ’’نحر‘‘ کیا جائے؟

١٧٦٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يَنْحَرُونَ الْبَدَنَةَ مَعْقُولَةَ الْيُسْرَى قَائِمَةً عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا.

١٧٦٧- جناب ابو خالد احمر‘ ابن جریج سے‘ وہ ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں...... اور (ابن جریج نے کہا:) مجھے عبدالرحمٰن بن سابط نے خبر دی...... کہ ’’نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ اونٹ کو ’’نحر‘‘ کیا کرتے تھے جبکہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔

فوائد ومسائل: ① جانور کو ذبح کرنے کے لیے اگر اس کے حلق پر چھری چلائی جائے تو اسے اصطلاحاً ’’ذبح کرنا‘‘ کہتے ہیں اور اگر لبہ (حلق کے نیچے ہنسلی کے قریب نرم جگہ) پر چلائی جائے تو اسے ’’نحر کرنا‘‘ کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور بکری کو ذبح کرنا۔ گائے کے لیے دونوں لفظ استعمال ہوئے ہیں مگر اس کے معنی بالعموم ذبح کرنا

◀◀ بن مهدي به ✽ عبدالله بن الحارث مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وجهله ابن القطان.

١٧٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٣٧، ٢٣٨ من حديث أبي داود به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٧٨ "رواه أبوداود بإسناد جيد" وللحديث شواهد ✽ ابن جريج وأبوالزبير عنعنا، وحديث ابن سابط مرسل.

ہی کیے جاتے ہیں جیسے کہ پیچھے احادیث ۱۷۵۰ اور ۱۷۵۱ میں گزرا ہے۔ ② اس میں اونٹ کے نحر کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ اونٹ کو اس کے مطابق ہی نحر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

١٧٦٨ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ: أَخْبرَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ بِمِنًى فَمَرَّ بِرَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ وَهِيَ بَارِكَةٌ فَقال: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةُ مُحمَّدٍ ﷺ.

۱۷۶۸- جناب زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ تھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنی اونٹنی کو نحر کرنا چاہ رہا تھا جبکہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تو حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: ”اسے کھڑی کرو (ایک) پاؤں بندھا ہوا‘ یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔“

فائدہ: فرامین رسول ﷺ اور آپ کے افعال کی اتباعِ کامل ہی کا نام ”دین“ ہے۔ صحابۂ کرام ؓ کی سیرتیں یہی بتاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس کے داعی رہے اور قیامت تک کے لیے یہی اٹل اصول ہے۔ صریح نصوص کے ہوتے ہوئے ”رائے‘ خیال‘ رجحان اور فتویٰ“ کا کیا مقام!؟

١٧٦٩ - حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَىٰ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَقْسِمَ جُلُودَهَا وَجِلَالَها، وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا شَيْئًا وَقال: «نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا».

۱۷۶۹- حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں آپ کے اونٹوں کے پاس کھڑا ہو جاؤں (جبکہ وہ نحر کیے جا رہے تھے) اور ان کے چمڑے اور جھول تقسیم کر دوں۔ قصاب کو ان میں سے کوئی شے نہ دوں۔ انہوں نے بتایا کہ قصاب کی مزدوری ہم اپنے پاس سے دیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢١) - باب وَقْتِ الْإِحْرَامِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- احرام باندھنے کا وقت

فائدہ: [إحرام] کے لغوی معنی ہیں ”حرمت میں داخل ہونا“ اور اصطلاحاً: حج یا عمرہ کی عبادت میں شروع ہونے

١٧٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب نحر الإبل مقيدةً، ح: ١٧١٣، ومسلم، الحج، باب استحباب نحر الإبل قيامًا معقولةً، ح: ١٣٢٠ من حديث يونس به.

١٧٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب لا يعطي الجزار من الهدي شيئًا، ح: ١٧١٦م، ومسلم، الحج، باب الصدقة بلحوم الهدايا وجلودها وجلالها . . . الخ، ح: ١٣١٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

کی نیت کو احرام کہتے ہیں۔ اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ انسان پہلے عام طہارت و نظافت کا اہتمام کرے یعنی ناخن اور مونچھیں وغیرہ کاٹ لے' بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کر لے' اگر صفائی و ستھرائی کو دیر ہو گئی ہو تو غسل کرے کیونکہ یہ مسنون عمل ہے اور اگر ایک دن پہلے غسل وغیرہ کیا ہو تو پھر تجدید غسل کی ضرورت نہیں پھر صرف وضو ہی کر لے۔ اس کے بعد مرد اپنے عام سلے ہوئے کپڑوں کی بجائے صرف دو چادریں پہن لے۔ ایک بطور ازار (زیریں جسم کے لیے) اور دوسری کندھوں پر ڈالنے کے لیے۔ اس وقت خوشبو کا استعمال بھی سنت ہے۔ جوتا ایسا ہونا چاہیے جس میں ٹخنے ننگے ہوں۔ اس موقع پر دو رکعت پڑھنے کی کوئی واضح دلیل نہیں' اس لیے یہ ضروری نہیں' تاہم فرض نماز کے بعد احرام باندھنا مستحب ہے۔ پھر یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے: [اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ حَجَّةً] یا [اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ عُمْرَةً] اور اس کلمہ کا ورد شروع کر دے۔ [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ] اس کے بعد مرد اپنا سر نہیں ڈھانپ سکتا' سلا ہوا لباس' قمیص' شلوار' پاجامہ' موزہ اور دستانے نہیں پہن سکتا۔ خوشبو نہیں لگا سکتا۔ بال یا ناخن نہیں کاٹ سکتا۔ زَوْجَیْن (میاں بیوی) مباشرت (ہم بستری) نہیں کر سکتے' خشکی کا شکار کرنا بھی منع ہوتا ہے۔

خواتین کا لباسِ احرام وہی عام ہی ہوتا ہے جو وہ استعمال کرتی ہیں' صرف دستانے نہیں پہن سکتیں اور نقاب بھی نہ لیں لیکن جب اجانب (غیر محرم) سامنے آئیں تو پھر اس صورت میں پردہ واجب ہے۔

١٧٧٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ، يَعْني ابْنَ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابنِ إسْحاقَ: حَدَّثَني خُصَيْفُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَزَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: يَاأَبَا الْعَبَّاسِ! عَجِبْتُ لاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ في إهْلَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ أَوْجَبَ؟! فَقالَ: إنِّي لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِكَ، إنَّها إنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوا، خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ حَاجًّا، فَلَمَّا صَلّٰى في

١٧٧٠- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابو العباس! مجھے تعجب ہے کہ اصحاب رسول' رسول اللہ ﷺ کے احرام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ آپ نے کس وقت احرام باندھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں اس بارے میں سب سے زیادہ باخبر ہوں۔ دراصل آپ نے چونکہ ایک ہی حج کیا ہے تو اس وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔ آپ حج کی نیت سے روانہ ہوئے۔ جب آپ نے اپنی مسجد میں یعنی ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھ لیں تو آپ نے اپنی اسی مجلس میں نیت فرمالی اور ان دو رکعتوں سے فارغ ہونے کے بعد حج کا تلبیہ کہا۔ پس کچھ لوگوں

١٧٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٠ عن يعقوب بن إبراهيم بن سعد به ❊ خصيف ضعيف مشهور.

مَسْجِدِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ أَوْجَبَ فِي مَجْلِسِه، فَأَهَلَّ بالْحَجِّ حِينَ فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ، فَسَمِعَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحفِظْتَهُ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْهُ أَقْوامٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا كَانُوا يأْتُونَ أَرْسَالًا فَسَمِعُوهُ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ يُهِلُّ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ الله ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ، وَأَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوا: إِنَّمَا أَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ، [قَالَ سعيد:] وَايْمُ اللهِ! لَقَدْ أَوْجَبَ فِي مُصَلَّاهُ، وَأَهَلَّ حِينَ اسْتَقَلَّتْ بِهِ نَاقَتُهُ، وَأَهَلَّ حِينَ عَلَا عَلَىٰ شَرَفِ الْبَيْدَاءِ. قالَ سَعِيدٌ: فَمَنْ أَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَهَلَّ فِي مُصَلَّاهُ إِذَا فَرَغَ مِنْ رَكْعَتَيْهِ.

نے اس وقت سن لیا اور اسے یاد رکھا۔ پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ کہا' کچھ لوگوں نے اس کو پایا۔ درحقیقت لوگ گروہ درگروہ آپ کے پاس آ رہے تھے تو جنہوں نے آپ کو اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تلبیہ پکارتے سنا' انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ نے اونٹنی پر بیٹھنے کے بعد' جب وہ کھڑی ہوئی ہے' تلبیہ کہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل دیے اور جب میدان بیداء کی بلندی پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے اس کو پایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیداء کی بلندی پر پہنچ کر تلبیہ کہا۔ (سعید نے کہا) قسم اللہ کی! آپ نے اپنی جائے نماز ہی پر تلبیہ کہا تھا۔ پھر جب آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو تلبیہ کہا۔ اور جب میدان بیداء کی بلندی پر پہنچی تو آپ نے تلبیہ کہا۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ جو لوگ حضرت ابن عباس ؓ کے بیان پر عمل پیرا ہیں وہ اپنی دو رکعتوں کے بعد جائے نماز ہی سے تلبیہ شروع کر دیتے ہیں۔

توضیح: [أَهَلَّ] کے معنی ہیں (اپنی آواز بلند کی) یعنی [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ] بآواز بلند پکارا۔ اور احرام کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے یہ حدیث ضعیف ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے "الضعیفہ" میں درج کیا ہے۔ لیکن علامہ احمد شاکر ؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ② اس روایت میں ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے' جس کے بعد آپ نے حج کے لیے تلبیہ پکارا' اس سے مراد نماز ظہر کی دو رکعت (نمازِ قصر) ہے' جیسا کہ صحیح مسلم (حدیث:۱۲۴۳) اور سنن نسائی (حدیث:۲۷۵۶) میں صراحت ہے۔ اس لیے اس کے آخر میں حضرت سعید بن جبیر کے قول سے احرام کے وقت دو رکعت پڑھنے کا اثبات مترشح ہو رہا ہے' وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔

١٧٧١ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ،

۱۷۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: تم لوگ

١٧٧١- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة، ح:١٥٤١، ومسلم، الحج، »

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قال: بَيْدَاؤُكُم هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَىٰ رَسُولِ الله ﷺ فِيهَا ما أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ المَسْجِدِ: يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

اس میدان بیداء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق غلط کہتے ہو۔ آپ نے تو مسجد ہی کے پاس تلبیہ پکارنا شروع کر دیا تھا...... یعنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد اس بات کی نفی کرنا ہے جو بعض نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ بیداء کے مقام پر پکارا تھا بلکہ آپ نے اس کا آغاز مسجد ذوالحلیفہ ہی سے کر دیا تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں ذوالحلیفہ کے مقام پر کوئی باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ احادیث میں لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی جس جگہ آپ نے نماز پڑھی' یہاں اس وقت ایک درخت بھی تھا۔ باقاعدہ تعمیر بعد کے کسی دور میں ہوئی ہے۔

١٧٧٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ: يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: مَا هُنَّ يَاابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لا تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبَغُ بالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذْ رَأَوُا الْهِلَالَ، وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ! فَقال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: أَمَّا الأَرْكَانُ فإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ الله ﷺ يَمَسُّ

١٧٧٢- حضرت عبید بن جریج کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میں آپ کو چار کام کرتے دیکھتا ہوں' آپ کا کوئی ساتھی یہ نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا: اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (دوران طواف میں) بیت اللہ کے صرف دو کونوں [يَمَانِيَّين] (حجر اسود اور رکن یمانی) کو ہاتھ لگاتے ہیں اور آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ایسے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں جس پر بال نہیں ہوتے۔ اور آپ کو دیکھا ہے کہ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں۔ (کپڑوں میں یا بالوں میں بطور خضاب کے) اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ میں ہوں تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ

◀◀ باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح:١١٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٣.

١٧٧٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح:١٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته . . . الخ، ح:١١٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٣.

إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصْبَغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبَغَ بِهَا، وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

لیتے ہیں مگر آپ آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جواب دیا: جہاں تک (دوران طواف میں) ارکان کو چھونے کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف دونوں یمانی ارکان ہی کو چھوتے تھے۔ (حجر اسود اور رکن یمانی کو۔) اور بے بال چمڑے کے جوتے...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کا جوتا ایسے چمڑے کا ہوتا تھا جس پر بال نہ ہوتے تھے اور آپ اس میں وضو (بھی) کر لیا کرتے تھے تو میں ایسے ہی جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔ اور رہا زرد رنگ...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس سے رنگتے تھے لہٰذا میں بھی اس سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔ رہا احرام اور تلبیہ...... تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ اپنی سواری کے کھڑی ہونے سے پہلے تلبیہ پکارتے ہوں۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہر ہر عمل کو سنت رسول ﷺ کے تابع رکھا ہوا تھا۔ اور یہی دین وشریعت ہے۔ اور آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھنے کا عمل اور ان کا جواب اس قیاس واجتہاد پر مبنی ہے کہ نبی علیہ السلام میقات میں سفر حج شروع کرنے سے پہلے احرام یا تلبیہ نہ پکارتے تھے بلکہ بالکل آخری وقت میں کہتے جب اس سے چارہ نہ ہوتا۔

١٧٧٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حَتَّى

١٧٧٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور یہیں رات گزاری حتی کہ صبح ہو گئی۔ پھر جب آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور وہ آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو گئی تو آپ نے تلبیہ پکارا۔

١٧٧٣- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح، ح: ١٥٤٦ من حديث ابن جريج به، ورواه مسلم، ح: ٦٩٠ من طريق آخر عن أنس به.

أَصْبَحَ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَاسْتَوَتْ بِهِ أَهَلَّ.

فائدہ: قصر نماز سفر شروع ہونے کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور ذوالحلیفہ آپ کے سفر کی پہلی منزل تھی اور یہی اہل مدینہ کی میقاتِ احرام ہے اور نبی ﷺ نے یہیں دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا اور تلبیہ پکارنا شروع کیا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ اگلی روایت میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

١٧٧٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدَّثنا رَوْحٌ: حدثنا أَشْعَثُ عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أنسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَلَمَّا عَلَا عَلَىٰ جَبَلِ الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ.

۱۷۷۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب میدان بیداء کے ریتلے ٹیلے کی بلندی پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ پکارا۔

١٧٧٥- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: أَخْبَرَنَا وَهْبٌ يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قالَتْ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ طَرِيقَ الْفُرْعِ أَهَلَّ إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فَإِذَا أَخَذَ طَرِيقَ أُحُدٍ أَهَلَّ إِذَا أَشْرَفَ عَلَىٰ جَبَلِ الْبَيْدَاءِ.

۱۷۷۵- جناب سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب [فُرع] کی راہ اختیار کرتے تو اس وقت تلبیہ پکارنا شروع کرتے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی۔ اور جب اُحد کی راہ سے چلنے لگتے تو اس وقت تلبیہ کہتے جب بیداء کے ٹیلے پر چڑھتے۔

(المعجم ٢٢) - باب الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- حج میں شرط کرنا

١٧٧٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب البيداء، ح: ٢٦٦٣ من حديث أشعث به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٠٧، وللحديث شواهد * الحسن البصري عنعن.

١٧٧٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى، ح: ٨١٨، والبيهقي: ٥/ ٣٨، ٣٩ من حديث وهب بن جرير به * محمد بن إسحاق مدلس ولم يصرح بالسماع.

١٧٧٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الحَجَّ [أ]أَشْتَرِطُ؟ قال: «نَعَمْ»، قالَتْ: فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قال: «قُولِي: لَبَّيْكَ! اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! وَمَحِلِّي مِنَ الأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

١٧٧٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (امّ حکیم) ضُباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو (کیا) شرط کر لوں؟ فرمایا: ''ہاں!'' کہنے لگیں: تو کیسے کہوں؟ فرمایا: ''کہو: [لبيك! اللّهم لبيك...... میں راستے میں وہیں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔''

فوائد ومسائل: ① سیدہ ضباعہ ؓ رسول اللہ ﷺ کی چچازاد بہن ہیں اور ان کی کنیت ام حکیم ہے۔ ② اگر انسان کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو جو سفر اور اعمال حج کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہو تو مندرجہ بالا انداز میں شرط کر کے احرام باندھ سکتا ہے اور جہاں رکاوٹ ہو جائے حلال ہو سکتا ہے اور دوبارہ اس حج یا عمرے کی قضا لازم نہ ہوگی۔ تاہم صاحب استطاعت کے لیے قضا ضروری ہوگی۔ واللہ اعلم. ③ سیدہ ضباعہ بنت زبیر ؓ نے یہ شرط تو لگائی تھی مگر رکاوٹ پیش نہ آئی تھی اور انہوں نے حج پورا کر لیا تھا۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- حج إفراد کے احکام ومسائل

١٧٧٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

١٧٧٧- حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج إفراد کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حج کے لیے احرام اور نیت کے تین انداز مشروع ہیں: ایک یہ کہ انسان احرام باندھتے ہوئے

١٧٧٦- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الإشتراط في الحج، ح:٩٤١ من حديث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند أحمد:٦/ ٣٦٠، ورواه مسلم، ح:١٢٠٨ من حديث عكرمة عن ابن عباس به.

١٧٧٧- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح:١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٣٥.

صرف اور صرف حج کی نیت کرے۔ اس صورت میں انسان اعمال حج مکمل ہونے تک احرام ہی میں رہتا ہے۔ اسے ''حَجِ اِفراد'' (ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں' یعنی مفرد حج۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی اکٹھی نیت ہو۔ اس صورت میں حاجی پہلے عمرہ کرتا ہے' اس کے بعد احرام کی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ حج کے اعمال پورے کر لے۔ اس کو ''حجِ قِران'' (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں' یعنی حج اور عمرے کو ملا کر ادا کیا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حاجی پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے۔ مکہ پہنچ کر عمرہ کے اعمال مکمل کر کے حلال ہو جائے اور پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھے اور حج کے اعمال پورے کرے۔ اس نوعیت کو ''حج تمتع'' کہتے ہیں' یعنی ایک ہی سفر میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا۔ سب سے افضل حج تمتع ہی ہے۔ اگر قربانی ساتھ لے کر جائے تو قِران ہوگا۔ اور حج افراد بھی ہر طرح سے جائز ہے۔ (قربانی سمیت یا قربانی کے بغیر) رسول اللہ ﷺ کا حج قِران تھا جبکہ صحابہ میں افراد والے بھی تھے اور تمتع والے بھی۔ ② اس معنی کی احادیث میں نبی ﷺ کے ابتدائے عمل کا بیان ہے۔ قِران کی نیت آپ نے بعد میں فرمائی تھی۔ کچھ محدثین اس طرح کہتے ہیں کہ آپ شروع ہی سے ''قارن'' تھے۔ مگر چونکہ [قَارِن] کو اجازت ہوتی ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ] کہے اس لیے صحابہ کرام ﷺ نے نبی ﷺ کی زبان سے جو سنا بیان کیا۔ اس میں تعارض والی کوئی بات نہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح- شرح حدیث:۲۵۶۹)

۱۷۷۸- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَىٰ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ» قال مُوسَىٰ فِي حَدِيثِ وُهَيْبٍ: «فإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ».

۱۷۷۸- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ ذوالحجہ کا چاند آنے پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ذوالحلیفہ مقام پر آئے تو آپ نے فرمایا: ''جو حج کا احرام باندھنا چاہتا ہے باندھ لے اور جو چاہے عمرے کی نیت کر لے۔'' ...... موسیٰ بن اسمٰعیل نے وہیب کی روایت میں بیان کیا کہ ...... (آپ نے فرمایا:) ''میں نے اگر قربانی ساتھ نہ لی ہوتی تو عمرے کا احرام باندھتا۔'' اور حماد بن سلمہ کی روایت میں کہا: ...... ''اور میں حج کا احرام باندھ رہا ہوں کیونکہ میرے ساتھ قربانی ہے۔'' آگے روایت بیان کرنے میں سب راوی متفق ہیں۔ (عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ) میں ان افراد میں سے تھی جنہوں

۱۷۷۸- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب إفراد الحج، ح:۲۷۱۸ من حديث حماد بن زيد به، ورواه البخاري، ح:۳۱۷، ومسلم، ح:۱۲۱۱/ ۱۱۵-۱۱۷ من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

وَقال في حَدِيثِ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ: «وَأَمَّا أَنَا فأُهِلُّ بالْحَجِّ فإِنَّ مَعي الْهَدْيَ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا، فكُنْتُ فِيمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَلَمَّا كَانَ في بَعْضِ الطَّرِيقِ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقال: «ما يُبْكِيكِ؟» قُلْتُ: وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ، قال: «ارْفُضي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي». قال مُوسَى: «وَأَهِلِّي بالحَجِّ»، وقال سُلَيْمانُ: «وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْمُسْلِمُونَ في حَجِّهِمْ»، فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الصَّدْرِ أَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ. زَادَ مُوسَى: فَأَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مكَانَ عُمْرَتِهَا وَطَافَتْ بالْبَيْتِ، فَقَضَى الله عُمْرَتَهَا وَحَجَّهَا. قَالَ هِشَامٌ: وَلم يَكُنْ في شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ.

نے عمرے کا احرام باندھا' پھر راستے میں ایک جگہ مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ میں نے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس سال نہ آئی ہوتی (تو اچھا تھا۔) آپ نے فرمایا: ''اپنا عمرہ چھوڑ دو' اپنے بال کھول لو اور کنگھی کر لو۔'' موسیٰ نے کہا: ''اور حج کی نیت کر لو......'' اور سلیمان نے کہا...... ''اور اسی طرح کرو جیسے کہ مسلمان اپنے حج میں کرتے ہیں۔'' الغرض جب (حج سے) واپسی کی رات آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن (ابن ابی بکر ؓ یعنی عائشہ کے بھائی) کو حکم دیا' تو وہ انہیں تنعیم لے گئے...... موسیٰ نے مزید کہا...... پس انہوں نے عمرے کا احرام باندھا۔ یعنی اپنے پہلے عمرے کے بدلے' پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ الغرض اللہ نے ان کا عمرہ اور حج پورا کرا دیا۔ ہشام کہتے ہیں...... اس صورت میں کوئی ہدی (فدیہ وغیرہ) نہ ہوا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ مُوسٰى فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ: فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبَطْحَاءِ طَهُرَتْ عَائِشَةُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ موسیٰ نے حماد بن سلمہ کی روایت میں مزید کہا: پھر جب بطحاء کی رات آئی (یعنی منیٰ میں اقامت کی رات) تو حضرت عائشہ ؓ پاک ہو گئی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ ؓ کو حیض کی کیفیت مکہ کے قریب وادئ سرف میں لاحق ہوئی۔ ② ایسی صورت میں عورت کو عمرے کی نیت کو حج میں بدل لینا چاہیے۔

١٧٧٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ اللهِ بْنُ

۱۷۷۹- ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی

١٧٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح:١٥٦٢، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام ... الخ، ح:١٢١١/ ١١٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٣٥

مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ مُحمَّدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ، وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالحجِّ أَوْ جَمَعَ الحجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا، بعض نے حج اور عمرے کا اور بعض نے صرف حج کا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ تو جنہوں نے حج یا حج اور عمرے کا احرام باندھا تھا وہ قربانی کے دن (یوم النحر، ١٠ ذوالحجہ) تک حلال نہ ہوئے۔

١٧٨٠- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. زَادَ: فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَحَلَّ.

١٧٨٠- مالک نے ابوالاسود سے اپنی سند سے اسی کے مثل بیان کیا اور یہ مزید کہا: اور جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا وہ حلال ہو گئے۔

١٧٨١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالحَجِّ مع الْعُمْرَةِ ثُمَّ لا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا». فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ،

١٧٨١- امّ المؤمنين حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہم نے عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جس کے ساتھ ہدی ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا تلبیہ بھی کہے اور وہ حلال نہیں ہو گا حتیٰ کہ ان دونوں سے فارغ ہو۔“ سو میں مکہ آئی تو حیض کی کیفیت میں تھی۔ میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا مروہ کی سعی کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا: ”اپنا سر کھول لو، کنگھی کرلو اور حج کا احرام

١٧٨٠ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق.

١٧٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف تهل الحائض والنفساء؟، ح:١٥٥٦ عن القعنبي به، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الاحرام ... الخ، ح:١٢١١ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٤١١ مختصرًا، (رواية أبي مصعب الزهري، ح:١٣٠٣، ورواية عبدالرحمٰن بن القاسم، ح:٣٨).

فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ». قَالَتْ: فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ: «هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ». قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔'' فرماتی ہیں: چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر جب ہم نے حج پورا کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کے ساتھ تنعیم بھیجا اور میں نے عمرہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا: ''یہ تیرے اس عمرے کے بدلے ہے۔'' وہ بیان کرتی ہیں کہ (مکہ پہنچنے کے بعد) جن لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور پھر حلال ہو گئے۔ ان لوگوں نے منیٰ سے واپسی کے بعد حج کے لیے ایک اور طواف کیا (طواف افاضہ/زیارہ) مگر جن لوگوں نے حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھا تھا (حج قران کا) تو انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِبراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ وَمَعْمَرٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرُوا طَوَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَطَوَافَ الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اسے ابراہیم بن سعد اور معمر نے ابن شہاب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔ ان لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھنے والوں یا حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنے والوں کے طواف کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: [قارن] کو رخصت ہے کہ دسویں تاریخ کے طواف (زیارہ/افاضہ) کے بعد صفا مروہ کی سعی نہ کرے بلکہ طواف قدوم کے ساتھ کی جانے والی سعی پر کفایت کر لے تو مباح ہے۔ [تمتّع] والا دو طواف اور دو سعی کرنے کا پابند ہے۔ یعنی ایک بار عمرے کے لیے اور دوسری بار حج کے لیے۔

١٧٨٢ - حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّىٰ إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ

۱۷۸۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے حج کا تلبیہ کہا حتی کہ جب ہم مقام سَرِف پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''عائشہ! کیوں رو

١٧٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام .... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢١ من حديث حماد ابن سلمة به.

حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: «ما يُبْكِيكِ يَاعَائِشَةُ؟!» فَقُلْتُ: حِضْتُ، لَيْتَنِي لم أَكُنْ حَجَجْتُ، فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّمَا ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَىٰ بَنَاتِ آدَمَ»، فَقَالَ: «انْسُكِي الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أن لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ»، فَلَمَّا دَخَلْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كان مَعَهُ الْهَدْيُ». قالَتْ: وَذَبَحَ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْبَطْحَاءِ وَطَهُرَتْ عَائِشَةُ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَرْجِعُ صَوَاحِبِي بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِالْحَجِّ؟، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَذَهَبَ بِهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَلَبَّتْ بِالْعُمْرَةِ.

رہی ہو؟‘‘ میں نے کہا: مجھے حیض آ گیا ہے۔ کاش! میں حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔ آپ نے فرمایا: ’’سبحان اللہ! یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔‘‘ تب آپ نے فرمایا: ’’حج کے تمام اعمال پورے کرو‘ صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔‘‘ چنانچہ جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو اپنے اس احرام کو عمرے کا بنانا چاہے بنا لے‘ سوائے اس کے جس کے پاس قربانی ہو۔‘‘ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن اپنی ازواج کی طرف سے گائیں ذبح کیں اور جب بطحاء کی رات آئی اور عائشہ ؓ پاک ہوگئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ والی حج اور عمرہ کر کے جائیں گی اور میں صرف حج کے ساتھ لوٹوں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر ؓ کو حکم دیا وہ اسے تنعیم لے گئے اور اس (عائشہ) نے عمرے کا تلبیہ کہا۔

فوائد ومسائل: ① جس نے حج کا احرام باندھا ہو‘ اور قربانی ساتھ نہ ہو تو اسے جائز ہے کہ اپنے احرام کو عمرے کا احرام بنا لے۔ ② جو شخص مکہ میں ہوتے ہوئے عمرہ کرنا چاہے اسے قریب ترین میقات پر جا کر احرام باندھ کر آنا لازم ہے۔ سیدہ عائشہ ؓ کو تو ایک طبعی عارضہ لاحق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کا عمرہ رہ گیا تھا جس کا ان کو قلق تھا‘ اس کا ازالہ ان کو تنعیم سے احرام بندھوا کر کرا دیا گیا‘ یوں ان کا عمرہ بھی ہو گیا۔ یہ خصوصی رعایت صرف حضرت عائشہ ؓ کے لیے تھی جس سے وہ عورتیں تو فائدہ اٹھا سکتی ہیں جو حضرت عائشہ کی طرح وہاں جا کر حائضہ ہو جائیں۔ لیکن عام لوگ جو مزید عمرہ کرنا چاہیں‘ وہ تنعیم (مسجد عائشہ) جا کر وہاں سے احرام باندھ کر آ کر عمرہ نہیں کر سکتے (جیسا کہ اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں۔) البتہ وہ ذوالحلیفہ‘ قرن المنازل یا کسی بھی میقات سے احرام باندھ کر آئیں تو دوبارہ عمرہ کرنا صحیح ہوگا۔

١٧٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۱۷۸۳- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: ہم

١٧٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح:١٥٦١ عن عثمان بن أبي ◄◄

حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الحجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بالْبَيْتِ، فأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يُحِلَّ، فأَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ.

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم صرف حج سمجھ رہے تھے۔ مگر جب ہم مکہ پہنچے اور بیت اللہ کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی ساتھ نہیں لایا وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ وہ لوگ جو قربانیاں ساتھ نہیں لائے تھے، حلال ہو گئے۔

١٧٨٤- حَدَّثنا مُحمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ: أخبرنا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ».

۱۷۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اس بات کی خبر پہلے ہوتی جس کی بعد میں ہوئی ہے تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ آتا۔''

قال مُحمَّدٌ: أَحْسَبُهُ قَالَ: «وَلَحَلَلْتُ مَعَ الَّذِينَ أَحَلُّوا مِنَ الْعُمْرَةِ». قَالَ: أَرَادَ أن يَكُونَ أَمْرُ النَّاسِ وَاحِدًا.

محمد بن یحییٰ نے کہا: میرا خیال ہے کہ شیخ نے یہ بھی کہا: ''اور میں عمرے کے بعد حلال ہونے والوں کے ساتھ حلال ہو جاتا۔'' کہا: آپ کا ارادہ تھا کہ سب لوگ ایک ہی حال پر ہوں۔

فائدہ: دراصل جاہلیت میں لوگ حج کے ساتھ یا حج کے مہینوں میں عمرہ گناہ کا کام سمجھتے تھے تو اس پرانی روش کے بدلنے کے لیے یہ تاکیدی حکم دیا گیا تھا۔

١٧٨٥- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بالحجِّ مُفْرَدًا وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا

۱۷۸۵- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج (حج افراد) کی نیت سے چلے اور حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھا حتی کہ جب مقام سرف میں پہنچیں تو انہیں حیض آ گیا۔

◀◀ شيبة، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

١٧٨٤ــ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٧ عن عثمان بن عمر به، ورواه البخاري، ح: ٧٢٢٩ من حديث الزهري به.

١٧٨٥ــ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام . . . الخ، ح: ١٢١٣ عن قتيبة به.

كَانَتْ بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتَّىٰ إذا قَدِمْنَا طُفْنَا بالْكَعْبَةِ وبالصَّفَا والمَرْوَةِ، فأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ، قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَاذَا؟ قال: «الْحِلُّ كُلُّهُ»، فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْس بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلىٰ عَائِشَةَ فَوجَدَهَا تَبْكِي فَقال: «مَا شَأْنُكِ؟» قالت: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بالْبَيتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الحجِّ الآنَ. قال: «إنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَىٰ بَنَاتِ آدَمَ فاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بالحَجِّ»، فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَواقِفَ حَتَّىٰ إذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بالْبَيْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ، ثُمَّ قال: «قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا». قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي إِنِّي لَمْ أَطُفْ بالْبَيْتِ حِينَ حَجَجْتُ، قال: «فاذْهَبْ بِهَا يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فأعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ»، وَذَلِكَ لَيْلَةَ الحَصْبَةِ.

پھر جب ہم مکہ آئے اور کعبے کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے جس جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: حلال ہونا کیسا؟ آپ نے فرمایا: ''پوری طرح سے حلال ہونا.....'' چنانچہ ہم اپنی ازواج سے ہم بستر بھی ہوئے' خوشبوئیں لگائیں اور اپنے عام کپڑے پہن لیے۔ حالانکہ ہمارے اور عرفہ جانے کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں۔ پھر ہم نے آٹھویں تاریخ کو احرام باندھا' رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں آئے تو دیکھا کہ رو رہی ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''تمہیں کیا ہوا ہے؟'' کہنے لگیں کہ مجھے حیض آ گیا ہے۔ لوگ حلال ہوئے' میں حلال نہیں ہوئی' اور نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور اب وہ حج کے لیے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ معاملہ تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے۔ تم غسل کر لو اور حج کے لیے احرام باندھ لو۔'' چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا اور حج کے تمام مقامات پر ٹھہریں حتیٰ کہ جب پاک ہو گئیں تو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم اپنے حج اور عمرے سب سے حلال ہو گئی ہو۔'' کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میرے دل میں حسرت ہے کہ میں نے جب حج کیا تو (ابتدا میں) طواف نہیں کر سکی۔ آپ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن ان کو لے جاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ۔'' اور یہ حصبہ کی رات تھی۔ (یعنی ایام تشریق کے بعد جس رات مدینہ کی طرف واپسی کے لیے بطحاء میں پڑاؤ ڈالا گیا تھا۔)

١٧٨٦- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ [ومُسَدَّدٌ قالا]: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ: أَخبرَني أبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جابرًا قَالَ: دَخَلَ النَّبيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ، بِبَعْضِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ. قَالَ عِنْدَ قَوْلِهِ: «وَأَهِلِّي بالْحَجِّ ثُمَّ حُجِّي وَاصْنَعِي مَا يَصْنَعُ الْحَاجُّ، غَيْرَ أنْ لَا تَطُوفِي بالْبَيْتِ وَلا تُصَلِّي».

١٧٨٦- ابوالزبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا' کہتے تھے کہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے۔ اور اس قصے کا کچھ حصہ بیان کیا...... اور [أَهِلِّي بِالْحَجِّ] ''حج کے لیے احرام باندھ لو۔'' کے بعد یہ فرمایا: ''پھر حج کرو اور وہ سب کچھ کرو جیسے حاجی کرتا ہے۔ صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نماز نہ پڑھنا۔''

١٧٨٧- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزْيَدٍ: أخبرَني أبِي قَالَ: حدَّثنا الْأَوْزاعِيُّ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَطَاءَ بْنَ أبِي رَبَاحٍ: حَدَّثَني جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَهْلَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بالْحَجِّ خَالِصًا لَا يُخَالِطُهُ شَيْءٌ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطُفْنَا وَسَعَيْنَا، ثُمَّ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أنْ نَحِلَّ وَقَالَ: «لَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ»، ثُمَّ قامَ سُرَاقَةُ بنُ مَالِكٍ فَقال: يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ مُتْعَتَنَا هٰذِهِ، ألِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ فَقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلْ هِيَ لِلْأَبَدِ».

١٧٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا۔ اس میں کسی چیز کا اختلاط نہ تھا۔ پھر ذوالحجہ کی چار راتیں گزر جانے کے بعد ہم مکہ پہنچے۔ ہم نے طواف اور سعی کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حلال ہونے کا حکم دے دیا اور فرمایا: ''اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی حلال ہو جاتا۔'' پھر حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہمارا یہ تمتع (حج کے ساتھ عمرہ کرنا) اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔''

قال الْأَوْزاعِيُّ: سَمِعْتُ عَطَاءَ بنَ أَبِي رَبَاحٍ يُحَدِّثُ بِهذَا فلَمْ أحفَظْهُ حَتَّىٰ

اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث بیان کرتے سنا مگر میں یاد نہ رکھ سکا حتی کہ ابن

١٧٨٦ــ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٢١٣ب من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق.

١٧٨٧ــ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: نهي النبي ﷺ على التحريم إلا ما تعرف إباحته . . . الخ، ح: ٧٣٦٧، ومسلم، ح: ١٢١٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وانظر الحديث السابق.

لَقِيتُ ابنَ جُرَيْجٍ فأَثْبَتَهُ لِي.

جریج سے ملا تو انہوں نے مجھے یاد کرائی۔

فائدہ: حج کے دنوں میں یا حج کے ساتھ ہی عمرہ بغیر کسی اشکال کے جائز ہے جبکہ ایام جاہلیت میں اسے بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

١٧٨٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رباحٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا طَافُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اجْعَلُوها عُمْرَةً إِلَّا مَنْ كانَ مَعَهُ الْهَدْيُ» فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بالحَجِّ، فَلمَّا كانَ يَوْمُ النَّحْرِ قَدِمُوا فَطَافُوا بِالْبَيْتِ وَلم يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ.

١٧٨٨- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (مکہ) پہنچے جبکہ ذی الحجہ کی چار راتیں گزر چکی تھیں۔ جب انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے عمرہ بنا لو سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔'' سو جب آٹھویں تاریخ آئی تو ان لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور پھر قربانی والے دن (دس ذوالحجہ کو) یہ لوگ مکہ آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا مگر صفا مروہ کی سعی نہیں کی۔

١٧٨٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ يَعْني المُعَلِّمَ عَنْ عَطَاءٍ: حَدَّثَني جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بالحجِّ وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ هَدْيٌ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَطَلْحَةُ، وكانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ

١٧٨٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا۔ اس دن نبی ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے پاس قربانی نہ تھی۔ اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور وہ اپنے ساتھ قربانیاں لائے تھے۔ پس انہوں نے اس طرح نیت کی تھی: میں اسی طرح احرام باندھتا ہوں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ اور آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا کہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنا لیں، طواف کریں (صفا مروہ کی سعی بھی کریں) پھر

١٧٨٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٢، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٧١ من حديث حماد بن سلمة به.

١٧٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت ... الخ، ح: ١٦٥١ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٥.

يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً: يَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ، فَقَالُوا: أَنَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذُكُورُنَا تَقْطُرُ؟! فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ ما أَهْدَيْتُ، وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ».

بال کٹوا کر حلال ہو جائیں' سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا: تو کیا ہم منیٰ کو اس حالت میں جائیں گے کہ ہمارے اعضائے تناسل منی ٹپکا رہے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہوتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں (بھی) حلال ہو جاتا۔''

فوائد ومسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوب سمجھتے تھے کہ دین وشریعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا نام ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احرام کی نیت میں یہ کہا کہ میرا احرام اور میری نیت وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ ② اور دوسری بات (کہ ہم منیٰ کو اس حالت میں جائیں......) کہنے کی وجہ یہ تھی کہ عبادت چونکہ انسان سے زہد ورغبت الی اللہ کا تقاضا کرتی ہے اور اعمال حج شروع ہونے میں دو دن باقی تھے تو انہیں کامل حلت' کچھ عجیب سی لگی۔ نیز رسول اللہ ﷺ خود بھی تو حلال نہیں ہوئے تھے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے شائق تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنی مجبوری کی وضاحت کر کے صحابۂ کرام کا اشکال دور فرما دیا۔

١٧٩٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «هَذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا، فَمنْ لَم يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، وَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ في الحَجِّ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

١٧٩٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یہ عمرہ ہے ہم نے اس کا فائدہ حاصل کیا ہے' سو جس کے ساتھ قربانی نہ ہو وہ حلال ہو جائے' پوری طرح حلال ہونا۔ اور قیامت تک کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُنْكَرٌ إنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔ یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام ابوداود رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا حدیث کو ''منکر'' کہنا صحیح نہیں

١٧٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤١ من حديث محمد بن جعفر به، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ١٨٨٦.

کیونکہ یہ مسئلہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ یہ جرح دراصل اگلی حدیث (۱۷۹۱) پر ہے۔ (عون المعبود) ② چونکہ قبل از اسلام لوگ ایام حج میں عمرہ کرنا کبیرہ گناہ سمجھتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی ممانعت کرتے ہوئے شریعت اِسلام کی بات تاکید کے ساتھ نافذ فرمائی۔

١٧٩١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَني أَبِي: حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَهَلَّ الرَّجُلُ بالحجِّ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبالصَّفَا وَالمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ وَهِيَ عُمْرَةٌ».

۱۷۹۱- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب آدمی نے حج کا احرام باندھا پھر مکہ آیا' بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کر لی تو وہ حلال ہو گیا اور یہ عمرہ ہو گا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيجٍ عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَطَاءٍ: دَخَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ مُهِلِّينَ بالحجِّ خَالِصًا، فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ عُمْرَةً.

امام ابوداود کہتے ہیں: اس حدیث کو ابن جریج نے ایک شخص کے واسطے سے عطاء سے یوں روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب صرف حج کا تلبیہ کہتے ہوئے (مکے میں) داخل ہوئے۔ پس نبی ﷺ نے اس کو عمرہ بنا دیا۔

١٧٩٢- حَدَّثَنا الحَسَنُ بْنُ شَوْكَرٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قال ابنُ مَنِيعٍ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ أبي زِيَادٍ المَعْنَى عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بالْحَجِّ، فَلَمَّا قَدِمَ طَافَ بالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا والمَرْوَةِ. وَقال ابنُ شَوْكَرٍ: وَلم يُقَصِّرْ - [ثُمَّ] اتَّفَقَا- وَلم يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ الْهَدْيِ،

۱۷۹۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حج کا تلبیہ کہا۔ جب مکہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی...... ابن شوکر نے کہا...... اور آپ نے اپنے بال نہیں کتروائے...... پھر ابن شوکر اور احمد بن منیع دونوں نے کہا...... اور آپ اپنی قربانی کی وجہ سے حلال نہیں ہوئے۔ (لیکن) جن لوگوں کے ساتھ قربانی نہیں تھی' انہیں حکم دیا کہ طواف اور سعی کے بعد بال کتروا کر حلال ہو جائیں۔ ابن منیع کی

١٧٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] * نهاس يروي عن عطاء عن ابن عباس أشياء منكرة كما قال يحيى القطان (الكامل لابن عدي: ٧/ ٢٥٢٢).

١٧٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤١-٣٣٨ عن هشيم به، انظر، ح: ١٧٤٠ لحال يزيد بن أبي زياد الشيعي.

وَأَمَرَ مَنْ لَم يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَطُوفَ وَأَنْ يَسْعَى وَيُقَصِّرَ ثُمَّ يَحِلَّ. زَادَ ابنُ مَنِيعٍ فِي حَدِيثِهِ: أَوْ يَحْلِقَ ثُمَّ يَحِلَّ.

روایت میں اضافہ ہے: یا بال منڈوا کر حلال ہو جائیں۔

۱۷۹۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ: أخبرني أَبُو عِيسَى الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَشَهِدَ عِنْدَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ يَنْهَى عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ.

۱۷۹۳- سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس آیا اور گواہی دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے مرض الموت میں سنا ہے کہ آپ حج سے پہلے عمرہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔

ملحوظہ: امام منذری کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب کا حضرت عمر سے سماع صحیح ثابت نہیں ہے۔ (عون) اس لیے یہ روایت صحیح نہیں۔ لیکن ہمارے محقق شیخ زبیر علی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے اس میں نہی استحباب کے لیے ہوگی اور اس سے مطلب یہ ہوگا کہ استطاعت ہونے پر پہلے حج کیا جائے کیونکہ وہ بڑا فریضہ ہے اور زیادہ اہم ہے۔ ورنہ خود نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے حج سے پہلے دو عمرے کیے تھے۔

۱۷۹٤- حَدَّثَنا مُوسَىٰ أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي شَيْخٍ الْهُنَائِيِّ خَيْوَانَ بْنِ خَلْدَةَ مِمَّنْ قَرَأَ عَلَىٰ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ

۱۷۹۴- حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے اصحاب نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں فلاں کام سے منع فرمایا ہے اور چیتے کی کھال پر سوار ہونے (بیٹھنے) سے بھی منع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا: آپ لوگ یہ

۱۷۹۳ـ تخريج: [حسن] * سعيد عن عمر قوي، انظر الحديث الآتي: ۳۲۷۲، والموطأ بتحقيقي، ح: ٥٩٠، والحديث يدل على نهي القران، وهذا للاستحباب. والله أعلم.

١٧٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن وتابعه بهيس بن فهدان عند الطبراني: ١٩/ ٣٥٤ ببعضه * وفيه محمد بن صالح بن الوليد النرسي لم أجد من وثقه، والحديث السابق يغني عنه.

ﷺ: هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَعن رُكُوبِ جُلُودِ النُّمُورِ؟ قالُوا: نَعَمْ. قال: فَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فقالُوا: أَمَّا هٰذَا فَلَا، فَقال: أمَا إِنَّهَا مَعَهُنَّ وَلَكِنَّكُم نَسِيتُمْ.

بھی جانتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرے کو ملانے سے بھی منع کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں' یہ بات ہم نہیں جانتے۔ معاویہ نے کہا: یہ ہے تو ان (ممنوعہ چیزوں) ہی کے ساتھ مگر آپ لوگ بھول رہے ہیں۔"

ملحوظہ: یہ روایت باعتبار سند محل نظر ہے۔ تاہم اگر صحیح بھی ہو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ ملانے کے مسئلے میں وہم ہوا ہے یا "متعة" سے اشتباہ ہوا ہے۔ انہوں نے "متعة النساء" کے ساتھ ساتھ "متعة الحج" کو بھی ممنوع سمجھ لیا ہے جیسے کہ نبی ﷺ کے بال کتروانے (تقصیر) کے بارے میں انہیں اشتباہ ہوا ہے کہ اسے حجۃ الوداع میں بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ آپ کے عمرے کا واقعہ ہے۔ (افادات از ابن القیم)

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْإِقْرَانِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- حج قران کے احکام ومسائل

فائدہ: احرام باندھتے ہوئے انسان عمرے اور حج دونوں کی نیت کر لے' مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرے مگر اس سے حلال نہ ہو بلکہ اسی احرام میں رہتے ہوئے حج کے اعمال مکمل کرے اور آخر میں دونوں سے حلال ہو تو اسے حج قران (قاف کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں۔ لغوی معنی اس کے "ملانا" ہیں' یعنی ایک ہی سفر میں عمرے اور حج کو جمع کر لیا۔ اس صورت میں قربانی واجب ہے۔

١٧٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخبرنا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُلَبِّي بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا، يقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا [معًا]، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا».

۱۷۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ حج اور عمرے کا تلبیہ اکٹھے پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا' لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا]

فائدہ: عبادات میں سے حج اور عمرہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کی نیت پکار کر کہی جاتی ہے۔ باقی کسی عبادت میں لفظی نیت ثابت نہیں ہے۔

١٧٩٥- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح: ١٢٥١ من حديث هشيم به.

١٧٩٦- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَاتَ بِهَا يَعْنِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ، حَتَّىٰ أَصْبَحَ، ثُمَّ رَكِبَ، حَتَّىٰ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوا حَتَّىٰ إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوا بِالْحَجِّ وَنَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا.

١٧٩٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر رات گزاری حتی کہ صبح ہو گئی۔ پھر آپ (ظہر کے بعد) اپنی سواری پر سوار ہوئے حتی کہ جب وہ آپ کو لے کر میدان بیداء میں سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ نے اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پکاری۔ پھر حج اور عمرے کا تلبیہ کہا۔ اور لوگوں نے بھی ان دونوں کا تلبیہ کہا۔ پھر جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو وہ حلال ہو گئے۔ (ان لوگوں کو جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں) حتی کہ جب آٹھویں تاریخ آئی تو انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے سات اونٹنیاں نحر کیں، اس حال میں کہ وہ کھڑی ہوئی تھیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ، يَعْنِي أَنَسًا، مِنْ هٰذَا الحَدِيثِ أَنَّهُ بَدَأَ بِالْحَمدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالحَجِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس روایت میں اس بات میں منفرد ہیں کہ انہوں نے ”اللہ کی حمد، تسبیح اور تکبیر کہی، پھر حج کا تلبیہ کہا۔“

فائدہ: ان احادیث کے بیانات میں تعارض نہیں بلکہ تنوع ہے۔ حضرات صحابہ سامعین وناظرین کو جو جو معلوم ہوا انہوں نے وہی بیان کر دیا۔ گذشتہ احادیث میں ہے کہ آپ نے نماز ظہر کے بعد اپنے مصلے ہی پر تلبیہ کہا، پھر سواری پر بیٹھ کر کہا، پھر بیداء کی بلندی پر چڑھتے ہوئے کہا اور یہ سب برحق ہیں اور اس اثنا میں تسبیح وتکبیر بلاشبہ جائز بلکہ مطلوب عمل ہے۔

١٧٩٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ أَمَّرَهُ رَسُولُ

١٧٩٧- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا والی بنا کر بھیجا تو میں ان کے ساتھ تھا۔ اس خدمت کے صلے میں مجھے چند اوقیہ (سونا) بھی ملا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

١٧٩٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التحميد والتسبيح والتكبير قبل الإهلال عند الركوب على الدابة، ح: ١٥٥١ عن موسى بن إسماعيل به.

١٧٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٦ و٢٧٤٦ من حديث يحيى بن معين به، وللحديث شواهد كثيرة، أبوإسحاق عنعن.

الله ﷺ عَلَى الْيَمَنِ، قال: فأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقًا قال: فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ عَلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ [رَضِيَ اللهُ عَنْهَا] قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَقَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ فَقَالَتْ: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فأَحَلُّوا. قال: قُلْتُ لَهَا: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قال: فأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقال لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قال: قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ. قال: «فَإِنِّي قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ». قال: فَقال لِي: «انْحَرْ مِنَ الْبُدْنِ سبْعًا وَسِتِّينَ أَوْ سِتًّا وَسِتِّينَ، وَأَمْسِكْ لِنَفْسِكَ ثَلَاثًا وَثَلاثِينَ أَوْ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَأَمْسِكْ لِي مِنْ كلِّ بَدَنَةٍ مِنْهَا بَضْعةً».

جب یمن سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ سے ملے تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ ؓ کو پایا کہ انہوں نے رنگین کپڑے پہنے ہیں اور اپنی منزل کو بھی انہوں نے معطر کر رکھا ہے۔ (حضرت علی کو تعجب ہوا) تو وہ بولیں: آپ حیران کیوں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ سے کہا: میں نے نبی ﷺ والے احرام کی نیت کر رکھی ہے۔ کہتے ہیں' چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: ''تم نے (نیت) کیسے کی ہے؟'' میں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے احرام والی نیت کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں اپنی قربانی ساتھ لایا ہوں اور قران کی نیت کی ہے۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ علیہ السلام نے مجھے حکم فرمایا کہ مڑسٹھ (۶۷) یا چھیاسٹھ اونٹ نحر کرو اور تینتیس یا چونتیس اونٹ اپنے لیے لے لو اور ہر قربانی میں سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا میرے لیے لاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① دین میں حجت رسول اللہ ﷺ ہی کا قول وفعل ہے کسی اور کا نہیں' خواہ اس کا رشتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنا ہی قربت کا کیوں نہ ہو۔ جیسے کہ فاطمہ ؓ نے اپنے بارے میں واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہی سے حلال ہوئی ہوں' مگر ان کے شوہر رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں حلال نہیں ہو سکے۔ ② قربانیوں کے سلسلے میں صحیح تر یہ ہے کہ تریسٹھ قربانیاں نبی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کیں اور بقیہ حضرت علی ؓ کو فرمایا تھا اور انہوں نے کیں۔ (صحیح مسلم' الحج' باب حجۃ النبی ﷺ' حدیث:۱۲۱۸)

١٧٩٨ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ،

۱۷۹۸- ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ جناب صُبَی بن معبد نے کہا کہ میں نے حج اور عمرے دونوں کا اکٹھے ہی

١٧٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٠ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨٥، ٩٨٦، والدارقطني، العلل الواردة: ٢/ ١٦٦.

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقال عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

تلبیہ کہا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں اپنے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

١٧٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ وَعُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ ابنُ مَعْبَدٍ: كُنْتُ رجُلًا أَعْرابِيًّا نَصْرَانِيًّا فأَسْلَمْتُ، فأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُدَيْمُ بْنُ ثُرْمُلَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَاهَنَاهْ! إِنِّي حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ فَكَيْفَ لِي بأَنْ أَجْمَعَهُمَا؟ قال: اجْمَعْهُمَا وَاذْبَحْ ما اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فأَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقِيَنِي سَلْمَانُ بنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا [جَمِيعًا]، فَقالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ: مَا هَذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ! قَالَ: فَكَأَنَّمَا أُلْقِيَ عَلَيَّ جَبَلٌ حتَّىٰ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: ياأَمِيرَ المُؤمِنِينَ! إِنِّي كُنْتُ رَجُلًا أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا وَإِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنَ عَلَيَّ، فأَتَيْتُ

١٧٩٩- ابو وائل کہتے ہیں کہ جناب صُبَیّ بن معبد نے کہا کہ میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا' مسلمان ہو گیا۔ پھر میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جس کا نام ہدیم بن ثُرمُلہ تھا۔ میں نے اس سے کہا: ارے میاں! میں جہاد کا حریص ہوں مگر حج اور عمرہ بھی مجھ پر لازم ہو چکے ہیں تو اگر میں ان دونوں (حج اور عمرے) کو جمع کر لوں تو کیسا رہے گا؟ اس نے کہا: ان دونوں کو جمع کرلو اور جو میسر ہو قربانی کرلو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کی نیت سے تلبیہ کہا (اور احرام باندھا) جب میں عُذیب مقام پر پہنچا تو مجھے سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے اور میں حج اور عمرے دونوں کا تلبیہ پکار رہا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں ہے! (بیوقوف ہے کہ حج اور عمرے کا اکٹھے تلبیہ پکار رہا ہے) صُبَیّ بیان کرتے ہیں کہ ان کی اس بات سے گویا مجھ پر پہاڑ ٹوٹ پڑا حتی کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں ایک بدوی نصرانی آدمی تھا اور مسلمان ہو گیا ہوں' جہاد پر جانے کا حریص ہوں مگر میں نے دیکھا کہ حج اور عمرہ بھی مجھ پر واجب ہو چکا ہے تو میں اپنی قوم کے ایک آدمی کے پاس آیا' اس نے مجھے کہا کہ حج اور

١٧٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب القران، ح: ٢٧٢٠ من حديث جرير به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٩٧٠.

رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَقالَ لِي: اجْمَعْهُمَا وَاذْبَحْ ما اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَإِنِّي أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقال لِي عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

عمرے کو اکٹھا کر لو اور جو میسر ہو قربانی کر لو۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کا اکٹھے تلبیہ پکارا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے طریقے کی ہدایت ملی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرے کا اکٹھے احرام باندھنا عین سنت ہے اور اس میں قربانی واجب ہے۔ ② علم کے بغیر فتویٰ دینا بہت بری بات ہے۔ اکثر اوقات اس کے برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ اشتباہ کے مواقع پر راسخ علمائے دین سے رابطہ کرنا چاہیے۔ ③ ''ایمان'' جب دل میں رچ بس جاتا ہے تو اس کے اثرات اعمال خیر کی صورت میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اعمال میں کمی یا سستی اصل ایمان میں کمی کی علامت ہوتی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

١٨٠٠- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يقُولُ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي عَزَّوَجلَّ»، قَالَ وَهُوَ بالْعَقِيقِ، «فَقال: صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقال: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

١٨٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ وادیٔ عقیق میں تھے' آپ فرما رہے تھے: ''آج رات میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا ہے: اس مبارک وادی میں نماز پڑھو اور اس نے کہا کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ فِي هٰذَا الحدِيثِ عَنِ الْأَوْزاعِيِّ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ولید بن مسلم اور عمر بن عبدالواحد نے اوزاعی سے بیان کیا تو صرف اسی قدر کہا: [وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ] (کہہ دو کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔ اور لفظ [قَالَ] کی بجائے [قُل] کہا۔)

١٨٠٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ "العقيق واد مبارك"، ح: ١٥٣٤ من حديث الأوزاعي به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: «وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی علی بن مبارک نے یحییٰ بن ابی کثیر سے (بصیغۂ امر) [قُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ] بیان کیا ہے۔

فائدہ: ''وادیٔ عقیق'' مدینہ کے قریب چار میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ذوالحلیفہ سے ہو کر گزرتی ہے۔

١٨٠١- حَدَّثَنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَني الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إذَا كُنَّا بِعُسْفَانَ قال لَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ: يَارَسُولَ اللهِ! اقْضِ لَنَا قَضَاءَ قَوْمٍ كَأَنَّمَا وُلِدُوا الْيَوْمَ، فَقالَ: «إنَّ اللهَ عَزَّ وَجلَّ قَدْ أَدْخَلَ عَلَيْكُمْ في حَجِّكُمْ هٰذَا عُمْرَةً، فإِذَا قَدِمْتُمْ، فَمنْ تَطَوَّفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ فَقَدْ حلَّ إلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ».

١٨٠١- جناب ربیع بن سبرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم مقام عسفان میں تھے تو سُراقہ بن مالک مدلجی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں خوب واضح فرما دیجیے اور ہمیں ایسی قوم سمجھیے جو گویا آج ہی پیدا ہوئے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس حج میں عمرے کو داخل کر دیا ہے سو جب تم مکہ پہنچو تو جس نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر لی' پس وہ حلال ہو گیا الا یہ کہ اس کے ساتھ قربانی ہو۔''

فائدہ: یعنی حج کے احرام کے ساتھ عمرہ بھی کیا جا سکتا ہے' یعنی بصورت قران یا تمتع۔ جبکہ قبل از اسلام ایام حج میں عمرے کو کبیرہ گناہ تصور کیا جاتا تھا۔

١٨٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ: وَحدثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - المَعنىٰ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أخبرني الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ،

١٨٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ میں نے مروہ پر ایک تیر کے پھل سے نبی ﷺ کے بال کاٹے تھے...... یا...... میں نے دیکھا کہ مروہ پر تیر کے پھل سے آپ کے بال کاٹے گئے۔ ابوبکر بن خلاد نے [أَخْبَرَهُ] کا لفظ

١٨٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٤، والدارمي، ح: ١٨٦٤ من حديث عبدالعزيز بن عمر به.

١٨٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح: ١٧٣٠، ومسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح: ١٢٤٦ من حديث ابن جريج به.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قال: قَصَرْتُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ بِمِشْقَصٍ عَلَى المَرْوَةِ، أوْ رَأَيْتُهُ يُقَصِّرُ عَنْهُ عَلَى المَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ. قال ابْنُ خَلَّادٍ: إنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَذْكُرْ: أَخْبَرَهُ.

استعمال نہیں کیا (بلکہ یوں کہا: [أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِى سُفْيَانَ قَالَ......]

۱۸۰۳- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ - الْمَعْنَى - [قَالُوا]: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَهُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنِّي قَصَرْتُ عن رَسُولِ الله ﷺ بِمِشْقَصِ أَعْرَابِيٍّ عَلَى المَرْوَةِ.

۱۸۰۳- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے ان سے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں نے مروہ پر ایک بدوی کے تیر (کے پھل) سے رسول اللہ ﷺ کے بال کاٹے تھے۔

زادَ الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ: بِحَجَّتِهِ.

حسن بن علی کی روایت میں اضافہ ہے: "حج کے موقع پر۔"

فوائد ومسائل: ① حضرت معاویہ ؓ نے یہ خدمت حج کے موقع پر نہیں بلکہ عمرۂ جعرانہ کے موقع پر سرانجام دی تھی۔ جیسے کہ سنن نسائی کی روایت میں [فِي عُمْرَتِهٖ] کی صراحت ہے۔ (سنن نسائی' مناسک الحج' حدیث: ۲۹۹۰) اور "حج کے موقع پر" کی تعبیر یا تو مجاز ہے یا وہم۔ واللہ اعلم. ② عمرے میں صفا مروہ کی سعی کے بعد آدمی بال کتروا کر حلال ہوتا ہے۔ جبکہ عورتوں کو ایک پور برابر بال کاٹنا کافی ہوتے ہیں۔

۱۸۰٤- حَدَّثَنا [عُبَيْدُاللهِ] بنُ مُعَاذٍ: أخْبَرَنَا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ: سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يقُولُ: أَهَلَّ النَّبيُّ ﷺ بِعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِحَجٍّ.

۱۸۰۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عمرے کا تلبیہ پکارا اور آپ کے اصحاب نے حج کا۔

فائدہ: حج قران کیلئے تلبیہ میں یہ جائز ہے کہ کسی وقت [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ] اور کسی وقت [لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ] کہے۔

۱۸۰۳- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.
۱۸۰٤- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب في متعة الحج، ح: ۱۲۳۸ عن ابن معاذ به.

١٨٠٥- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ: حَدَّثَنِي أَبِي [عَنْ جَدِّي]، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَأَهْدَىٰ وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَىٰ فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَم يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدَى فَإِنَّهُ لا يَحِلُّ لَهُ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لم يَكُنْ مِنكُمْ أَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالحَجِّ وَلْيُهْدِ، فَمَنْ لم يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلَىٰ أَهْلِهِ». وَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشَىٰ أَرْبَعَةَ أَطْوافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضَى طَوافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ المَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا فَطَافَ

١٨٠٥- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ (تمتع کا لغوی معنی' استفادہ ہے۔) آپ نے ذوالحلیفہ سے قربانی لی اور اپنے ساتھ لے گئے۔ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا اور پھر حج کا۔ اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ عمرے کو حج کے ساتھ ملا کر تمتع کیا۔ لوگوں میں سے کچھ تو وہ تھے جو قربانیاں اپنے ساتھ لے گئے اور کچھ وہ تھے جو نہ لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے اس کے لیے حرام ہونے والی کوئی شے حلال نہیں حتی کہ اپنا حج مکمل کر لے۔ لیکن جو قربانی نہیں لایا ہے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرے اور اس کے بعد اپنے بال کتروا کر حلال ہو جائے۔ پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھے اور قربانی دے۔ اور جو قربانی کی استطاعت نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین دن روزے رکھے اور مزید سات دن اپنے اہل میں واپس لوٹ کر رکھے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ پہنچنے پر طواف کیا اور سب سے پہلے رکن (حجر اسود) کو بوسہ دیا۔ پھر طواف کے سات چکروں میں سے (پہلے) تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑے اور باقی چار میں (عام رفتار سے) چلے۔ طواف کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں' پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ صفا کی طرف

١٨٠٥ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب الدم على المتمتع . . . الخ، ح: ١٢٢٧ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، الحج، باب من ساق البدن معه، ح: ١٦٩١ من حديث الليث بن سعد به .

بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ، حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى قَضَىٰ حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ النَّاسُ مِثْلَ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

آئے اور صفا مروہ پر سات چکر لگائے۔ پھر آپ پر حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی بھی چیز حلال نہ ہوئی۔ (اسی طرح احرام ہی میں رہے) حتی کہ اپنا حج مکمل کیا۔ دسویں تاریخ کو قربانی کی اور طواف افاضہ کیا' پھر آپ کے لیے تمام چیزیں حلال ہو گئیں جو بحالت احرام حرام تھیں۔ اور دیگر لوگوں نے بھی جو قربانیاں اپنے ساتھ لائے تھے اسی طرح کیا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔

فوائد و مسائل: ① حج کے لیے قِران (قاف کے کسرہ کے ساتھ) اور تَمتُّع کی اصطلاحات شروع میں اس طرح مشہور و معروف نہ تھیں جس طرح کہ بعد میں ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ احادیث میں قران کے لیے ''تمتع'' کا لفظ بھی آیا ہے جیسے کہ مندرجہ بالا حدیث میں وارد ہوا ہے۔ یہاں یہ لغوی معنی میں ہے۔ یعنی ''فائدہ حاصل کرنا۔'' چونکہ انہوں نے اپنے سفر حج میں عمرے کا فائدہ بھی حاصل کر لیا تھا' اس لیے یہاں اسے لغوی طور پر تمتع سے تعبیر کر دیا ہے۔ ورنہ موجودہ اصطلاح کے اعتبار سے یہ حج تمتع نہیں ہے' حج قران ہے۔ ② مکہ پہنچ کر سب سے پہلا کام بیت اللہ کا طواف ہوتا ہے۔ اس طواف کو ''طواف قدوم'' کہتے ہیں۔ ③ طواف کی ابتدا حجر اسود سے اور اس کے استلام سے ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی۔ استلام کے معنی ہیں ''ہاتھ لگانا یا چومنا'' ایک مکمل طواف میں سات چکر پورے کیے جاتے ہیں اور اس پہلے طواف (طواف قدوم) کے پہلے تین چکروں میں آہستہ آہستہ دوڑنا مسنون ہے۔ اسے [رَمَل] یا [خَبَب] کہتے ہیں۔ مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ بعد والے کسی طواف میں رَمَل نہیں کیا جاتا۔ ④ طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنا مسنون ہے۔ مستحب یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں۔ ان کے بعد دوبارہ حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ لگانا بھی مسنون عمل ہے جو صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ خیال رہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے دھکم پیل ایک قبیح اور ناجائز حرکت ہے اور خواتین کے اندر گھسنا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کے لیے حرام ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ دھکم پیل کریں یا ان کے اندر گھسیں۔ چاہیے کہ باوقار انداز سے اپنی باری کا انتظار کیا جائے یا پھر صرف ہاتھ لگا کر یا اشارہ کر کے آگے گزر جائے۔ ⑤ حج تمتع یا قِران والے کے لیے قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے۔ تین روزے ایام حج میں اور باقی سات اپنے اہل میں واپس آ کر۔ ایام حج سے مراد ۹ ذوالحجہ (یوم عرفات) سے پہلے' یا پھر ایام تشریق ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر) ⑥ حج تمتع والا یا عمرے والا بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد حجامت بنوا کر کامل طور پر حلال ہو جاتا ہے جبکہ حج اِفراد یا قِران والا دسویں ذوالحج کو قربانی کرنے اور حجامت بنوانے کے بعد لباس تبدیل کر سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے۔ مگر بیوی سے قربت نہیں کر سکتا۔ ہاں بیت اللہ کے طواف (طواف افاضہ یا طواف زیارہ) کے بعد وہ کامل طور پر حلال ہو

جاتا ہے۔⑤ شیخ البانی ؒ نے اس روایت کے الفاظ ''ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا تلبیہ کہا' پھر حج کا'' کو شاذ قرار دیا ہے۔ گویا صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے پہلے حج کا تلبیہ کہا اور آگے جا کر حج کے ساتھ عمرے کو بھی ملا لیا۔ ایسا ابتدا میں نہیں ہوا' بلکہ آگے جا کر ہوا۔ اس طرح دوسری روایات کے ساتھ مطابقت ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زادالمعاد' فتح الباری' عون المعبود وغیرہ۔)

١٨٠٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! ما شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا وَلم تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقال: «إنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أنْحَرَ الْهَدْيَ».

۱۸۰۶- ام المؤمنین حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کا کیا حال ہے کہ حلال ہو گئے ہیں جبکہ آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کے بال چپکا رکھے ہیں اور اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا ہوا ہے' سو میں اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک کہ قربانی نحر نہ کر لوں۔''

فائدہ: چونکہ ازواج محترمات کی قربانیاں ان کے ساتھ نہیں تھیں' اس لیے وہ حلال ہو گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ مُحرم ہی رہے۔ (صحیح بخاری' الحج' حدیث:۱۵۶۱)

(المعجم . . .) - **باب الرَّجُلِ يُهِلُّ بِالْحَجِّ ثُمَّ يَجْعَلُهَا عُمْرَةً** (التحفة ٢٥)

باب:...... اگر انسان پہلے حج کا تلبیہ کہے پھر اسے عمرہ بنا دے تو؟

١٨٠٧- حَدَّثَنا هَنَّادٌ يَعْني ابنَ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ الأَسْوَدِ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ فِي مَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ لَمْ

۱۸۰۷- حضرت ابوذر ؓ اس شخص کے بارے میں کہا کرتے تھے جو حج کی نیت کرے پھر اسے فسخ کر کے عمرہ بنا دے' یہ صرف ان لوگوں کے لیے تھا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے۔

١٨٠٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد . . . الخ، ح:١٥٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح:١٢٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٩٤.

١٨٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:٥/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لعنعنة ابن إسحاق، ولأصل الحديث شواهد عند مسلم، ح:١٢٢٤، والحميدي، ح:١٣٣، ١٣٤ وغيرهما.

يَكُنْ ذٰلِكَ إِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ.

فائدہ: یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا' ورنہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ انسان پہلے حج کی نیت سے احرام باندھے اور پھر اسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ صحابہ کی ایک کثیر تعداد اس کی قائل ہے۔

١٨٠٨- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَوْ لِمَنْ بَعْدَنَا؟ قَالَ: «بَلْ لَكُمْ خَاصَّةً».

١٨٠٨- حارث بن بلال اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کر دینا ہمارے لیے خاص ہے یا ہمارے بعد والوں کے لیے بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بلکہ یہ تمہارے ہی لیے خاص ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے قابل استدلال نہیں۔

(المعجم ٢٥) - **باب الرَّجُلِ يَحُجُّ عَنْ غَيْرِهِ** (التحفة ٢٦)

باب:٢٥- انسان کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے

١٨٠٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الله بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ الله ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ

١٨٠٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ان کے بھائی) حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت آپ سے کچھ پوچھنے کو آئی تو فضل اسے دیکھنے لگے اور وہ انہیں دیکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے پوچھا: اے اللہ کے

١٨٠٨- **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من قال: كان فسخ الحج لهم خاصة، ح: ٢٩٨٤، والنسائي، ح: ٢٨١٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به ✽ الحارث بن بلال مستور، والحديث ضعفه أحمد وغيره.

١٨٠٩- **تخريج**: أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضله . . . الخ، ح: ١٥١٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما أو للموت، ح: ١٣٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٩.

الآخَرِ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَزَّوَجلَّ عَلَىٰ عِبَادِهِ فِي الحجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ: «نَعَمْ» وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

رسول! اللہ کا فریضۂ حج اس کے بندوں میں' میرے والد کو اس حالت میں پہنچا ہے کہ وہ سواری پر ٹکنے کی سکت بھی نہیں رکھتے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① جہاں کہیں کوئی خلاف شریعت عمل (منکر) نظر آئے تو مسلمان کو چاہیے کہ بالفعل اس کو روکنے کی کوشش کرے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا چہرہ پھیر کر انہیں غلط نظر سے منع فرمایا۔ ② جب کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ شفایابی بظاہر مشکل معلوم ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج بدل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر شفایابی کی امید ہو تو انتظار کیا جائے۔ ③ جب کوئی شخص از خود کسی کی طرف سے نائب بن جائے تو اس پر تکمیل حج لازم ہے۔ ④ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت بوقت ضرورت غیر محرم مردوں کے ساتھ بات چیت کر سکتی ہے۔ ⑤ یہ حدیث [غَضّ بصر] ''نگاہ نیچی رکھنے'' کے وجوب اور اجنبی عورت کی طرف دیکھنے کی حرمت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج بدل کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ پہلے وہ اپنا حج کر چکی ہو۔ ⑦ ایک سواری پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔

١٨١٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ، بِمَعْنَاهُ، قَالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ - قَالَ حَفْصٌ فِي حَدِيثِهِ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ - أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَال: «احْجُجْ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

١٨١٠- بنو عامر کے ایک شخص ابو رزین نے بیان کیا کہ انہوں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہیں اور حج عمرے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ سواری پر سوار ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپ کی طرف سے حج کرو اور عمرہ (بھی۔)''

فوائد و مسائل: ① ماں باپ سفر وغیرہ سے عاجز ہوں اور حج ان پر فرض ہوتا ہو تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف

١٨١٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب منه، ح: ٩٣٠، والنسائي، ح: ٢٦٢٢، وابن ماجه، ح: ٢٩٠٦ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٠، وابن حبان، ح: ٩٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٨١، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

سے حج بدل کرے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ حج کی طرح عمرہ بھی واجب ہے۔ امام احمد ؒ سے منقول ہے کہ عمرہ کے واجب ہونے میں اس سے بڑھ کر عمدہ اور صحیح حدیث کوئی اور نہیں ہے۔

١٨١١- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: المعنَى وَاحِدٌ، قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ، قالَ: «مَنْ شُبْرُمَةُ؟» قالَ: أَخٌ لِي - أَوْ قَرِيبٌ لِي - قَالَ: «حَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟» قالَ: لَا، قالَ: «حُجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حُجَّ عن شُبْرُمَةَ».

١٨١١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا [لبيك عن شُبرُمَة] ”میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔“ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”شبرمہ کون ہے؟“ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یا قریبی ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تم نے اپنی طرف سے حج کر لیا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(پہلے) اپنی طرف سے حج کرو‘ پھر شبرمہ کی طرف سے کرنا۔“

فوائد ومسائل: ① [شُبرُمَه] شین اور را کے ضمہ کے ساتھ‘ جب کہ باء ساکن اور میم مفتوح ہے۔ ② حج بدل میں حاجی پہلے اپنا حج کر چکا ہو تو پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے‘ ورنہ نہیں۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: كَيْفَ التَّلْبِيَةُ (التحفة ٢٧)

باب:٢٦- تلبیہ کیسے کہے؟

١٨١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ والنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ». قَالَ:

١٨١٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ اس طرح تھے...... [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ‘ لَبَّيْكَ! لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ‘ لَا شَرِيْكَ لَكَ] ”حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں۔ حاضر ہوں‘ تیرا

١٨١١- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الحج عن الميت، ح: ٢٩٠٣ من حديث عبدة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٣٩، وابن حبان، ح: ٩٦٢، والبيهقي: ٤/ ٣٣٦، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٠٥٦ * قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٨١٢- **تخريج:** أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية، ح: ١٥٤٩، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣١، ٣٣٢.

وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِي تَلْبِيَتِهِ: لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہیں اور ملک بھی تیرا ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں۔'' نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنے تلبیہ میں اضافہ کرتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے: [لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] ''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں اور بہت سعادت مند ہوں۔ خیر اور بھلائی سب تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری سب رغبتیں اور سوال تیری طرف ہیں اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہیں۔''

١٨١٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ التَّلْبِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ ذَا الْمَعَارِجِ وَنَحْوَهُ مِنَ الْكَلَامِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا.

۱۸۱۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھا۔ اور حضرت ابن عمر ؓ کی روایت کی مانند تلبیہ کے الفاظ بیان کیے۔ کہا کہ لوگ [ذَاالْمَعَارِجِ!] اور اس طرح کے الفاظ زیادہ کرتے تھے۔ نبی ﷺ انہیں سنتے اور انہیں کچھ نہ کہتے تھے۔ ([ذَاالْمَعَارِجِ!] یعنی اے اللہ بلندیوں والے اور انعامات کے مالک!)

فوائد ومسائل: ① حج اور عمرہ میں تلبیہ کہنا سنت مؤکدہ ہے اگر کوئی اسے ترک کر دے گا تو سنت کے اجر وثواب سے محروم رہے گا۔ جبکہ بعض ائمہ اسے واجب کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کے ترک پر ان کے نزدیک دم (قربانی) واجب ہے۔ تاہم یہ دوسرا موقف صحیح نہیں لگتا' اس لیے کہ ترکِ تلبیہ سے کسی رکن کا ترک لازم نہیں آتا' اس لیے ارکان حج کی ادائیگی' تلبیے کے قائم مقام ہو جائے گی۔ تلبیہ کے الفاظ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے الفاظ ہی پر اکتفا واقتصار کیا جائے کیونکہ آپ نے انہی پر مداومت اختیار فرمائی ہے۔ تاہم اگر کوئی (صحیح المعنی الفاظ کا) اضافہ کرے تو بھی مباح ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے بعض صحابہ کو مختلف الفاظ سے تلبیہ پکارتے سنا تو آپ خاموش

١٨١٣- **تخريج: [إسناده صحيح]** أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ٢٩١٩ من حديث جعفر بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٢٠، ٣٢١، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٢٦.

رہے اور انکار نہیں فرمایا۔ (عون المعبود) ② یہ جلیل الشان کلمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کی تمام انواع پر مشتمل ہے۔ یعنی توحید الوہیت' توحید ربوبیت اور توحید اسماء وصفات۔ اور بندہ اس کے تکرار سے اپنی عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔

١٨١٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي وَمَنْ مَعِيَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْواتَهُمْ بالْإِهْلَالِ» أَوْ قَالَ: «بالتَّلْبِيَةِ» يُرِيدُ أَحَدَهُمَا.

١٨١٤- جناب خلّاد بن سائب انصاری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ اور دوسرے ساتھ والوں کو حکم دوں کہ تلبیہ کہنے میں اپنی آوازیں اونچی رکھیں۔'' راوی کہتا ہے کہ آپ کے الفاظ [بِالْإِهْلَالِ] تھے یا [بِالتَّلْبِيَةِ] (معنی ایک ہی ہیں)۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وحی قرآن کے بغیر بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور اس وقت ''الحکمۃ'' کی وحی ہوتی' لہٰذا حدیث رسول ﷺ بھی وحی [مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰهِ] اور واجب الاتباع ہے۔ ② عام محدثین نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ تلبیہ کہنے میں آواز اونچی رکھنا مستحب ہے مگر عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٧- حاجی تلبیہ کہنا کب موقوف کرے؟

١٨١٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ

١٨١٥- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دسویں ذوالحجہ کو) جمرۂ عقبہ کو کنکریاں

١٨١٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، ح:٨٢٩، والنسائي، ح:٢٧٥٤، وابن ماجه، ح:٢٩٢٢ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٣٣٤، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٢٧،٣٦٥، وابن حبان، ح:٩٧٤.

١٨١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمرة . . . الخ، ح:١٦٨٥، ومسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حين يشرع . . . الخ، ح:١٢٨٠ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد:١/ ٢١٣.

عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبّٰى حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

فائدہ: تلبیۂ احرام باندھنے کے وقت سے شروع ہو کر دسویں تاریخ کی صبح جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک ہی ہے جیسے کہ صحیحین کی روایت میں ہے: ''آپ ﷺ تلبیہ کہتے رہے حتی کہ جمرہ کے پاس پہنچ گئے۔'' (صحیح البخاری' الحج' حدیث: ۱۵۴۳' ۱۵۴۴ و صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۲۸۱)

١٨١٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ مِنًى إِلٰى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۱۸۱۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے' کہتے ہیں کہ ہم (نویں تاریخ کو) صبح کے وقت منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ ہم میں سے تلبیہ پکار رہے تھے اور کچھ تکبیر۔

فائدہ: تلبیہ کے ساتھ ساتھ تکبیر و تسبیح اور بعض مناسب دعائیں بھی مباح ہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: مَتَى يَقْطَعُ الْمُعْتَمِرُ التَّلْبِيَةَ؟ (التحفة ٢٩)

باب:۲۸- عمرہ کرنے والا کس وقت تلبیہ بند کرے؟

١٨١٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُلَبِّي الْمُعْتَمِرُ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ».

۱۸۱۷- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عمرہ کرنے والا حجر اسود کو ہاتھ لگانے (یا بوسہ دینے) تک تلبیہ کہتا رہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالملک

١٨١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٤ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ٢/ ٢٢.

١٨١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء متى يقطع التلبية في العمرة، ح: ٩١٩ من حديث هشيم به، وقال: "صحيح"، وقال البيهقي: ٥/ ١٠٥ "رفعه خطاء وكان ابن أبي ليلى هذا كثير الوهم، وخاصةً إذا روى عن عطاء فيخطيء كثيرًا، ضعفه أهل النقل مع كبر محله"، وانظر، ح: ٧٥٢.

أَبِي سُلَيْمَانَ وَهَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا.

بن ابی سلیمان اور ہمام نے عطاء سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کیا ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت مرفوع نہیں موقوف ہی صحیح ہے اور حکم اور عمل اسی پر ہے کہ عمرہ میں حجر اسود کا استلام کرنے تک تلبیہ ہے اس کے بعد نہیں۔

(المعجم ٢٩) - باب الْمُحْرِمِ يُؤَدِّبُ غُلَامَهُ (التحفة ٣٠)

باب:٢٩- مُحرم اپنے غلام کو سزا دے......؟

١٨١٨- حَدَّثَنا ابْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حدَّثنا؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أخبرنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ: أخبرنا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُجَّاجًا حَتَّىٰ إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ نَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَزَلْنَا، فَجَلَسَتْ عَائِشَةُ إِلَىٰ جَنْبِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَجَلَسْتُ إِلَىٰ جَنْبِ أَبِي وكَانَتْ زِمَالَةُ أبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَزِمَالَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاحِدَةً مَعَ غُلَامٍ لِأَبِي بَكْرٍ فَجَلَسَ أَبُو بَكْرٍ يَنْتَظِرُ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ فَطَلَعَ وَلَيْسَ مَعَهُ بَعِيرُهُ قَالَ: أَيْنَ بَعِيرُكَ؟ قال: أَضْلَلْتُهُ الْبَارِحَةَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَعِيرٌ وَاحِدٌ تُضِلُّه؟ قَالَ: فَطَفِقَ [أَبُو بَكْرٍ] يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ وَيَقُولُ: «انْظُرُوا إِلَىٰ هٰذَا

١٨١٨- دختر ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا اور ہم بھی اتر پڑے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھیں اور میں اپنے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے سامان سفر کا جانور ایک ہی تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کی تحویل میں تھا۔ حضرت ابوبکر بیٹھے اس کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ آ جائے۔ چنانچہ جب وہ آیا تو وہ اونٹ اس کے ساتھ نہیں تھا۔ انہوں نے پوچھا: وہ تیرا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ آج رات گم ہو گیا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف ایک اونٹ اور وہ بھی تو نے گم کر دیا؟ اور پھر اسے مارنے لگے اور رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے اور فرمانے لگے: ''دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے؟'' ابن ابی رزمہ کے الفاظ ہیں [فَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ......الخ] یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ ''دیکھو اس محرم کو کیا کر رہا ہے!'' اور مسکراتے رہے۔

١٨١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التوقي في الإحرام، ح: ٢٩٣٣ من حديث عبدالله بن إدريس به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٤٤ * ابن إسحاق مدلس ولم أجد تصريح سماعه.

الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟» قَالَ ابنُ أَبِي رِزْمَةَ: فَمَا يَزِيدُ رَسُـولُ اللهِ ﷺ عَلَىٰ أَنْ يَقُولَ: «انْظُرُوا إِلَىٰ هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا يَصْنَعُ؟» وَيَتَبَسَّمُ.

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں غلط طور پر جھگڑا کرنا ناجائز ہے اور حج کے عمل کو ناقص کر دیتا ہے البتہ کسی ماتحت کو اس کی نامعقولیت پر تادیب کرنے اور سزا دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس سے بھی پرہیز ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ ② عرج: جیم کے فتحہ اور راء کے سکون کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے راستے پر تقریباً ۹۰ میل کی مسافت پر ایک بستی ہے۔

(المعجم ٣٠) - باب الرَّجُلِ يُحْرِمُ فِي ثِيَابِهِ (التحفة ٣١)

١٨١٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً: أخبرنَا صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ أَثَرُ خَلُوقٍ - أَوْ قال: صُفْرَةٍ - وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَىٰ النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيَ، فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قال: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟» قال: «اغْسِلْ عَنْكَ أَثَرَ الْخَلُوقِ» أو قَالَ: «أَثَرَ الصُّفْرَةِ - وَاخْلَعِ الْجُبَّةَ عَنْكَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا صَنَعْتَ فِي حَجَّتِكَ».

باب: ۳۰- کوئی اگر اپنے عام کپڑوں میں احرام باندھے تو؟

۱۸۱۹- جناب صفوان اپنے والد یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مقام جعرانہ میں تھے اور اس آدمی پر خلوق خوشبو کا اثر تھا (جو کہ زعفران وغیرہ سے بنی ہوتی ہے) یا کہا کہ زرد رنگ کی خوشبو تھی۔ اور وہ جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیسے کروں؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو دریافت کیا: ”وہ عمرے کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟“ آپ نے اس سے فرمایا: ”خلوق خوشبو دھو ڈالو۔“ یا فرمایا: ”زرد رنگ دھو ڈالو جبہ اتار دو اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کرو جو تم اپنے حج میں کرتے ہو۔“

١٨١٩ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، العمرة، باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، ح: ١٧٨٩، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٨٠ من حديث همام به.

فوائد و مسائل: ① ''جعرانہ'' جیم کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ یا جیم اور عین دونوں کے کسرہ اور ''راء'' مشدد کے ساتھ۔ مکہ سے مدینہ آنے والے راستے سے دائیں جانب کچھ دور ہٹ کر ایک منزل کا نام ہے۔ یہاں آپ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور یہیں سے احرام باندھ کر ایک عمرہ کیا تھا۔ ② احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا جائز ہے خواہ بعدازاں اس کا اثر بھی باقی رہے۔ مگر زعفران اور زرد رنگ کی خوشبو عام حالات میں بھی ممنوع ہے تو احرام میں زیادہ ہی منع ہے۔ ③ مرد کے لیے سلے ہوئے لباس میں احرام نہیں' صرف دو چادریں ہونی چاہئیں۔ بھولے سے اگر پہن لیے ہوں تو فوراً اتار دے۔ اور اگر چادر میسر نہ ہو تو شلوار ہی میں احرام کی نیت کر لے۔ ④ لباس اتارتے ہوئے یا اتفاقاً سر پر کپڑا آ پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ حج اور عمرے کے احرام کے احکام ایک ہی ہیں۔ مزید یہ بھی ثابت ہوا کہ ممنوعات سے بچنا بھی ایک ''عمل'' ہوتا ہے۔ ⑥ شریعت سراسر منزل من اللہ اور وحی شدہ ہے۔ ﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحَىٰ﴾ (سورة النجم: ۴،۳)

۱۸۲۰- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ عِيسَىٰ: حَدَّثَنا أبُو عَوانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ وَهُشَيْمٌ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوانَ بْنِ يَعْلَىٰ، عَنْ أَبِيهِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ: فَقال لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «اخْلَعْ جُبَّتَكَ»، فَخَلَعَهَا مِنْ رَأْسِهِ وَسَاقَ الحدِيثَ.

۱۸۲۰- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ یہ قصہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں' نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اپنا جبہ اتار دو۔'' چنانچہ اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتار دیا۔ اور حدیث بیان کی۔

ملحوظہ: شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے' البتہ [مِنْ رَأْسِهِ] ''اس نے اسے اپنے سر کی طرف سے اتارا'' کے الفاظ منکر ہیں۔

۱۸۲۱- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابنِ يَعْلَى ابْنِ مُنْيَةَ، عَنْ أبِيهِ بِهذَا الْخَبَرِ قَالَ فِيهِ: فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْزِعَهَا نَزْعًا

۱۸۲۱- حضرت یعلیٰ ابن مُنیہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر روایت کی۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اسے اتار دو (جبہ کو) اور غسل کرو دو بار یا تین بار۔ اور حدیث بیان کی۔

۱۸۲۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٥٧ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * عطاء عن يعلى منقطع، والحجاج بن أرطاة ضعيف، والحديث السابق: ۱۸۱۹ يغني عنه.

۱۸۲۱- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٥٧ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ۱۸۱۹.

وَيَغْتَسِلَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

فوائد و مسائل: ① راوی حدیث وہی یعلی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی روایات اوپر آئی ہیں۔ ان کے والد کا نام امیہ اور والدہ کا نام مُنیہ ہے۔ ② شریعت کا حکم جان لینے کے بعد اس میں پس و پیش کا کوئی مطلب نہیں۔ ③ بھولے سے مذکورہ غلطیوں پر فدیہ لازم نہیں آتا۔

١٨٢٢ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ وَقَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

١٨٢٢- جناب صفوان اپنے والد یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جعرانہ مقام پر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا' جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس کی ڈاڑھی اور سر میں زرد رنگ کی خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

(المعجم ٣١) - باب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٣٢)

باب:٣١- مُحرِم کے لباس کا بیان

١٨٢٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَتْرُكُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدِ

١٨٢٣- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ محرم کون سے کپڑے نہ پہنے؟ آپ نے فرمایا: ''قمیص' ٹوپی دار کرتا' شلوار' پگڑی یا ایسا کپڑا جس کو ورس یا زعفران لگا ہو نہ پہنے اور موزے بھی نہ پہنے' الا یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں۔ جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے مگر انہیں کاٹ لے حتیٰ کہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔''

١٨٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ٩/١١٨٠ عن عقبة ابن مكرم به.

١٨٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب العمائم، ح: ٥٨٠٦، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

١٨٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۱۸۲۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① عورت کے لیے احرام کی چادریں پہننا ضروری نہیں۔ بلکہ وہ شلوار قمیص اور دوپٹے اور پردے ہی میں احرام باندھے گی۔ البتہ خوشبو وہ بھی استعمال نہیں کر سکتی' بالخصوص ورس اور زعفران۔ اسی طرح دستانے بھی نہیں پہن سکتی۔ البتہ جرابیں یا موزے نہ صرف یہ کہ وہ پہن سکتی ہیں بلکہ ان کا پہننا ان کے لیے بہتر ہے کیونکہ ان میں زیادہ پردہ ہے۔ ② مردوں کے لیے صحیح قول کے مطابق موزوں کا پہننا بھی جائز ہے خواہ وہ کٹے ہوئے نہ بھی ہوں۔ جبکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ انہیں کاٹ لے' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جب جوتے نہ ہوں تو موزوں کا کاٹنا لازم نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو عرفہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: ''جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ شلوار پہن لے۔'' (صحیح البخاری' جزاء الصید' حدیث : ۱۸۴۱ و صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۱۷۸) اس حدیث میں آپ نے موزے کاٹنے کا حکم نہیں دیا' تو اس سے معلوم ہوا کہ جس حدیث میں موزے کاٹنے کا حکم ہے وہ ابتدائے احرام کا تھا اور دوسرا حکم عرفہ کے دن کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے۔

١٨٢٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَزَادَ: «لا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ وَلا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

۱۸۲۵- جناب نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے نبی ﷺ سے' مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے اور مزید کہا ہے: ''احرام والی عورت نقاب پہنے نہ دستانے پہنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ حاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَيَحْيَى بْنُ

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث حاتم بن اسمٰعیل اور یحییٰ بن ایوب نے موسیٰ بن عقبہ سے' انہوں

١٨٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح: ١٥٤٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه . . . الخ، ح: ١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٤.

١٨٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٨ من حديث الليث بن سعد به.

أَيُّوبَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَلَى مَا قَالَ اللَّيْثُ، وَرَوَاهُ مُوسَى بْنُ طَارِقٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ. وكَذٰلِكَ رَوَاهُ عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ، ومَالِكٌ وَأَيُّوبُ مَوْقُوفًا وإبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ [المَدَنِيُّ]. عن نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمُحْرِمَةُ لا تَنْتَقِبُ ولا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

نے نافع سے اسی طرح روایت کی ہے جیسے کہ لیث نے روایت کی ہے۔ مگر اس کو موسیٰ بن طارق نے موسیٰ بن عقبہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی عبید اللہ بن عمر' مالک اور ایوب نے بھی موقوفاً روایت کیا ہے جبکہ ابراہیم بن سعید مدنی نے نافع سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ ''احرام والی نقاب لگائے نہ دستانے پہنے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ [الْمَدَنِيُّ] شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَيْسَ لَهُ كَبِيرُ حَدِيثٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن سعید مدنی اہل مدینہ میں سے صرف ایک شیخ (عالم) ہیں کوئی زیادہ صاحب حدیث نہیں ہیں۔ (ان کی روایت آ گے آ رہی ہے:١٨٢٦)

فائدہ: حدیث میں محرم عورت کو نقاب ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نقاب سے ایک خاص نقاب مراد ہے جو کہ ناک پر یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ نقاب نہیں ہے جو آج کل معروف ہے اور جسے چہرے کے پردے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس سے موجودہ نقاب مراد لے کر محرم عورت کو چہرہ ڈھانپنے سے منع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ جس نقاب سے منع کیا گیا ہے' اس کا تعلق حجاب یا چہرے کے پردے سے نہیں یہ پردہ تو احرام کی حالت میں ہو یا غیر احرام کی' ہر وقت ضروری ہے۔ محرم عورت کو ایک مخصوص قسم کے نقاب سے روکا گیا ہے جو کہ صرف ناک یا آنکھ کے نیچے باندھا جاتا ہے۔ جس سے منع کر دیا گیا۔ اس ممانعت کا تعلق حجاب والے نقاب سے نہیں۔ اس لیے اس کا تو حکم حالت احرام میں بھی ہے۔ جیسا کہ موطا امام مالک میں روایت ہے فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔ (موطا امام مالك:٣٢٨/١) نیز مستدرک حاکم میں بھی انہی سے روایت ہے کہ ہم مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کرتی تھیں۔ (مستدرك حاكم :٤٥٤/١) علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ محرم عورت نہ نقاب ڈالے اور نہ گھونگھٹ نکالے البتہ سر کی طرف سے چہرے پر کپڑا لٹکا لے۔ (السنن الكبرى للبيهقى:٤٧/٥) ان تمام موقوف روایات سے معلوم ہوا کہ آپ نے خاص قسم کے نقاب سے منع کیا ہے نہ کہ بالکل ہی پردہ کرنے سے منع کیا ہے۔ اس لیے ہر خاتون کو چاہیے کہ وہ اس معاملے میں اپنے رب سے ڈرے اور فیشن ایبل اور ایسے تمام نقابوں سے بچے جو بے حجابی کو فروغ دیتے ہوں۔

١٨٢٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ سَعِيدٍ [المَدَنِيُّ] عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «المُحْرِمَةُ لا تَنْتَقِبُ ولا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

١٨٢٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”احرام والی عورت نہ نقاب لگائے اور نہ دستانے پہنے۔“

١٨٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أَبي عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ قَالَ: فإنَّ نَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَني عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، نَهَى النِّسَاءَ فِي إحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَما مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذَلِكَ ما أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا أو خَزًّا أَوْ حُلِيًّا أو سَرَاوِيلَ أو قَمِيصًا أو خُفًّا.

١٨٢٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے عورتوں کو احرام میں دستانے پہننے اور نقاب لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اور ایسے لباس سے بھی جسے ورس (ایک رنگ دار بوٹی) اور زعفران لگی ہو۔ ان کے علاوہ جو لباس اور رنگ چاہے پہن لے (یعنی) عصفر (زرد) رنگ ہو یا ریشم یا زیور یا شلوار یا قمیص یا موزہ۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَىٰ هٰذَا عَنِ ابْنِ إسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ عَبْدَةُ وَمُحمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ إلَىٰ قَوْلِهِ: وما مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور محمد بن سلمہ، محمد بن اسحٰق سے اور وہ نافع سے روایت کرتے ہیں مگر صرف اس حصے تک (یعنی) [وَ مَا مَسَّ الوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ] بعد والا حصہ یہ دونوں روایت نہیں کرتے۔

فائدہ: امام ابوداود بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اس روایت کے آخر میں مذکور تفصیل ذکر کرنے میں یعقوب کے والد ”ابراہیم بن سعد“ منفرد ہیں اور گویا یہ آخری حصہ حدیث میں مدرج ہے (بذل المجھود) جبکہ عصفر (زرد) رنگ کا استعمال اور موزوں کا پہننا (بلاعذر) صحیح تر احادیث میں منع آیا ہے۔

١٨٢٦- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/٤٧ من حديث أبي داود به * إبراهيم بن سعيد المدني مجهول الحال، والحديث السابق شاهد له.

١٨٢٧- تخريج: [إسناده حسن] رواه أحمد كما في تغليق التعليق: ٣/١٢٩، وله طريق آخر في المسند المطبوع: ٢/٢٢، وعلقه البخاري، ح: ١٨٣٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/٤٨٦.

١٨٢٨ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ وَجَدَ الْقُرَّ فَقَالَ: أَلْقِ عَلَيَّ ثَوْبًا يَانَافِعُ! فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَقَالَ: تُلْقِي عَلَيَّ هٰذَا وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهُ الْمُحْرِمُ؟.

١٨٢٨- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ انہیں سردی لگی تو انہوں نے کہا: اے نافع! مجھ پر کوئی کپڑا ڈال دو۔ چنانچہ میں (نافع) نے ان پر ایک برنس (ایک قمیص جس کا ایک حصہ بطور ٹوپی استعمال ہوتا ہے) ڈال دی۔ تو وہ بولے: مجھ پر یہ ڈال رہا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: برنس باقاعدہ پہننا منع ہے ویسے اوڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں مگر حضرت ابن عمر ؓ کا تقویٰ اور جذبۂ اتباع رسول ﷺ اس قدر شدید تھا کہ انہوں نے اسے عام صورت میں بھی اوڑھنے سے گریز کا اظہار فرمایا۔

١٨٢٩ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الإِزَارَ، وَالْخُفُّ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ».

١٨٢٩- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا: ''جسے تہبند نہ ملے وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَرْجِعُهُ إِلَى الْبَصْرَةِ إِلَى جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْهُ ذِكْرُ السَّرَاوِيلِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْقَطْعَ فِي الْخُفِّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ اہل مکہ کی روایت ہے اور اس کا محور اہل بصرہ میں سے جابر بن زید ؒ ہیں۔ اس روایت میں انفرادیت یہ ہے کہ اس میں ''سراویل'' (شلوار) کا ذکر ہے اور موزوں کے بارے میں کاٹنے کی ہدایت نہیں ہے۔

فائدہ: عذر کی صورت میں شلوار اور موزہ پہننا جائز ہے اور اس میں کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ موزوں سے متعلق بحث حدیث ١٨٢٣ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

١٨٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٤١، والحميدي، ح: ٦٩٦ (بتحقيقي) من حديث أيوب السختياني به.

١٨٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه ومالا يباح . . . الخ، ح: ١١٧٨ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ١٨٤١ من حديث عمرو بن دينار به.

١٨٣٠- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بْنُ جُنَيْدٍ الدَّامِغَانِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابنُ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ [رَضِيَ اللهُ عنها] حَدَّثَتْهَا قالَتْ: كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الإِحْرَامِ، فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلَى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا يَنْهَاهَا.

١٨٣٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی معیت میں مکہ کو جاتیں تو احرام کے وقت اپنی پیشانیوں پر خوشبودار مرکب خوشبو کا ضماد کر لیا کرتی تھیں۔ جب پسینہ آتا تو وہ ہمارے چہروں پر بہہ آتا تھا' نبی ﷺ اسے دیکھتے تو اس سے منع نہ فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① احرام کے بعد کسی قسم کی خوشبو لگانا جائز نہیں' البتہ احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مسنون ہے۔ اگر اس کا اثر بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ ② اس حدیث سے عورتوں کو پاؤڈر قسم کی چیزوں کے لگانے کی بھی رخصت ثابت ہوتی ہے۔

١٨٣١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قَالَ: ذَكَرْتُ لِابْنِ شِهَابٍ فَقَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ الله: أَنَّ عَبْدَ الله يَعْنِي ابنَ عُمَرَ، كَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ يَعْنِي يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ لِلْمَرْأَةِ الْمُحْرِمَةِ، ثُمَّ حَدَّثَتْهُ صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهَا: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: قَدْ كَانَ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُفَّيْنِ فَتَرَكَ ذَلِكَ.

١٨٣١- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ احرام والی عورت کو کہا کرتے تھے کہ اپنے موزے کاٹ لے۔ پھر (ان کی زوجہ) صفیہ بنت ابی عبید نے انہیں بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے اس کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو موزے پہننے کی رخصت دی ہے۔ تو وہ اپنی بات سے رک گئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ رخصت عورتوں کے علاوہ مردوں کو بھی حاصل ہے' مگر بحالت عذر۔ ② محب رسول کے لیے ممکن ہی نہیں کہ اسے نبی علیہ السلام کی طرف سے کوئی ہدایت ملے اور پھر وہ اپنی رائے پر اصرار کرے۔

١٨٣٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٩ من حديث عمر بن سويد به بألفاظ مختلفة.

١٨٣١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩، ٦/ ٣٥ عن محمد بن أبي عدي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٨٦.

(المعجم ٣٢) - **باب الْمُحْرِمِ يَحْمِلُ السِّلَاحَ** (التحفة ٣٣)

باب:٣٢- مُحرِم کا ہتھیار بند ہونا؟

١٨٣٢- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أبي إسْحَاقَ قال: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ الله ﷺ أَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ صَالَحَهُمْ عَلَىٰ أَنْ لَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَأَلْتُهُ مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ؟ قَالَ: الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ.

١٨٣٢- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ والوں سے صلح کی تھی تو اس بات پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ (مسلمان) مکہ میں اس حالت میں داخل ہوں گے کہ ان کے ہتھیار ان کے میانوں میں ہوں گے۔ (غالبًا) شعبہ نے ابواسحٰق سے پوچھا کہ ”جُلُبَّانُ السِّلَاحِ“ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا چمڑے کا وہ تھیلا جس میں ہتھیار رکھا جاتا ہے۔

فائدہ: اللہ عزوجل محدثین کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے' کس خوبصورت انداز میں ایک تاریخی واقعہ سے فقہی مسئلہ استنباط کیا ہے کہ محرم کے لیے جائز ہے کہ اپنے ساتھ اپنا ہتھیار رکھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی ان کے ”فقیہ“ ہونے کی! کتب احادیث کا تمام ذخیرہ اس طائفہ منصورہ کے ”فقیہ“ ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

(المعجم ٣٣) - **بَابٌ: فِي الْمُحْرِمَةِ تُغَطِّي وَجْهَهَا** (التحفة ٣٤)

باب:٣٣- عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ چھپائے

١٨٣٣- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أبي زِيَادٍ عَنْ مُجاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إحْدَانا جِلْبَابَها مِنْ رَأْسِها عَلَىٰ وَجْهِها، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.

١٨٣٣- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام سے ہوتی تھیں اور قافلے والے ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم اپنے پردے کی چادر کو سر سے چہرے پر لٹکا لیتیں۔ جب وہ گزر جاتے تو چہرہ کھول لیتی تھیں۔

١٨٣٢- **تخريج:** أخرجه البخاري، الصلح، باب: كيف يكتب: هذا ما صالح فلان بن فلان . . . الخ، ح: ٢٦٩٨، ومسلم، الجهاد والسير، باب صلح الحديبية، ح: ١٧٨٣ من حديث شعبة به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٢٩١.

١٨٣٣- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها، ح: ٢٩٣٥ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٠ * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ١٤٧٤ وغيره.

فائدہ: یہ سند اگرچہ قدرے ضعیف ہے مگر دیگر آثار سے مسئلہ اسی طرح ہے کہ عورت حالت احرام میں بھی اجنبیوں سے پردہ کرے۔ موطا امام مالک میں ہے: ''فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہرے ڈھانپا کرتی تھیں اور اسماء بنت ابی بکر الصدیق ؓ بھی ہمارے ساتھ ہوتی تھیں'' (باب تخمير المحرم وجهه) نیز (ارواء الغليل حديث:۱۰۲۳) مگر موجودہ صورت حال' پردے کے معاملے میں' انتہائی پریشان کن ہے کہ حیا و شرم گویا اٹھتی جارہی ہے۔ الا ماشاء اللہ! مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۱۸۲۵ کے فوائد و مسائل ملاحظہ ہوں۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي الْمُحْرِمِ يُظَلَّلُ (التحفة ٣٥)

باب:۳۴- مُحرِم کو سایہ کرنا

١٨٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عن أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ، عن زَيْدِ بنِ أبي أُنَيْسَةَ، عن يَحْيَى بنِ حُصَيْنٍ، عن أُمِّ الْحُصَيْنِ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۱۸۳۴- حضرت ام الحصین ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کی معیت میں حجۃ الوداع کیا۔ چنانچہ میں نے حضرت اسامہ اور بلال ؓ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا آپ کو گرمی سے بچانے کے لیے آپ پر کپڑا بلند کیے ہوئے تھا (اور ان کی یہ خدمت اسی طرح رہی) حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: محرم خود کسی سایہ میں بیٹھے' چھتری استعمال کرے یا کوئی دوسرا اس کو سایہ کردے سب صورتیں جائز ہیں۔ ہاں پگڑی' ٹوپی یا رومال وغیرہ نہیں باندھ سکتا۔

(المعجم ٣٥) - باب الْمُحْرِمِ يَحْتَجِمُ (التحفة ٣٦)

باب:۳۵- مُحرِم کا سینگی لگوانا

١٨٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن

۱۸۳۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی تھی۔

---

* ١٨٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح:١٢٩٨ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده:٦/ ٤٠٢.

١٨٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح:١٨٣٥، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح:١٢٠٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد:١/ ٢٢١.

عَطَاءٍ وَطاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

١٨٣٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا هِشَامٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ دَاءٍ كَانَ بِهِ.

۱۸۳۶- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر میں ایک بیماری کی بنا پر سینگی لگوائی۔

١٨٣٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ.

۱۸۳۷- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بحالت احرام اپنے پاؤں کی پشت پر ایک تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قَالَ: ابنُ أَبِي عَرُوبَةَ أَرْسَلَهُ، يَعْنِي عن قَتَادَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ابن ابی عروبہ نے اس روایت کو قتادہ سے مرسل بیان کیا۔ (یعنی جناب انس کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

فوائد ومسائل: ① سینگی لگوانا اور فصد کھلوانا اُس دور کا معروف طریقۂ علاج تھا اور مذکورہ بالا احادیث میں دو مختلف واقعات کا بیان آیا ہے۔ ② اب بھی بوقتِ ضرورت اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں بالوں کی جگہ سے بال کاٹے جاتے ہیں' جلد پر چیرا لگایا جاتا ہے۔ پس اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم کئی ایک فقہاء بال کاٹنے کی بنا پر فدیہ کے قائل ہیں' نیز دانت نکلوانے یا کسی عمل جراحی کی صورت میں کوئی فدیہ لازم نہیں آتا۔ ③ بیماری میں علاج کرانا سنت رسول ہے۔

١٨٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الحجامة من الشقيقة والصداع، ح: ٥٧٠٠ من حديث هشام به.

١٨٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب حجامة المحرم على ظهر القدم، ح: ٢٨٥٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ١٦٤ * قتادة عنعن وله شاهد ضعيف يأتي، ح: ٣٨٦٣.

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: يَكْتَحِلُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٣٧)

باب:٣٦-احرام کی حالت میں سرمہ لگانا

١٨٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ بنِ مُوسَى، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ قَالَ: اشْتَكَىٰ عُمَرُ بنُ عُبَيْدِاللهِ بنِ مَعْمَرٍ عَيْنَيْهِ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانِ ابْنِ عُثْمانَ قَالَ سُفْيَانُ وَهُوَ أَمِيرُ المَوْسِمِ: مَا يَصْنَعُ بِهِمَا قَالَ: أَضْمِدْهُمَا بالصَّبِرِ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُثْمانَ يُحَدِّثُ ذٰلِكَ عن رَسُولِ الله ﷺ.

١٨٣٨- جناب نبیہ بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ بن معمر کی آنکھیں خراب ہو گئیں تو انہوں نے جناب ابان بن عثمان سے پوچھا کہ کیا کیا جائے؟ سفیان نے بتایا کہ یہ ان دنوں امیر حج تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایلوا کا لیپ کر لے۔ بے شک میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا وہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے۔

١٨٣٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ ابن عُلَيَّةَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

١٨٣٩- عثمان بن ابی شیبہ نے اسے ہمیں اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے نافع سے انہوں نے نبیہ بن وہب سے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

فائدہ: آنکھ میں دوا ڈالنے یا اس پر ضماد کرنے سے احرام میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ اسی طرح سادہ سرمہ ڈالنا بھی جائز ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

(المعجم ٣٧) - باب الْمُحْرِمِ يَغْتَسِلُ (التحفة ٣٨)

باب:٣٧-مُحرِم غسل کر سکتا ہے

١٨٤٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن إبراهِيمَ بنِ

١٨٤٠- عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ابواء مقام میں

١٨٣٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينه، ح: ١٢٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٦٨.

١٨٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٨٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح: ١٨٤٠، ومسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح: ١٢٠٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٢٣.

عَبْدِ اللهِ بنِ حُنَيْنٍ، عن أبيهِ: أنَّ عَبْدَ اللهِ ابنَ عَبَّاسٍ وَالمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالأَبْوَاءِ فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأْسَهُ. وَقَالَ المِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ المُحْرِمُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَهُ عَبْدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ إِلَىٰ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ فَوَجَدَهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ. قال: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ حُنَيْنٍ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قال: فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ: اصْبُبْ قالَ: فَصَبَّ عَلَىٰ رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ أَبُو أَيُّوبَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قال هٰكَذَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ﷺ.

تھے کہ ان میں ایک مسئلے میں اختلاف ہوگیا۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھوسکتا ہے۔ مسور ؓ نے کہا کہ محرم اپنا سر نہیں دھوسکتا۔ چنانچہ ابن عباس ؓ نے اس کو (عبداللہ بن حنین کو) حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے ہاں بھیج دیا تو اس نے ان کو پایا کہ وہ کنویں کی چرخی کی دو لکڑیوں کے پاس بیٹھے غسل کر رہے تھے اور ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے عبداللہ بن عباس ؓ نے بھیجا ہے کہ آپ سے دریافت کروں کہ رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں اپنا سر کیسے دھویا کرتے تھے؟ تو انہوں نے (ابو ایوب ؓ نے) اپنا ہاتھ (پردے والے) کپڑے پر رکھ کر اسے کچھ نیچا کیا حتیٰ کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر انہوں نے ایک شخص سے جو اُن پر پانی ڈال رہا تھا' کہا کہ پانی ڈالو۔ چنانچہ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا تو حضرت ابو ایوب نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے حرکت دی اور اپنے ہاتھوں کو آگے پیچھے کیا: پھر کہا: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اسی طرح کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم نہا سکتا ہے اور اپنا سر بھی دھوسکتا ہے' یعنی حالت احرام میں غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں' خواہ غسل واجبی ہو یا ویسے ہی راحت کے لیے۔ اور سر کے بالوں کو ملتے ہوئے جو بال فطری انداز میں گر جائیں ان کا کوئی حرج نہیں۔ ② تحقیق مسائل میں پختہ کار اور قابل اعتماد علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ﴿فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ﴾ کے یہی معنی ہیں۔ مگر ان پر بھی لازم ہے کہ ﴿بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ﴾ کی بنیاد پر بادلائل حق کو واضح کریں۔ (دیکھیے' تفسیر آیت مذکورہ' سورۃ النحل آیت: ۴۳'۴۴) ③ خبر واحد حجت ہے' نیز اہل حق کا شیوہ ہے کہ وہ اختلاف کے وقت نص (قرآن اور حدیث) کی طرف رجوع

کرتے ہیں۔④ صحیح حدیث معلوم ہو جانے کے بعد اجتہاد اور قیاس کو ترک کرنا فرض ہے۔⑤ وضو اور غسل کرنے والے کو سلام کہا جا سکتا ہے۔⑥ نہانے میں دوسرے شخص سے مدد لی جا سکتی ہے۔⑦ نہانے اور وضو کرنے کے دوران میں بوقت ضرورت بات چیت کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٣٨) - باب الْمُحْرِمِ يَتَزَوَّجُ (التحفة ٣٩)

باب:٣٨-مُحرِم کا نکاح کرنا کیسا ہے؟

١٨٤١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ أخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ عُبَيْدِالله أَرْسَلَ إلَى أبَانَ بنِ عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ يَسْأَلُهُ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الحاجِّ وَهُمَا مُحْرِمانِ إنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بنَ عُمَرَ، ابْنَةَ شَيْبَةَ ابنِ جُبَيْرٍ فأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ ذٰلِكَ؟ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ وَقَالَ: إنِّي سَمِعْتُ أبي، عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَنْكِحُ المُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ».

١٨٤١- جناب عمر بن عبیداللہ نے جناب ابان بن عثمان بن عفان سے کہلا بھیجا جبکہ ابان ان دنوں امیر حج تھے اور یہ دونوں احرام کی حالت میں تھے کہ میرا پروگرام ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی صاحبزادی سے کردوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس میں تشریف لائیں۔ تو جناب ابان نے اس سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے اپنے والد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''محرم اپنا نکاح کرے نہ کسی دوسرے کا۔''

١٨٤٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ. وَيَعْلَى بنُ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بنِ وَهْبٍ، عن أبَانَ بنِ عُثْمَانَ، عن عُثْمانَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ذَكَرَ مِثْلَهُ. زَادَ: «وَلَا يَخْطُبُ».

١٨٤٢- جناب ابان بن عثمان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور مزید کہا: ''اور نہ شادی کا پیغام دے۔''

١٨٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح:١٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٨، ٣٤٩.

١٨٤٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

١٨٤٣ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مَيْمُونَ بنِ مِهْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بنِ الأَصَمِّ ابنِ أَخِي مَيْمُونَةَ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: «تَزَوَّجَنِي رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ.

۱۸۴۳- حضرت میمونہ ؓ کے بھتیجے یزید بن اصم حضرت میمونہ ؓ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح کیا تھا اور ہم دونوں حلال تھے۔

فائدہ: حضرت میمونہ ؓ (بنت حارث الھلالیہ) کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا نکاح سات ہجری میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ہوا تھا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام ابورہم بن عبدالعزی تھا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ نے اس نکاح کا پیغام بھیجا' انہوں نے حضرت عباس ؓ سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا تو انہوں نے نکاح کر دیا۔ (الاصابہ)

١٨٤٤ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ حالت احرام میں تھے۔

١٨٤٥ - حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ ابنِ المُسَيَّبِ قَالَ: وَهِمَ ابنُ عَبَّاسٍ فِي تَزْوِيجِ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۱۸۴۵- جناب سعید بن مسیب ؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کو حضرت میمونہ کے نکاح کے معاملے میں وہم ہوا ہے کہ وہ احرام میں تھے۔

فوائد ومسائل: یہ آخری روایت اگرچہ سنداً مقطوع ہے مگر مبنی بر حقیقت ہے کہ حضرت ابن عباس کو وہم ہوا ہے۔ میمونہ ؓ صاحب واقعہ ہیں ان کا اپنا بیان ہے کہ ''ہم دونوں حلال تھے۔'' اور اس وہم کی بنیاد غالباً یہ ہے کہ چونکہ احرام سے فارغ ہوتے ہی یہ کام ہو گیا تھا اور حضرت ابن عباس ویسے بھی صغیر السن تھے' اس لیے انہوں نے سمجھا کہ احرام ہی میں یہ نکاح ہوا تھا۔ واللہ اعلم.

١٨٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤١١ من حديث يزيد بن الأصم به.

١٨٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب عمرة القضاء، ح: ٤٢٥٨ من حديث أيوب السختياني به.

١٨٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢١٢ من حديث أبي داود به ❊ رجل لم أعرفه ❊ وسفيان الثوري مدلس وعنعن.

(المعجم ٣٩) - **باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ** (التحفة ٤٠)

باب:٣٩-مُحرِم کون سے جانور قتل کرسکتا ہے

١٨٤٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ سالِمٍ، عنْ أَبِيهِ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ؟ فَقالَ: «خَمْسٌ، لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَىٰ مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الحِلِّ وَالحَرَمِ: الْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

١٨٤٦-جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ محرم کون سے جانور قتل کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانچ جانوروں کے قتل میں کوئی گناہ نہیں ہے۔حرم میں مارے یا اس سے باہر حل میں (اور حالت احرام میں مارے یا حلال ہوتے ہوئے) یعنی بچھو' کوا' چوہا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔''

فائدہ: ''بچھو'' پراس جنس کے دیگر موذی جانور بھی قیاس کیے جاسکتے ہیں مثلاً' کنکھجورا' اور بھڑ وغیرہ اور'' کاٹنے والے کتے'' پراس جنس کے دیگر جانور مثلاً شیر' چیتا' ریچھ اور بھیڑیا' وغیرہ۔

١٨٤٧- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنا حاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «خَمْسٌ قَتْلُهُنَّ حَلَالٌ في الْحَرَمِ: الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، والْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

١٨٤٧-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ قسم کے جانوروں کو حرم میں قتل کرنا حلال ہے' یعنی سانپ' بچھو' چیل' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

١٨٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

١٨٤٨-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے

١٨٤٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح:١١٩٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

١٨٤٧ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢١٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٦٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

١٨٤٨ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء ما يقتل المحرم من الدواب، ح:٨٣٨ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣، ورواه ابن ماجه، ح:٣٠٨٩ من طريق يزيد به، وهو ضعيف تقدم مرارًا، انظر، ح:١٤٧٤.

حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبي نُعْم الْبَجَلِيُّ عنْ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ سُئِلَ عَمَّا يَقْتُلُ المُحْرِمُ؟ قالَ: «الْحَيَّةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفُوَيْسِقَةُ، وَيَرْمِي الْغُرَابَ وَلَا يَقْتُلُهُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالسَّبُعُ الْعَادِي».

کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”سانپ‘ بچھو‘ چوہا‘ کوے کو پتھر مارے قتل نہ کرے‘ کاٹنے والا کتا‘ چیل اور ہر حملہ آور درندہ۔“

(المعجم ٤٠) - باب لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤١)

باب:۴۰-مُحرِم کے لیے شکار کے گوشت کا مسئلہ

فائدہ: بحالت احرام خشکی کا شکار کرنا یا شکاری سے تعاون کرنا حرام ہے حتیٰ کہ اس کو اشارہ کرنا بھی جائز نہیں۔ ایسے ہی اگر معلوم ہو کہ شکاری نے محرمین ہی کے لیے شکار کیا ہے تو انہیں اس کا قبول کرنا یا کھانا بھی جائز نہیں۔ لیکن اگر ان کی غرض سے شکار نہ کیا گیا ہو تو اس کا قبول کر لینا اور کھا لینا جائز ہے۔ اور سمندری شکار میں کسی طرح کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ محرم از خود شکار کرے یا کسی سے تعاون کرے‘ بلا شبہ جائز ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ مائدہ کی پہلی اور دوسری آیت کے علاوہ آیت نمبر ۹۵ اور ۹۶ میں بھی یہ مسئلہ ذکر ہوا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ (المائدہ:۹۶) ”تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا فائدہ ہے اور مسافروں کا بھلا۔ اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے جب تک کہ تم احرام میں ہو۔“

١٨٤٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُلَيْمانُ بنُ كَثِيرٍ عنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عنْ إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ عنْ أبِيهِ - وَكَانَ الْحَارِثُ خَلِيفَةَ عُثْمانَ رَضِيَ الله عَنْهُ عَلَى الطَّائِفِ - فَصَنَعَ لِعُثْمَانَ طَعَامًا فِيهِ مِنَ الْحَجَلِ

۱۸۴۹- اسحٰق بن عبداللہ بن حارث اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جناب حارث حضرت عثمان ؓ کی جانب سے طائف کے گورنر تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان کے لیے کھانے کا اہتمام کیا اور اس میں چکوروں‘ جنگلی چڑیوں اور نیل گائے کا گوشت تیار کروایا۔ اور حضرت علی ؓ کو بھی بلوا بھیجا۔ قاصد جب ان کے پاس

١٨٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٩٤ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد ☆ حميد الطويل مدلس وعنعن.

وَالْيَعَاقِيبِ وَلَحْمِ الْوَحْشِ، فَبَعَثَ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ فَجَاءَهُ الرَّسُولُ وَهُوَ يَخْبِطُ لِأَبَاعِرَ لَهُ فَجَاءَ وَهُوَ يَنْفُضُ الْخَبَطَ عَنْ يَدِهِ. فَقَالُوا لَهُ: كُلْ فَقَالَ: أَطْعِمُوهُ قَوْمًا حَلَالًا فَإِنَّا حُرُمٌ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنْشُدُ الله! مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ أَشْجَعَ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَهْدَى إِلَيْهِ رَجُلٌ حِمَارَ وَحْشٍ، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ.

پہنچا تو وہ اپنے اونٹوں کے لیے پتے جھاڑ رہے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے ہاتھ (پتوں کے گردوغبار سے) جھاڑتے ہوئے تشریف لائے۔ صاحب ضیافت نے ان سے کہا: کھائیے! تو انہوں نے جواب دیا: یہ کھانا ایسے لوگوں کو دے دیں جو احرام میں نہ ہوں' ہم تو احرام میں ہیں۔ تب انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ قبیلۂ اشجع میں سے کون یہاں ہے' کیا تم جانتے ہو کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو حالت احرام میں نیل گائے (حمار وحشی) کا گوشت ہدیہ کیا تھا' تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا تھا؟ ان لوگوں نے کہا: ہاں (یہ بات حق اور سچ ہے۔)

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں بالخصوص خلفائے اربعہ میں انتہائی اخوت ومودت کے تعلقات تھے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق بات بتانے اور کہنے میں کوئی بھی چیز مانع نہ ہوئی' نہ تعلق خاطر اور نہ دوسروں کے مناصب حکومت۔ ③ قناعت کی جو تعلیم وتربیت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو دی تھی وہ تمام عمر اسی پر کاربند رہے۔ ④ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ہی اپنے خادم تھے۔ ⑤ شکار جب اس نیت سے کیا گیا ہو کہ محرمین کی ضیافت کی جائے گی تو انہیں اس کا قبول کرنا جائز نہیں۔

١٨٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: يَازَيْدُ بْنَ أَرْقَمَ! هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُهْدِيَ إِلَيْهِ عُضْوُ صَيْدٍ فَلَمْ يَقْبَلْهُ وَقَالَ: «إِنَّا حُرُمٌ؟» قَالَ: نَعَمْ.

١٨٥٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا: اے زید بن ارقم! کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شکار کا عضو ہدیہ دیا گیا تھا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا: ''ہم احرام میں ہیں؟'' حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں!

١٨٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

١٨٥١- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں

١٨٥٠ـ **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما لا يجوز للمحرم أكله من الصيد، ح: ٢٨٢٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨١.

١٨٥١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في أكل الصيد للمحرم، ح: ٨٤٦.◀◀

يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ الْقَارِيَّ عن عَمْرٍو، عن المُطَّلِبِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أوْ يُصَادُ لَكُمْ».

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہتے تھے: ''خشکی کا شکار تمہارے لیے حلال ہے بشرطیکہ تم نے اس کو شکار نہ کیا ہو یا تمہارے لیے شکار نہ کیا گیا ہو۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: إذَا تَنَازَعَ الْخَبَرَانِ عن النَّبيِّ ﷺ يُنْظَرُ بما أخَذَ بِهِ أصحَابُهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں تو وہ حدیث لی جائے جس پر آپ کے صحابہ نے عمل کیا ہو۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سنداً تو صحیح نہیں مگر معناً درست ہے اور مسئلہ یہی ہے۔ جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (كتاب جزاء الصيد' احادیث :۱۸۲۱ تا ۱۸۲۵) اور اگلی حدیث میں بھی مروی ہے۔ ② امام ابوداود کا بیان کہ ''جب دو حدیثیں ایک دوسری کے برخلاف ملیں الخ'' معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح الاسانید احادیث میں جہاں تعارض محسوس ہوتا ہے ان میں یقیناً پہلے کا قول وعمل منسوخ اور بعد والا ناسخ ہوتا ہے۔ اور تواریخ کا علم نہ ہو سکے تو دیگر وجوہ ترجیحات کے ذریعے سے ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح قرار دیا جائے گا۔ اس قسم کی تحقیقات علمائے راسخین اور ان کی موثوق تالیفات ہی سے مل سکتی ہیں۔ اس موضوع پر علمائے محدثین نے بہت محنت کی ہے' مثلاً: ✿ "كتاب الاعتبار في الناسخ والمنسوخ" (للحازمی رحمہ اللہ) ✿ "الناسخ والمنسوخ" (امام احمد رحمہ اللہ) ✿ "تجريد الاحاديث المنسوخة" (ابن الجوزی رحمہ اللہ) بظاہر مختلف المعانی احادیث کے سلسلے میں یہ کتب قابل مراجعہ ہیں: ✿ "اختلاف الحديث" (امام شافعی رحمہ اللہ) ✿ "تاويل مختلف الحديث" (ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم رحمہ اللہ) اور ✿ "مشكل الآثار" (ابوجعفر احمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ) ③ امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو دو صحیح حدیثوں میں تعارض اور تضاد محسوس ہوتا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے ہم ان میں تطبیق دے دیں گے۔ اللہ اکبر! یہ ہیں ہمارے اسلاف محدثین رحمہم اللہ۔

١٨٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۱۸۵۲- حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی

◄◄ والنسائي، ح:٢٨٣٠ عن قتيبة به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٤١، وابن حبان، ح:٩٨٠، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٥٢، ٤٧٢، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "المطلب لا نعرف له سماعًا من جابر" وعنعن وهو "لم يسمع من جابر" قاله أبو حاتم الرازي، المراسيل، ص: ٢١٠.

١٨٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما قيل في الرماح، ح:٢٩١٤، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد المأكول البري . . . الخ، ح:١١٩٦/ ٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٠.

مَالِكٍ، عن أبي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِاللهِ التَّيْمِيِّ، عن نَافِعٍ مَوْلَى أبي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ. قال: فَسَأَلَ أَصحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا، فَأَخَذَهُ، ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبَىٰ بَعضُهُمْ، فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ سَأَلُوهُ عن ذٰلِكَ؟ فَقال: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ تَعَالَى».

ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مکہ کے راستے میں ایک جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے جو کہ احرام میں تھے جب کہ یہ بغیر احرام کے تھے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک نیل گائے کو دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور ساتھیوں سے کہا: مجھے میرا کوڑا پکڑا دو۔ انہوں نے کوڑا دینے سے انکار کر دیا۔ پھر بھالا مانگا تو انہوں نے اس (کے دینے) سے بھی انکار کر دیا۔ آخر خود ہی اٹھایا اور اس نیل گائے کے پیچھے بھاگ گئے اور اسے مار لائے۔ تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے اس کا گوشت کھایا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ پھر جب یہ حضرات رسول اللہ ﷺ سے جا ملے تو آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو رزق ہے جو اللہ نے تمہیں کھلایا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① احرام کی حالت میں کسی شکاری کو شکار کا اشارہ دینا یا اس سے کسی طرح کا تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔ ② جب کوئی شکاری صرف اپنے لیے شکار کرے تو محرمین کو اس سے کھا لینا جائز ہے۔ ③ صحیح احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا بقیہ گوشت تناول فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ١١٩٦' ١١٩٧)

(المعجم ٤١) - بابُ الْجَرَادِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۱- محرم کے لیے ٹڈی کا شکار کیسا ہے؟

١٨٥٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مَيْمُونِ بنِ جَابَانَ، عن أبي رَافِعٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

۱۸۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”ٹڈی سمندر کے شکار (کی قسم) میں سے ہے۔“

١٨٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/٢٠٧ من حديث أبي داود به * ميمون بن جابان وثقه العجلي، وابن حبان، والذهبي في الكاشف، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

١٨٥٤- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حَبِيبِ المُعَلِّمِ، عن أبي المُهَزِّمِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أَصَبْنَا صِرْمًا مِنْ جَرَادٍ فَكَانَ رَجُلٌ يَضْرِبُ بِسَوْطِهِ وهُوَ مُحْرِمٌ، فَقِيلَ لَهُ: إنَّ هٰذَا لا يَصْلُحُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «إنَّمَا هُوَ من صَيْدِ الْبَحْرِ».

۱۸۵۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک ٹڈی دَل مل گیا تو ہمارا ایک آدمی جو احرام میں تھا' ان کو اپنے کوڑے سے مارنے لگا' اسے کہا گیا کہ یہ کام درست نہیں ہے اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ تو سمندر کے شکار میں سے ہے۔''

سَمِعْتُ أبا دَاوُدَ يقُولُ: أَبُو المُهَزِّمِ ضَعِيفٌ، وَالحدِيثانِ جَمِيعًا وَهْمٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کا راوی) ابومہزم ضعیف ہے اور یہ دونوں حدیثیں وہم ہیں۔

١٨٥٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مَيْمُونِ بنِ جابانَ، عن أبي رَافِعٍ، عن كَعْبٍ قال: «الْجَرَادُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ».

۱۸۵۵- جناب کعب (احبار رحمہ اللہ) سے منقول ہے کہ ٹڈی سمندر کے شکار میں سے ہے۔

ملحوظہ: ان میں سے پہلی روایت اور کعب احبار کے قول کو ہمارے فاضل محقق نے ''حسن'' قرار دیا ہے۔ لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک یہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ میمون بن جابان کی توثیق مختلف فیہ ہے۔ اس لیے ان کا ضعیف ہونا ہی راجح ہے۔ خیال رہے کہ مشہور یہ ہے جیسا کہ موطا امام مالک میں کعب احبار رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ ''ٹڈی دراصل مچھلیوں کی چھینک سے پیدا ہوتی ہے اور سال میں دو دفعہ ایسا ہوتا ہے۔'' مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی یہ بات تسلیم نہیں کی۔ اور راجح یہی ہے کہ یہ زمین کا بری جانور ہے اور اس کے شکار میں فدیہ ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْفِدْيَةِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۲- فدیے کے احکام ومسائل

١٨٥٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن

۱۸۵۶- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٨٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في صيد البحر للمحرم، ح: ٨٥٠، وابن ماجه، ح: ٣٢٢٢ من حديث أبي المهزم به، وقال الترمذي: "غريب" * أبو المهزم متروك كما في التقريب وغيره.

١٨٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] * حماد هو ابن سلمة، وانظر، ح: ١٨٥٣ لحال ميمون بن جابان.

١٨٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم إذا كان به أذى . . . الخ، ح: ٨٤/١٢٠١ ◀◀

خَالِدِ الطَّحَّانِ، عن خالِدٍ الْحذَّاءِ، عن أَبي قِلَابَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فقال: «قَدْ آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟» قال: نَعَمْ، فقال النَّبيُّ ﷺ: «احْلِقْ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا، أو صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أو أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِينَ».

کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''تمہارے سر کی جوؤں نے تمہیں ایذا دے رکھی ہے؟'' انہوں نے کہا: ہاں! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''سر منڈالو اور پھر ایک بکری قربانی کر دو یا تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔''

فوائد ومسائل: ① اعمالِ حج میں کسی تقصیر پر مشروع قربانی' صدقہ یا روزہ رکھنا ''فدیہ'' کہلاتا ہے' بمعنی عوض یا بدل۔ ② ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد تقریباً ۹ چھٹانک کا۔ تین صاع چھ مسکینوں پر تقسیم کریں گے تو ہر مسکین کو دو مد (۱۸ چھٹانک) ملیں گے۔ پس یہی فدیے کا حساب ہوا۔

١٨٥٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن دَاوُدَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال لَهُ: «إِنْ شِئْتَ فانْسُكْ نَسِيكَةً، وَإِنْ شِئْتَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِنْ شِئْتَ فأَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ لِسِتَّةِ مَساكِينَ».

۱۸۵۷- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''چاہو تو قربانی دے دو' چاہو تو تین دن روزے رکھ لو اور اگر چاہو تو تین صاع کھجور چھ مسکینوں کو کھلا دو۔''

١٨٥٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ؛ ح: وَحدثنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ

۱۸۵۸- حضرت کعب بن عجرہ ؓ کا بیان ہے کہ حدیبیہ کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا

◀◀ من حديث خالد الطحان، والبخاري، المحصر، باب قول الله تعالى: ﴿فمن كان منكم مريضًا أو به أذى من رأسه ... الخ﴾، ح: ١٨١٤ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي ليلى به.

١٨٥٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٣ من حديث حماد بن سلمة به.

١٨٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٣ من حديث داود بن أبي هند به، وانظر الحديثين السابقين.

الْمُثَنَّىٰ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ كَعْبِ ابنِ عُجْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ. فَذَكَرَ الْقِصَّةَ: قال: «أَمَعَكَ دَمٌ؟» قال: لَا. قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِثَلَاثَةِ آصُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَلىٰ سِتَّةِ مَسَاكِينَ بَيْنَ كُلِّ مِسْكِينَيْنِ صَاعٌ».

تمھارے پاس خون (فدیے کا جانور) ہے؟'' انہوں نے کہا! نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تین دن روزے رکھو یا تین صاع کھجور چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو۔ ہر دو مسکینوں کو ایک صاع دو۔''

١٨٥٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ أَخْبَرَهُ عَنْ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ وَكَانَ قَدْ أَصَابَهُ فِي رَأْسِهِ أَذًى فَحَلَقَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُهْدِيَ هَدْيًا بَقَرَةً.

١٨٥٩- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے۔ اوران کی حالت یہ تھی کہ سر میں اذیت تھی (یعنی جوئیں پڑ گئی تھیں) تو انہوں نے اپنا سر منڈوا لیا تھا۔ پس نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایک گائے قربانی کریں۔

فائدہ: اس میں ''بَقَرۃٌ'' (ایک گائے) کا لفظ غیر محفوظ ہے۔

١٨٦٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَني أبي عن ابنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني أَبَانُ يَعْني ابنَ صَالِحٍ عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ قال: أَصَابَنِي هَوَامٌّ في رَأْسِي وَأَنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتَّىٰ تَخَوَّفْتُ عَلَى بَصَرِي، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجلَّ فِيَّ: ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن

١٨٦٠- حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے سر میں جوئیں پڑ گئیں۔ جبکہ میں حدیبیہ کے سال (اس سفر میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اور (سر کی اذیت اتنی شدید تھی کہ) مجھے اپنی نظر کا اندیشہ لگ گیا تھا۔ پس اللہ عزوجل نے میرے بارے میں یہ آیت اتاری: ﴿فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ......﴾ پس رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا: ''اپنا سر منڈا دو۔ تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو ایک ٹوکرا کشمش کا کھلا دو یا ایک بکری قربانی کر دو۔''

١٨٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح:١٨٥٦ وقوله: "هديًا بقرةً" غير محفوظ والله أعلم ✽ رجل من الأنصار مجهول.

١٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢/ ٢٣٤، ٢٣٥ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد ✽ الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن.

رَأْسِهِ﴾ الآيَةَ [البقرة: ١٩٦]، فَدَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ فقال لِي: «احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أو أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ فَرَقًا مِنْ زَبِيبٍ أَوِ انْسُكْ شَاةً»، فَحَلَقْتُ رَأْسِي ثُمَّ نَسَكْتُ.

چنانچہ میں نے اپنا سر منڈوایا اور پھر قربانی کر دی۔

ملحوظہ: علامہ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ''زبیب'' یعنی کشمش کا ذکر منکر ہے۔ صحیح بات ''کھجور'' ہی ہے۔ ''فرق'' تین صاع کا برتن یا ٹوکری ہوتی ہے۔

١٨٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الْكَرِيمِ بنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ. زَادَ: «أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ».

١٨٦١- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے اس قصے میں مروی ہے کہ (آپ نے فرمایا:) ''ان (تین کاموں) میں سے جو بھی کرو گے تم سے کفایت کرے گا۔''

فوائد ومسائل: ① قوم کے سربراہ اور کسی انجمن و جمعیت کے سربراہ کے لیے لازمی ہے کہ اپنے ساتھیوں کے شخصی احوال پر بھی نگاہ رکھے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

② اس باب کی احادیث سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ (١٩٦) ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ کی تفسیر ہیں۔ ''اور جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیہ دے۔ یعنی روزے رکھے' یا صدقہ کرے' یا قربانی کرے۔''

(المعجم ٤٣) - بَابُ الْإِحْصَارِ (التحفة ٤٤)

باب: ٤٣- اگر کوئی حج سے روک دیا جائے تو

١٨٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

١٨٦٢- حضرت حجاج بن عمرو انصاری ؓ بیان

١٨٦١- تخريج: [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤١٧.

١٨٦٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ٣٠٧٧، والنسائي،◀◀

عن حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن عِكْرِمَةَ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بنَ عَمْرٍو الأَنْصَارِيَّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قابِلٍ».

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو گیا۔ (یعنی اس کے لیے حلال ہو جانا مباح ہے) اور آئندہ کے لیے اس پر حج ہے۔“

قال عِكْرِمَةُ: فَسَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عن ذٰلِكَ؟ فَقَالَا: صَدَقَ.

جناب عکرمہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ ؓ سے اس بارے میں پوچھا' ان دونوں نے (حجاج کی روایت کی) تصدیق کی۔

فائدہ: ”آئندہ حج کے لیے آنا“ فرض کی قضا تو فرض ہے۔ اگر یہ حج نفل ہو تو بھی راجح یہی ہے کہ دوبارہ آئے۔ اور یہی حکم عمرہ کا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ احکام ”استطاعت اور وسائل“ ہی پر مبنی ہیں۔

١٨٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَسَلَمَةُ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ رافِعٍ، عن الْحَجَّاجِ بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عُرِجَ أَوْ مَرِضَ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

١٨٦٣- حضرت حجاج بن عمرو نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے یا بیمار پڑ جائے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قال سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: قال: أنبأنا مَعْمَرٌ.

(امام ابوداود کے شیخ) جناب سلمہ بن شبیب نے اپنی سند میں ”أَنْبَأَنَا“ (یعنی ہم کو خبر دی) کا کلمہ استعمال کیا۔ (اس طرح انہوں نے اپنے شیخ سے سماع کی تصریح کر دی۔)

فائدہ: اس روایت میں ”بیماری“ کو ایک مستقل عذر شمار کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے اگر محرم کے لیے اعمال حج جاری رکھنا ممکن نہ ہوں' تو حلال ہو سکتا ہے۔

◀◀ ح: ٢٨٦٤ من حديث يحيى القطان به، وحسنه الترمذي، ح: ٩٤٠، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

١٨٦٣_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ٣٠٧٨ عن سلمة بن شبيب به، ورواه الترمذي، ح: ٩٤٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.

١٨٦٤ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ قال: سَمِعْتُ أَبَا حَاضِرٍ الْحِمْيَرِيَّ يُحَدِّثُ أبي مَيْمُونَ بْنَ مِهْرَانَ قال: خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصَرَ أَهْلُ الشَّامِ ابنَ الزُّبَيْرِ بمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِي رِجَالٌ مِنْ قَوْمِي بِهَدْيٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إلَى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُونَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ، فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِي ثُمَّ أَحْلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ المُقْبِلِ خَرَجْتُ لأَقْضِيَ عُمْرَتِي، فأَتَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقال: أَبْدِلِ الْهَدْيَ فإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِي نَحَرُوا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ في عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

١٨٦٤-عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے ابو حاضر حمیری کو سنا وہ میرے والد میمون بن مہران سے بیان کر رہے تھے کہ جس سال اہل شام نے مکہ میں ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا میں (ابو حاضر حمیری) عمرے کی غرض سے روانہ ہوا۔ میرے ساتھ قوم کے کچھ افراد نے اپنی قربانیاں بھی بھیجی تھیں۔ جب ہم اہل شام کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ میں نے قربانی اسی جگہ نحر کر دی اور پھر حلال ہو گیا اور واپس لوٹ آیا۔ پھر جب اگلا سال آیا اور میں اپنے عمرے کی قضا کے لیے چلا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اپنی قربانی کا بدل بھی دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے عمرۂ قضا میں اپنے صحابہ سے فرمایا تھا کہ حدیبیہ کے سال انہوں نے جو قربانیاں کی تھیں ان کے عوض قربانیاں بھی کریں۔

فائدہ: امام خطابی فرماتے ہیں کہ نفلی عمرے میں بدل ضروری نہیں' البتہ واجب کیے ہوئے عمرے میں قربانی کا بدل ضروری ہوگا۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس طرح دوبارہ عمرہ کرنا مستحب ہے' اسی طرح قربانی کا بدل بھی مستحب ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ٤٤) - باب دُخولِ مَكَّةَ (التحفة ٤٥)

باب:۴۴- مکہ میں داخلہ

١٨٦٥ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ:

١٨٦٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ

١٨٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٤٨٥، ٤٨٦ من حديث النفيلي به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٣٢٠، وله شاهد قوي عند الحاكم: ١/ ٤٨٥.

١٨٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى عند إرادة دخول مكة . . . الخ، ح: ١٢٥٩ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الحج، باب الإهلال مستقبل القبلة، ح: ١٥٥٣، ١٥٧٣ من حديث أيوب السختياني به.

حدثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ، عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ إذَا قَدِمَ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَهُ.

جب بھی مکہ آتے تو وادئ ذی طویٰ میں رات گزارتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور غسل کرتے۔ پھر دن چڑھے مکہ میں داخل ہوتے۔ اور نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

فائدہ: یہ عمل ممکن ہو تو مستحب ہے۔ جبکہ عمرۂ جرانہ میں نبی ﷺ رات کے وقت تشریف لے گئے تھے۔

١٨٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ الْبَرْمَكِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عن مَالِكٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ وَابنُ حَنْبَلٍ عن يَحْيَى؛ ح: وحدثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا قالَا عن يَحْيَى: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءَ مِنْ ثَنِيَّةِ الْبَطْحَاءِ، وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى. زَادَ الْبَرْمَكِيُّ: يَعْنِي ثَنِيَّتَيْ مَكَّةَ. وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ.

١٨٦٦- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں بالائی جانب کی گھاٹی سے تشریف لایا کرتے تھے۔ مسدد اور ابن حنبل نے یحییٰ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی ﷺ بطحاء کی گھاٹی سے کداء کی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے تھے اور زیریں جانب کی گھاٹی سے واپس جاتے تھے۔ برمکی (عبداللہ بن جعفر) نے مزید کہا کہ مکہ کی دو گھاٹیاں مراد ہیں۔ اور مسدد کی روایت زیادہ کامل ہے۔

١٨٦٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أبو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمُعَرَّسِ.

١٨٦٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) نکلتے ہوئے شجرہ والی راہ اختیار فرماتے۔ (یعنی ذوالحلیفہ والی جہاں اس زمانے میں ایک درخت بھی تھا۔) اور واپسی میں مُعَرَّس والی جانب سے داخل ہوتے۔ (یعنی مدینہ میں)

فائدہ: اس حدیث کی باب سے مطابقت یوں ہے کہ امام مسلم ؒ نے اس حدیث اور اوپر والی حدیث کو عبداللہ

١٨٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يدخل مكة؟، ح: ١٥٧٥ من حديث معن، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا . . . الخ، ح: ١٢٥٧ من حديث يحيى القطان عن عبيدالله بن عمر به.

١٨٦٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٢/ ١٤٢ عن أبي أسامة به.

بن نمیر سے اسی سند سے بیان کرتے ہوئے ایک ہی روایت بنایا ہے۔ جبکہ امام ابوداود رحمہ اللہ یا ان کے شیخ عثمان نے اس کو قطع کر کے دو روایتیں بنا دیا ہے۔ (بذل المجهود)

١٨٦٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ [رَضِيَ الله عَنْهَا] قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ، وَدَخَلَ في الْعُمْرَةِ مِنْ كُدًى، وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا جَمِيعًا، وَأَكْثَرُ ما كَانَ يَدْخُلُ مِنْ كُدًى، وَكَان أَقْرَبَهُمَا إلَى مَنْزِلِهِ.

١٨٦٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ میں اس کی بالائی جانب کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔ اور عمرہ میں کُدی کی طرف (زیریں جانب) سے آئے تھے۔ اور جناب عروہ دونوں راہوں سے آتے تھے۔ (کبھی اس سے اور کبھی اس سے) اور یہ (عروہ) اکثر اوقات کُدی کی طرف (زیریں طرف) سے داخل ہوتے تھے۔ اور یہ جانب ان کی منزل کے زیادہ قریب تھی۔

١٨٦٩- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَعْلَاهَا، وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا.

١٨٦٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے تو اس کی بالائی جانب سے تشریف لاتے۔ (اسی راستے میں مکہ کا معروف قبرستان ہے اور اس طرف سے آنے میں آپ کو آسانی تھی اور واپسی کیلئے) زیریں جانب سے نکلتے تھے۔ (اور یہی وہ راہ ہے جس میں آج کل مقام ''جرول'' آتا ہے۔)

فائدہ: آمدورفت کے راستوں میں اختلاف کے اندر شاید وہی حکمت پنہاں ہے جو نماز عید اور عرفات کو جانے آنے میں فرق رکھنے میں ملحوظ ہے۔ یعنی مقامات عبادت کی کثرت کہ انسان کو قیامت کے دن زمین کے ان حصوں کی شہادتِ خیر بھی حاصل ہو جائے۔ (تيسير العلام' شرح عمدة الاحكام)

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي رَفْعِ الْيَدِ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۵- بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ بلند کرنا

١٨٦٨- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: من أين يخرج من مكة؟، ح: ١٥٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا . . . الخ، ح: ١٢٥٨ من حديث أبي أسامة به.

١٨٦٩- تخريج: أخرجه البخاري أيضًا، ح: ١٥٧٧، ومسلم أيضًا، ح: ١٢٥٨ عن محمد بن المثنى به.

١٨٧٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: أَنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ يُحَدِّثُ عن المُهَاجِرِ المَكِّيِّ قال: سُئِلَ جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله عن الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟، فَقال: ما كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا إلَّا الْيَهُودَ، قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ.

١٨٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے پوچھا گیا کہ آدمی بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے (یا نہیں؟) انہوں نے کہا: میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی کو ایسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (وہ لوگ بیت المقدس کو دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہیں) اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تو آپ ﷺ نے ایسے نہیں کیا تھا۔

ملحوظہ: اس حدیث کی سند میں مہاجر بن عکرمہ مکی ہے جو کہ مجہول ہے اور اس مسئلے میں وارد روایات میں کوئی بھی ایسی قوی نہیں ہے جس سے بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانا مشروع ثابت ہوتا ہو۔ محض دعا کرنے کے بارے میں کچھ اخبار و آثار وارد ہیں۔ (نیل الاوطار:۴۲/۵) ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ [لَا تُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ] "صرف سات مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھائے جائیں...... اور ان میں ایک بیت اللہ کو دیکھ کر بھی ہے۔" ازحد ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔ (نصب الراية' كتاب الصلاة:۳۸۹/۱ حديث:۳۸)

١٨٧١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا سَلَّامُ بنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنا ثَابِتٌ البُنَانِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ المَقَامِ يَعْني يَوْمَ الْفَتْحِ.

١٨٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں' یعنی فتح مکہ والے دن۔

فائدہ: بیت اللہ کو دیکھ کر رفع الیدین (ہاتھوں کا اٹھانا) ثابت ہوتا تو ذکر کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ "نہیں ہے۔"

١٨٧٢- حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا بَهْزٌ

١٨٧٢- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں

١٨٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في كراهية رفع اليد عند رؤية البيت، ح: ٨٥٥، والنسائي، ح: ٢٨٩٨ من حديث شعبة به * المهاجر المكي، وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

١٨٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٢٩٨ من حديث سلام بن مسكين، ومسلم، الجهاد، باب فتح مكة، ح: ١٧٨٠ من حديث ثابت البناني به.

١٨٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق من حديث بهز بن أسد به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٥٣٨.

ابنُ أَسَدٍ وَهَاشِمٌ يَعْني ابنَ الْقَاسِمِ قالَا: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الله بنِ رَبَاحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: أَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ، فأَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بالْبَيْتِ ثُمَّ أَتى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَيْثُ يَنْظُرُ إلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ الله عَزَّوَجلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ. قال: وَالْأَنْصَارُ تَحْتَهُ. قال هَاشِمٌ: فَدَعَا وَحَمِدَ الله وَدَعَا بِمَا شَاءَ أَنْ يَدْعُوَ.

کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' پس مکہ میں داخل ہوئے' پھر حجر اسود کی طرف تشریف لائے' اسے بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا' پھر صفا کی جانب آئے اور اس کے اوپر چڑھ گئے جہاں سے بیت اللہ آپ کو نظر آ رہا تھا' پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیے اور اللہ کا ذکر کرتے رہے جس قدر کہ اللہ نے چاہا اور دعا کرتے رہے۔ اور انصار آپ کے ساتھ تھے۔ راویٔ حدیث ہاشم نے کہا: دعا فرمائی' اللہ کی حمد کی اور جو چاہا دعا کی۔

فائدہ: صفا اور مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کی جانب رخ کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون عمل ہے۔ اور یہ ہاتھ اٹھانا بیت اللہ کو دیکھنے کی بنا پر نہیں بلکہ دعا کے لیے ہوتا ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۶- حجر اسود کو بوسہ دینا

١٨٧٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَابِسِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ: أَنَّهُ جَاءَ إلَى الْحَجَرِ فَقَبَّلَهُ فَقال: إنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لا تَنْفَعُ وَلا تَضُرُّ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

۱۸۷۳- حضرت عمر ؓ سے مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا' پھر کہا: بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہی ہے' نفع دے سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ انہوں نے تجھے بوسہ دیا تھا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے طریق (یعنی سنت مطہرہ) کا اتباع ہر حال میں مشروع اور واجب ہے' خواہ اس کے اسباب اور علل معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ اسے کسی علت اور سبب پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی حکمت

١٨٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح:١٥٩٧ عن محمد بن كثير، ومسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح:١٢٧٠ من حديث الأعمش به.

سمجھ میں آ جائے تو فبہا ورنہ اس پر عمل بہر حال لازم ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ توضیح ان نو مسلم لوگوں کے لیے تھی جن کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ پتھر کوئی ''موثر'' پتھر ہے اس لیے اس کو چوما جا رہا ہے۔ ③ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اتباع امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر شدید حریص ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ④ کوئی بھی پتھر، شجر اور قبر وغیرہ کسی قسم کے نفع یا نقصان کا ہرگز ہرگز کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ ⑤ یہ حدیث دلیل ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ایمان، عقیدۂ توحید اور جذبۂ اتباع سنت میں از حد کامل تھے۔ ⑥ شرعی دلیل کے بغیر کسی چیز کو احتراماً چومنا چاٹنا مکروہ ہے۔

(المعجم ٤٧) - بابُ اسْتِلَامِ الْأَرْكَانِ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۷- بیت اللہ کے کونوں کو ہاتھ لگانے کا بیان

١٨٧٤- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: لَمْ أَرَ رَسُولَ الله ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

۱۸۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان ہی کو ہاتھ لگاتے تھے۔

فائدہ: یہاں ''رکن'' بمعنی کونہ ہے۔ کعبہ میں حجر اسود اور اس کے ساتھ والے کونے کو یمن کی جانب ہونے کی بنا پر ''یمانی ارکان'' کہا جاتا ہے اور دوسرے دو شامی کہلاتے ہیں۔ یمانی ارکان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں پر قائم ہیں۔ اور شامی ارکان اپنی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔

١٨٧٥- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أنبأنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ أُخْبِرَ بِقَوْلِ عَائِشَةَ: إِنَّ الْحِجْرَ بَعْضُهُ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَال ابنُ عُمَرَ: وَالله! إِنِّي لَأَظُنُّ عَائِشَةَ إِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ

۱۸۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بتایا گیا کہ حجر (حاء کے کسرہ کے ساتھ، یعنی حطیم) کا کچھ حصہ بیت اللہ میں سے ہے، تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! میرا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان (شامی) ارکان کا استلام (مس

١٨٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح:١٦٠٩ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٧ من حديث ليث بن سعد به.

١٨٧٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/٧٦ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٨٩٤١، وأصله متفق عليه، البخاري، ح:٤٤٨٤ ومسلم، ح:١٣٣٣، ورواه مالك: ١/٣٦٣، ٣٦٤ (يحيى).

اللهِ ﷺ، إِنِّي لَأَظُنُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَتْرُكْ اسْتِلَامَهُمَا إِلَّا أَنَّهُمَا لَيْسَا عَلَى قَوَاعِدِ الْبَيْتِ وَلَا طَافَ النَّاسُ وَرَاءَ الْحِجْرِ إِلَّا لِذَلِكَ.

کرنا) صرف اسی لیے ترک فرمایا تھا کہ یہ بیت اللہ کی اصل بنیادوں پر نہیں ہیں۔ اور لوگ بھی حجر (حطیم) کے باہر سے اسی بنا پر طواف کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر حجر اور حطیم کے اندر کی طرف سے طواف کیا جائے تو پورے بیت اللہ کا طواف نہ ہوگا۔ اس لیے اس کا طواف باہر سے کرنا ضروری ہے۔

١٨٧٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ أبي رَوَّادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لا يَدَعُ أن يَسْتَلِمَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ في كُلِّ طَوَافِهِ قال: وكَانَ عَبْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

١٨٧٦- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ طواف کے کسی چکر میں بھی رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام (یعنی اسے مس کرنا) نہ چھوڑتے تھے۔ (نافع نے) کہا: اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: حجر اسود کو چومنا یا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومنا ہوتا ہے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا سنت ہے نہ کہ ہاتھ چومنا۔ ازدحام یا کسی اور رکاوٹ کی بنا پر حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی سے مس کر کے اس ہاتھ یا چھڑی کو بوسہ دیا جائے یا صرف ہاتھ کا اشارہ بھی کافی ہو جاتا ہے۔ مگر رکن یمانی تک پہنچنا مشکل ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔ مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٤٨) - باب الطَّوَافِ الْوَاجِبِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۸- طوافِ واجب کا بیان

١٨٧٧ - حَدَّثَنَا أَحْمدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِاللهِ يَعْني ابنَ عَبْدِ اللهِ بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

١٨٧٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کو مس کرتے تھے۔

١٨٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب استلام الركنين في كل طواف، ح: ٢٩٥٠ من حديث يحيى القطان به.

١٨٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب استلام الركن بالمحجن، ح: ١٦٠٧ عن أحمد بن صالح، ومسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

فوائد ومسائل: ① اس سے مراد "طواف قدوم" ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی تبویب سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ آپ اسے واجب سمجھتے ہیں جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور بعض احناف کا قول ہے۔ (عون المعبود) ② صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے عصا سے حجر اسود کو مس کر کے اس عصا کو بوسہ بھی دیتے تھے۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۲۷۵) ③ آپ ﷺ کے سوار ہو کر طواف کرنے کی حکمت یہ تھی کہ لوگ آپ کے عمل کا بخوبی مشاہدہ کر لیں۔ روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ کونسا طواف تھا، تاہم غالباً یہ طواف افاضہ تھا (بذل المجہود) کیونکہ طواف قدوم میں آپ ﷺ نے رَمَل کیا تھا جو پیدل کے سوا ممکن نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پالکی یا پہیے والی کرسی میں بیٹھے ہوئے کو طواف کرایا جائے تو اس کا طواف صحیح ہے۔ ④ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کے پیشاب کے چھینٹوں سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔

١٨٧٨- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو الْيَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ إسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ عن عُبَيْدِالله بن عَبْدِ الله ابنِ أبي ثَوْرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالَتْ: لَمَّا اطْمَأَنَّ رَسُولُ الله ﷺ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ طَافَ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فِي يَدِهِ. قالَتْ: وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ.

١٨٧٨- صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں اطمینان حاصل ہو گیا تو آپ نے اپنے اونٹ پر (سوار ہو کر) طواف کیا۔ کہتی ہیں کہ میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ اپنے عصا سے رکن (حجر اسود) کا استلام فرماتے تھے۔

١٨٧٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بن عَبْدِ الله وَمُحمَّدُ بنُ رَافِعٍ المَعْنَى قالَا: أخبرنا أبُو عَاصِمٍ عن مَعْرُوفٍ يَعْنِي ابنَ خَرَّبُوذٍ

١٨٧٩- جناب ابو الطفیل (عامر بن واثلہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اپنی سواری پر سوار بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ اپنے عصا سے رکن

١٨٧٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من استلم الركن بمحجنه، ح: ٢٩٤٧ من حديث يونس بن بكير به، وحسنه المزي.

١٨٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح: ١٢٦٥ من حديث معروف بن خربوذ به.

الْمَكِّيَّ: حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ ثُمَّ يُقَبِّلُهُ. زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَطَافَ سَبْعًا عَلَى رَاحِلَتِهِ.

(حجر اسود) کا استلام کرتے تھے اور پھر اسے بوسہ دیتے تھے۔ محمد بن رافع نے مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی سواری پر ان کے مابین سات چکر لگائے۔

١٨٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ الله يقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فإِنَّ النَّاسَ غَشَوْهُ.

١٨٨٠- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں اور آپ ان سے بلند رہیں اور وہ آپ سے (مسائل) دریافت کر سکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

١٨٨١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي فَطَافَ عَلَى رَاحِلَتِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهِ أَنَاخَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

١٨٨١- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کی طبیعت ناساز تھی چنانچہ آپ نے اپنی سواری پر (سوار ہو کر) طواف کیا۔ آپ جب بھی حجر اسود کے پاس آتے تو اپنے عصا سے اس کو مس کرتے۔ پس جب آپ اپنے طواف سے فارغ ہو گئے تو آپ نے (اپنی اونٹنی کو) بٹھا دیا اور دو رکعتیں ادا کیں۔

١٨٨٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ نَوْفَلٍ،

١٨٨٢- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری

١٨٨٠- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٣ من حديث ابن جريج به.

١٨٨١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤، ٣٠٤ من حديث يزيد بن أبي زياد به * يزيد ضعيف، تقدم، ح: ١٤٧٤.

١٨٨٢- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب إدخال البعير في المسجد للعلة، ح: ٤٦٤، ومسلم، الحج، ◀◀

عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أَنَّهَا قالَتْ: شَكَوْتُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقال: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ». قَالَتْ: فَطُفْتُ وَرَسُولُ الله ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بالطُّورِ وكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

طبیعت خراب ہے تو آپ نے فرمایا: ”سواری پر بیٹھ کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کرلو۔“ کہتی ہیں: چنانچہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھا رہے تھے اور آپ ﴿وَالطُّورِ وَكِتَٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾ کی قراءت فرما رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① سواری پر طواف کرنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت نہ تھی بلکہ ہر صاحب عذر کو اس کی رخصت حاصل ہے۔ ② طواف میں عورتوں کو حتی الامکان اختلاط سے بچنا چاہیے۔ ③ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں ہے۔

(المعجم ٤٩) - بابُ الْاِضْطِبَاعِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ٥٠)

باب:۴۹-طواف میں اِضْطِبَاع کرنا

١٨٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ يَعْلَى، عن يَعْلَى قال: طَافَ النَّبيُّ ﷺ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ.

۱۸۸۳-حضرت یعلیٰ بن امیہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے طواف کیا جبکہ آپ اضطباع کیے ہوئے تھے اور چادر سبز رنگ کی تھی۔

فوائد ومسائل: ① احرام کے لیے ضروری نہیں ہے کہ چادر سفید ہی ہو۔ دوسرے رنگ کے کپڑے میں بھی جائز ہے۔ صرف زرد رنگ ناپسندیدہ ہے جب کہ سفید افضل اور مستحب ہے۔ ② طواف شروع کرتے ہوئے اپنی اوپر کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا ”اضطباع“ کہلاتا ہے۔ یہ عمل صرف طواف قدوم میں ثابت ہے جس میں رَمَل کیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ”اضطباع“ صرف طوافِ قدوم میں کرنا ہے اس کی مشروعیت کا مقصود رَمَل کی طرح قوت کا اظہار تھا۔ اس کے بعد نماز اور دیگر اعمال میں ”اضطباع“ نہیں کیا جاتا۔

◀◀ باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٠، ٣٧١.

١٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن النبي ﷺ طاف مضطبعًا، ح: ٨٥٩، وابن ماجه، ح: ٢٩٥٤ من حديث سفيان عن ابن جريج عن عبدالحميد بن جبير بن شيبة عن صفوان بن يعلى به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي ❊ ابن جريج وسفيان الثوري مدلسان وعنعنا.

١٨٨٤- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوا بالْبَيْتِ وَجَعَلُوا أَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ قَدْ قَذَفُوهَا عَلَى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرَى.

۱۸۸۴-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مقام جعرانہ سے (احرام باندھ کر) عمرہ کیا' تو بیت اللہ میں انہوں نے رمل کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے نیچے سے بائیں کندھوں پر ڈال لیا۔

فائدہ: جعرانہ ایک مقام کا نام ہے۔اس کو کئی طرح پڑھا گیا ہے۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ جیم اور عین دونوں مکسور جب کہ را مشدد مفتوح ہے۔ یہ طائف کی جانب سے میقاتِ احرام ہے۔ نبی ﷺ کا یہ عمرہ غزوۂ حنین و طائف کے بعد ماہ ذوالقعدہ سن آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي الرَّمَلِ (التحفة ٥١)

باب:۵۰- طواف میں رمل کا بیان

١٨٨٥- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ الْغَنَوِيُّ عن أَبِي الطُّفَيْلِ قال: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ رَمَلَ بالْبَيْتِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ؟ قال: صَدَقُوا وكَذَبُوا. قُلْتُ: وَمَا صَدَقُوا، وَمَا كَذَبُوا؟ قال: صَدَقُوا، قَدْ رَمَلَ رَسُولُ الله ﷺ، وكَذَبُوا لَيْسَ بِسُنَّةٍ، إنَّ قُرَيْشًا قالَتْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ: دَعُوا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ

۱۸۸۵-حضرت ابوالطفیل ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں رَمَل کیا تھا اور یہ کہ یہ سنت ہے۔تو وہ بولے کہ انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: (کیا مطلب) کیا سچ کہا اور کیا غلط؟ فرمایا: یہ تو سچ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا' مگر سنت کہنا غلط ہے۔درحقیقت قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کو چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ خود ہی جانوروں کی موت مر جائیں

١٨٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٦، ٣٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١١١٣، وانظر، ح: ١٨٩٠.

١٨٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٢١/ ٣٣١، ٣٣٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح: ١٢٦٤ بسند آخر عن أبي الطفيل به * قوله ليس بسنة، أي ليس بسنة واجبة لازمة، لا تصح الحج إلا بها.

حَتَّى يَمُوتُوا مَوْتَ النَّغَفِ، فَلَمَّا صَالَحُوهُ عَلَى أَنْ يَجِيئُوا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَيُقِيمُوا بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «ارْمُلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا» وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ. قُلْتُ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَنَّ ذَلِكَ سُنَّةٌ؟ قَالَ: صَدَقُوا وَكَذَبُوا. قُلْتُ: مَا صَدَقُوا، وَمَا كَذَبُوا؟ قَالَ: صَدَقُوا، قَدْ طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى بَعِيرٍ وَكَذَبُوا لَيْسَتْ بِسُنَّةٍ، كَانَ النَّاسُ لَا يُدْفَعُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا يُصْرَفُونَ عَنْهُ، فَطَافَ عَلَى بَعِيرٍ لِيَسْمَعُوا كَلَامَهُ وَلِيَرَوْا مَكَانَهُ وَلَا تَنَالُهُ أَيْدِيهِمْ.

گے۔ (جیسے اونٹوں کی ناکوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور پھر وہ ہلاک ہوجاتے ہیں۔) پھر جب انہوں نے آپ سے صلح کر لی کہ یہ لوگ اگلے سال آئیں اور مکہ میں تین دن ٹھہریں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مشرکین کوہ قعیقعان کی جانب (سے دیکھ رہے) تھے۔ تب آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''بیت اللہ کے گرد تین چکر رمل کرو۔'' (یعنی کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑو) اور یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ میں نے کہا: آپ کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر سوار ہو کر کی تھی اور یہ بھی سنت ہے۔ تو وہ بولے: انہوں نے سچ کہا ہے اور کچھ غلط۔ میں نے کہا: کیا سچ ہے اور کیا غلط؟ فرمایا: سچ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی اونٹ پر کی تھی مگر یہ سنت ہو' غلط ہے۔ (دراصل) لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دُور نہ کیا جاتا تھا اور نہ ہٹایا جاتا تھا (جب کہ وہ آپ پر ہجوم کیے ہوئے تھے) تو آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر سعی کی تاکہ وہ آپ کی بات سن سکیں' آپ کو دیکھ سکیں اور ان کے ہاتھ آپ تک نہ پہنچ پائیں۔

فوائد ومسائل: ① طواف قدوم میں پہلے تین چکروں میں کندھے ہلا ہلا کر آہستہ آہستہ دوڑنا ''رَمَل'' کہلاتا ہے۔ اور یہ ثابت شدہ سنت ہے۔ طواف قدوم کے بعد کسی اور طواف میں یہ عمل ثابت نہیں' نیز عورتوں کے لیے رَمَل نہیں ہے۔ ② ''رَمَل'' مشروع ہونے کی اصل بنا یہی ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں بیان ہوئی ہے۔ مگر یہ کہنا کہ ''یہ سنت نہیں ہے'' محل نظر ہے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے۔ اور شاید اس سے ان کی مراد ''سنت واجبہ'' کی نفی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ عمل مسنون ومستحب ہے۔ اگر کسی سے یہ رہ جائے تو آخر کے چار چکروں میں اس کا تدارک کرنا جائز نہیں ہے۔ (نیل الاوطار) اگر یہ عمل وقتی ہوتا تو بعد کے عمروں اور حجۃ الوداع میں اس پر عمل نہ کیا جاتا۔ عمرۂ قضا سن سات ہجری میں ہوا ہے جس میں رَمَل کی ابتدا ہوئی تھی۔ پھر سن ۸ ہجری میں عمرۂ جعرانہ میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رَمَل کیا اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے جو اوپر گزری ہے۔ (حدیث ۱۸۸۴) بعد

ازاں دس ہجری میں حجۃ الوداع میں بھی یہ عمل ثابت ہے۔ اور ''سواری پر سوار ہو کر طواف وسعی'' بلا شبہ عذر ہی پر مبنی ہے۔ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے' دُور نہ ہوتے تھے اور ان کو زور سے دور کرنا اور ہٹانا نبی ﷺ کو پسند نہ تھا تو آپ سوار ہو گئے تا کہ آپ انہیں مناسکِ حج کی تعلیم دے سکیں' مسائل سمجھا سکیں اور لوگ بھی آپ کے عمل کا مشاہدہ کر سکیں۔

١٨٨٦ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَقَال المُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُم قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الحُمَّى، وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا، فَأَطْلَعَ الله تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ عَلَى مَا قَالُوا، فأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، فَلَمَّا رَأَوْهُمْ رَمَلُوا قالُوا: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرْتُمْ أَنَّ الحُمَّى قَدْ وَهَنَتْهُمْ، هٰؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنَّا.

۱۸۸۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے جبکہ ان لوگوں کو یثرب (مدینہ کا سابقہ نام) کے بخار نے کمزور کر دیا تھا تو مشرکین نے کہا: تمہارے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جسے بخار نے نڈھال کر دیا ہے اور انہیں اس سے بڑی اذیت پہنچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس بات سے جو انہوں نے کہی' اپنے نبی ﷺ کو مطلع فرما دیا۔ پس آپ نے انہیں حکم دیا کہ تین چکروں میں رَمَل کریں اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں۔ سو جب انہوں نے ان لوگوں کو رمل کرتے دیکھا (کہ بڑی پھرتی سے طواف کر رہے ہیں) تو کہنے لگے: انہی لوگوں کے بارے میں تم کہتے ہو کہ ان کو بخار نے کمزور کر دیا ہے' یہ تو ہم سے زیادہ طاقت ور ہیں۔

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الإِبْقَاءَ عَلَيْهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آپ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے طواف کے سب چکروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تھا۔

فائدہ: کفر و کفار کو زیر رکھنے اور ان پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ قائم رکھنے کے لیے مختلف مناسب مواقع پر اپنے شباب وقوت کا اظہار و مظاہرہ کرنا شرعاً مطلوب ہے۔

١٨٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح:١٦٠٢، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف . . . الخ، ح:١٢٦٦ من حديث حماد بن زيد به.

١٨٨٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يقُولُ: فِيمَا الرَّمَلَانُ الْيَوْمَ وَالْكَشْفُ عن المَنَاكِبِ؟ وَقَدْ أَطَّأَ اللهُ الْإِسْلَامَ، وَنَفَى الْكُفْرَ وَأَهْلَهُ، مَعَ ذٰلِكَ لا نَدَعُ شَيْئًا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

١٨٨٧- جناب اسلم عدوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا' فرماتے تھے: آج یہ کندھے ہلا ہلا کر دوڑنا اور ان کا ننگا کرنا کیوں ہے؟ (اس کی کوئی ضرورت تو نہیں ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی اور مضبوط بنا دیا ہے اور کفر و کفار کو یہاں سے نکال باہر کیا ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ عمل نہیں چھوڑ سکتے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے جناب امیر المومنین خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ والہانہ لگاؤ اور عقیدت ثابت ہوتی ہے۔ وَلِلّٰهِ دَرُّهُ. ② بعض اعمال شرعیہ کی اصل بنا خواہ کوئی وقتی اسباب ہی ہوں مگر چونکہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے اس لیے ہمیں ان کا کرنا لازم ہے' خواہ اب وہ اسباب موجود ہوں یا نہ ہوں' مثلاً یہی رَمَل کا عمل۔ یا جمعہ کے روز کا غسل ہے کہ ابتداءً محض نظافت کی بنا پر مشروع کیا گیا تھا لیکن اب واجب یا مستحب ہے۔

١٨٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ أبي زِيَادٍ عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ».

١٨٨٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف' صفا مروہ کی سعی اور جمرات کو کنکریاں مارنا' یہ سب اللہ کا ذکر قائم کرنے کے لیے ہیں۔''

١٨٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ

١٨٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

١٨٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الرمل حول البيت، ح: ٢٩٥٢ من حديث هشام بن سعد به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٤٥.

١٨٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كيف ترمى الجمار؟، ح: ٩٠٢ من حديث عيسى بن يونس به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٨٢، ٢٩٧٠، والحاكم: ١/ ٤٥٩، ووافقه الذهبي.

١٨٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٧٨، ٧٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٠٧ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٩٥٣.

الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عن ابنِ خُثَيْمٍ، عن أبي الطُّفَيْلِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اضْطَبَعَ فَاسْتَلَمَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَمَلَ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ، وكَانُوا إذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَتَغَيَّبُوا مِنْ قُرَيْشٍ مَشَوْا ثُمَّ يَطْلُعُونَ عَلَيْهِمْ يَرْمُلُونَ، تَقُولُ قُرَيْشٌ: كَأَنَّهُمُ الْغِزْلَانُ.

قال ابنُ عَبَّاسٍ: فَكَانَتْ سُنَّةً.

نبی ﷺ نے اضطباع کیا۔ (اپنی چادر کو اپنی دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا۔) پھر (حجر اسود کا) استلام کیا اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ پھر تین چکروں میں رَمل کیا۔ صحابہ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے اور قریش کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تو عام رفتار سے چلنے لگتے۔ پھر جب ان کے سامنے آتے تو آہستہ آہستہ دوڑنے لگتے۔ قریش کہنے لگے: یہ تو گویا ہرن ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: (تب سے) یہ سنت ہے۔

١٨٩٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمَانَ ابنِ خُثَيْمٍ عن أبي الطُّفَيْلِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَأَصْحَابَهُ اعْتَمَرُوا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَمَشَوْا أَرْبَعًا.

١٨٩٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا تو انہوں نے بیت اللہ میں رَمل کیا اور (آخری) چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

١٨٩١- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ أَخْضَرَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ، وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَعَلَ ذٰلِكَ.

١٨٩١- نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا۔ (یعنی پورے چکر میں) اور ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تھا۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مذکورہ بالا حدیث میں جمع اور تطبیق یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان عمرۃ القضا کے متعلق ہے جو ہجرت کے ساتویں سال فتح مکہ

١٨٩٠- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الرمل حول البيت، ح: ٢٩٥٣ من حديث ابن خثيم به، وانظر، ح: ١٨٨٤.

١٨٩١- **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة . . . الخ، ح: ١٢٦٢ عن أبي كامل به.

سے قبل کیا گیا تھا۔ اس وقت رَمَل حجر اسود سے رکن یمانی تک کیا گیا تھا۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رمل نہیں کیا گیا تھا۔ جب کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ لہٰذا یہ بعد والی حدیث ابن عباس کی پہلی والی حدیث کی ناسخ ہے۔ مزید برآں عمرۃ القضا اور حجۃ الوداع کے موقع پر کیے جانے والے دونوں رمل میں ایک بہت بڑا اور بنیادی فرق ہے۔ وہ یہ کہ عمرۃ القضا میں صرف مشرکین کو دکھانے اور اپنے آپ کو ان کی سوچ کے برعکس طاقتور ظاہر کرنے کے لیے رَمَل کیا گیا تھا۔ حالانکہ اس وقت مسلمان جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اس موقع پر مشرکین کو کچھ دکھانا مقصود تھا نہ اپنی طاقت کا اظہار ہی بلکہ اس وقت صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہوئے رمل کیا گیا تھا۔ اس لیے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک یعنی پورے چکر میں رمل کیا گیا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥١) - باب الدُّعَاءِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ٥٢)

باب: ٥١- اثنائے طواف میں دعا کا بیان

١٨٩٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عن يَحْيَى بنِ عُبَيْدٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ السَّائِبِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: «﴿رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْأَخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ﴾» [البقرة: ٢٠١].

١٨٩٢- حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے مابین یہ دعا پڑھ رہے تھے: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں خیر و بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی خیر و بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

فائدہ: طواف میں رسول اللہ ﷺ سے یہی دعا صحیح ثابت ہے۔ علاوہ ازیں جو چاہے دعا کر سکتا ہے مگر ہر چکر کے لیے الگ الگ مخصوص دعا نہیں ہے۔

١٨٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ

١٨٩٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

١٨٩٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٣ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٢١، وابن حبان، ح: ١٠٠١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٥٥، ووافقه الذهبي.

١٨٩٣- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة قبل أن يرجع إلى بيته ... الخ، ح: ١٦١٦، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة ... الخ، ح: ١٢٦١ من حديث موسى بن عقبة به.

عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا طَافَ في الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ حج اور عمرہ میں (مکہ میں) آتے ہی جو پہلا طواف (طواف قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں (آہستہ آہستہ) دوڑتے اور چار میں عام رفتار سے چلتے' پھر دو رکعتیں ادا کرتے۔

(المعجم ٥٢) - باب الطَّوَافِ بَعْدَ الْعَصْرِ (التحفة ٥٣)

باب:٥٢-عصر کے بعد طواف

١٨٩٤- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَالْفَضْلُ ابنُ يَعْقُوبَ وَهٰذَا لَفْظُهُ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ أَبي الزُّبَيْرِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ بَابَاهْ، عنْ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَيُصَلِّي أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

١٨٩٤- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''کسی کو منع مت کرو جس وقت بھی کوئی اس گھر کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے (تو پڑھنے دو۔) دن ہو یا رات' خواہ کوئی وقت ہو۔''

قالَ الْفَضْلُ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «يَابَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لا تَمْنَعُوا أَحَدًا».

فضل بن یعقوب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خطاب کرتے ہوئے فرمایا) ''اے بنی عبد مناف! کسی کو منع مت کرو۔''

فائدہ: چونکہ صحیح احادیث میں ایک عام حکم وارد ہے کہ نماز فجر کے بعد نماز نہیں حتی کہ سورج خوب اچھی طرح واضح ہو جائے اور عصر کے بعد نماز نہیں حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ (صحيح البخاري' مواقيت الصلاة' حديث :٥٨٦ وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٨٢٧) اس لیے یہ فرمان اس کا مخصص ہے کہ بیت اللہ میں عصر کے بعد اور اسی طرح فجر کے بعد طواف جائز ہے چنانچہ اس کے بعد ان ممنوعہ اوقات میں طواف کی رکعتیں بھی جائز ہوں گی۔

(المعجم ٥٣) - باب طَوَافِ القَارِنِ (التحفة ٥٤)

باب:٥٣-قارن کا طواف

١٨٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلوة بعد العصر . . . الخ، ح:٨٦٨، والنسائي، ح:٢٩٢٧، وابن ماجه، ح:١٢٥٤ من حديث سفيان به ❊ وأبوالزبير صرح بالسماع عند النسائي، ح:٥٨٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٨، ووافقه الذهبي.

١٨٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ، وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ، إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا، طَوَافَهُ الأَوَّلَ.

١٨٩٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے صفا اور مروہ کے مابین ایک ہی بار سعی کی تھی۔ یعنی پہلی بار طواف قدوم یا طواف عمرہ کے ساتھ۔

فائدہ: ''قارن'' یعنی وہ شخص جس نے عمرے اور حج کا اکٹھے احرام باندھا ہو۔

١٨٩٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ الَّذِينَ كَانُوا مَعَهُ لَمْ يَطُوفُوا حَتَّى رَمَوُا الْجَمْرَةَ.

١٨٩٦- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے جمرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ہی طواف کیا تھا۔

فائدہ: یہ روایت گزشتہ حدیث (١٧٨١) کا ایک حصہ ہے۔ اور اس سے مراد بیت اللہ کا طواف ہے جو ''قران'' والوں نے کیا تھا۔

١٨٩٧- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ: أخبرنا الشَّافِعِيُّ عن ابنِ عُيَيْنَةَ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لَهَا: «طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ يَكْفِيكِ لِحَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ».

١٨٩٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''تیرا بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی تیرے حج اور عمرے (دونوں) کو کافی ہے۔''

١٨٩٥- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٧.

١٨٩٦- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٧٨١، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤١٧٢ عن قتيبة به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ١٣٠٣.

١٨٩٧- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٥/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به، وهو في كتاب الأم للشافعي: ٢/ ١٣٤، وللحديث شاهد عند مسلم، ح: ١٢١١.

قال الشَّافِعِيُّ : كَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قالَ: عَنْ عَطاءٍ عَنْ عَائِشَةَ وَرُبَّمَا قال : عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا .

امام شافعی ؒ نے کہا کہ سفیان (بن عیینہ) کبھی سند یوں بیان کرتے: [عن عطاء عن عائشة] اور کبھی یوں کہتے: [عن عطاء ان النبی ﷺ قال لعائشة ؓ]

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ نے شروع میں عمرے کا احرام باندھا تھا مگر حیض کے عارضے کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے عمرے کو چھوڑ کر اب حج کی نیت کر لو اور حج کے اعمال ادا کر لو۔ اس طرح وہ قارن ہو گئیں اور پھر انہوں نے دسویں ذوالحجہ کو جو طواف افاضہ (زیارہ) اور سعی کی اسے ہی نبی ﷺ نے عمرے اور حج دونوں کے لیے کافی قرار دے دیا۔

(المعجم ٥٤) - باب الْمُلْتَزَمِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۴- ملتزم کا بیان

١٨٩٨ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ : حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عنْ يَزِيدَ بن أبي زِيَادٍ، عنْ مُجَاهِدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابن صَفْوَانَ قالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ الله ﷺ مَكَّةَ قُلْتُ لَأَلْبَسَنَّ ثِيَابِي وَكَانَتْ دَارِي عَلَى الطَّرِيقِ فَلأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يَصْنَعُ رَسُولُ الله ﷺ فَانْطَلَقْتُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ خَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ هُوَ وَأَصْحَابُهُ قَدِ اسْتَلَمُوا الْبَيْتَ مِنَ الْبَابِ إلَى الْحَطِيمِ وَقَدْ وَضَعُوا خُدُودَهُمْ عَلَى الْبَيْتِ وَرَسُولُ الله ﷺ وَسَطُهُمْ .

۱۸۹۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن صفوان ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو میں نے کہا: میں اپنے کپڑے ضرور پہنوں گا' میرا گھر راستے ہی پر تھا اور بالضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے کرتے ہیں۔ چنانچہ میں چلا اور نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کعبہ کے اندر سے نکل چکے تھے اور دروازے سے حطیم تک بیت اللہ کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے رخسار کعبے کے ساتھ لگائے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان میں تھے۔

فائدہ: بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان بیت اللہ کی دیوار سے چمٹنے کی جگہ کو ''ملتزم'' کہتے ہیں۔

١٨٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣١، وابن خزيمة، ح: ٣٠١٧ من حديث جرير بن عبدالحميد به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، تقدم مرارًا، ح: ١٤٧٤ .

۱۸۹۹- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الْمُثَنَّى بنُ الصَّبَّاحِ عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ قال: طُفْتُ مَعَ عَبْدِ الله فَلَمَّا جِئْنَا دُبُرَ الكَعْبَةِ قُلْتُ: أَلَا تَتَعَوَّذُ؟ قالَ: نَعُوذُ بِالله مِنَ النَّارِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَأَقَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، فَوَضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ هٰكَذَا وَبَسَطَهُما بَسْطًا ثُمَّ قال: هٰكَذَا رأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَفْعَلُهُ.

۱۸۹۹۔ جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ساتھ طواف کیا۔ جب ہم کعبہ کے پیچھے کی جانب آئے تو میں نے کہا: کیا آپ تعوذ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں دوزخ سے۔ پھر چلتے آئے حتیٰ کہ حجر اسود کا استلام کیا اور حجر اسود اور دروازے کے درمیان رک گئے پھر اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھا' اپنی کلائیوں اور ہاتھوں کو اس طرح کیا اور انہیں خوب پھیلایا۔ (یعنی پھیلا کر دکھایا۔) پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

توضیح: یہ سند ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' عروہ بن زبیر اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے عمل سے صحیح ثابت ہے۔ اس طرح یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے۔ (مناسک الحج والعمرہ' ص:۲۲ از علامہ البانی رحمہ اللہ)

۱۹۰۰- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا السَّائِبُ بنُ عُمَرَ الْمَخْزُومِيُّ قالَ: حدثني مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بن السَّائِبِ عن أبِيهِ أنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابنَ عبَّاسٍ فَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ، فَيَقُولُ لَهُ ابنُ عَبَّاسٍ: أُنْبِئْتَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُصَلِّي

۱۹۰۰- جناب محمد بن عبداللہ بن سائب اپنے والد (عبداللہ بن سائب) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر چلتے تھے (جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے) اور انہیں تیسرے کونے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو کہ حجر اسود کے ساتھ دروازۂ کعبہ کے پاس ہے' تو حضرت ابن عباس اسے کہتے: "کیا خبر دی گئی ہے تمہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟" تو وہ کہتے کہ ہاں! پھر وہ کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

۱۸۹۹ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الملتزم، ح: ۲۹٦۲ من حديث المثنى بن الصباح به، وهو متروك الحديث كما قال النسائي وغيره، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ٥/ ۹۲، ۹۳، وهو لم يسمعه من عمرو بن شعيب.

۱۹۰۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ۳۹۰۱، وأحمد: ۳/ ٤۱۰ عن يحيى القطان به
٭ محمد بن عبدالله بن السائب مجهول (تقريب).

هٰهُنَا؟، فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُومُ فَيُصَلِّي.

ملحوظہ: سنداس روایت کی بھی ضعیف ہے مگر دیگر روایات کی روشنی میں صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے اور صحیح ہے۔

(المعجم ٥٥) - باب أَمْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۵- صفا اور مروہ کا بیان

فائدہ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرہ:۱۵۸) ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ (کے دین) کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے۔ اور جو کوئی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدر دان ہے' خوب جاننے والا ہے۔'' اس آیت کریمہ کو اس کا پس منظر (شان نزول) جانے بغیر پڑھا سنا جائے تو بظاہر سمجھا جاتا ہے کہ صفا اور مروہ کی سعی ایک عام سا مستحب عمل ہے' کوئی لازمی اور واجبی نہیں حالانکہ یہ واجب ہے۔ جناب عروہ رحمہ اللہ نے اپنے اس اشکال کا اظہار اپنی خالہ ام المومنین ام عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا تو انہوں نے اس کے پس منظر (شان نزول) کی روشنی میں انہیں سمجھایا کہ یہ آیت صفا اور مروہ کی سعی کے واجب یا غیر واجب ہونے کے بیان میں نہیں بلکہ انصار کے ایک قدیم شبہ کا جواب ہے جو ان کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ سعی سے گریزاں تھے۔ صفا مروہ کی سعی اعمال حج و عمرہ کا رکن ہے اور رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تھا: [لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ] (صحیح مسلم' الحج' حدیث :١٢٩٧ و سنن ابی داود' المناسك' حدیث:١٩٧٠) ''(مجھ سے) اپنی عبادت حج کا طریقہ سیکھ لو۔'' صحیح مسلم میں ہے: [مَا أَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِئٍ وَ لَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ] (صحیح مسلم' الحج' حدیث:١٢٧٧) ''اللہ اس کا حج اور عمرہ پورا نہ کرے جو صفا مروہ کی سعی نہیں کرتا۔'' (تفصیل کیلئے: نیل الاوطار' باب السعي بين الصفا و المروة:٥٨/٥)

١٩٠١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ؛ ح: وَحدثنا ابْنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ

۱۹۰۱- جناب عروہ (بن زبیر) کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں ان دنوں نوعمر تھا: فرمایئے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی حرج

١٩٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب: يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج، ح: ١٧٩٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٣، ورواه مسلم، ح: ١٢٧٧ من حديث هشام بن عروة به بألفاظ أخرى نحو المعنى.

السِّنِّ: أَرَأَيْتِ قَوْلَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨]؟ فما أَرَى عَلَى أَحَدٍ شَيْئًا أَلَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. قالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ الله عَنْهَا: كَلَّا لَوْ كَانَ كما تَقُولُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أن لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا. إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ في الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَتَطَوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا والْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾».

نہیں! عائشہ ؓ نے فرمایا: ہرگز نہیں' اگر بات ایسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہو تو آیت کریمہ یوں ہوتی: [فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا] ''اگر وہ ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' دراصل یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ لوگ منات (بت) کے قصد سے احرام باندھا کرتے تھے اور یہ بت مقام قُدَید کے بالمقابل نصب تھا۔ اور پھر یہ لوگ صفا مروہ کی سعی میں حرج سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه﴾۔

فائدہ: قرآن مجید کو محض لغت کی بنیاد پر سمجھنے کی کوشش کرنا اور احادیث صحیحہ سے اعراض کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ قرآن مجید کا وہی فہم معتبر ہے اور اسلام کی حقیقی تعبیر وہی ہے جو سلف صالحین (صحابہ کرام) نے کی ہے۔ ''شان نزول'' جو صحیح احادیث و اسانید سے ثابت ہیں ان سے استفادہ کرنا بھی از حد ضروری ہے جیسے کہ حضرت عائشہ ؓ نے وضاحت فرمائی۔

١٩٠٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عنْ عَبْدِ الله بن أبي أَوْفَى: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اعْتَمَرَ فَطَافَ بالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَقِيلَ لِعَبْدِ الله: أَدَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ الْكَعْبَةَ؟ قال: لَا.

١٩٠٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام (ابراہیم) کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے ساتھ وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کو لوگوں سے بچایا ہوا تھا۔ عبداللہ ؓ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

١٩٠٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من لم يدخل الكعبة، ح: ١٦٠٠ عن مسدد، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره ... الخ، ح: ١٣٣٢ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فائدہ: یہ سن سات ہجری عمرۂ قضا کا واقعہ ہے اور آپ اس بار کعبہ کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے۔

١٩٠٣- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ المُنْتَصِرِ: أخبرنا إسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ: أخبرنا شَرِيكٌ عنْ إسْمَاعِيلَ بن أبي خالِدٍ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى بِهٰذَا الحَدِيثِ زَادَ: ثُمَّ أتَى الصَّفَا وَالمَرْوَةَ فَسَعَى بَيْنَهُمَا سَبْعًا ثُمَّ حَلَقَ رَأْسَهُ.

١٩٠٣- اسمٰعیل بن ابی خالد کہتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی۔ اور یہ مزید کہا: پھر آپ صفا مروہ کی طرف آئے اور ان کے درمیان سات چکر لگائے پھر اپنا سر منڈایا۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں "سر منڈانے" کا بیان صحیح نہیں، اس عمرے میں آپ کا بال کتروانا ثابت ہے۔

١٩٠٤- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن كَثِيرِ ابنِ جُمْهَانَ: أنَّ رَجُلًا قالَ لِعَبْدِ الله بنِ عُمَرَ بَيْنَ الصَّفَا وَالمَرْوَةِ: يَاأبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إنِّي أرَاكَ تَمْشِي وَالنَّاسُ يَسْعَوْنَ؟ قال: إنْ أمْشِي فَقَدْ رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَمْشِي وَإنْ أسْعَى فَقَدْ رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْعَى وَأنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

١٩٠٤- کثیر بن جمہان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صفا اور مروہ کے درمیان پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ چل رہے ہیں جبکہ لوگ دوڑ رہے ہیں۔ (کیوں؟) انہوں نے کہا: اگر میں چلوں تو بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اگر میں دوڑوں تو میں نے آپ کو دوڑتے ہوئے دیکھا ہے، اور میں (اب) بوڑھا ہو گیا ہوں۔

فائدہ: یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) چاہیے۔ لیکن اگر کوئی بیماری یا شدید بڑھاپے کی وجہ سے دوڑ نہ سکے تو اس کے لیے چلنا بھی کفایت کر جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥٦) - باب صِفَةِ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٥٧)

باب:٥٦- نبی ﷺ کے حج کا بیان

١٩٠٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٠٢ من حديث أبي داود به * شريك القاضي عنعن.

١٩٠٤- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح:٨٦٤، والنسائي، ح:٢٩٧٩، وابن ماجه، ح:٢٩٨٨ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

١٩٠٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ وَسُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيَّانِ، وَرُبَّمَا زَادَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ الْكَلِمَةَ وَالشَّيْءَ قالُوا: أخبرنا حاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُحمَّدٍ عنْ أبِيهِ قالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إلَيْهِ سَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ؟ حَتَّى انْتَهَى إلَيَّ فَقُلْتُ: أنَا مُحمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ فَأهْوَى بِيَدِهِ إلَى رَأْسِي، فَنَزَعَ زِرِّي الأعْلَى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّي الأسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، وَأنَا يَوْمَئِذٍ غُلامٌ شَابٌّ. فَقالَ: مَرْحَبًا بِكَ وَأهْلًا يا ابْنَ أخِي! سَلْ عَمَّا شِئْتَ، فَسَأَلْتُهُ، وَهُوَ أعْمَى، وَجَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا يَعْنِي ثَوْبًا مُلَفَّقًا، كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبِهِ رَجَعَ طَرَفَاهَا إلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا، فَصَلَّى بِنَا وَرِدَاؤُهُ إلَى جَنْبِهِ عَلَى المِشْجَبِ، فَقُلْتُ: أخْبِرْنِي عن حَجَّةِ رَسُولِ الله ﷺ، فَقال بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا، ثُمَّ قال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَاجٌّ، فَقَدِمَ المَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ الله ﷺ وَيَعْمَلَ

۱۹۰۵- حضرت جعفر (صادق) بن محمد (بن علی بن حسین ؓ) اپنے والد (محمد) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے ہاں گئے۔ جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو انہوں نے سب لوگوں سے پوچھا (شناسائی حاصل کی)‘ حتیٰ کہ میری باری آئی تو میں نے بتایا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا‘ پھر میرا اوپر والا بٹن کھولا‘ پھر نیچے والا کھولا‘ پھر اپنا ہاتھ میری چھاتیوں کے درمیان رکھا‘ اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے کہا: خوش آمدید‘ بھتیجے! اپنے ہی گھر میں آئے ہو! (۱) جو جی چاہتا ہے پوچھ لو‘ چنانچہ میں نے ان سے پوچھا (۲) جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ اور نماز کا وقت ہو گیا تو وہ اپنے اسی چھوٹے سے کپڑے ہی کو لپیٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اسے دہرا کر کے سیا گیا تھا۔ کپڑا اس قدر چھوٹا تھا کہ اسے جب بھی کندھے پر رکھتے‘ اس کے کنارے گر پڑتے تھے‘ انہوں نے ہم کو نماز پڑھائی حالانکہ آپ کی بڑی چادر آپ کے پہلو میں کھونٹی پر لگی ہوئی تھی۔ (۳) میں نے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بیان فرمائیں‘ تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے نو (۹) کی گرہ بنائی‘ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نو سال تک رکے رہے اور حج نہیں کیا‘ پھر دسویں سال لوگوں میں اعلان کیا کہ اللہ کے رسول حج کے لیے جانے والے ہیں‘ چنانچہ مدینہ میں بہت زیادہ لوگ آ گئے۔ (۴) ہر ایک اللہ کے رسول کی اقتدا اور آپ کے عمل کی پیروی کرنا

١٩٠٥۔ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح: ١٢١٨ من حديث حاتم بن إسماعيل به مطولاً.

بِمِثْلِ عَمَلِهِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَقَالَ: «اغْتَسِلِي وَاسْتَذْفِرِي بِثَوْبٍ وَاحْرِمِي»، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ. قال جَابِرٌ: نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعن يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعن يَسَارِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ، فَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ، فَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالتَّوْحِيدِ: «لَبَّيْكَ! اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ! لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لا شَرِيكَ لَكَ». وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَزِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ. قال جَابِرٌ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ، حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبراهِيمَ فَقَرَأَ ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَجَعَلَ المَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ

چاہتا تھا۔(۵) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے حتیٰ کہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچ گئے۔ یہاں اسماء بنت عمیس (زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''غسل کرو، کپڑے کا لنگوٹ باندھو اور احرام کی نیت کر لو۔'' (۶) پھر رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر (اپنی اونٹنی) قصواء (۷) پر سوار ہو گئے۔ حتیٰ کہ وہ آپ کو لے کر بیداء (میدان) کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جابر بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا تاحد نگاہ آپ کے سامنے، دائیں، بائیں اور پیچھے لوگ ہی لوگ تھے۔ کچھ سوار اور کچھ پیدل۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں تھے، آپ پر قرآن اتر رہا تھا اور آپ اس کا معنی و مفہوم اور طریقۂ عمل بھی خوب جانتے تھے، چنانچہ جو آپ نے کیا ہم نے بھی ویسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کلمۂ توحید پکارا: [لَبَّيْكَ! اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ! إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ، وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ] ''حاضر ہوں میں اے اللہ! حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشبہ حمد تیری ہے، نعمتیں تیری ہیں اور ملک بھی تیرا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔'' اور لوگوں نے بھی یہی تلبیہ پکارا جو وہ پکارتے ہیں۔ آپ نے کسی کی تردید نہیں فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تلبیہ ہی کا التزام فرمایا۔ (۸) جابر کہتے ہیں کہ ہماری نیت صرف حج کی تھی، ہم عمرہ نہیں جانتے تھے، حتیٰ کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچ گئے،

الْبَيْتِ. قال: فَكَانَ أَبِي يقُولُ: قال ابنُ نُفَيْلٍ وَعُثْمَانُ: وَلا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عن النَّبِيِّ ﷺ. قال سُلَيْمَانُ: وَلا أَعْلَمُهُ إِلَّا قالَ: [كان] رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ في الرَّكْعَتَيْنِ بِقُلْ هُوَ الله أَحَدٌ وَبِقُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا، فلمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: «﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ» فَبَدَأَ بالصَّفَا، فَرَقِيَ عَلَيْهِ، حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَكَبَّرَ الله وَوَحَّدَهُ وَقال: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير، لا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ». ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقال مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ نَزَلَ إلى المَرْوَةِ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ رَمَلَ في بَطْنِ الْوَادِي، حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى، حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ، فَصَنَعَ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا، حَتَّى إِذَا كَان آخِرُ الطَّوَافِ عَلَى الْمَرْوَةِ قال: «إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، وَمَنْ كَانَ مِنْكُم لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» فَحَلَّ

حجر اسود کا استلام کیا' (۹) تو تین چکروں میں رَمَل کیا۔ (آہستہ آہستہ دوڑے۔) (۱۰) اور چار میں عام رفتار سے چلے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف آگے بڑھ گئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ ''اور مقام ابراہیم کو اپنی جائے نماز بنالو۔'' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کیا (اور دو رکعتیں پڑھیں)۔ (۱۱) جعفر ؓ کہتے ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے: جابر ؓ نے نبی ﷺ ہی سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو رکعتوں میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ پڑھی۔ اس کے بعد آپ کعبہ کی طرف لوٹے اور حجر اسود کا بوسہ لیا۔ (۱۲) پھر باب صفا سے صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔ پس جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ ''صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (اور یہ بھی کہا) ﴿نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ﴾ ''ہم اس سے ابتدا کرتے ہیں جس کا ذکر اللہ عز وجل نے پہلے فرمایا ہے۔'' چنانچہ آپ نے صفا سے ابتدا فرمائی اور اس پر چڑھ گئے حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا تو اللہ کی تکبیر و توحید بیان فرمائی اور کہا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ] ''ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں' سلطنت اس کی ہے' تعریف کا

النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ، وَمَنْ كان مَعَهُ هَدْيٌ، فَقَامَ سُرَاقَةُ بنُ جُعْشُمٍ فقال: يَارَسُولَ الله! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ فَشَبَّكَ رَسُولُ الله ﷺ أَصَابِعَهُ في الْأُخْرَى ثُمَّ قال: «دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ في الْحَجِّ» هٰكذَا مَرَّتَيْنِ، «لا بَلْ لأَبَدِ أَبَدٍ، لا بَلْ لأَبَدِ أَبَدٍ». قال: وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، فأَنْكَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا وَقال: مَنْ أَمَرَكِ بِهذَا؟ قَالَتْ: أَبِي. قال: وكَان عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ يقُولُ بالْعِرَاقِ: ذَهَبْتُ إلى رَسُولِ الله ﷺ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا في الأَمْرِ الَّذِي صَنَعَتْهُ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ الله ﷺ في الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنَّ أَبِي أَمَرَنِي بِهذَا، فقال: «صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟» قال: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ. قال: «فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ». قال: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ مِائَةً. فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ

حق دار وہی ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔" پھر اس کے بعد دعا فرمائی۔ اور اس طرح تین بار (مذکورہ کلمات) کہے اور (ان کے درمیان میں) دعائیں کیں۔ (۱۳) پھر آپ مروہ کی جانب اتر آئے۔ جب آپ کے قدم وادی کے درمیان میں ٹک گئے تو آپ نے اس کے دامن میں دوڑ لگائی۔ (۱۴) حتیٰ کہ جب چڑھائی آئی تو چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچ گئے۔ آپ نے مروہ پر بھی اسی طرح کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا۔ (وہی کلمات تین تین بار پڑھے اور ان کے درمیان میں دعائیں کیں۔) جب آپ کا آخری چکر مروہ پر ختم ہوا تو فرمایا: "اگر مجھے اپنے معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں ہوا، تو میں قربانی ساتھ لے کر نہ چلتا اور میں اپنے اس طواف کو عمرہ بنالیتا۔ پس تم لوگوں میں سے جس جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے اور اپنے اس طواف کو عمرہ بنالے۔" (۱۵) چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے اپنے بال کتروا لیے۔ (۱۶) سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ حضرت سراقہ (بن مالک) بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (ہمارا یہ عمرہ) اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری کے اندر داخل کر کے (اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: "عمرہ حج کے اندر اس طرح داخل ہو گیا

هَدْيٌ. قال: فَلمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَوَجَّهُوا إلى مِنًى أَهَلُّوا بالْحَجِّ، فَرَكِبَ رَسُولُ الله ﷺ فَصَلَّى بِمنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ، ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ لَهُ مِنْ شَعْرٍ فَضُرِبَتْ بِنَمِرَةَ، فَسَارَ رَسُولُ الله ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ وَاقِفٌ عِنْدَ المَشْعَرِ الْحَرَامِ بالمُزْدَلِفَةِ كما كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَجَازَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ، فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقال: «إنَّ دِمَاءَكُم وَأَمْوَالَكُم عَلَيْكُم حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُم هٰذَا في شَهْرِكُم هٰذَا في بَلَدِكُم هٰذَا أَلَا إنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ دِمَاؤُنَا. دَمُ» - قالَ عُثْمانُ: «دَمُ ابنِ رَبِيعَةَ». وَقال سُلَيْمانُ: «دَمُ رَبِيعَةَ بنِ الحارِثِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ». وَقال بَعْضُ هٰؤلَاءِ: كانَ مُسْتَرْضَعًا في بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ. «وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانا رِبَا عَبَّاسِ بن عَبْدِ المُطَّلِبِ فإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ. فَاتَّقُوا اللهَ في النِّسَاء

ہے۔'' آپ نے دو دفعہ فرمایا: ''(اس سال کے لیے) نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لیے۔'' اور بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی قربانیاں لے کر آئے۔ انہوں نے (اپنی اہلیہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو حلال ہو چکے تھے۔ اس نے رنگین کپڑے پہن لیے تھے اور سرمہ لگایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا۔ (۱۷) پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کا کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا: میرے ابا نے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جس زمانے میں عراق میں تھے' بیان کیا کرتے تھے کہ میں فاطمہ کے اس عمل پر جو اس نے کیا تھا اور نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا تھا' ناراض ہو کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے لیے گیا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے اس (فاطمہ) کا یہ کام ناگوار گزرا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ میرے ابا نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ سچ کہتی ہے' سچ کہتی ہے۔ (۱۸) (تم اپنے متعلق بتاؤ کہ) تم نے حج کی نیت کرتے وقت کیا کہا تھا؟'' کہنے لگے کہ میں نے کہا تھا: اے اللہ! میں وہی احرام باندھ رہا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے ساتھ تو قربانی ہے' چنانچہ تم بھی حلال نہ ہو۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ قربانیاں' جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور جو خود رسول اللہ ﷺ مدینہ سے لائے تھے' ان کی کل تعداد ایک سو تھی۔ چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور اپنے بال کتروا لیے' سوائے نبی ﷺ اور ان لوگوں کے جن کے ساتھ قربانیاں تھیں۔ پھر جب

فَإِنَّكُم أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ الله، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ الله، وَإِنَّ لَكُم عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُم أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُم رِزْقُهنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بالمَعْرُوفِ، وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُم ما لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ الله وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ ونَصَحْتَ ثُمَّ قَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ، اللَّهُمَّ! اشْهَدْ». ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى المَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءَ إِلَى الصَّخَرَاتِ، وَجَعَلَ حَبْلَ المُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حِينَ غَابَ الْقُرْصُ، وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ، فَدَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ، وقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ، وَهُوَ يَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى: «السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِينَةُ أَيُّهَا النَّاسُ!» كُلَمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى أَتَى

(ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ آئی (یوم الترویہ) (۱۹) اور لوگ منیٰ کی طرف جانے لگے تو انہوں نے حج کا احرام باندھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور منیٰ جا کر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور صبح کی نمازیں پڑھیں۔ (۲۰) پھر آپ تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ آپ نے اپنے لیے بالوں کے بنے ہوئے خیمے کے متعلق حکم دیا اور وہ نمرہ میں لگا دیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ چلے (۲۱) اور قریش کو یقین تھا کہ نبی ﷺ مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ہی رک جائیں گے جیسے کہ وہ (قریش) اسلام سے پہلے جاہلیت میں کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ اس سے آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ عرفات پہنچے۔ (۲۲) آپ نے دیکھا کہ نمرہ میں خیمہ لگا ہوا ہے۔ آپ وہاں اترے (۲۳) حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے متعلق فرمایا تو اسے تیار کر دیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وادیٔ (عُرَنہ) کے دامن میں آ گئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ (۲۴) آپ نے فرمایا ''بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے درمیان حرام ہیں جیسے کہ تمہارا یہ دن' تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ خبردار! جاہلیت کے تمام امور میرے قدموں تلے روندے جا رہے ہیں۔ جاہلیت کے (سب) خون ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا' خون جو میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارا اپنا خون ہے۔'' ابن ربیعہ کا۔ (یہ امام ابوداود کے استاد) عثمان نے کہا: جب کہ (استاد) سلیمان نے کہا: ''ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا (خون ختم کرتا ہوں۔'') ان کے بعض نے

الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ. قال عُثْمانُ: وَلم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا، ثُمَّ اتَّفَقُوا. ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الفَجْرَ حِينَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ. - قال سُلَيْمَانُ بِنِدَاءٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا - ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرامَ فَرَقِيَ عَلَيْهِ. قال عُثْمانُ وَسُلَيْمانُ: فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَحَمِدَ الله وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ. زَادَ عُثْمانُ: وَوَحَّدَهُ.. فلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا. ثُمَّ دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بنَ عَبَّاسٍ، وكَانَ رَجلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا، فلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ مَرَّ الظُّعُنُ يَجْرِينَ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ، فَوَضَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ، وَحَوَّلَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ، وَصَرَفَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إلى الشِّقِّ الآخَرِ يَنْظُرُ حَتى أَتَى مُحَسِّرًا فَحَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّذِي يُخْرِجُكَ إلى الْجَمرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ التي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ فَرَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، ثُمَّ

کہا: جو کہ بنی سعد میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنو ہُذَیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔'' جاہلیت کے (تمام) سود ختم کیے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلا سُود جو میں ختم کر رہا ہوں وہ ہمارا اپنا سود۔ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے' یہ سب ختم ہے۔ (۲۵) عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے اللہ کی امانت سے ان پر اختیار حاصل کیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی عصمتوں کو حلال جانا ہے۔ اور ان عورتوں پر بھی واجب ہے کہ تمہارے حقوق کا لحاظ رکھیں۔ (اور وہ) یہ کہ تمہارے بستروں پر وہ کسی کو نہ آنے دیں' جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو۔ (تمہارے گھروں میں تمہارے ناپسندیدہ افراد کو' مرد ہوں یا عورتیں' نہ آنے دیں۔) اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو' مگر زخمی کرنے والی مار نہ ہو۔ اور تم پر واجب ہے کہ ان کا نان ونفقہ اور لباس معروف انداز میں مہیا کرو۔ بلاشبہ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رہے' تو گمراہ نہ ہو گے (اور وہ ہے) اللہ کی کتاب۔ (۲۶) تم لوگوں سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا' تو کیا جواب دو گے؟'' لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ بلاشبہ آپ نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ (پوری طرح) ادا کر دیا اور خیر خواہی (میں انتہا) کر دی۔ آپ اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور کہتے تھے: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔'' پھر حضرت بلال ؓ نے اذان کہی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے پھر اقامت کہی تو آپ نے

انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إلى المَنْحَرِ فَنَحَرَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ وَأَمَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ، يقُولُ مَا بَقِيَ وَأَشْرَكَهُ في هَدْيِهِ. ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ في قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فأكَلَا مِنْ لَحْمِها وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا. قال سُلَيْمانُ: ثُمَّ ركِبَ ثُمَّ أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إلى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَتَى بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فقال: «انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، فَلَوْلَا أَنْ يَغْلِبَكُم النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُم لَنَزَعْتُ مَعَكُم» فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

عصر کی نماز پڑھائی۔ اور ان (دونوں نمازوں) کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔ (۲۷) (یعنی سنت یا نفل) پھر آپ قصواء پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ مقام وقوف پر تشریف لائے۔ اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا۔ (یعنی وہیں رکے رہے) اور جبل المشاۃ کو (جو کہ ریت کا بڑا ٹیلہ تھا اور لوگ اس کو پیدل ہی عبور کرتے تھے) اپنے سامنے کیا' قبلہ رخ ہوئے اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ٹکیہ کے غائب ہو جانے کے بعد کچھ زردی بھی ختم ہو گئی۔ (۲۸) پھر آپ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور چل دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی قصواء کی باگ اس سختی سے کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر پالان کے سرے کو لگ رہا تھا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے: ''لوگو! سکون سے' لوگو! سکون سے۔'' (۲۹) آپ جب کسی چڑھائی کے پاس آتے تو اونٹنی کی باگ قدرے ڈھیلی کر دیتے تاکہ (سہولت سے) چڑھ سکے۔ (۳۰) حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں۔ (۳۱) عثمان نے بیان کیا: آپ نے ان کے درمیان کوئی سنت نفل نہیں پڑھے۔ سب راویوں کا متفقہ بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ جب صبح نمایاں ہو گئی تو آپ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ (استاد) سلیمان کا بیان ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ۔ (سب کا متفقہ بیان ہے) پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے حتیٰ کہ المشعر الحرام کے پاس

آ گئے، پھر اس پر چڑھ گئے۔ عثمان اور سلیمان کا بیان ہے
کہ آپ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اللہ کی حمد، تکبیر اور
تہلیل بیان کی۔ عثمان نے اضافہ کیا: اور توحید بیان کی۔
اور پھر وہیں رکے رہے حتیٰ کہ خوب سفیدی ہوگئی۔ پھر
اللہ کے رسول ﷺ وہاں سے چل دیے، سورج طلوع
ہونے سے پہلے ہی۔ (۳۲) اور حضرت فضل بن عباس
رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اور وہ قدرے گھنگریالے،
خوب صورت بالوں والے، گورے چٹے، حسین و جمیل
جوان تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے
تو عورتیں بھی اپنے کجاووں میں بیٹھی وہاں سے
گزریں۔ حضرت فضل رضی اللہ عنہ انہیں دیکھنے لگے تو رسول اللہ
ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا۔ فضل رضی اللہ عنہ نے
اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی
اپنا ہاتھ دوسری طرف سے پھیر دیا۔ پھر فضل رضی اللہ عنہ اپنا چہرہ
کسی اور طرف پھیر کر دیکھنے لگے۔ (۳۳) حتیٰ کہ آپ
وادیٔ محسر میں پہنچ گئے اور قدرے تیز چلے۔ (۳۴) پھر
آپ درمیان والی راہ پر چل پڑے جو تمہیں جمرۂ کبریٰ
تک پہنچاتی ہے حتیٰ کہ آپ جمرہ کے پاس آ گئے جو کہ
درخت کے پاس ہے۔ تو آپ نے اس کو سات کنکریاں
ماریں جیسی کہ انگلیوں پر رکھ کر ماری جاتی ہیں۔ ہر کنکری
کے ساتھ آپ اللّٰہ اکبر کہتے تھے۔ آپ نے وادی
کے دامن کی طرف سے کنکریاں ماریں۔ (۳۵) پھر
رسول اللہ ﷺ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور
اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹنیاں نحر کیں اور بقیہ کے متعلق
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اور ان کو اپنی قربانی میں شریک

بنایا۔ پھر آپ نے ہر قربانی سے ایک ایک ٹکڑا گوشت لینے کا حکم دیا۔ اسے دیگ میں ڈال کر پکایا گیا تو آپ دونوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا نوش فرمایا۔ (۳۷) سلیمان کا بیان ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف چل دیے اور مکہ آ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ (۳۸) پھر آپ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے' وہ لوگ چاہ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے بنی عبدالمطلب! پانی نکالو۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہارے اس پانی پلانے میں تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔'' (۳۹) سو انہوں نے نبی ﷺ کو ایک ڈول دیا اور آپ نے اس سے پانی نوش فرمایا۔ (۴۰)

فوائد و استنباطات: ① صحابۂ کرام کو اہل بیت نبوی علیہ السلام سے انتہائی محبت تھی اور اہل بیت سے محبت کرنا اور محبت رکھنا اہل الحدیث یعنی اہل السنۃ والجماعۃ کے ایمان کا حصہ ہے۔ (اے اللہ! گواہ رہنا ہمیں تیرے نبی اور اس کی آل سے انتہائی پیار ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہمارا حشر انہی صالحین کے ساتھ فرما۔ آمین)۔ عقیدۂ حُبِّ اہل بیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر' آیت کریمہ: ﴿قُلْ لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ (الشوریٰ: ۲۳) ② اہل بیت کے افراد حصول علم نبوی کے حریص اور شائق تھے اور وہ دیگر صحابۂ کرام کے ساتھ گہرے علمی روابط رکھتے تھے۔ ③ ننگے سر نماز جائز ہے مگر کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ الا یہ کہ کپڑا میسر ہی نہ ہو۔ مگر ہمیشہ بطور عادت کے ننگے سر رہنا اور ننگے سر ہی نماز پڑھنا اسلامی روایات اور سلف کے طرز عمل کے خلاف ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کرنے والوں کی تعداد نوے ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ واللہ اعلم. ⑤ دین کا بنیادی ماخذ صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ⑥ نفاس اور حیض والی خواتین غسل کر کے احرام باندھیں' تلبیہ پکاریں' عام اذکار میں مشغول رہیں۔ چونکہ ان ایام میں وہ نماز نہیں پڑھتیں' مسجد میں داخل نہیں ہو سکتیں' اس لیے وہ طواف بھی نہیں کر سکتیں۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے تین نام آئے ہیں قصواء' عضباء اور جدعاء۔ ⑧ سب سے افضل اور مستحب تلبیہ وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اختیار کردہ ہے۔ کچھ اور کلمات بھی صحابہ سے وارد ہیں۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوں تھے۔ [لَبَّيْكَ ذَا النَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّيْكَ مَرْهُوْبًا مِّنْكَ

وَ مَرْغُوبًا اِلَيْكَ] حضرت ابن عمر ؓ سے یہ منقول ہے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] حضرت انس ؓ سے مروی ہے: [لَبَّيْكَ حَقًّا تَعَبُّدًا وَ رِقًّا] ⑨ حجر اسود کے بعد خانہ کعبہ کا دروازہ ہے اور اس سے پہلے آنے والے کونے کے لیے ''الرکن'' کا لفظ بطور علم استعمال ہوتا ہے۔ اسے رکن یمانی بھی کہا جاتا ہے۔ ⑩ طواف قدوم میں رمل ایک ثابت شدہ متواتر سنت ہے۔ اس کی ابتدا اگرچہ کفار کے سامنے اپنی قوت جسمانی کے اظہار کے لیے تھی۔ اب وہ علت تو نہیں ہے' صرف اتباع رسول ﷺ مقصود و مطلوب ہے۔ ⑪ رکعات طواف' مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنی مستحب ہیں۔ اگر یہاں نہ پڑھ سکے تو مسجد الحرام میں کہیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ ⑫ رکعات طواف کے بعد پھر حجر اسود کا استلام سنت ہے۔ ⑬ صفا مروہ پر چڑھ کر کعبہ کی طرف رخ کر کے مسنون اذکار پڑھے جائیں' خواہ کعبہ نظر آئے یا نہ آئے۔ ⑭ آج کل دامن وادی کے حصہ کو نمایاں کرنے کے لیے سبز رنگ کے ستون لگا دیے گئے ہیں۔ ⑮ رسول اللہ ﷺ علم غیب نہ جانتے تھے۔ ⑯ یہ فسخ اب بھی مباح ہے۔ یعنی اگر کوئی مفرد حج والا چاہے تو اپنے حج کے احرام کو عمرہ میں تبدیل کر سکتا ہے۔ ⑰ اہل بیت نبوی امور شریعت کے اسی طرح پابند ہیں جیسے کہ امت کے دیگر افراد۔ نیز شوہر کو حق حاصل ہے کہ شرعی امور کی مخالفت پر اہل خانہ پر ناراضی کا اظہار کرے اور شریعت کی بات منوائے۔ ⑱ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق تحقیق حق میں کوشش کرے اور حق کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول' فعل اور توثیق (اقرار) ہے۔ ⑲ آٹھویں ذوالحج کو ''یوم الترویہ'' کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اس دن اگلے دن کے لیے پانی لے لیتے تھے کیونکہ عرفات میں پانی نہیں ہوا کرتا تھا۔ ⑳ چاہیے کہ یہ رات منیٰ میں گزاری جائے۔ یہ مستحب ہے' واجب نہیں۔ ㉑ سنت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد ہی عرفات کو روانہ ہوا جائے۔ ㉒ قریش ''اہل حرم'' ہونے کے زعم میں حدود حرم سے باہر نہ نکلتے تھے۔ (عرفات حدود حرم سے باہر ہے۔) اور مزدلفہ ہی میں وقوف کرتے تھے بخلاف دیگر قبائل عرب کے' وہ سب عرفات میں پہنچتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے امر شریعت واضح فرمایا کہ اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ قریش کے لیے بھی دوسرے لوگوں کی طرح عرفات میں جانا ضروری ہے۔ (صحيح البخاري' التفسير' حديث:٤٥٢٠ وصحيح مسلم' الحج' حديث:١٢١٩) ㉓ مُحرم سائے میں اٹھ بیٹھ سکتا ہے۔ خیمے کا ہو یا چھتری کا یا کوئی دوسرا۔ مگر کپڑا سر پر نہ رکھے اور نہ لپیٹے۔ ㉔ وادئ عُرَنہ عرفات سے متصل ہے مگر بقول جمہور عرفات کا حصہ نہیں ہے اور یہاں نماز ظہر سے پہلے دو خطبے ہوتے ہیں اور دیگر ایام حج کے خطبے اگر کوئی ہوں تو ایک ایک ہی ہوتے ہیں۔ ㉕ اولوالامر اور اصحاب مناصب کو چاہیے کہ حکم عام کی تنفیذ سے پہلے خود اور اپنے عزیز و اقارب کو اس کا پابند بنائیں۔ اس طرح قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ ㉖ کتاب اللہ سے تمسک اور اس کا اعتصام (یعنی اس پر عمل) فرض کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ثابتہ پر عمل کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے بغیر تمسک بکتاب اللہ کا دعویٰ پورا ہی نہیں ہو سکتا۔ بہت سی آیات میں یہ مضمون آیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ (آل عمران:٣٢) اور فرمایا: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾

(النساء:۸۰) اور فرمایا:﴿وَ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا﴾(الحشر:۷) ۞ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز جمع تقدیم اور قصر سے پڑھنا سنت ہے۔ اور اس موقع پر کوئی اور سنت و نفل نہیں پڑھے جائیں گے۔ ۞ وقوف عرفات حج کا رکن رکین ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں۔ عرفات کا سارا میدان موقف ہے' کسی جگہ کی کوئی خصوصیت نہیں اور اس وقوف کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے لے کر اگلے دن کی صبح صادق تک ہے۔ اور ''وقوف'' کا معنی پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں بلکہ اس میدان میں رکنا ہے۔ خواہ کوئی کھڑا ہو' بیٹھا ہو یا لیٹا ہو۔ مسنون یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے روانہ ہوا جائے۔ ۞ بے انتہا ازدحام کی وجہ سے نبی ﷺ اپنی سواری کو سختی سے ضبط کیے ہوئے تھے۔ ۞ حیوانات کے ساتھ رحم و شفقت' اسلامی شرعی اخلاق کا لازمی حصہ ہے۔ ۞ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع تاخیر اور قصر سے پڑھنا مسنون ہے۔ اور اس رات میں کوئی نوافل اور تہجد نہیں۔ ۞ مشرکین مزدلفہ سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے قبل از طلوع روانگی اختیار فرمائی۔ ۞ رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ کے بعد حضرت فضل رضی اللہ عنہ کسی اور طرف دیکھنے لگے تھے۔ ۞ مشہور ہے کہ اصحاب الفیل کو اسی وادئ محسر میں عذاب آیا تھا۔ ۞ دسویں تاریخ کو صرف ایک جمرہ (جمرۂ کبریٰ) کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور بقیہ دنوں میں تینوں جمرات کو۔ کنکریوں کے بارے میں چاہیے کہ چھوٹی چھوٹی ہوں۔ [حصى الخذف] (بالخاء المنقوط) کے معنی میں امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ طول و عرض میں انگلی کے پورے سے چھوٹی ہوتی ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں کھجور کی گٹھلی کے برابر ہو۔ اور کچھ نے (لوبیے) کے دانوں کے برابر کہا ہے۔ بڑے بڑے پتھر یا جوتے مارنا کوئی شرعی عمل نہیں بلکہ ناجائز بات ہے۔ ۞ قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا یا نحر کرنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عمر شریف کے عدد سے قربانیاں کیں۔ دسویں تاریخ کے بعد مزید تین دن (ایام تشریق) بھی قربانی کے دن ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا اپنی تمام قربانیاں پہلے دن کر لینا اس کی افضلیت کی دلیل ہے۔ ۞ اپنی قربانی کا گوشت بھی کھانا چاہیے۔ ۞ دسویں تاریخ کا طواف' حج کا رکن ہے۔ اسے طواف افاضہ یا طواف زیارہ بھی کہتے ہیں۔ ۞ حجاج کی خدمت انتہائی اجر و ثواب کا عمل ہے۔ اس میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہیے۔ ۞ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کھڑے ہو کر پانی پیا تھا۔

١٩٠٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابنَ بِلالٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ المَعْنَى وَاحِدٌ عن جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۱۹۰۶- جناب جعفر (الصادق) رحمہ اللہ اپنے والد (محمد بن علی رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں' اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی

١٩٠٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١/ ٤٠٠ من حديث أبي داود به.

صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ بِعَرَفَةَ وَلَم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَإِقَامَتَيْنِ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وإِقَامَتَيْنِ وَلَم يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا.

نمازیں مزدلفہ میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی تھیں اور ان کے مابین کوئی سنتیں (نفل) نہیں پڑھے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الحدِيثُ أَسْنَدَهُ حَاتِمُ بنُ إِسْمَاعِيلَ في الحدِيثِ الطَّوِيلِ، وَوَافَقَ حَاتِمَ بنَ إِسْمَاعِيلَ عَلَى إِسْنَادِهِ مُحمَّدُ بنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قال: فَصَلَّى المَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بِأَذَانٍ وَإِقَامةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حاتم بن اسمٰعیل نے اپنی طویل حدیث میں مسند بیان کیا ہے (جبکہ یہ سند مرسل ہے۔ حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مسند بیان کی ہے) اور حاتم کی روایت کے مسند ہونے کی موافقت محمد بن علی الجعفی نے بھی کی ہے اور جعفر عن ابیہ عن جابر کی سند سے روایت کی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ جعفی نے کہا: [فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ بِأَذَانٍ وَّ إِقَامَةٍ] ''آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی۔''

[قَالَ أبو داوُدَ: قَالَ لِي أَحْمَدُ: أخطأَ حَاتِمٌ في هٰذا الحديث الطَّوِيلِ].

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ حاتم نے اس طویل حدیث میں خطا کی ہے۔

توضیح: یہ آخری مقولہ [قال ابوداود قال لی احمد...... الخ] اس کے بارے میں صاحب عون المعبود اور بذل المجہود لکھتے ہیں کہ اکثر نسخے اس عبارت سے خالی ہیں اور بقول ان کے اس کلام کا امام ابوداود اور امام احمد کی طرف منسوب ہونا محل نظر ہے کیونکہ حاتم بن اسماعیل کی روایت کو بہت سے ائمہ متقدمین و متاخرین نے صحیح کہا ہے۔ کسی نے بھی اس کا وہم بیان نہیں کیا۔

١٩٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ: حَدَّثَنا أبي عن جَابِرٍ قال: ثُمَّ قال النَّبِيُّ

۱۹۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہاں نحر کیا ہے اور منیٰ سارے کا سارا قربان گاہ ہے۔'' آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرفات میں

١٩٠٧- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ١٢١٨/ ١٤٩ من حديث جعفر بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٢٠.

ﷺ: «قَدْ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ»، وَوَقَفَ بِعَرفَةَ فقال: «قَدْ وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ»، وَوَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وقال: «قد وقَفْتُ هٰهُنَا وَمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

وقوف کیا۔ تو فرمایا: ”میں نے یہاں وقوف کیا ہے اور سارا عرفات جائے وقوف ہے۔“ آپ نے مزدلفہ میں وقوف کیا اور فرمایا: ”میں نے اس جگہ وقوف کیا ہے اور تمام مزدلفہ جائے وقوف ہے۔“

١٩٠٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَفْصُ ابنُ غِيَاثٍ عن جَعْفَرٍ بِإِسْنَادِهِ زادَ: «فَانْحَرُوا في رِحَالِكُم».

۱۹۰۸- حفص بن غیاث نے جناب جعفر (صادق) رحمہ اللہ سے ان کی سند سے روایت کیا' تو مزید کہا: ”تو تم اپنے اپنے پڑاو پر نحر کرو۔“

١٩٠٩- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عن جَعْفَرٍ: حَدَّثَني أبِي عن جَابِرٍ فَذَكَرَ هٰذَا الحدِيثَ، وَأَدْرَجَ في الحدِيثِ عِنْدَ قَوْلِهِ: ﴿وَٱتَّخِذُوا۟ مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] قال: فَقَرَأَ فِيهِمَا بالتَّوْحِيدِ وَ ﴿قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ [الكافرون: ١]. وقال فِيهِ: قال عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ بِالْكُوفَةِ قال أبِي: هٰذَا الْحَرْفُ لم يَذْكُرْهُ جَابِرٌ فَذَهَبْتُ مُحَرِّشًا، وَذَكَرَ قِصَّةَ فَاطِمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا.

۱۹۰۹- جناب جعفر (صادق) رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد (محمد باقر رحمہ اللہ) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ اور یہ حدیث بیان کی۔ اور اپنی حدیث پر ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ کی جگہ یہ بات اپنی طرف سے بڑھائی کہ آپ نے ان رکعات میں توحید (یعنی) ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی تلاوت کی (یہ جملہ مدرج ہے۔) اور اس میں بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ کوفہ میں بیان کیا تھا۔ میرے والد (محمد بن علی رحمہ اللہ) نے کہا کہ جابر نے یہ لفظ بھی نہیں کہے تھے کہ ”میں غصے کے عالم میں جلدی سے گیا تھا۔“ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ بیان کیا۔

(المعجم ٥٧) - باب الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۷- عرفات میں وقوف کا بیان

١٩١٠- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عنْ أبي مُعَاوِيَةَ،

۱۹۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش

١٩٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث حفص بن غياث به، وانظر الحديث السابق.

١٩٠٩ـ تخريج: [صحيح] وانظر، ح: ١٩٠٥، وهذا طرف منه.

١٩١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: ﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾، ◄◄

عنْ هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أبيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بالمُزْدَلِفَةِ، وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَةَ. قالَتْ: فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ الله تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَا ثُم يُفِيضَ مِنْهَا، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ١٩٩].

اور ان کے اہل دین مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو ''حُمس'' کہلاتے تھے۔ جبکہ دیگر سب عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ بیان کرتی ہیں کہ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آ کر وقوف کریں' پھر وہاں سے لوٹیں' چنانچہ یہی تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ ''پھر لوٹو وہیں سے جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: [اَلْحُمْس' اَحْمَسُ] کی جمع ہے۔ معنی ہیں: شجاع اور بہادر۔ اور جاہلیت میں یہ قریش' کنانہ اور ان کے متبعین کا لقب تھا۔ اس معنی میں کہ یہ اپنے دین میں بہت سخت تھے یا ممکن ہے [الحمساء] کی نسبت سے یہ لقب اختیار کیا ہو جو کہ کعبہ کا ایک نام ہے۔ (تعلیق الشیخ محی الدین عبدالحمید' نیز دیکھیے' حدیث: ۱۹۰۵' فائدہ: ۲۲' ۲۸)

(المعجم ٥٨) - باب الْخُرُوجِ إِلَى مِنًى (التحفة ٥٩)

باب: ۵۸- منیٰ کو روانگی کا بیان

١٩١١- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا الأحْوَصُ بنُ جَوَّابٍ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عنْ سلَيْمانَ الأعْمَشِ، عنِ الْحَكَمِ، عنْ مِقْسَمٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْفَجْرَ يَوْمَ عَرَفَةَ بِمِنًى.

۱۹۱۱- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے روز (یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو) ظہر کی نماز اور عرفہ کے روز (نویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی تھی۔

١٩١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ:

۱۹۱۲- عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے

◄◄ ح: ١٢١٩ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، التفسير، باب: ﴿ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس﴾، ح: ٤٥٢٠ من حديث هشام بن عروة به.

١٩١١- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الخروج إلى منى والمقام بها، ح: ٨٨٠ من حديث سليمان الأعمش به، وله شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٠٠٥ وغيره.

١٩١٢- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى العصر يوم النفر بالأبطح، ح: ١٧٦٣، ومسلم، الحج، ►►

حَدَّثَنا إِسْحَاقُ الأَزْرَقُ عنْ سُفْيَانَ، عنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ قالَ: سَأَلتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ قُلْتُ: أَخبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عن رَسُولِ الله ﷺ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قالَ: بِمِنًى قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قالَ: بالأَبْطَحِ، ثُمَّ قالَ: افْعَلْ كما يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ.

حضرت انس ؓ سے کہا کہ مجھے وہ بات بتائیے جو آپ کو رسول اللہ ﷺ سے یاد ہو۔ ترویہ کے روز (آٹھویں ذی الحجہ کو) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: نفر والے دن (واپسی کے روز' ۱۳/ذوالحجہ کو) آپ نے عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: وادیٔ ابطح (محصّب) میں۔ پھر فرمایا: ویسے ہی کرو جیسے کہ تمہارے امراء کرتے ہیں۔

فائدہ: حضرت انس ؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسائل واجب امور میں سے نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول اور سنت ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے' تاہم کسی عذر کے باعث ان پر عمل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔ مباحات میں اولوالامر کی متابعت اور ان کی مخالفت سے احتراز کیا جائے۔

(المعجم ٥٩) - باب الْخُرُوجِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ٦٠)

باب:۵۹-(منیٰ سے) عرفات کو روانگی کا وقت

١٩١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أبي عن ابْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال: غَدَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ مِنًى حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ صَبِيحَةَ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمِرَةَ وَهِيَ مَنْزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كانَ عِنْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ الله ﷺ مُهَجِّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ.

۱۹۱۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز (نویں تاریخ کو) منیٰ میں صبح کی نماز پڑھائی' پھر عرفات کی طرف آئے اور وادیٔ نمرہ میں پڑاؤ کیا۔ وہی مقام جہاں کہ عرفات میں امام اترتا ہے (ان کے دور کی بات ہے) حتیٰ کہ جب ظہر کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ دوپہر کو گرمی کے وقت ہی میں وہاں سے روانہ ہو گئے اور ظہر وعصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی' پھر لوگوں کو خطبہ دیا' پھر وہاں سے چلے اور عرفات میں اپنے موقف پر جا کر وقوف فرمایا۔

فائدہ: صحیح تر روایات کے مطابق خطبۂ عرفات نماز سے پہلے ہے۔ (صحیح مسلم' الحج' حدیث:١٢١٨)

◄◄ باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣٠٩ من حديث إسحاق الأزرق به.

١٩١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٢٩.

(المعجم ٦٠) - باب الرَّوَاحِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ٦١)

باب:٦٠-(وادیٔ نمرہ سے) عرفات کو جانے کا وقت

١٩١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن سَعِيدِ بنِ حَسَّانٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: لَمَّا أَنْ قَتَلَ الْحَجَّاجُ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إلى ابنِ عُمَرَ: أَيَّةَ سَاعَةٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَرُوحُ في هٰذَا الْيَوْمِ؟ قال: إذَا كانَ ذٰلِكَ رُحْنَا، فَلَمَّا أَرَادَ ابنُ عُمرَ أَنْ يَرُوحَ قال: قالُوا: لَمْ تَزِغِ الشَّمْسُ. قال: أَزَاغَتْ؟ قالُوا: لَمْ تَزِغْ أَوْ زاغَت. قال: فَلَمَّا قالُوا: قَدْ زَاغَتْ ارْتَحَلَ.

١٩١٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حجاج نے حضرت (عبداللہ) ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پچھوا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ اس دن کس وقت یہاں سے چلتے تھے؟ انہوں نے کہا: جب وقت ہو جائے گا ہم چل پڑیں گے۔ پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہما نے چلنے کا ارادہ کیا تو ساتھی بولے: سورج نہیں ڈھلا ہے' پھر پوچھا: کیا ڈھل گیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں ڈھلا ہے یا ڈھل گیا ہے پس جب انہوں نے کہا کہ ڈھل گیا ہے' تو وہ روانہ ہو گئے۔

فائدہ: اصحاب کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ عمل کی کسی جزئی کو بھی غیر اہم نہیں سمجھتے تھے۔ ان کی انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ سب پر من وعن عمل کیا جائے۔

(المعجم ٦١) - باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٦٢)

باب:٦١-عرفات میں خطبہ کا بیان

١٩١٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابن أبي زَائِدَةَ: أخبرنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ، عن أبيهِ أَوْ عَمِّهِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ بِعَرَفَةَ.

١٩١٥- بنی ضمرہ کا ایک شخص اپنے والد یا چچا سے بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات کے روز منبر پر دیکھا تھا۔

١٩١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب المنزل بعرفة، ح:٣٠٠٩ من حديث وكيع به، وهو في مسند أحمد:٢/ ٢٥ * سعيد بن حسان الحجازي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحديث مسلم، ح:١٢١٨ يغني عنه.

١٩١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٥/ ٤٣٠ عن سفيان بن عيينة به * رجل من بني ضمرة لم أعرفه.

١٩١٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عن سَلَمَةَ بنِ نُبَيْطٍ، عن رَجُلٍ مِنَ الْحَيِّ، عن أبِيهِ نُبَيْطٍ: أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ أَحْمَرَ يَخْطُبُ.

۱۹۱۶- سلمہ بن نُبیط اپنے قبیلہ کے ایک شخص سے وہ اس کے والد نُبیط رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کو عرفات میں وقوف کیے ہوئے دیکھا۔ آپ سرخ اونٹ پر خطبہ دے رہے تھے۔

١٩١٧- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عَبْدِ المَجِيدِ: حَدَّثَني الْعَدَّاءُ بنُ خَالِدِ بنِ هَوْذَةَ: قال هَنَّادٌ عن عَبْدِ المَجِيدِ أبي عَمْرٍو: حَدَّثَني خَالِدُ ابنُ الْعَدَّاء بنِ هَوْذَةَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى بَعِيرٍ قَائِمٌ في الرِّكَابَيْنِ.

۱۹۱۷- جناب خالد بن عداء بن ہوذہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے اونٹ پر اس کی رکابوں میں پاؤں ڈالے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ الْعَلَاءِ عن وَكِيعٍ كما قال هَنَّادٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن العلاء نے وکیع سے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ ہناد نے کہا۔

توضیح: امام ابوداود رحمہ اللہ کے اساتذہ ہناد بن سری اور عثمان بن ابی شیبہ کا صحابی کے نام میں اختلاف ہوا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ' عداء بن خالد بن ہوذہ کہتے ہیں' مگر ہناد نے خالد بن عداء کہا ہے۔ امام صاحب نے ہناد کی تائید میں ابن العلاء عن وکیع کی سند ذکر فرمائی ہے۔ جبکہ درج ذیل سند میں عباس بن عبدالعظیم کی روایت میں عداء بن خالد آیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التہذیب میں عداء بن خالد کی تصویب کی ہے۔ واللہ اعلم۔

١٩١٨- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَجِيدِ أَبُو عَمْرٍو عن الْعَدَّاءِ بنِ خَالِدٍ بِمَعْنَاهُ.

۱۹۱۸- عبدالمجید ابوعمرو نے عداء بن خالد سے روایت کی اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

١٩١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وللحديث لون آخر عند النسائي، ح: ٣٠١٠، وابن ماجه، ح: ١٢٨٦، سقط من روايتهما "رجل من الحي مجهول"، والحديث الآتي يغني عنه.

١٩١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٠ عن وكيع به.

١٩١٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

(المعجم ٦٢) - باب مَوْضِعِ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٦٣)

باب:٦٢-عرفات میں وقوف کی جگہ

١٩١٩- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو يَعْني ابنَ دِينَارٍ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله بنِ صَفْوانَ، عن يَزِيدَ ابنِ شَيْبَانَ قال: أَتَانَا ابنُ مِرْبَعٍ الأَنْصَارِيُّ وَنَحْنُ بِعَرفَةَ في مكَانٍ يُبَاعِدُهُ عَمْرٌو عن الإمَامِ، فقال: أمَا إنِّي رَسُولُ رسولِ الله ﷺ إلَيْكُمْ، يقُولُ لَكُمْ: «قِفُوا عَلَى مَشَاعِرِكم، فإنَّكُمْ عَلَى إرْثٍ مِنْ إرْثِ أبِيكُمْ إبراهِيمَ».

١٩١٩-حضرت یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم عرفات میں ایسی جگہ وقوف کیے ہوئے تھے کہ عمرو بن عبداللہ اس کو امام کے موقف سے دور سمجھ رہے تھے۔(ابن مربع رضی اللہ عنہ نے) کہا: بے شک میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا پیغامبر بن کے آیا ہوں۔ آپ نے تم لوگوں کو کہلا بھیجا ہے: ”اپنے (انہی) مقامات پر وقوف کرو۔ بلاشبہ تم اپنے ابا ابراہیم (علیہ السلام) کی وراثت میں سے ایک وراثت پر ہو۔“

فائدہ: میدانِ عرفات سارا ہی محلِ وقوف ہے۔

(المعجم ٦٣) - باب الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٦٤)

باب:٦٣-عرفات سے واپسی کا بیان

١٩٢٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَعْمَشِ؛ ح: وحدثنا وَهْبُ بنُ بَيَانٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدَةُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ الأَعْمَشُ المَعْنَى عن الْحَكَمِ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أَفَاضَ

١٩٢٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے تو بڑے آرام اور سکون سے چلے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”لوگو! آرام سے چلو' نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں۔“ سو میں نے

١٩١٩- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح:٨٨٣، والنسائي، ح:٣٠١٧، وابن ماجه، ح:٣٠١١ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨١٨، والحاكم:١/ ٤٦٢، ووافقه الذهبي.

١٩٢٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:١/ ٢٦٩ من حديث سفيان الثوري به، وأصله متفق عليه، البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بلَيلٍ .... الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى ... الخ، ح:١٢٩٣ * الأعمش والحكم بن عتيبة مدلسان وعنعنا، وحديث البخاري، ومسلم يغني عنه.

رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةُ فقال: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُم بالسَّكِينَةِ فإِنَّ الْبِرَّ لَيْس بإيجَافِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ» قال: فما رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا عَادِيَةً حَتَّى أَتَى جَمْعًا. زَادَ وَهْبٌ: ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ بنَ عَبَّاسٍ وَقال: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بإيجَافِ الْخَيْلِ وَالإِبِلِ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» قال: فما رَأَيْتُهَا رَافِعَةً يَدَيْهَا حَتَّى أَتَى مِنًى.

دیکھا کہ (کوئی بھی سواری) اپنے دونوں (اگلے) پاؤں اٹھا کر نہ دوڑ رہی تھی حتیٰ کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے ......وہب نے مزید کہا...... پھر آپ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور فرمایا: ''لوگو! نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں' سکون سے چلو۔'' اور میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی سواری اپنے دونوں پاؤں اٹھا کر چل رہی ہو۔ حتیٰ کہ آپ منیٰ میں آ گئے۔

فائدہ: نیکی اور خیر کے کاموں میں ''مسارعت اور مسابقت'' بلاشبہ مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَسَارِعُوا اِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۳۳) اور فرمایا: ﴿فَاسْتَبِقُوا الخَيْرٰتِ﴾ (البقرة: ۱۴۸) مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کام کو جلدی جلدی انجام دیں۔ بلکہ ایسی صورت سے انجام دیں جو انسانی وقار اور اسلامی شرف کے منافی اور دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ ہو۔ نماز کے لیے آنے کا بھی یہی ادب بتایا گیا ہے۔

١٩٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ زُهَيْرٍ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ عُقْبَةَ: أخبرني كُرَيْبٌ: أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ قُلتُ: أَخْبِرْنِي كَيْفَ فَعَلْتُمْ أَوْ صَنَعْتُمْ عَشِيَّةَ رَدِفْتَ رَسُولَ الله ﷺ؟ قال: جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ فيهِ النَّاسُ لِلْمُعَرَّسِ فَأَنَاخَ رَسُولُ الله ﷺ نَاقَتَهُ ثُمَّ بَالَ وما قال: أَهْرَاقَ الْمَاءَ، ثُمَّ دَعَا بالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ

۱۹۲۱- جناب کریب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے یہ بتائیں کہ اس شام جب آپ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے' آپ لوگوں نے کیسے کیا؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس گھاٹی میں آئے جس میں لوگ اپنی سواریاں بٹھاتے ہیں۔ وہ جگہ مُعَرَّس کہلاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی' پھر پیشاب کیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے [أَهْرَاقَ الْمَاءَ] کے لفظ استعمال نہیں کیے۔ (یعنی ''پانی بہایا'' نہیں کہا۔) پھر آپ نے پانی طلب کیا اور وضو فرمایا جس میں کوئی مبالغہ نہ تھا۔ (یعنی ہلکا وضو کیا' اعضا کو ایک دو بار دھویا) میں

١٩٢١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة، ح:١٢٨٠/٢٧٩ بعد حديث: ١٢٨٥ من حديث زهير به.

وُضُوءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ جِدًّا . قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! الصَّلَاةُ؟. قال: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ». قال: فَرَكِبَ حتى قَدِمْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فأقَامَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ النَّاسُ في مَنَازِلِهِم وَلم يَحُلُّوا حتى أقَامَ الْعِشَاءَ وَصَلَّى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ. زَادَ مُحَمَّدٌ في حَدِيثِهِ قال: قُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ؟ قال: رَدِفَهُ الْفَضْلُ وَانْطَلَقتُ أَنَا في سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ.

نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز؟ آپ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' (آگے چل کر پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے سواریوں کو اپنے اپنے پڑاؤ پر بٹھایا مگران کے (پالان اور کجاوے) نہیں کھولے حتیٰ کہ عشاء کی اقامت کہلوائی اور نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں نے (اپنی سواریوں کو) کھولا۔ محمد بن کثیر نے اپنی روایت میں مزید کہا: میں نے پوچھا: جب تم لوگوں نے صبح کی' تو کیسے کیا تھا؟ انہوں نے کہا: فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے ان افراد کے ساتھ پیدل چلا گیا جو دیگر لوگوں سے پہلے روانہ ہوئے تھے۔

فائدہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ہی پڑھی گئی تھیں۔ دونوں نمازوں کے مابین ''سواریوں کو بٹھانا'' یا تو سواریوں پر شفقت کی غرض سے تھا یا یہ کہ کہیں وہ بکھر نہ جائیں۔ بہر حال یہ معمولی سا کام [جَمْعُ بَيْن الصَّلوتَين] کے منافی نہیں سمجھا جاسکتا۔

١٩٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَيَّاشٍ، عن زَيْدِ بنِ عَلِيٍّ، عن أبِيهِ، عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي رَافِعٍ، عن عَلِيٍّ قال: ثُمَّ أَرْدَفَ أُسَامَةَ فَجَعَلَ يُعْنِقُ على نَاقَتِهِ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ الإِبِلَ يَمِينًا وَشِمَالًا لا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ وَيقُولُ: «السَّكِينَةَ أَيُّهَا النَّاسُ!» وَدَفَعَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ.

١٩٢٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: پھر آپ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر آپ اپنی اونٹنی پر درمیانی چال (عَنَق) سے روانہ ہوئے اور لوگ دائیں بائیں اونٹوں کو پیٹ رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور فرما رہے تھے: ''لوگو! سکون کے ساتھ!'' اور آپ عرفات سے سورج غروب ہونے کے بعد روانہ ہوئے۔

١٩٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ٨٨٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * سفيان الثوري مدلس وعنعن، وحديث أحمد: ١/ ٧٦، ح: ٥٦٤ يغني عنه.

توضیح: سنن ابی داود کے اکثر نسخوں میں [لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ] کا لفظ آیا ہے۔ مگر بذل المجهود میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے لکھا ہے کہ جامع ترمذی' مسند احمد اور سنن بیہقی کی بعض اسانید میں لفظ "لا" موجود نہیں ہے۔ اس طرح کوئی اشکال نہیں رہتا۔ مگر مسند احمد کی ایک سند میں [لا يلتفت] ہی آیا ہے۔ جبکہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابی داود میں اس کو غیر محفوظ لکھا ہے۔ [يلتفت] کا لفظ ہی صحیح ہے۔ یعنی آپ لوگوں کی طرف ملتفت ہو رہے تھے۔

١٩٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ أَنَّهُ قال: سُئِلَ أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسِيرُ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قال: كان يَسِيرُ الْعَنَقَ، فإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. قال هِشَامٌ: النَّصُّ: فَوْقَ الْعَنَقِ.

۱۹۲۳- جناب عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا......اور میں (اس مجلس میں) بیٹھا تھا...... کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں جب عرفہ سے روانہ ہوئے تھے تو کس رفتار سے چلے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام درمیانی رفتار (عَنَق) سے چلے تھے۔ جب کوئی فراخی پاتے تو قدرے تیز ہو جاتے۔ ہشام نے کہا کہ نَصّ والی رفتار عَنَق سے قدرے تیز تر ہوتی ہے۔

فائدہ: تابعین کرام اور صحابۂ کرام میں اس مسئلے کا مذاکرہ دلیل ہے کہ خیر القرون کے یہ حضرات رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک فعل کے امین اور اس کے قائل و فاعل تھے۔

١٩٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أبِي عن ابنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي إبراهِيمُ بنُ عُقْبَةَ عن كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن أُسَامَةَ قال: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا وَقَعتِ الشَّمْسُ دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ.

۱۹۲۴- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا' جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے (یعنی عرفات سے۔)

١٩٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب السير إذا دفع من عرفة، ح:١٦٦٦ من حديث مالك، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح:١٢٨٦ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٢.

١٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٠٢.

١٩٢٥(أ) - حدثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ الله بن عَبَّاسٍ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: دَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عَرَفَةَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ. قُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ: «الصَّلَاةُ أَمَامَكَ». فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

١٩٢٥(ا)- کریب مولیٰ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب گھاٹی میں پہنچے تو اترے' پیشاب کیا' پھر وضو کیا مگر اس میں مبالغہ نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: نماز؟ آپ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' (یعنی آگے پڑھیں گے) پھر آپ سوار ہو گئے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو اترے' وضو کیا اور کامل وضو کیا۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو مغرب کی نماز پڑھائی' پھر ہر شخص نے اپنے اپنے اونٹ کو اپنے اپنے پڑاؤ میں بٹھایا' پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے نماز پڑھائی اور ان کے مابین کچھ نہیں پڑھا۔

١٩٢٥(ب) - [حدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال: حَدَّثَنَا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ قال: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بنُ إِسْحَاقَ: أخبرنا إبراهِيمُ ابنُ مَيْسَرَةَ: أخبرنا يَعْقُوبُ بنُ عَاصِمِ بنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّرِيدَ رَضِيَ الله عَنْهُ يقولُ: أَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْأَرْضَ حتى أَتَى جَمْعًا].

١٩٢٥(ب)- جناب شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عرفات سے) روانہ ہوا تھا' پس آپ کے قدموں نے زمین کو نہیں چھوا حتیٰ کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

فائدہ: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح تر ہے کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے ہمرکاب تھے۔ لہٰذا وہ آپ کے حال سے زیادہ باخبر ہیں۔ حضرت شرید رضی اللہ عنہ نے شاید آپ کو نہیں دیکھا اس لیے اپنے علم کے مطابق آپ کے اترنے کی نفی کر دی' جو صحیح نہیں۔ مگر صاحب بذل المجہود مولانا خلیل احمد صاحب نے طیبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان روایات

١٩٢٥ـ(أ) تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الجمع بين الصلوتين بالمزدلفة، ح: ١٦٧٢، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٠ بعد حديث: ١٢٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٠، ٤٠١.

١٩٢٥(ب)ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٩ عن روح بن عبادة به.

میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں رسول اللہ ﷺ کے اس سفر کی کیفیت اور اہتمام کا بیان ہے کہ آپ نے یہ تمام مسافت اونٹنی ہی پر طے کی تھی اور ذرا بھی پیدل نہ چلے تھے۔ طہارت اور وضو کے لیے اترنا اس کے کوئی مناقض نہیں ہے۔

(المعجم ٦٤) - باب الصَّلَاةِ بِجَمْعٍ (التحفة ٦٥)

باب:٦٤- مزدلفہ میں نماز کا بیان

١٩٢٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ صَلَّى المَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بالمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا.

١٩٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں اکٹھی کر کے پڑھیں۔

١٩٢٧- حَدَّثَنَا ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ بإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَقال: بإِقَامَةٍ إِقَامَةٍ جَمَعَ بَيْنَهُمَا.

١٩٢٧- زہری ؒ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی اور کہا: ایک ایک اقامت سے ان دونوں نمازوں کو جمع کیا۔

قال أَحْمَدُ قال وَكِيعٌ: صَلَّى كلَّ صَلَاةٍ بإِقَامَةٍ.

امام احمد ؒ نے کہا: وکیع نے بیان کیا کہ آپ نے ہر نماز (الگ) اقامت سے پڑھی۔

١٩٢٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ؛ ح: وحدثنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ المَعْنَى: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ عن ابنِ أَبي ذِئْبٍ، عن الزُّهْرِيِّ بإِسْنَادِ ابنِ حَنْبَلٍ، عن حَمَّادٍ وَمَعْنَاهُ قال: بإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لِكُلِّ

١٩٢٨- عثمان بن عمر ؒ نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے زہری سے یعنی احمد بن حنبل عن حماد کی سند سے اور اس کے ہم معنی بیان کیا کہ ہر نماز کے لیے ایک اقامت کہی۔ اور پہلی میں اذان نہیں دی اور نہ کسی کے بعد سنتیں پڑھیں۔

١٩٢٦- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح:٧٠٣ بعد حديث: ١٢٨٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٠ (رواية أبي مصعب: ٣٧٢).

١٩٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من جمع بينهما ولم يتطوع، ح: ١٦٧٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في مسند أحمد بن حنبل: ٢/ ١٥٧.

١٩٢٨- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠١ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

صَلَاةٍ، وَلَم يُنَادِ في الأُولَى، وَلَم يُسَبِّحْ عَلَى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

قال مَخْلَدٌ: لَمْ يُنَادِ في وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

مخلد نے کہا: ان میں سے ایک کیلئے اذان نہیں دی۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ [لَمْ يُنَادِ ......] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ اس لیے کہ ایک مرتبہ تو اذان دی گئی' بنابریں اذان کی نفی صحیح نہیں۔

۱۹۲۹- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أنبأنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ قال: صَلَّيْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ المَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، فقال لَهُ مَالِكُ بنُ الْحَارِثِ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟ قال: صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في هٰذَا المَكَانِ بِإقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

۱۹۲۹- عبداللہ بن مالک (بن حارث) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی۔ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں۔ مالک بن حارث نے ان سے کہا: یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ایک ہی تکبیر سے دو نمازوں کے پڑھنے کا ذکر ہے' جبکہ ہر نماز کے لیے الگ الگ سے اقامت کہنا صحیح تر احادیث سے ثابت ہے۔ (صحیح البخاری' الحج' حدیث: ۱۶۷۳) اسی حدیث کی بابت شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت [لِكُلِّ صَلَاةٍ] (یعنی ہر نماز کیلئے الگ الگ تکبیر کہی۔) کی زیادتی کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۳۰- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ عن شَرِيكٍ، عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَعَبْدِ الله بنِ مَالِكٍ قالَا: صَلَّيْنَا مَعَ ابنِ عُمَرَ بالمُزْدَلِفَةِ

۱۹۳۰- سعید بن جبیر اور عبداللہ بن مالک دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھیں۔ اور محمد بن کثیر کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ (مذکورہ بالا روایت)

۱۹۲۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الجمع بين المغرب والعشاء بالمزدلفة، ح:۸۸۷ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * أبوإسحاق عنعن، والحديث السابق: ۱۹۲۷ يغني عنه.

۱۹۳۰ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم من حديث أبي إسحاق به، ورواه البيهقي: ۱/ ٤۰۱ من حديث أبي داود به.

الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ فَذَكَرَ مَعْنَى ابنِ كَثِيرٍ.

فائدہ: اس روایت میں بھی ایک تکبیر کے ساتھ دو نمازیں پڑھنے کا ذکر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت [لِكُلِّ صَلاةٍ] (ہر نماز کیلئے الگ تکبیر کہی) کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے۔

۱۹۳۱- حَدَّثَنا ابنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن إِسْمَاعِيلَ، عن أَبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: أَفَضْنَا مَعَ ابنِ عُمَرَ فَلَمَّا بَلَغْنَا جَمْعًا صَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ ثَلَاثًا وَاثْنَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قال لَنا ابنُ عُمَرَ: هٰكَذَا صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ في هٰذَا الْمَكَانِ.

۱۹۳۱- سعید بن جبیر نے کہا: ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں (عرفات سے) لوٹے۔ جب مزدلفہ پہنچے تو انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء کی نمازیں تین رکعتیں اور دو رکعتیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھائیں۔ جب فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ ہمیں اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

فائدہ: اس میں بھی ایک اقامت کا ذکر ہے جو درست نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں گزرا ہے۔

۱۹۳۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حَدَّثَني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ قالَ: رَأَيْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ أَقَامَ بِجَمْعٍ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: شَهِدْتُ ابنَ عُمَرَ صَنَعَ في هٰذَا الْمَكَانِ مِثْلَ هٰذَا، وَقَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ الله ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا في هذَا الْمَكَانِ.

۱۹۳۲- سلمہ بن کہیل نے کہا: میں نے جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو مزدلفہ میں دیکھا کہ انہوں نے اقامت کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر کہا: میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ حاضر تھا انہوں نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا اور انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ نے اس جگہ اسی طرح کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی ایک تکبیر کا ذکر ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ دیکھیے گزشتہ احادیث کے فوائد۔

۱۹۳۱- تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۸ من حديث إسماعيل به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

۱۹۳۲- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ۱۲۸۸/ ۲۸۸ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ۱۹۲۹.

١٩٣٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنا أَشْعَثُ بنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَقْبَلْتُ مَعَ ابنِ عُمَرَ مِنْ عَرَفَاتٍ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ فَلَمْ يَكُنْ يَفْتُرُ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ حَتَّى أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ أَوْ أَمَرَ إِنْسَانًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: الصَّلَاةُ، فَصَلَّى بِنَا الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهِ. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي عِلَاجُ بنُ عَمْرٍو بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي عَنِ ابنِ عُمَرَ، فَقِيلَ لابنِ عُمَرَ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ هٰكَذَا.

۱۹۳۳- اشعث بن سلیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ آیا۔ انہوں نے اس دوران میں تکبیر اور تہلیل کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے۔ پھر اذان اور اقامت کہی یا کسی کو حکم دیا کہ اذان اور اقامت کہے' پھر ہمیں مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز' (عشاء کی بھی۔) پس ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی' دو رکعتیں۔ پھر اپنا رات کا کھانا طلب کیا۔ (اشعث بن سلیم نے) کہا: مجھے علاج بن عمرو نے اسی طرح بیان کیا جیسے کہ میرے والد (سلیم بن اسود) نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے ہی پڑھی تھی۔

ملحوظہ: علامہ البانی رحمہ اللہ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ [فَقَالَ: الصَّلَاةُ] (آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: نماز!) کے الفاظ شاذ ہیں۔ البتہ [فَأقَامَ الصَّلَاةَ] "تکبیر کہلوائی" کے الفاظ صحیح تر ہیں۔

١٩٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابنَ زِيَادٍ وَأَبَا عَوَانَةَ وَأَبَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثُوهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عَنِ ابنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِوَقْتِها إِلَّا بِجَمْعٍ فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ

۱۹۳۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بے وقت پڑھی ہو۔ آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے مگر مزدلفہ میں آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا (تاخیر سے۔) اور اگلے دن کی فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

١٩٣٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠١ من حديث أبي داود به.

١٩٣٤- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلوٰة الصبح يوم النحر بالمزدلفة . . . الخ، ح: ١٢٨٩/ ٢٩٢ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الحج، باب من يصلي الفجر بجمع؟، ح: ١٦٨٢ من حديث الأعمش به.

الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وصَلَّى صَلاَةَ الصُّبْحِ مِن الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا.

فوائد و مسائل: ① یعنی فجر کی نماز بہت جلد پڑھائی جو کہ آپ کا عام معمول کا وقت نہ تھا۔ اور فضا میں بہت اندھیرا تھا۔ مگر فجر صادق طلوع ہو چکی تھی۔ ② بعض فقہا (حسن بصری، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین ؒ) کا اس حدیث سے استدلال ہے کہ سفر میں نمازیں جمع کرنا جائز نہیں۔ سوائے عرفات اور مزدلفہ کے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ رہنے والے صحابی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس مقام کے علاوہ آپ نے کبھی کوئی نماز بے وقت نہیں پڑھی۔ سو جمع بین الصلاتین جائز نہیں۔ جبکہ اصحاب الحدیث اور جمہور فقہاء جمع بین الصلاتین کے قائل و فاعل ہیں۔ ان کا استدلال رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ہے۔ جیسے کہ گزشتہ "ابواب صلوٰۃ السفر" (حدیث ۱۱۹۸ و مابعدہ) کے مطالعہ سے واضح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی اس روایت میں نبی ﷺ کے عام معمولات اور نماز بروقت ادا کرنے کی پابندی کا بیان ہے۔ جو بصورت مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر صریح فرامین اور آپ کے معمولات جمع بین الصلاتین کو ثابت کرتے ہیں۔ تو جہاں کہیں احادیث کا مفہوم اور منطوق (ظاہر الفاظ) متعارض معلوم ہوتے ہوں وہاں منطوق کو مقدم کیا جاتا ہے۔

١٩٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حدثنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَيَّاشٍ، عن زَيْدِ بن عَلِيٍّ، عن أَبِيهِ، عن عُبَيْدِاللهِ بن أبي رَافِعٍ، عن عَلِيٍّ قال: فَلَمَّا أَصْبَحَ، يَعْني النَّبيَّ ﷺ، وَوَقَفَ عَلَى قُزَحَ فقال: «هٰذَا قُزَحُ وَهُوَ المَوْقِفُ وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَنَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فانْحَرُوا في رِحَالِكُم».

١٩٣٥- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ (مزدلفہ میں) جب نبی ﷺ نے صبح کی اور جبل قُزَح پر وقوف کیا تو فرمایا: "یہ قُزَح ہے اور جائے وقوف ہے۔ اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقوف ہے۔ میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور منیٰ سب ہی قربان گاہ ہے۔ سو اپنے اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔"

١٩٣٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَفْصُ

١٩٣٦- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی

١٩٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ٨٨٥ من حديث سفيان، وابن ماجه، ح: ٣٠١٠ من حديث يحيى بن آدم به، وانظر، ح: ١٩٢٢ * سفيان الثوري مدلس وعنعن.

١٩٣٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٤١٨ من حديث أبي داود به.

ابنُ غِياثٍ عن جَعْفَرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن أبيهِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «وَقَفْتُ هٰهُنَا بِعَرَفَةَ وَعَرَفَةُ كُلُّها مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هٰهُنَا بِجَمْعٍ وَجَمْعٌ كُلُّها مَوْقِفٌ، وَنَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فانْحَرُوا في رِحَالِكُمْ».

ﷺ نے فرمایا: ''میں نے عرفات میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور عرفات سارے کا سارا جائے وقوف ہے۔ میں نے مزدلفہ میں اس جگہ پر وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سارا ہی جائے وقوف ہے۔ اور میں نے اس جگہ قربانی کی ہے اور منیٰ سب ہی قربان گاہ ہے۔ پس تم اپنے پڑاؤ پر قربانیاں کرو۔''

١٩٣٧- حَدَّثَنا الحسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عَطاءٍ قال: حَدَّثَني جابرُ بنُ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وكلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وكلُّ المُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وكلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ».

١٩٣٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرفات سارا ہی مقام وقوف ہے اور منیٰ سارا ہی قربان گاہ ہے اور مزدلفہ پورا ہی وقوف کی جگہ ہے۔ اور مکہ کے سب راستے (یہاں آنے کی) راہ ہیں اور قربان گاہ بھی۔''

فائدہ: عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے مقام ہائے وقوف معروف ہیں۔ اگر بغیر کسی ازدحام واذیت دینے کے ان مقامات پر وقوف کا موقع مل جائے تو شرف ہے ورنہ ثواب سبھی جگہ برابر ہے۔ اسی طرح مکے میں داخلے کے لیے کداء والی جانب افضل ہے ورنہ کہیں سے بھی آیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح قربانی کے لیے منیٰ افضل ہے۔

١٩٣٨- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن [عَمْرِو] بنِ مَيْمُونٍ قال: قال عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ لا يُفِيضُونَ حتى يَرَوُا الشَّمْسَ عَلَى ثَبِيرَ، فَخالَفَهُمُ النَّبيُّ ﷺ فَدَفَعَ قَبْلَ طُلوعِ الشَّمْسِ.

١٩٣٨- جناب عمر بن خطاب ؓ نے بیان کیا کہ اہل جاہلیت (مزدلفہ سے) اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے جب تک کہ کوہ ثبیر پر سورج کو (طلوع ہوتا) نہ دیکھ لیتے۔ سو نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور طلوع آفتاب سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو لیے۔

فائدہ: مزدلفہ سے روانگی کا اصل وقت نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہے، صرف ضعیفوں کے لیے رخصت ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد جا سکتے ہیں۔

١٩٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الذبح، ح: ٣٠٤٨ من حديث أسامة بن زيد به.
١٩٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ٣٨٣٨ من حديث سفيان الثوري به.

(المعجم ٦٥) - **باب التَّعْجِيلِ مِنْ جَمْعٍ** (التحفة ٦٦)

باب:٦٥- مزدلفہ سے روانگی میں جلدی کرنا

١٩٣٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: أخبرني عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يقُولُ: أنا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ الله ﷺ لَيْلَةَ المُزْدَلِفَةِ في ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

۱۹۳۹- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اہل کے ان ضعیف افراد میں شامل تھا جن کو آپ ﷺ نے مزدلفہ کی رات قبل از وقت روانہ فرمادیا تھا۔

فائدہ: خواتین' بچے' مریض' بوڑھے اور کمزور افراد کے لیے رخصت ہے کہ وہ مزدلفہ سے فجر کی نماز سے پہلے ہی منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔

١٩٤٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيانُ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عن الحسَنِ الْعُرَنِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قَدَّمَنَا رَسُولُ الله ﷺ لَيْلَةَ المُزْدَلِفَةِ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ، فَجَعَلَ يَلْطَحُ أفخاذَنا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ! لا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۱۹۴۰- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات ہم بنی عبدالمطلب کے چھوٹے لڑکوں کو گدھوں پر سوار کر کے آگے بھیج دیا تھا۔ اس موقع پر آپ ہماری رانوں پر آہستہ آہستہ مارتے ہوئے فرما رہے تھے: ''بچو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ کو کنکریاں نہ مارنا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اللَّطْحُ: الضَّرْبُ اللَّيِّنُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں [اَللَّطح] کا معنی ہے ''نرم انداز میں مارنا۔''

١٩٤١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ:

۱۹۴۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

١٩٣٩- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل . . . الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة إلى منى . . . الخ، ح:١٢٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢٢.

١٩٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من تقدم من جمع إلى منى لرمي الجمار، ح:٣٠٢٥، والنسائي، ح:٣٠٦٦ من حديث سفيان الثوري به، وسنده ضعيف * "الحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس" (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

١٩٤١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب النهي عن رمي جمرة العقبة قبل طلوع الشمس، ح:٣٠٦٧ من حديث حبيب به وعنعن.

حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عن حَبِيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيأْمُرُهُمْ يَعْني: لا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ، حتى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ضعیف افراد کو اندھیرے ہی میں آگے روانہ فرمادیا کرتے تھے۔ اور انہیں حکم دیتے تھے کہ سورج طلوع ہونے تک جمرہ کو کنکریاں نہ ماریں۔

فائدہ: دسویں تاریخ کو رمی جمرہ کا مسنون وقت سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔

١٩٤٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ يَعْني ابنَ عُثْمانَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَنَّها قالَتْ: أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ بأُمِّ سَلَمَةَ لَيْلَةَ النَّحْرِ فَرَمَتِ الْجَمْرَةَ قَبْلَ الفَجْرِ، ثُمَّ مَضَتْ فأَفَاضَتْ وكَانَ ذٰلِكَ الْيَومُ، الْيَومَ الَّذِي يَكُونُ رَسُولُ الله ﷺ - تَعْنِي عِنْدَها.

۱۹۴۲- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ کو نحر والی رات فجر سے پہلے ہی (منیٰ کی جانب) بھیج دیا۔ پس انہوں نے (طلوع) فجر سے پہلے ہی جمرہ کو کنکریاں مارلیں پھر وہ چلی گئیں اور طواف افاضہ کرلیا۔ اور یہ انہی کی باری کا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تھے۔

١٩٤٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عَطَاءٌ: أخبرني مُخْبِرٌ عن أَسْمَاءَ: أَنَّهَا رَمَتِ الْجَمْرَةَ. قُلْتُ: إِنَّا رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ بِلَيْلٍ، قالَتْ: إِنَّا كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

۱۹۴۳- ایک خبر دینے والے نے بیان کیا کہ حضرت اسماء (بنت ابی بکر) ؓ نے جمرہ کی رمی کی تو میں نے کہا: ہم نے تو رات میں رمی کی ہے۔ (کنکریاں ماری ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم یہی کیا کرتے تھے۔

١٩٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

١٩٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الرخصة للضعفة أن يصلوا يوم النحر الصبح بمنى، ح: ٣٠٥٣ من حديث عطاء بن أبي رباح به، ورواه البيهقي: ٥/ ١٣٣ من طريق أبي داود به * المخبر هو مولى أسماء عبدالله بن كيسان.

فائدہ: مذکورہ دونوں روایتوں میں سورج طلوع ہونے سے قبل کنکریاں مارنے کا ذکر ہے۔ اس کی بابت صاحب عون لکھتے ہیں کہ یہ صرف عورتوں' بچوں اور ان کے غلاموں کے لیے ہے جو ان کی خدمت کیلئے ہوں۔ ان کے علاوہ دس ذوالحجہ کو کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ طلوع فجر سے پہلے کنکریاں مارے جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم.

١٩٤٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَني أبو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: أَفَاضَ رَسُولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ فأَوضَعَ في وَادِي مُحَسِّرٍ.

۱۹۴۴- حضرت جابر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) روانہ ہوئے اور بڑے سکون اور آرام سے چلے۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں (مگر) وادئ محسر میں سے تیزی سے نکلے تھے۔

فائدہ: وادئ محسر میں اصحاب الفیل پر عذاب نازل ہوا تھا اور مقاماتِ عذاب سے بڑی جلدی نکل جانا چاہیے۔

(المعجم ٦٦) - باب يَوْمِ الْحَجِّ الأَكْبَرِ (التحفة ٦٧)

باب: ٦٦- حج اکبر کا دن کون سا ہے؟

١٩٤٥- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا هِشَامٌ يَعْني ابنَ الْغَازِ: حَدَّثَنا نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ وَقَفَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ في الْحَجَّةِ الَّتي حَجَّ فقال: «أيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ. قال: «هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ».

۱۹۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج میں قربانی والے دن جمرات کے درمیان کھڑے ہوئے اور پوچھا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ قربانی کا دن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حج اکبر کا دن ہے۔''

١٩٤٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

۱۹۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت

١٩٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الأمر بالسكينة في الإفاضة من عرفة، ح: ٣٠٢٤ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم، ح: ١٢٩٩ عن أبي الزبير به مختصرًا جدًا * أبو الزبير عنعن.

١٩٤٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ٣٠٥٨ من حديث هشام بن الغاز به، وعلقه البخاري، ح: ١٧٤٢، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٣١، ووافقه الذهبي.

١٩٤٦- تخريج: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب: كيف ينبذ إلى أهل العهد، ح: ٣١٧٧ عن أبي اليمان الحكم بن نافع، ومسلم، الحج، باب: لا يحج البيت مشرك ... الخ، ح: ١٣٤٧ من حديث الزهري به.

فَارِسٍ، أَنَّ الحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ: أخبرنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَني حُمَيْدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: بَعَثَني أَبُو بَكْرٍ في مَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى أَنْ لا يَحُجَّ بَعْدَ العَامِ مُشْرِكٌ، ولا يَطُوفَ بالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَيَوْمُ الحجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ، وَالحَجُّ الْأَكْبَرُ: الحجُّ.

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جنھوں نے قربانی کے روز منیٰ میں یہ اعلان کیا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کے لیے نہ آئے۔ اور کوئی شخص بے لباس ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ اور قربانی کا دن (یوم النحر ہی) حج اکبر کا دن ہے۔ اور حج اکبر سے مراد حج ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج سے ایک سال پہلے نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ فرمایا تھا اور اس موقع پر سورۂ براءۃ (سورۂ توبہ) کی آیات کے ذریعے سے کفار سے اعلان براءت کیا گیا تھا۔ ② مشرکین کو حرم میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ انہیں طاقت کے ذریعے سے اس سے روکا جانا ضروری ہے۔ ③ طواف کے لیے ستر واجب ہے۔ ④ یوم النحر (قربانی کا دن) حج اکبر کا دن ہے۔ سورۂ توبہ میں ہے ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُولُهٗ......﴾ (التوبۃ: ۳) ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن میں یہ اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول بھی۔'' ⑤ ''حج اکبر'' سے مراد ''حج'' ہے۔ جبکہ کچھ روایات میں عمرہ کو حج اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ احادیث عوام الناس میں مشہور اس قول کی تردید کرتی ہیں کہ جب یوم عرفہ اور یوم جمعہ جمع ہو جائیں تو وہ حج اکبر ہوتا ہے۔ نہیں! بلکہ ہر حج خواہ وہ کسی بھی روز ہو ''حج اکبر'' ہی ہوتا ہے۔ جمعہ کے روز یوم عرفہ کا واقع ہونا ایک اتفاقی امر ہے اور اللہ کے ہاں قبولیت میں کوئی فرق نہیں۔

(المعجم ٦٧) - بابُ الْأَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٧- حرمت والے مہینوں کا بیان

١٩٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن مُحمَّدٍ، عن أبي بَكْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ في حَجَّتِهِ فقال: «إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ

۱۹۴۷- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے حج میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ زمانہ اپنی اس (اصل) کیفیت پر گھوم آیا ہے (جس پر کہ اپنے پہلے روز تھا) جب کہ اللہ نے آسمانوں

١٩٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] وهو متفق عليه، انظر الحديث الآتي، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٢١٥ من حديث إسماعيل ابن علية به.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمَّاهُ ابنُ عَوْنٍ فقالَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي بَكْرَةَ، عَنْ أبِي بَكْرَةَ في هٰذَا الحدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عون نے نام لے کر کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ (اپنے والد) ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

(المعجم ٦٨) - **باب مَنْ لَمْ يُدْرِكْ عَرَفَةَ** (التحفة ٦٩)

باب:٦٨- جو شخص وقوف عرفات نہ پا سکے؟

١٩٤٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَني بُكَيْرُ بنُ عَطاءٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ قال: أَتَيْتُ النَّبيَّ ﷺ وَهُوَ بِعَرَفَةَ، فَجاءَ ناسٌ - أوْ نَفَرٌ - مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فأَمَرُوا رَجُلًا فَنَادَى رَسُولَ الله ﷺ كَيفَ الحجُّ؟ فأَمَرَ رَجُلًا فَنَادَى: «الحجُّ: الحجُّ يَوْمُ عَرَفَةَ، مَنْ جاءَ قَبْلَ صَلاَةِ الصُّبْحِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَتَمَّ حَجُّهُ أَيَّامُ مِنًى ثَلاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ في يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ». قال: ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي بِذٰلِكَ.

١٩٤٩- جناب عبدالرحمٰن بن یعمر الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ میدانِ عرفات میں تھے۔ اسی دوران میں نجد کی طرف کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے ایک شخص کو کہا تو اس نے پکار کر کہا: اے اللہ کے رسول! حج کیسے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے (بھی) ایک شخص کو حکم دیا اور اس نے پکار کر کہا: ”حج: حج عرفات کا دن ہے۔ جو شخص مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز سے پہلے پہلے یہاں آ گیا اس کا حج پورا ہو گیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں۔ جو شخص دو دن بعد جلدی سے واپس ہو جائے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے (تیسرا دن بھی وقوف کرے) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔“ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک شخص کو سوار کرا لیا جو اس بات کی منادی کرنے لگا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مِهْرَانُ عن سُفْيَانَ قال: «الحجُّ، الحجُّ» مَرَّتَيْنِ. وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عن سُفْيَانَ قال: «الحجُّ» مَرَّةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مہران نے سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے [الحج الحج] (یعنی) دوبار۔ جبکہ یحییٰ بن سعید قطان نے سفیان سے یہ لفظ [الحج] ایک بار بیان کیا ہے۔

١٩٤٩_ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح:٨٨٩، ٨٩٠، والنسائي، ح:٣٠١٩، وابن ماجه، ح:٣٠١٥ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٣، والحاكم:١/ ٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن ہے۔ خواہ معمولی وقت کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کا وقت نو ذوالحجہ کو زوال کے وقت سے لے کر اگلے دن صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ جس سے یہ وقوف فوت ہو جائے' اس کا حج نہیں۔

١٩٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَامِرٌ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بالمَوْقِفِ يَعْنِي بِجَمْعٍ قُلْتُ: جِئْتُ يَارَسُولَ الله! مِن جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي، وَالله! ما تَرَكْتُ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ، فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلَاةَ، وَأَتَى عَرَفَاتٍ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا، فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ».

١٩٥٠- حضرت عروہ بن مضرس طائی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ میں وقوف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں قبیلۂ طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو ہلکان کیا ہے اور اپنے آپ کو بہت تھکایا ہے۔ قسم اللہ کی! میں نے کوئی ٹیلہ (یا پہاڑ) نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے۔ تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز (فجر) پالی اور اس سے پہلے وہ رات یا دن میں عرفات میں حاضر ہو چکا ہے تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔ (اس نے مناسکِ حج پورے کر لیے۔ اب مابعد کے دیگر اعمالِ حج پورے کر کے اپنا احرام کھول دے۔)''

(المعجم ٦٩) - باب النُّزُولِ بِمِنًى (التحفة ٧٠)

باب:٦٩- منیٰ میں پڑاؤ کرنے کا بیان

١٩٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إبراهيمَ

١٩٥١- عبدالرحمٰن بن معاذ ؓ ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں' اس نے کہا: نبی ﷺ نے منیٰ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں اپنے اپنے مقامات پر اترنے کا

١٩٥٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح:٨٩١، والنسائي، ح:٣٠٤٢، وابن ماجه، ح:٣٠١٦ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٠، وابن حبان (الإحسان)، ح:٣٨٣٩، ٣٨٤٠، والحاكم: ١/٤٦٣، ووافقه الذهبي.

١٩٥١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/١٣٨ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٤/٦١، ٥/٣٧٤.

التَّيْمِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاذٍ، عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ بِمِنًى وَنَزَّلَهُمْ مَنَازِلَهُمْ، فقال: «لِيَنْزِلِ الْمُهَاجِرُونَ هٰهُنَا»، وَأَشَارَ إِلَى مَيْمَنَةِ الْقِبْلَةِ، «والْأَنْصَارُ هٰهُنَا»، وَأَشَارَ إِلى مَيْسَرَةِ الْقِبْلَةِ، ثُمَّ لِيَنْزِلِ النَّاسُ حَوْلَهُمْ.

ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین یہاں پڑاؤ کریں۔'' اور قبلہ کی جانب دائیں طرف اشارہ فرمایا۔ ''اور انصار یہاں پڑاؤ کریں۔'' اور قبلہ کی بائیں طرف اشارہ فرمایا۔ ''اور دیگر لوگ ان کے اردگرد اتریں۔''

فائدہ: یہ مقامات منیٰ کی مسجد خیف سے قبلہ کی طرف دائیں اور بائیں مراد ہیں۔ جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۹۵۷ میں آرہا ہے۔

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: أَيَّ يَوْمٍ يُخْطَبُ بِمِنًى (التحفة ٧١)

باب: ۷۰- امام منیٰ میں کس روز خطبہ دے؟

١٩٥٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن إبراهِيمَ بنِ نَافِعٍ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن أبِيهِ، عن رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي بَكْرٍ قالَا: رَأَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ يَخْطُبُ بَيْنَ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَنَحْنُ عِنْدَ رَاحِلَتِهِ وَهِيَ خُطْبَةُ رَسُولِ الله ﷺ الَّتِي خَطَبَ بِمِنًى

۱۹۵۲- ابن ابی نجیح اپنے والد سے وہ بنو بکر کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ہم آپ کی سواری کے قریب ہی تھے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ خطبہ تھا جو آپ نے منیٰ میں ارشاد فرمایا۔

١٩٥٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا رَبِيعَةُ بنُ

۱۹۵۳- ربیعہ بن عبدالرحمٰن بن حصین اپنی دادی سراء بنت نبہان ؓ سے بیان کرتے ہیں...... یہ خاتون

١٩٥٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٥١ من حديث أبي داود به، وأحمد: ٥/ ٣٧٠ من حديث إبراهيم بن نافع به * ابن أبي نجيح مدلس وعنعن.

١٩٥٣- تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في "خلق أفعال العباد"، ح: ٣٩٨ عن أبي عاصم به مختصرًا، ورواه البيهقي: ٥/ ١٥١، ١٥٢، وابن سعد في الطبقات: ٨/ ٣٣٠ مطولاً، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٣ من حديث محمد بن بشار به.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن حُصَيْنٍ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي سَرَّاءُ بِنْتُ نَبْهَانَ - وَكَانَتْ رَبَّةَ بَيْتٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ - قالَتْ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الرُّؤُوس فقال: «أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟» قُلْنَا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «أَلَيْسَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ؟».

قبل از اسلام ایک گھر کی نگران تھیں (جس میں بت ہوا کرتے تھے)...... وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رؤوس والے دن ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا: "یہ کونسا دن ہے؟" ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "کیا یہ ایام تشریق کا درمیانی دن نہیں ہے؟"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ قال عَمُّ أبي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ: أَنَّهُ خَطَبَ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابوحرہ رقاشی کے چچا نے بھی ایسے ہی روایت کیا ہے کہ آپ نے ایام تشریق کے درمیانی دن میں خطبہ دیا۔

فوائد ومسائل: ① عیدالاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ "تشریق" کے معنی ہیں' گوشت کے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنا۔ پہلا دن یوم القر (بمعنی قرار) اور دوسرا دن "یوم الرؤوس" کہلاتا ہے۔ یعنی "سریوں والا دن" کہ وہ قربانیوں کی سریاں پکا کر کھاتے تھے۔ اور تیسرے دن کو "یوم النفر" (روانگی کا دن) کہتے ہیں۔ ② اس موقع پر امام حج کے لیے خطبہ دینا مستحب ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حسب موقع اہم اہم مسائل کی تذکیر کی جانی چاہیے۔

(المعجم ٧١) - باب مَنْ قَالَ: خَطَبَ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ٧٢)

باب: ۷۱- قربانی والے دن خطبہ

١٩٥٤- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَنِي الْهِرْمَاسُ بنُ زِيَادٍ الْبَاهِلِيُّ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ يَوْمَ الأَضْحٰى بِمِنًى.

۱۹۵۴- حضرت ہرماس بن زیاد باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں قربانی والے دن اپنی عضباء اونٹنی پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

١٩٥٤- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٠٩٥ من حديث عكرمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٥٣، وابن حبان، ح: ١٠١٦.

١٩٥٥- حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ يَعني ابنَ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثنا ابنُ جابِرٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ عامِرٍ الْكَلاعِيُّ سَمِعْتُ أبا أُمَامَةَ يقُولُ: سَمِعْتُ خُطْبَةَ رَسُولِ الله ﷺ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ.

١٩٥٥- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں قربانی والے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنا۔

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: أيَّ وَقْتٍ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ٧٣)

باب:٧٢- قربانی والے دن خطبہ دینے کا وقت

١٩٥٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ عن هِلَالِ بنِ عَامِرٍ الْمُزَنِيِّ: حَدَّثَنِي رَافِعُ بنُ عَمْرٍو الْمُزَنِيُّ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ بِمِنًى حِينَ ارْتَفَعَ الضُّحَى عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بَيْنَ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ.

١٩٥٦- جناب رافع بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں اپنے سفید خچر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے جبکہ دن اونچا آ چکا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی بات آگے پہنچا رہے تھے۔ لوگ کچھ بیٹھے تھے اور کچھ کھڑے تھے۔

فوائد و مسائل: ① امام حج کا اس دن خطبہ دینا مستحب ہے۔ ② آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنی اونٹنی پر سے خطبہ دیا اور دوسرے موقع پر سفید خچر پر سے' اس میں تعارض نہیں ہے۔

(المعجم ٧٣) - باب مَا يَذْكُرُ الإمَامُ فِي خُطْبَتِهِ بِمِنًى (التحفة ٧٤)

باب:٧٣- منیٰ کے خطبہ میں امام کیا بیان کرے؟

١٩٥٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ

١٩٥٧- حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی رضی اللہ عنہ بیان

١٩٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٤٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٤٩، وأصله عند الترمذي، ح: ٦١٦ وقال: "حسن صحيح".

١٩٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٠٩٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به، وصرح بالسماع، وتابعه يعلى بن عبيد، وانظر، ح: ٤٠٧٣.

١٩٥٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب ما ذكر في منىً، ح: ٢٩٩٩ من حديث عبدالوارث به، وانظر، ح: ١٩٥١.

الْوَارِثِ، عن حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ، عن مُحمَّدِ ابنِ إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاذٍ التَّيْمِيِّ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى فَفُتِحَتْ أَسْمَاعُنَا حَتَّى كُنَّا نَسْمَعُ ما يقُولُ وَنَحْنُ في مَنَازِلِنَا، فَطَفِقَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتَّى بَلَغَ الْجِمَارَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ ثُمَّ قال: «بِحَصَى الْخَذْفِ» ثُمَّ أَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَنَزَلُوا في مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ فَنَزَلُوا مِنْ وَرَاءِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ نَزَلَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا جبکہ ہم منیٰ میں تھے۔ پس (اللہ تبارک و تعالیٰ نے) ہمارے کان کھول دیے' ہم اپنے اپنے پڑاؤ پر تھے اور وہ سب کچھ سن رہے تھے جو آپ فرما رہے تھے۔ آپ ہمیں اعمال حج کی تعلیم فرما رہے تھے حتیٰ کہ جمرات تک پہنچ گئے' تو آپ نے اپنی شہادت کی انگلیاں (اپنے کانوں میں) رکھیں اور فرمایا: ''چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو''۔ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا تو وہ مسجد (خیف) کے آگے کی طرف اترے۔ اور انصار کو حکم دیا تو وہ مسجد سے پیچھے کی طرف اترے۔ پھر دوسرے لوگ ان کے بعد اترے۔

فوائد و مسائل: ① یہ نبی ﷺ کا معجزہ تھا کہ دور کے لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر آپ کا خطبہ سن لیا۔ ② ''شہادت کی انگلیاں رکھیں'' اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے کانوں میں رکھیں اور بلند آواز سے فرمایا۔ ابوداود کے ایک نسخہ سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے اس میں [فِي أُذُنَيْهِ] کا اضافہ ہے۔ (نیل الاوطار) یا ہوسکتا ہے کہ آپ نے انگوٹھوں کے درمیان اپنی انگلیاں رکھ کر اشارہ فرمایا ہو کہ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔ (بذل المجهود)

(المعجم ٧٤) - بَابٌ: يَبِيتُ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى (التحفة ٧٥)

باب:۷۴-منیٰ کی راتیں مکہ میں گزارنے کا بیان

١٩٥٨- حَدَّثَنَا أبو بَكْرٍ مُحمَّدُ بنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي حَرِيزٌ - أَوْ أبو حَرِيزٍ الشَّكُّ مِنْ يَحْيَى - أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ فَرُّوخَ يَسْأَلُ ابنَ عُمَرَ قال: إِنَّا نَتَبَايَعُ بِأَمْوَالِ النَّاسِ فَيَأْتِي أَحَدُنَا مَكَّةَ فَيَبِيتُ

۱۹۵۸-عبدالرحمٰن بن فروخ نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ ہم لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کرتے ہیں' تو ہم میں سے کوئی مکہ بھی آجاتا ہے اور اپنے مال کے ساتھ رات گزارتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو راتیں منیٰ میں گزاری تھیں اور دن بھی۔

١٩٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٥٣ من حديث أبي داود به * حريز أو أبوحريز مجهول كما في التقريب وغيره.

عَلَى الْمَالِ؟ فقال: أَمَّا رَسُولُ الله ﷺ فَبَاتَ بِمِنًى وَظَلَّ.

١٩٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ رَسُولَ الله ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فأذِنَ لَهُ.

١٩٥٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی تھی کہ لوگوں کو پانی پلانے کی غرض سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔

فائدہ: کوئی معقول شرعی عذر ہو تو منیٰ سے باہر رہ سکتا ہے' مثلاً حجاج کی خدمت' جانوروں کو چرانا یا مریض اور اس کی تیمارداری وغیرہ۔ اس قسم کے اعذار کے علاوہ منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے۔

(المعجم ٧٥) - باب الصَّلَاةِ بِمِنًى (التحفة ٧٦)

باب:۷۵- منیٰ میں نمازیں (قصر یا اتمام)

١٩٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ أَبَا مُعَاوِيَةَ وَحَفْصَ بنَ غِيَاثٍ حدَّثاهم وَحَدِيثُ أبي مُعَاوِيَةَ أَتَمُّ، عن الأعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ قال: صَلَّى عُثْمانُ بِمِنًى أَرْبَعًا، فقال عَبْدُ الله: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أبي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ، وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ - زَادَ عن حَفْصٍ: وَمَعَ عُثْمانَ صَدْرًا مِنْ إمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا - زَادَ مِنْ هٰهُنَا عن أبي مُعَاوِيَةَ - ثُمَّ

١٩٦٠- جناب عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو دو رکعتیں (قصر) پڑھی ہیں۔ (مسدد نے) حفص بن غیاث سے مزید یہ بھی کہا: اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی' کہ وہ ابتدائی دور خلافت میں (قصر کرتے رہے) پھر آخر میں وہ پوری پڑھنے لگے تھے۔ (مسدد نے) یہاں سے ابومعاویہ سے یہ اضافہ کیا کہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

١٩٥٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منىً؟، ح: ١٧٤٥، ومسلم، الحج، باب وجوب المبيت بمنىً ليالي أيام التشريق . . . الخ، ح: ١٣١٥ من حديث ابن نمير به، وانظر، ح: ٢٠٢٥.

١٩٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التقصير، باب الصلوة بمنىً، ح: ١٠٨٤، ومسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلوة بمنىً، ح: ٦٩٥ من حديث الأعمش به ☆ حديث معاوية بن قرة عن أشياخه غير متفق عليه.

تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ، فَلَوَدِدْتُ أَنَّ لِي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ مُتَقَبَّلَتَيْنِ. قال الأَعمَشُ: فحَدَّثَني مُعَاوِيَةُ بنُ قُرَّةَ عن أَشْيَاخِهِ أنَّ عَبْدَ الله صَلَّى أَرْبَعًا؟! قال: فقِيلَ لَهُ: عِبْتَ عَلَى عُثْمانَ ثُمَّ صَلَّيْتَ أَرْبَعًا؟! قال: الْخِلَافُ شَرٌّ.

کہا:) پھر تمہاری راہیں مختلف ہوگئیں اور مجھے دو رکعتیں جو (اللہ کے ہاں) قبول ہو جائیں چار رکعتوں سے بہتر معلوم ہوتی ہیں۔ اعمش نے کہا: مجھے معاویہ بن قرہ نے اپنے بزرگوں (اساتذہ) سے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی چار رکعتیں پڑھیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب لگاتے ہیں پھر بھی چار پڑھتے ہیں؟ کہنے لگے: اختلاف کرنا برا کام ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عمل منقول ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت میں (ابتدائی چھ سال کے بعد) منیٰ میں قصر کی بجائے پوری چار رکعت پڑھنی شروع کر دی تھیں۔ اس کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں' لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے محض جواز کی بنیاد پر پوری نماز پڑھی تھی' اسی لیے پہلے چھ سال تک وہ قصر ہی کرتے رہے تھے۔ اور اسی جواز ہی کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی متابعت میں پوری نماز پڑھ لی' اور اس میں اختلاف کرنے کو پسند نہیں کیا۔ حالانکہ وہ خود بیان کر رہے ہیں کہ اس سے قبل وہ قصر کرتے رہے۔ اگر پوری نماز پڑھنے کا جواز نہ ہوتا' تو وہ یقیناً اس سے اختلاف کرتے اور اختلاف کو برا کام نہ کہتے' کیونکہ جس چیز کا جواز ہی نہ ہو' اس سے تو اختلاف کرنا ضروری ہے' اس اختلاف کو تو کسی صورت میں برا کام نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم مسافر کے لیے قصر اور اتمام دونوں باتوں کو جائز سمجھنے کے باوجود' وہ ڈرتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی متابعت میں انہوں نے جو چار رکعتیں پڑھی ہیں' کہیں وہ عنداللہ نامقبول نہ ہوں' اس لیے اللہ کی طرف سے اگر دو رکعتیں بھی مقبول ہو جائیں تو بڑی بات ہے' بے شک چاروں رکعتیں مقبول نہ ہوں۔ ان کی یہ بات خشیتِ الٰہی اور جذبۂ اتباعِ سنت کی مظہر ہے جن سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے۔

١٩٦١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ المُبَارَكِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمانَ إِنَّمَا صَلَّى بِمِنًى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ أَجْمَعَ عَلَى الْإِقَامَةِ بَعْدَ الْحَجِّ.

١٩٦١- امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات اس لیے پڑھی تھیں کہ انہوں نے حج کے بعد وہیں اقامت کا عزم کر لیا تھا۔

١٩٦٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي الأَحْوَصِ، عن المُغِيرَةِ، عن إبراهِيمَ

١٩٦٢- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چار رکعت پڑھنے کی وجہ یہ تھی کہ

١٩٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * الزهري لم يدرك عثمان رضي الله عنه.

١٩٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع * ومغيرة بن مقسم عنعن.

قال: إِنَّ عُثْمانَ صَلَّى أَرْبَعًا لِأَنَّهُ اتَّخَذَهَا وَطَنًا.

انہوں نے اسے وطن بنالیا تھا۔ (یہاں انہوں نے شادی کرلی تھی۔)

١٩٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: لَمَّا اتَّخَذَ عُثْمانُ الْأَمْوَالَ بالطَّائِفِ وَأَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا صَلَّى أَرْبَعًا، قال: ثُمَّ أَخَذَ بِهِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَهُ.

۱۹۶۳- امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب طائف میں اپنی جائیداد لے لی اور یہاں اقامت کا ارادہ کرلیا تو چار رکعتیں پڑھیں۔ ان کے بعد دیگر ائمہ (بنی امیہ) نے یہی عمل اختیار کرلیا۔

١٩٦٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمِنًى مِنْ أَجْلِ الْأَعْرَابِ لِأَنَّهُمْ كَثُرُوا عامَئِذٍ، فَصَلَّى بالنَّاسِ أَرْبعًا لِيُعَلِّمَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ.

۱۹۶۴- امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں بدوی لوگوں کی وجہ سے پوری نماز پڑھی تھی کیونکہ وہ اس سال بہت کثیر تعداد میں آئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں تاکہ ان بدویوں کو معلوم رہے کہ نماز چار رکعات ہے۔

فائدہ: یہ چاروں آثار ضعیف ہیں۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منیٰ میں پوری نماز پڑھنے کی وجہ صرف مسافر کے لیے قصر کی بجائے پوری نماز پڑھنے کا جواز ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں۔

(المعجم ٧٦) - باب الْقَصْرِ لِأَهْلِ مَكَّةَ (التحفة ٧٧)

باب:۷۶- اہل مکہ کا قصر کرنا

١٩٦٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أبو إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي حارِثَةُ ابنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ - وكَانَتْ أُمُّهُ تَحْتَ عُمَرَ فَوَلَدَتْ لَهُ عُبَيْدَاللهِ بنَ عُمَرَ - قال:

۱۹۶۵- حضرت حارثہ بن وہب الخزاعی رضی اللہ عنہ ...... کی ماں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی اور ان سے ان کا بیٹا عبیداللہ بن عمر پیدا ہوا تھا ...... حارثہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں نماز پڑھی۔ لوگوں کی

١٩٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] السند منقطع، انظر، ح: ١٩٦١.

١٩٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ١٤٤ من حديث أبي داود به، والسند منقطع كما تقدم، ح: ١٩٦١.

١٩٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب قصر الصلوة بمنىً، ح: ٦٩٦ من حديث زهير، والبخاري، التقصير، باب الصلوة بمنىً، ح: ١٠٨٣ من حديث أبي إسحاق السبيعي به.

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرَ ما كَانُوا فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ نے ہمیں حجۃ الوداع میں دو رکعتیں پڑھائیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حارِثَةُ مِنْ خُزَاعَةَ وَدَارُهُمْ بِمَكَّةَ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: حارثہ قبیلہ خزاعہ کے فرد تھے اوران کا گھر مکہ میں تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ منیٰ میں قصر کرنا' مناسک حج کا حصہ ہے' اس لیے دیگر مسافرین کی طرح اہل مکہ بھی منیٰ میں نماز قصر کر کے ہی پڑھیں گے۔ البتہ فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد اہل مکہ کا منیٰ میں قصر کرنا جائز نہ ہوگا۔

(المعجم ٧٧) - بَابٌ: فِي رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٧٨)

باب: ٧٧- جمرات کو کنکریاں مارنا

١٩٦٦- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ: أخبرنا سُلَيْمانُ بنُ عَمْرِو بنِ الْأَحْوَصِ عن أُمِّهِ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَهُوَ راكِبٌ، يُكَبِّرُ مَعَ كلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ يَسْتُرُهُ، فَسَأَلْتُ عن الرَّجُلِ؟ فقالُوا: الْفَضْلُ بنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «ياأَيُّهَا النَّاسُ! لا يَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فارْمُوا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ».

١٩٦٦- سلیمان بن عمرو بن الاحوص کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے درمیان سے جمرہ کو کنکریاں مارتے دیکھا جب کہ آپ سواری پر تھے۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے تھے۔ ایک شخص آپ کے پیچھے سے آپ کو چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا تو کہا: فضل بن عباس ہیں۔ لوگوں نے بہت بھیڑ کر دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! ایک دوسرے کو قتل مت کرو۔ اور جب تم جمرے کو کنکریاں مارو تو چھوٹی چھوٹی مارو۔''

فوائد ومسائل: ① ''الجمرۃ'' کے لغت میں کئی معانی ہیں: ''دہکتا ہوا کوئلہ' ایسا قبیلہ جو کسی اور سے ملا ہوا نہ ہو اور تین سو یا ایک ہزار سوار ماؤں کی جماعت کو ''جمرہ'' کہتے ہیں۔ ایک قبیلے کا دوسروں کے مقابلہ میں جمع ہو جانا بھی ''جمرہ'' کہلاتا ہے۔ اوراسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرہ یا جمرات کہتے ہیں جہاں حاجی کنکریاں مارتے ہیں۔ یہ مقام اصل

١٩٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب: من أين ترمى جمرة العقبة؟، ح: ٣٠٣١ من حديث علي بن مسهر به * يزيد ضعيف، تقدم حاله، ح: ١٤٧٤.

میں چھوٹی کنکریوں کے ڈھیر سے تھے۔(چھوٹے چھوٹے ٹیلے تھے) جو مکہ کی جانب میں ہے اسے جمرۂ کبریٰ اور جمرۂ عقبہ کہتے ہیں۔ جو منیٰ کی طرف ہے' اسے جمرۂ صغریٰ اور ان کے درمیان والے کو جمرۂ وسطیٰ کہا جاتا ہے۔② [حَصَى الْخَذْف] کی توضیح کے لیے دیکھیے' حدیث:١٩٠٥' فائدہ:٣٥)

١٩٦٧- حَدَّثَنا أَبُو ثَوْرٍ إِبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ قالَا: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيادٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ عَمْرِو بنِ الْأَحْوَصِ، عن أُمِّهِ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ راكِبًا، وَرَأَيْتُ بَيْنَ أصابِعِهِ حَجَرًا فَرَمَى، وَرَمَى النَّاسُ.

١٩٦٧- سلیمان بن عمرو بن الاحوص کی والدہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۂ عقبہ کے پاس دیکھا۔ آپ سواری پر تھے۔ میں نے آپ کی انگلیوں میں کنکریاں دیکھیں۔ آپ نے وہ ماریں تو پھر اور لوگوں نے بھی ماریں۔

توضیح: لفظ ''حجر'' کا ترجمہ ''کنکریاں'' دوسری روایات کی بنا پر صحیح ہے' نیز اسی روایت میں [بَيْنَ أَصَابِعِهِ] ''یعنی انگلیوں کے بیچ میں'' کا لفظ بھی موجود ہے۔ ورنہ معروف معنوں میں ''پتھر'' مارنا تو جائز نہیں ہے۔

١٩٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ إدْرِيسَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبي زِيادٍ بإسْنَادِهِ في هٰذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: وَلم يَقُمْ عِنْدَها.

١٩٦٨- یزید بن ابی زیاد نے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا اور اضافہ کیا کہ آپ جمرہ کے پاس رکے نہیں۔

١٩٦٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله يَعني ابنَ عُمَرَ عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي الْجِمَارَ في الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ ماشِيًا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

١٩٦٩- نافع ؒ نے حضرت ابن عمر ؓ کے متعلق بتایا کہ وہ قربانی کے دن (یعنی دس ذوالحجہ) کے بعد تین دنوں میں جمرات کے پاس پیدل ہی آتے جاتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

١٩٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

١٩٦٨- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

١٩٦٩- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٣١ من حديث أبي داود به، ورواه الترمذي، ح: ٩٠٠ من حديث عبيدالله بن عمر عن نافع به.

١٩٧٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ يقُولُ: «لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ». قال: «لا أَدْرِي لَعَلِّي لا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هٰذِهِ».

١٩٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن اپنی سواری پر سے کنکریاں مار رہے تھے اور فرماتے تھے: ''مجھ سے اپنے اعمال حج سیکھ لو' میں نہیں جانتا' شاید میں اپنے اس حج کے بعد حج نہ کرسکوں۔''

١٩٧١- حَدَّثَنا ابنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، فَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

١٩٧١- حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ بیان کرتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی والے دن چاشت کے وقت اپنی سواری پر سے رمی کر رہے تھے۔ مگر اس کے بعد کے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد کی۔

١٩٧٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مِسْعَرٍ، عن وَبَرَةَ قال: سَأَلْتُ ابنَ عُمَرَ: مَتَى أَرْمِي الْجِمَارَ؟ قال: إذَا رَمَى إمَامُكَ فارْمِ، فَأَعَدْتُ عَلَيْهِ المَسْأَلَةَ، فقال: كُنَّا نَتَحَيَّنُ زَوَالَ الشَّمْسِ، فإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا.

١٩٧٢- وبرہ (بن عبدالرحمٰن سلمی) کہتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر ﷠ سے پوچھا کہ میں کس وقت جمرات کو کنکریاں ماروں؟ انہوں نے کہا: جب تمہارا امام مارے تم بھی مار لو۔ میں نے اپنا سوال دہرایا تو بولے: ہم سورج ڈھلنے کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب سورج ڈھل جاتا تو رمی کرتے تھے (قربانی والے دن کے بعد کے ایام میں۔)

١٩٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح: ١٢٩٧ من حديث ابن جريج به.

١٩٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩ من حديث ابن جريج به، وعلقه البخاري قبل حديث: ١٧٤٦.

١٩٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار، ح: ١٧٤٦ من حديث مسعر به.

١٩٧٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ اللهِ ابْنُ سَعِيدٍ، المعنى، قالا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْها قالَتْ: أَفَاضَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مِنًى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، كُلَّ جَمْرَةٍ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَع كُلِّ حَصَاةٍ، وَيَقِفُ عِنْدَ الأُولَىٰ وَالثَّانِيَةِ فَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَيَتَضَرَّعُ وَيَرْمِي الثَّالِثَةَ وَلا يَقِفُ عِنْدَهَا.

۱۹۷۳- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دس تاریخ کو قربانی والے دن) ظہر پڑھ لینے کے بعد دن کے آخری حصے میں طواف افاضہ کیا۔ پھر آپ منیٰ لوٹ آئے۔ اور ایام تشریق کی راتیں یہیں ٹھہرے رہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد جمرات کو کنکریاں مارتے تھے۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے۔ پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کافی لمبی دیر رکتے اور اپنی عاجزی اور تضرع کا اظہار کرتے (دعائیں کرتے) پھر تیسرے جمرے کو کنکریاں مارتے مگر اس کے پاس نہیں رکتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① دسویں تاریخ (یوم النحر) کو سورج نکلنے کے بعد ایک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور باقی دنوں میں تینوں جمرات کو زوال کے بعد۔ ② پہلے اور دوسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا سنت ہے تیسرے کے پاس نہیں۔ ③ اس حدیث میں [حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ] "ظہر پڑھ لینے کے بعد" کے الفاظ منکر ہیں (شیخ البانی ؒ)۔

١٩٧٤- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ، المعنى، قالا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن إِبراهِيمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: لَمَّا انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ

۱۹۷۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ جمرۂ کبریٰ (جمرۂ عقبہ) کے پاس پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کیا اور پھر جمرے کو سات کنکریاں ماریں۔ حضرت ابن مسعود ؓ نے کہا: اور اس طرح سے

١٩٧٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٩٠ عن علي بن بحر به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٥٦، ٢٩٧١، وابن حبان، ح: ١٠١٣، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٧٧، ٤٧٨، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن حبان.

١٩٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب رمي الجمار بسبع حصيات، ح: ١٧٤٨ عن حفص بن عمر، ومسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي . . . الخ، ح: ١٢٩٦ من حديث شعبة به.

الْكُبْرَى جَعَلَ الْبَيْتَ عن يَسَارِهِ وَمِنًى عن يَمِينِهِ وَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَقال: هَكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

رمی کی اس ذات نے جس پر سورۂ بقرہ نازل کی گئی تھی۔

فائدہ: اور یہ وہی منظر ہے جس کا ذکر دیگر احادیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے وادی کے دامن میں سے کنکریاں ماریں۔(صحيح البخارى' الحج' حديث : ١٧٥٠)

١٩٧٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن أبِيهِ، عن أبي الْبَدَّاحِ ابنِ عَاصِمٍ، عن أبيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ في الْبَيْتُوتَةِ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ يَرْمُونَ الْغَدَ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ بِيَوْمَيْنِ، وَيَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ.

١٩٧٥- ابو البداح بن عاصم ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو منیٰ میں راتیں گزارنے سے رخصت دی تھی (کہ) یہ لوگ قربانی والے دن رمی کریں' پھر اگلے دن (گیارھویں تاریخ کو) اس کے بعد اگلا دن چھوڑ کر روانگی والے دن دو دن کی رمی کریں۔

١٩٧٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الله وَمُحمَّدٍ ابْنَيْ أبي بَكْرٍ، عن أبِيهِمَا، عن أبي الْبَدَّاحِ بنِ عَدِيٍّ، عن أبيهِ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

١٩٧٦- ابو البداح بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی تھی کہ ایک دن رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

فائدہ: ابو البداح کے والد کا نام عاصم اور دادا کا نام عدی ہے۔ اس سند میں اس کو دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

١٩٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاة أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح:٩٥٥، والنسائي، ح:٣٠٧٠، وابن ماجه، ح:٣٠٣٦، ٣٠٣٧ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٤٠٨، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٩٧٥، وابن حبان، ح:١٠١٥، والحاكم:١/ ٤٧٨، ٣/ ٤٢٠، ووافقه الذهبي.

١٩٧٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي:٥/ ١٥١ من حديث أبي داود به.

١٩٧٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ الْحَارِث: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يقُولُ: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ عن شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجِمَارِ، فقال: ما أَدْرِي أَرَمَاهَا رَسُولُ الله ﷺ بِسِتٍّ أوْ بِسَبْعٍ؟.

١٩٧٧- ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے رمی جمار کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ کنکریاں ماری تھیں یا سات۔

فائدہ: دیگر اصحاب کرام جابر بن عبداللہ‘ ابن عمر اور عبداللہ بن مسعود ؓ کی صحیح احادیث میں بغیر شک کے سات کنکریوں کا ذکر ہے‘ لہٰذا اسی پر عمل ہوگا۔

١٩٧٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا رَمَى أَحَدُكُم جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ».

١٩٧٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی (دسویں تاریخ کو) جمرۂ عقبہ کی رمی کرلے تو اس کے لیے بیویوں کے سوا ہر شے حلال ہوگئی۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، الْحَجَّاجُ لَمْ يَرَ الزُّهْرِيَّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث ضعیف ہے۔ حجاج (بن ارطاۃ) نے زہری کو نہ دیکھا ہے اور نہ اس سے کچھ سنا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی صحت وضعف میں اگرچہ اختلاف ہے‘ تاہم دیگر احادیث سے مسئلہ اسی طرح ثابت ہے کہ دسویں تاریخ کو رمی کے بعد حاجی کے لیے بیوی کے علاوہ دیگر ممنوعات حلال ہوجاتی ہیں۔ اسے اصطلاحاً ”حِلِ ناقص‘ یا حِلِ اصغر“ کہتے ہیں۔ طواف افاضہ کے بعد بیوی سے بھی مباشرت (ہم بستری) ہوسکتی ہے اور اسے ”حِلِ کامل‘ یا حِلِ اکبر“ کہتے ہیں۔

١٩٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب عدد الحصى التي يرمى بها الجمار، ح: ٣٠٨٠ من حديث خالد بن الحارث به.

١٩٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] من أجل الحجاج بن أرطاة، وله لون آخر عند أحمد: ٦/ ١٤٣، وابن خزيمة، ح: ٢٩٣٧، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ١/ ٤٣، والبيهقي: ٥/ ١٣٥ وغيرهما.

(المعجم ٧٨) - بـاب الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ (التحفة ٧٩)

باب:٧٨-سر منڈانے یا کتروانے کا بیان

١٩٧٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اللَّهُمَّ! ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ» قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَالْمُقَصِّرِينَ. قال: «اللَّهُمَّ! ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ» قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَالْمُقَصِّرِينَ. قال: «وَالْمُقَصِّرِينَ».

١٩٧٩-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور کتروانے والوں کے لیے بھی (دعا فرمائیں۔) آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول اور کتروانے والوں کے لیے بھی' تب آپ نے فرمایا: ''اور بال کتروانے والوں پر بھی (رحم فرما۔'')

فائدہ: حج کے موقع پر مردوں کیلئے استرے سے بال منڈوانا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے' وہ معمولی سے بال کترلیں۔

١٩٨٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

١٩٨٠-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا تھا۔

١٩٨١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن هِشَامٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ

١٩٨١-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں' پھر منیٰ میں اپنی منزل پر تشریف لائے' پھر اپنی قربانی طلب کی اور اسے ذبح کیا' پھر حجام کو بلوایا

١٩٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الحلق والتقصير عند الإحلال، ح:١٧٢٧، ومسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح:١٣٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٥.

١٩٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير، ح:١٣٠٤ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب المغازي، باب حجة الوداع، ح:٤٤١٠، ٤٤١١ من حديث موسى بن عقبة به.

١٩٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرمي ثم ينحر ثم يحلق ... الخ، ح:١٣٠٥ عن أبي كريب محمد بن العلاء الهمداني به.

رجَعَ إلى مَنْزِلِهِ بِمِنًى فَدَعَا بِذِبْحٍ فَذَبَحَ، ثُمَّ دَعَا بالْحَلَّاقِ فأَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فَحَلَقَهُ فَجَعَلَ يَقْسِمُ بَيْنَ مَنْ يَلِيهِ الشَّعْرَةَ وَالشَّعْرَتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ ثُمَّ قال: «هٰهُنَا أَبُو طَلْحَةَ»، فَدَفَعَهُ إلىٰ أبي طَلْحَةَ.

اور اس نے آپ کے سر کے دائیں جانب کو لیا اور اسے مونڈا۔ تو آپ نے اپنے پاس والوں کو ایک ایک دو دو بال تقسیم کر دیے۔ پھر اس نے بائیں جانب کو لیا اور اسے مونڈا تو آپ نے فرمایا: ''ابوطلحہ یہاں ہے؟'' چنانچہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے۔

فوائد ومسائل: ① حجامت کے مسئلے میں بھی شرعی ہدایت یہی ہے کہ پہلے دائیں جانب سے بال کاٹے جائیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کے بال' مبارک بال تھے جو صحابہ میں بطور تبرک متداول رہے۔ ان سے شفا بھی حاصل کی جاتی تھی۔ اور یہ صفت صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کے بالوں کو حاصل رہی ہے۔ آج کل کئی مقامات پر ''موئے مبارک'' بیان کیے جاتے ہیں' چاہیے کہ ان کی موثوق سند پیش کی جائے۔ مگر فی الواقع اس کا پیش کیا جانا ناممکن ہے۔ ③ ''حصول تبرک'' کوئی قیاسی اور من پسند مسئلہ نہیں' اس کا تعلق عقیدہ سے ہے۔ مبارک اشیا' مبارک مقامات اور مبارک اوقات وہی ہیں جو احادیث صحیحہ میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو ''تبرک'' کے معاملے میں متنبہ اور حساس ہونا چاہیے۔ یعنی جس کو بزرگ سمجھ لیا' اس کی ہر چیز کو متبرک سمجھنا شروع کر دیا' یہ یکسر غلط ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امتیوں میں کون بزرگ ہو سکتا ہے؟ کوئی نہیں۔ لیکن صحابہ نے صرف رسول اللہ ﷺ ہی کے بالوں وغیرہ کو متبرک سمجھا' اور آپ کے علاوہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک کی کسی چیز کو متبرک نہیں سمجھا۔ اور فہم دین صحابہ ہی کا معتبر ہے نہ کہ آج کل کے شرک وبدعت زدہ لوگوں کا۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ''موئے مبارک'' کی اہمیت کا اندازہ جلیل القدر مخضرم تابعی امام عبیدہ بن عمرو سلمانی رحمہ اللہ کے اس قول سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِيْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا] (صحيح البخاري' الوضوء' حديث:١٧٠) ''رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہو تو یہ مجھے دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔'' اللہ اکبر کبیرا. ہم ان پاکیزہ جذبات واحساسات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں' نہ ان کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہی لگا سکتے ہیں۔ یہ معیار کمال درجے کا معیار محبت ہے۔ یا اللہ! نبی ﷺ کے ساتھ ہمیں بھی ایسی ہی کمال درجے کی محبت عطا فرما۔ آمین۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس خوبصورت قول پر جو عمدہ تعلیق لگائی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: (سیر اعلام النبلاء (۴/۴۲٬۴۳)

١٩٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ بنُ هِشَامٍ أبو نُعَيْمٍ الْحَلَبِيُّ وَعَمْرُو بنُ عُثْمَانَ، المعنى، قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ بإسْنَادِهِ بِهذَا قال فيه: قال لِلْحَالِقِ: «ابْدَأْ بالشِّقِّ الأَيْمَنِ فاحْلِقْهُ».

١٩٨٢- سفیان نے ہشام بن حسان سے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ اس میں ہے کہ آپ نے حجام سے فرمایا: "میری دائیں جانب سے شروع کرو اور (پہلے) اسے مونڈو۔"

١٩٨٣- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: أخبرنا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْأَلُ يَوْمَ مِنًى؟ فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ»، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فقال: إنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ. قال: «اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ». قال: إنِّي أَمْسَيْتُ وَلم أَرْمِ، قال: «ارْمِ وَلَا حَرَجَ».

١٩٨٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں سوالات کیے جاتے تھے اور آپ فرماتے تھے: "کوئی حرج نہیں۔" ایک شخص نے سوال کرتے ہوئے کہا: میں نے قربانی سے پہلے بال مونڈ لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "قربانی کرو اور کوئی حرج نہیں۔" ایک نے کہا: میں نے شام کر دی ہے اور رمی نہیں کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "رمی کرو اور کوئی حرج نہیں۔"

فائدہ: یوم النحر (دسویں تاریخ) کے اعمال اگر اس ترتیب سے ہوں کہ پہلے رمی جمرہ، پھر قربانی، حجامت اور طواف افاضہ ہو تو بہت ہی افضل ہے، ورنہ آگے پیچھے بھی جائز ہے۔

١٩٨٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: أخبرنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: بَلَغَني عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ بنِ عُثْمانَ قالَتْ: أَخْبَرَتْني أُمُّ عُثْمانَ بِنْتُ أبي سُفْيَانَ أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: قال

١٩٨٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں ہے۔ ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔"

١٩٨٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء بأي جانب الرأس يبدأ في الحلق، ح: ٩١٢ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح".

١٩٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى بعد ما أمسى . . . الخ، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به.

١٩٨٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٥/ ١٠٤ من حديث أبي داود به.

رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ».

۱۹۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الْبَغْدَادِيُّ - ثِقَةٌ -: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عن ابن جُرَيْجٍ، عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جُبَيْرِ بن شَيْبَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالتْ: أَخْبَرَتْني أُمُّ عُثْمانَ بِنْتُ أبي سُفْيَانَ أَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ».

۱۹۸۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے لیے سر منڈانا نہیں ہے۔ ان کے لیے صرف بال کترنا ہے۔''

فائدہ: عورتوں کے لیے بال کترنا بھی اسی حد تک ہے کہ شرعی حکم پر عمل ہو جائے' ورنہ مردوں سے مشابہت کی حد تک پہنچنا حرام ہے۔ ایسے ہی سر منڈانا بھی ناجائز ہے۔

(المعجم ۷۹) - باب الْعُمْرَةِ (التحفة ۸۰)

باب:۷۹- عمرے کے احکام ومسائل

۱۹۸٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ يَزِيدَ وَيَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا عن ابن جُرَيْجٍ، عن عِكْرِمَةَ بن خَالِدٍ، عن ابن عُمَرَ قالَ: اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ.

۱۹۸٦- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا تھا۔

۱۹۸۷- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن ابن أبي زَائِدَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ

۱۹۸۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذی الحجہ میں

۱۹۸۵_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ۱۹۱۱ من حديث هشام بن يوسف به ❊ وابن جريج صرح بالسماع عنده، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ۲/ ۲٦۱.

۱۹۸٦_ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب من اعتمر قبل الحج، ح: ۱۷۷٤ من حديث ابن جريج به.

۱۹۸۷_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲٦۱ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع.

ابنُ إسْحَاقَ عن عَبْدِ الله بنِ طَاوُسٍ، عن أبِيهِ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: وَالله! مَا أَعْمَرَ رَسُولُ الله ﷺ عَائِشَةَ في ذِي الْحِجَّةِ إِلَّا لِيَقْطَعَ بِذٰلِكَ أَمْرَ أَهْلِ الشِّرْكِ، فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ قُرَيْشٍ وَمَنْ دَانَ دِينَهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا عَفَا الْوَبَرْ، وَبَرَأَ الدَّبَرْ، وَدَخَلَ صَفَرْ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، فَكَانُوا يُحَرِّمُونَ الْعُمْرَةَ حَتَّى يَنْسَلِخَ ذُوالْحِجَّةِ وَالمُحَرَّمُ.

صرف اس لیے عمرہ کرایا تھا کہ اس سے اہل شرک کا عمل باطل کریں۔ بلاشبہ قبیلۂ قریش اور ان کے اہل دین کہا کرتے تھے کہ جب اونٹوں کے بال بڑھ جائیں' ان کے زخم ٹھیک ہو جائیں اور ماہ صفر شروع ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا حلال ہو گیا۔ یہ لوگ ان دنوں میں عمرہ کرنے کو حرام کہتے تھے حتی کہ ذوالحجہ اور محرم گزر جائے۔

١٩٨٨- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن إبراهِيمَ بن مُهَاجِرٍ، عن أبي بَكْرِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أخْبَرَنِي رَسُولُ مَرْوَانَ الَّذِي أَرْسَلَ إِلَى أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: كَانَ أبُو مَعْقِلٍ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَتْ أُمُّ مَعقِلٍ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ عَلَيَّ حَجَّةً فَانْطَلَقَا يَمْشِيانِ حَتَّى دَخَلَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يارَسُولَ الله! إنَّ عَلَيَّ حجةً وَإِنَّ لِأَبي مَعْقِلٍ بَكْرًا، قَالَ أَبُو مَعْقِلٍ: صَدَقَتْ جَعَلْتُهُ في سَبِيلِ الله، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْطِهَا فَلْتَحُجَّ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ في سَبِيلِ الله»، فَأَعْطَاهَا الْبَكْرَ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي امْرأَةٌ قَدْ كَبِرْتُ وَسَقِمْتُ

١٩٨٨- ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے مروان کے اس پیغام بر نے خبر دی جس کو اس نے ام معقل ؓ کے ہاں بھیجا تھا۔ ام معقل ؓ نے کہا کہ ابو معقل ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ جب وہ آئے تو ام معقل نے کہا: تم جانتے ہو کہ مجھ پر (بھی) حج (لازم) ہے۔ چنانچہ وہ دونوں چلتے آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ پس ام معقل ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ مجھ پر حج فرض ہے اور ابو معقل کے پاس صرف ایک اونٹ ہے۔ ابو معقل ؓ کہنے لگے: یہ سچ کہتی ہے اور میں نے اس اونٹ کو اللہ کی راہ میں کر دیا ہے (جہاد میں۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ اسے دو' یہ اس پر حج کرے گی' یہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔'' چنانچہ ابو معقل ؓ نے یہ اونٹ اسے دے دیا۔ تو وہ کہنے لگی:

١٩٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٥ من حديث أبي عوانة، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٢٢٧ من حديث أبي بكر بن عبدالرحمٰن به * رسول مروان لم أعرفه، وأصل الحديث صحيح، رواه أحمد: ٦/ ٤٠٦ بإسناد حسن: "عمرة في شهر رمضان تعدل حجةً".

فَهَلْ مِنْ عَمَلٍ يُجْزِىءُ عَنِّي مِنْ حَجَّتِي؟ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تُجْزِىءُ حَجَّةً».

اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں' عمر زیادہ ہوگئی ہے اور بیمار بھی ہوں' تو کیا کوئی عمل ایسا ہے جو مجھ سے میرے حج سے کفایت کر جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ' حج سے کفایت کرتا ہے۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے ''اے اللہ کے رسول! میں عورت ذات ہوں...... سے کفایت کر جائے'' تک کے حصے کے بغیر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن پھر اس کے بعد والا حصہ یعنی ''رمضان میں عمرہ' حج سے کفایت کرتا ہے'' یہ بھی غیر صحیح ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کا تعلق اسی سوال سے ہے جسے ضعیف قرار دیا گیا ہے' علاوہ ازیں دوسری صحیح روایات میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں ''رمضان میں عمرہ' حج کے برابر ہے'' نہ کہ حج سے کفایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

١٩٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْقِلِ بن أُمِّ مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ، أَسَدِ خُزَيْمَةَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ مَعْقِلٍ قَالَتْ: لَمَّا حَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ فَجَعَلَهُ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَصَابَنَا مَرَضٌ وَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ حَجِّهِ جِئْتُهُ فَقَالَ: «يَا أُمَّ مَعْقِلٍ! مَا مَنَعَكِ أَنْ تَخْرُجِي مَعَنَا؟» قَالَتْ: لَقَدْ تَهَيَّأْنَا فَهَلَكَ أَبُو مَعْقِلٍ وَكَانَ لَنَا جَمَلٌ هُوَ الَّذِي نَحُجُّ عَلَيْهِ، فَأَوْصَى بِهِ أَبُو مَعْقِلٍ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ: «فَهَلَّا خَرَجْتِ عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيلِ اللهِ،

١٩٨٩- حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا۔ ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ہمیں بیماری نے آ لیا اور ابو معقل فوت ہوگئے۔ اور نبی ﷺ تشریف لے گئے۔ جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''اے ام معقل! کیا مانع تھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کے لیے نہیں گئی؟'' اس نے کہا: ہم تو تیار تھے مگر ابو معقل فوت ہوگئے' ہمارا ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہمیں حج کرنا تھا' تو ابو معقل نے اس کے بارے میں وصیت کر دی کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے وقف ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو اسی پر کیوں نہ چل دی؟ بلاشبہ حج ''فی سبیل اللہ'' ہی ہے۔ خیر جب تم سے ہمارے ساتھ یہ حج کرنا فوت ہوگیا ہے تو رمضان میں عمرہ کرنا' بلاشبہ یہ حج کی مانند ہے۔'' چنانچہ وہ کہا کرتی

١٩٨٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٧٤ من حديث أحمد بن خالد به * ابن إسحاق عنعن، وأصل الحديث صحيح، رواه الترمذي، ح: ٩٣٩ "عمرة في رمضان تعدل حجة".

فأَمَّا إذْ فَاتَتْكِ هٰذِهِ الْحَجَّةُ مَعَنَا، فَاعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّهَا كَحَجَّةٍ»، فَكَانَتْ تَقُولُ: الْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ، وَقَدْ قَالَ هٰذَا لِي رَسُولُ الله ﷺ، مَا أَدْرِي أَلِيَ خَاصَّةً؟.

تھیں کہ حج حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا' معلوم نہیں یہ بات میرے لیے خاص تھی (یا امت کے لیے عام۔)

فوائد و مسائل: ① حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (کتاب العمرۃ' باب عمرۃ فی رمضان حدیث:۱۷۸۲) میں لکھا ہے کہ یہ دراصل دو واقعات ہیں۔ یہ ام معقل کا ہے اور اس سے پہلے والا حدیث (۱۹۸۸) میں ام طلیق کا ہے۔ جیسے کہ ابو علی بن سکن نے اس کو نکالا ہے اور ابن مندہ نے ''کتاب الصحابہ'' اور دولابی نے ''الکنیٰ'' میں نقل کیا ہے۔ ② علامہ البانی رحمہ اللہ نے پہلی حدیث (۱۹۸۸) میں عورت کے مقولہ [قَدْ كَبِرْتُ وَ سَقِمْتُ...... الخ] کو غیر صحیح کہا ہے۔ اور دوسری حدیث میں ام معقل کا مقولہ: [اَلْحَجُّ حَجَّةٌ وَالْعُمْرَةُ عُمْرَةٌ...... الخ] کو ضعیف کہا ہے۔ ③ زوجین کو دینی و دنیاوی ہر معاملے میں ایک دوسرے کا معاون بننا چاہیے۔ ④ فی سبیل اللہ مال وقف کرنا انتہائی عزیمت کا عمل ہے۔ اور حج بھی ''فی سبیل اللہ'' میں شمار ہے۔ اسی لیے حضرات ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم' امام احمد بن حنبل اور اسحٰق بن راہویہ رحمہما اللہ سفر حج میں جانے والوں کیلئے زکوٰۃ کی رقم سے معاونت جائز سمجھتے ہیں۔ جبکہ دیگر عام علماء فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد ہی لیتے ہیں۔ اور اقرب یہ ہے کہ حجاج سے تعاون' تبلیغی مساعی اور جہاد بھی مواقع فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔ (واللہ اعلم) ⑤ رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ ⑥ جیسے حضور قلب اور اخلاص نیت کی بنا پر عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے ایسے ہی مبارک وقت کی مناسبت سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ⑦ رمضان میں عمرہ کرنا از حد افضل اعمال میں سے ہے۔

١٩٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الله، عن ابن عَبَّاسٍ قَالَ: أَرَادَ رَسُولُ الله ﷺ الْحَجَّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لِزَوْجِهَا: أَحِجَّنِي مَعَ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى جَمَلِكَ فَقَالَ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ قَالَتْ: أَحْجِجْنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ قَالَ:

۱۹۹۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اونٹ پر حج کراؤ۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں جس پر میں تمہیں حج کراؤں۔ عورت نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر؟ اس نے جواب دیا کہ وہ تو فی سبیل اللہ (جہاد کے لیے) وقف ہے۔ پس وہ رسول

١٩٩٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:٣٠٧٧ من حديث عبدالوارث به، وصححه الحاكم: ١/ ١٨٣، ١٨٤، وذكر البيهقي له علة: ٦/ ١٦٤، ولم أقف عليها.

ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَإِنَّها سَأَلَتْنِي الْحَجَّ مَعَكَ قالَتْ: أَحِجَّنِي مع رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: مَا عِنْدِي مَا أُحِجُّكِ عَلَيْهِ قَالَتْ: أَحِجَّنِي عَلَى جَمَلِكَ فُلَانٍ، فَقُلْتُ: ذَاكَ حَبِيسٌ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَحْجَجْتَها عَلَيْهِ كَانَ فِي سَبِيلِ اللهِ»، [أَمَا] وَإِنَّهَا أَمَرَتْنِي أَنْ أَسأَلَكَ مَا يَعْدِلُ حِجَّةً مَعَكَ؟ قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَقْرِئْهَا السَّلَامَ وَرحمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ وَأَخْبِرْها أَنَّهَا تَعْدِلُ حَجَّةً معِي يَعْنِي: عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ».

اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے آپ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا ہے' اور وہ مجھے کہتی ہے کہ میں اس کو آپ کے ساتھ حج کراؤں۔ وہ کہتی ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کراؤ۔ تو میں نے اس سے کہا: میرے پاس کوئی سواری نہیں' جس پر میں تجھے حج کراؤں۔ اس نے کہا: اپنے فلاں اونٹ پر۔ تو میں نے کہا: وہ تو فی سبیل اللہ وقف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اسے اس پر حج کرادو تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی ہے۔'' اس نے کہا کہ اس (عورت) نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ سے یہ دریافت کروں کہ کونسا عمل آپ کے ساتھ حج کے برابر ہوسکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے (میری طرف سے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور اسے بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ حج کرنا بھی ''فی سبیل اللہ'' میں داخل ہے جو زکوۃ کا ایک مصرف ہے۔

١٩٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اعْتَمَرَ عُمْرَتَيْنِ عُمْرَةً في ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً فِي شَوَّالٍ.

۱۹۹۱- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے تھے ایک ذوالقعدہ میں اور ایک شوال میں۔

توضیح ومسائل: ① صحیح اور درست بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (صحيح البخاري' العمرة' حديث:۱۷۷۵'۱۷۷۶ وصحيح مسلم' الحج' حديث:

١٩٩١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/ ٤٥٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٠٥٨ * قولها: "عمرة في شوال" تعنى عمرة الجعرانة حين خرج في شوال ولكنه إنما أحرم بها في ذي القعدة.

۱۲۵۴) مگر حضرت عائشہ ؓ کا ''دو عمرے'' بتانا شاید اسی بنا پر ہے کہ آپ نے فعلاً اور بالاستقلال دو عمرے کیے ہیں۔ عمرۂ حدیبیہ میں آپ کو روک دیا گیا تھا اور آپ واپس چلے آئے تھے۔ اور حج والا عمرہ ضمنی عمرہ تھا انہوں نے ان کو شمار نہیں فرمایا۔ ② شوال میں عمرہ اس معنی میں ہے کہ عمرہ جعرانہ کا سفر شوال میں شروع ہوا تھا تو انہوں نے شوال کا ذکر کیا ورنہ عملاً ذوالقعدہ میں ادا کیا گیا تھا۔ (بذل المجهود)

١٩٩٢- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أبو إسْحَاقَ عن مُجَاهِدٍ قال: سُئِلَ ابنُ عُمَرَ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فقالَ: مَرَّتَيْنِ، فقالَتْ عَائِشَةُ: لَقَدْ عَلِمَ ابنُ عُمَرَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قد اعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوَى الَّتِي قَرَنَهَا بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۱۹۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے؟ انہوں نے کہا: دو۔ عائشہ ؓ نے کہا: ابن عمر ؓ کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے تھے' سوائے اس کے جسے آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ ملا کر کیا تھا۔

١٩٩٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ وَقُتَيْبَةُ قالَا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: اعْتَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ: عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَالثَّانِيَةَ حِينَ تَوَاطَؤُوا عَلَى عُمْرَةٍ مِنْ قَابِلٍ، وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ، وَالرَّابِعَةَ الَّتِي قَرَنَ مَعَ حَجَّتِهِ.

۱۹۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ عمرۂ حدیبیہ (جس سے آپ کو واپس جانا پڑا تھا۔) دوسرا وہ جو حسب اتفاقِ معاہدہ اگلے سال کیا۔ تیسرا جعرانہ سے اور چوتھا جو آپ نے اپنے حج کے ساتھ ملا کر کیا۔

١٩٩٤- حَدَّثَنَا أبو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَهُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ قالَا: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ،

۱۹۹۴- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے اور سبھی ذوالقعدہ میں کیے'

١٩٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٠، والنسائي في الكبرى، ح: ٤٢١٨ من حديث زهير به * أبوإسحاق عنعن، وأصل الحديث متفق عليه، البخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ١٧٧٥، ومسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن، ح: ١٢٥٥ من حديث مجاهد بغير هذا اللفظ.

١٩٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء: كم اعتمر النبي ﷺ، ح: ٨١٦ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب".

١٩٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن، ح: ١٢٥٣ من حديث هدبة بن خالد، والبخاري، العمرة، باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟، ح: ١٧٧٨ من حديث همام به.

عن أنسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ في ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتي مَعَ حَجَّتِهِ.

سوائے اس کے جو حج کے ساتھ تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَتْقَنْتُ مِنْ هٰهُنَا مِنْ هُدْبَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أبي الْوَلِيدِ وَلم أَضْبِطْهُ: عُمْرَةً زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ في ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ في ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں یہاں تک مجھے ہدبہ بن خالد سے خوب یاد ہے۔ اور ابوالولید سے بھی میں نے سنا ہے مگر اچھی طرح ضبط نہیں۔ یعنی عمرہ حدیبیہ کے زمانے میں، عمرۃ القضاء ذوالقعدہ میں، عمرۂ جعرانہ جب آپ نے ذوالقعدہ میں حنین کی غنیمتیں تقسیم کی تھیں اور حج کے ساتھ والا عمرہ۔

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کر لے تو اسے حج کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی کوئی حقیقت نہیں، رسول اللہ ﷺ کے پہلے تینوں عمرے ذوالقعدہ میں تھے جو حج کا مہینہ ہے۔

(المعجم ٨٠) - باب الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ فَيُدْرِكُهَا الْحَجُّ فَتَنْقُضُ عُمْرَتَهَا وَتُهِلُّ بِالْحَجِّ، هَلْ تَقْضِي عُمْرَتَهَا؟ (التحفة ٨١)

باب: ٨٠- جو عورت عمرے کی نیت سے احرام باندھے، اس کو حیض آ جائے اور پھر حج کا وقت آ جائے تو کیا وہ اپنا عمرہ ختم کر کے حج کا احرام باندھ سکتی ہے، اور کیا وہ اپنے عمرے کی قضا کرے؟

١٩٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حدثني عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي بَكْرٍ، عن أَبِيهَا: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ! أَرْدِفْ أُخْتَكَ عَائِشَةَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَإِذَا هَبَطْتَ بِهَا مِنَ الْأَكَمَةِ فَلْتُحْرِمْ فَإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ».

١٩٩٥- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا: ”اے عبدالرحمٰن! اپنی بہن عائشہ کو اپنے پیچھے سوار کر و اور اسے تنعیم سے عمرہ کروالاؤ۔ تم جب اسے لے کر ٹیلے سے نیچے اترو تو اسے چاہیے کہ احرام باندھے۔ بے شک یہ عمرہ مقبول ہوگا۔“

١٩٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٨ من حديث داود بن عبدالرحمٰن به.

فوائد و مسائل: ① ''تنعیم'' مکہ سے چھ میل کے فاصلے پر قریب ترین مقام اور آج کل شہر کی آبادی کا حصہ ہے۔ اور مسجد عائشہ کے نام سے معروف منزل ہے۔ ② علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں [فَإِذَا هَبَطْتَّ] ''جب تو اسے لے کر ٹیلے سے اترے'' والا آخری حصہ صحیح نہیں ہے۔

١٩٩٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حدثنا سَعِيدُ بْنُ مُزَاحِمِ بنِ أبي مُزَاحِمٍ: حدثني أبي مُزَاحِمٌ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَسِيدٍ، عن مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ قال: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْجِعِرَّانَةَ فَجَاءَ إلى المَسْجِدِ فَرَكَعَ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَحْرَمَ، ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى راحِلَتِهِ، فَاسْتَقْبَلَ بَطْنَ سَرِفَ حَتَّى لَقِيَ طَرِيقَ المَدِينَةِ فأصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ.

١٩٩٦- حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جعرانہ میں تشریف لائے، پھر مسجد میں آئے اور جو اللہ نے چاہا نماز پڑھی۔ پھر آپ نے احرام باندھا، پھر اپنی سواری پر درست ہو کر بیٹھ گئے اور دامن وادئ سرف کا رخ کر لیا حتی کہ مدینہ کی راہ پر جا ملے اور مکہ میں صبح کی، گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔

فائدہ: [فَأَصْبَحَ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ] ''اور مکہ میں صبح کی، گویا کہ آپ رات ہی سے یہیں تھے۔'' یہ جملہ کسی راوی کا وہم ہے۔ جامع ترمذی، سنن نسائی اور مسند احمد میں جو آیا ہے وہ صحیح تر ہے کہ آپ نے رات میں عمرہ کیا اور رات ہی کو جعرانہ واپس تشریف لے آئے، گویا آپ نے رات یہیں گزاری تھی، اور اس بنا پر بعض اصحاب پر آپ کا یہ عمرہ مخفی رہا۔ (بذل المجہود) یہ حدیث باب سے اس طرح مطابقت رکھتی ہے کہ قضا یا نفلی عمرہ ادا کرنے والا تنعیم سے احرام باندھے یا جعرانہ سے، یہی دو مقام قریب کے میقات ہیں۔

(المعجم ٨١) - بَابُ الْمَقَامِ فِي الْعُمْرَةِ (التحفة ٨٢)

باب: ٨١- عمرے کے بعد اقامت کا مسئلہ

١٩٩٧- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ وَعن ابنِ أبي

١٩٩٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضا میں (مکہ کے اندر) تین دن ٹھہرے تھے۔

١٩٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في العمرة من الجعرانة، ح: ٩٣٥ من حديث مزاحم به، وقال: "حسن غريب" ✽ مزاحم وثقه ابن حبان، والذهبي في الكاشف، والترمذي بتحسين حديثه، فهو حسن الحديث.

١٩٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] ✽ ابن إسحاق وابن أبي نجيح مدلسان وعنعنا، وللحديث شواهد.

نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَقَامَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ثَلَاثًا.

فائدہ: مہاجرین مدینہ کے لیے پابندی تھی کہ وہ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ دیگر مسلمانوں کے لیے کسی طرح کی کوئی پابندی نہیں' خواہ رکے رہیں یا واپس چلے جائیں۔

(المعجم ٨٢) - بابُ الْإِفَاضَةِ فِي الْحَجِّ (التحفة ٨٣)

باب:٨٢-طواف افاضہ کا بیان

١٩٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى - يَعْنِي رَاجِعًا.

١٩٩٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن طواف افاضہ کیا' پھر لوٹ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔

فوائد و توضیح: عرفات اور مزدلفہ سے لوٹنے کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد کسی وقت بیت اللہ کا طواف کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ (الحج:٢٩) ''انہیں چاہیے کہ قدیم گھر کا طواف کریں۔'' اس طواف کو طواف افاضہ' طواف زیارہ اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ افضل یہی ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو کر لیا جائے یا ایام تشریق میں کسی وقت۔

اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے واپس لوٹ کر منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی۔ جبکہ حضرت جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں ہے کہ آپ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی' بعد ازاں آپ منیٰ میں تشریف لائے۔ دونوں روایتیں سنداً صحیح ہیں اور محدثین نے اپنے اپنے انداز میں ترجیح دی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر نے منیٰ میں نماز پڑھنے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی کئی وجوہ ہیں۔ (الف) اگر آپ مکہ میں ظہر کی نماز پڑھتے تو منیٰ میں اپنا کوئی نائب بنا کر جاتے جو انہیں ظہر کی نماز پڑھاتا اور یہ منقول نہیں ہے اور نائب کا نماز پڑھانا محال ہے اور کسی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا ہے۔ حالانکہ ایک سفر میں آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا تھا۔ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا تھا جبکہ آپ بنو عمرو بن عوف میں ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ اسی طرح ایام مرض میں بھی آپ نے ان کو اپنا امام بنایا تھا۔ اور یہ سوال کہ

١٩٩٨- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب طواف الإفاضة يوم النحر، ح:١٣٠٨ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٣٤.

مکہ میں آپ نے نائب نہیں بنایا۔ تو اس کی قطعاً ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ ان لوگوں کے لیے امام پہلے سے مقرر شدہ تھا جو انہیں نمازیں پڑھاتا تھا۔ (ب) اگر آپ مکہ میں نماز پڑھاتے تو اہل مکہ پوری نماز پڑھتے کیونکہ ان پر اتمام واجب تھا اور نبی ﷺ نے ان لوگوں کو حسب دستور یہ نہیں فرمایا کہ ''اپنی نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں'' جیسے کہ فتح مکہ کے موقع پر کہا تھا۔ (ج) یہ ممکن ہے کہ مکہ میں آپ کا نماز پڑھنا یا پڑھانا رکعات طواف سے مشتبہ ہو گیا ہو' بالخصوص کہ لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آپ کی اقتدا بھی کرتے تھے' دیکھنے والے نے اس کو نماز ظہر سمجھا ہو۔ مگر آپ کا منیٰ میں نماز پڑھنا کسی طور بھی مشتبہ نہیں ہو سکتا' بالخصوص جبکہ آپ حجاج کے امام تھے' آپ کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھانے کا مجاز ہی نہ تھا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں امام کے بغیر چھوڑ جائیں اور وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں۔ یہ انتہائی بعید از قیاس بات ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کی حدیث سے کچھ محدثین نے یہ سمجھا ہے کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں نماز ظہر ادا کی' بعد ازاں بیت اللہ تشریف لے گئے جیسے کہ وہ کہتی ہیں کہ آپ نے ظہر کی نماز پڑھ کر دن کے آخری حصہ میں طواف افاضہ کیا پھر منیٰ واپس آ گئے۔ دیکھیے: (تہذیب ابن قیم ؒ)

١٩٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ المَعْنَى وَاحِدٌ، قالَا: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ: حَدَّثَنا أبو عُبَيْدَةَ بنُ عَبْدِ الله بنِ زَمْعَةَ عن أبِيهِ، وَعن أُمِّهِ زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ يُحَدِّثَانِهِ جَمِيعًا ذَاكَ عَنْهَا قالَتْ: كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي يَصِيرُ إلَيَّ فيهَا رَسُولُ الله ﷺ مَسَاءَ يَوْمِ النَّحْرِ، فَصَارَ إلَيَّ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهْبُ بنُ زَمْعَةَ وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ أبي أُمَيَّةَ مُتَقَمِّصَيْنِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ لِوَهْبٍ: «هَلْ أَفَضْتَ أبَا عَبْدِ الله؟» قال: لَا وَالله! يَارَسُولَ الله! قال ﷺ: «انْزِعْ عَنْكَ الْقَمِيصَ».

١٩٩٩- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ قربانی والے دن شام کو میری باری کی رات تھی' جس میں کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے پاس تشریف لانا تھا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور میرے پاس وہب بن زمعہ آیا اور اس کے ساتھ آل ابی امیہ کا ایک اور آدمی بھی تھا۔ ان دونوں نے قمیصیں پہن رکھی تھیں' تو رسول اللہ ﷺ نے وہب سے فرمایا: ''ابو عبداللہ! کیا تم نے طواف افاضہ کر لیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں' قسم اللہ کی! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی یہ قمیص اتار دو۔'' چنانچہ اس نے اپنی قمیص اتار دی اور سر کی جانب سے اتاری۔ اور اس کے ساتھی نے بھی اتار دی' اور سر کی جانب سے اتاری۔ پھر انہوں نے پوچھا: اور یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہیں

١٩٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٩٥٨ من حديث ابن أبي عدي به، وهو في مسند أحمد:٦/ ٢٩٥.

قال: فنَزَعَهُ مِنْ رَأْسِهِ وَنَزَعَ صَاحِبُهُ قَمِيصَهُ مِنْ رَأْسِهِ، ثُمَّ قال: وَلِمَ يَارَسُولَ الله؟ قال: «إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ رُخِّصَ لَكُم إِذَا أَنْتُمْ رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ أَنْ تَحِلُّوا يَعْنِي: مِنْ كُلِّ مَا حُرِمْتُمْ مِنْهُ إِلَّا النِّسَاءَ، فَإِذَا أَمْسَيْتُمْ قَبْلَ أَنْ تَطُوفُوا هَذَا الْبَيْتَ صِرْتُمْ حُرُمًا كَهَيْئَتِكُم قَبْلَ أَنْ تَرْمُوا الجَمْرَةَ حَتَّى تَطُوفُوا بِهِ».

اس دن میں رخصت ہے کہ جب تم جمرہ کو کنکریاں مارلو تو حلال ہو جاؤ۔ یعنی ہر اس چیز سے جو تم پر حرام کی گئی ہے سوائے بیویوں کے۔ اگر بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے شام ہو جائے تو تم پھر سے محرم ہو جاؤ گے جیسے کہ کنکریاں مارنے سے پہلے تھے حتی کہ اس کا طواف کرلو۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دسویں تاریخ کو شام تک حاجی طواف افاضہ نہ کر سکا ہو تو اسے دوبارہ احرام کی حالت میں آ جانا چاہیے۔

٢٠٠٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ وَابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ أَخَّرَ طَوَافَ يَوْمِ النَّحْرِ إلى اللَّيْلِ.

٢٠٠٠- حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے روز طواف کو رات تک مؤخر کیا تھا۔

٢٠٠١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني ابنُ جُرَيجٍ عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ لَمْ يَرْمُلْ مِنَ السُّبْعِ الَّذِي أَفَاضَ فِيهِ.

٢٠٠١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے طواف افاضہ میں رمل نہیں کیا تھا (آہستہ آہستہ نہیں دوڑے تھے جیسے کہ طواف قدوم میں کیا تھا۔)

(المعجم ٨٣) - باب الْوَدَاعِ (التحفة ٨٤)

باب: ٨٣- طواف وداع کا بیان

٢٠٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في طواف الزيارة بالليل، ح: ٩٢٠ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٠٥٩، وعلقه البخاري قبل حديث: ١٧٣٢ * أبوالزبير تابعه محمد بن طارق، ولكنه عن طاووس مرسل.

٢٠٠١ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب زيارة البيت، ح: ٣٠٦٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٤٣ * حديث ابن جريج عن عطاء قوي وإن عنعن.

٢٠٠٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سُلَيْمانَ الْأَحْوَلِ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ في كُلِّ وَجْهٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بالْبَيْتِ».

۲۰۰۲- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ لوگ (حج کے بعد) ہر جانب واپس چلے جاتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز نہ جائے حتیٰ کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔''

فوائد ومسائل: یہ حدیث طواف وداع (آخری الوداعی طواف) کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ الا یہ کہ کوئی خاتون حیض کے ایام میں ہو۔ اور جو یہ چھوڑ دے اس پر دم (ایک جانور قربان کرنا) لازم آتا ہے۔

(المعجم ٨٤) - باب الْحَائِضِ تَخْرُجُ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ (التحفة ٨٥)

باب:۸۴- حائضہ عورت طواف افاضہ کر چکی ہو تو طواف وداع کیے بغیر جا سکتی ہے۔

٢٠٠٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَقِيلَ: إِنَّهَا قَدْ حَاضَتْ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا!» فقالُوا: يَارَسُولَ الله! إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، فقال: «فَلَا إِذًا».

۲۰۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حُیَیّ ؓ کا ذکر کیا تو بتایا گیا کہ اسے حیض آ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاید یہ ہمیں روکنے والی ہے؟'' (گھر والوں نے) کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے طواف افاضہ کر لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تب نہیں۔''

٢٠٠٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ:

۲۰۰۴- حضرت حارث بن عبداللہ بن اوس ؓ

٢٠٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح:١٣٢٧ من حديث سفيان به.

٢٠٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٦/ ٢٠٢، ح:٢٦١٨١ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى):١/ ٤١٣، وصححه ابن خزيمة، ح:٣٠٠٢، وأصله عند مسلم، ح:١٢١١، ومسلم، ح:١٧٨٦ وبغير هذا اللفظ.

٢٠٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٤١٨٥ من حديث أبي عوانة به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح:١١٤٦، ورواه الترمذي، ح:٩٤٦ من طريق آخر عن الحارث به، وقال: "غريب".

أخبرنا أَبُو عَوَانَةَ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَوْسٍ قال: أَتَيْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عنِ الْمَرْأَةِ تَطُوفُ بالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ تَحِيضُ، قال: لِيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهَا بالْبَيْتِ، قال: فَقال الْحَارِثُ: كَذَلِكَ أَفْتَانِي رَسُولُ الله ﷺ. قال: فَقال عُمَرُ: أَرِبْتَ عن يَدَيْكَ، سَأَلْتَنِي عن شَيْءٍ سَأَلْتَ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ لِكَيْمَا أُخَالِفَ!!.

کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ جو عورت قربانی والے دن طواف کر چکی ہو' پھر اسے حیض آ جائے تو؟ عمر ؓ نے کہا: چاہیے کہ اس کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو۔ تب حارث نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھ سے ایسے ہی فرمایا تھا۔ تو عمر ؓ نے کہا: ''تیرے ہاتھ گر جائیں۔ مجھ سے وہ بات پوچھتا ہے جو پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا ہے تاکہ میں ان کی مخالفت کروں۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں بیان کردہ حضرت عمر ؓ کی رائے' سابقہ حدیث کے خلاف ہے (ممکن ہے کہ سابقہ حدیث ان کے علم میں نہ ہو) اس لیے مسئلہ وہی صحیح ہے جو سابقہ حدیث سے ثابت ہے مگر بات واضح ہے کہ یہ ہرگز جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صریح صحیح فرمان کے ہوتے ہوئے آدمی ادھر ادھر سے فتوے مانگتا پھرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے منافی ہے۔ ② یہ حدیث حضرت عمر فاروق ؓ کے کمال علم و فضل اور جذبۂ اتباع رسول پر دلالت کرتی ہے۔ ③ شیخ البانی ؒ اس روایت کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت منسوخ ہے اور ماقبل روایت ناسخ ہے۔

(المعجم ٨٥) - بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٦)

باب: ٨٥- (رسول اللہ ﷺ کے) طواف وداع کا بیان

٢٠٠٥- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن أَفْلَحَ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: أَحْرَمْتُ مِنَ التَّنْعِيمِ بِعُمْرَةٍ، فَدَخَلْتُ فَقَضَيْتُ عُمْرَتِي وَانْتَظَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ بالأَبْطَحِ حَتَّى فَرَغْتُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بالرَّحِيلِ، قالَتْ:

٢٠٠٥- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا' پھر حرم میں داخل ہوئی اور اپنا عمرہ پورا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ ابطح میں میرا انتظار کیا حتیٰ کہ میں فارغ ہو گئی۔ اور آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے' اس کا طواف کیا پھر

٢٠٠٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه متفق عليه، انظر الحديث الآتي.

وَأَتَى رَسُولُ الله ﷺ الْبَيْتَ فَطَافَ بِهِ ثُمَّ خَرَجَ.

روانہ ہوگئے۔

٢٠٠٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أبو بَكرٍ يَعْني الْحَنَفِيَّ: حَدَّثَنا أَفْلَحُ عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَهُ - تَعْني مَعَ النَّبيِّ ﷺ - في النَّفَرِ الآخِرِ فَنَزَلَ الْمُحَصَّبَ.

۲۰۰۶- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ سے آخری دن میں نکلی تو آپ نے وادیٔ محصب میں پڑاؤ کیا۔ (مکہ اور منیٰ کے درمیان مقبرۃ المعلاۃ سے منیٰ کی طرف جانے والے راستے کا نام ابطح اور محصب ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلم يَذْكُرِ ابنُ بَشَّارٍ قِصَّةَ بَعْثِهَا إلى التَّنْعِيمِ في هٰذَا الحديثِ. قالَتْ: ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فأَذَّنَ في أَصْحَابِهِ بالرَّحِيلِ فارْتَحلَ فَمَرَّ بالْبَيْتِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَطَافَ بِهِ حِينَ خَرَجَ، ثُمَّ انْصَرَفَ مُتَوَجِّهًا إلى المَدِينَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابن بشار نے اس حدیث میں ان کو تنعیم کی طرف روانہ کرنے کا ذکر نہیں کیا۔ (حضرت عائشہ ؓ) کہتی ہیں: چنانچہ میں سحر کے وقت (عمرے سے فارغ ہوکر) آپ کے پاس پہنچی تو آپ نے صحابہ کو کوچ کا حکم دیا اور خود سوار ہوئے اور نماز فجر سے پہلے بیت اللہ میں آئے' طواف کیا اور پھر مدینہ کی راہ کی طرف چل نکلے۔

٢٠٠٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني عُبَيْدُالله بنُ أبي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ طَارِقٍ أخْبَرَهُ عن أُمِّهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا جَازَ مَكَانًا مِنْ دَارِ يَعْلَى - نَسِيَهُ عُبَيْدُالله - اسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا.

۲۰۰۷- عبدالرحمٰن بن طارق اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یعلیٰ کے گھر سے آگے بڑھتے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرتے اور دعا فرماتے۔ عبیداللہ وہ جگہ بھول گئے تھے۔

٢٠٠٦- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالٰى: ﴿الحج أشهر معلومات ...﴾ الخ، ح: ١٥٦٠ عن محمد بن بشار، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٣ من حديث أفلح به.

٢٠٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، مناسك الحج، باب الدعاء عند رؤية البيت، ح: ٢٨٩٩ من حديث ابن جريج به * عبدالرحمٰن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال.

(المعجم ٨٦) - **بابُ التَّحْصِيبِ**

(التحفة ٨٧)

باب:٨٦- وادیٔ محصب (ابطح) میں اترنے کا بیان

٢٠٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن هِشَامٍ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إنَّمَا نَزَلَ رَسُولُ الله ﷺ المُحَصَّبَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ وَلَيْسَ بِسُنَّةٍ، فَمَنْ شَاءَ نَزَلَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَنْزِلْهُ.

٢٠٠٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادیٔ محصب میں اس لیے اترے تھے تاکہ آپ کو (مکہ سے) نکلنے میں آسانی رہے۔ یہ کوئی مشروع سنت نہیں ہے۔ جو چاہے یہاں اتر جائے اور جو چاہے نہ اترے۔

فائدہ: چونکہ نبی ﷺ یہاں اترے تھے اور بعد ازاں خلفائے راشدین بھی یہاں اترتے رہے ہیں' اس لیے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ اسے ایک عام منزل سمجھتے تھے۔

٢٠٠٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ، المعنى؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قَالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا صَالِحُ بنُ كَيْسَانَ عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ قال: قال أبُو رَافِعٍ: لَمْ يَأْمُرْنِي رَسُولُ الله ﷺ أنْ أَنْزِلَهُ وَلَكِنْ ضَرَبْتُ قُبَّتَهُ فَنَزَلَهُ.

٢٠٠٩- حضرت ابو رافع (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میں آپ کے پڑاؤ کا یہاں انتظام کروں لیکن میں نے (اپنے طور پر) یہاں آپ کا خیمہ لگا دیا تھا تو آپ یہاں اتر پڑے تھے۔

قال مُسَدَّدٌ: وكَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ. وقال عُثْمَانُ: يَعني في الأَبْطَحِ.

جناب مسدد نے کہا کہ ابو رافع ؓ نبی ﷺ کے سامانِ سفر کے نگران اور منتظم تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں [فِي الأَبْطَح] کا لفظ ذکر کیا ہے۔

٢٠٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٦١ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٩٠، ورواه البخاري، الحج، باب المُحَصَّب، ح: ١٧٦٥، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣١١ من حديث هشام بن عروة به.

٢٠٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . الخ، ح: ١٣١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٠١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو ابنِ عُثْمانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ - في حَجَّتِهِ - قال: «هَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قال: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعني الْمُحَصَّبَ، وَذٰلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لا يُنَاكِحُوهُمْ وَلا يُؤْوُوهُمْ وَلا يُبَايِعُوهُمْ.

٢٠١٠- حضرت اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں کہ حج کے موقع پر میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی منزل رہنے بھی دی ہے؟“ پھر آپ نے کہا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے‘ جہاں قریشیوں نے کفر پر آپس میں معاہدہ کیا تھا۔“ یعنی وادئ محصب میں۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی کنانہ نے قریشیوں کے ساتھ بنی ہاشم کے خلاف یہ قسمیں اٹھائی تھیں کہ ان سے نکاح شادی کریں گے نہ خرید وفروخت اور نہ انہیں کوئی جگہ دیں گے۔

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ: الْوَادِي.

زہری نے کہا: ”خیف“ وادی ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنے والد کا ترکہ ہجرت کی بنا پر چھوڑ دیا تھا اور ابوطالب کی جائیداد طالب اور عقیل کو ملی تھی۔ حضرت جعفر اور حضرت علی ؓ بوجہ مسلمان ہونے کے اس کے وارث نہ ہوئے تھے۔ اور پھر طالب بدر کے موقع پر لاپتہ ہو گیا تو عقیل نے تمام گھر پر قبضہ کر لیا۔ ② وادئ محصب (ابطح) میں اترنا اظہار تشکر کے طور پر تھا کہ یہیں قریش نے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا۔ آج اللہ نے اس کے آثار مٹا کر نتیجہ الٹ دیا تھا۔ یعنی اللہ نے ان مقامات کو اسلام کا مرکز بنا دیا تھا اور مسلمان ان پر غالب آ گئے تھے‘ اسی لیے یہاں شکرانے کے طور پر اترنا مستحب گردانا جاتا ہے۔

٢٠١١- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ: حدثنا أَبُو عَمْرٍو يعني

٢٠١١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب منیٰ سے روانگی کا ارادہ کیا تو

٢٠١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد، باب: إذا أسلم قوم في دارالحرب . . . الخ، ح: ٣٠٥٨، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح: ١٣٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٠٢، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٩٨٥١ بطوله.

٢٠١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب نزول النبي ﷺ مكة، ح: ١٥٩٠، ومسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر . . . ، الخ، ح: ١٣١٤ من حديث الأوزاعي به.

الْأَوزاعِيَّ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال حِينَ أَرَادَ أَنْ يَنْفِرَ مِنْ مِنًى: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا»، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ أَوَّلَهُ وَلا ذَكَرَ: الْخَيْفَ: الْوَادِي.

فرمایا: ”ہم کل (خیف بنی کنانہ میں) اتریں گے۔“ اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔ مگر (اوزاعی نے) روایت کا پہلا حصہ (اسامہ کا سوال جواب) ذکر نہیں کیا اور نہ ”الخیف“ کا کہ یہ وادی ہے۔

٢٠١٢- **حَدَّثنا** أبو سَلَمَةَ مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله وَأَيُّوبَ، عن نَافِعٍ أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَهْجَعُ هَجْعَةً بالْبَطْحَاءِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ، وَيَزْعَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

۲۰۱۲- جناب نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (منیٰ سے واپسی پر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بطحاء (ابطح رمحصب) میں ذرا دیر سوتے‘ پھر مکہ میں داخل ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (یعنی طواف وداع کیا کرتے تھے۔)

٢٠١٣- **حَدَّثنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أخبرنا حُمَيْدٌ عن بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عُمَرَ وَأَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بالْبَطْحَاءِ ثُمَّ هَجَعَ بِهَا هَجْعَةً ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ، وكَانَ ابنُ عُمرَ يَفْعَلُهُ.

۲۰۱۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بطحاء میں ظہر‘ عصر‘ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں‘ پھر کچھ دیر سوئے‘ پھر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور ابن عمر ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایام تشریق میں رمی جمرات زوال کے بعد ہوتی ہے۔ آخری دن نبی ﷺ زوال ہوتے ہی منیٰ سے روانہ ہو گئے‘ رمی کی اور پھر بطحاء میں آ کر نماز ظہر پڑھی۔

(المعجم ٨٧) - **بَابٌ**: فِي مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ فِي حَجِّهِ (التحفة ٨٨)

باب: ۸۷- جو شخص (دسویں تاریخ کے) اعمال حج میں تقدیم تاخیر کر دے؟

٢٠١٢- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٠ من حديث حماد بن سلمة به، انظر الحديث الآتي، ورواه البخاري، الحج، باب النزول بذي طوى قبل أن يدخل مكة... الخ، ح: ١٧٦٨ من حديث نافع به مطولاً.

٢٠١٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٠٠.

٢٠١٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عِيسَى بنِ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قال: وَقَفَ رَسُولُ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: يَارَسُولَ الله! إِنِّي لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ»، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فقال: يَارَسُولَ الله! لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قال: «ارْمِ وَلَا حَرَجَ»، قال: فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عن شَيْءٍ قُدِّمَ أَوْ أُخِّرَ إِلَّا قال: «اصْنَعْ وَلَا حَرَجَ».

۲۰۱۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں وقوف کیا تو لوگ آپ سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہوسکا اور میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنے بال منڈوا لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذبح کرلو کوئی حرج نہیں۔'' ایک دوسرا آیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! مجھے معلوم نہیں ہوسکا اور میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلی؟ آپ نے فرمایا: ''رمی کرلو کوئی حرج نہیں۔'' کہتے ہیں کہ اس دن آپ سے جو سوال بھی ہوا جس میں کوئی تقدیم تاخیر ہوئی تھی۔ آپ نے یہی فرمایا: ''کرلو کوئی حرج نہیں۔''

٢٠١٥- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عن أُسَامَةَ بنِ شَرِيكٍ قال: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهُ، فَمَنْ قال: يَارَسُولَ الله! سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوفَ أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا أَوْ أَخَّرْتُ شَيْئًا، فَكَانَ يَقُولُ: «لا حَرَجَ، لا حَرَجَ، إِلَّا عَلَى رَجُلٍ اقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ ظَالِمٌ، فَذَلِكَ الَّذِي حَرِجَ وَهَلَكَ».

۲۰۱۵- حضرت اسامہ بن شریک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا۔ لوگ آپ کے پاس آتے تھے تو جس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے یا کوئی کام پہلے کرلیا ہے یا کوئی مؤخر کردیا ہے۔ تو آپ فرماتے تھے: ''کوئی حرج نہیں۔ کوئی حرج نہیں۔ مگر جو کوئی ظلم کرتے ہوئے کسی مسلمان کی عزت کو کاٹے۔ (غیبت کرے یا طعن و تشنیع وغیرہ) تو وہ حرج میں پڑا اور ہلاک ہوا۔''

٢٠١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها، ح:٨٣، ومسلم، الحج، باب جواز تقديم الذبح على الرمي والحلق على الذبح وعلى الرمي... الخ، ح:١٣٠٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢١.

٢٠١٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٤٦ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٧٧٤.

(المعجم ٨٨) - **بَابٌ: فِي مَكَّةَ** (التحفة ٨٩)

باب:٨٨- مکے میں (نماز کے لیے سترے کا مسئلہ)

٢٠١٦- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَني كَثِيرُ بنُ كَثِيرِ بنِ المُطَّلِبِ بنِ أبي وَدَاعَةَ عن بَعْضِ أَهْلِهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّهُ رَأَى النَّبيَّ ﷺ يُصَلِّي مِمَّا يَلِي بَابَ بَني سَهْمٍ وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ.

- قال سُفْيَانُ: لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ - وَقال سُفْيَانُ: كَانَ ابنُ جُرَيْجٍ أخبرنا عَنْهُ قال: أخبرنا كَثِيرٌ عن أَبِيهِ، فَسَأَلْتُهُ فقال: لَيْسَ مِنْ أبي سَمِعْتُهُ وَلَكِنْ مِنْ بَعْضِ أَهْلِي عن جَدِّي.

٢٠١٦- کثیر بن کثیر کے دادا (حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو (مسجد حرام میں) باب بنی سہم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا جبکہ لوگ آپ کے آگے سے گزر رہے تھے اور ان کے درمیان (رسول اللہ ﷺ اور کعبہ کے مابین) سترہ نہیں تھا۔

سفیان نے بصراحت کہا: [لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْكَعْبَةِ سُتْرَةٌ......] سفیان کہتے ہیں کہ ابن جریج نے اس کی سند میں یوں بیان کیا تھا "اَخْبَرَنَا كَثِيرٌ عَنْ اَبِيهِ" یعنی کثیر نے اپنے والد سے بیان کیا' پھر میں نے ان سے (براہ راست) پوچھا تو کہا: میں نے یہ حدیث اپنے والد سے نہیں سنی بلکہ گھر کے کسی دوسرے فرد سے سنی تھی اور اس نے میرے دادا سے روایت کی ہے۔

توضیح: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "الجامع الصحيح" میں (كتاب الصلاة' باب السترة بمكة' حديث:٥٠١) اور اس کے ضمن میں حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ سترے کے مسئلے میں مکہ اور غیر مکہ سبھی برابر ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا اشارہ ہے کہ مصنف عبدالرزاق میں وارد "باب لا يقطع الصلاة بمكة شيء" کی حدیث صحیح نہیں اور وہ یہی ہے جو امام ابوداود رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ (عون المعبود) اس لیے مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بھی ممکن حد تک سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ لوگوں کے عام تساہل اور تغافل نے وہاں اس مسئلے کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے' جو یکسر غلط ہے۔

(المعجم ٨٩) - **باب تَحْرِيمِ مَكَّةَ** (التحفة ٩٠)

باب:٨٩- مکہ کی حرمت کا بیان

٢٠١٦ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٩٩، وحديث ابن جريج عند النسائي: ٢٩٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٩٥٨ * بعض أهله مجهول، والصلوة من غير سترة صحيحة، رواه البزار كما في شرح صحيح البخاري لابن بطال: ٢/ ١٢٩، وابن خزيمة، ح: ٨٣٨، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٠١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى يَعْنِي ابنَ أبي كَثِيرٍ عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: لَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مَكَّةَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قال: «إِنَّ اللهَ حَبَسَ عن مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ ثُمَّ هِيَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ لا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا، وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ» فَقَامَ عَبَّاسٌ - أَوْ قال: قال الْعَبَّاسُ-: يَارَسُولَ اللهِ، إِلَّا الإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِلَّا الإِذْخِرَ».

٢٠١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کے لیے مکہ فتح کرا دیا تو آپ ﷺ ان (اہل مکہ) میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی کو روک لیا تھا مگر اپنے رسول اور مومنین کو اس پر غالب فرما دیا ہے۔ اور یہ شہر میرے لیے دن کے ایک حصے میں (قتال کے لیے) حلال کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس کا شکار نہ دوڑایا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز کو اٹھانا ہے، اِلَّا یہ کہ کوئی اس کا اعلان کرے (تو اٹھالے۔)“ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مگر اِذخر گھاس (کی اجازت ہو) یہ ہماری قبروں اور گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مگر اذخر۔“ (اس کا کاٹنا مباح ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فِيهِ ابنُ الْمُصَفَّى عَنِ الْوَلِيدِ: فَقَامَ أَبُو شَاهٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ - فقال: يَارَسُولَ اللهِ، اكْتُبُوا لِي، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ». قُلْتُ لِلأَوْزَاعِيِّ: ما قَوْلُهُ: اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ؟ قال: هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن المصفّٰی نے ولید سے مزید بیان کیا کہ پھر ابوشاہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے...... جو اہل یمن میں سے تھے...... اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے لکھوا دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ (ولید کہتے ہیں کہ) میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ ”ابوشاہ کے لیے لکھ دو۔“ اس سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہی خطبہ جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

فوائد ومسائل: ① مکہ مکرمہ کو قوت اور زور سے فتح کیا گیا تھا۔ ② حرم میں پناہ لینے والا جب تک حرم میں ہے

٢٠١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها . . . الخ، ح: ١٣٥٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٣٨ .

اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ③ احادیث نبویہ کی کتابت وتدوین اگرچہ عارضی طور پر عمومی حکم کے تحت ممنوع تھی مگر بعض افراد کو ان کے لکھنے کی رخصت بھی دی گئی تھی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صحیفہ زکوٰۃ کی تفصیلات اور حضرت ابوشاہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطبہ لکھوا کر عنایت فرمایا گیا۔

٢٠١٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: «وَلا يُخْتَلَى خَلَاهَا».

٢٠١٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصہ میں مروی ہے، فرمایا: [ولا يُختلى خلاها] یعنی اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔

فائدہ: حدود حرم کے درخت یا گھاس کا کاٹنا منع ہے۔ جانوروں کو چرانے میں کوئی حرج نہیں۔

٢٠١٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنْ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن إبراهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بَيْتًا أَوْ بِنَاءً يُظِلُّك مِنَ الشَّمْسِ؟ فَقَالَ: «لَا إِنَّمَا هُوَ مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهِ».

٢٠١٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے لیے منیٰ میں گھر نہ بنا دیں۔ یا کہا کوئی عمارت نہ بنا دیں جو آپ کو دھوپ سے بچائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”نہیں، یہ ٹھہرنے کا مقام ہے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو پہلے آ جائے۔“

٢٠٢٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى بنِ ثَوْبَانَ: أخبرني عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ: حَدَّثَني

٢٠٢٠- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حرم میں غلے کا ذخیرہ کرنا (لوگوں سے روک رکھنا) الحاد (بے دینی) ہے۔“

٢٠١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب: لا يحل القتال بمكة، ح: ١٨٣٤ عن عثمان بن أبي شيبة، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها . . . الخ، ح: ١٣٥٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

٢٠١٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء أن منى مناخ من سبق، ح: ٨٨١، وابن ماجه، ح: ٣٠٠٦ من حديث إسرائيل به، وشك ابن خزيمة في صحته، ح: ٢٨٩١، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي ۞ أم يوسف مسيكة وثقها الترمذي، والحاكم، والذهبي بتصحيح حديثها، وإبراهيم بن المهاجر بن جابر البجلي وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

٢٠٢٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٧/ ٢٥٥ عن أبي عاصم به۞ جعفر و عمارة مستوران و[illegible] بن باذان: مجهول. وللحديث شاهد ضعيف عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ٤/ ١٠١ والترغيب والترهيب: ٢/ ٥٨٥).

مُوسَى بنُ باذَانَ قال: أَتَيْتُ يَعْلَى بنَ أُمَيَّةَ فقال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «احْتِكَارُ الطَّعامِ في الْحَرَمِ إِلْحَادٌ فِيهِ».

ملحوظہ: حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر دوسری روایات کی رُو سے ذخیرہ اندوزی' جبکہ لوگ محتاج اور ضرورت مند ہوں' کبائر میں سے ہے بالخصوص حرم میں اور بھی بدتر عمل ہے۔ ﴿وَ مَنْ يُّرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (الحج:۲۵)

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي نَبِيذِ السِّقَايَةِ (التحفة ٩١)

باب:۹۰-(زائرین حرم کو) نبیذ پلانا

٢٠٢١- حَدَّثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ: أخبرنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ، عن بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَال: قال رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بالُ أَهلِ هذا البيتِ يَسقُونَ النبيذ وبَنُو عَمِّهِم يَسْقُونَ اللَّبَنَ والعَسَلَ وَالسَّوِيقَ؟ أَبُخْلٌ بِهِمْ أَمْ حَاجَةٌ؟ قَالَ ابنُ عباسٍ ما بِنَا مِنْ بُخْلٍ وَلَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ، وَلٰكِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ بِشَرابٍ فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَدَفَعَ فَضْلَهُ إِلَى أُسَامَةَ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحْسَنْتُمْ وأَجْمَلْتُم، كَذٰلِكَ فَافْعَلُوا» فَنَحْنُ هَكَذا، لَا نُرِيدُ أَنْ نُغَيِّرَ مَا قَالَ رَسولُ الله ﷺ.

۲۰۲۱- بکر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اس گھر کے خدام کو کیا ہوا ہے کہ یہ لوگ نبیذ پلاتے ہیں (کھجور یا کشمش کا شربت) جب کہ ان کے چچازاد (قریش) دودھ' شہد اور ستو پلاتے ہیں؟ کیا یہ بخیل ہیں یا محتاج؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ ہم بخیل ہیں نہ محتاج۔ دراصل جب رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر تشریف لائے تھے اور ان کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے پینے کو کچھ طلب کیا تو انہیں نبیذ پیش کی گئی تھی۔ آپ نے اس میں سے پی اور باقی اسامہ رضی اللہ عنہ کو دے دی' انہوں نے بھی اس سے پی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بہت خوب کیا' بہت اچھا کیا' سوایسے ہی کیا کرو۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرما دیا ہے اس کو ہم بدلنا نہیں چاہتے۔

٢٠٢١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب فضل القيام بالسقاية والثناء على أهلها ... الخ، ح:١٣١٦ من حديث حميد الطويل به.

فائدہ: دین وایمان کا یہی تقاضا ہے اور ایک مومن سے اسی کا مطالبہ ہے کہ فرمانِ رسول ﷺ کو ہر کسی کے قول و فعل اور رائے سے مقدم رکھا جائے' جیسا کہ صحابہ کرام ؓ کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٩١) - باب الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ (التحفة ٩٢)

باب:٩١- مکے میں اقامت کا بیان

٢٠٢٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني الدَّرَاوَرْدِيَّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بنَ يَزِيدَ: هَلْ سَمِعْتَ في الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قال أَخْبَرَني ابنُ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لِلْمُهَاجِرِينَ إِقَامَةٌ بَعْدَ الصَّدْرِ ثَلَاثًا في الْكَعْبَةِ».

٢٠٢٢- حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے سائب بن یزید سے پوچھا: کیا آپ نے مکہ میں اقامت کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت علاء بن حضرمی ؓ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' آپ فرماتے تھے: ''مہاجر لوگ طواف صدر (افاضہ) کے بعد تین دن تک رک سکتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① تکمیل حج کے بعد مہاجرین مدینہ کے لیے بالخصوص پابندی تھی کہ جس شہر کو انہوں نے اللہ کی رضا کے لیے چھوڑ دیا ہے وہاں کسی طرح اقامت نہ کریں تاکہ ہجرت کے اجر وثواب میں کمی نہ ہو۔ ② امام شافعی ؒ اسی حدیث سے قیاس فرماتے ہیں کہ مسافر اگر کہیں تین دن سے زیادہ اقامت کی نیت کر لے تو وہ وہاں کا مقیم سمجھا جائے گا' اس لیے اسے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ (کتاب الام' للشافعی ؒ) گویا اس فرمانِ نبوی سے مدت سفر کی تعیین پر بھی استدلال کیا گیا ہے' جس کی تائید نبی ﷺ کے عمل سے بھی ہوتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ''مسنون نماز'' از حافظ صلاح الدین یوسف)

(المعجم ٩٢) - باب الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ (التحفة . . .)

باب:٩٢- کعبہ کے اندر نماز کا بیان

٢٠٢٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مالِكٍ،

٢٠٢٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ

٢٠٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الإقامة بمكة، للمهاجر منها بعد فراغ الحج والعمرة . . . الخ، ح: ١٣٥٢ عن القعنبي، والبخاري، مناقب الأنصار، باب إقامة المهاجر بمكة بعد قضاء نسكه، ح: ٣٩٣٣ من حديث عبدالرحمٰن بن حميد به.

٢٠٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة بين السواري في غير جماعة، ح: ٥٠٥، ومسلم، ◀◀

عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَعُثْمانُ بنُ طَلْحَةَ الحَجَبِيُّ وَبِلَالٌ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، فَمَكَثَ فيهَا. قالَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فَقالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى.

رسول اللہ ﷺ' اسامہ بن زید' عثمان بن طلحہ الحجبی اور بلال ؓ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور بلال نے دروازہ بند کر دیا۔ پس آپ (کچھ دیر) اندر رہے۔ عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے بلال ؓ سے ان کے نکلنے پر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے ایک ستون اپنی بائیں جانب کیا اور دو ستون دائیں جانب اور تین ستون اپنے پیچھے اور پھر نماز پڑھی۔ اور بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔

٢٠٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بن إِسْحَاقَ الأَذْرَمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عنْ مَالِكٍ بهٰذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرِ السَّوَارِيَّ قالَ: ثُمَّ صَلَّى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ثَلَاثَةُ أَذْرُعٍ.

٢٠٢٤-امام مالک ؒ نے یہ حدیث روایت کی مگر ستونوں کا ذکر نہیں کیا' کہا: پھر آپ نے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اور قبلہ کی دیوار کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

فائدہ: معلوم ہوا نمازی اور سترے کے درمیان' کم از کم تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

٢٠٢٥- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عنْ عُبَيْدِالله، عنْ نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنى حَدِيثِ الْقَعْنَبِيِّ قال: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى؟.

٢٠٢٥-حضرت ابن عمر ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔ اور قعنبی کی (مذکورہ بالا) روایت کی مانند بیان کیا۔ کہا: میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟

◄◄الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح:١٣٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):١/٣٩٨.

٢٠٢٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٥/ ٣١٤، ٣١٥ من حديث أبي داود به.

٢٠٢٥ـ تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٩٥٩ وهو متفق عليه، وانظر، ح: ٢٠٢٣.

٢٠٢٦- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ يَزِيدَ بن أبي زِيَادٍ، عن مُجَاهِدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن صَفْوَانَ قالَ: قُلتُ لِعُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ الله ﷺ حينَ دَخلَ الْكَعْبَةَ؟ قالَ: صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

٢٠٢٦-عبدالرحمٰن بن صفوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

فائدہ: جسے کعبہ کے اندر جانے کا موقع میسر آ جائے اس کے لیے وہاں دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ اور جسے موقع نہ ملے وہ حطیم کے اندر پڑھ لے، وہ بھی کعبہ ہی کا حصہ ہے۔ اور شاید اللہ عز شانہ کی یہی حکمت تھی کہ ابتدا سے یہ حصہ کھلا رہ گیا اور تعمیر نہ ہوسکا۔ اس طرح ہر مسلمان کو کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سہولت ہر وقت میسر رہتی ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ.

٢٠٢٧- حَدَّثَنا أبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ أبي الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عنْ أيُّوبَ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عبَّاسٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أبَى أنْ يَدْخلَ الْبَيْتَ وَفيهِ الآلِهَةُ فَأَمَرَ بِها فأُخْرِجَتْ قالَ: فَأُخْرِجَ صُورَةُ إبراهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَفي أيْدِيهِمَا الأَزْلَامُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قاتَلَهُمُ الله، وَالله! لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ». قال: ثُمَّ دَخلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ في نَوَاحِيهِ وَفي زَوَايَاهُ، ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ.

٢٠٢٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبہ کے اندر جانے سے انکار فرما دیا کیونکہ اس کے اندر بت رکھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اور انہیں باہر نکال دیا گیا۔ ان میں حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویریں بھی تھیں جن کے ہاتھوں میں پانسے (قسمت معلوم کرنے کے تیر) دکھلائے گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان پر لعنت کرے، قسم اللہ کی! انہیں خوب علم تھا کہ ان حضرات نے کبھی بھی ان سے پانسے نہیں ڈالے تھے۔'' چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کے اطراف اور کونوں میں تکبیریں کہیں۔ پھر آپ نکل آئے اور اندر نماز نہیں پڑھی۔

٢٠٢٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ١٨٩٨، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٩٧ وغيره، فالحديث صحيح.

٢٠٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من كبر في نواحي الكعبة، ح: ١٦٠١ عن أبي معمر به.

فوائد ومسائل: ① ''پانسے کے تیر'' یوں تھے کہ لکڑیاں سی ہوتیں اور ان میں سے کچھ پر لکھا ہوتا تھا "اِفْعَلْ" (کام کرلو) اور کچھ پر لکھا ہوتا تھا "لَا تَفْعَلْ" (مت کرو) اور کچھ خالی ہوتی تھیں۔ لوگ کسی اہم سفر یا کام کے موقع پر مجاور کعبہ کے پاس آتے اور اس سے اپنا کام کرنے یا نہ کرنے کے متعلق پوچھتے تو وہ ان لکڑیوں کو ڈبے میں ڈال کر ہلاتا اور کوئی ایک نکال کر جواب دیتا کہ کرو یا نہ کرو۔ اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ کرتا حتیٰ کہ کوئی جواب نکل آتا۔ سورۃ المائدۃ میں ہے: ﴿وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ﴾ (المائدۃ:٣) ''یہ بھی حرام ہے کہ پانسوں سے قسمت معلوم کرو۔'' دوسری جگہ فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدۃ :٩٠) ''اے ایمان والو! شراب' جوا' بت اور پانسے یہ سب ناپاک شیطانی عمل ہیں۔ سو ان سے بچتے رہنا تاکہ نجات پاؤ۔'' ② کعبہ کے اندر نماز پڑھنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے ساتھ نہیں تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی نفی ہے۔ مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بیان میں اثبات ہے۔ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی نفی کی توجیہ یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا و تکبیر میں دیکھا تو خود بھی ایک طرف اسی عمل میں لگ گئے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور انہوں نے دھیان نہیں کیا۔ جبکہ بلال رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے تمام اعمال کا جائزہ لیتے رہے' نیز کمرے میں دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا بھی تھا تو اس لیے بھی صورت حال مخفی رہی۔ (واللہ اعلم)

(المعجم ٩٣) - باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ (التحفة ٩٤)

باب:٩٣- حجر (حطیم) میں نماز پڑھنے کا بیان

٢٠٢٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عن عَلْقَمَةَ، عنْ أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ وَأُصَلِّي فِيهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي فِي الحِجْرِ، فَقَال: «صلِّي فِي الحِجْرِ إِذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ، فَإِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوا حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ».

٢٠٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ کے اندر داخل ہوں اور اس میں نماز پڑھوں' تو رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور حجر (یعنی حطیم) میں داخل کر دیا اور فرمایا: ''جب تم کعبہ میں داخل ہونا چاہو تو حجر میں نماز پڑھ لیا کرو' یہ بھی بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیری قوم نے تعمیر کعبہ کے وقت اسی قدر پر اکتفا کیا اور اسے تعمیر سے خارج کر دیا تھا۔''

٢٠٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلوة في الحجر، ح:٨٧٦، والنسائي، ح:٢٩١٥ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

توضیح: رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک کا پینتیسواں سال تھا کہ قریش نے بیت اللہ کی خستہ عمارت کو از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور عہد کیا کہ اس میں صرف حلال رقم ہی صرف کریں گے۔ رنڈی کی اجرت' سود کی دولت اور کسی کا ناحق لیا ہوا مال استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ مگر حلال مال کی کمی پڑ گئی تو انہوں نے شمال کی طرف سے کعبہ کی لمبائی تقریباً چھ ہاتھ کم کر دی۔ یہی ٹکڑا ''حجر اور حطیم'' کہلاتا ہے۔ (الرحيق المختوم)

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: فِي دُخُولِ الْكَعْبَةِ (التحفة ٩٣)

باب: ٩٣- کعبہ کے اندر جانا

٢٠٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بن عَبْدِ المَلِكِ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا وَهُوَ مَسْرُورٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ وَهُوَ كَئِيبٌ فقال: «إِنِّي دَخَلْتُ الْكَعْبَةَ وَلو اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي ما اسْتَدْبَرْتُ ما دَخَلْتُهَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَكُونَ قَدْ شَقَقْتُ عَلَى أُمَّتِي».

٢٠٢٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ میرے ہاں سے تشریف لے گئے تو بہت مسرور اور خوش تھے۔ پھر میرے ہاں واپس لوٹے تو کسی قدر کبیدہ اور رنجیدہ سے تھے۔ اور فرمایا: ''میں کعبہ میں داخل ہوا ہوں اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں معلوم ہوا ہے تو میں اس کے اندر داخل نہ ہوتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں نے اپنی امت پر مشقت ڈالی ہے۔''

٢٠٣٠- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ الْحَجَبِيِّ: حَدَّثَنِي خَالِي عن أُمِّي صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ الأَسْلَمِيَّةَ تَقُولُ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ: ما قَالَ لَكَ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ دَعَاكَ؟ قال: «إِنِّي نَسِيتُ أَنْ آمُرَكَ أَنْ تُخَمِّرَ الْقَرْنَيْنِ فإِنَّهُ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ

٢٠٣٠- منصور حجبی سے مروی ہے کہ مجھے میرے ماموں (مسافع بن شیبہ) نے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے اسلمیہ سے سنا' کہتی تھیں کہ میں نے عثمان (بن طلحہ الحجبی) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہیں بلایا تھا تو کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ''میں تجھے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ دو سینگوں کو ڈھانپ دو' بیت اللہ میں کوئی ایسی

٢٠٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء في دخول الكعبة، ح: ٨٧٣، وابن ماجه، ح: ٣٠٦٤ من حديث إسماعيل بن عبدالملك به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، ومع ذلك قال الترمذي في حديثه: "حسن صحيح".

٢٠٣٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٦٨ عن سفيان بن عيينة به ٭ الأسلمية أراها صحابية، والله أعلم.

يَكُونَ فِي الْبَيْتِ شَيْءٌ يَشْغَلُ الْمُصَلِّي».

چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازی کو مشغول کرنے والی ہو۔"

قال ابنُ السَّرْحِ: خَالِي: مُسَافِعُ بنُ شَيْبَةَ.

ابن السرح نے اپنی سند میں "حَدَّثَنِي خَالِي" کے بعد "مُسَافِعُ بْنُ شَيْبَةَ" کے نام کی تصریح کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① "دوسینگوں" سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں آنے والے مینڈھے کے سینگ ہیں جو کعبہ کے اندر محفوظ تھے۔ ② عام قاعدہ ہے کہ نمازی کے آگے ایسی کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے جو اس کی نظر یا دل کو مشغول کرنے والی ہو۔ جیسے کہ صحیحین میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیاہ منقش چادر کے متعلق فرمایا تھا: "میری یہ خمیصہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ' اس نے تو مجھے ابھی نماز میں مشغول کر دیا تھا' اَنبِجَانِيَّة (صاف) چادر لے آؤ۔" (صحیح البخاری' الصلاۃ' حدیث:٣٧٣ وصحیح مسلم' المساجد' حدیث:٥٥٦)

(المعجم ٩٣، ٩٤) - **بَابٌ: فِي مَالِ الْكَعْبَةِ** (التحفة ٩٥)

باب:٩٣'٩٤-کعبہ کے مال کا بیان

٢٠٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مُحمَّدٍ المُحَارِبيُّ عن الشَّيْبَانِيِّ، عن وَاصِلِ الْأَحْدَبِ، عن شَقِيقٍ، عن شَيْبَةَ يَعْني ابنَ عُثْمانَ، قال: قَعَدَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ فِي مَقْعَدِكَ الَّذِي أَنْتَ فِيهِ فقال: لا أَخْرُجُ حَتَّى أَقْسِمَ مَالَ الْكَعْبَةِ، قال: قُلْتُ: ما أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قال: بَلَى لَأَفْعَلَنَّ، قال: قُلْتُ: ما أَنْتَ بِفَاعِلٍ، قال: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ رَأَى مَكَانَهُ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا أَحْوَجُ مِنْكَ إِلَى الْمَالِ فَلَمْ يُحَرِّكَاهُ فَقَامَ فَخَرَجَ.

٢٠٣١-حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں تم بیٹھے ہو تو انہوں نے کہا: میں یہاں سے نہیں نکلوں گا حتیٰ کہ کعبہ کا مال تقسیم کر دوں۔ شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: آپ یہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں' میں ضرور کروں گا۔ میں نے کہا: آپ نہیں کر سکتے۔ کہنے لگے: کیوں؟ میں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو اس مال کی خبر تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی علم تھا اور وہ اس مال کے آپ سے زیادہ ضرورت مند تھے مگر انہوں نے اسے نہیں نکالا۔ چنانچہ وہ اٹھے اور چلے گئے۔

٢٠٣١- تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب مال الكعبة، ح:٣١١٦ من حديث عبدالرحمٰن المحاربي به، وهو في مسند أحمد:٣/٤١٠ * المحاربي مدلس وعنعن، وحديث البخاري:١٥٩٤، ٧٢٧٥ يغني عن هذا الحديث.

فوائدومسائل: ① اس سے مراد وہ مال ہے جو کعبہ میں بطور نذر آتا اور جمع رہتا تھا۔ ② حق کے اظہار و بیان میں جرأت سے کام لینا چاہیے۔ اس میں اللہ عزوجل نے قوت رکھی ہے اور سلیم الفطرت اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ③ اس کے ہم معنی روایت صحیح بخاری میں ہے' جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

(المعجم . . .) **بَابٌ** (التحفة . . .)

باب:......

٢٠٣٢- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ إِنْسَانٍ الطَّائِفِيِّ، عن أَبِيهِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن الزُّبَيْرِ قال: لَمَّا أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ لِيَّةَ حَتَّى إذَا كُنَّا عِنْدَ السِّدْرَةِ وَقَفَ رَسُولُ الله ﷺ في طَرَفِ الْقَرْنِ الأَسْوَدِ حَذْوَهَا فاسْتَقْبَلَ نَخِبًا بِبَصَرِهِ - وَقال مَرَّةً: وَادِيَهُ - وَوَقَفَ حَتَّى اتَّقَفَ النَّاسُ كُلُّهُمْ، ثُمَّ قال: «إِنَّ صَيْدَ وَجٍّ وَ عِضَاهَهُ حَرَمٌ مُحَرَّمٌ لله»، وَذَلِكَ قَبْلَ نُزُولِهِ الطَّائِفَ وَحِصَارِهِ لِثَقِيفٍ.

٢٠٣٢- حضرت زبیر ؓ سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام لِیَّہ سے واپس لوٹے اور سدرہ (بیری) کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ قرن اسود کے پاس رک گئے۔ یعنی اس پہاڑ کے پاس جو اس بیری کے سامنے ہے۔ پھر آپ نے مقام نَخِب کی طرف نظر اٹھائی یا اس کی وادی کی طرف دیکھا۔ آپ رکے حتیٰ کہ سب لوگ رک گئے' تب آپ نے فرمایا: "وادیٔ وَج کا شکار اور اس کے خاردار درخت حرام ہیں اور اللہ کی خاطر حرام کیے گئے ہیں۔" آپ علیہ السلام کا یہ ارشاد آپ کے طائف جانے اور ثقیف کا محاصرہ کرنے سے پہلے کا ہے۔

(المعجم ٩٤، ٩٥) - **بَابٌ: فِي إِتْيَانِ الْمَدِينَةِ** (التحفة ٩٦)

باب: ٩٤'٩٥- مدینہ منورہ آنے کے احکام ومسائل

٢٠٣٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا، وَالمَسْجِدِ الأَقْصَى».

٢٠٣٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پالان نہ کسے (یعنی سفر نہ کیے) جائیں مگر تین مساجد کی طرف' یعنی مسجد حرام (بیت اللہ) میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔"

٢٠٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٥ عن عبدالله بن الحارث به.

٢٠٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضل الصلوة في مسجد مكة والمدينة، باب: ١، ح: ١١٨٩، ومسلم، الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، ح: ١٣٩٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

توضیح: مدینہ منورہ اس دنیا میں تمام مسلمانانِ عالم کا محبوب ترین شہر ہے۔ یہ ہمارے آقا' ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ﷺ کا دارالہجرت اور مستقر ہے۔ تمام اہل السنۃ والجماعۃ (اہل الحدیث) اس مبارک شہر کی زیارت اور اس کے سفر کو اپنی آرزوؤں کی انتہا اور اپنے عظیم ترین اعمال صالحہ میں شمار کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ خطابی ؒ کے کلمات بہت ہی جامع ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ اس ارشاد نبوی کا تعلق ''نذر'' سے ہے۔ یعنی اگر انسان نے کسی عام مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اس نذر کردہ مسجد میں نماز پڑھے یا کسی اور میں پڑھ لے (سبھی برابر ہیں) الا یہ کہ ان تین میں سے کسی کی نذر مانی ہو۔ تو اسے اپنی یہ نذر پوری کرنی واجب ہے۔ اور ان کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تینوں ہمارے انبیاء ؑ کی مساجد ہیں' جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اعتکاف صرف ان تین ہی مساجد میں صحیح ہے۔ (انتہیٰ)

اس معنی کی تائید اس روایت کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: [لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ يُشَدَّ رِحَالُهَا إِلَى مَسْجِدٍ تُبْتَغَى فِيهِ الصَّلَاةُ غَيْرَ مَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى] (نیل الاوطار: ۱۱۰/۵) ''یعنی بغرض نماز کسی مسجد کی طرف سواری پر پالان نہ کسا جائے سوائے ان مساجد کے' میری یہ مسجد' مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''

شاہ عبدالعزیز ؒ کی توضیح یہ ہے کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی ''لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَى مَوْضِعٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ'' ''ان تین مساجد کے علاوہ بغرض تقرب کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔'' الفاظ حدیث کا ظاہر سیاق واضح کر رہا ہے کہ ان تین محترم و معظم مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے (یعنی بغرض عبادت و تقرب) اور اس کی تائید حضرت ابوہریرہ ؓ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ انہوں نے بَصرہ الغفاری سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو؟ کہا: کوہ طور سے۔ کہا کہ اگر تمہارے اس سفر سے پہلے میری تم سے ملاقات ہو جاتی تو تم نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ [لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ] (سنن النسائی' الجمعة' حديث: ۱۴۳۱) ''تین مساجد کے علاوہ کہیں کا سفر نہ کیا جائے۔''

شاہ ولی اللہ ؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ اہل جاہلیت اپنے زعم کے مطابق کئی متبرک مقامات کا سفر کیا کرتے تھے' جس کا لازمی نتیجہ اللہ کے دین میں بصورت تحریف وفساد نکلتا تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس فساد کا منبع ہی بند کر دیا تا کہ مشروع اور غیر مشروع' مشرکانہ و بدعی شعائر آپس میں خلط ملط نہ ہوں اور غیر اللہ کی عبادت کا دروازہ بند ہو جائے۔ اور میرے نزدیک اس نہی میں کوئی قبر' کسی ولی اللہ کی عبادت گاہ اور کوہ طور سبھی برابر ہیں۔ (بحوالہ عون المعبود)

شعائر اور عبادت کے علاوہ جہاد' ہجرت' طلب علم' عزیز و اقارب اور علماء سے ملاقات اور تجارت وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے لیے سفر شرعاً مطلوب ہے۔ کسی نے بھی کبھی ان پر انکار نہیں کیا ہے۔ مگر بغرض عبادت' اعتکاف اور اجر مزید کی غرض سے کسی جگہ کا سفر بفرمانِ رسول ﷺ ان تین مساجد ہی سے خاص ہے۔

زیارت قبور کے لیے سفر کا مسئلہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ نے اپنی تحریروں میں خوب خوب نکھارا ہے۔ اور نہایت قوی اور واضح براہین اور گہری بصیرت سے ثابت کیا ہے کہ محض زیارت قبور کے لیے سفر کہیں کا بھی ہو جائز نہیں ہے۔ نبی کریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی قبر کی بجائے وہ نیت کی جانی چاہیے جو مشروع و مرغوب فیہ ہو' یعنی ''زیارت مسجد نبوی اور اس میں نماز۔'' سفر کی یہ نیت اور غرض انتہائی مبارک' مشروع اور مرغوب ہے۔ اور متضمن ہے دیگر سب مشروع زیارات کو' یعنی رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک' مسجد قباء' مقابر بقیع اور شہدائے احد۔ اور یہ نزاع اور اختلاف صرف ابتدائی نیت کے مسئلے میں ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر مذکورہ بالا سبھی زیارات حاصل ہوتی ہیں اور سب کی زیارت مستحب ہے' اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا علمائے اہل حدیث...... كَثَّرَ اللّٰهُ سَوَادَهُم...... اس امر کے قائل و فاعل ہیں کہ مدینہ منورہ میں اصلاً مسجد نبوی کی زیارت کا قصد کیا جائے اور بس۔ دیگر زیارات بالتبع حاصل ہوں گی۔ یہ عمل اور سفر پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کا مظہر ہے' بشرطیکہ عقیدہ صحیح اور دیگر اطوارِ زندگی بھی شریعت کے مطابق ہوں۔ اس سے بے رغبتی انتہائی شقاوت' بدبختی اور رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہونے کی دلیل ہے۔

ایک ضروری نکتہ یہ بھی ہے کہ ''زیارت مسجد نبوی'' کا اعمال حج سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اعمال حج اول تا آخر مکہ مکرمہ ہی میں مکمل ہو جاتے ہیں۔ سفر مدینہ ایک علیحدہ اور مستقل عمل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے سفر حج میں مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس کے حج میں کوئی نقص یا عیب نہیں ہوتا۔ [اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ]

اس باب کی مذکورہ بالا صحیح ترین حدیث کے مقابلے میں زیارت قبر نبوی کے سفر کے سلسلے میں پیش کی جانے والی روایات اصول حدیث کے معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں۔ اور دین محض جذبات یا تعصب کا نام نہیں بلکہ اتباع حق کا نام ہے۔ ان ضعیف روایات میں سے اہم روایات کی تخریج اور ان کے ضعف کی صراحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (التلخيص الحبير: ۲۶۶/۲' حديث: ۱۰۷۵) میں کر دی ہے۔ مثلاً: [مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي] ''جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی۔'' [مَنْ زَارَ قَبْرِيْ فَلَهُ الْجَنَّةُ] ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے جنت ہے۔'' [مَنْ جَاءَ نِي زَائِرًا لَا تَعْمَلُهُ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ] ''جو میری زیارت کے لیے آیا جبکہ اسے سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے روز اس کے لیے سفارشی بنوں۔'' [مَنْ حَجَّ وَ لَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي] ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے بلاشبہ مجھ سے بے رخی کی۔'' [مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِيْنَةِ مُحْتَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا وَ شَهِيْداً يَوْمَ الْقِيَامَة] ''جس نے ثواب کی غرض سے مدینے میں میری زیارت کی میں اس کے لیے قیامت کے دن شفیع اور شہید بنوں گا۔'' یہ سب روایات ناقابل حجت ہیں۔ طلبہ علم اور متلاشیان حق پر واجب ہے کہ سنت اور بدعت میں فرق کرنے کے لیے علماء اور راسخین فی الحدیث سے رجوع کریں۔ وباللہ التوفیق.

(المعجم ٩٥، ٩٦) - **بَابٌ: فِي تَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ** (التحفة ٩٧)

باب:۹۵'۹۶-حرم مدینہ کا بیان

٢٠٣٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ كُثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أبِيهِ، عن عَلِيٍّ قال: مَا كَتَبْنَا عن رَسُولِ الله ﷺ إلَّا الْقُرْآنَ وَمَا في هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ، قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «المَدِينَةُ حَرَامٌ ما بَيْنَ عَائِرَ إلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ، وَذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلا صَرْفٌ، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ أَجْمَعِينَ لا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ».

۲۰۳۴- حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں لکھا ہے سوائے قرآن کریم کے اور جو اس صحیفے میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مدینہ منورہ عائر (عیر) اور ثور (دو پہاڑوں) کے مابین حرم ہے۔ تو جو یہاں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو جگہ دے' اس پر اللہ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس کا فرض اور نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کا ذمہ (کسی کافر کو دیا ہوا عہد امان' اجتماعی طور پر) ایک ہی ہے۔ ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کی حفاظت کے لیے کوشش کا پابند ہے۔ جس نے کسی مسلمان کے دیے ہوئے عہد امان کو توڑا تو اس پر اللہ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا فرض و نفل کچھ قبول نہیں ہوگا۔ اور جو (آزاد شدہ غلام) اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی اور قوم کی طرف اپنے آزاد ہونے کی نسبت کرے' اس پر اللہ اور سب فرشتوں کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی فرض اور نفل قبول نہیں ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① حضرت علی ؓ کے پاس کوئی خاص باطنی علم یا وصیت نہ تھی جو دیگر لوگوں سے مخفی طور پر آپ کو دی گئی ہو۔ آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ نے اس کا اظہار فرما دیا۔ ② مدینہ منورہ مذکورہ حدود میں اسی طرح حرم اور محترم ہے جیسے کہ مکہ مکرمہ ہے۔ اور بدعت ہر اعتبار سے ضلالت ہے اور بدعتی انسان کا اکرام بہت بڑا شرعی ظلم ہے' مدینہ منورہ میں اس عمل کی شناعت از حد زیادہ ہے کیونکہ یہ دین اسلام کا منبع اور مرکز ہے۔ ③ کفار کے مقابلے میں مسلمان ایک ہیں۔ ان کے ادنیٰ فرد کی بھی وہی حیثیت ہے جو ان کے اعلیٰ کی ہے۔ ④ آزاد شدہ غلام (مولیٰ)

٢٠٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل المدينة، باب حرم المدينة، ح: ١٨٧٠، ومسلم، الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة . . . الخ، ح: ١٣٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

اجازت لے کر بھی اپنی نسبت ولاء فروخت یا تبدیل نہیں کرسکتا۔ یہ عمل حرام ہے۔ حدیث میں [بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ] کا ذکر قید ''اتفاقی'' ہے۔ ''احترازی'' نہیں۔

٢٠٣٥- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عبد الصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أبي حَسَّانَ، عن عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَادَ بِهَا، وَلا يَصْلُحُ لِرَجُلٍ أَنْ يَحْمِلَ فيهَا السِّلَاحَ لِقِتَالٍ، وَلا يَصْلُحُ أَن يُقْطَعَ مِنْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا أَن يَعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيرَهُ».

۲۰۳۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا قصہ میں نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ''اس کی گھاس نہ کاٹی جائے' اس کا شکار نہ بھگایا جائے' اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر وہ جو اس کا اعلان کرے۔ کسی کو روا نہیں کہ قتال کی غرض سے اس میں اسلحہ اٹھائے۔ اور کسی کو روا نہیں کہ اس سے درخت کاٹے مگر کوئی اپنے اونٹ کو چارہ دینا چاہے تو جائز ہے۔''

٢٠٣٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ ابنُ كِنَانَةَ مَوْلَى عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ أَبي سُفْيَانَ عن عَدِيِّ بنِ زَيْدٍ قال: حَمَى رَسُولُ الله ﷺ كلَّ نَاحِيَةٍ مِنَ المَدِينَةِ بَرِيدًا بَرِيدًا لا يُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلا يُعْضَدُ إِلَّا ما يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ.

۲۰۳۶- حضرت عدی بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی ہر طرف سے ایک ایک برید (بارہ' بارہ میل) کو محفوظ علاقہ قرار دیا تھا کہ نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ پتے توڑے جائیں' مگر اونٹ کے چارے کے بقدر جائز ہے۔

٢٠٣٧- حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يَعني ابنَ حَازِمٍ، قال: حَدَّثَني يَعْلَى

۲۰۳۷- سلیمان بن ابی عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں

٢٠٣٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٠١ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، وله طريق آخر عند النسائي، ح: ٢٨٧٧ و٢٨٩٥ ❊ قتادة عنعن.

٢٠٣٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١١١، ح: ٢٧٢ من حديث زيد بن الحباب به ❊ سليمان بن كنانة مجهول الحال، وعبدالله بن أبي سفيان مثله.

٢٠٣٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٠ من حديث جرير بن حازم به ❊ سليمان بن أبي عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد دون قوله: "يصيد".

ابنُ حَكِيمٍ عن سُلَيْمانَ بنِ أبي عَبْدِ الله قال: رَأَيْتُ سَعْدَ بنَ أبي وَقَّاصٍ أخَذَ رَجُلًا يَصِيدُ في حَرَمِ المَدِينَةِ الَّذِي حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ فَسَلَبَهُ ثِيَابَهُ، فَجاءَ مَوَالِيهِ وكَلَّمُوهُ فِيهِ، فقال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَرَّمَ هٰذَا الْحَرَمَ وَقال: «مَنْ وَجَدَ أَحَدًا يَصِيدُ فِيهِ فَلْيَسْلِبْهُ ثِيَابَهُ» وَلَا أَرُدُّ عَلَيْكُم طُعْمَةً أَطْعَمَنِيهَا رَسُولُ الله ﷺ وَلَكِنْ إنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ إلَيْكُم ثَمَنَهُ.

نے حرم مدینہ میں' جسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے' ایک آدمی کو شکار کرتے پکڑ لیا اور اس کے کپڑے چھین لیے تو اس شخص (غلام) کے مالک آئے اور اس کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: ''جو شخص کسی کو اس میں شکار کرتا پکڑ لے' تو وہ اس کے کپڑے ضبط کر لے۔'' چنانچہ وہ غنیمت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمائی ہے واپس نہیں کروں گا۔ ہاں اگر چاہو تو اس کی قیمت دے دیتا ہوں۔

فائدہ: اس روایت میں ''شکار کرتے'' کے الفاظ منکر ہیں۔ صحیح الفاظ ''کاٹنے'' کے ہیں' جیسا کہ اگلی روایت میں ہے۔

٢٠٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عن مَوْلًى لِسَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا وَجَدَ عَبِيدًا مِنْ عَبِيدِ المَدِينَةِ يَقْطَعُونَ مِنْ شَجَرِ المَدِينَةِ، فأَخَذَ مَتَاعَهُمْ وَقال - يَعْني لِمَوَالِيهِم -: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى أَنْ يُقْطَعَ مِنْ شَجَرِ المَدِينَةِ شَيْءٌ وَقال: «مَنْ قَطَعَ مِنْهُ شَيْئًا فَلِمَنْ أَخَذَهُ سَلَبُهُ».

٢٠٣٨- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کے ایک غلام سے مروی ہے کہ انہوں نے مدینہ کے کچھ غلاموں کو دیکھا کہ وہ (حرم) مدینہ میں درخت کاٹ رہے ہیں۔ تو انہوں نے ان کا اسباب چھین لیا اور ان غلاموں کے مالکوں سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے مدینہ کے درختوں سے کچھ کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے: ''جو کوئی ان سے کچھ کاٹے تو جو اسے پکڑ لے تو اس کا اسباب اسی کے لیے ہے (اس کے کپڑے' کلہاڑی اور رسی وغیرہ۔'')

٢٠٣٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَفْصٍ أبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ

٢٠٣٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے رسول ﷺ کے محفوظ

٢٠٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ١٩٩ من حديث ابن أبي ذئب به، وسنده ضعيف * سليمان لم يوثقه غير ابن حبان.

٢٠٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٠٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * الحارث بن رافع مستور.

خَالِدٍ: أخبرني خَارِجَةُ بنُ الْحَارِثِ الْجُهَنِيُّ: أخبرني أبِي عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لا يُخْبَطُ وَلا يُعْضَدُ حِمَى رَسُولِ الله ﷺ وَلَكِنْ يُهَشُّ هَشًّا رَفِيقًا».

کردہ علاقے سے نہ پتے توڑے جائیں اور نہ درخت کاٹے جائیں مگر ہلکے انداز میں پتے جھاڑ لیے جائیں۔“

٢٠٤٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وَحدثنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ عن ابنِ نُمَيْرٍ، عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، زَادَ ابنُ نُمَيْرٍ: وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

٢٠٤٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لے جایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر۔ ابن نمیر نے مزید کہا: اور (مسجد میں) دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: مدینہ منورہ کی مشروع و مسنون زیارات میں سے اہم ترین زیارت مسجد قباء کی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی تو یہ ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب عمرے کا سا ثواب ہے۔ (سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، حديث:١٤١١)

(المعجم ٩٦، ٩٧) - **باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ** (التحفة ٩٨)

باب:٩٦، ٩٧- زیارت قبور کے احکام ومسائل

٢٠٤١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا المُقْرِىءُ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ عن أبي صَخْرٍ حُمَيْدِ بنِ زِيَادٍ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ

٢٠٤١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی مجھے سلام کہتا ہے تو اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“

٢٠٤٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحج، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلوٰة فيه وزيادته، ح:١٣٩٩ من حديث ابن نمير، والبخاري، فضل الصلوٰة في مسجد مكة والمدينة، باب إتيان مسجد قباء ماشيًا وراكبًا، ح:١١٩٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٢٠٤١ـ **تخريج**: **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد:٢/ ٥٢٧ عن المقرىء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح:١١٥١ * يزيد بن عبدالله بن قسيط ثبت سماعه من أبي هريرة عند البيهقي:١/ ١٢٢، ولكنه يروي عن التابعين عن الصحابة، ولم يصرح هاهنا بالسماع، فالسند في شبه الانقطاع.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

توضیح: یہ حدیث ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی صاحب ﷾ کے نزدیک ضعیف ہے' لیکن اکثر محدثین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے جو محدثین کے ہاں مقبول ہے۔ اور ''روح لوٹانے'' کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں۔ مگر اول و آخر یہی ہے کہ یہ برزخی زندگی کا معاملہ ہے۔ اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا بالکل غلط ہے۔ علاوہ ازیں یہ متشابہات میں سے ہے' ہم کوئی اطمینان بخش تفصیل و توجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ وَاللهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ.
﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف:٧٦)

٢٠٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعٍ قال: أخبرني ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ».

٢٠٤٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔ اور نہ میری قبر کو عید (میلہ گاہ) بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''گھروں کو قبرستان بنانا'' یوں ہے کہ وہاں نماز' تلاوت اور اذکار کے اعمال ترک کر دیے جائیں جیسے کہ قبرستان میں نہیں کیے جاتے۔ اس میں مردوں کو بالخصوص تاکید ہے کہ اپنی نمازوں کا ایک حصہ یعنی سنن اور نوافل گھروں میں پڑھا کریں جو کہ نزول برکات کا باعث ہیں اور گھر والوں کے لیے اعمال خیر کی ترغیب و تربیت بھی۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی میتوں کو اپنے گھروں میں مت دفن کیا کرو بلکہ قبرستانوں میں دفناؤ۔ ② رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس مجمع لگانا' بھیڑ کرنا' بہت زیادہ دیر کھڑے رہنا یا بار بار آنا اسے ''میلہ گاہ'' بنانا ہے۔ جو کہ ممنوع اور انتہائی خلاف ادب ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا ادب یہ ہے تو دیگر صالحین کی قبروں پر اجتماع اور عرس بطریق اولیٰ ممنوع اور حرام ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنے کے لیے سفر کی مشقت اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں' انسان جہاں کہیں ہو اس کا درود آپ ﷺ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

٢٠٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣٦٧/٢ عن عبدالله بن نافع بن أبي نافع الصائغ القرشي المخزومي به.

٢٠٤٣- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ الْمَدَنِيُّ: أخبرني دَاوُدُ بْنُ خَالِدٍ عن رَبِيعَةَ بْنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن رَبِيعَةَ يَعني ابْنَ الْهُدَيْرِ، قال: ما سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِالله يُحَدِّثُ عن رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَ حَدِيثٍ وَاحِدٍ، قال: قُلْتُ: وَمَا هُوَ؟ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ نُرِيدُ قُبُورَ الشُّهَدَاءِ حتى إذَا أَشْرَفْنَا عَلَى حَرَّةِ وَاقِمٍ، فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فإذَا قُبورٌ بِمَحْنِيَةٍ، قال: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! أَقُبُورُ إخْوَانِنَا هٰذِهِ؟ قال: «قُبُورُ أَصْحَابِنَا»، فَلَمَّا جِئْنَا قُبُورَ الشُّهَدَاءِ قال: «هٰذِهِ قُبُورُ إخْوَانِنَا».

٢٠٤٣- ربیعہ بن ہدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو کبھی حدیث رسول بیان کرتے نہیں سنا۔ مگر ایک حدیث۔ شاگرد نے کہا: میں نے پوچھا وہ کونسی؟ (طلحہ نے) کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے‘ ہم شہداء کی قبروں کا قصد کیے ہوئے تھے حتیٰ کہ ہم حرۂ واقم پر چڑھ گئے۔ جب اس سے نیچے اترے تو وہاں ایک جانب میں قبریں تھیں۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے بھائیوں کی قبریں یہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔“ پھر جب ہم شہداء کی قبروں پر پہنچ گئے تو فرمایا: ”یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ موقع بموقع شہداء کی قبروں پر جایا کرتے تھے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے تھے۔ آپ نے شہداء کو ”اپنے بھائی“ ہونے کے لقب سے مشرف فرمایا اور دوسروں کو ”اپنے اصحاب“ کہا۔

٢٠٤٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا، فَكَانَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

٢٠٤٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے قریب بطحاء (کھلے میدان) میں اپنی اونٹنی بٹھائی اور وہاں نماز پڑھی۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس پر عمل کیا کرتے تھے۔ (درج ذیل اثر میں اس کی وضاحت ہے۔)

٢٠٤٥(أ) - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قال

٢٠٤٥ (ا)- امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا: مدینہ

٢٠٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٦١ من حديث محمد بن معن به.

٢٠٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب: ١٤، ح: ١٥٣٢، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة . . . الخ، ح: ١٢٥٧ بعد حديث: ١٣٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٥.

٢٠٤٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٠٥.

مَالِكٌ: لا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يُجَاوِزَ المُعَرَّسَ إِذَا قَفَلَ رَاجِعًا إِلَى المَدِينَةِ حتى يُصَلِّيَ فيهَا ما بَدَا لَهُ لأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَرَّسَ بِهِ.

واپس لوٹنے والے کو لائق نہیں کہ مقام مُعَرَّس (بطحاء، مسجد ذی الحلیفہ) سے ویسے ہی گزر جائے۔ بلکہ چاہیے کہ جس قدر دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں یہاں اترے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بنَ إِسْحَاقَ المَدَنِيَّ قال: المُعَرَّسُ عَلَى سِتَّةِ أَمْيَالٍ مِنَ المَدِينَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق مدنی سے سنا تھا کہ ''معرس'' مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے۔

فائدہ: مدینہ منورہ سے مکہ کو جاتے ہوئے اس مقام پر اترنا' نماز پڑھنا اور احرام باندھنا اعمال حج کے حصے اور متعلقات میں سے ہے مگر واپسی پر یہاں اترنا مستحب ہے۔

٢٠٤٥(ب) - [حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ قال: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله يَعني الْعُمَرِيَّ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ بَاتَ بالمُعَرَّسِ حتى يَغْتَدِيَ].

۲۰۴۵(ب)- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (مکہ سے مدینہ واپس) آتے تو مقام معرس میں رات گزارتے حتی کہ صبح کو روانہ ہوتے۔

٢٠٤٥ب ـ تخريج: [إسناده حسن] ✽ رواية عبدالله العمري عن نافع قوية.

نکاح کی اہمیت وفضیلت

نکاح محض ایک جنسی خواہش کے پورا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ تکمیل فرد کا ایک فطری شرعی اور لازمی حصہ ہے۔جس شخص میں یہ رغبت نہ ہو وہ ناقص اور عیب دار ہوتا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ بشری صفات کا کامل ترین نمونہ تھے اور اسی مفہوم میں آپ کا یہ فرمان ہے کہ [حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنیَا النِّسَآءُ وَالطِّیبُ وَ جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ](سنن النسائی، عشرۃ النساء، حدیث:۳۳۹۱) ''دنیا میں سے مجھے عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں' اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' قرآن حکیم کا صریح حکم ہے کہ ﴿وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَائِکُمْ﴾(النور: ۳۲) ''اپنے بے نکاح لوگوں کے نکاح کر دو اور اپنے صالح غلاموں اور لونڈیوں کے بھی۔'' فحاشی اور منکرات کا در بند کرنے کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہے ہی نہیں۔علاوہ ازیں افرادِ امت کی تعداد بڑھانے کے لیے اس کی رغبت دی گئی ہے کہ ﴿فَانْکِحُوْا مَاطَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً﴾(النساء:۳) ''جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار (تو ان) سے نکاح کر لو اور اگر اندیشہ ہو کہ عدل نہیں کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے۔''

نکاح انسان میں شرم وحیا پیدا کرتا ہے اور آدمی کو بدکاری سے بچاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو استطاعت رکھے وہ شادی کرے اس لیے کہ شادی سے آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں اور شرمگاہ (بدکاری سے) محفوظ ہو جاتی ہے اور جو شخص خرچ کی طاقت نہ رکھے' تو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ خواہش نفس کو ختم کر دے گا۔'' (صحیح مسلم' النکاح' حدیث: ۱۴۰۰) اسی طرح نکاح جنسی آلودگی' جنسی ہیجان اور شیطانی خیالات وافعال سے محفوظ رکھتا ہے۔ نکاح باہمی محبت اور مودت کا مؤثر ترین ذریعہ ہے' نکاح انسان کے لیے باعث راحت وسکون ہے۔

نکاح کی فضیلت ہی کی بابت نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص نکاح کر لیتا ہے تو اپنا آدھا دین مکمل کر لیتا ہے' لہٰذا اسے چاہیے کہ باقی آدھے دین کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔'' (المعجم الأوسط للطبرانی ۱/۱۶۲ و شعب الإیمان: ۴/۳۸۲' ۳۸۳) جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ کے چند صحابہ نے ازواج مطہرات سے نبیٔ اکرم ﷺ کی خفیہ عبادت کا حال دریافت کیا' تو پوچھنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا' کسی نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ نبیٔ کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا: ''ان لوگوں کو کیا ہوا جنھوں نے ایسی اور ایسی باتیں کہیں جب کہ میں رات کو نوافل پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' نفلی روزہ رکھتا ہوں' ترک بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جو شخص میرے طریقے سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے نہیں۔'' (صحیح مسلم' النکاح' حدیث: ۱۴۰۱)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ١٢) - كِتَابُ النِّكَاحِ (التحفة ٦)

نکاح کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى النِّكَاحِ (التحفة ١)

٢٠٤٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ قال: إِنِّي لأَمْشِي مَعَ عَبْدِ الله ابنِ مَسْعُودٍ بِمِنًى إِذْ لَقِيَهُ عُثْمانُ فاسْتَخْلَاهُ، فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ الله أَنْ لَيْسَتْ لَهُ حاجَةٌ قال لِي: تَعَالَ ياعَلْقَمَةُ! فَجِئْتُ، فَقال لَهُ عُثْمانُ: أَلَا نُزَوِّجُكَ ياأَبا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! جَارِيَةً بِكْرًا لَعَلَّهُ يَرْجِعُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ ما كُنْتَ تَعْهَدُ؟ فَقال عَبْدُ الله: لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُم الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لم يَسْتَطِعْ مِنْكُم فَعَلَيْهِ بالصَّوْمِ فإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

باب:١-نکاح کی ترغیب کا بیان

۲۰۴۶- جناب علقمہ کا بیان ہے کہ میں منیٰ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ملے پس عثمان نے ان کو علیحدگی میں بلایا (اور ان کو نکاح کرنے کی ترغیب دی) لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہیں نکاح کی حاجت نہیں ہے۔ تب عبداللہ نے مجھ سے کہا: علقمہ! ادھر آ ؤ۔ میں حاضر ہو گیا (کیونکہ اب تخلیے کی ضرورت نہ رہی تھی) تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کیا ہم تمہاری ایک کنواری لڑکی سے شادی نہ کرا دیں؟ (اس طرح) شاید تمہاری (جوانی کی طاقت) پھر لوٹ آئے۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ یہ کہتے ہیں حالانکہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ شادی

٢٠٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن يخاف على نفسه العزبة، ح:١٩٠٥، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة ... الخ، ح:١٤٠٠ من حديث الأعمش به.

کر لے۔ بلاشبہ اس سے نظر نیچی اور شرمگاہ محفوظ ہو جاتی ہے۔ (دامن عفت پر داغ نہیں آتا۔) اور جو طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے' یہ اس کے (شہوانی) جذبات کو کمزور کر دیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی پہلی بیوی فوت ہوگئی تھی اور اب وہ بیوی کے بغیر زندگی گزار رہے تھے' حضرت عثمان کے علم میں یہ بات تھی' اس لیے انہوں نے ملاقات پر پہلے انہیں خلوت میں دوبارہ نکاح کی ترغیب دی' وہ آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان کے ساتھی کے سامنے دوبارہ یہ کوشش کی۔ بہر حال اس حدیث سے کئی فوائد معلوم ہوئے۔ مثلاً: جس شخص کے پاس اپنا گھر آباد کرنے کے لیے نان ونفقہ اور سکنیٰ کے لازمی مصارف موجود ہوں اس کیلئے مُتَاھِّل زندگی گزارنا مستحب ہے۔ بالخصوص جوانوں کو تو اس کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے۔ ② نظر اور شرمگاہ کی پاکیزگی کو انسان کی دینی اور معاشرتی زندگی میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی حفاظت معاشرے میں امن وامان' بھائی چارے' عمومی راحت' خیر وبرکت اور اللہ کے فضل وانعامات کی ضامن ہے۔ اور ان کا فساد معاشرتی بگاڑ' فتنے' عداوت اور دلوں کی بے سکونی کا باعث ہے اور نتیجتاً اللہ کی ناراضی حصے میں آتی ہے۔ ③ مالی اعتبار سے کمزور شخص جو شادی نہ کرسکتا ہو اسے بمقابلہ دیگر علاجوں کے روزے رکھنے چاہییں۔ امام ابن تیمیہ ؒ ایسے شخص کو قرض لے کر بھی یہ بار اٹھانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

(المعجم ٢) - **باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ تَزْوِيجِ ذَاتِ الدِّينِ** (التحفة ٢)

باب:۲- دین دار خاتون سے شادی کرنا

٢٠٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعني ابنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَني عُبَيْدُالله: حَدَّثَني سَعِيدُ بنُ أبي سَعِيدٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ».

۲۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے چار باتوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال' حسب ونسب' حسن وجمال اور اس کے دین کی بنا پر' پس تو دیندار کو اختیار کر' تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔''

٢٠٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين . . . الخ، ح: ٥٠٩٠ عن مسدد، ومسلم، الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين، ح: ١٤٦٦ من حديث يحيى القطان به.

فائدہ: جملہ [تَرِبَتْ يَدَاكَ] ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں'' بددعا کے لیے نہیں بلکہ عربی محاورہ کے تحت دعا اور ترغیب کے مفہوم کا حامل ہے۔ کسی خاتون سے تعلق ازدواج میں اسی آخری نکتے کو اہمیت ہونی چاہیے۔ دیگر امور ضمنی اور اضافی ہیں، اگر حاصل ہوں تو فبہا اور یہ عظیم نعمت ہیں ورنہ اتنی اہمیت کے حامل نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے اصل چیز ......دین داری......کو نظرانداز کر دیا جائے۔

(المعجم ٣) - **بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ الأَبْكَارِ** (التحفة ٣)

باب:٣-کنواری لڑکی سے شادی کرنے کی ترغیب

٢٠٤٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أخبرنا الأَعْمَشُ عن سالِمِ بنِ أبي الْجَعْدِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «أَتَزَوَّجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟» فَقُلْتُ: ثَيِّبًا قال: «أَفَلَا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ».

٢٠٤٨-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تو نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ہاں! آپ نے فرمایا: ''کنواری سے یا بیوہ سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے۔ فرمانے لگے: ''کنواری سے کیوں نہیں کی؟ تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی۔''

فائدہ: کنواری لڑکی سے شادی زیادہ مرغوب ہے۔ اور کنوارے میاں بیوی میں ہنسی کھیل فطرتاً اور بالعموم بہت زیادہ ہوتا ہے بخلاف بیوہ کے۔ یہ عمل نفسیاتی صحت کے لیے بہت عمدہ ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں لہو ولعب جائز اور حق ہے۔ تاہم کچھ اور وجوہات سے بیوہ سے شادی کرنا بھی باعث فضیلت ہے جیسا کہ خود نبی ﷺ کا عمل اس پر شاہد ہے۔

(المعجم . . .) - **باب النَّهْيِ عَنْ تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ** (التحفة ٤)

باب:......کسی ''بانجھ'' خاتون سے شادی کرنا منع ہے
(وہ عورت جس میں بچے جننے کی صلاحیت نہ ہو)

قال أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إِلَيَّ حُسَيْنُ بنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حسین بن حریث مروزی نے مجھے لکھ بھیجا کہ

٢٠٤٨- تخريج: [صحيح] وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣١٤، وأصله عند مسلم، ح: ٧١٥/ ١١١ بعد حديث: ٥٩٩، وللحديث طرق.

٢٠٤٩- حَدَّثَنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عن الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ، عن عُمَارَةَ بنِ أبي حَفْصَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقال: إِنَّ امْرَأَتِي لا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ. قال: «غَرِّبْهَا». قال: أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي. قال: «فَاسْتَمْتِعْ بِهَا».

۲۰۴۹- ہمیں فضل بن موسیٰ نے حسین بن واقد سے' انہوں نے عمارہ بن ابی حفصہ سے' انہوں نے عکرمہ سے' انہوں نے' حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: میری بیوی کسی چھونے والے کا ہاتھ رد نہیں کرتی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے دور کر دو (طلاق دے دو۔'') اس نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ میرا دل اس کے ساتھ لگا رہے گا۔ آپ نے فرمایا: ''تب اس سے فائدہ اٹھاؤ۔''

توضیح: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور یہ جملہ [لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ] کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مسلمان' باوقار اور باغیرت خاتون ہونے کے ناتے اس کے اندر غیروں سے کوئی نفرت و وحشت نہیں ہے (مگر فعلاً اس سے کوئی بدکاری صادر نہیں ہوئی) تو نبی ﷺ نے اولاً اسے طلاق دینے کا فرمایا۔ مگر شوہر نے اپنی کیفیت بتائی تو رخصت دے دی۔ جیسے کہ دین سے دور معاشروں میں ایسی کیفیات پائی جاتی ہیں۔ مگر یہ معنی کرنا کہ وہ فعلاً بدکار تھی' پھر نبی ﷺ نے اس کو گھر میں رکھنے کی اجازت دے دی' ایک ناقابل تصور معنی ہے کیونکہ زانیہ سے نکاح حرام ہے۔ اور ایسا انسان' جو اپنے اہل میں فحش کاری پر خاموش ہو' دیوث ہوتا ہے۔ اسی لیے کچھ محدثین نے اس کا وہی مفہوم بیان کیا ہے جو ہم نے شروع میں بیان کیا ہے۔ بہرحال بری عادات کی بنا پر عورت کو طلاق دی جا سکتی ہے۔ یہ حدیث اس باب سے مطابقت نہیں رکھتی' اگلی حدیث اس باب کے مطابق ہے۔ اس حدیث پر باب' سہواً رہ گیا ہے یا کسی ناسخ (نقل کرنے والے) سے کوئی سہو ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

٢٠٥٠(أ) - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا مُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ ابْنُ أُخْتِ مَنْصُورِ بنِ زَاذَانَ عن مَنْصُورٍ يَعني ابنَ زَاذَانَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقال: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً

۲۰۵۰(ا)- حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: مجھے ایک عورت ملی ہے جو عمدہ حسب اور حسن و جمال والی ہے مگر اس کے اولاد نہیں ہوتی۔ تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر وہ دوبارہ آیا' تو آپ نے منع فرما دیا۔ پھر وہ تیسری بار آیا تو آپ نے

٢٠٤٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ماجاء في الخلع، ح: ٣٤٩٤ عن الحسين بن حريث به.

ذَاتَ جَمَالٍ وَحَسَبٍ وَأَنَّهَا لا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ قال: «لَا»، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فقال: «تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ».

فرمایا: ''ایسی عورتوں سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی ہوں۔ بلاشبہ میں تمہاری کثرت سے دیگر امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① جس عورت کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ ولادت کی صلاحیت سے محروم ہے اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ نکاح سے اصل مقصود اولاد کا حصول ہوتا ہے اور ہونا چاہیے' تو جو عورت اس وصف ہی سے محروم ہو' تو اس سے نکاح کرنے کا کیا فائدہ؟ تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ بانجھ عورت سے مطلقاً ہی نکاح کرنا ممنوع ہے۔ بلکہ بعض دفعہ نکاح کے کچھ اور مقاصد بھی ہوتے ہیں' تو وہاں ان سے نکاح کرنا جائز ہوگا' بلکہ بعض دفعہ پسندیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ ② بیوہ عورت کے متعلق تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عقیم ہے' مگر کنواری میں حیض نہ آنا ایک امکانی سبب ہو سکتا ہے، یقینی نہیں۔ ③ ''بہت زیادہ محبت کرنے والی اور بہت بچے جننے والی۔'' یہ صفات خاندانی عرف سے جانی جا سکتی ہیں۔ ویسے کنواری لڑکیوں میں یہ اوصاف بالعموم فطرتاً پائے جاتے ہیں۔

٢٠٥٠ (ب) - [حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ يَقُولُ: رَأَيْتُ مُسْتَلِمًا فَكَانَ يَقَعُ يَمْنَةً وَيَسْرَةً. قال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: لَمْ يَضَعْ جَنْبَهُ إِلَى الأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

۲۰۵۰ (ب)-(امام ابوداود رحمہ اللہ گزشتہ حدیث کے ایک راوی مستلم بن سعید کا تعارف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ) حسن بن علی نے بیان کیا کہ میں نے یزید بن ہارون کو سنا وہ کہہ رہے تھے: میں نے مستلم کو دیکھا' وہ دائیں بائیں پھرتے رہتے تھے۔ حسن بن علی نے کہا: انہوں نے چالیس سال زمین پر اپنا پہلو نہیں رکھا (نہیں سوئے۔)

قال أَبُو دَاوُدَ: مُسْتَلِمُ بنُ سَعِيدِ ابْنُ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مستلم بن سعید' منصور

٢٠٥٠ـ (أ) و (ب) تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب كراهية تزويج العقيم، ح: ٣٢٢٩ من حديث يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٢٩، ١٢٣٠، والحاكم: ٢/ ٦٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة "يقع يمنةً ويسرةً" سنده صحيح "لم يضع جنبه إلى الأرض أربعين سنة" سنده ضعيف لانقطاعه "مكث سبعين يومًا لم يشرب الماء" سنده ضعيف من أجل الانقطاع، وقال ابن الأعرابي: "حدثنا محمد بن المبارك أبوبكر بن حماد المقرىء، قال: سمعت أباثابت الخطاب يقول: سمعت يزيد بن هارون يقول: "كان المستلم بن سعيد لا يشرب الماء في أربعين يومًا إلا مرة" ... الخ، (المعجم: ١/ ٢٠٣، ٢٠٤، ح: ٣١٩) وسنده ضعيف * المقرىء وأبوثابت لم أعرفهما، ولو صح فمعناه أنه كان لا يشرب الماء بل كان يشرب اللبن والنبيذ ونحوهما.

أخي أو ابنُ أُختِ مَنْصُورِ بنِ زَاذَانَ، مَكَثَ سَبْعِينَ يَوْمًا لم يَشْرَبِ الْمَاءَ].

بن زاذان کے بھانجے یا بھتیجے ہیں۔ وہ ستر دن ٹھہرے لیکن پانی نہیں پیا۔

فائدہ: چالیس سال تک نہ سونا' اسی طرح ستر دن تک پانی نہ پینا۔ یہ دونوں باتیں سنداً صحیح نہیں ہیں۔ بعض بزرگوں کی طرف منسوب اس قسم کے اقوال ناقابل اعتبار ہیں۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً﴾ [النور: ٣] (التحفة ٥)

باب:۴- آیت کریمہ: ﴿اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ اِلَّا زَانِيَةً﴾ کی تفسیر ''یعنی بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔''

۲۰۵۱- حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ مُحمَّدٍ التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ بنِ الأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ مَرْثَدَ بنَ أبي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ كَان يَحْمِلُ الأَسَارَى بِمَكَّةَ، وكَان بِمَكَّةَ بَغِيٌّ يُقَالُ لَها عَنَاقُ، وكَانَتْ صَدِيقَتَهُ. قال: جِئْتُ إلى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنْكِحُ عَنَاقًا؟ قال: فَسَكَتَ عَنِّي، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَآ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ [النور: ٣] فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقال: «لا تَنْكِحْهَا».

۲۰۵۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ مکہ سے (مسلمان) قیدیوں کو اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ اور مکہ میں ایک بدکار عورت تھی جس کا نام عناق تھا اور وہ (قبل از اسلام) اس کی آشنا تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے مجھے اس کا جواب نہ دیا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يُنكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ ''یعنی بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے۔'' آپ ﷺ نے مجھے بلوایا' مجھ پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ''اس سے نکاح مت کرو۔''

فائدہ: مکمل آیت کریمہ یوں ہے: ﴿الزَّانِي لَا يَنكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۲۴/۳) ''بدکار مرد کسی بدکار عورت ہی سے نکاح کرتا ہے یا کسی مشرکہ سے۔ اور بدکار عورت سے کوئی بدکار مرد ہی نکاح کرتا ہے یا کوئی مشرک۔ اور یہ مومنین پر حرام کیا گیا''

۲۰۵۱ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، النكاح، تزويج الزانية، ح: ۳۲۳۰ عن إبراهيم بن محمد به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۱۷۷، وصححه الحاكم: ۲/ ۱٦٦، ووافقه الذهبي.

ہے۔'' اس آیت کریمہ کی تفسیر میں راجح یہی ہے کہ کسی عفیف مرد کو بدکار عورت سے اور عفیفہ عورت کو بدکار مرد سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسے کہ اسی سورۃ النور میں ہے: ﴿اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ﴾ (النور:٢٦) ''پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔'' اور یہ حدیث بھی اسی مفہوم کی تائید کرتی ہے۔

٢٠٥٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو مَعْمَرٍ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حَبِيبٍ: حَدَّثَني عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الزَّانِي المَجْلُودُ إِلَّا مِثْلَهُ».

٢٠٥٢- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی زانی' جسے زنا کی حد لگی ہو' کسی اپنے جیسی عورت ہی سے نکاح کرتا ہے۔''

وقال أبُو مَعْمَرٍ: قال حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ.

ابو معمر نے اپنی سند میں یوں کہا: حدثنا حبيب المعلم عن عمرو بن شعيب.

فوائد ومسائل: ① مسدّد اور ابو معمر کی سند میں فرق یہ ہے کہ ابو معمر کی روایت میں استاد عبدالوارث نے حبیب المعلم سے تحدیث کی تصریح کی ہے اور حبیب نے عمرو بن شعیب سے ''عن'' کے ساتھ روایت کی جب کہ مسدد کی روایت اس کے برعکس ہے۔ ② اس حدیث میں بھی مذکورہ بالا امر کی توضیح وتائید ہے کہ جس کی شہرت بری ہو جائے اسے کسی اپنے جیسے ہی سے نکاح کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُعْتِقُ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا (التحفة ٦)

باب:٥- اپنی ہی لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لینے کا اجر

٢٠٥٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا عَبْثَرٌ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى قال: قال

٢٠٥٣- حضرت ابوموسیٰ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی لونڈی کو آزاد کر کے خود ہی اس سے نکاح کر لے' تو ایسے شخص کے

٢٠٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٤ من حديث عبدالوارث به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٦٦، ووافقه الذهبي.

٢٠٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب فضل من أدب جاريته وعلمها، ح: ٢٥٤٤، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٥٤/ ٨٦ بعد، حديث ١٤٢٧ من حديث مطرف به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ». لیے دہرا اجر ہے۔“

فائدہ: اسلام نے انسانی حقوق کی پاسداری اور حفاظت کے لیے جو تعلیمات پیش فرمائی ہیں دنیا کا کوئی مذہب اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ اسی لیے اسلام نے غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی اور ایسے طریقے بھی بتلائے جس سے غلامی کا خاتمہ یا کم از کم اس کی اصلاح ہو سکے۔ اس حدیث میں بھی غلامی کی رسم کی حوصلہ شکنی کے لیے ایک نہایت مفید عمل بتلایا گیا ہے۔

۲۰۵۴- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أبُو عَوانَةَ عن قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

۲۰۵۴- حضرت انس بن مالک ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے صفیہ ؓ کو آزاد فرمایا (اور پھر اپنے حرم میں داخل کرنے کا شرف بخشا) اور ان کے آزاد کرنے ہی کو ان کا حق مہر ٹھہرایا۔

فائدہ: حضرت صفیہ ؓ خیبر کے یہودی سردار حُیَیّ بن اخطب کی صاحبزادی تھیں اور فتح خیبر کے موقع پر مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوگئی تھیں۔ جب یہ قیدی عورتیں جمع کی گئیں تو حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے قیدی عورتوں میں سے ایک لونڈی دے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ انہوں نے جا کر حضرت صفیہ کو منتخب کر لیا۔ اس پر ایک آدمی نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ نے بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سیدہ صفیہ کو دحیہ کے حوالے کر دیا حالانکہ وہ صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپ نے فرمایا: دحیہ کو صفیہ سمیت بلاؤ۔ حضرت دحیہ ان کو ساتھ لیے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر حضرت دحیہ سے فرمایا: قیدیوں میں سے کوئی دوسری لونڈی لے لو۔ پھر آپ نے حضرت صفیہ پر اسلام پیش کیا انہوں نے اسلام قبول کر لیا' اس کے بعد آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے شادی کر لی اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ مدینہ واپسی میں سد صہبا پہنچ کر وہ حیض سے پاک ہو گئیں۔ اس کے بعد حضرت ام سلیم ؓ نے انہیں آپ کے لیے آراستہ کیا اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے دولھے کی حیثیت سے ان کے ہمراہ صبح کی اور کھجور' گھی اور ستو ملا کر ولیمہ کھلایا اور راستے میں تین روز شبہائے عروسی کے طور پر ان کے پاس قیام فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے ان کے چہرے پر ہرا نشان دیکھا۔ دریافت فرمایا: یہ کیا ہے۔ کہنے لگیں: یارسول اللہ! آپ کے خیبر آنے سے پہلے میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ٹوٹ کر میری آغوش میں آ گرا ہے' بخدا مجھے آپ کے معاملے

۲۰۵۴_ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۳٦٥/ ۸٥ بعد حديث: ۱٤۲۷ من حديث أبي عوانة، والبخاري، الخوف، باب التبكير والغلس بالصبح والصلٰوة عند الإغارة والحرب، ح: ۹٤۷ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

کا کوئی تصور بھی نہ تھا' لیکن میں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے میرے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا "یہ بادشاہ جو مدینہ میں ہے تم اس کی آرزو کر رہی ہو۔" (الرحیق المختوم)

(المعجم ٦) - **بَابٌ: يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** (التحفة ٧)

باب:٦-رضاعت کی بنا پر قائم ہونے والے وہ سب رشتے حرام ہیں جو نسب کی بنا پر حرام ہیں

٢٠٥٥- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ما يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ».

٢٠٥٥-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رضاعت کی بنا پر وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو ولادت کے تعلق سے حرام ہیں۔"

توضیح: نکاح میں محرمات کی دو قسمیں ہیں: ابدی محرمات اور وقتی محرمات۔ ابدی محرمات بسبب نسب کے سات ہیں: ① مائیں (اوپر تک) ② بیٹیاں (نیچے تک) ③ حقیقی بہنیں (ماں باپ دونوں کی طرف سے یا صرف باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے۔) ④ بھانجیاں ⑤ بھتیجیاں ⑥ پھوپھیاں ⑦ خالائیں۔ بدلیل: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ ...... الخ﴾ (النساء: ٢٣) اوران کے مماثل وہ رشتے جو رضاعت سے قائم ہوتے ہیں' سب حرام ہیں۔ جیسے کہ اس باب کی حدیث میں آیا ہے۔ تعلق مصاہرت (سسرالی اور ازدواجی تعلق) کی بنا پر حرام ہونے والی خواتین یہ ہیں: ① بیویوں کی مائیں (ساسیں اوپر تک) ② بیویوں کی بیٹیاں بشرطیکہ بیوی سے دخول ہوا ہو۔ ③ باپ دادا کی بیویاں ④ بیٹوں کی بیویاں (نیچے تک) اور یہی رشتے اگر رضاعت سے قائم ہوں تو حرام ہیں۔ ایک محدود وقت تک کے لیے حرام رشتے یہ ہیں: بیوی کی بہن' اس کی پھوپھی یا بھتیجی اور خالہ یا بھانجی اور آزاد آدمی کے لیے چار بیویاں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔ (کچھ علماء کے نزدیک) زانیہ تا آنکہ توبہ کر لے۔ اور وہ عورت جسے تین طلاقیں دی ہوں تا آنکہ کسی اور سے نکاح کر لے اور وہاں سے فارغ ہو۔ مُحرِمَہ اپنے احرام سے حلال ہونے تک۔ اور کوئی مطلقہ جو اپنے ایام عدت میں ہو' عدت ختم ہونے تک۔ ان کے علاوہ دیگر عورتیں حلال ہیں۔ ﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (النساء: ٢٤) (دیکھیے: تیسیر العلام شرح عمدۃ الاحکام)

٢٠٥٦- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ

٢٠٥٦-ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی

٢٠٥٥- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، ح: ١١٤٧ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٧.

٢٠٥٦- **تخريج:** [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩١، ٣٠٩ من حديث هشام بن عروة به، ورواه البخاري، النكاح، ◄◄

النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن هِشَام بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قالَتْ: يَارَسُولَ الله! هَلْ لَكَ في أُخْتِي؟ قال: «فَأَفْعَلُ مَاذَا؟». قالَتْ: فَتَنْكِحُهَا قال: «أُخْتَكِ؟» قالَتْ: نَعَمْ. قال: «أَوَتُحِبِّينَ ذَاكَ؟» قالَتْ: لَسْتُ بِمُخْلِيَةٍ بِكَ، وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي في خَيْرٍ أُخْتِي. قال: «فإِنَّهَا لا تَحِلُّ لِي». قالَتْ: فَوَالله! لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ أَوْ ذُرَّةَ - شَكَّ زُهَيْرٌ - بِنْتَ أبي سَلَمَةَ. قال: «بِنتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟» قالَتْ: نَعَمْ. قال: «أَمَا وَالله! لَوْ لم تَكُنْ رَبِيبَتِي في حَجْرِي ما حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاها ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلا أَخَوَاتِكُنَّ».

ہے کہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن میں راغب ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کیا کروں؟“ کہنے لگیں کہ آپ اس سے نکاح کرلیں۔ آپ نے فرمایا: ”تیری بہن سے؟“ بولیں: ہاں۔ آپ نے کہا: ”کیا تمہیں یہ پسند ہے؟“ کہنے لگیں: میں کوئی آپ کے پاس اکیلی تو نہیں ہوں۔ اور اس شراکت میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری بہن اس خیر میں میری حصہ دار بنے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔“ وہ کہنے لگیں: قسم اللہ کی! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے دُرّہ یا ذُرّہ (حدیث کے راوی) زہیر کو شک ہے دختر ابوسلمہ کے لیے پیغام بھجوایا ہے۔ آپ نے کہا: ”ام سلمہ کی بیٹی کے لیے؟“ کہنے لگیں: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”قسم اللہ کی! وہ اگر میری ربیبہ نہ بھی ہوتی جو کہ میری پرورش میں ہے تو بھی میرے لیے حلال نہ ہوسکتی تھی کیونکہ وہ میرے دودھ کے بھائی کی بیٹی (رضاعی بھتیجی) ہے۔ مجھے اور اس کے والد (ابوسلمہ) کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا۔ سو مجھے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی پیش کش مت کرو۔“

فائدہ: ربیبہ بیوی کی وہ بیٹی ہے جو پہلے خاوند سے ہو اس سے بھی نکاح حرام ہے بشرطیکہ اس کی ماں سے ہم بستری ہوگئی ہو۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي لَبَنِ الْفَحْلِ (التحفة ٨)

باب: ۷-مرد سے دودھ کا ناتا

٢٠٥٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ

۲۰۵۷-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ افلح بن

◄◄ باب ﴿وربائبكم اللاتي في حجوركم .... بهن﴾، ح:٥١٠٦، ومسلم، النكاح، باب تحريم الربيبة وأخت المرأة، ح:١٤٤٩ من حديث هشام بن عروة عن أبيه عن زينب عن أم حبيبة به.

٢٠٥٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يحل من الدخول والنظر إلى النساء في الرضاع، ◄◄

الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَفْلَحُ بنُ أبي الْقُعَيْسِ فَاسْتَتَرْتُ مِنْهُ، قال تَسْتَتِرِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ؟ قالَتْ: قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ؟. قال: أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي. قالَتْ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي المَرْأَةُ وَلم يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فقال: «إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ».

ابی القعیس میرے ہاں آئے تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے پردہ کرتی ہو' حالانکہ میں تمہارا چچا ہوں؟ کہتی ہیں' میں نے کہا: کہاں سے؟ انہوں نے کہا: تم کو میری بھاوج نے دودھ پلایا ہے۔ کہنے لگیں: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے' مرد نے نہیں پلایا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے' تمہارے پاس آ سکتا ہے۔''

فائدہ: دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہوئی' تو اس کا شوہر رضاعی باپ' اور اس کا بھائی رضاعی چچا ہوا۔ جس طرح دودھ پلانے والی عورت سے تعلق جڑتا ہے ویسے ہی اس کے شوہر اور عزیزوں سے بھی جڑ جاتا ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ (التحفة ٩)

باب:٨- رضاعت کبیر کا بیان

٢٠٥٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَشْعَثَ بنِ سُلَيْمٍ، عن أبيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ الْمَعْنَى وَاحِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ قال حَفْصٌ: فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ، ثُمَّ اتَّفَقَا قالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ، فقال: «انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ».

٢٠٥٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہے۔ (بروایت حفص) آپ ﷺ کو یہ کیفیت ناگوار گزری اور آپ کا چہرہ بدل گیا۔ (حفص اور محمد بن کثیر دونوں کی متفقہ روایت ہے کہ) حضرت عائشہ ؓ نے (وضاحت کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا غور کر لیا کرو' تمہارے بھائی کون ہیں۔ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو۔''

◄◄ ح: ٥٢٣٩، ومسلم، الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح: ١٤٤٥ من حديث هشام بن عروة به.

٢٠٥٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الشهادات، باب الشهادة على الأنساب . . . الخ، ح: ٢٦٤٧ عن محمد بن كثير، ومسلم، الرضاع، باب: إنما الرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ من حديث سفيان الثوري به.

فوائد ومسائل: یعنی رضاعت فی الحقیقت وہی معتبر ہے کہ بچے نے اپنی دودھ پینے کی عمر میں دودھ پیا ہو۔ اسی سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دو سال کے بعد بچہ روٹی سالن اور دیگر خوراک سے اپنی بھوک مٹانے لگتا ہے۔ اس لیے جمہور کے نزدیک اس وقت دودھ پینے کا اعتبار نہیں۔ ② علاوہ ازیں رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بنا پر ہو' کا مطلب ہے کہ بچے نے دودھ اتنی مقدار میں پیا ہو جس سے اس کی بھوک مٹ گئی ہو۔ اور اس کی وضاحت دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ وہ پانچ مرتبہ دودھ پیے' وہ یوں کہ پستان منہ میں لے کر دودھ پیتا رہے اور پھر اسے اپنی مرضی سے چھوڑے۔ یہ ایک مرتبہ پینا (ایک رضعہ) ہے۔ اس طرح پانچ رضعات سے رضاعت ثابت ہوگی' ایک دو رَضعوں سے نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ضمیمہ تفسیر ''احسن البیان'' بعنوان ''رضاعت کے چند ضروری مسائل'' از حافظ صلاح الدین یوسف ﷾)

۲۰۵۹- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ أَنَّ سُلَيْمانَ بنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُمْ عن أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عن ابنٍ لِعَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: لا رَضَاعَ إِلَّا مَا شَدَّ الْعَظْمَ وَأَنْبَتَ اللَّحْمَ، فقال أَبُو مُوسَى: لا تَسْأَلُونَا وَهٰذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ.

۲۰۵۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''رضاعت وہی معتبر ہے جو ہڈیوں کو مضبوط کرے اور گوشت پیدا کرے۔'' ابوموسیٰ نے کہا: تم میں جب تک یہ عظیم عالم موجود ہے ہم سے مت کچھ پوچھا کرو۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کا بھی وہی مطلب ہے جو اس سے پہلی حدیث کا تھا' یعنی دودھ' شیرخوارگی کے ایام میں پیا جائے' تو اس کا اعتبار ہوگا اور اس مقدار میں پیے جس سے اس کو جسمانی فائدہ ہو۔ ② علم میں فاضل و فائق شخصیت کے ہوتے ہوئے ادنیٰ کو فتویٰ دینا زیب نہیں دیتا' ان کے اعزاز و اکرام کا یہی تقاضا ہے۔

۲۰۶۰- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُلَيْمانَ بنِ الْمُغِيرَةِ، عن أَبي مَوسَى الْهِلَالِيِّ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ بمَعْنَاهُ وَقال: «أَنْشَزَ الْعَظْمَ».

۲۰۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور لفظ [أَنْشَزَ الْعَظْمَ] ذکر کیا۔

۲۰۵۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٧/ ٤٦٧ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * أبوموسى الهلالي وأبوه مجهولان.

۲۰۶۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٢ عن وكيع به * أبوموسى الهلالي وأبوه مجهولان، والموقوف صحيح، انظر الموطأ (بتحقيقي): ١٣٢٧.

(المعجم ٩) - **باب مَنْ حَرَّمَ بِهِ**

(التحفة ١٠)

٢٠٦١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: حَدَّثَني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بنَ عُتْبَةَ بنِ رَبِيعَةَ بنِ عَبْدِ شَمْسٍ كَانَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بنِ عُتْبَةَ بنِ رَبِيعَةَ، وَهُوَ مَوْلًى لِامْرأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ الله ﷺ زَيْدًا، وكانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا في الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوُرِّثَ مِيرَاثَهُ حَتَّى أَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ في ذٰلِكَ ﴿ٱدْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَإِخْوَٰنُكُمْ فِي ٱلدِّينِ وَمَوَٰلِيكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥] فَرُدُّوا إِلَى آبَائِهِمْ، فَمَنْ لم يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلًى وَأَخًا في الدِّينِ، فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبي حُذَيْفَةَ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا فَكَانَ يَأْوِي مَعِي وَمَعَ أَبي حُذَيْفَةَ في بَيْتٍ وَاحِدٍ وَيَرَانِي فُضْلًا، وَقَدْ أَنْزَلَ الله فِيهِمْ ما قَدْ عَلِمْتَ فَكَيْفَ تَرَى فِيهِ؟ فقال لَها النَّبِيُّ

باب:٩-رضاعت کبیر سے حُرمت کے قائلین کا استدلال

٢٠٦١- امہات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنایا ہوا تھا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند دختر ولید بن عتبہ بن ربیعہ کا نکاح کر دیا تھا۔ وہ ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید ؓ کو اپنا متبنّٰی بنایا تھا اور جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جسے کوئی اپنا متبنّٰی بنا لیتا تو لوگ اس کو اسی کی نسبت سے پکارا کرتے تھے اور وہ (اپنے منہ بولے باپ کا) وارث بھی بنتا تھا۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس بارے میں یہ حکم نازل فرمایا کہ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَاللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ﴾ ”انہیں ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اگر وہ معلوم نہ ہوں تو یہ تمہارے دینی بھائی اور مولیٰ ہیں۔“ چنانچہ انہیں ان کے باپوں کی طرف لوٹا دیا گیا اور جس کا باپ معلوم نہ ہوا وہ مولیٰ اور دینی بھائی کہلانے لگا۔ الغرض! (ابو حذیفہ ؓ کی بیوی) سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشی عامری (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! ہم سالم کو اپنا بیٹا ہی سمجھتے رہے ہیں۔ یہ میرے اور ابو حذیفہ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا رہا ہے اور مجھے (گھر میں عام حالت میں) ایک کپڑے میں دیکھتا

٢٠٦١- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٥١/٨ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٢٢٥، وأصله عند البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح: ٥٠٨٨، وللحديث طرق كثيرة.

ﷺ: «أَرْضِعِيهِ»، فأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَان بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَأْمُرُ بَنَاتِ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتِ إِخْوَانِهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ أَنْ يَرَاهَا وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كَان كَبِيرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا. وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يُدْخِلْنَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُرْضَعَ فِي المَهْدِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ: وَاللهِ! ما نَدْرِي لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لِسَالِمٍ دُونَ النَّاسِ.

رہا ہے۔ (کبھی سر کھلا‘ تو کبھی پنڈلیاں بھی کھل گئیں وغیرہ۔) اور اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ آپ اس صورت میں کیا فرماتے ہیں؟ نبی ﷺ نے اس سے کہا: ’’اس کو (اپنا) دودھ پلا دو۔‘‘ چنانچہ اس نے اس کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دیا۔ اور وہ اس طرح اس کے رضاعی بیٹے کی طرح ہو گیا۔ سو حضرت عائشہ ؓ اس واقعہ کی بنا پر اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں سے کہا کرتی تھیں کہ فلاں کو پانچ رضعے (پانچ بار) دودھ پلا دو۔ جس کے بارے میں حضرت عائشہ کی خواہش ہوتی کہ وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کے سامنے آ سکے۔ خواہ وہ بڑی عمر کا بھی ہوتا۔ چنانچہ وہ اس کے بعد ان کے سامنے آ جایا کرتا تھا (اور یہ اس سے پردہ نہ کرتیں۔) مگر ام سلمہ ؓ اور دیگر تمام امہات المومنین نے اس کو قبول نہیں کیا کہ ایسی رضاعت کی بنا پر کوئی شخص ان کے سامنے آئے (اور وہ اس سے پردہ نہ کریں) الا یہ کہ اس نے پالنے میں (دو سال کی عمر کے دوران میں) دودھ پیا ہوتا۔ انہوں نے عائشہ ؓ سے کہا: قسم اللہ کی! ہمیں نہیں معلوم‘ شاید یہ نبی ﷺ کی طرف سے سالم کے لیے بمقابلہ دوسرے لوگوں کے خاص رخصت تھی۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کی تعلیمات اٹل ہیں اور واجب العمل بھی۔ ان میں چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے بیان وتوضیح کے ساتھ جو بسند صحیح ہم تک پہنچ جائے۔ ② جمہور علماء کے نزدیک دو سال کی عمر کے بعد دودھ پینے پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی‘ کیونکہ حرمت ثابت کرنے والی رضاعت وہ ہے جو مدت رضاعت کے اندر ہو جو کہ دو سال ہے‘ کم از کم پانچ رضعات ہوں‘ (رضعت یہ ہے کہ بچہ چھاتی کو منہ میں لے اور اس سے دودھ چوسے تو جب تک وہ پستان کو منہ میں لے کر پیتا رہے گا یہ ایک رضعت کہلائے گی‘ خواہ یہ مدت

طویل ہو یا قلیل) اور جو آنتوں کو پھاڑے یعنی اس کی خوراک صرف دودھ ہو جس سے بچہ پلے اور بڑھے مگر حضرت عائشہ ؓ، لیث بن سعد، عطاء اور فقہائے اہل ظاہر دو سال کے بعد بھی حرمت رضاعت کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل حضرت سالم کا واقعہ ہے لیکن دوسری امہات المومنین کا بیان ہے کہ یہ حضرت سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ امام ابن تیمیہ اور شیخ شوکانی ؒ اس حدیث کی بابت لکھتے ہیں کہ عمومی حالات میں تو نہیں مگر کہیں خاص اضطراری احوال میں اس پر عمل کی گنجائش ہے۔ (نیل الأوطار: ۳۵۳/۶) ③ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ''چہرہ چھپانا'' پردے کا لازمی حصہ ہے۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری نہ تھا تو اس قدر تردد کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ④ [رَضُعَه] کا معنی ذیل کے باب میں دیکھیے۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: هَلْ يُحَرِّمُ مَا دُونَ خَمْسِ رَضَعَاتٍ** (التحفة ١١)

باب: ۱۰- کیا پانچ بار سے کم دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے؟

٢٠٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالتْ: كَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ الْقُرْآنِ: عَشْرَ رَضَعَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، فَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

۲۰۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن میں پہلے یہ نازل کیا تھا کہ دس رضعات سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ (دس بار دودھ پینے سے۔) پھر اسے پانچ رضعات سے منسوخ کر دیا۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ الفاظ قرآن میں قراءت کیے جاتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① احادیث میں وارد لفظ [الرضعة] کا لغوی واصطلاحی معنی یہ ہے: ''بچہ پستان کو اپنے منہ میں لے کر دودھ چوسنے لگے اور پھر اپنی خوشی سے، بغیر کسی عارض کے چھوڑ دے۔'' تو یہ ایک رضعہ ہے۔ [المَصّة] کا بھی یہی مفہوم ہے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ نسخ نبی ﷺ کی وفات سے تھوڑی ہی مدت پہلے نازل ہوا تھا کہ کچھ لوگ، جنہیں اطلاع نہ ملی تھی یہ الفاظ تلاوت کرتے تھے۔ مگر بعد ازاں ان کی قراءت بھی منسوخ کر دی گئی مگر حکم باقی رہا۔

٢٠٦٢- **تخريج:** أخرجه مسلم، الرضاع، باب التحريم بخمس رضعات، ح: ١٤٥٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٨.

٢٠٦٣- حَدَّثنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُحَرِّمُ المَصَّةُ وَلا المَصَّتَانِ».

۲۰۶۳-حضرت عائشہ ﷞ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک بار چوسنا یا دوبار چوسنا حرام نہیں کرتا۔“

فائدہ: بلکہ جب تک پانچ مرتبہ (مذکورہ طریقے سے) دودھ نہ پیے' حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي الرَّضْخِ عِنْدَ الْفِصَالِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱- دودھ چھڑانے کے وقت انعام دینا

٢٠٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وَحدَّثنا ابنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا ابنُ إِدْرِيسَ عن هِشَامِ ابنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن حَجَّاجِ بنِ حَجَّاجٍ، عن أبِيهِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ما يُذْهِبُ عَنِّي مَذِمَّةَ الرَّضَاعَةِ؟ قال: «الْغُرَّةُ: الْعَبْدُ أَوِ الأَمَةُ».

۲۰۶۴- جناب حجاج بن حجاج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں دودھ پلانے کا حق کس طرح ادا کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ایک غلام یا لونڈی (لے کر اسے دے دے۔“)

قال النُّفَيْلِيُّ: حَجَّاجُ بنُ الْحَجَّاجِ الْأَسْلَمِيُّ، وَهٰذَا لَفْظُهُ.

نفیلی نے کہا: حجاج بن حجاج' بنو اسلم سے تعلق رکھتا ہے اور یہ اسی کے لفظ ہیں۔

فائدہ: عربوں میں یہ رواج عام تھا کہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لیے قرب وجوار کے دیہاتوں میں اجرت پر بھیج دیا کرتے تھے' علاوہ ازیں وہ مقررہ اجرت کے علاوہ دودھ چھڑانے پر [مُرضِعَه] ”دودھ پلانے والی انّا“ کو کوئی انعام دینا بھی پسند کرتے تھے۔ اس حدیث میں اسی حق مُرضِعَه کی بابت بیان کیا گیا ہے۔

٢٠٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب: في المصة والمصتان، ح: ١٤٥٠ من حديث أيوب السختياني به.

٢٠٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ما يذهب مذمة الرضاع، ح: ١١٥٣، والنسائي، ح: ٣٣٣١ من حديث هشام بن عروة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد، انظر، مجمع الزوائد: ٢٦٢/٤.

(المعجم ١٢) - باب مَا يُكْرَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ (التحفة ١٣)

باب:١٢-وہ عورتیں جن کو (ایک وقت میں) جمع کرنا حرام ہے

٢٠٦٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا داوُدُ بنُ أبي هِنْدٍ عن عَامِرٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُنْكَحُ المَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِها وَلا الْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا وَلَا المَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا وَلا الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِها، وَلا تُنْكَحُ الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى وَلا الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى».

٢٠٦٥- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی پھوپھی پر۔ نہ پھوپھی اس کی بھتیجی پر۔ اور نہ نکاح کی جائے کوئی عورت اس کی خالہ پر۔ نہ خالہ اس کی بھانجی پر۔ نہ نکاح کی جائے بڑی چھوٹی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر۔''

توضیح: ایک وقت میں پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی (یا ان کے برعکس) کو جمع کرنا حرام ہے۔ اور یہ حرمت موقت (عارضی) ہے' ابدی نہیں۔ مختلف اوقات میں بعد از طلاق یا وفات نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور آخری جملہ میں ''بڑی عورت'' سے مراد یا تو عمر میں بڑی ہے جو کہ عرفاً ماں' خالہ اور پھوپھی وغیرہ کا احترام پاتی ہے جبکہ چھوٹی لڑکی بیٹی کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ یعنی ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ یا رتبے کا فرق مراد ہے۔ پھوپھی اور خالہ بڑی ہوتی ہیں جب کہ بھتیجی اور بھانجی بالعموم چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس صورت میں یہ پہلی ہی بات کی بہ انداز دیگر تاکید ہے۔

٢٠٦٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني قَبِيصَةُ بنُ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا وَبَيْنَ المَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا.

٢٠٦٦- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورت اور اس کی خالہ یا عورت اور اس کی پھوپھی کو جمع کیا جائے۔

٢٠٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها، ح:١١٢٦، والنسائي، ح:٣٢٩٨ من حديث داود بن أبي هند به، وعلقه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح:٥١٠٨، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٢٠٦٦- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تنكح المرأة على عمتها، ح:٥١١٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح، ح:١٤٠٨ من حديث يونس بن يزيد به.

٢٠٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا خطَّابُ بنُ الْقاسِمِ عن خُصَيفٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ وَبَيْنَ الْخَالَتَيْنِ وَالْعَمَّتَيْنِ.

٢٠٦٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حرام کیا اس بات کو کہ جمع کی جائے پھوپھی اور خالہ یا دو خالائیں اور دو پھوپھیاں۔

٢٠٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ ﷺ عن قَوْلِهِ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ [النساء: ٣] قالتْ: يَاابْنَ أُخْتِي! هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ في حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ في مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُقْسِطَ في صَدَاقِهَا فَيُعْطِيهَا مِثْلَ ما يُعْطِيهَا غَيْرُهُ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ.

٢٠٦٨-جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کریمہ ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ﴾ کی تفسیر دریافت کی۔ تو انہوں نے کہا: بھانجے میرے! یہ اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے کسی ولی کی سرپرستی میں ہو اور (مالدار غَنِیّہ ہونے کی وجہ سے) اپنے ولی کے مال میں حصہ دار بن گئی ہو۔ پھر اس ولی کو اس لڑکی کا مال و جمال پسند آ جائے اور اس کی خواہش ہو کہ اس سے نکاح کر لے مگر حق مہر میں انصاف نہ کرے اور اس قدر نہ دینا چاہے جو کوئی غیر اسے دے تو (ایسی صورت میں) ان لوگوں کو ان کے ساتھ نکاح سے منع کر دیا گیا الا یہ کہ ان سے عدل کریں اور مہر ان کے اعلیٰ معیار کے مطابق دیں (تو جائز ہے۔) انہیں یہ حکم دیا گیا کہ (اگر یہ اندیشہ ہو تو) ان کے علاوہ دیگر عورتوں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند آئیں۔

٢٠٦٧- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/٢١٧ من حديث خصيف به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ١٠٢٨، ورواه الترمذي، ح: ١١٢٥ بلفظ آخر عن عكرمة به، وأصل الحديث صحيح بلفظ آخر.

٢٠٦٨- **تخريج**: أخرجه مسلم، التفسير، باب: ١، ح: ٣٠١٨ عن أحمد بن عمرو بن السرح، والبخاري، النكاح، باب الترغيب في النكاح . . . الخ، ح: ٥٠٦٤ من حديث يونس بن يزيد به.

قال عُرْوَةُ: قالتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الآيةِ فِيهِنَّ فأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي ٱلنِّسَآءِ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي ٱلْكِتَٰبِ فِي يَتَٰمَى ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] قالَتْ: وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْهِمْ في الْكِتَابِ الآيَةُ الْأُولى الَّتِي قال اللهُ تَعَالَى فيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا۟ فِي ٱلْيَتَٰمَىٰ فَٱنكِحُوا۟ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ [النساء: ٣] قالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ في الآيةِ الآخِرَةِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَن تَنكِحُوهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧] هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عن يَتِيمَتِهِ التي تكُونُ في حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمالِ وَالْجَمَالِ، فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا في مَالِها وَجَمَالِها مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

عروہ نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد جوان کے بارے میں اتری تھی' رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے (اور رخصت چاہی) تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ''اے پیغمبر! لوگ آپ سے (یتیم) عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہیں کہ ان کے بارے میں اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں بھی (وضاحت کرتی ہیں) جو تم پر ان یتیم عورتوں (لڑکیوں) کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جن کے مقررہ حقوق (میراث وغیرہ) تم دیتے نہیں اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ جو اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ تم پر کتاب میں پڑھی جاتی ہے' اس سے مراد وہ پہلے والی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ دوسری آیت میں جو آیا ہے: ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ اس سے مراد ''اعراض'' ہے۔ یہ اعراض آدمی اپنی زیر سرپرستی یتیم لڑکی سے کرتا تھا جب کہ وہ قلیل المال ہوتی اور حسن و جمال میں بھی معیاری نہ ہوتی۔ تو انہیں منع کیا گیا ہے کہ یتیم لڑکیوں کے مال و جمال کے حریص بن کر ان سے نکاح مت کرو الا یہ کہ عدل وانصاف کے تقاضے پورے

کرو (اور یہ تفصیل نازل ہونے کی وجہ یہی ہے کہ لوگ ان سے اعراض کرنے لگے تھے۔)

قال يُونُسُ: وَقال رَبِيعَةُ في قَوْلِ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ [النساء: ٣] قالَ: يقُولُ: اتْرُكُوهُنَّ إنْ خِفْتُمْ فَقَدْ أَحْلَلْتُ لَكُمْ أَرْبَعًا.

یونس نے بیان کیا کہ جناب ربیعہ الرائی نے ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوا فِی الْیَتٰمٰی﴾ کی توضیح میں کہا کہ اللہ فرماتا ہے: ''ظلم کا اندیشہ ہو تو انہیں چھوڑ دو۔ میں نے تمہارے لیے چار عورتیں حلال کی ہوئی ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اگر انسان اپنی زیر تولیت کسی یتیم بچی سے شرعی عدل و انصاف کے معیار پر پورا نہ اتر سکتا ہو تو اس سے نکاح نہ کرے خواہ پہلا ہو یا کسی دوسری بیوی کے ہوتے ہوئے ہو۔ اس میں تو اور بھی اندیشہ ہے کہ یتیم بچی ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی لونڈی اور خادمہ ہی بنا لیا جائے۔ ② فہم قرآن کے لیے شان نزول کی ایک خاص اہمیت ہے بشرطیکہ صحیح سند سے ثابت ہو۔ اسی طرح ہر آیت کے لیے شان نزول تلاش کرنا بھی تکلف بارد ہے۔

٢٠٦٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَني أبي عن الْوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَني مُحمَّدُ بنُ عَمْرِو بنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلي أَنَّ ابنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ: أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُما لَقِيَهُ المِسْوَرُ بنُ مَخْرَمَةَ فقال لَهُ: هَلْ لَكَ إلَيَّ مِنْ حاجَةٍ تَأْمُرُني بِها؟ قال: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قال: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ الله ﷺ؟ فإنِّي أَخَافُ

٢٠٦٩- جناب ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ جناب علی بن حسین (بن علی بن ابی طالب) نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت حسین بن علی ؓ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے مسور بن مخرمہ ؓ ملے اور کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرما سکتے ہیں؟ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے متعلق قوم کہیں آپ پر غالب نہ آ جائے۔ اور قسم اللہ کی! اگر آپ یہ مجھے عنایت فرما دیں تو میرے جیتے جی کبھی کوئی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔ (رسول اللہ ﷺ کی عزت اور آپ کی عترت کی حفاظت

٢٠٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ وعصاه وسيفه . . . الخ، ح: ٣١١٠ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣٢٦.

أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللهِ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حتى يُبْلَغَ إِلى نَفسِي، إِنَّ عَلِيَّ بنَ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أبي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ، فقال: «إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا» قال: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قال: «حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلٰكِنْ وَاللهِ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ الله ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ الله مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا».

اور دفاع ہم پر لازم ہے۔اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جب کہ میں ان دنوں بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے فکر ہے کہ کہیں اس کے دین میں کوئی امتحان نہ آ جائے۔'' پھر آپ نے بنی عبد شمس (بنی امیہ) میں سے اپنے داماد (حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا اور اس کی مدح فرمائی اور خوب فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے مجھ سے بات کی تو سچی کی' وعدہ کیا تو پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن قسم اللہ کی! اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اپنے گھر میں اذیت رسول اللہ ﷺ کے لیے باعث اذیت ہوتی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ہلاکت کا باعث ہوتی۔ اس لیے انہیں بطور خاص اس رشتے سے منع کر دیا گیا۔ اور یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح سے بھی اذیت دینا حرام ہے خواہ وہ فعل اصل میں مباح ہی ہو۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:٥٣) ''تمہیں کسی طرح جائز نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت دو۔'' ② عترتِ رسول ﷺ کو کسی طرح سے دکھ دینا اور ان کی ہتک کرنا' رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو مستلزم ہے۔ مگر لازمی شرط ہے کہ آل رسول کہلانے والے اس کی شریعت کے حامل بھی ہوں۔ ③ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی تھیں اور وہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہیں ④ جائز ہے کہ انسان اپنی بیٹی کی وجہ سے غیرت اور غصے میں آئے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت فاطمہ پر قیاس کرنے لگے تو یہ ایک لغو قیاس ہے۔ ⑤ صاحب فضل داماد کی مدح و توصیف کی جا سکتی ہے۔

٢٠٧٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ وَعن أَيُّوبَ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ بِهَذا الْخَبَرِ قال: فَسَكَتَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ النِّكَاحِ.

٢٠٧٠- معمر نے زہری سے بواسطہ عروہ روایت کیا اور دوسری سند میں ایوب سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ (اسی طرح) بیان کیا (البتہ اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ اس (دوسرے) نکاح سے خاموش ہو گئے۔

٢٠٧١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ وَقُتَيْبَةُ ابنُ سَعِيدٍ المَعنى قال أَحْمَدُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ: حَدَّثَني عَبْدُ الله بنُ عُبَيْدِالله بنِ أبي مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ التَّيْمِيُّ أَنَّ المِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ عَلَى المِنْبَرِ يقُولُ: «إِنَّ بَنِي هِشَامِ بنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ مِنْ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لا آذَنُ ثُمَّ لا آذَنُ! إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابنُ أَبي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فإِنَّمَا ابْنَتي بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُني ما أَرَابَها وَيُؤْذِينِي ما آذاها» والإِخْبَارُ في حَدِيثِ أَحْمَدَ.

٢٠٧١- جناب مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ منبر پر کھڑے ارشاد فرما رہے تھے: ''بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت چاہی ہے کہ علی بن ابی طالب کو اپنی بیٹی بیاہ دیں۔ تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا' پھر اجازت نہیں دیتا' پھر اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر ابن ابی طالب چاہے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے اور ان کی لڑکی سے نکاح کر لے۔ بلاشبہ میری صاحبزادی میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے برا لگتا ہے جو اسے برا لگے۔ اور مجھے اذیت ہوتی ہے اس سے' جس سے اس کو اذیت ہو۔'' احمد بن یونس کی سند میں ''اخبرنا'' کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

فائدہ: اس میں نبی ﷺ نے وہ وجہ بیان فرما دی جس کی بنا پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دی۔ اور وہ یہ کہ دوسرا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے اذیت کا باعث ہو سکتا تھا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو اس سے پھر رسول اللہ ﷺ کو بھی اذیت پہنچتی' جو حضرت علی کے ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہوتی۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي نِكَاحِ الْمُتْعَةِ (التحفة ١٤)

باب: ١٣- نکاح متعہ کا بیان

٢٠٧٠- تخريج: متفق عليه من حديث ابن أبي مليكة به، انظر الحديث الآتي.

٢٠٧١- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب ذب الرجل عن ابنته في الغيرة والإنصاف، ح: ٥٢٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل فاطمة [بنت النبي ﷺ] رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٩، كلاهما عن قتيبة به.

٢٠٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فتذَاكَرْنَا مُتْعَةَ النِّسَاءِ، فقال رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ رَبِيعُ بنُ سَبْرَةَ: أَشْهَدُ عَلَى أبي أَنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْها في حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

٢٠٧٢- زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی مجلس میں تھے کہ عورتوں سے نکاح متعہ کا ذکر چل پڑا۔ تو ربیع بن سبرہ نامی ایک شخص نے کہا: میں اپنے والد (سبرہ) کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے حجۃ الوداع میں منع فرمادیا تھا۔

٢٠٧٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن رَبِيعِ بنِ سَبْرَةَ عن أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَرَّمَ مُتْعَةَ النِّسَاءِ.

٢٠٧٣- ربیع بن سبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے کو حرام فرمادیا ہے۔

فائدہ: جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح متعہ بھی تھا۔ وہ اس طرح کہ لوگ ایک متعین وقت تک کے لیے نکاح کر لیتے تھے۔ مگر اسلام آنے کے بعد غزوۂ خیبر کے وقت اسے حرام کیا گیا۔ پھر اس کی رخصت دے دی گئی مگر فتح مکہ میں ابدی طور پر حرام کردیا گیا۔ روافض کے علاوہ دیگر ائمہ کا اس کی حرمت پر اتفاق ہے۔ روافض نے متعہ کے جواز کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کیا ہے' جبکہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے بصراحت کہا کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔ (صحیح البخاری' النکاح' حدیث:٥١١٩)

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الشِّغَارِ (التحفة ١٥)

باب:١٤- شغار (بٹاسٹا) کا بیان

٢٠٧٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛

٢٠٧٤- جناب نافع رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

٢٠٧٢ـ تخريج: [ضعيف لشذوذه] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٤ من حديث عبدالوارث به، وهذا شاذ مخالف لما رواه الثقات، والصواب: "نهى عنها في عام الفتح" كما رواه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة . . .، ح: ١٤٠٦ وغيره، انظر الحديث الآتي.

٢٠٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ . . . الخ، ح: ١٤٠٦ من حديث معمر، وأحمد: ٣/ ٤٠٤ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٤٠٣٤.

٢٠٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب الشغار، ح: ٥١١٢، ومسلم، النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح: ١٤١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥.

ح: وَحدثنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ كِلَاهُمَا عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عن الشِّغَارِ. زَادَ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قالَ: يَنْكِحُ ابْنَةَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ فَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ.

روایت کرتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔'' مسدد کی روایت میں یہ مزید ہے کہ میں (عبیداللہ) نے نافع سے پوچھا کہ ''شغار'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: انسان کسی کی بیٹی سے نکاح کرے' اور اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے مگر ان کے مابین حق مہر نہ ہو یا انسان کسی کی بہن سے نکاح کرے اور اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دے اور حق مہر نہ ہو۔

فائدہ: دور جاہلیت میں یہ نکاح شغار کے نام سے رائج تھا' اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کی اس شرط پر دوسرے شخص سے شادی کرتا کہ وہ شخص بھی اپنی بہن یا بیٹی کی اس شخص سے شادی کرے اور ایک کا مہر دوسرے کا نکاح ہوتا' علیحدہ سے مہر ادا نہ کیا جاتا۔ گویا یہ نکاح ایسا تھا جیسا کہ آج کل بٹے یا ادلے بدلے (بٹا سٹا) کے طور پر بعض جگہ نکاح کیے جاتے ہیں' ایسا نکاح' جس میں حق مہر نہ ہو تو یہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اگر ہر لڑکی کا حق مہر الگ سے مقرر کیا گیا ہو' تو نکاح کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر بدلے کی یہ شرط اور اس طرح کے نکاح بالعموم خاندانوں میں فساد کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اسی لیے کچھ علماء متشدد ہیں اور کہتے ہیں کہ خواہ حق مہر مقرر بھی کر لیا گیا ہو تو یہ ناجائز ہے۔ مگر یہ فتویٰ محل نظر ہے۔ درج ذیل حدیث کے واقعہ میں آ رہا ہے کہ عباس بن عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن حکم نے اس قسم کا نکاح (شغار) کیا۔ اور اس نکاح ہی کو حق مہر قرار دیا تو حضرت معاویہ ؓ نے ان میں تفریق کروادی۔

٢٠٧٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا يَعقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدثنا أبِي عَنِ ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ هُرْمُزَ الأَعْرَجُ: أَنَّ الْعَبَّاسَ بنَ عَبْدِ اللهِ بنِ الْعَبَّاسِ أَنْكَحَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بن الْحَكَمِ ابْنَتَهُ وَأَنْكَحَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِنْتَهُ وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا. فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ يَأْمُرُهُ بالتَّفْرِيقِ

٢٠٧٥-عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبداللہ بن عباس نے عبدالرحمٰن بن حکم سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور دونوں نے اس نکاح ہی کو حق مہر ٹھہرایا تھا۔ تو حضرت معاویہ ؓ نے مروان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ ان کے مابین تفریق کرا دے۔ انہوں نے اپنے خط میں کہا کہ یہی وہ شغار ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

٢٠٧٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٤ عن يعقوب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٦٨، ولفظه: "وقد كانا جعلاه صداقًا".

بَيْنَهُمَا وَقَالَ فِي كِتَابِهِ: هَذَا الشِّغَارُ الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

فوائد ومسائل: ① [وَكَانَا جَعَلَا صَدَاقًا] میں [جَعَلَا] کا مفعول اول محذوف ہے' جیسے کہ موارد الظمان الی زوائد ابن حبان کی اسی روایت کے الفاظ میں صراحت ہے: [وَقَدْ كَانَا جَعَلَاهُ صَدَاقًا] (موارد الظمآن' باب ماجاء فی الشغار' حدیث:۱۲۶۸) اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہ کے حکم تفریق کی وجہ مشروط نکاح ہی کو حق مہر قرار دینا تھا' نہ کہ حق مہر مقرر کر دینے کے باوجود تبادلۂ اُختَین یا بِنتَین۔ ② نکاحِ شغار کے ممنوع ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی کرے تو شافعی رحمہ اللہ اسے باطل کہتے ہیں۔ احمد' اسحٰق اور ابوعبید رحمہم اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اسے فسخ کرا دیا جائے' خواہ دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو' جبکہ ان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ قبل از دخول فسخ کرا دیا جائے نہ کہ بعد از دخول۔ اور ایک جماعت علماء کے بقول مہر مثل ادا کرنے سے صحیح ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ عطاء' زہری اور لیث رحمہم اللہ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔ احمد اور اسحٰق رحمہما اللہ کی ایک روایت اسی طرح ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - بَابٌ: فِي التَّحْلِيلِ (التحفة ١٦)

باب:۱۴'۱۵-نکاح حلالہ کا بیان

٢٠٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حدثني إِسْمَاعِيلُ عن عَامِرٍ، عن الحارِثِ، عن عَلِيٍّ قالَ إِسْمَاعِيلُ: وَأُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لُعِنَ الْمُحِلُّ وَالْمُحَلَّلُ لَهُ».

۲۰۷۶-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے کیا گیا ہے (دونوں) ملعون ہیں۔''

٢٠٧٧- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن حُصَيْنٍ عن عَامِرٍ، عن الْحَارِثِ الأَعْوَرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ

۲۰۷۷-حارث اعور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتا ہے...... اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں...... انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

٢٠٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في المحلل والمحلل له، ح: ١١١٩، وابن ماجه، ح: ١٩٣٥ من حديث عامر الشعبي به، وسنده ضعيف جدًا، وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٢٣، وابن الجارود، ح: ٦٨٤ وغيرهما، وحديث أحمد: ٢/ ٣٢٣ حسن، يغني عنه.

٢٠٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

النَّبِيِّ ﷺ قالَ: فَرَأَيْنَا أَنَّهُ عَلِيٌّ، عن النَّبيِّ ﷺ بمَعْنَاهُ.

حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

ملحوظہ: حارث بن عبداللہ الاعور الہمد انی الکوفی ایک کذاب راوی ہے' تاہم یہ روایت دیگر احادیث صحیحہ کی روشنی میں صحیح ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان دونوں حدیثوں کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: کوئی عورت جسے مختلف اوقات میں تین طلاقیں ہو چکی ہوں اور اس کے شوہر کا حق رجوع ختم ہو گیا ہو تو کوئی شخص اس کے ساتھ اس نیت سے نکاح کرے اور مباشرت بھی کہ وہ پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے' یہ قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ یہ حلالہ کہلاتا ہے۔اس نکاح سے عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ مستدرک حاکم اور طبرانی اوسط میں جناب نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں تو اس کے بھائی نے بغیر کسی مشورے کے اس عورت سے نکاح کر لیا تا کہ اسے بھائی کے لیے حلال کر دے۔تو کیا وہ اس طرح پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا: نہیں' الا یہ کہ باقاعدہ رغبت سے نکاح کیا گیا ہو۔اس انداز کے نکاح کو ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں سفاح (زنا) شمار کرتے تھے۔(عون المعبود) یہ عمل انتہائی خِسّت اور بے غیرتی کا عمل ہے۔ایک دوسری روایت میں ایسے شخص کو [اَلتَّيْسُ الْمُسْتَعَارِ] ''مانگے کا سانڈ'' کہا گیا ہے۔(سنن ابن ماجہ' النکاح' حدیث:۱۹۳۶)

(المعجم ١٥، ١٦) - بَابٌ: فِي نِكَاحِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ (التحفة ١٧)

باب:۱۵'۱۶-غلام جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے

٢٠٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهٰذَا لَفْظُ إسْنَادِهِ وَكَلَامُهُ عن وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ صَالِحٍ عن عَبْدِ الله بنِ مُحمَّدِ بن عَقِيلٍ، عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَهُوَ عَاهِرٌ».

۲۰۷۸-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے وہ زانی ہے۔''

٢٠٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في نكاح العبد بغير إذن سيده، ح: ١١١١ من حديث ابن عقيل به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠١، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٤، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح: ١٢٦، ولحديثه شاهد ضعيف عند ابن ماجه (١٩٦٠)، وروى البيهقي (١٢٧/٧)، وابن أبي شيبة(٤/ ٢٦١، ح: ١٦٨٥٨)، واللفظ له بسند قوي عن ابن عمر، قال: "نكاح العبد بغير إذن سيده زنًا ويعاقب الذي زوجه".

٢٠٧٩- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا أبو قُتَيْبَةَ عن عَبْدِ الله بن عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا نَكَحَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهُ فَنِكَاحُهُ بَاطِلٌ».

۲۰۷۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو اس کا نکاح باطل ہے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَهُوَ مَوْقُوفٌ وَهُوَ قَوْلُ ابنِ عُمَرَ رضي الله [عنهما].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث (مرفوعاً) ضعیف ہے۔ یہ (دراصل) موقوف ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

فائدہ: پہلی روایت صحیح ہے، جس سے مسئلے کا اثبات، واضح ہے۔

(المعجم ١٦، ١٧) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ (التحفة ١٨)

باب:۱۶، ۱۷- نکاح کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے

٢٠٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ».

۲۰۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے۔“

٢٠٨١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

۲۰۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

٢٠٧٩- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/١٢٧ من حديث أبي داود به * عبدالله بن عمر العمري عن نافع صالح الحديث، والحديث السابق يؤيده.

٢٠٨٠- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك، ح: ٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٠٨١- تخريج: متفق عليه، وأخرجه أحمد: ٢/١٤٢ عن عبدالله بن نمير به، ورواه مسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه .... الخ، ح: ١٤١٢ من حديث عبيدالله، والبخاري، النكاح، باب: لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، ح: ٥١٤٢ من حديث نافع به.

حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ عنْ عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام نہ بھیجے اور نہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے مگر اس کی اجازت سے۔''

فائدہ: کسی شخص نے کسی گھر میں نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو دوسرے کسی شخص کو یہ جانتے ہوئے کہ انہیں پیغام دیا گیا ہے اور انہوں نے ہاں یا نہ میں کوئی جواب نہیں دیا ہے' اپنا پیغام نہیں بھیجنا چاہیے۔ اِلّا یہ کہ واضح ہو کہ ان کی خاموشی انکار کے معنی میں ہے۔ اگر نسبت طے ہو چکی ہو تو اپنا پیغام بھیج کر پہلی نسبت تڑوانے کی کوشش کرنا حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح دو مسلمان بھائیوں یا خاندانوں میں کشمکش اور عداوت کا قوی اندیشہ ہے۔ ہاں اگر پہلا فریق اجازت دے دے' تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ۱۷، ۱۸) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى الْمَرْأَةِ وَهُوَ يُرِيدُ تَزْوِيجَهَا (التحفة ۱۹)

باب: ۱۷' ۱۸- جس عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ ہو' اسے دیکھ لینا جائز ہے

۲۰۸۲- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن دَاوُدَ بن حُصَيْنٍ، عن وَاقِدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْني ابنَ سَعْدِ بن مُعَاذٍ - عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ». قَالَ: فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَها حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَاني إِلَى نِكَاحِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا.

۲۰۸۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے' اگر ممکن ہو تو اس کی وہ چیز دیکھ لے جو اس کے نکاح کی داعی ہے (قدو قامت اور حسن و جمال وغیرہ۔'') (حضرت جابر) کہتے ہیں کہ پھر میں نے ایک لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں اس کے لیے چھپا کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے اسے دیکھ لیا جس سے مجھے اس کے ساتھ نکاح کرنے کی رغبت ہوئی' چنانچہ میں نے اس سے شادی کر لی۔

۲۰۸۲ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۳٤ من حديث عبدالواحد بن زياد به * ومحمد بن إسحاق صرح بالسماع عنده: ۳/ ۳٦۰، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱٦٥، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في فتح الباري: ۹/ ۱۸۱.

فائدہ: یہ دیکھنا مستحب ہے اوراس سے مراد اتفاقاً اچٹتی نظر سے دیکھنا ہے جیسے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ مگر برا ہو تہذیبِ نو کا کہ اس بہانے دونوں نوجوان لڑکے لڑکی کا اکیلے اکیلے ملاقاتیں کرنا' سیروں کے لیے نکلنا اور خریداریاں کرنا اور نا معلوم کیا کچھ ہوتا ہے۔ شریعت ان کی قطعاً روادار نہیں ہے۔ قبل از نکاح اس طرح کی کھلی میل ملاقاتیں حرام ہیں۔ اور یہ دیکھنا بھی نسبت پختہ کرنے سے پہلے ہی زیادہ مفید ہے۔ جب تک عقد نہیں ہو جاتا' منگیتر ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی ہوتے ہیں۔

(المعجم ١٨، ١٩) - بَابٌ: فِي الْوَلِيِّ (التحفة ٢٠)

باب: ۱۸، ۱۹- ولی کا بیان (ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح صحیح نہیں)

فائدہ: عورت کے وہ قریبی نسبی تعلق دار جن کے واسطے سے اہم امور طے پاتے ہیں' عورت کے ولی کہلاتے ہیں۔ اور بالخصوص اگر کہیں غیروں میں اس کی شادی ہو جائے تو انہیں اس نسبت سے عار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں عصبہ (باپ کی طرف سے تعلق دار) اولیت رکھتے ہیں۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے بقول ان کی ترتیب اس طرح سے ہے۔ باپ' دادا' حقیقی بھائی' پدری بھائی' حقیقی بھتیجا' پھر پدری بھائی کا بیٹا' چچا' پھر چچازاد۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذوی الارحام کو بھی ان میں شامل کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی نہ ہو تو حاکمِ وقت ''ولی'' قرار پاتا ہے۔

* مسئلہ ولایت نکاح: ولایت نکاح کا یہ مسئلہ یعنی جوان لڑکی کے نکاح کے لیے ولی کی اجازت اور رضا مندی ضروری ہے' قرآن وحدیث کی نصوص سے واضح ہے' لیکن موجودہ مسلمانوں کے اسلام سے عملی انحراف نے جہاں شریعت کے بہت سے مسائل کو غیر اہم بنا دیا ہے' اس مسئلے سے بھی اغماض واعراض اختیار کیا جا رہا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں قرآن کریم میں واضح طور پر رہنمائی نہیں ملتی۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن سے استدلال کا جو طریقہ اور اسلوب ہے' اس کی رو سے یقیناً ہمیں قرآن سے پوری رہنمائی ملتی ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا﴾ (البقرة:٢/٢٢١)

''تم مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح مت کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں' اور ایمان دار لونڈی بھی شرک کرنیوالی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے گو تمہیں مشرکہ ہی اچھی لگتی ہو اور (اپنی عورتوں کو) مشرک مردوں کے نکاح میں مت دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی بجائے ان کے اولیاء کو خطاب فرمایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ مسلمان عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کریں۔ قرآن کریم کے اس اندازِ بیان سے واضح ہے کہ مسلمان عورت اپنے نکاح کا معاملہ از خود طے نہیں کر سکتی۔ اس کے نکاح کا معاملہ اس کے ولی کی وساطت ہی سے انجام پائے گا۔ مفسرین امت

نے اس آیت کو اس مسئلے میں ''نص'' قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابن حیان اندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت ﴿وَلَا تُنْكِحُوا﴾ بالاتفاق تاء کے ضمے (پیش) کے ساتھ ہے اور یہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب ہے۔ (تفسیر البحر المحیط: ۱۶۵/۲)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت بطور نص اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔'' (تفسیر قرطبی: ۴۹/۳، طبعہ بیروت) امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آیت میں یہ خطاب عورت کے اولیاء کو ہے نہ کہ عورتوں کو۔'' (المحلی: ۴۲۱/۹)

علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ تفسیر المنار میں فرماتے ہیں: ''پہلے ﴿تَنْكِحُوا﴾ (تاء کے زبر کے ساتھ) اور پھر ﴿تُنْكِحُوا﴾ (تاء کے پیش کے ساتھ) تعبیر کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرد ہی اپنا اور ان عورتوں کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جن کے معاملات کے وہ ذمے دار ہیں اور عورت مرد کی اجازت کے بغیر از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی، اس کیلئے ولی ضروری ہے۔'' (تفسیر المنار: ۳۵۱/۲)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا﴾ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ﴾ جو (فعل لازم اور متعدی کا) فرق ہے، اس سے بھی بعض سلف نے یہ حجت پکڑی ہے کہ عورت از خود نکاح نہیں کر سکتی، ان کے نکاح کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمہ داری ہے۔'' (فتاوی: ۱۳۲/۳۲)

قرآن کریم کی دوسری آیت ہے: ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور: ۳۲/۲۴) ''تمہارے اندر جو بے شوہر ہیں، ان کے نکاح کر دو۔'' اس میں بھی باکرہ اور بیوہ عورتوں کے اولیاء سے خطاب کر کے انہیں ان کے نکاح کا بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ امام بغوی رحمہ اللہ اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں: ''آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ بے شوہر عورتوں کی شادی کا بندوبست کرنا اولیاء کی ذمے داری ہے، اس لیے کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے انہی سے خطاب فرمایا ہے: (معالم التنزیل، المعروف تفسیر البغوی: ۷۳/۳ طبع لاھور)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ انداز گفتگو حفاظت اور صلاح کے باب سے ہے یعنی تم میں سے جو بے شوہر ہے اس کی شادی کر دو، اس لیے کہ یہی عفت و پاک دامنی کا راستہ ہے اور یہ خطاب اولیاء سے ہے، بعض کے نزدیک یہ خاوندوں سے خطاب ہے، لیکن صحیح بات پہلی ہی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اگر خاوندوں سے خطاب کرنا چاہتا تو بغیر ہمزۂ (قطعی) کے ﴿اِنْكِحُوا﴾ فرماتا۔'' (القرطبی: ۲۳۹/۱۲) قرآن کریم کی تیسری آیت ہے:

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ﴾ (البقرۃ: ۲۳۲/۲)

''جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو تم ان کو اپنے (سابقہ) خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دے دے، پھر اس کی عدت پوری ہو جائے تو خاوند اس سے (دوبارہ)

شادی یا رجوع کرنا چاہے اور عورت بھی اس پر رضا مند ہو' لیکن اس کے اولیاء اس کو ایسا کرنے سے روک دیں' تو اللہ تعالیٰ نے اولیائے عورت کو اس طرح عورت کو (شادی کرنے سے) روکنے سے منع فرما دیا...... امام مسروق' ضحاک' ابراہیم نخعی' امام زہری رحمہ اللہ نے بھی کہا۔ ہے کہ یہ آیت اس مسئلے میں نازل ہوئی۔ اور ان لوگوں نے جو یہ بات کہی ہے' آیت کے ظاہری مفہوم کے عین مطابق ہے اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت یہ اختیار نہیں رکھتی کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے بلکہ نکاح کیلئے ولی کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ امام ترمذی اور امام ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔'' (ابن کثیر: ۲۸۲/۱)

امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں: ''اس آیت سے صاف واضح ہے کہ ان لوگوں کی رائے صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز نہیں۔'' (تفسیر طبری: ۴۸۸/۲)

اس آیت کے نزول کا جو سبب ہے وہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے' جس سے آیت کا وہ مفہوم متعین ہو جاتا ہے جو مذکورہ سطور میں مفسرین نے بیان فرمایا ہے' اس لیے روایت کی شان نزول کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کیا' کچھ عرصے کے بعد اس نے طلاق دے دی حتی کہ جب عدت گزر گئی تو اس نے پھر نکاح کا پیغام بھیجا' جس پر میں نے اس سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کیا' اس کو تیرا بستر بنایا' تیری عزت کی' لیکن تو نے اسے طلاق دے دی' اور اب پھر نکاح کا پیغام لے کر آ گیا ہے' اللہ کی قسم! اب وہ کبھی تیری طرف نہیں لوٹے گی۔ اور وہ آدمی برا نہیں تھا اور عورت (میری بہن) بھی اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہتی تھی' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی' جسے سن کر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب میں ان کا آپس میں نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھ اس کا (دوبارہ) نکاح کر دیا۔ (صحیح بخاری' ''النکاح' باب من قال لَانکاح اِلا بِوَلِیٍّ''حدیث: ۵۱۳۰)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ آیت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' جب انہوں نے اپنی بہن کو اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے روک دیا تھا' یہ واقعہ امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ اگر اس کے بھائی کو نکاح کرانے کا اختیار نہ ہوتا' تو اسے یہ کیوں کہا جاتا کہ وہ نکاح کرنے سے نہ روکے۔'' (تفسیر قرطبی: ۷۲/۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''نکاح میں ولی کے شرط ہونے کی بابت علماء کے درمیان اختلاف ہے' جمہور اس کے قائل ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ عورت اپنا نکاح از خود نہیں کر سکتی' انہوں نے اس کا اثبات مذکورہ احادیث سے کیا ہے' اور ان میں سب سے قوی دلیل یہی واقعہ ہے جو قرآن کریم کی آیت مذکورہ کے نزول کا سبب ہے' اور یہ آیت اس بات پر کہ نکاح میں ولی کی رضامندی ضروری ہے سب سے واضح دلیل ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ کہنے کا کہ ''انہیں مت روکو'' کوئی معنی نہیں رہتے' علاوہ ازیں اگر وہ عورت از خود نکاح کرنے کی مجاز ہوتی تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی۔ (فتح الباری ۲۳۵/۹)

اور صاحب سبل السلام امیر صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نبی ﷺ کے زمانے میں صحابہ (سلف) نے اس واقعے سے یہی بات سمجھی ہے کہ اولیاء کی اجازت ضروری ہے اور انھوں نے قسم کا کفارہ ادا کرنے اور نکاح کرنے میں جلدی کی (یہ اشارہ ہے بعض روایات کی رو سے حضرت معقل کے قسم کھالینے اور پھر اسے توڑ کر اپنی بہن کا نکاح کر دینے کی طرف) اگر اولیاء کا عورتوں پر اختیار ہی نہ ہوتا' تو اللہ تعالیٰ اسے کھول کر بیان فرما دیتا' بلکہ اس کے برعکس اللہ نے متعدد آیات میں اولیاء کے حق کو تکرار کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور ایک حرف بھی اس امر کی بابت نہیں بولا کہ عورت کو ازخود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس سے اس طرف بھی رہنمائی ملتی ہے کہ جن آیات میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔ جیسے ﴿حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۳۰) اس سے مراد بھی ولی کی اجازت سے ان کے نکاح کا انعقاد ہے نہ کہ ازخود نکاح کر لینا' اس لیے کہ اگر اس آیت سے نبی ﷺ یہ سمجھتے کہ عورت ازخود اپنا نکاح کر سکتی ہے تو آپ اس آیت کے نزول کے بعد اس عورت کو خود اپنا نکاح کر لینے کا حکم فرما دیتے اور اس کے بھائی پر یہ واضح کر دیتے کہ تجھے اس پر ولایت کا حق نہیں ہے اور اس کے لیے اپنی قسم کا توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔'' (سبل السلام' کتاب النکاح: ۳/۱۱۸)

اب ہم ذیل میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں پوری صراحت سے ولایت نکاح کا مسئلہ بیان ہوا ہے:

- [لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ] (سنن ابی داود' النکاح' باب فی الولی' حدیث: ۲۰۸۵) ''ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔'' یہ روایت جسے متواتر تک کہا گیا ہے' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم چار صحابہ سے مروی ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو وہ نکاح باطل ہے' وہ نکاح باطل ہے' وہ نکاح باطل ہے' اگر ان کا آپس میں ملاپ ہو گیا ہے تو اس کی وجہ سے حق مہر اس عورت کو دیا جائے گا' اگر (اولیاء کا) اختلاف اور جھگڑا ہو تو سلطان وقت ہر اس عورت کا ولی ہوگا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔'' (سنن ابی داود' النکاح' حدیث: ۲۰۸۳) یہ روایت سنداً صحیح اور مسئلہ زیر بحث میں واضح اور فیصلہ کن ہے۔
- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت' عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے۔'' (سنن ابن ماجه' النکاح' حدیث: ۱۸۸۲) اس حدیث میں ولایت کے لیے مرد کو ضروری قرار دیا گیا ہے' یعنی باپ کی بجائے ماں ولی نہیں بن سکتی' نہ لڑکی ازخود اپنا نکاح کر سکتی ہے' باپ نہ ہو تو اس کا چچا' بھائی وغیرہ ولی بنے گا' کوئی بھی نہیں ہوگا تو حاکم وقت یا قاضی اس کا ولی ہوگا جیسا کہ اس سے ماقبل کی حدیث میں ہے۔
- صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ بیان فرماتی ہیں: ''زمانۂ جاہلیت میں نکاح کی چار قسمیں تھیں' ایک قسم وہ جو لوگوں میں آج کل رائج ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی کسی عزیزہ یا بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجتا

ہے' وہ اسے قبول کر کے اس کے لیے حق مہر کا تعین کر دیتا اور نکاح کر دیتا ہے' (اس کے بعد نکاح کی تین قسمیں اور بیان کیں اور آخر میں فرمایا:) جب محمد ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا اور صرف آج کل کے رائج نکاح کو باقی رکھا۔ (صحیح بخاری' النکاح' باب من قال لانکاح الا بولیّ، حدیث: ۵۱۲۷) اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے صرف اس نکاح کو جائز رکھا ہے جو ولی کی وساطت سے کیا گیا ہو' باقی تمام نکاح باطل کر دیے۔

اسلام کی مذکورہ تعلیم میں بڑا اعتدال و توازن ہے' لڑکی کو تاکید ہے کہ والدین نے اسے پالا پوسا ہے' اس کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا ہے' وہ مستقبل میں بھی جب کہ وہ اپنی نوجوان بچی کو دوسرے خاندان میں بھیج رہے ہیں' اس کیلئے روشن امکانات دیکھ رہے ہیں اور اس کی روشنی ہی میں انہوں نے اس کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہے' اس لیے وہ اپنے محسن' خیر خواہ اور مشفق و ہمدرد والدین کے فیصلے کو رضامندی سے قبول کر لے۔ دوسری طرف والدین کو لڑکی پر جبر کرنے اور اس کی رضامندی حاصل کیے بغیر اس کی شادی کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اگر کوئی ولی بالجبر ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو فقہاء نے ایسے ولی کو ولیٔ عاضل (غیر مشفق) قرار دے کر ولیٔ ابعد کو آگے بڑھ کر اس کی شادی کرنے کی تلقین کی ہے' ولیٔ ابعد بھی کسی وجہ سے اس کا اہتمام کرنے سے قاصر ہو تو عدالت یا پنچایت یہ فریضہ سرانجام دے گی۔

آج کل عدالتوں میں نوجوان لڑکیوں کے از خود نکاح کرنے کے جو مقدمات پیش ہو رہے ہیں' ان میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کا تعین اور تحقیق کیے بغیر' صرف اس بنیاد پر فیصلہ کرنا یا بعض علماء کا فتویٰ دینا کہ نوجوان لڑکی ولایت کی محتاج نہیں ہے' اس لیے یہ نکاح جائز ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے اور صحابہ ؓ اور جمہور علماء وفقہاء کے مسلک کی روشنی میں بالکل غلط ہے۔ عدالتیں' اگر قرآن وحدیث کو اپنا حَکَم مانتی ہیں تو وہ ایسا فیصلہ دینے کی مجاز نہیں اور علماء بھی اگر ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء: ۵۹) "اگر تمہارے درمیان کسی چیز کی بابت جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔" پر صدق دل سے عمل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی مذکورہ نکاحوں کے جواز کا مطلقاً فتویٰ دینے سے گریز کرنا چاہیے' کیونکہ ولی کی اجازت کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہیں ہے۔ ولی' جابر یا عاضل ہوگا تو ولیٔ ابعد یا عدالت نکاح کرائے گی۔ لیکن کسی بالغ لڑکی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بھاگ کر یا چھپ کر اپنا نکاح خود کر لے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: حافظ صلاح الدین یوسف کی تالیف "مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں" مطبوعہ دار السلام)

۲۰۸۳- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ عَنْ

۲۰۸۳- حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت

۲۰۸۳_ تخریج: [صحیح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا نكاح إلا بولي، ح: ۱۱۰۲ من حديث سفيان به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ۱۸۷۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۲٤۸، والحاكم على شرط الشيخين: ۲/ ۱٦۸ * ابن جريج سمعه من سليمان بن موسٰى، والزهري سمعه من عروة، وأعل بما لا يقدح.

سُلَيْمانَ بنِ مُوسَى، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ» ثَلاثَ مَرَّاتٍ، «فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فالْمَهْرُ لَها بِمَا أَصَابَ مِنْهَا فَإِنْ تَشَاجَرُوا فالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ».

کے بغیر نکاح کیا' اس کا نکاح باطل ہے۔ تین بار فرمایا۔ اگر شوہر اس سے صحبت کر لے تو اس کو مہر دینا پڑے گا بسبب اس کے جو اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا۔ اگر (ولیوں کا) جھگڑا ہو جائے تو حاکم ولی ہے اس کا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔"

٢٠٨٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عَنْ جَعْفَرٍ - يَعْنِي ابنَ رَبِيعَةَ - عنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۲۰۸۴- حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: جَعْفَرٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الزُّهْرِيِّ، كَتَبَ إِلَيْهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ جعفر بن ربیعہ نے زہری سے سنا نہیں بلکہ (یہ حدیث) انہوں نے اس کی طرف لکھ بھیجی تھی۔

٢٠٨٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنا أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عن يُونُسَ، وَإِسْرَائِيلَ عن أبي إِسْحَاقَ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَا نِكَاحَ إلَّا بِوَلِيٍّ».

۲۰۸۵- حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ولی کے بغیر کوئی نکاح نہیں۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يُونُسُ عَنْ أبي بُرْدَةَ وَإِسْرَائِيلُ عَنْ أَبي إِسْحَاقَ، عن أبي بُرْدَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس سند میں یونس نے ابو بردہ ؒ سے۔ اور اسرائیل نے ابواسحٰق سے اور انہوں نے ابوبردہ سے روایت کی ہے۔

٢٠٨٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ٨٧ من حديث أبي داود به.

٢٠٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء لا نكاح إلا بولي، ح: ١١٠١ من حديث إسرائيل به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٨٨١، وانظر الحديثين السابقين.

٢٠٨٦- حَدَّثَنَا مُحمَّد بنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ ابنِ جَحْشٍ فَهَلَكَ عَنْهَا وَكَانَ فِيمَنْ هَاجَرَ إِلَى أَرْضِ الحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ رَسُولَ الله ﷺ وَهِيَ عِنْدَهُمْ.

٢٠٨٦- جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بتاتے ہیں کہ یہ پہلے ابن جحش کی زوجیت میں تھیں، وہ فوت ہو گیا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حبشہ کی جانب ہجرت کر کے گئے تھے، تو نجاشی نے ان کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا جبکہ یہ ان کے ہاں (حبشہ ہی میں) تھیں۔

فوائد ومسائل: ① عورت از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ ولی کا ہونا صحت نکاح کے لیے لازمی شرط ہے۔ ایسی تمام آیات و احادیث جن میں ''نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ہے۔'' وہ ان صحیح احادیث کی روشنی میں ''ولی'' کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ زندگی کے اس اہم فیصلے میں ان پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی رضامندی بلکہ بیوہ سے بالوضاحت مشورہ از بس ضروری ہے۔ ② ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا پہلا خاوند (عبیداللہ بن جحش) مسلمان ہو کر حبشہ ہجرت کر گیا تھا مگر وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانی بن گیا تھا۔ (حدیث: ٢١٠٧) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے ان کو ''ام المومنین'' کہہ کر مخاطب کیا اور کہتی ہیں کہ میں گھبرا سی گئی اور اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح کریں گے۔ چنانچہ جب میری عدت ختم ہو گئی تو اچانک نجاشی کا پیغامبر دروازے پر آیا۔ دیکھا تو وہ اس کی خادمہ تھی جس کا نام ابرہہ تھا جو بادشاہ کے لباس اور عطریات کا اہتمام کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے لکھا ہے کہ وہ تمہارا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دے۔ میں نے کہا: اللہ تمہیں اس بشارت پر جزائے خیر دے۔ کہنے لگی کہ اپنا وکیل بنا دیں۔ چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل بنایا۔ سیرت یعمری میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کے وکیل تھے۔ چنانچہ نجاشی رحمہ اللہ نے حق مہر ادا کیا اور چار سو مثقال سونا اور بعد ازاں ولیمہ بھی کھلایا۔ بعد ازاں حضرت شرحبیل بن حسنہ کی معیت میں ان کو مدینے بھیج دیا گیا۔ (بذل المجهود) اس قصے میں نجاشی رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وکیل تھے اور خالد بن سعید یا عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ولی اور وکیل بنے۔ نجاشی رحمہ اللہ جو سلطانِ وقت تھے ان کو بھی ولی سمجھا جا سکتا ہے۔ حضرت عثمان کا ذکر صحیح نہیں لگتا کیونکہ وہ اس وقت حبشہ میں نہ تھے بلکہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد جلد ہی واپس آ گئے تھے۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - بَابٌ: فِي الْعَضْلِ (التحفة ٢١)

باب: ١٩، ٢٠- عورتوں کو نکاح سے منع کرنا (کیسا ہے؟)

٢٠٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، النكاح، باب القسط في الأصدقة، ح: ٣٣٥٢ من حديث معمر به، وللحديث شواهد كثيرة * الزهري مدلس وعنعن.

٢٠٨٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنّى: حدَّثَني أبُو عامِرٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بن رَاشِدٍ عن الْحَسَنِ: حَدَّثَني مَعْقِلُ بنُ يَسَارٍ قال: كَانَتْ لِي أُخْتٌ تُخْطَبُ إلَيَّ فأَتَانِي ابنُ عَمٍّ لِي فأَنْكَحْتُهَا إيَّاهُ ثُمَّ طَلَّقَهَا طَلَاقًا لَهُ رَجْعَةٌ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَمَّا خُطِبَتْ إلَيَّ أَتَانِي يَخْطُبُهَا، فَقُلْتُ: لَا وَالله! لا أُنْكِحُها أَبَدًا. قال: فَفِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَٰجَهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٢] الآيةَ. قال: فكَفَّرْتُ عن يَمِينِي فأَنْكَحْتُهَا إيَّاهُ.

٢٠٨٧- حضرت معقل بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن تھی' مجھے اس کے سلسلے میں پیغام آتے رہے۔ میرا چچا زاد میرے پاس آیا تو میں نے اس کا نکاح اس سے کر دیا۔ مگر اس نے طلاق دے دی رجعی طلاق' پھر اسے چھوڑے رہا حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی۔ پھر دوبارہ جب مجھے اس کے نکاح کے پیغام آئے تو وہ پھر میرے پاس اس کا پیغام لے کر آ گیا۔ میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں کبھی بھی تجھ سے اس کا نکاح نہیں کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ پھر میرے ہی بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ......﴾ ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دو' پھر وہ پوری کر لیں اپنی عدت' تو نہ روکو انہیں اس سے کہ نکاح کر لیں اپنے ان ہی خاوندوں سے' جبکہ وہ آپس میں راضی ہوں دستور کے موافق۔ یہ نصیحت کی جاتی ہے اسے جو تم میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے' تم نہیں جانتے۔'' کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اس سے نکاح کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① اگر عورت شرع و اخلاق کی حدود میں رہتے ہوئے کہیں نکاح کا عندیہ دے تو اس کی رائے کا احترام کرنا چاہیے۔ شرع و اخلاق سے باہر نکلنا تو کسی طرح بھی اسلامی معاشرے میں قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ ''ولی کے بغیر نکاح نہیں'' حالانکہ آیت کریمہ کے ظاہر الفاظ میں نکاح کی نسبت عورتوں کی طرف ذکر ہوئی ہے۔ ② ہمارے معاشرے میں عورتیں بالعموم بعض اسباب کے تحت اپنی اس ضرورت (نکاح ثانی) کا اظہار نہیں کرتی ہیں۔ اس لیے اولیاء کے ذمے ہے کہ ان کی اس فطری، شرعی اور اخلاقی ضرورت کا احساس کریں۔ اس

٢٠٨٧- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿وإذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن ...﴾ الخ، ح: ٤٥٢٩ من حديث أبي عامر به.

طرح عورت کو مادی و معاشرتی تحفظ ملتا ہے اور ایک شرعی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں بہت سے مسلمان نکاح ثانی کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ چاہیے کہ اس سنت کا احیاء ہو جیسے کہ سید احمد شہید اور اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے کیا تھا۔ ③ جب آدمی جذبات میں آ کر کوئی غلط قسم اٹھا لے تو کفارہ دے اور صحیح عمل اختیار کرے۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - **بَابٌ: إِذَا أَنْكَحَ الْوَلِيَّانِ** (التحفة ٢٢)

باب: ٢٠، ٢١- جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کر دیں تو؟

٢٠٨٨- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ المعنى عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلأَوَّلِ مِنْهُمَا».

٢٠٨٨- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو ولی کسی عورت کا نکاح کر دیں تو یہ ان میں سے پہلے والے کے لیے ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کر دیا ہو تو یہ پہلے والے کی ہوگی۔“

(المعجم ٢١، ٢٢) - **بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾** [النساء: ١٩] (التحفة ٢٣)

باب: ٢١، ٢٢- آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾

٢٠٨٩- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ بْنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا الشَّيْبَانِيُّ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، قال

٢٠٨٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت کریمہ ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب کوئی آدمی مرجاتا تھا تو اس کے

٢٠٨٨- **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليين يزوجان، ح: ١١١٠، والنسائي، ح: ٤٦٨٦، وابن ماجه، ح: ٢١٩٠ من حديث قتادة به ✽ رواية الحسن عن سمرة من كتابه، والرواية عن الكتاب صحيحة عند جمهور المحدثين.

٢٠٨٩- **تخريج**: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿لا يحل لكم أن ترثوا النساء كرهًا . . .﴾ الخ، ح: ٤٥٧٩ وح: ٦٩٤٨ من حديث أسباط بن محمد به.

الشَّيْبَانِيُّ: وَذَكَرَهُ عَطَاءٌ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ إِلَّا عن ابنِ عَبَّاسٍ في هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ قال: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا مَاتَ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ مِنْ وَلِيِّ نَفْسِهَا إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ زَوَّجَهَا أَوْ زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاءُوا لم يُزَوِّجُوهَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ في ذٰلِكَ.

وارث اس عورت کے اپنے ولی سے بھی زیادہ اس کے حقدار بن جاتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو خود ہی اس سے نکاح کر لیتا یا جس سے وہ چاہتے اس کا نکاح کر دیتے تھے۔ اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح ہی نہ کرتے تو اس سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

٢٠٩٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَرِثُ امْرَأَةَ ذِي قَرَابَتِهِ فَيَعْضُلُهَا حَتَّى تَمُوتَ أَوْ تَرُدَّ إِلَيْهِ صَدَاقَهَا، فَأَحْكَمَ اللهُ عن ذٰلِكَ وَنَهَى عن ذٰلِكَ.

٢٠٩٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدمی اپنے قریبی کی وراثت میں اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا تھا اور اسے روکے رکھتا تا آنکہ وہ مر جاتی یا اسے اپنا حق مہر واپس کرتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔

فائدہ: [أَحْكَمَ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ] کے معنی ہیں' اللہ نے اس سے روک دیا۔ کہتے ہیں: [أَحْكَمْتُ فُلَانًا......] میں نے اسے روک دیا' اسی طرح حاکم کو بھی حاکم اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم سے روکتا ہے۔ (النهاية لابن الاثير)

٢٠٩١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ شَبُّويَه الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ عُثْمانَ عن عِيسَى بنِ عُبَيْدٍ، عن عُبَيْدِالله مَوْلَى عُمَرَ، عن الضَّحَّاكِ بِمَعْنَاهُ قال: فَوَعَظَ اللهُ ذَلِكَ.

٢٠٩١- عبید اللہ (مولیٰ عمر) نے ضحاک سے اس کے ہم معنی بیان کیا اور لفظ یہ تھے: ﴿فَوَعَظَ اللّٰهُ ذٰلِكَ﴾ ''اللہ نے اس بارے میں نصیحت فرمائی۔''

٢٠٩٠_ تخريج: [إسناده حسن] انظر، ح: ١٣٠٤.

٢٠٩١_ تخريج: [إسناده ضعيف] من أجل جهالة عبيدالله، والحديث السابق يغني عنه.

فائدہ: بیوہ عورت کا بالجبر نکاح نہیں کیا جا سکتا' اس کا عندیہ لینا' جس میں صراحت ہو' ضروری ہے۔ جیسے کہ اگلے ابواب میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الاسْتِيمَارِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۲'۲۳- نکاح کے سلسلے میں لڑکی سے مشورہ کرنا

٢٠٩٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا الْبِكْرُ إِلَّا بِإِذْنِهَا». قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَمَا إِذْنُهَا؟ قال: «أَنْ تَسْكُتَ».

۲۰۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتیٰ کہ اس سے مشورہ کر لیا جائے۔ اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کی اجازت سے۔'' صحابہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہی کہ خاموش رہے۔''

٢٠٩٣- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ المَعنى: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا أَبُو سَلَمَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ في نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا، وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا» وَالإِخْبَارُ في حَدِيثِ يَزِيدَ.

۲۰۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یتیم لڑکی سے (نکاح کے سلسلے میں) اس کی اپنی ذات کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت ہے اور اگر انکار کر دے تو اس پر جبر جائز نہیں۔''

یزید بن زریع کی سند میں ''اخبرنا'' کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو خالِدٍ سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ وَمُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوخالد سلیمان بن حیان اور معاذ بن معاذ نے محمد بن عمرو سے ایسے ہی

٢٠٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في النكاح، ح: ٦٩٧٠، والنكاح، باب: لا ينكح الأب وغيره البكر والثيب إلا برضاهما، ح: ٥١٣٦، ومسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤١٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٢٠٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه الترمذي، ح: ١١٠٩، والنسائي، ح: ٣٢٧٢، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٣٩، ١٢٤٠.

عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو.

روایت کیا ہے۔

۲۰۹٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو بِهذَا الحدِيثِ بإسْنَادِهِ. زَادَ فيه قال: «فإنْ بَكَتْ أَوْ سَكَتَتْ» زَادَ: «بَكَتْ».

۲۰۹۴- محمد بن عمرو نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی اور اس نے کہا: ﴿فَإِنْ بَكَتْ أَو سَكَتَتْ﴾ ''اگر وہ رو پڑے یا خاموش رہے۔'' اس نے ''بَكَتْ'' کے لفظ کا اضافہ کیا (رو پڑے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ «بَكَتْ» بِمَحفُوظٍ، وَهُوَ وَهَمٌ في الحدِيثِ. الْوَهَمُ من ابنِ إدْرِيسَ أَوْ من مُحمَّدِ بنِ الْعَلَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ''بَكَتْ'' محفوظ نہیں' وہم ہے جو ابن ادریس سے ہوا ہے یا محمد بن علاء سے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو عَمْرٍو ذَكْوَانُ عن عَائِشَةَ قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي أَنْ تَتَكَلَّمَ، قال: «سُكَاتُها إقْرَارُها».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابوعمرو ذکوان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا' وہ کہتی ہیں کہ (میں نے کہا:) اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو بات کرنے سے حیا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اقرار ہے۔''

۲۰۹٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، حَدَّثَني الثِّقَةُ عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «آمِرُوا النِّسَاءَ في بَنَاتِهِنَّ».

۲۰۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وارد ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکیوں کے سلسلے میں عورتوں سے (ان کی ماؤں سے) مشورہ کرلیا کرو۔''

ملحوظہ: یہ اثر سنداً کمزور ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کی بہت عمدہ رازدار ہوتی ہیں اور بچیاں بالعموم اپنے دل کی بات ماؤں کے سامنے پیش کر دیتی ہیں۔ اور مذکورہ بالا نبوی ارشادات اسلام میں عورتوں کے حقوق کی اہمیت کی عظیم دلیل ہیں، جو اسلام نے انہیں ڈیڑھ ہزار سال پہلے ہی عطا فرما دیے ہوئے ہیں۔ نام نہاد تہذیب نو نے

۲۰۹٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۷/ ۱۲۲ من حديث أبي داود به، حديث ذكوان، رواه البخاري، ح: ۵۱۳۷، ۶۹۴۶، ۶۹۷۱، ومسلم، ح: ۱۴۲۰.

۲۰۹٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۴ من حديث سفيان الثوري به ☆ الثقة لم أعرفه.

ان کو کیا حقوق دیتے ہیں؟ یہ تو انہیں بے لباس کرنے اور بکاؤ مال (شوپیس) بنانے پر تلی ہوئی ہے۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - **بَابٌ: فِي الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَلَا يَسْتَأْمِرُهَا** (التحفة ٢٥)

باب:۲۳'۲۴- اگر باپ کنواری لڑکی کا' اس سے مشورہ کیے بغیر نکاح کر دے تو؟

٢٠٩٦- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن أيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ جَارِيَةً بِكرًا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ.

۲۰۹۶- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک جوان کنواری لڑکی نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے بتایا کہ اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی ہے مگر میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔

٢٠٩٧- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ وَهٰكَذَا رَوَاهُ النَّاسُ مُرْسَلًا مَعْرُوفٌ.

۲۰۹۷- عکرمہ نبی ﷺ سے یہی روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ابو داود ؒ نے کہا کہ (عکرمہ نے) ابن عباس ؓ کا نام ذکر نہیں کیا' اور محدثین کے ہاں اس روایت کو اسی طرح مرسل روایت کرنا ہی معروف ہے۔

فائدہ: باپ کو روا نہیں کہ جوان بیٹی کا عندیہ لیے بغیر اس کا نکاح کر دے۔ جبر کی صورت میں اسے حق حاصل ہے کہ قاضی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر دے اور قاضی تحقیق احوال کے بعد شرعی تقاضوں کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر باپ یا ولی کا فیصلہ بے محل ہو تو قاضی ایسے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **بَابٌ: فِي الثَّيِّبِ** (التحفة ٢٦)

باب:۲۴'۲۵- بیوہ کا مسئلہ

٢٠٩٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ

۲۰۹۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے'

٢٠٩٦- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب من زوج ابنته وهي كارهة، ح: ١٨٧٥ من حديث حسين ابن محمد المروذي به، وللحديث شواهد.

٢٠٩٧- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٢٠٩٨- تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب استيذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، ح: ١٤٢١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٤.

وَعَبْدُاللهِ بنُ مَسْلَمَةَ قالَا: حَدَّثَنا مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بن الْفَضْلِ، عن نَافِعِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ في نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا» وَهٰذَا لَفْظُ الْقَعْنَبِيِّ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اپنی ذات کے بارے میں اپنے ولی کی بہ نسبت زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے بھی اس کے اپنے بارے میں مشورہ کیا جائے، اس کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔'' اور یہ لفظ قعنبی (عبداللہ بن مسلمہ) کے ہیں۔

٢٠٩٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سفْيَانُ عن زِيَادِ بن سَعْدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الْفَضْلِ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قالَ: «الثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ يَسْتَأْمِرُهَا أَبُوهَا».

۲۰۹۹- عبداللہ بن فضل نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ''بیوہ اپنے ولی کی بہ نسبت' اپنے بارے میں زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری سے اس کا باپ مشورہ کرے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: «أَبُوهَا» لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابوھا ''اس کا باپ'' کا لفظ محفوظ نہیں۔

٢١٠٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ الثَّيِّبِ أَمْرٌ وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا».

۲۱۰۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولی کو بیوہ کے معاملے میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ اور یتیم لڑکی سے مشورہ کیا جائے اور اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔''

فائدہ: بیوہ جہاں کا عندیہ دے' ولی کے لیے وہیں نکاح کرنا زیادہ مستحسن ہے بشرطیکہ کوئی شرعی رکاوٹ نہ ہو۔

٢٠٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٤٢١/ ٦٧، وانظر الحديث السابق من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢١٩، قوله: "والبكر يستأمرها أبوها" طعن فيه الدارقطني أيضًا، والقلب لا يطمئن على تعليلهما، والله أعلم.

٢١٠٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب استئذان البكر في نفسها، ح: ٣٢٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٠٢٩٩.

٢١٠١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عنْ أَبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ الأَنْصَارِيَّيْنَ، عن خَنْسَاءَ بِنْتِ [خِذَامٍ] الأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَباها زَوَّجَها وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَجَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَرَدَّ نِكاحَها.

۲۱۰۱- حضرت خنساء بنت خِذام انصاریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے والد نے اس کی شادی کر دی جبکہ وہ بیوہ تھی۔ اس نے یہ نکاح ناپسند کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔ (فسخ کر دیا)

(المعجم ٢٥، ٢٦) - **بَابٌ: فِي الأَكْفَاءِ** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۵، ۲۶- ازدواج میں فریقین کے کفو (ہم پلہ) ہونے کا مسئلہ

٢١٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ غِياثٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أبا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبِيَّ ﷺ في الْيَافُوخِ فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَابَنِي بَيَاضَةَ! أَنْكِحُوا أَبا هِنْدٍ وَأَنْكِحُوا إِلَيْهِ». وَقالَ: «إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوُونَ بِهِ خَيْرٌ فالْحِجَامَةُ».

۲۱۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ابوہند نے نبی ﷺ کے سر میں سینگی لگائی۔ اور پھر آپ نے فرمایا: ''اے بنی بیاضہ! ابوہند کا (اپنے میں سے کسی کے ساتھ) نکاح کر دو۔ اور اس سے (اس کی کسی عزیزہ کا) نکاح لے لو۔'' اور فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سینگی لگانے ہی میں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اکثر علماء کے بیانات میں زوجین (میاں بیوی) کے آپس میں کفو (ہم پلہ) ہونے کا ذکر آیا ہے اور وہ ان امور کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ دین، آزادی، نسب، کسب وصناعت، عیوب سے سلامتی اور غنا و فراخی۔ مگر امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ بنیادی طور پر ''دین و اسلام میں ہم پلہ ہونا'' ہی معتبر ہے۔ اور یہی بات حضرت ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے محمد بن سیرین رحمہ اللہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ قرآن کریم نے بڑے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰) ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' اور ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳) ''ہم نے

٢١٠١- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: إذا زوج الرجل ابنته وهي كارهة فنكاحه مردود، ح: ٥١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٣٥.

٢١٠٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣٠٠، ح: ٣٧٥٢ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٤٩، والحاكم: ٢/ ١٦٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

تمہارے قبیلے اور خاندان بنائے' تمہارے تعارف کے لیے۔ اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں تقوے میں بڑھ کر ہے۔" بعض افراد یا خاندانوں میں کچھ خاص عادات یا خصائل معروف ہوتے ہیں وہ اگر قابل قبول ہوں اور گھریلو زندگی میں اطمینان وسکینت میں رکاوٹ کا باعث نہ ہوں تو انہیں باہم ازدواجی تعلق کے قیام میں کسی طرح رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ ② ابوہند (یسار رضی اللہ عنہ) غلام تھے۔ نبی ﷺ نے بنی بیاضہ جیسے عربی خاندان والوں کو فرمایا کہ اس کو رشتہ دو اور اس سے رشتہ لے بھی لو۔ اس واقعہ میں یہی ثابت ہوا ہے کہ اصل کفاءت دین کی کفاءت ہے، دین کو پسِ پشت ڈال کر خاندانی اونچ نیچ کی کوئی حیثیت نہیں۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - **بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يُولَدْ** (التحفة ٢٨)

باب:٢٦'٢٧- قبل از ولادت لڑکی کا نکاح کر دینا

٢١٠٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ ابنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ: حَدَّثَتْنِي سَارَّةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمٍ قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَدَنَا إِلَيْهِ أبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَوَقَفَ لَهُ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، وَمَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَّةِ الْكُتَّابِ فَسَمِعْتُ الأَعْرَابَ وَالنَّاسَ وَهُمْ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ فَدَنَا إِلَيْهِ أبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ عَلَيْهِ وَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فَقالَ: إِنِّي حَضَرْتُ جَيْشَ عَثْرَانَ، قالَ ابنُ الْمُثَنَّى: جَيْشُ غَثْرَانَ فَقالَ طَارِقُ ابنُ الْمُرَقَّعِ: مَنْ يُعْطِينِي رُمْحًا بِثَوَابِهِ؟

٢١٠٣- میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ چلی' اس حج کے موقع پر جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' میرے والد ان کے قریب ہوئے۔ آپ علیہ السلام اپنی اونٹنی پر تھے۔ آپ ﷺ ان کی خاطر رک گئے' میرے والد نے آپ سے مفید مطلب باتیں سنیں۔ آپ کے پاس درہ تھا جیسے کہ معلم لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: طَبْطَبِيَّه' طَبْطَبِيَّه' طَبْطَبِيَّه (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز۔ طَب طَب۔ یا کوڑا مارنے کی آواز) میرے والد آپ علیہ السلام کے قریب ہوئے' آپ کے قدم مبارک پکڑ لیے' آپ کی رسالت کا اقرار کیا' آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے۔ میرے والد نے بتایا کہ میں لشکر عثران میں شریک ہوا تھا۔ ابن مثنی نے اس کو غثران کہا (غین منقوطہ کے ساتھ) (یہ دور

٢١٠٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/٣٦٦ عن يزيد بن هارون به * سارة بنت مقسم لا تعرف (تقريب).

قُلْتُ: وَمَا ثَوَابُهُ؟ قالَ: أُزَوِّجُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تَكُونُ لِي فَأَعْطَيْتُهُ رُمْحِي ثُمَّ غِبْتُ عَنْهُ حَتَّى عَلِمْتُ أَنَّهُ قَدْ وُلِدَ لَهُ جَارِيَةٌ وَبَلَغَتْ ثُمَّ جِئْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَهْلِي جَهِّزْهُنَّ إِلَيَّ فَحلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ حَتَّى أُصْدِقَ صَدَاقًا جَدِيدًا غَيْرَ الَّذِي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَحَلَفْتُ أَنْ لَا أُصْدِقَ غَيْرَ الَّذِي أَعْطَيْتُهُ، فَقال رَسُولُ الله ﷺ: «وَبِقَرْنِ أَيِّ النِّسَاءِ هِيَ الْيَوْمَ؟» قالَ: قَدْ رَأَتِ الْقَتِيرَ. قالَ: «أَرَى أَنْ تَتْرُكَهَا» قالَ: فَرَاعَنِي ذٰلِكَ وَنَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مِنِّي قالَ: «لَا تَأْثَمُ وَلَا صَاحِبُكَ يَأْثَمُ».

جاہلیت کی ایک جنگ کا واقعہ ہے۔) اس دوران میں طارق بن مرقع نے کہا تھا: کون ہے جو مجھے اپنا نیزہ دے اور اس کا بدلہ پائے؟ میں نے کہا: اس کا بدلہ کیا ہے؟ کہا: میں اس کے ساتھ اپنی اس بیٹی کا نکاح کر دوں گا جو سب سے پہلے پیدا ہو گی۔ چنانچہ میں نے اس کو اپنا نیزہ دے دیا' پھر اس سے غائب رہا حتی کہ مجھے علم ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اب بالغ ہو چکی ہے۔ پھر میں اس کے پاس گیا' اور اس سے کہا کہ میرے گھر والوں (میری بننے والی بیوی) کو میری طرف تیار کر دو۔ تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گا حتی کہ میں اسے نیا مہر پیش کروں' بخلاف اس کے جو میرے اور اس کے درمیان ہو چکا تھا۔ اور میں نے بھی قسم اٹھالی کہ جو دے چکا ہوں بس وہی ہے اور نہیں دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اور اب وہ لڑکی کس عمر میں ہے؟ کہا کہ اب تو اس کے بالوں میں سفیدی آ گئی ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے کہ تو اسے چھوڑ دے۔'' آپ کی یہ بات مجھے پریشان کر گئی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا۔ جب آپ نے میری یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: ''نہ تم گناہ گار بنو اور نہ تمہارا ساتھی گناہ گار بنے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالقَتِيرُ: الشَّيْبُ.

ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''القتیر'' کا معنی بالوں کی سفیدی (بڑھاپا) ہے۔

٢١٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيجٍ:

۲۱۰۴- ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا کہ اس کی خالہ نے ایک خاتون سے خبر سنائی جو کمال کی سچی عورت

٢١٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٤٥، ١٤٦ من حديث أبي داود به * خالة إبراهيم بن ميسرة، لم أجد من وثقها.

أخبرني إبراهِيمُ بنُ مَيْسَرَةَ أَنَّ خَالَتَهُ أَخْبَرَتْهُ عن امْرَأَةٍ - قالَتْ هِيَ مُصَدَّقَةٌ امْرَأَةُ صِدْقٍ- قالَتْ: بَيْنَا أبي في غَزَاةٍ في الْجَاهِلِيَّةِ إِذْ رَمِضُوا فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ يُعْطِينِي نَعْلَيْهِ، وَأُنْكِحُهُ أَوَّلَ بِنْتٍ تُولَدُ لِي، فَخَلَعَ أبي نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَاهُمَا إِلَيْهِ، فَوُلِدَتْ لَهُ جَارِيَةٌ، فَبَلَغَتْ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْقَتِيرِ.

تھی' وہ بیان کرتی تھی کہ دور جاہلیت میں میرے والد ایک جنگ میں گئے۔ ان لوگوں کو گرمی لگنے لگی تو ایک شخص نے کہا: کون ہے جو مجھے اپنے جوتے دے دے' میں اس کا اپنی پہلی پیدا ہونے والی بیٹی سے نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ میرے باپ نے اپنے جوتے اتار کر اس کی طرف پھینک دیے۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی' اور بالغ ہوگئی۔ اور گزشتہ قصہ کی مانند بیان کیا مگر سفیدی ظاہر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ان سے کسی مسئلے کے اثبات میں دلیل نہیں لی جا سکتی۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - باب الصَّدَاقِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۷'۲۸-حق مہر کے احکام ومسائل

٢١٠٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ الْهَادِ عن مُحَمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن صَدَاقِ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالَتْ: ثِنْتَا عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌّ، فَقُلْتُ: وَمَا نَشٌّ؟ قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ.

۲۱۰۵- ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے حق مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ بارہ اوقیہ اور نش۔ میں نے کہا: نش کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آدھا اوقیہ۔

فائدہ: ایک اوقیہ میں چالیس درہم چاندی کے ہوتے ہیں' لہٰذا یہ مقدار پانچ سو درہم ہوئی۔ اور موجودہ معیار کے مطابق ایک درہم کا وزن 2.975 گرام اور پچھلے علماء کے حساب سے 3.06 گرام ہوتا ہے۔

٢١٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ:

۲۱۰۶- ابوالعجفاء السلمی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن

٢١٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد . . . الخ، ح: ١٤٢٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به.

٢١٠٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب: ٢٣، ح: ١١١٤م، والنسائي، ح: ٣٣٥١ من حديث أيوب السختياني به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٨٨٧ من حديث محمد بن سيرين به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ أَيُّوبَ، عن مُحمَّدٍ، عن أبي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رضي الله عنه فَقالَ: أَلَا لَا تُغَالُوا بِصُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوٰى عِنْدَ الله كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ ما أَصْدَقَ رَسُولُ الله ﷺ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَناتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً.

خطاب ؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: ”خبردار! عورتوں کے سلسلے میں بھاری بھاری مہر مت باندھا کرو، اگر یہ چیز دنیا میں عزت اور اللہ کے ہاں تقوے کا ثبوت ہوتی تو اس میں نبی ﷺ سب سے بڑھ کر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی اور اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔“

٢١٠٧- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بن أبي يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا مُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ: حَدَّثنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحتَ عُبَيْدِ الله بنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابنِ حَسَنَةَ.

٢١٠٧- ام المومنین ام حبیبہ ؓ (اپنے متعلق) بیان کرتی ہیں کہ یہ پہلے عبیداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں اور وہ حبشہ جا کر فوت ہو گیا تو نجاشی نے ان کی شادی نبی ﷺ کے ساتھ کر دی اور اپنی طرف سے ان کو چار ہزار (درہم) مہر ادا کیا۔ پھر انہیں شرحبیل بن حسنہ ؓ کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔

قَالَ: قال أَبُو دَاوُدَ: حَسَنَةُ هِيَ أُمُّهُ.

امام ابو داود ؒ وضاحت فرماتے ہیں کہ شرحبیل بن حَسَنہ میں ”حَسَنہ“ ان کی والدہ کا نام ہے۔

فوائد ومسائل: ① غنی اور صاحب وسعت آدمی اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ مہر دے تو اچھی بات ہے کوئی ناجائز نہیں۔ تاہم محض دکھاوے کی نیت سے زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کر لینا یا کروا لینا' اور پھر اسے ادا نہ کرنا' یکسر غلط ہے۔ اسی طرح وسعت ہونے کے باوجود برائے نام مہر مقرر کرنا بھی غلط ہے۔ حق مہر کم یا زیادہ' طاقت کے مطابق

وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٩، ١٧٥، ١٧٦، ووافقه الذهبي * محمد بن سيرين سمعه من أبي العجفاء، رواه أحمد: ١/ ٤٨ وغيره.

٢١٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٠٨٦، وأخرجه ابن حزم في المحلى: ٨/ ٢٤٤ من حديث أبي داود به.

ہونا چاہیے اور اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ ② علاوہ ازیں اس سلسلے میں کوئی دوسرا کفیل بن جائے تو درست ہے' کوئی حرج نہیں بلکہ نیکی میں تعاون ہے۔

٢١٠٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ بنِ شَقِيقٍ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ النَّجَاشِيَّ زَوَّجَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أبي سُفْيَانَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى صَدَاقِ أَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَبِلَ.

۲۱۰۸- امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نجاشی نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دیا' اور چار ہزار درہم مہر ادا کیا۔ اور یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔

فائدہ: ملاحظہ ہو فوائد گزشتہ حدیث: ۲۰۸۶۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **باب قِلَّةِ الْمَهْرِ** (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸'۲۹- حق مہر کم باندھنے کا بیان

٢١٠٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: أخبرنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَحُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ رضي الله عنه وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْيَمْ»، قال: يَارَسُولَ الله! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، قال: «ما أَصْدَقْتَهَا؟» قال: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، قال: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» [قَالَ أَبُو داوُدَ: النَّوَاةُ خَمْسَةُ دَرَاهِم. وَالنَّشُّ عِشْرُون. والأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ].

۲۱۰۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زعفران کے نشانات دیکھے۔ تو نبی ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''مہر کتنا دیا ہے؟'' کہا کہ گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری ہی کا ہو۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک نواۃ (گٹھلی) پانچ درہم کے برابر ہوتی ہے اور نش بیس درہم کا اور اوقیہ

٢١٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، قلت: السند مرسل، والحديث السابق شاهد له.
٢١٠٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب الرخصة في الصفرة عند التزويج، ح: ٣٣٧٥ من حديث حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس به.

چالیس درہم کا۔

فوائد ومسائل: ① انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق حق مہر باندھنا چاہیے جو لینا دینا آسان ہو۔ ② زعفران اور دیگر رنگدار چیزیں (پاؤڈر) مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ ③ شادی (یا غمی کے موقع پر بھی) قریب وبعید کے عزیز واقارب کو بلا کسی اہم مقصد کے جمع کرنا کوئی سنت نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی بستی میں رہتے ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی شادی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو خبر بھی نہیں دی گئی۔ ④ اصل سنت ولیمہ ہے۔ حسب استطاعت جو میسر آئے بکری ہو یا کم وبیش کچھ اور جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ ؓ کے ولیمہ میں ستو ہی پیش فرمائے تھے۔ دیکھیے (فوائد حدیث:۲۰۵۴) ⑤ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہماری شادیاں' سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔ مثلاً لمبی چوڑی براتیں اور پھر ان کی پر تکلف ضیافت۔ اسی طرح ولیمے میں انواع واقسام کے کھانوں کی بھرمار اور دیگر رسومات۔ اس اسراف وتبذیر اور فضولیات کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے "مسنون نکاح اور شادی بیاہ کی رسومات" مطبوعہ دارالسلام ☆ تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف)

۲۱۱۰- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ جِبْرَائِيلَ الْبَغْدَادِيُّ: أخبرنا يَزِيدُ: أخبرنا مُوسَى ابنُ مُسْلِمِ بنِ رُومَانَ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جابرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ أَعْطَى فِي صَدَاقِ امْرَأَةٍ مِلءَ كَفَّيْهِ سَوِيقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ».

۲۱۱۰- موسیٰ بن مسلم بن رومان' ابوالزبیر سے' وہ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے کسی عورت کو مہر میں دو ہاتھ بھر کر ستو دے دیے یا کھجور' اس نے اس کو حلال کر لیا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن صَالِحِ بنِ رُومَانَ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جابرٍ مَوْقُوفًا، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عن صَالِحِ بنِ رُومَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ عن جابرٍ قالَ: كُنَّا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نَسْتَمْتِعُ بالْقَبْضَةِ مِنَ الطَّعَامِ عَلَى مَعْنَى الْمُتْعَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن مہدی نے صالح بن رومان سے' انہوں نے ابوالزبیر سے' انہوں نے جابر بن عبداللہ ؓ سے موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابو عاصم نے صالح بن رومان سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر ؓ سے روایت میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم ایک مٹھی طعام پر متعہ کر لیا کرتے تھے۔

۲۱۱۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۵۵، ح: ۱۴۸۸۴ من حديث ابن رومان به، وهو مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، حديث ابن جريج رواه مسلم، ح: ۱۴۰۵/ ۱۶.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ عَلَى مَعْنَى أبي عَاصِمٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کو ابن جریج نے بواسطہ ابوالزبیر' جابر رضی اللہ عنہ سے ابوعاصم کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: نکاح متعہ خیبر سے پہلے حلال تھا' بعد میں بھی کچھ اوقات میں حلال رہا۔ مگر فتح مکہ کے موقع پر کلیتاً حرام کر دیا گیا۔ یہ قصہ نزول حرمت سے پہلے کا ہو سکتا ہے۔ اور اس میں اصل بات کم سے کم مہر کا ذکر ہے جو کہ شرعی حلال نکاح کا لازمی جزو ہے۔ متعہ کے باقی امور منسوخ کر کے حرام قرار دیے جا چکے ہیں۔ (مزید دیکھیے: فوائد حدیث: ۲۰۷۳)

(المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي التَّزْوِيجِ عَلَى الْعَمَلِ يَعْمَلُ (التحفة ٣١)

باب: ۲۹' ۳۰- کسی کام اور محنت کو حق مہر ٹھہرانا

٢١١١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي حَازِمِ بنِ دِينَارٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فقالتْ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا، فَقَامَ رَجُلٌ فقال: يَارَسُولَ الله! زَوِّجْنِيهَا إنْ لَم تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ؟» قال: ما عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هٰذَا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّكَ إنْ أَعْطَيْتَهَا إِزَارَكَ جَلَسْتَ لا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا»، قال: لا أَجِدُ شَيْئًا، قال: «فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ»، فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قال: نَعَمْ سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ:

۲۱۱۱- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے آپ کو آپ کی خدمت میں ہبہ کرتی ہوں' اور پھر وہ بہت دیر کھڑی رہی۔ تب ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس میں رغبت نہیں تو اس کی شادی مجھ سے کر دیجیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو اسے مہر کے طور پر دے سکو؟'' کہنے لگا: میرے پاس تو بس یہ تہ بند ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اگر اپنا تہ بند اس کو دے دو گے تو خود تہ بند کے بغیر بیٹھ رہو گے، کوئی اور چیز ڈھونڈو۔'' کہنے لگا: میرے پاس تو اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ڈھونڈ لاؤ خواہ لوہے کا چھلہ ہی ہو۔'' اس نے تلاش کیا مگر اسے کچھ نہ ملا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہیں قرآن سے کچھ یاد ہے؟'' کہنے لگا: ہاں' فلاں فلاں سورتیں۔ اس نے ان کے نام لیے۔ تو رسول اللہ ﷺ

٢١١١- تخريج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب وكالة المرأة الإمام في النكاح، ح: ٢٣١٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٢٦، ورواه مسلم، ح: ١٤٢٥ من حديث أبي حازم به.

«قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ».

نے فرمایا: ”اس قرآن کے عوض‘ جو تمہیں یاد ہے‘ میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔“

٢١١٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَنِي أَبِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنِي إِبراهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عن الْحَجَّاجِ ابنِ الْحَجَّاجِ الْبَاهِلِيِّ، عن عِسْلٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ نَحْوَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ. لم يَذْكُرِ الْإِزَارَ وَالْخَاتَمَ فَقَال: «ما تَحْفَظُ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قال: سُورَةُ الْبَقَرَةِ أوِ الَّتي تَلِيهَا، قال: «قُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِينَ آيَةً وَهِيَ امْرَأَتُكَ».

٢١١٢-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی قصہ کی مانند ذکر کیا۔ مگر اس میں تہ بند اور چھلے کا ذکر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تجھے قرآن کس قدر یاد ہے؟“ اس نے کہا: سورۂ بقرہ یا اس کے ساتھ والی۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ‘ اسے بیس آیتیں پڑھادو اور یہ تمہاری بیوی ہوئی۔“

٢١١٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنَا أبي: حدثنا مُحَمَّدُ ابْنُ رَاشِدٍ عن مَكْحُولٍ نَحوَ خَبَرِ سَهْلٍ. قال: وكَانَ مَكْحُولٌ يقولُ: لَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ الله ﷺ.

٢١١٣-محمد بن راشد نے مکحول سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کی مانند بیان کیا۔ مکحول کہا کرتے تھے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کیلئے روا نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① پہلی حدیث (٢١١١) میں اس محترمہ خاتون کا اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے بطور ہبہ پیش کرنا ایک عظیم ترین شرف حاصل کرنے کی کوشش تھی جو کامیاب نہ ہوسکی مگر رسول اللہ ﷺ ازخود اس کے ولی بن گئے اور ایک صاحب قرآن سے اس کا نکاح کردیا۔ اور مسئلہ ہبہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے‘ کسی اور کے لیے نہیں۔ سورۂ احزاب میں ہے: ﴿وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاحزاب:٥٠) ”اور ایمان دار عورت جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے‘ یہ اس صورت میں کہ نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے‘ یہ خاص طور پر صرف آپ کے لیے ہے اور مومنوں

٢١١٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٥٠٦ عن أحمد بن حفص به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٥٠ * عسل بن سفيان ضعيف، تقدم، ح: ٦٤٣.

٢١١٣- تخريج: [إسناده حسن إلى مكحول] وهذا من قوله.

کے لیے نہیں۔'' ② حق مہر مال کی صورت میں ہونا ہی اولیٰ ہے۔ اور کم سے کم مقدار بھی اس مقصد کو پورا کر دیتی ہے اور ایسی تمام روایات جو پانچ یا دس درہم وغیرہ کو متعین کرنے کے بارے میں آئی ہیں نا قابل حجت ہیں۔ ③ اس میں یہ بھی ہے کہ از حد فقیر کنگال کا بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ④ اور تعلیم القرآن کو بھی حق مہر بنایا جا سکتا ہے۔ امام شافعی' امام احمد ﷫ اور ان کے اصحاب اسی کے قائل ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں تحریک جہاد کے مؤسسین نے اس سنت کو زندہ کیا تھا۔ مولانا ولایت علی ﷫ نے' جنھوں نے شاہ اسماعیل شہید ﷫ کے بعد تحریک جہاد کی قیادت سنبھالی اور اس راہ میں بے مثال قربانی اور عزیمت کا نمونہ پیش کیا' متحدہ ہند میں احیائے سنت کے سلسلے میں بھی بڑے سرگرم رہے۔ نکاح بیوگان کے سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک شخص عبدالغنی نگرنہسوی (جو زمرۂ مساکین میں سے تھے) کا عقد ایک بیوہ عورت سے تعلیم قرآن مہر قرار دے کر کر دیا (ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک۔) امام ابوحنیفہ اور امام مالک ﷫ اس کے قائل نہیں ہیں' جیسے کہ آخری اثر میں جناب مکحول ﷫ سے منقول ہوا ہے مگر یہ قول مرجوح ہے۔ ⑤ کوئی خاتون اپنے نکاح کے سلسلے میں سلسلہ جنبانی کرے' تو کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ ایسے ہی کوئی ولی اپنی زیر تولیت لڑکی کیلئے رشتے آنے کا انتظار کرنے کی بجائے از خود کسی سے بات کرے' تو یہ بھی عیب والی بات نہیں۔

(المعجم ٣٠، ٣١) - بَابٌ: فِيمَنْ تَزَوَّجَ وَلَمْ يُسَمِّ [لَهَا] صَدَاقًا حَتَّى مَاتَ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۰'۳۱- اگر کوئی نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کرے اور پھر اس کی وفات ہو جائے تو؟

٢١١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن فِراسٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله: فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ عَنْهَا وَلم يَدْخُلْ بِهَا وَلم يَفْرِضْ لَهَا الصَّدَاقَ؟، فقال: لَهَا الصَّدَاقُ كَامِلًا وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَها المِيرَاثُ. قال مَعْقِلُ ابنُ سِنَانٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى بِهِ فِي بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ.

۲۱۱۴- جناب مسروق ﷫ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی' پھر وفات پا گیا جبکہ ان کا ملاپ نہ ہوا تھا اور نہ حق مہر ہی مقرر کیا تھا (تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟) انہوں نے فرمایا: اس عورت کے لیے پورا مہر ہے' اس پر عدت لازم ہے اور یہ وراثت کی بھی حق دار ہے۔ (تب) معقل بن سنان ؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (ایسے ہی) سنا تھا آپ نے بروع بنت واشق کے بارے میں یہی فیصلہ فرمایا تھا۔

٢١١٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يتزوج ولا يفرض لها فيموت على ذلك، ح:١٨٩١، والنسائي، ح:٣٣٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه البيهقي: ٧/ ٢٤٥، والترمذي، وانظر الحديث الآتي.

٢١١٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هارُونَ وَابنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ الله فَسَاقَ عُثْمانُ مِثْلَهُ.

۲۱۱۵-عثمان بن ابی شیبہ اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

٢١١٦- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن خِلَاسٍ وَأبي حَسَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ: أنَّ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ أُتِيَ في رَجُلٍ بِهَذا الْخَبرِ قالَ: فَاخْتَلَفُوا إلَيْهِ شَهْرًا، أوْ قال: مَرَّاتٍ، قال: فإنِّي أقُولُ فيها إنَّ لَها صَدَاقًا كَصَدَاقِ نِسَائِهَا لاوَكْسَ وَلا شَطَطَ. قال: وَإنَّ لَها المِيرَاثَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، فإنْ يَكُ صَوَابًا فَمِنَ الله، وَإنْ يَكُ خَطأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ، وَالله وَرَسُولُهُ بَرِيَّانِ، فَقَامَ نَاسٌ مِنْ أشْجَعَ فِيهِم الْجَرَّاحُ وَأبُو سِنَانٍ فقالُوا: ياابْنَ مَسْعُودٍ! نَحْنُ نَشْهَدُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَاهَا فِينا في بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ وَإنَّ زَوْجَها هِلَالُ بنُ مُرَّةَ الأشْجَعِيُّ كما قَضَيْتَ. قال: فَفَرِحَ عَبْدُ الله بنُ مَسْعُودٍ فَرَحًا شَدِيدًا حِينَ

۲۱۱۶-عبداللہ بن عتبہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے بارے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہی خبر دی گئی۔ اور پھر وہ لوگ ایک مہینہ تک ان کے پاس چکر لگاتے رہے۔ یا کہا کئی بار ان کے پاس آئے۔ تو بالآخر یہ کہا: میری رائے اس میں یہ ہے کہ یہ عورت مہر کی حقدار ہے۔ اس طرح کی عورتوں کا حق مہر ہوتا ہے (مہر مثل) بغیر کسی کمی بیشی کے۔ اور یہ میراث کی حقدار ہے اور اس پر عدت (وفات) بھی لازم ہے۔ اگر میری یہ بات حق اور درست ہے تو اللہ کی جانب سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے، اللہ اور اس کے رسول دونوں اس سے بری ہیں۔ چنانچہ قبیلہ اشجع کے لوگ کھڑے ہوئے ان میں جراح اور ابوسنان بھی تھے' انہوں نے کہا: اے ابن مسعود! ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہی فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے ہماری ایک عورت بروع بنت واشق اور اس کے شوہر ہلال بن مرہ اشجعی کے بارے میں فرمایا تھا' جیسے کہ آپ نے کیا ہے۔ راوی

٢١١٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يتزوج المرأة فيموت عنها قبل أن يفرض لها، ح: ١١٤٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وانظر الحديث السابق.

٢١١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٧ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٢١١٤.

وَافَقَ قَضَاؤُهُ قَضَاءَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

نے بیان کیا کہ اس سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بے حد خوشی ہوئی کہ ان کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق ہوا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ہر مسلمان کو اپنے اہم مسائل میں باوثوق علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور عالم پر بھی لازم ہے کہ فتو دینے اور فیصلہ کرنے سے پہلے خوب غور وخوض کر لے اور جہاں تک ہو سکے اپنی رائے سے فیصلہ نہ دے۔ اگر دے تو اس کے احتمال خطا وصواب کا یقین رکھے۔ ② انسان قرآن وسنت کو اپنا رہنما بنا لے تو اللہ عزوجل مشکل مسائل میں اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تمام اجلّہ صحابۂ کرام' فقہائے اسلام امت مسلمہ کے سلف صالح ہیں۔ ③ نکاح کے وقت اگر حق مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو نکاح صحیح ہے۔ مگر مہر مثل لازم آئے گا۔ ④ ایسی عورت جس سے اس کے شوہر کا ملاپ نہ ہوا ہو' شوہر کی وفات پر عدت وفات پوری کرے گی، شوہر کے حق و احترام میں نہ کہ حمل کے شبہ میں۔

٢١١٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى وَعُمَرُ ابنُ الْخَطَّابِ، قال مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنِي أَبُو الأَصبغِ الْحَرَّانِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن أبي عَبْدِ الرَّحِيمِ/ خَالِدِ بنِ أبي يَزِيدَ، عن زَيْدِ ابنِ أبي أُنَيْسَةَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ الله، عن عُقْبَةَ بنِ عامِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِرَجُلٍ: «أَتَرْضَى أَنْ أُزَوِّجَكَ فُلَانَةَ؟» قَالَ: نَعَمْ، وَقَالَ لِلْمَرْأَةِ: «تَرْضَيْنَ أَنْ أُزَوِّجَكِ فُلَانًا؟» قالَتْ: نَعَمْ فَزَوَّجَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَهُ، فَدَخَلَ بِهَا الرَّجُلُ وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا

٢١١٧- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ''کیا تم راضی ہو کہ فلاں عورت سے تمہاری شادی کر دوں؟'' اس نے کہا: جی ہاں: پھر آپ نے عورت سے پوچھا: ''کیا تو راضی ہے کہ فلاں مرد سے تیری شادی کر دوں؟'' تو اس نے کہا: جی ہاں! چنانچہ آپ نے ان دونوں کی شادی کر دی۔ اور پھر اس مرد نے اس سے صحبت کی مگر حق مہر مقرر نہ کیا اور نہ اسے کچھ دیا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جو حدیبیہ میں شریک ہو چکے تھے اور شرکائے حدیبیہ کو خیبر میں حصہ ملا تھا۔ جب اس کی وفات کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں عورت سے میری شادی کر دی تھی مگر میں نے اس کے لیے مہر مقرر نہیں کیا تھا اور نہ اسے کچھ دیا تھا' اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اسے

٢١١٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٥٧، ١٢٦٢، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٨٢، ووافقه الذهبي.

وَلَمْ يُعْطِهَا شَيْئًا وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ، وكَانَ مَنْ شَهِدَ الحُدَيْبِيَةَ لَهُ سَهْمٌ بِخَيْبَرَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ زَوَّجَنِي فُلَانَةَ وَلَمْ أَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ أُعْطِهَا شَيْئًا، وَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَعْطَيْتُهَا مِنْ صَدَاقِهَا سَهْمِي بِخَيْبَرَ، فَأَخَذَتْ سَهْمًا فَبَاعَتْهُ بِمِائَةِ أَلْفٍ.

مہر میں اپنا خیبر کا حصہ دیتا ہوں۔ چنانچہ اس عورت نے وہ حصہ لیا اور پھر اسے ایک لاکھ میں فروخت کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ - وَحَدِيثُهُ أَتَمُّ - فِي أَوَّلِ الْحَدِيثِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ». وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلرَّجُلِ ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابتدائے حدیث میں اس قدر اضافہ کیا...... اور اس کی حدیث زیادہ کامل ہے...... کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین نکاح وہی ہے جو زیادہ آسانی والا ہو۔“ اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا...... اس کے بعد مذکورہ بالا حدیث کی مانند حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُخَافُ أَنْ يَكُونَ هٰذَا الْحَدِيثُ مُلْزَقًا لِأَنَّ الأَمْرَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا.

ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اندیشہ ہے کہ حدیث ملحق ہے کیونکہ امر واقعہ اس کے خلاف ہے۔

فائدہ: اصل مسئلہ یہ ہے کہ حق مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں عورت مہر مثل کی مستحق ہوتی ہے بشرطیکہ اس سے صحبت کر لی گئی ہو، جب کہ اس واقعہ میں اسے مہر زیادہ دیا گیا۔ اس لیے امام صاحب اس واقعہ کے خلاف سے تعبیر فرمایا۔ علاوہ ازیں روایت کا یہ ٹکڑا ابوداود کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔

(المعجم ٣١، ٣٢) - **بَابٌ:** فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۱، ۳۲- خطبۂ نکاح کے احکام ومسائل

٢١١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۲۱۱۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

٢١١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجمعة، باب كيفية الخطبة، ح:١٤٠٥، وابن ماجه، ح:١٨٩٢، والترمذي، ح:١١٠٥ من حديث أبي إسحاق به * أبوإسحاق عنعن، ورواية شعبة عند أحمد: ١/ ٣٩٣ رواية معلولة.

أخبرنا سفيانُ عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عنْ عَبْدِ الله بن مَسْعُودٍ في خُطْبَةِ الْحَاجَةِ في النِّكاحِ وَغَيْرِهِ؛ ح: وَحدَّثنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ المَعْنَى، حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن إسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن أبي الأحْوَصِ وَأبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله قالَ: عَلَّمَنا رَسُولُ الله ﷺ خُطْبَةَ الحاجَةِ «أنِ: الْحَمدُ لله نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أنْفُسِنَا. مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أنْ لَا إِلَهَ إلَّا الله، وَأَشْهَدُ أنَّ مُحمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَاأيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا الله الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأرْحَامَ إنَّ الله كَانَ عَلَيْكُم رَقِيبًا. ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢] ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٧٠، ٧١]

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبۂ حاجت تعلیم فرمایا وہ یہ کہ [الْحَمْدُلِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا......] (مکمل الفاظ بالمقابل نص میں ملاحظہ فرمائیں) ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں۔ جسے وہ راہ حق سجھا دے کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا' اور جسے وہ گم راہ کر دے اس کے لیے کوئی راہنما نہیں ہو سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی معبود برحق نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقو اختیار کرو جس کے واسطے سے تم سوال کرتے ہو، اور رشتے ناتے (توڑنے) سے بچو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔'' ''اے ایمان والو! اللہ کا تقو اختیار کرو اور اس سے ڈرو جیسے کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم پر موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔'' ''اے ایمان والو! اللہ کا تقو اختیار کرو اور بات ہمیشہ صاف سیدھی کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال درست فرما دے گا' تمہاری خطائیں معاف کر دے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لی بلاشبہ وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا۔''

[قَالَ أبُو دَاوُدَ] لَمْ يَقُلْ مُحمَّدُ بنُ سلَيْمانَ «إنَّ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سلیمان نے (شروع روایت میں) لفظ [إنّ] ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① اجتماعی مسائل میں گفتگو سے پہلے یہ خطبہ پڑھنا مستحب ومسنون ہے' بالخصوص عقد نکاح کے

موقع پر آدابِ نکاح میں شامل ہے۔ مگر عمل نکاح کا رکن نہیں ہے۔ نکاح کے لیے ایجاب و قبول ہی لازمی شرط ہے۔ اس خطبہ کی جامع اور صحیح ترین نص کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے "خطبة الحاجة" میں جمع فرما دیا ہے۔ ② [شرور انفس] "نفس کی شرارتوں" سے مراد بداخلاقی اور سفلہ پن وغیرہ کی عادات ہیں' وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی' لہٰذا کسی بھی فرد یا معاشرے کو اپنے بارے میں دھوکے میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ شیطان کے پھندے بڑے سخت ہیں۔ ③ حدیث کے اس سیاق میں [يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ......] قرآن مجید کی آیت نہیں' اس آیت کا معنی و مفہوم کہا جا سکتا ہے جو کہ سورۂ نساء کی ابتدا میں وارد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ (النساء:۱) دیگر روایات میں یہ آیت کریمہ اسی طرح کامل طور پر آئی ہے۔

۲۱۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا تَشَهَّدَ ذَكَرَ نَحْوَهُ قال بَعْدَ قَوْلِهِ: «وَرَسُولُهُ»: «أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُطِعِ الله وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَد، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ وَلا يَضُرُّ الله شَيْئًا».

۲۱۱۹- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے ...... تو گزشتہ حدیث کے مثل ذکر کیا۔ اور [مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ] کے بعد یہ کہتے [أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ، وَ مَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَ لَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا] "اللہ نے ان کو حق دے کر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا کہ قیامت سے پہلے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دیں۔ جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ یقیناً ہدایت پا گیا اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا' وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتا۔"

۲۱۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ:

۲۱۲۰- اسمٰعیل بن ابراہیم' بنو سلیم کے ایک شخص سے

۲۱۱۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۱٤٦ من حديث أبي عاصم به، وتقدم، ح: ۱۰۹۷ * قتادة عنعن، وأبوعياض مجهول، ويُعَارِضُهُ الحديث الصحيح، انظر: ۱۰۹۹، ٤۹۸۱.

۲۱۲۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۷/ ۱٤۷ من حديث بدل بن المحبر به * إسماعيل بن إبراهيم مجهول، ولم يسمع العلاء منه هذا الحديث، بينهما إسحاق بن عبدالله، انظر هامش التاريخ الكبير للبخاري: ۱/ ۳٤۳.

حَدَّثَنا بَدَلُ بنُ المُحَبَّرِ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْعَلَاءِ ابن أخِي شُعَيْبِ الرَّازِيِّ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ إبراهِيمَ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قالَ: خَطَبْتُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ أُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِ المُطَّلِبِ فَأَنْكَحَنِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَشَهَّدَ. [قَالَ لَنَا أبُو عيسَىٰ بَلَغَنَا أَنَّ أَبَا دَاوُدَ قِيلَ لَهُ: يَجُوزُ هٰذا قال: نَعَمْ وَفِي هٰذا أحَادِيثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ].

روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے امامہ بنت عبدالمطلب کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے اس کا مجھ سے نکاح کر دیا اور خطبہ بھی نہ پڑھا۔ ہمیں ابوعیسیٰ نے بتایا کہ امام ابوداود ؒ سے پوچھا گیا: کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں' اس بارے میں نبی ﷺ سے احادیث آتی ہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن یہ بات دوسری روایات سے ثابت ہے کہ نکاح' خطبے کے بغیر بھی جائز ہے' کیونکہ نکاح کے لیے صرف ولی کی اجازت' دو گواہوں کی موجودگی اور ایجاب وقبول ضروری ہے۔

(المعجم ٣٢، ٣٣) - بَابٌ: فِي تَزْوِيجِ الصِّغَارِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٢'٣٣- چھوٹی بچیوں کی شادی کر دینا

٢١٢١- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَأَبُو كَامِلٍ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ هِشَام ابن عُرْوَةَ، عنْ أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ قالَ سلَيْمَانُ: أَوْ سِتٍّ وَدَخَلَ بي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ.

٢١٢١- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو اس وقت میری عمر سات سال تھی۔ سلیمان نے کہا: یا چھ سال۔ اور مجھ سے ملاپ ہوا (میں آپ کے گھر بھیجی گئی) تو میں نو سال کی تھی۔

فائدہ: والد کو بالخصوص حق حاصل ہے کہ کسی بھی مصلحت کے پیش نظر چھوٹی عمر کی بچی کا نکاح کر دے' مگر صحبت و مباشرت کے لیے بلوغت کا شرط ہونا عقل' نقل اور اخلاق کا لازمی تقاضا ہے۔ اور چھوٹی عمر کا ازدواج کسی طرح بھی منافیٔ عقل وشرع نہیں ہے۔ اگر کسی کے مزاج پر اپنا ذوق اور علاقائی وخاندانی رواج غالب ہو' تو کیا کہا جا سکتا ہے! ان چیزوں کو اصول شریعت نہیں بنایا جا سکتا۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق ؓ کے تعلقات شروع دن سے

٢١٢١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح:٣٨٩٦، ومسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح:١٤٢٢ من حديث هشام بن عروة به، ورواه عبدالرحمٰن بن أبي الزناد المدني عن هشام به، وأحمد:٦/ ١١٨، ورواه الزهري عن عروة به، والحديث متواتر وتؤيده الآية "واللائي لم يحضن" [الطلاق: ٤].

''صدیقیت'' پر مبنی تھے' نبی علیہ السلام ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکے تو اس انداز سے ان کو اپنے اور قریب کر لیا۔ مزید برآں یہ نکاح بطور خاص وحیٔ منام کے نتیجے میں عمل میں آیا تھا۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (صحيح البخاري' النكاح' حديث:٥٠٧٨) علمائے طب لکھتے ہیں کہ گرم علاقوں میں لڑکیاں نو سال کی عمر میں حائضہ ہو جاتی ہیں اور معتدل مناطق میں بارہ سال میں اور ٹھنڈے علاقوں میں سولہ سال میں بالغ ہوتی ہیں۔ دار قطنی اور بیہقی میں عباد بن عباد سے روایت ہے کہ ہماری ایک عورت اٹھارہ سال کی عمر میں نانی بن گئی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح کا ایک واقعہ اکیس سال کی عمر کا بیان کیا ہے۔ (از حاشيه بذل المجهود)

(المعجم ٣٣، ٣٤) - **بَابٌ: فِي الْمَقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ** (التحفة ٣٥)

باب:۳۳'۳۴-شوہر کنواری بیوی کے ہاں (اس کی ابتدائی رخصتی کے وقت) کتنے دن اقامت کرے؟

(جبکہ پہلے سے اس کے ہاں بیوی موجود ہو)

٢١٢٢- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بن حَرْبٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قال: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بن أبي بَكْرٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بن أبي بَكْرٍ، عن أبِيهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قال: «لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ، إنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ، وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي».

۲۱۲۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو آپ (شروع ایام میں) ان کے ہاں تین دن ٹھہرے' پھر فرمایا: ''تم اپنے گھر والوں پر کوئی بے قدر و قیمت نہیں ہو۔ اگر چاہو تو میں تمہارے لیے سات دن رک جاتا ہوں۔ لیکن اگر تمہارے ہاں سات دن ٹھہرا' تو دیگر ازواج کے ہاں بھی سات سات ہی دن ٹھہروں گا۔''

فائدہ: مسئلے کی توضیح اگلی حدیث (۲۱۲۴) میں آ رہی ہے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ اگر کسی نے بیوہ کے ہاں سات دن اقامت کی' تو تین دن والی خصوصیت ختم ہو جائے گی اور باقیوں کے ہاں بھی سات سات دن ہی رکنا ہوگا۔

٢١٢٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ وَعُثْمانُ ابنُ أبي شَيْبَةَ عنْ هُشَيْمٍ، عن حُمَيْدٍ، عنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ قالَ: لَمَّا أَخَذَ رَسُولُ الله

۲۱۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے صفیہ (بنت حُیَیّ) کو لے لیا (شادی کر لی) تو ان کے ہاں تین دن اقامت کی۔

٢١٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦٠ من حديث يحيى القطان به.

٢١٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٩٩ عن هشيم به.

ﷺ صَفِيَّةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. زَادَ عُثْمَانُ: وَكَانَتْ ثَيِّبًا. وَقَالَ: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ: أخبرنا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

عثمان بن ابی شیبہ نے مزید کہا کہ وہ بیوہ تھیں۔ اور (ان کی سند میں تصریح تحدیث واخبار ہے۔) انہوں نے کہا: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ.

٢١٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ وَإِسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أنسِ ابنِ مَالِكٍ قالَ: إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا. وَلَوْ قُلْتُ: إِنَّهُ رَفَعَهُ لَصَدَقْتُ وَلٰكِنَّهُ قالَ: السُّنَّةُ كَذٰلِكَ.

۲۱۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ نے کہا: اگر کوئی شخص (اپنے ہاں) بیوہ (بیوی) کے ہوتے ہوئے کنواری سے شادی کرے تو اس کے ہاں سات دن رکے۔ اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن۔ (ابو قلابہ نے) کہا: اگر میں کہوں کہ انہوں (انس ؓ) نے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے (مرفوع) بیان کیا تو میں سچ ہی کہوں گا' لیکن انہوں نے کہا تھا: ''سنت یہی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صحابی کا کسی عمل کے بارے میں ''سنت'' کہہ دینا اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ ② تین یا سات دن کی یہ خصوصیت ابتدائی دنوں کی ہے' اس کے بعد عدل سے باری مقرر کر لی جائے اور طے شدہ نظام کے مطابق عمل کیا جائے۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ بِامْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْقُدَهَا شَيْئًا (التحفة ٣٦)

باب: ۳۴' ۳۵- زفاف سے پہلے شوہر اپنی بیوی کو کوئی چیز ہدیہ دے

٢١٢٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قالَ لَهُ رَسُولُ الله

۲۱۲۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے علی ؓ سے فرمایا: ''اس کو کوئی چیز دو۔'' انہوں نے کہا: ''میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔''

٢١٢٤- تخريج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من إقامة الزوج عندها عقب الزفاف، ح: ١٤٦١ من حديث هشيم، والبخاري، النكاح، باب: إذا تزوج البكر على الثيب، ح: ٥٢١٣ من حديث خالد الحذاء به.

٢١٢٥- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب نحلة الخلوة، ح: ٣٣٧٨ من حديث عبدة به، وللحديث طرق أخرى، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ٣٨.

ﷺ: «أَعْطِهَا شَيْئًا» قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. قَالَ: «أَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟».

آپ نے فرمایا: ''وہ تمہاری حطمی زرہ کہاں ہے؟''

٢١٢٦- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أبو حَيْوَةَ عن شُعَيْبٍ يَعْني ابنَ أبي حَمْزَةَ: حَدَّثَني غَيْلَانُ بنُ أَنسٍ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ الله ﷺ، رَضِيَ الله عَنْهَا، أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بها فَمَنَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى يُعْطِيَها شَيْئًا، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! لَيْسَ لِي شَيْءٌ، فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «أَعْطِهَا دِرْعَكَ» فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بها.

٢١٢٦- نبی ﷺ صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جب فاطمہ رضی اللہ عنہا دختر رسول ﷺ سے شادی کی اور ان کے ہاں جانا چاہا' تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک لیا حتی کہ پہلے کوئی چیز پیش کریں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی زرہ ہی دے دو۔'' چنانچہ انہوں نے ان کو اپنی زرہ دی' پھر ان کے ہاں گئے۔

٢١٢٧- حَدَّثَنا كَثِيرٌ يَعْني ابنَ عُبَيْدٍ: أخبرنَا أبو حَيْوَةَ عنْ شُعَيْبٍ، عن غَيْلَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

٢١٢٧- عکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: ان روایات سے واضح ہے کہ شب زفاف میں نئی نویلی دلہن کو کوئی تحفہ دینا مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

٢١٢٨- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن مَنْصُورٍ، عن طَلْحَةَ، عن خَيْثَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ:

٢١٢٨- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ کسی عورت کو اس کے شوہر پر پیش نہ کروں جب تک کہ وہ اس کو کوئی چیز نہ دے دے۔

٢١٢٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٥٢ من حديث أبي داود به ٭ غيلان مستور، روى عنه جماعة، وذكره ابن حبان في الثقات: ٩/ ٣، ولحديثه بعض الشواهد، منها، ح: ٢١٢٥.

٢١٢٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢١٢٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يدخل بأهله قبل أن يعطيها شيئًا، ح: ١٩٩٢ من حديث شريك القاضي به.

أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِها قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَها شَيْئًا.

قالَ أَبُو داوُدَ: وَخَيْثَمَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خیثمہ (بن عبدالرحمٰن جعفی) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

٢١٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ البُرْسَانِيُّ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّما امْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ حِبَاءٍ أَوْ عِدَةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَها، وَمَا كانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ، وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتُهُ أَوْ أُخْتُهُ».

٢١٢٩-عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے وہ (اپنے) دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا کسی سے نکاح ہوا اور عقد نکاح سے پہلے جو کوئی مہر عطیہ یا وعدہ کیا گیا ہو تو وہ سب اس عورت کا حق ہے۔ اور جو عقد کے بعد دیا جائے تو وہ اسی کا ہے جس کو دیا جائے۔ اور کسی کا سب سے عمدہ اکرام وہ ہے جو اس کی بیٹی یا بہن کی وجہ سے کیا جائے۔''

(المعجم ٣٥، ٣٦) - باب مَا يُقَالُ لِلْمُتَزَوِّجِ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٥، ٣٦-نکاح کرنے والے کو کیا دعا دی جائے؟

٢١٣٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عن سُهَيْلٍ، عن أبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إذَا رَفَّأَ الْإِنسانَ إذَا تَزَوَّجَ قالَ: «بَارَكَ الله لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ».

٢١٣٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو اس کی شادی کی مبارک باد دیتے تو فرماتے: [بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَ بَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ] ''اللہ تمہیں برکت دے، تم پر اپنی برکت فرمائے اور تم دونوں کو خیر کے ساتھ اکٹھا رکھے۔''

٢١٢٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب التزويج على نواة من ذهب، ح: ٣٣٥٥، وابن ماجه، ح: ١٩٥٥ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع عند النسائي.

٢١٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء فيما يقال للمتزوج، ح: ١٠٩١ عن قتيبة به، وقال "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٩٠٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٨٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨٣، ووافقه الذهبي.

فائدہ: خوشی کے ان مواقع پر اس طرح کی پاکیزہ اور مسنون دعا سے ''مبارک باد'' دینی چاہیے۔ جو کہ الفت' مودت اور اضافہ کے ظاہری و باطنی تمام معانی کو محیط ہے۔

(المعجم ٣٦، ٣٧) - **باب الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَجِدُهَا حُبْلَى** (التحفة ٣٨)

باب: ۳۶'۳۷- کوئی شادی کرے مگر عورت کو حاملہ پائے تو......؟

٢١٣١- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بنُ أبي السَّرِيِّ المَعْنَى قالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ عن صَفْوَانَ بنِ سُلَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ - قالَ ابنُ أبي السَّرِيِّ: مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ مِنَ الأَنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقُوا - يُقَالُ لَهُ بَصْرَةُ قالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً بِكْرًا في سِتْرِهَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا، فَإِذَا هِيَ حُبْلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَهَا الصَّدَاقُ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَالْوَلَدُ عَبْدٌ لَكَ، فإِذَا وَلَدَتْ»، قال الْحَسَنُ: «فاجْلِدْهَا». وَقال ابنُ أبي السَّرِيِّ: «فاجْلِدُوهَا» - أوْ قال: - «فَحُدُّوهَا».

۲۱۳۱- بصرہ نامی ایک صحابی سے روایت ہے اس نے کہا: میں نے ایک کنواری لڑکی سے شادی کی' جو کہ اپنے پردے میں تھی۔ میں اس پر داخل ہوا تو وہ حاملہ تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کو حق مہر ملے گا بوجہ اس کے جو تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال جانا اور بچہ تیرا غلام ہوگا، جب یہ بچہ جَن لے۔'' بالفاظ حسن بن علی......''تو اسے درے لگا۔'' اور بالفاظ ابن ابی السری......''تم لوگ اس کو درے لگاؤ' یا کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ قَتَادَةُ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، وَرَوَاهُ يَحْيَى بنُ أبي كَثِير عن يَزِيدَ بنِ نُعَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو قتادہ نے بواسطہ سعید بن یزید' ابن مسیب سے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے بواسطہ یزید بن نعیم' سعید بن میسب سے اور عطاء خراسانی نے سعید بن میسب سے روایت کی اور

٢١٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٢٥٠، ٢٥١، ح: ٣٥٧٤ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٣، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن، وإنما رواه عن إبراهيم بن أبي يحيى عن صفوان به، علل الحديث، ح: ١٢٥٩، والبيهقي: ٧/ ١٥٧.

المُسَيَّبِ وعَطَاءٌ الْخُرَاسَانيُّ عن سَعِيدِ ابنِ المُسَيَّبِ، أَرْسَلُوهُ، كُلُّهُمْ، عن النَّبيِّ ﷺ. وفي حَدِيثِ يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ أَنَّ بَصْرَةَ بنَ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، وكُلُّهُمْ قال في حَدِيثِهِ جَعَلَ الْوَلَدَ عَبْدًا لَهُ.

سب نے اسے نبی ﷺ سے مرسل ہی روایت کیا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت میں ہے کہ بصرہ بن اکثم نے ایک عورت سے نکاح کیا اور تمام رواۃ نے کہا کہ آپ نے بچے کو اس کا غلام قرار دیا۔

٢١٣٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا عَلِيٌّ يَعني ابنَ المُبَارَكِ عن يَحْيَى، عن يَزِيدَ بنِ نُعَيْمٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ بَصْرَةُ بنُ أَكْثَمَ نَكَحَ امْرَأَةً، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، زَادَ: وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ أَتَمُّ.

٢١٣٢- یحییٰ بن ابی کثیر نے یزید بن نعیم سے انہوں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے' جسے بصرہ بن اکثم کہا جاتا تھا' ایک عورت سے نکاح کیا...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا...... اور اضافہ کیا کہ ان کے مابین تفریق کر دی۔ اور ابن جریج کی روایت زیادہ کامل ہے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات مرسل ہیں' مرفوعاً صحیح نہیں ہیں۔ تاہم مسائل کا حل تقریباً یہی ہے۔ (الف) اس قسم کی صورت حال میں کہ انسان اپنی منکوحہ کو حاملہ پائے تو ان میں تفریق کرادی جائے گی اور شوہر نے اگر اس سے مباشرت کرلی ہو تو اس کی وجہ سے اسے حق مہر (یا مہر مثل) دینا پڑے گا۔ (ب) اس عورت پر حد لازم آئے گی۔ (ج) ولد الزنا کو معروف معنی میں غلام (عبد) ہونے کا کسی فقیہ نے نہیں کہا۔ الا یہ کہ اسے اس دور کی بات تسلیم کی جائے جبکہ غلامی کا دور باقی تھا۔ ہاں اس بچے کی حسن تعلیم وتربیت کی تاکید ہے اور وہ اپنے مربی کا احسان منداور خدمتگار ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٣٧، ٣٨) - بَابٌ: فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٧، ٣٨- بیویوں کے درمیان باریوں اور تقسیم کا بیان

٢١٣٣- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

٢١٣٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

٢١٣٢_ تخريج: [إسناد ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٥٧ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٢١٣٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب القسمة بين النساء، ح: ١٩٦٩، والنسائي، ح: ٣٣٩٤ من حديث همام به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٠٧، وابن الجارود، ح: ٧٢٢، والحاكم على شرط◀◀

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن النَّضْرِ بن أنَسٍ، عن بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُما جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور پھر وہ کسی ایک کی طرف مائل ہو گیا تو وہ قیامت کے روز اس کیفیت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔''

٢١٣٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن أبي قِلَابة، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيقُولُ: «اللَّهُمَّ! هٰذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلا أَمْلِكُ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني الْقَلْبَ.

۲۱۳۴- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محترمات کے مابین) تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے: ''اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں۔''

امام ابو داود ؒ نے کہا: اس سے مراد دل (کا میلان) ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ معاشرتی برتاؤ میں مَیں کوتاہی نہیں کرتا' لیکن دل کا معاملہ میرے اختیار میں نہیں۔ اس لیے قلبی محبت میں کمی بیشی پر مجھے ملامت نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والا اگر ظاہری برتاؤ میں عدل وانصاف کا اہتمام کرتا رہے گا تو قلبی میلان کی کمی بیشی پر اس کی گرفت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

٢١٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْني ابنَ أبي الزِّنَادِ

۲۱۳۵- عروہ ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ (ہم ازواج

◄◄ الشيخين: ٢/ ١٨٦، ووافقه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٣٠٠ * فيه محمد بن الحارث الحارثي وهو ضعيف.

٢١٣٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، ح: ١١٤٠، وابن ماجه، ح: ١٩٧١، والنسائي، ح: ٣٣٩٥ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨٧، ووافقه الذهبي * أبوقلابة بريء من التدليس، وباقي السند صحيح.

٢١٣٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٧ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به مختصرًا، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٦، ووافقه الذهبي، ورواه البيهقي: ٧/ ٧٤، ٧٥ من حديث أبي داود به.

عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ قال: قالَتْ عَائِشَةُ: يَاابْنَ أُخْتِي! كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ في الْقَسْمِ مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا. وكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا فَيَدْنُو مِنْ كلِّ امْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ حتى يَبْلُغَ إلَى الَّتِي هُوَ يَوْمُهَا فَيَبِيتُ عِنْدَهَا، وَلَقَدْ قالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ حِينَ أَسَنَّتْ وَفَرِقَتْ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُولُ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! يَوْمِي لِعَائِشَةَ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهَا. قالَتْ: نَقُولُ: في ذٰلِكَ أَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ وَفي أَشْبَاهِهَا - أُرَاهُ قال -: ﴿وَإِنِ ٱمْرَأَةٌ خَافَتْ مِنۢ بَعْلِهَا نُشُوزًا﴾ [النساء: ١٢٨].

میں) باری مقرر کرنے کے معاملے میں، یعنی ہمارے پاس ٹھہرنے کے معاملے میں ہم میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دیا کرتے تھے۔ اور آپ تقریباً ہر روز ہم سب کے پاس چکر لگایا کرتے تھے اور ہر بیوی کے قریب ہوتے۔ یہ نہیں کہ آپ صحبت کرتے تھے۔ حتی کہ اس کے پاس جا پہنچتے جس کی باری کا دن ہوتا اور رات اس کے ہاں گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب بڑی عمر کی ہو گئیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیں گے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا دن عائشہ کے لیے (وقف) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرما لیا۔ (حضرت عائشہ) کہتی ہیں کہ ہم کہا کرتی تھیں کہ اسی سلسلہ میں اور اسی قسم کی صورت احوال کے متعلق ہی اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: ﴿وَ إِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾ ''اگر کسی عورت کو اندیشہ ہو اپنے خاوند کے بگڑنے کا۔''

٢١٣٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المعنى قالَا: حدثنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن عَاصِمٍ، عن مُعَاذَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَسْتَأْذِنَّا إذَا كَانَ في يَوْمِ المَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ ما نَزَلَتْ ﴿تُرْجِى مَن تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِىٓ إِلَيْكَ مَن تَشَآءُ﴾ [الأحزاب: ٥١] قالَتْ مُعَاذَةُ: فَقُلْتُ لَهَا: ما كُنْتِ تَقُولِينَ لِرَسُولِ الله

٢١٣٦- معاذہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ احزاب کی آیت کریمہ: ﴿تُرْجِىْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِىٓ إِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ﴾ کے نازل ہو جانے کے بعد (بھی) ہم میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس سے اجازت لیا کرتے تھے (جب کسی دوسرے حرم میں جانے کی کوئی ضرورت ہوتی۔) معاذہ کہتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو کیا کہا

٢١٣٦- تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٦ من حديث عباد بن عباد، والبخاري، التفسير، سورة الأحزاب، ح: ٤٧٨٩ من حديث عاصم الأحول به، ومن عباد تعليقًا.

ﷺ؟ قالَتْ : كُنْتُ أَقُولُ : إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ لم أُوثِرْ أَحَدًا عَلَى نَفْسِي .

کرتی تھیں؟ انہوں نے کہا: میں کہا کرتی تھی: اگر یہ فیصلہ کرنا میرے ہی ذمے ہے تو پھر میں اپنے آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتی۔

فائدہ: سورۂ احزاب کی اس آیت نمبر ۵۱ میں اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو بیویوں میں باری کے مسئلے میں بصراحت رخصت عنایت فرمائی ہے۔ مگر آپ ﷺ اس رخصت کے باوجود تقسیم کی عزیمت پر قائم رہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا اپنے آپ کو ترجیح دینا کسی نفسانی حظ کی بنا پر نہ تھا بلکہ اس شرف خدمت کی بنا پر تھا جو ان کے قرب سے حاصل ہوتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر نزول برکات اور اللہ کے ہاں رفع درجات کا سبب تھا۔

۲۱۳۷- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنا مَرْحُومُ ابنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ : حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن يَزِيدَ بنِ بَابَنُوسَ، عن عَائِشَةَ رضي الله عنها : أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ إِلَى النِّسَاءَ يَعْنِي فِي مَرَضِهِ فاجْتَمَعْنَ فقال : «إِنِّي لا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَدُورَ بَيْنَكُنَّ، فإِنْ رَأَيْتُنَّ أَنْ تَأْذَنَّ لِي فَأَكُونَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَعَلْتُنَّ»، فأَذِنَّ لَهُ .

۲۱۳۷- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو بلوایا۔ یعنی اپنے مرض وفات کے دنوں میں' تو وہ جمع ہو گئیں، آپ نے فرمایا: ''میں اب تمہارے درمیان چکر نہیں لگا سکتا اگر مناسب سمجھو اور مجھے اجازت دے دو' تو میں عائشہ کے ہاں رہ لوں۔'' تو سب نے اجازت دے دی۔

۲۱۳۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ : حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالتْ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ، وكَانَ

۲۱۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے' جس کا نام نکل آتا وہ آپ کے ساتھ سفر میں جاتی۔ آپ ﷺ ہر زوجہ کو اس کی باری کا دن اور رات دیتے' سوائے حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ کے' انہوں نے اپنا دن حضرت عائشہ ؓ

۲۱۳۷ـ تخريج : [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح : ۳۹۱ من حديث مرحوم، ورواه أحمد : ۶/ ۳۱ عن مرحوم العطار به .

۲۱۳۸ـ تخريج : أخرجه البخاري، الهبة وفضلها . . . الخ، باب هبة المرأة لغير زوجها . . . الخ، ح : ۲۵۹۳، وح : ۲۶۸۸ من حديث يونس بن يزيد به .

يقسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْها.

کو ہبہ کر دیا تھا۔

(المعجم ٣٨، ٣٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ لَهَا دَارَهَا** (التحفة ٤٠)

باب: ۳۸'۳۹- شوہر' جو بیوی سے شرط کر لے کہ اس کو وطن ہی میں رکھے گا

٢١٣٩- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ ما اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ».

۲۱۳۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''شرطوں میں سے اہم ترین شرط جس کا پورا کرنا تم پر واجب ہے' وہ ہے جس کی بنا پر تم نے (بیویوں کی) عصمتوں کو حلال کیا ہو۔''

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ کا استدلال ہے کہ ایسی شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ ٹھہرایا گیا ہو۔

(المعجم ٣٩، ٤٠) - **بَابٌ: فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ** (التحفة ٤١)

باب: ۳۹'۴۰- بیوی پر شوہر کے حقوق کا بیان

٢١٤٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا إِسْحَاقُ بنُ يُوسُفَ عن شَرِيكٍ، عن حُصَيْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ قال: أَتَيْتُ الْحِيرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ، فَقُلْتُ: رَسُولُ الله ﷺ أَحَقُّ أَنْ يُسْجَدَ لَهُ. قال: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

۲۱۴۰- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حیرہ گیا' تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ میں حیرہ گیا' تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے

٢١٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح، ح: ٢٧٢١ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح، ح: ١٤١٨ من حديث يزيد بن أبي حبيب به.

٢١٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٤٧١ عن عمرو بن عون به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٧، ووافقه الذهبي * شريك القاضي صرح بالسماع عند البيهقي: ٧/ ٢٩١، ولأصل الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١١٥٩، وابن حبان، ح: ١٢٩١ وغيرهما.

فَقُلْتُ: إِنِّي أَتَيتُ الحِيرَةَ فَرَأَيْتهُمْ يَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ فَأَنتَ يَارَسُولَ الله! أَحَقُّ أَنْ نَسْجُدَ لَكَ، قال: «أَرَأَيتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِي أَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ؟» قال: قُلْتُ: لَا. قال: «فَلَا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزواجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ الله لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ».

ہیں تو آپ اے اللہ کے رسول! اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ہم آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بھلا بتا کہ اگر تو میری قبر پر گزرتا تو کیا اسے سجدہ کرتا؟“ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا کہتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کا بہت حق رکھا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① تعظیمی سجدہ مشرکین ہی کا شعار ہے ② قبر پر سجدہ کرنا یا کسی زندہ یا مردہ کو سجدہ کرنا' فطرت سلیمہ کے بھی خلاف ہے کجا یہ کہ کوئی کلمہ گو اس کا تصور کرے۔ ③ بیویوں پر واجب ہے کہ اپنے خاوندوں کی حد درجہ عزت وتوقیر اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ مگر ظاہر ہے کہ شرعی حدود وقیود کی پابندی لازمی ہے۔ ④ سجدہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کا حق اور اسی کے ساتھ خاص ہے' دوسرے کسی شخص کے لیے سجدہ قطعاً روا اور جائز نہیں ہے۔ ⑤ مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ قرآن مقدس میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔ ⑥ یہ حدیث صحابہ کرام ؓ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی واضح دلیل ہے۔

٢١٤١- حَدَّثَنا مُحمَّد بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أبي حَازِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا المَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ».

٢١٤١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر غصے میں رات گزار دے تو فرشتے اس بیوی پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

فائدہ: بنیادی حقیقت تو یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی ہے کہ اس طرح بے شمار نفسیاتی اور اجتماعی شرور کا دروازہ بند ہو جاتا ہے' اور انکار کی صورت میں بہت سے انفرادی' خاندانی اور معاشرتی فساد جنم لیتے ہیں۔ اس لیے عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ خاوند کے جذبات کا لحاظ رکھے۔ تاہم اگر کوئی معقول عذر ہو' لیکن خاوند اسے اہمیت

٢١٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، ح:١٤٣٦ من حديث جرير، والبخاري، النكاح، باب: إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، ح:٥١٩٣ من حديث سليمان الأعمش به.

نہ دے رہا ہو۔ مثلاً بیوی بہت زیادہ بیمار ہو، اس کی صحت مرد کی خواہش پوری کرنے کی متحمل نہ ہو۔ یا اور اسی قسم کا کوئی معقول عذر ہو تو بیوی کا انکار امید ہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(المعجم ٤٠، ٤١) - بَابٌ: فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ٤٢)

باب:۴۰'۴۱-شوہر کے ذمے بیوی کے حقوق کا بیان

٢١٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا أبو قَزَعَةَ الْبَاهِلِيُّ عن حَكِيمِ بنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عن أَبِيهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قال: «أَنْ تُطْعِمَهَا إذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إذَا اكْتَسَيْتَ» أو «اكْتَسَبْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إلَّا في الْبَيْتِ».

۲۱۴۲- جناب حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پر بیوی کے کیا حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جب تُو کھائے تو اسے کھلائے، جب تُو پہنے تو اسے پہنائے۔'' یا یوں کہا: ''جب کما کر لائے (تو اسے پہنائے) اور چہرے پر نہ مار، برا نہ بول اور اس سے جدا نہ ہو مگر گھر میں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «وَلَا تُقَبِّحْ» أَنْ تَقُولَ: قَبَّحَكِ الله.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں [وَلَا تُقَبِّحْ] کے معنی ہیں: ''یوں مت کہو کہ اللہ تجھے قبیح بنا دے۔''

فائدہ: بوقت ضرورت تادیب کی صورت میں چہرے پر مارنا منع ہے۔ اور اگر بستر سے علیحدہ کرنا ہو تو گھر کے اندر ہی ہو، اپنے گھر سے مت نکال دے، اور زبانی توبیخ میں بھی بددعا دینا ناجائز ہے۔ قرآن مجید نے تادیب کے آداب میں فرمایا ہے: ﴿وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾ (النساء:۳۴) ''اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں نصیحت کرو، بستروں سے الگ کر دو اور مار کر سزا دو اگر وہ تمہاری تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔''

٢١٤٣- حَدَّثَنَا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا بَهْزُ بنُ حَكِيمٍ: حدثنا أَبِي

۲۱۴۳- بہز بن حکیم اپنے والد (حکیم) سے، وہ (اس کے) دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت

٢١٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣ من حديث حماد بن سلمة، وابن ماجه، النكاح، باب حق المرأة على الزوج، ح: ١٨٥٠ من حديث أبي قزعة به.

٢١٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٦٠ عن محمد بن بشار، وأحمد: ٥/ ٥ عن يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

عن جَدِّي قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! نِسَاؤُنَا ما نأْتِي مِنْهُنَّ وما نَذَرُ؟ قال: «ائْتِ حَرْثَكَ أَنَّى شِئْتَ، وَأَطْعِمْهَا إذَا طَعِمْتَ، وَاكْسُهَا إذَا اكْتَسَيْتَ، وَلا تُقَبِّحِ الْوَجْهَ وَلا تَضْرِبْ».

کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی بیویوں سے کس طرح فائدہ اٹھائیں اور کیا چھوڑیں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی کھیتی کو آ جیسے تو چاہے' اسے کھلا جب تو کھائے' اسے پہنا جب تو پہنے' چہرے کے قبیح ہونے کی بددعا (یا گالی) نہ دے اور (منہ پر) مت مار۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ: «تُطْعِمُهَا إذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إذَا اكْتَسَيْتَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ کی روایت میں ہے: [تُطْعِمُهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ]

فوائد ومسائل: ① سورۂ بقرہ کی آیت نمبر (۲۲۳) میں ہے: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں' اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ۔'' (اس مسئلے کی مزید تفصیل دیکھیے احادیث ۲۱۶۲' ۲۱۶۳ ومابعدہ) ② اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے میاں بیوی کے تعلق کو جس بلیغ انداز میں پیش فرما دیا ہے اس سے بڑھ کر اس کو بیان کرنا ناممکن اور محال ہے۔ دنیا کی کوئی زبان اور اس کا کوئی سا ادب اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

٢١٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُوسُفَ الْمُهَلَّبِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ: حدثنا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ رَزِينٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ عن دَاوُدَ الْوَرَّاقِ، عن سَعِيدِ بنِ حَكِيمِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ، قال: فَقُلْتُ: ما تَقُولُ في نِسَائِنَا؟ قال: «أَطْعِمُوهُنَّ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُونَ، وَلا تَضْرِبُوهُنَّ وَلا تُقَبِّحُوهُنَّ».

۲۱۴۴- حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: آپ (ہمیں) ہماری عورتوں کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو کھاتے ہو اس سے انہیں کھلاؤ' جو پہنتے ہو اس سے انہیں پہناؤ' انہیں مارو نہیں اور قبیح ہونے کی گالی (یا بددعا) نہ دو۔''

٢١٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٩١٥١ من حديث سفيان بن حسين به، وللحديث شواهد * داود الوراق مستور، والحديث السابق يغني عنه.

(المعجم ٤١، ٤٢) - **بَابٌ: فِي ضَرْبِ النِّسَاءِ** (التحفة ٤٣)

باب:۴۱، ۴۲-بیویوں کو مارنے کا مسئلہ

٢١٤٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أبي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ، عن عَمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «فإنْ خِفْتُمْ نُشُوزَهُنَّ فَاهْجُرُوهُنَّ في المَضَاجِعِ».

۲۱۴۵-ابوحرہ رقاشی اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہیں ان سے نافرمانی اور عدم اطاعت کا اندیشہ ہو تو انہیں بستروں سے علیحدہ کر دو۔"

قال حَمَّادٌ: يَعْنِي النِّكَاحَ.

حماد نے کہا: اس سے مراد مباشرت ہے۔ (ہم بستری نہ کرو۔)

٢١٤٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي خَلَفٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالا: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله - قال ابنُ السَّرْحِ: عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله - عن إيَاسِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي ذُبَابٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَضْرِبُوا إمَاءَ الله»، فَجَاءَ عُمَرُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فقال: ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ في ضَرْبِهِنَّ، فأطَافَ بآلِ رَسُولِ الله ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ طَافَ بآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ».

۲۱۴۶-ایاس بن عبداللہ بن ابی ذُباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی بندیوں کو مت مارا کرو۔" تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: عورتیں اپنے شوہروں کے سر چڑھنے لگی ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ان کو مارنے کی رخصت دے دی۔ تب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آنے لگیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس عورتیں بہت زیادہ آئی ہیں جو اپنے شوہروں کی شکایت کرتی ہیں۔ ایسے لوگ کوئی اچھے آدمی نہیں ہیں۔"

٢١٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٢ من حديث حماد بن سلمة به مطولاً * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والقرآن يغني عن حديثه.

٢١٤٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ضرب النساء، ح: ١٩٨٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٦، والحاكم: ٢/ ١٨٨، ١٩١، ووافقه الذهبي.

[قال لنا أبو داوُدَ: هُو عبدُاللهِ بنُ عبدِ اللهِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ہمیں کہا کہ زہری کے شیخ کا نام عبداللہ بن عبداللہ ہی ہے (نہ کہ عبیداللہ۔)

٢١٤٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن دَاوُدَ بنِ عَبْدِ الله الأَوْدِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المُسْلِيِّ، عَنِ الْأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ».

٢١٤٧- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شوہر سے بیوی کو مارنے کے سلسلے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔''

فائدہ: اگر تادیب کی ضرورت ہو، زبانی اور بے رخی سے بیوی اپنے معاملے کو سلجھاتی نہ ہو تو مارنے کی رخصت ہے جیسے کہ سورۂ نساء آیت ٣٤ میں آیا ہے۔ یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔ صحیح ہونے کی صورت میں اس کا مطلب وہ مار ہے، جس کی اجازت شریعت نے دی ہے۔ یعنی ہلکی سی مار، جس کا مقصد بیوی کی اصلاح اور اسے متنبہ کرنا ہو۔ اگر خاوند ظلم کرے گا، حد سے تجاوز کرے گا یا اسے بلاوجہ مارے پیٹے گا تو وہ ظالم ہوگا جس کا اسے حساب دینا پڑے گا۔

(المعجم ٤٢، ٤٣) - بَابٌ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ (التحفة ٤٤)

باب: ٤٢، ٤٣- نظر نیچی رکھنے کا حکم

٢١٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ عن عَمْرِو بنِ سَعِيدٍ، عن أبي زُرْعَةَ، عن جَرِيرٍ قال: سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عن نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ فقال: «اصْرِفْ بَصَرَكَ».

٢١٤٨- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اپنی نظر پھیر لو۔''

٢١٤٩- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ مُوسَى

٢١٤٩- ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے

٢١٤٧_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ضرب النساء، ح: ١٩٨٦ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٧٥، ووافقه الذهبي.

٢١٤٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب نظر الفجاءة، ح: ٢١٥٩ من حديث سفيان به.

٢١٤٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في نظر الفجاءة، ح: ٢٧٧٧ من حديث ◄◄

الْفَزَارِيُّ: أخبرنا شَرِيكٌ عن أبي رَبِيعَةَ الْأَيَادِيِّ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ لِعَلِيٍّ: «يَاعَلِيُّ لا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فإنَّ لَكَ الْأُولى وَلَيْسَتْ لَكَ الآخِرَةُ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! نظر کے پیچھے نظر مت لگاؤ' پہلی تمہارے لیے معاف ہے (جو اچانک پڑ گئی) دوسری نہیں (عمداً دیکھنا۔)''

۲۱۵۰- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن الأعمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ لِتَنْعَتَهَا لِزَوْجِها كَأَنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا».

۲۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ بغل گیر ہو کر یا چمٹ کر نہ لیٹے اور پھر اپنے شوہر کو اس کے متعلق بتانے لگے گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔''

فائدہ: کوئی عورت دوسری کے ساتھ لیٹے یا سوئے اور پھر اس کے احوال اپنے شوہر کو بتائے' یا ویسے ہی کسی کی تعریفیں کرنے لگے' منع اور ناجائز ہے۔ یہ صورتیں دلوں میں شیطانی وساوس پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں اور پھر فتنے اٹھتے ہیں اور یہی تعلیم شوہر کے لیے بھی ہے کہ کسی مرد کی اپنی بیوی کے سامنے مبالغہ آمیز تعریف نہ کرے۔

۲۱۵۱- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً فَدَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ إلى أَصْحَابِهِ فقال لَهُمْ: «إنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ

۲۱۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی عورت دیکھی پھر (اپنے گھر) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں آئے اور ان سے اپنی حاجت پوری کی۔ پھر اپنے اصحاب کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: ''عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے' جو شخص اس طرح کی کوئی کیفیت محسوس کرے تو اسے

◄◄ شريك القاضي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ۲/ ۱۹٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الحاكم: ۳/ ۱۲۳ وغيره، ووافقه الذهبي * شريك القاضي مدلس وعنعن، وللحديث شاهد ضعيف عند الحاكم: ۳/ ۱۲۳.

۲۱۵۰ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها، ح: ٥٢٤١ من حديث سليمان الأعمش به.

۲۱۵۱ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، النكاح، باب ندب من رأى امرأة فوقعت في نفسه ... الخ، ح: ۱٤۰۳ من حديث هشام به.

شَيْئًا فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ فَإِنَّهُ يُضْمِرُ مَا فِي نَفْسِهِ».

چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے' بلاشبہ (بیوی کے پاس جانا) اس کے نفس میں آنے والے وسوسے اور خیال کو نکال دے گا۔"

فوائد ومسائل: ① بعض قلیل الحیاء لوگ اس صحیح حدیث کے الفاظ سے ترجمہ میں یہ رنگ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ' رسول اللہ ﷺ مغلوب الشہوت قسم کے انسان تھے۔ اور کچھ دوسرے ہیں کہ احادیث کی حجیت کو مشکوک باور کراتے ہیں اور یہ دونوں ہی باتیں علم ودیانت کے منافی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تو اس قدر باحیا تھے کہ پردے میں بیٹھی ہوئی دوشیزہ کی حیا بھی آپ کی حیا کے سامنے ماند تھی۔ ایسا ترجمہ کرنے والے مقام رسالت سے آگاہ نہیں۔ بھلا [فَقَضٰى حَاجَتَه] "آپ نے اپنی حاجت یا ضرورت پوری کی" کا ترجمہ عربی زبان وادب میں سوائے مباشرت کے اور ہے ہی نہیں؟ آپ نے صحابہ کی مجلس میں جا کر ایک قاعدہ کی بات بتائی کہ عورت مرد کے لیے شیطان کی طرح وسوسے پیدا کرتی اور فتنے کا باعث بنتی ہے۔ اس کا بہترین علاج انسان کی اپنی بیوی ہے۔ اس نصیحت کو پچھلے جملوں سے جوڑ کر ایک ایسا مفہوم پیدا کرنا جو ایک عام باوقار شخصیت کے لیے بھی زیب نہ دیتا ہو' رسول اللہ ﷺ کے لیے بیان کرنا از حد نامناسب ہے۔ ② عورت کو ایسی کسی صورت میں باہر نہیں نکلنا چاہیے کہ شیطان صفت کہلائی جانے لگے۔ ③ صنفی جذبات پورے کرنے کے لیے پاک اور حلال مقام انسان کا اپنا گھر ہے۔ ④ عورت کو بھی شوہر کا مطیع ہونا چاہیے تاکہ شوہر کی نظر پاک اور چادر عصمت بے داغ رہے۔

٢١٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ: أخبرنا ابنُ طَاوُسٍ عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَى ابنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ».

٢١٥٢- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ [لَمَمْ] (چھوٹے موٹے گناہوں) کی تفسیر میں' میں نے ابوہریرہ ؓ کی روایت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ پا کر رہے گا۔ تو آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' زبان کا زنا بولنا ہے' اور دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

٢١٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ح:٦٢٤٣، ومسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، ح:٢٦٥٧ من حديث معمر به.

٢١٥٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لِكُلِّ ابنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَا» بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قال: «وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، والرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَاهُما المَشيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي فَزِنَاهُ الْقُبَلُ».

۲۱۵۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدم زاد کے لیے زنا سے اس کا حصہ (لکھا گیا) ہے۔ اور مذکورہ قصہ بیان کیا، کہا: ''ہاتھ زنا کرتے ہیں' ان کی بدکاری' پکڑنا ہے۔ پاؤں زنا کرتے ہیں' ان کی بدکاری' چلنا ہے۔ منہ زنا کرتا ہے اور اس کی بدکاری' بوسہ لینا ہے۔''

٢١٥٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن الْقَعْقَاعِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: «والأُذُنُ زِنَاهَا الاسْتِمَاعُ».

۲۱۵۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا: ''کان زنا کرتے ہیں اور ان کی بدکاری' سننا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ کبیرہ اور صغیرہ (بڑے اور چھوٹے۔) کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر شریعت نے کوئی حد وتعزیر مقرر کر دی ہے یا ان پر عذاب شدید' لعنت یا کوئی سخت وعید سنائی ہے۔ ایسے گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ صغیرہ گناہ وہ ہیں جو اتفاقاً ہو جاتے ہیں اور شریعت کی طرف سے ان پر کوئی حد وتعزیر نہیں لگائی گئی ہے۔ انہی کو [لَمَم] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سورۃ النجم میں محسنین کے ذکر میں فرمایا ہے: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَـٰٓئِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ (النجم:۳۲) ''وہ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر عام قسم کے گناہوں سے۔'' صغیرہ گناہ عام نیکی کے کاموں سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن کسی بھی صاحب ایمان کو ان میں جری نہیں ہو جانا چاہیے' کیونکہ معاف کرنا یا نہ کرنا' اللہ عزوجل کی مشیت پر مبنی ہے' نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی صغیرہ کو صغیرہ نہ جانے اور ان کو اپنی عادت بنا لے تو وہ' بھی کبیرہ کے زمرہ میں آ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر بلا ارادہ کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو گیا ہو مگر انسان نادم ہو اور کثرت سے توبہ کرنے لگے تو وہ ان شآء اللہ صغیرہ کی مانند معاف کر دیا جائے گا۔ بہر حال انسان کو اپنے معلوم اور غیر معلوم سبھی گناہوں سے' اللہ کے حضور معافی مانگتے رہنا چاہیے۔ ② اعضائے جسم نظر، کان، ہاتھ، قدم اور منہ کے گناہوں کو ''زنا'' سے تعبیر کرنا، ان کے از حد قبیح ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ ان کا انجام انتہائی برا ہو سکتا ہے۔

٢١٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٣ من حديث حماد بن سلمة، ومسلم، القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا وغيره، ح: ٢٦٥٧ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٢١٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٩، ح: ٨٩١٩ عن قتيبة به، والحديث السابق شاهد له.

(المعجم ٤٣، ٤٤) - **بَابٌ: فِي وَطْءِ السَّبَايَا** (التحفة ٤٥)

باب: ۴۳، ۴۴- جنگ میں قید ہونے والی عورتوں سے مباشرت کا مسئلہ

٢١٥٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن صَالحٍ أبي الخَلِيلِ، عن أبي عَلْقَمَةَ الْهاشِمِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعْثًا إلى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا عَدُوَّهُمْ فَقَاتَلُوهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا، فكَأَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ تَحَرَّجُوا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ أَجْلِ أَزْوَاجِهِنَّ مِنَ المُشْرِكِينَ، فأَنْزَلَ الله في ذٰلِكَ: ﴿وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ﴾ [النساء: ٢٤] أيْ فَهُنَّ لَهُمْ حَلَالٌ إذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ.

۲۱۵۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے موقع پر اوطاس کی طرف ایک مہم بھیجی' وہ اپنے دشمن سے مقابل ہوئے' ان سے جنگ کی' ان پر غالب رہے اور ان کی عورتیں ہاتھ آئیں تو کچھ اصحاب رسول ﷺ نے ان سے مباشرت میں حرج جانا کیونکہ مشرکین میں ان کے شوہر موجود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں یہ آیت اتاری: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ ''اور خاوندوں والیاں (تم پر حرام ہیں) مگر جن کے مالک بن جائیں تمہارے داہنے ہاتھ۔'' یعنی وہ تمہارے لیے حلال ہیں جب ان کی عدت پوری ہو جائے۔

فائدہ: جنگی قیدی بن جانے کے بعد میاں بیوی کے درمیان جدائی ہو جاتی ہے خواہ دونوں میں سے کوئی ایک پکڑا جائے یا دونوں۔ اس لیے ایسی عورت سے استمتاع جائز ہے۔ اور اس کی عدت ایک حیض ہے۔

٢١٥٦- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن أبي الدَّرْدَاءِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ في غَزْوَةٍ فَرَأَى امْرَأَةً مُجِحًّا فقال:

۲۱۵۶- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے میں ایک عورت دیکھی جس کا حمل تقریباً پورے دنوں کا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید اس کے مالک نے اس سے مباشرت کی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''میں

٢١٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرضاع، باب جواز وطيء المسبية بعد الاستبراء . . . الخ، ح: ١٤٥٦ عن عبيدالله بن عمر القواريري به.

٢١٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم وطيء الحامل المسبية، ح: ١٤٤١/ ١٣٩ من حديث شعبة به.

«لَعَلَّ صَاحِبَهَا أَلَمَّ بِهَا»، قالُوا: نَعَمْ، قال: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنَةً تَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لا يَحِلُّ لَهُ؟! وكَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لا يَحِلُّ لَهُ؟!».

نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لعنت کروں ایسی لعنت جو اس کی قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ یہ اس بچے کو کس طرح اپنا وارث بنا سکے گا جبکہ اس کے لیے یہ حلال نہیں (کہ غیر کے نطفے اور غیر کے بچے کو اپنا بچہ بنائے) اور کیونکر اس سے (غلاموں کی طرح) خدمت لے سکے گا جبکہ یہ اس کے لیے حلال نہیں۔" (اگر بالفرض اس کا اپنا نطفہ ہوا اور اپنے بیٹے کے نسب کا انکار کیا تو یہ حرام ہے۔ اور پھر بیٹے کو غلام اور خادم کے درجے پر اتارنا کیونکر جائز ہے؟)

٢١٥٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا شَرِيكٌ عن قَيْسِ بنِ وَهْبٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قال في سَبَايَا أوطاسٍ: «لا تُوطَأُ حامِلٌ حَتَّى تَضَعَ وَلا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً».

٢١٥٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے اوطاس میں پکڑی جانے والی عورتوں کے بارے میں فرمایا تھا: "کسی حاملہ سے مباشرت نہ کی جائے حتی کہ اس کے بچے کی ولادت ہو جائے اور غیر حاملہ سے بھی مباشرت نہ کی جائے حتی کہ اسے ایک حیض آ جائے۔"

٢١٥٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني يَزِيدُ بنُ أبي حَبِيبٍ عن أبي مَرْزُوقٍ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن رُوَيْفِعِ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ قال: قامَ فِينَا خَطِيبًا قال: أَمَا إِنِّي لا أَقُولُ لَكُمْ إلَّا ما سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ يَوْمَ حُنَيْنٍ،

٢١٥٨- حنش صنعانی ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رویفع بن ثابت انصاری ؓ ہم میں خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو کہا: میں تمہیں وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ نے ہمیں حنین والے دن فرمایا تھا: "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی دوسرے کی کھیتی کو اپنا پانی دے۔" آپ کی مراد تھی کہ حاملہ عورتوں سے

٢١٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٨، ٦٢ من حديث شريك القاضي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٥، وحسنه الحافظ في التلخيص الحبير: ١/ ١٧١، ١٧٢ * شريك عنعن، وحديث الطيالسي: ١٦٧٨ يغني عنه.

٢١٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١١٣١ من طريق آخر عن رويفع به، وقال: "حسن"، وأصله عند ابن حبان، ح: ١٦٧٥، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٥٦٤ وغيره.

قال: «لا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ» - يَعْنِي إتْيَانَ الْحُبَالَى، «وَلا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا، وَلا يَحِلُّ لِامْرِىءٍ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ أنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حتى يُقْسَمَ».

مباشرت ''اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ قید میں آنے والی کسی عورت سے استبراء (رحم صاف ہونے) سے پہلے مباشرت کرے، اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ غنیمت کو تقسیم ہو جانے سے پہلے فروخت کرے۔''

فوائد و مسائل: ① مومن مسلمان کے لیے اللہ اور یوم آخرت کے حوالے سے بات کرنا انتہائی اہمیت اور تاکید کی حامل ہوتی ہے۔ ② ''دوسرے کی کھیتی کو پانی دینا'' دوسرے کی بیوی سے مباشرت کرنا۔ یعنی زنا تو حرام ہے' مگر لونڈی جو جنگ میں ہاتھ آئی ہو استبراء سے پہلے اس سے قربت جائز نہیں۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کا انتظار واجب ہے۔ ③ غنیمت میں اپنا حصہ متعین اور حاصل کرنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا دھوکے کی ایک صورت ہے، نہ معلوم تھوڑا ملے گا یا زیادہ اور کس قیمت کا ہوگا؟

٢١٥٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن ابنِ إسْحَاقَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا بِحَيْضَةٍ». زَادَ فيه: «بِحَيْضَةٍ»، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ أبي مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ صَحِيحٌ في حَدِيثِ أبي سَعِيدٍ، زَادَ: «وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حتى إذا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فيه، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حتى إذَا أخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

٢١٥٩- سعید بن منصور' ابو معاویہ سے' وہ ابن اسحاق سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں' کہا کہ ''حتی کہ ایک حیض سے اس کا استبراء (رحم صاف) نہ کر لے۔'' اس میں [بِحَيْضَةٍ] کا لفظ زیادہ کیا جو کہ ابو معاویہ کا وہم ہے مگر ابوسعید کی روایت میں صحیح ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے: ''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے جانوروں میں سے کسی پر سوار نہ ہو کہ جب اسے کمزور کر دے تو اسے واپس کر دے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہ پہنے کہ جب اسے پرانا کر دے تو واپس کر دے۔''

٢١٥٩- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤٤٩/٧ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ١٠٨/٤، والدارمي، ح: ٢٤٨٠، ٢٤٩١، وانظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الْحَيْضَةُ» لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْحَيْضَةُ] کا لفظ محفوظ نہیں ہے اور یہ ابومعاویہ کا وہم ہے۔

(المعجم ٤٤، ٤٥) - بَابٌ: فِي جَامِعِ النِّكَاحِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۴،۴۵-نکاح کے متفرق مسائل

٢١٦٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَعَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنَا أبُو خَالِدٍ يَعني سُلَيْمَانَ بنَ حَيَّانَ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ ما جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَإِذَا اشْتَرَى بَعِيرًا فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

٢١٦٠-جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی خادم خریدے تو چاہیے کہ یہ دعا کرے: ”[اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ مِنْ شَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ]“ ”اے اللہ! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا، اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔“ اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اس کے کوہان کی چوٹی کو پکڑے اور اسی طرح دعا کرے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ أَبُو سَعِيدٍ: «ثُمَّ لِيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْخَادِمِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوسعید نے اضافہ کیا کہ (آپ نے فرمایا:) ”بیوی اور خادم کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعا کرے۔“

فائدہ: یقیناً ہر فرد اور ہر ہر چیز میں خیر اور برکت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ عزوجل نے اس میں مقدر فرمائی ہو۔ تو واجب ہے کہ اللہ عزوجل ہی سے ہمیشہ اس کا سوال کیا جائے۔ اور کسی شخص یا چیز میں پایا جانے والا شر بھی اللہ عزوجل کی مشیت سے ہے تو اس سے تحفظ کا سوال بھی اللہ تعالیٰ ہی سے ہونا چاہیے۔ بالخصوص بیوی کا معاملہ بہت ہی

٢١٦٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب ما يقول الرجل إذا دخلت عليه أهله، ح:١٩١٨، والبخاري في "خلق أفعال العباد"، ص:٤٠ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند البخاري، وصححه الحاكم: ٢/ ١٨٥، ١٨٦، ووافقه الذهبي.

اہم ہے۔ تقابلی اعتبار سے بیوی بھی اپنے شوہر کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا اور اس کے شر سے پناہ مانگ سکتی ہے۔ اگرچہ نص اور صراحت نہیں ہے اور اس کے لیے پیشانی کے بال پکڑنا بھی ضروری نہیں۔

٢١٦١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن سَالِمِ بنِ أبي الْجَعْدِ عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال النَّبيُّ ﷺ: «لَوْ أَنَّ أَحَدَكُم إذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قال: بسم الله اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا، ثُمَّ قُدِّرَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ في ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا».

۲۱۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی جب اپنی اہلیہ سے مباشرت کا ارادہ کرے اور درج ذیل دعا پڑھ لے تو اگر ان میں اس باری میں بچہ مقدر ہوا تو اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (دعا یہ ہے) [بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا] ''اللہ کے نام سے' اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ' اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو تو ہمیں عنایت فرمائے۔''

فائدہ: علامہ داودی نے کہا ہے کہ اس سے بچے کی کلی عصمت مراد نہیں بلکہ یہ ہے کہ شیطان اس کو دین کے معاملے میں فتنے میں نہیں ڈال سکے گا کہ کفر تک پہنچا دے۔ (عون المعبود)

٢١٦٢- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن وَكِيعٍ، عن سُفْيَانَ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن الْحَارِثِ بنِ مَخْلَدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً في دُبُرِهَا».

۲۱۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملعون ہے وہ شخص جو بیوی سے دبر میں مباشرت کرتا ہے۔''

٢١٦٣- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مُحمَّدِ

۲۱۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی اپنی بیوی سے اس کے پیچھے

٢١٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع، ح: ١٤٣٤ من حديث جرير، والبخاري، النكاح، باب ما يقول الرجل إذا أتى أهله، ح: ٥١٦٥ من حديث منصور به.

٢١٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب النهي عن إتيان النساء في أدبارهن، ح: ١٩٢٣ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، وهو من الأحاديث المتواترة، انظر نظم المتناثر من الحديث المتواتر، ح: ١٥٩، ومعاني الآثار للطحاوي: ٣/ ٤٦.

٢١٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز جماعه امرأته في قبلها . . . الخ، ح: ١٤٣٥ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي، والبخاري، التفسير، باب: ﴿نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾، ح: ٤٥٢٨ من حديث سفيان الثوري به.

ابنِ الْمُنْكَدِرِ قال: سَمِعْتُ جَابِرًا يقُولُ: إنَّ الْيَهُودَ يقُولُون: إذَا جَامَعَ الرَّجُلُ أهْلَهُ في فَرْجِها مِنْ وَرَائِهَا كَانَ وَلَدُهُ أَحْوَلَ، فأَنْزَلَ الله عَزَّوَجلَّ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٣].

سے فرج (قُبُل) میں مباشرت کرے (کہ وہ پیٹ کے بل لیٹی ہوئی ہو) تو اس سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے' تو اللہ عزوجل نے یہ نازل فرمایا: ﴿نِسَاؤُكُم حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں' اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آ ؤ۔''

فائدہ: یعنی یہودیوں کا قول وہم باطل ہے اور زوجین کو باہم ہر طرح سے تلذذ کی اجازت ہے۔ صرف شرط وہی ہے جو اوپر کی حدیث میں ذکر ہوئی۔ اور مزید یہ کہ ایام حیض بھی نہ ہوں۔

٢١٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى أبُو الأَصْبَغ: حَدَّثَني مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ ابنَ عُمَرَ - وَالله يَغْفِرُ لَهُ - أَوْهَمَ إنَّمَا كَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُمْ أَهْلُ وَثَنٍ، مَعَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ يَهُودَ وَهُمْ أَهْلُ كِتَابٍ، وكَانُوا يَرَوْنَ لَهُمْ فَضْلًا عَلَيْهِمْ في الْعِلْمِ، فَكَانُوا يَقْتَدُونَ بِكَثِيرٍ مِنْ فِعْلِهِمْ، وكَانَ مِنْ أَمْرِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْ لا يأْتُوا النِّساءَ إلَّا عَلَى حَرْفٍ، وَذٰلِكَ أَسْتَرُ ما تَكُونُ الْمَرْأَةُ، فَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ أخَذُوا بِذٰلِكَ مِنْ فِعْلِهِمْ،

٢١٦٤- حضرت ابن عباس ﷠ سے منقول ہے' انہوں نے کہا: ابن عمر ﷠ کی اللہ مغفرت فرمائے۔ انہیں وہم ہوا ہے۔ دراصل قبیلۂ انصار بت پرست لوگ تھے، اس یہودی قبیلے کے ساتھ رہتے تھے جو کہ اہل کتاب تھے۔ اور انصار علم کی وجہ سے ان کی فضیلت کے معترف تھے اور اپنے اکثر کاموں میں ان کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اہل کتاب کا معاملہ یہ تھا کہ یہ لوگ اپنی بیویوں سے ایک ہی انداز میں چت لٹا کر (یا پہلو کے بل سے) مجامعت کیا کرتے تھے۔ اس طرح عورت بہت زیادہ پردے میں رہتی ہے۔ ان انصاریوں نے بھی ان جیسا یہ عمل اختیار کیا ہوا تھا۔ لیکن قبیلہ قریش والے اپنی عورتوں کو بری طرح پھیلاتے تھے اور طرح طرح سے متلذذ ہوتے تھے۔ آگے سے' پیچھے سے اور چت لٹا کر۔

٢١٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٩٥ من حديث عبدالعزيز بن يحيى به، ورواه الدارمي، ح: ١١٢٥، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٥، ووافقه الذهبي، ورواه الطبري: ٢/ ٢٣٤، والطبراني: ١١/ ٧٧، ح: ١١٠٩٧، وصح عن ابن عمر: تحريم إتيان النساء في أدبارهن، معاني الآثار: ٣/ ٤١، قال ابن عمر: وهل يفعل ذلك من المسلمين؟، وسنده صحيح * ابن إسحاق صرح بالسماع عند الحاكم: ٢/ ٢٧٩، وإتحاف المهرة: ٨/ ٤٣٥، وللحديث شاهد عند أحمد: ١/ ٢٦٨ * ابن إسحاق مدلس وعنعن.

وَكَانَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ يَشْرَحُونَ النِّسَاءَ شَرْحًا مُنْكَرًا، وَيَتَلَذَّذُونَ مِنْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ ومُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ تَزَوَّجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَذَهَبَ يَصْنَعُ بِهَا ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْهُ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: إِنَّمَا كُنَّا نُؤْتَى عَلَى حَرْفٍ فَاصْنَعْ ذٰلِكَ، وَإِلَّا فَاجْتَنِبْنِي حَتَّى شَرِيَ أَمْرُهُما، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ أيْ مُقْبِلَاتٍ وَمُدْبِرَاتٍ وَمُسْتَلْقِيَاتٍ يَعْنِي بِذٰلِكَ مَوْضِعَ الْوَلَدِ.

جب مہاجرین مدینے میں آئے اور ان کے ایک آدمی نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی تو اس کے ساتھ اپنے اسی انداز میں صحبت کرنے لگا تو عورت نے بہت برا جانا اور کہنے لگی: ہم سے ایک ہی انداز میں (چت لٹا کر یا پہلو کے بل سے) صحبت کی جاتی تھی' سوتم بھی اسی طرح کرو ورنہ مجھ سے الگ رہو حتی کہ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں' تو اپنی کھیتی میں جس طرح سے جی چاہے آؤ۔'' آگے سے' پیچھے سے یا چت لٹا کر' لیکن جگہ وہی بچے والی ہو۔

فوائد ومسائل: ① بیوی سے پاخانہ کی جگہ میں مباشرت کرنا حرام اور لعنت کا کام ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی کی دبر میں مباشرت کرے۔'' (مسند احمد: ۲/۴۴۴) اسی کی بابت ایک جگہ پر یوں فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی مرد یا عورت کی دبر میں جنسی عمل کرے۔'' (جامع الترمذی' الرضاع' حدیث: ۱۱۶۵) ان فرامین کی روشنی میں مرد کو اس قبیح عمل سے اجتناب کرنا چاہیے اور عورت کو چاہیے کہ اس منکر عظیم کے بارے میں اپنے شوہر کی بات نہ مانے اگر وہ ایسا کرنے کے لیے کہے تو انکار کر دے۔ ② شروع حدیث میں جو حضرت ابن عمر ؓ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ آیت مذکورہ کی تفسیر کی بابت کچھ اختلاف ہے' گویا یہ بات صحیح نہیں۔ لیکن حضرت ابن عباس کو اسی طرح خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت ابن عمر ؓ اس کے قائل نہیں تھے۔ جیسے کہ علامہ ابن قیم ؒ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ (حواشي عون المعبود)

(المعجم ٤٥، ٤٦) - بَابٌ: فِي إِتْيَانِ الْحَائِضِ وَمُبَاشَرَتِهَا (التحفة ٤٧)

باب: ۴۵' ۴۶- ایام حیض میں بیوی سے مجامعت (ہم بستری کرنے) اور مباشرت (بغل گیر ہونے) کا مسئلہ

٢١٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۱۶۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے

٢١٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها ... الخ، ح:٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بن مَالِكٍ: أَنَّ الْيَهُودَ كَانَتْ إِذَا حَاضَتْ مِنْهُمُ امْرَأَةٌ أَخْرَجُوهَا مِنَ الْبَيْتِ وَلَمْ يؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُشَارِبُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهَا فِي الْبَيْتِ، فَسُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذَلِكَ؟، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [البقرة: ٢٢٢]، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «جَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ، وَاصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ غَيْرَ النِّكَاحِ»، فَقالَتِ اليَهُودُ: مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِنَا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ ابنُ بِشْرٍ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقالا: يَارَسُولَ الله! إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا، أَفَلَا نَنْكِحُهُنَّ فِي المَحِيضِ. فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمَا فَظَنَنَّا أَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا.

کہ یہودی لوگ جب ان میں کوئی عورت حیض سے ہوتی تو اس کو گھر سے نکال دیتے تھے۔ اس کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ ایک گھر میں اکٹھے رہتے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: ﴿وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ......﴾ ''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے' سو حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو......'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہو اور ہر فعل کر سکتے ہو سوائے نکاح (جنسی عمل) کے۔'' یہودی کہنے لگے: یہ آدمی (محمد ﷺ) ہمارے کسی کام کو نہیں چھوڑتا مگر اس کی مخالفت ہی کرتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہودی اس اس طرح کہتے ہیں' تو کیا ہم حیض کے دنوں میں بھی عورتوں سے مجامعت نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک بدل گیا۔ حتی کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ ان دونوں سے واقعتاً ناراض ہو گئے ہیں' چنانچہ وہ (آپ کی مجلس سے) نکل آئے۔ (ان کے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ کا ہدیہ آ گیا۔ تو آپ نے ان کو پیچھے سے بلوایا' تب ہمیں تسلی ہوئی کہ آپ ان پر (دلی طور سے) ناراض نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ: فوائد پیچھے حدیث: ۲۵۸ میں گزر چکے ہیں۔

٢١٦٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

۲۱۶۶- جناب خلاس ہجری کہتے ہیں کہ میں نے

٢١٦٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٩.

عن جَابِرِ بن صُبْحٍ قالَ: سَمِعْتُ خِلَاسًا الْهَجَرِيَّ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها تَقُولُ: كُنْتُ أنَا وَرَسُولُ الله ﷺ نَبِيتُ في الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا حَائِضٌ طَامِثٌ، فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّي شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ، وَإِنْ أَصَابَ - تَعْنِي - ثَوْبَهُ مِنْهُ شَيْءٌ غَسَلَ مَكَانَهُ وَلَمْ يَعْدُهُ وَصَلَّى فِيهِ.

حضرت عائشہ ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چادر میں سوجاتے تھے حالانکہ میں ایام میں ہوتی۔ اگر آپ کو مجھ سے کچھ (خون وغیرہ) لگ جاتا تو اس جگہ کو دھو لیتے اور اس جگہ سے مزید آگے نہ دھوتے۔ اور اگر آپ کے کپڑے کو کچھ لگ جاتا تو اسی جگہ کو دھو لیتے اور اس سے تجاوز نہ کرتے اور اسی میں نماز پڑھ لیتے۔

فائدہ: فوائد پیچھے حدیث: ۲۶۹ میں گزر چکے ہیں

٢١٦٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن الشَّيْبَانِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ إذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ أمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا.

۲۱۶۷- ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی کسی بیوی کے ساتھ لیٹنا چاہتے اور وہ حیض سے ہوتی' تو اسے کہتے کہ اپنی تہ بند خوب اچھی طرح باندھ لے' پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

فائدہ: چونکہ نبی ﷺ کی پوری زندگی امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے' اس لیے آپ کے اندرونِ خانہ کے احوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔

(المعجم ٤٦، ٤٧) - بَابٌ: فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا (التحفة ٤٨)

باب: ۴۶' ۴۷- جو شخص حائضہ بیوی سے مجامعت کر بیٹھے' اس کا کفارہ

٢١٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ - غَيْرُهُ عَنْ سَعِيدٍ -: حدثني الْحَكَم عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

۲۱۶۸- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ شخص جو اپنی بیوی سے اس کے ایام حیض میں مجامعت کر بیٹھے (اس کی بابت) آپ ﷺ نے فرمایا:

٢١٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ٣٠٣، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ٢٩٣ من حديث الشيباني به.

٢١٦٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٤، وأخرجه ابن ماجه، الطهارة وسننها، باب في كفارة من أتى حائضًا، ح: ٦٤٠، والنسائي، ح: ٢٩٠ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ١٣٦، ١٣٧.

عن مِقْسَم، عن ابن عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ في الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قال: «يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينارٍ».

''ایک دینار صدقہ دے یا آدھا دینار۔'' (حدیث پیچھے گزر چکی ہے دیکھیے: ۲۶۴)

٢١٦٩- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنا جعْفَرٌ يَعْني ابنَ سُلَيْمانَ عن عَلِيِّ بن الْحَكَمِ الْبُنَانِيِّ، عن أبي الْحَسَنِ الْجَزَرِيِّ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: إِذَا أَصَابَهَا في الدَّمِ فَدِينارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا في انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِينارٍ.

۲۱۶۹- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اگر خون کے دنوں میں مباشرت کی ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر خون رک جانے کے دنوں میں کی ہو تو آدھا دینار۔

ملحوظہ: یہ اثر معمولی اختلاف الفاظ سے پہلے گزر چکا ہے' دیکھیے حدیث نمبر: ۲۶۵-

(المعجم ٤٧، ٤٨) - باب مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۷'۴۸-عزل کا بیان

٢١٧٠- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا سفْيَانُ عن ابن أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن قَزَعَةَ، عن أبي سَعِيدٍ: ذُكِرَ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَعْني الْعَزْلَ قالَ: «فَلِمَ يَفْعَلُ أَحَدُكُمْ؟» وَلَمْ يَقُلْ: فَلَا يَفْعَلْ أَحَدُكُمْ «فَإِنَّهُ لَيْسَتْ مِنْ نَفْسٍ مَخْلُوقَةٍ إِلَّا اللهُ خالِقُهَا».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَزَعَةُ مَوْلَى زِيادٍ.

۲۱۷۰- حضرت ابوسعید ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آیا یعنی عزل کا' تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی یہ کرتا ہی کیوں ہے؟'' آپ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کرے۔ ''بلاشبہ جو جان پیدا ہونے والی ہے اللہ تعالیٰ اسے پیدا کر کے رہے گا۔''

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث قزعہ' یہ زیاد کا مولیٰ ہے۔

فائدہ: مباشرت کرتے وقت مرد اپنی منی عورت کی فرج میں نکالنے کی بجائے باہر نکالے' اسے عزل کہتے ہیں۔

٢١٦٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٥.

٢١٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ١٤٣٨/ ١٣٢ من حديث سفيان به، وعلقه البخاري، ح: ٧٤٠٩ من حديث مجاهد به.

٢١٧١- حَدَّثَنا مُوسى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أبانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى: أَنَّ مُحمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن ثَوْبَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ رِفَاعَةَ حَدَّثَهُ عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي جَارِيَةً، وَأنا أَعْزِلُ عَنْها، وَأنا أكْرَهُ أنْ تَحْمِلَ، وَأَنَا أُرِيدُ ما يُرِيدُ الرِّجَالُ. وَإِنَّ الْيَهُودَ تُحَدِّثُ أَنَّ الْعَزْلَ مَوْءُودَةُ الصُّغْرَى. قالَ: «كَذَبَتْ يَهُودُ لَوْ أَرَادَ الله أنْ يَخْلُقَهُ مَا اسْتَطَعْتَ أنْ تَصْرِفَهُ».

۲۱۷۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے اور میں اس سے عزل کرتا ہوں' اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے' اور میں وہی چاہتا ہوں جو مرد چاہتے ہیں۔ مگر یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹے انداز میں زندہ درگور کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی غلط کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنا چاہے گا تو تُو اسے ٹال نہیں سکتا۔''

٢١٧٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بن حِبَّانَ، عن ابنِ مُحَيْرِيزٍ قال: دَخَلْتُ المَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أبا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عن الْعَزْلِ فَقالَ أبو سَعِيدٍ: خَرَجْنا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبَايَا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ، فَأَرَدْنا أنْ نَعْزِلَ ثُمَّ قُلْنَا: نَعْزِلُ وَرَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ أظْهُرِنا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عن ذٰلِكَ؟،

۲۱۷۲- ابن محیریز کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے عزل کے بارے میں پوچھا' تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق میں گئے اور ہمیں اس غزوے میں لونڈیاں ہاتھ آئیں' عرب عورتیں، ہمیں عورتوں کی بہت خواہش تھی' اور عورتوں کے بغیر (مجرد) رہنا ہمیں بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اور ہم ان لونڈیوں کو بیچنا بھی چاہتے تھے (اس لیے چاہتے تھے کہ حاملہ نہ ہوں) تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں' ان سے پوچھے بغیر ہم یہ کام کریں (کسی طرح جائز نہیں۔)

٢١٧١ـ تخريج: **[إسناده ضعيف]** أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٣٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٣/ ٣٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٠٧٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به ۞ رفاعة مجهول الحال، وحديث البيهقي: ٧/ ٢٣٠ يغني عنه.

٢١٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب من ملك من العرب رقيقًا فوهب . . . الخ، ح: ٢٥٤٢ من حديث مالك، ومسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ١٤٣٨ من حديث ربيعة به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩٤.

فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: «مَا عَلَيْكُم أَنْ لا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ».

چنانچہ ہم نے آپ سے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں' قیامت تک جو جان بھی پیدا ہونے والی ہے' وہ پیدا ہو کر رہے گی۔''

فوائد و مسائل: ① عزل ایک ناپسندیدہ عمل ہے' مگر مباح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ نبی ﷺ کا فرمان قابل توجہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔'' یہ نہیں فرمایا کہ اگر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ یعنی کراہت کے ساتھ اس کا جواز باقی رکھا تا کہ ناگزیر قسم کی صورتوں میں اسے اختیار کرنے کی گنجائش باقی رہے۔ عزل کی یہ صورت عہد رسالت و عہد صحابہ میں رائج تھی جسے کراہت کے ساتھ جائز رکھا گیا۔ لیکن آج کل اس کے متبادل کئی صورتیں نکل آئی ہیں۔ جیسے ''ساتھی'' (کنڈومز) کا استعمال ② بعض دوائیں یا انجکشن' جن کے استعمال سے کچھ مدت تک حمل قرار نہیں پاتا۔ ③ عورتوں کے رحم کا آپریشن' جس کے بعد عورت حاملہ نہیں ہوتی۔ ④ نس بندی' جس میں مرد کے آلۂ تناسل کا آپریشن کر کے اسے بارآور کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

پہلی دو صورتیں عارضی ہیں (جیسے عزل' حمل سے بچنے کا ایک عارضی طریقہ ہے) اس لیے یہ دونوں طریقے حسب ضرورت جائز ہوں گے۔ جیسے عورت کی صحت کمزور ہو اور مزید ولادت اس کی جان کے لیے خطرے کا باعث ہو۔ اس قسم کی صورت میں دونوں طریقوں میں سے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد' عورت کے حسن و جمال کی حفاظت ہو' یا بچوں کو کھلانے پلانے اور ان کی تعلیم و تربیت کا خوف ہو تو اس قسم کے مقاصد کے لیے ان دونوں عارضی طریقوں کا بھی اختیار کرنا ناجائز ہوگا۔ اور تیسرا اور چوتھا طریقہ' جس میں مستقل طور پر حاملہ ہونے یا حاملہ کرنے کا سدباب کر دیا جاتا ہے' یکسر حرام' ناجائز اور اللہ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔ اس کا جواز کسی بھی صورت میں نہیں ہے۔

٢١٧٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَقَال: إنَّ لِي جَارِيَةً أَطُوفُ عَلَيْهَا وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقال: «اعْزِلْ عَنْهَا إنْ شِئْتَ فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَها». قال: فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ

۲۱۷۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میری ایک لونڈی ہے' میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور اس کا حاملہ ہونا مجھے پسند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو عزل کر لیا کرو' جو اس کے مقدر میں ہے وہ تو آ کر رہے گا۔'' بیان کیا کہ کچھ دن گزرے' پھر وہ آدمی آپ کے پاس آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہو گئی ہے۔ آپ نے

٢١٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب حكم العزل، ح: ١٤٣٩ من حديث زهير به.

فَقال: إنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَمَلَتْ، قال: «قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَها».

فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا کہ جو اس کے مقدر میں ہے وہ آ کر رہے گا۔''

(المعجم ٤٨، ٤٩) - **باب مَا يُكْرَه مِنْ ذِكْرِ الرَّجُلِ مَا يَكُونُ مِنْ إِصَابَتِهِ أَهْلَهُ** (التحفة ٥٠)

باب:۴۸، ۴۹-مجامعت کی تفصیل بیان کرنا حرام ہے

٢١٧٤- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ: حدثنا الْجُرَيْرِيُّ؛ ح: وَحدثنا مُؤَمَّلٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وَحدثنا مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ كُلُّهُمْ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ: حَدَّثَني شَيْخٌ مِنْ طُفَاوَةَ قال: تَثَوَّيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ بالمَدِينَةِ فَلَمْ أَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَشَدَّ تَشْمِيرًا وَلا أَقْوَمَ عَلَى ضَيْفٍ مِنْهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ يَوْمًا وَهُوَ عَلَى سَرِيرٍ لَهُ وَمَعَهُ كِيسٌ فِيهِ حَصًى أَوْ نَوًى وَأَسْفَلَ مِنْهُ جَارِيَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ وَهُوَ يُسَبِّحُ بِهَا حَتَّى إِذَا نَفَدَ ما في الْكِيسِ أَلْقَاهُ إِلَيْهَا، فَجَمَعَتْهُ فَأَعَادَتْهُ في الْكِيسِ فَرَفَعَتْهُ إِلَيْهِ، فقال: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعن رَسُولِ الله ﷺ، قال: قُلْتُ: بَلَى، قال: بَيْنَا أَنَا أُوعَكُ في المَسْجِدِ إِذْ جَاءَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى دَخَلَ المَسْجِدَ فقال: «مَنْ أَحَسَّ الْفَتَى الدَّوْسِيَّ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فقال

۲۱۷۴- ابونضرہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ طفاوہ کے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا۔ وہ اصحاب نبی ﷺ میں سب سے بڑھ کر عبادت میں مستعد اور مہمان نواز تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا جب کہ وہ اپنے تخت پر بیٹھے تھے اور ان کے پاس ایک تھیلی تھی' اس میں کنکریاں تھیں یا گٹھلیاں' تخت سے نیچے ان کی لونڈی بیٹھی تھی سیاہ رنگ کی' آپ ان کنکریوں یا گٹھلیوں پر تسبیح پڑھ رہے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتی تو وہ اسے اس کی طرف پھینک دیتے اور وہ انہیں اکٹھی کر کے پھر سے تھیلی میں بھر کر ان کو دے دیتی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہ سناؤں، میں نے کہا: کیوں نہیں! کہا: ایک دفعہ میں بخار میں مبتلا مسجد میں پڑا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حتی کہ مسجد میں داخل ہوئے اور پوچھا: ''کسی کو دوسی جوان کی خبر ہے؟'' (دوس حضرت ابوہریرہ کے قبیلے کا نام ہے۔) آپ نے تین بار پوچھا' تو ایک شخص نے

٢١٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في طيب الرجال والنساء، ح: ٢٧٨٧، والنسائي، ح: ٥١٢١ من حديث الجويري به مختصرًا، وقال الترمذي: 'حسن' * شيخ من طفاوة لا يعرف (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد.

رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ! هُوَ، ذَا يُوعَكُ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي حتى انْتَهَى إِلَيَّ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيَّ فقال لِي مَعْرُوفًا، فَنَهَضْتُ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي حتى أَتَى مَقَامَهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ وَمَعَهُ صَفَّانِ مِنْ رِجَالٍ وَصَفٌّ مِنْ نِسَاءٍ، أو صَفَّانِ مِنْ نِسَاءٍ وَصَفٌّ مِنْ رِجَالٍ، فقال: «إِنْ نَسَّانِي الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيُسَبِّحِ الْقَوْمُ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءُ». قال: فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلم يُنَسَّ مِنْ صَلَاتِهِ شَيْئًا، فقال: «مَجَالِسَكُمْ مَجَالِسَكُمْ». زَادَ مُوسَى هٰهُنَا: ثُمَّ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قال: «أَمَّا بَعْدُ» - ثُمَّ اتَّفَقُوا - ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرِّجَالِ قال: «هَلْ مِنْكُمُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ فَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ وَأَلْقَى عَلَيْهِ سِتْرَهُ وَاسْتَتَرَ بِسِتْرِ اللهِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قال: «ثُمَّ يَجْلِسُ بَعْدَ ذٰلِكَ فيقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا فَعَلْتُ كَذَا؟». قال: فَسَكَتُوا: قال: فَأَقْبَلَ عَلَى النِّسَاءِ فقالَ: «هَلْ مِنْكُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ؟»، فَسَكَتْنَ، فَجَثَتْ فَتَاةٌ - قال مُؤَمَّلٌ: فِي حَدِيثِهِ: فَتَاةٌ كَعَابٌ - عَلَى إِحْدَى رُكْبَتَيْهَا وَتَطَاوَلَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَرَاهَا وَيَسْمَعَ كَلَامَهَا، فقالت: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ لَيَتَحَدَّثُونَ وَإِنَّهُنَّ لَيَتَحَدَّثْنَهُ، فقالَ: «هَلْ تَدْرُونَ ما مَثَلُ

کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مسجد کے کونے میں ہے اور بخار میں پھنک رہا ہے۔ آپ چلتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک مجھ پر رکھا اور میرے بارے میں اچھی بات فرمائی' تو میں اٹھ بیٹھا۔ اور آپ چلتے ہوئے اپنی جائے نماز پر آ گئے اور نمازیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ دو صفیں مردوں کی تھیں اور ایک صف عورتوں کی یا دو صفیں عورتوں کی اور ایک مردوں کی۔ پس آپ نے فرمایا: ''اگر شیطان مجھے میری نماز بھلوا دے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی سے متنبہ کریں۔'' چنانچہ رسول ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں سے کچھ نہ بھولے۔ پھر فرمایا: ''اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو۔'' موسیٰ نے یہاں اضافہ کیا اور کہا: پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر کہا: امابعد! اور مردوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''کیا تم میں کوئی ہے کہ جب اپنی بیوی کے پاس جائے' اس پر دروازہ بند کر لے' اس پر پردہ ڈال دے اور اللہ کے پردے سے چھپ جائے؟'' سب نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''پھر وہ بیٹھا کہنے لگتا ہے میں نے ایسے کیا، میں نے ایسے کیا۔'' تو سب خاموش رہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ہے جو یہ باتیں بیان کرتی ہو؟'' تو وہ خاموش رہیں۔ مگر ایک نوجوان عورت' اپنے ایک گھٹنے پر اٹھی۔ مؤمل نے اپنی روایت میں کہا کہ اس کا سینہ ابھرا ہوا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف گردن لمبی کی تاکہ آپ اس کو دیکھ لیں اور اس کی بات سنیں۔ وہ بولی: اے اللہ

ذٰلِكَ؟» فقالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ شَيْطَانَةٍ لَقِيَتْ شَيْطَانًا فِي السِّكَّةِ فَقَضَى مِنْها حاجَتَهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، أَلَا إِنَّ طِيبَ الرِّجالِ ما ظَهَرَ رِيحُهُ وَلم يَظْهَرْ لَوْنُهُ، أَلَا إِنَّ طِيبَ النِّسَاءِ ما ظَهَرَ لَوْنُهُ وَلم يَظْهَرْ رِيحُهُ».

کے رسول! یقیناً یہ مرد باتیں کرتے ہیں اور یہ عورتیں بھی باتیں کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو اس کی کیا مثال ہے؟'' پھر فرمایا: ''اس کی مثال اس شیطان عورت کی سی ہے جسے گلی میں کوئی شیطان مرد مل جائے اور وہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں۔ خبردار! مردوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمِنْ هٰهُنَا حَفِظْتُهُ عن مُؤَمَّلٍ وَمُوسَى: «أَلَا لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إلى رَجُلٍ وَلا امْرَأَةٌ إلى امْرَأَةٍ، إِلَّا إلى وَلَدٍ أو وَالِدٍ» وَذَكَرَ ثَالِثَةً فَنَسِيتُهَا وَهُوَ في حَدِيثِ مُسَدَّدٍ وَلَكِنِّي لم أُتْقِنْهُ كما أُحِبُّ وَقال مُوسَى: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ، عن الطُّفَاوِيِّ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: اس مقام پر مجھے مؤمل اور موسیٰ سے یاد ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا:) ''خبردار! کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ نہ لیٹے یا کوئی عورت کسی عورت کے ساتھ نہ لیٹے' اِلّا یہ کہ بیٹا ہو یا باپ۔'' اور تیسری بات بھی ذکر کی جو مجھے بھول گئی ہے اور وہ مسدد کی روایت میں ہے مگر وہ مجھے کما حقہ یاد نہیں ہے۔ موسیٰ نے اپنی سند میں کہا: ''حدثنا حماد عن الجُريري عن ابی نضرة عن الطفاوی.''

ملحوظہ: ① روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر مسئلہ اسی طرح ہے کہ زوجین کو اپنی مباشرت کی تفصیلات بیان کرنا حرام ہے۔ اگر کہیں اشد ضرورت ہو تو صحبت کی خبر دے سکتا ہے مگر تفصیل کے بغیر ② مردوں کو عطریات استعمال کرنے چاہییں' ان کے لیے رنگ نمایاں کرنے والے پاؤڈر ناجائز ہیں بخلاف عورتوں کے' انہیں عطر استعمال کر کے باہر نکلنا ناجائز ہے' گھر میں استعمال کر سکتی ہیں۔ پاؤڈر ایسے استعمال کریں جن میں خوشبو نہ ہو کہ اجانب کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگیں۔ ③ مردوں یا عورتوں کو اکٹھے لیٹنا ناجائز ہے اِلّا یہ کہ کوئی خاص مجبوری ہو۔ باپ بیٹے کو اجازت ہے اور اسی طرح ماں بیٹی کے لیے بھی قیاس کے طور پر اس کا جواز ہو سکتا ہے۔

طلاق کے احکام ومسائل

طلاق کی لغوی واصطلاحی تعریف: [اَلطَّلَاق' إطلاق] سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "الإرسال و الترك" یعنی کھول دینا' چھوڑ دینا اور ترک کرنا ہے۔'' عرب کہتے ہیں: "اَطلقتُ الاسیر" میں نے قیدی کو چھوڑ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔'' اصطلاح میں طلاق کی تعریف یوں کی گئی ہے: [هو حل رابطة الزواج و انهاء العلاقة الزوجية] ''ازدواجی تعلق کو ختم کرنا اور شادی کے بندھن کو کھول دینا' طلاق کہلاتا ہے۔''

مرد اور عورت کے مابین نکاح ایک محترم رشتہ ہے' لیکن اگر کسی وجہ سے ان کے مابین انس ومؤانست کے حالات قائم نہ رہ سکیں تو وہ باوقار انداز میں علیحدہ ہو سکتے ہیں۔ اس عقد نکاح کو ختم کرنے کا نام ''طلاق'' ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ عقد ہو جانے کے بعد علیحدگی ہو ہی نہیں سکتی' چاہے حالات کیسے ہی ہوں' جیسے کہ عیسائیوں یا ہندوؤں کا معمول ہے۔ اسی طرح یہ تصور بھی صحیح نہیں کہ عورت کو پاؤں کا جوتا سمجھ لیا جائے جب چاہا پہن لیا اور جب چاہا اتار دیا۔ اسلام نے اس عمل جدائی کو انتہائی اشد ضرورت کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور اس عقد کو ختم کرنے کا حق صرف مرد کو دیا ہے۔ اس حق کے بغیر گھر' خاندان اور معاشرے

کا نظام مرتب اور پائیدار نہیں ہوسکتا۔عورت اگر علیحدہ ہونا چاہے تو اس کے لیے خلع کے ذریعے سے یہ گنجائش موجود ہے اگر خاوند اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو عورت خلع کے لیے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔لیکن اسلام نے عورت کو طلاق کا حق نہیں دیا ہے۔زوجین کے مابین علیحدگی (طلاق) کے خاص آداب اور اسالیب ہیں۔دَور جاہلیت میں لوگ سیکڑوں طلاقیں دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے' اسی طرح عورت عمر بھر مظلومیت کا شکار رہتی تھی' مگر اسلام نے اس کو زیادہ سے زیادہ صرف تین دفعہ تک محدود کر دیا ہے۔اور ان تین دفعہ کو ایک وقت میں نافذ کرنا ناجائز ٹھہرایا ہے۔بعد از طلاق عورت کیلئے عدت (ایام انتظار) مقرر کیے ہیں۔ان دنوں میں فریقین کو اپنے فیصلے پر غور وفکر کرنے کے لیے عام حالات میں تین ماہ دیے گئے ہیں۔وہ اپنے حالات پر نظر ثانی کر کے بغیر کسی نئے عقد کے اپنا گھر بسا سکتے ہیں۔مگر ایسا صرف دو بار ہوسکتا ہے۔تیسری دفعہ کی طلاق آخری موقع ہوگی اور اس کے بعد ان کے درمیان رجوع ہو سکتا ہے' نہ نکاح ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ ''حتی کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔'' (البقرہ:٢٣٠) ان سطور میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو دلیل ہیں کہ اسلام ایک فطری اور جامع دین ہے' دنیا اور آخرت کی فلاح اسی کے منہاج میں ہے۔قرآن مجید میں یہ مسائل کئی جگہ بیان ہوئے ہیں' بالخصوص سورۃ البقرہ میں: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ...... الخ﴾ آیت:٢٢٨ ومابعد ملاحظہ ہوں۔

طلاق کی اقسام: اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ازدواجی زندگی کی الجھنوں کو سلجھانے کے لیے متعدد تعلیمات دی ہیں۔لیکن اگر بدقسمتی سے یہ خوبصورت تعلق شدید اختلافات' سخت غلط فہمیوں اور ناچاقیوں کی وجہ سے برقرار رکھنا ناممکن ہو جائے تو بھی اسلام نے رواداری' شائستگی اور اعلیٰ اخلاقیات کا دامن تھامے رکھنے کی تعلیم دی ہے۔اس تعلق کو نبھانے کے لیے ایک مہذب طریقہ سمجھایا تھا تو اب اس کو ختم کرنے کے لیے بھی افراط وتفریط سے مبرا' خوبصورت اور انسانی فلاح و بہبود کا ضامن طریقہ عطا کیا ہے۔لہٰذا طلاق دینے کے طریقے کے لحاظ سے طلاق کی درج ذیل اقسام ہیں:

① **طلاق سُنّی:** یہ وہ مہذب اور شائستہ طریقہ ہے جس سے مسلمانوں کو اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔اس طریقے کے مطابق جب کوئی شخص اپنی ازدواجی زندگی کو ختم کرنا چاہے تو اسے حکم دیا گیا ہے

کہ وہ ایسے طہر میں بیوی کو طلاق دے جس میں اس نے ہم بستری نہ کی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿یایھا النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوھن لعدتھن﴾ (الطلاق:۱) ''اے نبی! (لوگوں سے کہہ دو) جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو'' یعنی ایام ماہواری کے ختم ہونے اور طہارت کے ایام شروع ہوتے ہی طلاق دو۔ ہم بستری کر لینے کے بعد طلاق دینا درست نہیں۔ اس طریقۂ طلاق کو ''طلاق سنت'' کہتے ہیں۔

② طلاق بدعی: یہ وہ طریقۂ طلاق ہے جس میں خاوند اپنی بیوی کو ایام حیض، نفاس یا اس ''طہر'' میں طلاق دے دیتا ہے جس میں اس نے ہم بستری کی ہو۔ یہ طریقہ شریعت کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ اور غلط ہے لہٰذا ایسے طریقے سے طلاق دینے والے سخت گناہ گار ہوں گے۔

③ طلاق بائن: یہ ایسا طریقہ ہے جس میں مرد کا حق رجوع جاتا رہتا ہے۔ مثلاً اس نے ایک طلاق سنت طریقے سے دی اور پھر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا اور عدت ختم ہو گئی، یا دو عادل منصفوں نے ان کے درمیان طلاق دلوائی تھی یا مرد نے حق مہر واپس لے کر عورت کو خلع دیا تھا یا عورت سے ہم بستری سے قبل ہی طلاق دے دی تھی۔ ان تمام صورتوں میں اگر دوبارہ باہمی رضامندی سے نکاح جدید کرنا چاہیں تو نئے حق مہر کے تعین سے کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر مرد تین طلاقیں وقفے وقفے سے دے چکا ہو تو پھر اس کا یہ حق بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں جائے اور پھر اس کے فوت ہونے یا طلاق دینے پر دوبارہ پہلے شخص سے نکاح کر لے۔

④ طلاق رجعی: یہ طریقہ سنت طریقہ کے مطابق ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے اور پھر اگر چاہے تو ایام عدت میں رجوع کر لے اگرچہ عورت کی رضامندی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو یہ اختیار دیا ہے اور اس کا حق دو مرتبہ ہے، تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد یہ حق ختم ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وبعولتھن أحق بردھن في ذلك ان ارادوا اصلاحاً﴾ (البقرہ:۲۲۸) ''اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھیں تو وہ انہیں واپس بلانے کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔'' نیز فرمایا: ﴿الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح باحسان﴾ (البقرۃ:۲۲۹) ''یہ طلاقیں (جن میں رجوع کا حق ہے) دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا ہے یا عمدگی سے چھوڑ دینا ہے۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٣) - كِتَاب الطَّلَاقِ (التحفة ٧)

طلاق کے احکام ومسائل

تَفْرِيعُ أَبْوَابِ الطَّلَاقِ

طلاق کے فروعی مسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِيمَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا (التحفة ١)

باب:۱- بیوی کو شوہر کے خلاف ابھارنا حرام ہے

٢١٧٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عن عَبْدِ الله بنِ عِيسَى، عن عِكْرِمَةَ، عن يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أو عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ».

۲۱۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف ابھارے یا غلام کو اس کے مالک کے خلاف کردے۔''

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَسْأَلُ زَوْجَهَا طَلَاقَ امْرَأَةٍ لَهُ (التحفة ٢)

باب:۲- جو عورت شوہر سے اس کی بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کرے

٢١٧٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي

۲۱۷۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت اپنی (دینی) بہن کی طلاق

٢١٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٢١٤ من حديث عمار به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٩، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ١٩٦، ووافقه الذهبي.

٢١٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: ﴿وكان أمر الله قدرًا مقدورًا﴾، ح: ٦٦٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٠.

هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَنْكِحْ فإِنَّمَا لَها ما قُدِّرَ لَها».

کا مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کا پیالہ (اپنی خاطر) خالی کرالے۔ اسے چاہیے کہ نکاح کرلے اس کو وہی کچھ ملے گا جو اس کے لیے مقدر کیا گیا ہے۔''

فائدہ: یعنی کسی مسلمان بہن کو طلاق دلوانا بہت بری بات ہے بلکہ چاہیے کہ رضا بالقضا کا مظاہرہ کرے۔ اس کو طلاق دلوا کر یہ نہ اپنے لیے کچھ اضافہ کرسکتی ہے اور نہ اس کا کچھ نقصان کرسکتی ہے۔ لہٰذا اگر اسی مرد کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے اس سے نکاح کرلے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ (التحفة ٣)

باب:۳-طلاق ایک مکروہ اور ناپسندیدہ کام ہے

٢١٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مُعَرِّفٌ عن مُحَارِبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما أحَلَّ اللهُ شَيْئًا أبْغَضَ إلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ».

۲۱۷۷- محارب (بن دثار) کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے طلاق سے بڑھ کر ناپسندیدہ کسی چیز کو حلال نہیں فرمایا۔''

٢١٧٨- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَالِدٍ عن مُعَرِّفِ بنِ وَاصِلٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أبْغَضُ الْحَلَالِ إلى الله عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ».

۲۱۷۸- محارب بن دثار حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں حلال کاموں میں سب سے ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔''

فوائد ومسائل: ① امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ (مستدرك حاكم' الطلاق' حديث:۲۷۹۴) مگر ابو حاتم' دارقطنی اور بیہقی نے اس کا مرسل ہونا راجح کہا ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی غالباً اسی وجہ سے ان دونوں روایات کو ''ضعیف سنن ابی داود'' میں درج کیا ہے۔ ② اور کراہت سے مراد ان اسباب کی کراہت ہے جن کی وجہ سے طلاق ہو۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ ''نفس طلاق کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اور ثابت

٢١٧٧- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي:٧/ ٣٢٢ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف لإرساله، وانظر الحديث الآتي.

٢١٧٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي:٧/ ٣٢٢ من حديث أبي داود، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٦، ووافقه الذهبي على شرط مسلم، ورواه ابن ماجه، ح:٢٠١٨ من طريق آخر عن محارب بن دثار به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض ازواج کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع کیا تھا۔ (سنن أبی داود، الطلاق، حدیث: ۲۲۸۳۔ مستدرك حاكم، الطلاق، حدیث:۲۷۹۶) ایسے ہی ابن عمر ؓ کی ایک بیوی تھی انہیں ان سے بہت الفت تھی مگر حضرت عمر ؓ کو ان کا اس کے ساتھ رہنا پسند نہ تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کردی، تو آپ نے ان کو بلایا اور کہا: ''عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو، چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی۔'' (جامع ترمذی، الطلاق و اللعان، حدیث:۱۱۸۹) اور یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسا حکم ارشاد فرمائیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مکروہ ہو۔

طلاق کی مختلف صورتیں: ① طلاق سُنّی: اس کی دو صورتیں ہیں۔ (الف) طلاق احسن: انسان بیوی کو حالت طُہر میں قبل از جماع ایک طلاق دے پھر اسے چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت مکمل ہو جائے۔ یا عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرلے۔ (ب) طلاق حسن۔ ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو پھر دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے۔ ② طلاق بدعی: ایک ہی لفظ یا جملے میں متعدد طلاقیں دے، یا متعدد جملے استعمال کرکے متعدد طلاقیں دے مگر ایک ہی طُہر میں دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت کی ہو۔ ③ طلاق رجعی: پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ طلاق رجعی ہوتی ہے۔ یعنی ان میں عدت کے دوران میں شوہر کو رجوع کا حق حاصل رہتا ہے۔ ④ (الف) طلاق بائن: (بینونۂ صغری) یعنی ایک طلاق دے پھر خاموش رہے حتی کہ عدت پوری ہو جائے۔ اب عورت بائن ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ پہلا شوہر بھی اس کی منظوری اور اجازت سے نکاح کرسکتا ہے۔ اس صورت میں بعد از عدت نیا عقد، نئے حق مہر سے ہوسکتا ہے۔ (ب) طلاق بائن: (بینونۂ کبریٰ) مختلف اوقات یا مختلف مجالس میں تین طلاقیں پوری کردے حتی کہ شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے ایسی صورت میں وہ عورت کسی اور سے (باقاعدہ آباد رہنے کی نیت سے) نکاح کرے، اس سے فی الواقع مباشرت ہو اور پھر اتفاقیہ طلاق یا خاوند کی موت کے سبب وہ عورت وہاں سے فارغ ہو جائے تو پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔ ⑤ طلاق صریح: واضح اور صریح الفاظ سے طلاق دینا۔ ⑥ طلاق کنایہ: ایسے الفاظ سے طلاق دینا جو طلاق اور غیر طلاق دونوں معانی کے محتمل ہوں۔ ایسے میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ ⑦ طلاق منجز: صریح اور واضح طلاق جو فوراً نافذ ہو جاتی ہے۔ ⑧ طلاق معلّق: کسی قول وفعل کے ساتھ مشروط کرکے طلاق دینا مثلاً ''اگر ایسا ہوا تو طلاق'' وغیرہ۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي طَلَاقِ السُّنَّةِ (التحفة ٤)

باب:۴- طلاق کا سنت طریقہ کیا ہے؟

٢١٧٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۱۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢١٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب وقول الله تعالى: "يأيها النبي إذا طلقتم النساء ... الخ"، ح:٥٢٥١، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح:١٤٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٦.

عن نافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ الله أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ».

کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ اس سے رجوع کرے' پھر اس کو اپنے ہاں رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو' پھر اسے حیض آئے' پھر پاک ہو' پھر اگر چاہے تو اسے بیوی بنائے رکھے یا چاہے تو طلاق دے دے (مگر) مباشرت سے پہلے۔ اور یہی وہ عدت ہے جس کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔''

٢١٨٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

۲۱۸۰- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی...... اور (مذکورہ بالا) حدیث مالک کی طرح روایت کی۔

٢١٨١- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَن مُحمَّدِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا إذَا طَهُرَتْ أَوْ وَهِيَ حَامِلٌ».

۲۱۸۱- سالم' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے' پھر جب پاک ہو تو طلاق دے یا جب وہ حمل سے ہو۔''

٢١٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۲۱۸۲- سالم بن عبداللہ اپنے والد (عبداللہ بن

٢١٨٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿وبعولتهن أحق بردهن﴾ في العدة . . . الخ، ح: ٥٣٣٢، ومسلم، انظر الحديث السابق، كلاهما عن قتيبة به.

٢١٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها . . . الخ، ح: ١٤٧١/ ٥ من حديث وكيع به.

٢١٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح: ٧١٦٠ من ◄◄

حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سالِمُ بنُ عَبْدِ الله عن أَبِيهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ الله ﷺ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كما أَمَرَ الله تَعَالَى ذِكْرُهُ».

عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ حیض سے تھی۔ عمر ؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے' پھر فرمایا: ''اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے' پھر اسے روکے رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے' پھر حیض آئے اور پاک ہو۔ تب اگر چاہے تو اسے طلاق دے جبکہ وہ پاک ہو' مباشرت سے پہلے۔ یہی وہ عدت کے موقع پر طلاق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔''

٢١٨٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن أَيُّوبَ، عن ابن سِيرِينَ: أخبرني يُونُسُ ابنُ جُبَيْرٍ: أَنَّهُ سَأَلَ ابنَ عُمَرَ فقالَ: كَمْ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ؟ فقالَ: وَاحِدَةً.

۲۱۸۳- یونس بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا تھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ انہوں نے کہا: ایک۔

فوائد ومسائل: ① یہ احادیث سورۃ الطلاق کی پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق:۱) ''انہیں ان کی عدت کے موقع پر طلاق دو...... یا آغاز ایام عدت میں طلاق دو۔'' یعنی اس طہر کے ایام میں' جن میں مباشرت نہ کی گئی ہو۔ ② ایام حیض میں طلاق دینا خلاف سنت اور بدعت ہے۔ تاہم اگر کوئی ان ایام میں طلاق دے گا تو وہ واقع ہو جائے گی۔ ③ ایسی صورت میں صاحب طلاق کو رجوع کا حکم دیا جائے گا (تاہم وہ ایک طلاق شمار ہو گی) اور رجوع کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے' ولی کو نہیں اور یہ رجوع واجب ہے۔ ④ حمل کے ایام میں بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ ⑤ اور طلاق ایک ہی دینی چاہیے۔ اور اس آخری روایت میں جواب ہے اس روایت کا جو دارقطنی میں آئی ہے کہ ابن عمر ؓ نے تین طلاقیں دی تھیں مگر وہ بالکل ضعیف ہے۔ صحیح یہی ہے کہ انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ ⑥ اور سب کے نزدیک طلاق کا صحیح طریقہ بھی یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دی جائے' نہ کہ

◀◀ حديث يونس بن يزيد، ومسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ٤ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٢١٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ... الخ، ح: ١٤٧١/ ٧ من حديث أيوب السختياني به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٠٩٥٩ بطوله، ورواه البخاري، انظر الحديث الآتي.

بہ یک وقت تین طلاقیں۔ بہ یک وقت تین طلاقیں دینا سب کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور ناجائز ہے' نبی ﷺ نے بھی اس پر سخت ناراضی اور برہمی کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر طلاق دینے والے یہ طریقہ اختیار کرلیں' تو اس مسئلے میں سرے سے اختلاف ہی پیدا ہو نہ حلالۂ مروجہ جیسے لعنتی فعل کے اختیار کرنے ہی کی ضرورت پیش آئے۔ کیونکہ ایک طلاق کی صورت میں سب کے نزدیک عدت کے اندر رجوع کرنا اور عدت گزرنے کے بعد ان کے مابین دوبارہ نکاح کرنا جائز ہے۔ دوسری مرتبہ طلاق میں بھی اسی طرح دونوں باتیں جائز ہیں۔ اختلاف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب طلاق دینے کا غیر شرعی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور بہ یک وقت تین طلاقیں دے دی جاتی ہیں۔ اس صورت میں اہلحدیث کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی طلاق رجعی ہے' کیونکہ ان کو بیک وقت نافذ کردینے میں اللہ کی وہ حکمت اور منشا فوت ہو جاتی ہے جو اللہ نے ﴿الطلاق مرتان﴾ میں بیان فرمائی ہے۔ اور دوسرے حضرات اسے تین ہی باور کرکے ہمیشہ کے لیے جدائی کا یا پھر حلالۂ مروجہ ''ملعونہ'' کا فتو جاری کردیتے ہیں۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی یہ سفارش بڑی اہم ہے کہ بہ یک وقت تین طلاقوں کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ کاش اس پر عمل کی کوئی صورت بھی پیدا ہو۔ فی الحال کم از کم یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ تحریری طلاق میں خاوند اور طلاق نویس (وکیل وغیرہ) کو مجرم قرار دیا جائے اور اس کی کوئی تعزیری سزا بھی تجویز کی جائے۔ یہ ایک قابل عمل صورت ہے' اس کے اختیار کرنے سے امید ہے کہ آہستہ آہستہ لوگ غلط طریقۂ طلاق سے باز آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کسی حکومت کو اس اہم مسئلے کو اس طریقے سے حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

٢١٨٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ ابنُ إِبراهِيمَ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ: حَدَّثَني يُونُسُ بنُ جُبَيْرٍ قال: سألْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ قال: قُلْتُ: رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حائِضٌ. قال: تَعْرِفُ ابنَ عُمَرَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قالَ: فإِنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَتى عُمَرُ النَّبيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فقالَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْها ثُمَّ يُطَلِّقْها في قُبُلِ عِدَّتِهَا». قال: قُلْتُ: فَيُعْتَدُّ بِها؟ قالَ: فَمَهْ أرأَيتَ إنْ عَجزَ وَاسْتَحْمَقَ؟!.

۲۱۸۴- یونس بن جبیر کہتے ہیں' میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جبکہ وہ ایام حیض میں تھی۔ تو انہوں نے کہا: تم ابن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دنوں میں طلاق دے دی۔ تو عمر ؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ اس سے رجوع کرے' پھر عدت کے شروع میں طلاق دے۔'' یونس کہتے ہیں: میں نے کہا: کیا یہ طلاق شمار ہوگی؟ کہا: تو اور کیا؟ بھلا اگر وہ عاجز رہے (کہ صحیح حکم نہ معلوم

٢١٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب مراجعة الحائض، ح: ٥٣٣٣ من حديث يزيد بن إبراهيم به، ورواه مسلم، انظر الحديث السابق.

کر سکے) یا احمق پن کا اظہار کرے (غلط طریقے سے طلاق دے دے؟ تو کیا اس کی یہ طلاق لغو جائے گی؟)

فائدہ: حیض کے ایام میں طلاق خلاف سنت ہے مگر شمار کی جائے گی۔ لغو اور باطل نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھیے: ارواء الغلیل حدیث: ۲۰۵۹)

٢١٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أبو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ أَيْمَنَ مَوْلَى عُرْوَةَ يَسْأَلُ ابنَ عُمَرَ - وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ - قال: كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ قال: طَلَّقَ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ الله ﷺ فقال: إِنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قالَ عَبْدُ الله: فَرَدَّهَا عَلَيَّ وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا، وَقالَ: إذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُمْسِكْ. قال ابنُ عُمَرَ: وَقَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).

۲۱۸۵- عبدالرحمٰن بن ایمن مولیٰ عروہ نے حضرت ابن عمر ؓ سے سوال کیا اور ابوالزبیر سن رہے تھے۔ کہا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دی ہو؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو حیض کے دنوں میں طلاق دے دی تھی۔ تو عمر ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ حیض سے ہے۔ تو عبداللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس بیوی کو مجھ پر لوٹا دیا اور اسے کچھ نہ سمجھا۔ اور فرمایا: ”جب یہ پاک ہو جائے تو پھر طلاق دے یا روک لے۔“ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (اس طرح) پڑھا: [يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] ”اے نبی! جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عن ابن عُمَرَ يُونُسُ بنُ جُبَيْرٍ وَأَنَسُ بنُ سِيرِينَ وَسَعِيدُ بنُ جُبَيْرٍ وَزَيْدُ بنُ أَسْلَمَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ وَمَنْصُورٌ عن أبي وَائِلٍ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس بن جبیر، انس بن سیرین، سعید بن جبیر، زید بن اسلم، ابوالزبیر اور منصور بواسطہ ابووائل نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ اور ان سب کی روایات کا مفہوم ایک ہی ہے کہ نبی ﷺ

٢١٨٥- تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح: ٢١٨٣ وقوله: "ولم يرها شيئًا" يعني لم يرها شيئًا مستقيمًا لكونها لم تقع على السنة، قاله ابن عبدالبر (فتح الباري: ٩/ ٣٥٤).

مَعْناهُمْ كُلُّهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ طَلَّقَ وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَ.

نے اسے حکم دیا کہ رجوع کر لو حتی کہ وہ پاک ہو جائے' پھر چاہو تو طلاق دے دو اور چاہو تو روک لو۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ مُحمَّدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ سالِمٍ، عن ابن عُمَرَ، وَأَمَّا رِوَايَةُ الزُّهْرِيِّ عن سالِمٍ، وَنَافِعٍ عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إنْ شَاءَ طَلَّقَ أَوْ أَمْسَكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ایسے ہی محمد بن عبدالرحمٰن نے بواسطہ سالم' ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ لیکن زہری (بواسطہ سالم) اور نافع کی روایات جو ابن عمر سے ہیں ان میں ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ پاک ہو جائے' پھر حیض آئے پھر پاک ہو' پھر چاہے تو طلاق دے دے یا رکھ لے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُوِيَ عنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، عَنِ الحَسَنِ، عَنِ ابنِ عُمَرَ نَحْوُ رِوَايَةِ نَافِعٍ وَالزُّهْرِيِّ وَالأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَلَى خِلَافِ مَا قالَ أَبُو الزُّبَيْرِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عطاء خراسانی سے بھی بواسطہ حسن عن ابن عمر اسی طرح روایت کی گئی ہے جیسے کہ نافع اور زہری نے روایت کی ہے۔ اور یہ سب روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔

توضیح: ① ایام حیض کی طلاق سنت کے صریح خلاف ہے' لیکن اگر کوئی دے دے تو اس کے واقع ہونے یا نہ ہونے میں متقدمین و متاخرین میں دو رائیں رہی ہیں اور دونوں ہی طرف اجلہ علماء' فقہاء اور محدثین کی جماعتیں ہیں۔ رضی اللہ عنهم وأرضاهم. متاخرین میں بالخصوص امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید امام ابن قیم رحمہما اللہ نہایت شدت سے اس طلاق کے باطل ہونے کے قائل ہیں' جبکہ جمہور اس کے وقوع کے قائل ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے الجامع الصحیح میں باب قائم کیا ہے [باب اذا طلقت الحائض تعتد بذلك الطلاق] ''جب حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو اس کی وہ طلاق شمار ہوگی۔'' اس موضوع میں لمبی بحثیں ہیں اور ان کا محور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طلاق کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں ''حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ'' (صحیح بخاری' الطلاق' حدیث: ۵۲۵۳) ''یہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔'' اور ایک دوسرا جملہ جو ہماری اس روایت میں ہے: [وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا] ''اور اسے کچھ نہ سمجھا یا کچھ شمار نہ کیا۔'' لیکن یہ جملہ عدم شمار کے لیے صریح نص نہیں ہے۔ جیسے کہ امام شافعی یا دیگر محدثین و فقہاء نے اس کو محتمل قرار دیا ہے' یعنی اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ''آپ ﷺ نے اس عمل کو درست اور صحیح نہ سمجھا۔'' یا رجوع سے مانع نہ سمجھا۔'' وغیرہ۔ محدث عصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع کی مختلف احادیث کے اسانید و متون میں تقابل کرتے ہوئے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ایام حیض کی طلاق واقع ہو جاتی ہے گو اس کے خلاف سنت ہونے میں بھی

کوئی شبہ نہیں۔ ② جس حیض میں طلاق دی اور پھر رجوع کر لیا اب اس سے متصل طہر میں طلاق دے یا اس کے بعد والے طہر میں؟ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس حدیث کے کئی متابعات و شواہد پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ متصل طہر میں طلاق دی جا سکتی ہے۔ یعنی قبل از مباشرت۔ مگر امام نافع اور زہری کی روایت میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دوسرے طہر میں طلاق یا امساک کا حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ زیادت ثقہ ہے جو کہ پہلی صورت کے منافی نہیں' اس لیے قابل قبول ہے۔ اور اس تطویل کی کئی حکمتیں تھیں: (الف) معلوم ہو جائے کہ یہ رجوع محض دوسری طلاق کی خاطر نہ تھا۔ (ب) عورت کے لیے واضح ہو جائے کہ اس کو کس کیفیت میں طلاق ہوئی ہے۔ طہر میں یا حمل میں۔ (ج) اگر حمل نمایاں ہو جائے تو شاید شوہر طلاق دینے میں متامل رہے۔ (د) اور اس تطویل سے یہ بھی ممکن ہے کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والی ناہمواری' ہم آہنگی میں بدل جائے اور شوہر اسے باقاعدہ بیوی بنا لے۔ ③ [وَالْأَحَادِيثُ كُلُّهَا عَلَى خِلَافِ مَاقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ] ''اور تمام روایات ابوالزبیر کے بیان کے خلاف ہیں۔'' صاحب عون رحمہ اللہ نے اس سے مراد [وَلَمْ يَرَهَا شَيْئًا] کا جملہ لیا ہے' یعنی یہ جملہ روایت کرنے میں ابوالزبیر منفرد ہیں۔

(المعجم ٥) - باب الرَّجُلِ يُرَاجِعُ وَلَا يُشْهِدُ (التحفة ٥)

باب:۵- آدمی رجوع کرے مگر گواہ نہ بنائے تو......؟

٢١٨٦- حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ هِلَالٍ: أَنَّ جَعْفَرَ بنَ سُلَيْمَانَ حَدَّثَهُمْ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ، عن مُطَرِّفِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَقَعُ بِهَا وَلَمْ يُشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا فَقَالَ: طَلَّقْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ وَرَاجَعْتَ لِغَيْرِ سُنَّةٍ، أَشْهِدْ عَلَى طَلَاقِهَا وَعَلَى رَجْعَتِهَا وَلَا تَعُدْ.

۲۱۸۶- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس سے مباشرت کر لیتا ہے مگر طلاق دینے یا اس سے رجوع کرنے پر گواہ نہیں بناتا۔ انہوں نے کہا: تو نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت ہی رجوع کیا۔ بیوی کو طلاق دیتے وقت گواہ بناؤ اور رجوع کے وقت بھی۔ اور پھر ایسے نہ کرنا۔

فائدہ: سورۃ الطلاق میں ہے: ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَّ أَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾ (الطلاق:۲) ''جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے مطابق اپنے نکاح میں رکھو یا دستور کے مطابق الگ کر دو۔ اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ

٢١٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الرجعة، ح: ٢٠٢٥ عن بشر بن هلال به، وقال ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٤٨٨: "بإسناد جيد".

کرلو۔'' طلاق اور رجوع میں گواہ بنالینا مستحب اور افضل ہے' بالخصوص جب رجوع زبانی ہو۔ رجوع بالفعل میں گواہ کے کوئی معنی نہیں۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي سُنَّةِ طَلَاقِ الْعَبْدِ** (التحفة ٦)

باب:٦-غلام کے لیے طلاق دینے کا سنت طریقہ؟

٢١٨٧- **حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حدثنا يَحْيَىٰ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ ابنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ أنَّ عُمَرَ بْنَ مُعَتِّبٍ أخْبَرَهُ أَنَّ أبَا حَسَنٍ مَوْلَى بَنِي نَوْفَلٍ أخْبَرَهُ أَنَّهُ اسْتَفْتَى ابنَ عَبَّاسٍ في مَمْلُوكٍ كَانَتْ تَحْتَهُ مَمْلُوكَةٌ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا بَعْدَ ذٰلِكَ هَلْ يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يَخْطُبَهَا؟ قال: نَعَمْ قَضَى بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢١٨٧- ابوحسن مولیٰ بنی نوفل نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کہ غلام جس کی زوجیت میں کوئی لونڈی ہو' وہ اسے دو طلاقیں دے دے' پھر وہ دونوں اس کے بعد آزاد ہو جائیں تو کیا اس آزاد غلام کے لیے روا ہے کہ وہ اس (اپنی پہلے والی بیوی' یعنی اب آزاد لونڈی) کو شادی کا پیغام دے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا۔

٢١٨٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا عَلِيٌّ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ بِلَا إِخْبَارٍ.

٢١٨٨- جناب علی (بن مبارک) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا مگر [حدثنی] کا صیغہ استعمال نہیں کیا (بلکہ عن کہا۔)

قال ابنُ عَبَّاسٍ: بَقِيَتْ لَكَ وَاحِدَةٌ قَضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: تیرے لیے ایک ہی (طلاق) بچ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہی فیصلہ کیا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قال: قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قال ابنُ المُبَارَكِ لِمَعْمَرٍ: مَنْ أبُو الْحَسَنِ هٰذَا؟ لَقَدْ تَحَمَّلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ کو سنا' انہوں نے کہا: عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ابن مبارک نے معمر سے پوچھا: یہ ابوالحسن کون ہے؟ اس نے بہت بڑا بھاری پتھر اٹھایا ہے۔ (یہ

٢١٨٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب طلاق العبد، ح: ٣٤٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به * عمر بن معتب ضعيف.

٢١٨٨ـ **تخريج**: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عدم اعتماد کا اظہار ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ هٰذَا رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابوالحسن وہی ہے جس سے زہری روایت کرتے ہیں۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: وكَان مِنَ الْفُقَهَاءِ رَوَى الزُّهْرِيُّ عن أبي الْحَسَنِ أَحَادِيثَ.

زہری کہتے ہیں کہ یہ فقہاء میں سے تھا۔ اور زہری نے اس سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْحَسَنِ مَعْرُوفٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الْحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ابوالحسن معروف ہے مگر اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

۲۱۸۹- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن مُظَاهِرٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عن عَائِشَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «طَلَاقُ الْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ [وقُرُوءُها] حَيْضَتَانِ».

۲۱۸۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''لونڈی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کے ''قُرُوء'' (عدت) دو حیض ہے۔''

قال أبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَني مُظَاهِرٌ: حَدَّثَني الْقَاسِمُ عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إلَّا أنَّهُ قال: «وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ».

ابو عاصم نے کہا: مجھے مظاہر نے بواسطۂ قاسم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی کے مثل روایت کیا مگر لفظ یہ تھے: [وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ].

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ حَدِيثٌ مَجْهُولٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مجہول حدیث ہے۔

[قال أَبُو داودَ: الحَدِيثَانِ جميعًا ليسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِمَا]

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں پر عمل نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُظَاهِرٌ لَيْسَ بِمَعْرُوفٍ.

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس سند میں مظاہر نامی راوی معروف راوی نہیں ہے۔

۲۱۸۹_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء أن طلاق الأمة تطليقتان، ح: ۱۱۸۲، وابن ماجه، ح: ۲۰۸۰ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "غريب" * مظاهر بن أسلم ضعيف.

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ قَبْلَ النِّكَاحِ (التحفة ٧)

باب:۷-نکاح سے پہلے طلاق دینا

٢١٩٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قالَا: أخبرنا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لا طَلَاقَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلا عِتْقَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ، وَلا بَيْعَ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

۲۱۹۰-عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مالک بنے بغیر طلاق نہیں، مالک بنے بغیر آزاد کرنا نہیں اور مالک بنے بغیر فروخت نہیں۔“

زَادَ ابنُ الصَّبَّاحِ: «وَلا وَفَاءَ نَذْرٍ إلَّا فِيمَا تَمْلِكُ».

ابن صباح نے یہ اضافہ بھی بیان کیا: ”اور مالک بنے بغیر کسی نذر کا پورا کرنا نہیں۔“

٢١٩١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا أبو أسَامَةَ عن الْوَلِيدِ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الحارِثِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ بِإسْنادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ: «وَمَنْ حَلَفَ عَلَى مَعْصِيَةٍ فَلَا يَمِينَ لَهُ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى قَطِيعَةِ رَحِمٍ فَلَا يَمِينَ لَهُ».

۲۱۹۱-عبدالرحمٰن بن حارث نے بواسطہ عمرو بن شعیب اس کی سند سے (عبداللہ بن عمرو ؓ سے) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور مزید کہا: ”جس نے کسی معصیت اور گناہ کے کام پر قسم اٹھائی ہو، اس کی قسم نہیں، اور جس نے قطع رحمی کی قسم اٹھائی ہو، اس کی قسم نہیں۔“

٢١٩٢- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ سالِمٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الحارِثِ

۲۱۹۲-عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی نے بواسطہ عمرو بن شعیب، اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی مذکورہ خبر روایت کی اور مزید

٢١٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع ماليس عند البائع، ح: ٤٦١٦ من حديث مطر الوراق به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٧، والترمذي، ح: ١١٨١، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٨٤، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٢/ ٢٠٤، ٢٠٥.

٢١٩١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٢١٩٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

الْمَخْزُومِيِّ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال - في هٰذَا الْخَبرِ زَادَ -: «وَلا نَذْرَ إلَّا فِيمَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ الله تَعَالَى ذِكْرُهُ».

کہا: ''نذر وہی معتبر ہے جس میں اللہ کی رضا طلب کی گئی ہو۔''

(المعجم ۸) - **بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى غَلَطٍ** (التحفة ۸)

باب:۸-ایسی کیفیت میں طلاق دینا جب غلطی کا امکان ہو

فائدہ: سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں یہاں غلط کی بجائے [غیظ] کا لفظ آیا ہے (یعنی غصے کی حالت میں) مگر اکثر نسخوں میں [غلط] ہی ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ ایسی حالت جس میں غلطی کا قوی امکان ہو (اور اس سے مراد بھی غصے میں طلاق دینا ہی ہے) تو طلاق کا کیا حکم ہے؟

۲۱۹۳- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ أن يَعْقُوبَ بنَ إبراهِيمَ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ، عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ الْحِمْصِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ عُبَيْدِ بنِ أبي صَالِحِ الَّذِي كان يَسْكُنُ إيلِيا قال: «خَرَجْتُ مَعَ عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ حتى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَبَعَثَني إلى صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ وكَانتْ قَدْ حَفِظَتْ مِن عَائِشَةَ قالتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «لا طَلَاقَ وَلا عِتَاقَ في إغْلَاقٍ».

۲۱۹۳- محمد بن عبید بن ابی صالح جو ایلیا (بیت المقدس) میں رہتے تھے کہتے ہیں' کہ میں عدی بن عدی کندی کی معیت میں روانہ ہوا حتی کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ پس انہوں نے مجھے صفیہ بنت شیبہ کے ہاں بھیجا۔ اس نے حضرت عائشہ ؓ سے (بہت کچھ) یاد کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے عائشہ ؓ کو کہتے ہوئے سنا' وہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اغلاق میں طلاق نہیں اور نہ غلام کو آزاد کرنا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِلَاقُ أظُنُّهُ في الْغَضَبِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: اَلْغِلَاق (اور الِاغْلَاق) میرے خیال میں غضب اور غصے کے معنی میں ہے۔

۲۱۹۳ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٦ من حديث إبراهيم بن سعد به، وسنده ضعيف، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩٨، وتعقبه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة عند الحاكم وغيره، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٦ من طريق آخر عن صفية به.

فائدہ: کتب غریب الحدیث میں اِغلَاق کے معنی جبرواکراہ اور جنون کے بھی آئے ہیں۔ اس حدیث میں مراد غصے کی وہ شدید کیفیت ہے جس میں انسان کو ہوش نہیں رہتا۔ ورنہ عام حالات میں خوشی سے تو کوئی بھی طلاق نہیں دیتا۔ جبرواکراہ سے طلاق دلوائی جائے یا کوئی جنون کی کیفیت میں طلاق دے تو نافذ نہیں ہوتی۔ غصے میں دے تو ہو جاتی ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي الطَّلَاقِ عَلَى الْهَزْلِ (التحفة ٩)

باب:٩- ہنسی مزاح میں طلاق دینا

٢١٩٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ حَبِيبٍ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن ابنِ مَاهَكَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ والطَّلَاقُ والرَّجْعَةُ».

۲۱۹۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین باتیں ایسی ہیں اگر کوئی ان کو حقیقت اور سنجیدگی میں کہے' تو حقیقت ہیں اور ہنسی مزاح میں کہے' تو بھی حقیقت ہیں۔ نکاح' طلاق اور (طلاق سے) رجوع۔''

فائدہ: سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَ لَا تَتَّخِذُوْا آيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا﴾ (البقرہ:۲۳۱) ''جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بسالو یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو' اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لیے نہ روکو۔ اور جو شخص ایسا کرے اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ......'' قرآن مجید کی اس آیت میں طلاق کی بابت بعض اہم ہدایات دینے کے ساتھ آخر میں احکام الٰہی کو استہزاء و مذاق بنانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ انہی احکام میں نکاح و طلاق وعتاق بھی ہیں۔ ان کی بابت حدیث میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ کام اگر مذاق میں بھی کیے جائیں گے' تو واقعتاً ان کا انعقاد ہو جائے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈراموں اور فلموں میں فرضی طور پر میاں بیوی کا کردار ادا کرنا کیوں کر صحیح ہوگا؟ کیونکہ اس طرح اندیشہ ہے کہ وہ دونوں اللہ کے ہاں میاں بیوی ہی متصور ہوں جب کہ وہ ایسا سمجھتے ہوں' نہ اس کے مطابق باہم معاملہ ہی کرتے ہوں۔

٢١٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الجد والهزل في الطلاق، ح:١١٨٤، وابن ماجه، ح:٢٠٣٩ من حديث عبدالرحمٰن بن حبيب به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٩٨، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد، راجع التلخيص الحبير: ٣/ ٢١٠.

(المعجم ٩، ١٠) - بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلاثِ (التحفة ١٠)

باب:۹،۱۰-تین طلاقوں کے بعد بیوی سے رجوع کرنا منسوخ ہے

٢١٩٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عنْ أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿وَالْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ فِىٓ أَرْحَامِهِنَّ﴾ الآية. وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا، وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلاثًا. فَنَسَخَ ذٰلِكَ فَقَالَ: ﴿ٱلطَّلَٰقُ مَرَّتَانِ﴾ الآية [البقرة: ٢٢٩].

۲۱۹۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ: ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ ”طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں حلال نہیں کہ وہ وہ چیز چھپالیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے۔“ اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا تو وہی اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق دار سمجھا جاتا تھا' خواہ تین طلاقیں ہی دے چکا ہوتا۔ اس کو منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ ”(قابل رجوع) طلاق دو بار ہے۔“

فائدہ: طلاق کے سلسلے میں ہدایات کے نزول سے پہلے لوگ طلاق دیتے اور رجوع کرتے رہتے تھے اور طلاقوں کی کوئی حد اور تعداد نہ تھی۔ قرآن مجید نے انہیں صرف تین تک محدود کر دیا ہے' دو قابل رجوع ہیں اور تیسری پر رجوع نہیں ہو سکتا۔

٢١٩٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني بَعْضُ بَنِي أبي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ عن عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابنِ عَبَّاسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: طَلَّقَ عَبْدُ يَزِيدَ - أَبُو رُكَانَةَ

۲۱۹۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ عبد یزید...... جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کا والد تھا...... اس نے ام رکانہ کو طلاق دے دی اور قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ پھر یہ (مزنی عورت) نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: یہ میرے کام کا نہیں' جیسے یہ بال' اور

٢١٩٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٣٥٨٤ من حديث علي بن حسين به.

٢١٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٣٣٤ * بعض بني رافع مجهول.

وإخوتِهِ - أُمَّ رُكَانَةَ وَنَكَحَ امْرَأَةً مِنْ مُزَيْنَةَ، فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالتْ: ما يُغْنِي عَنِّي إِلَّا كَمَا تُغْنِي هٰذِهِ الشَّعْرَةُ لِشَعْرَةٍ أَخَذَتْهَا من رَأْسِها فَفَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَأَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ حَمِيَّةٌ فَدَعَا بِرُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ ثُمَّ قال لِجُلَسَائِهِ: «أَتُرَوْنَ فُلَانًا يُشْبِهُ مِنْهُ كَذَا وكَذَا» مِنْ عَبْدِ يَزِيدَ، «وَفُلَانًا يُشْبِهُ منْهُ كَذَا وكَذَا؟» قالُوا: نَعَمْ، قال النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ يَزِيدَ: «طَلِّقْهَا»، فَفَعَلَ، قال: «رَاجِعِ امْرَأَتَكَ أُمَّ رُكَانَةَ وَإِخْوَتِهِ» فقال: إِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا يَارَسُولَ اللهِ! قال: «قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْها» وَتَلَا ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ [الطلاق: ١].

اس نے اپنے سر سے بال پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی نامرد ہے)' آپ میرے اور اس کے درمیان علیحدگی کرا دیں۔ اس پر نبی ﷺ کو غصہ آیا اور پھر رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلوایا' اور حاضرین سے کہا: ''کیا دیکھتے ہو کہ فلاں بچہ اس سے کس قدر مشابہ ہے۔'' یعنی عبد یزید کے ساتھ' ''اور فلاں اس سے کتنا مشابہ ہے؟'' سب نے کہا کہ جی ہاں (یعنی جب پہلے اس کی اولاد موجود ہے تو اس عورت کا دعو کس طرح صحیح ہوسکتا ہے) تو نبی ﷺ نے عبد یزید سے فرمایا: ''اس کو طلاق دے دو۔'' چنانچہ اس نے (طلاق) دے دی۔ اور فرمایا: ''اپنی (پہلی) بیوی سے جو رکانہ اور اس کے بھائیوں کی ماں ہے' رجوع کرلو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے' اس سے رجوع کرلو۔'' اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو عدت کے وقت طلاق دیا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ نافِعِ بنِ عُجَيْرٍ وعَبْدِ اللهِ بنِ عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ بنِ رُكَانَةَ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَرَدَّهَا إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: أَصَحُّ، لأَنَّهُمْ وَلَدُ الرَّجُلِ وَأَهْلُهُ أَعْلَمُ بِهِ إِنَّ رُكَانَةَ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاحِدَةً.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کی روایت ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا تھا' یہ روایت زیادہ صحیح ہے' کیونکہ یہ اس آدمی کی اولاد ہیں اور گھر والے اس کے متعلق زیادہ باخبر ہوسکتے ہیں' یعنی رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک بنا دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض محققین کے نزدیک یہ حسن درجہ کی ہے۔ (اس کی بحث کے لیے دیکھیے ارواء الغلیل ۷/۱۴۲ وما قبلہ) اور محولہ احادیث آگے آ رہی ہیں۔ ۲۲۰۶-۲۲۰۸) ② طلاق بَتّہ: یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع کا حق کٹ جائے۔ بتّ یبُتُّ بتًّا یعنی کاٹ دینا' ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ ③ عہد رسالت میں طلاقِ بَتّہ کا لفظ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے کے مفہوم میں استعمال ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے بیک وقت تین طلاقیں یا طلاقِ بَتّہ' دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس (طلاقِ بَتّہ) کو ایک بنا دیا۔ ورنہ بعد میں طلاقِ بَتّہ کا جو مفہوم رائج ہوا' اس کی رُو سے تو اسے کسی صورت بھی ایک طلاق نہیں بنایا جا سکتا تھا۔

٢١٩٧- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ، عن مُجَاهِدٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ ابن عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقال: إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قال: فَسَكَتَ حتى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قال: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُم فَيَرْكَبُ الْحُموقَةَ ثُمَّ يقُولُ: يا ابنَ عَبَّاسٍ! يا ابنَ عَبَّاسٍ! وَإِنَّ الله قال: ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ٢] وَإِنَّكَ لم تَتَّقِ الله فَلَا أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا، عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ، وَإِنَّ الله قال: (يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ).

۲۱۹۷- مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہے حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اس عورت کو اس پر واپس کر دیں گے۔ (رجوع کرنے کا فتوی دے دیں گے۔) پھر بولے: تم میں ایک اٹھتا ہے اور حماقت کا ارتکاب کرتا ہے' پھر کہتا ہے: ابن عباس! ابن عباس! تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَ مَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجعَل لَّهٗ مَخرَجًا﴾ "جو اللہ کا تقوٰی اختیار کرے' اللہ اس کے لیے نکلنے کی راہ بھی پیدا فرما دیتا ہے۔" تو نے اللہ کا تقوٰی اختیار نہیں کیا' لہٰذا میں تیرے لیے کوئی راہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: [يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ

٢١٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٦٠٢، والطبري في تفسيره: ٢٨/ ٨٤، والطبراني في الكبير: ١١/ ٨٨، ٨٩، ح: ١١٣٩ من حديث إسماعيل به، وصححه ابن حجر في الفتح: ٩/ ٣٦٢، وتواتر عن ابن عباس أنه أفتى بوقوع الثلاث في المدخولة وأما غير المدخولة فكان يراها واحدة، وقوله: "في قبل عدتهن" تفسير من ابن عباس، وكان يقرأ "لعدتهن" كما في المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٩٥، ح: ١١١٥٧، وحديث أبي داود عن حماد بن زيد لم أجده موصولاً، وهذا لغير المدخولة إن صح.

فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ] ''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الحدِيثَ حُمَيْدٌ الأَعْرَجُ وَغَيْرُهُ عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وأيوبُ وَابنُ جُرَيْجٍ جَمِيعًا عن عِكْرِمَةَ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَابْنُ جُرَيجٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ رافِعٍ، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَرَوَاهُ الْأَعْمَشُ عن مَالِك بنِ الحارث، عن ابنِ عَبَّاسٍ. وَابنُ جُرَيجٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ كُلُّهُمْ قالُوا في الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنَّهُ أجَازَهَا، قال: وَبَانَتْ مِنْكَ نَحْوَ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ عن أَيُّوبَ، عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ.

(اس سند کی متابعات کا بیان) (۱) امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو (الف) حمید اعرج وغیرہ نے بواسطہ مجاہد' ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ (ب) شعبہ نے عمرو بن مرہ سے بواسطہ سعید بن جبیر' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (ج) ایوب اور ابن جریج نے عکرمہ بن خالد سے بواسطہ سعید بن جبیر' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (د) ابن جریج نے عبدالحمید بن رافع سے بواسطہ عطاء' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (ھ) اعمش نے بواسطہ مالک بن حارث' ابن عباس روایت کیا ہے۔ (و) ابن جریج نے بواسطہ عمرو بن دینار' ابن عباس روایت کیا ہے۔ یہ سب روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاق کو نافذ کیا اور کہا عورت تجھ سے (بائنہ) جدا ہوگئی جیسے کہ اسماعیل عن ایوب عن عبداللہ بن کثیر کی سند میں آیا ہے۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَى حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: إذَا قال: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا - بِفَمٍ وَاحِدٍ: فَهِيَ وَاحِدَةٌ - وَرَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ هٰذَا قَوْلَهُ وَلم يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ وَجعَلَهُ قَوْلَ عِكْرِمَةَ.

(۲) امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ حماد بن زید' ایوب سے بواسطہ عکرمہ' ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب کہنے والے نے ایک ہی مرتبہ کہا کہ ''تجھے تین طلاق ہے'' تو یہ ایک طلاق ہے۔ اور اسماعیل بن ابراہیم نے ایوب سے بواسطہ عکرمہ اسے نقل کیا تو ابن عباس کا نام نہیں لیا بلکہ اس کو عکرمہ کا قول بنایا ہے۔

٢١٩٨ - قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَارَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيمَا حدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالحٍ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى - وَهٰذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ - قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، وَمُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ عن مُحمَّدِ بنِ إيَاسٍ أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ وَأبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ الله بنَ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ سُئِلُوا عن الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثلاثا؟ فكُلُّهُمْ قال: لا تَحِلُّ لَهُ حتى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

٢١٩٨- امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتو بدل گیا تھا جیسے کہ ہمیں احمد بن صالح اور محمد بن یحییٰ نے بیان کیا...... اور یہ روایت احمد بن صالح کی ہے...... اور ان دونوں کی سند یوں ہے: حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف (دوسری سند) محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان' محمد بن ایاس سے بیان کرتے ہیں کہ حضرات ابن عباس' ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے سوال کیا گیا کہ کنواری لڑکی کو اگر اس کا شوہر تین طلاقیں دے دے (قبل از مباشرت) تو؟ سب نے کہا کہ یہ شوہر کے لیے حلال نہیں حتیٰ کہ کسی اور سے نکاح کرے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى مَالِكٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُكَيرِ بنِ الأَشَجِّ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي عَيَّاشٍ أَنَّهُ شَهِدَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ حِينَ جَاءَ مُحمَّدُ بنُ إيَاسِ بن الْبُكَيْرِ إلى ابن الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بن عُمَرَ فَسَأَلَهُما عن ذٰلِكَ فقالَا: اذْهَبْ إلى ابنِ عَبَّاسٍ وَأبي هُرَيْرَةَ فإنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، ثُمَّ سَاقَ هٰذَا الْخَبَرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے یہ سند یحیی بن سعید عن بکیر بن الأشج عن معاوية بن أبي عياش روایت کیا (معاویہ نے کہا) کہ میں اس قصے کا گواہ ہوں' محمد بن ایاس بن بکیر' ابن الزبیر اور عاصم بن عمر کے پاس آیا اور ان دونوں سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلے جاؤ' میں نے ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں چھوڑا ہے۔ پھر یہ قصہ بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَوْلُ ابنِ عَبَّاسٍ - هُوَ أَنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ تَبِينُ مِنْ زَوْجِهَا

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ عورت تین طلاق سے اپنے شوہر سے بائنہ (جدا)

٢١٩٨- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٥٤ من حديث أبي داود به، وحديث مالك في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٠.

مَدْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَدْخُولٍ بِهَا -: لا تَحِلُّ لَهُ حتى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، هٰذَا مِثْلُ خَبَرِهِ الآخر، في الصَّرْفِ قال فِيهِ، ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ عَنْهُ. يَعني ابنَ عَبَّاسٍ.

ہو جاتی ہے' خواہ شوہر نے اس سے مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو' وہ اس کے لیے حلال نہیں رہتی جب تک کہ کسی اور سے نکاح نہ کرلے۔ ان کا یہ فتو ایسے ہی ہے جیسے کہ انہوں نے بیع صرف (سونے چاندی کی بیع) کے بارے میں فتوی دیا تھا' پھر ابن عباس نے اپنے اس فتوے سے رجوع کر لیا تھا۔

توضیح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین طلاق کے مسئلے میں دو قول وارد ہیں جیسے کہ بیع صَرف (سونے چاندی کی بیع) میں پہلے وہ ایک درہم کے بدلے دو درہم اور ایک دینار کے بدلے دو دینار لینا دینا (نقد میں) جائز سمجھتے تھے' پھر جب انہیں اس بیع کی نہی کی موثوق خبر مل گئی تو انہوں نے اپنا فتو بدل لیا اور اس کے ناجائز ہونے کا فتو دینے لگے۔ اسی طرح اس مسئلہ طلاق میں بھی ان کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ تین طلاق کے لفظ سے طلاق ہو جاتی ہے (یعنی تین) اور اکثر روایات اسی طرح ہیں اور دوسرا یہ کہ واقع نہیں ہوتی (بلکہ ایک ہوتی ہے) جیسے کہ عکرمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ اور یہی صحیح ہے' باوجود یکہ اس کے برعکس کی اسانید زیادہ ہیں۔ طاؤس کی ان سے مرفوع روایت اسی کی مؤید ہے اور اسی کو اختیار کرنا ہمارے نزدیک واجب ہے کیونکہ یہ صحیح حدیث کئی ایک اسانید سے ان سے ثابت ہے۔ امام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید ابن قیم رحمہما اللہ اور بعض دیگر علماء اسی کے قائل ہیں۔ (ماخوذ از ارواء الغلیل: ۱۲۲/۷)

٢١٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ ابنِ مَرْوَانَ: حَدَّثَنا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن غَيْرِ وَاحِدٍ، عن طَاوُسٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤالِ لابن عَبَّاسٍ قال: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟. قال ابنُ عَبَّاسٍ:

۲۱۹۹- طاوس کہتے ہیں کہ ابو الصہباء نامی ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ سوال کیا کرتا تھا۔ اس نے کہا: کیا آپ کو علم ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو ایسی طلاق کو رسول اللہ ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اوائل دور عمر رضی اللہ عنہ میں ایک ہی بنایا (شمار) کرتے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں! آدمی جب اپنی بیوی کو مباشرت سے پہلے تین طلاقیں دے دیتا تھا تو عہد رسالت' عہد ابی بکر اور ابتدائے عہد عمر میں اس کو ایک ہی بنا دیتے تھے۔ عمر

٢١٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٧/ ٣٣٨ من حديث أبي داود به، ووقع في المطبوع تصحيف * غير واحد لم أعرفهم، وقول ابن عباس يؤيد هذا الحديث.

بَلَى كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وأبي بَكْرٍ وَصَدْرًا من إمَارَةِ عُمَرَ، فَلَمَّا [أن] رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فيهَا قال: أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ.

نے جب دیکھا کہ لوگ مسلسل طلاقیں دینے لگے ہیں تو انہوں نے کہا: انہیں ان پر نافذ کردو۔

ملحوظہ: اس روایت میں [قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا] ''قبل از مباشرت'' کا اضافہ منکر ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ' ج: ۳/۱۱۳۴) صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ انتہائی صریح اور صاف ہیں [كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبِي بَكْرٍ وَ سَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : اِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي اَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ اَنَاةٌ فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ] (صحیح مسلم' الطلاق' حدیث:۱۴۷۲) ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں' عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ اور خلافت عمر کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں ایک ہی ہوا کرتی تھیں' تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگ اس معاملہ (طلاق) میں جس میں انہیں مہلت حاصل تھی' جلدی کرنے لگے ہیں۔ اگر ہم (ان کی تین طلاقوں کو' تین طلاقیں ہی) ان پر نافذ کردیں (تو بہتر رہے) چنانچہ انہوں نے اس کو نافذ کردیا۔'' علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں مدخولہ اور غیر مدخولہ کی کوئی قید نہیں۔ یہ نص ناقابل انکار ہے' انتہائی محکم اور ثابت ہے' منسوخ نہیں ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صدیق رضی اللہ عنہ اور اوائل دور عمر رضی اللہ عنہ میں اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت اس کے بالمقابل کسی نص سے نہیں' بلکہ اپنے اجتہاد سے کی تھی اور یہی وجہ تھی کہ قبل از نفاذ انہیں تردد و اضطراب رہا تھا۔ اور مصر اور شام وغیرہ میں جب اس حکم کو قانون کا حصہ بنایا گیا ہے تو اتباع سنت اور احیائے سنت کی غرض سے نہیں بلکہ بربنائے مصلحت اور ابن تیمیہ کی تقلید میں ایسا کیا گیا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ اپنی عبادات و معاملات میں سنت کی اتباع کو پیش نظر رکھیں۔ (ملخصہ) مترجم عرض کرتا ہے کہ برصغیر میں بھی یہی صورت حال ہے کہ لوگ اپنی ذاتی مصالح کے پیش نظر ان احادیث کے مطابق فتوی حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں' نہ کہ اتباع سنت کی غرض سے۔ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى.

۲۲۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيجٍ: أخبرني ابنُ طَاوُسٍ عن أَبِيهِ أَنَّ أَبَا

۲۲۰۰- ابن طاؤس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں' ابوبکر رضی اللہ عنہ

۲۲۰۰_ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب طلاق الثلاث، ح:۱۴۷۲ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:۱۱۳۳۷.

الصَّهْبَاءِ قال لابنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ أَنَّما كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إمَارَةِ عُمَرَ؟ . قال ابنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ.

کے عہد اور عمر ؓ کی امارت کے ابتدائی تین سال تک تین طلاقوں کو ایک بنایا (شمار کیا) جاتا تھا؟ تو ابن عباس ؓ نے کہا: ہاں!

فوائد ومسائل: ①امت کے لیے حجت شرعیہ صرف اور صرف نبی ﷺ کا دور ہے۔ جب کہ شریعت نازل ہوئی اور مکمل ہوگئی۔ اور امام مالک ؒ کا یہ قول قول فیصل ہے۔ [لَنْ يَّصْلُحَ آخِرُهٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَا صَلُحَ بِهِ اَوَّلُهَا] ''اس امت کا آخری دور اسی سے اصلاح پذیر ہوگا جس کے ذریعے سے اس کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔'' ②اس حدیث سے واضح ہے کہ عہد رسالت' عہد ابی بکر اور حضرت عمر ؓ کے ابتدائی دور میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے یہی مسلک صحیح ہے۔ علاوہ ازیں عوام کی جہالت کا حل بھی یہی ہے' وہ طلاق کے صحیح طریقے سے بے خبر ہونے کی وجہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیتے ہیں (حالانکہ ایسا کرنا سخت منع ہے) پھر پچھتاتے ہیں۔ اس کا حل یہی ہے کہ اسے ایک طلاق شمار کیا جائے اور اسے رجوع کا حق دیا جائے۔ آج کل کے متعدد علمائے احناف نے بھی اس موقف کی تائید کی ہے۔ جس کی تفصیل ''ایک مجلس کی تین طلاقیں'' نامی کتاب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح یہ مبحث ''عورتوں کے امتیازی مسائل وقوانین'' تالیف: حافظ صلاح الدین یوسف' مطبوعہ دار السلام میں بھی ضروری حد تک موجود ہے۔

(المعجم ١٠، ١١) - بَابٌ: فِي مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ (التحفة ١١)

باب:۱۰'۱۱- ایسے کلمات جو طلاق کے محتمل ہوں' اور نیتوں کی اہمیت

٢٢٠١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن عَلْقَمَةَ ابنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ يقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا الأعمَالُ بالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لامْرِىءٍ ما نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إلى الله وَرَسُولِهِ

۲۲۰۱- حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو۔ سو جس نے ہجرت کی اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی یا کسی عورت کے لیے کہ اس سے شادی کرلے تو اس کی ہجرت اسی کی

٢٢٠١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ . . . الخ، ح: ١، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ "إنما الأعمال بالنية . . . الخ"، ح: ١٩٠٧ من حديث سفيان بن عيينا به.

فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔“

فائدہ: کلمات کنایہ سے طلاق ہو جاتی ہے بشرطیکہ طلاق کی نیت ہو اگر یہ نیت نہ ہو تو نہیں ہوتی۔

٢٢٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَسُلَيْمانُ بْنُ داوُدَ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ كَعْبٍ - وكَان قَائِدَ كَعْبٍ من بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ، فَسَاقَ قِصَّتَهُ فِي تَبُوكَ قال: حَتَّى إذَا مضَتْ أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ إذَا رسولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَأْتِي فقال: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، قال: فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قال: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَا، فلَا تَقْرَبَنَّهَا. فَقُلْتُ لامْرَأَتِي: الْحَقِي بِأَهْلِكِ فكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ تَعَالَى فِي هٰذَا الأَمْرِ.

٢٢٠٢- جناب عبداللہ بن کعب اپنے والد کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قائد تھے جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور تبوک والا واقعہ بیان کیا۔ بیان کیا کہ جب پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا پیغام بر آیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ کہا: نہیں، بلکہ اس سے علیحدہ رہو اس کے قریب مت ہونا۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور انہی کے پاس رہو تا آنکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس معاملے میں کوئی فیصلہ فرما دے۔

فوائد و مسائل: ① اگر شوہر بیوی کو یوں کہہ دے کہ ”اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔“ اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ② حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں سورۂ توبہ کی آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا......﴾ (التوبة: ١١٨) کے ضمن میں دیکھ لیا جائے۔

٢٢٠٢_ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩ عن أحمد بن عمرو ابن السرح، والبخاري، الوصايا، باب: إذا تصدق أو وقف بعض ماله أو بعض رقيقه أو دوابه فهو جائز، ح: ٢٧٥٧ من حديث ابن شهاب الزهري به.

(المعجم ١١، ١٢) - بَابٌ: فِي الْخِيارِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱'۱۲-بیوی کو اختیار دینے کا مسئلہ

٢٢٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عن الأَعمَشِ، عن أبي الضُّحَى، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ الله ﷺ فاخْتَرْنَاهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ شَيْئًا.

۲۲۰۳-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے آپ ہی کو اختیار کیا تھا' چنانچہ اس کو کچھ بھی شمار نہ کیا گیا۔

فوائد ومسائل:① اگر شوہر بیوی سے کہے ''مجھے اختیار کرلو یا اپنے آپ کو' یا تمہیں اختیار ہے' وغیرہ۔'' اور نیت طلاق کی ہو...... پھر اگر بیوی نے اپنے آپ کو اختیار کرلیا تو طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر شوہر کو اختیار کرلے تو نہیں ہوگی۔② فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی مالی حالت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان ونفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ نبی ﷺ چونکہ نہایت سادگی پسند تھے اس لیے ازواج مطہرات کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی جو ایک مہینے تک جاری رہی۔ بالآ خر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ० وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۲۸،۲۹) اس کے بعد نبی ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ ؓ کو یہ آیت سنا کر انہیں اختیار دیا' تاہم انہیں کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے والدین سے مشورے کے بعد کوئی اقدام کرنا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں مشورہ کروں۔ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ یہی بات دیگر ازواج مطہرات نے بھی کہی اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش وآرام کو ترجیح نہیں دی۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورة الاحزاب - ماخوذ از تفسیر احسن البیان)

(المعجم ١٢، ١٣) - بَابٌ فِي: أَمْرُكِ بِيَدِكِ (التحفة ١٣)

باب:۱۲'۱۳-شوہر اگر یوں کہے ''تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو؟''

٢٢٠٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

۲۲۰۴-حماد بن زید نے بیان کیا کہ میں نے ایوب

٢٢٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب من خير أزواجه . . . الخ، ح: ٥٢٦٢، ومسلم، الطلاق، باب بيان أن تخييره امرأته لا يكون طلاقًا إلا بالنية، ح: ١٤٧٧/ ٢٨ من حديث الأعمش به.

٢٢٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق، باب ماجاء في: أمرك بيدك، ح: ١١٧٨، ◀◀

حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ عن حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا، قال [بقولِ] الْحَسَنِ في: أمْرُكِ بِيَدِكِ؟ قال: لَا إِلَّا شَيْءٌ حَدَّثَناهُ قَتَادَةُ عن كَثِيرٍ مَوْلَى ابنِ سَمُرَةَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. قال أَيُّوبُ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا كَثِيرٌ فَسَأَلْتُهُ؟ فقال: ما حَدَّثْتُ بِهذَا قَطُّ. فَذَكَرْتُهُ لِقَتَادَةَ فقال: بَلَى وَلَكِنَّهُ نَسِيَ.

سے پوچھا: آپ کوکسی کا علم ہے جو [أمْرُكِ بِيَدِكِ] "تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے" کی تفصیل میں حسن (بصری) کی طرح کہتا ہو؟ (ان کا بیان اگلی روایت میں آ رہا ہے۔) ایوب نے کہا: نہیں مگر وہی جو ہم کو قتادہ نے بہ سند کثیر مولیٰ ابن سمرہ سے' ابوسلمہ سے' انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند بیان کیا۔ ایوب نے کہا: پھر کثیر مولیٰ ابن سمرہ ہمارے پاس آئے تو میں نے ان سے (اس روایت کے متعلق) پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: "میں نے یہ کبھی بیان نہیں کیا۔" پھر میں نے ان کی یہ بات قتادہ سے کہی تو انہوں نے کہا کہ بیان تو کیا ہے مگر بھول گئے ہیں۔

٢٢٠٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ في: أمْرُكِ بِيَدِكِ قال: ثَلَاثٌ.

۲۲۰۵- قتادہ...... جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ [أمْرُكِ بِيَدِكِ] "تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔" یہ تین طلاقیں ہوتی ہیں۔

فائدہ: یہ تابعی کا قول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں ہے علاوہ ازیں مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ بہر حال اگر شوہر نے اس جملے سے طلاق مراد لی ہو تو طلاق ہو جائے گی مگر ایک طلاق ہوگی۔

(المعجم ١٣، ١٤) - بَابٌ: فِي الْبَتَّةِ (التحفة ١٤)

باب:۱۳'۱۴-طلاق بتہ کا بیان

٢٢٠٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرحِ وَإبْرَاهِيمُ ابنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أبو ثَوْرٍ في آخَرِينَ قالُوا:

۲۲۰۶- نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمہ کو بتہ

والنسائي، ح: ٣٤٤٩ من حديث سليمان بن حرب به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "منكر" ※ قتادة مدلس وعنعن، وكثير أنكر المروي المنسوب إليه.

٢٢٠٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] ※ قتادة عنعن.

٢٢٠٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٣، ح: ٣٩٣٣ من حديث الشافعي به، وهو في الأم: ٥/ ١١٨، ١٣٧، ٢٦٠ و٧/ ٣٥، ومسند الشافعي، ص: ٢٦٨، ونقل الدارقطني بسند صحيح عن أبي داود قال: "وهذا حديث صحيح" وأعل بما لا يقدح.

حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: حَدَّثَني عَمِّي مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ شَافِعٍ عن [عبَدِالله] بنِ عَلِيِّ بنِ السَّائِبِ، عن نَافِعِ ابنِ عُجَيْرِ بنِ عَبْدِ يَزِيدَبنِ رُكَانَةَ: أَنَّ رُكَانَةَ ابنَ عَبْدِ يَزِيدَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمَةَ الْبَتَّةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ بِذٰلِكَ وَقال: وَالله! ما أَرَدْتُ [بها] إلَّا وَاحِدَةً. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَالله! ما أَرَدْتَ إلَّا وَاحِدَةً؟» فقالَ رُكَانَةُ: وَالله! ما أَرَدْتُ إلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ في زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ في زَمَانِ عُثْمانَ.

طلاق دے دی۔ پھر نبی ﷺ کو اس کی خبر دی اور کہا: قسم اللہ کی! میں نے اس سے ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم سے! تو نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا؟“ رکانہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے صرف ایک ہی کا ارادہ کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا۔ چنانچہ اس نے اس کو دوسری طلاق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں دی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَوَّلُهُ لَفْظُ إبراهِيمَ وآخِرُهُ لَفْظُ ابنِ السَّرْحِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا ابتدائی حصہ ابراہیم بن خالد کلبی کے الفاظ ہیں اور آخری ابن السرح کے۔

فائدہ: ”بتّة“ بمعنی قطع (کاٹنا) ہے۔ یعنی طلاق دینے والا کہے کہ میں تجھے بتہ طلاق دیتا ہوں۔ یعنی ایسی طلاق جس میں رجوع نہیں اور اپنا تعلق پوری طرح کاٹتا ہوں۔ اور اس کی مراد تین طلاق ہو۔

٢٢٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ عن مُحمَّدِ بنِ إدْرِيسَ: حَدَّثَني عَمِّي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عن ابنِ السَّائِبِ، عن نَافِعِ بنِ عُجَيْرٍ، عن رُكَانَةَ بنِ عَبْدِ يَزِيدَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهذَا الْحَدِيثِ.

۲۲۰۷- محمد بن یونس نسائی اپنی سند سے نافع بن عجیر سے، وہ رکانہ بن عبد یزید سے، وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کرتے ہیں۔

٢٢٠٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه الدارقطني: ٤/ ٣٣، والبيهقي: ٧/ ٣٤٢ من حديث أبي داود به.

٢٢٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن الزُّبَيْرِ ابنِ سَعِيدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ ابنِ رُكَانَةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ، فَأَتَى رَسُولَ الله ﷺ فَقَالَ: «ما أَرَدْتَ؟» قال: وَاحِدَةً، قال: «آلله؟» قال آلله! قال: «هُوَ عَلَى مَا أَرَدْتَ».

۲۲۰۸-عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دے دی تھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا: ''تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟'' اس نے کہا: ایک کا۔ آپ نے کہا: ''اللہ کی قسم سے کہتے ہو؟'' کہا: اللہ کی قسم سے کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ وہی ہے جو تم نے ارادہ کیا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ من حَدِيثِ ابنِ جُرَيْجٍ: أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا .لأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ. وَحَدِيثُ ابْنِ جُرَيْجٍ رَوَاهُ عن بَعْضِ بَنِي أبي رَافِعٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن جریج کی (گذشتہ) روایت (۲۱۹۶) سے صحیح تر ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ یہ لوگ اس کے اپنے گھر والے ہیں' اور یہ اس کے متعلق بہتر جانتے ہیں۔ اور ابن جریج کی روایت ابورافع کے کسی بیٹے نے عکرمہ سے اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

ملحوظہ: اس روایت کی صحت میں اختلاف ہے۔ ہمارے فاضل محقق شیخ زبیر علی زئی اور بعض محققین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابوداود رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ ''یہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے'' کا معنی یہ نہیں کہ یہ فی الواقع اصطلاحی تعریف کے مطابق صحیح ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ سند دوسری کے مقابلے میں قدرے بہتر ہے۔ مگر حقیقتاً دونوں ہی میں ضعف ہے۔ (دیکھیے ارواء الغلیل: ۷/۱۴۳)

(المعجم ١٤، ١٥) - بَابٌ: فِي الْوَسْوَسَةِ بِالطَّلَاقِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۴، ۱۵- دل میں طلاق کا خیال آئے تو......؟

٢٢٠٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

۲۲۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان

٢٢٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الرجل يطلق امرأته البتة، ح:١١٧٧، وابن ماجه، ح:٢٠٥١ من حديث جرير بن حازم به * الزبير بن سعيد لين الحديث، والحديث السابق يغني عنه.

٢٢٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب الخطأ والنسيان في العتاقة والطلاق ونحوه . . . الخ، ح:٢٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر، ح:١٢٧ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ بنِ أَوْفَى، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِنَّ الله تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ وَبِمَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُها».

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری امت سے وہ امور معاف فرمادیے ہیں جن کے متعلق انہوں نے گفتگو نہ کی ہو یا عمل نہ کیا ہو' اور وہ جس کے متعلق محض دل میں خیال آیا ہو۔''

فائدہ: محض خیال کرنے سے یا دل میں پیچ وتاب کھاتے ہوئے طلاق دینا جبکہ زبان سے کچھ نہ بولا ہو' طلاق نہیں ہوتی۔ لیکن اپنے ان جذبات وخیالات کو کسی واضح تحریر میں نقل کر دیا ہو تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ ہاتھ کا لکھنا عمل ہے۔ خواہ بیوی کو وہ تحریر دے یا دیے بغیر ہی ضائع کر دے تو طلاق ہو جائے گی۔

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ يَاأُخْتِي** (التحفة ١٦)

باب: ۱۵' ۱۶- شوہر اپنی بیوی کو بہن کہہ دے تو؟

٢٢١٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنا أبو كامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَخَالِدٌ الطَّحَّانُ المَعْنَى كلُّهُمْ عن خَالِدٍ، عن أبي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ: أَنَّ رَجُلًا قالَ لِامْرَأَتِهِ يَاأُخَيَّةُ! فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُخْتُكَ هِيَ؟!» فكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ.

۲۲۱۰- ابوتمیمہ ھُجَیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا: اے بہن! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ تیری بہن ہے؟'' پس آپ نے اس اندازِ گفتگو کو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

٢٢١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إبراهِيمَ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا أبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ يَعني ابنَ حَرْبٍ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبِي تَمِيمَةَ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ، سَمِعَ رَجُلًا يقُولُ لامْرَأَتِهِ: يَاأُخَيَّةُ! فَنَهَاهُ.

۲۲۱۱- ابوتمیمہ نے اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت کیا کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا۔ جب کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنی بیوی کو کہہ رہا ہے: اے بہن! تو آپ نے اس کو اس سے منع فرما دیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں (کہ اس حدیث کی دو

٢٢١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٦٦ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٢٢١١- تخريج: [إسناده ضعيف] * خالد الحذاء لم يسمعه من أبي تميمة، بينهما رجل، وهو مجهول.

الْمُخْتَارِ عن خَالِدٍ، عن أبي عُثْمانَ، عن أبي تَمِيمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن رَجُلٍ، عن أبي تَمِيمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ.

سندیں اور بھی ہیں) (ا) عبدالعزیز بن مختار خالد سے وہ ابوعثمان سے وہ ابوتمیمہ سے وہ نبی ﷺ سے۔ (ب) شعبہ خالد سے وہ ایک شخص سے وہ ابوتمیمہ سے وہ نبی ﷺ سے۔

٢٢١٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ: «أَنَّ إبراهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لم يَكْذِبْ قَطُّ إلَّا ثَلَاثًا: ثِنْتَانِ في ذَاتِ الله قَوْلُهُ: ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ [الصافات: ٨٩] وَقَوْلُهُ: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا﴾ [الأنبياء: ٦٣] وَبَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ في أَرْضِ جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ إذْ نَزَلَ مَنْزِلًا، فَأُتِيَ الْجَبَّارُ فَقِيلَ لَهُ: إنَّهُ نَزَلَ هٰهُنَا رَجُلٌ مَعَهُ امْرَأَةٌ هِيَ أَحْسَنُ النَّاسِ، قال: فَأَرْسَلَ إلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فقال: إنَّهَا أُخْتِي، فَلَمَّا رَجَعَ إلَيْهَا قال: إنَّ هٰذَا سَأَلَنِي عَنْكِ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي وَإِنَّهُ لَيْسَ الْيَوْمَ مُسْلِمٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ وَإِنَّكِ أُخْتِي في كِتَابِ الله فَلَا تُكَذِّبِينِي عِنْدَهُ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٢٢١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ''بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین مواقع پر۔ دو بار اللہ عزوجل کے بارے میں۔ جبکہ آپ نے (قوم سے) کہا تھا ﴿اِنِّیْ سَقِیْمٌ﴾ ''میں بیمار ہوں' یا میری طبعیت ناساز ہے۔'' دوسری بار آپ نے کہا تھا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ ''یہ تو ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔'' اور تیسری بار جب کہ وہ ایک جابر بادشاہ کے علاقے میں سے جا رہے تھے کہ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو اس ظالم بادشاہ کو خبر دی گئی اور کہا گیا کہ یہاں ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے انتہائی حسین وجمیل! تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا بھیجا اور خاتون کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ''یہ میری بہن ہے۔ اور جب وہ اپنی اہلیہ کے پاس لوٹے تو اسے بتایا کہ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا ہے اور میں نے اس کو بتایا ہے کہ تُو میری بہن ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج تیرے اور میرے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہے اور اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے تو مجھے اس کے ہاں مت جھٹلانا۔'' اور حدیث بیان کی۔

٢٢١٢- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ٨٣٧٤ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح: ٥٠٨٤، ومسلم، ح: ٢٣٧١ من حديث أيوب عن محمد بن سيرين به، حديث شعيب بن أبي حمزة رواه البخاري، ح: ٢٢١٧.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْخَبَرَ شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن أبي الزِّنَادِ، عن الْأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو شعیب بن ابی حمزہ نے ابو الزناد سے‘ انہوں نے اعرج سے‘ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے‘ انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① بیوی کو عادتاً یا محبت واکرام میں ’’بہن‘‘ کہنا کسی طرح روا نہیں‘ لیکن کہیں کسی واقعی شرعی ضرورت سے توریہ کے طور پر کہے تو مباح ہے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معروف قصے میں وارد ہوا ہے۔ ② حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق اس حدیث کو بعض متجددنا قابل تسلیم کہتے ہیں۔ بلکہ تمام ذخیرۂ احادیث کو مشکوک‘ عجمی سازش اور نہ معلوم کس کس لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ان کا انداز تحریر وگفتگو کچھ یوں ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں احادیث کے ان راویوں کو جھٹلا دینا اور ضعیف کہنا زیادہ بہتر اور آسان ہے کجا یہ کہ قرآن کریم کی تغلیط کی جائے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بصراحت کہا ہے کہ ﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم :۴۱) ’’بلاشبہ وہ انتہائی سچے نبی تھے۔‘‘ اس فکر کے حامل لوگوں کو ذرا غور کرنا چاہیے کہ قرآن مجید بھی تو ہمارے پاس انہی راویوں کے ذریعے سے پہنچا ہے جن کے ذریعے سے احادیث پہنچی ہیں۔ حق وصداقت اور دیانت کے اعلیٰ ترین معیار کے عدیم المثال اصول قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی نقل وروایت کے سلسلے میں ایک ہی ہیں۔ جہاں جو فرق ہے وہ بابصیرت اہل علم سے مخفی نہیں اور اس وجہ سے احادیث کو کئی درجات میں تقسیم کر کے ان کے حکم بھی الگ الگ بتائے گئے ہیں۔

اس حدیث کو قرآن مجید کے واقعتاً خلاف کہنا دیانت علمی کے خلاف ہے۔ تفسیر احسن البیان (از حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ) میں سے درج ذیل اقتباس پیش کر دینا مناسب ہے۔ حافظ صاحب موصوف سورۃ الانبیاء کی آیت: ۶۳ ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں: ’’(حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان اقوال کو) یقیناً حقیقت کے اعتبار سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ظاہری شکل کے لحاظ سے ان کو کذب سے خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔ گو یہ کذب اللہ کے ہاں قابل مواخذہ نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ ہی کے لیے بولے گئے ہیں۔ درآں حالیکہ کوئی گناہ کا کام اللہ کے لیے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ ظاہری طور پر کذب ہونے کے باوجود وہ حقیقتاً کذب نہ ہو۔ لیکن (چونکہ ان کا صدور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اور عظیم انسان سے ہوا‘ لہٰذا) انہیں کذب سے تعبیر کر دیا گیا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے عصٰی اور غوٰی کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن ہی میں ان کے فعل اکل شجر کو نسیان اور ارادے کی کمزوری کا نتیجہ بھی بتلایا گیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے دو پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ من وجہ اس میں استحسان اور من وجہ ظاہری قباحت کا پہلو ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول اس پہلو سے ظاہری طور پر کذب ہی ہے کہ واقعے کے خلاف تھا۔ بتوں کو انہوں نے

خودتوڑا تھا۔لیکن ان کا انتساب بڑے بت کی طرف کیا۔لیکن چونکہ مقصدان کا تعریض اوراثباتِ توحید تھا' اس لیے حقیقت کے اعتبار سے ہم اسے جھوٹ کی بجائے اتمام حجت کا ایک طریق اور مشرکین کی بے عقلی کے اثبات واظہار کا ایک انداز کہیں گے۔علاوہ ازیں حدیث میں ان کذبات کا ذکر جس ضمن میں آیا ہے وہ بھی قابل غور ہے اور وہ ہے میدان حشر میں اللہ کے روبرو جا کر سفارش کرنے سے' اس لیے گریز کرنا کہ ان سے دنیا میں تین موقعوں پر لغزش کا صدور ہوا ہے۔درآں حالیکہ وہ لغزشیں نہیں ہیں' یعنی حقیقت اور مقصد کے اعتبار سے وہ جھوٹ نہیں ہیں۔مگر وہ اللہ کی عظمت وجلال کی وجہ سے اتنے خوف زدہ ہوں گے کہ یہ باتیں جھوٹ کے ساتھ ظاہری مماثلت کی وجہ سے قابل گرفت نظر آئیں گی۔گویا حدیث کا مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جھوٹا ثابت کرنا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کیفیت کا اظہار ہے جو قیامت والے دن خشیت الٰہی کی وجہ سے ان پر طاری ہوگی۔''

پھر لطف یہ ہے کہ ان تین باتوں میں سے دو تو خود قرآن میں مذکور ہیں' حدیث میں تو صرف ان کا حوالہ ہے۔ تیسری بات البتہ صرف حدیث میں مذکور ہے مگر جن حالات میں وہ بات کہی گئی ہے ان حالات میں خود قرآن نے اظہار کفر تک کی اجازت دی ہے۔پس اگر حدیث پر عتاب اتارنا ہے تو پہلے یہ حضرات قرآن پر عتاب اتاریں۔اور اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي الظِّهَارِ** (التحفة ١٧)

باب:۱۶'۱۷-ظہار کے احکام ومسائل

٢٢١٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ المعنى قالَا: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءِ قال ابنُ الْعَلَاءِ: ابْن عَلْقَمَةَ - بنِ عَيَّاشٍ عن سُلَيْمانَ بن يَسَارٍ، عن سَلَمَةَ بنِ صَخْرٍ - قال ابنُ الْعَلَاءِ: الْبَيَاضِيِّ، قال: كُنْتُ امْرَءًا أُصِيبُ

۲۲۱۳-''حضرت سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جو عورتوں کو اس قدر آتا تھا کہ کوئی اور کیا آتا ہوگا۔(بڑی جنسی قوت والا تھا۔) جب رمضان کا مہینہ آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ بیوی کے ساتھ کچھ کر نہ بیٹھوں کہ صبح تک الگ ہی نہ ہوسکوں۔سو میں نے اس سے ظہار کرلیا حتی کہ رمضان گزر جائے۔اتفاق سے ایک رات وہ میری خدمت کررہی تھی کہ اس کے جسم

٢٢١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في المظاهر يواقع قبل أن يكفر، ح:١١٩٨، وابن ماجه، ح:٢٠٦٢ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، ولم أجد تصريح سماعه ✽ وسليمان لم يسمعه من سلمة، ومع ذلك حسنه الترمذي، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم:٢/ ٢٠٣، ووافقه الذهبي، والسند ضعيف، وله شواهد ضعيفة.

مِنَ النِّسَاءِ ما لا يُصِيبُ غَيْرِي فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيبَ مِنِ امْرَأَتِي شَيْئًا يُتَّابَعُ بِي حَتَّى أُصْبِحَ، فَظَاهَرْتُ مِنْهَا حَتَّى يَنْسَلِخَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فَبَيْنَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَكَشَّفَ لِي مِنْهَا شَيْءٌ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الْخَبَرَ وَقُلْتُ: امْشُوا مَعِي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، قالُوا: لَا وَالله! فَانْطَلَقْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «أَنْتَ بِذَاكَ يَاسَلَمَةُ!؟» قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ يَارَسُولَ الله! مَرَّتَيْنِ وَأَنَا صَابِرٌ لأَمْرِ الله عَزَّوَجَلَّ، فَاحْكُمْ فِيَّ مَا أَرَاكَ الله. قال: «حَرِّرْ رَقَبَةً». قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا وَضَرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي. قال: «فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ». قال: وَهَلْ أَصَبْتُ الَّذِي أَصَبْتُ إِلَّا مِنَ الصِّيَامِ؟!. قال: «فَأَطْعِمْ وَسَقًا مِنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّينَ مِسْكِينًا». قال: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا وَحْشَيْنِ ما لَنَا طَعَامٌ. قالَ: «فانْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فأطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسَقًا مِنْ تمْرٍ وَكُلْ أَنْتَ وعِيَالُكَ بَقِيَّتَهَا». فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عند النَّبِيِّ ﷺ السَّعَةَ وَحُسْنَ الرَّأْيِ وَقَدْ أَمَرَ لِي أَوْ أَمَرَنِي

کا کچھ حصہ میرے سامنے ظاہر ہوا تو میں ضبط نہ کر سکا اور اس کے اوپر چڑھ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں اپنا قصہ بتایا اور انہیں کہا: میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ وہ کہنے لگے: نہیں، قسم اللہ کی! (ہم تو نہیں جاتے) تو میں خود ہی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے کہا: ''سلمہ! ارے تو نے؟'' میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے...... دو بار کہا اور میں اللہ کے حکم پر صابر (راضی) ہوں، میرے بارے میں جو اللہ آپ کو سجھائے فیصلہ فرما دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''ایک گردن آزاد کر دو۔'' میں نے کہا: قسم اللہ کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں تو بس اسی کا مالک ہوں اور میں نے اپنی گردن کی ایک جانب پر ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر دو مہینے متواتر روزے رکھو۔'' میں نے کہا کہ اور یہ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے، روزوں ہی کی وجہ سے تو ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کر دو۔'' میں نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم نے تو بھوکے پیٹوں رات گزاری ہے، ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو بنی زریق کے صدقہ کرنے والے کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں کچھ دے گا۔ تو اس میں سے ایک وسق کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دینا اور باقی تم اور تمہارا عیال کھا لے۔'' چنانچہ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور انہیں کہا کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے پائی، جبکہ نبی

بِصَدَقَتِكُمْ.

ﷺ کے پاس سے وسعت اور بہترین رائے ملی ہے۔ آپ نے مجھے تمہارے صدقے (لینے) کا حکم فرمایا ہے۔

زَادَ ابنُ الْعَلَاءِ: قال ابنُ إِدْرِيسَ: وَبَيَاضَةُ بَطْنٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ.

ابن العلاء نے کہا: ابن ادریس نے وضاحت کی کہ بیاضۂ بنی زریق کی ایک برادری کا نام ہے۔

فوائد و مسائل: ① ایمان جب دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے تو مومن اللہ کی نافرمانی سے خائف رہتا ہے۔ اور اگر کوئی خطا ہو جائے تو فوراً اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہی تفسیر ہے اس قول کی کہ ''ایمان خوف اور رجا (امید) کے درمیان ہے۔'' اور یہ واقعہ اس کی شاندار مثال ہے۔ ② ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں چار مد اس حساب سے ایک صاع کا وزن تقریباً ڈھائی کلو اور ایک وسق کا وزن تین من اور تیس کلو اور بعض علماء کے نزدیک تین من اور چھ کلو ہوگا۔

٢٢١٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مَعْمَرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حَنْظَلَةَ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ، عن خُوَيْلَةَ بِنْتِ مَالِكِ ابنِ ثَعْلَبَةَ قَالَتْ: ظَاهَرَ مِنِّي زَوْجِي أَوْسُ ابنُ الصَّامِتِ، فَجِئْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَشْكُو إلَيْهِ وَرَسُولُ الله ﷺ يُجَادِلُنِي فِيهِ وَيقُولُ: «اتَّقِي الله فإنَّهُ ابنُ عَمِّكِ»، فَمَا بَرِحْتُ حتى نَزَلَ الْقُرآنُ: ﴿قَدْ سَمِعَ ٱللَّهُ قَوْلَ ٱلَّتِي تُجَٰدِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ [المجادلة: ١] إلى الْفَرْضِ فقال: «يَعْتِقُ رَقَبَةً»، قالَتْ: لا يَجِدُ، قال: «فَيَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ»، قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّهُ شَيْخٌ

۲۲۱۴- حضرت خویلہ بنت مالک بن ثعلبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر اوس بن صامت ؓ نے مجھ سے ظہار کر لیا تو میں شکایت لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے اس مسئلے میں بحث فرمانے لگے۔ آپ کہتے تھے: ''اللہ سے ڈرو وہ تمہارا چچا زاد ہے۔ میں وہاں سے نہ ہٹی تھی کہ قرآن نازل ہو گیا: ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیُ تُجَادِلُكَ فِی زَوْجِهَا......﴾ بیانِ کفارہ تک ...... آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گردن آزاد کرے۔'' اس نے کہا: اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ دو مہینے متواتر روزے رکھے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ بہت بوڑھا ہے' روزے کہاں رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ''تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔'' اس نے کہا: اس کے پاس کچھ نہیں ہے کہ صدقہ کرے۔ بیان کرتی

٢٢١٤ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ٦/ ٤١٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * معمر بن عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان.

كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ، قال: «فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا» قالَتْ: ما عِنْدَهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَصَدَّقُ بِهِ، قالَتْ: فَأُتِيَ سَاعَتَئِذٍ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! فإِنِّي أُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ، قال: «قَدْ أَحْسَنْتِ، اذْهَبِي فأَطْعِمِي بِهَا عَنْهُ سِتِّينَ مِسْكِينًا، وارْجِعِي إلى ابْنِ عَمِّكِ».

ہیں کہ اسی وقت آپ کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک اور ٹوکرے (کھجور) سے اس کی مدد کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بہت بہتر ہے۔ جاؤ اور اس کی طرف سے یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو اور اپنے چچازاد کی طرف لوٹ جاؤ۔“

قال: وَالْعَرَقُ سِتُّونَ صَاعًا.

(یحییٰ بن آدم نے) کہا کہ العَرَق (ٹوکرے) میں ساٹھ صاع کھجور آتی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ في هَذَا: إِنَّمَا كَفَّرَتْ عَنْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْتَأْمِرَهُ. قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أخُو عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس روایت میں کہا کہ اس (خاتون) نے اپنے شوہر کی طرف سے اس کے مشورے کے بغیر ہی کفارہ ادا کر دیا تھا۔ اور کہا کہ یہ (اوس بن صامت) عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① سورۂ مجادلہ اور آیات کفارۂ ظہار کا شان نزول یہی واقعہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی امر نہیں فرماتے بلکہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہوتا ہے: ﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى﴾ (النجم: ۳،۴) ③ کسی مسلمان کی طرف سے مالی کفارہ ادا کر دیا جائے تو جائز ہے اور باعث اجر بھی۔ ④ بیوی اپنے شوہر کو جو مالی طور پر مسکین ہو صدقہ اور زکوٰۃ دے دے تو جائز ہے مگر شوہر بیوی کو نہیں دے سکتا۔

٢٢١٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى أَبُو الأَصبغِ الحرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن ابن إسْحَاقَ بِهذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ إلَّا أَنَّهُ قال: وَالْعَرَقُ مِكْتَلٌ يَسَعُ ثَلَاثِينَ صَاعًا.

۲۲۱۵- ابن اسحاق نے اسی سند سے مذکورہ روایت کی مانند روایت کیا مگر کہا کہ ”العرق“ وہ ٹوکرا ہوتا ہے جس میں تیس صاع کھجور آتی ہے۔

٢٢١٥ـ **تخريج:** [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ آدَمَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: یہ روایت' یحییٰ بن آدم کی (مذکورہ بالا) روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

ملحوظہ: [العَرَق] "ٹوکرے" کی مقدار ان روایات میں ساٹھ صاع یا تیس صاع راجح نہیں ہے۔ جیسے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔ صحیح مقدار اگلی روایت میں مذکور ہے' یعنی پندرہ صاع۔ اسی طرح حدیث: ٢٣٩٣ میں بھی مروی ہے۔

٢٢١٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن أبي سَلَمَةَ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: يَعْنِي الْعَرَقَ: زَنْبِيلًا يأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا.

٢٢١٦- ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: "العرق" سے مراد ایسا ٹوکرا ہوتا ہے جس میں پندرہ صاع کھجور آتی ہے۔

٢٢١٧- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بنُ الحارِثِ عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ بِهذَا الْخَبَرِ قال: فَأُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِتَمْرٍ فأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهُوَ قَرِيبٌ من خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا. قالَ: «تَصَدَّقْ بِهذَا». فقالَ: يَارَسُولَ الله! عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُكَ».

٢٢١٧- سلیمان بن یسار نے یہ خبر بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجور لائی گئی' آپ نے یہ اسے دے دی جو پندرہ صاع کے قریب تھی اور فرمایا: "اسے صدقہ کر دو۔" تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنے اور اپنے گھر والوں سے زیادہ فقیر لوگوں پر صدقہ کروں؟ آپ نے فرمایا: "تم کھالو اور تمہارے گھر والے۔"

فائدہ: ان کا یہ مطلب تھا کہ غربت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ اس صدقے کا مستحق اور کوئی نہیں۔

٢٢١٨- قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى مُحمَّدِ بنِ وَزِيرٍ المِصْرِيِّ قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمْ

٢٢١٨- جناب عطاء حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

٢٢١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٠ من حديث أبي داود به * أبان هو ابن يزيد العطار، و يحيى هو ابن أبي كثير، وهو مدلس وعنعن.

٢٢١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩١ من حديث أبي داود به، وانظر، ح: ٢٢١٣، والسند مرسل.

٢٢١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٩٢ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

بِشْرُ بنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنا عَطَاءٌ عن أوْسٍ أخِي عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ أعطَاهُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ إطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

نے ان کو پندرہ صاع جو عنایت کیے تھے یعنی ساٹھ مسکینوں کا کھانا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعَطَاءٌ لم يُدْرِكْ أوْسًا وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَدِيمُ المَوْتِ، والحَديثُ مُرْسَلٌ وَإِنَّمَا رَوَوْهُ: عن الْأَوْزَاعِيِّ، عن عَطَاءٍ أنَّ أوْسًا.

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ عطاء کی اوس سے ملاقات نہیں ہے۔ اور یہ (اوس) اہل بدر میں سے تھے' ان کی وفات بہت پہلے ہوگئی تھی۔ اور یہ حدیث مرسل ہے۔ محدثین اسے اوزاعی سے بواسطہ عطاء اور وہ اوس سے روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: گویا یہ روایت' جس میں جو کا ذکر ہے' صحیح نہیں ہے بلکہ منقطع ہے۔ محدثین کے نزدیک مرسل اور منقطع ہم معنی ہیں۔ (عون المعبود)

۲۲۱۹- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ أنَّ جَمِيلَةَ كانَتْ تَحتَ أَوْسِ بنِ الصَّامِتِ وَكَانَ رَجُلًا بِهِ لَمَمٌ، فَكَانَ إذَا اشْتَدَّ لَمَمُهُ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ فِيهِ كَفَّارَةَ الظِّهَارِ.

۲۲۱۹- ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ جمیلہ حضرت اوس بن صامت کی زوجیت میں تھی اور اوس میں جنسی شہوت کا مادہ زیادہ تھا' جب ان پر اس کا غلبہ ہوتا تو وہ اپنی بیوی سے ظہار کر لیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مسئلے میں ظہار کے کفارہ کا حکم نازل فرمایا تھا۔

فائدہ: یہ جمیلہ وہی خاتون ہیں جن کا ذکر پہلے خویلہ کے نام سے آیا ہے۔ یا تو ان کے نام ہی دو تھے یا جمیلہ انہیں ان کی خوب صورتی کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ (عون المعبود) واللہ اعلم ☆

۲۲۲۰- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا مِثْلَهُ.

۲۲۲۰- حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے' انہوں نے عروہ سے' انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے۔ اسی کے مثل روایت کی ہے۔

۲۲۱۹- تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

۲۲۲۰- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ۲/ ٤٨١ من حديث محمد بن الفضل عارم به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٢٢٢١- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الْحَكَمُ ابنُ أَبَانَ عن عِكْرِمَةَ: أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ ثُمَّ وَاقَعَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ، فقالَ: «مَا حَمَلَكَ عَلَى ما صَنَعْتَ؟» قالَ: رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقَيْهَا في الْقَمَرِ، قالَ: «فاعْتَزِلْهَا حَتَّى تُكَفِّرَ عَنْكَ».

۲۲۲۱- جناب عکرمہ (مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا' پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ ہمبستر بھی ہو گیا' اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے ایسا کیوں کیا؟'' کہنے لگا: میں نے چاندنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ لی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اب اس سے دور رہنا حتی کہ اپنا کفارہ دے لے۔''

فائدہ: ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے قربت جائز نہیں ہے۔

٢٢٢٢- حَدَّثَنا الزَّعْفَرَانِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الْحَكَمِ بنِ أَبَانَ، عن عِكْرِمَةَ: أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ، فَرَأَى بَرِيقَ سَاقِهَا في الْقَمَرِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّرَ.

۲۲۲۲- جناب عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا' پھر چاند کی چاندنی میں اس کی پنڈلی کی سفیدی دیکھی تو اس سے مجامعت کر بیٹھا' تب نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' تو آپ نے اس کو کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

٢٢٢٣- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بنُ أَبَانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ: السَّاقَ.

۲۲۲۳- جناب عکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' وہ نبی ﷺ سے' اسی کی مثل بیان کرتے ہیں' مگر اس میں (اسماعیل راوی نے) ''پنڈلی'' کا ذکر نہیں کیا۔

٢٢٢٤- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بنَ الْمُخْتَارِ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ:

۲۲۲۴- جناب عکرمہ رحمہ اللہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں جیسے کہ سفیان (بن عیینہ) کی روایت میں ذکر ہوا

٢٢٢١ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٨٦ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، والسند مرسل.

٢٢٢٢ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق.

٢٢٢٣ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الظهار، ح: ٣٤٨٧، والترمذي، ح: ١١٩٩، وابن ماجه، ح: ٢٠٦٥ من حديث الحكم بن أبان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٢٢٤ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] انظر الحديث السابق * محدث مجهول، والسند مرسل.

حدثني مُحَدِّثٌ عن عِكْرِمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ.

ہے۔(۲۲۲۱-۲۲۲۲)

٢٢٢٥ - قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ عِيسَى يُحَدِّثُ بِهِ: أخبرنا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ الحَكَمَ بنَ أبَانَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. وَلَمْ يَذْكُر ابنَ عَبَّاسٍ.

۲۲۲۵-امام ابوداود فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن عیسیٰ کو یہ روایت بیان کرتے سنا' وہ اسے بواسطہ معتمر حَکَم بن ابان سے روایت کرتے تھے اور اس میں ابن عباس ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (بلکہ عکرمہ سے روایت کی ہے' یعنی سند مرسل ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كَتَبَ إِلَيَّ الْحُسَيْنُ بنُ حُرَيْثٍ قال: أخبرنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن مَعْمَرٍ، عن الحَكَمِ بنِ أبَانَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ عن النَّبيِّ ﷺ.

امام ابوداود فرماتے ہیں حسین بن حریث نے مجھے اس روایت کی یہ سند لکھ بھیجی (جو کہ مُسند ہے) ہمیں فضل بن موسیٰ نے خبر دی معمر سے' وہ حَکَم بن ابان سے' وہ عکرمہ سے' وہ ابن عباس ؓ سے۔ انہوں نے (مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی) نبی ﷺ سے بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① ظہار کی صورت میں مباشرت سے پہلے کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسے کہ سورۂ مجادلہ کی آیات میں پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر کوئی قبل از کفارہ مباشرت کر بیٹھے تو بھی وہی کفارہ ادا کرنا ہوگا' البتہ اس صورت میں وہ حکم الٰہی کی مخالفت کا مرتکب متصور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارے کی بابت فرمایا ہے کہ ایک گردن آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے' اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس آیت میں مطلق کھانا کھلانے کا حکم ہے' مقدار کا بیان نہیں۔ البتہ احادیث میں مقدار کی بابت مختلف اوزان بتائے گئے ہیں' مثلاً نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمہ بن صخر بیاضی ؓ کو حکم دیا کہ ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کردو۔ یہ روایت محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور دوسری روایت میں اوس بن صامت کی بابت آتا ہے کہ ان کی طرف سے ایک ٹوکرا کھجور بطور کفارۂ ظہار دیا گیا۔ اس ٹوکرے کے وزن کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض روایات میں اس کے وزن کی مقدار ساٹھ صاع بتائی گئی ہے اور بعض میں تیس صاع اور بعض روایات میں پندرہ صاع۔ لیکن شیخ البانی ؒ نے پندرہ صاع والی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس ٹوکرے کے وزن میں ساٹھ اور تیس صاع والے الفاظ کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے صحیح سنن ابی داود' حدیث: ۲۲۱۴' ۲۲۱۵- لہٰذا اس بحث سے معلوم ہوا کہ اوّل الذکر روایت کی رو سے ایک وسق اور دوسری روایت کی رو سے

٢٢٢٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، ح: ٢٢٢٣.

پندرہ صاع کھانا مسکینوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ان دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر کوئی فقر اور تنگ دستی میں زندگی بسر کر رہا ہو تو وہ کم از کم پندرہ صاع کفارہ ادا کرے اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت میں فراوانی عطا کر رکھی ہو تو وہ ایک وسق (ساٹھ صاع) کفارۂ ظہار ادا کرے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٧، ١٨) - بَابٌ: فِي الْخُلْعِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۷، ۱۸- خُلع کے احکام ومسائل

٢٢٢٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن أبِي قِلَابَةَ، عن أبي أسْمَاءَ، عنْ ثَوْبَانَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ سأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا في غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ».

۲۲۲۶- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

فائدہ: اگر زوجین میں ہم آہنگی نہ رہے اور شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے پر راضی نہ ہو' جب کہ عورت اس کے پاس رہنے کے لیے تیار نہ ہو بلکہ علیحدگی پر مصر ہو تو وہ اپنا معاملہ قاضی کے سامنے پیش کرے۔ وہ احوال واقعی کے پیش نظر عورت کے مطالبۂ علیحدگی کی بنا پر' عورت سے کہے کہ اپنا حق مہر واپس کرے اور پھر وہ ان کے مابین عقد نکاح کو فسخ کر دے۔ تو علیحدگی کی اس کیفیت کو خلع کہتے ہیں۔ طلاق شوہر کی طرف سے ہوتی ہے اور خلع میں مطالبہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور قاضی اپنے فیصلۂ تنسیخ کی تنفیذ کراتا ہے۔ خلع میں عدت صرف ایک حیض ہے۔ کیونکہ یہ فسخ نکاح ہے۔

٢٢٢٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ أنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عن حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ:

۲۲۲۷- عمرہ بنت عبدالرحمٰن' حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کے لیے جانے لگے تو آپ نے حبیبہ بنت سہل کو

٢٢٢٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب كراهية الخلع للمرأة، ح: ٢٠٥٥ من حديث حماد بن زيد به، وحسنه الترمذي، ح: ١١٨٧، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٢٠، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٠٠، ووافقه الذهبي.

٢٢٢٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ماجاء في الخلع، ح: ٣٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٤، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٢٦.

أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بن قَيْسِ بن شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ إلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ في الْغَلَسِ، فَقالَ رَسُولَ الله ﷺ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» قالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بنُ قَيْسٍ - لِزَوْجِهَا - فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بنُ قَيْس قالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سهلٍ» فَذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَذْكُرَ. وَقالَتْ حَبِيبَةُ: يَارَسُولَ الله! كلُّ مَا أَعطَانِي عِنْدِي، فَقال رَسُولُ الله ﷺ لِثَابِتِ بن قَيْسٍ: «خُذْ مِنْهَا» فَأَخَذَ مِنها وَجَلَسَتْ في أَهْلِها.

اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس کھڑے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' کہنے لگی: میں نہیں اور ثابت بن قیس نہیں! یعنی اپنے شوہر کے متعلق کہا۔ (مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں کا اکٹھا رہنا ممکن نہیں) پھر جب حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: ''حبیبہ بنت سہل آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا اس نے مجھ سے بیان کیا۔'' حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں نے مجھے دیا ہے وہ سب میرے پاس ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس سے فرمایا: ''اس سے وصول کر لو۔'' چنانچہ انہوں نے مال لے لیا اور پھر وہ اپنے گھر والوں کے ہاں بیٹھ رہی۔

٢٢٢٨- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بن عَمْرٍو: حَدَّثَنا أَبُو عَمْرٍو السَّدُوسيُّ المَدِينيُّ عن عَبْدِ الله بن أبي بَكْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو ابنِ حَزْمٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ كانَتْ عِنْدَ ثابِتِ بن قَيْسِ ابن شَمَّاسٍ فَضَرَبَها فَكَسَرَ بَعْضَها فأَتَتِ النَّبيَّ ﷺ بَعْدَ الصُّبْحِ فاشْتَكَتْهُ إِلَيْهِ فَدَعا النَّبيُّ ﷺ ثَابِتًا فَقالَ: «خُذْ بَعْضَ مالِها وَفارِقْهَا»، فَقالَ: وَيَصْلُحُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ

٢٢٢٨-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حبیبہ بنت سہل، حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی زوجیت میں تھی تو ثابت نے اس کو مارا اور اس کا کچھ توڑ بھی دیا، تب وہ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور شوہر کی شکایت کی۔ پس نبی ﷺ نے ثابت کو بلایا اور فرمایا: ''اس سے کچھ مال لے لو اور اس کو علیحدہ کر دو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے کہا: میں نے اس کو مہر میں دو باغ دیے ہیں اور وہ اسی کے قبضے میں ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں لے لو اور اسے علیحدہ کر دو۔''

٢٢٢٨- **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣١٥ من حديث أبي عمرو سعد بن سلمة بن أبي الحسام السدوسي به.

الله؟ قالَ: «نَعَمْ» قالَ: فإنِّي أَصْدَقْتُها حَدِيقَتَيْنِ وَهُما بِيَدِهَا فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خُذْهُما فَفارِقْها» فَفعَلَ.

چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

۲۲۲۹- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيم الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عنْ مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بن قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْهُ، فَجَعَلَ النَّبيُّ ﷺ عِدَّتَها حَيْضَةً.

۲۲۲۹- حضرت ابن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ثابت بن قیس ؓ کی بیوی نے ان سے خلع لیا تو نبی ﷺ نے اس کی عدت ایک حیض مقرر فرمائی تھی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا الْحَدِيثُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے عمرو بن مسلم سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل بیان کیا ہے۔

۲۲۳۰- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قالَ: عِدَّةُ الْمُخْتَلَعَةِ حَيْضَةٌ.

۲۲۳۰- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ خلع والی عورت کی عدت ایک حیض ہے۔

(المعجم ۱۸، ۱۹) - بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ تَحْتَ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ (التحفة ۱۹)

باب: ۱۸، ۱۹- لونڈی جسے آزاد کر دیا جائے جبکہ وہ کسی آزاد یا غلام کی زوجیت میں ہو

۲۲۳۱- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ مُغِيثًا كَانَ

۲۲۳۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ مغیث غلام تھے۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں اس کو سفارش فرما دیجیے تو رسول اللہ

۲۲۲۹_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطلاق واللعان، باب ماجاء في الخلع، ح:۱۱۸۵م عن محمد بن عبدالرحيم به، وقال: "حسن غريب"، حديث عبدالرزاق في المصنف، ح:۱۱۸۵۸.

۲۲۳۰_ تخريج: [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ۲/ ۵۶۵.

۲۲۳۱_ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب شفاعة النبي ﷺ في زوج بريرة، ح:۵۲۸۳ من حديث خالد الحذاء به.

عَبْدًا فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! اشْفَعْ لِي إِلَيْهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَابَرِيرَةُ! اتَّقِي اللهَ فَإِنَّهُ زَوْجُكِ وَأَبُو وَلَدِكِ»، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَأْمُرُنِي بِذَاكَ؟ قَالَ: «لَا إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ»، فَكَانَ دُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى خَدِّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: «أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَبُغْضِهَا إِيَّاهُ؟!».

ﷺ نے فرمایا: ''اے بریرہ! اللہ سے ڈر' بلاشبہ وہ تیرا شوہر ہے اور تیرے بچے کا باپ بھی ہے۔'' وہ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اس کے بارے میں مجھے حکماً ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' میں صرف سفارشی ہوں۔'' چنانچہ اس (مغیث) کے آنسو اس کے رخساروں پر بہتے تھے۔ (وہ روتا پھرتا تھا۔) تو رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مغیث کو بریرہ سے کتنی محبت ہے اور اس کو اس سے کتنا بغض ہے۔''

فوائد و مسائل: ① غلام اور لونڈی اگر عقد زوجیت میں منسلک ہوں' لیکن لونڈی کو پہلے آزادی مل جائے تو اسے اپنے (غلام) شوہر کی زوجیت میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر شوہر پہلے آزاد ہو جائے تو بیوی کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ درج ذیل احادیث میں مذکورہ واقعہ بریرہ (لونڈی) اور اس کے شوہر مغیث (غلام) کا ہے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے آزاد کیا تھا جبکہ مغیث رضی اللہ عنہ غلام ہی رہے تھے۔ ② بریرہ رضی اللہ عنہا جیسی عورت' جسے ایک صحیح حدیث میں ناقص العقل کہا گیا ہے' دین کے معاملے میں کس قدر دانا تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ٹال دینا دین و دنیا کا خسارا ہے مگر جب آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ میری یہ بات حکم نہیں محض سفارش ہے تو انہوں نے شرعاً حاصل شدہ اختیار کو ترجیح دی۔ اس واقعہ میں حریت فکر کا درس ہے اور یہ بھی کہ یہ آزادی اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مشروط ہے کیونکہ اللہ انسان کا خالق ہے اور رسول ﷺ اللہ کے پیامبر ہیں۔

۲۲۳۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا عَفَّانُ: حدثنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُسَمَّى مُغِيثًا فَخَيَّرَهَا يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ.

۲۲۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند کالے رنگ کا غلام تھا' جس کا نام مغیث تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تھا۔ (اپنے شوہر کی زوجیت میں رہے یا اس سے آزاد ہو جائے) اور اسے حکم دیا تھا کہ عدت گزارے۔

فائدہ: صحیح حدیث میں ہے کہ اسے تین حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (سنن ابن ماجه' الطلاق' حديث: ۲۰۷۷) کیونکہ وہ آزاد ہو چکی تھی۔

۲۲۳۲ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب خيار الأمة تحت العبد، ح: ۵۲۸۰ من حديث همام به.

٢٢٣٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن هِشَام بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ في قِصَّةِ بَرِيرَةَ قَالَتْ: كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا، فَخَيَّرَهَا النَّبيُّ ﷺ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَها، وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا.

۲۲۳۳- حضرت عائشہ ؓ بریرہ کے قصے میں بیان کرتی ہیں کہ اس کا شوہر غلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا تو اس نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔ اگر شوہر آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیتے۔

ملحوظہ: شیخ البانی ؒ کہتے ہیں کہ حدیث میں آخری جملہ: "اگر شوہر آزاد ہوتا......" مدرج ہے جو کہ عروہ کا قول ہے۔ (صحيح سنن أبي داود للألباني، حديث: ۲۲۳۳) تاہم مسئلے کی نوعیت یہی ہے کہ اگر شوہر آزاد ہو تو پھر لونڈی کو اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

٢٢٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ وَالْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ عنْ زَائِدَةَ، عَن سِمَاكٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْقاسِمِ، عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ بَرِيرَةَ خَيَّرَهَا النَّبيُّ ﷺ وَكَانَ زَوْجُها عَبْدًا.

۲۲۳۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ بریرہ کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا' جبکہ اس کا شوہر غلام تھا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - باب مَنْ قَالَ: كَانَ حُرًّا (التحفة ٢٠)

باب: ۱۹'۲۰- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مغیث ؓ آزاد تھے

٢٢٣٥- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَان عنْ مَنْصُورٍ، عنْ إبراهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ حُرًّا حِينَ أُعْتِقَتْ، وَأَنَّها خُيِّرَتْ فَقالَتْ:

۲۲۳۵- اسود بن یزید حضرت عائشہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بریرہ کو جب آزاد کیا گیا تو اس کا شوہر بھی آزاد تھا۔ اور بریرہ کو اختیار دیا گیا تو وہ کہنے لگی: میں اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی خواہ مجھے اس اس قدر (مال)

٢٢٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ٩/١٥٠٤ من حديث جرير، والبخاري، المكاتب، باب استعانة المكاتب وسؤاله الناس، ح: ٢٥٦٣ من حديث هشام بن عروة به مطولاً "ولو كان حرًا لم يخيرها" مدرج من قول عروة كما بيَّنَتْه رواية النسائي.

٢٢٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١١/١٥٠٤ من حديث الحسين بن علي به، انظر الحديث السابق.

٢٢٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في الأمة تعتق ولها زوج، ح: ١١٥٥ من حديث إبراهيم النخعي به، وقال: "حسن صحيح" * إبراهيم النخعي مدلس، ولم أجد تصريح سماعه في هذا الحديث.

مَا أُحِبُّ أن أكُونَ مَعَهُ وَأنَّ لِي كَذَا وَكَذَا. بھی کیوں نہ دے دیا جائے۔

ملحوظہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک [كان حُرًّا] ''وہ آزاد تھا'' کا جملہ اسود بن یزید کا کلام ہے اور بقول امام بخاری منقطع ہے' جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان کہ ''اس کا شوہر غلام تھا'' صحیح تر ہے۔ دیکھیے (صحیح بخاری' الطلاق' حدیث: ۵۲۸۲)

(المعجم ٢٠، ٢١) - **بَابٌ: حَتَّى مَتَى يَكُونُ لَهَا الْخِيَارُ؟** (التحفة ٢١)

باب: ۲۰'۲۱- آزاد کی جانے والی لونڈی کو اپنے غلام شوہر سے کس وقت تک اختیار حاصل ہے؟

٢٢٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حدثني مُحمَّدٌ يعني ابنَ سَلَمَةَ عنْ مُحمَّدِ بن إسْحَاقَ، عنْ أبي جَعْفَرٍ وَعنْ أبَانَ بن صَالِحٍ، عن مُجَاهِدٍ. وَعنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ بَرِيرَةَ أُعْتِقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيثٍ عَبْدٍ لِآلِ أبي أحْمَدَ فَخَيَّرَهَا رَسُولُ الله ﷺ وَقَالَ لَهَا: «إنْ قَرِبَكِ فَلَا خِيَارَ لَكِ».

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بریرہ کو آزاد کیا گیا تو وہ مغیث کی زوجیت میں تھی جو کہ آل ابی احمد کا غلام تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا اور فرمایا: ''اگر وہ تم سے قریب ہو گیا تو تمہارا اختیار باقی نہیں رہے گا۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے یہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا کہ آزاد ہونے والی لونڈی نے اگر آزاد ہونے کے بعد اپنے غلام خاوند سے تعلق زوجیت قائم کر لیا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٢١، ٢٢) - **بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكَيْنِ يُعْتَقَانِ مَعًا هَلْ تُخَيَّرُ امْرَأتُهُ؟** (التحفة ٢٢)

۲۱-۲۲- غلام میاں بیوی کو اکٹھے ہی آزاد کیا جائے تو کیا بیوی کو اختیار ہو گا؟

٢٢٣٧- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَنَصْرُ

۲۲۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' انہوں

٢٢٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٢٥ من حديث أبي داود به * محمد بن إسحاق عنعن، وانظر فتح الباري: ٩/ ٤١٣ لتحقيق المسألة.

٢٢٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أراد عتق رجل وامرأته فليبدأ بالرجل، ح: ٢٥٣٢ من حديث عبيدالله بن عبدالمجيد به، ورواه النسائي، ح: ٣٤٧٦ من حديث عبيدالله بن عبدالرحمٰن بن موهب به، وهو حسن الحديث، وثقه الجمهور، وقال ابن عدي: "حسن الحديث يكتب حديثه".

ابْنُ عَلِيٍّ - قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا - عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ: حدثنا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن مَوْهَبٍ عن الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تُعْتِقَ مَمْلُوكَيْنِ لَهَا - زَوْجٌ - قَالَ: فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟، فَأَمَرَهَا أَنْ تَبْدَأَ بِالرَّجُلِ قَبْلَ الْمَرْأَةِ.

نے اپنے ایک مملوک جوڑے کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا' آپ نے حکم دیا: "عورت سے پہلے مرد کو آزاد کرنے سے ابتدا کرنا۔"

قَالَ نَصْرٌ: أخبرني أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ.

نصر بن علی کی سند اس طرح ہے: أخبرني أبو علي الحنفي عن عبيدالله.

(المعجم ٢٢، ٢٣) - **بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ؟** (التحفة ٢٣)

باب: ۲۲'۲۳- زوجین میں سے جب کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو......؟

٢٢٣٨- **حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ، عن سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ مُسْلِمًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَتِ امْرَأَتُهُ مُسْلِمَةً بَعْدَهُ، فقال: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَسْلَمَتْ مَعِي، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

۲۲۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص مسلمان ہو کر آیا۔ پھر اس کے بعد اس کی بیوی بھی مسلمان ہو کر آ گئی تو اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ عورت بھی میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اس (کے شوہر) کی طرف لوٹا دیا۔

فائدہ: ایام کفر وشرک کے نکاح بعد از اسلام بھی صحیح سمجھے جاتے ہیں۔ تجدید کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اِلّا یہ کہ کسی واضح حرمت کا ارتکاب ہوا ہو۔ مثلاً کسی محرم نسبی یا رضاعی سے نکاح کیا ہوا ہو تو فسخ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ جیسے کہ آگے تفصیل آ رہی ہے۔ تاہم باعتبار سند یہ روایت ضعیف ہے۔ (ارواء الغليل' حدیث: ۱۹۱۸)

٢٢٣٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٤ من حديث وكيع به، وقال: "صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٠، ووافقه الذهبي * سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، راجع تهذيب التهذيب وغيره.

٢٢٣٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أبو أَحْمَدَ عن إسْرَائِيلَ، عنْ سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا إلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي كُنْتُ قَدْ أسْلَمْتُ وَعَلِمَتْ بِإسْلَامِي فانْتَزَعَهَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ زَوْجِهَا الآخَرِ وَرَدَّهَا إلَى زَوْجِهَا الأَوَّلِ.

۲۲۳۹- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت مسلمان ہوگئی اور پھر نکاح کر لیا۔ بعدازاں اس کا شوہر بھی نبی ﷺ کے پاس آ گیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی مسلمان ہو چکا تھا اور اسے میرے اسلام قبول کرنے کا علم تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دوسرے شوہر سے چھین کر (اس کا نکاح فسخ کرا کے) پہلے شوہر کی طرف لوٹا دیا۔

فوائد ومسائل: ① روایت سنداً ضعیف ہے تاہم مسئلہ یہی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کر لینے سے ان میں تفریق ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر عدت کے دوران میں شوہر بھی مسلمان ہو جائے تو وہ عورت اسی خاوند کی زوجیت میں رہے گی۔ بعدازاں اگر وہ اپنے سابقہ شوہر کا انتظار نہ کرے تو کسی مسلمان سے نکاح کر لینے میں حق بجانب ہے۔ لیکن اگر وہ انتظار کرے حتی کہ وہ مسلمان ہو جائے خواہ مدت طویل ہی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل باب اور حدیث میں آ رہا ہے۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابٌ: إلَى مَتَى تُرَدُّ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ إذَا أَسْلَمَ بَعْدَهَا؟ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳، ۲۴- کتنی مدت بعد تک بیوی کو شوہر پر لوٹایا جا سکتا ہے جبکہ اس نے بیوی کے بعد اسلام قبول کیا ہو؟

٢٢٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ يَعْني ابنَ الْفَضْلِ؛ ح: وحَدَّثَنَا

۲۲۴۰- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب کو (ان کے شوہر) ابوالعاص ؓ پر پہلے نکاح ہی سے لوٹا دیا تھا' اور کوئی نیا (نکاح وغیرہ) نہ کیا تھا۔

٢٢٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٢٩٠ من حديث أبي داود، وابن ماجه، ح: ٢٠٠٨ من حديث سماك به، وانظر الحديث السابق لعلته.

٢٢٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ما جاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ح: ١١٤٣، وابن ماجه، ح: ٢٠٠٩ من حديث ابن إسحاق به * داود بن حصين ثقة، ولكن قال ابن المديني: "ما روى عن عكرمة فمنكر".

الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ المعنى كُلُّهُمْ عن ابنِ إسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: رَدَّ رَسُولُ الله ﷺ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أبي الْعَاصِ بالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، لم يُحْدِثْ شَيْئًا.

قال مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو في حَدِيثِهِ: بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ. وَقال الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: بَعْدَ سَنَتَيْنِ.

محمد بن عمرو نے اپنی روایت میں کہا کہ آپ نے چھ سال بعد (لوٹایا تھا) اور حسن بن علی نے کہا: دو سال بعد۔

توضیح: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک سنین کے ذکر کے بغیر صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے چھ سال یا دو سال کے ذکر کو صحیح سمجھتے ہوئے ان کے درمیان یہ تطبیق لکھی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام اور ہجرت میں چھ سال کا وقفہ تھا' مگر آیت کریمہ: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ (الممتحنة:١٠) ''مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں۔'' کے نزول اور ابوالعاص کے اسلام وہجرت کر کے آنے میں دو سال اور کچھ ماہ کا وقفہ تھا۔ (شرح حدیث: ٥٢٨٨) صحیح یہ ہے کہ ابوالعاص نے مذکورہ آیت کے نزول سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت کی تھی۔ زادالمعاد میں حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ ہمیں کسی شخص کے متعلق معلوم نہیں کہ قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے نکاح کی تجدید کی ہو۔ اس قسم کی صورت میں دو کیفیتیں ہوتی تھیں۔ یا تو افتراق ہو جاتا تھا اور عورت کسی اور سے نکاح کر لیتی تھی یا سابقہ نکاح قائم رہتا حتی کہ شوہر مسلمان ہو جاتا۔ محض اسلام قبول کر لینے سے کامل تفریق ہونا یا عدت کا اعتبار کرنا کرانا' کسی کے متعلق معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے ایسے کیا ہو' حالانکہ آپ کے زمانے میں ایک کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ (زادالمعاد' جلد چہارم' حکمه ﷺ فی الزوجین یسلم أحدهما قبل الآخر) علاوہ ازیں حضرت زینب اور ان کے خاوند کے بارے میں ایک دوسری روایت نکاح جدید کے ساتھ لوٹانے کی بھی آتی ہے۔ بعض علماء نے ان میں سے پہلی حدیث کو اور دیگر بعض علماء نے دوسری حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ (تفصیل کے لیے فتح الباری کا محولہ مقام ملاحظہ فرمایا جائے۔)

(المعجم ٢٤، ٢٥) - بَابٌ: فِي مَنْ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعٍ أَوْ أُخْتَانِ؟ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴، ۲۵- اگر کسی کے اسلام قبول کرنے کے وقت اس کی زوجیت میں چار سے زیادہ بیویاں ہوں یا دو بہنیں ہوں تو؟

٢٢٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيمٌ؛ ح: وحَدَّثَنا وَهْبُ بن بَقِيَّةَ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن حُمَيْضَةَ بنِ الشَّمَرْذَلِ، عن الحارِثِ بنِ قَيْسٍ - قال مُسَدَّدٌ: ابنِ عُمَيْرَةَ، وَقال وَهْبٌ: الأسَدِيِّ - قال: أسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمانُ نِسْوَةٍ، قالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ للنَّبيِّ ﷺ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «اخْتَرْ مِنْهُنَّ أرْبَعًا».

۲۲۴۱- حضرت حارث بن قیس بن عمیرہ الاسدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرے ہاں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''ان میں سے چار کو منتخب کرلو۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: وحدثنا بِهِ أحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ بِهذَا الحدِيثِ فقال: قَيْسِ بنِ الحارِثِ، مكَانَ الحارِثِ بنِ قَيْسٍ. قال أحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ هٰذَا هُوَ الصَّوَابُ يَعْني قَيْسَ بنَ الحارِثِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث احمد بن ابراہیم نے ہشیم کے واسطہ سے بیان کی تو (صحابی کا نام) حارث بن قیس کے بجائے قیس بن حارث ذکر کیا۔ احمد بن ابراہیم نے کہا کہ یہی قیس بن حارث ہی صحیح ہے۔

٢٢٤٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قاضِي الْكُوفَةِ عن عِيسَى بنِ الْمُخْتَارِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى، عن حُمَيْضَةَ بنِ الشَّمَرْذَلِ، عن قَيْسِ بنِ الحارِثِ بِمَعْنَاهُ.

۲۲۴۲- احمد بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہم سے بکر بن عبدالرحمٰن، قاضی کوفہ نے بیان کیا' انہوں نے عیسیٰ بن مختار سے' انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے' انہوں نے حمیضہ بن شمرذل سے' انہوں نے حضرت قیس بن حارث ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: یہ سند مذکورہ بالا قول امام ابوداود کی دلیل اور احمد بن ابراہیم کے شیخ ہشیم کی متابع ہے کہ صحابی کا نام قیس

٢٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٢/ ٥٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي: ٢٢٤٢ * ابن أبي ليلى ضعيف، تقدم، ح: ١٦٣٧، وحميضة مستور لا يعرف، ولم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٢٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يسلم وعنده أكثر من أربع نسوة، ح: ١٩٥٢ من حديث محمد بن أبي ليلى به، وللحديث شواهد ضعيفة، وانظر الحديث السابق.

بن حارث ہی ہے۔ (یہ دونوں روایات شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہیں۔)

٢٢٤٣- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ عن أبيهِ قال: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ أَيُّوبَ يُحَدِّثُ عن يَزِيدَ ابنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي وَهْبٍ الْجَيْشَانيِّ، عن الضَّحَّاكِ بنِ فَيْرُوزَ، عن أبيهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ، قال: «طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ».

۲۲۴۳- حضرت فیروز (دیلمی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میری زوجیت میں دو بہنیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں سے کسی ایک کو طلاق دے دو۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام سے پہلے کے نکاح' اسلام میں صحیح تسلیم کیے جاتے ہیں اِلاّ یہ کہ اس میں کوئی اسلامی حرمت موجود ہو۔ مثلاً چار سے زیادہ بیویاں ہوں یا دو بہنیں نکاح میں ہوں۔ ② آخری حدیث کے راوی فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ یمانی صحابی ہیں اور انہوں ہی نے عہد نبوی میں مدعی نبوت اسود کو قتل کیا تھا۔ (تقريب التهذيب) ③ اسلام قبول کرتے ہی انسان پر شرعی احکام نافذ ہو جاتے ہیں اور واجب ہو جاتا ہے کہ کسی پس وپیش کے بغیر بلا تاخیر ان پر عمل کیا جائے' جیسے کہ ان واقعات سے واضح ہے۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ أَحَدُ الأَبَوَيْنِ لِمَنْ يَكُونُ الْوَلَدُ؟ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۵'۲۶- ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے تو بچہ کس کے ساتھ ملحق ہوگا؟

٢٢٤٤- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى: حدثنا عَبْدُالْحَمِيدِ بنُ جَعْفَرٍ: أخبرني أبِي عن

۲۲۴۴- حضرت رافع بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا مگر ان کی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا' (جس کی وجہ سے

٢٢٤٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الرجل يسلم وعنده أختان، ح: ١١٢٩، وابن ماجه، ح: ١٩٥١ من حديث أبي وهب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٧٦.

٢٢٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤٦ من حديث عيسٰى، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٨٥ من حديث عبدالحميد بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٦، ٢٠٧، ووافقه الذهبي، وانظر سنن ابن ماجه، ح: ٢٣٥٢ (بتحقيقي).

جَدِّي رَافِعِ بنِ سِنانٍ أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتِ امْرَأَتُهُ أَنْ تُسْلِمَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: ابْنَتِي وَهِيَ فَطِيمٌ أَوْ شَبَهُهُ - وَقال رَافِعٌ: ابْنَتِي - فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «اقْعُدْ نَاحِيَةً»، وَقال لَها: «اقْعُدِي نَاحِيَةً»، وَأَقْعَدَ الصَّبِيَّةَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قال: «ادْعُوَاهَا» فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ إلى أُمِّهَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «اللَّهُمَّ اهْدِهَا»، فَمَالَتِ الصَّبِيَّةُ إلى أَبِيهَا، فأَخَذَهَا.

ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہوگئی) پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میری بیٹی نے ابھی ابھی دودھ چھوڑا ہے یا چھوڑنے کے قریب ہے۔ رافع نے کہا: بیٹی میری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے رافع سے کہا: ''ایک طرف بیٹھ جاؤ'' اور عورت سے کہا: ''دوسری طرف بیٹھ جاؤ۔'' اور بچی کو ان دونوں کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر ماں باپ سے کہا: ''تم دونوں اسے بلاؤ۔'' (انہوں نے بلایا) تو بچی اپنی ماں کی طرف جھک گئی۔ پس نبی ﷺ نے کہا: ''اے اللہ! اس بچی کو ہدایت دے۔'' چنانچہ بچی باپ کی طرف مائل ہوگئی تو اسی نے اس کو لے لیا۔

فائدہ: ماں باپ میں تفریق ہو جائے اور بچہ یا بچی سمجھدار ہو تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ کسی ایک کو منتخب کر لے۔ اور اس صلاحیت سے پہلے کے بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ مثلاً بچہ سات سال تک ماں کی تحویل میں رہے اور بچی نو سال تک' اس کے بعد باپ کو دیا جائے وغیرہ۔ (زادالمعاد' جلد چہارم' حکمه ﷺ فی الحضانة- نیل الأوطار' کتاب النفقات)

(المعجم ٢٦، ٢٧) - بَابٌ: فِي اللِّعَانِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۶' ۲۷-لعان کے احکام و مسائل

فائدہ: [لِعان] (لام کی زیر کے ساتھ) لَعْنَة سے ماخوذ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں ''باہم ایک دوسرے کو لعنت کرنا۔'' جب کوئی شخص کسی عفیفہ (پاک دامن عورت) کو زنا کی تہمت لگا دے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ چار گواہ پیش کرے ورنہ اس کو اَسّی درے حد لگے گی۔ (سورۃ النور:۴) لیکن شوہر اس عام قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی اگر وہ اپنی بیوی کی خیانتِ فحش پر مطلع ہو اور چار گواہ نہ ہوں تو وہ قاضی کے روبرو اپنے دعوائے تہمت زنا کے سچ ہونے پر چار قسمیں کھائے۔ اور پانچویں بار اپنے آپ کو لعنت کرے کہ اگر میں اپنی اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جواباً عورت اگر تسلیم نہیں کرتی تو اپنے دفاع میں چار قسمیں کھائے کہ یہ اپنی بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر یہ سچا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ اس پورے عمل کو ''لِعان'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد زوجین (میاں بیوی) میں فوراً ابدی علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور رجوع نہیں ہو سکتا۔ سورۃ النور میں اس کا بیان ان آیات میں آیا ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[النور: ٦-٩]

٢٢٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَهْلَ بنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرَ ابنَ أَشْقَرَ الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إلى عَاصِمِ بنِ عَدِيٍّ فقال لَهُ: يَاعَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَاعَاصِمُ! رَسُولَ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ الله ﷺ، فَكَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ المَسَائِلَ وَعابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ ما سَمِعَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إلى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فقال: يَاعَاصِمُ! مَاذَا قال لَكَ رَسُولُ الله ﷺ؟ فقال عَاصِمٌ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ المَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فقال عُوَيْمِرٌ: وَالله! لا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حتى أَتَى رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ وَسَطَ النَّاسِ فقال: يَارَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي

۲۲۴۵- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عویمر بن اشقر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا: اے عاصم! بتلاؤ! اگر کوئی شخص کسی اجنبی کو اپنی بیوی کے ساتھ پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟ پھر تو تم اسے بھی قتل کر دو گے یا کیا کرے؟ عاصم! میرے متعلق اس مسئلے میں رسول اللہ ﷺ سے معلوم کرو۔ چنانچہ عاصم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے اس کے سوال کو ناپسند کیا اور اس پر عیب لگایا‘ حتی کہ عاصم کو جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا بہت ہی گراں گزرا۔ عاصم جب گھر لوٹا تو عویمر اس کے پاس آیا اور پوچھا: اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کیا کہا ہے؟ عاصم نے کہا: تم میرے لیے کوئی خیر کا باعث نہیں بنے ہو‘ رسول اللہ ﷺ نے اس سوال کو جو میں نے آپ سے پوچھا بہت ناپسند کیا ہے۔ عویمر نے کہا: قسم اللہ کی! میں اس سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ میں خود آپ سے دریافت کروں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول! فرمایئے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو کیا اسے قتل کر دے‘ تب تو آپ اسے بھی قتل کر ڈالیں گے یا کیسے

٢٢٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث لقول الله تعالى: ﴿الطلاق مرتان . . .﴾ الخ، ح: ٥٢٥٩، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٦، ٥٦٧.

صَاحِبَتِكَ قُرْآنٌ فاذْهَبْ فأْتِ بِهَا». قال سَهْلٌ: فَتَلَاعَنا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قال عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُولَ الله! إنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا عُوَيْمِرٌ ثَلَاثًا قَبْلَ أنْ يَأْمُرَهُ النَّبيُّ ﷺ.

کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے معاملے میں قرآن نازل فرما دیا ہے۔ پس جا اور اسے لے آ۔'' سہل نے بیان کیا: چنانچہ ان دونوں نے لعان کیا تو میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ دونوں فارغ ہو گئے تو عویمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب ہوگا کہ میں نے) اس کی بابت جھوٹ بولا ہے۔ (میں نے اس پر جھوٹ نہیں بولا ہے)۔ پھر نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی عویمر ؓ نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

قال ابنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ المُتَلَاعِنَيْنِ.

ابن شہاب نے کہا: چنانچہ لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ہو گیا۔ (کہ لعان کے ساتھ ہی جدائی ہو جائے گی۔)

فائدہ: حضرت عویمر ؓ کا طلاق دینا غیرت اور غضب کی بنا پر تھا' نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے۔ (اس مسئلے کی وضاحت آگے حدیث نمبر ۲۲۵۰ کے فائدے میں آ رہی ہے۔)

٢٢٤٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى: حدثنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَني عَبَّاسُ بنُ سَهْلٍ عن أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال لِعَاصِمِ بنِ عَدِيٍّ: «أَمْسِكِ المَرْأَةَ عِنْدَكَ حتى تَلِدَ».

۲۲۴۶- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عدی سے فرمایا: ''عورت کو اپنے ہاں روکے رکھو حتی کہ بچہ جن لے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ وہ عورت حاملہ تھی۔ گویا حاملہ کے ساتھ بھی لعان کیا جا سکتا ہے۔

٢٢٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابن

۲۲۴۷- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ کہتے ہیں کہ میں ان کے لعان کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے

٢٢٤٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٥ من حديث محمد بن إسحاق به.

٢٢٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٢ من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ٢٢٤٥.

شهاب عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قال: حَضَرْتُ لِعَانَهُمَا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا ابنُ خَمسَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَسَاقَ الحديثَ، قال فِيهِ: ثُمَّ خَرَجَتْ حَامِلًا، فَكَانَ الْوَلَدُ يُدْعَى إلى أُمِّهِ.

ہاں حاضر تھا۔ میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ اور حدیث بیان کی۔ اس میں ذکر کیا کہ پھر وہ حاملہ نکلی اور بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

٢٢٤٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرَكَانِيُّ: أخبرنا إبراهِيمُ يَعني ابنَ سَعْدٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في خَبَرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، قال: قال النَّبيُّ ﷺ: «أَبْصِرُوهَا، فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الأَلْيَتَيْنِ فَلَا أُرَاهُ إلَّا قَدْ صَدَقَ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أُرَاهُ إلَّا كَاذِبًا» قالَ: فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الْمَكْرُوهِ.

۲۲۴۸- حضرت سہل بن سعد ؓ لعان کرنے والوں کے اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس عورت کا خیال رکھو! اگر اس نے ایسا بچہ جنا کہ آنکھیں اس کی سیاہ ہوئیں‘ سرین بھاری ہوئے تو میرا خیال ہے کہ اس (عویمر) نے سچ ہی کہا ہے۔ اور اگر اس نے ایسا بچہ جنا جو گورا ہوا جیسے کہ وَحَرہ ہو (چھپکلی کی طرح کا ایک زہریلا کیڑا‘ جس کے دائیں بائیں پہلو سرخ دھاریاں ہوتی ہیں‘ یعنی بامنی) تو میرا خیال ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے۔“ چنانچہ بچہ پیدا ہوا تو اسی ناپسندیدہ کیفیت والا تھا۔

٢٢٤٩- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حدثنا الْفِرْيَابيُّ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ بِهٰذَا الْخَبَرِ قالَ: فَكَانَ يُدْعَى يَعني الْوَلَدَ لِأُمِّهِ.

۲۲۴۹- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ نے یہ خبر بیان کی تو کہا کہ پس بچے کو اپنی ماں کی طرف نسبت کر کے پکارا جاتا تھا۔

فائدہ: ولد الزنا کی نسبت ان کی ماؤں کی طرف ہوتی ہے‘ تاہم ان کی تربیت صحیح اسلامی انداز میں کی جانی چاہیے

٢٢٤٨- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب اللعان، ح: ٢٠٦٦ من حديث إبراهيم بن سعد به، وانظر الحديث السابق.

٢٢٤٩- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب قوله عزوجل: ﴿والذين يرمون أزواجهم ولم يكن لهم شهداء﴾، ح: ٤٧٤٥ من حديث الفريابي به.

تا کہ باوقار اسلامی زندگی گزاریں۔

٢٢٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن عِيَاضِ بن عَبْدِ الله الْفِهْرِيِّ وَغَيْرِهِ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ سَهْلِ بن سَعْدٍ في هٰذَا الْخَبَرِ قال: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ الله ﷺ وَكَانَ مَا صُنِعَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سُنَّةً. قَالَ سَهْلٌ: حَضَرْتُ هٰذَا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَمَضَتِ السُّنَّةُ بَعْدُ في الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

۲۲۵۰- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ میں بیان کیا کہ اس (عویمر رضی اللہ عنہ) نے عورت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی تین طلاقیں دے دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو نافذ کر دیا اور جو کچھ نبی ﷺ کے ہاں کیا گیا سنت بن گیا۔ سہل کہتے ہیں کہ میں اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا۔ چنانچہ بعد میں لعان کرنے والوں کے مابین یہی طریقہ جاری رہا کہ ان میں علیحدگی کرا دی جاتی تھی اور وہ پھر کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے تھے۔

فائدہ: لعان کرنے والوں میں ہمیشہ کے لیے علیحدگی ہو جاتی ہے اور پھر کبھی رجوع نہیں کر سکتے اور نیا عقد بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ علیحدگی کس طرح ہو گی؟ نفس لعان سے' یا خاوند کے طلاق دینے سے' یا حاکم کی ان کے درمیان تفریق کرانے سے؟ ائمہ کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے۔ اور تینوں ہی مسلک الگ الگ ائمہ نے اختیار کیے ہیں۔ لیکن راجح مسلک پہلا ہے' کیونکہ لعان کرنے کے بعد نہ خاوند کو طلاق دینے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ حاکم کو تفریق کرانے کی۔ اور یہ جو بعض روایات میں آتا ہے کہ خاوند نے لعان کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اس کی وجہ خاوند کا یہ سمجھنا تھا کہ جب تک میں طلاق نہیں دوں گا' وہ میری بیوی ہی رہے گی۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا' لیکن اپنی سمجھ کی وجہ سے اس نے فوراً تین طلاقیں دے دیں۔ اور بعض میں جو آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کرا دی' حالانکہ ان کے درمیان تفریق کرانے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ راوی کا یہ بیان کرنے سے مقصود بھی یہ تھا کہ اس عمل لعان کا حکم اور نتیجہ یہ ہے کہ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے تفریق ہو گئی۔ اس توجیہ سے بیانِ واقعہ کی تعبیر میں جو اختلاف ہے' ان کے درمیان بھی تطبیق ہو جاتی ہے۔

٢٢٥١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ

۲۲۵۱- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

٢٢٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] * عياض روى عنه ابن وهب أحاديث، فيها نظر، قاله الساجي، وأما قوله: "وغيره" فمجهول.

٢٢٥١- تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ح: ٦٨٥٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بن السَّرْحِ وَعَمْرِو بنِ عُثْمانَ قالُوا: حَدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سَهْلِ بن سَعْدٍ قالَ مُسَدَّدٌ قال: شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ [سَنَةً]، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ الله ﷺ حِينَ تَلَاعَنَا وَتَمَّ حَدِيثُ مُسَدَّدٍ، وَقالَ الآخَرُونَ: إنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقالَ الرَّجُلُ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُولَ الله! إنْ أَمْسَكْتُهَا.

میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس وقت حاضر تھا جب دونوں میاں بیوی نے لعان کیا تھا' میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ جب انہوں نے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں تفریق کرا دی۔ یہاں تک مسدد کی روایت مکمل ہوگئی۔ مگر دوسروں (وہب بن بیان' احمد بن عمرو بن سَرح اور عمرو بن عثمان) نے کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس حاضر تھا اور آپ نے لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرا دی تو شوہر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (گویا) میں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَعْضُهُمْ لَمْ يَقُلْ عَلَيْهَا.

امام ابوداود نے کہا: کچھ راویوں نے [عَلَيْهَا] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ (صرف [كَذَبْتُ] کہا)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يُتَابِعِ ابْنَ عُيَيْنَةَ أَحَدٌ عَلَى أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ "لعان کرنے والوں میں تفریق" کے بیان میں سفیان بن عیینہ کا کوئی متابع (مؤید) نہیں ہے۔

فائدہ: ان زوجین میں تفریق فسخ کی بنا پر تھی نہ کہ طلاق کی بنا پر' کیونکہ یہ طلاق رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے نہ تھی جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔ اور تفریق کا مطلب یہاں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کا یہ حکم بیان کیا کہ اس کے بعد دونوں میاں بیوی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی (تفریق) ہوگئی ہے۔

۲۲۵۲- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ: وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى

۲۲۵۲- حضرت سہل بن سعد ؓ اس حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت حاملہ تھی تو شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا۔ چنانچہ لڑکے کو ماں کی نسبت سے پکارا جاتا تھا۔ اور پھر وراثت میں بھی یہی طریقہ چل پڑا کہ

۲۲۵۲_ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النور، باب: ﴿والخامسة أن لعنة الله عليه إن كان من الكاذبين﴾، ح:٤٧٤٦ عن سليمان بن داود العتكي به.

إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَهَا.

بچہ اپنی ماں کا وارث بنتا اور ماں اپنے بچے کی وارث بنتی جتنا کہ اللہ عزوجل نے اس کا حصہ مقرر کیا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کے حمل کا انکار کر دے تو قاضی ان کے مابین لعان کرا دے اور بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

٢٢٥٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الله [بْنِ مسعودٍ] قالَ: إِنَّا لَلَيْلَةَ جُمُعَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، إذْ دَخلَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقالَ: لَوْ أنّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ بِهِ جَلَدْتُمُوهُ، أوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ، فَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ! وَالله! لأَسْأَلَنَّ عَنْهُ رَسُولَ الله ﷺ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَى رَسُولَ الله ﷺ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَتَكَلَّمَ بِهِ جَلَدْتُمُوهُ أوْ قَتَلَ قَتَلْتُمُوهُ أوْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى غَيْظٍ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! افْتَحْ» وَجَعَلَ يَدْعُو، فَنَزَلَتْ آيَةُ اللِّعَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَٰجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ﴾ [النور: ٦] هٰذِهِ الآيَة، فَابْتُلِيَ بِهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْنِ النَّاسِ، فَجَاءَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَتَلَاعَنَا، فَشَهِدَ الرَّجُلُ أَرْبَعَ شَهادَاتٍ بِالله إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ثُمَّ لَعَنَ الْخَامِسَةَ عَلَيْهِ إِنْ كانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. قالَ

٢٢٥٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ ایک جمعے کی رات ہم مسجد میں تھے کہ ایک انصاری شخص مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا: اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے اور اس کا اظہار کرے اور بولے تو تم لوگ (تہمت کی وجہ سے) اس کو کوڑے مارو گے یا اگر قتل کر دے تو تم اس کو بھی قتل کر ڈالو گے' (قصاص میں) اور اگر وہ خاموش رہے تو انتہائی غیظ وغضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ قسم اللہ کی! میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور دریافت کروں گا۔ چنانچہ اگلا دن ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا اور کہنے لگا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے اور پھر بولے تو آپ اسے کوڑے ماریں گے (تہمت کی وجہ سے) یا اگر قتل کر دے تو آپ اسے کوڑے ماریں گے (قصاص میں) اور اگر خاموش رہے تو انتہائی غیظ وغضب کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معاملہ واضح فرما دے۔'' اور دعا کرنے لگے حتی کہ لعان کی آیت نازل ہوئی: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ﴾ اور جو لوگ اپنی بیویوں کو الزام لگائیں اور ان

٢٢٥٣۔ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٤٩٥ من حديث جرير بن عبدالحميد به.

فَذَهَبَتْ لِتَلْتَعِنَ فَقالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْ»، فَأَبَتْ فَفَعَلَتْ، فَلَمَّا أَدْبَرَا قَالَ: «لَعَلَّهَا أَنْ تَجِيءَ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا»، فَجَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ جَعْدًا.

کے پاس اپنے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں...'' چنانچہ یہی آدمی اس آفت میں مبتلا کر دیا گیا' پھر وہ اور اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' دونوں نے لعان کیا۔ مرد نے چار شہادتیں دیں کہ اللہ کی قسم! میں سچا ہوں اور پانچویں بار کہا: اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر جب وہ عورت بھی اسی طرح لعنت کے لیے تیار ہوئی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''رک جاؤ (خیال کرو۔)'' مگر اس نے انکار کر دیا اور لعنت کی بددعا کر دی۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا: ''شاید یہ بچہ جنے گی جو کالے رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہوگا۔'' چنانچہ وہ پیدا ہوا تو کالے رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ہی تھا۔

٢٢٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ: أنبأنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَني عِكْرِمَةُ عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ هِلَالَ بنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكِ بن سَحْماءَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْبَيِّنَةَ أَوْ حَدٌّ في ظَهْرِكَ»، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! إِذَا رَأَى أَحَدُنَا رَجُلًا عَلَى امْرَأَتِهِ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ؟! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا فَحَدٌّ في ظَهْرِكَ»، فَقالَ هِلَالٌ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ نَبِيًّا! إِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ الله في أَمْرِي مَا يُبَرِّىءُ بِهِ ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ

٢٢٥٤-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ہلال بن امیہ ؓ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ متّہم کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''گواہ لاؤ' ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی پر دیکھے تو بھلا وہ گواہ ڈھونڈنے جائے گا؟ مگر نبی ﷺ فرماتے رہے: ''گواہ لاؤ' ورنہ تمہاری کمر پر حد ہے۔'' تو ہلال کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا ہے! میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ عزوجل بالضرور میرے بارے میں کچھ نازل فرمائے گا جو میری کمر کو حد سے بری کر دے گا۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ

٢٢٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب: إذا ادعى أو قذف فله أن يلتمس البينة ... الخ، ح: ٢٦٧١، والترمذي، ح: ٣١٧٩، وابن ماجه، ح: ٢٠٦٧ ثلاثتهم عن محمد بن بشار به.

أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ﴾ قَرَأَ حَتَّى بَلَغَ مِنَ الصَّادِقِينَ، فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمَا فَجَاءَا فَقَامَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «اللهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ؟» ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ، فَلَمَّا [كَانَتْ] عِنْدَ الْخَامِسَةِ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، وَقَالُوا لَهَا: إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا سَتَرْجِعُ، فَقَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ، فَمَضَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ»، فَجَاءَتْ بِهِ كَذٰلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ حتی کہ ﴿مِنَ الصَّادِقِيْنَ﴾ تک پہنچے۔ پھر نبی ﷺ چلے گئے اور ان دونوں کو بلا بھیجا اور وہ دونوں آ گئے۔ ہلال بن امیہ کھڑے ہوئے اور گواہی دی اور نبی ﷺ فرما رہے تھے: ''اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟'' پھر وہ عورت کھڑی ہوئی اور گواہی دی اور جب پانچویں بار کہنے لگی: ''مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ سچا ہے۔'' تو لوگوں نے اس سے کہا: یہ قسم (اللہ کی لعنت اور غضب کو) واجب اور لازم کر دینے والی ہے۔ ابن عباس ؓ نے کہا: عورت قدرے ٹھٹکی (بولنے میں جھجکی) اور پیچھے ہٹی' ہم سمجھے کہ شاید رجوع کر لے گی مگر اس نے کہا: میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہیں کر سکتی۔ اور پانچویں قسم کے الفاظ کہہ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے دیکھنا' اگر اس نے بچہ جنا سرمگیں آنکھوں والا' بھری بھری سرینوں اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا' تو یہ شریک بن سحماء کا ہو گا (جس کے ساتھ اس کو متہم کیا گیا ہے۔'') چنانچہ اس نے اسی طرح کا بچہ جنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر کتاب اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو میں اسے نشان عبرت بنا ڈالتا (اس پر حد جاری کرتا۔'')

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَدِيثُ ابْنِ بَشَّارٍ حَدِيثُ هِلَالٍ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ محمد بن بشار کی یہ روایت یعنی حدیث ہلال بیان کرنے میں اہل مدینہ متفرد ہیں۔

فائدہ: انسان کتنا ظاہر بین ہے کہ آخرت کے معاملے کو بعید اور پوشیدہ سمجھتا ہے' لیکن نور ایمان ہی سے یہ فاصلے پاٹے جاتے ہیں۔

٢٢٥٥- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ

۲۲۵۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٢٢٥٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الأمر بوضع اليد على في المتلاعنين عند الخامسة،

الشَّعِيرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أمَرَ رَجُلًا حِينَ أَمَرَ الْمُتَلاعِنَيْنِ أنْ يَتَلاعَنَا أنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيهِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ يَقُولُ: إنَّهَا مُوجِبَةٌ.

نبی ﷺ نے جب لعان کرنے والوں سے قسمیں کھانے کو کہا تو پانچویں قسم کے وقت آپ نے ایک شخص سے فرمایا: ''اس مرد کے منہ پر ہاتھ رکھو۔ اسے کہو یہ واجب کرنے والی ہے (اللہ کے غضب' لعنت اور عذاب کو۔)

فائدہ: قاضی کو چاہیے کہ موقع بموقع فریقین کو قسم کے اقدام سے باز رہنے کی تلقین کرے' کیونکہ دنیا کی عار اور یہاں کی سزا تو عارضی ہے مگر اللہ کی لعنت اور غضب دائمی ہے۔ ولا حول ولاقوة الاباللّٰه.

٢٢٥٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: جَاءَ هِلَالُ بنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلاثَةِ الَّذِينَ تَابَ الله عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ أَرْضِهِ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ رَجُلًا، فَرَأَى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِأُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهِجْهُ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ غَدَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي جِئْتُ أَهْلِي عِشَاءً، فَوَجَدْتُ عِنْدَهُمْ رَجُلًا، فَرَأَيْتُ بِعَيْنِيَّ وَسَمِعْتُ بِأُذُنَيَّ، فَكَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ مَا جَاءَ بِهِ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَآءُ إِلَّآ أَنفُسُهُمْ فَشَهَٰدَةُ أَحَدِهِمْ﴾ [النور: ٦، ٧] الآيَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا، فَسُرِّيَ عنْ رَسُولِ الله ﷺ: فَقالَ: «أَبْشِرْ يَاهِلَالُ! قَدْ

٢٢٥٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ؓ (اپنے گھر میں) آئے اور یہ ان افراد میں سے ایک ہیں (جو جنگ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور) جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی۔ یہ اپنی زمین پر سے رات کو گھر آئے تو اپنی اہلیہ کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا مگر اس کو دوڑایا نہیں حتی کہ صبح ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں عشاء کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے ان کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خبر کو ناپسند کیا اور آپ پر یہ بہت گراں گزری۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحِدِهِمْ......﴾ آپ سے وحی کی کیفیت دور

ح: ٣٥٠٢ من حديث سفيان به، ولأصل الحديث شواهد.

٢٢٥٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٨ عن يزيد بن هارون به ❊ عباد بن منصور تقدم حاله، ح: ١٣٣.

جَعَلَ الله [عز وجل] لَكَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا». قَالَ هِلَالٌ: قَدْ كُنْتُ أَرْجُو ذَاكَ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْسِلُوا إِلَيْهَا»، فَجَاءَتْ فَتَلَا عَلَيْهِمَا رَسُولُ الله ﷺ وَذَكَّرَهُما، وَأَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَذَابَ الآخِرَةِ أَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا. فَقَالَ هِلَالٌ: وَالله! لَقَدْ صَدَقْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ كَذَبَ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لاعِنُوا بَيْنَهُمَا»، فَقِيلَ لِهِلَالٍ: اشْهَدْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِالله إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهُ: يَاهِلَالُ! اتَّقِ الله فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ، وَإِنَّ هٰذِهِ المُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ، فَقَالَ: والله! لَا يُعَذِّبُنِي الله عَلَيْهَا كما لَمْ يَجْلِدْنِي عَلَيْهَا، فَشَهِدَ الْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ الله عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ قِيلَ لَهَا: اشْهَدِي فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِالله إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيلَ لَهَا: اتَّقِي الله فَإِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ، وَإِنَّ هٰذِهِ الْمُوجِبَةُ الَّتِي تُوجِبُ عَلَيْكِ الْعَذَابَ، فَتَلَكَّأَتْ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَتْ: وَالله! لَا أَفْضَحُ قَوْمِي فَشَهِدَتِ الْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ الله عَلَيْهَا إِنْ كانَ مِنَ الصَّادِقِينَ. فَفَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمَا، وَقَضَى أَنْ لَا يُدْعَى وَلَدُهَا لأَبٍ، وَلَا تُرْمَى وَلَا يُرْمَى وَلَدُهَا، وَمَنْ رَمَاهَا أَوْ

ہوئی تو آپ نے فرمایا: ہلال خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے آسانی فرما دی ہے اور اس الجھن سے نکلنے کی سبیل پیدا کر دی ہے۔'' ہلال کہنے لگے: تحقیق مجھے اپنے رب سے اسی کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو بلواؤ۔'' وہ آ گئی تو آپ نے ان دونوں پر یہ آیتیں تلاوت فرمائیں' آپ نے ان دونوں کو نصیحت فرمائی اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب کے مقابلے میں انتہائی سخت ہے۔ ہلال نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ وہ کہنے لگی: یقیناً جھوٹ کہتا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے مابین لعان کراؤ۔'' تو ہلال سے کہا گیا: شہادت دو تو اس نے چار دفعہ کہا: اللہ کی قسم! میں البتہ سچا ہوں۔ جب پانچویں قسم کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اے ہلال! اللہ سے ڈر' بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم تجھ پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دینے والی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس پر عذاب نہیں دے گا جیسے کہ اس نے مجھے اس پر (جھٹلایا نہیں اور) کوئی سزا نہیں دی ہے۔ چنانچہ اس نے پانچویں قسم اٹھائی اور کہا: مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں۔ پھر عورت سے کہا گیا کہ قسمیں اٹھاؤ تو اس نے چار قسمیں اٹھائیں کہ اللہ کی قسم! یہ آدمی یقیناً جھوٹا ہے۔ جب پانچویں کی باری آئی تو اسے کہا گیا: اللہ سے ڈر جا۔ بلاشبہ دنیا کی سزا آخرت کے مقابلے میں بہت ہلکی ہے۔ اور یہ (پانچویں) قسم واجب کرنے والی ہے جو تجھ پر عذاب کو لازم کر دے

رَمَى وَلَدَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ. وَقَضَى أَنْ لَا بَيْتَ لَهَا عَلَيْهِ وَلَا قُوتَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمَا يَتَفَرَّقَانِ مِنْ غَيْرِ طَلَاقٍ وَلَا مُتَوَفًّى عَنْهَا، وَقَالَ: «إِنْ جَاءَتْ بِهِ أُصَيْهِبَ أُرَيْصِحَ أُثَيْبِجَ حَمْشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِهِلَالٍ، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ فَهُوَ لِلَّذِي رُمِيَتْ بِهِ»، فَجَاءَتْ بِهِ أَوْرَقَ جَعْدًا جُمَالِيًّا خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ سَابِغَ الأَلْيَتَيْنِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَوْلَا الْأَيْمَانُ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ».

گی۔تو وہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی اور توقف کیا' پھر بولی: اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں قسم بھی اٹھا گئی کہ اللہ کا غضب ہو مجھ پر اگر یہ شخص سچا ہو۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کرا دی اور فیصلہ فرما دیا کہ بچہ باپ کی طرف منسوب نہیں ہوگا' نہ اس عورت کو تہمت لگائی جائے اور نہ اس کے بچے کو کوئی طعنہ دیا جائے۔جس کسی نے اس عورت کو تہمت لگائی یا بچے کو طعنہ دیا تو اس پر حد ہے۔آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے لیے خاوند پر نہ سکنی (رہائش) لازم ہے نہ نفقہ (خرچہ)' کیونکہ یہ دونوں طلاق کے بغیر علیحدہ ہو رہے تھے اور نہ خاوند فوت ہوا تھا۔آپ نے فرمایا: ''اگر اس کا بچہ قدرے سرخ بالوں والا' ہلکے سرینوں والا' ابھری کمر والا اور باریک پنڈلیوں والا ہوا تو یہ ہلال کا ہوگا۔اور اگر وہ گندم گوں' گھنگھریالے بالوں والا' کھلے اور بڑے اعضا والا' بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا ہوا تو یہ اس کا ہوگا جس کے ساتھ اس پر الزام لگایا گیا ہے۔'' چنانچہ اس نے بچہ جنا تو وہ گندمی رنگ' گھنگھریالے بالوں والا' کھلے اور بڑے اعضا والا اور بھاری پنڈلیوں اور سرینوں والا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قسمیں نہ اٹھائی گئی ہوتیں تو میں اسے حد لگاتا۔(یا نشان عبرت بنا دیتا۔'')

قال عِكْرِمَةُ: فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمِيرًا عَلَى [مِضْرَ] وَمَا يُدْعَى لِأَبٍ.

عکرمہ نے کہا: یہ بچہ بعد میں قبیلۂ مضر کا سردار بنا تھا مگر باپ کی طرف نسبت نہ کیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔مِضر (جو ہمارے نسخے میں ہے) صاحب عون اور صاحب بذل نے اسے مُضَر قرار دے کر اس سے قبیلۂ مُضَر مراد لیا ہے۔ترجمے میں اسی مفہوم کو اختیار کیا گیا ہے۔لیکن ابوداود کے

بعض نسخوں میں یہ مِصْرٍ ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر کسی شہر کا حاکم بنا۔ دیکھیے: (سنن ابی داود' بتحقیق محمد عوامه: ۱۰۰/۳' دارالقبلة لثقافة الإسلامية' جدّه) ② آیت لعان کی بابت اختلاف ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے اتری یا عویمر عجلانی کے لیے' جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے نازل ہوئی کیونکہ ہلال بن امیہ کا لعان اسلام میں سب سے پہلے ہوا' جبکہ بعض علماء نے کہا کہ شاید دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہو' وہ اس طرح کہ دونوں ہی اس مسئلہ کو پوچھ چکے ہوں' پھر یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔

٢٢٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ قال: سَمِعَ عَمْرٌو سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ يقُولُ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: «حِسَابُكُمَا عَلَى الله، أحَدُكُمَا كَاذِبٌ لا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا». قالَ: يَارَسُولَ الله! مَالِي. قالَ: «لا مَالَ لَكَ، إنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ».

۲۲۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کو کہا: ''تمہارا حساب اللہ کے پاس ہے۔ تم دونوں میں سے ایک تو جھوٹا ہے۔ اور (شوہر سے کہا کہ) تجھے اس پر کوئی حق حاصل نہیں رہا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہے جو تو نے اس کی عصمت کو حلال کیا۔ اور اگر اس پر جھوٹ بولا ہے تو وہ تیرے لیے اور بھی بعید تر ہے۔'' (ایک طرف تہمت لگائے اور اس پر مزید یہ کہ مال بھی مانگے۔)

فائدہ: لعان کی صورت میں شوہر کو حق مہر سے کچھ نہیں ملے گا۔

٢٢٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا أيُّوبُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قالَ: قُلْتُ لابنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ قال: فَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ أخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقال: «الله

۲۲۵۸- جناب سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو تہمت لگائے تو......؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنی عجلان کے ایک جوڑے میں تفریق کرا دی تھی (عویمر اور اس کی بیوی میں) اور فرمایا تھا: ''اللہ ہی

٢٢٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب قول الإمام للمتلاعنين: إن أحدكما كاذب فهل منكما من تائب؟، ح: ٥٣١٢، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٢٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب صداق الملاعنة، ح: ٥٣١١ من حديث إسماعيل ابن علية، ومسلم، اللعان، ح: ١٤٩٣/ ٦ من حديث أيوب السختياني به.

يَعْلمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ»، يُرَدِّدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

خوب جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کر رہا ہے؟'' آپ نے اپنی یہ بات تین بار دہرائی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان میں تفریق کرا دی۔

٢٢٥٩- حَدَّثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ في زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بالمَرْأَةِ.

٢٢٥٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور بچے کا انکار کیا تو آپ نے ان کے مابین علیحدگی کرا دی اور بچے کو عورت کی طرف منسوب کر دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مَالِكٌ قَوْلُهُ: وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بالمَرْأَةِ وَقال يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ في حَدِيثِ اللِّعَانِ: وَأَنْكَرَ حَمْلَهَا فَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ امام مالک ؒ یہ جملہ روایت کرنے میں متفرد ہیں یعنی [وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ] اور یونس بواسطہ زہری' سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ شوہر نے اس کے حمل کا انکار کر دیا تو بچے کو عورت کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - بَابٌ: إِذَا شَكَّ فِي الْوَلَدِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٧'٢٨- باپ جب بچے کے بارے میں شک وشبہ کا اظہار کرے تو......؟

٢٢٦٠- حَدَّثَنا ابنُ أبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلى النَّبيِّ ﷺ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ فقال: إنَّ امْرَأتي جاءَتْ بِوَلَدٍ أَسْوَدَ، فقال: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قالَ: نَعَمْ، قالَ: «مَا أَلْوانُهَا؟» قالَ:

٢٢٦٠- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''ان کے رنگ کیسے

٢٢٥٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: يلحق الولد بالملاعنة، ح:٥٣١٥، ومسلم، اللعان، ح:١٤٩٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٦٧.

٢٢٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح:١٥٠٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟» قال: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قال: «فَأَنَّى تُرَاهُ؟» قال: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ قال: «وَهٰذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ».

ہیں؟'' کہا: سرخ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ان میں کوئی گندم گوں (یا سیاہی مائل) بھی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' ان میں سیاہی مائل بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے...... وہ کہاں سے آئے؟'' اس نے کہا: شاید ان کو کسی رگ نے کھینچا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''اس بچے کو بھی شاید کسی رگ نے کھینچا ہو۔''

فوائد ومسائل: ① محض رنگ وروپ کی بنا پر اپنے بچے سے انکار کر دینا حرام ہے۔ ہاں کوئی اور واضح دلیل ہو تو اور بات ہے۔ مثلاً شوہر کے غائب رہنے کی صورت میں حمل اور ولادت ہو یا بعد از نکاح چھ ماہ سے کم میں ولادت ہو وغیرہ۔ اس حدیث میں مذکورہ شخص کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ضمضم بن قتادہ تھا۔ (کتاب الغوامض عبدالغنی بن سعید) ② قاضی' مفتی اور داعی حضرات کو چاہیے کہ شرعی مسائل حکمت سے اور حسب ضرورت واقعاتی مثالوں سے واضح فرمایا کریں۔

٢٢٦١- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قال: وَهُوَ حِينَئِذٍ يُعَرِّضُ بِأَنْ يَنْفِيَهُ.

۲۲۶۱- زہری نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ وہ شخص اپنی بات کہتے ہوئے بچے سے انکار کا اشارہ کر رہا تھا۔

٢٢٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابْنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فقالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أُنْكِرُهُ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۲۶۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے جو کالے رنگ کا ہے اور مجھے اس پر تعجب ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: اس روایت میں [أُنْكِرُه] کے معنی [أَسْتَنْكِرُه] ہیں۔ یعنی میرا دل نہیں مانتا۔ اس میں گمان کی بات ہے' یقین کی نہیں۔

٢٢٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، ح: ١٥٠٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.

٢٢٦٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من شبه أصلاً معلومًا بأصل مبين . . . الخ، ح: ٧٣١٤، ومسلم، اللعان، باب١، ح: ١٥٠٠/ ٢٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

(المعجم ٢٨، ٢٩) - **باب التَّغْلِيظِ فِي الانْتِفَاءِ** (التحفة ٢٩)

باب:۲۸'۲۹- بچے کا انکار کر دینا انتہائی برا عمل ہے

٢٢٦٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعني ابنَ الْحَارِثِ عن ابنِ الْهادِ، عن عَبْدِ الله بنِ يُونُسَ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ المُتَلَاعِنَيْنِ: «أَيُّما امْرَأَةٍ أدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ الله في شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللهُ جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إلَيْهِ احْتَجَبَ الله تَعَالَى مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الأوَّلِينَ وَالآخِرِينَ».

۲۲۶۳- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ جب لعان کے متعلق آیت اتری تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو عورت کسی قوم میں کسی غیر کو داخل کر دے‘ جو ان میں سے نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کوئی مقام نہیں رکھتی‘ اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا۔ اور جس شخص نے اپنے بچے کا انکار کیا جبکہ بچہ اس کی طرف دیکھ رہا ہو‘ تو اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمالے گا اور اوّلین و آخرین کے روبرو اسے رسوا کرے گا۔“

فائدہ: کوئی عورت کہیں بدکاری کرے اور حاملہ ہو جائے اور پھر بچے کو شوہر اور اس کی قوم سے ملا دے یا کوئی باپ بلا وجہ معقول و مشروع بچے سے انکار کر دے تو یہ انتہائی مکروہ اور غلیظ کام ہے۔ اور یہ دونوں عمل کبائر میں سے ہیں۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - **بَابٌ: فِي ادِّعَاءِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ٣٠)

باب:۲۹'۳۰- ولد الزنا بچے کی ملکیت کے احکام ومسائل

٢٢٦٤- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ عن سَلْمٍ يَعْني ابنَ أبي الذَّيَّالِ: حدثني بَعْضُ أصْحَابِنَا عن سَعِيدِ

۲۲۶۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں زنا کاری کا کوئی تصور اور مقام نہیں‘ جس کسی نے ایام جاہلیت میں یہ عمل

٢٢٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب التغليظ في الانتفاء من الولد، ح: ٣٥١١ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٧٤٣ من حديث سعيد المقبري به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٣٥، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢٠٢، ٢٠٣، ووافقه الذهبي * عبدالله بن يونس حسن الحديث على الراجح.

٢٢٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦٢ من حديث معتمر به * بعض أصحابنا لم أعرفه.

ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ أنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا مُسَاعَاةَ في الْإِسلَامِ مَنْ سَاعَى في الْجَاهِلِيَّةِ فَقَدْ لَحِقَ بِعصَبَتِهِ، وَمَنِ ادَّعَى وَلَدًا مِنْ غَيْرِ رِشْدَةٍ فَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ».

بدکیا ہوتو بچہ اس کے عصبہ ہی سے ملحق ہوگا۔ اور جو کوئی نکاح صحیح کے بغیر کسی بچے کا دعویٰ کرے (زنا کی وجہ سے) تو نہ وہ باپ اس بچے کا وارث ہوگا اور نہ وہ بیٹا اس باپ کا۔"

٢٢٦٥- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا مُحمَّدُ بنُ رَاشِدٍ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ سُلَيْمانَ بن مُوسَى، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: إنَّ النَّبيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ كلَّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أبِيهِ الَّذِي يُدْعَى لَهُ ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ فَقَضَى أَنَّ كلَّ مَنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ أَصَابَهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ المِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَلَهُ نَصِيبُهُ. وَلَا يَلْحَقُ إذَا كَانَ أَبُوهُ الَّذِي يُدْعَى لَهُ أنْكَرَهُ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَمْ يَمْلِكْهَا أَوْ حُرَّةٍ عَاهَرَ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَلْحَقُ بِهِ وَلَا يَرِثُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ فَهُوَ وَلَدُ زِنْيَةٍ مِنْ حُرَّةٍ كَانَ أَوْ أَمَةٍ.

٢٢٦٥- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسا بچہ جس کے متعلق باپ کی وفات کے بعد دعویٰ کیا گیا ہو جبکہ باپ اپنی زندگی میں اس کا مدعی رہا ہو اور بعد میں اس کے وارثوں نے بھی اس کا دعویٰ کیا ہو تو اگر بچہ ایسی لونڈی کے بطن سے ہو' کہ مباشرت کے روز وہ اس مدعی کی ملکیت میں تھی تو یہ بچہ اس کے ساتھ ملحق ہوگا' جس کے ساتھ الحاق کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ اور مال وراثت جو الحاق سے پہلے تقسیم ہو چکا اس میں اس بچے کا حق نہ ہوگا مگر باقی ماندہ میں اپنا حصہ پائے گا۔ لیکن اگر اس باپ نے' جس کی طرف لاحق کیے جانے کا دعویٰ کیا جا رہا ہو' اس کا انکار کیا ہو تو اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگا۔ اور اگر بچہ کسی ایسی لونڈی سے ہو جو اس مدعی باپ کی ملکیت نہ تھی یا کسی آزاد عورت سے ہو' جس کے ساتھ اس نے زنا کیا تھا تو بھی اس کے ساتھ اس بچے کو ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارث ہوگا۔ اگرچہ جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے وہ اس کا مدعی بھی ہو۔ ایسا بچہ ولد الزنا ہوگا' کسی آزاد عورت سے ہو یا لونڈی سے۔

٢٢٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب: في ادعاء الولد، ح: ٢٧٤٦ من حديث محمد ابن راشد به، وحسنه البوصيري، ورواه أحمد: ٢/ ١٨١ عن يزيد بن هارون به.

٢٢٦٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا أبي عنْ مُحمَّدِ بن رَاشِدٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زادَ: وَهُوَ وَلَدُ زِنًا لأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا، حُرَّةً أوْ أَمَةً، وَذٰلِكَ فِيمَا اسْتُلْحِقَ في أوَّلِ الإسْلَامِ فَمَا اقْتُسِمَ مِنْ مَالٍ قَبْلَ الإسْلَامِ فَقَدْ مَضَى.

۲۲۶۶- محمد بن راشد نے اپنی سند سے اس مذکور حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: یہ ولد الزنا ہوگا اور اپنی ماں کے اہل کی ملکیت ہوگا خواہ کوئی ہوں' آزاد عورت ہو یا کوئی لونڈی۔ اور یہ فیصلے اسلام کے اوّلین دور میں ہوئے تھے۔ اور جو مال قبل از اسلام تقسیم ہو چکے' وہ ہو چکے۔

توضیح: دور جاہلیت میں لوگوں کے پاس لونڈیاں ہوتی تھیں جو بعض اوقات بدکاری کے عمل سے مال بھی کماتی تھیں اور کئی مالک ان سے مباشرت کرنے سے پرہیز نہ کرتے تھے۔ تو اگر کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کبھی وہ زانی اس کی ملکیت کا دعویٰ کرتا اور ساتھ مالک بھی اس کا دعویٰ کر لیتا تھا۔ اسلام میں ان کا فیصلہ یہ ہوا کہ بچہ لونڈی کے مالک کا ہے' نہ کہ زانی کا۔ کیونکہ لونڈی مالک کا بستر ہوتی ہے جیسے کہ آزاد عورت۔ اور اگر یہ صورت ہوئی ہوتی کہ بچے کو زانی کی طرف نسبت کیا گیا' مالک نے حین حیات نہ دعویٰ کیا اور نہ انکار اور پھر مر گیا۔ مگر اس کی موت کے بعد وارثوں نے بچے کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ مرنے والے مالک کا ہے' تو ان کا یہ دعویٰ تسلیم کیا جائے گا۔ اور قبل از الحاق تقسیم شدہ مال وراثت میں اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ مگر باقی ماندہ مال میں اس کا حصہ ہوگا جو اس کا بنتا ہو۔ لیکن اگر لونڈی کے مالک نے حمل کا انکار کیا ہو اور اس بچے کا مدعی نہ رہا ہو تو بچے کو اس کے ساتھ ملحق نہ کیا جائے گا اور نہ وارثوں کو حق ہوگا کہ مالک کی موت کے بعد اس بچے کو اس کی اولاد کے ساتھ لاحق کرنے کا دعویٰ کریں۔ (معالم السنن للخطابی) اس قسم کا ایک واقعہ آگے حدیث (۲۲۷۳) میں آرہا ہے۔

(المعجم ٣٠، ٣١) - بَابٌ: فِي القَافَةِ (التحفة ٣١)

باب:۳۰'۳۱- عمل قیافہ کا بیان

٢٢٦٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ المعنى وَابنُ السَّرْحِ قالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ - قالَ مُسَدَّدٌ وَابنُ السَّرْحِ يَوْمًا مَسْرُورًا وَقالَ

۲۲۶۷- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بڑے خوش خوش میرے ہاں تشریف لائے...... عثمان بن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں...... کہ آپ کے چہرہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا کچھ معلوم ہوا کہ مجزز مدلجی نے زید اور

٢٢٦٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٠ من حديث أبي داود به.

٢٢٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب القائف، ح: ٦٧٧١، ومسلم، الرضاع، باب العمل بإلحاق القائف الولد، ح: ١٤٥٩ من حديث سفيان بن عيينة به.

عُثْمَانُ: تُعْرَفُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ: «أَيْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ رَأَى زَيْدًا وَأُسَامَةَ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا بِقَطِيفَةٍ وَبَدَتْ أَقْدَامُهُما فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ».

اسامہ کو دیکھا جبکہ وہ دونوں ایک چادر سے اپنے سر ڈھانپے (لیٹے) ہوئے تھے اوران کے پاؤں ننگے تھے تو مجزز نے کہا: بلاشبہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں۔ (باپ بیٹے کے ہیں)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداود نے کہا: حضرت اسامہ سیاہ رنگ کے تھے اور حضرت زید سفید رنگ کے۔

فائدہ: انسان کے اعضا اور شکل وشباہت دیکھ کر اس کے نسب اور اخلاق وعادات کا اندازہ لگانا "قیافہ" کہلاتا ہے۔ (ابجد العلوم)

٢٢٦٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابن شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: قالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ.

٢٢٦٨-ابن شہاب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا: آپ ﷺ بڑے خوش خوش میرے پاس تشریف لائے۔ آپ کے چہرے کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أُسَامَةُ أَسْوَدَ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اسامہ سیاہ اور زید ؓ سفید رنگ کے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَسَارِيرُ وَجْهِهِ لَمْ يَحْفَظْهُ ابنُ عُيَيْنَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کا لفظ ابن عیینہ نے یادنہیں رکھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَسَارِيرُ وَجْهِهِ هُوَ تَدْلِيسٌ مِنِ ابنِ عُيَيْنَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ إِنَّمَا سَمِعَ الأَسَارِيرَ مِنْ غَيْرِ الزُّهْرِيِّ. قال: وَالأَسَارِيرُ في حَدِيثِ اللَّيْثِ وَغَيْرِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [أَسَارِيرُ وَجْهِهِ] کے الفاظ ابن عیینہ کی تدلیس ہے، جو کہ انہوں نے زہری سے نہیں سنے بلکہ کسی اور سے سنے ہیں۔ یہ الفاظ لیث وغیرہ کی روایت میں آئے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ

امام ابوداود نے کہا: احمد بن صالح کہا کرتے تھے کہ

٢٢٦٨ـ تخريج: متفق عليه عن قتيبة بن سعيد به، انظر الحديث السابق.

صَالِحٍ يَقُولُ: كَانَ أُسَامَةُ شَدِيدَ السَّوَادِ مِثْلَ الْقَارِ وَكَانَ زَيْدٌ أَبْيَضَ مِثْلَ الْقُطْنِ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ انتہائی کالے رنگ کے تھے جیسے کہ تارکول ہو اور زید رضی اللہ عنہ سفید رنگ کے تھے جیسے کہ روئی۔

توضیح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے اور شروع ایام اسلام میں آپ کے متبنّٰی (لے پالک) بھی کہلاتے رہے تھے۔ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو انتہائی محبوب تھے۔ ان کا لقب ہی "حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہ" (رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے اور چہیتے) پڑ گیا تھا۔ باپ بیٹے میں رنگ کا فرق تھا کیونکہ اسامہ کی ماں ام ایمن تھیں جو حبشن تھیں۔ انہیں کے رنگ پر ان کا رنگ آیا تو کئی جاہل ان کے نسب پر طعن کرتے تھے جو کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے اذیت کا باعث تھا۔ مجزز مدلجی قبیلہ بنو اسد کا معروف قیافہ شناس تھا اور مشرکین اس کی بات قبول کرتے تھے۔ کہیں گزرتے ہوئے اس نے ان دونوں باپ بیٹے کو دیکھ لیا' جبکہ ان کے چہرے ڈھنپے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے۔ تو اس نے غالباً اپنے علمی رعب کا اظہار کرنے کے لیے یہ جملہ کہہ دیا کہ "یہ پاؤں باپ بیٹے کے پاؤں ہیں۔" یہ جملہ مسلمانوں کے لیے حق کی تائید وتقویت اور شبہات کے ازالے کا باعث ثابت ہوا۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو خوشی ہوئی کہ کفار کا معتمدان کے اپنے طعن کی تردید کر رہا ہے...... اس واقعہ میں فقہی استدلال یہ ہے کہ اگر کہیں کسی بچے کے بارے میں کئی لوگ مدعی ہوں یا کسی عورت سے کسی شبہے کی وجہ سے دو تین افراد نے مباشرت کر لی ہو اور بچے کے بارے میں واضح نہ ہو کہ کس کا ہے؟ تو کسی ماہر اور عادل قیافہ شناس کی رائے سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ علم سراسر باطل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے قول پر خوشی کا اظہار نہ فرماتے۔ گزشتہ حدیث لعان (حدیث:۲۲۵۶) میں رسول اللہ ﷺ کا بیان گزرا ہے کہ "بچہ اگر اس اس طرح کا ہوا تو یہ فلاں کا ہوگا اور اگر اس طرح کا ہوا تو فلاں کا ہوگا۔" اس میں علم قیافہ کی اصلیت کی دلیل ہے۔ نیز حدیث ام سلیم رضی اللہ عنہا میں آتا ہے کہ اگر عورت کو احتلام نہیں ہوتا تو بچے کی اس کے ساتھ مشابہت کیونکر ہوتی ہے؟ (صحیح بخاری' العلم' حدیث:۱۳۰' و صحیح مسلم' الحیض' حدیث:۳۱۳)

(المعجم ۳۱، ۳۲) - **باب** مَنْ قَالَ بِالْقُرْعَةِ إِذَا تَنَازَعُوا فِي الْوَلَدِ (التحفة ۳۲)

باب:۳۱' ۳۲- ان حضرات کی دلیل جو بچے کے متعلق تنازع میں قرعہ سے فیصلے کے قائل ہیں

۲۲۶۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن الأَجْلَحِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ الله ابن الْخَلِيلِ، عن زَيْدِ بن أَرْقَمَ قَالَ: كُنْتُ

۲۲۶۹- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ یمن کا ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ تین یمنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

۲۲۶۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب القرعة في الولد إذا تنازعوا فيه . . . الخ، ح: ۳۵۱۹ من حديث الأجلح به، وصححه الحاكم: ۳/ ۱۳۵، ۱۳۶ من حديث عبدالرزاق * الثوري مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

جالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقالَ: إنَّ ثَلاثَةَ نَفَرٍ مِنْ أهْلِ الْيَمَنِ أتَوْا عَلِيًّا يَخْتَصِمُونَ إلَيْهِ في وَلَدٍ، وَقَدْ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ في طُهْرٍ وَاحِدٍ، فَقالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا، ثُمَّ قالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بِالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا، ثمَّ قالَ لِاثْنَيْنِ: طِيبا بالْوَلَدِ لِهٰذَا فَغَلَيَا فَقالَ: أنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ إني مُقْرِعٌ بَيْنَكُمْ، فَمَنْ قَرَعَ فَلَهُ الْوَلَدُ، وَعَلَيْهِ لِصَاحِبَيْهِ ثُلُثَا الدِّيَةِ، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَجَعَلَهُ لِمَنْ قَرَعَ، فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى بَدَتْ أضْرَاسُهُ أوْ نَوَاجِذُهُ.

پاس آئے۔ان کا ایک بچے کے بارے میں تنازع تھا۔ وہ تینوں کسی عورت پر ایک ہی طہر میں واقع ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے دو کو کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ' تو وہ دونوں چیخ پڑے (اور راضی نہ ہوئے۔) پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا: اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ۔ تو وہ راضی نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے دوسرے دو آدمیوں سے کہا کہ اپنی خوشی سے اس تیسرے کے حق میں دست بردار ہو جاؤ' تو انہوں نے بھی انکار کر دیا تو حضرت علی نے کہا: تم باہم ضد رکھنے والے شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں' جس کے نام کا قرعہ نکل آیا بچہ اسی کا ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو دیت کا تیسرا تیسرا حصہ ادا کرے۔ چنانچہ انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ (بہت) ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں نمایاں ہو گئیں۔

فائدہ: کسی شکل کے حروف لکھ کر ان سے کسی مطلوبہ امر کے ہونے نہ ہونے پر استدلال کرنا' قرعہ کہلاتا ہے۔(ابجد العلوم)

٢٢٧٠- حَدَّثَنَا خُشَيْشُ بنُ أصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا الثَّوْرِيُّ عن صَالِحٍ الهَمْدَانِيِّ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَبْدِ خَيْرٍ، عن زَيْدِ بن أرْقَمَ قالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ

۲۲۷۰- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمیوں کا معاملہ لایا گیا جبکہ وہ یمن میں عامل تھے' وہ تینوں ایک عورت پر ایک طہر میں واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے دو سے پوچھا: کیا

٢٢٧٠- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب القرعة في الولد إذا تنازعوا فيه . . . الخ، ح: ٣٥١٨ عن خشيش بن أصرم به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٤٨ من حديث عبدالرزاق، وللحديث طرق كثيرة عند الحميدي، ح: ٧٨٦ وغيره.

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ، . فَسَأَلَ اثْنَيْنِ: أَتُقِرَّانِ لِهٰذَا بِالْوَلَدِ؟ قَالَا: لَا، حَتَّى سَأَلَهُمْ جَمِيعًا، فَجَعَلَ كُلَّمَا سَأَلَ اثْنَيْنِ قَالَا: لَا، فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ. قَالَ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

تم اس تیسرے کے لیے بچے کا اقرار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! حتی کہ انہوں نے سب سے پوچھا۔ جب بھی دو سے پوچھتے' وہ نفی میں جواب دیتے تو انہوں نے ان میں قرعہ ڈالا اور بچہ اس کو دے دیا جس کے نام کا قرعہ نکلا اور اس پر دو تہائی دیت بھی لازم کر دی۔ چنانچہ یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ اس پر ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

فائدہ: جہاں کہیں کسی معاملے کے دو پہلو برابر ہوں اور کوئی جانب واضح طور پر راجح معلوم نہ ہوتی ہو تو قرعہ سے فیصلہ کر لینا جائز ہے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا یا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں رفاقت کے لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں قرعہ ڈال لیا کرتے تھے۔

٢٢٧١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ، عَنِ الْخَلِيلِ أَوِ ابْنِ الْخَلِيلِ قَالَ: أُتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ مِنْ ثَلَاثَةٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرِ الْيَمَنَ وَلَا النَّبِيَّ ﷺ وَلَا قَوْلَهُ: طِيبَا بِالْوَلَدِ.

۲۲۷۱- خلیل یا ابن خلیل سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے تین مردوں سے بچہ جنم دیا۔ (تینوں نے اس سے صحبت کی تھی) اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔ اس روایت میں یمن کا یا نبی ﷺ کا ذکر نہیں اور نہ یہ ہے کہ خوشی خوشی بچے سے دست بردار ہو جاؤ۔

(المعجم ٣٢، ٣٣) - بَابٌ: فِي وُجُوهِ النِّكَاحِ الَّتِي كَانَ يَتَنَاكَحُ بِهَا أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۲'۳۳- دورِ جاہلیت کے نکاحوں کی اقسام کا بیان

٢٢٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ

۲۲۷۲- عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس (عروہ) کو خبر دی کہ جاہلیت

٢٢٧١ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢٢٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من قال: لا نكاح إلا بولي . . . الخ، ح: ٥١٢٧ عن أحمد بن صالح به.

يَزِيدَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ، فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ، يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يُنْكِحُهَا، وَنِكَاحٌ آخَرُ: كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ، وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ، فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِنْ أَحَبَّ، وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ، فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ يُسَمَّى نِكَاحُ الاسْتِبْضَاعِ، وَنِكَاحٌ آخَرُ: يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا، فَإِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ، وَمَرَّ لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا فَتَقُولُ لَهُمْ: قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ وَهُوَ ابْنُكَ يَافُلَانُ! فَتُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ مِنْهُمْ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا، وَنِكَاحٌ رَابِعٌ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا

میں چار طرح کے نکاح ہوتے تھے۔ ایک یہی جو آج (اہل اسلام میں) معروف ہے کہ ایک انسان دوسرے کو اس کی زیر تولیت لڑکی کے لیے پیغام بھیجتا ہے' اسے حق مہر ادا کرتا اور پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے۔ دوسری قسم یہ تھی کہ آدمی اپنی بیوی سے کہتا' جبکہ وہ حیض سے پاک ہوتی کہ فلاں کو پیغام بھیج دو اور اس سے جا کر ہمبستر ہو۔ پھر اس کا شوہر اس سے علیحدہ رہتا اور اسے ہاتھ نہ لگاتا حتی کہ اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے جا کر یہ عورت ہمبستر ہوئی ہوتی۔ جب حمل نمایاں ہو جاتا تو پھر شوہر بھی اگر چاہتا تو اس سے مباشرت کر لیتا۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ بچہ شجاع' زکی اور ہونہار پیدا ہو۔ اس نکاح کو "نِكَاحُ الْإِسْتِبْضَاع" کہا جاتا تھا۔ تیسری قسم یہ تھی کہ ایک جماعت...... دس افراد سے کم...... اکٹھے ہوتے اور ایک عورت کے پاس جاتے' ہر ایک اس سے صحبت کرتا' جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ جنتی اور بچہ جننے کے بعد چند راتیں گزر جاتیں تو وہ ان سب کو بلواتی' اور ان میں سے کوئی بھی آنے سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ اس کے پاس جمع ہو جاتے تو وہ کہتی: تمھیں اپنے معاملے کا علم ہی ہے اور میں نے بچے کو جنم دیا ہے تو یہ بچہ اے فلاں! تیرا ہے۔ وہ ان میں سے جس کا چاہتی نام لے دیتی اور پھر بچہ اس مرد کے ساتھ منسوب ہو جاتا۔ چوتھی قسم یہ تھی کہ بہت سے لوگ اکٹھے ہوتے اور عورت پر داخل ہوتے' وہ کسی کو بھی انکار نہ کرتی اور یہ طوائفیں ہوتی تھیں' انہوں نے اپنے خواہش مندوں کے لیے بطور علامت اپنے دروازوں پر جھنڈے لگائے ہوتے تھے جو بھی ان کا

كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُنْ عَلَمًا لِمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ، فَإِذَا حَمَلَتْ فَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ، ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَها بِالَّذِي يَرَوْنَ، فَالْتَاطَهُ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ. فَلَمَّا بَعَثَ الله مُحَمَّدًا ﷺ، هَدَمَ نِكَاحَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ أَهْلِ الإِسْلَامِ الْيَوْمَ.

خواہش مند ہوتا ان کے پاس چلا جاتا تھا' جب کوئی حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو ان لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا اور وہ لوگ اپنے لیے کسی قیافہ شناس کو طلب کرتے' پھر وہ اس بچے کو جس کے (مشابہ) دیکھتا ملحق کر دیتا اور وہ اس کے ساتھ منسوب وملحق ہو جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا' وہ اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اہل جاہلیت کے تمام نکاحوں کو باطل کر دیا' صرف اہل اسلام کا موجودہ انداز نکاح باقی رکھا۔

فائدہ: اہل اسلام کے معروف نکاح اور ملک یمین کے علاوہ (متعہ وغیرہ) جتنے بھی انداز ہیں' سب حرام ہیں' نیز ولی کے بغیر کسی عورت کا نکاح جائز نہیں۔

(المعجم ٣٣، ٣٤) - بَابٌ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۳'۳۴- بچہ بستر والے کا ہے

٢٢٧٣- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بنُ أبي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ في ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ، فقال سَعْدٌ: أَوْصَانِي أخِي عُتْبَةُ إذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ أنِ انْظُرْ إلى ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ فَاقْبِضْهُ فَإِنَّهُ ابْنُهُ، وَقالَ عَبْدُ بنُ زَمْعَةَ: أخِي، ابنُ أَمَةِ أبي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أبِي، فَرَأَى رَسُولُ الله ﷺ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فقالَ: «الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبي مِنْهُ يا سَوْدَةُ».

۲۲۷۳- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ (یہ ام المومنین سودہ ؓ کا بھائی ہے) اپنا ایک تنازعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے جو کہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے (کی تولیت) سے متعلق تھا۔ سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں (سعد) جب مکے جاؤں تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھوں اور اسے اپنی تولیت میں لے لوں' بلاشبہ وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے کہا: وہ میرا بھائی ہے' میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے' میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ بچے اور عتبہ کے مابین واضح مشابہت

٢٢٧٣_ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب دعوى الوصي للميت، ح: ٢٤٢١، ومسلم، الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

زَادَ مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ فقال: «هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ».

ہے مگر آپ نے فرمایا: ''بچہ بستر والے کا ہے' اور زانی کے لیے پتھر ہیں اور اے سودہ! (ام المومنین ﷞) اس سے پردہ کر۔'' مسدد نے اپنی روایت میں کہا: ''اے عبد! یہ تیرا ہی بھائی ہے۔''

توضیح: ① چونکہ یہ معاملات جاہلیت کے تھے اور وہ لوگ اس انداز کے اعمال میں ملوث تھے تو ان بچوں سے بھی کوئی عار نہ سمجھتے تھے مگر اسلام نے یہ قاعدہ قانون دیا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہوتا ہے۔ مذکورہ واقعہ میں بچے کی شکل سے نمایاں تھا کہ یہ ولد الزنا ہے اور عتبہ کا لڑکا ہے مگر قاعدہ اور اصول کو ترجیح دی گئی اور اسے صاحب فراش کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ قانونی اعتبار سے یہ اگرچہ حضرت سودہ ﷞ کا بھائی بنا مگر دعو اور شکل و صورت زانی کے ساتھ ملتی تھی اس لیے اس کا نسب مشتبہ ٹھہرا۔ تو نبی ﷺ نے حضرت سودہ ﷞ کو پردے کا حکم دیا کیونکہ اس کا بھائی ہونا مشکوک تھا۔ اگرچہ قاعدے کی رو سے ان کے خاندان کا فرد بنا دیا گیا تھا۔ ② [وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ] کا ایک ترجمہ ''زانی کے لیے محرومی ہے۔'' اس صورت میں جیم پر زبر کی بجائے سکون یعنی جزم آئے گی۔ مطلب دونوں صورتوں میں یہی ہوگا کہ اولاد کا مستحق زانی نہیں ہوگا' بلکہ اس کے حصے میں تو سزا آئے گی۔ حدِ رجم یا سو کوڑے اور بچے سے وہ محروم ہی رہے گا۔

٢٢٧٤- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قال: قَامَ رَجُلٌ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ فُلَانًا ابْنِي عَاهَرْتُ بِأُمِّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لا دِعْوَةَ فِي الْإِسلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ الْجَاهلِيَّةِ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ».

۲۲۷۴- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! فلاں بچہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے جاہلیت میں اس کی ماں سے بدکاری کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں چلتا۔ جاہلیت کے امور سب ختم ہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ (یا محرومی ہے۔)''

٢٢٧٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا مَهْدِيُّ بنُ مَيْمُونٍ أَبُو يَحْيَى: حَدَّثَنَا

۲۲۷۵- رباح کا بیان ہے کہ میرے گھر والوں نے اپنی ایک رومی لونڈی سے میری شادی کر دی۔ میں اس

٢٢٧٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٧ عن يزيد بن هارون به.

٢٢٧٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٥٩، ٦٩ عن مهدي بن ميمون به * رباح مجهول، ذكره ابن حبان في الثقات: ٤/ ٢٣٨، وقال: "لا أدري من هو ولا ابن من هو؟".

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله بْنِ أبي يَعْقُوبَ عن الْحَسنِ بنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بن عَلِيٍّ بنِ أبي طَالِبٍ، عنْ رَباحٍ قال: زَوَّجَنِي أهْلِي أمَةً لَهُمْ رُومِيَّةً، فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا أسْوَدَ مِثْلِي، فَسَمَّيْتُهُ عَبْدَ الله، ثُمَّ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا أسْوَدَ مِثْلِي فَسَمَّيْتُهُ عُبَيْدَالله، ثُمَّ طَبِنَ لَها غُلَامٌ لِأَهْلِي رُومِيٌّ يُقالُ لَهُ يُوحَنَّهْ، فَرَاطَنَها بِلِسَانِهِ فَوَلَدَتْ غُلَامًا كَأنَّهُ وَزَغَةٌ مِنَ الْوَزَغَاتِ، فقُلْتُ لَها: ما هٰذَا؟ قالتْ: هٰذا لِيُوحَنَّهْ، فَرُفِعْنَا إلى عُثْمانَ - أحْسِبُهُ قال مَهْدِيٌّ: قالَ: فَسَأَلَهُمَا، فَاعْتَرَفَا - فقالَ لَهُمَا أتَرْضَيَانِ أنْ أقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ، إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى أنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ، وَأحْسِبُهُ قال: فَجَلَدَهَا وَجَلَدَهُ وكانَا مَمْلُوكَيْنِ.

سے ہمبستر ہوا تو اس نے بچہ جنا' سیاہ رنگ کا' میری طرح۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میں پھر اس کے ساتھ ہمبستر ہوا تو اس نے کالے رنگ کا بچہ جنم دیا' جیسے کہ میں ہوں۔ میں نے اس کا نام عبیداللہ رکھا۔ پھر میرے گھر والوں کے ایک غلام یوحنہ نامی نے اس کے ساتھ خرابی کی' اس کے ساتھ اپنی رومی زبان میں باتیں کیں۔ چنانچہ اس نے بچہ جنا جیسے کہ کوئی سام ابرص (گرگٹ) ہو میں نے لونڈی سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ یوحنہ سے ہے۔ ہم نے اس کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے ان دونوں سے پوچھا تو انہوں نے اعتراف کر لیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تم میں رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ بچہ بستر والے کا ہے۔ راوی نے کہا میرا خیال ہے پھر آپ نے ان دونوں کو درے لگائے اور وہ دونوں مملوک اور غلام تھے۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - باب مَنْ أحَقُّ بِالْوَلَدِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۴'۳۵- (ماں باپ میں علیحدگی ہو جائے تو بچے (کی نگہداشت اور تربیت) کا کون زیادہ حق دار ہے؟

٢٢٧٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عن أبي عَمْرٍو يَعني الأَوْزَاعِيَّ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أنَّ

۲۲۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا یہ بیٹا' میرا پیٹ اس کے لیے برتن' میرا سینہ اس کے لیے مشکیزہ اور میرا دامن اس کے لیے پناہ گاہ رہا ہے۔ اس

٢٢٧٦- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٢، ٢٠٣ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه الحاكم: ٢٠٧/٢، ووافقه الذهبي * الوليد بن مسلم صرح بالسماع.

امْرَأَةً قالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ ابْنِي هذَا كَانَ بَطْنِي لَهُ وِعَاءً، وَثَدْيِي لَهُ سِقَاءً، وَحِجْرِي لَهُ حِوَاءً، وَإِنَّ أَبَاهُ طَلَّقَنِي وَأَرَادَ أَنْ يَنتَزِعَهُ مِنِّي، فقالَ لَها رَسُولُ الله ﷺ: «أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي».

کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تو اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ نکاح نہ کرے۔''

فائدہ: یہ صحیح حدیث دلیل ہے کہ ماں جب تک نکاح نہ کرے وہ باپ کی نسبت بچے کی زیادہ حقدار ہے اور بعد از نکاح بھی اگر شوہر راضی ہو تو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ راضی نہ ہو تو باپ کو دیا جائے گا۔

٢٢٧٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ الْحُلْوانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني زِيَادٌ عن هِلَالِ ابنِ أُسَامَةَ، أَنَّ أَبَا مَيْمُونَةَ سَلْمَى مَوْلًى مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ رَجُلَ صِدْقٍ قال: بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَ أَبي هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابنٌ لَها فَادَّعَيَاهُ وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا، فَقَالَتْ: يَاأَبَا هُرَيْرَةَ - رَطَنَتْ لَهُ بالْفَارِسِيَّةِ - زَوْجِي يُرِيدُ أن يَذْهَبَ بابْنِي، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اسْتَهِمَا عَلَيْهِ، وَرَطَنَ لَهَا بِذَلِكَ، فَجَاءَ زَوْجُهَا فقال: مَنْ يُحَاقُّنِي في وَلَدِي؟ فقال أبُو هُرَيْرَةَ: اللَّهُمَّ! إِنِّي لا أَقُولُ هٰذَا إلَّا أَنِّي سَمِعْتُ امْرَأَةً جَاءَتْ إلى رَسُولِ الله ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بابْنِي وَقَدْ سَقَانِي مِنْ بِئْرِ أبي عِنَبَةَ

٢٢٧٧- ابو میمونہ سلمیٰ' اہل مدینہ میں سے کسی کا مولیٰ تھا اور وہ سچا آدمی تھا۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک فارسی عورت آئی' اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ شوہر اور بیوی دونوں اس بچے کے دعویدار تھے' اور شوہر نے عورت کو طلاق دے دی تھی۔ عورت نے کہا اور فارسی زبان میں بولی: اے ابو ہریرہ! میرا شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے لے لینا چاہتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر قرعہ ڈال لو اور اس کو یہ فارسی میں کہا۔ پھر اس کا شوہر آیا تو اس نے کہا: کون ہے جو مجھ سے میرا بیٹا چھینے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: [اَللّٰھُمَّ] (یہ لفظ بطور تبرک بولا جاتا تھا) میرا یہ کہنا اس بنا پر ہے کہ میں نے ایک عورت کو سنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تھی اور میں بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر میرے بچے کو لے لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ مجھے ابو عِنَبہ کے کنویں سے پانی لا کے دیتا ہے

٢٢٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب تخيير الصبي بين أبويه، ح:٢٣٥١ من حديث زياد بن سعد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ح:١٣٥٧.

وَقَدْ نَفَعَنِي، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «اسْتَهِمَا عَلَيْهِ» فقال زَوْجُهَا: مَنْ يُحَاقُّني في وَلَدِي؟ فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «هٰذَا أَبُوكَ، وَهٰذِه أُمُّكَ، فَخُذْ بِيَدِ أَيِّهِما شِئْتَ»، فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ، فانْطَلَقَتْ بِهِ.

اور میری خدمت کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر قرعہ ڈال لو۔ تو شوہر نے کہا: مجھ سے میرا بیٹا کون چھین سکتا ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''(لڑکے!) یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے' جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے۔'' چنانچہ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا' اور وہ اسے لے کر چل دی۔

فائدہ: بچہ بچی جب خوب سمجھدار ہوں تو مذکورہ بالا احوال میں انہیں اختیار دیا جا سکتا ہے۔

٢٢٧٨- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن يَزِيدَ بنِ الْهَادِ، عن مُحمَّدِ بنِ إِبراهِيمَ، عن نَافِعِ ابنِ عُجَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بنُ حارِثَةَ إلى مَكَّةَ فَقَدِمَ بابْنَةِ حَمْزَةَ، فقال جَعْفَرٌ: أَنَا آخُذُهَا، أنا أَحَقُّ بِها، ابْنَةُ عَمِّي وَعِنْدِي خَالَتُهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ، فقال عَلِيٌّ: أنا أَحَقُّ بِهَا، ابْنَةُ عَمِّي، وَعِنْدِي ابْنَةُ رَسُولِ الله ﷺ وَهِيَ أَحَقُّ بِها، فقال زَيْدٌ: أنا أَحَقُّ بِها، أنا خَرَجْتُ إِلَيْهَا وَسَافَرْتُ وَقَدِمْتُ بِها، فَخَرَجَ النَّبيُّ ﷺ، فَذَكَرَ حَدِيثًا قالَ: «وَأَمَّا الْجَارِيَةُ فَأَقْضِي بِها لِجَعْفَرٍ تَكُونُ مَعَ خَالَتِهَا وَإِنَّمَا الْخَالَةُ أُمٌّ».

٢٢٧٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ مکہ آئے اور حمزہ کی بیٹی کو ساتھ لے آئے۔ تو جعفر نے کہا: میں اسے (اپنی تولیت میں) لیتا ہوں' میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے' اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میرے گھر میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہے اور وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ اور زید نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ میں ہی اس کے پاس گیا' سفر کیا اور اس کو لے کر آیا ہوں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور بات کی اور فرمایا: ''لڑکی کا فیصلہ میں جعفر کے حق میں کرتا ہوں کہ اپنی خالہ کے پاس رہے گی اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔''

فائدہ: بچے کی نگہداشت اور تربیت میں اَولویت واوّلیت ماں کو حاصل ہے جیسے کہ اوپر کی پہلی حدیث میں گزرا

٢٢٧٨- تخريج: [حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٠٥، ١٠٦، ح: ٨٩١ من حديث عبدالملك بن عمرو أبي عامر به مطولاً، وله طريق آخر عند البيهقي: ٨/ ٦.

ہے' اس کے بعد خالہ ہے' پھر باپ کی جانب کے رشتہ دار ہیں (عصبات۔) امام ابن تیمیہ اور ابن قیم ﷭ فرماتے ہیں کہ اس تقدیم و ترتیب میں بچے کے حال اور مستقبل کی مصلحت کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر اس میں کسی واضح فتنے کا اندیشہ ہو تو ترتیب کو بدلنا لازمی ہوگا' کیونکہ مثلاً بچے کو اختیار دینے کی صورت میں عین ممکن ہے کہ ناقص العقل ہونے کی وجہ سے صحیح فیصلہ نہ کر سکے۔ اور یہ حق' حق میراث کی مانند نہیں کہ اس میں محض قرابت داری ہی بنیاد ہو' بلکہ یہ حق ولایت ہے جیسے کہ نکاح اور مالی معاملات میں ہوتا ہے اور ان میں مصالح کو ترجیح دی جاتی ہے نہ کہ محض قرابت داری کو۔ اسی طرح بچے کی نگہداشت و تربیت میں ایک جانب واضح ظلم ہو' اس کے عقیدے' تعلیم و تربیت اور اخلاق و عمل کی حفاظت کا اہتمام نہ ہو اور دوسری جانب ان امور کا اہتمام ہو تو دوسری جانب کو ترجیح ہوگی۔

(تیسیر العلام' شرح عمدة الأحكام' جلد دوم' حدیث :۳۲۲- نیل الأوطار' جلد ششم' باب من أحق بكفالة الطفل)

۲۲۷۹- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا سُفيانُ عن أبي فَرْوَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى بِهذا الْخَبرِ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قال: وَقَضى بِها لِجَعْفَرٍ لِأَنَّ خالَتَها عِنْدَهُ.

۲۲۷۹-عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے یہ روایت بیان کی مگر کامل بیان نہیں کی اور کہا: آپ نے بچی جعفر کو دے دی کیونکہ اس کی خالہ اس کے ہاں ہے۔

۲۲۸۰- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن هَانِىءٍ وَهُبَيْرَةَ، عن عَلِيٍّ قال: لَمَّا خَرَجْنا مِنْ مَكَّةَ تَبِعَتْنَا بِنْتُ حَمْزَةَ تُنادِي: ياعَمِّ! ياعَمِّ! فَتَنَاوَلَها عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ: دُونَكِ بِنْتَ عَمِّكِ، فَحَمَلَتْهَا، فَقَصَّ الْخَبرَ، قال: وَقال جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي وَخالَتُهَا تَحْتِي، فَقَضَى بِها النَّبيُّ ﷺ لِخالَتِها وَقال: «الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ».

۲۲۸۰-حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو حمزہ کی بیٹی ہمارے پیچھے آ گئی' وہ چچا چچا پکار رہی تھی۔ پس حضرت علی ؓ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور (حضرت فاطمہ ؓ سے) کہا: اپنی چچا زاد کو لے لو۔ چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ نے اس کو اٹھا لیا۔ اور خبر بیان کی۔ حضرت جعفر ؓ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری زوجیت میں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ خالہ کے حق میں کر دیا اور فرمایا: ''خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔''

۲۲۷۹ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد.

۲۲۸۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۹۸، ۱۱۵ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ۱۲/۳، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف ✽ أبوإسحاق مدلس وعنعن.

(المعجم ٣٥، ٣٦) - **بَابٌ: فِي عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ** (التحفة ٣٦)

باب:۳۵'۳۶-طلاق یافتہ عورت کے لیے عدت کے احکام ومسائل

٢٢٨١- حَدَّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ: حدثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حدَّثني عَمْرُو ابْنُ مُهَاجِرٍ عن أبيهِ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ ابنِ السَّكَنِ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّهَا طُلِّقَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَلم يَكُنْ لِلْمُطَلَّقَةِ عِدَّةٌ، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ حِينَ طُلِّقَتْ أَسْمَاءُ بِالْعِدَّةِ لِلطَّلَاقِ، فَكَانَتْ أَوَّلَ مَنْ أُنْزِلَتْ فِيهَا الْعِدَّةُ لِلْمُطَلَّقَاتِ.

۲۲۸۱-حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ ؓ سے مروی ہے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں طلاق ہوگئی۔اور (اس سے پہلے) مطلقہ کے لیے کوئی عدت نہ ہوتی تھی (یعنی ایام انتظار) تو اللہ تعالیٰ نے اس اسماء کی طلاق کے موقع پر عدت کا حکم نازل فرمایا۔اور یہ پہلی عورت تھی جس کے سلسلے میں طلاق یافتہ عورت کی عدت کا حکم اترا۔

فائدہ: حضرت اسماء بنت یزید ؓ کے متعلق آتا ہے کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ؓ کی پھوپھی زاد تھیں۔رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔عورتوں کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھی لے جایا کرتی تھیں۔انہوں نے غزوۂ یرموک کے موقع پر اپنے خیمے کے بانس سے نو عدد رومیوں کو قتل کیا تھا۔(افادات از: علامہ احمد محمد شاکر)

(المعجم ٣٧) - **بَابٌ: فِي نَسْخِ مَا اسْتُثْنِيَ بِهِ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَاتِ** (التحفة ٣٧)

باب:۳۷-عام مطلقات میں سے جن کی عدت منسوخ ہے

٢٢٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المروَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عن أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: «﴿وَالْمُطَلَّقَتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَثَةَ قُرُوٓءٍ﴾

۲۲۸۲-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (اللہ کا جو فرمان ہے) ''طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں۔'' (تو اس سے وہ عورتیں نکال دی گئیں جو حیض سے مایوس ہو جائیں) اور ان کیلئے کہا کہ ''تمہاری جو عورتیں حیض سے مایوس ہوں' اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان

٢٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٢/ ٤١٤، ح: ٢١٨٦ من حديث إسماعيل بن عياش به، ورواه البيهقي: ٧/ ٤٢٤ من حديث أبي داود به.

٢٢٨٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ٣٥٨٤ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وانظر، ح: ٢١٩٥.

[البقرة:٢٢٨] قال: ﴿وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ﴾ [الطلاق:٤] فَنُسِخَ مِنْ ذٰلِكَ وَقال: (وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا).

کی عدت تین ماہ ہے۔‘‘ پھر ان میں سے مزید یہ استثنا فرمایا: ’’اگر تم انہیں مساس سے قبل ہی طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں۔‘‘ (الاحزاب:۴۹)

فائدہ: حضرت ابن عباس نے اسے نسخ یا استثنا سے تعبیر فرمایا ہے لیکن یہ دراصل مختلف صورتوں کے مختلف احکام ہیں۔ عام مطلقہ عورت کی عدت تین حیض (یا تین طہر) ہیں۔ لیکن جس عورت کو حیض آنا بند ہو گیا ہو یا جسے حیض آنا شروع ہی نہیں ہوا تو ان کی عدت تین مہینے ہوگی۔ اور جس عورت کو خلوت اور مساس سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے تو اس کے لیے کوئی عدت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت حاملہ ہو اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عِدّت وضع حمل ہے۔ جب کہ بیوہ عورت کی عِدّت چار مہینے ۱۰ دن ہیں۔

(المعجم ٣٦، ٣٨) - بَابٌ: فِي الْمُرَاجَعَةِ (التحفة ٣٨)

باب:۳۶، ۳۸-(طلاق کے بعد) رجوع کے احکام ومسائل

٢٢٨٣- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا ابنِ أبي زَائِدَةَ عن صَالِحِ بنِ صَالِحٍ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا.

۲۲۸۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، مگر پھر آپ نے ان سے رجوع کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① پہلی اور دوسری طلاق کے بعد عدت کے دوران میں رجوع کیا جا سکتا ہے اور چاہیے کہ دو گواہ ضرور بنائے جائیں۔ (الطلاق:۲) ② حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کے بارے میں جناب قیس بن زید (تابعی صغیر) کی مرسل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ حفصہ سے

٢٢٨٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرجعة، ح: ٣٥٩٠ من حديث سهل بن محمد به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٩٧، ووافقه الذهبي، وللحديث علة غير قادحة.

رجوع فرمالیں۔ یہ بہت روزے رکھنے والی اور بہت قیام کرنے والی خاتون ہیں اور جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔“

(ارواء الغلیل' حدیث:۲۰۷۷)

(المعجم ۳۷، ۳۹) - **بَابٌ: فِي نَفَقَةِ الْمَبْتُوتَةِ** (التحفة ۳۹)

باب:۳۷'۳۹- تین طلاق یافتہ (طلاق بتہ والی) کے خرچ کے احکام ومسائل

۲۲۸٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ مَوْلَى الأَسْوَدِ بنِ سُفْيَانَ، عن أبي سَلَمَةَ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن فاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أنَّ أبَا عَمْرِو بنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ، فَأَرْسَلَ إلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَتَسَخَّطَتْهُ، فقال: وَالله! مَالَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، فَجَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فقال لَها: «لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ»، وَأَمَرَهَا أنْ تَعْتَدَّ في بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ، ثُمَّ قال: «إنَّ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أصْحَابِي، اعْتَدِّي في بَيْتِ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فإنَّهُ رَجُلٌ أعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ، وَإذَا حَلَلْتِ فآذِنِينِي». قالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أنَّ مُعَاوِيَةَ ابنَ أبي سُفْيَانَ وَأبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «أمَّا أبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عن عَاتِقِهِ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لا مَالَ لَهُ، انْكِحِي أُسَامَةَ بنَ زَيْدٍ». قالَتْ: فكَرِهْتُهُ، ثُمَّ قال: «انْكِحِي أُسَامَةَ

۲۲۸۴- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی ہے کہ (ان کے شوہر) ابوعمرو بن حفص نے ان کو طلاق بتہ دے دی تھی (مختلف اوقات میں تین طلاقیں) اور وہ خود (گھر میں) موجود نہیں تھے۔ تو ان کے وکیل نے فاطمہ کی طرف کچھ جو بھیجے تو انہوں نے ان کو کم سمجھا اور اس پر راضی نہ ہوئیں۔ تو وکیل نے کہا: قسم اللہ کی! (اخراجات کے سلسلے میں) تیرے لیے ہم پر کوئی چیز واجب ہی نہیں ہے۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا' آپ نے اس سے فرمایا: ”اس کے ذمے تمہارا کوئی خرچ نہیں ہے۔“ اور اسے حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت گزارے۔ پھر فرمایا: ”اس عورت کے ہاں میرے صحابہ آتے رہتے ہیں' تو ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت گزارو۔ وہ نابینا آدمی ہے' تمہیں اپنے کپڑے اتارنے میں بھی آسانی رہے گی اور جب تم حلال ہو جاؤ (تمہارے ایام عدت گزر جائیں) تو مجھے اطلاع دینا۔“ کہتی ہیں کہ جب میں حلال ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابوجہم تو اپنے کندھے سے لٹھ ہی نہیں اتارتا ہے۔ اور معاویہ' تو وہ

۲۲۸٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٨٠، ٥٨١.

ابنَ زَيْدٍ»، فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ الله تَعَالَى فِيهِ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ.

فقیر آدمی ہے' اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔" کہتی ہیں کہ میں نے اس کو ناپسند کیا۔ آپ نے پھر فرمایا: "اسامہ بن زید سے نکاح کر لو۔" چنانچہ میں نے ان سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر (اور برکت) فرمائی اور اس وجہ سے مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔

فائدہ: شوہر جب اپنی بیوی کو مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے' تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا۔ ایسی طلاق کو "بَتّہ" کہتے ہیں۔ لغت میں "بَتّ" کے معنی ہیں "کاٹ دینا' کسی امر کو نافذ کر دینا۔" اردو میں مستعمل لفظ "البتہ" بمعنی یقین کا ماخذ بھی یہی ہے۔

۲۲۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حدثنا يَحْيَى ابنُ أبي كَثِيرٍ: حَدَّثَني أبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ حَدَّثَتْهُ أنَّ أبَا حَفْصِ بنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ فيه: وَأَنَّ خَالِدَ بنَ الْوَلِيدِ ونَفَرًا مِنْ بَني مَخْزُوم أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فقالُوا: يانَبِيَّ الله! إِنَّ أبَا حَفْصِ بنَ الْمُغِيرَةِ طلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَإِنَّهُ تَرَكَ لَهَا نَفَقَةً يَسِيرَةً فقال: «لا نَفَقَةَ لَهَا» وَسَاقَ الحدِيثَ. وَحَدِيثُ مَالِكٍ أتَمُّ.

۲۲۸۵- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ ابوحفص بن مغیرہ نے مجھے تین طلاقیں دیں۔ اور پوری حدیث بیان کی' اس میں ہے کہ خالد بن ولید اور بنو مخزوم کے اور بھی لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ! ابوحفص بن مغیرہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اور بہت تھوڑا سا خرچ اس کے لیے چھوڑ گیا ہے۔ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں ہے۔" اور حدیث بیان کی۔ اور مالک کی (مذکورہ بالا) روایت اس سے زیادہ کامل ہے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت فاطمہ کو یہ طلاقیں وقفے وقفے سے دی گئی تھیں نہ کہ اکٹھی جیسے کہ اگلی حدیث: ۲۲۸۹ میں آ رہا ہے۔ ② مطلقہ کو ہدیہ و تحفہ دینا ایک مستحب کام ہے۔ جس کی تاکید آئی ہے۔ (الاحزاب: ۴۹) اور تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ و سکنی واجب نہیں ہے الا یہ کہ حاملہ ہو۔ ③ عورت کے لیے مرد کو دیکھنا ممنوع نہیں ہے (بشرطیکہ شہوت سے نہ ہو) اسی لیے نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزارنے کا حکم دیا' تاکہ وہ

۲۲۸۵_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ۱۹/ ۱۳۷ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

مردوں کی نظروں سے محفوظ رہے' کیونکہ مردوں کے لیے عورت کو دیکھنا ممنوع ہے' اور ابن ام مکتوم بینائی ہی سے محروم تھے۔ ④ نکاح کا پیغام دینے والے کے دینی' دنیاوی اور اخلاقی احوال کا جائزہ لے کر ہی اسے قبول کیا جانا چاہیے۔ ⑤ شرعی ضرورت سے کسی کا عیب بیان کرنا ایسی غیبت نہیں جو حرام ہو۔ ⑥ دین دار رشتوں میں اللہ کی طرف سے بہت برکت ہوتی ہے۔

٢٢٨٦- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا أبو عَمْرٍو عن يَحْيَى: حَدَّثَني أبو سَلَمَةَ: حَدَّثَتْني فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أنَّ أبَا عَمْرِو بنَ حَفْصٍ المَخْزُومِيَّ طَلَّقَهَا ثَلاثًا. وَسَاقَ الحدِيثَ وَخبَرَ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ قال: فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَتْ لَها نَفَقَةٌ وَلا مَسْكَنٌ»، قال فيه: وَأَرْسَلَ إلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ «أنْ لا تَسْبِقِيني بِنَفْسِكِ».

۲۲۸۶- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ ابوعمرو بن حفص مخزومی نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ اور حدیث بیان کی اور خالد بن ولید کی بات بھی۔ کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے خرچہ نہیں ہے اور نہ کوئی سکنی ہے۔'' (شوہر کے ذمے نہیں ہے۔) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے بارے میں میرے مشورے کے بغیر جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

فوائد و مسائل: ① نکاح اور دیگر اہم معاملات میں صالح اور مخلص اہل نظر سے مشورہ ضرور کر لینا چاہیے۔ ایسے ہی استخارہ بھی لازماً کرنا چاہیے۔ ② فاطمہ بنت قیس ؓ کے شوہر کا نام اکثر روایات میں ابوحفص بن مغیرہ آیا ہے اور کچھ میں ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ۔

٢٢٨٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: أنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن يَحْيَى، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَني الْبَتَّةَ، ثُمَّ سَاقَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ قال فيه: «وَلا تُفوِّتِيني بِنَفْسِكِ».

۲۲۸۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ میں بنی مخزوم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھی تو اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی (تین طلاقیں۔) اور (اس باب کی پہلی حدیث) مالک کی روایت کی مانند بیان کیا۔ اس روایت میں کہا کہ مجھے بتائے بغیر اپنے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر لینا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ الشَّعْبِيُّ

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ شعبی' بہیؔ اور عطاء نے

٢٢٨٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٩/ ١٣٨ من حديث أبي داود به * أبوعمرو هو الأوزاعي.

٢٢٨٧ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٢٢٨٤.

وَالْبَهِيُّ وَعَطَاءٌ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَاصِمٍ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أبي الْجَهْمِ، كُلُّهُمْ عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

بواسطہ عبدالرحمٰن بن عاصم اور اسی طرح ابوبکر بن ابی جہم ان سب نے فاطمہ بنت قیس سے روایت کی ہے کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں۔ (ان حضرات کی روایت میں "بتہ" کا ذکر نہیں ہے۔)

٢٢٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثلاثًا، فلَمْ يَجْعَلْ لَها النَّبيُّ ﷺ نَفَقَةً وَلا سُكْنَى.

٢٢٨٨- شعبی حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دی تھیں تو نبی ﷺ نے اس کے لیے کوئی خرچہ اور رہائش (شوہر پر) لازم نہیں کی تھی۔

٢٢٨٩- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابن شِهَابٍ، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ أبي حَفْصِ بنِ الْمُغِيرَةِ وَأَنَّ أَبَا حَفْصِ بْنَ الْمُغِيرَةِ طَلَّقَهَا آخِرَ ثلاثِ تَطْلِيقَاتٍ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ الله ﷺ فاسْتَفْتَتْهُ في خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا، فأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إلى ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى، فأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ في خُرُوجِ الْمُطَلَّقَةِ مِنْ بَيْتِهَا.

٢٢٨٩- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے خبر دی کہ وہ ابوحفص بن مغیرہ کی زوجیت میں تھی تو اس نے اسے آخری تیسری طلاق دے دی۔ پھر وہ کہتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے گھر سے چلی جائے (شوہر کے گھر سے) تو آپ نے حکم دیا کہ ابن ام مکتوم نابینا کے گھر منتقل ہو جائے۔ مگر مروان نے فاطمہ کی اس بات کی' کہ مطلقہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہے' تصدیق کرنے سے انکار کیا ہے۔

قال عُرْوَةُ: وَأَنْكَرَتْ عَائِشَةُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ.

عروہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ نے بھی فاطمہ بنت قیس پر انکار کیا ہے۔

٢٢٨٨- تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ١٤٨٠/ ٤٤ من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق: ٢٢٨٤.

٢٢٨٩- تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٢٢٨٤.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ صَالِحُ ابنُ كَيْسَانَ وَابنُ جُرَيْجٍ وَشُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ كُلُّهُمْ عنِ الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود نے کہا: صالح بن کیسان' ابن جریج اور شعیب بن ابی حمزہ سب زہری سے اسی طرح روایت کرتے ہیں (جیسے عقیل نے کی ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ، وَاسْمُ أبي حَمْزَةَ دِينَارٌ، وَهُوَ مَوْلَى زِيادٍ.

امام ابوداود نے کہا: شعیب کے والد ابوحمزہ کا نام دینار ہے جو زیاد کا مولیٰ تھا۔

فائدہ: اس روایت میں اختصار ہے جبکہ آگے آنے والی روایت میں وضاحت ہے۔ مروان نے قبیصہ بن ذویب کو بھیج کر یہ تفصیل معلوم کی تھی۔

٢٢٩٠- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله قال: أَرْسَلَ مَرْوَانُ إلى فَاطِمَةَ فَسَألَها؟ فأَخْبَرَتْهُ أنَّها كَانَتْ عِنْدَ أبي حَفْصٍ، وكَانَ النَّبيُّ ﷺ أَمَّرَ عَلِيَّ ابنَ أبي طَالِبٍ يَعني عَلَى بَعْضِ الْيَمَنِ فَخَرَجَ مَعَهُ زَوْجُها فَبَعَثَ إلَيْهَا بِتَطْلِيقَةٍ كَانَتْ بَقِيَتْ لَها، وَأَمَرَ عَيَّاشَ بنَ أبي رَبِيعَةَ وَالْحَارِثَ بنَ هِشَامٍ أنْ يُنْفِقَا عَلَيْهَا، فَقَالا: واللهِ! ما لَهَا نَفَقَةٌ إلَّا أنْ تَكُونَ حَامِلًا، فأتَتِ النَّبيَّ ﷺ فقال: «لا نَفَقَةَ لَكِ إلَّا أنْ تَكُونِي حامِلًا»، وَاسْتَأْذَنَتْهُ في الانْتِقَالِ، فأَذِنَ لَها، فقالَتْ: أيْنَ أَنْتَقِلُ يَارَسُولَ الله؟ فقال رَسُولُ الله ﷺ: «عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ» - وكَانَ أعمَى - تَضَعُ

٢٢٩٠- عبیداللہ (بن عبداللہ بن عتبہ) سے مروی ہے کہ مروان نے فاطمہ (بنت قیس) کو پیغام بھیجا اور ان سے پچھوایا' تو اس نے بتایا کہ وہ ابوحفص کی زوجیت میں تھی اور نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو یمن کے کچھ حصے کا عامل بنایا' تو اس کا شوہر بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور اس کو طلاق کا پیغام دے گیا' وہ طلاق جو اس کی باقی تھی (تیسری طلاق) اور عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن ہشام کو کہہ گیا کہ اس کو خرچ دینا' تو ان دونوں نے کہا: اللہ کی قسم! اس کے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ حاملہ ہو۔ تو یہ نبی ﷺ کے پاس چلی آئی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے کوئی خرچہ نہیں الا یہ کہ تو حاملہ ہو۔'' پھر اس نے اجازت چاہی کہ (اس گھر سے) منتقل ہو جائے تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں کہاں رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ابن ام مکتوم کے ہاں۔'' اور وہ نابینا تھے (کسی وقت)

٢٢٩٠_ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ٤١/١٤٨٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٢٠٢٥ بطوله.

ثِيَابَها عِنْدَهُ وَلا يُبْصِرُها، فَلَمْ تَزَلْ هُناكَ حَتَّى مَضَتْ عِدَّتُها، فأَنْكَحَهَا النَّبيُّ ﷺ أُسَامَةَ، فَرَجَعَ قَبِيصَةُ إلى مَرْوَانَ فأَخْبَرَهُ ذٰلِكَ، فقال مَرْوَانُ: لَم نَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيثَ إلَّا من امْرَأةٍ فَسَنَأْخُذُ بالْعِصْمَةِ الَّتي وَجَدْنا النَّاسَ عَلَيْهَا، فقالَتْ فَاطِمَةُ حِينَ بَلَغَهَا ذٰلِكَ: بَيْني وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ الله، قال الله: ﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ [الطلاق:١] حَتَّى ﴿ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ﴾ [الطلاق: ١].

یہ اپنے کپڑے اتار بھی دیتی تو دیکھ نہ سکتے تھے۔ پھر وہ ان کے ہاں رہی حتی کہ اس کی عدت پوری ہو گئی۔ تب نبی ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ قبیصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔ تو مروان نے کہا: ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں اور ہم وہی محفوظ اور قابل اعتماد بات قبول کریں گے جس پر لوگوں کا عمل ہے۔ فاطمہ کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ فیصل ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ...... لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾

قالَتْ: فَأَيُّ أَمْرٍ يَحْدُثُ بَعْدَ الثَّلاثِ.

فاطمہ نے کہا: بھلا تیسری طلاق کے بعد کون سا نیا معاملہ ہوگا؟ (رجوع کا موقع ہی نہیں رہا تو نیا معاملہ کیسے ہو سکتا ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، وَأَمَّا الزُّبَيْدِيُّ فَرَوَى الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا، حَدِيثَ عُبَيْدِالله بِمَعْنَى مَعْمَرٍ، وَحَدِيثَ أبي سَلَمَةَ بِمَعْنَى عُقَيْلٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت یونس نے بھی زہری سے اسی طرح بیان کی ہے۔ اور (محمد بن ولید) زبیدی نے دونوں روایتیں بیان کی ہیں۔ عبیداللہ کی روایت معمر کے ہم معنی اور ابوسلمہ کی عقیل کے ہم معنی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ أنَّ قَبِيصَةَ بنَ ذُوَيْبٍ حَدَّثَهُ بِمَعْنى دَلَّ عَلَى خَبَرِ عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله حِينَ قال: فَرَجَعَ قَبِيصَةُ إلى مَرْوَانَ فأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ.

امام ابوداود نے کہا: محمد بن اسحاق نے زہری سے روایت کی ہے مگر اس میں قبیصہ بن ذویب نے اس کو بالمعنی نقل کیا ہے۔ اس کی دلیل عبیداللہ بن عبداللہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ "پھر قبیصہ مروان کے پاس واپس آیا اور یہ ساری خبر بتائی۔"

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کا پس منظر آئندہ حدیث: ۲۲۹۵ میں آ رہا ہے۔ ② حضرت مروان بن حکم کا' جو اس دور میں حاکم مدینہ تھے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایسے ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ کے لیے ایام عدت میں سکنی شوہر کے ذمے ہے۔ (اور بعض لوگ اب بھی اسی کے قائل ہیں۔) ان حضرات کا استدلال سورۂ

طلاق کی آیات سے ہے۔اس میں ہے:﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ﴾ (الطلاق: ا) ''تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو اور نہ وہ ازخود نکلیں۔'' ایک اور آیت میں ہے:﴿اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ﴾ (الطلاق:٦) ''اپنی حیثیت کے مطابق انہیں سکونت مہیا کرو۔'' مگر اس مناقشے میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بات واضح اور راجح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین طلاق والی کے لیے کوئی نفقہ وسکنی نہیں فرمایا۔اور چونکہ یہ خود صاحب واقعہ ہیں تو انہی کی بات قابل قبول ہوگی۔قرآن مجید کی مذکورہ آیات کا مفہوم ان عورتوں کے متعلق ہے جنہیں رجعی طلاق ہوئی ہو۔ ③ حضرت مروان نے جو یہ کہا کہ ''ہم ایک عورت سے یہ حدیث سن رہے ہیں'' تو یہ جرح قابل سماع نہیں ہے۔امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے کہ ''یہ جرح باجماع مسلمین باطل ہے' کیونکہ کسی بھی عالم سے یہ منقول نہیں کہ کوئی حدیث کسی عورت کی روایت ہونے کی بنا پر مردود قرار پاتی ہے۔کتنی ہی مقبول و معمول سنتیں ہیں جن کی راوی صحابیات ہیں اور وہ ان کی روایت میں اکیلی ہیں۔علم حدیث سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا یہ انکار نہیں کرسکتا۔اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی کوئی حدیث محض اس بنا پر رد نہیں کی کہ ''ممکن ہے اس کا راوی بھول گیا ہو۔'' اگر یہ نقد قابل اعتنا سمجھا جائے تو احادیث نبویہ میں سے کوئی حدیث بھی مقبول نہ رہے گی' کیونکہ ''بھول سکنے'' سے کون سا انسان مبرا ہے۔اس طرح تو تمام سنن نبویہ کو سرے سے معطل قرار دینا پڑے گا۔اور زیر بحث حدیث کی راویہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے ابتدا ہی میں ہجرت کر لی تھی اور وہ اپنے حفظ و دانش میں مشہور تھیں۔دجال کے متعلق طویل حدیث ان ہی کی روایت کردہ ہے جو انہوں نے رسول اللہ سے اثنائے خطبہ میں ایک ہی بار سنی اور یاد کر لی تھی۔اور کس طرح باور کیا جاسکتا ہے کہ طلاق اور نان ونفقہ اور سکنی جیسا مسئلہ جو ان کی زندگی کا اپنا اہم واقعہ تھا وہ بھول گئی ہوں۔بھول جانے کا اعتراض خود اعتراض کرنے والے پر بھی وارد کیا جاسکتا ہے......الخ (نیل الاوطار:٦/٣٤١) نیز (زادالمعاد' جلد چہارم [بحث حكمه ﷺ فی أنه لا نفقة ولا سكنى للمبتوتة])

④ اور یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ ''عورت مطلقہ کے لیے سکنی اور نفقہ ہے'' یہ حدیث قطعاً باطل اور غیر صحیح ہے۔(زادالمعاد) ⑤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ''زبان کی تیز'' ہونے کا جو عیب لگایا جاتا ہے۔(جیسے کہ اگلے باب میں آرہا ہے) وہ بھی محل نظر ہے۔ایک طرف تو نبی ﷺ نفقہ وسکنی کے بارے میں حکم ربانی بتارہے ہیں' مگر اسے زبان پر کنٹرول کرنے کی نصیحت نہیں فرماتے جس کا تعلق اس کے اپنے دین واخلاق کے ساتھ ساتھ تکمیل عدت میں بھی معاون ہے۔ذخیرۂ احادیث میں اس قسم کی کوئی بات ثابت نہیں۔

(المعجم ٣٨، ٤٠) - باب مَنْ أَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ (التحفة ٤٠)

باب:۳۸'۴۰-فاطمہ بنت قیس کی روایت کا انکار کرنے والوں کا بیان

٢٢٩١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنا عَمَّارُ بنُ رُزَيْقٍ عن أَبِي إِسْحَاقَ قال: كُنْتُ في المَسْجِدِ الْجَامِعِ مع الأَسْوَدِ فقال: أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فقال: ما كُنَّا لِنَدَعَ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا ﷺ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لا نَدْرِي أَحَفِظَتْ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟.

۲۲۹۱-ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے ساتھ (کوفہ کی) جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت قیس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو حضرت عمر نے کہا: ''ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ایک عورت کے بیان پر نہیں چھوڑ سکتے' نہ معلوم اس نے یاد بھی رکھا ہے یا نہیں۔''

فائدہ: اس کی تفصیل مذکورہ بالا فائدہ میں گزر چکی ہے۔

٢٢٩٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ أبي الزِّنَادِ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبيهِ قال: لَقَدْ عَابَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ رضي الله عنها أَشَدَّ الْعَيْبِ يَعْنِي حَدِيثَ فاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَقَالَتْ: إِنَّ فاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ رَخَّصَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ.

۲۲۹۲-ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت پر بہت سخت عیب لگایا ہے (انکار کیا ہے) یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث پر۔ اور کہا کہ فاطمہ بنت قیس ایک خالی مکان میں رہائش پذیر تھی اور اس طرف سے کوئی خطرہ سا بھی تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کو (گھر تبدیل کرنے کی) رخصت عنایت فرمائی تھی۔

٢٢٩٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ قِيلَ لِعَائِشَةَ: أَلَمْ تَرَيْ إلى قَوْلِ فَاطِمَةَ: قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لا خَيْرَ لَها في ذِكْرِ ذٰلِكَ.

۲۲۹۳-عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ کیا آپ کو فاطمہ کی بات معلوم نہیں ہوئی؟ تو انہوں نے کہا: اس بات کو ذکر کرنے میں اس کے لیے خیر نہیں ہے۔

٢٢٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب المطلقة البائن لا نفقة لها، ح: ٤٦/١٤٨٠ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

٢٢٩٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب هل تخرج المرأة في عدتها، ح: ٢٠٣٢ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ٥٣٢٦.

٢٢٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٥٣٢٥، ٥٣٢٦، ومسلم، ح: ١٤٨١ من حديث سفيان الثوري به مطولاً.

٢٢٩٤- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنا أبي عن سُفْيَانَ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ في خُرُوجِ فَاطِمَةَ قال: إنَّما كَانَ ذٰلكَ مِنْ سُوءِ الْخُلُقِ.

۲۲۹۴- فاطمہ بنت قیس ؓ کے گھر تبدیل کرنے کے سلسلے میں سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ ”یہ اس کی بدخلقی کی وجہ سے تھا۔“ (زبان کی تیز تھیں)

فائدہ: یہ قول ضعیف ہے۔اس کی تفصیل گزشتہ باب کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔مکمل بحث زادالمعاد جلد چہارم میں ملاحظہ فرمالی جائے۔(بحث: حکمه ﷺ في انه لا نفقة ولا سكنى للمبتوتة)

٢٢٩٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ أنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ، فانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها إلى مَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فقالتْ لَهُ: اتَّقِ الله وَارْدُدِ الْمَرْأَةَ إلى بَيْتِها، فقال مَرْوَانُ: - في حَدِيثِ سُلَيْمانَ - إنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِي. وَقال مَرْوَانُ: - في حَدِيثِ الْقَاسِمِ - أوَ مَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟، فقالَتْ عَائِشَةُ: لا يَضُرُّكَ أنْ لا تَذْكُرَ حَدِيثَ فاطِمَةَ، فقال مَرْوَانُ: إنْ كَانَ بِكِ الشَّرُّ فَحَسْبُكِ ما كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ.

۲۲۹۵- قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے (اپنی بیوی عمرہ) بنت عبدالرحمٰن بن حکم کو طلاق دے دی' طلاق بتہ (تین طلاقیں)' تو عبدالرحمٰن نے اپنی بیٹی کو (اپنے گھر) منتقل کر لیا۔حضرت عائشہ ؓ نے مروان بن حکم کو پیغام بھیجا اور وہ ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا' کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے (خاوند کے) گھر لوٹا دو۔مروان نے کہا: (بالفاظ سلیمان) عبدالرحمٰن مجھ پر غالب آ گیا ہے۔اور (بالفاظ قاسم) مروان نے کہا: کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کا احوال نہیں پہنچا؟ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اگر آپ فاطمہ کی حدیث بیان نہ کریں تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہو گا۔(اس کو ایک خاص وجہ سے اجازت دی گئی تھی)' مروان نے کہا: اگر آپ ایک شر کو انتقال کی وجہ جواز سمجھتی ہیں تو ان زوجین کے درمیان موجود شر بھی اس کی وجہ جواز ہے۔

٢٢٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٤٣٣ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عنعن.

٢٢٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس . . . الخ، ح: ٥٣٢١، ٥٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٧٩.

٢٢٩٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنا مَيْمُونُ بنُ مِهْرَانَ قال: قَدِمْتُ المَدِينَةَ فَدُفِعْتُ إلى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ فَقُلْتُ: فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طُلِّقَتْ فَخَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا، فقال سَعِيدٌ: تِلْكَ امْرَأَةٌ فَتَنَتِ النَّاسَ، إنَّهَا كَانَتْ لَسِنَةً فَوُضِعَتْ عَلَى يَدَيِ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمٰى.

٢٢٩٦- میمون بن مہران کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو سعید بن میتب کے ہاں پہنچا میں نے کہا: فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی تو وہ اپنے گھر سے منتقل ہو گئی تھی' تو سعید نے کہا: اس عورت نے لوگوں کو فتنے میں ڈالا ہوا تھا' بہت زبان دراز تھی تو اسے ابن مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ کے ہاں رہائش دی گئی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ گویا اس میں ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہونے کی جو وجہ بیان کی گئی ہے' وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ وہی ہے جو صحیح احادیث میں بیان ہوئی ہے کہ ابن ام مکتوم بصارت سے محروم تھے تو وہاں اس کے لیے پردے کی پابندی ضروری نہیں تھی۔

(المعجم ٣٩، ٤١) - بَابٌ: فِي الْمَبْتُوتَةِ تَخْرُجُ بِالنَّهَارِ (التحفة ٤١)

باب: ٣٩'٤١- بتہ طلاق والی دن کو گھر سے نکل سکتی ہے

٢٢٩٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرَني أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ ؓ قالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثًا فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلًا لَها، فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا، فأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فقال لَها: «اخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أنْ تَصَدَّقِي مِنْهُ، أَوْ تَفْعَلِي خَيْرًا»

٢٢٩٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئیں تو وہ اپنی کھجوریں کاٹنے کے لیے نکل گئیں تو اسے ایک آدمی ملا جس نے اس کو منع کیا۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو یہ بات بتلائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلی جایا کرو اور اپنی کھجوریں کاٹا کرو' تم اس سے صدقہ یا کوئی خیر کا کام ہی کرو گی۔''

فائدہ: مطلقہ عورت اپنے ایام عدت میں کسی لازمی اور مناسب کام کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے مگر ضروری ہے کہ رات کو اپنے گھر واپس آ جائے۔

٢٢٩٦ـ تخريج: [ضعيف] السند حسن إلى سعيد بن المسيب، ولكنه لم يذكر من حدثه بهذا، فقوله مردود.

٢٢٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن . . . الخ، ح: ١٤٨٣ من حديث يحيى ابن سعيد القطان به.

(المعجم ٤٠، ٤٢) - **باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ** (التحفة ٤٢)

باب: ۴۰، ۴۲- جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کو ایک سال تک کا خرچ دینا منسوخ ہے

۲۲۹۸- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بن وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] فَنَسَخَ ذٰلِكَ بآيَةِ المِيرَاثِ بما فَرَضَ لَهُنَّ مِنَ الرُّبُعِ وَالثُّمُنِ، وَنَسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ بِأَنْ جَعَلَ أَجَلَهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

۲۲۹۸- آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ ''اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو (انہیں چاہیے کہ) اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ ایک سال تک انہیں خرچ دینا ہے اور گھر سے نہیں نکالنا ہے۔'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہے اور انہیں چوتھا یا آٹھواں حصہ ملے گا۔ اور ایک سال کی مدت بھی منسوخ ہے اور اب اس کی مدت (عدت صرف) چار ماہ دس دن ہے۔

فائدہ: خاوند کی اگر اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے ورنہ چوتھا۔

(المعجم ٤١، ٤٣) - **باب إِحْدَادِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا** (التحفة ٤٣)

باب: ۴۱، ۴۳- شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عورت کتنے دن سوگ منائے؟

۲۲۹۹- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ، عن حُمَيْدِ بن نَافِعٍ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أبي سَلَمَةَ أَنَّهَا

۲۲۹۹- حضرت زینب بنت ابی سلمہ ؓ (یہ رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں) نے یہ درج ذیل تین حدیثیں بیان کیں۔ (پہلی حدیث): زینب کہتی ہیں کہ میں

۲۲۹۸ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها بما فرض لها من الميراث، ح: ٣٥٧٣ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

۲۲۹۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، ح: ١٢٨١، ١٢٨٢، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة . . . الخ، ح: ١٤٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٥٩٦، ٥٩٧.

أَخْبَرَتْهُ بِهٰذِهِ الأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ. قالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ فَدَعَتْ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرُهُ، فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قالَتْ: وَاللهِ! ما لِي بالطِّيبِ من حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ کے ہاں گئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان کی وفات ہو گئی تھی تو انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زردی تھی' وہ خلوق تھی یا کوئی اور' انہوں نے یہ لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' فرماتے تھے: ''کسی خاتون کے لیے حلال نہیں' جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو' کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کا اظہار کرے (اور زیب و زینت چھوڑے رہے) سوائے شوہر کے' (کہ اس کے لیے) چار مہینے اور دس دن ہیں۔''

قالَتْ زَيْنَبُ: وَدَخَلْتُ عَلَى زينب بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قالَتْ: وَاللهِ! مَالِي بالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ باللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا».

(دوسری حدیث): زینب ؓ نے کہا: میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ کے پاس آئی جبکہ ان کا بھائی فوت ہو گیا تھا۔ تو انہوں نے خوشبو منگوا کر لگائی اور پھر کہا: قسم اللہ کی! مجھے خوشبو کی کوئی طلب اور ضرورت نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ' منبر پر کھڑے فرما رہے تھے: ''کسی عورت کے لیے حلال نہیں' جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو' کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے الا یہ کہ شوہر ہو تو اس کے لیے (سوگ کے) چار ماہ دس دن ہیں۔

قالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ زَوْجُهَا عَنْهَا، وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَنَكْحَلُهَا؟ فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا»،

(تیسری حدیث): زینب ؓ نے کہا: میں نے اپنی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ کو سنا' بیان کرتی تھی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اب اس کی آنکھ خراب ہے' کیا ہم اس کو سرمہ لگا

مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ، كلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ : «لَا» ، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «إِنَّما هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا . وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ في الْجاهِلِيَّةِ تَرْمِي بالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ» .

دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے یہ دو یا تین مرتبہ پوچھا۔ آپ نے ہر بار فرمایا: ''نہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جب کہ جاہلیت میں عورت ایک سال گزرنے کے بعد مینگنی پھینکا کرتی تھی۔''

قالَ حُمَيْدٌ: فَقُلْتُ لزَيْنَبَ : وَما تَرْمِي بالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فقالتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ المَرْأَةُ إذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بها سَنَةٌ ثُمَّ تُؤتَى بِدَابةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إلَّا ماتَ، ثُمَّ تخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ ما شَاءَتْ منْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ.

حُمید نے کہا: میں نے زینب ؓ سے پوچھا: مینگنی پھینکنے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک چھوٹے سے گھروندے میں رہتی' بہت ہی خراب کپڑے پہنتی اور خوشبو تو کیا کسی چیز کو بھی ہاتھ نہ لگاتی تھی (طہارت کے لیے) حتی کہ اس کیفیت میں سال گزر جاتا' پھر کوئی جانور لایا جاتا گدھا' بکری یا کوئی اور پرندہ تو وہ اسے اپنی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی اور پھر اکثر ایسے ہوتا کہ وہ جس چیز کو بھی شرمگاہ کے ساتھ مس کرتی تو وہ مر جاتی۔ پھر وہ باہر نکلتی اور اسے مینگنی دی جاتی تو وہ اسے پھینکتی تھی۔ اس کے بعد جو وہ چاہتی' خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحِفْشُ بَيْتٌ صَغِيرٌ.

ابوداود نے کہا کہ ''حِفْش'' کا معنی گھروندا ہے۔

فائدہ: ① [إِحْداد] کے لغوی معنی ہیں ''زیب وزینت چھوڑ دینا۔'' اسی کو سوگ منانا کہا جاتا ہے۔ ② جاہل لوگ اپنے کفر وشرک کی ریتوں پر سختی سے عمل کرتے ہیں' لہٰذا مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کی شریعت کی رضا و رغبت سے پابندی کریں۔

(المعجم ٤٢، ٤٤) - بَابٌ: فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا تُنْتَقَلُ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۲'۴۴- جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے' تو وہ اپنے ایام عدت گزارنے کے لیے دوسرے گھر میں منتقل ہو یا نہ؟

٢٣٠٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ

۲۳۰۰- حضرت فُریعہ بنت مالک بن سنان ؓ

٢٣٠٠ـ تخريج : [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي ، الطلاق واللعان ، باب ما جاء أين تعتد المتوفى عنها زوجها، ◄◄

الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ سَعْدِ بنِ إسْحَاقَ ابنِ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ، عن عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بن عُجْرَةَ: أنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ ابْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أخْبَرَتْهَا أنَّهَا جَاءَتْ إلَى رَسُولِ الله ﷺ تَسْأَلُهُ أنْ تَرْجِعَ إلَى أهْلِهَا في بَنِي خُدْرَةَ، فَإِنَّ زَوْجَها خَرَجَ في طَلَبِ أعْبُدٍ لَهُ أبَقُوا حَتَّى إذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ أنْ أرْجِعَ إلَى أهْلِي فَإنِّي لم يَتْرُكْنِي في مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ. قالَتْ: فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَعَمْ». قالَتْ: فَخَرَجْتُ حتى إذَا كُنْتُ في الْحُجْرَةِ أوْ في المَسْجِدِ دَعَانِي أوْ أمَرَنِي فَدُعِيتُ لَهُ، فقالَ: «كَيْفَ قُلْتِ؟» فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي، قالَتْ: فَقالَ: «امْكُثِي في بَيْتِكِ حتى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أجَلَهُ». قالَتْ: فاعْتَدَدْتُ فِيهِ أرْبَعَةَ أشْهُرٍ وعَشْرًا. قالَتْ: فَلَمَّا كَانَ عُثْمانُ بنُ عَفَّانَ أرْسَلَ إلَيَّ فَسَأَلَنِي عنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ.

سے مروی ہے اور یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں' بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ سے اجازت لے کر اپنے خاندان بنی خُدرہ میں چلی جاؤں کیونکہ میرا شوہر اپنے ان غلاموں کی تلاش میں گیا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ وہ مقام قَدوم کے اطراف میں تھے کہ میرے شوہر نے ان کو جالیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے کے لیے آئی تھی کہ مجھے اپنے اہل میں لوٹ جانے کی اجازت دیں۔ کیونکہ اس نے مجھے اپنے مملوکہ مکان میں نہیں چھوڑا تھا اور نہ کوئی خرچ ہی بچا گیا تھا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سن کر (پہلے تو) اجازت دے دی۔ پس میں آپ کے پاس سے نکلی حتی کہ جب میں حجرے یا مسجد نبوی میں تھی' آپ نے مجھے بلایا یا بلوایا اور فرمایا: ''تُو نے کیسے کہا ہے؟'' تو میں نے اپنا قصہ یعنی شوہر کا واقعہ دوبارہ دوہرایا' تو آپ نے فرمایا: ''اپنے (شوہر کے) مکان میں اقامت رکھ' حتی کہ کتاب اللہ کی (بیان کی ہوئی) مدت پوری ہو جائے۔'' کہتی ہیں: پھر میں نے اسی مکان میں اپنی عدت پوری کی' یعنی چار ماہ دس دن۔ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا اور مجھ سے اس مسئلہ کی تفصیل دریافت کی اور میں نے انہیں (تفصیل سے) خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل کیا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

◀◀ ح: ١٢٠٤ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح" وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٥٩١، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٠٨، ووافقه الذهبي، ورواه النسائي، ح: ٣٥٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٠٣١.

فائدہ: واجب ہے کہ عورت اپنی عدت اسی مکان میں گزارے جہاں شوہر کی وفات ہوئی ہو الا یہ کہ کوئی انتہائی اضطراری صورت مانع ہو' مثلاً اس مکان میں رہنا ممکن نہ ہو۔

(المعجم ٤٣، ٤٥) - **باب مَنْ رَأَى التَّحَوُّلَ** (التحفة ٤٥)

٢٣٠١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنا شِبْلٌ عن ابن أبي نَجِيحٍ قالَ: قالَ عَطَاءٌ: قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عِدَّتَها عِنْدَ أهْلِها فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَهُوَ قَوْلُ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قالَ عَطَاءٌ: إنْ شَاءَتْ اعْتَدَّتْ عنْدَ أهْلِهِ وَسَكَنَتْ في وَصِيَّتِها، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ المِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى تَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ.

باب: ۴۳' ۴۵- ان حضرات کی دلیل جو عورت کے منتقل ہونے کو جائز سمجھتے ہیں

۲۳۰۱- جناب عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ''آیت کریمہ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نے عورت کیلئے شوہر کے اہل میں عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ سو جہاں چاہے عدت گزارے۔'' عطاء نے (اس قول کی وضاحت میں) کہا: چاہے تو شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ اس کے لیے وصیت ہے اور چاہے تو وہاں سے رخصت ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ عطاء کہتے ہیں کہ پھر آیت میراث نازل ہوئی' پس وہ سکنیٰ منسوخ ہو گیا تو جہاں چاہے عدت گزارے۔

فائدہ: خاوند کی وفات پر عورت کے لیے عدت کا مسئلہ سورۂ بقرہ کی دو آیات میں ذکر ہوا ہے۔ پہلی آیت: ۲۳۴ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ ''اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں' تو چاہیے کہ وہ عورتیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک روکے رکھیں۔'' اور اس کے بعد آیت: ۲۴۰ میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّ صِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ' فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ ''اور جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی بیویاں' تو ان پر ہے کہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کر جائیں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دینا ہے اور گھر سے نکالنا بھی نہیں اگر وہ از خود نکل جائیں اور اپنے

٢٣٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجًا.﴾ الخ، ح: ٥٣٤٤ و ح: ٤٥٣١ من حديث شبل به.

حق میں جو بھلی بات کریں تو اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔" ان دونوں آیات کی تفسیر میں اصحاب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ ایک سال تک نفقہ و سکنی کا حکم پہلے کا ہے۔ پھر اسے منسوخ کر کے چار ماہ دس دن کر دیا گیا۔ لیکن مجاہد اور عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ چار ماہ دس دن عدت کا حکم شروع ہی سے تھا۔ اسے منسوخ کر کے ایک سال تک بڑھا دیا گیا۔ اب عورت پر لازم نہیں ہے کہ شوہر کے اہل میں عدت گزارے جیسے کہ ﴿فَإِنْ خَرَجْنَ﴾ سے معلوم ہو رہا ہے۔ ایسے ہی شوہر کے وارثوں پر جو پابندی تھی کہ ایک سال تک خرچ دیں اور سکنی بھی، تو وراثت کے احکام نازل ہونے پر یہ بھی منسوخ ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہ باب ذکر کر کے ان حضرات کا موقف بیان کیا ہے۔ مگر یہ موقف گزشتہ حدیث فُریعہ بنت مالک کی روشنی میں راجح نہیں ہے الا یہ کہ یہ سمجھا جائے کہ چار ماہ دس دن کی عدت اور ان دنوں میں شوہر کے اہل میں رہنا واجب ہے۔ بعد ازاں سات ماہ بیس دن میں عورت کو منتقل ہو جانے کی رخصت ہے۔ درج ذیل حدیث اسی تفصیل کی روشنی میں پڑھی جائے۔ (مسئلہ کی پوری توضیح کے لیے دیکھیے: زادالمعاد' حكمه ﷺ باعتداد المتوفى عنها فى منزلها' و نيل الأوطار' باب: اين تعتد المتوفى عنها' و تفسير ابن كثير' سورة البقرة: ۲۴۰)

(المعجم ٤٤، ٤٦) - بَابٌ: فِيمَا تَجْتَنِبُ الْمُعْتَدَّةُ فِي عِدَّتِهَا (التحفة ٤٦)

باب: ۴۴، ۴۶- عدت والی اپنے ایام عدت میں کن امور سے اجتناب کرے

٢٣٠٢- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبراهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ ابنُ حَسَّانَ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ الْقُهُسْتَانيُّ عن عَبْدِ الله يَعْني ابنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ، عنْ هِشَامٍ - وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ الْجَرَّاحِ -، عن حَفْصَةَ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَا تُحِدُّ المَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أرْبَعَةَ أشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إلَّا

۲۳۰۲- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "عورت کسی (میت) پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے' سوائے شوہر کے۔ اس کے لیے چار ماہ دس دن سوگ کرے' کوئی رنگین کپڑا نہ پہنے مگر وہ کپڑا جس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے ہو (یمنی دھاری دار چادر وغیرہ) نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو استعمال کرے مگر حیض سے طہارت کے وقت معمولی قسط یا اظفار کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔"

٢٣٠٢- تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: تلبس الحادة ثياب العصب، ح: ٥٣٤٢، ٥٣٤٣، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة ... الخ، ح: ٩٣٨/٦٦ بعد حديث: ١٤٩١ من حديث هشام بن حسان به.

ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرَتِهَا إِذَا طَهُرَتْ مِنْ مَحِيضِهَا بِنُبْذَةٍ مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ».

قَالَ يَعْقُوبُ: مَكَانَ عَصْبٍ: إِلَّا مَغْسُولًا. وَزَادَ يَعْقُوبُ: «وَلَا تَخْتَضِبُ».

یعقوب نے [عَصْب] کی بجائے [مَغْسُولًا] کا لفظ استعمال کیا اور [وَلا تَختَضِبُ] کا اضافہ بھی کیا۔ (مہندی نہ لگائے۔)

فائدہ: عورت خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ چھوٹی ہو یا بڑی شوہر کی وفات پر اس کے لیے واجب ہے کہ چار ماہ دس دن تک مذکورہ امور کی پابندی کرے اور ہر طرح سے سادگی اپنائے۔

۲۳۰۳- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَلَيْسَ فِي تَمَامِ حَدِيثِهِمَا. قَالَ الْمِسْمَعِيُّ: قَالَ يَزِيدُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فِيهِ «وَلَا تَخْتَضِبُ». وَزَادَ فِيهِ هَارُونُ: «وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ».

۲۳۰۳- حضرت ام عطیہ ؓ نبی ﷺ سے یہی (مذکورہ بالا) حدیث بیان کرتی ہیں مگر یہ روایت پوری طرح مذکورہ بالا رواۃ کی روایت کی مانند نہیں ہے (ابراہیم بن طہمان اور عبداللہ سہمی کی روایت کی طرح) مسمعی نے کہا: یزید نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ اس میں [وَلَا تَختَضِبُ] بھی ہے (مہندی نہ لگائے۔) جبکہ ہارون نے اضافہ کیا کہ ”رنگین کپڑا نہ پہنے الا یہ کہ اس کی بنائی ہی رنگین دھاگوں سے ہو۔“ (جیسے کہ یمنی دھاری دار چادریں ہوتی تھیں۔)

۲۳۰۴- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ: حَدَّثَنِي بُدَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

۲۳۰۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ عصفر (زعفران) یا گیرو رنگ کے کپڑے نہ پہنے۔ نہ زیور استعمال کرے نہ مہندی لگائے اور

۲۳۰۳ـ تخريج: متفق عليه، انظر الحديث السابق: ۲۳۰۲.

۲۳۰٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الطلاق، باب ما تجتنب الحادة من الثياب المصبغة، ح: ۳٥٦٥ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۳۲۸، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۱٥۰٤.

زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «المُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُها لَا تَلْبَسُ المُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا المُمَشَّقَةَ، وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ».

نہ سرمہ۔"

فائدہ: یہ امور زینت کا حصہ ہیں اس لیے ایام عدت میں ان سے بچنا واجب ہے۔

۲۳۰۵- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَخْرَمَةُ عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ المُغِيرَةَ بْنَ الضَّحَّاكِ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَسِيدٍ عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ زَوْجَها تُوُفِّيَ، وَكَانَتْ تَشْتَكِي عَيْنَيْها فَتَكْتَحِلُ بِالْجِلَاءِ - قالَ أَحْمَدُ: الصَّوَابُ بِكُحْلِ الْجِلَاءِ - فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا إلى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عن كُحْلِ الْجِلَاءِ؟ فَقالَتْ: لَا تَكْتَحِلِي بِهِ إلَّا مِنْ أَمْرٍ لا بُدَّ مِنْهُ يَشْتَدُّ عَلَيْكِ، فَتَكْتَحِلِينَ بِاللَّيْلِ وَتَمْسَحِينَهُ بِالنَّهَارِ ثُمَّ قالَتْ عِنْدَ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا فقالَ: «مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ!؟» فَقُلْتُ: إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَارَسُولَ الله! لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ. قالَ: «إِنَّهُ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إلَّا بِاللَّيْلِ وَتَنْزِعِيهِ بِالنَّهَارِ، وَلَا

۲۳۰۵- ام حکیم بنت اَسِید اپنی والدہ سے روایت کرتی ہے کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا اور اس کی آنکھیں خراب رہتی تھیں اور اس نے (جِلاء) سرمہ استعمال کرنا چاہا۔ احمد بن صالح نے کہا: صحیح روایت [کُحلُ الجِلاء] ہے۔ تو اس نے اپنی خادمہ کو حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس بھیجا اور [کُحل الجلاء] "روشنی دینے والا سرمہ" استعمال کرنے کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: استعمال نہ کرے اِلّا یہ کہ انتہائی مجبوری ہو تو رات کو استعمال کرے اور دن میں صاف کر دے۔ یہ خبر بتاتے ہوئے پھر حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: ابوسلمہ کی وفات کے موقع پر رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے اپنی آنکھ پر ایلوا لگا رکھا تھا۔ آپ نے کہا: "ام سلمہ! یہ کیا ہے؟" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایلوا ہے اور اس میں کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: "بے شک یہ چہرے کو مزین کر دیتا ہے لہٰذا صرف رات کو استعمال کرو اور دن میں اسے صاف کر دیا کرو۔ اور کسی خوشبو والی چیز کے ساتھ اور مہندی کے ساتھ کنگھی نہ کرو (سرنہ

۲۳۰۵- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الرخصة للحادة أن تمتشط بالسدر، ح: ٣٥٦٧ من حديث عبدالله بن وهب به، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٦٠٠، ح: ١٣١١ بلاغًا بتحقيقي * مغيرة بن الضحاك مستور، وأم حكيم بنت أسيد لا يعرف حالها (تقريب).

تَمْتَشِطِي بالطِّيبِ وَلا بالحِنَّاء فَإِنَّهُ خِضَابٌ». قَالَتْ: قُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ أَمْتَشِطُ يَارَسُولَ الله! قالَ: «بالسِّدْرِ تَغْلِفِينَ بِهِ رَأْسَكِ».

دھو) کیونکہ یہ خضاب ہے۔" میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تو پھر کس چیز سے میں کنگھی کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "بیری (کے پتوں) سے اسے اپنے سر پہ چپڑ لیا کرو (بعد میں دھوڈالا کرو۔")

(المعجم ٤٥، ٤٧) - بَابٌ: فِي عِدَّةِ الْحَامِلِ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۵، ۴۷- حاملہ کی عدت کے احکام ومسائل

٢٣٠٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ: حَدَّثَني عُبَيْدُالله بنُ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إلَى عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ الأرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الأسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عنْ حَدِيثِهَا، وَعَمَّا قالَ لَها رَسُولُ الله ﷺ حينَ اسْتَفْتَتْهُ؟، فَكَتَبَ عُمَرُ ابنُ عَبْدِ الله إلَى عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهُ، أَنَّ سُبَيْعَةَ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّها كانتْ تَحْتَ سَعْدِ ابن خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَني عَامِرِ بن لُؤَيٍّ وَهُوَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِها تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بنُ بَعْكَكَ - رَجُلٌ مِنْ بَني عَبْدِ الدَّارِ - فقالَ لَهَا: مَا لِي أَرَاكِ مُتَجَمِّلَةً،

۲۳۰۶- عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ اس کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ سُبیعہ بنت حارث اسلمیہ ؓ کے پاس جائے اور اس سے اس کا قصہ دریافت کرے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا فرمایا تھا' جب اس نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تھا؟ چنانچہ عمر بن عبداللہ نے' عبداللہ بن عتبہ کو لکھ بھیجا کہ سُبیعہ نے بتایا کہ وہ سعد بن خولہ کی زوجیت میں تھی جو کہ قبیلہ بنی عامر بن لوی میں سے تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے اور حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوئی تھی اور ان دنوں وہ حمل سے تھی۔ ان کی وفات کے بعد چند ہی روز گزرے تھے کہ بچے کی ولادت ہوگئی۔ جب ایام نفاس سے پاک ہوئی تو نکاح کا پیغام لانے والوں کے لیے انہوں نے زیب وزینت شروع کر دی۔ چنانچہ بنو عبدالدار کا ایک شخص ابوسنابل بن بعکک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: کیا وجہ ہے تو نے زیب وزینت کر رکھی ہے' شاید تو نکاح کرنا چاہتی ہے؟ اللہ کی قسم! تو اس وقت تک نکاح

٢٣٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها بوضع الحمل، ح: ١٤٨٤ من حديث ابن وهب، والبخاري، المغازي، باب: ١٠، ح: ٣٩٩١ من حديث يونس بن يزيد به.

لَعَلَّكِ تَرْتَجِينَ النِّكَاحَ؟ إِنَّكِ وَاللهِ! ما أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فلمَّا قالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ، فأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عن ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بأَنْ قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَأَمَرَنِي بِالتَّزْوِيجِ إِنْ بَدَا لِي.

نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ سبیعہ نے کہا: جب اس نے مجھے یہ کہا تو شام کو میں نے اپنے کپڑے لپیٹے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئی اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''جب ولادت ہوگئی ہے تو تُو حلال ہے۔'' اور آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔''

قال ابنُ شِهَابٍ: وَلا أرَى بَأْسًا أَنْ تَتَزَوَّجَ حِينَ وَضَعَتْ وَإِنْ كَانَتْ في دَمِهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَطْهُرَ.

ابن شہاب زہری کہتے ہیں: ''وضع حمل کے بعد میں ایسی عورت کے نکاح میں کوئی حرج نہیں سمجھتا ہوں خواہ خون کے ایام ہی ہوں' اِلّا یہ کہ شوہر طہارت سے پہلے اس کے قریب نہ ہو۔

۲۳۰۷- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ - قالَ عُثْمانُ: حدثنا وَقَالَ ابنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا - أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: مَنْ شَاءَ لَاعَنْتُهُ لَأُنْزِلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الأَرْبَعَةِ الأَشْهُرِ وَعَشْرًا.

۲۳۰۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کر سکتا ہوں کہ چھوٹی سورۂ نساء (سورۂ طلاق) چار ماہ دس دن (کے سابقہ حکم) کے بعد ہی نازل ہوئی تھی۔ (یہ حکم سورۂ بقرہ کی آیت: ۲۳۴ میں وارد ہوا ہے۔)

فوائد و مسائل: ① سورۃ الطلاق میں ہے کہ ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق:۴) ''اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وضع حمل ہو جائے۔'' اور اس سورت کو ''سورۃ النساء القصر'' (چھوٹی سورۂ نساء) اس لیے کہا کہ جہاں معروف بڑی سورۂ نساء میں عورتوں کے احکام و مسائل بیان ہوئے ہیں وہاں اس سورت میں بھی انہی کے مسائل ذکر کیے گئے ہیں۔ ② حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول معروف فقہی اصول کی

۲۳۰۷- تخریج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها . . . الخ، ح:۲۰۳۰ من حديث أبي معاوية الضرير به * الأعمش مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث البخاري، ح:۴۵۳۲ يغني عنه.

اساس ہے کہ کسی مسئلے میں جہاں کہیں دو ہدایات وارد ہوں ان میں سے قابل عمل وہی ہوتی ہے جو بعد میں نازل ہوئی ہو۔ ③ سورۂ بقرہ کی آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾(البقرة: ۲۳۴) اورسورۃ الطلاق کی آیت میں تعارض نہیں ہے' بلکہ چار ماہ دس دن کی عدت ایسی عورتوں کے لیے ہے جو حمل سے نہ ہوں۔ اور اگر حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔

(المعجم ٤٦، ٤٨) - بَابٌ: فِي عِدَّةِ أُمِّ الْوَلَدِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۶'۴۸- اُمِ وَلَد کی عِدّت کا بیان

٢٣٠٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابنُ المُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأعْلَى عن سَعِيدٍ، عن مَطَرٍ، عن رَجَاءِ بنِ حَيْوَةَ، عن قَبِيصَةَ ابنِ ذُؤَيْبٍ، عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: لا تُلَبِّسُوا عَلَيْنَا سُنَّتَهُ - قال ابنُ المُثَنّٰى: سُنَّةَ نَبِيِّنَا - ﷺ، عِدَّةُ المُتَوَفّٰى عَنْهَا أرْبَعَةُ أشْهُرٍ وَعَشْرًا يَعني أُمَّ الْوَلَدِ.

۲۳۰۸- حضرت عمرو بن العاص ؓ نے فرمایا کہ ہم پر آپ ﷺ کی سنت کو خلط ملط مت کرو۔ ابن مثنی نے کہا: ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو...... جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ یعنی ام ولد (ان کی مراد یہ تھی کہ عورت خواہ آزاد ہو یا ام ولد سب کے لیے حکم ایک ہی ہے۔)

فائدہ: ① وہ لونڈی جس سے اس کے مالک کی اولاد بھی ہو' "ام ولد" کہلاتی ہے۔ ② ام ولد' جس کا آقا فوت ہو جائے' اس کی عدت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کی عدت تین حیض اور بعض کے نزدیک ایک حیض ہے۔ لیکن جن کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے' ان کے نزدیک اس کی عدت بھی ۴ مہینے ۱۰ دن ہی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٤٧، ٤٩) - باب الْمَبْتُوتَةِ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (التحفة ٤٩)

باب:۴۷'۴۹- تین طلاق والی سے اس کا پہلا خاوند دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرے

٢٣٠٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو

۲۳۰۹- حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ

٢٣٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب عدة أم الولد، ح: ٢٠٨٣.من حديث سعيد بن أبي عروبة به وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٣٣٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٠٩، ووافقه الذهبي، وقال الدارقطني: "هومرسل،لأن قبيصة لم يسمع من عمرو": ٤/ ٣١٠.

٢٣٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الطلاق، باب الطلاق للتي تنكح زوجًا ثم لا يدخل بها، ◄◄

مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ يَعني ثلاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أنْ يُوَاقِعَهَا، أتَحِلُّ لزَوْجِهَا الأوَّلِ؟ قالَتْ: قال النَّبِيُّ ﷺ: «لا تَحِلُّ لِلْأوَّلِ حتَّى تَذُوقَ عُسَيْلَةَ الآخَرِ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا».

ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یعنی تین طلاقیں۔ پھر اس عورت نے کسی اور شخص سے نکاح کر لیا' وہ اس پر داخل ہوا مگر مباشرت سے قبل ہی اس کو طلاق دے دی' تو کیا یہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت پہلے کے لیے حلال نہیں حتی کہ (عورت) کسی دوسرے (مرد) کی مٹھاس چکھ لے اور وہ مرد اس (عورت) کی مٹھاس چکھ لے۔''

فوائد ومسائل: ① سورۂ بقرہ میں آیت: ۲۲۸ اور مابعد میں طلاق کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ آیت: ۲۳۰ میں ہے کہ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ ''پھر اگر (تیسری بار) طلاق دی تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک کہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرلے' پھر اگر وہ طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر باہم مل جائیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھیں گے۔'' ② یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ اس لیے کہ اس میں بیان کردہ بات صحیح روایات میں بھی بیان ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ محض نکاح کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ دوسرے خاوند سے اس کا زن وشوہر والا تعلق قائم ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اس تعلق زوجیت کے بغیر ہی دوسرا خاوند طلاق دے دے گا تو یہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ چندروز کے لیے اس نیت سے نکاح کرتے ہیں تاکہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جائے تو یہ مشروط نکاح' نکاح نہیں بلکہ بدکاری ہے۔ بنابریں حلالہ کے نام سے محض رسمی عقد کر لینا اور اسی طرح عارضی طور پر عورت کو کسی مرد کے حوالے کر دینا تاکہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جائے' حرام ہے۔ ایسا نکاح صحیح ہے نہ رجوع۔ اس غرض سے نکاح کرنے والے کے لیے ایک بہت بری مثال دی گئی ہے کہ ایسا تو گویا [اَلتَّيْسُ الْمُسْتَعَارُ] ''مانگے کا سانڈ'' ہے۔ (سنن ابن ماجہ' النکاح' حدیث: ۱۹۳۶)

(المعجم ٤٨، ٥٠) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ الزِّنَا (التحفة ٥٠)

باب: ۴۸'۵۰- زنا کی برائی کا بیان

◀◀ ح: ٣٤٣٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وللحديث شواهد كثيرة * الأعمش وإبراهيم مدلسان وعنعنا، وحديث البخاري، ح: ٥٢٦١، ومسلم، ح: ١٤٣٣ يغني عنه.

٢٣١٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن عَمْرِو بن شُرَحْبِيلَ، عن عَبْدِ الله قال: قُلْتُ: يارَسُولَ اللهِ! أيُّ الذَّنْبِ أعْظَمُ؟ قال: «أنْ تَجْعَلَ لله نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». قال: قُلْتُ: ثُمَّ أيٌّ؟ قال: «أنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أنْ يَأْكُلَ مَعَكَ». قال: ثُمَّ أيٌّ؟ قال: «أنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ». قال: وَأُنْزِلَ تَصْدِيقُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ الآية [الفرقان: ٦٨].

۲۳۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کے ساتھ اس کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے بچے کو اس ڈر سے قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ مل کر کھائے گا۔'' کہتے ہیں: (میں نے کہا:) پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرے۔'' کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے نبی ﷺ کے فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ ''(رحمٰن کے بندے وہی ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے اور نہ اللہ کی حرام کردہ کسی جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① سورۃ الاسراء میں ہے: ﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲) ''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بلاشبہ یہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا راستہ ہے۔'' ② لفظ ''تُزَانِی'' میں ساز باز اور رضامندی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جب رضامندی سے اس عمل کی برائی اور بے حیائی ثابت ہے تو جبر و اکراہ سے یہ کام اور بھی زیادہ بدترین ہوگا۔ شادی شدہ کے لیے اس کی حدِ رجم (سنگساری) اور غیر شادی شدہ کے لیے سو دُرّے اور ایک سال کے لیے دیس نکالا (جلاوطن) ہے۔

٢٣١١- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ عن

۲۳۱۱- حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ

٢٣١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب قتل الولد خشية أن يأكل معه، ح: ٦٠٠١ عن محمد بن كثير، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح الذنوب وبيان أعظمها بعده، ح: ٨٦/ ١٤١ من حديث منصور به.

٢٣١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٣٦٥ من حديث حجاج بن محمد به.

حَجَّاجٍ ، عن ابن جُرَيْجٍ قال: وَأَخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يقُولُ: جَاءَتْ مُسَيْكَةُ لِبَعْضِ الْأَنْصَارِ فقالَتْ: إن سَيِّدِي يُكْرِهُنِي عَلَى الْبِغَاءِ، فَنَزَلَ في ذٰلِكَ: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَـٰتِكُمْ عَلَى ٱلْبِغَآءِ﴾.

مُسَیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی، وہ آئی اور کہا: میرا مالک مجھے بدکاری کے لیے مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَ لَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ﴾ ”اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری کے لیے مجبور مت کرو۔“

٢٣١٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ عن أبيهِ: ﴿وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ مِنۢ بَعْدِ إِكْرَٰهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ٣٣] قال: قال سَعِيدُ بنُ أبي الْحَسَنِ: غَفُورٌ: لَهُنَّ، المُكْرَهاتِ.

٢٣١٢- معتمر اپنے والد (سلیمان تیمی) سے بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی تفسیر میں سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ”مجبور کردہ لونڈیوں کے لیے غفور رحیم ہے۔“

فائدہ: یہ ایک تابعی کا قول ہے۔ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام مُسَیکہ تھا۔ وہ ان سے بدکاری کرا کے آمدنی حاصل کرتا تھا۔ ان لونڈیوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس عمل شنیع سے انکار کرنے لگیں مگر وہ ان پر جبر کرتا تھا۔ تو اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی زنا ویسے ہی انتہائی قبیح اور بے حیائی کا کام ہے تو اس کام کے لیے کسی کو مجبور کرنا اور بھی برا ہے۔ البتہ جس پر زبردستی کی گئی ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے مگر جبر کرنے والا اپنے آپ کو کیسے بچا سکے گا؟

٢٣١٢- تخريج: [إسناده ضعيف] * كان سليمان التيمي يدلس، تاريخ ابن معين، ح: ٣٦٠٠، وعنعن.
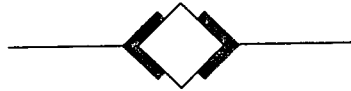
روزوں کی اہمیت وفضیلت اور احکام ومسائل

صوم یا صیام (مصدر) کے لغوی معنی امساک یعنی کسی چیز سے رکنے کے ہیں۔اور شرعی اصطلاح میں یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جس میں ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام مفطرات (روزہ توڑنے والی چیزوں مثلاً کھانا' پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا) سے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک رکا رہتا ہے' یہ ساری چیزیں اگرچہ حلال ہیں' لیکن روزے کی حالت میں یہ چیزیں ممنوع ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر فجر سے لے کر سورج غروب ہونے تک' ان تمام چیزوں سے بچ کر رہنے کا نام روزہ ہے۔

مقصد: روزہ رکھنے کا مقصد حصول تقویٰ ہے جیسا کہ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ ''تاکہ تم متقی بن جاؤ۔'' سے ثابت ہوتا ہے۔گویا اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے ہمیشہ تیار رہنے اور منہیات سے باز رہنے کی یہ ایک عملی تربیت ہے۔

اہمیت و فرضیت: روزہ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا۔'' حدیث میں ہے: ''اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔'' (صحیح البخاری' حدیث:۸' و صحیح مسلم' حدیث:۱۶) سورۂ بقرہ میں آیت: ۱۸۳ سے: ۱۸۷ تک روزوں کی فرضیت اور دیگر مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ رمضان المبارک کے روزوں کی بابت نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (صحیح البخاری' الصوم' حدیث:۱۹۰۱) ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچوں نمازیں' جمعہ دوسرے جمعے تک اور رمضان دوسرے رمضان تک' ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوں' بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' (صحیح مسلم' الطهارة' حدیث:۲۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک روایت میں آتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری' الصوم' حدیث:۱۸۹۹' و بدء الخلق' حدیث:۳۲۷۷) روزے کے اجر کی بابت نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے ہر عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا کر دیا جاتا ہے لیکن روزے کے اجر و ثواب کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا کیونکہ روزہ دار نے اپنی ساری خواہشات اور کھانا پینا صرف میری خاطر چھوڑا ہے۔ مزید آپ نے فرمایا روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔'' (صحیح البخاری' الصوم' حدیث : ۱۹۰۴) فرض روزوں کے لیے رات کو طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت کرنا ضروری ہے جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے فجر سے پہلے رات کو روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔'' (سنن ابی داود' الصیام' حدیث : ۲۴۵۴) رمضان المبارک میں رات کو ہر مسلمان

کی نیت ہوتی ہے کہ اس نے صبح روزہ رکھنا ہے' رات کو تراویح (قیام اللیل) کا اہتمام کرتا ہے اور سحری وغیرہ کا انتظام بھی کرتا ہے اس اعتبار سے نیت تو بہرحال ہوتی ہی ہے کیونکہ نیت کا محل دل ہے نہ کہ زبان۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کے کوئی الفاظ نبیٔ کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور یہ جو عام کیلنڈروں میں الفاظ لکھے ہوتے ہیں: [وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ] اس کی کوئی سند نہیں ہے' بالکل بے اصل ہے۔ یہ دعا معنی اور مفہوم کے اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔

روزے کا وقت طلوع فجر سے غروب شمس تک ہے۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھالی جائے اور پھر سورج غروب ہونے تک تمام مفطرات سے اجتناب کیا جائے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سحری کھانا ضروری نہیں اور وہ رات ہی کو کھا پی کر سو جاتے ہیں یا آدھی رات کو کھا لیتے ہیں یہ دونوں باتیں ہی سنت رسول سے ثابت نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔'' (صحيح مسلم' الصيام' حديث: ۱۰۹۶) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں۔ اس لیے سحری ضرور کھانی چاہیے' چاہے ایک دو لقمے ہی کیوں نہ ہوں اس میں برکت بھی ہے اور جسمانی قوت کا ذریعہ بھی اور یہ دونوں چیزیں روزہ نبھانے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ سحری فجر سے تھوڑی دیر پہلے یعنی بالکل آخری وقت میں کھایا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی اس طریق نبوی کو اپنانا چاہیے یقیناً ہمارے لیے اس میں بڑے فائدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرمائے۔ آمین.

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے روزے کو ان اقوال واعمال سے بچائے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' کیونکہ روزے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کی جائے' اس کی محرمات کی تعظیم بجالائی جائے' نفس کے خلاف جہاد کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مقابلے میں اس نفس کی خواہش کی مخالفت کی جائے' اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے ان پر صبر کا نفس کو عادی بنایا جائے کیونکہ روزے سے محض یہ مقصود نہیں ہے کہ کھانا پینا اور دیگر مفطرات کو ترک کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو وہ نہ فحش باتیں کرے اور نہ شور وغوغا کرے، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی جھگڑا کرے تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔'' (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۴) اسی طرح آپ ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص جھوٹی بات، اس کے مطابق عمل اور جہالت کو ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے۔ (صحیح البخاری، الصوم، حدیث: ۱۹۰۳) مذکورہ بالا اور دیگر نصوص سے یہ معلوم ہوا کہ روزے دار پر واجب ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اجتناب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب قرار دیا ہے کیونکہ اسی عمل ہی سے مغفرت، جہنم سے آزادی اور صیام وقیام کی قبولیت کی اُمید کی جاسکے گی۔ (روزہ سے متعلق احکام ومسائل کے لیے دیکھیے کتاب ''رمضان المبارک، فضائل، فوائد وثمرات'' از حافظ صلاح الدین یوسف، مطبوعہ دارالسلام)

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ١٤) - كِتَابُ الصِّيَامِ (التحفة ٨)

روزوں کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب مَبْدَإ فَرْضِ الصِّيَامِ (التحفة ١)

باب:١-روزوں کے فرض ہونے کی ابتدا کا بیان

٢٣١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ شَبُّويَه: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عن أبيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ﴾ [البقرة:١٨٣] فَكَانَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبيِّ ﷺ إذَا صَلَّوا الْعَتَمَةَ حَرُمَ عَلَيْهِمُ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ وَالنِّسَاءُ وَصَامُوا إلى الْقَابِلَةِ، فَاخْتَانَ رَجُلٌ نَفْسَهُ فَجَامَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ صَلَّى الْعِشَاءَ وَلم يُفْطِرْ، فَأَرَادَ الله عَزَّوَجَلَّ أنْ يَجْعَلَ ذٰلِكَ يُسْرًا لِمَنْ بَقِيَ وَرُخْصَةً وَمَنْفَعَةً، فقال سُبْحانَهُ: ﴿عَلِمَ ٱللَّهُ أَنَّكُمۡ كُنتُمۡ تَخۡتَانُونَ أَنفُسَكُمۡ﴾ الآية [البقرة:١٨٧]. وكَانَ هٰذَا مِمَّا نَفَعَ

٢٣١٣- آیت کریمہ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے دور میں لوگ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو ان پر کھانا' پینا اور بیویاں حرام ہو جاتی تھیں اور وہ اگلی شام تک کے لیے روزہ دار ہو جاتے تھے۔ پھر (ایسے ہوا کہ) ایک آدمی اپنے نفس کی خیانت کر بیٹھا' یعنی اس نے اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی جبکہ وہ عشاء کی نماز پڑھ چکا تھا' اور (سیر ہوکر) کھانا بھی نہیں کھایا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس عمل میں باقی لوگوں کے لیے آسانی' رخصت اور نفع پیدا فرما دے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ......﴾

٢٣١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٠١ من حديث أبي داود به.

اللهُ بِهِ النَّاسَ وَرَخَّصَ لَهُمْ وَيَسَّرَ.

''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔'' چنانچہ یہ فرمان اسی سلسلے میں ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا ہے اور ان کیلیے رخصت اور آسانی فرمادی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی رُو سے پہلے یہ مسئلہ تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے مباشرت کرنا ممنوع تھا' لیکن ایک صحابی سے عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد یہ کوتاہی ہوگئی کہ وہ بیوی کے ساتھ ہم بستری کر بیٹھا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رخصت عنایت فرمادی۔ (مزید تفصیل اگلی حدیث کے فوائد میں دیکھیں۔)

٢٣١٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ: أخبرنا أَبُو أَحْمَدَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن أبي إِسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: كَانَ الرَّجلُ إذا صَامَ فَنَامَ لم يَأْكُلْ إلى مِثْلِهَا، وَإِنَّ صِرْمَةَ بنَ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّ أَتَى امْرَأَتَهُ وكَانَ صَائِمًا فقال: عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قالَتْ: لَا لَعَلِّي أَذْهَبُ فأطْلُبَ لَكَ شَيْئًا، فَذَهَبَتْ وَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَجَاءَتْ فقالَتْ خَيْبَةً لَكَ، فلَمْ يَنْتَصِفِ النَّهارُ حتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ، وكَانَ يَعْمَلُ يَوْمَهُ في أَرْضِهِ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَنَزَلَتْ: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾ - قَرَأَ إِلَى قَوْلِهِ - ﴿مِنَ ٱلْفَجْرِ﴾.

۲۳۱۴- حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ آدمی جب روزہ رکھنا چاہتا اور سو جاتا تو پھر وہ اگلی شام تک کچھ نہ کھا سکتا تھا۔ حضرت صرمہ بن قیس انصاری ؓ اپنی زوجہ کے پاس آئے جبکہ انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں مگر میں جاتی ہوں اور آپ کے لیے کچھ تلاش کر لاتی ہوں۔ وہ چلی گئی اور اس اثنا میں صرمہ کی آنکھ لگ گئی۔ جب وہ آئی (اور ان کو سوتے ہوئے پایا) تو کہنے لگی: افسوس آپ کے خسارے پر! چنانچہ دوپہر نہ ہوئی کہ انہیں غشی آ گئی' اور وہ دن کو اپنی زمین میں کام کیا کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ کو یہ واقعہ بتایا گیا' اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُم﴾... آپ نے ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ تک قراءت کی۔ ''روزے کی رات میں تمہارے لیے اپنی بیویوں سے مباشرت حلال کی گئی ہے' وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے

٢٣١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله جل ذكره: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم ...﴾ الخ، ح: ١٩١٥ من حديث إسرائيل به.

نفسوں کے ساتھ خیانت کر بیٹھتے ہو' سو اس نے تم پر رجوع فرمایا اور تمہیں معاف کر دیا ہے۔ تم اب اپنی عورتوں سے مباشرت کر سکتے ہو اور طلب کرو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے مقدر فرمایا ہے۔ اور کھاؤ پیو حتی کہ فجر کے وقت صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا نظر آنے لگے۔"

توضیح وفوائد: ① اس حدیث سے مذکورہ حدیث کے برعکس یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلے مسئلہ یہ تھا کہ سو جانے کے بعد' رات کو کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری کرنا ممنوع تھا۔ شارحین نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ ان دونوں میں سے جو کام بھی ہو جاتا تھا' اس کے بعد اگلی رات تک اس کے لیے مذکورہ کام ممنوع ہو جاتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غروب شمس سے لے کر صبح صادق تک مذکورہ کاموں کی اجازت دے دی' جس سے مسلمانوں کو بڑی رخصت اور سہولت حاصل ہوگئی۔ ② امام ابوداود اس امر کے قائل ہیں کہ رمضان کے روزے براہ راست فرض کیے گئے تھے ان سے پہلے عاشورہ وغیرہ کے روزے فرض نہ تھے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٢) - **باب نَسْخِ قَوْلِهِ تَعَالَى:** ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ (التحفة ٢)

باب:٢- آیت کریمہ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان

٢٣١٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابن مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بن الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى سَلَمَةَ، عن سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ قالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٤] كانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ فَعَلَ حَتَّى نَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

٢٣١٥- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "اور جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دیں۔" تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ چھوڑ دیتا اور فدیہ دینا چاہتا تو فدیہ دے دیا کرتا تھا حتی کہ اس کے بعد والی آیت اتری جس نے اس (رخصت) کو منسوخ کر دیا۔

٢٣١٥- **تخريج:** أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾، ح:٤٥٠٧، ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية . .﴾ الخ"، ح:١١٤٥، كلاهما عن قتيبة به.

فائدہ: بعد والی آیت سے مراد ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرة:١٨٥) "یعنی جو اس مہینے میں حاضر ہو وہ اس کے روزے رکھے۔"

٢٣١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ فَكَانَ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أنْ يَفْتَدِيَ بِطَعَامِ مِسْكِينٍ افْتَدَى وَتَمَّ لَهُ صَوْمُهُ، فَقال عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۥ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ وقال: ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ [البقرة: ١٨٤، ١٨٥].

٢٣١٦-عکرمہ سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک مسکین کا فدیہ دینا چاہتا' دے دیتا تھا اور اس کا روزہ پورا اور کامل سمجھا جاتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَاَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ "جو خوشی سے بھلائی کرے (مسکین کو کھانا کھلائے) تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔" اور فرمایا: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْعَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ "جو شخص اس مہینے میں حاضر ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں ان کی گنتی پوری کرے۔"

(المعجم ٣)- باب مَنْ قَالَ: هِيَ مُثْبَتَةٌ لِلشَّيْخِ وَالْحُبْلَى (التحفة ٣)

باب:٣- مذکورہ بالا آیت بڑے بوڑھے اور حاملہ کے حق میں ثابت ہے

٢٣١٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيل: حَدَّثَنا أبَانُ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ أنَّ عِكْرِمَةَ حَدَّثَهُ أنَّ ابنَ عَبَّاسٍ قال: أُثْبِتَتْ لِلْحُبْلَى وَالمُرْضِعِ.

٢٣١٧-عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: آیت کریمہ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ حاملہ اور دودھ پلانے والی کے حق میں محکم ہے۔ (منسوخ نہیں ہے۔)

٢٣١٨- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا

٢٣١٨-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٢٣١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٢٣١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٢٣١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣٠ من حديث أبي داود به * قتادة عنعن.

ابنُ أبي عَدِيٍّ عن سَعِيدٍ، عنْ قَتادَةَ، عن [عَزْرَةَ]، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ ﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ قالَ: كَانَتْ رُخْصَةً لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيرَةِ وَهُما يُطِيقَانِ الصِّيَامَ أنْ يُفْطِرا وَيُطْعِمَا مَكانَ كلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا وَالْحُبْلَى وَالمُرْضِعِ إذَا خَافَتَا.

آیت کریمہ: ﴿وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ بڑی عمر کے بوڑھے مرد اور عورت کے لیے رخصت ہے کہ باوجود روزے کی طاقت کے افطار کر سکتے ہیں۔ وہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کو جب اندیشہ ہو۔ (تو وہ بھی افطار کر سکتی ہیں۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعني عَلَى أَوْلَادِهِما أَفْطَرَتَا وَأَطْعَمَتَا.

امام ابوداود فرماتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ جب انہیں اپنے بچے کے بارے میں (بیماری یا کمزوری وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو افطار کر سکتی ہیں اور اس کے بدلے کھانا کھلا دیا کریں۔

توضیح و فوائد: حضرت ابن عباس ؓ کی یہ روایت، جس طرح یہاں ابوداود میں آئی ہے، شاذ ہے، اسی لیے ہمارے فاضل محقق الشیخ زبیر علی زئی ؒ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس وغیرہ کی دیگر صحیح روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا عام لوگوں کے حق میں منسوخ ہے اور ان پر روزہ رکھنا فرض ہے۔ مگر بعض بوڑھے جو روزہ رکھنے کو تو رکھ لیں مگر اس کے اثرات مابعد کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں اور انہیں از حد مشقت ہوتی ہو تو ان کے لیے فدیہ دے کر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اور ایسے ہی حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا مسئلہ ہے کہ اگر ان کے روزہ رکھنے سے رحم میں زیر پرورش یا دودھ پیتے بچے کی بابت اندیشہ ہو، تو ان کے لیے بھی فدیے کی رخصت ہے۔ گویا زیادہ بوڑھے مرد و عورت کو ان کی اپنی ذاتی کمزوری کی بنا پر رخصت دی گئی ہے اور حاملہ و مُرضِعَہ کو رخصت بچوں کے اندیشے کے پیش نظر دی گئی ہے۔ تاہم حاملہ اور مُرضِعَہ بعد میں قضا دیں یا نہ دیں؟ اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ان کے لیے فدیہ ہی کافی ہے، بعد میں قضا نہیں۔ دوسرا موقف حافظ ابن حزم کا ہے جو انہوں نے "المحلّٰی" (مسئلہ نمبر ۷۷۰) میں بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ان پر قضا ہے نہ فدیہ۔ تیسری رائے یہ ہے کہ فدیۂ طعام کے علاوہ بعد میں وہ قضا بھی دیں۔ چوتھی رائے ہے کہ وہ مریض کے حکم میں ہیں، وہ روزہ چھوڑ دیں، انہیں فدیہ دینے کی ضرورت نہیں، اور بعد میں قضا دیں۔ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد علی جانباز ؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ (انجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه: ۵/ ۵۶۶) اور سعودی علماء کی بھی یہی رائے ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ اُردو: ۲/ ۲۰۳-۲۰۵) حضرت ابن عباس کی اس موقوف روایت کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے۔ (ارواء الغلیل، حدیث: ۹۱۲)

(المعجم ٤) - **باب الشَّهرِ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ** (التحفة ٤)

باب:۴-مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

٢٣١٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن سَعِيدِ بن عَمْرٍو يَعْني ابنَ سَعِيدِ بن الْعَاصِ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ. الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَخَنَسَ سُلَيْمانُ إصْبَعَهُ في الثَّالِثَةِ يَعْني تِسْعًا وَعِشرِينَ وَثَلَاثِينَ.

۲۳۱۹-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم اُمّی امت ہیں' ہم لکھنا نہیں جانتے اور نہ (دقیق) حساب کر سکتے ہیں۔ (آپ نے دونوں ہاتھوں کی دسوں انگلیاں پھیلا کر اشارے سے فرمایا) مہینہ ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے اور ایسے ہوتا ہے۔'' اور تیسری بار میں سلیمان بن حرب نے اپنی ایک انگلی بند کر لی۔ یعنی انتیس دن اور تیس دن۔

فوائد ومسائل: ① [أُمَّةٌ أُمية] ''اُمّی امت'' اس کلمہ کی توجیہات میں سے ایک توجیہ یہ ہے کہ یہ [اُم] ''ماں'' کی طرف منسوب ہے اور مراد ہے ایسے لوگ جو علم ومعرفت کے مسائل میں مادری صفات پر قائم ہوں جسے ہم ''علم سے کورے'' سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور عرب میں تعلیم وتعلم اسلام کی برکت ہی سے آیا ہے' اس سے پہلے ان میں یہ فنون گنتی کے لوگ جانتے تھے۔ اسی لیے اس کا ترجمہ ''ان پڑھ'' کر دیا جاتا ہے۔ ② قمری مہینے کبھی انتیس دن کے ہوتے ہیں اور کبھی تیس دن کے۔ اٹھائیس یا اکتیس کے نہیں ہو سکتے۔ ③ ابوداود کی اس روایت میں اختصار ہے۔ دوسری روایات میں ہے کہ دوسری مرتبہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے ساتھ تین مرتبہ اشارہ کیا۔ یعنی مہینہ کبھی ۲۹ دن کا اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

٢٣٢٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا

۲۳۲۰-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔ سو چاند دیکھے بغیر نہ روزے شروع کرو اور نہ دیکھے بغیر ختم کرو۔ اگر بادل کے باعث نظر نہ آئے تو اس مہینے کے

٢٣١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح:١٩١٣، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح:١٠٨٠/ ١٥ من حديث شعبة به.

٢٣٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح:١٠٨٠/٦ من حديث أيوب السختياني به، وسنده صحيح.

حَتَّى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ. فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ ثَلَاثِينَ». قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا كَانَ شَعْبَانُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ نُظِرَ لَهُ فَإِنْ رُئِيَ فَذَاكَ وَإِنْ لَمْ يُرَ وَلَمْ يَحُلْ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ وَلَا قَتَرَةٌ أَصْبَحَ مُفْطِرًا، فَإِنْ حَالَ دُونَ مَنْظَرِهِ سَحَابٌ أَوْ قَتَرَةٌ أَصْبَحَ صَائِمًا. قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ مَعَ النَّاسِ وَلَا يَأْخُذُ بِهٰذَا الحِسَابِ.

تیس دن کا اندازہ لگا لو۔'' چنانچہ جب شعبان کی انتیسویں تاریخ ہوتی تو حضرت عبداللہ بن عمر کے لیے چاند دیکھا جاتا۔ اگر نظر آ جاتا تو بہتر اور اگر دکھائی نہ دیتا اور نظر نہ آنے میں کوئی بادل یا غبار بھی حائل نہ ہوتا تو وہ روزہ نہ رکھتے۔ لیکن اگر فضا میں کوئی بادل یا غبار حائل ہوتا تو وہ روزہ رکھ لیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن عمر ؓ لوگوں کے ساتھ ہی روزہ چھوڑتے اور حساب کے درپے نہ ہوتے۔

فائدہ: حضرت ابن عمر ؓ بادل اور غبار وغیرہ جیسی رکاوٹ کے باعث چاند نظر نہ آنے پر روزہ رکھ لیا کرتے تھے ممکن ہے کہ اگلا دن رمضان کا ہو۔ اور وہ اس کو شک کا دن نہ سمجھتے تھے۔ وہ شدت احتیاط کے تحت ایسا کرتے اور اس میں وہ منفرد بھی ہیں' اس لیے راجح یہی ہے کہ ابر یا غبار کے باعث چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں گے۔ اس دن کا روزہ ''شك'' کا روزہ ہوگا جو کہ ممنوع ہے۔ علامہ البانی ؒ نے حضرت ابن عمر کا یہ عمل ضعیف لکھا ہے۔

٢٣٢١- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ: بَلَغَنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ زَادَ «وإِنَّ أَحْسَنَ ما يُقْدَرُ لَهُ أَنَّا إِذَا. رَأَيْنَا هِلَالَ شَعْبَانَ لِكَذَا وَكَذَا فالصَّوْمُ إِنْ شَاءَ اللهُ لِكَذَا وَكَذَا إِلَّا أَنْ يَرَوُا الهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢٣٢١- حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اہل بصرہ کی طرف لکھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے جیسے کہ مذکورہ بالا ابن عمر ؓ کی حدیث ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: ''بہترین اندازہ یہ ہے کہ اگر ہم نے شعبان کا چاند فلاں فلاں دن دیکھا تو روزہ ان شاءاللہ فلاں دن کا ہوگا الا یہ کہ لوگ اس سے پہلے ہی چاند دیکھ لیں۔''

فائدہ: اصل اعتبار اور اہمیت چاند دیکھنے کی ہے' محض حساب کی نہیں۔

٢٣٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عن

٢٣٢٢- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت

٢٣٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ٢٣٢٠، الحديث مرسل، ولم يخبر الإمام عمر بن عبدالعزيز بمن بلغه به.

٢٣٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ٦٨٩ عن أحمد بن منيع به * يحيى بن زكريا بن أبي زائدة صرح بالسماع.

ابن أبي زَائِدَةَ، عَنْ عِيسَى بن دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بنِ الحَارِثِ بن أبي ضِرَارٍ، عن ابن مَسْعُودٍ قالَ: لَمَا صُمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعًا وَعِشْرِينَ أَكْثَرُ مِمَّا صُمْنَا مَعَهُ ثَلَاثِينَ.

ہے انہوں نے کہا: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) انتیس انتیس روزے بہت زیادہ رکھے ہیں اور تیس تیس کم۔

فوائد ومسائل: ① انتیس روزے مجموعی لحاظ سے اجر میں تیس ہی کی طرح ہوتے ہیں' کیونکہ اس عمل کی بنیاد اخلاص اوراطاعت پر ہے۔ ② [لَمَا صُمْنَا] میں "مـا" موصولہ یا مصدریہ ہے۔ (عون المعبود)

۲۳۲۳- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أبي بَكْرَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «شَهْرَا عِيدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ».

۲۳۲۳- جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "عید کے دونوں مہینے یعنی رمضان اور ذوالحجہ کم نہیں ہوتے ہیں۔"

توضیح: اس حدیث کی شرح میں کئی اقوال ہیں۔ افادات حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا حاصل درج ذیل ہے۔ ① یہ دونوں مہینے ایک ہی سال میں انتیس انتیس دن کے نہیں ہوتے۔ امام احمد کی رائے بھی یہی ہے۔ ② یہ بات تغلیبی ہے یعنی بالعموم نقص میں جمع نہیں ہوتے۔ اگر کبھی ہو بھی جائیں تو وہ شاذ ہے۔ ③ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان اسی سال کے لیے تھا۔ ④ یہ دونوں مہینے اجروثواب میں کم نہیں ہوتے خواہ گنتی میں انتیس دن ہی کے ہوں۔ اللہ کے ہاں اجروثواب پورا ہوتا ہے۔ ⑤ اس قول سے مراد عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ ان دنوں کے اعمال کا ثواب رمضان کے برابر ہوتا ہے۔ البتہ ان دونوں میں تقابلی طور پر یوں کہا جاتا ہے کہ آخری عشرۂ رمضان اور اول عشرۂ ذی الحجہ میں عشرۂ رمضان کی راتوں کو فضیلت ہے کیونکہ ان میں لیلۃ القدر ہے۔ اور نبی ﷺ ان راتوں میں عبادت کا جو اہتمام فرماتے تھے دیگر زمانے میں ایسے نہ ہوتا تھا۔ اور دنوں کے اعتبار سے عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ حدیث میں قربانی والے دن کو "اعظم الایام" فرمایا گیا ہے۔ اور یوم عرفہ کی فضیلت بھی معلوم و معروف ہے۔ ⑥ چونکہ یہ مہینے اور دن اللہ کے محبوب ترین ایام ہیں اور ان میں کیے جانے والے اعمال بہت مبارک ہوتے ہیں۔ لہٰذا بطور ترغیب فرمایا گیا ہے کہ ان کی کمی بیشی کا خیال مت کرو بلکہ اعمال خیر میں مسابقت کی کوشش کرو۔ اجروثواب میں ان دونوں مہینوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

۲۳۲۳- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان معنى قوله ﷺ: "شهرا عيد لا ينقصان"، ح:١٠٨٩ من حديث يزيد بن زريع، والبخاري، الصوم، باب: شهرا عيد لا ينقصان، ح:١٩١٢ من حديث خالد الحذاء به.

(المعجم ٥) - **بَابٌ: إِذَا أَخْطَأَ الْقَوْمُ الْهِلَالَ** (التحفة ٥)

باب:۵-جب چاند دیکھنے میں لوگوں سے غلطی ہو جائے

٢٣٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ فِي حَدِيثِ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ فِيهِ قَالَ: «وَفِطْرُكُمْ يَوْمَ تُفْطِرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمَ تُضَحُّونَ وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ مَنْحَرٌ وَكُلُّ جَمْعٍ مَوْقِفٌ».

۲۳۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”عید فطر اسی دن ہے جب تم افطار کرو اور عید قربان اسی دن ہے جب تم قربانی کرو۔ سارا میدانِ عرفات وقوف کی جگہ ہے اور سارا منیٰ جائے قربانی ہے مکہ کے تمام راستے قربانی کی جگہ ہیں اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: اجتہادی امور میں خطا معاف ہے۔ عید یا حج کے موقع پر چاند نظر نہ آیا ہو اور لوگ مہینے کے تیس دن پورے کر لیں اور بعد میں پتہ چلے کہ چاند تو انتیس کا تھا تو ان پر روزے اور وقوف عرفات و قربانی کا کوئی عیب نہیں۔ ایسے ہی اگر کئی فساق اکٹھے ہو کر انتیس ہی کو چاند ہونے کا مشہور کر دیں اور مسلمان ان کے بھرّے میں آ کر افطار کر لیں یا وقوف عرفات و قربانی ہو جائے تو اس میں عامۃ المسلمین پر کوئی عیب نہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض بے دینوں نے توبہ کرنے کے بعد اظہار کیا کہ ہم چند لوگ مل کر چاند ہونے کا دعویٰ کر دیتے تھے شہادتیں اور قسمیں بھی کھا لیتے تھے اور عید کروا دیتے تھے۔ العیاذ باللہ. ایسی صورت میں کہ ازالہ ناممکن ہو تو خطا معاف ہے۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: إِذَا أُغْمِيَ الشَّهْرُ** (التحفة ٦)

باب:۶-جب مطلع ابر آلود ہو (اور چاند نظر نہ آسکے)

٢٣٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حدثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حدثني مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بن أبي قَيْسٍ

۲۳۲۵- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی

٢٣٢٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٦٤، والبيهقي: ٣١٧/٣ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٦٦٠ بسند آخر به مختصرًا.

٢٣٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣٥٣ من حديث أبي داود به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٦/ ١٤٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩١٠، وابن حبان، ح: ٨٦٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٣، ووافقه الذهبي.

قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها تقُولُ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صام.

نگہداشت نہ رکھتے تھے۔ پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے رکھنے شروع کرتے اگر کبھی (شعبان کی انتیس تاریخ کو) مطلع ابر آلود ہوتا' تو تیس دن پورے کرتے اور پھر روزے رکھنا شروع کرتے۔

فائدہ: غیر یقینی صورت میں روزہ رکھنا روانہیں ہے۔ یہ شک کا دن شمار ہوگا' نیز استقبال کی نیت سے روزہ نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

٢٣٢٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ عنْ مَنْصُورِ بن الْمُعْتَمِرِ، عن رِبْعِيِّ ابن حِراشٍ، عن حُذَيْفَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حتى تَرَوُا الهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُومُوا حتى تَرَوُا الهِلَالَ أَوْ تُكَمِّلُوا الْعِدَّةَ».

٢٣٢٦- حضرت حذیفہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزے مت رکھو حتی کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کر لو' پھر روزے رکھتے جاؤ حتی کہ چاند دیکھ لو یا (تیس کی) گنتی پوری کرلو۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُفْيَانُ وَغَيْرُهُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن رَجُلٍ من أصحابِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يُسَمِّ حُذَيْفَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو سفیان وغیرہ نے منصور سے' انہوں نے ربعی سے' انہوں نے ایک صحابی سے بیان کیا ہے اور اس سند میں (صحابی کے نام) حذیفہ کی صراحت نہیں ہے۔

(المعجم ٧) - باب مَنْ قَالَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ (التحفة ٧)

باب: ٧- اگر رمضان کی انتیسویں کو ابر ہو (اور چاند دکھائی نہ دے) تو تیس روزے پورے کرو

٢٣٢٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ:

٢٣٢٧- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں'

٢٣٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على منصور في حديث ربعي فيه، ح: ٢١٢٨ من حديث جرير به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩١١، وابن حبان، ح: ٨٧٥.

٢٣٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ٦٨٨، والنسائي، ح: ٢١٣١ من حديث سماك بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" قلت: سنده ضعيف * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة.

حَدَّثَنا حُسَيْنٌ عن زَائِدَةَ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إلَّا أن يَكُونَ شَيْءٌ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ، وَلا تَصُومُوا حتى تَرَوْهُ ثُمَّ صُومُوا حتَّى تَرَوْهُ، فَإنْ حَال دُونَهُ غَمَامَةٌ فَأَتِمُّوا الْعِدَّةَ ثَلاثِينَ. ثُمَّ أفْطِرُوا وَالشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ (رمضان) شروع ہونے سے پہلے ایک دو دن کے روزے مت رکھو (استقبالی روزے مت رکھو) الّا یہ کہ کوئی شخص اس دن کا روزہ رکھا کرتا ہو۔ چاند دیکھ کر روزے شروع کرو' پھر رکھتے جاؤ حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر اس کے دکھائی دینے میں کوئی بادل (وغیرہ) حائل ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو اور پھر روزے موقوف کر دو۔ اور مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حاتِمُ بنُ أبي صَغِيرَةَ وَشُعْبَةُ وَالْحَسَنُ بنُ صالِحٍ عن سِمَاكٍ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَقُولوا: «ثُمَّ أفْطِرُوا».

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو حاتم بن ابی صغیرہ' شعبہ اور حسن بن صالح نے سماک سے اسی (مذکورہ بالا) روایت کے ہم معنی بیان کیا ہے مگر ''روزے موقوف کر دو'' کا جملہ ان کی روایت میں نہیں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُو حاتِمُ بنُ مُسْلِمِ ابنِ أبِي صَغِيرَةَ وَأبُو صَغِيرَةَ: زَوْجُ أُمِّهِ.

ابوداود نے کہا: ''حاتم بن ابی صغیرہ'' کا نسب یوں ہے: ''حاتم بن مسلم بن ابی صغیرہ'' اور ''ابوصغیرہ'' حاتم کا سوتیلا باپ تھا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن بعض کے نزدیک صحیح ہے' کیونکہ یہ باتیں صحیح روایات میں بیان ہوئی ہیں۔ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے اگر کوئی قضا یا نذر کا روزہ پورا کرنا چاہتا ہو یا اس کی عادت ہو کہ سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتا ہو تو رکھ سکتا ہے' یہ استقبالی روزے شمار نہ ہوں گے' کیونکہ یہ اس کے دائمی اور مسلسل عمل کا حصہ ہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي التَّقَدُّمِ (التحفة ٨)

باب:٨-استقبالِ رمضان کا مسئلہ

٢٣٢٨- حَدَّثَنا موسى بنُ إسْمَاعِيلَ:

٢٣٢٨-حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے

٢٣٢٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصوم، باب صوم سرر شعبان، ح:١١٦١ب/ ١٩٩ من حديث حماد بن سلمة، والبخاري، الصوم، باب الصوم من آخر الشهر، ح: ١٩٨٣ من حديث مطرف به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ وَسَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عن أبِي الْعَلَاءِ، عنْ مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ لِرَجُلٍ: «هَلْ صُمْتَ من سَرَرِ شَعْبَانَ شَيْئًا؟» قالَ: لَا، قال: «فَإذَا أفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمًا»، وَقالَ أحَدُهُمَا: «يَوْمَيْنِ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: ''کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب (رمضان کے) روزے پورے کرلو تو ایک دن روزہ رکھ لینا۔'' (ثابت یا سعید جُریری دونوں میں سے کسی) ایک نے بیان کیا کہ ''دو دن۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث بظاہر گزشتہ حدیث سے متعارض ہے جس میں ہے کہ ''رمضان شروع ہونے سے پہلے ایک دو دن کے روزے مت رکھو۔'' مگر ان میں جمع کی صورت یہ ہے کہ یہ رخصت اور تاکید اس شخص کے لیے ہے جس نے کسی روزے کی نذر مانی ہو یا وہ پہلے سے خاص دن کے روزے رکھنے کا عادی ہو تو اسے چاہیے کہ حسب معمول اپنے روزے رکھے۔ مگر کوئی اپنی سابقہ عادت یا نذر کے بغیر بطور نفل کے استقبالی روزہ رکھنا چاہے تو اجازت نہیں ہے۔ ② نبی ﷺ نے جس شخص کو رمضان کے بعد ایک یا دو روزے رکھنے کی تاکید فرمائی' وہ شخص مہینے کے آخر میں روزے رکھا کرتا تھا' لیکن اس نے شعبان کے آخر میں اس لیے روزے چھوڑ دیے تھے کہ یہ کہیں استقبالِ رمضان کے ذیل میں نہ آ جائیں جو ممنوع ہیں۔ ③ لفظ [سَرَر] کے مختلف معانی مندرجہ ذیل روایت کے بعد مذکور ہیں۔

٢٣٢٩- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ من كِتَابِهِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسلم: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ عن أبِي الأزْهَرِ المُغِيرَةِ بنِ فَرْوَةَ قال: قَامَ مُعَاوِيَةُ فِي النَّاسِ بِدَيْرِ مِسْحَلٍ الَّذِي عَلَى بَابِ حِمْصَ فَقَالَ: يٰأيُّهَا النَّاسُ! إنَّا قَدْ رَأيْنَا الْهِلَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَأنَا مُتَقَدِّمٌ بالصِّيَامِ، فَمَنْ أحَبَّ أنْ يَفْعَلَهُ فَلْيَفْعَلْهُ قَالَ: فَقَامَ إلَيْهِ مَالِكُ بنُ هُبَيْرَةَ السَّبَئِيُّ،

٢٣٢٩- ابوازہر مغیرہ بن فروہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ ؓ دَیرِ مسْحَل میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے جو کہ باب حمص کے پاس ہے۔ انہوں نے کہا: لوگو! ہم نے (شعبان کا) چاند فلاں فلاں دن دیکھا تھا' میں (چاند ہونے سے) پہلے روزے شروع کر رہا ہوں' جو ایسا کرنا چاہے کرلے۔ پھر مالک بن ہبیرہ السبئی ان کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: اے معاویہ! اس سلسلے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے یا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ کہا: میں نے رسول

٢٣٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٨٤، ح: ٩٠١، ومسند الشاميين: ١/ ٤٥١، ح: ٧٩٥ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع المسلسل، والحمد لله.

فقال: يَامُعَاوِيَةُ! أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِكَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صُومُوا الشَّهْرَ وَسِرَّهُ».

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''مہینے میں روزے رکھا کرو اور اس کے آخر میں بھی۔'' (دوسرا ترجمہ: رمضان کے روزے رکھو اور اس کے اوّل میں بھی۔ یعنی آخر شعبان میں۔)

٢٣٣٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قال: قال الْوَلِيدُ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو يَعْنِي الأَوْزَاعِيَّ يَقُولُ: سِرُّهُ: أَوَّلُهُ.

٢٣٣٠- جناب ابوعمرو اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ [سِرُّهُ] کے معنی ''ابتدائے مہینہ'' ہیں۔

٢٣٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا أَبُو مُسْهِرٍ قال: كَانَ سَعِيدٌ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ: سِرُّهُ: أَوَّلُهُ.

٢٣٣١- جناب سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ [سِرّہ] کے معنی ''ابتدائے مہینہ'' ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال بَعْضُهُمْ: سِرُّهُ وَسَطُهُ، وَقالُوا: آخِرُهُ.

امام ابوداود نے کہا: کچھ اہل لغت اس کا ترجمہ ''وسط'' اور کئی ''آخر مہینہ'' بھی کرتے ہیں۔

ملحوظہ: امام اوزاعی اور ابن عبدالعزیز کے اقوال شاذ ہیں۔ (ضعیف سنن ابی داود) گویا سَرَر یا سِرٌّ کے معنی وسط یا آخر ہی صحیح ہیں اور آخر سب سے زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے معنی پوشیدگی کے ہیں۔ اور چاند مہینے کے آخر میں ایک یا دو دن غائب (پوشیدہ) رہتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کے معنی ''آخر'' راجح ہیں۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: إِذَا رُؤِيَ الْهِلَالُ فِي بَلَدٍ قَبْلَ الآخَرِينَ بِلَيْلَةٍ (التحفة ٩)

باب: ٩- چاند جب ایک شہر (علاقے) میں دوسروں سے ایک رات پہلے نظر آجائے

٢٣٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

٢٣٣٢- جناب کریب کہتے ہیں کہ (حضرت ابن

٢٣٣٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١١ من حديث أبي داود به، وقال بعض العلماء: الصحيح أن سره آخره.

٢٣٣١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١١ من حديث أبي داود به.

٢٣٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم . . . الخ، ح: ١٠٨٧ من حديث إسماعيل ابن جعفر به.

حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني مُحمَّدُ بنُ أبي حَرْمَلَةَ: أخبرني كُرَيْبٌ: أنَّ أُمَّ الْفَضْلِ ابْنَةَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إلى مُعَاوِيَةَ بالشَّامِ، قال: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، فَاسْتُهِلَّ عَلَيْهِ رَمَضَانُ وَأنَا بالشَّامِ فَرَأَيْنَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ المَدِينَةَ في آخِرِ الشَّهْرِ، فَسألَنِي ابنُ عَبَّاسٍ؟، ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فقال: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ قُلْتُ: رَأَيْتُهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ. قال: أنْتَ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَرآهُ النَّاسُ، وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ، قال: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ، فلا نَزَالُ نَصُومُهُ حَتَّى نُكْمِلَ الثَّلَاثِينَ أوْ نَرَاهُ، فَقُلْتُ: أفَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ؟ قال: لَا، هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

عباس ﷠ کی والدہ) ام الفضل بنت حارث ﷠ نے مجھے شام میں حضرت معاویہ ﷜ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں شام آیا اور وہاں ان کا کام مکمل کیا' اور رمضان کا چاند نظر آ گیا جبکہ میں ابھی شام ہی میں تھا۔ ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا۔ پھر مہینے کے آخر میں میں مدینے واپس پہنچا تو حضرت ابن عباس ﷠ نے مجھ سے حال احوال پوچھے اور چاند کا ذکر کیا کہ تم نے اسے کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: میں نے اسے جمعہ کی رات کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہاں' اور دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا اور پھر سب نے روزے رکھے اور معاویہ ﷜ نے بھی روزہ رکھا۔ انہوں نے کہا مگر ہم نے اسے ہفتے کی رات کو دیکھا تھا اور ہم روزے رکھیں گے اور پورے تیس کریں گے (اپنی رؤیت کے مطابق) یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ معاویہ ﷜ کے چاند دیکھنے اور روزے رکھنے پر کفایت نہیں کریں گے؟ انہوں کہا: نہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے ہی حکم دیا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ﷠ کا مقصد یہ ہے کہ ہر علاقے والوں کے لیے ان کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہے۔ امام شافعی ﷫ اس میں مزید یوں فرماتے ہیں کہ اگر مختلف علاقوں کا مطلع ایک ہو تو ایک دوسرے کی رؤیت ان کے لیے معتبر ہوگی ورنہ نہیں۔ امام ابن تیمیہ ﷫ کا بھی یہی مذہب ہے۔

٢٣٣٣- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَني أبِي: حَدَّثَنا الأشْعَثُ عن الْحَسَنِ: في رَجُلٍ كَانَ بِمِصْرٍ مِنَ

۲۳۳۳- حسن (بصری) سے مروی ہے کہ ایک شخص جو کسی شہر میں ہو اور اس نے سوموار کا روزہ رکھا ہو' پھر دو آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے اتوار کی رات (ہفتے

٢٣٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أبوبكر الجصاص في أحكام القرآن: ١/ ٢٧٦ من حديث أبي داود به ☆ الأشعث هو ابن عبدالله بن جابر.

الأَمْصَارِ فَصَامَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَشَهِدَ رَجُلَانِ أَنَّهُمَا رَأَيَا الْهِلَالَ لَيْلَةَ الأَحَدِ، فقال: لا يَقْضِي ذٰلِكَ الْيَوْمَ الرَّجُلُ وَلا أَهْلُ مِصْرِهِ إِلَّا أَنْ يَعْلَمُوا أَنَّ أَهْلَ مِصْرٍ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ قَدْ صَامُوا يَوْمَ الأَحَدِ فَيَقْضُونَهُ.

کی شام) کو چاند دیکھا ہے۔تو حسن نے کہا: یہ آدمی اور اس کے شہر والے اس دن کا روزہ قضا نہ کریں الّا یہ کہ انہیں بخوبی علم ہو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر والوں نے اتوار کا روزہ رکھا ہے' تب یہ اس کی قضا کریں۔

فائدہ: سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں حسن بصری کا یہ اثر نہیں ہے۔

(المعجم ١٠) - **باب كَرَاهِيَةِ صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-شک کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ (حرام) ہے

٢٣٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن عَمْرِو ابنِ قَيْسٍ، عن أبي إسْحَاقَ، عن صِلَةَ قال: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ في الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَأُتِيَ بِشَاةٍ، فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، فقال عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

٢٣٣٤-جناب صلہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ دن مشکوک تھا (چاند ہونے کی خبر واضح نہ ہوئی تھی) تو بکری کا گوشت پیش کیا گیا۔ پس مجلس میں سے کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے۔حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے اس دن کا روزہ رکھا ہے اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''شک کے دن'' سے مراد یہ ہے کہ نہ معلوم آج چاند ہوا ہے یا نہیں؟ ② اس روایت کا مفہوم صحیح روایات سے ثابت ہے' اسی لیے بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِيمَنْ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ** (التحفة ١١).

باب:١١-جو کوئی شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دے

٢٣٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم يوم الشك، ح: ٦٨٦، والنسائي، ح: ٢١٩٠، وابن ماجه، ح: ١٦٤٥ من حديث أبي خالد الأحمر به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ١٩٠٦، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٤، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢٣٣٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عَنْ أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «لا تَقَدَّمُوا صَوْمَ رَمَضَانَ بِيَوْمٍ وَلا يَوْمَيْنِ إلَّا أنْ يَكُونَ صَوْمٌ يَصُومُهُ رَجُلٌ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الصَّوْمَ.

۲۳۳۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے ایک دو دن پہلے روزے مت رکھو مگر جو کوئی شخص کسی دن کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ رکھ لے۔''

فائدہ: ① شعبان کو رمضان کے ساتھ ملانے کا مفہوم یہ ہے کہ شعبان میں روزے رکھے حتی کہ رمضان شروع ہو جائے۔ ② شریعت کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ عبادت اور عادت میں فرق کیا جانا چاہیے' اس لیے کہ اگر کسی نے یہ عادت بنائی ہو کہ وہ سوموار اور جمعرات کو مسنون روزے رکھتا ہو یا اتفاقاً کوئی نذر مان لی یا کوئی قضا کا روزہ باقی ہو تو اس کے لیے رخصت ہے کہ رمضان شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھ لے۔

٢٣٣٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عن مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبيِّ ﷺ: أنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إلَّا شَعْبَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

۲۳۳۶- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ سال میں کسی مہینے کے پورے روزے نہ رکھتے تھے مگر شعبان میں' کہ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

توضیح: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان بطور مجاز ہے۔ جس کا مطلب کثرت ہے۔ جیسا کہ دیگر احادیث میں ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: [كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إلَّا قَلِيلًا] (صحيح مسلم' الصيام' حديث:١١٥٦)

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ ذٰلِكَ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے کی کراہت

٢٣٣٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ:

۲۳۳۷- عباد بن کثیر مدینے آئے اور جناب علاء

٢٣٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب: لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٠٨٢ من حديث هشام به.

٢٣٣٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٥٥ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣١١.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ قال: قَدِمَ عَبَّادُ بنُ كَثِيرٍ المَدِينَةَ فَمَالَ إلى مَجْلِسِ الْعَلَاءِ فأَخَذَ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ ثُم قال: اللَّهُمَّ! إنَّ هٰذَا يُحَدِّثُ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إذَا انْتَصَفَ شَعْبَانُ فَلَا تَصُومُوا»، فقال الْعَلَاءُ: اللَّهُمَّ! إنَّ أَبِي حَدَّثَنِي عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِذٰلِكَ.

بن عبدالرحمٰن کی مجلس میں آ گئے۔ پس عباد نے علاء کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کر دیا پھر کہا: اے اللہ! یہ شخص اپنے باپ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب شعبان آدھا گزر جائے تو روزہ نہ رکھو۔'' پھر علاء نے کہا: یا اللہ! میرے والد (عبدالرحمٰن) نے مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشِبْلُ ابنُ الْعَلَاءِ وَأبُو عُمَيْسٍ وَزُهَيْرُ بنُ مُحمَّدٍ عن الْعَلَاءِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ثوری، شبل بن علاء، ابوعمیس اور زہیر بن محمد بھی علاء سے بیان کرتے ہیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لا يُحَدِّثُ بِهِ. قُلْتُ لِأَحْمَدَ: لِمَ؟ قال: لِأَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ، وَقال عن النَّبِيِّ ﷺ خِلَافَهُ؟.

امام ابوداود کہتے ہیں: عبدالرحمٰن (بن مہدی) یہ روایت بیان نہیں کیا کرتے تھے، میں نے امام احمد سے پوچھا کیوں؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ ان کے پاس یہ حدیث تھی کہ ''نبی ﷺ شعبان کو رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔'' اور اس روایت میں اس کے خلاف مروی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هٰذَا عِنْدِي خِلَافُهُ وَلم يَجِيءْ بِهِ غَيْرُ الْعَلَاءِ عن أبِيهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ علاء کے علاوہ اسے اور کوئی روایت نہیں کرتا اور وہ بھی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔

فائدہ: نصف شعبان کے بعد روزوں کی کراہت ایسے لوگوں کے لیے ہے جو ان دنوں کے روزوں کے عادی نہ ہوں۔ اگر عادت ہو تو رکھ لینے میں حرج نہیں' نیز نہی سے مقصد یہ ہے کہ رمضان میں کمزوری کا احساس نہ ہو۔

(المعجم ١٣) - **باب** شَهَادَةِ رَجُلَيْنِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ شَوَّالٍ (التحفة ١٣)

باب:١٣-شوال کا چاند دیکھنے میں دو آدمیوں کی شہادت ہونی چاہیے

٢٣٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من شعبان لحال رمضان، ح:٧٣٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

٢٣٣٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيم أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ: أخبرنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبَّادٌ عن أبي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ الحارِثِ الْجَدَلِيُّ - مِنْ جَدِيلَةِ قَيْسٍ -: أنَّ أَمِيرَ مَكَّةَ خَطَبَ ثُمَّ قال: عَهِدَ إِلَيْنا رَسُولُ الله ﷺ أنْ نَنْسُكَ لِلرُّؤْيَةِ، فإنْ لم نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدَا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتِهِما. فَسَأَلْتُ الْحُسَيْنَ بنَ الْحَارِثِ؟: مَنْ أَمِيرُ مَكَّةَ؟ فقال: لا أدْرِي، ثُمَّ لَقِيَنِي بَعْدُ فقال: هُوَ الحارِثُ بنُ حَاطِبٍ أخُو مُحمَّدِ بنِ حَاطِبٍ، ثُمَّ قال الأَمِيرُ: إنَّ فِيكُمْ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ بالله وَرَسُولِهِ مِنِّي، وَشَهِدَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ، وَأَوْمأ بِيَدِهِ إلى رَجُلٍ. قال الْحُسَيْنُ: فَقُلْتُ لِشَيْخٍ إلى جَنْبِي: مَنْ هٰذَا الَّذِي أَوْمأَ إِلَيْهِ الأَمِيرُ؟ قال: هٰذَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ، وَصَدَقَ كَانَ أَعْلَمَ بالله مِنْهُ، فقال: بِذٰلِكَ أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ.

۲۳۳۸-حسین بن حارث جدلی......قیس کے قبیلہ جدیلہ سے ہیں...... بیان کرتے ہیں کہ امیر مکہ نے خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا کہ ہم چاند دیکھ کر حج کے ارکان ادا کریں۔ اگر ہم خود نہ دیکھ سکیں اور دو عادل گواہ گواہی دے دیں تو ہم ان کی گواہی پر حج کر لیں۔ (ابو مالک کہتے ہیں:) میں نے حسین بن حارث سے پوچھا: امیر مکہ کون تھا؟ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ بعد میں وہ مجھے دوبارہ ملا تو بتایا کہ وہ (امیر) حارث بن حاطب تھے یعنی محمد بن حاطب کے بھائی۔ پھر امیر نے کہا: بلاشبہ تم میں وہ شخصیت موجود ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق مجھ سے زیادہ باخبر ہے اس بات کی شہادت اسی نے رسول اللہ ﷺ سے دی ہے اور اپنے ہاتھ سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ حسین نے بتایا...... میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: یہ آدمی کون ہے جس کی طرف امیر نے اشارہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اس نے سچ کہا کہ یہ اللہ کے متعلق اس سے زیادہ جانتے تھے (احکام شریعت) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے۔

٢٣٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ المُقْرِىءُ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ

۲۳۳۹-ربعی بن حراش اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن

٢٣٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٦٧، ح: ٢١٧٢ من حديث سعيد بن سليمان به، وقال: "هذا إسناد متصل صحيح".

٢٣٣٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣١٤ من حديث منصور به، وقال الدارقطني: ٢/ ١٦٩، ح: ٢١٨٢: "هذا إسناد حسن ثابت".

عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عن رَجُلٍ من أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: اخْتَلَفَ النَّاسُ في آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَقَدِمَ أعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّهِ لَأَهَلَّا الهِلَالَ أمْسِ، عَشِيَّةً، فأمَرَ رَسُولُ الله ﷺ النَّاسَ أن يُفْطِرُوا. زَادَ خَلَفٌ في حَدِيثِهِ: وَأنْ يَغْدُوا إلى مُصَلَّاهُمْ.

کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہو گیا۔ تو دو اعرابی آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے اللہ کی گواہی دی (قسمیں اٹھائیں) کہ انہوں نے کل شام کو چاند دیکھا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ افطار کر لیں۔ اور خلف بن ہشام کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اگلے دن صبح کو (عید پڑھنے کے لیے) عیدگاہ جائیں۔''

فائدہ: رمضان المبارک کا چاند ہو جانے کا یقین یا تو شعبان کے تیس دن پورے ہو جانے پر ہے یا لوگوں کی گواہی پر کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے' خواہ کوئی ایک عادل مسلمان ہی ہو' جیسے کہ اگلے باب کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اسی طرح انتہائے رمضان کے موقع پر بھی۔ تاہم عام فقہا دو عادل مسلمانوں کی رؤیت کو ضروری سمجھتے ہیں جبکہ ابو ثور' ابو بکر بن منذر' اہل ظاہر اور امام حسن کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ایک مسلمان کی رؤیت کو بھی حجت سمجھا گیا ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی ترجیح بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ روزے چھوڑنے کے موقع پر دو آدمیوں کی گواہی کسی معیاری دلیل سے ثابت نہیں۔ مالی معاملات ہی ایسے ہیں جہاں دو گواہ لازم ہوتے ہیں۔ مگر روزوں کے متعلق صریح حکم ہے کہ چاند دیکھ کر رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اور عبادات میں خبر واحد معتبر ہوتی ہے۔ (فقه السنة للسيد سابق: بم يثبت الشهر' و نيل الاوطار' باب مايثبت به الصوم والفطر من الشهور) نیز عید کا چاند ہونے کی خبر اگر دیر سے ملے اور عید کے لیے جمع ہونا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز پڑھ لی جائے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي شَهَادَةِ الوَاحِدِ عَلَى رُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ (التحفة ١٤)

باب:١٤- رمضان کے چاند میں ایک آدمی کی گواہی بھی کافی ہے

٢٣٤٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكَّارِ بن الرَّيَّان: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ يَعني ابنَ أبي ثَوْرٍ؛ ح: وَحدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ يَعني الْجُعْفِيَّ عَنْ زَائِدَةَ المَعْنى،

۲۳۴۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ حسن بن علی نے اپنی حدیث میں صراحت کرتے ہوئے کہا کہ مراد ہے رمضان کا چاند۔

٢٣٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الصوم بالشهادة، ح:٦٩١ من حديث الوليد بن أبي ثور، والنسائي، ح:٢١١٥ من حديث الحسين الجعفي، وابن ماجه، ح:١٦٥٢ من حديث زائدة به * سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة كما تقدم مرارا، انظر، ح:٢٢٣٨.

عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: جَاءَ أعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الهِلَالَ قال الْحَسَنُ في حَدِيثِهِ: يعني رَمَضَانَ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ؟» قال: نَعَمْ. قالَ: «أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟» قال: نَعَمْ. قالَ: «يَابِلَالُ! أَذِّنْ في النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ صبح روزہ رکھیں۔''

٢٣٤١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بن حَرْبٍ، عن عِكْرِمَةَ: أَنَّهُمْ شَكُّوا في هِلَالِ رَمَضَانَ مَرَّةً، فَأَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومُوا وَلَا يَصُومُوا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنَ الْحَرَّةِ فَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الهِلَال فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فقالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قالَ: نَعَمْ وَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الهِلَالَ، فَأَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى في النَّاسِ أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

٢٣٤١-عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک بار رمضان کے چاند میں شک ہو گیا۔ پس انہوں نے ارادہ کیا کہ نہ قیام کریں اور نہ روزہ رکھیں۔ تو حرہ کی طرف سے ایک اعرابی آیا۔ اس نے گواہی دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ اسے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا' آپ نے فرمایا: ''کیا تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں اور شہادت دی کہ اس نے چاند دیکھا ہے۔ تب آپ ﷺ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ رات کو قیام کریں اور (صبح کو) روزہ رکھیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عن سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرِ الْقِيَامَ أَحَدٌ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے بواسطہ سماک' عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے۔ اور قیام کا ذکر حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔

٢٣٤٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ وَعَبْدُ

٢٣٤٢-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ

٢٣٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب قبول شهادة الرجل الواحد على هلال شهر رمضان . . . الخ، ح: ٢١١٦ من حديث سماك به، وقال: "مرسل"، وانظر الحديث السابق: ٢٣٤٠.

٢٣٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٥٦ من حديث أبي داود به، وهو في سنن الإمام الدارمي عبدالله بن عبدالرحمٰن السمرقندي، ح: ١٦٩٨، وصححه ابن حبان، ح: ٨٧١، والحاكم: ١/ ٤٢٣.

الله بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّمَرْقَنْدِيُّ وَإِنَّا لِحَدِيثِهِ أَتْقَنُ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ هُوَ ابنُ مُحمَّدٍ عن عَبْدِ الله بن وَهْبٍ، عن يَحْيَى ابنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَالِمٍ، عن أبي بَكْرِ بن نَافِعٍ، عنْ أبِيهِ، عن ابن عُمَرَ قال: تَرَاءَى النَّاسُ الهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أنِّي رَأَيْتُهُ، فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ.

لوگوں نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: جب کسی مسلمان پر کوئی واضح جرح ثابت نہ ہو تو اسے عادل شمار کیا جائے گا۔ اور رمضان کا چاند ہونے کے سلسلے میں کئی فقہا ایک عادل مسلمان کی گواہی کو کافی سمجھتے ہیں۔ اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔
مذکورہ دونوں حدیثیں (۲۳۴۰-۲۳۴۱) سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم اس صحیح حدیث میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي تَوْكِيدِ السُّحُورِ (التحفة ١٥)

باب:۱۵-سحری کھانے کی تاکید

٢٣٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ المُبَارَكِ عنْ مُوسَى بنِ عُلَيِّ بنِ رَبَاحٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بن الْعَاصِ، عنْ عَمْرِو بن الْعَاصِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ».

۲۳۴۳- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق' سحری کے کھانے کا ہے۔''

فائدہ: مسلمان کی زندگی کے تمام امور...... عبادات و معاملات...... نیت صالحہ پر مبنی ہونے چاہئیں۔ روزے میں صبح کا کھانا محض اس فکر سے نہیں کھانا چاہیے کہ سارا دن بھوک اور پیاس برداشت کرنی ہے۔ بلکہ اس نیت سے کھانا چاہیے کہ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' نیز اہل کتاب سے امتیاز بھی ہے۔ اور یہی شرح ہے اس معروف حدیث کی یعنی [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] نیت صالحہ وطیبہ سے عمل کے اجر میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور شریعت کا اہم مطالبہ بھی ہے کہ مسلمان ملی طور پر دوسری امتوں سے اپنی عبادات میں بھی منفرد ہوں اور عادات میں بھی۔

٢٣٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح:١٠٩٦ من حديث موسى بن عُلَيٍّ به.

(المعجم ١٦) - **باب مَنْ سَمَّى السَّحُورَ الْغَدَاءَ** (التحفة ١٦)

باب:١٦-سحری کو غَدَاء(یعنی صبح کا کھانا) کہنا جائز ہے

٢٣٤٤- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ مُحمَّدٍ النَّاقِدُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عَنْ يُونُسَ بنِ سَيْفٍ، عن الْحَارِثِ بن زِيَادٍ، عن أبي رُهْمٍ، عن الْعِرْبَاضِ بن سَارِيَةَ قال: دَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ إلَى السَّحُورِ في رَمَضَانَ فقالَ: «هَلُمَّ إلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

۲۳۴۴-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کے لیے بلایا اور فرمایا: ''آؤ! مبارک کھانا(غَدَاء) کھالو۔''

فائدہ: ''کھانا'' انسانی فطرت کا ایک لازمہ ہے مگر شریعت کی اتباع میں سحری کا کھانا ''مبارک کھانا'' ہوتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام ناطق وحی ہیں' اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے' اس لیے اگر کسی کی طبیعت میں سحری کے لیے چاہت نہ بھی ہو تو ایک دو لقمے یا کھجور یا کسی مشروب کے چند گھونٹ ضرور لے لینے چاہئیں تاکہ اس برکت سے حصہ مل جائے۔

٢٣٤٥- **حَدَّثَنا** أبُو دَاوُدَ قال: حدثنا عُمَرُ بنُ الْحَسَنِ بنِ إبراهِيمَ قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ أبُو الْمُطَرِّفِ قالَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ مُوسَى عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ».

۲۳۴۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔''

فائدہ: کھجور سرتاپا ایک مبارک درخت ہے۔اور اس کا پھل سحری اور افطاری میں استعمال کرنا مستحب ہے۔

(المعجم ١٧) - **باب وَقْتِ السُّحُورِ** (التحفة ١٧)

باب:١٧-سحری کے وقت کا بیان

٢٣٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيام، باب دعوة السحور، ح: ٢١٦٥ من حديث معاوية بن صالح به
* الحارث بن زياد حسن الحديث على الراجح، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٨٨١ وغيره.

٢٣٤٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣٦، ٢٣٧ من حديث محمد بن موسى به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٨٣.

٢٣٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عنْ عَبْدِ الله بنِ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيِّ، عَنْ أبِيهِ قال: سَمِعْتُ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَمْنَعَنَّ مِنْ سَحُورِكُمْ أذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْأُفُقِ الَّذِي هٰكَذَا حتى يَسْتَطِيرَ».

۲۳۴۶- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تمہیں تمہاری سحری سے ہرگز نہ روکے اور نہ افق کی سفیدی (جو کہ سیدھی اوپر کو چڑھتی ہے) حتی کہ اطراف میں پھیلنے لگے۔“

فائدہ: فجر کی دو قسمیں ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ فجر کاذب میں سحری کھائی جاتی ہے اور فجر صادق شروع ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کاذب میں لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے اذان دیا کرتے تھے۔ فجر کاذب میں پہلے سفیدی (روشنی) سیدھی آسمان کو اٹھتی ہے' پھر جلد ہی دوبارہ سفیدی نکل کر اطرافِ افق میں پھیل جاتی ہے اور یہی فجر صادق ہوتی ہے۔

٢٣٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن التَّيْمِيِّ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عن أبي عُثْمانَ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَمْنَعَنَّ أحَدَكُمْ أذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ - أوْ قَالَ: - يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمُكُم وَيَنْتَبِهَ نَائِمُكُم، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أنْ يَقُولَ هٰكَذَا». قالَ مُسَدَّدٌ: وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّهُ «حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا»، وَمَدَّ يَحْيَى بِإصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ.

۲۳۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری کھانے سے ہرگز نہ روکے۔ بلاشبہ وہ اذان کہتا ہے...... یا کہا' ندا دیتا ہے...... تا کہ تمہارا نماز پڑھنے والا رک جائے (تہجد سے) اور سونے والا جاگ جائے۔ اور فجر (فجر صادق) وہ نہیں جو اس طرح سے ظاہر ہو......“ مسدد نے کہا: راویٔ حدیث یحییٰ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان کو اونچا کر کے دکھلایا (جو اونچی اور لمبی روشنی اوّل وقت ہوتی ہے وہ صبح نہیں) آپ نے فرمایا: ”جب تک اس طرح ظاہر نہ ہو۔“ اور یحییٰ نے اپنی شہادت کی دونوں انگلیاں اطراف میں پھیلا کر اشارے سے سمجھایا۔

٢٣٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح: ١٠٩٤ من حديث عبدالله بن سوادة به.

٢٣٤٧- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، ح: ٦٢١ عن أحمد بن يونس، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح: ١٠٩٣ من حديث سليمان التيمي به.

٢٣٤٨- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الله بنِ النُّعْمَانِ: حدثني قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ عَنْ أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا يَهِيدَنَّكُم السَّاطِعُ المُصْعِدُ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الأَحْمَرُ».

۲۳۴۸-قیس بن طلق اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(رات کو) کھاؤ اور پیؤ اوپر چڑھنے والی سفیدی تمہیں اس سے نہ روکے' حتی کہ افق کے اطراف میں سرخی پھیلنی شروع ہو جائے۔"

قالَ أَبو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْيَمَامَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس روایت میں اہل یمامہ منفرد ہیں۔"

فائدہ: صحیح بات یہ ہے کہ اطراف میں سفیدی پھیلنے لگے۔ تاہم بعض دفعہ موسم ابر آلود ہو' تو پھر سرخی سی بھی پھیلتی ہوئی نظر آتی ہے' لیکن عام حالات میں سفیدی ہی پھیلتی ہے نہ کہ سرخی۔

٢٣٤٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ ابنُ نُمَيْرٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ إدْرِيسَ المَعْنَى عن حُصَيْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ ٱلْخَيْطُ ٱلْأَبْيَضُ مِنَ ٱلْخَيْطِ ٱلْأَسْوَدِ﴾ [البقرة:١٨٧] قال أَخَذْتُ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ، فَوَضَعْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي، فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَتَبَيَّنْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فَضَحِكَ فقالَ: «إنَّ

۲۳۴۹-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ "(تم کھاتے پیتے رہو) یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔" تو میں نے دو رسیاں لے لیں' ایک سفید اور دوسری سیاہ اور انہیں اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ میں انہیں دیکھتا رہا مگر وہ میرے لیے نمایاں اور واضح نہ ہوئیں۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ہنسے اور فرمایا: "تیرا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ اس سے مراد تو رات اور دن ہے۔" عثمان

٢٣٤٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في بيان الفجر، ح:٧٠٥ من حديث ملازم ابن عمرو به، وقال: "حسن غريب".

٢٣٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح:١٠٩٠ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأسود ... الخ"، ح:١٩١٦ من حديث حصين بن عبدالرحمٰن به.

وِسَادَكَ إِذًا لَطَوِيلٌ عَرِيضٌ إِنَّمَا هُوَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ». وَقَالَ عُثْمانُ: «إِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

کے الفاظ یہ ہیں: ''اس سے مراد تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فہم قرآن کے لیے محض الفاظ کا ترجمہ یا لغوی مفہوم کافی نہیں بلکہ عربی ادب کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شارع علیہ السلام کی تشریحات (احادیث) کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

(المعجم ١٨) - **باب: الرَّجُلُ يَسْمَعُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨- آدمی فجر کی اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو

٢٣٥٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بن عَمْرٍو، عنْ أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ والْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ».

٢٣٥٠-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی اذان (فجر) سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اسے رکھے نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کر لے۔''

فائدہ: سحری کا وقت تنگ ہو رہا ہو اور اذان فجر اپنے وقت صبح پر شروع ہو جائے تو اجازت ہے کہ انسان پانی پی لے اور دو چار لقمے لے لے، مگر چائے کی طرح کے مشروب کی چسکیاں لینا درست نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٩) - **باب وَقْتِ فِطْرِ الصَّائِمِ** (التحفة ١٩)

باب:١٩- روزہ افطار کرنے کا وقت

٢٣٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ دَاوُدَ عن هِشَامٍ المعنى قال هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أَبِيهِ، عنْ

٢٣٥١-جناب عاصم اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ادھر سے رات آ جائے (مشرق کی جانب سے) اور ادھر سے دن چلا جائے (مغرب سے۔'') مسدد نے مزید کہا: ''اور

٢٣٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٢٠٣، ووافقه الذهبي.

٢٣٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ١٩٥٤، ومسلم، الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ١١٠٠ من حديث هشام به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٨، ٥٤.

عَاصِمِ بنِ عُمَرَ، عن أبِيهِ قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «إذَا جَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا، وَذَهَبَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا». زَادَ مُسَدَّدٌ: «وَغَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أفْطَرَ الصَّائِمُ».

سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔‘‘

٢٣٥٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ الشَّيْبَانِيُّ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ أبي أوْفَى يقُولُ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قال: «يَابِلَالُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». قال: يَارَسُولَ الله! لَوْ أمْسَيْتَ. قال: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». قال: يَارَسُولَ الله! إنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. قال: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا». فَنَزَلَ فَجَدَحَ، فَشَرِبَ رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ قال: «إذَا رَأيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ أفْطَرَ الصَّائِمُ»، وَأشَارَ بِإصْبَعِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ.

٢٣٥٢- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے جبکہ آپ روزے سے تھے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ’’اے بلال! اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔‘‘ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا شام ہو لینے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ’’اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔‘‘ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی تو دن ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔‘‘ چنانچہ بلال اترے، ستو گھولا اور پھر آپ نے نوش کیا اور فرمایا: ’’جب دیکھو کہ ادھر سے رات ہو گئی ہے تو بلاشبہ روزے دار کے لیے افطار کا وقت ہو گیا۔‘‘ اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① سورج غروب ہوتے ہی افطار کا وقت ہو جاتا ہے۔ بعد از غروب انتظار یا احتیاط کے کوئی معنی نہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا تعمیل ارشاد نبوی میں تردد فضا میں سفیدی وغیرہ کی وجہ سے تھا اور وہ سمجھ رہے تھے کہ سورج شاید کسی پہاڑ وغیرہ کی اوٹ میں ہے۔ حالانکہ فی الواقع سورج غروب ہو چکا تھا جیسا کہ راوی حدیث نے بیان کیا۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ بعض اوقات ظاہر امور کی وضاحت کروا لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا، تاکہ امکانی شبہے کا ازالہ ہو جائے۔ ③ نیز صاحب علم کو یاد دلانا کوئی معیوب بات نہیں نہ یہ سوء ادبی ہے۔

(المعجم ٢٠) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- (بعد از غروب) جلدی افطار کرنا مستحب ہے

٢٣٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يحل فطر الصائم؟، ح: ١٩٥٥، ومسلم، الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار، ح: ١١٠١ من حديث أبي إسحاق سليمان الشيباني به.

٢٣٥٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحَمَّدٍ يَعني ابنَ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا ما عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَ».

۲۳۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ تاخیر سے افطار کرتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① اس فرمان میں افطار کے لیے کھانے پینے کی حرص کا بیان نہیں بلکہ یہ ترغیب وتشویق ہے کہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور سنت رسول ﷺ پر عمل میں سبقت کی جائے۔ اور یہی بات دین کے غالب ہونے کی علامت ہے کہ مخالفین اسلام اور دین بیزار لوگوں کے مقابلے میں دین کے چھوٹے بڑے تمام احکام پر من وعن عمل کر کے اپنے آپ کو نمایاں رکھا جائے۔ ② افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرنا اور خواہ مخواہ وہم میں مبتلا ہونا کہ سورج شاید ابھی غروب نہیں ہوا' ابھی غروب نہیں ہوا' مکروہ ہے۔

٢٣٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أبي عَطِيَّةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ أنَا وَمَسْرُوقٌ فَقُلْنَا: يا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنْ أصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الإفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ؟. قالَتْ: أيُّهُمَا يُعَجِّلُ الإفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ الله، قالَتْ: كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۳۵۴- جناب ابو عطیہ (مالک بن عامر) سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں اور مسروق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے دو حضرات کا عمل کچھ اس طرح ہے کہ ان میں سے ایک افطار کرنے اور نماز (مغرب) پڑھنے میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا افطار اور نماز میں (قدرے) تاخیر کرتا ہے۔ انہوں نے پوچھا: افطار اور نماز میں جلدی کون کرتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① خیر القرون میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو بھی رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کی کسوٹی پر جانچا

٢٣٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، ح: ١٦٩٨ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦٠، وابن حبان، ح: ٨٨٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٣١، ووافقه الذهبي.

٢٣٥٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . الخ، ح: ١٠٩٩ من حديث أبي معاوية الضرير به.

جاتا تھا' کیونکہ حجت مطلقہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ ② افطار اور نماز مغرب کی ادائیگی اول وقت میں کرنا مشروع و مسنون ہے۔ ③ قدرے تاخیر کرنے والے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شاید احتیاط کے خیال سے تاخیر کرتے تھے' لیکن اب اوقات کے کیلنڈروں کے بعد احتیاط کے طور پر تاخیر کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(المعجم ٢١) - **باب مَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ** (التحفة ٢١)

باب:۲۱-کس چیز سے افطار کیا جائے؟

٢٣٥٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن عَاصِمِ الأَحْوَلِ، عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عنِ الرَّبَابِ، عن سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ عَمِّهَا قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا كَانَ أَحَدُكُم صَائِمًا فَلْيُفْطِرْ عَلَى التَّمْرِ، فإنْ لم يَجِد التَّمْرَ فَعَلَى الْمَاءِ فإنَّ الْمَاءَ طَهُورٌ».

۲۳۵۵- جناب سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (یہ رباب کے چچا ہیں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہو تو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے۔ اگر کھجور نہ پائے تو پانی سے افطار کرے' بلاشبہ پانی پاک کرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ امر ارشاد وترغیب ہے نہ کہ امر وجوب۔ اس لیے کسی بھی طعام ومشروب سے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔ ② مسلمانوں کو چاہیے کہ کھجور جیسے مبارک پھل کو اپنے دسترخوان کا جزو بنانے کا اہتمام کریں۔ یہ نعمت لذت وشیرینی آمیز پھل ہی نہیں' بلکہ طعام کا قائم مقام بھی ہے۔ تہذیب مغرب نے سیب کو بہت شہرت دی ہے جو یقیناً اللہ کی عظیم پاکیزہ نعمت ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو جو فضیلت دی ہے وہ کسی اور پھل کو حاصل نہیں' اسی لیے چاہیے کہ اس کی کاشت بھی بڑھائی جائے۔ ③ مسلمان جہاں کھانے پینے اور پہننے کی ظاہری سنتوں کا اہتمام کرتے ہیں' وہاں انہیں چاہیے کہ عقیدہ وعمل کے معنوی امور کا اس سے بڑھ کر اہتمام کریں۔ ④ اس حدیث کی اسنادی مباحث کے لیے دیکھیے' ارواء الغلیل' حدیث:۹۲۲-

٢٣٥٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ

۲۳۵۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ

٢٣٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، ح:٦٩٥، وابن ماجه، ح:١٦٩٩ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠٦٧، وابن حبان، ح:٨٩٢، والحاكم على شرط البخاري:١/ ٤٣١، ووافقه الذهبي * الرباب ثقة، وثقها البخاري، وأبوحاتم الرازي، وابن خزيمة بتصحيح حديثها، وأخطأ من زعم خلافه.

٢٣٥٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، ح:٦٩٦ من ◄◄

سُلَيْمَانَ: أخبرنا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

افطار فرماتے‘ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں‘ تو خشک کھجور تناول فرمالیتے‘ یہ بھی نہ ہوتیں‘ تو پانی کے چند گھونٹ پی لیا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْإِفْطَارِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-روزہ افطار کرنے کے وقت کی دعا

٢٣٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى أَبُو مُحمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا الْحُسَيْنُ بنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - يَعنِي ابنَ سَالِمٍ الْمُقَفَّعَ - قال: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ ما زَادَتْ عَلَى الْكَفِّ، وَقال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قال: «ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ».

٢٣٥٧-مروان بن سالم مقفع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو دیکھا کہ وہ داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور اس سے جو بڑھی ہوئی ہوتی اسے کاٹ ڈالتے۔ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:[ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَ ثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ] ”پیاس بجھ گئی‘ رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے انسان کی زندگی کے تمام چھوٹے بڑے امور میں اللہ کا ذکر اور دعائیں منقول ہیں۔ ان کو اپنے عمل کا حصہ بنا لینے سے بندہ ﴿اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ (الاحزاب:٤١) ”اللہ کا بہت زیادہ ذکر کیا کرو۔“ کا مصداق بن جاتا ہے‘ لہٰذا خود ساختہ دعاؤں سے بچنا چاہیے۔ روزہ افطار کرنے کی دعائیں اس باب میں آ گئی ہیں۔ قبولیت کے اس وقت میں انسان اپنی تمام طرح کی حاجات اللہ کے حضور پیش کرے تو سعادت ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا قبضہ (مٹھی بھر) سے زائد داڑھی کا کاٹنا‘ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے مؤید نہیں۔ یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے جو حدیث رسول کے مقابلے میں حجت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف [إعفاء اللحية] کا حکم نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا تھا۔ جبکہ اس وقت کے مجوسی

◀◀ حديث عبدالرزاق به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ١٦٤، وصححه الدارقطني: ٢/ ١٨٥، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٣٢، ووافقه الذهبي.

٢٣٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٩، والكبرى، ح: ١٠١٣١ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به، وحسنه الدارقطني: ٢/ ١٨٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٢٢، ووافقه الذهبي.

داڑھیاں چھوٹی کراتے تھے ان میں منڈوانے کا رواج عام نہ تھا' جیسا کہ اس بات کو اکثر محدثین نے بیان کیا ہے۔ صاحب تحفۃ الاحوذی اس مسئلہ کی بابت لکھتے ہیں کہ بعض لوگ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار سے استدلال کرتے ہیں کہ قبضہ سے اوپر زائد داڑھی کاٹ دینی چاہیے یہ استدلال ضعیف اور کمزور ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ سے نقل شدہ مرفوع احادیث ان کی نفی کرتی ہیں۔ ان میں مطلق چھوڑنے کا حکم ہے۔ پس صریح اور مرفوع احادیث کے مقابلے میں ان آثار اور اقوال سے دلیل اخذ کرنا صحیح نہیں۔ پس سلامتی والا طریقہ انہی لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے داڑھی کو بالکل چھوڑ دینا چاہیے اور اس کے طول وعرض سے کچھ بال لینا برا فعل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۱۱/۴) ③ اس میں روزہ افطار کرنے کی جو دعا منقول ہے' وہ صحیح ہے۔ اس کے مقابلے میں مشہور دعا [اللهم لك صمت......] سنداً ضعیف ہے' جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

۲۳۵۸- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن حُصَيْنٍ، عن مُعَاذِ بنِ زُهْرَةَ: أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أفْطَرَ قال: «اللَّهُمَّ! لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أفْطَرْتُ».

۲۳۵۸- جناب معاذ بن زُہرہ (تابعی) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ] ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر کھول رہا ہوں۔''

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے افطار کے وقت پہلی دعا [ذَهَبَ الظَّمَأُ......] پڑھی جائے۔

(المعجم ۲۳) - باب الْفِطْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ (التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- اگر غروب آفتاب سے پہلے افطار کر لے؟

۲۳۵۹- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله وَمُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ، الْمَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أبي بَكْرٍ قالَتْ: أفْطَرْنَا يَوْمًا

۲۳۵۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رمضان میں ہم نے ایک دن بادل کی وجہ سے روزہ کھول لیا' پھر سورج نکل آیا۔ ابو اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام سے پوچھا: تو کیا انہیں قضا دینے کا حکم دیا گیا تھا؟ کہا: بھلا اس سے

۲۳۵۸ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٦/ ٢٦٥، ح: ١٧٤١ من حديث حصين به، وهو في مراسيل أبي داود، ح: ٩٩، ورواه البيهقي: ٤/ ٢٣٥ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

۲۳۵۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب: إذا أفطر في رمضان ثم طلعت الشمس، ح: ١٩٥٩ من حديث أبي أسامة به.

فِي رَمَضَانَ فِي غَيْمٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. قَالَ أَبُو أُسَامَةَ: قُلْتُ لِهِشَامٍ: أُمِرُوا بِالْقَضَاءِ؟ قَالَ: وَبُدٌّ مِنْ ذٰلِكَ؟.

کوئی چارہ بھی ہے؟

فائدہ: ایسے روزے کی قضاء کی بابت علماء میں اختلاف ہے' تاہم جمہور علماء کے نزدیک ایسی صورت میں افطار کیے ہوئے روزے کی قضاء واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۴/۲۵۵)

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْوِصَالِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴- افطار کیے بغیر مسلسل روزے رکھے جانے کا بیان

٢٣٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَارَسُولَ اللهِ!؟ قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى».

۲۳۶۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزوں میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ بے شک مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بغیر افطار کیے کئی کئی روز مسلسل روزے رکھنا ''وصال'' کہلاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی' نبی ﷺ نے اپنی امت کو اس طرح روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ② نبی علیہ السلام نے اپنی جو خصوصیت بیان فرمائی ہے اس میں امت میں سے کوئی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں ہے۔ جو زاہد اور صوفیا قسم کے لوگ بغیر افطار مسلسل روزے رکھتے ہیں' ان کا عمل رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے سراسر خلاف ہے۔

٢٣٦١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ بَكْرَ ابْنَ مُضَرَ حَدَّثَهُمْ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُوَاصِلُوا فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ

۲۳۶۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ (روزوں میں) وصال مت کرو' اور جو کوئی وصال کرنا چاہے' تو سحر تک کر لے۔'' صحابہ نے کہا: آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں' بلاشبہ ایک

٢٣٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ١٩٦٢، ومسلم، الصيام، باب النهي عن الوصال، ح: ١١٠٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٠٠.

٢٣٦١ـ تخريج. أخرجه البخاري، الصوم، باب الوصال، ح: ١٩٦٣ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به.

فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ» قالُوا: فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ، قالَ: «إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُم، إِنَّ لِي مُطْعِمًا يُطْعِمُنِي وَسَاقِيًا يَسْقِينِي».

کھلانے والا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا ہے جو مجھے پلاتا ہے۔"

فائدہ: بلاشبہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہی کھلانے پلانے والا ہے۔ اور وہ غذا یقیناً روحانی ہوگی۔ اگر کوئی امتی وصال کرنا چاہتا ہے، تو سحر تک کرلے۔

(المعجم ٢٥) - بابُ الْغِيبَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- روزہ دار ہو کر غیبت کرنا

٢٣٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن المَقْبُرِيِّ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لله حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» قَالَ أَحْمَدُ: فَهِمْتُ إِسْنَادَهُ مِن ابنِ أبي ذِئْبٍ وَأَفْهَمَنِي الحَدِيثَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ أُرَاهُ ابنَ أَخِيهِ.

٢٣٦٢- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ اور بے ہودہ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔" احمد بن یونس نے کہا: مجھے اس کی سند ابن ابی ذئب نے اور یہ حدیث اس آدمی نے سمجھائی جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا، جو غالباً اس کا بھائی تھا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو بنی آدم کے کسی عمل کی کوئی حاجت نہیں۔ اس کی اپنی احتیاج کے تحت ہی اسے شرعی امور کا پابند کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اپنی تمام تر گفتگو اور تمام کاموں میں اپنے آپ کو تمام محرمات سے دور رکھے۔ غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، چغلی نہ کھائے، حرام چیزوں کو فروخت نہ کرے، جب پورا مہینہ آدمی ان چیزوں سے دور رہے تو امید ہے کہ اس کا نفس سال کے بقیہ مہینوں میں بھی ان چیزوں سے اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گا۔ لیکن انتہائی افسوسناک امر یہ ہے کہ بہت سارے روزہ دار، رمضان اور غیر رمضان میں کوئی فرق نہیں کرتے، وہی جھوٹ، بے ہودہ گفتگو، دھوکہ وغیرہ اپنی عادت کے مطابق جاری رہتا ہے۔ ان کے اوپر رمضان المبارک کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلاشبہ حدیث میں مذکور اعمال روزے کو نہیں توڑتے مگر اس کے اجر و ثواب میں کمی ضرور آجاتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جب کثرت سے ان اعمال کی پروا نہ کی جائے تو روزے کا اجر ہی ضائع ہو جائے۔

٢٣٦٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب من لم يدع قول الزور والعمل به في الصوم، ح:١٩٠٣ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

٢٣٦٣- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «إذَا كانَ أحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ، إنِّي صَائِمٌ».

۲۳۶۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو کسی قسم کی فحش بات یا جہالت کا کام نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا اس سے جھگڑے یا گالی گلوچ دے تو اسے چاہیے کہ کہہ دے میں روزے سے ہوں' میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فحش گوئی اور اعمال جہالت سے مسلمان کو ہر حال میں بچنا چاہیے مگر روزہ دار کو ان سے پرہیز کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ چنانچہ زبانی طور پر اپنے مقابل کو بتا دے کہ میں روزے سے ہوں اور غلط طرز عمل کو مزید بڑھنے بڑھانے سے باز رہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ یہ بات اپنے دل میں کہے اور اپنے عمل سے ثابت کرے کہ وہ روزے سے ہے۔ لیکن یہ موقف ظاہر نص کے خلاف ہے۔ ② اور روزے کی حالت میں اس ہدایت پر عمل کرنے ہی سے ''روزہ ڈھال'' ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٢٦) - بابُ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-روزے دار کا مسواک کرنا

٢٣٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بن عُبَيْدِاللهِ، عن عُبَيْدِالله بن عامِرِ بن رَبِيعَةَ، عن أبيهِ قالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَسْتَاكُ وَهُوَ صائِمٌ. زَادَ مُسَدَّدٌ: مَالَا أَعُدُّ وَلَا أُحْصِي.

۲۳۶۴- جناب عبیداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنے والد (عامر بن ربیعہ) سے روایت کرتے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا' حالانکہ آپ روزے سے تھے۔ مسدد نے مزید یوں کہا: میں نے آپ کو بے شمار دفعہ (مسواک کرتے) دیکھا۔

فوائد ومسائل: ① روزہ رکھ کر مسواک کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ مسواک خواہ تازہ ہو یا خشک' ہر طرح سے جائز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تازہ مسواک کی رطوبت کو تھوکنا لازمی ہوگا جب کہ اس کے ذائقہ کا منہ میں باقی رہ جانا معاف

٢٣٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب فضل الصوم، ح: ١٨٩٤ عن القعنبي به مطولاً، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣١٠، ورواه مسلم، ح: ١١٥١ من طريق آخر عن أبي الزناد به.

٢٣٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، ح: ٧٢٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن" * عاصم بن عبيدالله ضعيف.

ہے۔ جہاں تک ٹوتھ پیسٹ کے استعمال کا سوال ہے' تو بعض علماء اسے روزے کی حالت میں مکروہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے' اس کا حکم بھی مسواک سے مختلف نہیں ہے۔ اگر برش کے استعمال کے دوران میں' مسواک کرتے ہوئے یا وضو کرتے ہوئے دانتوں سے معمولی مقدار میں خون نکل آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے (باب سواك الرطب واليابس للصائم) کا عنوان قائم کر کے مندرجہ بالا روایت کو تعلیقاً بیان فرمایا ہے۔ ② دوسری حدیث جس میں ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی طیب ہوتی ہے۔ (صحیح البخاری' الصوم' حدیث: ۱۸۹۴' وصحیح مسلم' الصیام' حدیث: ۱۱۵۱) تو اس کا مفہوم منہ کو گندہ رکھنا نہیں بلکہ اس میں روزے دار کا اللہ کے ہاں محبوب ہونا بیان ہوا ہے اور یہ کہ اس کے معدہ کے خالی ہونے کی وجہ سے اس کے منہ میں جو نامناسب سی بو پیدا ہو جاتی ہے' وہ بھی اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ اور ہر حال اور کیفیت میں منہ کو صاف ستھرا رکھنا مطلوب ہے اور روزہ دار ہر حال میں اللہ کا محبوب ہے۔ ③ اس حدیث کی اسنادی بحث کے لیے دیکھیے: ارواء الغلیل' حدیث: ۶۸۔

(المعجم ٢٧) - بابُ الصَّائِمِ يَصُبُّ عَلَيهِ الْمَاءَ مِنَ الْعَطَشِ وَيُبَالِغُ فِي الاسْتِنْشَاقِ (التحفة ٢٧)

٢٣٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ في سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بالْفِطْرِ وَقال: «تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ»، وَصامَ رَسُولُ الله ﷺ. قال أَبُو بَكْرٍ: قالَ الَّذِي حَدَّثَني: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بالْعَرْجِ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ.

باب: ۲۷- روزے دار پیاس کی وجہ سے اپنے اوپر پانی ڈالے تو کوئی حرج نہیں مگر ناک میں پانی ڈالنے میں احتیاط کرے اور مبالغہ نہ کرے

۲۳۶۵- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا' رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر میں صحابہ کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''دشمن کے مقابلے کے لیے قوت حاصل کرو۔'' اور آپ ﷺ نے خود روزہ رکھا۔ ابوبکر نے کہا: مجھے حدیث بیان کرنے والے نے بتایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام عرج میں دیکھا آپ روزے سے تھے اور پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈال رہے تھے۔

٢٣٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٩٤، ولبعض الحديث شاهد عند مسلم، ح: ١١١٤.

فوائد ومسائل: ① سفر یا جہاد میں روزہ افطار کرنا افضل ہے۔ ② دوران سفر میں روزہ رکھا بھی جا سکتا ہے۔ ③ گرمی یا پیاس کی بے چینی میں اپنے سر یا جسم پر پانی ڈالنا، غسل کرنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا مباح ہے۔ اور ایسے ہی ایرکنڈیشن سے فائدہ حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

٢٣٦٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ عنْ إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بن لَقِيطِ بنِ صَبْرَةَ، عنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بنِ صَبْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَالِغْ في الاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».

٢٣٦٦- حضرت لقیط بن صبرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(وضو کرتے ہوئے) ناک میں خوب پانی چڑھاؤ، سوائے اس کے کہ روزے سے ہو۔“

فائدہ: روزے کی حالت میں ناک میں دوائی نہیں ڈالی جا سکتی لیکن گرد و غبار یا آٹے وغیرہ کی دھول کا اندر چلے جانا معاف ہے۔ خوشبو سونگھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ آنکھ اور کان میں دوا ڈالنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَجِمُ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- روزے دار سینگی لگوائے تو......؟

٢٣٦٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن هِشَامٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَسنُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا شَيْبَانُ جَمِيعًا عن يَحْيَى، عن أبي قِلَابَةَ، عنْ أبي أَسْمَاءَ يَعْني الرَّحَبيَّ، عنْ ثَوبَان عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالمَحْجُومُ».

٢٣٦٧- حضرت ثوبان ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”سینگی لگانے اور لگوانے والا روزہ کھولنے والا ہو گیا۔“

٢٣٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٤٢، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم، ح: ٧٨٨، وابن ماجه، ح: ٤٠٧ من حديث يحيى بن سليم به، ورواه النسائي، ح: ٨٧.

٢٣٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجامة للصائم، ح: ١٦٨٠ من حديث شيبان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٦٥٧، وأطراف المسند: ٥/ ٢٨٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٦٢، ١٩٦٣، وابن حبان، ح: ٨٩٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٧، ووافقه الذهبي.

قال شَيْبَانُ في حَدِيثِهِ: قالَ: أخبرني أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ أبا أَسْمَاءَ الرَّحَبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ.

شیبان نے اپنی حدیث میں کہا: مجھے ابوقلابہ نے خبر دی' اس کو ابواسماء الرحبی نے حدیث بیان کی کہ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خبر دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اس باب کی احادیث کو اگلے باب کی احادیث کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس باب کی احادیث یا تو منسوخ ہیں یا کراہت پر محمول ہیں۔ ② شیبان کی سند میں اخبار و تحدیث کی صراحت ہے جبکہ ہشام کی سند میں عَنعَنہ ہے۔

٢٣٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن يَحْيَى: حدثني أبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ شَدَّادَ بنَ أَوْسٍ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٢٣٦٨- حضرت شداد بن اوس ؓ کا کہنا ہے کہ ایک بار میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور مذکورہ بالا کی مانند ذکر کیا۔

٢٣٦٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ، عن شَدَّادِ بنِ أَوْسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى عَلَى رَجُلٍ بِالْبَقِيعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي لِثَمَانِ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، فقال: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

٢٣٦٩- حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع کے قریب ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ سینگی لگوا رہا تھا' جبکہ نبی ﷺ میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے اور رمضان کی اٹھارہ تاریخ تھی' آپ نے فرمایا: ''سینگی لگانے اور لگوانے والا (دونوں) روزہ کھولنے والے ہو گئے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى خالِدٌ الْحَذَّاءُ عن أبي قِلَابَةَ بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: خالد الحذاء نے (بھی) ابوقلابہ سے بسند ایوب روایت کیا ہے۔

٢٣٦٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الحجامة للصائم، ح: ١٦٨١ من حديث أبي قلابة به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٨٣.

٢٣٦٩- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣١٤١ من حديث أيوب به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٦٤، وابن حبان، ح: ١٩٠١.

٢٣٧٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثنا إِسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ إِبراهِيمَ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني مَكْحُولٌ أنَّ شَيْخًا مِنَ الْحَيِّ، قال عُثْمانُ في حَدِيثِهِ: [مُصَدَّقًا] أَخْبَرَهُ، أنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى النَّبيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ، أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: «أفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالمَحْجُومُ».

٢٣٧٠-حضرت ثوبان ؓ مولیٰ نبی ﷺ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”سینگی لگانے والا اور لگوانے والا (دونوں) مُفطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔“

٢٣٧١- حَدَّثَنا محمودُ بنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ عن مَكْحُولٍ، عن أبي أسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عن ثَوْبَانَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «أفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ».

٢٣٧١-حضرت ثوبان ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”سینگی لگانے والا اور لگوانے والا مُفطِر (روزہ کھولنے والے) ہو گئے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ ثَوْبَانَ عن أبِيهِ، عن مَكْحُولٍ مِثْلَهُ بإسْنَادِهِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ ابن ثوبان نے بھی اپنے والد سے بسند مکحول اس کی مانند روایت کیا ہے۔

فائدہ: [أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ] کے معنی میں امام احمد اور اسحاق بن راھویہ نے ظاہری معنی مراد لیے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کچھ دوسرے اہل علم یہ معنی کرتے ہیں کہ ان کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔ گویا اس میں زجر اور کراہت کا مفہوم ہے۔ واللہ اعلم. اس دوسرے معنی کی رُو سے اس باب کی روایات اور اگلے باب کی روایات جن میں اس کا جواز ہے کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے۔

٢٣٧٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٦٦ من حديث أبي داود، والنسائي في الكبرى، ح: ٣١٣٤ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٢٨٢، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٧٥٢٥.

٢٣٧١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق: ٢٣٧٠، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٣١٣٥ عن محمد بن خالد به.

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-روزے کی حالت میں سینگی لگوانے کی رخصت کا بیان

٢٣٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ.

٢٣٧٢-عکرمہ حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وُهَيْبُ بنُ خَالِدٍ عنْ أَيُّوبَ بإسْنَادِهِ مِثْلَهُ وَجَعْفَرُ بنُ رَبِيعَةَ وَهِشَامٌ يَعْني ابنَ حَسَّانَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاس مِثْلَهُ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو وہیب بن خالد نے ایوب سے اپنی سند سے اسی کے مثل روایت کیا ہے' نیز جعفر بن ربیعہ اور ہشام بن حسان' عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس ﷠ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

٢٣٧٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرِمٌ.

٢٣٧٣-مقسم حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں سینگی لگوائی ہے۔

ملحوظہ: الفاظ حدیث محل نظر ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل حدیث:٩٣٢)

٢٣٧٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ

٢٣٧٤-جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ پر شفقت فرماتے ہوئے' انہیں سینگی لگوانے اور روزوں میں وصال کرنے سے منع کیا مگر آپ نے ان دونوں کو حرام نہیں کیا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا گیا: اے اللہ

٢٣٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: أية ساعة يحتجم، ح: ٥٦٩٤ عن أبي معمر به.

٢٣٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء من الرخصة في ذلك، ح: ٧٧٧ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن صحيح" وسنده ضعيف، انظر: ١٤٧٤، ١٨٩٨، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٨٣٥ وغيره * يزيد ضعيف، والحديث السابق: ٢٣٧٢ يغني عنه.

٢٣٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣١٤، وللحديث شواهد كثيرة * سفيان الثوري عنعن.

الله ﷺ نَهَى عن الحِجَامَةِ وَالمُوَاصَلَةِ وَلم يُحَرِّمْهُمَا إبْقَاءً عَلَى أصْحَابِهِ، فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ الله! إنَّكَ تُوَاصِلُ إلَى السَّحَرِ، فقال: «إنِّي أوَاصِلُ إلى السَّحَرِ وَرَبِّي يُطْعِمُني وَيَسْقِيني».

کے رسول! آپ تو سحر تک وصال کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''میں سحر تک وصال کرتا ہوں اور میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔''

فائدہ: غالباً شواہد ہی کی بنیاد پر بعض حضرات نے اس حدیث کو صحیح بھی کہا ہے۔

٢٣٧٥- حَدَّثَنا عبدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ يعني ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثابِتٍ قال: قال أنس: مَا كُنَّا نَدَعُ الحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ إلَّا كَرَاهِيَةَ الْجَهْدِ.

٢٣٧۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم روزے دار کو سینگی اس لیے نہیں لگوانے دیتے تھے کہ کہیں اسے مشقت نہ ہو۔

فائدہ: یعنی سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا' صرف اندیشہ ہوتا ہے کہ ضعف کی بنا پر اسے پریشانی ہوگی۔ لہٰذا کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يَحْتَلِمُ نَهَارًا فِي رَمَضَانَ (التحفة ٣٠)

باب: ٣٠- روزے دار کو رمضان میں دن کے وقت احتلام ہو جائے تو......؟

٢٣٧٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِير: أخبرنَا سُفْيَانُ عن زَيْدِ بنِ أسْلَمَ، عن رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِهِ، عن رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُفْطِرُ مَنْ قَاءَ وَلَا مَنِ احْتَلَمَ وَلَا مَنِ احْتَجَمَ».

٢٣٧٦- ایک صحابی سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے قے آ جائے یا (نیند میں) احتلام ہو جائے یا جو سینگی لگوائے' تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔''

فائدہ: یہ روایت معنی صحیح ہے' یعنی صحیح روایات سے اس میں بیان کردہ باتیں ثابت ہیں۔ تاہم قصداً قے کرنے

٢٣٧٥- تخريج: [إسناده صحيح] رواه البخاري، ح: ١٩٤٠ من حديث ثابت به بغير هذا اللفظ.

٢٣٧٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٢٠ من حديث أبي داود به * رجل من أصحاب زيد بن أسلم لم أعرفه، وله شواهد ضعيفة عند الدارقطني: ١/ ١٨٣، ح: ٢٢٣٧.

سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر بغیر قصد کے قے آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا' اسی طرح جاگتے ہوئے منی کا انزال ہو جائے خواہ مشت زنی سے ہو یا بیوی سے جماع کرنے سے یا اس سے لپٹنے یا بوسہ لینے کی وجہ سے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الْكُحْلِ عِنْدَ النَّوْمِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٣١)

باب:٣١-روزے دار سوتے وقت سرمہ استعمال کرے تو......؟

٢٣٧٧- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ ابنُ ثَابِتٍ: حدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ النُّعْمَانِ بنِ مَعْبَدِ بنِ هَوْذَةَ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ: أنَّهُ أمَرَ بالإثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقال: «لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ».

٢٣٧٧-عبدالرحمٰن بن نعمان اپنے والد سے' وہ دادا سے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے حکم دیا کہ سوتے وقت کستوری ملا سرمہ استعمال کیا جائے اور فرمایا: ''روزہ دار اس سے پرہیز کرے۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال لِي يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: هُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ يَعني حَدِيثَ الْكُحْلِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ مجھے امام یحییٰ بن معین نے کہا یہ سرمے والی حدیث منکر ہے۔

٢٣٧٨- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا أبُو مُعَاوِيَةَ عن عُتْبَةَ أبي مُعَاذٍ، عن عُبَيْدِالله بنِ أبي بَكْرِ بنِ أنَسٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّهُ كَانَ يَكْتَحِلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

٢٣٧٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔

٢٣٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ وَيَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قالا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ عِيسَى عن الأعْمَشِ قال: مَا رَأيْتُ أحَدًا من أصحَابِنَا يَكْرَهُ الْكُحْلَ

٢٣٧٩- جناب اعمش کہتے ہیں (یہ صغار تابعین میں سے ہیں) میں نے اپنے اہل علم دوستوں (فقہا و محدثین) میں سے کسی کو نہیں پایا کہ روزے دار کے لیے سرمے کو مکروہ سمجھتے ہوں۔اور ابراہیم نخعی اجازت دیتے

٢٣٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٩ عن علي بن ثابت به * النعمان بن معبد مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان.

٢٣٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٤٧، ح: ٩٢٧٢ عن أبي معاوية الضرير به، وهو مدلس ولم يذكر في هذه الرواية سماعًا.

٢٣٧٩ـ تخريج: [إسناده حسن] السند حسن إلى الأعمش وضعيف إلى إبراهيم، لأن الأعمش لم يصرح بالسماع.

لِلصَّائِمِ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ يُرَخِّصُ أَنْ يَكْتَحِلَ الصَّائِمُ بِالصَّبِرِ.

تھے کہ روزے دار ایلوا کو بطور سرمہ استعمال کرے۔

فائدہ: روزے کی حالت میں آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوا ڈال لینا جائز ہے۔

(المعجم ٣٢) - باب الصَّائِمِ يَسْتَقِيءُ عَامِدًا (التحفة ٣٢)

باب: ٣٢- روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو؟

٢٣٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ ذَرَعَهُ قَيْءٌ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ».

٢٣٨٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کو قے آ جائے جبکہ وہ روزے سے ہو تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے' لیکن اگر وہ قصداً قے کرے تو قضا دے۔''

قَالَ أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيْضًا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن هِشَامٍ مِثْلَهُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس روایت کو حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت معنیً صحیح ہے' اسی لیے بعض حضرات نے اسے صحیح کہا ہے۔

٢٣٨١- حَدَّثَنا أبو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ عن يَحْيَى: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ عن يَعِيشَ بنِ الْوَلِيدِ

٢٣٨١- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا۔ (معدان کہتے ہیں کہ) پھر حضرت ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے دمشق کی مسجد میں میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان

٢٣٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء فيمن استقاء عمدًا، ح: ٧٢٠، وابن ماجه، ح: ١٦٧٦ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٦٠، ١٩٦١، وابن حبان، ح: ٩٠٧، والحاكم: ١/ ٤٢٦، ٤٢٧ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * هشام بن حسان مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة، وروى البيهقي: ٤/ ٢١٩، وابن أبي شيبة: ٣/ ٣٨، ح: ٩١٨٨ بأسانيد صحيحة عن ابن عمر قال: "من ذرعه القيء فلا قضاء عليه ومن استقاء فعليه القضاء".

٢٣٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، أبواب الطهارة، باب ماجاء في الوضوء من القيء والرعاف، ح: ٨٧ من حديث عبدالوارث به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٢٦، ووافقه الذهبي.

ابنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: حدَّثَني مَعْدَانُ ابنُ طَلْحَةَ، أنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَاءَ فأفْطَرَ فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ في مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: إنَّ أبَا الدَّرْدَاءِ حدَّثني: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَاءَ فأفْطَرَ. قال: صَدَقَ، وَأنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ.

سے کہا: حضرت ابوالدرداء ؓ نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ ڈالا تھا۔ کہا کہ انہوں نے صحیح کہا ہے اور میں نے ہی آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی انڈیلا تھا۔

فائدہ: عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے' بخلاف اس کے کہ از خود قے آئے۔ خود بخود قے آنے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے' اور نہ قضا لازم آتی ہے۔

(المعجم ٣٣) - باب القُبْلَةِ لِلصَّائِمِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣-روزے کی حالت میں بوسہ لینا

٢٣٨٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَلَكِنَّهُ كَانَ أمْلَكَ لإرْبِهِ.

٢٣٨٢-حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے اور روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ لیٹ بھی جاتے تھے' لیکن آپ اپنے جذبات پر خوب ضبط رکھنے والے تھے۔

٢٣٨٣- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حدثنا أبُو الأحْوَصِ عن زِيَادِ بنِ عِلاَقَةَ، عن عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ، عن عَائِشَةَ رضي الله عَنها قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ في شَهْرِ الصَّوْمِ.

٢٣٨٣-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ماہ رمضان میں (بیویوں کا) بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

٢٣٨٢_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته، ح:١١٠٦/ ٦٥ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الصوم، باب المباشرة للصائم، ح:١٩٢٧ من حديث إبراهيم النخعي به.

٢٣٨٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الصوم، باب بيان أن القبلة في الصوم ليست محرمة . . . الخ، ح:١١٠٦/ ٧٠ من حديث أبي الأحوص به.

٢٣٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن سَعْدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ الله يَعني ابنَ عُثْمَانَ الْقُرَشِيَّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَبِّلُني وَهُوَ صَائِمٌ وَأنَا صَائِمَةٌ.

۲۳۸۴-حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرا بوسہ لیا کرتے تھے جبکہ آپ روزے سے ہوتے اور میں بھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عائشہ ؓ کی یہ بات صحیح احادیث میں بھی بیان ہوئی ہے اسی لیے شیخ البانی ؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ میاں بیوی کے لیے روزے کی حالت میں بوس وکنار جائز ہے مگر لازمی ہے کہ اپنے جذبات پر ضبط رکھنے والے ہوں۔ اگر حد سے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس عمل سے بچنا لازمی ہے۔ ② حضرت عائشہ ؓ کا اپنے ان مخفی امور کو ذکر کرنا شرعی ضرورت کی بنا پر ہے۔ اور نبی ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک حکمت یہ بھی رہی ہے کہ زوجین اور اندرون خانہ کی شرعی زندگی امت کے سامنے آئے اور ان کیلئے ہدایت اور اسوہ ثابت ہو۔ اگر یہ حقائق بیان نہ ہوتے تو دین کا بڑا حصہ ہم سے اوجھل رہتا اور بڑی آزمائش ہوتی۔

٢٣٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا اللَّيْثُ؛ ح: وحدثنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله، عن عبدِ المَلِكِ بنِ سَعِيدٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ: هَشِشْتُ فَقَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ، فَقُلْتُ: يارَسُولَ الله! صَنَعْتُ الْيَوْمَ أَمْرًا عَظِيمًا، قَبَّلْتُ وَأَنَا صَائِمٌ. قال: «أَرَأَيْتَ لَوْ مَضْمَضْتَ مِنَ الْمَاءِ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟». قال عِيسَى بنُ حَمَّادٍ في حَدِيثِهِ قُلْتُ: لا

۲۳۸۵-حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بیان کیا کہ میں نے خوشی میں آ کر (بیوی کا) بوسہ لے لیا جبکہ میں روزے سے تھا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آج ایک بہت بڑا کام کر بیٹھا ہوں کہ روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بھلا اگر تم روزے کی حالت میں کلی کر لو تو؟“ عیسیٰ بن حماد کی روایت میں ہے۔ میں نے کہا: کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔“

٢٣٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٧٩ من حديث سفيان الثوري، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٠٥٠ من حديث سعد بن إبراهيم به * الثوري عنعن، وحديث النسائي في الكبرٰى: ٣٠٧٤، ٣٠٧٥ يغني عنه.

٢٣٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٣٠٤٨ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٩٩، وابن حبان، ح: ٩٠٥، والحاكم: ١/ ٤٣١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

بَأْسَ بِهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا، قال: «فَمَهْ».

(المعجم ٣٤) - **باب الصَّائِمِ يَبْلَعُ الرِّيقَ** (التحفة ٣٤)

باب:۳۴-روزہ دار لعاب نگل جائے

٢٣٨٦- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنا سَعْدُ بنُ أَوْسٍ الْعَبْدِيُّ عن مِصْدَعٍ أبي يَحْيَى، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَيَمُصُّ لِسَانَهَا.

۲۳۸۶-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان کا بوسہ لے لیتے جبکہ وہ روزے سے ہوتے اور ان کی زبان چوستے۔

[قال ابنُ الأعْرَابيِّ: بَلَغَني عن أبي داوُدَ أنَّهُ قال: هٰذا الإسْنَادُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ]

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ مجھے امام ابوداود سے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ سند صحیح نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' اس لیے اس میں بیان کردہ بات (زبان کا چوسنا) صحیح نہیں ہے۔ البتہ روزے کی حالت میں بوسہ لینا ثابت ہے۔ روزہ دار اگر کسی غیر کا لعاب چوسے اور نگل لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - **باب كَرَاهِيَتِهِ لِلشَّابِ** (التحفة ٣٥)

باب:۳۵-جوان آدمی کے لیے بیوی سے بوس وکنار مکروہ ہے

٢٣٨٧- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنَا أبُو أحْمَدَ يَعْني الزُّبَيْرِيَّ: أخبرنَا إسْرَائِيلُ عن أبي الْعَنْبَسِ، عن الأغَرِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبيَّ ﷺ عن الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ؟، فَرَخَّصَ لَهُ، وَأَتَاهُ آخَرُ فَسَأَلَهُ فَنَهَاهُ، فَإِذَا الذي رَخَّصَ لَهُ شَيْخٌ، وَالَّذِي نَهَاهُ شَابٌّ.

۲۳۸۷-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ روزہ دار شخص بیوی کے ساتھ لیٹے یا نہ؟ آپ نے اس کو اجازت دی۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی آپ سے یہی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کو منع فرما دیا۔ دراصل آپ ﷺ نے جس کو اجازت دی' وہ بوڑھا تھا اور جس کو منع فرمایا' وہ جوان تھا۔

٢٣٨٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/١٢٣، وابن خزيمة في صحيحه، ح: ٢٠٠٣ من حديث محمد بن دينار به، وهو صدوق لكنه اختلط في آخر عمره، وباقي السند حسن.

٢٣٨٧ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه البيهقي: ٤/٢٣١، ٢٣٢ من حديث أبي داود به ※ الأغر هو أبومسلم الكوفي، وللحديث شاهد عند البيهقي.

فائدہ: بوڑھے کے جذبات چونکہ قابل ضبط ہوتے ہیں اس لیے اس کو اجازت دے دی گئی مگر جوان کے لیے ضبط مشکل ہوتا ہے' اس لیے اس کو اجازت نہیں دی۔ لہٰذا اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ بوس و کنار سے بات جماع تک پہنچ جائے گی یا انزال ہو جائے گا تو دور رہے۔ اور اگر انزال ہو جائے تو قضا واجب ہوگی۔

(المعجم ٣٦) - **باب مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ** (التحفة ٣٦)

باب: ٣٦- جو کوئی رمضان میں صبح کو جنبی ہو کر اٹھے

٢٣٨٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مُحَمَّدِ بن إسْحَاقَ الأَذْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عَنْ أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَي النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا قالَتَا: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا - قال عَبْدُ الله الأَذْرَمِيُّ في حَدِيثِهِ: في رَمَضَانَ - مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ.

٢٣٨٨- امہات المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ ؓ سے مروی ہے' وہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ صبح کو جنبی ہو کر اٹھتے ...... عبداللہ اذرمی نے اپنی روایت میں کہا کہ رمضان میں ...... جماع کی بنا پر نہ کہ احتلام سے اور پھر روزہ رکھ لیتے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَا أَقَلَّ مَنْ يَقُولُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ يَعْني يُصْبِحُ جُنُبًا في رَمَضَانَ وَإِنَّمَا الحدِيثُ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ صَائِمٌ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ [يُصْبِحُ جُنُبًا فِي رَمَضَانَ] کا لفظ بہت کم راوی ذکر کرتے ہیں۔ (صحیح) حدیث کے لفظ یہ ہیں: [أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا وَهُوَ صَائِم] "نبی ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے اور آپ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔"

فائدہ: فجر صادق کی ابتدائی ساعات میں انسان اگر جنابت کی حالت میں روزے کی ابتدا کرے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ بروقت غسل کر کے نماز میں شریک ہو جائے مگر بلا عذر شرعی اپنی اس کیفیت کو طول دینا ناجائز اور روزے میں عیب ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے یہی مسئلہ ہے۔

٢٣٨٨- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ٧٨/١١٠٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٩، ٢٩٠، وللحديث لون آخر عند البخاري، ح: ١٩٢٥، ١٩٢٦.

٢٣٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ يَعْني الْقَعْنَبِيَّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن مَعْمَرٍ الأنْصارِيِّ، عن أبي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ رَضيَ الله عنها، عنْ عَائشَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ: أنَّ رَجُلًا قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ: يَارَسُولَ الله! إنِّي أُصْبِحُ جُنُبًا وَأنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «وَأنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَأغْتَسِلُ وَأصُومُ»، فقال الرَّجُلُ: يَارَسُولَ الله! إنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا، قَدْ غَفَرَ الله لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأخَّرَ، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ وَقال: «وَالله! إنِّي لأرْجُو أنْ أكُونَ أخْشَاكُمْ لله وَأعْلَمَكُم بِمَا أتَّبِعُ».

٢٣٨٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا جبکہ آپ دروازے پر کھڑے تھے: اے اللہ کے رسول! میں بحالت جنابت صبح کرتا ہوں اور روزہ بھی رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں بھی (بعض اوقات) صبح کو جنابت کی حالت میں اٹھتا ہوں اور روزے کا ارادہ ہوتا ہے تو غسل کر لیتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔“ وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ تو ہماری مانند نہیں ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کی اگلی پچھلی تمام تقصیرات معاف فرمائی ہوئی ہیں۔ اس پر آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: ”قسم اللہ کی! میں یقیناً تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور اتباع کے لائق اعمال سے بہت زیادہ آگاہ ہوں۔“

فائدہ: اللہ کی انتہائی خشیت اور اس کے دین کی معرفت کا تقاضا بھرپور عمل اور کامل احتیاط ہے۔ پھر نبی ﷺ سے زیادہ احتیاط کون کر سکتا ہے؟ لہٰذا اعمال میں آپ ہی کی اقتدا واجب ہے۔ اور آپ ہی امت کے لیے نمونہ ہیں۔ سوائے ان امور کے جن میں آپ کا استثنا ثابت ہے۔

(المعجم ٣٧) - باب كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى أَهْلَهُ فِي رَمَضَانَ (التحفة ٣٧)

باب: ٣٧- جو شخص رمضان میں بیوی سے جماع کر بیٹھے تو اس کا کفارہ؟

٢٣٩٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المعنى قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال

٢٣٩٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں تو مارا

٢٣٨٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، ح: ١١١٠ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٩.

٢٣٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب: يعطي في الكفارة عشرة مساكين قريبًا كان أو بعيدًا، ح: ٦٧١١، ومسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم، ح: ١١١١ من حديث سفيان ابن عيينة به.

مُسَدَّدٌ: قال: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: أتَى رَجُلٌ النَّبيَّ ﷺ فقالَ: هَلَكْتُ، قال: «مَا شَأْنُكَ؟» قال: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأتِي في رَمَضَانَ، قال: «فَهَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟» قال: لَا، قال: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟» قال: لَا، قال: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟» قال: لَا، قال: «اجْلِسْ»، فأُتِيَ النَّبيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فقال: «تَصَدَّقْ بِهِ»، فقال: يارَسُولَ الله! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أهْلُ بَيْتٍ أفْقَرُ مِنَّا، قال: فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، قال: «فأطْعِمْهُ إيَّاهُمْ»، وَقال مُسَدَّدٌ في مَوْضِعٍ آخَرَ: أنْيَابُهُ.

گیا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہمبستر ہو بیٹھا ہوں...... آپ نے پوچھا: ''کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ایک گردن آزاد کر سکے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو ہمت رکھتا ہے کہ دو ماہ متواتر روزے رکھے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے طاقت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' چنانچہ نبی ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجوریں تھیں۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''ان کو صدقہ کر دو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مدینے کی دونوں پتھریلی زمینوں کے مابین ہم سے زیادہ اور کوئی فقیر نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے اگلے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: ''گھر والوں ہی کو کھلا دو۔''

مسدد نے اپنی روایت میں کہا کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے۔

٢٣٩١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ بِهَذا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ. زَادَ الزُّهْرِيُّ وَإنَّمَا كَانَ هَذا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ.

۲۳۹۱- جناب زہری نے یہ حدیث اسی مذکورہ معنی میں بیان کی اور مزید کہا: یہ اسی آدمی کے لیے رخصت تھی آج اگر کوئی یہ کام کر بیٹھے تو کفارے سے چارہ نہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو لیث بن سعد

٢٣٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، كفارات الأيمان، باب من أعان المعسر في الكفارة، ح: ٦٧١٠ من حديث معمر به، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٧٤٥٧.

وَالأَوْزَاعِيُّ وَمَنْصُورُ بنُ المُعْتَمِرِ وَعِرَاكُ ابنُ مَالِكٍ، عَلَى مَعْنى ابنِ عُيَيْنَةَ. زَادَ فِيهِ الأَوْزَاعِيُّ: «وَاسْتَغْفِرِ الله».

اوزاعی' منصور بن معتمر اور عراک بن مالک نے سفیان بن عیینہ کی مانند بیان کیا۔ اوزاعی نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا: ''اور اللہ سے استغفار بھی کر۔''

٢٣٩٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَجُلًا أفْطَرَ في رَمَضَانَ فأمَرَهُ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً أوْ يَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أوْ يُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا. قالَ لَا أجِدُ. فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اجْلِسْ»، فَأُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فقال: «خُذْ هَذا فَتَصَدَّقْ بِهِ». فقال: يَارَسُولَ الله! مَا أحَدٌ أحْوَجَ مِنِّي - فَضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ حتى بَدَتْ أنْيَابُهُ، وَقالَ لَهُ: «كُلْهُ».

٢٣٩٢-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں روزہ توڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ایک گردن آزاد کرے یا دو ماہ متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا: میں (کسی کی بھی) طاقت نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' پھر آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجوریں تھیں' آپ نے فرمایا: ''یہ لے جاؤ اور صدقہ کرو۔'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے بڑھ کر اور کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو آپ ہنس پڑے حتی کہ آپ کے نوکیلے دانت نظر آنے لگے اور اس سے فرمایا: ''جاؤ کھا لو۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن الزُّهْرِيِّ عَلَى لَفْظِ مَالِكٍ: أنَّ رَجُلًا أفْطَرَ، وَقالَ فِيهِ: أوْ تُعْتِقُ رَقَبَةً، أوْ تَصُومُ شَهْرَيْنِ أوْ تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ ابن جریج نے زہری سے بالفاظ امام مالک روایت کیا اور کہا کہ ''ایک آدمی نے روزہ توڑ لیا۔'' اور آپ نے اس سے فرمایا: ''یا تو ایک گردن آزاد کرو یا دو ماہ روزے رکھو یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① رمضان کے دن میں جماع کرنے سے مندرجہ بالا تین کفارات میں سے ترتیب وار ایک لازم آتا ہے۔ یعنی اولاً گردن آزاد کرنا' یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ اور استغفار سے کسی صورت غافل نہ ہو۔ اور جمہور علماء کا کہنا ہے کہ یہ کفارہ صرف جماع کی بنا پر آتا ہے نہ کہ کسی اور صورت میں روزہ توڑنے پر۔ جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں

٢٣٩٢_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١١١١ من حديث مالك به، انظر، ح: ٢٣٩٠، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٩٦، ٢٩٧.

روزہ توڑنے پر مذکورہ کفارہ واجب کرتے ہیں۔ ② یہ کفارہ ادا کرنے میں ترتیب کا لحاظ رکھا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کے عذر پر دوسرا اور پھر تیسرا کفارہ بتایا ہے۔ ③ مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں ساٹھ کا عدد پورا کیا جائے' نہ کہ چند مساکین کو مختلف اوقات میں کھلا کر عدد پورا کرے۔ ④ اس واقعہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا رجحان ہے کہ مذکورہ صحابی کو فقر کی بنا پر کفارہ معاف فرما دیا تھا جبکہ دیگر کہتے ہیں کہ کفارہ کو وسعت پانے تک مؤخر کیا گیا تھا' بالکل معاف نہیں فرمایا تھا۔ واللہ اعلم.

٢٣٩٣- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ أفْطَرَ في رَمَضَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قالَ: فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَدْرَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا وَقالَ فِيهِ: «كُلْهُ أنْتَ وَأهْلُ بَيْتِكَ وَصُمْ يَوْمًا وَاسْتَغْفِرِ الله».

۲۳۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا جس نے رمضان کے دن میں روزہ توڑ لیا تھا' اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ راوی نے کہا: پھر آپ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا' اس میں کھجوریں تھی تقریباً پندرہ صاع ...... اس روایت میں ہے...... آپ نے اس سے فرمایا: ''تو اور تیرے گھر والے یہ کھا لیں اور تو ایک دن کا روزہ رکھ اور اللہ سے استغفار کر۔''

فوائد ومسائل: روزہ توڑنے پر قضا ادا کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول ہے کہ اگر دو ماہ روزے رکھے تو قضا ادا کرنا نہیں ہے' لیکن گردن آزاد کرانے یا مساکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں قضا ادا کرنا واجب ہے۔

٢٣٩٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرَني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ، أنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ، أنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرِ بن الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أنَّ عَبَّادَ بنَ عَبْدِ الله بن الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ، أنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ

۲۳۹۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رمضان میں ایک شخص نبی ﷺ کے پاس مسجد میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو جل گیا' نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز نہیں اور

٢٣٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ١٩٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٥٤، وللحديث شواهد كثيرة جدًا * الزهري عنعن.

٢٣٩٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم . . . الخ، ح: ١١١٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وعلقه البخاري، الحدود، باب من أصاب ذنبًا دون الحد . . . الخ، ح: ٦٨٢٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

ﷺ تَقُولُ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ «مَا شَأْنُهُ؟» فَقَالَ: أَصَبْتُ أَهْلِي؟ قال: «تَصَدَّقْ» قال: وَاللهِ! مَا لِي شَيْءٌ وَلَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ، قال: «اجْلِسْ» فَجَلَسَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ أَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا؟» فقامَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقْ بِهَذَا»، فقال: يارَسُولَ اللهِ! أَعَلَى غَيْرِنَا؟ فَوَاللهِ! إِنَّا لَجِيَاعٌ مَا لَنَا شَيْءٌ؟ قال: «كُلُوهُ».

نہ میری یہ ہمت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' وہ بیٹھ گیا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ ایک آدمی اپنا گدھا چلاتے ہوئے آیا' اس پر طعام تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہاں ہے وہ جو ابھی کہہ رہا تھا میں جل گیا؟'' وہ کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ صدقہ کر دو۔'' کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا (اپنے علاوہ) دوسروں پر؟ قسم اللہ کی! ہم بھوکے ہیں' ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(جاؤ) کھالو۔''

فائدہ: یہ دین وتقویٰ اور خشیت کا اثر تھا کہ یہ صحابی اس گناہ کو اپنے لئے جل جانے یا ہلاک ہونے سے تعبیر کر رہا تھا۔

٢٣٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أَبِي مَرْيَمَ: حدثنا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ، عن مُحَمَّدِ بن جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَبَّادِ ابنِ عَبْدِ الله، عن عَائِشَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَال: فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ عِشْرُونَ صَاعًا.

٢٣٩٥- عباد بن عبداللہ حضرت عائشہ ؓ سے اس قصے میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا اس میں بیس صاع (کھجور) تھی۔

فائدہ: گزشتہ حدیث: ٢٣٩٣ میں بیان کردہ مقدار پندرہ صاع ہی صحیح ہے۔

(المعجم ٣٨) - باب التَّغْلِيظِ فِيمَنْ أَفْطَرَ عَمْدًا (التحفة ٣٨)

باب: ٣٨- عمداً روزہ توڑ دینے کی برائی

٢٣٩٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ

٢٣٩٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول

٢٣٩٥_ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق؟

٢٣٩٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الإفطار متعمدًا، ح: ٧٢٣ من حديث ◄◄

قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عنْ عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن ابنِ مُطَوِّسٍ، عنْ أبِيهِ - قالَ ابنُ كَثِيرٍ: عنْ أبي المُطَوِّسِ - عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أفْطَرَ يَومًا مِنْ رَمَضَانَ في غَيْرِ رُخْصَةٍ رَخَّصَهَا الله لَهُ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صِيَامُ الدَّهْرِ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رمضان میں روزہ توڑ دے بغیر کسی رخصت کے جو اللہ نے دی ہے تو زمانہ بھر کے روزے بھی اس کی تلافی نہیں کر سکیں گے۔''

٢٣٩٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدَّثَني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عنْ سُفْيَانَ: حدَّثَني حَبِيبٌ عن عُمَارَةَ، عن ابنِ المُطَوِّسِ قالَ: فَلَقِيتُ ابنَ المُطَوِّسِ فَحَدَّثَني عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال النَّبيُّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ ابنِ كَثِيرٍ وَسُلَيْمَانَ.

۲۳۹۷-عمارہ بن عمیر نے ابن مطوّس سے روایت کیا اور کہا: میں ابن مطوس سے ملا تو اس نے مجھے اپنے والد سے' اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی جیسے کہ ابن کثیر اور سلیمان کی روایت (اوپر مذکور ہوئی) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتُلِفَ عَلَى سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ عَنْهُمَا ابنُ المُطَوِّسِ وَأَبُو المُطَوِّسِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ سفیان اور شعبہ کے شاگرد ان سے بیان کرنے میں مختلف ہیں۔ کچھ ''ابن مطوس'' کہتے ہیں اور کچھ ''ابومطوس۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اور اوپر حدیث: ۲۳۹۲ کے فائدہ میں گزرا ہے کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان کے اصحاب کسی بھی صورت میں روزہ توڑ دینے پر کفارہ لازم گردانتے ہیں اور ان کا مستدل گزشتہ باب کی حدیث ہے' جبکہ دیگر ائمہ مذکورہ کفارہ کو صرف جماع سے خاص گردانتے ہیں۔ اور اصحاب الحدیث (محدثین) کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

◄◄ حبيب بن أبي ثابت به، وذكر كلامًا * أبو المطوس لين الحديث، وأبوه مجهول (تقريب).

٢٣٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق: ٢٣٩٦، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤٧٠.

(المعجم ٣٩) - **باب مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا** (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- جوکوئی بھول کر کھا پی لے

٢٣٩٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَحَبِيبٍ وَهِشَام، عن مُحَمَّدِ بن سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي أَكَلْتُ وَشَرِبْتُ نَاسِيًا وَأَنَا صَائِمٌ، فقال: «أَطْعَمَكَ اللهُ وَسَقَاكَ».

٢٣٩٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور بھول کر کھا پی بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔''

فائدہ: بھول کر کھا پی لے تو معاف ہے۔ روزے میں کوئی فرق نہیں پڑتا' بغیر کسی شک وشبہ کے روزہ پورا کرنا چاہیے۔ اور یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ اس کیفیت کو یوں تعبیر فرمایا کہ ''اللہ نے تمہیں کھلایا اور پلایا ہے۔''

(المعجم ٤٠) - **باب تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ** (التحفة ٤٠)

باب:٤٠- رمضان کی قضا کرنے میں تاخیر کرنا

٢٣٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عنْ أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: إنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

٢٣٩٩- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ پر رمضان کے روزے باقی ہوتے اور میں ان کی قضا نہ کر پاتی تھی کہ شعبان آ جاتا۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشغولیت کے باعث انہیں موقع نہیں ملتا تھا کہ روزے رکھ

٢٣٩٨- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا، ح: ١٩٣٣، ومسلم، الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر، ح: ١١٥٥ من حديث هشام به مختصرًا دون قصة الرجل.

٢٣٩٩- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان مالم يجيء رمضان آخر . . . الخ، ح: ١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٠٨.

سکیں حتی کہ شعبان آ جاتا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھتے تھے تو انہیں بھی قضا کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ ② اس یقین پر کہ روزے کی قضا کرنے کا موقع مل جائے گا' تاخیر کرنا مباح ہے۔ ③ شوہر کی خدمت کا اہتمام کرنا بیوی کے فرائض میں شامل ہے۔ ④ اگر رمضان آ جائے اور قضا نہ کر سکے تو رمضان کے بعد قضا کرے۔ اس صورت میں کچھ صحابہ وتابعین وغیرہم کا قول ہے کہ قضا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے اور کچھ کہتے ہیں کہ سوائے قضا کرنے کے اور کچھ لازم نہیں ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں

٢٤٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

۲۴۰۰- حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے رہتے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هَذَا في النَّذْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ.

امام ابوداود نے کہا: یہ مسئلہ نذر کی صورت میں ہے اور امام احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔

٢٤٠١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي حَصِينٍ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إذَا مَرِضَ الرَّجُلُ في رَمَضَانَ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يَصِحَّ أُطْعِمَ عَنْهُ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإنْ نَذَرَ قَضَى عَنْهُ وَلِيُّهُ.

۲۴۰۱- حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ جب کوئی شخص رمضان میں بیمار ہوا اور پھر فوت ہو گیا اور روزے نہ رکھ سکا ہو تو اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے' اس پر قضا نہیں ہے۔ اگر اس نے نذر مانی تھی تو اس کا ولی قضا دے۔

٢٤٠٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٧ من حديث ابن وهب، والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح: ١٩٥٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

٢٤٠١ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه عبدالرزاق في المصنف، ح: ٧٦٣٠ عن سفيان الثوري به، ولم أجد تصريح سماعه.

فوائد ومسائل: ① عام اصحاب الحدیث اس بات کے قائل ہیں کہ میت پر روزے باقی ہوں تو اس کا ولی روزے رکھے۔ ② حضرت ابن عباس ؓ اور بعض دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ فرائض میں کوئی کسی کا نائب نہیں ہو سکتا۔ مریض نے اگر عمداً تقصیر نہیں کی اور وہ فوت ہو گیا ہو تو ولی پر کچھ لازم نہیں' صرف کھانا کھلا دے۔ لیکن ''نذر'' کا معاملہ اس لیے سخت ہے کہ اسے انسان نے از خود اپنے اوپر لازم کیا ہوتا ہے' اسی وجہ سے اسے ''اللہ کے قرض'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤٢) - **باب الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲-سفر میں روزہ رکھنے کے احکام ومسائل

٢٤٠٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ حَمْزَةَ الأسْلَمِيَّ سَأَلَ النَّبيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي رَجُلٌ أسْرُدُ الصَّوْمَ أفَأصُومُ في السَّفَرِ؟ قال: «صُمْ إنْ شِئْتَ وَأفْطِرْ إنْ شِئْتَ».

۲۴۰۲-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی ؓ نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! میں تسلسل سے روزے رکھا کرتا ہوں' تو کیا سفر میں روزہ رکھا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو افطار کرلو۔''

فائدہ: جس سفر میں نماز قصر کرنا جائز ہے۔ اس میں مسافر کے لیے روزہ چھوڑنا بھی جائز ہے' خواہ سفر پیدل ہو یا سواری پر' اور سواری خواہ گاڑی ہو یا ہوائی جہاز وغیرہ' اور خواہ تھکاوٹ لاحق ہوتی ہو جس میں روزہ مشکل ہو یا تھکاوٹ لاحق نہ ہوتی ہو' خواہ سفر میں بھوک پیاس لگتی ہو یا نہ لگتی ہو۔ کیونکہ شریعت نے اس سفر میں نماز قصر کرنے اور روزہ چھوڑنے کی مطلقاً اجازت دی ہے اور اس میں سواری کی نوعیت یا تھکاوٹ اور بھوک پیاس وغیرہ کی کوئی قید نہیں لگائی۔ صحابۂ کرام ؓ نے رمضان میں جہاد کے سلسلہ میں آپ کے ساتھ سفر کیا تو بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ اور اس کے بارے میں کسی نے بھی دوسرے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا' البتہ اگر گرمی کی شدت' راستہ کی دشواری' دوری اور مسلسل سفر کی وجہ سے روزہ میں تکلیف ہو تو پھر مسافر کے لیے تاکید کے ساتھ حکم یہ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے' جیسا کہ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' ہم میں سے بعض لوگوں نے روزہ رکھا اور بعض نے روزہ نہیں رکھا' روزہ نہ رکھنے والے ہشاش بشاش تھے اور انہوں نے کام کیا جب کہ روزہ رکھنے والے کمزور ہو گئے تھے اور وہ بعض کام نہ کر سکے' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آج تو روزہ نہ رکھنے والوں نے اجر وثواب حاصل کرلیا۔'' (صحیح البخاری' الجهاد' حديث: ۲۸۹۰' وصحيح مسلم' الصيام'

٢٤٠٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١ من حديث حماد بن زيد به.

حدیث:۱۱۹) کبھی کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے یہ واجب بھی ہو جاتا ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا اور جب ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ''تم اپنے دشمن کے بہت قریب ہو گئے ہو اور روزہ چھوڑ دینا تمہارے لیے باعث تقویت ہو گا۔'' یہ ایک رخصت تھی اس لیے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا' پھر ہم نے جب ایک دوسری منزل پر پڑاؤ ڈالا تو آپ نے فرمایا: ''تمہاری دشمن سے مڈبھیڑ ہونے والی ہے' روزہ نہ رکھنا تمہارے لیے باعث تقویت ہو گا۔لہٰذا چھوڑ دو۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۲۰) چونکہ آپ کی طرف سے یہ ایک تاکیدی حکم تھا اس لیے ہم سب نے روزہ چھوڑ دیا' راوی حدیث کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روزے رکھے بھی تھے۔اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں ایک آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع ہوئے تھے اور اس پر سایہ کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا' کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک روزے دار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔'' (صحیح مسلم' الصیام' حدیث :۱۱۱۵) نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی عطا کردہ رخصتوں کو قبول کر لیا جائے جس طرح وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کی معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا جائے۔ (مسند احمد:۱۰۸/۲) اگر روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور کوئی روزہ رکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر تکلیف ہو تو پھر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(المعجم . . .) [بَابُ التَّاجِرِ يُفْطِرُ]

(التحفة . . .)

باب:......تاجر روزہ چھوڑ سکتا ہے

٢٤٠٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْمَدَنِيُّ قال: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بنَ مُحَمَّدِ بنِ حَمْزَةَ الأَسْلَمِيَّ يَذْكُرُ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي صَاحِبُ ظَهْرٍ أُعَالِجُهُ أُسَافِرُ عَلَيْهِ وَأُكْرِيهِ، وَإِنَّهُ رُبَّمَا صَادَفَنِي هَذَا الشَّهْرُ يَعْنِي رَمَضَانَ، وَأَنَا أَجِدُ الْقُوَّةَ، وَأَنَا شَابٌّ، فَأَجِدُ بأَنْ أَصُومَ يَارَسُولَ اللهِ! أَهْوَنَ عَلَيَّ

۲۴۰۳- جناب حمزہ بن محمد بن حمزہ اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد نے اس کے دادا سے بیان کیا (کہ حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے سواری کے جانور رکھے ہوئے ہیں۔ میرا کام انہی سے متعلق ہے' سفر میں رہتا ہوں' جانور کرائے پر چلاتا ہوں اور بسا اوقات یہ رمضان کا مہینہ بھی آ جاتا ہے اور میں اپنے اندر طاقت پاتا ہوں اور جوان ہوں۔اے اللہ کے رسول! میں روزے مؤخر کرنے کی بجائے رکھ لینا زیادہ آسان سمجھتا ہوں' ورنہ میرے ذمے رہ جائیں گے تو اے اللہ کے

٢٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٤١ من حديث أبي داود به * محمد بن عبدالمجيد وحمزة ابن محمد ومحمد بن حمزة مستورون.

مِنْ أَنْ أُؤَخِّرَهُ فَيَكُونَ دَيْنًا أَفَأَصُومُ يَارَسُولَ اللهِ! أَعْظَمُ لأَجْرِي أَوْ أُفْطِرُ؟ قال: «أَيَّ ذَلِكَ شِئْتَ يَاحَمْزَةُ».

رسول! مجھے روزہ رکھنے میں زیادہ اجر ہے یا افطار کرنے میں؟ آپ نے فرمایا: "حمزہ! جو چاہو کر سکتے ہو۔"

فوائد ومسائل: ① یہ باب اور عنوان ابوداود کے اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔ بہرحال اس کا مطلب بھی گزشتہ باب والا ہی ہے یعنی وہ تاجر جو اکثر سفر پر رہتا ہے روزہ چھوڑ سکتا ہے بعد میں ان کی قضا کر لے۔ ② مسئلہ اسی طرح ہے جیسے کہ دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

٢٤٠٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ المَدِينَةِ إلَى مَكَّةَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَرَفَعَهُ إلَى فِيهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ، وَذَلِكَ في رَمَضَانَ، فَكَانَ ابنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدْ صَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۲۴۰۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینے سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے حتی کہ مقام عُسفان پر پہنچ گئے پھر آپ نے برتن منگوایا اور اسے اپنے منہ کی طرف بلند کیا تا کہ لوگ آپ کو دیکھ لیں (کہ آپ افطار کر رہے ہیں) اور یہ رمضان کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ابن عباس ؓ فرمایا کرتے تھے کہ بلاشبہ نبی ﷺ نے روزہ رکھا ہے اور چھوڑا بھی سو جو چاہے رکھ لے اور جو چاہے افطار کر لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ فتح مکہ کے سفر کا ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے سفر میں صبح کو روزے کی نیت کی ہو تو شرعی عذر سے کسی وقت اگر وہ افطار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

٢٤٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ قالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في رَمَضَانَ، فَصَامَ بَعْضُنَا، وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا،

۲۴۰۵- حضرت انس ؓ سے منقول ہے انہوں نے کہا: ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے نہ رکھا۔ چنانچہ روزے داروں نے چھوڑنے والوں پر یا

٢٤٠٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب من أفطر في السفر ليراه الناس، ح:١٩٤٨ من حديث أبي عوانة الوضاح، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٣ من حديث منصور به.

٢٤٠٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب: لم يعب أصحاب النبي ﷺ بعضهم بعضًا في الصوم والإفطار، ح:١٩٤٧، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٨ من حديث حميد الطويل به.

فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

چھوڑنے والوں نے روزے داروں پر کوئی عیب نہ لگایا۔

٢٤٠٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ المعنى قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني مُعَاوِيَةُ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ، عن قَزَعَةَ قال: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَهُوَ يُفْتِي النَّاسَ وَهُمْ مُكِبُّونَ عَلَيْهِ فَانْتَظَرْتُ خَلْوَتَهُ، فَلَمَّا خَلَا سَأَلْتُهُ عن صِيَامِ رَمَضَانَ فِي السَّفَرِ؟ فقال: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَمَضَانَ عَامَ الْفَتْحِ، فَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ وَنَصُومُ حَتَّى بَلَغَ مَنْزِلًا مِنَ المَنَازِلِ فقال: «إِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ»، فَأَصْبَحْنَا، مِنَّا الصَّائِمُ، وَمِنَّا المُفْطِرُ. قال: ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فقال: «إِنَّكُمْ تُصَبِّحُونَ عَدُوَّكُمْ، وَالْفِطْرُ أَقْوَى لَكُمْ فَأَفْطِرُوا» فَكَانَتْ عَزِيمَةً مِنْ رَسُولِ الله ﷺ.

۲۴۰۶-قزعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ وہ لوگوں کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے اور لوگ ان پر جھکے ہوئے تھے۔ میں نے بھیڑ کے چھٹ جانے کا انتظار کیا۔ جب وہ اکیلے ہو گئے تو میں نے ان سے سفر میں رمضان کے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ فتح مکہ کے سال ہم نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے روزے رکھے' تو ہم بھی رکھتے رہے حتی کہ ایک منزل پر پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اب اپنے دشمن کے قریب آ گئے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے۔'' تو ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے افطار کر لیا۔ پھر ہم چلے اور ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ صبح کو اپنے دشمن کے مقابل آنے والے ہو اور افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ قوت کا باعث ہے' سو افطار کر لو۔'' چنانچہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تاکیدی تھا۔

قال أَبُو سَعِيدٍ: ثُمَّ لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَصُومُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ ذٰلِكَ وَبَعْدَ ذٰلِكَ.

ابوسعید ؓ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے روزے رکھے ہیں اور بعد میں بھی۔

فوائد ومسائل: ① سفر میں روزے رکھنا یا نہ رکھنا ہر شخص کے احوال اور اس کی اپنی ترجیح پر مبنی ہے۔ ② صحابۂ کرام نبی علیہ السلام کے ارشادات کی حقیقت کو خوب سمجھتے تھے کہ کون سا ارشاد ترغیب محض ہے اور کون سا عزیمت۔ امر عزیمت میں نبی علیہ السلام کی مخالفت کسی بھی طرح روا نہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ استنباط واجتہاد علمائے راسخین کا کام

٢٤٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح: ١١٢٠ من حديث معاوية ابن صالح به.

ہے۔فتاویٰ کے لیے انہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے جوفہم قرآن وسنت کا کامل ملکہ رکھتے ہوں۔

(المعجم ٤٣) - بَاب اخْتِيَارِ الْفِطْرِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۳-سفر میں افطار کو ترجیح دینا

٢٤٠٧- حَدَّثَنا أَبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ سَعْدِ بنِ زُرَارَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَسَنٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يُظَلَّلُ عَلَيْهِ وَالزِّحَامُ عَلَيْهِ، فقال: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ في السَّفَرِ».

۲۴۰۷-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو سایہ کیا جا رہا ہے اور لوگ اس پر ازدحام کیے ہوئے ہیں۔(روزے اور گرمی کے باعث وہ غش کھا گیا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا:”سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔“

فائدہ: جو شخص سفر میں روزے کی مشقت کا متحمل نہ ہو اور اسے روزے سے اذیت ہوتی ہو تو اس کے لیے افطار کرنا راجح اور افضل ہے۔ورنہ خود نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے۔

٢٤٠٨- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حَدَّثَنا أَبُو هِلَالٍ الرَّاسِبِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ إِخْوَةِ بَنِي قُشَيْرٍ: أَغَارَتْ عَلَيْنَا خَيْلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ فَانْتَهَيْتُ، أَوْ قال: فَانْطَلَقْتُ إلى رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ فقال: «اجْلِسْ فَأَصِبْ مِنْ طَعَامِنَا هَذَا»، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ،

۲۴۰۸-حضرت انس بن مالک (کعبی) سے روایت ہے اور یہ بنی عبداللہ بن کعب کے خاندان سے ہیں جو کہ بنی قشیر کے بھائی تھے......(انس بن مالک جو نبی ﷺ کے خادم تھے وہ خزرجی انصاری ہیں......)(کہا) کہ رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے ہم پر حملہ کر دیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور(دیکھا کہ) آپ کچھ تناول فرما رہے ہیں۔آپ نے فرمایا:”آؤ! بیٹھو اور ہمارے اس طعام میں سے کچھ کھالو۔“میں نے عرض کیا:

٢٤٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه واشتد الحر . . .، ح:١٩٤٦، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية . . . الخ، ح:١١١٥ من حديث شعبة به.

٢٤٠٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع، ح:٧١٥ من حديث أبي هلال الراسبي به وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٠٤٤ * ورواه وهيب بن خالد وغيره عن ابن سوادة به.

قَالَ: «اجْلِسْ أُحَدِّثْكَ عَنِ الصَّلَاةِ وَعَنِ الصِّيَامِ، إِنَّ اللهَ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلَاةِ، أَوْ نِصْفَ الصَّلَاةِ، وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ، وَعَنِ الْمُرْضِعِ أَوِ الْحُبْلَى» وَاللهِ! لَقَدْ قَالَهُمَا جَمِيعًا أَوْ أَحَدَهُمَا. قَالَ: فَتَلَهَّفَتْ نَفْسِي أَنْ لَا أَكُونَ أَكَلْتُ مِنْ طَعَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ میں تمہیں نماز اور روزے کے متعلق بتاتا ہوں۔ اللہ نے مسافر سے آدھی نماز اور روزہ معاف فرما دیا ہے اور دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے بھی روزہ معاف کر دیا ہے۔'' قسم اللہ کی! آپ نے ان دونوں کا ذکر فرمایا تھا یا کسی ایک کا۔ بیان کرتے ہیں کہ مجھے (بعد میں) بہت افسوس ہوا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے میں سے کیوں نہ کھایا۔ (کیونکہ آپ کے ساتھ مل کر کھانا سعادت اور باعث برکت تھا اور روزہ نفل محض۔)

فوائد ومسائل: مسافر، بچے کو دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے رعایت ایک ہی سیاق میں ذکر ہوئی ہے مگر تفصیل میں فرق ہے کہ مسافر کو روزہ معاف ہے مگر قضا کرنا واجب ہے۔ اور مُرضِعَہ (دودھ پلانے والی) اور حاملہ کی بابت علماء کی چار آراء ہیں، جس کی مختصر تفصیل حدیث نمبر: ۲۳۱۸ کے فوائد میں گزری ہے۔ تاہم ان عورتوں کو ایام اقامت میں پوری نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ شرعی عذر (حیض ونفاس) میں نماز بالکل معاف ہے اور اس کی کوئی قضا نہیں۔

(المعجم ٤٤) - بَابُ مَنِ اخْتَارَ الصِّيَامَ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- بعض حضرات سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں

٢٤٠٩- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ أَوْ كَفَّهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ مَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا

۲۴۰۹- حضرت ابوالدرداء ؓ سے مروی ہے کہ ہم ایک بار سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوے کے لیے روانہ ہوئے۔ گرمی اتنی تھی کہ ہر ایک اپنا ہاتھ یا اپنی ہتھیلی اپنے سر پر رکھے ہوئے تھا۔ اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ کے سوا اور کوئی روزے دار نہ تھا۔

٢٤٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح:١١٢٢ من حديث الوليد ابن مسلم، والبخاري، الصوم، باب: ٣٥ بعد باب: إذا صام أيامًا من رمضان ثم سافر، ح:١٩٤٥ من حديث إسماعيل بن عبيدالله به.

رَسُولُ الله ﷺ وَعَبْدُ الله بنُ رَوَاحَةَ.

٢٤١٠- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ؛ ح: وحَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَم: حَدَّثَنا أَبُو قُتَيْبَةَ المعنى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبِ بنِ عَبْدِ الله الْأَزْدِيُّ، قال: حدَّثني حَبِيبُ ابنُ عَبْدِ الله، قال: سَمِعْتُ سِنَانَ بنَ سَلَمَةَ بنِ المُحَبَّقِ الْهُذَلِيَّ يُحَدِّثُ عن أبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ حَمُولَةٌ تَأْوِي إلى شِبَعٍ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أدْرَكَهُ».

۲۴۱۰- جناب سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس سواری ہو کہ (اسے آرام سے منزل پر پہنچا دے اور) پیٹ بھر کر کھانا وغیرہ مل جائے تو اسے چاہیے کہ رمضان کے روزے رکھے' جہاں بھی آ جائے۔''

٢٤١١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ المُهَاجِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الوَارِثِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ حَبِيبٍ: حدَّثني أبي عن سِنَانِ بنِ سَلَمَةَ، عن سَلَمَةَ بنِ المُحَبَّقِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أدْرَكَهُ رَمَضَانُ في السَّفَرِ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۴۱۱- حضرت سلمہ بن محبق ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے رمضان آ پہنچے اور وہ سفر میں ہو تو......'' اور مذکورہ بالا کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

ملحوظہ: مذکورہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ قرآن مجید میں صراحت ہے کہ سفر کے دوران میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے' بعد میں قضا دے۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: مَتَى يُفْطِرُ الْمُسَافِرُ إذَا خَرَجَ؟ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- مسافر جب سفر کے لیے نکلے تو کس وقت افطار کرے؟

٢٤١٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ:

۲۴۱۲- عبید بن جبر کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول

٢٤١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٦ عن هاشم بن القاسم أبي النضر به * عبدالصمد بن حبيب ضعيف، ضعفه الجمهور، وحبيب بن عبدالله مجهول.

٢٤١١- تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧ عن عبدالصمد بن عبدالوارث به، وانظر الحديث السابق: ٢٤١٠.

٢٤١٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٩٨ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وأعله ابن خزيمة، ح: ٢٠٤٠ * كليب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن خزيمة لا أعرفه بعدالة.

حدَّثني عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ؛ ح: وحَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى المعنى: حدَّثني سَعِيدٌ يعْني ابنَ أبي أيُّوبَ - زَادَ جَعْفَرٌ وَاللَّيْثُ - قال: حدَّثني يَزِيدُ بنُ أبي حَبِيبٍ أنَّ كُلَيْبَ بنَ ذُهْلٍ الْحَضْرَمِيَّ أخْبَرَهُ عن عُبَيْدٍ، - قال جَعْفَرٌ: ابنُ جَبْرٍ - قال: كُنْتُ مَعَ أبي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ الله ﷺ في سَفِينَةٍ مِنَ الْفُسْطَاطِ في رَمَضَانَ، فَرُفِعَ ثُمَّ قُرِّبَ غَدَاؤُهُ قال جَعْفَرٌ في حَدِيثِهِ فَلَمْ يُجَاوِزِ الْبُيُوتَ حَتَّى دَعَا بالسُّفْرَةِ، قال: اقْتَرِبْ، قُلْتُ: ألَسْتَ تَرَى الْبُيُوتَ؟ قال أبُو بَصْرَةَ: أتَرْغَبُ عن سُنَّةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قال جَعْفَرٌ في حَدِيثِهِ فأكَلَ.

حضرت ابوبصرہ غفاری ؓ کے ہمراہ تھا۔ ہم ماہ رمضان میں فسطاط سے کشتی میں سوار ہوئے۔ جب لنگر اٹھالیا گیا تو انہیں ان کا صبح کا کھانا پیش کیا گیا۔ جعفر بن مسافر نے اپنی روایت میں کہا۔ ابھی گھروں سے دور بھی نہ ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنا دسترخواں طلب کیا اور کہا کہ قریب ہو جاؤ۔ میں (عبید) نے کہا: کیا آپ گھروں کو نہیں دیکھ رہے؟ جناب ابوبصرہ نے کہا: کیا تم سنت رسول اللہ ﷺ سے اعراض کرنا چاہتے ہو؟ جعفر نے بیان کیا' چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا۔

فائدہ: سفر شروع ہوتے ہی افطار کر لینا جائز ہے۔ گھروں سے دور ہونا کوئی ضروری نہیں۔ حسن بصری ؒ کہتے ہیں کہ گھر ہی میں افطار کر سکتا ہے۔ اسحٰق بن راہویہ ؒ کہتے ہیں جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھے تو افطار کر لے۔

(المعجم ٤٦) - **باب** قَدْرِ مَسِيرَةِ مَا يُفْطِرُ فِيهِ (التحفة ٤٦)

باب:۴۶- کتنی مسافت کے سفر میں افطار کر سکتا ہے؟

٢٤١٣- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنَا اللَّيْثُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي الْخَيْرِ، عن مَنْصُورٍ الكَلْبِيِّ: أنَّ دِحْيَةَ بنَ خَلِيفَةَ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ مِنْ دِمَشْقَ مَرَّةً إلى قَدْرِ قَرْيَةِ عَقَبَةَ مِنَ

۲۴۱۳- منصور کلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی ؓ ایک بار رمضان میں دمشق کی ایک بستی سے روانہ ہوئے اور اس قدر فاصلے پر گئے جو عقبہ سے فسطاط تک کے مابین ہے اور ان میں تین میل کا فاصلہ ہے۔ پھر انہوں نے افطار کر لیا اور ان کے ساتھ لوگوں

٢٤١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٩٨ من حديث الليث بن سعد به، وشك فيه ابن خزيمة، ح: ٢٠٤١ * منصور الكلبي وثقه العجلي وابن حبان: ٥/ ٤٢٩.

الْفُسْطَاطِ، وذٰلك ثَلَاثَةُ أمْيَالٍ، في رَمَضَانَ، ثُمَّ إنَّهُ أفْطَرَ وَأفْطَرَ مَعَهُ نَاسٌ، وَكَرِهَ آخَرُونَ أنْ يُفْطِرُوا، فَلَمَّا رَجَعَ إلى قَرْيَتِهِ قال: وَالله! لَقَدْ رَأيْتُ الْيَوْمَ أمْرًا ما كُنْتُ أظُنُّ أنِّي أراهُ: أنَّ قَوْمًا رَغِبُوا عن هَدْيِ رَسُولِ الله ﷺ وَأصْحَابِهِ يَقُولُ ذٰلِكَ لِلَّذِينَ صَامُوا، ثُمَّ قالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: اللَّهُمَّ! اقْبِضْني إلَيكَ.

نے بھی کر لیا جبکہ کچھ دوسروں نے افطار کرنے کو ناپسند کیا۔ پھر جب اپنی بستی میں واپس آئے تو کہا: قسم اللہ کی! میں نے آج ایک ایسی بات دیکھی ہے جس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی سنت سے اعراض کرے گی۔ وہ یہ بات ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے تھے جو روزے سے رہے (اور افطار نہ کیا) پھر اس موقع پر (دعا کرتے ہوئے) کہا: اے اللہ! مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔

٢٤١٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا الْمُعْتَمِرُ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ: أنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَخْرُجُ إلَى الْغَابَةِ فَلَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْصُرُ.

۲۴۱۴- جناب نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما غابہ کی طرف تشریف لے جاتے تو اس سفر میں نہ افطار کرتے اور نہ قصر۔

فائدہ: [غابہ] مدینے سے شام کی طرف بالائی جانب ایک جگہ کا نام ہے جو تقریباً ایک برید (چار فرسخ / تقریباً ۲۲ کلومیٹر) دور ہے۔ اتنی مسافت پر قصر بھی جائز ہے اور افطار بھی۔ علامہ شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں جس مسافت پر قصر جائز ہے اس پر افطار بھی جائز ہے' لیکن اگر کوئی شخص قصر کرتا ہے نہ افطار' تو یہ بھی جائز ہے' کیونکہ قصر وافطار فرض نہیں ہے' بلکہ ایک رخصت ہے' جس سے فائدہ اٹھانا افضل ہے' لیکن فرض وواجب بہر حال نہیں ہے۔

(المعجم ٤٧) - **باب** مَنْ يَقُولُ صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- جو کوئی یہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے

٢٤١٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن المُهَلَّبِ بن أبي حَبِيبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ أبي بَكْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَقُولَنَّ أحَدُكُمْ إنِّي صُمْتُ رَمَضَانَ كُلَّهُ

۲۴۱۵- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے کہ میں نے سارا رمضان روزے رکھے اور میں نے سارے رمضان کا قیام کیا۔“ کہتے ہیں مجھے

٢٤١٤ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٤١ من حديث أبي داود به.

٢٤١٥ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب الرخصة في أن يقال لشهر رمضان، رمضان، ح: ٢١١١ من حديث [illegible] القطان به، وصححه ابن حبان، ح: ٩١٥ ❊ الحسن البصري عنعن.

وَقُمْتُهُ كُلَّهُ» فَلَا أَدْرِي أَكَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ: لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَةٍ أَوْ رَقْدَةٍ؟.

معلوم نہیں آپ نے نیکی کو نمایاں کرنا مکروہ جانا یا یہ بتانا چاہا کہ بندہ اس دوران میں لازمی طور پر سوتا بھی رہا ہے۔ (تو سارا رمضان صیام وقیام کیونکر ہو گیا؟)

فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ (النجم :٣٢) ''اپنی نیکیاں اور خوبیاں مت بیان کرو، وہ (اللہ تعالیٰ) تقویٰ والوں کو خوب جانتا ہے۔'' یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے اگر مقصود اپنی بڑائی کا اظہار اور اپنی پاکیزگی کا اعلان نہ ہو تو حکایت کے طور پر اس کا بیان جائز ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- عید کے دنوں میں روزہ رکھنا

٢٤١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ ابنُ حَرْبٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي عُبَيْدٍ قال: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ، فَبَدَأَ بالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ قال: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ: أَمَّا يَوْمُ الأَضْحَى، فَتَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ وَأَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُم.

۲۴۱۶- ابو عبید کہتے ہیں کہ میں عید کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا۔ آپ نے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے (عید کے) ان دو دنوں میں روزے سے منع فرمایا ہے۔ قربانی کے دن میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو اور عید فطر میں تم روزوں سے فارغ ہوتے ہو۔

٢٤١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الأَضْحَى، وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ:

۲۴۱۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کے روزوں سے منع فرمایا ہے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں۔ اور دو طرح سے کپڑے لپیٹنے سے روکا ہے: ایک یوں کہ کوئی پوری طرح سے کپڑے میں ایسے لپٹ جائے کہ کوئی عضو

٢٤١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ١١٣٧، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ١٩٩٠ من حديث الزهري به.

٢٤١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الفطر، ح: ١٩٩١، ١٩٩٢ من حديث وهيب، ومسلم، الصيام، باب تحريم صوم يومي العيدين، ح: ٨٢٧/ ١٤٠ بعد، حديث: ١١٣٨ من حديث عمرو بن [illegible] به.

الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي سَاعَتَيْنِ: بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ.

بھی اس سے باہر نہ رہے۔ اور دوسری صورت یوں کہ اپنے اوپر کپڑا لپیٹ کر اس طرح بیٹھے کہ ایک جانب سے شرمگاہ کو ننگا کر دے۔ اور دو وقت میں نماز پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے یعنی نماز فجر اور نماز عصر کے بعد۔

فوائد ومسائل: ① عید کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ② نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنا ناجائز ہے' لیکن کوئی قضا نماز پڑھنی ہو یا کوئی سببی نماز ہو تو بعض کے نزدیک مباح ہے بشرطیکہ سورج نکلنے یا غروب ہونے والا نہ ہو۔

(المعجم ٤٩) - باب صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۹- ایام تشریق میں روزے رکھنا

٢٤١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَزِيدَ بنِ الهَادِ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيءٍ: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِيهِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ، فَقَرَّبَ إِلَيْهِمَا طَعَامًا فقالَ: كُلْ قال: إِنِّي صَائِمٌ، فقال عَمْرٌو: كُلْ فَهٰذِهِ الأَيَّامُ الَّتِي كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُنَا بِإِفْطَارِهَا وَيَنْهَى عَنْ صِيَامِهَا.

۲۴۱۸- ابومُرّہ مولیٰ ام ہانی سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے ساتھ ان کے والد حضرت عمرو بن العاص ؓ کے ہاں گئے تو انہوں نے دونوں کو کھانا پیش کیا اور کہا کہ کھاؤ۔ عبداللہ نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ تو عمرو نے کہا: کھاؤ' ان دنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ ہمیں افطار کا حکم دیا کرتے تھے اور روزوں سے منع فرماتے تھے۔

قال مَالِكٌ: وَهِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ.

جناب مالک نے کہا: اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔

فوائد ومسائل: ① ماہ ذوالحج کی دسویں تاریخ کے بعد گیارہ' بارہ اور تیرہ تاریخ کے دنوں کو ایام تشریق اور ایام منیٰ کہا جاتا ہے۔ اور یہی [اَلْاَیَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ] ہیں۔ تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لوگ ان دنوں میں گوشت کے ٹکڑے کرتے اور دھوپ میں بکھیر کر سکھاتے تھے۔

٢٤١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (□□□): ١/ ٣٧٦، ٣٧٧ (أبومصعب، ح: ١٣٦٩)، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٤٩، والحاكم: ١/ ٤٣٥، ووافقه الذهبي.

٢٤١٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا وَهْبٌ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عُلَيٍّ؛ ح: وَحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن مُوسَى بنِ عُلَيٍّ وَالإخْبَارُ في حَدِيثِ وَهْبٍ، قال: سَمِعْتُ أبي: أنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأيَّامُ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أهْلَ الإسْلَامِ وَهِيَ أيَّامُ أكْلٍ وَشُرْبٍ».

۲۴۱۹- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) یوم نحر (دسویں ذوالحجہ' قربانی کا دن) اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے عید کے ایام ہیں۔ یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں۔''

فائدہ: ایام تشریق اصلاً عید ہی کے ایام ہیں۔ ان میں عام نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں۔ البتہ حج تمتع والا اگر قربانی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں۔ تین دن ایام حج میں اور سات گھر واپس آ کر۔ چنانچہ اس کو رخصت ہے کہ ایام تشریق میں یہ روزے رکھ لے۔ سورۂ بقرہ میں ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرة: ١٩٦) البتہ اس میں یوم عرفہ کا جو ذکر ہے کہ اس دن بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں ہے' تو یہ بات حاجیوں کے لیے ہے۔ ان کے لیے روزہ نہ رکھنا بہتر ہے' تاکہ وہ عرفات میں وقوف کی عبادت صحیح طریقے سے کر سکیں۔ لیکن غیر حاجیوں کیلئے یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کی یہی فضیلت ہے کہ ان کیلئے یہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(المعجم ٥٠) - باب النَّهْيِ أنْ يُخَصَّ يَوْمُ الْجُمُعَةِ بِصَوْمٍ (التحفة ٥٠)

باب: ۵۰- جمعے کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا منع ہے

٢٤٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ:

۲۴۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جمعے کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے ایک دن روزہ رکھے یا ایک

٢٤١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في كراهية صوم أيام التشريق، ح: ٧٧٣ من حديث وكيع به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٣٠٠٧.

٢٤٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب كراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا يوافق عادته، ح: ١١٤٤ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة . . . الخ، ح: ١٩٨٥ من حديث الأعمش به.

«لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ بِيَوْمٍ أَوْ بَعْدَهُ».

دن بعد۔''

فائدہ: روزے کے لیے صرف جمعہ کے دن کو خاص کر لینا یا رات کے قیام ونوافل کے لیے جمعہ کی رات کو خاص اہتمام کرنا جائز نہیں۔ اس منع کی علت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ سوائے اس کے کہ جمعہ کے دن کو عید کا دن کہا گیا ہے اور یہ خاص ذکر وعبادت کا دن ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اور پھر علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار (۴/۲۸۱) میں ان علل کا ذکر کیا ہے اور اشکالات بھی وارد کیے ہیں۔ کچھ لوگ جمعہ کی رات کو صلاۃ الرغائب پڑھتے ہیں جو صوفیوں کی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ بعض اوقات جمعرات اور جمعہ یا ان راتوں کو درس وتبلیغ کا اہتمام کیا جاتا ہے تو اس میں ان شاء اللہ کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ مجالس معروف عبادت نہیں۔ یہ اعمال انتظام وسہولت کے پیش نظر ہوتے ہیں، جمعہ کی خصوصیت سے نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥١) - باب النَّهْيِ أَنْ يُخَصَّ يَوْمُ السَّبْتِ بِصَوْمٍ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- ہفتے کے دن کو بطور خاص روزہ رکھنا منع ہے

٢٤٢١- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حَبِيبٍ؛ ح: وحدثنا يَزِيدُ ابنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ جَمِيعًا عَنْ ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الله بن بُسْرٍ السُّلَمِيِّ، عَنْ أُخْتِهِ - وَقال يَزِيدُ: الصَّمَّاءِ - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا تَصُوموا يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِيمَا افْتُرِضَ عَلَيْكُم وَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا لِحَاءَ عِنَبٍ أَوْ عُودَ شَجَرَةٍ فَلْيَمْضَغْهُ».

۲۴۲۱- جناب عبداللہ بن بُسر سُلمی کی ہمشیرہ صماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو، سوائے ان ایام کے جن میں تم پر یہ فرض ہوں۔ ہفتے کے دن اگر تمہیں انگور کی شاخ کا چھلکا میسر آئے یا کسی درخت کی لکڑی تو اسے ہی چبالو۔'' (اپنے آپ کو بے روزہ بنالو۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هذا الحَدِيثُ مَنْسُوخٌ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث منسوخ ہے۔

٢٤٢١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم السبت، ح: ٧٤٤، وابن ماجه، ح: ١٧٢٦ عن حميد بن مسعدة به، وقال الترمذي: "حسن".

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبدُاللهِ بْنُ بُسْرٍ حِمْصِيٌّ] وَهَذَا الحَدِيثُ مَنْسُوخٌ، نَسَخَهُ حَدِيثُ جُوَيْرِيَةَ.

امام ابوداود نے کہا: عبداللہ بن بُسر، حمصی ہیں اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ اس کو حضرت جویریہ کی حدیث نے (جو آگے آرہی ہے) منسوخ کر دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ہفتے کا دن یہودیوں کی عبادت کا دن ہے اور ہمیں ان کی مخالفت کا حکم ہے' لٰہذا آگے پیچھے کے دن ساتھ مل جائیں یا ملا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں' مثلاً ایام بیض' ایام عاشورا وغیرہ لیکن اگر قضا یا نذر کا روزہ ہو یا یوم عرفہ ہفتے کے دن میں پڑ رہا ہو یا کوئی صوم داود کا عامل ہو تو ہفتے کے دن کا روزہ مباح ہوگا۔ کیونکہ یہ تخصیص نہیں۔ امام ابوداود کا اس حدیث کو منسوخ کہنے سے مراد' بقول علامہ البانی ؒ' شاید ابن حبان اور حاکم کی یہ روایت ہو ''جناب کریب مولیٰ ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت ابن عباس اور چند دیگر اصحاب رسول ﷺ نے ام المومنین ام سلمہ ؓ کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھ کر آؤں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر کن دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہفتے اور اتوار کو۔ میں یہ جواب لے کر ان حضرات کی خدمت میں پہنچا اور انہیں بتایا تو انہوں نے اس پر (تعجب آمیز) انکار کیا۔ اور پھر وہ سبھی ام المومنین کی خدمت میں چلے گئے اور ان سے کہا: ہم نے آپ سے یہ یہ پچھوایا تھا اور آپ نے یوں یوں جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کے دنوں میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ مشرکین کے عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔'' امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے مگر علامہ عبدالحق الاشبیلی ؒ نے ''الاحکام الوسطیٰ'' میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے اور علامہ البانی ؒ نے بھی اسے ہی ترجیح دی ہے۔ (ارواء الغلیل' حدیث: ٩٦٠) الغرض حدیث صحیح اور محکم ہے منسوخ نہیں اور عنوان باب ہی سے سب اشکالات ختم ہو جاتے ہیں' یعنی اس دن کو خاص کرنا جائز نہیں' جمعہ یا اتوار کا دن ساتھ ملا لینا ضروری ہے۔

(المعجم ٥٢) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٥٢)

ہفتے کے دن روزہ رکھنے کی رخصت

٢٤٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ؛ ح: وحدثنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عنْ أبي أيُّوبَ - قال حَفْصٌ الْعَتَكِيُّ -، عن جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ:

۲۴۲۲- حضرت جویریہ بنت حارث ؓ سے مروی ہے کہ (ایک بار) نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے جبکہ یہ روزہ سے تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے کل (جمعرات کو) روزہ رکھا تھا؟'' کہنے لگیں کہ نہیں۔ فرمایا: ''کیا کل (ہفتے) کو روزہ رکھو

٢٤٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم الجمعة وإذا أصبح صائمًا . . . الخ، ح:١٩٨٦ من حديث قتادة به.

أنَّ النَّبيَّ ﷺ دَخلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ. قال: «أَصُمْتِ أَمْسِ؟» قالَتْ: لَا، قال: «تُرِيدِينَ أنْ تَصُومي غَدًا؟» قالَتْ: لَا، قالَ: «فَأَفْطِرِي».

گی؟'' کہنے لگیں کہ نہیں۔ فرمایا: ''تو افطار کر دو۔''

فائدہ: ہفتے کے دن کا روزہ رکھا جا سکتا ہے مگر آگے پیچھے کا کوئی ایک دن ساتھ ملا کر۔ ایسے ہی جمعے کے متعلق گزر چکا ہے۔

٢٤٢٣- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ اللَّيْثَ يُحَدِّثُ عن ابنِ شِهَابٍ: أَنَّهُ كَانَ إذَا ذُكِرَ لَهُ أَنَّهُ نُهِيَ عن صِيَامِ يَوْمِ السَّبْتِ. يقُولُ ابنُ شِهَابٍ: هٰذَا حَدِيثٌ حِمْصِيٌّ.

۲۴۲۳- امام ابن شہاب زہری کے متعلق آتا ہے کہ ان سے جب یہ ذکر کیا جاتا کہ ہفتے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے تو وہ کہتے: یہ حدیث حمصی ہے۔

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا (حدیث:۲۴۲۱) عبداللہ بن بسر کی سند میں ثور بن یزید اور خالد بن معدان اہل حمص سے ہیں۔ اور اس جملے میں اس کے ضعف کی طرف اشارہ ہے' مگر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق قابل داد ہے' ارواء الغلیل (ج۴' ص:۱۲۴' حدیث:۹۶۰) میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی تین سندیں ہیں اور تینوں صحیح ہیں۔ ان کی روشنی میں اس پر یہ طعن ''اسراف'' ہے۔ ایسے ہی امام مالک کا (درج ذیل) قول کہ یہ ''جھوٹ ہے'' بعید از صواب ہے۔

٢٤٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عنِ الأَوْزَاعِيِّ قال: مَا زِلْتُ لَهُ كَاتِمًا حَتَّى رَأَيْتُهُ انْتَشَرَ يَعني حَدِيثَ ابْنِ بُسْرٍ هٰذَا في صَوْمِ يَوْمِ السَّبْتِ.

۲۴۲۴- امام اوزاعی نے کہا: میں ایک مدت تک اس روایت کو چھپائے رہا۔ یعنی مذکورہ بالا حدیث عبداللہ بن بسر جو کہ ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں ہے حتی کہ میں نے دیکھا کہ مشہور ہو گئی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال مَالِكٌ: هٰذا كَذِبٌ.

امام ابوداود نے کہا: امام مالک نے اس کو ''جھوٹ'' کہا ہے۔

٢٤٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم تخريجه، وانظر الحديث السابق: ٢٤٢١.

٢٤٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * الوليد بن مسلم عنعن، وقول مالك لم يثبت عنه لانقطاعه، أبوداود لم يدرك مالكًا.

فائدہ: مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ جمعے کے دن کی طرح صرف ہفتے کے دن بھی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ اتوار کا یا جمعہ کا روزہ ملا لیا جائے' پھر جمعے اور ہفتے کا روزہ جائز ہوگا۔ اسی طرح ان دونوں دنوں (جمعہ اور ہفتہ) میں فرضی روزہ' نذر کا روزہ' فوت شدہ روزوں کی قضا کا روزہ' کفارے کا روزہ' اس دن عرفہ یا عاشورا آ جائے تو ان کا روزہ' یہ سارے روزے رکھنے جائز ہوں گے۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الدَّهْرِ تَطَوُّعًا (التحفة ٥٣)

باب:۵۳-سدا نفلی روزے سے رہنا

٢٤٢٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن غَيْلَانَ بنِ جَرِيرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ: أنَّ رَجُلًا أتَى النَّبيَّ ﷺ فقال: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ تَصُومُ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ قَوْلِهِ، فَلَمَّا رَأى ذَلِكَ عُمَرُ قال: رَضِينَا بالله رَبًّا وَبالإسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوذُ بالله مِنْ غَضَبِ الله وَغَضَبِ رَسُولِهِ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَدِّدُهَا حَتَّى سَكَنَ غَضَبُ النَّبيِّ ﷺ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قال: «لَا صَامَ وَلا أفْطَرَ». قال مُسَدَّدٌ: «لم يَصُمْ وَلم يُفْطِرْ - أوْ - مَا صَامَ وَلا أفْطَرَ» - شَكَّ غَيْلَانُ - قال: يارَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يومًا؟ قال: «أوَ يُطِيقُ ذَلِكَ أحَدٌ؟» قالَ: يارَسُولَ الله! فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا

۲۴۲۵- حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ اس کی بات سے ناراض ہو گئے۔ جب حضرت عمر ؓ نے یہ صورت حال دیکھی تو بولے: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں' ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر ناراض ہو یا اس کا رسول۔ اور حضرت عمر ؓ اپنی یہ بات مسلسل دہراتے رہے حتی کہ نبی ﷺ کا غصہ زائل ہو گیا۔ پھر (حضرت عمر ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو ہمیشہ ہی روزے سے رہتا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' مسدد کے الفاظ تھے: [لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ ...... يامَاصَامَ وَلَا أَفْطَرَ] یہ شک غیلان کو ہوا ہے۔ (حضرت عمر ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی کیسا ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کیا بھلا کسی کو اس کی طاقت بھی ہے؟'' حضرت عمر ؓ نے

٢٤٢٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٢ من حديث غيلان بن جرير به .

وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قال: «ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ». قال: يارَسُولَ الله! فكَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قال: «وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذٰلِكَ»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ثَلاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إلى رَمَضَانَ، فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ. وَصِيَامُ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى الله أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى الله أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ».

کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور وہ آدمی کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟ آپ نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت دی جاتی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دن ہر مہینے میں اور رمضان سے رمضان تک (ہر رمضان میں پورے روزے رکھنا) یہی صیام الدھر ہے۔ (سدا روزے سے رہنا ہے) اور عرفہ کا روزہ۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ بنا دے گا...... اور عاشورۂ محرم کا روزہ...... میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ اسے گزشتہ ایک سال کا کفارہ بنا دے گا۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا ناراض ہونا اس بنا پر تھا کہ اس نے اپنی ہمت اور طاقت سے زیادہ کا سوال کیا تھا۔ جبکہ اس سلسلے میں کوئی شخص آپ ﷺ کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مزاج شناس رسول تھے' بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ' وہ جانتے تھے کہ آپ کا غصہ کس طرح سے دور ہو سکتا ہے اور وہ تھا...... ایک اللہ کی ربوبیت' محمد ﷺ کی رسالت و نبوت اور اسلام کے دین ہونے کا اقرار' بلکہ اس کے لیے دلی طور پر رضامندی کا اظہار کرنا۔ ③ بغیر کسی انقطاع کے مسلسل روزے رکھنے پر نبی ﷺ نے بطور وعید فرمایا کہ ایسے شخص کو نہ روزوں کا ثواب ملا اور نہ اس نے افطار کا لطف پایا' یعنی جائز نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ دو دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا' یہ بھی ایک بھاری اور مشکل عمل ہے' تیسری صورت میں بھی مشقت ہے مگر اس سے بھی آسان ترین اور اجر میں کامل ہر مہینے میں تین روزے رکھنا مرغوب و مطلوب ہے۔ ④ عاشورا اگرچہ دسویں محرم کو کہتے ہیں مگر اس کے لیے بھی ایک دن پہلے یا بعد میں روزہ رکھنا چاہیے۔ (مزید تفصیل آگے احادیث: ۲۴۴۲ و مابعد میں آ رہی ہے۔) ⑤ گزشتہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اس کی تقصیرات معاف کر دی جاتی ہیں اور آئندہ سال کا کفارہ اس معنی میں ہے کہ اللہ اسے گناہوں سے محفوظ رکھے گا یا اگر ہو جائیں تو معاف فرما دے گا۔ خیال رہے کہ اس قسم کی تمام ترغیبی و تشویقی احادیث اس امر سے مشروط ہیں کہ یہ اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت پا لیں تبھی یہ اجر مرتب ہوگا...... اور کسے خبر کہ اس کا عمل فی الواقع قبول ہو گیا ہے۔ اس لیے مومن اعمال خیر کر کے کسی دھوکے میں نہیں آ سکتا۔ بلکہ قبولیت کی امید پر

مزید اعمال صالحہ کے لیے محنت کرتا اور فکرمند رہتا ہے کہ کہیں اس کے اعمال رد ہی نہ کر دیے جائیں۔

٢٤٢٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا مَهْدِيٌّ: حَدَّثَنا غَيْلَانُ عن عَبْدِ الله ابنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ، عن أبي قَتَادَةَ بِهٰذَا الحَدِيثِ. زَادَ: قال: يارَسُولَ الله! أرأيْتَ صَوْمَ يَوْمِ الاثْنَيْنِ وَيَوْمِ الْخَمِيسِ؟ قال: «فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ الْقُرْآنُ».

۲۴۲۶-حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں مروی ہے (موسیٰ بن اسماعیل نے) مزید کہا: اے اللہ کے رسول! سوموار اور جمعرات کے روزے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس روز میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔'' (سوموار کے دن۔)

فائدہ: رسول اللہ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں' آپ کی ولادت باسعادت کا دن مبارک اور خوشی کا دن ہے مگر اس خوشی کے اظہار اور اللہ عزوجل کے شکر ادا کرنے کا مشروع و مسنون طریقہ یہی ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے...... کجا یہ مبارک سنت اور کہاں اہل بدعت کی وہ مذموم بدعت کہ جس کا سال بعد نہایت مسرفانہ انداز میں اہتمام کیا جاتا ہے۔
[اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ]

٢٤٢٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: لَقِيَنِي رَسُولُ الله ﷺ فقال: «أَلَمْ أُحَدَّثْ أنَّكَ تَقُولُ: لأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلأَصُومَنَّ النَّهَارَ؟» قال: أحْسِبُهُ قال: نَعَمْ يَارَسُولَ الله! قَدْ قُلْتُ ذَاكَ قال: «قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأفْطِرْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أيَّامٍ وَذَاكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ»، قال: قُلْتُ:

۲۴۲۷-حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کہتے ہو: میں رات بھر قیام اور دن کو روزہ ہی رکھا کروں گا؟'' میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! میں نے ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(رات کو) قیام کرو اور آرام بھی کرو' روزے رکھو اور افطار بھی کرو (بلکہ) ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو' یہ صیام دہر کی مانند ہوں گے۔'' (گویا زمانہ بھر روزے رکھے)۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھ

٢٤٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٣٨٤٥ من حديث أبي داود به.

٢٤٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم الدهر، ح: ١٩٧٦، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٨٦٢.

يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قال: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ». قال: فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ. قال: «فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ وَهُوَ صِيَامُ دَاوُدَ». قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

کرو دو دن افطار کرلیا کرو۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ”تو ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن افطار کرلیا کرو' یہ روزے رکھنے کی معتدل صورت ہے اور یہ صیام داود ہے۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے بڑھ کر کچھ افضل نہیں۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تلقین عمل میں انتہائی خفیف اور اجر میں بہت عظیم ہے مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ کی حریص تھی اس لیے زیادہ کی اجازت طلب کرتے رہے مگر جب بڑھاپے میں کمزور ہو گئے تو کہا کرتے تھے: ”کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے تین دن قبول کر لیے ہوتے' وہ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھے۔“ (صحيح مسلم' الصيام' حديث: ١١٥٩)

(المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي صَوْمِ أَشْهُرِ الْحُرُمِ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴-حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھنے کے احکام ومسائل

٢٤٢٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي السَّلِيلِ، عن مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ، عن أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ، فقال: يَارَسُولَ اللهِ! أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قال: «وَمَنْ أَنْتَ؟» قال: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الأَوَّلِ، قال: «فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ؟» قُلْتُ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بِلَيْلٍ، فقال رَسُولُ

۲۴۲۸-حضرت مجیبہ الباہلیہ رضی اللہ عنہا اپنے والد یا چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ پھر ایک سال کے بعد (دوبارہ) آیا تو اس کی حالت و کیفیت بدلی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ اس نے کہا: میں وہی باہلی ہوں جو پچھلے سال آیا تھا۔ آپ نے پوچھا: ”تمہاری حالت اس طرح غیر کیوں ہو رہی ہے' حالانکہ تم اچھے بھلے تھے؟“ کہنے لگا: جب سے میں آپ کے پاس سے گیا ہوں میں نے یہ معمول بنا لیا ہے کہ بس رات ہی کو کھانا کھاتا

٢٤٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام أشهر الحرم، ح: ١٧٤١ من حديث سعيد الجريري به * ينظر في حال مجيبة.

الله ﷺ: «لِمَ عَذَّبْتَ نَفْسَكَ؟»، ثُمَّ قال: «صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، قال: «زِدْني فإنَّ بِي قُوَّةً»، قال: «صُمْ يَوْمَيْنِ»، قال: زِدْنِي، قال: «صُمْ ثَلَاثَةَ أيَّام»، قال: زِدْنِي، قال: «صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ»، وَقال بِأصَابِعِهِ الثَّلَاثَةِ فَضَمَّهَا ثُمَّ أرْسَلَهَا.

ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اپنے آپ کو عذاب میں کیوں ڈال رکھا ہے؟“ پھر فرمایا: ”ماہ صبر (رمضان) کے روزے رکھا کرو اور پھر ہر مہینے ایک روزہ۔“ اس نے کہا: مجھے مزید کی اجازت دیجیے یقیناً میں طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزے رکھو۔“ اس نے کہا: مجھے زیادہ کی اجازت دیجیے آپ نے فرمایا: ”تین دن رکھ لیا کرو۔“ اس نے کہا: میرے لیے زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو، حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو، حرمت کے مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو۔“ اور آپ ﷺ نے تین انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے ان کو بند کیا پھر کھول دیا۔

فائدہ: سال میں چار مہینے حرمت والے ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ (التوبة:٣٦) ”اللہ عزوجل کے ہاں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں، جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔“

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْمُحَرَّمِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- ماہ محرم میں روزے کا بیان

٢٤٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن أبي بِشْرٍ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ الله الْمُحَرَّمُ، وَإنَّ أفْضَلَ الصَّلَاةِ بَعْدَ

۲۴۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل روزے ماہ رمضان کے بعد، اللہ کے مہینے محرم کے روزے ہیں، اور سب سے افضل نماز فرضوں کے بعد رات کی نماز ہے۔“ قتیبہ بن سعید نے [شَهر] کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ صرف [رَمضان] کہا۔

٢٤٢٩- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل صوم المحرم، ح: ١١٦٣ عن قتيبة به.

الْمَفْرُوضَةِ صَلَاةُ مِنَ اللَّيْلِ»، لَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ: «شَهْرِ» قال: «رَمضانَ».

فائدہ: محرم کے مہینے میں نفلی روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔ علاوہ ازیں عاشورۂ محرم اور اس کے ساتھ ایک دن اور ملا کر روزہ رکھنے کا مسئلہ ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

٢٤٣٠- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا عِيسَى: حَدَّثَنا عُثْمَانُ يَعْني ابنَ حَكِيمٍ قال: سَأَلْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ عن صِيَامِ رَجَبٍ، فقال: أخبرني ابنُ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حتى نَقُولَ: لَا يَصُومُ.

۲۴۳۰- عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے رجب کے روزے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: مجھے ابن عباس ؓ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھا کرتے تو ہم کہتے: اب نہیں چھوڑیں گے اور کبھی چھوڑ دیتے تو ہم کہتے: اب نہیں رکھیں گے۔

توضیح: رجب' حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ اور اس حدیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں خوب روزے رکھتے تھے۔ یا یہ مراد ہے کہ دیگر مہینوں کی طرح کبھی رکھتے اور کبھی نہ رکھتے تھے۔ اس کا کوئی خاص حکم نہیں ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي صَوْمِ شَعْبَانَ (التحفة ٥٦).

باب:٥٦- ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا بیان

٢٤٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن مُعَاوِيَةَ ابنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي قَيْسٍ،: سَمِعَ عَائِشَةَ [رضي الله عنها] تَقُولُ: كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ ثُمَّ يَصِلَهُ بِرَمَضَانَ.

۲۴۳۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ روزے رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا پھر آپ اسے (گویا) رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔

٢٤٣٠- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٧ عن إبراهيم بن موسى به، واختصره البخاري، ح: ١٩٧١ من حديث سعيد بن جبير به.

٢٤٣١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف ◄◄

توضیح: مختلف روایات کی روشنی میں حضرت عائشہ ﷝ کا یہ بیان یا تو مبالغہ پر مبنی ہے' یا یہ مقصد ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات روزے ابتدائے مہینہ میں رکھتے' کبھی درمیان مہینہ میں اور کبھی آخر مہینہ میں' یا یہ مقصد ہے کہ خال خال ہی کسی دن ناغہ کرتے تھے ورنہ عام ایام میں روزے ہی رکھتے تھے۔ ماہِ شعبان فضیلت والا مہینہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ جب میرے اعمال پیش کیے جائیں تو میں روزے سے ہوں۔ (سنن النسائي' الصيام' حديث:۲۳۵۹) اسی طرح شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت کی بابت ایک حدیث سنداً صحیح ہے اس میں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس رات شرک کرنے اور بغض و کینہ رکھنے والے کے سوا تمام لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ (مجمع الزوائد' ۶۵/۸ وابن حبان' حديث:۵۶۶۵ والصحيحة' حديث:۱۱۴۴) روزے کی بابت آپ سے مروی ہے آپ شعبان کے مہینے کے کسی دن کو روزے کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ اس ماہ میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے' دوسری بات کہ پندرھویں رات کو اگر کوئی اس نیت سے عبادت کرتا ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے' تو وہ ممکن حد تک ہر کسی کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہوئے عبادت کر سکتا ہے لیکن اس رات میں چراغاں کرنا یا موم بتیاں جلانا یا اگلے دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي صَوْمِ شَوَّالٍ (التحفة ٥٧)

باب:۵۷- ماہ شوال میں روزوں کا بیان

٢٤٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ العِجْلِيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ مُوسَى، عنْ هَارُونَ بنِ سَلْمَانَ، عنْ عُبَيْدِالله بن مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ، عنْ أَبِيهِ قالَ: سَأَلْتُ أوْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عن صِيَامِ الدَّهْرِ؟ فقال: «إنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا صُمْ رَمَضَانَ وَالَّذِي يَلِيهِ وَكُلَّ أَرْبِعَاءَ وَخَمِيسٍ، فإذَا أنْتَ قَدْ صُمْتَ الدَّهْرَ».

۲۴۳۲- عبیداللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ صیام دہر (ہمیشہ روزے رکھنے) کے متعلق میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا یا کسی اور نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے' رمضان میں روزے رکھو اور اس کے ساتھ والے مہینے میں (شوال میں) اور ہر بدھ اور جمعرات کو (بھی) تو اس طرح تم زمانہ بھر روزے رکھنے والے ہو گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَافَقَهُ زَيْدٌ الْعُكْلِيُّ،

امام ابوداود نے کہا: (راوی حدیث عبیداللہ بن مسلم

◄◄ الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٥٢ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٨٨.

٢٤٣٢ــ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم الأربعاء والخميس، ح: ٧٤٨ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وقال: "غريب" * عبيدالله بن مسلم لم أجد من وثقه.

وَخَالَفَهُ أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: مُسْلِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ.

کے نام میں) زید بن حباب عکلی نے عبیداللہ بن موسیٰ کی تائید کی ہے اور ابو نعیم نے مخالفت کی ہے۔ (بعض مسلم بن عبید اللہ کہتے ہیں اور کچھ نے مسلم بن عبداللہ کہا ہے۔)

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: فِي صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸-شوال میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت

٢٤٣٣- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ وَسَعْدِ بنِ سَعِيدٍ، عن عُمَرَ بنِ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيِّ، عنْ أبي أيُّوبَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ».

۲۴۳۳- نبی ﷺ کے صحابی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے تو اس نے گویا زمانہ بھر روزے رکھے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں شش عیدی روزوں کی فضیلت و استحباب کا بیان ہے۔ اور جائز ہے کہ یہ عید کے بعد فوراً مسلسل رکھ لیے جائیں یا اس مہینے میں متفرق طور پر رکھے جائیں۔ ② ''زمانہ بھر'' یعنی سال بھر کے روزوں کا ثواب اس طرح واضح کیا جاتا ہے کہ حسب قاعدہ ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الانعام:١٦٠) رمضان کے تیس اور شوال کے چھ دن کل چھتیس دن ہوئے اور دس گنا ثواب سے تین سو ساٹھ ہو گئے اور تقریباً یہی تعداد سال کے دنوں کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: كَيْفَ كَانَ يَصُومُ النَّبِيُّ ﷺ؟ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹-نبی ﷺ کے روزے رکھنے کی کیفیت

٢٤٣٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أبي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ

۲۴۳۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھنا شروع کر دیتے تو ہم

٢٤٣٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعًا لرمضان، ح: ١١٦٤ من حديث سعد بن سعيد به.

٢٤٣٤_ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ١٩٦٩، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٠٩.

عُبَيْدِالله، عنْ أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أنَّهَا قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ حَتى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتى نَقُولَ: لَا يَصُومُ وَمَا رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إلَّا رَمَضَانَ وَمَا رأيْتُهُ في شَهْرٍ أكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ في شَعْبَانَ.

سمجھتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور جب چھوڑ دیتے تو ہم سمجھتے کہ اب نہیں رکھیں گے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور آپ شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

فائدہ: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے روزے رکھنے کے لیے کوئی ایام یا تواریخ مخصوص نہیں کی تھیں، بلکہ حسب رغبت رکھتے تھے۔ تاہم سوموار اور جمعرات کے روزوں کا آپ خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

٢٤٣٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ. زَادَ. كَانَ يَصُومُهُ إلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۴۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں جیسے کہ مذکورہ بالا حدیث عائشہ میں گزرا ہے۔ اور اس میں اس قدر زیادہ ہے کہ آپ (ﷺ) شعبان میں بہت کم ناغہ فرماتے تھے بلکہ (گویا) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْإثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ (التحفة ٦٠)

باب: ۶۰- سوموار اور جمعرات کے دن روزے کی فضیلت

٢٤٣٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أبانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ عُمَرَ بنِ أبي الْحَكَمِ بنِ ثَوْبَانَ، عنْ مَوْلَى قُدَامَةَ بنِ مَظْعُونٍ، عنْ مَوْلَى أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ: أنَّهُ انْطَلَقَ مَعَ أُسَامَةَ إلَى وَادِي الْقُرَى في

۲۴۳۶- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے غلام نے بیان کیا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا مال لینے کے لیے وادی قریٰ کی طرف گیا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ غلام نے ان سے پوچھا: آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

٢٤٣٥- تخريج: [إسناده حسن] * حماد هو ابن سلمة.

٢٤٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢١٠ من حديث أبي داود به * مولى قدامة ومولى أسامة مستوران، وحديث الترمذي، ح: ٧٤٥ يغني عنه.

طَلَبِ مالٍ لَهُ، فَكَانَ يَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَقالَ لَهُ مَوْلَاهُ: لِمَ تَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الخَمِيسِ وَأَنْتَ شَيْخٌ كَبِيرٌ؟، فقال: إنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، وَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، فقال: «إنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ».

حالانکہ آپ بڑی عمر کے بوڑھے ہو گئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کو بندوں کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بنِ أَبي الْحَكَمِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے یحییٰ سے اور اس نے عمر بن ابی حکم سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس کے علاوہ صحیح مسلم وغیرہ کی ایک حدیث میں یوں ہے کہ ''رات کے عمل دن ہونے سے پہلے پہلے اور دن کے عمل رات ہونے سے پہلے پہلے اس کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔'' (یا اس کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔) (صحیح مسلم' الإیمان' حدیث:۱۷۹) الغرض ان احادیث میں رفع اعمال کے نظام کا بیان ہے جو بلا تاخیر و تعطل اللہ عزوجل تک پہنچ رہے ہیں اور ان پیشیوں میں نوعیت کا فرق ہو سکتا ہے' ایک روزانہ کی ہے اور دوسری ہفتہ وار جو سوموار اور جمعرات کو ہوتی ہے اور اسی طرح شعبان کے متعلق بھی آتا ہے' تو وہ پیشی سالانہ ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٦١) - بَابٌ: فِي صَوْمِ الْعَشْرِ (التحفة ٦١)

باب:٦١-عشرۂ ذی الحجہ میں روزوں کا بیان

٢٤٣٧- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن الْحُرِّ بنِ [الصَّيَّاحِ]، عَنْ هُنَيْدَةَ ابنِ خَالِدٍ، عن امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ،

۲۴۳۷-امہات المومنین میں سے ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے (پہلے) نو دن' عاشورۂ محرم' ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

٢٤٣٧_ **تخريج:** [**إسناده صحيح**] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر اختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٧٤ من حديث أبي عوانة به * هنيدة صحابي، وامرأته صحابية.

وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسِ.

٢٤٣٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى الله مِنْ هٰذِهِ الأَيَّامِ» يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قالُوا: يارَسُولَ الله! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله؟ قالَ: «وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ الله» قالَ: «إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ».

۲۴۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو کوئی نیک عمل کسی دن میں اس قدر پسندیدہ نہیں ہے جتنا کہ ان دنوں میں پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔'' یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر جو کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو۔''

فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں کہ ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے اور دیگر اعمال صالحہ کی انتہائی فضیلت ہے۔ رمضان کے آخری عشرہ اور عشرۂ ذی الحجہ میں تقابلی طور پر علماء اس طرح بیان کرتے ہیں عشرۂ رمضان کی راتیں افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر آتی ہے اور عشرۂ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں۔

(المعجم ٦٢) - بَابٌ: فِي فِطْرِ الْعَشْرِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۲-عشرۂ ذی الحجہ میں روزے چھوڑ دینے کا بیان

٢٤٣٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ صَائِمًا الْعَشْرَ قَطُّ.

۲۴۳۹- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشرۂ ذی الحجہ میں کبھی بھی روزے سے نہیں دیکھا۔

٢٤٣٨_ تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ح:٩٦٩ من حديث سليمان الأعمش به.
٢٤٣٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب صوم عشر ذي الحجة، ح:١١٧٦/ ٩ من حديث الأعمش به.

فائدہ: عشرۂ ذی الحجہ سے مراد ذوالحجہ کے پہلے نو دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا بہت ہی مستحب ہے جیسے کہ اوپر کی احادیث میں آیا ہے اور حدیث: ۲۴۳۷ میں آپ ﷺ کا عمل مذکور ہوا ہے اور حضرت عائشہ ؓ کے اس بیان کا مفہوم یوں ہے کہ یا تو نبی علیہ السلام بعض عوارض کی بنا پر روزے نہیں رکھ سکے یا حضرت عائشہ ؓ کو اتفاق نہیں ہوا کہ انہیں روزے سے دیکھیں۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي صَوْمِ [يَوْمِ] عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۳- میدان عرفات میں عرفہ کا روزہ رکھنا

٢٤٤٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَوْشَبُ بنُ عَقِيلٍ عن مَهْدِيٍّ الهَجَرِيِّ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ قال: كُنَّا عِنْدَ أبي هُرَيْرَةَ في بَيْتِهِ فَحَدَّثَنا: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ.

۲۴۴۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ عرفہ کے روز عرفات میں روزہ رکھا جائے۔

فوائد ومسائل: ① ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو' جس دن وقوف عرفات ہوتا ہے' یوم عرفہ کہتے ہیں۔ ② یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس لیے اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ البتہ چونکہ حجاج کو عرفات کا وقوف اور اس اثنا میں دعا و مناجات میں مشغول رہنا ہوتا ہے اس لیے ان کے لیے یہ عمل روزے کی نسبت اولیٰ ہے۔ غیر حاجی کے لیے اس روزے کی فضیلت ثابت ہے جو پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ (حدیث: ۲۴۲۵)

٢٤٤١- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أبي النَّضْرِ، عنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ الله ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ في صَوْمِ رَسُولِ الله ﷺ فَقال بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ، وَقال بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ، فَأَرْسَلْتُ

۲۴۴۱- حضرت ام فضل بنت حارث ؓ سے مروی ہے کہ عرفہ کے روز ان کے ہاں کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا' کچھ نے کہا: آپ روزے سے ہیں اور کچھ نے کہا آپ روزے سے نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیج دیا' جب کہ آپ عرفہ کے میدان

٢٤٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عرفة، ح: ١٧٣٢ من حديث حوشب ابن عقيل به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٠١، والحاكم: ١/ ٤٣٤، ولم أر لمضعفه حجةً.

٢٤٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عرفة، ح: ١٩٨٨، ومسلم، الصيام، باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة، ح: ١١٢٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٥.

إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَ.

میں اپنے اونٹ پر سوار وقوف فرمائے ہوئے تھے' تو آپ نے وہ نوش فرما لیا۔ (اور اس طرح معلوم ہو گیا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا ہے۔)

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ (التحفة ٦٤)

باب:٦۴- یوم عاشورا کے روزے کا بیان

٢٤٤٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عَنْ أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ في الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُهُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوراءُ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

٢۴۴٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ عاشورا (دسویں محرم) کا دن ایسا تھا کہ اہل قریش اسلام سے پہلے اس کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی نبوت سے پہلے یہ روزہ رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کا روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا۔ پس جب رمضان فرض ہوا تو وہی فریضہ ہو گیا اور عاشورا چھوڑ دیا گیا' جو چاہتا رکھ لیتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

٢٤٤٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قال: كَانَ عَاشُوراءُ يَوْمًا نَصُومُهُ في الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قال رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ الله فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ».

٢۴۴٣- حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ اسلام سے پہلے ہم دسویں محرم کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس کا روزہ رکھ لے اور جو چاہے چھوڑ دے۔''

فائدہ: دن تو سارے ہی اللہ کے ہیں' مگر جن ایام میں کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہوا اور دینی و شرعی اعتبار سے ان کی اہمیت ہو' تو انہیں [أَيَّامُ اللّٰه] کہا گیا ہے۔

٢٤٤٢- تخريج: أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ٢٠٠٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٢٥ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٢٩٩.

٢٤٤٣- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة البقرة، باب: ﴿يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام..﴾ الخ، ح: ٤٥٠١ عن مسدد، ومسلم، ح: ١١٢٦، انظر الحديث السابق من حديث يحيى القطان به.

٢٤٤٤- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا أَبُو بِشْرٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبيُّ ﷺ المَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُوراءَ، فَسُئِلُوا عنْ ذٰلِكَ فَقَالُوا: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي أَظْهَرَ الله فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُم» وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ.

۲۴۴۴-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورا کا روزہ رکھتے ہیں۔ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا' تو انہوں نے کہا: یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ؑ کو فرعون پر غالب فرمایا تھا' اور ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تمہاری نسبت موسیٰ ؑ سے زیادہ قریب ہیں'' اور اس دن کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔

(المعجم ٦٥) - باب مَا رُوِيَ أَنَّ عَاشُوراءَ الْيَوْمُ التَّاسِعُ (التحفة ٦٥)

باب:۶۵-یہ روایت کہ عاشورا نویں محرم ہے

٢٤٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ أَنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ أُمَيَّةَ الْقُرَشِيَّ حَدَّثَه، أَنَّه سَمِعَ أبا غَطَفَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَبَّاسٍ يَقولُ: حِينَ صَامَ النَّبيُّ ﷺ يَوْمَ عَاشُوراءَ وَأَمَرَنَا بِصِيَامِهِ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فإذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ صُمْنا يَوْمَ التَّاسِعِ»، فَلَمْ يَأْتِ الْعامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۴۴۵-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے عاشورا کا روزہ رکھا اور ہمیں بھی اس کا حکم دیا' تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس دن کی یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں تاریخ کا (بھی) روزہ رکھیں گے۔'' مگر اگلا سال نہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

٢٤٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين قدم المدينة، ح: ٣٩٤٣ عن زياد بن أيوب، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ١١٣٠ من حديث هشيم به.

٢٤٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ١١٣٤ من حديث يحيى بن أيوب به.

فوائد ومسائل: ① سلف وخلف کے جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عاشورا سے مراد محرم کی دسویں تاریخ ہے' مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد ''نویں محرم'' ہے۔ اور اس کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اہل عرب کا ایک انداز یہ تھا کہ اونٹوں کو چراگاہ میں چرانے کے بعد پانی پلانے کے لیے لاتے تو جب انہوں نے ایک دن پانی پلانے کے بعد دو دن چرایا ہوتا اور اگلے دن آتے تو کہتے [وَرَدْنَا اَرْبعاً] ''ہم چوتھے دن آئے یا چوتھے دن پانی پلایا'' حالانکہ درحقیقت وہ تیسرا دن ہوتا۔ اسی طرح تین دن چرانے کے بعد اگلے دن لوٹتے تو کہتے [وَرَدْنَا خَمْساً] ''ہم پانچویں دن آئے یا پانچویں دن پانی پلایا'' حالانکہ درحقیقت وہ چوتھا دن ہوتا۔ اسی انداز پر حضرت ابن عباس عاشورا کو نویں تاریخ بتاتے ہیں۔ (خطابی) مگر یہ توجیہ مرجوح ہے' راجح مفہوم آگے آ رہا ہے۔ ② اس فرمان مبارک کا یہ مفہوم ہے کہ ہم نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ دیگر روایات کی روشنی میں یہی معنی درست ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں کی مخالفت کرو' ان سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔'' (مسند احمد :۲۴۱/۱) جناب عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔'' (البیھقي: ۲۸۷/۴) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ (پیش آمدہ روایت: ۲۴۴۶ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ ''جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو جب نویں تاریخ آئے تو روزہ رکھو۔'' اس سے مراد یہ نہیں کہ عاشورا نویں تاریخ کو کہتے ہیں' بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ دسویں سے پہلے نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھو۔ (افادات امام ابن القیم رحمہ اللہ)

٢٤٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى يعْني ابنَ سَعِيدٍ عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ غَلَابٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ: أخبرني حَاجِبُ بنُ عُمَرَ جَمِيعًا المَعْنى، عن الحَكَمِ بنِ الأعْرَجِ قال: أتَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ في المَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَسَأَلْتُهُ عنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَاء فقالَ: إذَا رَأَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ، فإذَا كَانَ يَوْمُ التَّاسِعِ فَأَصْبِحْ صَائِمًا، فَقُلْتُ: كَذَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ؟ قالَ: كَذٰلِكَ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُومُ.

۲۴۴۶- حکم بن اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مسجد حرام میں اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عاشورائے محرم کے روزے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم محرم کا چاند دیکھو تو شمار کرو' جب نویں تاریخ ہو تو روزہ رکھو۔'' میں نے کہا: کیا محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ایسے ہی روزہ رکھا کرتے تھے۔

٢٤٤٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب: أي يوم يصام في عاشوراء؟ ح: ١١٣٣ من حديث يحيى القطان به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے عملاً تو نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر آپ کا عزم یہی تھا۔ اسی پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہہ دیا کہ محمد ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اور مطلوب بھی یہی ہے کہ نویں دسویں یا دسویں گیارھویں کا روزہ رکھا جائے۔

(المعجم ٦٦) - بَابٌ: فِي فَضْلِ صَوْمِهِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-صوم عاشورا کی فضیلت

٢٤٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَسْلَمَةَ، عن عَمِّهِ: أنَّ أسْلَمَ أتَتِ النَّبيَّ ﷺ، فقالَ: «صُمْتُمْ يَوْمَكُمْ هٰذَا؟» قالُوا: لَا. قالَ: «فأتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَاقْضُوهُ».

قَالَ أبُو دَاوُدَ: يَعْنِي يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

٢٤٤٧-عبدالرحمٰن بن مسلمہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کے لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو بقیہ دن کو بطور روزہ کے پورا کرو اور اس کی قضا کرنا۔''

امام ابوداود نے کہا: اس سے مراد عاشورا کا دن تھا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں اس معنی کی حدیث موجود ہے مگر اس میں قضا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:١١٣٥'١١٣٦) اس لیے قضا کرنے والی بات صحیح نہیں۔

(المعجم ٦٧) - بَابٌ: فِي صَوْمِ يَوْمٍ وَفِطْرِ يَوْمٍ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧-ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن افطار کرنے کی فضیلت

٢٤٤٨- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ - وَالإِخْبَارُ في حَدِيثِ أحْمَدَ - قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: سَمِعْتُ عَمْرًا قال: أخبرني عَمْرُو ابنُ أوْسٍ: سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو

٢٤٤٨-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ روزے' حضرت داود علیہ السلام کے ہیں' اور سب سے پسندیدہ نماز' اللہ تعالیٰ کے ہاں داود علیہ السلام کی نماز ہے' وہ آدھی رات سوتے' پھر تہائی رات قیام

٢٤٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٢٨٥١، ٢٨٥٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به * عبدالرحمٰن بن مسلمة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وجهله ابن القطان.

٢٤٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب من نام عند السحر، ح: ١١٣١، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به... الخ، ح: ١١٥٩/ ١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٦٠.

قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَهُ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يُفْطِرُ يَوْمًا، وَيَصُومُ يَوْمًا».

کرتے اور پھر اس کا چھٹا حصہ سوتے تھے' اور وہ ایک دن افطار اور ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے۔''

فائدہ: رات کی نماز کی یہ کیفیت انتہائی مناسب ہے۔ اس میں اللہ کے حق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حق نفس کا بھی لحاظ ہے۔ مثلاً اگر رات کو آٹھ گھنٹے کی سمجھا جائے تو پہلے چار گھنٹے نیند ہوئی' پھر دو گھنٹے چالیس منٹ تہجد۔ بعدازاں پھر ایک گھنٹہ بیس منٹ کے لیے نیند اور راحت ہے۔ ایسے ہی روزے میں ہے۔ اس فضیلت کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ کی تلقین وتوجیہ افضل واعلیٰ ہے۔

(المعجم ٦٨) - **بَابٌ: فِي صَوْمِ الثَّلَاثِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ** (التحفة ٦٨)

باب: ٦٨- ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ترغیب وفضیلت

٢٤٤٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا هَمَّامٌ عن أَنَسٍ أَخِي مُحَمَّدٍ، عن ابنِ مِلْحَانَ الْقَيْسِيِّ، عن أَبِيهِ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُومَ الْبِيضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ. قال: وَقال: «هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ».

٢٤٤٩- ابن مِلحان قیسی (عبدالملک بن قتادہ) اپنے والد (قتادہ بن ملحان ؓ) سے بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ روزے ایسے ہیں گویا سارے زمانے کے روزے۔''

فائدہ: تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کے ایام کو ایامِ بِیض (سفید راتوں کے دن) اس لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ان راتوں میں چاند تقریباً ساری رات چمکتا ہے۔ ان دنوں کے روزوں میں تفاؤل یہ ہے کہ جس طرح ان راتوں کا اندھیرا اجالے سے بدلا ہوا ہوتا ہے ایسے ہی اللہ عزوجل روزے دار کی سیاہ کاریوں کو سفیدی اور چمک سے بدل دے گا۔ اور نبی ﷺ کا یہ حکم ترغیب وتشویق کے معنی میں ہے۔

٢٤٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الصيام، باب ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة أيام من الشهر، ح: ٢٤٣٤، وابن سعد في الطبقات: ٧/ ٤٣ من حديث همام به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٠٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٤٦ * عبدالملك بن قتادة بن ملحان مستور، ولم يوثقه غير ابن حبان.

٢٤٥٠- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن عَاصِمٍ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ الله قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ - يَعْنِي مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ - ثَلاثَةَ أيَّامٍ.

۲۴۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کی ابتدا میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: ایام بیض کی فضیلت ثابت ہے۔ اور نبی ﷺ بعض اوقات بلاتعیین وتخصیص تین روزے رکھا کرتے تھے تاکہ وجوب نہ سمجھا جائے۔ اس طرح بعض دفعہ آپ مہینے کی ابتدا میں تین روزے رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم میں آپ کے یہی ابتدائی دن آئے، چنانچہ انہوں نے اس کے مطابق بیان کر دیا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم میں آپ کے ایام بیض کے روزے تھے جو آپ اکثر رکھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے مطابق بیان کر دیا۔ اس لیے ان دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

(المعجم ٦٩) - باب مَنْ قَالَ الإثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- سوموار اور جمعرات کے دن روزے کا بیان

٢٤٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَاصِمِ بنِ بَهْدَلَةَ، عن سواءٍ الْخُزَاعِيِّ، عن حَفْصَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ ثَلاثَةَ أيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، الإثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ وَالإثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى.

۲۴۵۱- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔ (پہلے) سوموار اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے میں (دوسرے) سوموار کو۔" (اس طرح کل تین روزے ہو جاتے ہیں۔)

٢٤٥٢- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ

۲۴۵۲- ہنیدہ خزاعی اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

٢٤٥٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الجمعة، ح: ٧٤٢ من حديث شيبان به وقال: "حسن غريب".

٢٤٥١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيام، باب صوم النبي ﷺ بأبي هو وأمي، وذكر الاختلاف الناقلين للخبر في ذلك، ح: ٢٣٦٨ من حديث حماد بن سلمة به * سواء الخزاعي وثقه ابن حبان، وابن خزيمة بتصحيح حديثه، فهو حسن الحديث.

٢٤٥٢- تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٢٤٣٧، وأخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٩ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه النسائي، الصيام، باب: كيف يصوم ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ٢٤٢١.

ابنُ عُبَيْدِالله عن هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ، عن أُمِّهِ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا عن الصِّيَامِ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، أَوَّلُهَا الإِثْنَيْنِ والْخَمِيسَ.

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے روزوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کروں۔ ان میں پہلا سوموار کا ہو اور (دوسرا) جمعرات کا۔

(المعجم ٧٠) - **باب مَنْ قَالَ: لَا يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ** (التحفة ٧٠)

باب: ۷۰- مہینے میں کسی بھی وقت روزہ رکھ لینے کی رخصت ہے

٢٤٥٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن يَزِيدَ الرِّشْكِ، عن مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَهْرٍ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: ما كَانَ يُبَالِي مِنْ أَيِّ أَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ.

۲۴۵۳- معاذہ (العدویہ) کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: مہینے کی کن تاریخوں یا دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ علیہ الصلاۃ والسلام تاریخوں یا دنوں کی پروا نہ کرتے تھے۔ (کوئی خاص ایام مقرر نہ تھے جب چاہتے روزہ رکھ لیا کرتے۔)

فائدہ: گزشتہ ابواب میں اکیلے جمعے یا ہفتے کے دن کی تخصیص کی ممانعت کا بیان گزر چکا ہے' لہٰذا ان کا خیال رکھنا ہوگا۔

(المعجم ٧١) - **باب النِّيَّةِ فِي الصَّوْمِ** (التحفة ٧١)

باب: ۷۱- روزے کے لیے نیت کا بیان

٢٤٥٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي ابنُ

۲۴۵۴- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے فجر سے

٢٤٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر ... الخ، ح: ١١٦٠ من حديث عبدالوارث به.

٢٤٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء لا صيام لمن لم يعزم من الليل، ح: ٧٣٠، والنسائي، ح: ٢٣٣٣ من حديث يحيى بن أيوب، وابن ماجه، ح: ١٧٠٠ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، وقال الترمذي: "غريب" ✽ الزهري عنعن.

لَهِيعَةَ وَيَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرِ بنِ حَزْمٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ ابنِ عَبْدِ الله، عن أبِيهِ، عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلا صِيَامَ لَهُ».

پہلے روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ اللَّيْثُ وَإسْحَاقُ ابنُ حَازِمٍ أيْضًا جَمِيعًا عن عَبْدِ الله بنِ أبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ، وَأوْقَفَهُ عَلَى حَفْصَةَ مَعْمَرٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَابنُ عُيَيْنَةَ وَيُونُسُ الأيْلِيُّ كُلُّهُمْ عن الزُّهْرِيِّ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام لیث اور اسحاق بن حازم نے بھی عبداللہ بن ابی بکر سے اسی کے مثل مرفوعاً روایت کی ہے اور معمر' زبیدی' ابن عیینہ اور یونس الایلی بواسطہ زہری حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: فرض روزوں میں فجر سے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے اور افضل یہ ہے کہ ہر ہر روزے کی نیت علیحدہ سے کی جائے مگر خیال رہے کہ "نیت دل کے عزم و ارادہ" کا نام ہے۔ ان عبادات میں نبی ﷺ سے یا ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لفظی نیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے' لفظی نیت کا اہتمام بدعت ہے۔

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِيهِ (التحفة ٧٢)

باب:٧٢- نفلی روزے میں نیت میں تاخیر مباح ہے

٢٤٥٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ جَمِيعًا عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ رضي الله عنها قالَتْ: كَانَ النَّبيُّ ﷺ إذَا دَخَلَ عَلَيَّ قال: «هَلْ عِنْدَكُم طَعَامٌ؟» فإذَا قُلْنَا لا، قال: «إنِّي صَائِمٌ». زَادَ وَكِيعٌ: فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ

٢٤٥٥- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے ہاں تشریف لاتے تو دریافت فرماتے: "کیا تمہارے ہاں کوئی کھانا ہے؟" جب ہم کہتے کہ نہیں ہے' تو آپ فرماتے: "میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔" وکیع نے مزید بیان کیا کہ آپ ﷺ ایک دوسرے موقع پر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں حَیس (ایک خاص عربی طعام) کا ہدیہ بھیجا گیا ہے جو ہم نے آپ کے لیے

٢٤٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال . . . الخ، ح: ١١٥٤ من حديث وكيع به.

الله! أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَّأْنَاهُ لَكَ، فقال: «أدْنِيهِ» [قَالَ طَلْحَةُ:] فأَصْبَحَ صَائِمًا وَأَفْطَرَ.

سنبھال رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر لے آؤ۔'' طلحہ نے وضاحت کی کہ آپ نے صبح کو روزے کی نیت کی تھی مگر افطار کرلیا۔

فائدہ: نفلی روزے میں یہ رخصت ہے کہ اس کی نیت بعد از فجر بقول بعض زوال سے پہلے تک ہو سکتی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نے نفلی روزے کی نیت کر رکھی ہو تو کسی معقول عذر کی بنا پر افطار کر سکتا ہے۔ اس کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

٢٤٥٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن يَزِيدَ بنِ أبي زِيَادٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن أُمِّ هَانِىءٍ قالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ - فَتْحِ مَكَّةَ - جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَجَلَسَتْ عن يَسَارِ رَسُولِ الله ﷺ وَأُمُّ هَانِىءٍ عن يَمِينِهِ، قالَتْ: فَجَاءَتِ الْوَلِيدَةُ بإنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ، فَنَاوَلَتْهُ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ نَاوَلَهُ أُمَّ هَانِىءٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ، فَقالَتْ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ أفْطَرْتُ وَكُنْتُ صَائِمَةً، فقالَ لَهَا: «أكُنْتِ تَقْضِينَ شَيْئًا؟» قالَتْ: لَا، قالَ: فَلَا يَضُرُّكِ إنْ كَانَ تَطَوُّعًا.

۲۴۵۶-حضرت ام ہانی ؓ بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت فاطمہ ؓ تشریف لائیں اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں طرف بیٹھ گئیں اور ام ہانی ؓ آپ کی دائیں طرف تھیں۔ بیان کرتی ہیں کہ خادمہ ایک برتن لے کر آئی' اس میں مشروب تھا' اس نے وہ نبی ﷺ کو دیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا اور پھر ام ہانی کو دے دیا تو انہوں نے بھی اس سے پی لیا اور بولیں: اے اللہ کے رسول! میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور توڑ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ قضا کا روزہ تھا؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر یہ نفلی تھا تو کوئی حرج نہیں۔''

(المعجم ٧٣) - باب مَنْ رَأَى عَلَيْهِ الْقَضَاءَ (التحفة ٧٣)

باب: ۷۳-نفلی روزہ توڑ لیا ہو تو اس کی قضا کا مسئلہ

٢٤٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ ابنُ شُرَيْحٍ عن ابنِ الْهَادِ، عن زُمَيْلٍ مَوْلَى

۲۴۵۷- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے اور حفصہ کو کوئی کھانا ہدیہ بھیجا گیا جبکہ ہم نے روزہ رکھا ہوا تھا' پس ہم نے روزہ توڑ لیا۔

٢٤٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح:١٧٤٣ عن عثمان بن أبي شيبة به * يزيد بن أبي زياد ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي: ٧٣١، ٧٣٢ وغيره.

٢٤٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٢/ ٧١ من حديث أبي داود به * زميل مجهول ◀◀

عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أُهْدِيَ لِي وَلِحَفْصَةَ طَعَامٌ وَكُنَّا صَائِمَتَيْنِ فأفْطَرْنا، ثُمَّ دَخلَ رَسُولُ الله ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: يارَسُولَ الله! إنَّا أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ فَاشْتَهَيْنَاهَا فأَفْطَرْنَا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَلَيْكُما، صُوما مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ».

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم نے ان سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں ہدیہ دیا گیا تھا اور ہمارا کھانے کو دل چاہا تو ہم نے روزہ افطار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں' اس کی بجائے ایک روزہ رکھ لینا۔''

[قَالَ أَبُو سَعِيدِ بنُ الأعرابِيِّ: هٰذا الْحَدِيثُ لايَثْبُتُ].

ابوسعید بن الاعرابی کہتے ہیں کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: نفلی روزے کی قضا واجب نہیں ہے اگر رکھے تو مستحب ہے۔ تاہم اس طرح کے عمل کو اپنی عادت نہیں بنانا چاہیے۔ مذکورہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ٧٤) - باب الْمَرْأَةِ تَصُومُ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٧٤)

باب:۷۴- عورت کو روا نہیں کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے

٢٤٥٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ أنَّهُ سَمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَصُومُ امْرأَةٌ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إلَّا بإذْنِهِ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَلَا تَأْذَنُ في بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إلَّا بِإِذْنِهِ».

۲۴۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو روا نہیں کہ شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے مگر یہ کہ رمضان کے روزے ہوں۔ اور ایسے ہی روا نہیں کہ شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔''

فائدہ: روزے کی حالت میں زوجین کے مابین تعلقات زن وشو قائم نہیں ہو سکتے۔ علاوہ ازیں بھوک پیاس کی وجہ سے طبیعت میں گرانی سی بھی آ جاتی ہے اور عین فطری بات ہے کہ شوہر بالعموم ایسی کیفیت گوارا نہیں کرتے اور اس کے نتائج نامناسب ہو سکتے ہیں۔ اس لیے شریعت نے ان کے تعلقات میں معمولی رخنہ آنے کی بھی اجازت نہیں دی

◀◀ (تقريب)، وفيه علة أخرى، وللحديث طرق أخرى كلها ضعيفة.

٢٤٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح:١٠٢٦ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، النكاح، باب صوم المرأة بإذن زوجها تطوعًا، ح:٥١٩٢ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٧٨٨٦، وصحيفة همام بن منبه، ح:٧٦.

اور عورت کو پابند کیا ہے کہ نفلی روزے کے لیے شوہر کی اجازت حاصل کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی کو شوہر کی تسکین کے لیے انتہائی حساس اور ذمہ دار ہونا چاہیے' یہ علائق محض نفسیاتی نہیں بلکہ شرعی بھی ہیں۔

٢٤٥٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي سَعِيدٍ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إلى النَّبيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بنَ المُعَطَّلِ يَضْرِبُني إذَا صَلَّيْتُ وَيُفَطِّرُني إذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قال: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قال: فَسَأَلَهُ عمَّا قالَتْ؟، فقال: يَارَسُولَ الله! أمَّا قَوْلُهَا يَضْرِبُني إذَا صَلَّيْتُ فإنَّهَا تَقْرَأُ بِسُورَتَيْنِ وَقَدْ نَهَيْتُهَا. قال: فقالَ: «لَوْ كَانَتْ سُورَةً وَاحِدَةً لَكَفَتِ النَّاسَ». وَأمَّا قَوْلُهَا: يُفَطِّرُني فإنَّهَا تَنْطَلِقُ فَتَصُومُ وَأنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا أصْبِرُ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ: «لا تَصُومُ امْرَأَةٌ إلَّا بإذْنِ زَوْجِهَا». وَأمَّا قَوْلُهَا: إنِّي لا أُصَلِّي حتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فإنَّا أهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. قال: «فإذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ».

٢٤٥٩- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ہم بھی آپ کے پاس ہی تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا شوہر صفوان بن معطل جب میں نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو تڑوا دیتا ہے اور خود فجر کی نماز سورج چڑھے پڑھتا ہے۔ صفوان بھی وہیں تھے۔ چنانچہ آپ نے ان سے جو کچھ عورت نے کہا تھا اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو یہ مارتا ہے۔ یہ دراصل دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں نے اس کو اس (لمبی) قراءت سے روکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر ایک سورت کی قراءت ہو تو بھی لوگوں کو کافی ہے۔" اور اس کا یہ کہنا کہ یہ میرا روزہ تڑوا دیتا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ یہ روزے ہی رکھے جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں' صبر نہیں کر سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا: "کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔" اور اس کا یہ کہنا کہ میں سورج چڑھے نماز پڑھتا ہوں' تو حقیقت یہ ہے کہ ہمارا گھرانا اس بات میں معروف ہے اور ہم لوگ سورج نکلنے سے پہلے اٹھ ہی نہیں سکتے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب جاگا کرو تو نماز پڑھ لیا کرو۔"

٢٤٥٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠ عن عثمان بن أبي شيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ١٧٦٢ من حديث الأعمش، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥٦، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٣٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الأعمش عنعن.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادٌ - يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ- عن حُمَيْدٍ أَوْ ثَابِتٍ، عن أبي المُتَوَكِّلِ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن سلمہ نے حمید یا ثابت سے انہوں نے ابی المتوکل سے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی تربیت وتزکیہ سے مردوں کے علاوہ خواتین بھی بہرہ ور تھیں اور ان میں آخرت کی رغبت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اس طرح کی شکایت سامنے آئی جو اس حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو اس طرح کی مقدس ہستیوں کے ایمان کو مشکوک گردانتے ہیں۔ ② شوہر کو حق ہے کہ بلا تخصیص وقت اپنی بیوی سے تمتع کرے، گویا حقوق تمتع اس کی ملک ہیں، بیوی کسی طرح انکار نہیں کر سکتی الا یہ کہ عذر شرعی اور معقول ہو، بلکہ انکار پر مناسب سزا بھی مباح ہے۔ ③ بعد از فاتحہ مختصر قراءت سے بھی نماز کامل ہوتی ہے۔ ④ عورت کو اس قدر لمبی نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ شوہر اس کے انتظار میں پیچ وتاب کھاتا رہے۔ ⑤ بیوی کو نفلی روزے شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھنے چاہئیں۔ بعض اوقات یہ اجازت میلان طبع سے بھی سمجھی جا سکتی ہے۔ ⑥ جناب صفوان بن معطل ؓ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ ان کا ذکر حضرت عائشہ ؓ کے متعلق واقعہ افک میں بھی آتا ہے۔ ان کا سورج چڑھے نماز پڑھنا تو واقعتاً بعد از طلوع ہوتا تھا یا مراد ہے کہ بالکل آخری وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج نکلنے والا ہوتا۔ اور اس کا سبب انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ گویا خاندانی عادت سی تھی کہ یہ لوگ نیند کے متوالے تھے اگر کوئی جگانے والا نہ ہوتا تو از خود جاگ نہ سکتے تھے۔ ایک عذر یہ بھی بیان ہوا کہ یہ لوگ رات کو دیر تک پانی ڈھوتے تھے اور دیر سے سونے کی وجہ سے صبح بروقت جاگ نہ سکتے تھے۔ بہر حال اگر عذر معقول ہو تو شرعاً قبول ہے کہ سونے والے پر مواخذہ نہیں، ایسی صورت میں جب جاگ آئے فوراً نماز پڑھ لے۔ اس سے صبح دیر سے اٹھ کر نماز پڑھنے کے معمول کو جواز بنانے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا، اس لیے حضرت صفوان ؓ کو یہ اجازت تو نبی ﷺ نے دی تھی، جن کو اس قسم کی صورت حال میں بذریعہ وحی مطلع کر دیا جاتا تھا۔ اس لیے حضرت صفوان کا عذر تو معقول سمجھ لیا گیا، لیکن ہم اپنے تساہل کو بھی اسی طرح کا ”معقول عذر“ سمجھ لیں، تو اس میں کوئی معقولیت نہیں ہوگی۔

(المعجم ٧٥) - بَابٌ: فِي الصَّائِمِ يُدْعَى إِلَى وَلِيمَةٍ (التحفة ٧٥)

باب:۷۵-روزے دار کو اگر ولیمے کی دعوت ملے تو......؟

٢٤٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عن هِشَامٍ، عن ابنِ

۲۴۶۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو کھانے

٢٤٦٠- تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح:١٤٣١ من حديث حفص بن غياث عن هشام بن عروة به.

سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم فَلْيُجِبْ، فإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ، وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ»

کی دعوت ملے تو چاہیے کہ قبول کرلے' اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے اور اگر روزہ رکھا ہوا ہو تو (مجلس میں حاضر ہو اور صاحب طعام کے لیے) دعا کرے۔"

قال هِشَامٌ: وَالصَّلَاةُ الدُّعَاءُ.

ہشام بن حسان نے وضاحت کی کہ اس حدیث میں "صلاۃ" کے معنی دعا کرنا ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ أيضًا عن هِشَامٍ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حفص بن غیاث نے بھی ہشام سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مسلمانوں کو موقع بموقع آپس میں دعوتوں کا اہتمام کرتے رہنا چاہیے' اس سے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے اور محبتیں بڑھتی ہیں۔ روزے دار بھی دعوت میں شریک ہو اور ان کے لیے دعا کرے۔ اگر روزہ نفلی ہو تو توڑنا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٧٦) - باب مَا يَقُولُ الصَّائِمُ إِذَا دُعِيَ إِلَى الطَّعَامِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦- روزے دار کھانے کی دعوت میں کیا کہے؟

٢٤٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم إلى طَعَامٍ وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ».

۲۴۶۱- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو کھانے میں بلایا جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔"

فائدہ: کھانے کی دعوت میں شریک ہونا افضل ہے۔ تاہم اگر عذر کرے اور بتادے کہ میں روزے سے ہوں تو بھی جائز ہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہے کہ اہل مجلس کو اپنے روزے کی خبر دے تو کوئی عیب کی بات نہیں۔

(المعجم ٧٧) - باب الاعْتِكَافِ (التحفة ٧٧)

باب:٧٧- اعتکاف کے احکام ومسائل

٢٤٦١- تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب ندب الصائم إذا دعي إلى الطعام... الخ، ح: ١١٥٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٤٦٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حتَّى قَبَضَهُ الله، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۲۴۶۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ رمضان المبارک کے آخری دہے میں اعتکاف کیا کرتے تھے' آخر حیات تک آپ کا یہ معمول رہا' آپ کے بعد پھر آپ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لغوی معنی ہیں: ''کسی چیز کے ساتھ پابند ہو جانا یا کہیں بند رہنا۔'' اور شرعی اصطلاح میں: رب ذوالجلال کی عبادت کے لیے انسان کا اپنے آپ کو کسی مسجد میں پابند کر لینا' اعتکاف کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کا مشروع' مسنون اور مستحب ہونا ثابت ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر آیا ہے: ﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (البقرة:۱۲۵) ''ہم نے ابراہیم اور اسماعیل ؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں' اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔'' دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَ أَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) ''اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو' عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔'' بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بستی والوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اعتکاف بیٹھے' یہ محض وہم ہے۔ اس کی کوئی شرعی اصلیت نہیں ہے۔ جب تک کوئی اپنے اوپر لازم نہ کرلے' یہ واجب نہیں ہوتا۔ ② خواتین بھی اعتکاف کر سکتی ہیں بشرطیکہ شوہر اجازت دے۔ اور عورت کے لیے بھی اعتکاف کی جگہ مسجد ہی ہے' نہ کہ گھر۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے مسجد میں پردے اور حفاظت کا خاطر خواہ انتظام ہو۔ جس مسجد میں ایسا انتظام نہ ہو' وہاں عورتوں کا اعتکاف بیٹھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح گھروں میں اعتکاف بیٹھنا بھی غیر صحیح ہے۔

٢٤٦٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أبي رَافِعٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا، فَلَمَّا كَانَ في الْعَامِ المُقْبِلِ

۲۴۶۳- حضرت ابی بن کعب ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال آپ اعتکاف نہ بیٹھ سکے تو اگلے سال آپ نے بیس رات تک اعتکاف فرمایا۔

٢٤٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح: ١١٧٢ عن قتيبة، والبخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح: ٢٠٢٦ من حديث الليث بن سعد به.

٢٤٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصوم، باب ماجاء في الاعتكاف، ح: ١٧٧٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٢٥، وابن حبان، ح: ٩١٧، والحاكم: ١/ ٤٣٩، ووافقه الذهبي.

اعْتَكَفَ عِشْرِينَ لَيْلَةً .

فائدہ: نفل اعمال کی قضا واجب تو نہیں ہے مگر قضا ادا کرنے میں بہت اجر وفضیلت ہے۔ بالخصوص نبی ﷺ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

٢٤٦٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ وَيَعْلَى بنُ عُبَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيد، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا أرَادَ أنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهُ، قالَتْ: وَإنَّهُ أرَادَ مَرَّةً أنْ يَعْتَكِفَ في الْعَشْرِ الأوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، قالَتْ: فأمَرَ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ، فَلَمَّا رَأيْتُ ذٰلِكَ أمَرْتُ بِبِنَائِي فَضُرِبَ، قالَتْ: وَأمَرَ غَيْرِي مِنْ أزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِبِنَائِهِ فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى الْفَجْرَ نَظَرَ إلَى الأبْنِيَةِ فقالَ: «مَا هٰذِهِ؟ آلبِرَّ تُرِدْنَ؟» قالتْ: فأمَرَ بِبِنَائِهِ فَقُوِّضَ وَأمَرَ أزْوَاجُهُ بِأبْنِيَتِهِنَّ فَقُوِّضَتْ ثُمَّ أخَّرَ الاعْتِكَافَ إلَى الْعَشْرِ الأُوَلِ [تَعْنِي] مِنْ شَوَّالٍ.

۲۴۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے حجرۂ اعتکاف میں داخل ہو جاتے۔ ایک بار آپ نے رمضان کے آخری دہے میں اعتکاف کا ارادہ فرمایا اور حجرہ بنانے کا حکم دیا تو وہ بنا دیا گیا جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہہ دیا کہ میرا خیمہ بھی لگا دیا جائے۔ چنانچہ وہ لگا دیا گیا اور پھر دیگر ازواج نبی ﷺ نے بھی (دیکھا دیکھی) خیمے لگانے کو کہا۔ چنانچہ وہ لگا دیے گئے۔ آپ نے نماز فجر کے بعد خیموں کو دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے' بھلا یہ نیکی کا قصد کر رہی ہیں؟'' چنانچہ آپ نے اپنے حجرے کے متعلق فرمایا اور اسے کھول دیا گیا' اس پر ازواج محترمات نے بھی اپنے اپنے خیمے کھلوا لیے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا یہ اعتکاف شوال کے پہلے عشرہ تک مؤخر فرما دیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ إسْحَاقَ وَالأوْزَاعِيُّ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قالَ: اعْتَكَفَ عِشْرِينَ مِنْ شَوَّالٍ.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو ابن اسحاق اور اوزاعی نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کیا ہے جب کہ امام مالک ؒ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا تو کہا: آپ ﷺ نے شوال کے بیس دن اعتکاف کیا۔

فوائد ومسائل: ① اعتکاف کے لیے حجرہ بنانا اس لیے مستحب ہے کہ معتکف اس جگہ میں دیگر لوگوں سے علیحدہ ہو

٢٤٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الاعتكاف، باب: متى يدخل من أراد الاعتكاف في معتكفه، ح: ١١٧٣ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف النساء، ح: ٢٠٣٣ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

کر نوافل' تلاوت قرآن کریم اور اذکار وغیرہ میں مشغول رہے۔ یہ لوگوں کے ساتھ بلاضرورت اختلاط کرے' نہ دوسرے ہی اس کو مشغول کریں۔ ② خواتین کو بھی مساجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ گھروں میں اعتکاف کرنا خیر القرون سے ثابت نہیں ہے۔ گھر میں مقام عبادت کو اصطلاحاً مسجد نہیں کہا جا سکتا اور نہ اس پر معروف مسجد والے احکام ہی منطبق ہوتے ہیں۔ ③ اعمال خیر میں بنیادی طور پر اخلاص اور اللہ تعالیٰ ہی کی رضا مقصود ہونی چاہیے۔ ازواج مطہرات کے مذکورہ بالا عمل میں رشک کا پہلو غالب تھا جو اگرچہ عام افراد امت کے لیے تو محمود ہے مگر ازواج نبی ﷺ کا مقام ان سے بالاتر ہے۔ اس لیے نبی ﷺ نے پسند نہیں فرمایا اور یہی معنی ہیں اس معروف قول کے کہ [حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ] یعنی عام صالحین کے عام صالح اعمال بعض اوقات مقرب لوگوں کے حق میں عیب اور تقصیر شمار کیے جاتے ہیں۔ ④ شوہر اگر راضی نہ ہو تو عورت کو اپنا اعتکاف ختم کر دینا چاہیے۔ ⑤ فوت شدہ یا توڑے گئے اعتکاف کی قضا دینا مستحب ہے' واجب نہیں۔ جیسے کہ ازواج مطہرات کے متعلق اس قسم کا کوئی بیان نہیں ہے کہ ان سے اس اعتکاف کی قضا کروائی گئی تھی۔ ⑥ غیر رمضان میں اعتکاف کے دوران میں روزہ شرط نہیں ہے۔ ⑦ اعتکاف کا آغاز کب سے کرنا ہے؟ احادیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ اس حدیث میں صرف یہ ہے کہ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر حجرۂ اعتکاف میں داخل ہوتے۔ دوسری روایات میں ہے کہ آپ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ معتکف ۲۰ رمضان کو مغرب سے پہلے پہلے مسجد میں آ جائے' رات مسجد میں گزارے اور فجر کی نماز پڑھ کر حجرۂ اعتکاف میں داخل ہو جائے۔ اس طرح کرنے سے اس کا رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کے ساتھ گزرے گا اور مذکورہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیسویں رمضان کو فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کا آغاز کیا جائے' کیونکہ حدیث میں آپ کے نمازِ فجر کے بعد حجرۂ اعتکاف میں داخل ہونے کی صراحت ہے۔ لیکن اس طرح ۳۰ رمضان ہونے کی صورت میں اعتکاف کے ۱۱ دن بن جاتے ہیں جسے عشرہ قرار نہیں دیا جا سکتا' جب کہ نبی ﷺ کا عمل' عشرۂ اخیر کے اعتکاف کا منقول ہے' اس لیے پہلی رائے ہی راجح اور صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: أَيْنَ يَكُونُ الْاعْتِكَافُ؟ (التحفة ٧٨)

باب:۷۸-اعتکاف کہاں ہونا چاہیے؟

٢٤٦٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أَخبرنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ

۲۴۶۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے مجھے مسجد نبوی میں وہ جگہ دکھلائی جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرمایا

٢٤٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح:٢٠٢٥، ومسلم، الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح:١١٧١/ ٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

رَمَضَانَ. قال نَافِعٌ: وَقَدْ أَرَانِي عَبْدُ الله الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ يَعْتَكِفُ فِيهِ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ.

کرتے تھے۔

فائدہ: اعتکاف کیلئے مسجد ہی مشروع ومسنون مقام ہے جیسے کہ قرآن مجید نے ذکر کیا ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرۃ:۱۸۷) ''اور جب تک تم مساجد میں اعتکاف کیے ہوئے ہو تو عورتوں سے ملاپ نہ کرو۔''

٢٤٦٦- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عن أبي بَكْرٍ، عنْ أبي حَصِينٍ، عنْ أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ كُلَّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا.

۲۴۶۶-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جس سال آپ کا وصال ہوا آپ نے بیس دن اعتکاف فرمایا۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ وسط رمضان میں بھی اعتکاف ہوسکتا ہے۔ شاید نبی ﷺ کو قربِ اجل کا علم ہو گیا تھا اس لیے آپ عبادت میں بہت حریص ہو گئے تھے۔ اس رمضان میں جبرئیل امین علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دو بار دور کیا تھا۔

(المعجم ٧٩) - باب الْمُعْتَكِفِ يَدْخُلُ الْبَيْتَ لِحَاجَتِهِ (التحفة ٧٩)

باب:۷۹-معتکف اپنی ضروری حاجت کے لیے گھر جا سکتا ہے

٢٤٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ، وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إلَّا لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ.

۲۴۶۷-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کے دوران میں اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ قضائے حاجت کے لیے ہی گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔

٢٤٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من رمضان، ح: ٢٠٤٤ من حديث أبي بكر بن عياش به.

٢٤٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله وطهارة سؤرها . . . الخ، ح: ٢٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣١٢، (والقعنبي، ص: ٢٣١)، وانظر الحديث الآتي.

فوائد و مسائل: ① اثنائے اعتکاف میں بیوی اپنے شوہر کی خدمت کر سکتی ہے خواہ حائضہ بھی ہو۔ (صحیح البخاری، الاعتکاف، حدیث:۲۰۳۱) مگر عمر کے لحاظ سے احتیاط لازم ہے۔ ② روزے اور اعتکاف میں جسم و لباس کی نظافت کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ ③ قضائے حاجت کے لیے انسان اپنے معتکف اور مسجد سے باہر یا اپنے گھر بھی جا سکتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی خادم میسر نہ ہو تو کھانا کھانے کے لیے جانا بھی مباح ہوگا۔ ④ اس حدیث کی سند میں عن عروہ کے بعد عن عمرة بنت عبدالرحمن "المزيد في متصل الاسانيد" کی قسم سے ہے۔ (بذل المجهود)

٢٤٦٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عنْ عَائِشَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۲۴۶۸- ابن شہاب زہری بواسطہ عروہ اور عمرہ حضرت عائشہ ؓ سے اور وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کرتی ہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يُتَابِعْ أحَدٌ مَالِكًا عَلَى عُرْوَةَ عنْ عَمْرَةَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَزِيَادُ بنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمَا عنِ الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں اور ایسے ہی یونس نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ اور کسی نے بھی عروہ عن عمرہ کی سند میں مالک کی متابعت نہیں کی ہے۔ معمر اور زیاد بن سعد وغیرہ زہری عن عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

٢٤٦٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ هِشَام بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَكُونُ مُعْتَكِفًا في المَسْجِدِ، فَيُنَاوِلُنِي رَأْسَهُ مِنْ خَلَلِ الْحُجْرَةِ فَأَغْسِلُ رَأْسَهُ.

۲۴۶۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے، آپ حجرے میں سے اپنا سر میری طرف کر دیتے اور میں آپ کا سر دھو دیتی۔

وَقالَ مُسَدَّدٌ: فَأُرَجِّلُهُ وَأنَا حَائِضٌ.

مسدد کے الفاظ ہیں: میں آپ کی کنگھی کر دیتی

٢٤٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، أبواب الاعتكاف، باب: لا يدخل البيت إلا لحاجة، ح: ٢٠٢٩ عن قتيبة به.

٢٤٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ٢٩٥، ٢٠٣٠، ٥٩٢٥، ومسلم، ح: ٢٩٧ من حديث هشام بن عزوة به.

جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

٢٤٧٠- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بن شَبُّويَه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بن حُسَيْنٍ، عنْ صَفِيَّةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مُعْتَكِفًا فَأتَيْتُهُ أزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي، وَكَانَ مَسْكَنُهَا في دَارِ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأنْصَارِ، فَلَمَّا رَأيَا النَّبِيَّ ﷺ أسْرَعَا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا إنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» قالَا: سُبْحَانَ الله! يَارَسُولَ الله! قال: «إنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أنْ يَقْذِفَ في قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» أوْ قالَ: «شَرًّا».

٢٤٧٠-ام المومنین حضرت صفیہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے اور میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی' پھر میں واپس آنے کے لیے اٹھی تو آپ بھی مجھے واپس چھوڑنے کے لیے کھڑے ہو گئے جبکہ میری رہائش حضرت اسامہ بن زید ؓ کے احاطے میں تھی۔ تو (ہمارے پاس سے) دو انصاری گزرے' جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو وہ جلدی جلدی چلنے لگے' نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''رک جاؤ! یہ میرے ساتھ (میری اہلیہ) صفیہ بنت حُيَيّ ہے۔'' ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے رسول! (آپ کو کسی قسم کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہی نہیں) آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان انسان کے جسم میں ایسے چلتا ہے جیسے خون' مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔'' یا فرمایا: ''برائی نہ ڈال دے۔''

٢٤٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أبو الْيَمَانِ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ بِإسْنَادِهِ بِهٰذَا قالَتْ: حَتَّى إذَا كَانَ عِنْدَ بَابِ المَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ وَسَاقَ مَعْنَاهُ.

٢٤٧١-شعیب' زہری سے ان کی سند سے یہ روایت بیان کرتے ہیں...... (حضرت صفیہ بیان کرتی ہیں کہ) جب آپ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے جو کہ حضرت ام سلمہ ؓ کے گھر کے دروازے کے پاس تھا تو آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے۔ اور مذکورہ بالا (حدیث) کے ہم معنی بیان کیا۔

٢٤٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٨١، ومسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٥ من حديث عبدالرزاق به.

٢٤٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب: هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى باب المسجد؟ ح: ٢٠٣٥ عن أبي اليمان به.

فوائد ومسائل: ① بیوی اور دیگر تعلق داروں کو معتکف سے ملاقات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ملاقاتیں ایک حد تک ہونی چاہئیں اور اس اثنا میں ضروری گفتگو بھی ہو سکتی ہے۔ ② حضرت صفیہ ﷞ کی نبی ﷺ سے حالت اعتکاف میں ملاقات کا یہ واقعہ صحیح بخاری (حدیث:۲۰۳۵) میں بھی ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ حضرت صفیہ (زوجۂ مطہرہ) کا گھر مسجد کے دروازے سے متصل ہی تھا، اس لیے رخصت کے وقت نبی ﷺ مسجد کے دروازے تک ان کے ساتھ معتکف سے باہر آئے۔ بنا بریں اس واقعے سے یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ معتکف بیوی کو گھر تک چھوڑنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ ہاں حوائج ضروریہ کا انتظام مسجد کے اندر نہ ہو تو بات اور ہے۔ ان کے لیے باہر جانا مجبوری کے تحت جائز ہوگا۔ ③ انسان کو بالعموم اور حساس مناصب پر فائز شخصیات کے لیے بالخصوص ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہر طرح کے شبہات سے پاک رکھیں۔ اور کسی متوقع شبہ کا قبل از وقوع ازالہ کر دینا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

(المعجم ٨٠) - بَابُ الْمُعْتَكِفِ يَعُودُ الْمَرِيضَ (التحفة ٨٠)

باب:۸۰- معتکف کسی مریض کی عیادت وغیرہ کے لیے جائے (یا نہیں؟)

٢٤٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ أبي سُلَيْمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْقَاسِمِ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ قال النُّفَيْلِيُّ: قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ بالمَرِيضِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ وَلَا يُعَرِّجُ يَسْأَلُ عَنْهُ. وَقَالَ ابنُ عِيسَى قَالَتْ: إنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُ المَرِيضَ، وَهُوَ مُعْتَكِفٌ.

۲۴۷۲- حضرت عائشہ ﷞ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایام اعتکاف میں مریض کے پاس سے گزرتے اور اپنی راہ چلتے جاتے اور اس کا حال احوال پوچھتے مگر اس غرض سے اس کی طرف مڑتے نہ تھے۔ اور ابن عیسیٰ نے کہا کہ عائشہ ﷞ نے کہا: نبی ﷺ اعتکاف کی حالت میں مریض کی عیادت کر لیتے تھے۔

٢٤٧٣- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنَا خَالِدٌ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابنَ

۲۴۷۳- حضرت عائشہ ﷞ نے فرمایا: معتکف کے لیے سنت یہ ہے کہ مریض کی عیادت کو نہ جائے، جنازے

٢٤٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٢١ من حديث أبي داود به * ليث بن أبي سليم تقدم، ح: ١٣٢، ١٠٠٦.

٢٤٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٢٠١، ح: ٢٣٣٨ من حديث الزهري به، ولم يذكر فيه سماعًا من عروة، ورواه مالك في الموطأ: ١/ ٣١٢ مختصرًا جدًا.

إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا، وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ، وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ.

میں شریک نہ ہو' عورت سے مس نہ کرے اور نہ اس سے مباشرت (صحبت) کرے اور کسی انتہائی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکلے۔ اور روزے کے بغیر اعتکاف نہیں اور مسجد جامع کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: غَيْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إِسْحَاقَ لَا يَقُولُ فِيهِ: قَالَتْ: السُّنَّةُ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَعَلَهُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کے علاوہ کسی نے "السُّنَّة" کے لفظ نہیں کہے۔ اور انہوں نے اسے حضرت عائشہ ؓ کا قول قرار دیا ہے۔

فائدہ: اس باب کی مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ اس لیے اس میں بیان کردہ وہی باتیں صحیح ہیں جو دیگر صحیح روایات سے ثابت ہیں اور دیگر باتیں غیر صحیح ہیں۔

٢٤٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بُدَيْلٍ عَنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ الله عنه جَعَلَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَيْلَةً أَوْ يَوْمًا عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ؟ فَقَالَ: «اعْتَكِفْ وَصُمْ».

۲۴۷۴- حضرت ابن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے ایام جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ کعبہ میں ایک رات یا دن کا اعتکاف کروں گا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "اعتکاف کرو اور روزہ (بھی) رکھو۔"

فائدہ: اس روایت میں "دن" کا ذکر اور "روزہ بھی رکھو" کا بیان صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت صحیح بخاری میں ہے' اس میں دن کا اور روزہ رکھنے کے حکم کا ذکر نہیں ہے۔ (صحیح البخاری' الاعتکاف' حدیث : ۲۰۳۳) بہر حال نیکی کے کام کی نذر خواہ جاہلیت کے دور میں مانی گئی ہو' پوری کرنی چاہیے۔

٢٤٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ٣٣٥٥ من حديث عبدالله بن بديل به، وقال أبوبكر النيسابوري: "هذا حديث منكر ... وابن بديل ضعيف الحديث" (الدار قطني: ٢/ ٢٠٠، ٢٠١)، والحديث الصحيح ليس فيه "وصم".

٢٤٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ أَبَانَ بنِ صَالِحٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْعَنْقَزِيَّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُدَيْلٍ بإسْنَادِهِ نَحْوَهُ قالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ مُعْتَكِفٌ إذْ كَبَّرَ النَّاسُ فَقالَ: مَا هٰذَا يَاعَبْدَ اللهِ؟ قالَ: سَبْيُ هَوَازِنَ أَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ قالَ: وَتِلْكَ الْجَارِيَةَ، فأرْسِلْهَا مَعَهُمْ.

۲۴۷۵-عبداللہ بن بدیل نے (یہی روایت) اپنی سند سے اسی کی مانند روایت کی۔ اس میں اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعتکاف میں تھے کہ لوگوں نے یکا یک تکبیر بلند کی۔ انہوں نے پوچھا: اے عبداللہ (ابن عمر)! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہوازن کے قیدیوں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو اس لونڈی کو بھی (جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھی) ان کے ساتھ چھوڑ دو۔

فائدہ: اثنائے اعتکاف میں صدقہ و خیرات اور اس طرح کا مالی تصرف باعث اجر ہے۔

(المعجم ٨١) - بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْتَكِفُ (التحفة ٨١)

باب:۸۱-استحاضہ والی اعتکاف کر سکتی ہے

٢٤٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ عن خَالِدٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ، فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْحُمْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي.

۲۴۷۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج سے ایک نے آپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔ اسے زردی مائل یا سرخ سا خون آتا تھا۔ (استحاضہ کی وجہ سے) تو ہم کبھی اس کے نیچے لگن بھی رکھ دیا کرتے تھے اور وہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔

فوائد و مسائل: ① استحاضہ کے ایام حکماً پاکیزگی کے دن ہوتے ہیں اور ان میں نماز' روزہ اور اعتکاف وغیرہ سب امور صحیح ہیں مگر لازمی ہے کہ مسجد کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔ ② اس پر قیاس کرتے ہوئے دائم الحدث (جس کا وضو برقرار نہ رہتا ہو) کا بھی یہی حکم ہوگا۔ یعنی حدث کی حالت میں اس کے لیے نماز پڑھنا جائز ہوگا' اور وہ شخص بھی اسی حکم میں ہوگا جس کے زخم سے خون رس رہا ہو۔

٢٤٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الجصاص في أحكام القرآن: ١/ ٣٠٦ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٢٤٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب اعتكاف المستحاضة، ح: ٢٠٣٧ عن قتيبة به.

سنن ابو داود (اردو)

تالیف

امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج

نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی واصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

سنن ابوداؤد (اُردو)

كتاب الطب كتاب الأدب

جلد سوم

تالیف
امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد
فضیلۃ الشیخ ابوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج
حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تنقیح و اضافہ
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل
پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام : سُنن ابُو داوُدؒ

جلد : سوم

تالیف : امام ابُو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ : فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

اشاعت اول : اگست 2012ء

باہتمام : اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ لمیٹڈ)

تعداد : 500

مطبع : گلشن آفسیٹ پرنٹرس، دہلی

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔

نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.
3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011-23276879, 23266879 Fax:23256681
e-mail: ateqad@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
۳۰۹۵ ، سرسیّد احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

فہرست مضامین (جلد سوم)

٢٠- كِتَابُ الْجَنَائِزِ — جنازے کے احکام ومسائل — 491

جہاد کی اہمیت وفضیلت

[جہاد، جہد] سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں "محنت ومشقت۔" اس معنی کے اعتبار سے دین کے لیے کی جانے والی تمام مساعی (جانی، مالی، قولی، فکری، فعلی اور تحریری سبھی) جہاد میں شامل ہیں۔ تاہم اصطلاحاً وعرفاً نفس اَمّارہ کا بمقابلہ "مجاہدہ" اور دشمن اور فسادیوں کے ساتھ مسلح آویزش کو "جہاد" کہتے ہیں۔ مکی دور میں کفار کے ساتھ ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ "اعراض ودرگزر سے کام لو۔" کا حکم تھا، مگر مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کے بعد مسلمانوں کو مسلح مقابلے کی اجازت دے دی گئی اور فرمایا گیا:

﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ﴾ (الحج:٣٩) "ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں (مسلح قتال کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ یہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر خوب قدرت رکھتا ہے۔" بعدازاں اس عمل کو امت پر من حیث المجموع واجب کر دیا گیا اور فرمایا گیا:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ٢١٦) "(کفار سے) قتال کرنا تم پر فرض کر دیا گیا ہے اور ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز بری لگے اور وہ (درحقیقت) تمہارے

لیے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ کوئی چیز تمہیں بھلی لگے اور وہ (حقیقت میں) تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' اور عام حالات میں جہاد فرض کفایہ ہے۔

جہاد کی فضیلت کی بابت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے اچھا اور افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ۔'' (صحيح البخاري' العتق ' باب أي الرقاب أفضل؟ حديث:۲۵۱۸) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل' جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا' کون سے اعمال سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں؟ یا کون سے اعمال بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' پھر پوچھا گیا' اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جہاد (نیک) اعمال کی کوہان ہے۔'' (جامع الترمذي' فضائل الجهاد' حديث:۱۶۵۸) دین اسلام میں جہاد کی بہت زیادہ اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان لانے کے بعد جہاد فی سبیل اللہ بلند ترین درجات کے حصول کا اور رنج وغم اور مصائب ومشکلات سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے' اسی طرح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ہجرت اور جہاد کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ تین گھر بناتا ہے' ایک گھر جنت کے گرد' ایک جنت کے وسط میں اور ایک جنت کے بالا خانوں میں۔ (سنن النسائي' الجهاد' حديث:۳۱۳۵)

جہاد کی اہمیت کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ لیا نہ کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش ہی پیدا ہوئی' وہ نفاق کے ایک درجہ میں مرے گا۔'' (صحيح مسلم' الإمارة' حديث: ۱۹۱۰) اسی طرح آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے کبھی جہاد میں حصہ نہ لیا اور نہ کبھی مجاہد کی مدد ہی کی' اللہ تعالیٰ اسے دنیا ہی میں سخت مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔'' (سنن أبي داود' الجهاد' حديث : ۲۵۰۳)

قرآن وحدیث میں جہاد کی تعلیم اور ترغیب کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں۔

صرف امت کو جہاد کی ترغیب اور فضیلت ظاہر کرنے کے لیے نہ تھے بلکہ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی تڑپ پیدا کرے' تا کہ اس گئے گزرے دور میں بھی دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے' ہر طرف دین اسلام ہی کا بول بالا ہو اور دین اسلام باقی تمام ادیان پر غالب آ جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٥) - كِتَاب الْجِهَادِ (التحفة ٩)

جہاد کے مسائل

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي الْهِجْرَةِ وَسُكْنَى الْبَدْوِ (التحفة ١)

٢٤٧٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابنَ مُسْلِمٍ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عنِ الهِجْرَةِ فقالَ: «وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الهِجْرَةِ شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟» قالَ: نَعَمْ. قالَ: «فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟» قالَ: نَعَمْ، قالَ: «فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ الله لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا».

باب:۱- ہجرت کا بیان اور دیہات میں سکونت

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ سے ہجرت کے متعلق دریافت کیا۔ (مدینہ منورہ میں سکونت کے لیے بیعت کرنی چاہی) آپ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! ہجرت کا معاملہ انتہائی سخت ہے' کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''ان کی زکاۃ دیتے ہو؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''ان بستیوں کے پار عمل کیے جاؤ' اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔''

فوائد و مسائل: ① [هجرة] لغت میں ''چھوڑ دینے'' کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً یہ ہے کہ انسان اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی غرض سے دارالکفر' دارالفساد اور دارالمعاصی کو چھوڑ کر دارالاسلام اور دارالصلاح کی سکونت اختیار کرلے۔ اور ہجرت کی جان یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کے منع کردہ امور سے باز رہے۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی

٢٤٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح: ٦١٦٥، ومسلم، الإمارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الإسلام والجهاد والخير . . . الخ، ح: ١٨٦٥ من حديث الوليد بن مسلم به.

صراحت ہے۔(صحيح البخارى، الإيمان، حديث : ١٠) ② ہجرت کے تقاضے انتہائی شدید ہیں' یہ کوئی آسان عمل نہیں ہے۔ ③ [اَلْبِحَارُ] کا لفظ عربی زبان میں بستیوں اور شہروں پر بھی بولا جاتا ہے۔
④ اعمال کی بنیاد ایمان اور اخلاص پر ہے۔

٢٤٧٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن الْمِقْدَامِ ابنِ شُرَيْحٍ، عن أبيهِ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنها عن الْبَدَاوَةِ؟ فقالتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَبْدُو إِلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقالَ: «يَاعَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ».

۲۴۷۸- مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ بستی اور دیہات میں سکونت اختیار کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ (کبھی کبھار) ان ٹیلوں اور میدانوں کی طرف چلے جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار باہر جانے کا ارادہ فرمایا اور میری طرف صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک جوان اونٹنی بھیجی (کہ سواری کے دوران میں اس پر کچھ سختی کرنی پڑی) تو آپ نے فرمایا: "عائشہ! نرم خوئی سے کام لو' نرمی جس چیز میں بھی آ جائے وہ مزین ہو جاتی ہے اور جس سے نکال لی جائے وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت کا پہلا حصہ [هذه التلاع] صحیح ثابت نہیں ہے۔(علامہ البانی) تاہم تدبر فی الانفس کی نیت سے آدمی کسی وقت عزلت و تنہائی اختیار کرے تو مفید ہے۔ جس کی صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② جب حیوانات سے نرم خوئی ممدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں سے یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْهِجْرَةِ هَلِ انْقَطَعَتْ (التحفة ٢)

باب:۲- کیا ہجرت منقطع ہو چکی ہے؟

٢٤٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بنِ

۲۴۷۹- حضرت معاویہ ؓ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے:

٢٤٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٥٨ من حديث شريك القاضي به، وتابعه شعبة عند مسلم، ح: ٢٥٩٤، والحديث في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ١٢/ ٣٣٥.

٢٤٧٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٩، والنسائي في الكبرى، ح: ٨٧١١ من حديث حريز بن عثمان به، أبو هند لم يعرفه الذهبي، وللحديث شاهد عند أحمد: ١/ ١٩٢، والطحاوي في مشكل الآثار: ٣/ ٢٥٩.

عُثْمَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي عَوْفٍ، عن أبي هِنْدٍ، عن مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَنْقَطِعُ الهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ، وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا».

''ہجرت ختم نہیں ہو سکتی' حتی کہ توبہ منقطع ہو جائے' اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی' حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔''

فائدہ: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' آثار قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اور اس وقت تک توبہ کرنے کا کھلا موقع ہے۔ اسی طرح دین وایمان کی حفاظت کے لیے اگر انسان دارالکفر کو چھوڑے اور دارالاسلام میں سکونت اختیار کرے تو اس کے ''مہاجر'' ہونے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

۲٤٨٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بن أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ - فَتْحِ مَكَّةَ -: «لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا».

۲۴۸۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا: ''(اب) ہجرت نہیں ہے' لیکن جہاد اور نیت باقی ہے' جب تمہیں جہاد کے لیے دعوت دی جائے تو نکل کھڑے ہو۔''

فائدہ: چونکہ فتح مکہ سے پہلے جہاں آدمی رہ رہا تھا' اسلام لانے کے بعد اسے وہاں سے مدینہ کو ہجرت کرنا واجب تھا' اور مکہ ان تمام جنگوں کا مرکز تھا۔ اب فتح مکہ کے بعد وہ دارالاسلام بن گیا تو اس سے ہجرت کا کوئی معنی باقی نہ رہا۔ مگر باقی دنیا میں جہاں کہیں احوال دگرگوں ہوں تو اپنے اسلام وایمان کی حفاظت کے لیے نقل مکانی مطلوب وماجور ہے۔ اور ایسے ہی جہاد بھی قیامت تک کیلئے جاری ہے۔

۲٤٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إسْمَاعِيلَ بنِ أبي خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَامِرٌ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو وَعِنْدَهُ

۲۴۸۱- عامر (شعبی) نے کہا: ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے پاس آیا جب کہ ان کے پاس اور کچھ لوگ بھی موجود تھے' وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گیا اور

۲٤٨٠_ تخريج: أخرجه البخاري عن عثمان بن أبي شيبة به، كما تقدم: ۲۰۱۸، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ١٠٨/٥ من حديث أبي داود به.

۲٤٨١_ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ح: ١٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

الْقَوْمُ حَتى جَلَسَ عِنْدَهُ، فَقَالَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى الله عَنْهُ».

کہا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''مسلمان'' وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اور ''مہاجر'' وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔''

فائدہ: ایک باکردار مسلمان کے اوصاف کو اس حدیث میں جس مختصر اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً الہامی ہیں۔ ہر مسلمان اپنے آپ کو اس آئینے میں جانچ کر اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي سُكْنَى الشَّامِ (التحفة ٣)

باب:٣- دیار شام میں سکونت اختیار کرنا

٢٤٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ، فَخِيَارُ أَهْلِ الأرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى في الأرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ الله وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ».

٢٤٨٢- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی' زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دار ہجرت کو اختیار کیے ہوں گے۔ اور (قرب قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی' اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔''

فائدہ: جزیرۃ العرب کے شمال مغربی علاقہ کو ''شام'' سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں آج کل لبنان' اردن' فلسطین اور سوریا (شام) کی ریاستیں قائم ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ علاقہ قبلہ سے بائیں جانب واقع ہے یا بنو کنعان نے اس کی بائیں جانب کا رخ کیا تھا یا یہ کہ اس میں زمین کے طبقات مختلف ہیں۔ اس میں سرخ' سفید اور سیاہ ہر طرح کی زمین پائی جاتی ہے اور اس مفہوم کے لیے ''شامات'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (قاموس)

٢٤٨٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٠٩ من حديث هشام الدستوائي به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ٥١٠، ٥١١، وأبي نعيم في الحلية: ٦/ ٦٦ وغيرهما.

٢٤٨٣- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَني بَحِيرٌ عن خَالِدٍ يَعْني ابنَ مَعْدَانَ، عن ابنِ أبي قُتَيْلَةَ، عن ابنِ حَوَالَةَ قالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «سَيَصِيرُ الأمْرُ إلَى أنْ تَكُونُوا جُنُودًا مُجَنَّدَةً: جُنْدٌ بالشَّامِ، وَجُنْدٌ باليَمَنِ، وَجُنْدٌ بالْعِرَاقِ». قالَ ابنُ حَوَالَةَ: خِرْ لِي يَارَسُولَ الله! إنْ أدْرَكْتُ ذٰلِكَ، فقالَ: «عَلَيْكَ بالشَّامِ، فإنَّهَا خِيرَةُ الله مِنْ أرْضِهِ، يَجْتَبِي إلَيْهَا خِيرَتَهُ مِنْ عِبَادِهِ، فأمَّا إذْ أبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُم وَاسْقُوا مِنْ غُدَرِكُمْ، فإنَّ الله تَوَكَّلَ لِي بالشَّامِ وَأهْلِهِ».

۲۴۸۳- حضرت (عبداللہ) بن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حالات اس طرح ہو جائیں گے کہ تم لوگ مختلف گروہوں اور لشکروں میں جمع ہو جاؤ گے' ایک لشکر شام میں ہوگا' ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔'' ابن حوالہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے منتخب فرما دیجیے' اگر یہ حالات پاؤں' تو کہاں سکونت اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ''شام کو اختیار کر لینا' بلاشبہ یہ علاقہ اللہ عزوجل کا پسندیدہ ہے' اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو یہیں جمع فرما دے گا لیکن اگر تم لوگ اس سے انکار کرو' تو پھر اپنے یمن کو اختیار کرنا اور اپنے تالابوں کا پانی پینا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق (فتنوں سے حفاظت کی) ضمانت دی ہے۔''

فائدہ: علاقۂ شام' مبارک علاقوں میں سے ہے۔ اللہ عزوجل نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری و باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے۔ علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیاء کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیرو ہیں۔ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اسی علاقہ میں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں یہ سب وقتی چیز ہے۔ اور اس سے کوئی بھی علاقہ خالی نہیں ہے۔ جو ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي دَوَامِ الْجِهَادِ (التحفة ٤)

باب:۴- جہاد ہمیشہ جاری رہے گا

٢٤٨٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۲۴۸۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

٢٤٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٠ عن حيوة به، رواية بقية عن بحير محمولة على السماع، سواء صرح بالسماع أم لا، انظر كتابي "الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين".

٢٤٨٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٩، ٤٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه أبوالعلاء يزيد بن عبدالله بن الشخير، أحمد: ٤/ ٤٣٤، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٤٥٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتادَةَ، عن مُطَرِّفٍ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ، حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ المَسِيحَ الدَّجَّالَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے قتال کرتا رہے گا اور وہ اپنے مقابل آنے والوں پر غالب رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال سے لڑائی کرے گا۔''

فائدہ: اس ''گروہ'' سے مراد عقیدۂ توحید وسنت کے حامل اور اتباع رسول ﷺ کے پابند لوگ ہیں' ان کے نام مختلف زمانوں میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ ان کی پہچان ان کا عقیدہ وعمل اور کردار ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ الْجِهَادِ (التحفة ٥)

باب:۵- جہاد کا ثواب

٢٤٨٥- حَدَّثَنا أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عن أبي سَعِيدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ سُئِلَ: أيُّ المُؤْمِنِينَ أكْمَلُ إيمانًا؟ قال: «رَجُلٌ يُجَاهِدُ في سَبِيلِ الله بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ يَعْبُدُ الله في شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ قَدْ كَفَى النَّاسَ شَرَّهُ».

۲۴۸۵- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مومنوں میں سے کون سا آدمی کامل ایمان والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتا ہو' اور وہ آدمی جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اور لوگوں کو اس کی برائی نہ پہنچتی ہو۔''

فائدہ: جہاد کے بعد' مجاہدے کی فضیلت ہے۔ اور ''پہاڑ کی گھاٹی'' میں عبادت سے مقصود یہ ہے کہ آدمی دکھلاوے اور سنانے کی کیفیات سے بہت بعید ہو' یا دورانِ جہاد میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے عبادت بھی کرتا ہو' یا یہ بیان ہے کہ جب معاشرے میں دین وایمان خطرے میں ہو اور صحبت صالح میسر نہ ہو تو ان سے علیحدہ ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ السِّيَاحَةِ (التحفة ٦)

باب:۶- سیاحت ممنوع ہے

٢٤٨٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أفضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، ح:٢٧٨٦، ومسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح:١٨٨٨ من حديث الزهري به.

٢٤٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ التَّنُوخِيُّ أبُو الْجَمَاهِرِ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: أخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بنُ الْحَارِثِ عن الْقَاسِمِ أبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عن أبي أُمَامَةَ أنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ الله! ائْذَنْ لِي بالسِّيَاحَةِ. قال النَّبِيُّ ﷺ: «إنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ في سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ».

۲۴۸۶-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور اجازت مانگی کہ مجھے سیاحت کی اجازت مرحمت فرمائیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''سیر و سیاحت'' کی عام عرفی مفہوم میں شریعت کے اندر کوئی حیثیت نہیں' جیسے کہ خوش حال بے فکرے لوگ کسی اہم مقصد کے بغیر ہی ملک ملک گھومتے پھرتے ہیں۔ اس میں بالعموم مال کا اسراف ہے اور وقت کا ضیاع بھی۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی جبکہ مسلمان کی پوری زندگی بامقصد اعمال میں بسر ہوتی ہے۔ اسلام میں اس کا نعم البدل جہاد ہے۔ اور قرآن مجید میں جو کئی مقامات پر ﴿سِيْرُوا فِي الْاَرْضِ﴾ کا حکم ہے وہ علم اور تدبر فی الانفس والآفاق کی غرض سے ہے۔ اس نیت سے سیاحت میں کوئی حرج نہیں اور جہاد کی سیاحت ان سب اغراض کی جامع ہے۔ ② صوفیاء کی سیاحت کا شریعت میں کوئی جواز نہیں سوائے اس کے کہ تعلیم و تعلم کی غرض سے ہو۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْقَفْلِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٧)

باب: ۷- جہاد سے واپس لوٹنے کا ثواب

٢٤٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عَيَّاشٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ عن ابنِ شُفَيٍّ، عن شُفَيِّ بنِ مَاتِعٍ، عن عَبْدِ الله هُوَ ابنُ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ».

۲۴۸۷-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہاد سے واپس لوٹنا (فضیلت اور ثواب میں) ایسے ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔''

فائدہ: مجاہد کے تمام اعمال اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب اور رفع درجات کا باعث ہوتے ہیں۔ جہاد سے

٢٤٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٦١ من حديث محمد بن عثمان به، وصححه الحاكم: ٢/٨٣، ووافقه الذهبي.

٢٤٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٤ من حديث الليث بن سعد به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٧٣، ووافقه الذهبي.

واپسی کے بعد مجاہد جہاد ہی کی تیاری کرتا' مزید قوت و وسائل فراہم کرتا اور اہل خانہ کی خبر گیری کرتا ہے' اس لیے اس کی واپسی بھی جہاد ہی کی طرح اجر و ثواب کی حامل ہے۔

(المعجم ٨) - **باب فَضْلِ قِتَالِ الرُّومِ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْأُمَمِ** (التحفة ٨)

باب:٨-دوسری قوموں کے مقابل رومیوں سے قتال کی فضیلت

٢٤٨٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ سَلَّامٍ: حَدَّثنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن فَرَجِ ابنِ فَضَالَةَ، عن عَبْدِ الْخَبِيرِ بنِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ، وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْأَلُ عن ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ؟، فقالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عن ابْنِكِ وَأَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ؟ فقالَتْ: أَنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ»، قالَتْ: وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُولَ الله؟ قال: «لأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الكِتَابِ».

۲۴۸۸-جناب عبدالخبیر بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے' وہ دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی جس کا نام ام خلّاد تھا' اس نے نقاب ڈالا ہوا تھا' اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کر رہی تھی جبکہ وہ (جہاد میں) مارا گیا تھا۔ اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی نے اس سے کہا: تم اپنے بیٹے کے بارے میں سوال کرنے آئی ہو اور نقاب ڈال رکھا ہے۔ (ایسی پریشانی میں پردے کا یہ اہتمام؟) اس نے کہا: اگر میرا بیٹا کھو گیا ہے تو میں نے اپنی حیا تو نہیں کھوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے بیٹے کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' اس نے پوچھا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔''

فائدہ: یہ حدیث' واعظوں کی بدولت خاصی مشہور ہے۔ لیکن ضعیف ہے۔ اس لیے اس کا بیان کرنا درست نہیں ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْبَحْرِ فِي الْغَزْوِ** (التحفة ٩)

باب:٩-غزوے کی غرض سے سمندر کا سفر کرنا

٢٤٨٩- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن مُطَرِّفٍ،

۲۴۸۹-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج' عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کی

٢٤٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٧٥ من حديث أبي داود به * فرج بن فضالة ضعيف، وعبدالخبير مجهول الحال، وثابت بن قيس مستور.

٢٤٨٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به * بشر وبشير مجهولان.

عن بِشْرٍ أبي عَبْدِ الله، عن بَشِيرِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ أَوْ مُعْتَمِرٌ أَوْ غَازٍ في سَبِيلِ الله، فإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا».

غرض کے سوا سمندری سفر نہ کیا جائے' بلاشبہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔"

ملحوظہ: یہ روایت ازحد ضعیف ہے جبکہ آگے آنے والے باب کی احادیث صحیح ہیں۔

(المعجم . . .) - باب فَضْلِ الْغَزْوِ في الْبَحْرِ (التحفة ١٠)

باب...... سمندر میں غزوے کی فضیلت

٢٤٩٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ [رضي الله عنه] قال: حدَّثَتْني أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال عِنْدَهُمْ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مَا أَضْحَكَكَ؟ قال: «رَأَيْتُ قَوْمًا مِمَّنْ يَرْكَبُ ظَهْرَ هٰذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلى الأسِرَّةِ». قالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ادْعُ الله أَنْ يَجْعَلَني مِنْهُمْ قال: «فَإِنَّكِ مِنْهُمْ». قالت: ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ما أَضْحَكَكَ؟ فقالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ. قالَتْ: قُلْتُ:

٢٤٩٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میری خالہ) ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اور یہ (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ان کے ہاں قیلولہ کیا۔ آپ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ کہتی ہیں' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ (میری امت میں سے) ایک قوم کے لوگ (بڑی شان سے) سمندر میں سفر کر رہے ہیں جیسے کہ بادشاہ تختوں پر ہوں۔" کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا: "تم بھی ان میں سے ہو۔" آپ پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ تو آپ

٢٤٩٠- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح:١٩١٢ من حديث حماد بن زيد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، ح:٢٧٩٩، ٢٨٠٠ من حديث يحيى ابن سعيد الأنصاري به.

يَارَسُولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ». قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَغَزَا فِي الْبَحْرِ، فَحَمَلَهَا مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قُرِّبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا، فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا فَمَاتَتْ.

نے پہلے والی بات بتائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے۔ آپ نے فرمایا: ''تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔'' انس بیان کرتے ہیں کہ بعد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور جہاد کے لیے سمندر کے سفر پر گئے اور ان (ام حرام) کو بھی ساتھ لے گئے اور جب واپس لوٹے تو ایک خچر ان کے لیے لایا گیا کہ اس پر سوار ہوں تو اس نے ان کو گرا دیا' اس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ وفات پا گئیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صریح اور واضح طور پر دلائل نبوت میں سے ہے' کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئی ہے جس کو سوائے اللہ عزوجل کے کوئی اور نہیں جان سکتا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کا علم ہوا۔ ② یہ سن ۲۸ ہجری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی بات ہے' جبکہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اس جہادی سفر کے امیر تھے، لہٰذا اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت بھی ثابت ہوئی۔ نیز ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی' جنھوں نے ان کی معیت میں یہ سمندری سفر کیا تھا' یہ ایک جہادی سفر تھا۔ ③ کسی خوش کن اور پسندیدہ بات پر ہنسنا جائز ہے۔

٢٤٩١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ وساقَ هٰذَا الحَدِيثَ.

۲۴۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء تشریف لے جاتے' تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں بھی جاتے اور وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا پیش کیا اور پھر بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں تلاش کرنے لگیں۔ اور یہی مذکورہ حدیث بیان کی۔

٢٤٩١- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح:٢٧٨٨، ٢٧٨٩، ومسلم، الإمارة، باب فضل الغزو في البحر، ح:١٩١٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٤، ٤٦٥.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَاتَتْ بِنْتُ مِلْحَانَ بِقُبْرُصَ.

ابوداود کہتے ہیں' بنت ملحان کی وفات قبرص میں ہوئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① ام سُلیم اور ام حرام نبی ﷺ کے محارم میں سے تھیں۔ کچھ نے ان کو آپ ﷺ کی رضاعی خالہ بتایا ہے اور کئی کہتے ہیں یہ آپ کے والد یا دادا کی خالہ تھیں۔ ② نبی کا خواب اور پیشین گوئیاں سب وحی پر مبنی ہوتی ہیں۔ ③ آپ علیہ السلام کے دوسرے خواب میں آپ کو کوئی دوسرے لوگ دکھائے گئے تھے۔ اس لیے آپ نے ام حرام رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں میں ہوگی۔ ④ سفر جہاد میں موت جس کیفیت میں بھی آئے مبارک ہوتی ہے ⑤ اس میں یہ پیش گوئی تھی کہ یہ امت برّ (خشکی) کے علاوہ بحر (سمندر) میں بھی جہاد کرے گی جو کہ ثابت ہے۔

٢٤٩٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن مَعْمَرٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أُخْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ الرُّمَيْصَاءِ قالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ ﷺ فاسْتَيْقَظَ وكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا، فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قال: «لَا» وَسَاقَ هٰذَا الْخَبَرَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

۲۴۹۲- حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ رمیصاء سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سو گئے' پھر جاگے جبکہ یہ اپنا سر دھو رہی تھیں' آپ جاگے تو ہنس رہے تھے' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میرے سر پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اور پوری حدیث بیان کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الرُّمَيْصَاءُ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: [رمیصاء] ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضاعی بہن ہیں اور یہی ام حرام بنت ملحان ہیں۔

٢٤٩٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَكَّارٍ الْعَيْشِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْجَوْبَرِيُّ الدِّمَشْقِيُّ المَعْنَى قال: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا هِلَالُ بنُ مَيْمُونٍ الرَّمْلِيُّ عن يَعْلَى بنِ

۲۴۹۳- حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں' آپ نے فرمایا: ''سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آ جائے تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے اور جو ڈوب کر مر جائے اس کو دو شہیدوں کا ثواب ہے۔''

٢٤٩٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٤٣٥ من حديث زيد بن أسلم به.

٢٤٩٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣٥ من حديث أبي داود به، ورواه الحميدي، ح: ٣٤٩.

شَدَّادٍ، عن أُمِّ حَرَامٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «الْمَائِدُ في الْبَحْرِ الَّذِي يُصِيبُهُ الْقَيْءُ، لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ، وَالْغَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ».

فائدہ: اس سے مراد جہاد یا حج وعمرہ کا سفر ہے' دیگر سمندری سفر جو اطاعت کے سفر ہوں ان میں بھی اس فضیلت کی توقع کی جانی چاہیے۔

۲۴۹۴- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ عَتِيقٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُسْهِرٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ ابنُ عَبْدِ الله يَعني ابنَ سَمَاعَةَ: أخبرنَا الأَوْزَاعِيُّ: حدَّثَني سُلَيْمَانُ بنُ حَبِيبٍ عن أبي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى الله عَزَّوَجَلَّ: رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بما نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله حَتَّى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ بما نَالَ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةٍ، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى الله عزَّ وَجَلَّ».

۲۴۹۴- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''تین (قسم کے) آدمیوں کا اللہ عزوجل ضامن ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتی کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹائے گا' دوسرا وہ آدمی جو مسجد کی طرف گیا تو اللہ اس کا ضامن ہے حتی کہ (اگر) اس کی وفات ہو جائے تو اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر وثواب اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا' اور تیسرا وہ آدمی جو سلام (یا سلامتی) کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل اس کا ضامن ہے۔''

فائدہ: گھر میں داخل ہونے والا ''السلام علیکم'' کہے جیسے کہ فرمایا: ﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ﴾ (النور:٦١)۔ ''جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو۔'' دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ دور فتن میں امن وسلامتی کی غرض سے لوگوں سے اختلاط کو کم کر دے اور گھر میں رہے تو ایسا آدمی اللہ کی ضمانت میں ہوگا۔ (خطابی)

۲۴۹۴ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح:١٠٩٤ من حديث أبي مسهر به، وصححه الحاكم: ٢/ ٧٣، ٧٤، ووافقه الذهبي.

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا (التحفة ١١)

باب:١٠-کافر کو قتل کرنے والے کی فضیلت

٢٤٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ يعْني ابنَ جَعْفَرٍ عن الْعَلَاءِ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا يَجْتَمِعُ في النَّارِ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ أبَدًا».

٢٤٩٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کافر اور اس کا قاتل (مجاہد) آگ میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

فائدہ: جہاد مجاہد کیلئے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اس طرح وہ جنت کا مستحق ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کے ذمے کوئی حقوق العباد ہوں۔ اگر یہ معاف نہ ہوئے اور کوئی عقاب ہوا بھی تو آگ کے بغیر ہو گا' مثلاً اعراف وغیرہ میں روکا جائے گا۔ (نووی) واللہ اعلم.

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ (التحفة ١٢)

باب:١١-غیر مجاہدین پر مجاہدوں کی خواتین کی حرمت واحترام کا بیان

٢٤٩٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن قَعْنَبٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ المُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ المُجَاهِدِينَ في أهْلِهِ إلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا قَدْ خَلَفَكَ في أهْلِكَ فَخُذْ مِنْ حَسَنَاتِهِ ما شِئْتَ»، فَالْتَفَتَ إلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فقال: «ما ظَنُّكُم».

٢٤٩٦- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خانہ نشین لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت ایسے (واجب اور لازم) ہے جیسے کہ ان کی اپنی مائیں ہوں' جو کوئی (جہاد سے) پیچھے رہے اور مجاہدین کے اہل میں خیانت (بدنظری یا خباثت) کا معاملہ کرے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے لیے جھنڈا لگایا جائے گا اور (اسے اہل محشر میں رسوا کرتے ہوئے) مجاہد سے کہا جائے گا: یہی شخص ہے جو تیرے پیچھے تیرے اہل میں برائی کرتا رہا' اس کی نیکیوں میں سے جو لینا چاہتا

٢٤٩٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب من قتل كافرًا ثم سدد، ح: ١٨٩١ من حديث إسماعيل بن جعفر به.

٢٤٩٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين، وإثم من خانهم فيهن، ح: ١٨٩٧ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح: ٢٣٣١.

ہے لے لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تو تمہارا کیا خیال ہے؟'' (بھلا وہ کچھ چھوڑے گا' یعنی ہرگز نہیں' سبھی نیکیاں سمیٹ لے گا۔)

[قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ قَعْنَبٌ رَجُلًا صَالِحًا وَكَانَ ابنُ أَبِي لَيْلَىٰ أَرَادَ قَعْنَبًا عَلَى الْقَضَاءِ قَالَ: فَأَبَىٰ عَلَيْهِ وَقَالَ قَعْنَبٌ: أَنَا أُرِيدُ الْحَاجَةَ بِدِرْهَمٍ فَأَسْتَعِينُ عَلَيْهَا بِرَجُلٍ وَأَيُّنَا لَا يَسْتَعِينُ فِي حَاجَتِهِ قَالَ: أَخْرِجُونِي حَتَّى أَنْظُرَ فَأُخْرِجَ فَتَوَارَىٰ قَالَ سُفْيَانُ: بَيْنَمَا هُوَ مُتَوَارٍ إِذْ وَقَعَ عَلَيْهِ الْبَيْتُ فَمَاتَ].

امام ابوداود بیان کرتے ہیں کہ راویٔ حدیث قعنب ایک نیک آدمی تھے' ابن ابی لیلیٰ نے ان کو قاضی بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے ایک درہم کی کوئی معمولی چیز بھی لینی ہوتی ہے تو دوسرے آدمی کی مدد لیتا ہوں (تو قضا وعدالت کی ذمہ داریاں کیسے اٹھا سکتا ہوں؟) انہوں نے کہا: ہم میں سے کون ہے جسے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہ پڑتی ہو؟ انہوں نے کہا: اب تو اجازت دیں میں کچھ سوچ لوں۔ چنانچہ اجازت دی گئی تو چھپ گئے۔ سفیان بیان کرتے ہیں کہ اسی کیفیت میں تھے کہ گھر کی چھت گر پڑی اور اس سے وفات پا گئے۔

فائدہ: مجاہدین جو جہاد وقتال میں مشغول ومصروف ہوں' ان کے اہل وعیال کی جان' مال اور آبرو کی حفاظت اور ان کی خدمت کرنا انتہائی اجر وثواب کا کام ہے اور ان میں خیانت وخباثت کا مظاہرہ ایسے ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے یہ معاملہ کرے۔ اور اسی پر ان لوگوں کو قیاس کیا گیا ہے جو دین اسلام کی دیگر فکری حدود' مثلاً تعلیم وتعلم کے سلسلے میں اپنے گھروں سے غائب ہوں تو ان کے اقربا اور دیگر افراد معاشرہ پر لازم ہے کہ ان کے اہل وعیال کے تحفظ وحرمت کا پوری طرح خیال رکھیں جیسے کہ اپنی ماؤں کا تحفظ کرتے ہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي السَّرِيَّةِ تُخْفِقُ (التحفة ١٣)

باب:۱۲-جو لشکر غنیمت نہیں پاتا

٢٤٩٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَابنُ لَهِيعَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو هَانِيءٍ

۲۴۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجاہدین اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے ہیں اور غنیمت حاصل کر لیتے ہیں' وہ

٢٤٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم، ح: ١٩٠٦ من حديث أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد المقرىء عن حيوة به.

الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ما مِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُو في سَبِيلِ الله فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إلَّا تَعَجَّلُوا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الآخِرَةِ، وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ، فإنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ».

اپنے آخرت کے اجر میں سے دو تہائی جلد ہی (اس دنیا ہی میں) پا لیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے اور اگر انہیں کوئی غنیمت نہ ملے تو ان کا کامل اجر (قیامت تک کے لیے) محفوظ ہو جاتا ہے۔"

فائدہ: انسان جس قدر بھی نعمتیں اس دنیا میں استعمال کر رہا ہے وہ اپنے آخرت کے حصے سے استعمال کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ "ہمیں اس قدر جو دنیا دی گئی ہے تو ہمیں اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا۔" (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث:۱۲۷۵) حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "ہم میں سے کچھ کے پھل یہیں پک گئے ہیں اور وہ اب ان سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث:۱۲۷۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لذیذ مطعومات و مشروبات کا استعمال ترک کر دیا تھا۔ اور آخرت میں کفار سے بالخصوص کہا جائے گا: ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ﴾ (الاحقاف:۲۰) "تم دنیا کی زندگی میں اپنی لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے' سو آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور بدکردار تھے۔"

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي تَضْعِيفِ الذِّكْرِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٤)

باب:۱۳- دورانِ جہاد میں اللہ کے ذکر کے ثواب کا بڑھاوا

٢٤٩٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ وَسَعِيدِ بنِ أبي أَيُّوبَ، عن زَبَّانَ بنِ فَائِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أبيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ

۲۴۹۸- جناب سہل بن معاذ اپنے والد (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران میں نماز' روزے اور ذکر کا اجر' اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلے میں سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔"

٢٤٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٨ من حديث زبان به، وانظر، ح: ١٢٨٧ لعلته، ومع ذلك صححه الحاكم: ٢/ ٧٨، ووافقه الذهبي.

وَالذِّكْرَ يُضَاعَفُ عَلَى النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ».

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِيمَنْ مَاتَ غَازِيًا** (التحفة ١٥)

باب:١۴-جو شخص سفر جہاد میں وفات پا جائے

٢٤٩٩- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ بنُ الْوَلِيدِ عن ابنِ ثَوْبَانَ، عن أبِيهِ، يَرُدُّ إلى مَكْحُولٍ إلى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غَنْمٍ الأَشْعَرِيِّ أنَّ أبَا مَالِكٍ الأَشْعَرِيَّ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «مَنْ فَصَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَاتَ أوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، أوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ أوْ بَعِيرُهُ، أوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، أوْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ، أوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللهُ: فإنَّهُ شَهِيدٌ وَإنَّ لَهُ الْجَنَّةَ».

۲۴۹۹-حضرت ابو مالک اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص جہاد کے لیے روانہ ہوا اور وفات پا گیا' یا قتل کر دیا گیا' تو وہ شہید ہے' یا اگر اس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا ہو' یا کسی جانور نے کاٹا ہو' یا اپنے بستر ہی پر اسے موت آئی ہو' یا جس کسی کیفیت میں بھی اس کی وفات ہوئی ہو تو وہ شہید ہے اور بلاشبہ اس کے لیے جنت ہے۔''

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ الرِّبَاطِ** (التحفة ١٦)

باب ۱۵-دشمن کے مقابلے میں مورچہ بندی کی فضیلت

٢٥٠٠- **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا أبُو هَانِيءٍ عن عَمْرِو بنِ مَالِكٍ، عن فَضَالَةَ ابنِ عُبَيْدٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ

۲۵۰۰-حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مرنے والے کا عمل (اس کے مرنے پر) ختم ہو جاتا ہے' مگر مورچہ بند کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر

٢٤٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٧٨/٢، ٧٩ من حديث عبدالوهاب بن نجدة به، وصححه علٰى شرط مسلم، ورده الذهبي بقوله: "عبدالرحمٰن بن غنم لم يدركه مكحول فيما أظن" وبقية مدلس، لم يصرح بالسماع المسلسل.

٢٥٠٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من مات مرابطًا، ح: ١٦٢١ من حديث أبي هانيء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٢٤، والحاكم علٰى شرط مسلم: ٧٩/٢، ووافقه الذهبي.

الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطُ فَإِنَّهُ يَنْمُو لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيُؤَمَّنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ».

کے عذاب سے (یا منکر و نکیر کے سوال جواب) سے امن میں رہتا ہے۔"

فائدہ: یہ فضیلت دشمن کے سامنے مورچہ بند ہونے کی ہے۔ تو جو شخص کفار سے پنجہ آزمائی کرتا اور قتل ہوتا یا قتل کرتا ہو، اس کے درجات اور بھی زیادہ ہوں گے۔ قرآن مجید نے اس عمل کی ترغیب میں فرمایا ہے: ﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران: ٢٠٠) "اے ایمان والو! صبر کرو، ثابت قدم رہو، مورچوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔" جہاد و قتال سے ملتا جلتا کام، مثلاً مشکل حالات میں اشاعت توحید و سنت اور ردّ شرک و بدعت جو کہ درس و تدریس اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے ہو، اس کے متعلق بھی توقع کی جانی چاہیے کہ حسب نیت یہ بھی ایک عظیم رباط و مرابطہ ہے۔ چنانچہ اساتذہ، مبلغین اور مؤلفین قلعۂ اسلام کی فکری حدود کے مورچہ بند ہیں جب تک ان کی باقیات صالحات موجود رہیں گی، ان کی حسنات میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ ان شآء اللّٰہ۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ.

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٧)

باب:١٦- جہاد میں پہرے داری کی فضیلت

٢٥٠١- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعني ابنَ سَلَّامٍ عن زَيْدٍ يَعني ابنَ سَلَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قال: حدَّثَني السَّلُولِيُّ أَبُو كَبْشَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ سَهْلُ ابنُ الْحَنْظَلِيَّةِ: أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ صَلَاةً عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فقال: يارَسُولَ الله! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُم حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ

٢٥٠١- حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ہم) لوگ غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتی کہ پچھلا پہر ہو گیا۔ سو میں نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتی کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلۂ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور

٢٥٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤١٦، أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٥/ ١٢٥ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٨٣، ٨٤، ووافقه الذهبي.

كَذَا وَكَذَا فإِذَا أنا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ الله ﷺ وَقال: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ الله»، ثُمَّ قال: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟» قال أَنسُ بنُ أبي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَارَسُولَ الله! قال: «فارْكَبْ»، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ وَجَاءَ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ في أعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ إلى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قال: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُم؟» قالُوا: يارَسُولَ الله! ما أَحْسَسْنَاهُ، فَثُوِّبَ بالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَتَلَفَّتُ إلى الشِّعْبِ حتَّى إذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ فقالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُم فَارِسُكُم»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إلى خِلَالِ الشَّجَرِ في الشِّعْبِ فإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَسَلَّمَ وقَالَ: إنِّي انْطَلَقْتُ حتَّى كُنْتُ في أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا، فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟» قال: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فقالَ لَهُ

کہا: ”کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہو گا۔“ پھر فرمایا: ”آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟“ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”تو سوار ہو جاؤ۔“ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ حتی کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں۔“ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر دریافت فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟“ صحابہ نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران میں آپ گھاٹی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتی کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ”خوشخبری ہو، تمہارا سوار آ گیا ہے۔“ پس ہم بھی درختوں میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے، تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتی کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا، جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟“ اس نے کہا: نہیں، صرف نماز پڑھنے یا قضائے

رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا».

حاجت کے لیے ہی اترا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تم نے اپنے لیے لازم کر لی (جنت) تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مؤاخذہ نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① جہادی مہموں اور دیگر اہم مواقع پر پہریداری کا انتظام حسب ضرورت مشروع و مسنون بلکہ واجب ہے اور توکل کے خلاف نہیں۔ ② نماز کے دوران میں بلاوجہ التفات ممنوع ہے مگر اہم ضرورت کے پیش نظر مباح ہے۔ مگر خیال رہے کہ منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے۔ ③ صحابیٔ رسول ﷺ نے فرمان رسول کے ظاہر الفاظ پر اس شدت سے تعمیل کی کہ ساری رات گھوڑے کی پیٹھ پر گزار دی۔ ④ نبی ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو مؤاخذہ نہیں'' ان کے اس عمل کی قبولیت کی بشارت تھی۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہیں اعمال تکلیفیہ سے آزادی کا پروانہ دے دیا گیا تھا بلکہ اس میں ان کی بخشش کی خوشخبری تھی جس کی بنا پر یہ لوگ اور بھی زیادہ متقی، عامل اور محنت کش ہو جاتے تھے۔ جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا تھا: ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' (صحیح البخاری، التهجد، حدیث: ۱۱۳۰ و صحیح مسلم، صفات المنافقین، حدیث: ۲۸۱۹) ⑤ جہاد میں پہریداری کے ایک آسان عمل کا جب یہ اجر ہے تو قتال و معرکہ آرائی کے فضائل کس قدر زیادہ ہوں گے۔ ⑥ مجاہدین معرکہ کی طرح فکر و عمل کے میدان میں بھی علمائے حق پر لازم ہے کہ دنیا میں پھیلنے والی ملحدانہ تحریکوں پر گہری نظر رکھیں جو کہ مسلمانوں اور ان کے معاشرے میں نقب لگانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتیں، اور ان کا جواب بھرپور علمی و فکری اسلوب میں دینا واجب ہے۔

(المعجم ١٧) - باب كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۷- جہاد چھوڑ دینے کی مذمت

٢٥٠٢- حَدَّثَنا عَبْدَةُ بنُ سُلَيْمَانَ المَروزِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ، قال عَبْدَةُ يعني ابنَ الْوَرْدِ: أخبرني عُمَرُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ عن سُمَيٍّ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ

۲۵۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد نہیں کیا اور اپنے دل میں بھی جہاد کی نیت نہیں کی تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر مرا۔''

٢٥٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ذم من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغزو، ح: ١٩١٠ من حديث عبدالله بن المبارك به.

وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ».

فائدہ: مخلص مسلمان ہر حال میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، جہاد کا شائق اور جہادی عمل کا مؤید اور معاون ہوتا ہے۔ اگر کسی میں ایسی کوئی کیفیت نہیں تو وہ نام ہی کا مسلمان ہے اور ایسے جذبات سے محرومی نفاق کا ایک حصہ اور بہت بڑی بدبختی ہے۔

٢٥٠٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ، وَقَرَأْتُهُ عَلَى يَزِيدَ بنِ عَبْدِرَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ قالا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن يَحْيَى ابنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي أُمَامَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ لَمْ يَغْزُ أوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أوْ يَخْلُفْ غَازِيًا في أهْلِهِ بِخَيْرٍ، أصَابَهُ الله بِقَارِعَةٍ». قال يَزِيدُ بنُ عَبْدِرَبِّهِ في حَدِيثِهِ: «قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

۲۵۰۳- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جہاد میں حصہ نہیں لیا' یا کسی مجاہد کو مادی تعاون نہیں دیا یا مجاہد کے روانہ ہو جانے کے بعد اس کے اہل و عیال کی بحسن و خوبی خبر گیری نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔'' یزید بن عبداللہ نے اپنی روایت میں یوں بیان کیا: ''قیامت سے پہلے اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔''

فائدہ: امت مسلمہ کو جس ہزیمت کا سامنا ہے بلاشبہ وہ جہاد سے روگردانی اور کفار کے مقابلے میں بزدلی کا نتیجہ ہے۔ اور اللہ عزوجل کی جانب سے قسم قسم کی آفات بھی اس کے مؤاخذے کی دلیل ہیں۔

٢٥٠٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن أنَسٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأمْوَالِكُم وَأنْفُسِكُمْ وَألْسِنَتِكُم».

۲۵۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین سے جہاد کرو: اپنے مالوں کے ساتھ' اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔''

٢٥٠٣- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التغليظ في ترك الجهاد، ح: ٢٧٦٢ من حديث الوليد ابن مسلم به، وصرح بالسماع المسلسل عند ابن عساكر في "الأربعين في الحث على الجهاد"، ح: ٢٠، وتابعه صدقة بن خالد عند الطبراني في مسند الشاميين، ح: ٨٨٣.

٢٥٠٤- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب وجوب الجهاد، ح: ٣٠٩٨ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٨، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨١، ووافقه الذهبي، ورواه ثابت البناني عن أنس به عند الضياء في المختارة: ٥/ ٣٦، ح: ١٦٤٢.

فائدہ: مسلمانوں کے تمام طبقات کو اپنی اپنی ممکنہ صلاحیات کے ساتھ کفر کے مقابلہ میں تیار رہنا واجب ہے۔ جوان اپنی جانوں اور جوانی سے اغنیاء اپنے مالوں سے علماء دعوت و ترغیب سے اور تردید کفر و شرک سے بزرگ عورتیں اور بچے اللہ کے حضور دعاؤں سے اسلام مسلمانوں اور مجاہدین کے لیے مدد مانگیں۔ اشعار کی صورت میں کفر و شرک و مشرکین کی مذمت اور ہجو بھی زبان سے جہاد میں شمار ہے۔ الغرض جو مسلمان جہاد کے داعیہ سے خالی الذہن ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ**: فِي نَسْخِ نَفِيرِ الْعَامَّةِ بِالْخَاصَّةِ (التحفة ١٩)

باب:۱۸- خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں کے نفیر (جہاد میں جانے) کا حکم منسوخ ہونا

٢٥٠٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ [التوبة:٣٩] و ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿يَعْمَلُونَ﴾ نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتي تَلِيهَا ﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً﴾ [التوبة: ١٢٠-١٢٢].

۲۵۰۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سورۂ توبہ (کی آیت نمبر ۳۹) ”اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کر دے گا۔“ اور (آیات: ۱۲۰ اور ۱۲۱) ”اہل مدینہ اور ان کے اردگرد کے دیہاتیوں کو روا نہیں (کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو رسول کی جان سے پیاری سمجھیں......) ان آیات کو اس کے بعد والی آیت (نمبر:۱۲۲) نے منسوخ کر دیا ہے۔ جس میں ہے:” اور مومنوں کو لائق نہیں کہ یہ سب کے سب جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوں۔ (ایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ نکلتا تاکہ وہ باقی دین میں سمجھ حاصل کرتے اور جب یہ (جہاد سے) لوٹ کر آتے تو اپنی قوم کو بھی ڈراتے تاکہ وہ بھی متنبہ رہیں)۔“

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس ؓ کی تفسیر کا مفہوم یہ ہے کہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں کا نکلنا منسوخ ہے۔ جبکہ دیگر مفسرین کا کہنا یہ ہے کہ یہ آیات محکم ہیں اور جہاد میں احوال و ظروف کا خیال کرنا چاہیے اور ایک جماعت کو دارالاسلام میں بھی لازماً رکنا چاہیے تاکہ مرکز بالکل ہی خالی نہ ہو جائے۔ ② آیت نمبر:۱۲۲ سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جہاد میں عملاً مشغول ہو کر جو تَفَقُّه فِي الدِّيْن حاصل ہوتا ہے وہ عام حالات میں حاصل نہیں ہوتا۔

٢٥٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٤٧ من حديث أبي داود به.

٢٥٠٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عن عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ابنِ خَالِدٍ الْحَنَفِيِّ: حدَّثَنِي نَجْدَةُ بْنُ نُفَيْعٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ عن هٰذِهِ الآيَةِ ﴿إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ قال: فَأُمْسِكَ عَنْهُمُ المَطَرُ وَكَانَ عَذَابَهُمْ.

۲۵۰۶-نجدہ بن نفیع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سورۂ توبہ (کی آیت:۳۹) کی تفسیر پوچھی' جس میں ہے کہ ''اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں دردناک عذاب سے دوچار کردے گا۔'' انہوں نے فرمایا: ان سے بارش روک لی گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

(المعجم ١٩) - باب الرُّخْصَةِ فِي الْقُعُودِ مِنَ الْعُذْرِ (التحفة ٢٠)

باب:۱۹-کسی (معقول) عذر کے باعث جہاد کے لیے نہ جانا درست ہے

٢٥٠٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عن أَبِيهِ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: كُنْتُ إلى جَنْبِ رَسُولِ الله ﷺ فَغَشِيَتْهُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى فَخِذِي فَمَا وَجَدْتُ ثِقَلَ شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُولِ الله ﷺ، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فقال: «اكْتُبْ»، فَكَتَبْتُ فِي كَتِفٍ: (لا يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ والمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ الله) إلى آخِرِ الآيَةِ، فَقَامَ ابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ - وكانَ رَجُلًا أعْمَى - لَمَّا سَمِعَ فَضِيلَةَ المُجَاهِدِينَ فقالَ: يَارَسُولَ الله! فَكَيْفَ بِمَنْ لا يَسْتَطِيعُ

۲۵۰۷-''حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کو سکینت نے ڈھانپ لیا (وحی کا نزول شروع ہو گیا) اور رسول اللہ ﷺ کی ران میری ران پر آ گئی' مجھے آپ ﷺ کی ران سے جو بوجھ محسوس ہوا کسی اور چیز سے محسوس نہیں ہوا۔ جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''لکھو۔'' چنانچہ میں نے شانے کی ہڈی پر لکھا: ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ......﴾ (آخر آیت تک) ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومنین اور بیٹھ رہنے والے برابر نہیں ہو سکتے......'' ابن ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے انہوں نے جب مجاہدین کی یہ فضیلت سنی تو کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مومنین میں سے ایسے شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟

٢٥٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ٦٨٢ عن زيد بن حباب به * نجدة بن نفيع مجهول (تقريب).

٢٥٠٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٠، ١٩١ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣١٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٨١، ٨٢، ووافقه الذهبي.

الْجِهَادَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَلَمَّا قَضَى كَلَامَهُ، غَشِيَتْ رَسُولَ الله ﷺ السَّكِينَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي وَوَجَدْتُ مِنْ ثِقَلِهَا فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ كَمَا وَجَدْتُ فِي الْمَرَّةِ الأُولَى، ثُمَّ سُرِّيَ عن رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: «اقْرَأْ يَازَيْدُ»، فَقَرَأْتُ: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: ﴿غَيْرُ أُوْلِى ٱلضَّرَرِ﴾ الآيَةَ كُلَّهَا [النساء: ٩٥]. قال زَيْدٌ: فأنْزَلَهَا الله عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهَا فَأَلْحَقْتُهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلى مُلْحَقِهَا عِنْدَ صَدْعٍ في كَتِفٍ.

انہوں نے جب اپنی بات پوری کی تو رسول اللہ ﷺ کو سکینت نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران میری ران پر آ گئی' اور دوسری بار بھی میں نے اسی طرح کا بوجھ محسوس کیا جو پہلے محسوس کیا تھا۔ پھر جب آپ سے یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''اے زید! پڑھو۔'' میں نے پڑھا: ﴿لَایَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ......﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ﴾ ''سوائے ان کے جنہیں کوئی عذر ہو۔'' اور باقی آیت اسی طرح رہی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ ﴿غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ﴾ کے لفظ اللہ نے علیحدہ سے نازل فرمائے اور میں نے ان کو ان کی جگہ پر لکھ دیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گویا میں شانے کی ہڈی کے اس درز کو دیکھ رہا ہوں جہاں میں نے اس کو ملایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① مریض' نابینا' اپاہج یا دیگر شرعی عذر کی بنا پر اگر کوئی جہاد سے پیچھے رہ جائے' تو مباح ہے۔ لیکن جب نفیر عام کا حکم ہو تو بلا عذر پیچھے رہنا کسی طرح روا نہیں۔ ② نزول وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ پر انتہائی بوجھ پڑتا تھا حتی کہ سخت سردی میں بھی آپ کو پسینہ آ جاتا تھا اور اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بھی تنگ کر کھڑی ہو جاتی تھی اور چل نہ سکتی تھی۔ ③ قرآن مجید جس قدر اترتا تھا نبی ﷺ اس کی کتابت کروا دیا کرتے تھے۔ البتہ ابتداءً احادیث کے لکھنے کی عام اجازت نہ تھی' سوائے چند ایک صحابہ کے' یا وہ وثائق جو آپ نے بالخصوص لکھوائے۔

٢٥٠٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ، عن مُوسَى بنِ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِينَةِ أَقْوامًا مَاسِرْتُمْ مَسِيرًا، وَلا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ، وَلا قَطَعْتُمْ

۲۵۰۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم لوگ مدینے میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہو کہ جو سفر بھی تم کرتے ہو یا کوئی خرچ کرتے ہو یا کوئی وادی طے کرتے ہو تو وہ (اجر و ثواب میں) تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔'' صحابہ

٢٥٠٨- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٤ من حديث أبي داود به، وقال البخاري في صحيحه، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو، ح: ٢٨٣٩) وقال موسى ... الخ، فذكر السند ولم يذكر اللفظ، وقال: "الأول أصح".

مِنْ وَادٍ إِلَّا وَهُمْ مَعَكُم فِيهِ». قالُوا: يارَسُولَ الله! وَكَيْفَ يَكُونُونَ مَعَنَا وَهُمْ بالمَدِينَةِ؟ قال: «حَبَسَهُم الْعُذْرُ».

نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ ہمارے ساتھ کس طرح ہوتے ہیں حالانکہ وہ مدینے میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو عذر اور مجبوری نے روک رکھا ہے۔''

فائدہ: حسن نیت اور اخلاص کی بنا پر ایک معذور انسان بھی وہ درجات حاصل کر لیتا ہے جو ایک مجاہد اور عامل حاصل کرتا ہے۔

(المعجم ٢٠) - باب مَا يُجْزِىءُ مِنَ الْغَزْوِ (التحفة ٢١)

باب:٢٠- جو چیز غزوے سے کفایت کرتی ہے

٢٥٠٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بن أبي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الوَارِثِ: حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ: حدثني يَحْيَى: حدثني أَبُو سَلَمَةَ: حدثني بُسْرُ بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني زَيْدُ بنُ خَالِدٍ الْجُهَنِيُّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا في سَبِيلِ الله فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَهُ في أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا».

٢٥٠٩- حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے مجاہد کو سامان جہاد دیا' تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا' اور جو مجاہد کے اہل خانہ کی بحسن وخوبی خبر گیری کرتا رہا' تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا۔''

٢٥١٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن يَزِيدَ بْنِ أبي سَعِيدٍ مَوْلَى المَهْرِيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ

٢٥١٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنولحیان کی جانب ایک مہم بھیجی اور فرمایا: ''ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے چلا جائے (آدھے لوگ جہاد کے لیے جائیں اور آدھے رکے رہیں۔'') پھر آپ نے رکنے والوں سے فرمایا:

٢٥٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل من جهز غازيًا أو خلفه بخير، ح:٢٨٤٣ عن أبي معمر، ومسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره . . . الخ، ح:١٨٩٥ من حديث الحسين المعلم به *يحيى هو ابن أبي كثير، وأبوسلمة هو ابن عبدالرحمٰن بن عوف.

٢٥١٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره . . . الخ، ح:١٨٩٦ عن سعيد بن منصور به، وهو في سننه، ح:٢٣٢٦.

الله ﷺ بَعَثَ إلَى بَنِي لِحْيَانَ وَقال: لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ. ثُمَّ قالَ لِلْقَاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ».

''جو تم میں سے مجاہد کے گھر والوں کی عمدہ طور پر خبر گیری کرے گا اس کو جانے والے کا آدھا ثواب ہے۔''

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا پہلی حدیث سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جو شخص مجاہد کے اہل خانہ کی عمدہ طور سے خبر گیری کرے تو اس کو بھی مجاہد کی طرح پورا ثواب ملتا ہے اور اس دوسری حدیث میں آدھے ثواب کا ذکر آیا ہے' تو ان میں تطبیق اس طرح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر ان دونوں افراد کے مجموعی ثواب کو آدھا آدھا کیا جائے تو دونوں کے لیے برابر ہو جاتا ہے اور اس طرح تعارض نہیں رہتا۔ مگر راقم مترجم کا خیال ہے کہ اگر پیچھے رہنے والے نے اسی رکنے کے عمل کو ترجیح دی ہو تو اسے آدھا ثواب ملے گا۔ لیکن اگر یہ دونوں ہی قتال میں شریک ہونے کے شائق ہوں اور امیر کسی ایک کو قتال کے لیے منتخب کرے اور دوسرے کو اس کے اہل خانہ کی خدمت کا پابند کرے تو اس طرح یہ دونوں ہی ثواب میں برابر ہوں گے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْجُرْأَةِ وَالْجُبْنِ (التحفة ٢٢)

باب:٢١- جرأت اور بزدلی کا بیان

٢٥١١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن عَبْدِ الله بنِ يَزِيدَ، عن مُوسَى بنِ عُلَيِّ ابنِ رَبَاحٍ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ مَرْوَانَ قالَ: سَمِعْتُ أبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «شَرُّ مَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ».

٢٥١١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''انسان میں دو وصف بہت برے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ حریص و بخیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کا کچا ہو۔ دوسرا یہ کہ اتنا بزدل ہو کہ گویا دل ہی نکل جائے گا۔''

فائدہ: کسی انسان میں حرص اور بخل دونوں کیفیتیں جمع ہوں تو اس کو [شُحّ] کہتے ہیں: [هَلَع] کی وضاحت قرآن کریم میں یوں آئی ہے: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ' اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ' وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا﴾ (المعارج: ١٩-٢١) ''بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا۔ جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبرا اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو نادہند۔''

٢٥١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٠ عن عبدالله بن يزيد أبي عبدالرحمٰن المقرىء به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٠٨.

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ١٩٥] (التحفة ٢٣)

باب:۲۲- آیت کریمہ:﴿وَ لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَة﴾ ''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو'' کی تفسیر

٢٥١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ وَابنِ لَهِيعَةَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَسْلَمَ أبي عِمْرَانَ قالَ: غَزَوْنَا مِنَ المَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، وَالرُّومُ مُلْصِقُو ظُهُورِهِمْ بِحَائِطِ المَدِينَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله يُلْقِي بِيَدَيْهِ إِلَى التَّهْلُكَةِ، فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ: إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِينَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ لَمَّا نَصَرَ الله نَبِيَّهُ ﷺ وَأَظْهَرَ الإِسْلَامَ قُلْنَا: هَلُمَّ نُقِيمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فَالإِلْقَاءُ بِأَيْدِينَا إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نُقِيمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحَهَا وَنَدَعَ الْجِهَادَ. قالَ أَبُو عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُو أَيُّوبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ الله عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى دُفِنَ بِالْقُسْطَنْطِينِيَّةِ.

۲۵۱۲- جناب اسلم ابوعمران بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے' ہم قسطنطنیہ (استنبول) جانا چاہتے تھے اور جناب عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید ہمارے امیر جماعت تھے۔ رومی لوگ اپنی پشت فصیل شہر کی طرف کیے ہمارے مدمقابل تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے دشمن پر ہلہ بول دیا تو لوگوں نے کہا: رکو' ٹھہرو! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه' یہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ہم انصاریوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ ذوالجلال نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا: چلو اب ذرا اپنے اموال و جائیداد میں رک جائیں اور ان کو درست کر لیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' ہلاکت میں ڈالنا یہ تھا کہ ہم اپنے مالوں میں رک جائیں' ان کی اصلاح میں مشغول ہو جائیں اور جہاد چھوڑ دیں۔ ابوعمران نے کہا: چنانچہ ابو ایوب انصاری ؓ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے' حتی کہ قسطنطنیہ (استنبول) ہی میں دفن ہوئے۔

٢٥١٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٧٢ من حديث حيوة بن شريح به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٧، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢٧٥، ووافقه الذهبي.

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کو صحیح احادیث میں وارد شان نزول کی روشنی میں سمجھنا چاہیے۔ اس سے صرف نظر کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔ مگر ہر ہر آیت کا شان نزول ثابت نہیں ہے۔ ② مندرجہ بالا تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ مشاغل دنیا میں انہماک اور جہاد سے اعراض ہی باعث ہلاکت ہے خواہ افراد اس کے مرتکب ہوں یا قومیں۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي الرَّمْيِ (التحفة ٢٤)

باب:۲۳- تیر اندازی کی فضیلت

٢٥١٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَّامٍ عن خَالِدِ بْنِ زَيْدٍ، عن عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثٌ تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ وَرَمْيُهُ بِقَوْسِهِ وَنَبْلِهِ. وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا» أَوْ قَالَ: «كَفَرَهَا».

۲۵۱۳- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اللہ عزوجل ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک اس کا بنانے والا' جو اپنی اس صنعت میں اجر وثواب کا امیدوار ہو۔ دوسرا' تیر مارنے والا (جہاد میں) اور تیسرا وہ جو اسے تیر پکڑانے والا ہو (جو اس کا معاون ہو۔) تیر اندازی اور گھوڑ سواری سیکھو' تاہم مجھے گھوڑ سواری کی نسبت تیر اندازی (نشانہ بازی) زیادہ پسند ہے۔ (شریعت میں) کھیل تین ہی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے گھوڑے کو سدھائے۔ دوسرا' یہ کہ انسان اپنی بیوی سے کھیلے۔ تیسرا' یہ کہ انسان اپنے تیر کمان سے تیر پھینکنے کی مشق کرتا رہے۔ جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے بیزار ہو کر اسے چھوڑ دے تو اس نے بلاشبہ ایک نعمت کو چھوڑ دیا۔'' یا یوں فرمایا: ''اس نے اس نعمت کی ناشکری کی۔''

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔ البتہ ہمارے فاضل محقق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہے' لہٰذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو انہی

٢٥١٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح:٣١٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح:٢٤٥٠ بطوله، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٥، ووافقه الذهبي * خالد بن زيد حسن الحديث على الراجح.

مذکورہ بالا تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عنداللہ اجر وثواب کا بھی مستحق ٹھہرے۔

٢٥١٤- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ عن أبي عَلِيٍّ ثُمَامَةَ بنِ شُفَيٍّ الهَمْدَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ [الأنفال: ٦٠] أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ».

۲۵۱۴-حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ کہتے ہوئے سنا: (آپ نے سورۂ انفال کی آیت: ٦٠ پڑھی) ''ان کفار کے مقابلے میں جس قدر ہو سکے قوت بہم پہنچاؤ۔'' (اس کی تشریح میں آپ نے فرمایا:) ''خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔ خبردار! تیراندازی ہی قوت ہے۔''

فائدہ: [رَمْیٌ] کے معنی ہیں کسی چیز کو پھینک کر مارنا۔ تیراندازی کا بیان بطور رمز کے ہے ورنہ مطلوب یہ ہے کہ بحیثیت مسلمان مسلمان کے لیے رائج الوقت اسلحہ کے استعمال کی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور چلا کر مارنے والے اسلحے ہی سب سے اہم ترین ہیں۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِيمَنْ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الدُّنْيَا (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴- دنیا کی طلب میں غزوہ کرنے والا

٢٥١٥- حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عن خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عن أَبِي بَحْرِيَّةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغَى وَجْهَ اللهِ،

۲۵۱۵- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد دو قسم کا ہے: جس نے اللہ کی رضا چاہی امام کی اطاعت کی عمدہ مال خرچ کیا اپنے شریک کار سے نرمی کا برتاؤ کیا اور فساد سے بچتا رہا تو بلاشبہ ایسے مجاہد کا سونا اور جاگنا سبھی اجر وثواب کا کام

٢٥١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الرمي والحث عليه وذم من علمه ثم نسيه، ح:١٩١٧ من حديث ابن وهب به، وهو في . . ن سعيد بن منصور، ح:٢٤٤٨.

٢٥١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيعة، باب التشديد في عصيان الإمام، ح:٤٢٠٠ من حديث بقية به * وهو يدلس تدليس التسوية، ولم أجد تصريح سماعه المسلسل، ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٥، ووافقه الذهبي.

وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيمَةَ، وَيَاسَرَ الشَّرِيكَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ؛ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ».

ہے لیکن جس نے فخر' دکھلاوے اور شہرت کی نیت رکھی' امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد کیا تو بلاشبہ ایسا آدمی (ثواب تو کیا) برابری کے ساتھ بھی نہیں پلٹا۔ (گناہ سے بچ آنا بھی مشکل ہے۔")

۲۵۱٦- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عن الْقَاسِمِ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله الأَشَجِّ عن ابنِ مِكْرَزٍ، رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ الله وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَأَعْظَمَ ذٰلِكَ النَّاسُ وَقَالُوا لِلرَّجُلِ: عُدْ لِرَسُولِ الله ﷺ فَلَعَلَّكَ لَمْ تُفَهِّمْهُ، فقال: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ الله وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضًا مِنْ عَرَضِ الدُّنْيَا؟ قَالَ: «لَا أَجْرَ لَهُ»، فَقَالُوا لِلرَّجُلِ عُدْ لِرَسُولِ الله ﷺ فقالَ لَهُ الثَّالِثَةَ، فقالَ لَهُ: «لَا أَجْرَ لَهُ».

۲۵۱٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد کے لیے نکلتا ہے مگر وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔" لوگوں نے اس فرمان کو بہت گراں جانا' انہوں نے اس آدمی سے کہا: دوبارہ پوچھو' شاید تم اپنی بات واضح نہیں کر سکے ہو۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک انسان جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکلتا ہے اور وہ دنیا کا مال چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔" لوگوں نے اس آدمی سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پھر پوچھو۔ اس نے آپ سے تیسری بار پوچھا تو بھی آپ نے اسے یہی فرمایا: "اس کو کوئی ثواب نہیں۔"

فائدہ: اگر مجاہد کی نیت بنیادی طور پر ریاکاری اور حصول مال کی ہو تو اس کا سب عمل باطل ہے' اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔ لیکن اگر اصل اور بنیادی نیت جہاد اور اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو اور اس کے ساتھ حصول مال جیسی نیت بھی خلط ملط ہو جائے تو اس سے اجر میں کمی آ جاتی ہے' عمل باطل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ سابقہ حدیث: ۲۴۹۷ میں گزرا ہے کہ مجاہدین کو اگر غنیمت مل جائے تو وہ اپنا دو تہائی اجر اس دنیا ہی میں حاصل کر لیتے ہیں ورنہ ان کا سارا اجر محفوظ رہتا ہے۔ امام احمد

۲۵۱٦ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۹۰ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في كتاب الجهاد لابنِ المبارك، ح: ۲۲۷، وصححه ابن حبان، ح: ۱٦۰٤، والحاكم: ۲/ ۸۵، ووافقه الذهبي.

ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد میں تاجر، مزدور اور کرائے پر کام کرنے والے افراد کا اجران کی اپنی نیت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ نیت اور اخلاص کا معاملہ انتہائی مشکل اور توجہ طلب ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں جامع العلوم والحکم (لابن رجب حنبلی ﷫) میں شرح حدیث: [إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ] بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا (التحفة ٢٦)

باب:...... جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کی نیت سے قتال کرے

٢٥١٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي وَائِلٍ، عن أبي مُوسَى: أنَّ أعْرَابِيًّا جَاءَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: إنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَيُقَاتِلُ لِيُحْمَدَ، وَيُقَاتِلُ لِيَغْنَمَ، وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ حَتَّى تَكُونَ كَلِمَةُ الله هِيَ أعْلَى فَهُوَ في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ».

۲۵۱۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ایک آدمی قتال کرتا ہے شہرت کے لیے، کوئی قتال کرتا ہے تعریف کے لیے اور کوئی غنیمت کے لیے اور کوئی مرتبہ (بہادری وشجاعت) دکھانے کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس غرض سے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔“

٢٥١٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا أبُو دَاوُدَ عن شُعْبَةَ، عن عَمْرٍو قال: سَمِعْتُ مِنْ أبي وَائِلٍ حديثًا أعْجَبَنِي فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۵۱۸- عمرو بن مرہ نے کہا: میں نے ابو وائل سے حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: اگر مجاہد کی اصل نیت اللہ کا کلمہ بلند کرنا ہو تو دیگر اغراض سے اس کے اجر میں کمی آ جاتی ہے۔ امام بخاری ﷫ نے اس حدیث کو اس عنوان کے تحت درج کیا ہے: [بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ ' هَلْ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهِ؟] (صحيح البخاری' فرض الخمس' باب : ١٠) ”کیا جو شخص غنیمت کے لیے قتال کرے اس کا اجر کم ہو جاتا ہے؟“

٢٥١٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا، ح: ٢٨١٠، ومسلم، الإمارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله، ح: ١٩٠٤ من حديث شعبة به.

٢٥١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم تخريجه، انظر الحديث السابق.

٢٥١٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ حَاتِمٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أبي الْوَضَّاحِ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الله بن رَافِعٍ، عن حَنَانِ بن خَارِجَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: يَارَسُولَ الله! أخْبِرْنِي عن الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ: فقالَ: «يَاعَبْدَ الله بنِ عَمْرٍو! إنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ الله صَابِرًا مُحْتَسِبًا، وَإنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ الله مُرَائِيًا مُكَاثِرًا، يَاعَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو عَلَى أيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ أوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ الله عَلَى تِيلْكَ الْحَالِ».

٢٥١٩-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ (میں نے کہا) اے اللہ کے رسول! مجھے جہاد اور غزوے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! اگر تم صبر کے ساتھ اور اجر کی نیت سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کرنے والوں اور اجر کے طلب گاروں میں اٹھائے گا اور اگر تم دکھلاوے اور مال جمع کرنے کی غرض سے قتال کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکار اور مال جمع کرنے والوں میں اٹھائے گا' اے عبداللہ بن عمرو! جس حال (اور نیت) میں بھی تم نے لڑائی کی (جہاد کیا) یا تمہیں قتل کر دیا گیا تو اللہ تمہیں اسی حالت پر اٹھائے گا۔''

فائدہ: ہر نیک کام کے لیے اخلاص اور حسن نیت ضروری ہے۔ اس لیے جہاد وقتال ہو یا دیگر اعمال حسنہ' ہر مسلمان کو تمام اعمال میں اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے۔ اس روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٥-شہادت کی فضیلت

٢٥٢٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ

٢٥٢٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بھائی احد میں شہید کر دیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں'

٢٥١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٨٥، ٨٦، وصححه، ووافقه الذهبي.

٢٥٢٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٦٦ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٨، ٢٩٧، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق صرح بالسماع، وللحديث شواهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢١٢ (بتحقيقي) وغيره.

عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَمَّا أُصِيبَ إخْوَانُكُم بِأُحُدٍ جَعَلَ اللهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا، وَتَأْوِي إلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ، فَلَمَّا وَجَدُوا طِيبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا: مَنْ يُبَلِّغُ إخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللهُ تَعَالَى: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُم، قالَ: وَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًا﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ١٦٩].

وہاں کے پھل کھاتے ہیں اور پھر سونے کی قندیلوں میں لوٹ جاتے ہیں جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے وہاں کے کھانے پینے اور آرام وراحت کے مزے دیکھے تو کہا: کون ہے جو ہمارا یہ پیغام ہمارے بھائیوں تک پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں' ہمیں رزق دیا جاتا ہے تاکہ وہ جہاد سے بے رغبت نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا......﴾ ''وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ان کے بارے میں یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① شہداء کے اس اعزاز واکرام میں مسلمانوں کو ترغیب وتشویق ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان کی بازی لگانے سے دریغ نہ کریں۔ ② شہداء کی زندگی کو دنیا کی اس زندگی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ سورۂ بقرہ میں صراحت ہے کہ ان کی زندگی کو تم لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اور بعد از محشر انہیں نہایت اعزاز واکرام سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ③ محمد رسول اللہ ﷺ ان شہداء سے مراتب میں افضل واعلیٰ ہیں' لہٰذا آپ کی برزخی زندگی کو بدرجۂ اولیٰ نہیں سمجھا جاسکتا۔

٢٥٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَتْنَا حَسْنَاءُ بِنْتُ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيمِيَّةُ قَالَتْ: حدثنا عَمِّي قال: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قال: «النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَئِيدُ فِي الْجَنَّةِ».

٢٥٢١- حسناء بنت معاویہ صریمیہ بیان کرتی ہیں کہ ہم سے ہمارے چچا (اسلم بن سلیم ؓ) نے بیان کیا' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جنت میں کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''نبی جنت میں ہوں گے' شہید جنت میں جائے گا' چھوٹا بچہ جنت میں جائے گا اور زندہ دفن کیا گیا بچہ جنت میں جائے گا۔''

٢٥٢١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٥/ ٣٣٩ من حديث عوف الأعرابي به * حسناء مجهولة الحال، وفي الباب حديث يخالفه، ح: ٤٧١٧.

فوائد ومسائل: ① ''چھوٹے بچے'' جو نابالغی کی عمر میں فوت ہو گئے ہوں' اس میں وہ بھی شامل ہیں جن کی پیدائش نامکمل رہی اور ساقط ہو گئے ہوں۔ البتہ کافروں اور مشرکوں کے بچوں کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ جب کفار کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انہیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں۔ باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟'' (صحيح البخاري' القدر' باب الله أعلم بما كانوا عاملين' حديث : ٦٥٩٧)

بعض اہل علم کا قول ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کرام ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً کفار اور مشرکین کے بچے' ان کا بھی امتحان ہوگا۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵/۱۷) ''اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔'' اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم ﷭ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' فتاوی ابن تیمیہ: ۲۴/ ۳۷۲-۳۷۳) ② عرب کے بعض قبائل عار کی بنا پر اپنی بیٹیوں کو دفن کر دیتے تھے اور یہ بھی آتا ہے کہ بعض فقر وفاقہ کی صورت میں بیٹوں کے ساتھ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کا ذکر یوں کیا ہے: ﴿وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التكوير: ٨-٩) ''جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟''

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الشَّهِيدِ يَشْفَعُ (التحفة ٢٨)

باب:۲۶-شہید سفارش کرے گا

٢٥٢٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ

۲۵۲۲- جناب نمران بن عتبہ ذماری بیان کرتے ہیں کہ ہم ام درداء (صغر) کے ہاں گئے اور ہم یتیم تھے

٢٥٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن حبان، ح: ١٦١٢ من حديث يحيى بن حسان به، وانظر الحديث الآتي: ٤٩٠٥ * نمران ذكره ابن حبان في الثقات: ٧/ ٥٤٤، وقال: روى عنه حريز بن عثمان 'ولم يثبت عن أبي داود قوله: 'شيوخ حريز كلهم ثقات'، فنمران مجهول الحال.

رَبَاحِ الذَّمَارِيُّ: حَدَّثني عَمِّي نِمْرَانُ بنُ عُتْبَةَ الذَّمَارِيُّ قال: دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ أَيْتَامٌ فقالَتْ: أَبْشِرُوا فإنِّي سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُشَفَّعُ الشَّهِيدُ في سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ».

تو انہوں نے کہا: تمہیں بشارت ہو! میں نے (اپنے شوہر) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کی سفارش اپنے گھرانے کے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: صَوَابُهُ رَبَاحُ بنُ الْوَلِيدِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں کہ اس سند میں (ولید بن رباح الذماری صحیح نہیں بلکہ) رباح بن ولید صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت شیخ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔اس سفارش کا مستحق بننے کے لیے عقیدۂ توحید وسنت کا حامل ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ مشرک کے لیے قطعاً بخشش نہیں ہے اور جنت اس کے لیے حرام ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء:٤٨) ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرمائے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے علاوہ ازیں جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔'' اور دوسرے مقام پر فرمایا:﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَأْوَاهُ النَّارُ﴾(المائدة:٧٢) ''بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا' بلاشبہ اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔''

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي النُّورِ يُرَى عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٧-شہید کی قبر پر نور کا نظر آنا

٢٥٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدَّثني يَزِيدُ بنُ رُومَانَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنها قالَتْ: لما مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أنَّهُ لا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ.

٢٥٢٣-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی تو ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دیتا ہے۔

[قَالَ لنا أبُو سَعِيدٍ: وحَدَّثَنَاه أحْمَدُ

ابوسعید نے ہم سے کہا: احمد بن عبدالجبار نے ہمیں

٢٥٢٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن هشام في السيرة: ١/ ٣٦٤ (بتحقيقي) عن محمد بن إسحاق به *
أبوسعيد هو ابن الأعرابي.

ابن عبدِالجَبَّارِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْن بكَيْر عنْ أبِي إسْحَاق نَحْوَه].

بیان کیا کہ ہم کو یزید بن بکیر نے ابن اسحاق سے اسی کی مانند روایت کیا۔

ملحوظہ: اس روایت کو ہمارے فاضل محقق ﷾ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن شیخ البانی ؒ کے نزدیک ضعیف ہے۔

٢٥٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بن مُرَّةَ قال: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ مَيْمُونٍ عن عَبْدِ الله بنِ رُبَيِّعَةَ، عن عُبَيْدِ بنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ قال: آخَى رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ أحَدُهما وَمَاتَ الآخَرُ بَعْدَهُ بِجُمُعَةٍ أوْ نَحْوِهَا، فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» فَقُلْنَا: دَعَوْنَا لَهُ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ! اغفِرْ لَهُ وَألْحِقْهُ بِصَاحِبِهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «فأيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ، وَصَوْمُهُ بَعْدَ صَوْمِهِ» شَكَّ شُعْبَةُ في صَوْمِهِ، «وَعَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ، إنَّ بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأرْضِ».

۲۵۲۴-حضرت عبید بن خالد سُلمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں میں بھائی چارا کرایا تھا۔ چنانچہ ایک (جہاد میں) قتل ہو گیا اور اس کا دوسرا ساتھی ایک ہفتہ بعد یا اس کے قریب فوت ہوا' ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے (اس کے حق میں) کیا کہا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم نے اس کے لیے دعا کی اور کہا: اے اللہ! اس کو اپنے ساتھی کے ساتھ ملا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کی وہ نمازیں جو اس کے بعد پڑھتا رہا' وہ روزے جو اس کے بعد رکھتا رہا اور وہ عمل جو اس کے بعد کرتا رہا' کیا ہوئے؟ ان کے درمیان تو اتنا فاصلہ ہے جیسے کہ زمین و آسمان کے درمیان۔'' شعبہ کو [فِي صَوْمِهِ] کے الفاظ میں شک ہوا ہے۔

فائدہ: زندگی انتہائی قیمتی متاع ہے۔ ہر لحہ جو گزر رہا ہے اس میں انسان یا تو اللہ کے ہاں اپنا مقام بلند کر رہا ہے یا گرا رہا ہے۔ شہید کا ایک مقام و مرتبہ ہے مگر بعض غیر شہداء اپنے اخلاص وتقو اور کثرت عمل کی بنا پر بلند مراتب حاصل کر لیں گے۔ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق ؓ امت محمدیہ میں سب سے فائق ہیں اگرچہ شرف شہادت سے سرفراز نہیں ہوئے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الْجَعَائِلِ فِي الْغَزْوِ (التحفة ٣٠)

باب:۲۸-تنخواہ اور مزدوری طے کر کے جہاد کرنا

٢٥٢٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الدعاء، ح: ١٩٨٧ من حديث شعبة به * عبدالله بن ربيعة وثقة ابن حبان، وهو مختلف في صحبته، فمثله حديثه حسن.

٢٥٢٥- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبِ المعنى، وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتْقَنُ عن أبي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ ابنِ سُلَيْم، عن يَحْيَى بنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عن ابنِ أَخِي أبي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أبي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُم الأَمْصَارُ، وَسَتَكُونُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ يُقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيهَا [بُعُوثٌ] فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ مِنكُم الْبَعْثَ فِيهَا فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ، ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ يَقُولُ: مَنْ أَكْفِهِ بَعْثَ كَذَا؟ مَنْ أَكْفِهِ بَعْثَ كَذَا؟ أَلَا وَذٰلِكَ الأَجِيرُ إِلَى آخِرِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ».

۲۵۲۵-حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''عنقریب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح کیے جائیں گے اور لشکر جمع کیے جائیں گے' ان کے کچھ حصے تمہارے ذمے آئیں گے (تمہارے مختلف قبیلوں اور علاقوں سے لوگ ان میں شامل کیے جائیں گے۔) تو (ایسے بھی ہوگا کہ) تم میں سے کوئی اس فوج میں بغیر اجرت کے شامل ہونا پسند نہیں کرے گا اور اپنی قوم میں سے نکل کھڑا ہوگا اور قبیلہ قبیلہ گھومتا پھرے گا' اپنے آپ کو ان پر پیش کرے گا اور کہے گا: کون ہے کہ فلاں لشکر میں مَیں اس کی (طرف سے اجرت پر لڑتے ہوئے) کفایت کروں؟ کون ہے کہ فلاں لشکر میں مَیں اس کی طرف سے (اجرت پر) کفایت کروں؟ خبردار! ایسا آدمی تو محض مزدور ہے خواہ اپنا آخری قطرۂ خون بھی بہادے۔''

(المعجم ٢٩) - باب الرُّخْصَةِ فِي أَخْذِ الْجَعَائِلِ (التحفة ٣١)

باب:۲۹-جہاد میں مادی بدلہ لے لینے کی رخصت

٢٥٢٦- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بنِ سَعْدٍ، عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن ابنِ

۲۵۲۶-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد کرنے والے کو اپنا ثواب ملتا ہے اور جو کوئی کسی مجاہد کو تعاون دیتا ہے اسے اپنا ثواب ملتا ہے اور ساتھ ہی جہاد کرنے والے مجاہد کا بھی۔'' (دگنا ثواب ملتا ہے۔)

٢٥٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٣ من حديث محمد بن حرب به * أبوسورة ابن أخي أبي أيوب ضعيف (تقريب).

٢٥٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٤ من حديث الليث بن سعد به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٣٩، وانظر، ح: ٢٤٨٧.

شُفَيٌّ، عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لِلْغَازِي أجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أجْرُهُ وَأجْرُ الْغَازِي».

فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر احادیث جن میں جہاد و قتال کے لیے مادی تعاون لینے کی رخصت ہے' ان کا تعلق ان مخلصین مگر مفلوک الحال اور فقیر لوگوں سے ہے جو اسباب و زادِ جہاد نہ ہونے کے باعث جہاد سے پیچھے رہیں۔ ان کا جہاد بر بنائے اخلاص و تقو اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنا باعث اجر و ثواب ہے بلکہ تعاون دینے والوں کے لیے دہرا اجر ہے۔ جیسے کہ حکومت کے تنخواہ دار فوجی۔ اگر یہ اخلاص سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑیں تو اجر و غنیمت دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں' ورنہ وہی ہے جو ان کی نیت ہوئی۔ اور اسی پر قیاس ہیں وہ علماء' مدرسین اور خطباء وغیرہ جو شرعی علوم کی اشاعت میں مشغول ہیں اگر ان کی نیت صاف ہو' تو فبہا و نعمت' انہیں تنخواہیں اور وظیفے لینے جائز ہیں' ورنہ انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو بِأجْرِ الْخِدْمَةِ (التحفة ٣٢)

٢٥٢٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَاصِمُ ابنُ حَكِيمٍ عن يَحْيَى بنِ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الدَّيْلَمِيِّ أنَّ يَعْلَى ابنَ مُنْيَةَ قال: أذَّنَ رَسُولُ الله ﷺ بِالْغَزْوِ وَأنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَالْتَمَسْتُ أجِيرًا يَكْفِينِي، وَأُجْرِي لَهُ سَهْمَهُ، فَوَجَدْتُ رَجُلًا، فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيلُ أتَانِي فقال: مَا أدْرِي ما السُّهْمَانُ؟ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمِّ لِي شَيْئًا كَانَ السَّهْمُ أوْ

باب: ۳۰- ایسا انسان جو محض مزدوری ہی پر جہاد کرے

۲۵۲۷- حضرت یعلی بن مُنیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا اعلان فرمایا جبکہ میں بوڑھا آدمی تھا' میرا کوئی خادم بھی نہ تھا تو مجھے کسی ایسے ملازم کی تلاش ہوئی جو (جہاد میں) میری کفایت کرتا اور میں اس کو اس کا حصہ دیتا' چنانچہ مجھے ایک آدمی مل گیا۔ پھر جب کوچ کا وقت ہوا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: مجھے نہیں معلوم کہ (مال غنیمت میں) حصے کیا ہوں گے اور میرا حصہ کتنا ہوگا؟ پس آپ مجھے متعین طور پر بتا دیں وہ آئے نہ آئے (مجھے اس سے غرض نہیں۔) تو میں نے اس کے لیے تین دینار متعین کر دیے۔ پھر جب میں

٢٥٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣١ من حديث أحمد بن صالح به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١١٢، ووافقه الذهبي.

لَمْ يَكُنْ، فَسَمَّيْتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيمَتُهُ أَرَدْتُ أَنْ أُجْرِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيرَ، فَجِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُ فقال: «ما أجِدُ في غَزْوَتِهِ هٰذِهِ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيرَهُ الَّتِي سَمَّى».

غنیمت لینے کے لیے حاضر ہوا اور چاہا کہ اس کا حصہ اسے دوں تو مجھے مقرر کردہ دیناروں کا خیال آیا۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آدمی کا معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں اس کے اس جہاد میں دنیا و آخرت میں سوائے ان دیناروں کے جو اس نے مقرر کر لیے اور کچھ نہیں پاتا۔“

فائدہ: حسب ضرورت جہاد وغیرہ میں ملازم سے کام لینا جائز ہے مگر ایسے غلام اور ملازم کا اجر اس کی اپنی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت میں تقرب الی اللہ اور حصول رضا کا داعیہ موجود ہو تو اجر اور غنیمت دونوں کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے ورنہ بہت بڑی محرومی ہے کہ دنیا کے مال کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ (التحفة ٣٣)

باب:۳۱-اگر کوئی ماں باپ کی رضامندی کے بغیر جہاد کرے

٢٥٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فقال: جِئْتُ أُبَايِعُكَ عَلَى الهِجْرَةِ وَتَرَكْتُ أبَوَيَّ يَبْكِيَانِ، قال: «ارْجِعْ فأَضْحِكْهُمَا كَمَا أبْكَيْتَهُمَا».

۲۵۲۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میں آپ کے پاس ہجرت پر بیعت کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اپنے ماں باپ کو روتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس جا اور انہیں ہنسا (اور خوش کر) جیسے کہ تو نے ان کو رلایا ہے۔“

فائدہ: والدین مسلمان ہوں اور جہاد فرض نہ ہو تو ان کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ دیگر مجاہدین اس کی کفایت کر سکتے ہیں۔ لیکن جب جہاد فرض ہو تو اجازت لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم ایسے حالات میں کہ والدین باوجود مسلمان ہونے کے جہاد کی شرعی اہمیت و ضرورت سے آگاہ نہ ہوں یا آگاہ ہونا نہ چاہیں اور بزدلی کا شکار ہوں مادی خدمات کے لیے اور اولاد بھی موجود ہو اور پھر بھی وہ اجازت نہ دیں تو مسئلہ امیر جہاد کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٢٥٢٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٨٦٩٦ من حديث سفيان الثوري، وأحمد:٢/١٦٠ عن سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٤٠٢٤، والحاكم:٤/ ١٥٢، ١٥٣، ووافقه الذهبي.

٢٥٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن أبي الْعَبَّاسِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: جَاءَ رَجُلٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ فقال: يارَسُولَ الله! أُجَاهِدُ؟ قال: «أَلَكَ أَبَوَانِ»؟ قال: نَعَمْ، قال: «فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو العَبَّاسِ هٰذَا الشَّاعِرُ اسْمُهُ السَّائِبُ بنُ فَرُّوخَ.

۲۵۲۹-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تیرے ماں باپ ہیں؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو توانہی میں جہاد کر (ان کی خدمت کر' یہی تیرا جہاد ہے۔“)

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند حدیث میں راوی ابوالعباس یہ شاعر ہے اور اس کا نام سائب بن فروخ ہے۔

فائدہ: والدین کی خدمت' مسلمان اولاد کا اہم ترین فریضہ ہے۔ نفلی جہاد کے مقابلے میں ان کی خدمت کو اوّلیت حاصل ہے' بالخصوص جبکہ ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔

٢٥٣٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو ابنُ الْحَارِثِ أَنَّ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ حَدَّثَهُ عن أبي الْهَيْثَمِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إلى رَسُولِ الله ﷺ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: «هَلْ لَكَ أَحَدٌ بِالْيَمَنِ؟» فَقَالَ: أَبَوَايَ، فقَالَ: «أَذِنَا لَكَ؟» قالَ: لا. قالَ: «ارْجِعْ إلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَإِنْ أَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَإِلَّا فَبِرَّهُمَا».

۲۵۳۰-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا یمن میں تیرا کوئی عزیز بھی ہے؟“ اس نے کہا: میرے ماں باپ ہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا انہوں نے تجھے اجازت دی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کے پاس واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کر ورنہ ان کی خدمت کر۔“

فائدہ: نفلی جہاد میں والدین کی اجازت ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اسلام نے خاندانی اکائی اوراسے مضبوط کرنے اور رکھنے کی ازحد تلقین کی ہے۔ اس سے نیکی کو فروغ ملتا ہے اور برائی کے در بند ہوتے ہیں مگر

٢٥٢٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجهاد بإذن الأبوين، ح: ٣٠٠٤، ومسلم، البر والصلة، باب بر الوالدين وأيهما أحق به، ح: ٢٥٤٩ من حديث سفيان الثوري به.

٢٥٣٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٥ من حديث دراج به، وسنده ضعيف، وهو في سنن سعيد ابن منصور، ح: ٢٣٣٤، والحديث السابق: ٢٥٢٩ يغني عنه.

مغربی تہذیب نے اس بنیادی اکائی اور وحدت کو توڑنے کے لیے افراد کنبہ اور بالغ اولاد کو بالخصوص آزاد روی اور آزاد منشی کا جو سبق دیا ہے اس کے اثرات انتہائی زہریلے ہیں۔ مغرب نے خود تو اس کا انجام دیکھ لیا ہے اور اب اس کا رخ مشرق اور بالخصوص اسلامی معاشروں کی طرف ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي النِّسَاءِ يَغْزُونَ (التحفة ٣٤)

باب ۳۲-خواتین بھی جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں

٢٥٣١- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلامِ بنُ مُطَهَّرٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الأنْصَارِ لِيَسْقِينَ المَاءَ وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى.

۲۵۳۱-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتوں کو جہاد میں ساتھ لے جایا کرتے تھے تاکہ وہ پانی پلائیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں۔

فائدہ: جہاد میں عورتوں سے مجاہدین کی خدمت کے کام لیے جا سکتے ہیں۔ یہ امور باحجاب ہو کر ادا کیے جا سکتے ہیں' لہٰذا یہ خدمات لینے کے لیے خواتین کی تعلیم و تربیت اور مشق بھی ضروری ہے۔ شرعی تعلیمات کی روشنی میں اجنبی مردوں اور عورتوں کو بے حجاب کھلے اختلاط کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بعض لوگ عہد نبوی کے اس قسم کے بعض اِکّا دُکّا واقعات سے یہ کلیہ اور اصول اخذ کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے درمیان کسی بھی معاملے میں فرق و امتیاز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے دوش بدوش حصہ لینا چاہیے۔ لیکن ظاہر بات ہے کہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی یکسر غلط ہے اور استدلال بھی بے بنیاد۔ بھلا چند عمر رسیدہ خواتین کو زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور ان کو پانی پلانے جیسی معمولی خدمات کے لیے ان کو ساتھ لے جانے سے' مرد و زن کی مغربی مساوات اور ہر معاملے میں دوش بدوش کا اثبات کس طرح ممکن ہے؟

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْغَزْوِ مَعَ أَئِمَّةِ الْجَوْرِ (التحفة ٣٥)

باب:۳۳-ظالم حکام کی زیر قیادت جہاد کرنا

٢٥٣٢- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ

۲۵۳۲-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین باتیں ایمان کی اصل

٢٥٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ١٨١٠ من حديث جعفر بن سليمان به.

٢٥٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٦ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣٦٧ * يزيد بن أبي نشبة مجهول (تقريب).

عن يَزِيدَ بنِ أَبِي نُشْبَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ثَلَاثٌ مِنْ أَصْلِ الإِيمَانِ: الكَفُّ عن مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَلَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الإِسْلَامِ بِعَمَلٍ، وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي الله إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُه جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ، وَالإِيمَانُ بالأَقْدَارِ».

ہیں: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اس کے درپے نہ ہو' اسے کسی گناہ کی بنا پر کافر نہ کہو اور نہ کسی عمل کی وجہ سے اسے ایمان سے نکالو۔ اور جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے جہاد جاری ہے اور جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا' اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کرسکتا اور تقدیروں پر ایمان رکھنا۔

۲۵۳۳- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن العَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُم مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُم خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الكَبَائِرَ، وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الكَبَائِرَ».

۲۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ہر امیر کے ساتھ جہاد واجب ہے خواہ نیک ہو یا بد' اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد' اگرچہ کبائر کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو' اور تم پر واجب ہے کہ ہر مسلمان کی نماز (جنازہ) پڑھو خواہ کوئی نیک ہو یا بد' اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو۔''

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ ان میں کچھ باتیں صحیح ہیں جن کی تائید دوسری صحیح روایات سے ہوتی ہے۔ اور کچھ باتیں صحیح نہیں ہیں۔ بہر حال یہ دونوں روایات مدار استدلال نہیں ہیں۔

(المعجم ٣٤) - باب الرَّجُلِ يَتَحَمَّلُ بِمَالِ غَيْرِهِ يَغْزُو (التحفة ٣٦)

باب: ۳۴- کسی دوسرے کی سواری پر جہاد کے لیے جانا

۲۵۳٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ

۲۵۳۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ

۲۵۳۳ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٥٩٤، وأخرجه البيهقي: ٣/ ١٢١ من حديث أبي داود به.

٢٥٣٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/٣٥٨ من حديث عبيدة بن حميد به، وصححه الحاكم: ٢/ ٩٠، ووافقه الذهبي.

الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبِيدَةُ بنُ حُمَيْدٍ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ العَنَزِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ قالَ: «يَامَعْشَرَ المُهَاجِرِينَ وَالأَنْصارِ! إنَّ مِنْ إِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُم مَالٌ وَلَا عَشِيرَةٌ فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُم إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلَاثَةَ فَمَا لأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةً كَعُقْبَةِ» يَعْنِي أَحَدِهِمْ قالَ: فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً - قالَ - : مَالِي إِلَّا عُقْبَةً كَعُقْبَةِ أَحَدِ مِنْ جَمَلِي.

ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے جہاد کا ارادہ کیا اور فرمایا: ''اے مہاجرو اور انصاریو! تمہارے کچھ بھائی ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں اور نہ کوئی ان کا خویش قبیلہ ہے تو تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ ان میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا لے' چنانچہ ہم میں سے جس کسی کے پاس سواری تھی وہ اپنے ساتھی کو باری سے سوار کرتا اور خود بھی باری سے سوار ہوتا تھا۔'' حضرت جابر ؓ کہتے ہیں: میں نے بھی دو تین کو اپنے ساتھ ملا لیا تو مجھے اپنے ہی اونٹ پر باری سے سواری ملتی تھی جیسے کہ انہیں۔

فائدہ: صحابہ ؓ کا یہ ایثار ان کی آپس میں للہ فی اللہ محبت کی دلیل تھی' اس سے اللہ عزوجل نے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا ہی میں رفعت عنایت فرمادی تھی' جبکہ جہاد میں دوسرے سے تعاون کرنے والا خود مجاہد جتنا ثواب پاتا ہے۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَغْزُو يَلْتَمِسُ الأَجْرَ وَالْغَنِيمَةَ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۵- جو کوئی جہاد میں ثواب اور غنیمت کی نیت رکھتا ہو

٢٥٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا أَسَدُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ أَنَّ ابنَ زُغْبٍ الأَيَادِيَّ حَدَّثَهُ قالَ: نَزَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الله بنُ حَوَالَةَ الأَزْدِيُّ فَقالَ لِي: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ لِنَغْنَمَ عَلَى أَقْدَامِنَا، فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ شَيْئًا وَعَرَفَ الجُهْدَ فِي وُجُوهِنَا، فَقَامَ فِينَا فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! لَا تَكِلْهُمْ إِلَيَّ فَأَضْعُفَ عَنْهُم وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَيَعْجِزُوا

۲۵۳۵- ابن زُغب ایادی نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن حوالہ ازدی ؓ میرے مہمان بنے' تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پیدل (جہاد کے لیے) روانہ فرمایا تاکہ کوئی غنیمت حاصل کر لائیں۔ پس ہم واپس آئے اور ہمیں کوئی غنیمت نہ ملی۔ آپ نے مشقت اور غمی کے آثار ہمارے چہروں پر دیکھے تو کھڑے ہوئے اور (دعا کرتے ہوئے) فرمایا: ''اے اللہ! انہیں میرے سپرد نہ کر دے کہ ان کی کفالت سے عاجز رہوں اور نہ انہیں ان کی اپنی جانوں کے سپرد

٢٥٣٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٨ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢٥، ووافقه الذهبي.

عَنْهَا وَلَا تَكِلْهُمْ إِلَى النَّاسِ فَيَسْتَأْثِرُوا عَلَيْهِم»، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي أَوْ عَلَى هَامَتِي ثُمَّ قَالَ: «يَاابْنَ حَوَالَةَ! إِذَا رَأَيْتَ الْخِلَافَةَ قَدْ نَزَلَتْ أَرْضَ الْمُقَدَّسَةِ فَقَدْ دَنَتِ الزَّلَازِلُ وَالْبَلَابِلُ وَالأُمُورُ العِظَامُ، وَالسَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنَ النَّاسِ مِنْ يَدِي هٰذِهِ مِنْ رَأْسِكَ».

کردے کہ اپنی کفالت سے عاجز رہیں اور نہ انہیں لوگوں کے سپرد کردینا کہ وہ اپنے آپ ہی کو ترجیح دینے لگیں۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا: ''اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (شام) تک پہنچ گئی ہے تو زلزلے آنے لگیں گے' مصیبتیں ٹوٹیں گی۔ (علاوہ ازیں) اور بھی بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہوں گی اور قیامت اس وقت لوگوں کے اس سے زیادہ قریب ہوگی جتنا کہ میرا ہاتھ تمہارے سر پر ہے۔''

قَالَ أَبُودَاوُدَ: عَبْدُ اللهِ بنُ حَوَالَةَ حِمْصِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کا تعلق حمص سے ہے۔

فوائد ومسائل: ① جہاد میں اجر وثواب کے ساتھ ساتھ غنیمت کی توقع رکھنا کوئی معیوب نہیں بشرطیکہ یہ نیت ہی اصل مقصود نہ ہو۔ اتنا ضرور ہے کہ غنیمت حاصل ہونے سے آخرت کے اجر میں کمی آ جاتی ہے جیسے کہ (باب فی السریة تخفق) حدیث: ۲۴۹۷ میں گزرا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے مال کو انسان کے لیے گزران کا ایک اہم سبب بنایا ہے جبکہ حقیقی کفیل خود اللہ عزوجل ہے۔ اگر وہ اسباب مہیا نہ فرمائے اور ان میں برکت نہ دے تو کائنات کے تمام افراد اور اس کے کل اسباب پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ ③ مستقبل کے امور غیبیہ کی خبریں نبی ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں کہ فتح بیت المقدس کے بعد سے دنیا میں اور امت اسلامیہ میں مذکورہ بالا علامات تواتر سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ④ قیامت از حد قریب ہے' لہٰذا ہر انسان کو اس کی فکر کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَشْرِي نَفْسَهُ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۶- انسان جو اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ ڈالے

٢٥٣٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن مُرَّةَ الهَمْدَانِيِّ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُودٍ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عَجِبَ

۲۵۳۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے رب تعالیٰ کو اس بندے پر بڑا تعجب آتا ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے اور اس کے ساتھی بھاگ نکلیں (مگر) اس

٢٥٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/٤١٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٤٣، ٦٤٤.

رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَانْهَزَمَ» يَعْنِي أَصْحَابَهُ «فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فَرَجَعَ حَتَّى أُهَرِيقَ دَمُهُ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ: انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي رَجَعَ رَغْبَةً فِيمَا عِنْدِي، وَشَفَقَةً مِمَّا عِنْدِي حَتَّى أُهَرِيقَ دَمُهُ».

بندے کو گناہ کا احساس ہوتو وہ (قتال کے لیے) واپس لوٹ آئے حتی کہ اس کا خون بہا دیا جائے' تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے: دیکھو میرے بندے کی طرف کہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا حتی کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔''

فوائد و مسائل: سورۃ التوبہ میں یہ مضمون تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ﴾(التوبة : ١١١) ''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں' یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں' یہ تورات' انجیل اور قرآن میں بیان شدہ سچا وعدہ ہے۔'' الغرض مسلمان کو اپنے تمام تر اعمال اور احوال میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کا امیدوار اور اس کے عقاب سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ یہی اصل ایمان اور اس کی چوٹی ہے ② ''اللہ عزوجل کا تعجب کرنا'' اسی طرح اس کی دیگر صفات کی کیفیت ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾(الشورىٰ : ١١) ''اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔'' بنابریں یہ صفات الٰہی ایسی ہی ہیں جیسے اس کی شان کے لائق ہیں۔ ہمیں ان پر ایمان رکھنا ہے جیسے وہ بیان ہوئی ہیں' ان کی کنہ اور حقیقت جاننے کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ وہ کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِيمَنْ يُسْلِمُ وَيُقْتَلُ مَكَانَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى (التحفة ٣٩)

باب: ٣٧- جو شخص اسلام لائے اور اسی وقت اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے

٢٥٣٧- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ

٢٥٣٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن اُقیش نے لوگوں سے اسلام سے پہلے کا سود لینا تھا' تو وہ اس کی وصول یابی تک اسلام سے دور رہا۔ آخر

٢٥٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١١٣، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة * حماد هو ابن سلمة.

أُقَيْشٍ كَانَ لَهُ رِبًا فِي الجَاهِلِيَّةِ فَكَرِهَ أَنْ يُسْلِمَ حَتَّى يَأْخُذَهُ فَجَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَقَالَ: أَيْنَ بَنُو عَمِّي؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ قَالَ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالُوا: بِأُحُدٍ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ وَرَكِبَ فَرَسَهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُم فَلَمَّا رَآهُ المُسْلِمُونَ قَالُوا: إِلَيْكَ عَنَّا يَاعَمْرُو! قَالَ: إِنِّي قَدْ آمَنْتُ. فَقَاتَلَ حَتَّى جُرِحَ فَحُمِلَ إِلَى أَهْلِهِ جَرِيحًا فَجَاءَهُ سَعْدُ بنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لِأُخْتِهِ: سَلِيهِ، حَمِيَّةً لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لله؟ فَقَالَ: بَلْ غَضَبًا لله وَلِرَسُولِهِ، فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلَّى لله صَلَاةً.

احد کے دن آیا اور پوچھا کہ میرے چچازاد کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: احد میں ہیں' پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: احد میں ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ہتھیار پہنے' گھوڑے پر سوار ہوا اور ان لوگوں کی جانب چلا گیا۔ مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا' تو کہا: اے عمرو! ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا: یقین کرو کہ میں ایمان لا چکا ہوں چنانچہ قتال کرنے لگا حتی کہ زخمی ہو گیا تو اسے اسی حالت میں اٹھا کر اس کے اہل میں لایا گیا۔ پس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کی بہن سے کہا: اس سے پوچھو (کہ اس نے جنگ میں حصہ کیوں لیا ہے) اپنی قوم کی حمیت وحمایت میں' یا ان کے لیے غصہ کی بنا پر' یا اللہ کے لیے غصے کی وجہ سے؟ تو اس نے کہا: بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے لیے غصے کی وجہ سے (اس جنگ میں شریک ہوا ہوں۔) چنانچہ وہ فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا اور اس نے اللہ کے لیے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

فوائد و مسائل: ① اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حمیت اور حمایت میں اپنی جان وار دینا اور اسی کے لیے اپنی محبت اور غصے کے جذبات کا اظہار کرنا ایمان کامل کی علامت اور اللہ کے ہاں نجات کی ضمانت ہے۔ ② نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے مگر عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ کو اس کے سیکھنے اور ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تو اس لیے معذور سمجھے گئے۔ ③ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ اسلام ایک عملی اور باضابطہ دین ہے۔ اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت و معصیت کا کوئی تصور نہیں اور نہ حرام کی کوئی گنجائش ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عمرو نے اپنے اسلام کو مؤخر کیا۔ یہ ان کی سعادت تھی کہ اللہ عزوجل نے ان کو مہلت دی اور وہ اسلام اور پھر شہادت سے بہرہ ور ہو گئے۔ ④ یہ واقعہ کسی شخص کو اپنا اسلام یا گناہ سے توبہ کو مؤخر کرنے کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ نہ معلوم مطلب پورا ہونے تک زندگی کی مہلت بھی ملے گی یا نہیں یا کہیں نیت ہی نہ بدل جائے یا حالات سازگار نہ رہیں اور پھر اسلام یا توبہ سے محروم رہ گیا تو ہمیشہ کی محرومی کا سامنا ہوگا۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ بِسِلَاحِهِ (التحفة ٤٠)

باب:٣٨- جو شخص اپنا ہی ہتھیار لگنے سے فوت ہو جائے

٢٥٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخْبَرَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ الله بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ أَحْمَدُ: كَذَا قالَ هُوَ يَعْنِي ابنَ وَهْبٍ وَعَنْبَسَةُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ جَمِيعًا عن يُونُسَ، قالَ أَحْمَدُ: وَالصَّوَابُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله: أنَّ سَلَمَةَ بنَ الأكْوَعِ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ قَاتَلَ أخِي قِتَالًا شَدِيدًا فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ في ذٰلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ: رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا».

٢٥٣٨- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے موقع پر میرے بھائی (عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے خوب قتال کیا اور (اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ) اس کی اپنی تلوار اچٹ کر خود اس کو لگ گئی جس سے وہ قتل ہو گیا۔ اصحاب رسول ﷺ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے اور اس (کی شہادت) کے سلسلے میں انہوں نے شک کا اظہار کیا کہ ایک آدمی اپنے ہی ہتھیار سے مارا گیا ہے (تو کیونکر شہید سمجھا جائے گا؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا اور مجاہد فوت ہوا ہے۔“

قَالَ ابنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنًا لِسَلَمَةَ ابنِ الأكْوَعِ؟ فحدثَني عن أبِيهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، غَيْرَ أنَّهُ قال: فقال رَسُولُ الله ﷺ: «كَذَبُوا، مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ أجْرُهُ مَرَّتَيْنِ».

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ پھر میں نے سلمہ بن اکوع کے بیٹے سے دریافت کیا تو اس نے مجھے اپنے باپ کے حوالے سے اسی کی مانند بیان کیا مگر اس کے الفاظ یہ تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غلط کہتے ہیں' یہ جہاد کرتے ہوئے فوت ہوا ہے' مجاہد فوت ہوا ہے اور اس کے لیے دگنا اجر ہے۔“

فائدہ: اس مجاہد کے لیے دہرے اجر کی خوشخبری' ممکن ہے جہاد اور شہادت کی بنا پر ہو۔ واللہ اعلم۔

٢٥٣٩- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ خَالِدٍ

٢٥٣٩- جناب ابوسلام نبی ﷺ کے ایک صحابی

٢٥٣٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة خيبر، ح: ١٨٠٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

٢٥٣٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١١٠/٨ من حديث أبي داود به * الوليد بن مسلم لم يصرح ◀◀

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: أَغَرْنَا عَلَى حَيٍّ مِنْ جُهَيْنَةَ فَطَلَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَأَهُ وَأَصَابَ نَفْسَهُ بالسَّيْفِ، فقال لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «أَخُوكُم يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ!» فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوهُ قَدْ مَاتَ، فَلَفَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ، فَقَالُوا: يارَسُولَ الله! أَشَهِيدٌ هُوَ؟ قال: «نَعَمْ، وَأَنَا لَهُ شَهِيدٌ».

سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے جہینہ کے ایک قبیلے پر حملہ کیا۔ پس مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے ان کے ایک آدمی پر وار کیا اور اسے مارنا چاہا مگر اس کا وار خطا گیا اور اس کی تلوار خود اسے ہی لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمانو! تمہارا بھائی! (اس کی خبر لو۔'') لوگ بھاگ کر اس کی طرف گئے تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکا ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹ دیا' اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا وہ شہید ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اور میں اس کے لیے گواہ ہوں۔''

(المعجم ٣٩) - باب الدُّعَاءِ عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ٤١)

باب:٣٩-جنگ کے وقت دعا کی قبولیت کا بیان

٢٥٤٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ثِنْتَانِ لا تُرَدَّانِ أوْ قَلَّ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُ بَعْضًا».

٢٥٤٠- حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو وقت کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا بہت کم رد کی جاتی ہیں: ایک اذان کے وقت اور دوسری جنگ کے وقت' جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بھڑ جاتے ہیں۔''

قال مُوسَى: وَحَدَّثَني رِزْقُ بنُ سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عن أبي حَازِمٍ، عن سَهْلِ بنِ

موسیٰ (بن یعقوب) نے کہا: مجھے رزق بن سعید بن عبدالرحمٰن نے ابو حازم سے' اس نے سہل بن سعد ؓ

◀◀ بالسماع المسلسل، وسلام بن أبي سلام مجهول (تقريب).

٢٥٤٠- تخريج: [صحيح] أخرجه الدارمي، ح:١٠٢٣ من حديث ابن أبي مريم به، وصححه ابن خزيمة، ح:٤١٩، وللحديث شواهد عند ابن حبان (الإحسان)، ح:١٧١٧، ١٧٦١ وغيره، وصححه ابن الجارود، ح:١٠٦٩، والحاكم: ١/ ١٩٨، ٢/ ١١٣، ١١٤، ووافقه الذهبي، وحديث رزق بن سعيد ضعيف لجهالة حاله.

سَعْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ : «وَتَحْتَ المَطَرِ».

سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا: ''بارش کے وقت (بھی دعا رد نہیں کی جاتی۔'')

فائدہ: اذان اور قتال دونوں عمل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کیلیے ہیں' لہٰذا ان اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ درج ذیل حدیث میں جہاد میں معمولی وقت لگانے کی فضیلت کا ذکر آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ ''بارش کے وقت'' کا جملہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِيمَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۰- شہادت کی دعا کی فضیلت

٢٥٤١- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ خَالِدٍ أَبُو مَرْوَانَ وَابنُ المُصَفَّى قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن ابنِ ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ يَرُدُّ إلى مَكْحُولٍ إلى مَالِكِ بنِ يُخَامِرَ أَنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ في سَبِيلِ الله فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فإنَّ لَهُ أَجْرَ شَهِيدٍ». زَادَ ابنُ المُصَفَّى مِنْ هُنَا: «وَمَنْ جُرِحَ جُرحًا في سَبِيلِ الله، أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً، فإنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ، لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا رِيحُ المِسْكِ، وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ في سَبِيلِ الله عَزَّوَجَلَّ فإنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ».

۲۵۴۱- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''اگر کسی نے اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کے وقفہ کے برابر بھی قتال کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہے' اور جس نے اللہ سے سچے دل سے قتل فی سبیل اللہ کی دعا مانگی پھر فوت ہو گیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔'' ابن المصفی نے یہاں اضافہ کیا: ''اور جسے (دشمن کی طرف سے) اللہ کی راہ میں کوئی زخم آ گیا یا کوئی چوٹ لگ گئی تو قیامت کے دن وہ زخم اسی طرح (تازہ) اور بڑا ہو گا جیسے کہ وہ تھا' اس کے خون کا رنگ زعفران کا اور خوشبو کستوری کی ہو گی' اور جسے اللہ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو اس پر شہیدوں کی جیسی مہر ہو گی۔''

فوائد و مسائل: ① اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد چند منٹ کے لیے وقفہ دیا جاتا ہے اور پھر دوبارہ دوہتے ہیں' اس درمیانی وقفے کو [فُوَاق] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ② اخلاص نیت کی وجہ سے انسان بہت بڑے درجات حاصل

٢٥٤١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٤٢٥١ من حديث أبي داود به مختصرًا، ولم يذكر هشام بن خالد، ورواه النسائي، ح: ٣١٤٣، والترمذي: ١٦٥٧، وقال: 'صحيح'.

کر لیتا ہے خواہ بالفعل عمل کر کے اس مقام تک نہ بھی پہنچ سکے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ جَزِّ نَوَاصِي الْخَيْلِ وَأَذْنَابِهَا (التحفة ٤٣)

باب:۴۱-گھوڑوں کی پیشانیوں اور دُموں کے بال کاٹنا مکروہ ہے

٢٥٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ عن الْهَيْثَمِ بنِ حُمَيْدٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا خُشَيْشُ بنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ جَمِيعًا عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عن نَصْرٍ الْكِنَانِيِّ، عن رَجُلٍ، وَقال أَبُو تَوْبَةَ: عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ عن شَيْخٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، عن عُتْبَةَ بنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ وَهٰذَا لَفْظُهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «لا تَقُصُّوا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا أَذْنَابَهَا، فإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابُّها وَمَعَارِفَهَا دِفَاؤُهَا، وَنَواصِيهَا مَعْقُودٌ فِيهَا الْخَيْرُ».

۲۵۴۲-حضرت عتبہ بن عبد سُلمی ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرمار ہے تھے: ''گھوڑوں کی پیشانیوں' گردنوں اور دُموں کے بال نہ کاٹو' بلاشبہ ان کی دُمیں ان کے پنکھے ہیں (کہ وہ ان سے مکھیوں وغیرہ کو دور کرتے ہیں) اور گردنوں کے بالوں سے یہ اپنی سردی دور کرتے ہیں اور پیشانیوں کے بالوں کے ساتھ خیر و برکت بندھی ہوئی ہے۔''

فائدہ: جن معمولات کے متعلق شرعی ہدایات آجائیں' وہ عام معمولات اور عادات سے نکل کر شرعی مسائل بن جاتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے' ان میں سے ایک گھوڑوں کی تربیت کا یہ مسئلہ بھی ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنْ أَلْوَانِ الْخَيْلِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۲-گھوڑوں میں کون سے رنگ پسندیدہ اور مستحب ہیں

٢٥٤٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ الأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَني عَقِيلُ بنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ

۲۵۴۳-حضرت ابو وہب جُشَمی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے گھوڑے منتخب کیا کرو جو کُمیت اور پانچ کلیاں ہوں (رنگ سرخ سیاہ ہو مگر پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا اشقر پانچ کلیاں

٢٥٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣١ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ١٨٣ * نصر الكناني مستور، رجل لم أعرفه، ولبعض الحديث شواهد ضعيفة.

٢٥٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح: ٣٥٩٥ من حديث هشام بن سعيد به * عقيل بن شعيب مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٦٣٣ وغيره.

وكانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بِكُلِّ كُمَيْتٍ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ أشْقَرَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ أدْهَمَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ».

ہوں (رنگ سرخ ہو اور پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں) یا مشکی (سیاہ رنگ) اور پانچ کلیاں ہوں۔"

فائدہ: علامہ طیبی نے ان رنگوں میں ایک فرق یہ بھی لکھا ہے کہ اشقر میں سرخی پر سیاہی غالب ہوتی ہے اور کُمیت کی گردن اور دم کے بال سیاہ ہوتے ہیں۔

٢٥٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا أبُو المُغِيرَةِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ مُهَاجِرٍ: حَدَّثَنا عَقِيلُ بنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بِكُلِّ أشْقَرَ أغَرَّ مُحَجَّلٍ أوْ كُمَيْتٍ أغَرَّ» فَذَكَر نَحْوَهُ. قال مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ مُهَاجِرٍ وَسَألْتُهُ: لِمَ فَضَّلَ الأشْقَرَ؟ قال: لأنَّ النَّبيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكانَ أوَّلَ مَنْ جَاءَ بالفَتْحِ صَاحِبُ أشْقَرَ.

٢٥٤٤- حضرت ابو وہب کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑا ایسا منتخب کرو جو اشقر پانچ کلیان ہو (سرخ رنگ) یا کُمیت سفید پیشانی۔" اور مذکورہ حدیث کی مانند ذکر کیا۔ محمد بن مہاجر کہتے ہیں: میں نے اپنے شیخ سے دریافت کیا کہ اشقر کو فضیلت کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: کیونکہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو جو شخص سب سے پہلے فتح کی خوشخبری لے کر آیا وہ اشقر گھوڑے پر سوار تھا۔

٢٥٤٥- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُحَمَّدٍ عن شَيْبَانَ، عن عِيسَى بنِ عَلِيٍّ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُمْنُ الْخَيْلِ في شُقْرِهَا».

٢٥٤٥- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں میں برکت ان کے سرخ رنگ والوں میں ہے۔"

فائدہ: جب گھوڑوں کے اختیار و انتخاب کا معاملہ ہو تو مندرجہ بالا صفات کا خیال رکھنا مستحب ہے۔ اس سے استدلال یہ بھی ہے کہ دیگر آلات جہاد حاصل کرتے وقت ان کے ظاہری محاسن اور عمدہ کارکردگی کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: هَلْ تُسَمَّى الأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا؟ (التحفة ٤٥)

باب:...... مادہ گھوڑی کو "فرس" کہنا

٢٥٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٠ من حديث أبي داود به.
٢٥٤٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب [ماجاء] ما يستحب من الخيل، ح: ١٦٩٥.

٢٥٤٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ عن أبي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنا أَبُو زُرْعَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُسَمِّي الأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا.

۲۵۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مادہ گھوڑی کو "فرس" کہا کرتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ افصح العرب تھے اور آپ کی زبان منتخب اور معیاری زبان تھی۔ ایسے ہی داعیان دین کو لازم ہے کہ اپنی اپنی زبان کے فصیح و بلیغ عالم بنیں' اس طرح ان کا عمل دعوت دوچند ہو جائے گا۔ غلط الفاظ اور بھدی گفتگو کرنے والے کی بات سنی جاتی ہے' نہ مؤثر ہوتی ہے۔

(المعجم ٤٣) - باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخَيْلِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۳- وہ گھوڑے جو پسندیدہ نہیں ہیں

٢٥٤٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن سَلْمٍ هُوَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ، وَالشِّكَالُ يَكُونُ الْفَرَسُ في رِجلِه الْيُمْنَى بَيَاضٌ وَفي يَدِهِ الْيُسْرَى بَيَاضٌ، أوْ في يَدِهِ الْيُمْنَى وَفي رِجلِهِ الْيُسْرَى.

۲۵۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شِکال قسم کے گھوڑوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور شِکال سے مراد یہ ہے کہ اس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيْ مُخَالِفٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے وضاحت کی کہ ہاتھ پاؤں میں سفیدی مخالف جانب ہو۔

فائدہ: شکال' کی یہ تفسیر' مدرج ہے' یعنی نبی ﷺ کی بیان کردہ نہیں ہے' بلکہ راوی کی طرف سے ہے۔ اسی لیے امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ کراہت کی بھی بعض توجیہات بیان کی گئی ہیں' اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ (عون المعبود)

٢٥٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٤٤ من حديث موسى بن مروان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٤، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * مروان بن معاوية صرح بالسماع.

٢٥٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ما يكره من صفات الخيل، ح: ١٨٧٥ من حديث سفيان الثوري به.

(المعجم ٤٤) - **باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْقِيَامِ عَلَى الدَّوَابِّ وَالْبَهَائِمِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۴-جانوروں اور چوپایوں کی خدمت اور خبر گیری کرنے کا حکم

۲٥٤٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مِسْكِينٌ يَعْني ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ عن رَبِيعَةَ بنِ يَزِيدَ، عن أبي كَبْشَةَ السَّلولِيِّ، عن سَهْلِ ابنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قال: مَرَّ رَسُولُ الله ﷺ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ قالَ: «اتَّقُوا الله في هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُوهَا صَالِحَةً».

۲۵۴۸-حضرت سہل بن حنظلیہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ اس کی کمر سے لگ گیا تھا تو آپ نے فرمایا: ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو' ان پر سواری کرو تو بھلے انداز میں اور کھلاؤ تو بھی عمدہ طرح سے۔''

فائدہ: مومن [سَيِّءُ الْمَلَكَة] نہیں ہوتا' یعنی اپنی مملوکہ چیزوں سے بدسلوک نہیں کرتا۔

۲٥٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا مَهْدِيٌّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي يَعْقُوبَ عن الْحَسَنِ بنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ، عن عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ قالَ: أَرْدَفَنِي رَسُولُ الله ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَسَرَّ إلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أحَبُّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفًا أوْ حَائِشَ نَخْلٍ. قالَ: فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ فإذَا جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ، فَقَالَ: «مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟» فَجَاءَ

۲۵۴۹-حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر پیچھے بٹھالیا اور خاموشی سے مجھے ایک بات بتائی جو میں کسی کو بھی نہیں بتاؤں گا' اور رسول اللہ ﷺ کو قضائے حاجت کے لیے چھپنے کی دو جگہیں بہت زیادہ پسند تھیں: یا تو کوئی اونچی جگہ ہوتی' یا کوئی کھجوروں کا جھنڈ ہوتا۔ آپ ایک بار ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا' جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو رونی سی آواز نکالی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟'' تو

۲٥٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:١٦٢٩، وصححه ابن حبان، ح:٨٤٤، ٨٤٥، وانظر، ح:٢٥٦٧.

۲٥٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب التستر عند البول، ح:٣٤٢ من حديث مهدي بن ميمون به.

فَتًى مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ لِي: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ! قَالَ: «أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيعُهُ وَتُدْئِبُهُ».

ایک انصاری جوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تو اس جانور کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس کا اس نے تجھ کو مالک بنایا ہے' اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا اور بہت تھکاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ کا نبی ﷺ کو پہچان لینا اور آپ کے سامنے مالک کا اپنے انداز میں شکوہ کرنا' نبی ﷺ کا معجزہ ہے۔ ② جانور سے اسی قدر کام لینا چاہیے جو اس کی طاقت وہمت کے مطابق ہو۔ زیادہ کام لینا اور پھر خدمت بھی نہ کرنا حرام ہے اور خادم کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

٢٥٥٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَنِي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ وَمَلَأَ خُفَّهُ فَأَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لأَجْرًا؟ قَالَ: «فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ».

٢٥٥٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی' اسے ایک کنواں ملا' وہ اس میں اترا' پانی پیا اور باہر نکلا تو اس نے ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا' اس آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی پیاس نے ستایا ہے جیسے کہ مجھے ستایا تھا۔ پس وہ دوبارہ کنویں میں اترا' اپنے موزے کو پانی سے بھر کر اپنے منہ سے پکڑا اور اوپر چڑھا اور کتے کو پلایا' سو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول فرما لیا اور اسے بخش دیا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے جانوروں کی خدمت میں بھی ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر گیلے جگر (جان دار) میں ثواب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① لوگوں کے لیے سراؤں اور ان کے راستوں میں پانی کا انتظام کرنا بہت بڑی نیکی کا کام ہے۔ ② انسان مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ' اور ایسے ہی جاندار مخلوق کے ساتھ احسان کرنا' بڑے اجر کی بات ہے۔ البتہ

٢٥٥٠_ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب فضل سقي الماء، ح: ٢٣٦٣، ومسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة وإطعامها، ح: ٢٢٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٢٩، ٩٣٠.

واجب القتل اور موذی جانور اس احسان سے مستثنیٰ ہیں جیسے کہ خنزیر اور سانپ بچھو وغیرہ۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي نُزُولِ الْمَنَازِلِ (التحفة ٤٨)

باب:...... کسی منزل پر پڑاؤ کرنے کا ایک ادب

٢٥٥١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن حَمْزَةَ الضَّبِّيِّ قالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قال: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لا نُسَبِّحُ حتى نَحِلَّ الرِّحَالَ.

۲۵۵۱-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم جب کسی منزل پر اترتے تو اس وقت تک نماز نہ پڑھتے تھے جب تک کہ اونٹوں پر سے کجاوے نہ اتار لیتے۔

فائدہ: جس طرح انسان کو آرام اور راحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح حیوانات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اس لیے بعض علماء یہ مستحب سمجھتے ہیں کہ انسان جب کسی منزل پر اترے تو چاہیے کہ پہلے اپنے جانور کو چارہ ڈالے پھر خود کھانا کھائے' یہ تعلیمات اسلام کے دین فطرت اور عالمی دین ہونے کی دلیل ہے۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي تَقْلِيدِ الْخَيْلِ بِالْأَوْتَارِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۵-گھوڑوں کے گلوں میں تانت ڈالنا

٢٥٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بن حَزْمٍ، عن عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ: أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قال: فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَسُولًا، قال عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قالَ: وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ: «لا

۲۵۵۲-حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے...... کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیغامبر بھیجا' راویٔ حدیث عبداللہ بن ابی بکر کا کہنا ہے: میرا خیال ہے کہ شیخ نے بیان کیا: لوگ رات کی آرام گاہ میں تھے (آپ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ) "کسی اونٹ کے گلے میں کوئی تانت یا کوئی قلادہ باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے کاٹ ڈالا جائے۔"

٢٥٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٩ عن محمد بن جعفر غندر به.

٢٥٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ماقيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل، ح: ٣٠٠٥، ومسلم، اللباس والزينة، باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير، ح: ٢١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٣٧.

يُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ وَلَا قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ».

قَالَ مَالِكٌ: أُرَى أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ.

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے' بدنظری سے بچاؤ کے لیے یہ ڈالتے تھے۔

فائدہ: علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ لوگ اسے نظر بد سے بچاؤ کے لیے بطور تعویذ ڈالتے تھے اور اسے ہی مؤثر سمجھتے تھے۔ کئی علماء کا خیال ہے کہ لوگ یہ ان کے گلوں میں گھنٹیاں باندھنے کے لیے ڈالتے تھے۔ کچھ نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ دوڑتے بھاگتے ہوئے جانور کا گلا گھٹ جائے۔ بہرحال وجہ کوئی بھی ہو' تانت ڈالنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اور اسی طرح دیگر جاہلانہ تعویذ گنڈے بھی ڈالنا جائز نہیں۔

(المعجم . . .) - باب إِكْرَامِ الْخَيْلِ وَارْتِبَاطِهَا وَالْمَسْحِ عَلَى أَكْفَالِهَا (التحفة ٥٠)

باب:- گھوڑوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کرنے' باندھ کر رکھنے' اور ان کے سرینوں پر ہاتھ پھیرنے کا بیان

٢٥٥٣- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: أخبرنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حدَّثني عَقِيلُ بْنُ شَبِيبٍ عن أبي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَعْجَازِهَا» أَوْ قال: «أَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا وَلَا تُقَلِّدُوهَا الأَوْتَارَ».

۲۵۵۳- صحابئ رسول حضرت ابو وہب جُشَمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کو باندھ کر رکھو (ان کی خوب دیکھ بھال کرو) ان کی پیشانیوں اور سرینوں پر ہاتھ پھیرا کرو۔" راوی کو شک ہے کہ آپ نے لفظ "أَعْجَازِها" کہا یا "أَكْفَالِها" اور گردنوں میں رسیاں باندھو مگر تانت کی رسی نہ ہو۔"

فائدہ: گھوڑا محبت کرنے والا جانور ہے اور جہاد میں کام آنے کی وجہ سے محبوب ہے' اس لیے اس کی خوب خدمت کرنی چاہیے اور انس و محبت کا اظہار کرنا چاہیے' اس عمل سے جانور خوش ہوتا ہے۔

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِي تَعْلِيقِ الأَجْرَاسِ (التحفة ٥١)

باب:۴۶- جانوروں کو گھنٹیاں باندھنے کا مسئلہ

٢٥٥٣- تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٥٤٣.

٢٥٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن سَالِمٍ، عن أبي الْجَرَّاحِ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، عن أُمِّ حَبِيبَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ».

۲۵۵۴-ام المومنین حضرت ام حبیبہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس قافلہ اور جماعت میں گھنٹی ہو فرشتے اس کے ساتھ نہیں ہوتے۔“

٢٥٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أبِي صَالِحٍ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أوْ جَرَسٌ».

۲۵۵۵-حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے اس جماعت کے ساتھ نہیں چلتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی۔“

٢٥٥٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا أبُو بَكْرِ بْنُ أبي أُوَيْسٍ: حدَّثني سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «في الْجَرَسِ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ».

۲۵۵۶-حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھنٹی کے متعلق فرمایا: ”یہ شیطان کا باجا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① جانوروں کے گلوں میں گھنٹیاں اور گھنگرو قسم کی چیزیں باندھنا جائز نہیں ② موسیقی کے دوسرے آلات کی حرمت بھی احادیث سے ثابت ہے۔ ③ ایسے ہی کتا رکھنا' اگر محض اظہار ہیبت اور زینت کے لیے ہو تو ناجائز ہے۔ حفاظت کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ (التحفة ٥٢)

باب:۴۷-گندگی خور جانور پر سوار ہونا

٢٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٣٢٦، ٣٢٧ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨١٩، وانظر الحديث الآتي.

٢٥٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس في السفر، ح: ٢١١٣ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٢٥٥٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢١١٤ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن به، انظر الحديث السابق.

٢٥٥٧- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نُهِيَ عن رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ.

۲۵۵۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرمایا: ایسے جانور پر سواری کرنے سے منع کیا گیا ہے جو گندگی کھاتا ہو۔

٢٥٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ الْجَهْمِ: حَدَّثَنا عَمْرٌو يَعْني ابنَ أبي قَيْسٍ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنِ الْجَلَّالَةِ في الإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا.

۲۵۵۸-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے اونٹ کی سواری سے منع فرمایا جو گندگی کھاتا ہو۔

فوائد و مسائل: دیگر احادیث میں ایسے جانور کا دودھ پینے اور اس کا گوشت کھانے کی بھی ممانعت وارد ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الأطعمة' حديث:۳۷۸۵)

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: في الرَّجُلِ يُسَمِّي دَابَّتَهُ (التحفة ٥٣)

باب:۴۸-جانور کا نام رکھنا

٢٥٥٩- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أبي الأَحْوَصِ، عن أبي إِسْحَاقَ، عنْ عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ، عن مُعَاذٍ قال: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ.

۲۵۵۹-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گدھے پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا جسے عُفیر کہا جاتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جانور کا نام رکھنا مباح ہے۔ ② بوقت ضرورت جانور پر دو آدمی بھی سوار ہو سکتے ہیں۔ ③ اگر کسی جانور پر دو آدمی سوار ہو جائیں تو یہ ظلم شمار نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ جانور صحت مند اور اس قدر بوجھ اٹھا سکتا ہو۔

٢٥٥٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٥٤، ٩/ ٣٣٣ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد كثيرة، انظر ح: ٣٧٨٥_٣٧٨٧.

٢٥٥٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٤ من حديث أحمد بن أبي سريج به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٦٩٤.

٢٥٥٩_ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، ح: ٢٨٥٦ من حديث أبي الأحوص به.

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي النِّدَاءِ عِنْدَ النَّفِيرِ يَا خَيْلَ اللهِ ارْكَبِي (التحفة ٥٤)

باب:۴۹-نفیر (جہاد کے لیے روانگی) کے وقت یوں آواز دینا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ

٢٥٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حدثني يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: أخبرنَا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ ابنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبيهِ سُلَيْمَانَ بن سَمُرَةَ، عنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّى خَيْلَنَا خَيْلَ الله إذَا فَزِعْنَا، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْمُرُنَا إذَا فَزِعْنَا بِالْجَمَاعَةِ وَالصَّبْرِ وَالسَّكِينَةِ وَإِذَا قَاتَلْنَا.

۲۵۶۰-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' امابعد: نبی ﷺ ہمارے سواروں کو' جب ہم گھبراتے تو [خَيْلُ اللّٰهِ] ''اللہ کے شہسوار بندو!'' کہہ کر پکارتے' اور رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت ہو تو اکٹھے ہو جایا کریں' صبر اور سکون سے کام لیں اور ایسے ہی قتال کے وقت کیا کریں۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الْبَهِيمَةِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۰-جانور کو لعنت کرنے کی ممانعت

٢٥٦١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً فقال: «مَا هٰذِهِ؟» قالُوا: هٰذِهِ فُلَانَةُ لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «ضَعُوا عَنْهَا، فإنَّهَا مَلْعُونَةٌ»، فَوَضَعُوا عَنْهَا.

قال عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَاقَةً وَرْقَاءَ.

۲۵۶۱-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک سفر میں تھے' پس آپ نے (کسی سے) لعنت کرنے کی آواز سنی تو آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: یہ فلاں عورت ہے جس نے اپنی سواری کو لعنت کی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس سے (کجاوہ اور سامان) اتار دو۔ بلاشبہ یہ اب ملعونہ ہے۔'' چنانچہ صحابہ نے اس سے (سامان وغیرہ) اتار دیا۔

عمران کہتے ہیں: گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ سیاہی مائل اونٹنی تھی۔

٢٥٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٧٥ لعلته.

٢٥٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ٢٥٩٥ من حديث أيوب السختياني به.

فائدہ: ''لعنت'' کے لفظی معنی ہیں اللہ کی پھٹکار اور اس کی رحمت سے دوری۔ اور یہ انتہائی بری خصلت ہے کہ انسان ایک چیز سے فائدہ بھی اٹھائے اور پھر اس کے متعلق لعنت کا لفظ بھی استعمال کرے۔ نبی ﷺ نے غالباً بطور زجر وتوبیخ کے اس جانور کو اس کے سوار سے آزاد کرا دیا تھا تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اس طرح نہ بولے۔ لوگوں کا آپس میں یہ لفظ استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۱- جانوروں کو آپس میں لڑانا

٢٥٦٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عن قُطْبَةَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ سِيَاهٍ، عن الأعمَشِ، عن أبي يَحْيَى الْقَتَّاتِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن التَّحْرِيشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ.

۲۵۶۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو آپس میں لڑایا جائے۔

فائدہ: باعتبار سند کے یہ روایت ضعیف ہے مگر بلحاظ معنی بات ایسے ہی ہے کہ یہ عمل کسی طرح بھی شرفاء کے لائق نہیں ہے۔ عوام کو بھی اس سے باز رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جب جانوروں کو لڑانے کی ممانعت ہے تو لوگوں کے درمیان لڑائی کروا دینا تو اور بھی بدترین خصلت ہے۔

(المعجم ٥٢) - بَابٌ: فِي وَسْمِ الدَّوَابِّ (التحفة ٥٧)

باب:۵۲- جانوروں کو نشان لگانا

٢٥٦٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن هِشَامِ بنِ زَيْدٍ، عن أنَسٍ قال: أتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِأخٍ لِي حِينَ وُلِدَ لِيُحَنِّكَهُ فإذَا هُوَ فِي مِرْبَدٍ يَسِمُ غَنَمًا،

۲۵۶۳- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے کہ میرے بھائی (عبداللہ بن ابی طلحہ) کی ولادت ہوئی تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ میں نے آپ کو بکریوں کے

٢٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية التحريش بين البهائم والضرب والوسم في الوجه، ح:١٧٠٨ عن أبي كريب محمد بن العلاء به ☆ الأعمش عنعن، وأبو يحيى القتات ضعيف إلا في رواية الثوري عنه.

٢٥٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح:٥٥٤٢، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه . . . الخ، ح:٢١١٩ من حديث شعبة به.

أحْسِبُهُ قال: في آذَانِهَا.

باڑے میں پایا' آپ بکریوں کو نشان لگا رہے تھے۔ (شعبہ نے) کہا میرا خیال ہے' شیخ نے بیان کیا: آپ ان کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔

فائدہ: پہچان کے لیے جانوروں کو نشان لگانا جائز ہے۔ اس مقصد کے لیے لوہا گرم کر کے ان کے جسم کو داغا جاتا تھا لیکن چہرے پر داغ لگانا اور مارنا جائز نہیں البتہ کان پر جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کان چہرے کا حصہ نہیں ہیں۔

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ وَالضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ (التحفة ٥٨)

باب:...... چہرے پر مارنا یا اس پر داغ لگانا منع ہے

٢٥٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِحِمَارٍ قَدْ وُسِمَ في وَجْهِهِ فقال: «أمَا بَلَغَكُمْ أنِّي لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيمَةَ في وَجْهِهَا أوْ ضَرَبَهَا في وَجْهِهَا؟»، فَنَهَى عن ذٰلِكَ.

۲۵۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا لے جایا گیا جس کے چہرے پر داغ دیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جو کسی جانور کو اس کے چہرے پر داغے یا اس کے منہ پر مارے؟" چنانچہ آپ نے اس کام سے منع فرما دیا۔

فوائد و مسائل: ① چہرہ جسم کا قابل عزت حصہ ہے' انسان کا ہو یا حیوان کا' چہرے پر مارنا ممنوع ہے۔ ② نبی ﷺ کا لعنت کرنا اپنی مرضی سے نہ تھا بلکہ الہام الٰہی کی بنیاد پر تھا۔

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْحُمُرِ تُنْزَى عَلَى الْخَيْلِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۳- گدھوں کی گھوڑیوں سے جفتی کرانے میں کراہت

٢٥٦٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي

۲۵۶۵- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک خچر ہدیہ دیا گیا تو آپ اس

٢٥٦٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٣ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ح: ٢١١٧ من حديث أبي الزبير به.

٢٥٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الخيل، باب التشديد في حمل الحمير على الخيل، ح: ٣٦١٠ عن قتيبة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٩، وله شاهد تقدم، ح: ٨٠٨.

الْخَيْرِ، عن ابنِ زُرَيْرٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا، فقال عَلِيٌّ: لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ؟ قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ».

پر سوار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم گدھوں کو گھوڑیوں پر چڑھائیں (تو ان کے اس جنسی عمل سے) ہمیں اس طرح کے خچر حاصل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہل لوگ یہ کام کرتے ہیں۔“

فائدہ: گدھے اور گھوڑی کے جنسی ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور خچر کہلاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے انعامات میں اس کا بھی ذکر کیا ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَ زِينَةً﴾ (النحل:۸) ”اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے زینت کا باعث بھی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے بھی خچر پر سواری کی ہے۔ اگر خچر کا پیدا کرنا ناجائز ہوتا تو اسے انعاماتِ الٰہی میں شمار کیا جاتا نہ نبی ﷺ اس پر سواری فرماتے۔ اسی لیے علماء نے اس حدیث کو، جس میں گدھے گھوڑی کے ملاپ کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، استحباب (بچنے کے پسندیدہ ہونے) پر محمول کیا ہے۔ یعنی یہ پسندیدہ عمل نہیں ہے، تاہم اس کا جواز ہے۔

(المعجم ٥٤) - بَابٌ: فِي رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ٦٠)

باب:۵۴-ایک سواری پر تین افراد کا سوار ہونا

٢٥٦٦- حَدَّثَنا أبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن عَاصِمِ بنِ سُلَيْمَانَ، عن مُوَرِّقٍ يَعْنِي الْعِجْلِيَّ: حدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اسْتُقْبِلَ بِنَا فَأَيُّنَا اسْتُقْبِلَ أَوَّلًا جَعَلَهُ أَمَامَهُ فَاسْتُقْبِلَ بِي فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ، ثُمَّ اسْتُقْبِلَ بِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ، فَجَعَلَهُ خَلْفَهُ فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ وَإِنَّا لَكَذٰلِكَ.

۲۵۶۶- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا تو جس (بچے) کے ساتھ آپ کا پہلے استقبال کیا جاتا آپ اسے اپنے آگے بٹھا لیتے۔ چنانچہ میرے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا تو آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ آئے یا حسین رضی اللہ عنہ تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا، پھر ہم مدینے میں داخل ہوئے تو اسی طرح تھے (کہ تینوں ایک سواری پر سوار تھے۔)

٢٥٦٦_ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح:٢٤٢٨ من حديث عاصم به.

فوائد و مسائل: ① اشراف اور معزز لوگوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مباح ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ بچوں سے محبت کرتے تھے اور انہیں عزت بھی دیتے تھے۔ ③ جانور کی صحت اور طاقت کے لحاظ سے اس پر دو یا تین افراد کا سوار ہو جانا' ظلم نہیں' مباح ہے۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي الْوُقُوفِ عَلَى الدَّابَّةِ (التحفة ٦١)

باب:٥٥-جانوروں پر کھڑے ہونا

٢٥٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا ابنُ عَيَّاشٍ عن يَحْيَى بنِ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عن أبي مَرْيَمَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إيَّايَ أنْ تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ فإنَّ الله إنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُم لِتُبَلِّغَكُم إلى بَلَدٍ لَمْ تكُونُوا بالِغِيهِ إلَّا بِشِقِّ الأنْفُسِ وَجَعَلَ لَكُم الأرْضَ فَعَلَيْهَا فاقْضُوا حَاجَاتِكُم».

٢٥٦٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو' بلاشبہ اللہ عزوجل نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ تمہیں ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچا دیں جہاں تم نفسوں کی مشقت کے بغیر پہنچ ہی نہیں سکتے تھے اور اس نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تو اپنی ضرورتیں اس پر پوری کیا کرو۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی اونٹنی پر ارشاد فرمایا تھا مگر یہ ایک وقتی ضرورت تھی۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي الْجَنَائِبِ (التحفة ٦٢)

باب:٥٦-بازو میں چلنے والی سواریاں

٢٥٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ أبي يَحْيَى عن سَعِيدِ بنِ أبي هِنْدٍ قال: قال أبُو هُرَيْرَةَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تكُونُ

٢٥٦٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطانوں کے اونٹ ہوتے ہیں اور شیطانوں کے گھر بھی' شیطانوں کے اونٹ میں نے دیکھے ہیں' تم میں ایک اپنے ساتھ خوبصورت اونٹنیاں

٢٥٦٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي:٥/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح:٢٥٤٤، وابن حبان، ح:٢٠٠٢، وصححه الحاكم:٢/ ١٠٠، ووافقه الذهبي، وسنده، حسن وانظر، ح:٢٥٤٨.

٢٥٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٥٥ من حديث أبي داود به * رجاله ثقات، ولكن سعيد بن أبي هند "لم يلق أبا هريرة"، قاله أبوحاتم الرازي، انظر المراسيل، ص: ٧٥، فالسند منقطع.

إبِلٌ لِلشَّيَاطِينِ وَبُيُوتٌ لِلشَّيَاطِينِ فأَمَّا إِبِلُ الشَّيَاطِينِ فَقَدْ رَأَيْتُها يَخرُجُ أحَدُكُمْ بِجَنِيبَاتٍ مَعَهُ قَدْ أسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُو بَعِيرًا مِنْها وَيَمُرُّ بِأخِيهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهِ فَلَا يَحْمِلُهُ، وَأمَّا بُيُوتُ الشَّيَاطِينِ فَلَمْ أرَهَا»، كَانَ سَعِيدٌ يَقُولُ: لَا أُرَاهَا إِلَّا هَذِهِ الأَقْفَاصُ الَّتِي يَسْتُرُ النَّاسُ بالدِّيبَاجِ.

لے کر چلتا ہے انہیں خوب موٹا تازہ کیا ہوتا ہے خود کسی پر سوار نہیں ہوتا' اپنے کسی بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو چلنے سے عاجز ہوا تھا' اسے بھی سوار نہیں کرتا اور شیطان کے گھر میں نے نہیں دیکھے ہیں۔" جناب سعید بن ابی ہند کہا کرتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے گھر یہی ہودے اور کجاوے ہیں جن کو لوگوں نے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا ہوتا ہے۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو بات بیان کی گئی ہے' وہ کافی حد تک صحیح ہے۔ اور آج کل "شیطان کے اونٹ" کی جگہ نئے ماڈل کی متنوع گاڑیوں نے لے لی ہے جن کے مالکان بالعموم اصحاب ضرورت کا کوئی احساس نہیں رکھتے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور شیطان کے گھر صحیح معنوں میں سینما ہال ہیں اور رنگینی و شباب فراہم کرنے والے بدقماش ہوٹل اور اقامت گاہیں۔ بلکہ اب تو ٹی وی' انٹرنیٹ' کیبل اور ڈش وغیرہ کی بدولت ہر گھر ہی شیطان کا گھر بن گیا ہے۔ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ تعالیٰ- فَاِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي سُرْعَةِ السَّيْرِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّعْرِيسِ فِي الطَّرِيقِ (التحفة ٦٣)

باب:٥٧- جلدی چلنے کا بیان اور گزرگاہ پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت

٢٥٦٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا سُهَيْلُ بنُ أبي صَالِحٍ عنْ أبِيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إذَا سَافَرْتُمْ في الخِصْبِ فَأعْطُوا الإبِلَ حَقَّهَا، وَإذَا سَافَرْتُمْ في الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ فإذَا أرَدْتُمُ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُوا عن الطَّرِيقِ».

٢٥٦٩- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم شاداب علاقوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (کہ وہ بھی کھا اور چر لیں) اور جب خشکی کے (دن یا علاقے ہوں) تو جلدی جلدی چلا کرو (تاکہ سواریوں کو اذیت نہ ہو) اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کیا کرو۔"

٢٥٦٩- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب مراعاة مصلحة الدواب في السير . . . الخ، ح:١٩٢٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

فوائد و مسائل: ① انسان جس طرح خود اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی طرح اپنے زیر ملکیت حیوانات کو بھی یہ حق دینا لازمی ہے۔ ② نیز دورانِ سفر میں رات کو کہیں پڑاؤ کرنا پڑے تو ادب یہ ہے کہ راستے سے ہٹ کر اترنا چاہیے' اس کی حکمت یہ بیان ہوئی ہے کہ راستے پر سانپ' بچھو اور بعض اوقات درندے بھی ہوتے ہیں۔ (سنن ابن ماجه' الطهارة و سننها' حديث : ٣٢٩)

٢٥٧٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنَا هِشَامٌ عن الحَسَنِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن النَّبيِّ ﷺ نَحوَ هٰذَا قال بَعْدَ قَوْلِهِ: «حَقَّهَا»: «وَلَا تَعَدَّوُا المَنَازِلَ».

٢٥٧٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کرتے ہیں۔ اس روایت میں [حَقَّهَا] کے بعد یہ اضافہ ہے کہ "(معروف منازل (اور مسافت) سے تجاوز مت کیا کرو۔"

فائدہ: کیونکہ اس سے سواریوں کو مشقت ہوتی ہے اور ہمراہی بھی اذیت محسوس کرتے ہیں۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الدُّلْجَةِ (التحفة ٦٤)

باب:- رات کے پہلے پہر سفر کرنے کا بیان

٢٥٧١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا أبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن الرَّبِيعِ بنِ أنَسٍ، عن أَنَسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «عَلَيْكُم بالدُّلْجَةِ، فَإنَّ الأرْضَ تُطْوَى باللَّيْلِ».

٢٥٧١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کے پہلے پہر (یا رات کو بھی) سفر کیا کرو' بلاشبہ رات کے وقت زمین لپیٹ لی جاتی ہے۔"

فائدہ: اور تجربہ کی بات ہے کہ رات کو سفر خوب طے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں انتہائی گرم موسم میں مسافروں اور سواریوں کو رات کے وقت قدرے آرام رہتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ شام ہوتے وقت قدرے توقف کرنا چاہیے حتی کہ خوب اندھیرا ہو جائے۔ احادیث شریفہ میں اس بات کی صراحت آئی ہے۔ (دیکھئے صحيح مسلم' الأشربة' حديث: ٢٠١٣)

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: رَبُّ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا (التحفة ٦٥)

باب: ٥٨- سواری کا مالک زیادہ حقدار ہے کہ وہ آگے بیٹھے

٢٥٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] * الحسن البصري لم يثبت سماعه من جابر في هذا الحديث بسند صحيح.

٢٥٧١- تخريج: [حسن] سنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن خزيمة، ح: ٢٥٥٥ وغيره.

٢٥٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ: حدثني أبِي: حدثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أبي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ: بَيْنَمَا رَسُولُ الله ﷺ يَمْشِي جَاءَ رَجُلٌ وَمَعَهُ حِمَارٌ، فقالَ: يارَسُولَ الله! ارْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا، أنْتَ أحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ مِنِّي إلَّا أنْ تَجْعَلَهُ لي»، قالَ: فإنِّي قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ.

۲۵۷۲-حضرت بریدہ ڈٹٹنڈ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لیے جا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس کے پاس گدھا تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آئیے!) سوار ہو جائیے اور وہ خود پیچھے کو ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' تم اپنی سواری پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو۔ سوائے اس کے کہ تم اپنا یہ حق مجھے دے دو۔'' اس نے کہا: بے شک میں اپنا یہ حق آپ کو دیتا ہوں' سو آپ سوار ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① کار۔ جیپ اور دیگر سواریوں میں فرنٹ سیٹ کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نبی ﷺ ہر ہر موقع پر تعلیم و تربیت کو پیش نظر رکھتے اور یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي الدَّابَّةِ تُعَرْقَبُ فِي الْحَرْبِ (التحفة ٦٦)

باب: ۵۹- جنگ میں جانوروں کی کونچیں کاٹنی پڑیں تو جائز ہے

٢٥٧٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدثني ابنُ عَبَّادٍ عن أبيهِ عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، - قَالَ أبُو دَاوُدَ: هُوَ يَحْيَى بنُ عَبَّادٍ - حدثني أبي الَّذِي أرْضَعَنِي وَهُوَ أحَدُ بَنِي مُرَّةَ بنِ عَوْفٍ، وَكَانَ في تِلْكَ الْغَزَاةِ غَزَاةِ مُؤْتَةَ

۲۵۷۳-عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے رضاعی باپ سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنی مرہ میں سے تھے اور غزوۂ موتہ میں شریک ہوئے تھے۔ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! میں گویا حضرت جعفر بن ابی طالب ڈٹٹنڈ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سرخ گھوڑے سے اتر پڑے' اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں' پھر کافروں سے لڑتے رہے حتی کہ خود قتل ہو گئے۔

٢٥٧٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن الرجل أحق بصدر دابته، ح: ٢٧٧٣ من حديث علي بن حسين بن واقد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠١، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٤، ووافقه الذهبي.

٢٥٧٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن هشام في سيرته: ٤/ ٢٠ من حديث محمد بن إسحاق به * رجل من بني مرة بن عوف الذي سماه عباد بن عبدالله بن الزبير أبًا له من الرضاعة، لم أعرفه بالتعديل فهو علة الخبر، ولو ثبت أنه صحابي فالسند حسن.

قَالَ: وَالله! لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إلى جَعْفَرٍ حِينَ اقْتَحَمَ عن فَرَسٍ لَهُ شَقْرَاءَ فَعَقَرَهَا، ثُمَّ قَاتَلَ الْقَوْمَ حَتَّى قُتِلَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے۔

فائدہ: جنگ میں اگر اندیشہ ہو کہ مجاہد مغلوب ہو جائے گا تو اپنی سواری یا دوسرے سامان کو تلف کر دے تو جائز ہے تاکہ دشمن اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي السَّبَقِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٠- مقابلہ بازی کا بیان

فائدہ: [السبق] "ب" کی جزم کے ساتھ مصدر ہے اور معنی ہیں آگے بڑھنا۔ اور اگر "ب" پر زبر پڑھی جائی تو اس سے وہ مال اور انعام مراد ہوتا ہے جو کسی مقابلہ پر دیا جائے۔ درج ذیل روایت میں یہ کلمہ "ب" پر زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

٢٥٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي ذِئْبٍ عنْ نَافِعِ بن أبي نَافِعٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا سَبَقَ إلَّا في خُفٍّ أوْ حَافِرٍ أوْ نَصْلٍ».

۲۵۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مقابلہ صرف تین چیزوں میں جائز ہے اونٹ دوڑ' گھوڑ دوڑ یا تیراندازی۔"

فائدہ: جہاد اور تعلیم و تربیت کے مختلف امور میں مقابلہ کرنا کرانا اسی پر قیاس ہے مگر ایسے تمام امور جن کا کوئی حاصل نہ ہو ان میں مقابلہ بازی ناجائز اور باطل ہے۔ مثلاً کبوتر اڑانا یا مرغ اور بٹیر لڑانا' وغیرہ۔

٢٥٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله

۲۵۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مُضَمَّر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا

٢٥٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرهان والسبق، ح: ١٧٠٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٣٨.

٢٥٧٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب: هل يقال مسجد بني فلان؟ ح: ٤٢٠، ومسلم، الإمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ح: ١٨٧٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٦٧.

ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إلى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا.

اور ان کے لیے حفیاء سے ثنیۃ الوَداع تک کا فاصلہ مقرر تھا' اور غیر مضمر گھوڑوں میں مقابلہ کروایا تو ان کے لیے ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُرَیق تک کا فاصلہ مقرر تھا' اور عبداللہ ان مقابلہ کرنے والوں میں شریک تھے اور کامیاب رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① گھوڑوں کو پالتے ہوئے پہلے انہیں کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا جاتا ہے پھر ان کی خوراک میں بتدریج کمی کی جاتی ہے اور کسی مکان میں بند رکھا جاتا ہے اور ان پر کپڑا بھی ڈالتے ہیں' اس سے ان کو پسینہ آتا ہے حتی کہ ان کی زائد چربی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے اور اس طرح وہ بہت طاقت ور ہو جاتے ہیں اور ان کا سانس بہت کم پھولتا ہے۔ اس عمل کو اضمار اور ایسے گھوڑوں کو "مضمَر" کہتے ہیں (پہلی میم پر پیش اور دوسری پر زبر کے ساتھ) ② حدیث شریف میں ہے کہ حفیاء سے ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ چھ میل کا فاصلہ تھا۔ اور ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق کے درمیان ایک میل کا۔ (صحیح بخاری' الجهاد والسير' حديث: ٢٨٦٨)

٢٥٧٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كَانَ يُضَمِّرُ الْخَيْلَ، يُسَابِقُ بِهَا.

٢٥٧٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ گھوڑوں کو مُضمَر بنایا کرتے' جن میں مقابلے کرائے جاتے تھے۔

٢٥٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ خَالِدٍ عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَّقَ بَيْنَ الْخَيْلِ، وَفَضَّلَ الْقُرَّحَ في الْغَايَةِ.

٢٥٧٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کرایا تو جو گھوڑے پانچویں سال میں داخل ہو چکے تھے' ان کے لیے دوڑ کا فاصلہ زیادہ رکھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① امت میں جہاد کی روح باقی رکھنے اور جہاد کی تیاری کے لیے ان تربیتی امور کا اہتمام انتہائی ضروری اور واجب ہے۔ ② [القُرَّح] یہ قَارِحٌ کی جمع ہے' اس سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

٢٥٧٦_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٨٧٠ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق: ٢٥٧٥.

٢٥٧٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥٧، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٧٣٧.

(المعجم ٦١) - بَابٌ: فِي السَّبَقِ عَلَى الرِّجْلِ (التحفة ٦٨)

باب:۶۱-پیدل دوڑ میں مقابلے کا بیان

٢٥٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الأَنْطَاكِيُّ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ وَعن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في سَفَرٍ، قالَتْ: فَسَابَقْتُهُ فَسَبَقْتُهُ عَلَى رِجْلَيَّ، فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهُ فَسَبَقَنِي فقال: «هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ».

۲۵۷۸-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھی' میں نے آپ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں آپ ﷺ سے آگے بڑھ گئی۔ پھر جب میں بھاری ہوگئی تو آپ مجھ سے بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا: ''(یہ اس (پہلی دوڑ) کا بدلہ ہے۔''

فائدہ: اس واقعہ میں یہ بیان ہے کہ گھریلو زندگی میں نبی ﷺ کا انداز انتہائی ملائمت اور الفت بھرا ہوتا تھا' نیز پیدل دوڑ کا مقابلہ بھی کیا کرایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٦٢) - بَابٌ: فِي الْمُحَلِّلِ (التحفة ٦٩)

باب:۶۲-گھوڑ دوڑ میں محلل کا شریک ہونا

٢٥٧٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ: أخبرنَا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ المعنى عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ»

۲۵۷۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو (مقابلہ کرنے والے) گھوڑوں میں (اپنا) گھوڑا داخل کیا اور اس کے جیت جانے کا یقین نہ ہو تو یہ جوا نہیں ہے' اور جس نے ان میں اپنا گھوڑا داخل کیا جبکہ اسے یقین ہو کہ یہ جیت جائے گا تو یہ جوا ہے۔''

٢٥٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب حسن معاشرة النساء، ح: ١٩٧٩ من حديث هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٠.

٢٥٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب السبق والرهان، ح: ٢٨٧٦ من حديث سفيان ابن حسين به، وهو ضعيف عن الزهري.

يَعْني وَهُوَ لا يُؤْمَنُ أنْ يُسْبَقَ «فَلَيْسَ بِقِمَارٍ، وَمَنْ أدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ أمِنَ أنْ يُسْبَقَ فَهُوَ قِمَارٌ».

فائدہ: اس باب کی احادیث سمجھنے کے لیے چند امور معلوم ہونے چاہئیں۔ ① اگر امیر المجاہدین یا کوئی اور شخص دو شہسواروں میں دوڑ وغیرہ کا مقابلہ کرائے اور جیتنے والے کو انعام و اکرام دے تو جائز ہے۔ ② لیکن دو افراد (یا فریق) آپس میں یہ طے کر کے مقابلہ کریں کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اس قدر انعام دے گا تو یہ جوا ہے اور ناجائز ہے ③ اگر ان دو مقابلہ کرنے والوں میں کوئی تیسرا فریق داخل ہو جائے جس کے جیتنے یا ہارنے کا کوئی یقین نہ ہو' بلکہ ان کے ہم پلہ ہونے کی بنا پر کوئی بھی نتیجہ نکل سکتا ہو' کہ اس کے جیت جانے پر وہ دونوں اس کو انعام دیں اور ہار جانے پر اس پر کچھ بھی لازم نہ آتا ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ چونکہ اس کا ان دو میں داخل ہو جانا ان کے انعام لینے دینے کو جائز بنا دیتا ہے' اس وجہ سے اسے مُحَلِّل کہا جاتا ہے۔ مُحَلِّل یعنی (جوئے سے) حلال کرنے والا۔

٢٥٨٠- حَدَّثَنا محمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ، عن الزُّهْرِيِّ بِإسْنَادِ عَبَّادٍ وَمَعْنَاهُ.

۲۵۸۰-حضرت زہری رحمہ اللہ نے بہ سند عباد بن عوام بیان کیا اور مذکورہ بالا کے ہم معنی ذکر کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ وَشُعَيْبٌ وَعُقَيْلٌ عن الزُّهْرِيِّ عن رِجَالٍ مِنْ أهْلِ الْعِلْمِ، وَهٰذَا أصَحُّ عِنْدَنَا.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو معمر' شعیب اور عقیل نے بواسطہ زہری کئی علماء سے نقل کیا ہے اور یہ ہمارے نزدیک صحیح تر ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي الْجَلَبِ عَلَى الْخَيْلِ فِي السِّبَاقِ (التحفة ٧٠)

باب:٦٣-گھوڑ دوڑ میں جَلَب (اور جَنَب) کا بیان

٢٥٨١- حَدَّثَنا يَحْيَىٰ بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا

۲۵۸۱-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہ جلَب ہے اور نہ جنب۔'' یحییٰ بن خلف کی روایت میں صراحت ہے یعنی ''مقابلے میں۔''

٢٥٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/٨٨ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٢٥٨١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب الشغار، ح: ٣٣٣٧، والترمذي، ح: ١١٢٣ من حديث بشر بن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٩٣٧ من حميد، وللحديث شواهد.

بِشْرُ بنُ الْمُفَضَّلِ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ جَمِيعًا، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ». زَادَ يَحْيَى في حَدِيثِهِ: «في الرِّهَانِ».

فائدہ: کتاب الزکوۃ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے' اس کے لیے دیکھیے: حدیث ۱۵۹۱-مگر یہاں مراد یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے ساتھ کسی اور شخص کو بھی دوڑائے جو اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا جائے اور مقصد یہ ہو کہ اس کا گھوڑا آگے بڑھ کر جیت جائے اسے جلب کہتے ہیں۔ اور جَنَب یہ ہے کہ دوڑ میں اپنے گھوڑے کے پہلو بہ پہلو ایک اور گھوڑا رکھے تا کہ جب دیکھے کہ پہلا گھوڑا تھک گیا ہے تو جلدی سے دوسرے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ جیتنے کی کوشش کرے' یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔

٢٥٨٢- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ قالَ: الْجَلَبُ والْجَنَبُ في الرِّهَانِ.

۲۵۸۲- حضرت قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جلب اور جنب مقابلہ بازی میں ہوتا ہے۔

(المعجم ٦٤) - **بَابٌ:** في السَّيْفِ يُحَلَّى (التحفة ٧١)

باب:۶۴-تلوار کو چاندی سے مزین کرنا

٢٥٨٣- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أنَسٍ قال: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ الله ﷺ فِضَّةً.

۲۵۸۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

فائدہ: مجاہد کے لیے جائز ہے کہ اپنے اسلحہ کو اس طرح سے مزین کر لے۔

٢٥٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى:

۲۵۸۴-سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ

٢٥٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢١ من حديث أبي داود به * سعيد بن أبي عروبة عنعن.

٢٥٨٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلية السيف، ح: ٥٣٧٦، والترمذي، ح: ١٦٩١ من حديث جرير بن حازم به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شاهد عند النسائي، ح: ٥٣٧٥، وسنده صحيح، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٤٧، ح: ١٩.

٢٥٨٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٣ من حديث أبي داود به، ورواه ◄◄

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي الْحَسَنِ قال: كَانَتْ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُولِ الله ﷺ فِضَّةً.

رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی۔

قال قَتَادَةُ: وَمَا عَلِمْتُ أحَدًا تابَعَهُ عَلَى ذٰلِكَ.

قتادہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے اس کی متابعت کی ہو۔

٢٥٨٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ كَثِيرٍ أبُو غَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ عن عُثْمَانَ بنِ سَعْدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

۲۵۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: أقْوَى هٰذِهِ الأحَادِيثِ حَدِيثُ سَعِيدِ بنِ أبِي الْحَسَنِ، والْبَاقيةُ ضِعَافٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سب میں سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ کی روایت قوی ہے اور باقی ضعیف ہیں۔

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي النَّبْلِ يُدْخَلُ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٧٢)

باب:٦٥- تیر لے کر مسجد میں داخل ہونا

٢٥٨٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ: أنَّهُ أمَرَ رَجُلًا كَانَ يَتَصَدَّقُ بالنَّبْلِ في المَسْجِدِ أنْ لَا يَمُرَّ بِهَا إلَّا وَهُوَ آخِذٌ بِنُصُولِهَا.

۲۵۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا جو مسجد میں تیروں کا صدقہ تقسیم کرنے جا رہا تھا کہ وہ جب ان تیروں کو لے کر چلے تو ان کو پھلوں کی طرف سے پکڑے۔

٢٥٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ:

۲۵۸۷- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

◄◄ النسائي، ح: ٥٣٧٧.

٢٥٨٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٤/ ١٤٣ من حديث يحيى بن كثير به.

٢٥٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما من المواضع الجامعة للناس، أن يمسك بنصالها، ح: ٢٦١٤/ ١٢٢ عن قتيبة به.

٢٥٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ: "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ٧٠٧٥.►►

حَدَّثَنا أبُو أُسَامَةَ عن بُرَيْدٍ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «إذَا مَرَّ أحَدُكُم في مَسْجِدِنَا، أوْ في سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا»، أوْ قال: «فَلْيَقْبِضْ كَفَّهُ»، أوْ قالَ: «فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ أنْ تُصِيبَ أحَدًا مِنَ المُسْلِمِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد یا بازار میں سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو چاہیے کہ انہیں ان کے پھلوں کی طرف سے پکڑ کر رکھے۔'' یا فرمایا: ''انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے'' یا فرمایا: انہیں اپنی مٹھی سے پکڑے رہے کہ کہیں کسی مسلمان کو نہ لگ جائیں۔''

فوائد و مسائل: ① صدقہ صرف مال کا نہیں ہوتا بلکہ ہر مفید چیز صدقہ کی جا سکتی ہے' تیر یا جہاد میں کام آنے والا اسلحہ بھی بطور صدقہ تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ② تیز دھار دار اور دیگر اسلحہ جات کی نقل و حمل میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے' ایسا نہ ہو کہ غفلت اور غلطی سے کسی مسلمان کو لگ جائے۔

(المعجم ٦٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا (التحفة ٧٣)

باب:٦٦-ننگی تلوار لینا دینا منع ہے

٢٥٨٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى أنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا.

٢٥٨٨-حضرت جابر ؓ سے منقول ہے: بیشک نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ تلوار کو اس کیفیت میں لیا دیا جائے کہ وہ ننگی ہو (میان میں نہ ہو۔)

فائدہ: کیونکہ اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ کسی کو لگ سکتی ہے یا چبھ سکتی ہے' اس لیے احتیاط ضروری ہے۔

(المعجم ٦٧) - باب النَّهْيِ أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ (التحفة ٧٤)

باب:٦٧-چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں میں رکھ کر کاٹنا منع ہے

٢٥٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

٢٥٨٩-حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے'

◀◀ ومسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق . . .، الخ، ح: ٢٦١٥ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

٢٥٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولاً، ح: ٢١٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٩٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد ضعيفة * أبوالزبير عنعن . . . .

٢٥٨٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ٢٢٤، ح: ٦٩٣٥ من حديث قريش بن أنس به، وصنيع ◀◀

قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنا أَشْعَثُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى أَنْ يُقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ.

بے شک رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ چمڑے کے ٹکڑے کو دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر کاٹا جائے۔

فائدہ: اس طرح اندیشہ رہتا ہے کہ چمڑا کٹنے کے بعد کہیں ہاتھ نہ زخمی ہو جائے لہٰذا چاہیے کہ کسی لکڑی یا پتھر وغیرہ پر رکھ کر احتیاط سے کاٹا جائے۔

(المعجم ٦٨) - بَابٌ: فِي لَبْسِ الدُّرُوعِ (التحفة ٧٥)

باب:٦٨- کئی زرہیں پہننے کا بیان

٢٥٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: حَسِبْتُ أَنِّي سَمِعْتُ يَزِيدَ بنَ خُصَيْفَةَ يَذْكُرُ عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ظَاهَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بَيْنَ دِرْعَيْنِ أَوْ لَبِسَ دِرْعَيْنِ.

٢٥٩٠- جناب سائب بن یزید رحمہ اللہ نے ایک شخص سے روایت کی اور اس کا نام بھی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن اوپر تلے دو زرہیں پہنی ہوئی تھی۔

فائدہ: زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر حفاظت کی غرض سے ہتھیار لینا اور زرہ وغیرہ پہننا مشروع ہے اور یہ توکّل کے خلاف نہیں ہے۔

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: فِي الرَّايَاتِ وَالأَلْوِيَةِ (التحفة ٧٦)

باب:٦٩- (جہاد میں) پرچم اور جھنڈیوں کا بیان

٢٥٩١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا ابنُ أبي زَائِدَةَ: أخبرنَا أَبُو يَعْقُوبَ الثَّقَفِيُّ: حدثني يُونُسُ بنُ

٢٥٩١- حضرت محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے اپنے غلام کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے علم کے متعلق پوچھ کر آئے

◄◄ الحافظ في التهذيب يدل علٰى أن سماع محمد بن بشار وابن المديني من قريش بن أنس قبل اختلاطه، وباقي السند صحيح، الحسن عن سمرة كتاب، لا يضره تدليس الحسن، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يثبت الجرح فيه.

٢٥٩٠- تخريج: [صحيح] وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ٣٧٣٨، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٣/ ٢٥، ووافقه الذهبي.

٢٥٩١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الرايات، ح: ١٦٨٠ من حديث يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة به، وقال: "حسن غريب".

عُبَيْدٍ مَوْلَى مُحَمَّدِ بنِ الْقَاسِمِ قالَ: بَعَثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ إِلَى الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ يَسْأَلُهُ عنْ رَايَةِ رَسُولِ الله ﷺ مَا كَانَتْ؟ فَقالَ: كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِنْ نَمِرَةٍ.

کہ وہ کیسا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ کالے لکیر دار اونی کپڑے کا اور چوکور تھا۔

فوائد و مسائل: ① [اَللِّوَاء] پرچم اعظم کو اور [اَلرَّايَة] اس کے ذیلی جھنڈوں کو کہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کے لیے محشر میں [لِوَاءُ الْحَمْد] ہوگا۔ ② شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ روایت صحیح ہے' البتہ [مُرَبَّعَةً] ''چوکور'' کا لفظ صحیح نہیں ہے۔

٢٥٩٢- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ المَرْوَزِيُّ وَهُوَ ابنُ رَاهُويَه: حَدَّثَنا يَحْيَى ابنُ آدَمَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ لِوَاءُهُ يَوْمَ دَخَلَ مَكَّةَ أَبْيَضَ.

۲۵۹۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے متعلق بتایا کہ جس دن آپ مکے میں داخل ہوئے' اس دن آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔

٢٥٩٣- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنا سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ الشَّعِيرِيُّ عنْ شُعْبَةَ، عنْ سِمَاكٍ، عن رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، عنْ آخَرَ مِنْهُمْ قالَ: رَأَيْتُ رَايَةَ رَسُولِ الله ﷺ صَفْرَاءَ.

۲۵۹۳- حضرت سماک بن حرب اپنی قوم کے ایک آدمی سے' اور وہ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کا علم دیکھا جو زرد رنگ کا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جہاد میں جھنڈے کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ ② قرون اولیٰ میں جھنڈوں کا کوئی رنگ اور سائز مخصوص نہ ہوتا تھا۔ اور یہ زرد رنگ والی روایت ضعیف ہے۔ ③ جنگ میں اور دیگر اہم مواقع پر جھنڈے کو بلند اور نمایاں رکھنا بلاشبہ مطلوب ہے مگر یہ سب ایک نظم کے لیے ہوتا ہے' اسے تقدس و احترام کا ایسا مفہوم دینا جو آج کل عام کر دیا گیا ہے غیر شرعی ہے بلکہ شرک کی حدود کو چھوتا ہے۔

٢٥٩٢_ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح: ١٦٧٩، والنسائي، ح: ٢٨٦٩، وابن ماجه، ح: ٢٨١٧ من حديث يحيى بن آدم به، وقال الترمذي: "غريب"، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح: ٢٨١٨.

٢٥٩٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٦٣ من حديث أبي داود، وأبوالشيخ "في أخلاق النبي ﷺ"، ص: ١٤٥ من حديث سلم بن قتيبة به * رجل من قومه مجهول.

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: فِي الانْتِصَارِ بِرُذُلِ الْخَيْلِ وَالضَّعَفَةِ (التحفة ٧٧)

باب:۷۰-معمولی گھوڑوں اور بے کس لوگوں کے حوالے سے مدد کی دعا کرنا

٢٥٩٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ عَنْ زَيْدِ بنِ أرْطَاةَ الْفَزَارِيِّ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أنَّهُ سَمِعَ أبا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «ابْغُونِي الضُّعَفَاءَ فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُم».

۲۵۹۴-حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''میرے لیے ضعفاء اور کمزور لوگوں کو تلاش کرو' تم لوگ اپنے کمزور لوگوں ہی کے ذریعے سے رزق دیے جاتے اور مدد کیے جاتے ہو۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: زَيْدُ بنُ أرْطَاةَ أخُو عَدِيِّ بنِ أرْطَاةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ راوی حدیث زید بن ارطاۃ' عدی بن ارطاۃ کے بھائی ہیں۔

فائدہ: ضعیف و بے کس اور نادار افراد اور دیگر مخلوق کی عبادت اور دعا میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ریاکاری سے بالعموم بری ہوتے ہیں تو ان کی عبادت' دعا اور بے کسی کی برکت سے اللہ عزوجل دوسروں پر بھی رحم فرما دیتا ہے۔

(المعجم ٧١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُنَادِي بِالشِّعَارِ (التحفة ٧٨)

باب:۷۱-آدمی کسی شعار (کوڈ) کے ساتھ پکارے

٢٥٩٥- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ الله، وَشِعَارُ الأنْصَارِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ.

۲۵۹۵-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک جنگ میں) مہاجرین کا شعار ''عبداللہ'' اور انصار کا ''عبدالرحمٰن'' تھا۔

٢٥٩٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ح:١٧٠٢ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي: ٣١٨١، وصححه ابن حبان: ١٦٢٠، والحاكم: ٢/ ١٤٥.

٢٥٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجهٗ البيهقي: ٦/ ٣٦١ من حديث أبي داود به * حجاج بن أرطاة وقتادة مدلسان وعنعنا.

فائدہ: اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا ذاتی تعارف نہ ہونے کی صورت میں اپنے افراد کو پہچاننے میں غلطی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی جاسوس وغیرہ در آئے تو اس کو پکڑنا بھی آسان رہتا ہے۔

٢٥٩٦- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ المُبَارَكِ، عن عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عن إيَاسِ ابنِ سَلَمَةَ، عنْ أبِيهِ قال: غَزَوْنَا مَعَ أبي بَكْرٍ [رضي الله عنه] زَمَنَ رَسُولِ الله ﷺ؛ فَكَانَ شِعَارُنَا: أمِتْ أمِتْ.

۲۵۹۶-حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جہاد کیا تو ہمارا شعار تھا [اَمِتْ اَمِتْ] (معنی ہے مار دے مار دے اور اس میں کفار کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا تفاؤل تھا۔)

٢٥٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عنْ أبي إسْحَاقَ، عن المُهَلَّبِ بن أبي صُفْرَةَ قال: أخبرني مَنْ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ: «إنْ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُم حٰمٓ لَا يُنْصَرُونَ».

۲۵۹۷-حضرت مہلب بن ابی صفرہ کا کہنا ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے نبی ﷺ سے سنا تھا' آپ نے فرمایا: ''اگر تم پر رات کو حملہ ہو جائے تو تمہارا شعار [حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْن] ہونا چاہیے۔''

(المعجم ٧٢) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ (التحفة ٧٩)

باب:۷۲- آدمی سفر کے وقت کون سی دعا پڑھے؟

٢٥٩٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ: حدثني سَعِيدٌ المَقْبُرِيُّ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ قال: «اللَّهُمَّ! أنْتَ

۲۵۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ

٢٥٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان، ح: ٢٨٤٠ من حديث عكرمة بن عمار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٢٥٩٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الشعار، ح: ١٦٨٢ من حديث سفيان الثوري به، وصححه الحاكم على شرط البخاري، ومسلم: ٢/ ١٠٧، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق صرح بالسماع عند عبدالرزاق: ٥/ ٢٣٣، ح: ٩٤٦٧.

٢٥٩٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٣ عن يحيى القطان به، ورواه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٠٠، وله شاهد عند مسلم، ح: ١٣٤٢ وغيره.

الصَّاحِبُ في السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ في الأَهْلِ، اللَّهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بك مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ المُنْقَلَبِ وَسُوءِ المَنْظَرِ في الأَهْلِ وَالمَالِ، اللَّهُمَّ! اطْوِ لَنَا الأرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَر».

وَعْثَاءِ السَّفرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَ سُوْءِ الْمَنظَرِ فِی الْأَهْلِ وَالْمَالِ ' اَللّٰهُمَّ! اطْوِلَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَر] ''اے اللہ! سفر میں تو ہی ہمارا رفیق اور اہل میں خلیفہ ہے۔(ان کی حفاظت کرنے والا ہے) اے اللہ! سفر کی مشقت اور شدت سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے کہ غم واندوہ کے ساتھ واپس لوٹوں اور اپنے اہل اور مال میں کوئی برا منظر دیکھوں' اے اللہ! ہمارے لیے زمین کو لپیٹ دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔''

فائدہ: سفر مختلف مقاصد کے لیے ہوتا ہے مگر سب سے اہم اور مبارک سفر جہاد کا ہے۔

٢٥٩٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أبُو الزُّبَيْرِ أنَّ عَلِيًّا الأزْدِيَّ أخْبَرَهُ أنَّ ابنَ عُمَرَ عَلَّمَهُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا اسْتَوَى عَلَى بَعِيرِهِ خَارِجًا إلى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قال: «سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَما كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ، وَإنَّا إلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ. اللَّهُمَّ! إنِّي أسْألُكَ في سَفَرِنَا هٰذا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ ما تَرْضَى. اللَّهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا. اللَّهُمَّ! اطْوِ لَنَا الْبُعْدَ. اللَّهُمَّ! أنْتَ الصَّاحِبُ في السَّفَرِ والْخَلِيفَةُ في الأهْلِ وَالمَالِ». وَإذَا رَجَعَ قالَهُنَّ وَزَادَ فِيهِنَّ:

٢٥٩٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب علی الازدی کو سفر کے آداب میں یہ سکھایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر کی غرض سے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین دفعہ کہتے [اَللّٰهُ اَكْبَرُ] پھر کہتے [سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ' وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَسْأَلُكَ فِی سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی ' وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی' اَللّٰهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا ' اَللّٰهُمَّ! اطْوِلَنَا الْبُعْدَ' اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ] ''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع کیا' ہم (ازخود) اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے اس سفر

٢٥٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الذكر إذا ركب دابته متوجهًا لسفر حج أو غيره . . . الخ، ح: ١٣٤٢ من حديث ابن جريج به، دون قوله: "وكان النبي ﷺ وجيوشه إذا علوا الثنايا . . . الخ".

«آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ». وكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجُيُوشُهُ إِذَا عَلَوُا الثَّنَايَا كَبَّرُوا، وَإِذَا هَبَطُوا سَبَّحُوا، فَوُضِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَى ذٰلِكَ.

میں نیکی اور تقوی کا سوال کرتا ہوں اور ایسے عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرا پسندیدہ ہو اے اللہ! ہمارے لیے ہمارا یہ سفر آسان فرما دے اور مسافت کو ہمارے لیے لپیٹ دے اے اللہ! سفر میں تو ہی رفیق اور اہل اور مال میں خلیفہ ہے۔" اور جب واپس تشریف لاتے تو یہی کلمات پڑھتے اور ان میں یہ اضافہ کرتے: [آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ] "ہم واپس آنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد کرنے والے ہیں۔" نبی ﷺ اور آپ کے لشکری جب کسی گھاٹی پر چڑھتے تو [اَللّٰهُ أَكْبَرُ] اور اگر کسی پستی میں اترتے تو [سُبْحَانَ اللّٰه] کہتے اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے (کہ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہی جاتی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① توحید یہی ہے کہ انسان کسی بھی موقع پر اپنے رب تعالیٰ کو بھولنے نہ پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اسی میں ہے کہ ہر ہر عمل میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے۔ ② حدیث کا جملہ: [فَوُضِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَى ذٰلِكَ] "اور نماز بھی اسی قاعدے پر ہے۔" ضعیف ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

(المعجم ٧٣) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْوَدَاعِ (التحفة ٨٠)

باب: ۷۳- مسافر کو الوداع کہنے کی دعا

٢٦٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ دَاوُدَ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ عُمَرَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ جَرِيرٍ، عن قَزَعَةَ قال: قال لِي ابنُ عُمَرَ: هَلُمَّ أُوَدِّعْكَ كَما وَدَّعَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، «أَسْتَوْدِعُ اللهَ

۲۶۰۰- حضرت قزعہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: ادھر آؤ! میں تمہیں الوداع کہوں' جیسے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے الوداع کہا تھا: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ] "میں تیرے دین' تیری امانت اور تیرے عمل کے اختتام کو اللہ

٢٦٠٠- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٣٤٤٣، وابن حبان، ح: ٢٣٧٦، وغيرهما.

دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ».

تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔"

٢٦٠١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ إسْحَاقَ السَّيْلَحِينِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أبي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عَنْ عَبْدِ الله الْخَطْمِيِّ قال: كَانَ النَّبيُّ ﷺ إذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قال: «أَسْتَوْدِعُ الله دِينَكُم وَأَمَانَتَكُم وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُم».

٢٦٠١- حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کہنا چاہتے تو یوں فرماتے: [أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكُمْ] "میں تمہارا دین، تمہاری امانتیں اور تمہارے اعمال کا اختتام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① قابل توجہ مسئلہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انسان کے لیے سب سے قیمتی سرمایہ اس کے دین کو قرار دیا ہے اور اسی طرح اُن اعمال کو بھی (بالخصوص اختتامی اعمال کو) جن کے ساتھ وہ اپنے اللہ سے ملنے والا ہے۔ ② حدیث میں ہے: [إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئًا حَفِظَهُ] (الصحيحة، حديث: ٢٥٤٧) "جب کسی چیز کو اللہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔"

(المعجم ٧٤) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا رَكِبَ (التحفة ٨١)

باب: ٧٤- آدمی سوار ہو کر کون سی دعا پڑھے؟

٢٦٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أبُو إسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عن عَلِيِّ بنِ رَبِيعَةَ قال: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَأُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ في الرِّكَابِ قال: بِسْمِ الله، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قال: الْحَمْدُ لله، ثُمَّ قال: سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإنَّا

٢٦٠٢- جناب علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ سوار ہونے کے لیے آپ کے سامنے سواری لائی گئی۔ آپ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈال لیا تو کہا: [بِسْمِ اللّٰهِ] پھر جب ٹھیک طرح سے اس پر بیٹھ گئے تو کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] پھر کہا: [سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ] "پاک ہے وہ

٢٦٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٠٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٧١٦ (بتحقيقي).

٢٦٠٢- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا ركب دابة، ح: ٣٤٤٦ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٠، ٢٣٨١، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٩٨، ٩٩، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٥/ ٢٥٢.

إلى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، ثُمَّ قالَ: الْحَمدُ لله، ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قال: الله أكْبَرُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قال: سُبْحَانَكَ إنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، إنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنوبَ إلَّا أنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقيلَ: يَاأمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مِنْ أيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قال: رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَعَلَ كَما فَعَلْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مِنْ أي شَيْءٍ ضَحِكْتَ؟ قال: «إنَّ رَبَّكَ تَعَالَى يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إذَا قال: اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، يَعْلَمُ أنَّهُ لا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي».

ذات جس نے اس کو ہمارے تابع کیا اور ہم ازخود اس کو اپنا تابع نہ بنا سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔" پھر کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ] تین بار۔ پھر کہا: [اَللّٰہُ اَکْبَرُ] تین بار۔ پھر کہا: [سُبْحَانَكَ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی فَاغْفِرْلِی ' اِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوبَ إلَّا أَنْتَ] "اے اللہ! تو پاک ہے میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو مجھے معاف فرما دے' بلاشبہ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش سکے۔" پھر آپ ہنسے۔ آپ سے کہا گیا: امیرالمومنین! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے ایسے ہی کیا تھا جیسے کہ میں نے کیا ہے اور آپ ہنسے (بھی) تھے' تو میں نے آپ سے دریافت کیا تھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "بلاشبہ تیرے رب کو اپنے بندے پر تعجب آتا ہے جب وہ کہتا ہے: (الٰہی!) میرے گناہ بخش دے' بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا۔"

فائدہ: اسلام انسان کا مزاج ایسا بنا دینا چاہتا ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہ گزرے جس میں وہ اپنے خالق و مالک سے غافل ہو۔ چاہیے کہ ہر حال میں اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جائے اور اسی طرح جو رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھایا ہے' اسے بقدر امکان اختیار کیا جائے۔

(المعجم ٧٥) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا نَزَلَ الْمَنْزِلَ (التحفة ٨٢)

باب:٧٥-انسان جب کسی منزل پر پڑاؤ کرے تو کیا کہے

٢٦٠٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ:

٢٦٠٣-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٢٦٠٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٥٦٣ من حديث بقية، وأحمد: ٢/ ١٣٢ من حديث صفوان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٧٢، والحاكم: ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي ☆ الزبير بن الوليد حسن الحديث على الراجح.

حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حدثني صَفْوَانُ: حدَّثني شُرَيْحُ بنُ عُبَيْدٍ عن الزُّبَيْرِ بنِ الْوَلِيدِ، عن عَبْدِ الله بنِ [عُمَرَ] قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قال: «يَا أَرْضُ! رَبِّي وَرَبُّكِ الله، أَعُوذُ بالله مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيكِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوذُ بالله مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ».

کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے اور رات آ جاتی تو کہتے: [يَا أَرْضُ! رَبِّی وَ رَبُّكِ اللّٰهُ ، أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَ شَرِّ مَا فِيْكِ وَ شَرِّمَا خُلِقَ فِيْكِ وَ مِنْ شَرِّمَا يَدِبُّ عَلَيْكِ وَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَ اَسْوَدَ، وَ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ سَاكِنِي الْبَلَدِ، وَ مِن وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ] ''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے' اور اس شر سے جو تیرے اندر ہے اور جو تیرے اندر پیدا کیا گیا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے جو تجھ پر چلتی پھرتی ہے۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے' کالے ناگ سے اور سانپ اور بچھو سے اور اس علاقے کے رہنے والوں کے شر سے' اور جننے والے کے شر سے اور جس کو وہ جنے اس کے شر سے۔''

فائدہ: ''اس علاقے کے رہنے والوں'' سے مراد جن ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ''جننے والے'' سے مراد شیطان اور اس کی اولاد ہے۔ مگر الفاظ اپنے عموم سے ہر جننے والے اور جنے گئے کو شامل ہیں۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ (التحفة ٨٣)

باب:۷۶-شروع رات میں سفر کی ممانعت

٢٦٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُرْسِلُوا فَوَاشِيَكُم إذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ، فإنَّ الشَّيَاطِينَ تَعِيثُ إذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ

۲۶۰۴- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج غروب ہوتے ہی اپنے چوپایوں کو مت چھوڑو' حتیٰ کہ رات کا اندھیرا خوب چھا جائے' بلاشبہ جس وقت سورج غروب ہوتا ہے شیاطین فساد کرتے ہیں' حتیٰ کہ رات کا اندھیرا چھا جائے۔''

٢٦٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته، ح: ٢٠١٣ من حديث زهير بن معاوية أبي خيثمة به.

فَحْمَةُ الْعِشَاءِ» .

قال أَبُو دَاوُدَ: الْفَوَاشِي ما يَفْشُو مِنْ كلِّ شَيْءٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْفَوَاشِیُ] سے مراد ہر قسم کی گھومنے پھرنے والی چیزیں ہیں۔

فائدہ: مستحب ہے کہ مغرب کے وقت سفر قدرے موقوف کرلیا جائے اور پھر اندھیرا چھانے پر باقی سفر کیا جائے۔

(المعجم ٧٧) - **بَابٌ: فِي أَيِّ يَوْمٍ يُسْتَحَبُّ السَّفَرُ** (التحفة ٨٤)

باب:۷۷-کون سے دن سفر کرنا مستحب ہے؟

٢٦٠٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارِكِ عن يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عنْ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قال: قَلَّ مَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَخْرُجُ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الخَمِيسِ.

۲۶۰۵-حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ جمعرات کے علاوہ کسی اور دن سفر کے لیے نکلتے۔

فائدہ: دن سب اللہ ہی کے ہیں مگر جمعرات کو اہمیت حاصل ہے کہ اس روز اللہ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں۔ (دیکھیے حدیث:۲۵۷۱)

(المعجم ٧٨) - **بَابٌ: فِي الابْتِكَارِ فِي السَّفَرِ** (التحفة ٨٥)

باب:۷۸-سفر کے لیے صبح صبح نکلنا (مستحب ہے)

٢٦٠٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ حَدِيدٍ عن صَخْرٍ الغَامِدِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ

۲۶۰۶-حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے لیے ان کی صبحوں میں برکت ڈال دے۔“ چنانچہ آپ ﷺ کو کوئی مہم یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو انہیں دن کے پہلے پہر

٢٦٠٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من أراد غزوة فورى بغيرها ... الخ، ح:٢٩٤٨ من حديث ابن المبارك به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣٨٠ باختلاف يسير.

٢٦٠٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التبكير بالتجارة، ح:١٢١٢، وابن ماجه، ح:٢٢٣٦ من حديث هشيم به، وقال الترمذي: "حسن" وهو في سنن سعيد بن منصور، ح:٢٣٨٢، وللحديث شواهد كثيرة.

لأُمَّتي في بُكُورِهَا» وكَانَ إذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَها مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، وكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فأَثْرَى وكَثُرَ مالُهُ.

روانہ فرماتے۔ اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر صحابی تھے' تو وہ اپنے کارندوں کو دن کے پہلے پہر روانہ کیا کرتے تھے' چنانچہ وہ مال دار ہو گئے تھے اور ان کا مال خوب بڑھ گیا تھا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ صَخْرُ بنُ وَدَاعَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ان کا نام صخر بن وداعہ ہے۔

(المعجم ٧٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ وَحْدَهُ (التحفة ٨٦)

باب: ۷۹- انسان کا اکیلے سفر کرنا (مکروہ ہے)

٢٦٠٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ القَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ حَرْمَلَةَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ، وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ».

۲۶۰۷- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اکیلا سوار ایک شیطان ہے' دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کا اکیلے سفر کرنا بعض اوقات انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ بالفرض کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اسے سنبھالنے والا کوئی نہ ہوگا اور نہ کوئی خبر ہی ملے گی۔ اس طرح دو افراد کا معاملہ بھی بہت کمزور ہے' البتہ تین ہوں تو سب کو مکمل سہولت ہوگی۔ باجماعت نماز پڑھیں گے' ایک دوسرے کے انیس اور معاون ہوں گے۔ ② موجودہ حالات میں بسوں' گاڑیوں اور جہازوں میں اگرچہ ایک کثیر تعداد بطور قافلہ کے سفر کرتی ہے اور مذکورہ نہی سے انسان خارج ہو جاتا ہے مگر انسان کے اپنے محب اور انیس رفیق سفر ہوں تو بہت ہی افضل ہے' کیونکہ عام ہمراہی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ بالخصوص اب جبکہ شر و فساد بہت بڑھ گیا ہے اور دین و امانت میں کمی آتی جا رہی ہے۔ ③ یہ حدیث تنہا سفر کرنے کی قباحت پر صریح دلالت کرتی ہے۔ اس لیے بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط کیا ہے کہ صوفی قسم کے لوگ تن تنہا ''تہذیب نفس'' اور مزعومہ ''چلہ کشی'' کے نام پر صحراؤں اور بے آباد علاقوں کے جو سفر اختیار کرتے ہیں' وہ بھی صریحاً غلط اور مردود ہیں۔ ایسے ہی وہ چلہ کشی' جو آج کل ''بزرگ'' اور ''ولی اللہ'' بننے کے

٢٦٠٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في كراهية أن يسافر الرجل وحده، ح: ١٦٧٤ من حديث مالك به، وقال: "حسن"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٨، وصححه الحاكم: ٢/ ١٠٢، ووافقه الذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٦٧٥.

چکر میں کی جاتی ہے، یہ بھی قرآن وحدیث کے منافی ہے۔ اس لیے ایسے تمام امور سے احتراز اور اجتناب ضروری ہے کیونکہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ بدعت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ جس نے بھی دین اسلام میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔(صحیح البخاری، الصلح، حدیث:۲۶۹۷)

(المعجم ٨٠) - **بَابٌ: فِي الْقَوْمِ يُسَافِرُونَ يُؤَمِّرُونَ أَحَدَهُمْ** (التحفة ٨٧)

باب:۸۰- جب ایک جماعت سفر کر رہی ہو، تو اپنے میں سے ایک آدمی کو اپنا امیر بنا لیں

٢٦٠٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرِ بنِ بَرِّيٍّ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن نَافِعٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ في سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ».

۲۶۰۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تین افراد سفر پر نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیں۔"

٢٦٠٩- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَجْلَانَ عن نَافِعٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ»، قالَ نَافِعٌ: فَقُلْنَا لأَبِي سَلَمَةَ: فَأَنْتَ أَمِيرُنَا.

۲۶۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تین افراد سفر میں ہوں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔" نافع رحمہ اللہ (مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہا: (یہ حدیث سننے کے بعد) ہم نے ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) سے کہا: آپ ہمارے امیر ہیں۔

فوائد ومسائل: ① اس نظم سے امور سفر مرتب اور آسان ہو جاتے ہیں اور سب کو سہولت رہتی ہے۔ نفسی نفسی کا عالم نہیں ہوتا، نیز جب اس معمولی اجتماع میں امیر مقرر کرنے کی تاکید ہے، تو امارت عظمیٰ کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوئی۔ ② قوم کو کسی بھی وقت امیر اور امارت کے بغیر نہیں رہنا چاہیے۔

٢٦٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبوعوانة: ٥/ ١١٧ من حديث علي بن بحر به * محمد بن عجلان مدلس وعنعن.

٢٦٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبوعوانة: ٥/ ١١٧ من حديث علي بن بحر به، وانظر الحديث السابق لعلته.

(المعجم ٨١) - **بَابٌ: فِي الْمُصْحَفِ يُسَافَرُ بِهِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ٨٨)

باب:٨١- دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانا

٢٦١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَن يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، قالَ مَالِكٌ: أُرَاهُ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

٢٦١٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ انسان قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقے میں جائے۔ امام مالک ؒ فرماتے ہیں میرا خیال ہے اس نہی کی حکمت یہ ہے کہ کہیں یہ دشمن (کافر) کے ہاتھ نہ لگ جائے (اور وہ اس کی ہتک کرے۔)

فائدہ: جہاں بھی یہ اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی ہتک کی جائے گی اسے وہاں نہ لے جایا جائے۔ لیکن اگر کافر قرآن مجید سمجھنا چاہتا ہو اور اسے اسلام کی دعوت دینا مقصود ہو تو اس غرض سے اس کو دینا جائز ہے۔ جیسے کہ ہرقل کے نام خط لکھا گیا اور اس میں قرآن مجید کی آیت (آل عمران:٦٤) لکھی گئی تھی۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُيُوشِ وَالرُّفَقَاءِ وَالسَّرَايَا** (التحفة ٨٩)

باب:...... لشکروں، رفقاء اور سرایا میں مستحب تعداد کا بیان

٢٦١١- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ

٢٦١١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بہترین رفقاء وہ ہیں جو چار کی تعداد میں ہوں اور بہترین دستہ وہ ہے جس میں چار سو شہسوار ہوں اور بہترین لشکر وہ ہے جو چار ہزار کی تعداد میں ہو اور بارہ ہزار قلت کی بنا پر ہرگز مغلوب نہیں ہو سکتے۔“

٢٦١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كراهية السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، ح: ٢٩٩٠ عن القعنبي، ومسلم، الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار . . . الخ، ح: ١٨٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٤٦.

٢٦١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في السرايا، ح: ١٥٥٥ من حديث وهب ابن جرير به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٣٨، وابن حبان، ح: ٦٦٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٣، ٢/ ١٠١، ووافقه الذهبي * الزهري مدلس وعنعن.

السَّرَايَا أَرْبَعُمِائَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ مُرْسَلٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: تعداد جس قدر زیادہ ہوگی برکت اور فائدہ زیادہ ہوگا۔ مسلمانوں کی بارہ ہزار کی تعداد اگر کہیں شکست کھائے گی تو اس کا سبب قلت تعداد نہیں بلکہ کوئی اور سبب ہوگا۔ مثلاً عدم تقوی' تکبر' غرور اور بزدلی وغیرہ۔ تاہم یہ روایت مرسل ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ٩٠)

باب:٨٢-(قتال کے موقع پر) کفار کو اسلام کی دعوت دینا

٢٦١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى الله في خَاصَّةِ نَفْسِهِ وَبِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقالَ: «إذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إلَى إحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَيَّتُهَا أَجَابُوكَ إلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُم وَكُفَّ عَنْهُمْ ادْعُهُمْ إلَى الإسْلَامِ، فإنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ - ثُمَّ ادْعُهُمْ إلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ إنْ فَعَلُوا ذٰلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَأَنَّ

٢٦١٢- حضرت سلیمان بن بُریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی شخص کو) کسی دستے یا کسی بڑے لشکر کا امیر بنا کر روانہ کرتے تو اسے خود اپنی ذات میں اللہ کا تقوی اختیار کرنے اور اپنی معیت میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتے اور فرماتے: ''جب تم اپنے مشرک دشمن کے مقابلے پر آؤ تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو وہ جسے بھی اختیار کرنا چاہیں کرلیں اور پھر جو وہ اختیار کرلیں اسے قبول کرلینا اور اپنے ہاتھ کو ان سے روک لینا۔ (سب سے پہلے) انہیں اسلام کی دعوت دینا' اگر وہ اسے قبول کرلیں تو تم بھی ان سے قبول کرلو اور ان سے اپنے ہاتھ روک لو۔ پھر انہیں دعوت دو کہ وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر دارالمہاجرین میں منتقل ہو جائیں اور انہیں بتاؤ کہ اگر انہوں نے یہ امر قبول کرلیا تو ان کو وہی حقوق حاصل

٢٦١٢_ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تأمير الإمام الأمراء على البعوث . . . الخ، ح: ١٧٣١ من حديث وكيع به.

عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ - فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ. وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا يَحْكُمُ اللهُ فِيهِم، وَلٰكِنْ أَنْزِلُوهُم عَلَى حُكْمِكُمْ ثُمَّ اقْضُوا فِيهِمْ بَعْدُ ما شِئْتُمْ».

ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور ان پر وہ سب کچھ واجب ہوگا جو ان مہاجرین پر واجب ہے' اگر وہ منتقل ہونا قبول نہ کریں اور اپنے علاقوں ہی میں رہنا چاہیں' تو انہیں بتانا کہ وہ بدوی مسلمانوں کی طرح ہوں گے' ان پر اللہ کا حکم اسی طرح نافذ ہوگا جیسے کہ دیگر مومنین پر نافذ ہوتا ہے' (مال) فے اور غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا' سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں۔ (۲) پس اگر وہ لوگ اسلام قبول کرنے سے انکاری ہوں تو انہیں کہنا کہ جزیہ دینا قبول کریں اگر وہ اس پر راضی ہو جائیں تو اسے قبول کر لینا اور اپنا ہاتھ ان سے روک لینا۔ (۳) اگر وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہوں تو اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے قتال کرنا۔ اور جب تم کسی قلعے والوں کا محاصرہ کر لو اور پھر وہ تم سے یہ چاہیں کہ ان کو ہتھیار ڈالنے دو' اس شرط پر کہ ان پر اللہ کا حکم نافذ ہو تو یہ بات قبول نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں اللہ کا فیصلہ کیا ہے' لیکن انہیں اپنی شرطوں اور فیصلے کے مطابق ہتھیار ڈالنے کی اجازت دو اور پھر جو چاہو ان کے متعلق فیصلہ کرو۔"

قَالَ سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ: قَالَ عَلْقَمَةُ: فَذَكَرْتُ هٰذَا الحَدِيثَ لِمُقَاتِلِ بنِ حَيَّانَ فَقَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ.

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ علقمہ نے کہا: میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھے مسلم نے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ هَيْصَمٍ عن النُّعْمَانِ بنِ مُقَرِّنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ.

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس (مسلم) سے مراد مسلم بن ہیصم ہے۔ اس نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا جیسے کہ سلیمان بن بریدہ نے بیان کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اور اب بھی ان قوموں سے متعلق ہے جن کو اسلام کی دعوت واضح طور سے نہ پہنچی ہو۔ (صحیح البخاري، العتق، حدیث: ۲۵۴۱، وصحیح مسلم، الجهاد، حدیث: ۱۷۳۰، وسنن أبي داود، حدیث: ۲۶۳۳) ② دین اسلام کی دوسرے دینوں سے آویزش صرف اور صرف اللہ کی مخلوق تک اس کا کلمہ پہنچانے اور غالب کرنے کے لیے ہے، اس میں محض ملکوں کو فتح کرنا یا لوگوں کو اپنے تابع کرنا نہیں ہے۔ ③ امیر مجاہدین (اور اسی طرح دیگر مفتیان اور مجتہدین) کا فیصلہ بالعموم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوتا ہے اس کے باوجود ان میں اس کے حق یا خطا ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ (ان اجتہادی امور میں) عین یہ دعو کرنا کہ یہی اللہ کا فیصلہ ہے، بالکل غلط ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے صادر ہونے والے فیصلے اور احکام عین اللہ کے فیصلے ہوتے تھے اور عین شریعت تھے، کیونکہ ﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم: ۳-۴) ''آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے مگر جو اللہ کی وحی ہوتی ہے۔'' اور اجتہادی امور میں جہاں کہیں کوئی خطا ہوتی بھی، تو فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی تھی۔ نبی ﷺ کے بعد کسی بھی امتی کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔

٢٦١٣- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ الأَنْطَاكِيُّ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «اغْزُوا باسْمِ الله وفي سَبِيلِ الله، وَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بالله، اغْزُوا، وَلا تَغْدُرُوا، وَلا تَغُلُّوا، وَلا تُمَثِّلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا».

۲۶۱۳- حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں غزوہ کرو اور اللہ کا انکار کرنے والوں سے قتال کرو۔ غزوہ کرو غدر نہ کرو، (غنیمت میں) خیانت نہ کرو، مقتولین کے اعضا نہ کاٹو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو۔''

٢٦١٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ وَعُبَيْدُالله بنُ مُوسَى عن حَسَنِ بنِ صَالِحٍ، عن خَالِدِ بنِ الْفِزْرِ: حدَّثني أَنَسُ بنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ

۲۶۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چلو اللہ کے نام سے، اللہ کی مدد حاصل کرتے ہوئے اور رسول اللہ کی ملت پر قائم رہتے ہوئے (اور اس کی دعوت دیتے ہوئے)، کسی بڑھے

٢٦١٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به.

٢٦١٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٢/ ٣٨٢، ٣٨٣ عن يحيى بن آدم به * خالد بن الفزر لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن معين "ليس بذاك".

الله ﷺ قال: «انْطَلِقُوا باسْمِ الله وَبِالله وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ الله، وَلا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا طِفْلًا وَلا صَغِيرًا وَلا امْرَأَةً، وَلا تَغُلُّوا، وَضُمُّوا غَنَائِمَكُم وَأَصْلِحُوا وَأَحْسِنُوا إنَّ الله يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ».

کھوسٹ کو قتل نہ کرنا' نہ کسی بچے یا نابالغ کو اور نہ کسی عورت کو۔ (غنیمت میں) خیانت سے باز رہنا' غنائم کو جمع رکھنا اور اصلاح کا معاملہ کرنا' نیکی اور احسان اپنانا' بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

فائدہ: لڑائی میں کسی بوڑھے شخص کو قتل نہیں کرنا، مگر ایسے بوڑھے جن کے بارے میں معلوم ہو کہ منصوبے اور پروگرام دیتے ہیں اور ایسی عورتیں جو جاسوسی وغیرہ کے معاملات میں ملوث ہوں' ان کو قتل کرنا جائز ہوگا۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي الْحَرْقِ فِي بِلادِ الْعَدُوِّ (التحفة ٩١)

باب:٨٣-دشمن کے علاقے میں آگ لگانے کا مسئلہ

٢٦١٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حَرَّقَ نَخِيلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَّعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ﴾ [الحشر: ٥].

٢٦١٥-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بُویرہ مقام پر قبیلہ بنونضیر کی کھجوریں جلائی تھیں اور کاٹی بھی تھیں' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَاقَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ......﴾ "جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا جڑوں پر قائم رہنے دیں سو وہ اللہ کے حکم سے تھا' اور تا کہ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو رسوا کر دے۔"

فائدہ: جنگی ضرورت اور مصلحت کے تحت آگ لگانا یا مکانات گرانا جائز ہے۔ محض فساد پھیلانے کی نیت سے جائز نہیں۔

٢٦١٦- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن ابنِ مُبَارَكٍ، عن صَالِحِ بنِ أبي الأَخْضَرِ، عن الزُّهْرِيِّ: قال عُرْوَةُ: فَحدَّثني

٢٦١٦-حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ "اُبنٰی" کے علاقے پر صبح کے وقت چڑھائی کرنا اور اسے جلا دینا۔

٢٦١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الحشر، باب قوله: ﴿ما قطعتم من لينة﴾، ح:٤٨٨٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قطع أشجار الكفار وتحريقها، ح:١٧٤٦ عن قتيبة به.

٢٦١٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب التحريق بأرض العدو، ح:٢٨٤٣ من حديث صالح بن أبي الأخضر به، وهو ضعيف مشهور.

أُسَامَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ عَهِدَ إِلَيْهِ فقال: أَغِرْ عَلَى أُبْنَى صَبَاحًا وَحَرِّقْ.

٢٦١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ: سَمِعْتُ أَبَا مُسْهِرٍ قِيلَ لَهُ: أُبْنَى، قال: نَحْنُ أَعْلَمُ: هِيَ يُبْنَا فِلَسْطِينَ.

۲۶۱۷-عبداللہ بن عمرو غزی کہتے ہیں کہ میں نے ابومسہر سے سنا' ان سے "أبنٰی" کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق خوب جانتے ہیں کہ یہ فلسطین میں "یُبْنا" کے نام سے معروف جگہ ہے۔

(المعجم ٨٤) - **بَابٌ: فِي بَعْثِ الْعُيُونِ** (التحفة ٩٢)

باب:۸۴-جاسوس بھیجنے کا بیان

٢٦١٨- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ الْمُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: بَعَثَ - يَعني النَّبِيَّ ﷺ - بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُ مَا صَنَعَتْ عِيرُ أَبِي سُفْيَانَ.

۲۶۱۸-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے (واقعہ بدر سے پہلے) بُسَیسہ کو بطور جاسوس روانہ فرمایا تھا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کس مرحلے میں ہے؟

فائدہ: مسلمانوں میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا حرام ہے۔ إلّا یہ کہ امیر المومنین اصلاح احوال کے لیے ان کے بعض امور کی ٹوہ لگائے تو جائز ہے۔ تاہم دشمن کے احوال کی خبر لینے کے لیے یہ عمل سیاستاً واجب ہے۔

(المعجم ٨٥) - **بَابٌ: فِي ابْنِ السَّبِيلِ يَأْكُلُ مِنَ التَّمْرِ وَيَشْرَبُ مِنَ اللَّبَنِ إِذَا مَرَّ بِهِ** (التحفة ٩٣)

باب:۸۵-مسافر کسی باغ یا غلے کے پاس سے گزرے تو (بغیر اجازت پھل) کھجور (وغیرہ) کھا سکتا ہے اور جانوروں کا دودھ پی سکتا ہے

٢٦١٩- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ الرَّقَّامُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ

۲۶۱۹-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی (دورانِ

٢٦١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٨٤ من حديث أبي داود به.

٢٦١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، ح: ١٩٠١ من حديث هاشم بن القاسم به.

٢٦١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في احتلاب المواشي بغير إذن الأرباب، ح: ١٢٩٦ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وقال: "حسن غريب صحيح" * سعيد بن بشير ضعيف، وسعيد ابن أبي عروبة مدلس، وقتادة عنعن إن صح السند إليه، وللحديث شاهد ضعيف.

عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أنَّ نَبيَّ الله ﷺ قال: «إذَا أتَى أحَدُكُم عَلَى مَاشِيَةٍ فإنْ كَانَ فيهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ، فإنْ أَذِنَ لَهُ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ، وَإنْ لَمْ يَكُنْ فيهَا فَلْيُصَوِّتْ ثَلاثًا فإنْ أجَابَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْهُ وَإلَّا فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلا يَحْمِلْ».

سفر میں) جانوروں کے پاس سے گزرے اور ان میں ان کا مالک موجود ہو تو اس سے اجازت لے، اگر وہ اجازت دے دے تو دودھ دوہ لے اور پی لے، اگر مالک موجود نہ ہو تو تین بار آواز لگائے، اگر وہ جواب دے تو اس سے اجازت طلب کرے ورنہ دودھ نکال لے اور پی لے مگر ساتھ نہ لے جائے۔"

فوائد و مسائل: ① ان احادیث کے کتاب الجہاد میں بیان ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین سفر میں ہوتے ہیں اور کھانا پینا ان کی لازمی ضرورت ہے اور اہل علاقہ یہ ضروریات مہیا کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ② علامہ خطابی ؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ رخصت ایسے مسافر کیلئے ہے جو اضطراری (مجبوری کی) کیفیت میں ہو کہ اگر وہ نہ کھائے پیے تو ہلاکت کا اندیشہ ہو۔ جبکہ کچھ اصحاب الحدیث کہتے ہیں یہ ایسا مال ہے کہ نبی ﷺ نے اسے اس کا مالک بنایا ہے (جان بچانے کی حد تک اسے کھانے کی اجازت دی ہے) تو اس کے لیے مباح ہے اور اس پر کوئی قیمت لازم نہیں آتی۔ مگر اکثر فقہاء کا کہنا ہے کہ اس پر قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ وہ قیمت دے سکتا ہو' کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "کسی مسلمان کی خوش دلی اور رضامندی کے بغیر اس کا مال لینا حلال نہیں ہے۔" (مسند احمد: ٧٢/٥) تاہم اگر کسی علاقے کے عرفِ عام میں تھوڑے بہت کھانے پینے کی اجازت ہو تو وہاں اجازت کی ضرورت ہو گی' نہ قیمت دینے کی۔ عرف عام ہی اجازت کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ آج سے پیشتر عام دیہاتوں میں یہ عرف عام تھا۔

٢٦٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أبي بِشْرٍ، عن عَبَّادِ بنِ شُرَحْبِيلَ قال: أصَابَنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيطانِ المَدِينَةِ فَفَرَكْتُ سُنْبُلًا فأكَلْتُ وَحَمَلْتُ في ثَوْبِي، فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأخَذَ ثَوْبِي، فَأتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقالَ لَهُ: «مَا

٢٦٢٠- حضرت عباد بن شُرَحبیل کا بیان ہے کہ مجھے قحط (اور بھوک) نے ستایا' تو میں مدینہ کے ایک باغ میں چلا گیا اور وہاں سے میں نے ایک بالی لی' اسے مسلا اور کھا لیا اور کچھ اپنے کپڑے میں بھی باندھ لے چلا' پس باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا بھی چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: "تو نے اسے سمجھایا نہیں جبکہ یہ

٢٦٢٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟، ح: ٢٢٩٨ من حديث شعبة به، ورواه النسائي، ح: ٥٤١١، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٣، ووافقه الذهبي.

عَلَّمْتَ إِذْ كَانَ جَاهِلًا، وَلَا أَطْعَمْتَ إِذْ كَانَ جَائِعًا»، أَوْ قال: «سَاغِبًا»، وَأَمَرَ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسْقًا أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ.

نادان تھا اور نہ تو نے اس کو کھلایا جبکہ یہ بھوکا تھا۔" (لفظ جائعاً بولا یا ساغباً معنی ایک ہی ہے) پھر آپ نے اس کو حکم دیا' تو اس نے میرا کپڑا واپس کر دیا اور مجھے ایک وسق یا آدھا وسق طعام بھی دیا۔

۲۶۲۱- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن أبي بِشْرٍ قال: سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ شُرَحْبِيلَ رَجُلًا مِنَّا مِنْ بَنِي غُبَرَ بِمَعْنَاهُ.

۲۶۲۱-ابوبشر روایت کرتے ہیں کہ میں نے عباد بن شرحبیل سے سنا جو ہمارے قبیلہ بنی غُبَر میں سے تھے۔اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کی۔

فوائد ومسائل: ①فی الواقع حاجت مند کو اجازت ہے کہ بغیر اجازت کے باغ اور کھیت میں سے کھا پی لے مگر ساتھ لے جانا جائز نہیں۔ ② سزا دینے سے پہلے ضروری ہے کہ نادان کو سمجھایا جائے اور جاہل ایک حد تک معذور بھی ہوتا ہے۔ ③ حسب حیثیت ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا' مسلمان کا فریضہ ہے۔

(المعجم . . .) - **باب مَنْ قَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ مِمَّا سَقَطَ** (التحفة ٩٤)

باب:......درختوں سے گرا پڑا پھل کھا لینے کی رخصت کا بیان

۲۶۲۲- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أبي شَيْبَةَ وَهٰذَا لَفْظُ أبي بَكْرٍ عن مُعْتَمِرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قال: سَمِعْتُ ابْنَ أبي حَكَمٍ الْغِفَارِيَّ يَقُولُ: حدَّثَتْنِي جَدَّتِي عن عَمِّ أبي، رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ قال: كُنْتُ غُلَامًا أَرْمِي نَخْلَ الأَنْصَارِ فَأُتِيَ بِي النَّبِيُّ ﷺ فقال: «يَاغُلَامُ! لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ؟» قال: آكُلُ، قال: «فَلَا [تَرْمِ] النَّخْلَ وَكُلْ

۲۶۲۲-حضرت رافع بن عمرو غفاری کا بیان ہے کہ میں لڑکپن میں انصاریوں کی کھجوروں کو (پتھر وغیرہ) مارا کرتا تھا تو مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے پوچھا: "اے لڑکے! تو کھجوروں کو کیوں مارتا ہے؟" میں نے کہا: پھل کھانے کے لیے۔ آپ نے فرمایا: "مت مارا کر' جو نیچے گری پڑی ہو کھا لیا کر۔" پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی: "اے اللہ! اس کے پیٹ کو سیر کر دے۔"

۲۶۲۱ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، ح: ٢٢٩٨ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق: ٢٦٢٠.

۲۶۲۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من مر على ماشية قوم أو حائط، هل يصيب منه؟ ح: ٢٢٩٩ من حديث معتمر بن سليمان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٨١، ٨٢ ٭ ابن أبي حكم الغفاري مجهول الحال، وله طريق ضعيف عند الترمذي، ح: ١٢٨٨.

مَا يَسْقُطُ فِي أَسْفَلِهَا، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ فقال: «اللَّهُمَّ! أَشْبِعْ بَطْنَهُ».

(المعجم ٨٦) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ: لَا يَحْلُبْ (التحفة ٩٥)

باب:٨٦-بغیر اجازت جانوروں کا دودھ نکالنا ممنوع ہے

٢٦٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُم أَنْ تُؤْتَى مَشْرَبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَثَلَ طَعَامُهُ، فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِم أَطْعِمَتَهُمْ، فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ».

٢٦٢٣-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا بغیر اجازت دودھ نہ نکالے' کیا تم پسند کرتے ہو کہ کوئی اس کی کوٹھڑی (سٹور) کو توڑ کر اس کا ذخیرۂ طعام نکال لے جائے؟ (ایسے ہی) جانوروں کے تھن اپنے مالکوں کے لیے دودھ جمع کرتے ہیں تو کوئی کسی کے جانور کا دودھ نہ نکالے مگر یہ کہ مالک کی اجازت ہو۔

فوائد ومسائل: ① قیاس کرنا ایک معروف شرعی وفقہی قاعدہ ہے اور اشباہ ونظائر پر ایک دوسرے کا حکم لگتا ہے۔ ② بغیر شرعی عذر کے اگر کسی نے جانوروں کا اس قدر دودھ نکال لیا' جس کی قیمت چوری کے نصاب کو پہنچتی ہو تو اس پر چوری کی حد لگے گی۔

(المعجم ٨٧) - بَابٌ: فِي الطَّاعَةِ (التحفة ٩٦)

باب:٨٧-اطاعت کا بیان

٢٦٢٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قال: قال ابنُ جُرَيْجٍ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ﴾ [النساء: ٥٩] [في] عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسِ بنِ

٢٦٢٤-ابن جریج ؒ بیان کرتے ہیں کہ (آیت کریمہ) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو' رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اولی الامر

٢٦٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللقطة، باب لا تحتلب ماشية أحد بغير إذنه، ح: ٢٤٣٥، ومسلم، اللقطة، باب تحريم حلب الماشية بغير إذن مالكها، ح: ١٧٢٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧١.

٢٦٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في المعصية، ح: ١٨٣٤ عن زهير بن حرب، والبخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم﴾، ح: ٤٥٨٤ من حديث حجاج بن محمد به.

عَدِيٍّ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. أَخْبَرَنِيهِ يَعْلَى عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ.

کی۔" حضرت عبداللہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی' نبی ﷺ نے ان کو ایک مہم میں بھیجا تھا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) کہ مجھے یہ روایت یعلی نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی۔

[تفسیر درج ذیل روایت میں ہے]

٢٦٢٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنَا شُعْبَة عن زُبَيْدٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيٍّ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا وَأَمَرَهُمْ أنْ يَسْمَعُوا لَهُ وَيُطِيعُوا، فَأَجَّجَ نَارًا وَأَمَرَهُمْ أنْ يَقْتَحِمُوا فِيهَا، فَأَبَى قَوْمٌ أنْ يَدْخُلُوهَا وَقالُوا: إنَّمَا فَرَرْنَا مِنَ النَّارِ، وَأَرَادَ قَوْمٌ أنْ يَدْخُلُوهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: «لَوْ دَخَلُوهَا - أَوْ دَخَلُوا فيهَا - لَمْ يَزَالُوا فيهَا»، وَقَالَ: «لا طَاعَةَ في مَعْصِيَةِ الله، إنَّمَا الطَّاعَةُ في المَعْرُوفِ».

٢٦٢٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور ان پر ایک شخص (عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور ان (لشکر والوں) کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں' تو اس نے آگ بھڑکائی اور انہیں حکم دیا کہ اس میں کود جائیں تو ایک قوم نے اس کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم آگ ہی سے تو بھاگے ہیں (مسلمان ہوئے ہیں) اور کچھ دوسرے لوگوں نے آگ میں کود جانے کا ارادہ کیا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: "اگر یہ اس میں داخل ہو جاتے تو پھر ہمیشہ اسی میں رہتے۔" اور فرمایا: "اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں' اطاعت ہمیشہ نیکی کے کاموں میں ہے۔"

فائدہ: جو شخص شریعت کی مخالفت میں حکام وقت کی اطاعت کرے' وہ اللہ کا نافرمان ہے۔ اور اللہ کے ہاں اس کا یہ عذر مقبول نہ ہوگا کہ حاکم کی اطاعت میں میں نے ایسے کیا تھا۔

٢٦٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عن عَبْدِ الله

٢٦٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان پر واجب ہے کہ

٢٦٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، أخبار الأحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق ... الخ، ح: ٧٢٥٧، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح: ١٨٤٠ من حديث شعبة به.

٢٦٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصيةً، ح: ٧١٤٤ عن مسدد، ومسلم، الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية ... الخ، ح: ١٨٣٩ من حديث يحيى القطان به.

عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ».

(تمام احکام) سنے اور مانے' خواہ اسے پسند آئیں یا ناپسند ہوں' جب تک اسے نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے' جب معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔

٢٦٢٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ ابْنُ هِلَالٍ عن بِشْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن عُقْبَةَ بنِ مَالِكٍ - مِنْ رَهْطِهِ - قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَسَلَحْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ سَيْفًا فَلَمَّا رَجَعَ، قالَ: لَوْ رَأَيْتَ مَا لَامَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. قالَ: «أَعَجَزْتُمْ إِذْ بَعَثْتُ رَجُلًا مِنْكُمْ فَلَمْ يَمْضِ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِي لِأَمْرِي؟».

٢٦٢٧- حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے...... جو کہ بشر بن عاصم کی قوم سے تھے...... انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہم بھیجی' تو میں نے ان میں سے ایک آدمی کو تلوار دی جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: کاش کہ آپ (وہ حالات) دیکھتے جن پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ملامت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ جب میرے بھیجے ہوئے آدمی نے میرے احکام کی تنفیذ نہیں کی تو تم اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کر لیتے جو میرے احکام کی تنفیذ کرتا؟''

فائدہ: یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ جب کوئی امیر یا حاکم شریعت کی تنفیذ نہ کر رہا ہو یا اس کی مخالفت کرتا ہو اور اس کو بدلنا ممکن ہو تو اس کو بدل کر دوسرا آدمی مقرر کر لیا جائے جو انہیں شریعت کے مطابق لے کر چلے۔

(المعجم ٨٨) - باب مَا يُؤْمَرُ مِنِ انْضِمَامِ الْعَسْكَرِ وَسَعَتِهِ (التحفة ٩٧)

باب: ٨٨- لشکریوں کا مل کر قریب قریب رہنا اور ان کا کشادہ ہونا

٢٦٢٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ قُبَيْسٍ مِنْ أَهْلِ جَبَلَةَ

٢٦٢٨- حضرت ابو ثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تھے

٢٦٢٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١١٠ عن عبدالصمد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥٣، والحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ١١٤، ١١٥، ووافقه الذهبي.

٢٦٢٨_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٥٦ عن عمرو بن عثمان به، ورواه أحمد: ٤/ ١٩٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٤، والحاكم: ٢/ ١١٥، ووافقه الذهبي.

سَاحِلِ حِمْصَ وَهٰذَا لَفْظُ يَزِيدَ قالا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عن عَبْدِ الله بن العَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بنَ مِشْكَمٍ أبَا عُبَيْدِالله يَقُولُ: حَدَّثَنَا أبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا، قالَ عَمْرٌو: وَكَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا في الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ: لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ».

......عمرو بن عثمان کے الفاظ ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے تھے......تو لوگ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا ان وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔'' چنانچہ اس کے بعد جب بھی آپ کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو صحابۂ کرام ایک دوسرے کے بہت ہی قریب رہتے حتی کہ کہا جاتا: اگر ان پر ایک ہی کپڑا تان دیا جائے تو سب پر آ جائے۔

فائدہ: مجاہدین اور مسافروں کو آپس میں قریب قریب رہنے میں ظاہری اور معنوی بہت فائدے ہیں مگر اتنا بھی گھسڑ کر نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کو اذیت ہو جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے۔

٢٦٢٩- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عن أَسِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخَثْعَمِيِّ، عن فَرْوَةَ بنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أبِيهِ قالَ: غَزَوْتُ مَعَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ كَذَا وَكَذَا فَضَيَّقَ النَّاسُ المَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيقَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي فِي النَّاسِ: «أَنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا أَوْ قَطَعَ طَرِيقًا فَلَا جِهَادَ لَهُ».

٢٦٢٩- حضرت معاذ بن انس جُہنی ؓ روایت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں غزوے میں میں اللہ کے نبی ﷺ کے ہمرکاب تھا تو لوگوں نے منزلوں پر پڑاؤ کرنے اور خیمے وغیرہ لگانے میں بہت تنگی کا مظاہرہ کیا کہ راستہ بھی نہ چھوڑا۔ تو نبی ﷺ نے اپنا ایک منادی بھیجا جس نے لوگوں میں اعلان کیا: ''جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے یا راستہ کاٹے تو اس کا جہاد نہیں۔''

٢٦٢٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٠ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أبي يعلى في مسنده، ح: ١٤٨٣، وفي المفاريد (وهو كتاب آخر له)، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٦٨.

فوائد و مسائل: ① زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں، ہجولیوں اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا واجب ہے۔ ② واضح بنیادی امور سے صرف نظر کرنے کے باعث نیکی کے عظیم کام بھی بے وقعت ہو جاتے ہیں بالخصوص راستے کا حق ادا نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

٢٦٣٠- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن أَسِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن فَرْوَةَ بنِ مُجَاهِدٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أَبِيهِ قالَ: غَزَوْنَا مَعَ نَبِيِّ الله ﷺ، بِمَعْنَاهُ.

٢٦٣٠- سہل بن معاذ اپنے والد (حضرت معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ غزوے میں شرکت کی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ (التحفة ٩٨)

باب:٨٩- دشمن سے دُوبدُو ہونے کی تمنا کرنا پسندیدہ نہیں

٢٦٣١- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بنِ عُبَيْدِالله يَعْنِي ابنَ مَعْمَرٍ، وكَانَ كَاتِبًا لَهُ، قالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الله بنُ أَبِي أَوْفَى حِينَ خَرَجَ إِلى الْحَرُورِيَّةِ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا العَدُوَّ قالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ وَسَلُوا اللهَ العَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ». ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! مُنْزِلَ الكِتَابِ مُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ

٢٦٣١- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے سالم ابوالنضر کو لکھا، جبکہ وہ حروری لوگوں کی طرف نکلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک غزوے میں، جب وہ دشمن سے ٹکرائے تھے، فرمایا تھا: ”لوگو! دشمن سے ملنے کی تمنا مت کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو، مگر جب اس سے مڈبھیڑ ہو جائے تو پھر صبر و ثبات سے کام لو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔“ پھر (یہ) دعا فرمائی: ”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو پسپا کرنے والے! انہیں پسپا کر دے اور ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما۔“

٢٦٣٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٢ من حديث أبي داود به.

٢٦٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا تمنوا لقاء العدو، ح: ٣٠٢٤ من حديث الفزاري، ومسلم، الجهاد والسير، باب كراهة تمني لقاء العدو والأمر بالصبر عند اللقاء، ح: ١٧٤٢ من حديث موسى بن عقبة به.

الأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ».

فوائد ومسائل: ① جنگ کوئی عام کھیل نہیں جب اس سے واسطہ پڑتا ہے تو حقیقت کھلتی ہے کہ انسان ایمان اور بہادری کے کس معیار پر ہے اس لیے آرزو یہ ہونی چاہیے کہ یہ موقع ہی نہ آئے تو اچھا ہے مگر جب دوبدو ہونا لازمی ٹھہرے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنی قوت وبسالت کا بھرپور اظہار کرنا چاہیے۔ شہادت کی تمنا بھی اسی طرح ہے کہ موقع آنے پر انسان اپنے سر دھڑ کی بازی لگانے سے دریغ نہ کرے مگر بے موقع یا بے مقصد جان دے دینا تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ② ''حروری'' خارجیوں کا ایک نام ہے کیونکہ یہ لوگ صفین سے واپس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الگ ہو کر کوفہ سے باہر مضافات میں ''حروراء'' نام کے ایک مقام پر جمع ہو گئے اور یہی ان کا پہلا مرکز تھا۔ اس کی طرف نسبت سے یہ لوگ حروری کہلائے۔

(المعجم ٩٠) - بَابُ مَا يُدْعَى عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ٩٩)

باب: ٩٠- دشمن سے آمنا سامنا ہو تو کیا دعا کی جائے؟

٢٦٣٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبَرَني أبي: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ، عن أنسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا غَزَا قالَ: «اللَّهُمَّ! أنتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أُحُولُ وَبِكَ أَصُولُ وَبِكَ أُقَاتِلُ».

٢٦٣٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعا فرماتے: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَ نَصِيْرِيْ، بِكَ اَحُوْلُ وَ بِكَ اَصُوْلُ وَ بِكَ أُقَاتِلُ] ''اے اللہ! تو میرا بازو اور میرا مددگار ہے تیری ہی مدد سے میں چلتا پھرتا اور حملہ کرتا ہوں اور لڑائی کرتا ہوں۔''

(المعجم ٩١) - بَابٌ: فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٠٠)

باب: ٩١- (قتال سے پہلے) مشرکین کو دعوت دینے کا مسئلہ

٢٦٣٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أخبرنَا ابْنُ

٢٦٣٣- ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نافع کو لکھ بھیجا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ قتال کے

٢٦٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب: في الدعاء إذا غزا، ح: ٣٥٨٤ عن نصر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦١ ❊ قتادة عنعن.

٢٦٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب من ملك من العرب رقيقًا فوهب . . . الخ، ح: ٢٥٤١، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الإغارة على الكفار الذين بلغتهم دعوة الإسلام . . . الخ، ح: ١٧٣٠ من حديث عبدالله ابن عون به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٤٨٤.

عَوْنٍ قال: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أسْأَلُهُ عن دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الْقِتَالِ؟، فَكَتَبَ إِلَيَّ: أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ، وَقَدْ أغَارَ نَبِيُّ الله ﷺ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَبَى سَبْيَهُمْ، وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ حدَّثني بِذٰلِكَ عَبْدُ الله وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ.

موقع پر مشرکین کو دعوت دینا کیا حکم رکھتا ہے؟ تو انہوں نے مجھے لکھ بھیجا: بے شک یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا۔ (بعدازاں) نبی ﷺ نے قبیلۂ بنو مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے تو آپ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا اور باقیوں کو قید کر لیا۔ اسی موقع پر جویریہ بنت حارث آپ کے ہاتھ لگی تھیں۔ (بعد میں حرم نبوی میں داخل کی گئیں) نافع کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شریک تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ نَبِيلٌ رَوَاهُ ابنُ عَوْنٍ عن نَافِعٍ وَلَمْ يَشْرَكْهُ فِيهِ أَحَدٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے۔ اسے ابن عون نے نافع سے بیان کیا ہے۔ ابن عون کا اس میں اور کوئی شریک نہیں۔

فوائد و مسائل: ① جن لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کی دعوت پہنچ چکی ہو بوقت قتال ان کو دعوت دینا کوئی ضروری نہیں ہے اور جنہیں نہ پہنچی ہو تو انہیں دی جانی چاہیے۔ ② حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر کے اپنے حرم میں شامل کر لیا تھا۔

٢٦٣٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغِيرُ عِنْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَ يَتَسَمَّعُ فَإِذَا سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ، وَإِلَّا أَغَارَ.

۲۶۳۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نماز فجر کے وقت شب خون مارا کرتے تھے۔ اور (اس سے پہلے) کان لگا کر سنتے' اگر اذان کی آواز سن لیتے تو باز رہتے ورنہ حملہ کر دیتے۔

فائدہ: اذان کا سنائی دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں' اس لیے ان پر حملہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اذان کی آواز کا نہ آنا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان نہیں ہیں' لہٰذا ان پر حملہ کر دیا جاتا تھا۔

٢٦٣٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ:

۲۶۳۵-حضرت عصام مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٦٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب الإمساك عن الإغارة على قوم في دارالكفر إذا سمع فيهم الأذان، ح: ٣٨٢ من حديث حماد بن سلمة به.

٢٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب النهي عن الإغارة إذا رأى مسجدًا وسمع أذانًا، ◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ نَوْفَلِ بنِ مُسَاحِقٍ، عن ابنِ عِصَامِ المُزَنِيِّ، عن أبِيهِ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ: «إذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوا أحَدًا».

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک جہادی مہم میں روانہ کیا اور فرمایا: ”جب تم کوئی مسجد دیکھو یا کسی مؤذن کو سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرنا۔“

(المعجم ٩٢) - باب الْمَكْرِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ١٠١)

باب:٩٢-جنگ میں مکر (چال) کا بیان

٢٦٣٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، أنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

٢٦٣٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جنگ چال کا نام ہے۔“

٢٦٣٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا أرَادَ غَزْوَةً وَرَّى غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُولُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ».

٢٦٣٧- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کسی طرف غزوے کا ارادہ فرماتے تو کسی اور جانب کا اشارہ کرتے۔ اور فرمایا کرتے: ”جنگ چال کا نام ہے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: لَمْ يَجِئْ بِهِ إلَّا مَعْمَرٌ يُرِيدُ قَوْلَهُ: «الْحَرْبُ خَدْعَةٌ» بِهٰذَا الإسْنَادِ إنَّمَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ عن جَابِرٍ، وَمِنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ عن أبِي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ] کا لفظ اس روایت میں صرف معمر ہی نے اس سند سے بیان کیا ہے۔ جو درحقیقت عمرو بن دینار عن جابر کی سند میں آیا ہے (جو اوپر ذکر ہوئی ہے) اور اسی طرح معمر عن ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ کی سند میں بھی وارد ہے۔

◀◀ ح: ١٥٤٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٣٨٥ * وابن عصام "لا يعرف حاله".

٢٦٣٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: الحرب خدعة، ح: ٣٠٣٠، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز الخداع في الحرب، ح: ١٧٣٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٨٨٩.

٢٦٣٧_ تخريج: [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٣٩٨/٥، ح: ٩٧٤٤ عن معمر به مطولاً * والزهري صرح بالسماع، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

فائدہ: جنگ میں صرف تیر وتفنگ ہی کام نہیں آتا بلکہ حکمت' تدبیر' اور چال بھی امور کام دیتے ہیں' تاہم یہ ضرور ہے کہ دشمن سے قبل از جنگ یا بعد از جنگ جو عہد معاہدہ ہو جائے' اس میں دھوکہ کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٩٣) - **بَابٌ: فِي الْبَيَاتِ** (التحفة ١٠٢)

باب:٩٣-شب خون کا بیان

٢٦٣٨- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ وَأبو عَامِرٍ عن عِكْرِمَةَ ابنِ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إيَاسُ بنُ سَلَمَةَ عن أبيهِ قالَ: أمَّرَ رَسُولُ الله ﷺ عَلَيْنَا أبَا بَكْرٍ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ: أمِتْ أمِتْ. قالَ سَلَمَةُ: فَقَتَلْتُ بِيَدِي تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعَةَ أهْلِ أبْيَاتٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.

٢٦٣٨- جناب ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ہمارا امیر بنایا' پھر ہم مشرکین سے جہاد کے لیے نکلے۔ ہم نے ان پر شب خون مارا۔ اس رات ہمارا شعار تھا [أَمِتْ أَمِتْ] سلمہ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے اپنے ہاتھ سے سات گھروں کے مشرکین کو قتل کیا تھا۔

فائدہ: حسب ضرورت ومصلحت شب خون مارنے میں کوئی عیب نہیں اور نہ اسے معروف معنی میں دھوکہ یا بزدلی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٩٤) - **باب لُزُومِ السَّاقَةِ** (التحفة ١٠٣)

باب:٩٤-(امیر المجاہدین) ساقہ کے ساتھ رہے

٢٦٣٩- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ شَوْكَرٍ: حدثنا إسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ بنُ أبي عُثْمَانَ عن أبي الزُّبَيْرِ أنَّ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله حَدَّثَهُمْ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي المَسِيرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ.

٢٦٣٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر میں پیچھے رہا کرتے تھے' ضعیفوں کی سواری ہانک لے جاتے اور انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے۔

٢٦٣٨- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٥٩٦، أخرجه البيهقي: ٩/ ٧٩ من حديث أبي داود به.

٢٦٣٩- تخريج: [صحيح] أخرجه الحاكم: ٢/ ١١٥ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

فائدہ: لشکر کا آخری اور پچھلا جتھہ جس میں بالعموم ضعیف، بیمار اور مجروح (زخمی) لوگ ہوتے ہیں "ساقہ" کہلاتا ہے۔

(المعجم ٩٥) - **بَابٌ: عَلَى مَا يُقَاتَلُ الْمُشْرِكُونَ** (التحفة ١٠٤)

باب:۹۵- کس بنا پر مشرکوں سے قتال کیا جائے؟

٢٦٤٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى الله عَزَّوَجَلَّ».

۲۶۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں سے قتال کروں حتی کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلیں، جب وہ اس کا اقرار کرلیں، تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے، سوائے اس کے کہ اس اقرار (اسلام) کا کوئی حق ہو اور (دلی معاملات میں) ان کا حساب اللہ پر ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "اسلام" بنی نوع انسان کے لیے امن وسلامتی کا دین ہے۔ اس کی دعوت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ اس دنیا میں اس کائنات کے خالق ومالک کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کرنے دی جائے۔ اسی اصل وبنیاد پر منکرین سے حسب احوال وظروف قتال کا حکم ہے، جس کی معلوم ومعروف شرطیں اور آداب ہیں، جو اس کتاب الجہاد اور کتب فقہ اسلامی میں محفوظ ہیں۔ ② اگر کوئی قوم اسلام قبول کرنے پر راضی نہ ہو تو اس کو اہل اسلام کی اطاعت قبول کرنی ہوگی اور جزیہ دینا ہوگا۔ ③ اسلام میں اقرار توحید، اقرار رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کو مستلزم ہے۔ اس کے بغیر توحید کا اقرار قابل قبول نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

٢٦٤١- **حَدَّثَنا** سَعِيدُ بنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

۲۶۴۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں،

٢٦٤٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله محمد رسول الله . . . الخ، ح: ٢١ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ٢٦٠٦ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "حسن صحيح".

٢٦٤١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب فضل استقبال القبلة، ح: ٣٩٢ من حديث ابن المبارك، والترمذي، ح: ٢٦٠٨ عن سعيد بن يعقوب به، وقال: "حسن صحيح غريب

يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوا قِبْلَتَنَا، وَأَنْ يَأْكُلُوا ذَبِيحَتَنَا، وَأَنْ يُصَلُّوا صَلَاتَنَا، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِينَ».

اور وہ ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری طرح نماز پڑھیں، لوگ جب یہ سب کچھ کریں، تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہوں گے الّا یہ کہ اس (کلمۂ توحید و اسلام) کا کوئی حق ہو۔ ان کے حقوق وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور ان کے فرائض بھی وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔''

فائدہ: ''حق اسلام'' کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے کو ناحق قتل کر دے تو قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا، شادی شدہ ہوتے ہوئے بدکاری کرلے تو رجم ہوگا، اور کسی کا مال لوٹ لے تو بدلے میں مال لیا جائے گا وغیرہ۔

٢٦٤٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ الْمُشْرِكِينَ» بِمَعْنَاهُ.

۲۶۴۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مشرکین سے قتال کا حکم دیا گیا ہے۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا احادیث میں ''الناس'' (لوگوں) سے مراد مشرک لوگ ہیں یا مفسد، یعنی جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے قائل و فاعل نہ ہوں۔ ② اہل اسلام اور اصحاب امن سے قتال کے کوئی معنی نہیں، اسے کسی طور جہاد کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

٢٦٤٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قالا: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي ظَبْيَانَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ سَرِيَّةً إِلَى الْحُرَقَاتِ فَنَذِرُوا بِنَا فَهَرَبُوا فَأَدْرَكْنَا رَجُلًا فَلَمَّا غَشِينَاهُ

۲۶۴۳- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک مہم میں حُرَقات (قبیلے) کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے ہماری خبر سن لی اور نکل بھاگے، ہم نے ایک آدمی کو جا لیا جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو اس نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہہ دیا۔ ہم نے اس کو مار حتیٰ کہ قتل کر دیا۔ میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کے سامنے

٢٦٤٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق

٢٦٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح: ٩٦ من حديث الأعمش، والبخاري، الديات، باب: "ومن أحياها... الخ"، ح: ٦٨٧٢ من حديث أبي ظبيان حصين بن جندب به.

قالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، فَضَرَبْنَاهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ لَكَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّمَا قَالَهَا مَخَافَةَ السِّلَاحِ. قَالَ: «أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ قَالَهَا أَمْ لَا؟. مَنْ لَكَ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟» فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أُسْلِمْ إِلَّا يَوْمَئِذٍ.

بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کے مقابلے میں تیرے لیے کون ہوگا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے یہ ہتھیار کے خوف سے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''بھلا تو نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا حتی کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس وجہ سے کہا تھا یا کسی اور وجہ سے؟ قیامت کے دن تیرے لیے لاالہ الا اللہ کے مقابلے میں کون ہوگا؟'' آپ یہ کلمہ دہراتے رہے حتی کہ میرا دل چاہا' کاش کہ میں آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ (مجھ سے یہ گناہ عظیم سرزد نہ ہوا ہوتا۔)

فوائد و مسائل: ① کافر جب بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لے مقبول ہے اور اس کی جان و مال کا محفوظ ہونا واجب ہے۔ ② احکام شریعت کا اعتبار و نفاذ ظاہر پر ہوتا ہے۔ دلوں کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ③ حضرت اسامہ ؓ کا یہ عمل ایک اجتہادی خطا تھی اس لیے ان پر کوئی دیت لازم نہ کی گئی۔ ④ کلمہ گو کا قتل کبیرہ گناہ ہے۔ ⑤ شہادتِ توحید اللہ کے ہاں باعث نجات ہے۔

٢٦٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُبَيْدِالله بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لله، أَفَأَقْتُلُهُ يَارَسُولَ الله بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ»،

۲۶۴۴- حضرت مقداد بن اسود ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اگر کسی کافر سے ٹکراؤں' وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر (میرے وار کرنے پر) کسی درخت کی اوٹ لے لے اور کہے: میں نے اللہ کے لیے اسلام قبول کیا۔ تو اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل کروں (یا نہ) جبکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل مت کرو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ

٢٦٤٤ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله: لا إله إلا الله، ح:٩٥ عن قتيبة، والبخاري، الديات، وباب قول الله تعالى:﴿من يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم﴾، ح:٦٨٦٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ قَطَعَ يَدِي، قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قالَ».

ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل مت کرو' اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے مقام پر ہوگا جہاں کہ تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا۔ (معصوم الدم اور اس کا قتل حرام تھا۔) اور تو اس کی جگہ پر ہوگا جہاں کہ وہ یہ کلمہ کہنے سے پہلے تھا۔'' (حلال الدم اور اس کا قتل کرنا حلال تھا۔)

فوائد ومسائل: ① کوئی بھی ذمہ داری لینے سے پہلے اس کے فرائض' واجبات اور حقوق و آداب کا علم حاصل کرنا ضروری ہے جیسے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے تفصیلات حاصل کیں۔ ② ہر مجاہد اسلام اور ہر داعی کو اپنے میدانِ عمل میں انتہائی دانشمندی' حلم وصبر اور اطاعت شریعت کا ثبوت دینا لازمی ہے۔ ③ بلا سبب شرعی کسی مسلمان کا قتل کرنا جرم عظیم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

(المعجم . . .) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ مَنِ اعْتَصَمَ بِالسُّجُودِ (التحفة ١٠٥)

باب: - جو شخص سجدہ کر کے پناہ چاہے اس کا قتل کرنا ممنوع ہے

٢٦٤٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أبو مُعَاوِيَةَ عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ، عن جَرِيرِ بنِ عَبْدِ الله قال: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ سَرِيَّةً إلى خَثْعَمٍ، فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بالسُّجُودِ، فَأَسْرَعَ فيهم الْقَتْلَ. قال: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقالَ: «أَنَا بَرِيءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ». قَالُوا: يَارَسُولَ الله! لِمَ؟ قال: «لا تَرَايَا نَارَاهُمَا».

۲۶۴۵- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک مہم روانہ فرمائی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے سجدہ کر کے پناہ حاصل کرنی چاہی لیکن (مجاہدین نے ان کو) جلدی جلدی قتل کر ڈالا۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو آدھی دیت دینے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: ''میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے اندر مقیم ہو۔'' انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ''یعنی دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے (آبادی اس قدر دُور دُور ہونی چاہیے۔'')

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَمَعْمَرٌ وَخَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ وَجَمَاعَةٌ لم يَذْكُرُوا

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ہشیم' معمر' خالد واسطی اور کئی لوگوں نے روایت کیا ہے اور

٢٦٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في كراهية المقام بين أظهر المشركين، ح: ١٦٠٤ عن هناد به، ورواه النسائي، ح: ٤٧٨٤ * إسماعيل بن أبي خالد مدلس وعنعن، وللحديث طرق ضعيفة كلها.

جَرِيرًا.

انہوں نے جریر رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے' البتہ اس میں نصف دیت والا ٹکڑا صحیح نہیں ہے۔ ② حدیث کا آخری جملہ [لَا تَرَايَا نَارَاهُمَا] کا لفظی ترجمہ یہ ہوسکتا ہے کہ ''ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں کی آگیں بھی نظر نہیں آنی چاہییں۔'' علامہ خطابی نے اس کی توضیح میں تین قول لکھے ہیں: (ا) مسلمان اور کافر برابر نہیں اور ان کا حکم ایک جیسا نہیں۔ (ب) مسلمانوں کو کافروں سے اس حد تک دور رہنا چاہیے کہ آگ جلائی جائے تو نظر نہ آئے۔ اس معنی سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دارالحرب میں کسی اشد ضرورت کے پیش نظر چار دن سے زیادہ اقامت نہ کی جائے۔ (ج) بعض اہل لغت یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ''ان دونوں (مسلمان اور مشرک) میں کوئی مشابہت و مماثلت نہیں ہونی چاہیے۔'' یہ معنی عرب کے اس اسلوب کلام سے ماخوذ ہے جس میں وہ بولتے [مانار بعيرك؟] ''تیرے اونٹ کی علامت اور اس کا حال کیسا ہے؟'' [نَارُهَا نَجَارُهَا] ''اس کی اونچی کوہان پر دیا گیا داغ اس کے اصیل ہونے کی علامت ہے۔'' ③ جب کوئی شخص کسی طرح اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دے تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ④ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ کفار کے ملک میں' بالخصوص دارالحرب میں' مستقل سکونت اختیار کرے۔ ⑤ واجب ہے کہ مسلمان اپنے عقیدہ و عمل کے علاوہ عادات و ثقافت میں بھی کفار سے نمایاں رہے اور ان کی مشابہت و مماثلت اختیار نہ کرے۔

(المعجم ٩٦) - بَابٌ: فِي التَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ (التحفة ١٠٦)

باب:٩٦- کفار سے مقابلے میں بھاگ جانے کا مسئلہ

٢٦٤٦- حَدَّثَنا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن جَرِيرِ بنِ حَازِمٍ، عن الزُّبَيْرِ بنِ خِرِّيتٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَزَلَتْ ﴿إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَٰبِرُونَ يَغْلِبُوا۟ مِا۟ئَتَيْنِ﴾ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى المُسْلِمِينَ حِينَ فَرَضَ الله عَلَيْهِمْ أنْ لَا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشْرَةٍ، ثُمَّ إنَّهُ جَاءَ تَخْفِيفٌ فقال: ﴿ٱلْـَٔـٰنَ خَفَّفَ ٱللَّهُ

٢٦٤٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ ''اگر تم میں بیس ہوئے صبر کرنے والے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے۔'' تو مسلمانوں کو یہ امر بڑا بھاری محسوس ہوا کہ اللہ نے فرض کر دیا ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ پھر (یہ) تخفیف نازل ہوئی: ﴿اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ......﴾ ''اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی

٢٦٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأنفال، باب ﴿الآن خفف الله عنكم وعلم أن فيكم ضعفًا﴾، ح:٤٦٥٣ من حديث عبدالله بن المبارك به.

عَنكُمْ﴾ قَرَأَ أبو تَوْبَةَ إلى قَوْلِهِ: ﴿يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ [الأنفال: ٦٥، ٦٦] قال: فَلَمَّا خَفَّفَ الله عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ.

ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ تم میں کمزوری ہے' سو اگر تم میں سو افراد ہوئے صابر و ثابت قدم تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے۔'' ابو توبہ ربیع (راویٔ حدیث) نے یہ آیت کریمہ: ﴿يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ﴾ تک پڑھی۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے گنتی میں تخفیف فرما دی تو اس اعتبار سے صبر میں بھی کمی کر دی۔

فائدہ: اگر دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دگنی ہو تو گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ جم کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مدد شامل حال ہو گی۔

٢٦٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ أبي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أبي لَيْلَى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ مِنْ سَرَايَا رَسُولِ الله ﷺ. قال: فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَكُنْتُ فِيمَنْ حَاصَ، فَلَمَّا بَرَزْنَا قُلْنَا: كَيْفَ نَصْنَعُ وَقَدْ فَرَرْنَا مِنَ الزَّحْفِ وَبُؤْنَا بِالْغَضَبِ!؟، فَقُلْنَا: نَدْخُلُ الْمَدِينَةَ فَنَثْبُتُ فِيهَا لِنَذْهَبَ وَلَا يَرَانَا أَحَدٌ. قال: فَدَخَلْنَا فَقُلْنَا: لَوْ عَرَضْنَا أَنْفُسَنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَإِنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ أَقَمْنَا، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ ذَهَبْنَا. قال: فَجَلَسْنَا لِرَسُولِ الله ﷺ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُونَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْنَا فقال: «لَا،

٢٦٤٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بھیجی گئی ایک مہم میں شریک تھے۔ تو لوگ (مجاہدین) مقابلے سے بھاگ چلے اور میں بھی ان (بھاگنے والوں) میں شریک تھا۔ جب ہم علیحدہ ہوئے' تو ہم نے کہا: کیسے کریں' ہم تو جہاد سے بھاگ آئے ہیں اور (اللہ کا) غضب لے کر لوٹے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم مدینے چلتے ہیں' وہاں ٹھہریں گے اور (کسی دوسری مہم میں) شریک ہو جائیں گے اور ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا' سو جب ہم مدینے آئے تو ہم نے سوچا کیوں نہ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کر دیں' اگر توبہ قبول ہوئی تو (بہتر) ٹھہرے رہیں گے' ورنہ جہاد میں چلے جائیں گے۔ چنانچہ نماز فجر سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپ باہر نکلے تو ہم آپ کی طرف بڑھے اور کہا: ہم لوگ بھگوڑے ہیں۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

٢٦٤٧- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٢٢٣، وأخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الفرار من الزحف، ح: ١٧١٦ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وقال: "حسن غريب" * يزيد ضعيف كما تقدم مرارًا، انظر: ١٤٧٤.

بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ»، قال: فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهُ فقال: «أَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِينَ».

''نہیں' تم دوبارہ لڑائی میں جانے والے ہو۔'' چنانچہ ہم آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ''میں مسلمانوں کی جائے پناہ ہوں۔''

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ نے [العکّار] کا ترجمہ یہ لکھا ہے: ''جو شخص امام کی طرف بھاگ آئے تاکہ وہ اس کی مدد کرے' محض لڑائی سے بھاگ جانا مراد نہیں ہے۔'' (جامع الترمذی' الجهاد' حدیث: ۱۷۱۶)

٢٦٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ هِشَامٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا دَاوُدُ عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: نَزَلَتْ في يَوْمِ بَدْرٍ: ﴿وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُۥ﴾ [الأنفال: ١٦].

۲۶۴۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُۥ......﴾ ''جس نے اس دن' ان (کفار) سے پیٹھ پھیری سوائے اس حال کے کہ پینترا بدلتا ہو لڑائی میں' یا کسی جماعت کی پناہ لیتا ہو۔'' (تو وہ مستثنیٰ ہے' ورنہ وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔)

بسم الله الرحمٰن الرحيم أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُو بكرٍ أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ: قَالَ الْإِمَامُ الْقَاضِي أَبُو عَمْرٍو الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْهَاشِمِيُّ قَالَ: أخبرنَا أبو عَلِيٍّ مُحمّدُ بنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍو اللُّؤلؤيُّ قال: حدّثنا أبو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجِسْتَانِيُّ في الْمُحَرَّمِ سنة ٢٧٥ خَمْسٍ وسَبْعِينَ ومِائَتَيْنِ رحمه الله تعالَى قال.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ہمیں خبر دی الامام الحافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی نے' کہا الامام القاضی ابوعمرو قاسم بن جعفر بن عبدالواحد ہاشمی نے کہا: ہمیں خبر دی ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی نے' انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ نے ماہ محرم سن دو سو پچھتر ہجری میں...... فرمایا۔

٢٦٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في السنن الكبرٰى، ح: ١١٢٠٤ من حديث بشر بن المفضل به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٢/ ٣٢٧، ووافقه الذهبي.

فائدہ: یہ سند سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں نہیں ہے' کیونکہ بظاہر اس کا محل کتاب کا آغاز ہے۔ بہر حال یہ امام ابوداود کی سند ہے۔ جو آغاز کے بجائے کتاب کے درمیان میں آ گئی ہے۔

(المعجم ٩٧) - بَابٌ: فِي الْأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الْكُفْرِ (التحفة ١٠٧)

٢٦٤٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنَا هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسِ بنِ أبي حَازِمٍ، عن خَبَّابٍ قال: أتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً في ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَشَكَوْنَا إلَيْهِ فَقُلْنَا: ألَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا، ألَا تَدْعُو اللهَ لَنَا؟ فَجَلَسَ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ فقالَ: «قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ في الأرْضِ ثُمَّ يُؤْتَى بالمِنْشَارِ فَيُجْعَلُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ فِرْقَتَيْنِ، ما يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عن دِينِهِ، وَيُمْشَطُ بأمْشَاطِ الْحَدِيدِ ما دُونَ عَظْمِهِ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ ما يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عن دِينِهِ، وَالله! لَيُتِمَّنَّ اللهُ هٰذَا الأمْرَ حتى [يَسِيرَ] الرَّاكِبُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَحَضْرَمَوْتَ ما يَخَافُ إلَّا اللهَ وَالذِّئْبَ عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ».

باب:٩٧-ایسا قیدی جسے کفر بولنے پر مجبور کر دیا جائے

٢٦٤٩-حضرت خباب بن ارت ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ایک چادر کو تکیہ بنائے کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ سے شکایت کی اور کہا: کیا آپ ہمارے لیے مدد نہیں مانگتے؟ کیا آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟ تو آپ اٹھ بیٹھے' آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے جو لوگ تھے ان میں سے کسی کو پکڑا جاتا اور اس کے لیے گڑھا کھودا جاتا' پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھ کر اسے دو حصے کر دیا جاتا مگر یہ (عذاب بھی) اسے اس کے دین سے نہ پھیرتا تھا' اور (وہ کسی کے ساتھ یوں کرتے کہ) اس کی ہڈیوں تک گوشت اور پٹھوں میں لوہے کی کنگھیاں چلاتے' یہ کارروائی بھی اسے اس کے دین سے نہ پھیرتی تھی۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل اپنا یہ دین پورا کر کے رہے گا حتی کہ ایک سوار صنعاء اور حضرموت کے درمیان سفر کرے گا' اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا یا (زیادہ سے زیادہ) بکریوں کے متعلق اندیشہ ہو گا کہ بھیڑیا نہ حملہ کر دے لیکن تم جلدی کر رہے ہو۔'' (یعنی صبر و تحمل سے کام لو اللہ مدد کرے گا۔)

٢٦٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإكراه، باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر، ح:٦٩٤٣ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فائدہ: مسلمان اگر کفار کے نرغے میں ہوں اور اپنی جان بچانے کے لیے بظاہر کفریہ کلمات بول دیں تو رخصت ہے' قرآن مجید نے اس ضمن میں بیان کیا ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِن بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ﴾ (النحل:١٠٦) ''جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا (تو اس پر اللہ کا غضب ہے) سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔'' سورۂ آل عمران (آیت:۲۸) میں ہے: ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ ''اگر تم کفار سے بچاؤ کی کوئی صورت بنالو تو (کوئی حرج نہیں۔'')

(المعجم ٩٨) - بَابٌ: فِي حُكْمِ الْجَاسُوسِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا (التحفة ١٠٨)

باب:۹۸- جو کوئی مسلمان ہوتے ہوئے مسلمانوں کی جاسوسی کرے

٢٦٥٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حدَّثنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو حدَّثَهُ الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ ابنِ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عُبَيْدُ الله بنُ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَ كَاتِبًا لِعَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يقولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ الله ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالمِقْدَادَ فقالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فإنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا، فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا: هَلُمِّي الكِتَابَ، قالَتْ: مَا عِنْدِي مِنْ كِتَابٍ، فَقُلْتُ: لَتُخْرِجِنَّ الكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ، قالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِذَا هُوَ مِنْ حَاطِبِ بنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إلى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُم بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ: «مَا هٰذَا يَاحَاطِبُ؟»

۲۶۵۰- عبیداللہ بن ابی رافع رحمہ اللہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کاتب (سیکرٹری) تھے' انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے' زبیر اور مقداد کو روانہ کیا اور فرمایا: ''جاؤ حتی کہ جب تم روضۂ خاخ کے مقام پر پہنچو گے تو تمہیں ایک اونٹنی سوار عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے' وہ اس سے لے آؤ۔'' چنانچہ ہم روانہ ہوئے ہمارے گھوڑے ہمیں بڑی تیزی سے لیے جا رہے تھے حتی کہ ہم مقام روضہ پر پہنچ گئے' تو ہم نے وہاں ایک عورت پائی جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا: لاؤ خط دے دو۔ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ میں نے کہا: یا تو تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنی چٹیا میں سے خط نکال دیا' تو اسے لے کر ہم نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین کو لکھا گیا تھا' اس میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعض

٢٦٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الجاسوس والتجسس التبحث، ح:٣٠٠٧، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

فقالَ: يارَسُولَ الله! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ فإنِّي كُنْتُ امْرَءًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أكُنْ مِنْ أنْفُسِهَا، وَإنَّ قُرَيْشًا لَهُمْ بِهَا قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ، فَأحْبَبْتُ إذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ أنْ أتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي بِهَا وَالله! يَارَسُولَ الله! مَا كَانَ بِي مِنْ كُفْرٍ وَلَا ارْتِدَادٍ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «صَدَقَكُم». فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي أضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا المُنَافِقِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ الله اطَّلَعَ عَلَى أهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ».

معاملات کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ’’حاطب! یہ کیا ہے؟‘‘ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جلدی (میں فیصلہ) نہ کیجیے‘ دراصل میں اہل قریش میں نو آباد تھا‘ خاص قبیلۂ قریش سے میرا تعلق نہیں تھا جبکہ (مہاجرین) قریش کے وہاں مکہ میں دیگر تعلق دار موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں‘ لہٰذا میں نے چاہا کہ مجھے ان کے ساتھ تعلق داری کا کوئی واسطہ حاصل نہیں ہے‘ تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس کی بنا پر وہ میرے قرابت داروں کا خیال رکھیں۔ اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! مجھ میں کوئی کفر نہیں ہے اور نہ کوئی ارتداد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سچ کہتا ہے۔‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے چھوڑیے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ تو بدر میں شریک ہو چکا ہے اور تمہیں کیا خبر‘ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہو اور کہا ہے کہ جو چاہے کرو‘ تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا وحی کی بنا پر ہوتا تھا۔ ② مجاہد کو تلوار کا دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تدابیر سے بھی کام لینا چاہیے جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دھمکی سے کام نکالا۔ ③ کافر کا کوئی احترام و اکرام نہیں ہوتا‘ بالخصوص جب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرتا ہو۔ ④ صحابہ کی امانت قابل قدر ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر خط پڑھنے کی کوشش نہیں کی۔ ⑤ بعض صحابۂ کرام تمام تر رفعتِ شان کے باوجود بشری خطاؤں سے مبرا نہ تھے اور ان سے ان کے عادل ہونے پر بھی کوئی اثر نہیں پڑا جیسے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ۔ ⑥ جب کوئی شخص کسی ناجائز کام کا مرتکب ہوا ہو اور وہ اس کے جواز میں اپنے فہم (تاویل) کا سہارا لے‘ تو اس کا عذر ایک حد تک قبول کیا جائے گا بشرطیکہ اس کے فہم (تاویل) کی گنجائش نکلتی ہو۔ ⑦ کوئی مسلمان ہوتے ہوئے اپنے مسلمانوں کے راز افشا کرے اور ان کی جاسوسی کرے‘ تو یہ حرام کام ہے اور انتہائی کبیرہ گناہ‘ مگر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا لیکن تعزیر ضرور ہوگی۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان باوقار ہو اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانے کی تہمت سے متہم نہ ہو تو اس کو معاف بھی کیا جا سکتا ہے۔ ⑧ کسی واضح عمل کی بنا پر اگر کوئی شخص کسی کو کفر یا نفاق کی طرف منسوب کر دے تو اس

پر کوئی سزا نہیں، جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ ⑨ اہل بدر کو دیگر صحابہ کے مقابلے میں ایک ممتاز مرتبہ حاصل تھا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ انہی میں سے تھے اور نفاق کی تہمت سے بری تھے۔ ⑩ ''جو جی چاہے کرو'' کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ شرعی پابندیوں سے آزاد قرار دیے گئے۔ بلکہ یہ ان کی مدح و ثنا تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت تھی کہ یہ لوگ اللہ کی خاص حفاظت میں ہیں، ان سے کوئی ایسا کام صادر نہ ہوگا جو شریعت کے صریح منافی ہو۔ واللہ اعلم.

٢٦٥١- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن حُصَيْنٍ، عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيٍّ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قالَ: انْطَلَقَ حَاطِبٌ: فَكَتَبَ إلى أهْلِ مَكَّةَ أنَّ مُحَمَّدًا قَدْ سَارَ إلَيْكُمْ وَقَالَ فِيهِ: قالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَمَا وَجَدْنَا مَعَهَا كِتَابًا، فقَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لأَقْتُلَنَّكِ أوْ لَتُخْرِجِنَّ الكِتَابَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۶۵۱- حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ محمد ﷺ تمہاری طرف رخ کرنے والے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ اس عورت نے کہا: میرے پاس خط نہیں ہے۔ تو ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھا لیا مگر ہمیں اس کے پاس کوئی خط نہ ملا۔ حضرت علی بولے: قسم اس ذات کی جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! میں تجھے قتل کر ڈالوں گا، نہیں تو خط نکال دے۔ اور حدیث بیان کی۔

(المعجم ٩٩) - بَابٌ: فِي الْجَاسُوسِ الذِّمِّيِّ (التحفة ١٠٩)

باب:۹۹- کوئی ذمی (کافر) مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو؟

٢٦٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قالَ: حدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ مُحَبَّبٍ أبو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ قالَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ سَعِيدٍ عن أبي إسْحَاقَ، عن حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ، عن فُرَاتِ بنِ حَيَّانَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أمَرَ بِقَتْلِهِ وَكَانَ عَيْنًا لأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ

۲۶۵۲- حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ (اپنے متعلق) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جبکہ وہ ابوسفیان کی طرف سے جاسوس بن کر آیا تھا۔ یہ ایک انصاری کا حلیف بھی تھا۔ وہ انصاریوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ تو ایک انصاری نے کہا:

٢٦٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل حاطب بن أبي بلتعة وأهل بدر رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٤ من حديث خالد، والبخاري، الجهاد والسير، باب: إذا اضطر الرجل إلى النظر في شعور أهل الذمة . . . الخ، ح: ٣٠٨١ من حديث حصين به.

٢٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٦ من حديث سفيان الثوري به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٥٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٦٦، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق السبيعي مدلس وعنعن.

مِنَ الأنْصَارِ فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِنَ الأنْصَارِ فَقَالَ: إنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ: يَارَسُولَ الله! إنَّهُ يَقُولُ إنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُم إلى إيمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ».

اے اللہ کے رسول! یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کر دیتے ہیں' ان میں سے فرات بن حیان بھی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اظہار ایمان کو نہیں جھٹلاتے' بلکہ ان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں' اگر وہ مخلص ہوں گے تو عنداللہ معزز' اور اس کے برعکس ہوں گے تو عنداللہ مجرم۔ لیکن ہم اس کے ساتھ اس کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں گے۔ اس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اسلامی مملکت عوام کے ظاہری حالات کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہے۔ کیونکہ باطن کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے اور وہی قیامت کے دن اس کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: [نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّوَاهِرِ وَاللهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ] ”ہم صرف ظاہری حالات پر حکم لگا سکتے ہیں، جبکہ پوشیدہ معاملات اللہ ہی کے سپرد ہیں۔“ ② کافر جاسوس کے قتل کر دینے پر اتفاق ہے مگر مسلمان کو قتل نہیں کرنا چاہیے خواہ منافق ہی ہو۔ ③ باب میں ذمی جاسوس کا ذکر ہے' جب کہ حدیث میں حضرت فرات کے ذمی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن یہی روایت ”منتقى الأخبار“ میں مسند احمد کے حوالے سے ہے' اس میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے قتل کا حکم دیا' وَكَانَ ذِمِّيًّا' اور وہ ذمی تھے۔ ان الفاظ سے باب کے ساتھ مناسبت بھی واضح ہو جاتی ہے' اور ذمی جاسوس کے قتل کرنے کا جواز بھی۔ (عون المعبود) ④ فرات بن حیان نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور بہت عمدہ مسلمان ثابت ہوئے' ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے حین حیات آپ کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ بعد ازاں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی ؓ۔

(المعجم ١٠٠) - بَابٌ: فِي الْجَاسُوسِ الْمُسْتَأْمِنِ (التحفة ١١٠)

باب:١٠٠- جاسوس' جو پروانۂ امن لے کر آیا ہو

٢٦٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عن ابنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عن أبيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ

٢٦٥٣- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں مشرکین کا کوئی جاسوس نبی ﷺ کے پاس آیا اور صحابہ کے ساتھ بیٹھا رہا' پھر خاموشی سے کھسک گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے ڈھونڈو اور قتل کر

٢٦٥٣- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحربي إذا دخل دار الإسلام بغير أمان، ح:٣٠٥١ عن أبي نعيم الفضل بن دكين به.

فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ ثُمَّ انْسَلَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اطْلُبُوهُ فَاقْتُلُوهُ»، قَالَ: فَسَبَقْتُهُمْ إِلَيْهِ فَقَتَلْتُهُ وَأَخَذْتُ سَلَبَهُ فَنَفَّلَنِي إِيَّاهُ.

ڈالو۔" حضرت سلمہ نے کہا: میں نے دوسروں سے پہلے اس کو جالیا اور قتل کر دیا اور اس کا سامان لے آیا۔ پس آپ ﷺ نے وہ سامان مجھے ہی بطور نفل (انعام) عنایت فرما دیا۔

٢٦٥٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ وَهِشَامًا حَدَّثَاهُمْ قَالَا: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَوَازِنَ، قَالَ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَتَضَحَّى وَعَامَّتُنَا مُشَاةٌ وَفِينَا ضَعْفَةٌ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَانْتَزَعَ طَلَقًا مِنْ حِقْوِ الْبَعِيرِ فَقَيَّدَ بِهِ جَمَلَهُ ثُمَّ جَاءَ يَتَغَدَّى مَعَ الْقَوْمِ، فَلَمَّا رَأَى ضَعْفَتَهُمْ وَرِقَّةَ ظَهْرِهِمْ خَرَجَ يَعْدُو إِلَى جَمَلِهِ فَأَطْلَقَهُ ثُمَّ أَنَاخَهُ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُهُ وَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ عَلَى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ هِيَ أَمْثَلُ ظَهْرِ الْقَوْمِ قَالَ: فَخَرَجْتُ أَعْدُو فَأَدْرَكْتُهُ وَرَأْسُ النَّاقَةِ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ وَكُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ النَّاقَةِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى كُنْتُ عِنْدَ وَرِكِ الْجَمَلِ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ حَتَّى أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ فَلَمَّا وَضَعَ رُكْبَتَهُ بِالْأَرْضِ اخْتَرَطْتُ سَيْفِي فَأَضْرِبُ رَأْسَهُ فَنَدَرَ فَجِئْتُ بِرَاحِلَتِهِ وَمَا عَلَيْهَا أَقُودُهَا

٢٦٥٤- حضرت ایاس بن سلمہ کہتے ہیں: مجھ سے میرے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبیلۂ ہوازن پر جہاد کیا۔ اتفاق سے ہم چاشت کے وقت کھانا کھا رہے تھے اور ہم میں اکثر مجاہدین پیدل تھے اور کچھ لوگ کمزور بھی تھے، اتنے میں ایک شخص آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا، اس نے اونٹ کی کمر سے رسی نکالی، اس سے اس کو باندھا اور آ کر لوگوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجاہدین میں کمزور لوگ ہیں اور ان میں سواریوں کی بھی کمی ہے تو وہاں سے نکلا، بھاگتا ہوا اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور اسے کھولا، اس کو بٹھایا، خود اس پر بیٹھا اور پھر اسے دوڑاتے ہوئے چل دیا۔ (اس وقت ہم کو یقین ہو گیا کہ یہ جاسوس ہے) چنانچہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص اپنی خاکستری اونٹنی پر اس کے تعاقب میں گیا، اور یہ اونٹنی ہماری سب سواریوں سے عمدہ سواری تھی۔ سلمہ کہتے ہیں: میں پیدل ہی بھاگتا ہوا اس کے پیچھے گیا اور اسے جا لیا جبکہ اونٹنی کا سر اونٹ کی ران کے پاس تھا اور میں اونٹنی کی پچھلی ٹانگوں کے ساتھ تھا۔ پھر میں آگے بڑھا حتی کہ اونٹ کی پچھلی ٹانگوں کے پاس پہنچ گیا۔ میں

٢٦٥٤- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥٤ من حديث عكرمة ابن عمار به.

فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ في النَّاسِ مُقْبِلًا، فقالَ: «مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ؟» فقَالُوا: سَلَمَةُ بنُ الأَكْوَعِ، فَقَالَ: «لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ»

اور آگے بڑھا حتی کہ اونٹ کی نکیل پکڑ لی اور پھر اس کو بٹھالیا۔ جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار نکالی اور اس سوار کے سر پر دے ماری تو وہ کٹ کر دور جا گرا' چنانچہ میں اس کا اونٹ اور جو اس پر تھا سب ہانک کر لے آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا اور پوچھا: ''اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: سلمہ بن اکوع نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا سارا اسباب اسی کا ہے۔''

قالَ هَارُونُ: هٰذَا لَفْظُ هَاشِمٍ.

(امام ابو داود ؒ کے شیخ) ہارون نے کہا: اس روایت کے الفاظ ہاشم بن قاسم کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① کافر جاسوس خواہ مستامن ہی ہو (اجازت لے کر مسلمانوں کے پاس آیا ہو) قتل کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ حربی کافروں میں شامل ہے۔ ② کافر مقتول کا خاص سامان اس کے قاتل مجاہد کو دیا جاتا ہے اسے ''سَلَب'' کہتے ہیں۔ ③ جہاد میں کامیابی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تقوی ہے' دیگر وسائل محض ظاہری اسباب ہوتے ہیں لیکن ان سے صرف نظر کرنا جائز نہیں۔ ④ حضرت سلمہ بن اکوع ؓ نوعمر جوان تھے اور تیز دوڑنے میں نہایت ممتاز تھے' اسی لیے اونٹ سوار کو جا پکڑا۔

(المعجم ١٠١) - بَابٌ: فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ اللِّقَاءُ (التحفة ١١١)

باب:١٠١- جنگ کے لیے کون سا وقت بہتر ہوتا ہے؟

٢٦٥٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قالَ: أخبرنا أبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن عَلْقَمَةَ بنِ عَبْدِ الله الْمُزَنِيِّ، عن مَعْقِلِ بنِ يَسَارٍ أَنَّ النُّعْمَانَ يَعْني ابنَ مُقَرِّنٍ قال: شَهِدْتُ رَسُولَ الله

٢٦٥٥- حضرت نعمان بن مُقرّن ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر رہا ہوں' آپ اگر دن کے ابتدائی حصے میں قتال نہ کرتے تو اس میں اتنی تاخیر فرماتے کہ سورج ڈھل جاتا' ہوائیں چلنے لگتیں اور نصرت نازل ہوتی۔

٢٦٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الساعة التي يستحب فيها القتال، ح:١٦١٣ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح:٤٧٣٧، والحاكم على شرط مسلم: ١١٦/٢، ووافقه الذهبي.

ﷺ إذا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَخَّرَ القِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ.

فائدہ: سورج ڈھلنے کا وقت اللہ کی طرف سے نزول نصرت کا وقت ہوتا ہے اس وقت میں قتال شروع کرنا مستحب ہے اسی لیے ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنی مسنون اور راجح ہے۔ آپ ﷺ سے اس وقت چار رکعت نفل پڑھنا بھی وارد ہے۔

(المعجم ١٠٢) - **بَابٌ: فِي مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الصَّمْتِ عِنْدَ اللِّقَاءِ** (التحفة ١١٢)

باب:١٠٢-دورانِ قتال میں خاموشی کا حکم

٢٦٥٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حدَّثنا هِشَامٌ؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُالله ابنُ عُمَرَ: حدَّثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حدثنا هِشَامٌ: حدثنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَكْرَهُونَ الصَّوْتَ عِنْدَ القِتَالِ.

٢٦٥٦-حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ قتال کے دوران میں آوازیں نکالنے کو ناپسند کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ البتہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرفوع نہیں موقوف صحیح ہے۔ ② دورانِ قتال بے معنی تکبر آمیز ڈینگیں مارنا اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ تاہم مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے' بلند رکھنے' آگے بڑھنے کی دعوت دینے اور کفار کو دبانے کے لیے حسب احوال کچھ کہنا جائز اور مطلوب ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کا یہ رجز دوران قتال ہی کا ہے:[اَنَا النَّبِيُّ لَاكَذِبْ' اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ] (صحیح البخاری' الجهاد والسیر' حدیث:٣٠٤٢) ایسے ہی حضرت سلمہ بن اکوع نے ایک بار اپنے مقابل سے کہا تھا "یہ لو! اور میں اکوع کا فرزند ہوں۔" (صحیح البخاری' الجهاد والسیر' حدیث:٣٠٤١) اور سب سے افضل عمل اللہ کا ذکر ہے۔

٢٦٥٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ قال: حدَّثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عن هَمَّامٍ قالَ:

٢٦٥٧-حضرت ابوبردہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے وہ نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت

٢٦٥٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٣ من حديث أبي داود به * قتادة والحسن البصري عنعنا.

٢٦٥٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن.

حدَّثني مَطَرٌ عن قَتَادَةَ، عن أبِي بُرْدَةَ، عن أبيهِ عن النَّبيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

روایت کرتے ہیں۔

(المعجم ١٠٣) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَرَجَّلُ عِنْدَ اللِّقَاءِ (التحفة ١١٣)

باب:١٠٣-مجاہد کا قتال کے وقت پیدل ہو جانا

٢٦٥٨- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حدَّثنا وَكِيعٌ عن إسْرائِيلَ، عن أبِي إسْحَاقَ، عن البَرَاءِ قال: لَمَّا لَقِيَ النَّبيُّ ﷺ المُشْرِكِينَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَانْكَشَفُوا، نَزَلَ عن بَغْلَتِهِ فَتَرَجَّلَ.

٢٦٥٨-حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن جب نبی ﷺ کا مشرکین کے ساتھ مقابلہ ہوا اور مسلمان آپ کے پاس سے بھاگ گئے تو آپ اپنے خچر سے نیچے اتر کر پیدل ہو گئے۔

فائدہ: مجاہد دورانِ جہاد میں حسب احوال کوئی انداز بھی اختیار کرے روا ہے۔ اور نبی ﷺ سب مسلمانوں سے بڑھ کر بہادر، دلیر اور عزم و ثبات کے پیکر تھے۔

(المعجم ١٠٤) - بَابٌ: فِي الْخُيَلَاءِ فِي الْحَرْبِ (التحفة ١١٤)

باب:١٠٤-دورانِ جنگ غرور و تکبر کا اظہار مباح ہے

٢٦٥٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ المَعنَى وَاحِدٌ قَالَا: حدَّثنا أبَانُ قالَ: حدَّثَنَا يَحْيَى عن محمَّدِ ابنِ إبْرَاهِيمَ، عن ابنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ كانَ يَقُولُ: «مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ ومِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ، فَأمَّا الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ فَالغَيْرَةُ

٢٦٥٩-حضرت جابر بن عتیک ؓ سے مروی ہے اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”غیرت کے کچھ انداز اللہ تعالیٰ کو محبوب اور کچھ ناپسند ہیں‘ اللہ عزوجل کی پسندیدہ غیرت وہ ہے جو شبہ کی بنا پر ہو‘ مگر ایسی غیرت جو بغیر کسی شبہ کے ہو‘ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اسی طرح بڑائی کا اظہار بھی کچھ ایسا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے اور کچھ پسندیدہ ہے۔ پسندیدہ بڑائی کا اظہار وہ ہے جو قتال کے

٢٦٥٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من قال: خذها وأنا ابن فلان، ح:٣٠٤٢، ومسلم، ح:١٧٧٦ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

٢٦٥٩_ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الاختيال في الصدقة، ح:٢٥٥٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان (موارد)، ح:١٣١٣، ١٦٦٦، والحافظ في الإصابة: ١/ ٢١٥، وله شواهد عند ابن ماجه: ١٩٩٦، وابن خزيمة، ح:٢٤٧٨ وغيرهما.

فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُهَا اللهُ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ. وَإِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللهُ، فَأما الْخُيَلَاءُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ فاخْتِيَالُ الرَّجُلِ نَفْسَهُ عِنْدَ القِتَالِ وَاخْتِيَالُهُ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَأَمَّاالتي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّوَجلَّ فَاخْتِيَالُهُ فِي البَغْيِ» قالَ مُوسَىٰ: «وَالفَخْرِ».

وقت مجاہد اپنے متعلق کرتا ہے یا صدقہ کرتے وقت ہو۔اور بڑائی کا اظہار جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ ہے جو ظلم اور تعدی میں ہو۔" موسیٰ بن اسمٰعیل (شیخ ابوداود رحمہ اللہ) نے (ناپسندیدہ بڑائی کے اظہار میں) "نسب میں فخر" کا بھی ذکر کیا۔

توضیح: "شبہ کی بنا پر غیرت" اس طرح کہ مثلاً انسان کسی ایسے شخص کو دیکھے جو غیر محرم ہوتے ہوئے اس کی بیوی یا بیٹی وغیرہ کے ساتھ آزادانہ میل جول بڑھاتا ہے اور ہنسی مذاق کرتا ہے۔اس حال میں غیرت کا اظہار مطلوب اور اللہ کو محبوب ہے۔اور "بغیر کسی شبہ کے غیرت" مثلاً کوئی کسی کی ماں یا بہن سے عقد شرعی کرنا چاہے تو اس پر غیرت کھانے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ یہ عمل عین شریعت کا مطلوب ہے۔"بڑائی اور تکبر کا اظہار" کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہیبت بڑھانے کے لیے مطلوب و محبوب ہے یوں کہ انسان انتہائی اعتماد وثبات سے کفار پر حملہ آور ہو اور اس کی چال ڈھال سے کسی کمزوری یا مرعوبیت کا اظہار نہ ہو۔اور صدقہ دینے میں بڑائی یہ ہے کہ خوش دلی سے دے، اس عمل کو اللہ کا انعام سمجھے اور جو دے اسے کم سمجھے اور فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ١٠٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسْتَأْسَرُ (التحفة ١١٥)

باب:۱۰۵-آدمی جس سے قیدی بن جانے کا مطالبہ کیا جائے

٢٦٦٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْماعِيلَ قال: حدثنا إبْرَاهِيمُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ قالَ: أخبرنا ابنُ شِهابٍ قال: أخبرني عَمْرُو بنُ جارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] عن النَّبِيِّ ﷺ قال: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ عَشَرَةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عاصِمَ بنَ ثابِتٍ، فَنَفَرُوا لَهُمْ

۲۶۶۰-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے دس افراد کو بطور جاسوس روانہ کیا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت کو امیر مقرر کیا' تو قبیلہ ہذیل کے تقریباً ایک سو تیر انداز ان کے مقابلے میں آ گئے۔جب عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو یہ سب ایک ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئے (مگر ان کافروں نے ان کو گھیر لیا) اور بولے: ہتھیار پھینک دو اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو' ہم

٢٦٦٠- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستأسر الرجل؟ ومن لم يستأسر . . . الخ، ح: ٣٠٤٥ من حديث ابن شهاب الزهري به.

هُذَيْلٌ بِقَرِيبٍ من مائةِ رجُلٍ رامٍ، فَلَمَّا أَحسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ لَجَأُوا إِلَى قَرْدَدٍ فَقَالُوا لَهُم: انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُم الْعَهْدُ وَالمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُم أَحَدًا، فقالَ عَاصِمٌ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ فَرَمَوْهُمْ بالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا في سَبْعَةِ نَفَرٍ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهٰؤُلَاءِ لَأُسْوَةً فَجَرُّوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ لِيَقْتُلُوهُ قالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قالَ: وَاللهِ! لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوا مَا بِي جَزَعًا لَزِدْتُ.

تم سے یہ عہد کرتے ہیں اور پختہ وعدہ ہے کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی کافر کے عہد میں نہیں آتا۔ تو انہوں نے ان مجاہدین کو تیر مارے اور عاصم سمیت سات افراد کو قتل کر دیا' اور تین افراد نے ان کافروں کا عہد و میثاق قبول کر لیا۔ یہ تھے خبیب اور زید بن دَثِنہ اور ایک اور آدمی (اس کا نام عبداللہ بن طارق بلوی آیا ہے۔) جب ان کافروں نے ان کو پکڑ لیا تو انہوں نے ان کی کمانوں کی تانتیں کھولیں اور ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرا آدمی کہنے لگا: یہ پہلا دھوکہ ہے' اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں چلوں گا۔ میرے لیے میرے (قتل ہو جانے والے) ساتھی ہی نمونہ ہیں۔ انہوں نے اس کو گھسیٹا مگر اس نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ (اور خبیب اور زید کو انہوں نے مکہ لے جا کر بیچ دیا' حضرت خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے خرید لیا) چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ (ان کے) قیدی ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ (متعینہ تاریخ سے پہلے) خبیب نے ان سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال صاف کر سکیں' جب وہ ان کو قتل کرنے کے لیے لے چلے' تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے مہلت دو میں دو رکعت ادا کر لوں۔ پھر کہا: قسم اللہ کی! اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ ڈر کے مارے نماز پڑھتا ہے تو میں اور زیادہ پڑھتا۔

٢٦٦١- حَدَّثَنَا ابنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا

۲۶۶۱-ابن عوف کی سند ہے کہ زہری نے کہا: مجھے

٢٦٦١ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٣٠٤٥ عن أبي اليمان به، انظر الحديث السابق.

أبُو الْيَمَانِ: أخبرنا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبرني عَمْرُو بنُ أبي سُفْيَانَ بنِ أَسِيدِ بنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أبي هُرَيْرَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

عمرو بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ ثقفی نے بیان کیا اور یہ بنی زہرہ کے حلیف اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے اور حدیث بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① کفار کی امان یا قید قبول نہ کرنا عزیمت اور قبول کر لینا رخصت ہے۔ ② جہاں تک ہو سکے نبی ﷺ کی سنت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے جیسے کہ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے قبل از شہادت زیر ناف کی صفائی کا اہتمام کیا۔ ③ نماز ہی وہ بہترین عمل ہے جس کے ذریعے سے بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اور قتل کیے جانے سے پہلے نماز پڑھنا' سب سے پہلے جناب خبیب رضی اللہ عنہ ہی نے شروع کیا ہے۔ ④ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا' حارث کے بیٹوں نے حضرت خبیب کو شہید کر کے اپنی آتش انتقام کو بجھانے کا اہتمام کیا۔ حالانکہ جنگ میں مدمقابل حریف کو قتل کرنا اور چیز ہے' لیکن حالت امن میں اس کا بدلہ لینا کسی بھی لحاظ سے صحیح نہیں ہے اور کوئی بھی مذہب اس کا قائل نہیں ہے۔

(المعجم ١٠٦) - بَابٌ: فِي الْكُمَنَاءِ (التحفة ١١٦)

باب:١٠٦- کمین گاہ میں بیٹھنے والوں کا بیان

٢٦٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قال: حدثنا أبُو إسْحَاقَ قالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا، عَبْدَ اللهِ بنَ جُبَيْرٍ وَقالَ: «إنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مِنْ مَكَانِكُمْ هٰذَا حَتَّى أُرْسِلَ إلَيْكُمْ وَإنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إلَيْكُمْ» قالَ: فَهَزَمَهُمُ اللهُ. قالَ: فَأَنَا وَاللهِ! رَأَيْتُ النِّسَاءَ يُسْنِدْنَ

٢٦٦٢- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد والے دن تیر اندازوں کے جتھے پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' ان لوگوں کی تعداد پچاس تھی اور ان سے فرمایا تھا: ''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں' تب بھی تم یہ جگہ نہ چھوڑ نا حتیٰ کہ میں تمہیں کوئی پیغام بھیجوں۔ اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کافروں کو شکست دے دی ہے اور ہم ان کو روند رہے ہیں' تب بھی تم یہیں رہنا حتیٰ کہ میں تمہیں بلواؤں۔'' بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو شکست سے دوچار کر دیا۔ قسم اللہ کی! میں نے دیکھا ان

٢٦٦٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من التنازع والاختلاف في الحرب . . . الخ، ح: ٣٠٣٩ من حديث زهير بن معاوية به.

عَلَى الْجَبَلِ، فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَيْ قَوْمِ الْغَنِيمَةَ!! ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْظُرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُم رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالُوا: وَاللهِ! لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَأَتَوْهُمْ فَصُرِفَتْ وُجُوهُهُمْ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ.

کی عورتیں (پناہ کے لیے) پہاڑ پر چڑھ رہی تھیں۔ تو عبداللہ بن جبیر کے (تیر انداز) ساتھیوں نے کہا: غنیمت! اے قوم غنیمت! تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں' تم کیا دیکھ رہے ہو؟ عبداللہ بن جبیر نے کہا: کیا تم بھول گئے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! ہم تو لوگوں کے ساتھ مل کر غنیمت جمع کریں گے۔ چنانچہ وہ چلے آئے' تو ان کے منہ پھیر دیے گئے اور شکست سے دوچار ہوئے۔

فوائد ومسائل: ① دشمن پر حملہ کرنے یا اپنے دفاع کے لیے مجاہدین کو کمین گاہ میں چھپنا یا چھپانا جائز اور نظم جہاد کا ایک اہم حصہ ہوتا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے حکم کی پروا نہ کرنے اور مال کی حرص کا نتیجہ شکست کی صورت میں سامنے آیا جو اگرچہ عارضی تھی۔ اس لیے واجب ہے کہ انسان فرامین رسول ﷺ کو ہر حال میں اولیت اور اولویت دے تاکہ دنیا اور آخرت کی ہزیمت سے محفوظ رہے۔ ③ شرعی امیر کی اطاعت بھی واجب ہے۔ اور سپہ سالار کی منصوبہ بندی کے احکام بلا چون وچرا ماننے چاہئیں۔

(المعجم ١٠٧) - **بَابٌ:** فِي الصُّفُوفِ (التحفة ١١٧)

باب: ١٠٧- جنگ میں صف بندی کا بیان

٢٦٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بنِ الْغَسِيلِ عن حَمْزَةَ بنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عن أبيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ اصْطَفَفْنَا يَوْمَ بَدْرٍ: «إِذَا أَكْثَبُوكُم» - يَعْنِي إِذَا غَشَوْكُمْ - «فَارْمُوهُمْ بِالنَّبْلِ وَاسْتَبْقُوا نَبْلَكُمْ».

٢٦٦٣- حضرت حمزہ بن ابی اُسید اپنے والد (ابو اُسید مالک بن ربیعہ انصاری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: جب ہم نے بدر میں صفیں بنالیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ تمہارے قریب ہوں (تمہاری زد میں آ جائیں) تو تیر مارنا اور اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا۔'' (بلاضرورت تیر نہ چلانا' تاکہ تیر محفوظ رہیں۔)

فائدہ: دشمن کے مقابلے میں صف بندی عمدہ ہونی چاہیے اور خوب تاک کر نشانہ مارا جائے تاکہ کوئی تیر' گولی یا

٢٦٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: بعد باب فضل من شهد بدرًا، ح: ٣٩٨٤، ٣٩٨٥ من حديث أبي أحمد الزبيري به.

گولہ وغیرہ ضائع نہ ہو۔ اور کسی بھی موقع پر مال کا ضائع کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ١٠٨) - **بَابٌ: فِي سَلِّ السُّيُوفِ عِنْدَ اللِّقَاءِ** (التحفة ١١٨)

باب:۱۰۸-ٹکراؤ کے وقت تلوار سونتنا

٢٦٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ قال: حدثنا إِسْحَاقُ بنُ نَجِيحٍ وَلَيْسَ بالمَلَطِيِّ عن مَالِكِ بنِ حَمْزَةَ بنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال النَّبيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «إِذَا أَكْثَبُوكُمْ فَارْمُوهُمْ بالنَّبْلِ، وَلَا تَسُلُّوا السُّيُوفَ حَتَّى يَغْشَوكُمْ».

۲۶۶۴-حضرت مالک بن حمزہ بن ابی اسید الساعدی اپنے والد سے وہ دادا (ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”جب وہ تمہارے قریب آ جائیں (اور تمہاری زد میں ہوں) تب ان پر تیر مارنا اور تلوار بھی اسی وقت سونتنا جب وہ تم پر چھا جائیں۔“ (اور تلوار کی مار پر ہوں۔)

(المعجم ١٠٩) - **بَابٌ: فِي الْمُبَارَزَةِ** (التحفة ١١٩)

باب:۱۰۹-جنگ میں مقابلے کے لیے للکارنا

٢٦٦٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ: حدثنا إِسْرَائِيلُ عَنْ أبي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ، عن عَلِيٍّ قالَ: تَقَدَّمَ - يَعْنِي عُتْبَةَ بنَ رَبِيعَةَ - وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوهُ فَنَادَىٰ: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: لا حَاجَةَ لَنَا فِيكُمْ، إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِي عَمِّنَا، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «قُمْ يَاحَمْزَةُ! قُمْ يَاعَلِيُّ! قُمْ يَاعُبَيْدَةَ

۲۶۶۵-حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (جنگ بدر میں) عتبہ بن ربیعہ سامنے آیا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی آ گئے تو اس نے للکارا: کون ہے جو مقابلے میں آئے؟ اس پر انصاری جوان سامنے آئے۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے اس کو بتا دیا (کہ ہم انصاری جوان ہیں) اس نے کہا: ہمیں تم سے کوئی مطلب نہیں۔ ہم اپنے چچا زاد چاہتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اٹھو اے حمزہ! ”اٹھو اے علی! اٹھو اے عبیدہ بن حارث!“ چنانچہ حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ کے مقابل

٢٦٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٥٥ من حديث أبي داود به * إسحاق مجهول (تقريب)، ومالك مستور.

٢٦٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١١٧ من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ١٩٤، وتعقبه الذهبي، وللحديث شواهد في السيرة لابن هشام: ٢/ ٢٧٧، والدلائل للبيهقي: ٩/ ١٣١ * أبو إسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

ابْنَ الحَارِثِ!» فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلَى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ وَاخْتُلِفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيدِ ضَرْبَتَانِ، فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ.

ہوئے اور میں (علی) شیبہ کے سامنے آیا۔ عبیدہ اور ولید کے درمیان دو دو واروں کا مقابلہ ہوا اور ہر ایک کو ایک دوسرے سے چوٹیں لگیں (اور زخمی ہوئے) پھر ہم دونوں ولید پر چڑھ دوڑے اور اس کو قتل کر ڈالا اور عبیدہ کو اٹھالائے۔

فائدہ: جنگ میں مقابلے کے لیے للکارنا جائز ہے۔ اس سے دشمن پر ہیبت چھا جاتی ہے۔

(المعجم ١١٠) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ (التحفة ١٢٠)

باب: ١١٠- مقتول کی ناک کان وغیرہ کاٹنا ناجائز ہے

٢٦٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ قالا: حدثنا هُشَيْمٌ قالَ: أخبرنَا مُغِيرَةُ عن شِبَاكٍ، عنْ إبْرَاهِيمَ، عن هُنَيٍّ بنِ نُوَيْرَةَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ اللهِ قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الإِيمَانِ».

٢٦٦٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قتل کرنے کے معاملے میں سب سے اچھے لوگ اہل ایمان ہوتے ہیں۔“ (وہ مقتول کے ناک کان وغیرہ نہیں کاٹتے۔)

٢٦٦٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّىٰ: حدثنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قال: حَدَّثَنِي أبي عن قَتَادَةَ، عن الحَسَنِ، عن الْهَيَّاجِ بنِ عِمْرَانَ أَنَّ عِمْرَانَ أَبَقَ لَهُ غُلَامٌ فَجَعَلَ للهِ عَلَيْهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ لَيَقْطَعَنَّ يَدَهُ، فَأَرْسَلَنِي لِأَسْأَلَ لَهُ فَأَتَيْتُ سَمُرَةَ بنَ جُنْدُبٍ فَسَأَلْتُهُ، فقالَ:

٢٦٦٧- حضرت ہیاج بن عمران سے مروی ہے (کہتے ہیں) کہ (میرے والد) عمران کا ایک غلام بھاگ گیا تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اگر وہ میرے ہاتھ آ گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ پس اس نے مجھے (ہیاج کو) بھیجا کہ یہ مسئلہ پوچھوں۔ تو میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا' تو

٢٦٦٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب أعف الناس قتلةً أهل الإيمان، ح: ٢٦٨١ من حديث هشيم به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٣ * مغيرة وإبراهيم النخعي مدلسان وعنعنا، وهني بن نويرة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، ودلسه إبراهيم في رواية أحمد: ١/ ٣٩٣.

٢٦٦٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٨ من حديث قتادة به * قتادة عنعن، وحديث أحمد: ٥/ ٢٠ يغني عنه.

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عنِ الْمُثْلَةِ، فَأَتَيْتُ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ فَسَأَلْتُهُ فقال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عن الْمُثْلَةِ.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور (مقتول کا) مُثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ میں پھر حضرت عمران بن حصین ؓ کے پاس آیا اور ان سے بھی دریافت کیا' تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مقتول کا مُثلہ کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: مقتول کو قتل کرنے کے بعد اس کے اعضا کاٹنا یا اس کی شکل بگاڑنا ناجائز ہے اور ایسے ہی قتل سے پہلے بھی یہ عمل ناجائز ہے۔ اِلاّ یہ کہ قصاص کی کوئی صورت ہو جیسے قبیلۂ عُکل وعرینہ کے لوگوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

(المعجم ١١١) - بَابٌ: فِي قَتْلِ النِّسَاءِ (التحفة ١٢١)

باب:١١١-عورتوں کو قتل کرنا منع ہے

٢٦٦٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ وَقُتَيْبَةُ يَعْني ابنَ سَعِيدٍ قالا: حدثنا اللَّيْثُ عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ: أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ ﷺ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

٢٦٦٨-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ کسی غزوے میں دیکھا گیا کہ ایک عورت کو قتل کیا گیا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو بہت برا جانا۔

٢٦٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قال: حدثنا [عُمَرُ] بنُ الْمُرَقِّعِ بنِ صَيْفِيٍّ ابنِ رَبَاحٍ قال: حَدَّثَني أَبِي عن جَدِّهِ رَبَاحِ ابنِ رَبِيعٍ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في

٢٦٦٩-حضرت رباح بن ربیع بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ نے دیکھا کہ لوگ کسی چیز پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ دیکھ کر آئے وہ کیوں جمع ہیں؟ وہ

٢٦٦٨- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، ح:١٧٤٤ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الصبيان في الحرب، ح:٣٠١٤ من حديث الليث بن سعد به.

٢٦٦٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٨٦٢٥ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه ابن ماجه، ح:٢٨٤٢، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح:١٦٥٦ وغيره.

غَزْوَةٍ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فقال: انْظُرْ عَلَى مَا اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ، فَجَاءَ فقال: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيلٍ، فقالَ: «مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ»، قال: وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فقال: «قُلْ لِخَالِدٍ: لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلا عَسِيفًا».

وہ ہوکر آیا اور بتایا: ایک عورت قتل کی گئی ہے اور وہ اس پر جمع ہیں۔ پس آپ نے فرمایا: ''یہ تو لڑنے والی نہ تھی۔'' بیان کیا کہ اس فوج کے مقدمہ پر خالد بن ولید تھے۔ آپ نے ایک شخص کو بھیجا کہ خالد سے کہہ دو: ''کسی عورت یا کسی مزدور کو ہرگز قتل نہ کریں۔''

فوائد و مسائل: ① اگر عورت کا قتال میں کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس کا قتل جائز نہیں۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ وہ کوئی کردار ادا کرتی ہے تو قتل کرنا جائز ہوگا۔ اور یہی حکم گھریلو قسم کے ملازمین اور بوڑھے لوگوں کا ہے۔ ② حدیث میں لفظ مقدمہ مذکور ہے' لغت میں مقدمہ کسی بھی چیز کے اگلے حصہ کو کہتے ہیں تو یہاں اس سے مراد فوج کا ہراول دستہ ہے جو آگے آگے چلتا ہے۔

٢٦٧٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حدثنا هُشَيْمٌ قال: حدثنا حَجَّاجٌ قال: حدثنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتُلُوا شُيُوخَ الْمُشْرِكِينَ وَاسْتَبْقُوا شَرْخَهُمْ».

٢٦٧٠- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے بوڑھوں کو قتل کرو اور نو عمروں (نابالغ بچوں) کو زندہ رہنے دو۔''

فائدہ: شیوخ سے ایسے بوڑھے مراد ہیں جن کی جوانی ڈھل چکی ہو مگر لڑنے پر قادر ہوں' یا جوانوں کو لڑنے پر ابھارتے ہوں۔

٢٦٧١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ

٢٦٧١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (یہودیوں کے قبیلہ) بنی قریظہ کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو قتل کیا گیا تھا' وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر

٢٦٧٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ١٥٨٣ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه أحمد: ٥/ ٢٠ عن هشيم به * قتادة مدلس وعنعن.

٢٦٧١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيقي): ٢/ ٢٤٢.

جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمْ تُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ - تَعْني بَنِي قُرَيْظَةَ - إلَّا امْرَأَةٌ، إنَّهَا لَعِنْدِي تُحَدَّثُ: تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بالسُّوقِ إذْ هَتَفَ هَاتِفٌ باسْمِهَا: أيْنَ فُلَانَةُ؟ قالَتْ: أنَا، قُلْتُ: وَمَا شَأْنُكِ؟ قالَتْ: حَدَثٌ أحْدَثْتُهُ، قالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، قالَتْ: فَمَا أنْسَى عَجَبًا مِنْهَا أنَّهَا تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا وَقَدْ عَلِمَتْ أنَّهَا تُقْتَلُ.

رہی تھی اور اتنا ہنستی تھی کہ اس کے پیٹ اور کمر میں بل پڑ جاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ بازار میں اس کی قوم کے لوگوں کو قتل کیے جا رہے تھے۔ اچانک ایک پکار نے والے نے اس عورت کا نام پکارا کہ فلانی کہاں ہے؟ وہ کہنے لگی: میں ہوں۔ میں نے پوچھا: تیرا کیا قصہ ہے؟ کہنے لگی: میں نے ایک سازشی کام کیا ہے۔ چنانچہ وہ پکارنے والا اسے لے گیا اور پھر اس کی گردن ماردی گئی۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میں اسے نہیں بھولی ہوں اور اس پر تعجب ہوتا ہے کہ اسے معلوم تھا کہ وہ قتل ہونے والی ہے مگر وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

فائدہ: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کو گالی دی تھی' اس وجہ سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ اور شاتم رسول کی یہی سزا ہے۔

٢٦٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قال: حدثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِاللهِ يَعْني ابنَ عَبْدِ اللهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بنِ جَثَّامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عن الدَّارِ مِنَ المُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ مِنْ ذَرَارِيِّهِمْ وَنِسَائِهِمْ، فقال النَّبيُّ ﷺ: «هُمْ مِنْهُمْ»، وَكَانَ عَمْرٌو يَعْني ابنَ دِينَارٍ يَقُولُ: «هُمْ مِنْ آبائِهِمْ». قال الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ عن قَتْلِ النِّسَاءِ والوِلْدَانِ.

٢٦٧٢- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ مشرکین کے گھر والوں کا کیا حکم ہے جبکہ ان پر شب خون مارا جاتا ہے تو چھوٹے بچے اور عورتیں بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ بھی انہی میں سے ہیں۔'' اور عمرو (بن دینار) کہا کرتے تھے: ''وہ بھی اپنے آباء میں سے ہیں۔'' زہری ؒ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔

٢٦٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب أهل الدار يبيتون فيصاب الولدان والذراري، ح:٣٠١٢، ومسلم، الجهاد، باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد، ح:١٧٤٥ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فائدہ: عورتوں اور بچوں کو عمداً قتل کرنا منع ہے اور شب خون وغیرہ میں جب تمیز کرنا مشکل ہو تو معاف ہے۔ یا جب بڑوں تک پہنچنے کے لیے ان کو قتل کرنا پڑے تو جائز ہے۔ شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا تھا۔" کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

(المعجم ١١٢) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ حَرْقِ الْعَدُوِّ بِالنَّارِ** (التحفة ١٢٢)

باب:۱۱۲- دشمن کو آگ میں جلانا ناجائز ہے

٢٦٧٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حدثنا مُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عن أبي الزِّنَادِ قال: حدَّثني مُحَمَّدُ بنُ حَمْزَةَ الأسْلَمِيُّ عن أبِيهِ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أمَّرَهُ عَلَى سَرِيَّةٍ، قال: فَخَرَجْتُ فِيهَا وَقالَ: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَأحْرِقُوهُ بالنَّارِ» فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِي فَرَجَعْتُ إلَيْهِ فقال: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا فَاقْتُلُوهُ وَلَا تُحْرِقُوهُ فإنَّهُ لا يُعَذِّبُ بالنَّارِ إلَّا رَبُّ النَّارِ».

۲۶۷۳- محمد بن حمزہ اسلمی اپنے والد (حمزہ بن عمر اسلمی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دستے کا امیر بنایا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو آپ نے فرمایا: "اگر تمہیں فلاں شخص مل جائے تو اس کو آگ سے جلا دینا۔" میں نے پیٹھ پھیری تو آپ نے مجھے بلایا میں آپ کے پاس واپس آیا' تو آپ نے فرمایا: "اگر تم فلاں کو پاؤ تو اسے قتل کر دینا' جلانا نہیں' بلاشبہ آگ سے عذاب آگ کا رب ہی دے سکتا ہے۔"

٢٦٧٤- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ وَقُتَيْبَةُ أنَّ اللَّيْثَ بنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عن بُكَيْرٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فقال: «إنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۲۶۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: "اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ......" اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: کسی قیدی یا مجرم کو آگ سے جلانا ناجائز اور حرام ہے' البتہ جنگی مصالح کے پیش نظر قلعوں اور عمارتوں وغیرہ کو جلانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہی حکم گولہ' بارود اور بمباری کا ہے اور اس کی زد میں اگر کوئی آ جائے تو معاف ہے۔

٢٦٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٤ عن سعيد بن منصور به، وهو في السنن له، ح: ٢٦٤٣ باختلاف يسير، وصححه الحافظ في فتح الباري: ٦/ ١٤٩.

٢٦٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: لا يعذب بعذاب الله، ح: ٣٠١٦ عن قتيبة به.

٢٦٧٥- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَىٰ قال: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن أبي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عن ابنِ سَعْدٍ، قال غَيْرُ أبي صَالِحٍ: عن الْحَسَنِ بن سَعْدٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَبْدِ الله، عنْ أَبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «مَنْ فَجَّعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فقال: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قال: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

٢٦٧٥- حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی' اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے' ہم نے اس کے دونوں بچے پکڑ لیے تو چڑیا آئی اور (بچوں کے اوپر اردگرد) منڈلانے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''کس نے اس کو اس کے بچوں سے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچوں کو چھوڑ دو۔'' (ایک دوسرے موقع پر) آپ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کے بڑے بل کو ہم نے جلا ڈالا ہے؟ آپ نے پوچھا: ''اس کو کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''آگ کے رب کے سوا کسی کو روا نہیں کہ آگ سے عذاب دے۔''

فائدہ: انسان تو انسان جانوروں کو بھی' خواہ موذی ہی ہوں' آگ سے جلانا جائز نہیں۔

(المعجم ١١٣) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُكْرِي دَابَّتَهُ عَلَى النِّصْفِ أَوِ السَّهْمِ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۱۳- جہاد میں غنیمت سے ملنے والے نصف یا پورے حصے کے بدلے جانور کرائے پر دینا

٢٦٧٦- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو النَّضْرِ قال: حدثنا مُحَمَّدُ ابنُ شُعَيْبٍ قال: أخبرني أَبُو زُرْعَةَ يَحْيَى

٢٦٧٦- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اعلان جہاد فرمایا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا' واپس آیا تو

٢٦٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٣٩ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه، ووافقه الذهبي، وللحديث طريق آخر عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٨٢.

٢٦٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٨ من حديث أبي داود، والطبراني في الكبير: ٢٢/ ٨٠، ٨١ من حديث محمد بن شعيب به * عمرو بن عبدالله الحضرمي وثقه العجلي وابن حبان، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن أبدًا.

ابنُ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانِيُّ عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ قال: نَادَى رَسُولُ الله ﷺ في غَزْوَةِ تَبُوكَ فَخَرَجْتُ إلى أهْلِي فَأَقْبَلْتُ وَقَدْ خَرَجَ أَوَّلُ صَحَابَةِ رَسُولِ الله ﷺ فَطَفِقْتُ في المَدِينَةِ أُنَادِي: ألا مَنْ يَحْمِلُ رَجُلًا لَهُ سَهْمُهُ، فَنَادَى شَيْخٌ مِنَ الأنْصَارِ قال: لَنَا سَهْمُهُ عَلَى أنْ نَحْمِلَهُ عَقَبَةً وَطَعَامُهُ مَعَنَا؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قال: فَسِرْ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ تَعَالَىٰ، قال: فَخَرَجْتُ مَعَ خَيْرِ صَاحِبٍ حَتَّى أفَاءَ اللهُ عَلَيْنَا فأصَابَنِي قَلَائِصُ، فَسُقْتُهُنَّ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَخَرَجَ فَقَعَدَ عَلَى حَقِيبَةٍ مِنْ حَقَائِبِ إبِلِهِ، ثم قال: سُقْهُنَّ مُدْبِرَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: سُقْهُنَّ مُقْبِلَاتٍ، فقالَ: مَا أرَى قَلَائِصَكَ إِلَّا كِرَامًا، قالَ: إنَّمَا هِيَ غَنِيمَتُكَ الَّتي شَرَطْتُ لَكَ، قالَ: خُذْ قَلَائِصَكَ يَاابْنَ أخِي فَغَيْرَ سَهْمِكَ أرَدْنَا.

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا پہلا قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ میں مدینے میں گھومنے لگا اور اعلان کرتا تھا: کوئی ہے جو ایک آدمی کو اپنے ساتھ سوار کرالے اور اس کی غنیمت کا حصہ پائے؟ تو ایک انصاری بوڑھے نے کہا: اس کی غنیمت کا حصہ ہمارا ہوگا اور ہم اسے باری سے اپنے ساتھ سوار کرائیں گے اور وہ کھانا بھی ہمارے ساتھ کھائے گا؟ میں نے کہا: بہت بہتر۔ اس نے کہا: تو چلیے اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ۔ چنانچہ میں ایک بہترین ساتھی کے ساتھ روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہمیں مال غنیمت سے بہرہ ور فرمایا اور مجھے کچھ اونٹنیاں ملیں' میں انہیں اپنے ساتھی کے پاس ہانک لایا' چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے کجاوے پر پچھلے حصے پر بیٹھا اور مجھے کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں پیچھے کی طرف سے دیکھوں۔ پھر کہا: انہیں چلاؤ کہ میں انہیں آگے کی طرف سے دیکھوں۔ وہ بولا: تمہاری اونٹنیاں بہت عمدہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: یہ تو آپ کی غنیمت ہیں جس کی میں آپ سے شرط کر چکا ہوں۔ اس نے کہا: بھتیجے! اپنی اونٹنیاں لے جاؤ' ہم نے تیرے دوسرے حصے کا ارادہ کیا ہے۔ (اجر و ثواب میں حصے داری کا۔)

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی غازی اس طرح کا معاملہ کرے تو جائز ہے۔ ② اس میں صحابۂ کرام ؓ کے اس امتیازی وصف کے ایک نمونے کا ذکر ہے جو ان میں عام تھا' وہ یہ کہ وہ دنیوی منفعت کے مقابلے میں اخروی اجر و ثواب کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

(المعجم ١١٤) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُوثَقُ (التحفة ١٢٤)

باب: ۱۱۴- قیدی کو باندھنا

٢٦٧٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ سَلَمَةَ قال: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ زِيَادٍ قال: سَمِعْتُ أبا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عجِبَ رَبُّنَا تَعالىٰ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ إلى الْجَنَّةِ في السَّلَاسِلِ».

٢٦٧٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہمارے رب عزوجل کو ایسے لوگوں پر تعجب آتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔''

توضیح: یعنی کچھ لوگ بحالت کفر قید ہو جاتے ہیں پھر ہدایت پا کر مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ قیدی کو باندھ لینا جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مسلمان کفار کی قید میں وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں، تو وہ اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

٢٦٧٨- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ عَمْرِو بنِ أبي الْحَجَّاجِ أبُو مَعْمَرٍ قالَ: حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عنْ يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن مُسْلِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن جُنْدُبِ بنِ مَكِيثٍ قال: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ غَالِبٍ اللَّيْثِيَّ في سَرِيَّةٍ وَكُنْتُ فِيهِمْ وَأمَرَهُمْ أنْ يَشُنُّوا الْغَارَةَ عَلَى بَنِي الْمُلَوَّحِ بالْكَدِيدِ فَخَرجْنَا حَتَّى إذَا كُنَّا بالْكَدِيدِ لَقِينَا الْحَارِثَ بنَ الْبَرْصَاءِ اللَّيْثِيَّ فَأخَذْنَاهُ فقالَ: إنَّمَا جِئْتُ أُرِيدُ الإسْلَامَ، وَإنَّمَا خَرَجْتُ إلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْنَا: إنْ تَكُ مُسْلِمًا لَمْ يَضُرَّكَ رِباطُنَا

٢٦٧٨- حضرت جندب بن مکیث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن غالب لیثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ دے کر روانہ کیا، میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ مقام کَدِید میں بنی مُلَوَّح پر (ہر طرف سے) چڑھائی کرنا، چنانچہ ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ ہم کو حارث بن برصاء لیثی ملا، ہم نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا: میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں جانے کی نیت ہی سے نکلا ہوں۔ ہم نے اس سے کہا: اگر تو فی الواقع مسلمان ہے، تو ہمارا تجھے ایک دن اور رات کے لیے باندھ لینا تیرے لیے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔ اور اگر تو ایسے نہ ہوا تو (تجھے باندھ کر) ہم تیری طرف سے بے فکر

٢٦٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٠٢ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح: ٣٠١٠ من حديث محمد بن زياد به.

٢٦٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٧ من حديث محمد بن إسحاق به مطولاً، وصرح بالسماع * مسلم بن عبدالله بن خبيب الجهني مجهول (تقريب)، وفيه علة أخرى * عبدالله بن غالب صوابه غالب بن عبدالله كما في السيرة لابن هشام: ٤/ ٢٥٧، ٢٥٨ وغيرها.

يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَإِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ نَسْتَوْثِقُ مِنْكَ، فَشَدَدْنَاهُ وِثَاقًا.

ہو جائیں گے۔ چنانچہ ہم نے اس کو رسی سے جکڑ لیا۔

٢٦٧٩- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ المِصْرِيُّ وَقُتَيْبَةُ - قالَ قُتَيْبَةُ، حدثنا - اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن سَعِيدِ بنِ أبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بنُ أُثَالٍ سَيِّدُ أهْلِ الْيَمَامَةِ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ، فَخَرَجَ إلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ فقال: «مَاذَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» قالَ: عِنْدِي يامُحَمَّدُ! خَيْرٌ، إنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَإنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى إذَا كَانَ الْغَدُ، ثُمَّ قالَ لَهُ: «مَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» فَأَعَادَ مِثْلَ هٰذَا الْكَلَامِ، فَتَرَكَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَذَكَرَ مِثْلَ هٰذَا، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ»، فَانْطَلَقَ إلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ فاغْتَسَلَ فِيهِ ثُمَّ دَخَلَ المَسْجِدَ فقالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إلٰهَ إلَّا الله وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ[ساقَا] الْحَدِيثَ.

٢٦٧٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک جہادی دستہ روانہ فرمایا۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک آدمی پکڑ لائے جس کا نام ثُمامہ بن اُثال تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا' تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) اس نے کہا: اے محمد! میرے پاس خیر ہے۔ اگر تم نے قتل کیا تو ایک خون والے کو قتل کرو گے۔ اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان کرو گے۔ اگر آپ کو مال کی ضرورت ہو تو کہیے جتنا چاہتے ہو ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ اگلا دن ہوا تو آپ نے اس سے پھر پوچھا: ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ (یا تیرا کیا خیال ہے؟) تو اس نے پہلے جیسی بات دہرائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا۔ حتی کہ اگلا دن ہوا تو بھی یہی مکالمہ ہوا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثمامہ کو آزاد کر دو۔'' چنانچہ وہ چلا گیا اور مسجد کے قریب نخلستان میں پہنچا' وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں واپس آ گیا اور کہنے لگا: [أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ''میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا

٢٦٧٩- تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب دخول المشرك المسجد، ح: ٤٦٩، ومسلم، الجهاد والسير، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ح: ١٧٦٤ عن قتيبة به.

ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' اور دونوں نے پوری حدیث بیان کی۔

قالَ عِيسَىٰ : أخبرنا اللَّيْثُ وَقال : ذَا ذِمٍّ .

عیسیٰ بن حماد نے کہا: ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی تو اس میں [إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ] کی بجائے [ذَا ذِمٍّ] کے لفظ بیان کیے۔ (اگر قتل کیا تو ایک صاحب ذمہ اور احترام والے کو قتل کرو گے' (مفہوم دونوں کا یہ ہے کہ میری قوم بدلہ لے گی۔)

فوائد ومسائل: ① مصلحت کے تحت کافر کو مسجد میں آنے یا باندھنے کی رخصت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حسن عبادات اور حسن عادات نے ایک جنگی قیدی کو بلا جبر واکراہ اسلام کا قیدی بنالیا۔ اور یہ دلیل ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا ہے۔

٢٦٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ قال: حدثنا سَلَمَةُ يعني ابنَ الْفَضْلِ عن ابن إسْحَاقَ قالَ: حدثني عَبْدُ الله بنُ أبِي بَكْرٍ عَنْ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدِ بنِ زُرَارَةَ قالَ: قُدِمَ بالأُسَارَى حِينَ قُدِمَ بِهِمْ وَسَوْدَةُ بِنتُ زَمْعَةَ عِنْدَ آلِ عَفْرَاءَ في مُنَاخِهِمْ عَلَى عَوْفٍ وَمُعَوِّذٍ ابْنَيْ عَفْرَاءَ. قال: وَذٰلِكَ قَبْلَ أنْ يُضْرَبَ عَلَيْهِنَّ الْحِجَابُ قال: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَالله! إنِّي لَعِنْدَهُمْ إذْ أتَيْتُ فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ الأُسَارَى قَدْ أُتِيَ بِهِمْ، فَرَجَعْتُ إلَى بَيْتِي وَرَسُولُ الله ﷺ فِيهِ، وَإذَا أبو يَزِيدَ - سُهَيْلُ بنُ

٢٦٨٠- حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زُرارہ سے روایت ہے کہ بدر کے قیدیوں کو جب لایا گیا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ ؓ آل عفراء کے پاس یعنی عفراء کے صاحبزادوں عوف اور معوذ کے ہاں ٹھہری ہوئی تھیں' جہاں کہ ان کے اونٹوں کا باڑا تھا۔ اور یہ امہات المومنین پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سودہ ؓ بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں (آل عفراء) کے ہاں تھی جب میں (وہاں سے) آئی تو مجھے بتایا گیا کہ قیدی لائے گئے ہیں۔ میں اپنے گھر لوٹی' تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما تھے اور ابو یزید سہیل بن عمرو بھی حجرے کے کونے میں پڑا تھا۔ ایک رسی سے اس کے ہاتھوں کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ ...... پھر باقی حدیث بیان کی۔

٢٦٨٠ـ تخريج : [إسناده حسن] ✽ يحيى روى هذا الحديث عن سودة كما هو الأظهر.

عَمْرٍو - فِي نَاحِيَةِ الْحُجْرَةِ مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ بِحَبْلٍ» ثُمَّ ذَكَرَ الحدِيثَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُمَا قَتَلَا أَبا جَهْلِ ابنَ هِشَامٍ وَكَانَا انْتَدَبَا لَهُ وَلَمْ يَعْرِفَاهُ وَقُتِلَا يَوْمَ بَدْرٍ.

ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے (عوف اور معوذ نے) ابوجہل بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے تھے مگر پہچانتے نہ تھے اور خود بدر کے روز شہید ہو گئے تھے۔

فائدہ: ابوجہل کے قتل میں عفراء کے دوصاحبزادوں معاذ اور معوذ کے علاوہ معاذ بن عمرو بن جموح اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی شریک تھے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ اور ابن سعد نے عوف بن عفراء کا نام بھی شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات میں جمع وتطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء نے پہلے مل کر حملہ کیا' پھر معوذ بن عفراء نے بھی اس کو گھائل کیا اور آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کیا۔ (فتح الباری' كتاب المغازى' باب : قتل ابى جهل' حديث:٣٩٦٤ والرحيق المختوم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ حدیث:٢٧٠٩ میں آرہا ہے۔

(المعجم ١١٥) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُنَالُ مِنْهُ وَيُضْرَبُ [وَيُقَرَّرُ] (التحفة ١٢٥)

باب:١١٥-قیدی کو مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور اقرار کرانا

٢٦٨١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَدَبَ أَصْحَابَهُ فانْطَلَقُوا إِلَى بَدْرٍ فَإِذَا هُمْ بِرَوَايَا قُرَيْشٍ فِيها عَبْدٌ أَسْوَدُ لِبَنِي الْحَجَّاجِ، فَأَخَذَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ أَيْنَ أبو سُفْيَانَ؟ فَيَقُولُ: وَالله! مَا لِي بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ عِلْمٌ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ جَاءَتْ فِيهِمْ أَبُو جَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بنُ خَلَفٍ، فَإِذَا قَالَ لَهُمْ ذٰلِكَ ضَرَبُوهُ فَيَقُولُ:

٢٦٨١-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور پھر بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اچانک انہیں قریش کے اونٹ ملے جن پر وہ پانی ڈھوتے تھے' ان میں بنی حجاج کا کالے رنگ کا ایک غلام بھی تھا' صحابہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس سے تفتیش کرنے لگے کہ ابوسفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس کے معاملے کی کوئی خبر نہیں' لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں' ان میں ابوجہل' ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ جب وہ صحابہ کو یہ بات کہتا' تو وہ اسے مارنے لگتے۔ پس وہ کہتا: مجھے چھوڑ و

٢٦٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة بدر، ح: ١٧٧٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا.

دَعُونِي، دَعُونِي أُخْبِرْكُمْ فَإِذَا تَرَكُوهُ قَالَ: وَاللهِ! مَالِي بِأَبِي سُفْيَانَ مِن عِلْمٍ، وَلٰكِنْ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ فِيهِمْ أَبُوجَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بنُ خَلَفٍ قَدْ أَقْبَلُوا وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَسْمَعُ ذٰلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّكُم لَتَضْرِبُونَهُ إِذَا صَدَقَكُم وَتَدَعُونَهُ إِذَا كَذَبَكُم، هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ لِتَمْنَعَ أَبَا سُفْيَانَ»، قَالَ أَنَسٌ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ، «وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ، «وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا» وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ، فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا جَاوَزَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأُخِذَ بِأَرْجُلِهِمْ، فَسُحِبُوا، فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ.

مجھے چھوڑ و بتاتا ہوں۔ جب اسے چھوڑ دیتے' تو کہتا: اللہ کی قسم! مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں' لیکن یہ اہل قریش آئے ہیں' ان میں ابوجہل' ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف بھی ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ سب سن رہے تھے۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تمہیں سچ کہتا ہے' تو تم مارنے لگتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے' تو اسے چھوڑ دیتے ہو' یہ قریش کے لوگ ابوسفیان ہی کو بچانے کے لیے آئے ہیں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ ''کل یہ جگہ فلاں کا مقتل ہوگی۔'' اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا۔ انس کہتے ہیں: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان نامزد لوگوں میں سے کوئی ایک بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہ ہوا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے ان مقتولوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں ٹانگوں سے پکڑ پکڑ اور گھسیٹ گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔

فوائد و مسائل: ① احوال و مصالح کے پیش نظر قیدی کو مارنا پیٹنا اور اس طریقے سے حقائق اگلوانا' ایک مطلوب اور جائز امر ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات کچھ خبریں وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کی اطلاع دی جاتی تھی۔ قرآن مقدس میں ہے: ﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ○﴾ (النجم: ۳-۴) ③ اس حدیث میں حربی کافروں کے مقتولوں کا عدم احترام بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١١٦) - بَابٌ: فِي الأَسِيرِ يُكْرَهُ عَلَى الإِسْلَامِ (التحفة ١٢٦)

باب:١١٦-اسلام قبول کرنے کے لیے قیدی پر جبر کرنا مناسب نہیں

٢٦٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُمَرَ بنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ قال: حدثنا أَشْعَثُ بنُ عَبْدِ الله يَعْنِي السِّجِسْتَانِيَّ؛ ح: وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا ابنُ أبي عَدِيٍّ وَهٰذَا لَفْظُهُ؛ ح: وحدثنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ عن شُعْبَةَ، عنْ أبي بِشْرٍ، عنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَتِ المَرْأَةُ تَكُونُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الأنْصَارِ فقَالُوا: لَا نَدَعُ أَبْنَاءَنَا. فَأَنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّۚ﴾ [البقرة: ٢٥٦].

٢٦٨٢- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: جب کوئی عورت ایسی ہوتی کہ اس کے بچے زندہ نہ رہتے' تو وہ نذر مان لیا کرتی تھی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بنا ڈالے گی۔ سو جب بنو نضیر کو مدینے سے جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصاریوں کے لڑکے بھی تھے۔ (جو اس قسم کی نذر کے تحت یہودی بنائے گئے تھے) انہوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کو نہیں چھوڑیں گے (ان کے ساتھ نہیں جانے دیں گے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْتَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ''دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں۔ ہدایت' گمراہی کے مقابلے میں واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: المِقْلَاةُ الَّتِي لا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: [اَلْمِقْلَاة] وہ عورت ہوتی ہے جس کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں۔

فائدہ: اسلام قبول کرنے کے سلسلے میں جبر و اکراہ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ جہاد کا حکم اور عمل اشاعت اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے' نہ کہ لوگوں کو اسلام پر مجبور کرنے کے لیے۔

(المعجم ١١٧) - باب قَتْلِ الأَسِيرِ وَلَا يُعْرَضُ عَلَيْهِ الإِسْلَامُ (التحفة ١٢٧)

باب:١١٧-قیدی کو اسلام کی دعوت دیے بغیر قتل کر ڈالنے کا مسئلہ

٢٦٨٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٦٨٣- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کا بیان

٢٦٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١١٠٤٨ من حديث شعبة به.

٢٦٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح:٤٠٧٢ من حديث أحمد بن المفضل به.

حدثنا أَحْمَدُ بنُ المُفَضَّلِ: حدَّثنا أَسْباطُ ابنُ نَصْرٍ قال: زَعَمَ السُّدِّيُّ عن مُصْعَبِ ابنِ سَعْدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ آمَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعْني النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأتَيْنِ وَسَمَّاهُمْ وَابنَ أبي سَرْحٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قالَ: وَأَمَّا ابنُ أبي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! بَايِعْ عَبْدَ اللهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبَى [عليه]، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُم رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ»، فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَارَسُولَ اللهِ! ما في نَفْسِكَ أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام لوگوں کو امان دے دی تھی۔ راوی نے ان کے نام گنوائے۔ اور ابن ابی سرح بھی تھے۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن ابی سرح حضرت عثمان بن عفان کے ہاں چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا' تو عثمان رضی اللہ عنہ ان (ابن ابی سرح) کو لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا کر دیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! عبداللہ کی بیعت قبول فرمالیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا' ان کی طرف دیکھا' تین بار اس طرح ہوا' آپ نے ہر بار اس کا انکار فرمایا۔ تیسری بار کے بعد آپ نے ان سے بیعت فرمالی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہ تھا' جو اس کی طرف اٹھتا' جب دیکھا کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے تو اس کو قتل کر دیتا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ''نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خائن ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ أَخَا عُثْمَانَ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَكَانَ الْوَلِيدُ بنُ عُقْبَةَ أَخَا عُثْمَانَ لِأُمِّهِ وَضَرَبَهُ عُثْمَانُ الْحَدَّ إِذْ شَرِبَ الْخَمْرَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبداللہ (بن ابی سرح) حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ اور ولید بن عقبہ حضرت عثمان کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ انہوں نے جب شراب پی تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو حد لگائی تھی۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ یہ لوگ جنگی مجرم تھے اور اسلام کی شہرت ہی ان کے لیے اسلام کی دعوت تھی اس لیے ان کے بارے میں حکم تھا کہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دیا جائے خواہ کعبہ کے پردوں ہی کے ساتھ کیوں نہ چمٹے ہوئے ہوں۔

اور یہ کئی افراد تھے: عکرمہ بن ابی جہل' عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ' عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ (ان کے علاوہ اور بھی کئی لوگ تھے۔) اور عورتوں میں ابن خطل یا مقیس بن صبابہ کی لونڈیاں قریبہ اور فرتنی (علاوہ ازیں اور بھی عورتوں کے نام آتے ہیں۔) عبداللہ بن خطل کو کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا گیا اور وہیں قتل کر دیا گیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں جالیا اور قتل ہوا۔ عکرمہ بھاگ کر کشتی میں سوار ہو گئے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ پھر بعد میں حاضر خدمت ہوئے اور اسلام لے آئے جو قبول کر لیا گیا۔ اور بڑے مخلص مسلمان ثابت ہوئے۔ عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق آتا ہے کہ یہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے مگر مرتد ہو گئے' ان پر شدت اور سختی کی وجہ یہی تھی۔ بعد میں انہوں نے بھی دوبارہ اسلام قبول کر لیا تھا۔ عورتوں میں یہ لونڈیاں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا (مذمت میں شعر پڑھا) کرتی تھیں۔ قُریبہ قتل کی گئی تھی جبکہ فرتنی بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام قبول کیا۔ ② آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا' آنکھ کی خیانت مجرمانہ ہے جو نبی کے لیے خصوصاً اور مومن کے لیے عموماً درست نہیں۔ (نیز دیکھیے: سنن ابی داود' الجنائز' حدیث: ۳۱۹۴)

٢٦٨٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: أخبرنَا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعِيدِ بنِ يَرْبُوعٍ المَخْزُومِيُّ قال: حدَّثني جَدِّي عنْ أبِيهِ أن رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «أرْبَعَةٌ لا أُؤَمِّنُهُمْ في حِلٍّ وَلَا حَرَمٍ»، فَسَمَّاهُمْ. قالَ: وَقَيْنَتَيْنِ كَانَتَا لِمَقِيسٍ فَقُتِلَتْ إحْدَاهُمَا وَأُفْلِتَتِ الأُخْرَىٰ فَأسْلَمَتْ.

۲۶۸۴- عمرو بن عثمان بن عبدالرحمٰن اپنے دادا سے' وہ اپنے والد سے (سعید بن یربوع مخزومی ؓ سے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: ''چار اشخاص کو میں حِل یا حرم میں (حدود حرم میں یا اس سے باہر کہیں بھی) پناہ نہیں دیتا۔'' چنانچہ ان کے نام گنوائے۔ اور دو لونڈیاں تھیں جو گانے بجانے کا کام کرتی تھیں اور مقیس کی ملکیت تھیں ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری بھاگ نکلی اور بعد میں اسلام لے آئی۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: لم أَفْهَمْ إسْنَادَهُ من ابنِ الْعَلَاءِ كما أُحِبُّ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: میں اس حدیث کی سند (اپنے شیخ) محمد بن علاء سے کما حقہ نہیں سمجھ سکا تھا۔

٢٦٨٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۶۸۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٢٦٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٦٦، ح: ٥٥٢٩ من حديث زيد بن حباب به * عمرو بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فهو مجهول الحال.

٢٦٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٧ عن القعنبي، والبخاري، الجهاد والسير، باب قتل الأسير وقتل الصبر، ح: ٣٠٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢٣.

عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ المِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: ابنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ».

ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔ جب آپ نے اسے اتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر ڈالو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ ابْنِ خَطَلٍ: عَبْدُ اللهِ وَكَانَ أَبُو بَرْزَةَ الأَسْلَمِيُّ قَتَلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن خطل کا نام عبداللہ تھا اور حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خود پہنے ہوئے مکہ میں داخل ہونا دلیل ہے کہ حج وعمرہ کے علاوہ حسب احوال انسان بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ② ابن خطل پہلے مسلمان ہو گیا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے کسی کام سے بھیجا اور ایک انصاری کو بطور خادم اس کے ساتھ روانہ کیا' اس سے کوئی تقصیر (غلطی) ہوئی تو اس نے اس انصاری کو قتل کر ڈالا اور اس کا مال لوٹ لیا' اور مرتد ہو گیا۔ سو اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان نہ دی اور قتل کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ١١٨) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الأَسِيرِ صَبْرًا (التحفة ١٢٨)

باب:١١٨- قیدی کو باندھ کر قتل کرنا

٢٦٨٦- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ الرَّقِّيُّ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قال: أخبرني عُبَيْدُاللهِ بنُ عَمْرٍو عن زَيْدِ بنِ أبي أُنَيْسَةَ، عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن إبْرَاهِيمَ قال: أَرَادَ الضَّحَّاكُ بنُ قَيْسٍ أَنْ يَسْتَعْمِلَ مَسْرُوقًا، فقالَ لَهُ عُمَارَةُ بنُ عُقْبَةَ: أَتَسْتَعْمِلُ رَجُلًا مِنْ بَقَايَا قَتَلَةِ عُثْمَانَ؟ فقالَ لَهُ مَسْرُوقٌ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْعُودٍ،

٢٦٨٦- جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا: ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا کہ مسروق کو عامل بنائے۔ تو عمارہ بن عقبہ نے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو عامل بنانا چاہتے ہو جو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے باقی رہ گیا ہے؟ تو مسروق نے اس سے کہا: ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ ہمارے نزدیک حدیث بیان کرنے میں معتبر تھے کہ نبی ﷺ نے جب تیرے باپ (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس (عقبہ)

٢٦٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٣٩٧ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق كثيرة في "العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام"، ص: ٢٦٥ (يسر الله لي طبعه) * إبراهيم النخعي مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْثُوقَ الْحَدِيثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيكَ، قال: مَنْ لِلصِّبْيَةِ؟ قال: «النَّارُ»، فَقَدْ رَضِيتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُولُ الله ﷺ.

نے کہا: میرے بچوں کا کفیل کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''آگ'' سو میں بھی تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جسے تیرے لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عقبہ بن ابی معیط بڑا بدبخت انسان تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت بڑھ گیا تھا اور اسی نے رسول اللہ ﷺ پر دوران نماز میں اونٹ کی اوجھ ڈالی تھی۔ اسے بدر سے واپسی پر راستے میں قتل کیا گیا۔ اسے باندھ کر قتل کیا گیا تھا' جیسا کہ فتح الباری میں صراحت ہے۔ اور یہی بات اس باب میں محل استشہاد ہے۔ (عون المعبود) اس کے ساتھ دو اور بھی تھے' طعیمہ بن عدی اور نضر بن حارث۔ ② مجرم یا قیدی کو قتل کرنا ہو تو اس کا دور سے نشانہ لینے کی بجائے تلوار سے سر قلم کر دیا جائے یا پھانسی دے دی جائے۔

(المعجم ١١٩) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الأَسِيرِ بِالنَّبْلِ (التحفة ١٢٩)

باب:١١٩-قیدی کو تیر مار کر قتل کرنا

٢٦٨٧- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عنْ بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عَنِ ابنِ تِعْلَىٰ قال: غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ فَأُتِيَ بِأَرْبَعَةِ أَعْلَاجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُتِلُوا صَبْرًا.

٢٦٨٧- (عبید) ابن تِعلی کی روایت ہے کہ ہم نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کی معیت میں جہاد کیا۔ ان کے سامنے دشمن کافر کے چار افراد لائے گئے جو عجمی تھے اور بڑے طاقتور تھے۔ پس انہوں نے حکم دیا اور انہیں بندھے بندھے قتل کر دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال لَنَا غَيْرُ سَعِيدٍ عن ابنِ وَهْبٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ، قال: بِالنَّبْلِ صَبْرًا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عن قَتْلِ الصَّبْرِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةٌ ما

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ابن وہب کے شاگرد سعید کے علاوہ دوسروں نے ہمیں یوں بیان کیا کہ ''ان کو تیر سے مارا گیا جبکہ وہ بندھے ہوئے تھے۔'' حضرت ابوایوب انصاری ؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے: آپ اس طرح قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابو

٢٦٨٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤٢٢/٥ من حديث ابن وهب به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ١٦٦٧ * بكير بن عبدالله بن الأشج رواه عن أبيه عن عبيد بن تعلى به، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان.

صَبَرْتُهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، فَأَعْتَقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ.

ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایک مرغی بھی ہوتو اس کو باندھ کر نہ ماروں۔ جناب عبدالرحمٰن بن خالد کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے چار گردنیں آزاد کیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے حجت نہیں۔ حربی کافروں کو ہر طرح سے حسب ضرورت واقتضا قتل کیا جا سکتا ہے صرف مُثلہ کرنا منع ہے۔

(المعجم ١٢٠) - بَابٌ: فِي الْمَنِّ عَلَى الأَسِيرِ بِغَيْرِ فِدَاءٍ (التحفة ١٣٠)

باب:١٢٠-فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے قیدی کو ویسے ہی رہا کر دینا

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد:٤) ”جب کافروں سے گھمسان کا رن پڑے تو ان کی گردنوں پر وار کرو جب ان کو خوب کاٹ چکو تو اب خوب مضبوط باندھ کر قید کرلو پھر اختیار ہے خواہ احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ (عوض اور بدل) لے کر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔“

٢٦٨٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ قال: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ: أَنَّ ثَمَانِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مِنْ جِبَالِ التَّنْعِيمِ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ لِيَقْتُلُوهُمْ، فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ سِلْمًا، فَأَعْتَقَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ.

٢٦٨٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (سفر حدیبیہ میں) اہل مکہ کے اسی (٨٠) آدمی فجر کی نماز کے وقت تنعیم کے پہاڑوں سے اترے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کو قتل کر ڈالیں مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو پکڑ لیا اور انہوں نے بھی اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں ان کو رہا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ......﴾ ”(اللہ) وہ ذات ہے جس نے وادئ مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روکے رکھا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکے رکھا۔“

٢٦٨٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: ﴿وهو الذي كف أيديهم عنكم﴾، ح:١٨٠٨ من حديث حماد بن سلمة به.

فائدہ: یہ لوگ قریش کے پرجوش اور جنگ باز نوجوان تھے جو اپنے بڑوں کی رائے کے برخلاف مسلمانوں کے ساتھ صلح کے حق میں نہ تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر یہ خطرناک پروگرام بنایا جسے اللہ تعالیٰ نے مٹی میں ملا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لیے بغیر بطور احسان کے ان کو رہا کر دیا۔

٢٦٨٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لِأُسَارَى بَدْرٍ: «لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَني في هٰؤُلَاءِ النَّتْنَى لأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ».

٢٦٨٩-محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: ”اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان نجس بدبوداروں کے متعلق بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو رہا کر دیتا۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ آیت قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوا کہ حسب مصلحت قیدی کو فدیہ لیے بغیر احسان کرتے ہوئے رہا کر دینا جائز ہے۔ ② مطعم بن عدی کا رسول اللہ ﷺ پر یہ احسان تھا کہ طائف سے واپسی پر آپ اس کی حمایت اور پناہ سے مکہ میں آئے تھے اور اس نے آپ کا دفاع بھی کیا تھا۔

(المعجم ١٢١) - بَابٌ: فِي فِدَاءِ الأَسِيرِ بِالْمَالِ (التحفة ١٣١)

باب:۱۲۱-مال لے کر قیدی کو رہا کرنا

٢٦٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ قال: حدثنا أبُو نُوحٍ قال: أخبرنَا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ قال: حدثنا سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ قال: حدَّثني ابنُ عَبَّاسٍ قال: حدَّثني عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فأخَذَ يَعني النَّبِيَّ ﷺ الْفِدَاءَ أنْزَلَ

٢٦٩٠-حضرت عمر بن خطاب ؓ نے بیان کیا کہ جب بدر کا دن تھا اور نبی ﷺ نے قیدیوں سے فدیہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْأَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْآخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا

٢٦٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ما مَنَّ النبيُّ ﷺ على الأسارى من غير أن يُخَمِّس، ح:٣١٣٩ من حديث عبدالرزاق به.

٢٦٩٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: الإمداد بالملائكة في غزوة بدر، وإباحة الغنائم، ح:١٧٦٣ من حديث عكرمة بن عمار به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٠، ٣٣.

اللهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي ٱلْأَرْضِ﴾ إلى قوله: ﴿لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ﴾ [الأنفال: ٦٨] مِن الْفِدَاءِ ثُمَّ أَحَلَّ اللهُ لَهُمُ الْغَنَائِمَ.

أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ''نبی کو مناسب نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں یہاں تک کہ (دشمن کو) زمین میں اچھی طرح کچل لے' تم دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے' اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا فیصلہ پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (فدیہ) لیا ہے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔'' پھر اللہ عزوجل نے ان کے لیے غنیمتوں کو حلال فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُسْأَلُ عن اسْمِ أَبِي نُوحٍ فقال: أَيْشٍ تَصْنَعُ بِاسْمِهِ؟ اسْمُهُ اسْمٌ شَنِيعٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ان سے ابونوح کا نام پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تم اس کے نام کا کیا کرو گے؟ اس کا نام قبیح سا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُهُ قُرَادٌ، وَالصَّحِيحُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام ''قراد'' ہے (چیچڑی) اور صحیح یہ ہے کہ اس کا نام عبدالرحمٰن بن غزوان ہے۔

فائدہ: آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کافر قیدیوں کو قتل کرنے کی بجائے' جو فدیہ لیا ہے' یہ فیصلہ غلط تھا۔ تمہارے لیے بہتر یہ تھا کہ تم ان کو قتل کرتے' تاکہ کفار کی قوت کم ہوتی۔ لیکن چونکہ اللہ کی تقدیر میں تمہارے لیے مالِ غنیمت کا حلال ہونا لکھا ہوا تھا' اس لیے اللہ نے تمہیں معاف کر دیا۔ اور اس کے بعد مسلمانوں کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا' جب کہ پہلی امتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔

٢٦٩١- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْعَيْشِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ: حدثنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعمِائَةٍ.

٢٦٩١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے موقع پر اہل جاہلیت (مشرک قیدیوں) کا فدیہ چار سو (درہم فی کس) مقرر کیا تھا۔

٢٦٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٦١ من حديث عبدالرحمٰن بن المبارك به، وصححه الحاكم: ٣/ ١٤٠، ووافقه الذهبي * أبوالعنبس، لا ينزل حديثه عن درجة الحسن.

توضیح: شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ البتہ "چار سو درہم" کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔

٢٦٩٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَحْيَى بنِ عَبَّادٍ، عن أبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أهْلُ مَكَّةَ في فِدَاءِ أُسَرَائِهِمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ في فِدَاءِ أبي الْعَاصِ بِمَالٍ وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ عِنْدَ خَدِيجَةَ أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أبي الْعَاصِ. قالَتْ: فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقال: «إنْ رَأَيْتُمْ أنْ تُطْلِقُوا لَهَا أسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا». قالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أخَذَ عَلَيْهِ، أوْ وَعَدَهُ أنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إلَيْهِ، وَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَيْدَ بنَ حَارِثَةَ وَرَجُلًا مِنَ الأنْصَارِ فقال: «كُونَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا».

٢٦٩٢-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی صاحبزادی) نے (اپنے شوہر) ابوالعاص کے فدیہ میں مال بھیجا' اور وہ ہار پیش کیا جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو ابوالعاص سے شادی کے وقت دیا تھا۔ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوئی اور فرمایا: "اگر تم مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو اس کے لیے ویسے ہی رہا کر دو اور اس کا ہار اسے واپس کر دو۔" صحابہ نے اسے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آپ کی طرف بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو بھیجا اور انہیں کہا: "تم وادی یأجج کے دامن میں رکنا حتی کہ زینب تمہارے پاس آ جائے تو پھر اسے ساتھ لے کر آ جانا۔"

فوائد و مسائل: ① حسب مصالح قیدی کو فدیہ لیے بغیر رہا کرنا بھی جائز ہے۔ ② حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ابوالعاص کے ساتھ نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا مگر ابوالعاص نے صلح حدیبیہ کے ایام میں اسلام قبول کیا۔ ③ وادئ یأجج مکہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع تھی۔ ④ زینب رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اشد ضرورت کی بنا پر عورت بغیر محرم کے سفر کر سکتی ہے۔ جبکہ عورت کا خاوند اور محرم کوئی نہ ہو یا خاوند اور محرم کا کسی وجہ سے ساتھ جانا ممکن نہ ہو۔

٢٦٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم: ٣/ ٢٣٦، ٣٢٤و٤/ ٤٤، ٤٥ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في السيرة لابن هشام، ص: ٦٥٣.

٢٦٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي مَرْيَمَ: حدثنا عَمِّي يعني سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ قال: أخبرنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ قال: وَذَكَرَ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ أنَّ مَرْوَانَ وَالمِسْوَرَ بنَ مَخْرَمَةَ أخْبَرَاهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أنْ يَرُدَّ إلَيْهِمْ أموالَهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأحَبُّ الْحَدِيثِ إلَيَّ أصْدَقُهُ، فَاخْتَارُوا إمَّا السَّبْيَ وَإمَّا الْمَالَ»، فَقَالُوا: نَخْتَارُ سَبْيَنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأثْنَى عَلَى اللهِ ثُمَّ قالَ: «أمَّا بَعْدُ، فَإنَّ إخْوَانَكُمْ هٰؤُلَاءِ جَاءُوا تَائِبِينَ، وَإنِّي قَدْ رَأَيْتُ أنْ أرُدَّ إلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ، فَمَنْ أحَبَّ مِنْكُمْ أنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أحَبَّ مِنْكُمْ أنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إيَّاهُ مِنْ أوَّلِ مَا يُفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ»، فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لَهُمْ يارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أمْرَكُم»، فَرَجَعَ النَّاسُ وَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَأخْبَرُوا أنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا وَأذِنُوا.

٢٦٩٣-حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ ہوازن کے مسلمان لوگوں کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمارا مال واپس کر دیا جائے (جو کہ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ یہ لوگ ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو (مجاہدین) اور مجھے بات وہ پسند ہے جو سچی ہو' تم لوگ دو میں سے ایک چیز اختیار کر لو' قیدی یا مال۔'' انہوں نے کہا: ہم اپنے قیدیوں کو اختیار کرتے ہیں' (انہیں رہا کر دیا جائے) تو رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے' اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: ''تمہارے یہ بھائی تائب ہو کر آئے ہیں' میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں' تو تم میں سے بھی جو خوشی خوشی یہ کام کرنا چاہے کرے' اور جو پسند کرے کہ (اس کے قیدی کے بدلے) اسے اس کا حصہ دیا جائے تو یہ ہمارے ذمے رہا اور پہلی پہلی غنیمت جو اللہ ہمیں دے گا اس میں سے ہم اس کا حق ادا کریں گے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ان کے لیے بخوشی یہ کام کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہم پر یہ واضح نہیں ہے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی' لہٰذا تم جاؤ حتی کہ تمہارے نمائندے ہمیں آ کر تمہارا معاملہ بتائیں۔'' چنانچہ وہ لوگ لوٹ گئے' ان کے امیروں اور نمائندوں نے ان سے (کھل کر) بات کی' تو ان نمائندوں نے آ کر بتایا کہ ہمارے لوگ خوشی سے

٢٦٩٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوكالة، باب: إذا وهب شيئًا لوكيل أو شفيع قوم جاز، ح:٢٣٠٧، ٢٣٠٨ من حديث الليث بن سعد به.

انہیں (آزاد کرنے کی) اجازت دے رہے ہیں۔

٢٦٩٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رُدُّوا عَلَيْهِمْ نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ، فَمَنْ مَسَكَ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فإنَّ لَهُ بِهِ عَلَيْنَا سِتَّ فَرَائِضَ من أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيئُهُ اللهُ تَعالَى عَلَيْنَا» ثُمَّ دَنَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، مِنْ بَعِيرٍ فَأَخَذَ وَبَرَةً من سَنَامِهِ ثُمَّ قالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ شَيْءٌ وَلَا هٰذَا»، وَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ «إِلَّا الْخُمُسَ. وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُم فَأَدُّوا الْخِيَاطَ وَالمِخْيَطَ» فَقَامَ رَجُلٌ فِي يَدِهِ كُبَّةٌ مِنْ شَعْرٍ، فقال: أَخَذْتُ هٰذِهِ لِأُصْلِحَ بِهَا بَرْذَعَةً لِي، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكَ»، فَقَالَ: أَمَّا إِذَا بَلَغَتْ ما أَرَى فَلَا أَرَبَ لِي فِيهَا وَنَبَذَهَا.

٢٦٩٤- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے اس واقعہ کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کی عورتیں اور بچے انہیں لوٹا دو اور جو کوئی بلاعوض واپس نہ کرنا چاہے تو ہمارا اس سے وعدہ ہے کہ پہلی پہلی غنیمت جو اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے چھ اونٹ اسے دیے جائیں گے۔'' پھر آپ اپنے اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بال لیے اور فرمایا: ''لوگو! اس غنیمت میں سے میرے لیے خمس (پانچویں حصے) کے سوا کچھ نہیں ہے' اس قدر (بال) بھی نہیں۔'' اور آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی بلند فرمائی۔ اور فرمایا: ''یہ خمس بھی تم لوگوں ہی میں تقسیم ہوگا' لہٰذا سوئی اور دھاگے تک واپس کر دو۔'' چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہوا' اس کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا سا تھا وہ بولا: میں نے یہ بال لیے ہیں تاکہ پالان کے نیچے کی گدی درست کرلوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میرا ذاتی حصہ ہے یا بنی عبدالمطلب کا' وہ تم لے سکتے ہو (دوسروں کا نہیں۔'') اس نے کہا: اگر اس کا اتنا گناہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور اس نے گچھا پھینک دیا۔

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ہمیشہ سچی اور صاف بات کیا کریں۔ ② مسلمانوں کے قائد کو بھی یہ حق نہیں کہ ان کی دلی رضامندی کے بغیر ان کے مال پر کوئی تصرف کرے۔ ③ اگر اجتماعی مصلحت کے تحت کوئی تصرف کرنا ہو تو اس کا عوض ادا کرنا لازمی ہے۔ ④ حسب مصلحت قیدیوں کو فدیہ

٢٦٩٤_ **تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، الهبة، باب هبة المشاع، ح:٣٧١٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في السيرة لابن هشام (بتحقيقي)، ح:٢٠٣ ☆ محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند ابن الجارود، ح:١٠٨٠ وغيره.

لیے بغیر آزاد کرنا جائز ہے۔⑤ قومی امانت میں معمولی خیانت بھی جرم عظیم ہے' لہٰذا منصب داروں کو فکر کرنی چاہیے اور خبردار رہنا چاہیے۔⑥ ہر قوم اور جماعت کو اجتماعی نظم قائم کرتے ہوئے اپنا امیر اور نمائندہ منتخب کرنا چاہیے جو اجتماعی امور میں ان کی نمائندگی کرے۔

(المعجم ١٢٢) - **بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يُقِيمُ عِنْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْعَدُوِّ بِعَرْصَتِهِمْ** (التحفة ١٣٢)

باب:۱۲۲-دشمن پر غلبہ پا لینے کے بعد امیر کا کچھ وقت کے لیے مفتوحہ علاقے میں ٹھہرنا

٢٦٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدثنا مُعَاذُ بنُ مُعاذٍ؛ ح: وَحدثنا هَارُونُ ابنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا رَوْحٌ قالا: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أنسٍ، عن أبي طَلْحَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا غَلَبَ عَلَى قَوْمٍ أقامَ بالْعَرْصَةِ ثَلَاثًا - قال ابْنُ الْمُثَنَّى: إذَا غَلَبَ قَوْمًا - أَحَبَّ أنْ يُقِيمَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

۲۶۹۵-حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غالب آ جاتے تو (اس کے بعد) تین دن تک ان کے علاقے میں اقامت فرماتے۔ ابن مثنیٰ نے کہا: جب آپ کسی قوم پر غالب آ جاتے تو پسند فرماتے کہ ان کے علاقے میں تین دن اقامت کریں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَانَ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ يَطْعَنُ في هٰذَا الْحَدِيثِ لأنَّهُ لَيْسَ مِنْ قَدِيمِ حَدِيثِ سَعِيدٍ، لأنَّهُ تَغَيَّرَ سَنَةَ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، وَلَمْ يُخْرِجْ هٰذَا الْحَدِيثَ إلَّا بآخِرِهِ.

(امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدث یحییٰ بن سعید اس حدیث پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ یہ سعید (ابن ابی عروبہ) کی قدیم روایات میں سے نہیں ہے کیونکہ سن ۴۵ ہجری میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ اور انہوں نے یہ حدیث اس عارضے کے بعد ہی بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُقَالُ إنَّ وَكِيعًا حَمَلَ عَنْهُ في تَغَيُّرِهِ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: (کہا جاتا ہے کہ وکیع نے ان سے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے دنوں میں لی تھی۔)

فائدہ: حدیث صحیح ہے اور یہ صحیح بخاری میں بھی ہے (٣٠٦٥)۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوداود کا یہ قول' جو بریکٹوں کے درمیان ہے' ابوداود کے بعض نسخوں میں نہیں ہے اور اس کا نہ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے۔

٢٦٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غلب العدو، فأقام على عرصتهم ثلاثًا ح: ٣٠٦٥ من حديث روح بن عبادة به.

(المعجم ١٢٣) - بَابٌ: فِي التَّفْرِيقِ بَيْنَ السَّبْيِ (التحفة ١٣٣)

باب:۱۲۳-قیدیوں کو جدا جدا کرنا

٢٦٩٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا إسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ عنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن الْحَكَمِ، عنْ مَيْمُونِ ابنِ أبي شَبِيبٍ، عن عَلِيٍّ رضي الله عنه: أَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عنْ ذٰلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ.

۲۶۹۶-حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے میں جدائی کر دی (اور انہیں علیحدہ علیحدہ بیچ دیا) تو نبی ﷺ نے ان کو اس سے روک دیا اور ان کی یہ بیع واپس کرادی۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَمَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَلِيًّا قُتِلَ بالْجَمَاجِمِ. والْجَمَاجِمُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَثَمَانِينَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ میمون (بن ابی شبیب) نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ یہ سن ۸۳ھ میں جماجم میں قتل کر دیے گئے تھے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَالْحَرَّةُ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ ابنُ الزُّبَيْرِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: واقعہ حرہ سن ۶۳ ہجری میں ہوا تھا اور حضرت (عبداللہ) ابن زبیر سن ۷۳ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔

فائدہ: یہ روایت یہاں اس سند کے ساتھ منقطع ہے جیسا کہ امام ابوداود نے تصریح کی ہے لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ صحیح ہے کہ لونڈی اور اس کے بچے کو الگ الگ بیچنا صحیح نہیں ہے۔ اس طرح ماں کو بھی تکلیف ہوگی اور بچہ بھی پریشان ہوگا۔

(المعجم ١٢٤) - بَابٌ: الرُّخْصَةِ فِي الْمُدرِكِينَ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمْ (التحفة ١٣٤)

باب:۱۲۴-اگر قیدی جوان ہوں تو ان میں جدائی کی جاسکتی ہے

٢٦٩٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ

۲۶۹۷-حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (سلمہ بن

٢٦٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢٦ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، وحديث الترمذي، ح: ١٢٨٣، ١٥٦٦ يغني عنه.

٢٦٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب التنفيل وفداء المسلمين بالأسارى، ح: ١٧٥٥ من حديث عكرمة بن عمار به.

قال: حدثنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حدثنا عِكْرِمَةُ قال: حدَّثني إِيَاسُ بنُ سَلَمَةَ قال: حدثني أبي قال: خَرَجْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ - وَأَمَّرَهُ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ - فَغَزَوْنَا فَزَارَةَ، فَشَنَنَّا الْغَارَةَ، ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَى عُنُقٍ مِنَ النَّاسِ فِيهِ الذُّرِّيَّةُ وَالنِّسَاءُ، فَرَمَيْتُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْجَبَلِ فَقَامُوا فَجِئْتُ بِهِمْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فِيهِمُ امْرَأَةٌ مِنْ فَزَارَةَ وَعَلَيْهَا قِشْعٌ مِنْ أَدَمٍ، مَعَهَا بِنْتٌ لَهَا مِنْ أَحْسَنِ الْعَرَبِ، فَنَفَّلَنِي أَبُو بَكْرٍ بِنْتَهَا فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فقالَ لِي: «يَاسَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ»، فَقُلْتُ: وَاللهِ! لَقَدْ أَعْجَبَتْنِي وَمَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا، فَسَكَتَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السُّوقِ، فقالَ لِي: «يَاسَلَمَةُ! هَبْ لِي الْمَرْأَةَ لله أَبُوكَ»، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! مَا كَشَفْتُ لَهَا ثَوْبًا وَهِيَ لَكَ، فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَفِي أَيْدِيهِمْ أَسْرَى، فَفَدَاهُمْ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ.

اکوع ؓ) سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں: ہم حضرت ابوبکر ؓ کے ساتھ (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا' ہم نے بنوفزارہ کے ساتھ جہاد کیا اور ہر طرف سے ان پر چڑھائی کی۔ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی' ان میں بچے تھے اور عورتیں بھی۔ میں نے ایک تیر مارا جو ان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے' میں انہیں حضرت ابوبکر ؓ کے پاس لے آیا۔ ان میں فزارہ کی ایک عورت تھی جس نے ایک پرانی کھال اوڑھی ہوئی تھی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکیوں میں سے تھی۔ ابوبکر ؓ نے وہ لڑکی بطور نفل غنیمت مجھے دے دی۔ میں مدینے آیا اور رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: ''اے سلمہ! وہ عورت مجھے ہبہ کر دے۔'' میں نے عرض کیا: قسم اللہ کی! وہ تو مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں نے اس کا کپڑا بھی نہیں اٹھایا۔ پس آپ خاموش ہو رہے۔ جب اگلا دن ہوا' رسول اللہ ﷺ مجھے بازار میں ملے اور فرمایا: ''اے سلمہ! عورت مجھے ہبہ کر دے' تیرے باپ کی بھلائی ہو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا' مگر وہ آپ کی ہوئی۔ چنانچہ آپ نے اسے اہل مکہ کی طرف بھیج دیا جبکہ کچھ مسلمان قیدی ان کے قبضے میں تھے' تو اس عورت کو بطور فدیہ کے ان کو دے دیا۔

فوائد و مسائل: ① مجاہدین کو اضافی انعامات (نفل غنیمت) خمس نکالنے سے پہلے دیے جاتے ہیں۔ ② قیدی اگر بڑی عمر کے ہوں تو قریبی رشتہ داروں میں بھی تفریق کی جا سکتی ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ④ لونڈیوں سے مباشرت جائز ہے خواہ مشرک ہی ہوں مگر استبراء (ایک حیض آنے) کے بعد۔ ⑤ جس طرح بھی بن پڑے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرایا جائے۔

(المعجم ١٢٥) - بَابٌ: فِي الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ يُدْرِكُهُ صَاحِبُهُ فِي الْغَنِيمَةِ (التحفة ١٣٥)

باب:١٢٥-کفار کسی مسلمان کا مال لے اڑیں پھر اس کا مالک مال غنیمت میں اپنا مال پالے

٢٦٩٨- حَدَّثَنا صَالِحُ بنُ سُهَيْلٍ: حدثنا يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي زَائِدَةَ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أنَّ غُلَامًا لابْنِ عُمَرَ أبَقَ إلَى الْعَدُوِّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إلَى ابنِ عُمَرَ وَلَمْ يُقْسَمْ. قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَقال غَيْرُهُ رَدَّهُ عليهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ.

٢٦٩٨-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ان کا ایک غلام بھاگ کر دشمنوں کے پاس چلا گیا۔ پھر مسلمان ان لوگوں پر غالب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ غلام ابن عمر کو واپس کر دیا اور (بطور غنیمت) تقسیم نہیں فرمایا۔ امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: (یحییٰ بن ابی زائدہ کے علاوہ) کسی دوسرے نے کہا کہ خالد بن ولید ؓ نے اسے واپس کیا تھا۔

فائدہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگلی روایت صحیح ہے' جس میں ہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا ہے اور حضرت خالد بن ولید نے وہ غلام یا گھوڑا واپس کیا تھا۔

٢٦٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ المَعْنى، قالا: حدثنا ابنُ نُمَيْرٍ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَأبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِأرْضِ الرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهُ عَلَيهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.

٢٦٩٩-(محمد بن سلیمان الانباری کی سند سے مروی ہے) حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تو دشمن نے اسے پکڑ لیا۔ پھر مسلمان ان پر غالب آ گئے تو وہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ابن عمر ؓ کو واپس دے دیا گیا۔ (ایک اور موقع پر) حضرت ابن عمر ؓ کا ایک غلام بھاگ گیا اور رومیوں کے علاقے میں چلا گیا۔ مسلمان ان پر غالب آئے تو حضرت خالد بن ولید ؓ نے یہ ان کو واپس کر دیا۔ اور یہ نبی ﷺ کے بعد کا واقعہ ہے۔

٢٦٩٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٢٦٤ من حديث ابن أبي زائدة به، وهذا شاذ، انظر الحديث الآتي

٢٦٩٩- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما أحرز العدو ثم ظهر عليه المسلمون، ح: ٢٨٤٧ من حديث ابن نمير به، وعلقه البخاري، ح: ٣٠٦٧.

(المعجم ١٢٦) - **بَابٌ: فِي عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ يُلْحِقُونَ بِالْمُسْلِمِينَ فَيُسْلِمُونَ** (التحفة ١٣٦)

باب:١٢٦-مشرکوں کے غلام اگر مسلمانوں سے آ ملیں اور اسلام قبول کرلیں

٢٧٠٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قال: حدثني مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أبَانَ ابنِ صَالِحٍ، عن مَنْصُورِ بنِ الْمُعْتَمِرِ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ قال: «خَرَجَ عِبْدَانٌ إلَى رَسُولِ الله ﷺ يعني يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصُّلْحِ، فَكَتَبَ إلَيْهِ مَوَالِيهِمْ، فَقَالُوا: يَامُحَمَّدُ! وَالله! مَا خَرَجُوا إلَيْكَ رَغْبَةً في دِينِكَ، وَإنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ، فَقَالَ نَاسٌ: صَدَقُوا يَارَسُولَ اللهِ! رُدَّهُمْ إلَيْهِمْ، فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ وَقالَ: «مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُونَ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! حتى يَبْعَثَ اللهُ عَلَيْكُم مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُم عَلَى هٰذَا» وَأبَى أنْ يَرُدَّهُمْ وَقالَ: «هُمْ عُتَقَاءُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

٢٧٠٠-حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز صلح سے پہلے کچھ غلام بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے تو ان کے مالکوں نے آپ کو لکھا: اے محمد! (ﷺ) قسم اللہ کی! یہ لوگ تمہارے دین کے شوق میں تمہارے پاس نہیں آئے ہیں' بلکہ غلامی سے بھاگ کر آئے ہیں۔ صحابہ میں سے کچھ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہوں نے سچ کہا ہے' آپ انہیں ان کو واپس لوٹا دیں تو رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: ''اے قریشیو! میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک کہ اللہ تم پر کسی ایسے کو نہ بھیج دے جو تمہاری اس (ہٹ دھرمی) پر تمہاری گردنیں مار دے۔'' اور آپ نے ان کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔''

فائدہ: جب ایک آدمی دارالکفر سے نکل بھاگا تو اپنے طور پر آزاد ہو گیا۔ پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ آزاد ہے۔ اس کا اسلام بھی قبول ہے۔ اسے کفار کے پاس واپس بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(المعجم ١٢٧) - **بَابٌ: فِي إبَاحَةِ الطَّعَامِ بِأرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ١٣٧)

باب:١٢٧-دشمن کے علاقے سے ملنے والی کھانے پینے کی اشیا کے استعمال کا جواز

٢٧٠٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٢٥ من حديث عبدالعزيز بن يحيى به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ٣٧١٥ من حديث شريك القاضي عن منصور به، وقال: "حسن صحيح غريب" * محمد بن إسحاق وشريك القاضي مدلسان وعنعنا.

٢٧٠١- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ: حدثنا أَنسُ بنُ عِيَاضٍ عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوا في زَمَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ طَعَامًا وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ.

۲۷۰۱-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لشکر کو غلہ اور شہد بطور غنیمت ملا' تو اس میں سے خمس نہیں لیا گیا تھا۔

٢٧٠٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْقَعْنَبِيُّ قالا: حدثنا سُلَيْمَانُ عن حُمَيْدٍ يَعْني ابْنَ هِلَالٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ قال: دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ قال: فَأَتَيْتُهُ فَالْتَزَمْتُهُ قال: ثُمَّ قُلْتُ: لا أُعْطِي مِنْ هٰذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا قالَ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ.

۲۷۰۲-حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز چربی سے بھرا ایک تھیلا اوپر سے لڑھکایا گیا۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے جھپٹ لیا' پھر میں نے کہا: آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے گردن موڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میری جانب (دیکھ کر) مسکرا رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① فقہائے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مطعومات (کھانے پینے والی چیزوں) میں سے خمس نہیں نکالا جاتا۔ اور مجاہدین کو حسب حاجت کھا پی لینے کی رخصت ہے۔ البتہ بہت زیادہ مقدار میں حاصل ہونے والا غلہ بعد از استعمال بطور غنیمت تقسیم ہوگا۔ ② خمس کا مسئلہ آگے باب: ۱۵۸ میں آ رہا ہے۔ ③ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی چربی بھی۔

(المعجم ١٢٨) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَى إِذَا كَانَ فِي الطَّعَامِ قِلَّةٌ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۲۸- دشمن کے علاقے میں طعام کی کمی ہو تو لوٹ کی ممانعت

٢٧٠٣- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ:

۲۷۰۳- ابولبید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت

٢٧٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٣٦٩، ٣٧٠، ح: ١٣٣٧٢، والبيهقي: ٩/ ٥٩ من حديث إبراهيم بن حمزة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٧٠، ورواه البخاري، ح: ٣١٥٤ من حديث نافع به.

٢٧٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب جواز الأكل من طعام الغنيمة في دارالحرب، ح: ١٧٧٢ من حديث سليمان بن المغيرة، والبخاري، فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في أرض الحرب، ح: ٣١٥٣ من حديث حميد بن هلال به.

٢٧٠٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦٢، ٦٣ من حديث جرير بن حازم به، وللحديث شواهد.

حدثنا جَرِيرٌ يَعْني ابنَ حَازِمٍ، عن يَعْلَى بنِ حَكِيمٍ، عن أبي لَبِيدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ بكَابُلَ فَأَصَابَ النَّاسَ غَنِيمَةٌ فَانْتَهَبُوهَا، فَقَامَ خَطِيبًا فقال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عن النُّهْبَى، فَرَدُّوا مَا أَخَذُوا فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں کابل میں تھے۔ لوگوں کو غنیمت ملی تو ہر ایک نے اسے لوٹ لیا۔ پس انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے لوٹ سے منع کیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جو کچھ لیا تھا سب واپس کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسے ان میں تقسیم کر دیا۔

توضیح: اللہ تعالیٰ نے مقررہ حقوق والی چیزوں میں بقدر حق لینا' اور عام جائز چیزوں میں ایک دوسرے کا لحاظ کرنے اور ہمدردی برتنے کا حکم دیا ہے جبکہ لوٹ اور چھینا جھپٹی میں استحقاق کی بجائے زور بازو سے کام لیا جاتا ہے اور کسی کو زیادہ اور کسی کو کم ملتا ہے اور کئی محروم رہ جاتے ہیں، اس لیے یہ طرز عمل جائز نہیں۔

٢٧٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حدثنا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عن مُحَمَّدِ بنِ أَبِي مُجَالِدٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى قال: قُلْتُ: هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُونَ يَعْني الطَّعَامَ، في عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: أَصَبْنَا طَعَامًا يَوْمَ خَيْبَرَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِيءُ فَيَأْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارَ مَا يَكْفِيهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ.

۲۷۰۴- محمد بن ابی مجالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھانے پینے کی اشیا میں سے خمس نکالا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہمیں خیبر کے روز غلہ ملا تو ضرورت مند آتا اور جس قدر اسے ضرورت ہوتی لے کر چلا جاتا۔

٢٧٠٥- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ عن عَاصِمٍ يَعْني ابنَ كُلَيْبٍ، عنْ أبيهِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ

۲۷۰۵- ایک انصاری صحابی نے کہا: ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لوگوں کو انتہائی احتیاج اور بڑی مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں بکریاں مل گئیں جو انہوں نے لوٹ لیں (اور تقسیم نہ کیں) ہمارے دیگچے ابل رہے تھے۔ (گوشت پک رہا

٢٧٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٤ من حديث أبي إسحاق الشيباني به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٧٢، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ١٢٦، ووافقه الذهبي.

٢٧٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٦١ من حديث أبي داود به.

وَأَصَابُوا غَنَمًا فَانْتَهَبُوهَا، فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ فَأَكْفَأَ قُدُورَنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ» أَوْ «إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ» الشَّكُّ مِنْ هَنَّادٍ.

تھا) کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوس کے سہارے چلتے ہوئے تشریف لائے اور ہمارے دیگچوں کو اپنی قوس سے الٹ دیا اور گوشت کو مٹی میں لتھیڑنے لگے اور فرمایا: ''لوٹ کا مال مردار سے زیادہ حلال نہیں۔'' یا یوں فرمایا: ''مردار کا گوشت لوٹ کے مال سے زیادہ حلال نہیں۔'' یہ شک ہناد کو ہوا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یعنی جس طرح مردار کا گوشت حلال اور جائز نہیں' یہی حکم لوٹ کے اس مال کا ہے جو بلا استحقاق لیا جائے۔ ② نبی ﷺ نے انتہائی مشقت اور احتیاج کے حالات میں بھی دوسروں کا حق کھانے کی اجازت نہیں دی۔ ③ مالی سزا دینا (تعزیر بالمال) جائز ہے۔ ④ امام پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں عدل و انصاف کا ہر حال میں اہتمام کرے' اس سے اللہ کی رحمت اترتی اور دشمن پر غلبہ ملتا ہے۔

(المعجم ١٢٩) - بَابٌ: فِي حَمْلِ الطَّعَامِ مِنْ أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٣٩)

باب:١٢٩- دشمن کے علاقے سے کھانے پینے کی چیزیں اپنے ساتھ لے آنا

٢٧٠٦- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابنَ حَرْشَفٍ الأَزْدِيَّ حَدَّثَهُ عن الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: كُنَّا نَأْكُلُ الْجَزَرَ فِي الْغَزْوِ وَلَا نَقْسِمُهُ حَتَّى إِنْ كُنَّا لَنَرْجِعُ إِلَى رِحَالِنَا وَأَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مُمْلَأَةٌ.

٢٧٠٦- اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی کا بیان ہے' کہا: جہاد کے دوران میں ہم اونٹ ذبح کر کے کھاتے اور (باقاعدہ) تقسیم نہ کرتے حتیٰ کہ جب ہم واپس لوٹتے تو ہمارے تھیلے اس گوشت سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔

(المعجم ١٣٠) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ إِذَا فَضَلَ عَنِ النَّاسِ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٤٠)

باب:١٣٠- دار الحرب میں جب کھانے پینے کی اشیا لوگوں کی ضرورت سے زائد ہوں تو انہیں بیچنے کا مسئلہ

٢٧٠٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٣٩ * ابن حرشف مجهول (تقريب).

٢٧٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ حَمْزَةَ: حدثنا أَبُو عَبْدِ العَزِيزِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الأُرْدُنِّ - عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غَنْمٍ قال: رَابَطْنَا مَدِينَةَ قِنَّسْرِينَ مَعَ شُرَحْبِيلَ بنِ السِّمْطِ، فَلَمَّا فَتَحَهَا أَصَابَ فيهَا غَنَمًا وَبَقَرًا، فَقَسَمَ فِينَا طَائِفَةً مِنْهَا وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا في المَغْنَمِ، فَلَقِيتُ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ مُعَاذٌ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ فَأَصَبْنَا فيهَا غَنَمًا، فَقَسَمَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ طَائِفَةً وَجَعَلَ بَقِيَّتَهَا في المَغْنَمِ.

۲۷۰۷-حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت شرحبیل بن سمط رضی اللہ عنہ کی معیت میں قنسرین شہر کا محاصرہ کیا۔ جب انہوں نے اس کو فتح کر لیا تو وہاں سے انہیں بکریاں اور گائیں ملیں۔ انہوں نے ان میں سے ایک حصہ ہم میں تقسیم کر دیا اور باقی کو غنیمت میں جمع کر لیا۔ پھر میں (عبدالرحمٰن بن غنم) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ سب ان کو بتایا' تو انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شرکت کی' پس ہمیں بکریاں ملیں' تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ کو ہم میں تقسیم کر دیا (کھانے کے لیے) اور باقی کو مال غنیمت میں شامل کر لیا۔

فائدہ: مطعومات میں سے جو استعمال ہو جائے اسے استعمال کر لیا جائے اور بقیہ کو بطور غنیمت جمع رکھا جائے تاکہ بعد میں خُمس (پانچواں حصہ) نکال کر حصوں کے مطابق تقسیم کیا جا سکے' اسے فروخت نہ کیا جائے۔ ہاں ہر شخص اپنا حصہ وصول کر لینے کے بعد اس میں جو تصرف کرے' اس کا حق ہے۔

(المعجم ١٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْتَفِعُ مِنَ الْغَنِيمَةِ بِشَيْءٍ (التحفة ١٤١)

باب:۱۳۱- (دوران جہاد) مشترکہ غنیمت میں سے استعمال کی چیزیں استعمال کرنا

٢٧٠٨- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ المعنى، - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِهِ أَتْقَنُ - قَالَا: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي مَرْزُوقٍ

۲۷۰۸-حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے' اسے روا نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کسی جانور پر سواری کرتا رہے حتیٰ کہ جب اسے لاغر کر ڈالے تو اسے غنیمت میں واپس کر دے۔ اور

٢٧٠٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٦٠ من حديث أبي داود به.

٢٧٠٨_ تخريج: [حسن] تقدم طرفه، ح:٢١٥٨، ٢١٥٩ وأخرجه أحمد: ٤/ ١٠٨، والدارمي، ح: ٢٤٨٠، ٢٤٩١، من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٢٢.

مَوْلَى تُجِيبَ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن رُوَيْفِعِ بنِ ثَابِتٍ الأنْصَارِيِّ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إذَا أَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى إذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ».

جس کا اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہے اسے جائز نہیں کہ مسلمانوں کی غنیمت میں سے کپڑا پہنے اور جب اسے بوسیدہ کر دے تو وہ اسے اس میں واپس کر دے۔"

فائدہ: بلاضرورتِ شرعی مشترکہ غنیمت میں سے کچھ لینا ناجائز ہے۔ ہاں! اگر جہادی ضرورت کے پیش نظر اشد ضرورت ہو تو لے سکتا ہے۔ امیر سے اجازت لے اور اس کی کما حقہ حفاظت کرے اور ضرورت پوری ہونے پر بروقت واپس کر دے' ضائع کر کے واپس دینا جرم ہے۔ اور ملی امانتوں کا یہی حکم ہے۔

(المعجم ١٣٢) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي السِّلَاحِ يُقَاتَلُ بِهِ فِي الْمَعْرَكَةِ (التحفة ١٤٢)

باب:١٣٢-دورانِ معرکہ غیر تقسیم شدہ غنیمت کے اسلحہ سے قتال کرنا جائز ہے

٢٧٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: أخبرنَا إبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ يُوسُفَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ إبْرَاهِيمُ بنُ يُوسُفَ بنِ إسْحَاقَ بنِ أبي إسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ عن أبِيهِ، عن أبي إسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ قال: حدَّثني أبُو عُبَيْدَةَ عن أبِيهِ قال: مَرَرْتُ فَإِذَا أَبُو جَهْلٍ صَرِيعٌ قَدْ ضُرِبَتْ رِجْلُهُ فَقُلْتُ: يَاعَدُوَّ اللهِ! يَاأَبَا جَهْلٍ! قَدْ أَخْزَى اللهُ الأَخِرَ - قالَ: وَلَا أَهَابُهُ عِنْدَ ذٰلِكَ - فقال: أبْعَدُ

٢٧٠٩- حضرت ابوعبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (غزوۂ بدر میں) میں ابوجہل کے پاس سے گزرا۔ وہ گرا پڑا تھا اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگی تھی۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے دشمن! اے ابوجہل! (بالآخر) اللہ نے (تجھ) کمینے کو ذلیل کر ہی دیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت اس سے کوئی خوف نہ تھا۔ تو اس نے کہا: تعجب (اور حسرت) ہے اس آدمی پر کہ اس کی اپنی ہی قوم نے اسے قتل کر دیا تو میں نے اس کو اپنی تلوار سے

٢٧٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٧٠ من حديث السبيعي به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٩٦١-٣٩٦٣، ومسلم، ح: ١٨٠٠ والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٠٠٤ وغيرهم * أبوإسحاق السبيعي عنعن وحديث البخاري يغني عنه.

مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ! فَضَرَبْتُهُ بِسَيْفٍ غَيْرِ طَائِلٍ، فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا حَتَّى سَقَطَ سَيْفُهُ مِنْ يَدِهِ فَضَرَبْتُهُ بِهِ حَتَّى بَرَدَ.

مارا جو کندسی تھی اور اس نے کوئی فائدہ نہ دیا۔ (اسے قتل نہ کرسکی۔) لیکن اس کے ہاتھ سے اس کی تلوار گر گئی، تب میں نے اس سے اس کو مارا حتیٰ کہ ٹھنڈا ہو گیا۔

فائدہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کافر ہی کی تلوار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے قتل کیا اور یہ استفادہ تقسیم سے پہلے کیا گیا جو بالکل بجا تھا۔ قتل ابوجہل کا مختصر بیان پیچھے حدیث ۲۶۸۰ میں دیکھیں۔

(المعجم ١٣٣) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ الْغُلُولِ (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۳۳-مال غنیمت میں خیانت اور چوری انتہائی گھناؤنا عمل ہے

٢٧١٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ وَبِشْرَ بنَ الْمُفَضَّلِ حدَّثاهُمْ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن أبي عَمْرَةَ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فقَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ، فقال: «إنَّ صَاحِبَكُم غَلَّ فِي سَبِيلِ اللهِ»، فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا [فيهِ] خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

۲۷۱۰-حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ اس سے لوگوں کے چہرے فق ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارے اس ساتھی نے اللہ کی راہ میں ہوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے۔“ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے مونگے ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے (شاید ان کی عورتیں استعمال کرتی ہوں) ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

٢٧١١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۲۷۱۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم

٢٧١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من غسل، ح: ١٩٦١، وابن ماجه، ح: ٢٨٤٨ من حديث يحيى القطان به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٨١، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٨٣٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٢٧، ووافقه الذهبي * أبوعمرة الأنصاري، لا ينزل حديثه عن درجة الحسن.

٢٧١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة؟، ح: ٦٧٠٧، ومسلم، الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون، ح: ١١٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٥٩.

عن ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عن أبي الْغَيْثِ - مَوْلَى ابنِ مُطِيعٍ -، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا إِلَّا الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ وَالأَمْوَالَ. قال: فَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَحْوَ وَادِي الْقُرَى - وَقَدْ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ عَبْدٌ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ - حَتَّى إِذَا كَانُوا بِوَادِي الْقُرَى، فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لم تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ»، أَوْ قال: «شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ».

خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ہمیں سونے چاندی کی بجائے عام کپڑے اور دیگر مال و متاع غنیمت میں حاصل ہوا۔ پھر آپ ﷺ وادی القریٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ کو ایک غلام ہدیہ کیا گیا تھا جس کا نام مِدعم تھا۔ جب ہم وادی القریٰ پہنچے اور مِدعم رسول اللہ ﷺ کے اونٹ سے پالان اتار رہا تھا کہ اسے ایک تیر آن لگا جس سے وہ قتل ہوگیا۔ لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو (کہ اسے دوران جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے ہوئے موت آئی ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ چادر جو اس نے خیبر کے روز تقسیم سے پہلے غنیمت میں سے اٹھائی تھی وہ اس پر آگ بن کر بھڑک رہی ہے۔'' لوگوں نے جب یہ سنا تو کوئی ایک تسمہ لے آیا تو کوئی دو تسمے اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تسمہ آگ کا تھا۔'' یا فرمایا: ''دو تسمے آگ کے تھے۔''

فائدہ: ملی امانتوں کا معاملہ انتہائی سخت ہے، بلا اجازت امیر یا بلا استحقاق کوئی معمولی چیز بھی اٹھا لینا، بہت بڑے عقاب کا باعث ہے۔

(المعجم ١٣٤) - بَابٌ: فِي الْغُلُولِ إِذَا كَانَ يَسِيرًا يَتْرُكُهُ الإِمَامُ وَلَا يُحَرِّقُ رَحْلَهُ (التحفة ١٤٤)

باب:۱۳۴-جب خیانت کا مال معمولی ہو تو امام چور کو چھوڑ دے اور اس کے سامان کو نہ جلائے

٢٧١٢- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ

۲۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ

٢٧١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٠٢ من حديث محبوب بن موسٰى، وأحمد: ٢/ ٢١٣ من حديث عبدالله بن شوذب به.

مُوسَىٰ قال: أخبرنا أبو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ شَوْذَبٍ قال: حدَّثني عَامِرٌ يَعْني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا أصَابَ غَنِيمَةً أمَرَ بِلَالًا، فَنَادَى في النَّاسِ، فَيَجِيئُونَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهُ وَيُقَسِّمُهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعَرٍ فقَالَ: يَارَسُولَ الله! هٰذَا فِيمَا كُنَّا أصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَ: «أسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي؟» ثَلَاثًا قالَ: نَعَمْ. قالَ: «وَمَا مَنَعَكَ أنْ تَجِيءَ بِهِ؟» فَاعْتَذَرَ إلَيْهِ فقَالَ: «كُنْ أنْتَ تَجِيءُ بِه يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أقْبَلَهُ عَنْكَ».

رسول اللہ ﷺ کو جب غنیمت حاصل ہوتی تو بلال کو حکم دیتے اور وہ اعلان کرتے اور لوگ اپنی اپنی غنیمتیں لے آتے۔ پھر آپ اس میں سے خُمس (پانچواں حصہ) نکالتے اور پھر تقسیم کر دیتے۔ ایک بار ایک آدمی اس اعلان اور تقسیم کے بعد بالوں سے بنی ہوئی ایک لگام لے آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہمیں غنیمت میں ملی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو نے بلال کو منادی کرتے سنا تھا؟“ آپ نے تین بار پوچھا۔ تو اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ”تو (اس وقت) تجھے یہ لے آنے سے کیا رکاوٹ تھی؟“ اس نے عذر معذرت کی مگر آپ نے فرمایا: ”اب اسے اپنے پاس رکھو' قیامت کے دن لے آنا' میں اسے تجھ سے ہرگز قبول نہیں کرتا۔“

فوائد ومسائل: ① عام معاملات میں نبی ﷺ انتہائی نرم اور رقیق القلب تھے مگر حدود اللہ اور حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی سخت تھے۔ ② دنیا کی سزا جتنی بھی ہو' آخرت کے عذاب کے مقابلے میں تھوڑی' ہلکی اور ختم ہونے والی ہوتی ہے۔ اور آخرت کا عذاب ناقابل بیان حد تک سخت ہے۔ ③ نبی ﷺ کا قبول کرنے سے انکار کرنے سے مقصد اس جرم کی شناعت وقباحت کو واضح کرنا تھا' اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کی توبہ غیر مقبول تھی یا اس مال کو اس کے مستحقین میں پہنچانا ناممکن تھا۔ اور بعض نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس مال غنیمت میں تمام مجاہدین کا حصہ تھا اور وہ سب متفرق ہو چکے تھے' اس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ پہنچانا ناممکن تھا۔ اس لیے اس حصے کو اس کے پاس ہی رہنے دیا گیا تا کہ اس کا وبال اسی پر پڑے اور وہی اس کی سزا بھگتے۔ اس میں بھی گویا وعید شدید کا پہلو ہے۔ (عون)

(المعجم ١٣٥) - بَابٌ: فِي عُقُوبَةِ الْغَالِّ (التحفة ١٤٥)

باب: ۱۳۵- غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا کا بیان

٢٧١٣- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بنُ

۲۷۱۳- صالح بن محمد بن زائدہ کہتے ہیں کہ میں

٢٧١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الغال مايصنع به، ح: ١٤٦١ من ◄◄

مَنْصُورٍ قالا: حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ - قال النُّفَيْلِيُّ: الأَنْدَرَاوَرْدِيُّ - عَنْ صَالِحِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ زَائِدَةَ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَالِحٌ هذَا أَبُو وَاقِدٍ قالَ: دَخَلْتُ مَعَ مَسْلَمَةَ أَرْضَ الرُّومِ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ غَلَّ فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوهُ». قالَ: فَوَجَدْنَا في مَتَاعِهِ مُصْحَفًا، فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ؟ فقالَ: بِعْهُ وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ.

مسلمہ بن عبدالملک کی معیت میں رومی علاقے میں گیا تو ایک آدمی لایا گیا جس نے غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا‘ تو انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے‘ آپ نے فرمایا: ”جب تم کسی کو پاؤ کہ اس نے غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا مال و اسباب جلا ڈالو اور اسے مارو۔“ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے اس کے سامان میں قرآن مجید کا ایک نسخہ پایا۔ مسلمہ نے اس کے بارے میں جناب سالم سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اسے فروخت کرواور اس کی قیمت صدقہ کر دو۔

٢٧١٤- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى الأَنْطَاكِيُّ قالَ: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ عن صَالِحِ بنِ مُحَمَّدٍ قال: غَزَوْنَا مَعَ الْوَلِيدِ بنِ هِشَامٍ وَمَعَنَا سَالِمُ بنُ عَبْدِ اللهِ ابنِ عُمَرَ وَعُمَرُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ فَغَلَّ رَجُلٌ [مِنَّا] مَتَاعًا فَأَمَرَ الْوَلِيدُ بِمَتَاعِهِ فَأُحْرِقَ وَطِيفَ بِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ سَهْمَهُ.

۲۷۱۴- صالح بن محمد کہتے ہیں کہ ہم نے ولید بن ہشام کی معیت میں جہاد کیا اور ہمارے ساتھ جناب سالم بن عبداللہ بن عمر اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی تھے۔ ایک شخص نے غنیمت میں کچھ خیانت کر لی۔ پس ولید نے اس کے اسباب کے متعلق حکم دیا تو اسے جلا دیا گیا‘ پھر اسے لشکر میں گھمایا گیا اور غنیمت کے حصے سے بھی اسے محروم کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ أَنَّ الْوَلِيدَ بنَ هِشَامٍ أَحْرَقَ رَحْلَ زِيَادِ بنِ سَعْدٍ وَكَانَ قَدْ غَلَّ وَضَرَبَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ (موقوف) روایت پہلی کی نسبت زیادہ صحیح ہے۔ کئی ایک نے روایت کیا ہے کہ ولید بن ہشام نے زیاد بن سعد کا اسباب جلا دیا تھا

◄◄ حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال: "غريب"، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٢٩ * صالح بن محمد ضعيف، والحديث ضعفه البيهقي: ٩/ ١٠٣ وغيره.

٢٧١٤- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٠٣ من حديث أبي داود به.

کیونکہ اس نے غنیمت میں خیانت کی تھی اور اسے مارا بھی تھا۔

٢٧١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حدثنا مُوسَى بنُ أيُّوبَ قال: حدثنا الْوَلِيدُ ابنُ مُسْلِمٍ: حدثنا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عنْ جَدِّهِ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حَرَّقُوا مَتَاعَ الْغَالِّ وَضَرَبُوهُ.

٢٧١٥- عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کرنے والے کا مال جلایا اور اسے مارا پیٹا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَزَادَ فيهِ عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ عن الْوَلِيدِ - وَلَمْ أسْمَعْهُ مِنْهُ - وَمَنَعُوهُ سَهْمَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: علی بن بحر نے بواسطہ ولید مزید کہا ہے: انہوں نے اسے اس کے غنیمت کے حصے سے محروم رکھا مگر میں (ابوداود) نے اس سے یہ نہیں سنا ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثنا بِهِ الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ وَعَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ قَالَا: حدثنا الْوَلِيدُ عن زُهَيْرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ قَوْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: مَنْعَ سَهْمِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور ہمیں یہ روایت ولید بن عتبہ اور عبدالوہاب بن نجدہ نے بسند ولید' زہیر بن محمد' عمرو بن شعیب کا اپنا قول بتایا۔ اور عبدالوہاب بن نجدہ حوطی نے غنیمت کا حصہ نہ دینے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ جناب سالم بن عبداللہ بن عمر کا قول بھی سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ معاملہ امیر المجاہدین کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ غنیمت میں خیانت کرنے والے کو جسمانی سزا دے' یا اس کو اس کے مال سے محروم کر دے یا کوئی اور سزا تجویز کرے' لیکن سامان جلانے سے گریز کرے' کیونکہ اس کی بابت مرفوع اور موقوف کوئی بھی روایت صحیح نہیں۔

(المعجم . . .) - باب النَّهْيِ عَنِ السَّتْرِ عَلَى مَنْ غَلَّ (التحفة ١٤٦)

باب:-(مال غنیمت کے) خائن کی خیانت پر پردہ ڈالنا ممنوع ہے

٢٧١٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/١٠٢ من حديث الوليد بن مسلم به * زهير بن محمد صدوق، روى عنه أهل الشام مناكير، والوليد بن مسلم شامي.

٢٧١٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حدَّثنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حدثنا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أبو دَاوُدَ: حدثنا جَعْفَرُ ابنُ سَعْدِ بنِ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أبيهِ سُلَيْمَانَ ابنِ سَمُرَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: أمَّا بَعْدُ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَتَمَ غالًّا فإنَّهُ مِثْلُهُ».

٢٧١٦-حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے (خطبے میں بیان کیا) امابعد! اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جس نے غنیمت میں کسی خائن کی خیانت پر پردہ ڈالا تو وہ بھی اسی خائن کی طرح ہے۔“

فائدہ: یہ حدیث گو ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے۔ یعنی یہ بات جو اس میں کہی گئی ہے وہ دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے۔

(المعجم ١٣٦) - بَابٌ: فِي السَّلَبِ يُعْطَى الْقَاتِلُ (التحفة ١٤٧)

باب:١٣٦-کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے

٢٧١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عنْ عُمَرَ بنِ كَثِيرِ بنِ أفْلَحَ، عن أبي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أبي قَتَادَةَ، عنْ أبي قَتَادَةَ أنَّهُ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في عَامِ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قالَ: فَرَأيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قالَ: فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أتَيْتُهُ منْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً

٢٧١٧-حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم کفار کے مقابلے میں آئے تو مسلمانوں میں بہت گڑبڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر چڑھائی کر رہا تھا۔ میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آیا اور اس کی گردن کے پاس تلوار ماری تو وہ میری طرف آیا اور مجھے (پکڑ کر) اس قدر بھینچا کہ میں نے اس سے موت کی بو پائی۔ پھر اسے موت آ گئی اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ملا اور ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ (کہ بھاگ

٢٧١٦- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٩٧٥ لعلته.

٢٧١٧- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ح: ٢١٠٠ عن القعنبي، ومسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٥٤، ٤٥٥.

وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ»، قال: فَقُمْتُ: ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ [ذٰلك] الثَّانِيَةَ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ». قالَ: فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ، فَقُمْتُ فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا لَكَ يَاأَبا قَتَادَةَ!» فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فقالَ رَجُلٌ منَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَارَسُولَ اللهِ! وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ مِنْهُ، فقال أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: لَا هَا اللهِ إِذًا، يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عن اللهِ وَعَنْ رَسُولِهِ، فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ»، فقال أَبُو قَتَادَةَ: فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

کھڑے ہوئے ہیں) انہوں نے کہا: بس یہ اللہ کا کرنا ہے۔ پھر لوگ لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور فرمایا: ''جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس مقتول کا اسباب اسی کا ہے۔'' (ابوقتادہ) کہتے ہیں: میں کھڑا ہوا اور کہا: کوئی ہے جو میری گواہی دے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری بار یہی بات فرمائی کہ ''جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کا گواہ بھی ہو تو اس کا اسباب اسی کا ہے۔'' کہتے ہیں کہ میں پھر اٹھا اور کہا: میرے متعلق گواہی کون دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے تیسری بار فرمایا' تو میں کھڑا ہوا' پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ابوقتادہ! کیا بات ہے؟'' میں نے اپنا قصہ بیان کیا۔ تو جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہتا ہے اور اس مقتول کا اسباب میرے پاس ہے۔ آپ اسے اس کے بارے میں راضی فرما دیجیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں' قسم اللہ کی! (یہ نہیں ہو سکتا) کہ وہ (کافر) اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا قصد کرے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑ رہا ہو اور آپ اس کا سلب (اسباب) تجھے دے دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ابوبکر نے) سچ کہا۔ وہ اسباب اسے دے دو۔'' ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ وہ اس نے مجھے دے دیا۔ پھر میں نے زرہ بیچی تو اس سے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ اور وہ میری پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کی۔

فائدہ: جو مال مقتول کے پاس ہو اس کا قاتل ہی اس کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔ اور اسے اصطلاحاً ''سلب'' کہتے ہیں۔ یعنی لباس، سواری اور اسلحہ۔ پیچھے اس کے ٹھکانے پر جو کچھ ہو وہ اس میں شامل اور شمار نہیں ہوتا۔ اس کی نقدی اور زیورات جو مخفی ہوتے ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے۔ (نیل الاوطار: ٧/ ٣٠٥)

٢٧١٨- حَدَّثنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أبِي طَلْحَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ يَعْنِي يَوْمَ حُنَيْنٍ: «مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ». فَقَتَلَ أبُو طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِينَ رَجُلًا وَأخَذَ أسْلَابَهُمْ، وَلَقِيَ أبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ وَمَعَهَا خَنْجَرٌ، فَقالَ: يَاأُمَّ سُلَيْمٍ! مَا هٰذَا مَعَكِ؟ قالَتْ: أرَدْتُ وَاللهِ! إنْ دَنَا مِنِّي بَعْضُهُمْ أبْعَجُ بِهِ بَطْنَهُ فَأخْبَرَ بِذٰلِكَ أبُو طَلْحَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ» قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا حديثٌ حَسَنٌ.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: أرَدْنَا بِهٰذَا الْخَنْجَرَ، فَكَانَ سِلَاحَ الْعَجَمِ يَوْمَئِذٍ الْخَنْجَرُ.

٢٧١٨- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن فرمایا تھا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو تو اس کا سلب (اسباب) اسی قاتل کا ہے۔'' چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے اسی دن بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سلب بھی حاصل کیا۔ ابوطلحہ ؓ (اپنی بیوی) ام سُلیم سے ملے جبکہ ان (ام سلیم) کے پاس ایک خنجر تھا، تو پوچھا: اے ام سُلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! میرا ارادہ یہ ہے کہ ان کافروں میں سے کوئی میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ چیر دوں گی۔ پھر ابوطلحہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتائی۔ امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور اس حدیث کے بیان سے ہمارا مقصد خنجر کے متعلق بتانا ہے (کہ بطور اسلحہ اس کا استعمال جائز ہے) کہ ان دنوں عجمی لوگ ہی اسے استعمال کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① غزوۂ حنین میں ابتدائی طور پر مسلمانوں کو کچھ ہزیمت ہوئی تھی مگر بعد میں انہوں نے اپنی قوت جمع کر لی اور اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی۔ سورۂ توبہ میں اس کا ذکر موجود ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ (التوبہ: ٢٥) ''بلاشبہ اللہ عزوجل بہت سے مقامات پر تمہاری مدد کر چکا ہے اور (یاد کرو) حنین کے روز کو جب تم اپنی کثرت پر نازاں ہوئے مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر

٢٧١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة النساء مع الرجال، ح: ١٨٠٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا.

تنگ ہوگئی تھی اور تم پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔" ② مقتول کے پاس جو ذاتی استعمال کا مال ہو وہ اس کے قاتل مجاہد کا حق ہوتا ہے خواہ کسی قدر ہو نیز اس میں سے خمس بھی نہیں لیا جاتا۔ ③ ہر دور میں رائج الوقت اسلحہ استعمال کرنا چاہیے۔ ④ مسلمان عورتوں کو بھی دفاع کے لیے تیار رہنا چاہیے تاکہ حسب ضرورت وہ اپنا دفاع کر سکیں۔

(المعجم ١٣٧) - **بَابٌ:** فِي الْإِمَامِ يَمْنَعُ الْقَاتِلَ السَّلَبَ إِنْ رَأَى وَالْفَرَسُ وَالسِّلَاحُ مِنَ السَّلَبِ (التحفة ١٤٨)

باب:۱۳۷-امام اگر مناسب سمجھے تو قاتل کو مقتول کے کچھ (سَلَب) سے محروم کر سکتا ہے۔اور یہ بیان کہ گھوڑا اور اسلحہ "سلب" میں شمار ہوگا

٢٧١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ: حدثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حدثني صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بن مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ زَيْدِ بنِ حَارِثَةَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ وَرَافَقَنِي مَدَدِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُ سَيْفِهِ، فَنَحَرَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ جَزُورًا فَسَأَلَهُ الْمَدَدِيُّ طَائِفَةً مِنْ جِلْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَاتَّخَذَهُ كَهَيْئَةِ الدَّرَقِ وَمَضَيْنَا فَلَقِينَا جُمُوعَ الرُّومِ وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ لَهُ أَشْقَرَ عَلَيْهِ سَرْجٌ مُذْهَبٌ وَسِلَاحٌ مُذْهَبٌ فَجَعَلَ الرُّومِيُّ يُفْرِي بِالْمُسْلِمِينَ فَقَعَدَ لَهُ الْمَدَدِيُّ خَلْفَ صَخْرَةٍ فَمَرَّ بِهِ الرُّومِيُّ فَعَرْقَبَ فَرَسَهُ فَخَرَّ وَعَلَاهُ فَقَتَلَهُ وَحَازَ فَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ، فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُسْلِمِينَ بَعَثَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَأَخَذَ

۲۷۱۹- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ مُوتہ میں روانہ ہوا۔ اہل یمن سے جو کمک ہمیں ملی ان میں سے ایک شخص میرے ساتھ ہولیا' اس کے پاس سوائے ایک تلوار کے اور کچھ نہ تھا۔ مسلمانوں کے ایک آدمی نے اونٹ ذبح کیا' تو اس آدمی نے ذبح کرنے والے سے کھال کا ایک حصہ مانگا جو اس نے اس کو دے دیا۔ پس اس نے اس کو ڈھال کی طرح بنالیا اور پھر ہم چلتے رہے۔ ہمیں رومی جماعتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ان میں ایک آدمی اپنے سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی زین اور ہتھیار سنہری تھے۔ وہ رومی مسلمانوں پر بڑے سخت حملے کر رہا تھا۔ تو یمن کی کمک والا یہ آدمی ایک چٹان کی اوٹ میں اس رومی کی تاک میں بیٹھ گیا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس یمنی نے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں تو وہ (رومی) گر پڑا اور یہ (یمنی) خود اس آدمی پر چڑھ بیٹھا اور اسے قتل کر دیا اور اس کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا۔ جب اللہ عزوجل نے

٢٧١٩- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح: ١٧٥٣ من حديث الوليد ابن مسلم به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٢٧، ٢٨.

مِنَ السَّلَبِ. قَالَ عَوْفٌ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَاخَالِدُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ؟ قَالَ: بَلَى وَلٰكِنِّي اسْتَكْثَرْتُهُ. قُلْتُ: لَتَرُدَّنَّهُ إِلَيْهِ أَوْ لَأُعَرِّفَنَّكَهَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَبَى أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهِ. قَالَ عَوْفٌ: فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمَدَدِيِّ وَمَا فَعَلَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاخَالِدُ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! اسْتَكْثَرْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاخَالِدُ! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ». قَالَ عَوْفٌ: فَقُلْتُ لَهُ: دُونَكَ يَاخَالِدُ! أَلَمْ أَفِ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالَ: فَأَخْبَرْتُهُ. قَالَ: فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «يَاخَالِدُ! لَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي أُمَرَائِي لَكُم صِفْوَةُ أَمْرِهِمْ وَعَلَيْهِمْ كَدَرُهُ».

مسلمانوں کو فتح دی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس یمنی کو بلوایا اور اس کے اسباب میں سے کچھ لے لیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے خالد! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ لیکن میں اسے بہت زیادہ سمجھتا ہوں۔ میں نے کہا: یا تو آپ اسے واپس کر دیں ورنہ میں آپ کی یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گا‘ مگر انہوں نے اس کو واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہوئے‘ تو میں نے آپ سے اس یمنی کا قصہ بیان کیا اور وہ بھی جو خالد رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خالد! اس کی کیا وجہ تھی جو تم نے کیا؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس سلب کو بہت زیادہ سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے جو کچھ اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کر دو۔“ عوف کہتے ہیں: میں نے خالد سے کہا: خالد! لو اب میں نے جو بات کہی تھی پوری کر دی؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کیا بات ہے؟“ میں نے انہیں بتا دی‘ تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور فرمایا: ”خالد! وہ مت واپس کرو‘ کیا تم لوگ میری خاطر میرے امراء سے کوئی رعایت نہیں کر سکتے؟ (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) ان کے معاملات کی عمدگی اور بھلائی تو تمہارے لیے ہو اور اس کی خرابی کے وہ ہی ذمہ دار ہوں۔“

٢٧٢٠- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حدثنا الْوَلِيدُ قالَ: سَأَلْتُ ثَوْرًا عنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحدَّثني عنْ خالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عنْ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ نَحْوَهُ.

۲۷۲۰-عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے' وہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: انتظامی معاملات میں امیر مجتہد کو کسی قدر تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کو مناسب نہیں کہ حکام و امراء کو ہر معاملے میں تنقید کی سان پر چڑھائے رکھیں۔

(المعجم ١٣٨) - **بَابٌ: فِي السَّلَبِ لَا يُخَمَّسُ** (التحفة ١٤٩)

باب:۱۳۸-سلب میں سے خمس نہیں لیا جاتا

٢٧٢١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عنْ صَفْوَانَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَضَى بالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ.

۲۷۲۱-حضرت عوف بن مالک اشجعی اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سلب کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ یہ قاتل کا حق ہے اور اس میں سے خمس نہیں نکالا۔

(المعجم ١٣٩) - **بَابُ مَنْ أَجَازَ عَلَى جَرِيحٍ مُثْخَنٍ يُنَفَّلُ مِنْ سَلَبِهِ** (التحفة ١٥٠)

باب:۱۳۹-جو شدید زخمی کو قتل کرے' اسے اس کے سلب میں سے کچھ دینا

٢٧٢٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ: حدَّثنا وَكِيعٌ عن أَبِيهِ، عن أبي

۲۷۲۲-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے روز مجھے ابوجہل کی

٢٧٢٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

٢٧٢١ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٠ من طريق آخر عن صفوان بن عمرو به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٦٩٨.

٢٧٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ١٢٤٤ * أبوإسحاق عنعن، وأبوعبيدة عن أبيه منقطع كما تقدم، ح: ٩٩٥.

إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ مَسْعُودٍ قالَ: نَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ سَيْفَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ.

تلوار عنایت فرمائی۔ اس کا کام انہوں نے ہی تمام کیا تھا۔

فائدہ: ابوجہل کو عفراء کے بیٹوں معاذ اور معوذ اور معاذ بن عمرو بن جموح نے زخمی کیا تھا۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹی تھی۔ (دیکھیے سابقہ حدیث: ٢٦٨٠)

(المعجم ١٤٠) - **بَابٌ: فِيمَنْ جَاءَ بَعْدَ الْغَنِيمَةِ لَا سَهْمَ لَهُ** (التحفة ١٥١)

باب: ۱۴۰- جو شخص غنیمت کی تقسیم کے بعد پہنچے اس کا اس میں کوئی حصہ نہیں

٢٧٢٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن مُحَمَّدِ بنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ أَنَّ عَنْبَسَةَ بنَ سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَانَ بنَ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ، فَقَدِمَ أَبَانُ بنُ سَعِيدٍ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِخَيْبَرَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا. وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لِيفٌ، فقال أَبَانُ: اقْسِمْ لَنَا يَارَسُولَ اللهِ! فقال أَبُوهُرَيْرَةَ: فَقُلْتُ: لا تَقْسِمْ لَهُمْ يَارَسُولَ اللهِ! فقال أَبَانُ: أَنْتَ بِهَا يَاوَبْرُ تَحَدَّرَ عَلَيْنَا مِنْ رَأْسِ ضَالٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «اجْلِسْ يَاأَبَانُ!» وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

۲۷۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید بن عاص کو مدینہ منورہ سے نجد کی جانب ایک جہادی مہم پر روانہ کیا۔ پس ابان بن سعید اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں پہنچے جبکہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا۔ ابان بن سعید اور ان کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے تنگ (زین کسنے کے چوڑے تسمے یا لگام) کھجور کی چھال کے تھے۔ تو ابان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجیے۔ ابان بولے: او بلے نما جانور! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ابان بیٹھ جاؤ۔" اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔

٢٧٢٤- حَدَّثَنَا حَامِدُ بنُ يَحْيَى

۲۷۲۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٧٢٣_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٤ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٧٩٣، وعلقه البخاري، ح: ٤٢٣٨ ※ إسماعيل بن عياش صرح بالسماع وتابعه عبدالله بن سالم.

٢٧٢٤_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٣٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

الْبَلْخِيُّ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ فَحَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْبَسَةَ بنَ سَعِيدٍ الْقُرَشِيَّ يُحَدِّثُ عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قَدِمْتُ المَدِينَةَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بِخَيْبَرَ حِينَ افْتَتَحَهَا، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُسْهِمَ لِي، فَتَكَلَّمَ بَعْضُ وَلَدِ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ، فقالَ: لا تُسْهِمْ لَهُ يَارَسُولَ اللهِ! قال: فَقُلْتُ: هٰذَا قَاتِلُ ابن قَوْقَلٍ، فقال سَعِيدُ بنُ الْعَاصِ: يَا عَجَبًا لِوَبْرٍ، قَدْ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُومِ ضَالٍ يُعَيِّرُنِي بِقَتْلِ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّي عَلى يَدَيْهِ.

مدینے پہنچا جب کہ رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے' جس وقت کہ آپ نے اسے فتح کیا تھا۔ میں نے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ تو سعید بن عاص کے بچوں میں سے کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسے مت دیجیے۔ میں نے کہا: یہ ابن قوقل رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔ تو سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اس بلے نما جانور پر تعجب ہے کہ ضال (پہاڑ) کی چوٹی سے ہمارے پاس اتر آیا ہے اور مجھے ایک مسلمان کے قتل پر عار دلاتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے میرے ہاتھوں عزت بخشی (اسے شہادت نصیب ہوئی) اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔

[قال أبو داود: هٰؤلاءِ كَانُوا نَحْو عَشْرَةٍ فَقُتِلَ مِنْهُم سِتَّةٌ وَرَجَعَ مَنْ بَقِيَ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لوگ تقریباً دس آدمی تھے۔ ان میں سے چھ شہید ہو گئے اور باقی واپس لوٹ آئے۔

فوائد ومسائل: ① جو لوگ معرکہ میں کسی طرح شریک نہ ہوں' ان کا غنیمت میں با قاعدہ حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ غنیمت جمع کر لیے جانے کے بعد لشکر اسلام سے جاملیں اور غنیمت تقسیم نہ ہوئی ہو تو انہیں بھی اس میں سے حصہ ملے گا۔ ② ابن قوقل (نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ) انصاری صحابی تھے جو غزوۂ احد میں ابان بن سعید کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے جبکہ ابان رضی اللہ عنہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں اور غزوۂ خیبر' حدیبیہ کے بعد ہوا ہے۔ ③ پہلی روایت میں ہے کہ ابان بن سعید نے غنیمت کا مطالبہ کیا تھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تھا اور دوسری میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تو ابان نے انکار کیا۔ حافظ منذری نے بحوالہ ابوبکر الخطیب رحمہ اللہ دوسری روایت کو راجح کہا ہے۔

٢٧٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ:

۲۷۲۵- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٢٧٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢٣٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حدثنا بُرَيْدٌ عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى قال: قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قال: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عن فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا، جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، فَأَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

ہیں کہ ہم لوگ (حبشہ سے) واپس آئے (اور خیبر پہنچے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا تو آپ نے ہم لوگوں کو بھی حصہ دیا...... یا کہا کہ آپ نے ہمیں بھی اس میں سے کچھ دیا...... حالانکہ آپ نے فتح خیبر سے غائب رہنے والوں میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دیا تھا۔ صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ حاضر تھے مگر ہم لوگ جو کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیگر مجاہدین کے ساتھ حصہ دیا۔

فائدہ: یہ عطیہ یا تو خمس میں سے دیا گیا تھا جس کے نبی ﷺ خود متصرف تھے یا دیگر مجاہدین کی رضامندی سے غنیمت میں سے دیا گیا تھا تاکہ ان مہاجرین کی دلجوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ (خطابی)

٢٧٢٦- حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قال: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن كُلَيْبِ بنِ وَائِلٍ، عن هَانِئِ بنِ قَيْسٍ، عن حَبِيبِ بنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عن ابنِ عُمَرَ قال: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ فقال: «إِنَّ عُثْمَانَ انْطَلَقَ فِي حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ وَإِنِّي أُبَايِعُ لَهُ» فَضَرَبَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَهْمٍ وَلَمْ يَضْرِبْ لِأَحَدٍ غَابَ غَيْرَهُ.

٢٧٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا: "عثمان رضی اللہ عنہ اللہ کے کام سے اور رسول اللہ کے کام سے گئے ہیں اور میں ان کی بیعت لے رہا ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے غنیمت میں سے ان کا حصہ نکالا اور ان کے سوا غائب رہنے والوں میں سے کسی کو کچھ نہیں دیا۔

فائدہ: بدر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے از خود انہیں حضرت رقیہ کی خدمت و تیمارداری کے لیے پابند فرمایا تھا۔ اور پھر وہ اس بیماری میں وفات پا گئی تھیں۔ اسی بنیاد پر انہیں غنیمت میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ البتہ اس میں بیعت والی بات راوی کا وہم ہے۔

◀◀ فضائل جعفر بن أبي طالب وأسماء بنت عميس وأهل سفينتهم رضي الله عنهم، ح: ٢٥٠٢ من حديث بريد به.

٢٧٢٦_ تخريج: [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ٤/ ١٣٥ من حديث الفزاري به مطولاً، وهو في كتاب السير للفزاري، ح: ٢٦٥، وله طريق آخر، صححه الحاكم: ٣/ ٩٨، ووافقه الذهبي، وسنده حسن.

کیونکہ نبی ﷺ نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت حدیبیہ کے موقع پر لی تھی۔ یہاں راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے اسے بدر کے واقعہ میں بیان کر دیا ہے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص مجاہدین کی کوئی ذمہ داری ادا کرنے کی وجہ سے قتال میں شریک نہ ہوا سے بھی غنیمت میں سے حصہ دیا جائے گا۔

(المعجم ١٤١) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ يُحْذَيَانِ مِنَ الْغَنِيمَةِ (التحفة ١٥٢)

باب:۱۴۱-عورت اور غلام کو غنیمت میں سے انعام واکرام دیا جائے

٢٧٢٧- حَدَّثَنا مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى أبُو صَالِحٍ: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن زَائِدَةَ، عن الأعمَشِ، عن المُخْتَارِ بنِ صَيْفِيٍّ، عن يَزِيدَ بنِ هُرْمُزَ قال: كَتَبَ نَجْدَةُ إلى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عن كَذَا وَكَذَا ذَكَرَ أشْيَاءَ وَعن المَمْلُوكِ أَلَهُ في الفَيْءِ شَيْءٌ وَعن النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيبٌ؟ فقال ابنُ عَبَّاسٍ: لَوْلَا أنْ يَأْتِيَ أُحْمُوقَةً ما كَتَبْتُ إلَيْهِ، أمَّا المَمْلُوكُ فَكَانَ يُحْذَى، وَأمَّا النِّسَاءُ فَكُنَّ يُدَاوِينَ الْجَرْحَى وَيَسْقِينَ الْمَاءَ.

۲۷۲۷- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ (حروری' جو کہ خوارج کا سردار تھا) نے حضرت ابن عباس ؓ کو کئی سوالات لکھ کر بھیجے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ کیا غلام کا غنیمت میں کوئی حصہ ہوتا ہے؟ اور عورتوں کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا غنیمت میں ان کا کوئی حصہ ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کوئی حماقت کرے گا تو میں اسے جواب نہ دیتا۔ (آپ نے لکھا کہ) غلام کو انعام دیا جاتا تھا' اور عورتیں زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں اور پانی پلایا کرتی تھیں۔

٢٧٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ [قال]: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ يَعني الوَهْبِيَّ قال: حَدَّثَنَا ابنُ إسْحَاقَ عن أبي جَعْفَرٍ وَالزُّهْرِيِّ، عن يَزِيدَ بنِ هُرْمُزَ قال: كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ إلى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عن النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَشْهَدْنَ الْحَرْبَ

۲۷۲۸- یزید بن ہرمز نے بیان کیا کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس ؓ کو لکھا اور پوچھا کہ کیا عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جایا کرتی تھیں؟ اور کیا آپ انہیں غنیمت میں سے کوئی حصہ عنایت فرماتے تھے؟ یزید بن ہرمز کہتے ہیں: حضرت ابن عباس ؓ کا جواب نجدہ کی طرف میں نے تحریر کیا تھا کہ عورتیں رسول

٢٧٢٧- تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم . . . الخ، ح: ١٨١٢ من حديث زائدة به.

٢٧٢٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ وَهَلْ كَانَ يُضْرَبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. قال: فَأَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابنِ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ: قَدْ كُنَّ يَحْضُرْنَ الْحَرْبَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَمَّا أَنْ يُضْرَبَ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَلَا، وَقَدْ كَانَ يُرْضَخُ لَهُنَّ.

اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتی تھیں اور یہ کہ انہیں غنیمت میں کوئی حصہ دیا جائے...... یہ نہیں ہوتا تھا' تاہم انہیں عطیہ وانعام ضرور دیا جاتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عورتوں اور دیگر خدمت گاروں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے مگران کی خدمت کی مناسبت سے معقول انعام واکرام ضرور دیا جائے۔ ② اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ عورتوں نے ایک فوجی اور مجاہد کی حیثیت سے شرکت نہیں کی تھی اگر ایسا ہوتا تو انہیں غنیمت میں سے پورا حصہ دیا جاتا۔ ان کی حیثیت خدمت گار کی سی تھی اور وہ بھی پس پردہ رہ کر۔ ③ اس سے زندگی کے ہر شعبے میں مرد وزن کی مغربی مساوات کا ہرگز اثبات نہیں ہوتا جیسا کہ بعض مغرب زدہ حضرات کرتے ہیں۔

۲۷۲۹- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ، قَالَا: أخبرنَا زَيْدٌ يَعني ابنَ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا رَافِعُ بنُ سَلَمَةَ بنِ زِيَادٍ قال: حدَّثني حَشْرَجُ بنُ زِيَادٍ عن جَدَّتِهِ، أُمِّ أبيهِ: أَنَّها خَرَجَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ، فَبَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا، فَرَأَيْنَا فِيهِ الْغَضَبَ، فَقَالَ: «مَعَ مَنْ خَرَجْتُنَّ وَبِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُنَّ؟» فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعْرَ وَنُعِينُ بِهِ في سَبِيلِ اللهِ، وَمَعَنَا دَوَاءٌ لِلْجَرْحَى وَنُنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِي السَّوِيقَ، فقال: «قُمْنَ». حَتَّى إِذَا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ أَسْهَمَ لَنَا كما أَسْهَمَ

۲۷۲۹- حضرت حشرج بن زیاد اپنی دادی (ام زیاد اشجعیہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئی تھیں اور وہ چھ میں سے چھٹی عورت تھی' کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے ہمیں بلوا بھیجا۔ ہم حاضر خدمت ہوئیں تو ہم نے آپ کو غصے میں دیکھا۔ فرمایا: ''تم کس کے ساتھ اور کس کی اجازت سے آئی ہو؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آئی ہیں بال بٹتی ہیں' اور اس سے جہاد میں مدد کرتی ہیں' ہمارے پاس زخمیوں کے لیے دوا دارو بھی ہے' ہم تیر اکٹھے کر کے دیتی ہیں اور ستو پلاتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ۔'' (کوئی بات نہیں) حتیٰ کہ جب اللہ نے آپ کے لیے خیبر فتح کر دیا تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عنایت فرمایا جیسے کہ مردوں کو دیا تھا۔

۲۷۲۹ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧١، والنسائي في الكبرى، ح: ٨٨٧٩ من حديث رافع بن سلمة به * حشرج بن زياد لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان.

لِلرِّجَالِ. قال: فَقُلْتُ لَهَا: يا جَدَّةُ وَمَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قالَتْ: تَمْرًا.

میں نے پوچھا دادی اماں! وہ کیا تھا؟ کہا: کھجور۔

٢٧٣٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ عن مُحَمَّدِ ابنِ زَيْدٍ قال: حدثني عُمَيْرٌ مَوْلَى آبي اللَّحْمِ قال: شَهِدْتُ خَيْبَرَ مع سَادَاتِي فَكَلَّمُوا فِيَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ بِي فَقُلِّدْتُ سَيْفًا فإِذَا أَنَا أَجُرُّهُ فَأُخْبِرَ أَنِّي مَمْلُوكٌ فأَمَرَ لِي بِشَيْءٍ مِنْ خُرْثِيِّ المَتَاعِ.

۲۷۳۰- حضرت عمیر رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بات کی' تو آپ نے میرے متعلق حکم دیا' میری گردن میں ایک تلوار لٹکا دی گئی' میں اسے گھسیٹنے لگا۔ پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ غلام ہے تو آپ نے میرے متعلق فرمایا اور مجھے گھر کے اسباب میں سے کچھ بطور انعام دیا گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لم يُسْهِمْ لَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال أَبُو عُبَيْدٍ: كَانَ حَرَّمَ اللَّحْمَ عَلَى نَفْسِهِ فَسُمِّيَ آبي اللَّحْمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا ہے: ابوعبید نے بیان کیا کہ راویٔ حدیث "آبی اللحم" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے گوشت کو اپنے لیے حرام کر لیا تھا اس لیے انہیں "آبی اللحم" کہا جاتا تھا (گوشت سے انکار کرنے والا۔)

فائدہ: ان کا اصل نام عبداللہ بن عبدالملک بن عبداللہ بن غفار ہے۔ (الاصابہ)

٢٧٣١- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قالَ: كُنْتُ أَمِيحُ أَصْحَابِي المَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ.

۲۷۳۱- حضرت جابر (بن عبداللہ رضی اللہ عنہما) کا بیان ہے کہ میں بدر کے روز اپنے اصحاب کے لیے کنویں سے پانی بھرتا رہا تھا۔ (کنویں میں اتر کر ہاتھوں سے ڈول بھرتا تھا کیونکہ نیچے پانی کم تھا۔)

٢٧٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب هل يسهم للعبد، ح: ١٥٥٧ من حديث بشر بن المفضل به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٦٩، والحاكم: ٢/ ١٣١، ووافقه الذهبي، وهو في مسند الإمام أحمد: ٥/ ٢٢٣.

٢٧٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١ "بلفظ: أمنح" من حديث أبي داود به ※ أبومعاوية الضرير والأعمش مدلسان وعنعنا.

فائدہ: غالباً انہیں اس خدمت پر انعام دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ١٤٢) - **بَابٌ: فِي الْمُشْرِكِ يُسْهَمُ لَهُ** (التحفة ١٥٣)

باب:۱۴۲- کیا مشرک کا غنیمت میں کوئی حصہ ہے؟

٢٧٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ قالا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مَالِكٍ، عن الْفُضَيْلِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ نِيَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ، - قالَ يَحْيَى -: إنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ لَحِقَ بالنَّبِيِّ ﷺ يُقَاتِلُ مَعَهُ فقَالَ: «ارْجِعْ» ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالا -: «إنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ».

۲۷۳۲- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نبی ﷺ سے ملا' تاکہ آپ کے ساتھ مل کر (مشرکین سے) قتال کرے۔ آپ نے فرمایا: ''واپس چلے جاؤ۔'' (یہ الفاظ یحییٰ بن معین کے ہیں۔ اس کے بعد مسدد اور یحییٰ دونوں باتفاق کہتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔''

فائدہ: جب مشرکین سے مدد نہیں لی جاتی تو غنیمت میں ان کا حصہ ہونے کے بھی کوئی معنی نہیں۔ اور اسلامی سیاست کا بنیادی اصول وقاعدہ یہی ہے کہ مشرکین سے مدد نہ لی جائے۔ مگر حسب احوال ومصالح اگر کہیں اضطراری کیفیت ہو تو بمقابلہ کفار مدد لی جاسکتی ہے' مسلمانوں کے خلاف نہیں۔ جیسے کہ سفر ہجرت میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے عبداللہ بن اریقط لیثی کی رہنمائی میں اپنا سفر مکمل فرمایا تھا۔ یہ مشرک تھا مگر قابل اعتماد تھا۔ ایسی کوئی صورت ہو تو کچھ انعام وغیرہ دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم' دیکھیے: (نیل الاوطار' باب ماجاء فی الاستعانة بالمشرکین: ۷/۲۵۴)

(المعجم ١٤٣) - **بَابٌ: فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ** (التحفة ١٥٤)

باب:۱۴۳- گھوڑوں کے حصوں کا بیان

٢٧٣٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے تھے۔ ایک حصہ مجاہد کا اور دو

٢٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب كراهة الاستعانة في الغزو بكافر إلا لحاجة أو كونه حسن الرأي في المسلمين، ح: ١٨١٧ من حديث الإمام مالك به.

٢٧٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب سهام الفرس، ح: ٢٨٦٣، ومسلم، ح: ١٧٦٢ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في مسند الإمام أحمد: ٢/ ٤١.

أَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ.

حصے اس کے گھوڑے کے۔

فائدہ: جہاد میں پیدل جہاد کرنے والے کے مقابلے میں گھوڑسوار کی کارکردگی عموماً بہت زیادہ ہوتی ہے' اس لیے غنیمت میں گھوڑے کا بھی حصہ رکھا گیا ہے۔ فی زمانہ ٹینکوں' لڑاکا طیاروں اور دیگر سواریوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

٢٧٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ: حدثني أبو عَمْرَةَ عن أبيهِ قالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَمَعَنَا فَرَسٌ، فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ مِنَّا سَهْمًا وَأَعْطَى الْفَرَسَ سَهْمَيْنِ.

۲۷۳۴- حضرت ابوعمرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم چار آدمی تھے اور ہمارے پاس گھوڑا تھا تو آپ نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ اور گھوڑے کو دو حصے عنایت فرمائے۔

٢٧٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أُمَيَّةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن رَجُلٍ مِنْ آلِ أَبِي عَمْرَةَ، عن أَبِي عَمْرَةَ بِمَعْنَاهُ، إِلَّا أَنَّهُ قالَ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ زَادَ: فَكَانَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ.

۲۷۳۵- (جناب مسدد کی سند سے ہے کہ) ابوعمرہ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس روایت میں ہے کہ ہم تین اشخاص آئے اور آپ نے گھوڑسوار کو تین حصے عنایت فرمائے۔

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - بَابٌ: فِيمَنْ أَسْهِمَ لَهُ سَهْمًا (التحفة ١٥٥)

باب: ۱۴۳' ۱۴۴- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ گھوڑے کا بھی ایک ہی حصہ ہے

٢٧٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَىٰ: حَدَّثَنا مُجَمِّعُ بنُ يَعْقُوبَ بنِ مُجَمِّعِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيُّ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَعْقُوبَ ابنَ المُجَمِّعِ يَذْكُرُ عن عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۲۷۳۶- حضرت مُجَمِّع بن جاریہ انصاری ؓ سے روایت ہے...... اور یہ ایسے قاری تھے جنھوں نے پورا قرآن پڑھا تھا' (حفظ کیا تھا)...... وہ بیان کرتے ہیں: ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔

٢٧٣٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ١٣٨/٤، سنده ضعيف، وللحديث شواهد * أبوعمرة مجهول الحال، والخبر معلل.

٢٧٣٥_ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٢٧٣٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠ من حديث مجمع بن يعقوب به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣١، ووافقه الذهبي، والتطبيق ممكن، والحمدلله.

ابنِ يَزِيدَ الأنْصَارِيِّ، عن عَمِّهِ مُجَمِّعِ بنِ جَارِيَةَ الأنْصَارِيِّ - قالَ: وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَءُوا الْقُرْآنَ - قالَ: شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إذَا النَّاسُ يَهُزُّونَ الأَبَاعِرَ، فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: مَا لِلنَّاسِ؟ قَالُوا: أُوحِيَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوجِفُ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا عَلَى رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كُرَاعِ الْغَمِيمِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَيْهِمْ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾. فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! أَفَتْحٌ هُوَ؟ قالَ: «نَعَمْ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إنَّهُ لَفَتْحٌ»، فَقُسِّمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَسَّمَهَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا، وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ، فِيهِمْ ثَلَاثُ مائَةِ فَارِسٍ، فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأَعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا.

جب ہم وہاں سے واپس ہونے لگے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو تیز بھگا رہے ہیں' لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے' تو ہم بھی لوگوں کے ساتھ اونٹ دوڑاتے ہوئے نکلے۔ ہم نے کراع الغمیم مقام پر دیکھا کہ نبی ﷺ اپنی سواری پر رکے ہوئے ہیں۔ جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے سورۂ فتح کی آیات تلاوت فرمائیں: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ ''بلاشبہ ہم نے آپ کو واضح فتح دی ہے۔'' ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ''ہاں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔'' چنانچہ (بعد میں) خیبر کی غنیمتیں اہل حدیبیہ ہی پر تقسیم کی گئیں۔ آپ نے ان کے اٹھارہ حصے بنائے اور لشکر والوں کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھوڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ عنایت فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ أَصَحُّ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ وَأَرَى الْوَهْمَ فِي حَدِيثِ مُجَمِّعٍ أَنَّهُ قالَ: ثَلَاثَ مِائَةِ فَارِسٍ وَكَانُوا مِائَتَيْ فَارِسٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: ابومعاویہ کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (حدیث: ۲۷۳۳) اور مجمع کی روایت میں وہم ہے کہ یہ گھوڑ سوار تین سو بتاتے ہیں حالانکہ وہ دو سو تھے۔

توضیح: غنائم خیبر کے اٹھارہ حصے یوں بنتے ہیں کہ اگر مجاہدین کی تعداد پندرہ سو اور ان میں گھوڑ سوار تین سو ہوں اور ہر گھوڑے کا ایک حصہ شمار کیا جائے تو یہ کل تعداد اٹھارہ سو ہوئی' چنانچہ ہر حصہ ایک سو کے لیے ہوا اور گھوڑے کے لیے بھی ایک ہی حصہ دیا گیا۔ مگر یہ بات صحیح تر روایات کے خلاف ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے' جیسے کہ امام

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا ہے۔صحیح یہ ہے کہ مجاہدین کی تعداد چودہ سواور ان میں گھوڑ سوار دو سو تھے۔گھوڑے کے لیے دو حصے تھے۔اس طرح کل حصے جن میں یہ غنیمتیں تقسیم ہوئیں' اٹھارہ سو بنے ہر ایک سو کے لیے ایک حصہ تھا اور کل حصے اٹھارہ بنائے گئے۔

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **بَابٌ: فِي النَّفْلِ** (التحفة ١٥٦)

باب:۱۴۴'۱۴۵-(غنیمت کے علاوہ) اضافی انعام دینے کا بیان

٢٧٣٧- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ قالَ: أخبرنَا خَالِدٌ عن دَاودَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا». قالَ: فَتَقَدَّمَ الْفِتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشْيَخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوهَا. فَلَمَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ قالَتِ الْمَشْيَخَةُ: كُنَّا رِدْءًا لَكُم لَو انْهَزَمْتُمْ فِئْتُمْ إلَيْنَا فَلَا تَذْهَبُونَ بِالْمَغْنَمِ وَنَبْقَى، فَأَبَى الْفِتْيَانُ وَقَالُوا: جَعَلَهُ رَسُولُ الله ﷺ لَنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ إلَى قَوْلِهِ: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ﴾ [الأنفال: ١-٥] يَقُولُ: فَكَانَ ذٰلِكَ خَيْرًا لَهُمْ، فَكَذٰلِكَ أيْضًا: فَأطِيعُونِي فَإنِّي أعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هٰذَا مِنْكُم.

۲۷۳۷-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''جس نے ایسے ایسے کیا اسے اتنا اتنا انعام (نفل) ملے گا۔'' چنانچہ نوجوان آگے بڑھے اور بڑی عمر کے لوگ نشانات (یا جھنڈوں) کے پاس رکے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا: ہم تمہارا سہارا تھے اگر تمہیں شکست ہوتی تو تم لوگ ہمارے ہی پاس لوٹ کے آتے' ساری غنیمت تم ہی نہ سمیٹ لے جاؤ کہ ہمیں کچھ نہ ملے مگر جوانوں نے انکار کیا اور کہنے لگے: یہ تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مخصوص فرمائی ہے۔تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال کی آیات نازل فرمائیں: ﴿يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ سے لے کر: ﴿وَ إِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ﴾ چنانچہ یہ سب ان کے لیے بہتر ہوا اور ایسے فرمایا کہ میری اطاعت کرو' بے شک اس کے انجام کو میں تم سے بہتر جانتا ہوں۔

فوائد ومسائل: ① سورۂ انفال کی ابتدائی پانچ آیتوں کا ترجمہ یہ ہے: ''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کے متعلق سوال کرتے ہیں' کہہ دیجیے کہ غنائم کا مالک اللہ ہے اور اس کا رسول' سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں صلح سے رہو۔

٢٧٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١١٩٧ من حديث داود بن أبي هند به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣١، ١٣٢، ٣٢٦، ٣٢٧، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم (واقعی) مومن ہو۔ ایمان والے تو وہ ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں ان کے لیے اپنے رب کے پاس درجات ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ جیسے کہ آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت راضی نہ تھی۔'' ② جہاد اور دیگر اعمال خیر میں لوگوں کو شوق دلانے ان کی حوصلہ افزائی اور مزید سبقت کے لیے انعامات دینا مسنون و مستحب ہے مگر ان پر واجب ہے کہ اپنی نیتوں کو محض دنیا کے مال و متاع تک محدود نہ رکھیں۔

٢٧٣٨- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ قال: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ يَوْمَ بَدْرٍ: «مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا، وَمَنْ أَسَرَ أَسِيرًا فَلَهُ كَذَا وَكَذَا» ثُمَّ سَاقَ نَحْوَهُ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۳۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ''جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا اتنا انعام ہے اور جو کسی کو پکڑ کر قید کرلے تو اس کیلئے اتنا اتنا ہے۔'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور خالد کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٢٧٣٩- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ بَكَّارِ بنِ بِلَالٍ قال: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ ابنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أَبِي زَائِدَةَ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بِهَذَا الْحَدِيثِ بِإِسْنَادِهِ قالَ: قَسَّمَهَا رَسُولُ الله ﷺ بالسَّوَاءِ وَحَدِيثُ خَالِدٍ أَتَمُّ.

۲۷۳۹- (ہارون بن محمد بن بکار کی سند سے مروی ہے) اور داود بن ابی ہند نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کو برابر برابر تقسیم کیا۔ اور خالد کی روایت زیادہ کامل ہے۔ (مذکورہ بالا حدیث: ۲۷۳۷)

٢٧٤٠- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أَبِي بَكْرٍ، عن عَاصِمٍ، عن مُصْعَبِ بنِ

۲۷۴۰- حضرت مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں

٢٧٣٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٥، ٣١٦ من حديث أبي داود به.

٢٧٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ١٣٦ من حديث أبي داود به.

٢٧٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ١٧٤٨ من طريق آخر عن مصعب بن سعد، والترمذي، ح: ٣٠٧٩ من حديث أبي بكر بن عياش به * عاصم هو ابن بهدلة.

سَعْدٍ، عن أبِيهِ قالَ: جِئْتُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ بِسَيْفٍ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ الله قَدْ شَفَى صَدْرِي الْيَوْمَ مِنَ الْعَدُوِّ فَهَبْ لِي هٰذَا السَّيْفَ. قالَ: «إنَّ هٰذَا السَّيْفَ لَيْسَ لِي وَلَا لَكَ» فَذَهَبْتُ، وَأنَا أقُولُ يُعْطَاهُ الْيَوْمَ مَنْ لَم يُبْلَ بَلَائِي، فَبَيْنَا أنَا إذْ جَاءَنِي الرَّسُولُ فَقَالَ: أجِبْ فَظَنَنْتُ أنَّهُ نَزَلَ فِيَّ شَيْءٌ بِكَلَامِي، فَجِئْتُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «إنَّكَ سَألْتَنِي هٰذَا السَّيْفَ وَلَيْسَ هُوَ لِي وَلَا لَكَ وَإنَّ الله قَدْ جَعَلَهُ لِي فَهُوَ لَكَ»، ثُمَّ قَرَأ: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ قُلِ ٱلْأَنفَالُ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾ إلَى آخِرِ الآيَةِ.

نے بیان کیا کہ بدر کے روز میں ایک تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آج دشمن کے مقابلے میں میرا سینہ ٹھنڈا کر دیا ہے' تو آپ یہ تلوار مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تلوار نہ میری ہے اور نہ تیری۔" چنانچہ میں چلا اور میں کہہ رہا تھا: یہ آج اس آدمی کو دے دی جائے گی جس نے میرے جیسی بہادری نہیں دکھائی ہوگی۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ (رسول اللہ ﷺ کے ہاں) پہنچو۔ میں نے گمان کیا کہ میں نے جو بول بولے ہیں ان کی بنا پر میرے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہوگی۔ چنانچہ میں آیا تو نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا "تو نے مجھ سے یہ تلوار مانگی تھی' حالانکہ یہ نہ میری ہے نہ تیری اور (اب) اللہ عزوجل نے اسے مجھے دے دیا ہے' سو (اب) یہ تیری ہے۔" پھر آپ نے سورۂ انفال کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ آخر آیت تک۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قِرَاءَةُ ابنِ مَسْعُودٍ: (يَسْألُونَكَ النَّفْلَ).

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے: "يَسْألُونَكَ النَّفْلَ" (بغیر عَنْ کے اور مفرد صیغہ کے ساتھ)

فائدہ: معروف قراءت میں ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ کے معنی ہیں "لوگ آپ سے غنیموں کا حکم پوچھتے ہیں۔" اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت: "يسألونك النفل" کا ترجمہ ہے "لوگ آپ سے "نفل" کا سوال کرتے ہیں" (مزید اضافی انعام کا۔)

(المعجم ١٤٥) - بَابٌ: فِي النَّفْلِ لِلسَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ (التحفة ١٥٧)

باب:۱۴۵-لشکر کے ایک دستے کو اضافی انعام دینا جس نے بڑے لشکر سے علیحدہ کوئی مہم سر کی ہو

٢٧٤١- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَنْطَاكِيُّ قالَ: حَدَّثَنا مُبَشِّرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوفٍ الطَّائِيُّ أنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ الْمَعْنَىٰ، كُلُّهُمْ عن شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في جَيْشٍ قِبَلَ نَجْدٍ، [وَانْبَعَثَتْ] سَرِيَّةٌ مِنَ الْجَيْشِ، فَكَانَ سُهمَانُ الْجَيْشِ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَّلَ أَهْلَ السَّرِيَّةِ بَعِيرًا بَعِيرًا، فَكَانَتْ سُهْمَانُهُم ثَلاثَةَ عَشَرَ ثَلاثَةَ عَشَرَ.

۲۷۴۱-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں نجد کی طرف روانہ کیا اور اس میں سے ایک دستہ دشمن کے مقابلے میں گیا۔ چنانچہ لشکر والوں کو بارہ بارہ اونٹ ملے لیکن اس دستے میں شریک مجاہدوں کو ایک ایک اونٹ مزید دیا گیا' اس طرح ان کا حصہ تیرہ تیرہ اونٹ ہو گیا۔

فائدہ: لشکر میں سے کوئی دستہ جب کوئی خاص کارروائی کرے تو اس کی مناسبت سے اسے اضافی انعام دینا مستحب ہے۔ جبکہ عام غنیمت میں سبھی شریک ہوں گے۔

٢٧٤٢- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ قالَ: قالَ الْوَلِيدُ يَعْنِي ابنَ مُسْلِمٍ: حَدَّثْتُ ابنَ الْمُبَارَكِ بِهٰذَا الحديثِ قُلْتُ: وَكَذَا حَدَّثَنا ابنُ أبي فَرْوَةَ عن نَافِعٍ قالَ: لَا يَعْدِلُ مَنْ سَمَّيْتَ بِمَالِكٍ هٰكَذَا أَوْ نَحْوَهُ يَعْنِي مَالِكَ بنَ أنَسٍ.

۲۷۴۲-ولید بن عتبہ دمشقی کہتے ہیں کہ ولید بن مسلم نے کہا: میں نے ابن مبارک سے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: ہمیں ابن ابی فروہ نے بھی نافع سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابن مبارک نے کہا: یہ لوگ' جن کا تم نے نام لیا ہے' مالک بن انس کے برابر نہیں ہو سکتے۔ (امام مالک ؒ کی روایت راجح ہے)

٢٧٤٣- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ

۲۷۴۳-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول

٢٧٤١ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي: ٢٧٤٤، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٣٨، ٣٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٧٤ عن محمد بن عوف.

٢٧٤٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٢٧٤٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٣٥٦ من حديث أبي داود ◄◄

يَعْنِي ابنَ سُلَيْمَانَ الْكِلَابِيَّ عن مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابنَ إسْحَاقَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ سَرِيَّةً إلَى نَجْدٍ، فَخَرَجْتُ مَعَهَا، فَأَصَبْنَا نَعَمًا كَثِيرًا، فَنَفَّلَنَا أَمِيرُنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لِكُلِّ إنْسَانٍ، ثُمَّ قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَسَّمَ بَيْنَنَا غَنِيمَتَنَا فَأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا بَعْدَ الْخُمُسِ، وَمَا حَاسَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ بالَّذِي أعْطَانَا صَاحِبُنَا وَلَا عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَكَانَ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا بِنَفْلِهِ.

اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی جانب روانہ کیا' میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ ہمیں بہت سے جانور ہاتھ آئے تو ہمارے امیر نے ہم میں سے ہر ہر شخص کو ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ نے ہم میں ہماری غنیمتیں تقسیم کیں تو ہم میں سے ہر ہر شخص کو خمس نکالنے کے بعد بارہ بارہ اونٹ ملے اور ہمارے امیر نے جو ہمیں دیا تھا اس کا رسول اللہ ﷺ نے کوئی محاسبہ نہ فرمایا اور نہ اس کی کارروائی پر کوئی عیب لگایا' اس طرح ہمیں نفل سمیت تیرہ تیرہ اونٹ ملے۔

٢٧٤٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ مَسْلَمَةَ وَيَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ قَالا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ، المَعْنَى عنْ نَافِعٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فيهَا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوا إبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سُهْمَانُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا. زَادَ ابنُ مَوْهَبٍ فَلَمْ يُغَيِّرْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۲۷۴۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ نجد کی طرف روانہ فرمایا جس میں عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے۔ تو ان لوگوں کو بہت بڑی تعداد میں اونٹ حاصل ہوئے۔ چنانچہ لشکر کے مجاہدین کا حصہ بارہ بارہ اونٹ ہوا اور ایک ایک اونٹ بطور نفل مزید دیے گئے۔ ابن موہب نے مزید کہا کہ (امیر کی تقسیم میں) رسول اللہ ﷺ نے کوئی تبدیلی نہ فرمائی۔

٢٧٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۲۷۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے

◀◀ به، وللحديث شواهد.

٢٧٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين . . . الخ، ح:٣١٣٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح:١٧٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/٤٥٠، ح:١٠٠٠ (بتحقيقي).

٢٧٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٧٤٩/٣٧ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق.

عنْ عُبَيْدِالله: حدَّثني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في سَرِيَّةٍ فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنَفَّلَنَا رَسُولُ الله ﷺ بَعِيرًا بَعِيرًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دستے میں روانہ کیا تو ہمارے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ مزید بطور نفل عنایت فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بُرْدُ بنُ سِنَانٍ مِثْلَهُ عنْ نَافِعٍ مِثْلَ حَدِيثِ عُبَيْدِ الله، وَرَوَاهُ أَيُّوبُ عنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ، إلَّا أنَّهُ قالَ: وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا لَمْ يَذْكُرِ النَّبيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو بُرد بن سنان نے بواسطہ نافع عبیداللہ کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور ایوب نے بھی نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس روایت میں ہے کہ ''ہمیں ایک ایک اونٹ بطور نفل دیا گیا۔'' اس میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں جمع وتطبیق یہی ہے کہ امیر نے جو انعام دیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی توثیق فرمائی جس کو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا' جو صحیح ہے۔

٢٧٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ قالَ: حدَّثني أبِي عن جَدِّي؛ ح: وَحدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ قالَ: حدَّثني حُجَيْنٌ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً النَّفْلَ سِوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ، وَالخُمُسُ وَاجِبٌ في ذٰلِكَ كُلِّهِ.

٢٧٤٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بڑے لشکر میں سے) جب چھوٹے دستوں کو بھیجتے تو ان لوگوں کو عام لشکر میں تقسیم ہونے والی غنیمت کے علاوہ خاص نفل (اضافی انعام) بھی دیا کرتے تھے۔ اور خُمس مجموعی غنیمت میں سے نکالنا واجب ہے۔

٢٧٤٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ:

٢٧٤٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٢٧٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ١٧٥٠/ ٤٠ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، فرض الخمس، باب: ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين ... الخ، ح: ٣١٣٥ من حديث الليث بن سعد به.

٢٧٤٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٣٢، ١٣٣ من حديث أحمد بن صالح به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا حُيَيٌّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِمائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فاحْمِلْهُمْ، اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ، اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ»، فَفَتَحَ اللهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْقَلَبُوا حِينَ انْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوا.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے روز تین سو پندرہ اشخاص کو لے کر روانہ ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں' انہیں سواریاں دے' اے اللہ! یہ لوگ بے لباس ہیں' انہیں لباس عنایت فرما' اے اللہ! بھوکے ہیں انہیں سیر فرما۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدر میں فتح عنایت فرمائی۔ پس جب یہ لوگ واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے' انہیں کپڑے بھی ملے اور طعام سے بھی سیر ہوئے۔

(المعجم ١٤٦) - بَابٌ: فِيمَنْ قَالَ الْخُمُسُ قَبْلَ النَّفْلِ (التحفة ١٥٨)

باب:۱۴۶- اس مسئلے کی دلیل کہ خمس پہلے نکالا جائے اور اضافی انعام بعد میں دیے جائیں

٢٧٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ بنِ يَزِيدَ بن جَابِرٍ الشَّامِيِّ، عن مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بنِ جَارِيَةَ التَّمِيمِيِّ، عن حَبِيبِ بنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ أَنَّهُ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنَفِّلُ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

۲۷۴۸- حضرت حبیب بن مَسلمہ فہری ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (غنیمت میں سے) پانچواں حصہ نکالنے کے بعد تیسرا حصہ نفل یعنی اضافی انعام کے طور پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: کفار سے مقابلے میں حاصل ہونے والے مال و اسباب کو ”غنیمت“ کہا جاتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے جسے عربی میں ”خمس“ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ حصہ اپنی صوابدید پر پانچ جگہ خرچ کر سکتے تھے۔ اس مسئلے کا ذکر دسویں پارے کی ابتدا میں ہوا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الانفال:۴۱) ”یہ جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے' اور رسول کا ہے' اور قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں اور

٢٧٤٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النفل، ح: ٢٨٥١ من حديث سفيان به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٣٣، ووافقه الذهبي *مكحول صرح بالسماع، وهو بريء من التدليس في القول الراجح، والحمدلله.

مسافروں کا ہے۔" بقیہ غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پیدل کو ایک حصہ اور سوار کو مزید دو حصے ملتے ہیں۔ اور کافروں سے بغیر لڑے بھڑے حاصل ہونے والے مال کو "فے" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا مصرف بھی تقریباً یہی ہے۔ (دیکھیے سورۃ الحشر آیات: ٦ ومابعد)

٢٧٤٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ قال: أخبرنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ مَهْدِيٍّ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن مَكْحُولٍ، عن ابنِ جَارِيَةَ، عن حَبِيبِ بنِ مَسْلَمَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ وَالثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ إذَا قَفَلَ.

٢٧٤٩- حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس نکالنے کے بعد شروع میں (پہلی مرتبہ) چوتھا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) دیا کرتے تھے۔ اور غزوے سے لوٹتے وقت (دوبارہ لشکر کشی میں) تیسرا حصہ دیا کرتے تھے خمس نکال لینے کے بعد۔

فائدہ: مذکورہ حدیث میں [إذَا قَفَلَ] اور اگلی روایت میں [فِي الرَّجْعَة] (لوٹتے وقت) کے معنی یہ ہیں کہ جب لشکر ایک بار دشمن پر حملہ کر چکا ہوتا...... بعدازاں دوبارہ اس پر حملہ کرتا...... اس کا مطلب امام خطابی کے نزدیک یہ ہے کہ جب لشکر کسی علاقے میں جہاد کے لیے جاتا تو اس میں سے کوئی ایک گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی محدود جنگ کے لیے جاتا تو نبی ﷺ اس گروہ میں شامل افراد کو چوتھا حصہ بطور نفل دیتے' جب کہ بڑے لشکر کے لوگوں کو اس کے تین چوتھائی میں سے حصہ دیتے اور اگر واپسی میں اس طرح کوئی چھوٹا گروہ بڑے لشکر سے الگ ہو کر کسی جگہ معرکہ آرائی کے لیے جاتا تو واپسی پر' جب کہ گھر کا شوقِ دید بے قراری میں بدل چکا ہوتا ہے' علاوہ ازیں دشمن بھی زیادہ چوکس اور مستعد ہو جاتا ہے' چونکہ زیادہ پُرمشقت اور زیادہ صبر آزما ہوتا' تو نبی ﷺ اس گروہ کو تیسرا حصہ دیتے۔ واللہ اعلم. (خطابی' نیل الاوطار)

٢٧٥٠- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بنِ بَشِيرِ بنِ ذَكْوَانَ وَمَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيَّانِ، المَعْنَى قَالا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ ابنُ مُحَمَّدٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ

٢٧٥٠- حضرت مکحول (شامی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں مصر میں بنی ہذیل کی ایک عورت کا غلام تھا۔ اس نے مجھے آزاد کر دیا۔ پھر میں وہاں (مصر) سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے

٢٧٤٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٤ من حديث أبي داود به.

٢٧٥٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ١٣٣ من حديث عبدالله بن أحمد ومحمود بن خالد به، وله شاهد عند الترمذي، ح: ١٥٦١.

قالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَهْبٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ مَكْحُولًا يَقُولُ: كُنْتُ عَبْدًا بِمِصْرَ لامْرَأَةٍ مِنْ بَنِي هُذَيْلٍ فَأَعْتَقَتْنِي فَمَا خَرَجْتُ مِنْ مِصْرَ وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى ثُمَّ أَتَيْتُ الحِجَازَ فَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُم أَتَيْتُ الْعِرَاقَ وَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا وَبِهَا عِلْمٌ إِلَّا حَوَيْتُ عَلَيْهِ فِيمَا أُرَى، ثُم أَتَيْتُ الشَّامَ فَغَرْبَلْتُهَا كُلَّ ذٰلِكَ أَسْأَلُ عَنِ النَّفْلِ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي فِيهِ بِشَيْءٍ حَتَّى لَقِيتُ شَيْخًا يُقَالُ لَهُ: زِيَادُ بنُ جَارِيَةَ التَّمِيمِيُّ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ في النَّفْلِ شَيْئًا؟ قال: نَعَمْ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيَّ يَقُول: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِي الْبَدْأَةِ وَالثُّلُثَ في الرَّجْعَةِ.

مطابق وہاں کے علماء سے تمام کا تمام علم حاصل نہیں کرلیا۔ پھر میں حجاز آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کرلیا۔ پھر عراق آیا اور وہاں سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ اپنی دانست کے مطابق وہاں کا تمام علم جمع نہیں کرلیا۔ پھر میں شام آیا اور اس (کے علماء) کو خوب کریدا اور ہر ایک سے میں غنیمت میں نفل (اضافی انعام) کے متعلق سوال کرتا رہا تو مجھے کوئی نہ ملا جو مجھے اس بارے میں کچھ بتاتا۔ بالآخر میں ایک شیخ سے ملا جس کا نام زیاد بن جاریہ تمیمی تھا' میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے نفل کے متعلق کچھ سنا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے حبیب بن مسلمہ فہری ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے' فرمارہے تھے: میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر تھا کہ آپ نے شروع جہاد میں چوتھا حصہ اور لوٹتے وقت (دوسری بار حملہ کرنے کی صورت میں) تیسرا حصہ بطور نفل (اضافی انعام) عنایت فرمایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ احادیث اسی امر پر محمول ہیں کہ غنیمت میں سے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حصہ (خمس) نکال لیا گیا تھا' تب غنیمت تقسیم ہوئی اور اضافی انعامات بھی دیے گئے۔ ② جناب مکحول شامی ؒ معروف اور ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ علم دین کی برکت سے اللہ عزوجل نے انہیں غلامی کی پستی سے نکال کرامت مسلمہ کی امامت کا بلند مقام عطا فرمایا۔

(المعجم ١٤٧) - بَابٌ: فِي السَّرِيَّةِ تَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ (التحفة ١٥٩)

باب:۱۴۷- چھوٹے دستے کی حاصل کردہ غنیمت بڑے لشکر میں بھی تقسیم ہوگی

٢٧٥١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۵۱- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٢٧٥١ـ تخريج: [حسن] يأتي، ح: ٤٥٣١، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٩ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي، وتابعه يحيى بن سعيد وعبدالرحمٰن بن الحارث وغيرهما.

ابنُ أبي عَدِيٍّ عن ابنِ إسْحَاقَ، هُوَ مُحَمَّدٌ بِبَعْضِ هٰذَا؛ ح: وحَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ ابنِ مَيْسَرَةَ قالَ: حدَّثني هُشَيْمٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ جَمِيعًا، عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «المُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أدْنَاهُمْ وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ في عَهْدِهِ».

(شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں۔ (حدود کے نفاذ میں معزز اور غیر معزز کا کوئی فرق نہیں) ان میں سے جو بھی کسی کافر کو امان دے دے تو ان کا ادنیٰ فرد بھی اس کا پاس رکھے (جیسے کہ اعلیٰ رکھتے ہیں) اور ان میں کا دور والا بھی امان دے سکتا ہے (جیسے کہ مرکز میں رہنے والا) تمام مسلمان کفار کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں' ان کا تنومند اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور سست رفتار کو بھی ساتھ ملائے اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے' کسی مومن کو کافر کے بدلے میں یا کسی عہد والے کو جب تک کہ اس کا عہد باقی ہو قتل کرنا روا نہیں۔''

وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ إسْحَاقَ الْقَوَدَ وَالتَّكَافِيَ.

ابن اسحٰق نے اپنی روایت میں قصاص اور خون برابر ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ جہاد میں نکلتے ہوئے بڑے لشکر میں سے کسی دستے کو علیحدہ کر کے کسی خاص مہم پر بھیجا جائے۔ لیکن اگر مرکز ہی سے کسی چھوٹے دستے کو روانہ کیا گیا ہو اور بڑے لشکر سے علیحدہ نہ کیا گیا ہو تو اس میں دوسروں کا حصہ نہ ہوگا۔

٢٧٥٢- حَدَّثَنا هَارونُ بن عَبْدِ الله قال: أخبرنَا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا عِكْرِمَةُ: حَدَّثني إيَاسُ بنُ سَلَمَةَ عن أبِيهِ قال: أغارَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عُيَيْنَةَ عَلَى إبِلِ رَسُولِ الله ﷺ فَقَتَلَ رَاعِيَهَا وَخَرَجَ يَطْرُدُهَا

۲۷۵۲- ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عیینہ (فزاری) نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے' ان کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور پھر وہ اور اس کے گھوڑ سوار ساتھی انہیں ہانکتے ہوئے چل نکلے۔ (مجھے خبر ہوئی) تو

٢٧٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب غزوة ذي قرد وغيرها، ح:١٨٠٧ من حديث هاشم بن القاسم به، ورواه أحمد: ٤/ ٥١، ٥٢ عن هاشم به.

هُوَ وَأُنَاسٌ مَعَهُ فِي خَيْلٍ، فَجَعَلْتُ وَجْهِي قِبَلَ الْمَدِينَةِ ثُمَّ نَادَيْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: يَا صَبَاحَاهُ! ثُمَّ اتَّبَعْتُ الْقَوْمَ فَجَعَلْتُ أَرْمِي وَأَعْقِرُهُمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ جَلَسْتُ فِي أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى مَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا مِنْ ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا جَعَلْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي وَحَتَّى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ رُمْحًا وَثَلَاثِينَ بُرْدَةً يَسْتَخِفُّونَ مِنْهَا ثُمَّ أَتَاهُمْ عُيَيْنَةُ مَدَدًا، فَقَالَ: لِيَقُمْ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ، فَقَامَ إِلَيَّ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ وَصَعِدُوا الْجَبَلَ، فَلَمَّا أَسْمَعْتُهُمْ قُلْتُ: أَتَعْرِفُونِي؟ قَالُوا: وَمَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ، وَالَّذِي كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ! لَا يَطْلُبُنِي رَجُلٌ مِنْكُم فَيُدْرِكَنِي وَلَا أَطْلُبُهُ فَيَفُوتَنِي فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى فَوَارِسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّلُونَ الشَّجَرَ أَوَّلُهُمْ الْأَخْرَمُ الْأَسَدِيُّ، فَيَلْحَقُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُيَيْنَةَ وَيَعْطِفُ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ، فَعَقَرَ الْأَخْرَمُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ، فَتَحَوَّلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ فَيَلْحَقُ أَبُو قَتَادَةَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاخْتَلَفَا طَعْنَتَيْنِ فَعَقَرَ بِأَبِي قَتَادَةَ وَقَتَلَهُ أَبُو قَتَادَةَ فَتَحَوَّلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى فَرَسِ الْأَخْرَمِ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي جَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ ذُو قَرَدٍ فَإِذَا نَبِيُّ اللهِ ﷺ فِي خَمْسِمِائَةٍ، فَأَعْطَانِي

میں نے اپنا منہ مدینہ کی طرف کیا اور تین بار یہ ہانک لگائی: یَاصَبَا حَاہ! (لوگو! مدد کو پہنچو ہم کو دشمن نے لوٹ لیا ہے) پھر میں (دوڑتے ہوئے) ان لوگوں کے پیچھے ہولیا' تیر مارتا جاتا تھا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرتا جارہا تھا' اگر ان میں سے کوئی گھوڑ سوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتا حتیٰ کہ نبی ﷺ کی تمام سواریاں جو اللہ نے پیدا فرمائی تھیں میں نے ان کو اپنے پیچھے (اپنے قبضے میں) کرلیا۔ اوران لوگوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ بھالے اور تیس چادریں پھینک دیں۔ پھر عیینہ بھی ان کی مدد کو آن پہنچا تو اس نے کہا: تم میں سے کچھ آدمی اس (سلمہ بن اکوع) کی طرف ہو جاؤ۔ تو ان میں سے چار آدمی میری طرف آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ میں نے بلند آواز سے انہیں کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے پوچھا' تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں اکوع کا فرزند ہوں' اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے! یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی مجھے پکڑنا چاہے تو میں اس کے ہاتھ آ جاؤں اور اگر میں پکڑنا چاہوں تو وہ بھاگ نکلے۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے (دوڑے) آرہے ہیں۔ ان میں سب سے آگے حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ کے مقابلے میں ہو گئے' عبدالرحمٰن ان پر پلٹا اور پھر دونوں نے ایک دوسرے پر نیزے چلائے۔ چنانچہ اخرم اسدی رضی اللہ عنہ نے اس (عبدالرحمٰن) کا گھوڑا زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن نے اخرم رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا اور

سَهْمَ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ.

ان کو شہید کر دیا۔ پھر عبدالرحمٰن، اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کے مابین بھی نیزے کے حملوں کا تبادلہ ہوا۔ اس نے ابوقتادہ کا گھوڑا زخمی کر دیا لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کر ڈالا۔ پھر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اخرم رضی اللہ عنہ والے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اس چشمے پر تشریف لے آئے تھے جہاں سے میں نے ان کو بھگایا تھا۔ اس کا نام ذو قَرَد تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ پانچ سو سوار لیے ہوئے تھے۔ پس آپ نے مجھے ایک شہسوار اور ایک پیدل کا حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ انتہائی تیز رفتار بہادر جوان تھے انہیں ان کی اسی جرأت و بہادری کا اضافی انعام دیا گیا اور باقی دوسرے مجاہدین میں تقسیم ہوا۔

(المعجم ١٤٨) - **بَابٌ: فِي النَّفْلِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمِنْ أَوَّلِ مَغْنَمٍ** (التحفة ١٦٠)

باب:۱۴۸-اضافی انعام (نفل) سونے چاندی کی صورت میں ہو سکتا ہے اور اس غنیمت سے بھی جو سب سے پہلے حاصل ہو

٢٧٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَىٰ قال: أخبرنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمِ بن كُلَيْبٍ، عن أبي الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ: أَصَبْتُ بِأَرْضِ الرُّومِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيهَا دَنَانِيرُ فِي إِمْرَةِ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهُ: مَعْنُ بْنُ يَزِيدَ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَسَمَهَا

۲۷۵۳- حضرت ابوجویریہ جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مجھے رومی علاقے میں سرخ رنگ کا ایک گھڑا ملا' اس میں دینار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے بنی سُلیم کے ایک فرد حضرت معن بن یزید رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے' وہ گھڑا میں ان کے پاس لے آیا۔ پس انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا کہ

٢٧٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٠ من حديث عاصم بن كليب به.

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْطَانِي مِنْهَا مِثْلَ ما أَعْطَى رَجُلًا مِنْهُمْ ثُمَّ قالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا نَفْلَ إِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ» لَأَعْطَيْتُكَ ثُمَّ أَخَذَ يَعْرِضُ عَلَيَّ مِنْ نَصِيبِهِ فَأَبَيْتُ.

دوسروں میں سے ہر ایک کو دیا۔ پھر کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ "اضافی انعام (نفل) خمس نکالنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔" تو میں تمہیں بھی دیتا' پھر وہ اپنا حصہ مجھے دینے کی کوشش کرتے رہے مگر میں نے انکار کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① چونکہ یہ مال دارالحرب سے بغیر کسی آویزش کے حاصل ہوا تھا اور ایسے مال میں خمس ہوتا ہے نہ نفل' کیونکہ خمس اور نفل (اضافی انعام) دونوں ہی قتال سے حاصل ہونے والے مال میں ہوتے ہیں۔ اور یہ گھڑا ویسے ہی ملا تھا' اس لیے اس میں سبھی مجاہدین کو برابر کے حصے دیے۔ ② اس میں مسئلۃ الباب کا اثبات "تو میں تمہیں بھی دیتا" سے ہوتا ہے' یعنی ان دیناروں میں سے تجھے نفل دیتا' اور دینار سونے کا ہوتا تھا۔

٢٧٥٤- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۲۷۵۴- (سند ہناد) عاصم بن کلیب نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ١٤٩) - **بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يَسْتَأْثِرُ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ لِنَفْسِهِ** (التحفة ١٦١)

باب: ۱۴۹- کافروں سے حاصل ہونے والے مال میں سے امام کا اپنے لیے کوئی چیز خاص کر لینا

٢٧٥٥- حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بن عُتْبَةَ قال: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبا سَلَّامٍ الأَسْوَدَ قالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بنَ عَبَسَةَ قالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ المَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ وَبَرَةً مِنْ جَنْبِ البَعِيرِ ثُمَّ قالَ: «وَلَا يَحِلُّ لِي مِنْ غَنَائِمِكُم مِثْلُ هٰذَا إِلَّا الْخُمُسَ، وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ فِيكُم».

۲۷۵۵- حضرت عمرو بن عبسہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی' غنیمت کا ایک اونٹ (بطور سترہ) آگے تھا' جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے اس اونٹ کے پہلو سے کچھ بال لیے پھر فرمایا: "اور تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لیے اس قدر بھی حلال نہیں سوائے پانچویں حصے کے' اور وہ پانچواں حصہ بھی پھر تم ہی میں واپس ہو جاتا ہے۔"

٢٧٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٠ من حديث أبي عوانة به، انظر الحديث السابق.

٢٧٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٩ من حديث أبي داود به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ غنیمت میں سے صرف خمس لیا کرتے تھے۔ اسی طرح امام المسلمین بھی اس مسئلے میں نبی علیہ السلام کی اقتدا کرے اور کوئی خاص چیز اپنے لیے خاص نہ کرے الا یہ کہ کوئی خاص مصلحت ہو۔ (نیل الاوطار' الجهاد' باب : ان اربعة اخماس الغنيمة للغانمين ...... ٢٩٦/٧ وباب بيان الصفى ...... ٣١٦/٧)

(المعجم ١٥٠) - بَابٌ: فِي الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ (التحفة ١٦٢)

باب:١٥٠-عہد و پیمان کا پورا کرنا

٢٧٥٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بنِ فُلَانٍ».

۲۷۵۶-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(عہد و پیمان میں) دھوکہ کرنے والے کے لیے قیامت کے روز ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکا ہے۔"

فائدہ: یعنی ایسے شخص کو رسوا کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ اس دھوکے باز کا انجام ہے۔ عہد و پیمان دو افراد کے درمیان ہو یا دو قوموں کے درمیان' مسلمانوں کے ساتھ ہو یا کافروں کے ساتھ' بدعہدی دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

(المعجم ١٥١) - بَابٌ: فِي الإِمَامِ يُسْتَجَنُّ بِهِ فِي الْعُهُودِ (التحفة ١٦٣)

باب:١٥١-لوگوں پر لازم ہے کہ امام کے طے کردہ عہد و پیمان کی پابندی کریں

٢٧٥٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي الزِّنَادِ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ بِهِ».

۲۷۵۷-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام ڈھال ہے کہ اس کے ساتھ قتال کیا جاتا ہے۔"

فائدہ: "امام" یعنی رئیس اور قائد' اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کی ایک علامت ہوتا ہے۔ دشمنوں سے انہیں

٢٧٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يدعى الناس بآبائهم، ح:٦١٧٨ من حديث مالك به، وله طريق آخر عند مسلم، ح:١٧٣٥.

٢٧٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح:٢٩٥٧، ومسلم، ح:١٨٤١ من حديث أبي الزناد به.

محفوظ رکھنے کی تدبیر کرتا اور خود ان کے مابین بھی امن وامان قائم رکھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کفار سے جو عہد و پیمان کیے گئے ہوں تمام لوگ اس کا پاس کریں۔

٢٧٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرَني عَمْرٌو عن بُكَيْرِ بنِ الْأَشَجِّ، عن الْحَسَنِ بنِ عَلِيِّ بنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قال: بَعَثَني قُرَيْشٌ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَلمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أُلْقِيَ في قَلْبِيَ الإسلَامُ فَقُلْتُ: يَارسُولَ الله! إنِّي والله! لا أَرْجِعُ إلَيهِمْ أبَدًا، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إنِّي لا أَخِيسُ بالْعَهْدِ وَلا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلكِن ارْجِعْ فإنْ كانَ في نَفْسِكَ الَّذِي في نَفْسِكَ الآنَ فارْجِعْ». قَالَ: فَذَهَبْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فأَسْلَمْتُ. قال بُكَيْرٌ: وأخبرني أَنَّ أَبَا رَافِعٍ كانَ قِبْطِيًّا.

۲۷۵۸- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) قریشیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈال دی گئی، پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اللہ کی قسم کبھی بھی اب ان کی طرف نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ”میں عہد کو نہیں توڑتا اور نہ قاصدوں کو قید کرتا ہوں، تمہیں چاہیے کہ واپس جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہی بات رہے جو اب ہے تو واپس آ جانا۔“ کہتے ہیں: میں واپس گیا، پھر نبی ﷺ کی خدمت میں لوٹ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ بکیر کہتے ہیں: مجھے (حسن بن علی نے) بتایا کہ (اس کا دادا) ابو رافع قبطی غلام تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا كانَ في ذٰلِكَ الزَّمَانِ، وَالْيَوْمَ لا يَصْلُحُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس زمانے میں تھا (کہ قاصد مسلمان ہونا چاہ رہا تھا تو اسے واپس کر دیا) آج درست نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو رافع کا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کافروں سے مسلمانوں کا یہ معاہدہ طے ہوا تھا کہ کافروں کے پاس سے آنے والے شخص کو واپس لوٹا دیا جائے گا، چاہے وہ مسلمان ہی ہو۔ اسی معاہدے کی وجہ سے نبی ﷺ نے حضرت ابو رافع کو لوٹایا، اب اس طرح کرنے کی ضرورت نہیں۔ الا یہ کہ اب بھی کسی جگہ اس قسم کا معاہدہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ہو جائے۔

٢٧٥٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٧٤ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٦٣٠

(المعجم ١٥٢) - بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ عَهْدٌ فَيسِيرُ نَحْوَهُ (التحفة ١٦٤)

٢٧٥٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أبي الْفَيْضِ، عن سُلَيْم بنِ عَامِرٍ - رَجُلٍ مِنْ حِمْيَرَ - قال: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ وكانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ، حتَّى إذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أو بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُولُ: اللهُ أكْبَرُ اللهُ أكْبَرُ، وَفَاءٌ لا غَدْرٌ، فَنَظَرُوا فإذَا عَمْرُو ابنُ عَبَسَةَ، فأَرْسَلَ إلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسألَهُ فقال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلا يَشُدَّ عُقْدَةً وَلا يَحُلَّهَا حتَّى يَنْقَضِيَ أمَدُهَا، أوْ يَنْبِذَ إلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ»، فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ.

باب:١٥٢-معاہدہ کے دنوں میں امام اگر دشمن کی جانب کوچ کرے تو (روانہیں)

٢٧٥٩-حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے اور یہ قبیلہ حمیر سے تھے' وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ (صلح وامن) ہو چکا تھا اور (معاویہ رضی اللہ عنہ ان ایام معاہدہ میں) ان کے علاقوں کی طرف کوچ کر رہے تھے تاکہ جونہی معاہدے کی مدت ختم ہو (اچانک) ان پر چڑھائی کر دیں' تو عربی گھوڑے یا ترکی گھوڑے پر سوار ایک شخص ان کی طرف آیا۔ وہ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ' وفاداری ہو' غدر نہیں' پکارتا آ رہا تھا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ صحابی رسول حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا اور پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس کا دوسری قوم سے کوئی معاہدہ ہو تو وہ اس وقت تک کوئی نیا معاہدہ نہ کرے اور نہ اسے ختم کرے جب تک کہ پہلے معاہدے کی مدت باقی ہو یا برابری کی سطح پر اسے توڑنے کا اعلان کر دے۔'' چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔

فائدہ: اختتام معاہدے کے فوراً بعد اچانک چڑھائی کرنا دھوکے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام اور مسلمانوں کے لیے اندھی عصبیت میں مبتلا نہ تھے بلکہ اس کے تمام اصول وضوابط کو ہر حال میں پیش نظر رکھتے تھے۔

(المعجم ١٥٣) - بَابٌ: فِي الْوَفَاءِ لِلْمُعَاهَدِ وَحُرْمَةِ ذِمَّتِهِ (التحفة ١٦٥)

باب:١٥٣-ذمی سے کیے گئے عہد کی وفا کرنے اور اس کے ذمہ کی حرمت کا بیان

٢٧٥٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الغدر، ح: ١٥٨٠ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٨١.

٢٧٦٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أبي بَكْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا في غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ الله عَلَيْهِ الْجَنَّةَ».

۲۷۶۰-حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی عہد والے کو بغیر کسی وجہِ جواز کے قتل کیا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی۔''

فوائد ومسائل: ① [مُعَاهَد] (''ھا'' پرزبر) یعنی ایسا شخص جو کافر ہوتے ہوئے حکومت اسلامیہ میں رہ رہا ہو اور ٹیکس وغیرہ ادا کرتا ہو' تو اسے ''ذمی'' اور ''مُعَاهَد'' کہتے ہیں۔ ② گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے بارے میں جو احادیث میں آتا ہے کہ ''اس پر جنت حرام ہے' یا جنت میں داخل نہیں ہوگا'' ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان جنت میں جانے والے اولین لوگوں میں شامل نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جائے گا' اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰهُ. یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا ہی نہیں' کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اہل توحید جنت میں داخل ہوں گے۔

(المعجم ١٥٤) - بَابٌ: فِي الرُّسُلِ (التحفة ١٦٦)

باب:۱۵۴-سفیر اور قاصدوں (کی حرمت) کا بیان

٢٧٦١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحاقَ قال: كَانَ مُسَيْلِمَةُ كَتَبَ إلى رَسُولِ الله ﷺ، قال: وَقَدْ حدَّثني مُحمَّدُ بنُ إسْحاقَ عن شَيْخٍ مِنْ أَشْجَعَ يُقَالُ لَهُ: سَعْدُ بنُ طَارِقٍ، عن سَلَمَةَ بنِ نُعَيْمِ بنِ مَسْعُودٍ الأَشْجَعِيِّ، عن أَبِيهِ نُعَيْمٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ لَهُمَا حِينَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلِمَةَ: «مَا تَقُولَانِ أَنْتُمَا؟» قالا: نَقُولُ كَمَا قالَ،

۲۷۶۱-محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ مسیلمہ (کذاب) نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط بھیجا۔ (دوسری سند میں ہے) نُعیم بن مسعود اشجعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے مسیلمہ کے دو ایلچیوں سے پوچھا جبکہ آپ نے (اس کذاب کا) خط پڑھا کہ ''تم دونوں (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سفیر اور قاصدوں کو قتل نہیں کیا جاتا' تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔''

٢٧٦٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ح:٤٧٥١ من حديث عيينة بن عبدالرحمٰن به.

٢٧٦١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٧ من حديث سلمة بن الفضل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٤٣ و٣/ ٥٢، ووافقه الذهبي.

قالَ: «أَمَا وَاللهِ! لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُما».

فائدہ: سفیر یا قاصد امام المسلمین کے سامنے بھی کفر کا اظہار کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

٢٧٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن حَارِثَةَ بنِ مُضَرِّبٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ الله فقال: مَا بَيْنِي وَبينَ أَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ حِنَةٌ وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِبَنِي حَنِيفَةَ فإِذَا هُمْ يُؤْمِنُونَ بِمُسَيْلِمَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ الله، فَجِيءَ بِهِمْ فاسْتَتَابَهُمْ غيرَ ابنِ النَّوَّاحَةِ قالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَوْلا أَنَّكَ رَسُولٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ» فأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُولٍ، فأَمَرَ قَرَظَةَ بنَ كَعْبٍ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ فِي السُّوقِ، ثُمَّ قال: مَنْ أَرادَ أَنْ يَنْظُرَ إلى ابنِ النَّوَّاحَةِ قَتِيلًا بالسُّوقِ.

٢٧٦٢- حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے (جبکہ وہ کوفہ میں والی تھے) اور کہا: مجھے کسی عرب سے کوئی عداوت نہیں اور میں قبیلہ بنوحنیفہ کی مسجد سے گزرا ہوں تو میں نے انہیں پایا ہے کہ وہ لوگ مسیلمہ پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مسجد کوفہ ہی میں تھی۔) پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوالیا' انہیں لایا گیا تو انہوں نے (عبداللہ بن مسعود نے) ان سے توبہ کروائی' سوائے ابن نواحہ کے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے (تجھ سے) کہا تھا: ''اگر تو سفیر نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔'' اور آج تو سفیر یا قاصد نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو بازار میں (سرعام) قتل کر دیا۔ پھر فرمایا: جو ابن نواحہ کو مقتول دیکھنا چاہتا ہے وہ اسے بازار میں دیکھ لے۔

فائدہ: دارالاسلام میں کفر اور ارتداد کا کھلے عام اظہار نا قابل معافی جرم ہے بالخصوص سرغنے قسم کے لوگوں سے تو کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جا سکتی۔ بعض لوگ اسے ''حریتِ فکر'' کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بات موجودہ دور کی ''حریتِ فکر'' کے خلاف ہے' لیکن اسلام ایسی ''حریتِ فکر'' کا قائل نہیں جس کا نتیجہ الحاد' لادینیت اور ارتداد ہو۔ اور اسلام ہی نہیں' کوئی بھی نظریاتی ملک اپنے اساسی نظریات کے خلاف لب کشائی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے کہ اس

٢٧٦٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢١١ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ١/ ٣٨٤، والنسائي في الكبرى، ح: ٨٦٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٦٢٩، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد: ١/ ٣٩٦، والحاكم: ٣/ ٥٣ وغيرهما * أبو إسحاق عنعن.

کا نتیجہ فکری انتشار اور نظریاتی انارکی کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ آزادئ افکار وہی ہے جس کی بابت اقبال نے کہا تھا

آزادئ افکار سے ہے ان کی تباہی — رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادئ افکار — انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

اسی کی بابت مزید فرمایا

اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک — جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ — آزادئ افکار ہے ابلیس کی ایجاد

(المعجم ١٥٥) - بَابٌ: فِي أَمَانِ الْمَرْأَةِ (التحفة ١٦٧)

باب: ۱۵۵- مسلمان خاتون کی دی ہوئی امان

٢٧٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بنُ عَبْدِ الله عن مَخْرَمَةَ بنِ سُلَيْمانَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: حدَّثَتْني أُمُّ هَانِىءٍ بِنْتُ أَبي طَالِبٍ: أَنَّهَا أَجَارَتْ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، قال: فقالَ: «قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ وَآمَنَّا مَنْ آمَنْتِ».

۲۷۶۳- حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ اسے ام ہانی بنت ابی طالب ؓ نے بیان کیا کہ اس نے فتح مکہ کے روز ایک مشرک کو پناہ دی تھی۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ”ہم نے پناہ دی اسے جس کو تو نے پناہ دی۔ ہم نے امان دی اسے جس کو تو نے امان دی۔“

٢٧٦٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قال: أخبرنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: إنْ كَانَت المَرْأَةُ لَتُجِيرُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَجُوزُ.

۲۷۶۴- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ (دور رسالت میں) عورت کسی کو مومنوں سے پناہ دے دیتی تو وہ جائز اور قبول ہوا کرتی تھی (مسلمان اسے قتل نہ کر سکتے تھے۔)

٢٧٦٣ـ تخريج: [حسن] تقدم بعضه، ح: ١٢٩٠، وأخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به.

٢٧٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦٨٣ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو مدلس وعنعن، وللحديث شواهد.

فائدہ: مسلمانوں میں سے کوئی ادنیٰ آدمی بھی اگر کسی کافر کو امان دے دے تو سب پر لازم ہے کہ اس کی امان کا لحاظ کریں۔

(المعجم ١٥٦) - بَابٌ: فِي صُلْحِ الْعَدُوِّ (التحفة ١٦٨)

باب:١٥٦- دشمن سے صلح کر لینے کا بیان

فائدہ: کفار سے ایسا پیمان کہ ایک مدت تک کے لیے ہم آپس میں قتال نہیں کریں گے جائز ہے مگر چاہیے کہ اس کی ابتدا اور مطالبہ کفار کی طرف سے ہو۔ مسلمانوں کا ابتدائی طور پر انہیں یہ پیش کش کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں' کیونکہ اس میں کمزوری اور ہتک کا اظہار ہے۔ اور لازمی ہے کہ صلح کے ساتھ ساتھ مسلمان اپنی تیاری سے غافل نہ رہیں' ممکن ہے کہ دشمن دھوکہ دے جائے۔ سورۂ انفال میں اس امر کی مشروعیت کا بیان مذکور ہے: ﴿وَ إِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ وَ إِنْ يُّرِيدُوا أَنْ يَّخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ...... الخ﴾ (الانفال:٦١-٦٢) ''اگر وہ کفار صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیں اور اللہ پر توکل کریں بلاشبہ وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اور اگر انہوں نے آپ کو دھوکا دینے کا ارادہ کیا ہو تو پھر اللہ آپ کے لیے کافی ہے......'' درج ذیل حدیث میں صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے جو یہاں مختصر ہے۔ چاہیے کہ دیگر کتب حدیث و سیرت میں تفصیل سے اس کا مطالعہ کیا جائے' انتہائی جامع حدیث ہے اور بے شمار مسائل کی حامل ہے۔

٢٧٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ قال: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ في بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بالعُمْرَةِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ. قال: وَسَارَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إذَا كَانَ بالثَّنِيَّةِ الَّتي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، فقالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ! خَلَأَتِ

٢٧٦٥-حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے موقع پر چودہ' پندرہ سو صحابہ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ (۱) جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا اور اس کے کوہان پر چیر لگایا (اشعار کیا) اور عمرے کا احرام باندھا۔ (۲) اور حدیث بیان کی۔ نبی ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس گھاٹی پر پہنچے جہاں سے اہل مکہ کی طرف اترتے ہیں تو آپ کی سواری بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا: حَلْ حَلْ (اونٹ کو اٹھانے کی آواز ہے) قصواء بگڑ گئی ہے (یا اڑ گئی ہے) دوبار کہا (۳) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ بگڑی ہے

٢٧٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، ح: ٢٧٣١، ٢٧٣٢ من حديث معمر به مطولاً.

الْقَصْوَى - مَرَّتَيْنِ - فَقَال النَّبِيُّ ﷺ: «مَا خَلَأَتْ وَمَا ذٰلِكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ» ثُمَّ قال: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لا يَسْأَلُونِي الْيَوْمَ خُطَّةً يُعَظِّمُونَ بِهَا حُرُمَاتِ الله إلَّا أعْطَيْتُهُمْ إيَّاهَا»، ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حتى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ فَجَاءَهُ بُدَيْلُ بنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ ثُمَّ أَتَاهُ يَعْنِي عُرْوَةَ بنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَكُلَّمَا كَلَّمَهُ [بِكَلِمةٍ] أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ قَائمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ المِغْفَرُ، فَضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ: أَخِّرْ يَدَكَ عنْ لِحْيَتِهِ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ، قالَ: أيْ غُدَرُ! أَوَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟ - وكانَ المُغِيرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَّا الإِسْلَامُ فَقَدْ قَبِلْنَا وَأَمَّا المَالُ فَإِنَّهُ مَالُ غَدْرٍ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ». فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله» وَقَصَّ الْخَبَرَ، فقالَ سُهَيْلٌ: وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إلَّا رَدَدْتَهُ إلَيْنَا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ

اور نہ اس کی یہ عادت ہے' اسے ہاتھی کو روکنے والے نے روکا ہے۔'' (۴) پھر فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ آج مجھ سے جو بھی کوئی ایسی تجویز پیش کریں گے جس سے وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم بجالائیں تو میں اسے قبول کرلوں گا۔'' (۵) پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر آپ نے ان کی طرف سے راستہ تبدیل کرلیا حتیٰ کہ حدیبیہ کے پار ایک کنویں پر جا اترے' اس میں پانی بہت تھوڑا تھا۔ پھر آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی آیا۔ (۶) اس کے بعد عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بھی آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرتا (۷) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہی کھڑے تھے (۸) ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھی' (عروہ آپ ﷺ سے بات کرتے ہوئے آپ کی داڑھی پر ہاتھ لگاتا تو) وہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور کہتے: دور کر اپنا ہاتھ ان کی داڑھی سے۔ عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں تو وہ بولا: اے دھوکے باز! کیا میں تیرے دھوکے اور فساد میں صلح صفائی نہیں کراتا رہا ہوں؟ (دراصل) مغیرہ رضی اللہ عنہ قبل از اسلام کچھ لوگوں کے ساتھ تھے تو ان کو قتل کر دیا' ان کے مال لوٹ لیے' پھر جا کر اسلام قبول کرلیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام تو ہم نے قبول کرلیا مگر مال چونکہ دھوکے کا ہے اس لیے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (۹) اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لکھو یہ وہ

النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا» ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ مُهَاجِرَاتٌ الآيَة، فَنَهَاهُمُ اللهُ أَنْ يَرُدُّوهُنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أبو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ - يَعْنِي فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ - فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ أبو بَصِيرٍ: لأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ: وَاللهِ! إِنِّي لأَرَى سَيْفَكَ هٰذَا يَافُلَانُ! جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الآخَرُ فقالَ: أَجَلْ قَدْ جَرَّبْتُ بِهِ، فقالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُو، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْرًا» فقالَ: قُتِلَ وَاللهِ! صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فقالَ: قَدْ أَوْفَى اللهُ ذِمَّتَكَ فَقَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ نَجَّانِي اللهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرُ حَرْبٍ، لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ» فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سِيفَ الْبَحْرِ وَيَنْفَلِتُ أَبُو جَنْدَلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ».

(عہد نامہ) ہے جس پر محمد رسول اللہ نے اتفاق کیا ہے۔" اور پورا قصہ بیان کیا۔(۱۰) سہیل نے کہا......اور ہم میں سے جو کوئی بھی آپ کے پاس آئے خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو وہ آپ کو ہماری طرف واپس کرنا ہوگا۔ پھر جب عہد نامے کی تحریر سے فارغ ہوگئے تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: "اٹھو! قربانیاں کرو اور اپنے سر مونڈ لو۔" پھر مومن اور مہاجر عورتیں آئیں (تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں...... الممتحنة: ۱۰/۶۰) تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انہیں واپس نہیں لوٹانا' البتہ یہ حکم دیا کہ ان کے حق مہر واپس کر دیے جائیں۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ قریش کا ایک آدمی ابوبصیرؓ آپ کے پاس آ گیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو لینے کے لیے اپنے دو آدمی بھیج دیے۔ نبی ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے لے کر چلے گئے حتیٰ کہ جب ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو کہا: ارے! تیری یہ تلوار تو بہت عمدہ دکھائی دیتی ہے۔ اس نے اسے میان سے نکالا اور کہا: ہاں ہاں میں نے اس کو بہت آزمایا ہے۔ ابوبصیر نے کہا: دکھانا ذرا میں اسے دیکھوں تو سہی۔ اور وہ اس نے اس کو پکڑا دی۔ پس ابوبصیر نے وہ اسے دے ماری حتیٰ کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ والا دوسرا آدمی بھاگ کر مدینے آ گیا اور بھاگتے بھاگتے مسجد میں چلا آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "(یہ خوف زدہ

ہے۔) اس نے کوئی خوفناک چیز دیکھی ہے۔'' وہ بولا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی مارا جانے والا ہوں۔ پھر ابوبصیر بھی آ گیا تو اس نے کہا: اللہ نے آپ کی ذمہ داری پوری کرا دی کہ آپ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا تھا' پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دے دی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ماں کا افسوس! یہ تو جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اسے مل جائے۔'' جب اس نے یہ سنا تو سمجھ گیا کہ آپ ﷺ اسے ان لوگوں کی طرف لوٹا دیں گے۔ سو وہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا اور ساحل سمندر پر آ گیا۔ پھر ابوجندل بھی نکل بھاگا اور ابوبصیر کے ساتھ جا ملا حتیٰ کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔

فوائد و مسائل: یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ ہر ذمہ دار شخص کو اس پر خوب غور کرنا چاہیے۔ ① مسلمان حکمران کی کافروں کے ساتھ صلح کے وقت سب سے پہلی ترجیح اللہ تعالیٰ کی تعظیم و عظمت ہونی چاہیے۔ ② مسنون یہ ہے کہ بیت اللہ کو روانہ کی جانے والی قربانی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈال دیا جائے اور اونٹ یا اونٹنی ہو تو اس کے کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیر لگا کر خون اس پر چپڑ دیا جائے اس چیر لگانے کو ''اِشعَار'' کہتے ہیں۔ ③ قصواء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کا نام ولقب تھا۔ لفظی معنی ہیں ''کان کٹی۔'' ④ ابرہہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں وہ ایک عظیم لاؤ لشکر اور ہاتھی لے کر آیا تھا کہ بیت اللہ کو منہدم کر دے' مگر اللہ کی تدبیر سے پرندوں کی سنگریزوں کی بارش سے سارا لشکر ہلاک ہو گیا اور کعبہ اور مکہ دونوں محفوظ و مامون رہے۔ ⑤ یعنی اللہ کے حرم میں قتل وغارت نہ ہو اور دونوں قوموں کے مابین صلح ہو جائے۔ ⑥ بدیل بن ورقاء نے رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کو بطور خیر خواہی کے یہ خبر دی کہ کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ حدیبیہ کے پار مکہ کی جانب جنگ کے لیے تیار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بتایا کہ ہم درحقیقت لڑنے کے لیے آئے ہی نہیں ہیں۔ لیکن اگر مجبور کر دیا گیا تو اس وقت تک لڑوں گا جب تک اللہ اپنے اس دین اسلام کو غالب نہ فرما دے یا میری گردن کٹ جائے اور جان چلی جائے۔ ⑦ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ دو برابر کے ساتھی آپس میں گفتگو کے دوران میں دوسرے کو نرمی اور ملائمت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ انداز اختیار کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت مغیرہ ؓ نے واضح کر دیا کہ تم ان کے برابر کے نہیں ہو یہ تو افضل البشر ہیں۔ ⑧ خطرے اور اظہار وجاہت کے مواقع پر حفاظت وغیرہ کے لیے محافظوں کو کھڑا کرنا جائز اور مطلوب ہے۔ مگر جہاں کوئی معقول سبب نہ ہو وہاں لوگوں کو کھڑا کرنا تکبر میں شمار ہوتا

ہے اور ایک ناجائز عمل ہے ⑨ دھوکے فریب سے حاصل کردہ مال کسی صورت جائز نہیں۔ مگر دارالحرب سے اور قتال کی صورت میں حاصل ہونے والا مال غنیمت کہلاتا ہے۔ ⑩ سہیل نے معاہدہ لکھتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" پر اعتراض کیا کہ ہم "الرحمٰن" کو نہیں جانتے اور نبی ﷺ کے متعلق "محمد رسول الله" لکھنا بھی قبول نہیں کیا۔ مگر آپ نے شرعی مصلحت کے تحت اس کی یہ باتیں باوجود غلط ہونے کے گوارا کر لیں اور بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اور محمد بن عبدالله لکھا گیا۔ اس نرم روی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد ازاں یہی لوگ اسلام لے آئے اور اسلام کے فداکار سپاہی ثابت ہوئے۔ ⑪ ساحل سمندر پر جمع ہونے والی یہ جماعت قریش کے قافلوں پر حملے کرتی اور ان کے تجارتی قافلوں کے لیے ایک بڑا خطرہ ثابت ہوئی۔ بالآخر قریش نے درخواست کی کہ ہم اپنی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے مسلمان ہونے والے کو واپس کیا جائے۔ اس طرح ان لوگوں کو مدینے بلا لیا گیا۔

٢٧٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن الْمِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بنِ الْحَكَمِ أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوا عَلَى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِينَ يَأْمَنُ فِيهِنَّ النَّاسُ وَعَلَى أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوفَةً وَأَنَّهُ لَا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ.

۲۷۶۶- حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ قریش نے اس بات پر صلح کی کہ دس سال تک کوئی جنگ نہیں ہوگی لوگ اس مدت میں ہر طرح امن سے رہیں گے' (اس معاہدے کے متعلق) ہم دونوں فریقوں کے دل صاف رہیں گے' چوری چھپے یا خیانت سے اس کی مخالفت نہ ہوگی۔

توضیح: "عيبة" وہ گٹھڑی ہوتی ہے جس میں خاص مال اور کپڑے سنبھال کر رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ دل بھی عہد و پیمان کا مخزن ہوتا ہے اس لیے اس کو "عيبة" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ "مكفوفة" بندھی ہوئی تھیلی۔ "اسلال" کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ "تلواریں نہیں نکالی جائیں گی۔" اور "اغلال" سے مراد ہے کہ "زرہیں نہیں پہنی جائیں گی۔" مقصد یہ کہ کسی طرح جنگ نہیں کی جائے گی۔

٢٧٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا

۲۷۶۷- خالد بن معدان نے بیان کیا کہ جبیر بن نفیر نے کہا کہ آیئے ہم جناب ذی مخبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے

٢٧٦٦ـ تخريج: [حسن] * ابن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ١٤٥، وانظر الحديث السابق.

٢٧٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٨٩ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢١، ووافقه الذهبي.

الأَوْزَاعِيُّ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ قالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابنُ أبي زَكَرِيَّا إلَى خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عنْ جُبَيْرِ بن نُفَيْرٍ قال: قالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إلَى ذِي مِخْبَرٍ - رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ - فَأتَيْنَاهُ فَسَألَهُ جُبَيْرٌ عن الْهُدْنَةِ فَقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا وَتَغْزُونَ أنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ».

ہیں وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے۔ تو ہم ان کے پاس گئے۔ جبیر نے ان سے صلح کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''تم لوگ رومیوں سے ایک پرامن صلح کرو گے اور پھر تم اور وہ اپنے پیچھے (کسی) ایک دشمن سے قتال کرو گے۔''

فائدہ: حسب مصلحت دشمن سے صلح کی جا سکتی ہے۔ یہ حدیث کتاب الملاحم میں تفصیل سے آئے گی۔ (سنن ابی داود' الملاحم' حدیث: ۴۲۹۲)

(المعجم ١٥٧) - بَابٌ: فِي الْعَدُوِّ يُؤْتَى عَلَى غِرَّةٍ وَيَتَشَبَّهُ بِهِمْ (التحفة ١٦٩)

باب: ۱۵۷- غفلت اور بے خبری میں دشمن کے پاس جانا اور ان کی مشابہت اختیار کرنا

٢٧٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لِكَعْبِ بنِ الأَشْرَفِ فَإنَّهُ قَدْ آذَى الله وَرَسُولَهُ»، فقامَ مُحَمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فقالَ: أنَا يَارَسُولَ الله! أتُحِبُّ أنْ أقْتُلَهُ؟ قالَ: «نَعَمْ» قالَ: فَأْذَنْ لِي أنْ أقُولَ شَيْئًا؟ قالَ: «نَعَمْ، قُلْ» فَأتَاهُ فقالَ: إنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَألَنَا الصَّدَقَةَ، وَقَدْ عَنَّانَا، قَالَ: وَأيْضًا لَتَمَلُّنَّهُ؟ قالَ: اتَّبَعْنَاهُ فَنَحْنُ نَكْرَهُ أنْ نَدَعَهُ

۲۷۶۸- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے؟ بلاشبہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔'' پس محمد بن مسلمہ ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' انہوں نے کہا: مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کے سامنے کوئی بات بنا سکوں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تم کہہ سکتے ہو۔'' چنانچہ محمد بن مسلمہ ؓ اس کے پاس گئے اور کہا: اس آدمی نے ہم سے صدقات طلب کیے ہیں اور ہمیں بہت

٢٧٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الكذب في الحرب، ح:٣٠٣١، ومسلم، الجهاد والسير، باب قتل كعب بن الأشرف طاغوت اليهود، ح:١٨٠١ من حديث سفيان بن عيينة به.

حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ. قَالَ كَعْبٌ: أَيَّ شَيْءٍ تَرْهَنُونِّي؟ قال: وَمَا تُرِيدُ مِنَّا؟ فقال: نِسَاءَكُم. قالُوا: سُبْحَانَ اللهِ! أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا فَيَكُونُ ذَٰلِكَ عَارًا عَلَيْنَا، قَالَ: فَتَرْهَنُونِّي أَوْلَادَكُمْ، قالُوا: سُبْحَانَ اللهِ! يُسَبُّ ابنُ أَحَدِنَا فَيُقَالُ: رُهِنْتَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ؟ قالُوا: نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ - يُرِيدُ السِّلَاحَ - قالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا أَتَاهُ نَادَاهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُتَطَيِّبٌ يَنْضَخُ رَأْسُهُ، فَلَمَّا أَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ - وَقَدْ كَانَ جَاءَ مَعَهُ بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ - فَذَكَرُوا لَهُ، قالَ: عِنْدِي فُلَانَةُ، وَهِيَ أَعْطَرُ نِسَاءِ النَّاسِ، قالَ: تَأْذَنُ لِي فَأَشُمَّ؟ قالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَشَمَّهُ، قالَ: أَعُودُ قالَ: نَعَمْ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي رَأْسِهِ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قالَ: دُونَكُمْ فَضَرَبُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ».

تنگ کر رکھا ہے۔ اُس نے کہا: ابھی تم اس شخص سے اور بھی اکتا جاؤ گے۔ ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اس لیے فوراً اسے چھوڑ دینا مناسب نہیں ہے حتیٰ کہ دیکھ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو وسق (غلہ وغیرہ) دے دو۔ کعب نے کہا: بطور رہن کیا چیز دو گے؟ انہوں نے کہا: تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! تم عرب کے حسین ترین شخص ہو، ہم تمہیں اپنی عورتیں بطور رہن دے دیں، تو یہ ہمارے لیے بہت بڑی عار ہوگی۔ وہ بولا: چلو اپنی اولادیں دے دو۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! (ساری زندگی) ہمارے بچے کو یہ گالی دی جاتی رہے گی کہ تمہیں تو ایک یا دو وسق کے بدلے میں رہن رکھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں ہم اپنا اسلحہ بطور رہن دے سکتے ہیں۔ تو وہ بولا: ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جب اس کے پاس آئے تو ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو آواز دی، وہ باہر آیا، اس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور اس کا سر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ پس جب وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور محمد بن مسلمہ اپنے ساتھ تین یا چار ساتھیوں کو بھی لائے تھے۔ سب نے اس سے خوشبو کا تذکرہ کیا۔ وہ کہنے لگا: میرے ہاں فلاں عورت ہے جو بہترین خوشبو والی عورت ہے۔ ابن مسلمہ نے کہا: اگر اجازت دو تو میں سونگھ لوں۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ پس انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں کیا اور اسے سونگھا۔ انہوں نے کہا: ذرا ایک بار پھر۔ اس نے کہا: ہاں ہاں۔ تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے سر میں

ڈالا اور اس کے بالوں کو خوب جکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: لو اپنا کام کرو' تو انہوں نے اس کو مار حتیٰ کہ قتل کر ڈالا۔

فوائد و مسائل: ① کعب بن اشرف یہودی کا تعلق بنونضیر سے تھا' وہ بڑا مال دار اور شاعر تھا۔ اسے مسلمانوں سے سخت عداوت تھی اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرتا رہتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان کا دفاع کرنے کی بجائے مکہ جا کر قریش کو جنگ کے لیے آمادہ کیا اور عہد شکنی بھی کی۔ ② دشمن پر وار کرنے کیلئے بناوٹی طور پر کچھ ایسی باتیں بنانا' جو بظاہر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوں' وقتی طور پر جائز ہے۔ اور جنگ دھوکے (چال بازی) ہی کا نام ہے۔

٢٧٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حُزَابَةَ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابنَ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا أَسْبَاطُ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ السُّدِّيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الإِيمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ».

٢٧٦٩- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایمان نے دھوکے سے قتل کرنے کو بند کر دیا ہے' کوئی صاحبِ ایمان دھوکے سے قتل نہیں کر سکتا۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی کسی غیرت و حمیت کے معاملے میں مسلمان کسی مسلمان کو دھوکے اور غفلت سے قتل نہ کرے۔ ② ایسا شخص جس سے کوئی عہد و پیمان ہوا اس کو بھی قتل کرنا ناجائز ہے۔ مگر جن دشمنوں کے ساتھ اعلان جنگ ہوا اور دونوں فریق جنگ کی کیفیت میں ہوں' اس میں یہ عمل جائز ہے۔

(المعجم ١٥٨) - بَابٌ: فِي التَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ فِي الْمَسِيرِ (التحفة ١٧٠)

باب: ١٥٨- دوران سفر میں بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا

٢٧٧٠- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أوْ

٢٧٧٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے' حج یا عمرے (کے سفر) سے واپس آتے ہوئے زمین کی کسی بھی بلندی پر

٢٧٦٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٤٠٣ من حديث إسحاق بن منصور به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٥٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

٢٧٧٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، العمرة، باب ما يقول إذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو، ح: ١٧٩٧، ومسلم، الحج، باب ما يقول إذا رجع من سفر الحج وغيره، ح: ١٣٤٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢١.

حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ وَيَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ».

چڑھتے' تو تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور یہ دعا پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی حکومت ہے' تمام طرح کی تعریفیں اسی کی ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں' اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا' اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے ہی نے پسپا کر دیا۔''

فائدہ: مسنون یہی ہے کہ بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر (اَللّٰهُ اَكْبَرُ) اور پستی کی طرف اترتے ہوئے تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰه) کہا جائے۔

(المعجم ١٥٩) - **بَابٌ: فِي الإِذْنِ فِي الْقُفُولِ بَعْدَ النَّهْيِ** (التحفة ١٧١)

باب:١٥٩-جہاد سے واپس آ جانے کی رخصت جبکہ یہ عمل پہلے ممنوع تھا

٢٧٧١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاس قالَ: ﴿لَا يَسْتَئْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [التوبة: ٤٤] الآيَةَ نَسَخَتْهَا الَّتِي في النُّورِ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِۦ﴾ إِلَى

٢٧٧١-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ سورۂ توبہ کی آیت کریمہ: ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ......﴾ کو سورۂ نور کی آیت کریمہ: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

٢٧٧١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٧٣ من حديث أبي داود به مختصرًا.

قَوْلِهِ: ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النور: ٦٢].

فائدہ: ابتدائے اسلام میں منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں نہیں نکلا کرتے تھے، اگر جاتے بھی تو مختلف حیلے بہانوں سے واپس آ جاتے تھے۔ سورۂ توبہ میں ان کے متعلق بیان ہوا ہے. ﴿لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ○ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ﴾ (التوبۃ: ۴۴-۴۵) ''جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں وہ آپ سے کوئی اجازت نہیں مانگتے کہ انہیں اپنے مالوں یا جانوں کے ساتھ جہاد نہ کرنا پڑے اور اللہ متقین کو خوب جانتا ہے، آپ سے وہی لوگ اجازتیں مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے انہی شکوک میں بھٹک رہے ہیں۔'' ان آیات کے نازل ہونے پر جہاد سے لوٹ آنا ممنوع ہو گیا تھا، خواہ نبی علیہ السلام کی اجازت ہی سے ہوتا، مگر جب اسلام اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہوگئی اور مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ گئی، تو اجازت لے کر واپس آ جانے کی رخصت ہوگئی اور سورۂ نور کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَ إِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (النور: ۶۲) ''ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین رکھتے ہیں اور وہ جب کسی اجتماعی کام میں ہوتے ہیں تو اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلاشبہ جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، سو جب یہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لیے اللہ سے معافی مانگیں، بلاشبہ اللہ بہت بخشنے والا انتہائی مہربان ہے۔''

(المعجم ١٦٠) - **بَابٌ**: فِي بِعْثَةِ الْبُشَرَاءِ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۰- خوشخبری دینے والے بھیجنا

٢٧٧٢- **حَدَّثَنَا** أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَن قَيْسٍ، عن جَرِيرٍ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟»

۲۷۷۲- حضرت جریر (بن عبداللہ البجلی) ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تم مجھے ذی خلصہ سے راحت نہیں پہنچا سکتے؟'' چنانچہ وہ اس کے پاس آئے اور اس کو جلا ڈالا،

٢٧٧٢ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب البشارة في الفتوح، ح: ٣٠٧٦، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل جرير بن عبدالله رضي الله تعالى عنه، ح: ٢٤٧٦ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ إلى النَّبِيِّ ﷺ يُبَشِّرُهُ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ.

پھر قبیلۂ احمس کا ایک آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجا' جو آپ کے پاس خوش خبری لے کر گیا۔ اس کی کنیت ابوارطاۃ تھی۔

فوائد ومسائل: ① بنوخثعم نے اپنا ایک معبد بنا رکھا تھا جسے وہ [اَلْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَة] کہتے تھے۔ اس گھر کا نام [خَلَصَة] اور بت کا نام [ذوالخلصه] رکھا ہوا تھا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور یہ مہم سر کی۔ ② کسی اہم واقعہ کی خوشخبری بھیجنا جائز ہے' بشرطیکہ اس میں اپنے کردار کا لوگوں کو سنانا اور دکھلانا مقصود نہ ہو بلکہ اسلام کی سربلندی کی اطلاع دینا مقصود ہو یا مسلمانوں کا بڑھاوا اور ان کی حوصلہ افزائی مقصود ہو۔

(المعجم ١٦١) - بَابٌ: فِي إِعْطَاءِ الْبَشِيرِ (التحفة ١٧٣)

باب:١٦١-خوشخبری دینے والے کو کوئی انعام دینا

٢٧٧٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله ابنِ كَعْبِ بن مَالِكٍ أنَّ عَبْدَ الله بنَ كَعْبٍ قال: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بالمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ وَقَصَّ ابنُ السَّرْحِ الْحَدِيثَ قالَ: وَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ المُسْلِمِينَ عنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ حَتَّى إذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أبي قَتَادَةَ - وَهُوَ ابنُ عَمِّي - فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، ثُمَّ صَلَّيْتُ الصُّبْحَ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ

٢٧٧٣۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی کسی سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے اور پھر لوگوں سے ملنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ (امام ابوداود کے شیخ) ابن السرح نے پوری حدیث بیان کی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا کہ ہم تینوں سے کوئی بات چیت کرے۔ حتیٰ کہ جب یہ کیفیت بہت طویل ہو گئی تو میں اپنے چچازاد ابوقتادہ کی دیوار پر چڑھا اور میں نے اس کو سلام کہا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھے جواب نہیں دیا۔ پھر جب پچاس راتیں پوری ہو گئیں اور اس صبح فجر کی نماز میں نے اپنے ایک مکان کی چھت پر پڑھی' تو میں نے ایک بلند آواز سے پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک!

٢٧٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح:٢٧٦٩ عن ابن السرح، والبخاري، التفسير، سورة البراءة، باب قوله:﴿لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والأنصار﴾، ح:٤٦٧٦ مختصرًا جدًا من حديث ابن وهب به.

مِنْ بُيُوتِنَا، فَسَمِعْتُ صَارِخًا: يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ! أَبْشِرْ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا إِيَّاهُ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ، فقامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ ابنُ عُبَيْدِاللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

خوشخبری ہو۔ پھر جب وہ میرے پاس پہنچا' جس کی آواز میں نے سنی تھی' تو میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس کو پہنا دیے۔ پھر میں چلا حتیٰ کہ جب مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے میری طرف لپکے' حتیٰ کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد پیش کی۔

فوائد و مسائل: ① یہ غزوۂ تبوک میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری پر ان کے بائیکاٹ سے متعلق واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد سن: ۹ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اور یہی وہ غزوہ ہے جو اس دور کے تمام مسلمانوں پر بالعموم فرض عین ہوا تھا۔ مگر مخلص مسلمانوں میں سے تین افراد بغیر کسی معقول عذر کے پیچھے رہ گئے یعنی کعب بن مالک' مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے بصراحت اقرار کیا کہ ہمارے پیچھے رہ جانے میں کوئی شرعی عذر نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے مقاطعہ کر لیں۔ چالیس دن کے بعد حکم آیا کہ یہ اپنی عورتوں سے بھی الگ رہیں۔ پچاس دن پورے ہونے پر توبہ قبول کی گئی اور یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (التوبة:١١٨) ''اور اللہ نے ان تین آدمیوں کی توبہ بھی قبول فرمالی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا' یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ ہوگئی اور خود ان کی جان بھی ان پر تنگ ہوگئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں ہے' پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تاکہ وہ توبہ کر لیں' بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان ہے۔'' ② جو شخص خوشخبری پہنچائے اسے ہدیہ دینا مستحب ہے۔

(المعجم ١٦٢) - بَابٌ: فِي سُجُودِ الشُّكْرِ (التحفة ١٧٤)

باب:١٦٢-سجدۂ شکر کا بیان

٢٧٧٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عنْ أَبِي بَكْرَةَ بَكَّارِ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ قال: أَخْبَرَني أَبِي عَبْدُ العَزِيزِ عنْ أَبِي بَكْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا

۲۷۷۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا آپ کو بشارت دی جاتی تو آپ اللہ کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر جاتے تھے۔

٢٧٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في سجدة الشكر، ح:١٥٧٨، وابن ماجه، ح:١٣٩٤ من حديث أبي عاصم به، وقال الترمذي: "حسن غريب"

جَاءَهُ أَمْرُ سُرُورٍ أَوْ بُشِّرَ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لله.

فائدہ: انسان کو جب کوئی خوشی کی خبر ملے تو سجدہ کرنا مسنون و مستحب ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے سجدۂ شکر کیا (بخاری: ۴۴۱۸) اور خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔

٢٧٧٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثني مُوسَى بنُ يَعْقُوبَ عن ابنِ عُثْمَانَ - قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يَحْيَى بنُ الْحَسَنِ بنِ عُثْمَانَ - عن أَشْعَثَ بنِ إِسْحَاقَ بنِ سَعْدٍ، عن عَامِرِ ابنِ سَعْدٍ، عن أبيهِ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ المَدِينَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَا نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَدَعَا الله تَعَالَى سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - ذَكَرَهُ أَحْمَدُ ثَلَاثًا - قالَ: «إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي».

۲۷۷۵- حضرت عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ سے روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ مدینے جانے کا تھا۔ جب ہم مقام عَزْوَرا کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے۔ پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک سجدے میں پڑے رہے۔ پھر اٹھے' اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک گھڑی اللہ سے دعا کرتے رہے' پھر سجدے میں گر گئے اور بڑی دیر تک سجدے میں پڑے رہے' پھر اٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور ایک گھڑی تک بلند کیے رکھے' پھر سجدے میں گر گئے...... احمد بن صالح نے یہ عمل تین بار کا بیان کیا...... فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی ہے۔ پس اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ دے دیا (اسے بخش دوں گا)' تو میں اپنے رب کا شکر کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا' اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی تو اس نے مجھے میری امت کا (مزید) تہائی حصہ عنایت فرما دیا تو میں اپنے رب کا شکر

٢٧٧٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٢/ ٣٧٠ من حديث أبي داود به * يحيى بن الحسن مجهول الحال (تقريب)، وأشعث بن إسحاق مستور، ولسجود الشكر شواهد عند مسلم، ح: ٢٨٩٠ وغيره.

کرتے ہوئے سجدے میں گر گیا۔ پھر میں نے سر اٹھایا' اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا تو اس نے مجھے میری امت کا مزید تہائی حصہ بھی دے دیا تو میں اپنے رب کے لیے سجدے میں گر گیا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَشْعَثُ بنُ إِسْحَاقَ أَسْقَطَهُ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ حِينَ حَدَّثَنَا بِهِ فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْهُ مُوسَى بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے شیخ احمد بن صالح نے جب یہ سند بیان کی تو اس میں سے اشعث بن اسحٰق کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس کا ذکر موسیٰ بن سہل رملی نے کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے' تاہم سجدۂ شکر والی بات صحیح ہے' کیونکہ مذکورہ حدیث سے وہ ثابت ہے۔

(المعجم ١٦٣) - بَابٌ: فِي الطُّرُوقِ (التحفة ١٧٥)

باب:١٦٣-(بغیر اطلاع) رات کو گھر آنا (مناسب نہیں)

٢٧٧٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُوقًا.

٢٧٧٦-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ انسان رات کے وقت اپنے گھر پہنچے۔

توضیح: مقصد یہ ہے کہ انسان طویل غیر حاضری کے بعد بغیر پیشگی اطلاع کے بے وقت اچانک بالخصوص عشا کے بعد گھر میں نہ آئے۔ اس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ممکن ہے گھر والے صاحبِ خانہ کی طرف سے مطمئن ہو کر کہیں باہر جانے کا پروگرام بنالیں یا آنے والے کی بیوی اپنی اور گھر کی صفائی ستھرائی کی جانب سے غفلت کر لے یا کوئی ایسا مہمان بھی گھر میں آ سکتا ہے جس کا آنا گھر والے کو ناگوار ہو' اس طرح دونوں میاں بیوی کے درمیان کئی طرح کی انہونی الجھنیں راہ پا سکتی ہیں۔ ہاں اگر اطلاع دے دی گئی ہو تو کسی بھی وقت آنا چاہے تو آ سکتا ہے' اس کا اپنا گھر ہے۔

٢٧٧٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٢٧٧٧-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ

٢٧٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب: لا يطرق أهله ليلاً إذا أطال الغيبة أن يخونهم أو يلتمس عثراتهم، ح:٥٢٤٣، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق . . . الخ، حديث: ٧١٥ بعد حديث: ١٩٢٨ من حديث شعبة به.

٢٧٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٥٢٤٤، ومسلم، ح: ٧١٥ بعد حديث: ١٩٢٨ من حديث الشعبي به، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مُغِيرَةَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إنَّ أحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى أهْلِهِ إذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أوَّلَ اللَّيْلِ».

نے فرمایا: ''سفر سے واپسی کے موقع پر گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت رات کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔''

فائدہ: اس وقت لوگ بالعموم جاگ رہے ہوتے ہیں اور آنے والا اور گھر والے بھی شبہات سے محفوظ رہتے ہیں۔

٢٧٧٨- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنَا سَيَّارٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قال: «أمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ المُغِيبَةُ».

٢٧٧٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب (ہم مدینے کے قریب آخری پڑاؤ پر تھے) ہم نے چاہا کہ گھروں کو جائیں' تو آپ نے فرمایا: ''ذرا ٹھہرو' رات ہو لے تو جائیں تاکہ پراگندہ حال خاتون کنگھی چوٹی کر لے اور جس کا شوہر غائب تھا وہ اپنے (زیر ناف) بالوں کی صفائی کر لے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قالَ الزُّهْرِيُّ: الطَّرْقُ بَعْدَ الْعِشَاءِ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ امام زہری ؒ نے کہا: ''الطَّرق'' عشاء کے بعد آنے کو کہتے ہیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَبَعْدَ المَغْرِبِ لَا بَأْسَ بِهِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: مغرب کے بعد آنے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹتے اور منزل قریب ہوتی تو پیغام بر بھیج دیا کرتے تھے جو شہر میں اطلاع کر دیتا تھا کہ مجاہدین واپس آ رہے ہیں اور فلاں وقت تک پہنچ جائیں گے۔

(المعجم ١٦٤) - بَابٌ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ١٧٦)

باب:١٦٤- سفر سے واپس آنے والے کا استقبال کرنا

٢٧٧٩- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا

٢٧٧٩- حضرت سائب بن یزید ؓ بیان کرتے

٢٧٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب تستحد المغيبة وتمتشط الشعثة، ح:٥٢٤٧، ومسلم، الإمارة، باب كراهة الطروق . . . الخ، ح:٧١٥ بعد حديث:١٩٢٨ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد:٣/ ٣٠٣.

٢٧٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقيصر، ح:٤٤٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيتُهُ مَعَ الصِّبْيَانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ.

ہیں کہ نبی ﷺ جب غزوۂ تبوک سے مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔ دوسرے بچوں کے ساتھ میں نے بھی ثنیۃ الوداع کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا تھا۔

فائدہ: یہ ایک مستحب عمل ہے بالخصوص مسافر جب جہاد سے واپس آ رہا ہو یا حج سے۔ لیکن اس میں دکھلاوا اور شہرت کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ علماء و محدثین کے متعلق بھی آتا ہے کہ جب ان کی کسی شہر میں آمد متوقع ہوتی تو لوگ ان کا نہایت عمدہ انداز میں استقبال کرتے تھے۔

(المعجم ١٦٥) - بَابٌ: فِي مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِنْفَادِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ إِذَا قَفَلَ (التحفة ١٧٧)

باب:١٦٥- غزوے سے واپسی پر دوران سفر ہی میں توشے کو ختم کر دینے کا استحباب

٢٧٨٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قال: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، قال: «اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الأَنْصَارِيِّ فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: ادْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ بِهِ» فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ لامْرَأَتِهِ: يَا فُلَانَةُ! ادْفَعِي إِلَيْهِ مَا جَهَّزْتِنِي بِهِ وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا، فَوالله! لا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ اللهُ فِيهِ.

٢٧٨٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ اسلم کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں مگر تیاری کے لیے میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”فلاں انصاری کے ہاں چلے جاؤ‘ اس نے تیاری کر رکھی تھی مگر بیمار ہو گیا ہے۔ تو اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: جو سامان سفر تم نے تیار کر رکھا تھا وہ مجھے دے دو۔“ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: اے فلانی! جو سامان تو نے میرے لیے تیار کیا تھا وہ اس شخص کے حوالے کر دے اور اس میں سے کچھ بھی نہ رکھنا‘ اللہ کی قسم! اگر تو نے اس میں سے کوئی چیز رکھ لی تو اللہ اس میں برکت نہیں دے گا۔

٢٧٨٠- تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله ... الخ، ح: ١٨٩٤ من حديث حماد بن سلمة به.

فائدہ: ① چاہیے کہ جو چیز' سامان یا مال اللہ کے لیے خاص کر دیا گیا ہو اور انسان اگر اسے خود خرچ نہ کر سکے تو کسی اور کے حوالے کر دے بالخصوص جہاد کا سامان۔ اس کے خرچ کر دینے میں برکت اور روک لینے میں بے برکتی ہے۔ ایسے مال میں اگر نذر اور وقف کی نیت کی گئی ہو تو خود خرچ کرنا یا کسی کو دے دینا واجب ہے' ورنہ مستحب۔

(المعجم ١٦٦) - **بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ** (التحفة ١٧٨)

باب:١٦٦- سفر سے واپس آنے پر نماز پڑھنا

٢٧٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قالا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ قال: أخبرني ابنُ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ عن أَبِيهِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ وَعَمِّهِ عُبَيْدِالله بنِ كَعْبٍ، عن أبيهمَا كَعْبِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا - قال الحَسَنُ: في الضُّحَى - فَإِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ.

٢٧٨١- حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو (بالعموم) دن ہی میں آیا کرتے تھے۔ (راویٔ حدیث) حسن بن علی نے کہا کہ چاشت کے وقت آیا کرتے تھے۔ اور جب سفر سے (واپس) آتے تو مسجد میں تشریف لے جاتے' وہاں دو رکعتیں پڑھتے پھر وہاں بیٹھ جاتے (تاکہ لوگوں سے ملاقات کرلیں۔)

٢٧٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنا أَبِي عن ابنِ إِسْحَاقَ قال: حدَّثني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ حِينَ أَقْبَلَ مِنْ حَجَّتِهِ دَخَلَ المَدِينَةَ فَأَنَاخَ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ ثُمَّ

٢٧٨٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے حج سے واپس تشریف لائے اور مدینے میں داخل ہوئے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھایا اور مسجد میں چلے گئے اور دو رکعتیں ادا کیں پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ نافع

٢٧٨١ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:٢٧٧٣، وأخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح:٣٠٨٨ من حديث ابن جريج، ومسلم، ح:٢٧٦٩ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:٤٨٦٤.

٢٧٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد به.

دَخَلَهُ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَيْتِهِ. قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ يَصْنَعُ.

بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفر سے واپسی پر پہلے مسجد میں دو رکعت پڑھے پھر گھر جائے بالخصوص جہاد اور حج وعمرہ سے واپسی پر۔

(المعجم ١٦٧) - **بَابٌ: فِي كِرَاءِ الْمَقَاسِمِ** (التحفة ١٧٩)

باب:۱۶۷-مشترک مال تقسیم کرنے کی اجرت لینا

٢٧٨٣- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ عن الزُّبَيْرِ بنِ عُثْمَانَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سُرَاقَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُم وَالْقُسَامَةَ»، قال: فَقُلْنَا: وَمَا الْقُسَامَةُ؟ قال: «الشَّيْءُ يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْتَقَصُ مِنْهُ».

۲۷۸۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قُسامہ (تقسیم کرنے کی اجرت) سے بچو۔'' ہم نے عرض کیا: ''قُسامہ'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کوئی چیز لوگوں میں مشترک ہو اور کوئی آئے اور اس میں سے (اپنے لیے) کچھ نکال لے۔''

٢٧٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عن شَرِيكٍ يَعْنِي ابنَ أَبِي نَمِرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «الرَّجُلُ يَكُونُ عَلَى الْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَظِّ هٰذَا وَحَظِّ هٰذَا».

۲۷۸۴- حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ کوئی لوگوں پر امیر ہو تو (تقسیم کرتے ہوئے) کچھ اس کے حصے میں سے لے لے اور کچھ دوسرے کے حصے میں سے۔

فائدہ: بلحاظ اسناد یہ روایات ضعیف ہیں، مگر باعتبار معنی ومفہوم واضح ہے کہ امیر اور رئیس کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ لوگوں کے حقوق تقسیم کرتے ہوئے ان سے کوئی چیز وصول کرے۔ البتہ کسی اور کو جو اس عمل کا ذمہ دار نہ ہو اگر

٢٧٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به * الزبير بن عثمان وثقه ابن حبان وحده فيما أعلم.

٢٧٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به، وهو مرسل.

اس سے اس کام کے لیے کہا جائے تو اسے حق حاصل ہے کہ کوئی مقدار معین کر کے لے لے۔

(المعجم ١٦٨) - **بَابٌ: فِي التِّجَارَةِ فِي الْغَزْوِ** (التحفة ١٨٠)

باب:١٦٨-دوران جہاد میں تجارت کرنا جائز ہے

٢٧٨٥- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعني ابنَ سَلَّامٍ عن زَيْدٍ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ: حدَّثني عُبَيْدُ الله بنُ سَلْمَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ: لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ أَخْرَجُوا غَنَائِمَهُمْ مِنَ المَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ غَنائِمَهُمْ فَجاءَ رَجُلٌ حِينَ صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ، فقَالَ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا ما رَبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ هٰذَا الْوَادِي قَالَ: «وَيْحَكَ وَمَا رَبِحْتَ؟» قَالَ: مَا زِلْتُ أَبِيعُ وَأَبْتَاعُ حَتَّى رَبِحْتُ ثَلَاثَمِائَةِ أُوقِيَّةٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا أُنَبِّئُكَ بِخَبَرِ رَجُلٍ رَبِحَ». قَالَ: مَا هُوَ يَارَسُولَ الله؟ قَالَ: «رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

٢٧٨٥- نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عبیداللہ بن سلمان سے بیان کیا کہ جب ہم نے خیبر فتح کیا تو لوگوں نے اپنی اپنی غنیمتیں نکالیں۔ (یعنی) سامان اور قیدی اور انہیں بیچنے لگے۔ نبی ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج اتنا نفع حاصل کیا ہے کہ اس وادی والوں میں سے کسی کو کیا ملا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے کیا کما لیا ہے؟'' اس نے کہا: میں بیچتا رہا اور خریدتا رہا حتی کہ تین سو اوقیہ کا نفع حاصل کر لیا ہے۔ (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نفع کمانے میں سب سے افضل کون ہے؟'' اس نے پوچھا: وہ کیا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''دو رکعتیں (فرض) نماز کے بعد۔''

فائدہ: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوران سفر جہاد میں تجارت کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے تاجر کو جہاد میں اپنا پورا اجر اور غنیمت کا حصہ ملے گا۔ جیسے کہ سفر حج میں تجارت کرنا مباح اور جائز ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (البقرة:١٩٨) ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔'' ہاں اگر ان مبارک سفروں میں کسی کا مقصد ہی صرف تجارت کرنا ہو، جہاد یا حج محض دکھلاوا ہو تو ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔ شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(المعجم ١٦٩) - **بَابٌ: فِي حَمْلِ السِّلَاحِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ** (التحفة ١٨١)

باب:١٦٩-دشمن کے علاقے میں ہتھیاروں کو لے جانے دینا

٢٧٨٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٣٢ من حديث أبي داود به.

٢٧٨٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أَبي عن أَبي إِسْحَاقَ عَنْ ذِي الْجَوْشَنِ - رَجُلٍ مِنَ الضِّبَابِ - قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ أَنْ فَرَغَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ بِابنِ فَرَسٍ لِي يُقَالُ لَهَا: الْقَرْحَاءُ، فَقُلْتُ: يَامُحَمَّدُ! إِنِّي قَدْ جِئْتُكَ بِابنِ الْقَرْحَاءِ لِتَتَّخِذَهُ. قالَ: «لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ أُقِيضَكَ بِهِ الْمُخْتَارَةَ مِنْ دُرُوعِ بَدْرٍ فَعَلْتُ» قُلْتُ: مَا كُنْتُ أُقِيضُهُ الْيَوْمَ بِغُرَّةٍ قالَ: «فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ».

٢٧٨٦- بنوضباب کے ایک شخص ذی الجوشن سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اہل بدر سے فارغ ہو گئے تو میں آپ کی خدمت میں گھوڑے کا ایک بچھیرا لے کر حاضر ہوا اور کہا: اے محمد! میں آپ کے پاس ابن قرحاء (ایک بچھیرا) لے کر آیا ہوں یہ آپ اپنے لیے لے لیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں' لیکن اگر تم چاہو تو تمہیں اس کے بدلے بدر کی منتخب زرہوں میں سے کوئی دے دوں' تو کر سکتا ہوں۔“ میں نے کہا: آج تو میں اس کے بدلے میں کوئی گھوڑی بھی نہیں لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پھر مجھے بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

فائدہ: امام صاحب کا اس باب کے تحت یہ روایت لانے کا مقصد اس مسئلے کا اثبات ہے کہ کسی کافر کو اسلحہ وغیرہ دینا جائز ہے جو وہ دارالحرب لے جائے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ ذوالجوشن اس وقت کافر تھے' ان کو رسول اللہ ﷺ نے زرہوں کی پیش کش کی تھی' جو انہوں نے قبول نہیں کی۔ زرہ بھی ایک جنگی اسلحہ ہے اور وہ اسے دارالحرب میں لے جاتے۔ لیکن یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ دوسرا مسئلہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ہدیہ دیتا' تو آپ بھی اس کو ضرور کوئی ہدیہ دیتے' جیسے کہ اس روایت میں ہے کہ جب اس نے ہدیے کے بدلے میں ہدیہ لینا پسند نہیں کیا' تو آپ نے بھی اس کا ہدیہ نامنظور فرما دیا۔ نبی ﷺ کا یہ طرز عمل صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٧٠) - بَابٌ: فِي الْإِقَامَةِ بِأَرْضِ الشِّرْكِ (التحفة ١٨٢)

باب: ١٧٠- اہل شرک کے علاقے میں اقامت اختیار کر لینا

٢٧٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حدَّثني يَحْيَى بنُ حَسَّانَ قال: أخبرنَا سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ قالَ:

٢٧٨٧- حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے (اپنے ایک خطبے میں) بیان کیا: اما بعد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی مشرک کی صحبت اختیار کرے اور اس

٢٧٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٠٨، ١٠٩ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٣/ ٤٨٤
* أبوإسحاق عنعن

٢٧٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٧١٦.

حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ سَعْدِ بن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قالَ: حدثني خُبَيْبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بنِ سَمُرَةَ، عنْ سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَمَّا بَعْدُ، قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ».

کے ساتھ رہائش رکھے تو وہ بھی اسی کی طرح ہے۔"

فوائد و مسائل: ظاہری امور میں کسی کی موافقت و مطابقت لازمی طور پر اس کے ساتھ قلبی' ذہنی اور فکری لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ اور جس کسی نے کسی کی ظاہری مشابہت اختیار کی ہوئی ہو یقیناً وہ اس سے دلی رغبت رکھتا ہے' اگرچہ ان دونوں میں زمان و مکان کا کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔ باہمی صحبت اور ہم وطن ہونا خواہ کسی قدر ہو' اس سے صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ بعض اوقات اعتقادات میں بھی خرابی آنی شروع ہو جاتی ہے خواہ اس کی اثر پذیری ویسی ہی نہ ہو۔ اس لیے شریعت نے کفار کی صحبت اور ان کے علاقے میں مستقل رہنے یا ان کی مشابہت اختیار کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ (افادات امام ابن تیمیہ ؒ) ایک حدیث میں ہے: [مَنْ كَثَّرَ سَوَادَ قَومٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] "جو کسی قوم کی جمعیت کو بڑھائے وہ بھی انہی میں سے ہے۔" یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے جیسا کہ مسند الفردوس دیلمی کے محقق نے صراحت کی ہے۔ مسند الفردوس' حدیث: ۵۶۲۱' لیکن اس مفہوم کی بعض دوسری احادیث صحیح طور پر ثابت ہیں۔ جیسے (سنن ابی داود کی مسئلۃ الباب والی حدیث ہے' یا جیسے [مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن أبی داود' اللباس' حدیث: ۴۰۳۱) ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں آیت قرآنی ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ﴾ (النساء: ۹۷) کے شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی وعید میں نازل ہوئی' جنہوں نے مسلمان ہونے کے باوجود ہجرت نہیں کی اور اپنے علاقوں میں مشرکین ہی کے ساتھ مقیم رہے اور ان کی کثرت کا باعث بنے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح البخاری مع فتح الباری' الفتن' باب من کرہ أن یکثر سواد الفتن و الظلم' حدیث: ۷۰۸۵) لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اہل کفر و شرک کے ملکوں میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ الا یہ کہ اشد ضرورت ہو یا مقصود دعوت الی اللہ ہو تو پھر یہ صورت مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں خیر عظیم کا پہلو ہے کہ آدمی مشرکوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے' انہیں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تعلیم دے' تو ایسا شخص محسن ہوگا اور علم و بصیرت کے باعث خطرات سے دور بھی ہوگا۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت اور احکام ومسائل

[الضَّحَایَا] ضَحِیَّةٌ کی جمع' [اَلْاَضَاحِی] اُضْحِیَّة کی جمع اور [اَلْاَضْحٰی] اَضْحَاةٌ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہے جو ماہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ یا ایام تشریق میں عید کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ اس عمل کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے، فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (الکوثر:۲) ''اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔'' ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ﴾ (الحج:۳٦) ''قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے ہیں' ان میں تمہارا نفع ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور ابتدا ہی سے مسلمان اس پر کاربند اور اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ اس مقصد کے لیے اونٹ' گائے' بکری اور بھیڑ نر و مادہ کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔ کوئی دوسرا جانور اس میں کارآمد نہیں ہوتا۔ فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج:۳۴) ''تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔'' قربانی کا حکم ۲ ہجری کو ہوا۔ لہٰذا

نبی ﷺ نے خود بھی قربانی کی اور امت کو بھی اس کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔ (صحیح البخاری' الاضاحی' حدیث: ۵۵۵۴)

* **حکمت قربانی:** قربانی میں متعدد حکمتیں پنہاں ہیں' ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۞ اللہ تعالیٰ کے قرب اور خوشنودی کا حصول' مومنوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۱۶۲) ''کہہ دیجیے! بے شک میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔''

۞ جد الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ نے بے شمار جانور ہمارے فائدے کے لیے پیدا فرمائے ہیں' انھی جانوروں میں سے چند ایک کی قربانی کر کے اس نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

* **قربانی کے آداب:** قربانی کرنے والے کیلئے درج ذیل آداب ومسائل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے:

① قربانی کا جانور مسنہ (دو دانتا) ہونا ضروری ہے' تاہم بعض کے نزدیک افضل ہے۔

② جانور کو خصی کروانا تاکہ وہ خوب صحت مند ہو جائے' جائز ہے۔ اور اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

③ قربانی قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے لہٰذا قربانی میں ردی' نہایت کمزور لاغر' بیمار' لنگڑا لولا' کانا یا کوئی اور عیب زدہ جانور ذبح کرنا درست نہیں۔

④ عید کے روز قربانی نماز کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی ورنہ قربانی نہیں ہوگی' البتہ ایام تشریق میں رات اور دن کے کسی بھی حصے میں قربانی کی جا سکتی ہے۔

⑤ پورے گھر والوں کی جانب سے ایک ہی قربانی کافی ہے۔ البتہ حسب استطاعت زائد قربانیاں کرنا باعث اجر وثواب ہے۔

⑥ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

⑦ قربانی کے جانور کو خود اور تیز دھار چھری سے ذبح کرنا افضل ہے۔

⑧ ذبح کرتے وقت جانور کو قبلہ رخ کرنا' بسم اللہ اور تکبیر پڑھنا ضروری ہے۔

⑨ قربانی کا گوشت خود کھانا' غرباء ومساکین میں تقسیم کرنا اور عزیز واقارب کو تحفتاً دینا درست ہے۔

⑩ قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ اتارے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٦) - كِتَابُ الضَّحَايَا (التحفة ١٠)

قربانی کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي إِيجَابِ الأَضَاحِي (التحفة ١)

باب:۱-قربانی کا وجوب

٢٧٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ؛ ح: وَحدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عنْ عَبْدِ الله بن عَوْنٍ، عنْ عَامِرِ أبي رَمْلَةَ قالَ: أنبأنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ قالَ: وَنَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِعَرَفَاتٍ قالَ: قالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ عَلٰى كُلِّ أهْلِ بَيْتٍ في كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً وَعَتِيرَةً، أتَدْرُونَ مَا الْعَتِيرَةُ؟ هٰذِهِ الَّتِي يَقُولُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةَ».

۲۷۸۸- حضرت مخنف بن سُلَیم ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ’’لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ۔ کیا جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہی جسے لوگ رَجَبِیَّہ کہتے ہیں۔‘‘

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَتِيرَةُ مَنْسُوخَةٌ، هٰذَا خَبَرٌ مَنْسُوخٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: عتیرہ (یعنی رَجَبِیَّہ) منسوخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے [عَتِیْرَہ] کا جواز معلوم ہوتا ہے جب کہ آگے حدیث (۲۸۳۱) سے اس کے جواز کی نفی ہوتی ہے۔ اور یہی بات راجح ہے۔ ② اس حدیث سے بظاہر قربانی کا وجوب ثابت ہوتا ہے لیکن

٢٧٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الأضحية في كل عام، ح:١٥١٨، والنسائي، ح:٤٢٢٩، وابن ماجه، ح:٣١٢٥ من حديث عبدالله بن عون به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند النسائي، ح:٤٢٣٠ وغيره * أبورملة مجهول الحال، جهله ابن القطان وغيره، والحديث الآتي: ٢٨٣٠ يغني عنه.

دوسرے دلائل سے اس کا استحباب و استنان معلوم ہوتا ہے' اس لیے محدثین نے ان سارے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ یعنی ایک اہم اور مؤکد حکم ہے' لیکن فرض نہیں۔ تاہم استطاعت کے باوجود اس سنت مؤکدہ سے گریز کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

٢٧٨٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ يَزِيدَ قال: حدثني سَعِيدُ بْنُ أبي أيُّوبَ قال: حدثني عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيُّ عن عِيسَى بنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أُمِرْتُ بِيَوْمِ الأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللهُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ». قال الرَّجُلُ: أرَأَيْتَ إنْ لَمْ أجِدْ إلَّا مَنِيحَةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قال: «لَا وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ الله».

٢٧٨٩- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بطور عید مناؤں جسے کہ اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے خاص کیا ہے۔'' ایک آدمی نے کہا: فرمائیے کہ اگر مجھے دودھ کے جانور کے سوا کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ اپنے بال کاٹ لو' ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیر ناف کی صفائی کرلو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی ہوگی۔''

فائدہ: فی الواقع جس کسی کے پاس وسعت نہ ہو کہ وہ قربانی کر سکے تو نہ صرف یہ کہ اسے قربانی معاف ہے' بلکہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد مذکورہ کام کرلے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر ہی قربانی کا اجر عطا فرمادے گا۔

(المعجم ١، ٢) - باب الأُضْحِيَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢)

باب: ١، ٢- میت کی طرف سے قربانی

٢٧٩٠- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن أبي الْحَسْنَاءِ، عن الْحَكَمِ، عن حَنَشٍ قال: رَأَيْتُ عَلِيًّا

٢٧٩٠- جناب حنش (الکنانی' الصنعانی) سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؓ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے

٢٧٨٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٩٩، وأخرجه النسائي، ح: ٤٣٧٠ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٤٣، والحاكم: ٤/ ٢٢٣، ووافقه الذهبي.

٢٧٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في الأضحية عن الميت، ح: ١٤٩٥ من حديث شريك القاضي به، وقال: "غريب" * شريك والحكم بن عتيبة عنعنا، وأبوالحسناء مجهول، وهو غير الحسن بن الحكم النخعي، ووقع الوهم عند الحاكم: ٤/ ٢٢٩، ٢٣٠، وصححه، ووافقه الذهبي.

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ.

پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتا ہوں۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل ہیں جیسے کہ حج اور صدقہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اپنے کسی فوت شدہ قریبی کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہوگی۔ ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے' تو قربانی بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہی ہے' اسی لیے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے جو قربانی کی جائے' اس کا سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے' خود اس میں سے نہ کھائے۔ (تحفۃ الاحوذی) دوسرے علماء کہتے ہیں' چونکہ نبی ﷺ سے واضح طور پر میت کی طرف سے قربانی کرنے کا ثبوت نہیں ملتا' حالانکہ آپ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا' آپ کی تین صاحبزادیاں' آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وغیرہ دنیا سے جا چکے تھے' لیکن آپ نے ان میں سے کسی کے لیے بھی خصوصی طور پر قربانی نہیں کی۔ البتہ آپ نے اپنی قربانی میں یہ الفاظ ضرور کہے: ''اے اللہ! اس کو محمد' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔'' (صحیح مسلم' الاضاحی' حدیث:١٩٦٧) اس میں امت محمد کے زندہ اور فوت شدہ سارے ہی افراد آ جاتے ہیں۔ اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اپنی قربانی میں قربانی کرنے والا جن جن کو چاہے' شریک کر سکتا ہے حتیٰ کہ فوت شدگان کو بھی۔ لیکن ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی پر اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ بنابریں صرف فوت شدگان کی طرف سے الگ مستقل قربانی کا جواز محل نظر ہوگا۔ غالباً اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ امت کی طرف سے قربانی کرنے والا عمل' نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے' جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (ارواء الغلیل:٣٥٤/٤) اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلف (صحابہ و تابعین) کے دَور میں اس عمل (میت کی طرف سے قربانی کرنے) کا ثبوت نہیں ملتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٢، ٣) - بَابُ الرَّجُلِ يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُضَحِّيَ (التحفة ٣)

باب:٢'٣- جو شخص قربانی کرنا چاہتا ہو اور وہ عشرۂ ذوالحج میں اپنے بال کاٹتا ہو

٢٧٩١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

٢٧٩١- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی

٢٧٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة . . . الخ، ح:١٩٧٧ عن عبيدالله بن معاذ به.

قال: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُسْلِمٍ اللَّيْثِيُّ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ المُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهَلَّ هِلَالُ ذِي الحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حتى يُضَحِّيَ».

جانور ہو جسے وہ (قربانی کے لیے) ذبح کرنا چاہتا ہو تو ذوالحجہ کا چاند نظر آ جانے کے بعد اپنے بال اور ناخن ہرگز نہ کاٹے حتی کہ قربانی کر لے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اخْتَلَفُوا عَلَى مَالِكٍ وَعَلَى مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو فِي عَمْرِو بن مُسْلِمٍ، فقالَ بَعْضُهُمْ: عُمَرَ، وَأَكْثَرُهُمْ قالَ: عَمْرٍو.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام مالک اور محمد بن عمرو کے تلامذہ کا ”عمرو بن مسلم اللیثی“ کے نام میں اختلاف ہے۔ کچھ اسے عُمر بن مسلم کہتے ہیں جبکہ اکثر نے عَمرو کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَمْرُو بنُ مُسْلِمِ بن أُكَيْمَةَ اللَّيْثِيُّ الْجُنْدَعِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ عمرو بن مسلم بن اُکیمہ اللیثی الجندعی ہے۔

فائدہ: قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحج کے ابتدائی نو دنوں میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ لیکن جس نے قربانی نہ کرنی ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ عید الاضحیٰ کے دن حجامت وغیرہ کرا لے تو قربانی کی فضیلت سے محروم نہ رہے گا جیسے کہ سابقہ روایت عبداللہ بن عمرو بن العاص میں گزرا ہے۔

(المعجم ٣، ٤) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا (التحفة ٤)

باب: ۳، ۴- کس قسم کا جانور قربانی کے لیے مستحب ہے؟

٢٧٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قال: أَخبرني حَيْوَةُ قالَ: حدثني أبو صَخْرٍ عن ابنِ قُسَيْطٍ، عنْ عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي

۲۷۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، ایک مینڈھا لایا جائے جو سینگوں والا ہو، پاؤں کالے ہوں، آنکھیں کالی ہوں، سینہ اور پیٹ بھی کالا ہو، چنانچہ وہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے قربان کیا۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! چھری لاؤ۔“

٢٧٩٢- **تخريج:** أخرجه مسلم، الأضاحي، باب استحباب استحسان الضحية وذبحها مباشرة ... الخ، ح: ١٩٦٧ من حديث ابن وهب به.

سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ فَضَحَّى بِهِ فَقَالَ: «يَاعَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُدْيَةَ»، ثُمَّ قَالَ: «اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ» فَفَعَلَتْ، فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ فَذَبَحَهُ، وَقَالَ: «بِسْمِ اللهِ، اللّٰهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ»، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ ﷺ.

پھر فرمایا: ''اسے پتھر پر تیز کرو۔'' میں نے ایسے ہی کیا' پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو پکڑا' اسے لٹایا اور ذبح کیا اور دعا کی: [بِاسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ! تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ] ''اے اللہ! محمد' آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔'' پھر اسے قربان (ذبح) کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① قربانی کا جانور صحت مند اور خوش نظر ہونا چاہیے' مذکورہ بالا صفات پائی جائیں تو بہت ہی عمدہ ہے۔ ② چھری خوب تیز ہونی چاہیے۔ ③ امت محمد کی طرف سے قربانی آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے قربانی کرنی چاہیے' یا اس کی طرف سے جس نے اسے وصیت کی ہو۔ ④ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی تو اس میں وہ لوگ بھی تھے جو وفات پا چکے تھے اور ایک کثیر تعداد وہ تھی جو آپ کی رحلت کے بعد پیدا ہوئی۔ لیکن اس سے استدلال صحیح نہیں' کیونکہ امت کی طرف سے قربانی کرنا نبی ﷺ کی خصوصیت تھی' جس پر دوسروں کے لیے عمل کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ اس سے قبل (حدیث: ۲۷۹۱ کے فوائد میں) وضاحت کی گئی ہے۔

٢٧٩٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا [وُهَيْبٌ] عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحَرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَضَحَّى بِالْمَدِينَةِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ.

۲۷۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سات اونٹنیاں اپنے ہاتھ سے کھڑی حالت میں نحر کیں۔ اور مدینہ منورہ میں آپ نے دو مینڈھے قربانی کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی معیشت بقدر گزران اور قناعت کی تھی' جو کچھ بھی ہوتا بالعموم صدقہ کر دیا کرتے تھے مگر اس کے باوجود آپ قربانی کا اہتمام کرتے اور اسی طرح جہاد کے لیے بھی اسلحہ حاضر رکھا کرتے تھے۔ ② قربانی کے موقع پر روپیہ پیسہ صدقہ کرنے کے بجائے جانور قربان کرنا ہی مشروع ومطلوب ہے' جانور کی قیمت صدقہ کرنا' قربانی کا بدل ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ③ اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے۔ یعنی حلق کے آخر میں ہنسلی کی ہڈی کے ساتھ نرم

٢٧٩٣- تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب من نحر هديه بيده، ح: ١٧١٢ من حديث وهيب به، وانظر، ح: ١٧٩٦.

حصے میں چھرا گھونپا جاتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے ذبح کیا جائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ (الحج:٣٦) ''اور قربانی کے اونٹ بھی جنہیں ہم نے تمھارے لیے اللہ کے شعائر بنایا ہے، تمھارے لیے ان میں بھلائی ہے، لہٰذا (نحر کے وقت) جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تو تم ان پر اللہ کا نام لو۔''
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''صَوَآفَّ'' کی تفسیر میں فرماتے کہ اس کے معنیٰ [قِيَاماً] کے ہیں، یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں اونٹ کو نحر کیا جائے۔ (صحیح البخاری، الحج، باب نحر البدن قائمة) علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ نبیٔ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے موقع پر اونٹوں کو اسی طرح نحر کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اونٹ کو اسی حالت میں نحر کرتے تھے کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔ (سنن ابی داود، المناسك، باب کیف تنحر البدن، حدیث:١٧٦٧) حضرت زیاد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے جس نے ذبح کرنے کے لیے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے کھڑا کر کے باندھ لو، یہی حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔'' (صحیح البخاری، الحج، باب نحر الابل مقیدة، حدیث:١٧١٣) اونٹ کے علاوہ دیگر جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے یعنی ان کا حلق اور ساتھ کی رگیں کاٹی جاتی ہیں۔

٢٧٩٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أقْرَنَيْنِ أمْلَحَيْنِ يَذْبَحُ وَيُكَبِّرُ وَيُسَمِّي وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتِهَا.

٢٧٩٤- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے۔ ذبح کرتے ہوئے آپ نے تکبیر پڑھی اور بسم اللہ کہا (بسم اللہ واللہ اکبر)، اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔

٢٧٩٥- حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قال: حَدَّثَنَا عِيسَى قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن يَزِيدَ بنِ أبي

٢٧٩٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قربانی کے دن دو مینڈھے ذبح کیے جو سینگوں والے، چتکبرے اور خصی تھے۔ جب آپ نے

٢٧٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، ح: ٧٣٩٩ من حديث هشام الدستوائي به.

٢٧٩٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب أضاحي رسول الله ﷺ، ح: ٣١٢١ من حديث محمد ابن إسحاق به، وصرح بالسماع * يزيد بن أبي حبيب رواه عن خالد بن أبي عمران عن أبي عياش به، أحمد: ٣/ ٣٧٥، ح: ١٥٠٨٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٩٩، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٥٢١ وغيره.

حَبِيبٍ، عن أبي عَيَّاشٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أقْرَنَيْنِ أمْلَحَيْنِ مُوجَئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قال: «إنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالأرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أنَا مِنَ المُشْرِكِينَ، إنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لله رَبِّ العَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَه وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأنَا مِنَ المُسْلِمِينَ، اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ الله وَالله أكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی:[اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ' اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ' وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ' اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اُمَّتِهٖ بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ] ''میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' میں ملت ابراہیم پر ہوں اور یک سو ہوں' اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں' بلاشبہ میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزاروں میں سے ہوں' اے اللہ! یہ (قربانی) تیری طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے' اسے محمد اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما' اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' پھر آپ نے اسے ذبح کر دیا۔

٢٧٩٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ قال: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أقْرَنَ فَحِيلٍ يَنْظُرُ في سَوَادٍ وَيَأكُلُ في سَوَادٍ وَيَمْشِي في سَوَادٍ.

۲۷۹۶- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسا مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے جو سینگوں والا اور نر (غیر خصی) ہوتا' جو سیاہی میں دیکھتا (آنکھیں سیاہ ہوتیں)' سیاہی میں کھاتا (منہ کالا ہوتا) اور سیاہی میں چلتا تھا (پاؤں بھی کالے ہوتے۔)

٢٧٩٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ماجاء في ما يستحب من الأضاحي، ح:١٤٩٦، والنسائي، ح:٤٣٩٥، وابن ماجه، ح:٣١٢٨ من حديث حفص بن غياث به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح:١٩٦٧.

فائدہ: نبی ﷺ نے خصی اور غیر خصی دونوں طرح کے جانوروں کی قربانی کی ہے اس لیے قربانی میں دونوں قسم کے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں۔

(المعجم ٤، ٥) - **باب مَا يَجُوزُ فِي الضَّحَايَا مِنَ السِّنِّ** (التحفة ٥)

باب: ۴، ۵- قربانی کے لیے کس عمر کا جانور جائز ہے؟

٢٧٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قال: أخبرنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُم فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ».

۲۷۹۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو دانتا جانور ہی ذبح کرو' سوائے اس کے کہ تمہارے لیے بہت مشکل ہو جائے تو بھیڑ کا جذع ذبح کر سکتے ہو۔''

فوائد و مسائل: مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے امت کو مسنہ دو دانتا جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا اور دقت اور دشواری کی صورت میں جذع قربانی کرنے کی رخصت عنایت فرمائی۔ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں بھی جبکہ [مسنه] دو دانتا جانور ملنا مشکل اور دشوار نہ ہو تو جذع بطور قربانی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کا جذع قربانی کیا۔ (سنن النسائي' الضحايا' باب المسنة و الجذعة' حديث:٤٣٨٧) اور سنن ابی داود میں عاصم بن کلیب اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا قربانی کے لیے بکریاں تقسیم کی گئیں تو کم ہو گئیں پس انھوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثنیی (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔ (سنن ابی داود' الضحايا' باب مايجوز في الضحايا من السن' حديث:٢٧٩٩) اور اسی طرح حضرت ام بلال رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھیڑ کے جذع کی قربانی کرو اس لیے کہ اس کی قربانی جائز ہے۔'' (مسند احمد:٦/٣٦٨) مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں بھی بھیڑ کا جذع قربانی کیا جاسکتا ہے البتہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کی رو سے مسنہ (دو دانتا) جانور قربانی کرنا افضل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی بابت فتح الباری میں فرماتے ہیں: امام نووی رحمہ اللہ نے جمہور علماء سے نقل کیا کہ انھوں نے اس حدیث کو افضلیت پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری:١٠/٢٠)

٢٧٩٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب سن الأضحية، ح: ١٩٦٣ من حديث زهير بن معاوية به، وجاء تصريح سماع أبي الزبير في صحيح أبي عوانة: ٥/ ٢٢٨.

[جذع] یہ صرف بھیڑ (دنبہ، چھترا) میں جائز ہے، دیگر جانوروں کے بچوں کو اس عمر میں قربانی کرنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چند ایک صحابہ کو مجبوری کی صورت میں رخصت اور اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ ارشاد فرمایا: تیرے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔" (صحيح البخاري، الاضاحي، حديث:٥٥٥٦) اور یہ بھی احتمال ہے کہ شروع میں دونوں قسم کا جذع جائز ہو بعد میں بکری کے جذع کی قربانی کرنے سے منع کر دیا ہو۔ بھیڑ (دنبہ، چھترا) کا جذع بطور قربانی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔ لیکن اس کی عمر کتنی ہو اس کی بابت اختلاف ہے، بعض نے ایک سال مدت بتلائی ہے، بعض نے چھ ماہ، بعض نے سات ماہ۔ امام نووی اس کی بابت فرماتے ہیں: "جذع کی عمر کے بارے میں سب سے راجح قول یہ ہے کہ اس کی عمر مکمل ایک سال ہو۔" (كتاب المجموع:٣٦٥/٨) حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت یوں فرماتے ہیں: جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ (دنبہ۔ چھترا) کا جذع وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو۔ (فتح الباري:٢١/١٠) لہٰذا جو حضرات بھیڑ (دنبہ۔ چھترا) کی قربانی کرنا چاہتے ہوں وہ اس بات کو ضرور مدنظر رکھیں کہ اس کی عمر کم از کم ایک سال ہو۔

٢٧٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ صُدْرَانَ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى بنُ عَبْدِ الأعْلَى قال: أخبرنَا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَنا عُمَارَةُ بنُ عَبْدِ الله بنِ طُعْمَةَ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قال: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ في أصْحَابِهِ ضَحَايَا فَأعْطَانِي عَتُودًا جَذَعًا، قال: فَرَجَعْتُ بِهِ إلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إنَّهُ جَذَعٌ، فقال: «ضَحِّ بِهِ»، فَضَحَّيْتُ بِهِ.

٢٧٩٨- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانیاں تقسیم فرمائیں تو مجھے بکری کا ایک بچہ عنایت فرمایا جو جذع تھا۔ میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یہ تو جذع ہے، آپ نے فرمایا: "اسے ہی قربان کر دو۔" چنانچہ میں نے اس کی قربانی کر دی۔

٢٧٩٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: أخبرنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا الثَّوْرِيُّ عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ

٢٧٩٩- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جن کا نام مجاشع تھا جو کہ قبیلہ بنی سلیم میں سے تھے۔

٢٧٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد:١٩٤/٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن حبان، ح:١٠٤٩، وللحديث شواهد.

٢٧٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب ما يجزئ من الأضاحي، ح:٣١٤٠ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم:٢٢٦/٤ * الثوري لم ينفرد به، وللحديث شواهد كثيرة عند النسائي، ح:٤٣٨٨ وغيره.

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ: مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّي مِمَّا يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ».

(قربانی کے لیے) بکریاں (تقسیم کی گئیں تو) کم ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "بلاشبہ جذع (ایک سالہ) ثَنِيّ (دو دانتے) کی جگہ کفایت کر جاتا ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُجَاشِعُ بْنُ مَسْعُودٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس (صحابی) کا نام مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق ایک سالہ بکری (جذع) کا جواز غالباً تین صحابہ کیلئے ثابت ہوا ہے۔ ایک حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ جن کا بیان درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے اور دوسرے مذکورہ بالا حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

٢٨٠٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قال: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عن الشَّعْبِيِّ، عن الْبَرَاءِ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فقال: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فقال: يارَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي، فَقَال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فقال: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً وَهِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَهَلْ

٢٨٠٠- حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے روز نماز کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: "جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے۔" ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر دی، میں نے سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے تو میں نے جلدی کی، خود بھی کھایا اور اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔" پھر اس نے کہا: میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو جذع ہے اور یہ گوشت کی دو بکریوں سے بھی بڑھ کر ہے تو کیا یہ میری طرف سے

٢٨٠٠- تخريج: أخرجه البخاري، العيدين، باب كلام الإمام والناس في خطبة العيد ... الخ، ح: ٩٨٣ عن مسدد، ومسلم، الأضاحي، باب وقتها، ح: ١٩٦١ من حديث أبي الأحوص به.

تُجْزِىءُ عَنِّي، قال: «نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِىءَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' لیکن تیرے بعد کسی کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگی۔''

٢٨٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: ضَحَّى خَالٌ لِي - يُقَالُ لَهُ: أَبُو بُرْدَةَ - قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ»، فقال: يَارَسُولَ الله! إنَّ عِنْدِي [دَاجِنًا] جَذَعَةً مِنَ المَعْزِ، فقال: «اذْبَحْهَا وَلا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ».

۲۸۰۱- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے جن کا نام ابوبردہ تھا' نماز سے پہلے ہی قربانی کر ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیری بکری تو گوشت کی بکری ہوئی۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس گھر کی پلی ہوئی ایک جذع بکری ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے ذبح کر دو' لیکن تیرے سوا کسی اور کے لیے درست نہیں ہوگی۔''

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث: ۲۷۹۸ اور ۲۷۹۹ کو اسی پر محمول کرنا راجح ہے کہ بھیڑ کا ایک سالہ جانور جو دو دانتا نہ ہو جائز ہے' مگر بکری کی قسم سے جائز نہیں۔ جیسا کہ تفصیل میں گزر چکا ہے' دیکھیے فوائد و مسائل' حدیث: ۲۷۹۷-

(المعجم ٥، ٦) - **باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الضَّحَايَا** (التحفة ٦)

باب: ۶٬۵- قربانی میں عیب دار جانوروں کا بیان

٢٨٠٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عُبَيْدِ بنِ فَيْرُوزَ قال: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بنَ عَازِبٍ ما لا يَجُوزُ في الأَضَاحِي، فقال: قَامَ فِينَا رَسُولُ الله ﷺ - وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَامِلِي

۲۸۰۲- جناب عبید بن فیروز کہتے ہیں' میں نے حضرت براء بن عازب ؓ سے سوال کیا کہ قربانی میں کونسا جانور جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے...... اور میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت چھ ہیں...... آپ ﷺ نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ''چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں'

٢٨٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة . . . الخ، ح: ٥٥٥٦ عن مسدد، ومسلم، انظر الحديث السابق: ٢٨٠٠ من حديث خالد بن عبدالله به.

٢٨٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما لا يجوز من الأضاحي، ح: ١٤٩٧، والنسائي، ح: ٤٣٧٤، وابن ماجه، ح: ٣١٤٤ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩١٢، وابن حبان، ح: ١٠٤٦، ١٠٤٧، وابن الجارود، ح: ٤٨١، ٩٠٧، والحاكم: ١/ ٤٦٧، ٤٦٨، ووافقه الذهبي.

أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ - فقال: «أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الأَضَاحِي: الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ضَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لا تُنْقِي». قال: قُلْتُ: فإنِّي أَكْرَهُ أنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ فقال: ما كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أحَدٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ لَهَا مُخٌّ.

کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو' بیمار جس کی بیماری واضح ہو' لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔" میں (عبید بن فیروز) نے کہا: مجھے ایسا جانور بھی ناپسند ہے جس کے دانت میں عیب ہو' حضرت براء نے کہا: جو تمہیں ناپسند ہو تو اسے چھوڑ دو مگر دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: [لَا تُنْقِي] کے معنی ہیں جس (کی ہڈیوں) میں گودا نہ ہو۔ (بالکل لاغر' ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو۔)

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا عیوب والے جانور یا جو اس سے بڑھ کر ہوں' قربانی میں قطعاً جائز نہیں۔ اور بقول علامہ خطابی رحمہ اللہ معمولی عیب قابل برداشت ہے' کیونکہ حدیث میں واضح عیب کی ممانعت کا ذکر ہے

٢٨٠٣- حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قال: أخبرنا؛ ح: وحدثنا عَلِيُّ ابنُ بَحْرِ بنِ بريٍّ: حَدَّثَنَا عِيسَىٰ، المَعنىٰ عن ثَوْرٍ قال: حدَّثني أبو حُمَيْدٍ الرُّعَيْنِيُّ قال: أخبرني يَزِيدُ ذُو مِصْر قال: أتَيْتُ عُتْبَةَ بنَ عَبْدٍ السُّلَمِيَّ فَقُلْتُ: يَاأَبَا الْوَلِيدِ! إنِّي خَرَجْتُ أَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ أجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَاتَقُولُ؟ فقالَ: أفَلَا جِئْتَنِي بِهَا. قُلْتُ: سُبْحَانَ الله! تَجُوزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوزُ عَنِّي؟ قال: نَعَمْ إنَّكَ تَشُكُّ وَلا أشُكُّ، إنَّمَا نَهَى

٢٨٠٣- یزید ذو مصر بیان کرتے ہیں کہ میں عتبہ بن عبد سُلَمی کے پاس آیا اور (اس سے) کہا: اے ابوالولید! میں قربانی لینے کے لیے نکلا ہوں مگر کوئی جانور پسند نہیں آیا سوائے ایک کے کہ اس کے دانت گر گئے ہیں۔ مگر وہ بھی مجھے پسند نہیں ہے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ تم نے مجھے کیوں نہیں لا دیا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تمہاری طرف سے جائز ہوگا تو کیا میری طرف سے جائز نہ ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں (اس لیے کہ) تم شک کرتے ہو اور مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان جانوروں سے منع کیا ہے جو مُصْفَرَّہ' مُسْتَأصَلَہ' بَخْقَاء' مُشَيَّعَہ یا

٢٨٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٥ عن علي بن بحر به * أبوحميد الرعيني مجهول(تقريب)، ويزيد لم يوثقه غير ابن حبان.

رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ وَالْمُسْتَأْصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ، فَالْمُصْفَرَّةُ الَّتِي تُسْتَأْصَلُ أُذُنُهَا حَتَّى يَبْدُوَ سِمَاخُهَا وَالْمُسْتَأْصَلَةُ الَّتِي اسْتُؤْصِلَ قَرْنُهَا مِنْ أَصْلِهِ، وَالْبَخْقَاءُ الَّتِي تَبْخَقُ عَيْنُهَا، وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِي لَا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَضَعْفًا، وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيرَةُ.

کَسراء ہوں۔ ''مُصْفَرَّہ'' وہ ہے جس کا کان جڑ سے کٹ گیا ہو کہ اس کا سوراخ نظر آنے لگے' مُسْتَاْصَلَه: وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے نکل گیا ہو' بَخْقَاء: وہ ہے جس کی بینائی جاتی رہے مگر آنکھ قائم ہو' مُشَيَّعه: وہ ہے جو ناتوانی وکمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ نہ چل سکے اور کَسْراء: وہ ہے جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ واضح قسم کے عیوب اور نقائص قربانی کے جانوروں میں نہیں ہونے چاہییں۔

٢٨٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بنِ نُعْمَانَ - وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَ وَلَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ. قَالَ زُهَيْرٌ: فَقُلْتُ لأَبِي إِسْحَاقَ: أَذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قَالَ: لَا قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابَلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ الأُذُنِ، فَقُلْتُ: فَما الْمُدَابَرَةُ؟ قَال: يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الأُذُنِ. قُلْتُ: فما الشَّرْقَاءُ؟ قال: تُشَقُّ الأُذُنُ. قُلْتُ: فما الْخَرْقَاءُ؟ قالَ: تُخْرَقُ أُذُنُهَا لِلسِّمَةِ.

۲۸۰۴- حضرت علی ؓ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھیں اور کان غور سے دیکھ لیا کریں اور کوئی ایسی قربانی نہ کریں جو کانی ہو یا اس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو یا کان چیرا ہوا ہو یا اس میں سوراخ ہو۔ زہیر کہتے ہیں: میں نے ابو اسحٰق سے پوچھا: کیا عَضْبَاء (سینگ ٹوٹی) کا بھی ذکر کیا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: مُقَابَلَه سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جس کے کان کا کنارا کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا: مدابرہ کیا ہے: کہا: جس کا کان پیچھے کی طرف سے کٹا ہوا ہو۔ میں نے پوچھا کہ شَرْقَاء کسے کہتے ہیں؟ کہا: جس کا کان چیرا ہوا ہو۔ میں نے کہا خَرْقَاء کسے کہتے ہیں: کہا کہ جس کے کان میں علامت کے طور پر سوراخ

٢٨٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يكره من الأضاحي، ح:١٤٩٨، والنسائي، ح:٤٣٧٧ـ٤٣٨٠، وابن ماجه، ح:٣١٤٢ من حديث أبي إسحاق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم:٤/ ٢٢٤، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق سمعه من ابن أشوع (وهو ثقة) عن شريح به في رواية قيس بن الربيع(وهو ضعيف) عند الحاكم، وللحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح:١٥٠٣.

کر دیا گیا ہو۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ قربانی کے جانور کے کان اور آنکھ وغیرہ کو بغور دیکھ لینا چاہیے۔

٢٨٠٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ أبي عَبْدِ الله الدَّسْتوَائِيُّ وَيُقَالُ لَهُ: هِشَامُ بنُ سَنْبَرٍ عن قَتَادَةَ، عنْ جُرَيِّ بنِ كُلَيْبٍ، عنْ عَلِيٍّ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى أنْ يُضَحَّى بِعَضْبَاءِ الأُذُنِ وَالْقَرْنِ.

٢٨٠٥- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایسی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو یا ٹوٹ گیا ہو۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: جُرَيٌّ سَدُوسِيٌّ بَصْرِيٌّ لَمْ يُحَدِّثْ عَنْهُ إلَّا قَتَادَةُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جُرَی بن کلیب سدوسی ہے' بصرہ کا رہنے والا ہے اس سے قتادہ کے سوا اور کسی نے حدیث نہیں لی۔

فائدہ: عَضْبَاء یا عَضَب کے ایک معنی یہی ہیں کہ سینگ کا اندرونی حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ اور دوسرے معنی وہ ہیں جو درج ذیل روایت میں ہیں' یعنی آدھا سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا زیادہ۔

٢٨٠٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ قالَ: قُلْتُ، يَعْني لِسَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: مَا الأَعْضَبُ؟ قالَ: النِّصْفُ فَما فَوْقَهُ.

٢٨٠٦- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اَعْضَب کسے کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ایسا جانور جس کا سینگ آدھا یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

(المعجم ٦، ٧) - بابُ الْبَقَرِ وَالْجُزُورِ عَنْ كَمْ تُجْزِىءُ؟ (التحفة ٧)

باب:٦'٧- گائے اور اونٹ کتنے افراد سے کفایت کرتے ہیں؟

٢٨٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ [بْنُ محمّدِ] بن

٢٨٠٧- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے

٢٨٠٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن والأذن، ح: ١٥٠٤، والنسائي، ح: ٤٣٨٢، وابن ماجه، ح: ٣١٤٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه شعبة عن قتادة به * جري بن كليب حسن الحديث.

٢٨٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] رواه شعبة عن قتادة به (النسائي، ح: ٤٣٨٢).

٢٨٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي . . . الخ، ح: ١٣١٨/ ٣٥٥ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٤.

حَنْبَلٍ قال: حدثنا هُشَيْمٌ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيهَا.

ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (حج) تمتع کرتے تھے' سات افراد کی طرف سے ایک گائے ذبح کرتے تھے اور ہم سب اس میں شریک ہو جاتے تھے۔

٢٨٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنَا حَمَّادٌ عنْ قَيْسٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «الْبَقَرَةُ عنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُورُ عنْ سَبْعَةٍ».

٢٨٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گائے سات افراد کی طرف سے ہے اور اونٹ بھی سات افراد کی طرف سے ہے۔''

٢٨٠٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِالله أنَّه قال: نَحَرْنا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

٢٨٠٩- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حدیبیہ میں اونٹ سات افراد کی طرف سے نحر کیا اور گائے سات افراد کی طرف سے ذبح کی۔

فوائد و مسائل: ① ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گائے' بیل' اونٹ اور اونٹنی کی قربانی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت ہے تو ان کا گوشت بھی حلال اور طیب ہے۔ لہٰذا ان جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے۔ ② اونٹنی اور گائے کا دودھ بھی طیب اور حلال ہے اس لیے ان جانوروں کا دودھ پینا بھی درست ہے۔ ③ مذکور احادیث میں قربانی کے موقع پر گائے اور اونٹ میں سات سات افراد کے شریک ہونے کا ذکر ہے' جبکہ جامع الترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایات میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہونے کا ذکر موجود ہے۔ لیکن دونوں قسم کی روایات میں باہم کوئی تعارض نہیں کیونکہ اونٹ میں دس افراد کی شرکت کا واقعہ قربانی کے موقع کا ہے' جبکہ سات افراد کی شرکت کا تعلق حج وعمرہ سے ہے۔ بنا بریں حج وعمرہ میں گائے اور اونٹ میں صرف سات سات افراد ہی شریک ہوں گے' جبکہ عام قربانی میں گائے میں سات اور اونٹ میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں یہ فرق احادیث سے ثابت ہے۔ بعض لوگ عقیقوں کے حصے بنا کر ایک گائے میں کئی کئی عقیقے کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ایسا کرنا نص کے بھی خلاف ہے۔

٢٨٠٨- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٦/ ٤٢٧، ح: ٥٩١٣ من حديث موسى بن إسماعيل به، وقال: "لم يرو هذا الحديث عن قيس بن سعد إلا حماد بن سلمة"، وانظر الحديث السابق.

٢٨٠٩- **تخريج:** أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الاشتراك في الهدي . . . الخ، ح: ١٣١٨/ ٣٥٠ من حديث مالك بن أنس به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٦.

(المعجم ٨، ٧) - **بَابٌ: فِي الشَّاةِ يُضَحَّى بِهَا عَنْ جَمَاعَةٍ** (التحفة ٨)

باب:٨٧-ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری قربانی کرنا

٢٨١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حدثنا يَعْقُوبُ يَعْنِي الإِسْكَنْدَرَانِيَّ عن عَمْرٍو، عن المُطَّلِبِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ الأَضْحَى فِي المُصَلَّى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهِ وَقال: «بِسْمِ اللهِ وَ اللهُ أَكْبَرُ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي».

٢٨١٠-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک عیدالاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں حاضر تھا۔ جب آپ ﷺ نے اپنا خطبہ مکمل کرلیا اور منبر سے اترے تو آپ کو ایک مینڈھا پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور یہ دعا پڑھی: [بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ هٰذَا عَنِّي وَ عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي] ''اللہ کے نام سے' اور اللہ سب سے بڑا ہے' یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے ہے جو قربانی نہیں کر سکے۔''

فوائد و مسائل: ① ایک بکری کا اپنے گھر کے تمام افراد کی طرف سے کفایت کرنا تو بالکل صحیح ثابت ہے' مگر لوگوں کی ایک جماعت کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا صرف رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ ② عیدگاہ میں بعض اوقات منبر استعمال کرلیا جائے تو جائز ہے۔ جیسے کہ اس حدیث میں بیان ہے۔ علاوہ ازیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔ کہ ''نبی ﷺ جب خطبے سے فارغ ہوئے تو نیچے اترے اور عورتوں کی طرف تشریف لے گئے۔'' (صحیح البخاری' العیدین' حدیث:٩٦١ و صحیح مسلم' العیدین' حدیث:٨٨٤)

(المعجم ٩، ٨) - **باب الإِمَامِ يَذْبَحُ بِالْمُصَلَّى** (التحفة ٩)

باب:٩٨-امام عیدگاہ ہی میں قربانی کرے

٢٨١١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ حَدَّثَهُمْ عن أُسَامَةَ، عن نَافِعٍ،

٢٨١١-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ اپنی قربانی عیدگاہ ہی میں ذبح کیا کرتے تھے اور

٢٨١٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب ما يقول إذا ذبح، ح: ١٥٢١ عن قتيبة به * المطلب بن عبدالله صرح بالسماع عند الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٧٧، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ٢٢٩ وغيره، وعمرو هو ابن أبي عمرو.

٢٨١١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأضاحي، باب الذبح بالمصلى، ح: ٣١٦١ من حديث أسامة بن زيد به، وسنده حسن، وأصله عند البخاري، ح: ٩٨٢ من حديث نافع به.

عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ أُضْحِيَّتَهُ بالمُصَلَّى، وَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل تھا۔

فائدہ: مستحب یہی ہے کہ امام بالخصوص عیدگاہ میں قربانی کرے تاکہ دوسرے لوگوں کو ترغیب ہو۔

(المعجم ٩،١٠) - **باب حَبْسِ لُحُومِ الأَضَاحِي** (التحفة ١٠)

باب:٩'١٠-قربانی کا گوشت رکھ لینا جائز ہے

٢٨١٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: دَفَّ نَاسٌ مِنْ أهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الأَضْحَى في زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ادَّخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ»، قالَتْ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الأَسْقِيَةَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَمَا ذَاكَ»- أوْ كَمَا قالَ - قالُوا: يَارَسُولَ الله! نَهَيْتَ عَنْ إمْسَاكِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّمَا نَهَيْتُكُم مِنْ أجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ، فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا».

٢٨١٢-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک بار) عیدالاضحیٰ کے موقع پر دیہاتوں کے لوگ بہت زیادہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی قربانیوں میں سے تین رات کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔'' بیان کرتی ہیں کہ پھر اس کے بعد کا موقع آیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! لوگ (پہلے) اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے' ان کی چربی جمع کر لیتے تھے اور ان (کی کھالوں) سے مشکیزے بنا لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو (اب) کیا ہوا؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے قربانی کا گوشت تین رات سے زیادہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں اس وجہ سے روکا تھا کہ تمہارے پاس دیہاتی لوگ بہت زیادہ آ گئے تھے۔ سو تم کھاؤ' صدقہ کرو اور رکھ بھی لو۔''

٢٨١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ

٢٨١٣-حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٢٨١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد الثلاث . . . الخ، ح: ١٩٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٤٨٤، ٤٨٥ .

٢٨١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير الفرع، ح: ٤٢٣٦ من حديث يزيد بن زريع، وابن ماجه، ح: ٣١٦٠ من حديث خالد الحذاء به، وأصله عند مسلم، ح: ١١٤١ .

زُرَيْعٍ: حدثنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عنْ أبِي المَلِيحِ، عن نُبَيْشَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِهَا أنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُم فَقَدْ جَاءَ اللهُ بالسَّعَةِ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَأْتَجِرُوا ألَا وَإنَّ هٰذِهِ الأيَّامَ أيَّامُ أكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے تم لوگوں کو قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے اس لیے منع کیا تھا کہ تم سب کو گوشت پہنچ جائے اور (اب) اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت دے دی ہے (اور غنی کر دیا ہے) پس کھاؤ' ذخیرہ کرو اور اجر کماؤ' خبردار! یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاں فقراء ومساکین کی کثرت ہو' وہاں قربانی کا گوشت ان میں تقسیم کرنے کی بجائے ذخیرہ کر لینا صحیح نہیں ہے۔البتہ جہاں معاملہ اس کے برعکس ہو تو وہاں اس کی کچھ گنجائش ہے۔

(المعجم ١٠، ١١) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ وَالرِّفْقِ بِالذَّبِيحَةِ (التحفة ١١)

باب:۱۰'۱۱-جانوروں کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے اور ذبیحہ کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

٢٨١٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أبِي قِلَابَةَ، عن أبِي الأشْعَثِ، عن شَدَّادِ ابنِ أوْسٍ قال: خَصْلَتَانِ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ: «إنَّ اللهَ كَتَبَ الإحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإذَا قَتَلْتُمْ فَأحْسِنُوا»، قال غَيْرُ مُسْلِمٍ: يَقُولُ: «فَأحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإذَا ذَبَحْتُمْ فَأحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ».

۲۸۱۴-حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ دو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان کو واجب کیا ہے' سو جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کرو۔'' مسلم بن ابراہیم کے سوا کسی دوسرے راوی کے الفاظ ہیں: [فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ] ''پس اچھائی کے ساتھ قتل کرو۔اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ چاہیے کہ ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو راحت پہنچائے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حکم عام ہے کہ کافر یا مجرم کو بھی اذیت دے کر قتل کرنا ناجائز ہے' البتہ کچھ صورتیں مخصوص ہیں' مثلاً سولی چڑھانا' قصاص لینا یا شادی شدہ زانی کو پتھر مار مار کر قتل کرنا۔لیکن بعد از قتل نعش کا مُثلہ کرنا (اس کے اعضاء کاٹنا) جائز نہیں۔ ② قابل قتل جانوروں کو قتل کرتے ہوئے تاک کر نشانہ مارنا چاہیے' تھوڑی تھوڑی چوٹ لگا کر ان

٢٨١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل وتحديد الشفرة، ح:١٩٥٥ من حديث شعبة به.

کے تڑپنے پھڑکنے سے لطف اندوز ہونا حرام ہے۔ اسی طرح ذبیحہ جانوروں کے لیے چھری کو خوب تیز کیا جائے اور مطلوبہ مقام پر چھری رکھی جائے اور جانور کو اچھی طرح سے پکڑا جائے یا باندھا جائے تاکہ ذبح کرنا آسان رہے۔

٢٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حدثنا شُعْبَةُ عن هِشَامِ بنِ زَيْدٍ قال: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بنِ أَيُّوبَ فَرَأى فِتْيَانًا - أَوْ غِلْمَانًا - قَدْ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَقالَ أَنَسٌ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

٢٨١٥- ہشام بن زید کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا' انہوں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان یا لڑکے ایک مرغی کو کھڑا کر کے اس پر نشانے مار رہے ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانوروں کو باندھا جائے (اور قتل کیا جائے۔)

فوائد و مسائل: ① یعنی پالتو جانوروں کو باندھ کر نشانہ لے کر مارا جائے اور قتل کیا جائے یا ذبح کیا جائے' تو حرام ہے۔ البتہ کوئی جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو دور سے نشانہ لے کر ذبح کرنا جائز ہوگا جیسے کہ شکاری جانوروں میں ہوتا ہے۔ ② ذبح کرنے کی خاطر جانور کو مضبوطی سے پکڑنا یا اس کی ٹانگیں وغیرہ باندھ لینا کہ بھاگ نہ جائے' اس کے ساتھ احسان ہے جو کہ مطلوب ہے۔

(المعجم ١١، ١٢) - بَابٌ: فِي الْمُسَافِرِ يُضَحِّي (التحفة ١٢)

باب:١١'١٢- مسافر بھی قربانی کرے

٢٨١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ: حدثنا مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِح عن أبي الزَّاهِرِيَّةِ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن ثَوْبَانَ قال: ضَحَّى رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ قال: «يَاثَوْبَانُ! أَصْلِحْ لَنَا لَحْمَ هٰذِهِ الشَّاةِ». قال: فَمَا زِلْتُ أُطْعِمُهُ مِنْهَا حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

٢٨١٦- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی پھر فرمایا: ''اے ثوبان! ہمارے لیے اس بکری کا گوشت بناؤ۔'' کہتے ہیں: پھر میں آپ کو اس سے کھلاتا رہا حتیٰ کہ ہم مدینے آ گئے۔

٢٨١٥- **تخريج**: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ح: ٥٥١٣ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ح: ١٩٥٦ من حديث شعبة به.

٢٨١٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام . . . الخ، ح: ١٩٧٥ من حديث معاوية بن صالح به.

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کرنے کے لیے سفر کوئی عذر نہیں ہے اور مقیم ہونا کوئی شرط نہیں۔

(المعجم ١٢، ١٣) - بَابٌ: في ذَبائِحِ أَهْلِ الْكِتابِ (التحفة ١٣)

باب:۱۲'۱۳- اہل کتاب کے ذبیحہ کا حکم

٢٨١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١١٨] ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١٢١] فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ فقال: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [المائدة: ٥].

۲۸۱۷- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ "کھاؤ وہ چیزیں جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔" اور اگلی آیت میں ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ "وہ چیزیں مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔" اسے منسوخ کر کے (اہل کتاب کے طعام کو ہمارے لیے حلال کر دیا گیا اور) فرمایا: ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ "جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان کا طعام تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لیے حلال ہے۔"

فوائد ومسائل: ① ان آیات میں "طعام" اور "چیزوں" سے مراد بالخصوص حلال ذبح شدہ جانور ہی ہیں۔ ② جو اپنی موت مرے یا ذبح کے وقت عمداً نام نہ لیا جائے تو وہ مردار اور حرام ہے (مچھلی اور ٹڈی کا استثناء معلوم ومعروف ہے) ③ اہل کتاب جب اپنے شرعی انداز میں ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے' بخلاف مجوسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے' الا یہ کہ واضح ہو جائے کہ اہل کتاب نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہے یا ذبح ہی نہیں کیا۔ جیسے آج کل یورپ وغیرہ میں ذبح کرنے کی بجائے مشینی جھٹکے سے جانور کو مارا جاتا ہے۔ یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے' جس سے جانور مردار کے حکم میں ہو جاتا ہے جس کا کھانا جائز نہیں۔

٢٨١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنَا إِسْرَائِيلُ: حدثنا سِمَاكٌ عن عِكْرِمَةَ،

۲۸۱۸- حضرت ابن عباس ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ﴾

٢٨١٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٨٢ من حديث أبي داود به.

٢٨١٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب التسمية عند الذبح، ح: ٣١٧٣ من حديث إسرائيل به، سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وله شاهد ضعيف في المعجم الكبير للطبراني: ١١/ ٢٤١، ح: ١١٦١٤.

عن ابنِ عَبَّاسٍ في قَوْلِهِ: ﴿وَإِنَّ ٱلشَّيَـٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ﴾ [الأنعام: ١٢١] يَقُولُونَ: مَا ذَبَحَ اللهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ، وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ فَكُلُوهُ، فَأَنْزَلَ الله ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام: ١٢١].

اور "شیطان اپنے دوستوں کو الہام کرتے ہیں۔" (کی تفسیر) میں مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں: جسے اللہ نے ذبح کیا (مارا) ہو اسے مت کھاؤ اور جسے تم خود ذبح کرو، وہ کھالو۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ "وہ چیز مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔"

فائدہ: سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۵ میں اہل کتاب کے ذبیحہ کی رخصت دے دی گئی ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہوا۔

٢٨١٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا عِمْرَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَتِ الْيَهُودُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا، وَلَا نَأْكُلُ مِمَّا قَتَلَ الله، فَأَنْزَلَ الله تَعَالَى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ ٱسْمُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ.

٢٨١٩- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ یہودی لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم وہ تو کھا لیتے ہیں جو خود قتل کرتے ہیں اور جسے اللہ نے قتل کیا (مارا) ہو اسے نہیں کھاتے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ...الآيه﴾ "اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ..."

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک اس میں صرف یہودیوں کا ذکر صحیح نہیں بلکہ مشرکوں نے یہ اعتراض کیا تھا اور مذکورہ جواب نازل ہوا۔

(المعجم ١٣، ١٤) - باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ مُعَاقَرَةِ الأَعْرَابِ (التحفة ١٤)

باب: ۱۳، ۱۴- ایسے جانوروں کا کھانا جن کو بدوی لوگ فخر ومباہات کے طور پر ذبح کریں

فائدہ: بعض عربوں میں یہ رواج تھا کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں آکر اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے تھے اور ان کا یہ مقابلہ ہوتا رہتا حتیٰ کہ آخر میں ایک عاجز آ جاتا اور اس مقابلے میں ان کی اپنی بڑائی، غنا اور بڑے دل والا ہونے کا اظہار ہوتا تھا۔ حالانکہ واقعتاً جانور ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ تو ایسے جانوروں کے گوشت سے منع فرمایا گیا ہے اگرچہ تکبیر پڑھ کر ہی ذبح کیے گئے ہوں، کیونکہ اس میں اسراف وتبذیر اور بے مقصد مال ضائع کرنا ہے۔ کچھ علماء نے اس کیفیت کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے معنی میں بھی لیا ہے کیونکہ یہ اتباع ہوئی

٢٨١٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأنعام، ح: ٣٠٦٩ من حديث عطاء بن السائب به، وهو ممن اختلط، ولم يثبت تحديثه به قبل اختلاطه ومع ذلك قال الترمذي: "حسن غريب"

(خواہش نفس) کی وجہ سے ذبح کیے جاتے تھے نہ کہ اللہ کیلئے اور نہ اس کے بتائے ہوئے مشروع مقاصد کے لیے۔

٢٨٢٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ مَسْعَدَةَ عن عَوْفٍ، عن أبِي رَيْحَانَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ مُعَاقَرَةِ الأَعْرَابِ.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: غُنْدُرٌ أوْقَفَهُ عَلَى ابنِ عَبَّاس.

قَالَ أبُو دَاوُدَ: اسْمُ أبِي رَيْحَانَةَ عَبْدُ الله بنُ مَطَرٍ.

٢٨٢٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے عرب کے بدووں کے اس عمل سے منع فرمایا ہے جس میں وہ مقابلے بازی میں اونٹ ذبح کرتے تھے۔

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: غندر نے اس روایت کو حضرت ابن عباس ؓ پر موقوف کہا ہے۔

امام ابوداود فرماتے ہیں: (راویٔ حدیث) ابوریحانہ کا نام عبداللہ بن مطر ہے۔

فائدہ: اس روایت کی صحت مختلف فیہ ہے۔ لیکن اس میں جس چیز سے منع کیا گیا ہے' وہ دوسرے دلائل کی رُو سے ممنوع ہی ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - باب الذَّبِيحَةِ بِالْمَرْوَةِ (التحفة ١٥)

باب: ١٤، ١٥- پتھر سے ذبح کرنے کا مسئلہ

٢٨٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا أبُو الأَحْوَصِ قال: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَسْرُوقٍ عن عَبَايَةَ بنِ رِفَاعَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: أتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أفَنَذْبَحُ بالمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فَقال رَسُولُ الله ﷺ: «أرِنْ أوْ

٢٨٢١- حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کل ہم دشمن سے ملیں گے لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں' تو کیا ہم پتھر سے یا لاٹھی کے تیز پھٹے سے ذبح کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھرتی دکھا' یا جلدی کر' جو چیز بھی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ' لیکن

٢٨٢٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٣، ٣١٤ من حديث أبي داود به، وأورده الضياء في المختارة: ١١/ ١٣١، ح: ١٢٤ * أبوريحانة اختلط، ولا يعلم سماع عوف منه قبل اختلاطه.

٢٨٢١- تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدًا، ح: ٥٤٩٨ من حديث سعيد بن مسروق، ومسلم، الأضاحي، باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم ... الخ، ح: ١٩٦٨ من حديث عباية بن رفاعة به.

اعْجِلْ، ما أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ الله عَلَيْهِ فَكُلُوا، مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ أَوْ ظُفُرٌ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عن ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ»، وَتَقَدَّمَ بِهِ سَرْعَانٌ مِنَ النَّاسِ فَتَعَجَّلُوا فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَرَسُولُ الله ﷺ فِي آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا، فَمَرَّ رَسُولُ الله ﷺ بِالْقُدُورِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ، وَنَدَّ بَعِيرٌ مِنْ إِبِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ، فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ الله فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ وَمَا فَعَلَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوا بِهِ مِثْلَ هٰذَا».

دانت یا ناخن نہ ہو' میں تمہیں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشی لوگوں کی چھری ہے۔'' اور کچھ جلد باز لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے جلدی کی' انہیں کچھ غنیمتیں مل گئی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پیچھے تھے' انہوں نے دیگچے آگ پر رکھ دیے' رسول اللہ ﷺ ان دیگچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے حکم دیا اور انہیں الٹ دیا گیا اور ان میں (غنیمتیں) تقسیم کیں' تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر کیا۔ اور جماعت کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا' ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے' تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اللہ نے اس کو روک لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان جانوروں میں بھی بدک کر بھاگنے والے ہوتے ہیں جیسے کہ دیگر وحشی (جنگلی جانور)' تو جو ان میں سے اس طرح سے کرے' اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔''

فوائد ومسائل: ① بوقت ضرورت تیز دھاری دار پتھر اور لکڑی کے تیز چھلکے یا پھٹے وغیرہ سے ذبح کرنا جائز ہے مگر دانت' ہڈی اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں' کیونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے۔ ② ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا اور خون نکلنا لازمی ہے۔ ③ جو جانور وحشی بن جائے اور قابو میں نہ آ رہا ہو تو اسے شکار کی مانند نشانہ مار کر ذبح کرنا یا زخمی کرنا حتیٰ کہ قابو میں آ جائے جائز ہے۔ جب وہ زخمی ہو کر گر جائے' تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر اسے ذبح کر لیا جائے۔ ④ امام کو حق حاصل ہے کہ حسب مصلحت مالی تعزیر لگائے (جرمانہ کرنا مباح ہے۔) ⑤ اسلامی معاشرے میں عدل کا نفاذ از حد ضروری ہے' بالخصوص جہاد میں اور کفار کے مقابلے میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہ عمل کفار پر نصرت اور غلبے کا ایک اہم عنصر ہے۔ ⑥ اس حدیث میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دینا' اس موقع پر قیمت کی بنیاد پر تھا۔ اس سے یہ استدلال کرنا کہ ایک اونٹ میں دس افراد حصہ دار ہو سکتے ہیں محل نظر ہے۔ لیکن قربانی کے موقع پر ایک اونٹ میں دس افراد کے شریک ہونے کا ذکر دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فوائد ومسائل حدیث نمبر ۳۸۱۰۔)

٢٨٢٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عَبْدَ الْوَاحِدِ ابنَ زِيَادٍ وَحَمَّادًا المَعْنَى وَاحِدٌ حَدَّثَاهُمْ عن عَاصِمٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ صَفْوَانَ - أَوْ صَفْوَانَ بنِ مُحَمَّدٍ - قال: اصَّدْتُ أَرْنَبَيْنِ فَذَبَحْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ فَسَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عَنْهُمَا، فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهِمَا.

٢٨٢٢- محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں: میں نے دو خرگوش شکار کیے تو میں نے ان کو پتھر سے ذبح کیا۔ پھر میں نے ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے مجھے ان کے کھانے کا حکم دیا۔

فائدہ: خرگوش حلال جانور ہے۔ اور جب چھری موجود نہ ہو تو تیز دھاری دار پتھر سے ذبح کرنا جائز ہے۔

٢٨٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ: أَنَّهُ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً بِشِعْبٍ مِنْ شِعَابِ أُحُدٍ فَأَخَذَهَا المَوْتُ وَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا يَنْحَرُهَا بِهِ فَأَخَذَ وَتَدًا فَوَجَأَ بِهِ فِي لَبَّتِهَا حَتَّى أُهْرِيقَ دَمُهَا، ثُمَّ جَاءَ إلى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا.

٢٨٢٣- بنو حارثہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ وہ اُحد کی ایک گھاٹی میں دودھ دینے والی اونٹنی چرایا کرتا تھا۔ تو اس اونٹنی کو موت نے آ لیا اور اسے کوئی چیز نہ ملی جس سے وہ اسے نحر کرتا۔ پھر اس نے ایک میخ لی اور اسے اس کے لَبّہ (نرخرا' سینے کے پاس نحر کرنے کی جگہ) میں گھونپ دیا حتیٰ کہ اس کا خون بہہ گیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کے متعلق سب کچھ بتایا' تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

٢٨٢٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن مُرَيِّ بنِ قَطَرِيٍّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ إِنْ أَحَدُنَا أَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ

٢٨٢٤- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرمائیے کہ ہم میں سے کوئی شکار کرتا ہے اور اس کے پاس چھری نہیں ہوتی تو کیا وہ اسے پتھر سے یا لکڑی کے تیز پھٹے سے ذبح کر لے؟ آپ نے فرمایا: ''خون بہاؤ' جس سے بھی

٢٨٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الأرنب، ح:٤٣١٨ و٤٤٠٤، وابن ماجه، ح:٣١٧٥ـ٣٢٤٤ من حديث عامر الشعبي به، وصححه ابن حبان، ح:١٠٦٩، والحاكم: ٤/ ٢٣٥، ووافقه الذهبي.

٢٨٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٥٠، ٢٨١ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٤٣٠.

٢٨٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب الصيد إذا أنتن، ح:٤٣٠٩ من حديث سماك بن حرب به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤، ووافقه الذهبي.

أَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا؟ فقال: «أَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ».

تم چاہو اور اللہ کا نام ذکر کرو۔"

فائدہ: سابقہ احادیث کی روشنی میں دانت اور ناخن سے ذبح نہیں کیا جاسکتا' اس کے علاوہ کسی بھی تیز دھار چیز سے ذبح کیا جاسکتا ہے' بشرطیکہ اللہ کا نام لیا گیا ہو' تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّيَةِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۵'۱۶- جو جانور کہیں گر گیا ہو' تو اس کو ذبح کرنے کا طریقہ

٢٨٢٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أبي الْعُشَرَاءِ، عن أبِيهِ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ الله! أَمَا تَكُونُ الذَّكَاةُ إلَّا مِنَ اللَّبَّةِ أو الْحَلْقِ؟ قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَوْ طَعَنْتَ في فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ».

۲۸۲۵- جناب ابوالعشراء اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول: کیا جانور کا ذبح کرنا لَبَّہ (نرخرے) سے یا حلق ہی سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اگر تو اس کی ران میں بھی کوئی تیر وغیرہ مار دے تو کافی ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا يَصْلُحُ هٰذَا إلَّا في الْمُتَرَدِّيَةِ وَالْمُتَوَحِّشِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صورت صرف اس جانور میں ہے جو کہیں نیچے جا گرا ہو یا وحشی بن گیا ہو۔

فائدہ: روایت سنداً اگرچہ ضعیف ہے' تاہم اضطراری کیفیت میں جب ذبح کی مہلت نہ ملے اور کہیں سے بھی خون بہہ جائے تو وہ ذبح کے معنی میں ہوگا جیسے کہ شکار میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي الْمُبَالَغَةِ فِي الذَّبْحِ** (التحفة ١٧)

باب:۱۶'۱۷- ذبح خوب اچھی طرح سے کرنا چاہیے

٢٨٢٦- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ

۲۸۲۶- حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم

٢٨٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في الزكوة في الحلق واللبة، ح: ١٤٨١، والنسائي، ح: ٤٤١٣، وابن ماجه، ح: ٣١٨٤ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٠٧، وقال البخاري، في أبي العشراء: "في حديثه واسمه وسماعه من أبيه نظر"، وله شاهد ضعيف عند الهيثمي في مجمع الزوائد: ٤/ ٣٤.

٢٨٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٨٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٤، والحاكم: ٤/ ١١٣، ووافقه الذهبي ❊ عمرو بن عبدالله ضعيف على الراجح، ضعفه الجمهور.

وَالحَسَنُ بنُ عِيسَى مَوْلَى ابنِ المُبَارَكِ عن ابنِ الْمُبَارَكِ، عن مَعْمَرٍ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ - زَادَ ابنُ عِيسَىٰ: وَأبي هُرَيْرَةَ - قالَا: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَانِ.

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔

زَادَ ابنُ عِيسَى في حَدِيثِهِ: وَهِيَ الَّتي تُذْبَحُ فَيُقْطَعُ الْجِلْدُ، وَلَا تُفْرَى الأَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتَّى تَمُوتَ.

امام ابن عیسیٰ نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے (شیطان کے ذبیحہ سے مراد یہ ہے کہ) ذبیحہ کی کھال کاٹ دی جائے مگر رگیں نہ کاٹی جائیں اور پھر اسے یونہی چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ مر جائے۔

قَالَ أَبو دَاوُدَ: وَهٰذَا يُقَالُ لَهُ عَمْرُو بَرْقٍ، نَزَلَ عِكْرِمَةُ عَلَى أبِيهِ بالْيَمَنِ، كَانَ مَعْمَرٌ إذَا حَدَّثَ عَنْهُ قال: عَمْرُو ابنُ عَبْدِ الله، وَإذَا حَدَّثَ عَنْهُ أَهْلُ الْيَمَنِ كَانَ لَا يُسَمِّيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: عمرو بن عبداللہ کو عمرو برق کہا جاتا ہے' عکرمہ اس کے والد کے ہاں یمن میں مہمان ٹھہرے تھے۔ اور معمر جب اس سے روایت کرتے ہیں تو وہ عمرو بن عبداللہ کہتے ہیں اور جب اہل یمن روایت کرتے ہیں تو اس کا نام ذکر نہیں کرتے۔

فوائد ومسائل: ① سنداً روایت ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ اسی طرح ہے کہ اس طرح کا جانور حلال نہ ہوگا۔
② حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد کیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض قرار دیا ہے۔ لہٰذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو، ذبح کرنے والے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔ (صحیح مسلم' الصيد والذبائح' باب الأمر بإحسان الذبح و القتل و تحديد الشفرة' حديث: ١٩٥٥) علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ خود بھی ذبح کرنے سے قبل چھری کو تیز کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ [نَهى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَرِيطَةِ الشَّيْطَان] ''رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے ذبیحہ سے منع فرمایا ہے۔'' میں مذکور ''ذبیحہ جانور'' سے مراد ایسا جانور ہے جس کا ذبح کرتے وقت ذرا سا حلق کاٹ دیا، پوری رگیں نہ کاٹیں اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک ایسا ہی کرتے، چونکہ شیطان نے ان کو بھڑکایا تھا اس لیے ایسے ذبیحہ کو شیطان کا ذبیحہ فرمایا۔ اور اس کے ایک معنی ابن عیسیٰ نے بھی بیان فرمائے ہیں جو کہ حدیث میں مذکور ہیں۔

(المعجم ١٧، ١٨) - **باب مَا جَاءَ فِي ذَكَاةِ الْجَنِينِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۷، ۱۸-پیٹ کے بچے کے ذبح کا مسئلہ

٢٨٢٧- حَدَّثنا الْقَعْنَبِيُّ قال: أخبرنا ابنُ المُبَارَكِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن مُجَالِدٍ، عن أبي الْوَدَّاكِ، عن أبِي سَعِيدٍ قال: سَأَلْتُ رَسُولَ الله ﷺ عن الْجَنِينِ، فقالَ: «كُلُوهُ إنْ شِئْتُمْ»، وَقالَ مُسَدَّدٌ قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ في بَطْنِهَا الْجَنِينَ أنُلْقِيهِ أمْ نَأْكُلُهُ؟ قال: «كُلُوهُ إنْ شِئْتُمْ فَإنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

۲۸۲۷- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا' تو آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو کھالو۔'' مسدد کے الفاظ میں یوں ہے کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کوئی اونٹنی' گائے یا بکری ذبح کرتے ہیں تو اس کے پیٹ سے بچہ نکل آتا ہے' کیا ہم اسے کھالیں یا پھینک دیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو کھالو۔ بلاشبہ اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی اس کیلئے ذبح ہے۔''

٢٨٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حَدَّثَني إسْحَاقُ بنُ إبْرَاهِيمَ ابنِ رَاهُوَيه قال: حَدَّثَنا عَتَّابُ بنُ بَشِيرٍ قالَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ أبي زِيَادٍ الْقَدَّاحُ المَكِّيُّ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ».

۲۸۲۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے کا ذبح کرنا اس کی ماں کے ذبح کرنے میں ہے۔''

فائدہ: اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو ذبح کرنا لازم ہوگا ورنہ وہ ماں کی طرح ذبیحہ کا حصہ ہے اور حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

٢٨٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في زكوة الجنين، ح: ١٤٧٦ من حديث مجالد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣١٩٩ * مجالد تابعه يونس بن أبي إسحاق (موارد الظمآن، ح: ١٠٧٧)، وللحديث طرق أخرى.

٢٨٢٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ١٩٨٥ عن إسحاق بن راهويه به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١١٤، ووافقه الذهبي * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

(المعجم ١٨، ١٩) - **باب مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ لَا يُدْرَى أَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا** (التحفة ١٩)

باب:۱۸'۱۹-جس گوشت کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کے ذبح کرنے والے نے "بسم اللہ" پڑھی ہے یا نہیں

٢٨٢٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحدثنا يُوسُفُ بْنُ مُوسَىٰ قال: حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَبَّانَ وَمُحَاضِرٌ المعنى عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ - وَلَمْ يَذْكُرَا عن حَمَّادٍ وَمَالِكٍ: عن عَائِشَةَ - أَنَّهُمْ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّ قَوْمًا حَدِيثُو عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ يَأْتُونَ بِلُحْمَانٍ، لَا نَدْرِي أَذَكَرُوا اسْمَ الله عَلَيْهَا أَمْ لَمْ يَذْكُرُوا، أَنأْكُلُ مِنْهَا؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «سَمُّوا اللهَ وَكُلُوا».

۲۸۲۹-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ' جو جاہلیت سے نئے نئے نکلے ہیں' ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ان جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے "بسم اللہ" پڑھی یا نہیں' تو کیا ہم یہ کھالیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اللہ کا نام لو اور کھالو۔"

فائدہ: مسلمان کے احوال بنیادی طور پر خیر اور صلاح ہی پر محمول ہوتے ہیں۔ الا یہ کہ کوئی واضح اور صریح بات سامنے آئے۔ اس لیے محض وہم وگمان کی بناء پر کسی شبہے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جانور ذبح کرتے ہوئے جان بوجھ کر "بسم اللہ" چھوڑ دینا ناجائز ہے' لیکن بھول معاف ہے اور ایسی صورت میں ذبیحہ کے حلال ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - **بَابٌ: فِي الْعَتِيرَةِ** (التحفة ٢٠)

باب:۱۹'۲۰-عتیرہ کا مسئلہ

٢٨٣٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ؛ ح: وحدثنا

۲۸۳۰-حضرت نبیشہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک

٢٨٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٢٠٥٧، ٥٥٠٧، ٧٣٩٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٨٨ مرسل.

٢٨٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب تفسير العتيرة، ح: ٤٢٣٤ من حديث بشر ابن المفضل به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣١٦٧.

نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ عن بِشْرِ بنِ المُفَضَّلِ، المعنَى قال: حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عن أبي قِلَابَةَ، عن أبِي المَلِيحِ قال: قال نُبَيْشَةُ: نَادَى رَجُلٌ رَسُولَ الله ﷺ: إِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً في الْجَاهِلِيَّةِ في رَجَبٍ، فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قال: «اذْبَحُوا للهِ في أَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا الله وَأَطْعِمُوا»، قال: إِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا في الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قال: «في كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتَّى إِذَا اسْتَحْمَلَ»، قال نَصْرٌ: «اسْتَحْمَلَ لِلْحَجِيجِ، ذَبَحْتَهُ فَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ»، قال خَالِدٌ: أَحْسِبُهُ قال: «عَلَى ابنِ السَّبِيلِ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ»، قال خَالِدٌ: قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَمِ السَّائِمَةُ، قال: مِائَةٌ.

شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر کہا: ہم جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے۔ (عتیرہ) تو آپ ہمیں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے ذبح کرو جس مہینے میں بھی ہو‘ اللہ عزوجل کے لیے نیکی کرو اور کھلایا کرو۔“ اس آدمی نے کہا کہ ہم جاہلیت میں فَرَع بھی کرتے تھے‘ تو آپ ہمیں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: ”تمام چرنے والے جانوروں میں ایک فرع ہے (ذبیحہ ہے) یہ نومولود بچہ جسے کہ تیرے دوسرے جانور غذا دیتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے۔“ نصر بن علی نے کہا: ”جب وہ حاجیوں کو اٹھانے کے قابل ہو جائے تو تو اسے ذبح کر اور اس کا گوشت صدقہ کر۔ خالد حذّاء کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ (استاذ ابوقلابہ نے) یوں کہا: ”مسافروں پر صدقہ کر بلاشبہ یہ خیر کا عمل ہے۔“ خالد حذاء کہتے ہیں: میں نے استاذ ابوقلابہ سے پوچھا کہ سائمہ (چرنے والے) جانوروں کی تعداد کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک سو۔

٢٨٣١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ».

۲۸۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہ فرع (واجب) ہے اور نہ عتیرہ۔“

٢٨٣٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال:

۲۸۳۲- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے:

٢٨٣١- تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب العتيرة، ح: ٥٤٧٤، ومسلم، الأضاحي، باب الفرع والعتيرة، ح: ١٩٧٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

٢٨٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٩٨ * سنده ضعيف من أجل عنعنة الزهري، ومعناه صحيح بالاتفاق.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: الْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ، كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ فَيَذْبَحُونَهُ.

''فرع'' اس بچے کو کہتے تھے جو ان کے جانوروں میں سب سے پہلے پیدا ہوتا' پھر وہ اسے ذبح کر دیتے تھے۔

٢٨٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمَانَ ابنِ خُثَيْمٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ مِنْ كُلِّ خَمْسِينَ شَاةً شَاةً.

٢٨٣٣- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہر پچاس بکریوں میں ایک بکری (صدقہ) ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ بَعْضُهُمْ: الْفَرَعُ أَوَّلُ مَا تُنْتِجُ الإِبِلُ، كَانُوا يَذْبَحُونَهُ لِطَوَاغِيتِهِمْ، ثُمَّ يَأْكُلُهُ وَيُلْقِي جِلْدَهُ عَلَى الشَّجَرِ. وَالْعَتِيرَةُ فِي الْعَشْرِ الأَوَّلِ مِنْ رَجَبٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ ''فرع'' سے مراد اونٹوں میں پیدا ہونے والا پہلا بچہ ہوتا تھا جسے وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے' گوشت کھا لیتے اور اس کا چمڑا کسی درخت پر ڈال دیتے تھے۔ اور ''عتیرہ'' اسے کہتے تھے جسے وہ رجب کے پہلے دس دنوں میں ذبح کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ابتدائے اسلام میں ''فرع اور عتیرہ'' پر عمل ہوتا تھا کہ کفار غیر اللہ کے نام پر کرتے تھے اور مسلمان اللہ کے نام پر' مگر بعد میں جب قربانی کا حکم ہوا تو انہیں منسوخ کر دیا گیا' یعنی ان کا وجوب۔ ② مجموعی طور پر احادیث سے عمومی صدقہ کے طور پر ان کا استحباب باقی ہے مگر خیال رہے کہ کفار اور جاہل لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ وہ لوگ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہیں جو سراسر شرک ہے۔ کچھ لوگ خون بہانا لازمی سمجھتے اور اسے ہی تقرب کا ذریعہ جانتے ہیں تو یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔ (نیل الاوطار' باب ماجاء فی الفرع والعتیرة ونسخهما: ١٥٧/٥ مزید دیکھیے' حدیث: ٢٧٨٨ کے فوائد)

(المعجم ٢٠، ٢١) - بَابٌ: فِي الْعَقِيقَةِ (التحفة ٢١)

باب: ٢٠' ٢١- عقیقے کے احکام ومسائل

٢٨٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ٣١٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه الترمذي، ح: ١٥١٣.

٢٨٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عَطَاءٍ، عن حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ، عن أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعن الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

۲۸۳۴-حضرت ام کُرز کعبیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قال: مُكَافِئَتَانِ مُسْتَوِيَتَانِ أَوْ مُتَقَارِبَتَانِ.

امام ابوداود ؓ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد ؓ سے سنا' کہتے تھے کہ [مُكَافِئَتَان] کے معنی ہیں کہ دونوں بکریاں برابر برابر ہوں یا قریب قریب ہوں۔

فوائد ومسائل: ① وہ جانور جو نومولود کی طرف سے ذبح کیا جاتا ہے اسے ''عقیقہ'' کہتے ہیں۔ لغت میں اس کے معنی ہیں ''کاٹنا اور شق کرنا'' یہ لفظ بچے کے سر کے بالوں پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی مناسبت سے اس ذبیحہ کو عقیقہ کہتے ہیں۔ فقہی طور پر اس کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ ② [مکافئتان] کا تقاضا ہے کہ دونوں جانوروں کی نوع بھی ایک ہو یعنی دونوں بکریاں ہوں یا بھیڑیں یا مینڈھے۔ یہ نہیں کہ ایک بکری ہو اور دوسری بھیڑ۔

٢٨٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ، عن أبِيهِ، عن سِبَاعِ بنِ ثَابِتٍ، عن أُمِّ كُرْزٍ قالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلَى مَكِنَاتِهَا» قالَتْ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعن الْجَارِيَةِ شَاةٌ، لَا يَضُرُّكُمْ أَذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا».

۲۸۳۵-حضرت ام کرز ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (انہیں اچھا یا برا شگون لینے کے لیے نہ اڑاؤ) کہتی ہیں: اور میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے' فرماتے تھے: ''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری' اور کوئی حرج نہیں کہ دونوں مذکر ہوں یا دونوں مؤنث۔''

٢٨٣٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا

۲۸۳۶-حضرت ام کرز ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول

٢٨٣٤ـ **تخريج:** [صحيح] أخرجه النسائي، العقيقة، باب العقيقة عن الجارية، ح: ٤٢٢١ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٦٠.

٢٨٣٥ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه النسائي، العقيقة، باب كم يعق عن الجارية، ح: ٤٢٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٥٩، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، ووافقه الذهبي.

٢٨٣٦ـ **تخريج:** [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ٣٠١ من حديث أبي داود به.

حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ، عن سِبَاعِ بنِ ثَابِتٍ، عن أُمِّ كُرْزٍ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عن الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں ہم مثل (ایک جیسی) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا هُوَ الْحَدِيثُ، وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَهْمٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث یہی ہے جبکہ سفیان کی حدیث وہم ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سابقہ حدیث سفیان کی سند میں عبیداللہ بن ابی یزید کے بعد ”عن ابیہ“ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی سند ہے جس میں یہ اضافہ نہیں ہے۔ (عون المعبود، بذل المجہود)

٢٨٣٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ قال: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُدَمَّى»، فَكَانَ قَتَادَةُ إذَا سُئِلَ عن الدَّمِ كَيْفَ يُصْنَعُ بِهِ، قالَ: إذَا ذَبَحْتَ الْعَقِيقَةَ أَخَذْتَ مِنْهَا صُوفَةً وَاسْتَقْبَلْتَ بِهِ أَوْدَاجَهَا، ثُمَّ تُوضَعُ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَسِيلَ عَلَى رَأْسِهِ مِثْلُ الْخَيْطِ، ثُمَّ يُغْسَلُ رَأْسُهُ بَعْدُ وَيُحْلَقُ.

٢٨٣٧- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہوتا ہے۔ (لہٰذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، سر منڈایا جائے اور اس پر خون لگایا جائے۔“ قتادہ رحمہ اللہ سے جب یہ پوچھا جاتا کہ خون کس طرح لگایا جائے تو کہتے: جب جانور ذبح کیا جا رہا ہو تو اس کے چند بال لے کر اس کی (کٹنے والی) رگوں کے آگے کر دو اور بچے کی چندیا پر رکھ دیے جائیں حتیٰ کہ وہ (تازہ تازہ خون) اس کے سر پر دھاگے کی مانند بہنے لگے۔ پھر اس کا سر دھویا جائے اور بال مونڈ دیے جائیں۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا وَهْمٌ مِنْ هَمَّامٍ: وَيُدَمَّى.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [وَيُدَمَّى] خون لگانے والی بات ہمام کا وہم ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: خُولِفَ هَمَّامٌ في هٰذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے میں ہمام کی

٢٨٣٧- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه الترمذي، الأضاحي، باب: من العقيقة، ح:١٥٢٢، والنسائي، ح:٤٢٢٥ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * قوله: "يدمّى" شاذ، ومعناه تذبح الشاة عنه، والله أعلم * قتادة عنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

الْكَلَام، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْ هَمَّامٍ وَإِنَّمَا قَالُوا يُسَمَّى، فقالَ هَمَّام: يُدَمَّى.

مخالفت کی گئی ہے۔ دیگر لوگ [وَ يُسَمَّى] روایت کرتے ہیں (بچے کا نام رکھا جائے) مگر ہمام نے اس لفظ کو [يُدَمَّى] کہہ دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ يُؤْخَذُ بِهٰذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ قابل عمل بھی نہیں ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحیح اور حق بات یہی ہے کہ ساتویں دن بچے کا نام رکھ دینا سنت ہے اور [يُدَمَّى] (خون لگانے کا مسئلہ) صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنے والی حدیث میں ہے۔ ② اسی طرح بعض لوگ جو اپنے مکان کی بنیاد رکھتے ہوئے جانور کا خون بنیادوں میں گراتے ہیں یا نئی گاڑی خرید کر اس کے ٹائروں وغیرہ کو خون لگاتے ہیں تو یہ بھی زمانۂ جاہلیت کی باتوں میں سے ہے جن کی اسلام نے نفی کی ہے۔

٢٨٣٨- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّىٰ قال: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي عَدِيٍّ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمَّى».

٢٨٣٨- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہوتا ہے (لہٰذا) ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اس کا سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَيُسَمَّى أَصَحُّ. كَذَا قال سَلَّامُ بنُ أَبِي مُطِيعٍ عن قَتَادَةَ. وَإِيَاسُ بنُ دَغْفَلٍ وَأَشْعَثُ عن الْحَسَنِ قال: وَيُسَمَّى، وَرَوَاهُ أَشْعَثُ عن الْحَسَنِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: وَيُسَمَّى.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لفظ [يُسَمَّى] صحیح تر ہے۔ سلّام بن ابی مطیع نے قتادہ سے اور ایاس بن دغفل اور اشعث نے بواسطہ حسن لفظ: [وَيُسَمَّى] روایت کیا ہے اور اشعث نے حسن سے، انہوں نے نبی ﷺ سے یہی لفظ: [وَيُسَمَّى] بیان کیا ہے۔

فائدہ: ''بچے کے گروی'' ہونے کا مفہوم بقول امام احمد رحمہ اللہ یہ ہے کہ بچے کا اگر عقیقہ نہ کیا جائے تو وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عقیقہ کے واجب ہونے کے مفہوم میں ہے جیسے کہ قرض وغیرہ کی صورت میں ادائیگی کیے بغیر گروی چیز واپس نہیں ہو سکتی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچہ ''اپنے بالوں اور میل کچیل'' کے ساتھ گروی ہوتا ہے یعنی ان کا ازالہ کرنا چاہیے۔ (عون المعبود)

٢٨٣٨- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب العقيقة، ح: ٣١٦٥، والنسائي، ح: ٤٢٢٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٠، والحاكم: ٤/ ٢٣٧، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن قتادة به عند ابن الجارود.

٢٨٣٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عن الرَّبَابِ، عن سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأذَىٰ».

۲۸۳۹-حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے لیے عقیقہ لازمی ہے' لہٰذا اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی میل کچیل دور کرو۔''

٢٨٤٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن الْحَسَنِ أنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إماطَةُ الأذَى حَلْقُ الرَّأْسِ.

۲۸۴۰-جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ [إمَاطَةُ الْاَذٰی] (میل کچیل دور کرنے) سے مراد بچے کا سر مونڈنا ہے۔

٢٨٤١- حَدَّثَنا أبو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ قالَ: حَدَّثَنا أيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَقَّ عن الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا.

۲۸۴۱-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک مینڈھا ذبح کیا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث بھی سنداً صحیح ہے جب کہ سنن نسائی (حدیث:۴۲۲۴) میں دو دو مینڈھوں کا ذکر آیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے زیادہ صحیح (اصح) قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ''ارواء الغلیل'' (۴/۳۷۹-۳۸۴) میں اس روایت کے تمام طرق پر بحث کر کے آخر میں اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ روایات دونوں ہی قسم کی ہیں۔ ایک ایک مینڈھے کی بھی اور دو دو مینڈھے کی۔ لیکن دو دو مینڈھے والی روایات دو وجہ سے راجح اور زیادہ قابل عمل ہیں۔ ایک تو اس میں ''زیادت'' ہے اور ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ قولی روایات میں دو جانوروں کا ذکر ہے' تو یہ دوسری روایات قولی روایت کے موافق ہو جاتی ہیں۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ قواعد شریعت کا اقتضاء بھی

٢٨٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العقيقة، باب إماطة الأذى عن الصبي في العقيقة، ح: ٥٤٧١، ٥٤٧٢ من حديث هشام بن حسان به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٥٨.

٢٨٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٩٨ من حديث أبي داود به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٢٨٤١ـ تخريج: [إسناده صحيح] وصححه ابن الجارود، ح: ٩١٢ من حديث أبي معمر به، ورواه حجاج بن حجاج عن قتادة عن عكرمة به "بكبشين كبشين"، رواه النسائي، ح: ٤٢٢٤.

یہی ہے کہ لڑکے کے لیے دو جانور ذبح کیے جائیں اس لیے کہ شریعت نے کئی احکام میں مرد کو عورت پر فضیلت عطا کی ہے۔ (تحفۃ المودود، ص۷۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی)

٢٨٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بن قَيْسٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ يَعْني ابنَ عَمْرٍو، عن دَاوُدَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ: أُرَاهُ عن جَدِّهِ قالَ: سُئِلَ النَّبيُّ ﷺ عنِ الْعَقِيقَةِ؟ فقالَ: «لَا يُحِبُّ اللهُ الْعُقُوقَ» كَأَنَّهُ كَرِهَ الاسْمَ وَقالَ: «مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ». وَسُئِلَ عنِ الْفَرَعِ؟ قالَ: «وَالْفَرَعُ حَقٌّ، وَإِنْ تَتْرُكُوهُ حَتَّى يَكُونَ بَكْرًا شُغْزُبًّا ابنَ مَخَاضٍ أَوِ ابنَ لَبُونٍ فَتُعْطِيَهُ أَرْمَلَةً أَوْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْزَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهِ، وَتُكْفِيءَ إِنَاءَكَ، وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ».

٢٨٤٢-عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: نبی ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ ذوالجلال ''عُقُوق'' کو پسند نہیں فرماتا' گویا آپ نے (عقیقہ کا) نام پسند نہیں فرمایا۔ (کیونکہ عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے) آپ نے فرمایا: ''جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس کی طرف سے صدقہ اور قربانی کرنا چاہتا ہو تو کرے' لڑکے کی طرف سے دو بکریاں برابر برابر۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔'' آپ ﷺ سے ''فَرَع'' کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: ''فرع بھی حق ہے اور چاہیے کہ اس (نوزائیدہ) جانور کو چھوڑ دو' حتیٰ کہ جب وہ ایک سال کا یا دو سال کا خوب تنومند ہو جائے تو کسی بیوہ کو دے دو یا جہاد فی سبیل اللہ میں (سواری کے لیے) دے دو' یہ بہتر ہے اس سے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو جبکہ اس کا گوشت اس کے بالوں ہی سے لگا ہوا ہو' اور اپنے برتن کو تم اوندھا کر ڈالو اور اپنی اونٹنی کو بے قرار اور بے چین کر چھوڑو۔''

فوائد ومسائل: ① نام ہمیشہ ایسے ہونے چاہئیں جن میں ظاہری اور معنوی حسن ہو۔ اور لفظ عقیقہ بھی پسندیدہ نہیں اگرچہ زبان زد عام ہے۔ اس لیے کہ اس کا مادہ عقوق ہے' جس کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ تاہم اشتراک مادہ کے باوجود بہت سے الفاظ ایک دوسرے سے مختلف معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے لفظ عقیقہ میں ایک گونہ معنوی کراہت ضرور پائی جاتی ہے' اس کے باوجود اس کے استعمال سے روکا نہیں گیا ہے' اس لیے اس کا استعمال بھی صحیح ہے۔ ② فَرَع' ابتدائے اسلام میں اس پر عمل کیا جاتا تھا' مگر بعد میں مستحب قرار دیا گیا جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

٢٨٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العقيقة، باب: عن الغلام شاتان . . . الخ، ح: ٤٢١٧ من حديث داود بن قيس به.

③ صدقہ دینے میں لوگوں کو کھلانے کے علاوہ اور بھی کئی بہتر انداز ہیں جو صاحب صدقہ کے لیے زیادہ اجر کا باعث ہیں۔ ④ جانوروں کے نوزائیدہ بچوں کو ذبح کرنا کسی طرح پسندیدہ نہیں' اس سے ماں کو بے قراری ہوتی ہے اور دودھ بھی کم ہو جاتا ہے۔

٢٨٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بن ثَابِتٍ قال: حَدَّثَنا عَلِيُّ بن الْحُسَيْنِ قال: حَدَّثَنا أَبِي قالَ: حدثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا، فَلَمَّا جَاءَ اللهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً، وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ.

٢٨٤٣- جناب عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دور جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو وہ ایک بکری ذبح کرتا اور اس کا خون بچے کے سر پر چپڑ دیتا تھا اور جب سے اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت سے نوازا ہے تو ہم ایک بکری ذبح کرتے ہیں' بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران مل دیتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① مسند بزار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا: ''بچے کے سر پر خون کے بجائے خوشبو (زعفران) لگاؤ۔'' (مختصر زوائد مسند بزار: ١/ ٤٩٩' حدیث: ٨٦٠) ② مذکورہ احادیث عقیقے کی مشروعیت اور سنت ہونے پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ لاریب! عقیقہ سنت مؤکدہ ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی عمل بھی ہے۔ عقیقے کی احادیث کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ مثلاً عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن مسعود' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم' لہٰذا منکرین کا قول ناقابل توجہ ہے۔

٢٨٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٠٢، ٣٠٣ من حديث أبي داود به.

شکار کے احکام ومسائل

* **شکار کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:** لغت میں شکار کو "الصید" کہتے ہیں اور یہ صَادَ یَصِیدُ سے مصدر ہے، جس کے معنی پکڑنے اور حاصل کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں "الصید" کی تعریف یوں کی گئی ہے۔[أَخذُ مُبَاحٍ أَكْلُه، غَيرَ مَقدُورٍ عَلَيهِ مِنْ وَحْشٍ أَوْطَيرٍأَوْحَيوَانِ بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ بِقَصْدٍ] "ایسے وحشی جانور یا پرندے کو ارادتاً پکڑنا یا شکار کرنا، جو انسانوں کی دسترس میں نہ ہوں اور جن کا کھانا حلال ہو۔"

* **شکار کی مشروعیت:** شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْامِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوااسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾(المائدة:۴) "آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تمام پاک چیزیں تمھارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ اور جن

شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھار رکھا ہے۔ یعنی جنھیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے رکھی ہے، پس جس شکار کو وہ تمھارے لیے پکڑ کر روک رکھیں، تو تم اس سے کھالو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرلیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔"

شکار کی بابت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ﴾ (صحیح البخاری، الذبائح والصید، باب ما جاء فی التصید، حدیث: ۵۴۸۸) "اور جو تم سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو، تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو۔"

✵ **شکار کے متعلق چند ضروری آداب واحکام:** ① سمندری شکار مُحْرِم اور غیر مُحْرِم دونوں شخص کر سکتے ہیں۔ جبکہ محرم کے لیے بَرّی (خشکی کا) شکار کرنا ناجائز ہے۔ ② شکار کے لیے کتا چھوڑتے یا فائر کرتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ③ شکار کے لیے آلہ تیز دھار ہونا چاہیے جیسے تیر، گولی یا نیزا وغیرہ۔ اگر شکار چوٹ لگنے سے مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں۔ ④ اگر کتے کے ذریعے سے شکار کیا جائے تو یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے ساتھ غیر سدھائے ہوئے کتے شریک نہ ہوئے ہوں۔ ⑤ اگر کتے نے شکار میں سے کچھ کھالیا تو اسے کھانا درست نہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم . . .) كِتَابُ الصَّيْدِ (التحفة ١١)

شکار کے احکام و مسائل

(المعجم ٢١، ٢٢) - بابُ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ وَغَيْرِهِ (التحفة ١)

باب:۲۱'۲۲- شکار وغیرہ کے لیے کتا رکھنے کا بیان

٢٨٤٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أوْ صَيْدٍ أوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ».

۲۸۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کتا پالا' سوائے اس کے کہ وہ جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو' یا شکار کے لیے' یا کھیتی کے لیے تو ایسے شخص کے اجر میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔''

فائدہ: ان مقاصد کے علاوہ کتا رکھنا گناہ اور خسارے کا سودا ہے کہ ہر روز اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے اور اللہ معلوم' یہ وزن کس قدر ہوگا۔ جبکہ اوزان میں قیراط ۲۱۲۵ گرام چاندی کے وزن پر بولا جاتا ہے۔

٢٨٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ قال: حَدَّثَنا يُونُسُ عن الْحَسَنِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ:

۲۸۴۵- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کتے بھی (اللہ کی مخلوق اور) امتوں میں سے ایک امت

٢٨٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٩٦١٢، ورواه الترمذي، ح: ١٤٩٠ عن الحسن بن علي به.

٢٨٤٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب صفة الكلاب التي أمر بقتلها، ح: ٤٢٨٥ من حديث يزيد ابن زريع به، ورواه الترمذي، ح: ١٤٨٦، ١٤٨٩، وابن ماجه، ح: ٣٢٠٥.

«لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوا مِنْهَا الأَسْوَدَ الْبَهِيمَ».

ہیں' تو میں ان کے قتل کرنے کا حکم دے دیتا' (بہرحال) ان میں سے جو کالا سیاہ ہو' اسے مار ڈالا کرو۔"

فائدہ: کالا کتا شکل وصورت میں بھی بہت وحشت ناک ہوتا ہے اور غالباً طبعاً بھی اس میں خبث زیادہ ہوتا ہے اس لیے اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور گزشتہ حدیث: ۷۰۲ کتاب الصلاۃ میں گزرا ہے کہ "کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔"

٢٨٤٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أبو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أخبرني أبو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قالَ: أَمَرَ نَبِيُّ الله ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ يَعْنِي بِالْكَلْبِ فَنَقْتُلُهُ، ثُمَّ نَهَانَا عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ».

۲۸۴۶- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (ابتدائی ایام میں) کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا حتی کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے بھی قتل کر ڈالتے تھے' اس کے بعد آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا اور فرمایا: "صرف کالے کتوں کو مارو۔"

فائدہ: کالا کتا اور بالخصوص وہ جس کی آنکھوں پر دو نقطے سے ہوں' اسے شیطان سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے اس کو مارنے کا حکم ہے۔ اگر کسی آبادی میں عام کتے بڑھ جائیں اور لوگوں کے لیے اذیت کا باعث ہوں تو ان کو قتل کرنا اور کم کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن بالکل فنا کر دینا جائز نہیں۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الصَّيْدِ (التحفة ٢)

باب: ۲۲' ۲۳- شکار کرنے کا بیان

٢٨٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَيَّ أَفَآكُلُ؟ قال: «إِذَا أَرْسَلْتَ

۲۸۴۷- حضرت عدی بن حاتم ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑتا ہوں تو وہ میرے لیے شکار پکڑ رکھتے ہیں' تو کیا میں (اسے) کھا لوں؟ آپ نے فرمایا: "جب تم سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام لو' تو جو وہ

٢٨٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه . . . الخ، ح: ١٥٧٢ من حديث ابن جريج به.

٢٨٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح . . . الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٢٩ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ما أصاب المعراض بعرضه، ح: ٥٤٧٧ من حديث منصور به.

الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: «وَإِنْ قَتَلْنَ، مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا». قُلْتُ: أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَأُصِيبُ أَفَآكُلُ؟ قَالَ: «إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ فَأَصَابَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ».

تمہارے لیے پکڑ رکھیں اسے کھالو۔" میں نے کہا: اگر چہ وہ اسے مار ہی ڈالیں؟ آپ نے فرمایا: "خواہ مار ہی ڈالیں بشرطیکہ کوئی اور کتا ان میں شامل نہ ہو گیا ہو جو ان میں سے نہ ہو۔" میں نے کہا: میں بھالا پھینکتا ہوں اور اس سے شکار کرتا ہوں تو کیا (اسے) کھالیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "جب تم بھالا پھینکو اور "بسم اللہ" کہو اور وہ شکار کو لگے اور اس کو پھاڑ دے تو کھا سکتے ہو لیکن اگر وہ چوڑائی کی طرف سے لگے (بغیر دھار کے محض چوٹ سے اس کو مار ڈالے) تو مت کھاؤ۔"

٢٨٤٨- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: أخبرنا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: إِنَّا نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ لِي: «إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَإِنْ قَتَلَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ».

۲۸۴۸- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا (اور) کہا: ہم ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں۔ تو آپ نے مجھ سے فرمایا: "جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے چھوڑو اور ان پر "بسم اللہ" کہو تو جو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اسے کھالو خواہ وہ اسے مار ہی ڈالیں سوائے اس کے کہ کتا خود اس میں سے کچھ کھالے اگر وہ اس میں سے کھالے تو تم مت کھاؤ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اسے اس نے اپنے لیے پکڑا ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① کتے سے شکار کرنا حلال اور جائز ہے۔ ② شرط یہ ہے کہ کتا سدھایا ہوا ہو اور اپنے مالک کی ہدایات پر کما حقہ عمل کرتا ہو یعنی اگر چھوڑے اور دوڑائے تو دوڑ جائے اور اگر واپس بلائے تو واپس آ جائے۔ ③ اور پھر یہ بھی ہے کہ مالک کے چھوڑنے پر شکار کرے، اگر از خود شکار مار لایا تو حلال نہ ہوگا۔ ④ کتا چھوڑتے ہوئے "بسم اللہ واللہ اکبر" پڑھے۔ اگر بھول جائے تو معاف ہے اور شکار حلال ہے۔ کیونکہ اللہ کا نام ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ البتہ عمداً چھوڑ دینے سے شکار حلال نہ ہوگا۔ ⑤ کتا اس شکار میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے روک رکھے اور

٢٨٤٨- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٩٢٩/٢ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، انظر الحديث السابق، والبخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٤ من حديث عامر الشعبي به.

اگر کھایا ہوتو حلال نہ ہوگا۔ ⑥ اگر شکار زندہ ہوتو ''بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھ کر اسے ذبح کرے۔ ⑦ اگر کوئی اور کتا ان کتوں کے ساتھ مل گیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے یا نہ معلوم دوسرے کتے پر بھی ''بسم اللہ'' پڑھی گئی ہے یا نہیں' تو حلال نہ ہوگا۔ اگر معلوم ہو جائے کہ دوسرے پر بھی ''بسم اللہ'' پڑھی گئی ہے تو بلاشبہ حلال ہوگا۔ ⑧ بھالے سے بھی شکار حلال اور جائز ہے' بشرطیکہ ''بسم اللہ'' پڑھ کر پھینکے اور دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے زخمی کر دے۔ اگر چوڑائی کی طرف سے لگا ہو اور شکار مر گیا ہو تو حلال نہ ہوگا۔ ⑨ بندوق کی گولی اور چھرہ بھی بعض علماء (امام شوکانی' سید سابق اور علامہ یوسف قرضاوی وغیرہ) کے نزدیک اسی حکم میں ہے یعنی ان کا شکار بھی حلال ہے' کیونکہ ان کے خیال میں بندوق کی گولی بھی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور خون نکال دیتی ہے۔ ⑩ لیکن غلیل کا مارا ہوا شکار اس کی چوٹ سے مر جائے تو حلال نہیں کیونکہ وہ چیرتی ہے' نہ خون بہاتی ہے بلکہ وہ واضح طور پر غلیلے کی چوٹ سے مرتا ہے۔

٢٨٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عنِ الشَّعْبِيِّ، عنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «إِذَا رَمَيْتَ سَهْمَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله فَوَجَدْتَهُ مِنَ الْغَدِ وَلَمْ تَجِدْهُ في مَاءٍ وَلَا فِيهِ أَثَرٌ غير سَهْمِكَ فَكُلْ وَإِذَا اخْتَلَطَ بِكِلَابِكَ كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ لَا تَدْرِي لَعَلَّهُ قَتَلَهُ الَّذِي لَيْسَ مِنْهَا».

۲۸۴۹-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنا تیر مارا ہو اور اللہ کا نام لیا ہو پھر اپنے شکار کو اگلے دن پاؤ لیکن پانی میں نہ پاؤ (ایسا نہ ہو کہ ڈوب کر مرا ہو) اور کسی اور کے تیر کا بھی اس میں نشان نہ ہو' تو اس شکار کو کھا لو۔ اور جب تمہارے کتوں کے ساتھ کوئی اور کتا مل گیا ہو تو مت کھاؤ' نہ معلوم اس کو اس کتے نے مارا ہو جو تمہارے کتوں میں سے نہ تھا۔''

فائدہ: مشکوک شکار کا کھانا حلال نہیں ہے۔

٢٨٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قال: حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا بنِ أبي زَائِدَةَ قال: أخبرني عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عنِ الشَّعْبِيِّ، عن عَدِيِّ بن حَاتِمٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «إِذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ في مَاءٍ فَغَرِقَتْ فَمَاتَتْ فَلَا تَأْكُلْ».

۲۸۵۰-حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا شکار پانی میں ڈوب گیا ہو اور پھر مر گیا ہو تو مت کھاؤ۔''

٢٨٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٥٤٨٤، ومسلم، ح: ١٩٢٩/٧ من حديث عاصم الأحول به، وانظر الحديثين السابقين.

٢٨٥٠ـ تخريج: [صحيح] من حديث عاصم به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣٧٨.

٢٨٥١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ قالَ: حَدَّثَنا مُجَالِدٌ عن الشَّعْبِيِّ، عنْ عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ أوْ بَازٍ ثُمَّ أرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله فَكُلْ مِمَّا أمْسَكَ عَلَيْكَ». قُلْتُ: وَإنْ قَتَلَ؟ قَالَ: «إذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإنَّمَا أمْسَكَهُ عَلَيْكَ». قَالَ أبو داود: البازُ إذَا أكَلَ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَالْكَلْبُ إذَا أكَلَ كُرِهَ وَإنْ شَرِبَ الدَّمَ فَلَا بَأْسَ.

۲۸۵۱-حضرت عدی بن حاتم ؓ بیان کرتے ہیں‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کتے یا باز کو تو نے سدھایا ہو پھر تو اسے چھوڑے اور اللہ کا نام لے‘ تو جو وہ تیرے لیے روک رکھے اسے کھا لے۔“ میں نے عرض کیا: خواہ وہ اسے قتل ہی کر ڈالے؟ آپ نے فرمایا: ”جب وہ اسے مار ڈالے مگر اس میں سے اس نے کھایا نہ ہو تو وہ اس نے تیرے ہی لیے روک رکھا ہے۔“

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: باز اگر کھا بھی لے تو کوئی حرج نہیں‘ لیکن کتا اگر کھائے تو مکروہ ہے (حرام ہے) لیکن اگر خون پی لے‘ تو کوئی حرج نہیں۔

ملحوظ: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے۔ لیکن معناً صحیح ہے کیونکہ دوسری صحیح روایات میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔ اسی لیے بعض علماء نے اس روایت کی بھی تصحیح کی ہے۔ البتہ ”باز“ کا ذکر اس میں ان کے نزدیک منکر ہے۔ یعنی صحیح روایات کے خلاف ہے۔

٢٨٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قال: أخبرنا دَاوُدُ بنُ عَمْرٍو عنْ بُسْرِ بنِ عُبَيْدِ الله، عنْ أبي إدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عنْ أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ في صَيْدِ الْكَلْبِ: «إذَا أرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ الله تَعَالَى فَكُلْ، وَإنْ أكَلَ مِنْهُ، وَكُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ يَدُكَ».

۲۸۵۲-حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے کے شکار کے بارے میں فرمایا: ”جب تم اپنا کتا چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر کیا ہو تو اسے کھا لو اگرچہ کتے نے اس سے کھا بھی لیا ہو‘ اور ہر وہ چیز کھاؤ جس کو تمہارے ہاتھ نے تم پر لوٹایا ہو (جسے تم نے اپنے ہاتھ سے شکار کیا ہو۔“)

٢٨٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في صيد البزاة، ح:١٤٦٧ من حديث مجالد به، وقال: "لا نعرفه إلا من حديث مجالد"، ومجالد ضعيف من أجل سوء حفظه، ولحديثه شواهد موقوفة عند البيهقي: ٩/ ٢٣٥، ٢٣٨.

٢٨٥٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد حسن يأتي، ح:٢٨٥٧ * داود بن عمرو حسن الحديث، وانظر، ح:٢٨٥٥.

توضیح: اصل مسئلہ وہی ہے جو پیچھے کی صحیح احادیث میں گزرا ہے کہ اگر کتے نے شکار میں سے کھایا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اسی لیے بعض علماء نے اس حدیث کو منکر (صحیح احادیث کے خلاف) قرار دیا ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور بعض حضرات اس حدیث کی وجہ سے شکار کے کتے کے کھانے کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ شکاری کتے نے پہلے شکار کو پکڑ کر مار ڈالا' پھر اسے مالک کے لیے رکھ چھوڑا' اور وہاں سے دور چلا گیا' پھر دوبارہ واپس آ کر اس سے کچھ کھا لے تو اس طرح اس کا کھا لینا مضر نہیں' مالک کے لیے اس شکار کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اس نے پہلے تو مالک ہی کے لیے شکار کیا' اور اسی کے لیے اسے روک کے رکھا۔ اور کھایا اس نے بعد میں ہے' اس لیے اس کھانے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

٢٨٥٣- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ خُلَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَحَدُنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ أَيَأْكُلُ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِنْ شَاءَ» أَوْ قَالَ: «يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ».

۲۸۵۳- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی شکار کو تیر مارتا ہے پھر وہ اس کے پیچھے دو تین دن پھرتا رہتا ہے' حتی کہ اسے پا لیتا ہے اور وہ مر چکا ہوتا ہے اور اس میں اس کا تیر بھی ہوتا ہے' تو کیا اسے کھا لے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اگر چاہے تو۔'' یا آپ نے فرمایا: ''کھا لے' اگر چاہے تو۔''

فائدہ: جب یقین ہے کہ وہ شکار اس کے اپنے تیر سے مرا ہے' تو حلال ہے بشرطیکہ گوشت خراب نہ ہوا ہو۔

٢٨٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أخبرنا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ قَالَ: قال عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: «إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ»، فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِي قَالَ: «إِذَا سَمَّيْتَ فَكُلْ، وَإِلَّا

۲۸۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بھالے سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر وہ دھار کی طرف سے لگا ہو تو کھا لو اور اگر موٹائی کی طرف سے لگا ہو تو مت کھاؤ' بلاشبہ وہ چوٹ زدہ ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم نے اللہ کا نام لیا ہو تو کھا لو ورنہ مت کھاؤ' اور اگر کتے نے اس میں

٢٨٥٣ـ تخريج: [صحيح] وعلقه البخاري، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة، ح: ٥٤٨٥ عن عبدالأعلى به، وانظر الحديث الآتي.

٢٨٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان، ح: ١٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح . . . الخ، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي ح: ١٩٢٩/ ٣ من حديث شعبة به.

فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ لِنَفْسِهِ»، فَقَالَ: أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ عَلَيْهِ كَلْبًا آخَرَ، فَقَالَ: «لَا تَأْكُلْ لِأَنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ».

سے کچھ کھایا ہو تو بھی مت کھاؤ' وہ اس نے اپنے لیے پکڑا ہے۔" عرض کیا کہ میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور پھر شکار پر ایک اور کتا بھی دیکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "مت کھاؤ' کیونکہ تم نے تو اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا ہے۔"

٢٨٥٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَةَ بنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ يَقُولُ: أخبرني أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ عَائِذُ الله قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُولُ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ؟ قَالَ: «مَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فاذْكُرِ اسْمَ الله وَكُلْ، وَمَا اصَّدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ».

٢٨٥٥- حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرتا ہوں اور ایسے کتے کے ساتھ بھی جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا: "جو شکار تم اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اور جو بغیر سدھائے ہوئے کتے سے کرو تو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھا لو۔"

فائدہ: بن سدھائے کتے کا مارا ہوا حلال نہیں' خواہ کتے کو "بسم اللہ" پڑھ کر چھوڑا گیا ہو۔ ہاں اگر اس کو ذبح کرنے کا موقع مل گیا' تو ذبح کے بعد اس کا کھانا جائز ہوگا۔

٢٨٥٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى قالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قال: حَدَّثَنا يُونُسُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ: حَدَّثَنا أبو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ قَال: حدثني

٢٨٥٦- حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اے ابو ثعلبہ! تیری قوس (کمان) اور تیرا کتا جو تجھ پر لوٹائے وہ کھا لے۔" ابن حرب نے مزید کہا: (کتا) سدھایا ہوا ہو اور تیرا ہاتھ جو تجھ پر لوٹائے (تیر وغیرہ سے شکار کرے۔) تو اسے

٢٨٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة والرمي، ح: ١٩٣٠ عن هناد بن السري، والبخاري، الذبائح والصيد، باب ماجاء في التصيد، ح: ٥٤٨٨ من حديث ابن المبارك به.

٢٨٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩٤ من حديث محمد بن حرب عن الزبيدي به ✽ بقية صرح بالسماع المسلسل، وانظر الحديث السابق.

أبو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قالَ: قالَ لي رَسُولُ الله ﷺ: «يَاأَبَا ثَعْلَبَةَ! كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ وَكَلْبُكَ». زَادَ عنِ ابنِ حَرْبٍ: الْمُعَلَّمُ وَيَدُكَ، فَكُلْ ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ.

ذبح کرسکو یا نہ کرسکو' کھالو۔

فائدہ: چونکہ کتا چھوڑتے ہوئے یا تیر کمان سے پھینکتے ہوئے ''بسم اللہ'' پڑھی جاتی ہے' تو جو اس طرح سے مر بھی جائے وہ حلال ہے۔ زندہ ملے تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر ذبح کرلے۔

٢٨٥٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ الضَّرِيرُ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ قالَ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ أعْرَابِيًّا يُقَالُ لَهُ: أبُو ثَعْلَبَةَ قالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً، فَأَفْتِنِي في صَيْدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إنْ كَانَ لَكَ كِلَابٌ مُكَلَّبَةٌ فَكُلْ مِمَّا أمْسَكْنَ عَلَيْكَ». قالَ: ذَكِيًّا أوْ غيرَ ذَكِيٍّ؟ قالَ: «نَعَمْ». قالَ: فإنْ أكَلَ مِنْهُ؟ قالَ: «وَإنْ أكَلَ مِنْهُ». قالَ: يَارَسُولَ الله! أفْتِنِي في قَوْسِي، قالَ: «كُلْ مَا رَدَّتْ عَلَيْكَ قَوْسُكَ»، قالَ: ذَكِيًّا وَغَيْرَ ذَكِيٍّ قالَ: وَإنْ تَغَيَّبَ عَنِّي؟ قالَ: «وَإنْ تَغَيَّبَ عَنْكَ، مَا لَمْ يَصِلَّ أوْ تَجِدْ فِيهِ أثَرًا غَيْرَ سَهْمِكَ». قالَ: أفْتِنِي في آنِيَةِ المَجُوسِ إذَا اضْطَرَرْنَا إلَيْهَا قالَ: «اغْسِلْهَا وَكُلْ فِيهَا».

٢٨٥٧- ایک بدوی جس کا نام ابوثعلبہ (رضی اللہ عنہ) تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں سدھائے ہوئے (شکاری) کتے ہیں۔ آپ مجھے ان کے ساتھ شکار کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرے پاس سدھائے ہوئے کتے ہیں' تو جو وہ تیرے لیے پکڑ رکھیں اس سے کھالے۔'' اس نے کہا: ذبح کرکے یا بغیر ذبح کیے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (دونوں صورتوں میں اس کا کھانا جائز ہے۔)'' اس نے کہا: اگر کتا اس سے کھالے تو؟ آپ نے فرمایا: ''خواہ کھا بھی لے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری کمان کے (شکار کے) بارے میں ارشاد فرمائیے؟ آپ نے فرمایا: ''تیری کمان جو تجھ پر لوٹائے اسے کھالے۔'' کہا: ذبح کرکے یا بغیر ذبح کیے۔ اس نے کہا: اگر وہ شکار مجھ سے غائب ہوجائے؟ آپ نے فرمایا: ''اگرچہ تجھ سے غائب ہی ہوجائے' لیکن جب تک کہ خراب نہ ہو' یا تو اس میں اپنے سوا کسی اور کے تیر کا نشان نہ پائے۔'' اس نے کہا: مجھے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں ارشاد

٢٨٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٤ من حديث حسين المعلم، والنسائي، الصيد، باب الرخصة في ثمن كلب الصيد، ح: ٤٣٠١ من حديث عمرو بن شعيب به.

فرمائیں کہ ہم ان کے استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں تو؟

آپ نے فرمایا: ''انہیں دھولو اور پھر ان میں کھالو۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں یہ بیان کہ ''خواہ کتا شکار سے کھا بھی لے'' منکر ہے۔ اور اس کی توضیح پیچھے گزر چکی ہے۔ ② شکار شدہ جانور اگر زندہ ملے تو ذبح کیا جائے اور اگر قتل ہو جائے تو حلال ہے۔ ③ مجوسیوں کے برتن استعمال کرنے پڑیں تو انہیں پہلے دھولیا جائے' یہی حکم ہندوؤں کا ہے۔ یہودی اور عیسائی طہارت کا اہتمام کرتے ہوں تو بہتر' لیکن اگر شبہ ہو کہ خنزیر اور شراب وغیرہ سے احتیاط نہیں کرتے' تو ان کے برتن بھی استعمال کرنے سے پہلے دھونے ضروری ہیں۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - **بَابٌ: إِذَا قُطِعَ مِنَ الصَّيْدِ قِطْعَةٌ** (التحفة ٣)

باب: ۲۳' ۲۴- زندہ جانور سے کاٹا گیا گوشت حرام ہے

٢٨٥٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ».

۲۸۵۸- حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جانور سے جو گوشت کاٹا جائے' جبکہ وہ جانور زندہ ہو تو وہ گوشت مردار (حرام) ہے۔''

فائدہ: بعض عرب کے متعلق آتا ہے کہ وہ دنبے کی چکتی کاٹ لیتے اور زخم پر دوا لگا دیتے' اس طرح جانور بھی زندہ رہتا اور گوشت بھی کھا لیتے۔ تو شریعت نے اس کو مردار فرمایا ہے یعنی حرام ہے۔ اور کتاب الصید میں اس حدیث کا تعلق یوں ہے کہ اگر شکاری کتے نے یا تیر اور گولی وغیرہ نے جانور کا کوئی حصہ علیحدہ کر دیا ہو اگر اسی حالت میں جان نکل گئی ہو تو دونوں ٹکڑے حلال ہیں' لیکن اگر روح نہیں نکلی اور کوئی حصہ الگ ہو چکا ہو اور پھر اسے ذبح کیا جا رہا ہو تو ذبح سے پہلے علیحدہ ہو جانے والا حصہ کھانے میں احتیاط کرنی چاہیے' ورنہ نشانہ مارتے ہوئے ''بسم اللہ'' تو پڑھی جا چکی ہے۔ اسے بھی کھایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الصَّيْدِ** (التحفة ٤)

باب: ۲۴' ۲۵- شکار کے پیچھے پڑے رہنا کیسا ہے؟

٢٨٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء ما قطع من الحي فهو ميت، ح: ١٤٨٠ من حديث عبدالرحمٰن بن عبدالله بن دينار به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧٦، والحاكم: ٢٣٩/٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الحاكم.

٢٨٥٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حدثنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ قالَ: حدَّثني أبو مُوسَى عنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبيِّ ﷺ - وَقالَ مَرَّةً سُفْيَانُ: وَلَا أعْلَمُهُ إلَّا عن النَّبيِّ ﷺ - قالَ: «مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ أتَى السُّلْطَانَ افْتَتَنَ».

۲۸۵۹۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''جس نے بادیہ (جنگل) کی سکونت اختیار کی' وہ سخت دل ہوا' اور جو شکار کے پیچھے پڑا' وہ غافل ہوا اور جو حاکم کے پاس آتا جاتا رہا' آزمائش میں پڑا۔''

فائدہ: جنگل اور شکار میں انسان آزاد ہوتا ہے۔ اختلاط اور اجتماعیت نہ ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کی فضیلت سے محرومی کے علاوہ علماء اور صالحین کی مجالس بھی میسر نہیں ہوتیں اور نہ کوئی معروف ومنکر ہی کی تنبیہ کرنے والا ہوتا ہے اور اس کا اثر طبیعت کی سختی اور غفلت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو واضح ہے کہ خسارے کا سودا ہے۔ اور اسی طرح بادشاہ کی مجلس میں بالعموم یا تو اس کی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے یا مخالفت مول لینی پڑتی ہے اور دونوں صورتوں میں امتحان وآزمائش ہے۔ الا ماشاء اللہ. اس لیے چاہیے کہ انسان ایسی جگہ سکونت اختیار کرے جہاں دونوں سہولتیں میسر ہوں' شہری بھی اور دیہاتی بھی۔ جیسے کہ شہر کی مضافاتی بستیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ استدلال ہے اس مومن سے جس کا ذکر سورۂ یٰسٓ میں ہے: ﴿وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (یٰسٓ: ۲۰) ''اور شہر کی ایک جانب سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا' کہنے لگا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرلو۔'' اور مقصد صالح کے بغیر بادشاہوں کی صحبت سے بھی احتراز کرنا چاہیے' اور اس سے مراد دنیادار بے دین قسم کے بادشاہ ہیں۔ مومن بادشاہ کی صحبت میں بلاشبہ کوئی فتنہ نہیں۔ الا ماشاء اللہ.

٢٨٦٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حدثنا الْحَسَنُ بنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن شَيْخٍ مِنَ الأنْصارِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَى مُسَدَّدٍ قال: «وَمَنْ لَزِمَ

۲۸۶۰- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:''جس نے بادشاہ کی صحبت اختیار کی' فتنے میں پڑا۔'' اور مزید کہا:''جو بندہ کسی بادشاہ کے جس قدر قریب ہوگا' اللہ تعالیٰ سے اسی قدر بعید ہوجائے گا۔''

٢٨٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب من أتى أبواب السلطان افتتن، ح: ٢٢٥٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٠ عن محمد بن عبيد به ✽ شيخ من الأنصار لم أعرفه.

السُّلْطَانَ افْتَتَنَ». زَادَ: «وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا إِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللهِ بُعْدًا».

ملحوظہ: سنداً حدیث ضعیف ہے۔ اور اس کا مفہوم اوپر کی حدیث میں گزرا ہے۔

۲۸٦١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بن خَالِدٍ الْخَيَّاطُ عن مُعَاوِيَةَ ابنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ]: «إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَدْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَهْمُكَ فِيهِ فكلْ مَا لَمْ يُنْتِنْ».

۲۸٦١- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم شکار کو (تیر) مارو اور پھر تین رات کے بعد اسے پاؤ جبکہ تمہارا تیر اس میں ہو تو اسے کھالو۔ جب تک کہ بو نہ دینے لگے۔''

فوائد و مسائل: ① حسب طلب وضرورت شکار کرنا اور اس کی تلاش میں جانا کوئی معیوب نہیں ہے۔ معیوب یہ ہے کہ انسان اپنے دیگر دینی و دنیاوی فرائض سے غافل ہو جائے۔ ② کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ اور بو اس انداز سے بگڑ جائے کہ نقصان دہ ہو سکتی ہوں تو استعمال نہیں کرنی چاہییں۔ ہاں! اگر کوئی ضرر واضح نہ ہو تو جائز ہے۔

۲۸٦١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب: إذا غاب عنه الصيد ثم وجده، ح: ١٩٣١ من حديث حماد بن خالد به.

وصیت کے احکام ومسائل

[وصیّت] کے لغوی معنی ہیں ''تاکیدی حکم کرنا'' جیسے کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَوَصّٰى بِهَا اِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ (البقرة: ۱۳۲) ''حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنی اپنی اولاد کو اس بات کی وصیت کی۔'' (اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔) اور اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ خاص عہد ہوتا ہے جو کوئی شخص اپنے عزیزوں کو کرتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل کیا جائے' خواہ وہ کسی مال کی بابت ہو یا کسی قول وقرار کے متعلق۔

* **وصیت کا حکم:** وصیت کرنا مشروع ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرة: ۱۸۰) ''تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے' اگر وہ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے' پرہیزگاروں پر یہ حق اور ثابت ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی وصیت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور اسے تہائی مال تک محدود رکھنے کا حکم دیا ہے۔البتہ وارث کے حق میں وصیت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ارشاد گرامی ہے:[اِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ] ''اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے' لہٰذا وارث کیلئے وصیت نہیں ہے۔'' (سنن ابن ماجه' الوصايا' باب لا وصية لوارث' حديث:۲۷۱۳)

اس لیے وصیت کرنا غرباء' فقراء اور رشتہ داروں کے لیے جہاں باعثِ تقویت ہے وہاں وصیت کرنے والے کے لیے باعث اجر و ثواب بھی ہے۔لیکن اگر ورثاء کو نقصان پہچانے کی غرض سے وصیت کی گئی تو یہ حرام ہو گی۔اسی طرح اگر کسی ناجائز کام کے لیے مال خرچ کرنے کی وصیت کی تو یہ بھی ناجائز اور منع ہو گی۔البتہ حقوق کی ادائیگی مثلاً قرض کی ادائیگی' امانت کی سپردگی' کفارہ کی ادائیگی وغیرہ ضروری ہو گی۔

* وصیت کے چند آداب: ۞ وصیت کرتے وقت شرعی احکام کو مدنظر رکھنا لازمی ہے' مثلاً ایک تہائی سے زائد یا وارث کے حق میں وصیت نہیں کر سکتا۔

۞ وصیت کرنے والا اپنی وصیت میں تبدیلی کر سکتا ہے۔

۞ وصیت کا اطلاق قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔

۞ اگر کسی خاص چیز کی وصیت کی گئی اور وہ چیز ضائع ہو گئی تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

۞ ورثاء کی طرف سے وصیت میں ردوبدل کرنا حرام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ١٧) - كِتَابُ الْوَصَايَا (التحفة ١٢)

وصیت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَصِيَّةِ (التحفة ١)

باب:۱-وصیت کرنے کی تاکید

٢٨٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بن سَعِيدٍ عن عُبَيْدِ الله قال: حدثني نَافِعٌ عن عَبْدِ الله يَعْني ابنَ عُمَرَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «مَا حَقُّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ».

۲۸۶۲-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی مسلمان کو لائق نہیں کہ اس کے پاس کوئی چیز ہو جس کے متعلق وہ کوئی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وہ دو راتیں بھی نہ گزارے مگر اس حال میں کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔''

فائدہ:① حدیث میں [يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ] سے مراد یہ ہے کہ اسے وصیت لکھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے' تحدید مراد نہیں ہے کیونکہ مسند أبی عوانة اور السنن الکبری للبیھقی میں [لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ] ایک رات یا دو راتوں کا ذکر ہے اور صحیح مسلم اور سنن النسائی میں [ثَلَاثَ لَيَالٍ] تین راتوں کا بھی ذکر ملتا ہے' بہرحال انسان کو اپنی موت سے کبھی بھی غافل نہیں رہنا چاہیے' نہ معلوم کس وقت بلاوا آ جائے' لہٰذا اگر کوئی قرض ہو یا امانت یا کوئی اور اہم معاملہ' تو چاہیے کہ اسے اپنے ہاں لکھ رکھے تاکہ وارثوں کو اس کی تنفیذ میں آسانی رہے اور حقوق کے معاملے میں' مرنے والے پر کوئی بوجھ باقی نہ رہ جائے۔ اس صورت میں یہ امر واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی حق واجب نہ ہو تو وصیت کرنا مستحب ہے' واجب نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

٢٨٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب: وصية الرجل مكتوبة عنده، ح: ١٦٢٧ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الوصايا، باب الوصايا، ح: ٢٧٣٨ من حديث نافع به.

٢٨٦٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبو مُعَاوِيَةَ عنْ الأَعْمَشِ، عن أَبي وَائِلٍ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ دِينارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ.

۲۸۶۳- حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ کوئی دینار' درہم یا اونٹ' بکری نہیں چھوڑ گئے اور نہ کسی چیز کے متعلق وصیت ہی فرمائی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی وصیت امور شریعت سے متعلق ثابت شدہ ہے بالخصوص ''نماز کی پابندی' غلاموں کے ساتھ حسن سلوک' مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنا اور وفود کے ساتھ حسن معاملہ وغیرہ۔'' لیکن مالی امور میں آپ ﷺ کی کوئی وصیت نہ تھی۔ کیونکہ نبی ﷺ نے مال چھوڑا ہی نہیں تھا۔(سنن أبی داود' الخراج' حدیث: ٣٠٢٩ و الأدب' حدیث:٥١٥٦' وصحیح البخاری' الجزیة' حدیث:٣١٦٨)

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يَجُوزُ لِلْمُوصِي فِي مَالِهِ (التحفة ٢)

باب:٢-مال میں کس قدر وصیت جائز ہے؟

٢٨٦٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ أَبِي خَلَفٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ قَالَ: مَرِضَ مَرَضًا - قَالَ ابنُ أَبِي خَلَفٍ: بمكَّةَ ثُمَّ اتَّفَقَا - أُشْفِيَ فِيهِ، فَعادَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إلَّا ابْنَتِي أَفَأَتَصَدَّقُ بالثُّلُثَيْنِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فَبِالشَّطْرِ؟ قَالَ: «لَا»، قَالَ: فالثُّلُثُ

۲۸۶۴- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گئے حتیٰ کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال بہت ہے اور ایک بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں' تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے

٢٨٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٥ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٢٨٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب الوصية بالثلث، ح: ١٦٢٨ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الدعوات، باب الوباء برفع الدعاء والوجع، ح: ٦٣٧٣ من حديث الزهري به.

قَالَ: «اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ فِيهَا حَتَّى اللُّقْمَةُ تَدْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ». قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَخَلَّفُ عَن هِجْرَتِي؟ قَالَ: «إِنَّكَ إِنْ تُخَلَّفْ بَعْدِي فَتَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللهِ لَا تَزْدَادُ بِهِ إِلَّا رِفْعَةً وَدَرَجَةً، لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ»، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ» يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ.

کہا: تو ایک تہائی؟ آپ نے فرمایا: ''تہائی (کر سکتے ہو) اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جانا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ انہیں فقیر چھوڑ جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی خرچ کرتے ہو تو اس پر تمہیں اجر وثواب ملتا ہے' حتی کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بیوی کے منہ کی طرف اٹھاتے ہو (اس پر بھی تمہیں ثواب ملتا ہے۔'') میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ فرمایا: ''اگر تم میرے بعد پیچھے رہ بھی گئے تو اللہ کی رضا کے لیے جو بھی عمل صالح کرو گے اس سے تمہارا مقام اور درجہ بلند ہوگا۔ اور شاید تم میرے بعد زندہ رہو گے حتی کہ تم سے ایک قوم فائدہ اٹھائے گی اور دوسری نقصان۔'' پھر فرمایا: ''اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت مکمل فرما دے اور انہیں ان کی ایڑیوں پر لوٹا نہ دے (مکہ میں ان کی وفات نہ ہو) لیکن حسرت ہے سعد بن خولہ پر!'' رسول اللہ ﷺ ان پر افسوس کر رہے تھے کہ وہ مکہ میں وفات پا گئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مال اللہ تعالیٰ کا ''فضل'' ہے اس لیے اسے حلال ذرائع سے کمانا اور پھر جمع رکھنا کوئی معیوب نہیں' بشرطیکہ شرعی واجبات ادا کرتا رہے۔ مال جمع ہونے کی صورت ہی میں ایک مسلمان زکوۃ' حج' جہاد' قربانی' صدقہ' ورثہ اور وصیت جیسے احکام پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ ورنہ ان مدّات پر عمل محال ہوگا اور جن آیات واحادیث میں مال جمع کرنے کی مذمت ہے وہاں حرام مال کمانے' شریعت کے تقاضے پورے نہ کرنے اور اس کا حریص محض بننے کی مذمت ہے۔ ② تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں۔ ③ فقیروں کی بہ نسبت وارثوں کا حق اولیٰ ہے اور انہیں غنی چھوڑ جانا مستحب اور فقیر چھوڑ جانا ناپسندیدہ ہے سوائے اس کے کہ وہ توکل کے اعلیٰ مراتب پر ہوں۔ ④ واجب اخراجات اور تمام اعمال صالحہ جو للہ فی اللہ کیے جائیں ان سب میں انسان کو اجر وثواب ملتا ہے اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ⑤ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مطابق آپ کی رحلت کے بعد تقریباً چوالیس برس حیات رہے۔ اور عراق انہی کے ہاتھوں فتح ہوا۔ مشہور اور فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کے کمانڈر آپ ہی

تھے۔ (۹) اس وقت واجب تھا کہ جس علاقے کے مسلمانوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ہو وہاں قیام نہیں کر سکتے' اس لیے یہ بھی کوشش ہوتی تھی کہ سفر میں بھی وہاں موت نہ آئے۔ اور حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ مہاجر صحابی تھے' پہلے ہجرت حبشہ ثانیہ میں حبشہ گئے' وہاں سے لوٹے اور غزوۂ بدر وغیرہ میں شریک ہوئے' بالآخر حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں فوت ہوئے۔

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الإِضْرَارِ فِي الْوَصِيَّةِ (التحفة ٣)

باب:۳- وصیت میں کسی کو نقصان پہنچانا ناجائز ہے

٢٨٦٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عن أبي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَجُلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَارَسُولَ الله! أيُّ الصَّدَقَةِ أفْضَلُ؟ قال: «أنْ تَصَدَّقَ وَأنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ».

۲۸۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو صدقہ کرے اس حالت میں جبکہ تو صحت مند ہو' مال کا حریص ہو' زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقیر ہو جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہو۔ جو کچھ دینے کا ارادہ ہو تو اس میں ڈھیل نہ کر حتی کہ جب جان حلق میں آن اٹکے تو کہنے لگے: فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اتنا' حالانکہ وہ فلاں کا ہو چکا ہے۔'' (وراثت کی بنا پر)

فائدہ: تندرستی کے ایام میں اور اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھ کر جو صدقہ کیا جائے وہ افضل ہے۔ اور موت کے وقت صدقہ کرنا اپنے وارثوں کے حق میں دخل اندازی اور ان کے حق کو کم کرنا ہے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ اسی لیے شریعت نے جانکنی کے وقت ثلث مال سے زیادہ صدقہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

٢٨٦٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ قال: أخبرني ابنُ أبي ذِئْبٍ عن شُرَحْبِيلَ، عن أبي سَعِيدٍ

۲۸۶۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کا اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا' موت کے وقت سو (درہم) صدقہ کرنے

٢٨٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح، ح:١٤١٩، ومسلم، الزكوة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح:١٠٣٢ من حديث عبدالواحد بن زياد به.

٢٨٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٤/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح:٨٢١ ☆ شرحبيل بن سعد ضعفه الجمهور، واختلط أيضًا.

الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَيَاتِهِ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهِ».

کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن مذکورہ حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے۔

٢٨٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بنُ عَبْدِ اللهِ قال: أخبرنا عَبْدُ الصَّمَدِ قال: حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ الْحُدَّانِيُّ قال: حَدَّثَنَا الأَشْعَثُ بنُ جَابِرٍ قال: حدَّثني شَهْرُ بنُ حَوْشَبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ أَوِ الْمَرْأَةُ بِطَاعَةِ اللهِ سِتِّينَ سَنَةً، ثُمَّ يَحْضُرُهما الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ. قال: وَقَرَأَ عَلَيَّ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ هَاهُنَا ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [النساء: ١٢، ١٣].

٢٨٦٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انسان مرد یا عورت ساٹھ سال تک اللہ کی اطاعت کے عمل کرتے رہتے ہیں' پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں (وارثوں کو) نقصان دے جاتے ہیں تو ان کے لیے آگ واجب ہو جاتی ہے۔“ (شہر بن حوشب نے) کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ .... ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ تک آیات تلاوت کیں۔ ”وصیت یا قرض کی ادائیگی کے بعد جبکہ وصیت کرنے والے نے نقصان نہ پہنچایا ہو (ورثے کی تقسیم کی جائے۔) یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خوب علم والا حوصلے والا ہے۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہے گا اور یہی عظیم کامیابی ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا يَعْنِي الأَشْعَثَ ابنَ جَابِرٍ جَدُّ نَصْرِ بنِ عَلِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس سند میں) اشعث بن جابر' نصر بن علی کا دادا ہے۔

٢٨٦٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء في الضرار في الوصية، ح: ٢١١٧ من حديث عبدالصمد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٧٠٤ * شهر بن حوشب مختلف فيه، وثقه الجمهور فيما أرى، وقال الذهبي في ديوان الضعفاء، (ص: ١٤٥) "وحديثه حسن"، وقال ابن حجر: "وشهر حسن الحديث وإن كان فيه بعض الضعف" (فتح الباري: ٣/ ٦٥).

فائدہ: معنی واضح ہیں کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ اور اللہ کی حدود سے تجاوز ہے اور ایسی وصیت جائز نہیں۔

(المعجم ٤) - **باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي الْوَصَايَا** (التحفة ٤)

باب:۴- وصیت کا ذمہ دار بننا کیسا ہے؟

٢٨٦٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أبو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِىءُ قال: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن سَالِمِ بنِ أبي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي ذَرٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأبَا ذَرٍّ! إنِّي أرَاكَ ضَعِيفًا وَإنِّي أُحِبُّ لَكَ ما أُحِبُّ لِنَفْسِي فَلَا تَأَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ».

۲۸۶۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور پاتا ہوں' اور بلاشبہ میں تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو مجھے اپنے لیے پسند ہے' تو کبھی دو آدمیوں پر بھی امیر نہ بننا اور نہ کسی یتیم کے مال کا ولی بننا۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: تَفَرَّدَ بِهِ أهْلُ مِصْرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل مصر اس روایت میں منفرد ہیں۔

فائدہ: بلاشبہ کسی قوم کا ولی' قاضی اور سربراہ بننا اور ایسے ہی یتیم کا سرپرست اور ذمہ دار ہونا' لوگوں کے ہاں اور پھر اللہ کے ہاں بھی سخت بازپرس کا مقام ہے۔ جو شخص ان ذمہ داریوں کو اٹھائے تو چاہیے کہ لوگوں کا اور اللہ کا حق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور جو اپنے آپ کو کمزور پائے تو وہ ابتدائی طور پر ہی ایسی ذمہ داری سے معذرت کر لے تاکہ دنیا اور آخرت میں رسوائی نہ ہو۔

(المعجم ٥) - **باب مَا جَاءَ فِي نَسْخِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَالِدَيْنِ وَالأقْرَبِينَ** (التحفة ٥)

باب:۵- ماں باپ اور دوسرے (وارث) قرابت داروں کے لیے وصیت کرنا منسوخ ہے

٢٨٦٩- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ

۲۸۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٢٨٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، ح: ١٨٢٦ من حديث أبي عبدالرحمٰن المقرىء به.

٢٨٦٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٥ من حديث أبي داود به.

الْمَرْوَزِيُّ: حدثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿إِن تَرَكَ خَيْرًا ٱلْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ﴾ [البقرة:١٨٠] فَكَانَت الْوَصِيَّةُ كَذٰلِكَ حَتَّى نَسَخَتْهَا آيَةُ الميرَاثِ.

آیت: ﴿ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ......﴾ ''اگر مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابت داروں کیلئے وصیت کرے۔'' کا حکم ابتدا میں ایسے ہی تھا حتی کہ اسے آیت میراث نے منسوخ کردیا۔

فائدہ: درج ذیل حدیث میں اس کی وضاحت آرہی ہے۔

(المعجم ٦) - **باب مَا جَاءَ فِي الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ** (التحفة ٦)

باب:٦- وارث کے لیے وصیت

٢٨٧٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ قال: حَدَّثَنَا ابنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ بنِ مُسْلِمٍ قال: سَمِعْتُ أبَا أُمَامَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله قَدْ أعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ».

۲۸۷۰- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے۔ پس وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔''

فائدہ: تاہم وارث اپنی طرف سے کسی کو ایک ثلث ($\frac{1}{3}$) تک دے دیں' تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

(المعجم ٧) - **باب مُخَالَطَةِ الْيَتِيمِ فِي الطَّعَامِ** (التحفة ٧)

باب:٧- کھانے پینے میں یتیم کو اپنے ساتھ شریک رکھنا کیسا ہے؟

٢٨٧١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن عَطَاءٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا أنْزَلَ الله عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ ٱلْيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ

۲۸۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے یہ آیات اتاریں: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ ''یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ مگر اچھے انداز سے۔'' اور ﴿إِنَّ

٢٨٧٠ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء لا وصية لوارث، ح:٢١٢٠ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٧١٣ * شرحبيل شامي، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٨٧١ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح:٣٦٩٩ من حديث عطاء بن السائب به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧٨، ٢٧٩، ووافقه الذهبي * عطاء اختلط.

أَحْسَنُ﴾ [الأنعام:١٥٢] وَ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَـٰمَىٰ ظُلْمًا﴾ [النساء: ١٠] الآية، انْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ، فَجَعَلَ يَفْضَلُ مِنْ طَعَامِهِ فَيُحْبَسُ لَهُ حَتَّى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْيَتَـٰمَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَٰنُكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٠] فَخَلَطُوا طَعَامَهُمْ بِطَعَامِهِ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِ.

الَّذِينَ يَاْكُلُونَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا......﴾ ''جو لوگ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں' وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دہکتی آگ میں جائیں گے۔'' تو جن لوگوں کے ہاں کوئی یتیم تھا انھوں نے اس کے کھانے پینے کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اس طرح جو کھانا اس کا بچ رہتا وہ اس کے لیے رکھ چھوڑتے حتی کہ وہ یتیم ہی اسے کھاتا یا خراب (اور ضائع) ہو جاتا۔ اور یہ کیفیت ان کے لیے گراں ہوئی اور انھوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا' تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ﴾ ''یہ لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے' اگر تم ان کا مال اپنے مالوں میں ملا بھی لو تو یہ تمہارے بھائی ہیں۔'' (اللہ تعالیٰ بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو خوب جانتا ہے۔) چنانچہ ان لوگوں نے ان کا کھانا پینا اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔

فوائد ومسائل: ① یتیم کی سرپرستی' تربیت اور دلداری کا لازمی تقاضا ہے کہ اسے گھر کے باوقار معتبر فرد کا مقام دیا جائے۔ اس کے لیے دوئی کا اظہار نہ ہو۔ ② شرعی آداب کے تحت گھر کے اندر پردے وغیرہ کا حکم اپنی جگہ پر ہے' اس کا لحاظ بھی واجب ہے۔ اور نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اختلاط میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اہم قیمتی اموال کو علیحدہ رکھا جائے تاکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔

(المعجم ٨) - باب مَا جَاءَ فِيمَا لِوَلِيِّ الْيَتِيمِ أَنْ يَنَالَ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ٨)

باب:٨- یتیم کا سرپرست اس کے مال سے کس قدر لینے کا مجاز ہے؟

٢٨٧٢- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ أَنَّ

۲۸۷۲- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٢٨٧٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب ما للوصي من مال اليتيم إذا قام عليه، ح: ٣٦٩٨ من حديث خالد بن الحارث به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٥٢، وقواه الحافظ في الفتح: ٨/ ٢٤١.

خَالِدَ بنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ يَعْنِي المُعَلِّمَ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أنَّ رَجُلًا أتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقالَ: إنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، قالَ: فَقالَ: «كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مُتَأَثِّلٍ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فقیر ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے اور میرے ہاں ایک یتیم بھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے' لیکن اسراف اور فضول خرچی ہو' نہ جلدی کرنے والا ہو (کہ اس کے بڑے ہونے سے پہلے پہلے اس کے مال کو خرچ کر ڈالے) اور نہ اس کے مال سے تو کوئی جمع پونجی بنانے والا ہو۔“

(المعجم ٩) - باب مَا جَاءَ مَتَى يَنْقَطِعُ الْيُتْمُ (التحفة ٩)

باب:۹- یتیمی کب ختم ہو جاتی ہے؟

٢٨٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صالِحٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُحَمَّدٍ المَدَنِيُّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ خَالِدِ بنِ سَعِيدِ بنِ أبي مَرْيَمَ عن أبِيهِ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رُقَيْشٍ أنَّهُ سَمِعَ شُيُوخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بنِ عَوْفٍ وَمِنْ خَالِهِ عَبْدِ الله بنِ أبي أَحْمَدَ قالَ: قالَ عَلِيُّ بنُ أبِي طَالِبٍ: حَفِظْتُ عن رَسُولِ الله ﷺ: «لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إلَى اللَّيْلِ».

۲۸۷۳- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد رکھی ہے: ”بلوغت کے بعد یتیمی نہیں اور صبح سے رات تک خاموش رہنا نہیں۔“

فائدہ: یتیم بچہ بالغ ہونے کے بعد اپنے امور کا خود ذمہ دار ہو جاتا ہے اور اس سے یتیمی کے احکام اٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع دانا اور سمجھدار ہو تو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں اس کا اپنا فیصلہ راجح ہوگا۔ لیکن اگر ثابت ہو کہ ان معاملات میں وہ دانا نہیں ہے تو ولی ہی اس کا نگران رہے گا۔ جیسے کہ سورۃ النساء میں ہے: ﴿وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾ (النساء:۶/۴)

٢٨٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ٩٦ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد في التلخيص الحبير: ٣/ ١٠١، ح: ١٣٨٨ وغيره * خالد بن سعيد لم يوثقه غير ابن حبان، وباقي السند حسن، وللحديث شواهد ضعيفة، وحديث الطبراني: ٤/ ١٤، ح: ٣٥٠٢ يغني عنه.

''اور یتیموں کو آزماتے رہو پھر اگر تم ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو۔'' اور دوسرا مسئلہ ''چپ کا روزہ'' قبل از اسلام لوگوں کا معمول تھا۔ اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا ہے اور اللہ کا ذکر کرنے اور خیر کے ساتھ بولنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(المعجم ١٠) - باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- یتیم کا مال ہڑپ کر جانے کی مذمت

٢٨٧٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ عن ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ، عن أبي الْغَيْثِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ»، قِيلَ: يَارَسُولَ الله! وَمَا هُنَّ؟ قال: «الشِّرْكُ بالله، والسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتي حَرَّمَ الله إلَّا بالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ».

٢٨٧٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات مہلک کاموں سے بچو۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا شریک ٹھہرانا' جادو کرنا' جس جان کو اللہ نے محترم بنایا ہے اسے قتل کر ڈالنا سوائے اس کے کہ حق کے ساتھ ہو' سود کھانا' یتیم کا مال ہڑپ کر جانا' جہاد کے دن (کافروں کا سامنا کرنے سے) پشت پھیر کر چلے جانا اور پاک دامن گناہ سے ناواقف مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْغَيْثِ سَالِمٌ مَوْلَى ابنِ مُطِيعٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالغیث کا نام سالم ہے جو کہ ابن مطیع کا مولیٰ ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا امور گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں اور ان کی تعداد دیگر احادیث کی روشنی میں اس سے زیادہ ہے۔ بہر حال یہ امور انسان کو دنیا اور آخرت میں ہلاک کر ڈالنے والے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان سے از حد پرہیز کرنا واجب ہے۔

٢٨٧٥- حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ يَعْقُوبَ

٢٨٧٥- جناب عبید بن عمیر اپنے والد سے بیان

٢٨٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٨٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، الوصايا، باب قول الله تعالٰى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلمًا . . . الخ﴾ ح: ٢٧٦٦ من حديث سليمان بن بلال به.

٢٨٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الكبائر، ح: ٤٠١٧ من حديث معاذ بن

الْجُوزَجَانِيُّ قال: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هَانِيءٍ قال: حَدَّثَنا حَرْبُ بنُ شَدَّادٍ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بنُ عُمَيْرٍ عن أبِيهِ أنَّهُ حَدَّثَهُ - وَكَانَ لَهُ صُحْبَةٌ - أنَّ رَجُلًا سَألَهُ فقال: يَارَسُولَ الله! ما الْكَبَائِرُ؟ قال: «هُنَّ تِسْعٌ» فَذَكَرَ مَعْنَاهُ. زَادَ: «وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ الْمُسْلِمَيْنِ، وَاسْتِحْلَالُ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قِبْلَتِكُمْ أحْيَاءً وَأمْوَاتًا».

کرتے ہیں جو کہ صحابی تھے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نو ہیں۔'' اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: ''مسلمان ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی بے حرمتی کرنا جو جیتے مرتے تمہارا قبلہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کبیرہ گناہ کی معروف تعریفات میں سے یہ ہے کہ ''ہر وہ عمل جس سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہو کبیرہ ہوتا ہے۔'' ایک قول یہ ہے کہ ''ہر وہ گناہ جس پر دوزخ کی وعید اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت یا دنیا میں کوئی حد لازم کی گئی ہو کبیرہ ہوتا ہے۔'' اسی طرح کسی چھوٹے گناہ پر ہمیشگی اختیار کرنے سے بھی وہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس قسم کے گناہ خاص توبہ واستغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ جبکہ دیگر چھوٹے گناہ عام فرائض ونوافل اور اذکار سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ ② بیت اللہ مرنے پر بھی مسلمانوں کا قبلہ ہے یعنی موت کے وقت اور قبر میں میت کا منہ قبلہ کی طرف کردینا مسنون ہے۔ (نیل الأوطار، باب من كان آخر قوله: لا إله إلا الله: ۲۴،۲۳/۴)

(المعجم ۱۱) - باب مَا جَاءَ فِي الدَّلِيلِ عَلَى أنَّ الْكَفَنَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- کفن بھی منجملہ میت کے مال میں سے ہوتا ہے

۲۸۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن خَبَّابٍ قال: مُصْعَبُ بنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ

۲۸۷۶- حضرت خباب ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر ؓ اُحد کے روز شہید ہو گئے اور ان کے پاس صرف ایک دھاری دار چادر تھی۔ ہم جب

◀◀ هاني‌ء به، وصححه الحاكم: ۲۵۹/٤، ووافقه الذهبي مرةً وخالفه مرةً أخرى: ۱/ ٥٩، وللحديث شواهد * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

۲۸۷٦- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب: في كفن الميت، ح: ۹٤۰ من حديث سفيان، والبخاري، الجنائز، باب: إذا لم يجد كفنًا إلا ما يواري رأسه . . . الخ، ح: ۱۲۷٦ من حديث الأعمش به.

أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمِرَةٌ كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الإِذْخِرِ».

اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر کچھ اِذخر (گھاس) ڈال دو۔''

فوائد ومسائل: ① میت کے قرض کی ادائیگی اور وصیت پر عمل سے پیشتر کفن دفن کا اہتمام لازمی ہے۔ اگر وارث یا کوئی دوسرا شخص اس کا اہتمام نہ کرے تو یہ خرچ خود اس کے مال سے لیا جائے گا۔ اگر مرنے والے کا کل مال اس کے کفن دفن پر خرچ ہو جائے تو دیگر وارث وغیرہ محروم ہوں گے۔ ② ابتدائے اسلام میں صحابۂ کرام ؓ کی معاشی حالت بہت تنگ تھی۔ ③ حضرت مصعب ؓ کو ان کی اپنی چادر ہی میں کفن دیا گیا' مزید کا اہتمام نہیں کیا جا سکا تھا۔ ④ حضرت مصعب ؓ کا کل مال یہی تھا اس لیے اسی میں سے ان کا کفن تیار کیا گیا۔

(المعجم ١٢) - **باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَهَبُ الْهِبَةَ ثُمَّ يُوصِي لَهُ بِهَا أَوْ يَرِثُهَا** (التحفة ١٢)

باب: ١٢- انسان کوئی چیز ہبہ کرے پھر اس چیز کی اسی کے لیے وصیت کر دے یا دینے والا ہی اس کا وارث بن جائے؟

فائدہ: یعنی کیا اس طرح سے واپس آ جانے والے صدقہ یا ہبہ کا مالک بننا جائز ہے یا نہیں؟ کہیں یہ اس حدیث کے ضمن میں تو نہیں آتا جس میں صدقہ کر کے یا ہدیہ دے کر واپس لینا منع کیا گیا ہے؟

٢٨٧٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قال: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ عَطَاءٍ عن عَبْدِاللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ الله ﷺ وَقَالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قال: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي المِيرَاثِ». قَالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَيُجْزِيءُ - أَوْ يَقْضِي - عَنْهَا أَنْ أَصُومَ

٢٨٧٧- حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے ایک لونڈی اپنی والدہ کو صدقہ دی تھی' والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ لونڈی ورثے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے واپس آ گئی۔'' اس نے کہا: والدہ فوت ہوئی ہے تو اس پر ایک مہینے کے روزے ہیں' اگر میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!''

٢٨٧٧- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٩ من حديث عبدالله بن عطاء به، وتقدم، ح: ١٦٥٦.

عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ»، قالَتْ: وَإِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ أَفَيُجْزِىءُ - أَوْ يَقْضِي - عَنْهَا أَنْ أَحُجَّ عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ».

عورت نے کہا: والدہ نے حج نہیں کیا تھا' اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت یا قضا ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!''

فوائد ومسائل: ① والدین کی مادی ومعنوی خدمت اور مدد کرنا اہم ترین فضائل میں سے ہے اور بڑے اجر کا کام ہے۔ ② صدقہ اور ہدیہ اگر بطور ورثہ واپس مل جائے تو اس کا مالک بننا جائز ہے' اس طرح لینا اس ذیل میں نہیں آتا جس میں صدقہ اور ہبہ واپس لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ③ میت کے ذمے اگر روزے باقی ہوں تو وارث کو ان کی قضا کرنی چاہیے۔ ④ اسی طرح میت کی طرف سے حج بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُوقِفُ الْوَقْفَ (التحفة ١٣)

باب: ١٣- آدمی کوئی چیز وقف کر دے

٢٨٧٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ قال: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قال: «إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا»، فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، لِلْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفي سَبِيلِ الله وَابنِ السَّبِيلِ - وَزَادَ عن بِشْرٍ: وَالضَّيْفِ - ثُمَّ اتَّفَقُوا، لا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بالمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ

٢٨٧٨- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عمر ؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی۔ وہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوئے اور کہا: مجھے زمین ملی ہے اور اس جیسا نفیس مال مجھے کبھی نہیں ملا' تو اس کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو اس کے اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس (کی آمدنی) کو صدقہ کر دو۔'' چنانچہ حضرت عمر ؓ نے اس کو صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اس کے اصل کو بیچا نہیں جائے گا' ہبہ نہیں کیا جائے گا اور نہ وراثت ہی میں وہ تقسیم ہوگی اور اس کی آمدنی فقراء' قرابت داروں' گردنوں کے چھڑانے' جہاد اور مسافروں کے لیے خرچ ہوگی۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے ''مہمانوں کے لیے'' بھی بیان کیا۔ اور اس کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ اس (آمدنی) میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور

٢٨٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب الوقف كيف يكتب؟ ح: ٢٧٧٢ عن مسدد، ومسلم، الوصية، باب الوقف، ح: ١٦٣٣ من حديث عبدالله بن عون به.

فِيهِ. زَادَ عن بِشْرٍ قالَ: وَقالَ مُحَمَّدٌ: غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مالًا .

دوست کو کھلائے' لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ (جناب مسدد کے استاد) بشر نے کہا: محمد (بن عون) کے الفاظ ہیں [غَیرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا] (یعنی "مال جمع کرنے والا نہ ہو۔")

۲۸۷۹- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن صَدَقَةِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قال: نَسَخَهَا لِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا كَتَبَ عَبْدُ اللهِ عُمَرُ في ثَمْغٍ فَقَصَّ مِنْ خَبَرِهِ نَحْوَ حَدِيثِ نَافِعٍ قالَ: غَيرَ مُتَأَثِّلٍ مالًا، فَمَا عَفَا عَنْهُ مِنْ ثَمَرِهِ، فَهُوَ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ. قال: وَسَاقَ الْقِصَّةَ، قالَ: وَإِنْ شَاءَ وَلِيُّ ثَمْغٍ اشْتَرَى مِنْ ثَمَرِهِ رَقِيقًا لِعَمَلِهِ، وَكَتَبَ مُعَيْقِيبٌ، وَشَهِدَ عَبْدُ اللهِ بنُ الأرْقَمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا أوْصَى بِهِ عَبْدُ اللهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، إنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ أنَّ ثَمْغًا وَصِرْمَةَ بنَ الأكْوَعِ وَالْعَبْدَ الَّذِي فِيهِ وَالمِائَةَ سَهْمِ الَّذِي بِخَيْبَرَ وَرَقِيقَهُ الَّذِي فِيهِ وَالمِائَةَ الَّتِي أطْعَمَهُ مُحَمَّدٌ ﷺ بِالْوَادِي تَلِيهِ حَفْصَةُ ما عَاشَتْ، ثُمَّ يَلِيهِ ذُو الرَّأْيِ مِنْ أهْلِهَا

۲۸۷۹- جناب یحییٰ بن سعید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صدقہ (وقف) کے متعلق بیان کیا اور کہا: مجھے یہ تحریر ان کے پڑپوتے عبدالحمید بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب نے نقل کر کے دی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ یہ تحریر اللہ کے بندے عمر نے ثمغ والی جائیداد کے بارے میں لکھی ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت نافع کی مانند بیان کی' اس میں تھا کہ "متولی مال جمع کرنے والا نہ ہو۔ اس کے لفظ تھے [غَیرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا] اور جو پھل زائد رہے تو وہ سوالیوں اور ناداروں کا حق ہے اور پورا قصہ بیان کیا' کہا: اور اگر ثمغ کا متولی چاہے تو اس کے پھل (آمدنی) سے کام کاج کے لیے غلام بھی خرید سکتا ہے۔ اور (ایک دوسری تحریر اس کو) معیقیب رضی اللہ عنہ نے قلم بند کیا اور جناب عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے گواہی دی: ﴿بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم﴾ یہ وصیت نامہ ہے جو اللہ کے بندے' امیر المومنین عمر کی طرف سے ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے (وفات پا جاؤں) تو ثمغ اور صرمہ بن اکوع والی جائیداد اور وہ غلام جو وہاں ہیں اور خیبر (کی غنیمت سے حاصل ہونے) والے سو حصے اور اس میں جو غلام ہیں اور وہ سو حصے جو

۲۸۷۹_ تخريج: [حسن] سنده ضعيف لأن عبدالحميد لم يدرك جده عمر (تحفة الأشراف: ۸/ ۸۰) لكنه وجادة، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

أَنْ لَا يُبَاعَ وَلَا يُشْتَرَى، يُنْفِقُهُ حَيْثُ رَأَى مِنَ السَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَذِي الْقُرْبَى وَلَا حَرَجَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ إِنْ أَكَلَ أَوْ آكَلَ أَوِ اشْتَرَى رَقِيقًا مِنْهُ.

حضرت محمد ﷺ نے وادئ (قر) میں (اپنے اہل کے) خرچ اخراجات کے لیے چھوڑے ہیں ان کی متولی (ام المومنین) حفصہ ؓ ہوں گی جب تک یہ حیات رہیں۔ ان کے بعد ان کے اہل میں سے صاحب رائے اس کے متولی ہوں گے اور شرط یہ ہے کہ اس جائیداد کو بیچا نہیں جائے گا' خریدا نہیں جائے گا۔ متولی اپنی سمجھ کے مطابق سوالیوں' ناداروں اور قرابت داروں میں خرچ کرے گا۔ اور اس کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ خود کھائے اور (آنے جانے والے مہمانوں کو) کھلائے یا غلام خریدے۔

فوائد ومسائل: ① دینی اور دنیاوی امور میں مشورہ کرنا ایک پسندیدہ اور مستحب عمل ہے اور اس کے لیے اصحاب علم وتقو سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ② وقف کی تعریف یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمادی کہ ''اصل مال کو محفوظ رکھتے ہوئے اس کی آمدنی کو صدقہ کردیا جائے۔'' اصل مال اور اس کے متولی کے متعلق واضح شرطوں کا تعین کردینا بھی لازمی ہے۔ ③ قیمتی مال کا وقف کرنا اور صدقہ کرنا از حد افضل عمل ہے تاکہ موت کے بعد دیر تک عمل خیر جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (آل عمران: ۹۲/۳) ''تم جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہیں کرو گے نیکی (کا اعلیٰ مقام) نہیں پاسکو گے۔'' ④ متولی کے لیے ضروری ہے کہ دیانتدار' متقی اور محنتی ہو۔ حیلے بہانے سے مال ضائع کرنے اور کھانے کھلانے والا نہ ہو۔ اس کا اپنی ذات اور آنے جانے والے مہمانوں پر دستور کے موافق خرچ کرنا اس کا بنیادی حق ہے۔ ⑤ وصیت اور وقف نامہ تحریر ہونا چاہیے جس پر گواہ بھی ہوں تاکہ بے جا تصرف اور ضیاع سے حتی الامکان حفاظت رہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- میت کی طرف سے صدقے کا بیان

٢٨٨٠- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ قال: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ

۲۸۸۰- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان جب فوت ہوجاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے سب عمل منقطع ہو

٢٨٨٠- تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٦٣١ من حديث العلاء به من غير شك.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أُرَاهُ عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ: مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ».

جاتے ہیں (اور وہ یہ ہیں:) جاری رہنے والا صدقہ، وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔"

فائدہ: تادیر جاری اور باقی رہنے والی اشیاء بطور صدقہ وقف کر جانا جو لوگوں کے لیے خیر کا باعث بنی رہیں، صدقہ جاریہ کہلاتی ہیں۔ جب تک یہ موجود رہیں میت کو ان کا ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا باب اور حدیث میں گزرا ہے۔ اس طرح مسجد، مدرسہ، سرائے کی تعمیر اور رفاہِ عام کے کام کر جانا، علم پھیلانا، شاگرد بنا جانا اور کتاب تصنیف وتالیف کرنا یا اس کی اشاعت کرنا، وقف کرنا از حد عمدہ کار خیر ہیں۔ اور اولاد کی شرعی بنیادوں پر تربیت سب سے بڑھ کر شاندار صدقہ جاریہ ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا حریص ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٥) - باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ عَنْ غَيْرِ وَصِيَّةٍ يُتَصَدَّقُ عَنْهُ (التحفة ١٥)

باب:١٥-میت کی وصیت کے بغیر ہی اس کی طرف سے صدقہ کرنا

٢٨٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن هِشَامٍ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُها وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَتَصَدَّقَتْ وَأَعْطَتْ، أَفَتُجْزِىءُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «نَعَمْ، فَتَصَدَّقِي عَنْهَا».

٢٨٨١-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ اچانک وفات پا گئی ہے۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی (اور اسے موقع ملتا) تو وہ ضرور کوئی صدقہ کر جاتی اور کوئی عطیہ دیتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی طرف سے کفایت ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاں! تم اس کی طرف سے صدقہ کرو۔"

٢٨٨٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قال: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ

٢٨٨٢-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص (حضرت سعد بن عبادہ ؓ) نے کہا: اے

٢٨٨١ـ تخريج: [صحيح] * حماد هو ابن سلمة، وأصله عند البخاري، ح:١٣٨٨، ومسلم، ح:١٠٠٤ بعد حديث:١٦٣٠ من حديث هشام عن أبيه "أن رجلاً قال ... الخ".

٢٨٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا وقف أرضًا ولم يبين الحدود فهو جائز وكذلك الصدقة، ح:٢٧٧٠ من حديث روح بن عبادة به.

أَفَأُعْتِقُ عَنْهُ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ، أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ، بَلَغَهُ ذٰلِكَ».

کے ذمے باقی ہیں۔ تو کیا میں اس کی طرف سے آزاد کردوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو پہنچ جاتا۔"

فائدہ: ایصال ثواب یا وصیت کا فائدہ صرف مسلمان کو ہوتا ہے' کافر کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی وصیت پر عمل کرنا مسلمان کے لیے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اور جو شخص چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد اس کے عزیزوں کی دعائیں اور خیرات وثواب اسے پہنچتا رہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی ایمان والی بنائے۔

(المعجم ۱۷) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غُرَمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- کوئی شخص مقروض فوت ہوا اور مال چھوڑ گیا تو وارث قرض خواہوں سے مہلت مانگے اور نرمی چاہے

۲۸۸٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ شُعَيْبَ بنَ إِسْحَاقَ حَدَّثَهُمْ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ، فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ فَأَبَى، فَكَلَّمَ جَابِرٌ رَسُولَ الله ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ، فَأَبَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُنْظِرَهُ فَأَبَى، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۲۸۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ اس کے والد (حضرت عبداللہ ؓ) فوت ہو گئے اور ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا۔ حضرت جابر ؓ نے اس سے مہلت طلب کی مگر اس نے انکار کر دیا۔ حضرت جابر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تاکہ یہودی کے ہاں اس کی سفارش فرمادیں' پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہودی سے بات کی کہ اس قرض کے بدلے کھجور کا پھل لے لو مگر وہ نہ مانا' رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کہ مہلت دے دو تو بھی اس نے انکار کیا۔ اور حدیث بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① میت کا قرضہ اولین فرصت میں ادا کرنا چاہیے مگر حسب احوال مہلت لینے میں کوئی حرج نہیں اور مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حتی الامکان نرمی کا معاملہ کرے۔ اور اس قسم کے معاملات میں سفارش کرنا بھی مستحب ہے۔ ② صحیح بخاری میں اس حدیث کا مضمون کچھ اس طرح ہے: "حضرت جابر بن

۲۸۸٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا قاص أو جازفه في الدين تمرًا بتمر أو غيره، ح: ۲۳۹٦ من حديث هشام بن عروة به.

عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احد میں شہید ہو گئے اور چھ بیٹیوں کے ساتھ ساتھ بہت سا قرض بھی چھوڑ گئے۔ جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں آپ تشریف لائیں تا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور مطالبے میں سختی نہ کریں۔) آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنا تمام پھل ایک جانب ڈھیر کر دو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا اور پھر آپ کو بلا لایا۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو مجھے غضبناک تیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جب آپ نے ان کے تیور دیکھے تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے اور پھر اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔'' چنانچہ میں ان کے لیے کھجوریں بھرتا اور ناپتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (قرض) ادا کر دی۔ اور اللہ کی قسم! میں اس بات پر راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت (قرض) پوری کرا دے خواہ میں اپنی بہنوں کے لیے ایک دانہ بھی نہ لے جاؤں۔ چنانچہ اللہ کی قسم! وہ سب ڈھیر اسی طرح محفوظ رہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ڈھیر جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے اس میں سے ایک دانہ بھی کم نہیں ہوا تھا۔'' (صحیح البخاری' الوصایا' حدیث:۲۷۸۱)

اس حدیث میں بیان ہے کہ صحابۂ کرام ؓ حقوق العباد کے معاملے میں انتہائی حساس تھے۔ اور پھر اللہ عزوجل بھی اپنے بندوں کی عزتوں کو کس پراسرار انداز میں محفوظ فرماتا ہے اور ان کے رزق میں واضح برکت ڈال دیتا ہے بشرطیکہ ایمان و عمل میں اخلاص ہو اور ایک اللہ ہی پر توکل ہو۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ۔ آمین۔ ③ وسق کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا ہوتا ہے' اس حساب سے ایک وسق تقریباً 3 من اور 30 کلو ہوا اور 30 وسق کا وزن تقریباً 112 من اور 20 کلو ہوا۔ واللہ اعلم

قال: أخبرنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قال: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قالَ: «نَعَمْ»، قالَ: فإِنَّ لِي مَخْرَفًا، وَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا.

اللہ کے رسول! میری والدہ وفات پا گئی ہے، اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا: ''میرا ایک کھجوروں کا باغ ہے، تو آپ گواہ رہیں کہ میں نے اسے اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا ہے۔''

فائدہ: ''ایصال ثواب'' کی یہی صورتیں جائز اور مشروع ہیں کہ اولاد اپنے مرحوم والدین کے لیے دعائیں کرتی رہے اور اس کی طرف سے مال خرچ کرے، خواہ انہوں نے وصیت نہ بھی کی ہو۔ حج کرنا بھی انہی اعمال میں شامل ہے جیسے کہ گزشتہ حدیث: ۲۸۷۷ میں گزرا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کا کتابچہ ''ایصالِ ثواب اور قرآن خوانی'' شائع کردہ دارالسلام)

(المعجم ١٦) - باب مَا جَاءَ فِي وَصِيَّةِ الْحَرْبِيِّ يُسْلِمُ وَلِيُّهُ أَيَلْزَمُهُ أَنْ يُنَفِّذَهَا (التحفة ١٦)

باب:۱۶- کافروں کی وصیت پر عمل کیا جائے یا نہ؟ جبکہ وارث مسلمان ہو گیا ہو

٢٨٨٣- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَد قالَ: أخبرني أبي قالَ: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ قال: حدثني حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ الْعَاصَ بنَ وَائِلٍ أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ، فَأَعْتَقَ ابْنُهُ هِشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً، فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرٌو أَنْ يُعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ، فقالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي أَوْصَى بِعِتْقِ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَإِنَّ هِشَامًا أَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِينَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُونَ رَقَبَةً،

۲۸۸۳- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو گردنیں (غلام) آزاد کیے جائیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے ہشام ؓ نے اس کی طرف سے پچاس غلاموں کو آزاد کیا۔ پھر اس کے بیٹے عمرو ؓ نے اس کی طرف سے باقی پچاس غلاموں کو آزاد کرنا چاہا تو کہا: میں (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں، تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ نے سو گردنیں آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اور (میرے بھائی) ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں اور پچاس اس

٢٨٨٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٧٩ من حديث العباس بن الوليد، وأحمد: ٢/ ١٨١ من حديث عمرو بن شعيب به.

وراثت کے احکام ومسائل

٭ ''فرائض'' کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: [فرائض، فریضة] کی جمع ہے،جس کے معنی ہیں، مقرر کیا ہوا، اندزاہ لگایا ہوا، حساب کیا ہوا۔ اصطلاح میں ''فرائض'' کی تعریف اس طرح کی گئی ہے: «عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ مَنْ يَّرِثُ وَمَنْ لَّا يَرِثُ وَمِقْدَارُ مَا لِكُلِّ وَارِثٍ» ''فرائض سے مراد وہ علم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کون وارث ہے، کون وارث نہیں اور ہر وارث کا کیا حق ہے۔''

وراثت کی تقسیم کو ''فرائض'' کا نام اس لیے دیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے اسے فرائض کہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (۴/۱۲) اور ارشاد نبوی ہے: [تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ] یا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج یا زکوٰۃ وغیرہ کے برعکس وراثت کے احکام میں تفصیلات خود بیان فرمائی ہیں، ہر حقدار کا حصہ مقرر فرما دیا ہے اس لیے اسے فرائض یعنی مقدر اور مقرر کیے ہوئے حقوق کہا جاتا ہے۔

٭ وراثت کی مشروعیت: اسلام کے انسانیت پر بے شمار احسانات میں سے ایک وراثت کی تقسیم کے

عادلانہ قواعد وضوابط بھی ہیں' اسلام سے قبل طاقت اور قوت ہی سکہ رائج الوقت تھا۔ لہٰذا طاقتور تمام آبائی جائیداد کے وارث بنتے جبکہ کمزور و ناتواں افراد خصوصاً عورتیں اس سے بالکل محروم رکھے جاتے۔ جیسا کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے۔ پھر پروردگار عالم نے انسانیت پر خصوصی رحمت کرتے ہوئے وراثت کی تقسیم کے قوانین نازل فرما کر اس قدیم ظلم کا خاتمہ فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (النساء: ۷/۴) ''جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں' وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی' یہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں۔'' نیز ضعیف و کمزور بچوں کے بارے میں فرمایا: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ (النساء: ۱۱/۴) ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔''

* **وراثت کی شرائط' اسباب اور موانع:** اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے' اپنے حق کے حصول کیلئے چند شرائط ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے' چند اسباب ہیں جن کے بغیر حقدار بننے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور چند رکاوٹیں ہیں جو کسی حقدار کو اس کے حق کی وصولی میں مانع ہیں' ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

شرائط: ① میت (مورث) کی موت کا یقینی علم ہونا۔ ② وارث کا اپنے مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا۔ ③ وراثت کے موانع کا نہ پایا جانا۔

اسباب: وراثت کے حصول کے لیے درج ذیل تین اسباب ہیں:

* **نسبی قرابت:** جیسے باپ' دادا' بیٹا' پوتا وغیرہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾ (النساء: ۳۳/۴) ''ہر مال میں جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں' ہم نے حقدار مقرر کر دیے ہیں۔''

* **مسنون نکاح:** کسی عورت اور مرد کا مسنون نکاح بھی ان کے ایک دوسرے کے وارث بننے کا سبب ہے' خواہ اس نکاح کے بعد عورت کی رخصتی اور مرد سے خلوتِ صحیحہ ہو یا نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ---- تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء: ۱۲/۴)

✱ **ولاء:** غلام کو آزاد کرنے والا اپنے غلام کا وارث بنتا ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد ہونے والا غلام اس کا وارث بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ] ''یقیناً ولاء (وراثت کا حق) اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا۔'' (صحیح بخاری، الفرائض، باب الولاء لمن أعتق، و میراث اللقیط، حدیث: ۶۷۵۲)

✱ **موانع:** درج ذیل امور وارث کو اس کے حق سے محروم کر دیتے ہیں:

- **قتل:** اگر وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے تو وہ وارث نہیں رہتا۔
- **کفر:** کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر رشتہ دار کا وارث نہیں بنتا۔
- **غلامی:** غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔
- **زنا:** حرامی اولاد اپنے زانی باپ کی وارث نہیں بنتی۔
- **لعان:** لعان کی صورت میں جدائی کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔
- وہ بچہ جو پیدائش کے وقت چیخ وغیرہ نہ مارے یعنی اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں تو وہ بھی وارث نہیں بنتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٨) - كِتَابُ الْفَرَائِضِ (التحفة ١٣)

وراثت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب مَا جَاءَ فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ (التحفة ١)

٢٨٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: حَدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ وَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ: آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ».

باب:ا-علم میراث کی اہمیت

٢٨٨٥- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم تین چیزوں کا نام ہے' اور جو ان کے علاوہ ہے وہ اضافی ہے (بنیادی نہیں) محکم آیات' ثابت شدہ سنتیں اور مالی حقوق جو عدل پر مبنی ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (ارواء الغلیل: ١٦٦٤) ② قرآن مجید کی آیات دو طرح کی ہیں: (١) محکم (٢) متشابہات۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهَاتٌ......﴾ (آل عمران:٧) ''اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس کی کچھ آیات محکم (واضح) ہیں جو کتاب کا اصل ہیں اور کچھ متشابہ ہیں......'' [محکم] سے مراد وہ آیات ہیں جن میں اوامر' نواہی' احکام ومسائل اور قصص وحکایات کا بیان ہے' ان کا معنی ومفہوم واضح اور اٹل ہے۔ اور دوسری قسم [متشابہ] سے مراد وہ آیات ہیں جن کا تعلق مابعد الطبیعیات سے ہو' یعنی اللہ کی ہستی' قضا وقدر' جنت ودوزخ اور ملائکہ وغیرہ کہ انسانی عقل ان کو سمجھنے سے قاصر ہو اور ان میں ایسی تاویل کی

٢٨٨٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب الرأي والقياس، ح: ٥٤ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٦٢، ٥١٤، وللحديث شواهد ضعيفة.

گنجائش یا کم از کم ایسا ابہام ہو جس سے عوام کو گمراہی میں ڈالنا ممکن ہو۔ اسی لیے اہل بدعت جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے یا اہل باطل، وہ آیات متشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور ان کے ذریعے سے ''فتنے'' برپا کرتے ہیں۔ (ملخص از تفسیر احسن البیان) ④ احادیث وسنن کا ثبوت سند کی صحت وقوت پر ہے۔ ایسی روایات جن کی سند نا قابل اعتماد ہو کسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان باور نہیں کی جا سکتیں۔ ⑤ مالی معاملات میں شرعی استحقاق کے بغیر کچھ لینا دینا ظلم ہے اور اس سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے، اس لیے مسلمان کو ان امور کی لازمی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور ان میں سے ایک علم میراث ہے۔

(المعجم ٢) - **بَابٌ: فِي الْكَلَالَةِ** (التحفة ٢)

باب:۲- کلالہ کا بیان

٢٨٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حدثنا سُفْيَانُ قال: سَمِعْتُ ابنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، مَاشِيَيْنِ، وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمْ أُكَلِّمْهُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّهُ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي وَلِي أَخَوَاتٌ؟ قال: فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

۲۸۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کے لیے تشریف لائے جب کہ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ میں آپ سے بات نہ کر سکا، تو آپ ﷺ نے وضو کیا اور وہ پانی مجھ پر ڈالا تو مجھے افاقہ ہو گیا۔ پس میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال میں کیسے کروں جبکہ میری وارث میری بہنیں ہیں؟ تو (یہ) آیت میراث نازل ہوئی: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ......﴾ ''یہ لوگ آپ سے فتوی پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے......''

فائدہ: [کلالہ] سے مراد وہ میت ہے جس کے وارثوں میں نہ کوئی اولاد ہو اور نہ والدین۔ دیگر رشتہ دار ہوں یا نہ، یہ الگ بات ہے۔ آیت کی تفسیر، تفاسیر میں دیکھ لی جائے۔

(المعجم ٣) - **باب مَن كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ** (التحفة ٣)

باب:۳- جس شخص کی اولاد نہ ہو اور کئی بہنیں وارث ہوں

٢٨٨٦- تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، وباب قول الله تعالى: ﴿يوصيكم الله في أولادكم للذكر مثل حظ الأنثيين...﴾ الخ، ح: ٦٧٢٣، ومسلم، الفرائض، باب ميراث الكلالة، ح: ١٦١٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٧.

٢٨٨٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ قال: حَدَّثَنَا هِشَامٌ يَعْنِي الدَّسْتَوَائِيَّ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنَفَخَ فِي وَجْهِي فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَا أُوصِي لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ قال: «أَحْسِنْ»، قُلْتُ: الشَّطْرَ؟ قال: «أَحْسِنْ»، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي فقال: «يَاجَابِرُ! لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هٰذَا؟ وَإِنَّ اللهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ، فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ». قال: فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: أُنْزِلَتْ فِيَّ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي ٱلْكَلَٰلَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

٢٨٨٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہو گیا اور میری سات بہنیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے میرے چہرے پر پھونک ماری (دم کیا) تو مجھے افاقہ ہو گیا اور میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لیے تہائی مال کی وصیت نہ کر جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''احسان کر۔'' میں نے کہا: آدھا مال؟ آپ نے فرمایا: ''احسان کر۔'' پھر آپ تشریف لے گئے اور مجھے چھوڑ دیا اور فرمایا: ''اے جابر! میں نہیں سمجھتا کہ تم اس بیماری سے وفات پاؤ گے' اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے اور تیری بہنوں کا حق بیان فرما دیا ہے' ان کیلئے دو تہائی خاص کیا ہے۔'' تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ......﴾ میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

٢٨٨٨- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حدثنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قال: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْكَلَالَةِ: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي ٱلْكَلَٰلَةِ﴾ [النساء: ١٧٦].

٢٨٨٨- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: آخری آیت جو نازل ہوئی کلالہ کے بارے میں ہے ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ......﴾۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کے متعلق تھی' جبکہ اس حدیث میں کلالہ کی آیت کا ذکر ہے۔ تو ان میں کوئی تعارض نہیں اس طرح کہ دونوں آیتیں اپنے اپنے موضوع میں آخری ہیں۔

٢٨٨٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٢ عن كثير بن هشام به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٦٣٢ من حديث هشام الدستوائي به * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٢٨٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة ...﴾ الخ، ح: ٤٦٠٥، ومسلم، الفرائض، باب آخر آية أنزلت آية الكلالة، ح: ١٦١٨ من حديث شعبة به.

٢٨٨٩- حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ أبي مُزَاحِمٍ قال: حَدَّثَنا أبُو بَكْرٍ عن أبي إسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! يَسْتَفْتُونَكَ فِي الكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قال: «تُجْزِئُكَ آيَةُ الصَّيْفِ». قُلْتُ لِأَبِي إسْحَاقَ: هُوَ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلا وَالِدًا. قالَ: كَذٰلِكَ، ظَنُّوا أنَّهُ كَذٰلِكَ.

۲۸۸۹-حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے "کلالہ" کے بارے میں فتوی چاہتے ہیں تو اس "کلالہ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے (اس کی توضیح میں) فرمایا: "تجھے وہ آیت کافی ہے جو گرمی کے موسم میں نازل ہوئی ہے۔" (راوی ابوبکر کہتے ہیں) میں نے ابواسحق سے کہا: (کیا کلالہ وہ نہیں کہ) جو فوت ہوجائے اور نہ اولاد چھوڑ جائے اور نہ والد؟ انہوں نے کہا: علماء ایسے ہی کہتے ہیں۔

فائدہ: [كَلَالَه] کا ذکر سورۂ نساء میں دو جگہ ہے۔ ایک آیت نمبر ۱۲ میں: ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (النساء: ۱۲/۴) یہ آیت سردیوں میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ سورۂ نساء کی آخری آیت جس کا ذکر اوپر کی احادیث میں ہوا ہے گرمیوں میں نازل ہوئی۔ سورۂ نساء کی آیت کریمہ (۱۷۶) میں "کلالہ" اسے کہا گیا ہے کہ جس کی اولاد نہ ہو اور بہن بھائی موجود ہوں۔ جبکہ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ ہو اور والد بھی نہ ہو۔ تو یہ اضافہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے کہ ان کے بارے میں جب یہ آیت اتری تو نہ ان کی اولاد تھی اور نہ والد۔ اور یہ مثال ہے کہ احادیث قرآن مجید کی توضیح وتبیین کرتی اور بعض اوقات اس پر اضافہ بھی بیان کرتی ہیں۔ (خطابی)

(المعجم ٤) - باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الصُّلْبِ (التحفة ٤)

باب: ۴- صلبی اولاد کی وراثت کا بیان

٢٨٩٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَامِرِ بنِ زُرَارَةَ قال: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن الأَعْمَشِ، عن أبي قَيْسٍ الأَوْدِيِّ، عن هُزَيْلِ ابنِ شُرَحْبِيلَ الأَوْدِيِّ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى

۲۸۹۰-ہزیل بن شرحبیل اودی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوموسیٰ اشعری اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ ایک شخص فوت ہوا' ایک بیٹی' ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن چھوڑ گیا۔ (اس

٢٨٨٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة النساء، ح: ٣٠٤٢ من حديث أبي بكر ابن عياش به، وهو ضعيف، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٦١٧ وغيره.

٢٨٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ٦٧٣٦ من حديث أبي قيس الأودي به.

أبي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ وَسَلْمَانَ بنِ رَبِيعَةَ، فَسَأَلَهُمَا عن ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابنٍ وَأُختٍ لأَبٍ وَأُمٍّ، فقالَا: لابْنَتِهِ النِّصْفُ وَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِ وَالأُمِّ النِّصْفُ - وَلَمْ يُوَرِّثَا بِنْتَ الابْنِ شَيْئًا - وَائْتِ ابنَ مَسْعُودٍ فإنَّهُ سَيُتَابِعُنَا، فَأَتَاهُ الرَّجُلُ، فَسَأَلَهُ، وَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهِمَا. فَقالَ: لَقَدْ ضَلَلْتُ إذًا وَمَا أنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ، وَلٰكِنِّي مَاأَقْضِي فيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ: لابْنَتِهِ النِّصْفُ، وَلابْنَةِ الابْنِ سَهْمٌ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَمَا بَقِيَ فَلِلأُخْتِ مِنَ الأَبِ وَالأُمِّ.

کی میراث کیونکر تقسیم ہو؟) ان دونوں نے کہا: بیٹی کے لیے آدھا ہے اور حقیقی بہن کے لیے بھی آدھا۔ پوتی کو انہوں نے محروم ٹھہرایا۔ اور (کہا کہ) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ (اور ان سے بھی پوچھ لو) وہ ہماری تصدیق وتائید کریں گے۔ چنانچہ وہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ پوچھا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کا جواب بھی بتایا۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: (اگر میں بھی یہی جواب دوں) تب تو میں گمراہ ہوگیا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوا' میں وہ فیصلہ دیتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا کہ اس کی بیٹی کے لیے آدھا اور پوتی کے لیے ایک حصہ (چھٹا حصہ) ہے دو تہائی کی تکمیل کے لیے اور باقی ماندہ (ایک تہائی) وہ حقیقی بہن کے لیے ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب آیت میراث میں مذکور ہے: ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَاتَرَكَ......﴾ (النساء:۱۱) "اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔" لہٰذا ایک لڑکی کو نصف دینے کے بعد پوتی کو صرف چھٹا حصہ ملے گا۔ یوں دونوں مل کر دو لڑکیوں کی جگہ پر کر دیں گی۔ ② صلبی اولاد سے مراد بیٹا' بیٹی' پوتا اور پوتی ہیں۔

۲۸۹۱- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى جِئْنَا امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ في الأَسْوَافِ فَجَاءَت المَرْأَةُ

۲۸۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے حتی کہ ایک انصاری عورت کے ہاں پہنچے جو مقام اسواف (حدودِ حرمِ مدینہ) میں رہائش پذیر تھی' تو یہ عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول!

۲۸۹۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث البنات، ح:۲۰۹۲، وابن ماجه، ح:۲۷۲۰ من حديث ابن عقيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ۴/ ۳۳۳، ۳۳۴، ووافقه الذهبي * ابن عقيل ضعيف، تقدم، ح:۱۲۶.

بِابْنَتَيْنِ لَهَا فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! هَاتَانِ بِنْتَا ثَابِتِ بنِ قَيْسٍ قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدِ اسْتَفَاءَ عَمُّهُمَا مَالَهُمَا وَمِيرَاثَهُمَا كُلَّهُ وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا إِلَّا أَخَذَهُ، فَمَا تَرَى يَارَسُولَ الله؟ فَوَ الله! لَا تُنْكَحَانِ أَبَدًا إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَقْضِي اللهُ في ذٰلِكَ». قال وَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ: ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْ﴾ الآيَة [النساء: ١١]. فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ادْعُوا لِي المَرْأَةَ وَصَاحِبَهَا»، فَقَالَ لِعَمِّهِمَا: أَعْطِهِمَا الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَلَكَ».

یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ کی معیت میں تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور ساری وراثت لے لی ہے اور ان کے لیے کوئی مال نہیں چھوڑا حتی کہ سب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اللہ کی قسم! (اس طرح تو) ان کا کبھی نکاح نہیں ہوگا جب تک کہ ان کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس میں فیصلہ فرما دے گا۔'' اور پھر سورۃ النساء کی آیت: ﴿يُوصِيكُم الله فى أولادكم......﴾ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کو اور اس کے دیور کو میرے پاس بلاؤ۔'' تو آپ نے لڑکیوں کے چچا سے کہا: ان دونوں لڑکیوں کو دو تہائی اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور باقی تمہارا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ بِشْرٌ فِيهِ، إِنَّمَا هُما ابْنَتَا سَعْدِ بنِ الرَّبِيعِ. وَثَابِتُ بنُ قَيْسٍ، قُتِلَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں بشر (بن مفضل) نے غلطی کی ہے۔ یہ لڑکیاں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ جبکہ ثابت بن قیس کی شہادت یمامہ کے موقع پر ہوئی ہے۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ اور مزید فرمایا ہے کہ یہ لڑکیاں ثابت بن قیس کی نہیں ہیں بلکہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تھیں جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں بھی یہی ہے کہ مذکورہ لڑکیاں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں تھیں۔ اور اس تقسیم میں اصل مسئلہ ۲۴ سے بنے گا کہ ۱۶ حصے (دو تہائی) بیٹیوں کے، ۳ حصے (آٹھواں حصہ) بیوی کا اور باقی ۵ حصے چچا کو ملیں گے۔

٢٨٩٢- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قال: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني دَاوُدُ بنُ قَيْسٍ وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عن عَبْدِ الله بنِ

۲۸۹۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سعد شہید ہو گئے ہیں اور دو بیٹیاں چھوڑ گئے

٢٨٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٢٩ من حديث أبي داود به.

مُحَمَّدِ بنِ عَقِيلٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله : أنَّ امْرَأَةَ سَعْدِ بنِ الرَّبِيعِ قالَتْ : يَارَسُولَ الله! إنَّ سَعْدًا هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَتَيْنِ وَسَاقَ نَحْوَهُ.

ہیں۔اور مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ : هٰذَا هُوَ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: سورۃ النساء کی آیت:١١-١٢ میں یہی ہے کہ ﴿فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَاتَرَكَ﴾ "اگر لڑکیاں ہی ہوں دو سے زیادہ تو انہیں ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔" اور بیوی کے بارے میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّاتَرَكْتُمْ﴾ "اگر تمہاری اولاد ہو تو بیویوں کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔"

٢٨٩٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا أبانٌ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ قال: حدَّثني أبُو حَسَّانَ عن الأسْوَدِ بنِ يَزِيدَ: أنَّ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ وَرَّثَ أُخْتًا وَابْنَةً، فَجَعَلَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا النِّصْفَ وَهُوَ بالْيَمَنِ وَنَبِيُّ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ حَيٌّ.

٢٨٩٣- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک بہن اور ایک بیٹی کو میت کا وارث بنایا اور ہر ایک کو آدھا دیا جبکہ حضرت معاذ ان دنوں یمن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ باحیات تھے۔

فائدہ: بہنیں بیٹیوں کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر (ہر وہ مؤنث جو کسی دوسری مؤنث کی وجہ سے عصبہ بنے' اس میں صرف حقیقی بہن اور پدری بہن آتی ہے جب بیٹی یا پوتی ساتھ مل کر آئے۔) ہو جاتی ہیں۔ بیٹی اور بہن ایک ایک ہوں تو نصف نصف ملے گا۔ بیٹی کو وراثت سے نصف ملے گا اور بہن کو عصبہ ہونے کی بنا پر نصف مل جائے گا۔ اور اگر بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو دو تہائی کے بعد باقی بہن یا بہنوں کو ملے گا۔

(المعجم ٥) - بَابٌ فِي الْجَدَّةِ (التحفة ٥)

باب:٥- دادی نانی کی وراثت کا بیان

٢٨٩٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

٢٨٩٤- حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٢٨٩٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث البنات، ح: ٦٧٣٤ من طريق آخر عن الأسود بن يزيد به.

٢٨٩٤- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الجدة، ح: ٢٧٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٥١٣، ورواه الترمذي، ح: ٢١٠١ من طريق آخر عن قبيصة به، وقال: 'حسن صحيح'، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٥٩، وابن حبان، ح: ١٢٢٤، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٣٣٨، ووافقه الذهبي، ◄◄

عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُثْمَانَ بنِ إسْحَاقَ ابنِ خَرَشَةَ، عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ قال: جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ الله عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَها، فقال: مَا لَكِ في كِتَابِ الله شَيْءٌ، وَما عَلِمْتُ لَكِ في سُنَّةِ نَبِيِّ الله ﷺ شَيْئًا، فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فقال المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ، فقال أَبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فقامَ مُحَمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فقالَ مِثْلَ مَا قَالَ المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ. ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقالَ: مَا لَكِ في كِتَابِ الله شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وما أنا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ وَلٰكِنْ هُوَ ذٰلِكِ السُّدُسُ، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فيه فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا ما خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

ہیں کہ ایک (میت کی) ''نانی'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ (مذکور) نہیں ہے اور نہ مجھے نبی ﷺ کی سنت سے کچھ معلوم ہے۔تم لوٹ جاؤ حتیٰ کہ میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں (صحابہ) سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر تھا تو آپ نے اسے (نانی کو) چھٹا حصہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اس خبر کے سلسلے میں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے اسی طرح کہا جیسے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نانی کو یہ حصہ دیا۔ پھر ایک اور ''دادی'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی' وہ اپنا حق وراثت طلب کر رہی تھی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حق (مذکور) نہیں۔ اور جو فیصلہ اس سے پہلے ہوا ہے وہ دوسری (نانی) کے لیے تھا اور میں حقوق وراثت میں کچھ نہیں بڑھا سکتا لیکن وہ چھٹا حصہ ہی ہے۔ اگر تم دونوں (نانی اور دادی) جمع ہو جاؤ تو یہ حصہ تم دونوں کے مابین ہوگا۔ اور جو تم میں سے کوئی اکیلی ہو (دادی ہو' نانی نہ ہو' یا نانی ہو' دادی نہ ہو) تو یہ چھٹا حصہ پورے کا پورا لے گی۔

فائدہ: اس روایت کی بعض حضرات نے تضعیف کی ہے۔ لیکن مسئلہ یوں ہی ہے کہ جدہ کا لفظ نانی اور دادی دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور ان کا حصہ چھٹا ہی ہوتا ہے۔

انظر التلخيص الحبير: ٣/ ٨٢، والحديث الآتي * قبيصة صحابي، ومراسيل الصحابة مقبولة على الراجح.

٢٨٩٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابن أبي رِزْمَةَ قال: أخبرني أبي قال: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله أبُو المُنِيبِ الْعَتَكِيُّ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إذَا لَمْ تَكُنْ دُونَها أُمٌّ.

۲۸۹۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جدہ (دادی نانی) کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا تھا۔ لیکن جب اس سے پہلے (ورے) ماں نہ ہو۔

فائدہ: سند ضعیف ہے۔ اور مسئلہ یہی ہے کہ ماں دادی اور نانی کے لیے حاجب ہے (ان کو وراثت کے حق سے محروم کر دیتی ہے۔)

(المعجم ٦) - **باب مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْجَدِّ** (التحفة ٦)

باب:٦- دادا کی وراثت کا بیان

٢٨٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ رَجُلًا أتى النَّبيَّ ﷺ فقال: إنَّ ابنَ ابْنِي مَاتَ فَما لِيَ مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قال: «لَكَ السُّدُسُ»، فَلَمَّا أدْبَرَ دَعَاهُ فقال: «لَكَ سُدُسٌ آخَرُ»، فَلَمَّا أدْبَرَ دَعَاهُ فقال: «إنَّ السُّدُسَ الآخَرَ طُعْمَةٌ».

۲۸۹٦- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میرا پوتا فوت ہو گیا ہے' تو میرے لیے اس کی وراثت میں سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرے لیے چھٹا حصہ ہے۔'' جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''تیرے لیے ایک اور چھٹا حصہ بھی ہے۔'' جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''یہ دوسرا چھٹا حصہ تحفہ ہے۔''

قال قَتَادَةُ: فَلا يَدْرُونَ مَعَ أيِّ شَيْءٍ وَرَّثَهُ، قال قَتَادَةُ: أقَلُّ شَيْءٍ وَرِثَ الْجَدُّ السُّدُسَ.

قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: لوگ نہیں جان سکے کہ کس چیز کے ساتھ اسے وارث بنایا۔ قتادہ نے (یہ بھی) کہا: دادا کا کم از کم حصہ وراثت چھٹا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے کہ بالفرض اگر مرنے والے کے وارث دادا اور دو

٢٨٩٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٣٣٨ من حديث أبي المنيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٠.

٢٨٩٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث الجد، ح: ٢٠٩٩ من حديث همام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦١ * قتادة والحسن عنعنا، وللحديث طرق ضعيفة، انظر مسند الحميدي (بتحقيقي)، ح: ٨٣٥، ٨٣٦.

بیٹیاں ہوں تو دادا کو چھٹا حصہ، بیٹیوں کو دو تہائی ۴/۶ اور بقیہ ۱/۶ بھی دادے کو ملے گا۔

٢٨٩٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ، عن الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ قال: أَيُّكُم يَعْلَمُ مَا وَرَّثَ رَسُولُ الله ﷺ الْجَدَّ؟ قالَ مَعْقِلُ بنُ يَسَارٍ: أَنَا، وَرَّثَهُ رَسُولُ الله ﷺ السُّدُسَ، قال: مَعَ مَنْ؟ قال: لَا أَدْرِي، قال: لَا دَرَيْتَ فَمَا تُغْنِي إِذًا.

۲۸۹۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دادا کو کیا وراثت دی تھی؟ تو حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جانتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دیا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ کہا: مجھے نہیں معلوم۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے نہیں جانا (تمھارا ادھوری بات بتانے کا) کیا فائدہ؟

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي مِيرَاثِ الْعَصَبَةِ (التحفة ٧)

باب:۷-عصبات کی وراثت کا بیان

فائدہ: عصبہ کے لغوی معنی مضبوط کرنے اور جوڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی ہیں' میت کے وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے متعین نہیں ہیں بلکہ اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں' اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ کے وارث بنتے ہیں۔ اس کی دو بڑی قسمیں ہیں' ① عصبہ نسبی: جو خونی رشتے کی وجہ سے عصبہ بنتے ہیں۔ ② عصبہ سببی: یعنی آزاد کردہ غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا مالک اس کا وارث ہوگا۔

٢٨٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ مَخْلَدٍ وَهُوَ أَشْبَعُ - قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْسِمِ الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلٰى كِتَابِ الله فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلِأَوْلَى ذَكَرٍ».

۲۸۹۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں کے حصے مقرر ہیں' ان کے درمیان مال کو اسی طرح تقسیم کرو جیسے کتاب اللہ میں ہے' اور ان سے جو بچ رہے تو وہ قریب ترین مرد کا حق ہے۔''

٢٨٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب فرائض الجد، ح: ٢٧٢٣ من حديث يونس به، وسنده ضعيف، وقال المنذري: "حديث الحسن عن عمر منقطع"، والحديث السابق، ح: ٢٨٩٥ يغني عنه.

٢٨٩٨- تخريج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر، ح: ١٦١٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الفرائض، باب ميراث الولد من أبيه وأمه، ح: ٦٧٣٢ من حديث ابن طاوس به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٩٠٠٤.

فائدہ: شریعت نے جن کے حصے مقرر کر دیے ہیں انہیں ''اصحاب الفروض اور اہل الفرض'' کہتے ہیں۔

(المعجم ٨) - **بَابٌ: فِي مِيرَاثِ ذَوِي الأَرْحَامِ** (التحفة ٨)

باب:۸- ذوی الارحام کی وراثت کا بیان

فائدہ: میت کے وہ تمام تعلق دار جو اصحاب الفروض یا عصبہ نہیں ہوتے' انہیں ''ذوی الارحام'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بیٹیوں کی اولاد' پوتیوں' بہنوں' نانا' نانی اور مادری بھائیوں کی اولاد وغیرہ۔

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن بُدَيْلٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ عَبْدِ الله بنِ لُحَيٍّ، عن المِقْدَامِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيَّ» - وَرُبَّمَا قَالَ: «إِلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ» - «وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَعْقِلُ لَهُ وَأَرِثُهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ».

۲۸۹۹- حضرت مقدام (بن معدیکرب) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی قرضہ یا عیال واطفال چھوڑ گیا تو وہ میرے ذمے ہیں......اور کبھی یوں بھی فرمایا...... کہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہیں۔ اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں' اس کی طرف سے دیت ادا کروں گا اور اس کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی اور وارث نہ ہو' وہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا اور اس کا وارث بھی بنے گا۔''

٢٩٠٠- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ فِي آخَرِينَ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن بُدَيْلٍ يَعْني ابنَ مَيْسَرَةَ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن أبي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عن المِقْدَامِ الْكِنْدِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ

۲۹۰۰- حضرت مقدام (بن معدیکرب) کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی اپنی ذات سے بھی قریب تر ہوں' جو شخص قرض یا چھوٹی اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمے ہے اور جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے' میں اس کا ولی ہوں جس کا کوئی ولی نہ ہو' میں اس کے مال

٢٨٩٩- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ذوي الأرحام، ح:٢٧٣٨ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، ح:١٢٢٥، وابن الجارود، ح:٩٦٥، والحاكم على شرط الشيخين:٤/ ٣٤٤، وتعقبه الذهبي، وله شاهد عند ابن حبان، ح:١٢٢٦، وسنده حسن.

٢٩٠٠- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي:٦/ ٢١٤ من حديث أبي داود به.

دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَإِلَيَّ، وَمَنْ تَرَكَ مالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، أَرِثُ مَالَهُ وَأَفُكُّ عَانَهُ، وَالْخَالُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ، يَرِثُ مَالَهُ وَيَفُكُّ عَانَهُ».

کا وارث بنوں گا اور اس کے قیدی چھڑاؤں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو' وہ اس کے مال کا وارث ہوگا اور اس کا قیدی چھڑائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الضَّيْعَةُ مَعْنَاهُ عِيَالٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [الضَّيْعَةُ] کے معنی ہیں عیال۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن رَاشِدِ ابنِ سَعْدٍ، عن ابنِ عَائِذٍ، عن المِقْدَامِ. وَرَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عن رَاشِدٍ قال: سَمِعْتُ المِقْدَامَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو زبیدی نے عن راشد بن سعد عن ابن عائذ عن مقدام کی سند سے روایت کیا۔ اور معاویہ بن صالح نے بواسطہ راشد اسے روایت کیا تو (عن کے بجائے) سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ یعنی میں نے مقدام سے سنا ہے' کہا۔

٢٩٠١- حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَتِيقٍ الدِّمَشْقِيُّ قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ المُبَارَكِ قال: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عن يَزِيدَ ابنِ حُجْرٍ، عن صَالِحِ بنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أَنَا وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، أَفُكُّ عُنِيَّهُ وَأَرِثُ مَالَهُ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ، يَفُكُّ عُنِيَّهُ وَيَرِثُ مَالَهُ».

٢٩٠١- صالح بن یحییٰ بن مقدام اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہ ہو' میں اس کا قیدی چھڑاؤں گا اور اس کے مال کا وارث بنوں گا۔ اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو' وہ اس کا قیدی چھڑائے گا اور اس کے مال کا وارث بنے گا۔''

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں حکومت اسلامیہ کی اقتصادی پالیسی کا ایک پہلو بیان ہوا ہے کہ وہ اپنی رعیت کی معاشی فلاح و بہبود کی ہر طرح سے ذمہ دار ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مقروض مر جائے تو وہ اس کا قرضہ ادا کرے گی۔ بے سہارا چھوٹے بچوں اور بیواؤں کی کفالت کرے گی۔ جبکہ وراثت رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔ ② ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔ دوسرے وارثوں کے نہ ہونے کی صورت میں وہی وارث ہے اور اسی طرح اگر بھانجے کے ذمے کوئی مالی حقوق آتے ہوں تو وہ ان کی ادائیگی کا بھی پابند ہے۔ اس میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بحیثیت

٢٩٠١_ تخريج: [حسن] انظر، ح: ٢٨٩٩، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢١٤ من حديث أبي داود به.

مسلمان انسان کو اپنے قریبی' بعیدی سبھی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا معاملہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ جیتے جی یہی لوگ اس کے معاون و مددگار اور اس کے پیچھے اس کی اولاد کے کفیل بنتے ہیں۔ ③ اگر کوئی شخص لاوارث ہو تو حکومت اسلامیہ (بیت المال) اس کی وارث ہوگی۔ اور ایسے شخص پر لازم آنے والے مالی حقوق بھی حکومت ادا کرے گی۔ ④ یہ رفاہی اصول مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہیں جو بلا جواز حکومت سے صدقات لینے کے روادار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایمان انسان کے اندر تقو اور طہارت پیدا کرتا ہے۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان رعایتوں کی وجہ سے لوگ محنت نہیں کریں گے اور حکومت ہی پر بوجھ بن کر رہ جائیں گے۔

٢٩٠٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، المعنى؛ ح: وحدثنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن سُفْيَانَ جَمِيعًا، عن ابنِ الأَصْبَهَانِيِّ، عن مُجَاهِدِ بنِ وَرْدَانَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّ مَوْلًى لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ وَلَدًا وَلَا حَمِيمًا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْطُوا مِيرَاثَهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَرْيَتِهِ».

٢٩٠٢- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک غلام فوت ہو گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا' اس کی کوئی اولاد اور کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی وراثت اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ، وَقال مُسَدَّدٌ: قالَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ أَرْضِهِ؟ قالُوا: نَعَمْ، قال: فَأَعْطُوهُ مِيرَاثَهُ.

امام ابوداود ؓ فرماتے ہیں: سفیان ؓ کی روایت زیادہ کامل ہے۔ اور مسدد نے کہا: نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا یہاں کوئی اس کے علاقے کا رہنے والا ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کی وراثت اسی کو دے دو۔''

فائدہ: چونکہ غلام کا مال بیت المال میں جاتا تھا اور بیت المال میں سے مسلمان رعیت کی مصالح میں خرچ کیا جاتا ہے' اس لیے نبی ﷺ نے اس کی بستی والوں میں سے کسی کو دے دینے کا فرمایا۔ کیونکہ اہل بستی کا آپس میں ایک طرح تعلق ہوتا ہی ہے۔ مگر نئی روشنی اور مادی ترقی کی چکا چوند نے بڑے شہروں میں بالخصوص یہ تعلقات معدوم کر دیے ہیں۔ العیاذ باللہ.

٢٩٠٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ٢٧٣٣ من حديث وكيع به، وحسنه الترمذي، ح: ٢١٠٥.

٢٩٠٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ قال: حَدَّثَنا الْمُحَارِبِيُّ عن جِبْرِيلَ بنِ أحْمَرَ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: أتَى رَسُولَ الله ﷺ رَجُلٌ فقال: إنَّ عِنْدِي مِيرَاثَ رَجُلٍ مِنَ الأَزْدِ وَلَسْتُ أَجِدُ أزْدِيًّا أدْفَعُهُ إلَيْهِ، قال: «فَاذْهَبْ فَالْتَمِسْ أَزْدِيًّا حَوْلًا». قال: فَأتَاهُ بَعْدَ الْحَوْلِ فقال: يَارَسُولَ الله! لَمْ أجِدْ أَزْدِيًّا أدْفَعُهُ إلَيْهِ. قال: «فَانْطَلِقْ فَانْظُرْ أوَّلَ خُزَاعِيٍّ تَلْقَاهُ فَادْفَعْهُ إلَيْهِ»، فَلَمَّا وَلَّى قال: «عَلَيَّ الرَّجُلَ»، فَلَمَّا جَاءَهُ قال: «انْظُرْ كُبْرَ خُزَاعَةَ فَادْفَعْهُ إلَيْهِ».

۲۹۰۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میرے پاس قبیلۂ ازد کے ایک آدمی کی میراث ہے اور مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اسے دے دوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ ایک سال تک تلاش کرتے رہو کہ کوئی قبیلۂ ازد سے مل جائے۔“ چنانچہ وہ ایک سال کے بعد آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ازدی نہیں ملا کہ اس کے حوالے کردوں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور بنوخزاعہ کا جو آدمی تمہیں سب سے پہلے ملے یہ اس کے حوالے کردو۔“ جب اس نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا: ”خزاعہ کا بڑا آدمی دیکھو یعنی جو جداعلیٰ سے قریب تر ہو۔ تو یہ میراث اس کے حوالے کردو۔“

٢٩٠٤- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بنُ أَسْوَدَ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْني ابن آدَمَ قال: حدثنا شَرِيكٌ عن جِبْرِيلَ بنِ أحْمَرَ أبِي بَكْرٍ، عن ابْنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ قال: مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِيرَاثِهِ، فقالَ: «الْتَمِسُوا لَهُ وَارِثًا أوْ ذَا رَحِمٍ»، فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ وَارِثًا ولا ذَا رَحِمٍ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «أعْطُوهُ الْكَبِيرَ مِنْ خُزَاعَةَ».

۲۹۰۴۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی فوت ہو گیا تو اس کی میراث نبی ﷺ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار تلاش کرو۔“ مگر کوئی وارث یا ذی رحم تعلق دار نہ ملا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مال بنوخزاعہ کے بڑے کو دے دو یعنی جو قبیلہ کے جداعلیٰ سے قریب تر ہو۔“

٢٩٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٩٦ من حديث المحاربي به، ولم يذكر فيه سماعًا، وقال النسائي: "جبريل بن أحمر ليس بالقوي، والحديث منكر"، والعلة فيه عنعنة المحاربي فقط، وانظر الحديث الآتي.

٢٩٠٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٣٩٤ من حديث شريك القاضي به، ولم يذكر سماعًا، وهو معدود في المدلسين.

قال يَحْيَى: قَدْ سَمِعْتُهُ مَرَّةً يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: «انْظُرُوا أَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ».

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں: میں نے شریک سے اس حدیث میں ایک بار یوں سنا: ''بنوخزاعہ کے سب سے بڑی عمر والے کو دیکھو۔''

٢٩٠٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن عَوْسَجَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مَاتَ وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ لَهُ أَحَدٌ؟» قالُوا: لَا، إِلَّا غُلَامًا لَهُ كَانَ أَعْتَقَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ مِيراثَهُ لَهُ.

٢٩٠٥- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کا کوئی وارث نہ تھا سوائے ایک غلام کے جس کو اس نے آزاد کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا اس کا کوئی وارث ہے؟'' لوگوں نے کہا: نہیں' سوائے ایک آزاد کردہ غلام کے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی وراثت اسی کو دے دی۔

(المعجم ٩) - باب مِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ (التحفة ٩)

باب:٩- لعان والی عورت کے بچے کی وراثت کا بیان

٢٩٠٦- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ: حدَّثني عُمَرُ بنُ رُوبَةَ التَّغْلِبِيُّ عن عَبْدِ الوَاحِدِ بن عَبْدِ الله النَّصْرِيِّ، عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْمَرْأَةُ تُحْرِزُ ثَلَاثَةَ مَوَارِيثَ: عَتِيقَهَا وَلَقِيطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِي لَاعَنَتْ عَلَيْهِ».

٢٩٠٦- حضرت واثلہ بن اسقع ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''عورت تین طرح کی وراثت جمع کر لیتی ہے: اپنے غلام کی' اس بچے کی جو اسے کہیں سے گرا پڑا مل گیا ہو اور اس بچے کی جس کے بارے میں اس نے (اپنے شوہر سے) لعان کیا ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لقیط (گرے پڑے بچے) کے بارے میں اختلاف ہے تاہم غلام اور لعان کردہ

٢٩٠٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب: في ميراث المولى الأسفل، ح: ٢١٠٦، وابن ماجه، ح: ٢٧٤١ من حديث عمرو بن دينار به، وقال الترمذي: "حسن" * عوسجة حسن الحديث على الراجح.

٢٩٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء ما يرث النساء من الولاء، ح: ٢١١٥، وابن ماجه، ح: ٢٧٤٢ من حديث محمد بن حرب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وقال البيهقي: ٦/ ٢٤٠ "هذا غير ثابت"، وقال ابن عدي في عمر بن روبة: "إنما أنكروا عليه أحاديثه عن عبدالواحد النصري"، وضعفه الجمهور.

بچے کی وہ خود ہی وارث ہوتی ہے۔لعان کردہ بچے سے مراد وہ بچہ ہے جسے منکوحہ عورت نے جنم دیا ہو لیکن اس کا خاوند اسے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔اور قاضی کے سامنے گواہوں اور قسموں کے بعد ایک دوسرے پر لعان کریں۔

۲۹۰۷- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ وَمُوسَى بْنُ عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابنُ جَابِرٍ: حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ قال: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِيرَاثَ ابنِ الْمُلَاعِنَةِ لِأُمِّهِ وَلِوَرَثَتِهَا مِنْ بَعْدِهَا.

۲۹۰۷- جناب مکحول رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لعان والی عورت کے بچے کی میراث اس کی ماں کیلئے مخصوص کی تھی اور بعد ازاں اس عورت کے وارثوں کے لیے ہوگی۔

۲۹۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: أخبرني عِيسَى أبُو مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَارِثِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۲۹۰۸- عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے' انہوں نے اپنے دادا سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کی مانند روایت کی۔

فائدہ: چونکہ ایسے بچے کا نسب باپ سے منقطع ہونے کے بعد ماں سے لاحق ہو جاتا ہے' اس لیے وہی اس کی وارث ہوگی۔

(المعجم ۱۰) - بَابٌ: هَلْ يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ؟ (التحفة ۱۰)

باب:۱۰-کیا مسلمان کسی کافر کا وارث ہو سکتا ہے؟

۲۹۰۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو بنِ عُثْمَانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ عن

۲۹۰۹- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کسی کافر کا یا کوئی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔''

۲۹۰۷- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٥٩ من حديث أبي داود به، وقال: "حديث مكحول منقطع" فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي وغيره، وكلها ضعيفة.

۲۹۰۸- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٣١١٩ من حديث العلاء بن الحارث به، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

۲۹۰۹- تخريج: أخرجه مسلم، الفرائض، باب: لا يرث المسلم الكافر ولا يرث الكافر المسلم، ح: ١٦١٤ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، المغازي، باب: أين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح؟ ح: ٤٢٨٢، ٤٢٨٣ من حديث الزهري به.

النَّبِيُّ ﷺ: «لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ».

٢٩١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عن عَمْرِو ابنِ عُثْمَانَ، عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ - في حَجَّتِهِ - قال: «وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلًا؟» ثُمَّ قالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ» يَعْنِي الْمُحَصَّبَ وَذَاكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُهُمْ.

۲۹۱۰-حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کل کہاں اتریں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟“ پھر فرمایا: ”ہم خیف بنی کنانہ میں پڑاؤ کریں گے جہاں قریش نے کفر پر قسمیں اٹھائی تھیں۔“ آپ کی مراد وادئ مُحَصَّب تھی اور قریشیوں نے اس جگہ بنوہاشم کے خلاف قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے رشتہ ناتا کریں گے نہ کچھ خریدیں بیچیں گے اور نہ انہیں پناہ دیں گے۔

قال الزُّهْرِيُّ: وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”خَیف“ وادی کا نام ہے۔

فائدہ: ابوطالب کی وفات کے موقع پر عقیل اسلام نہ لائے تھے اس وجہ سے وہی اس کے وارث ہوئے۔ جبکہ حضرت علی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما مسلمان ہو چکے تھے اس لیے وہ اختلاف دین کی وجہ سے اپنے باپ کے وارث نہ بنے۔ اور عقیل جوں ہی عبدالمطلب کی جائیداد کے مالک بنے' انہوں نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔

٢٩١١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حَبِيبِ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عَبْدِالله بنِ

۲۹۱۱-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مختلف ملتوں (اور دینوں) والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔“

٢٩١٠- تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: إذا أسلم قوم في دارالحرب ... الخ، ح:٣٠٥٨، ومسلم، الحج، باب نزول الحاج بمكة وتوريث دورها، ح:١٣٥١/ ٤٤٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح:٩٨٥١، ومسند أحمد:٥/ ٢٠٢، ٢٠٣.

٢٩١١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث أهل الإسلام من أهل الشرك، ح:٢٧٣١ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح:٩٦٧.

عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى».

فائدہ: اس سے مراد مسلمان اور کافر ہیں۔ جبکہ کفار اپنے مختلف دینوں پر ہوتے ہوئے بھی ایک ملت ہیں اس لیے ان کی آپس میں وراثت چلتی ہے۔ جبکہ امام زہری' ابن ابی لیلیٰ اور احمد بن حنبل ؒ کے اقوال ہیں کہ یہودی نصرانی کا وارث نہیں۔ مجوسی یہودی کا نہیں' وغیرہ۔

٢٩١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَمْرِو بنِ أبي حَكِيمٍ الْوَاسِطِيِّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ: أَنَّ أَخَوَيْنِ اخْتَصَمَا إلى يَحْيَى بنِ يَعْمَرَ، يَهُودِيٌّ وَمُسْلِمٌ فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ مِنْهُمَا، وَقال: حدَّثني أبُو الأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُعاذًا قال سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الإسْلَامُ يَزِيدُ وَلا يَنْقُصُ»، فَوَرَّثَ الْمُسْلِمَ.

٢٩١٢- حضرت عبداللہ بن بریدہ ؓ کی روایت ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان دو بھائی تھے۔ وہ اپنا جھگڑا یحییٰ بن یعمر ؒ کے ہاں لے کر آئے تو انہوں نے مسلمان کو وارث قرار دیا اور کہا کہ مجھے ابوالاسود ؒ نے بیان کیا' اس کو ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضرت معاذ ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اسلام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔'' اور مسلمان کو وارث قرار دیا۔

٢٩١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ، عن عَمْرِو بنِ أبي حَكِيمٍ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى ابنِ يَعْمَرَ، عَنْ أبي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ أَنَّ مُعاذًا أُتِيَ بِمِيرَاثِ يَهُودِيٍّ وَارِثُهُ مُسْلِمٌ، بِمَعْنَاهُ عن النَّبِيِّ ﷺ.

٢٩١٣- ابوالاسود دیلی ؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ ؓ کے پاس ایک یہودی کی میراث لائی گئی جس کا وارث مسلمان تھا۔ اور مذکورہ حدیث کے ہم معنی نبی ﷺ سے روایت کیا۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِيمَنْ أَسْلَمَ عَلَى مِيرَاثٍ (التحفة ١١)

باب:١١- جو کوئی کسی میراث پر مسلمان ہوا

٢٩١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٥، ٢٥٤، ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وقال: "هذا رجل مجهول، فهو منقطع"، فالسند ضعيف من أجل جهالة الرجل.

٢٩١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٦ عن يحيى القطان به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٤٥، ووافقه الذهبي * أبوالأسود سمعه من رجل مجهول، انظر الحديث السابق.

٢٩١٤- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن أبي الشَّعْثَاءِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُّ قَسْمٍ قُسِمَ في الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى ما قُسِمَ، وَكُلُّ قَسْمٍ أدْرَكَهُ الإسْلَامُ فَإنَّهُ عَلَى قَسْمِ الإسْلَامِ».

٢٩١٤-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو تقسیم (قبل از اسلام) جاہلیت میں ہو چکی سو ہو چکی (وہ اسی کے مطابق رہے گی) اور جو اسلام قبول کرنے تک نہیں ہوئی' وہ اب اسلام کے دستور کے مطابق ہو گی۔“

فائدہ: اسلام لے آنے کے بعد جاہلیت کے اعمال کے کوئی معنی نہیں۔ ایسا آدمی جو جاہلیت کے اعمال پر کار بند ہو اس نے یا تو اسلام قبول ہی نہیں کیا' یا کیا ہے تو پھر اسلام کو ”دین“ نہیں سمجھا۔ اس لیے واجب ہے کہ عقائد و عبادات کے بعد مالی اور غیر مالی سب معاملات اصول اسلام کے مطابق عمل میں لائے جائیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الْوَلَاءِ (التحفة ١٢)

باب:١٢-ولاء کا بیان

٢٩١٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال: قُرِئَ عَلَى مَالِكٍ وَأنَا حَاضِرٌ قال مَالِكٌ: عَرَضَ عَلَيَّ نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ الله عَنْهَا أرَادَتْ أنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فقال أهْلُهَا: نَبِيعُكِهَا عَلَى أنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ ذَاكَ لِرَسُولِ الله ﷺ فقال: «لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِك فَإنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أعْتَقَ».

٢٩١٥-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے ارادہ کیا کہ ایک لونڈی خرید کر آزاد کر دیں' تو لونڈی کے مالکوں نے کہا: ہم یہ آپ کو فروخت کر دیتے ہیں' لیکن اس کا ولاء ہمارے لیے رہے گا' (اس کی وفات پر اس کا مال ہم لیں گے یا نسبت ولاء ہم سے متعلق رہے گی۔) حضرت عائشہ ؓ نے ان کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی' تو آپ نے فرمایا: ”(ان کی یہ بات) تیرے لیے کوئی مانع نہیں ہے' کیونکہ ولاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔“

٢٩١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب قسمة الماء، ح:٢٤٨٥ من حديث موسى بن داود به، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٩١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا اشترط في البيع شروطًا لا تحل، ح:٢١٦٩، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح:١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٧٨١.

فوائد و مسائل: ① آقا اور اس کی زیر ملکیت غلام کے مابین تعلق [ولاء] کہلاتا ہے۔ غلام کو آزاد کر دینے کے بعد بھی یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ [مُعتِق] (ت کے نیچے زیر' یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد شدہ کو مولیٰ [مُعتَق] (ت پر زبر' یعنی آزاد کیا ہوا) کہتے ہیں اور ان کے مابین نسبت و قرابت کو ولاء کہتے ہیں۔ اور اس تعلق کو کسی طور تبدیل' فروخت یا ہبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ② غیر شرعی شرطیں لغو محض ہوتی ہیں اور ان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

٢٩١٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عن سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن مَنْصُورٍ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ».

٢٩١٦- حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولاء اسی کا حق ہے جو قیمت ادا کرے اور احسان کرے۔'' (آزادی دلائے۔)

٢٩١٧(أ) - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ عَمْرِو ابنِ أبي الْحَجَّاجِ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رِئَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ فَوَرِثُوهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةَ بَنِيهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ فَمَاتُوا، فَقَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمَاتَ مَوْلًى لَهَا وَتَرَكَ مَالًا لَهُ فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ، فقالَ عُمَرُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أو الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ» قالَ: فَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ

٢٩١٧(أ)- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رئاب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی' تو اس سے ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے' پھر ان کی ماں فوت ہو گئی تو وہ بچے اپنی ماں کے گھروں اور غلاموں کے وَلاء کے وارث ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص ؓ ان بچوں کے عصبہ تھے۔ (یعنی وارث تھے) وہ انہیں شام لے گئے جو وہاں جا کر فوت ہو گئے۔ (یہ بچے طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے) حضرت عمرو بن العاص ؓ واپس آئے جبکہ اس عورت کا ایک غلام بھی وفات پا گیا اور مال چھوڑ گیا تھا۔ تو عورت کے بھائیوں نے حضرت عمرو بن العاص ؓ سے (اپنی بہن کے وَلاء کے سلسلے میں) جھگڑا کیا اور معاملہ حضرت عمر بن خطاب ؓ کے سامنے پیش کیا۔

٢٩١٦- تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث السائبة، ح: ٦٧٥٤ من حديث منصور به.

٢٩١٧- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفرائض، باب ميراث الولاء، ح: ٢٧٣٢ من حديث حسين المعلم به * حميد الطويل مدلس، ولم يذكر الناس الذين كانوا يتهمون عمرو بن شعيب رحمه الله، وبأي شيء كانوا يتهمونه؟.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَزَيْدِ بنِ ثَابِتٍ وَرَجُلٍ آخَرَ، فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عَبْدُ الْمَلِكِ اخْتَصَمُوا إِلٰى هِشَامِ بنِ إِسْمَاعِيلَ - أَوْ إِلٰى إِسْمَاعِيلَ بنِ هِشَامٍ - فَرَفَعَهُمْ إِلٰى عَبْدِ المَلِكِ فقال: هٰذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي ما كُنْتُ أُرَاهُ. قال: فَقَضَى لَنَا بِكِتَابِ عُمَرَ ابنِ الْخَطَّابِ فَنَحْنُ فِيهِ إِلَى السَّاعَةِ.

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بیٹے نے یا باپ نے جو بھی جمع کیا ہو وہ اس کے عَصَبَہ کا ہوتا ہے جو بھی ہوں۔'' چنانچہ انہوں نے (اس فیصلے کی) ایک تحریر لکھی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کی گواہی ثبت کی۔ پھر جب عبدالملک خلیفہ ہوئے تو عورت کے بھائیوں نے یہ مقدمہ ہشام بن اسمٰعیل یا اسمٰعیل بن ہشام کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان کو عبدالملک کے ہاں بھیج دیا۔ تو عبدالملک نے کہا: یہ وہی فیصلہ ہے جو میرا خیال ہے کہ میں پہلے دیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تحریر کے مطابق ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا اور اب تک ہم اسی میں ہیں۔

فوائد ومسائل: ① غلاموں کا وَلَاء میت کے وارث عَصَبات کو منتقل ہوگا جیسے کہ دیگر اموال۔ ② عصبہ کے ہوتے ہوئے ماموں وارث نہیں بن سکتا۔

۲۹۱۷(ب) - [حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قال: حدثنا أَبُو سَلَمَةَ قال: حدثنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدٍ قال: النَّاسُ يَتَّهِمُونَ عَمْرَو بنَ شُعَيْبٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ.

۲۹۱۷(ب)- حمید نے کہا: اس حدیث کی بابت لوگ عمرو بن شعیب کو متہم کرتے ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى عن أبي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ خِلَافَ هٰذَا الْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّهُ رَوَى عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ بِمِثْلِ هٰذَا]. (۱)

ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے اس (مذکورہ) حدیث کے خلاف روایت ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت ہے۔

(المعجم ۱۳) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدِي الرَّجُلِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو ان کے مابین بھی تعلق وَلَاء سمجھا جاتا ہے

(۱) اس حدیث کی تخریج صفحہ نمبر: 351 پر گذر چکی ہے۔

فائدہ: اس تعلق کو "ولاء الإسلام" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی اور وارث نہ ہوں تو یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

٢٩١٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ وَهِشَامُ بنُ عَمَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى - قَالَ أبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ حَمْزَةَ - عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ عُمَرَ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ مَوْهَبٍ يُحَدِّثُ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ قالَ هِشَامٌ: عن تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ الله! - وَقال يَزِيدُ: أَنَّ تَمِيمًا قال: يَارَسُولَ الله! - مَا السُّنَّةُ في الرَّجُلِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَي الرَّجُلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ؟ قال: «هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ».

٢٩١٨- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس بارے میں مشروع سنت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "زندگی اور موت میں وہی سب سے بڑھ کر اس کا ولی ہے۔" (اس کے ساتھ نیکی' ایثار اور احسان کا معاملہ کرتا رہے۔)

(المعجم ١٤) - باب: فِي بَيْعِ الْوَلَاءِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- ولاء کا بیچنا کیسا ہے؟

٢٩١٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

٢٩١٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نسبت ولاء کو بیچنے یا کسی کو ہبہ کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: صحیح ابن حبان میں ہے کہ "ولاء کی قرابت ایسے ہی ہے جیسے کہ نسب کی قرابت' اسے بیچا یا ہبہ نہیں کیا جا سکتا۔" (صحيح ابن حبان (ابن بلبان)' البيع المنهي عنه' حديث: ٤٩٥٠- نیز دیکھیے' گزشتہ باب: ١٣)

٢٩١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميرآث الرجل الذي يسلم على يدي الرجل، ح: ٢١١٢، وابن ماجه، ح: ٢٧٥٢ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وعلقه البخاري بصيغة التمريض قبل، ح: ٦٧٥٧، ولم أر لمضعفه حجة قوية.

٢٩١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب بيع الولاء وهبته، ح: ٢٥٣٥، ومسلم، العتق، باب النهي عن بيع الولاء وهبته، ح: ١٥٠٦ من حديث شعبة به.

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْمَوْلُودِ يَسْتَهِلُّ ثُمَّ يَمُوتُ (التحفة ١٥)

باب:١٥- بچہ جو زندہ پیدا ہو کر روئے اور پھر فوت ہو جائے

٢٩٢٠- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ إسْحَاقَ عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إذَا اسْتَهَلَّ المَوْلُودُ وُرِّثَ».

٢٩٢٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(نومولود) بچہ جب آواز بلند کرے تو وارث ہوگا۔“

فائدہ: نومولود میں سانس لینے‘ حرکت کرنے‘ چھینک مارنے یا رونے وغیرہ سے جب ثابت ہو جائے کہ وہ زندہ تھا تو اسے شرعاً وراثت کا حق ملے گا۔

(المعجم ١٦) - باب نَسْخِ مِيرَاثِ الْعَقْدِ بِمِيرَاثِ الرَّحِمِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- نسب کی میراث نے مواخات اور حلف کی وراثت کو منسوخ کر دیا ہے

فائدہ: ابتدائے ایام ہجرت میں جب مملکتِ اسلام مدینہ منورہ میں اپنا وجود پکڑ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات (بھائی چارے) کا نظام قائم فرمایا تھا‘ یعنی ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنا دیا۔ تاریخی اعتبار سے یہ ایک منفرد اور فقید المثال تجربہ تھا جو نہ اس سے پہلے کبھی سننے میں آیا اور نہ شاید آیندہ کبھی ہو۔ اس مواخات کی بناء پر یہ منہ بولے بھائی‘ دوسرے نسبی قرابت داروں کی بجائے ایک دوسرے کے وارث بننے لگے۔ سورۂ نساء میں اس کا ذکر اس طرح ہے: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ (النساء:٣٣) ”ماں باپ یا قرابت دار جو کچھ چھوڑ جائیں اس سے ہر ایک کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے پس ان سب کو ان کا حصہ دو۔“ مگر وراثت کا یہ حکم تھوڑے عرصے کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ اور سورۃ الانفال میں فرمایا گیا: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (الانفال:٧٥) ”اور رشتے ناتے والے اللہ کی کتاب کے اندر ایک دوسرے کے زیادہ نزدیک ہیں۔“ اسی طرح حلف کی وراثت کا ایک طریقہ یہ رائج تھا کہ اسلام سے قبل دو اشخاص یا دو قبیلوں کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کے لیے معاہدہ اور حلف ہوتا تھا اور اسلام کے بعد بھی یہ سلسلہ اسی طرح چلا آرہا تھا۔ اسی آیت سے یہ طریقہ بھی منسوخ کر دیا گیا‘ مگر عمومی نصرت و اخوت اسلامی اور وصیت

٢٩٢٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٥٧ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن، ولحديثه شواهد ضعيفة عند ابن حبان (موارد)، ح: ١٢٢٣، والحاكم: ٤/ ٣٤٨، ٣٤٩ وغيرهما.

کے ذریعے سے مدد کرنا باقی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر جب اور کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو تو حلیف وارث ہوگا۔ بعض نے کہا کہ حلیف نہیں بلکہ ایسے آدمی کی وراثت بیت المال میں جائے گی۔

٢٩٢١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: (والذين عاقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم) كَانَ الرَّجُلُ يُحَالِفُ الرَّجُلَ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نَسَبٌ فَيَرِثُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ فَنَسَخَ ذٰلِكَ الأَنْفَالُ فقال: ﴿وَأُوْلُواْ ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ٧٥].

۲۹۲۱- حضرت ابن عباس ؓ نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی دوسرے کا حلیف بن جاتا تھا جبکہ ان میں کوئی نسبی قرابت نہ ہوتی تھی پھر ہر ایک دوسرے کا وارث بھی ہوتا تھا' تو اس حکم کو سورۂ انفال نے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاُوْلُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ......﴾ ”رشتے ناتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں۔“

فائدہ: قراءت حفص میں' جس کے مطابق اس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے' [عَقَدَتْ] ہے۔ لیکن بعض روایات میں یہ [عَاقَدَتْ] پڑھا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی یہ لفظ [عَاقَدَتْ] ہے۔

٢٩٢٢- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حدَّثني إِدْرِيسُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا طَلْحَةُ بنُ مُصَرِّفٍ عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في قَوْلِهِ: (والذين عاقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم) قال: كَانَ المُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا المَدِينَةَ تُوَرِّثُ الأَنْصَارَ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلأُخُوَّةِ الَّتي آخَى رَسُولُ الله ﷺ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلِكُلٍّ

۲۹۲۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ......﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ مہاجرین جب مدینہ آئے تو انصار کے وارث وہی (مہاجرین) بنتے تھے نہ کہ دیگر رشتہ دار۔ یہ اس بنا پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے آپس میں بھائی چارہ قائم فرما دیا تھا۔ پھر جب یہ آیت اتری: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ......﴾ تو اس نے ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ﴾ کو منسوخ کر دیا۔ مگر عام نصرت'

٢٩٢١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به.

٢٩٢٢_ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿ولكل جعلنا موالي مما ترك الوالدان . . .﴾ الخ"، ح: ٤٥٨٠ من حديث أبي أسامة به.

جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ﴾ [النساء: ٣٣] قال: نَسَخَتْهَا (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ) مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيحَةِ وَالرِّفَادَةِ، وَيُوصِي لَهُ وَقَدْ ذَهَبَ المِيرَاثُ.

خیر خواہی اور تعاون کو قائم رکھا۔ وہ ایک دوسرے کو وصیت بھی کر سکتے تھے' جب کہ وراثت ختم کر دی گئی۔

فائدہ: قال: نَسَخَتْهَا' کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ نے ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا...... الآية﴾ کو منسوخ کر دیا' حالانکہ اس کے برعکس ہے۔ ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا﴾ نے میراث کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس پر ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ دلالت کرتی ہے۔ اب اس قسم کے عہد و پیمان سے ایک دوسرے کا وارث کوئی نہیں ہوگا' البتہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون' ہمدردی' نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحب اور پسندیدہ عمل ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وعَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى المَعْنَى قالَ أَحْمَدُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن ابنِ إسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ قال: كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أُمِّ سَعْدٍ بِنْتِ الرَّبِيعِ، وَكَانَتْ يَتِيمَةً في حِجْرِ أبي بَكْرٍ فَقَرَأْتُ (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيمَانُكُم) فَقَالَتْ: لَا تَقْرَأْ: (وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيمَانُكُم) إِنَّمَا نَزَلَتْ في أبي بَكْرٍ وَابْنِهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حِينَ أَبَى الإِسْلَامَ، فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ لا يُوَرِّثَهُ، فَلَمَّا أَسْلَمَ أَمَرَهُ نَبِيُّ الله ﷺ أَنْ يُؤْتِيَهُ نَصِيبَهُ. زَادَ عَبْدُ العَزِيزِ: فَمَا أَسْلَمَ حَتَّى حُمِلَ عَلَى الإِسْلَامِ بالسَّيْفِ.

٢٩٢٣- جناب داود بن حصین بیان کرتے ہیں کہ میں ام سعد بنت ربیع کے ہاں پڑھا کرتا تھا جب کہ وہ یتیم تھیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت تھیں' تو میں نے یوں قراءت کی ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ اس نے کہا: ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ مت پڑھو۔ (بلکہ بات یہ ہے کہ) یہ آیت حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی' جبکہ اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اسے اپنی وراثت نہیں دوں گا۔ پھر جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اسے اس کا حصہ دیں۔ عبدالعزیز (بن یحییٰ) نے مزید کہا: عبدالرحمٰن نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا جب تک کہ اسے تلوار کے زور پر مجبور نہیں کر دیا گیا۔ (جب اسلام بزور تلوار غالب آ گیا اور بہت سے لوگ اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔)

٢٩٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به * ابن إسحاق عنعن.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَنْ قَالَ: عَقَدَتْ جَعَلَهُ حِلْفًا، وَمَنْ قَالَ: عَاقَدَتْ جَعَلَهُ حَالِفًا. قَالَ: وَالصَّوَابُ حَدِيثُ طَلْحَةَ عَاقَدَتْ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿عَقَدَتْ﴾ کا مفہوم حلف یعنی قسم کھانے کے معنی میں ہوگا۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ اپنے غیر مسلم بیٹے کو وراثت نہیں دیں گے۔) اور جو ﴿عَاقَدَتْ﴾ پڑھتے ہیں ان کے نزدیک معنی ''باہمی عہد و پیمان'' ہیں۔ اور سابقہ حدیث طلحہ بن مصرف زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: مذکورہ قراءت شاذ ہے۔ علاوہ ازیں امام ابوداود رحمہ اللہ کے حدیث طلحہ (حدیث:۲۹۲۲) کو زیادہ صحیح قرار دینے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عَاقَدَتْ (الف کے ساتھ) قراءت زیادہ صحیح ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس سے اختلاف کیا ہے اور ''عَقَدَتْ'' ہی کو زیادہ صحیح کہا ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا، وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا: ﴿وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا﴾ [الأنفال: ٧٢] فَكَانَ الأَعْرَابِيُّ لا يَرِثُ المُهَاجِرَ وَلَا يَرِثُهُ المُهَاجِرُ فَنَسَخَتْهَا فقال: ﴿وَأُوْلُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ﴾ [الأنفال: ٧٥].

۲۹۲۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا...﴾ اور ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يُهَاجِرُوا......﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ دیہاتی (مسلمان جس نے ہجرت نہ کی ہوتی) مہاجر کا وارث نہ بنتا تھا۔ پھر اس حکم کو آیت کریمہ: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ...﴾ نے منسوخ کر دیا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْحِلْفِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-حِلف کا بیان

فائدہ: [حِلْف] (ح کے نیچے زیر اور لام ساکن) قوم کا آپس میں یا کسی دوسرے کے ساتھ دوستی اور تعاون کا مضبوط عہد و پیمان 'حِلف' کہلاتا ہے۔ اور فریقین کو ایک دوسرے کا حلیف کہتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں لوگ اپنے حلیف کی تائید و نصرت میں جان تک دے دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہوتا یا ناحق پر۔

٢٩٢٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۹۲۵- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ

٢٩٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به ❊ أحمد هو ابن محمد بن ثابت.

٢٩٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح: ٢٥٣٠ من حديث ابن نمير به.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عن زَكَرِيَّا، عن سَعْدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أبِيهِ، عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الإِسْلَامِ، وَأَيُّمَا حِلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً».

ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں کوئی (نیا) حِلف نہیں ہے اور قبل از اسلام (ایام جاہلیت میں) جو عہد معاہدے ہو چکے ان کو اسلام نے اور مضبوط کیا ہے۔''

فائدہ: اسلام نے اپنے معتقدین کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۱۰) ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' چنانچہ واجب ہے کہ یہ ایک جان اور ایک جسم بن کر رہیں۔ انہیں اب کوئی ضرورت نہیں کہ قبل از اسلام کے انداز میں مصنوعی معاہدے کرتے پھریں۔ بلکہ یہ چیز ان کے عقیدے اور عمل کا بنیادی عنصر ہے۔ بہر حال جو معاہدات اس سے پہلے ہو چکے ہوں اسلام انہیں خیر وصلاح کی بنیاد پر اور مضبوط بناتا ہے۔

۲۹۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن عَاصِمٍ الأَحْوَلِ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: حَالَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ فِي دَارِنَا، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حِلْفَ فِي الإِسْلَامِ»، فقال: حَالَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ فِي دَارِنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

۲۹۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ ان سے کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: ''اسلام میں کوئی حلف نہیں۔'' تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے احاطے میں بیٹھ کر مہاجرین اور انصار کے درمیان حِلف قائم کیا تھا۔ انہوں نے اپنی یہ بات دو یا تین بار دوہرائی۔

فائدہ: اہل اسلام وایمان ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ کی بنیاد پر جو عہد معاہدہ کر لیں جائز ہے۔ مگر جاہلیت کی طرح معاہدے جو محض عصبیت پر طے ہوتے تھے ان کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نبی ﷺ کے فرمان: ''اسلام میں حلف نہیں'' کا مطلب بھی یہی ہے۔

۲۹۲۶۔ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم ... الخ، ح:٧٣٤٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب مؤاخاة النبي ﷺ بين أصحابه رضي الله تعالى عنهم، ح:٢٥٢٩ من حديث عاصم الأحول به.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا (التحفة ١٨)

باب:١٨-عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ پائے گی

٢٩٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ: الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ وَلا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ: كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ وَرِّثِ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ.

٢٩٢٧- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: دیت کنبے والوں کا حق ہے (جو باپ کی طرف سے قرابت دار ہوتے ہیں۔) اور عورت اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ نہ پائے گی حتی کہ ضحاک بن سفیان نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے لکھا تھا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

قال أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، وَقال فِيهِ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الأَعْرَابِ.

احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں یہ حدیث عبدالرزاق نے بواسطہ زہری اور انہوں نے سعید سے روایت کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ضحاک کو دیہاتیوں پر عامل بنایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① مقتول کے سلسلے میں ملنے والی دیت اس کی ملکیت شمار ہو کر اس کے شرعی وارثوں میں تقسیم ہوگی۔ جن میں سے ایک وارث بیوی بھی ہے۔ ② کسی بھی مسلمان کو روا نہیں کہ صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ائمہ مجتہدین کے فتوی' رائے یا اجتہاد کو ترجیح دے۔ ③ اشیم ضبابی کو ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور ضبابی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ضباب کی طرف نسبت ہے جو کہ کوفہ میں ایک قلعہ ہے۔ (عون المعبود)

٢٩٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الفرائض، باب ماجاء في ميراث المرأة من دية زوجها، ح: ٢١١٠، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٣/ ٤٥٢، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٦٦، وللحديث شواهد عند الطبراني: ٥/ ٢٧٦، ح: ٥٣١٥ وغيره.

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام ومسائل

[خراج کے معنی] لغت میں اس کے لیے [دخل] ''آمدنی'' اور [خرج] '' وہ حصہ جو کوئی شخص اپنی کمائی سے نکال کر دوسرے کو دیتا ہے۔'' دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ حصہ دینے والے کے حوالے سے خرج اور وہی حصہ لینے والے کے حوالے سے دخل ہوگا۔ خرج اور خراج دونوں لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَمۡ تَسۡأَلُهُمۡ خَرۡجاً فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّهُوَ خَيۡرُ الرَّازِقِيۡنَ﴾ (المؤمنون:۷۲) ''کیا آپ ان سے اپنی آمدنیوں میں سے کچھ حصہ نکال کر دینے کا مطالبہ کرتے ہیں، وہ حصہ جو آپ کے رب نے (آپ کیلئے) مقرر کر رکھا ہے بہتر ہے، وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔'' مبرد نحوی کے نزدیک خرج مصدر ہے اور خراج اسم ہے۔ دیکھیے: (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: المؤمنون:۷۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے خراج کا لفظ اجرت کے لیے اور اس حصے کے لیے جو آقا کسی غلام کی آمدنی سے اپنے لیے مقرر کرتا ہے، دونوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ (كتاب الإجارة، باب:۱۸، ۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری کی یہ روایت: [كَانَ لِأَبِي بَكۡرٍ غُلَامٌ يُخۡرِجُ لَهُ الۡخَرَاجَ،

وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ] ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کے لیے اپنی آمدنی سے ایک حصہ نکالتا تھا اور ابوبکر اس حصے میں سے کھاتے تھے۔'' (صحیح البخاری' مناقب الانصار' باب أيام الجاهلية' حديث:۳۸۴۲) خراج کے مفہوم کی وضاحت کردیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر حاصل ہونے والی فَے کی زمین اور باغات یہود کو اس شرط پر دیے کہ وہ ان کی آمدنی کا نصف حصہ بیت المال میں جمع کرائیں گے۔ یہاں سے لفظ خراج زمین وغیرہ سے حاصل ہونے والے محصولات کے لیے رائج ہو گیا۔ بعدازاں اس میں وسعت آ گئی اور خراج سے مراد تمام ذرائع سے حاصل ہونے والی حکومت کی آمدنی لی جانے لگی۔

''فَے'' ان زمینوں یا اموال کو کہتے ہیں جو غیر مسلم دشمن خوفزدہ ہو کر چھوڑ جاتے ہیں اور وہ مسلمان حکومت کے قبضے میں آ جاتے ہیں۔ اس کی وضاحت خود قرآن مجید میں ان الفاظ میں آتی ہے: ﴿وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الحشر:۶) ''اور اللہ نے ان سے اپنے رسول کی طرف جو مال لوٹایا تو اس کے لیے تم نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے' لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے۔'' بعد میں جب ایسی زمینوں کا مستقل انتظام کیا جاتا ہے تو ان سے حاصل ہونے والے محصولات بھی خراج کہلاتے ہیں۔

[الإمارة] امر سے ہے۔ معاملات کا انچارج' ولی الامر یا امیر کہلاتا ہے۔ قرآن مجید نے اس کا طریق کار اس طرح مقرر فرمایا ہے: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ ان کے معاملات کا چلانا' ان کے باہم مشورے سے ہے۔ ان ''اہل شوریٰ'' سے مراد کون لوگ ہیں؟ ظاہر ہے جن کا امیر چنا جا رہا ہے یا جن کے معاملات چلائے جا رہے ہیں انہی کے درمیان مشاورت ہو گی۔ اگر قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھا جائے تو مسلمانوں کے اندر شوریٰ ان سب کے درمیان ہو گی جن کی صفات قرآن مجید نے بیان فرما دی ہیں۔ وہ قرآنی آیات یہ ہیں: ﴿لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾ (الشوریٰ:۳۶-۳۹) ''جو لوگ ایمان لائے اور وہ اپنے رب ہی پر توکل کرتے ہیں اور جو

کبیرہ گناہوں اور فواحش سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ اور جنھوں نے اپنے رب کے حکم پر لبیک کہا۔ نماز قائم کی' ان کے تمام معاملات باہم مشورے سے طے ہوتے ہیں اور ہم نے ان کو جو رزق دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو اس کے ازالے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔''

ان آیات کی روشنی میں شوریٰ میں وہ تمام لوگ شریک ہوں گے جو ① مومن ہوں۔ ② اپنے رب پر بھروسا کرتے ہوں۔ (دنیاوی معاملات کی آسانیوں کے لیے کسی غیر سے مدد یا تعاون حاصل کرنے کے قائل نہ ہوں۔) ③ کبائر اور فواحش سے بچتے ہوں اور بردبار غیر منتقم مزاج ہوں۔ ④ اپنے رب کی طرف سے عائد ذمہ داریاں پوری کریں۔ اللہ کے ساتھ عبادت کے ذریعے سے قریبی رابطہ ہو' ہر دائرہ کار میں تمام معاملات شوریٰ کے ذریعے سے طے کرنا ان کا طریق کار ہو اور مال اللہ کی رضا کے لیے ضرورت مندوں پر خرچ کریں۔ ⑤ کسی بھی قسم کے ظلم کو سہنے کی بجائے اس کے خاتمے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ عام لوگوں کی تعداد چاہے کروڑوں میں ہو' لیکن ان میں سے اہل شوریٰ وہی ہوں گے جو مذکورہ صفات کے حامل ہوں گے اور ان سب کا حق ہے کہ حکومت کا انتخاب اور انتظام وانصرام ان کے مشورے سے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے بعد یہ شوریٰ ہی اصل اختیارات کی مالک اور تمام فیصلے کرنے کی مجاز ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ولی الامر تھے۔ انھیں خلیفۃ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ولی الامر ہوئے تو انہوں نے خلیفۃ رسول اللہ کی بجائے اس منصب کو امیر المومنین کا عنوان دیا۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امارت کی ذمہ داریوں' لوگوں کے حقوق' منصب کی طلب گاری' اس کی اہلیت' اس کی معاونت' اس کی ہیئت' عمال حکومت اور ان کی تنخواہوں' ان کی امانت داری وغیرہ کے حوالے سے مختلف احادیث درج کی ہیں جن سے سرکاری انتظامیہ (ایڈمنسٹریشن) کا بنیادی ڈھانچہ سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خراج اور فے کے مسائل سے متعلق احادیث بھی اس حصے میں جمع کر دی ہیں۔ یہ دونوں سرکاری ایڈمنسٹریشن کے بنیادی اور اہم شعبے ہیں جو عموماً براہِ راست ولی الامر کے تحت ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ١٩) - كِتَابُ الْخَرَاجِ وَالْفَيْءِ وَالْإِمَارَةِ (التحفة ١٤)

محصولات اراضی، غنائم اور امارت سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - باب مَا يَلْزَمُ الْإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ (التحفة ١)

٢٩٢٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «أَلَا كُلُّكُم رَاعٍ وكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فالأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، فَكُلُّكُم راعٍ وكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ».

باب:١- عوام اور رعیت کے حقوق جو حاکم پر واجب ہیں

٢٩٢٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے ہر شخص محافظ اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت (جو کوئی اور جو کچھ اس کی ذمہ داری میں ہے) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پس امیر، جو لوگوں کا محافظ ہے، اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا محافظ ہے، اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر محافظ ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا، غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے، اس سے اس مال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ الغرض! تم سب کے سب راعی اور حاکم ہو اور تم سب سے تمہاری رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① ہر فرد اپنے دائرۂ اختیار میں اپنی حدود تک ان سب کا محافظ و ذمہ دار ہے، لہٰذا کوئی بھی اپنے

٢٩٢٨ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأحكام، باب قول الله تعالى: ﴿أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم﴾، ح: ٧١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية أبي مصعب): ٢/ ١٨٢، ١٨٣، ح: ٢١٢١، ورواه مسلم، الإمارة، باب فضيلة الأمير العادل وعقوبة الجائر . . . الخ، ح: ١٨٢٩ من حديث عبدالله بن دينار به.

دینی و دنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ ② بچوں کی تعلیم و تربیت میں ماں باپ دونوں شریک ہوتے ہیں' مگر ماں کی ذمہ داری ایک اعتبار سے زیادہ ہے کہ بچے فطرتاً اسی کی طرف مائل ہوتے ہیں' اور زیادہ تر اسی کی رعیت اور نگرانی میں رہتے ہیں' اس لیے شریعت نے اس کو بچوں پر راعی (نگران) بنایا ہے۔

(المعجم ٢) - **باب مَا جَاءَ فِي طَلَبِ الْإِمَارَةِ** (التحفة ٢)

باب:٢-حکومت طلب کرنے کا مسئلہ

٢٩٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أخبرنا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ سَمُرَةَ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَمُرَةَ! لا تَسألِ الإمَارَةَ فَإِنَّكَ إذَا أُعْطِيتَهَا عنْ مَسْألَةٍ وُكِلْتَ فِيهَا إلٰى نَفْسِكَ، وَإنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْألَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا».

٢٩٢٩- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! حکومت کا سوال نہ کرنا' کیونکہ یہ اگر تمہیں مانگنے پر دی گئی تو تم اس سلسلے میں اپنے آپ کے سپرد کر دیے جاؤ گے' (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہ ہوگی) لیکن اگر بغیر مانگنے کے دی گئی تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کا کوئی معاملہ ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کی خاص رحمت اور مدد کے بغیر درست ہو سکے جبکہ حکومت تو بہت بڑی اور کٹھن ذمہ داری ہے۔ اس لیے مانگ کر حکومت لینا' اللہ کی رحمت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔ ② حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ﴿اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ (یوسف:٥٥) ''مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔'' کسی منصب کے طلب کے لیے نہیں' بلکہ ایک عمومی پیش کش پر نوعیت کی تعیین کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب عزیز مصر نے ذمہ داری کی پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ ﴿اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ﴾ (یوسف:٥٤) ''آپ آج سے ہمارے ہاں ذی مرتبہ اور امانت دار ہیں۔'' اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ملک و قوم کے حالات دگرگوں ہوں اور کوئی باصلاحیت فرد نیک نیتی سے یہ سمجھتا ہو کہ وہ اس صورت حال سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے تو اس کو آگے آنا چاہیے۔ ایسا شخص اگر ''امام عادل'' کے جیسے وصف سے موصوف ہو تو اس کے متعلق بشارتوں کا بھی اعلان ہے۔

٢٩٢٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا، فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح:١٦٥٢ من حديث هشيم، والبخاري، الأحكام، باب: من سأل الإمارة وكل إليها، ح:٧١٤٧ من حديث يونس به.

٢٩٣٠- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أبي خَالِدٍ، عن أخِيهِ، عن بِشْرِ بنِ قُرَّةَ الْكَلْبِيِّ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى رَضِيَ الله عَنْهُ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ رَجُلَيْنِ إلى النَّبيِّ ﷺ فَتَشَهَّدَ أحَدُهُمَا ثُمَّ قال: جِئْنَا لِتَسْتَعِينَ بِنَا عَلَى عَمَلِكَ، فقالَ الآخَرُ مِثْلَ قَوْلِ صَاحِبِهِ، فقالَ: «إنَّ أَخْوَنَكُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهُ»، فَاعْتَذَرَ أبُو مُوسَى إلَى النَّبيِّ ﷺ وَقال: لَمْ أَعْلَمْ لِمَا جَاءَا لَهُ، فَلَمْ يَسْتَعِنْ بِهِمَا عَلَى شَيْءٍ حَتَّى مَاتَ.

٢٩٣٠- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس ان میں سے ایک نے (بات کرنے کے لیے) کلمات تشہد پڑھے اور پھر کہا: ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہم سے اپنے کام میں کوئی مدد لیں (یعنی عامل اور حاکم بنا دیں) اور دوسرے نے بھی اپنے ساتھی کی سی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ ذمہ داری طلب کرتا ہے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ خائن ہوتا ہے۔'' چنانچہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے معذرت چاہی اور کہا: مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کس مقصد سے آئے ہیں۔ اور پھر آپ نے اپنی وفات تک ان سے کسی کام میں مدد نہیں لی۔

فائدہ: یہ حدیث ضعیف منکر ہے۔ لیکن اس سے پہلی صحیح روایت اور دیگر صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت، منصب اور عہدہ طلب کرنا شرعاً محبوب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل اکثر لوگ حکومتی مناصب چونکہ طلب کر کے اور ہر طرح کے جتن کر کے لیتے ہیں، تو توفیق ربانی ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي الضَّرِيرِ يُوَلَّى (التحفة ٣)

باب:٣- نابینے کو عامل بنانا جائز ہے

٢٩٣١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْمُخَرِّمِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى المَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ.

٢٩٣١- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دوبار مدینے کا والی بنایا تھا۔

٢٩٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٩٣١ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو مدلس وعنعن، ولم أجد تصريح سماعه عن أخيه سعيد، وانظر، ح: ٤٣٥٤.

٢٩٣١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٥٩٥.

فائدہ: اسلام کے سوا باقی معاشرے بہت عرصہ تک نابیناؤں اور دیگر خصوصی افراد کے ساتھ امتیازی برتاؤ کرتے رہے۔ ان کو اہم ذمہ داریوں پر فائز کرنے کا تو تصور تک نہیں تھا۔ اسلام نے نہ صرف ان کے حقوق باقی انسانوں کے برابر کیے بلکہ ان کو انتہائی ذمہ داریاں دینے کا بھی آغاز کیا۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی ایک اہم ترین ذمہ داری یعنی اذان دینا تو ہمہ وقت حاصل تھی' حالانکہ وہ اذان کے صحیح وقت کے تعین کے لیے دوسروں کی مدد کے محتاج تھے۔ اذانِ صبح کے وقت لوگ انہیں بتاتے تھے کہ [أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ] ''آپ نے صبح کر دی ہے' صبح کر دی ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں دو بار مدینے کا قائم مقام گورنر بھی بنایا۔ اس معاملے میں بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لیے یقیناً انہیں بروقت دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہوگی۔ اور دیکھا جائے تو ہر حاکم کو کسی نہ کسی صورت میں دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے' کسی کو ایک صورت میں کسی کو دوسری صورت میں۔ نابینا آدمی اگر علم' عمل' تقویٰ اور دانائی کے اعلیٰ معیار پر پورا اترتا ہو تو اسے حکومتی منصب دے دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ ایسا آدمی فیصلے کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا' کہ وہ افراد کے پہچاننے اور شخصیات کی تعیین وغیرہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے' رسول اللہ ﷺ کی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر نابینا صحیح اور بروقت فیصلے کرنے اور دوسروں سے کام لینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے مناسب ذمہ داری دینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ اس قسم کے خصوصی افراد کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان سے ان کی اہلیت وصلاحیت کے مطابق کام لینا' معاشرے کے لیے بہتر ہی ہے۔ مسلمان معاشروں میں ایسے افراد علم کی خدمت میں ہمیشہ ممتاز رہے' البتہ غیر اسلامی معاشروں کے ساتھ اختلاط کے سبب ایسے افراد کے بارے میں نامناسب رویہ شروع ہوا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ (التحفة ٤)

باب:۴-وزیر بنانا جائز ہے

٢٩٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَامِرٍ المُرِّيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْقَاسِمِ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا أَرَادَ الله بِالأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ، إنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ، وَإذَا أَرَادَ الله بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ

۲۹۳۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی امیر (حاکم) کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کوئی مخلص وزیر عنایت فرما دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد دلاتا ہے اور یاد ہونے پر اس کی مدد کرتا ہے' اور اللہ جب اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کوئی برا وزیر بنا دیتا ہے جو بھول جانے پر اسے یاد نہیں دلاتا اور یاد آنے پر

٢٩٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١١٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥١، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البزار (كشف الأستار): ٢/ ٢٣٤ وغيره.

جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ، إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ».

اس کی مدد نہیں کرتا۔"

فائدہ: اسلام نے امورِ مملکت کو چلانے کے لیے تدریجاً ایک ایسا نظام بنایا جو انتظام وانصرام کے حوالے سے ایک مثالی نمونہ تھا۔ بڑی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں مناسب افراد کو جو صلاحیت اور اخلاص میں بہترین ہوں با قاعدہ شامل کر کے ہی انتظامی معاملات صحیح طور پر چلائے جا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سرکاری مشینری کے لیے اخلاص اور خیر خواہی اور ذمہ داری کو بنیادی خصوصیت قرار دیا ہے۔ جبکہ غیر ذمہ داری فرائض منصبی سے غفلت اور عدم خیر خواہی کو تباہی کا سبب بتایا ہے۔ اس لیے حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے لیے وزیر منتخب کرے مگر ایسے جو ایمان وعمل اور دیانت وتقویٰ میں معتبر ہوں اور ان کے حاصل ہونے پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے اور برے مصاحبوں سے بچنا اور اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حکومتیں وہی کامیاب وکامران رہی ہیں جن میں وزیر ومشیر دانا وبینا اور امین تھے۔ اور جن حکومتوں میں وزیر ومشیر غبی اور خائن ہوئے وہ عبرت کا نشان بنیں۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي الْعِرَافَةِ (التحفة ٥)

باب:٥-قوم کی نمائندگی

فائدہ: قوم قبیلے کی سطح کے سردار اور نمائندے کو عربی میں "عریف" کہا جاتا ہے۔ جو ان کے احوال سے باخبر رہتا ہے اور لوگ بھی اسے حاکم اعلیٰ کے سامنے اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے ذریعے سے برے بھلے کی خبر ملتی رہتی اور اس طرح نظم وانتظام کو سنبھالنا اور چلانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہ عُرَفاء لوگوں کی مرضی سے قبائلی رسم ورواج کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔

٢٩٣٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عن أبي سَلَمَةَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عن يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ، عن صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ المِقْدَامِ، عن جَدِّهِ المِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ ضَرَبَ عَلَى مَنْكِبِهِ، ثُمَّ قال: «أَفْلَحْتَ يَاقُدَيْمُ! إِنْ مُتَّ وَلَمْ تَكُنْ أَمِيرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيفًا».

٢٩٣٣- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا' پھر فرمایا: "اے قُدَیم! (قاف کی پیش اور دال پر زبر کے ساتھ) تو کامیاب ہوا اگر اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر بنا' نہ اس کا سیکرٹری اور نہ عریف (اپنی قوم کا سردار۔)"

٢٩٣٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٣، والبيهقي: ٦/ ٣٦١ من حديث صالح بن يحيى به، وهو لين(تقريب) ※ وحديث: "فلا يكونن عريفًا ولا شرطيًا ولا جابيًا ولا خازنًا، حسن، رواه أبويعلى، ح: ١١١٥، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٥٨.

ملحوظہ: اس باب کی دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں' لیکن اس حدیث سے اور اس سے اگلی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عریف یا گاؤں کے چودھری' مَلِک اور وڈیرے کا دستور قدیم سے موجود تھا۔ اور یہ لوگ ماضی کی روایات کے تحت معاشرے کی ایک اہم ضرورت پوری کرتے تھے لیکن بہت سی ناروا باتیں' نمائندگی میں عدم توازن' لوگوں کے بعض حقوق سے اغماض جیسی غلطیاں بھی ان سے سرزد ہوتی تھیں۔ اس قدیم طریق کے مطابق چل کر ذمہ داریاں نبھانا اسلام کے تصور عدل کے مطابق تو نہ تھا لیکن جب تک ایمان دار تربیت یافتہ عملہ حاصل نہ ہو جاتا اور ان کو ہر جگہ متعین نہ کر دیا جاتا' انہیں لوگوں سے کام لینا ناگزیر تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء نے مختلف آبادیوں کی نمائندگی اور انتظام وانصرام کے لیے متعدد طریق اختیار فرمائے۔ بعض اوقات قبائل میں سے مسلمان ہونے والے لوگوں کی دینی تربیت کر کے یہ ذمہ داریاں ان کے سپرد کر دیں۔ بعض اوقات سابقہ عریفوں ہی کو نئی ہدایات کے ساتھ اپنے منصب پر برقرار رکھا' بعض اوقات اپنی تربیت یافتہ ٹیم سے لوگ بھیج دیے۔ بعض اوقات تربیت دینے والے بھیجے جو مقامی افراد کو تیار کر کے وہاں کے معاملات ان کے سپرد کر کے واپس آ جاتے۔ یہ تمام طریقے صحیح احادیث میں مذکور ہیں۔ علاوہ ازیں حکومتی مناصب کی ذمہ داریاں دنیا اور آخرت کے حوالے سے بڑی سخت ہیں' لیکن اگر ایمان و دیانت سے یہ فرائض نبھائے جائیں تو اس کا اجر بھی بہت زیادہ ہے۔

٢٩٣٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عن رَجُلٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّهُمْ كَانُوا عَلٰى مَنْهَلٍ مِنَ المَنَاهِلِ، فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الإسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ عَلٰى أنْ يُسْلِمُوا، فَأَسْلَمُوا وَقَسَمَ الإبِلَ بَيْنَهُمْ، وَبَدَا لَهُ أنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ، فَأرْسَلَ ابْنَهُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فقالَ لَهُ: ائْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إنَّ أبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَإنَّهُ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإبِلِ عَلٰى أنْ يُسْلِمُوا

۲۹۳۴- غالب قطان' ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ ایک چشمے پر مقیم تھے۔ جب ان کو اسلام کی دعوت پہنچی' تو پانی کے اس منتظم نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام لے آؤ تو میں تمہیں ایک سو اونٹ دوں گا' چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اس نے ان میں اونٹ تقسیم کر دیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ تو اس نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور اسے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور انہیں کہے کہ میرا والد آپ کو

٢٩٣٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٦، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٧٣، من حديث غالب القطان به مختصرًا، وفيه غير واحد من المجهولين، انظر، ح: ٥٢٣١، ورواه البيهقي: ٦/ ٣٦١ من حديث أبي داود به.

فَأَسْلَمُوا وَقَسَمَ الإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَإِنْ قَالَ لَكَ: نَعَمْ أَوْ لَا، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِي الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فَأَتَاهُ فقال: إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فقال: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ»، فقال: إِنَّ أَبِي جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوا فَأَسْلَمُوا وَحَسُنَ إِسْلَامُهُمْ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ؟ فَقَالَ: «إِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُسْلِمَهَا لَهُمْ فَلْيُسْلِمْهَا، وَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يَرْتَجِعَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ، فَإِنْ أَسْلَمُوا فَلَهُمْ إِسْلَامُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا قُوتِلُوا عَلَى الإِسْلَامِ». وَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ وَهُوَ عَرِيفُ الْمَاءِ وَإِنَّهُ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِيَ الْعِرَافَةَ بَعْدَهُ. فقال: «إِنَّ الْعِرَافَةَ حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنَ الْعُرَفَاءِ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ».

سلام کہتا ہے اور بتانا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوجائیں تو وہ انہیں ایک سو اونٹ دے گا‘ چنانچہ وہ مسلمان ہوگئے‘ تو اس نے وہ اونٹ ان میں بانٹ دیے۔ اور اب اسے خیال آیا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے تو کیا میرا والد ان اونٹوں کا زیادہ حقدار ہے یا وہ لوگ؟ تو اگر آپ ﷺ ہاں کہیں‘ یا نہیں‘ تو انہیں عرض کرنا کہ میرا والد بہت بوڑھا ہے اور وہ اپنی قوم کے پانی کا عریف (ان کا سردار) ہے۔ تو آپ ﷺ اس کے بعد یہ منصب میرے لیے مقرر فرمادیں۔ چنانچہ اس کا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور کہا: میرے والد آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ] ”اور تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو۔“ پھر اس نے کہا: میرے والد نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوجائیں تو وہ انہیں سو اونٹ دیں گے‘ چنانچہ وہ مسلمان ہوگئے اور بڑے اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔ (جس پر انہیں اونٹ دے دیے گئے) پھر اس کا (والد کا) خیال ہوا ہے کہ یہ اونٹ ان سے واپس لے لے۔ کیا وہ (میرا والد) ان کا زیادہ حق دار ہے یا وہ لوگ؟ آپ نے فرمایا: ”اگر وہ انہی کو دے دینا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر واپس لینا چاہتا ہے تو وہ ان اونٹوں کا ان کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ پس اگر وہ اسلام لائے ہیں تو اس کا فائدہ خود انہی کو ہے اور اگر اسلام قبول نہیں کریں گے تو ان سے اسلام کے لیے قتال کیا جائے گا۔“ لڑکے نے پھر کہا: میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور وہ پانی کا منتظم ہے (اپنی قوم کا سردار ہے) اس کی

(یعنی میرے والد کی) درخواست یہ ہے کہ یہ منصب (عریف) اس کے بعد آپ ﷺ میرے لیے مقرر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''عریف ہونا (قوم کا سردار بننا) حق ہے اور لوگوں کو عرفاء سے کوئی چارہ بھی نہیں، لیکن یہ عرفاء (سردار) لوگ جہنم میں جانے والے ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی رُو سے ثابت ہے کہ ہدیہ یا عطیہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے، البتہ باپ کو اپنی اولاد سے عطیہ واپس لے لینے کا حق حاصل ہے، لیکن اولاد کو اپنے والدین سے واپس لینے کا حق حاصل نہیں۔ (سنن أبي داود، البيوع، الرجوع في الهبة، حديث: ۳۵۳۸، ۳۵۳۹)

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْكَاتِبِ (التحفة ٦)

باب:٦-کاتب (سیکرٹری) رکھنے کا بیان

٢٩٣٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا نُوحُ بنُ قَيْسٍ عن يَزِيدَ بنِ كَعْبٍ، عن عَمْرِو ابنِ مَالِكٍ، عن أبي الْجَوْزَاءِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: السِّجِلُّ كَاتِبٌ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ.

۲۹۳۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ''السجل'' نامی ایک شخص نبی ﷺ کا کاتب تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم جن کے ذمے اہم ذمہ داریاں ہوں انہیں اپنے تعاون کے لیے مختلف افراد کو متعین کر لینا مناسب ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ۲۹۳۲) یہی وہ بنیاد ہے جس پر پوری انتظامی سروس قائم کی گئی۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي السِّعَايَةِ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٧)

باب:٧-صدقات وصول کرنے والے کا ثواب

٢٩٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إبْرَاهِيمَ الأَسْبَاطِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ

۲۹۳۶- حضرت رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ

٢٩٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٣٣٥ عن قتيبة به * يزيد بن كعب مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الخطيب في تاريخه: ٨/ ١٧٥.

٢٩٣٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء في العامل على الصدقة بالحق: ٦٤٥، وابن ماجه، ح: ١٨٠٩ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ١٤٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٤، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٠٦، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

سُلَيْمَانَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بنِ عُمَرَ بنِ قَتَادَةَ، عن مَحْمُودِ بنِ لَبِيدٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِي في سَبِيلِ الله حَتَّى يَرْجِعَ إلى بَيْتِهِ».

فرماتے تھے: ''حق کے ساتھ صدقات جمع کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ مجاہد فی سبیل اللہ حتی کہ وہ گھر لوٹ آئے۔''

فائدہ: جہاں صدقات وزکوۃ ادا کرنے کی فضیلت اور اجر ہے وہاں انہیں مسلمانوں سے اکٹھا کر کے امانت اور دیانت سے بیت المال میں جمع کرانے والا بھی صاحب فضیلت ہے۔ جلیل القدر صحابۂ کرام اور دیگر صالحین امت یہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور اگر کوئی عامل واجب شرعی سے مزید طلب کرے تو حرام ہے۔ ہمارے موجودہ احوال میں جب سے حکومت نے اس مد سے دستبرداری اختیار کی ہے تو مسلمان اپنے طور پر یہ فریضہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی علوم کی اشاعت کرنے والے ادارے اسی مد سے اپنا خرچ پورا کرتے ہیں اس طرح یہ رقومات حاصل کرنا اور جمع کرنا بھی ایک اہم ذمہ داری ہے جب کہ بعض نادان مسلمان ایسے افراد کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو یکسر غلط اور داعیانِ حق کی حوصلہ شکنی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرعی ذمہ داری سے یہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں باعث اجر ہے۔ ان شاء اللہ۔ البتہ جو لوگ اس میں خیانت کر کے غلول (بددیانتی) جیسے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ قابل نفرین ہیں۔ اور آج کے دور میں ان کی کثرت ہے۔ یہ صحیح لوگوں کے لیے بھی باعث بدنامی ہیں۔

٢٩٣٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عنْ مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ شَمَاسَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ».

٢٩٣٧- حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چنگی اور بھتہ لینے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

ملحوظہ: یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ شرعی اور حکومتی ضابطہ کے بغیر کسی قسم کا بھتہ لینا حرام، ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

٢٩٣٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٤٣ عن محمد بن سلمة به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٣، وابن الجارود، ح: ٣٣٩، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤٠٤، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق بن يسار عنعن.

٢٩٣٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْقَطَّانُ عن ابنِ مَغْرَاءَ، عن ابنِ إسْحَاقَ قال: الَّذِي يَعْشُرُ النَّاسَ يَعْني صَاحِبَ المَكْسِ.

۲۹۳۸- جناب ابن اسحٰق نے ''صاحب مکس'' کی وضاحت میں کہا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (اس کی راہ میں آنے جانے والے تاجروں اور دوسرے لوگوں سے ان کے مال کا) دسواں حصہ لیتا ہو۔

فائدہ: اس بھتے کی شرح خواہ کچھ ہی ہو ناجائز ہے۔ اس میں آج کل کی حکومتوں کے عائد کردہ ناجائز ٹیکس بھی آ جاتے ہیں' جو وصول کرنے کے بعد حکمرانوں کے اللوں تللوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ حکومتیں اپنے ناجائز اخراجات کم نہیں کرتیں' لیکن عوام پر آئے دن اس قسم کے ٹیکس عائد کرتی رہتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آج کل ٹیکسوں کے بغیر حکومت اور ملک کا چلنا ناممکن ہے' اسی لیے حکومتوں کے لیے ٹیکسوں کا جواز رکھا گیا ہے۔ لیکن اس جواز کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے ناجائز اخراجات کو تو ختم نہ کریں اور عوام پر اندھا دھند ٹیکس عائد کرتی چلی جائیں۔ ٹیکسوں کا یہ انداز اور طریقہ صریحاً ظلم ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخَلِيفَةِ يُسْتَخْلَفُ (التحفة ٨)

باب:٨- خلیفہ اپنے جانشین کا نام دے

٢٩٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ وَسَلَمَةُ قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ عُمَرُ: إنِّي إنْ لَا أَسْتَخْلِفْ، فإنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفْ، وَإنْ أسْتَخْلِفْ فَإنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدِ اسْتَخْلَفَ، قال: فَوَ الله! مَا هُوَ إلَّا أنْ ذَكَرَ رَسُولَ الله ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ، فَعَلِمْتُ أنَّهُ لا يَعْدِلُ بِرَسُولِ الله ﷺ أحَدًا وَإنَّهُ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ.

۲۹۳۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے (جب وہ زخمی کیے گئے تو انہیں اپنا جانشین بنا جانے کے متعلق کہا گیا' تو انہوں نے) کہا: اگر میں (اپنا) جانشین نہ بناؤں تو (صحیح ہے) کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جانشین نہیں بنایا تھا اور اگر بنا جاؤں تو بھی (درست ہے) کیونکہ حضرت ابوبکر ؓ جانشین بنا گئے تھے۔ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ ہی کا نام لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھیں گے اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر کرنے والے نہیں۔

فائدہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے برابر اور ہم پلہ بنو آدم میں سے کوئی نہیں۔ اور حضرت عمر ؓ نے جلیل القدر چھ

٢٩٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبو داود.

٢٩٣٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الاستخلاف وتركه، ح: ١٨٢٣ من حديث عبدالرزاق به.

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم متعین فرما دیے کہ انہی میں سے کسی کو خلیفہ بنالیا جائے۔ اور وہ تھے: عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں مزید وضاحت بھی فرمائی کہ انہوں نے اپنے بعد کسی کا نام کیوں تجویز نہیں کیا؟ جب لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنے جانشین کا نام تجویز کریں تو آپ نے جواب دیا: میں اس کام کے لیے ان لوگوں سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ جب رخصت ہوئے تو ان سے راضی تھے۔ پھر امارت کا فیصلہ کرنے کے لیے ان حضرات کے نام گنوائے: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم- اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ ہوں گے، لیکن وہ امارت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتے۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البیعة، حدیث: ۳۷۰۰) اس موقع پر ایک شخص نے کہا: آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا جانشین نامزد کرا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم اس بات پر تیرا مقصود اللہ کی رضا نہیں۔'' ایک اور صحیح روایت کے مطابق آپ نے اس کو جواب دیا: ''اللہ تجھے ہلاک کرے، تو نے اللہ کی رضا کے لیے ایسا نہیں کہا، کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنا دوں جو صحیح طریق سے بیوی کو طلاق بھی نہیں دے سکتا؟''

آپ کو اندازہ تھا کہ شوریٰ حضرت عثمان یا حضرت علی رضی اللہ عنہما کو نامزد کرے گی اس لیے آپ نے دونوں کو بلا کر نصیحت کی۔ پھر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: ''آپ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائیں اور یہ لوگ ایک گھر میں اپنا اجتماع کریں۔ جب سب ایک شخص پر اتفاق کر لیں تو جو کوئی مخالفت کرے اسے قتل کر دیں۔'' یہ بات سن کر یہ حضرات باہر آئے تو آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اجلح (حضرت علی مراد ہیں) کو ولی الامر بنا دیں تو وہ انہیں لے کر جادۂ مستقیم پر گامزن رہیں گے۔ بیٹے نے کہا: آپ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو نامزد کیوں نہیں کر دیتے۔ (کیونکہ جس طرح اوپر بیان ہوا کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تفویض کرنے کی پیش کش کر چکے تھے۔) فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں زندگی میں بھی یہ بوجھ اٹھاؤں اور مرنے کے بعد بھی۔ (فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، باب قصة البَیعة ۸۷/۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ (جن پر مشتمل کمیشن آپ نے بنایا تھا) آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''میں نے لوگوں کے معاملے کا مشاہدہ کیا ہے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہو سکتا ہے تو تم لوگوں ہی میں ہوگا، یہ معاملہ اب تمہارے سپرد ہے۔ (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے مویشیوں کے پاس (مدینہ سے) باہر تھے۔) اس کے بعد فرمایا: جب تمہاری قوم تین اشخاص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے سوا کسی کو امیر نہیں بنائے گی تو جو تم میں سے امیر بنے وہ اپنے اقرباء کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرے، اٹھو اور مشورہ کرو۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابھی توقف کرو، اگر میرا وقت آ جائے تو تین دن تک حضرت صہیب رضی اللہ عنہ امامت کروائیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امارت پر مسلط ہو اس کی گردن اڑا دو۔'' (فتح الباری، حوالہ سابقہ) اس تمام واقع سے جو نتائج سامنے

آتے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

① حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر عمل کیا اور اپنی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تجویز دینے یا لوگوں کی طرف سے تلقین کردہ جانشین کے تعین کا حق استعمال کرنے کی بجائے مکمل طور پر آزاد شوریٰ کے ذریعے سے امیر کے تعین کا راستہ دکھایا۔

② آپ نے شوریٰ کے لیے جو کمیشن تجویز کیا وہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جن کا کردار ایسا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے۔

③ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کے متفقہ فیصلے پر پوری امت کا اتفاق تھا اور ان کے اختلاف سے امت میں تفرقہ پڑ سکتا تھا۔ یعنی یہی پوری امت کے معتمد ترین نمائندے تھے۔

④ آپ نے اپنے بیٹے کو خلافت دیے جانے کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔

⑤ آپ کو جس نے یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے بیٹے کو جانشین بنا دیں آپ اس پر سخت ناراض ہوئے' اسے اللہ کے غضب سے ہلاک ہونے کی بددعا دی اور اس بات کو اللہ کی ناراضی کا سبب گردانا۔

⑥ آپ کو لوگوں کے انتخاب کا صحیح اندازہ تھا۔ اس لیے آپ نے حضرات عثمان' علی اور بعد ازاں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کو امارت پر فائز ہو جانے کے بعد معاملات چلانے کے معاملے میں ضروری نصیحت فرمائی اور وہ یہ تھی کہ جس طرح میں نے بیٹے کو خلافت سے دور رکھا ہے اسی طرح امورِ خلافت چلانے میں بھی اقرباء کو شامل نہ کیا جائے۔

⑦ آپ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ امت میں اختلاف کا ایک اہم سبب قیادت کے درمیان اختلاف ہوتا ہے۔ گویا آپ نے ان زعماء کو بھی اتفاق واختلاف کا ذمہ دار قرار دیا۔

⑧ آپ نے وسیع تر دائرے تک مشاورت کی غرض سے اس کمیشن کو کافی وقت دیا اور یہ کہا کہ جاؤ اور فوراً مشاورت کرو' اس کمیشن کو واضح طور پر امیر کے تعین کا طریق کار یاد کرا دیا۔

⑨ یہ بھی واضح ہدایت دی کہ معتمد نمائندے فیصلہ کر لیں تو انتشار پھیلانے والا باغی متصور ہوگا اور اس کی سزا موت ہوگی۔

⑩ یہ بھی واضح کر دیا کہ لوگوں کی مشاورت کے بغیر حکومت پر قبضہ کرنے والا بھی باغی ہوتا ہے اور اس کی سزا بھی موت ہے۔

(المعجم ٩) - باب مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ (التحفة ٩)

باب:۹- بیعت کے احکام ومسائل

٢٩٤٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ:

۲۹۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢٩٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب: كيف يبايع الإمام الناس؟ ح:٧٢٠٢، ومسلم، الإمارة، باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع، ح:١٨٦٧ من حديث عبدالله بن دينار به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَار، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نُبَايِعُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَيُلَقِّنَا: «فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ».

کہ ہم نبی ﷺ سے سمع اور اطاعت پر بیعت کرتے تھے۔ (آپ کے احکام سنیں گے اور بخوشی عمل کریں گے) اور آپ ہمیں تلقین فرماتے: "ان میں جن میں تم طاقت رکھو۔"

فائدہ: اسلام اور جہادی بیعت کے بعد شوریٰ کے ذریعے سے منتخب حکمران کی بیعت "بیعت حکومت" کہلاتی ہیں۔ اس بیعت سے دو مقاصد حاصل ہوتے تھے: ① یہ بیعت اس بات کی علامت تھی کہ لوگوں نے تجویز ہونے والے نام کو قبول کر لیا ہے۔ اس بیعت کے بعد خلافت کا انعقاد ہو جاتا تھا۔ ② تمام مسلمان شوریٰ کے ذریعے سے منتخب حکمران کے ساتھ تعاون کریں گے۔ یہ ایک طرح کا عمرانی معاہدہ ہے۔ خلفائے راشدین نے ان الفاظ کا اضافہ کرایا کہ سمع وطاعت ان کاموں میں ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور سابقہ خلفائے راشدین کے اقدامات کے مطابق ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے الفاظ میں "انسانی استطاعت کے مطابق" کے الفاظ شامل کرنے کی تلقین اس لیے فرمائی کہ بیعت کرنے والے خود کو ایسی صورت حال میں نہ پائیں جس کی انسان استطاعت ہی نہیں رکھتا۔

٢٩٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثَني مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ عنْ بَيْعَةِ رَسُولِ الله ﷺ النِّسَاءَ قالَتْ: مَا مَسَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ امْرَأَةً قَطُّ إلَّا أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا، فَإِذَا أَخَذَ عَلَيْهَا فَأَعْطَتْهُ قال: «اذْهَبِي فَقَدْ بَايَعْتُكِ».

۲۹۴۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے عورتوں سے بیعت لینے کے بارے میں کہا: نبی ﷺ نے کبھی کسی اجنبی عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، البتہ عہد لیا کرتے تھے اور جب وہ عہد کرتی تو آپ اسے فرماتے: "جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔"

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ افراد امت کے لیے بمنزلہ باپ ہوتے ہوئے بیعت جیسے اہم شرعی معاملے میں اجنبی عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے دوسروں کو اور زیادہ احتیاط اور پرہیز کرنا چاہیے۔ ایسے ہی عورتوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اجانب (غیر محرم مردوں) سے مصافحہ اور اختلاط سے بچیں۔ ② شرعی آداب کو ملحوظ رکھ کر اجنبی عورتوں سے حسب ضرورت جائز معاملات کے بارے میں بات چیت کر لینی جائز ہے۔

٢٩٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب كيفية بيعة النساء، ح:١٨٦٦ من حديث ابن وهب، والبخاري، الأحكام، باب بيعة النساء، ح:٧٢١٤ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٢٩٤٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ قال: حدثنا سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ: حَدَّثَنَا أبو عَقِيلٍ زُهْرَةُ ابنُ مَعْبَدٍ عن جَدِّهِ عَبْدِ اللهِ بنِ هِشَامٍ، قال: وَكَانَ قَدْ أدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إلى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! بَايِعْهُ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ صَغِيرٌ»، فَمَسَحَ رَأْسَهُ.

۲۹۴۲-حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے بیعت فرمالیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چھوٹا ہے۔'' اور آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیا۔

فائدہ: بیعت کوئی رسمی اور تبرکاتی عمل نہیں' بلکہ فریقین کے درمیان ایک باقاعدہ معاہدہ ہوتا ہے' اس لیے انسان کو سوچ سمجھ کر بیعت کرنی چاہیے۔ وہ بیعت جہاد کی ہو یا ہجرت کی یا اعمال صالحہ پر پابندی کی۔ تاہم تیسری قسم کی بیعت (اعمالِ صالحہ کی پابندی کی بیعت) کا رواج سلف (صحابہ وتابعین) کے عہد میں نہیں تھا۔ اس کا سلسلہ خیر القرون کے بعد قائم ہوا۔

(المعجم ٩، ١٠) - بَابٌ: فِي أَرْزَاقِ الْعُمَّالِ (التحفة ١٠)

باب:۹'۱۰-عُمّال حکومت کی تنخواہوں کا بیان

٢٩٤٣- حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ أخْزَمَ أبو طَالِبٍ: حَدَّثَنَا أبو عَاصِمٍ عن عَبْدِ الْوَارِثِ ابنِ سَعِيدٍ، عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ».

۲۹۴۳-حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے ہم کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں' تو جو وہ اس سے مزید لے گا وہ خیانت ہوگی۔''

فائدہ: حکومتی اور دیگر پرائیویٹ اداروں میں ملازم لوگوں کے لیے اس حدیث میں انتہائی تنبیہ ہے کہ تنخواہ اور

٢٩٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة الصغير، ح: ٧٢١٠ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به وزاد: "ودعا له".

٢٩٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٣٦٩ عن زيد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/٤٠٦، ووافقه الذهبي.

معروف تعاون' جوادارہ اپنے کارکنان کے ساتھ کرتا ہو'اس کے علاوہ غلط انداز سے مزید مال یا فوائد حاصل کرنا بہت بڑی اور بری خیانت ہے۔ خواہ عوام انہیں دیں (اس منصبی ذمہ داری کے عوض میں) یا وہ عوام سے مطالبہ کریں یا حیلے بہانے سے یا چوری چھپے اپنی تحویل میں دیے گئے فنڈز سے سمیٹنے کی کوشش کریں۔

٢٩٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عن بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ الله بنِ الأَشَجِّ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن ابنِ السَّاعِدِيِّ قال: اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لله، قالَ: خُذْ ما أُعْطِيتَ فإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَعَمَّلَنِي.

۲۹۴۴- حضرت ابن ساعدی ؓ کہتے ہیں' حضرت عمر ؓ نے مجھے صدقات کا عامل (تحصیلدار مال) بنایا' جب میں فارغ ہوکر آیا تو آپ نے میرے لیے حق الخدمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا: یہ کام میں نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے' آپ نے فرمایا: جو ملتا ہے لے لو' میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ کام کیا تھا' تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا بدل عنایت فرمایا تھا۔

فوائد ومسائل: ① واجب ہے کہ جس کسی سے کوئی کام لیا جائے تو اس کا حق الخدمت بھی ادا کیا جائے۔ اس طرح کام کرنے والے پر فی الواقع ایک ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور تقصیر کی صورت میں جواب طلبی کا حق بھی موجود رہتا ہے۔ ورنہ غفلت کر جانے کا پہلو غالب رہے گا۔ ② راویٔ حدیث کو ''ابن السعدی'' بھی کہا گیا ہے اور اس کا اصل نام عبداللہ یا عمرو یا قدامہ روایت ہوا ہے۔

٢٩٤٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا المُعَافَى: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عن الْحَارِث بنِ يَزِيدَ، عَنْ [عَبدِ الرَّحمَنِ ابنِ] جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن المُسْتَوْرِدِ بنِ شَدَّادٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ

۲۹۴۵- حضرت مستورد بن شداد ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جو ہمارا عامل ہو وہ بیوی حاصل کرلے' اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم لے لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہ ہو تو وہ رہائش حاصل کرلے۔'' مستورد ؓ نے کہا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

٢٩٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥ من حديث ليث بن سعد به، وتقدم، ح: ١٦٤٧.

٢٩٤٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٥ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣٧٠، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٠٦، ووافقه الذهبي، وقالوا: عبدالرحمٰن بن جبير، بدل جبير بن نفير، وهو أشبه بالصواب.

يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا». قال: قال أبُو بَكْرٍ: أُخْبِرْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَن اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٌّ أَوْ سَارِقٌ».

"جوکوئی اس کے علاوہ لےتو وہ خائن ہے یا چور۔"

فائدہ: نکاح کرنا' خادم اور رہائش (گھریلو اخراجات سمیت) حاصل کرنا' عمال حکومت کے لازمی بنیادی حقوق میں سے ہیں۔ آج کل ملازمین کا بری طرح استحصال کیا جاتا ہے اور مجبوری کے عالم میں ان کو اتنا کم معاوضہ قبول کرنا پڑتا ہے جس سے ان کی مذکورہ بالا بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ یہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے جس کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ہے' بالخصوص جب کہ افسران بالا اور حکمران طبقہ اپنے لیے قومی خزانے سے اتنی سہولتیں اور مراعات حاصل کرلیں کہ اللہ کی پناہ۔

(المعجم ١٠، ١١) - بَابٌ: فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ (التحفة ١١)

باب:١٠'١١-عمال کا لوگوں سے ہدیے وصول کرنا

٢٩٤٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَ ابنُ أبي خَلَفٍ لَفْظُهُ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن أبي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: ابنُ اللُّتْبِيَّةِ - قال ابنُ السَّرْحِ: ابنُ الأُتْبِيَّةِ - عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَ فقالَ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقال: «مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهُ فَيَجِيءُ فَيَقُولُ: هٰذَا لَكُم وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، أَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أُمِّهِ أَوْ أَبِيهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا، لَا يَأْتِي أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ

٢٩٤٦- حضرت ابوحمید ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ازد قبیلے کے ایک شخص کو صدقات پر عامل بنایا جس کا نام ابن اللُّتبية تھا......ابن سرح نے اس کا نام ابن الاُتبيّة ذکر کیا ہے......جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے' اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: "عامل کو کیا ہوا ہے کہ ہم اسے بھیجتے ہیں پھر وہ آ کر کہتا ہے: یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنی ماں یا باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا' پھر دیکھتا کہ اسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں؟ تم میں سے جو کوئی بھی اس قسم کی چیز لے گا وہ اسے قیامت کے دن لے کر حاضر ہوگا' اگر وہ اونٹ ہوا تو بلبلاتا آئے گا' اگر گائے ہوئی تو

٢٩٤٦- تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب هدايا العمال، ح:٧١٧٤، ومسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح:١٨٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنْ كَانَ بَعِيرًا فَلَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً فَلَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ»، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ، اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ».

ڈکارتی ہوئی آئے گی یا بکری ہوئی تو ممیاتی ہوئی آئے گی۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔ اے اللہ! میں نے یقیناً پہنچا دیا۔“

فائدہ: حکومت کا منصب دار ہوتے ہوئے متعینہ حق سے زیادہ لینا' خواہ لوگ اپنی مرضی ہی سے کیوں نہ دیں اور اسے ہدیہ بتائیں' تو وہ بیت المال کا حق ہے اور قومی امانت ہے' اسے اپنے ذاتی تصرف میں لانا ناجائز ہے۔

(المعجم ۱۱، ۱۲) - بَابٌ: فِي غُلُولِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۲)

باب:۱۱'۱۲-صدقات میں خیانت کرنا

۲۹٤٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مُطَرِّفٍ، عن أَبي الْجَهْمِ، عن أَبي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِيًا ثُمَّ قَالَ: «انْطَلِقْ أَبَا مَسْعُودٍ لَا أُلْفِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيءُ وَعَلَى ظَهْرِكَ بَعِيرٌ مِن إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ». قَالَ: إِذًا لَا أَنْطَلِقَ قَالَ: «إِذًا لَا أُكْرِهُكَ».

۲۹۴۷-حضرت ابومسعود انصاری ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے بطور عامل بھیجا اور فرمایا: ”اے ابومسعود! جاؤ اور خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میں تمہیں پاؤں کہ تم آؤ اور تمہاری پیٹھ پر صدقے کا کوئی اونٹ بلبلاتا ہوا آئے' جسے تم نے خیانت سے لیا ہو۔“ کہتے ہیں کہ (میں نے عرض کیا: اگر معاملہ اتنا سخت ہے) تب میں نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا: ”تو میں بھی تجھے مجبور نہیں کرتا۔“

فائدہ: ہر مسلمان کو اپنی عاقبت پیش نظر رکھنی چاہیے اور حاکم کو بھی لازم ہے کہ اپنے عمال کو تنبیہ کرتا رہے کہ امانت میں خیانت سے باز رہیں۔ اگر عاقبت کی جوابدہی کے ڈر سے کوئی انسان حکومت کی طرف سے مجوزہ ذمہ داری قبول نہیں کرنا چاہتا تو اسے مجبور نہیں کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ۱۲، ۱۳) - بَابٌ: فِيمَا يَلْزَمُ الإِمَامَ مِنْ أَمْرِ الرَّعِيَّةِ وَالْحَجَبَةِ عَنْهُمْ (التحفة ۱۳)

باب:۱۲'۱۳-رعیت کے تعلق سے حاکم کے فرائض کا بیان اور یہ کہ وہ عوام کو ملنے سے گریز نہ کرے

۲۹٤٧- تخريج: [إسناده صحيح] وله شاهد عند مسلم، ح: ۱۸۳۱.

٢٩٤٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ قالَ: حدَّثني ابنُ أبي مَرْيَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُخَيْمِرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا مَرْيَمَ الأَزْدِيَّ أخبرَهُ قالَ: دَخَلْتُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ قالَ: مَا أَنْعَمَنَا بِكَ أَبَا فُلَانٍ - وَهِيَ كَلِمَةٌ تَقُولُهَا الْعَرَبُ - فَقُلْتُ: حَدِيثًا سَمِعْتُهُ أُخْبِرُكَ بِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ وَلَّاهُ الله عَزَّوَجَلَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاحْتَجَبَ دُونَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ احْتَجَبَ الله عَنْهُ دُونَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ»، قالَ: فَجَعَلَ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ.

۲۹۴۸- جناب ابومریم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا (جب کہ وہ شام میں حکمران تھے) تو انہوں نے کہا: اے ابوفلاں! کیا خوب آئے ہو (یعنی ہمیں تمہارے آنے سے خوشی ہوئی ہے) اور یہ جملہ [مَا أَنْعَمَنَابِكَ] عرب لوگ بطور استقبال و خوش آمدید بولا کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ایک حدیث ہے جو میں آپ کو بتانے آیا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی اور ذمہ دار بنا دیا ہو' پھر وہ ان کی ضروریات' حاجت مندی اور فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے (حجاب میں رہے) تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے حجاب فرمالے گا' جب کہ وہ ضرورت مند ہوگا' محتاج ہوگا اور فقیر ہوگا۔'' چنانچہ انہوں نے ایک آدمی مقرر کر دیا جو لوگوں کی ضروریات اور حاجات ان تک پہنچاتا تھا۔

فائدہ: غیر شرعی اور غیر اسلامی سیاست میں یہ ہوتا ہے کہ حاکم اور رعیت میں فاصلہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ان کا وہم ہے کہ عوام سے بہت زیادہ میل جول ہیبت اور رعب داب کو کم کر دیتا ہے' جبکہ اسلامی سیاست اس کے برخلاف ہے۔ حاکم ان کا راعی اور خدمت گار ہے' اس کا عوام سے ملنے سے گریز کرنا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا دنیا اور آخرت کا نقصان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی سخت سرزنش کرتے اگر یہ معلوم ہوتا کہ عام لوگ بلا روک ٹوک ان سے نہیں مل سکتے۔

٢٩٤٩- حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن

۲۹۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں جو چیز بھی دیتا

٢٩٤٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في إمام الرعية، ح: ١٣٣٣ من حديث يحيى بن حمزة به، وذكر كلامًا، وصححه الحاكم: ٤/ ٩٣، ٩٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ١٣٣٢، وأحمد: ٥/ ٢٣٨ وغيرهما.

٢٩٤٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣١٤ عن عبدالرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ٤٣.

هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ قالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أُوتِيكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْنَعُكُمُوهُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ».

ہوں یا نہیں دیتا' تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک خزانچی کی طرح ہوں' چیزوں کو وہیں رکھتا ہوں جہاں مجھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔"

فائدہ: نبی ﷺ پوری امت اسلامیہ بلکہ بنی نوع انسان کے سید اور سردار ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے "خزانچی" باور کرار ہے ہیں' تو اس کا مطلب ہے کہ ریاست کے وسائل حکمرانوں کی ملکیت نہیں ہوتے۔ ان کے خرچ کرنے میں وہ خود مختار نہیں ہوتے بلکہ تمام شرکاء یعنی تمام باشندوں کا ان میں حق ہوتا ہے اور سب کو اس کے مطابق ان سے مستفید ہونے کا برابر موقع ملنا چاہیے بلکہ جو نادار اور محتاج ہوں ان کو زیادہ ملنا چاہیے لیکن خلافت راشدہ کے بعد بادشاہت میں مسلمانوں کے وسائل کے استعمال میں حکمران زیادہ سے زیادہ خود مختار ہوتے گئے اور خزانے کو اپنے لیے شیر مادر سمجھنے لگے اور جس کسی کو کچھ دیتے تو استحقاق کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے ساتھ وفاداری وغیرہ کی وجہ سے دیتے۔ یہ خیانت کے مترادف ہے اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔

٢٩٥٠- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ ابنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن مَالِكِ بنِ أَوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فقالَ: مَا أَنَا بِأَحَقَّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا أَحَدٌ مِنَّا بِأَحَقَّ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَّا عَلٰى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ الله عَزَّوَجَلَّ وَقَسْمِ رَسُولِهِ ﷺ فَالرَّجُلُ وَقِدَمُهُ وَالرَّجُلُ وَبَلَاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهُ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهُ.

٢٩٥٠- جناب مالک بن اَوس بن حدثان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مالِ فے کا ذکر کیا اور کہا: اس مال کا میں تم سے زیادہ حقدار نہیں ہوں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک کسی دوسرے پر زیادہ حق رکھتا ہے' سوائے اس کے کہ ہم اللہ کی کتاب کی رو سے اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے مرتبہ پر ہیں' یا تو کوئی اسلام قبول کرنے میں سبقت کر چکا ہے یا کوئی اسلام کے لیے اپنی بہادری کے جوہر دکھانے والا ہے یا کوئی عیالدار ہے یا کوئی حاجت مند (لہٰذا ان ہی اعتبارات سے یہ مال تقسیم کیا جاتا ہے۔)

فائدہ: دنیا میں اولیت' اسلام کو دل وجان سے قبول کر لینے کی اولیت میں ہے یا اس کے لیے جان کی بازی لڑانے میں ہے۔ آخرت میں بھی درجات اسی اعتبار سے ملیں گے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سب سے اولین ہوں گے۔ وسائل کی

٢٩٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٢ من حديث محمد بن إسحاق به، ولم أجد تصريح سماعه في هذا السياق.

تقسیم کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پالیسی دنیا کے لیے ماڈل ہے۔ آپ اس پالیسی کے حوالے سے اپنے احتساب کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے تھے بلکہ احتساب کی حوصلہ افزائی کرتے۔

(المعجم ١٣، ١٤) - بَابٌ: فِي قَسْمِ الْفَيْءِ (التحفة ١٤)

باب:۱۳، ۱۴- مال فَے کی تقسیم کے احکام ومسائل

فائدہ: جو مال کفار اور دارالحرب سے بغیر جنگ وقتال کے حاصل ہو "فے" کہلاتا ہے۔ اور جو جنگی مقابلے کی صورت میں ملے اسے "غنیمت" کہتے ہیں۔ بعض اوقات اس فرق کے بغیر تمام ذرائع سے حاصل ہونے والے مال کو جس میں خمس بھی شامل ہو فے کا نام دے دیا جاتا ہے۔

٢٩٥١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بْنِ أبي الزَّرْقَاءِ: أخبرني أبي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عنْ زَيْدِ بن أسْلَمَ: أنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فقالَ: حَاجَتَكَ يَاأبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فقالَ: عَطَاءُ المُحَرَّرِينَ فَإنِّي رَأيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أوَّلَ ما جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بالمُحَرَّرِينَ.

۲۹۵۱- جناب زید بن اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے' انہوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) آپ کس ضرورت سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کا حصہ ادا کریں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ کے پاس جب بھی کوئی مال آتا تو آپ (اس میں سے) آزاد شدہ غلاموں (اور لونڈیوں) کو پہلے دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مُحَرَّرُون سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے غلام تھے' پھر آزاد ہو گئے' دیوان عطا میں ان کا مستقل اندراج نہ ہوتا تھا بلکہ اپنے آقاؤں کے ساتھ ہی ان کا اندراج ہوتا۔ اب آزاد ہونے کے بعد ان کی مستقل حیثیت کو تسلیم کرنا اور ان کا باقاعدہ حصہ دینا ضروری تھا' کیونکہ اب ان کی ضرورتوں کی ذمہ داری ان کے سابق آقاؤں پر نہ تھی۔ بعض علماء مُحَرَّرُون سے وہ غلام مراد لیتے ہیں جنہوں نے مالکوں سے یہ معاہدہ کر لیا ہو کہ وہ اپنی متفق علیہ قیمت مالکوں کو ادا کر کے آزاد ہوں گے۔ اس ادائیگی میں ان کی مدد بیت المال سے کی جائے گی۔

٢٩٥٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى: حَدَّثَنَا ابنُ أبي

۲۹۵۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ کے پاس ایک تھیلی آئی اس میں نگینے تھے'

٢٩٥١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن الجارود، ح: ١١١٤ من حديث هشام بن سعد به.

٢٩٥٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٨ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

ذِئْبٍ عن الْقَاسِمِ بنِ عَبَّاسٍ، عن عَبْدِاللهِ ابنِ دِينَارٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِظَبْيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالأَمَةِ قالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ أَبِي رَضِيَ الله عنهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ.

آپ نے انہیں آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: میرے والد آزاد اور غلام سب میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

فائدہ: گویا رسول اللہ ﷺ غلاموں اور کنیزوں کا آزاد لوگوں کی طرح باقاعدہ حصہ مقرر فرما کر ان کو ادا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ کی پالیسی بھی بالکل یہی تھی۔

٢٩٥٣- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ؛ ح: وَحدثنا ابنُ الْمُصَفَّى قالَ: حدثنا أَبُو الْمُغِيرَةِ جَمِيعًا عَنْ صَفْوَانَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن عَوْفِ بن مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا أَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَهُ فِي يَومِهِ فَأَعْطَى الآهِلَ حَظَّيْنِ وَأَعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا. زَادَ ابنُ الْمُصَفَّى: فَدُعِينَا وَكُنْتُ أُدْعَى قَبْلَ عَمَّارٍ فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ وَكانَ لِي أَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِي عَمَّارُ ابنُ يَاسِرٍ فَأُعْطِيَ حَظًّا وَاحِدًا.

٢٩٥٣- حضرت عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مالِ فے آجاتا تو آپ اسے اسی دن تقسیم فرما دیتے۔ آپ بیوی والے کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ دیتے۔ ابن مصفّٰی کی روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ہمیں بھی بلایا گیا اور مجھے (عوف بن مالک کو) عمار سے پہلے بلایا جاتا تھا' مجھے بلایا اور دو حصے عنایت فرمائے' کیونکہ میرے ہاں بیوی تھی' پھر میرے بعد حضرت عمار بن یاسر ؓ کو بلایا گیا اور انہیں ایک حصہ عنایت فرمایا۔

فائدہ: بیت المال میں سے اسلام کے لیے خدمات کے ساتھ ساتھ ذاتی احوال کے حوالے سے بھی ایک مسلمان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوتیں اس کا حصہ بھی زیادہ ہوتا۔ جبکہ دیگر نظامہائے معیشت میں بالعموم اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ نیز حقوق کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - بَابٌ: فِي أَرْزَاقِ الذُّرِّيَّةِ (التحفة ١٥)

باب: ١٤، ١٥- مسلمانوں کی اولادوں کے حصے کا بیان

٢٩٥٣- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن الجارود، ح: ١١١٢.

٢٩٥٤- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن جَعْفَرٍ، عن أبِيهِ، عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «أنَا أوْلَى بالمُؤْمِنِينَ مِنْ أنْفُسِهِمْ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أوْ ضَيَاعًا فَإلَيَّ وَعَلَيَّ».

۲۹۵۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میں مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے بھی نزدیک تر ہوں (کہ میرا مقام پہچانیں اور بے چوں وچرا اطاعت کریں) چنانچہ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے گھر والوں کا حق ہے اور جو کوئی قرضہ چھوڑ جائے یا چھوٹے بچے تو وہ میری طرف ہیں اور میرے ذمے ہیں۔''

٢٩٥٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإلَيْنَا».

۲۹۵۵-حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جو عیال واطفال چھوڑ جائے تو وہ ہماری طرف ہیں۔'' (ہم ان کے ذمہ دار ہیں اور ہم ان کی کفالت کریں گے۔)

٢٩٥٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «أنَا أوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِن نَفْسِهِ فَأيُّمَا رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ دَيْنًا فَإلَيَّ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

۲۹۵۶-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بھی قریب تر ہوں' جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرضہ ہو تو وہ میرے ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔''

فائدہ: اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے فرد کی پوری طرح کفالت کی جاتی ہے۔ انسان کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی۔ جبکہ فرد بھی اسلام کے لیے جان سپاری سے دریغ کرنے والا نہیں ہوتا اور

٢٩٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب من ترك دينًا أو ضياعًا فعلى الله وعلى رسوله، ح: ٢٤١٦ من حديث سفيان الثوري به، ورواه مسلم من حديث جعفر الصادق به، انظر، ح: ٣٣٤٣.

٢٩٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث الأسير، ح: ٦٧٦٣، ومسلم، الفرائض، باب من ترك مالاً فلورثته، ح: ١٦١٩/١٧ من حديث شعبة به.

٢٩٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٥٢٥٧، ومسند أحمد: ٣/٢٩٦، وانظر، ح: ٣٣٤٣.

نہ وہ بلاوجہ سوال کرنے والا ہی ہوتا ہے' اور نہ بدمحنت کہ کسب محنت سے دل چراتا ہو۔ چھوٹے بچوں کے لیے بیت المال سے باقاعدہ وظائف کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے طریق اور ارشادات کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک منضبط انداز میں رائج تھا۔ موجودہ دور میں یورپ وغیرہ کی مذہبی ریاستوں میں یہی انتظام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اخذ کردہ ہے۔ (نیز دیکھیے' فوائد حدیث: ۲۹۰۱)

(المعجم ۱۵، ۱٦) - **بَابٌ: مَتَى يُفْرَضُ لِلرَّجُلِ فِي الْمُقَاتِلَةِ** (التحفة ١٦)

باب: ۱۵' ۱٦- جہاد میں کب کسی کو باقاعدہ قتال کا موقع دیا جائے؟

۲۹۵۷- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عُرِضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعُرِضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کو غزوۂ احد کے دن نبی ﷺ پر پیش کیا گیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی' تو آپ نے اجازت نہ دی۔ اور پھر (اگلے سال) خندق کے موقع پر پیش کیا گیا جبکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی' تو آپ نے اجازت دے دی۔

فوائد ومسائل: ① بچہ پندرہ سال کی عمر میں بالغ شمار ہوتا ہے اور شرعی امور کا مکلّف ہو جاتا ہے' لہٰذا اسے جنگ وقتال میں بھی شریک کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے اسے جنگ میں لے جانا درست نہیں۔ ② اور جب جنگ میں شریک ہو گا تو غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ پائے گا۔ ③ پندرہ سال یا علامات بلوغت سے پہلے اگر کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر شرعی حد لاگو نہیں ہو گی' تعزیر و تادیب ہو گی۔ اسی طرح اس کی دی ہوئی طلاق بھی نافذ العمل نہیں ہو گی' فیصلے میں اس کے ولی کی شمولیت ضروری ہو گی اور اسے اپنے مال سے باقاعدہ اور آزادانہ تصرف کا اختیار بھی اس کے بعد حاصل ہو گا۔

(المعجم ١٦، ١٧) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الافْتِرَاضِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ** (التحفة ١٧)

باب: ۱٦' ۱۷- زمانۂ آخر میں بادشاہوں سے کچھ لینا مکروہ ہے

۲۹۵۸- حَدَّثَنَا ابنُ أبي الحَوَارِيِّ:

۲۹۵۸- جناب سلیم بن مطیر نے کہا' مجھ سے میرے

۲۹۵۷ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الخندق، ح: ٤٠٩٧ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٧.

۲۹۵۸ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٣٨ من حديث سليم بن مطير به، وهو لين الحديث، وأبوه مجهول الحال (تقريب)، ورواه البيهقي: ٦/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به.

حَدَّثَنا سُلَيْمُ بنُ مُطَيْرٍ شَيْخٌ مِنْ أهْلِ وَادِي الْقُرَى قالَ: حَدَّثني أبي مُطَيْرٌ أنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إذَا كَانَ بالسُّوَيْدَاءِ إذَا أنَا بِرَجُلٍ قَدْ جَاءَ كَأنَّهُ يَطْلُبُ دَوَاءً أوْ حُضَضًا وَقَالَ: أخْبَرَني مَنْ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ يَعِظُ النَّاسَ وَيَأْمُرُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ، فَقالَ: «يَاأيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا الْعَطَاءَ مَا كَانَ عَطَاءً، فَإذَا تَجَاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى المُلْكِ وَكَانَ عَنْ دِينِ أحَدِكُمْ فَدَعُوهُ».

والد ابو مطیر نے بیان کیا کہ وہ حج کے لیے روانہ ہوا حتی کہ جب مقام سویداء میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جو گویا کسی دوا کی تلاش میں ہے یا رسوت ڈھونڈ رہا ہے' اس نے کہا: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا تھا جبکہ آپ لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے' کچھ باتوں کا حکم دے رہے تھے اور کچھ سے منع کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: ''لوگو! (بادشاہوں کے) عطیے اور ہدایا جب تک عطیے ہوں قبول کر سکتے ہو لیکن جب قریشی لوگ حکومت کے لیے لڑنے لگیں اور یہ ہدیے تمہارے دین کا عوض بن جائیں تو چھوڑ دینا۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ المُبَارَكِ عنْ مُحَمَّدِ بنِ يَسَارٍ عن سُلَيْمِ بن مُطَيْرٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابن مبارک نے بواسطہ محمد بن یسار' سلیم بن مطیر سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵۹- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بنُ مُطَيْرٍ مِنْ أهْلِ وَادِي الْقُرَى عن أبِيهِ أنَّهُ حَدَّثَهُ قال: سَمِعْتُ رجلًا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ في حَجَّةِ الْوَدَاعِ أمَرَ النَّاسَ وَنَهَاهُمْ، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟» قالُوا: اللَّهُمَّ! نَعَمْ، ثُمَّ قال: «إذَا تَجَاحَفَتْ قُرَيْشٌ عَلَى المُلْكِ فِيمَا بَيْنَهَا وَعَادَ الْعَطَاءُ - أوْ كَانَ - رُشًا فَدَعُوهُ» فَقِيلَ: مَنْ هذَا؟ قَالُوا: هٰذَا ذُو الزَّوَائِدِ صَاحِبُ رَسُولِ الله ﷺ.

۲۹۵۹-سلیم بن مطیر نے اپنے والد سے بیان کیا اور یہ وادی القریٰ کا رہنے والا تھا۔ اس کے والد نے کہا: میں نے ایک صاحب سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں سنا' آپ نے لوگوں کو کچھ احکام بیان کیے اور کچھ سے منع فرمایا' پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں نے پہنچا دیا؟'' لوگوں نے کہا: ہاں' اے اللہ! (ہم گواہ ہیں) پھر آپ نے فرمایا: ''جب اہل قریش آپس میں حکومت کے لیے جھگڑنے لگیں اور عطیے رشوت بن جائیں تو پھر انہیں چھوڑ دینا۔'' پوچھا گیا کہ یہ بیان کرنے والا کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ

۲۹۵۹ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به.

ﷺ کے صحابی ذوالزوائد ہیں۔

(المعجم ١٧، ١٨) - بَابٌ: فِي تَدْوِينِ الْعَطَاءِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۷، ۱۸-غنیمت اور فے لینے والوں کے نام ضبط تحریر میں لانا

٢٩٦٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ يَعْني ابنَ سَعْدٍ: أخبرنا ابنُ شِهَابٍ عن عَبْدِ الله بن كَعْبِ بن مَالِكٍ الأَنْصَارِيِّ أنَّ جَيْشًا مِنَ الأَنْصَارِ كَانُوا بِأرْضِ فَارِسَ مَعَ أمِيرِهِمْ، وَكَانَ عُمَرُ يُعْقِبُ الْجُيُوشَ في كُلِّ عام، فَشُغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ، فَلَمَّا مَرَّ الأجَلُ قَفَلَ أَهْلُ ذٰلِكَ الثَّغْرِ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِمْ وَتَوَاعَدَهُم وَهُمْ أصْحَابُ رَسُولِ الله ﷺ فقالُوا: يَاعُمَرُ! إنَّكَ غَفَلْتَ عَنَّا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ إعْقَابِ بَعْضِ الْغَزِيَّةِ بَعْضًا.

۲۹۶۰-جناب عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سے روایت ہے کہ انصاریوں کا ایک لشکر اپنے امیر کی معیت میں ایران کے علاقے میں گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال لشکروں کو باری باری بھیجا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (دیگر مصروفیات کی وجہ سے) ان سے مشغول ہو گئے (اور بھول گئے) سو جب مقررہ وقت گزر گیا تو اس جانب کی سرحدوں والے واپس چلے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور دھمکی بھی دی' حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے۔ انہوں نے کہا: عمر! تم ہم سے غافل رہے ہو اور ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا وہ تم نے چھوڑ دیا ہے کہ مجاہدین ایک دوسرے کے بعد باری باری سے بھیجے جائیں گے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مجاہدین اور دیگر لوگوں کی' جنہیں غنیموں میں سے حصہ ملا کرتا تھا' باقاعدہ فہرستیں اور درجہ بندی کی گئی تھی تاکہ کوئی آدمی محروم نہ رہ جائے اور ہر ایک کو اس کے مرتبے کے مطابق حصہ مل جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تاخیر کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ فہرستیں بنا رہے تھے۔ (بذل المجهود) رسول اللہ ﷺ کے دور میں چونکہ تعداد اتنی زیادہ نہ تھی کہ ان کا انتظام تحریری فہرستوں کے بغیر ممکن نہ ہوتا' اس لیے اس کام کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب تعداد زیادہ ہو گئی تو اس وقت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ باری باری بھیجتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدین کی فہرستیں موجود تھیں جن کی وجہ سے باری کا تعین ہوتا تھا۔

٢٩٦١- حَدَّثَنَا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ:

۲۹۶۱-جناب عدی بن عدی کندی کے صاحبزادے

٢٩٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٥ * ابن شهاب الزهري صرح بالسماع، وعبدالله بن كعب سمعه من الصحابة وعن عمر كما هو الظاهر.

٢٩٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٩٥ من حديث أبي داود به * ابن عدي بن عدي لم يسم ◀◀

حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَائِذٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثني فِيمَا حَدَّثَهُ ابنٌ لِعَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ: أنَّ عُمَرَ بنَ عَبْدِ العَزِيزِ كَتَبَ: أنَّ مَنْ سَأَلَ عنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيهِ عُمَرُ ابنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ، فَرَآهُ الْمُؤْمِنُونَ عَدْلًا مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَعَلَ اللهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ»، فَرَضَ الأَعْطِيَةَ لِلْمُسْلِمِينَ، وَعَقَدَ لأَهْلِ الأَدْيَانِ ذِمَّةً بِمَا فُرِضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجِزْيَةِ لَمْ يَضْرِبْ فِيهَا بِخُمُسٍ وَلَا مغْنَمٍ.

کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لکھا: جو شخص یہ پوچھے کہ مالِ فے کہاں کہاں خرچ ہوتا ہے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا مصرف وہی ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا اور اہل ایمان نے بھی اسے نبی ﷺ کے فرمان کی روشنی میں عدل پر مبنی پایا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال فے کے عطایا کو مسلمانوں کے لیے خاص کیا ہوا تھا اور دیگر مذاہب والوں کے لیے امن وامان کا عہد دیا تھا بعوض اس جزیہ کے جو ان سے لیا جاتا تھا اور ان کا خمس یا غنیمت میں کوئی حصہ نہ تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن امر واقع یہی تھا۔ چونکہ غیر مسلم کا جہادی امور اور ملک کے دفاع میں کوئی حصہ نہیں تھا' لہٰذا ان کے لیے حق الخدمت بھی نہیں تھا۔

٢٩٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عنْ مَكْحُولٍ، عن غُضَيْفِ بنِ الْحَارِثِ، عنْ أبي ذَرٍّ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله تَعَالَى وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ».

٢٩٦٢- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری فرما دیا ہے اور وہ حق ہی کہتے ہیں۔''

◀◀ ولا يعرف حاله (تقريب)، ورواية عمر بن عبدالعزيز عن عمر بن الخطاب منقطعة، وحديث: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، صحيح، رواه الترمذي، ح: ٣٦٨٢، وابن حبان، ح: ٢١٨٤ وغيرهما.

٢٩٦٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، فضل عمر رضي الله عنه، ح: ١٠٨ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع عند يعقوب الفارسي في كتاب المعرفة والتاريخ: ١/ ٤٦١، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٨٧، ووافقه الذهبي، ورواه عبادة بن نسي عن غضيف به: أحمد: ٥/ ١٤٥، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر الحديث السابق.

فائدہ: اس عظیم ترین مدح اور ثنا کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ معصوم عن الخطا نہیں ہیں۔ جہاں کہیں محسوس ہوا کہ ان کا قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے اختلاف کیا۔ غیر مشروط اتفاق اور اطاعت کے لائق صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(المعجم ١٨، ١٩) - **بَابٌ: فِي صَفَايَا رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الأَمْوَالِ** (التحفة ١٩)

٢٩٦٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ قال: حدَّثني مَالِكُ بنُ أنسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن مَالِكِ ابنِ أوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قال: أرْسَلَ إلَيَّ عُمَرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إلَى رِمَالِهِ، فقالَ حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَامَالُ! إنَّهُ قَدْ دَفَّ أهْلُ أبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإنِّي قَدْ أمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فاقْسِمْ فِيهِمْ. قُلْتُ: لَوْ أمَرْتَ غَيْرِي بِذٰلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجَاءَهُ يَرْفَأُ، فقال: يَاأمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ؟ قال: نَعَمْ، فَأذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ فقال: يَاأمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قال: نَعَمْ، فَأذِنَ لَهُمْ

باب: ۱۸، ۱۹- وہ خاص اموال جو رسول اللہ ﷺ اپنے لیے مخصوص کر لیا کرتے تھے

۲۹۶۳- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا' جبکہ دن چڑھ آیا تھا' میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ کھری چارپائی پر بیٹھے ہیں (اس پر کوئی بچھونا نہیں تھا) انہوں نے میرے داخل ہوتے ہی کہا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ لوگ اپنے اہل و عیال سمیت آہستہ آہستہ چلے میرے پاس پہنچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے کسی قدر مال کا کہہ دیا ہے تو وہ ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے کہا: اگر آپ یہ کام میرے سوا کسی اور سے کہہ دیں (تو بہتر رہے۔) انہوں نے کہا: تم ہی اسے لو۔ اتنے میں (ان کا خادم) یرفأ آ گیا' اس نے کہا: امیر المومنین! عثمان بن عفان' عبدالرحمٰن بن عوف' زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: ہاں' اور ان کے لیے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے۔ یرفأ پھر ان کے پاس آیا اور کہا: امیر المومنین! عباس اور علی رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے کہا: ہاں اور ان کے لیے اجازت دے دی تو وہ بھی اندر آ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ

٢٩٦٣- **تخريج**: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح:١٧٥٧ من حديث مالك، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم ... الخ، ح:٧٣٠٥ وغيره من حديث ابن شهاب الزهري به.

فَدَخَلُوا. قال الْعَبَّاسُ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا يَعْنِي عَلِيًّا فقال بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْهُمَا - قال مَالِكُ بنُ أَوْسٍ: خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَّمَا أُولٰئِكَ النَّفَرَ لِذٰلِكَ - فقالَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: اتَّئِدَا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ فقال: أَنْشُدُكُم بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ؟» قالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فقال: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ والأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، فقالَا: نَعَمْ. قال: فَإِنَّ الله خَصَّ رَسُولَ الله ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخُصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقالَ الله تَعالَى: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُۥ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ﴾ [الحشر: ٦] فَكَانَ الله تَعَالَى أَفَاءَ عَلٰى رَسُولِهِ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللهِ! مااسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُم وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُم، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ أَوْ نَفَقَتَهُ وَنَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ المَالِ. ثُمَّ أَقْبَلَ

نے کہا: امیر المومنین میرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کر دیں' اہل مجلس میں سے کچھ نے کہا: ہاں اے امیرالمومنین! ان کا فیصلہ کر دیں اور انہیں راحت دیں۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ ان دونوں ہی نے دیگر حضرات کو اس مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہرو! اور اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم لوگوں (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو بھی چھوڑ جائیں' صدقہ ہوتا ہے؟'' ان سب نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے۔) پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں' کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے؟'' ان دونوں نے کہا: ہاں (یہ سچ ہے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے ایک خصوصیت عطا فرمائی تھی جو عام لوگوں میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی گئی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ' لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے' اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بنونضیر کے اموال دیے تھے' تو اللہ کی قسم! وہ

عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ فقال: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّماءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟ قالُوا: نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فقال: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ قال أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ الله ﷺ، فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا إِلٰى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُ، تَطْلُبُ أَنْتَ مِيرَاثَكَ مِن ابنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فقال أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ: أَنا وَلِيُّ رَسُولِ الله ﷺ وَوَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَوَلِيتُهَا ما شَاءَ الله أَنْ أَلِيهَا فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمانِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا، عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ الله أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِي كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَلِيهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّي عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ وَاللهِ! لَا أَقْضِي بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ.

آپ نے لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے مختص نہیں کر لیے نہ تمہارے بغیر خود ہی رکھ لیے تھے کہ تمہیں اس میں سے کچھ نہ دیا ہو۔ آپ ان میں سے اپنا ایک سال کا خرچ اور اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ لیا کرتے تھے اور باقی ماندہ کو دیگر اموال کی طرح خرچ کیا کرتے تھے۔ پھر وہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم لوگ یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ تو پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا ولی (ان کی طرف سے معاملے کا ذمہ دار) ہوں تو تم (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) اور یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے اپنا حصہ اور میراث مانگتے تھے اور یہ اپنی بیوی (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کا ان کے والد کی میراث سے حصہ طلب کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم کوئی وراثت نہیں چھوڑتے جو چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے۔'' اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سچے تھے صالح تھے ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس مال کے نگران بنے رہے جب ان کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں

سو جب تک اللہ نے چاہا اس کا نگران و منتظم رہا ہوں۔ پھر تم اور یہ آئے اور تم دونوں متفق تھے اور تمہاری بات بھی ایک تھی کہ اس کا مجھ سے مطالبہ کر رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ اموال تمہارے حوالے کیے دیتا ہوں، مگر تمہیں اللہ کے نام سے یہ عہد دینا ہوگا کہ اس کا انتظام اسی طرح کرو گے جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ اس عہد پر تم نے مجھ سے اسے لے لیا۔ اس کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ میں تم دونوں میں دوسرا فیصلہ کر دوں۔ اللہ کی قسم! اس کے سوا میں تمہارے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا خواہ قیامت آ جائے۔ اگر تم اس کا انتظام سنبھالنے سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُونَ يُصَيِّرُهُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ لَا أَنَّهُمَا جَهِلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فقالَ عُمَرُ: لَا أُوقِعُ عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْمِ أَدَعُهُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس کا انتظام باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے فرمان سے لاعلم تھے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔'' وہ دونوں بھی حق و صواب ہی چاہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں آنے دوں گا۔ میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا جیسے کہ یہ ہے۔

٢٩٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ قالَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أَوْس بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: وَهُمَا يَعْنِي عَلِيًّا وَالْعَبَّاسَ،

٢٩٦٤- مالک بن اوس (بن حدثان) رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے کہا: حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا اس مال کے بارے میں تنازعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر سے بطور فے حاصل ہوا تھا۔

٢٩٦٤۔ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

يَخْتَصِمَانِ فِيمَا أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُوقَعَ عَلَيْهِ اسْمُ قَسْمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اس کے بارے میں کسی بھی طرح تقسیم کا نام نہ آئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اموال بنونضیر کے تھے جو بوجہ مالِ فے ہونے کے رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنا اور اہل بیت کے لیے سال کا خرچ لے کر باقی دیگر مصالح جہاد اور ضرورت مند مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں' وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔'' حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے علم میں تو تھا مگر شاید وہ سمجھتے تھے کہ اس عموم میں ان کے لیے کوئی خصوصیت بھی ہے۔ ③ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واضح دلائل کے ساتھ قائل کیا اور وہ مطمئن ہوگئیں' کیونکہ حضرت صدیق اکبر نے انہیں یقین دلایا تھا کہ اس مال کا انتظام اور خرچ بالکل اسی طریقے سے ہوگا اور انہیں لوگوں پر ہوگا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس کے بعد دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہ کبھی اس فیصلے سے اختلاف کیا نہ کبھی یہ مسئلہ اٹھایا۔ پھر حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طے شدہ مدوں پر خرچ کرنے کے لیے اس مال کا انتظام ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے طریق پر چلتے رہنے کا عہد لے کر انہیں اس جائیداد کا منتظم بنا دیا۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ کچھ اس طرح آیا کہ حضرات عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ الجھن پیدا ہوگئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ غالب تھے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ زیر انتظام جائیداد کو ان دونوں کے درمیان واضح طور سے آدھا آدھا کر دیا جائے۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تمام فریقوں کی طرف سے قبول کرنے اور اس کی اصابت وصحت کا دوبارہ حوالہ دے کر اور اس بات کا حوالہ دے کر کہ یہ انتظام رسول ﷺ کے طریق سے مختلف نہ ہوگا' یہ فرمایا کہ یہ بغیر کسی تقسیم کے آپ دونوں کے مشترک انتظام ہی میں رہے گی۔ اور اس میں تقسیم کا نام تک نہیں آئے گا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کے بعد آنے والوں کے لیے اس جائیداد کو بطور وراثت لے لینے کا کوئی امکان بھی نہ ہو۔ ⑥ فتح الباری میں کچھ تاریخی شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس سے دستبردار ہوگئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے منتظم ہوگئے تھے۔ ان کے بعد حضرت حسن پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہما پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن پھر زید بن حسن رحمہم اللہ اس کے منتظم رہے۔ سن دو سو ہجری تک معاملہ اسی طرح چلتا رہا' بعد ازاں احوال بدل گئے۔ (فتح الباری' کتاب فرض الخمس' شرح حدیث: ۳۰۹۴) ⑦ فدک اور خیبر کا انتظام' سورۂ حشر کی آیت: ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الحشر:۷) ''بستیوں

والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگا دے وہ اللہ' رسول' قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔'' کے مطابق خلیفہ کی تولیت میں رہا۔ غنیمت میں سے پانچویں حصے (خمس) کا انتظام بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفۃ المسلمین بیت المال کا متصرف اور مذکورہ مدات میں خرچ کرنے کا پابند ہے۔ ⑧ ذوی القربیٰ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ ⑨ مذکورہ بالا حدیث (٢٩٦٣) سے یہ مسائل بھی ثابت ہوتے ہیں کہ ہر قبیلے کا رئیس ہونا چاہیے جو ان کے امور سے بہتر طور پر واقف ہو۔ ⑩ باوقار آدمی کو اس کے نام سے یا اس کے نام کو مخفف (مرخم) کر کے بھی پکارا جا سکتا ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کو مَالُ کہہ کر پکارا' مگر شرط یہ ہے کہ تحقیر مقصود نہ ہو۔ ⑪ آدمی منصب داری سے معذرت بھی کر سکتا ہے۔ ⑫ حاکم نرمی سے منصب سنبھالنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ ⑬ حاکم حاضر ہونے والوں کا نظم و نسق قائم رکھنے کے لیے کسی کو مقرر کر دے تو جائز ہے۔ ⑭ حسب احوال امام اور حاکم کے روبرو بیٹھ جانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ ⑮ خیر کے کاموں میں سفارش کرنا عمدہ خصلت ہے۔ ⑯ قاضی دلیل کی بنا پر اپنا فیصلہ دے اور پھر فیصلہ دیتے ہوئے حسب ضرورت وجہ بتائے تو مناسب ہے۔ ⑰ جائیداد حاصل کرنا' اس سے فائدہ اٹھانا اور سال بھر کا خرچ وغیرہ پہلے جمع رکھنا جائز ہے اور یہ خلاف توکل بھی نہیں۔ ⑱ رسول اللہ ﷺ اپنی ضرورت سے زائد کچھ چیز جمع نہ رکھا کرتے تھے بلکہ سال بھر کے کم از کم خرچ میں سے بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے' اس لیے سال گزرنے سے پہلے نوبت فاقوں تک پہنچ جاتی اور کئی کئی ماہ گھر میں چولہا نہ جلتا۔ شدید ضرورت میں قرض لینا پڑ جاتا۔ اسی طرح آپ کے اہل بیت بھی اپنا حصہ تک صدقات میں خرچ کر دیتے اور خود اختیاری فقر کی زندگی گزارتے تھے۔

٢٩٦٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ، المَعْنَى، أنَّ سُفْيَانَ بنَ عُيَيْنَةَ أخْبَرَهُمْ عَنْ عَمْرِو بن دِينَارٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أوْسِ بن الْحَدَثَانِ، عن عُمَرَ قال: كَانَتْ أمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أفَاءَ الله عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ المُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، كَانَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ خَالِصًا يُنْفِقُ عَلَى أهْلِ بَيْتِهِ - قالَ ابنُ عَبْدَةَ: يُنْفِقُ

٢٩٦٥- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر کے اموال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر کسی لڑائی کے (بطور فے) دیے تھے۔ مسلمانوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ ہی کے لیے مخصوص تھے۔ آپ اپنے اہل بیت پر خرچ کرتے تھے۔ (امام ابوداود رحمہ اللہ کے شیخ) احمد بن عبدہ نے کہا: آپ اپنے اہل کا ایک سال کا خرچ لے لیتے اور جو باقی بچتا اس کو گھوڑوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے سامان میں لگا

٢٩٦٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ٢٩٠٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

عَلٰى أَهْلِهِ - قُوتَ سَنَةٍ فَمَا بَقِيَ جَعَلَ فِي الْكُرَاعِ وَعُدَّةً فِي سَبِيلِ اللهِ. قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ: فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ. دیتے۔ ابن عبدہ کے الفاظ تھے: [فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ] (معنی وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو اموال مخصوص کیے وہ تین طرح کے تھے۔ (ا) وہ اراضی جو انصار نے اپنی زمینوں میں سے رسول اللہ ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کی تھیں' ان اراضی پر پانی نہیں پہنچتا تھا۔ (ب) مخیریق یہودی نے احد کے موقع پر اسلام لاتے ہوئے بنونضیر کے علاقے میں اپنے سات باغات کی وصیت رسول اللہ ﷺ کے لیے کی۔ (ج) بنونضیر نے جب لڑے بغیر ہتھیار ڈال کر رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ قبول کیا تو آپ ﷺ نے انہیں اسلحے کے علاوہ جو کچھ اونٹوں وغیرہ پر اٹھا کر لے جا سکتے تھے، لے جانے کی اجازت دی۔ باقی سب کچھ فے تھا جس پر رسول اللہ ﷺ کا اختیار تھا۔ آپ ﷺ نے بنونضیر کی باقی ماندہ تمام منقولہ جائیداد مسلمانوں میں تقسیم کر دی' زمین وغیرہ کی آمدنی سے آپ اپنے اخراجات بھی پورے کرتے تھے' لیکن زیادہ آمدنی مسلمانوں کے ولیّ امر کی حیثیت سے جہاد اور دیگر فوری نوعیت کی ضرورتوں پر خرچ کرتے۔ بعد ازاں خیبر کی فتح کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے وسیع اور زرخیز علاقے مسلمانوں کو عطا کر دیے۔ خیبر کا آدھا حصہ فتح ہوا تھا جو مجاہدین میں تقسیم ہوا اور باقی آدھا' جس میں فدک اور وادی القریٰ کے حصے تھے' بغیر جنگ کے حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بطور فے آپ کی تحویل میں آ گیا۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے وطیح اور سلالم بھی بصورت فے حاصل ہوئے۔ خیبر کا جو حصہ جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوا اس کا خمس بھی رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں تھا۔ (عون المعبود' باب في صفايا رسول الله ﷺ من الاموال' شرح حديث: ۲۹۶۹)

② خیبر کے اموال جب تحویل میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کے سال کے کم از کم مقدار میں کھانے کے اخراجات کے بعد باقی سب آمدنی مصیبت زدہ افراد' انسانی اور خاندانی حقوق کی ادائیگی کے لیے مختص کر دی۔ (ان میں بچوں کی خبر گیری' نوجوانوں یا بیوہ عورتوں کی شادی جیسی مدات شامل تھیں۔) (ابوداود' حديث: ۲۹۷۰' ۳۰۱۲)

③ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ان اموال کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا کر کہ رسول اللہ ﷺ کا مال بطور وراثت تقسیم نہیں ہوگا' البتہ آل محمد یا نساء رسول اللہ ﷺ کے کھانے کا خرچ اس میں سے ادا ہوگا، باقی صدقہ ہوگا۔ (ابوداود' حديث: ۲۹۶۸' ۲۹۷۴) اور یہ فیصلہ بھی فرمایا کہ ان سب اموال کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کے جانشین کے پاس رہے گی اور ان کی آمدنی بعینہٖ انہی مصارف پر خرچ ہوگی جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے تھے۔ اس فیصلے پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما سمیت پوری امت کا اجماع ہوا۔ (ابوداود' حديث: ۲۹۶۳' ۲۹۷۰) چونکہ ان "صفایا" (خاص اموال) کو آپ نے صدقہ قرار دیا تھا اس لیے اب ان اموال کو صفایا کی بجائے صدقۃ الرسول کہا جانے لگا۔ (ابوداود' حديث: ۲۹۶۸' ۲۹۷۰)

٢٩٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أخبرنَا أَيُّوبُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: قَالَ عُمَرُ: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦]. قالَ الزُّهْرِيُّ: قال عُمَرُ: هٰذِهِ لِرَسُولِ الله ﷺ خَاصَّةً، قُرَى عُرَيْنَةَ فَدَكَ وَكَذَا وَكَذَا ﴿مَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ﴾ [الحشر: ٧] وَلِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ، وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالإيمانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، وَالذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ. فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الآيَةُ النَّاسَ، فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا لَهُ فِيهَا حَقٌّ - قال أَيُّوبُ: أَوْ قال حَظٌّ - إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُونَ مِنْ أَرِقَّائِكُم.

٢٩٦٦- جناب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورۂ حشر کی آیت: ”اور ان (لوگوں) کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف پھیر دیا ہے اس کے لیے تم نے کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے“ کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص ہے۔ اس میں عرینہ کی بستیاں' فدک وغیرہ وغیرہ ہیں۔ (اس کے بعد ساتویں آیت میں ہے:) ”لڑے بھڑے بغیر بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے تصرف میں دیا ہے وہ اللہ' رسول' قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں' اور مسافروں کا حق ہے۔“ (اور آگے آٹھویں آیت میں ہے کہ یہ مال فے) ”ان فقراء مہاجرین کا حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال باہر کیے گئے......“ (اور اس کے بعد یہ بیان ہوا ہے کہ اس مال فے میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جنہوں نے ان (مہاجرین کی آمد) سے پہلے (مدینے میں) ٹھکانا بنا لیا تھا اور ایمان قبول کر لیا تھا۔ (انصار مدینہ) اور (پھر دسویں آیت میں ہے۔ ”اور وہ لوگ) جو ان کے بعد آئے......“ یہ (آخری) آیت تمام لوگوں سے متعلق ہے۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں بچتا مگر اس کا اس فے میں حصہ ہے...... ایوب نے لفظ ”حق“ کی بجائے ”حظ“ کہا...... سوائے تمہارے کچھ ایسے لوگوں کے جن کی گردنوں کے تم مالک ہو۔ (غلام جو آزاد نہیں ہوئے اور ان کی پوری ذمہ داری ان کے آقاؤں پر ہے۔)

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ مال فے میں تمام مسلمانوں کا حق اور حصہ ہے۔ ② مال فے میں

٢٩٦٦- تخريج: [إسناده ضعيف] قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يسمع من عمر".

سے پانچواں حصہ (خمس) نہیں نکالا جاتا بلکہ خمس غنائم میں سے نکالا جاتا ہے اور نکال کر حکومت کے سپرد کیا جاتا ہے۔

٢٩٦٧- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ قال: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قال: أخبرنَا صَفْوَانُ بنُ عِيسَى - وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ - كُلُّهُمْ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن مَالِكِ بنِ أوْسِ بنِ الْحَدَثَانِ قال: كَانَ فِيمَا احْتَجَّ بِهِ عُمَرُ أنَّهُ قال: كَانَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ ثَلَاثُ صَفَايَا: بَنُو النَّضِيرِ وَخَيْبَرُ وَفَدَكُ، فَأمَّا بَنُو النَّضِيرِ فَكَانَتْ حُبسًا لِنَوَائِبِهِ وَأمَّا فَدَكُ فَكَانَتْ حُبْسًا لأَبْنَاءِ السَّبِيلِ وَأمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّأَهَا رَسُولُ الله ﷺ ثَلَاثَةَ أجْزَاءٍ: جُزْأيْنِ بَيْنَ المُسْلِمِينَ وَجُزْءًا نَفَقَةَ أهْلِهِ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ أهْلِهِ جَعَلَهُ بَيْنَ فُقَرَاءِ المُهَاجِرِينَ.

٢٩٦٧- حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے مابین فیصلہ کرتے ہوئے) بطور حجت کہا تھا: بنونضیر، خیبر اور فدک کی زمینیں (اللہ کے حکم کے مطابق) رسول اللہ ﷺ کے لیے مختص تھیں۔ بنونضیر والی جائیداد المناک حوادث پر خرچ کرنے کے لیے ہوتی تھی، فدک مسافروں کے لیے اور خیبر کے رسول اللہ ﷺ نے تین حصے کر رکھے تھے، دو حصے مسلمانوں میں اور ایک حصہ آپ کے اہل کے اخراجات کے لیے تھا۔ آپ کے اہل کے خرچ سے جو بچ جاتا آپ اسے مہاجرین کے فقراء میں بانٹ دیا کرتے تھے۔

٢٩٦٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُقَيْلِ بنِ خَالِدٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

٢٩٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں کہلا بھیجا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ورثے سے حصہ دیا جائے جو آپ بطور فے مدینہ منورہ، فدک

٢٩٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٥٩ من حديث أبي داود به، وللحديث طرق * الزهري صرح بالسماع في أصل الحديث ولكنه عنعن في هذا اللفظ.

٢٩٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٤٠، ٤٢٤١، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح: ١٧٥٩ من حديث الليث بن سعد به.

ﷺ أنَّها أخْبَرَتْهُ أنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ الله ﷺ أرْسَلَتْ إلَى أبي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْألُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ مِمَّا أفَاءَ الله عَلَيْهِ بالمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إنَّمَا يَأْكلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا المَالِ»، وَإنِّي وَالله! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ الله ﷺ عن حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَلأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَأَبَى أبُو بَكْرٍ أنْ يَدْفَعَ إلى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا.

اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے' البتہ آل محمد کا خرچہ (حسب سابق) اس مال سے پورا کیا جائے گا۔'' اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کو اس حالت سے' جس پر آپ اسے اپنی زندگی میں چھوڑ گئے ہیں' تبدیل نہیں کرسکتا' میں اس میں اس طرح عمل کروں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور کوئی حکمران کسی کی خاطر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام تبدیل نہیں کرسکتا۔ حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ سن کر مکمل طور پر مطمئن ہو گئے۔ ان کی طرف سے عدم اطمینان کا گمان بھی ان کی شان میں گستاخی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد جب ان اموال کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ان کی اولاد کو تفویض ہوا تو انہوں نے بھی بعینہٖ اسی طرح اس کا انتظام اور خرچ کیا جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور کچھ عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کرتے رہے۔

٢٩٦٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ أبِي حَمْزَةَ عن الزُّهْرِيِّ قال: حدَّثَني عُرْوَةُ ابنُ الزُّبَيْرِ أنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ الله ﷺ الَّتِي بالمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. قالَتْ عَائِشَةُ:

۲۹۶۹- عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ زوجۂ نبی ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ اس روایت میں عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اس صدقے کا مطالبہ کیا' جو آپ مدینہ' فدک اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب

٢٩٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ ... الخ، ح: ٣٧١١، ٣٧١٢ من حديث شعيب به، وانظر الحديث السابق.

فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، وَإنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ في هٰذَا المَالِ» يَعْني مالَ الله لَيْسَ لَهُمْ أنْ يَزِيدُوا عَلَى المَآكِلِ.

دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد اسی مال میں سے کھائیں گے۔“ یعنی اللہ کے مال میں سے اور انہیں حق نہیں کہ کھانے پینے کے اخراجات سے زیادہ لیں۔

۲۹۷۰- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي يَعْقُوبَ: حدَّثَني يَعْقُوبُ يَعْني ابنَ إبْرَاهِيمَ ابنِ سَعْدٍ: حدَّثني أبي عن صَالِحٍ، عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ أنَّ عَائِشَةَ أخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الحَدِيثِ قال فِيهِ: فَأَبَى أبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ وَقال: لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إلَّا عَمِلْتُ بِهِ إنِّي أخْشَى إنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أمْرِهِ أنْ أزِيغَ، فَأمَّا صَدَقَتُهُ بالمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إلى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ، فَغَلَبَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهَا. وَأمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكُ فَأمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقال: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ الله ﷺ كَانَتَا لِحُقُوقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوائِبِهِ وَأمْرُهُمَا إلى مَنْ وَلِيَ الأمْرَ. قال: فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ إلى الْيَوْمِ.

۲۹۷۰- جناب عروہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہ ؓ نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔ عروہ نے اس روایت میں بیان کیا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے (سیدہ فاطمہ ؓ کو کچھ دینے سے) انکار کر دیا اور کہا: جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں' میں اس میں سے کچھ ترک نہیں کروں گا' اگر میں نے آپ کے طریقے میں سے کچھ بھی ترک کر دیا' تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں گمراہ نہ ہو جاؤں۔ البتہ آپ کا وہ صدقہ جو مدینے میں تھا حضرت عمر ؓ نے اسے حضرت علی اور حضرت عباس ؓ کی تولیت میں دے دیا' بعد ازاں اس معاملے میں علی ؓ حضرت عباس ؓ پر غالب آ گئے تھے۔ خیبر اور فدک کو حضرت عمر ؓ نے اپنی نگرانی میں رکھا اور کہا: یہ دونوں آپ کا وہ صدقہ ہیں جو آپ کے اتفاقی حقوق و اخراجات کے لیے تھے' ان کی تولیت خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہوگی۔ چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں۔

فوائد و مسائل: ① ان احادیث میں مالِ فے اور خُمس کو ”صدقہ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی جو اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو دیا تھا' نہ کہ وہ معروف صدقہ جو لوگ اپنے مالوں میں سے نکالا کرتے ہیں۔ ② [فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْم] ”چنانچہ وہ آج تک اسی طرح ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت تک تو اس پر عمل ہوتا رہا مگر بعد کے زمانوں میں اس کی تقسیم ہوگئی اور اس کی وہ حیثیت برقرار نہ رہ سکی جو نبی ﷺ کے زمانے میں تھی۔

۲۹۷۰_ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح: ۳۰۹۲ من حديث إبراهيم بن سعد به، انظر، ح: ۲۹٦۸.

٢٩٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ في قَوْلِهِ: ﴿فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ [الحشر: ٦] قال: صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ أَهْلَ فَدَكَ - وَقُرًى قَدْ سَمَّاهَا لَا أَحْفَظُهَا - وَهُوَ مُحَاصِرٌ قَوْمًا آخَرِينَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ بِالصُّلْحِ، قال: ﴿فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ يَقُولُ: بِغَيْرِ قِتَالٍ. قال الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ بَنُو النَّضِيرِ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَالِصًا لَمْ يَفْتَحُوهَا عَنْوَةً افْتَتَحُوهَا عَلَى صُلْحٍ فَقَسَمَهَا النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يُعْطِ الأَنْصَارَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا رَجُلَيْنِ كَانَتْ بِهِمَا حَاجَةٌ.

٢٩٧١- جناب زہری رحمہ اللہ نے آیت کریمہ: ﴿فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ "ان پر تم نے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔" کی تفسیر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اہل فدک اور کئی بستیوں والوں کے ساتھ مصالحت فرمائی تھی' جبکہ آپ دوسری بستیوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے' تو ان لوگوں نے اس اثنا میں صلح کا پیغام بھیجا تھا اور یہ اسی سلسلے کا بیان ہے کہ ﴿فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ یعنی بغیر کسی جنگ وجدال کے یہ حاصل ہوئی تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: بنونضیر کے اموال نبی ﷺ کے لیے مخصوص تھے (کیونکہ) وہ بطور صلح کے فتح ہوئے تھے' اس کو قوت کے زور پر حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے ان کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور سوائے دو کے کسی انصاری کو ان میں سے کچھ نہیں دیا' یہ دو افراد بھی ضرورت مند تھے۔

فائدہ: دوسروں کے محاصرے کے دوران میں صلح کے پیغام کے ذریعے سے خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم مسلمانوں کے قبضے میں آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے اموال کا کچھ حصہ اپنی خاندانی اور ہنگامی انسانی ضروریات کیلئے مختص کرنے کے بعد باقی مہاجرین میں تقسیم فرما دیا جس طرح سابقہ صحیح احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٩٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الْمُغِيرَةِ قال: جَمَعَ عُمَرُ ابنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلَى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ

٢٩٧٢- جناب مغیرہ (بن حکیم صنعانی) سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور کہا: اراضی فدک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں' آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے' بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور

٢٩٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٩٦ من حديث أبي داود به * السند مرسل.

٢٩٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠١ من حديث أبي داود به * السند منقطع.

سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ أَبُو بَكْرٍ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ قَالَ عُمَرُ: يَعْنِي ابنَ عَبْدِ العَزِيزِ، فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے' تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے (وفات پاگئے۔) پھر حضرت عمر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ (بھی) اپنی راہ چلے گئے (ان کی بھی وفات ہوگئی۔) پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی' پھر عمر بن عبدالعزیز ؒ کے قبضے میں آ گئی۔ عمر بن عبدالعزیز ؒ نے کہا: میں نے سوچا ہے کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت فاطمہ ؓ کو نہیں دی ہے' تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وُلِّيَ عُمَرُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ الْخِلَافَةَ وَغَلَّتُهُ أَرْبَعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَتُوُفِّيَ وَغَلَّتُهُ أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ وَلَوْ بَقِيَ لَكَانَ أَقَلَّ.

امام ابو داود ؒ کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز ؒ خلیفہ بنے تو ان کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی اور جب وہ فوت ہوئے تو چار سو دینار رہ گئی تھی اگر وہ حیات رہتے تو اور بھی کم ہو جاتی۔

۲۹۷۳- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الْوَلِيدِ بنِ جُمَيْعٍ، عن أبي الطُّفَيْلِ قَالَ: جَاءَتْ

۲۹۷۳- حضرت ابوالطفیل (عامر بن واثلہ لیثی ؓ) سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ نبی ﷺ کے ورثے کا مطالبہ لے کر حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئیں' تو انہوں

۲۹۷۳ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٤ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وزاد: "قالت فاطمة رضي الله عنها: فأنت وما سمعت من رسول الله ﷺ".

فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَطْلُبُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فقالَ أبو بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الله إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ».

نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو کوئی رزق عنایت فرما دیتا ہے' تو اس کا سرپرست وہی ہوتا ہے جو اس کے بعد (بطور خلیفہ) آئے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ اور علامہ خطابی کہتے ہیں کہ وہ حضرات جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے بعد خمس میں سے ۴/۵ خلیفہ کا ہوتا ہے ان کا استدلال اسی روایت سے ہے۔ ② نبی ﷺ کے مال میں وراثت نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی بابت لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ اس شخص کے دعوائے رسالت سے اصل مقصود تو اس کا مال ودولت کا جمع کرنا ہے۔

٢٩٧٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينارًا، ما تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي ومَؤُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۲۹۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا ورثہ دیناروں کی صورت میں تقسیم نہیں ہوگا۔ جو کچھ بھی چھوڑ جاؤں تو وہ زوجات کے اخراجات اور عمال کی محنت کے بعد سب صدقہ ہوگا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَؤُونَةُ عَامِلِي يَعْنِي أَكَرَةَ الأَرْضِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: [مؤنة عاملي] کے معنی ہیں کہ وہ افراد جو زمین پر محنت مزدوری کریں۔

٢٩٧٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عنْ أبي الْبَخْتَرِيِّ قال: سَمِعْتُ حَدِيثًا مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي فَقُلْتُ: اكْتُبْهُ لِي، فَأَتَى بِهِ مَكْتُوبًا مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُمَرَ

۲۹۷۵- ابوالبختری کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی جو مجھے پسند آئی' میں نے کہا کہ یہ مجھے لکھ دو' تو اس نے یہ مجھے صاف صاف لکھ دی۔ کہ حضرت عباس اور حضرت علی ؓ حضرت عمر ؓ کے پاس آئے جبکہ طلحہ' زبیر' عبدالرحمٰن اور سعد ؓ ان کے پاس بیٹھے

٢٩٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب نفقة نساء النبي ﷺ بعد وفاته، ح:٣٠٩٦، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة، ح:١٧٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٣.

٢٩٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٩٩، ٣٠٠ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول، وحديث: ٢٩٦٣ يغني عنه.

وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ ﷺ صَدَقَةٌ إِلَّا ما أَطْعَمَهُ أَهْلَهُ وَكَسَاهُمْ، إِنَّا لَانُورَثُ؟» قَالُوا: بَلٰى، قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُنْفِقُ مِنْ مَالِهِ عَلٰى أَهْلِهِ وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَوَلِيَهَا أَبُو بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بنِ أَوْسٍ.

ہوئے تھے اور ان دونوں کا آپس میں جھگڑا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد رضی اللہ عنہم سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نبی ﷺ کا سب مال صدقہ ہوتا ہے، سوائے اس کے جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلا دیں یا پہنا دیں۔ ہم لوگ اپنا کوئی وارث نہیں بناتے؟“ ان سب نے کہا کہ ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے اور بقیہ صدقہ کر دیا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال تک اس جائیداد کے متولی رہے اور وہی کچھ کرتے رہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ پھر (ابوالبختری نے) مالک بن اوس کی حدیث سے کچھ بیان کیا۔

٢٩٧٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ ابنَ عَفَّانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ».

٢٩٧٦- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جب وفات ہوگئی تو ازواج محترمات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی وراثت سے آٹھواں حصہ عنایت فرما دیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: ”کیا رسول اللہ ﷺ فرما نہیں گئے: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ بھی چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

٢٩٧٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

٢٩٧٧- جناب ابن شہاب (زہری) رحمہ اللہ نے اپنی

٢٩٧٦_ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ومخرج رسول الله ﷺ إليهم . . . الخ، ح:٤٠٣٤، ومسلم، الجهاد والسير، باب قول النبي ﷺ: "لا نورث ما تركنا فهو صدقة"، ح:١٧٥٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٩٣.

٢٩٧٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥، والترمذي في الشمائل، ح:٤٠٢ من حديث حاتم بن إسماعيل به، انظر، ح:٢٩٦٧.

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَن ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ: قُلْتُ: أَلَا تَتَّقِينَ اللهَ؟ أَلَمْ تَسْمَعْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَإِنَّمَا هٰذَا المَالُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبَتِهِمْ وَلِضَيْفِهِمْ فَإِذَا مُتُّ فَهُوَ إِلٰى مَنْ وَلِيَ الأَمْرَ مِنْ بَعْدِي».

سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ اس میں ہے: میں نے کہا: کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتی ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ آپ فرماتے تھے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ مال آل محمد کا ہے جو ان کے حوادثات اور مصیبت زدہ افراد کے اخراجات اور ان کے مہمانوں کے لیے ہے' جب میں فوت ہو جاؤں تو اس کا سرپرست وہی ہوگا جو میرے بعد خلیفہ ہوگا۔''

مسئلہ وراثت انبیاء

توضیح: اس باب کی احادیث اور اس موضوع کی آیات کریمہ سے واضح ہے کہ اموال فے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کو حسب ارشادات ربانی اپنے ذاتی اخراجات اور مصارف جہاد کے علاوہ دیگر مستحق مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ اپنے اور اہل وعیال کے اخراجات کے لیے محفوظ جائیداد کے بارے میں نبی ﷺ نے بصراحت فرما دیا تھا کہ اسے بطور وراثت تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ گو کہ ابتدا میں اہل بیت کے چند بزرگ اس مسئلے میں اپنے لیے شاید کوئی خصوصیت سمجھتے رہے ہوں مگر حضرت ابوبکر اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں اصحاب حل وعقد کے روبرو صریح دلائل سے مطمئن فرما دیا کہ ان کا عندیہ راجح نہیں ہے جس پر وہ بالآخر مطمئن ہو گئے تھے۔ مگر تعجب ہے کہ رافضیوں میں یہ بات شروع سے اب تک بالعموم کہی جاتی ہے کہ شیخین نے نعوذ باللہ اہل بیت کا حق مار لیا تھا۔ اور وہ اس موقف کو اپنے سادہ لوح عوام کے سامنے کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ انبیاء کی وراثت ہوتی ہے اور دلیل دیتے ہیں کہ ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ......﴾ (النساء:١١) ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اولادوں کو ورثہ دینے کا حکم دیتا ہے......'' اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد کے وارث قرار پائے تھے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ﴾ (النمل:١٦) ''اور داود کا وارث سلیمان بنا۔'' اور حضرت زکریا علیہ السلام دعائیں کرتے رہے کہ انہیں بچہ ملے جو ان کا وارث ہو' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ○ يَّرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ﴾ (مریم:٦،٥) ''مجھے تو اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر' وہ وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا۔'' وغیرہ' مگر عصبیت سے بالاتر ہو کر علم وتقویٰ اور دیانت سے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کا مذکورہ بالا استدلال ایک ادھورا سچ ہے۔ اولاد کو ورثہ دینے کا عام حکم مطلقاً عموم پر ہرگز نہیں ہے جیسے کہ کافر' قاتلِ عمد اور غلام اولاد اپنے ماں باپ کی وارث نہیں ہو سکتی اسی طرح نبی ﷺ کا معاملہ عام مخصوص منہ البعض (عام حکم کا اطلاق

بعض خاص صورتوں پر نہیں ہوتا) کی صورت سے ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داود علیہ السلام کے بلاشبہ وارث ہوئے ہیں، مگر مال و دولت کے نہیں بلکہ علم و کتاب اور اس جیسی دیگر ذمہ داریوں کے وارث ہوئے۔ اور اس مفہوم کے لیے لفظ وراثت ہی استعمال ہوتا ہے جیسے کہ مال و دولت کے لیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا﴾ (فاطر: ٣٢) ''پھر ہم نے اپنے منتخب بندوں کو اس کتاب کا وارث بنایا۔'' اور اگر یہاں مال کی وراثت مراد لی جائے تو پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ داود علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف سلیمان علیہ السلام ہی کو وارث بنایا جائے اور دوسروں کو محروم کر دیا جائے؟ اور پھر صرف مال یا حکومت کا وارث ہونا تو کوئی خاص مدح کی بات نہیں، کیونکہ یہ دنیا کے معروف معمولات میں سے ہے۔ حضرت سلیمان اگر مال کے وارث بنے تو یہ کون سی بڑی بات ہے کہ قرآن بطور خاص اس کا تذکرہ کرے! اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے علم کا وارث طلب کر رہے تھے نہ کہ مال کا۔ اگر ﴿يَرِثُنِيۡ وَ يَرِثُ مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ﴾ سے مراد مال کی وراثت لی جائے تو دعا کا مطلب یہ ہوگا کہ پوری آل یعقوب کے مال کا وارث وہ بنے جو حضرت زکریا علیہ السلام کو بطور ولی عطا کیا جائے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو وارث عطا کیا۔ وہ اموال دنیا سے مطلقاً بے رغبت رہا، یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام۔

رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیائے سابقین علیہم السلام نے علم و کتاب کے علاوہ اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑی اور نہ کسی کو اپنا وارث بنایا۔ حضرات شیخین نے بقول ان لوگوں کے اگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مال کی وراثت نہیں بھی دی تو رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی محروم رہے ہیں۔ خود ان کی اپنی صاحبزادیاں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما جو کہ اللہ کے نبی ﷺ کے حرم میں تھیں انہیں بھی محروم کیا گیا۔ اگر یہ مسئلۂ وراثت ایسے ہی تھا جیسے کہ یہ رافضی لوگ باور کراتے ہیں، تو کیوں نہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں جب کہ وہ کلی طور پر بااختیار تھے رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں جو اموال رہے تھے انہیں وراثت کے طور پر تقسیم کر کے تمام اہل حقوق کو ان کے حقوق دے دیتے؟ لیکن حق یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرات شیخین حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے فیصلے کو (جو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تھا) برقرار رہنے دیا جیسا کہ شروع میں تھا۔ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُمۡ وَاَرۡضَاهُمۡ.

(المعجم ١٩، ٢٠) - بَابٌ: فِي بَيَانِ مَوَاضِعِ قَسۡمِ الۡخُمُسِ وَسَهۡمِ ذِي الۡقُرۡبَى (التحفة ٢٠)

باب:١٩، ٢٠- خُمس (غنیمت کا پانچواں حصہ جو رسول اللہ ﷺ لیا کرتے تھے) کہاں خرچ ہوتا تھا اور قرابت داروں کے حصے کا بیان

فائدہ: درج ذیل احادیث پڑھتے ہوئے خاندان قریش کے متعلق معلوم رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چوتھے دادا عبد مناف کی چار اولادیں تھیں: ہاشم، مطلب، نوفل اور عبد شمس۔ ایام جاہلیت کی خاندانی آویزشوں میں بنو نوفل اور بنو عبد شمس ایک دوسرے کے حمایتی اور حلیف بن گئے تھے، جبکہ بنو مطلب نے بنو ہاشم کی تائید و نصرت کی تھی۔ حتیٰ

کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد جب قریش نے بنو ہاشم کے ساتھ مقاطعے کا فیصلہ کیا اور انہیں شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تو بنو مطلب نے بنو ہاشم کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اس کے بعد تو یہ دونوں خاندان معاشرتی اور معاشی طور پر پہلے سے بھی زیادہ باہم مربوط ہو گئے بلکہ دونوں مل کر ایک معاشی اکائی بن گئے۔ اس اکائی کا ہر فرد خود کو باقی سب کی طرف سے ذمہ دار سمجھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بدرجۂ اولیٰ اس اکائی کے باقی ممبروں کی بہبود کے ذمہ دار تھے' لہٰذا آپ نے انہیں اپنے مال میں شریک کر کے اسی کے تقاضے پورے فرمائے۔ یعنی جو کچھ خالصتاً آپ کا تھا اس میں کسی اور کا کوئی حق نہ تھا کہ جو آپ نے کسی سے روک لیا ہو' آپ نے اس میں توسیع کر کے دوسروں کو شریک کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور حفاظت کا یہ عمل ان خاندانوں کے لیے ہمیشہ بابرکت ثابت ہوا' جس کے نتیجے میں انہیں ''ذوی القربیٰ'' (رسول اللہ ﷺ کے خاص قرابت دار) قرار دیا گیا۔ دوسرے دو خاندان اسلام قبول کر لینے کے بعد' باوجود خاندانی تعلق داریوں کے اس خصوصی حیثیت اور شرف سے محروم رہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ .

٢٩٧٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قال: أخبرني جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: أَنَّهُ جَاءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بنُ عَفَّانَ يُكَلِّمَانِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا قَسَمَ مِنَ الْخُمُسِ بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! قَسَمْتَ لِإِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ مِنْكَ وَاحِدَةٌ. فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ». قال جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ. قالَ:

۲۹۷۸- جناب سعید بن مسیّب ؒ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان ؓ خمس کی تقسیم کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کے لیے گئے جو آپ نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو حصہ عنایت فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنو مطلب کو عنایت فرمایا ہے مگر ہمیں نہیں دیا' حالانکہ ہماری اور ان کی آپ کے ساتھ قرابت داری ایک سی ہے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شے ہیں۔'' (وجہ اوپر درج ہوئی) جبیر ؓ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے خمس میں سے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کا حصہ نہ نکالا جس طرح کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کا نکالا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ

٢٩٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٢٩ من حديث يونس الأيلي، وأحمد: ٨٥/٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به.

وكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيهِمْ. قَالَ: فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ.

کرتے تھے لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کے ان قرابت داروں کو اتنا نہ دیتے تھے جتنا رسول اللہ ﷺ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (بھی) انہیں دیتے رہے۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت کا آخری حصہ [وَ كَانَ أَبُوبَكْرٍ ......] ’’ابوبکر خمس اسی طرح تقسیم کیا کرتے تھے......‘‘) حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حصہ ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ امام زہری رحمہ اللہ کا قول ہے جو غلطی سے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ درج ہو گیا ہے۔ غالباً اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ حصہ ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباري، كتاب فرض الخمس، باب ومن الدليل علىٰ أن الخمس للامام) فتح الباری کی عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ابوداود کا جو نسخہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے سامنے تھا اس میں اس حصے کے درمیان کے الفاظ [مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيهِمْ] ’’جتنا نبی ﷺ ان کو عطا کرتے تھے‘‘ موجود نہ تھے، البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ذہلی نے اس آخری حصے کے ’’مدرج‘‘ ہونے کی وضاحت کی ہے اور یونس عن لیث ہی کی سند سے اس کو زیادہ تفصیل سے روایت کیا ہے۔ (فتح الباري، ایضاً)

[مَا كَانَ النَّبِيُّ...... الخ] کے الفاظ کے بغیر امام زہری کے قول کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کچھ ذوی القربیٰ کو خمس کا حصہ نہیں دیتے تھے۔ اس حصے کے ساتھ اصل مفہوم یہ بنتا ہے کہ ذوی القربیٰ کو مجموعی طور پر اتنا نہ دیتے جتنا رسول اللہ ﷺ عطا فرماتے تھے۔ (اگلی حدیث سے یہ بھی بات واضح ہو جاتی ہے۔)

دوسری احادیث سے اس کی وجہ بھی سامنے آ جاتی ہے۔ سنن نسائی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ وضاحت آتی ہے کہ ان کے (اور ان سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور خود رسالت مآب ﷺ کے) نزدیک خمس کے اس حصے کے اخراجات کی مدیں ’’بیوگان کی شادی، بڑے خاندان والے کی خبر گیری، ذوی القربیٰ میں سے مقروضوں کے قرض کی ادائیگی، تھیں۔ (فتح الباري، ایضاً، سنن نسائی: اوّل كتاب قسم الفيء) رسول اللہ ﷺ کے بعد نسبتاً زیادہ خوش حالی کی وجہ سے غالباً مجموعی طور پر ذوی القربیٰ کی ان مدات کے لیے خرچ ہونے والی رقم کی مقدار کم ہو گئی تھی اس لیے اب خمس میں سے ذوی القربیٰ پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت کم اور عام بیوگان، یتامیٰ اور مستحقین پر خرچ ہونے والی رقم کی نسبت زیادہ ہو گئی تھی۔ اگلی احادیث میں اسی بات کی طرف اشارہ موجود ہے اور امام زہری نے اپنے قول میں اسی بات کی وضاحت کی ہے۔ ② آیت کریمہ میں مذکور ’’ذوی القربیٰ‘‘ کے لفظ کی تشریح از روئے سنت ان دو خاندانوں سے کی گئی جو اقتصادی معاشرتی معاملات میں ہر طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ تھے۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلۂ بنو عبد شمس سے ہے اور حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کا بنو نوفل سے، یہ دونوں خاندان بنو ہاشم کے ساتھ اس طرح کا عملی اشتراک نہیں رکھتے تھے جیسا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تھا۔

٢٩٧٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ: حدثنا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ قالَ: أخْبَرَنِي يُونُسُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قالَ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بن مُطْعِمٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنَ الخُمُسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي المُطَّلِبِ. قالَ: وَكَانَ أبو بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحوَ قَسْمِ رَسُولِ الله ﷺ غَيرَ أنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِي قُرْبَى رَسُولِ الله ﷺ كَمَا كَانَ يُعْطِيهِمْ رَسُولُ الله ﷺ وَكَانَ عُمَرُ يُعْطِيهِمْ وَمَنْ كَانَ بَعْدَهُ مِنه.

۲۹۷۹- جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا' رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد شمس یا بنو نوفل کو خمس میں سے کچھ نہیں دیا جیسے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کو عنایت فرمایا۔ راوی نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی طرح خمس تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے تھے' مگر وہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کو اس طرح نہ دیتے تھے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ دیتے تھے۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) اس میں سے حصہ دیا کرتے تھے۔

٢٩٨٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ قال: أخبرني جُبَيْرُ بنُ مُطْعِمٍ قال: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَضَعَ رَسُولُ الله ﷺ سَهْمَ ذِي الْقُرْبَى في بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي المُطَّلِبِ وَتَرَكَ بَنِي نَوْفَلٍ وَبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَانْطَلَقْتُ أنَا وَعُثْمَانُ بنُ عَفَّانَ حَتَّى أتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِي وَضَعَكَ الله بِهِ مِنْهُمْ، فَمَا بَالُ إخْوَانِنَا بَنِي المُطَّلِبِ أعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَقَرَابَتُنَا وَاحِدَةٌ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ:

۲۹۸۰- جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بتایا' جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے "قرابت داروں کے حصے" میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو دیا مگر بنو نوفل اور بنو عبد شمس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بنو ہاشم کی فضیلت کا ہمیں انکار نہیں ہے کہ جو تعلق اور مقام اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ دیا ہے سو دیا ہے۔ مگر ہمارے بھائی بنو مطلب' کیا وجہ ہے کہ آپ نے انہیں دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے' حالانکہ ہماری (آپ کے ساتھ) قرابت داری ایک سی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم (بنو ہاشم) اور بنو مطلب

٢٩٧٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ٨٣ عن عثمان بن عمر به.

٢٩٨٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وعلقه ابن حزم في المحلى: ٧/ ٣٢٧.

«أنَا وَبَنُو المُطَّلِبِ لَا نَفْتَرِقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ﷺ.

جاہلیت اور اسلام میں جدا جدا نہیں ہوئے ہیں' ہم اور وہ ایک شے ہیں۔" اور آپ نے (یہ بتاتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری کے اندر ڈالیں۔

۲۹۸۱- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن الْحَسَنِ بنِ صَالِحٍ، عن السُّدِّيِّ في ذِي الْقُرْبَى قال: هُمْ بَنُو عَبْدِ المُطَّلِبِ.

۲۹۸۱-حسن بن صالح' سدی (الکبیر۔ اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن ابی کریمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ "ذی القربیٰ" سے مراد بنوعبدالمطلب ہیں۔

۲۹۸۲- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ: أخبرنَا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أَخْبَرَنا يَزِيدُ بنُ هُرْمُزَ: أنَّ نَجْدَةَ الْحَرُورِيَّ حِينَ حَجَّ فِي فِتْنَةِ ابنِ الزُّبَيْرِ أَرْسَلَ إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى وَيَقُولُ: لِمَنْ تَرَاهُ؟ قال ابنُ عَبَّاسٍ: لِقُرْبَى رَسُولِ الله ﷺ قَسَمَهُ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا مِنْ ذٰلِكَ عَرْضًا، رَأَيْنَاهُ دُونَ حَقِّنَا فَرَدَدْنَاهُ عَلَيْهِ وَأَبَيْنَا أنْ نَقْبَلَهُ.

۲۹۸۲-یزید بن ہرمز کی روایت ہے کہ جن دنوں میں حضرت ابن زبیر ؓ کو شہید کیا گیا نجدہ حروری (یہ خارجیوں کا سردار تھا) حج کے لیے آیا تو اس نے حضرت ابن عباس ؓ سے ذی القربیٰ کے حصے کے بارے میں پچھوایا کہ آپ اسے کس کا حق سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کے لیے ہے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیا تھا۔ اور حضرت عمر ؓ نے بھی اس میں سے ہمیں کچھ پیش کیا جسے ہم نے اپنے حق سے کم سمجھا' تو ہم نے اسے ان کو واپس کر دیا اور قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فائدہ: حضرت عمر ؓ نے بھی ذوی القربیٰ کو سابقہ طریق کی مدات کے مطابق پیش کش فرمائی لیکن ان حضرات نے اسے کم سمجھتے ہوئے قبول نہ کیا۔ نیز غالباً یہ لوگ غنی بھی ہوں گے' جیسے کہ پہلے فوائد اور درج ذیل روایت میں اشارہ ہے۔

۲۹۸۳- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ

۲۹۸۳- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؒ کہتے

۲۹۸۱۔ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

۲۹۸۲۔ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ۱، ح: ٤١٣٨ من حديث يونس به، وانظر، ح: ٢٧٢٧، وأصله عند مسلم.

۲۹۸۳۔ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٦/٣٤٣ من حديث أبي داود به، وللحديث طريق ◀◀

عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا أبو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن مُطَرِّفٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: وَلَّانِي رَسُولُ الله ﷺ خُمُسَ الْخُمُسِ فَوَضَعْتُهُ مَوَاضِعَهُ حَيَاةَ رَسُولِ الله ﷺ وَحَيَاةَ أبي بَكْرٍ وَحَيَاةَ عُمَرَ، فَأُتِيَ بِمَالٍ فَدَعَانِي فقالَ: خُذْهُ، فَقُلْتُ: لَا أُرِيدُهُ، فقالَ: خُذْهُ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ، قُلْتُ: قد اسْتَغْنَيْنَا عَنْهُ، فَجَعَلَهُ في بَيْتِ المَالِ.

ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خمس کے پانچویں حصے پر والی بنایا' پس میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کے خاص مقامات پر خرچ کیا' اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی میں بھی اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر کچھ مال آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: لے لو۔ میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: لے لو' تم اس کے زیادہ حقدار ہو۔ میں نے کہا: ہم اس سے مستغنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو بیت المال میں جمع کرلیا۔

٢٩٨٤- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْبَرِيدِ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مَيْمُونٍ عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى قال: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: اجْتَمَعْتُ أنَا وَالْعَبَّاسُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْدُ بنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنْ رَأَيْتَ أنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هٰذَا الْخُمُسِ في كِتَابِ الله عَزَّوَجَلَّ فَأَقْسِمَهُ حَيَاتَكَ كَيْلَا يُنَازِعَنِي أحَدٌ بَعْدَكَ، فَافْعَلْ، قالَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ. قال: فَقَسَمْتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ الله ﷺ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أبو بَكْرٍ، حَتَّى إذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ

۲۹۸۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ میں' عباس' فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ مناسب سمجھیں تو کتاب اللہ کے مطابق جو خمس میں ہمارا حق ہے' آپ اپنی زندگی میں مجھے اس کا والی بنا دیں تاکہ آپ کے بعد کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ چنانچہ آپ نے ایسے ہی کر دیا۔ پھر میں آپ کی حیات مبارکہ میں اسے تقسیم کرتا رہا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا والی بنایا۔ حتیٰ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری سال تھا تو ان کے پاس بہت سا مال آیا' تو انہوں نے مجھے اس سے معزول کر دیا۔ پھر انہوں

◄◄ آخر، انظر الحديث الآتي * أبوجعفر الرازي حسن الحديث في غير ما يروي عن الربيع بن أنس، وثقه الجمهور.

٢٩٨٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٨٤ من حديث هاشم بن البريد به * حسين بن ميمون لين الحديث(تقريب).

مِنْ سِنِي عُمَرَ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ، فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ لَمْ يَدْعُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُمَرَ، فَلَقِيتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَ ما خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِ عُمَرَ فقالَ: يَاعَلِيُّ! حَرَّمْتَنَا الْغَدَاةَ شَيْئًا لَا يُرَدُّ عَلَيْنَا أَبَدًا، وَكَانَ رَجُلًا دَاهِيًا.

نے مجھے بلا بھیجا' تو میں نے عرض کیا: اب کے برس ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جبکہ دیگر مسلمان اس کے حاجت مند ہیں' آپ یہ انہیں دے دیں۔ تو انہوں نے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے کسی نے اس کے لیے نہیں بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں سے آنے کے بعد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا: اے علی! آج تم نے ہمیں ایک حق سے محروم کر دیا ہے جو آئندہ کبھی ہمیں نہیں دیا جائے گا۔ اور وہ بڑے دانا آدمی تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور سابقہ صحیح روایات کے برعکس بھی۔

۲۹۸۵- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ. حَدَّثَنا يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بنَ رَبِيعَةَ ابنِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ رَبِيعَةَ بنَ الْحَارِثِ وَعَبَّاسَ بنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ وَلِلْفَضْلِ بنِ عَبَّاسٍ: ائْتِيَا رَسُولَ الله ﷺ فَقُولَا لَهُ: يَارَسُولَ الله! قَدْ بَلَغْنَا مِنَ السِّنِّ ما تَرَى وَأَحْبَبْنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ وَأَنْتَ يَارَسُولَ الله! أَبَرُّ النَّاسِ وَأَوْصَلُهُمْ وَلَيْسَ عِنْدَ أَبَوَيْنَا ما يُصْدِقَانِ عَنَّا، فَاسْتَعْمِلْنَا يَارَسُولَ الله! عَلَى الصَّدَقَاتِ فَلْنُؤَدِّ إِلَيْكَ مَا يُؤَدِّي

۲۹۸۵- جناب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بیان کیا کہ اس کے والد ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب نے عبدالمطلب بن ربیعہ (مجھ سے) اور فضل بن عباس سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر درخواست کرو کہ اے اللہ کے رسول! ہم اس عمر کو پہنچ گئے ہیں جو آپ دیکھ رہے ہیں (بھرپور جوان ہیں) اور ہم شادیاں کرنا چاہتے ہیں اور آپ اے اللہ کے رسول! سب سے بڑھ کر حسن سلوک اور سب سے عمدہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں' ہمارے والدین کے پاس ہمارے حق مہر کے لیے کچھ نہیں ہے' تو آپ اے اللہ کے رسول! ہمیں صدقات کا عامل بنا دیجیے' ہم وہی کریں گے جو دوسرے عامل کرتے ہیں اور ہمیں ہمارا حق خدمت جو ہو گا مل جائے گا۔ عبدالمطلب نے کہا: ہم

۲۹۸۵- تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب ترك استعمال آل النبي ﷺ على الصدقة، ح: ۱۰۷۲ من حديث يونس بن يزيد به.

الْعُمَّالُ وَلْنُصِبْ ما كَانَ فِيهَا مِنْ مِرْفَقٍ. فَأَتَى عَلِيُّ بنُ أَبي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فقالَ لَنَا: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَا، وَالله! لَا يَسْتَعْمِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لَهُ رَبِيعَةُ: هٰذَا مِنْ أَمْرِكَ، قَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمْ نَحْسُدْكَ عَلَيْهِ، فَأَلْقَى عَلِيٌّ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ فقالَ: أنا أَبُو حَسَنٍ الْقَرْمُ وَالله! لَا أَرِيمُ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا [ابْنَاكُمَا] بِحَوْرِ ما بَعَثْتُمَا بِهِ إِلَى النَّبيِّ ﷺ. قال عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فانْطَلَقْتُ أنَا وَالْفَضْلُ حتَّى نُوَافِقَ صَلَاةَ الظُّهْرِ قَدْ قامَتْ، فَصَلَّيْنَا مَعَ النَّاسِ، ثُمَّ أَسْرَعْتُ أنا وَالْفَضْلُ إلى بَابِ حُجْرَةِ النَّبيِّ ﷺ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، فَقُمْنا بالْبَابِ حتَّى أتى رَسُولُ الله ﷺ فأَخَذَ بِأُذُنِي وَأُذُنِ الْفَضْلِ ثُمَّ قالَ: «أَخْرِجَا ما تُصَرِّرَانِ»، ثُمَّ دَخَلَ فأَذِنَ لِي وَلِلْفَضْلِ فَدَخَلْنا فَتَواكَلْنا الْكَلَامَ قَلِيلًا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ أو كَلَّمَهُ الْفَضْلُ - قَدْ شَكَّ في ذٰلِكَ عَبْدُ الله - قال: كَلَّمهُ بالَّذِي أَمَرَنا به أَبَوَانا، فَسَكَتَ رَسُولُ الله ﷺ ساعَةً وَرَفَعَ بَصَرَهُ قِبَلَ سَقْفِ الْبَيْتِ حتَّى طَالَ عَلَيْنا أَنَّه لا يَرجِعُ إِلَيْنا شَيْئًا حتَّى رأَيْنا زَيْنَبَ تَلْمَعُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ بِيَدِهَا، تُرِيدُ أَنْ لا تَعْجَلَا وأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ في أَمْرِنَا، ثمَّ خَفَّضَ رَسُولُ

یہی گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آ گئے، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقے پر عامل نہیں بنائیں گے، تو ربیعہ نے ان سے کہا: یہ تمہاری بات ہے کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی دامادی مل گئی ہے، ہمیں تو اس پر تم سے کوئی حسد نہیں ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر لیٹ گئے اور کہنے لگے: میں ابوالحسن ہوں اور معاملہ فہم بھی! (جیسے کہ بڑا اونٹ ہوتا ہے۔) اللہ کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ تمہارے صاحبزادے جواب لے کر نہیں آ جاتے، جس مقصد کے لیے آپ نے انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: چنانچہ میں اور فضل (نبی ﷺ کے دروازے کی طرف) گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور جماعت کھڑی ہو گئی ہے تو ہم نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی۔ پھر جلدی سے نبی ﷺ کے حجرے کے دروازے کے پاس آ گئے۔ آپ اس دن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں تھے۔ ہم دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ پس آپ ﷺ نے (پیار سے) میرے اور فضل کے کان پکڑ لیے اور فرمایا: ''نکالو جو تمہارے جی میں ہے۔'' پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور ہمیں اندر آنے کی اجازت دی تو ہم اندر چلے گئے۔ اور ہم تھوڑی دیر تک بات کرنے کو ایک دوسرے پر ٹالتے رہے (میں کہتا کہ تم بات کرو وہ کہتا کہ تم کرو) بالآخر آپ ﷺ سے میں نے بات کی یا فضل نے...... عبداللہ

الله ﷺ رَأْسَهُ فقالَ لَنَا : «إنَّ هذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّها لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لآلِ مُحَمَّدٍ، ادْعُوا لِي نَوْفَلَ بنَ الْحَارِثِ» فَدُعِيَ لَهُ نَوْفَلُ بنُ الْحَارِثِ، فَقالَ: «يَا نوْفَلُ! أَنْكِحْ عَبْدَ المُطَّلِبِ» فَأَنْكَحَنِي نَوْفَلُ ثُمَّ قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ادْعُوا لِي مَحْمِيَةَ بنَ جَزْءٍ» وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُبَيْدٍ، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الأَخْمَاسِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِمَحْمِيَةَ : «أَنْكِحِ الْفَضْلَ» فَأَنْكَحَهُ، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قُمْ فَأَصْدِقْ عَنْهُما مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وكَذَا» لَمْ يُسَمِّهِ لِي عَبْدُ الله بن الْحَارِثِ.

بن حارث کو شک ہے...... اور ہمارے باپوں نے جو کہا تھا ہم نے آپ کے گوش گزار کر دیا' تو رسول اللہ ﷺ ایک گھڑی کے لیے خاموش ہو گئے۔ آپ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ بہت وقت گزر گیا اور آپ ہمیں کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم نے دیکھا کہ ام المومنین زینب ؓ نے پردے کے پیچھے سے ہمیں اشارہ کیا یعنی جلدی مت کرو' رسول اللہ ﷺ تمہارے ہی بارے میں فکر کر رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکایا اور فرمایا: ''یہ صدقہ تو لوگوں کا میل کچیل ہے اور یہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں ہے۔ نوفل بن حارث کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' چنانچہ انہیں بلایا گیا۔ آپ نے ان سے کہا: ''نوفل! عبدالمطلب سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ نوفل نے میرے ساتھ (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''محمیہ بن جزء کو بلا لاؤ۔'' وہ بنو زبید میں سے تھے۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے خمس کا نگران بنایا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے کہا: ''محمیہ! فضل سے (اپنی بیٹی کا) نکاح کر دو۔'' چنانچہ اس نے بھی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اٹھو اور انہیں خمس میں سے اتنا اتنا حق مہر ادا کر دو۔'' زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن حارث نے مجھے اس کی مقدار بیان نہیں کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات کا عامل نہ بنایا' البتہ خمس میں سے ان کی شادیوں کے لیے خرچ فرمایا۔ اسی طریقے پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں عمل رہا۔ ② اور اس مقصد کے لیے بیت المال سے مادی تعاون لینا دینا جائز ہے جیسے کہ اہل بیت کے لیے خمس سے لینا جائز تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب مصلحت اسے خرچ فرمایا کرتے تھے۔

٢٩٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا يونُسُ عن ابْنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بنَ عَلِيٍّ أخبرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ قالَ: كَانَ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِي بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَقْبَلْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا بِشَارِفَيَّ قَدِ اجْتُبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُما وَأُخِذ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِينَ رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ قالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ ابن عَبْدِ المُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الأَنْصَارِ غَنَّتْهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابَهُ، فَقالَتْ فِي غِنَائِهَا:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ

٢٩٨٦-حضرت حسین بن علی ؓ نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے بتایا کہ میرے پاس ایک اچھی اونٹنی تھی جو مجھے بدر کے موقع پر غنیمت میں ملی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس موقع پر اپنے خمس سے بھی ایک اونٹنی عنایت فرمائی تھی۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ (اپنی زوجہ) فاطمہ ؓ دختر رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لاؤں' تو میں نے بنو قینقاع کے ایک آدمی سے' جو کہ سنار تھا وعدہ لیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اِذخر گھاس لائیں گے جسے میں ساروں کو بیچ کر اپنے ولیمے کا خرچ بنا سکوں گا۔ پس اس خیال سے میں اپنی اونٹنیوں کے لیے پالان' بورے اور رسیاں وغیرہ اکٹھے کر رہا تھا' جبکہ میری اونٹنیاں ایک انصاری کے حجرے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے یہ سامان اکٹھا کر لیا اور آیا تو دیکھا کہ میری اونٹنیوں کے کوہان کٹے پڑے ہیں' ان کے پہلو چیر دیے گئے ہیں اور جگر بھی نکال لیے گئے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ضبط نہ رکھ سکا (یعنی رونے لگا) اور پوچھا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ (تمہارے چچا) حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں انصاریوں کے ساتھ شراب کی ایک مجلس میں ہیں۔ ایک گانے والی نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے سامنے یوں کہا: [أَلَا يَاحَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ] ''اے حمزہ! صحن میں بیٹھی ان موٹی موٹی اونٹنیوں کے درپے ہو۔''

٢٩٨٦۔ تخريج: أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب فرض الخمس، ح:٣٠٩١، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر . . . الخ، ح:١٩٧٩ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

فَوَثَبَ إِلَى السَّيْفِ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُما وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، فَأَخَذ مِنْ أَكْبَادِهِمَا. قالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بنُ حَارِثَةَ، فَعرَفَ رَسُولُ الله ﷺ الَّذِي لَقِيتُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا لَكَ؟» قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ما رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، عَدَا حَمْزَةُ عَلى نَاقَتَيَّ فَاجْتَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَاهُوَ ذَا في بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَاهُ، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بن حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ، فَطَفِقَ رَسُولُ الله ﷺ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ، فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ، فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلى رَسُولِ الله ﷺ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لأَبِي؟ فَعَرَفَ رَسُولُ الله ﷺ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنكَصَ رَسُولُ الله ﷺ عَلى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

چنانچہ وہ فوراً اٹھے' اپنی تلوار لی اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور پہلو چیر دیے اور جگر نکال لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں چلا آیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر جو گزری تھی اسے میری صورت سے بھانپ لیا' تو فرمایا: ''کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے ہیں اور پہلو چیر دیے ہیں۔ اور وہ اس گھر میں موجود ہے اور اس کے ساتھ دوسرے شراب پینے والے بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر طلب کی' اسے اوڑھا اور چل پڑے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے تھے حتی کہ آپ اس گھر کے پاس آ گئے جس میں حمزہ تھے۔ آپ نے اندر جانے کی اجازت طلب کی' تو آپ کو بلا لیا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ شراب نوشوں کی مجلس بپا ہے۔ رسول اللہ ﷺ حمزہ کو اس کی کارروائی پر برا بھلا کہنے لگے اور وہ نشے میں تھے۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حمزہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر نظر اٹھا کر' آپ کے گھٹنوں تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی تو ناف تک دیکھا۔ پھر نظر اٹھائی اور آپ کے چہرے کو دیکھا۔ پھر بولے: تم میرے باپ کے غلام ہونے کے سوا کیا ہو؟! تب رسول اللہ ﷺ نے پہچانا کہ یہ نشے میں دھت ہیں' تو آپ الٹے پاؤں پیچھے پلٹ آئے۔ آپ نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

فوائد ومسائل: ① یہ واقعہ شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا ہے اور اس گانے والی کے شعر یوں تھے:

أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ ۔۔۔ وَهُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ

ضَعِ السِّكِّينَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا ۔۔۔ وَ ضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ

وَعَجِّلْ مِنْ أَطَايِبِهَا لِشَرْبٍ ۔۔۔ قَدِيدًا مِنْ طَبِيخٍ أَوْ شِوَاءِ

''اے حمزہ! اٹھو اور یہ موٹی موٹی اونٹنیاں جو میدان میں بندھی ہیں' ان کے حلقوں پر چھری رکھو اور انہیں خونم خون کردو۔ اور ان کا عمدہ عمدہ گوشت پکا ہوا یا بھنا ہوا اپنے شراب پینے والے ساتھیوں کو پیش کرو۔''
ان اشعار کا مقصد حمزہ کے جذبۂ سخاوت کو غلط طریق پر ابھارنا تھا۔ حضرت حمزہ نے ان کے اکسانے پر اپنے بھتیجے کی پونجی جو اونٹوں پر مشتمل تھی برباد کر ڈالی۔ ② اہل بیت کے افراد کو جہاد میں سے غنیمت کا حصہ ملتا تھا اور رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت خمس سے مزید بھی عنایت فرمایا کرتے تھے۔ ③ صحابۂ کرام ؓ اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد محنت' مزدوری اور مشقت سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ ④ انسان کسی وجہ سے عقل و شعور سے عاری ہو جائے تو خاص اس حالت میں تادیب مفید نہیں ہو سکتی بلکہ اس سے دور ہو جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔

٢٩٨٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ ابنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عن الْفَضلِ بنِ الْحَسَنِ الضَّمْرِيِّ أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ - أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيِ الزُّبَيْرِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ - حَدَّثَتْهُ عنْ إحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَبْيًا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ، وَلٰكِنْ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ تُكَبِّرْنَ اللهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ

٢٩٨٧- حضرت زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادیوں ام حکم یا ضباعہ ؓ میں سے کسی ایک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں' میری بہن اور حضرت فاطمہ ؓ دختر رسول ﷺ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور جس حال میں ہم تھیں آپ کے سامنے اس کا شکوہ کیا (کہ سب کام اپنے ہاتھ سے کرنے پڑتے ہیں۔) ہم نے درخواست کی کہ ان قیدیوں میں سے ہمارے لیے بھی کسی کا حکم دے دیا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدر کے یتیم (جن کے والد بدر میں شہید ہوئے) تم سے پہلے لے چکے ہیں' لیکن میں تمہیں اس سے بہتر عمل بتاتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار اَللّٰهُ أَكْبَرُ' تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰه' تینتیس بار

٢٩٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٣/ ٢٩٩ من حديث ابن وهب به ٭ الفضل بن الحسن "حسن الحديث".

صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور (ایک بار) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں' حکومت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔) پڑھا کرو۔

قَالَ عَيَّاشٌ: وَهُمَا ابْنَتَا عَمِّ النَّبِيِّ ﷺ.

عیاش (بن عقبہ) نے کہا: یہ دونوں خواتین نبی ﷺ کی چچازاد تھیں۔

فوائد ومسائل: ① ان سیدات کو اگر کچھ ملتا تو خمس میں سے ملتا' مگر شاید غنائم وغیرہ کے ساتھ وہ سب بھی شہدائے بدر کے یتیم بچوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ② نبی ﷺ مادی تعاون کے معاملے میں زیادہ ضرورت مندوں خصوصاً شہداء کے اہل وعیال کو اولیت دیا کرتے تھے اور اپنے عزیز واقارب کے متعلق آپ ﷺ کی ترجیح یہی تھی کہ وہ بقدر گزران اور قناعت کی زندگی گزاریں۔ ③ سیدات اہل بیت' عام مسلمانوں کی خواتین حتیٰ کہ امہات المومنین بھی اپنے اپنے گھروں میں گھر داری کے تمام کام سرانجام دیتی تھیں۔ بعض فقہاء کا یہ کہنا کہ بیوی پر اپنے شوہر کی دلداری کے علاوہ اور کچھ واجب نہیں' (خیر القرون کے اس تعامل کے اور آیندہ حدیث میں مذکور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے۔ ④ اللہ کا ذکر اور اس کی پابندی دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں خیر وبرکات کا باعث ہے جبکہ خادم کا فائدہ صرف دنیا تک ہی محدود ہے اور آخرت میں جوابدہی کا معاملہ اس پر مستزاد ہے۔ ⑤ اس روایت میں یہ نکتہ بھی ہے کہ دن بھر کی محنت سے جو تکان لاحق ہوتی ہے اس کا ازالہ اور خادم ہونے کی صورت میں اس سے جو راحت مل سکتی ہے ویسی ہی راحت ان تسبیحات سے بھی مل سکتی ہے۔

٢٩٨٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلٰى عن سَعِيدٍ يَعْنِي الْجُرَيْرِيَّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عن ابنِ أَعْبُدَ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ أَحَبِّ

٢٩٨٨- ابن اعبد سے روایت ہے کہ حضرت علی ؓ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں اپنی اور حضرت فاطمہ ؓ دختر رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں اور حضرت فاطمہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیار تھا۔ میں نے کہا: ہاں بتائیے۔ تو انہوں نے کہا: حضرت

٢٩٨٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٥٠٦٣، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٥٣ من حديث سعيد الجريري به * أبوالورد مستور، وابن أعبد مجهول(تقريب).

أَهْلِهِ إِلَيْهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: إِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَ فِي نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَدَمٌ فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا، فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَأَتَاهَا مِنَ الْغَدِ فقال: «مَا كَانَ حَاجَتُكِ؟» فَسَكَتَتْ، فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكَ يَارَسُولَ اللهِ! جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا، وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا، فَلَمَّا أَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ أَمَرْتُهَا أَنْ تَأْتِيكَ فَتَسْتَخْدِمَكَ خَادِمًا يَقِيهَا حَرَّ مَا هِيَ فِيهِ. قَالَ: «اتَّقِي اللهَ يَافَاطِمَةُ! وَأَدِّي فَرِيضَةَ رَبِّكِ وَاعْمَلِي عَمَلَ أَهْلِكِ، فَإِذَا أَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدِي ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرِي أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ»، قَالَتْ: رَضِيتُ عَنِ اللهِ وَعَنْ رَسُولِهِ.

فاطمہ ؓ چکی چلاتی تھیں حتیٰ کہ ہاتھوں پر نشان پڑ گئے‘ پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں حتیٰ کہ ان کے سینے پر نشان پڑ گئے‘ گھر میں جھاڑو دیتیں تو کپڑے خراب ہو جاتے۔ پھر نبی ﷺ کے پاس لونڈیاں اور غلام آئے۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ اپنے والد کے پاس جا کر کسی خادم کے متعلق کہیں (تو آپ کو سہولت مل جائے گی۔) چنانچہ وہ آئیں اور دیکھا کہ کئی باتیں کرنے والے آپ کے پاس بیٹھے ہیں‘ اس پر آپ واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اگلے دن ان کے پاس آئے اور دریافت فرمایا: ”کیا کام تھا؟“ تو وہ خاموش رہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بتائے دیتا ہوں۔ یہ چکی چلاتی ہیں تو ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے ہیں۔ پانی کی مشک اٹھا کر لاتی ہیں تو اس سے سینے پر نشان پڑ گئے ہیں۔ اور اب آپ کے پاس لونڈیاں غلام آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی خدمت میں جائیں اور کوئی خادم طلب کر لیں جس سے انہیں ان کاموں کی مشقت میں آسانی ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ! اللہ سے ڈرو‘ اپنے رب کا فریضہ ادا کرو اور اپنے گھر والوں کا کام کاج کیا کرو۔ اور رات کو جب سونے لگو تو تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ‘ تینتیس بار اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اور چونتیس بار اَللّٰہُ أَکْبَرُ کہہ لیا کرو‘ یہ سو بار ہوا۔ اور یہ عمل تمہارے لیے خادم سے بڑھ کر ہے۔“ حضرت فاطمہ ؓ نے کہا: میں اللہ عزوجل سے اور اس کے رسول ﷺ سے (بہ دل وجان) راضی ہوں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مذکورہ بالا تفصیل کے ساتھ اس سند سے ضعیف ہے‘ مگر بالاختصار یہ دوسری سند سے

صحیح ثابت ہے جیسے کہ آئندہ حدیث نمبر: ۵۰۶۲ میں موجود ہے۔ اور مذکورہ بالا تسبیحات انتہائی فضیلت رکھتی ہیں۔
④ اور اس میں ایک بیٹی اور بیوی کو ''گھر والوں'' کا کام کرنے کی تلقین بھی ہے۔

۲۹۸۹- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَلِيِّ بن حُسَيْنٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: وَلَمْ يُخْدِمْهَا.

۲۹۸۹- امام زہری رحمہ اللہ نے بواسطہ علی بن حسین رحمہ اللہ یہ قصہ بیان کیا ہے۔ اور کہا کہ نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کوئی خادم نہیں دیا تھا۔

۲۹۹۰- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْقُرَشِيُّ - قالَ أبو جَعْفَرٍ يَعْنِي ابنَ عِيسَى: كُنَّا نَقُولُ إِنَّهُ مِنَ الأَبْدَالِ قَبْلَ أَنْ نَسْمَعَ أَنَّ الأَبْدَالَ مِنَ الْمَوَالِي - قالَ: حدَّثني الدَّخِيلُ بنُ إِيَاسِ بنِ نُوحِ بنِ مُجَّاعَةَ عَنْ هِلَالِ بنِ سِرَاجِ بنِ مُجَّاعَةَ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ مُجَّاعَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَطْلُبُ دِيَةَ أَخِيهِ، قَتَلَتْهُ بَنُو سَدُوسٍ مِنْ بَنِي ذُهْلٍ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ جَاعِلًا لِمُشْرِكٍ دِيَةً جَعَلْتُ لأَخِيكَ، وَلٰكِنْ سَأُعْطِيكَ مِنْهُ عُقْبَى»، فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمِائَةٍ مِنَ الإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهْلٍ فَأَخَذَ طَائِفَةً مِنْهَا وَأَسْلَمَتْ بَنُو ذُهْلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدُ مُجَّاعَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَأَتَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَتَبَ لَهُ أبو بَكْرٍ بِاثْنَيْ

۲۹۹۰- مُجاعہ (بن مرارہ حنفی یمامی رضی اللہ عنہ- مجاعہ کی میم پر پیش اور جیم مشدد ہے) سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اپنے بھائی کی دیت طلب کی جسے بنوذہل کی شاخ بنوسدوس کے لوگوں نے قتل کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی مشرک کی دیت دیتا ہوتا تو تیرے بھائی کی بھی دے دیتا۔ تاہم میں تجھے اس کا عوض دوں گا۔'' پس نبی ﷺ نے اسے لکھ دیا کہ سب سے پہلا خمس جو بنوذہل کے مشرکوں سے حاصل ہوگا اس میں سے اس کو ایک سو اونٹ دیے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ اس نے حاصل کر لیا اس کے بعد پھر بنو ذہل مسلمان ہوگئے۔ تو مجاعہ نے باقی ماندہ کا مطالبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا اور ان کو نبی ﷺ کی تحریر پیش کردی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یمامہ کے صدقہ سے بارہ ہزار صاع لکھ دیئے چار ہزار صاع گندم' چار ہزار صاع جو اور چار ہزار صاع کھجور۔ نبی ﷺ کی وہ تحریر جو آپ نے مجاعہ کو لکھ کر دی تھی اس کا

۲۹۸۹- تخريج: [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ۵۰۶۲ * السند مرسل.

۲۹۹۰- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ۸/ ٤٤، وأبونعيم في معرفة الصحابة: ۲٦۲۲/۵، ح: ٦۳۱۰ من حديث عنبسة به * الدخيل مستور، وهلال مجهول الحال، فالسند مظلم.

عَشَرَ أَلْفِ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةِ الْيَمَامَةِ: أَرْبَعَةِ آلَافِ بُرٍّ، وَأَرْبَعَةِ آلَافِ شَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةِ آلَافِ تَمْرٍ وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَّاعَةَ: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَّاعَةَ بْنِ مُرَارَةَ مِنْ بَنِي سُلْمَىٰ، إِنِّي أَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِي بَنِي ذُهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيهِ».

مضمون یہ تھا: ”بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. یہ تحریر محمد نبی ﷺ کی جانب سے بنو سُلمٰی کے مجاعہ بن مرارہ کے لیے لکھی گئی ہے کہ میں نے اسے اس کے (مقتول) بھائی کے عوض میں ایک سو اونٹ عطا کیے ہیں‘ جو کہ بنوذہل کے مشرکین سے حاصل ہونے والے پہلے خمس میں سے ادا کر دیے جائیں گے۔“

(المعجم ٢٠، ٢١) - باب مَا جَاءَ فِي سَهْمِ الصَّفِيِّ (التحفة ٢١)

باب: ۲۰‘۲۱-صَفِی کے احکام ومسائل

٢٩٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن مُطَرِّفٍ، عن عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قال: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيَّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً، وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمُسِ.

۲۹۹۱-عامر شعبی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا غنیمت میں ایک خاص حصہ ہوا کرتا تھا جسے صَفِی کہا جاتا تھا۔ (آپ ﷺ) چاہتے تو غلام لے لیتے یا لونڈی یا گھوڑا (اور یہ) خمس نکالنے سے پہلے لے سکتے تھے۔

فائدہ: نبی ﷺ غنیمت میں سے کوئی خاص چیز پسند کرتے تو خمس سے پہلے اسے لے سکتے تھے مثلاً لونڈی‘ غلام‘ تلوار یا کوئی بھی چیز‘ اسے صَفِی کہا جاتا ہے۔

٢٩٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَزْهَرُ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قال: سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عن سَهْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِيِّ، قال: كَانَ يُضْرَبُ لَهُ بِسَهْمٍ مَعَ الْمُسْلِمِينَ وَإِنْ لَمْ يَشْهَدْ، وَالصَّفِيُّ

۲۹۹۲-ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین ؓ سے نبی ﷺ کے حصے اور صفی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ خواہ کسی جہاد میں شریک نہ بھی ہوتے آپ کا حصہ نکالا جاتا تھا اور خمس میں سے سب سے پہلے آپ کے لیے کوئی خاص چیز نکال لی جاتی

٢٩٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ١، ح: ٤١٥٠ من حديث مطرف به، السند مرسل.

٢٩٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

يُؤْخَذُ لَهُ رَأْسٌ مِنَ الْخُمُسِ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ.

تھی اور اسے صفی کہا جاتا تھا۔

٢٩٩٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ يَعني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن سَعِيدٍ يَعْني ابنَ بَشِيرٍ، عن قَتَادَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَتْ صَفِيَّةُ مِنْ ذٰلِكَ السَّهْمِ، وَكَانَ إذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ.

۲۹۹۳- جناب قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوے میں شریک ہوتے تو آپ کا ایک خاص حصہ (صفی) ہوتا تھا آپ جو چاہتے لے سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) اسی حصے میں سے تھیں' اور جب آپ خود شریک نہ ہوتے تو آپ کا حصہ رکھا جاتا تھا' مگر وہ آپ سے منتخب نہ کرایا جاتا۔

٢٩٩٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُوأَحْمَدَ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصَّفِيِّ.

۲۹۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) آپ ﷺ کے حصۂ صفی میں آئی تھیں۔

٢٩٩٥- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ الله تَعَالَى الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا، فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ الله ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سُدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا.

۲۹۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر آئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا تو آپ ﷺ کے سامنے صفیہ بنت حُیَیّ کے حسن و جمال کا تذکرہ ہوا' ان کا شوہر قتل ہو گیا تھا جبکہ وہ ابھی دلہن تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں (ان کے صدمے کے ازالے اور معاشرے میں اونچا مقام دینے کے لیے) اپنے لیے منتخب فرما لیا۔ آپ اسے لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب ہم سد صہباء کے مقام پر پہنچے تو وہ حلال (حیض سے پاک) ہو گئیں تو آپ نے ان کے ساتھ شب زفاف گزاری۔

٢٩٩٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠٤ من حديث أبي داود به، السند مرسل وضعيف.

٢٩٩٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] * سفيان الثوري مدلس وعنعن.

٢٩٩٥_ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يسافر بالجارية قبل أن يستبرئها، ح: ٢٢٣٥ من حديث يعقوب به.

فوائد ومسائل: ① جنگ میں ہاتھ آنے والی لونڈیوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک حمل نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے ان سے صحبت جائز نہیں اور یہی ان کی عدت ہے' اسے استبراء رحم (رحم کے صاف ہونے کا پتہ چل جانا) کہتے ہیں۔ ② ''سَدُّ الصهباء'' خیبر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔ ''سد'' کی سین پر پیش اور زبر دونوں منقول ہیں۔

۲۹۹٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: صَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ.

۲۹۹٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ ؓ کو پہلے دحیہ کلبی ؓ نے چنا تھا مگر بعد میں (ان کے پورے حالات گوش گزار کیے جانے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آ گئیں۔

۲۹۹۷- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن أَنَسٍ قال: وَقَعَ في سَهْمِ دِحْيَةَ جَارِيَةٌ جَمِيلَةٌ فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ الله ﷺ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ، ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى أُمِّ سُلَيْمٍ تَصْنَعُهَا وَتُهَيِّئُهَا. قال حَمَّادٌ: وَأَحْسِبُهُ قال: وَتَعْتَدُّ في بَيْتِهَا صَفِيَّةُ ابْنَةُ حُيَيٍّ.

۲۹۹۷- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ حضرت دحیہ کلبی ؓ کے حصے میں ایک بہت ہی خوبصورت لونڈی آئی' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو سات غلام دے کر خرید لیا۔ پھر آپ نے اسے ام سلیم ؓ کے حوالے کیا تا کہ اسے بنائیں سنواریں اور بطور دلہن تیار کریں۔ حماد کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ ام سلیم کے ہاں عدت پوری کر لے اور یہ صفیہ بنت حیی تھیں۔

۲۹۹۸- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ مُعَاذٍ: حدثنا عَبْدُالْوَارِثِ؛ ح: وحدثنا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ المعنى قالَ: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسٍ قال: جُمِعَ السَّبْيُ يَعني بِخَيْبَرَ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَال: يَارَسُولَ الله! أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ،

۲۹۹۸- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں قیدیوں کو جمع کیا گیا' تو حضرت دحیہ ؓ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عنایت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور ایک لونڈی لے لو۔'' تو انہوں نے صفیہ بنت حیی کو چن لیا۔ پھر ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے

۲۹۹٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الرجل يعتق أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۹۵۷ من حديث حماد بن زيد به.

۲۹۹۷ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * حماد هو ابن زيد.

۲۹۹۸ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من غزا بصبي للخدمة، ح: ۲۸۹۳ من حديث يعقوب بن إبراهيم، ومسلم، النكاح، باب فضيلة إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ۱۳٦۵ بعد، حديث: ۱٤۲۷ من حديث إسماعيل ابن علية به.

قال: «اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً»، فَأَخَذَ صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ — قال يَعْقُوبُ: صَفِيَّةَ ابْنَةَ حُيَيٍّ - سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ ثُمَّ اتَّفَقَا ما تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قال: «ادْعُوهُ بِهَا»، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قالَ لَهُ: «خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا»، وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا.

اللہ کے نبی! آپ نے صفیہ بنت حیبی کو حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ قریظہ اور نضیر (یہودی قبیلوں) کی سردار ہے (سردار کی بیٹی ہے) یہ صرف آپ ہی کے زیبا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دحیہ کو بلاؤ۔“ اسے لے کر آئے۔ جب نبی ﷺ نے صفیہ کو دیکھا تو دحیہ سے فرمایا: ”قیدیوں میں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو۔“ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے آزاد کر دیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① اہل خیبر کو جنگ میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے مال پر قبضہ کر لیا گیا اور قیدیوں کو غلام اور لونڈیاں بنالیا گیا اور یہ اس وقت جنگ کا معروف طریقہ تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے باوجود ایک سردار زادی کو اس کا مقام ومنصب دیا، وہ ایک صحابی کے حصے میں آچکی تھیں آپ نے اسے واپس لے کر آزاد کر دیا اور پھر ان کی مرضی سے انہیں اپنے حرم میں داخل کر کے انہیں مسلمان سوسائٹی میں اعلیٰ ترین مقام عطا کیا۔ ② اسلام جہاں حق کی ترویج اور دفاع کے لیے طاقت کا مظاہرہ کرتا ہے وہاں انسانوں کو عزت بھی دیتا ہے۔ اس اقدام سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ان قبائل کی نفرت وعداوت کو الفت وقربت میں بدل کر انہیں اسلام کے قریب لایا جائے۔ اور یہی رسول اللہ ﷺ کے کثرت ازدواج کی ایک اہم حکمت تھی۔ مستشرقین نے تعصب برتتے ہوئے جو الزام تراشی کی وہ ثابت شدہ حقائق کے خلاف ہے۔ ③ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی نہیں لیا گیا تھا بلکہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے سات لونڈی غلام عنایت فرما کر اچھی طرح راضی کیا۔ بلکہ یہ بدلہ اتنا زیادہ تھا کہ تھوڑی دیر کیلئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو ان کے حصے میں رہیں اس کی برکت سے ان کو اپنے وہم وگمان سے زیادہ مل گیا۔

٢٩٩٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ قال: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ الله قال: كُنَّا بِالْمِرْبَدِ فَجَاءَ رَجُلٌ أَشْعَثُ الرَّأْسِ بِيَدِهِ قِطْعَةُ أَدِيمٍ، أَحْمَرَ، فَقُلْنَا: كَأَنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ؟ قال: أَجَلْ. قُلْنَا:

٢٩٩٩- جناب یزید بن عبداللہ (بن الشخیر) بیان کرتے ہیں کہ ہم (بصرہ کے محلّہ) مربد میں تھے کہ ایک شخص آیا۔ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور وہ ہاتھ میں سرخ چمڑے کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے تھا۔ ہم نے کہا: تم گویا دیہات کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا:

٢٩٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قسم الفيء، باب: ١، ح: ٤١٥١ من حديث يزيد بن عبدالله بن الشخير به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٩٩، وابن حبان، ح: ٩٤٩ * الصحابي اسمه النمر بن تولب الشاعر.

نَاوِلْنَا هٰذِهِ الْقِطْعَةَ الأَدِيمَ الَّتِي فِي يَدِكَ، فَنَاوَلْنَاهَا، فَقَرَأْنَا مَا فِيهَا فَإِذَا فِيهَا: «مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلٰى بَنِي زُهَيْرِ بنِ أُقَيْشَ، إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أن لَا إِلٰه إِلَّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُم الزَّكَاةَ وَأَدَّيْتُم الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَهْمَ الصَّفِيِّ أَنْتُمْ آمِنُونَ بِأمانِ الله وَرَسُولِهِ»، فقُلْنَا: مَنْ كَتَبَ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ؟ قال: رَسُولُ الله ﷺ.

ہاں۔ہم نے کہا: یہ تیرے ہاتھ میں چمڑے کا ٹکڑا کیسا ہے'ذرا ہمیں دکھاؤ؟ وہ اس نے ہمیں دے دیا۔ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی زہیر بن اُقیش کے لیے۔تم لوگ اگر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی شہادت دو' نماز قائم کرو' زکوۃ ادا کرو' غنیمت میں سے پانچواں حصہ (خمس) اور نبی ﷺ کا حصہ' خاص (صفی) ادا کرو' تو اللہ اور اس کے رسول کی امان سے امن میں ہو۔'' ہم نے پوچھا: تمہیں یہ تحریر کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔

(المعجم ٢١، ٢٢) - بَابٌ: كَيْفَ كَانَ إِخْرَاجُ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ؟ (التحفة ٢٢)

باب:۲۱'۲۲-یہودی مدینہ منورہ سے کیسے نکالے گئے؟

٣٠٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قال: أخبرنَا شُعَيْبٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ: وَكَانَ كَعْبُ بنُ الأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَأَهْلُهَا أَخْلَاطٌ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الأَوْثَانَ وَالْيَهُودُ، وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، فَأَمَرَ

۳۰۰۰-عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک (بعض نسخوں میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی بجائے عبدالرحمٰن بن کعب ہے اور یہی صحیح ہے۔کیونکہ عبدالرحمٰن) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں یعنی حضرت کعب بن مالک ؓ سے۔اور وہ ان تین افراد میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ (یہودیوں کا سردار) کعب بن اشرف نبی ﷺ کی بہت بدگوئی کیا کرتا تھا اور کفار قریش کو ان پر حملہ آور ہونے کی ترغیب بھی دیتا رہتا تھا۔نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہل شہر میں تین طرح کے لوگ بستے تھے' یعنی مسلمان' مشرک بت پرست اور یہود۔اور یہ یہودی' نبی ﷺ اور آپ کے

٣٠٠٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٣/ ١٩٨ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد * الزهري مدلس وعنعن.

الله عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ بالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ فَفِيهِمْ أَنْزَلَ الله: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ [آل عمران: ١٨٦] الآية فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بنُ الأشْرَفِ أنْ يَنْزِعَ عن أذى النَّبيِّ ﷺ أمَرَ النَّبيُّ ﷺ سَعْدَ بنَ مُعَاذٍ أنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ، فَبَعَثَ مُحَمَّدَ ابنَ مَسْلَمَةَ، وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ، فَلَمَّا قَتَلُوهُ فَزِعَتِ الْيَهُودُ وَالْمُشْرِكُونَ، فَغَدَوْا عَلَى النَّبيِّ ﷺ، فَقَالُوا: طُرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبيُّ ﷺ الَّذي كَانَ يَقُولُ وَدَعَاهُمُ النَّبيُّ ﷺ إلى أنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ كِتَابًا يَنْتَهُونَ إلى مَا فِيهِ. فَكَتَبَ النَّبيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَامَّةً صَحِيفَةً.

اصحاب کو بہت اذیت دیا کرتے تھے۔ تو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو صبر اور درگزر کا حکم دیا۔ اور انہی کے سلسلے میں یہ آیت اتری: ﴿وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِن قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْآ أَذًى كَثِيْرًا وَّ إِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾ ”اور یہ بھی یقینی ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی طرف سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور مشرکوں کی طرف سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی پڑیں گی اور اگر تم صبر کر لو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔“ اور جب کعب بن اشرف (یہودی) نبی ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آیا تو نبی ﷺ نے (رئیس اوس) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کوئی جماعت بھیج دو جو اس کا کام تمام کر دے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ اور پھر اس کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ جب ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا تو یہودی اور مشرک گھبرا گئے اور صبح کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے صاحب کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا گیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے ان کو جو جو وہ کہا کرتا تھا سب بتایا اور انہیں دعوت دی کہ آؤ ہمارے تمہارے درمیان ایک تحریری معاہدہ ہو جائے جس پر سب کا اتفاق ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنے اور یہودیوں اور تمام مسلمانوں کے مابین ایک تحریر لکھ لی (یعنی معاہدہ ہو گیا۔)

فوائد ومسائل: ① یہودی مدینہ سے کیوں نکالے گئے اس کی بابت یہ ہے کہ یہ عبرانی لوگ تھے جو اشوری اور رومی ظلم و جبر سے بھاگ کر حجاز میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اور طویل اقامت کے باعث ان کی وضع قطع، زبان اور تہذیب

بالکل عربی ہوگئی تھی۔ یثرب (مدینہ منورہ) میں ان کے تین مشہور قبیلے تھے بنوقینقاع' بنونضیر اور بنوقریظہ۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ آتے ہی مہاجرین اور انصار کے مابین مؤاخات کرائی اور دوسری جانب اس شہر کے رہنے والے یہودیوں اور بت پرستوں سے ایک سیاسی معاہدہ کیا کہ ہم سب مل کر اس شہر کے اندر امن وامان قائم رکھیں گے اور بیرونی حملے کی صورت میں ایک دوسرے کی بھرپور مدد کریں گے۔ مگر یہودیوں نے خفیہ طور پر مسلمانوں کے خلاف عداوت کا سلسلہ اپنائے رکھا۔ قریش مکہ کے ساتھ بھی ان کے رابطے تھے اور عرب کے دیگر قبائل کو بھی وہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینا ان کے لیے معمولی بات ہوتی تھی۔ عمومی معاہدے کو بری طرح توڑنے بلکہ مدینہ کے دفاع کے معاہدے میں غداری کے واضح ثبوتوں کے بعد اس دور کی سخت ترین سزا کی بجائے محض مدینہ کو ان کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں سے محفوظ کرنے کے لیے انہیں مدینہ منورہ سے جلاوطن کیا گیا۔ تفصیل کے لیے سیرت کی کتابیں دیکھیے' بالخصوص ''الرحیق المختوم'' از جناب مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ۔ ② اسلامی معاشرے میں اللہ کے کسی نبی خصوصاً آخری رسول ﷺ کے بارے میں گستاخی کرنے والے کو کوئی امان نہیں اور اس کی سزا قتل ہے۔ ③ کعب بن اشرف کا قتل غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کے تیسرے سال کی ابتدا میں ہوا تھا۔ اس کا بیان گزشتہ حدیث: ۲۷۶۸ میں ہوا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مدینے سے نکالے جانے کی ابتدا تھی۔ ④ اس حدیث میں جس معاہدے کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نیا ہو اور ممکن ہے کہ اس معاہدے کی تجدید ہو جو ابتدائے ہجرت میں ان کے ساتھ طے پایا تھا۔

٣٠٠١- حَدَّثَنا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو [اليَامِيُّ]: حَدَّثَنا يُونُسُ يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ قال: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن إسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ أبي مُحَمَّدٍ مَوْلَى زَيْدِ بن ثَابِتٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: لَمَّا أصَابَ رَسُولُ الله ﷺ قُرَيْشًا يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدِمَ المَدِينَةَ جَمَعَ الْيَهُودَ في سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ فقالَ: «يَامَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلِمُوا قَبْلَ أنْ يُصِيبَكُم مِثْلُ مَا أصَابَ قُرَيْشًا»، قالُوا: يَامُحَمَّدُ! لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ

٣٠٠١-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ قریش پر غالب آ گئے اور فتح کے بعد مدینہ پہنچے تو یہودیوں کو بنوقینقاع کے بازار میں جمع کیا اور فرمایا: ''اے جماعتِ یہود! اسلام قبول کرلو قبل اس کے کہ تمہیں ان حالات سے دوچار ہونا پڑے جن سے قریشی دوچار ہوئے ہیں۔'' تو ان لوگوں نے کہا: اے محمد! آپ دھوکے میں نہ رہیں کہ قریش کے اناڑی لوگوں کو قتل کر آئے ہیں' وہ جنگ کرنا جانتے ہی نہیں تھے۔ اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو پتا چل جائے گا کہ ہم مرد ہیں' تمہارا ہم جیسوں سے سامنا نہیں

٣٠٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٣/ ١٢٨ من حديث يونس بن بكير به * محمد بن أبي محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

نَفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُونَ الْقِتَالَ، إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ﴾ قَرَأَ مُصَرِّفٌ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ بِبَدْرٍ ﴿وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ﴾ [آل عمران: ١٢، ١٣].

ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ﴾ ''کافروں سے کہہ دیجیے کہ تم عنقریب مغلوب کیے جاؤ گے۔'' راویٔ حدیث مصرّف (بن عمرو) نے آگے تک پڑھا: ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ أُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾ ''ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی (بدر میں) اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔''

فائدہ: روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح مشرکین مکہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اسی طرح یہودی مسلمانوں کے ساتھ بقائے باہمی کا معاہدہ کرنے کے باوجود نہ صرف قریش کی سازشوں میں شریک تھے بلکہ اپنے طور پر بھی اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کارروائیوں میں مشغول رہتے تھے۔ اگلی روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ اگر اس میں مذکور واقعہ درست ہو تو اس سے پتہ چلے گا کہ یہود جب غداری پر اتر آئے تھے تو مسلمانوں کے پاس مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا یہود کی غداری کی تفصیل حدیث نمبر: ۳۰۰۴ کے ذیلی فوائد میں دیکھیں۔

٣٠٠٢- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا يُونُسُ، قال ابنُ إسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مَوْلًى لِزَيْدِ بن ثَابِتٍ قال: حَدَّثَتْنِي بِنْتُ مُحَيِّصَةَ عنْ أَبِيهَا مُحَيِّصَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُودَ فَاقْتُلُوهُ» فَوَثَبَ مُحَيِّصَةُ عَلَى شُبَيْبَةَ - رَجُلٍ مِنْ تُجَّارِ يَهُودَ - كَانَ يُلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ حُوَيِّصَةُ إِذْ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمْ وَكَانَ أَسَنَّ مِن مُحَيِّصَةَ فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حُوَيِّصَةُ يَضْرِبُهُ وَيَقُولُ: أَيْ عَدُوَّ اللهِ! أَمَا وَاللهِ! لَرُبَّ

۳۰۰۲- حضرت محیصہ (ابن مسعود بن کعب انصاری خزرجی) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس یہودی پر بھی تمہارا بس چلے اسے قتل کر ڈالو۔'' چنانچہ محیصہ نے ایک یہودی تاجر پر، جس کا نام شُبیبہ تھا، حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا جو ان کے ساتھ رہتا تھا اور (محیصہ کا بھائی) حویصہ ابھی ان دنوں مسلمان نہیں ہوا تھا اور عمر میں محیصہ سے بڑا تھا۔ جب اس نے قتل کر دیا تو حویصہ، محیصہ کو مارنے لگا اور کہتا تھا: اے اللہ کے دشمن! قسم اللہ کی! تیرے پیٹ کی بہت سی چربی اسی کے مال کی وجہ سے ہے (یعنی وہ تیرا محسن ہے اور تو نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔)

٣٠٠٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٣/ ٢٠٠ من حديث ابن إسحاق به، وهو في العقد التمام في تخريج السيرة لابن هشام: ٢/ ٥٨ * مولى زيد مستور، انظر الحديث السابق، وبنت محيصة لا تعرف.

شَحْمٍ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ.

٣٠٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بن أبي سَعِيدٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّهُ قالَ: بَيْنَا نَحْنُ في المَسْجِدِ إذْ خَرَجَ إلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقالَ: «انْطَلِقُوا إلٰى يَهُودَ» فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتى جِئْنَاهُمْ فَقَامَ رَسُولُ الله ﷺ فَنَادَاهُمْ فقالَ: «يَامَعْشَرَ يَهُودَ! أسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فَقالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَاأبَا الْقَاسِمِ! فقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «أسْلِمُوا تَسْلَمُوا». فقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَاأبَا الْقَاسِمِ! فَقالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «ذٰلِكَ أُرِيدُ»، ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ: «اعْلَمُوا أنَّمَا الأرْضُ للهِ وَرَسُولِهِ وَإنِّي أُرِيدُ أنْ أُجْلِيَكُم مِنْ هٰذِهِ الأرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإلَّا فَاعْلَمُوا أنَّمَا الأرْضُ للهِ وَرَسُولِهِ».

۳۰۰۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”چلو اٹھو یہودیوں کی طرف چلو۔“ چنانچہ ہم آپ کی معیت میں چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ پھر رسول اللہ ﷺ رک گئے اور انہیں پکارا اور فرمایا: ”اے جماعتِ یہود! اسلام قبول کرلو! امن میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”اسلام قبول کرلو! سلامتی میں رہو گے۔“ انہوں نے کہا: ابوالقاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں یہی چاہتا ہوں (کہ تم اقرار کرلو کہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔“) آپ نے تیسری بار فرمایا: ”یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور میں تمہیں اس زمین سے جلاوطن کرنے والا ہوں۔ جسے اپنے مال میں سے کچھ ملتا ہو تو وہ اسے بیچ لے ورنہ یاد رکھو! زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی۔“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے یہود کی ریشہ دوانیاں ظاہر اور ثابت ہونے کے بعد جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ فرمایا' کسی سزا کے اعلان سے پہلے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی۔ پھر جلاوطنی کی سزا سے پہلے ان کو بتا دیا کہ وہ اپنی جائیدادیں وغیرہ فروخت کرلیں عنقریب سزا نافذ ہو جائے گی۔ گویا آپ کی پوری کوشش تھی کہ یہود کی زیادتیوں کے باوجود مسلمانوں کی طرف سے ان پر کوئی زیادتی نہ ہو۔ اسلام قبول کر لینے ہی میں سلامتی ہے یعنی اسلام قبول کرنے سے غداری کے ارتکاب جیسے جرم پر بھی سزا ختم ہو جاتی ہے۔ اس دنیا میں جان و مال اور آبرو کی اور آخرت میں اللہ کی پکڑ اور عذاب جہنم سے سلامتی ہے۔ ② ”زمین اللہ کی ہے۔“ کا مفہوم یہ ہے کہ زمین اسی نے پیدا کی ہے' اسی کا نافذ کردہ قانون فطرت نافذ ہے' اس کا حقیقی مالک وہی ہے اور اللہ کے رسول' اللہ کی طرف سے خلیفہ ہیں

٣٠٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، ح: ١٧٦٥ عن قتيبة، والبخاري، الجزية والموادعة، باب إخراج اليهود من جزيرة العرب، ح: ٣١٦٧ من حديث الليث بن سعد به.

کہ اس میں اس کی شریعت نافذ کریں۔ ④ شرعی حق کے نفاذ کی غرض سے کسی کو اپنا مال فروخت کرنے پر آمادہ کرنا جائز اور اس کی خرید وفروخت صحیح ہے۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي خَبَرِ النَّضِيرِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۲'۲۳- یہود بنونضیر کا واقعہ

٣٠٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ ابن مَالِكٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ كَتَبُوا إِلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الأَوْثَانَ مِنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَرَسُولُ الله ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالمَدِينَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ: إِنَّكُمْ آوَيْتُمْ صَاحِبَنَا وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ أَوْ لَتُخْرِجُنَّهُ أَوْ لَنَسِيرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتَّى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيحَ نِسَاءَكُم، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ الله بنَ أُبَيّ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ اجْتَمَعُوا لِقِتَالِ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُمْ فَقالَ: «لَقَدْ بَلَغَ وَعِيدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمُ المَبَالِغَ مَا كَانَتْ تَكِيدُكُمْ بِأَكْثَرَ مِمَّا تُرِيدُونَ أَنْ تَكِيدُوا بِهِ أَنْفُسَكُم تُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا أَبْنَاءَكُم وَإِخْوَانَكُم»، فَلَمَّا سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَفَرَّقُوا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَكَتَبَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ إِلَى

۳۰۰۴- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نبی ﷺ کے ایک صحابی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ قریش مکہ نے عبداللہ بن اُبی (منافق) اور اس کے ہم نوا اوس وخزرج کے دوسرے بت پرست لوگوں کو خط لکھا' جبکہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے اور یہ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ اس سے جنگ کرو یا اسے (اپنے ہاں سے) نکال باہر کرو ورنہ ہم سب مل کر تم پر دھاوا بولیں گے یہاں تک کہ تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں کو اپنے قبضے میں لے آئیں گے۔ یہ خط جب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی بت پرستوں کو پہنچا تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: ''قریش کی دھمکی سے تم لوگ بہت زیادہ متاثر ہو گئے ہو اور وہ تمہارا اس سے زیادہ نقصان نہیں کر سکتے جتنا کہ تم اپنے ہاتھوں خود کر بیٹھنا چاہتے ہو۔ کیا تم اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں سے قتال کرنا چاہتے ہو؟'' جب انہوں نے نبی ﷺ سے یہ بات سنی

٣٠٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٣٢، وفي الدلائل: ٣/ ١٧٨ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٩٧٣٣ * الزهري مدلس وعنعن.

الْيَهُودِ: إِنَّكُم أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُونِ، وَإِنَّكُمْ لَتُقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُم شَيْءٌ - وَهِيَ الْخَلَاخِيلُ - فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ أَجْمَعَتْ بَنُو النَّضِيرِ بِالْغَدْرِ، فَأَرْسَلُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ اخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلْيَخْرُجْ مِنَّا ثَلَاثُونَ حَبْرًا حَتى نَلْتَقِي بِمَكَانِ المَنْصَفِ فَيَسْمَعُوا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوكَ وَآمَنُوا بِكَ آمَنَّا بِكَ فَقَصَّ خَبَرَهُمْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ غَدَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فقالَ لَهُمْ: «إِنَّكُمْ وَالله! لَا تَأْمَنُونَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُونِي عَلَيْهِ»، فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوهُ عَهْدًا، فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ غَدَا الْغَدَ عَلَى بَنِي قُرَيْظَةَ بِالكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيرِ وَدَعَاهُمْ إِلى أَنْ يُعَاهِدُوهُ فَعَاهَدُوهُ فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيرِ بِالْكَتَائِبِ، فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَتْ بَنُو النَّضِيرِ وَاحْتَمَلُوا مَا أَقَلَّتِ الإِبِلُ مِنْ أَمْتِعَتِهِمْ وَأَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَخَشَبِهَا، فَكَانَ نَخْلُ بَنِي النَّضِيرِ لِرَسُولِ الله ﷺ خَاصَّةً أَعْطَاهُ الله إِيَّاهَا وَخَصَّهُ بِهَا فَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنۡهُمۡ فَمَآ أَوۡجَفۡتُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ خَيۡلٖ وَلَا رِكَابٖ﴾ [الحشر: ٦] يَقُولُ بِغَيْرِ قِتَالٍ فَأَعْطَى النَّبِيُّ ﷺ أَكْثَرَهَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ

(اوراس کی حقیقت کو سمجھ گئے) تو وہ تتر بتر ہو گئے۔ کفار قریش کو یہ خبر ملی تو انہوں نے واقعہ بدر کے بعد یہودیوں کو لکھا کہ تم لوگ اسلحہ اور قلعوں کے مالک ہو۔ تم لوگ یا تو لازماً ہمارے آدمی سے جنگ کرو ورنہ ہم ایسے اور ایسے کریں گے اور پھر ہمارے اور تمہاری عورتوں کی پازیبوں کے درمیان کوئی حائل نہ ہو سکے گا (یعنی ہم مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔) جب ان کے لکھے کی خبر نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئی تو اس اثنا میں بنونضیر نے بھی (رسول اللہ ﷺ سے) دھوکہ کرنے کا قصد کیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کے ساتھ ہماری طرف آئیں اور ہم میں سے تیس عالم آئیں اور ایک درمیانی جگہ میں ملیں۔ یہ لوگ آپ کی بات سنیں' اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ پس نبی ﷺ نے (لوگوں کو) ان کی خبر بتا دی۔ جب اگلا دن ہوا' تو رسول اللہ ﷺ لشکر لے کر گئے اور ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان سے کہا: ''اللہ کی قسم! تم لوگوں پر مجھے کوئی اعتماد نہیں الا یہ کہ ایک (نئے) عہد کے ذریعے سے جو تم (نئے سرے سے) میرے ساتھ کرو۔'' ان لوگوں نے عہد و پیمان دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے اس دن ان سے قتال کیا۔ پھر اگلے دن لشکر لے کر ان بنو قریظہ پر چڑھائی کی اور بنونضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان (بنو قریظہ) سے مطالبہ کیا کہ وہ (نئے سرے سے) عہد و پیمان کریں' انہوں نے معاہدہ کر لیا۔ اور آپ نے ان سے توجہ ہٹائی۔ اور (اگلے دن دوبارہ)

وَقَسَمَ مِنْهَا لِرَجُلَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ كَانَا ذَوَيْ حَاجَةٍ لَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ مِنَ الأَنْصَارِ غَيْرِهِمَا، وَبَقِيَ مِنْهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّتِي فِي أَيْدِي بَنِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

بنو نضیر پر لشکر لے کر چڑھائی کی اور ان سے قتال کیا حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ بنو نضیر جلا وطن ہو گئے' اور جو وہ اٹھا سکتے تھے گھر کا اسباب' گھروں کے دروازے' شہتیر اور کڑیاں وغیرہ اونٹوں پر لا دلیں۔ چنانچہ بنو نضیر کی کھوریں بطور خاص رسول اللہ ﷺ کی تحویل میں آ گئیں۔ اللہ نے وہ آپ کو عنایت فرمائیں۔ اور آپ کے لیے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ مَآ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ﴾ ''اور اللہ نے ان میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دلوایا ہے تم نے اس پر کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے (بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔'') نبی ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین میں تقسیم فرما دیا اور انصاریوں میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو حاجت مند تھے' ان کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ نہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں سے یہی باقی ہے جو بنو فاطمہ ؓ کے قبضے میں ہے۔

فوائد و مسائل: ① قریش مکہ کی دھمکی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ بیرونی دشمن کے حملہ آور ہونے سے بھی خونریزی ہوا کرتی ہے مگر اس کے بالمقابل قوم آپس ہی میں گتھم گتھا ہو جائے اور اپنے ہاتھوں اپنے عزیزوں کو قتل یا بے آبرو کرنے لگے تو اس میں رسوائی زیادہ ہے۔ اگر قریش نے حملہ کیا بھی تو مسلمان ان کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش ہوں گے' اس لیے انہیں گھبرانا یا مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ اور اپنے مسلمان عزیزوں کے درپے آزار ہو جانا کسی طرح دانشمندی نہیں۔ ② یہودیوں کی پیشکش' پھر ملاقات اور بعدازاں قتال کے سلسلے میں علامہ سیوطی ؒ نے لکھا ہے اور یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تیس صحابہ کو لے کر چلے اور ان کے بھی تیس عالم آئے مگر وہ بہت مرعوب ہوئے اور ان میں سے کچھ نے کہا کہ مسلمانوں سے یوں کہا جائے کہ ساٹھ (باسٹھ) افراد کے اس جمگھٹے میں بات سمجھنی سمجھانی مشکل ہو گی اس لیے آپ اپنے تین صحابہ کو لے کر آئیں اور ہم بھی تین علماء کو لاتے ہیں۔ اگر یہ مان گئے تو ہم مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنے تین صحابہ کو ساتھ لے کر چلے اور وہ بھی تین کو لے کر چلے مگر وہ اسلحہ بند تھے اور ان کا خفیہ پروگرام یہ تھا کہ یوں دھوکے سے آپ کو

قتل کردیں گے۔ بنونضیر میں سے ایک خیر خواہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کو پیغام بھیجا کہ ان لوگوں کا پروگرام ایسے ہے۔ تو وہ انصاری جلدی سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' قبل اس کے کہ آپ ﷺ ان کی مجلس میں پہنچیں۔ تو آپ نے اس ملاقات سے انکار کردیا۔ اور اس غداری کا پردہ کھلنے کے بعد اگلے دن ان کا محاصرہ فرمالیا۔ (بذل المجھود) ③ شروع ایامِ ہجرت میں یہود سے میثاق مدینہ کا معاہدہ ہو چکا تھا مگر وہ اس کے پابند نہیں رہے تھے' اس لیے موقع بہ موقع نئے عہد و پیمان کی ضرورت پیش آتی رہی۔ یہ قوم غداری میں معروف تھی بلکہ اب بھی ہے اور پھر بالآخر اسی غداری کی وجہ سے انہیں مدینہ بدر ہونا پڑا اور یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد جنگ احد سے پہلے کا ہے۔ ④ ذمی اور معاہد جب اپنے عہد کی پاسداری نہ کرے تو وہ حربی بن جاتا ہے اور پھر اس سے قتال جائز ہوتا ہے۔ ⑤ بنونضیر سے چونکہ باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی تھی صرف محاصرہ ہوا تھا کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ کر جانے پر راضی ہو گئے' چنانچہ ان سے حاصل شدہ اموال منقولہ و غیر منقولہ سب اموال فے کہلائے جن کا خرچ مکمل طور پر آپ کی صوابدید پر تھا اور آپ نے ان اموال سے شہدائے بدر کے یتیموں اور بعض مفلس مہاجرین و انصار کی خبر گیری فرمائی۔

٣٠٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بن فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ عنْ مُوسَى بن عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ يَهُودَ النَّضِيرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ الله ﷺ فَأَجْلَى رَسُولُ الله ﷺ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ بَيْنَ المُسْلِمِينَ إلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ الله ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولُ الله ﷺ يَهُودَ المَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ الله بن سَلَامٍ وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ.

٣٠٠٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ بنونضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی (رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں) تو رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو مدینہ سے نکال باہر کیا اور قریظہ کو ان کے گھروں میں رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا۔ حتیٰ کہ قریظہ نے بعد میں جنگ کی (غزوۂ احزاب کے موقع پر کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور دھوکہ دیا) تو ان کے جنگجو مرد قتل کر دیے گئے اور ان کی عورتوں' بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا' سوائے ان بعض لوگوں کے جو (کارروائی سے پہلے) رسول اللہ ﷺ سے آملے تھے تو آپ نے ان کو امان دی اور وہ اسلام لے آئے (اور قتل سے بچ گئے۔) رسول اللہ ﷺ نے بنوقینقاع اور بنوحارثہ کے سب یہودیوں کو جو مدینہ میں رہ رہے تھے باہر نکال دیا۔ بنوقینقاع

٣٠٠٥- تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب حديث بني النضير ... الخ، ح:٤٠٢٨، ومسلم، الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، ح:١٧٦٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح:٩٩٨٨.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی۔

فوائد ومسائل: ① ایمان واسلام انسان کو دنیا میں جان، مال اور آبرو کی امان دیتا ہے اور آخرت میں ابدی امان کا باعث ہوگا۔ ② حضرت عبداللہ بن سلام کی سیرت سے واضح ہوجاتا ہے کہ ایمان جب دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے تو دنیا کی عارضی لذتیں اور قوم قبیلے کی عصبیت کی اہمیت ختم ہوجاتی ہیں اور پھر اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی محبوب نہیں رہتا۔

(المعجم ٢٣، ٢٤) - باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ خَيْبَرَ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳، ۲۴- خیبر کی زمین کا حکم

٣٠٠٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا حَمَّادُ بن سَلَمَةَ عن عُبَيْدِ الله بن عُمَرَ، قالَ: أحْسِبُهُ عن نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَغَلَبَ عَلَى الأَرْضِ وَالنَّخْلِ وَأَلْجَأَهُمْ إِلَى قَصْرِهِمْ فَصَالَحُوهُ عَلَى أَنَّ لِرَسُولِ الله ﷺ الصَّفْرَاءَ وَالْبَيْضَاءَ وَالْحَلْقَةَ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِكَابُهُمْ عَلَى أَنْ لَا يَكْتُمُوا وَلَا يُغَيِّبُوا شَيْئًا فَإِنْ فَعَلُوا فَلَا ذِمَّةَ لَهُمْ وَلَا عَهْدَ، فَغَيَّبُوا مَسْكًا لِحُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ كَانَ قُتِلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَانَ احْتَمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيرِ حِينَ أُجْلِيَتِ النَّضِيرُ فِيهِ حُلِيُّهُمْ. وقالَ: فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَعْيَةَ: «أَيْنَ مَسْكُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ؟» قالَ: أَذْهَبَتْهُ الْحُرُوبُ وَالنَّفَقَاتُ، فَوَجَدُوا الْمَسْكَ فَقُتِلَ ابن أَبِي الْحُقَيْقِ،

۳۰۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر سے جنگ کی، ان کی کھجوریں اور زمینیں آپ کے قبضے میں آ گئیں اور انہیں اپنے قلعے میں محصور ہوجانے پر مجبور کر دیا گیا۔ تو انہوں نے آپ سے مصالحت کر لی کہ تمام زرد وسفید (سونا چاندی) اور اسلحہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوگا اور دیگر اسباب جو ان کے اونٹ اٹھا سکیں اٹھا لے جائیں گے اور کوئی چیز چھپائیں گے نہیں اور نہ غائب کریں گے۔ اگر ایسا کیا تو ان کے لیے کوئی ذمہ اور عہد نہ رہے گا۔ مگر انہوں نے چمڑے کا ایک بورا غائب کر دیا جو حُیَیّ بن اخطب کا تھا اور وہ خود خیبر سے پہلے قتل ہو گیا تھا۔ وہ یہ بورا بنونضیر کے مدینہ سے جلاوطن کیے جانے کے موقع پر اٹھا کر لایا تھا، اس بورے میں ان لوگوں کے زیورات تھے۔ نبی ﷺ نے سَعْیہ (یہودی) سے کہا: ”حُیَیّ بن اخطب کا بورا کہاں ہے؟“ اس نے کہا: وہ جنگوں میں اور دوسرے اخراجات میں خرچ ہو گیا ہے۔ مگر صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا۔ تب

٣٠٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] علقه البخاري، ح: ٢٧٣٠ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث شواهد * حماد بن سلمة شك في اتصاله، وحديث البخاري، ح: ٢٧٣٠ يغني عنه

وَسُبِيَ نِسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ وَأَرَادَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ فَقَالُوا: يَامُحَمَّدُ! دَعْنَا نَعْمَلْ فِي هٰذِهِ الأَرْضِ، وَلَنَا الشَّطْرُ - مَا بَدَا لَكَ - وَلَكُمُ الشَّطْرُ وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُعْطِي كُلَّ امْرَأَةٍ مِن نِسَائِهِ ثَمَانِينَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِينَ وَسْقًا من شَعِيرٍ.

ابن ابی الحقیق کو قتل کیا گیا' ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور انہیں وہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کر لیا' تو انہوں نے کہا: اے محمد! ہمیں یہاں رہنے دیں ہم اس زمین میں محنت کریں گے اور جب تک آپ (ہمیں رکھنا) چاہیں گے اس کی آمدنی کا آدھا ہم لیں گے اور آدھا آپ کو دیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (اس پیداوار میں سے) اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو اَسّی (۸۰) وسق کھجور اور بیس (۲۰) وسق جَو دیا کرتے تھے۔

٣٠٠٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بن إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابنِ إسْحَاقَ قالَ: حدَّثَنِي نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ عن عَبْدِ الله بن عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَنْ نُخْرِجَهُمْ إذَا شِئْنَا، وَمَن كَانَ لَهُ مَالٌ فَلْيَلْحَقْ بِهِ فَإنِّي مُخْرِجُ يَهُودَ فَأَخْرَجَهُمْ.

۳۰۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے کہا: لوگو! بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے انہیں نکال باہر کریں گے۔ تو جس نے ان سے کچھ لینا ہو وہ وصول کر لے' میں یہودیوں کو نکالنے لگا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ان کو نکال دیا۔

٣٠٠٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بن دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِي عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ قالَ: لَمَّا افْتُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ الله ﷺ أَنْ يُقِرَّهُمْ عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى النِّصْفِ مِمَّا خَرَجَ مِنْهَا، فَقَالَ

۳۰۰۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں یہیں رہنے دیا جائے۔ ہم محنت کریں گے اور جو آمدنی ہو گی اس سے آدھی آپ کو ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیتا ہوں کہ جب تک ہم چاہیں

٣٠٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٥٦ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٥، ورواه البخاري، ح: ٢٧٣٠ من حديث نافع به.

٣٠٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١ من حديث ابن وهب به.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُقِرُّكُم فِيهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا» فَكَانُوا عَلٰى ذٰلِكَ، وَكَانَ التَّمْرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ وَيَأْخُذُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْخُمُسَ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَطْعَمَ كُلَّ امْرَأَةٍ مِن أَزْوَاجِهِ مِنَ الْخُمُسِ مِائَةَ وَسْقٍ تَمْرًا وَعِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ شَعِيرٍ، فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ أَرْسَلَ إِلٰى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فقالَ لَهُنَّ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُنَّ أَنْ أَقْسِمَ لَهَا نَخْلًا بِخَرْصِهَا مِائَةَ وَسْقٍ، فَيَكُونُ لَهَا أَصْلُهَا وَأَرْضُهَا وَمَاؤُهَا، وَمِنَ الزَّرْعِ مَزْرَعَةَ خَرْصِ عِشْرِينَ وَسْقًا فَعَلْنَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ نَعْزِلَ الَّذِي لَهَا فِي الْخُمُسِ كَمَا هُوَ فَعَلْنَا.

گے۔" چنانچہ وہ اسی کے مطابق وہاں رہے۔ اور خیبر سے حاصل ہونے والی آدھی کھجور کئی حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی اور رسول اللہ ﷺ پانچواں حصہ لیا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے ہر بیوی کو سو وسق کھجور اور بیس وسق جو عنایت فرمایا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ازواج نبی ﷺ سے کہلا بھیجا کہ آپ میں سے جس کا جی چاہے میں اسے اتنے درخت دیئے دیتا ہوں جس سے سو وسق کھجور حاصل ہو اور وہ درخت' زمین اور پانی اسی کا ہوگا۔ اور ایسے ہی اس قدر زمین دیئے دیتا ہوں جس سے بیس وسق جو حاصل ہوں۔ اور جو پسند کرے ہم خمس میں سے اس کا حصہ حسب سابق ادا کرتے رہیں گے۔

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی روایت کے مطابق حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین اور پانی کا انتخاب کیا اور بعض دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حسب سابق متعین حصہ چنا۔ صحیح مسلم کی یہ روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ہے اور زیادہ مفصل اور واضح ہے۔ اس روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں فے کی زمینوں کی آمدنی میں سے سالانہ خرچ کے طور پر اپنی ہر زوجۂ محترمہ کو کل سو وسق' اسی (۸۰) وسق کھجور اور بیس (۲۰) وسق جو مقرر فرمائے تھے۔ (صحیح مسلم' المساقاۃ: حدیث:۱۵۵۱)۔ ابوداود کی حدیث: ۳۰۰۶ میں بھی یہی مقدار مذکور ہے۔ البتہ موجودہ روایت میں کل سو وسق کی بجائے کھجور سو وسق اور اس کے علاوہ جو بیس وسق کی مقدار بیان کی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے راویوں میں سے کوئی راوی ظن و تخمین سے مقدار بیان کرتے ہوئے التباس کا شکار ہو گیا اور کل سو کی بجائے کھجور سو وسق اور جو بیس وسق کا ذکر کر گیا۔ (فتح الودود بحوالہ عون المعبود: باب ماجاء فی حکم ارضِ خیبر) ② خیبر کے طریق کے مطابق بٹائی پر زمین لینا اور دینا جائز ہے۔

٣٠٠٩- حَدَّثَنا دَاوُدُ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا

۳۰۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٠٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب ما يذكر في الفخذ، ح:٣٧١، ومسلم، النكاح، باب فضيلة ◄◄

عَبْدُ الْوَارِثِ؛ ح: وَحَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَزِيَادُ بنُ أَيُّوبَ أَنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ إبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ عنْ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَزَا خَيْبَرَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی۔ پس ہم نے اسے قہر وقوت سے حاصل کیا اور قیدی اکٹھے کیے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کر کے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ خیبر کا کچھ حصہ قتال سے اور کچھ حصہ صلح سے حاصل ہوا تھا۔

٣٠١٠- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمَانَ المُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا أسَدُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا: حَدَّثَني سُفْيَانُ عن يَحْيَى ابنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ، عن سَهْلِ ابنِ أبي حَثْمَةَ قالَ: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ نِصْفَيْنِ: نِصْفًا لِنَوَائِبِهِ وَحَاجَتِهِ، وَنِصْفًا بَيْنَ المُسْلِمِينَ، قَسَمَهَا بَيْنَهُمْ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا».

٣٠١٠- حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ آپ کے اتفاقی اخراجات اور ذاتی ضروریات کے لیے خاص تھا اور آدھا مسلمانوں کے لیے۔ آپ نے اسے ان میں اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا تھا۔

فائدہ: تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ نبی ﷺ نے خیبر کی زمینوں کو اسی طرح دو حصوں میں تقسیم فرمایا جس طرح وہ حاصل ہوئیں، جو جنگ کے نتیجے میں ملیں وہ آپ نے تقسیم فرما دیں اور تقریباً اتنی ہی زمینیں بغیر لڑے معاہدۂ صلح کے نتیجے میں حاصل ہوئیں۔ ان کی آمدنی قرآن کے حکم کے مطابق آپ کے لیے تھی۔ آپ نے اسے مسلمانوں کے اتفاقی اخراجات کے لیے اور تھوڑا سا حصہ ذاتی اور خاندانی ضروریات کے لیے مختص فرما دیا۔ حکومتوں اور رفاہی جمعیتوں اور انجمنوں کے پاس خاص محفوظ فنڈ جمع رہے تو بہت عمدہ ہے تا کہ اتفاقی اخراجات پورے کرنے میں آسانی رہے۔

٣٠١١- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ الأَسْوَدِ أنَّ يَحْيَى بنَ آدَمَ حَدَّثَهُمْ عن أبي

٣٠١١- جناب بُشیر بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سے

◄◄ إعتاقه أمته ثم يتزوجها، ح: ١٣٦٥ بعد حديث: ١٤٢٧ من حديث إسماعيل بن إبراهيم به.

٣٠١٠- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

٣٠١١- تخريج: [إسناده حسن] * أبو شهاب هو عبد ربه بن نافع.

شِهَابٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا، فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ قال: فَكَانَ النِّصْفُ سِهَامَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمَ رَسُولِ الله ﷺ وَعَزَلَ النِّصْفَ لِلْمُسْلِمِينَ لِمَا يَنُوبُهُ مِنَ الأُمُورِ وَالنَّوَائِبِ.

سنا' انہوں نے بیان کیا' اور یہی حدیث ذکر کی: چنانچہ آدھے حصے مسلمانوں کے تھے ان میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی تھا اور باقی آدھے مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات اور حوادث کے لیے علیحدہ کر لیے۔

٣٠١٢- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ، عن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَكَانَ لِرَسُولِ الله ﷺ وَلِلْمُسْلِمِينَ النِّصْفُ مِنْ ذٰلِكَ وَعَزَلَ النِّصْفَ الْبَاقِي لِمَنْ نَزَلَ بِهِ مِنَ الْوُفُودِ وَالأُمُورِ وَنَوَائِبِ النَّاسِ.

٣٠١٢- جناب بشیر بن یسار رضی اللہ عنہ جو کہ انصار کے مولیٰ تھے' کئی اصحاب نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کیا تو اس کو کل چھتیں حصوں پر تقسیم کیا' اور ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ اس میں سے آدھے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے تھے۔ اور باقی آدھے اتفاقی اخراجات کے لیے محفوظ رکھے گئے کہ آپ کے پاس وفود آتے تھے یا کوئی ہنگامی خرچ ہوتا یا مسلمانوں پر کوئی مشکل آ پڑتی (تو اس مد میں سے لیا جاتا تھا۔)

٣٠١٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ قال: لَمَّا أَفَاءَ الله عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ خَيْبَرَ قَسَمَهَا عَلَى سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ، فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِنَوَائِبِهِ، وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوَطِيحَةَ وَالْكُتَيْبَةَ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا، وَعَزَلَ

٣٠١٣- جناب بُشیر بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے چھتیں حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصے میں سو حصے تھے۔ چنانچہ ان میں سے آدھے آپ کے اتفاقی اخراجات اور آپ کے پاس آنے والے مہمانوں اور وفود کے لیے تھے یعنی قلعہ وطیحہ' کتیبہ اور ان کے ساتھ ملحق اراضی وغیرہ اور باقی آدھے مسلمانوں

٣٠١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦ عن محمد بن فضيل بن غزوان به.

٣٠١٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ من حديث أبي داود به.

نِصْفَ الآخَرَ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ الشَّقَّ وَالنَّطَاةَ وَمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا ، وَكَانَ سَهْمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيمَا أُحِيزَ مَعَهُمَا .

میں تقسیم کر دیئے' یعنی قلعۂ شق اور نطاۃ اور ان کے مضافات۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی انہی کے ملحقات ومضافات میں تھا۔

فائدہ: قلعوں کے آخری مجموعے جو مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیے وہ حصون النطاۃ اور حصون الشق تھے۔ یہاں سے جو یہودی جان بچا کر بھاگ نکلے انہوں نے "حصون الكتيبة" کے مجموع میں پناہ لی۔ اس میں تین قلعے تھے سب سے بڑا قموص پھر وطیح اور سلالم تھا۔ جب ان کا محاصرہ ہوا تو یہ قلعے ان کے مالکوں نے لڑنے والوں کی جان بخشی اور ان کے بچوں کی آزادی کی شرائط پر خود رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیے۔ (عون المعبود' باب ماجاء في حكم أرض خيبر' بحواله زرقاني) ان کے بعد فدک والوں نے اپنے علاقے حوالے کیے۔ (فتح الباري كتاب فرض الخمس' باب فرض الخمس) رسول اللہ ﷺ کے لیے یہی علاقے مخصوص تھے' کیونکہ یہی بغیر لڑے آپ کی تحویل میں آئے تھے' ان کو مضافات وملحقات کہا گیا۔

٣٠١٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ الْيَمَامِيُّ : حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ بِلَالٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ قَسَمَهَا سِتَّةً وَثَلَاثِينَ سَهْمًا جَمْعًا فَعَزَلَ لِلْمُسْلِمِينَ الشَّطْرَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا ، يَجْمَعُ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ لَهُ سَهْمٌ كَسَهْمِ أَحَدِهِمْ وَعَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا - وَهُوَ الشَّطْرُ - لِنَوائِبِهِ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْوَطِيحَ وَالْكُتَيْبَةَ وَالسُّلَالِمَ وَتَوَابِعَهَا ، فَلَمَّا صَارَتِ الأَمْوَالُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُسْلِمِينَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عُمَّالٌ يَكْفُونَهُمْ عَمَلَهَا ، فَدَعَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْيَهُودَ فَعَامَلَهُمْ .

۳۰۱۴- جناب بُشیر بن یسار ؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کو خیبر عنایت فرما دیا تو آپ نے اسے کل چھتیں حصوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ نے آدھے یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے خاص کر دیے۔ ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ آپ کا حصہ بھی اسی طرح تھا جیسے کہ ایک عام مسلمان کا۔ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ حصے اپنے آڑے وقتوں اور مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت کے لیے علیحدہ کر دیئے تھے اور یہ تھے قلعۂ وطیح اور کُتَیبہ (ایک بستی) اور سلالم اور ان کے مضافات۔ جب یہ اراضی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں تو آپ کے پاس کوئی ایسے محنت کش نہ تھے جو ان کے بجائے کام کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو دعوت دی اور ان سے معاملہ طے کر لیا۔

٣٠١٤- تخريج : [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في الدلائل : ٤/ ٢٣٥ من حديث أبي داود به .

فائدہ: ① خیبر کا آدھا حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کا حصہ تھا۔ آپ اپنا یہ حصہ بقیہ فَیٔ کے ساتھ ملا کر سارا صدقہ کر دیا کرتے تھے' البتہ اس میں سے بقدر کفاف اپنی ازواج کو دیتے تھے' جس طرح پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو حصہ داری پر کاشت کرانا جسے مزارعت اور بٹائی کہا جاتا ہے' ایک جائز معاملہ ہے۔

٣٠١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا مُجَمِّعُ بنُ يَعْقُوبَ بنِ مُجَمِّعِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيُّ قال: سَمِعْتُ أبي يَعْقُوبَ بنَ مُجَمِّعٍ يَذْكُرُ لي عن عَمِّهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ، عن عَمِّهِ مُجَمِّعِ بنِ جَارِيَةَ الأَنْصَارِيِّ - وَكَانَ أحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِينَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ - قال: قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَسَمَهَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْجَيْشُ ألْفًا وَخَمْسَمِائَةٍ، فِيهِم ثَلَاثُمِائَةِ فَارِسٍ، فَأعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ، وَأعْطَى الرَّاجِلَ سَهْمًا.

٣٠١٥- حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... اور یہ ان حفاظ میں سے تھے جنہیں پورا قرآن یاد تھا...... بیان کرتے ہیں کہ خیبر کو ان مجاہدین میں تقسیم کیا گیا جو حدیبیہ میں شریک تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھارہ حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ اس لشکر کی تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے' چنانچہ آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو دو حصے دیے اور پیدل کو ایک حصہ۔

فائدہ: مجاہدین کی یہ تعداد اندازے سے بتائی گئی جبکہ صحیح تعداد چودہ سو تھی۔ اور گھوڑوں کی تعداد دو سو۔ گھوڑوں کے مستقل حصے چار سو ہوئے۔ اور مجاہدین کے چودہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔ یا یوں سمجھ لیں کہ دو سو گھڑ سواروں کے حصے چھ سو ہوئے۔ اور باقی بارہ سو مجاہدین کے بارہ سو۔ کل اٹھارہ سو۔

٣٠١٦- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي زَائِدَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ وَعَبْدِ الله بنِ أبي بَكْرٍ وَبَعْضِ وَلَدِ مُحَمَّدِ بنِ مَسْلَمَةَ قالُوا: بَقِيَتْ

٣٠١٦- جناب زہری' اور عبداللہ بن ابی بکر سے اور محمد بن مسلمہ کے بعض صاحبزادگان سے روایت ہے کہ اہل خیبر کے کچھ لوگ بچ گئے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارے خون معاف کر دیے جائیں (یعنی قتل نہ کیا جائے) اور

٣٠١٥_ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٣٦، وأخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠ من حديث مجمع بن يعقوب به.

٣٠١٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن، والخبر مرسل.

بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ، فَتَحَصَّنُوا فَسَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَحْقِنَ دِمَاءَهُمْ وَيُسَيِّرَهُمْ فَفَعَلَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ أَهْلُ فَدَكَ فَنَزَلُوا عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خَاصَّةً، لِأَنَّهُ لَمْ يُوجِفْ عَلَيْهَا بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ.

ہمیں یہاں سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ اہل فدک نے یہ معاملہ سنا تو وہ بھی اس بات پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ یہ قلعے اور زمینیں رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص رہیں' کیونکہ ان پر کوئی گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے (جنگ نہیں ہوئی تھی۔)

٣٠١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عن جُوَيْرِيَّةَ، عن مَالِكٍ، عن الزُّهْرِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ افْتَتَحَ بَعْضَ خَيْبَرَ عَنْوَةً.

٣٠١٧- جناب سعید بن مسیب ؒ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا کچھ حصہ قوت سے (جنگ کر کے) فتح کیا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقُرِىءَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكُم ابنُ وَهْبٍ قال: حدَّثني مَالِكٌ عَنِ ابنِ شِهَابٍ: أَنَّ خَيْبَرَ كَانَ بَعْضُهَا عَنْوَةً وَبَعْضُهَا صُلْحًا، وَالْكُتَيْبَةُ أَكْثَرُهَا عَنْوَةً وَفِيهَا صُلْحٌ. قُلْتُ لِمَالِكٍ: وَمَا الْكُتَيْبَةُ؟ قَالَ: أَرْضُ خَيْبَرَ وَهِيَ أَرْبَعُونَ أَلْفَ عَذْقٍ.

امام ابوداود ؒ نے بہ سند حارث بن مسکین' ابن شہاب زہری سے روایت کیا کہ خیبر کا کچھ حصہ جنگ سے اور کچھ صلح سے حاصل ہوا تھا۔ کُتَیبَہ (کی بستی اور زمین) کا اکثر حصہ قوت (جنگ) سے حاصل ہوا تھا اور اس میں کچھ حصہ مصالحت کا بھی تھا۔ (ابن وہب کہتے ہیں) میں نے امام مالک ؒ سے پوچھا: کُتَیبَہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ خیبر کی زمین ہے اس میں کھجوروں کے چالیس ہزار درخت تھے۔

٣٠١٨- حَدَّثَنَا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابن وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

٣٠١٨- ابن شہاب زہری ؒ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو قتال کر کے بزور قوت فتح کیا تھا۔ اور قتال کے بعد اس کے کچھ لوگوں

٣٠١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل * و قول الزهري، سنده صحيح، أخرجه البيهقي: ٦/ ٣١٧ مَن حديث أبي داود به.

٣٠١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل، والحديث السابق: ٣٠٠٥ يغني عنه.

عَنْوَةً بَعْدَ الْقِتَالِ وَنَزَلَ من نَزَلَ مِنْ أَهْلِهَا عَلَى الْجَلَاءِ بَعْدَ الْقِتَالِ.

نے یہ علاقہ چھوڑ دینے کی شرط پر اپنی قلعہ بندی کو ختم کیا (اور صلح کر لی۔)

فائدہ: اس کی پوری تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نمبر: ۳۰۰۶ میں گزر چکی ہے۔ مگر بعد میں انہی کے ساتھ معاہدہ ہو گیا کہ وہ بٹائی پر یہ زمینیں کاشت کریں گے اور جب تک مسلمان چاہیں گے وہ یہاں رہ سکیں گے۔

۳۰۱۹- حَدَّثَنا ابن السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: خَمَّسَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ، ثُمَّ قَسَّمَ سَائِرَهَا عَلَى مَنْ شَهِدَهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا مِن أَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ.

۳۰۱۹- جناب ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا خمس نکالا پھر اس سب کو اہل حدیبیہ پر بانٹ دیا' خواہ کوئی حاضر تھا یا غیر حاضر۔

فائدہ: ظاہر ہے وہ زمین جو جنگ کے ذریعے سے حاصل ہوئی' اس کا خمس نکالا گیا۔

۳۰۲۰- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بن حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عنْ مَالِكٍ، عنْ زَيْدِ ابنِ أَسْلَمَ، عن أبِيهِ، عنْ عُمَرَ قال: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ خَيْبَرَ.

۳۰۲۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہو' تو جو بستی بھی فتح ہو میں اسے تقسیم کر دوں جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

فائدہ: خیبر کا تقریباً نصف حصہ جو بطور غنیمت حاصل ہوا تھا' خمس نکالنے کے بعد تقسیم کر دیا گیا۔ یہ بہت بڑا حصہ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اشارہ اسی کی طرف ہے' علاوہ ازیں مملکت اسلامیہ میں حسب احوال ایک ایسا فنڈ اور وقف محفوظ رہنا چاہیے جو مسلمانوں کی اتفاقی ضروریات میں کام آ سکے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ مَكَّةَ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴' ۲۵- فتح مکہ کا بیان

۳۰۲۱- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ:

۳۰۲۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ فتح

۳۰۱۹۔ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۰۲۰۔ تخريج: أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب أوقاف أصحاب النبي ﷺ وأرض الخراج ومزارعتهم ومعاملتهم، ح: ٢٣٣٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به.

۳۰۲۱۔ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ١٤/٤٩٦ عن يحيى بن آدم به * ابن إسحاق صرح ◄◄

حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَامَ الْفَتْحِ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِأَبِي سُفْيَانَ بنِ حَرْبٍ فَأَسْلَمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فقالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَلَوْ جَعَلْتَ لَهُ شَيْئًا؟ قال: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ».

مکہ کے موقع پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ' ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے' چنانچہ انہوں نے مرّالظہران کے مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو سفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے' اگر آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرما دیں تو (مناسب ہوگا۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے وہ امان میں ہے۔''

فائدہ: ذوالقعدہ ۶ ھ میں حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ''دس سال تک فریقین جنگ بند رکھیں گے۔ اس عرصے میں لوگ ہر طرح امن سے رہیں گے اور کوئی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔'' مگر بنوبکر (حلیف قریش) نے بنوخزاعہ (حلیف رسول اللہ ﷺ) پر حملہ کیا جس میں قریشیوں نے در پردہ اپنے حلیفوں کی بھرپور مدد کی اور مسلمانوں کے حلیف قبیلہ کو قتل کیا گیا اور کئی آدمی تو حرم کے اندر قتل کیے گئے۔ اس طرح یہ معاہدہ ٹوٹ گیا۔ تب مسلمانوں نے بہت اچھی حکمت عملی اپنا کر مکہ فتح کر لیا اور پھر پورے جزیرۃ العرب پر اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ یہ واقعہ ۸ ھ کا ہے۔ (جس کی تفصیل ''الرحیق المختوم'' علامہ صفی الرحمٰن مبارک پوری ؒ اور سیرت کی دیگر کتب میں دقت نظر سے مطالعہ کے لائق ہے۔)

٣٠٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعْنِي ابنَ الْفَضْلِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَعْبَدٍ، عن بَعْضِ أَهْلِهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَرِّ

۳۰۲۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب مرّالظہران کے مقام پر پڑاؤ ڈالا' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ اپنی قوت کے زور پر مکہ میں داخل ہو گئے اور اس سے پہلے اہل مکہ آپ کے پاس نہ آئے اور امان نہ مانگی تو اس

◀◀ بالسماع عند الطبراني في الكبير: ٨/ ١٠-١٥، ح: ٧٢٦٤، وللحديث شاهد عند مسلم في صحيحه، ح: ١٧٨٠.

٣٠٢٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١١٨، ١١٩ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، والحديث السابق: ٣٠٢١ يغني عنه.

الظَّهْرَانِ قالَ الْعَبَّاسُ: قُلْتُ: وَاللهِ! لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُ فَيَسْتَأْمِنُوهُ إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ، فَجَلَسْتُ عَلَى بَغْلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَجِدُ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي أَهْلَ مَكَّةَ فَيُخْبِرُهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ فَيَسْتَأْمِنُوهُ فَإِنِّي لأَسِيرُ إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بنِ وَرْقَاءَ، فَقُلْتُ: يَاأَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي، فقالَ: أَبُو الْفَضْلِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قال: مَالَكَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟ قُلْتُ: هٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ، قال: فَمَا الْحِيلَةُ؟ قال: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبُهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَسْلَمَ. قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا، قال: «نَعَمْ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ دَارَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ». قال: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ.

میں قریش کی بہت بڑی ہلاکت ہے' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا' میں نے سوچا شاید مجھے کوئی شخص مل جائے جو کسی کام سے نکلا ہو تو وہ اہل مکہ کے پاس جائے' انہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے متعلق خبردار کردے اور وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں اور امان طلب کرلیں۔ چنانچہ میں چلا جا رہا تھا کہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو گفتگو کرتے سنا۔ میں نے کہا: اے ابوحنظلہ! (یہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا: ابوالفضل؟ (یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ہوا؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا۔ میں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا: تو اب کیا حیلہ ہے؟ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے خچر پر بیٹھ گیا اور اس کا دوسرا ساتھی واپس چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان ایسا آدمی ہے جسے فخر اور بڑائی پسند ہے تو آپ اس کے لیے کوئی چیز خاص فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے' جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اسے امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر لوگ اپنے گھروں اور مسجد میں بکھر گئے۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرف' بلند نگاہی اور اشاعتِ اسلام کے عظیم مقصد کے پیش

نظر ابوسفیان کی گذشتہ تمام زیادتیاں فراموش کر دیں' ان کا اسلام قبول فرمایا بلکہ اعزاز بھی دیا۔ قائد وہی کامیاب ہے جو اپنے لوگوں سے ان کے مزاج کے مطابق مشن کی تکمیل کے لیے کام لے۔ ② اسلامی تعلیمات میں عمومی طور پر تواضع' انکساری اور گمنامی کی مدح اور ترغیب ہے' مگر کچھ طبیعتیں اس کے بالمقابل دوسری صفات کی حامل ہوتی ہیں جو اگر اسلام اور مسلمانوں کے لیے استعمال ہوں تو بہت خوب ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اسلام اور مسلمانوں کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئیں۔

٣٠٢٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَقِيلِ بنِ مَعْقِلٍ عن أبِيهِ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ قال: سَأَلْتُ جَابِرًا: هَلْ غَنِمُوا يَوْمَ الْفَتْحِ شَيْئًا؟ قال: لَا.

٣٠٢٣- جناب وہب بن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں نے کوئی غنیمت حاصل کی تھی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض علماء کا استدلال ہے کہ مکہ کی فتح بطور صلح ہوئی تھی۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا ان پر احسان تھا اور یہی بات صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ارضِ مقدس کو غنیمت یا فَے قرار دینا گوارا نہ فرمایا۔ یہ ابتدا ہی سے اللہ کے دین کا مرکز تھا اور یہیں سے وحی کا آغاز ہوا' یہیں وہ اوّلین جماعت بنی جو امت کا مرکز تھی' اسلام اور مسلمانوں کی یہاں واپسی کو اپنے ہی گھر کی طرف واپسی کے طور پر لیا گیا۔ یہاں کے باشندے جب اسلام میں داخل ہو گئے تو پورے اخلاص کے ساتھ داخل ہوئے۔

٣٠٢٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ رَبَاحٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ سَرَّحَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَخَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَلَى الْخَيْلِ، وَقَالَ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! اهْتِفْ بِالأَنْصَارِ»، قال: اسْلُكُوا هٰذَا الطَّرِيقَ فَلَا يُشْرِفَنَّ لَكُم أَحَدٌ إِلَّا

٣٠٢٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو حضرات زبیر بن عوام' ابوعبیدہ بن جراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کو گھڑ سواروں کا امیر بنایا۔ آپ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''انصار کو بلاؤ۔'' (وہ جمع ہو گئے تو) ان سے فرمایا: ''تم لوگ یہ راستہ لو اور جو بھی تمہارے سامنے سر اٹھانے کی کوشش کرے اسے سلا دو (جو بھی اسلحہ سے مقابلہ کرے اس کو قتل کر دو۔'') چنانچہ ایک منادی نے اعلان کیا: آج

٣٠٢٣_ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٣٠٢٤_ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٨٧٢، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١١٨ من حديث أبي داود به.

أَنْمُتُمُوهُ، فَنَادَى مُنَادِي: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ دَخَلَ دَارًا فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ»، وَعَمَدَ صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَدَخَلُوا الْكَعْبَةَ فَغَصَّ بِهِمْ، وَطَافَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ، ثُمَّ أَخَذَ بِجَنْبَتَي الْبَابِ، فَخَرَجُوا فَبَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ.

کے بعد قریش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے اور جو ہتھیار پھینک دے اسے امان ہے۔'' قریش کے بڑوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس میں جا داخل ہوئے اور وہ ان سے کھچا کھچ بھر گیا۔ نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر کھڑے ہو گئے تو وہ لوگ نکل آئے اور نبی ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ سَأَلَهُ رَجُلٌ قال: مَكَّةُ عَنْوَةٌ هِيَ؟ قال: أَيش يَضُرُّكَ ما كَانَتْ، قال: فَصُلْحٌ، قال: لَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا تھا کہ آیا مکہ بزور قوت (جنگ سے) فتح ہوا تھا؟ تو انہوں نے کہا: جو بھی ہو تمہیں اس کا کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا: کیا صلح ہوئی تھی؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: صلح پر نہ کوئی گفتگو ہوئی اور نہ شرائط طے ہوئیں۔ آپ نے مکہ آمد کو خفیہ رکھا تھا تا کہ مقابلہ اور حرمت والی اس سرزمین میں خونریزی نہ ہو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو اقدام کیا اس سے بڑی خونریزی کا امکان یکسر ختم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مال یا جائیداد لینے کی بجائے فتح مکہ کے بعد حاصل ہونے والے سارے غنائم انہی میں تقسیم کر دیے اور کمال رحمت اور حکمت سے ان کو بدل و جان اسلام میں داخل کر دیا۔ ان کے علاوہ سارے عرب میں جس قبیلے نے خود آ کر اسلام قبول کیا ان میں سے کسی کے مال کو فَے قرار نہیں دیا گیا' اہل مکہ سمیت ان سب پر زکوۃ و عشر ہی فرض کیا گیا۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - باب مَا جَاءَ فِي خَبَرِ الطَّائِفِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۵'۲۶- طائف کا بیان

٣٠٢٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ:

۳۰۲۵- حضرت وہب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قبیلہ ثقیف کی بیعت کا حال پوچھا تو انہوں

٣٠٢٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٢١ من حديث أبي داود به، وللحديث شاهد عند أحمد: ٣/ ٣٤١.

حدثني إبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابنَ عَقِيلِ بنِ مُنَبِّهٍ عن أَبِيهِ، عن وَهْبٍ قالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إذْ بَايَعَتْ؟ قال: اشْتَرَطَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أنْ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ، وَأنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَقُولُ: «سَيَتَصَدَّقُونَ وَيُجَاهِدُونَ إذَا أَسْلَمُوا».

نے کہا: ان لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ شرط کی تھی کہ وہ صدقہ دیں گے نہ جہاد کریں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بعد میں سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ لوگ جب مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ (جب اسلام کے بارے میں انہیں شرح صدر ہو جائے گا تو سب کام کریں گے۔'')

فوائد ومسائل: ① غزوۂ حنین سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شوال ۸ ھ میں طائف کا رخ کیا۔ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے' تو ان کا محاصرہ کیا گیا جو کہ اٹھارہ بیس دن یا بعض روایات کے مطابق چالیس دن تک رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کے سردار عروہ بن مسعود ثقفی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ مگر اس کی قوم نے رمضان ۹ ھ میں اپنا باقاعدہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا۔ ② یہ قبیلہ بھی بذریعہ جنگ مغلوب نہیں ہوا تھا بلکہ وفد بھیج کر اسلام قبول کیا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ تو بہر حال اللہ کے رسول تھے۔ آپ کے فیصلے وحی اور الہام پر مبنی ہوتے تھے۔ تاہم داعی اسلام کا یہ فیصلہ حکمت و دانائی پر مبنی تھا۔ ④ تالیف قلوب کے لیے مبتدی لوگوں کو کوئی مناسب رعایت دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر دین کی حقیقت واضح کرنے میں بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۰۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ يَعْني ابنَ مَنْجُوفٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن حُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عن عُثْمَانَ بنِ أبي الْعَاصِ: أنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَكُم

۳۰۲۶- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثقیف کا وفد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے انہیں مسجد (نبوی) میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کے دلوں کو زیادہ نرم کرنے کا باعث ہو' چنانچہ ان لوگوں نے یہ شرط کی کہ انہیں جہاد کے لیے نہیں بلایا جائے گا' نہ ان سے صدقات لیے جائیں گے اور نہ یہ لوگ نماز پڑھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں جہاد کے لیے نہ بلایا جائے یا صدقات

۳۰۲۶- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۳۲۸ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۹۳۹ باختلاف يسير، وصححه ابن الجارود، ح: ۳۷۳ * حميد الطويل والحسن البصري مدلسان وعنعنا.

أَنْ لَا تُحْشَرُوا وَلَا تُعْشَرُوا، وَلَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَيْسَ فِيهِ رُكُوعٌ».

نہ لیے جائیں مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں رکوع (نماز) نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے مگر دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ امیر المسلمین کی اجازت سے کافروں کا مسجد میں یا حرم مکہ یا مدینہ' میں آجانا جائز ہے۔ ② جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں' خواہ وہ کتنے ہی اخلاق و کردار کا مالک ہو کیونکہ وہ اللہ سے بندگی کا تعلق نہیں رکھتا۔ جہاد اور صدقات اپنے وقت پر لاگو ہوتے ہیں اور ان کا ابھی وقت نہ تھا' البتہ نماز ہر روز اور اپنے وقت پر فرض تھی اس لیے اس میں چھوٹ دینا قبول نہیں فرمایا۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - باب مَا جَاءَ فِي حُكْمِ أَرْضِ الْيَمَنِ (التحفة ٢٧)

٣٠٢٧- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عن أبي أُسَامَةَ، عن مُجَالِدٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن عَامِرِ ابنِ شَهْرٍ قال: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَقَالَتْ لِي هَمْدَانُ: هَلْ أَنْتَ آتٍ هٰذَا الرَّجُلَ وَمُرْتَادٌ لَنَا، فَإِنْ رَضِيتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ، وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ. قُلْتُ: نَعَمْ، فَجِئْتُ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَرَضِيتُ أَمْرَهُ وَأَسْلَمَ قَوْمِي وَكَتَبَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذَا الْكِتَابَ إِلَى عُمَيْرٍ ذِي مُرَّانَ. قال: وَبَعَثَ مَالِكَ بْنَ مُرَارَةَ الرَّهَاوِيَّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيعًا فَأَسْلَمَ عَكٌّ ذُو خَيْوَانَ، قال: فَقِيلَ لِعَكٍّ: انْطَلِقْ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَخُذْ مِنْهُ الأَمَانَ عَلَى قَرْيَتِكَ وَمَالِكَ، فَقَدِمَ فَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ

باب:۲۶'۲۷-سرزمین یمن کا حکم

۳۰۲۷-حضرت عامر بن شہر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو قبیلۂ ہمدان کے لوگوں نے مجھ سے کہا: کیا تم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس جا کر ہمارے متعلق گفتگو کر سکتے ہو؟ جس چیز پر تم راضی ہو جاؤ گے ہم اسے قبول کر لیں گے اور جسے تم ناپسند کرو گے ہم بھی اسے ناپسند کریں گے۔ میں نے کہا: ہاں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے آپ کا معاملہ پسند آیا اور میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمیر ذی مُرّان کی طرف یہ خط لکھا۔ (ہوا یہ تھا کہ) آپ ﷺ نے مالک بن مرارہ رہاوی کو تمام اہل یمن کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ پس ایک شخص عک ذو خیوان نے اسلام قبول کر لیا تو اسے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے اپنی بستی اور مال کے لیے امان نامہ حاصل کر لو۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت

٣٠٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى الموصلي، ح: ٦٨٦٤ من حديث أبي أسامة به * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ٢٨٥١.

مُحَمَّدٍ رَسُولِ الله ﷺ لِعَكٍّ ذِي خَيْوَانَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِي أَرْضِهِ وَمَالِهِ وَرَقِيقِهِ فَلَهُ الأَمَانُ وَذِمَّةُ الله وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ، رَسُولِ الله»، وَكَتَبَ خَالِدُ بنُ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ.

میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ تحریر لکھ دی: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. محمد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے عک ذی خیوان کے لیے یہ تحریر ہے کہ اگر یہ سچا ہو تو اسے اس کی زمین' مال اور غلاموں کے بارے میں امان حاصل ہے' اس کے لیے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کا ذمہ ہے۔" اور یہ تحریر خالد بن سعید بن العاص نے قلمبند کی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم دیگر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل یمن برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے اور ان کی زمین ان کے اپنے قبضے میں رہی اور اس سے صرف عشر وصول کیا جاتا تھا۔

٣٠٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ الله أَنَّ عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا فَرَجُ بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني عَمِّي ثَابِتُ بنُ سَعِيدٍ عن أَبِيهِ سَعِيدٍ يَعني ابنَ أَبْيَضَ، عن جَدِّهِ أَبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أَنَّهُ كَلَّمَ رَسُولَ الله ﷺ في الصَّدَقَةِ حِينَ وَفَدَ عَلَيْهِ فقالَ: «يَا أَخَا سَبَاءٍ لَا بُدَّ مِنْ صَدَقَةٍ»، فقَالَ: إِنَّمَا زَرْعُنَا الْقُطْنُ يَارَسُولَ الله! وَقَدْ تَبَدَّدَتْ سَبَاءٌ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ بِمَأْرِبَ، فَصَالَحَ نَبِيَّ الله ﷺ عَلَى سَبْعِينَ حُلَّةَ بَزٍّ مِنْ قِيمَةِ وَفَاءِ بَزِّ الْمَعَافِرِ كُلَّ سَنَةٍ عَمَّنْ بَقِيَ مِنْ سَبَإٍ بِمَأْرِبَ، فَلَمْ يَزَالُوا يُؤَدُّونَهَا حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ الله ﷺ، وَإِنَّ الْعُمَّالَ انْتَقَضُوا عَلَيْهِمْ بَعْدَ قَبْضِ رَسُولِ

٣٠٢٨- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے صدقہ کے بارے میں بات چیت کی جب کہ وہ وفد لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے' تو آپ نے فرمایا: "سباء کے بھائی! صدقہ کی ادائیگی تو ضروری ہے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری کاشت صرف کپاس کی ہے اور قوم سباء اب تتر بتر ہو چکی ہے اور مأرب کے مقام پر تھوڑے لوگ مقیم ہیں۔ چنانچہ اس نے اللہ کے نبی ﷺ سے صلح کر لی کہ وہ لوگ یعنی جو سباء کے بقیہ اور مأرب پر مقیم ہیں سالانہ ستر جوڑے کپڑے کے برابر معافری کپڑے کی قیمت دیں گے۔ اور پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک یہ ادا کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہاں کے عاملوں نے ان کی طرف سے کیا گیا وہ عہد توڑ دیا جو کہ ابیض بن حمال ؓ

٣٠٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢٧٧، ٢٧٨، ح: ٨٠٧ من حديث فرج بن سعيد به * ثابت بن سعيد وأبوه مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان ومع ذلك حسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ٤/ ١٠٦.

الله ﷺ فِيمَا صَالَحَ أَبْيَضُ بنُ حَمَّالٍ رَسُولَ الله ﷺ في الْحُلَلِ السَّبْعِينَ، فَرَدَّ ذٰلِكَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى مَا وَضَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ حَتَّى مَاتَ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ انْتَقَضَ ذٰلِكَ وَصَارَتْ عَلَى الصَّدَقَةِ.

نے رسول اللہ ﷺ سے ستر جوڑوں کی ادائیگی کا کر رکھا تھا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسے اسی کیفیت پر لوٹا دیا جس پر رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تھا حتیٰ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ ان کی وفات کے بعد یہ عہد ٹوٹ گیا اور (معروف انداز میں) صدقہ لیا جانے لگا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - بَابٌ: فِي إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٧، ٢٨- یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا بیان

٣٠٢٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن سُلَيْمَانَ الأَحْوَلِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ فَقالَ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ».

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عن الثَّالِثَةِ أَوْ قال: فَأُنْسِيتُهَا. وَقال الحُمَيْدِيُّ عن سُفْيَانَ قال سُلَيْمَانُ: لَا أَدْرِي أَذَكَرَ سَعِيدٌ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا أَوْ سَكَتَ عَنْهَا.

٣٠٢٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی: مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا اور وفود سے اسی طرح برتاؤ کرتے رہنا جیسے کہ میں کیا کرتا ہوں اور تیسری بات کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یا تو یہ کہا کہ آپ ﷺ خاموش رہے تھے یا یہ کہا کہ میں (ہی) بھول گیا ہوں۔

حمیدی نے سفیان سے روایت کیا کہ سلیمان نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ سعید بن جبیر نے تیسری بات ذکر کی تھی تو میں بھول گیا ہوں یا وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) ہی خاموش رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ''جزیرۃ العرب'' یہ علاقہ بحر ہند' بحر قلزم' بحر شام اور دجلہ وفرات سے گھرا ہوا ہونے کی وجہ سے جزیرہ کہلاتا ہے اور یہ زمانہ قدیم سے اہل عرب کا وطن ہے۔ اس کی حدود طول میں عدن سے اطراف شام اور جدہ سے ریف عراق تک پھیلی ہوئی ہیں۔ (نیل الاوطار' باب منع اهل الذمة من سكنى الحجاز: ٧٢/٨) یہ چونکہ اسلام کا اوّلین مرکز ہے اور یہیں سے اسلام کی اشاعت پوری دنیا میں ہوئی تھی اس لیے اس کو یہود ونصاریٰ کے

٣٠٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الوصية، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه، ح: ١٦٣٧/ ٢٠ عن سعيد ابن منصور، والبخاري، الجهاد والسير، باب: هل يستشفع إلى أهل الذمة؟ ومعاملتهم، ح: ٣٠٥٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

دجل سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور ہے۔ سازش کے ذریعے سے یہود نے عیسائیت کا چہرہ مسخ کیا اور یہ دونوں بلکہ مجوس اور مشرکین کی یہ کوششیں کہ اسلام میں خود ساختہ چیزیں ملائی جائیں اوائل اسلام ہی میں سامنے آ گئی تھیں۔
④ تیسری بات بھولنے کا واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یا سفیان بن عیینہ کا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ابن عیینہ نے یہ کہا کہ میں تیسری بات بھول گیا ہوں۔ وہ تیسری بات کیا تھی جسے ابن عیینہ بھول گئے؟ اس کی بابت موطأ امام مالک میں اشارہ ہے کہ تیسری بات یہ ہوسکتی ہے کہ ''میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا لینا۔'' جس طرح موطأ کی روایت میں یہ اخراج یہود کے ساتھ مذکور ہے یا جس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں تیسری تلقین: ''نماز اور غلاموں کا'' خیال رکھنا ہوسکتی ہے۔ (فتح الباري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته) مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کے معنی میں بت پرست مشرک، یہود و نصاریٰ اور مجوس سبھی شامل ہیں اور انہیں یہاں سے نکال باہر کرنا واجب ہے۔

٣٠٣٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَا: أخبرنا ابْنُ جُرَيْجٍ: أخبرنا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: أَخْبَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فَلَا أَتْرُكُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا».

٣٠٣٠- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے بالضرور نکال کر رہوں گا، میں اس میں مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں چھوڑوں گا۔''

٣٠٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ، عنْ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ.

٣٠٣١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ پہلی حدیث زیادہ مکمل ہے۔

٣٠٣٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

٣٠٣٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں،

٣٠٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب إخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب، ح: ١٧٦٧ من حديث عبدالرزاق به.

٣٠٣١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٢ موقوف، ونقله ابن كثير في جامع المسانيد والسنن، ج: ١٨، ح: ٦٤، ٦٥، ٦٦ موقوفًا.

٣٠٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ٦٣٣ من ◀◀

الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن قَابُوسَ بنِ أبي ظِبْيَانَ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَكُونُ قِبْلَتَانِ في بَلَدٍ وَاحِدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ملک (عرب) میں دو قبلے نہیں ہو سکتے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن جس طرح عیسائیت کے مرکز ویٹیکن سٹیٹ میں دوسرے دین کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں اسی طرح مرکز اسلام کو اندرونی خلفشار سے پاک رکھنا عین مصلحت ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ بیت اللہ الحرام ہے جبکہ یہودیوں اور عیسائیوں کا قبلہ بیت المقدس ہے۔ قبلہ اس سمت کا تعین کرتا ہے جس طرف فکر و عقیدہ کا رخ ہوتا ہے۔

٣٠٣٣- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ يَعني ابنَ عَبْدِ الْوَاحِدِ قالَ: قالَ سَعِيدٌ يَعني ابنَ عَبْدِ العَزِيزِ: جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مَا بَيْنَ الْوَادِي إلَى أقْصَى الْيَمَنِ، إلَى تُخُومِ الْعِرَاقِ، إلَى الْبَحْرِ.

٣٠٣٣- جناب سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جزیرۃ العرب سے مراد (وہ علاقہ ہے) جو وادی القریٰ سے انتہائے یمن تک اور دوسری جانب حدود عراق سے لے کر سمندر تک ہے۔

٣٠٣٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِیءَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأنَا شَاهِدٌ أخْبَرَكَ أشْهَبُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ قال: قال مَالِكٌ: عُمَرُ أجْلَى أهْلَ نَجْرَانَ وَلَمْ يُجْلَوْا مِنْ تَيْمَاءَ لأنَّهَا لَيْسَتْ مِن بِلَادِ الْعَرَبِ، فَأمَّا الْوَادِي فَإنِّي أرَى أنَّما لَمْ يُجْلِ مَنْ فِيهَا مِنَ الْيَهُودِ أنَّهُمْ لَمْ يَرَوْهَا مِنْ أرْضِ الْعَرَبِ.

٣٠٣٤- امام ابو داود رحمہ اللہ (بہ سند حارث بن مسکین) بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل نجران کو جلاوطن کر دیا لیکن وہ تیماء سے نہیں نکالے گئے کیونکہ یہ عرب کی حدود میں نہیں ہے۔ اور وادی (القریٰ) کے یہودیوں کو بھی میرا خیال ہے کہ نہیں نکالا گیا تھا کیونکہ انہوں نے اسے عرب کا علاقہ نہ سمجھا۔

حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: قال مَالِكٌ: وَقَدْ أجْلَى عُمَرُ يَهُودَ

ابن سرح کی سند سے روایت ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران اور فدک کے

حديث جرير به، وذكر كلامًا، وصححه ابن الجارود، ح: ١١٠٧ * قابوس فيه لين (تقريب)، وضعفه الجمهور.

٣٠٣٣_تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/٢٠٨ من حديث أبي داود به.

٣٠٣٤_تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/٢٠٩ من حديث أبي داود به.

نَجْرَانَ وَفَدَكَ .

یہود کو جلاوطن کیا تھا۔ (کیونکہ یہ علاقے جزیرۂ عرب میں شمار ہوتے تھے۔)

(المعجم ٢٨، ٢٩) - باب: في إيقاف أرض السواد وأرض العنوة (التحفة ٢٩)

باب:۲۸، ۲۹-عراق کی زمین اور بزورِ قوت حاصل شدہ اراضی وقف کرنے کا بیان

٣٠٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أبي صَالِحٍ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنَعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيزَهَا وَدِرْهَمَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا، وَمَنَعَتْ مِصْرُ إرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا، ثُمَّ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ».

۳۰۳۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ایک وقت آنے والا ہے کہ) عراق اپنے (خراج کے) قفیز اور درہم روک لے گا اور شام اپنے مُدْی اور دینار دینے بند کردے گا اور مصر اپنے اِردَب اور دیناروں کی ادائیگی روک دے گا اور پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے ابتدا کی تھی۔“

- قالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - شَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ لَحْمُ أبي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

زہیر نے اسے تین بار دوہرا کر کہا: اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔“

توضیح: ① [قفیز] اہل عراق کا غلہ بھرنے کا پیمانہ ہے جس میں بارہ صاع آتے ہیں۔ [مُدْی] (میم کی پیش اور دال ساکن اس کے بعد ”ی“) اہل شام کا پیمانہ ہے جس میں ساڑھے بائیس صاع آتے ہیں۔ [اِرْدَبّ] (ہمزہ کی زیر، راء ساکن، دال پر زبر اور باء مشدد ہے) اہل مصر کا پیمانہ ہے جس میں چوبیس صاع آتے ہیں۔ ② یہ حدیث علامات نبوت میں سے ہے جس میں پہلے تو یہ خوشخبری ہے کہ یہ علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آئیں گے اور ان سے غنائم اور خراج حاصل ہوں گے۔ ③ اور پھر ایک وقت کے بعد وہ اس کی ادائیگی روک دیں گے یا تو مطلقاً انکار کردیں گے یا مسلمان ہوجائیں گے اور خراج ساقط ہوجائے گا یا مرکز اسلام سے ٹوٹ کر سب الگ الگ اور مستقل ہوجائیں گے جیسا کہ آج کل ہے۔ ④ ”پھر تم ادھر ہی لوٹ جاؤ گے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔“ یعنی الگ الگ آزاد اور ایک دوسرے سے جدا ملک بن جاؤ گے۔ جیسے کہ ابتدائے اسلام میں تھے۔ ⑤ امام ابوداود رحمہ اللہ کا استدلال یہ ہے کہ مفتوحہ زمین لوگوں کی ذاتی ملکیت کی بجائے یا مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کی بجائے بیت المال کی نگرانی میں رہنی چاہیے تاکہ ان کی آمدنی سے مملکت اسلامی کے رفاہی امور اور مجاہدین وغیرہ کے اخراجات پورے ہوتے

٣٠٣٥- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب، ح: ٢٨٩٦ من حديث زهير بن معاوية به.

رہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں سوادِ عراق کی بابت یہی فیصلہ کیا تھا اور اسے مجاہدین میں تقسیم کرنے کی بجائے اسلامی مملکت کی تحویل میں رکھا تھا تاکہ اس کی آمدنی کو حسب ضرورت و مصلحت استعمال کیا جا سکے' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تجویز کو تفصیلی مشاورت کے بعد بالاجماع قبول کیا تھا اس لیے یہ حجت ہے۔

٣٠٣٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ ابنِ مُنَبِّهٍ قالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ، وَقال رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا قَرْيَةٍ أَتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُم فِيهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمُسَهَا للهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُم».

٣٠٣٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بستی میں تم آ ؤ اور وہاں اقامت اختیار کر لو تو اس میں تمہارا حصہ ہے (یعنی جو صلح سے فتح ہو تو فے میں تمہارا حصہ معروف ہے) اور جو بستی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے' پھر یہ تمہارے لیے ہے۔''

فائدہ: اس روایت سے بظاہر یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ قتال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اراضی خمس نکالنے کے بعد بطور غنیمت مجاہدین میں تقسیم کی جائیں اور اوپر امام ابوداود رحمہ اللہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف اس کے برعکس بیان ہوا ہے۔ اس میں جمع و تطبیق یہی ہے جیسے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسی زمینوں کے بارے میں ان سب مسلمانوں کے اتفاق کے بعد جن میں یہ اراضی تقسیم ہوتی ہیں امام المسلمین تصرف کر سکتا ہے۔

(المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ (التحفة ٣٠)

باب: ٢٩، ٣٠- جزیہ لینے کے احکام ومسائل

٣٠٣٧- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أَبِي زَائِدَةَ عن مُحَمَّدِ بن إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ وعنْ عُثْمَانَ بنِ أَبي سُلَيْمَانَ:

٣٠٣٧- جناب عاصم بن عمر رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور جناب عثمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید (اور کچھ دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کو دومہ کے بادشاہ اُکیدر کی طرف روانہ کیا' تو انہوں نے اسے

٣٠٣٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب حكم الفيء، ح: ١٧٥٦ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٣١٧، ومصنف عبدالرزاق، ح: ١٠١٣٧، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١٣٩.

٣٠٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٨٦ من حديث يحيى بن أبي زائدة به، وسنده ضعيف * ابن إسحاق عنعن.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بنَ الْوَلِيدِ إِلٰى أُكَيْدِرِ دُومَةَ، فَأَخَذُوهُ فَأَتَوهُ بِهِ، فَحَقَنَ لَهُ دَمَهُ، وَصَالَحَهُ عَلَى الْجِزْيَةِ.

پکڑ لیا اور (نبی ﷺ کے پاس) لے آئے۔ تو آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔

فوائد ومسائل: ① مملکت اسلامیہ اپنی غیر مسلم رعایا سے ایک ٹیکس لیتی ہے جو ان کی وہاں سہولت و رہائش اور ان کی جانوں' مالوں اور عزتوں کی حفاظت کرنے کے بدلے میں لیا جاتا ہے۔ اور وہ سرحدوں کی حفاظت اور (دفاع) قتال جیسی ذمہ داریوں کے مکلف نہیں ہوتے۔ اسی ٹیکس کو جزیہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ﴾ (التوبة:٢٩) ''قتال کرو ان سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ چیزوں کو حرام گردانتے ہیں اور نہ سچے دین کے تابع ہوتے ہیں' یعنی وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی (ان سے قتال کرتے رہو) حتیٰ کہ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہوتے ہوئے جزیہ ادا کریں۔'' مسلمان سوسائٹی کی بہبود کے لیے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' یہ ایک اعزاز ہے۔ غیر مسلم رعایا سے زکوٰۃ وصول نہیں کی جاتی بلکہ اس سے کم مقدار میں جزیہ وصول کیا جاتا ہے۔ ② اُکیدر دومہ غسانی عرب تھا اور یہ دلیل ہے کہ غیر مسلم عرب سے بھی جزیہ لیا جانا ضروری ہے جیسے کہ عجمیوں سے لیا جاتا ہے۔

٣٠٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عنِ الأعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن مُعَاذٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أمَرَهُ أنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا، دِينَارًا أوْ عِدْلَهُ مِنَ المَعَافِرِي ثِيَابٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ.

٣٠٣٨- حضرت معاذ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو ان کو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا وصول کریں۔ یہ کپڑا اسی علاقے میں بنا جاتا تھا۔

فائدہ: زکوٰۃ' فطرانہ اور دیگر شرعی واجبات میں حسب سہولت عوض اور بدل لینا دینا جائز ہے جیسا کہ یہاں جزیہ کی رقم کے بدلے کپڑا لے لینے کی رخصت دی گئی ہے۔ تاہم اصحاب الحدیث کی ایک جماعت اصل جنس کی ادائیگی پر اصرار کرتی ہے۔

٣٠٣٩- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو

٣٠٣٩- جناب مسروق نے بسند حضرت معاذ ؓ نبی

٣٠٣٨- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:١٥٧٦، وأخرجه البيهقي:٩/ ١٩٣ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح:١٨٠٣، والنسائي، ح:٢٤٥٥، والترمذي، ح:٦٢٣، وقال: "حسن".

٣٠٣٩- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:١٥٧٦، انظر الحديث السابق.

مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن إبْرَاهِيمَ، عنْ مَسْرُوقٍ، عن مُعَاذٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کی۔

۳۰۴۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ هَانِيءٍ أبُو نُعَيْم النَّخعِيُّ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: لَئِنْ بَقِيتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ لأَقْتُلَنَّ المُقَاتِلَةَ وَلَأَسْبِيَنَّ الذُّرِّيَّةَ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى أنْ لَا يُنَصِّرُوا أبْنَاءَهُمْ.

۳۰۴۰- زیاد بن حدیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو ہر صورت بنو تغلب کے عیسائیوں سے سخت جنگ کروں گا اور ان کی اولادوں کو قید کروں گا' بلاشبہ ان کے اور نبی ﷺ کے درمیان ہونے والا معاہدہ میں نے ہی تحریر کیا تھا کہ یہ لوگ اپنی اولادوں کو عیسائی نہیں بنائیں گے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَبَلَغَنِي عن أَحْمَدَ أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ هٰذَا الْحَدِيثَ إنْكَارًا شَدِيدًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔ (یعنی انتہائی ضعیف ہے) امام احمد رحمہ اللہ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس حدیث کو منکر تصور کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: وَلَمْ يَقْرَأْهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ:

جناب ابوعلی (لؤلؤی) رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے دوسری بار جب اپنی یہ کتاب طلبہ کے سامنے پڑھی تو اس حدیث کی قراءت ہی نہیں کی تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ بنوتغلب عرب کے قبیلے کا نام ہے اور کفار عرب سے بھی جزیہ لینے کا حکم ہے۔

۳۰۴۱- حَدَّثَنَا مُصَرِّفُ بنُ عَمْرٍو الْيَامِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ يَعْنِي ابنَ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بن نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ عن إسْمَاعِيلَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيِّ، عن

۳۰۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ دو ہزار حُلّے (کپڑوں کے جوڑے) ادا کیا کریں گے۔ آدھے ماہ صفر میں اور آدھے رجب میں۔ علاوہ ازیں

۳۰۴۰- تخريج: [إسناده ضعيف] * أبونعيم النخعي ضعيف، ضعفه الجمهور، وشريك القاضي مدلس وعنعن.

۳۰۴۱- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۹/ ۱۸۷، ۱۹۵، ۲۰۲ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن عبدالرحمٰن القرشي هو السدي، وفي سماعه عن ابن عباس نظر.

ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: صَالَحَ رَسُولُ الله ﷺ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى أَلْفَي حُلَّةٍ. النِّصْفُ في صَفَرٍ وَالنِّصْفُ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّونَهَا إِلَى الْمُسْلِمِينَ وَعَارِيَةِ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ فَرَسًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا وَثَلَاثِينَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ أَصْنَافِ السِّلَاحِ يَغْزُونَ بِهَا وَالْمُسْلِمُونَ ضَامِنُونَ لَهَا حَتَّى يَرُدُّوهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ ذَاتُ غَدْرٍ عَلَى أَنْ لَا تُهْدَمَ لَهُمْ بِيعَةٌ، وَلَا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ، وَلَا يُفْتَنُوا عن دِينِهِمْ، مَا لَمْ يُحْدِثُوا حَدَثًا، أَوْ يَأْكُلُوا الرِّبَا.

تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کا اسلحہ جو جنگ میں استعمال ہوتا ہے تیس تیس کی تعداد میں عاریتاً دیا کریں گے اور مسلمان ان چیزوں کے واپس کرنے تک ان کے ضامن ہوں گے۔ (یہ عاریت اس وقت لی جائے گی) جب یمن میں کوئی فساد یا غدر ہوا (اور ان کی ضرورت پڑی۔) اور (ان کے ساتھ عہد تھا کہ) ان کا کوئی معبد نہیں گرایا جائے گا، کسی پادری کو نہیں نکالا جائے گا اور ان کے دین میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک کہ یہ دین میں کوئی نئی بات نہ نکالیں اور سود نہ کھائیں۔

قال إِسْمَاعِيلُ: فَقَدْ أَكَلُوا الرِّبَا.

(راویٔ حدیث) اسمٰعیل (بن عبدالرحمٰن قرشی سدی) نے کہا: چنانچہ ان لوگوں نے سود کھایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا أَنْقَضُوا بَعْضَ ما اشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَحْدَثُوا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: جب وہ کوئی شرط توڑیں گے تو یہ دین میں نئی بات نکالنا ہوگا۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوسِ (التحفة ٣١)

باب:٣١- مجوس (آتش پرستوں) سے جزیہ لینے کا بیان

٣٠٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بِلَالٍ عن عِمْرَانَ الْقَطَّانِ، عن أَبِي جَمْرَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إِنَّ أَهْلَ فَارِسَ لَمَّا مَاتَ نَبِيُّهُمْ كَتَبَ لَهُمْ إِبْلِيسُ المَجُوسِيَّةَ.

٣٠٤٢- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب اہل فارس کا نبی فوت ہو گیا تو ابلیس نے انہیں مجوسیت (آتش پرستی) پر لگا دیا۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کا یہ قول دلیل ہے کہ یہ لوگ اصل میں ایک نبی کی امت تھے بعد میں شیطان نے

٣٠٤٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٢ من حديث أبي داود به.

انہیں گمراہ کیا۔ جب انہوں نے اپنے دین کو بالکل ہی مسخ کر دیا تو ان سے ''اہل کتاب'' ہونے کا لقب بھی اٹھا لیا گیا۔

٣٠٤٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ بَجَالَةَ يُحَدِّثُ عَمْرَو بنَ أَوْسٍ وَأَبَا الشَّعْثَاءِ قال: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الأَحْنَفِ بن قَيْسٍ إِذْ جَاءَنَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ المَجُوسِ، وَانْهَوهُمْ عن الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا فِي يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ وَفَرَّقْنَا بَيْنَ كلِّ رَجُلٍ مِنَ المَجُوسِ وَحَرِيمِهِ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى، وَصَنَعَ طَعَامًا كَثِيرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلٰى فَخِذِهِ، فَأَكَلُوا وَلَمْ يُزَمْزِمُوا وَأَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أَوْ بَغْلَتَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ.

٣٠٤٣- جناب ابوشعثاء (جابر بن زائد ؒ) نے کہا: میں جزء بن معاویہ کا کاتب (سیکرٹری) تھا۔ اور یہ جناب احنف بن قیس کے چچا تھے (اس اثنا میں) حضرت عمر ؓ کی شہادت سے ایک سال پہلے ہمارے پاس ان (حضرت عمر ؓ) کا ایک خط آیا۔ اس میں تھا: ہر جادوگر کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں سے جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو ان میں تفریق کرا دو اور انہیں (کھانے کے وقت) گنگنانے سے منع کر دو۔ چنانچہ ہم نے ایک دن تین جادوگرنیوں کو قتل کیا اور کتاب اللہ کے مطابق جس کسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کر رکھا تھا ان میں جدائی کرا دی۔ اور (جزء بن معاویہ نے) بہت سا کھانا تیار کروایا اور پھر انہیں دعوت دی اور اس دوران میں تلوار اپنی ران پر رکھ لی۔ چنانچہ ان لوگوں نے کھانا کھایا مگر گنگنائے نہیں۔ اور ان لوگوں نے ایک خچر یا دو خچروں کے بوجھ برابر چاندی ان (جزء بن معاویہ) کے سامنے ڈال دی اور حضرت عمر ؓ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے قائل نہ تھے حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

فائدہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی گواہی کے بعد حضرت عمر ؓ نے ان کو ذمی قرار دینے کی بات قبول فرمائی۔ علامہ ابوعبید ؒ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب سے جزیہ لینا بہ نص قرآن مجید ثابت ہے اور مجوسیوں سے جزیہ لینا سنت سے ثابت ہے۔ (نیل الاوطار: ٨/٦٥)

٣٠٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، ح: ٣١٥٦ و٣١٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٠٤٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ اليَمَامِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن قُشَيْرِ ابنِ عَمْرٍو، عن بَجَالَةَ بنِ عَبْدَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَسْبَذِيِّينَ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوسُ أَهْلِ هَجَرَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَمَكَثَ عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَسَأَلْتُهُ: مَا قَضَى اللهُ وَرَسُولُهُ فِيكُمْ؟ قالَ: شَرٌّ. قُلْتُ: مَهْ، قالَ: الإِسْلَامُ أَوِ الْقَتْلُ.

٣٠٤٤-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بحرین کے اَسْبَذِیْ لوگوں کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' یہ لوگ اہل ہجر کے مجوسی تھے' یہ آدمی کئی دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ٹھہرا رہا۔ پھر جب واپس ہونے لگا تو میں نے اس سے پوچھا: تمہارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بہت برا فیصلہ۔ میں نے کہا: خاموش (یعنی اللہ و رسول کا فیصلہ بُرا نہیں ہوسکتا۔) کہنے لگا: (فیصلہ یہ ہے کہ) یا تو اسلام قبول کرلوں یا قتل ہوجاؤں۔

قالَ: وَقالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: قَبِلَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ.

راوی نے کہا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ لینا قبول کیا تھا۔

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَتَرَكُوا مَا سَمِعْتُ أَنَا مِنَ الأَسْبَذِيِّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بات لے لی ہے اور میری بات چھوڑ دی ہے جو میں نے اس اسبذی سے سنی تھی۔

ملحوظہ: یہ جزیہ تمام قسم کے غیر مسلم مشرکوں پر لاگو ہوتا تھا۔ چونکہ یہ احکام فتح مکہ کے بعد نازل ہوئے تھے اور اس عرصہ میں تمام اہل عرب دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے تھے اس لیے ان سے جزیہ لینے کے کوئی معنی نہیں تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زادالمعاد' فصل في هديه في أخذ الجزية)

(المعجم ٣٠، ٣٢) - بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي جِبَايَةِ الْجِزْيَةِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣٠' ٣٢- جزیہ لینے میں سختی کرنے کا مسئلہ

٣٠٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ

٣٠٤٥-حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما نے

٣٠٤٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٠ من حديث أبي داود به * قشير بن عمرو مستور، وثقه ابن حبان وحده.

٣٠٤٥_ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق، ح: ٢٦١٣/ ١١٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

الْمَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ ابنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ هِشَامَ بن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلَى حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ الْقِبْطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ، فقالَ: مَا هٰذَا؟ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا».

حمص کے والی کو دیکھا کہ اس نے کئی قبطیوں کو جزیہ ادا نہ کر سکنے کی پاداش میں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔''

فائدہ: معقول وجہ کے بغیر کسی کو سزا دینا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ ٹیکس دینے میں معذور ہو تو اس کو مناسب سہولت دی جانی چاہیے۔ ہاں اگر عذر کوئی نہ ہو تو سزا دی جا سکتی ہے' مگر وہ بھی جو مناسب ہو۔

(المعجم ٣١، ٣٣) - **بَابٌ: فِي تَعْشِيرِ أَهْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالتِّجَارَةِ** (التحفة ٣٣)

باب: ۳۱' ۳۳- غیر مسلم (ذمی لوگ) اپنا مال تجارت لے کر آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے

٣٠٤٦- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله، عن جَدِّهِ أَبِي أُمِّهِ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ عُشُورٌ».

۳۰۴۶- حرب بن عبیداللہ رحمہ اللہ اپنے نانا (عمر ثقفی) سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دسواں حصہ (جزیہ اور ٹیکس) یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے اور مسلمان پر کوئی دسواں نہیں ہے۔''

٣٠٤٧- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن

۳۰۴۷- حرب بن عبیداللہ رحمہ اللہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور

٣٠٤٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٠٤٩ * حرب بن عبيدالله لين الحديث، وثقه ابن حبان وحده، وفي السند علة أخرى.

٣٠٤٧ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٩ من حديث أبي داود به، السند مرسل.

عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «خَرَاجٌ» مَكَانَ الْعُشُورِ.

اس روایت میں لفظ[عُشور] کی بجائے[خَراج] ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان روایات میں لفظ[عُشور] غالباً مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی زرعی آمدنی پر بھی عشر لگتا ہے۔

٣٠٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَطَاءٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ، عن خَالِهِ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أُعَشِّرُ قَوْمِي؟ قالَ: «إِنَّمَا الْعُشُورُ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى».

۳۰۴۸- جناب عطاء' بکر بن وائل کے ایک آدمی سے اور وہ اپنے ماموں سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ دسواں حصہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ہے۔''

٣٠٤٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن حَرْبِ بنِ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيِّ، عن جَدِّهِ - رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَغْلِبَ - قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ وَعَلَّمَنِي الإِسْلَامَ وَعَلَّمَنِي كَيْفَ آخُذُ الصَّدَقَةَ مِنْ قَوْمِي مِمَّنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! كُلَّمَا عَلَّمْتَنِي قَدْ حَفِظْتُ إِلَّا الصَّدَقَةَ أَفَأُعَشِّرُهُمْ؟ قالَ: «لَا إِنَّمَا [الْعُشُورُ] عَلَى النَّصَارَى وَالْيَهُودِ».

۳۰۴۹- حرب بن عبیداللہ بن عمیر ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ بنو تغلب سے تھے' انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اسلام قبول کیا' آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے متعلق سمجھایا' اور مجھے بتایا کہ میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے کس طرح سے صدقہ وصول کیا کروں۔ پھر میں آپ کے پاس دوبارہ آیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جو کچھ تعلیم فرمائی تھی میں نے اسے یاد کرلیا ہے سوائے صدقہ کے' تو کیا میں ان سے دسواں حصہ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' دسواں حصہ تو عیسائیوں اور یہودیوں پر ہوتا ہے۔''

٣٠٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، ورواه البيهقي: ٩/ ١٩٩ * رجل من بكر بن وائل مجهول، وفيه علة أخرى.

٣٠٤٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر ح: ٣٠٤٦، وأخرجه البيهقي: ٩/ ١٩٩ من حديث أبي داود به، وللحديث ألوان أخرى.

٣٠٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ: حَدَّثَنَا أَرْطَاةُ بْنُ الْمُنْذِرِ قال: سَمِعْتُ حَكِيمَ بْنَ عُمَيْرٍ أَبَا الأَحْوَصِ يُحَدِّثُ عن الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قال: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا، فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقال: يَامُحَمَّدُ! أَلَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا حُمُرَنَا وَتَأْكُلُوا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوا نِسَاءَنَا؟ فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ: «يَاابْنَ عَوْفٍ! ارْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ أَلَا إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَأَنِ اجْتَمِعُوا لِلصَّلَاةِ». قَالَ: فَاجْتَمَعُوا ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: «أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَةٍ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ أَلَا وَإِنِّي وَاللهِ! قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عن أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَأَنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا أَعْطَوكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ».

۳۰۵۰- حضرت عرباض بن ساریہ سُلمی ؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے اور آپ کے ساتھ دیگر صحابہ بھی تھے۔ خیبر کا رئیس ایک سرکش (اور) ناپسندیدہ آدمی تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ ہمارے گدھوں کو ذبح کر ڈالو ہمارے پھل کھاجاؤ اور ہماری عورتوں کو پیٹو؟ تو نبی ﷺ (یہ سن کر) غصے ہوئے اور فرمایا: ''اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو اور منادی کردو کہ خبردار! جنت صرف صاحب ایمان ہی کے لیے حلال ہے اور یہ کہ نماز کے لیے اکٹھے ہو جاؤ۔'' چنانچہ صحابۂ کرام ؓ اکٹھے ہوگئے تو آپ نے انہیں نماز پڑھائی' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی اپنے تخت پر تکیے پر ٹیک لگائے یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی کچھ حرام ٹھہرایا ہے جو اس قرآن میں ہے۔ خبردار! بے شک میں نے اللہ کی قسم! خوب وعظ و نصیحت کی ہے' کئی باتوں کا حکم دیا ہے اور کئی سے منع کیا ہے اور میری بات بلاشبہ قرآن ہی کی مثل ہے یا اس سے بڑھ کر (مفصل) ہے' اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا کہ بلا اجازت اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ یا ان کی عورتوں کو مارو یا ان کے پھل کھا جاؤ' جبکہ وہ تمہیں اپنے ذمے کا واجب ادا کر رہے ہوں۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر سنت کے حجت ہونے پر دال ہے' اور یہی مضمون دیگر صحیح احادیث سے

٣٠٥٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به * أشعث بن شعبة وثقه ابن حبان وحده، وضعفه أبوزرعة وغيره، والراجح أنه ضعيف، ولم يثبت توثيقه عن أبي داود لجهالة الناقل عنه، وقال الذهبي: "ليس بقوي" (ديوان الضعفاء: ٤٧٣).

ثابت ہے۔ مثلاً دیکھیے: (سنن ابی داود، فی لزوم السنة، حدیث:٤٦٠٤ وما بعد) اور سب سے بڑھ کر خود قرآن مجید کی بھی یہی دعوت ہے۔ مثلاً: ﴿مَن يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾(النساء:٨٠) ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيماً﴾ (الاحزاب:٧١) ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ﴾ (النور:٥٢) ﴿قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ (آل عمران:٣٢) ﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد:٣٣) ﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:١١٥) ﴿وَ مَآ آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(الحشر:٧)

٣٠٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قالَا: حَدَّثَنا أبوعَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالٍ، عن رَجُلٍ مِن ثَقِيفٍ، عن رَجُلٍ مِن جُهَيْنَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَلَّكُم تُقَاتِلُونَ قَوْمًا فَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُونَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُونَ أَنْفُسِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ». قالَ سَعِيدٌ فِي حَدِيثِهِ: «فَيُصَالِحُونَكُمْ عَلٰى صُلْحٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «فَلَا تُصِيبُوا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكُمْ».

٣٠٥١-جہینہ (قبیلے) کے ایک شخص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ تم ایک قوم سے قتال کرو گے اوران پر غالب آ جاؤ گے تو وہ اپنی جانیں اور اپنی اولادیں بچانے کے لیے اپنے مال پیش کریں گے۔ سعید (بن منصور) نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بیان کیا: ”پھر وہ تم سے مصالحت کرلیں گے۔“ پھر دونوں راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں ”تو تم اس سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔“

٣٠٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ المَدَنِيُّ أَنَّ صَفْوَانَ بنَ سُلَيْم أَخْبَرَهُ عن عِدَّةٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ

٣٠٥٢-صفوان بن سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے کئی صحابہ کے بیٹوں سے روایت کی وہ اپنے قریبی آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی

٣٠٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٤، ٢٠٥ من حديث أبي داود به، وهو في سنن سعيد بن منصور، ح: ٢٦٠٣ * رجل من ثقيف مجهول.

٣٠٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢٠٥ من حديث ابن وهب به، وللحديث شواهد * عدة من أبناء أصحاب رسول الله ﷺ كلهم مجهولون.

عن آبائِهِمْ دِنْيَةً عَنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «ألَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

تنقیص کی (یعنی اس کے حق میں کمی کی) یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔"

فائدہ: کافر کا کافر ہونا اپنی جگہ پر' مگر انسانی حقوق میں رسول اللہ ﷺ مظلوم کی طرف ہوں گے اور اس کو اس کا حق دلوائیں گے۔ کسی کا مسلمان ہو جانا اسے کسی کافر کے انسانی حقوق غصب کرنے یا اس پر ظلم کرنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں دیتا۔

(المعجم ٣٢، ٣٤) - **بَابٌ: فِي الذِّمِّيِّ [الَّذِي] يُسْلِمُ فِي بَعْضِ السَّنَةِ هَلْ عَلَيْهِ جِزْيَةٌ؟** (التحفة ٣٤)

باب: ۳۲' ۳۴- کوئی کافر (ذمی) سال کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو کیا اس پر جزیہ ہوگا؟

٣٠٥٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن جَرِيرٍ، عن قَابُوسَ، عن أبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جِزْيَةٌ».

۳۰۵۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان پر جزیہ نہیں۔"

٣٠٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: سُئِلَ سُفْيَانُ يَعْنِي عن تَفْسِيرِ هٰذَا فَقَالَ: إذَا أَسْلَمَ فَلَا جِزْيَةَ عَلَيْهِ.

۳۰۵۴- جناب سفیان ثوری ؒ سے اس کی وضاحت معلوم کی گئی تو انہوں نے کہا: جب کوئی شخص اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں۔

(المعجم ٣٣، ٣٥) - **بَابٌ: فِي الْإِمَامِ يَقْبَلُ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۳' ۳۵- حاکم کا مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنا

٣٠٥٥- حَدَّثَنَا أبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ

۳۰۵۵- جناب عبداللہ ہوزنی کہتے ہیں کہ میں نے

٣٠٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزكٰوة، باب ماجاء ليس على المسلمين جزية، ح: ٦٣٣ من حديث جرير به، وانظر، ح: ٣٠٣٢.

٣٠٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود،

٣٠٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٢١٥ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٣٧.

نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ، عنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قالَ: حدَّثَني عَبْدُ الله الْهَوْزَنِيُّ قالَ: لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ الله ﷺ بِحَلَبَ، فَقُلْتُ: يَابِلَالُ! حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ: مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذٰلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ، وَكَانَ إذَا أَتَاهُ الإنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَآهُ عَارِيًا يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فقالَ: يَابِلَالُ! إنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ أَحَدٍ إلَّا مِنِّي، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا أنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بالصَّلَاةِ فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ في عِصَابَةٍ مِنَ التُّجَّارِ، فَلَمَّا أنْ رَآنِي قال: يَاحَبَشِيُّ، قُلْتُ: يَالَبَّاهُ، فَتَجَهَّمَنِي وَقالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا وَقالَ لِي: أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ؟ قال: قُلْتُ: قَرِيبٌ، قال: إنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَأَخَذَ في نَفْسِي مَا يَأْخُذُ في أَنْفُسِ النَّاسِ، حَتَّى إذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إلٰى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لِي، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! إنَّ الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدَيَّنُ مِنْهُ قالَ لِي كَذَا وَكَذَا

حلب میں رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخراجات کے بارے میں بتائیں کہ ان کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے پاس جو کچھ ہوتا وہ میرے سپرد ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے لے کر وفات تک میں ہی اس کا متصرف رہا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی مسلمان آدمی آپ کے پاس آتا اور آپ اسے دیکھتے کہ اس کے پاس کپڑا نہیں ہے تو آپ مجھے ارشاد فرماتے' میں جاتا' کہیں سے قرض لیتا اور اسے چادر لے کر اوڑھا دیتا اور کھانا کھلاتا حتیٰ کہ مجھے مشرکوں میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا: بلال! میرے پاس وسعت ہے' پس جب قرض لینا ہو تو مجھ ہی سے لے لیا کرو۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا۔ سو ایک دن میں نے وضو کیا کہ نماز کے لیے اذان کہوں' دیکھا کہ وہ مشرک اپنے کئی تاجر ساتھیوں کے ساتھ آ رہا ہے۔ جونہی اس نے مجھے دیکھا تو بولا: او حبشی! میں نے کہا: ارے حاضر ہوں اور وہ مجھے بڑے برے چہرے کے ساتھ ملا اور بڑی سخت باتیں کیں۔ اس نے کہا: معلوم بھی ہے کہ مہینے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا: قریب ہی ہے۔ اس نے کہا: صرف چار دن باقی ہیں۔ پھر میں تمہیں اپنے مال کے بدلے پکڑ لے جاؤں گا اور بکریاں چرانے پر لگا دوں گا جیسے کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا' مجھے اس سے بہت غم ہوا جیسے کہ انسانوں کو ہوتا ہے حتیٰ کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں میں تشریف لے گئے' تو میں نے ملاقات

وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هٰؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللهُ تَعَالَى رَسُولَهُ ﷺ مَا يَقْضِي عَنِّي، فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو: يَابِلَالُ! أَجِبْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٍ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ، فَاسْتَأْذَنْتُ، فقالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرْ! فَقَدْ جَاءَكَ اللهُ تَعَالَى بِقَضَائِكَ»، ثُمَّ قال: «أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الْأَرْبَعَ؟» فَقُلْتُ: بَلَى، فقال: «إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ، فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ، فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ»، فَفَعَلْتُ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فقالَ: «مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ؟» قُلْتُ: قَدْ قَضَى اللهُ تَعَالَى كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ. قال: «أَفْضَلَ شَيْءٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ»، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فقال:

کے لیے اجازت طلب کی' آپ نے اجازت دی' تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا اس نے مجھے اس اس طرح کہا ہے۔ اور ادائیگی کے لیے نہ آپ کے پاس کچھ ہے اور نہ میرے پاس' اور وہ مجھے رسوا کرنے پر آمادہ ہے۔ تو آپ مجھے اجازت دیں کہ کسی مسلمان قبیلے والوں کے ہاں بھاگ جاؤں' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو کچھ عنایت فرما دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔ چنانچہ میں آپ کے ہاں سے نکل کر اپنے گھر آیا۔ میں نے اپنی تلوار' تھیلا' جوتا اور ڈھال اپنے سر کے پاس رکھ لیے۔ حتیٰ کہ جب پہلی فجر (کاذب) طلوع ہوئی تو میں نے نکل جانے کا ارادہ کیا' پس اچانک ایک آدمی بھاگتا ہوا میرے پاس آیا' اس نے کہا: بلال! رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہنچو۔ میں چلا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ چار اونٹنیاں بیٹھی ہیں اور ان پر بوجھ لدے ہوئے ہیں۔ میں نے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جا! اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی ادائیگی کا سامان بھیج دیا ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا تو نے چار اونٹنیاں بیٹھی دیکھی ہیں؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اونٹنیاں اور جو ان پر ہے وہ سب تیرا ہے۔ ان پر کپڑے ہیں اور کھانے کا سامان بھی ہے۔ یہ مجھے فدک کے سردار نے ہدیہ بھیجا ہے۔ انہیں لے لے اور اپنا قرضہ ادا کر۔'' (حضرت بلال ؓ کہتے ہیں) چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا...... اور حدیث بیان کی...... پھر میں مسجد

«مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟» قال: قُلْتُ: هُوَ مَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ، فَبَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي المَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ، حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعني مِنَ الْغَدِ دَعَانِي قالَ: «مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ؟» قال: قُلْتُ: قَدْ أَرَاحَكَ اللهُ مِنْهُ يَارَسُولَ اللهِ! فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللهَ شَفَقًا مِنْ أَنْ يُدْرِكَهُ المَوْتُ وَعِنْدَهُ ذٰلِكَ، ثُمَّ اتَّبَعْتُهُ حَتَّى إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَهُ فَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ امْرَأَةٍ حَتَّى أَتَى مَبِيتَهُ. فَهَذَا الَّذِي سَأَلْتَنِي عَنْهُ.

کی جانب چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے پوچھا: ''اس مال کا کیا ہوا جو تجھے ملا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر جو قرضہ تھا سب ادا کروا دیا ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا کوئی مال بچا بھی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! مجھے اس کی طرف سے راحت پہنچاؤ' میں اس وقت تک اپنے کسی اہل کے پاس نہیں جاؤں گا جب تک تم مجھے اس کی طرف سے راحت نہیں دے دیتے۔'' (تقسیم نہیں کر دیتے۔) پس جب رسول اللہ ﷺ نے عشاء پڑھی تو مجھے بلایا اور پوچھا: ''اس مال کا کیا ہوا جو تجھے حاصل ہوا ہے؟'' میں نے عرض کیا: وہ میرے ہی پاس ہے' ہمارے پاس کوئی (ضرورت مند) نہیں آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رات مسجد میں گزاری۔ اور پوری حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ جب اگلے دن عشاء کی نماز پڑھ چکے تو مجھے بلایا اور پوچھا: ''اس مال کا کیا بنا جو تجھے ملا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ نے آپ کو اس سے راحت عطا کر دی ہے۔ (ضرورت مند لے گئے ہیں) تو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' آپ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس حالت میں موت نہ آ جائے جب کہ وہ مال آپ کے پاس موجود ہو۔ پھر میں آپ کے پیچھے پیچھے چلا حتیٰ کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور ہر ایک کو السلام علیکم کہا حتیٰ کہ اس گھر میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے رات گزارنی تھی۔ تو یہ تھی وہ حالت' جس کا تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مشرکین اور اہل کتاب سے ہدایا قبول کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ اس میں کوئی دینی اور سیاسی ضرر نہ ہو۔ ② مشرکین سے ہدایا کا تبادلہ اس وقت ممنوع ہوگا جب اس سے دل کی گہری محبت کا اظہار ہو جو صرف اللہ' رسول اور مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ اگر ماں باپ مشرک ہیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے اور اگر کسی مشرک کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں ہدیہ یا تحفہ مفید نظر آئے تو صحیح ہوگا۔ ③ امام ابوداود رحمہ اللہ کی طرح دیگر محدثین بھی مشرکین کے حوالے سے باب باندھ کر نیچے اہل کتاب کی احادیث لائے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام احکام میں دونوں یکساں ہیں سوائے ان معاملات کے جہاں استثناء کیا گیا ہے۔ اہل کتاب کا استثناء عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح اور حلال کھانے کے بارے میں ہے۔ ④ جو اللہ پر توکل کرے اللہ خود اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ دنیا کا مال جمع کرنے کے لیے قطعاً راضی نہیں تھے۔ افراد امت کے لیے یہ عمل (یعنی سب خرچ کر دینا) اسی صورت میں جائز ہوسکتا ہے جب وہ اس کے مابعد نتائج پر برضا ورغبت قانع اور مطمئن ہوں۔ ورنہ مال حلال اللہ کی ایک قابل قدر نعمت ہے' تو چاہیے کہ انسان اپنی جان پر خرچ کرے' اپنے اہل وعیال کی ضروریات پوری کرے اور صدقات بھی دے۔

٣٠٥٦- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بِمَعْنَى إسْنَادِ أبي تَوْبَةَ وَحَدِيثِهِ، قال عِنْدَ قَوْلِهِ: «مَا يَقْضِي عَنِّي» فَسَكَتَ عَنِّي رَسُولُ الله ﷺ، فَاغْتَمَزْتُهَا.

۳۰۵۶- محمود بن خالد نے مروان بن محمد سے' انہوں نے معاویہ بن سلاّم سے روایت کیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اور جہاں یہ آیا ہے کہ [مَا يَقْضِي عَنِّي......] ''میں بھاگ جاتا ہوں اور مسلمان قبائل کے پاس چلا جاتا ہوں حتیٰ کہ اللہ اپنے رسول کو کچھ عنایت فرما دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے۔'' (اس روایت میں ہے کہ) رسول اللہ ﷺ مجھ سے خاموش ہو رہے اور مجھے اس سے بڑی گرانی ہوئی۔

٣٠٥٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرانُ عن قَتَادَةَ: عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ الشِّخِّيرِ، عن عِيَاضِ

۳۰۵۷- حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ ایک اونٹنی پیش کی تو آپ نے پوچھا: ''کیا تم نے اسلام

٣٠٥٦- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٠٥٧- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب: في كراهية هدايا المشركين، ح:١٥٧٧ من حديث أبي داود الطيالسي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح:١٠٨٣، وصححه ابن الجارود، ح:١١١٠، وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٤٠٢، والحاكم: ٣/ ٤٨٤، ٤٨٥ وغيرهما.

ابنِ حِمارٍ قال: أهْدَيْتُ إلَى النَّبيِّ ﷺ نَاقَةً فقالَ: «أسْلَمْتَ؟» قُلْتُ: لَا فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنِّي نُهِيتُ عن زَبْدِ المُشْرِكِينَ».

قبول کر لیا ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "مجھے مشرکین کے عطایا قبول کرنے سے روکا گیا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① چونکہ ہدیہ لینا دینا دلوں میں قربت اور محبت پیدا کرتا ہے' اس لیے کافروں اور مشرکوں سے آزادانہ طور پر ہدیے کے تبادلے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تاہم جہاں کوئی شرعی اور سیاسی مصلحت ہو تو ہدیہ لینے میں کوئی حرج نہیں' مثلاً کوئی کافر مسلمانوں کے لیے اپنے خضوع کا اظہار کرنا چاہتا ہو یا امید ہو کہ اس کے ساتھ موانست سے وہ اسلام کے قریب ہو گا یا اسلام لے آئے گا وغیرہ۔ امام بخاری ؒ نے صحیح البخاری' کتاب الھبة باب قبول الھدیة من المشرکین اور باب الھدیة للمشرکین میں یہی ثابت کیا ہے۔ ② حضرت عیاض بن حمار ؓ سے ہدیہ قبول نہ کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اسلام لانے پر ابھارنا مقصود تھا۔ آپ ﷺ نے اکیدرِ دومہ اور نجاشی کا ہدیہ قبول کیا ہے۔ کیونکہ ان کے ایمان لانے کی قوی امید تھی۔ ③ حضرت عیاض بن حمار ؓ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی۔

(المعجم ٣٤، ٣٦) - بَابٌ: فِي إِقْطَاعِ الأَرَضِينَ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۴'۳۶- زمین کے قطعات عطا کرنا

٣٠٥٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بن مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ، عنْ عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عنْ أبِيهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ أقْطَعَهُ أرْضًا بِحَضْرَمَوتَ.

۳۰۵۸- حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد (حضرت وائل بن حجر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضر موت کے علاقے میں ایک قطعۂ زمین انہیں عطا فرمایا۔

فائدہ: امام المسلمین یا خلیفہ غیر مملوکہ غیر آباد زمینوں میں سے کوئی قطعہ کسی کو عطا کر دے تو اس زمین کو آباد کرنے کا استحقاق اس شخص کو دوسروں سے زیادہ ہو گا۔ اس کا یہ بھی مفہوم لیا گیا ہے کہ کوئی قطعۂ زمین ایک خاص مدت تک کے لیے کسی کو عطا کر دیا جائے کہ وہ اس کی آمدنی حاصل کر سکے۔ امام شافعی ؒ کے نزدیک صرف بنجر زمین ہی میں سے کوئی قطعہ کسی کو دیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباري' کتاب المساقاۃ' باب القطائع : ٦٠/٥)

یہ ایک طرح سے آبادکاری کا پروگرام ہے جس میں ان لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے جن کی کوئی خاص خدمات ہوں' جس طرح انصار کو رسول اللہ ﷺ نے بحرین کی زمین دینی چاہی۔ اس پر انصار نے کہا کہ اتنی ہی زمین اگر ان کے

٣٠٥٨- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطائع، ح:١٣٨١ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

بھائی مہاجرین کو بھی دی جائے تو وہ بحرین کے قطعات قبول کریں گے۔ یہ جذبۂ ایثار دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد تم یہ دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے رہے ہوں گے تو تم اس پر صبر کرنا یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو۔(صحیح بخاری، كتاب المساقاة، باب القطائع، حدیث:٢٣٧٦)[أَثَرَةٌ] اپنے لیے چننا اور[ایثار]دوسروں کے لیے چننا ہے۔ بعض اوقات کسی مستحق کو کوئی قطعۂ زمین عطا کیا جاتا تھا۔ ان کی مزید مثالیں سنن ابوداود کی آئندہ احادیث میں سامنے آئیں گی۔ یہ بعد کے جاگیرداری نظام سے مختلف ہے جس میں اچھی اور آباد زمین لوگوں کی فرمانبرداریاں خریدنے کے لیے دی جاتی تھیں اور جاگیروں کے ساتھ اس علاقے میں رہنے والے انسانوں کو بھی جاگیرداروں کا مملوک اور غلام بنادیا جاتا تھا۔

اسلام میں اس غرض سے جاگیریں دینے کا بھی کوئی تصور موجود نہیں کہ ان کی آمدنی کے ذریعے سے لشکر کھڑے کیے جائیں اور عندالطلب بادشاہ وغیرہ کو پیش کیے جائیں۔ کیونکہ اسلامی فوج بنیادی طور پر فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لیے منظم ہوتی ہے۔ البتہ غنائم کے طور پر جو زمینیں حاصل ہوں انہیں خمس نکالنے کے بعد تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اس سے جاگیرداری نظام وجود میں نہیں آتا، کیونکہ یہ سب کے حصے میں آتی ہیں اور چھوٹے چھوٹے قطعوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس تقسیم میں سپہ سالار اور تمام سپاہی مساوی ہوتے ہیں۔ کسی سالار کو اس کی خدمات کے عوض بڑی بڑی جاگیر بھی دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔

اموی بادشاہت میں جاگیریں دی جانے لگیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اپنی آبائی جاگیر سمیت ایسی سب جاگیریں منسوخ کردیں۔ بعد میں یہ خرابی پھر سے شروع ہوگئی لیکن اسلامی احکام پر عمل کرنے والے حکمران اس سے دور رہے' ایسے حکمرانوں میں سلطان صلاح الدین ایوبی کا نام بھی شامل ہے جو محض معمولی سی تنخواہ پر گزارہ کرنے کی وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے۔

٣٠٥٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا جَامِعُ بنُ مَطَرٍ عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

٣٠٥٩- جامع بن مطر نے علقمہ بن وائل سے مذکورہ بالا سند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

٣٠٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ دَاوُدَ عنْ فِطْرٍ قال: حَدَّثَنِي أبي عنْ عَمْرِو ابنِ حُرَيْثٍ قالَ: خَطَّ لِي رَسُولُ الله ﷺ دَارًا

٣٠٦٠- حضرت عمرو بن حریث ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں مجھے ایک گھر عنایت فرمایا جسے آپ نے اپنی قوس سے ناپا اور فرمایا تھا: ''میں

٣٠٥٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٠٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ٣/ ٤٥، ح: ١٤٦٤ من حديث عبدالله بن داود به * أبوفطر خليفة المخزومي لم يوثقه غير ابن حبان، فهو مجهول الحال.

بالمَدِينَةِ بِقَوْسٍ وَقَالَ: «أَزِيدُكَ أَزِيدُكَ».

تجھے اور بھی دوں گا' اور بھی دوں گا۔"

٣٠٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ ابنَ الْحَارِثِ المُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ المَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ.

۳۰۶۱- جناب ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کئی ایک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ کو فُرع کے اطراف میں مقام قَبَل کی کانیں عطا فرمائی تھیں۔ ان کانوں سے آج تک سوائے زکوٰۃ کے اور کچھ نہیں لیا جاتا۔

فائدہ: حضرت بلال بن حارث ؓ کو معادن (کانوں) کا دیا جانا ثابت ہے جیسے کہ آگے آرہا ہے' مگر اس میں زکوٰۃ لینے کا جو ذکر ہے' اس کی بابت شیخ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ وہ صحیح نہیں ہے۔ (ارواء الغلیل: ۳/ ۳۱۱' ۳۱۲' حدیث: ۸۳۰)

٣٠٦٢- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ، قال الْعَبَّاسُ: حَدَّثَنا حُسَيْنُ ابن مُحَمَّدٍ قال: أخبرنَا أَبُو أُوَيْسٍ قال: حدثني كَثِيرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ عَوْفٍ المُزَنِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ المُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا.

۳۰۶۲- کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی اپنے والد (عبداللہ) سے وہ اس کے دادا (عمرو بن عوف) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ کو مقام قَبَل کی کانیں عنایت فرمائی تھیں' ان کی بالائی جانب' نیچے کی جانب اور قدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہوسکتی ہے۔

- وَقالَ غَيْرُ الْعَبَّاسِ: جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا - وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ وَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا مَا أَعْطَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله بِلَالَ بنَ حَارِثٍ المُزَنِيَّ أَعْطَاهُ

(عباس کے علاوہ باقی راویوں نے [جَلْسِيَّهَا وَ غَوْرِيَّهَا] کی بجائے [جَلْسَهَا وَ غَوْرَهَا] کے الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے معنی بھی وہی ہیں۔) کسی دوسرے مسلمان کا حق انہیں نہیں دیا تھا۔ نبی ﷺ نے انہیں یہ تحریر دی تھی: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ

٣٠٦١- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ: ١/ ٢٤٨، ٢٤٩ * و "غير واحد" مجاهيل، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح: ٣٧١، والحاكم: ١/ ٤٠٤ وغيرهما.

٣٠٦٢- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٦ عن حسين بن محمد به * كثير بن عبدالله متروك، ولكن طريق ثور بن زيد حسن، والحمد لله.

مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا». وقالَ غَيْرُهُ: «جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بلال بن حارث مزنی کو دیا ہے۔اسے مقام قبل کی کانیں' ان کے بالائی اور زیریں حصے اور قُدس پہاڑ کے اطراف جہاں کاشت ہوسکتی ہے' اسے عطا کی ہیں اور کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔''

قَالَ أَبُو أُوَيْسٍ: وَحَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ مَوْلَى بَنِي الدِّيلِ بنِ بَكْرِ بن كِنَانَةَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاس مِثْلَهُ.

ابواویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس ؓ سے اسی کے مثل روایت کیا۔

٣٠٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ النَّضْرِ قالَ: سَمِعْتُ الْحُنَيْنِيَّ قال: قَرَأْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ يَعْنِي كِتَابَ قَطِيعَةِ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٠٦٣-(اسحاق بن ابراہیم) الحنینی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کا خط (بلال بن حارث کی) جاگیر کے متعلق کئی بار پڑھا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحدثنا غَيْرُ وَاحِدٍ عن حُسَيْنِ بنِ مُحَمَّدٍ قالَ: أخبرنَا أبُوأُوَيْسٍ قال: حدَّثني كَثِيرُ بنُ عَبْدِ الله عن أبيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ أقْطَعَ بِلَالَ بن حَارِثٍ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسِيَّهَا وَغَوْرِيَّهَا - قالَ ابنُ النَّضْرِ: وَجَرْسَهَا وَذَاتَ النُّصُبِ - ثُمَّ اتَّفَقَا، وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِ بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ حَقَّ مُسْلِمٍ، وَكَتَبَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا مَا أعْطَى رَسُولُ الله بِلَالَ بنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ أعْطَاهُ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ جَلْسَهَا وَغَوْرَهَا وَحَيْثُ يَصْلُحُ الزَّرْعُ مِنْ قُدْسٍ وَلَمْ يُعْطِهِ حَقَّ مُسْلِمٍ».

امام ابوداود ؒ نے کہا: ہمیں کئی ایک نے حسین بن محمد سے حدیث سنائی' انہوں نے کہا: ہمیں ابواویس نے خبر دی' اس نے کہا: مجھے کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اس کے دادا سے' حدیث بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی ؓ کو مقام قبل کی کانیں ان کی بالائی اور زیریں جانب...... راوی حدیث ابن نضر نے مقام جرس اور ذات النُّصُب کا بھی ذکر کیا......اور جبل قُدس کی وہ زمین جو کاشت کے قابل ہے' وہ سب انہیں دیں اور انہیں کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا۔رسول اللہ ﷺ نے اسے یہ تحریر عنایت فرمائی: ''یہ وہ عطیہ ہے جو اللہ کے رسول (ﷺ) نے بلال بن حارث مزنی کو عنایت فرمایا ہے۔اسے مقام

٣٠٦٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ من حديث ثور بن زيد به.

قَبَل کی کانیں ان کی بالائی جانب' زیریں جانب اور قدس پہاڑ کی زمین جو قابل کاشت ہے عطا کی ہیں' کسی دوسرے مسلمان کا حق نہیں دیا ہے۔"

قالَ أبُو أُوَيْسٍ: وَحدَّثَني ثَوْرُ بنُ زَيْدٍ عن عِكْرِمَةَ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

ابو اویس نے کہا: مجھے ثور بن زید نے بواسطہ عکرمہ' حضرت ابن عباس ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

زَادَ ابنُ النَّضْرِ: وَكَتَبَ أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ.

ابن نضر نے یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تحریر ابی بن کعب ؓ نے قلم بند کی۔

٣٠٦٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ وَمُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ المَعْنى وَاحِدٌ، أنَّ مُحَمَّدَ بنَ يَحْيَى بنِ قَيْسٍ المَأْرِبِيَّ حَدَّثَهُمْ قال: أخبرني أبي عن ثُمَامَةَ بنِ شَرَاحِيلَ، عن سُمَيِّ بن قَيْسٍ، عنْ شُمَيْرٍ - قالَ ابنُ المُتَوَكِّلِ بن عَبْدِ المَدَانِ - عن أبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أنَّهُ وَفَدَ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَاسْتَقْطَعَهُ المِلْحَ.

٣٠٦٤- حضرت ابیض بن حمال ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمک کی کان بطور جاگیر طلب کی جو آپ نے دے دی۔

قالَ ابنُ المُتَوَكِّلِ: الَّذِي بِمَأْرِبَ فَقَطَعَهُ لَهُ، فَلَمَّا أنْ وَلَّى قالَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجْلِسِ: أتَدْرِي مَا قَطَعْتَ لَهُ إنَّمَا قَطَعْتَ لَهُ المَاءَ الْعِدَّ. قالَ: فَانْتَزَعَ مِنْهُ. قالَ: وَسَألَهُ عَمَّا يُحْمَى مِنَ الأَرَاكِ؟ قال: «مَا لَمْ تَنَلْهُ خِفَافٌ». وَقالَ ابنُ المُتَوَكِّلِ: «أخْفَافُ الإبِلِ».

......ابن متوکل کہتے ہیں وہ کان مأرب مقام پر تھی...... جب میں نے پشت پھیری تو مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اسے کیا دے دیا ہے' آپ نے اسے نہ ختم ہونے والا دائمی پانی دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ پیلو کے کون سے درخت

٣٠٦٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القطائع، ح: ١٣٨٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١١٤٠، ١١٤٢، ورجاله من رجال الحسن.

گھیرے جائیں؟ (اپنے قبضے میں لیے جاسکتے ہیں)
آپ نے فرمایا: ''وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔'' (آبادی سے کافی دور ہوں۔)

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی کانیں جن کے منافع ظاہر ہوں اور عام لوگوں سے متعلق ہوں وہ کسی کی خاص ملکیت میں نہیں دینی چاہئیں' بخلاف ان کے جنہیں محنت اور مشقت سے نکالا جاتا ہے۔ ② امام کو حق ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے لے۔ ③ قاضی کا اپنے فیصلے سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں۔ ④ امام اور قاضی کے مصاحبین کو چاہیے کہ جو امور ونکات ان کے سامنے واضح نہ ہوں ان سے انہیں مطلع کر دیا کریں۔

٣٠٦٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بن عَبْدِ الله قال: قالَ مُحَمَّدُ بن الْحَسَنِ المَخْزُومِي: «مَا لَمْ تَنَلْهُ أَخْفَافُ الإبِلِ» يَعْني أَنَّ الإبِلَ تَأْكُلُ مُنْتَهَى رُؤُوسِهَا، وَيُحْمَى مَا فَوْقَهُ.

٣٠٦٥- جناب محمد بن حسن مخزومی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''وہ جنہیں اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں۔'' سے مراد یہ ہے کہ عام چرتے ہوئے اونٹ ان درختوں سے' جہاں تک کہ ان کے منہ پہنچتے ہیں' کھاتے ہیں' تو تم انہیں روک نہیں سکتے ہو' البتہ ان سے اوپر کو تم اپنی ملکیت میں لے سکتے ہو۔

٣٠٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنَا فَرَجُ بنُ سَعِيدٍ قال: حَدَّثَني عَمِّي ثَابِتُ بنُ سَعِيدٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن أَبْيَضَ بنِ حَمَّالٍ: أنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ حِمَى الأَرَاكِ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا حِمَى في الأَرَاكِ»، فَقَالَ: أَرَاكَةٌ في حِظَارِي، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «لَا حِمَى في الأَرَاكِ»، قالَ فَرَجٌ: يَعْني بِحَظَارِي الأَرْضَ الَّتِي

٣٠٦٦- حضرت ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیلو کے درختوں کو گھیرنے (اپنے قبضے میں لینے) کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جاسکتا۔'' (دوسروں کو ان سے منع نہیں کیا جاسکتا) اس نے کہا کہ وہ درخت جو میری زمین کے احاطے میں آتے ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''پیلو کے درختوں کو گھیرا نہیں جا سکتا۔'' راویٔ حدیث فرج (بن سعید) نے [حِظَارِی] کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ زمین جس میں کھیتی ہو اور اس

٣٠٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] إلى محمد بن الحسن المخزومي وهو متهم بالكذب.
٣٠٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٠٢٨، وأخرجه الدارمي، ح: ٢٦١٤ عن عبدالله بن الزبير الحميدي به، وأصله عند ابن ماجه، ح: ٢٤٧٥ * ثابت وأبوه مستوران، لم يوثقهما غير ابن حبان.

فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا. | کے گرد احاطہ بھی ہو۔

فائدہ: ایسی زمینیں جو پہلے بے آباد ہوں اور حکومت اسلامیہ نے کسی کو دے دی ہوں یا بے آباد زمین کو کسی نے ازخود آباد کیا ہو اور اس کا مالک بن گیا ہو تو پہلے سے موجود درختوں سے عام لوگوں کو روکنا جائز نہیں اور ایسے ہی جو خودرو ہوں جیسے کہ جھاڑیاں وغیرہ ہوتی ہیں یا خودرو گھاس۔ اس سے ضرورت مندوں کو روکنا اخلاقاً بھی درست نہیں' لیکن جسے مالک نے خود کاشت کیا ہوا اس سے روکنے کا اسے حق ہے۔

٣٠٦٧- حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ أَبُو حَفْصٍ قال: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قال: حَدَّثَنَا أَبَانٌ - قالَ عُمَرُ: وَهُوَ ابنُ عَبْدِ الله بنِ أبي حَازِمٍ - قالَ: حَدَّثَني عُثْمَانُ بنُ أبي حَازِمٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ صَخْرٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَزَا ثَقِيفًا، فَلَمَّا أنْ سَمِعَ ذٰلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ ﷺ، فَوَجَدَ نَبِيَّ الله ﷺ قَدِ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ، فَجَعَلَ صَخْرٌ حِينَئِذٍ عَهْدَ الله وَذِمَّتَهُ أَنْ لَا يُفَارِقَ هٰذَا الْقَصْرَ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلٰى حُكْمِ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ رَسُولِ الله ﷺ، فَكَتَبَ إلَيْهِ صَخْرٌ: أمَّا بَعْدُ فَإنَّ ثَقِيفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلٰى حُكْمِكَ يَارَسُولَ الله! وَأنَا مُقْبِلٌ إلَيْهِمْ وَهُمْ فِي خَيْلٍ، فَأمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، فَدَعَا لِأَحْمَسَ عَشَرَ دَعَوَاتٍ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا»، وَأتَاهُ الْقَوْمُ، فَتَكَلَّمَ

٣٠٦٧- حضرت صخر (بن عیلہ' ابو حازم ہذلی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنوثقیف سے جہاد کیا' تو صخر نے جب یہ سنا تو اپنے شہسوار لے کر نبی ﷺ کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مگر جب وہاں پہنچا تو نبی ﷺ اسے فتح کیے بغیر ہی واپس جا چکے تھے۔ تو صخر نے اس دن اللہ کے ساتھ یہ عہد کیا اور اپنے ذمے لیا کہ جب تک یہ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم نہیں مان لیتے اس وقت تک وہ اس قلعے کو نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ماننے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ صخر نے یہ خبر رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھ بھیجی: حمد وصلوۃ کے بعد! اے اللہ کے رسول! بنوثقیف نے آپ کا فیصلہ قبول کر لیا ہے اور میں ان کی طرف جا رہا ہوں اور یہ اپنے شہسواروں کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کروایا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ پھر آپ نے (صخر کی قوم) احمس کے لیے دس دعائیں فرمائیں: ''اے اللہ! احمس کے شہسواروں اور اس کے پیادوں کو برکت دے۔'' پھر وہ قوم نبی ﷺ کے پاس گئی اور مغیرہ بن شعبہ (ثقفی) نے

٣٠٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ١٦٨١ عن الفريابي به مختصرًا، ورواه البيهقي: ١١٤/٩، والحديث ضعفه البيهقي * جده أبوحازم بن صخر بن العيلة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

الْمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ فقالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! إنَّ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ الْمُسْلِمُونَ، فَدَعَاهُ فقالَ: «يَاصَخْرُ! إنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْمُغِيرَةِ عَمَّتَهُ»، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَ نَبِيَّ اللهِ ﷺ [مَاءً] لِبَنِي سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوا عنِ الإِسْلَامِ وَتَرَكُوا ذٰلِكَ الْمَاءَ، فقالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! أَنْزِلْنِيهِ أَنَا وَقَوْمِي، قال: «نَعَمْ»، فَأَنْزَلَهُ، وَأَسْلَمَ يَعْنِي السُّلَمِيِّينَ، فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوهُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ، فَأَبَوْا فَأَتَوْا نَبِيَّ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: يَانَبِيَّ اللهِ! أَسْلَمْنَا وَأَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إِلَيْنَا مَاءَنَا فَأَبَى عَلَيْنَا، فَدَعَاهُ فقال: «يَاصَخْرُ! إنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ، فَادْفَعْ إِلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ». قال: نَعَمْ يَانَبِيَّ اللهِ فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذٰلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ أَخْذِهِ الْجَارِيَةَ وَأَخْذِهِ الْمَاءَ.

آپ سے بات کی اور کہا: اے اللہ کے نبی! صخر نے میری پھوپھی کو پکڑ لیا ہے‘ حالانکہ وہ اس (عہد) میں داخل ہوچکی ہے جس میں مسلمان داخل ہوئے ہیں (یعنی مسلمان ہوچکی ہے۔) پس آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا: ”اے صخر! کوئی قوم جب مسلمان ہوجائے تو وہ اپنی جان اور اپنے اموال محفوظ بنالیتی ہے‘ لہٰذا مغیرہ کو اس کی پھوپھی واپس کردو۔“ چنانچہ اس نے اسے واپس کردیا۔ صخر نے نبی ﷺ سے بنوسُلیم کے پانی کا سوال کیا‘ وہ اسلام قبول کرنے سے بھاگ گئے تھے اور اپنا چشمہ چھوڑ گئے تھے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اور میری قوم کو وہاں نزول (اتر کر اسے اپنی تحویل میں لینے) کی اجازت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اور اسے وہاں اترنے کی اجازت دے دی۔ اور پھر بنوسُلیم والے اسلام لے آئے اور صخر کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارا چشمہ واپس کردو تو اس نے انکار کردیا۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے نبی! ہم نے اسلام قبول کرلیا ہے اور ہم صخر کے پاس گئے ہیں کہ ہمارا چشمہ ہمیں واپس کردے مگر اس نے انکار کردیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے صخر کو بلایا تو اس سے فرمایا: ”اے صخر! کوئی قوم جب مسلمان ہوجائے تو وہ اپنے اموال اور اپنی جانیں محفوظ کرلیتی ہے۔ تم قوم کو ان کا چشمہ واپس کردو۔“ اس نے کہا۔ بہت اچھا‘ اے اللہ کے نبی۔ (صخر کہتے ہیں کہ اس وقت) میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرۂ مبارک حیا کی وجہ سے سرخ ہوگیا تھا کہ اس سے لونڈی لے لی گئی اور چشمہ بھی (حالانکہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا تھا۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں جو مسئلہ بیان ہوا ہے' وہ دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے' یعنی کوئی حربی (جس سے جنگ ہو) مسلمان ہو جائے تو اس کی جان' مال اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔ ② کوئی حربی مقابلے سے بھاگ جائے اور بعد ازاں مسلمان ہو کر حاضر ہو جائے تو اس کا مال ضبط نہیں کیا جائے گا۔ (نیل الاوطار' باب ان الحربي اذا اسلم قبل القدرة عليه أحرز امواله : ۱۳/۸)

٣٠٦٨- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثني سَبْرَةُ ابنُ عَبْدِ العَزِيزِ بنِ الرَّبِيعِ الْجُهَنِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَزَلَ في مَوْضِعِ المَسْجِدِ تَحْتَ دَوْمَةٍ فَأقَامَ ثَلاثًا ثُمَّ خَرَجَ إلَى تَبُوكَ وَإنَّ جُهَيْنَةَ لَحِقُوهُ بالرَّحْبَةِ فقالَ لَهُمْ: «مَنْ أهْلُ ذِي المَرْوَةِ؟» فقالُوا: بَنُو رِفَاعَةَ مِنْ جُهَيْنَةَ، فقالَ: «قَدْ أقْطَعْتُهَا لِبَنِي رِفَاعَةَ»، فَاقْتَسَمُوهَا، فَمِنْهُمْ مَنْ بَاعَ، وَمِنْهُمْ مَنْ أمْسَكَ فَعَمِلَ. ثُمَّ سَألْتُ أبَاهُ عَبْدَ العَزِيزِ عنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَني بِبَعْضِهِ وَلَمْ يُحَدِّثْني بِهِ كُلِّهِ.

۳۰۶۸- سبرہ بن عبدالعزیز بن ربیع جُہنی اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ان کے علاقے میں) ایک بڑے درخت کے نیچے پڑاؤ کیا جہاں اب مسجد ہے۔ آپ وہاں تین دن ٹھہرے' پھر وہاں سے تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جُہینہ قبیلہ کے لوگوں نے آپ سے ایک کھلے میدان میں ملاقات کی تھی۔ آپ نے ان سے پوچھا: ''ذی مروہ'' مقام میں کون لوگ مقیم ہیں؟'' انہوں نے کہا: جُہینہ کا خاندان بنو رفاعہ یہاں رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ زمین میں بنو رفاعہ کے نام کرتا ہوں۔'' چنانچہ ان لوگوں نے وہ (زمین) آپس میں بانٹ لی۔ ان میں سے کسی نے بیچ دی' کسی نے رکھ لی اور اس میں محنت مشقت (کاشت کاری وغیرہ) کرنے لگے۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ) پھر میں نے سبرہ کے والد عبدالعزیز سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ بیان کیا اور پوری حدیث بیان نہیں کی۔

٣٠٦٩- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعْني ابنَ آدَمَ: أخبرنا

۳۰۶۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کے شوہر) زبیر (بن عوام)

٣٠٦٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٩ من حديث أبي داود به * عبدالعزيز بن الربيع بن سبرة ابن معبد من السابعة، لم يدرك جده قطعًا.

٣٠٦٩- تخريج: [صحيح] * أبوبكر بن عياش ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٥٢٢٤، ومسلم، ح: ٢١٨٢.

أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن أسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ نَخْلًا.

رضی اللہ عنہ کو کھجور کا ایک باغ عنایت فرمایا تھا۔

٣٠٧٠- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ المَعنى وَاحِدٌ قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قال: حدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ - وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ، وَكَانَتْ جَدَّةَ أبِيهِمَا - أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا قَالَتْ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَتْ، تَقَدَّمَ صَاحِبِي، تَعْنِي حُرَيْثَ بنَ حَسَّانَ، وَافِدَ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ فَبَايَعَهُ عَلَى الإسْلَامِ عَلَيْهِ وَعَلَى قَوْمِهِ، ثُمَّ قالَ: يَارَسُولَ اللهِ! اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِي تَمِيمٍ بالدَّهْنَاءِ أَنْ لَا يُجَاوِزَهَا إلَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدٌ إلَّا مُسَافِرٌ أَوْ مُجَاوِزٌ فقالَ: «اكْتُبْ لَهُ يَاغُلَامُ! بالدَّهْنَاءِ»، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ قَدْ أَمَرَ لَهُ بِهَا شُخِصَ بِي وَهِيَ وَطَنِي وَدَارِي، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! إنَّهُ لَمْ يَسْأَلْكَ السَّوِيَّةَ مِنَ الأرْضِ إذْ سَأَلَكَ إنَّمَا هٰذِهِ الدَّهْنَاءُ عِنْدَكَ مُقَيَّدُ الْجَمَلِ ومَرْعَى الْغَنَمِ وَنِسَاءُ بَنِي تَمِيمٍ وَأَبْنَاؤُهَا وَرَاءَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أمْسِكْ

٣٠٧٠- جناب عبداللہ بن حسان عنبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میری دادی اور نانی نے بیان کیا جن کا نام صفیہ اور دحیبہ تھا اور یہ دونوں علیبہ کی بیٹیاں...... اور قَیلہ بنت مخرمہ کی لے پالک تھیں۔ جو (قیلہ) ان دونوں کے باپ کی دادی تھی...... اس نے ان دونوں کو بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میرے ساتھی حریث بن حسان جو قبیلہ بکر بن وائل کا بھیجا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آگے بڑھا۔ اور اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اور بنوتمیم کے درمیان دھناء کا علاقہ (بطور سرحد) لکھ دیجیے کہ اس سے آگے ان کی طرف سے ہماری طرف کوئی نہ بڑھے' سوائے اس کے کہ کوئی مسافر ہو یا کوئی آگے جانے والا ہو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! اسے دھناء کا علاقہ لکھ دو۔'' (قیلہ نے بیان کیا کہ) جب میں نے دیکھا کہ آپ اس کو یہ علاقہ لکھ کر دے رہے ہیں تو اس سے مجھے بے حد پریشانی ہوئی (کیونکہ) وہ میرا وطن ہے اور میرا گھر بھی وہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے آپ سے متوسط قسم کی زمین کا سوال نہیں کیا ہے (بلکہ عمدہ اور نفیس زمین طلب کی ہے) یہ دھناء اونٹ

٣٠٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأصفر، ح: ٢٨١٤ من حديث عبدالله بن حسان به، وذكر كلامًا * عبدالله بن حسان لم أجد من وثقه، وهو غير الفُردوسي الذي وثقه ابن حبان، وصفية ودحيبة لم يوثقهما غير ابن حبان.

يَا غُلَامُ! صَدَقَتِ الْمِسْكِينَةُ، الْمُسْلِمُ، أَخُو الْمُسْلِمِ يَسَعُهُمُ الْمَاءُ وَالشَّجَرُ، وَيَتَعَاوَنُونَ عَلَى الْفُتَّانِ».

باندھنے کی جگہ ہے (کہ اونٹ وہاں سے نکلتے ہی نہیں یا نکالے نہیں جاتے۔ کیونکہ یہ بہت سرسبز ہے) اور بکریوں کی چراگاہ ہے۔ اور بنو تمیم کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے پیچھے (مقیم) ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے! رک جاؤ' اس مسکین عورت نے سچ کہا ہے' مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے' پانی اور درخت سب کے فائدے کے لیے ہیں' فتنہ پرور لوگوں کے مقابلے میں انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے اور یہ پچھلی احادیث میں واضح ہو چکا ہے کہ کوئی ایسی جاگیر جس کا فائدہ اور نفع عام مسلمانوں سے متعلق ہو اسے کسی ایک کے لیے خاص نہیں کیا جا سکتا۔

٣٠٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حدثني عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ: حدثتني أُمُّ جَنُوبٍ بِنْتُ نُمَيْلَةَ عن أُمِّهَا سُوَيْدَةَ بِنْتِ جَابِرٍ، عن أُمِّهَا عَقِيلَةَ بِنْتِ أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ، عن أَبِيهَا أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ: «مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ». قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطُّونَ.

۳۰۷۱- حضرت اسمر بن مضرس ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی' تو آپ نے فرمایا: ''جو کسی پانی (کنویں' چشمے یا تالاب) پر پہلے پہنچ جائے اور کوئی مسلمان اس سے پہلے اس تک نہ پہنچا ہو تو وہ اسی کا ہوا۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ دوڑتے ہوئے نکلے اور نشان لگاتے جاتے تھے۔

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں بنجر اور بے آباد علاقوں کی آبادکاری کی اجازت سب کے لیے مساوی ہے' الا یہ کہ امام وقت کوئی علاقہ کسی کے لیے خاص کر دے۔ جس طرح اگلے باب میں آ رہا ہے بخلاف ان چشموں' کنوؤں یا تالابوں کے جو عام لوگوں کی گزرگاہوں پر واقع ہوں۔

٣٠٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ٢٨٠، ح: ٨١٤ من حديث محمد بن بشار به، وأورده الضياء في المختارة: ٤/ ٢٢٧، ٢٢٨، ح: ١٤٣٤، وحسنه الحافظ في الإصابة: ١/ ٤١ * قال الحافظ في التقريب: سويدة لا تعرف، وعقيلة لا يعرف حالها، أم جنوب لا يعرف حالها، ولم أجد من وثقهن صراحةً، فحالهن مجهول.

٣٠٧٢- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدثنا حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ حُضْرَ فَرَسِهِ فَأَجْرَى فَرَسَهُ حَتَّى قامَ ثُمَّ رَمَى بِسَوْطِهِ فَقَال: «أَعْطُوهُ منْ حَيْثُ بَلَغَ السَّوْطُ».

۳۰۷۲-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر (بن عوام ؓ) کو جاگیر دی جہاں تک کہ ان کا گھوڑا دوڑ سکے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتیٰ کہ وہ کھڑا ہو گیا' تو پھر انہوں نے اپنا کوڑا پھینک دیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک ان کا کوڑا پہنچا' انہیں دے دو۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر گزشتہ حدیث: ۳۰۶۹ اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زبیر ؓ کو اموالِ بنی نضیر میں سے کچھ زمین عنایت فرمائی تھی۔ (صحيح البخاري' فرض الخمس' حدیث: ۳۱۵۱) شاید وہ یہی ہو۔

(المعجم ٣٥، ٣٧) - بَابٌ: فِي إِحْيَاءِ الْمَوَاتِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۵' ۳۷-بنجر لاوارث زمین کو آباد کرنا

٣٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «منْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ».

۳۰۷۳-حضرت سعید بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بنجر (لاوارث) زمین کو آباد کرے' تو وہ اسی کی ہوئی۔ اور ظالم رگ (انسان کے اندر دوسرے کا حق مارنے کا منفی جذبہ یا منفی جذبے کے تحت کی گئی غاصبانہ کارروائی) کا کوئی حق نہیں۔'' (یعنی جس نے ظلماً کسی جگہ پر قبضہ کر لیا تو اس کا حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔)

فوائد ومسائل: ① چونکہ آج کل حکومت تمام زمینوں کی مالک اور متصرف ہوتی ہے اس لیے پہلے اس سے اجازت لینا قرین قیاس ہے۔ ویسے حکومت کی طرف سے بھی آبادکاری اسکیمیں متعارف کرائی جاتی ہیں۔ ② ''ظالم رگ'' سے مراد وہ درخت بھی ہیں جو کوئی کسی دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت کے لگا دے' یا مکان بنا لے۔ اسے کہا جائے گا کہ اپنا درخت نکال لے یا مکان کا ملبہ اٹھا لے' اِلّا یہ کہ زمین کا مالک خود راضی ہو جائے جیسے کہ درج ذیل

٣٠٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٤ من حديث أحمد به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥٦ * عبدالله العمري صالح الحديث عن نافع وضعيف عن غيره.

٣٠٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما ذكر في إحياء أرض الموات، ح: ١٣٧٨ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، وقال: "حسن غريب".

حدیث میں ہے۔

٣٠٧٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابن إسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أحْيَا أرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ». وَذَكَرَ مِثْلَهُ قال: فَلَقَدْ خَبَّرَنِي الَّذِي حَدَّثَنِي هٰذَا الْحَدِيثَ: أنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إلٰى رَسُولِ الله ﷺ غَرَسَ أحَدُهُمَا نَخْلًا في أرْضِ الآخَرِ فَقَضَى لِصَاحِبِ الأرْضِ بِأرْضِهِ وَأمَرَ صَاحِبَ النَّخْلِ أنْ يُخْرِجَ نَخْلَهُ مِنْهَا. قالَ: فَلَقَدْ رَأيْتُهَا وَإنَّهَا لَتُضْرَبُ أُصُولُهَا بِالْفُؤُسِ - وَإنَّهَا لَنَخْلٌ عُمٌّ - حَتَّى أُخْرِجَتْ مِنْهَا.

٣٠٧٤- جناب یحییٰ بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی بنجر لاوارث زمین آباد کرے تو وہ اسی کی ہے۔“ اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ عروہ نے کہا: یہ حدیث بیان کرنے والے نے مجھے بتایا کہ دو شخص اپنا ایک جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے کہ ایک نے دوسرے کی زمین میں کھجوروں کے درخت لگائے تھے تو آپ نے فیصلہ دیا: ”زمین' زمین والے کی ہے۔“ اور درختوں والے کو حکم دیا: ”اپنی کھجوریں اکھیڑ لے۔“ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ان درختوں کی جڑوں پر کلہاڑے چلائے جا رہے تھے' حالانکہ وہ لمبے لمبے درخت ہو گئے تھے حتیٰ کہ وہ زمین سے نکال لیے گئے۔

٣٠٧٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنا وَهْبٌ عن أبِيهِ، عن ابنِ إسْحَاقَ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ إلَّا أنَّهُ قال عِنْدَ قَوْلِهِ، مَكَانَ الَّذِي حدثني هٰذَا: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأكْثَرُ ظَنِّي أنَّهُ أبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: فَأنَا رَأيْتُ الرَّجُلَ يَضْرِبُ في أُصُولِ النَّخْلِ.

٣٠٧٥- جناب ابن اسحٰق نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا' لیکن انہوں نے [اَلَّذِی حَدَّثَنِیْ هٰذَا] ”جس نے مجھے یہ حدیث بیان کی“ کے بجائے یوں کہا: مجھے اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص نے بیان کیا اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ کھجوروں کی جڑوں پر (کلہاڑا) مار رہا تھا۔

٣٠٧٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ

٣٠٧٦- جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے'

٣٠٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٢/ ٢٨٢ من حديث أبي داود به، وأصله عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٦٠ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن، والحديث السابق: ٣٠٧٣ يُغني عنه.

٣٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ٩٩ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق: ٣٠٧٤.

٣٠٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤٢ من حديث أبي داود به.

الآمُلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ: أخبرنَا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن ابن أبي مُلَيْكَةَ، عنْ عُرْوَةَ قالَ: أشْهَدُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى: أنَّ الأرْضَ أرْضُ الله، وَالْعِبَادَ عِبَادُ الله، وَمَنْ أحْيَا مَوَاتًا فَهُوَ أحَقُّ بِهَا، جَاءَنَا بِهٰذَا عن النَّبيِّ ﷺ الَّذِينَ جَاءُوا بالصَّلَوَاتِ عَنْهُ.

وہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ زمین اللہ کی ہے اور بندے بھی اللہ کے ہیں' تو جس نے کوئی بنجر لاوارث زمین آباد کی' تو وہی اس کا مالک ہے۔ ہمیں یہ بات نبی ﷺ سے انہی لوگوں نے بیان کی ہے جنہوں نے آپ سے نمازوں کے احکام بیان کیے ہیں۔

فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے صرف عبادات ہی کے احکام نہیں بتائے' بلکہ معاملات اور حقوق کے مسائل بھی واضح کیے ہیں' جیسے کہ نماز اور روزے کے احکام۔ جس طرح عبادات میں نبی ﷺ کا فرمان قول فیصل ہے' اسی طرح معاملات میں بھی آپ ﷺ ہی کا فرمان حق وانصاف اور دنیا وآخرت میں باعث نجات ہے۔

٣٠٧٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عنْ قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أحَاطَ حَائِطًا عَلٰى أرْضٍ فَهِيَ لَهُ».

٣٠٧٧- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی (لاوارث) زمین پر کوئی احاطہ بنالیا' تو وہ اسی کی ملکیت ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لاوارث زمین پر محض قبضہ کرلینا کافی نہیں بلکہ اسے آباد کیا جائے تو ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

٣٠٧٨- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ: قالَ هِشَامٌ: الْعِرْقُ الظَّالِمُ أنْ يَغْرِسَ الرَّجُلُ في أرْضِ غَيْرِهِ، فَيَسْتَحِقَّهَا

٣٠٧٨- جناب ہشام (بن عروہ) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ [عِرق ظالم] ''ظالم رگ'' کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی زمین میں درخت لگادے اور پھر اسی وجہ سے اس زمین کا مدعی بن جائے۔ امام

٣٠٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٣/ ٤٠٥، ح: ٥٧٦٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة، والطيالسي، ح: ٩٠٦ من حديث هشام، كلاهما عن قتادة به، وهو مدلس وعنعن، ومع ذلك صححه ابن الجارود، ح: ١٠١٥.

٣٠٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٢/ ٢٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٧٤٣.

بِذٰلِكَ. قال مَالِكٌ: وَالعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا أُخِذَ وَاحْتُفِرَ وَغُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [عِرق ظالم] سے مراد ہر وہ چیز ہے جو کسی سے بلا استحقاق (ظلم سے) چھین لی جائے' وہاں کنواں وغیرہ کھود لیا جائے یا درخت لگا دیے جائیں۔

فائدہ: بلاشبہ واقعاتی دنیا میں انہی حیلوں بہانوں سے دوسروں کا مال ہتھیانے کی کوشش ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ۔

٣٠٧٩- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عن عَمْرِو بن يَحْيَى، عن الْعَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ يَعْنِي ابنَ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: غَزَوْتُ مع رَسُولِ الله ﷺ تَبُوكَ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى إِذَا امْرَأَةٌ في حَدِيقَةٍ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اخْرُصُوا»، فَخَرَصَ رَسُولُ الله ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ، فقالَ لِلْمَرْأَةِ: «أَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا»، فَأَتَيْنَا تَبُوكَ فَأَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدَةً وَكَتَبَ لَهُ يَعْنِي بِبَحْرِهِ. قالَ: فَلَمَّا أَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرَى قالَ لِلْمَرْأَةِ: «كَمْ كَانَ في حَدِيقَتِكِ؟» قالَتْ: عَشْرَةَ أَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى المَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ».

٣٠٧٩- حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ وادئ قریٰ سے گزرے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے باغ میں ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ (کہ کتنا ہوگا۔'') رسول اللہ ﷺ نے جو اندازہ لگایا وہ دس وسق تھا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ''جو پھل حاصل ہوا سے شمار کر رکھنا۔'' پھر ہم تبوک پہنچے تو ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سفید خچر ہدیہ دیا اور (اس کے صلہ میں) آپ ﷺ نے اس (ایلہ کے حاکم) کو ایک منقش چادر عنایت فرمائی اور اسے تحریر کر دیا کہ ان کا علاقہ ان ہی کے پاس رہے گا۔ پھر جب ہم واپس ہوئے اور وادئ قریٰ سے گزرے تو آپ نے اس عورت سے دریافت فرمایا: ''تیرے باغ کا پھل کتنا ہوا ہے؟'' اس نے بتایا کہ دس وسق' یعنی وہی مقدار جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی' تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں مدینہ منورہ جلدی پہنچنا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ جلدی پہنچنا چاہتا ہے' تو وہ چل پڑے۔'' (باقی اپنی رفتار سے آجائیں)

٣٠٧٩- تخريج: أخرجه البخاري، الزكوة، باب خرص التمر، ح: ١٤٨١ عن سهل بن بكار مطولاً، ومسلم، الحج، باب فضل أحد، ح: ١٣٩٢ بعد حديث: ٢٢٨١ من حديث وهيب به.

فوائد ومسائل: ① اس خاتون کا یہ باغ غالباً کسی بنجر زمین کو آباد کر کے ہی لگایا گیا تھا جو اس کی ملکیت سمجھا گیا۔ اور یہ ایک قابل قدر کام ہے۔ حاکم ایلہ نے اطاعت قبول کر لی تھی' اس لیے آپ نے حاکم ایلہ کو اس کا علاقہ لکھ دیا اور یہ بھی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے۔ ② پھل اترنے سے پہلے اس کا اندازہ لگانا جائز ہے تا کہ اس کے مطابق عشر وغیرہ ادا کیا جا سکے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا اندازہ بالکل عین درست ثابت ہوا جو کہ معجزہ ہے۔ دیگر عام اندازہ لگانے والوں کا اندازہ یقیناً کم یا زیادہ ہوتا ہے۔ ④ غیر مسلم کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ ⑤ سفر میں اپنا مقصد پورا کر لینے کے بعد گھر آنے میں جلدی کرنی چاہیے۔

٣٠٨٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ غِيَاثٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن جَامِعِ بنِ شَدَّادٍ، عَنْ كُلْثُوم عَنْ زَيْنَبَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَفْلِي رَأْسَ رَسُولِ الله ﷺ وَعِنْدَهُ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ وَنِسَاءٌ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ وَهُنَّ يَشْتَكِينَ مَنَازِلَهُنَّ: أنها تَضِيقُ عَلَيْهِنَّ وَيُخْرَجْنَ مِنْهَا فَأَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ تُوَرَّثَ دُورَ الْمُهَاجِرِينَ النِّسَاءُ فَمَاتَ عَبْدُ الله بن مَسْعُودٍ فَوَرِثَتْهُ امْرَأَتُه دَارًا بالمَدِينَةِ.

۳۰۸۰- ام المومنین حضرت زینب ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سر صاف کر رہی تھیں اور آپ کے ہاں حضرت عثمان بن عفان ؓ کی اہلیہ اور دیگر مہاجر خواتین بھی بیٹھی تھیں' عورتوں نے اپنے گھروں کی تنگی کا شکوہ کیا اور یہ کہ انہیں (شوہر کی وفات کے بعد) گھروں سے نکال دیا جاتا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ''مہاجرین کے گھر ان کی بیویوں کو وراثت میں دیے جائیں۔'' چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فوت ہوئے تو ان کی زوجہ مدینہ میں ایک گھر کی وارث بنی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں زمین کے قطعات دیے تھے تا کہ یہ لوگ ان میں اپنے گھر بنالیں۔ چونکہ یہ قطعات ''احیاء الموات'' کے معنی میں تھے کہ ان لوگوں نے انہیں آباد کیا تھا تو وہ انہی کی ملکیت گردانے گئے۔ اس باب کے ساتھ اس حدیث کی یہی مناسبت ہے۔ ② بیویوں کو وراثت میں گھر دینے کا مسئلہ مہاجرین کی خواتین کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ یہ لوگ مدینہ منورہ میں ایک نئے وطن میں تھے اور عزیز واقارب سے دور ہو گئے تھے تو یہ حکم دیا گیا تا کہ شوہر کی وفات کے بعد انہیں تحفظ حاصل رہے۔ یا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ترکہ کی تقسیم میں ان کے حصے کے مطابق انہیں زمین' باغ اور دیگر اموال کی بجائے گھر دیا جائے تا کہ وہ رہائش کے مسئلے میں مطمئن رہیں۔ (بذل المجهود' عون المعبود)

٣٠٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٣ من حديث عبدالواحد بن زياد به * الأعمش مدلس وعنعن.

(المعجم ٣٦، ٣٨) - **باب مَا جَاءَ فِي الدُّخُولِ فِي أَرْضِ الْخَرَاجِ** (التحفة ٣٨)

باب:٣٦'٣٨-خراجی زمین خریدنے کا مسئلہ

٣٠٨١- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُحَمَّدِ بن بَكَّارِ بن بِلَالٍ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى يَعْنِي ابن سُمَيْعٍ قالَ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَني أبو عَبْدِ الله عنْ مُعَاذٍ أَنَّهُ قالَ: مَنْ عَقَدَ الْجِزْيَةَ في عُنُقِهِ فَقَدْ بَرِيءَ مِمَّا عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ.

٣٠٨١- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جس نے اپنی گردن میں جزیے کا قلادہ ڈالا وہ رسول اللہ ﷺ کے طریقے سے بری ہو گیا۔

فائدہ: کفار اپنی زیر کاشت زمینوں سے جو حصہ ادا کرتے ہیں ''خراج'' کہلاتا ہے۔ اور علماء نے ایسی زمینوں کی کئی صورتیں لکھی ہیں۔ * مسلمانوں نے کسی زمین کو بزور قوت فتح کیا ہو اور امام نے اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہو' پھر امام اسے قیمت دے کر ان سے خرید لے اور عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دے اور کفار کو خراج (ٹھیکے) پر دے دے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کے دیہاتوں میں کیا تھا۔ * کسی زمین کو صلح سے فتح کیا گیا ہو' اس شرط پر کہ زمین مسلمانوں کی ہو گی مگر کفار اس میں رہیں گے اور خراج دیں گے۔ یہ زمین مال فے ہو گی اور خراج اس کا کرایہ' اجرت یا ٹھیکہ ہو گا جو ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے ساقط نہیں ہو گا۔ * کوئی علاقہ اس شرط کے ساتھ صلح سے فتح ہوا ہو کہ زمین کفار کی رہے گی مگر وہ خراج ادا کر کے وہاں مقیم رہیں گے۔ ایسے خراج کو جزیہ پر قیاس کیا جائے گا اور ان لوگوں کے مسلمان ہو جانے پر ختم ہو جائے گا۔

٣٠٨٢- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَني عُمَارَةُ ابنُ أبي الشَّعْثَاءِ: حَدَّثَني سِنَانُ بنُ قَيْسٍ: حَدَّثَني شَبِيبُ بنُ نُعَيْمٍ: حَدَّثَني يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ: حَدَّثَني أبو الدَّرْدَاءِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِجِزْيَتِهَا

٣٠٨٢- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی زمین کو اس کے جزیے کے ساتھ حاصل کیا اس نے اپنی ہجرت کو واپس کر دیا' اور جس نے کافر کی ذلت کو اس کی گردن سے اتار کر اپنی گردن میں ڈالا اس نے اسلام سے پشت پھیر لی۔'' (سنان بن قیس نے کہا کہ) خالد بن معدان

٣٠٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٩ من حديث أبي داود به * أبوعبدالله الخزاعي لم أجد من وثقه، وفي سماعه من معاذ نظر.

٣٠٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٣٩ من حديث أبي داود به * عمارة بن أبي الشعثاء مجهول، وسنان مستور.

فَقَدِ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ، وَمَنْ نَزَعَ صَغَارَ كَافِرٍ مِنْ عُنُقِهِ فَجَعَلَهُ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ وَلَّى الإِسْلَامَ ظَهْرَهُ». قَالَ: فَسَمِعَ مِنِّي خَالِدُ بنُ مَعْدَانَ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ لِي: أَشَبِيبٌ حَدَّثَكَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِذَا قَدِمْتَ فَسَلْهُ فَلْيَكْتُبْ إِلَيَّ بِالْحَدِيثِ قَالَ: فَكَتَبَهُ لَهُ، فَلَمَّا قَدِمْتُ سَأَلَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ الْقِرْطَاسَ، فَأَعْطَيْتُهُ. فَلَمَّا قَرَأَهُ تَرَكَ مَا فِي يَدَيْهِ مِنَ الأَرْضِ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ.

نے مجھ سے یہ حدیث سنی تو مجھ سے پوچھا: کیا شبیب نے تمہیں یہ حدیث بیان کی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں کہنا کہ مجھے یہ حدیث لکھ بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ لکھ دی۔ جب میں خالد بن معدان سے دوبارہ ملا تو انہوں نے مجھ سے وہ کاغذ طلب کیا جو میں نے انہیں دے دیا۔ جب انہوں نے اسے پڑھا تو اپنے قبضے کی ساری زمینیں چھوڑ دیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا يَزِيدُ بنُ خُمَيْرٍ الْيَزَنِيُّ لَيْسَ هُوَ صَاحِبُ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راویٔ حدیث یزید بن خُمیر الیزنی' یہ شعبہ کے شاگرد نہیں ہیں۔

فائدہ: ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کی خراجی زمین حاصل کر کے کاشت کرنے لگے اور اس کا جزیہ اور خراج بھی یہی ادا کرے تو اس طرح یہ مسلمان کفار پر مسلط کردہ ذلت کو جو اللہ نے ان پر ڈالی ہے' اپنے گلے لے رہا ہے اور یہ عمل اسلامی حمیت کے منافی ہے۔ لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔

(المعجم ٣٧، ٣٩) - باب: فِي الأَرْضِ يَحْمِيهَا الإِمَامُ أَوِ الرَّجُلُ (التحفة ٣٩)

باب: ٣٧'٣٩- حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص کسی زمین کو اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کرلے

٣٠٨٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بنِ جَثَّامَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَا حِمَى إِلَّا لله وَلِرَسُولِهِ» قَالَ ابنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِي أَنَّ

٣٠٨٣- حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چراگاہ نہیں' مگر اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موضع نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ فرمایا ہوا تھا۔

٣٠٨٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب: لا حمى إلا لله ولرسوله ﷺ، ح: ٢٣٧٠ من حديث يونس بن يزيد به.

رَسُولَ الله ﷺ حَمَى النَّقِيعَ.

فائدہ: حاکم اعلیٰ یا کوئی شخص اپنے لیے بطور چراگاہ مخصوص کر لے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی گھاس' پانی اور لکڑی وغیرہ سے دوسروں کو روک دے اور اسے آباد یا کاشت بھی نہ کرے۔ دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ کوئی زور آور کسی اونچی جگہ پر اپنے کتے کو بھونکواتا اور اطراف میں اپنے آدمی مقرر کر دیتا تو جہاں جہاں تک کتے کی آواز پہنچتی وہ رقبہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے خاص کر لیتا تھا۔ دوسروں کو اس سے استفادے کی اجازت نہ دیتا تھا۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں الا یہ کہ عام مسلمانوں کی مصلحت کے لیے ہو۔

٣٠٨٤- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن الْحَارِثِ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عن الصَّعْبِ بن جَثَّامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيعَ وَقَالَ: «لَا حِمَى إلَّا للهِ عَزَّ وَجَلَّ».

۳۰۸۴- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے موضع نقیع کو بطور چراگاہ محفوظ کیا ہوا تھا اور فرمایا: ''حمٰی صرف اللہ عزوجل کے لیے ہے۔''

فائدہ: اس مقام پر صدقے کے اونٹ رکھے جاتے تھے۔ امام المسلمین کو مصلحت حکومت کے پیش نظر کسی علاقے کو بطور چراگاہ یا کسی اور مقصد کے لیے خاص کر لینا جائز ہے۔ عوام الناس کے لیے جائز نہیں۔

(المعجم ٣٨، ٤٠) - باب مَا جَاءَ فِي الرِّكَازِ وَمَا فِيهِ (التحفة ٤٠)

باب: ۳۸' ۴۰- مال مدفون ملے تو اس کا مسئلہ

٣٠٨٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

۳۰۸۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مال مدفون (حاصل ہو تو اس) میں پانچواں حصہ ہے۔'' (بیت المال میں عام مسلمانوں کی منفعت کے لیے دے' کیونکہ یہ بلا مشقت حاصل ہوا ہے۔)

٣٠٨٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٧١ من حديث عبدالعزيز بن محمد به.

٣٠٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان ابن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩ من حديث الزهري به.

فائدہ: کسی اجاڑ زمین میں یا قدیم پرانی آبادی میں کسی کا دفن کردہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو "رِکَاز" کہلاتا ہے۔ جسے ایسا مال ملے وہ خُمس (پانچواں حصہ) ادا کرنے کے بعد اس کا مالک بن جاتا ہے۔

٣٠٨٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن هِشَامٍ، عن الْحَسَنِ قال: الرِّكَازُ: اَلْكَنْزُ الْعَادِيُّ.

۳۰۸۶- جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رکاز سے مراد وہ مال ہے جو کسی پرانی آبادی سے دفن شدہ ملے۔

٣٠٨٧- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا الزَّمْعِيُّ عن عَمَّتِهِ قُرَيْبَةَ بِنْتِ عَبْدِ الله بنِ وَهْبٍ، عن أُمِّهَا كَرِيمَةَ بِنْتِ المِقْدَادِ، عن ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ بنِ هَاشِمٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قالَتْ: ذَهَبَ المِقْدَادُ لِحَاجَتِهِ بِبَقِيعِ الْخَبْخَبَةِ فَإِذَا جُرَذٌ يُخْرِجُ مِنْ جُحْرٍ دِينَارًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُخْرِجُ دِينارًا دِينارًا حَتَّى أَخْرَجَ سَبْعَةَ عَشَرَ دِينَارًا ثُمَّ أَخْرَجَ خِرْقَةً حَمْرَاءَ يَعْنِي فِيهَا دِينارٌ، فَكَانَتْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ دِينارًا فَذَهَبَ بِهَا إلى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ وَقالَ لَهُ: خُذْ صَدَقَتَهَا، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ هَوَيْتَ إلى الْجُحْرِ؟» قالَ: لَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «بَارَكَ الله لَكَ فِيهَا».

۳۰۸۷- حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کسی کام سے بقیع خَبْخَبَہ کی طرف گئے۔ تو دیکھا کہ ایک چوہا ایک سوراخ سے دینار نکال کر لا رہا ہے اور پھر وہ ایک ایک کر کے نکالتا رہا حتیٰ کہ اس نے سترہ دینار نکالے۔ اور پھر ایک سرخ رنگ کا کپڑا نکالا اور اس میں بھی دینار تھا اور اس طرح وہ اٹھارہ ہو گئے۔ وہ انہیں لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کیا کہ اس کا صدقہ لے لیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا تم نے اس سوراخ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا؟" انہوں نے کہا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہیں برکت دے۔"

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں جس نے کوئی جگہ کھودی نہ ہو وہ رکاز نہیں بلکہ گرے پڑے مال (لُقَطَه) کی مانند ہے اور اس میں پانچواں حصہ ادا نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ پہلے اعلان کرنا چاہیے بعد ازاں

٣٠٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ٢٢٥، ح: ١٠٧٧٦ من حديث عباد بن العوام به ✽ هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٣٠٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللقطة، باب التقاط ما أخرج الجرذ، ح: ٢٥٠٨ من حديث الزمعي به ✽ قريبة مجهولة الحال.

اپنے کام میں لایا جائے۔ (خطابی)

(المعجم ٣٩، ٤١) - **باب نَبْشِ الْقُبُورِ الْعَادِيَةِ يَكُونُ فِيهَا الْمَالُ** (التحفة ٤١)

٣٠٨٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أبِي قال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أُمَيَّةَ، عن بُجَيْرِ بنِ أبي بُجَيْرٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجْنَا مَعَهُ إلَى الطَّائِفِ فَمَرَرْنَا بِقَبْرٍ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذَا قَبْرُ أبي رِغَالٍ، وَكَانَ بِهٰذَا الْحَرَمِ يُدْفَعُ عَنْهُ، فَلَمَّا خَرَجَ، أصَابَتْهُ النِّقْمَةُ الَّتِي أصَابَتْ قَوْمَهُ بِهٰذَا المَكَانِ فَدُفِنَ فِيهِ، وَآيَةُ ذٰلِكَ أنَّهُ دُفِنَ مَعَهُ غُصْنٌ مِنْ ذَهَبٍ، إنْ أنْتُمْ نَبَشْتُمْ عَنْهُ أصَبْتُمُوهُ مَعَهُ». فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَاسْتَخْرَجُوا الْغُصْنَ.

باب:۳۹'۴۱- پرانی قبریں کھودنے کا مسئلہ کہ جن میں مال ہو

۳۰۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' جب ہم طائف کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قبر کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابورِغال کی قبر ہے۔ (یہ ثقیف کا جداعلیٰ اور قوم ثمود میں سے تھا) اس حرم میں پناہ گزیں تھا کہ اللہ کے عذاب سے بچا رہے۔ جب وہ اس سے باہر نکلا تو اسے اس مقام پر وہی سزا آ پہنچی جو اس کی قوم کو آئی تھی' چنانچہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک سلاخ دفن کی گئی تھی' اگر تم اسے اکھیڑو تو اسے اس کے ساتھ پالو گے۔'' تو لوگوں نے جلدی کی اور وہ سلاخ نکال لائے۔

ملحوظہ: بلاشبہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن مسئلہ یہی ہے کہ کفار کی قبروں سے اگر کوئی اس طرح کا مال نکال لے تو وہ بمعنی رکاز ہوگا' کیونکہ کفار کی قبروں کی تعظیم اس طرح ضروری نہیں ہے جس طرح کہ مسلمانوں کی قبروں کی ضروری ہے' لہٰذا ان کی قبور عام زمین کے حکم میں ہوں گی جسے کھود کر مدفون خزانہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم.

٣٠٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٥٦ من حديث وهب بن جرير به * بجير مجهول.

جنازے کے احکام ومسائل

انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا دونوں ہی دوررس اثرات کی حامل ہیں' جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو خاندان بھر میں خوشی ومسرت کا عجیب سماں پیدا ہوجاتا ہے۔ ہر طرف مبارکباد اور خوشیوں کا تبادلہ ہوتا ہے' پھر وقت مقررہ پر اس کے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو ہر طرف غم کی فضا پھیل جاتی ہے۔اس نازک وقت میں اکثر وبیشتر لوگ کم علمی' جہالت اور شرکیہ معاشرتی فضا کی وجہ سے ایسے افعال میں مبتلا ہوجاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں' یہ سلسلہ ہائے بدعات وشرک موت کے بعد بھی طویل عرصہ تک جاری رہتا ہے اور شکم پرور جہلاء کی خوب چاندی رہتی ہے۔

انسان جب بستر مرگ پر ہوتا ہے تو لواحقین بے بسی کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں' حتی المقدور دوا دارو کرنے کے باوجود مریض لحہ بہ لحہ موت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔تیمارداری کرنے والے دبے لفظوں میں مایوسی کا اظہار کرنے لگتے ہیں' لواحقین ہر حکیم' ڈاکٹر' حتی کہ شرکیہ دم جھاڑ اور مزاروں سے خاک شفا تک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید ہمارا مریض بچ جائے مگر جو وقت مقرر ہوچکا' وہ آ کے رہتا

ہے۔﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ (اعراف:۳۴) ''اور ہر گروہ کی ایک میعاد مقرر ہے سو جس وقت ان کی میعادِ معین آ جائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔''

٭ **تیمارداری کی فضیلت:** اسلام نے انسانوں کو باہمی محبت ومودت اور ہمدردی کا درس دیا ہے' اس لیے جب کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرنا مسلمان پر واجب ہے۔ تیمارداری کرنے والا جہاں اپنے بھائی سے محبت اور الفت کا اظہار کرتا ہے اور باہمی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے وہاں اپنے رب سے اجر عظیم کا حقدار بھی بنتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جب کوئی مسلمان شام کے وقت اپنے کسی بھائی کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے بھی اس کے ساتھ نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں۔'' (سنن ابی داود' الجنائز' حدیث : ۳۰۹۸' ۳۰۹۹)

٭ **جنازہ میں شرکت کی فضیلت:** مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے کفن ودفن کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مقبول اور اعلیٰ اجر وثواب کا حامل ہے۔ جبکہ دوسری طرف موحد مسلمانوں کی التجا ودعا کو قبول کرتے ہوئے رب العالمین فوت ہونے والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اسی طرح یہ عمل طرفین کے لیے باعث رحمت بن جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ' قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ] (صحيح البخاری' الجنائز' باب من انتظر حتى يدفن' حدیث: ۱۳۲۵) ''جو شخص جنازے میں شامل ہو اور نماز پڑھے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص میت کو دفن کرنے تک موجود رہتا ہے اسے دو قیراط ملتے ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیراطان کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دو قیراط کا ثواب دو عظیم پہاڑوں کے برابر ہے۔''

٭ **میت کو نفع دینے والے چند امور:** ہمارے معاشرے میں ایصال ثواب کے متعدد طریقے رائج ہیں جو اکثر وبیشتر شکم پرور' نیم خواندہ مذہبی رہنماؤں کی ایجاد ہیں' ان طریقوں پر عمل کرنا بجائے ثواب

کے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا قوی سبب ہے۔سنت رسول ﷺ میں ایصال ثواب کے لیے درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں:[إِذَامَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُولَهُ] (صحيح مسلم' الوصية' باب مايلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته' حديث:١٦٣١) ”مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہوجاتا ہے لیکن تین چیزوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے۔صدقہ جاریہ' لوگوں کو فائدہ دینے والا علم اور نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرے۔“

* چند ایسے امور جو شریعت اسلامیہ میں ثابت نہیں ہیں:

- ⌧ مرنے والے کے سرہانے قرآن مجید' ادعیہ کا مجموعہ' یا دیگر اوراد و وظائف رکھنا۔
- ⌧ چارپائی کے گرد ذکر واذکار یا نعت خوانی کرنا۔
- ⌧ جنازے پر پھول ڈالنا' مزین چادر ڈالنا یا قرآنی آیات والی چادر ڈالنا۔
- ⌧ جنازہ لے جاتے ہوئے کلمۂ شہادت وغیرہ کا ورد کرنا، کرانا۔
- ⌧ میت کو بلاوجہ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا۔
- ⌧ قبر کو مزین بنانا اور آرائشی پتھروں سے آراستہ کرنا، یا قبر پر قرآنی آیات، کلمہ یا نام وغیرہ لکھنا۔
- ⌧ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا یا سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنا۔
- ⌧ سوموار' جمعرات یا دس محرم کو قبروں کی زیارت کے لیے خاص کرنا۔
- ⌧ قبروں پر نعت خوانی اور قوالی کرنا یا چراغ وغیرہ جلانا۔
- ⌧ ایصال ثواب کے لیے تیجہ' ساتواں' دسواں یا چالیسواں کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا۔
- ⌧ دوسرے یا تیسرے دن قل کروانا۔
- ⌧ اجرتی قاریوں سے قرآن خوانی کروانا اور سالانہ ختم دلوانا۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

(المعجم ٢٠) -كِتَابُ الْجَنَائِزِ (التحفة ١٥)

جنازے کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب الأَمْرَاضِ الْمُكَفِّرَةِ لِلذُّنُوبِ (التحفة ١)

باب:١- بیماریوں کے گناہوں کا کفارہ بننے کا بیان

٣٠٨٩- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ قال: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ أهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ: أبُو مَنْظُورٍ عن عَمِّهِ، قال: حَدَّثَني عَمِّي عن عَامِرٍ الرَّامِ، أخِي الْخُضْرِ. قال أبُو دَاوُدَ: قال النُّفَيْلِيُّ: هُوَ الْخُضْرُ، وَلٰكِنْ كَذَا قالَ، قالَ: إنِّي لَبِبِلَادِنَا إذْ رُفِعَتْ لَنَا رَايَاتٌ وَألْوِيَةٌ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالُوا: هٰذَا لِوَاءُ رَسُولِ الله ﷺ فَأتَيْتُهُ وَهُوَ تَحْتَ شَجَرَةٍ قَدْ بُسِطَ لَهُ كِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَيْهِ وَقَدِ اجْتَمَعَ إلَيْهِ أصْحَابُهُ فَجَلَسْتُ إلَيْهِمْ، فَذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ الأسْقَامَ فقال: «إنَّ الْمُؤْمِنَ إذَا أصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أعْفَاهُ اللهُ

٣٠٨٩- حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ اپنے علاقے میں تھے کہ ہمارے لیے جھنڈے اور نشانات بلند کیے گئے (ہمارے علاقے میں جہادی مہم میں پہنچ گئیں۔) میں نے پوچھا یہ کیا ہیں؟ تو لوگوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے' چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے' آپ کے لیے ایک چادر بچھائی گئی تھی اور آپ اس پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے صحابہ آپ کے پاس جمع تھے۔ سو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں کا ذکر کیا' آپ نے فرمایا: ''مومن کو جب کوئی بیماری آتی ہے اور پھر اللہ اسے عافیت اور شفا دے دیتا ہے تو وہ اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت کا سبب ہوتی ہے۔ اور منافق

٣٠٨٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في شرح السنة: ٥/ ٢٥٠، ٢٥١، ح: ١٤٤٠ من حديث النفيلي، وأبونعيم الأصبهاني في معرفة الصحابة: ٤/ ٢٠٦٤، ٢٠٦٥، ح: ٥١٨٨ من حديث محمد بن سلمة به ❊ أبومنظور مجهول، وعمه لم أعرفه.

مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَمَوْعِظَةً لَهُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أُعْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوهُ وَلَمْ يَدْرِ لِمَ أَرْسَلُوهُ»، فقالَ رَجُلٌ مِمَّنْ حَوْلَهُ: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا الأَسْقَامُ؟ وَاللهِ! مَا مَرِضْتُ قَطُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا»، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ، فقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَمَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيهَا أَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ، فَأَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِي كِسَائِي، فَجَاءَتْ أُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلَى رَأْسِي فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ مَعَهُنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِي فَهُنَّ أُولَاءِ مَعِي. قَالَ: «ضَعْهُنَّ عَنْكَ»، فَوَضَعْتُهُنَّ، وَأَبَتْ أُمُّهُنَّ إِلَّا لُزُومَهُنَّ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «أَتَعْجَبُونَ لِرُحْمِ أُمِّ الأَفْرَاخِ فِرَاخَهَا؟» قَالُوا: نَعَمْ يَارَسُولَ اللهِ؛ قَالَ: «فَوَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ! للهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ أُمِّ الأَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا، ارْجِعْ بِهِنَّ حَتَّى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُنَّ وَأُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ»، فَرَجَعَ بِهِنَّ.

جب بیمار پڑتا ہے اور پھر اسے عافیت دی جاتی ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے گھر والوں نے باندھا ہو اور پھر کھول دیا ہو۔ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں باندھا تھا اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔'' آپ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ میں تو اللہ کی قسم! کبھی بیمار نہیں ہوا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اٹھ جا' تو ہم میں سے نہیں ہے۔'' (پھر کسی دوسرے موقع پر) ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا' وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں کچھ تھا جسے اس نے لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ کی طرف چل پڑا۔ میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزرا تو اس میں سے پرندے کے بچوں کی آواز سنی۔ پس میں نے انہیں پکڑ لیا اور اپنی چادر میں ڈال لیا۔ پھر ان کی ماں آئی تو میرے سر پر منڈلانے لگی' میں نے اس کے لیے اس کے بچوں کو ننگا کیا تو وہ ان کے ساتھ ان کے اوپر آ پڑی' تو میں نے انہیں اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور یہ وہی میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دے۔'' تو میں نے انہیں چھوڑ دیا' مگر ان کی ماں نے (اڑ جانے سے) انکار کیا اور بچوں کے ساتھ پڑی رہی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''کیا تم اس ماں کی اپنے بچوں پر شفقت سے تعجب کر رہے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس نے

مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحیم اور شفیق ہے۔ انہیں واپس لے جا اور وہیں رکھ آ جہاں سے تو نے انہیں اٹھایا ہے اور ان کی ماں بھی ساتھ رہے۔'' چنانچہ وہ آدمی انہیں واپس لے گیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ضعیف ہے۔ ② تاہم یہ ضرور ہے کہ انسانوں کو لاحق ہونے والے دکھ' تکالیف اور بیماریاں بالعموم ان کے گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہیں اور پھر مومنین کے لیے کفارہ بھی بنتی ہیں جیسے کہ آگے کی احادیث میں آ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ يَعْفُوا عَن كَثِيرٍ﴾ (الشوری: ۳۰) ''تمہیں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہوتی ہے' مگر اللہ تعالیٰ بہت کچھ معاف فرما دیتا ہے۔'' اس لیے مومن کو چاہیے کہ زندگی میں عارضی آنے والی تکلیفوں اور بیماریوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔ ③ پرندوں اور چرندوں کو بلا مقصد اذیت دینا حرام ہے۔ مگر انہیں باقاعدہ پالنے کا اہتمام کرنا جائز ہے۔

۳۰۹۰- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ المِصِّيصيُّ المَعْنى قالَا: أخبرنا أبُو المَلِيحِ عن مُحَمَّدِ ابنِ خَالِدٍ. قال أبُو دَاوُدَ: قال إبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: السُّلَمِيُّ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الْعَبْدَ إذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتَلَاهُ اللهُ في جَسَدِهِ أوْ في مَالِهِ أوْ في وَلَدِهِ».

۳۰۹۰- محمد بن خالد سے روایت ہے' امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدی نے اس راوی (محمد بن خالد) کے متعلق کہا کہ یہ ''سُلمی'' ہیں' وہ اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' جنہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا' کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''بے شک بندے کے لیے جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی مقام و مرتبہ مقدر ہو چکا ہو اور وہ اپنے اعمال کی بنا پر اس تک نہ پہنچ سکتا ہو' تو اللہ اسے اس کے اپنے جسم یا مال یا اولاد کی آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔''

۳۰۹۰۔ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٢ من حديث أبي المليح به، وسنده ضعيف من أجل جهالة محمد ابن خالد وأبيه، انظر مجمع الزوائد: ٢/ ٢٩٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٩٠٨ وغيره، وهو بها حسن، وانظر الترغيب والترهيب: ٤/ ٢٨٣.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ ابنُ نُفَيْلٍ: «ثُمَّ صَبَّرَهُ عَلٰى ذٰلِكَ». ثُمَّ اتَّفَقَا: «حَتَّى يُبْلِغَهُ المَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن نفیل نے یہ اضافہ بیان کیا: ''اور پھر اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق بھی دیتا ہے۔'' پھر دونوں راوی حدیث بیان کرنے میں متفق ہو جاتے ہیں۔ ''حتی کہ اسے اس مقام و مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے اس کے لیے مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔''

فائدہ: گناہوں کے کفارے اور درجات کی بلندی کے اعتبار سے بیماریاں مومن کے لیے اللہ کا ایک بڑا انعام ہیں' بشرطیکہ کماحقہ صبر کر سکے۔ تاہم بیماری کا سوال نہیں کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - باب: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ (التحفة ٢)

باب:...... جب آدمی نیک عمل کرتا رہا ہو' پھر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ عمل نہ کر سکے تو؟

٣٠٩١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن الْعَوَّامِ بنِ حَوْشَبٍ، عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّكْسَكِيِّ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسَى قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ يَقُولُ: «إذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أوْ سَفَرٌ كُتِبَ لَهُ كَصَالِحِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ».

٣٠٩١- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بارہا سنا' آپ فرماتے تھے: ''جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا رہا ہو مگر بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ عمل اسی طرح عمدہ کیفیت میں لکھتا رہتا ہے جبکہ وہ تندرست اور مقیم تھا۔''

فائدہ: انسان کو اپنی صحت' تندرستی اور فراغت کی قدر کرتے ہوئے اسے اعمال صالحہ میں صرف کرنا چاہیے تاکہ بیماری' سفر' بڑھاپے یا بعض عوارض کی بنا پر جب یہ عمل صالح نہ کر سکے تو اللہ کے ہاں سے اسے یہ ثواب ملتا رہے۔ اور یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے اور صحت و جوانی میں اعمال صالحہ کی پابندی کرنے والوں کے لیے عظیم بشارت ہے۔

٣٠٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب: يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، ح:٢٩٩٦ من حديث العوام بن حوشب به.

(المعجم . . .) - **باب عِيَادَةِ النِّسَاءِ**

(التحفة ٣)

باب:......عورتوں کی عیادت کرنا

٣٠٩٢- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ عن أبي عَوَانَةَ، عن عَبْدِ الْمَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّ الْعَلَاءِ قَالَتْ: عَادَنِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا مَرِيضَةٌ فَقَالَ: «أَبْشِرِي يَاأُمَّ الْعَلَاءِ؛ فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ».

٣٠٩٢- حضرت ام علاء ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں بیمار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: ”اے ام علاء! تمہیں خوشخبری ہو' بلاشبہ مسلمان کی بیماری کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسے کہ آگ سونے اور چاندی کا کھوٹ نکال دیتی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① مریض کی عیادت کرنا ایک لازمی شرعی حق ہے۔ مردوں کا مردوں کے ہاں اور عورتوں کا عورتوں کے ہاں جانا معلوم ومعروف ہے مگر مرد عورتوں کی عیادت کے لیے جائیں یا عورتیں مردوں کی تو اس میں بھی کوئی شرعی قباحت نہیں ہے جبکہ شرعی آداب یعنی حجاب (پردے) کا اہتمام ہو اور اس عمل پر کوئی ضروری نہیں کہ مریض اور عیادت کنندہ کی باہم گفتگو بھی ہو۔ مرد مردوں کے پاس جا کر مریضہ کے متعلق خیر وعافیت دریافت کر سکتے ہیں اور ایسے ہی عورتیں۔ ② مذکورہ واقعہ میں حضرت ام علاء کے شرف اور نبی ﷺ کی تواضع کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ اور صحابیات سب کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ یہ خوشخبری مسلمانوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔

٣٠٩٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابن عُمَرَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَهٰذَا لَفْظُهُ - عن أبي عَامِرٍ الْخَزَّازِ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَشَدَّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: «أَيَّةُ آيَةٍ يَاعَائِشَةُ؟» قَالَتْ: قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ [النساء: ١٢٣]

٣٠٩٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں خوب جانتی ہوں کہ قرآن مجید میں سب سے سخت آیت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کونسی آیت ہے وہ؟ اے عائشہ!“ کہتی ہیں' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ ”جس نے بھی کوئی برائی کی' اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مومن کو جو کوئی

٣٠٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٥٩٤ من حديث أبي عوانة به، وللحديث طرق عند الهيثمي في مجمع: ٢/ ٣٠٧ وغيره.

٣٠٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] ✽ أبوعامر الخزاز حسن الحديث، وأصله متفق عليه بالاختصار، البخاري، ح: ٤٩٣٩، ومسلم، ح: ٢٨٧٦.

قَالَ: «أَمَا عَلِمْتِ يَاعَائِشَةُ؛ أَنَّ الْمُسْلِمَ تُصِيبُهُ النَّكْبَةُ أَوِ الشَّوْكَةُ فَيُكَافَى بِأَسْوَءِ عَمَلِهِ وَمَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ»، قَالَتْ: أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق:٨] قَالَ: «ذَاكُمُ الْعَرْضُ يَاعَائِشَةُ؛ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ».

پریشانی آتی ہے یا کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو اسے اس کے کسی سب سے برے عمل کا بدلہ دے دیا جاتا ہے اور جس کا حساب لیا گیا تو اسے عذاب ہوا۔" کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: تو کیا اللہ نے نہیں فرمایا: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَاباً يَّسِيْرًا﴾ "عنقریب بندے کا حساب لیا جائے گا آسان حساب؟" آپ نے فرمایا: "اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری ہے' اے عائشہ! جس سے حساب میں پوچھ گچھ ہوگئی' اسے عذاب ہوا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا لَفْظُ ابْنِ بَشَّارٍ قال: أخبرنا ابنُ أبي مُلَيْكَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابن بشار کے لفظ ہیں۔ اور اس کی سند میں (عن کی بجائے) [اخبرنا ابن أبي مليكة] ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ دنیا کی بیماریاں اور تمام طرح کے دکھ تکالیف حتی کہ نزع روح کی اذیت' عذاب قبر اور میدان حشر کے المناک احوال سبھی کچھ مومنین کے لیے گناہوں کا کفارہ اور بلندئ درجات کا باعث ہوں گے۔ اور اہل ایمان کا ایک طبقہ ان تکالیف کے باعث پاک صاف ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ② تھوڑے لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں ہم کلام ہوگا' پھر یا تو انہیں خصوصی مغفرت سے بہرہ ور فرمائے گا یا معاندین قسم کے لوگوں کو سخت ترین عذاب سے دوچار کرے گا' جبکہ باقی لوگوں کا حساب اور وزن وغیرہ عمومی انداز میں ہوگا اور یہ کوئی آسان مرحلہ نہ ہوگا۔

(المعجم . . .) - باب: فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ٤)

باب:...... عیادت کا بیان

٣٠٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بن يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بن إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

٣٠٩٤- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی (منافق) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے' اس بیماری میں جس میں کہ وہ مر گیا تھا۔ چنانچہ جب آپ اس کے ہاں پہنچے تو

٣٠٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٤١، ووافقه الذهبي * ابن إسحاق عنعن، وفيه علة أخرى.

يَعُودُ عَبْدَ الله بنَ أُبَيٍّ في مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ عَرَفَ فِيهِ المَوْتَ. قالَ: «قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عن حُبِّ يَهُودَ». قال: فَقَدْ أَبْغَضَهُمْ أَسْعَدُ بنُ زُرَارَةَ فَمَهْ؟. فَلَمَّا مَاتَ، أَتَاهُ ابْنُهُ فقالَ يَانَبِيَّ الله؛ إنَّ عَبْدَ الله بنَ أُبَيٍّ قَدْ مَاتَ، فَأَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ، فَنَزَعَ رَسُولُ الله ﷺ قَمِيصَهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

آپ نے اس پر موت کے اثرات محسوس کیے (اور) فرمایا: ''میں تجھے منع کیا کرتا تھا کہ یہود سے محبت نہ رکھ۔'' اس نے کہا: اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تو کیا ہوا؟ پھر جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا (عبداللہ ؓ) آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک عبداللہ بن اُبی مر گیا ہے' تو آپ مجھے اپنی قمیص عنایت فرمادیں کہ میں اسے اس میں کفن دوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت کی سند ضعیف ہے' تاہم قمیص کا قصہ صحیح ثابت ہے۔ (علامہ البانی ؒ) ② مسلمان کی عیادت کے لیے جانا ایک شرعی حق ہے۔ اسی طرح کسی غلط کردار شخص کی عیادت کے لیے بھی جایا جا سکتا ہے اور یہ یقیناً اسلامی اخلاق و مروت کا حصہ ہے۔ ③ اس منافق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ؓ ایک خالص مومن صحابی تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے شاید اپنے اس محب مخلص کی دلداری کے لیے اپنی قمیص عنایت فرمادی تھی۔ اور یہ عمل ایک بیٹے کا اپنے باپ کے لیے ایک ادنیٰ سا حیلہ تھا کہ شاید اس کی برکت سے اسے کچھ فائدہ ہو جائے۔ اور یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اس طرح سے اس منافق کے ایک احسان کا بدلہ چکایا تھا کہ بدر کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ قید کر لیے گئے تو ان کے پاس قمیص نہ تھی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص دی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سے جب کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس سے انکار نہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ عمل اس وقت کا ہو جب کہ یہ حکم نازل نہ ہوا تھا: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ (التوبة: ٩/ ٨٤) ''ان منافقوں میں سے جب کوئی مر جائے تو آپ اس کا جنازہ مت پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی مت کھڑے ہوں۔'' (عون المعبود)

(المعجم ٢) - باب: فِي عِيَادَةِ الذِّمِّيِّ (التحفة ٥)

باب: ٢- ذمی کافر کی عیادت کرنا

٣٠٩٥- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ زَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنسٍ: أَنَّ غُلَامًا مِنَ الْيَهُودِ كَانَ مَرِضَ

٣٠٩٥- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک لڑکا بیمار ہو گیا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ اس کے سر کے پاس

٣٠٩٥- تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب عيادة المشرك، ح: ٥٦٥٧ عن سليمان بن حرب به.

فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فقالَ لَهُ: «أَسْلِمْ»، فَنَظَرَ إِلٰى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فقالَ لَهُ أَبُوهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ، فَأَسْلَمَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «الْحَمْدُ للهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ بِي مِنَ النَّارِ».

بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ''اسلام قبول کرلو۔'' تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جب کہ وہ بھی اس کے سر کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس کے باپ نے اس سے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر نبی ﷺ وہاں سے اٹھے تو فرمار ہے تھے: ''حمد اس اللہ کی جس نے اس کو میرے ذریعے سے آگ سے نجات دی۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کافر کی عیادت کے لیے جانا جائز ہے بشرطیکہ وہاں حق شرعی ادا ہو یعنی بالخصوص مرنے والے کو دعوت اسلام دی جائے اور صحیح البخاری میں ہے کہ یہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کا خادم بھی تھا۔ (صحیح البخاری، المرضی، باب عيادة المشرك، حديث: ٥٦٥٧) ② جس شخص کا خاتمہ اسلام اور ایمان پر ہو وہ نجات پا گیا۔ ③ اور اس نجات کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور دعوت پر ایمان وعمل ہے۔

(المعجم . . .) - باب الْمَشْيِ فِي الْعِيَادَةِ (التحفة ٦)

باب:...... کسی کی عیادت کے لیے پیدل چل کر جانا

٣٠٩٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ عن سُفْيَانَ، عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي، لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ.

٣٠٩٦- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لاتے' بغیر اس کے کہ کسی خچر پر سوار ہوں یا گھوڑے پر۔

(المعجم ٣) - باب فِي فَضْلِ الْعِيَادَةِ عَلٰى وُضُوءٍ (التحفة ٧)

باب: ٣- باوضو ہو کر عیادت کے لیے جانے کی فضیلت

٣٠٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ

٣٠٩٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' کہ

٣٠٩٦- تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب عيادة المريض راكبًا وماشيًا وردفًا على الحمار، ح: ٥٦٦٤ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٧٣.

٣٠٩٧- تخريج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم لين (تقريب)، ضعفه الجمهور، ولم يثبت توثيقه عن وكيع رحمه الله.

الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بن رَوْحِ بْنِ خُلَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا الْفَضْلُ ابن دَلْهَم الْوَاسِطِيُّ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنسِ بنِ مَالِكٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَن تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا، بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سَبْعِينَ خَرِيفًا». قُلْتُ: يَاأَبَا حَمْزَةَ؛ وَمَا الْخَرِيفُ؟ قال: الْعَامُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا تو اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت پر دور کر دیا جائے گا۔'' ثابت بُنانی کہتے ہیں میں نے پوچھا: اے ابوحمزہ! [خریف] سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: سال۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ الْبَصْرِيُّونَ مِنْهُ: الْعِيَادَةُ وَهُوَ مُتَوَضِّئٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل بصرہ جن احادیث کے بیان کرنے میں منفرد ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان باوضو ہو کر عیادت کے لیے جائے۔

٣٠٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ اللهِ بن نَافِعٍ عن عَلِيٍّ قال: مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُودُ مَرِيضًا مُمْسِيًا إلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ في الْجَنَّةِ وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ في الْجَنَّةِ.

٣٠٩٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو اس کے لیے صبح تک بخشش طلب کرتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا' اور جو کوئی صبح کے وقت عیادت کے لیے نکلے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو اس کے لیے شام تک بخشش مانگتے رہتے ہیں اور جنت میں اسے ایک باغ بھی حاصل ہوگا۔

ملحوظہ: روایت موقوفاً صحیح ہے تاہم آگے آنے والی روایت مرفوع ہے۔

٣٠٩٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٠٩٩- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا

٣٠٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٢١ من حديث شعبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ٧١٠ وغيره، وهو بها حسن.

٣٠٩٩ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضًا، ح: ١٤٤٢ عن عثمان بن أبي شيبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٤٩، ووافقه الذهبي.

حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ قال: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أبي لَيْلَى، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَرِيفَ.

حدیث کے ہم معنی بیان کیا' لیکن اس میں [خریف یعنی باغ کا ذکر نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مَنْصُورٌ عن الْحَكَمِ كَمَا رَوَاهُ شُعْبَةُ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: اس حدیث کو منصور نے بھی حَکَم سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے کہ شعبہ نے۔

٣١٠٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ قالَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن أبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ، قال: وَكَانَ نَافِعٌ غُلَامَ الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ قال: جَاءَ أبُو مُوسَى إلَى الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ يَعُودُهُ.

٣١٠٠- ابو جعفر عبداللہ بن نافع سے روایت ہے ......اور نافع حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے غلام تھے...... بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی عیادت کے لیے تشریف لائے تھے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَسَاقَ مَعْنَى حَدِيثِ شُعْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اور پھر حدیث شعبہ کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أُسْنِدَ هٰذَا عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ صَحِيحٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بواسطہ حضرت علی' نبی ﷺ سے کئی ایک صحیح سندوں سے روایت کیا گیا ہے۔

(المعجم ٤) - باب فِي الْعِيَادَةِ مِرَارًا (التحفة ٨)

باب:۴-بار بار عیادت کرنا

٣١٠١- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ عنْ هِشَامِ بن عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا أُصِيبَ

۳۱۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کے بازو کی رگ (رگ ہفت اندام) پر

٣١٠٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٣١٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب الخيمة في المسجد للمرضى وغيرهم، ح:٤٦٣، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد . . . الخ، ح:١٧٦٩ من حديث ابن نمير به مطولاً.

سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ فِي الأَكْحَلِ، فَضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ.

نشانہ مارا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوالیا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔

فوائد ومسائل: ① مریض کے احوال کو ملحوظ رکھتے ہوئے عیادت کے لیے بار بار آنا حُبِ اسلامی اور اخلاق حسنہ کا حصہ ہے نہ کہ کوئی معیوب بات۔ بالخصوص مریض جب کوئی اہم آدمی ہو۔ ② ضرورت شرعی کے تحت مسجد (یا اس کے ساتھ ملحق حجروں) میں اقامت اختیار کر لینا یا کسی کو اقامت دینا جائز ہے۔

(المعجم ٥) - باب الْعِيَادَةِ مِنَ الرَّمَدِ (التحفة ٩)

باب: ۵- کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو اس کی عیادت کے لیے جانا

٣١٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بنِ أبِي إسْحَاقَ، عن أبِيهِ، عن زَيْدِ ابنِ أرْقَمَ قالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ.

۳۱۰۲- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میری آنکھ میں درد تھا۔

فائدہ: عیادت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ مریض کسی شدید بیماری ہی میں مبتلا ہو تو اس کی عیادت کے لیے جایا جائے بلکہ کسی عام تکلیف میں بھی بیمار پرسی ہو تو بہت اچھی بات ہے۔

(المعجم ٦) - باب الْخُرُوجِ مِنَ الطَّاعُونِ (التحفة ١٠)

باب: ٦- طاعون سے نکل بھاگنا......؟

٣١٠٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ

۳۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' وہ کہتے

٣١٠٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٥ عن حجاج بن محمد به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٤٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * أبوإسحاق السبيعي صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥٣٢.

٣١٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب ما يذكر في الطاعون، ح: ٥٧٢٩، ومسلم، السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة ونحوها، ح: ٢٢١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٩٤ـ٨٩٦، وهذا مختصر منه.

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدِ بنِ الْخَطَّابِ، عنْ عَبْدِ الله بن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإذَا وَقَعَ بِأرْضٍ وَأنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» [قَالَ أبُو داودَ:] يَعْني الطَّاعُونَ.

ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون پھیل گیا ہے تو پھر وہاں مت جاؤ‘ اور جب کہیں پھیل جائے اور تم وہاں ہو تو اس (طاعون) سے فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔‘‘

فائدہ: کسی کا بیمار ہو جانا پھر علاج معالجہ کرنے کے بعد اس کا شفایاب ہونا یا نہ ہونا یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر سے ہوتا ہے‘ تو وبا پھیلنے کی صورت میں ہمیں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ وبا زدہ علاقے میں جایا نہ جائے اور وہاں کے مقیم لوگ وہاں سے (وبا کے ڈر سے) فرار اختیار نہ کریں‘ بلکہ وہیں رہتے ہوئے علاج معالجہ اور حفاظتی تدابیر اختیار کریں‘ تاہم کسی کو کوئی اہم شرعی ضرورت لاحق ہو تو بات اور ہے‘ اس صورت میں اس کا جانا فرار میں نہیں آئے گا۔

(المعجم ٧) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ بِالشِّفَاءِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ١١)

باب:۷-عیادت کے موقع پر مریض کے لیے شفا کی دعا کرنا

٣١٠٤- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مَكِّيُّ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا الْجُعَيْدُ عن عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أنَّ أبَاهَا قالَ: اشْتَكَيْتُ بِمَكَّةَ فَجَاءَنِي رَسُولُ الله ﷺ يَعُودُنِي وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ صَدْرِي وَبَطْنِي، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! اشْفِ سَعْدًا وَأتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ».

۳۱۰۴-حضرت عائشہ دختر سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کے لیے میرے ہاں تشریف لائے‘ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا‘ پھر میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا اور فرمایا: ’’اے اللہ! سعد کو شفا عنایت فرما اور اس کی ہجرت مکمل فرما دے۔‘‘

فائدہ: عیادت میں چاہیے کہ مریض کی پوری طرح سے دلجوئی کی جائے اور بالخصوص اللہ تعالیٰ سے دعا ہو کہ اسے شفا ملے۔

٣١٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المرضى، باب وضع اليد على المريض، ح: ٥٦٥٩ عن مكي بن إبراهيم به.

٣١٠٥- حَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن أَبِي وَائِلٍ، عنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا المَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ».

۳۱۰۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ' مریض کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔''

قالَ سُفْيَانُ: وَالْعَانِي: الأَسِيرُ.

سفیان نے وضاحت کی کہ [العانی] سے مراد قیدی ہے۔

(المعجم ٨) - **بابُ الدُّعَاءِ لِلْمَرِيضِ عِنْدَ الْعِيَادَةِ (التحفة ١٢)**

باب:۸-عیادت کے موقع پر بیمار کے لیے دعا

٣١٠٦- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فقالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مِرَارٍ: أَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ».

۳۱۰۶-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی ابھی اجل نہ آئی ہو' تو سات بار اس کے پاس یہ دعا: [اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ] ''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمت اور بڑائی والا اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا عنایت فرمائے۔'' پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت دے دے گا۔''

٣١٠٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن حُيَيِّ بنِ

۳۱۰۷-حضرت (عبداللہ) بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی مریض کی

٣١٠٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب قول الله تعالى: ﴿كلوا من طيبات ما رزقناكم﴾، ح: ٥٣٧٣ عن محمد بن كثير العبدي به.

٣١٠٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ما يقول عند عيادة المريض، ح: ٢٠٨٣ من حديث شعبة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٧١٤، والحاكم: ١/ ٣٤٢، ٣٤٣ و٤/ ٢١٣، ووافقه الذهبي * يزيد أبوخالد صرح بالسماع، وتابعه عبد ربه بن سعيد وغيره.

٣١٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٢ من حديث حيي بن عبدالله به، وصححه ابن حبان، ح: ٧١٥، والحاكم: ١/ ٣٤٤ـ٥٤٩، ووافقه الذهبي.

عَبْدِ الله، عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن ابنِ عَمْرٍو قال قال النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ».

عیادت کے لیے جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا اَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى جَنَازَةٍ] "اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عنایت فرما، یہ تیری راہ میں کسی دشمن کو زخمی کرے گا یا تیری رضا کے لیے کسی جنازہ میں شریک ہوگا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: إِلَى صَلَاةٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابن السرح (احمد بن عمرو بن عبداللہ) نے [إِلٰى جَنَازَةٍ] کی بجائے [إِلٰى صَلَاةٍ] روایت کیا ہے۔ یعنی یہ بندہ نماز کیلئے جائے گا۔

فائدہ: جہاد وقتال میں حصہ لینا، مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا اور نماز کے لیے مسجد میں جانا، انتہائی قربت کے اعمال ہیں۔

(المعجم ٩) - باب كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي الْمَوْتِ (التحفة ١٣)

باب:٩- موت کی تمنا کرنا مکروہ ہے

٣١٠٨- حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَدْعُوَنَّ أَحَدُكُم بالمَوْتِ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

٣١٠٨- حضرت انس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی دکھ کے آنے پر کوئی شخص ہرگز موت کی دعا نہ کرے، بلکہ چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَاكَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ] "اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔"

٣١٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ يَعني الطَّيَالِسِيَّ: حَدَّثَنا

٣١٠٩- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز ہرگز

٣١٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ذكر الموت والاستعداد له، ح: ٤٢٦٥ من حديث عبدالوارث بن سعيد، والبخاري، ح: ٦٣٥١، ومسلم، ح: ٢٦٨٠ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به.

٣١٠٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٦٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٠٠٣ باختلاف يسير.

شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أحَدُكُمُ المَوْتَ» فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

موت کی تمنا نہ کرے۔'' اور مذکورہ بالا روایت کے مثل بیان کیا۔

فائدہ: عمومی حالات میں موت کی دعا کرنا جائز نہیں' تاہم انسان جب عاجز آ جائے' فرائض کی ادائیگی میں قاصر رہے اور اندیشہ ہو کہ کوئی دینی فتنہ نہ آ پڑے تو موت کی دعا کی جا سکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر بن خطاب' حضرت علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم وغیرہ کے متعلق آتا ہے۔

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي مَوْتِ الْفَجْأَةِ** (التحفة ١٤)

باب: ١٠- موت کا اچانک آ جانا

٣١١٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن مَنْصُورٍ، عن تَمِيمِ بنِ سَلَمَةَ، أوْ سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عن عُبَيْدِ بنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ - رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ - قال مَرَّةً: عن النَّبيِّ ﷺ، ثُمَّ قال مَرَّةً: عن عُبَيْدٍ قال: «مَوْتُ الْفُجْأَةِ أَخذَةُ أَسَفٍ».

٣١١٠- حضرت عبید بن خالد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے...... انھوں (مسدد) نے ایک بار نبی ﷺ سے اور ایک بار عبید سے روایت کیا: ''اچانک موت ناراضی کی پکڑ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① امام ابوداود رحمہ اللہ کے شیخ مسدد نے اس روایت کو ایک مرتبہ مرفوع اور ایک مرتبہ موقوف بیان کیا ہے۔ ② یہ اچانک موت کافر کے لیے اللہ کی ناراضی کی پکڑ ہے' کیونکہ ایک تو اس کی عمر اللہ کی نافرمانی میں گزری ہوتی ہے۔ دوسرے' اچانک موت کی وجہ سے توبہ کا جو امکان ہوتا ہے' وہ بھی ختم ہو جاتا ہے' ورنہ انسان بیمار ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھتا ہے' تو اس میں مرنے سے پہلے اصلاح اور توبہ کرنے کا موقع ہوتا ہے جو اچانک موت سے ختم ہو جاتا ہے۔ البتہ اللہ کے اطاعت گزار مومن بندے کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے' وہ تو موت کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے اور اس کی زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں گزرا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اچانک موت' اللہ کی طرف سے ناراضی کا اظہار نہیں بلکہ اس کے رفع درجات کا باعث ہوگی' اسی لیے امام بیہقی کی ''شعب الایمان'' میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے [آخذة الأسف للكافر ورحمة للمؤمن] (مشكوٰة' الجنائز' باب تمني الموت وذكره) ''اچانک موت' کافر کے لیے ناراضی کی پکڑ ہے اور مومن کے لیے رحمت ہے۔''

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ بِالطَّاعُونِ** (التحفة ١٥)

باب: ١١- اس شخص کی فضیلت جو طاعون سے مر جائے

٣١١٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٤ عن يحيى القطان به.

٣١١١- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن عَتِيكِ بنِ الْحَارِثِ بنِ عَتِيكٍ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللهِ بنِ عَبْدِ اللهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّهُ جَابِرَ بنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللهِ بنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ، فَصَاحَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَقال: «غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَاأَبَا الرَّبِيعِ؛» فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ ابنُ عَتِيكٍ يُسْكِتُهُنَّ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ». قالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «المَوْتُ». قالَتِ ابْنَتُهُ: وَاللهِ! إنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإِنَّكَ قَدْ كُنْتَ قَضَيْتَ جِهَازَكَ، قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ، وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟» قالُوا: الْقَتْلَ في سَبِيلِ اللهِ. قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ في سَبِيلِ اللهِ: المَطعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ

٣١١١- حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اسے بے ہوش پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ذرا زور سے بلایا' مگر اس نے جواب نہ دیا' تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا اور فرمایا: ''اے ابوالربیع! تیرے معاملے میں ہم مغلوب ہیں (اللہ کا فیصلہ اور اس کی تقدیر ہی غالب ہے۔'') تو عورتیں چیخ پڑیں اور رونے لگیں۔ ابن عتیک انہیں خاموش کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو مگر جب معاملہ ثابت ہو جائے تو پھر کوئی ہرگز نہ روئے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وجوب (معاملہ ثابت ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت۔'' اس کی ایک بیٹی (عبداللہ کے متعلق) کہنے لگی: مجھے تو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور آپ نے اپنا سامانِ جہاد بھی تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس کا اجر اس کی نیت کے مطابق دے دیا ہے۔ اور تم لوگ شہادت کسے سمجھتے ہو؟'' وہ کہنے لگے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں قتل کے علاوہ بھی شہادت کے سات اسباب ہیں: طاعون سے مرنے والا شہید ہے' پانی میں ڈوب جانے والا شہید ہے' ذات الجنب سے مرجانے والا شہید ہے (ذات الجنب ایک سخت قسم کی بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر

٣١١١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب ما يرجى فيه الشهادة، ح: ٢٨٠٣ من حديث عبدالله بن عبدالله، والنسائي، ح: ١٨٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٣٣، ٢٣٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٦١٦، والحاكم: ١/ ٣٥٢، ٣٥٣، ووافقه الذهبي.

شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ».

ایک پھوڑا ہو جاتا ہے اکثر طور پر آدمی اس سے ہلاک ہو جاتا ہے۔)' پیٹ کی تکلیف سے مر جانے والا شہید ہے' آگ سے جل مرنے والا شہید ہے' کسی مکان یا دیوار کے نیچے آ کر مر جانے والا شہید ہے اور وہ عورت' جو ولادت کی تکلیف (دردِ زہ) میں وفات پا جائے' شہید ہے۔

[قَالَ أبو داود: اَلْجُمْعُ: أَنْ يَكُونَ وَلَدُهَا مَعَهَا].

امام ابوداود نے کہا: [الجُمع] سے مراد یہ ہے کہ بچہ بھی عورت کے ساتھ ہو (مر جائے۔)

فائدہ: مومن کے لیے اللہ کی رحمتوں کا کوئی کنارہ نہیں۔ مندرجہ بالا کیفیتوں میں آنے والی موت شہادت کی موت ہے بشرطیکہ مرنے والا بھی اس کیفیت پر راضی برضا ہو اور سب سے افضل شہید وہ ہے جو معرکہ میں کام آ جائے۔

(المعجم ١١، ١٢) - بابُ الْمَرِيضِ يُؤْخَذُ مِنْ أَظْفَارِهِ وَعَانَتِهِ (التحفة ١٦)

باب: ١١، ١٢ - قریب الموت مریض کے ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف کی صفائی بھی کی جائے

٣١١٢- حَدَّثَنَا مُوسى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ: أخبرنا ابنُ شِهَابٍ: أخبرني عُمَرُ بنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أبي هُرَيْرَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: ابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بنِ عَامِرِ بنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا لِقَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنِ ابْنَةِ الْحَارِثِ مُوسًى

٣١١٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: بنو حارث بن عامر بن نوفل نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا' اور خبیب رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص تھے جنہوں نے معرکہ بدر میں حارث بن عامر کا کام تمام کیا تھا۔ چنانچہ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قیدی رہے حتی کہ ان لوگوں نے ان کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا' چنانچہ (قتل کیے جانے سے کچھ دن پہلے) انہوں نے حارث کی بیٹی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں' تو وہ اس نے ان کو دے دیا۔ پھر اس کا ایک چھوٹا بچہ گھسٹتے گھسٹتے ان کے

٣١١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب: ١٠ بعد باب فضل من شهد بدرًا، ح: ٣٩٨٩ عن موسى بن إسماعيل به * حديث شعيب بن أبي حمزة عند البخاري، ح: ٣٠٤٥.

يَسْتَحِدُّ بِهَا ، فَأعارَتْهُ ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى أتَتْهُ فَوَجَدَتْهُ مُخْلِيًا وَهُوَ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا فِيهَا ، فقال : أتَخْشَيْنَ أنْ أقْتُلَهُ ، مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ .

پاس آ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی' تو جب اس نے اچانک دیکھا کہ بچہ اکیلا ہی خبیب کے پاس' اس کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو وہ یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہوگئی جسے خبیب رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا' تو وہ بولے: کیا تم ڈرتی ہو کہ میں اسے قتل کر ڈالوں گا' نہیں نہیں میں یہ کام نہیں کروں گا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذِهِ الْقِصَّةَ شُعَيْبُ ابنُ أبِي حَمْزَةَ عن الزُّهْرِيِّ قال : أخبرني عُبَيْدُ الله بنُ عِيَاضٍ أنَّ ابْنَةَ الْحَارِثِ أخْبَرَتْهُ أنَّهُمْ حِينَ [أجْمَعُوا] يَعني لِقَتْلِهِ ، اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا ، فَأعَارَتْهُ .

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ نے یہ قصہ بواسطہ زہری روایت کیا' تو کہا: مجھے عبیداللہ بن عیاض نے بیان کیا کہ حارث کی بیٹی نے اسے بتایا کہ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ کیا کہ وہ خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالیں گے تو انہوں نے اس لڑکی سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف کی صفائی کر لیں تو وہ اس نے انہیں دے دیا۔

فائدہ: مریض کو جب اندازہ ہو کہ اس کا وقتِ آخر آن پہنچا ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی ظاہری طہارت اور صفائی کا اہتمام کر لے یعنی ناخن تراش لے' مونچھیں کاٹ لے' بغلوں اور زیر ناف کی صفائی کر لے تاکہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہو تو اس کا وجود بھی مسنون طہارت کا مظہر ہو' لیکن اگر کوئی قریب المرگ شخص بالوں وغیرہ کی صفائی نہ کر سکا ہو تو پھر اس کو اس کے حال میں ہی رہنے دیا جائے۔ کیونکہ بعد الموت اس طرح صفائی کا کوئی حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ غالباً اسی لیے امام مالک وغیرہ نے اسے بدعات میں شمار کیا ہے۔ (المدونة الکبریٰ: ١/٢٥٦ و احکام الجنائز للالبانی' ص:٣٠٨)

(المعجم ١٢، ١٣) - باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ حُسْنِ الظَّنِّ بِاللهِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ١٧)

باب:١٢'١٣- مستحب ہے کہ انسان موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھے

٣١١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى

٣١١٣- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

٣١١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالٰى، عند الموت، ح: ٢٨٧٧ من حديث عيسى بن يونس به .

ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأعمَشُ عن أبي سُفْيَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ، قال: «لَا يَمُوتُ أَحَدُكُم إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے فرمایا تھا: ''تم میں سے کسی کی موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ عمدہ گمان رکھتا ہو۔''

فائدہ: عمدہ گمان ظاہر بات ہے وہی کر سکتا ہے جس نے مومنانہ اور صالحانہ زندگی گزاری ہو۔ ایک غیر مومنانہ اور غیر صالحانہ زندگی گزارنے والے کا حسن ظن ایسے ہی ہوگا جیسے تخم حنظل بو کر شیریں اور خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھنا۔ اس لیے مسئلہ تو یہی ہے کہ انسان کو اپنے اللہ کے ساتھ ہمیشہ ہی عمدہ اور بہترین گمان رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ ظاہری' باطنی اور دنیا و آخرت کے تمام امور میں اچھا معاملہ فرمائے گا' مگر شرط ہے کہ بتقاضائے شریعت اس کی واقعی بنیاد بھی ہو یعنی ایمان وتقو اور عمل صالح سے مزین ہو۔ اس سے اعراض کر کے یا عناد کا رویہ رکھ کر اللہ تعالیٰ پر تمنائیں باندھنا سراسر دھوکہ ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ رب العلمین ہے' اس کے اپنے فیصلے ہیں۔ قرآن وسنت سے ہٹ کر کسی کے متعلق حتمی طور پر کچھ کہنا روا نہیں ہے۔ بہر حال مومن کو 'امید اور خوف' دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ صحت و عافیت کے دنوں میں خوف کا پہلو کسی قدر غالب رہے تو اچھا ہے' لیکن بوقت رحلت امید کا پہلو غالب رکھنا چاہیے کہ وہ ''الرحمٰن' الرحیم'' اپنے خاص فضل سے عفو وستر کا معاملہ فرمائے گا۔

(المعجم ١٣، ١٤) - باب ما يُسْتَحَبُّ مِنْ تَطْهِيرِ ثِيَابِ الْمَيِّتِ عِنْدَ الْمَوْتِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۳' ۱۴- مستحب ہے کہ قریب الموت آدمی کے کپڑے پاک صاف کر دیے جائیں

٣١١٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنَا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ

۳۱۱۴- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہن لیے۔ پھر کہنے لگے: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میت کو انھی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں اسے موت آئے گی۔''

٣١١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٤٠ من حديث سعيد بن الحكم بن أبي مريم به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٥، والحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا».

فائدہ: مومن کا امتیازی وصف ہے کہ وہ ہمیشہ پاک صاف رہتا ہے اور اللہ عزوجل بھی [مُتَطَهِّرِيْن] سے محبت رکھتا ہے۔ تو چاہیے کہ آخرت کے سفر میں، جس میں کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے مسلمان کا جسم اور لباس خوب عمدہ اور پاک صاف ہو۔ خیال رہے کہ لوگ محشر میں ابتداءً بے لباس اٹھائے جائیں گے اور پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعد ازاں محمد رسول اللہ ﷺ کو لباس دیا جائے گا اور ان کے بعد دیگر مومنین کو، تو جس نے جس قسم کا لباس اختیار کیا ہوگا، اسے اسی قسم کا لباس دیا جائے گا مگر "لباس التقو" ہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے بغیر ظاہری لباس لغو و بے معنی ہیں اور عربی محاورہ میں [طاهر الثوب] "پاک صاف کپڑوں والا" ایسے آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے اخلاق و کردار میں صاف ستھرا ہو اور اس کے برعکس کو [دنس الثوب] "میلے کچیلے کپڑوں والا" سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اس کا اخلاق و کردار گندا اور میلا ہے۔

(المعجم ١٤، ١٥) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ مِنَ الْكَلَامِ (التحفة ١٩)

باب: ۱۴، ۱۵- میت کے پاس کس قسم کی گفتگو کی جائے

٣١١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن أبِي وَائِلٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذَا حَضَرْتُمُ المَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإنَّ المَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى ما تَقُولُونَ»، فَلَمَّا مَاتَ أبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أقُولُ؟ قال: «قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَأعْقِبْنَا عُقْبَى صَالِحَةً» قالَتْ: فَأعْقَبَنِي اللهُ تَعَالٰى بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ.

۳۱۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی قریب الموت آدمی کے پاس جاؤ تو اچھی بات بولو۔ بلاشبہ تم جو کچھ بولتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔" جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: تم یوں کہو: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَ أَعْقِبْنَا عُقْبٰى صَالِحَةً] "اے اللہ! اس کی بخشش فرما اور ہمیں اس کے بعد بہترین صالح بدل عنایت فرما۔" کہتی ہیں: پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ) کے بدلے میں حضرت محمد ﷺ عنایت فرما دیے۔

فائدہ: انسانوں کے معیار ان کے اپنے خیال میں خواہ کتنے ہی عمدہ اور بلند کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے معیار کا انہیں اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جیسا شوہر کون ہو سکتا ہے مگر رسول اللہ ﷺ

٣١١٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ٩١٩ من حديث الأعمش به.

کی اطاعت میں مذکورہ دعا کا اثر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کا حرم بنا کر ''ام المومنین'' کے شرف سے نوازا۔ اس لیے چاہیے کہ میت کے تمام وارث مذکورہ دعا پڑھیں اور اللہ عزوجل سے بہترین بدل کی امید رکھیں۔ بلکہ اگر یہ دعا [اَللّٰھُمَّ اَعْقِبْنَا عُقْبیٰ صَالِحَةً] دوسری ضائع ہو جانے والی چیزوں کے موقع پر بھی پڑھ لی جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین بدل عنایت فرمائے گا۔

(المعجم ١٥، ١٦) - **بَابٌ: فِي التَّلْقِينِ** (التحفة ٢٠)

باب: ۱۵، ۱۶- قریب المرگ کو تلقین کرنے کا بیان

٣١١٦- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِيُّ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

۳۱۱۶- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی آخری بات [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

٣١١٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

۳۱۱۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کو کلمہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کی تلقین کرو۔''

فوائد و مسائل: ① ''تلقین'' کی مسنون صورت یہ ہے کہ مرنے والے کو کہا جائے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] پڑھ لو جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے فرمایا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (مسند احمد: ۳/ ۱۵۲، ۱۵۴، ۲۶۸) دوسری ایک صورت جو ہمارے ہاں مروج ہے کہ پاس بیٹھنے والے خود یہ کلمہ مناسب آواز سے پڑھتے ہیں تاکہ اسے یاد دہانی ہو جائے۔ حسب احوال اس کے اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ② حدیث میں مذکور شرف و فضیلت ان کلمہ گو لوگوں کے لیے ہے جو عملاً اس کے تقاضے پورے کرتے اور شرک و بدعت سے باز اور بیزار

٣١١٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٧ عن أبي عاصم الضحاك بن مخلد به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥١، ٥٠٠، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٧١٩ وغيره.

٣١١٧- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتٰى: لا إله إلا الله، ح: ٩١٦ من حديث بشر بن المفضل به.

رہے ہوں۔لیکن محض رسمی و رواجی طور پر کلمے کا ورد کرتے رہنے والے اور عملاً شرک و بدعت کے مرتکب اگر مرتے وقت بھی اس انداز میں کلمہ پڑھیں تو.... واللہ اعلم... مفید نہیں۔ہاں اگر اس عزم و نیت سے پڑھیں کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کلمہ کے تقاضے پورے کروں گا تو ان شاء اللہ ضرور مفید اور باعث بشارت ہے۔فرمایا: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ (فاطر:۱۰) ''تمام تر پاکیزہ ستھرے کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند کرتا ہے۔''

(المعجم ١٦، ١٧) - باب تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢١)

باب:۱۶، ۱۷-میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہییں

٣١١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ حَبِيبٍ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ، فَصَيَّحَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقالَ: «لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ المَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ»، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي المَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ، [يا] رَبَّ الْعَالَمِينَ؛ اللَّهُمَّ؛ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ».

۳۱۱۸-حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ ؓ کے پاس آئے جبکہ (روح قبض ہونے کے بعد) ان کی نظر پھٹ گئی تھی، تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔پس ان کے گھر والے چیخ و پکار کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لیے بددعائیں مت کرو، بلکہ اچھے بول بولو، کیونکہ جو تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے (بطور دعا) فرمایا: ''اے اللہ! ابوسلمہ کی بخشش فرما، ہدایت یافتہ لوگوں کے ساتھ اس کے درجات بلند کر اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں تو ہی اس کا خلیفہ بن۔اور اے رب العلمین! ہماری اور اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس کی قبر کو فراخ اور روشن کر دے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَغْمِيضُ الْمَيِّتِ بَعْدَ خُرُوجِ الرُّوحِ؛ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ مُحَمَّدِ ابنِ النُّعْمَانِ الْمُقْرِيءَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَيْسَرَةَ - رَجُلًا عَابِدًا - يَقُولُ: غَمَّضْتُ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ میت کی آنکھیں اس کی روح نکل جانے کے بعد بند کی جائیں۔کہتے ہیں: میں نے محمد بن محمد بن نعمان المقرئ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے ابومیسرہ سے سنا جو کہ ایک عابد انسان تھے، وہ

٣١١٨- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في إغماض الميت والدعاء له، إذا حضر، ح: ٩٢٠ من حديث أبي إسحاق الفزاري به، أثر جعفر المعلم ضعيف * أبوميسرة مجهول الحال(تقريب).

جَعْفَرًا الْمُعَلِّمَ - وَكَانَ رَجُلًا عَابِدًا - فِي حَالَةِ الْمَوْتِ، فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي لَيْلَةَ مَاتَ يَقُولُ: أَعْظَمُ مَا كَانَ عَلَيَّ تَغْمِيضُكَ لِي قَبْلَ أَنْ أَمُوتَ.

کہتے تھے: میں نے جعفر المعلم کی حالت موت (نزع) میں آنکھیں بند کر دیں...... اور یہ ایک عابد انسان تھے...... تو میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے: میری موت سے پہلے ہی تمہارا میری آنکھیں بند کر دینا میرے لیے بہت بڑی بات تھی۔

فائدہ: روح پرواز کر جانے کے بعد میت کے ساتھ پہلا کام یہی کرنا چاہیے کہ اس کی آنکھیں بند کر دینی چاہییں' اس کے لیے اور اس کے اہل کے لیے دعا کی جائے اور اسے مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

(المعجم ١٧، ١٨) - **بَابٌ: فِي الاسْتِرْجَاعِ** (التحفة ٢٢)

باب: ۱۷، ۱۸- (کسی بھی مصیبت کے وقت) إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھنے کا بیان

٣١١٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنَا ثَابِتٌ عن ابنِ عُمَرَ ابنِ أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِيهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَصَابَتْ أَحَدَكُمْ مُصِيبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لله وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ! عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا وَأَبْدِلْ لِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا».

۳۱۱۹- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت آ پڑے' تو چاہیے کہ یوں کہے: [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيبَتِي فَأْجُرْنِي فِيهَا' وَ أَبْدِلْ لِي بِهَا خَيْرًا مِنْهَا] ''ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ اے اللہ! اس مصیبت میں' میں تجھ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں' مجھے اس میں اجر عنایت فرما اور اس (مفقود) کے بدلے مجھے اس سے بڑھ کر بہتر بدل عنایت فرما۔''

فائدہ: کسی بھی قسم کے چھوٹے بڑے نقصان یا کسی عزیز کے فوت ہو جانے پر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اور امید رکھنی چاہیے کہ اللہ عزوجل بہتر صورت میں اس کا بدل عنایت فرمائے گا۔

٣١١٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/٣١٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٩١٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٠٧١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/١٦، ١٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٩١٨ وغيره.

(المعجم ١٨، ١٩) - **بَابٌ: فِي الْمَيِّتِ يُسَجَّى** (التحفة ٢٣)

باب:۱۸، ۱۹-میت کو ڈھانپ دینے کا بیان

٣١٢٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حدثنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُجِّيَ فِي ثَوْبِ حِبَرَةٍ.

۳۱۲۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کو (ان کی وفات پر) ایک منقش دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔

(المعجم ١٩، ٢٠) - **باب الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْمَيِّتِ** (التحفة ٢٤)

باب:۱۹، ۲۰-قریب المرگ کے پاس قرآن پڑھنے کا مسئلہ

٣١٢١- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بنُ مَكِّيٍّ الْمَرْوَزِيُّ الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عن سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي عُثْمَانَ - وَلَيْسَ بالنَّهْدِيِّ - عَنْ أَبِيهِ، عن مَعْقِلِ بن يَسَارٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَؤُا ﴿يٰس﴾ عَلٰى مَوْتَاكُمْ». وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ الْعَلَاءِ.

۳۱۲۱-حضرت معقل بن یسار ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰس پڑھا کرو۔'' اور یہ لفظ ابن العلاء کے ہیں۔

ملحوظہ: حدیث ضعیف ہے۔ (مزید دیکھیے' احکام الجنائز' شیخ البانی ؒ مسئلہ ۱۵) اس لیے قریب المرگ شخص پر سورۂ یٰس پڑھنے کا رواج صحیح نہیں ہے۔ اس کی بجائے اس کے لیے یہ دعا کی جائے کہ یا اللہ! اس کے لیے اس مرحلۂ سخت کو آسان فرمادے۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - **باب الْجُلُوسِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ** (التحفة ٢٥)

باب:۲۰، ۲۱-مصیبت کے وقت (غم کے سبب سے) بیٹھنے کا بیان

٣١٢٠- **تخريج:** أخرجه مسلم، الجنائز، باب تسجية الميت، ح:٩٤٢ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبر والشملة، ح: ٥٨١٤ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٥٣ .

٣١٢١- **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح:١٤٤٨ من حديث عبدالله بن المبارك به * أبوعثمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان وأبوه لا يعرف، والحديث ضعفه الدارقطني، وله شاهد موقوف عند أحمد: ٤/ ١٠٥، وسنده ضعيف.

٣١٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ كَثِيرٍ عنْ يَحْيَى بن سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ الله بنُ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ الله ﷺ في المَسْجِدِ يُعْرَفُ في وَجْهِهِ الْحُزْنُ. وَذَكَرَ الْقِصَّةَ.

۳۱۲۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرات زید بن حارثہ‘ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ؓ کی شہادتیں ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرے پر غم کے اثرات نمایاں تھے۔ اور (راوی نے) قصہ بیان کیا۔

فائدہ: اہل میت اور ان کے اعزہ واحباب کو ایسے موقع پر بیٹھنا اور اکٹھے ہونا مباح ومستحب ہے لیکن یہ کوئی ضروری نہیں کہ زمین ہی پر بیٹھا جائے بلکہ حسب احوال چٹائیوں‘ چارپائیوں یا کرسیوں پر بیٹھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تاہم تین دن تک اس طرح تعزیت کے لیے آنے جانے والوں کی خاطر بیٹھنے کو لازم سمجھنا غلط ہے‘ کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ایک جائز رواج ہی کہا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب. علاوہ ازیں ان ایام میں تعزیت کے لیے آنے والا شخص حاضرین سمیت پہلے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو ضروری سمجھتا ہے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا یا اہل میت اس طریقے کو اختیار نہیں کرتے‘ تو برا منایا جاتا ہے اور اس شخص کو یا اہل میت کو دعا کا منکر باور کرایا جاتا ہے‘ حالانکہ مسئلہ دعا کی اہمیت وفضیلت کا نہیں ہے‘ اس لیے کہ وہ تو مسلمہ ہے‘ دعا کی اہمیت وفضیلت کا کوئی منکر نہیں۔ اصل مسئلہ مسنون طریقے سے دعا کرنے کا ہے۔ بار بار ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ایک رسم ہے اور اس میں اکثر کچھ پڑھا بھی نہیں جاتا‘ یا صرف فاتحہ خوانی کر لی جاتی ہے‘ حالانکہ سورۂ فاتحہ میں میت کے لیے مغفرت کی دعا کا کوئی پہلو ہی نہیں ہے۔ گویا یہ طریقہ ایک تو مسنون نہیں ہے‘ صرف رسم ہے۔ دوسرے‘ میت کے حق میں اس طرح مغفرت کی دعا بھی بالعموم نہیں ہوتی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر تعزیت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ وہ طریقہ حسب ذیل ہے: اوّل تو میت کے اہل خانہ کا اس طرح اہتمام کے ساتھ مسلسل چند دن بیٹھنا ہی‘ ایسا عمل ہے جس کا ثبوت عہد رسالت وعہد صحابہ وتابعین میں ملنا نہایت مشکل ہے۔ اصل بات جنازے اور تدفین میں شریک ہو کر میت کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ہے۔ اس کے بعد اہل میت کے لیے خاص طور پر دریاں یا صفیں بچھا کر بیٹھنا محل نظر ہے‘ تدفین کے بعد ان کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ اور اہل میت جب بھی اور جہاں بھی ملیں ان سے تعزیت کر لی جائے۔ تعزیت کن الفاظ میں اور کس طرح کی جائے؟ بہتر یہ ہے کہ اہل میت کو سب سے پہلے صبر ورضا کی تلقین کی جائے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن﴾ پڑھ کر‘ سب کے لیے اسی انجام سے دوچار ہونے کو واضح کیا جائے۔ میت کے حق میں بغیر ہاتھ اٹھائے مغفرت کی دعا کی جائے اور اہل میت کے لیے صبر جمیل

٣١٢٢- تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما ينهى من النوح والبكاء والزجر عن ذلك، ح: ١٣٠٥، ومسلم، الجنائز، باب التشديد في النياحة، ح: ٩٣٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

کی۔ اور وہ دعائیں پڑھی جائیں جو اس موقع پر نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ؓ کا بچہ عالم نزع میں تھا' انہوں نے نبی ﷺ کو بلانے کے لیے پیغام بھیجا' تو آپ نے انہیں صبر واحتساب کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: [إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى وَ كُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى] (صحيح البخاري' الجنائز' باب: ۳۲' حديث: ۱۲۸۴) ''بے شک اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا' اور اسی کا ہے جو اس نے دیا' اور ہر ایک کے لیے اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے۔'' جب حضرت ابوسلمہ ؓ فوت ہو گئے' تو نبی ﷺ ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ 'وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ' وَ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ' وَ افْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ' وَ نَوِّرْلَهُ فِيهِ] (صحيح مسلم' الجنائز' حديث: ۹۲۰) ''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما' اس کے درجے مہدیین میں بلند فرما' اور اس کے پیچھے رہ جانے والوں میں اس کے بعد تو ان کا جانشین بن اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما' اے رب العالمین! اس کی قبر میں کشادگی فرما اور اس کو اس کے لیے منور فرما دے۔'' جس کو یہ مسنون دعائیں اور الفاظ یاد نہ ہوں' تو وہ اپنی زبان میں ہاتھ اٹھائے بغیر میت کے لیے مغفرت کی اور اہل خانہ کے لیے صبر جمیل کی دعا کرے اور اس قسم کی باتیں کرے جس سے پسماندگان کو تسلی ملے اور ان کے دل ودماغ سے صدمے کے اثرات کم ہوں۔ اس موقع پر بھی چونکہ نبی ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت نہیں ہے' اس لیے اس رواج سے بچا جائے اور سنت کے مطابق ہاتھ اٹھائے بغیر دعا کی جائے۔

(المعجم ۲۱، ۲۲) - بَابُ التَّعْزِيَةِ (التحفة ۲٦)

باب: ۲۱' ۲۲-تعزیت کا بیان

۳۱۲۳- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بن مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: حَدَّثَنا الْمُفَضَّلُ عن رَبِيعَةَ بنِ سَيْفٍ الْمَعَافِرِيِّ عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عن عَبْدِ الله بن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ [يومًا] يَعْنِي مَيِّتًا، فَلَمَّا فَرَغْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ الله ﷺ وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا حَاذَى

۳۱۲۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے' ہم بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے۔ جب آپ اپنے دروازے کے سامنے آئے تو رک گئے' ہم نے دیکھا کہ ایک خاتون آ رہی ہے' میرا خیال ہے کہ آپ نے اسے پہچان لیا تھا۔ جب وہ جانے لگی تو معلوم

۳۱۲۳- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب النعي، ح: ۱۸۸۱ من حديث ربيعة بن سيف به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۷۳، ۳۷٤، ووافقه الذهبي ✽ ربيعة بن سيف وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث.

بَابَهُ وَقَفَ، فَإِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ. قَالَ: أَظُنُّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا ذَهَبَتْ إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ، فقالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَخْرَجَكِ يَافَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ؟» قالَتْ أَتَيْتُ يَارَسُولَ اللهِ! أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَّيْتُهُمْ بِهِ، فقالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَلَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى؟ قالَتْ: مَعَاذَ اللهِ!! وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ. قالَ: «لَوْ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى»، فَذَكَرَ تَشْدِيدًا فِي ذٰلِكَ، فَسَأَلْتُ رَبِيعَةَ عن الْكُدَى فَقَالَ: الْقُبُورُ فِيمَا أَحْسَبُ.

ہوا کہ وہ حضرت فاطمہ ؓ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ! تم اپنے گھر سے کیوں نکلی ہو؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ان گھر والوں کے پاس آئی تھی اور میں نے ان کی میت کے لیے دعا اور اس کے متعلق تعزیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور تو شاید ان کے ساتھ کُدٰی (مقابر کی طرف) بھی گئی ہوگی؟'' انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ! جب کہ میں نے آپ کو اس بارے میں فرماتے سنا ہے جو آپ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ان کے ساتھ کُدٰی جاتی تو......'' آپ نے بڑی سخت بات ذکر فرمائی۔

(مفضل کہتے ہیں کہ) میں نے ربیعہ سے کُدیٰ کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ قبریں ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔ لیکن علماء نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا' کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ البتہ اس کے عموم سے صرف وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر وضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادی ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - باب الصَّبْرِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ (التحفة ٢٧)

باب:۲۲'۲۳- صبر درحقیقت وہی ہے جو صدمہ آتے ہی کیا جائے

٣١٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن

۳۱۲۴- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے بچے

٣١٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبري، ح: ١٢٥٢، ومسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ٩٢٦ من حديث شعبة به.

ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: أَتَى نَبِيُّ الله ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى صَبِيٍّ لَهَا، فقَالَ لَهَا: «اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي»، فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِي أَنْتَ بِمُصِيبَتِي، فَقِيلَ لَهَا: هٰذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْهُ، فَلَمْ تَجِدْ عَلَى بَابِهِ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله، لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى»، أَوْ «عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ».

پر رو رہی تھی آپ نے اس سے فرمایا: ''اللہ کا تقو اختیار کر اور صبر کر۔'' وہ بولی: تمہیں میری مصیبت کی کیا پروا؟ اس عورت سے کہا گیا: یہ تو نبی ﷺ ہیں۔ تب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس نے آپ کے دروازے پر چوکیدار نہ پائے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر وہی ہوتا ہے جو پہلے صدمہ کے وقت ہو۔''

فوائد ومسائل: ① رونے پیٹنے اور چیخنے چلانے کے بعد جب انسان ویسے ہی تھک ہار جاتا ہے تو اسے صبر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت آئے تو اس پر ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن﴾ کے علاوہ کچھ نہ کہا جائے' اللہ کے فیصلے پر تسلیم ورضا کا مظاہرہ کیا جائے اور جزع فزع' نوحہ وماتم اور اللہ کا شکوہ نہ کیا جائے۔ ② شدت جذبات اور آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے اس عورت سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں جو تقصیر ہوئی' آپ نے اسے معاف فرما دیا۔ ③ جو شخص اپنے نابالغ بچوں کی وفات پر صبر ورضا کا اظہار کرے' اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے قبل فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں پر اپنی رحمت کی برکت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' باب فضل من مات له ولد فاحتسب' حدیث: ۱۲۴۸) اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں' اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث: ۱۲۵۱) علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ آپ نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے یعنی فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے' تو ایک عورت نے کہا' اور دو بچوں کا کیا حکم ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کا بھی یہی حکم ہے۔'' (صحیح البخاری' الجنائز' حدیث: ۱۲۴۹)

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابٌ: فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۳' ۲۴ - میت پر رونا

٣١٢٥- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۳۱۲۵- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے منقول ہے

٣١٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: "يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه"، ح: ١٢٨٤، ومسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، ح: ٩٢٣ من حديث عاصم الأحول به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَاصِمِ الأَحْوَلِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عن أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ: أَنَّ ابْنَةً لِرَسُولِ الله ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ وَأَحْسِبُ أُبَيًّا أَنَّ ابْنِي أَوِ ابْنَتِي قَدْ حُضِرَ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ يُقْرِىءُ السَّلَامَ فَقَالَ: «قُلْ: لله مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ» فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَأَتَاهَا، فَوُضِعَ الصَّبِيُّ فِي حِجْرِ رَسُولِ الله ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: «إِنَّهَا رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِن عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ».

کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا' جبکہ میں' سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور غالباً اُبی رضی اللہ عنہ بھی آپ علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' میرا بیٹا یا بیٹی نزع کی کیفیت میں ہے تو آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور فرمایا: ''اسے کہو کہ اللہ جو لے لے اور جو عنایت فرما دے سب اسی کا ہے اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔'' اس نے آپ ﷺ کو دوبارہ قسم دے کر بلوایا تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر بچے کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں دے دیا گیا جب کہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ رحمت ہے' اللہ جن کے متعلق چاہتا ہے ان کے دلوں میں اسے ڈال دیتا ہے اور اللہ اپنے انھی بندوں پر رحمت فرماتا ہے جو رحم دل ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① میت پر فرط غم سے آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا' ایک فطری امر ہے۔ اس لیے یہ کوئی معیوب بات نہیں' بلکہ یہ دل کی نرمی اور رحم دلی کی علامت ہوتی ہے۔ ② جس شخص کا دل سخت ہو' ایسے موقعوں پر فطری طور پر جو غم ہوتا ہے' اس کا بھی جائز طور پر اظہار نہ ہو تو یہ سنگ دلی ہے جو ممدوح نہیں ہے۔ یہ کیفیت قابل علاج ہے۔ اور اس کا علاج ہے موت کو کثرت سے یاد کرنا' قبرستان کی زیارت اور یتیم کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرنا۔ ان اعمال کو بجالانے سے دل کی سختی نرمی سے بدل سکتی ہے۔ ③ کہیں قریب میں بھی کوئی پیغام لینا دینا ہو' تو حسن ادب یہ ہے کہ پہلے سلام کہلایا جائے۔

٣١٢٦- حَدَّثَنا شَيْبَانُ بنُ فَرُّوخَ: حدثنا سُلَيْمَانُ بن المُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۳۱۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی: ''میرے ہاں آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے والد کے

٣١٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال، وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ٢٣١٥ عن شيبان بن فروخ به، وأصله عند البخاري، ح: ١٣٠٣.

الله ﷺ: «وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي، إِبْرَاهِيمَ» فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

نام پر "ابراہیم" رکھا ہے۔" اور حدیث بیان کی۔

قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، إِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ».

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں (عالم نزع میں) بے چین ہو رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں' پھر آپ نے فرمایا: "آنکھ روتی ہے' دل انتہائی غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں ہمارے رب کی رضا ہے۔ ابراہیم! تیرے فراق پر ہم غمگین ہیں۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صاحب اختیار نہ تھے' بلکہ اللہ کی بارگاہ میں بالکل بے اختیار' عاجز اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے بندے اور رسول تھے...... ﷺ...... آپ کا یہ اسوۂ حسنہ ہر مسلمان کے لیے قابل اتباع ہے۔ اس میں غم کا فطری اظہار بھی ہے اور یہ رب کے فیصلے پر تسلیم و رضا کا آئینہ دار بھی ہے۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - بَابٌ: فِي النَّوْحِ (التحفة ٢٩)

باب: ۲۴'۲۵-نوحے کا بیان

٣١٢٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَن أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ.

۳۱۲۷-حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: بے شک' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

٣١٢٨- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أخبرنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ الْحَسَنِ بنِ عَطِيَّةَ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: لَعَنَ رَسُولُ

۳۱۲۸-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور اسے سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

٣١٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأحكام، باب بيعة النساء، ح: ٧٢١٥ عن مسدد به مطولاً، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ٩٣٦/ ٣٢ عن حفصة به.

٣١٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٥ عن محمد بن ربيعة به * محمد بن الحسن بن عطية العوفي وأبوه ضعيفان، وجده ضعيف مدلس، وللحديث شواهد ضعيفة عند البيهقي: ٤/ ٦٣ وغيره.

الله ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ.

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے مگر دوسری صحیح احادیث کی روشنی میں مسئلہ اسی طرح ہے کہ نوحہ سننا بھی جائز نہیں۔ ② ''نوحہ'' سے مراد میت پر آواز اور پکار کے ساتھ رونا' یعنی چیخم دھاڑ مچانا' بین کرنا' بال نوچنا' سر میں خاک ڈالنا اور کپڑے پھاڑنا وغیرہ ہے۔ہاں اس کے بغیر غم کے تأثر اور رحم دلی کی بنا پر آنسوؤں کا نکل آنا کوئی معیوب چیز نہیں ہے۔ ③ نوحہ کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے' اسے سننا اور ایسی مجالس میں حاضر ہونا بھی ناجائز اور حرام ہے' بالخصوص عشرۂ محرم میں شیعوں کی طرف سے بپا کی جانے والی معروف مجلسوں میں جانا بھی ناجائز ہے۔قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ لَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائده: ۲/۵) ''گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔''

٣١٢٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ وَأَبِي مُعَاوِيَةَ المَعنى، عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ المَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ تَعْنِي ابنَ عُمَرَ، إنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ: «إنَّ صَاحِبَ هٰذَا لَيُعَذَّبُ وَأَهْلُهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ»، ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ١٨] قالَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ: عَلٰى قَبْرِ يَهُودِيٍّ.

۳۱۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' یہ حدیث حضرت عائشہ ؓ کے سامنے بیان کی گئی' تو انہوں نے کہا: (حضرت ابن عمر ؓ بھول گئے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ) نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے' تو فرمایا تھا: ''بے شک یہ قبر والا عذاب دیا جا رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔'' پھر حضرت عائشہ ؓ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى﴾ ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' ہناد نے ابو معاویہ سے روایت کرتے ہوئے وضاحت کی کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے تھے۔

فائدہ: مرنے والا اگر کافر ہو یا بالفرض مسلمان بھی ہو مگر نوحہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو یا اس عمل پر راضی ہو تو اہل خانہ کے نوحہ کرنے سے اسے عذاب ہوگا۔اس صورت میں اسے عذاب دیا جانا مذکورہ آیت کے خلاف نہیں' البتہ اگر وہ اس عمل سے بیزار رہا ہو اور منع کر گیا ہو' پھر پیچھے والے یہ غیر شرعی کام کریں تو وہ اس سے بری ہوگا' لہٰذا

٣١٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ٣٩٨٠، ٣٩٨١ من حديث عبدة به، ورواه مسلم، ح: ٩٣٢، والبخاري، ح: ٣٩٧٩ من طريق آخر عن هشام به.

مومنوں کو چاہیے کہ اپنے وارثوں کو نوحہ یا بین کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے رہا کریں۔ حضرت عائشہ ؓ نے اس حدیث کو اس آیت کے خلاف سمجھا' اس لیے اس کی مذکورہ تاویل کی۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مذکورہ مفہوم کے مطابق اس حدیث اور آیت میں کوئی تخالف نہیں ہے' اس لیے یہ حدیث بھی اس طرح صحیح ہے جس طرح حضرت ابن عمر ؓ نے اسے بیان کیا ہے۔

٣١٣٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن يَزِيدَ بنِ أَوْسٍ قال: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ ثَقِيلٌ، فَذَهَبَتِ امْرَأَتُهُ لِتَبْكِيَ أَوْ تَهُمَّ بِهِ، فقالَ لَهَا أَبُو مُوسَى: أَمَا سَمِعْتِ مَا قَالَ رَسُولُ الله ﷺ؟ قالَتْ: بَلٰى، قالَ: فَسَكَتَتْ، قال: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو مُوسَى قالَ يَزِيدُ: لَقِيتُ المَرْأَةَ فَقُلْتُ لَهَا: [مَا] قَوْلُ أَبِي مُوسَى لَكِ، أَمَا سَمِعْتِ ما قَالَ رَسُولُ الله ﷺ، ثُمَّ سَكَتِّ؟ قالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَمَنْ سَلَقَ وَمَنْ خَرَقَ».

٣١٣٠- حضرت یزید بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے ہاں گیا جب کہ وہ (بیماری کے باعث) بہت ہی تکلیف میں تھے' تو ان کی بیوی رونے لگی یا اس کی تیاری کرنے لگی۔ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے اس سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا؟ کہنے لگی: ہاں' میں نے سنا ہے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو رہی۔ جب حضرت ابوموسیٰ ؓ کی وفات ہوگئی تو یزید کہتے ہیں کہ میں اس خاتون سے ملا اور اس سے پوچھا کہ وہ کیا بات تھی جو ابوموسیٰ نے آپ سے کہی تھی کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا اور پھر آپ خاموش ہو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو کوئی (مصیبت میں) بال مونڈے یا بین کرے (یا منہ پیٹے) یا کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

٣١٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ ابنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ، عَامِلُ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّبَذَةِ قال: حَدَّثَنِي

٣١٣١- حضرت اسید بن ابی اسید ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی' کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عہد لیے

٣١٣٠- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب شق الجيوب، ح: ١٨٦٦، ١٨٦٧ من حديث منصور * إبراهيم النخعي مدلس، ويزيد بن أوس مجهول الحال، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٢٩٦، ومسلم، ح: ١٠٤ وغيرهما.

٣١٣١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٦٤ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٦٦٧.

أَسِيدُ بْنُ أَبِي أَسِيدٍ عن امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ قالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ في الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا وَلَا نَدْعُوَ وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَلَا نَنْشُرَ شَعْرًا.

تھے کہ نیکی کے کاموں میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی...... اس میں یہ بھی تھا کہ چہرہ نہیں نوچیں گی' ہائے وائے نہیں کریں گی' کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور بال نہیں نوچیں گی۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - باب صَنْعَةِ الطَّعَامِ لِأَهْلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٠)

باب:۲۵'۲۶-اہل میت کے لیے کھانا تیار کرنا

٣١٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثني جَعْفَرُ بْنُ خَالِدٍ عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله ابنِ جَعْفَرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرٌ يَشْغَلُهُمْ».

۳۱۳۲-حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو بلاشبہ انہیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔'' (ان کے پاس حضرت جعفر ؓ کی شہادت کی خبر آئی تھی۔)

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل میت کے گھر میں تین دن تک کھانا پکانا جائز نہیں۔ لیکن نبی ﷺ کا یہ فرمان تو عین موقع کے وقت کے لیے تھا' اسے تین دن تک لمبا کرنا شرعاً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس سے اصل مقصود اہل میت سے اظہارِ ہمدردی تھا' محض کھانے پکانے کی ممانعت نہیں۔ اس لیے اس سے استدلال کر کے اہل میت کے گھر کھانا پکانے کو یکسر ممنوع قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ البتہ ایک اور رواج' جو عام ہو گیا ہے' شرعاً محل نظر ہے اور وہ ہے جنازے میں شریک ہونے والوں کے لیے کھانا پکانا اور دعوتِ عام کا اہتمام کرنا۔ جنازے میں شریک ہونے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو قریبی اعزہ' جو دور دراز کے علاقوں (مختلف شہروں) سے آتے ہیں' وہ فوراً واپس جا بھی نہیں سکتے اور میت سے خصوصی تعلق کی وجہ سے ان کا فوراً واپس چلے جانا مناسب بھی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم کے لوگ' جو تعداد میں عام طور پر قریبی اعزہ سے زیادہ ہوتے ہیں' جو دوست احباب' اہل محلہ واہل مسلک پر مشتمل ہوتے ہیں' ان کی شرکت نماز جنازہ یا زیادہ سے زیادہ تدفین تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اوّل الذکر قسم کے لوگوں کے لیے کھانا تیار کرنا تو یقیناً جائز ہے' کیونکہ وہ میت کے نہایت قریبی ہوتے ہیں اور ان کا قیام بھی اہل میت کے پاس ہی ہوتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر

٣١٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الطعام يصنع لأهل الميت، ح:٩٩٨، وابن ماجه، ح:١٦١٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ١/٣٧٢، ووافقه الذهبي.

لوگوں کے لیے بھی کھانا تیار کرنا اوران کو دعوتوں کی طرح کھانا کھلانا یا انہیں کھانے پر مجبور کرنا یا دعوتِ عام کی منادی کرنا تکلیف مالایطاق ہے جو شرعاً محل نظر ہے۔ یہ طریقہ اصحابِ ثروت نے شروع کیا ہے جن کے لیے چند دیگیں پکا لینا کوئی مشکل امر نہیں' لیکن اس رواج نے کم وسائل والے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ بنابریں اس موقع پر تمام شرکائے جنازہ کے لیے دعوت عام کا اہتمام کرنا' قابل اصلاح ہے۔ کھانے کا یہ اہتمام صرف قریبی اعزہ کے لیے ہونا چاہیے۔ دوسرے لوگوں کے لیے اس کا اہتمام کیا جائے' نہ دوسرے لوگ اس میں شریک ہی ہوں۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - **بَابٌ: فِي الشَّهِيدِ يُغَسَّلُ؟** (التحفة ٣١)

باب: ۲۶'۲۷- شہید کو غسل دینے کا مسئلہ؟

٣١٣٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى؛ ح: وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ في صَدْرِهِ أوْ في حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُدْرِجَ في ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ. قالَ: وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ.

۳۱۳۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' کہا: ایک شخص کو اس کے سینے یا حلق میں ایک تیر آ لگا اور وہ فوت ہو گیا تو اسے اسی طرح اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا۔ کہتے ہیں: (اس واقعہ میں) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

٣١٣٤- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أيُّوبَ وَعِيسَى ابنُ يُونُسَ [الطَّرْطُوسِيُّ] قالَا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابنُ عَاصِمٍ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَتْلَى أُحُدٍ أنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَأنْ يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ.

[وَهٰذَا لَفْظُ زِيَادٍ].

۳۱۳۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا تھا: ''ان کے ہتھیار اور (چمڑے کی) پوستین اتار لیے جائیں اور انہیں ان کے خونوں اور کپڑوں ہی میں دفن کیا جائے۔''

[یہ الفاظ زیاد بن ایوب کے ہیں]

٣١٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٤٤ من حديث أبي داود به، وأحمد: ٣/٣٦٧ من حديث إبراهيم بن طهمان به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨١٢ * أبوالزبير عنعن.

٣١٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الشهداء ودفنهم، ح: ١٥١٥ من حديث علي بن عاصم به، وهو ممن تكلم فيه * وعطاء بن السائب اختلط.

٣١٣٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنَا ابْنُ وَهْبٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - قال: أخبرني أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ شُهَدَاءَ أُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوا وَدُفِنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ.

٣١٣٥-حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ شہدائے احد کو غسل نہیں دیا گیا' انہیں ان کے خونوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا اور جنازہ بھی نہیں پڑھا گیا۔

فوائد ومسائل: ① شہید معرکہ کے لیے یہی ہے کہ اسے اسی طرح بلا غسل' خون میں لت پت اور انہیں کپڑوں میں دفن کر دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا ہے۔ جیسے کہ مذکورہ احادیث میں آیا ہے۔ ② مذکورہ احادیث' ان لوگوں کی دلیلیں ہیں جو شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن بعض روایات سے نماز جنازہ پڑھنے کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں توسُّع ہے اور دونوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے راجح مسلک پہلا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے کا صرف جواز ہی ہے۔ اس جواز کی بنیاد پر شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کو اشتہار بازی اور پروپیگنڈے کا ذریعہ بنالینا' کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے۔ اس طریقے سے تو اس کا جواز بھی محل نظر قرار پا جاتا ہے۔

٣١٣٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابنَ الْحُبَابِ؛ ح: وَحَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ يَعْنِي المَرْوَانِيَّ، عن أُسَامَةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ المَعنى: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ عَلٰى حَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَقَالَ: «لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ في نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتَّى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ، حَتَّى يُحْشَرَ مِنْ بُطُونِهَا»، وَقَلَّتِ الثِّيَابُ

٣١٣٦-حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ ؓ کے پاس سے گزرے جب کہ ان کا مُثلہ کیا گیا تھا۔ (ان کی نعش سے ناک اور کان وغیرہ کاٹ لیے گئے تھے۔) تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ بات نہ ہو کہ (ان کی بہن) صفیہ (ؓ) سے برداشت نہیں ہو سکے گا تو میں اسے (حضرت حمزہ کی نعش کو) ایسے ہی چھوڑ دوں حتی کہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور پھر یہ ان کے پیٹوں ہی سے محشر میں آئیں۔'' اور

٣١٣٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٣٦٥، ٣٦٦ من حديث أسامة بن زيد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، انظر، ح: ٣١٣٨.

٣١٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قتلى أحد وذكر حمزة، ح: ١٠١٦ عن قتيبة بن سعيد به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٣/ ١٩٦، ووافقه الذهبي * الزهري عنعن.

وَكَثُرَتِ الْقَتْلَى فَكَانَ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالثَّلَاثَةُ يُكَفَّنُونَ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

(احد میں) کپڑے کم پڑ گئے اور مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو ایک ایک دو دو اور تین تین کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا۔

زَادَ قُتَيْبَةُ: ثُمَّ يُدْفَنُونَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْأَلُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ قُرْآنًا» فَيُقَدِّمُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ.

قتیبہ نے مزید کہا: اور ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق دریافت فرماتے جاتے تھے کہ ان میں سے قرآن کس کو زیادہ یاد ہے؟ پھر اسے قبلہ کی جانب آگے کر دیتے تھے۔

فائدہ: عالم دین اور حافظ قرآن موت کے بعد بھی دوسروں سے آگے ہوتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں آنے والی اذیت جس قدر بھی ہو اللہ کے ہاں رفع درجات کا باعث ہوگی۔

٣١٣٧- حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قال: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِحَمْزَةَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ.

٣١٣٧- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت حمزہ ؓ کے پاس سے گزرے (اور دیکھا کہ) ان کا مُثلہ کیا گیا ہے تو آپ نے ان کے سوا کسی اور کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فائدہ: اس سے شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٣١٣٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن ابْنِ شِهَابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ وَيَقُولُ: «أَيُّهُمَا أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ،

٣١٣٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو اکٹھا کرتے اور دریافت فرماتے: ''ان میں قرآن کسے زیادہ یاد ہے؟'' جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لحد میں آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ''میں قیامت کے روز ان کے لیے گواہ ہوں گا۔'' آپ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے خونوں ہی میں دفن کیا جائے

٣١٣٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ١/ ٥٠٢ من حديث عثمان بن عمر به، وللحديث شواهد عنده: ١/ ٥٠٣ وعند غيره ※ أسامة هو ابن زيد الليثي، وشيخه صرح بالسماع عند الطحاوي في رواية أخرى.

٣١٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوة على الشهيد، ح: ١٣٤٣ من حديث الليث بن سعد به.

فَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ.

اور انہیں غسل نہیں دیا۔

٣١٣٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن اللَّيْثِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ بِمَعْنَاهُ قال: يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۳۱۳۹- حضرت لیث نے اس حدیث کو مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ آپ ﷺ نے شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ایک کفن میں اکٹھا کیا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - **بَابٌ: فِي سَتْرِ الْمَيِّتِ عِنْدَ غُسْلِهِ** (التحفة ٣٢)

باب: ۲۷، ۲۸- میت کو غسل دیتے ہوئے اس کے لیے پردہ کرنا

٣١٤٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عَنْ حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَاصِمِ بن ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۳۱۴۰- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی ران عریاں نہ کر اور نہ کبھی کسی زندہ یا میت کی ران کو دیکھ۔''

٣١٤١- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بن إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بنُ عَبَّادٍ عن أَبِيهِ عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ ﷺ قالُوا: وَالله؛ مَا

۳۱۴۱- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ صحابۂ کرام نے جب نبی ﷺ کو غسل دینا چاہا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کہ آیا ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنی میتوں کے اتار دیتے ہیں یا انہیں ان کے کپڑوں سمیت ہی

٣١٣٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣١٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ح: ١٤٦٠ من حديث ابن جريج به، وانظر، ح: ٤٠١٥ * حبيب بن أبي ثابت عنعن، بينه وبين عاصم عمرو بن خالد الواسطي وهو متهم بالكذب، متروك.

٣١٤١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل الرجل امرأته وغسل المرأة زوجها، ح: ١٤٦٤ من حديث محمد بن إسحاق به مختصرًا، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ٢١٥٦، ٢١٥٧، وابن الجارود، ح: ٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٣/ ٥٩، ووافقه الذهبي، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٧٦٨، وصححه البيهقي في الدلائل: ٧/ ٢٤٢.

نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُولَ الله ﷺ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ: أَنِ اغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ، فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَغَسَلُوهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيَدْلُكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ.

غسل دیں۔ پس جب ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا' تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی' ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے سے جا لگی۔ پھر گھر کی جانب سے ایک بات کرنے والے نے بات کی' کسی کو خبر نہیں کہ وہ کون تھا کہ نبی ﷺ کو ان کے کپڑوں سمیت ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو آپ کی قمیص سمیت غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر ہی سے پانی ڈالتے جاتے تھے اور آپ کی قمیص ہی سے آپ کو ملتے جاتے تھے بغیر اس کے کہ آپ کے جسم کو ان کے ہاتھ لگیں۔ حضرت عائشہ ؓ کہا کرتی تھیں: اگر مجھے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا جس کا بعد میں ہوا ہے' تو آپ کو آپ کی ازواج ہی غسل دیتیں۔

فوائد ومسائل: ① میت کو غسل دیتے ہوئے بالکل عریاں کرنا جائز نہیں بلکہ ستر عورۃ (پردے والی چیزوں کو چھپانے) کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ ② شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو غسل دے تو جائز ہے۔ جیسے کہ حضرت علی ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو اور حضرت اسماء ؓ نے حضرت ابوبکر ؓ کو غسل دیا تھا۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - باب كَيْفَ غُسْلُ الْمَيِّتِ (التحفة ٣٣)

باب: ۲۸'۲۹- میت کو کیسے غسل دیا جائے؟

٣١٤٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ الْمَعْنَى عَنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدِ بن سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فقالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

۳۱۴۲- حضرت ام عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی کی وفات ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تین یا پانچ بار غسل دو یا اس سے بھی زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو' ایسے پانی کے ساتھ جس میں بیری کے پتے ملے ہوں' اور آخری بار میں کچھ کافور بھی ملا لینا'

٣١٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر، ح:١٢٥٣، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح:٩٣٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٢.

إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي»، فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ، فقال: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

اور جب تم غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا۔" چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: "اسے اس کے جسم کے ساتھ لپیٹ دو۔"

قَالَ [أبو دَاوُدَ] عَنْ مَالِكٍ: تَعْنِي إِزَارَهُ وَلَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: دَخَلَ عَلَيْنَا.

امام ابوداود رشلٹنے فرماتے ہیں: امام مالک رشلٹنے سے [حَقو] کی بجائے [إِزَار] کا لفظ مروی ہے۔ (اور معنی ایک ہی ہے یعنی تہبند) اور مسدد نے [دَخَل عَلَيْنَا] کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① میت کو کم از کم تین بار غسل دینا مستحب ہے اور اگر ضرورت ہو تو پانچ بار یا اس سے زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ ② غسل کے پانی میں بیری کے پتے ابال لیے جائیں تو بہتر ہے اور ایسے ہی آخری بار میں کچھ کافور ملا لینا بھی مستحب ہے۔ ③ کسی مسلمان کے مستعمل کپڑے کو بطور کفن استعمال کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ ﷺ کی چادر بالخصوص متبرک تھی' تاہم اس نیت سے کسی اور کا کپڑا استعمال نہ کیا جائے۔

٣١٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَأَبُو كَامِلٍ بِمَعْنَى الْإِسْنَادِ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عَنْ حَفْصَةَ أُخْتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۳۱۴۳- حضرت ام عطیہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے (دختر رسول ﷺ کی تجہیز و تکفین میں) ان کے بالوں کی تین لٹیں بنائی تھیں۔

٣١٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: وَضَفَرْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ثُمَّ أَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا مُقَدَّمَ رَأْسِهَا وَقَرْنَيْهَا.

۳۱۴۴- حضرت ام عطیہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بٹ دیں اور پھر ان لٹوں کو ان (محترمہ) کے پیچھے ڈال دیا' یعنی سر کے آگے کے بال اور دونوں اطراف والے۔

٣١٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث يزيد بن زريع به.

٣١٤٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب: يلقى شعر المرأة خلفها، ح: ١٢٦٣، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩ من حديث هشام بن حسان به.

۳۱٤٥- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ لَهُنَّ في غَسْلِ ابْنَتِهِ: «ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۳۱۴۵- حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں فرمایا تھا: ’’ان کی دائیں اطراف اور اعضائے وضوء سے غسل شروع کریں۔‘‘

۳۱٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

۳۱۴۶- محمد بن سیرین ؒ نے ام عطیہ ؓ سے حدیث بیان کی جو امام مالک ؒ کی روایت کے ہم معنی ہے۔

زَادَ في حَدِيثِ حَفْصَةَ عن أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِ هٰذَا. وَزَادَتْ فِيهِ: «أوْ سَبْعًا أوْ أكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ».

اور حدیث حفصہ (بنت سیرین) جو ام عطیہ ؓ سے مروی ہے اس میں بھی اسی کی مانند ہے' لیکن اس میں یہ اضافہ ہے: ’’یا سات بار غسل دو یا اس سے زیادہ اگر ضرورت محسوس کرو۔‘‘

۳۱٤٧- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ: أنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْغُسْلَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، يَغْسِلُ بالسِّدْرِ مَرَّتَيْنِ وَالثَّالِثَةَ بِالْمَاءِ وَالْكَافُورِ.

۳۱۴۷- جناب محمد بن سیرین ؒ غسلِ میت کی روایت حضرت ام عطیہ ؓ سے بیان کیا کرتے تھے۔ (یا غسل میت کا طریقہ انہوں نے ام عطیہ ؓ سے سیکھا تھا) اور وہ میت کو دو بار بیری کے پانی سے نہلاتے اور تیسری بار کافور ملے پانی سے۔

فائدہ: میت کو غسل دینے کا مسئلہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے' لہٰذا علماء کو چاہیے کہ طلباء اور جوانوں کو اور گھروں میں عورتوں کو بھی سکھائیں اور میت کو غسل دینا کوئی حقیر کام نہیں' بلکہ ایک مسلمان کی عظیم خدمت اور بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۳۱٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن من الوضوء والغسل، ح: ١٦٧، ومسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ٩٣٩/ ٤٣ من حديث إسماعيل ابن علية به.

۳۱٤٦ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٣١٤٢.

۳۱٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣١٤٢، وأخرجه البيهقي: ٣/ ٣٨٩ من حديث أبي داود به * قتادة عنعن، وح: ٣١٤٢ يغني عنه.

(المعجم ٢٩، ٣٠) - بَابٌ: فِي الْكَفَنِ (التحفة ٣٤)

باب:۲۹'۳۰-کفن کا بیان

٣١٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ عنْ أبي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ عن النَّبيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ في كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبيُّ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ باللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إلَّا أَنْ يَضْطَرَّ إنْسَانٌ إلٰى ذٰلِكَ، وَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «إذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

۳۱۴۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک روز خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اپنے ایک صحابی کا ذکر کیا جو فوت ہو گیا تھا اور اس کو معمولی کفن دیا گیا اور رات ہی میں دفن کر دیا گیا تو نبی ﷺ نے اس بات پر ڈانٹا کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے حتی کہ آپ ﷺ اس کا جنازہ پڑھ لیں الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو عمدہ کفن دے۔''

فائدہ: اس سے مراد مہنگا اور قیمتی کفن نہیں بلکہ سادہ' صاف ستھرا اور مکمل کفن ہے۔ اس بیان میں یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسلمان بھائی کو کفن دینا' ایک مستحسن کام ہے۔

٣١٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا الأوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: أُدْرِجَ رَسُولُ الله ﷺ في ثَوْبِ حِبَرَةٍ ثُمَّ أُخِّرَ عَنْهُ.

۳۱۴۹-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (پہلے) حِبَرَہ (منقش دھاری دار چادر کا) کفن پہنایا گیا تھا مگر اسے اتار لیا گیا۔

٣١٥٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ

۳۱۵۰-حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہم میں

٣١٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ٩٤٣ من حديث ابن جريج به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٥.

٣١٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٧/ ٢٤٨ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ١٦١. وله شاهد عند مسلم، ح: ٩٤١.

٣١٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في السنن الكبرى: ٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به، وحسنه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ٢/ ١٠٨، وللحديث شاهد عند أحمد: ٣/ ٣١٩.

عَبْدِ الْكَرِيم: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بنُ عَقِيلِ بنِ مَعْقِلٍ عن أَبِيهِ، عن وَهْبٍ يَعْنِي ابنَ مُنَبِّهٍ، عن جَابِرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا تُوُفِّيَ أَحَدُكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيُكَفَّنْ فِي ثَوْبٍ حِبَرَةٍ».

سے جب کوئی فوت ہو جائے اور اسے وسعت حاصل ہو تو چاہیے کہ اس کا کفن حبرہ (منقش دھاری دار چادر) کا ہو۔"

٣١٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن هِشَامٍ قالَ: أخبرني أَبِي قالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ الله ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

٣١٥١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا' ان میں قمیص تھی' نہ پگڑی۔

٣١٥٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: مِنْ كُرْسُفٍ قال: فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ: «فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدِ حِبَرَةٍ» فقالَتْ: قَدْ أُتِيَ بِالْبُرْدِ، وَلٰكِنَّهُمْ رَدُّوهُ وَلَمْ يُكَفِّنُوهُ فِيهِ.

٣١٥٢- ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے والد' حضرت عائشہ ؓ سے اس کے مثل روایت کیا اور مزید کہا کہ یہ کپڑے سوتی تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ؓ سے لوگوں کی یہ بات ذکر کی گئی کہ "آپ ﷺ کو دو کپڑوں اور ایک منقش دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔" تو انہوں نے کہا: مخطط چادر لائی گئی تھی مگر انہوں نے اسے واپس کر دیا تھا اور اس میں کفن نہیں دیا تھا۔

٣١٥٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنَا ابنُ

٣١٥٣- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

٣١٥١- تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن بغير قميص، ح:١٢٧٢ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح:٩٤١ من حديث هشام بن عروة به.

٣١٥٢- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه مسلم من حديث حفص به.

٣١٥٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:٣/ ٤٠٠ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢٢، وللحديث لون آخر عند ابن ماجه، ح:١٤٧١ * يزيد بن أبي زياد ضعيف واختلط، وللحديث شواهد ضعيفة في التلخيص الحبير: ٢/ ١٠٨.

إدْرِيسَ عن يَزِيدَ يَعْنِي ابنَ أبي زِيَادٍ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كُفِّنَ رَسُولُ الله ﷺ في ثَلَاثَةِ أثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ: الْحُلَّةُ ثَوْبَانِ، وقَمِيصِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

ایک حُلّہ جو دو کپڑوں پر مشتمل تھا اور ایک ان کی اپنی قمیص جس میں ان کی وفات ہوئی۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قال عُثْمَانُ: في ثَلَاثَةِ أثْوَابٍ، حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، وَقَمِيصُهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ایک سرخ حُلّہ اور ایک قمیص جس میں آپ کی وفات ہوئی۔

(المعجم ٣٠-٣١) - **باب كَرَاهِيَةِ الْمُغَالَاةِ فِي الْكَفَنِ** (التحفة ٣٥)

باب: ۳۰'۳۱- کفن مہنگا بنانا مکروہ ہے

٣١٥٤- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ هَاشِمٍ أبُو مَالِكٍ الْجَنْبِيُّ عن إسْمَاعِيلَ بنِ أبي خَالِدٍ، عن عَامِرٍ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: لَا تَغَالِيَ في كَفَنٍ، فَإنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغَالَوْا فِي الْكَفَنِ فَإنَّهُ يُسْلَبُهُ سَلْبًا سَرِيعًا».

۳۱۵۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کفن مہنگا نہیں ہونا چاہیے۔ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: "کفن مہنگا مت بنایا کرو بلاشبہ یہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے۔"

فائدہ: روایت ضعیف ہے بہرحال کفن مہنگا بنانا ناجائز ہی ہے نیز اس میں مال کا اسراف بھی ہے۔

٣١٥٥- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعْمَشِ، عَنْ أبِي وَائِلٍ، عن خَبَّابٍ، قال: مُصْعَبُ بنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إلَّا نَمِرَةٌ،

۳۱۵۵- حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کے روز شہید ہو گئے۔ ان کے پاس ایک ہی سفید و سیاہ دھاری دار اونی چادر تھی۔ ہم جب اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں

٣١٥٤- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤٠٣ من حديث أبي داود به * عمرو بن هاشم لين الحديث، وإسماعيل بن أبي خالد عنعن، وفي السند انقطاع بين عامر الشعبي وعلي رضي الله عنه.

٣١٥٥- **تخريج**: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩١٣ وح: ٦٤٣٢ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ٩٤٠ من حديث سفيان الثوري به.

كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الإِذْخِرِ».

نکل آتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر ننگا ہو جاتا‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور قدموں پر تھوڑی سی اِذخر (گھاس) ڈال دو۔“

فوائد و مسائل: ① اصل یہی ہے کہ کفن میت کے اپنے مال میں سے ہو۔ ② کفن میں ایک چادر بھی کفایت کر جاتی ہے۔ ③ کفن کا کپڑا تنگ ہو تو سر ڈھانپ کر پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دی جائے۔ ④ ہمارے صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی زندگی انتہائی کفاف (گزارے) والی تھی کہ بعض کے لیے پورا کفن بھی میسر نہ ہوتا تھا!

٣١٥٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدَّثَني ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثني هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن حَاتِمِ بنِ أَبِي نَصْرٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ عن أَبِيهِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ، وَخَيْرُ الأُضْحِيَّةِ: الْكَبْشُ الأَقْرَنُ».

٣١٥٦- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کفن حُلّہ ہے (دو چادریں) اور بہترین قربانی مینڈھا ہے جو سینگوں والا ہو۔“

(المعجم ٣١، ٣٢) - بَابٌ: فِي كَفَنِ الْمَرْأَةِ (التحفة ٣٦)

باب: ٣١‘ ٣٢- عورت کے کفن کا بیان

٣١٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبِي عَنِ ابنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي نُوحُ بنُ حَكِيمٍ الثَّقَفِيُّ، وَكَانَ قَارِئًا لِلْقُرْآنِ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي عُرْوَةَ بنِ مَسْعُودٍ يُقَالُ لَهُ: دَاوُدُ، - قَدْ وَلَّدَتْهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ زَوْجُ النَّبِيِّ

٣١٥٧- حضرت لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ بیان کرتی ہیں کہ میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے حضرت ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں (ان کے کفن کے لیے) سب سے پہلے اپنا تہبند عنایت فرمایا‘ پھر قمیص‘ پھر اوڑھنی‘ پھر ایک چادر ان کو لپیٹنے کے لیے‘ پھر ان

٣١٥٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ما جاء فيما يستحب من الكفن، ح: ١٤٧٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٢٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ١٥١٧.

٣١٥٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/٦ من حديث يعقوب بن إبراهيم به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٨٠ * نوح بن حكيم وثقه ابن حبان وحده، فهو مجهول الحال، وللحديث علة قادحة عند الزيلعي في نصب الراية: ٢/ ٢٥٨.

ﷺ - أنَّ لَيْلَى بِنْتَ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةَ قالَتْ: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُوم ابْنَةَ رَسُولِ الله ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا، فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ الله ﷺ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمارَ ثُمَّ المِلْحَفَةَ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ في الثَّوْبِ الآخَرِ، قالَتْ: وَرَسُولُ الله ﷺ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا، يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا.

(کپڑوں) کے بعد ان (دختر محترمہ) کو ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹا گیا۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کفن لیے دروازے کے پاس تشریف فرما تھے اور ہمیں ایک ایک کپڑا دیتے جاتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے عورت کے لیے کفن میں مرد سے زیادہ کپڑے استعمال کرنے کا جواز کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہٰذا مرد و عورت کفن کے کپڑوں میں برابر ہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٣٢، ٣٣) - بَابٌ: فِي الْمِسْكِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۲'۳۳- میت کو کستوری لگانا

٣١٥٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَمِرُّ بنُ الرَّيَّانِ عن أبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أطْيَبُ طِيبِكُمُ المِسْكُ».

۳۱۵۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری خوشبوؤں میں سے بہترین خوشبو کستوری ہے۔"

فائدہ: میت کو کوئی سی بھی عمدہ خوشبو لگانا مستحب ہے تاہم کستوری ہو تو بہتر ہے۔

(المعجم ٣٣، ٣٤) - باب تَعْجِيلِ الْجَنَازَةِ وَكَرَاهِيَةِ حَبْسِهَا (التحفة ٣٨)

باب: ۳۳'۳۴- جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا مستحب اور اسے روکے رکھنا مکروہ ہے

٣١٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ أبُو سُفْيَانَ وأحْمَدُ بنُ جَنَابٍ قالَا: حَدَّثَنا عِيسَى - قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ابنُ

۳۱۵۹- حصین بن وحوح سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: "میرا خیال ہے کہ طلحہ کی

٣١٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب المسك، ح: ١٩٠٧ من حديث المستمر بن الريان به، وأصله عند مسلم، ح: ٢٢٥٢/ ١٩.

٣١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٨ من حديث عيسى بن يونس به * سعيد بن عثمان وثقه ابن حبان وحده، ابن سعيد الأنصاري وأبوه لم أجد من وثقهما.

يُونُسَ - عن سَعِيدِ بنِ عُثْمَانَ الْبَلَوِيِّ عن عَزْرَةَ - قالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: عُرْوَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ - عن أبِيهِ، عن الْحُصَيْنِ بنِ وَحْوَحٍ: أنَّ طَلْحَةَ بنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَأتَاهُ النَّبيُّ ﷺ يَعُودُهُ فقالَ: «إنِّي لَا أُرَى طَلْحَةَ إلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ المَوْتُ، فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا، فَإنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أهْلِهِ».

موت آ گئی ہے۔ (جب ان کی وفات ہو جائے) تو مجھے اطلاع دینا اور جلدی کرنا' مناسب نہیں کہ مسلمان کی میت اس کے گھر والوں کے پاس پڑی رہے۔"

ملحوظہ: روایت ضعیف ہے' مگر دوسری صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنازے کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے۔

(المعجم ٣٤، ٣٥) - **بَابٌ: فِي الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ الْمَيِّتِ** (التحفة ٣٩)

باب: ۳۴'۳۵- میت کو نہلانے والے کے لیے غسل کرنے کا مسئلہ

٣١٦٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنا مُصْعَبُ بنُ شَيْبَةَ عن طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ الْعَنَزِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَغَسْلِ المَيِّتِ.

۳۱۶۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا: نبی ﷺ چار باتوں سے غسل کیا کرتے تھے: ① جنابت سے ② جمعہ کے روز ③ سینگی لگوا کر ④ اور میت کو غسل دے کر۔

٣١٦١- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي ابنُ أبي ذِئْبٍ عن الْقَاسِمِ بنِ عَبَّاسٍ، عن عَمْرِو بنِ

۳۱۶۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی میت کو نہلائے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔

٣١٦٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح:٣٤٨، ورواه ابن خزيمة، ح:٢٥٦ من حديث محمد بن بشر به.

٣١٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١/٣٠٣ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في التاريخ الكبير: ٦/٣٥٥، ٣٥٦، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

عُمَيْرٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ غَسَّلَ المَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

فائدہ: یہ عمل مستحب محض ہے' واجب نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز و بدعھا للالبانی رحمہ اللہ مسئلہ : ٣١)

٣١٦٢- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن إسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

٣١٦٢-اسحٰق مولیٰ زائدہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے اس کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا مَنْسُوخٌ، وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ، وَسُئِلَ عنِ الْغُسْلِ مِنْ غَسْلِ المَيِّتِ فقالَ: يُجْزِيهِ الْوُضُوءُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حکم منسوخ ہے' میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' ان سے سوال کیا گیا کہ میت کو نہلانے سے غسل کرنا کیسے ہے؟ انہوں نے کہا: اس کے لیے وضو کافی ہے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: أدْخَلَ أبُو صَالِحٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أبي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْحَدِيثِ يَعْني إسْحَاقَ مَوْلَى زَائِدَةَ قال: وَحَدِيثُ مُصْعَبٍ ضَعِيفٌ فِيهِ خِصَالٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوصالح نے اس حدیث کی سند میں اپنے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ''اسحٰق مولیٰ زائدہ'' کو بڑھا دیا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث مصعب بن شیبہ (حدیث : ٣١٦٠) ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں ہیں جن پر عمل نہیں۔

(المعجم ٣٥، ٣٦) - بَابٌ: فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ (التحفة ٤٠)

باب: ٣٥'٣٦-میت کو بوسہ دینا

٣١٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

٣١٦٣-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

٣١٦٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح:٩٩٣ وغيره، والحديث معمول به، والحمد لله.

٣١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في تقبيل الميت، ح:٩٨٩، وابن ماجه، ح:١٤٥٦ من حديث سفيان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيدالله ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار(كشف)، ح:٨٠٦، وأبي نعيم في الحلية: ١/ ١٠٥، وغيرهما.

أخبرنا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِ الله، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُقَبِّلُ عُثْمَانَ بنَ مَظْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ حَتَّى رَأَيْتُ الدُّمُوعَ تَسِيلُ.

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا جبکہ وہ فوت ہو گئے تھے' میں نے دیکھا کہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔

فائدہ: مسلمان کبھی بھی نجس نہیں ہوتا' زندگی میں نہ موت کے بعد۔ اور اپنی محبوب میت کو بوسہ دینا کسی طرح معیوب نہیں ہے' اور اس کے غم میں آنسوؤں کا نکل آنا ایک فطری بات ہے' اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٣٦، ٣٧) - بَابٌ: فِي الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ (التحفة ٤١)

باب: ٣٦' ٣٧- رات کے وقت میت کو دفن کرنا

٣١٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنَا أبُو نُعَيْمٍ عن مُحَمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ قال: أخبرني جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله - أوْ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله - قال: رَأَى نَاسٌ نَارًا في المَقْبَرَةِ فَأَتَوْهَا فَإذَا رَسُولُ الله ﷺ في الْقَبْرِ وَإذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُم» فَإذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بالذِّكْرِ.

٣١٦٤- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی' وہاں گئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں: ''اپنا صاحب مجھے پکڑاؤ۔'' پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ آدمی تھا جو اللہ کے ذکر (تلاوت قرآن) کے ساتھ اپنی آواز بلند کیا کرتا تھا۔

فائدہ: حسب مصلحت رات کے وقت میت کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گزشتہ حدیث (٣١٤٨ وغیرہ) میں رات کے وقت دفن پر جو زجر ہے اس کی وجہ بھی وہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر نہیں دی گئی تھی اور آپ ﷺ کے جنازہ پڑھائے بغیر ہی اسے دفن کر دیا گیا تھا۔

(المعجم ٣٧، ٣٨) - بَابٌ: فِي الْمَيِّتِ يُحْمَلُ مِنْ أَرْضٍ إلَى أَرْضٍ وَكَرَاهَةِ ذٰلِكَ (التحفة ٤٢)

باب: ٣٧' ٣٨- میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا ناپسندیدہ ہے

٣١٦٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣١، ٥٣ من حديث أبي نعيم به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٨١، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٣٦٨، ووافقه الذهبي * محمد بن مسلم الطائفي حسن الحديث، وثقه الجمهور.

٣١٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، عن نُبَيْحٍ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا حَمَلْنَا الْقَتْلَى يَوْمَ أُحُدٍ لِنَدْفِنَهُمْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَأْمُرُكُمْ أنْ تَدْفِنُوا الْقَتْلَى فِي مَضَاجِعِهِمْ، فَرَدَدْنَاهُمْ.

٣١٦٥- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم شہدائے احد کو دفن کرنے کے لیے اٹھا لائے تو رسول اللہ ﷺ کا منادی آیا اور کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان مقتولوں کو ان کے مقامات شہادت ہی پر دفن کرو۔ چنانچہ ہم نے انہیں وہیں لوٹا دیا۔

فائدہ: میت کو دفن کر دینے کے بعد بغیر کسی اہم مصلحتِ شرعی کے وہاں سے منتقل کرنا مکروہ ہے۔ (سنن ابی داود' الجنائز' رقم:٣٢٣٢) البتہ دفن سے پہلے منتقل کیا جا سکتا ہے اور بالخصوص شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوئی ہو۔ یہی افضل ہے۔

(المعجم ٣٨، ٣٩) - بَابٌ: فِي الصَّفِّ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٤٣)

باب:٣٨'٣٩- نماز جنازہ میں صف بندی کا بیان

٣١٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدٍ الْيَزَنِيِّ، عن مَالِكِ بنِ هُبَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إلَّا أوْجَبَ». قال: فَكَانَ مَالِكٌ إذَا اسْتَقَلَّ أهْلَ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ لِلْحَدِيثِ.

٣١٦٦- حضرت مالک بن ہبیرہ ؓ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھیں تو اللہ اس کے لیے (جنت) لازم کر دیتا ہے۔" بیان کیا کہ حضرت مالک ؓ جب کسی جنازہ میں لوگوں کی تعداد کم پاتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے امام شوکانی ؒ وغیرہ نے نماز جنازہ میں تین صفوں کی فضیلت کا اثبات کیا ہے۔

٣١٦٥- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الشهداء ودفنهم، ح:١٥١٦ من حديث سفيان به، ورواه النسائي، ح:٢٠٠٧، والترمذي، ح:١٧١٧، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٥٥٣، وابن حبان، ح:٧٧٤، ٧٧٥.

٣١٦٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب: كيف الصلوة على الميت والشفاعة له، ح:١٠٢٨، وابن ماجه، ح:١٤٩٠ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه الحاكم: ١/ ٣٦٢، ٣٦٣، ووافقه الذهبي * محمد بن إسحاق عنعن، وللحديث علة أخرى قادحة.

(نیل الاوطار: ۶۲/۴) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے مالک بن ہبیرہ کے اثر کو حسن قرار دے کر اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ تاہم دیگر روایات سے ثابت ہے کہ میت کے جنازے میں شریک ہونے والوں کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نمازی صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ محض نام کے رواجی مسلمان ہوں' نہ شرک و بدعت کا ارتکاب کرنے والے ہوں۔

(المعجم ٣٩، ٤٠) - **باب اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ** (التحفة ٤٤)

باب: ۳۹'۴۰- عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا

٣١٦٧- **حَدَّثنا** سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن حَفْصَةَ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: نُهِينَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

۳۱۶۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے مگر ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ عورتیں جنازے کے ساتھ نہ جائیں' اگر جائیں تو آداب شرعیہ کا لحاظ رکھنا واجب ہے' یعنی بے حجابی نہ ہو' بے صبری نہ ہو اور رونا پیٹنا بھی نہ ہو۔

(المعجم ٤٠، ٤١) - **باب فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَتَشْيِيعِهَا** (التحفة ٤٥)

باب: ۴۰'۴۱- جنازہ پڑھنے اور میت کے ساتھ جانے کی فضیلت

٣١٦٨- **حَدَّثنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سُمَيٍّ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قال: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ أَوْ أَحَدُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ».

۳۱۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور پھر اس پر نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے' اور جو اس کے ساتھ گیا حتی کہ (دفن سے) فراغت ہو گئی تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ ان دونوں قیراطوں میں سے چھوٹا اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا یا فرمایا کہ ان میں ایک قیراط احد پہاڑ جتنا ہوگا۔

٣١٦٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من المحيض، ح: ٣١٣ من حديث حماد بن زيد به مطولاً، ورواه مسلم، الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة . . . الخ، ح: ٩٣٨ بعد، ح: ١٤٩١ من حديث أيوب السختياني رحمه الله.

٣١٦٨ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي في مسنده، ح: ١٠٢٧ عن سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ٩٤٥/ ٤٥ من حديث أبي صالح.

فائدہ: دنیا میں قیراط ایک معمولی وزن ہے یعنی ۲۱۲۵. یا ۲۴۷۵. گرام۔ مگر ایمان' تقوی اور اپنے مسلمان بھائی کا حق ادا کرنے کی برکت سے اللہ عزوجل اس عمل کو پہاڑوں کے برابر کردے گا اور ایسا ہوجانا کوئی محال نہیں ہے اور ہر صاحب ایمان کو ایسے اعمال خیر کا حریص ہونا چاہیے۔

٣١٦٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حُسَيْنٍ الْهَرَوِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا الْمُقْرِىءُ: حدثنا حَيْوَةُ: حَدَّثني أبُو صَخْرٍ - وَهُوَ حُمَيْدُ بنُ زِيَادٍ - أنَّ يَزِيدَ بنَ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ حَدَّثَهُ أنَّ دَاوُدَ بنَ عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أبِي وَقاصٍ حَدَّثَهُ عن أبِيهِ: أنَّهُ كَانَ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ إذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ المَقْصُورَةِ فقَالَ: يَاعَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ؛ ألَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أبُو هُرَيْرَةَ إنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلَّى عَلَيْهَا»، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ، فَأرْسَلَ ابنُ عُمَرَ إلى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: صَدَقَ أبُو هُرَيْرَةَ.

۳۱۶۹- جناب داود بن عامر بن سعد بن ابی وقاص' اپنے والد (عامر) سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (عامر) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب ؓ کے پاس تھے کہ جناب خباب صاحب مقصورہ تشریف لائے اور کہا: اے عبداللہ بن عمر! کیا آپ نے سنا کہ حضرت ابوہریرہ ؓ کیا کہتے ہیں؟ ان کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص جنازے والے گھر سے اس کے ساتھ نکلا اور اس پر نماز پڑھی.....'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ ابن عمر ؓ نے یہ حدیث حضرت عائشہ ؓ سے پچھوائی تو انہوں نے فرمایا: ابوہریرہ نے سچ کہا ہے۔

فائدہ: شرعی مسائل کی معتبر' ثقہ اور علمی شخصیات سے تصدیق وتوثیق کرلینی چاہیے۔

٣١٧٠- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ شُجَاعٍ السَّكُونِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أبُو صَخْرٍ عن شَرِيكِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبِي نَمِرٍ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ

۳۱۷۰- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور پھر اس پر چالیس آدمی کھڑے ہوکر جنازہ پڑھیں' جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں' تو اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول کرلی

٣١٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب فضل الصلٰوة على الجنازة واتباعها، ح:٩٤٥ من حديث أبي عبدالرحمٰن عبدالله بن يزيد المقريء به.

٣١٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب من صلى عليه أربعون شفعوا به، ح:٩٤٨ عن الوليد بن شجاع به مطولاً.

فَيَقُومُ عَلَى جِنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ».

جاتی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جو لوگ اس بات کے متمنی ہوں کہ ان کی دعائیں قبول ہوا کریں اور بالخصوص اموات کے متعلق ان کی دعائیں منظور ہوں تو چاہیے کہ شرک سے دور رہیں اور ایمان وتقو کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔ ② جنازہ میں شرکت کے لیے موحدین (شرک وبدعت سے بے زار اور بری) حضرات کو بالخصوص اطلاع دی جائے تاکہ مرنے والے کو فی الواقع فائدہ پہنچے۔ مشرک ومبتدع لاکھوں اکٹھے ہو جائیں تو کیا فائدہ؟ اور جنازہ میں موحدین کی تعداد جس قدر زیادہ ہو مستحب ہے۔

(المعجم ٤١، ٤٢) - بَابٌ: فِي اتِّبَاعِ الْمَيِّتِ بِالنَّارِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۱، ۴۲- میت کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے

٣١٧١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ؛ ح: وحَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا أبو دَاوُدَ قالَا: حَدَّثَنَا حَرْبٌ يَعني ابنَ شَدَّادٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثني بابُ ابنُ عُمَيْرٍ: حَدَّثني رَجُلٌ مِنْ أهْلِ المَدِينَةِ عن أبِيهِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تُتْبَعُ الْجَنَازَةُ بِصَوْتٍ وَلَا نَارٍ».

۳۱۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنازے کے ساتھ کوئی آواز یا آگ نہ جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ هَارُونُ: «وَلَا يُمْشَى بَيْنَ يَدَيْهَا».

امام ابوداود نے فرمایا: (راویٔ حدیث) ہارون نے یہ اضافہ بیان کیا ہے: ”آگ اس کے آگے آگے نہ لے جائی جائے۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ میت کے ساتھ نوحہ کرنے والے نہیں ہونے چاہییں۔ نوحہ ہر جگہ ہی حرام ہے۔ اور آج کل جو بدعت چلی ہے کہ میت کو اٹھاتے ہوئے کلمۂ شہادت کلمۂ شہادت پکارتے جاتے ہیں حدیث میں وا آواز میں شامل ہے سنن الکبریٰ بیہقی اور کتاب الزھد میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ... کو اٹھائے ہوئے آواز بلند کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (سنن الكبرى للبيهقي: ۴/ ۷۴)

٣١٧١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٢٨ عن عبدالصمد به * باب بن عمير وثقه ابن حبان وحده، ورجل من أهل المدينة وأبوه مجهولان.

و كتاب الزهد لابن المبارك' ص:٨٣)اورآگ لے جانا بھی جائز نہیں جیسے کہ عیسائیوں وغیرہ کے ہاں مشعلیں لے جائی جاتی ہیں۔یا ہمارے ہاں لوگ قبروں پر اگر بتیاں لگاتے ہیں۔البتہ رات کے وقت دفن کے لیے روشنی کا اہتمام کرنا شرعی ضرورت کے تحت جائز ہے۔

(المعجم ٤٢، ٤٣) - **باب الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۲'۴۳-میت کے لیے کھڑے ہونے کا مسئلہ

٣١٧٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أبِيهِ، عن عَامِرِ بنِ رَبِيعَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إذَا رَأَيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أوْ تُوضَعَ».

۳۱۷۲-حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت ہے' انھیں نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ حتی کہ آگے گزر جائے یا اسے نیچے رکھ دیا جائے۔''

فائدہ: لیکن دوسری روایات میں ہے کہ بعد میں نبی ﷺ نے کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھنے کا حکم دیا۔اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے کھڑے ہونے کے حکم کو منسوخ قرار دیا ہے۔اور بعض علماء نے دونوں ہی باتوں کا جواز تسلیم کیا ہے۔

٣١٧٣- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أبِي صَالِحٍ عن ابنِ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا تَبِعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوا حَتَّى تُوضَعَ».

۳۱۷۳-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازے کے ساتھ جاؤ تو جب تک اسے نیچے نہ رکھ دیا جائے' مت بیٹھو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عن سُهَيْلٍ عن أبِيهِ عن أبِي هُرَيْرَةَ قالَ فِيهِ: «حَتَّى تُوضَعَ بالأرْضِ». وَرَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عن سُهَيْلٍ قال: «حَتَّى تُوضَعَ في اللَّحْدِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اس حدیث کو (سفیان) ثوری نے بواسطہ سہیل' اس کے والد سے اور اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اور اس میں کہا: ''حتی کہ اسے زمین پر رکھ دیا جائے۔'' جبکہ ابومعاویہ نے سہیل سے روایت کرتے ہوئے کہا: ''حتی

٣١٧٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:١٣٠٧، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح:٩٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣١٧٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حديث سفيان الثوري رواه البيهقي: ٤/ ٢٦.

کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے۔"

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَسُفْيَانُ أَحْفَظُ مِنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفیان (ثوری) ابومعاویہ کی نسبت زیادہ حافظ تھے۔

فائدہ: اس سے میت کے ساتھ جانے والوں کے لیے اس بات کا استحباب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک میت کو رکھ نہ دیا جائے' بیٹھنے سے گریز کیا جائے۔ لیکن بعد میں بیٹھنے کے حکم والی روایات سے بعض علماء کے نزدیک اس کا نسخ اور بعض کے نزدیک دونوں باتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

٣١٧٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا أبو عَمْرٍو عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ مِقْسَمٍ قال: حَدَّثَني جَابِرٌ قال: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إذْ مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا: فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَحْمِلَ إذَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إنَّمَا هِيَ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقالَ: «إنَّ المَوْتَ فَزَعٌ فَإذَا رَأيْتُمْ جَنَازَةً فَقُومُوا».

٣١٧٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا' آپ علیہ السلام اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب ہم نے اس کو کندھا دینا چاہا تو معلوم ہوا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "بلاشبہ موت ایک المناک حادثہ ہے' جب تم کوئی جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جایا کرو۔"

فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ لیکن اس کے بعد والی روایت میں صراحت ہے کہ بعد میں نبی ﷺ بیٹھنے لگ گئے تھے۔ اس لیے کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے یا پھر دونوں ہی باتیں جائز ہیں۔

٣١٧٥- حَدَّثَنا القَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن وَاقِدِ بنِ عَمْرِو ابنِ سَعْدِ بنِ مُعَاذٍ الأنْصَارِيِّ، عن نَافِعِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن مَسْعُودِ بنِ الْحَكَمِ،

٣١٧٥- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جنازوں کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے' مگر بعد میں بیٹھنے لگ گئے تھے۔

٣١٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لِجنازة يهودي، ح: ١٣١١، ومسلم، الجنائز، باب القيام للجنازة، ح: ٩٦٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣١٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب نسخ القيام للجنازة، ح: ٩٦٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٢.

عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قامَ في الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ.

٣١٧٦- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ بَهْرَامَ المَدَائِنِيُّ: حَدَّثَنا حَاتِمُ بنُ إسْمَاعِيلَ: أخبرنَا أبُو الأَسْبَاطِ الْحارِثِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ سُلَيْمَانَ بنِ جُنَادَةَ بنِ أبي أُمَيَّةَ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُومُ في الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوضَعَ في اللَّحْدِ، فَمَرَّ بِهِ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ فقالَ: هَكَذَا نَفْعَلُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَقالَ: «اجْلِسُوا، خَالِفُوهُمْ».

٣١٧٦-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے رہتے تھے حتی کہ اسے لحد میں اتار دیا جاتا' ایک یہودی عالم کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے کہا: ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ تو نبی ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔ ان کی مخالفت کرو۔''

فائدہ: کفار کی مخالفت کرنے کا حکم' ان کے دینی امور اور خاص قومی عادات میں ہے' امور عامہ وعادیہ میں نہیں۔

(المعجم ٤٣، ٤٤) - باب الرُّكُوبِ في الْجَنَازَةِ (التحفة ٤٨)

باب:٤٣'٤٤-جنازہ میں سوار ہوکر جانا

٣١٧٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: أخبرنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، عن ثَوْبَانَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِدَابَّةٍ وَهُوَ مَعَ الْجَنَازَةِ فَأَبَى أنْ يَرْكَبَ فَلَمَّا انْصَرَفَ

٣١٧٧-حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے' تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا' پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''تحقیق فرشتے چل رہے تھے تو مجھے لائق نہ تھا کہ وہ چل رہے

٣١٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس قبل أن توضع، ح:١٠٢٠، وابن ماجه، ح:١٥٤٥ من حديث أبي الأسباط بشر بن رافع الحارثي به، وقال الترمذي: "غريب، وبشر بن رافع ليس بالقوي في الحديث" * عبدالله بن سليمان بن جنادة ضعيف، وأبوه منكر الحديث، فالسند ضعيف جدًا، وللحديث شواهد ضعيفة. وحديث مسلم، ح:٩٦٢ يغني عنه.

٣١٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٢٣ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٥٥، ووافقه الذهبي * يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

أُتِيَ بِدَابَّةٍ فَرَكِبَ، فَقِيلَ لَهُ، فقالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَمْشِي فَلَمْ أَكُنْ لِأَرْكَبَ وَهُمْ يَمْشُونَ فَلَمَّا ذَهَبُوا رَكِبْتُ».

ہوں اور میں سوار ہو جاؤں' جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔"

فائدہ: صاحب ایمان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ فرشتے بھی اس کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں' نیز اصحاب فضل کا از حد ادب کرنا چاہیے جس کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں سوار ہونا پسند نہ فرمایا۔ ویسے جنازے کے ساتھ سوار ہو کے جانا جائز ہے' مگر سوار پیچھے پیچھے رہے۔

٣١٧٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حدثنا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ: سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قال: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ابنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ شُهُودٌ، ثُمَّ أُتِيَ بِفَرَسٍ فَعُقِلَ حَتَّى رَكِبَهُ، فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَسْعَى حَوْلَهُ ﷺ.

٣١٧٨- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن دحداح رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا اور ہم اس میں موجود تھے' پھر ایک گھوڑا لا کر باندھ دیا گیا حتی کہ آپ اس پر سوار ہو گئے' پھر وہ آپ کے ساتھ درمیانی رفتار سے تیز تیز چلنے لگا اور ہم بھی آپ کے ساتھ اردگرد میں تیز تیز چلنے لگے۔

(المعجم ٤٤، ٤٥) - باب الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۴'۴۵- جنازے کے آگے آگے چلنا

٣١٧٩- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حدثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

٣١٧٩- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ' ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ لوگ جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔

فائدہ: حسب احوال میت کے آگے آگے پیدل چلنا جائز ہے' اس میں میت کی کوئی بے ادبی نہیں ہوتی۔

٣١٧٨- تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ركوب المصلي على الجنازة إذا انصرف، ح: ٩٦٥ من حديث شعبة به.

٣١٧٩- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في المشي أمام الجنازة، ح: ١٠٠٧، ١٠٠٨، وابن ماجه، ح: ١٤٨٢، والنسائي، ح: ١٩٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وتابعه منصور وبكر ابن وائل وغيرهما، والحديث أعله الترمذي، وقال النسائي: "هذا خطأ، والصواب مرسل" * الصواب أنه متصل أيضًا، والزهري صرح بالسماع، والحمد لله.

٣١٨٠- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن يُونُسَ، عن زِيَادِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، قال: وَأَحْسَبُ أنَّ أهْلَ زِيَادٍ أخبروني أنَّهُ رَفَعهُ إلى النَّبيِّ ﷺ قال: «الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا وَأمَامَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ».

٣١٨٠- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''سوار آدمی جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل لوگ اس کے پیچھے' آگے' دائیں اور بائیں اس کے قریب قریب چلیں' اور بچہ جو ناقص پیدا ہوا اس کی بھی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔''

فوائد ومسائل: ① [اَلسِّقْطُ] (سین پر تینوں حرکات کے ساتھ) اس سے مراد نا تمام بچہ ہے۔ ② نا تمام پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بابت اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر ؓ کا قول ہے کہ بچہ اگر زندگی کی علامت کے ساتھ پیدا نہ ہو تو بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی قول ابن سیرین اور ابن مسیب ؒ کا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ؒ کا قول ہے کہ اگر اس پر چار مہینے دس دن گزر چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ جب پیدا ہو اور علامت زندگی موجود ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت جابر ؓ نے اتنا مزید کہا ہے کہ اگر زندگی کی علامت نہ ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اس کے قائل امام ابوحنیفہ' مالک' اوزاعی اور شافعی ؒ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب. (عون المعبود) شیخ البانی ؒ نے امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے قول کو راجح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٤٥، ٤٦) - بَابُ الإسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ٥٠)

باب:٤٥'٤٦- جنازہ جلدی لے جانے کا بیان

٣١٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن

٣١٨١- حضرت ابوہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جنازہ جلدی لے جاؤ' اگر

٣١٨٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الأطفال، ح:١٠٣١ من حديث زياد بن جبير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:١٥٠٧، والنسائي، ح:١٩٥٠، وصححه ابن حبان، ح:٧٦٩، والحاكم على شرط البخاري: ١/ ٣٦٣، ووافقه الذهبي.

٣١٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح:١٣١٥، ومسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنازة، ح:٩٤٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

أبي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عنْ رِقَابِكُمْ».

وہ نیک اور صالح ہے تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو وہ ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار پھینک رہے ہو۔"

فائدہ: وفات ہو جانے کے بعد میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنی چاہیے' دور دراز کے اقارب واحباب کو جمع کرنا اوران کی آمد کے انتظار میں تاخیر کرنا ایک غیر شرعی اور نا مناسب عمل ہے۔

۳۱۸۲- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ في جَنَازَةِ عُثْمَانَ بنِ أبي الْعَاصِ وَكُنَّا نَمْشِي مَشْيًا خَفِيفًا فَلَحِقَنَا أَبُو بَكْرَةَ فَرَفَعَ سَوْطَهُ فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ نَرْمُلُ رَمَلًا.

۳۱۸۲- حضرت عیینہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک تھے اور ہم میت کو اٹھائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہمیں پیچھے سے آن ملے تو انھوں نے اپنا کوڑا بلند کیا اور کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور (میت کو اٹھا کر) درمیانی چال سے دوڑ رہے ہوتے تھے۔

فائدہ: اس واقعہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں۔ صحیح "عبدالرحمٰن بن سمرہ" ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

۳۱۸۳- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ؛ ح: وحَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ عن عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَا:

۳۱۸۳- خالد بن حارث اور عیسیٰ بن یونس نے عیینہ بن عبدالرحمٰن سے یہ روایت نقل کی تو ان دونوں نے عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے جنازے کا ذکر کیا۔ اور کہا کہ (ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) اپنا خچر دوڑا کر لائے اور اپنے کوڑے سے اشارہ کیا۔

۳۱۸۲ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ١٩١٤ من حديث عيينة ابن عبدالرحمن به، وصححه الحاكم: ١/ ٣٥٥، ووافقه الذهبي * قوله عثمان بن أبي العاص وهم، والصواب في جنازة عبدالرحمن بن سمرة، انظر الحديث الآتي.

۳۱۸۳ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب السرعة بالجنازة، ح: ١٩١٣ من حديث خالد ابن الحارث به، وانظر الحديث السابق.

فِي جَنَازَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ قال: فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ بَغْلَتَهُ وَأَهْوَى بالسَّوْطِ.

٣١٨٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن يَحْيَى المُجَبِّرِ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ يَحْيَى بنُ عَبْدِ الله التَّيْمِيُّ - عن أبي مَاجِدَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: سَأَلْنَا نَبِيَّنَا ﷺ عَنِ المَشْيِ مَعَ الْجَنَازَةِ فقالَ: «مَا دُونَ الْخَبَبِ، إنْ يَكُنْ خَيْرًا تَعَجَّلَ إلَيْهِ، وَإنْ يَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَبُعْدًا لِأَهْلِ النَّارِ، وَالْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ، لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا».

٣١٨٤-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ سے پوچھا کہ جنازے کے ساتھ چلنے کا کیا ادب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”درمیانی سی تیز رفتار سے چلا جائے' اگر وہ نیک ہے تو بھلائی کی طرف جلدی لے جاتے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو دوزخیوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جنازہ آگے آگے ہونا چاہیے' پیچھے نہیں ہونا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اس کے آگے چلے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ، هُوَ يَحْيَى ابنُ عَبْدِ الله، وَهُوَ يَحْيَى الْجَابِرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے (یحییٰ المجبّر) یہ یحییٰ بن عبداللہ ہے اور یہی یحییٰ الجابر ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا كُوفِيٌّ، وَأَبُو مَاجِدَةَ بَصْرِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوفی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو مَاجِدَةَ هٰذَا لَا يُعْرَفُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابو ماجدہ بصری' غیر معروف راوی ہے۔

(المعجم ٤٦، ٤٧) - باب الإِمَامِ لَا يُصَلِّي عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ٥١)

باب:۴۶'۴۷-امام' خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھائے

فائدہ: امام سے مراد علاقے کا امام اعظم ہے اور معاشرے کی محترم و معتبر شخصیات بھی اسی کے تابع ہیں۔

٣١٨٥- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا

۳۱۸۵-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣١٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في المشي خلف الجنازة، ح: ١٠١١ من حديث يحيى المجبر به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٨٤ * يحيى بن عبدالله لين الحديث، وأبو ماجدة مجهول.

٣١٨٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلٰوة على القاتل نفسه، ح: ٩٧٨ من حديث زهير به مختصرًا.

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سِمَاكٌ: حدَّثني جَابِرُ بنُ سَمُرَةَ قال: مَرِضَ رَجُلٌ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ جَارُهُ إلى رَسُولِ الله ﷺ فقالَ لَهُ: إنَّهُ قَدْ مَاتَ، قال: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قال: أنَا رَأيْتُهُ، قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قال: فَرَجَعَ فَصِيحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ إلى رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: إنَّهُ قَدْ مَاتَ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنَّهُ لَمْ يَمُتْ»، قال: فَرَجَعَ فَصِيحَ عَلَيْهِ فقالَتِ امْرَأتُهُ انْطَلِقْ إلى رَسُولِ الله ﷺ فَأخْبِرْهُ، فقالَ الرَّجُلُ: اللَّهُمَّ الْعَنْهُ قال: ثُمَّ انْطَلَقَ الرَّجُلُ فَرَآهُ قَدْ نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ إلى النَّبيِّ ﷺ فَأخْبَرَهُ أنَّهُ قَدْ مَاتَ، قال: «وَمَا يُدْرِيكَ؟» قال: رَأيْتُهُ يَنْحَرُ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ مَعَهُ، قال: «أنْتَ رَأيْتَهُ؟» قال: نَعَمْ، قالَ: «إذًا لَا أُصَلِّي عَلَيْهِ».

کہ ایک شخص بیمار ہوگیا' (اس کے گھر والے) اس پر رونے لگے۔ تو اس کا ہمسایہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ وہ آدمی فوت ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تجھے کیا خبر؟" اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ وہ نہیں مرا ہے۔" تو وہ لوٹ گیا۔ گھر والے اس آدمی پر پھر رونے لگے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ وہ مرگیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ نہیں مرا ہے" تو وہ لوٹ گیا۔ تو لوگ اس پر پھر رونے لگے۔ اس کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں خبر کرو۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ پھر وہ آدمی آیا اور دیکھا کہ اس نے اپنے آپ کو تیر (یا نیزے) کے پھل سے جو اس کے پاس تھا ذبح کرلیا تھا۔ تو وہ نبی ﷺ کی طرف چلا اور آپ کو خبر دی کہ وہ مرگیا ہے۔ آپ نے کہا: "تمہیں کیسے خبر ہوئی؟" اس نے کہا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس نے نیزے کے پھل کے ساتھ اپنے آپ کو ذبح کرلیا ہے۔ آپ نے پوچھا: "کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے؟" اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تب میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔"

فائدہ: خودکشی گویا اللہ کی تقدیر سے ناراضی کا اظہار ہے۔ اس لیے امام اعظم اور دیگر معتبر شخصیات اس کا جنازہ نہ پڑھیں تا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور عام مسلمان پڑھیں۔

(المعجم ٤٧، ٤٨) - باب الصَّلاةِ عَلَى مَنْ قَتَلَتْهُ الْحُدُودُ (التحفة ٥٢)

باب: ۴۷'۴۸- جو شخص شرعی حد میں قتل کیا جائے اس کی نماز جنازہ

٣١٨٦- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا أبُو

۳۱۸۶- حضرت ابو برزہ اسلمی سے روایت ہے کہ

٣١٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٩ من حديث أبي عوانة به * النفر البصريون كلهم ◀◀

عَوَانَةَ عن أبي بِشْرٍ قال: حَدَّثَني نَفَرٌ مِنْ أهْلِ الْبَصْرَةِ عن أبي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يُصَلِّ عَلٰى مَاعِزِ بنِ مَالِكٍ وَلَمْ يَنْهَ عن الصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی لیکن دوسروں کو روکا نہیں تھا۔

فوائد و مسائل: ① بعض روایات کی رُو سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا مگر غامدیہ کا جنازہ پڑھا تھا۔ اور یہ دونوں ہی حد زنا میں رجم کیے گئے تھے۔ ② اس قسم کے مسئلے میں امام حسب مصلحت کسی بھی صورت پر عمل کر سکتا ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کو ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ قصۂ ماعز کی روایات کی تفصیل کے لیے دیکھیں ارواء الغلیل ج:٧ حدیث: ٢٣٢٢ جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی روایت کو راجح قرار دیتے ہیں۔ (نیل الاوطار' باب : الصلاة على من قتل في حد)

(المعجم ٤٨، ٤٩) - بَابٌ: فِي الصَّلَاةِ عَلَى الطِّفْلِ (التحفة ٥٣)

باب: ٤٨، ٤٩- بچے کی نماز جنازہ

٣١٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا أبي عن ابنِ إسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الله بنُ أبي بَكْرٍ عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَاتَ إبْرَاهِيمُ ابنُ النَّبيِّ ﷺ وَهُوَ ابنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ.

٣١٨٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کے فرزندار جمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

فوائد و مسائل: ① بچہ جب زندہ پیدا ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح اس بچے کی بھی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے جس کی ولادت قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لیے یہ شرط بھی نہیں کہ وہ زندہ بطن مادر سے باہر آئے' بلکہ مردہ بھی ساقط ہوگا' تب بھی اس کی نماز پڑھنی صحیح ہوگی' بشرطیکہ اس حمل پر چار مہینے گزر چکے ہوں۔ نماز جنازہ میں اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے۔ جس حدیث میں بچے کی نماز جنازہ کے لیے استہلال (زندگی) کی شرط ہے' وہ ضعیف ہے۔ (احکام الجنائز' للالبانی) تاہم یہ ضروری اور واجب نہیں۔ ایک مشروع امر

◀◀ مجهولون، وحديث عبدالرزاق: ١٣٣٣٩، والبخاري: ٦٨٢٠ يغني عنه.

٣١٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٧ عن يعقوب بن إبراهيم به.

ہے یعنی اگر کوئی نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ ④ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ شاید سورج گرہن کی نماز میں مشغولیت تھی یا ممکن ہے کہ اس فضیلت کی بنا پر جو انہیں رسول اللہ ﷺ کا فرزند ہونے کی نسبت سے حاصل تھی اس پر کفایت کی گئی۔ (خطابی)

٣١٨٨ (أ) - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن وَائِلِ بنِ دَاوُدَ قال: سَمِعْتُ الْبَهِيَّ قال: لَمَّا مَاتَ إبْرَاهِيمُ ابنُ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ في المَقَاعِدِ.

۳۱۸۸- وائل بن داود نے کہا کہ میں نے بَہِیّ سے سنا' وہ کہتے تھے: جب نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مقام مقاعد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

٣١٨٨ (ب) - قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ ابنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ قِيلَ لَهُ حَدَّثَكُم ابنُ المُبَارَكِ عن يَعْقُوبَ بنِ الْقَعْقَاعِ عن عَطَاءٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى ابْنِهِ إبْرَاهِيمَ وَهُوَ ابنُ سَبْعِينَ لَيْلَةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن یعقوب طالقانی پر قراءت کی' ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو ابن مبارک عن یعقوب بن قعقاع بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام کا جنازہ پڑھا تھا جبکہ وہ ستر دنوں کا تھا۔

فائدہ: یہ روایات ضعیف ہیں۔ صحیح روایات اسی بات کی تائید کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے فرزند گرامی ابراہیم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (احکام الجنائز' للالبانی' رحمه الله تعالٰی)

(المعجم ٤٩، ٥٠) - باب الصَّلاَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٥٤)

باب: ۴۹' ۵۰- مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

٣١٨٩ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ عن صَالِحِ بنِ عَجْلَانَ وَمُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبَّادٍ، عن عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ

۳۱۸۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ کہتی ہیں: قسم اللہ کی! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل کی نماز جنازہ مسجد ہی میں پڑھی تھی۔

٣١٨٨- (أ،ب) تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٩ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٣١٨٩- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على الجنائز في المسجد، ح: ١٥١٨ من حديث فليح بن سليمان به، ورواه مسلم، ح: ٩٧٣ من حديث عباد بن عبدالله به.

قَالَتْ : وَاللهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

۳۱۹۰- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ يَعْني ابنَ عُثْمَانَ، عن أَبِي النَّضْرِ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: وَاللهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَاءَ في الْمَسْجِدِ، سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ.

۳۱۹۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا فرمائی تھی۔

فائدہ: مسجد میں نماز جنازہ پڑھ لینے میں کوئی حرج کی بات نہیں اور اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو میت کو ناپاک خیال کرتے ہیں' یا جو لایعنی اوہام کا شکار ہوتے ہیں کہ کہیں اس سے کوئی آلائش نہ نکل آئے۔ تاہم عیدہ گاہ میں پڑھنا افضل ہے۔

۳۱۹۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ: حدَّثني صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى على جَنَازَةٍ في الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ».

۳۱۹۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی میت کا جنازہ مسجد میں ادا کیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

فائدہ: شیخ البانی ؒ نے بھی ''فلاشَیْءَ علیہ'' کے الفاظ کے بجائے ''فلاشَیْءَ لہ'' کو صحیح قرار دیا ہے' جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے والے کو کچھ نہیں ملے گا' اور اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ خاص اجر اسے نہیں ملے گا' صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا' مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ واللہ اعلم. (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ''الصحيحة'' ۵/۴۶۲ حديث: ۲۳۵۱)

۳۱۹۰ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على الجنازة في المسجد، ح: ۹۷۳ عن هارون بن عبدالله به.

۳۱۹۱ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الصلوٰة على الجنائز في المسجد، ح: ۱۵۱۷ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به ﷺ صالح حدث به قبل اختلاطه، وقوله: "فلا شيء عليه" الصواب: "فلا شيء له" يعني من الأجر الخاص كما فسره السندي.

(المعجم ٥٠، ٥١) - **باب الدَّفْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا** (التحفة ٥٥)

باب:۵۰'۵۱-سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت دفن کرنا

۳۱۹۲- **حَدَّثَنا** عُثْمَانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ عَلِيٍّ بن رَبَاحٍ قال: سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ، أنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قال: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَانَا أنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ، أوْ كَمَا قال.

۳۱۹۲-حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ تین اوقات کے متعلق رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم ان میں نماز پڑھیں یا اپنی میتوں کو دفن کریں: جب سورج نکل رہا ہو حتی کہ بلند ہو جائے' عین دوپہر (زوال) کے وقت حتی کہ ڈھل جائے اور جب غروب ہونے کے قریب ہو حتی کہ غروب ہو جائے۔ راوی کہتا ہے کہ نبی ﷺ کے الفاظ اسی کے قریب تھے۔

(المعجم ٥٢) - **بابٌ: إذَا حَضَرَ جَنَائِزُ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ مَنْ يُقَدَّمُ** (التحفة ٥٦)

باب:۵۲-مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے آ جائیں تو کسے آگے کیا جائے؟

۳۱۹۳- **حَدَّثَنا** يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عن يَحْيَى بنِ صُبَيْحٍ قال: حَدَّثني عَمَّارٌ مَوْلَى الْحَارِثِ بنِ نَوْفَلٍ: أنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُومٍ وَابْنِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الإمَامَ، فَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ، وَفِي الْقَوْمِ ابنُ عَبَّاسٍ وَأبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأبُو قَتَادَةَ وَأبُو هُرَيْرَةَ، فقَالُوا: هٰذِهِ السُّنَّةُ.

۳۱۹۳-حضرت عمار مولیٰ حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ وہ ام کلثوم (دختر علی بن ابی طالب ؓ زوجۂ محترمہ حضرت عمر بن خطاب ؓ) اور ان کے صاحبزادے (زید اکبر) کے جنازے میں حاضر تھے۔ پس (امیر مدینہ نے) بچے کو امام کی طرف رکھا تو میں نے اس کا انکار کیا' جماعت میں حضرات ابن عباس' ابوسعید خدری' ابوقتادہ اور ابوہریرہ ؓ موجود تھے' تو انہوں نے کہا: یہی سنت ہے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ مرد کو امام کی طرف اور عورت کو اس کے بعد رکھا جائے۔ اور دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی

۳۱۹۲- تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب الأوقات التي نهي عن الصلوة فيها، ح: ۸۳۱ من حديث موسى بن عُلَيٍّ به.

۳۱۹۳- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٣ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ۱۹۷۹.

کہ حضرات اہل بیت' خلفائے راشدین اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس کے تعلقات انتہائی قربت اور اخوت کے تھے۔ بہت بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو ان کے مابین عداوت و مخالفت باور کراتے ہیں۔

(المعجم ٥١، ٥٣) - بَابٌ: أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ إِذَا صَلَّى عَلَيْهِ (التحفة ٥٧)

باب:۵۱'۵۳- جنازہ پڑھاتے ہوئے امام میت کے مقابل کہاں کھڑا ہو؟

٣١٩٤- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ مُعاذٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عن نَافِعٍ أَبِي غَالِبٍ قال: كُنْتُ في سِكَّةِ المِرْبَدِ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ وَمَعَهَا نَاسٌ كَثِيرٌ قالُوا: جَنَازَةُ عَبْدِ الله بنِ عُمَيْرٍ فَتَبِعْتُهَا فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ عَلَيْهِ كِسَاءٌ رَقِيقٌ عَلَى بُرَيْذِينَتِهِ وَعَلَى رَأْسِهِ خِرْقَةٌ تَقِيهِ مِنَ الشَّمْسِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا الدُّهْقَانُ قالوا: هٰذَا أَنَسُ بنُ مَالِكٍ، فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ قَامَ أَنَسٌ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَأَنَا خَلْفَهُ لَا يَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ لَمْ يُطِلْ وَلَمْ يُسْرِعْ ثُمَّ ذَهَبَ يَقْعُدُ، فَقَالُوا: يَاأَبَا حَمْزَةَ! المَرْأَةُ الأَنْصارِيَّةُ، فَقَرَّبُوهَا وَعَلَيْهَا نَعْشٌ أَخْضَرُ، فَقَامَ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا نَحْوَ صَلَاتِهِ عَلَى الرَّجُلِ ثُمَّ جَلَسَ، فقالَ العَلاءُ بنُ زِيَادٍ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ، يُكَبِّرُ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَيَقُومُ

۳۱۹۴- حضرت نافع ابو غالب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں (بصرہ میں) مربد محلّہ کی ایک گلی میں تھا کہ ایک جنازہ گزرا' اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن عمیر کا جنازہ ہے تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا جو ایک باریک سی اونی چادر اوڑھے ہوئے اپنے چھوٹے سے گھوڑے پر سوار تھا' دھوپ سے بچاؤ کے لیے اس نے اپنے سر پر کپڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ محترم بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ (صحابیٔ رسول) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ جب میت کو رکھا گیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کا جنازہ پڑھایا' میں ان کے پیچھے تھا میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ آپ اس میت کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے اور چار تکبیریں کہیں۔ آپ نے نماز میں طوالت کی' نہ جلدی۔ پھر بیٹھنے لگے تو لوگوں نے کہا: اے ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ ایک انصاری خاتون (کا جنازہ) ہے اور وہ اسے قریب لائے اور میت کے اوپر سبز رنگ کا

٣١٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة، ح: ١٠٣٤ من حديث نافع أبي غالب به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح: ١٤٩٤ * وقول أبي غالب: "فسألت عن صنيع أنس . . . الخ" ضعيف لجهالة الذين حدثوه.

عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةِ الْمَرْأَةِ؟ قال: نَعَمْ، قَالَ: يَاأَبَا حَمْزَةَ! غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قال: نَعَمْ غَزَوْتُ مَعَهُ حُنَيْنًا فَخَرَجَ الْمُشْرِكُونَ فَحَمَلُوا عَلَيْنَا حَتَّى رَأَيْنَا خَيْلَنَا وَرَاءَ ظُهُورِنَا وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ يَحْمِلُ عَلَيْنَا فَيَدُقُّنَا وَيَحْطِمُنَا، فَهَزَمَهُمُ اللهُ وَجَعَلَ يُجَاءُ بِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ عَلَى الإِسْلَامِ، وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ عَلَيَّ نَذْرًا إِنْ جَاءَ اللهُ بِالرَّجُلِ الَّذِي كَانَ مُنْذُ الْيَوْمِ يَحْطِمُنَا لأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجِيءَ بِالرَّجُلِ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! تُبْتُ إِلَى اللهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لا يُبَايِعُهُ لِيَفِيَ الآخَرُ بِنَذْرِهِ قال: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَتَصَدَّى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ لِيَأْمُرَهُ بِقَتْلِهِ وَجَعَلَ يَهَابُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّهُ لا يَصْنَعُ شَيْئًا بَايَعَهُ، فقالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ اللهِ! نَذْرِي، قالَ: «إِنِّي لَمْ أُمْسِكْ عَنْهُ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَّا لِتُوفِيَ بِنَذْرِكَ»، فقالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَا أَوْمَضْتَ إِلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ أَنْ يُومِضَ».

پردہ تھا۔ (تابوت نما رکاوٹ جو عورت کی نعش پر رکھی جاتی ہے) تو آپ اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے اور جنازہ پڑھایا جیسے کہ مرد کا پڑھایا تھا پھر آپ بیٹھ گئے۔ تو علاء بن زیاد نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی جنازہ پڑھایا کرتے تھے جیسے کہ آپ نے پڑھایا ہے کہ چار تکبیریں کہتے اور مرد کے لیے اس کے سر کے سامنے اور عورت کے لیے اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: اے ابوحمزہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھی شریک رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا کہ مشرکین نکلے اور ہم پر حملہ کر دیا حتیٰ کہ ہم نے اپنے گھوڑوں کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے دیکھا (ہم پسپا ہو گئے) اور ان مشرکین میں ایک آدمی تھا جو ہمیں کچلے جا رہا تھا اور اس نے ہمیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں پسپا کر دیا۔ اور پھر ان لوگوں کو لایا گیا اور وہ اسلام پر بیعت کرنے لگے۔ اور نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا تھا: مجھ پر یہ نذر ہے کہ اگر اللہ اس آدمی کو لے آیا جو آج ہمیں کچلتا رہا ہے تو میں بالضرور اس کی گردن اڑاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے اور اس آدمی کو لے آیا گیا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ اور پھر آپ رکے رہے اور اس سے بیعت نہیں لی تاکہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کر لے۔ راوی کہتا ہے: اور وہ صحابی بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے

آتا رہا تاکہ آپ ﷺ اسے اس شخص کو قتل کر دینے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ جبکہ وہ اپنے طور پر اس کو قتل کر دینے میں رسول اللہ ﷺ سے ہیبت میں تھا۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ وہ صحابی کچھ نہیں کر رہا ہے تو آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نذر (کا کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: ”میں تو اسی لیے رکا رہا کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی نبی کو لائق نہیں کہ آنکھ سے اشارہ کرے۔“

قال أبُو غَالِبٍ: فَسَألْتُ عَنْ صَنِيعِ أنَسٍ فِي قِيَامِهِ عَلَى الْمَرْأةِ عِنْدَ عَجِيزَتِهَا، فَحَدَّثُونِي أنَّهُ إنَّمَا كَانَ لِأنَّهُ لَمْ تَكُنِ النُّعُوشُ فَكَانَ الْإمَامُ يَقُومُ حِيَالَ عَجِيزَتِهَا يَسْتُرُهَا مِنَ الْقَوْمِ.

ابوغالب کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے متعلق دریافت کیا جو وہ عورت کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ (پہلے) یہ اس لیے ہوتا تھا کہ میت پر تابوت نہیں رکھا جاتا تھا تو امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو جاتا تھا تاکہ اس کے لیے قوم سے پردہ بن جائے۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: «أُمِرْتُ أنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إلٰهَ إلَّا اللهُ» نَسَخَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ فِي قَتْلِهِ بِقَوْلِهِ: إنِّي قَدْ تُبْتُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ ”مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ وہ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کہہ دیں۔“ اس حدیث کی روشنی میں منسوخ ہے جس میں کہ قتل کی نذر پوری کر دینے کا بیان آیا ہے۔ حالانکہ اس شخص نے کہہ دیا تھا کہ ”میں توبہ کرتا ہوں۔“

فوائد ومسائل: ① مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ امام عورت کی کمر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے لیے اس کے سر یا سینے کے مقابل۔ ② آنکھ سے چھپا اشارہ کرنا شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی معیوب عمل ہے۔ اسے ”خائن آنکھ“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (سنن ابی داود، الجهاد، حديث: ۲۶۸۳)

③ امام ابوداود رحمہ اللہ کا ایک معروف حدیث کو منسوخ کہنا محل نظر ہے۔ ④ میت پر تابوت رکھنا کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔
⑤ بعض جنگی مجرمین کی توبہ اور ان کا اسلام قبول کرنا نہ کرنا رسول اللہ ﷺ کی مصلحت پر موقوف تھا۔

٣١٩٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حدثنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قال: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ في نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسْطَهَا.

۳۱۹۵- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو کہ ایام نفاس میں فوت ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔

فائدہ: مسلمان عورت اپنے ایام حیض اور نفاس کے دنوں میں فوت ہو تب بھی اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

(المعجم ٥٢، ٥٤) - بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٨)

باب: ۵۲، ۵۴- جنازے کی تکبیرات کا بیان

٣١٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ قال: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عن الشَّعْبِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ رَطْبٍ فَصَفُّوا عَلَيْهِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قال: الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهُ عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ.

۳۱۹۶- جناب شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک تازہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تو صحابہ نے اس پر صف بنائی (جنازہ پڑھا گیا) اور آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔ ابواسحٰق کہتے ہیں: میں نے شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کس نے بیان کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ایک ثقہ (قابل اعتماد) شخصیت نے جو اس جنازے میں حاضر تھی یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

٣١٩٧- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ،

۳۱۹۷- عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ ایک جنازے پر آپ نے پانچ تکبیریں

٣١٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصلوٰة على النفساء إذا ماتت في نفاسها، ح: ١٣٣١ عن مسدد، ومسلم، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلوٰة عليه، ح: ٩٦٤ من حديث حسين المعلم به.

٣١٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على القبر، ح: ٩٥٤ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الجنائز، باب الإذن بالجنازة، ح: ١٢٤٧ من حديث أبي إسحاق به.

٣١٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على القبر، ح: ٩٥٧ عن محمد بن المثنى به.

عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن ابنِ أبِي لَيْلٰى قال: كَانَ زَيْدٌ يَعْني ابنَ أَرْقَمَ، يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا، وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا، فَسَأَلْتُهُ، فقالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُكَبِّرُهَا.

کہیں تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ یہ (پانچ تکبیریں بھی) کہا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَنَا لِحَدِيثِ ابنِ المُثَنَّى أَتْقَنُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن مثنی کی حدیث خوب یاد ہے۔

فائدہ: تکبیرات جنازہ تین سے لے کر نو تک مروی ہیں۔مگر چار پر سلف اور خلف کا اجماع ہے۔پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ‘ دوسری کے بعد درود ابراہیمی‘ تیسری کے بعد میت کے لیے دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوتا ہے۔(عون المعبود)

(المعجم ٥٣، ٥٥) - باب مَا يُقْرَأُ عَلَى الْجَنَازَةِ (التحفة ٥٩)

باب:٥٣‘٥٥-جنازے میں قراءت کا بیان

٣١٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ الله بْنِ عَوْفٍ: صَلَّيْتُ مَعَ ابنِ عَبَّاسٍ عَلٰى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فقالَ: إنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ.

٣١٩٨- حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ پڑھا تو انہوں نے سورۂ فاتحہ کی قراءت کی اور کہا: یہ سنت ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحابی کا یہ کہنا کہ ”یہ سنت ہے“ مرفوع حدیث کے معنی میں ہوتا ہے۔اس کا کوئی تعلق صحابی کے قیاس یا اجتہاد سے نہیں ہوتا۔ ② پہلی تکبیر کے بعد قراءتِ فاتحہ ہونی چاہیے۔ ③ اس حدیث میں جنازہ جہری آواز سے پڑھنے کی بھی دلیل ہے۔

(المعجم ٥٤، ٥٦) - باب الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ (التحفة ٦٠)

باب:٥٤‘٥٦-میت کے لیے دعا کا بیان

٣١٩٩- حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى

٣١٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣١٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، ح: ١٣٣٥ عن محمد بن كثير العبدي به.

٣١٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة،◄◄

الْحَرَّانِيُّ: حدَّثني مُحَمَّدٌ، يَعْني ابنَ سَلَمَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيمَ، عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ».

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جب تم کسی میت کا جنازہ پڑھو تو اس کے لیے اخلاص سے دعا کیا کرو۔“

٣٢٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا أَبُو الْجُلَاسِ عُقْبَةُ بنُ سَيَّارٍ أَو سِنَانٍ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ شَمَّاخٍ قال: شَهِدْتُ مَرْوَانَ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ الله ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ؟ قال: أَمَعَ الَّذِي قُلْتَ؟ قال: نَعَمْ - قال: كَلَامٌ كَانَ بَيْنَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ - قالَ أَبو هُرَيْرَةَ: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ [لَهُ] فَاغْفِرْ لَهُ».

٣٢٠٠- حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ پڑھتے ہوئے کیسے سنا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس سب کے باوجود جو تم نے کہا ہے؟ اس نے کہا: ہاں...... راوی نے وضاحت کی کہ ان دونوں کے مابین اس سے پہلے کوئی بات ہوئی تھی...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَللّٰھُمَّ! اَنْتَ رَبُّھَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا، وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ (لَهٗ) فَاغْفِرْلَهٗ] ”اے اللہ! تو اس میت کا رب ہے، تو نے ہی اسے پیدا کیا ہے اور دین اسلام کی ہدایت دی ہے اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تو اس کے باطن اور ظاہر سے بخوبی آگاہ ہے، ہم اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں تو اسے معاف فرما دے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَخْطَأَ شُعْبَةُ في اسْمِ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعبہ نے سند کے

◀◀ ح: ١٤٩٧ من حديث محمد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٤، ٧٥٥ * ابن إسحاق صرح بالسماع.

٣٢٠٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٣، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٧٨ من حديث عبدالوارث به * علي بن شماخ ذكره ابن حبان في الثقات، وبعثه سعيد بن العاص إلى المدينة، وحسن له الحافظ في الفتوحات الربانية: ٥/ ١٧٦.

عَلِيِّ بنِ شَمَّاخٍ قال فِيهِ: عُثْمَانُ بنُ شَمَّاسٍ.

ایک راوی علی بن شماخ کے نام میں غلطی کرتے ہوئے اسے عثمان بن شماس کہہ دیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَوْصِلِيَّ يُحَدِّثُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قالَ: مَا أَعْلَمُ أَنِّي جَلَسْتُ مِنْ حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ مَجْلِسًا إِلَّا نَهَى فِيهِ عن عَبْدِ الْوَارِثِ وَجَعْفَرِ بنِ سُلَيْمَانَ.

امام ابوداود نے کہا: میں نے احمد بن ابراہیم موصلی سے سنا جو امام احمد بن حنبل ؒ سے روایت کرتے تھے کہ میں جب بھی حماد بن زید کی مجلس میں بیٹھا تو وہ عبدالوارث اور جعفر بن سلیمان سے روایت لینے سے منع کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت حسن درجے کی ہے‘ اس لیے جنازے کی دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

٣٢٠١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ يَعْني ابنَ إِسْحَاقَ، عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فقالَ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اللَّهُمَّ! مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِيمَانِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلَامِ. اللَّهُمَّ! لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

٣٢٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی تو یوں دعا فرمائی: [اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا‘ وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا‘ وَذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا‘ وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا‘ اَللّٰهُمَّ! مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْإِيمَانِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ‘ اَللّٰهُمَّ! لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ”اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو‘ مردوں کو اور عورتوں کو‘ حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھ اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔“

٣٢٠١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلوة على الميت، ح: ١٠٢٤ من حديث الأوزاعي به، وذكر كلامًا، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٧، والحاكم: ١/ ٣٥٨ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد *يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع.

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دعا سن کر یاد کر لینا' اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنازہ نبی ﷺ نے بلند آواز سے پڑھا تھا۔

٣٢٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ؛ ح: و حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا الْوَلِيدُ، وَحَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أتَمُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بنُ جَنَاحٍ عن يُونُسَ بنِ مَيْسَرَةَ بنِ حَلْبَسٍ، عن وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «اللّٰهُمَّ إنَّ فُلَانَ بنَ فُلَانٍ في ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ». قال عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: «فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَأَنْتَ أهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إنَّكَ أنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ.

٣٢٠٢- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: [اَللّٰهُمَّ! اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ] جبکہ عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے یوں کہا: [فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ' فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ' وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ' اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے (کفالت) میں ہے اور تیری ہمسائیگی اور امان میں آ گیا ہے۔ سو تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما دے تو اپنے وعدے وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما بلاشبہ تو بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' عبدالرحمٰن نے سند بیان کرتے ہوئے (حَدَّثَنَا کے بجائے) [عَنْ مَرْوَانَ بْنِ جَنَاحٍ] کہا۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ جنازے میں دعا بلند آواز سے پڑھی گئی تھی۔ ② اس دعا میں میت اور اس کے والد کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔ ③ چاہیے کہ جنازے کی مختلف دعائیں یاد کی جائیں اور بچوں کو یاد کرائی جائیں تاکہ میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعا کرنے کا حق ادا ہو سکے۔ ④ یہ دعائیں اس وقت مقبول ہوتی ہیں جب میت خود اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کما حقہ مسلمان ہوں۔

(المعجم ٥٥، ٥٧) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٦١)

باب: ٥٥'٥٧- قبر پر جنازہ پڑھنا

٣٢٠٢_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلوة على الجنازة، ح: ١٤٩٩ عن عبدالرحمن بن إبراهيم به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٥٨ * الوليد بن مسلم صرح بالسماع المسلسل، انظر الأوسط لابن المنذر: ٥/ ٤٤١، ح: ٣١٧٣.

٣٢٠٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حدثنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَبِي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُّ المَسْجِدَ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقِيلَ مَاتَ، فقالَ: «أَلَّا آذَنْتُمُونِي بِهِ»، قال: «دُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهِ»، فَدَلُّوهُ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ.

٣٢٠٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت یا مرد مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا' تو نبی ﷺ نے اسے غائب پایا اور اس کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟'' پھر فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ۔'' صحابہ نے اس کی نشاندہی کی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے ② رسول اللہ ﷺ ضعیف مسلمانوں کا بھی خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ ③ مسجد کی صفائی ستھرائی بہت ہی اجر وثواب کا کام ہے اور یہ اسی عمل کی برکت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھی۔

(المعجم ٥٦، ٥٨) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُسْلِمِ يَمُوتُ فِي بِلَادِ الشِّرْكِ (التحفة ٦٢)

باب: ٥٦'٥٨- جو مسلمان مشرکین کے علاقے میں فوت ہو جائے

٣٢٠٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

٣٢٠٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شاہ نجاشی کی وفات کے روز اس کے متعلق لوگوں کو خبر دی اور پھر انہیں لے کر عیدگاہ کی طرف گئے' ان کی صفیں بنائیں اور (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔

فائدہ: جب کسی صاحب علم وفضل یا اہم شخصیت کی دوسرے شہر یا ملک میں وفات ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھنی جائز ہے۔ اسی طرح قبر پر نماز جنازہ بھی ایک اعتبار سے نماز جنازہ غائبانہ ہی ہے مگر اسے (غائبانہ

٣٢٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوٰة، باب كنس المسجد والتقاط الخرق والقذى والعيدان، ح: ٤٥٨ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الجنائز، باب الصلوٰة على القبر، ح: ٩٥٦ من حديث حماد بن زيد به.

٣٢٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعى إلى أهل الميت بنفسه، ح: ١٢٤٥، ومسلم، الجنائز، باب: في التكبير على الجنازة، ح: ٩٥١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٢٦، ٢٢٧.

نمازِ جنازہ کو) عام مسلمانوں کے لیے عام کر دینا بھی درست نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: نیل الاوطار، باب الصلاة على الغائب)

٣٢٠٥- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ، عن إسْرَائِيلَ، عن أبِي إسْحَاقَ، عن أبِي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ قالَ: أمَرَنَا رَسُولُ الله ﷺ أنْ نَنْطَلِقَ إلَى أرْضِ النَّجَاشِيِّ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ. قالَ النَّجَاشِيُّ: أشْهَدُ أنَّهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابنُ مَرْيَمَ وَلَوْلَا مَا أنَا فِيهِ مِنَ المُلْكِ لَأتَيْتُهُ حَتَّى أحْمِلَ نَعْلَيْهِ.

٣٢٠٥- حضرت ابوبردہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہم نجاشی کے ملک (حبشہ) میں چلے جائیں۔ اور اپنی حدیث بیان کی۔ نجاشی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی، اگر میں بادشاہی کے ان حالات سے دوچار نہ ہوتا تو میں بالضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حتی کہ آپ کے جوتے اٹھاتا۔

(المعجم ٥٧، ٥٩) - بَابٌ: فِي جَمْعِ المَوْتَى فِي قَبْرٍ وَالقَبْرُ يُعْلَمُ (التحفة ٦٣)

باب: ٥٧، ٥٩- ایک قبر میں کئی میتوں کو اکٹھا کرنے اور قبر پر نشان رکھنے کا بیان

٣٢٠٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سَالِمٍ، ح: وحَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الفَضْلِ السِّجِسْتَانِيُّ: حَدَّثَنا حَاتِمٌ يَعني ابنَ إسْمَاعِيلَ، بِمَعْنَاهُ عن كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ المَدَنِيِّ، عن المُطَّلِبِ قال: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بنُ مَظْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَدُفِنَ، فَأمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا أنْ يَأتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ إلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَحَسَرَ عنْ ذِرَاعَيْهِ - قالَ كَثِيرٌ: قال

٣٢٠٦- جناب مطلب (بن عبداللہ بن حنطب رحمہ اللہ) نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور ان کا جنازہ لایا گیا اور دفن کیا گیا، تو نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ مگر وہ اسے اٹھا نہ سکا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف اٹھے۔ اپنی کلائیوں سے کپڑا ہٹایا...... (راویٔ حدیث) کثیر نے کہا کہ مطلب کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنے والے نے بتایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ نے ان سے

٣٢٠٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدبن حميد، ح: ٥٥٠ من حديث إسرائيل به * أبوإسحاق مدلس وعنعن.

٣٢٠٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٤١٢ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٨٤.

الْمُطَّلِبُ: قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ حِينَ حَسَرَ عَنْهُمَا - ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ: «أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إِلَيْهِ مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِي».

کپڑا ہٹایا تھا...... پھر آپ ﷺ نے اسے اٹھایا اور قبر پر سر کی طرف رکھ دیا اور فرمایا: ''میں اس سے اپنے بھائی کی قبر پہچان سکوں گا اور میرے اہل میں سے جو کوئی فوت ہوا میں اسے اس کے قریب دفن کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① قبر پر کوئی مناسب علامت رکھ دینا جائز ہے' مگر کتبہ لگانا اور جھنڈا گاڑنا وغیرہ جائز نہیں۔ ② انسان کو چاہیے کہ صالح ہمسائے کا انتخاب کرے حتی کہ قبر میں بھی کسی صالح بندے کی ہمسائیگی اختیار کرنا مستحب ہے۔ ③ حدیث کے الفاظ ''اَدْفِنُ اِلَيْهِ'' کا ایک ترجمہ وہ ہے جو یہاں کیا گیا' جس سے نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسرے معنی کیے گئے ہیں کہ ''میں اس کے ساتھ ہی اپنے دوسرے اہل خانہ کو دفن کروں'' اس سے ایک ہی قبر میں متعدد افراد کو دفن کرنے کا اثبات ہوتا ہے' غالباً امام ابوداود کے ذہن میں یہی مفہوم ہے اور اسی مفہوم کے مطابق انھوں نے باب باندھا ہے۔

(المعجم ٥٨، ٦٠) - بَابٌ: فِي الْحَفَّارِ يَجِدُ الْعَظْمَ هَلْ يَتَنَكَّبُ ذٰلِكَ الْمَكَانَ؟ (التحفة ٦٤)

باب: ٥٨، ٦٠ - قبر کھودنے والے کو کوئی ہڈی مل جائے تو کیا وہ اس جگہ کو چھوڑ دے؟

٣٢٠٧ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عن سَعْدٍ يَعْنِي ابنَ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا».

٣٢٠٧ - ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کہ زندہ کی توڑنا۔''

فوائد ومسائل: ① قبر کھودنے والے کو قبر کھودتے ہوئے محسوس ہو کہ یہاں پہلے سے کوئی دفن ہے تو مستحب ہے کہ جگہ بدل لے یا ادب واحترام سے ان ہڈیوں کو ایک طرف کر دے اور انہیں کسی قسم کی چوٹ نہ لگنے دے۔ ② موجودہ دور میں پوسٹ مارٹم کے نام سے مردے کی چیر پھاڑ کا کام غیر شرعی ہے۔ انتہائی شدید شرعی مصلحت

٣٢٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب في النهي عن كسر عظام الميت، ح: ١٦١٦ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧٦، وابن الجارود، ح: ٥٥١ * سعد بن سعيد حسن الحديث، وثقه الجمهور.

کے بغیر اس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ ③ اموات اور قبور کا احترام اسی انداز میں مشروع ہے جو ان احادیث میں بیان ہو رہا ہے۔

(المعجم ٥٩، ٦١) - **بَابٌ: فِي اللَّحْدِ** (التحفة ٦٥)

باب:۵۹'۶۱- قبر میں لحد بنانے کا بیان

٣٢٠٨- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَكَّامُ بنُ سَلمٍ عن عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الأعْلَى، عن أبِيهِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا».

۳۲۰۸- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے۔''

فوائد و مسائل: ① قبر کا بڑا گڑھا کھود کر اس کے قبلہ رخ پہلو میں اندر کی طرف ایک اور گڑھا بنانا ''لَحد'' کہلاتا ہے۔ اور اگر سیدھا نیچے کی سطح میں بنایا جائے تو اسے ''شَقّ'' کہتے ہیں۔ ② زمین سخت ہو تو لحد بنانا مستحب ہے' ورنہ شق بھی جائز ہے۔

(المعجم ٦٠، ٦٢) - **باب: كَمْ يَدْخُلُ الْقَبْرَ؟** (التحفة ٦٦)

باب:۶۰'۶۲- میت کو اتارنے کے لیے قبر میں کتنے آدمی اتریں؟

٣٢٠٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عن عَامِرٍ قال: غَسَّلَ رَسُولَ الله ﷺ عَلِيٌّ وَالْفَضْلُ وَأُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ وَهُمْ أدْخَلُوهُ قَبْرَهُ. قالَ: وَحَدَّثَني مَرْحَبٌ - أوِ ابنُ أبي مَرْحَبٍ - أنَّهُمْ أدْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ قال: إنَّمَا يَلِي

۳۲۰۹- جناب عامر شعبی ؒ سے مروی ہے کہ حضرت علی' فضل اور اسامہ بن زید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور انہوں نے ہی آپ ﷺ کو قبر میں اتارا۔ شعبی نے کہا کہ مجھے مرحب...... یا ابن ابی مرحب (سوید بن قیس......) نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو بھی شامل کیا تھا اور جب حضرت علی ؓ فارغ ہوئے تو کہا: تدفین وغیرہ

٣٢٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في قول النبي ﷺ: "اللحد لنا والشق لغيرنا"، ح:١٠٤٥ من حديث حكام به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح:١٥٥٤، والنسائي، ح:٢٠١١، وللحديث شواهد ضعيفة، واللحد لرسول الله ﷺ كما في صحيح مسلم، ح:٩٦٦.

٣٢٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٣ من حديث أبي داود به * إسماعيل بن أبي خالد عنعن، وزهير هو ابن معاوية.

الرَّجُلَ أَهْلُهُ.

کے عمل میں آدمی کے اپنے اہل کے افراد ہی حصہ لیں۔

٣٢١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: أخبرنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبي خَالِدٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن أَبِي مَرْحَبٍ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ قال: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً.

٣٢١٠- حضرت ابومرحب سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نبی ﷺ کی قبر میں اترے تھے۔ (ابومرحب) کہتے ہیں: گویا میں ان چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔

(المعجم ٦١، ٦٣) - **باب: كَيْفَ يُدْخَلُ الْمَيِّتُ قَبْرَهُ** (التحفة ٦٧)

باب: ٦١، ٦٣- میت کو کیسے (کس طرف سے) قبر میں اتارا جائے

٣٢١١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أبِي إسْحَاقَ قال: أَوْصَى الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بنُ يَزِيدَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَي الْقَبْرِ وَقَالَ: هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ.

٣٢١١- جناب ابواسحٰق (سبیعی ؒ) سے روایت ہے کہ حارث اعور نے وصیت کی کہ حضرت عبداللہ بن یزید (خطمی ؓ) ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھایا' پھر انہیں قبر کی پائینتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور فرمایا: یہ سنت ہے۔

فائدہ: صحابی کا کسی عمل کو "سنت" کہنے سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے اور اسے اصطلاحاً مرفوع حکمی کہتے ہیں۔

(المعجم ٦٢، ٦٤) - **باب: كَيْفَ يَجْلِسُ عِنْدَ الْقَبْرِ** (التحفة ٦٨)

باب: ٦٢، ٦٤- قبر کے پاس کس طرح بیٹھیں؟

٣٢١٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن المِنْهَالِ بنِ

٣٢١٢- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے

٣٢١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٣ من حديث أبي داود به * سفيان الثوري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٢١١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الصغير: ١/ ١٨٣ من حديث شعبة به، وقال: "وهو الحارث بن عبدالله الأعور الهمداني"، وقال البيهقي: ٤/ ٥٤: "هذا إسناد صحيح، وقد قال هذا من السنة فصار كالمسند".

٣٢١٢- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في الجلوس في المقابر، ح:١٥٤٨، والنسائي، ح:٢٠٠٣ من حديث المنهال به، انظر، ح:٤٧٥٣، ٤٧٥٤.

عَمْرٍو، عنْ زَاذَانَ، عنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ.

جنازے میں گئے' ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔ پس نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔

فائدہ: قبر کے پاس یا قبرستان میں کسی ضرورت کے تحت بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور قبلہ رو ہو کر بیٹھنا مستحب ہے' مگر قبر کا مجاور بن کر بیٹھنا حرام ہے یا عین قبر کے اوپر بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔ (مزید دیکھیے' حدیث:۳۲۲۵)

(المعجم ٦٣، ٦٥) - بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ (التحفة ٦٩)

باب:۶۳'۶۵- قبر میں اتارتے ہوئے میت کے لیے دعا کرنا

٣٢١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ، ح: وحدثنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي الصِّدِّيقِ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا وَضَعَ المَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قالَ: «بِسْمِ الله وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ الله ﷺ». هٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.

۳۲۱۳- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے' تو یوں فرمایا کرتے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه] ''اللہ کے نام سے اور رسول اللہ (ﷺ) کے طریقے پر۔'' اور یہ لفظ مسلم بن ابراہیم کے ہیں۔

(المعجم ٦٤، ٦٦) - باب الرَّجُلِ يَمُوتُ لَهُ قَرَابَةٌ مُشْرِكٌ (التحفة ٧٠)

باب:۶۴'۶۶- کسی کا مشرک رشتہ دار فوت ہو جائے تو

٣٢١٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حَدَّثَني أبُو إسْحَاقَ عن نَاجِيَةَ ابنِ كَعْبٍ، عن عَلِيٍّ قال: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ:

۳۲۱۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور اپنے والد

٣٢١٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٧، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٨٨ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٤٨، وابن حبان، ح: ٧٧٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٣٦٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وهو بها صحيح.

٣٢١٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب مواراة المشرك، ح: ٢٠٠٨ من حديث يحيى القطان به * أبوإسحاق صرح بالسماع، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٨٦٨.

إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ. قَالَ: «اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ ثُمَّ لَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي»، فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ وَجِئْتُهُ فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي.

کو زمین میں دبا آؤ' پھر کوئی کام نہ کرنا حتی کہ میرے پاس آجانا۔" چنانچہ میں گیا اور اسے زمین میں دبا آیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے غسل کیا اور آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کی وفات اسلام پر نہیں ہوئی' بلکہ کفر پر ہوئی ہے' اس لیے ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی۔ نبی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی' نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور نہ کسی اور نے۔ ② ابو طالب چونکہ نعمت اسلام سے انکاری رہے اور شرک ہی پر مرے' اس لیے ایسے آدمی کی تکفین و تدفین کے لیے کوئی شرعی آداب نہیں حتی کہ لفظ "دفن" بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ ③ مشرک رشتہ دار کو گڑھے میں دبا دینا ہی کافی ہے۔ ④ ایسی صورت میں بعد از دفن غسل کرنا مسنون ہے۔

(المعجم ٦٥، ٦٧) - بَابٌ: فِي تَعْمِيقِ الْقَبْرِ (التحفة ٧١)

باب: ٦٥'٦٧-قبر گہری کھودی جائے

٣٢١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَهُمْ عن حُمَيْدٍ يَعْنِي ابنَ هِلَالٍ، عن هِشَامِ بنِ عَامِرٍ قال: جَاءَتِ الأَنْصَارُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالُوا: أَصَابَنَا قَرْحٌ وَجَهْدٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «احْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَاجْعَلُوا الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ»، قِيلَ: فَأَيُّهُمْ يُقَدَّمُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ قُرْآنًا».

٣٢١٥-حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے روز انصاری لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ہم زخمی ہیں اور تھکے ہوئے بھی' تو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "قبریں کھودو اور کھلی کھلی بناؤ اور دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفنا دو۔" کہا گیا کہ آگے کسے کیا جائے؟ فرمایا: "جسے قرآن زیادہ یاد ہو۔"

قَالَ: أُصِيبَ أَبِي يَوْمَئِذٍ عَامِرٌ [فَدُفِنَ] بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ قَالَ وَاحِدٍ.

ہشام کہتے ہیں کہ میرے والد عامر بھی اسی دن شہید ہو گئے تھے اور وہ دو آدمیوں کے ساتھ دفن ہوئے تھے یا

٣٢١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في دفن الشهداء، ح:١٧١٣ من حديث حميد بن هلال به، وصرح بالسماع عند أحمد:٤/ ٢٠، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٢٠١٢، وابن ماجه، ح:١٥٦٠.

کہا کہ ایک آدمی کے ساتھ۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام زخمی تھے اور تھکے ماندے بھی' اس کے باوجود انہیں قبریں گہری بنانے کا حکم دیا گیا جیسے کہ اگلی روایت میں بصراحت مذکور ہے۔ ② اگر اموات زیادہ ہوں تو ایک ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو بھی دفنایا جاسکتا ہے۔ ③ حافظ قرآن' قاری اور عالم دین مرنے کے بعد بھی دوسروں سے افضل اور ممتاز رہتا ہے۔

٣٢١٦- حَدَّثَنا أبُو صَالِحٍ يَعْنِي الأَنْطَاكِيَّ: أخبرنَا أَبُو إسْحَاقَ يَعْني الْفَزَارِيَّ عن الثَّوْرِيِّ، عن أَيُّوبَ، عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ زَادَ فِيهِ: «وَأَعْمِقُوا».

٣٢١٦- حمید بن ہلال نے اپنی مذکورہ بالا سند سے اس کے ہم معنی بیان کیا اور اس میں اضافہ ہے: ''(قبریں) گہری بناؤ۔''

٣٢١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ يَعني ابنَ هِلَالٍ، عن سَعْدِ بنِ هِشَامِ بنِ عَامِرٍ بِهَذَا الْحَدِيث.

٣٢١٧- حمید بن ہلال نے سعد بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث روایت کی۔

(المعجم ٦٦، ٦٨) - بَابٌ: فِي تَسْوِيَةِ الْقَبْرِ (التحفة ٧٢)

باب: ٦٦' ٦٨- قبر برابر کردینے کا بیان

٣٢١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا حَبِيبُ بنُ أبي ثَابِتٍ عن أَبي وَائِلٍ، عن أَبي هَيَّاجٍ الأَسَدِيِّ قال: بَعَثَنِي عَلِيٌّ قالَ لِي: أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ لَا أَدَعَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ وَلَا تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتُهُ.

٣٢١٨- حضرت ابوہیاج اسدی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: میں تمہیں اس کام پر بھیج رہا ہوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا کہ کسی اونچی قبر کو نہ چھوڑوں مگر اسے برابر کردوں اور نہ کسی مورتی کو مگر اسے مٹا ڈالوں۔

فائدہ: کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اہل بیت کے ایک جلیل القدر فرد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبریں ڈھا دینے اور مورتیں مٹا ڈالنے کا فریضہ سونپا گیا اور پھر اس عمل کو انہوں نے آگے جاری رکھا۔ مگر آج حُبِّ علی کا دعو ٰی کرنے والے انہی بیماریوں میں سب سے زیادہ مبتلا ہیں۔ العیاذ باللہ. علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے قبر پرستوں کے وتیرے پر جو

٣٢١٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، ح: ٢٠١٢ من حديث الثوري به.

٣٢١٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٣/ ٤١٤ من حديث أبي داود به.

٣٢١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ٩٦٩ من حديث سفيان به.

تبصرہ کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔دیکھیے :(نیل الاوطار' باب : تسنیم القبر) اسی طرح قبر پرستی کے جواز واثبات میں جو دلائل دیے جاتے ہیں' ان کی حقیقت جاننے کے لیے دیکھیں' حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ کی تالیف ''قبر پرستی' ایک جائزہ۔''

۳۲۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالَ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَهُ قال: كُنَّا عِنْدَ فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ بِرُودِسَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسُوِّيَ ثُمَّ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا.

۳۲۱۹- ابوعلی ہمدانی نے بیان کیا کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید ﷛ کی معیت میں روم کی سرزمین میں جزیرۂ روڈس میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی وفات پا گیا۔ حضرت فضالہ نے ان کی قبر کے متعلق کہا کہ اسے برابر کر دیا جائے' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ قبر کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُودِسُ جَزِيرَةٌ فِي الْبَحْرِ.

امام ابوداود ﷫ نے کہا کہ روڈس ایک سمندری جزیرے کا نام ہے۔

فائدہ: روڈس' ترکی کے جنوب مغربی ساحل سے ۱۹ کلومیٹر دور ہے اور یہ بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایجہ کے اتصال پر واقع ہے۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے حضرت امیر معاویہ ﷛ کے عہد میں ۵۳/۵۲ ہجری میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی کی قیادت میں یہاں قدم رکھے مگر یزید کے عہد میں واپس چلے آئے۔ چودھویں پندرھویں عیسوی میں یہ جزیرہ صلیبی جنگجوؤں کا مرکز بنا رہا۔ خلیفہ سلیمان اعظم نے ۱۵۲۲ء میں اسے فتح کر کے سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا۔ ۱۹۱۲ء میں اس پر اٹلی قابض ہوا اور ۱۹۴۷ء میں اتحادیوں نے روڈس' یونان کے حوالے کر دیا۔

۳۲۲۰- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ بنِ هَانِىءٍ عن الْقَاسِمِ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَاأُمَّهْ! اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ الله ﷺ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا

۳۲۲۰- جناب قاسم ﷫ (ابن محمد بن ابی بکر الصدیق ﷛) کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اماں جان! مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو ساتھیوں کی قبریں دکھائیں' تو انہوں نے میری خاطر پردہ ایک طرف کیا۔ تین قبریں تھیں جو نہ تو اونچی تھیں اور نہ زمین کے ساتھ

۳۲۱۹ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ح:۹٦۸ عن أحمد بن عمرو بن السرح به.

۳۲۲۰ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ۳/٤ من حديث ابن أبي فديك به، وصححه الحاكم: ۱/۳٦۹، ۳۷۰، ووافقه الذهبي * القاسم هو ابن محمد.

لَا طِئَةٍ، مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ.

برابر، بلکہ قدرے اونچی تھیں اور سرخ میدان کی کنکریاں ان پر ڈالی گئی تھیں۔

قال أَبُو عَلِيٍّ [اللُّؤْلُؤِيُّ]: يُقَالُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

جناب ابوعلی اللؤلؤی (راویٔ سنن ابی ابوداود) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر آگے ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاؤں کے پاس یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور چاہیے کہ قبر زمین سے بالشت بھر اونچی ہو۔ ② حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں قبروں کی ترتیب میں دو قول معروف ہیں ایک یوں ہے:

	نبی اکرم ﷺ	
عمر فاروق رضی اللہ عنہ		ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

دوسرا قول یوں ہے:

عمر فاروق رضی اللہ عنہ	نبی اکرم ﷺ
	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(بذل المجهود: ١٨٩/١٤، مطبوعه دار الباز)
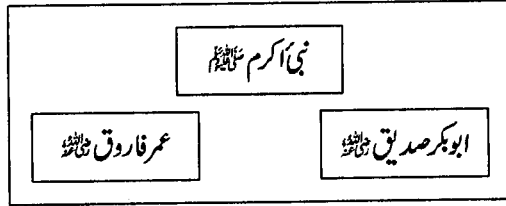
(المعجم ٦٧، ٦٩) - بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْاِنْصِرَافِ (التحفة ٧٣)
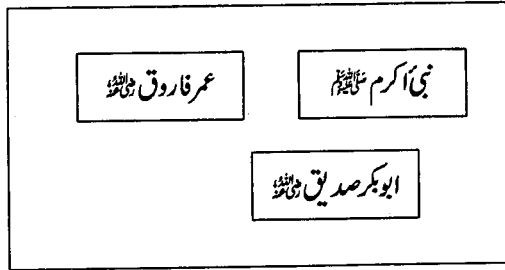
باب: ٦٧، ٦٩- قبرستان سے واپس ہوتے ہوئے قبر کے پاس میت کے لیے استغفار کرنا

٣٢٢١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى

٣٢٢١- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٣٢٢١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥٦/٤ من حديث هشام بن يوسف به مطولاً، وصححه◄◄

الرَّازِيُّ: حدثنا هِشَامٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ بَحِيرِ بنِ رَيْسَانَ، عن هَانِيءٍ مَوْلَى عُثْمَانَ، عن عُثْمَانَ بنِ عَفَّانَ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ المَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فقالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُم وَاسْأَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ فَإِنَّهُ الآنَ يُسْأَلُ».

کہ نبی ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہو جاتے تو قبر پر رکتے اور فرماتے: ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو بے شک اب اس سے سوال کیا جائے گا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَحِيْرُ بنُ رَيْسَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے (سند کے ایک راوی عبداللہ کے والد کا نام) بحیر بن ریسان بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① سنت ہے کہ دفن کے بعد واپس آتے ہوئے قبر پر میت کے لیے استغفار اور ثابت قدمی کی دعا کی جائے۔ قبر سے یا قبرستان سے چالیس قدم دور آ کر دعا کرنے والی اُپج (اختراع) بالکل غلط ہے۔ ② قبر میں میت کو زندہ کر کے بٹھایا جاتا ہے اور اس سے سوال جواب ہوتا ہے تو یہ دعا' اسی میں ثابت قدمی کے لیے ہوتی ہے۔

(المعجم ٦٨، ٧٠) - باب كَرَاهِيَةِ الذَّبْحِ عِنْدَ الْقَبْرِ (التحفة ٧٤)

باب: ٦٨' ٧٠- قبر کے پاس جانور ذبح کرنا حرام ہے

٣٢٢٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَقْرَ فِي الإِسْلَامِ».

٣٢٢٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں عقر (جانوروں کو قبر پر ذبح کرنا) نہیں ہے۔''

قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: كَانُوا يَعْقِرُونَ عِنْدَ الْقَبْرِ يَعني بِبَقَرَةٍ أَوْ بِشَيْءٍ.

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگوں کا معمول تھا کہ وہ قبر کے پاس گائے یا بکری وغیرہ ذبح کیا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک جاہلی رسم تھی کہ گویا صاحب قبر اپنی زندگی میں بڑا سخی تھا' تو اس کے اقارب موت کے بعد اس کی قبر کے پاس جانور ذبح کر کے چھوڑ دیتے تھے کہ جانور کھا جائیں۔ اسلام نے اس کام سے روک دیا ہے اور اب کسی بھی

◀◀ الحاكم: ١/ ٣٧، ووافقه الذهبي.

٣٢٢٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ٦٦٩٠ بطوله، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣٨.

نیت سے قبر پر جانور ذبح کرنا' چڑھاوا چڑھانا یا دیگیں پکا کر تقسیم کرنا حرام ہے۔

(المعجم ٦٩، ٧١) - باب الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ حِينٍ (التحفة ٧٥)

باب:۶۹'۷۱-ایک مدت کے بعد قبر پر جنازہ پڑھنا

٣٢٢٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

۳۲۲۳-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لے گئے اور اہل اُحد پر نماز پڑھی جیسے کہ میت پر پڑھتے ہیں' پھر واپس تشریف لے آئے۔

فائدہ: کچھ لوگوں نے اس سے شہید کی نماز جنازہ کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے۔ جبکہ دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ یہاں نماز جنازہ پڑھنی مراد نہیں' بلکہ جنازے جیسی دعا کرنی مراد ہے۔(عون المعبود) اس لیے مذکورہ استدلال کے لیے یہ واضح نص نہیں ہے۔

٣٢٢٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبي حَبِيبٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ.

۳۲۲۴-جناب یزید بن ابی حبیب نے یہ حدیث بیان کی اور کہا: بے شک نبی ﷺ نے شہدائے احد پر آٹھ سال کے بعد نماز جنازہ پڑھی' گویا کہ آپ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے تھے۔

فائدہ: یہاں بھی اصل عربی الفاظ [صَلّٰی] ہیں' جس میں دونوں احتمال ہیں۔ دعا کرنے کا بھی اور نماز جنازہ پڑھنے کا بھی۔ اس لیے یہ بھی کسی ایک بات کے لیے نصّ نہیں' تاہم بعض کے نزدیک دوسرا احتمال زیادہ غالب ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧٠، ٧٢) - بَابٌ: فِي الْبِنَاءِ عَلَى الْقَبْرِ (التحفة ٧٦)

باب:۷۰'۷۲-قبر پر عمارت بنانا

٣٢٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها، ح:٦٤٢٦، ومسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح:٢٢٩٦ عن قتيبة به.

٣٢٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة أحد . . . الخ، ح:٤٠٤٢ من حديث ابن المبارك به، وانظر الحديث السابق.

٣٢٢٥- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني أَبو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَهى أَنْ يُقْعَدَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُقَصَّصَ وَيُبْنَى عَلَيْهِ.

۳۲۲۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ منع فرماتے تھے کہ قبر پر بیٹھا جائے یا اسے چونا گچ کیا جائے یا اس پر کوئی تعمیر کی جائے۔

فائدہ: قبر کے عین اوپر بیٹھنا یا اظہار غم میں اس کا مجاور بن جانا حرام ہے۔ایسے ہی اسے پختہ کرنا یا اس پر قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے۔کسی ضرورت کے تحت قبر کے پاس بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔(دیکھیے' حدیث:۳۲۱۲)

٣٢٢٦- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ مُوسَى، وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۲۲۶-حضرت سلیمان بن موسیٰ اور ابوالزبیر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال عُثْمَانُ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ وَزَادَ سُلَيْمَانُ بنُ مُوسَى: أَوْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِهِ: أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ''اس کو زیادہ کرنا منع ہے (اسے اونچا کر دیا جائے۔'') اور سلیمان بن موسیٰ نے مزید کہا: ''اس پر کتبہ لگانا منع ہے۔'' مگر مسدد نے اپنی روایت میں [أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ: حَرْفُ: وَأَنْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مسدد کی روایت میں میرے لیے لفظ [وَأَنْ] واضح نہیں ہوا تھا۔

فائدہ: قبر پر میت کے نام ونسب یا اس کی مدح وثنا کا کتبہ لگانا یا اللہ' رسول کا نام یا قرآن لکھنا سبھی ناجائز ہے۔ البتہ نشاندہی کے لیے کوئی مناسب نشان لگا دیا جائے تو جائز ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک پتھر رکھا تھا۔

٣٢٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن تجصيص القبر والبناء عليه، ح: ٩٧٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٦٤٨٨، ومسند أحمد: ٣/ ٣٣٩.

٣٢٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٠ من حديث حفص بن غياث به، انظر الحديث السابق.

٣٢٢٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «قاتَلَ الله الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

٣٢٢٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

فوائد ومسائل: ① قبروں پر مسجدیں بنانا یا مسجدوں کے پاس اموات کو دفن کرنا دونوں ہی صورتیں ناجائز ہیں' خیال رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کا مسجد نبوی میں آ جانا ایک اتفاقی واقعہ ہے۔ آپ علیہ السلام کا اپنے اس حجرے میں دفن ہونا آپ کی خصوصیت تھی اور اس وقت یہ حجرہ مسجد سے الگ تھا۔ ② زائر حرم نبوی کے لیے واجب ہے کہ اگر وہ قبر نبوی کے قریب بھی نماز پڑھے تو قلبی طور پر اللہ کی طرف لو لگائے رہے اور بیت اللہ الحرام کو اپنا قبلہ سمجھے۔ کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ اس موضوع پر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تالیف ''تحذير الساجد'' ایک اہم قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' کے نام سے اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

(المعجم ٧١، ٧٣) - **بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْقُعُودِ عَلَى الْقَبْرِ** (التحفة ٧٧)

باب: ٧١، ٧٣- قبر پر بیٹھنا حرام ہے

٣٢٢٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ».

٣٢٢٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی دہکتے کوئلے پر بیٹھ جائے' وہ اس کے کپڑے جلا دے اور پھر اس کا اثر اس کے جسم تک پہنچ جائے' یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔''

٣٢٢٩- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى: أخبرنا

٣٢٢٩- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو سنا' وہ بیان کرتے

٣٢٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب بعد باب الصلوة في البيعة، ح: ٤٣٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور . . . الخ، ح: ٥٣٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (رواية ابن عبدالبر/ التمهيد): ٦/ ٣٨٣.

٣٢٢٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلوة عليه، ح: ٩٧١ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٣٢٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٢ من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به، انظر الحديث السابق.

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ، عن بُسْرِ بنِ عُبَيْدِالله قال: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بنَ الأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبروں پر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھو۔''

فائدہ: قبرستان میں یا کسی قبر کو قبلہ بنا کر نماز پڑھنا حرام ہے۔ البتہ نماز جنازہ جس میں کہ رکوع سجود نہیں ہوتا اس کی خصوصی اجازت ہے جیسے کہ پیچھے گزرا ہے۔

(المعجم ٧٢، ٧٤) - **باب الْمَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي النَّعْلِ** (التحفة ٧٨)

باب: ۷۲،۷۴- جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلنا

٣٢٣٠- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بنُ شَيْبَانَ عن خَالِدِ بنِ سُمَيْرٍ السَّدُوسِيِّ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عن بَشِيرٍ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ وَكَانَ اسْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: زَحْمَ بنَ مَعْبَدٍ، فَهَاجَرَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَقَالَ: «مَا اسْمُكَ؟» فقالَ: زَحْمٌ، قالَ: «بَلْ أَنْتَ بَشِيرٌ» قال: بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فقالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» ثَلَاثًا، ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فقالَ: «لَقَدْ أَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا»، ثُمَّ حَانَتْ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ نَظْرَةٌ فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فقالَ:

۳۲۳۰- حضرت بشیر ؓ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے ایام جاہلیت میں ان کا نام زحم بن معبد تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر آئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' کہا: زحم۔ آپ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ تم بشیر ہو۔'' یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ آپ مشرکوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''بے شک یہ لوگ بہت بڑی خیر سے پہلے ہی گزر گئے (اسلام لانے سے محروم رہے۔'') آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' پھر آپ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے' تو فرمایا: ''بلاشبہ ان لوگوں نے بہت بڑی خیر پالی (اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔'') پھر رسول اللہ ﷺ کی نظر پڑی تو دیکھا کہ ایک آدمی جوتے پہنے ہوئے قبروں پر چلا آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا:

٣٢٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في خلع النعلين في المقابر، ح: ١٥٦٨، والنسائي، ح: ٢٠٥٠ من حديث الأسود بن شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٩٠، والحاكم: ٣٧٣/١، ووافقه الذهبي.

«يَاصَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ»، فَنَظَرَ الرَّجُلُ، فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ الله ﷺ خَلَعَهُمَا فَرَمٰى بِهِمَا .

"اے جوتوں والے! افسوس ہے تم پر! اپنے جوتے اتار دو۔" اس آدمی نے دیکھا' جب پہچانا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو اس نے اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

فوائد و مسائل: ① بہتر ہے کہ انسان قبرستان میں چلتے ہوئے اپنے جوتے اتار لے جبکہ درج ذیل حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز بھی ثابت ہے۔ ② مسلمانوں اور مشرکین کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہونے چاہییں۔ ③ نامناسب نام کو تبدیل کر کے عمدہ نام رکھنا چاہیے۔

٣٢٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حدثنا عَبْدُ الوَهَّابِ يَعْني ابنَ عَطَاءٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ» .

٣٢٣١- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "بندے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے جانے لگتے ہیں' تو بلاشبہ وہ ان کے جوتوں کی چاپ سنتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① میت کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اس کا محاسبہ ہوتا ہے۔ اور یہ سب غیبی معاملہ ہے۔ سماع موتی میں ہمیں صرف اسی قدر خبر دی گئی ہے کہ وہ جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مزید کی نفی ثابت ہے۔ ② معلوم ہوا کہ قبرستان میں جوتے پہننا جائز ہے۔

(المعجم ٧٣، ٧٥) - بَابٌ: فِي تَحْوِيلِ الْمَيِّتِ مِن مَوْضِعِهِ لِلأَمْرِ يَحْدُثُ (التحفة ٧٩)

باب: ٧٣، ٧٥- کسی وجہ سے میت کو اس کی جگہ سے منتقل کر دینا

٣٢٣٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن جَابِرٍ قالَ: دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ

٣٢٣٢- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ایک دوسرے آدمی کے ساتھ دفن کیے گئے تو اس وجہ سے میرے جی میں تھا کہ ان کو وہاں سے نکال لوں۔ چنانچہ میں نے انہیں چھ ماہ بعد وہاں سے نکالا' تو

٣٢٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧٠ من حديث عبدالوهاب بن عطاء، والبخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ١٣٣٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به .

٣٢٣٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٥٨ من حديث أبي داود به .

حَاجَةٌ فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الأَرْضَ.

ان میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی سوائے ڈاڑھی کے چند بالوں کے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔

فائدہ: کوئی واقعی معقول مصلحت ہو تو میت کو اس کی پہلی قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٧٤، ٧٦) - بَابٌ: فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ٨٠)

باب:۷۴-۷۶-میت کو ذکرِ خیر سے یاد کرنا

٣٢٣٣- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ عَامِرٍ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: مَرُّوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فقالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ مَرُّوا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا شَرًّا، فقالَ: «وَجَبَتْ»، ثُمَّ قال: «إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شَهِيدٌ».

۳۲۳۳-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے اس کو خیر سے یاد کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" پھر وہ ایک دوسرا جنازہ لے کر گزرے اور اس کا ذکر برے انداز میں کیا تو آپ نے فرمایا: "واجب ہوگئی۔" پھر آپ نے فرمایا: "بلاشبہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔"

فوائد ومسائل: ① جسے بھلائی سے یاد کیا گیا اس کے لیے جنت واجب ہوئی اور دوسرے کے لیے جہنم۔ ② حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے مگر زندوں پر لازم ہے کہ اپنے مرنے والوں کو بھلائی سے یاد کریں یا کم از کم خاموش رہیں۔ لوگوں میں جس کسی کا کوئی شہرہ ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ضرور ہوتی ہے اس لیے چاہیے کہ انسان حق اور خیر اپنائے تاکہ اس کا ذکر خیر کے ساتھ ہو۔

(المعجم ٧٥، ٧٧) - بَابٌ: فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ (التحفة ٨١)

باب:۷۵-۷۷-زیارت قبور کا بیان

٣٢٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن يَزِيدَ بنِ كَيْسَانَ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال:

۳۲۳۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر آئے تو رو پڑے اور آپ کے اردگرد ساتھی بھی رو دیے۔ تو رسول اللہ ﷺ

٣٢٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الثناء، ح: ١٩٣٥ من حديث شعبة به.

٣٢٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٦ من حديث محمد بن عبيد به.

أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي تَعَالَى عَلَى أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا، فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ بِالْمَوْتِ».

نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ اس کے لیے بخشش کی دعا کروں مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی۔ پھر میں نے اجازت چاہی کہ اس کی قبر کی زیارت کرلوں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو' بلاشبہ اس سے موت یاد آتی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① قبروں کی زیارت سے انسان کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت یاد آتی ہے اور اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے۔ ② کفار کی قبروں کی زیارت سے بھی عبرت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت سے ان کے لیے دعائے مغفرت کا ثواب ملتا ہے۔ اور عزیز واقارب کی قبروں کی زیارت سے دل پر خاص تاثر قائم ہوتا ہے۔

٣٢٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مُعَرِّفُ بنُ وَاصِلٍ عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أبيهِ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عن زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ في زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً».

٣٢٣٥- حضرت (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' چنانچہ اب ان کی زیارت کیا کرو۔ بلاشبہ ان کی زیارت میں (موت کی) یاددہانی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① زیارت قبور ایک مشروع اور مسنون عمل ہے۔ انسان جہاں کہیں مقیم ہو وہاں کے قبرستان کی زیارت کو اپنا معمول بنالے۔ مگر صرف اس مقصد کے لیے دور دراز کا سفر کرنا جائز نہیں۔ ② زیارت قبور کے معروف مسنون آداب ہیں: یعنی قبرستان میں داخل ہونے کی دعا اور مسلمان اہل قبور کے لیے دعائے مغفرت۔ نہ کہ وہاں جا کر نماز پڑھنا یا تلاوت قرآن کرنا یا قبر کو مقام قبولیت سمجھنا یا صاحب قبر کے واسطے اور وسیلے سے دعا کرنا یا خود اسی کو اپنی حاجات پیش کرنا' یہ سب کام حرام ہیں۔ اور اسی طرح قبروں پر میلے ٹھیلے اور عرس وقوالی وغیرہ کا احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ میں کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا ہے۔

(المعجم ٧٦، ٧٨) - بَابٌ: فِي زِيَارَةِ النِّسَاءِ الْقُبُورَ (التحفة ٨٢)

باب:٧٦، ٧٨- عورتوں کا قبروں کی زیارت کے لیے جانا

٣٢٣٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

٣٢٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٣٢٣٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٩٧٧ من حديث محارب بن دثار به، انظر الحديث السابق.

٣٢٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ◄◄

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ جُحَادَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَّخِذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر جاتی ہیں اور (ان لوگوں پر بھی) جو لوگ انہیں سجدہ گاہ بناتے ہیں یا وہاں چراغ جلاتے ہیں۔

فائدہ: مشروع ومسنون آداب کے ساتھ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کے لیے جائیں تو جائز ہے۔ جیسے کہ مذکورہ بالا احادیث میں عمومی رخصت دی گئی ہے' لیکن جو عورتیں شرعی آداب کی خلاف ورزی کرتے ہوئے وہاں نوحے پڑھیں یا سجدے کریں یا چراغ جلائیں تو یہ لعنت کے کام ہیں جن سے بچنا اور بچانا واجب ہے۔ اور جو عورتیں یہ کام کریں ان کا قبرستان میں جانا جائز نہیں ہے۔

(المعجم ٧٧، ٧٩) - باب مَا يَقُولُ إِذَا مَرَّ بِالْقُبُورِ (التحفة ٨٣)

باب:۷۷،۷۹- قبرستان (میں جائے یا اس کے قریب) سے گزرے تو کیا پڑھے؟

٣٢٣٧- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ فقالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ الله بِكُمْ لَاحِقُونَ».

۳۲۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے تو یہ دعا پڑھی: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَقَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْن] ''سلامتی ہو تم پر اے ان گھروں کے مومن لوگو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔''

فوائد ومسائل: اہل قبور اپنے مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کے بہت زیادہ محتاج ہیں۔ ان کے لیے خلوص سے دعا کرنا ان کا حق ہے' نہ کہ ان سے دعائیں کروانا یا ان سے حاجت روائی ومشکل کشائی کی درخواست کرنا۔ ② مذکورہ دعا کے علاوہ بھی زیارت قبور کی دعائیں صحیح احادیث میں وارد ہیں جیسے صحیح مسلم میں ہے: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ' وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ' لَلَاحِقُوْنَ' أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ] (صحيح مسلم' الجنائز' حديث:٩٧٥)

ح: ٣٢٠، وابن ماجه، ح: ١٥٧٥، والنسائي، ح: ٢٠٤٥ من حديث محمد بن جحادة به، وقال الترمذي: "حسن"
* أبو صالح مولى أم هانىء ضعيف مدلس، وحدث به بعد ما كبر.

٣٢٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨ـ٣٠.

(المعجم ٧٨، ٨٠) - **باب: كَيْفَ يُصْنَعُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ؟** (التحفة ٨٤)

باب:۸۰٬۷۸-مُحرِم اگر فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ کیسے کیا جائے؟

٣٢٣٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنَا سُفْيَانُ: حدَّثني عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ وَقَصَتْهُ رَاحِلَتُهُ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ: «كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي».

۳۲۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جسے اس کی سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا جبکہ وہ حالت احرام میں تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ”اسے اس کے ان دو کپڑوں میں کفن دو‘ بیری کے پتے ملے پانی کے ساتھ غسل دو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ بلاشبہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: فِي هٰذَا الْحَدِيثِ خَمْسُ سُنَنٍ: «كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ» أَيْ يُكَفَّنُ الْمَيِّتُ فِي ثَوْبَيْنِ، «وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ» أَيْ أَنَّ فِي الْغَسَلَاتِ كُلِّهَا سِدْرًا، «وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا»، وَكَانَ الْكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سنا‘ وہ فرماتے تھے کہ اس حدیث میں پانچ احکام ہیں۔ ① ایسی میت کو دو ہی کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ ② تمام غسلوں میں بیری کے پتے استعمال کیے جائیں۔ ③ اس کا سر نہ ڈھانپا جائے ④ اور نہ خوشبو ہی لگائی جائے ⑤ اور کفن اس کے اپنے مال میں سے لیا جائے۔

٣٢٣٩- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ الْمَعْنَى قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَمْرٍو وَأَيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ قالَ: «وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ».

۳۲۳۹- حضرت سعید بن جبیر ؒ حضرت ابن عباس ؓ سے اس حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں۔ کہا: ”اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو۔“

٣٢٣٨- تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث سفيان، والبخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح: ١٢٦٧ من حديث عمرو بن دينار به.

٣٢٣٩- تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة . . . الخ، ح: ١٨٤٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح: ١٢٠٦ من حديث حماد بن زيد به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال سُلَيْمَانُ: قال أَيُّوبُ: ثَوْبَيْهِ، وَقال عَمْرٌو: «ثَوْبَيْنِ»، وقالَ ابنُ عُبَيْدٍ: قال أَيُّوبُ: «في ثَوْبَيْنِ»، وَقَالَ عَمْرٌو: «في ثَوْبَيْهِ». زَادَ سُلَيْمَانُ وَحْدَهُ: «وَلَا تُحَنِّطُوهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن حرب کی ایوب سے روایت میں لفظ یوں ہیں: [ثَوْبَيْهِ] ''یعنی اس کے اپنے دو کپڑوں میں کفن دو۔'' جبکہ عمرو کی روایت میں: [ثَوْبَيْنِ] آیا ہے۔ ''دو کپڑوں میں کفن دو۔'' (اس کے اپنے ہوں یا کسی دوسرے نے دیے ہوں۔) ابن عبید کی روایت جو ایوب سے ہے اس میں [فِي ثَوْبَيْنِ] کا لفظ ہے۔ جبکہ عمرو نے [ثَوْبَيْهِ] کہا ہے۔ اور صرف سلیمان نے یہ اضافہ کیا: ''اسے حنوط (خوشبو) بھی نہ لگاؤ۔''

٣٢٤٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ بِمَعْنَى سُلَيْمَانَ «في ثَوْبَيْنِ».

۳۲۴۰-ایوب سعید بن جبیر سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سلیمان کی روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہیں یعنی [فِي ثَوْبَيْنِ] ''دو کپڑوں میں کفن دو۔''

فوائد ومسائل: ① حالت احرام میں چونکہ مرد سر نہیں ڈھانپتا اور نہ خوشبو ہی استعمال کرتا ہے اور کپڑے بھی اس پر دو ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ فوت ہو جانے کی صورت میں اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ تو اس کا جواب مذکورہ احادیث میں موجود ہے۔ ② مُحرم کا اپنا لباس احرام ہی اس کا کفن بنا دیا جائے تو بہتر ہے۔ ورنہ دوسرا بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ روایات دونوں ہی طرح ہیں۔

٣٢٤١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن الْحَكَمِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «اغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا

۳۲۴۱-جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مُحرم آدمی کو اس کی سواری نے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ دی اور اس سے وہ فوت ہو گیا' اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے غسل دو' کفن پہناؤ' لیکن سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو ہی لگاؤ' بلاشبہ یہ تلبیہ پکارتے ہوئے اٹھایا

٣٢٤٠ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٣٢٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٩ من حديث جرير به، وانظر، ح: ٣٢٣٨.

فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ». جائے گا۔''

فائدہ: حالت احرام میں موت کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری رہے گا اور اس پر قیاس ہے کہ اگر کوئی طلب علم یا جہاد میں فوت ہو جائے اور وہ اپنے اس عمل کو پورا کرنے کا عزم رکھتا ہو تو اسے إن شاء اللہ قیامت تک کے لیے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام ومسائل

* قسم کی اہمیت اور اس کی اقسام: کسی معاملے کو اللہ کے نام یا اس کی صفات کا ذکر کر کے یقینی بنانے کو حلف اٹھانا یا قسم کھانا کہتے ہیں۔ چونکہ عرب لوگ ایسے مواقع پر باہم مصافحہ بھی کرتے تھے اس لیے اسے [یمین] کہا گیا۔ [یمین] بمعنی داہنا ہاتھ اور اس کی جمع ہے [اَیْمَان] اس کی تین قسمیں ہیں: ایک حقیقی اور سچی قسم، جو بالعزم اٹھائی جاتی ہے، اسے ''یمین مُعَقَّد'' کہتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنا حتی الامکان لازم ہوتا ہے، ورنہ کفارہ واجب ہوتا ہے۔ دوسری ''یمین لغو'' ہے۔ یعنی بلا عزم بات بات پر قسمیں اٹھانا جیسے کہ بعض لوگوں کا تکیہ کلام ہوتا ہے، اسے معاف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم اسے معمولی نہیں جاننا چاہیے بلکہ اپنی عادت بدلنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اور تیسری جھوٹی قسم، اسے ''یمین غموس'' کہتے ہیں۔ یعنی گناہ، عتاب اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ اسے اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا﴾ (النحل:۹۱) ''اپنی قسموں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔'' ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

قُلُوْبُكُمْ﴾ (البقرة:۲۲۵) ''اللہ تمھیں تمہاری ان قسموں پر نہیں پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں' ہاں اس چیز پر پکڑے گا جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔''

* **نذر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:** لغت میں نذر کے معنی ہیں: [اَلْوَعْدُ بِخَيْرٍ أَوْ شَرٍّ] ''اچھا یا برا وعدہ''۔ شرع میں نذر کا مطلب ہے: (هُوَ الْتِزَامُ قُرْبَةٍ غَيْرِ لَازِمَةٍ) ''اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے کسی چیز کو اپنے اوپر لازم قرار دے لینا نذر کہلاتا ہے۔''

* **نذر کی مشروعیت:** نذر گزشتہ ادیان میں بھی مشروع تھی اور زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کا رواج عام تھا۔ مشرکین بتوں کے نام پر نذر مانتے تھے تاکہ ان کا قرب حاصل ہو۔ اپنی حاجات طلبی کے لیے نذر و نیاز ان کے ہاں مقبول عام عمل تھا۔ اسلام نے نذر کو مشروع رکھا ہے لیکن اس کے لیے قواعد وضوابط رکھے ہیں تاکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کا باعث بنے اور غیر اللہ کے ساتھ اس کا تعلق ختم ہو جائے۔ قرآن مجید میں اس کی مشروعیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ (البقرة : ۲۷۰)
''تم جتنا کچھ خرچ کرو یعنی خیرات کرو اور جو کچھ نذر مانو اسے اللہ بخوبی جانتا ہے۔''

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ] (صحيح البخاري، الأيمان والنذور، حديث : ٦٦٩٦)
''جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو وہ اس کی اطاعت کرے (نذر پوری کرے) اور جس نے اس کی معصیت کی نذر مانی وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔''

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢١) -كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (التحفة ١٦)

قسم کھانے اور نذر ماننے کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب التَّغْلِيظِ فِي الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ (التحفة ١)

باب:۱- جھوٹی قسم میں گناہ کی سختی

٣٢٤٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قالَ: أخبرنا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ مَصْبُورَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۲۴۲- حضرت عمران بن حصین ؓ کہتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (کسی حاکم وغیرہ کی مجلس میں محبوس ہوکر یا دیدہ دانستہ) جھوٹی قسم کھائی تو اسے چاہیے کہ اپنے چہرے کا مقام آگ میں بنالے۔''

فائدہ: جھوٹ بولنا ویسے ہی کبیرہ گناہ اور لعنت کا کام ہے' کجا یہ کہ اس پر مزید قسم بھی اٹھائے۔ تو اس کی سزا جہنم ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بہر حال توبہ کا دروازہ کھلا ہے' جسے اپنے اس غلط عمل کا احساس ہوجائے' وہ بہت زیادہ توبہ اور استغفار کرے۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِيمَنْ حَلَفَ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالًا (التحفة ٢)

باب:...... جو شخص کسی کا مال مار لینے کے لیے قسم کھائے

٣٢٤٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى

۳۲۴۳- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ کہتے ہیں

٣٢٤٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣٦ عن يزيد بن هارون به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

٣٢٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ح: ٢٤١٦، ٢٤١٧، ومسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٨ من حديث أبي معاوية.

وَهَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ المَعْنى قالَا : حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ قال : حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عن شَقِيقٍ، عن عَبْدِ الله قال : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» فَقَالَ الأَشْعَثُ : فِيَّ وَالله كَانَ ذٰلِكَ، كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ : «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ : لَا ، قال لِلْيَهُودِيِّ : «احْلِفْ»، قُلْتُ : يَارَسُولَ الله! إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي ، فَأَنْزَلَ الله تَعَالَى : ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلٰى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران : ٧٧].

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قسم کھائی اور وہ اس میں جھوٹا ہو تاکہ اس کے ذریعے سے کسی مسلمان کا مال مار لے تو وہ اللہ سے ملے گا جب کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔“ اشعث ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے ہی بارے میں ہے۔ میری اور ایک یہودی کی زمین مشترک تھی، وہ میرے حصے سے انکاری ہوگیا تو میں نے یہ معاملہ نبی ﷺ کے حضور پیش کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے گواہ ہیں؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا: ”قسم اٹھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھالے گا اور میرا مال مار لے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا......﴾ ”جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر معمولی مال حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ ان کی طرف نظر نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

٣٢٤٤- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ قالَ : حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ قال : حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ سُلَيْمَانَ قال : حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عن الأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ : أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ

٣٢٤٤- حضرت اشعث بن قیس ؓ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) کندہ اور حضر موت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ زمین یمن میں تھی۔ حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری زمین اس شخص کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی اور یہ اب اس کے قبضے میں ہے۔ آپ نے پوچھا:

٣٢٤٤ـ تخريج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ٥/ ٢١٢ من حديث الحارث به، وصححه ابن حبان، ح : ١١٩٠، وابن الجارود، ح : ١٠٠٥، والحاكم : ٤/ ٢٩٥، ووافقه الذهبي.

الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُـولَ اللهِ! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُو هٰذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قَالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، وَلَكِنْ أُحَلِّفُهُ وَاللهِ! مَا يَعْلَمُ أَنَّهَا أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُوهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِينِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْتَطِعُ أَحَدٌ مَالًا بِيَمِينٍ إِلَّا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ أَجْذَمُ»، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ.

"کیا تمہارے کوئی گواہ ہیں؟" اس نے کہا: نہیں۔ لیکن میں اسے قسم دیتا ہوں کہ (وہ یہ کہے) اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جو اس کے باپ نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ ادھر کندی آدمی بھی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی قسم اٹھا کر کسی کا مال مار لیتا ہے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ کوڑھی ہو گا۔" چنانچہ کندی نے کہا: یہ زمین اسی کی ہے۔

٣٢٤٥- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن أَبِيهِ قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي مَا حَلَفَ عَلَيْهِ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَاكَ»، فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ لَهُ، فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالٍ لِيَأْكُلَهُ ظَالِمًا لَيَلْقَيَنَّ اللهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ».

٣٢٤٥- جناب علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت اور (قبیلہ) کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص میرے باپ کی زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کندی نے کہا: یہ میری زمین ہے' میرے قبضے میں ہے' میں ہی اسے کاشت کرتا ہوں اور اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا: "کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو تمہیں اس کی قسم قبول کرنی ہوگی۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے' اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے' یہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتا' تو نبی ﷺ نے فرمایا: "تمہارے لیے اس کی طرف سے بس یہی ہے (کہ وہ قسم کھائے۔)" چنانچہ وہ قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس نے پشت پھیری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اس نے قسم کھالی کہ ظلم سے مال کھالے تو یہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس سے رخ پھیرے ہوئے ہوگا۔"

٣٢٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح: ١٣٩ عن هناد بن السري به.

فوائد ومسائل: ① کسی مقدمہ کے طرفین، جس میں کسی صالح کے متعلق گمان ہو کہ سچ کہتا ہوگا اور کسی فاسق کے متعلق وہم ہو کہ یہ جھوٹا ہوگا' قاضی کے روبرو برابر ہوتے ہیں۔ ان کا فیصلہ شرعی اصولوں کے تحت ہی ہوگا کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعا علیہ قسم کھائے۔ (خطابی) ② کسی تنازع (جھگڑے) میں طرفین کا ایک دوسرے کو جھوٹ' خیانت یا ظلم وغیرہ سے متہم کرنا ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ ان کے متعلق کوئی دعویٰ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ (خطابی) ③ مدعا علیہ کسی بھی دین وملت سے تعلق رکھتا ہو اس سے قسم لی جائے گی جو تسلیم ہوگی۔ ④ جھوٹی قسم کا عتاب انتہائی شدید ہے۔

(المعجم ٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْظِيمِ الْيَمِينِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٣)

باب:٢- منبر نبوی کے پاس قسم کھانے کی عظمت

٣٢٤٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: أَخبرني عَبْدُ اللهِ بْنُ نِسْطَاسٍ مِنْ آلِ كَثِيرِ بنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا عَلٰى يَمِينٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلٰى سِوَاكٍ أَخْضَرَ، إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ».

٣٢٤٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی' خواہ ایک (تازہ) مسواک ہی پر کیوں نہ ہو' اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا۔'' یا فرمایا: ''اس کے لیے جہنم واجب ہے۔''

فائدہ: مسجد نبوی میں رياض الجنة، اور منبر نبوی' جو کہ محشر میں حوض پر ہوں گے' جیسے عظیم متبرک مقامات کی پروا نہ کرتے ہوئے جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا' انتہائی بدبختی کی علامت ہے۔ عام مساجد کا بھی یہی حکم ہے کہ اس سے قسم کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْيَمِينِ بِغَيْرِ اللهِ (التحفة ٤)

باب:٣- غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا

٣٢٤٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٢٤٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٣٢٤٦_ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب اليمين عند مقاطع الحقوق، ح: ٢٣٢٥ من حديث هاشم ابن هاشم به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٩٢، وابن الجارود، ح: ٩٢٧، والحاكم: ٤/ ٢٩٦، ٢٩٧، ووافقه الذهبي.

٣٢٤٧_ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من حلف باللات والعزى، فليقل: لا إله إلا الله، ح: ١٦٤٧ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، التفسير، سورة والنجم، باب: ﴿أفرأيتم اللات والعزى﴾، ح: ٤٨٦٠ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٥٩٣١.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ وَقالَ في حَلِفِهِ وَاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَمَنْ قالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ بِشَيْءٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا: قسم ہے لات کی! تو اسے چاہیے کہ کہے: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ. اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آؤ جوا کھیلیں! تو اسے چاہیے کہ کچھ صدقہ کرے۔''

فائدہ: غیراللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے۔ اگر کسی سے دانستہ ایسا ہو جائے تو اس پر کفارہ نہیں' بلکہ توبہ و استغفار اور تجدید ایمان لازم ہے' تاہم نادانستہ' غیرارادی طور پر ایسے الفاظ زبان سے نکل جائیں' تو اس کے لیے دل سے لا اله الا اللّٰه پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اسی طرح جوا کھیلنا حرام ہے تو اس کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ﴾ (هود: ۱۱۴) ''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

(المعجم ٤) - [بَابُ كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِالآبَاءِ] (التحفة ٥)

باب: ۴- آباء و اجداد کے نام کی قسم کھانے کی حرمت

٣٢٤٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا عَوْفٌ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُم وَلَا بِأُمَّهَاتِكُم وَلَا بِالأَنْدَادِ، وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِالله، وَلَا تَحْلِفُوا بِالله إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ».

۳۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے باپوں یا ماؤں کے نام کی قسمیں نہ کھایا کرو اور نہ بتوں کے نام کی۔ صرف اللہ کے نام کی قسم کھایا کرو اور اللہ کی قسم بھی اسی صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔''

٣٢٤٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن عُبَيْدِالله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ بنِ

۳۲۴۹- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک قافلے میں جا رہے تھے کہ پیچھے سے رسول اللہ ﷺ انہیں آن ملے۔ (آپ ﷺ نے ان کو سنا) جب کہ وہ

٣٢٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الحلف بالأمهات، ح: ٣٨٠٠ من حديث عبيدالله بن معاذ به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٦.

٣٢٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالٰى، ح: ١٦٤٦ من حديث عبيدالله بن عمر، والبخاري، الأدب، باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولاً أو جاهلاً، ح: ٦١٠٨ من حديث نافع به.

الْخَطَّابِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَدْرَكَهُ وَهُوَ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فقال: «إِنَّ الله يَنْهَاكُم أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُم، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بالله أَوْ لِيَسْكُتْ».

اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے' تو فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے کہ اپنے آباء واجداد کی قسمیں کھاؤ' جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے' یا خاموش رہے۔''

٣٢٥٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ عن أَبِيهِ، عن عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: سَمِعَنِي رَسُولُ الله ﷺ ... نَحْوَ مَعْنَاهُ إِلَى «بِآبَائِكُم». زَادَ: قال عُمَرُ: فَوَالله! مَا حَلَفْتُ بِهَذَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا.

٣٢٥٠- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سنا (کہ میں اپنے باپ کے نام کی قسم کھا رہا تھا) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مزید کہا: اللہ کی قسم! (بعدازاں) میں نے ان کی قسم نہیں کھائی' نہ عمداً اور نہ حکایتاً (کسی کی طرف سے نقل کرتے ہوئے۔)

٣٢٥١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ قال: سَمِعْتُ الْحَسَنَ ابنَ عُبَيْدِالله عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ قال: سَمِعَ ابنُ عُمَرَ رَجُلًا يَحلِفُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ لَهُ ابنُ عُمَرَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ الله فَقَدْ أَشْرَكَ».

٣٢٥١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کو سنا کہ وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔''

فوائد ومسائل: ① غیر اللہ کی قسم کھانا' خواہ وہ کعبہ کی ہو یا فرشتے یا انبیاء یا اولیاء صالحین یا آباء واجداد وغیرہ کی' اسے گویا اللہ کے ہم پلہ ٹھہرانا ہے یا اس کی سی صفات سے موصوف سمجھنا ہے جو کہ واضح شرک ہے۔ جس سے ایسا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ ایمان کی تجدید کرے' اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے جیسے کہ (حدیث:٣٢٤٧) میں گزرا ہے۔ ② خیال رہے کہ قرآن مجید کی قسم کھانا اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم اگر کوئی اٹھا لے تو مباح اور جائز ہے اس لیے کہ قرآن مجید اللہ ذوالجلال کا کلام اور اس کی صفت ہے اور اللہ کی صفات کی قسم کھانا ثابت اور صحیح ہے۔

٣٢٥٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ١٥٩٢٢، ورواه البخاري، الأيمان والنذور، باب: لا تحلفوا بآبائكم، ح: ٦٦٤٧ من حديث معمر به معلقًا.

٣٢٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في أن من حلف بغير الله فقد أشرك، ح: ١٥٣٥ من حديث الحسن بن عبيدالله به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١١٧٧، والحاكم: ٤/ ٢٩٧، ووافقه الذهبي.

٣٢٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ المَدَنِيُّ عن أبي سُهَيْلٍ نَافِعِ بنِ مَالِكِ بنِ أَبي عَامِرٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بنَ عُبَيْدِاللهِ، يَعْني في حَدِيثِ قِصَّةِ الأَعْرَابِيِّ قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ».

٣٢٥٢- جناب طلحہ بن عبیداللہ نے بدوی کے واقعہ والی حدیث میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کامیاب ہوا' قسم اس کے باپ کی! اگر سچا (ثابت قدم) رہا۔ جنت میں داخل ہوا' قسم اس کے باپ کی! اگر یہ سچا (ثابت قدم) رہا۔''

فائدہ: اس روایت میں [وَأَبِيه] کا لفظ شاذ اور ضعیف ہے۔ (علامہ البانی ؒ) تاہم اس کی یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ یہ قصہ غیر اللہ کی قسم سے منع کرنے سے پہلے کا ہے یا یہ کلام عامۃ الناس کے اسلوب پر ہے' اس میں قسم کا معنی مراد نہیں ہے۔ اور کچھ نے کہا کہ اس میں لفظ ''رَبّ'' محذوف ہے اور اصل یوں ہے: [وَرَبِّ أَبِيه] ''اس کے باپ کے رب کی قسم۔'' علامہ سہیلی نے کہا کہ اس میں ''تعجب'' کے معنی ہیں۔ (نیل الاوطار' باب : الحلف باسماء الله و صفاته: ٨/٢٥٧)

(المعجم ٥) - باب كَرَاهِيَةِ الْحَلِفِ بِالأَمَانَةِ (التحفة ٦)

باب:٥- امانت کی قسم کھانا ناجائز ہے

٣٢٥٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ حَلَفَ بِالأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٢٥٣- جناب (سلیمان) ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے امانت کی قسم کھائی' وہ ہم میں سے نہیں۔''

فائدہ: ایمان یا امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ امور ہیں' ان کی قسم کھانے کے کوئی معنی نہیں' لہٰذا ناجائز ہے۔ تاہم بقول امام شافعی ؒ اس میں کوئی کفارہ نہیں۔

(المعجم ٦) - باب لَغْوِ الْيَمِينِ (التحفة ٧)

باب:٦- لغو قسم کا بیان

٣٢٥٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٢، ورواه البخاري، ومسلم من حديث إسماعيل بن جعفر به مختصرًا، وقوله: "وأبيه" أي "ورب أبيه".

٣٢٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٢ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣١٨.

٣٢٥٤- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ الشَّامِيُّ قالَ: حَدَّثَنا حَسَّانُ يَعني ابنَ إبْرَاهِيمَ قالَ: حدثنا إبْرَاهِيمُ يَعني الصَّائِغَ، عن عَطَاءٍ في اللَّغوِ في الْيَمِينِ قال: قَالَتْ عَائِشَةُ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «هُوَ كَلَامُ الرَّجُلِ في بَيْتِهِ: كَلَّا وَالله! وَبَلَى وَالله!».

۳۲۵۴- جناب عطاء رحمہ اللہ سے لغو قسم کے بارے میں مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد وہ قسم ہے جو آدمی اپنے گھر میں کَلّا واللہ! اور بَلٰی واللہ! (نہیں قسم اللہ کی! ہاں قسم اللہ کی!) وغیرہ بولتا رہتا ہے۔'' (اس کا تکیہ کلام ہوتا ہے اور قسم کا قصد نہیں ہوتا۔)

قَالَ أبو دَاوُدَ: وَكَانَ إبْرَاهِيمُ الصَّائِغُ رَجُلًا صَالِحًا قَتَلَهُ أبو مُسْلِمٍ بِعَرَنْدَسَ، قالَ: وَكَانَ إذَا رَفَعَ المِطْرَقَةَ فَسَمِعَ النِّدَاءَ، سَيَّبَهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم صائغ ایک صالح آدمی تھے۔ ان کو ابومسلم نے مقام عَرَندَس میں قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا یہ معمول تھا کہ اگر ہتھوڑا اٹھایا ہوا ہوتا اور اذان سن لیتے تو وہیں چھوڑ دیتے تھے۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ دَاوُدُ بنُ أبي الْفُرَاتِ عن إبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ مَوْقُوفًا عَلَى عَائِشَةَ، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ وَعَبْدُ المَلِكِ بنُ أبِي سُلَيْمَانَ وَمَالِكُ بنُ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ عن عَطَاءٍ عن عَائِشَةَ مَوْقُوفًا.

امام ابوداود نے کہا: اس حدیث کو داود بن ابی فرات نے بواسطہ ابراہیم صائغ حضرت عائشہ پر موقوف روایت کیا ہے اور ایسے ہی زہری، عبدالملک بن ابی سلیمان اور مالک بن مغول نے بواسطہ عطاء حضرت عائشہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

فائدہ: لغو قسم معاف ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں تاہم آدمی کو اس سے پرہیز کرتے ہوئے اپنی عادت بدلنی چاہیے۔ فرمایا: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِن يُّؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (البقرۃ:۲۲۵) ''اللہ تمہیں تمہاری ان لغو قسموں پر نہ پکڑے گا البتہ اس کی پکڑ اس چیز پر ہے جو تمہارے دلوں کا فعل ہو۔''

(المعجم ٧) - باب الْمَعَارِيضِ في الأيْمَانِ (التحفة ٨)

باب: ۷- قسم کھانے میں مخفی طور پر اشارتاً کوئی اور مفہوم مراد لے لینا

٣٢٥٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح: ١١٨٧ من حديث حميد بن مسعدة به، ورواه البخاري، ح: ٦٦٦٣ موقوفًا على عائشة رضي الله عنها.

٣٢٥٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنا هُشَيْمٌ؛ ح: وحَدَّثنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن عَبَّادِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهَا صَاحِبُكَ».

۳۲۵۵-حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیری قسم اسی بات پر ہے جس پر تیرا ساتھی تجھ سے تصدیق کرا رہا ہے۔''

قال مُسَدَّدٌ: قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ أَبي صَالِحٍ.

جناب مسدد ؒ نے اس سند میں (عن عباد بن ابی صالح کے بجائے) ''اخبرنی عبداللہ بن ابی صالح'' کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُمَا وَاحِدٌ: عَبَّادُ بنُ أَبي صَالِحٍ وَعَبْدُ الله بنُ أَبي صَالِحٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ دونوں عبداللہ بن ابی صالح اور عباد بن ابی صالح ایک ہی شخصیت ہیں۔

فائدہ: مسلمانوں کے درمیان آپس میں تنازعات کے فیصلوں کے لیے اشارات وتعریضات (توریہ) سے قسم اٹھانا کسی طرح مفید مطلب نہیں بلکہ ناجائز ہے' البتہ کفار یا ظالموں سے آویزش ہو' تو رخصت ہے۔

٣٢٥٦- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قال: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عن جَدَّتِهِ، عن أَبِيهَا سُوَيْدِ بنِ حَنْظَلَةَ قال: خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ الله ﷺ وَمَعَنَا وَائِلُ بنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي فَخَلَّى سَبِيلَهُ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ الله ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ تَحَرَّجُوا أَنْ يَحْلِفُوا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِي، قال: «صَدَقْتَ، المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ».

۳۲۵۶- حضرت سوید بن حنظلہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ وائل بن حجر ؓ بھی تھے۔ ان کے ایک دشمن نے ان کو پکڑ لیا' تو قوم کے لوگ قسم کھانے سے ہچکچاتے رہے' مگر میں نے قسم کھالی کہ ''یہ میرا بھائی ہے۔'' تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے آپ کو بتایا کہ قوم کے لوگوں نے قسم کھانے میں حرج سمجھا تھا' مگر میں نے قسم کھائی کہ ''یہ میرا بھائی ہے'' تو آپ نے فرمایا: ''تو نے سچ کہا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔''

٣٢٥٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب اليمين على نية المستحلف، ح: ١٦٥٣ من حديث هشيم به.

٣٢٥٦_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من ورى في يمينه، ح: ٢١١٩ من حديث إسرائيل به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٩، ٣٠٠، ووافقه الذهبي.

فائدہ: دشمن کے مقابلے میں اشارے اور توریے سے قسم کھانا جائز ہے اور [إِنَّ فِي الْمَعَارِيضِ لَمَنْدُوحَةً عَنِ الْكَذِبِ] (السنن الکبری للبیہقی: ١٠/١٩٩) "اشارے میں جھوٹ سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔" کا یہی مفہوم ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي الْحَلِفِ بِالْبَرَاءَةِ وَبِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلَامِ (التحفة ٩)

باب:...... اسلام سے بری ہو جانے یا غیر مسلم ہونے کی قسم کھانا

٣٢٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عن يَحْيَى ابن أَبِي كَثِيرٍ قال: أخبرني أَبُو قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخبَرَهُ: أَنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ مِلَّةِ الإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ».

٣٢٥٧- حضرت ثابت بن ضحاک ؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حدیبیہ میں) درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جس نے ملت اسلام کے سوا کسی اور ملت میں ہو جانے کی قسم کھائی خواہ وہ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو' تو وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ اور جس نے جس چیز سے اپنے آپ کو قتل کیا اسے قیامت کے دن اسی سے عذاب دیا جائے گا۔ اور جو چیز انسان کی اپنی ملکیت میں نہ ہو' اس کی نذر بھی نہیں ہے۔"

٣٢٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعني ابنَ وَاقِدٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فقالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا

٣٢٥٨- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں' تو اگر وہ جھوٹا ہوا تو وہ وہی ہوا جو اس نے کہا اور اگر سچا بھی ہوا تو اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔"

٣٢٥٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية . . . الخ، ح: ٤١٧١، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه . . . الخ، ح: ١١٠ من حديث معاوية بن سلام به.

٣٢٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب من حلف بملة غير الإسلام، ح: ٢١٠٠، والنسائي، ح: ٣٨٠٣ من حديث حسين بن واقد به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٣٥٥، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٢٩٨، ووافقه الذهبي.

فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الإِسْلَامِ سَالِمًا».

فائدہ: اسلام اللہ کا دین اور بندوں کے لیے عظیم ترین نعمت ہے' چنانچہ سچے جھوٹے کسی طرح بھی اس سے بری ہونے کے الفاظ زبان پر لانا ناجائز اور حرام ہے۔ اگر کسی نے سچے ہوتے ہوئے اس طرح کہہ دیا تو بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی قسم کا مالی کفارہ نہیں ہے' اس کا عتاب اس کے دین کا نقصان قرار دیا گیا ہے۔

(المعجم ٨) - باب الرَّجُلِ يَحْلِفُ أَنْ لَا يَتَأَدَّمَ (التحفة ١٠)

باب:٨- جو کوئی قسم کھائے کہ سالن نہیں کھائے گا

٣٢٥٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ عن مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله ابنِ سَلَامٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ تَمْرَةً عَلَى كِسْرَةٍ فَقال: «هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ».

٣٢٥٩- حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک کھجور روٹی کے ٹکڑے پر رکھی اور فرمایا: ''یہ اس کا سالن ہے۔''

٣٢٦٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قال: حَدَّثَنَا أَبِي عن مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيَى، عن يَزِيدَ الأَعْوَرِ، عن يُوسُفَ بنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ مِثْلَهُ.

٣٢٦٠- یزید اعور نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس کے مثل روایت کیا۔

(المعجم ٩) - باب الاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ (التحفة ١١)

باب:٩- قسم کے ساتھ [إِنْ شَاءَ اللّٰه] کہنا

٣٢٦١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قالَ:

٣٢٦١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کی

٣٢٥٩_ تخريج: [ضعيف] أخرجه أبويعلى في مسنده، ح: ٧٤٩٤ من حديث يحيى بن العلاء به، وهو كذاب يضع الحديث، قاله أحمد، ولحديثه شاهد ضعيف، انظر الحديث الآتي.

٣٢٦٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٨٣ من حديث عمر بن حفص بن غياث به * حفص بن غياث عنعن، ويزيد بن أبي أمية مجهول.

٣٢٦١_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الاستثناء، ح: ٣٨٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٠، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَقَالَ: إِنْ شَاءَ اللهُ فَقَدِ اسْتَثْنَى».

طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''جس نے قسم کھائی اور پھر [اِنْ شَاءَ اللّٰہ] کہہ دیا تو اس نے استثناء کرلیا۔''

٣٢٦٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَمُسَدَّدٌ وَهٰذَا حَدِيثُهُ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنَى فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ».

۳۲۶۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم کھائی اور [اِنْ شَاءَ اللّٰہ] کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے' قسم نہیں ٹوٹے گی۔

فائدہ: چونکہ تمام امور اللہ عزوجل کی مشیت سے پورے ہوتے ہیں اس لیے قسم میں بھی حسن ادب یہ ہے کہ مستقبل کے امور میں [اِنْ شَاءَ اللّٰہ] کہہ لے' اس طرح قسم کھانے کی صورت میں اگر کام نہ ہوسکا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ لیکن اگر قسم کھانے والا مخالفت کی نیت رکھتے ہوئے محض اپنے مخاطب کو تسلی دینے کے لیے [اِنْ شَاءَ اللّٰہ] کہتا ہے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ [اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات]

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي يَمِينِ النَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَتْ (التحفة ١٢)

باب:...... نبی ﷺ کیسے قسم کھایا کرتے تھے

٣٢٦٣- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: أخبرنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن مُوسَى ابنِ عُقْبَةَ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَحْلِفُ بِهٰذِهِ الْيَمِينِ: «لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ».

۳۲۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں اس طرح کی ہوتی تھیں: [لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوب] ''نہیں' قسم ہے اس ذات کی جو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کی صفات کے ساتھ قسم کھانا عین توحید ہے۔ ② قسم کے شروع میں لا لگانا' عربی زبان کا معروف اسلوب ہے۔

٣٢٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في الاستثناء في اليمين، ح: ١٥٣١، والنسائي، ح: ٣٨٢٤، وابن ماجه، ح: ٢١٠٥ من حديث عبدالوارث به، وقال الترمذي: "حسن".

٣٢٦٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: يحول بين المرء وقلبه، ح: ٦٦١٧ من حديث ابن المبارك به.

٣٢٦٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بنُ عَمَّارٍ عن عَاصِمِ ابنِ شُمَيْخٍ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا اجْتَهَدَ في الْيَمِينِ قال: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ».

۳۲۶۴-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت تاکیدی قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے تھے:[وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ] ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے!“

ملحوظہ: اکثر روایات میں یہ الفاظ اس طرح آتے ہیں:[وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ] یعنی ابوالقاسم (کنیت) کی بجائے اسم گرامی محمد (ﷺ) نام لیتے۔

٣٢٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ ابنِ أَبِي رِزْمَةَ: أخبرَنِي زَيْدُ بنُ حُبَابٍ: أخبرَنِي مُحَمَّدُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ الله ﷺ إِذَا حَلَفَ يَقُولُ: «لَا وَأَسْتَغْفِرُ الله».

۳۲۶۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھاتے تو یوں کہا کرتے:[لَا وَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ] ”نہیں! اور میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں۔“

ملحوظہ: روایت ضعیف ہے۔ اور یہ جملہ قسم نہیں بلکہ قسم سے مشابہ ہے۔ اس کی اصل یہ ہو سکتی ہے[لَا وَاللّٰہِ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ](بذل المجهود)

٣٢٦٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ: أخبرنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَيَّاشٍ السَّمَعِيُّ الأَنْصَارِيُّ عن دَلْهَمِ بنِ الأَسْوَدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حَاجِبِ بنِ عَامِرِ بنِ الْمُنْتَفِقِ الْعُقَيْلِيِّ، عن أَبِيهِ، عن عَمِّهِ لَقِيطِ بنِ عَامِرٍ، قالَ دَلْهَمٌ:

۳۲۶۶-عاصم بن لقیط کہتے ہیں کہ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ ایک وفد لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لقیط کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس سلسلے میں حدیث ذکر کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تیرے الٰہ کی بقا کی قسم۔“

٣٢٦٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/٢٦ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٣/٤٨ * عاصم بن شميخ حسن الحديث.

٣٢٦٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الكفارات، باب يمين رسول الله ﷺ التي كان يحلف بها، ح: ٢٠٩٣ من حديث محمد بن هلال به * هلال بن أبي هلال المدني مولى بني كعب مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٢٦٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/١٣ من حديث ابن عياش به مطولاً، والسند متصل، انظر النهاية في الفتن والملاحم(بتحقيقي)، ح: ٥٣٢ (والتحقيق الجديد، ح: ٥٦٤).

وَحَدَّثَنِيهِ أَيْضًا الأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ الله عن عَاصِمِ بنِ لَقِيطٍ: أَنَّ لَقِيطَ بْنَ عَامِرٍ خَرَجَ وَافِدًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قالَ لَقِيطٌ: فَقَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثًا فِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَعَمْرُ إِلٰهِكَ».

فائدہ: صحیح بخاری میں بھی اسی قسم کے لفظ کے ساتھ یہ روایت ہے۔[لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ] (صحيح البخارى، الأيمان والنذور، باب: قول الرجل لعمر الله، حديث:٦٦٦٢) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عمرٌ یہاں حیات کے معنی میں ہے۔اس لفظ کے ساتھ قسم کھانے والا اللہ کی بقا کے ساتھ قسم کھاتا ہے اور بقا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔اس لیے اس طرح قسم کھانا صحیح ہے۔(فتح البارى، باب مذكور)

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الْقَسَمِ هَلْ يَكُونُ يَمِينًا (التحفة ١٣)

باب:١٠-کیا کسی کو قسم دینا بھی قسم میں داخل ہے؟

٣٢٦٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بن عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْسَمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ».

٣٢٦٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو قسم دی تو نبی ﷺ نے فرمایا:"قسم مت دو۔"(تفصیل درج ذیل روایت میں ہے۔)

فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص کسی کو محض یوں کہہ دے کہ تجھے"قسم ہے" یہ قسم نہیں لیکن اگر یوں کہے کہ"تجھے اللہ کی قسم ہے" تو یہ قسم ہوگی اور پھر اس کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔لیکن اگر کوئی پوری نہ کرسکے تو کوئی حرج نہیں۔

٣٢٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بنِ

٣٢٦٨-جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٣٢٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرؤيا، باب: في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخارى، التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به مطولاً، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢١٩.

٣٢٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق، انظر الحديث السابق، والبخاري، التعبير، باب رؤيا الليل، ح: ٧٠٠٠ من حديث معمر به، ورواه الترمذي، ح: ٢٢٩٣ عن عبدالرزاق به، وابن ماجه، ح: ٣٩١٨ عن محمد بن يحيى به، انظر الحديث الآتي.

فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قالَ ابنُ يَحْيَى: وَكَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ الله ﷺ فقالَ: إِنِّي أَرَى اللَّيْلَةَ فَذَكَرَ رُؤْيَا فَعَبَّرَهَا أَبُو بَكْرٍ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فقالَ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ الله! بِأَبِي أَنْتَ لَتُحَدِّثَنِّي ما الَّذِي أَخْطَأْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے آج رات خواب دیکھا ہے اور پھر اس نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر کی' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کچھ میں درست کہا ہے اور کچھ میں خطا کی ہے۔'' تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں' میرا باپ آپ پر فدا ہو! آپ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کیا غلطی کی ہے' تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''قسم مت دو۔''

٣٢٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُلَيْمَانُ بنُ كَثِيرٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، لَمْ يَذْكُرِ الْقَسَمَ. زَادَ فِيهِ: وَلَمْ يُخْبِرْهُ.

٣٢٦٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی' مگر اس میں قسم کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس میں مزید یہ ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں وضاحت نہیں کی۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِيمَنْ حَلَفَ عَلَى طَعَامٍ لَا يَأْكُلُهُ (التحفة ١٤)

باب:١١- اگر کوئی قسم کھالے کہ یہ کھانا نہیں کھاؤں گا

٣٢٧٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي عُثْمَانَ أَوْ عن أَبِي السَّلِيلِ عَنْهُ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي بَكْرٍ قال: نَزَلَ بِنَا أَضْيَافٌ لَنَا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَتَحَدَّثُ عِنْدَ

٣٢٧٠- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں کچھ مہمان آ گئے' جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے آنے تک تم ان کی ضیافت اور خدمت سے فارغ

٣٢٦٩- تخريج: أخرجه مسلم من حديث محمد بن كثير به، انظر، ح: ٣٢٦٧.

٣٢٧٠- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من الغضب والجزع عند الضيف، ح: ٦١٤٠، ومسلم، الأشربة، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ح: ٢٠٥٧ من حديث الجريري به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فقالَ: لَا أَرْجِعَنَّ إِلَيْكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ ضِيَافَةِ هٰؤُلَاءِ وَمِنْ قِرَاهُمْ، فَأَتَاهُمْ بِقِرَاهُمْ فقالُوا: لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى يَأْتِيَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ فقالَ: مَا فَعَلَ أَضْيَافُكُم أَفَرَغْتُمْ مِنْ قِرَاهُمْ؟ قالُوا: لَا. قُلْتُ: قَدْ أَتَيْتُهُمْ بِقِرَاهُمْ فَأَبَوْا وَقَالُوا: وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَجِيءَ فقالُوا: صَدَقَ قَدْ أتَانَا بِهِ فَأَبَيْنَا حَتَّى تَجِيءَ، قال: فَمَا مَنَعَكُمْ؟ قالُوا: مَكَانُكَ، قال: فَوَاللهِ! لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ، قال: فقالُوا: وَنَحْنُ وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ، قالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ قَطُّ، قال: قَرِّبُوا طَعَامَكُم، قال: فَقُرِّبَ طَعَامُهُمْ، فقالَ: بِسْمِ اللهِ فَطَعِمَ وَطَعِمُوا، فَأُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَصْبَحَ، فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ وَصَنَعُوا، قال: «بَلْ أَنْتَ أَبَرُّهُمْ وَأَصْدَقُهُمْ».

ہو جانا۔ چنانچہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے کر آیا تو انہوں نے کہا: ہم نہیں کھائیں گے حتی کہ ابوبکر آ جائیں۔ چنانچہ وہ (دیر سے) آئے اور پوچھا کہ تمہارے مہمانوں کا کیا ہوا' کیا تم ان کی مہمانداری سے فارغ ہو چکے ہو؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں ان کے پاس ان کی ضیافت لے گیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا: اللہ کی قسم! ہم نہیں کھائیں گے حتی کہ ابوبکر آ جائیں۔ ان مہمانوں نے بھی تصدیق کی' کہ یہ ہمارے پاس ضیافت لایا تھا مگر ہم نے انکار کر دیا حتی کہ آپ آ جائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہیں (میرے بغیر) کھانے سے کیا مانع رہا؟ انہوں نے کہا: آپ کے باعث۔ (آپ کی عدم موجودگی۔) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں آج رات یہ نہیں کھاؤں گا۔ تو انہوں نے کہا: اور ہم بھی اللہ کی قسم! نہیں کھائیں گے حتی کہ آپ کھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج جیسی بری رات میں نے نہیں دیکھی اور فرمایا: کھانا لاؤ۔ چنانچہ ان کا کھانا پیش کیا گیا تو کہا: بسم اللہ۔ اور کھانے لگے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (عبدالرحمٰن کہتے ہیں) مجھے بتایا گیا کہ صبح کے وقت وہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ سب آپ ﷺ کے گوش گزار کیا جو کچھ انہوں (ابوبکر) نے کیا اور مہمانوں نے کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم ان سے بڑھ کر صالح ہو اور سچے بھی۔ (کہ مہمانوں کے اکرام میں ان کی قسم کے مطابق کھانا کھالیا۔'')

٣٢٧١- حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى قال: أخبرنا سَالِمُ بنُ نُوحٍ وَعَبْدُ الأَعْلَى عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي عُثْمَانَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي بَكْرٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ، زَادَ عن سَالِمٍ في حَدِيثِهِ قال: «وَلَمْ يَبْلُغْنِي كَفَّارَةٌ».

۳۲۷۱- ابوعثمان نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کی۔ اور ابن مثنی نے سالم کی اس حدیث میں مزید کہا: مجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ (حضرت ابوبکر ؓ نے) کفارہ بھی دیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ دلچسپ حدیث صحیح بخاری میں تفصیل سے پڑھنے کے لائق ہے۔ (صحیح البخاري، مواقیت الصلاۃ، حدیث:۶۰۲) اس میں ہے کہ ایک کرامت ظاہر ہوئی کہ کھانا بڑھ گیا اور پھر وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی لے گئے۔ ② اس میں حضرت ابوبکر ؓ اور ان کے اہل بیت کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے اور یہ کہ مہمان نوازی ایک اہم شرعی حق ہے۔ ③ شرعی ضرورت کے تحت عشاء کے بعد ضروری امور سرانجام دینا جائز ہے۔ ④ مہمانوں کے ساتھ مل کر کھانے میں ایک دوسرے کا اکرام ہے اور یہ ایک مستحب عمل ہے۔ ⑤ شرعی حقوق کی کوتاہی میں بڑی عمر کی اولاد کو دوسروں کے سامنے بھی ڈانٹ ڈپٹ کی جا سکتی ہے۔ ⑥ کسی بات پر قسم کھائی ہو لیکن اس کا دوسرا پہلو زیادہ بہتر ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے۔ ⑦ اولیاء اور صالحین کی کرامات حق ہیں۔ ⑧ مذکورہ بالا صورت میں اگر کسی نے قسم توڑی ہو تو کفارہ لازم آتا ہے اور حضرت ابوبکر ؓ کے قصے میں کفارے کا ذکر ویسے ہی نہیں آیا۔ کچھ نے کہا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ وجوب کفارہ سے پہلے کا ہو اور کچھ نے اسے لغو قسم شمار کیا ہے، مگر یہ متبادر نہیں ہے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ الْيَمِينِ فِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ (التحفة ١٥)

باب:۱۲- قطع تعلق کی قسم کھا لینا

٣٢٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ قال: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ: أَنَّ أَخَوَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ

۳۲۷۲- جناب سعید بن مسیب ؒ سے روایت ہے کہ انصاریوں میں دو بھائیوں میں وراثت کا معاملہ تھا۔ ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: اگر تو نے مجھ سے دوبارہ تقسیم کی بات کی تو میرا سب

٣٢٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى عن سالم بن نوح به، وانظر الحديث السابق.

٣٢٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٥، ٦٦ من حديث يزيد بن زريع به، وصححه الحاكم: ٣٠٠/٤، ووافقه الذهبي * قال أحمد: "قد رأى سعيد عمرو وسمع منه وإذا لم يقبل سعيد عن عمر فمن يقبل" (تهذيب الكمال).

كَانَ بَيْنَهُمَا مِيرَاثٌ فَسَأَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ الْقِسْمَةَ، فقالَ: إِنْ عُدْتَ تَسْأَلُنِي عَنِ الْقِسْمَةِ فَكُلُّ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فقالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّ الْكَعْبَةَ غَنِيَّةٌ عَنْ مَالِكَ، كَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَكَلِّمْ أَخَاكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمِينَ عَلَيْكَ وَلَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ الرَّبِّ وَفِي قَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَفِيمَا لَا تَمْلِكُ».

مال کعبہ کے لیے وقف ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کعبہ تیرے مال کا محتاج نہیں۔ اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور اپنے بھائی سے (تقسیم کے بارے میں) بات کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''رب تعالیٰ کی نافرمانی میں تیری کوئی قسم ہے' نہ نذر اور نہ قطع رحمی میں نذر ہے اور نہ اس چیز میں جس کا تو مالک نہیں۔''

٣٢٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَني أَبِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ الله، وَلَا يَمِينَ فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ».

٣٢٧٣- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نذر نہیں سوائے اس کے جس میں اللہ کی رضا مقصود ہو اور نہ قطع رحمی میں قسم ہے۔''

٣٢٧٤- حَدَّثَنا الْمُنْذِرُ بنُ الْوَلِيدِ قالَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ بَكْرٍ قال: حدثنا عُبَيْدُالله بنُ الأَخْنَسِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا نَذْرَ وَلَا يَمِينَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابنُ آدَمَ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ الله وَلَا فِي قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَمَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَدَعْهَا وَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ

٣٢٧٤- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن آدم جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں اور نہ اس میں قسم ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ قطع تعلقی میں۔ اور جس نے قسم کھائی ہو اور پھر اس کے خلاف دوسرے پہلو میں زیادہ خیر دیکھے تو چاہیے کہ قسم چھوڑ دے اور جو خیر ہو اس پر عمل کرے۔ بلاشبہ اس کا چھوڑ دینا ہی اس کا کفارہ ہے۔''

٣٢٧٣- تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وح: ٢١٩١، ٢١٩٢.

٣٢٧٤- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٣، ٣٤ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٨٢٣ من حديث عبيدالله بن الأخنس به مختصرًا، وانظر الحديث السابق * يحيى بن عبيدالله متروك، وحديثه عند البيهقي: ١٠/ ٣٣، ٣٤.

خَيْرٌ فَإِنَّ تَرْكَهَا كَفَّارَتُهَا».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الأَحَادِيثُ كُلُّهَا عن النَّبِيِّ ﷺ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ إِلَّا فِيمَا لَا يُعْبَأُ بِهِ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سب احادیث میں یہی ہے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے' مگر اُن روایات میں (اس کے برعکس بیان ہوا ہے) جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُلْتُ لِأَحْمَدَ: رَوَى يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن يَحْيَى بنِ عُبَيْدِالله فقالَ: تَرَكَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ وَكَانَ أَهْلًا لِذٰلِكَ. قالَ أَحْمَدُ: أَحَادِيثُهُ مَنَاكِيرُ وَأَبُوهُ لَا يُعْرَفُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ سے پوچھا' کیا یحییٰ بن سعید نے یحییٰ بن عبیداللہ سے روایت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ بعد میں چھوڑ دیا تھا اور وہ اسی لائق تھا۔ اور امام احمد ؒ نے کہا: اس کی احادیث منکر (از حد ضعیف) ہیں اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔

فائدہ: اس روایت میں [مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ] سے آخر تک کا حصہ ضعیف ہے۔ (علامہ البانی ؒ) اور جس کام پر قسم کھائی ہے' اسے ترک کرے تو کفارہ دینا راجح ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الحَلِفِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا (التحفة ١٦)

باب:١٣- جو شخص عمداً جھوٹی قسم کھائے

٣٢٧٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخبرَنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أَبِي يَحْيَى، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ الطَّالِبَ الْبَيِّنَةَ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُ بَيِّنَةٌ، فاسْتَحْلَفَ المَطْلُوبَ، فَحَلَفَ بالله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «بَلٰى

٣٢٧٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ دو شخص اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے' تو نبی ﷺ نے مدعی سے گواہ طلب کیے تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ تب آپ نے مدعا علیہ سے قسم طلب کی تو اس نے کہا: ''قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (میں نے یہ کام نہیں کیا ہے جو مدعی کہتا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں' تحقیق تو نے یہ کیا

٣٢٧٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٥٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩٦، ووافقه الذهبي.

قَدْ فَعَلْتَ وَلٰكِنْ قَدْ غُفِرَ لَكَ بِإِخْلَاصِ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله».

ہے' لیکن اللہ نے تجھے اخلاص کے ساتھ [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] کہنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يُرَادُ من هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَمْ يَأْمُرْهُ بِالْكَفَّارَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسے (جھوٹی قسم کھانے پر) کفارہ ادا کرنے کا حکم نہیں دیا۔

فوائد ومسائل: ① جھوٹی قسم کو "یمین غموس" کہتے ہیں۔ یعنی انسان کو گناہ اور ہلاکت میں ڈبو دینے والی۔ یہ کبائر میں شمار ہے اور اس کا کوئی مالی کفارہ نہیں۔ دین اور آخرت کا عقاب بہت بڑی سزا ہے' البتہ توبہ وندامت اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم ہی اس کا کفارہ ہے۔ ② اس خاص واقعہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو جھوٹی قسم کھانے کی جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کو وحی کے ذریعے سے یہ علم ہوا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے' اس لیے آپ نے پورے یقین کے ساتھ اس کے جھوٹے ہونے کا ذکر کیا۔ علاوہ ازیں اس کی تلافی کا بیان بھی فرمایا۔

(المعجم ١٤) - باب الْحِنْثِ إِذَا كَانَ خَيْرًا (التحفة ١٧)

باب:١٤- قسم توڑ دینے میں بہتری ہو تو قسم توڑ دینی چاہیے

٣٢٧٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بنُ جَرِيرٍ عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنِّي وَالله! إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ»، أَوْ قَالَ: «إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ يَمِينِي».

٣٢٧٦- حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر میں کوئی قسم کھاؤں اور پھر اس کے خلاف کو بہتر پاؤں تو بالضرور ان شاء اللہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہوگا۔" یا یوں فرمایا: [اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ يَمِيْنِىْ] "مگر میں وہ کروں گا جو بہتر ہوگا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔"

٣٢٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ

٣٢٧٧- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے روایت

٣٢٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب قول الله تعالٰى: ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم﴾ ح:٦٦٢٣، ومسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح:١٦٤٩ من حديث حماد بن زيد به.

٣٢٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب ندب من حلف يمينًا فرأى غيرها خيرًا منها . . . الخ، ح:١٦٥٢

الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ وَمَنْصُورٌ يَعني ابنَ زَاذَانَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: «يَاعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَمُرَةَ؛ إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ يَمِينَكَ».

ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! جب تم کوئی قسم کھاؤ' پھر اس کے خلاف کو اس سے بہتر پاؤ تو وہی کرو جو بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يُرَخِّصُ فِيهَا الْكَفَّارَةَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ سے سنا کہ وہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنے کی رخصت دیتے تھے۔

فائدہ: کسی نے قسم کھائی ہو لیکن اس امر کے خلاف میں شرعی اور اخلاقی مصلحت ہو تو بہتر کیفیت پر عمل کرنا چاہیے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے اور اس میں وسعت ہے کہ پہلے کفارہ دے یا بعد میں۔

٣٢٧٨- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قال: أَخبَرَنَا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَمُرَةَ نَحْوَهُ قال: «فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ ثُمَّ ائْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ».

٣٢٧٨- حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے' مگر اس روایت میں (یہ اضافہ) ہے: ''اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور پھر اس پر عمل کر جو بہتر ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَحَادِيثُ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ وَعَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْحَدِيثِ رُوِيَ عن كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ في بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْحِنْثُ قَبْلَ الْكَفَّارَةِ، وَفي بَعْضِ الرِّوَايَةِ: الْكَفَّارَةُ قَبْلَ الْحِنْثِ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت عدی بن حاتم اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے احادیث آئی ہیں۔ کچھ میں ہے کہ پہلے خلافِ قسم عمل کرے پھر کفارہ دے اور کچھ میں ہے کہ پہلے کفارہ دے اور پھر خلافِ قسم عمل کرے۔

◀◀من حديث هشيم، والبخاري، كفارات الأيمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده، ح: ٦٧٢٢ من حديث يونس ومنصور به.

٣٢٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق، ورواه البيهقي: ١٠/ ٥٣ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٥) - باب: كَمِ الصَّاعُ فِي الْكَفَّارَةِ (التحفة ١٨)

باب:١٥-کفارہ میں کون سا صاع معتبر ہے

فائدہ: پختہ قسم (یمین معقدہ) توڑنے میں کفارہ لازم آتا ہے۔ جس کا بیان سورۂ مائدہ کی آیت:٨٩ میں آیا ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ﴾ ''قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو' یا ان کو کپڑا دینا ہے' یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو نہ پائے تو تین دن روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔'' کفارۂ رمضان وغیرہ کی احادیث کی روشنی میں ایک مسکین کے لیے طعام کی مقدار تقریباً ایک مُد ہے۔ تو چاہیے کہ وہ مُد مدنی اور حجازی ہو' جو ہمارے موجودہ پیمانے کے حساب سے گندم اور چاول میں تقریباً 625 گرام بنتا ہے۔

٣٢٧٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: قَرَأْتُ عَلٰى أَنَسِ بنِ عِيَاضٍ قال: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حَرْمَلَةَ عن أُمِّ حَبِيبِ بِنْتِ ذُؤَيْبِ بنِ قَيْسٍ المُزَنِيَّةِ - وَكَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَسْلَمَ، ثُمَّ كَانَتْ تَحْتَ ابنِ أَخٍ لِصَفِيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - قالَ ابنُ حَرْمَلَةَ: فَوَهَبَتْ لَنَا أُمُّ حَبِيبٍ صَاعًا حَدَّثَتْنَا عن ابنِ أَخِي صَفِيَّةَ عن صَفِيَّةَ أَنَّهُ صَاعُ النَّبِيِّ ﷺ قالَ أَنَسٌ: فَجَرَّبْتُهُ فَوَجَدْتُهُ مُدَّيْنِ وَنِصْفًا بِمُدِّ هِشَامٍ.

٣٢٧٩- جناب عبدالرحمٰن بن حرملہ' ام حبیب بنت ذؤیب بن قیس مزنیہ سے روایت کرتے ہیں......اور یہ ام حبیب پہلے بنو اسلم کے ایک شخص کی زوجیت میں تھیں۔ بعد ازاں ام المومنین حضرت صفیہ ؓ کے بھتیجے کے نکاح میں آئیں...... ابن حرملہ نے کہا: ام حبیب نے ہمیں ایک پیمانہ صاع ہدیہ دیا اور بتایا کہ اس کے شوہر (ام المومنین صفیہ ؓ کے بھتیجے) نے حضرت صفیہ ؓ سے نقل کیا کہ یہ صاع نبی ﷺ کا تھا۔ (راویٔ حدیث) جناب انس بن عیاض کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس صاع کو ماپا تو (اس دور کے اموی پیمانے) ہشام بن عبدالملک بن مروان کے پیمانے کے مطابق اڑھائی مد کے برابر پایا۔

٣٢٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

٣٢٨٠- محمد بن محمد بن خلاد ابوعمر کا بیان ہے کہ

٣٢٧٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود ❊ أم حبيب مجهولة الحال، وابن أخي صفية لا يعرف (تقريب).

٣٢٨٠_ تخريج: [صحيح] انفرد به أبوداود ❊ خالد هو ابن عبدالله القسري.

خَلَّادٍ أَبُو عُمَرَ قال: كَانَ عِنْدَنَا مَكُّوكٌ يُقَالُ لَهُ مَكُّوكُ خَالِدٍ وَكَانَ كَيْلَجَتَيْنِ بِكَيْلَجَةِ هَارُونَ.

ہمارے پاس ایک مد تھا جو خالد (قسری) کی طرف منسوب تھا جو ہارون کے کَیلَجہ (ایک پیمانہ) سے دوگنا تھا۔

قالَ مُحَمَّدٌ: صَاعُ خَالِدٍ صَاعُ هِشَامٍ يَعْنِي ابنَ مَالِكٍ.

محمد بن محمد نے کہا: خالد کے صاع (مد) سے ہشام بن عبدالملک کا صاع مراد ہے۔

٣٢٨١- حَدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ خَلَّادٍ أَبُو عُمَرَ: حدثنا مُسَدَّدٌ عن أُمَيَّةَ بنِ خَالِدٍ قال: لَمَّا وُلِّيَ خَالِدٌ الْقَسْرِيُّ أَضْعَفَ الصَّاعَ فَصَارَ الصَّاعُ سِتَّةَ عَشَرَ رَطْلًا.

٣٢٨١-محمد بن محمد بن خلاد ابوعمر نے کہا: ہمیں مسدد نے امیہ بن خالد سے بیان کیا کہ جب خالد اَلْقَسرِی گورنر بنا تو اس نے صاع کو دوگنا کر دیا اور پھر ایک صاع سولہ رطل کا ہو گیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ خَلَّادٍ قَتَلَهُ الزَّنْجُ صَبْرًا، فَقالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَمَدَّ أَبُو دَاوُدَ يَدَهُ وَجَعَلَ بُطُونَ كَفَّيْهِ إِلَى الأرْضِ، قالَ: وَرَأَيْتُهُ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ الله بِكَ؟ فقالَ: أَدْخَلَنِي الْجَنَّةَ، قُلْتُ: فَلَمْ يَضُرَّكَ الْوَقْفُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ محمد بن محمد بن خلاد کو زنگی (سیاہ فام) لوگوں نے باندھ کر قتل کیا تھا اور اپنے ہاتھوں سے یوں اشارہ کیا' ابوداود رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور اپنی ہتھیلیوں کو زمین کی طرف کیا۔ کہا کہ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے کہا: مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ میں نے کہا: تو تمہیں وقف نے کوئی ضرر نہیں دیا! (زنگیوں کے سامنے بے دست و پا ہو جانے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ اللہ کے ہاں تمہارا معاملہ صاف ہی رہا۔)

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الرَّقَبَةِ الْمُؤْمِنَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٦-مومن گردن (لونڈی/غلام) کے بیان میں

فائدہ: کئی گناہوں کے کفارے میں گردن آزاد کرنے کی تلقین آئی ہے' کہیں عام ہے اور کہیں اس کا مسلمان ہونا شرط قرار دیا گیا ہے۔ عام مواقع پر بھی مومن گردن کا آزاد کرنا افضل ہے۔

٣٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٣٢٨٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ: حَدَّثَني يَحْيَى بنُ أَبِي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله ؛ جَارِيَةٌ لِي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قال: «ائْتِنِي بِهَا». قال: فَجِئْتُ بِهَا. قال: «أَيْنَ الله؟» قالَتْ: في السَّمَاءِ. قال: «فَمَنْ أَنَا؟» قالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ الله قال: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

٣٢٨٢- حضرت معاویہ بن حَکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' میں اسے آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے آزاد کردو بلاشبہ یہ مومن ہے۔''

فائدہ: جب ایک تھپڑ مارنے کے کفارے میں رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی کے مومن ہونے کی بنا پر اسے آزاد کرنے کا فرمایا تو دیگر کفارات میں بدرجۂ اولیٰ چاہیے کہ لونڈی اور غلام صاحب ایمان ہو۔

٣٢٨٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن الشَّرِيدِ: أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْهُ أَنْ يُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً وَعِنْدِي جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوبِيَّةٌ فَذَكَرَ نَحْوَهُ [أَفَأُعْتِقُهَا فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ادْعُوهَا لِي»، فَدَعَوْهَا، فَجَاءَتْ، فَقَالَ

٣٢٨٣- جناب شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ نے ان کو وصیت کی کہ وہ اس کی طرف سے ایک ایمان دار (لونڈی یا غلام) کی گردن آزاد کر دیں۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ نے وصیت کی ہے کہ میں اس کی طرف سے ایک مومن گردن آزاد کر دوں' تو میرے پاس نوبی قبیلے کی سیاہ رنگ لونڈی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ تو کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ تو

٣٢٨٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٩٣٠، وأخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلٰوة . . . الخ، ح: ٥٣٧ من حديث الحجاج الصواف به.

٣٢٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الوصايا، باب فضل الصدقة عن الميت، ح: ٣٦٨٣ من حديث حماد بن سلمة به.

لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ رَبُّكِ؟» فَقَالَتْ: الله. قَالَ: «فَمَنْ أَنَا؟» قَالَتْ: رَسُولُ الله. قَالَ: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ اسے بلایا تو وہ آئی۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تیرا رب کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دو' بلاشبہ یہ مومن ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله أَرْسَلَهُ لَمْ يَذْكُرِ الشَّرِيدَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں (دوسری سند میں) خالد بن عبداللہ نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور شرید کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں رنگ ونسل کی نہیں' ایمان وعمل کی اہمیت ہے۔

٣٢٨٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ: حدثنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قَالَ: أَخبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ عن عَوْنِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَارِيَةٍ سَوْدَاءَ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤمِنَةً، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ الله؟» فَأَشَارَتْ إلَى السَّمَاءِ بِإِصْبَعِهَا، فَقالَ لَهَا: «فَمَنْ أَنَا؟» فَأَشَارَتْ إلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِلَى السَّمَاءِ - يَعني أَنْتَ رَسُولُ الله ﷺ، فَقَالَ: «أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ».

٣٢٨٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک سیاہ رنگ لونڈی نبی ﷺ کی خدمت میں لایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مومن گردن آزاد کرنا ہے' تو آپ ﷺ نے اس (لونڈی) سے دریافت فرمایا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے انگلی کے اشارے سے کہا کہ آسمان پر ہے۔ پھر آپ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' تو اس نے نبی ﷺ اور آسمان کی طرف اشارے سے سمجھایا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو بے شک یہ مومن ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم واضح ہے کہ کوئی گونگا یا عجمی آدمی اپنے اشاروں سے اپنا مافی الضمیر سمجھا دے تو معتبر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - باب الْحَالِفِ يَسْتَثْنِي بَعْدَ مَا يَتَكَلَّمُ (التحفة ٢٠)

باب: ١٧- قسم کھانے کے بعد قدرے توقف سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ کہنا

٣٢٨٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٣٨٨ من حديث أبي داود به * المسعودي اختلط، وسماع يزيد بن هارون منه بعد اختلاطه.

٣٢٨٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ يَعني ابنَ سَعِيدٍ، قالَ: أخبرنا شَرِيكٌ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا، وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قال: «إنْ شَاءَ الله».

٣٢٨٥- جناب عکرمہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔'' اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ''ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا۔)''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ أَسْنَدَ هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرُ وَاحِدٍ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَسْنَدَهُ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقالَ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن شَرِيكٍ: «ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو کئی ایک نے شریک سے' انہوں نے سماک سے' اس نے عکرمہ سے' اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے' اس نے نبی ﷺ سے مسند روایت کیا ہے۔ ولید بن مسلم نے شریک سے روایت میں کہا ہے: ''پھر آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔''

فائدہ: مستقبل کے امور میں ''ان شاء اللہ'' کہنا بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِشَاىْءٍ إِنِّى فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ إِلَّا أَن يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾ (الكهف: ٢٣، ٢٤) ''اور (اے نبی!) آپ کسی شے کے متعلق نہ کہیں بے شک میں اسے کل کرنے والا ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ چاہے۔'' علاوہ ازیں قدرے توقف سے بھی کہے' تب بھی جائز ہے۔

٣٢٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قالَ: أخبرنا ابنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ يَرْفَعُهُ قال: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ قالَ: «إِنْ شَاءَ الله»، ثُمَّ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى»، ثُمَّ قالَ: «وَالله! لأَغْزُوَنَّ قُرَيْشًا»، ثُمَّ سَكَتَ، ثُمَّ قالَ: «إنْ شَاءَ الله».

٣٢٨٦- جناب عکرمہ رحمہ اللہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔ پھر فرمایا: ''[إن شاء اللّٰه] اگر اللہ نے چاہا۔'' پھر آپ نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا' إن شاء اللّٰه تعالٰی۔'' آپ نے پھر کہا: ''اللہ کی قسم! میں قریش پر ضرور چڑھائی کروں گا۔'' پھر خاموش رہے بعد میں فرمایا: ''إن شاء اللّٰه (اگر اللہ نے چاہا۔)''

٣٢٨٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٤٧، ٤٨ من حديث أبي داود به، السند مرسل * وسلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة.

٣٢٨٦- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ فِيهِ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن شَرِيكٍ: ثُمَّ لَمْ يَغْزُهُمْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ولید بن مسلم نے شریک سے مزید یہ بھی بیان کیا: ''پھر آپ نے ان پر چڑھائی نہیں کی۔''

(المعجم ١٨) - باب كَرَاهِيَةِ النَّذْرِ (التحفة ٢١)

باب:١٨-نذر ماننا ناپسندیدہ ہے

فائدہ: انسان کا کسی مشروع عبادت (نماز' روزہ' حج' عمرہ یا صدقہ وغیرہ) کو اپنے اوپر از خود لازم کر لینا' جو اس پر لازم نہ ہو' نذر کہلاتا ہے۔ ایک باعمل مسلمان کو اولاً تو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی' لیکن اگر کوئی شخص مان لے تو اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے' جسے مومنین کی عمدہ صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدهر : ٧) ''مومن اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔'' اور حُجاج کے متعلق فرمایا: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾ (الحج:٢٩) ''اور چاہیے کہ وہ اپنی نذریں پوری کریں۔''

٣٢٨٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا أبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، قال عُثْمَانُ: الْهَمْدَانِيِّ عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ قال: أَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَى عَنِ النَّذْرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا وَيَقُولُ: «لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ».

٣٢٨٧-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک موقع پر) رسول اللہ ﷺ نذر ماننے سے منع فرمانے لگے' آپ فرماتے تھے: ''نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی بلکہ اس کے ذریعے سے بخیل آدمی سے مال نکالا جاتا ہے۔''

قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ النَّذْرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا».

مسدد نے یوں بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بے شک نذر کسی چیز کو رد نہیں کرتی۔''

فائدہ: یہ ممانعت اور ناپسندیدگی اس قسم کی نذر سے ہے کہ آدمی یہ کہے اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنا مال صدقہ کروں گا' کیونکہ ہوتا تو وہی ہے جو مقدر ہے۔ مگر اس سے یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی عام حالات میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہیں کرتا' وہ کسی مشکل میں پڑ کر خرچ کر دیتا ہے۔ الغرض اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کو اپنی مطلب برآری کے ساتھ مشروط ٹھہرانا پسند نہیں کیا گیا۔

٣٢٨٧- تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب النهي عن النذر، وأنه لا يرد شيئا، ح:١٦٣٩ من حديث جرير، والبخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، ح:٦٦٠٨ من حديث منصور به.

٣٢٨٨- حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ قال: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ: أَخْبَرَكُمْ ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني مَالِكٌ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَأْتِي ابنَ آدَمَ النَّذْرُ الْقَدَرَ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدَّرْتُهُ لَهُ وَلَكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ الْقَدَرَ قَدَّرْتُهُ يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيلِ، يُؤْتَى عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتَى مِنْ قَبْلُ».

٣٢٨٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) نذر ابن آدم کی تقدیر میں جسے میں نے پہلے سے مقدر نہ کیا ہو کوئی تبدیلی نہیں لاتی، بلکہ یہ تقدیر ہی میں سے ہوتا ہے کہ انسان نذر مان لیتا ہے جس کے ذریعے سے بخیل سے کچھ نکالا جاتا ہے اور وہ کچھ کروایا جاتا ہے جو وہ اس سے پہلے نہیں کر رہا ہوتا۔“

فائدہ: نذر ماننا اس معنی میں منع ہے جیسے کہ جہلاء سمجھتے ہیں کہ اس سے فوری طور پر کوئی فائدہ حاصل ہوگا یا کسی نقصان سے بچاؤ ہو جائے گا، ورنہ مطلقاً اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینا مشروع ہے اور پھر اس کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اور اسی کو نذر کہا جاتا ہے۔

(المعجم ١٩) - بابُ النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ (التحفة ٢٢)

باب:١٩- گناہ اور نافرمانی کی نذر ماننے کا بیان

٣٢٨٩- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ المَلِكِ الأَيْلِيِّ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ الله فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ الله فَلَا يَعْصِهِ».

٣٢٨٩- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ (اسے پورا کرتے ہوئے) اللہ کی اطاعت کرے، اور جس نے اللہ کی معصیت اور نافرمانی کی نذر مانی ہو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (اور نذر کو چھوڑ دے۔)“

٣٢٨٨- تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب الوفاء بالنذر، وقول الله تعالى: ﴿يوفون بالنذر﴾، ح: ٦٦٩٤ من حديث أبي الزناد، ومسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يرد شيئًا، ح: ١٦٤٠ من حديث عبدالرحمن بن هرمز به.

٣٢٨٩- تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة ... الخ، ح: ٦٦٩٦، ٦٧٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٧٦.

(المعجم . . .) - **باب مَنْ رَأَى عَلَيْهِ كَفَّارَةً إِذَا كَانَ فِي مَعْصِيَةٍ** (التحفة ٢٣)

باب:...... معصیت کی نذر چھوڑ دینے میں کفارے کا بیان

٣٢٩٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «لَا نَذْرَ في مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٢٩٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا کفارہ ہے۔''

فائدہ: اس کفارے کا بیان پیچھے حدیث: ٣٢٧٩ کے شروع میں گزر چکا ہے۔

٣٢٩١- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ قال: أخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ.

٣٢٩١- ابن وہب نے بواسطہ یونس' ابن شہاب زہری سے مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ شَبُّوَيْهِ قالَ: قال ابنُ المُبَارَكِ يَعني في هٰذَا الْحَدِيثِ: حَدَّثَ أَبُو سَلَمَةَ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلَى أَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ. وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ: وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ يَعني ابنَ سُلَيْمَانَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے احمد بن شبویہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے اس حدیث میں کہا ہے: [حَدَّثَ أَبُو سَلَمَة] ''یعنی ابوسلمہ نے حدیث بیان کی'' یہ اسلوب بیان دلیل ہے کہ زہری نے اسے ابوسلمہ سے براہ راست نہیں سنا ہے۔ اور احمد بن محمد (مروزی) نے کہا: اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ہمیں ایوب بن سلیمان نے بیان کی ہے۔ (درج ذیل روایت: ٣٢٩٢ میں اس کی سند آ رہی ہے اور اس میں ابن شہاب زہری اور ابوسلمہ کے مابین دو واسطے ہیں جو اس سند میں نہیں ہیں۔)

٣٢٩٠- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب كفارة النذر، ح: ٣٨٦٦ من حديث ابن المبارك به، وقال الترمذي، ح: ١٥٢٤ "هذا حديث لا يصح لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة" * الزهري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ٣٨٦٩، فالسند صحيح.

٣٢٩١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ٣٨٦٥ من حديث ابن وهب به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: أَفْسَدُوا عَلَيْنَا هٰذَا الحديثَ. قِيلَ لَهُ: وَصَحَّ إِفْسَادُهُ عِنْدَكَ، وَهَلْ رَوَاهُ غَيْرُ ابنِ أبي أُوَيْسٍ قال: أَيُّوبُ كَانَ أَمْثَلَ مِنْهُ يَعني أَيُّوبَ بنَ سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، وَقَدْ رَوَاهُ أَيُّوبُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ لوگوں نے ہم پر یہ حدیث خلط کردی ہے۔ ان سے کہا گیا: کیا اس کا فساد آپ کے نزدیک ثابت ہے؟ اور کیا ابوبکر بن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ایوب بن سلیمان بن بلال اس (ابوبکر بن ابی اویس) سے بہتر تھا اور ایوب نے اسے روایت کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے۔)

٣٢٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بنُ سُلَيْمَانَ عن أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي أُوَيْسٍ، عنْ سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، عَنِ ابنِ أَبِي عَتِيقٍ وَمُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ أَرْقَمَ أَنَّ يَحْيَى بنَ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَهُ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ».

٣٢٩٢- احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب بن سلیمان نے بیان کیا ابوبکر بن ابی اویس سے' انہوں نے سلیمان بن بلال سے' انہوں نے ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے' (دونوں نے) ابن شہاب زہری سے' انہوں نے سلیمان بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے ان کو خبر دی ابوسلمہ سے' انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے' وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معصیت میں کوئی نذر نہیں اور اس کا کفارہ قسم والا ہے۔''

قَالَ أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: إِنَّمَا الحَدِيثُ حَدِيثُ عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن أَبِيهِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَرَادَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ أَرْقَمَ وَهِمَ فِيهِ

احمد بن محمد مروزی نے کہا: اصل میں حدیث کی سند یوں ہے' علی بن مبارک' یحییٰ بن ابی کثیر سے' وہ محمد بن زبیر سے' وہ اپنے والد سے' وہ عمران بن حصین سے' وہ نبی ﷺ سے۔ مروزی کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان بن ارقم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ زہری نے اس سے روایت کرتے

٣٢٩٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ: أن لا نذر في معصية. ح:١٥٢٥، والنسائي، ح:٣٨٧٠ من حديث أيوب بن سليمان به، وقال الترمذي: "غريب"، وقال النسائي: "سليمان بن أرقم متروك الحديث"، والحديث صحيح بالشواهد.

وَحَمَلَهُ عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَأَرْسَلَهُ عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ.

ہوئے (دو واسطے چھوڑ دیے اور) اسے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ ؓ سے مرسل کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى بَقِيَّةُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى، عن مُحَمَّدِ بنِ الزُّبَيْرِ بِإِسْنَادِ عَلِيِّ ابنِ المُبَارَكِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ بقیہ نے اوزاعی سے انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے محمد بن زبیر سے علی بن مبارک کی سند سے اسی کے مثل بیان کیا۔

۳۲۹۳- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قال: أخبرني يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيُّ قال: أخبرني عُبَيْدُاللهِ ابنُ زَحْرٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُقْبَةَ بنَ عَامِرٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أُخْتٍ لَهُ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ، فقال: «مُرُوهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ».

۳۲۹۳- حضرت عقبہ بن عامر ؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا' جس نے یہ نذر مانی تھی کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر حج کرے گی' تو آپ نے فرمایا: ''اسے حکم دو کہ سر پر کپڑا لے اور سواری پر سوار ہو اور تین دن کے روزے رکھے۔''

۳۲۹٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا ابنُ جُرَيْجٍ قالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: أخبرَني عُبَيْدُاللهِ بنُ زَحْرٍ مَوْلًى لِبَنِي ضَمْرَةَ وَكَانَ أَيَّمَا رَجُلٍ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الرُّعَيْنِيَّ أَخْبَرَنَا بِإِسْنَادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ.

۳۲۹۴- ابن جریج کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے مجھے لکھا کہ مجھے عبیداللہ بن زحر' مولیٰ بنی ضمرہ نے لکھا ......اور کیا خوب آدمی تھا...... کہ ابوسعید رُعینی نے اسے خبر دی اور مذکورہ اسنادِ یحییٰ سے روایت کیا اور اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

۳۲۹٥- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أَبي

۳۲۹۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

۳۲۹۳ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ۳/ ۱۳٦، ح: ٤٧٥٧ من حديث يحيى القطان به، ووقع في الصغرٰى، ح: ۳۸٤٦ وهم قديم، وحسنه الترمذي، ح: ١٥٤٤، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٣٤ * أبوسعيد هو جعثل بن هاعان، وعبيدالله بن زحر ضعيف، ضعفه الجمهور.

۳۲۹٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۲۹٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٠ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ◄◄

يَعْقُوبَ قالَ: أخبرنا أَبُو النَّضْرِ قال: أخبرنا شَرِيكٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ يَعني أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الله لَا يَصْنَعُ بِشَقَاءِ أُخْتِكَ شَيْئًا فَلْتَحُجَّ رَاكِبَةً وَلْتُكَفِّرْ عن يَمِينِهَا».

ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن نے نذر مانی ہے کہ پیدل حج کرے' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیری بہن کے مشقت اٹھانے سے کچھ نہیں کرے گا' (اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا) اسے چاہیے کہ سوار ہو کر حج کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔''

٣٢٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قال: حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ قال: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا.

٣٢٩٦- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ کی بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ کو پیدل ہی جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ سوار ہو اور قربانی کرے۔

فائدہ: حج سے متعلق اس قسم کی نذر میں قربانی کرنا لازم کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ مستحب ہے خواہ قسم کھانے والا ضعیف اور عاجز ہی ہو۔ (یہ روایت آگے بھی آ رہی ہے' حدیث: ٣٣٠٣۔)

٣٢٩٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً قال: «إِنَّ الله

٣٢٩٧- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کو جب یہ بات پہنچی کہ عقبہ بن عامر ؓ کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے' تو آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی نذر سے بے پروا ہے' اسے حکم دو کہ سوار ہو جائے۔''

• ◄◄ ٣٠٢/٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٦، والحاكم علٰى شرط مسلم.

٣٢٩٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الدارمي، ح: ٢٣٤٠ عن أبي الوليد، وأحمد: ١/ ٢٣٩ من حديث همام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٣٦، ورواه مطر الوراق وغيره عن عكرمة به.

٣٢٩٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق ❊ حديث سعيد بن أبي عروبة رواه البيهقي: ١٠/ ٧٩.

لَغَنِيٌّ عن نَذْرِهَا مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سَعِيدُ بنُ أَبِي عَرُوبَةَ نَحْوَهُ وَخَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے سعید بن ابی عروبہ نے اسی کی مانند روایت کیا ہے' نیز خالد نے بھی بواسطہ عکرمہ نبی ﷺ سے اسی کی مانند بیان کیا ہے۔

٣٢٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا ابنُ [أبي] عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ بِمَعْنَى هِشَامٍ لَمْ يَذْكُرِ الْهَدْيَ وَقالَ فِيهِ: «مُرْ أُخْتَكَ فَلْتَرْكَبْ».

٣٢٩٨-جناب عکرمہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن (نے نذر مانی) جیسے کہ ہشام نے روایت کیا۔ مگر اس میں قربانی کا ذکر نہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اپنی بہن کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ بِمَعْنَى هِشَامٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے خالد نے عکرمہ سے روایت کیا اور ہشام کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٢٩٩- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: أخبرني سَعِيدُ بنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ يَزِيدَ ابنَ أَبِي حَبِيبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ الله فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فقالَ «لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ».

٣٢٩٩-حضرت عقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مان لی کہ بیت اللہ کو پیدل جائے گی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اس کے بارے میں نبی ﷺ سے دریافت کروں۔ چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے چاہیے کہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو لے۔''

٣٣٠٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

٣٣٠٠-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٢٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٩ من حديث أبي داود به.

٣٢٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٤ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، جزاء الصيد، باب من نذر المشي إلى الكعبة، ح: ١٨٦٦ من حديث ابن جريج به.

٣٣٠٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠٤ عن موسى ابن إسماعيل به.

حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابْنِ عَبَّاسٍ قال: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ في الشَّمْسِ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: هٰذَا أَبُو إسْرَائِيلَ، نَذَرَ أنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ، قالَ: «مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ».

نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی دھوپ میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا' تو لوگوں نے کہا: یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا ہی رہے گا' بیٹھے گا نہیں' نہ سایہ حاصل کرے گا اور نہ بات چیت کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کہو کہ بات چیت کرے' سایہ حاصل کرے اور بیٹھ جائے اور اپنا روزہ پورا کرے۔''

فائدہ: نماز میں لمبا قیام کرنا اور روزہ رکھنا افضل ترین عبادات ہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ امور اوہام یا شیطانی اغوا ہیں۔ ان کو عبادت' فضیلت یا ولایت سمجھنا خالص جہالت ہے۔

٣٣٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ، فَقَالَ: «إنَّ الله لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ».

٣٣٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان کے سہارے (مشقت) سے چل رہا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کے اپنے آپ کو عذاب دینے سے بے پرواہ ہے۔'' اور اسے حکم دیا کہ ''سوار ہو جائے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ أَبِي عَمْرٍو عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمرو بن ابی عمرو نے بواسطہ اعرج' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔

٣٣٠٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ:

٣٣٠٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٣٣٠١_ تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، ح: ٦٧٠١ عن مسدد، ومسلم، النذر، باب من نذر أن يمشي إلى الكعبة، ح: ١٦٤٢ من حديث حميد الطويل به * حديث عمرو بن أبي عمرو رواه مسلم، ح: ١٦٤٣/ ١٠.

٣٣٠٢_ تخريج: أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ١٦٢٠ من حديث ابن جريج به * وقع في ◀◀

حدثنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أخْبَرَنِي [سُلَيْمَانُ] الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ - وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ - بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

نبی ﷺ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ آپ ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ دوسرا اسے نکیل ڈال کر لیے جا رہا تھا تو نبی ﷺ نے اس کی نکیل کو اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالا اور اسے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلے۔

فائدہ: کسی کا نکیل ڈال کر چلنا یا اسے چلانا انسانی شرف کی توہین ہے۔ اسلامی شریعت اور رسول اللہ ﷺ اس قسم کی جہالتوں سے انسانوں کو آزاد کرنے کے لیے آئے ہیں: ﴿وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الأعراف:۱۵۷) ''اور آپ (ﷺ) ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتے ہیں۔''

۳۳۰۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله السُّلَمِيُّ قال: حدَّثني أبي قالَ: حَدَّثني إبْرَاهِيمُ يَعني ابنَ طَهْمَانَ، عن مَطَرٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ مَاشِيَةً وَأَنَّهَا لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الله عَزَّوَجَلَّ لَغَنِيٌّ عن مَشْيِ أُخْتِكَ فَلْتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بَدَنَةً».

۳۳۰۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ کی بہن نے نذر مانی کہ پیدل حج کرے گی اور اس میں اس کی ہمت نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے پرواہ ہے اسے چاہیے کہ سوار ہو اور ایک اونٹنی قربانی دے۔''

ملحوظہ: ۳۲۹۳ نمبر حدیث میں بھی یہ روایت گزری ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے اسے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس میں روزوں کی جگہ قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ جس میں روزوں کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے اور یہ قربانی والی روایت صحیح ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی الارواء (۸/۲۱۸-۲۲۱) میں اسی کو محفوظ قرار دیا ہے۔

۳۳۰٤- حَدَّثَنا شُعَيْبُ بْنُ أَيُّوبَ:

۳۳۰۴- جناب عکرمہ ؒ سے منقول ہے کہ حضرت

◄◄ بعض النسخ "عاصم الأحول" بدل "سليمان الأحول"، والصواب هو الأخير كما في النسخة المجتبائية من سنن أبي داود: ۲/ ۱۱۲.

۳۳۰۳ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ۳۲۹٦، وهو في جزء "مشيخة إبراهيم بن طهمان"، ح: ۲۹.

۳۳۰٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۷۹ من حديث أبي داود، وأحمد: ٤/ ۲۰۱ من حديث عكرمة به.

حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ عن سُفْيَانَ، عن أبِيهِ، عن عِكْرِمَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أنَّهُ قالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أنْ تَمْشِيَ إلَى الْبَيْتِ، فقالَ: «إنَّ الله لَا يَصْنَعُ بِمَشْيِ أُخْتِكَ إلَى الْبَيْتِ شَيْئًا».

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: بے شک میری بہن نے نذر مانی ہے کہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری بہن کے بیت اللہ کی طرف پیدل چلنے سے کچھ نہیں کرے گا۔“ (اللہ کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔)

(المعجم ٢٠) - باب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٠- جو شخص بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مان لے

٣٣٠٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قَالَ: أخْبَرَنَا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله: أنَّ رَجُلًا قامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فقالَ: يَارَسُولَ الله! إنِّي نَذَرْتُ لله إنْ فَتَحَ الله عَلَيْكَ مَكَّةَ أنْ أُصَلِّيَ في بَيْتِ المَقْدِسِ رَكْعَتَيْنِ، قالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ: «صَلِّ هَاهُنَا»، ثُمَّ أعَادَ عَلَيْهِ فقالَ: «شَأْنَكَ إذًا».

٣٣٠٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ فتح مکہ والے دن ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کو مکہ فتح کرا دیا تو میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہیں (بیت اللہ الحرام میں) پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”یہیں پڑھ لو۔“ اس نے اپنی بات سہ بار دہرائی تو آپ نے فرمایا: ”تب تیری مرضی ہے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رُوِيَ نَحْوُهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی نبی ﷺ سے اس کے مثل مروی ہے۔

٣٣٠٦- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنَا أبُو عَاصِمٍ؛ ح: وحدثنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ المَعنى قالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عن ابنِ

٣٣٠٦- جناب عمر بن عبدالرحمٰن بن عوف نے نبی ﷺ کے کئی ایک صحابہ سے یہ خبر روایت کی ہے اور اس میں اضافہ ہے کہ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات

٣٣٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٤٥، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٠٤.

٣٣٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٣ من حديث ابن جريج به * يوسف بن الحكم مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وفي السند علل أخرى.

جُرَيْجٍ قال: أخبرني يُوسُفُ بنُ الْحَكَمِ بنِ أَبي سُفْيَانَ أنَّهُ سَمِعَ حَفْصَ بنَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَعَمْرًا - وَقالَ عَبَّاسٌ: ابنَ حَنَّةَ - أخْبَرَاهُ عن عُمَرَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ، عن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْخَبَرِ. زَادَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ لَوْ صَلَّيْتَ هَاهُنَا لأَجْزَأَ عَنْكَ صَلَاةً فِي بَيْتِ المَقْدِسِ».

کی جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ تیری بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے کفایت کر جاتا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الأَنْصَارِيُّ عن ابنِ جُرَيْجٍ فقالَ: جَعْفَرُ بنُ عُمَرَ قالَ: عَمْرُو بنُ حَيَّةَ وَقالَ: أَخْبَرَاهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَوْفٍ وَعَن رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو (محمد بن عبداللہ بن مثنی) الانصاری نے ابن جریج سے روایت کیا تو (سند کے راویوں میں حفص بن عمر کی بجائے) جعفر بن عمرو کہا اور ایسے ہی (عمرو بن حنہ کی بجائے) عمرو بن حیّہ کہا (یاء کے ساتھ) اور کہا کہ ان دونوں نے عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر کئی صحابہ سے روایت کیا۔

فائدہ: اگر کسی خاص جگہ عبادت کی نذر مانی ہو تو جائز ہے کہ اس سے افضل جگہ میں اپنی نذر پوری کر لے۔ سب سے افضل مسجد بیت اللہ الحرام بعد ازاں مسجد نبوی اور پھر بیت المقدس ہے۔

(المعجم ٢٤) - باب قَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ٢٥)

باب: ٢٤- میت کی طرف سے نذر پوری کرنا

٣٣٠٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله ابنِ عَبْدِ الله، عَنْ عَبْدِ الله بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ

٣٣٠٧- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمے نذر تھی جو وہ پوری نہیں کر سکی، تو

٣٣٠٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه . . . الخ، ح: ٢٧٦١، ومسلم، النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٧٢.

سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ الله ﷺ فقالَ: إنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ لَمْ تَقْضِهِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اقْضِهِ عَنْهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طرف سے پوری کردو۔“

فائدہ: میت کی طرف سے اس کی اولاد یا اقارب نذر پوری کردیں تو درست ہے۔

٣٣٠٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عن أبِي بِشْرٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ إنْ نَجَّاهَا الله أنْ تَصُومَ شَهْرًا، فَنَجَّاهَا الله فَلَمْ تَصُمْ حَتَّى مَاتَتْ، فَجاءَتِ ابْنَتُهَا أَوْ أُخْتُهَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَأَمَرَهَا أنْ تَصُومَ عَنْهَا.

٣٣٠٨-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت سمندری سفر میں گئی تو اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ ایک مہینہ روزے رکھے گی۔ چنانچہ اللہ نے اسے نجات دے دی، مگر اس نے روزے نہ رکھے حتی کہ مرگئی۔ پس اس کی بیٹی یا بہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔

فائدہ: میت کے ذمے روزے رہتے ہوں تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھیں یا اس کا فدیہ دیں۔

٣٣٠٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَطَاءٍ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالَتْ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ عَلَى أُمِّي بِوَلِيدَةٍ وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ تِلْكَ الْوَلِيدَةَ. قال: «قَدْ وَجَبَ أَجْرُكِ وَرَجَعَتْ إِلَيْكِ فِي المِيرَاثِ». قالَتْ: وَإِنَّهَا مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ

٣٣٠٩-حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ (عطیہ) کی تھی اور اب وہ (والدہ) فوت ہوگئی ہے اور لونڈی ترکے میں چھوڑ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا ثواب ثابت ہوا اور وہ لونڈی وراثت میں تجھے دوبارہ مل گئی۔“ اس نے بتایا کہ والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے بھی ہیں۔ آگے مذکورہ بالا حدیث عمرو بن عوف کی مانند بیان کی۔

٣٣٠٨_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٦ عن هشيم به، ورواه النسائي، ح: ٣٨٤٧، وانظر، ح: ٣٣١٠، وله شواهد عند أحمد: ١/ ٣٣٨ وغيره.

٣٣٠٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح: ١١٤٩ من حديث عبدالله بن عطاء به، وانظر، ح: ١٦٥٦.

فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَمْرٍو.

(المعجم . . .) - **باب مَا جَاءَ فِيمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ** (التحفة ٢٦)

باب:...... جو کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے

٣٣١٠- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى قالَ: سَمِعْتُ الأَعمَشَ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ المَعْنَى، عنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرأَةً جاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَتْ: إِنَّهُ كَانَ عَلَى أُمِّهَا صَوْمُ شَهْرٍ أفأقْضِيهِ عَنْهَا؟ فَقَالَ: «لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَتَهُ؟» قالَتْ: نَعَمْ، قال: «فَدَيْنُ الله أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى».

٣٣١٠- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک میری والدہ کے ذمے ایک مہینے کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیری والدہ پر قرضہ ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اللہ کا قرضہ زیادہ اہم ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔“

فائدہ: مسائل سمجھانے کے لیے مثالوں سے مدد لینے سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے حتی کہ سادہ ذہن آدمی بھی مقصود سمجھ جاتا ہے۔

٣٣١١- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن عُبَيْدِالله بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ».

٣٣١١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کا ولی (وارث) اس کی طرف سے روزے رکھے۔“

٣٣١٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٣ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٨ من حديث الأعمش به، وانظر، ح:٣٢٠٨.

٣٣١١- **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت، ح:١١٤٧ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٢ من حديث عمرو بن الحارث به.

(المعجم ٢٢) - **باب مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنْ وَفَاءِ النَّذْرِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۲-نذر پوری کرنے کا حکم

٣٣١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ عُبَيْدٍ أبو قُدَامَةَ عن عُبَيْدِالله ابنِ الأَخْنَسِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ الله! إنِّي نَذَرْتُ أنْ أَضْرِبَ عَلٰى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قال: «أَوْفِي بِنَذْرِكِ». قالَتْ: إنِّي نَذَرْتُ أنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا - مَكَانٍ كَانَ يَذْبَحُ فِيهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ - قَالَ: «لِصَنَمٍ؟» قالَتْ: لَا قال: «لِوَثَنٍ؟» قالَتْ: لَا. قالَ: «أَوْفِي بِنَذْرِكِ».

۳۳۱۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مان رکھی ہے کہ میں آپ کے سر کے پاس دُف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے۔'' اس نے کہا: میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی' جہاں کہ اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا وہاں کوئی مورتی تھی جس کے لیے وہ ذبح کرتے تھے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''تو کیا کوئی بت تھا جس کے لیے ذبح کرتے تھے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے۔''

فوائد ومسائل: ① آلات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایسی چیز ہے جسے اسلام میں خوشی کے موقع پر بجانے کی اجازت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جہاد سے خیر وسلامتی کے ساتھ تشریف آوری سب خوشیوں سے بڑھ کر خوشی تھی مگر آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دور جدید کی بدعی رسم جشن میلاد کو اس سے ملانا بہت بڑا جرم ہوگا۔ ② اگر کسی خیر کے کام میں مشرکین ومبتدعین کے ساتھ کوئی مشابہت وموافقت ہو رہی ہو جس میں کہ ان کے اعمال کفر وشرک اور بدعت کی تائید نہ ہو تو اس عمل خیر پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں بھی آ رہا ہے۔ ③ ''وثن'' اور ''صنم'' میں ایک فرق یہ ہے کہ ''صنم'' ایسے بت کو کہتے ہیں کہ جو مورتی ہو یعنی انسانی جثے سے مشابہ ہو اور ''وثن'' بت کو بھی کہتے ہیں اور بتوں جیسے مشرکانہ اڈوں کو بھی' جیسے درگاہ' آستانے اور مقابر وغیرہ۔

٣٣١٣- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ قال: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ إسْحَاقَ عن الأَوْزَاعِيِّ

۳۳۱۳- حضرت ثابت بن ضحاک ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص نے نذر مانی کہ

٣٣١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٧ من حديث أبي داود به.

٣٣١٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٧٥، ٧٦، ح: ١٣٤٠ من حديث داود بن رشيد به.

قال: حَدَّثَني يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قال: حَدَّثَني أَبُو قِلَابَةَ قال: حَدَّثَني ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ قال: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قالُوا: لَا. قالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» قالُوا: لَا. قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابنُ آدَمَ».

وہ مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرے گا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بے شک میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا وہاں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی عبادت ہوتی رہی ہو؟'' صحابہ نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا وہ جگہ ان کی میلہ گاہ تھی؟'' صحابہ نے کہا: نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کر لے' تحقیق ایسی نذر کی کوئی وفا نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور نہ اس کی جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔''

فائدہ: ایسے مقامات جہاں اہل کفر وشرک اور اہل بدعت اپنے مخصوص اعمال سرانجام دیتے ہوں' متبع سنت مسلمان کو ان جگہوں میں اللہ کی عبادت سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح وہ مخصوص ایام وتواریخ بھی جن میں ان لوگوں نے اپنی بدعات کو شہرت دے رکھی ہو' ان میں ان کے سے اعمال خیر سے بچنا افضل ہے تاکہ ان سے اور ان کی بدعات سے براءت کا اظہار ہو۔

٣٣١٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يَزِيدَ بنِ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيُّ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قال: حَدَّثَتْنِي سَارَةُ بِنْتُ مِقْسَمٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهَا سَمِعَتْ مَيْمُونَةَ بِنْتَ كَرْدَمٍ قالَتْ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي فِي حَجَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَسَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَجَعَلْتُ أُبِدُّهُ بَصَرِي، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي وَهُوَ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ مَعَهُ دِرَّةٌ كَدِرَّةِ الْكُتَّابِ، فَسَمِعْتُ

٣٣١٤- حضرت میمونہ بنت کردم ؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تھے' تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے لوگوں کو سنا' کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آپ کو خوب نظر بھر کر دیکھتی رہی۔ پھر میرے ابا ان کے قریب ہوئے جبکہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پاس ایک درہ تھا جیسے کہ مکتب کے معلم کے پاس ہوتا ہے۔ میں نے بدویوں کو اور لوگوں کو سنا جو کہہ رہے تھے اَلطَّبْطَبِيَّه اَلطَّبْطَبِيَّه (چلتے ہوئے پاؤں پڑنے کی آواز

٣٣١٤_ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٠٣، وله شواهد كثيرة.

الأَعْرَابَ وَالنَّاسَ يَقُولُونَ: الطَّبْطَبِيَّةَ الطَّبْطَبِيَّةَ، فَدَنَا إِلَيْهِ أَبِي فَأَخَذَ بِقَدَمِهِ. قَالَتْ: فَأَقَرَّ لَهُ وَوَقَفَ فَاسْتَمَعَ مِنْهُ، فقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ وُلِدَ لِي وَلَدٌ ذَكَرٌ أَنْ أَنْحَرَ عَلَى رَأْسِ بُوَانَةَ فِي عَقَبَةٍ مِنَ الثَّنَايَا عِدَّةً مِنَ الْغَنَمِ. قَالَ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهَا قَالَتْ خَمْسِينَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هَلْ بِهَا مِنَ الأَوْثَانِ شَيْءٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «فَأَوْفِ بِمَا نَذَرْتَ بِهِ لله». قَالَتْ: فَجَمَعَهَا فَجَعَلَ يَذْبَحُهَا فَانْفَلَتَتْ مِنْهَا شَاةٌ فَطَلَبَهَا وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ أَوْفِ عَنِّي نَذْرِي فَظَفِرَهَا فَذَبَحَهَا.

طَبْ طَبْ یا کوڑا مارنے کی آواز۔) میرے ابا آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ کے قدم پکڑ لیے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کے پاس کھڑے رہے اور آپ کے ارشادات سنے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی تو میں بوانہ کے سرے پر گھاٹی میں کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ راوی کہتا ہے غالبًا اس (میمونہ) نے پچاس کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا؟“ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو نے اللہ کے لیے نذر مانی ہے اسے پورا کر۔“ چنانچہ میرے ابا نے بکریوں کو جمع کیا اور انہیں ذبح کرنے لگے تو ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی تو وہ اسے ڈھونڈنے نکلے اور کہتے جاتے تھے: ”اے اللہ! مجھ سے میری نذر پوری کرا دے۔“ چنانچہ انہوں نے اسے پالیا اور پھر ذبح کر دیا۔

فائدہ: چاہیے کہ جہاں کی نذر مانی گئی ہو وہیں پوری کی جائے الا یہ کہ کوئی مقام اس سے زیادہ افضل ہو جیسے کہ حرمین۔ تو افضل مقام پر بھی نذر پوری کی جا سکتی ہے۔

۳۳۱۵- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حدثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ جَعْفَرٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن مَيْمُونَةَ بِنْتِ كَرْدَمِ بنِ سُفْيَانَ، عن أَبِيهَا نَحْوَهُ، مُخْتَصَرٌ شَيْءٌ مِنْهُ قال: «هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا. قُلْتُ: إِنَّ أُمِّي هٰذِهِ عَلَيْهَا نَذْرٌ

۳۳۱۵- جناب عمرو بن شعیب نے حضرت میمونہ بنت کردم ؓ سے اس نے اپنے والد سے اسی کی مانند روایت کیا۔ لیکن قدرے اختصار کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا وہاں کوئی بت تھا یا جاہلیت کا میلہ تھا؟“ کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے کہا: میری اس والدہ کے ذمے نذر ہے اور پیدل چلنا۔ کیا میں اسے اس کی طرف سے قضا ادا کروں؟ (اور بالفاظ ابن بشار) کیا ہم اس کی

۳۳۱۵- تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وللحديث طرق.

وَمَشْيٌ أَفأَقْضِيهِ عَنْهَا، وَرُبَّمَا قال ابنُ بَشَّارٍ: أَنَقْضِيهِ عَنْهَا؟ قال: «نَعَمْ».

طرف سے قضا ادا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(المعجم ٢١) - **باب النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ** (التحفة ٢٨)

باب:٢١- آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں

٣٣١٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أيُّوبَ، عن أبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي المُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ، قالَ: فَأُسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ في وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ، فقالَ: يَامُحَمَّدُ! عَلَامَ تَأْخُذُنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قال: «نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفٍ»، قال: وَكَانَ ثَقِيفٌ قَدْ أَسَرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: وَقَدْ قالَ فِيمَا قالَ: وَأَنَا مُسْلِمٌ، أوْ قالَ: وَقَدْ أَسْلَمْتُ، فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ ﷺ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَهِمْتُ هٰذَا مِنْ مُحَمَّدِ بنِ عِيسَى - نَادَاهُ يَامُحَمَّدُ! يامُحَمَّدُ! قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ رَحِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فقالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قالَ: «لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ

٣٣١٦- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی) عضباء اونٹنی (پہلے) بنوعقیل کے ایک آدمی کے پاس تھی اور یہ حاجیوں کی سب سواریوں سے آگے رہتی تھی۔ چنانچہ وہ آدمی قید کر لیا گیا اور نبی ﷺ کے حضور پیش کیا گیا جبکہ وہ بندھا ہوا تھا اور نبی ﷺ اپنے گدھے پر تھے اس پر ایک کپڑا ڈالا گیا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! تم نے مجھے کیوں پکڑا ہے اور اس اونٹنی کو بھی جو حاجیوں کی سواریوں سے آگے رہتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہم نے تجھے تیرے حلفاء بنوثقیف کے جرم میں پکڑا ہے۔'' راوی نے کہا: بنوثقیف نے نبی ﷺ کے دو صحابہ کو قید کر لیا تھا۔ اس آدمی نے دوران گفتگو یہ بھی کہا: میں مسلمان ہو چکا یا کہا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر جب نبی ﷺ چل دیے ...... امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے حدیث کا یہ حصہ محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے ...... اس شخص نے پکارا اے محمد! اے محمد! اور نبی ﷺ بہت ہی رحیم اور نرم دل تھے، تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: بے شک میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو کامل طور پر فلاح پا جاتا ......'' امام ابوداود

٣٣١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله . . . الخ، ح: ١٦٤١ من حديث حماد بن زيد به.

- قالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي، إِنِّي ظَمْآنٌ فَأَسْقِنِي، قالَ: فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰذِهِ حَاجَتُكَ»، أَوْ قالَ: «هٰذِهِ حَاجَتُهُ». قال: فَفُودِيَ الرَّجُلُ بَعْدُ بِالرَّجُلَيْنِ، قالَ: وَحَبَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ، قال: فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلٰى سَرْحِ الْمَدِينَةِ. فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ، فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِيحُونَ إِبِلَهُمْ فِي أَفْنِيَتِهِمْ، قالَ: فَنُوِّمُوا لَيْلَةً وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَهَا عَلٰى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتّٰى أَتَتْ عَلٰى الْعَضْبَاءِ، قالَ: فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ، قال: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لله عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا الله لَتَنْحَرَنَّهَا قال: فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِنَذْرِهَا، فقالَ: «بِئْسَ مَا جَزَتْهَا - أَوْ جَزَيْتِيهَا - إِنِ اللهُ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا، لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللهِ وَلَا فِيمَا لا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ».

رٹرالٹیہ نے کہا: میں پھر سلیمان کی روایت کی طرف لوٹتا ہوں...... اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلاؤ۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’(ہاں) یہ تیری حاجت (برحق) ہے۔‘‘ یا فرمایا: ’’یہ اس کی ضرورت ہے۔‘‘ الغرض اسے بعد میں دو آدمیوں کے فدیے میں چھوڑا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عضباء اونٹنی کو اپنی سواری کے لیے روک لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد مشرکین نے مدینہ کے باہر چرتے جانوروں پر ڈاکہ ڈالا اور عضباء اونٹنی کو بھی لے گئے۔ جب وہ اسے لے گئے تھے تو مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قید کر کے لے گئے۔ وہ لوگ رات کے وقت اپنے اونٹوں کو اپنے باڑوں میں چھوڑ دیتے تھے۔ ایک رات ان پر نیند طاری کر دی گئی تو وہ عورت اٹھی (کہ فرار ہو جائے) تو جس اونٹ پر بھی وہ ہاتھ رکھتی وہ بلبلانے لگتا حتی کہ عضباء اونٹنی کے پاس آئی تو گویا ایک نرم خو اور سفر کی عادی اونٹنی کے پاس آ گئی (اور وہ بلبلائی نہیں) تو وہ اس پر سوار ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے لیے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ نے اسے نجات دے دی تو وہ اس اونٹنی کو بالضرور ذبح کر دے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو اونٹنی پہچان لی گئی کہ یہ نبی ﷺ کی ہے۔ پس نبی ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے اسے بلوایا، اسے لایا گیا۔ اور اس کی نذر کے متعلق بتایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس نے اسے بہت برا بدلہ دیا۔‘‘ یا فرمایا: ’’تو نے اسے بہت برا بدلہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ذریعے سے نجات دی اور یہ اسے نحر کرنے چلی ہے۔ جس کام

میں اللہ کی معصیت ہو یا ایسی چیز جس کا انسان مالک نہ ہو اس میں نذر نہیں۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَرْأَةُ هٰذِهِ امْرَأَةُ أَبِي ذَرٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ خاتون حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی۔

فائدہ: اس واقعہ میں چونکہ یہ خاتون اس اونٹنی کی مالک نہ تھی اس لیے اس کی نذر لغو قرار دی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اضطراری صورت میں عورت اکیلے سفر کر سکتی ہے۔

(المعجم ٢٣) - باب مَنْ نَّذَرَ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمَالِهِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۳- جو یہ نذر مانے کہ سب مال صدقہ کر دے گا

٣٣١٧- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ وَابنُ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ قالَ: قالَ ابنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ ابنِ مَالِكٍ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ كَعْبٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ، عن كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ، قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ»، قالَ: فَقُلْتُ: إِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ.

۳۳۱۷- جناب عبداللہ بن کعب جو اپنے والد کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کے لیے اپنا مال صدقہ کر دوں اور اس سے دست بردار ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔" تو اس نے کہا: میں اپنا وہ حصہ جو خیبر والا ہے اپنے پاس رکھتا ہوں۔

فائدہ: کسی گناہ اور تقصیر کی توبہ میں صدقہ کرنا بہت افضل عمل ہے۔ لیکن انسان خالی ہاتھ ہو کر رہ جائے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ البتہ صدیقین کے لیے جائز ہے جو اس کے نتائج کو بخیر و خوبی برداشت کر سکتے ہیں۔ جس کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

٣٣١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب إذا أهدى ماله على وجه النذر، ح: ٣٨٥٥ عن سليمان بن داود به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٤٤١٨، ومسلم، ح: ٢٧٦٩.

٣٣١٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ عن أَبِيهِ أَنَّهُ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ حِينَ تِيبَ عَلَيْهِ: إِنِّي أَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَى: «خَيْرٌ لَكَ».

٣٣١٨- جناب عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے روایت کیا کہ جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے مال سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند [خَيْرٌ لَكَ] تک بیان کیا۔

٣٣١٩- حدَّثني عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حدثنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ مَنْ شَاءَ الله: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَن أَهْجُرَ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ، وَأَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ صَدَقَةً. قال: «يُجْزِىءُ عَنْكَ الثُّلُثُ».

٣٣١٩-حضرت کعب بن مالک ؓ کے صاحبزادے اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا' یا ابولبابہ ؓ نے' یا کسی اور نے کہ میری توبہ کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا آبائی گھر جس میں مجھ سے یہ گناہ ہوا ہے' چھوڑ دوں اور صدقہ کرکے اپنے سب مال سے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیسرا حصہ کافی ہے۔''

فائدہ: حضرت ابولبابہ (رفاعہ بن عبدالمنذر ؓ) کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب بنو قریظہ کا محاصرہ کیا اور یہ لوگ (بنو قریظہ) قبیلہ اوس کے حلیف تھے تو انہوں نے حضرت ابولبابہ ؓ سے مشورہ لیا کہ آیا ہم حضرت سعد بن معاذ ؓ کو اپنا حکم بنائیں یا نہ؟ تو ابولبابہ ؓ نے اشارے سے کہا کہ انجام قتل ہوگا۔ مگر انہی لمحوں انہیں احساس ہوگیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ چنانچہ واپس آئے تو اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اپنے آپ کو اس وقت تک نہیں کھولیں گے جب تک کہ اللہ عزوجل ان کی توبہ قبول نہ فرمالے۔ بالآخر ایک ہفتہ بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ (اسد الغابہ)

٣٣٢٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرني مَعْمَرٌ

٣٣٢٠-حضرت کعب بن مالک ؓ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ مذکورہ واقعہ حضرت ابولبابہ کا ہے اور اس

٣٣١٨_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٣١٩_ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٨ من حديث أبي داود به.

٣٣٢٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٦٨ من حديث أبي داودَ به، السند مرسل، وانظر، ح: ٣٣١٧ والذي بعده، وهو بهما صحيح.

عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبرني ابنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ أَبُو لُبَابَةَ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْقِصَّةُ لِأَبِي لُبَابَةَ.

کے ہم معنی بیان کیا۔

قال أبو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن بَعْضِ بَنِي السَّائِبِ بنِ أَبِي لُبَابَةَ، وَرَوَاهُ الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُسَيْنِ بنِ السَّائِبِ بنِ أبي لُبَابَةَ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے یونس نے بواسطہ ابن شہاب زہری' بنی سائب بن ابی لبابہ کے کسی فرد سے اور ایسے ہی زبیدی نے بواسطہ زہری' حسین بن سائب بن ابی لبابہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

٣٣٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى قال: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ الرَّبِيعِ قال: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ قال: قالَ ابنُ إسْحَاقَ: حدَّثني الزُّهْرِيُّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ في قِصَّتِهِ قال: قلتُ: يَارَسُولَ الله! إنَّ مِنْ تَوْبَتِي إِلَى الله أَن أَخْرُجَ مِنْ مَالِي كُلِّهِ إِلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ صَدَقَةً. قالَ: «لَا»: قُلْتُ: فَنِصْفَهُ. قالَ: «لَا». قُلْتُ: فَثُلُثَهُ. قال: «نَعَم». قُلْتُ: فإِنِّي سَأُمْسِكُ سَهْمِي مِنْ خَيْبَرَ.

٣٣٢١- جناب عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب اپنے والد سے وہ دادا سے اپنے قصے میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری توبہ کا اللہ کے لیے شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کردوں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: آدھا مال۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: تہائی مال۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' تو میں نے کہا: میں اپنا خیبر والا حصہ رکھ لیتا ہوں۔

فائدہ: جس شخص نے اپنا کل مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی نذر اس طرح پوری کی جائے کہ اس کا تہائی (۱/۳) مال صدقہ کر دیا جائے۔

(المعجم ٢٥) - باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ (التحفة ٣٠)

باب:٢٥- جو شخص ایسی نذر مان لے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو

٣٣٢٢- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ

٣٣٢٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٣٣٢١- تخريج: [حسن] انظر، ح: ٣٣١٧، وللحديث شواهد.

٣٣٢٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٤٥ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٢٨

التِّنِّيسِيُّ عن ابنِ أبي فُدَيْكٍ قالَ: حَدَّثَني طَلْحَةُ بنُ يَحْيَى الأنْصَارِيُّ عن عَبْدِ الله ابنِ سَعِيدِ بنِ أبي هِنْدٍ، عن بُكَيْرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الأشَجِّ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا في مَعْصِيَةٍ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَا يُطِيقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ، وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أطَاقَهُ فَلْيَفِ بِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو' اس کا کفارہ قسم والا ہے' اور جس نے کسی گناہ کے کام کی نذر مان لی ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے' اور جس نے کوئی ایسی نذر مان لی ہو' جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کا کفارہ قسم والا ہے' اور جس نے ایسی نذر مانی ہو' جس کی وہ طاقت رکھتا ہو تو اسے پورا کرے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوى هَذَا الْحَدِيثَ وَكِيعٌ وَغَيْرُهُ عن عَبْدِ الله بنِ سَعِيدِ بنِ أبي الْهِنْدِ أَوْقَفُوهُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو وکیع وغیرہ نے عبداللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کرتے ہوئے حضرت ابن عباس ؓ پر موقوف قرار دیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت موقوف ہے۔ اس لیے مرفوع کے مقابلے میں حجت نہیں۔ صحیح مرفوع روایات سے جو ثابت ہے' اس کا خلاصہ امام شوکانی ؒ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر معین نذر نیکی سے متعلق ہو' لیکن اس پر عمل طاقت و وسعت سے باہر ہو تو اس میں قسم کا کفارہ ہے اور اگر وہ انسانی طاقت و وسعت کے اندر ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے چاہے اس کا تعلق بدن سے ہو یا مال سے۔ اور اگر وہ نذر کسی معصیت کی ہو تو اسے پورا نہ کرنا واجب ہے۔ لیکن اس میں کفارے کی ادائیگی ضروری نہیں۔ اگر اس نذر کا تعلق مباح (جائز) امر سے ہو اور وہ انسانی طاقت سے بالا بھی نہ ہو تو وہ نذر بھی منعقد ہو جائے گی اور اس میں کفارے کی ادائیگی بھی لازمی ہوگی' جیسے پیدل حج کرنے والی صحابیہ کو آپ نے پیدل حج پر جانے سے منع فرمایا اور اسے سوار ہونے کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور اگر وہ کام انسانی طاقت سے بالا ہو تو اس میں کفارہ واجب ہے۔ (نیل الاوطار' ابواب الأیمان و کفارتها' باب من نذرنذراً لم یسمه ولا یطیقه' ٢٧٨/٨)

(المعجم . . .) - **باب مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَمْ يُسَمِّهِ** (التحفة ٣١)

باب:- جس نے کوئی غیر معین نذر مانی ہو

◀◀ طلحة بن يحيى حسن الحديث، وتابعه ابن جريج عند البيهقي: ١٠/ ٧٢، وللحديث شواهد.

٣٣٢٣- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعْني ابنَ عَيَّاشٍ، عن مُحَمَّدٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ قال: حَدَّثني كَعْبُ بنُ عَلْقَمَةَ عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ».

۳۳۲۳-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نذر کا کفارہ قسم والا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن ابنِ شِمَاسَةَ، عن عُقْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمرو بن حارث نے بھی بواسطہ کعب بن علقمہ ابن شماسہ سے اور اس نے حضرت عقبہ سے روایت کیا ہے۔

٣٣٢٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى يَعني ابنَ أَيُّوبَ قال: حَدَّثني كَعْبُ بنُ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابنَ شِمَاسَةَ عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۳۲۴-کعب بن علقمہ نے ابن شماسہ سے سنا' اس نے ابوالخیر سے روایت کیا' اس نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

فائدہ: ایسی صورت میں اصحاب الحدیث کہتے ہیں کہ اگر اس نے نیک کام کا ارادہ کیا ہو تو اسے نذر پوری کرنے یا کفارہ دینے میں اختیار ہے اور اگر کسی غلط کام کا ارادہ تھا' تو کفارہ دے۔

(المعجم . . .) - بَاب نَذْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَدْرَكَ الإِسْلَامَ (التحفة ٣٢)

باب:-جس نے جاہلیت کے ایام میں نذر مانی ہو پھر مسلمان ہو جائے

٣٣٢٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله قال: حَدَّثني

۳۳۲۵-حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے جاہلیت میں نذر مانی

٣٣٢٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، النذور والأيمان، باب ماجاء في كفارة النذر إذا لم يسم، ح: ١٥٢٨ من حديث أبي بكر بن عياش به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه مسلم، ح: ١٦٤٥ من طريق آخر عن أبي الخير به.

٣٣٢٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، النذر، باب في كفارة النذر، ح: ١٦٤٥ من حديث كعب بن علقمة به.

٣٣٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاعتكاف، باب الاعتكاف ليلاً، ح: ٢٠٣٢، ومسلم، الأيمان، باب نذر الكافر، وما يفعل فيه إذا أسلم، ح: ١٦٥٦ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٧.

نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ أَنَّهُ قال: يَارَسُولَ الله! إنِّي نَذَرْتُ في الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ في المَسْجِدِ الْحَرَامِ لَيْلَةً، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ».

تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کے لیے اعتکاف کروں گا۔ تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو۔''

فائدہ: حق بات کی نذر اگر حالت کفر میں بھی مانی ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے۔

خرید وفروخت کے احکام ومسائل

تجارت' نفع کی امید پر اشیائے ضرورت خریدنے اور جہاں ضرورت ہو وہاں لے جا کر بیچنے کا نام ہے۔ یہ انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔علم معیشت کے مطابق تجارت دولت کی گردش اور روزگار کی فراہمی میں اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔اسلام نے صدق وامانت کی شرط کے ساتھ اسے اونچے درجے کا عمل صالح قرار دیا ہے۔

حرص اور لالچ کے مارے ہوئے لوگوں نے دنیا کے ہر اچھے عمل کی طرح تجارت جیسے مفید عمل کو بھی لوٹ مار' دوسروں کا حق غصب کرنے' ناجائز مفاد حاصل کرنے اور دھوکے سے دولت سمیٹنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ جدید سوسائٹی نے تو بعض استحصالی طریقوں (مثلاً سود) کو اپنی معیشت کا بنیادی اصول بنالیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے نام پر لوٹ مار کے کھلے راستوں کے ساتھ ساتھ ان تمام مخفی استحصالی راستوں کا دروازہ بھی بند کر دیا جو تجارت کو عدل سے ہٹا کر ظلم وعدوان پر استوار کرتے ہیں۔

تاریخ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پہلی اور آخری ہستی ہیں جنہوں نے زندگی کے باقی شعبوں کی

طرح عمل تجارت کو استحصال اور لوٹ مار سے مکمل طور پر پاک صاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے انتہائی باریک بینی سے رائج نظام تجارت کا جائزہ لے کر وحی کی روشنی میں اس کی قطعی حدود کا تعین فرما دیا۔ ان حدود کے اندر رہتے ہوئے عمل تجارت ہر طرح کے ظلم و جور سے پاک رہتا ہے اور اس کی منفعت کا دائرہ بے حد وسیع ہو جاتا ہے۔

تجارت کے عمل میں خریدار' فروخت کرنے والا' مال تجارت اور معاہدۂ تجارت بنیادی اجزا ہیں۔ معاہدۂ تجارت کے حوالے سے قرآن مجید نے ''تراضی'' کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ تراضی، بیع کے ہر پہلو پر مطلع ہو کر دونوں فریقوں کے اپنے اپنے آزاد فیصلے سے رضامند ہونے کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے ذریعے سے تجارت کے مندرجہ ذیل بنیادی اصول سامنے آتے ہیں:

① تجارت کی بنیاد تراضی (باہمی رضامندی) ہے۔ اگر کسی طور پر باہمی رضامندی میں خلل موجود ہو تو بیع جائز نہیں ہو گی۔

② معاہدۂ بیع کے دونوں فریق (خریدار' فروخت کرنے والا) فیصلے میں آزاد' ہر پہلو پر مطلع اور معاہدۂ بیع کے حقیقی نتائج سے آگاہ ہونے چاہییں اگر ایسا نہیں تو تجارت کا عمل درست نہ ہو گا۔

③ معاہدۂ بیع میں ایسی شرائط کی کوئی گنجائش نہیں' جو معاہدہ کو خواہ مخواہ پیچیدہ بناتی ہیں یا کسی فریق کو ناروا پابندیوں میں جکڑتی ہیں یا کسی ایک فریق کے جائز مفادات کی قیمت پر دوسرے کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ایسی شرائط سے معاہدۂ بیع فاسد ہو جائے گا۔

④ اگر ایک فریق نے دوسرے کو بے خبر رکھا' دھوکا دیا یا کسی طور پر اسے مجبور کیا تو بیع جائز نہ ہو گی۔

⑤ اگر مال تجارت کی مقدار یا اس کی افادیت کے تعین میں شبہ ہو' اس کی بنیادی صفات کے بارے میں کچھ پہلو مبہم ہوں' اس کا حصول اور اس سے فائدہ اٹھانے کا معاملہ مخدوش ہو یا اس میں کوئی ایسی خرابی پیدا ہو چلی ہو جو پوری طرح ظاہر نہیں ہوئی تو ایسی بیع جائز نہیں ہو گی۔

⑥ مال تجارت حلال' کسی نہ کسی طرح فائدہ مند اور ہر قسم کے خفیہ عیب سے پاک ہونا چاہیے۔ اگر سرے سے مال تجارت حرام یا غیر مفید ہو یا اس کے عیب کو چھپایا گیا ہو تو اس کی تجارت روا قرار نہیں دی جائے گی۔

⑦ تجارت ایک مثبت عمل ہے اس سے تمام فریقوں کا مفاد محفوظ ہونا چاہیے' اگر معاہدۂ بیع محسوس یا غیر محسوس طریق پر کسی ایک فریق کے استحصال پر منتج ہو سکتا ہو یا ظاہراً باہمی رضامندی کے باوجود محسوس یا غیر

محسوس طریقے سے ظلم کا سبب ہو تو بیع درست نہیں ہو گی۔

⑧ اگر خرید و فروخت کا عمل مکمل ہونے کے بعد کسی فریق کو اپنی آمادگی حتمی محسوس نہیں ہوئی اور وہ بیع سے پیچھے ہٹنا چاہتا ہو تو انصاف اور تراضی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ہٹنے کا موقع دیا جائے۔

⑨ اگر باہمی خرید و فروخت میں سودی معاملات داخل ہو جائیں تو پھر بھی تجارت جائز نہ ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ نے بیوع کے حوالے سے جو حدود متعین فرمائی ہیں ان کے ذریعے سے خرید و فروخت کا پورا نظام ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک اور مکمل طور پر انسانی فائدے کا ضامن بن جاتا ہے۔ ان کے نتیجے میں بازار یا منڈی کا ماحول حد درجہ ساز گار ہو جاتا ہے اور معیشت میں بے انتہا وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ تاریخی طور پر یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس سوسائٹی میں بھی تجارت کے بنیادی اسلامی اصولوں پر عمل ہوتا ہے، وہاں معیشت بہت مستحکم ہو جاتی ہے۔

امام ابوداود ؒ نے اپنی سنن میں جو احادیث جمع کی ہیں ان کے ذریعے سے اسلام کے نظام خرید و فروخت کے نمایاں پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٢) - كِتَابُ الْبُيُوعِ (التحفة ١٧)

خرید وفروخت کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي التِّجَارَةِ يُخَالِطُهَا الْحَلْفُ وَاللَّغْوُ (التحفة ١)

٣٣٢٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن قَيْسِ بنِ أَبِي غَرَزَةَ قالَ: كُنَّا في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ، فَمَرَّ بِنَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فقالَ: «يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ».

باب:١-تجارت جس کے ساتھ قسم اور لغو باتیں مخلوط ہو جائیں

٣٣٢٦-حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم تاجروں کو [سَمَاسِرَہ] (دَلّال) کہا جاتا تھا' تو نبی ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہمیں اس سے بہتر نام دیا اور فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت! خرید وفروخت اور لین دین میں بہت سی بے جا باتیں ہوتی ہیں اور قسمیں بھی کھائی جاتی ہیں' تو اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔''

فائدہ: یعنی مال صدقہ کرتے رہنا مذکورہ غلط باتوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود:١١٤) ''نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' خرید وفروخت کے دوران میں دونوں فریقوں کو اپنی اپنی جگہ آزادی سے جانچ پڑتال اور غور وخوض کر کے فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن عموماً دوکاندار' جو کاروباری معاملات میں زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں جھوٹ' ملمع سازی اور چکنی چپڑی باتوں کے ذریعے سے خریدار کے آزاد فیصلے پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ قسم بھی خواہ سچی ہو یا جھوٹی دوسرے فریق کے فیصلے میں جھکاؤ پیدا کرتی

٣٣٢٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب التوقي في التجارة، ح:٢١٤٥ من حديث أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح:٣٨٢٨، ٣٨٢٩، والترمذي، ح:١٢٠٨، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٥٥٧، والحاكم:٢/٥، ووافقه الذهبي * الأعمش صرح بالسماع عند الطحاوي في مشكل الآثار: ٣/١٣، ١٤، وتابعه جماعة.

ہے۔ چیز کو بیچنے کے لیے یہ حربے کبھی اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ شریعت کی رو سے حرام قرار پاتے ہیں اور کبھی یہ حربے ہلکے پھلکے اور کم ضرر رساں ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں' اس لیے تاجروں کو صدقے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی دور ہو سکے۔ آگے باب ۶ حدیث: ۳۳۳۵ میں اسی بات کو نبی ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: ''قسم سودا زیادہ فروخت کرنے کا ذریعہ ہے مگر اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے (قسم برکت کو مٹا دیتی ہے۔'')

۳۳۲۷- حَدَّثَنا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْبَسْطَامِيُّ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى وَعَبْدُ الله بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن جَامِعِ بنِ أَبِي رَاشِدٍ وَعَبْدِ المَلِكِ بنِ أَعْيَنَ وَعَاصِمٍ، عن أبي وَائِلٍ، عن قَيْسِ ابنِ أَبِي غَرَزَةَ بِمَعْنَاهُ قال: يَحْضُرُهُ الْكِذبُ وَالْحَلْفُ، وَقالَ عَبْدُ الله الزُّهْرِيُّ: اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ.

۳۳۲۷- حضرت قیس بن ابی غرزہ ؓ نے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا: ''لین دین اور تجارتی امور طے کرتے ہوئے جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہے۔'' عبداللہ الزہری نے ''لغو اور جھوٹ'' کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي اسْتِخْرَاجِ الْمَعَادِنِ (التحفة ٢)

باب:۲- معادن (کانوں) سے مال نکالنا

۳۳۲۸- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: أخبرنا عَبْدُ العَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرٍو يَعْني ابنَ أَبِي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ، فَقَالَ: وَالله! مَا أُفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ،

۳۳۲۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص اپنے مقروض کے ساتھ چمٹ گیا جس نے اس کے دس دینار دینے تھے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تو مجھے دے نہیں دیتا میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا' سوائے اس کے کہ تو کوئی ضامن یا کفیل لے آئے۔ تو نبی ﷺ نے وہ اپنے ذمے لے لیے۔ پھر وہ آدمی حسب

۳۳۲۷ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب في الحلف والكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه، ح: ۳۸۲۹ من حديث سفيان به، وانظر الحديث السابق.

۳۳۲۸ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الكفالة، ح: ۲٤۰٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

قال: فَتَحَمَّلَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَاهُ بِقَدْرِ مَا وَعَدَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هَذَا الذَّهَبَ؟» قالَ: مِنْ مَعْدِنٍ، قال: «لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهَا، لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ»، فَقَضَاهَا عَنْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

وعدہ مال لے کر آیا تو نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ”تمھیں یہ سونا کہاں سے مل گیا ہے؟“ اس نے کہا: ایک کان سے۔ آپ نے فرمایا: ”ہمیں اس کی ضرورت نہیں (اور) اس میں خیر نہیں۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے قرض ادا فرمادیا۔

فوائد ومسائل: ① معادن (کانوں) سے اسلامی حکومت کی اجازت سے شرعی شرائط کے مطابق مال نکالنا جائز ہے۔ ② اس شخص کو جو سونا کان سے ملا تھا اس کا طریق حصول غیر واضح تھا اس لیے یقینی طور پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ اس کا جائز مالک ہے یا نہیں' اس لیے آپ نے اس کو قبول نہیں فرمایا۔ ③ مقروض جب قرض ادا نہ کر رہا ہو تو چمٹ کر مطالبہ کرنا مباح ہے۔ ④ مسلمان مقروض کی مدد کرنا اس کا کفیل یا ضامن بن جانا بہت بڑا احسان اور نیکی کا کام ہے۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ (التحفة ٣)

باب:۳-شبہات سے بچنے کی تاکید

٣٣٢٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: أخبرنا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابنِ عَوْنٍ، عن الشَّعْبِيِّ قال: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: وَلَا أَسْمَعُ أَحَدًا بَعْدَهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُتَشَابِهَاتٌ» أَحْيَانًا يَقُولُ «مُشْتَبِهَةٌ وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذٰلِكَ مَثَلًا، إِنَّ الله حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى الله مَحَارِمُهُ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَهُ وَإِنَّهُ مَنْ يُخَالِطُ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ».

۳۳۲۹-جناب شعبی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے سنا اور ان کے بعد کسی اور سے سننے کی مجھے کوئی حاجت نہیں (کیونکہ وہ ایک سچے صحابی تھے) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے مابین کئی امور شبہے والے ہیں۔ میں تمھیں اس کی بابت مثال بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے (محفوظ مخصوص علاقہ جسے رَکھ یا محفوظہ کہا جاتا ہے) اور اللہ کی رَکھ اور اس کا محفوظہ وہی ہے جو اس نے حرام کیا ہے' جو شخص اس محفوظ علاقے کے قریب اپنے جانور چرائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں جا

٣٣٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: الحلال بين، والحرام بين، وبينهما مشتبهات، ح:٢٠٥١ من حديث ابن عون، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح:١٥٩٩ من حديث الشعبي به.

پڑے۔ اور جو شک والی باتوں میں پڑتا ہے قریب ہے کہ وہ ان میں (بے دھڑک) جرأت کرنے لگے۔“

٣٣٣٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى عن زَكَرِيَّا، عن عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قالَ: «وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ دِينَهُ وَعِرْضَهُ وَمَنْ وَقَعَ في الشُّبُهَاتِ وَقَعَ في الْحَرَامِ».

٣٣٣٠- حضرت نعمان بن بشیر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ یہ حدیث بیان فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اور ان (حلال وحرام) کے درمیان کچھ شبہے والی چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے‘ تو جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنی عزت اور اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جو شبہے والی چیزوں میں جا پڑا وہ حرام میں داخل ہوا۔“

فوائد ومسائل: ① جو چیزیں بعض وجوہ سے ناجائز ہوں اور بعض دوسرے وجوہ سے ان کے حلال ہونے کا بھی امکان ہو اور معاملہ صاف اور واضح نہ ہو تو اس سے بچنا چاہیے کہ کہیں حرام کا ارتکاب نہ ہو جائے۔ ② اگر کوئی شخص مشکوک چیز سے پرہیز نہ کرے تو اس جرأت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی دن صریح حرام میں جا گرتا ہے۔ ③ محمد بن صالح الہاشمی‘ امام ابوداود ؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طرسوس میں بیس سال مقیم رہا اور مسند لکھی‘ میں نے چار ہزار احادیث لکھیں اور پھر غور کیا تو دیکھا کہ ان کا مدار صرف چار احادیث پر ہے۔ پہلی ان میں سے یہی حدیث ہے: [اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ] (صحیح البخاری‘ الایمان‘ حدیث:٥٢ وصحیح مسلم‘ المساقاۃ‘ حدیث: ١٥٩٩) دوسری: [اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ] (صحیح البخاری‘ بدء الوحی‘ حدیث:١) تیسری: [اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَّا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا] (صحیح مسلم‘ الزکاۃ‘ حدیث:١٠١٥) اور چوتھی یہ ہے: [مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَا یَعْنِیْهِ] (جامع الترمذی‘ الزہد‘ حدیث:٢٣١٧)

٣٣٣١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بنُ رَاشِدٍ قالَ:

٣٣٣١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً ایک وقت آنے والا

٣٣٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٥٩٩ من حديث عيسى بن يونس، والبخاري، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح:٥٢ من حديث زكريا به.

٣٣٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب اجتناب الشبهات في الكسب، ح:٤٤٦، وابن ماجه، ح:٢٢٧٨ من حديث داود بن أبي هند به * الحسن البصري عنعن، والجمهور على أنه لم يسمع من أبي هريرة رضي الله عنه.

سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ أبي خَيْرَةَ يَقُولُ: حَدَّثَنا الْحَسَنُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ؛ ح: وحدثنا وَهبُ بنُ بَقِيَّةَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عن دَاوُدَ يَعْني ابنَ أَبي هِنْدٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي خَيْرَةَ، عن الْحَسَنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا أَكَلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ بُخَارِهِ». قَالَ ابنُ عِيسَى: «أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ».

ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ بچے گا جو سود نہ کھاتا ہو' پس اگر کسی نے نہ بھی کھایا تب بھی اس کی بھاپ تو اسے پہنچے گی۔" ابن عیسیٰ نے یہ الفاظ ذکر کیے ہیں: "اس کا کچھ غبار اسے پہنچے گا۔"

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ "قیامت تک ایک گروہ ایسا ضرور باقی رہے گا جو حق پر غالب اور کاربند رہے گا۔" مذکورہ بالا روایت میں عمومی احوال معیشت کی طرف اشارہ ہے جس کا اب عملی مشاہدہ ہو رہا ہے کہ پوری معیشت کو سود کے شکنجے میں جکڑ دیا گیا ہے اور اس سے بچنا انتہائی عزیمت کا کام ہے۔ اور پوری طرح بچنے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

٣٣٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابنُ إِدْرِيسَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أَبِيهِ، عن رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ «أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ»، فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ، فَجَاءَ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُولَ الله ﷺ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»،

٣٣٣٢- جناب عاصم بن کلیب اپنے والد سے وہ ایک انصاری جوان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پر دیکھا' آپ قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے تھے: "پائنتی کی طرف سے کھلی کرو' سر کی طرف سے کھلی کرو۔" جب آپ واپس ہوئے تو آپ کو ایک عورت کی طرف سے دعوت دینے والا ملا۔ تو آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے آئے' کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانے لگے۔ ہمارے بڑوں نے دیکھا کہ آپ ایک ہی لقمہ اپنے منہ میں گھمائے جا رہے ہیں

٣٣٣٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٩٣، ٢٩٤ من حديث عاصم بن كليب به.

فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا فَلَمْ يُوجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَطْعِمِيهِ الأُسَارَى».

(مگر نگلتے نہیں) آپ نے فرمایا: ''میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لیا گیا ہے۔'' پھر (اس عورت کو بلوایا گیا تو) اس نے پیغام بھجوایا: اے اللہ کے رسول! میں نے بقیع کی طرف آدمی بھیجا کہ میرے لیے بکری خرید لائے مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کی طرف بھیجا جس نے ایک بکری خریدی تھی' میں نے کہلوایا کہ اسی قیمت پر بکری مجھے دے دے مگر وہ بھی نہیں ملا۔ تب میں نے اس آدمی کی بیوی کو کہلا بھیجا تو اس نے مجھے یہ بھیج دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے تصرف نے اس بیع کو مشتبہ بنا دیا تھا ② جس مال میں کسی حد تک اشتباہ ہو اسے خود استعمال نہیں کرنا چاہیے' البتہ اسے قیدیوں اور فقراء پر صدقہ کیا جا سکتا ہے ورنہ وہ مکمل طور پر ضائع ہو جائے گا۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ (التحفة ٤)

باب:۴- سود کھانے کھلانے کی وعید

٣٣٣٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سِمَاكٌ: حَدَّثَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ عن أَبِيهِ قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ.

۳۳۳۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے' کھلانے' اس کے گواہ اور لکھنے والے (سب) پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: سود لینا دینا اور باطل کا کسی طرح سے تعاون کرنا حرام ہے۔ بالخصوص سودی معاملہ لعنت کا کام ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي وَضْعِ الرِّبَا (التحفة ٥)

باب:۵- سود کی رقم چھوڑ دینے کا بیان

٣٣٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أكل الربا، ح: ١٢٠٦ من حديث سماك ابن حرب به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٧٧، وصححه ابن حبان، ح: ١١١٢.

٣٣٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا شَبِيبُ بنُ غَرْقَدَةَ عن سُلَيْمَانَ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُولُ: «أَلا إِنَّ كُلَّ رِبًا مِنْ رِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، لَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ مِنْ دَمِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُ مِنْهَا دَمُ الْحَارِثِ ابنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ» قالَ: اللَّهُمَّ! هَلْ بَلَّغْتُ؟» قالُوا: نَعَمْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قالَ: «اللَّهُمَّ! اشْهَدْ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۳۳۴- جناب سلیمان بن عمرو اپنے والد (عمرو بن احوص جُشمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! جاہلیت کے تمام سود باطل کیے جاتے ہیں' تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہے' ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ' خبردار! جاہلیت کے تمام خون باطل کیے جاتے ہیں اور سب سے پہلا خون جو میں ختم کر رہا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے' جو بنولیث میں دودھ پیتا بچہ تھا اور بنوہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔'' راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے پہنچا دیا۔'' سب حاضرین نے کہا: ہاں۔ آپ نے تین بار کہلوایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔'' تین بار کہا۔

فوائد ومسائل: ① سود لینا بلاشبہ حرام ہے البتہ یہ سود کا سرمایہ جو بنکوں کے پاس ہوتا ہے سودی نظام کے ذریعے سے مجموعی قومی دولت سے ہتھیایا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بنک میں کوئی سود بنتا ہو تو اسے لے کر عام شہری ضروریات میں خرچ کر دیا جائے مثلاً ہسپتال' سکول' سڑک اور پل وغیرہ کی تعمیر یا کسی ایسے شخص کو دے دیا جائے جو کسی دوسرے ایسے مرض کے پھندے میں پھنس گیا ہو۔ چونکہ یہ مملکت کی رقم ہوتی ہے اس لیے اسے مملکت کے عام شہریوں کے لیے بلا تخصیص مسلم و کافر' خرچ کیا جانا چاہیے۔ (افادات حضرت الشیخ مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ) اس رقم کو ان ظالموں کے لیے چھوڑ دینا خلاف مصلحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اہل قیادت کے لیے اس میں عظیم درس ہے کہ قیادت اور دعوت کے معاملے میں اپنا اور اپنے اقارب کا دامن بالخصوص صاف رکھا جائے ورنہ عام لوگوں کی طرف سے تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور دعوت بھی مقبول نہیں ہوتی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے یہاں ربا کے حوالے سے دو احادیث ذکر کی ہیں۔ پہلی میں سود کے لین دین میں حصہ لینے والے تمام فریقوں پر لعنت کی گئی ہے اور دوسری میں یہ ہے کہ اگر کوئی سودی لین دین موجود ہے تو صرف اصل زر کی وصولی ہوگی۔

٣٣٣٤- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ح: ٣٠٥٥ من حديث أبي الأحوص به، وقال الترمذي، ح: ٣٠٨٧ "حسن صحيح".

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ اصل زر سے زائد ہے وہ سود ہے۔ اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں: ﴿فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرۃ:۲۷۹) اس لیے یہ کہنا کہ بنک کا سود جو یقیناً اصل زر سے زائد ہوتا ہے' ربوا نہیں بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کی آیت اور اس حدیث نے سود کی واضح تعریف کر دی ہے یعنی وہ جو اصل زر سے زائد مانگا جائے وہ سود ہے اور اس کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنک اسی پیسے سے نفع کماتا ہے اس لیے بنک سے زائد لینا کیونکر حرام ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اس منافع کی تقسیم کا قائل ہے جو واقعتاً تجارت سے حاصل ہو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ منافع کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی طے کر لیا جائے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مال بطور قرض نہ دیا گیا ہو بلکہ تجارت میں شمولیت کے لیے دیا گیا ہو۔ تجارت کے نفع ونقصان کی ذمہ داری میں بھی سب شریک ہوں' اس طرح اگر منافع حاصل ہو اور جتنا واقعتاً حاصل ہوا سے طے شدہ نسبت سے تقسیم کر لیا جائے۔

جہاں تجارت میں شراکت داری کا معاہدہ نہ ہو، نفع ہونے نہ ہونے' زیادہ ہونے یا کم ہونے کی کسی ذمہ داری میں دونوں فریق شامل نہ ہوں' مال بطور قرض دیا جائے اور اس پر مقرر شرح سے زائد لینے کا معاہدہ کر لیا جائے حتیٰ کہ اگر تجارت میں نقصان ہو جائے تو بھی اصل زر بمع مقرر شدہ اضافہ ہر صورت میں وصول کیا جانا ہو تو یہی اصل زر پر اضافہ ہے جو سود اور قطعی حرام ہے۔ حدیث اور قرآن کی آیت میں ہے: ﴿لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ تم اصل زر لے لو نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اصل زر سے زیادہ مانگ کر تم دوسرے فریق پر ظلم نہ کرو اور نہ اصل زر کی ادائیگی روک کر دوسرا فریق تم پر ظلم کرے۔

اب تو فریقین کے ایک دوسرے پر ظلم کی کئی نئی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ بنک غریب لوگوں' بیواؤں' یتیموں کا مال لے کر اس سے بے پناہ منافع حاصل کرتا ہے چونکہ اکثر لین دین کرنسی کی بجائے محض چیک سے ہوتا ہے' اس لیے کرنسی کا بڑا حصہ بنک کے پاس جوں کا توں محفوظ رہتا ہے۔ اسی محفوظ سرمایہ کی بنیاد پر بنک میں موجود کرنسی سے زیادہ کے قرضے اور کارڈ ایشو کر دیے جاتے ہیں اور کئی گنا منافع حاصل ہوتا ہے۔ اتنا زیادہ منافع کمانے کے باوجود وہ اپنی بچتیں جمع کرانے والے غریب لوگوں' یتیموں اور بیواؤں کو اس میں سے برائے نام بہت تھوڑا سا منافع دے کر ان کا باقی ماندہ بڑا حصہ خود ہڑپ کر جاتا ہے۔ جو کچھ لوگوں کو دیا جاتا ہے وہ منافع تو کجا کرنسی کی قیمت میں وقتاً فوقتاً جو کمی جان بوجھ کر کی جاتی ہے اس کے برابر بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح بنک جو سود دیتا ہے اس میں بھی ظلم کرتا ہے۔

یہ بڑی دھوکا دہی ہے۔ لوگوں کو جھانسا دیا جاتا ہے کہ ہم آپ کو کما کر منافع میں سے حصہ دے رہے ہیں یعنی تجارت کے منافع میں شریک کر رہے ہیں' لیکن ان سے معاہدہ تجارتی شراکت کا نہیں کیا جاتا کیونکہ اس طرح بہت زیادہ حصہ دینا پڑتا ہے۔ ان سے معاہدہ قرض اور سود کا کیا جاتا ہے۔ اس لوٹ مار اور فریب دہی کی واردات کو قانون اور حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۳۳۳۳ کی رو سے سودی بنکوں کی ملازمت بھی حرام ہے کیونکہ سودی کاروبار میں ہر طرح کی شرکت لکھنا' گواہ بننا سب موجب لعنت ہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْيَمِينِ فِي الْبَيْعِ (التحفة ٦)

باب:٦-خرید وفروخت میں قسمیں کھانا ناجائز ہے

٣٣٣٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ عن يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: قالَ لِي ابنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ».

۳۳۳۵-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''قسم سے سودا بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔''

وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: «لِلْكَسْبِ»، وَقالَ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

ابن السرح نے [سَلْعَة] کی بجائے [كَسْب] کہا۔ اور سند میں یوں کہا: [عن سعيد بن المسيب' عن ابى هريرة عن النبی ﷺ]

فائدہ: مسلمان تاجر کو چاہیے کہ بے جا قسمیں کھانے کی عادت تبدیل کرے اور صدقات دیا کرے تاکہ اس غلط عمل کا کفارہ ہوتا رہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالأَجْرِ (التحفة ٧)

باب:۷-جھکتا تولنے (کی ترغیب) اور مزدوری لے کر مال تولنے کا بیان

٣٣٣٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سِمَاكِ بنِ

۳۳۳۶-حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور مخرفہ عبدی رضی اللہ عنہ بحرین کے علاقہ ہجر سے کپڑا

٣٣٣٥_ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع، ح:١٦٠٦ عن ابن السرح، والبخاري، البيوع، باب: ﴿يمحق الله الربا ويربي الصدقات... ﴾ الخ"، ح:٢٠٨٧ من حديث يونس بن يزيد به.

٣٣٣٦_ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرجحان في الوزن، ح:١٣٠٥ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٤٥٩٦، وابن ماجه، ح:٢٢٢٠_٢٢٢٢، ٣٥٧٩، وصححه ابن حبان، ح:١٤٤٤، وابن الجارود، ح:٥٥٩، وللحديث طرق.

حَرْبٍ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ قَيْسٍ قال: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَأَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُولُ الله ﷺ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بالأَجْرِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «زِنْ وَأَرْجِحْ».

لائے اور ہم اسے مکہ لے آئے' تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے ہم سے ایک پاجامے کا سودا کیا جو ہم نے آپ کو بیچا اور وہاں ایک آدمی تھا جو مزدوری لے کر مال تولتا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تولو اور جھکتا ہوا تولو۔''

۳۳۳۷- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ، المَعْنَى قَرِيبٌ قالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن أبي صَفْوَانَ بنِ عُمَيْرَةَ قالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ بِمَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُهَاجِرَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ يَزِنُ بِأَجْرٍ.

۳۳۳۷- حضرت ابوصفوان بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے میں مکے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ مگر اس میں ''مزدوری پر مال تولنے'' کا بیان نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ قَيْسٌ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ وَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کو قیس نے (بھی) اسی طرح بیان کیا ہے جیسے کہ سفیان نے اور سفیان کا قول راجح ہے۔

۳۳۳۸- حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي رِزْمَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قالَ رَجُلٌ لِشُعْبَةَ: خَالَفَكَ سُفْيَانُ فقال: دَمَغْتَنِي. وَبَلَغَنِي عن يَحْيَى بنِ مَعِينٍ قالَ: كُلُّ مَنْ خَالَفَ سُفْيَانَ فَالْقَوْلُ قَوْلُ سُفْيَانَ.

۳۳۳۸- ابن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک شخص نے شعبہ سے کہا کہ سفیان نے آپ کی مخالفت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تو نے مجھے بہت پریشان کیا ہے۔ حالانکہ مجھے یحییٰ بن معین کی یہ بات پہنچی ہے کہ جو بھی سفیان کی مخالفت کرے' تو بات سفیان کی راجح ہوگی۔

۳۳۳۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۳۳۳۹- شعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سفیان مجھ

۳۳۳۷- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجحان في البيوع، ح: ٤٥٩٧ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ٢/ ٣٠، ٣١ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.
۳۳۳۸- تخريج: [إسناده صحيح].
۳۳۳۹- تخريج: [إسناده صحيح].

حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ قال: كَانَ سُفْيَانُ أَحْفَظَ مِنِّي.

سے زیادہ حافظ تھے۔

فائدہ: یعنی پہلی روایت، جو حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، راجح ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ الْمَدِينَةِ» (التحفة ٨)

باب:٨- نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ "ناپنے کا پیمانہ (اہل) مدینہ ہی کا معتبر ہے"

٣٣٤٠- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن حَنْظَلَةَ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ المَدِينَةِ».

٣٣٤٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مکیال (ناپنے کا پیمانہ) اہل مدینہ کا۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا رَوَاهُ الْفِرْيَابِيُّ وَأَبُو أَحْمَدَ عن سُفْيَانَ وَافَقَهُمَا فِي المَتْنِ، وَقَالَ أَبُو أَحْمَدَ عن ابنِ عَبَّاسٍ مَكَانَ: ابنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن حَنْظَلَةَ فقالَ: وَزْنُ المَدِينَةِ وَمِكْيَالُ مَكَّةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فریابی اور ابواحمد نے بھی سفیان سے ایسے ہی روایت کیا ہے، ابن دکین نے ان دونوں کی متن میں موافقت کی ہے (نہ کہ سند میں) ابواحمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا ہے۔ ولید بن مسلم نے حنظلہ سے روایت کی تو کہا: وزن اہل مدینہ کا معتبر ہے اور مکیال اہل مکہ کا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاخْتُلِفَ فِي المَتْنِ فِي حَدِيثِ مَالِكِ بنِ دِينَارٍ عن عَطَاءٍ عن النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مالک بن دینار کی اس بارے میں حدیث جو بواسطہ عطاء نبی ﷺ سے مروی ہے، اس کے متن میں اختلاف کیا گیا ہے۔

فائدہ: شرعی ادائیگیوں (زکوۃ اور فطرانہ وغیرہ) میں وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور مد اور صاع اہل مدینہ کا۔ اشیاء کی مقدار کا تعین کرنے کے لیے ناپ تول کا نظام وجود میں آیا۔ یہ عمل تجارت کی انتہائی اہم اور بنیادی ضرورت ہے۔

٣٣٤٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزكوة، باب كم الصاع، ح: ٢٥٢١ب/ و٤٥٩٨ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠٥، وابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ٩٢٧ * سفيان الثوري عنعن.

مختلف علاقوں کے ناپ تول کے پیمانوں کے ناموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ناپ تول کے لیے بنیادی اکائی قدرتی اشیاء کو بنایا گیا۔ برصغیر میں جو تولے' چھٹانک' سیر کا نظام رائج تھا اس کی بنیادی اکائی رتی تھی' یہ ایک پودے کا سرخ رنگ کا بیج ہے۔ اب جو نظام دنیا کے بڑے حصے میں رائج ہے یعنی کلوگرام وغیرہ تو گرام چنے کے دانے کو کہتے ہیں جسے ابتدا میں بنیادی اکائی مانا گیا۔ اونس اور پاؤنڈ کا برطانوی نظام گرین (Grain) پر مبنی ہے جو غلے بالخصوص مکئی کے دانے کو کہتے ہیں۔

پیمائش میں فٹ (پاؤں) یا ہاتھ وغیرہ کو بنیاد بنایا گیا۔ ظاہر ہے مکئی یا چنے کے ہر دانے کا وزن ایک سا نہیں ہوسکتا۔ تعامل کے ساتھ اس کم از کم مقدار کو حتمی طور پر متعین کر لیا گیا اور اس طرح ایک ہی معیار کے تولنے کے باٹ وغیرہ وجود میں آئے۔ تعامل یا زیادہ سے زیادہ برتنے کا عمل ناپ تول کے نظام کی تکمیل میں اہم ترین کردار ادا کرتا ہے۔

چونکہ مدینہ ایک زرعی شہر تھا جہاں لین دین میں ناپ' یا کیل' رائج تھا۔ مدینہ کے تعامل نے اس نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے ناپ میں اہل مدینہ کے پیمانوں کو بنیادی معیار قرار دیا۔ مکہ ہر طرح کی اشیائے تجارت کا مرکز تھا جن میں قیمتی اشیاء بھی شامل تھیں۔ سونے چاندی' خوشبو اور مصالحے وغیرہ کا لین دین وزن سے ہوتا ہے۔ مکہ کے تعامل نے وزن کے نظام کو پختہ کر دیا تھا۔ اس لیے وزن میں مکہ کے تعامل (Practice) کو معیار قرار دیا۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ (التحفة ٩)

باب:٩- قرضے کا معاملہ انتہائی سخت ہے

٣٣٤١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سَمْعَانَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ، ثُمَّ قَالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ. ثُمَّ قَالَ: «هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟» فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنَا يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ

۳۳۴۱- حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور پوچھا: ''کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟'' مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ پوچھا: ''کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟'' لیکن کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے سہ بارہ پوچھا: ''کیا بنی فلاں میں سے کوئی یہاں ہے؟'' تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میں ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تجھے کیا مانع ہوا تھا کہ پہلی اور دوسری بار جواب نہیں دیا تھا؟ بلاشبہ میں نے تمہارے

٣٣٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب التغليظ في الدين، ح: ٤٦٨٩ من حديث سعيد ابن مسروق به، وقال البخاري: "لا نعرف لسمعان سماعًا من سمرة ولا للشعبي سماعًا منه".

الأُولَيَيْنِ؟ أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا إِنَّ صَاحِبَكُم مَأْسُورٌ بِدَيْنِهِ»، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدَّى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ.

لیے خیر ہی کا ارادہ کیا ہے۔ تمہارا ساتھی اپنے قرضے میں پکڑا ہوا ہے۔'' (سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ) پھر میں نے اس شخص کو دیکھا کہ اس نے اس (مقروض) کی طرف سے سب ادا کر دیا حتی کہ کوئی مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمْعَانُ بنُ مُشَنَّجٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ (شعبی کے شیخ کا نام) سمعان بن مُشَنَّج ہے۔

فائدہ: حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بالخصوص قرضے وغیرہ کی ادائیگی کے بغیر چھٹکارا بہت مشکل ہوگا۔ اور وارثوں پر حق ہے کہ اپنے مرنے والے کا قرضہ ادا کریں۔ آپ ﷺ کی طرف سے مقروض کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کا بھی یہی مقصد تھا کہ میت کا قرض فوراً ادا ہو جائے۔

٣٣٤٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابنُ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الله الْقُرَشِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بنَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيَّ يَقُولُ عن أَبِيهِ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ الله أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللهُ عَنْهَا: أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً».

۳۳۴۲- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک اس کے منع کردہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندے پر جب موت آئے تو وہ مقروض ہو اور اس نے ادائیگی کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔''

٣٣٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن

۳۳۴۳- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایسے آدمی کا جنازہ نہ پڑھایا کرتے تھے جس پر قرضہ باقی ہوتا' ایک میت کو لایا گیا تو آپ

٣٣٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٢ من حديث سعيد بن أبي أيوب به ❊ أبوعبدالله القرشي لم أجد من وثقه.

٣٣٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب الصلوة على من عليه دين، ح: ١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٥٢٥٧، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٢، وابن الجارود، ح: ١١١١، وللحديث شواهد عند أحمد: ٣/ ٣٣٠، والحاكم: ٢/ ٥٧، ٥٨ وغيرهما، وانظر، ح: ٢٩٥٤.

جَابِرٍ قالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ فقالَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قالُوا: نَعَمْ دِينَارَانِ، قال: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُم»، فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ الأَنْصَارِيُّ: هُمَا عَلَيَّ يَارَسُولَ الله! فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ فَلَمَّا فَتَحَ الله عَلَى رَسُولِهِ ﷺ قالَ: «أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

نے پوچھا: ''کیا اس پر قرضہ ہے؟'' صحابہ نے کہا: ہاں دو دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' پھر حضرت ابوقتادہ انصاری ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ میرے ذمے ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ پھر جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا تو آپ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے قریب تر ہوں۔ سو جس نے کوئی قرضہ چھوڑا اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا ہو تو وہ اس کے وارثوں کا ہے۔''

٣٣٤٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ رَفَعَهُ، قالَ عُثْمَانُ: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن شَرِيكٍ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قالَ: اشْتَرَى مِنْ عِيرٍ بَيْعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ، فَأُرْبِحَ فِيهِ فَبَاعَهُ، فَتَصَدَّقَ بالرِّبْحِ عَلَى أَرَامِلِ بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ وقالَ: «لَا أَشْتَرِي بَعْدَهَا شَيْئًا إِلَّا وَعِنْدِي ثَمَنُهُ».

۳۳۴۴- حضرت ابن عباس ؓ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا اور کہا: نبی ﷺ نے ایک قافلے والوں سے کوئی چیز خریدی۔ اس وقت آپ کے پاس قیمت نہ تھی' پھر آپ کو اس پر منافع دیا گیا تو آپ نے فروخت کر دی' پھر آپ نے اس کا منافع بنو عبدالمطلب کی بیواؤں پر صدقہ کر دیا اور فرمایا: ''آئندہ میں کوئی چیز نہیں خریدوں گا جب میرے پاس اس کی قیمت ہوگی۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات تھوڑی دیر کا قرضہ بھی انسان کے لیے زحمت کا باعث بن جاتا ہے' اس لیے جہاں تک ہو سکے انسان اس سے بچتا ہی رہے۔ اور اب صورت واقعہ یہ ہے کہ تاجر اپنی تجارتی حرص میں طول طویل بھاری بھاری قرضے لینے سے نہیں ہچکچاتے اور پھر بعض اوقات اس پر انہیں سود وغیرہ بھی دینا پڑتا ہے۔ جو قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔

٣٣٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٥ عن وكيع به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٤، ووافقه الذهبي * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم مرارًا.

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي الْمَطْلِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-ٹال مٹول کرنے کے بارے میں

٣٣٤٥- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُم عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ».

٣٣٤٥-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غنی آدمی کا قرضے کی ادائیگی کو ٹالے جانا ظلم ہے' اور جب تم میں سے کسی کو کسی غنی کے حوالے کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بات کو مان لے۔''

فائدہ: لیکن اگر کوئی نادار ہو اور قرضے کی ادائیگی میں فی الواقع اس سے تاخیر ہو رہی ہو تو وہ ظلم نہیں ہوگا' نیز تعاون باہمی میں حوالہ قبول کر لینا افضل بات ہے۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ** (التحفة ١١)

باب:١١-ادائیگی میں عمدگی کے بارے میں

٣٣٤٦- **حَدَّثَنَا** الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي رَافِعٍ قال: اسْتَسْلَفَ رَسُولُ الله ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا. فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً».

٣٣٤٦-حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک بار) ایک جوان اونٹ ادھار لیا' پھر آپ کے پاس صدقے کے اونٹ آ گئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس کا (جوان) اونٹ ادا کر دوں۔ میں نے عرض کیا: گلے میں اس کے اونٹ سے عمدہ رباعی اونٹ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے وہی دے دو' لوگوں میں بہترین وہی ہوتے ہیں جو ادائیگی میں بہترین ہوں۔''

٣٣٤٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٣٤٧-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

٣٣٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحوالات، باب الحوالة وهل يرجع في الحوالة؟، ح:٢٢٨٧، ومسلم، المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة ... الخ، ح:١٥٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيٰ): ٢/ ٦٧٤.

٣٣٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرًا منه ... الخ، ح:١٦٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٦٨٠.

٣٣٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الصلوة إذا قدم من سفر، ح:٤٤٣ من حديث مسعر، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح:٧١٥/ ١١٥، ١١٦ بعد، ح:١٥٩٩ من حديث محارب بن دثار به.

حَدَّثَنا يَحْيَى عن مِسْعَرٍ، عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ قالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

کہ نبی ﷺ پر میرا کچھ قرضہ تھا' آپ نے مجھے وہ ادا فرمایا تو اس سے زیادہ دیا۔

فائدہ: قرض ادا کرتے ہوئے اگر انسان اپنی خوشی سے کچھ مزید دے تو یہ احسان ہے' سود کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس حدیث کو بنک کے سود کے حامی اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ بنک اپنے گاہکوں سے احسان پر مبنی ایسا سلوک نہیں کرتے بلکہ اصل زر سے زائد کا معاہدہ طے ہوتا ہے جس کا لینا دینا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس حدیث میں واضح ہے کہ قرض پر کوئی اضافہ طے نہ تھا' نہ رسول اللہ ﷺ نے زائد دینے کا معاہدہ کیا تھا' نہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مطالبہ تھا۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الصَّرْفِ (التحفة ١٢)

بیع صرف کا بیان

فائدہ: عام طور پر خرید وفروخت کرنسی کے ذریعے سے ہوتی ہے' ابتدائی دور میں بلکہ بعض دیہات میں آج کل بھی غلہ' کپاس وغیرہ دے کر ضرورت کی دوسری اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کو عربی میں "مُقَايَضَه" (Barter) کہا جاتا ہے۔ سونے کو سونے' چاندی کو چاندی یا ایک کرنسی کو اسی کرنسی کے بدلے خریدنے بیچنے کو عربی میں "مُرَاطَلَه" کہا جاتا ہے۔ سونے کو چاندی یا ایک کرنسی کو دوسری کے عوض خریدنے بیچنے کو "صَرْف" (Exchang) کہا جاتا ہے۔ تبادلے کے اعتبار سے بیوع کی یہی چار بنیادی صورتیں ہیں۔

مُرَاطَلَه میں شرط یہ ہے کہ تبادلے میں دونوں کی مقدار ایک جتنی ہو اور سودا نقد ہو۔ بنیادی غذائی اجناس کے مُقَايَضَه میں شرط یہ ہے کہ سودا نقد ہو اور ان کے باہمی تبادلے میں کمی بیشی نہ کی جائے۔ (اسلام نے ہم جنس اشیاء کے تبادلے میں کمی بیشی یا ادھار دونوں کو ربا قرار دیا ہے اس کو شرعی اصطلاح میں ربا الفضل کہا جاتا ہے۔)

بیع صرف یعنی سونے کو چاندی' یا ایک کرنسی کو دوسری کرنسی کے عوض بیچنے کی صورت میں مقدار میں کمی بیشی جائز ہے۔ ایک سو گرام سونے کے بدلے کئی سو گرام چاندی یا ایک ریال کے بدلے کئی روپے خریدنا' بیچنا درست ہے مگر ادھار کی اجازت نہیں۔ اگر آپ ریال کے عوض روپے خریدنا چاہتے ہیں تو جس وقت ریال دیں اسی وقت روپے حاصل کر لیں۔ اگر ایک طرف سے بھی تاخیر ہوئی تو اسلام کی رو سے یہ سود ہوگا۔ یہ آج کل کا عام مشاہدہ ہے کہ کرنسیوں کی شرح تبادلہ اور سونے چاندی کا ریٹ لحہ بہ لحہ بدلتا رہتا ہے' فوری تبادلہ نہ ہو اور ایک چیز دے کر اس کے بدلے دوسری چیز حاصل کرنے میں تاخیر ہوگئی تو ریٹ بدل چکا ہوگا۔ حدیث میں مذکورہ چار بنیادی غذائی اجناس کے ایک دوسرے کے ساتھ تبادلے میں بھی یہی حکم ہوگا یعنی کمی بیشی جائز ہوگی' ادھار جائز نہ ہوگا۔

کرنسی کے بدلے اشیاء کی نقد خرید وفروخت تو ہر وقت بجا طور پر جاری رہتی ہے اس میں ادھار بھی جائز ہے' مثلاً آپ قیمت نقد ادا کر دیتے ہیں اور چیز بعد میں لینا طے کرتے ہیں تو اسے بیع سلم کہتے ہیں' یہ بیع بھی قطعی طور پر جائز ہے۔(ماخوذ از فتح الباری' باب الورق بالذهب نسيئة) لیکن اگر قیمت اور جنس دونوں ادھار رکھے جائیں تو یہ جائز نہیں' نہ اسے بیع سلم ہی کہا جاسکتا ہے۔

٣٣٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن مَالِكِ بنِ أَوْسٍ، عن عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الذَّهَبُ بالْفِضَّةِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بالتَّمْرِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بالشَّعِيرِ رِبًا إلَّا هَاءَ وَهَاءَ».

۳۳۴۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے چاندی سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو' گندم کے بدلے گندم سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو' کھجور کے بدلے کھجور سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ جو کے بدلے جو سود ہے سوائے اس کے کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔''

٣٣٤٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَبِي الْخَلِيلِ، عن مُسْلِمٍ المَكِّيِّ، عن أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، وَالمِلْحُ بِالمِلْحِ مُدْيٌ بِمُدْيٍ، فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى.

۳۳۴۹- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کے بدلے سونا ڈلا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ یا زیور)' چاندی کے بدلے چاندی ڈلا ہو یا ڈھلا ہوا (سکہ)' گندم کے بدلے گندم ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' جو کے بدلے جو ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' کھجور کھجور کے بدلے ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی' نمک کے بدلے نمک ایک مُدی کے بدلے ایک مُدی (بیچا جائے) جو زیادہ دے یا زیادہ لے اس نے سود کا معاملہ کیا۔ سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا جب کہ چاندی زیادہ ہو تو کوئی حرج نہیں جبکہ

٣٣٤٨- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح:٢١٧٤ من حديث مالك به، ورواه مسلم، ح:١٥٨٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٣٤٩- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الشعير بالشعير، ح:٤٥٦٨ من حديث همام به، وانظر الحديث الآتي.

وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ - وَالْفِضَّةُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا بِيَدٍ وَأَمَّا نَسِيئَةً فَلَا، وَلَا بَأْسَ بِبَيْعِ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ - وَالشَّعِيرُ أَكْثَرُهُمَا - يَدًا بِيَدٍ، وَأَمَّا نَسِيئَةً فَلَا».

ہاتھوں ہاتھ (نقد) ہو لیکن ادھار نہیں۔ گندم کو جَو کے بدلے بیچنا جبکہ جَو زیادہ ہوں کوئی حرج نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو لیکن ادھار جائز نہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عن قَتَادَةَ، عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ بِإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی نے بواسطہ قتادہ، مسلم بن یسار سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

٣٣٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، وَزَادَ قَالَ: «فَإِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوهُ كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ».

٣٣٥٠- ابو اشعث صنعانی نے یہ حدیث بواسطہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے کسی قدر کمی بیشی سے روایت کی ہے اور اضافہ یہ کیا: ''جب یہ انواع مختلف ہوں تو جیسے چاہو بیچو جبکہ معاملہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ہم جنس اشیا کی باہمی خرید وفروخت کے بارے میں اسلام نے جو ضابطہ دیا ہے اس کے حوالے سے آج کل یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر ایک جنس مثلاً کھجور بہتر قسم کی ہو اور دوسری گھٹیا کوالٹی کی ہو تو دونوں کو ہم مقدار رکھنا کیسے قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے' اسلام ہر صورت میں عدل وانصاف کو قائم رکھنا چاہتا ہے اسی لیے ان اشیاء کی خرید وفروخت میں جو انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہیں خصوصیت کے ساتھ عدل پر زور دیا ہے۔

٭ ہر نوع کی کھجور یا گندم بنیادی طور پر انسان کی بھوک مٹاتی ہے۔ اگر محض تنوع یا ذائقے میں فرق رکھنے کے لیے تبادلہ مقصود ہے تو بلاشک تبادلہ کر لو' بھوک مٹانے میں دونوں برابر ہیں۔ تبادلے میں دونوں کی مقدار برابر رکھو' یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

٭ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ غذائی ضرورت پوری کرنے میں ایک نوع دوسری سے بہتر ہے مثلاً یہ کہ ایک نوع کی نسبتاً کم مقدار دوسری نوع کی زیادہ مقدار کے برابر بھوک مٹاتی ہے' یا ایک کا ذائقہ اتنا زیادہ بہتر ہے کہ دوسری نوع کی

٣٣٥٠- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، ح: ١٥٨٧/ ٨١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

زیادہ مقدار پہلی نوع کے مقابلے میں ہونی چاہیے تو عام آدمی کے پاس ایسا کوئی آلہ کوئی ترازو موجود نہیں جو عدل و انصاف کے مطابق ایک کوالٹی کے دوسری کوالٹی سے تبادلے میں دونوں کی مقداریں صحیح طور پر متعین کر سکے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حل یہ عطا فرمایا کہ گھٹیا کوالٹی کی نقدی کے ذریعے سے قیمت طے کرلو اور اسے نقدی کے عوض بیچ دو۔ اسی طرح اعلیٰ کوالٹی کی قیمت بھی بذریعہ نقدی طے کرلو اور اسے نقدی کے عوض خرید لو۔ اس طرح عدل وانصاف کے تقاضے صحیح معنی میں پورے ہو جائیں گے۔ کوالٹی کا فرق کتنا ہے اس کو وزن یا ماپ کے ذریعے سے متعین نہیں کیا جاسکتا۔ قیمت کے ذریعے سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ کوالٹی کے تعین کے لیے قیمت ہی ایک غیر جانبدار اور مناسب ترین ذریعہ ہے۔

٭ اگر قیمت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے، محض وزن میں کمی زیادتی کے ذریعے سے کام چلانے کی کوشش کی جائے تو دونوں میں سے کسی ایک فریق کا حق مارا جائے گا۔ کوالٹی کا فرق متعین کرنے کے لیے وزن کو معیار بنایا جائے تو ''تراضی'' یا باہمی رضامندی کے تقاضے بھی پورے نہیں ہوتے اسی لیے بیع جائز نہیں ہو سکتی۔

٭ اس سلسلے میں ایک اور سوال کافی عرصے سے زیر بحث چلا آ رہا ہے کہ برابری اور دست بدست تبادلے کی شرط محض ان چھ اشیاء کی خرید وفروخت میں ہے یا ان جیسی دوسری اشیاء کی بیع کے لیے بھی ہے۔ ''ظاہری (وہ لوگ جو قرآن یا حدیث کے ظاہری معنی تک محدود رہتے ہیں) حدیث میں مذکور محض ان چھ اشیاء کے لیے اس حکم کو محدود رکھتے ہیں، باقی اشیاء میں اگر ہم جنس کا تبادلہ کمی بیشی سے ہو یا ادھار ہو تو اسے ربو االفضل قرار نہیں دیتے۔ لیکن باقی تمام مکاتب فکر دوسری اشیاء کو بھی ان پر قیاس کرتے ہیں اور یہی درست نقطۂ نظر ہے۔

٭ پاکستان اور ارد گرد کے ممالک میں جس طرح گندم بنیادی غذائی جنس ہے اسی طرح مشرق بعید (ملائیشیا، انڈونیشیا، جاپان، کوریا وغیرہ) میں چاول خوارک کا بنیادی حصہ (Staple food) ہے۔ عرب اور ارد گرد کے ممالک میں جو حیثیت کھجور کی ہے پاکستان کے شمالی حصوں بلتستان وغیرہ میں وہی حیثیت خوبانی کی اور بحیرۂ روم کے علاقوں میں کشمش کی ہے۔ اس لیے ان اشیاء کو گندم، جَو اور کھجور پر قیاس کرنا چاہیے۔

٭ قیاس کی بنیادی وجہ (علتِ قیاس) کے بارے میں البتہ مختلف مکاتب فکر میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی ؒ کے نزدیک سونا چاندی (نقدین) پر جن کے لین دین کا دارو مدار وزن پر ہے کسی اور چیز کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، البتہ باقی چار چیزوں پر قیاس ضروری ہے۔

٭ امام مالک ؒ کے نزدیک جو چیزیں غذا کا بنیادی حصہ ہیں اور ان کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے ان میں اگر ایک جنس کا تبادلہ اسی جنس سے کیا جارہا ہے تو انہیں حدیث میں مذکور چار غذائی اشیاء پر قیاس کیا جائے گا اور ان کا سودا نقد اور برابر کرنا ہوگا۔ امام شافعی ؒ مطلقاً تمام غذائی اجناس کو ان چار پر قیاس کرتے ہیں۔

٭ احناف کے ہاں حدیث میں مذکور چھ کی چھ اشیاء میں بنیادی وجہ قیاس یہ ہے کہ ان کا لین دین ناپ تول کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ شے جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے، اس کا حکم وہی ہوگا جو حدیث میں چھ اشیاء

کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تمام علمائے اہل بیت کی رائے یہی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنا مسلک انہیں سے لیا ہے۔(نیل الاوطار: کتاب البیوع' باب مایجری فیه الربا)

امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک میں سب سے زیادہ وسعت اور آسانی پائی جاتی ہے یعنی سونا چاندی یا کرنسی کے علاوہ ان اشیاء کو حدیث میں ذکر کردہ چار اشیاء پر قیاس کرنا چاہیے جو کسی جگہ انسانی غذا کا بنیادی حصہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عرب میں بہت سی اشیاء موجود تھیں جن کا لین دین ناپ اور تول کے ذریعے سے ہوتا تھا آپ نے صرف ان چار اشیاء کا نام لیا ہے جو اس معاشرے کی بنیادی غذا تھیں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی اور چیز کو ان چار چیزوں کے ساتھ شامل نہیں فرمایا۔

⇦ ② حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے انواع مختلف ہونے کی تفصیل بیان فرمادی ہے' چاندی کے بدلے سونا' جو کے بدلے گندم وغیرہ فروخت کی جائے تو کمی بیشی جائز ہے اُدھار جائز نہیں۔ ③ مُدْی (میم پر پیش اور دال ساکن ہے) علاقہ شام اور مصر میں مروج غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے جس میں ۲۲،۵ صاع آتے ہیں۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ تُبَاعُ بِالدَّرَاهِمِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳- تلوار کے دستے کی چاندی کو چاندی کے روپوں سے بیچنا

٣٣٥١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ قَالُوا: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا ابنُ المُبَارَكِ عن سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ قالَ: حَدَّثني خَالِدُ بنُ أَبي عِمْرَانَ عن حَنَشٍ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ - قال أَبُو بَكْرٍ وَابنُ مَنِيعٍ: فِيهَا خَرَزٌ مُعَلَّقَةٌ بِذَهَبٍ - ابْتَاعَهَا رَجُلٌ بِتِسْعَةِ دَنَانِيرَ أَوْ بِسَبْعَةِ دَنَانِيرَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ:

۳۳۵۱- حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے سال نبی ﷺ کے پاس ایک ہار لایا گیا جس میں سونا اور نگینے تھے۔ ابوبکر اور ابن منیع نے کہا: سونے سے لٹکے ہوئے نگینے تھے' تو ایک آدمی نے اسے نو یا سات دینار میں خرید لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں (یہ خرید وفروخت درست نہیں) حتی کہ تو ان نگینوں اور سونے کو جدا جدا کر لے۔'' اس آدمی نے کہا: میں نے صرف قیمتی پتھر لینے چاہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک تو ان کو جدا جدا نہ کر لے۔'' چنانچہ اس نے اسے واپس کر دیا حتی کہ انہیں جدا جدا کیا گیا۔ ابن

٣٣٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز وذهب، ح: ١٥٩١ عن محمد بن العلاء أبي كريب به.

«لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ»، فقالَ: إِنَّمَا أَرَدْتُ الْحِجَارَةَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَتَّى تُمَيِّزَ بَيْنَهُمَا»، قال: فَرَدَّهُ حَتَّى مَيَّزَ بَيْنَهُمَا.
وَقالَ ابنُ عِيسَى: أَرَدْتُ التِّجَارَةَ.

عیسیٰ کے لفظ تھے: [اَرَدْتُّ التِّجَارَةَ] ''میں نے تجارت کا ارادہ کیا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ فِي كِتَابِهِ: الْحِجَارَةُ [فَغَيَّرَهُ فَقَالَ: التِّجَارَةَ].

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ان کی اصل کتاب میں لفظ [حِجَارَہ] ہی تھا مگر اسے [تِجَارَۃ] سے بدل دیا۔

٣٣٥٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن أَبي شُجَاعٍ سَعِيدِ بنِ يَزِيدَ، عن خَالِدِ بنِ أَبي عِمْرَانَ، عن حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قال: اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينارًا، فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنِ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ».

٣٣٥٢- حضرت فضالہ بن عبید ؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن میں نے بارہ دینار میں ایک ہار خریدا' اس میں سونا اور نگینے تھے۔ پس میں نے انہیں جدا جدا کیا تو مجھے اس میں بارہ دینار سے زیادہ کا سونا ملا' میں نے نبی ﷺ کو یہ بتایا تو آپ نے فرمایا: ''جدا کیے بغیر نہ بیچا جائے۔''

٣٣٥٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ أَبي جَعْفَرٍ، عن الْجُلَاحِ أَبي كَثِيرٍ قالَ: حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ قالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ نُبَايِعُ الْيَهُودَ الْوَقِيَّةَ مِنَ الذَّهَبِ بِالدِّينَارِ، قالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ: بِالدِّينَارَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ».

٣٣٥٣- حضرت فضالہ بن عبید ؓ نے بیان کیا کہ خیبر والے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور یہودیوں سے ایک اوقیہ سونا (مساوی چالیس درہم) ایک دینار میں خریدتے تھے۔ قتیبہ کے علاوہ دوسروں نے کہا: دو یا تین دینار میں خریدتے تھے' پھر دوسرے راوی حدیث کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے کو سونے سے مت بیچو سوائے اس کے کہ وزن برابر برابر ہو۔''

٣٣٥٢- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٩١/ ٩٠ عن قتيبة به، وانظر الحديث السابق.
٣٣٥٣- تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٩١/ ٩١ عن قتيبة به، انظر، ح: ٣٣٥١.

فائدہ: سونے کا تبادلہ سونے کے ساتھ یا چاندی کا چاندی کے ساتھ ہو تو وزن برابر برابر اور معاملہ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔ سونا کسی دوسری چیز کے ساتھ خلط ہونے کی صورت میں علیحدہ کر لیا جائے۔ مخلوط اشیاء میں سونے یا چاندی کے صحیح وزن کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ان کو الگ الگ نہ کر لیا جائے۔ پھر سونے یا چاندی کے ساتھ لگی ہوئی ہر چیز کی الگ قیمت بھی متعین ہو جائے گی اور سود کا امکان بھی نہ رہے گا۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي اقْتِضَاءِ الذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- چاندی کے بدلے سونا لینا

٣٣٥٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، المَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنْتُ أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ، وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، آخُذُ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، وَأُعْطِي هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ، آخُذُ هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ وأُعْطِي هٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ».

۳۳۵۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بقیع میں اونٹ بیچا کرتا تھا' تو ایسے ہوتا کہ دیناروں میں سودا کرتا اور درہم وصول کرتا یا درہموں میں سودا کرتا اور دینار وصول کرتا' انہیں ایک دوسرے کے بدلے میں لے لیا کرتا یا دے دیا کرتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے گھر میں تھے' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ذرا ٹھہریے مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے' میں بقیع میں اونٹ بیچتا ہوں تو دیناروں سے سودا کر کے درہم وصول کر لیتا ہوں یا درہموں سے سودا کر کے دینار لے لیتا ہوں۔ انہیں ایک دوسرے کے بدلے لیتا بھی ہوں اور دیتا بھی ہوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں اگر تم اسی دن کے نرخ سے لو اور تمہارے جدا ہونے پر تم میں کوئی چیز باقی نہ ہو۔'' (حساب اس وقت بالکل بے باق ہو جائے۔)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ مختلف کرنسیوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے لیکن لازم ہے کہ بازار میں جاری

٣٣٥٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الصرف، ح:١٢٤٢، والنسائي، ح:٤٥٨٦ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه ابن ماجه، ح:٢٢٦٢، وصححه ابن حبان، ح:١١٢٨، وابن الجارود، ح:٦٥٥، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٤، ووافقه الذهبي، ورواه شعبة عن سماك به.

اس روز کے نرخ سے ہو اور لین دین نقد ہو ادھار نہ ہو۔

٣٣٥٥- حَدَّثَنا حُسَيْنُ بْنُ الأَسْوَدِ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عن سِمَاكٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، لَمْ يَذْكُرْ: «بِسِعْرِ يَوْمِهَا».

٣٣٥٥- جناب سماک نے اپنی سند سے اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پہلا سیاق زیادہ کامل ہے اور اس میں ''اس دن کے نرخ'' کا ذکر نہیں ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً (التحفة ١٥)

باب:١٥-جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

٣٣٥٦- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً.

٣٣٥٦- حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچا جائے۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٦)

باب:١٦-جانور ادھار بیچنے کا جواز

٣٣٥٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عنْ يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مُسْلِمِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبي سُفْيَانَ، عنْ عَمْرِو بنِ حَرِيشٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُجَهِّزَ جَيْشًا

٣٣٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لشکر کی تیاری کریں مگر اونٹ ختم ہو گئے' تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ صدقہ کی اونٹیاں آنے تک ادھار لے لیں۔ چنانچہ وہ صدقہ کے آنے تک دو دو اونٹوں کے بدلے ایک ایک اونٹ حاصل کر لیا کرتے تھے۔

٣٣٥٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٣٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئةً، ح: ١٢٣٧ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٤٦٢٤، وابن ماجه، ح: ٢٢٧٠، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١١، ورواه شعبة عن قتادة به. وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١١٣ وغيره.

٣٣٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧١ من حديث عمرو بن حريش، والدارقطني: ٣/ ٧٠ من حديث أبي داود به، وللحديث شواهد.

فَنَفِدَتِ الإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ فِي قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَكَانَ يَأْخُذُ الْبَعِيرَ بِالْبَعِيرَيْنِ إِلٰى إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

فوائد ومسائل: ① ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار ہو تو جائز ہے جیسے کہ اس حدیث میں ہے مگر دونوں طرف سے ادھار بالکل ناجائز ہے۔ ② سابقہ باب کی حدیث سے بھی جانوروں کی جانوروں سے بیع میں کمی بیشی اور ایک طرف کے اُدھار کا جواز واضح ہوتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ان لوگوں کے خلاف حجت ہیں جو ناپ تول کی طرح گننے کی اشیاء کو بھی ربا تعداد کو بھی ربا الفضل کی علت میں شامل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے [دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ يا دِينَارًا بِدِينَارَيْنِ] فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ درہم ودینار کا انحصار وزن پر تھا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي ذٰلِكَ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ (التحفة ١٧)

باب:١٧-ایک جانور کو دو جانوروں کے بدلے نقد بیچنا

٣٣٥٨- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ.

٣٣٥٨-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دو غلاموں کے بدلے ایک غلام خرید فرمایا۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک غلام اور حیوان کی حیثیت یکساں ہے اسی لیے انہوں نے جانوروں کو بھی غلام ہی پر قیاس کر کے اس بات کا اثبات کیا ہے کہ جانوروں کے مبادلہ میں کمی بیشی جائز ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي التَّمْرِ بِالتَّمْرِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-کھجور کے تازہ پھل کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا

٣٣٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ زَيْدًا أَبَا

٣٣٥٩-جناب زید ابوعیاش نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ سفید گندم کو سُلت (جَو کی

٣٣٥٨- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه، متفاضلاً، ح: ١٦٠٢ عن قتيبة به.

٣٣٥٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي: البيوع، باب ماجاء في النهي، عن المحاقلة والمزابنة، ح: ١٢٢٥، والنسائي، ح: ٤٥٤٩، وابن ماجه، ح: ٢٢٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٦٢٤، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٥٧، والحاكم: ٢/ ٣٨، ٣٩، ووافقه الذهبي.

عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ: الْبَيْضَاءُ قَالَ: فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟» قَالُوا: نَعَمْ فَنَهَاهُ رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ.

ایک قسم) کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ حضرت سعد ؓ نے پوچھا: ان میں سے افضل کونسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ سفید گندم۔ تو انہوں نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ سے پوچھا گیا کہ خشک کھجور کو تازہ کھجور کے بدلے بیچنا کیسا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بھلا تازہ کھجور خشک ہونے پر کم ہو جاتی ہے؟'' صحابہ نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو اسماعیل بن امیہ نے مالک کی مانند روایت کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے قبل باب کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نسخوں میں ''باب فی التمر بالتمر (کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا) ہے۔ تاہم اس بات میں بھی ''التمر'' سے مراد کھجور ہی کا پھل ہے۔ اس لیے اختلاف نسخ کے باوجود بات ایک ہی رہتی ہے۔

٣٣٦٠- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله أَنَّ أَبَا عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيئَةً.

٣٣٦٠- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تازہ کھجور کو خشک کھجور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ مَوْلًى لِبَنِي مَخْزُومٍ، عَن سَعْدٍ عَن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عمران بن ابو انس نے بنو مخزوم کے ایک مولیٰ کے واسطے سے حضرت سعد ؓ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا ہے۔

٣٣٦٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٩٤ من حديث أبي داود به * حديث عمران بن أبي أنس رواه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ٦.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے تمر (خشک کھجور) کو تمر کے بدلے بیچنے کی اجازت دی مگر برابر برابر اور نقد ہو۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ تازہ کھجور (رطب) کے بدلے خشک کھجور (تمر) کی بیع کی جاسکتی ہے تو آپ نے یہ بات سمجھا کر کہ خشک ہونے کے بعد کھجور کے وزن اور مقدار میں کمی ہو جاتی ہے' اس بیع سے مکمل طور پر منع فرما دیا۔ اس حدیث کی رو سے تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور کی بیع برابر برابر اور نقد ہو تب بھی جائز نہ ہوگی۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي الْمُزَابَنَةِ** (التحفة ١٩)

باب......بیع مزابنہ ممنوع ہے

٣٣٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَعَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا، وَعَنْ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا.

۳۳۶۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے درخت پر لگے کھجور کے پھل کو (خشک) کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے جبکہ خشک کی مقدار معلوم ہو۔ اور اسی طرح انگوروں کو کشمش کے بدلے بیچنا جبکہ کشمش کی مقدار معلوم ہو' اور کھیتی کی بیع خشک گندم کے بدلے جبکہ اس کی مقدار معلوم ہو۔ (ممنوع ہے۔)

فوائد ومسائل: ① درخت یا بیل پر لگے تازہ پھل کو جس کی مقدار متعین نہیں ہوسکتی اسی نوع کے خشک پھل سے بیچنا کہ خشک کی مقدار معلوم و معین ہو یا گندم وغیرہ کے کھیت کو خشک گندم کے عوض بیچنا [مزابنہ] کہلاتا ہے۔ ② ایک جنس کا باہمی تبادلہ کرتے ہوئے تازہ اور خشک یا عمدہ اور روی کا فرق نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں کا نقد اور برابر برابر تبادلہ کیا جائے یا پھر علیحدہ علیحدہ نقدی کے عوض بیچا جائے۔ البتہ ''عرایا'' جائز ہے۔ جیسے کہ ذکر آرہا ہے۔ ③ اس میں ایک پہلو قدر کے غیر معلوم ہونے کا بھی ہے۔ کیونکہ درخت پر لگی کھجور کا حتمی وزن یا کیل ممکن نہیں۔ ④ تازہ کھجور خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے اور اس کی خشک کھجور کے عوض بیع کی ممانعت صراحت کے ساتھ آچکی ہے۔

(المعجم ١٩) - **بَابٌ: فِي بَيْعِ الْعَرَايَا** (التحفة ٢٠)

باب: ۱۹- بیع عرایا جائز ہے

٣٣٦٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۳۳۶۲- جناب خارجہ بن زید بن ثابت ؒ اپنے

٣٣٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٦/ ١٨٢، ورواه البخاري، ح: ٢١٧١، ٢٢٠٥ من حديث نافع به.

٣٣٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الكرم بالزبيب، ح: ٤٥٤١ من حديث عبدالله ابن وهب به، ورواه البخاري، ح: ٢١٧٣، ومسلم، ح: ١٥٣٩/ ٦١ من حديث زيد بن ثابت به.

حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، أخبرني خَارِجَةُ بنُ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ عن أبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ.

والد (زید بن ثابت ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عرایا کی رخصت عنایت فرمائی' یعنی انسان خشک کھجور کا تازہ سے تبادلہ کرلے۔

٣٣٦٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ عنْ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيرِ بن يَسَارٍ، عن سَهْلِ بنِ أبِي حَثْمَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا.

۳۳۶۳- حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تازہ کھجور کی خشک کھجور کے ساتھ بیع سے منع فرمایا ہے۔ لیکن عرایا کی رخصت دی ہے کہ انسان تازہ کھجور کا اندازہ کرکے (خشک کے بدلے خرید لے) تاکہ وہ لوگ تازہ کھجور کھاسکیں۔

فائدہ: عرایا عریہ کی جمع ہے' اس کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ عاریتاً کسی کو کھجور کے ایک یا دو درخت دے دینا۔ یہ حسن سلوک کا عمل ہے۔ جب اپنے باغ کے درختوں میں سے کوئی درخت عاریتاً ہمسائیوں یا دوسرے مستحقین کو دیا جائے تو ان کا بار بار آنا جانا شاق گزر سکتا ہے۔ اپنے ہی دیے ہوئے درختوں کے تازہ پھل کا خشک کھجور سے تبادلہ رسول اللہ ﷺ نے جائز قرار دیا تاکہ حسن سلوک کا عمل بار بار آنے جانے کی زحمت کے سبب منقطع نہ ہو جائے۔ غیر متعین مقدار کے تازہ پھل کی خشک پھل سے بیع کو ممنوع قرار دیا گیا تو عرایا کے مستحسن اقدام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ عرایا میں تازہ کھجور کا خشک کھجور سے تبادلہ کوئی تجارتی عمل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس اجازت کو پانچ وسق کی مقدار تک محدود فرما دیا ہے۔ (صحیح البخاری' باب بیع الثمر علی رؤوس النخل بالذھب او الفضة' حدیث: ۲۱۹۰)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي مِقْدَارِ الْعَرِيَّةِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۰- بیع عرایا میں مقدار کا بیان

٣٣٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

٣٣٦٣- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب أو الفضة، ح: ٢١٩١، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤٠ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٣٦٤- تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ٢٣٨٢، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر إلا في العرايا، ح: ١٥٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٢٠.

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ مَوْلَى ابنِ أَبي أَحْمَدَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ لَنَا الْقَعْنَبِيُّ فِيمَا قَرَأَ عَلَى مَالِكٍ عن أَبِي سُفْيَانَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَاسْمُهُ قُزْمَانُ مَوْلَى ابنِ أَبِي أَحْمَدَ - عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ بنُ الْحُصَيْنِ.

۳۳۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق کی اجازت دی ہے۔ یہ شک داود بن حصین کو ہوا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ جَابِرٍ إِلَى أَرْبَعَةِ أَوْسُقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چار وسق تک کا بیان آیا ہے۔

فائدہ: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ڈھائی کلو کا' اس حساب سے ایک وسق کا وزن تقریباً ۱۵۰ کلو اور پانچ وسق کا وزن تقریباً ۷۵۰ کلو' تقریباً ۱۹ من ہوا اس دور میں ۵ وسق ایک اونٹ کا بوجھ سمجھا جاتا تھا۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي تَفْسِيرِ الْعَرَايَا (التحفة ٢٢)

باب:۲۱- ''عرایا'' سے کیا مراد ہے؟

٣٣٦٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن عَبْدِرَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ الأَنْصارِيِّ أَنَّهُ قالَ: الْعَرِيَّةُ: الرَّجُلُ يُعْرِي الرَّجُلَ النَّخْلَةَ أَوِ الرَّجُلُ يَسْتَثْنِي مِنْ مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالاثْنَتَيْنِ يَأْكُلُهَا فَيَبِيعُهَا بِتَمْرٍ.

۳۳۶۵- جناب عبدربہ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ ''عرایا'' یہ ہے کہ انسان کسی کو کھجور کا کوئی درخت دے دے یا باغ فروخت کرے تو اس میں سے ایک دو درخت مستثنیٰ کر لے تاکہ تازہ پھل کھا سکے لیکن پھر اسے خشک کھجور کے بدلے بیچ دے۔

٣٣٦٦- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن

۳۳۶۶- ابن اسحاق نے بیان کیا کہ ''عرایا'' یہ ہے

٣٣٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

٣٣٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

عَبْدَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ قالَ: الْعَرَايَا أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ النَّخَلَاتِ فَيَشُقُّ عَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ عَلَيْهَا فَيَبِيعُهَا بِمِثْلِ خَرْصِهَا.

کہ کوئی شخص کسی کو کھجوروں کے درخت ہبہ کرے، مگر بعد ازاں ان لوگوں کا آنا جانا اسے شاق گزرے تو ان کے پھل کا اندازہ کر کے خشک کھجور کے بدلے خرید لے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا (التحفة ٢٣)

باب:٢٢-پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا

٣٣٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَن بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

٣٣٦٧-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فروخت کرنے والے اور خریدنے والے دونوں کو منع کیا ہے۔

٣٣٦٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ وعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

٣٣٦٨-حضرت ابن عمر ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کھجوروں کو زرد یا سرخ ہونے سے پہلے فروخت کر دیا جائے، یا غلے کو جبکہ وہ بالیوں میں ہو حتی کہ سفید ہو جائیں اور آفت زدگی سے محفوظ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ایسے معاملے سے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا ہے۔

٣٣٦٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن يَزِيدَ بنِ خُمَيْرٍ، عن مَوْلًى لِقُرَيْشٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ:

٣٣٦٩-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ غنیمتوں کو تقسیم سے پہلے ہی فروخت کر دیا جائے یا کھجوروں کو فروخت کیا جائے حتی کہ تمام عوارض

٣٣٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح: ٢١٩٤، ومسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع، ح: ١٥٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦١٨.

٣٣٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها ... الخ، ح: ١٥٣٥ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٣٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٧ من حديث شعبة به * مولى لقريش مجهول، قاله المنذري.

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَنَائِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وَعَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى تُحْرَزَ مِنْ كُلِّ عَارِضٍ وَأَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ بِغَيْرِ حِزَامٍ.

سے محفوظ ہو جائیں اور اس سے بھی منع کیا ہے کہ انسان کمر بند (پٹی) کے بغیر نماز پڑھے۔

فائدہ: کمر بند باندھنے کی تلقین اس لیے ہے کہ وہ لوگ شلوار بہت کم استعمال کرتے تھے اور چادر کو اگر اچھی طرح لپیٹا نہ گیا ہو تو اندیشہ رہتا ہے کہ انسان کہیں عریاں نہ ہو جائے۔ یہ خدشہ ہی نماز سے توجہ ہٹانے کے لیے کافی ہے۔

۳۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن سَلِيمِ بنِ حَيَّانَ قال: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُبَاعَ التَّمْرَةُ حَتَّى تُشْقِحَ، قِيلَ: وَمَا تُشْقِحُ؟ قال: «تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا».

۳۳۷۰- جناب سعید بن میناء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو "مشقح" تک پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ان کے "مشقح" ہونے سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب کھجور سرخ یا زرد ہو جائے اور کھانے کے قابل ہو جائے۔

۳۳۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعِنَبِ حَتَّى يَسْوَدَّ، وَعَنْ بَيْعِ الْحَبِّ حَتَّى يَشْتَدَّ.

۳۳۷۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انگوروں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ سیاہ ہو جائیں اور کھیتی کو بیچنے سے روکا ہے حتی کہ دانے سخت ہو جائیں۔

۳۳۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ:

۳۳۷۲- یونس کہتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالزناد

۳۳۷۰_ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها، ح:٢١٩٦ من حديث يحيى القطان، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة ... الخ، ح:١٥٣٦/ ٨٤ بعد، ح:١٥٤٣ من حديث سليم بن حيان به.

۳۳۷۱_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها، ح:١٢٢٨ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح:٢٢١٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٩، ووافقه الذهبي * حميد الطويل مدلس وعنعن.

۳۳۷۲_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٤ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري، ح:٢١٩٣، وانظر، ح:٣٣٦٢.

حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَني يُونُسُ قالَ: سَأَلْتُ أَبَا الزِّنَادِ عنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَمَا ذُكِرَ في ذٰلِكَ، فَقَالَ: كَانَ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عن سَهْلِ بنِ أَبي حَثْمَةَ عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: كَانَ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُها فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيهِمْ قالَ الْمُبْتَاعُ: قَدْ أَصَابَ الثَّمَرَ الدُّمَانُ وَأَصَابَهُ قُشَامٌ وَأَصَابَهُ مُرَاضٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّونَ بِهَا، فَلَمَّا كَثُرَتْ خُصُومَتُهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قالَ رَسُولُ الله ﷺ كَالْمَشْوَرَةِ يُشِيرُ بِهَا: «فَإِمَّا لَا، فَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَةَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ» لِكَثْرَةِ خُصُومَتِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ.

سے پوچھا کہ پھلوں کو ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا کیسا ہے اور اس بارے میں کیا آیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جناب عروہ بن زبیر بواسطہ سہل بن ابی حثمہ٬ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کرتے تھے کہ لوگ پھلوں کو ان کی صلاحیت نمایاں ہونے سے پہلے فروخت کر دیا کرتے تھے۔ پھر جب لوگوں کے پکے پھل چننے کا وقت آتا اور ان کے تقاضا کرنے والے آتے تو خریدار کہتے کہ پھل کو سڑاو٬ جھڑاو اور آفت لگ گئی ہے اور اس طرح وہ سودے میں حیل و حجت کرتے٬ جب ان لوگوں کے مقدمات نبی ﷺ کے پاس بہت زیادہ آنے لگے تو نبی ﷺ نے انہیں بطور مشورہ فرمایا: ''اگر تم ان تنازعات سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے پھل ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے بیچا ہی نہ کرو۔''

فائدہ: ابتدا میں یہ ممانعت بطور مشورہ تھی جس طرح اس سے پہلے والی روایات کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر بعد میں اسے حکماً نافذ کر دیا گیا ہے۔

٣٣٧٣- حَدَّثَنا ابنُ إسْمَاعِيلَ الطَّالْقَانِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَلَا يُبَاعُ إِلَّا بِالدَّنَانِيرِ أَوْ بالدَّرَاهِمِ إِلَّا الْعَرَايَا.

٣٣٧٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے پھل کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے درہم و دینار (نقد قیمت) ہی سے فروخت کیا جائے۔ الا یہ کہ عرایا کی صورت ہو۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: في بَيْعِ السِّنِينِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٣-کئی سالوں کے لیے پھل بیچ دینا

٣٣٧٣ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل، ح: ٢٣٨١، ومسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة . . . الخ، ح: ١٥٣٦/ ٨١ بعد، ح: ١٥٤٣ من حديث سفيان به.

٣٣٧٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بنُ مَعِينٍ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن سُلَيْمَانَ بنِ عَتِيقٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ السِّنِينَ وَوَضَعَ الْجَوَائِحَ.

۳۳۷۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے متعدد سالوں کے لیے درختوں کے پھل بیچ دینے سے منع فرمایا ہے اور آفات سے نقصان کی تلافی کرائی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَصِحَّ عن النَّبِيِّ ﷺ في الثُّلُثِ شَيْءٌ وَهُوَ رَأْيُ أَهْلِ المَدِينَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں نبی ﷺ سے تہائی تک تلافی کے بارے میں کوئی روایت درست نہیں' یہ اہل مدینہ کی رائے ہے۔

٣٣٧٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن أبي الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بنِ مِينَاءَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ المُعَاوَمَةِ، وَقالَ أَحَدُهُمَا: بَيْعِ السِّنِينَ.

۳۳۷۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ''بیع مُعاوَمہ (سالہا سال کے لیے بیع) سے منع فرمایا ہے جبکہ (ابوالزبیر اور سعید بن میناء میں سے کسی) ایک نے ''بیع السنین'' کا لفظ بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی باغ یا مخصوص درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے پیشگی فروخت کرنا منع ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ ان پر پھل آئے گا بھی یا نہیں' کم آئے گا یا زیادہ۔ لیکن بیع سلم (یا سلف) مختلف بیع ہے۔ اس میں خریدار بائع کو پیشگی رقم ادا کر دیتا ہے کہ موسم آنے پر فلاں پھل یا فلاں جنس اس معیار کی اتنی مقدار میں مہیا کرنا ہوگی تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ یہ کسی خاص کھیت یا خاص درخت یا باغ کی پیداوار کا سودا نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص معیار کی جنس یا پھل کا سودا ہوتا ہے جو کہیں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ② اس وقت جو سودے ہو چکے تھے اور آفات کی وجہ سے پیداوار میں نقصان ہوا تھا ان کی تلافی کرائی گئی اور آئندہ کے لیے پھل وغیرہ قابل استعمال ہونے کے بعد بیع کرنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْغَرَرِ (التحفة ٢٥)

باب: ۲۴- دھوکے والی بیع ناجائز ہے

٣٣٧٦- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا

۳۳۷۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٣٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤/ ١٧ بعد، ح: ١٥٥٥ من حديث سفيان به مختصرًا، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٩.

٣٣٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤ من حديث أبي الزبير به.

٣٣٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع الحصاة وبيع الذي فيه غرر، ح: ١٥١٣ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن عُبَيْدِالله بْنِ أَبِي زِيادٍ، عن أَبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عن بَيْعِ الْغَرَرِ. زَادَ عُثْمَانُ: وَالْحَصَاةِ.

نبی ﷺ نے دھوکے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔ عثمان نے مزید کہا: بیع الحصاة سے بھی (منع فرمایا۔)

فائدہ: [بيع الحصاة] ''کنکری پھینک کر بیع کرنا'' یعنی خریدار یا فروخت کرنے والا کہے کہ جب میں یہ کنکری پھینک دوں گا تو بیع پختہ ہو جائے گی۔ یا جس چیز پر بھی کنکری پڑی وہ دے دوں گا یا لے لوں گا' خرید وفروخت کا یہ انداز ممنوع ہے۔ آج کل بھی ایسا جوا رائج ہے کہ آپ کا نشانہ جس چیز پر لگ جائے گا اتنی قیمت میں وہ آپ کی ہوگی۔

٣٣٧٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَهٰذَا لَفْظُهُ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ، أَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَة، وَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عنْ فَرْجِهِ أَوْ لَيْسَ عَلى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

٣٣٧٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو طرح کی خرید وفروخت اور دو طرح سے کپڑا اوڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ خرید وفروخت میں ملامسہ اور منابذہ اور کپڑا اوڑھنے میں ایک اشتمال الصماء ہے اور دوسرا یہ کہ انسان اپنے اوپر کپڑا اس طرح سے لپیٹ کر بیٹھے کہ شرمگاہ کو ننگا رکھے یا اس پر کچھ نہ ہو۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے۔)

٣٣٧٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ، زَادَ: فَاشْتِمَالُ

٣٣٧٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی اور مزید کہا: اشتمال الصماء یہ ہے کہ انسان ایک کپڑے میں اس طرح سے لپٹ جائے کہ کپڑے کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈال لے اور اپنی دائیں جانب کو کھلا رکھے۔ اور بیع

٣٣٧٧۔ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب الجلوس كيف ما تيسر، ح: ٦٢٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، ورواه مسلم، ح: ١٥١٢ من حديث أبي سعيد الخدري به.

٣٣٧٨۔ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٢ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٤٩٨٧، واختصره البخاري، ح: ٢١٤٧ من حديث معمر به.

الصَّمَّاءِ: أَنْ يَشْتَمِلَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، يَضَعُ طَرَفَيِ الثَّوْبِ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ وَيُبْرِزُ شِقَّهُ الأَيْمَنَ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَقُولَ: إِذَا نَبَذْتُ إِلَيْكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَالْمُلَامَسَةُ: أَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهِ وَلَا يَنْشُرُهُ وَلَا يُقَلِّبُهُ، فَإِذَا مَسَّهُ وَجَبَ الْبَيْعُ.

منابذہ یہ ہے کہ یوں کہے: جب میں تیری طرف یہ کپڑا پھینک دوں تو بیع لازم ہوگئی۔ اور بیع ملامسہ یہ ہے کہ چیز کو صرف اپنا ہاتھ لگا دے' اسے کھول کر یا الٹ پلٹ کر نہ دیکھ سکے اور جب اسے ہاتھ لگا دیا تو بیع لازم ہوگئی۔

توضیح: ① [اشتمال الصماء] کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک ایک ہی کپڑے میں لپٹ جائے اور کوئی ہاتھ پاؤں اس سے باہر نہ ہو۔ اس میں کسی بھی جلدی میں نقصان ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے گر جائے اور سنبھل نہ سکے یا کسی کیڑے مکوڑے وغیرہ سے اپنا دفاع نہ کر سکے وغیرہ۔ ② بیع منابذہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جانبین اپنی اپنی چیز ایک دوسرے کی طرف پھینک کر تبادلہ کر لیں اور انہیں دیکھنے بھالنے اور سوچنے کا حق نہ ہو۔ ③ بیع ملامسہ میں ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ چیز کو محض ہاتھ لگانے ہی پر بیع کو پختہ سمجھ لیا جائے یا اندھیرے میں سودا ہوا اور چھونے سے بیع لازم ہو جائے اور انسان چیز کو دیکھ بھال نہ سکے۔ الغرض اسلام نے ان امور سے منع فرمایا ہے جن میں دھوکا اور فریب کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔

٣٣٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَن ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا.

٣٣٧٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آگے سفیان اور عبدالرزاق کی احادیث (٣٣٧٧، ٣٣٧٨) کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٣٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَن مَالِكٍ، عَن نَافِعٍ، عَن عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ.

٣٣٨٠- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے بچے کے بچے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

٣٣٧٩- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب اشتمال الصماء، ح: ٥٨٢٠، ومسلم، البيوع، باب إبطال بيع الملامسة والمنابذة، ح: ١٥١٢ من حديث يونس بن يزيد به.

٣٣٨٠- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الغرر وحبل الحبلة، ح: ٢١٤٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٥٣، ٦٥٤، ورواه مسلم، ح: ١٥١٤ من حديث نافع به.

توضیح: [حبل الحبلہ] ''حاملہ کا حمل'' اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی سودا کیا جاتا تو اس کی ادائیگی کے لیے ایک مجہول لمبی مدت مقرر کی جاتی کہ جب یہ اونٹنی مادہ بچہ جنے گی پھر وہ بڑی ہو کر حاملہ ہو گی تو اس وقت ادائیگی ہو گی۔ ایک مفہوم یہ بھی آتا ہے کہ میں تجھ سے اس حاملہ اونٹنی کے بچے کے بچے کی بیع کرتا ہوں۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ اس میں دھوکا ہے۔ نہ معلوم یہ بچہ جنے گی یا نہیں اور پھر پیدا ہونے والا نر ہو گا یا مادہ اور نہ معلوم وہ کب حاملہ ہو۔ اس حدیث میں اس جاہلی رواج کی بھی تردید اور ممانعت ہے جو ہمارے پنجاب اور سندھ کے بعض خاندانوں میں مروج ہے کہ یہ لوگ رشتے ناتے میں وٹہ سٹہ کرتے ہوئے جب مقابلے میں لڑکی موجود نہ ہو تو شرط کر لیتے ہیں کہ اس جوڑے سے آیندہ ہونے والی لڑکی ہمیں دینا ہو گی۔ اسے وہ لوگ ''پیٹ دینے'' یا ''تِھینْدا سَاك'' (آیندہ پیدا ہونے والا رشتہ دینا) سے تعبیر کرتے ہیں۔

٣٣٨١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا يَحْيَى عن عُبَيْدِالله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ: أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ بَطْنَهَا ثُمَّ تَحْمِلُ الَّتِي نُتِجَتْ.

٣٣٨١- جناب نافع نے بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا حبل الحبلہ یہ ہے کہ یہ اونٹنی بچہ جنے گی پھر جب وہ پیدا ہونے والی اونٹنی حاملہ ہو گی (تو اُس وقت ادائیگی ہو گی۔)

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُضْطَرِّ (التحفة ٢٦)

باب:٢٥-مجبور ہو کر بیع کرنا

٣٣٨٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنَا صَالِحُ بنُ عَامِرٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ، قال: حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ قال: خَطَبَنَا عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ، أَوْ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ ابنُ عِيسَى: هَكَذَا حدثنا هُشَيْمٌ قال: سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوضٌ يَعَضُّ الْمُوسِرُ

٣٣٨٢- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگوں پر ایسا وقت آئے گا جو کاٹ کھانے والا ہو گا' صاحب وسعت (صاحب مال) اپنے مال کو اپنے دانتوں سے پکڑے ہو گا (کہ صدقہ کرے گا نہ قرضہ دے گا بلکہ بخیل بنا رہے گا) حالانکہ اسے اس بات کا حکم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''آپس میں احسان کرنے کو مت بھولو۔'' اور مجبور لوگ (مجبوری کی وجہ سے) بیع

٣٣٨١ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح:٣٨٤٣، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح:١٥١٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد:٢/ ١٥.

٣٣٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:١/ ١١٦ عن هشيم به، والحديث ضعفه البغوي في شرح السنة، ح:٢١٠٤ * شيخ من بني تميم مجهول.

عَلَى مَا فِي يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قالَ الله تَعَالَى: ﴿وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ﴾ [البقرة: ٢٣٧] وَيُبَايعُ الْمُضْطَرُّونَ، وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ.

کریں گے حالانکہ نبی ﷺ نے مجبوری کی بیع سے منع فرمایا ہے اور دھوکے کی بیع اور پھلوں کے تیار ہو جانے سے پہلے انہیں فروخت کر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مجبوری کی بیع دو طرح سے ہے۔ کوئی ظالم کسی کو جبر و اکراہ سے اپنی چیز فروخت کرنے پر مجبور کر دے تو یہ بیع فاسد ہے۔ انسان مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کے لیے مجبوراً اپنی لازمی ضرورت کی چیزیں اونے پونے داموں فروخت کرنے لگے۔ یہ بیع ہو تو جاتی ہے مگر یہ بات آداب اسلامی کے خلاف ہے کہ اونے پونے ایسی چیزیں خریدی جائیں۔ مقروض کو مہلت دی جانی چاہیے اور اس کے ساتھ حتی الامکان تعاون کیا جانا چاہیے۔ جیسے کہ سورۂ بقرہ آیت نمبر: ۲۳۷ میں آیا ہے۔ البتہ مقروض زائد از ضرورت چیزوں کو فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح حربی لوگوں کو بھی علی الاطلاق اپنی اشیا بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم اگر انہیں سزا دینا مقصود ہو تو سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انہیں اپنی چیزیں بیچ کر نکل جانے کا حکم دے دیا جائے جس طرح بنو نضیر کے معاملے میں کیا گیا تھا۔

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الشَّرِكَةِ (التحفة ٢٧)

باب:۲۶-شراکت کا بیان

٣٣٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الزِّبْرِقَانِ عن أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ قال: «إِنَّ الله تَعَالَى يَقُولُ: أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمْ».

۳۳۸۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ نے مرفوعاً بیان کیا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں دو شریکوں (ساجھے داروں) کا تیسرا ہوں جب تک ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی خیانت نہ کرے۔ جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔“

فائدہ: اس کے علاوہ دیگر روایات سے بھی شراکت داری اور اس میں امانت اور دیانت کی تاکید و اہمیت ثابت ہے۔ اور ”اللہ تعالیٰ کا درمیان سے نکل جانا“ بطور استعارہ کے ہے یعنی برکت اٹھ جاتی ہے اور رزین کی روایت کے مطابق ”شیطان ان کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔“ (عون المعبود)

٣٣٨٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٣٤، ح: ٢٩١٠ من حديث محمد بن سليمان المصيصي به، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٢، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الْمُضَارِبِ يُخَالِفُ** (التحفة ٢٨)

باب: ۲۷-وکیل (ایجنٹ) کا ایسا تصرف جو مالک نے نہ کہا ہو

٣٣٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن شَبِيبِ بنِ غَرْقَدَةَ قالَ: حَدَّثَنِي الْحَيُّ عن عُرْوَةَ يَعْني ابنَ الْجَعْدِ الْبَارِقِيَّ، قال: أَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ دِينَارًا يَشْتَرِي بِهِ أُضْحِيَّةً أَوْ شَاةً، فَاشْتَرَى شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ فَأَتَاهُ بِشَاةٍ وَدِينَارٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، فَكَانَ لَو اشْتَرَى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيهِ.

۳۳۸۴- حضرت عروہ بن الجعد البارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسے ایک دینار دیا کہ اس سے قربانی کا جانور یا بکری خرید لائے۔ اس نے دو بکریاں خرید لیں اور پھر ایک کو ایک دینار میں بیچ دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس ایک بکری بھی لے آیا اور ایک دینار بھی۔ تو آپ ﷺ نے اس کو تجارت میں برکت کی دعا دی۔ چنانچہ اس کا حال ایسا ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتا تو اسے اس میں نفع ہوتا۔

فائدہ: جب مؤکل نے اپنے وکیل کو کسی خاص طرح سے پابند نہ کیا ہو تو اس طرح کا مفید تصرف جائز ہے۔ اس حدیث میں عمل تجارت کی فضیلت کا بیان بھی ہے۔

٣٣٨٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا أَبُو الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ، هُوَ أَخُو حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ: أخبرنا الزُّبَيْرُ بنُ الْخِرِّيتِ عن أَبي لَبِيدٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ بِهَذَا الْخَبَرِ وَلَفْظُهُ مُخْتَلِفٌ.

۳۳۸۵- ابولبید کہتے ہیں کہ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی اور اس کے لفظ مختلف ہیں۔

٣٣٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ عن شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، عن حَكِيمِ بنِ

۳۳۸۶- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک دینار دے کر بھیجا کہ ان کے لیے قربانی خرید لائے۔ چنانچہ اس نے ایک

٣٣٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب: ٢٨، ح: ٣٦٤٢ من حديث سفيان به.

٣٣٨٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب الشراء والبيع الموقوفين، ح: ١٢٥٨ من حديث سعيد بن زيد به تعليقًا، وانظر الحديث السابق.

٣٣٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١١٢، ١١٣ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة مجهول، ورواه الترمذي، ح: ١٢٥٧ بسند ضعيف عن أبي حصين عن حبيب بن أبي ثابت عن حكيم به.

جِزَام: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ مَعَهُ بِدِينَارٍ يَشْتَرِي لَهُ أُضْحِيَّةً فَاشْتَرَاهَا بِدِينَارٍ وَبَاعَهَا بِدِينَارَيْنِ، فَرَجَعَ فَاشْتَرَى لَهُ أُضْحِيَّةً بِدِينَارٍ وَجَاءَ بِدِينَارٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَصَدَّقَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَدَعَا لَهُ أَنْ يُبَارَكَ لَهُ فِي تِجَارَتِهِ.

دینار میں جانور خریدا اور پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا' اور پھر لوٹتے ہوئے ایک دینار میں دوسرا جانور خریدا۔ چنانچہ اس نے (جانور کے ساتھ) وہ دینار بھی نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو نبی ﷺ نے اسے صدقہ کر دیا اور اس کیلئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَّجِرُ فِي مَالِ الرَّجُلِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۸-جب کوئی شخص کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تجارت کرے

٣٣٨٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: أخبرنا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عن أبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ صَاحِبِ فَرَقِ الأَرُزِّ فَلْيَكُنْ مِثْلَهُ». قالُوا: وَمَنْ صَاحِبُ الأَرُزِّ يَارَسُولَ اللهِ! فَذَكَرَ حَدِيثَ الْغَارِ حِينَ سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْجَبَلُ، فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ: اذْكُرُوا أَحْسَنَ عَمَلِكُمْ قالَ: «وَقالَ الثَّالِثُ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهُ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُهُ لَهُ حَتَّى جَمَعْتُ لَهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا فَلَقِيَنِي فقالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا فَخُذْهَا، فَذَهَبَ فَاسْتَاقَهَا».

۳۳۸۷-جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم میں سے جو کوئی چاولوں کے ٹوپے والے کی مانند بن سکتا ہو تو بن جائے۔'' صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! یہ چاولوں کے ٹوپے والا کون ہے؟ تو آپ نے غار والوں کی حدیث بیان کی جب کہ ان پر ایک چٹان آ پڑی تھی۔ تو ان میں سے ہر ایک نے کہا تھا کہ اپنا بہترین عمل بیان کرو۔ چنانچہ تیسرے آدمی نے کہا: ''اے اللہ! تو بخوبی جانتا ہے کہ میں ایک مزدور لایا اور اس کے ساتھ چاولوں کا ایک ٹوپہ مزدوری طے کی۔ جب شام ہوئی تو میں نے اسے اس کا حق پیش کیا' مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ تو پھر میں نے انہیں کاشت کر دیا حتی کہ اس کے لیے گائیں اور چرواہے اکٹھے کر لیے۔ پھر وہ مجھے ملا اور کہنے لگا کہ میرا حق مجھے دے دو۔ تو میں

٣٣٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١١٦/٢ من حديث عمر بن حمزة به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وحديثه في صحيح مسلم، وحديث الغار متفق عليه، البخاري، ح: ٢٢٧٢، ومسلم، ح: ٢٧٤٣ من حديث سالم عن أبيه به.

نے کہا: جاؤ یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں ہانک لے گیا۔“

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ تفصیل سے صحیح بخاری میں وارد ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الحرث والمزارعة، حدیث: ٢٢٣٣) ② خیر خواہی کی نیت سے مسلمان بھائی کے مال کو تحفظ اور فائدہ پہنچانے کے لیے اس کے مال کی بلا اجازت تجارت جائز ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الشَّرِكَةِ عَلٰى غَيْرِ رَأْسِ مَالٍ (التحفة ٣٠)

باب:٢٩-مال لگائے بغیر شراکت کرنا

٣٣٨٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اشْتَرَكْتُ أَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ فِيمَا نُصِيبُ يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ: فَجَاءَ سَعْدٌ بِأَسِيرَيْنِ وَلَمْ أَجِيءْ أَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ.

٣٣٨٨-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی جنگ والے دن میں، حضرت عمار اور سعد رضی اللہ عنہما نے آپس میں طے کیا کہ جو بھی ہمیں ملے گا ہم تینوں اس میں شریک ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ تو دو قیدی لے آئے مگر میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کچھ نہ لا سکے۔

فائدہ: دو تین یا زیادہ محنت کش افراد آپس میں یہ معاہدہ کرلیں کہ ہم جو بھی کمائیں گے وہ ہم میں مشترک ہوگا۔ اسے ”شركة الأبدان“ کہتے ہیں۔ امام مالک، سفیان ثوری رحمہ اللہ اور احناف اس کے قائل ہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی ایک قول اس کے جواز کا ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي الْمُزَارَعَةِ (التحفة ٣١)

باب:٣٠-مزارعت یعنی بٹائی پر زمین دینا

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے وضاحت سے ذکر فرمایا ہے کہ مدینہ کے تمام مہاجر گھرانے تہائی یا چوتھائی پر اپنی زمین کاشت کرنے کے لیے دیتے تھے۔ حضرت علی، سعد بن مالک، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز، حضرت زبیر کے بیٹے قاسم اور عروہ، حضرت ابوبکر، عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے خاندان مزارعت پر زمین کاشت کراتے تھے۔ ائمہ میں سے حسن بصری، ابن سیرین، امام احمد، امام بخاری، امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ سبھی مزارعت کے جواز کے قائل ہیں، ان سب کی دلیل یہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے خود فتح خیبر کے بعد بیت المال کی

٣٣٨٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب شركة الأبدان، ح: ٣٩٦٩ من حديث يحيى القطان به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٨٨ * أبوعبيدة لم يدرك أباه كما تقدم، ح: ٩٩٥.

زمین؛ جو کہ کچھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اور کچھ فے کی صورت میں؛ خیبر کے یہودیوں کو مزارعت پر دی تھی۔ ان سے طے پایا تھا کہ وہ کاشت کریں گے اور پیداوار کا آدھا رسول اللہ ﷺ کو دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے لیے اسی آمدنی سے خرچہ مقرر کر رکھا تھا' ہر زوجہ محترمہ کو اَسّی وسق خشک کھجور اور بیس وسق جَو ملتے تھے۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک مزارعت پر عمل اسی طرح جاری رہا۔ (صحیح البخاری مع فتح الباری' کتاب الحرث والمزارعة' باب: المزارعة بالشطر ونحوه' وباب: المزارعة مع الیهود' و باب: إذا قال رب الأرض أقرك ما أقرك اللّٰه......)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ اور بعد ازاں تمام خلفائے راشدین کے عہد تک اپنی کھیتیاں مزارعت پر دیتے رہے۔ حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے کرائے پر کھیتیاں دینے سے منع فرمایا تھا' انہوں نے کہا کہ میرے علم کے مطابق تو یہی ہے کہ عہد رسالت میں اسی طریق پر عمل رہا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا ہو اور انہیں علم نہ ہوا ہو مزارعت کا طریق چھوڑ دیا۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ کوئی انسان اپنی زمین اگر خود کاشت نہیں کر رہا تو کسی دوسرے کو کاشت کے لیے دیدے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول آپ کے الفاظ یہ ہیں: ''اگر تم میں سے کوئی (زمین) اپنے بھائی کو دیدے تو یہ اس پر متعین حصہ لینے سے بہتر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی وساطت سے جو اجمالی حکم پہنچا اور رسول اللہ ﷺ نے بطور احسان دوسرے کو اپنی زمین کاشت کرنے کی جو تلقین کی' ان کی بنیاد پر عہد خلفائے راشدین کے بعد یہ بحث چل پڑی کہ مزارعت (بٹائی/ٹھیکہ) پر کاشت کرنے کی اجازت ہے بھی یا نہیں۔ آج کل بھی جب جاگیرداروں کے روایتی کرتوت سامنے آتے ہیں تو یہ بحث پھر سے چھڑ جاتی ہے کہ جو زمین خود کاشت نہیں ہو سکتی وہ دوسروں کو کیوں نہ دے دی جائے؟ اور وہ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جو اختصار اور اجمال پر مبنی ہیں۔ وہ روایتیں جن سے مزارعت کو ممنوع ثابت کیا جاتا ہے وہ ساری مختصر روایات ہیں۔ زیادہ تر وہ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ لیکن انہی دونوں حضرات سے مروی مفصل روایتیں حقیقت حال کو واضح کر دیتی ہیں۔ سنن ابوداود کے مشہور شارح امام خطابی رحمہ اللہ نے بطور خاص اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ امام ابوداود نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی جو مجمل روایت سب سے پہلے نقل کی ہے اس کی تفسیر حضرت رافع اور دیگر صحابہ کی ان احادیث سے ہوتی ہے جو تفصیل سے روایت کی گئی ہیں۔ امام ابوداود نے اس مسئلے کی تفہیم کے لیے یہ انداز اختیار کیا کہ پہلی حدیث حضرت رافع کے مجمل الفاظ پر مشتمل ہے اور ساتھ ہی حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مزارعت کی بجائے بلا معاوضہ دوسرے کو کاشت کے لیے دینے کی بات کی ہے تو مقصد یہ تھا کہ اپنی زمین بطور احسان دوسرے کو دینے کی فضیلت واضح ہو جائے۔ اگلی حدیث میں حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ واضح کر دیا گیا کہ منع کے الفاظ جو حضرت رافع نے رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے وہ آپ کی پوری بات کا صرف آخری حصہ تھا جسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے پوری بات سمجھ لی۔

اس سے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اس طرح کی جاتی تھی کہ کھیت کی نالیوں کے کنارے اور کھیت کے جو حصے پانی کے بہاؤ سے خود بخود سیراب ہو جاتے تھے انہیں مالک اپنے لیے خاص کر لیتا تھا' ظاہر ہے اس طرح کئی جھگڑے پیدا ہوئے تھے کہ زمین کا کتنا حصہ خود سیراب ہوا' یا نالیوں کے کنارے کہاں تک کی پیداوار پر کاشت کارنے محنت نہیں کی وغیرہ' ان جھگڑوں سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حصے پر کاشت کروانے کی بجائے نقدی کے عوض زمین دینے کی تلقین فرمائی' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مزارعت مطلقاً ممنوع نہیں' ہاں اگر جھگڑوں کا خدشہ ہو تو نقد ٹھیکے پر زمین دینی چاہیے۔

اس سے اگلی روایت میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی وہ صورت بیان کی ہے جو اسلام سے قبل رائج تھی اور اس میں کئی قباحتیں پیش آتی تھیں۔ اسی صورت کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین دینے والے پانی کے راستوں' چھوٹی نالیوں کے کناروں اور نالوں کے سرے پر واقع زمین کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لیتے۔ پھر جب فصل پکتی تو کبھی ایک حصے کی پیداوار بہتر ہو جاتی اور دوسرے کی خراب اور کبھی اس کے برعکس' حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''اس وقت مزارعت کی صرف یہی صورت معروف تھی۔'' رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کی اس صورت سے منع فرما دیا اور وہ صورتیں اختیار کرنے کا حکم دیا جن میں حصے متعین اور محفوظ ہوں۔ اس سے اگلی حدیث میں خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقدی کے عوض کاشت کے لیے زمین دینے کی اجازت مروی ہے۔

امام ابوداود نے اس ترتیب کے ساتھ روایات بیان کرنے کے بعد جس سے مزارعت کی جائز صورتوں کی تفصیل واضح ہو گئی' باب ۳۱ میں ان تمام روایات کو ذکر کیا ہے جن میں مجمل طریق پر مزارعت کی پہلے سے رائج شدہ ناقص اور مبنی بر ظلم صورت ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔

٣٣٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا كُنَّا نَرَى بِالْمُزَارَعَةِ بَأْسًا حَتَّى سَمِعْتُ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْهَا، فَذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقَالَ: قال لي ابنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا

۳۳۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ہم مزارعت (یعنی زمین بٹائی پر دینے) میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتی کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث طاؤس سے ذکر کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے

٣٣٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح: ١٥٤٧/١٠٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

وَلٰكِنْ قالَ: «لَيَمْنَحْ أحَدُكُمْ أرْضَهُ خَيْرٌ مِنْ أنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَعْلُومًا».

منع نہیں کیا بلکہ فرمایا تھا: ''تم اپنی زمین کسی کو عطیہ دے دو تو یہ محصول لینے سے بہتر ہے۔''

فائدہ: زمین کو بٹائی یا حصے پر دینا حرام یا ناجائز نہیں' لیکن اگر بلاعوض دیدے تو بہتر ہے۔

٣٣٩٠- حَدَّثَنا أبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ عُلَيَّةَ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ المَعْنَى عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إسْحَاقَ، عن أبي عُبَيْدَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمَّارٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ أبي الْوَلِيدِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ قال: قال زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: يَغْفِرُ الله لِرَافِعِ بنِ خَدِيجٍ أنَا وَاللهِ! أعْلَمُ بالْحَدِيثِ مِنْهُ إنَّمَا أتَاهُ رَجُلَانِ، قال مُسَدَّدٌ: مِنَ الأنْصَارِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: قَدِ اقْتَتَلَا، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا المَزَارِعَ» زَادَ مُسَدَّدٌ: فَسَمِعَ قَوْلَهُ «لَا تُكْرُوا المَزَارِعَ».

٣٣٩٠- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اس حدیث کو ان سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو شخص (مسدد کہتے ہیں دو انصاری) حاضر ہوئے اس (فقرے) کے بعد دونوں (کی روایتیں) متفق ہیں۔ دونوں مرنے مارنے پر تلے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارا یہی حال ہے تو اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔'' مسدد نے مزید کہا: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اتنی سی بات سن لی: ''اپنے کھیت کرائے پر مت دیا کرو۔''

فائدہ: یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی معاملے میں اخفا' الجھاؤ یا دھوکے اور ضرر کی کیفیت تنازع پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اس سے بچنے کے لیے مزارعت میں معاملہ کھلا' شفاف اور واضح اور شریعت کی شرائط کے مطابق ہونا چاہیے' یا پھر سرے سے یہ معاملہ کیا ہی نہ جائے۔

٣٣٩١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا إبْرَاهِيمُ بنُ

٣٣٩١- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی زمینیں کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے اور

٣٣٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ٢٤٦١، والنسائي، ح: ٣٩٥٩ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٦/ ٣٤٢.

٣٣٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والربع . . . الخ، ح: ٣٩٢٥ من حديث إبراهيم بن سعد به، وله شواهد، انظر، ح: ٣٣٩٥ * محمد ابن عكرمة بن عبدالرحمٰن لم يوثقه غير ابن حبان، وح: ٣٣٩٥ يغني عنه.

سَعْدٍ عنْ مُحَمَّدِ بنِ عِكْرِمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَبِيبَةَ، عنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عنْ سَعْدٍ قال: كُنَّا نُكْرِي الأَرْضَ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَمَا سَعِدَ بِالمَاءِ مِنْهَا، فَنَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، وَأَمَرَنَا أَنْ نُكْرِيَهَا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ.

ساتھ ہی یہ طے ہوتا تھا کہ جو کچھ نالیوں پر پیدا ہوگا یا جس حصے کو از خود پانی پہنچتا ہو (تو وہ مالک کا ہوگا) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ اور حکم دیا کہ ہم اپنی زمین سونے یا چاندی (کرنسی) کے بدلے کرایہ پر دیں۔ (یعنی متعین رقم پر ٹھیکہ کر لیا کریں۔)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ایک ہی کھیت کے مختلف حصوں کی پیداوار پر مختلف طریقوں سے حق رکھنا تنازع کا سبب بنتا ہے' اس میں دونوں کے حقوق صحیح طور پر متعین بھی نہیں ہو پاتے اس لیے سارا حساب کتاب ایک ہی دفعہ کر کے متعین نقدی کے عوض کرایہ پر زمین دے دینے کی صورت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔

٣٣٩٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ؛ ح: وحدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا لَيْثٌ، كِلَاهُمَا عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاللَّفْظُ لِلأَوْزَاعِيِّ قالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بنُ قَيْسٍ الأَنْصَارِيُّ قال: سَأَلْتُ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ عَن كِرَاءِ الأَرْضِ بالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقالَ لَا بَأْسَ بِهَا، إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ بِمَا عَلَى المَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ، فَيَهْلِكُ هَذَا ويَسْلَمُ هَذَا، وَيَسْلَمُ هَذَا وَيَهْلِكُ هَذَا، وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا

٣٣٩٢- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ زمین کو سونے چاندی (نقدی) کے عوض کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل لوگ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس طرح کرتے تھے کہ جو کچھ پانی کے بہاؤ پر اور نالوں کے سروں پر ہوتا اس پر اور کچھ کھیتی پر معاملہ طے کرتے تھے۔ تو پھر ایسے ہوتا کہ یہ ضائع ہو جاتی وہ بچ رہتی یا وہ ضائع ہو جاتی اور یہ بچ رہتی' لوگوں کو کرائے پر دینے کی بس یہی ایک صورت رائج تھی۔ جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے اس معاملے سے ڈانٹ کر روک دیا۔ لیکن وہ عوض اور بدل جو معلوم و متعین ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٣٣٩٢ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح:١٥٤٧/١١٦ بعد، ح:١٥٤٨ من حديث عيسٰى، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، ح:٢٣٤٦، ٢٣٤٧ من حديث ليث بن سعد به.

هَذا ، فَلِذٰلِكَ زَجَرَ عَنْهُ ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَضْمُونٌ مَعْلُومٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ .

وَحَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ أَتَمُّ، وَقالَ قُتَيْبَةُ: عن حَنْظَلَةَ ، عن رَافِعٍ .

ابراہیم کی حدیث (جو اوپر ذکر ہوئی) اس سے زیادہ کامل ہے۔ اور قتیبہ نے اپنی سند میں "عن حنظلة عن رافع" کہا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رِوَايَةُ يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ عن حَنْظَلَةَ نَحْوُهُ .

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے حنظلہ سے اس کے مثل روایت کیا ہے۔

٣٣٩٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَنْظَلَةَ بنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ عن كِرَاءِ الأَرْضِ فقالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن كِرَاءِ الأَرْضِ فَقُلْتُ أَبِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ؟ فقال: أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ .

٣٣٩٣- جناب حنظلہ بن قیس انصاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت رافع بن خدیج ؓ سے پوچھا کہ زمین کو کرایہ پر دینا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا سونے اور چاندی کے بدلے بھی منع ہے؟ تو کہا کہ سونے اور چاندی کے بدلے میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: ان سب احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ زمیندار (مزارعت میں) ایک ہی کھیت میں اپنے اور مزارع کے لیے الگ الگ حصوں کی پیداوار متعین کرلے تو اس طرح کی مزارعت ناجائز ہے۔ اور یہی وہ فاسد شرط ہے جس کی موجودگی میں بٹائی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ قباحت نہ ہو بلکہ زمین متعین رقم یعنی ٹھیکے پر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي التَّشْدِيدِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٢)

باب:٣١- بٹائی کے ممنوع ہونے کا بیان

٣٣٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ شُعَيْبِ

٣٣٩٤- جناب سالم ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس

٣٣٩٣_ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالذهب والورق، ح:١٥٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧١١ .

٣٣٩٤_ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض، ح:١٥٤٧ عن عبدالملك بن شعيب، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب ما كان من أصحاب النبي ﷺ يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر، ح:٢٣٤٥ من حديث الليث بن سعد به .

ابنِ اللَّيْثِ: حَدَّثني أَبِي عَنْ جَدِّي اللَّيْثِ قالَ: حَدَّثَنِي عُقَيلٌ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي أَرْضَهُ حَتَّى بَلَغَهُ أَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَنْهَى عَنْ كِرَاءِ الأرْضِ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ الله فقالَ: يَاابْنَ خَدِيجٍ! مَاذَا تُحَدِّثُ عنْ رَسُولِ الله ﷺ في كِرَاءِ الأَرْضِ؟ فقالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ الله بنِ عُمَرَ سَمِعْتُ عَمَّيَّ وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، يُحَدِّثَانِ أَهْلَ الدَّارِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عنْ كِرَاءِ الأرْضِ، قالَ عَبْدُ الله: وَالله! لَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّ الأَرْضَ تُكْرَى، ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ الله أَنْ يَكُونَ رَسُولُ الله ﷺ أَحْدَثَ في ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الأَرْضِ.

کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے حتی کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ تم زمین کو بٹائی پر دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا کیا فرمان بیان کرتے ہو؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنے دو چچوں سے سنا جو بدر میں شریک ہوئے تھے' وہ گھر والوں سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کرائے (بٹائی) پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے تو رسول اللہ ﷺ کے دور کے متعلق یہی معلوم ہے کہ اس دور میں زمین بٹائی پر دی جاتی تھی۔ مگر پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں (بعد میں) کوئی نئی بات نہ فرمادی ہو جس کا انہیں علم نہ ہوسکا ہو۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے زمین بٹائی پر دینا ترک کر دی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَيُّوبُ وَعُبَيْدُالله وَكَثِيرُ بنُ فَرْقَدٍ وَمَالِكٌ عن نَافِعٍ، عن رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن حَفْصِ بنِ عِنَانٍ الْحَنَفِيِّ، عن نَافِعٍ، عن رَافِعٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ. وَكَذٰلِكَ رَوَى زَيْدُ بنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عن الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى رَافِعًا فَقَالَ سَمِعْتَ رَسُولَ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ایوب' عبیداللہ' کثیر بن فرقد اور مالک رحمہ اللہ نے بواسطہ نافع پھر رافع اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اور اوزاعی نے بواسطہ حفص بن عنان حنفی' نافع سے' انہوں نے رافع سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اور ایسے ہی زید بن ابی اُنیسہ نے بواسطہ حکم' نافع سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' رافع کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا تم نے

الله ﷺ؟ قال: نَعَمْ. وَكَذَا رَوَاهُ عِكْرِمَةُ ابنُ عَمَّارٍ عن أبي النَّجَاشِيِّ، عن رَافِعِ ابنِ خَدِيجٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. وَرَوَاهُ الأَوْزَاعِيُّ عن أَبِي النَّجَاشِيِّ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ، عن عَمِّهِ ظُهَيْرِ بنِ رَافِعٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ اور ایسے ہی عکرمہ بن عمار نے ابوالنجاشی سے' انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا۔ نیز اوزاعی نے ابوالنجاشی سے روایت کیا' انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے' انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو النَّجَاشِيِّ عطَاءُ ابنُ صُهَيْبٍ.

ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوالنجاشی کا نام عطاء بن صہیب ہے۔

فوائد ومسائل: ① حق یہی ہے کہ دورِ نبوت' خلافت ابوبکر اور ایام عمر رضی اللہ عنہما میں یہودیوں کو خیبر سے نکالے جانے کے وقت تک خیبر کی زمینیں اور باغات بٹائی پر ان یہودیوں ہی کو دیے جاتے رہے تھے۔ ② مزارعت سے ممانعت کی احادیث تنزیہ اور استحباب پر محمول ہیں۔ یا ان ممنوعہ صورتوں سے متعلق ہیں جن کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔ علی الاطلاق مزارعت ممنوع ہوتی تو جلیل القدر معروف صحابۂ کرام یہ معاملہ ہرگز نہ کرتے۔ ③ حضرت رافع بن خدیج جن سے مزارعت کی اجمالی ممانعت مروی ہے خود انہی سے یہ وضاحت بھی مروی ہے کہ نقدی کے عوض زمین کرائے پر دینے کی ممانعت نہیں۔ ④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اس عمل سے باز آ جانا احتیاط وتقوی کی بنا پر تھا۔ اور انہیں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی مجمل حدیث کا علم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا۔ ⑤ بعض محدثین کا ان روایات کو مضطرب کہنا محل نظر ہے۔ احادیث واضح کر دیتی ہیں کہ یہ اضطراب نہیں محض اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل' بحث حدیث: ۱۴۷۸)

۳۳۹۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ: أخبرنا سَعِيدٌ عن يَعْلَى بنِ حَكِيمٍ، عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بنَ خَدِيجٍ قال: كُنَّا نُخَابِرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُ فقالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا

۳۳۹۵- جناب سلیمان بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین بٹائی پر دیا کرتے تھے۔ تو ان کے ایک چچا ان کے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس معاملے سے جو ہمارے لیے نفع آور تھا منع فرما دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ہمارے

۳۳۹۵_ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب كراء الأرض بالطعام، ح: ١٥٤٨ من حديث يعلى بن حكيم به.

نَافِعًا . وَطَوَاعِيَةُ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا وَأَنْفَعُ . قَالَ : قُلْنَا : وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا بِرُبُعٍ وَلَا بِطَعَامٍ مُسَمًّى» .

لیے نفع آور اور سود مند ہے۔ ہم نے پوچھا: اور وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس کے پاس زمین ہو تو چاہیے کہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لیے دے دے' لیکن تہائی یا چوتھائی یا متعین غلے پر بٹائی پر نہ دے۔''

فائدہ: تہائی' چوتھائی یا متعین غلے پر کرائے کی ایک ہی صورت مروج تھی جس میں آبی گزر گاہوں' نالیوں وغیرہ کی پیداوار مالک کے لیے مختص تھی۔اسی صورت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

٣٣٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ قَالَ : كَتَبَ إِلَيَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيمٍ أَنِّي سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ ابْنَ يَسَارٍ بِمَعْنَى إِسْنَادِ عُبَيْدِ اللهِ وَحَدِيثِهِ .

٣٣٩٦- ایوب نے روایت کیا ہے کہ یعلی بن حکیم نے مجھے لکھ بھیجا کہ میں نے سلیمان بن یسار سے سنا ہے اور عبیداللہ کی اسناد اور اس کی روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٣٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ ، عن أَبِيهِ قَالَ : جَاءَنَا أَبُو رَافِعٍ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ : نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ يَرْفُقُ بِنَا . وَطَاعَةُ اللهِ وَطَاعَةُ رَسُولِهِ أَرْفَقُ بِنَا ، نَهَانَا أَنْ يَزْرَعَ أَحَدُنَا إِلَّا أَرْضًا يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا أَوْ مَنِيحَةً يَمْنَحُهَا رَجُلٌ .

٣٣٩٧- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابورافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے ہمارے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک کام سے منع فرمادیا ہے جو ہمارے لیے بڑے نفع والا تھا' مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہمارے لیے بہت زیادہ نفع ہے۔ آپ نے ہمیں (کسی کی) زمین کاشت کرنے سے منع فرمادیا ہے سوائے اس کے کہ انسان خود اس کا مالک ہو یا کسی نے اس کو عطیہ دی ہو۔

فائدہ: یہ نہی مروجہ غلط صورت کے بارے میں ہے۔

٣٣٩٦ـ تخريج : أخرجه مسلم من حديث حماد بن زيد به، انظر الحديث السابق .

٣٣٩٧ـ تخريج : [إسناده صحيح] وهو في مصنف ابن أبي شيبة :٦/ ٣٤٧، ٣٤٨، وأصله في صحيح مسلم، ح :١٥٥٠ .

٣٣٩٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ أَنَّ أُسَيْدَ بنَ ظُهَيْرٍ قال: جَاءَنَا رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ فقالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَاكُم عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا. وَطَاعَةُ الله وَطَاعَةُ رَسُولِ الله ﷺ أَنْفَعُ لَكُم، إنَّ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَاكُمْ عن الْحَقْلِ وَقالَ: «مَنِ اسْتَغْنَى عَنْ أَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ أَوْ لِيَدَعْ».

۳۳۹۸- جناب اُسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: رسول اللہ ﷺ تمہیں ایک کام سے منع فرماتے ہیں جو تمہارے لیے نفع آور تھا۔ مگر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تمہارے لیے اس سے بڑھ کر نفع آور ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بٹائی پر کاشت کاری سے منع فرماتے ہیں۔ اور فرمایا ہے: ”جو کوئی اپنی زمین سے مستغنی ہو تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو عطیہ دے دے یا ویسے ہی چھوڑ دے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ شُعْبَةُ وَمُفَضَّلُ بنُ مُهَلْهَلٍ عن مَنْصُورٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبہ اور مفضل بن مہلہل نے اسے منصور سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

قَالَ شُعْبَةُ: أُسَيْدٌ ابنُ أَخِي رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ.

شعبہ نے کہا کہ اسید' حضرت رافع بن خدیج کے بھتیجے ہیں۔

فائدہ: علامہ شوکانی رحمہ اللہ نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مختصر روایت ہوئی ہے۔ تفصیلی روایت میں اسید بن ظہیر کا کلام یوں ہے: ”ہم میں سے جب کوئی اپنی زمین کو خود کاشت نہ کرنا چاہتا یا اس کا ضرورت مند ہوتا تو وہ اسے آدھی' تہائی یا چوتھائی پر بٹائی پر دے دیا کرتا تھا اور تین باتوں کی شرط ہوتی تھی کہ نالوں کے ساتھ ساتھ کی کاشت' غلہ گاہنے کے بعد نیچے جو باقی رہے گا اور وہ قطعات جو نالوں سے سیراب ہوتے ہوں گے۔ (مالک کے ہوں گے......) الخ“ (نیل الاوطار: ۳۱۲/۵- باب : فساد العقد اذا شرط احدهما لنفسه التبن او بقعة بعينها ونحوه) ② ویسے ہی چھوڑ دینے کی صورت میں بھی بہت سے فائدے ہیں' اس زمین میں اُگنے والی گھاس جانور چرتے ہیں۔ فطری پودے اور ان میں رہنے والے چھوٹے بڑے جانور ماحولیات کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔

٣٣٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

۳۳۹۹- ابوجعفر خطمی کا بیان ہے کہ میرے چچا نے

٣٣٩٨- تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب ما يكره من المزارعة، ح: ٢٤٦٠ من حديث سفيان، والنسائي، ح: ٣٨٩٥ من حديث منصور به * حديث شعبة رواه النسائي، ح: ٣٨٩٥، وحديث مفضل بن مهلهل أخرجه النسائي، ح: ٣٨٩٤.

٣٣٩٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء◀◀

يَحْيَى: حَدَّثَنا أَبُو جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ قَالَ: بَعَثَنِي عَمِّي أَنَا وَغُلَامًا لَهُ إِلَى سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ قالَ: قُلْنَا لَهُ: شَيْءٌ بَلَغَنَا عَنْكَ فِي الْمُزَارَعَةِ، قال: كَانَ ابنُ عُمَرَ لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا حَتَّى بَلَغَهُ عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ حَدِيثٌ، فَأَتَاهُ فَأَخبَرَهُ رَافِعٌ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى بَنِي حَارِثَةَ فَرَأَى زَرْعًا فِي أَرْضِ ظُهَيْرٍ، فقالَ: «مَا أَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ»، قَالُوا: لَيْسَ لِظُهَيْرٍ، قالَ: «أَلَيْسَ أَرْضَ ظُهَيْرٍ؟» قَالُوا: بَلَىٰ وَلٰكِنَّهُ زَرْعُ فُلَانٍ، قالَ: «فَخُذُوا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوا عَلَيْهِ النَّفَقَةَ»، قَالَ رَافِعٌ: فَأَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا إِلَيْهِ النَّفَقَةَ، قال سَعِيدٌ: أَفْقِرْ أَخَاكَ أَوْ أَكْرِهْ بالدَّرَاهِمِ.

مجھے اور اپنے غلام کو جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے ہاں بھیجا اور ہم نے ان سے کہا: ہمیں آپ کی طرف سے مزارعت کے بارے میں ایک بات پہنچی ہے (وہ کیسے ہے؟) تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے حتی کہ انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث پہنچی تو وہ خود ان کے پاس گئے تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنوحارثہ کے ہاں تشریف لائے تو ظہیر کی زمین میں کھیتی دیکھی۔ تو فرمایا: ”ظہیر کی کھیتی کیا خوب عمدہ ہے۔“ لوگوں نے کہا: یہ ظہیر کی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: ”کیا زمین ظہیر کی نہیں؟“ انہوں نے کہا: ہاں زمین تو اس کی ہے مگر فلاں نے کاشت کر رکھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”اپنی کھیتی لے لو اور اس کا خرچ اسے واپس کر دو۔“ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے اپنی کھیتی لے لی اور اس کا خرچ اسے ادا کر دیا۔ سعید (بن مسیب) نے کہا: اپنے بھائی کو عطیہ دے دو یا دراہم کے بدلے کرائے پر دے دو۔

فائدہ: یہ زمین جس طرح حضرت رافع نے حدیث: ۳۳۹۲ میں خود بیان کیا اسی ایک مروجہ طریق کے مطابق دی گئی تھی جس میں ناجائز شرطیں تھیں' فریقین کے حصے واضح اور متعین نہ تھے اور لڑائی کا احتمال تھا اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کا یہ معاہدہ منسوخ کرنے کا حکم دیا۔

٣٤٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا طَارِقُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۴۰۰- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

◀◀ الأرض بالثلث والربع . . . الخ، ح: ٣٩٢٠ من حديث يحيى القطان به.

٣٤٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب المزارعة بالثلث والربع، ح: ٢٤٤٩، والنسائي، ح: ٣٩٢١ من حديث أبي الأحوص به.

عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقالَ: «إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا، وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرَى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ».

ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ (تعریف آگے آئے گی) آپ نے فرمایا: ''آدمی تین طرح سے ہی کاشت کاری کرسکتا ہے' زمین آدمی کی اپنی ملکیت ہوتو اسے کاشت کرے یا کسی نے اسے عطیہ دی ہوتو کاشت کرے یا سونے چاندی کے بدلے کرایہ پر لی ہو۔''

۳۴۰۱- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ، قُلْتُ لَهُ: حَدَّثَكُمُ ابنُ الْمُبَارَكِ عن سَعِيدٍ أَبِي شُجَاعٍ قال: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بنُ سَهْلِ بنِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: إِنِّي لَيَتِيمٌ فِي حِجْرِ رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ وَحَجَجْتُ مَعَهُ فَجَاءَهُ أَخِي عِمْرَانُ ابنُ سَهْلٍ فقال: أَكْرَيْنَا أَرْضَنَا فُلَانَةَ بِمِائَتَي دِرْهَمٍ، فقالَ: دَعْهُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَى الْأَرْضِ.

۳۴۰۱-عثمان بن سہل بن رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں یتیم تھا اور (اپنے دادا) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی سرپرستی میں تھا۔ میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا۔ میرا بھائی عمران بن سہل ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم نے اپنی زمین فلاں عورت کو دوسو درہم کے بدلے ٹھیکے پر دے دی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ نبی ﷺ نے زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ خود حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے مزارعت کی جس صورت کے ممنوع ہونے کی خبر دی ہے یہ ایسی ہی صورت پر دی گئی ہوگی اس لیے اسے منسوخ کرا دیا۔

۳۴۰۲- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا بُكَيْرٌ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ، عن ابنِ أَبِي نُعْمٍ قال: حَدَّثَنِي

۳۴۰۲-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے زمین کاشت کر رکھی تھی کہ نبی ﷺ وہاں سے گزرے جب کہ وہ اسے پانی دے رہا تھا۔ تو آپ

۳۴۰۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، المزارعة، باب ذكر الأحاديث المختلفة في النهي عن كراء الأرض بالثلث والربع . . . الخ، ح:۳۹۵۸ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "عيسى بن سهل بن رافع"، وهو الصواب، وعيسى هذا لم يوثقه غير ابن حبان.

۳۴۰۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ۴/ ۱۰۶ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه الحاكم: ۲/ ۴۱، وقال الذهبي: "بكير ضعيف".

رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ أَنَّهُ زَرَعَ أَرْضًا فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَسْقِيهَا فَسَأَلَهُ «لِمَنِ الزَّرْعُ وَلِمَنِ الأَرْضُ؟» فقال: زَرْعِي بِبَذْرِي وَعَمَلِي لِيَ الشَّطْرُ وَلِبَنِي فُلَانٍ الشَّطْرُ، فقال: «أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّ الأَرْضَ عَلَى أَهْلِهَا وَخُذْ نَفَقَتَكَ».

نے اس سے پوچھا: ''یہ کس نے کاشت کی ہے اور زمین کس کی ہے۔'' عرض کیا کہ کاشت میری ہے' بیج میرا ہے اور محنت بھی میری ہے' مجھے آدھا حصہ ملے گا اور آدھا بنوفلاں کو۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا' زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ لے لو۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن دوسری روایات کو ملا کر آپ کے فرمان ''تم دونوں نے سود کا معاملہ کیا'' سے واضح ہوجاتا ہے کہ نالیوں' آبی گزرگاہوں وغیرہ کا معاہدہ کرنے سے پیداوار میں چونکہ فریقین کے حصے متعین نہیں ہوتے اور ربا کی طرح کوئی نہ کوئی فریق بغیر بدلے کے دوسرے کا حق لیتا ہے اس لیے یہ منع ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي زَرْعِ الأَرْضِ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهَا (التحفة ٣٣)

باب: ۳۲- بغیر اجازت کسی کی زمین کاشت کر لینا

٣٤٠٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَطَاءٍ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ زَرَعَ فِي أَرْضِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَلَيْسَ لَهُ مِنَ الزَّرْعِ شَيْءٌ وَلَهُ نَفَقَتُهُ».

۳۴۰۳- حضرت رافع بن خدیج ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی زمین مالکوں کی اجازت کے بغیر کاشت کی ہو اس کے لیے اس کھیتی میں سے کچھ نہیں۔ البتہ خرچہ لے سکتا ہے۔''

فائدہ: کسی دوسرے کی ملکیتی زمین میں بلا اجازت تصرف جائز نہیں۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْمُخَابَرَةِ (التحفة ٣٤)

باب: ۳۳- مخابرہ (مزارعت/ بٹائی پر کاشتکاری) کا بیان

٣٤٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۳۴۰۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا

٣٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء فيمن زرع في أرض قوم بغير إذنهم، ح: ١٣٦٦ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٦٦ * عطاء لم يسمع من رافع بن خديج رضي الله عنه، وأبوإسحاق عنعن.

٣٤٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة، وعن المخابرة ... الخ، ح: ١٥٣٦/ ٨٥ بعد، ح: ١٥٤٣ من حديث حماد بن زيد به.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ؛ ح : و مُسَدَّدٌ أَنَّ حَمَّادًا وَعَبْدَ الْوَارِثِ حَدَّثَاهُم، كُلُّهُمْ عن أَيُّوبَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ قالَ عن حَمَّادٍ: وَسَعِيدِ بنِ مِينَاءَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ المُحَاقَلَةِ وَالمُزَابَنَةِ وَالمُخَابَرَةِ وَالمُعَاوَمَةِ، قالَ عن حَمَّادٍ: وَقالَ أَحَدُهُمَا: وَالمُعَاوَمَةِ، وَقالَ الآخَرُ: بَيْعِ السِّنِينَ، ثُمَّ اتَّفَقُوا، وَعَنِ الثُّنْيَا، وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور معاومہ سے منع فرمایا ہے۔ایک راوی نے (معاومہ کی بجائے) "بیع السنین" کہا۔آپ ﷺ نے استثناء کر لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔البتہ عرایا کی رخصت دی ہے۔

توضیحات:[مُحَاقَلَه]اس کی تعریف کئی انداز میں کی گئی ہے۔(ا)معلوم اور متعین غلے کے بدلے کھڑی کھیتی کی بیع کر دینا۔(ب)جو امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمائی' غلہ ابھی بالیوں ہی میں ہو اور اس کی بیع کر دینا۔یہ صحیح ترین تعریف ہے۔[مُزَابَنَه]درختوں پر لگی کھجوروں یا بیلوں پر لگے انگوروں کو اس جنس کے متعین پھل سے فروخت کر دینا۔یہ صحیح ترین تعریف ہے۔(الصحیحین) [مُخَابَرَه]مزارعت کے ہم معنی ہے۔بلکہ مُسَاقَاة' مُزَارَعَة اور مُخَابَرَه تینوں ایک ہی معنی میں ہیں۔[بیع السنین / مُعَاوَمَه]کسی باغ یا متعین درختوں کے پھل کو کئی سالوں کے لیے فروخت کر دینا۔اس صورت میں کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پیداوار کیسی ہو گی' بیماریاں لگیں گی یا نہ لگیں گی وغیرہ۔[عرایا] کا بیان تفصیل سے پیچھے گزرا ہے۔(حدیث: ۳۳۶۲)[اِسْتِثْنَاء] باغ مع پھل فروخت کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہم بھی اس میں سے کھاتے رہیں گے۔یا تین درخت یا پانچ درخت ہم فروخت نہیں کرتے۔مگر ان درختوں کی تعیین نہ کی جائے تو اس طرح غیر معین اور مجہول مقدار یا درختوں کا استثناء ناجائز ہے۔معلوم اور متعین ہو تو کوئی حرج نہیں۔

٣٤٠٥- حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ يَزِيدَ السَّيَّارِيُّ أَبُو حَفْصٍ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بنُ الْعَوَّامِ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن المُزَابَنَةِ وَعَنِ

۳۴۰۵-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ' محاقلہ اور استثناء کر لینے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ معلوم اور متعین ہو۔

٣٤٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في النهي عن الثنيا، ح: ١٢٩٠ من حديث عباد بن العوام به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ٤٦٣٧ .

الْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا إِلَّا أَنْ يُعْلَمَ.

٣٤٠٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا ابنُ رَجاءٍ يَعْني المَكِّيَّ، قال: ابنُ خُثَيْمٍ حَدَّثَني عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَذَرِ المُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُولِهِ».

۳۴۰۶- جناب ابوالزبیر‘ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کرتے ہیں‘ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص مخابرہ (مزارعت) نہ چھوڑے تو اسے چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار رہے۔

٣٤٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ أيُّوبَ عن جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ، عن ثَابِتِ بنِ الْحَجَّاجِ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ المُخَابَرَةِ. قُلْتُ: وَمَا المُخَابَرَةُ؟ قالَ: «أَنْ تَأْخُذَ الأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْ ثُلُثٍ أَوْ رُبْعٍ».

۳۴۰۷- حضرت زید بن ثابت ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ سے منع فرمایا ہے۔ (ثابت بن حجاج نے پوچھا کہ) مخابرہ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: یہ کہ تو زمین کو آدھی‘ تہائی یا چوتھائی پر حاصل کرلے۔

فائدہ: یعنی جب فاسد شرطیں ہوں تو منع ہے ورنہ کوئی حرج نہیں جیسے کہ تفصیل سے پیچھے بیان ہوا ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي الْمُسَاقَاةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۴- مُساقات کا بیان

٣٤٠٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ عَامَلَ أَهْلَ

۳۴۰۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے معاملہ طے فرمایا تھا کہ جو پھل یا کھیتی آئے گی اس میں سے آدھا انہیں ملے گا۔

٣٤٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطحاوي في معاني الآثار: ٤/ ١٠٧ من حديث يحيى بن معين به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨٦، ووافقه الذهبي.

٣٤٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٧ من حديث جعفر بن برقان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٤٦.

٣٤٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع، ح: ١٥٥١ عن أحمد بن حنبل، والبخاري، الحرث والمزارعة، باب: إذا لم يشترط السنين في المزارعة، ح: ٢٣٢٩ من حديث يحيى القطان به.

خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ.

فائدہ: مساقات بھی مُزَارَعت اور مُخَابَرَت کی طرح کا معاملہ ہے۔ مگر اسے کھجوروں اور انگوروں وغیرہ کے باغات سے خاص کیا جاتا ہے کہ کھجوروں کا مالک کسی سے طے کر لے کہ وہ ان میں محنت کرے' سیراب کرے تو اسے ایک خاص متعین حصہ پھل ملے گا۔ جیسے کہ مزارعت میں ہوتا ہے۔ خیبر میں باغوں کی خدمت کا معاہدہ مساقاۃ اور کھیتی کا معاہدہ مزارعت تھا۔ خیبر والی صورت نئی متعارف کردہ جائز صورت تھی۔ سابقہ جاہلی صورت کو اسلام نے حرام قرار دیا۔

٣٤٠٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ غَنَجٍ، عن نَافِعٍ عنِ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا.

٣٤٠٩- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمینیں اہل خیبر کو اس شرط پر دے دی تھیں کہ وہ ان میں اپنے خرچ پر محنت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا آدھا پھل ملے گا۔

٣٤١٠- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ بُرْقَانَ عن مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عن مِقْسَمٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: افْتَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْبَرَ وَاشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ الأَرْضَ وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ. قالَ أَهْلُ خَيْبَرَ: نَحْنُ أَعْلَمُ بِالأَرْضِ مِنْكُمْ فَأَعْطِنَاهَا عَلَى أَنَّ لَكُم نِصْفَ الثَّمَرَةِ وَلَنَا نِصْفٌ، فَزَعَمَ أَنَّهُ أَعْطَاهُمْ عَلَى ذٰلِكَ، فَلَمَّا كَانَ حِينَ يُصْرَمُ النَّخْلُ بَعَثَ إِلَيْهِمْ

٣٤١٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا اور شرط کی کہ مسلمان اس کی زمین اور اس کے سونے چاندی کے مالک ہیں۔ تو خیبر والوں نے کہا کہ ہم آپ کی نسبت زمین کے زیادہ ماہر ہیں۔ آپ یہ ہمیں دے دیں اور شرط یہ رہی کہ آدھا ہم آپ کو دیں گے اور آدھا خود رکھیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس شرط پر زمین انہیں دے دی۔ پھر جب پھل چننے کا موسم آیا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو بھیجا جو کھجوروں کے پھل کا اندازہ لگا کر آئے اور اس عمل کو اہل مدینہ [خرص]

٣٤٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٥١/ ٥ من حديث الليث بن سعد به، انظر الحديث السابق.

٣٤١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزكوة، باب خرص النخل والعنب، ح: ١٨٢٠ من حديث عمر بن أيوب به.

عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَحَزَرَ عَلَيْهِمُ النَّخْلَ وَهُوَ الَّذِي يُسَمِّيهِ أَهْلُ المَدِينَةِ الْخَرْصَ، فَقَالَ في ذِهْ كَذَا وَكَذَا قالُوا: أَكْثَرْتَ عَلَيْنَا يَاابْنَ رَوَاحَةَ! قالَ: فَأَنَا أَلِي حَزْرَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُمْ نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ، قَالُوا: هٰذَا الْحَقُّ وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ قَدْ رَضِينَا أَنْ نَأْخُذَهُ بِالَّذِي قُلْتَ.

''اندازہ لگانا'' کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ ڈٹاٹٹؤ نے کہا کہ فلاں باغ میں اس قدر ہے اور فلاں میں اس قدر۔ تو انہوں نے کہا: اے ابن رواحہ! تو نے ہم پر زیادہ لگا دیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان پھلوں کا جو اندازہ لگایا ہے اس کا میں ذمے دار ہوں' میں اس کا نصف تمہیں دیتا ہوں۔ یہودیوں نے کہا: یہی وہ حق (اور عدل) ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں جو آپ نے کہا ہم اس کے لینے پر راضی ہیں۔

٣٤١١- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حدثنا زَيْدُ بنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ عن جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قالَ: فَحَزَرَ وَقالَ عِنْدَ قَوْلِهِ «وَكُلَّ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ»، يَعني الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ.

۳۴۱۱- جعفر بن برقان نے اپنی مذکورہ سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور [فَحَزَرَ] کا لفظ استعمال کیا۔ اور [وَ كُلَّ صَفْرَاءَ وَ بَيْضَاءَ] کے بعد یعنی [اَلذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ لَهُ] بھی کہا۔

٣٤١٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأَنْبَارِيُّ: أخبرنا كَثِيرٌ يَعني ابنَ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بنِ بُرْقَانَ: أخبرنا مَيْمُونٌ عن مِقْسَمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ زَيْدٍ قال: فَحَزَرَ النَّخْلَ وَقال: فَأَنَا أَلِي جِذَاذَ النَّخْلِ وَأُعْطِيكُم نِصْفَ الَّذِي قُلْتُ.

۳۴۱۲- جناب مقسم نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا۔ اور زید کی (مذکورہ بالا) حدیث کی مانند بیان کیا۔ اس کے لفظ تھے [فحزر النخل] ''پھل کی مقدار کا اندازہ لگایا'' اور کہا: (اگر تم اس اندازے پر مطمئن نہیں ہو تو) پھل کی تڑائی میں کر لوں گا اور جو میں نے کہا ہے اس کا آدھا تمہیں دے دوں گا۔''

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الْخَرْصِ (التحفة ٣٦)

باب: ۳۵- درختوں پر لگے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگانا

٣٤١٣- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ:

۳۴۱۳- ام المومنین حضرت عائشہ ڈٹاٹٹا بیان کرتی

٣٤١١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٩/ ١٤١ من حديث أبي داود به.
٣٤١٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.
٣٤١٣ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٠٦.

حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ الْيَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذٰلِكَ الْخَرْصِ أَمْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذٰلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثِّمَارُ وَتُفَرَّقَ.

ہیں کہ جب کھجوریں پکنے کے قریب آتیں تو ان کے کھائے جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرماتے وہ ان کے پھلوں کی مقدار کا اندازہ لگاتے۔ پھر وہ یہودیوں کو اختیار دیتے کہ وہ یا تو اس اندازہ کردہ مقدار سے اپنا حصہ لے لیں یا مسلمانوں کو دے دیں' اور یہ سب اس لیے ہوتا کہ پھل کھائے جانے سے پہلے اس کی زکوٰۃ (عشر) کا حساب لگایا جا سکے اور تقسیم کیا جا سکے۔

فائدہ: مذکورہ روایت اور اوپر بیان کردہ دیگر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اس فن میں ماہر تھے۔ اور یہ کہ ایک مبنی برانصاف طریقۂ کار کے مطابق پیداوار تقسیم کی جاتی تھی۔

٣٤١٤- حَدَّثَنا ابنُ أَبي خَلَفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَابِقٍ عن إبْرَاهِيمَ بنِ طَهْمَانَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ أَنَّهُ قالَ: لَمَّا أَفَاءَ الله عَلَى رَسُولِهِ خَيْبَرَ فَأَقَرَّهُمْ رَسُولُ الله ﷺ كَمَا كَانُوا، وَجَعَلَهَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَبَعَثَ عَبْدَ الله بنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ.

۳۴۱۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ عزوجل نے خیبر اپنے رسول کو بطور فے عنایت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اس کی زمینوں پر ویسے ہی رہنے دیا جیسے کہ وہ پہلے تھے اور ان کے اور اپنے درمیان متعین حصے طے کر لیے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا جنہوں نے ان پر پھلوں کا اندازہ لگایا۔

٣٤١٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ قالَا: أخبرنَا ابنُ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: خَرَصَهَا

۳۴۱۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار وسق کا اندازہ لگایا تھا۔ اور پھر جب یہودیوں کو اختیار دیا تو انہوں نے پھل لے لیا اور ان کے ذمے (مسلمانوں کا) بیس ہزار

٣٤١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٧ عن محمد بن سابق به، وهو في مشيخة إبراهيم بن طهمان، ح: ٣٧ ☆ أبوالزبير عنعن في هذا اللفظ، والحديث الآتي يغني عن هذا الحديث.

٣٤١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٣/ ١٩٤، ١٩٥، ح: ١٠٥٦١ عن محمد بن بكر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٦، ومصنف عبدالرزاق، ح: ٧٢٠٥، وانظر الحديث السابق.

ابنُ رَوَاحَةَ أَرْبَعِينَ أَلْفَ وَسْقٍ وَزَعَمَ أَنَّ الْيَهُودَ لَمَّا خَيَّرَهُمُ ابنُ رَوَاحَةَ أَخَذُوا الثَّمَرَ وَعَلَيْهِمْ عِشْرُونَ أَلْفَ وَسْقٍ.

وسق آ گیا۔

اجارے کے احکام ومسائل

اجارہ اور اجر دونوں کا بنیادی مفہوم اُجرت پر کچھ دینا ہے۔قرآن مجید نے اُجرت کے الفاظ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کے باہمی معاہدے کے ساتھ ساتھ دودھ پلانے والی عورت کے حق کے لیے بھی استعمال کیے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ (الطلاق:٦) نیز اسی حوالے سے سورۃ البقرہ کی ۲۳۳ نمبر آیت دیکھیے۔

فقہاء نے اجارہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اجارہ کسی چیز کو اپنی ملکیت میں رکھتے ہوئے متعین عوض (اجرت) کے بدلے مقررہ مدت کے لیے اس کی منفعت دوسرے کو دینے کا نام ہے۔ جس طرح گھر اور سواری کرائے پر دی جاتی ہے یا جس طرح کوئی مزدور اُجرت پر اپنی خدمات فروخت کرتا ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک پھل دار درخت یا انگور کی بیل کرائے پر نہیں چڑھائی جا سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے درخت یا بیل کا پھل دوسرے کو ملتا ہے اور وہ منفعت نہیں ''ایک چیز'' ہے جس کی ملکیت دوسرے کو منتقل ہوتی ہے۔ نیز حاصل کرنے والا اسے صرف کر ڈالتا ہے۔

اسی طرح ان کے نزدیک دودھ دینے والے جانور دودھ وغیرہ کے لیے کرائے پر نہیں دیے جا سکتے کیونکہ دودھ منفعت نہیں "ایک چیز" ہے جو دوسرے کی ملکیت میں جا کر صرف ہو جاتی ہے۔(فقہ السنۃ : ۴/۱۱۹' الفقه الاسلامی وادلته: ۴/۷۳۳)

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک اجارے کی جو تعریف فقہاء نے کی ہے اس میں دودھ پلانے والی عورت کے حق الخدمت کو اجرت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ قرآن نے اس کو "اجر" قرار دیا ہے۔ اس لیے فقہاء کی بیان کردہ تعریف درست نہیں۔ فقہاء نے تو اپنی وضع کردہ تعریف پر اصرار کرتے ہوئے الٹا قرآن کے حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا ہے اور کئی قسم کی تاویلیں اختیار کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مرضعہ کو اُجرت دودھ کی نہیں بلکہ بچے کو گود میں لینے اور سینے سے لگانے وغیرہ کی دی جاتی ہے۔ دودھ اصل مقصود ہی نہیں وہ ویسے ہی بچے کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ یہ تاویلیں نقل کر کے کہتے ہیں کہ "ان حضرات نے حقائق کو اُلٹ دیا ہے۔ مقصود (یعنی بچے کا بطور غذا دودھ پینا) کو ذریعہ قرار دے دیا ہے اور ذریعے (گود میں اُٹھانا' سینے سے لگانا) کو مقصد بنا دیا ہے۔ (اعلام الموقعین: ۲/۲۱'۲۲ ملخصًا) اس میں کوئی شک نہیں کہ فقہی تعریفیں انسانی کاوش ہیں۔ جس میں غلطی کا امکان موجود رہتا ہے۔ اجارے کی تعریف کرتے ہوئے قرآن نے جہاں اجر کا لفظ بولا ہے' تعریف وضع کرتے ہوئے اس کو پیش نظر رکھنا چاہیے تھا۔ کیونکہ قیاس تو ہوتا ہی نص قرآن یا نص حدیث کی بنیاد پر ہے۔ یہ بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے کہ خود تعریف کر کے قرآن کے کسی حکم کو خلاف قیاس قرار دے دیا جائے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اصول کہ اجارہ منفعت کا معاہدہ ہے عین یا چیز کا نہیں سرے ہی سے غلط ہے۔ ان کے اپنے الفاظ میں: "اس اصل پر نہ قرآن دلالت کرتا ہے نہ سنت نہ اجماع اور نہ قیاس صحیح۔" ان کے نزدیک جس طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے اس کے منافع سے استفادے کا معاہدہ اجارہ ہوتا ہے اسی طرح اصل چیز کے باقی رہتے ہوئے ان اشیاء کے بارے میں معاہدہ بھی جو بتدریج اس سے حاصل ہوتی رہتی ہیں' اجارہ ہی کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان کے نقطۂ نظر کے مطابق درخت یا دودھ دینے والے جانور کو اجارہ (کرایہ) پر دینا درست ہوگا۔ کیونکہ قرآن نے دودھ پلانے والی (مُرْضِعَه) کے حق خدمت کو خود "اجر" قرار دیا ہے۔(اعلام الموقعین' فصل إجارة الظئر' ص: ۳۱-۳۲)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف اگر چہ وہ نہیں جو ابن قیم رحمہ اللہ کا ہے لیکن اعتراض کی حد تک دونوں میں اتفاق نظر آتا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک دودھ کے لیے ایک یا دو بھیڑوں کو اجارے پر دینا ناجائز سمجھتے ہیں لیکن دودھ ہی کے لیے پورا ریوڑ اجارے پر دینے کی اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ اس معاملے میں صحیح ترین قیاس یہ ہے کہ ''دودھ کی غرض سے ایک بھیڑ کے اجارے کو رضاعت کے لیے دودھ پلانے والی کی اُجرت پر قیاس کیا جائے۔'' (المحلی: ۸/۱۸۹، ۱۹۰) امام ابن قیم رحمہ اللہ کا استدلال اور ان کی تعریف باقی فقہاء کی وضع کی ہوئی تعریف کے بالمقابل قیاس صحیح اور قرآن مجید کے قریب تر ہے۔

جدید اسلامی بنکاری میں لیزنگ (Leasing) کو اجارہ قرار دیا جا رہا ہے اور اس تصور کو مغربی ممالک کے بنکوں میں بھی وسیع پیمانے پر اختیار کیا گیا ہے۔

بنکوں کے طریق کار کے مطابق چیز قانونی طور مالک ہی کی ملکیت رہتی ہے۔ استعمال کے حقوق البتہ لینے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ اجرت یا کرایہ اس طرح مقرر کیا جاتا ہے کہ بنک اپنے اثاثے کی قیمت کچھ منافع سمیت مقررہ مدت میں بالاقساط وصول کر لیتا ہے۔ یہ مدت عام طور پر وہی ہوتی ہے جو چیز بنانے والے کے مطابق یا عرف عام میں اس چیز کی طبعی عمر ہوتی ہے۔ مدت پوری ہونے سے پہلے اگر معاہدہ منسوخ نہیں ہوا تو کامیابی سے معاہدہ پورا ہونے کے بعد وہ چیز استعمال کرنے والے ہی کو دے دی جاتی ہے کیونکہ بنک کے نزدیک اس کی طبعی عمر پوری ہو جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل) کار وغیرہ کی لیزنگ اسلامی طریقے پر اسی صورت کے مطابق کی جا سکتی ہے۔ اس کو بنک فنانس لیز کہتے ہیں۔

اگر کوئی چیز کم یا درمیانی مدت کے لیے اجارہ پر استعمال کے لیے دی جائے اور جب ایک استعمال کرنے والے کے ساتھ معاہدے کی مدت ختم ہو جائے تو مالک چیز اس سے واپس لے کر کسی دوسرے کو استعمال کے لیے اجارے پر دے دے تو اس کو بنک استعمالی اجارہ کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں بنکوں میں جن معاہدوں کو اجارے پر مبنی قرار دیا جا رہا ہے ان میں اجارے کی شرعی شرائط میں سے بعض کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اجارے کی اسلامی صورت کے مطابق اُجرت یا کرائے پر دی گئی چیز کو لاحق ہونے والے خطرات اور نقصانات کا ذمہ دار مالک ہوتا ہے' چیز لینے والے پر اس سلسلے میں کوئی

بار نہیں ڈالا جا سکتا۔ جبکہ آج کل بنک یہ ذمہ داری اجارے پر چیز لینے والے فریق پر ڈال دیتے ہیں۔ اگر اس قباحت کو درست کر لیا جائے تو بنک کا معاہدۂ اجارہ شرعاً درست ہو گا ورنہ نہیں۔

اگر امام ابن قیم رحمہ اللہ کی وسیع تر تعریف کو قبول کر لیا جائے (جو کہ درحقیقت صحیح ترین تعریف ہے) تو اسلامی بنکاری کا دائرہ بہ آسانی زرعی میدانوں تک پھیلایا جا سکتا ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ترتیب کی مناسبت سے کتاب الاجارہ کو کتاب البیوع کے وسط میں رکھا ہے۔ تقریباً گیارہ ابواب میں ذکر کی گئی احادیث مبارکہ معاہدۂ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہیں۔ زیادہ تر احادیث اجرت پر مختلف خدمات (معلم کی خدمات' معالج کی خدمات وغیرہ) حاصل کرنے کے بارے میں ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح کی خدمات میں اجارہ جائز ہو گا اور کس طرح کی خدمات میں ناجائز ہو گا۔ ان احادیث کے ذریعے سے معاہدۂ اجارہ کے مختلف پہلوؤں پر کیا روشنی پڑتی ہے۔ اس کی تفصیل احادیث کے مطالب کے ضمن میں آئے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم . . .) كِتَابُ الإِجَارَةِ (التحفة . . .)

اجارے کے احکام ومسائل

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الْمُعَلِّمِ (التحفة ٣٧)

٣٤١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عن مُغِيرَةَ بنِ زِيَادٍ، عن عُبَادَةَ بنِ نُسَيٍّ، عن الأَسْوَدِ بنِ ثَعْلَبَةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قالَ: عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا فَقُلْتُ: لَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ الله لآتِيَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَلَأَسْأَلَنَّهُ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! رَجُلٌ أَهْدَى إِلَيَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ أُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْآنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ وَأَرْمِي عَنْهَا فِي سَبِيلِ الله تَعَالَى. قالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّ أَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا».

باب:٣٦-تعلیم دینے والے کی کمائی کا بیان

۳۴۱۶-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ میں نے اہل صفہ کے کچھ افراد کو قرآن پڑھایا اور لکھنا سکھایا۔ تو ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک قوس (کمان) ھَدِیَّتاً دی۔ میں نے (دل میں) کہا: یہ کوئی اہم مال بھی نہیں ہے اور میں جہاد میں اس کے ذریعے سے تیراندازی ہی کرسکتا ہوں' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کے متعلق پوچھتا ہوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نے ایک کمان ہدیہ کی ہے جسے میں نے لکھنا سکھایا اور قرآن پڑھایا ہے۔ اور یہ کوئی اہم مال بھی نہیں' میں اس کے ذریعے سے جہاد میں تیراندازی ہی کرسکتا ہوں۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ تمہیں آگ کا طوق پہنایا جائے تو اسے قبول کرلو۔''

٣٤١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الأجر على تعليم القرآن، ح:٢١٥٧ من حديث وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٢٢٦، وصححه الحاكم: ٢/ ٤١، ٤٢، ووافقه الذهبي.

٣٤١٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَني بِشْرُ بنُ عَبْدِ الله بنِ يَسَارٍ: قالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَني عُبَادَةُ بنُ نُسَيٍّ عن جُنَادَةَ بنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، فَقُلْتُ: مَا تَرَى فِيهَا يَارَسُولَ الله؟ فقالَ: «جَمْرَةٌ بَيْنَ كَتِفَيْكَ تَقَلَّدْتَها أَوْ تعلَّقْتَها».

۳۴۱۷-جناب جنادہ بن ابی امیہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا اور پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''یہ انگارہ ہے جسے تو نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال لیا ہے۔''

فائدہ: مُعلّم (قرآن) کی کمائی: قرآن مجید کی تعلیم دینے والے کی اجرت پر فقہاء نے طویل بحثیں کی ہیں۔ مختلف روایات' عمل صحابہ اور آثار سلف کو سامنے رکھا جائے تو قرآنِ مجید کی تعلیم کے حوالے سے تین صورتیں سامنے آتی ہیں: ① قرآنِ مجید کی تعلیم مسلمان معاشرے کی اجتماعی ذمہ داری ہے' تمام ایسے لوگ جو قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے کام کاج سے وقت نکال کر قرآن مجید کی تعلیم دیں جس طرح حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے کچھ لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ یہ عمل خالصتاً لوجہ اللہ ہونا چاہیے۔ اس پر کسی طرح کی اجرت لینا ناجائز ہے۔ اس باب کی دونوں حدیثوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ لیکن دوسری روایات سے اس کا جواز ثابت ہے' جیسے حضرات صحابہ کا ایک سفر میں دَم کر کے اس کے بدلے میں بکریاں لینے کا واقعہ ہے جس کی نبی ﷺ نے نفی نہیں فرمائی' بلکہ اس کی توثیق فرما کر اس کی تحسین فرمائی۔'' (صحیح البخاری' الإجارة' باب ما يعطى في الرقية) یہ واقعہ یہاں بھی اگلے باب میں آ رہا ہے۔ ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ تعلیم قرآن پر اس شخص کا اجرت لینا مستحسن نہیں جو اس سے بے نیاز ہو۔ تاہم دوسرے لوگوں کے لیے اس کے جواز سے مفر نہیں۔ بالخصوص جب کہ موجودہ مسلمان ممالک میں حکومتی سطح پر تعلیم و تدریس قرآن کا قطعاً کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی کہ بعد کے زمانوں میں لوگ قرآن مجید پڑھ کر اس کے ذریعے لوگوں سے سوال کیا کریں گے۔ (جامع الترمذی' فضائل القرآن' باب:۲۵) اس سے مراد ایسے لوگ ہیں جن کا پیشہ ہی مانگنا ہوتا ہے۔ بھیک کے لیے قرآن کو استعمال کرنا چونکہ قرآن کی عظمت و حرمت کے منافی ہے' اس لیے واقعی یہ انداز مذموم اور حرام ہے۔ ③ اگر کوئی حکومت یا ادارہ محسوس کرے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے عمومی کوششیں ناکافی ہیں اور وہ ایسے لوگوں کی خدمات حاصل کریں جو دیگر ذرائع معاش کو ترک کر کے صرف اسی

٣٤١٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٥ من حديث أبي داود، وأحمد: ٣٢٤/٥ من حديث بشر بن عبدالله به.

کام میں مشغول ہو جائیں اور ہمہ وقت مدارس وغیرہ میں قرآن مجید کی تعلیم دیں تو ان کے لیے مناسب وظیفۂ معاش مقرر کرنا جائز ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کیا تھا کہ حضرت عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کی خدمات حاصل کر کے انہیں شام بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور فقہ سکھائیں۔ (اسد الغابہ: ۳، تذکرہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دین سکھانے کے لیے بصرہ روانہ فرمایا۔ (اسد الغابہ: ۴، تذکرہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ) یہ بات قابل غور ہے کہ اپنے طور پر قرآن پڑھانے کی اجرت سے منع کرنے کی روایات حضرت عمران بن حصین اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما ہی سے منقول ہیں۔ یہی حضرات قرآن مجید کی قراءت اور تعلیم کی طرف متوجہ تھے اور یقیناً اس پر کوئی اجرت قبول نہ فرماتے تھے، لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ حکومت کی طرف سے ان کی خدمات حاصل کیں تو انہوں نے یہ منصب قبول کرلیا۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الْأَطِبَّاءِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۷- طبیبوں کی کمائی کا بیان

٣٤١٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبِي بِشْرٍ، عن أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُم فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، قال: فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ، فَشَفَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فقالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَكُم، فَقَال بَعْضُهُم: إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَشَفَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ فَلَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ

۳۴۱۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کی ایک جماعت سفر میں گئی۔ انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا اور ان سے ضیافت طلب کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ایسے ہوا کہ اس قبیلے کے سردار کو (بچھو وغیرہ نے) ڈنک مار دیا۔ انہوں نے اس کا ہر طرح سے علاج کیا، مگر اسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تو ان میں سے کسی نے کہا: اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے ہاں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں، شاید ان میں کسی کے پاس کوئی چیز ہو جو تمہارے آدمی کے لیے مفید ہو۔ (تو بعض آدمی آئے) اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو وغیرہ نے ڈنک مار دیا ہے اور ہم نے اس کا ہر طرح سے علاج معالجہ کیا ہے مگر اسے فائدہ نہیں ہوا۔ تو کیا تم میں

٣٤١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب ما يعطي في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب، ح: ٢٢٧٦ من حديث أبي عوانة، ومسلم، السلام، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ح: ٢٢٠١ من حديث أبي بشر به.

شَيْءٌ يَشْفِي صَاحِبَنَا - يَعني رُقْيَةً، فَقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِنِّي لَأَرْقِي وَلٰكِن اسْتَضَفْنَاكُم فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا. فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيَتْفِلُ حَتَّى بَرِئَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، قال: فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُ الَّذِي صَالَحُوهُ عَلَيْهِ، فَقَالُوا: اقْتَسِمُوا فَقالَ الَّذِي رَقى: لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ الله ﷺ فَنَسْتَأْمِرَهُ، فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ. أَحْسَنْتُمْ وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ».

سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے آدمی کے لیے مفید ہو؟ ان کا مقصد دم تھا۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا: میں دم کرتا ہوں۔ لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تھی جس کا تم نے انکار کر دیا' تو میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم کوئی عوض نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا طے کیا۔ پھر وہ صحابی اس کے پاس گئے اور اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔ وہ اس دوران میں اس پر (ہلکا ہلکا) لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتی کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ کسی بندھن سے کھل گیا ہو۔ تو انہوں نے جو معاوضہ طے کیا تھا وہ دے دیا (بکریاں حوالے کر دیں۔) ساتھیوں نے کہا کہ انہیں آپس میں تقسیم کر لیں' تو جس نے دم کیا تھا اس نے کہا: ایسے مت کرو حتی کہ پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے مشورہ کریں۔ چنانچہ وہ صبح کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ کو یہ قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تمہیں کہاں سے خبر ہوئی تھی کہ یہ دم بھی ہے؟ تم نے بہت خوب کیا۔ میرا بھی اس میں حصہ رکھو۔''

٣٤١٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنَا هِشَامُ بنُ حَسَّانَ عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَخِيهِ مَعْبَدِ بنِ سِيرِينَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

۳۴۱۹- معبد بن سیرین نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

٣٤١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يزيد بن هارون، انظر الحديث السابق، والبخاري، فضائل القرآن، باب فضل فاتحة الكتاب، ح: ٥٠٠٧ من حديث هشام بن حسان به.

٣٤٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ. فَارْقِ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ. فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً وَكُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ، ثُمَّ تَفَلَ، فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلْ فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ، لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ».

۳۴۲۰-جناب خارجہ بن صلت نے اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صُحار تمیمی ﷛) سے روایت کیا کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا: تم اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے پاس سے خیر (قرآن اور ذکر اللہ) لے کر آئے ہو چنانچہ ہمارے اس شخص پر دم کر دو۔ پھر وہ لوگ ان کے پاس ایک مجنون (دیوانے) کو لائے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے تین دن تک صبح شام سورۂ فاتحہ کا دم کیا' وہ جب بھی اسے ختم کرتے تو اپنا لعاب جمع کرتے اور اس پر پھونک دیتے۔ پھر وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ بندھن سے کھول دیا گیا ہو۔ اُن لوگوں نے ان کو کچھ دیا تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور یہ سب بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ' قسم میری عمر کی! لوگ باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں اور تم نے حق سچ دم سے کھایا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① (طبابت) علاج معالجہ ایک مشروع اور جائز فن اور حلال کسب ہے اس میں قرآن کے ذریعے سے دم کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ ② فاتحہ اور دیگر آیات قرآنی کو بطور علاج دم کرنا کرانا جائز ہے اور جسم پر پھونک مارنا جب کہ اس میں لعاب کی آمیزش ہو مباح ہے۔ ③ اس پر ملنے والا معاوضہ بھی حلال اور طیب ہے۔ مگر محض (طب روحانی ہی کو) کسب بنا لینا سلف سے ثابت نہیں۔ ④ صحابۂ کرام ﷡ اپنے رزق کے معاملے میں انتہائی محتاط ہوا کرتے تھے اور یہی چیز ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ رزق حلال کھائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا' آپ ﷺ ہی کے ساتھ خاص ہے آپ نے اسی طرح اپنی عمر کی قسم کھائی جس طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر:۷۲) ''آپ کی عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں ہیں۔''

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۸- پچھنے لگانے والے کی کمائی کا بیان

٣٤٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٨٧٦ من حديث شعبة به

* عمه هو علاقة بن صُحَار رضي الله عنه.

٣٤٢١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عن يَحْيَى، عن إبْرَاهِيمَ بنِ عَبْدِ الله يَعني ابنَ قَارِظٍ عن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ».

۳۴۲۱-حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والے کی کمائی ناپسندیدہ ہے' کتے کی قیمت خبیث ہے اور بدکار عورت کی خرچی خبیث ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس باب میں آپ ﷺ سے یہ منقول ہے کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی خبیث ہے۔ اسی طرح یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پچھنے لگوا کر لگانے والے کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی ہے کہ حضرت ابن محیصہ کے دادا نے ایسی کمائی کے بارے میں مسلسل سوال کیا تو آپ نے انہیں' اس طرح کی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے کی اجازت دی۔ پچھنے لگانے میں چونکہ ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ منہ سے مریض کا خون چوسا جاتا تھا' لہٰذا اس نسبت سے اسے خبیث یعنی ناپسندیدہ کہا گیا ہے' ورنہ یہ مطلقاً حرام نہیں۔ ایسا ہوتا تو آپ پچھنے لگانے والے کو خود عطا کرتے نہ ایسی کمائی اونٹ یا غلام کو کھلانے ہی کی اجازت دیتے۔ یہ امکان بھی ہے کہ پچھنے لگانے والے جسم سے نکلا ہوا خون فروخت کر دیتے تھے۔ (نیل الاوطار: ۵/۳۲۱) ② کتا چونکہ حرام جانور ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔ البتہ بعض لوگ شکاری کتا (کلب مُعلّم) خریدنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ③ زنا کاری سے حاصل شدہ آمدنی کے حرام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

٣٤٢٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ مُحَيِّصَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ الله ﷺ في إِجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَنَهَاهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حتَّى أَمَرَهُ أَنِ اعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَرَقِيقَكَ.

۳۴۲۲-جناب ابن محیصہ (حرام بن سعد بن محیصہ) اپنے والد (یعنی دادا) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے (محیصہ رضی اللہ عنہ نے) رسول اللہ ﷺ سے پچھنے لگانے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا' تو آپ نے انہیں منع فرما دیا۔ وہ پھر بھی آپ سے سوال کرتے اور اجازت چاہتے رہے حتی کہ آپ نے انہیں حکم دیا کہ اسے اپنی اونٹنی اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

٣٤٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب، وحلوان الكاهن . . . الخ، ح:١٥٦٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٤٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كسب الحجام، ح:١٢٧٧ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٢١٦٦، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٩٧٤، وسقط منه: "عن أبيه"، وهو غلط.

٣٤٢٣- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ الله ﷺ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ عَلِمَهُ خَبِيثًا لَمْ يُعْطِهِ.

۳۴۲۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت دی۔ اگر یہ کام یا اجرت خبیث (حرام) ہوتی تو اسے نہ دیتے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کے قول سے مذکورہ بالا حدیث نمبر ۳۴۲۱ میں وارد لفظ "خبیث" کا ترجمہ واضح ہو گیا ہے۔

٣٤٢٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قالَ: حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ الله ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

۳۴۲۴- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوطیبہ (نافع) ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنے لگائے تو آپ نے اسے ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ اور اس کے مالکوں سے سفارش فرمائی کہ اس پر لاگو خراج میں تخفیف کریں۔

(المعجم ٣٩) - بَابٌ: فِي كَسْبِ الإِمَاءِ (التحفة ٤٠)

باب: ۳۹- لونڈیوں سے بدکاری کرا کے مال حاصل کرنا

٣٤٢٥- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مُحَمَّدِ بنِ جُحَادَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ كَسْبِ الإِمَاءِ.

۳۴۲۵- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یعنی لونڈی جب بدکاری یا گانے بجانے سے مال کماتی ہو تو سراسر حرام ہے۔

٣٤٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب خراج الحجام، ح: ٢٢٧٩ عن مسدد به.

٣٤٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب ذكر الحجام، ح: ٢١٠٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٤، ورواه مسلم، ح: ١٥٧٧ من حديث حميد الطويل به.

٣٤٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب كسب البغي والإماء، ح: ٢٢٨٣ من حديث شعبة به.

٣٤٢٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: أخبرنا عِكْرِمَةُ: حَدَّثَني طَارِقُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ قال: جَاءَ رَافِعُ بنُ رِفَاعَةَ إِلَى مَجْلِسِ الأَنْصَارِ فقال: لَقَدْ نَهَانَا نَبِيُّ الله ﷺ الْيَوْمَ فَذَكَرَ أَشْيَاءَ، وَنَهَانَا عَنْ كَسْبِ الأَمَةِ إِلَّا مَا عَمِلَتْ بِيَدِهَا، وَقالَ هٰكَذَا بِأَصَابِعِهِ نَحْوَ الْخَبْزِ وَالْغَزْلِ وَالنَّفْشِ.

۳۴۲۶-جناب طارق بن عبدالرحمٰن قرشی نے بیان کیا کہ جناب رافع بن رفاعہ رضی اللہ عنہ انصاریوں کی ایک مجلس میں آئے اور کہا کہ آج نبی ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اور کئی چیزیں ذکر کیں اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ نے ہمیں لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے جو اس کے ہاتھ کی کمائی ہو۔ اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مثلاً روٹی پکائے' اون کاتے یا دُھنکے۔

فائدہ: عورتوں کے لیے گھریلو دستکاریاں ایک اچھا مشغلہ ہیں۔ انہیں اس میں مہارت حاصل کرنی چاہیے تاکہ وہ ان میں مشغول رہیں اور دیگر لغویات سے محفوظ رہیں۔

٣٤٢٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ عن عُبَيْدِالله يَعني ابنَ هُرَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ رَافِعٍ هُوَ ابنُ خَدِيجٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ كَسْبِ الأَمَةِ حَتَّى يُعْلَمَ مِنْ أَيْنَ هُوَ.

۳۴۲۷-جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ جانا جائے کہ کہاں سے کمایا ہے۔

فائدہ: مالک کو علم ہونا چاہیے کہ اس کے کارندے یا بچے کہاں سے کس کس طرح سے کمائی کر کے لاتے ہیں، تاکہ حلال وطیب کا یقین ہو اور مشکوک وحرام سے بچا اور بچایا جا سکے۔

(المعجم . . .) - باب حُلْوَانِ الْكَاهِنِ (التحفة ٤١)

باب:...... کاہن کا ''نذرانہ'' (حرام ہے)

٣٤٢٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ عن سُفْيَانَ، عن

۳۴۲۸-حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٤٢٦- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤١ عن هاشم بن القاسم به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٢، وتعقبه الذهبي، والصواب خلافه، وله شواهد.

٣٤٢٧- تخريج: [حسن] أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٢ من حديث أحمد بن صالح به، وللحديث شواهد، وهو بها حسن.

٣٤٢٨- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الكهانة، ح: ٥٧٦١، ومسلم، المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن . . . الخ، ح: ١٥٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

نبی ﷺ نے کتے کی قیمت' بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: کاہن وہ ہیں جو لوگوں کو مستقبل کی خبریں اور قسمت کے احوال بتاتے ہیں' یہ کذاب لوگ ہوتے ہیں' ان کے پاس جانا ہی حرام ہے۔ اگر کوئی ان کی پیش گوئی کو سچ مانے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (صحيح مسلم' السلام' حديث:٢٢٣٠) انہیں کچھ دینا بھی حرام ہے اور ان کی اپنی کمائی بھی حرام ہے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي عَسْبِ الْفَحْلِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۰- جانور کو جفتی کرانے کی اجرت لینا

٣٤٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: أَخْبَرَنَا إسْمَاعِيلُ عن عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ عَسْبِ الْفَحْلِ.

۳۴۲۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو جفتی کرانے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: مویشی پالنے والے جانتے ہیں کہ چراگاہوں میں ریوڑوں کے ریوڑ چرتے پھرتے ہیں اور فطری طریقے پر جانوروں کا ملاپ ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل کی اجرت یا قیمت نہ طے ہو سکتی ہے نہ اس کی اُجرت وصول کرنے کی غرض سے جانوروں کو فطری ملاپ سے روکنا روا ہے۔ حدیث مبارک: ''مادہ جانوروں کا حق ہے کہ نر جانور ان سے ملاپ کریں۔'' (صحیح مسلم' حدیث:۹۸۸) اسی چیز پر دلالت کرتی ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے اس پر قیمت یا اجرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ ایک صحابی نے جب اصرار سے پوچھا کہ ہم جب (طلب کرنے پر) اپنا نر جانور لے جاتے ہیں تو وہاں ہمارا اکرام کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی۔ اس اجازت سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ خرید وفروخت سے ہٹ کر جانور رکھنے والوں کی سہولت کیلئے لین دین کا جو رواج موجود ہے اسے ختم کر کے سسٹم کو خراب کرنا مقصود نہیں۔
چراگاہوں کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر بعض اوقات نر جانور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اس صورت کو سامنے رکھ کر امام مالک ؒ نے نسل کے زیاں سے بچنے کے لیے اس کی اجازت دی ہے۔ (فتح الباری:۴/ ۵۸۲)
جب سے جانوروں کے مالکوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ دودھ وغیرہ کے حصول کے لیے اچھی نسل

٣٤٢٩- تخريج: أخرجه البخاري، الإجارة، باب عسب الفحل، ح: ٢٢٨٤ عن مسدد به.

کے جانوروں کی پیدائش ضروری ہے تو اچھی نسل کے نروں کی مانگ بڑھ گئی ہے' بلکہ اب تو مصنوعی نسل کشی کا جدید طریقہ رائج ہو گیا ہے۔ اب اچھی نسل کے نر اسی غرض سے پالے جاتے ہیں' ان پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان سے حاصل ہونے والے مادے سے مصنوعی طور پر نسل کشی کی جاتی ہے۔ اگر اس کے لیے باقاعدہ قیمت یا اجرت کا تعین کرنے کی بجائے ''اکرام'' کے تحت لین دین کا طریقہ رائج ہو جائے تو شرعاً اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ قدیم فقہاء اور مفسرین نے ملاپ کے عمل پر اجرت یا قیمت نہ لینے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جس چیز کی اجرت لی جا رہی ہے' اس کی نہ مقدار کا تعین ہو سکتا ہے' نہ اس کی فراہمی یقینی ہوتی ہے اس لیے یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز کی اجرت ہوگی۔ جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اگر حرمت کی یہ وجہ صحیح تسلیم کر لی جائے تو مصنوعی نسل کشی کے طریقوں کی وجہ سے اب یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز نہیں رہی۔ جدید تکنیک کے ذریعے سے باقاعدہ متعین مقدار میں نر جانور کا مواد مادہ جانور کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح تو اجرت کا بھی جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خود مصنوعی نسل کشی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز پر تابیر (کھجور کے پھل دینے والے درختوں پر نر کھجور کا بور لا کر ڈالنا) کی حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پیداوار حاصل کرنے کے اس مصنوعی طریقے کو آپ نے فطری طور پر ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے کھجوروں کی پیداوار کم ہو گئی ہے تو آپ نے باقاعدہ اس کی اجازت دے دی۔ اس حدیث کی رو سے نر کا مواد مصنوعی طریقے سے مادہ تک پہنچانے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان تجارتی طریقوں کی بجائے فطری طریقوں کو رائج کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ رفاہِ عامہ کی غرض سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں تاکہ فطری طریقوں سے اعلیٰ نسل کے جانور حاصل ہوں اور لوگ تجارتی بنیادوں پر اس کا انتظام کرنے کی مجبوری سے بچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ''جانوروں کے حق'' کے حوالے سے جو اشارہ فرمایا ہے وہ رفق بالحیوانات (جانوروں سے نرمی کا سلوک کرنا) کی بہترین مثال ہے۔ ان حقوق کو پورا کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ حکومتیں بڑے پیمانے پر اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الصَّائِغِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۱-سناروں کی کمائی کا بیان

٣٤٣٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۳۴۳۰-جناب ابوماجدہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک

٣٤٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٧ من حديث حماد بن سلمة به * أبوماجدة مجهول، وقال البخاري: "هو حديث مرسل، لم يصح إسناده".

حَدَّثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي مَاجِدَةَ قال: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي، فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا، فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعَنَا إِلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا».

لڑکے کا کان کاٹ لیا۔ یا میرے کان سے کچھ کاٹ لیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حج کرتے ہوئے ہمارے ہاں آئے۔ ہم ان کے ہاں جمع ہو گئے' تو انہوں نے ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اس میں قصاص ہے' حجام کو بلاؤ جو اس سے قصاص لے۔ جب حجام کو بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' فرماتے تھے: ''میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام ہبہ کیا ہے' امید ہے کہ وہ اس کے لیے بابرکت ثابت ہوگا' اور میں نے اس سے کہا ہے کہ اسے کسی حجام' سنار یا قصاب کے حوالے نہ کرنا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الأَعْلَى عن ابنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ابنُ مَاجِدَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالاعلیٰ نے ابن اسحٰق سے روایت میں کہا ''ابن ماجدہ بنو سہم کا فرد تھا اور اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

٣٤٣١- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنا ابنُ إِسْحَاقَ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي مَاجِدَةَ السَّهْمِيِّ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۳۴۳۱- ابو ماجدہ (ابن ماجدہ) سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے اسی حدیث کی مانند روایت کیا۔

٣٤٣٢- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ قال: حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۳۴۳۲- ابن ماجدہ سہمی نے بواسطہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کیا۔

٣٤٣١ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٤٣٢ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٦/ ١٢٨ من حديث أبي داود به.

الْحُرَقِيُّ عن ابنِ مَاجِدَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بِمَعْنَاهُ.

فائدہ: مذکورہ تینوں روایات ضعیف ہیں۔ سونے چاندی کی بیع کرنے والے اور اس کے زیورات بنانے والے (یعنی سنار) نبی علیہ السلام کے دور میں موجود تھے۔ آپ سے پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حرم مکہ کی اذخر (گھاس) کے حلال رکھے جانے کی ایک علت یہی بیان کی تھی کہ یہ ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے اور صرّاف لوگ بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی طرح سے ثابت ہے کہ سنار کی کمائی امانت و دیانت کی شرط پر ایک حلال کمائی ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں۔ عیب تو خیانت اور جھوٹ میں ہے خواہ کسی میں ہو' کہیں بھی ہو۔ (صحیح البخاری' البیوع' باب ماقیل فی الصوّاغ)

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْعَبْدِ يُبَاعُ وَلَهُ مَالٌ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۲- مال دار غلام جو فروخت کیا جا رہا ہو

٣٤٣٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إلَّا أنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ، وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا مُؤَبَّرًا فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ إلَّا أنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۳- حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلام بیچا اور اس کے پاس مال بھی ہو تو یہ مال اس کے فروخت کرنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔ اور جس نے تابیر شدہ کھجور بیچی تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا الا یہ کہ خریدار شرط کر لے۔“

توضیح: کھجوروں پر پھل آنے سے پہلے ان کی خاص انداز سے اصلاح کی جاتی ہے اور مادہ کھجوروں میں نر کا بور وغیرہ ڈالا جاتا ہے' اسے تابیر (بور ڈالنا' یا پیوند کاری) کہتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ اگر غیر تابیر شدہ کھجور بیچی گئی ہو اور اس پر پھل ہو تو وہ خریدار کا ہوگا۔

٣٤٣٤- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۳۴۳۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ

٣٤٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب من باع نخلاً عليها تمر، ح:١٥٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٩، ورواه البخاري، ح:٢٣٧٩ من حديث الزهري به.

٣٤٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو في نخل،◄◄

عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ، عن عُمَرَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ بِقِصَّةِ الْعَبْدِ، وَعَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ النَّخْلِ.

ﷺ سے غلام کا قصہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے کھجور کا مسئلہ بیان کیا۔

قَالَ أبُو دَاوُدَ: وَاخْتَلَفَ الزُّهْرِيُّ وَنَافِعٌ في أَرْبَعَةِ أَحَادِيثَ هٰذَا أَحَدُهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ زہری اور نافع نے چار احادیث میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

٣٤٣٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدثني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ: حَدَّثَني مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَالْمَالُ لِلْبَائِعِ، إلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ».

۳۴۳۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام فروخت کیا اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہو گا سوائے اس کے کہ خریدار شرط کر لے۔''

فائدہ: یعنی بیچتے ہوئے اصل بکنے والی چیز کے ساتھ کچھ اور وابستہ ہے تو وہ ازخود خریدار کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ ایسے زوائد پہلے مالک کے ہیں۔ ہاں اگر بیع کے دوران میں یہ طے ہو جائے کہ اصل چیز مع زوائد بیچی جا رہی ہے تو پھر یہ خریدار کی ہو گی۔

(المعجم ٤٣) - بَابٌ: فِي التَّلَقِّي (التحفة ٤٥)

باب: ۴۳- منڈی میں مال لانے والوں سے راستے ہی میں سودا کر لینا

٣٤٣٦- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا

۳۴۳۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ سامان لانے والوں سے راستے میں ملوتی کہ اسے منڈی میں اتار لیا جائے۔''

◀◀ ح: ٢٣٧٩، ومسلم، انظر الحديث السابق، من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦١٧.

٣٤٣٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠١ من حديث سفيان بن عيينة به، وانظر، ح: ٣٤٣٣ فهو شاهد له.

٣٤٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه ... الخ، ح: ٢١٣٩ وح: ٢١٦٥، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه ... الخ، ح: ١٤١٢ بعد، ح: ١٥١٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٣.

تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الأَسْوَاقَ».

فوائد و مسائل: ① جب دو شخص آپس میں کوئی سودا طے کر رہے ہوں تو کسی تیسرے کو اجازت نہیں کہ ان کے سودے میں دخل دے کر اسے خراب کر دے یا خود خرید لے۔ ② دوسرے مسئلے کی وضاحت درج ذیل حدیث میں آئی ہے۔

٣٤٣٧- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله يَعْني ابنَ عَمْرٍو الرَّقِّيَّ عن أَيُّوبَ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ، فَإِنْ تَلَقَّاهُ مُتَلَقٍّ مُشْتَرٍ فَاشْتَرَاهُ فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ بِالخِيَارِ إِذَا وَرَدَتِ السُّوقَ.

۳۴۳۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ منڈی میں سامان لانے والوں سے راستے ہی میں ملاقات کی جائے۔ (یعنی سامان خرید لیا جائے) اگر کوئی خریدار اس سے ملا ہو اور سامان خریدا ہو تو مال والے کو بازار میں آنے کے بعد اختیار ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ سُفْيَانُ: لَا يَبِعْ بَعْضُكُم عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ عِنْدِي خَيْرًا مِنْهُ بِعَشَرَةٍ.

امام ابوداود ؒ نے کہا' سفیان ؒ نے کہا: کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی یوں کہے کہ میرے پاس اس سے دس گنا بہتر ہے۔ (ایسا کہنا جائز نہیں۔)

فائدہ: راستے میں مال لانے والے سے مل کر سودا کرنے کا عموماً مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ بازار سے کم قیمت پر خرید لیا جائے اور بازار کا بھاؤ مالک کے علم ہی میں نہ آئے۔ یہ طریقہ تجارت کے آزادانہ طور پر جاری رہنے میں رکاوٹ ہے۔ مارکیٹ کے عوامل میں اس طرح کی مداخلت ممنوع ہے۔ دوسرے' مسلمان بھائی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش ہے جو مذموم ہے۔ اس لیے ممانعت کے ساتھ ہی یہ طے کر دیا گیا کہ اگر راستے میں سودا طے ہوا اور اس کے بعد بیچنے والے کو پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ دھوکا ہوا ہے تو اسے بیع واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ النَّجْشِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۴- دھوکا دینے کے لیے قیمت بڑھا چڑھا کر لگانا

٣٤٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ

۳۴۳۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٣٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية تلقي البيوع، ح: ١٢٢١ من حديث عبيدالله بن عمرو به، وقال: "حسن غريب"، ورواه مسلم، ح: ١٥١٩ من حديث محمد بن سيرين به.

٣٤٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: لا يبيع على بيع أخيه . . . الخ، ح: ٢١٤٠، ومسلم، النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى يأذن أو يترك، ح: ١٤١٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

السرحِ: حدثنا سفيان عنِ الزهريِ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَنَاجَشُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سودے پر دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر قیمت نہ لگاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① [نجش] کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص بظاہر خریدار بن کر معاملہ کرنے والوں کے درمیان قیمت زیادہ دینے کی پیش کش کر دے' حالانکہ وہ حقیقی خریدار نہ ہو۔ اور حقیقی خریدار اس دھوکے میں آ کر کہ لوگ زیادہ دے رہے ہیں' زیادہ قیمت کے عوض خریدنے پر آمادہ ہو جائے۔ بعض اوقات اس قسم کے لوگ خود دکانداروں کی طرف سے بازار میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ یہ عمل اسلامی امانت ودیانت کے خلاف ہے' منڈی کے عوامل کی آزادی میں رکاوٹ ہے اور دھوکا ہے' اس لیے حرام ہے۔ ② البتہ نیلام عام (بيع من يزيد) میں حقیقی خریدار ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دیں' تو یہ جائز ہے۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۵- شہری کو دیہاتی کا مال بیچنا منع ہے

٣٤٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، فَقُلْتُ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قالَ: لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا.

۳۴۳۹- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کا کام کرے۔ (طاوس کہتے ہیں:) میں نے وضاحت چاہی کہ اس کا کیا مفہوم ہے؟ تو کہا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلال نہ بنے۔

٣٤٤٠- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ الزِّبْرِقَانِ أَبَا هَمَّامٍ حَدَّثَهُمْ: قالَ زُهَيْرٌ - وَكَانَ ثِقَةً - عنْ يُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا يَبِعْ

۳۴۴۰- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت نہ کرے اگرچہ وہ اس کا بھائی یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔''

٣٤٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: هل يبيع حاضر لباد بغير أجر؟ . . . الخ، ح: ٢١٥٨، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢١ من حديث معمر به.

٣٤٤٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب بيع الحاضر للبادي، ح: ٤٤٩٧ من حديث يونس بن عبيد به، ورواه البخاري، ح: ٢١٦١، ومسلم، ح: ١٥٢٣ من حديث أنس به.

حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَدَّثَنا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ يُقَالُ: لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَهِيَ كَلِمَةٌ جَامِعَةٌ لَا يَبِيعُ لَهُ شَيْئًا وَلَا يَبْتَاعُ لَهُ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حفص بن عمر سے سنا' انہوں نے کہا: ہمیں ابو ہلال نے بیان کیا' انہوں نے کہا: ہم سے محمد (ابن سیرین) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ [لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ] کا کلمہ جامع معنی رکھتا ہے۔ یعنی شہری' دیہاتی کے لیے کوئی چیز بیچے' نہ کوئی چیز خریدے۔

فائدہ: اس باب میں مذکور احادیث سے دلالی کے مسئلے پر روشنی پڑتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شہری' دیہاتی کے لیے اس کی لائی ہوئی اشیاء فروخت نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مطلب ہے شہری دیہاتی کا دلال نہ بنے۔ باب کی آخری حدیث میں اس کی حکمت یہ بتائی گئی کہ لوگوں کی خرید وفروخت کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے۔ یہ مارکیٹ کی قوتوں کو آزاد رکھنے کی تلقین ہے۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے قیمتیں مقرر کر دینے کو روا نہ سمجھا بلکہ قیمتوں کو رسد اور طلب کے فطری توازن کا نتیجہ قرار دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ دیہات سے ضرورت کی اشیاء شہر میں لاتے ہیں ان کو لالچ دے کر اپنی کوششوں سے قیمتوں میں اضافہ کروانا اور پھر اس میں حصہ دار بننا بنیادی طور پر آزاد مارکیٹ میں ناپسندیدہ مداخلت ہے' اس سے اشیائے ضرورت ناروا طور پر مہنگی ہوتی ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ دوسری طرف ابوداود ہی کی کتاب البیوع کی پہلی حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بازار جا کر دلالوں کو سمسار کی بجائے جو ایک عجمی لفظ ہے' زیادہ قابل احترام نام تاجر سے پکارا جس پر یہ حضرات بہت خوش ہوئے۔ آپ نے ان کو تلقین فرمائی کہ بیع وشراء کے معاملے میں انسان سے کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں اس لیے تم لوگوں کو صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ 'دلالی' بطور ایک باقاعدہ ادارے کے موجود تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو ختم نہ فرمایا۔ شہروں میں بڑے پیمانے پر اشیائے صرف دور دراز سے آتی ہیں۔ جب مال کے ساتھ تاجر خود موجود نہ ہو' یا مال اتنا ہو کہ سارا وہ خود نہ بیچ سکتا ہو' یا مقامی زبانوں' تجارتی اصطلاحوں' طور طریقوں اور مقامی تجارتی پارٹیوں کے قابل اعتبار ہونے نہ ہونے کے بارے میں ناواقفیت کے سبب مال لانے والوں کو شدید مشکلات درپیش ہوں' تو ان کے لیے مقامی دلال یا ایجنٹ کی خدمات ضروری ہیں ورنہ وہ اپنا مال منڈی میں نہ بھیجیں گے۔ اسی لیے اس کاروبار کو ختم نہیں کیا جا سکتا نہ رسول اللہ ﷺ نے دلالوں کو کاروبار ختم کرنے کا حکم ہی دیا ہے۔ بظاہر دونوں باتیں ایک دوسرے سے متضاد نظر آتی ہیں۔ لیکن دونوں کو اپنے اپنے مقام پر رکھ کر دیکھا جائے تو حقیقتاً کوئی تضاد نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے سمسار کے کاروبار کو بند کرنے کا حکم دینے کی بجائے اس کاروبار کے ایک حصے کے بارے میں فرمایا کہ

کوئی شہری دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے' یعنی دوسرے علاقوں کے شہری تاجر دلالوں کی خدمات سے مستفید ہو سکتے ہیں' البتہ شہر کے اردگرد کے لوگ جو اپنی زرعی پیداوار شہر میں بیچنے کے لیے لے کر آتے ہیں ان کے معاملے میں مداخلت نہ کی جائے تا کہ ان اشیاء کی خرید و فروخت فطری طریقے پر جاری رہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے۔ ہمارے فقہا نے آپ کے اس فرمان: ''اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے'' کا محض یہ مطلب لیا ہے کہ دیہات سے اشیاء لانے والے افراد منڈی میں سستی بیچ جایا کریں گے تو اس میں شہر والوں کی اجتماعی بھلائی ہوگی۔ آج کل جو کچھ سامنے آتا ہے وہ اس کے برعکس ہے۔ بلدیاتی اداروں نے دیہات سے تھوڑی مقدار میں اشیاء لانے والوں کو قانوناً مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی اشیاء دلالوں کے ذریعے سے فروخت کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک طرف تو عام گاہک کے لیے چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ دوسری طرف دیہاتیوں کو ان کی پیداوار کی بہت کم قیمت ملتی ہے۔ سارا منافع درمیان کے لوگ لے جاتے ہیں۔ روزمرہ کی اشیاء جن کی دیہات سے رسد جاری رہتی ہے' اگر دلالوں کی مداخلت سے الگ کر دی جائیں' جس طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے' تو دونوں فریقوں کو بے حد فائدہ پہنچے گا۔ یہی آپ ﷺ کے فرمان: ''مداخلت نہ کرو اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے سے رزق دیتا ہے'' کا حقیقی مفہوم ہے۔

٣٤٤١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن سَالِمِ المَكِّيِّ أَنَّ أعْرَابِيًّا حَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ بِحَلُوبَةٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَنَزَلَ عَلَى طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِالله فَقَالَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلٰكِنِ اذْهَبْ إلَى السُّوقِ فَانْظُرْ مَنْ يُبَايِعُكَ فَشَاوِرْني حَتَّى آمُرَكَ وَأَنْهَاكَ.

٣٤٤١- جناب سالم مکی سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ان سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی ایک دودھ والی اونٹنی لایا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا (اور چاہا کہ طلحہ اسے فروخت کر دیں) تو طلحہ نے کہا: بے شک نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے فروخت کرے۔ لیکن تم خود بازار جاؤ اور دیکھو کہ کون تم سے خریدنا چاہتا ہے۔ پھر مجھ سے مشورہ کر لینا حتی کہ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم نے اس سے سودا کرنا ہے یا نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ خیر القرون میں مسلمان اتباع رسول ﷺ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی میں بہت ہی اونچے درجے پر تھے۔ اس واقعے میں نبی ﷺ کے فرمان کی رعایت ملحوظ رکھتے ہوئے' دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کا بھی پورا اہتمام ہے۔

٣٤٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى الموصلي في مسنده، ح: ٦٤٣ من حديث حماد بن سلمة به ☼ ابن إسحاق عنعن، وللحديث علة عند البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٦٩، ١٧٠.

٣٤٤٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَذَرُوا النَّاسَ يَرْزُقُ الله بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ».

۳۴۴۲-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت نہ کرے۔لوگوں کو چھوڑ دو'اللہ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔“

(المعجم ٤٦) - باب مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَكَرِهَهَا (التحفة ٤٨)

باب:۴۶-اگر کسی نے دودھ روکا ہوا جانور خرید لیا ہو اور پھر وہ اسے پسند نہ آئے تو......؟

٣٤٤٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عنْ أَبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تُصَرُّوا الإِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ».

۳۴۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) خریداری کے لیے قافلوں سے مت ملو۔اور کوئی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اونٹنی یا بکری کا دودھ مت روکو۔جس نے اس قسم کا جانور خرید لیا ہو' تو دودھ دوہ لینے کے بعد اسے دو باتوں کا اختیار ہے' اگر وہ پسند ہو تو رکھ لے اور اگر پسند نہ آئے تو اسے لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔“

فائدہ: مذکورہ باب میں بنیادی طور پر یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لیے دودھ دینے والے جانور کا دودھ روکنا تا کہ گاہک اسے زیادہ دودھ دینے والا جانور سمجھ کر زیادہ قیمت دے' حرام ہے۔خریدار کو تین دن تک آزمانے کی اجازت ہے اگر وہ ایسا جانور نہ رکھنا چاہے تو واپس کر کے اپنی قیمت لے سکتا ہے۔البتہ وہ دودھ جو جانور کے تھنوں میں خریداری کے وقت سے پہلے کا تھا اور بیع مکمل ہونے کی صورت میں بیچنے والے کی طرف سے اپنی مرضی کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا اس کی حق دہی بھی ضروری ہے۔اپنی پوری قیمت کی واپسی کے بعد خریدار کا اس پر حق باقی نہیں رہا۔انصاف کے اعلیٰ معیار کے مطابق خریدار کو اس کے بدلے میں ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلو) کھجور ادا کرنی چاہیے۔

٣٤٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي، ح: ١٥٢٢ من حديث زهير بن معاوية به.

٣٤٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفّل الإبل والبقر . . . الخ، ح: ٢١٥٠، ومسلم، البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه . . . الخ، ح: ١٥١٥/ ١١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٨٣، ٦٨٤.

عرب میں کھجور مقامی طور پر پیدا ہوتی تھی اور سستی تھی' گندم خصوصاً عمدہ قسم کی' باہر سے لائی جاتی تھی اس لیے مہنگی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے عام غذائی جنس دینے کا حکم دیا کہ سمراء یعنی بڑھیا گندم دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ واپس کرنے والے سے زیادہ بہتر غذا کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اس سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی یہی ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ (فتح الباري' كتاب البيوع' باب النهي للبائع ان لايحفل......) صرف احناف میں سے بعض کی رائے اس کے مخالف ہے' جبکہ امام زُفر رحمہ اللہ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی جمہور ہی کے ساتھ ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف ہر صورت کھجور کا صاع دینے کی پابندی سے اختلاف رکھتے ہوئے اس کی قیمت ادا کرنے کو بھی روا سمجھتے ہیں۔ (فتح الباري' كتاب البيوع' باب النهي للبائع ان لايحفل......) اب اسلام بہت دور تک پھیل چکا ہے۔ انڈونیشیا' نائیجیریا جیسے ممالک میں کھجور دستیاب ہی نہیں' اس لیے اس علاقے کی آسانی دستیاب غذائی جنس کھجور کے قائم مقام ہوگی۔ اور جس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا نقطۂ نظر ہے' ایسی جنس کی قیمت ادا کر دینا بھی درست ہوگا۔ واللہ اعلم

٣٤٤٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَهِشَامٍ وَحَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، إِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ».

۳۴۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا' تو اسے تین دن تک اختیار ہے اگر وہ چاہے تو واپس کر دے اور ایک صاع طعام بھی ساتھ لوٹائے' لیکن سمراء (عمدہ گندم) نہ ہو۔''

٣٤٤٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَخْلَدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا المَكِّيُّ يَعني ابنَ إبْرَاهِيمَ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اشْتَرَى

۳۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسی بکری خرید لی جس کا دودھ روکا گیا تھا' پھر اسے دوہا تو اگر پسند ہو تو رکھ لے ورنہ (واپس کر دے اور) اس کے دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور (مالک کو دینا) ہے۔''

٣٤٤٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، البيوع، باب حكم بيع المصراة، ح: ١٥٢٤ من حديث أيوب السختياني عن محمد بن سيرين به.

٣٤٤٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إن شاء رد المصراة وفي حلبتها صاع من تمر، ح: ٢١٥١ من حديث مكي بن إبراهيم به.

غَنَمًا مُصَرَّاةً احْتَلَبَهَا ، فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ».

فائدہ: فرامین رسول ﷺ بلاچون و چرا واجب التعمیل ہیں۔ انہیں اپنی رائے اور ظن و تخمین سے رد کرنا' کسی مسلمان کے لائق نہیں۔

٣٤٤٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ سَعِيدٍ عن جُمَيْعِ بنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا مِثْلَ أَوْ مِثْلَيْ لَبَنِهَا قَمْحًا».

۳۴۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا تھا' تو اسے تین دن تک اختیار ہے۔ اگر اسے واپس کرے تو اس کے دودھ کے بقدر یا اس سے دوگنی گندم بھی واپس کرے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' صحیح مسئلہ وہی ہے جو اس سے پہلی حدیث میں بیان ہوا۔

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْحُكْرَةِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۷- ذخیرہ اندوزی منع ہے

٣٤٤٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن مَعْمَرِ بنِ أَبِي مَعْمَرٍ أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ بنِ كَعْبٍ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ»، فَقُلْتُ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قالَ: وَمَعْمَرٌ كَانَ يَحْتَكِرُ.

۳۴۴۷- حضرت معمر بن ابی معمر ؓ سے روایت ہے اور یہ بنو عدی بن کعب کے فرد ہیں' یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نافرمان اور گناہ گار آدمی ہی ذخیرہ اندوزی کر سکتا ہے۔'' (محمد بن عمرو نے) کہا: میں نے جناب سعید بن مسیب ؒ سے کہا کہ آپ بھی تو ذخیرہ کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معمر ؓ بھی ذخیرہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ: مَا

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: میں نے امام احمد ؒ

٣٤٤٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع المصراة، ح: ٢٢٤٠ من حديث عبدالواحد به * صدقة بن سعيد وجُميع ضعيفان، ضعفهما الجمهور.

٣٤٤٧- تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ح: ١٦٠٥ من حديث خالد به.

الْحُكْرَةُ؟ قال: مَا فِيهِ عَيْشُ النَّاسِ.

سے پوچھا کہ حُکْرَہ (ذخیرہ اندوزی) کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہ چیزیں جن پر لوگوں کی گزران ہو (ان کا ذخیرہ کرنا منع ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الأَوْزَاعِيُّ: الْمُحْتَكِرُ مَنْ يَعْتَرِضُ السُّوقَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''ذخیرہ اندوز وہ ہوتا ہے جو بازار آتا جاتا رہے۔(بازار پر نظر رکھے اور اہم چیزیں خرید کر روک لے۔)

فائدہ: ایسی تمام چیزیں جن پر انسانوں یا ان کے جانوروں کی گزران ہو اور وہ کسی کے پاس فروخت کے لیے رکھی ہوں اور بازار میں ان کی قلت ہو جائے پھر انہیں اس غرض سے روکے رکھے کہ مزید مہنگی ہوں گی تو فروخت کروں گا ''ذخیرہ اندوزی'' ہے جس کی حرمت آئی ہے۔ اگر بازار میں وہ چیز حسب طلب موجود ہو یا کسی نے اپنی ضرورت کے لیے رکھی ہو تو اسے روکنا ممنوع ذخیرہ اندوزی نہیں ہے۔ قلت اور قحط کے ایام میں روکنا حرام ہے۔ جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حضرت معمر رضی اللہ عنہ کا عمل بھی اس دوسری صورت کے مطابق تھا۔ بعض ائمہ کرام بنیادی غذاؤں کے علاوہ پھلوں اور دوسری چیزوں کو روک رکھنا مباح سمجھتے ہیں۔

٣٤٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَيَّاضٍ: حَدَّثَنا أبي؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الْفَيَّاضِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ قال: لَيْسَ فِي التَّمْرِ حُكْرَةٌ.

۳۴۴۸- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ کھجور میں ذخیرہ اندوزی (روک رکھنا جائز) نہیں ہے۔

قال ابنُ الْمُثَنَّى: قالَ عن الْحَسَنِ، فَقُلْنَا لَهُ: لا تَقُلْ عن الْحَسَنِ.

ابن مثنی نے حسن بصری سے بھی یہی بات بیان کی تو ہم نے اس سے کہا: حسن کے متعلق یہ نہ کہیں۔ (یعنی اس بات کی نسبت ان کی طرف نہ کریں۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ عِنْدَنَا بَاطِلٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک باطل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ سَعِيدُ بنُ الْمُسَيَّبِ يَحْتَكِرُ النَّوَى وَالْخَبَطَ وَالْبِزْرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ گٹھلی دار پھل (کھجور اور کشمش وغیرہ)، پتے (جانوروں کا چارا) اور (قابل کاشت) بیج ذخیرہ رکھتے تھے۔

٣٤٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * يحيى بن فياض لين الحديث (تقريب).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ يُونُسَ قالَ: سَأَلْتُ سُفْيَانَ عن كَبْسِ الْقَتِّ قالَ: كَانُوا يَكْرَهُونَ الْحُكْرَةَ، وَسَأَلْتُ أَبَا بَكْرِ ابنِ الْعَيَّاشِ فقال: اكْبِسْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: میں نے احمد بن یونس رحمہ اللہ سے سنا' انہوں نے کہا: میں نے جناب سفیان سے برسیم حجازی (جانوروں کے چارے) کو دبانے (روکنے) کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا کہ لوگ (صحابۂ کرام) ذخیرہ اندوزی کو مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے ابوبکر بن عیاش سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ذخیرہ کر سکتے ہو۔

فائدہ: ان تمام آثار کے ذکر سے امام ابوداود رحمہ اللہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انہی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے جن کا تعلق انسانوں یا جانوروں کی بنیادی غذا سے ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي كَسْرِ الدَّرَاهِمِ (التحفة ٥٠)

باب:۴۸-دراہم کو توڑنا منع ہے

٣٤٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا مُعْتَمِرٌ قَال: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ فَضَاءٍ يُحَدِّثُ عنْ أَبِيهِ عَنْ عَلْقَمَةَ بنِ عَبْدِ الله، عنْ أَبِيهِ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ تُكْسَرَ سِكَّةُ الْمُسْلِمِينَ الْجَائِزَةُ بَيْنَهُمْ إِلَّا مِنْ بَأْسٍ.

۳۴۴۹- جناب علقمہ بن عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں رائج الوقت سکے کو توڑنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ضرورت ہو۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے مہر شدہ سکوں کو عام دھات میں ڈھال لینا جائز نہیں' یا یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ سکوں کو تعامل (کرنسی) کے علاوہ اور انداز سے بھی استعمال کرتے ہیں' تو یہ سب درست نہیں۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو لین دین میں پریشانی ہوتی ہے۔ کرنسی نوٹوں کو خراب کرنا بھی ازحد معیوب بات ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي التَّسْعِيرِ (التحفة ٥١)

باب:۴۹-نرخ مقرر کرنا

٣٤٤٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن كسر الدراهم والدنانير، ح: ٢٢٦٣ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٤١٩ * محمد بن فضاء ضعيف، وأبوه مجهول.

٣٤٥٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: أَنَّ سُلَيْمَانَ بنَ بِلَالٍ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَني الْعَلَاءُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! سَعِّرْ، فَقالَ: «بَلْ أَدْعُو»، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقالَ: يَارَسُولَ الله! سَعِّرْ، فَقالَ: «بَلِ الله يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ عِنْدِي مَظْلِمَةٌ».

۳۴۵۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرمادیجیے۔ آپ نے فرمایا: "(نہیں) بلکہ میں دعا کروں گا (کہ اللہ تعالیٰ ارزانی فرمادے۔") پھر ایک اور آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ مقرر فرمادیجیے۔ آپ نے فرمایا: "(نہیں) بلکہ اللہ ہی گھٹاتا اور بڑھاتا ہے' اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ کسی کو مجھ پر ظلم کا دعو نہ ہوگا۔"

٣٤٥١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ، وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قالَ النَّاسُ: يَارَسُولَ الله! غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا. قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلِمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ».

۳۴۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نرخ بہت بڑھ گئے ہیں' لہٰذا آپ نرخ مقرر فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ عزوجل ہی نرخ مقرر کرنے والا ہے' وہی تنگی کرنے والا' وسعت دینے والا' روزی رساں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ پر کسی خون یا مال کے معاملے میں کوئی مطالبہ نہ رکھتا ہوگا۔"

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے قیمتوں کو مارکیٹ فورسز' خصوصاً رسد وطلب کے فطری توازن کے مطابق رکھنے پر زور دیا اور مہنگائی کے باوجود قیمتیں مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ کا یہ فرمان کہ اللہ ہی (چیزوں کی رسد) گھٹانے بڑھانے والا ہے۔ موجودہ اکنامکس کے تصورات سے صدیوں پہلے علم کی بات ہے۔ آپ نے اس کے ذریعے سے معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان فرمایا ہے اور منڈی کے عوامل کے آزاد رہنے کو انصاف اور عدل قرار دیا۔ قیمتوں کے تقرر سے کسی نہ کسی کا حق ضرور مارا جاتا ہے' اس لیے اس سے اجتناب کا حکم دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا

٣٤٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٧ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٤٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في التسعير، ح: ١٣١٤، وابن ماجه، ح: ٢٢٠٠ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

ہے کہ مہنگائی کا علاج یہ ہے کہ اشیاء کی رسد میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کا مفہوم یہی ہے کہ وہ چیزوں کی پیداوار میں برکت عطا کرے اور ضرورت پوری کرنے کا متبادل انتظام کر دے۔ حکومت کو یہی کرنا چاہیے کہ وہ مہنگائی توڑنے کے لیے رسد میں اضافے کی کوشش کرے اور متبادل طریقے تلاش کرے۔ یہ مہنگائی کا کامیاب علاج ہے' جبکہ قیمتیں مقرر کرنے کے باوجود منڈی میں ان پر عمل نہیں ہوتا اور چیزوں کی چور بازاری شروع ہو جاتی ہے جن سے لوگوں کی اذیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ** (التحفة ٥٢)

باب:٥٠- دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا حرام ہے

٣٤٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أخبرنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عن الْعَلَاءِ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ: كَيْفَ تَبِيعُ، فَأَخْبَرَهُ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ»..

٣٤٥٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیسے بیچ رہے ہو؟ اس نے بتا دیا۔ پھر آپ پر وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلے میں ڈالیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس میں ڈالا تو اسے گیلا پایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دھوکا دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔''

٣٤٥٣- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ عن عَلِيٍّ، عن يَحْيَى قال: كَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ هٰذَا التَّفْسِيرَ لَيْسَ مِنَّا: لَيْسَ مِثْلَنَا.

٣٤٥٣- یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب سفیان رحمہ اللہ ناپسند کرتے تھے کہ [لَيْسَ مِنَّا] کی تفسیر [لَيْسَ مِثْلَنَا] سے کی جائے۔

فائدہ: [لَيْسَ مِنَّا] کا معنی ہے ''ہم میں سے نہیں۔'' اور [لَيْسَ مِثْلَنَا] کے معنی ہیں۔ ''ہماری مثل اور ہمارے جیسا نہیں۔'' اور امام سفیان رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ غلط کام سے ڈرانے اور روکنے کے لیے شدت اور سختی ہی مفید ہوتی ہے اس لیے آپ ﷺ کے الفاظ کی نرم نرم تعبیر ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کو ایسے ہی بیان کرنا چاہیے جیسے کہے گئے ہیں۔

٣٤٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب النهي عن الغش، ح: ٢٢٢٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٤٢، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٨، ٩، ووافقه الذهبي، وأصله عند مسلم، ح: ١٠٢.

٣٤٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي خِيَارِ الْمُتَبَايِعَيْنِ (التحفة ٥٣)

باب:٥١- بیع میں لینے دینے والوں کے لیے اختیار کا بیان

٣٤٥٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الخِيَارِ».

۳۴۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریدنے اور بیچنے والوں میں دونوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے (کہ وہ اپنے سودے کو منسوخ کر دیں) جب تک کہ جدا نہ ہو جائیں۔ سوائے اس کے کہ سودا ہی اختیار کا ہو۔ (یعنی جدا ہونے کے بعد کی جتنی زیادہ یا کم مدت وہ آپس میں طے کر لیں' اختیار قائم رہے گا۔)

فائدہ: اسے اصطلاحاً ''خیار مجلس'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس کا تعلق بیع کی جگہ سے علیحدہ علیحدہ ہو جانے سے ہے' نہ کہ بیع کا موضوع بدلنے سے۔ البتہ اگر کم یا زیادہ کسی متعین مدت تک کے لیے اختیار کا فیصلہ کر لیا گیا ہو تو الگ بات ہے۔ ایسی صورت میں متعینہ مدت ہی معتبر ہوگی۔

٣٤٥٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: «أَوْ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ».

۳۴۵۵- حضرت ابن عمر ؓ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: ''یا کوئی دوسرے کو یوں کہہ دے کہ (ابھی) پسند کر لو۔''

فائدہ: سودا کرتے ہوئے دکاندار یا خریدار یوں کہہ دے کہ ابھی دیکھ لو' پسند کر لو۔ اور دوسرے نے اسے پسند کر لیا تو سودا ہو جائے گا اور منسوخ کرنے کا حق نہ رہے گا' خواہ ان کی مجلس کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو جائے۔

٣٤٥٦- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا

۳۴۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے

٣٤٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ٢١١١، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧١.

٣٤٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا لم يوقت الخيار، هل يجوز البيع؟ ح: ٢١٠٩، ومسلم، البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ح: ١٥٣١ من حديث حماد بن زيد عن أيوب السختياني به * حماد هذا هو ابن سلمة.

٣٤٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ١٢٤٧، ◄◄

اللَّيْثُ عن ابن عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الْمُتَبَايِعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةُ خِيَارٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَ صَاحِبَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو بیع کرنے والوں کا جدا ہونے سے پہلے تک اختیار باقی رہتا ہے الا یہ کہ سودے میں اختیار طے کر لیا گیا ہو' اور کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ سودا واپس کر لیے جانے کے اندیشے کی وجہ سے ارادتاً اپنے ساتھی کو چھوڑ کر چلا جائے۔"

٣٤٥٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن جَمِيلِ بنِ مُرَّةَ، عن أَبي الْوَضِيءِ قالَ: غَزَوْنَا غَزْوَةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبٌ لَنَا فَرَسًا بِغُلَامٍ، ثُمَّ أَقَامَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا مِنَ الْغَدِ حَضَرَ الرَّحِيلُ قامَ إِلَى فَرَسِهِ يُسْرِجُهُ فَنَدِمَ فَأَتَى الرَّجُلَ وَأَخَذَهُ بالْبَيْعِ فَأَبَى الرَّجُلُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَبُو بَرْزَةَ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيَا أَبَا بَرْزَةَ فِي نَاحِيَةِ الْعَسْكَرِ فَقَالَا لَهُ هٰذِهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْبَيِّعَانِ بالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا».

٣٤٥٧- جناب ابو الوضیء سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوے میں گئے تو ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ ہمارے ایک ساتھی نے دوسرے کو غلام کے بدلے میں اپنا گھوڑا بیچا' پھر وہ دونوں باقی دن اور رات اکٹھے ہی رہے۔ جب اگلا دن ہوا اور کوچ کا وقت آ گیا تو گھوڑے کا خریدار اپنے گھوڑے کی طرف اٹھا اور زین رکھ کر اسے تیار کرنے لگا تو بیچنے والے کو اپنے سودے پر ندامت ہوئی اور اس کے پاس آیا اور سودا منسوخ کرنے کی بات کرنے لگا' لیکن گھوڑا لینے والے نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان (حَکَم) حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لشکر کی ایک طرف حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا تم راضی ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کر دوں جو رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "دو سودا کرنے والے جب تک

◀◀ والنسائي، ح:٤٤٨٨ كلاهما عن قتيبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن الجارود، ح:٦٢٠ ☼ ابن عجلان تابعه بكير بن عبدالله بن الأشج عند الدارقطني: ٣/ ٥٠، وذكر السماع المسلسل.

٣٤٥٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، ح: ٢١٨٢ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦١٩.

علیحدہ علیحدہ نہ ہو جائیں (سودا منسوخ کرنے کا) انہیں اختیار رہتا ہے۔"

قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَ جَمِيلٌ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُرَاكُمَا افْتَرَقْتُمَا.

ہشام بن حسان نے کہا کہ جمیل (بن مرہ) نے بیان کیا کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم جدا جدا ہوئے ہو۔

فائدہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں معاملہ کرنے والوں کی دن رات کی طویل مجلس کو ایک ہی مجلس قرار دیا اور بیع فسخ کرا دی۔ حالانکہ اس دوران میں ان دونوں نے سودے کے بعد بے شمار دوسرے لوازمات پر بات چیت کی ہوگی۔ لیکن حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں کے ایک جگہ رہنے ہی کو ایک مجلس قرار دیا۔

٣٤٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ قَالَ: مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ أَخبرنا عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ قَالَ: كَانَ أَبُو زُرْعَةَ إِذَا بَايَعَ رَجُلًا خَيَّرَهُ قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: خَيِّرْنِي فَيَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَفْتَرِقَنَّ اثْنَانِ إِلَّا عَنْ تَرَاضٍ».

٣٤٥٨- یحییٰ بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوزرعہ رحمہ اللہ جب کسی سے کوئی خرید وفروخت کرتے تو اس کو اختیار دیتے' پھر اسے کہتے کہ مجھے اختیار کر لینے کی مہلت دو۔ اور بیان کرتے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "(بیع کرنے والے) دونوں افراد رضامندی کے بغیر ہرگز جدا نہ ہوں۔"

٣٤٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا

٣٤٥٩- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیع وشراء کرنے والے دونوں افراد کو جدا ہونے سے پہلے تک اختیار حاصل رہتا ہے۔ اگر وہ سچ بولیں اور حقیقت کھول کر بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ حقیقت چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

٣٤٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في خيار المتبايعين، ح: ١٢٤٨ من حديث يحيى بن أيوب به، وقال: "غريب".

٣٤٥٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب: إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ح: ٢٠٧٩، ومسلم، البيوع، باب الصدق في البيع والبيان، ح: ١٥٣٢ من حديث شعبة به.

وَكَذَبَا مُحِقَتِ الْبَرَكَةُ مِنْ بَيْعِهِمَا .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَحَمَّادٌ، وَأَمَّا هَمَّامٌ فَقَالَ: «حَتَّى يَتَفَرَّقَا أَوْ يَخْتَارَا» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ .

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعید بن ابی عروبہ اور حماد نے (قتادہ سے) ایسے ہی روایت کیا ہے۔لیکن ہمام نے (قتادہ سے) روایت کرتے ہوئے کہا: ''حتیٰ کہ دونوں جدا جدا ہوجائیں یا اختیار کرنے کی شرط کر لیں۔'' یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

فائدہ: خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ خریدار اور مالک جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں' مالک اور خریدار دونوں کو سودا فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔جدائی سے مراد صرف گفتگو کا اختتام نہیں ہے' بلکہ جسمانی طور پر جدائی ہے۔تاہم اختیار کی مہلت طے ہوجائے تو اور بات ہے' پھر اس مہلت تک اختیار باقی رہتا ہے۔

(المعجم ٥٢) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الإِقَالَةِ (التحفة ٥٤)

باب:۵۲-سوداواپس کر لینے کی فضیلت

٣٤٦٠- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: أخبرنا حَفْصٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ الله عَثْرَتَهُ» .

۳۴۶۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے کسی مسلمان کا سودا واپس کر لیا' اللہ اس کی لغزشیں واپس کر لے گا۔'' (یعنی معاف فرمادے گا۔)

فائدہ: جب بیع شرعی اصولوں کے تحت ہوئی' سودا قطعیت سے طے ہوگیا اور ایک دھوکا ختم ہوگیا تو اس کے بیچنے والا شرعاً واپسی کا پابند نہیں لیکن اخلاق اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ دوسرا فریق راضی نہیں تو سودا واپس کر لیا جائے کیونکہ تجارت کی بنیاد ہی باہمی رضامندی پر ہے۔اس حدیث میں بیان کردہ امر کی فضیلت کا بیان ہے۔علاوہ ازیں جس دکان دار کا سودا سچا اور کھرا ہو اور اس نے بیچا بھی مناسب نفع کے ساتھ ہو' اسے سودا واپس کر لینے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔صرف وہی دکاندار سودا واپس لینے سے انکار کرتا ہے جس کا سودا کھوٹا ہو یا اس نے بہت زیادہ منافع لے کر بیچا ہو' اس طرح گویا سودا واپس کر لینے کی فضیلت بیان کرنے میں بالواسطہ اس امر کی ترغیب ہے کہ دکاندار سودا بھی صحیح رکھیں اور بیچیں بھی مناسب نفع کے ساتھ تاکہ کوئی واپس کرنا چاہے تو اسے واپس لینے میں تامل نہ ہو۔

٣٤٦٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد: ٢/ ٢٥٢، ح: ٧٤٢٥ عن يحيى بن معين به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢١٩٩، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠٣، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١١٠٤ وغيره.

(المعجم ٥٣) - بَابٌ: فِيمَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ (التحفة ٥٥)

باب:۵۳-ایک سودے میں دوسودے کرنا

٣٤٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ عن يَحْيَى بنِ زَكَرِيَّا، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبِي سَلَمَةَ، عن أبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا».

۳۴۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک سودے میں دو سودے کیے تو اس کے لیے ان میں سے یا تو کم قیمت ہے یا سود ہے۔“

توضیح: اس کی وضاحت میں فقہائے کرام یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی یوں کہے کہ اس چیز کی نقد قیمت سو روپیہ اور ادھار دو سو روپیہ ہے اور وہ دونوں معاملہ کر لیں لیکن نقد یا ادھار میں سے کوئی سی صورت وضاحت سے متعین نہ کریں تو یہ ایک سودے میں دو سودے ہوں گے۔ اس میں چونکہ ایک قیمت متعین نہیں ہوتی اس لیے بیع فاسد ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تمہیں یہ چیز سو روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تم اپنی فلاں چیز پچاس روپے میں مجھے فروخت کرو۔ یہ بھی ایک سودے میں دو سودے ہیں اور غرض دوسرے کی چیز سستی لینا ہے۔ اس میں سود کا عنصر شامل ہے۔ یہ صورت بھی مذکورہ بالا باب میں بیان کردہ صورت کی طرح سود کا ایک حیلے کے طور پر اختیار کرنا ہے۔ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ نے ایک سودے میں دو سودوں کی ایک صورت یہ بھی لکھی ہے کہ کسی ایک نے دوسرے کو پانچ سو روپے دیے ہوں کہ ایک مہینے بعد مجھے گندم کی بوری دے دینا۔ مگر وقت آنے پر وہ گندم نہ دے سکے تو دوسرا پہلے سے کہے کہ تم مجھے وہ بوری فروخت کردو میں ایک مہینہ بعد تمہیں دو بوریاں دوں گا۔ یہ تو صریح سود ہے نیز ایک معدوم شے کی بیع بھی ہے جو جائز نہیں۔ خیال رہے کہ پہلی صورت میں اگر دونوں فریق کسی ایک قیمت پر متفق ہو کر علیحدہ ہوں تو کوئی حرج نہیں یہ بیع بالکل صحیح ہوگی۔ علماء وفقہاء کی اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے۔ بنا بریں ان فقہاء کے نزدیک نقد وادھار کی قیمت میں فرق جائز ہے اور اسی طرح قسطوں پر کاروبار بھی جائز ہے۔ تاہم علماء کا ایک گروہ اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک نقد وادھار کی قیمت کا فرق حدیث کے الفاظ [فَلَهُ اَوْكَسُهُمَا اَوِ الرِّبَا] کی رُو سے ربا کا واضح احتمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لیے قسطوں کا کاروبار ربا (سُود) کے شائبے سے پاک نہیں ہے۔ جب ایسا ہے تو اس کاروبار سے بچنا بہر حال بہتر ہے۔ اسی طرح قسطوں پر اشیا کا خریدنا بھی خلافِ اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٤٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٥/ ٣٤٣ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١١١٠، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، ورواه الترمذي، ح: ١٢٣١، والنسائي: ٧/ ٢٩٥، ح: ٤٦٣٦ بلفظ "نهى عن بيعتين في بيعة"، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

(المعجم ٥٤) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْعِينَةِ** (التحفة ٥٦)

باب:۵۴-عینہ کی بیع ناجائز ہے

٣٤٦٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: أخبرنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ يَحْيَى الْبُرُلُّسِيُّ: حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عن إسْحَاقَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قالَ سُلَيْمَانُ: عن أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُرَاسَانِيِّ أَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ عن ابنِ عُمَرَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ الله عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إلٰى دِينِكُم».

۳۴۶۲-حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تم عینہ کی بیع کرنے لگو گے‘ بیلوں کی دُمیں پکڑ لو گے‘ کھیتی باڑی ہی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جو کسی طرح زائل نہ ہو گی حتیٰ کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الإخْبَارُ لِجَعْفَرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: یہ حدیث جعفر (بن مسافر) کی ہے اور لفظ بھی اسی کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① بیع عینہ (عین کی زیر کے ساتھ) کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو ادھار قیمت پر مال حوالے کر دے مگر قیمت وصول کرنے سے پہلے ہی اس سے وہی مال دوبارہ خرید لے اور اپنی قیمت فروخت سے کم میں خرید لے اور پھر زائد قیمت وصول کر لے۔ ② بلا شبہ امت مسلمہ کی ذلت ونکبت انہی اسباب کی وجہ سے ہے خصوصاً حیلوں سے سود کو اپنانا اور ترک جہاد‘ جس طرح کہ فرمان رسول اللہ ﷺ میں ذکر ہوا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ.

(المعجم ٥٥) - **بَابٌ: فِي السَّلَفِ** (التحفة ٥٧)

باب:۵۵-بیع سَلَم یا سَلَف کا بیان

٣٤٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي في الكامل: ١٩٩٨/٥ من حديث جعفر بن مسافر به * إسحاق ابن أسيد ضعيف على الراجح، وللحديث شواهد ضعيفة.

بیع سَلَم یا بیع سَلَف کی تعریف عموماً یہ کی جاتی ہے کہ قیمت پہلے ادا کر دی جائے اور اس کے بدلے مال جس کا وزن، ناپ وغیرہ پوری طرح معلوم ہوں، مقررہ مدت تک مہیا کرنا ہو اور اس کے مہیا کرنے کی ذمہ داری فروخت کرنے والے پر ہو۔ بعض علماء بیع سلم کو نسیہ (ادھار) کی محض ایک قسم قرار دے کر دوسری قسم کے لیے جس میں نقدی کی ادائیگی اُدھار ہو، بیع مؤجل کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یہ نسبتاً بعد کے زمانے کی اصطلاح ہے جو عہد نبوت اور قرون اُولیٰ میں استعمال نہیں ہوئی۔ اس دور میں سلف یا سلم ہی کی اصطلاح دونوں طرح کی اُدھار بیع کے لیے استعمال ہوئی، چاہے مؤخر نقدی ہو یا چیز۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سلسلے میں قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بیع سلف (سلم) جس میں فراہمی کی ذمہ داری لی گئی ہو اور مدت متعین ہو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْٓا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ﴾ (البقرہ:۲۸۲) ''اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ مدت تک ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔'' یہ حدیث شیخین کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ (مستدرك حاكم، كتاب التفسير: ۲۸۶/۲) اس استدلال سے معلوم ہوا کہ آیت مُدَایَنہ قرض کے لین دین کے بارے میں ہے۔ چاہے قیمت مؤخر اور مال مقدم ہو یا قیمت مقدم اور مال مؤخر ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں "باب الكفيل في السلم" کے تحت ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے جو یہ ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے طعام (کھانے کی جنس) ادھار خرید فرمائی اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔'' (صحيح البخاري، السلم، حديث:۲۲۵۱) اس سے بھی یہی پتہ چلا کہ چاہے قیمت مؤخر ہو تو یہ بیع سلم ہی ہے۔ حقیقت میں جب تجارتی لین دین میں سونے چاندی درہم و دینار کا کسی بھی دوسری چیز سے تبادلہ کیا جاتا ہے، تو دونوں فریق اپنا اپنا مال دوسرے مال کے عوض بیچ رہے ہوتے ہیں دونوں اشیا ایک دوسرے کی قیمت ہیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو ''البیعان'' کہا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے: [لَا تَبِيْعُوا الدِّيْنَارَ بِالدِّيْنَارَيْنِ، وَالدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ] ''ایک دینار دو دینار کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کرو۔'' (صحيح مسلم، المساقاة، باب الربا، حديث:۱۵۸۵) یعنی درہم و دینار قیمت بھی ہیں اور جنس تجارت بھی۔

قرآن مجید نے مذکورہ بالا آیت میں جس طرح ادھار یا نسیہ پر مبنی تمام معاملات کے لیے ''دَین'' کی اصطلاح استعمال کی ہے اسی طرح نقد لین دین کو ''تجارة حاضرة'' کہا ہے۔ دونوں صورتوں کی بیع کے احکامات الگ الگ ہیں۔

سلم / سلف جس میں ایک طرف نقد ہو اور دوسری طرف ادھار، تو اس کے لیے شرط ہے کہ جس چیز کی بھی ادائیگی متعینہ مدت تک مؤخر کی گئی ہے اس کا وزن، ناپ وغیرہ متعین طور پر معلوم ہوں۔

ادھار بیع کے بالمقابل ''تجارة حاضرة'' ہے۔ اس پر وہ احکام نافذ نہیں جو ادھار بیع کے لیے ہیں۔ اس کے الگ

احکامات ہیں۔ان میں سے اہم ترین یہ ہے کہ ''تجارة حاضرة'' کی کوئی بھی صورت ہو اس میں ایسی چیز کا سودا نہیں کیا جا سکتا جو پاس نہ ہو۔ جو چیز پاس نہیں ہے وہ اگر ناپ تول کی تعیین کے ساتھ ایک خاص اور متعین مدت تک مہیا کی جا سکتی ہے تو اس کا لین دین بیع سلم کی صورت میں ہوگا۔اس طرح دونوں فریق مستقبل کے متعین وقت میں مؤخر شدہ چیز کی رسد وطلب کا اندازہ کر سکیں گے۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فقه السنة: السلم)

بیع سلم' اسلامی بینکنگ کے لیے سود کا ایک آسان اور مبنی بر انصاف متبادل فراہم کرتی ہے۔اسلامی بینکنگ میں مستقبل کے کاروبار کے حوالے سے جتنی صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں ان کی بنیاد بیع سلم پر ہے۔ان صورتوں میں سب سے زیادہ مقبول صورت کو ''مرابحہ'' کہا گیا ہے۔اگرچہ کتاب وسنت میں اس اصطلاح کا تذکرہ موجود نہیں لیکن نسبتاً بعد کے دور کی فقہ اور لغت میں مرابحہ سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے جتنی قیمت پر چیز لی ہے تم اس پر اتنے فی صد منافع دے کر مجھ سے لے لو۔ مثلاً ہر دس درہم پر ایک درہم منافع دو۔(لسان العرب) اُس شرح منافع کو آج کل ہم دس فیصد کہیں گے۔ مرابحہ کے لیے بنکوں کے شریعت بورڈ کے ممبران نے بہت سی شروط ذکر کی ہیں' مثلاً یہ کہ سابقہ قیمت معلوم اور متعین ہو' اضافی اخراجات اگر شامل کرنے ہوں تو وہ بھی متعین صورت میں بتا دیے جائیں' نفع کی شرح طے کی جائے' قیمت میں جو کچھ لیا جا رہا ہے اس کا بھی صحیح طور پر تعین ہو وغیرہ۔ یہ شرائط کسی ایک انفرادی بیع کے لیے تو مناسب ہیں لیکن بنک جس طرح ایک ہی شرح منافع مقرر کر کے ہر قسم کے معاملات اسی کے مطابق طے کرتے ہیں تو اس طریقے میں ان صورتوں میں جو اسلامی کہلاتی ہیں اور ان صورتوں میں جو سودی ہیں' کوئی فرق نہیں رہتا۔ بیع مرابحہ میں گھر' گاڑی یا مشین وغیرہ لینے والے کے لیے اصل قیمت پر دس بارہ فیصد منافع کا اضافہ کر کے قیمت متعین کی جائے یا دس فیصد سالانہ شرح سود کی بنیاد پر قیمت کا تعین کیا جائے' نتیجہ ایک ہی رہتا ہے۔اس لیے یہ بات تقریباً ہر انسان کی زبان پر ہے کہ مرابحہ کا مارک اپ (نفع' یا اضافہ) اصل میں وہی سود ہے جو بنک وصول کرتے ہیں صرف نام بدل دیا گیا ہے۔ جب قسطیں ختم ہونے کا وقت آتا ہے تو کچھ اقساط باقی ہونے کی صورت میں جرمانہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔اس کے بارے میں بنک والے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسے ہم اپنی آمدنی میں شامل نہیں کرتے' فلاحِ عامہ کے لیے صرف کرتے ہیں لیکن ایک عام گاہک اس جرمانے کو بقیہ جات ادا نہ ہونے والی رقم کا سود قرار دیتا ہے۔اور اسے بنک کا ایک فریب یا دھوکا سمجھتا ہے۔

بنکاری کو صحیح اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو مرابحہ کی بنیاد پر شرح منافع متعین کرنے کی بجائے حقیقی صورت میں بیع سلم کو اختیار کیا جائے یعنی کسی خاص شرح سے منافع لینے کی بجائے منڈی کے عوامل' مستقبل میں متعینہ وقت پر ہر مطلوبہ چیز کی رسد وطلب' موجودہ رسد وطلب' کرنسی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ اور کم وقت میں زیادہ فروخت کے منافع کو پیشِ نظر رکھا جائے اور اس بنیاد پر ہر جنس کی قیمت الگ الگ متعین کی جائے۔

مرابحہ کی بجائے اسلامی بنکاری کے نظام میں اجارہ (Leasing) مشارکہ' مضاربہ' استصناع (آرڈر پر مال تیار

کرانا) کے طریقے زیادہ سے زیادہ رائج کرنے چاہئیں۔ یہ سب اگر شرعی شروط کے مطابق ہوں تو نہ صرف قابل قبول ہیں بلکہ اسلامی نظام بنکاری کے لیے زیادہ مناسب اور مفید ہیں۔ ان کی تفصیل اور شرائط اپنے اپنے مقام پر آئیں گی۔

٣٤٦٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عن عَبْدِ الله بنِ كَثِيرٍ، عن أَبِي المِنْهَالِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ في التَّمْرِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ في كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ».

۳۴۶۳- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں پایا کہ وہ کھجوروں میں ایک ایک' دو دو اور تین تین سال کے لیے بیع سَلَف کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کھجوروں میں بیع سَلَف کرے تو اسے چاہیے کہ اس کا ناپ معلوم ہو' وزن معلوم ہو اور مدت بھی معلوم ہو۔''

فائدہ: عبادات اور معاملات میں معروف فقہی قاعدہ ہے کہ عبادات میں اصل منع ہے۔ یعنی کوئی عبادت نہیں کی جا سکتی سوائے اس کے جس کی شریعت اجازت دے۔ اور معاملات (جو لوگوں میں جاری وساری ہوں) اصلاً حلال اور جائز ہیں الا یہ کہ کسی معاملے کے متعلق شریعت منع کر دے۔ بیع سلف یا سلم پہلے سے لوگوں کا معمول تھی جس کی نبی ﷺ نے توثیق فرمائی' تاہم یہ پابندی لگائی کہ مال کی صفت' بھرتی یا وزن اور مدت معلوم ومتعین ہو۔ اس کے بغیر بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔

٣٤٦٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: أخبرني مُحَمَّدٌ أَوْ عَبْدُ الله ابنُ مُجَالِدٍ قال: اخْتَلَفَ عَبْدُ الله بنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بُرْدَةَ في السَّلَفِ، فَبَعَثُونِي إِلَى ابنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقالَ: إِنْ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ

۳۴۶۴- محمد بن مجالد (یا عبداللہ بن مجالد) نے بیان کیا کہ عبداللہ بن شداد ؓ اور ابو بردہ ؓ کا بیع سلف کے بارے میں اختلاف ہو گیا تو انہوں نے مجھے حضرت ابن ابی اوفی ؓ کے پاس بھیجا۔ چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا' تو انہوں نے کہا: بلاشبہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور بعد ازاں حضرت ابوبکر ؓ

٣٤٦٣_ تخريج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٠، ومسلم، المساقاة، باب السلم، ح: ١٦٠٤ من حديث سفيان به.

٣٤٦٤_ تخريج: أخرجه البخاري، السلم، باب السلم في وزن معلوم، ح: ٢٢٤٣ عن حفص بن عمر به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ. زَادَ ابنُ كَثِيرٍ: إِلٰى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ، ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: وَسَأَلْتُ ابنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں گندم، جو، کھجور اور کشمش کی بیع بطور بیع سلف کیا کرتے تھے۔ ابن کثیر نے مزید کہا: ہم ان لوگوں سے بیع کرتے تھے جن کے پاس یہ مال نہیں ہوتا تھا۔ (حفص بن عمر اور ابن کثیر) دونوں نے بالاتفاق: کہا پھر میں نے (یعنی محمد بن مجالد یا عبداللہ بن مجالد نے) عبدالرحمٰن بن ابزی سے بھی پوچھا تو انہوں نے اسی طرح کہا۔

فائدہ: بیع سلف کرنے والے کے متعلق یہ اعتماد ہونا چاہیے کہ وہ صادق و امین آدمی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ فی الوقت وہ ان چیزوں کا مالک بھی ہو، موسم اور وقت پر ان چیزوں کا ملنا معروف ہونا چاہیے۔

٣٤٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: عن ابنِ أَبِي الْمُجَالِدِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ: عِنْدَ قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالصَّوَابُ: ابنُ أَبِي الْمُجَالِدِ وَشُعْبَةُ أَخْطَأَ فِيهِ.

٣٤٦٥- یحییٰ اور (عبدالرحمٰن) ابن مہدی دونوں نے بواسطہ شعبہ عبداللہ بن ابی المجالد سے روایت کیا۔ جبکہ عبدالرحمٰن نے صرف ابن ابی المجالد کہا اور یہ حدیث بیان کی اور کہا ہم ایسے لوگوں سے معاملہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں ان کے پاس نہ ہوتیں تھیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن ابی المجالد'' ہی صحیح ہے اور اس میں شعبہ سے خطا ہوئی ہے۔

فائدہ: وہ خطا یہ ہے کہ شعبہ نے عبداللہ بن مجالد کہا ہے، جب کہ اصل نام عبداللہ بن ابی المجالد ہے، اسے ابو المجالد بھی کہہ لیتے ہیں۔

٣٤٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بنُ أَبِي غَنِيَّةَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عن عَبْدِ الله ابنِ أَبِي أَوْفَى الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ

٣٤٦٦- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام کی طرف جہاد کا سفر کیا تو وہاں کے نبطی لوگ ہمارے پاس آتے اور پھر ہم ان سے بیع سلف کی صورت میں گندم اور

٣٤٦٥_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٤٦٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٤، ٤٥ من حديث عبدالملك بن أبي غنية به. وصححه، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق هو سليمان بن أبي سليمان الشيباني.

رَسُولِ اللهِ ﷺ الشَّامَ فَكَانَ يَأْتِينَا أَنْبَاطٌ مِنْ أَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْبُرِّ وَالزَّيْتِ سِعْرًا مَعْلُومًا وَأَجَلًا مَعْلُومًا فَقِيلَ لَهُ: مِمَّنْ لَهُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ما كُنَّا نَسْأَلُهُمْ.

تیل کا سودا معلوم قیمت اور معلوم مدت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا: کیا ان لوگوں سے خریدتے تھے جن کے پاس یہ چیزیں ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم ان سے یہ نہیں پوچھا کرتے تھے۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي السَّلَمِ فِي ثَمَرَةٍ بِعَيْنِهَا (التحفة ٥٨)

باب:۵۶- مخصوص درخت یا باغ کی بیع سلم جائز نہیں

٣٤٦٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ نَجْرَانِيٍّ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا أَسْلَفَ رَجُلًا فِي نَخْلٍ فَلَمْ تُخْرِجْ تِلْكَ السَّنَةَ شَيْئًا فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «بِمَا تَسْتَحِلُّ مَالَهُ أُرْدُدْ عَلَيْهِ مَالَهُ»، ثُمَّ قَالَ: «لَا تُسْلِفُوا فِي النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ».

۳۴۶۷- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک کھجور کے پھل کی بیع سلم (سلف) کر لی لیکن اس سال اس پر کوئی پھل نہ آیا تو وہ اپنا جھگڑا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے (کھجور والے سے) فرمایا: ''تم کیونکر اس کا مال حلال سمجھتے ہو؟ اس کا مال اسے واپس کر دو۔'' پھر فرمایا: ''کھجور (یا باغ) کی بیع سلف مت کرو یہاں تک کہ پھل استعمال کے قابل ہو جائے۔'' (خاص درخت یا خاص باغ مراد ہے۔)

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ تاجر اگر مطلوبہ مال مہیا کرنے سے عاجز رہے تو صرف وصول کردہ قیمت واپس کی جائے گی۔ ② خاص درخت یا باغ کی بیع سَلَم سے اس لیے روک دیا کہ اس میں نقصان کا پہلو موجود ہے' پتہ نہیں اس پر پھل آئے گا یا نہیں' کم آئے گا یا زیادہ؟ اس لیے عمومی معاملہ ہونا چاہیے' نہ کہ خاص۔

(المعجم ٥٧) - باب السَّلَفِ يُحَوَّلُ (التحفة ٥٩)

باب:۵۷- بیع سلف میں فروخت شدہ چیز کو تبدیل نہ کیا جائے

٣٤٦٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى:

۳۴۶۸- حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے

٣٤٦٧_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٥ من حديث سفيان، وابن ماجه، ح: ٢٢٨٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به * رجل نجراني مجهول.

٣٤٦٨_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب من أسلم في شيء فلا يصرفه إلى غيره،◀◀

حَدَّثَنا أَبُو بَدْرٍ عن زِيَادِ بنِ خَيْثَمَةَ، عن سَعْدٍ يَعْنِي الطَّائِيَّ، عن عَطِيَّةَ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلَا يَصْرِفْهُ إِلَى غَيْرِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی چیز میں بیع سلف کی ہو تو اسے دوسری سے نہ بدلے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ایسی صورت میں مال بیچنے والا وقت مقررہ پر مال مہیا کرنے سے فی الواقع معذور رہے تو حاصل کردہ رقم واپس کر دے۔ یا مناسب انداز میں صلح کر لیں۔

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: فِي وَضْعِ الْجَائِحَةِ (التحفة ٦٠)

باب:۵۸- اگر کھیت یا باغ میں آفت آ جائے تو خریدار کے نقصان کی تلافی کی جائے

٣٤٦٩- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن بُكَيْرٍ، عن عِيَاضِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قالَ: أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ»، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ».

۳۴۶۹- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے پھل خریدے جو آفت کا شکار ہو گئے۔ سو اس پر قرضہ بہت زیادہ ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے صدقہ دو۔'' لوگوں نے اس کو صدقہ دیا لیکن وہ اس کے قرض کی ادائیگی کے لیے پورا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جو پاتے ہو لے لو تمہارے لیے بس یہی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اسلامی معاشرے کی تنظیم اس طرح کی جاتی ہے کہ صدقات کو عام اور سود کو ختم کیا جائے۔ بخلاف لادین اور ملحد معاشرے کے' اس میں سود کو بڑھایا جاتا ہے اور صدقات کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہوتا۔ ② جو شخص قرض میں دب جائے اس کے ساتھ خاص تعاون کرنا واجب ہے۔ ③ مفلس اور دیوالیہ ہو جانے والے سے اس کے قرض خواہ اپنے قرضے کی نسبت سے حاضر وموجود مال میں سے حصہ لے سکیں گے باقی کا وہ مطالبہ نہیں کر سکتے۔ ④ باغ یا کھیت کی بیع جب شرعی اصولوں کے تحت ہوئی ہو تو نقصان کی تلافی کرنا مستحب ہے' واجب نہیں۔

ح: ٢٢٨٣ من حديث أبي بدر به * عطية بن سعد ضعيف، تقدم، ح: ٤٥٢.

٣٤٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع في الدين، ح: ١٥٥٦ عن قتيبة به.

٣٤٧٠- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ المَعْنَى أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ المَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهَا جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ».

۳۴۷۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اپنے بھائی کو کھجور بیچے اور پھر اس میں آفت آ جائے تو اس سے کچھ لینا تیرے لیے حلال نہیں' حق کے بغیر اپنے بھائی کا مال لینا تیرے لیے کیونکر روا ہو سکتا ہے؟''

فائدہ: نبی ﷺ نے درختوں کے پھل کی بیع اس وقت کرنے کا حکم دیا جب وہ پھل آفتوں سے محفوظ ہو چکا ہو۔ اگر بیع میں مسنون شرطوں کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو' تو اس قسم کے نقصان کی تلافی واجب ہے۔ اگر بنیادی طور پر بیع صحیح ہو اور آفتوں سے محفوظ ہو جانے کے وقت کے بعد کی جائے' تو تلافی کرنا مستحب ہے' واجب نہیں۔

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي تَفْسِيرِ الْجَائِحَةِ (التحفة ٦١)

باب:۵۹- آفت سے کیا مراد ہے؟

٣٤٧١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بنُ الْحَكَمِ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ قال: الْجَوَائِحُ كُلُّ ظَاهِرٍ مُفْسِدٍ مِنْ مَطَرٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ جَرَادٍ أَوْ رِيحٍ أَوْ حَرِيقٍ.

۳۴۷۱- جناب عطاء ؒ سے منقول ہے کہ آفت سے مراد (وہ) تمام ظاہری اسباب ہیں' مثلاً بارش' ژالہ باری' ٹڈی دل' آندھی یا آگ لگنا وغیرہ (جو کھیت یا مال کو ضائع کر دیں۔)

فائدہ: آفات تین طرح کی ہو سکتی ہیں: ① جو فصل یا پھل کو کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہونے کے مرحلے پر لگتی ہیں' یہ قدرتی بیماریاں ہیں' جب فصل یا پھل اس مرحلے میں ہو تو اسے بیچنا منع ہے۔ ② پھل پکنے کے قریب ہوتا ہے تو بعض پھلوں (مثلاً کھجور) کا رنگ بدلنے لگتا ہے' اس مرحلے پر درختوں پر لگے ہوئے پھل بیچنا جائز ہے۔ اب ان کو یا تو

٣٤٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب وضع الجوائح، ح: ١٥٥٤ من حديث ابن وهب به.
٣٤٧١ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

بارش، ژالہ باری، آندھی وغیرہ سے نقصان ہوگا اور اس صورت میں پھل کسی نہ کسی طرح قابل استعمال ہو چکا ہوگا اور مکمل تباہی سے بچاؤ ہو سکے گا۔ ③ یا تیسری صورت ٹڈی دل، آگ وغیرہ کی آفات کی ہے۔ اس صورت میں مکمل تباہی ہوگی۔ ایسی تباہی کی صورت میں مالک کا بھی فرض ہے کہ تلافی میں شریک ہو۔

٣٤٧٢- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عُثْمَانُ بنُ الْحَكَمِ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قالَ: لَا جَائِحَةَ فِيمَا أُصِيبَ دُونَ ثُلُثِ رَأْسِ المَالِ. قالَ يَحْيَى: وَذٰلِكَ فِي سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ.

۳۴۷۲- جناب یحییٰ بن سعید ؒ نے بیان کیا کہ اصل مال کی تہائی سے کم میں آفت آئے (اور نقصان ہو جائے) تو اس کی تلافی ضروری نہیں ہے اور مسلمانوں میں ایسے ہی رائج ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي مَنْعِ الْمَاءِ (التحفة ٦٢)

باب:۶۰- پانی سے روکنا منع ہے

٣٤٧٣- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُمْنَعُ فَضْلُ المَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الكَلَأُ».

۳۴۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھاس محفوظ رکھنے کی غرض سے زائد پانی نہ روکا جائے۔“

توضیح: صحراؤں، عام چراگاہوں اور راستوں پر عام کنویں، چشمے یا تالاب ہوتے تھے۔ چرواہے وہاں آ کر جانوروں کو پانی پلاتے، آرام کرتے اور اپنے جانوروں کو چراتے تھے۔ پہلے آنے والا بعض اوقات بعد میں آنے والوں کو بقیہ پانی سے منع کر دیتا تھا اور غرض یہ ہوتی تھی کہ جب پانی نہ ملے گا تو لوگ بھی ادھر کا رخ نہیں کریں گے اور اس طرح اردگرد کی چراگاہ کی گھاس اس کے اپنے جانوروں کے لیے محفوظ رہے گی، ایسا کرنا ناجائز ہے۔ البتہ اگر کنواں، ٹیوب ویل یا تالاب وغیرہ ذاتی ہو اور اس پر اس نے خرچ کیا ہو تو دوسروں کو روک سکتا ہے۔ لیکن اسلامی اخلاق وآداب کا خیال رکھنا پھر بھی ضروری ہے۔

٣٤٧٤- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۴۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں،

٣٤٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن].

٣٤٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٢٣٥٣، ومسلم، ح:١٥٦٦ من حديث الأعرج عن أبي هريرة به.

٣٤٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب اليمين بعد العصر، ح:٢٦٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية . . . الخ، ح:١٠٨ من حديث الأعمش به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ مَنَعَ ابنَ السَّبِيلِ فَضْلَ مَاءٍ عِنْدَهُ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ - يَعْنِي كَاذِبًا - وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا، فَإِنْ أَعْطَاهُ وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمیوں سے اللہ عزوجل قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا: ایک وہ آدمی جس نے کسی مسافر سے اپنا بقیہ پانی روک لیا ہو۔ دوسرا وہ جس نے عصر کے بعد کسی سودے پر جھوٹی قسم کھائی ہو اور تیسرا وہ جس نے امام (اعلیٰ) سے بیعت کی ہو اگر وہ اسے (دنیا کا مال) دیتا رہے تو اس کا وفادار رہے اور اگر نہ دے تو وفا نہ کرے۔

فوائد و مسائل: ① بقیہ پانی کو مسافروں سے روک لینا انتہائی شقاوت اور بے مروتی ہے۔ ② عصر سے مغرب تک کا وقت قربت الٰہی کا محبوب وقت ہے اس وقت میں جھوٹی قسم کی جو کہ کبیرہ گناہ ہے برائی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ③ امام المسلمین سے حق وعدل کے امور میں ہر حال میں وفا کرنا واجب ہے خواہ اس کی طرف سے کچھ ملے یا نہ ملے۔ موجودہ دور میں سیاسی غیر سیاسی اور بعض مذہبی لوگوں میں بھی وابستگیاں بدلنے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اب سیاسی وابستگی کی بنیاد نہ اس بات پر ہے کہ مقصد اور نظریہ ایک ہے نہ اس بات پر کہ پختہ عہد معاہدے ہو چکے ہیں جن کو چھوڑنا برائی ہے۔ اب صرف مفادات کو پیش نظر رکھ کر لوگ خود کو منڈی میں پیش کر دیتے ہیں۔ ④ صحیحین کی روایت ہے کہ جھوٹی قسم سے مال تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (صحیح البخاری، البیوع، حدیث: ۲۰۸۷ و صحیح مسلم، المساقاۃ، حدیث: ۱۶۰۶)

٣٤٧٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: «وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» وَقالَ فِي السِّلْعَةِ: «بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الآخَرُ وَأَخَذَهَا».

۳۴۷۵- جناب اعمش نے اس روایت کو اپنی سند سے اسی حدیث کے ہم معنی بیان کیا، کہا: ''اور اللہ ایسے لوگوں کو پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔'' اور فروخت کے سامان کے بارے میں کہا کہ یوں کہے: ''اللہ کی قسم! مجھے اس کا اتنا اتنا دیا گیا (مگر میں نے نہیں دیا لیکن تمہیں کم میں دے رہا ہوں) اور دوسرا اس کو (اس کی اس بات میں) سچا سمجھے اور اسے خرید لے۔''

٣٤٧٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بنُ مُعَاذٍ:

۳۴۷۶- بُہیسہ نامی ایک خاتون اپنے والد سے

٣٤٧٥ـ تخريج: [صحيح] من حديث جرير به، انظر الحديث السابق.

٣٤٧٦ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٦٩.

حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا كَهْمَسٌ عن سَيَّارِ بنِ مَنْظُورٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ، عن أَبِيهِ، عن امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بُهَيْسَةُ عن أَبِيهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ أَبِي النَّبِيَّ ﷺ، فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ، فَجَعَلَ يُقَبِّلُ وَيَلْتَزِمُ، ثُمَّ قال: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قالَ: «المَاءُ». قال: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قال: «المِلْحُ». قالَ: يَانَبِيَّ الله! مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ؟ قال: «أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ».

روایت کرتی ہے کہ میرے والد نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت لی۔ پھر وہ آپ کی قمیص کے اندر سے ہو کر آپ کو چمٹ گیا اور آپ کو چومنے لگا۔ پھر کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانی کا۔'' پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روکنا حلال نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نمک کا۔'' اس نے پھر کہا: اے اللہ کے نبی! کس چیز کا روک لینا حلال نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بھلائی کرتے رہنے میں تمہارے لیے خیر ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ پانی یا نمک جیسی چیزوں میں بخل کرنا بہت بری بات ہے۔

٣٤٧٧- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ اللُّؤْلُؤِيُّ: حَدَّثَنا حَرِيزُ بنُ عُثْمَانَ عن حِبَّانَ بنِ زَيْدٍ الشَّرْعَبِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ قَرْنٍ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا حَرِيزُ بنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنا أَبُو خِدَاشٍ وَهَذَا لَفْظُ عَلِيٍّ: عن رَجُلٍ مِنَ المُهَاجِرِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا أَسْمَعُهُ يَقُولُ: «المُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي المَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ».

٣٤٧٧- مہاجرین صحابہ میں سے کسی سے روایت ہے' اس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے ساتھ تین بار جہاد میں شرکت کی ہے۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مسلمان تین چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہیں گھاس' پانی اور آگ۔''

فائدہ: گھاس اور پانی جب عام چراگاہ اور صحرا میں قدرتی ہوں تو خود قابض ہو کر دوسروں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔ اس طرح جلتی آگ سے کوئی کوئلہ لے جائے یا آگ جلالے تو روکنا روا نہیں۔

٣٤٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٠ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٥/ ٣٦٤.

(المعجم ٦١) - **بَابٌ**: فِي بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ (التحفة ٦٣)

باب:٦١- زائد از ضرورت پانی فروخت کرنا

٣٤٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن أَبِي المِنْهَالِ، عن إِيَاسِ بنِ عَبْدٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ المَاءِ.

٣٤٧٨- حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس سے مراد صحرا اور عام چراگاہوں میں پائے جانے والے تالابوں' کنوؤں یا چشموں کا پانی ہے، نہ کہ کسی کی ذاتی ملکیت والی زمین میں محنت ومشقت سے نکالا جانے والا پانی۔

(المعجم ٦٢) - **بَابٌ**: فِي ثَمَنِ السِّنَّوْرِ (التحفة ٦٤)

باب:٦٢- بلے (اور بلی) کی خرید وفروخت جائز نہیں

٣٤٧٩- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَعَلِيُّ بنُ بَحْرٍ قالَا: حدثنا عِيسَى: وَقالَ إِبْرَاهِيمُ: أخبرنا عن الأعمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهى عنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ.

٣٤٧٩- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کتے اور بلے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

٣٤٨٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

٣٤٨٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی

٣٤٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في بيع فضل الماء، ح: ١٢٧١ من حديث داود بن عبدالرحمٰن به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٤٦٦٦، وابن ماجه، ح: ٢٤٧٦، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٩٤، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٤، ٦١، ووافقه الذهبي.

٣٤٧٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ١٢٧٩ عن علي بن بحر به، وقال: "في إسناده اضطراب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٨٠، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، وأصله عند مسلم، ح: ١٥٦٩.

٣٤٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية ثمن الكلب والسنور، ح: ١٢٨٠، وابن ماجه، ح: ٣٢٥٠ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٧، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا عُمَرُ بْنُ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرَّةِ.

ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي أَثْمَانِ الْكِلَابِ (التحفة ٦٥)

باب:۶۳-کتوں کی قیمت لینا منع ہے

٣٤٨١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي بَكْرِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۳۴۸۱- حضرت ابو مسعود ؓ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے کتے کی قیمت' زانیہ کی خرچی اور کاہن کے نذرانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ''کتے'' کا لفظ اگرچہ عام ہے' شکاری ہو یا غیر شکاری یا جاسوسی وغیرہ کے لیے ہو۔ اس عموم سے سب کی خرید وفروخت ناجائز ہونی چاہیے۔ لیکن اس عموم سے دوسرے دلائل کی رُو سے وہ کتے مستثنیٰ ہو جائیں گے جن کے رکھنے کو احادیث میں جائز قرار دیا گیا ہے۔ جیسے شکار کے لیے' رکھوالی کے لیے یا جیسے آج کل جاسوسی وغیرہ کے لیے کتے رکھنا ہے۔ جب ان کا رکھنا جائز ہے' تو ان کی خرید وفروخت بھی یقیناً جائز ہوگی' کیونکہ اس کے بغیر مذکورہ کاموں کے لیے کتوں کا ملنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں استثنا بھی آیا ہے' جیسے حدیث ہے: [نهى عن ثمن الكلب والسنور الاكلب صيدٍ] (صحيح سنن النسائي' حديث:۴۶۸۲ والصحيحة' حديث:۲۴۸۰) ''رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے' سوائے شکاری کتے کے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ شکاری کتے کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اور اس کے جواز کی جو علت ہے وہ واضح ہے' اسی علت کی وجہ سے رکھوالی اور جاسوسی وغیرہ مقاصد کے لیے بھی کتوں کی خرید وفروخت جائز ہوگی۔ واللہ اعلم۔

٣٤٨٢- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو عن عَبْدِ الكَرِيمِ، عن قَيْسِ بنِ حَبْتَرٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ

۳۴۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ اور اگر وہ (بیچنے والا) کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔

٣٤٨١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٣٤٢٨.

٣٤٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢٧٨/١ من حديث عبيدالله بن عمرو به ✽ عبدالكريم هو الجزري.

عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَإِنْ جَاءَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلأْ كَفَّهُ تُرَابًا .

٣٤٨٣- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ: أخبرني عَوْنُ بنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ قال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

۳۴۸۳- جناب عون بن ابو جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

٣٤٨٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي مَعْرُوفُ بنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ، أَنَّ عَلِيَّ بنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ، وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ».

۳۴۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کتے کی قیمت' کاہن کا نذرانہ اور زانیہ کی خرچی حلال نہیں۔''

فائدہ: اسلام اپنے معاشرے کو ان تمام نجاستوں اور قباحتوں سے پاک رکھنا چاہتا ہے جو کتا پرست معاشرے کا خاصہ ہیں۔ اس غرض سے اسلام نے اس کی خرید وفروخت کو سختی سے روک دیا ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِي ثَمَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ (التحفة ٦٦)

باب: ۶۴- شراب اور مردار کی خرید وفروخت حرام ہے

٣٤٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ عن مُعَاوِيَةَ بنِ صَالِحٍ، عن عَبْدِ الْوَهَّابِ بنِ بُخْتٍ، عن

۳۴۸۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت (یعنی خرید وفروخت) کو حرام کیا

٣٤٨٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٨ عن أبي الوليد الطيالسي به، ورواه البخاري، ح: ٢٢٣٨ من حديث شعبة به مطولاً .

٣٤٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الصيد، باب النهي عن ثمن الكلب، ح: ٤٢٩٨ من حديث ابن وهب به .

٣٤٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٢ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٧٩، وقال الطبراني في الأوسط، ح: ١١٦ "تفرد به، ابن وهب" وهذا لا يضر .

أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ الله حَرَّمَ الخَمْرَ وَثَمَنَهَا وَحَرَّمَ المَيْتَةَ وَثَمَنَهَا، وَحَرَّمَ الْخِنْزِيرَ وَثَمَنَهُ».

ہے' مردار اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔ خنزیر اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے۔"

٣٤٨٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن عَطَاءِ ابنِ أَبِي رَبَاحٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: «إِنَّ الله حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ»، فَقِيلَ: يَارَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ، فَقَالَ: «لَا هُوَ حَرَامٌ»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ الله تَعَالَى لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ».

۳۴۸۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے' سنا آپ فرما رہے تھے: "بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت حرام ٹھہرائی ہے۔" کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے متعلق فرمائیں کہ اسے کشتیوں کے تختوں اور چمڑوں پر استعمال کیا جاتا ہے اور لوگ اسے چراغوں میں بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "نہیں یہ حرام ہے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: "اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے' اللہ تعالیٰ نے جب ان پر اس (مردار) کی چربی حرام کردی تو انہوں نے اسے پگھلا کر بیچنا شروع کردیا اور پھر اس کی قیمت کھانے لگے۔"

فوائد ومسائل: ① وہ اشیا جن کا استعمال جائز نہ ہو' ان کی تجارت کس طرح جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شراب حرام ہے۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال حرام ہے اور اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ ② مردار جانور کا گوشت یا اس کی ہڈیاں فروخت کرنا حرام ہے۔ البتہ (حلال جانوروں کا) چمڑا رنگے جانے کے بعد پاک ہوجاتا ہے۔ اور اس کی بیع بھی جائز ہے۔ ③ خنزیر زندہ ہو یا مردہ' اس کے تمام اجزا نجس اور حرام ہیں' مردار کی ہڈیوں سے حاصل ہونے والے مواد بھی حرام ہیں' ان حرام اشیا کی خرید وفروخت نہیں ہوسکتی۔ ④ مردار کی چربی کو چراغ میں جلانا جائز ہے لیکن فروخت کرنا قطعاً درست نہیں۔ ⑤ بت اور ذی روح اشیا کی تماثیل (مجسمے) لکڑی' لوہے' مٹی' پتھر یا پلاسٹک وغیرہ کی ہوں' خواہ بچوں کے کھلونے ہی کیوں نہ ہوں' ان کا بنانا اور تجارت کرنا حرام

٣٤٨٦_ **تخريج:** أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح:٢٢٣٦، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح:١٥٨١ عن قتيبة به.

ہے۔ چھوٹے بچے بچیاں اگر گھروں میں ازخود بنالیں اور ان کی آنکھیں ناک' کان وغیرہ نہ ہوں محض ہیولے کی صورت ہوں تو رخصت دی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عائشہ ؓ نے ایک گھوڑا بنایا تھا۔ ⑨ ایسے تمام حیلے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیا کو حلال کرنے کے لیے استعمال کیے جائیں حرام ہیں۔ نام تبدیل کردینے سے حکم تبدیل نہیں ہوتا اور حیلوں سے کام نکالنا یہودیوں کی صفت ہے۔

٣٤٨٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ قالَ: كَتَبَ إِلَيَّ عَطَاءٌ عن جَابِرٍ نَحْوَهُ، لَمْ يَقُلْ: «هُوَ حَرَامٌ».

۳۴۸۷- یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ عطاء نے جابر ؓ کی یہ روایت مجھے اسی کی مانند لکھ بھیجی مگر اس میں [هُوَ حَرَامٌ] کا لفظ نہیں تھا۔

٣٤٨٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ بِشْرَ بنَ الْمُفَضَّلِ وَخَالِدَ بنَ عَبْدِ الله حَدَّثَاهُمْ، الْمَعْنَى، عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن بَرَكَةَ، قَالَ مُسَدَّدٌ في حَدِيثِ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله: عن بَرَكَةَ أَبِي الْوَلِيدِ، ثُمَّ اتَّفَقَا عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ جَالِسًا عِنْدَ الرُّكْنِ، قالَ: فَرَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَضَحِكَ فَقالَ: «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ» ثَلَاثًا، «إِنَّ الله تَعَالَى حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُومَ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا، وَإِنَّ الله تَعَالَى إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ».

۳۴۸۸- حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (بیت اللہ میں) حجر اسود کے پاس بیٹھے دیکھا۔ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور ہنس دیے۔ پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے...... تین بار فرمایا...... اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیوں کا استعمال حرام کردیا تو انہوں نے اسے بیچنا شروع کردیا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کردیتا ہے' تو اس کی قیمت بھی حرام کردیتا ہے۔''

وَلَمْ يَقُلْ في حَدِيثِ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله الطَّحَّانِ: «رَأَيْتُ»، وَقالَ: «قَاتَلَ الله الْيَهُودَ».

خالد بن عبداللہ الطحان کی روایت میں: [رأَيْتُ] ''میں نے دیکھا'' کا جملہ نہیں ہے۔ اور [لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ] کی بجائے [قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ] کہا: یعنی

٣٤٨٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، تعليقًا، ومسلم، كلاهما من حديث أبي عاصم به، انظر الحديث السابق.

٣٤٨٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٧ من حديث خالد الحذاء به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١١٧٧.

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے۔''

٣٤٨٩- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا ابنُ إدْرِيسَ وَوَكِيعٌ عن طُعْمَةَ بنِ عَمْرٍو الْجَعْفَرِيِّ، عن عُمَرَ بنِ بَيَانَ التَّغْلِبِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخنَازِيرَ».

۳۴۸۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب بیچتا ہے اسے چاہیے کہ خنزیر کو (کھانا) حلال سمجھے۔''

٣٤٩٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سُلَيْمَانَ، عن أبي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَتِ الآيَاتُ الأوَاخِرُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا وَقالَ: «حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ في الْخَمْرِ».

۳۴۹۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں' تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہیں ہم پر پڑھا اور فرمایا: ''شراب کی تجارت حرام کردی گئی ہے۔''

٣٤٩١- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعْمَشِ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قال: الآيَاتِ الأوَاخِرَ فِي الرِّبَا.

۳۴۹۱- جناب اعمش ؒ نے اپنی سند سے اس حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا کہ آخری آیات' جو سود سے متعلق ہیں۔ (جب وہ نازل ہوئیں)

فائدہ: اس سے مراد سورۂ بقرہ کی آیات نمبر ۲۷۵ سے لے کر ۲۸۱ تک ہیں۔ ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ...... وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أنْ يُسْتَوْفَى (التحفة ٦٧)

باب:۶۵- غلہ اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ہی فروخت کرنا

٣٤٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٥٣ عن وكيع به * عمر بن بيان روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان، وقال أبوحاتم: "معروف".

٣٤٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب تحريم التجارة في الخمر، ح: ٢٢٢٦ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، المساقاة، باب تحريم بيع الخمر، ح: ١٥٨٠ من حديث سليمان الأعمش به.

٣٤٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضرير به، انظر الحديث السابق.

٣٤٩٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ».

۳۴۹۲- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی غلہ (طعام) خریدا ہو تو اسے اپنے قبضے میں لیے بغیر فروخت نہ کرے۔“

٣٤٩٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قالَ: كُنَّا في زَمَانِ رَسُولِ الله ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ المَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ. يَعْنِي جُزَافًا.

۳۴۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غلہ خریدا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ ہمارے پاس آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ ہم اسے فروخت کرنے سے پہلے خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرلیں۔ یعنی اندازے سے (جو) خرید وفروخت کرتے تھے (اس سے منع کر دیا گیا۔)

٣٤٩٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنْ [عُبَيْدِاللهِ] قالَ: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ قالَ: كَانُوا يَبْتَاعُونَ الطَّعَامَ جِزَافًا بِأَعْلَى السُّوقِ، فَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يَنْقُلُوهُ.

۳۴۹۴- حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ لوگ منڈی کی بالائی جانب اندازے سے غلہ خریدتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فروخت کرنے سے منع فرما دیا، یہاں تک کہ وہ اسے دوسری جگہ منتقل کرلیں۔

فائدہ: [جِزَافًا] کے معنی ہیں کہ اس کا کیل (ناپ) یا وزن متعین نہ ہوتا تھا بلکہ ویسے ہی ایک ڈھیر کا سودا کرلیا جاتا تھا، اور پھر اسے ویسے ہی تولے بغیر اور قبضے میں لیے بغیر ڈھیر ہی کی شکل میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ اسے بعض حضرات نے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن احادیث کے الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلہ ناپ تول کرلیا جائے یا ڈھیری کی شکل میں، اسے قبضے میں لیے بغیر یا ناپ تول کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ اور ڈھیری کا قبضہ یہی ہے کہ اسے دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے۔

٣٤٩٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض . . . الخ، ح: ٢١٣٦، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٦ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٤٠ .

٣٤٩٣ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/٦٤١، ورواه البخاري، ح: ٢١٢٣ من حديث نافع به .

٣٤٩٤ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، البيوع، باب منتهى التلقي، ح: ٢١٦٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ١٥٢٦/ ٣٤ من حديث عبيدالله به، انظر الحديث السابق، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٥ .

٣٤٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا عَمْرٌو عن المُنْذِرِ ابنِ عُبَيْدٍ المَدِينِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى أَنْ يَبِيعَ أَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ.

۳۴۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ جس نے متعین کیل (ناپ) میں غلہ خریدا ہو' تو اسے قبضے میں لیے بغیر آگے فروخت کردے۔

٣٤٩٦- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ طَاوُسٍ عن أَبِيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَكْتَالَهُ» زَادَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لِمَ؟ قَالَ: أَلَا تَرَى أَنَّهُمْ يَبْتَاعُونَ بِالذَّهَبِ وَالطَّعَامُ مُرَجًّى.

۳۴۹۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلہ خریدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے حتیٰ کہ ناپ لے۔'' (اپنے قبضے میں لے لے۔) (راوی) ابوبکر نے مزید کہا کہ طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ انہوں نے کہا: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ لوگ اسے سونے کے بدلے خرید لیتے ہیں' حالانکہ وہ (غلہ) ابھی بہت دور ہوتا ہے۔ (فروخت کرنے والے کے پاس پہنچا ہی نہیں ہوتا۔)

فائدہ: ان تعلیمات کی حکمتیں واضح ہیں مقصد یہ ہے کہ منڈی میں جمود نہ رہے۔ مال اور سرمایہ حرکت میں آئے۔ مزدوروں کو مزدوری اور لوگوں کو رزق آسانی اور ارزانی سے ملے۔ آج کل اشیا کے مہنگے ہونے کا بڑا سبب ہی یہ ہے کہ مال ایک جگہ سٹور میں پڑا ہوتا ہے اور سرمایہ دار اسے وہیں ایک دوسرے کو فروخت کرتے چلے جاتے ہیں یا مال ابھی ایک خریدار کے قبضے میں آیا نہیں ہوتا کہ وہ اسے آگے فروخت کردیتا ہے اور وہ پھر اسے آگے فروخت کردیتا ہے۔ یہ سب صورتیں شرعی اصولوں سے متصادم ہیں اور ان کا حاصل کمر توڑ مہنگائی ہے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

٣٤٩٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بنُ

۳۴۹۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

٣٤٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب النهي عن بيع ما اشترى من الطعام بكيل حتى يستوفي، ح: ٤٦٠٨ من حديث ابن وهب به * عمرو هو ابن الحارث، ومنذر بن عبيد، وثقه ابن حبان وحده، والحديث الآتي يغني عن حديثه.

٣٤٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٥/ ٣١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٦/ ٣٦٩، ورواه البخاري، ح: ٢١٣٢ من حديث ابن طاوس به.

٣٤٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٥٢٥ من حديث حماد بن زيد، انظر الحديث السابق، والبخاري، البيوع، ◀◀

حَرْبٍ قالا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ - وَهٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ - عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ». قالَ سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ: «حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ». زَادَ مُسَدَّدٌ قالَ: وقَالَ ابنُ عَبَّاس: وَأَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ مِثْلَ الطَّعَامِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی غلہ خریدے تو جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ لے لے فروخت نہ کرے۔“ سلیمان بن حرب کے لفظ تھے: [حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهُ] مسدد نے اضافہ کیا کہ طاوس نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: اور میرا خیال ہے کہ ہر چیز طعام (غلے) کی طرح ہے۔ (یعنی خرید کردہ چیز کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہیں کرنا چاہیے‘ خواہ اس کی نوعیت کوئی ہو۔)

٣٤٩٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: رَأَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ إِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُبْلِغَهُ إِلٰى رَحْلِهِ.

۳۴۹۸- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگر کوئی غلے کا ڈھیر خریدتا اور پھر وہیں فروخت کر دیتا تو اس پر اسے سزا دی جاتی تھی‘ حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جائے۔

٣٤٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إِسْحَاقَ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن عُبَيْدِ بنِ حُنَيْنٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: ابْتَعْتُ زَيْتًا في السُّوقِ فَلَمَّا اسْتَوْجَبْتُهُ لِنَفْسِي لَقِيَنِي رَجُلٌ فَأَعْطَانِي بِهِ رِبْحًا حَسَنًا

۳۴۹۹- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بازار میں تیل خریدا۔ جب میں نے اسے وصول کر لیا تو مجھے ایک آدمی ملا اور اس نے مجھے عمدہ منافع کی پیشکش کی۔ میں نے چاہا کہ (اسے قبول کرتے ہوئے) اس کے ہاتھ پر ہاتھ ماروں۔ تو ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت

◀◀ باب بيع الطعام قبل أن يقبض . . . الخ، ح: ٢١٣٥ من حديث عمرو بن دينار به.

٣٤٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب؟ ح: ٦٨٥٢، ومسلم، البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٧/ ٣٧ من حديث معمر به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٤٥٩٨.

٣٤٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩١ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٠.

فَأَرَدْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلَى يَدِهِ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي بِذِرَاعِي فَالْتَفَتُّ فَإِذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ: لَا تَبِعْهُ حَيْثُ ابْتَعْتَهُ حَتَّى تَحُوزَهُ إِلَى رَحْلِكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّلَعُ حَيْثُ تُبْتَاعُ حَتَّى يَحُوزَهَا التُّجَّارُ إِلَى رِحَالِهِمْ.

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا: جہاں تم نے اسے خریدا ہے اسی جگہ مت بیچو حتیٰ کہ اپنی منزل پر لے جاؤ۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے خریدنے کی جگہ ہی پر اس مال کو بیچنے سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ تاجر اسے اپنی اپنی منزل پر لے جائیں۔

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم منڈی اور بازار میں بھی فرامین رسول ﷺ پر سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔

(المعجم ٦٦) - **بَابٌ:** فِي الرَّجُلِ يَقُولُ عِنْدَ الْبَيْعِ لَا خِلَابَةَ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٦- جو شخص معاملہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ ”دھوکا اور فریب نہیں“

٣٥٠٠- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ: لَا خِلَابَةَ.

٣٥٠٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ لوگ خرید وفروخت میں مجھے دھوکا دے جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جب تم معاملہ کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ ”دھوکا فریب نہیں۔“ چنانچہ وہ سودا کرتے ہوئے کہا کرتا تھا: [لَا خِلَابَةَ] ”دھوکا فریب نہیں۔“

فائدہ: اس شرط اور صراحت کے ساتھ اگر بعد میں واضح ہو کہ دوسرے فریق نے کوئی دھوکا دیا ہے تو اسے بیع فسخ کرنے کا حق حاصل رہے گا۔

٣٥٠١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَرُزِّيُّ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ

٣٥٠١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک شخص تھا جو معاملہ

٣٥٠٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع، ح: ٢١١٧ من حديث مالك، ومسلم، البيوع، باب من يخدع في البيع، ح: ١٥٣٣ من حديث عبدالله بن دينار به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٨٥.

٣٥٠١ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يخدع في البيع، ح: ١٢٥٠، والنسائي، ح: ٤٤٩٠، وابن ماجه، ح: ٢٣٥٤ من حديث سعيد بن أبي عروبة به. وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ٥٦٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ١٠١، ووافقه الذهبي. وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

الْكَلْبِيُّ، الْمَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: قَالَ مُحَمَّدٌ: عَبْدُ الْوَهَّابِ ابنُ عَطَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ كَانَ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ. فَأَتَى أَهْلُهُ نَبِيَّ الله ﷺ فَقَالُوا: يَانَبِيَّ الله! احْجُرْ عَلَى فُلَانٍ فَإِنَّهُ يَبْتَاعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، فَدَعَاه النَّبِيُّ ﷺ فَنَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي لا أَصْبِرُ عن الْبَيْعِ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكٍ لِلْبَيْعِ، فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ وَلا خِلَابَةَ». قالَ أَبُو ثَوْرٍ عن سَعِيدٍ.

کرنے میں سادہ اور کمزور تھا۔ اس کے گھر والے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! فلاں پر پابندی لگا دیجیے۔ وہ خرید وفروخت کرتا ہے حالانکہ وہ معاملہ طے کرنے میں بہت کمزور ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اسے بلایا اور خرید وفروخت سے منع فرمایا' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کام سے رہ نہیں سکتا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم خرید وفروخت نہیں چھوڑ سکتے' تو کہا کرو: لاؤ اور لو (معاملہ نقد کرو) اور دھوکا فریب نہیں۔'' ابوثور نے [أَخبَرَنَا سَعِيدٌ] کی بجائے [عَنْ سَعِيد] کہا۔

(المعجم ٦٧) - بَابٌ: فِي الْعُرْبَانِ (التحفة ٦٩)

باب: ٦٧-پیشگی دیا ہوا بیعانہ مار لینا جائز نہیں

٣٥٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قال: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّهُ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ قال مَالِكٌ: وَذٰلِكَ فِيمَا نُرَى وَالله أَعْلَمُ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يَقُولُ: أُعْطِيكَ دِينَارًا عَلَى أَنِّي إِنْ

٣٥٠٢- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے [بیع العُربان] سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اس کی صورت جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں یہ ہے...... اور اللہ بہتر جانتا ہے...... کوئی کسی سے غلام خریدے یا جانور کرایہ پر لے' پھر اس سے کہے کہ میں تجھے ایک دینار دیے جاتا ہوں' اگر میں نے یہ سودا یا کرائے پر لینا چھوڑ

٣٥٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب بيع العربان، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك به ※ المبلغ هو ابن لهيعة (التمهيد: ٢٤/١٧٧)، وصرح بالسماع، وتابعه الحارث بن عبدالرحمٰن بن أبي ذباب كما في البيهقي: ٥/٣٤٣، وسنده حسن، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٦٠٩، والتمهيد: ٢٤/١٧٦، والاستذكار، ح: ١٢٥١، والزرقاني، ح: ١٣٣١ مالك عن الثقة عنده عن عمرو بن شعيب به . . . الخ .

تَرَكْتُ السِّلْعَةَ أَو الْكِرَاءَ فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ .

دیا (نہ لیا) تو جو میں نے تجھے دیا یہ تیرا ہوا۔ (ورنہ اصل قیمت میں شمار ہوگا۔)

(المعجم ٦٨) - **بَابٌ:** فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ (التحفة ٧٠)

باب:٦٨- جو چیز انسان کے پاس نہ ہو' اس کا فروخت کرنا

٣٥٠٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبي بِشْرٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن حَكِيمِ بنِ حِزَامٍ قالَ: يَارَسُولَ الله! يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ مِنِّي الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِي، أَفَأَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوقِ؟ فقالَ: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

٣٥٠٣- حضرت حکیم بن حزام ﷜ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنی چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی' تو کیا میں اس کے لیے بازار سے خرید لوں؟ آپ نے فرمایا: "جو تیرے پاس نہیں ہے وہ مت بیچ۔"

توضیح: ① دکاندار بعض اوقات اپنے گاہکوں کی کئی مطلوبہ چیزیں جو ان کے پاس نہیں ہوتیں اسی وقت بازار سے منگوا کر دیتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ گاہک بس ان ہی سے متعلق رہے' یہ صورت جائز نہیں۔ وہی سودا بیچنا چاہیے جو موجود ہو۔ الا یہ کہ گاہک از خود دکاندار سے چیز منگوا کر دینے کا مطالبہ کرے۔ ② کوئی جانور جو بھاگ گیا ہو اسے فروخت کر دینا' یا کوئی مال فریقین میں متنازع ہو' تو فیصلہ اور قبضہ ہونے سے پہلے ہی فروخت کر دینا جائز نہیں۔ ③ کوئی چیز خرید رکھی ہو مگر وصول نہ کی ہو اور قبضے میں نہ آئی ہو' تو اس کو بیچنا ناجائز ہے۔ خیال رہے کہ معروف تجارتی طریق پر بیع سلف (سلم) کا معاملہ جائز ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

٣٥٠٤- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا إسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عَمْرُو ابنُ شُعَيْبٍ: حدَّثَني أَبِي عن أَبِيهِ، عن

٣٥٠٤- حضرت عبداللہ بن عمرو (بن العاص) ﷠ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ادھار اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطیں حلال نہیں ہیں' اور اس چیز کا نفع

٣٥٠٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ١٢٣٢، وابن ماجه، ح: ٢١٨٧، والنسائي، ح: ٤٦١٧ من حديث أبي بشر به، وقال الترمذي: "حسن"، وله طرق عند ابن الجارود، ح: ٦٠٢ وغيره.

٣٥٠٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ح: ١٢٣٤، وابن ماجه، ح: ٢١٨٨ من حديث إسماعيل، والنسائي، ح: ٤٦١٥ من حديث أيوب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٠١، والحاكم: ٢/ ١٧، ووافقه الذهبي.

أَبِيهِ حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ بنَ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ».

بھی حلال نہیں جو تیری اپنی ضمانت میں نہیں اور جو چیز تیرے پاس (یعنی قبضے میں) نہ ہو اسے مت فروخت کر۔

توضیح: ادھار اور بیع: اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص نقد اور ادھار کی قیمتوں میں فرق کو ناجائز سمجھتا ہے لیکن حیلے سے یہ انداز اختیار کرے کہ کوئی چیز خریدے مگر رقم پاس نہ ہو تو پھر اسی دکاندار تاجر سے رقم ادھار لے لے تاکہ بیع کی قیمت ادا کر دے۔ ایک صورت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ میں تین لاکھ کا یہ مکان تجھے دو لاکھ میں دیتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پانچ لاکھ ادھار دے یا میں تجھے یہ غلام پچاس دینار میں بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایک ہزار درہم ادھار دے وغیرہ۔ اور اس میں بنیادی علت ربا (سود) ہے۔

ایک بیع میں دو شرطیں: مثلاً میں تجھے یہ چیز فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آگے فروخت نہ کرے اور نہ ہبہ کرے۔ یا یہ کپڑا فروخت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ میں ہی سلوا دوں گا اور دھلوا بھی دوں گا۔ بعض علماء نے [بَيْعَةٌ فِي بَيْعَتَيْنِ] کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے گزشتہ حدیث: ۳۴۶۱ کے فوائد۔ باقی کی تفصیل پچھلی حدیث کے فائدے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: فِي شَرْطٍ فِي بَيْعٍ (التحفة ٧١)

باب: ٦٩- بیع میں ایک شرط کر لینا

٣٥٠٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن زَكَرِيَّا، أخبرنا عَامِرٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: بِعْتُهُ يَعني بَعِيرَهُ، مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاشْتَرَطْتُ حُمْلَانَهُ إِلَى أَهْلِي، قالَ فِي آخِرِهِ: «تُرَانِي إِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِأَذْهَبَ بِجَمَلِكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَثَمَنَهُ فَهُمَا لَكَ».

۳۵۰۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنا اونٹ فروخت کیا اور ان سے شرط کر لی کہ میں اپنے گھر تک اس پر سواری کروں گا۔ اس حدیث کے آخر میں کہا: (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمہارا نقصان کیا ہے تاکہ میں تمہارا اونٹ لے لوں؟ جاؤ! اونٹ بھی لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی۔ دونوں ہی تمہارے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① بیع میں اس کے کچھ دیر تک استعمال کی ایک شرط کر لینا جائز ہے۔ ② اگر ایسے ہی احسان کرنا

٣٥٠٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الشروط، باب: إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمىً جاز، ح:٢٧١٨، ومسلم، المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح:٧١٥ بعد، ح:١٥٩٩ من حديث زكريا به.

مقصود ہو تو صاحب ضرورت کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

(المعجم ٧٠) - **بَابٌ: فِي عُهْدَةِ الرَّقِيقِ** (التحفة ٧٢)

باب: ۷۰-غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت

٣٥٠٦- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبَانُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ».

۳۵۰۶-حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غلام کی بیع اور اس کی سلامتی کی ضمانت تین دن تک ہے۔" (توضیح درج ذیل ہے۔)

٣٥٠٧- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. زَادَ: «إنْ وَجَدَ دَاءً فِي الثَّلَاثِ لَيَالِي رُدَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، وَإِنْ وَجَدَ دَاءً بَعْدَ الثَّلَاثِ كُلِّفَ الْبَيِّنَةَ أَنَّهُ اشْتَرَاهُ وَبِهِ هٰذَا الدَّاءُ».

۳۵۰۷- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا اور مزید کہا: اگر تین (دن) رات تک اس میں کسی عیب سے مطلع ہوا تو گواہ پیش کیے بغیر ہی اسے واپس کر سکے گا۔ اور اگر تین دن کے بعد مطلع ہوا تو اسے گواہ پیش کرنا ہوگا کہ جب اسے خریدا تھا تو اس میں یہ عیب تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا التَّفْسِيرُ مِنْ كَلَامِ قَتَادَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ توضیح جناب قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم علماء کی عام رائے یہی ہے کہ اگر کوئی شخص غلام خریدے لیکن اس میں کوئی عیب نکل آئے' تو تین دن کے اندر اسے واپس کیا جا سکتا ہے اور مالک کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے واپس لے لے' کیونکہ وہ اس بات کا ضامن ہے کہ جس غلام کو وہ بیچ رہا ہے' وہ صحیح ہو اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہو۔

(المعجم ٧١) - **بَابٌ: فِيمَنِ اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَعْمَلَهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا** (التحفة ٧٣)

باب: ۷۱-غلام خریدا اور اسے کام پر لگایا' بعد ازاں اس کے عیب پر مطلع ہوا

٣٥٠٦- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، باب التجارات، باب عهدة الرقيق، ح: ٢٢٤٥ من حديث الحسن البصري به، وقال المنذري: "هذا منقطع، فإن الحسن لم يصح له سماع من عقبة"، وله طريق آخر ضعيف عند ابن ماجه، ح: ٢٢٤٤.

٣٥٠٧- **تخريج**: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٥٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: أخبرنا ابنُ أبِي ذِئْبٍ عن مَخْلَدِ بنِ خُفَافٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْخَرَاجُ بالضَّمَانِ».

۳۵۰۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آمدنی کا حق دار وہی ہے جو ضامن ہو۔''

توضیح: غلام نے جو کچھ کمایا وہ خریدار کا ہے۔ اس مدت میں اگر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اسے واپس کیا تو صرف غلام واپس ہوگا' اس کی کمائی نہیں' کیونکہ بالفرض اگر ان دنوں میں غلام مرجاتا' تو یہ نقصان خریدار ہی کا ہوتا۔

٣٥٠٩- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن سُفْيَانَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مَخْلَدِ بنِ خُفَافٍ الْغِفَارِيِّ قال: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أُنَاسٍ شَرِكَةٌ فِي عَبْدٍ فَاقْتَوَيْتُهُ وَبَعْضُنَا غَائِبٌ فَأَغَلَّ عَلَيَّ غَلَّةً فَخَاصَمَنِي فِي نَصِيبِهِ إِلَى بَعْضِ الْقُضَاةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَرُدَّ الْغَلَّةَ، فَأَتَيْتُ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ فَحَدَّثْتُهُ فَأَتَاهُ عُرْوَةُ فَحَدَّثَهُ عن عَائِشَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

۳۵۰۹- جناب مخلد بن خفاف غفاری ؒ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ میری ایک غلام میں شراکت تھی' میں نے اسے کام پر لگایا جبکہ میرا ساتھی غائب تھا۔ تو وہ غلام میرے لیے کما کر لایا۔ میرے شریک نے اپنے حصے کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کیا اور مقدمہ قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔ تو قاضی نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا حصہ ادا کر دوں۔ چنانچہ میں حضرت عروہ بن زبیر کے پاس آیا اور واقعہ انہیں بتایا' تو وہ قاضی کے پاس گئے اور اسے حضرت عائشہ ؓ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔''

توضیح: اس صورت میں غالباً مخلد نے اپنے شریک سے اتفاق کیے بغیر کام کروایا۔ اس لیے غلام ان کی ضمان میں ہو گیا۔ اگر شریک سے اتفاق کیا گیا ہوتا تو پھر وہ بھی اس کی آمدنی میں حصہ دار ہوتا۔ (از ترجمہ: علامہ وحید الزمان)

٣٥١٠- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مَرْوَانَ:

۳۵۱۰- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی

٣٥٠٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء فيمن يشترى العبد . . . الخ، ح:١٢٨٥، وابن ماجه، ح:٢٢٤٢، والنسائي، ح:٤٤٩٥ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١١٢٥، وابن الجارود، ح:٦٢٧.

٣٥٠٩- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٥١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الخراج بالضمان، ح:٢٢٤٣ من حديث مسلم بن خالد به، وهو ضعيف، وتابعه خالد بن مهران مقتصرا على المرفوع فقط، (تاريخ بغداد: ٨/ ٢٩٧، ٢٩٨). ◄◄

حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ غُلَامًا فَأقَامَ عِنْدَهُ مَاشَاءَ الله أنْ يُقِيمَ ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا فَخَاصَمَهُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ، فقالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ الله! قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِي، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ».

ہیں کہ ایک شخص نے غلام خریدا' پھر جب تک اللہ نے چاہا' وہ اس کے پاس رہا۔ بعدازاں اسے غلام کے کسی عیب کی خبر ہوئی تو وہ اس کا معاملہ نبی ﷺ کے پاس لے گیا۔ آپ نے اسے بیچنے والے کو واپس کرادیا' تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے میرے غلام سے آمدنی بھی لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آمدنی کا وہی حق دار ہوتا ہے جو ضامن ہو۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا إسْنَادٌ لَيْسَ بِذَاكَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند معیاری نہیں ہے۔

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: إذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَالْمَبِيعُ قَائِمٌ (التحفة ٧٤)

باب:۷۲- جب خریدار اور فروخت کرنے والے میں اختلاف ہو جائے اور چیز موجود ہو

٣٥١١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَني عُمَرُ بنُ حَفْصِ بنِ غِيَاثٍ: أخبرنَا أبِي عن أبِي عُمَيْسٍ قالَ: أخبرَني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ قَيْسِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الأشْعَثِ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: «اشْتَرَى الأشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ مِنْ عَبْدِ الله بِعِشْرِينَ ألْفًا، فَأرْسَلَ عَبْدُ الله إلَيْهِ في ثَمَنِهِمْ، فقالَ: إنَّمَا أخَذْتُهُمْ بِعَشْرَةِ آلَافٍ، فَقالَ عَبْدُ الله: فَاخْتَرْ رَجُلًا يَكُونُ

۳۵۱۱- جناب عبدالرحمٰن بن قیس بن محمد بن اشعث اپنے والد (قیس) سے اور وہ عبدالرحمٰن کے دادا (محمد) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیس ہزار میں کچھ غلام خریدے جو کہ خمس کے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قیمت لینے کے لیے آدمی بھیجا' تو اس نے کہا کہ میں نے انہیں دس ہزار میں لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی آدمی کو منتخب کرلو جو ہم میں فیصلہ کردے۔ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ خود ہی میرے اور اپنے درمیان فیصلہ

◄◄ والسند إليه ضعيف، وصححه ابن حبان، ح:١١٢٦، وابن الجارود، ح:٦٢٦، والحاكم:٢/ ١٥، ووافقه الذهبي، وأعله الترمذي، ح:١٢٨٦، والحديث السابق برقم:٣٥٠٨ يغني عنه.

٣٥١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب خلاف المتبايعين في الثمن، ح:٤٦٥٢ من حديث عمر ابن حفص بن غياث به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٢٥، والحاكم:٢/ ٤٥، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن الجارود، ح:٦٢٤ وغيره.

بَيْنِي وَبَيْنَكَ. قَالَ الأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَتَارَكَانِ».

کر دیں۔ تو حضرت عبداللہ ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جب خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ان میں کوئی گواہ نہ ہو' تو بات فروخت کرنے والے کی معتبر ہو گی' یا وہ دونوں ہی سودا چھوڑ دیں۔''

فائدہ: اس میں اختلاف کے خاتمے کے لیے ایک مناسب طریقہ تجویز کیا گیا ہے۔

٣٥١٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا ابنُ أبي لَيْلَى عن الْقَاسِمِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبِيهِ: أَنَّ ابنَ مَسْعُودٍ بَاعَ مِنَ الأَشْعَثِ بنِ قَيْسٍ رَقِيقًا فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ.

۳۵۱۲- جناب قاسم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے حضرت اشعث بن قیس ؓ کو غلام بیچے۔ اور الفاظ میں کمی بیشی ہے۔ مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٧٣) - بَابٌ: فِي الشُّفْعَةِ (التحفة ٧٥)

باب: ۷۳- شفعہ کا بیان

٣٥١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشُّفْعَةُ في كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ».

۳۵۱۳- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفعہ ہر مشترک زمین یا باغ میں ہے' اسے اپنے شریک کو خبر دیے بغیر فروخت کرنا درست نہیں۔ اگر (بلا اطلاع) فروخت کر دیا ہو تو وہ شریک ہی زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ وہ دوسرے کے لیے اجازت دے دے۔''

٣٥١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۳۵۱۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت

٣٥١٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب: البيعان يختلفان، ح:٢١٨٦ من حديث هشيم به، ورواه عمر بن قيس الحاصر عن القاسم بن عبدالرحمٰن به، (الدارقطني: ٣/ ٢٠)، وللحديث شواهد.

٣٥١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساقاة، باب الشفعة، ح:١٦٠٨ من حديث ابن جريج به.

٣٥١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح:٦٩٧٦ من حديث معمر به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٢٩٦، ومصنف عبدالرزاق، ح:١٤٣٩١، ومن طريقه رواه الترمذي، ح:١٣١٢، وقال: "حسن صحيح".

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن جَابِرِ بن عَبْدِ الله قالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ الشُّفْعَةَ في كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک غیر تقسیم شدہ چیز میں شفعہ رکھا ہے' لیکن جب حدود متعین ہو جائیں اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر کوئی شفعہ نہیں۔

٣٥١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بن فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا ابنُ إِدْرِيسَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، أَوْ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، أَوْ عَنْهُمَا جَمِيعًا، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا قُسِمَتِ الأَرْضُ وَحُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا».

٣٥١٥- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زمین تقسیم ہو جائے اور حدود متعین ہو جائیں' تو اس میں کوئی شفعہ نہیں۔''

٣٥١٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن إِبْرَاهِيمَ بن مَيْسَرَةَ: سَمِعَ عَمْرَو بنَ الشَّرِيدِ: سَمِعَ أَبَا رَافِعٍ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ».

٣٥١٦- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہمسایہ اپنے قرب کی بنا پر زیادہ حق دار ہوتا ہے۔''

٣٥١٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن

٣٥١٧- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''گھر کا ہمسایہ' ہمسائے کے گھر یا زمین کا زیادہ

٣٥١٥_ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/١٠٤ من حديث الحسن بن الربيع به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٩٧ من طريق آخر عن الزهري به، والحديث السابق شاهد له.

٣٥١٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: في الهبة والشفعة، ح: ٦٩٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٥١٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الشفعة، ح: ١٣٦٨ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٤٤.

سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «جَارُ الدَّارِ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الأَرْضِ». حقدار ہے۔"

فوائد و مسائل: ① شفعه ' شَفَعَ سے ماخوذ ہے اور لغت میں اس کے معنی جوڑا ہونا' اضافہ کرنا اور اعانت کرنا آتے ہیں۔ شرعاً یہ ہے کہ ''مشترک یا ملحق زمین و مکان کو فروخت کرتے وقت شریک ساتھی کو جو حق خریداری کا اوّلین حق رکھتا تھا' بتائے بغیر کسی اور کو منتقل کر دیا گیا ہو' تو اسے واپس لوٹانا'' شفعہ کہلاتا ہے' بشرطیکہ قیمت وہی ہو جو اجنبی نے دی ہو۔ ② حدیث: ۳۵۱۵ اور ۳۵۱۶ میں ہمسائے سے مراد شریک ہے' جیسا کہ متعدد روایات میں صراحت ہے۔ اسی کی تائید حدیث: ۳۵۱۸ سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ جس ہمسائے کا راستہ ایک ہو' وہی ہمسایہ شفعہ کا حق دار ہوگا۔ اگر راستہ مشترک نہ ہو' بلکہ الگ الگ ہو' ایک دوسرے کی حدود متعین ہوں' تو پھر محض ہمسایہ ہونے کی بنا پر وہ شفعہ کا حق دار نہیں ہوگا۔ شفعہ کا حق دار صرف وہی ہوگا جو زمین یا باغ میں شریک ہوگا۔

٣٥١٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ المَلِكِ عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْجَارُ أَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا».

۳۵۱۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمسایہ' ہمسائے پر شفعہ کا زیادہ حقدار ہے' اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کیا جائے' بشرطیکہ ان کا راستہ ایک ہو۔''

(المعجم ٧٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفْلِسُ فَيَجِدُ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَهُ (التحفة ٧٦)

باب: ۷۴- اگر کوئی کنگال اور دیوالیہ ہو جائے اور قرض خواہ بعینہ اپنا مال اس کے پاس پائے

٣٥١٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ المَعنى عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أبي

۳۵۱۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کنگال اور مفلس ہو جائے اور پھر کوئی (مال دینے والا) اپنا مال اس کے پاس بعینہٖ

٣٥١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الشفعة، باب الشفعة بالجوار، ح: ٣٤٩٤ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٣، وقال الترمذي، ح: ١٣٦٩ "حسن غريب".

٣٥١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستقراض، باب: إذا وجد ماله عند مفلس في البيع .... الخ، ح: ٢٤٠٢، ومسلم، المساقاة، باب من أدرك ما باعه عند المشتري وقد أفلس فله الرجوع فيه، ح: ١٥٥٩ النسخة الهندية: ٢/ ١٧ من حديث زهير به، وهو ابن معاوية الجعفي أبوخيثمة، والحديث في الموطأ(يحيى): ٢/ ٦٧٨، ووقع في بعض نسخ صحيح مسلم "زهير بن حرب"، وهو خطأ.

بَكْرِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ حَزْمٍ، عن عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عن أَبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ».

پائے‘ تو دوسروں کی نسبت وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔“

فائدہ: حدیث میں مذکور صورت میں اگر بائع (فروخت کنندہ) نے کوئی قیمت وصول نہ کی ہو اور مال بعینہٖ موجود ہو تو بیع فسخ سمجھی جائے گی اور مال واپس ہوگا۔ اگر اس مال میں کوئی تصرف کیا گیا ہو‘ تو دیگر قرض خواہ بھی اس میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں۔

٣٥٢٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أبي بَكْرِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُشْتَرِي فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ».

٣٥٢٠- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ﷫ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کوئی مال بیچا ہو اور پھر خریدار کنگال ہو گیا ہو اور بیچنے والے نے اس کی کوئی قیمت وصول نہ کی ہو پھر وہ اپنے مال کو اس کے پاس بعینہٖ پائے‘ تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا‘ اگر خریدار فوت ہو جائے تو مال والا دیگر قرض خواہوں کے ساتھ برابر ہوگا۔“

٣٥٢١- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله يَعني ابنَ وَهْبٍ: أخبرَني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ. زَادَ: «وَإِنْ كَانَ قَدْ قَضَى

٣٥٢١- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ﷫ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... (مذکورہ بالا) حدیث مالک (٣٥٢٠ نمبر) کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں مزید کہا: ”اگر اس کی کچھ قیمت وصول کر لی ہو تو پھر وہ اس میں دیگر قرض خواہوں کے برابر حق رکھتا ہوگا۔“

٣٥٢٠- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٧٨.

٣٥٢١- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، ورواه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح: ٢٣٥٩ من حديث ابن شهاب الزهري به.

مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا».

[قال أبو بكرٍ: وقَضى رَسُولُ اللهِ ﷺ: أنَّه من تُوُفِّيَ وعِنْدَه سِلْعَةُ رَجُلٍ بِعَيْنِهَا لَمْ يَقْضِ من ثَمَنِهَا شَيْئًا، فَصَاحِبُ السِّلْعَةِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ فِيهَا].

ابوبکر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ”جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی شخص کا مال بعینہٖ موجود ہو' اس نے اس کو کوئی قیمت بھی ادا نہ کی ہو تو صاحب مال دوسرے قرض خواہوں جیسے سلوک کا مستحق ہوگا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ مَالِكٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مالک کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔ (یعنی حدیث: ۳۵۲۰)

۳۵۲۲- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، يَعني الْخَبَائِرِيَّ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ عَيَّاشٍ، عن الزُّبَيْدِيِّ، قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ مُحَمَّدُ بنُ الْوَلِيدِ أَبُو الْهُذَيْلِ الْحِمْصِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، قالَ: «فَإِنْ كَانَ قَضَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ، وَأَيُّمَا امْرِىءٍ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَتَاعُ امْرِىءٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ».

۳۵۲۲- جناب ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی' انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند بیان کیا' کہا: ”اگر اس کی قیمت سے کچھ وصول کر لیا ہو تو باقی میں وہ دیگر قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔ البتہ اگر کوئی شخص ہلاک ہو جائے اور اس کے پاس کسی کا مال بعینہٖ موجود ہو' وہ خواہ اس کی قیمت وصول کر چکا ہو یا نہ' تو وہ باقی قرض خواہوں کے ساتھ ہوگا۔“

۳۵۲۳- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ:

۳۵۲۳- جناب عمر بن خلدہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۳۵۲۲ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح:۳۵۱۹ والذي بعده، وأخرجه البيهقي:٦/٤٧ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الجارود، ح:٦٣١، وللحديث شواهد.

۳۵۲۳ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد أفلس، ح:٢٣٦٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في مسند الطيالسي، ح:٢٣٧٥، وصححه ابن الجارود، ح:٦٣٤، والحاكم:٢/٥٠، ووافقه الذهبي * أبوالمعتمر وثقه غير واحد بتصحيح حديثه، وهو حسن الحديث.

حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ هُوَ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي ذِئْبٍ عن أَبي الْمُعْتَمِرِ، عن عُمَرَ بنِ خَلْدَةَ قالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ في صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ، فَقَالَ: لَأَقْضِيَنَّ فِيكُمْ بِقَضَاءِ رَسُولِ الله ﷺ: «مَنْ أَفْلَسَ أَوْ مَاتَ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

اپنے ایک صاحب کے سلسلے میں' جو مفلس ہو گیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا: میں ہر صورت رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا۔ (فرمایا:) جو شخص مفلس یا فوت ہو جائے اور مال والا بعینہٖ اپنا مال اس کے پاس پائے' تو وہی اس مال کا زیادہ حقدار ہو گا۔

[قال أبو داوُدَ: مَنْ يأْخُذُ بِهٰذَا، أَبو الْمُعْتَمِرِ من هُو؟ أي لَا نَعْرِفُهُ].

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کون اس حدیث کو قبول کرے گا۔ (راویٔ حدیث) ابوالمعتمر کون ہے؟ یعنی ہم اس کو نہیں جانتے۔

فائدہ: اس حدیث میں بغیر شرط کے قرض خواہ کو اپنا مال لے جانے کی اجازت مذکور ہے۔ پچھلی احادیث میں جو صحیح ہیں اس کی شرطیں بیان ہوئی ہیں کہ لینے والا زندہ ہو اور چیز دینے والے نے قیمت کا کچھ حصہ بھی وصول نہ کیا ہو تو بعینہٖ اپنا مال لے جا سکتا ہے۔ ورنہ ایسا قرض خواہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے ساتھ ہو گا اور اسی شرح سے حصہ پائے گا۔ امام ابوداود نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد واضح کر دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس سے پڑھنے والے کو پتہ چل جائے گا کہ جو لوگ اس حدیث کی بنا پر اپنی چیز لے جانے کا دعویٰ کریں یا فتویٰ دیں' تو قابل قبول نہ ہو گا کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ تاہم بعض حضرات نے اس حدیث کی تحسین کی ہے۔ اس صورت میں اس کے عموم کو گزشتہ احادیث کی رُو سے خاص کر دیا جائے گا' یعنی واپسی کے لیے ان شرطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہو گا جو دوسری احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

(المعجم ٧٥) - بَابٌ: فِيمَنْ أَحْيَا حَسِيرًا (التحفة ٧٧)

باب: ۷۵- جس نے کسی لاچار ضعیف متروک جانور کو صحت مند بنا لیا ہو' تو؟

٣٥٢٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحدثنا مُوسَى: حَدَّثَنا أَبَانُ عَنْ عُبَيْدِالله بنِ حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عن الشَّعْبِيِّ،

۳۵۲۴- جناب عامر شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جسے کوئی ایسا جانور ملا ہو کہ اس کے مالک اس کو چارہ دینے سے عاجز آ گئے ہوں اور پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا ہو' تو جو کوئی اسے لے لے اور

٣٥٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٦٨، والبيهقي: ٦/ ١٩٨ من حديث أبي داود به * عبيدالله بن حميد مجهول الحال، روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان.

وَقَالَ: عنْ أَبَانَ أَنَّ عَامِرَ الشَّعْبِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَنْ وَجَدَ دَابَّةً قَدْ عَجَزَ عَنْهَا أَهْلُهَا أَنْ يَعْلِفُوهَا فَسَيَّبُوهَا فَأَخَذَهَا فَأَحْيَاهَا فَهِيَ لَهُ».

اسے زندہ کر لے تو وہ اسی کا ہوا۔''

قَالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: قَالَ عُبَيْدُالله: فَقُلْتُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

(امام ابوداود رحمہ اللہ) ابان کی حدیث میں فرماتے ہیں: عبیداللہ (بن حمید) کہتے ہیں: میں نے جناب عامر سے پوچھا کہ یہ کس سے مروی ہے؟ تو انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے کئی ایک صحابۂ کرام سے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ حَمَّادٍ، وَهُوَ أَبْيَنُ وَأَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت جناب حماد کی ہے اور واضح اور کامل ہے۔

٣٥٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن حَمَّادٍ يَعني ابنَ زَيْدٍ، عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عُبَيْدِالله بنِ حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنِ الشَّعْبِيِّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ دَابَّةً بِمَهْلِكٍ فَأَحْيَاهَا رَجُلٌ فَهِيَ لِمَنْ أَحْيَاهَا».

٣٥٢٥- جناب شعبی رحمہ اللہ نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی تباہ حال جانور کو چھوڑ دیا ہو اور کوئی دوسرا اسے زندہ کر لے (یعنی علاج معالجہ اور خدمت سے) تو یہ اس کا ہوا جس نے اسے زندہ کیا۔''

فائدہ: یہ الگ باب باندھ کر اس مسئلے کو صرف امام ابوداود رحمہ اللہ نے نمایاں کیا ہے۔ اس کے تحت مذکورہ احادیث بھی امام ابوداود ہی کی سند سے دوسرے محدثین تک پہنچی ہیں۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانور بالکل موت کے منہ میں پہنچ چکا ہو' اس کی زندگی کی اُمید ختم ہو چکی ہو اور مالک نے اس سے ہاتھ اٹھا لیا ہو' تو جو کوئی اسے علاج اور خدمت کے ذریعے سے تندرست کر لے وہ اسی کا ہو جائے گا۔ بنیادی اصول یہ ہوا کہ کسی جاندار کی زندگی ختم ہوتی دکھائی دے اور پہلے مالک نے اسے چھوڑ دیا ہو تو جو اس کو موت سے بچا کر اس کی زندگی کا تسلسل قائم کرلے گا' وہ آئندہ کے لیے اس کو استعمال کرے گا۔

⊙ اعضا کی پیوندکاری کا مسئلہ: اپنے اعضا کے بارے میں بعض لوگ وصیت کر جاتے ہیں کہ موت کے بعد دوسرے

٣٥٢٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي ٦/ ١٩٨ من حديث أبي داود به.

ضرورت مندوں کو دے دیے جائیں۔اس پر بحث وتمحیص جاری ہے۔اکثر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن جواز کا یہ فتویٰ ضرورت اور مصلحت انسانی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔(جدید فقہی مسائل' مولانا خالد سیف رحمانی' ص:۲۱۰ تا ۲۱۴)

اس کے جواز کے لیے باقاعدہ قیاس صحیح کی کوئی صورت تو اب تک سامنے نہیں آئی۔صرف یہی کہا جاتا ہے کہ آنکھیں اور گردے وغیرہ انسان کے مرنے کے بعد یقینی طور پر ختم ہو کر مٹی میں مل جانے ہوتے ہیں۔ان کو اگر اس طرح محفوظ کر لیا جائے کہ ان سے دوسرے انسان فائدہ اٹھالیں' تو اچھی بات ہی ہے۔جو اہل علم اس کے جواز کے مخالف ہیں ان کی طرف سے یہ نکات اٹھائے جاتے ہیں:

❀ مرنے والا کس طرح اپنا عضو دوسرے کے حوالے کرنے کی وصیت کر سکتا ہے جبکہ وہ خود اس عضو کا مالک نہیں ہوتا۔ انسان اپنی جان کا بھی مالک نہیں۔اسی لیے وہ اپنی جان نہیں لے سکتا۔انسان اپنی صوابدید پر اپنے اعضا کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اس سلسلے میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ ''حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو پیش کش کی تھی کہ مکہ سے ہجرت کر کے بنو دوس کے محفوظ قلعے میں تشریف لے آئیں لیکن یہ سعادت اللہ نے انصار کے لیے مقدر فرمائی تھی اس لیے آپ نے یہ پیش کش قبول نہ کی اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ آپ کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ بھی اپنی قوم کے ایک ساتھی کے ہمراہ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔یہ ساتھی شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے اور تکلیف برداشت نہ کر سکے تو اپنا نیزہ اٹھا کر اپنے دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ ڈالیں۔دونوں ہاتھوں سے خون ابل پڑا اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی۔حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خواب میں انہیں اچھی حالت میں دیکھا' البتہ انہوں نے اپنے ہاتھ ڈھانپ رکھے تھے۔حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔انہوں نے جواب دیا: اپنے نبی کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔حضرت طفیل نے پھر پوچھا: مجھے نظر آ رہا ہے کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ڈھانپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: مجھ سے کہہ دیا گیا کہ 'جو تو نے خود بگاڑا ہے اسے ہم ٹھیک نہیں کریں گے۔'' حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کیا' تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے میرے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو (بھی) بخش دے۔''(صحیح مسلم' كتاب الإيمان' باب الدليل على ان قاتل نفسه لايكفر' حديث:١١٦)

❀ بظاہر یہ کافی وقیع اعتراض ہے لیکن جہاں تک ملکیت کا تعلق ہے یہ ثابت شدہ بات ہے کہ کسی انسان کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے' تو اس عضو کی دیت اسی انسان کو دی جاتی ہے۔خون بہا بھی اس کے اپنے چھوڑے ہوئے ترکے کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔اس لیے اپنے اعضا کی ملکیت بھی اسی طرح انسان کو ملی ہوتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دوسری نعمتوں کی ملکیت اسے تفویض کر دی گئی ہوتی ہے۔حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کا عمل یہ نہ تھا کہ انہوں نے موت کے منہ میں جاتے ہوئے اپنے کسی عضو کو بچا لیا ہو بلکہ اس کے بالکل برعکس تھا کہ زندہ ہاتھوں کی رگیں کاٹ کر ہاتھوں کو اور خود کو موت کے سپرد کر دیا' اس لیے ان کا عمل غلط تھا۔کسی شخص کا وہ عمل جو اس کے برعکس ہے یعنی موت آ جانے کے بعد اپنے اعضا کو بچا کر ان کی زندگی برقرار رکھنے کی اجازت دے' تو امید ہے کہ اس کا یہ عمل ناپسندیدہ نہیں'

بلکہ پسندیدہ ٹھہرے گا۔

٭ اعضا کی وصیت کو ناجائز قرار دینے والوں کا دوسرا نکتہ اس حدیث کے حوالے سے ہے کہ [كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ](سنن ابن ماجه، حديث:١٦١٧) "مردے کی ہڈی توڑنا گناہ میں زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔" اس پر تمام اعضا کو قیاس کیا جائے گا۔ اور جس طرح زندہ کا عضو نکالنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا عضو نکالنا بھی گناہ ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنے یا مردے کی آنکھ، کان، ناک کاٹ کر لاش کا مسخ کرنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا زندہ کے ساتھ ایسا سلوک کرنا گناہ ہے۔ یہ ایک مجرمانہ عمل ہے، اس میں (زندہ یا مردہ حالت میں) دوسرے کی اہانت اور اپنے احساس کے مطابق اس کو اذیت دینے کی مکروہ خواہش کارفرما ہے۔ جس پر وہ یقیناً سخت عذاب کا مستحق ہے۔ اس کے برعکس اگر زندگی میں کسی کا کوئی عضو مردہ ہو جائے جس طرح گنگرین (ماس خورہ وغیرہ کی بیماری) لگنے سے ہاتھ پاؤں وغیرہ مردہ ہو جاتے ہیں، تو مردہ اور زندہ کو الگ کر کے مردہ حصے کو دفن کرنا اور جسم کے باقی زندہ حصے کو بچانا ضروری ہے، کیونکہ اس عمل کا مقصود اہانت یا اذیت کے برعکس زندہ حصے کی حفاظت ہے تو ایسا قطع عضو مطلوب ہوگا اور اس کوشش پر اجر و ثواب ملے گا۔ مرنے والے کے ایسے اعضا کو الگ کر لینا جن کو زندہ رکھا جا سکتا ہے اسی پسندیدہ اور ثواب کے عمل سے مشابہ ہے۔ یہ اہانت کے مقصد سے عضو کاٹنے والے کے عمل سے مشابہ نہیں، بلکہ اس سے یکسر مختلف عمل ہے۔

٭ قصاص میں مجرم کا عضو کاٹ دینا عین تقاضائے اسلام ہے، کیونکہ یہ ایذا یا اہانت کے لیے نہیں بلکہ، جس طرح اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ﴾ "قصاص (بدلہ لینے) میں تمہارے لیے زندگی ہے۔" یہ عمل مجموعی حیثیت سے حفاظت حیات کے لیے ہے، اسی لیے مطلوب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ محض عضو کا کاٹنا جرم نہیں، بلکہ غلط مقصد کے لیے کاٹنا جرم اور اچھے مقصد کے لیے کاٹنا پسندیدہ ہے۔ انسان کے جسم کو کاٹنا، کٹ لگانا جرم ہے لیکن جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ...... وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ ...... الخ](صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الشفاء في ثلاث، حديث:٥٦٨٠) "شفا تین چیزوں میں ہے: جراح کے نشتر میں......") اگر علاج کے لیے جسم کو کاٹا جائے تو یہ جرم نہیں اچھا عمل ہوگا۔ حفاظتِ حیات، شفا، وغیرہ کے اعلیٰ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مرنے والے کی وصیت کے مطابق مرنے کے بعد مردہ جسم سے اعضا کو نکال کر انہیں زندہ رکھنے کے عمل کو جرم کے طور پر عضو نکالنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس عمل یعنی مردہ حصے کو الگ کر کے بچ سکنے والے اعضا کو بچانے پر قیاس کیا جائے گا۔ اعضا کی پیوند کاری کی ایک صورت یہ ہے کہ زندہ انسان اپنا ایک گردہ دوسرے کو دے دیتا ہے اور ایک گردے کے ساتھ نارمل زندگی گزارتا ہے۔ اگر فیصلہ نیت کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو یہ خود اذیتی یا خود کو نقصان پہنچانے والا مجرمانہ عمل نہیں بلکہ اعلیٰ ترین ایثار سے کام لے کر ایک انسان کی زندگی بچانے کا انتہائی قابل احترام عمل ہے اور فرمان الٰہی: ﴿مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ "جس نے ایک انسان کی زندگی بچائی، اس نے گویا ساری انسانیت کی زندگی بچائی" کی رو سے ان شاء اللہ قابل تحسین ہی ہوگا۔

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: فِي الرَّهْنِ (التحفة ٧٨)

باب:٧٦-گروی رکھنے کے احکام ومسائل

فائدہ: قرضہ لینے والا' قرضہ دینے والے کو اپنے قرض کی ضمانت کے طور پر کوئی مال وغیرہ دے' تو اسے رہن رکھنا اور گروی رکھنا' کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾ (البقرہ: ٢٨٣) ''اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو رہن قبضہ میں رکھ لیا کرو۔'' اقامت میں بھی رہن ہوسکتا ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل سے ثابت ہے۔

٣٥٢٦- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن ابنِ المُبَارَكِ، عن زَكَرِيَّا، عن الشَّعْبِيِّ، عن أبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لَبَنُ الدَّرِّ يُحْلَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَالظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي يَحْلِبُ وَيَرْكَبُ النَّفَقَةُ».

٣٥٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دودھ والے جانور کا دودھ نکالا جائے گا جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ اور سواری والے جانور پر سواری کی جائے گی جبکہ اسے رہن رکھا گیا ہو' اس خرچ کے عوض جو اس پر ہوتا ہے۔ جو شخص سواری کرتا ہے اور دودھ نکالتا ہے خرچ بھی اسی پر ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَنَا صَحِيحٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ (مزعومہ فقہی اصولوں کے برخلاف حدیث برحق ہے۔)

فائدہ: رہن قبضے میں رکھنے والا جب جانور پر خرچ کرے گا تو اس سے فائدہ بھی حاصل کرسکتا ہے' خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ لیکن یہ حکم صرف جانداروں کے بارے میں ہے۔ مکان' گاڑی یا زمین وغیرہ میں یہ حکم جاری نہیں ہوگا' اگر کسی نے مکان گروی لیا ہو تو وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا' اس لیے نہ کرایہ پر دے کر اس کا کرایہ کھائے' نہ خود رہائش اختیار کرے' دونوں صورتوں میں کرایہ مالک مکان کو ادا کرے۔ مکان' دکان کو جانور پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ (دیگر تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جائیں)

٣٥٢٧- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ

٣٥٢٧- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' نبی

٣٥٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: الرهن مركوب ومحلوب، ح: ٢٥١٢ من حديث عبدالله بن المبارك به.

٣٥٢٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ١١/ ٩٢ من حديث جرير به، والسند منقطع، وله شاهد حسن عند أبي يعلى، ح: ٦١١٠، والنسائي في الكبرى، ح: ١١٢٣٦، وابن حبان، ح: ٢٥٠٨.

وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا : حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن عُمَارَةَ بنِ الْقَعْقَاعِ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : «إنَّ مِنْ عِبَادِ الله لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ الله». قالُوا : يَارَسُولَ الله! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قالَ : «هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ الله عَلٰى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَالله إنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ»، وَقَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ : ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ [يونس : ٦٢].

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو نبی ہوں گے نہ شہید' مگر قیامت کے روز اللہ کے ہاں (بلند) مراتب ومنازل کی وجہ سے انبیاء وشہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں' وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپس میں اللہ کی کتاب (یا اللہ کے ساتھ محبت) کی بنا پر محبت کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا آپس میں کوئی رشتہ ناتا یا مالی لین دین نہ تھا۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ جب لوگ خوف زدہ ہو رہے ہوں گے' تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ غمگین و پریشان ہو رہے ہوں گے' تو انہیں کوئی غم اور پریشانی نہ ہوگی۔'' آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ......﴾ ''آگاہ رہو! اللہ کے ولیوں کو کوئی خوف ہوگا' نہ وہ غم کھائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث کا کتاب الرہن سے بظاہر کوئی ربط معلوم نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ اہل ایمان آپس میں للہ فی اللہ محبت کی بنا پر بخوشی ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور انہیں ایک دوسرے پر کامل اعتماد ہوتا ہے۔ اور رہن لینا دینا کوئی واجب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضاً فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ﴾ (البقرہ: ۲۸۳) ''اور اگر تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس شخص پر اعتبار کیا گیا ہو اسے چاہیے کہ دوسرے کی امانت واپس ادا کردے۔'' یعنی رہن (گروی) رکھنا' ایک دوسرے پر عدم اعتماد اور امانت ودیانت کے فقدان کی دلیل ہے۔ جہاں اس کے برعکس صورت حال ہوگی یعنی ایک دوسرے کی امانت ودیانت پر اعتماد ہوگا' وہاں رہن کے بغیر بھی قرض کے لینے دینے میں نقصان کا خطرہ نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی معاشرہ اسلام کا مثالی معاشرہ ہے' اس حدیث میں اسی معاشرے کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٧٧) - بَابُ الرَّجُلِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلَدِهِ (التحفة ٧٩)

باب: ۷۷- باپ اپنے بیٹے کی کمائی کھا سکتا ہے

٣٥٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن مَنْصُورٍ، عن إبْرَاهِيمَ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَمَّتِهِ: أنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ: في حَجْرِي يَتِيمٌ أفآكُلُ مِنْ مَالِهِ؟ فَقالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْ أطْيَبِ مَا أكَلَ الرَّجُلُ، مِنْ كَسْبِهِ، وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ».

۳۵۲۸- عمارہ بن عمیر کی پھوپھی نے ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا کہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے' کیا میں اس کے مال میں سے کھا سکتی ہوں؟ انہوں نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''انتہائی پاکیزہ مال جو انسان کھاتا ہے وہی ہے جو اس کی اپنی کمائی کا ہو' انسان کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہی ہے۔''

٣٥٢٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن الْحَكَمِ، عن عُمَارَةَ بنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّهِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ مِنْ أطْيَبِ كَسْبِهِ فَكُلُوا مِنْ أمْوَالِهِمْ».

۳۵۲۹- عمارہ بن عمیر اپنی والدہ سے' وہ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت کرتی ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی اولاد اس کی اپنی کمائی ہے' بلکہ بہترین کمائی ہے' چنانچہ تم ان کے مالوں میں سے کھا سکتے ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَمَّادُ بنُ أبي سُلَيْمَانَ زَادَ فِيهِ: «إذَا احْتَجْتُمْ» وَهُوَ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان نے اس روایت میں زیادہ کیا ہے۔ (تم ان کی کمائی کھا سکتے ہو) ''جب تم ضرورت مند ہو۔'' مگر یہ اضافہ منکر (ضعیف) ہے۔

٣٥٣٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ:

۳۵۳۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٣٥٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٤/ ٤، ح: ٦٠٤٣ من حديث يحيى القطان عن سفيان الثوري به، ووقع في المجتبٰى، ح: ٤٤٥٤ وهم، ورواه الترمذي، ح: ١٣٥٨، وقال: "حسن صحيح"، وابن ماجه، ح: ٢٢٩٠ من حديث عمارة به، وانظر الحديث الآتي.

٣٥٢٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ١٥٨٠ عن شعبة به، ومن طريقه رواه البيهقي: ٧/ ٤٨، وصححه الحاكم علٰى شرط الشيخين: ٢/ ٤٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي: ٣٥٣٠.

٣٥٣٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٤ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٢٩٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٥.

حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا حَبِيبٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِيَ مَالًا وَوَلَدًا، وَإِنَّ وَالِدِي يَجْتَاحُ مَالِي. قالَ: «أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے اور اولاد بھی' اور میرا والد میرے مال کا ضرورت مند رہتا (یعنی لیتا رہتا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اور تمہارا مال تمہارے والد کا ہے۔ بے شک تمہاری اولادیں تمہاری بہترین کمائی ہیں' چنانچہ تم اپنی اولادوں کی کمائی سے کھا سکتے ہو۔''

فائدہ: اسلامی تعلیمات خاندانی اکائی کو ازحد مضبوط بنانے کی داعی ہیں۔ اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی کفالت کریں اور اسے اپنی سعادت جانیں۔ اور والدین کو بھی بغیر کسی اجازت کے اپنی اولاد کی کمائی سے اپنی لازمی ضروریات پوری کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ اس معاملے میں کسی جانب سے بھی افراط و تفریط نہیں ہونی چاہیے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم کشید کرنا جائز نہیں کہ بیٹے کا مال کلی طور پر باپ ہی کا ہے۔ بلکہ اسی حد تک جائز ہے کہ اپنی لازمی ضروریات لے لے۔ اللہ کی شریعت میں ان دونوں کی ملکیت اور تصرف علیحدہ علیحدہ ہے۔ اسی بنا پر ان میں وراثت چلتی ہے اگر ملکیت اور تصرف میں فرق نہ ہو تو وراثت کے کوئی معنی نہ ہوں گے۔ حدیث کا مقصد بنیادی لازمی ضروریات کا حاصل کرنا ہے' نہ کہ اولاد کی کمائی کو بے دردی سے خرچ کر کے اسے اجاڑنا۔ واللہ اعلم. نیز یہ کمائی اس صورت میں حلال ہوگی جب اولاد کی کمائی کا مصدر حلال اور طیب ہوگا۔

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجِدُ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ (التحفة ٨٠)

باب: ۷۸- جب کوئی شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے؟

٣٥٣١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخبرنَا هُشَيْمٌ عن مُوسَى بنِ السَّائِبِ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ وَجَدَ عَيْنَ مَالِهِ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ أَحَقُّ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعُ مَنْ بَاعَهُ».

۳۵۳۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا مال بعینہ کسی کے پاس پائے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے (لہٰذا وہ لے لے) اور (جس کے پاس یہ پایا گیا ہے) اسے چاہیے کہ اپنے بیچنے والے کے درپے ہو (اس پر دعویٰ کرے۔)

فائدہ: کوئی غصب شدہ' چوری شدہ یا گمشدہ مال اگر کسی کے پاس ملے' تو وہ اصل مالک کا حق ہے۔ یعنی خریدار تو وہ

٣٥٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ح: ٤٦٨٥ من حديث عمرو بن عون به * قتادة عنعن.

مال اصل مالک کو دے دے اور اپنا نقصان یعنی اس مال کی قیمت‘ اس سے وصول کرے جس سے اس نے خریدا تھا۔

(المعجم ٧٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَأْخُذُ حَقَّهُ مِنْ تَحْتِ يَدِهِ** (التحفة ٨١)

باب:۷۹- جو کوئی قبضہ میں آئے مال میں سے اپنے حق کے بقدر لے لے‘ تو؟

٣٥٣٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا أُمَّ مُعَاوِيَةَ جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ شَيْئًا. قالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَبَنِيكِ بِالمَعْرُوفِ».

۳۵۳۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہند ام معاویہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے اور مجھے اس قدر نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اگر میں اس کے مال میں سے کچھ لے لوں‘ تو کیا مجھے کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس قدر لے لیا کرو جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔“

فوائد و مسائل: ① بیوی اور بچوں کا خرچ شوہر کے ذمے ہے اور اس پر واجب ہے کہ دستور کے مطابق مہیا کرے۔ ② مصلحت کی غرض سے زوجین یا احباب ایک دوسرے کے بعض عیب ذکر کریں‘ تو جائز ہے۔ ③ بعض اوقات قاضی اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر گواہ طلب کیے بغیر بھی فیصلہ دے سکتا ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی کا حق ادا نہ کر رہا ہو تو جائز ہے کہ اس کے امانتی مال میں سے اپنے حق کے برابر لے لے۔ (خطابی۔ نیز دیکھیے‘ حدیث:۳۵۳۴)

٣٥٣٣- حَدَّثَنَا خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مُمْسِكٌ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ حَرَجٍ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى عِيَالِهِ مِنْ

۳۵۳۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ ہند نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک (میرا شوہر) ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ میں اگر اس کے مال میں سے اس کے عیال (بچوں) پر اس کی اجازت کے بغیر خرچ کروں‘ تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دستور کے مطابق خرچ کرو‘ تو

٣٥٣٢- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب من أجرى أمر الأمصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة . . . الخ، ح: ٢٢١١، ومسلم، الأقضية، باب قضية هند، ح: ١٧١٤ من حديث هشام بن عروة به.

٣٥٣٣- تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٦٦١٢، ورواه البخاري، ح: ٣٨٢٥ من حديث الزهري به.

مَالِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُنْفِقِي بِالْمَعْرُوفِ».

تم پر کوئی حرج نہیں۔"

٣٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَهُمْ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ يَعْني الطَّوِيلَ عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ المَكِّيِّ قالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيْتَامٍ كَانَ وَلِيَّهُمْ فَغَالَطُوهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا. قالَ: قُلْتُ: اقْبِضِ الأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ. قالَ: لَا. حَدَّثَني أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۴-جناب یوسف بن ماہک مکی کا بیان ہے کہ فلاں آدمی کئی یتیموں کا سرپرست تھا اور میں اس کا خرچ لکھا کرتا تھا۔ ان یتیموں نے اسے ایک ہزار درہم کا مغالطہ دیا جو اس نے ان کو ادا کر دیا۔ پھر میں نے (کاتب نے) ان کے مال میں دوگنا پایا۔ میں نے اس سے کہا: وہ ہزار جو انہوں نے تجھ سے (مغالطہ دے کر) لیے ہیں نکال لو۔ اس (ولی) نے کہا: نہیں۔ مجھے میرے والد نے بیان کیا ہے' اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: جو تجھے امین بنائے' تو اس کی امانت اسے واپس کر دے اور جو تیری خیانت کرے' تو اس کی خیانت نہ کر۔"

٣٥٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالَا: أَخْبَرَنَا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ عن شَرِيكٍ: قالَ ابنُ الْعَلَاءِ: وَقَيْسٍ عن أَبِي حُصَيْنٍ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَدِّ الأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ».

۳۵۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو تجھے امین بنائے' تو اس کی امانت اسے ادا کر دے اور جو تیری خیانت کرے' تو اس کی خیانت نہ کر۔"

فائدہ: عام قسم کے معاملات میں اگر کوئی کسی پر زیادتی کرے' تو ادلے کا بدلہ لیا جا سکتا ہے۔ قرآن کریم نے ﴿وَجَزَآؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ:۴۰) "برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔" کے قاعدے سے اس کی اجازت دی ہے' مگر ایسے حقوق جن میں حدود لاگو ہوتی ہیں' ان کا فیصلہ کرنا حاکم کا کام ہے۔ اسی طرح خیانت کا

٣٥٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٤ من حديث حميد الطويل به، وعنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

٣٥٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب: أد الأمانة إلى من ائتمنك، ح: ١٢٦٤ من حديث طلق بن غنام به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٦، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا كلها ضعيفة * شريك مدلس وعنعن، وقيس ضعيف.

معاملہ بھی خاص ہے کہ اگر کسی نے ظلم سے حق مار لیا ہو اور واپس کرنے سے انکاری ہو اور پھر اتفاق سے اس کی کوئی امانت یا عاریت مظلوم کے ہاتھ آ جائے تو کیا وہ اپنا حق رکھ کر واپس کرے یا امانت پوری طرح واپس کر دے۔ احادیث مندرجہ بالا خیانت کی اجازت نہیں دیتیں اور خیانت ہمیشہ دھوکے اور چوری سے ہوتی ہے' تو کسی مسلمان کو اس کی عام اجازت نہیں دی جا سکتی۔ البتہ اگر صراحت کر دے کہ میں اپنا فلاں حق وصول کر رہا ہوں' تو جائز ہوگا۔

(المعجم ٨٠) - **بَابٌ: فِي قُبُولِ الْهَدَايَا** (التحفة ٨٢)

باب:٨٠- ہدیہ قبول کرنے کا بیان

٣٥٣٦- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ وَعَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ قالَا: حَدَّثَنا عِيسَى، هُوَ ابنُ يُونُسَ بنِ أَبي إسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا.

٣٥٣٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

فائدہ: مسنون اور مستحب ہے کہ انسان ہدیے کا معقول بدل دیا کرے' اس سے طرفین میں محبت بڑھتی ہے۔ اگر مالی طور پر کچھ نہ دے سکے تو بہت زیادہ شکریہ ادا کرے۔ (سنن ابی داود' الأدب' حدیث:٤٨١١ وما بعد) اور حدیث میں یہ بھی ہے: ''جس نے اپنے محسن کو [جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا] کہہ دیا' تو اس نے اس کی بہت تعریف کی۔'' (جامع الترمذي' البر والصلة' حدیث:٢٠٣٥) ہدیہ (عطیہ) اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ہدیہ دینے والا اُس شخص کے قریب ہونا چاہتا ہے جس کو وہ ہدیہ دیتا ہے۔ جب کہ ہبہ میں یہ غرض نہیں ہوتی۔

٣٥٣٧- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضْلِ: حَدَّثَني مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عن سَعِيدِ ابنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِيهِ، عن

٣٥٣٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں آج کے بعد کسی کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا سوائے اس کے کہ کوئی مہاجر قریشی ہو یا انصاری یا دوسی یا ثقفی۔

٣٥٣٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافأة في الهبة، ح:٢٥٨٥ من حديث عيسى بن يونس به.

٣٥٣٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب في ثقيف وبني حنيفة، ح:٣٩٤٦ من حديث محمد ابن إسحاق به، وقال: "حسن" ورواه ابن عجلان وغيره عن سعيد المقبري به، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح:١١٤٥ وغيره، وهو بها صحيح.

أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ:
«وَأَيْمُ اللهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ يَوْمِي هٰذَا مِنْ أَحَدٍ هَدِيَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُهَاجِرِيًّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا أَوْ دَوْسِيًّا أَوْ ثَقَفِيًّا».

فائدہ: دراصل بعض لوگ بہت زیادہ بدلہ لینے کی غرض سے نبی ﷺ کو ہدیہ دینے لگے تھے۔ تب آپ نے یہ عزم ظاہر فرمایا اور مذکورہ خاندانوں کے لوگ طبعاً غنی تھے اور ان میں بالعموم طمع نہیں ہوتی تھی۔

(المعجم ٨١) - باب الرُّجُوعِ فِي الْهِبَةِ (التحفة ٨٣)

باب:۸۱-ہدیہ دے کر واپس لے لینا

٣٥٣٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: أخبرنا أَبَانُ وَهَمَّامٌ وَشُعْبَةُ قالُوا: أخبرنا قَتَادَةُ عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ في قَيْئِهِ».

۳۵۳۸-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہدیہ دے کر واپس لے لینے والا ایسے ہے جیسے کوئی قے کرے اور پھر اسے کھالے۔“

قالَ هَمَّامٌ وَقالَ قَتَادَةُ: وَلَا نَعْلَمُ الْقَيْءَ إِلَّا حَرَامًا.

ہمام ؒ کہتے ہیں: قتادہ ؒ نے کہا کہ ہم تو قے کو حرام سمجھتے ہیں۔

٣٥٣٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عُمَرَ وَابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً أَوْ يَهَبَ هِبَةً فَيَرْجِعَ

۳۵۳۹-حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی آدمی کو حلال نہیں کہ کوئی عطیہ دے یا ہدیہ اور پھر اسے واپس لوٹا لے۔ سوائے باپ کے جو وہ اپنے بیٹے کو دے (تو واپس لے سکتا ہے۔) اس شخص کی مثال جو عطیہ دے کر واپس

٣٥٣٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ح: ٢٦٢١ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة بعد القبض . . . الخ، ح: ٧/١٦٢٢ من حديث شعبة به.

٣٥٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في كراهية الرجوع في الهبة، ح: ١٢٩٩ من حديث حسين المعلم به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٣٧٢٠، وابن ماجه، ح: ٢٣٧٧، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٩٤، والحاكم: ٢/٤٦، ووافقه الذهبي.

فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَإِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ».

لے لیتا ہے اس کتے کی سی ہے جو کھاتا ہے' جب پیٹ بھر جائے تو قے کر دیتا ہے اور پھر دوبارہ اسی کو کھانے لگ جاتا ہے۔"

فائدہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ [لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ] (صحيح البخاري' الهبة و فضلها والتحريض عليها' حديث: ٢٦٢٢) "گندی مثال ہمارے لیے نہیں۔" یعنی کسی صاحب ایمان کے لیے اس طرح کا ہونا قطعاً ٹھیک نہیں۔ تاہم باپ بیٹے کا رشتہ ایک خصوصیت رکھتا ہے' اس بنا پر صرف باپ کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ بیٹے کو ہدیہ دے کر واپس لینا چاہے' تو لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیٹے کے مال پر باپ کا استحقاق بھی اس طرح ہے کہ گویا وہی اس کا مالک ہے۔

٣٥٤٠ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ: [أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ] أخبرني أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ حَدَّثَهُ عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بْنِ عَمْرٍو عن رَسُولِ الله ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَسْتَرِدُّ مَا وَهَبَ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوَقَّفْ، فَلْيُعَرَّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيَدْفَعْ إِلَيْهِ مَا وَهَبَ».

۳۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہدیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے' جو قے کرتا اور پھر دوبارہ اسے کھانے لگتا ہے۔ تو جب کوئی ہبہ کرنے والا اپنا عطیہ واپس لینے لگے تو اسے بر سر عام کھڑا کیا جائے اور جو واپس لے رہا ہو اس کے متعلق پوچھا جائے پھر وہ چیز اسے واپس دے دی جائے۔"

فائدہ: ہدیہ دے کر واپس لینا' اخلاق ومروت کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں کسی کو از خود دے کر اس سے واپس لینا' اس کے لیے بے عزتی اور تکلیف کا باعث ہے۔ بنا بریں اس عمل کی حوصلہ شکنی کے لیے یہ حکم دیا گیا کہ سب کے سامنے اس سے پوچھا جائے کہ دینے اور دے کر لینے کا مقصد کیا ہے؟ ایسا تو نہیں کہ دوسرے کی تذلیل مقصود ہو؟ اور یہ ارشاد تحذیر کے لیے ہے۔ یعنی اس مذموم فعل کی شناعت کو مزید واضح کرنے کے لیے تاکہ انسان اس طرح کرنے سے بچے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي الْهَدِيَّةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ (التحفة ٨٤)

باب:۸۲- کوئی کام کر دینے پر ہدیہ لینا

٣٥٤١ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

۳۵۴۱- حضرت ابو امامہ ؓ بیان کرتے ہیں' نبی

٣٥٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٥ من حديث أسامة بن زيد به.

٣٥٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦١ من حديث عبيدالله بن أبي جعفر به.

السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عُمَرَ بنِ مَالِكٍ، عن عُبَيْدِاللهِ بنِ أَبي جَعْفَرٍ، عن خَالِدِ بنِ أَبي عِمْرَانَ، عن الْقَاسِمِ، عن أبي أُمَامَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ شَفَاعَةً فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا».

ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے کسی بھائی کی سفارش کی اور پھر اسے اس پر کوئی ہدیہ دیا' تو اگر اس نے اسے قبول کرلیا تو' وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔''

فائدہ: مسلمان بھائی کے جائز حق کے بارے میں سفارش کرنا یا درست کاموں میں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا' اسلامی شرعی حق ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کا بہت اجر ہے۔ ایسے کام پر ہدیہ قبول کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ بلکہ اس طرح سارا اجر وثواب غارت ہو جاتا ہے۔ یہ رشوت ستانی کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفَضِّلُ بَعْضَ وَلَدِهِ فِي النُّحْلِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٣- باپ کا عطیہ دینے میں اپنے کسی بچے کو ترجیح دینا؟

٣٥٤٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ: وَأَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ: وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ عن الشَّعْبِيِّ: وَأَنْبَأَنَا مُجَالِدٌ وَإِسْمَاعِيلُ بنُ سَالِمٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قال: أَنْحَلَنِي أَبِي نُحْلًا - قالَ إِسْمَاعِيلُ بنُ سَالِمٍ مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ: نَحَلَهُ غُلَامًا لَهُ -. قالَ: فَقالَتْ لَهُ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ ائْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَشْهِدْهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. قالَ فَقالَ لَهُ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي النُّعْمَانَ نُحْلًا وَإِنَّ عَمْرَةَ سَأَلَتْنِي أَنْ

٣٥٤٢- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ اسماعیل بن سالم نے یوں کہا: دوسرے بچوں کے مقابلے میں مجھے اپنا ایک غلام عطیہ کیا۔ پس میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں اس عطیے پر گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو گواہ بنانے کے لیے یہ بات بتائی اور کہا کہ میں نے اپنے بیٹے نعمان کو عطیہ دیا ہے اور (میری اہلیہ) عمرہ نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنالوں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تیرے اس کے علاوہ اور بھی بچے ہیں؟'' کہا کہ ہاں۔ فرمایا: ''تو

٣٥٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] إلا قوله "إن لهم عليك، من الحق . . . أن يبروك" فلم أجد له شاهدًا، والباقي صحيح، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٢٧٠، ورواه مسلم، ح: ١٦٢٣/ ١٧ من حديث داود بن أبي هند، والبخاري، ح: ٢٥٨٧ من حديث الشعبي به ☼ مجالد ضعيف.

أُشْهِدَكَ عَلٰى ذٰلِكَ. قَالَ: فقالَ: «أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ النُّعْمَانَ؟» قالَ: لَا. -قالَ: فَقَالَ بَعْضُ هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ: «هٰذَا جَوْرٌ»، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «هٰذَا تَلْجِئَةٌ فَأَشْهِدْ عَلٰى هَذَا غَيْرِي»، قالَ مُغِيرَةُ في حَدِيثِهِ: «أَلَيْسَ يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا لَكَ في الْبِرِّ وَاللُّطْفِ سَوَاءً؟» قالَ: نَعَمْ، قال: «فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي» - وَذَكَرَ مُجَالِدٌ في حَدِيثِهِ: «إِنَّ لَهُمْ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَهُمْ كَمَا أَنَّ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوكَ».

کیا تو نے ان سب کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے جو نعمان کو دیا ہے؟'' کہا: نہیں۔ یہاں بعض محدثین کے لفظ ہیں: ''یہ ظلم ہے۔'' اور بعض نے کہا: ''یہ مجبوری اور لاچاری کا معاملہ ہے۔ (خوشی کا نہیں ورنہ تو سبھی کو دیتا) اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔'' مغیرہ کی روایت میں ہے: ''کیا تجھے پسند نہیں کہ تیرے ساتھ خدمت اور احسان کرنے میں سب بچے برابر ہوں؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تو اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔'' مجالد کے الفاظ ہیں: ''ان کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو ان سب میں عدل کرے جیسے کہ ان سب پر لازم ہے کہ تیری خدمت کریں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: في حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ قالَ بَعْضُهُمْ: «أَكُلَّ بَنِيكَ؟» وَقالَ بَعْضُهُمْ: «وَلَدِكَ»، وقالَ ابنُ أَبي خَالِدٍ عن الشَّعْبِيِّ فِيهِ: «أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ»، وَقالَ أَبُو الضُّحَى عن النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ: «أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟».

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: بعض راویوں نے [أَكُلَّ بَنِيكَ؟] کہا اور بعض نے [وَلَدَكَ] کہا- ابن ابی خالد نے شعبی سے روایت کرتے ہوئے کہا: [أَلَكَ بَنُونَ سِوَاهُ؟] ''کیا تیرے اس کے علاوہ بھی بیٹے ہیں؟'' اور ابوالضحیٰ نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت کیا [أَلَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟]

فوائد ومسائل: ① والدین پر واجب ہے کہ عطیہ و ہدیہ کے سلسلے میں سب اولاد لڑکے اور لڑکیوں میں بلا امتیاز برابری رکھیں۔ اور اگر کوئی بچہ زیادہ خدمت کرتا ہو تو وہ اس کی اپنی سعادت ہے جس کا اجر اسے اللہ کے ہاں ملے گا۔ علاوہ ازیں اسے ماں باپ کی شفقت اور دعائیں بھی زیادہ حاصل ہوں گی' لیکن والدین مالی لحاظ سے اسے دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتے' اگر ایسا کریں گے' تو یہ ظلم ہوگا۔ ② اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کی خدمت اور احسان مندی کو سعادت جانیں اور اس طرح مت سوچیں کہ فلاں تو کرتا نہیں۔ بلکہ یوں سوچیں کہ یہ خدمت میں نے ہی کرنی ہے۔ ③ ظلم کا گواہ بننا بھی ناجائز اور گناہ میں تعاون ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة:٢) یعنی ''گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔'' ④ داعی اور مربی پر

لازم ہے کہ حق سمجھانے میں مخاطب کو فکری اور نظری اعتبار سے قائل اور مطمئن کرے۔ ⑤ اس روایت میں مجالد کے الفاظ کا اضافہ صحیح نہیں ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ)

٣٥٤٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ قالَ: حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قالَ: أَعْطَاهُ أَبُوهُ غُلَامًا، فَقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا هٰذَا الْغُلَامُ؟» قال: غُلَامِي أَعْطَانِيهِ أَبِي، قالَ: «فَكُلَّ إِخْوَتِكَ أَعْطَى كَمَا أَعْطَاكَ؟» قالَ: لَا، قالَ: «فَارْدُدْهُ».

٣٥٤٣- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ایک غلام عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "یہ غلام کیا اور کیسا ہے؟" میں نے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے' میرے والد نے مجھے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا اس نے تیرے سب بھائیوں کو اسی طرح دیا ہے جیسے تجھے دیا ہے؟" میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو اسے واپس کر دے۔"

فائدہ: ظلم کا مال بلا طلب بھی ملے' تو نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ واپس کر دیا جائے۔ قبول کر لینے میں ظالم اور اس کے معاملے کی تائید وتوثیق اور اس کی معاونت ہے۔ اور واپس کر دینے میں اس سے براءت اور اس کی حوصلہ شکنی ہے۔

٣٥٤٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن حَاجِبِ بنِ المُفَضَّلِ بنِ المُهَلَّبِ، عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُم، اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُم».

٣٥٤٤- حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنی اولاد میں عدل کرو' اپنی اولاد میں عدل کرو۔"

فائدہ: جب کوئی شخص اپنی اولاد کو عطیہ دینا چاہے تو لازم ہے کہ لڑکے لڑکی' خدمت گزار غیر خدمت گزار' چھوٹے بڑے' عالم جاہل اور عاقل غبی وغیرہ میں کوئی تمیز نہ کرے' کسی کو محروم نہ رکھے اور جس قدر ممکن ہو سب کو برابر دے۔ البتہ اگر عطیے یا ہدیے کی بجائے کسی شخص کی سرے سے نیت ہی یہ ہو کہ اس کے مرنے کے بعد جو کچھ ترکہ یا ورثہ ہوگا اسے موت سے پہلے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے تو اس صورت میں ورثے کے بارے میں اللہ کے احکام کی پابندی لازمی ہوگی۔

(المغنی لابن قدامه' كتاب الهبة والعطية' المفاضلة أوالتخصيص بين الأولاد و حكمها......) اگر

٣٥٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ١٦٢٣/ ١٢ من حديث جرير به.

٣٥٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النحل، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر نعمان بن بشير في النحل، ح: ٣٧١٧ عن سليمان بن حرب به.

پابندی نہ کی گئی تو زندگی میں تقسیم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصوں میں کمی بیشی کرنے کا ایک حیلہ قرار پائے گی جو کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں۔ عطاء، شریح، اسحاق اور محمد بن حسن جیسے فقہا تو زندگی میں دیے جانے والے عام عطیے کو بھی وراثت کے حصوں کے مطابق تقسیم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ (المغني لابن قدامه: كتاب الهبة و العطية، بيان من يقبض الهبة للصبي......) لیکن ان کی رائے سے اتفاق کرنا اس لیے ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''عطیہ دیتے ہوئے اپنی اولاد میں مساوات رکھو، اگر میں نے کسی کو ترجیح دینی ہوتی تو عورتوں کو ترجیح دیتا۔'' (فتح الباري، كتاب الهبة وفضلها، باب الإشهاد في الهبة) کسی بچے کو عاق کہہ کر محروم کرنا بھی جائز نہیں، ہاں خدانخواستہ کوئی دائرۂ اسلام سے نکل جائے تو نہ وہ وارث بن سکتا ہے نہ اس کا ورثہ مسلمان لے سکتا ہے۔

٣٥٤٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ: انْحَلْ ابْنِي غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامًا، فَقَالَتْ لِي: أَشْهِدْ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «لَهُ إِخْوَةٌ؟» فَقَالَ: نَعَمْ، قال: «فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟» قالَ: لَا، قال: «فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى الْحَقِّ».

۳۵۴۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا: آپ میرے اس بیٹے کو اپنا غلام ہدیہ کر دیں اور میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بھی بنائیں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ فلاں کی دختر (اس کی اپنی بیوی عمرہ بنت رواحہ) نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اس کے بیٹے کو ایک غلام دوں اور اللہ کے رسول ﷺ کو گواہ بناؤں۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا اس کے اور بھائی ہیں؟'' اس نے کہا: ہاں، آپ نے پوچھا: ''کیا ان سب کو بھی تو نے اس جیسا (غلام) دیا ہے جیسا اس کو دیا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ درست نہیں ہے اور میں صرف حق کا گواہ بنتا ہوں۔''

فائدہ: اہم معاملات میں گواہ بنا لینا مستحب ہے اور گواہی ہمیشہ حق و انصاف پر دینی چاہیے۔ کسی ظلم کے معاملے پر گواہ بننا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ٨٤) - بَابٌ: فِي عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٨٦)

باب: ۸۴- بیوی کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا

٣٥٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، ح: ١٦٢٤ من حديث زهير ابن معاوية به.

٣٥٤٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ دَاوُدَ بنِ أَبِي هِنْدٍ وَحَبِيبٍ المُعَلِّمِ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا إذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا».

۳۵۴۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص کسی عورت کی عصمت کا مالک بن جائے (یعنی عورت اس کے نکاح میں آ جائے) تو اس عورت کو جائز نہیں کہ اپنے ذاتی مال میں بھی تصرف کرے۔''

فائدہ: شوہر کے مال میں تصرف کے لیے واجب ہے کہ اس کی اجازت سے ہو۔ اور عورت کا اپنے مال میں تصرف بھی شوہر کی موافقت سے ہو' تو بہت عمدہ ہے۔ ورنہ بلا اجازت بھی خیر کے معاملات میں تصرف کر سکتی ہے جیسے کہ صحابیات کو صدقات کی ترغیب دی جاتی' تو وہ صدقات دیتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ قبول فرماتے تھے۔

٣٥٤٧- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا خَالِدٌ، يَعني ابنَ الحَارِثِ، أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا».

۳۵۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینا جائز نہیں۔''

فائدہ: یعنی شوہر کے مال میں سے' کیونکہ عورت اس کی امین ہوتی ہے۔ اور یہ ممانعت اس وقت اور مؤکد ہو جاتی ہے جب عورت مالی معاملات میں نادان ہو۔

(المعجم ٨٥) - بَابٌ: فِي العُمْرَى (التحفة ٨٧)

باب:۸۵- عمریٰ یعنی زندگی بھر کے لیے عطا کر دینا

٣٥٤٨- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۳۵۴۸- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں'

٣٥٤٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح:٣٧٨٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح:١٢٦٦، والحاكم: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وله طريق آخر عند ابن ماجه، ح:٢٣٨٨.

٣٥٤٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزكٰوة، باب عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح:٢٥٤١ من حديث خالد بن الحارث به.

٣٥٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح:٢٦٢٦ من حديث همام، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح:١٦٢٦ من حديث قتادة به.

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عن بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''عُمریٰ (عمر بھر کے لیے دیا گیا عطیہ) ہمیشہ ہمیش کے لیے (موہوب لہ کا) ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں [جَائِزَة] کے معنی [مَاضِيَة وَ مُسْتَمِرَّة] ہیں یعنی مرنے کے بعد موہوب لَہٗ (جس کو ہبہ کیا گیا) کی اولاد اس کی وارث ہوگی۔ خواہ وہ اولاد کا ذکر کرے یا نہ کرے'' جیسے کہ آگے والی احادیث سے واضح ہے۔

٣٥٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

۳۵۴۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مثل بیان کیا ہے۔

٣٥٥٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ عن يَحْيَى، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «الْعُمْرَى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ».

۳۵۵۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''عمریٰ اسی کے لیے باقی رہے گا جس کو عطیہ دیا گیا ہو۔''

٣٥٥١- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ: أخبرني الأَوْزَاعِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُعْمِرَ عُمْرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ، يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ».

۳۵۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے زندگی بھر کے لیے کوئی عطیہ دیا گیا تو یہ اس کا اور اس کے وارثوں کا ہوا۔ اس (عطیہ) کے وارث وہی ہوں گے جو اس کی اولاد میں سے اس کے وارث ہوں گے۔

٣٥٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبِي

۳۵۵۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی

٣٥٤٩- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في العمرٰى، ح: ١٣٤٩ من حديث قتادة به.

٣٥٥٠- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب ما قيل في العمرٰى والرقبٰى، ح: ٢٦٢٥، ومسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٥٥١- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه، ح: ٣٧٧١ من حديث الأوزاعي به، وللحديث شواهد.

٣٥٥٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٣ من حديث أبي داود به، ورواه النسائي، ح: ٣٧٧٢، وانظر ◄◄

الْحَوَارِيّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَكَذَا رَوَاهُ اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد نے بواسطہ زہری ابوسلمہ سے' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

فائدہ: مذکورہ اور درج ذیل باب کی تمام احادیث پر نظر ڈالنے سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ''عمر بھر کے لیے عطیہ'' دینے والے نے موہوب لہ کی اولاد کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو' یہ اس کی اولاد کو منتقل ہو جائے گا۔ اگر دینے والا بالفرض عمر بھر کی صراحت کر بھی دے تو بقول بعض شراح وفقہاء یہ شرط لغو ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہی راجح ہے۔ (ان شاء اللہ) تاہم فقہاء میں بعض ایسے بھی ہیں جو اسے ''عاریت'' کے مفہوم میں باور کرتے ہوئے واپس ہو جانے کے قائل ہیں۔

(المعجم ٨٦) - **باب مَنْ قَالَ فِيهِ وَلِعَقِبِهِ** (التحفة ٨٨)

باب:٨٥- جس شخص نے عمریٰ کے ہدیے میں (موہوب لہ کی) اولاد کے لیے بھی صراحت کی ہو

٣٥٥٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ ومُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنا بِشْرُ ابنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ يَعني ابنَ أَنَسٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ».

٣٥٥٣- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کو اور اس کی اولاد کو عمر بھر کے لیے عطیہ دیا گیا ہو تو یہ اسی کا ہوا جس کو دیا گیا ہو۔ یہ دینے والے کو واپس نہیں لوٹے گا' کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت چل نکلی ہے۔''

◀◀ الحديث السابق.

٣٥٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح:١٦٢٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٧٥٦/٢، وانظر، ح:٣٥٥٠.

٣٥٥٤- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ: [حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ:] حَدثنا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۳۵۵۴- جناب ابن شہاب رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَقِيلٌ عن ابنِ شِهَابٍ وَيَزِيدُ بنُ أَبِي حَبِيبٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، وَاخْتُلِفَ عَلَى الأَوْزَاعِيِّ عن ابنِ شِهَابٍ فِي لَفْظِهِ وَرَوَاهُ فُلَيْحُ بنُ سُلَيْمَانَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں جیسا کہ اس روایت کو عقیل اور یزید بن ابی حبیب نے بواسطہ ابن شہاب اسی طرح روایت کیا ہے۔ البتہ اوزاعی کے الفاظ میں اختلاف ہے جو کہ ابن شہاب سے نقل ہوئے ہیں۔ اور فلیح بن سلیمان نے حدیث مالک کی طرح روایت کیا ہے۔

٣٥٥٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَجَازَهَا رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا.

۳۵۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: ''عمریٰ جسے رسول اللہ ﷺ نے (ہمیشہ کے لیے) نافذ قرار دیا ہے وہی ہے کہ یوں کہے: ''یہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے۔'' اور جب یوں کہے: ''تیرے جیتے جی یہ تیرے لیے ہے۔'' تو یہ اس کے مالک کو لوٹ آئے گا۔

فائدہ: یہ وضاحت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اپنا فہم ہے۔ ورنہ دیگر صریح مرفوع احادیث میں [وَلِعَقِبِكَ] ''تیری اولاد کے لیے'' کی شرط مذکور نہیں ہے۔

٣٥٥٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ:

۳۵۵۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''رُقبیٰ یا عُمریٰ کے انداز میں ہدیہ مت کیا کرو۔ جسے کوئی چیز بطور رقبیٰ یا عمریٰ دی گئی ہو تو یہ

٣٥٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٥٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الهبات، باب العمرٰى، ح: ١٦٢٥/ ٢٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنفه، ح: ١٦٨٨٧، ومسند أحمد: ٢/ ٢٩٤.

٣٥٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، العمرٰى، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر جابر في العمرٰى، ح: ٣٧٦٢ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، ح: ١٦٢٥/ ٣١ من حديث عطاء به، انظر الحديث السابق.

«لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُعْمِرُوا فَمَنْ أُرْقِبَ شَيْئًا أَوْ أُعْمِرَهُ فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ.

اس کے وارثوں کی ہوگی۔(یعنی جسے دی گئی ہو۔")

فائدہ:[رُقبیٰ] میں اس انداز سے ہدیہ دیا جاتا ہے کہ کہے:" جیتے جی یہ چیز استعمال کرتے رہو۔ اگر تو پہلے فوت ہوگیا تو مجھے واپس ہوگی ورنہ تیری ہوئی۔" بلاشبہ اس قدر طویل مدت تک ایک چیز پر متصرف رہنے کی وجہ سے انسان اس سے مانوس ہوجاتا ہے جسے بعدازاں واپس کرنا فتنے کا باعث بنتا ہے' اس لیے یا تو ہدیہ کلی طور پر دے دینا چاہیے یا پھر مناسب مدت کے بعد واپس لے لے۔ بنابریں عُمریٰ یا رُقبیٰ کے نام سے جو ہدیہ دیا جائے گا' وہ ہمیشہ کے لیے موہوب لہ کا ہوجائے گا۔ راجح مذہب یہی ہے۔

٣٥٥٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن حَبِيبٍ يَعْنِي ابنَ أَبِي ثَابِتٍ، عن حُمَيْدٍ الأَعْرَجِ، عن طَارِقٍ المَكِّيِّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ في امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ أَعْطَاهَا ابْنُهَا حَدِيقَةً مِنْ نَخْلٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ ابْنُهَا: إِنَّمَا أَعْطَيْتُهَا حَيَاتَهَا. وَلَهُ إِخْوَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هِيَ لَهَا حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا». قَالَ: كُنْتُ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَلَيْهَا. قَالَ: «ذٰلِكَ أَبْعَدُ لَكَ».

٣٥٥٧-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جسے اس کے بیٹے نے کھجوروں کا ایک باغ عطیہ دے رکھا تھا اور وہ فوت ہوگئی تو بیٹے نے کہا کہ میں نے یہ اسے اس کی زندگی تک کے لیے دیا تھا۔ اس (دینے والے) کے دوسرے بھائی بھی تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" یہ زندگی میں اس کے لیے تھا تو موت کے بعد بھی اسی کا ہے۔" بیٹے نے کہا: میں نے یہ اس کو صدقہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:" پھر تو یہ تجھ سے اور بھی زیادہ دور ہے۔" (کہ صدقہ دے کر واپس لیتے ہو!)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ یہی ہے کہ عمریٰ یا رقبیٰ واپس نہیں ہوتا اور بالخصوص جب صدقہ کیا ہو۔

(المعجم ٨٧) - باب: فِي الرُّقْبَى (التحفة ٨٩)

باب:٨٧-رُقبیٰ کے احکام ومسائل

٣٥٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا

٣٥٥٨-حضرت جابر ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ

٣٥٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٤ من حديث عثمان بن أبي شيبة به * سفيان الثوري وحبيب بن أبي ثابت عنعنا.

٣٥٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرقبى، ح: ١٣٥١ من حديث هشيم به، وقال: "حسن"، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٣، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٨٣.

هُشَيْمٌ: أخبرنا دَاوُدُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرُّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا».

ﷺ نے فرمایا: ''عمریٰ اور رقبیٰ کے ہدیے ان کے اہل کے ہو جاتے ہیں۔'' (جنہیں دیے گئے ہوں۔ واپس نہیں ہو سکتے۔)

٣٥٥٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَ: قَرَأْتُ عَلٰى مَعْقِلٍ عن عَمْرِو ابنِ دِينَارٍ، عن طَاوُسٍ، عن حُجْرٍ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ».

٣٥٥٩- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زندگی بھر کے لیے کوئی ہدیہ کیا ہو تو زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اس کا ہے جس کو دیا گیا ہے۔ اور رقبیٰ (کا ہدیہ) نہ کیا کرو۔ جس نے کوئی چیز اس انداز میں دی ہو تو اس کا راستہ وہی ہے۔'' (یعنی جس کو دے دی ہو اسی کی وراثت میں جائے گی۔)

٣٥٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن عُبَيْدِالله بنِ مُوسَى، عن عُثْمَانَ بنِ الأَسْوَدِ، عن مُجَاهِدٍ قال: الْعُمْرَى أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ هُوَ لَكَ مَا عِشْتَ، فَإِذَا قالَ ذٰلِكَ فَهُوَ لَهُ وَلِوَرَثَتِهِ، وَالرُّقْبَى هُوَ أَنْ يَقُولَ الإِنْسَانُ: هُوَ لِلآخِرِ مِنِّي وَمِنْكَ.

٣٥٦٠- جناب مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمریٰ یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے سے یوں کہے: ''جب تک تو زندہ ہے یہ تیرے لیے ہے۔'' پس جب یوں کہہ دیا تو یہ اس کی ہوئی اور (بعد ازاں) اس کے وارثوں کی ہے۔ اور رقبیٰ یہ ہے کہ انسان دوسرے سے کہے: ''یہ چیز ہم میں سے بعد میں مرنے والے کے لیے ہے۔'' (اگر تو پہلے مر گیا تو میری ہوگی' ورنہ تیری رہی۔)

فائدہ: [رُقْبیٰ] کی وضاحت اوپر حدیث: ٣٥٥٦ میں ہو چکی ہے۔

(المعجم ٨٨) - بَابٌ: فِي تَضْمِينِ الْعَارِيَةِ (التحفة ٩٠)

باب: ٨٨- مانگے کی چیز پر ضمان (ادائیگی کی ضمانت) کا مسئلہ

٣٥٦١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ:

٣٥٦١- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٣٥٥٩_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الهبات، باب العمرٰى، ح: ٢٣٨١ من حديث عمرو بن دينار به.

٣٥٦٠_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٧٦ من حديث أبي داود به.

٣٥٦١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في أن العارية مؤداة، ح: ١٢٦٦، وابن ماجه، ح: ٢٤٠٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٤، والحاكم علٰى شرط ◀◀

حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَ»، ثُمَّ إنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ فَقَالَ: هُوَ أَمِينُكَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ.

نے فرمایا: ''ہاتھ کے ذمے ہے جو اس نے لیا حتیٰ کہ اسے ادا کردے۔'' پھر حسن (بصری رحمہ اللہ) بھول گئے اور کہا: عاریتاً لینے والا تمہارا امانت دار ہے اس پر کوئی ضمان نہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اور حق یہ ہے کہ عاریتاً لی ہوئی کوئی چیز ضائع ہوجانے پر اس کی ضمان دینی ہوگی۔

٣٥٦٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدٍ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أُمَيَّةَ بنِ صَفْوَانَ بنِ أُمَيَّةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرُعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ فقالَ: أَغَصْبٌ يَامُحَمَّدُ؟ فقالَ: «لَا. بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ».

٣٥٦٢- حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے غزوۂ حنین کے موقع پر زرہیں عاریتاً طلب کیں تو اس نے کہا: اے محمد! کیا زبردستی لینا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ عاریتاً ہیں' (اگر ضائع ہوئیں تو) ہم ان کا عوض دیں گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذِهِ رِوَايَةُ يَزِيدَ بِبَغْدَادَ، وَفِي رِوَايَتِهِ بِوَاسِطَ تَغَيَّرَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یزید (بن ہارون) کی یہ روایت بغداد کی ہے لیکن واسط میں جب یہ روایت بیان کی تو الفاظ اس سے مختلف تھے۔

٣٥٦٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن عَبْدِ العَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن أُنَاسٍ مِنْ آلِ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «يَاصَفْوَانُ! هَلْ عِنْدَكَ مِنْ

٣٥٦٣- عبداللہ بن صفوان کے خاندان کے بعض افراد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''اے صفوان! کیا تیرے پاس اسلحہ ہے؟'' اس نے کہا: عاریتاً یا زبردستی کے طور پر؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ

◄ البخاري: ٢/ ٤٧، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٣٥٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠٠ عن يزيد بن هارون به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٧٩ * ورواه قيس بن الربيع عن عبدالعزيز بن رفيع به، والدارقطني: ٣/ ٤٠، وللحديث شواهد ضعيفة * شريك عنعن، وقيس ضعيف.

٣٥٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٨٩و٧/ ١٨ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ١٤٣، ١٤٤ * فيه أناس لا يعرفون.

سِلَاحٍ؟» قال: عَارِيَةً أَمْ غَصْبًا؟ قال: «لَا، بَلْ عَارِيَةً»، فَأَعَارَهُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الأَرْبَعِينَ دِرْعًا، وَغَزَا رَسُولُ الله ﷺ حُنَيْنًا، فَلَمَّا هُزِمَ المُشْرِكُونَ جُمِعَتْ دُرُوعُ صَفْوَانَ فَفَقَدَ مِنْهَا أَدْرَاعًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِصَفْوَانَ: «إِنَّا قَدْ فَقَدْنَا مِنْ أَدْرَاعِكَ أَدْرَاعًا فَهَلْ نَغْرَمُ لَكَ؟» قالَ: لَا، يَارَسُولَ الله! لِأَنَّ فِي قَلْبِي الْيَوْمَ مَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ.

عاریت کے طور پر۔'' چنانچہ اس نے تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں عاریتاً دیں۔ اور رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین میں گئے۔ سو جب مشرکین پسپا ہو گئے اور صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں تو ان میں سے چند زرہیں گم تھیں۔ تو نبی ﷺ نے صفوان سے فرمایا: ''ہم تیری زرہوں میں سے کچھ گم پاتے ہیں' تو کیا ان کا تاوان ادا کریں؟'' اس نے کہا: نہیں' اللہ کے رسول! آج میرے دل میں اسلام کی وہ رغبت ہے جو اس دن نہ تھی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَعَارَهُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ ثُمَّ أَسْلَمَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے یہ زرہیں عاریتاً اسلام لانے سے پہلے دی تھیں مگر بعد ازاں مسلمان ہو گیا تھا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم عاریتاً دینے والا اگر اپنا تاوان معاف کر دے' تو چھوڑ نا اس کا حق ہے۔ طلب کرے' تو دینا ہوگا۔

٣٥٦٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ رُفَيْعٍ عن عَطَاءٍ، عن نَاسٍ مِنْ آلِ صَفْوَانَ قَالَ: اسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۵۶۴- آل صفوان کے بعض لوگوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے زرہیں عاریتاً لی تھیں۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ ابنِ مُسْلِمٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قالَ:

۳۵۶۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا

٣٥٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٦/ ٨٩ من حديث مسدد به * فيه ناس مجاهيل.

٣٥٦٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب العارية، ح: ٢٣٩٨، والترمذي، ح: ٦٧٠، ١٢٦٥ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢٦٧، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٢٣، وللحديث شواهد.

سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الله قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ وَلَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ شَيْئًا مِنْ بَيْتِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». قِيلَ يَارَسُولَ الله! وَلَا الطَّعَامَ؟ قال: «ذٰلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا»، ثُمَّ قَالَ: «الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ».

ہے تو اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں اور کوئی عورت اپنے گھر میں سے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! طعام بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تو ہمارے افضل اموال میں سے ہوتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''مانگے کی چیز واپس کرنا ہوگی۔ اور دودھ کا جانور' جو عطیہ دیا گیا ہو' لوٹایا جاتا ہے۔ قرض ادا کرنا لازم ہے اور ضامن آدمی ذمہ ادا کریگا۔''

٣٥٦٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بنُ الْمُسْتَمِرِّ الْعُصْفُرِيُّ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن عَطَاءِ بنِ أبي رَبَاحٍ، عن صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عن أبيهِ قال: قَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَتَتْكَ رُسُلِي فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِينَ دِرْعًا وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا». قَالَ: قُلْتُ يَارَسُولَ الله! أَعَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ أَوْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ. قَالَ: «بَلْ مُؤَدَّاةٌ».

٣٥٦٦- جناب صفوان بن یعلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب میرا آدمی تیرے پاس آئے تو اسے تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا۔'' تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ عاریت) ضمان ہوگی یا اسے واپس ادا کریں گے؟ فرمایا: ''واپس ادا کریں گے۔''

قَالَ أَبو دَاوُد: حَبَّانُ خَالُ هِلَالٍ الرَّائِي.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبان' ہلال الرائی کے ماموں ہیں۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِيمَنْ أَفْسَدَ شَيْئًا يُغْرَمُ مِثْلُهُ (التحفة ٩١)

باب:٨٩- جوکوئی کسی کی چیز خراب کردے تو اس کی مثل تاوان دے

٣٥٦٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

٣٥٦٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ اپنی ایک اہلیہ کے گھر میں تھے کہ امہات المومنین

٣٥٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٥٧٧٦ عن إبراهيم بن المستمر به، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٢ من حديث همام به، وللحديث شواهد، انظر: ٣٥٦٤ * قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر، ح: ٣٥٦٤.

٣٥٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، المظالم، باب: إذا كسر قصعة أو شيئًا لغيره، ح: ٢٤٨١ عن مسدد به.

عن حُمَيْدٍ، عن أَنسٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ. قالَ: فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ. قالَ ابنُ الْمُثَنَّى: فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ: «غَارَتْ أُمُّكُم». زَادَ ابنُ الْمُثَنَّى: «كُلُوا»، فَأَكَلُوا حَتَّى جَاءَتْ قَصْعَتُهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى لَفْظِ حَدِيثِ مُسَدَّدٍ قال: «كُلُوا»، وَحَبَسَ الرَّسُولَ والْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِهِ.

میں سے کسی دوسری نے خادمہ کے ہاتھ (ان کی خدمت میں) ایک پیالہ بھیجا جس میں کھانا تھا۔ گھر والی نے اپنا ہاتھ مارا اور پیالہ توڑ دیا۔ ابن مثنیٰ نے بیان کیا۔ تو نبی ﷺ نے ٹوٹے ہوئے دونوں ٹکڑے پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور کھانا اس میں ڈالنے لگے اور فرماتے جاتے تھے: ''تمہاری ماں کو غیرت آ گئی ہے۔'' ابن مثنیٰ نے اضافہ کیا۔ ''کھاؤ۔'' چنانچہ سب نے کھایا۔ حتیٰ کہ وہ (اہلیہ) پیالہ لے کر آ گئی جو اس کے گھر میں تھا۔ (ہم مسدد کی حدیث کے الفاظ کی طرف رجوع کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ۔'' اور آپ نے خادمہ کو پیالے کے لیے روکے رکھا حتیٰ کہ وہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے صحیح سالم پیالہ خادمہ کے حوالے کیا اور ٹوٹا ہوا گھر میں رکھ لیا۔

فوائد و مسائل: ① کسی دوسرے کی کوئی چیز ضائع کر دینے کی صورت میں اس کا عوض یا بدل دینا لازم ہے۔ ② کھانا گر جائے تو صاف ستھرا کھانا اٹھا کر کھا لینا چاہیے۔ ③ کسی عزیز یا ساتھی کی تلخی وغیرہ کا سبب بیان کر دیا جائے یا عمدہ تاویل کر دی جائے تو اس کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔

٣٥٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي فُلَيْتٌ الْعَامِرِيُّ عَن جَسْرَةَ بِنْتِ دُجَاجَةَ قالَتْ: قالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ صَانِعًا طَعَامًا مِثْلَ صَفِيَّةَ صَنَعَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ طَعَامًا، فَبَعَثَتْ بِهِ فَأَخَذَنِي أَفْكَلٌ فَكَسَرْتُ الإِنَاءَ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! ما كَفَّارَةُ مَا صَنَعْتُ؟ قالَ: «إِنَاءٌ مِثْلُ إِنَاءٍ،

٣٥٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو صفیہ ؓ جیسا کھانا بنانے والی ہو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ کی خدمت میں (میرے گھر میں) بھیج دیا۔ مجھے اس پر طیش آ گیا' تو میں نے برتن توڑ دیا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کا کیا کفارہ ہے جو میں نے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''برتن کے بدلے

٣٥٦٨۔ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، عشرة النساء، باب الغيرة، ح: ٣٤٠٩ من حديث سفيان الثوري به * جسرة مختلف فيها، وحديثها حسن على الراجح.

وَطَعَامٌ مِثْلُ طَعَامٍ».

برتن اور کھانے کے بدلے کھانا۔''

(المعجم ٩٠) - باب الْمَوَاشِي تُفْسِدُ زَرْعَ قَوْمٍ (التحفة ٩٢)

باب:۹۰- جانور' جو کسی قوم کی کھیتی خراب کر جائیں

٣٥٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حَرَامِ بنِ مُحَيِّصَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْهُ عَلَيْهِمْ، فَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى أَهْلِ الأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلَى أَهْلِ المَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ.

۳۵۶۹- جناب حرام بن محیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب ڈاٹنڈ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہوگئی اور ان کی کھیتی خراب کر دی' تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ''کھیتی والوں کے ذمے ہے کہ دن کو اس (کھیتی) کی حفاظت کریں اور جانوروں کے مالکوں پر لازم ہے کہ رات کو ان کی حفاظت کریں (باندھ کر رکھیں۔'')

٣٥٧٠- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ، عن حَرَامِ بنِ مُحَيِّصَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ ضَارِيَةٌ فَدَخَلَتْ حَائِطًا فَأَفْسَدَتْ فِيهِ، فَكُلِّمَ رَسُولُ الله ﷺ فِيهَا فَقَضَى: أَنَّ حِفْظَ الْحَوَائِطِ بِالنَّهَارِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ حِفْظَ المَاشِيَةِ بِاللَّيْلِ عَلَى أَهْلِهَا، وَأَنَّ عَلَى أَهْلِ الْمَاشِيَةِ مَا أَصَابَتْ مَاشِيَتُهُمْ بِاللَّيْلِ.

۳۵۷۰- حضرت براء بن عازب ڈاٹنڈ سے روایت ہے کہ میری ایک اونٹنی تھی جو بہت نقصان کیا کرتی تھی۔ تو وہ ایک باغ میں داخل ہوگئی اور وہاں نقصان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی گئی تو آپ نے فیصلہ فرمایا: ''دن کے وقت باغات کی نگرانی اور حفاظت ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانوروں کی نگرانی ان کے مالکوں کے ذمے ہے اور رات کے وقت جانور جو نقصان کر جائیں' تو وہ ان کے مالکوں کے ذمے ہے (کہ اسے پورا کریں۔'')

٣٥٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٦ عن عبدالرزاق به * الزهري عنعن.

٣٥٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحكم فيما أفسدت المواشي، ح: ٢٣٣٢ من حديث الزهري به، وصححه الحاكم: ٢/ ٤٧، ٤٨، ووافقه الذهبي، ورواه مالك في الموطأ: ٢/ ٧٤٧، ٧٤٨ عن الزهري به، انظر الحديث السابق: ٣٥٦٩.

قضا کی اہمیت وفضیلت

سنن ابوداود کی کتاب القضاء کا آغاز عمل قضا کی اہمیت' غرض مندوں اور مفاد پرستوں سے عمل قضا کو دور رکھنے اور فیصلہ کرنے کے حوالے سے اہم بنیادی اصول و آداب کے بیان سے ہوا۔ اس کے بعد شہادت کے بارے میں انتہائی اہم اصولوں کا تذکرہ کیا گیا۔ پھر وہ احادیث لائی گئیں جن میں بتایا گیا ہے کہ شہادت کی عدم دستیابی کی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اس بارے میں روایات لائی گئیں کہ قرض وغیرہ کے معاملے میں حق دار کا حق ثابت ہو جانے کے بعد عملاً اس کی حق رسی کیسے کرائی جائے' اس کے بعد وکالت کا تذکرہ ہے اور آخر میں بعض انتہائی مشکل کیسوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے ذکر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر فیصلے کے ذریعے سے کئی انتہائی اہم اصول سامنے آتے ہیں جن کی قدم قدم پر جج کو ضرورت پڑتی ہے۔

یہ ذیلی کتاب بنیادی طور پر قضا اور آدابِ قضا کے متعلق ہے۔ اس میں وہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کو آج کل قانونِ ضابطہ یا (Procedural Law) کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ اس حصے میں بالتفصیل قوانین

کا بیان مقصود نہیں کیونکہ قوانین الگ الگ عنوانات سے بیان کر دیے گئے ہیں۔سول قوانین کا بیان کتاب البیوع وغیرہ میں' فوجداری قوانین کتاب الحدود میں۔اسی طرح میراث' نکاح وطلاق' ہبہ' وصیت' جنگ وامن وغیرہ کے قوانین اپنے اپنے متعلقہ عنوانات کے تحت بیان کر دیے گئے ہیں۔

٭ منصب قضا کی اہمیت اور قاضی (Judge) بننے کی صلاحیت: جج کا منصب ہمیشہ ایک پُر وقار منصب سمجھا گیا۔اس میں انسان کو ہر پیش ہونے والے معاملے میں بہت زیادہ اختیار بھی حاصل ہو جاتا ہے۔اس لیے یہ ایک ''پُر کشش'' ذمہ داری ہے اور اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ جو اس کی کشش کا شکار ہو جاتا ہے وہ ''ذمہ داری'' والے عنصر کو صحیح طور پر پیش نظر رکھنے میں ناکام رہتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس سے امام ابوداود رحمہ اللہ نے کتاب کے اس حصہ کا آغاز کیا ہے اس ذمہ داری کی سنگینی کو واضح کرتا ہے۔اگر کوئی انسان اس کی طلب اور کشش سے بچا رہا لیکن ذمہ داری اس کے سپرد کر دی گئی تو اس کے لیے وہ عظیم خوش خبری ہے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث (۳۵۷۴) میں بیان کی گئی ہے۔

مسلمان کے لیے یہ بات لازمی ہے کہ قضا کی ذمہ داری صرف اور صرف اسی صورت میں قبول کرے جب وہ فیصلہ وحی الٰہی پر مبنی قوانین اور انصاف کے مطابق کر سکتا ہو۔ان سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے تحت جن سے عموماً انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے فیصلہ کرنے کا امکان ہو تو اس صورت میں یہ ذمہ داری قبول کرنا ہی حرام ہے۔(حدیث: ۳۵۷۶'۳۵۹۰'۳۵۹۱) اگر کوئی انسان خود اس عہدے کا طلب گار ہوگا تو ظاہر ہے وہ اس عہدے کی مادی یا منصبی کشش ہی کی بنا پر اس کا خواہاں ہوگا۔رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو اس عہدہ کے لیے نااہل قرار دیا ہے۔مادی کشش میں رشوت ستانی بدترین ہے۔اس سلسلے میں رشوت کے ساتھ ہدیے وغیرہ قبول کرنے کو بھی سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٣) - **كِتَابُ الْقَضَاءِ** (التحفة ١٨)

قضا سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ١) - **بابٌ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ** (التحفة ١)

باب:١- قاضی کا عہدہ طلب کرنا

٣٥٧١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا فُضَيْلُ بنُ سُلَيْمَانَ: حدثنا عَمْرُو بنُ أبي عَمْرٍو عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

٣٥٧١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قاضی کا عہدہ لیا تو وہ چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔''

٣٥٧٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أنْبَأنَا بِشْرُ بنُ عُمَرَ عن عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ، عن عُثْمَانَ بنِ مُحَمَّدٍ الأَخْنَسِيِّ، عن المَقْبُرِيِّ وَالأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ».

٣٥٧٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جسے لوگوں کا قاضی بنا دیا گیا اسے چھری کے بغیر ہی ذبح کر دیا گیا۔''

٣٥٧١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح: ١٣٢٥ عن نصر بن علي به، وقال: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٠٨، والحديث الآتي شاهد له.

٣٥٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب ذكر القضاة، ح: ٢٣٠٨ من حديث عبدالله بن جعفر به، وصححه الحاكم: ٤/ ٩١، ووافقه الذهبي.

فائدہ: منصب قضا انتہائی ذمہ داری اور آزمائش کا منصب ہے۔ اس کا طالب اور حریص ہونے کی اس کے سوا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اس عہدے کا طلب گار یا اس سے مالی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا جاہ و منصب کا خواہشمند ہے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے سبب انسان اس عہدے کے لیے نااہل ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر یہ منصب کسی نہ چاہنے والے کے سپرد کر دیا جائے اور وہ حق و انصاف پر ثابت قدم رہے تو اس میں بڑی عزیمت اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْقَاضِي يُخْطِئُ (التحفة ٢)

باب:۲- قاضی جو خطا کرے

٣٥٧٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ: حَدَّثَنا خَلَفُ بنُ خَلِيفَةَ عن أَبي هَاشِمٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ».

۳۵۷۳- جناب (عبداللہ) بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو آگ میں۔ جنت میں جانے والا وہ ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا' اور جس نے حق پہچانا اور پھر فیصلے میں ظلم کیا تو وہ آگ میں ہے' اور جس نے جاہل ہوتے ہوئے لوگوں کے فیصلے کیے وہ بھی آگ میں ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ شَيْءٍ فِيهِ يَعْنِي حَدِيثَ ابنِ بُرَيْدَةَ، «الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس موضوع میں یہ حدیث صحیح ترین ہے۔ یعنی ابن بریدہ کی حدیث کہ قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں۔

فائدہ: جانتے بوجھتے حق کے خلاف فیصلہ دینا اور جاہل ہوتے ہوئے لوگوں میں فیصلے کرنے بیٹھ جانا' دونوں صورتوں میں اپنے آپ کو جہنم میں جھونکنا ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ یہ منصب اصحاب علم اور اصحاب عزیمت ہی کے سپرد کیا جائے اور وہ بھی جرأت سے کام لیں اور جنت کے حقدار بنیں جبکہ ان لوگوں کے پس منظر میں رہنے سے ظالم ظلم کرتے ہیں اور جہالت کا غلبہ اور اس کی اشاعت ہوتی ہے۔

٣٥٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب الحاكم يجتهد فيصيب الحق، ح: ٢٣١٥ من حديث خلف بن خليفة به، ورواه الترمذي، ح: ١٣٢٢م، وللحديث طرق كثيرة ضعيفة كلها ⁕ خلف بن خليفة اختلط.

٣٥٧٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُاللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ، قالَ: أخبرني يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ عن مُحَمَّدِ بنِ إبْرَاهِيمَ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن أبي قَيْسٍ مَوْلَى عَمْرِو بنِ الْعَاصِ، عن عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أجْرَانِ، وَإذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ»، فَحدَّثْتُ بِهِ أبَا بَكْرِ بنَ حَزْمٍ فقالَ: هٰكَذَا حَدَّثَني أَبُو سَلَمَةَ عن أبي هُرَيْرَةَ.

۳۵۷۴-حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرے اور خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور درست نتیجے پر پہنچے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے' اور جب کوئی خوب سوچ بچار اور اجتہاد سے کام لے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔'' (یزید بن عبداللہ بن الہاد نے کہا:) میں نے یہ روایت ابوبکر بن حزم کو بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ خوش خبری اس قاضی کے لیے ہے جو صاحب علم ہے' اجتہاد کرتا ہے' اس منصب کی ذمہ داریوں سے خوب واقف ہے' اللہ سے ڈرتا ہے اور اس عہدے کا طلب گار نہیں۔

٣٥٧٥- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا مُلَازِمُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَني مُوسَى بنُ نَجْدَةَ عن جَدِّهِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَهُوَ أبُو كَثِيرٍ قال: حَدَّثَني أبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ».

۳۵۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں میں قضا کا منصب طلب کیا حتی کہ اسے حاصل کر لیا' پھر اس کا عدل کرنا ظلم کرنے پر غالب رہا' تو اس کے لیے جنت ہے' اور جس کا ظلم اس کے عدل پر غالب رہا' اس کے لیے جہنم ہے۔''

٣٥٧٤- تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان أجر الحاكم إذا اجتهد، فأصاب أو أخطأ، ح:١٧١٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، ح:٧٣٥٢ من حديث ابن الهاد به.

٣٥٧٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:١٠/ ٨٨ من حديث أبي داود به * موسى بن نجدة مجهول(تقريب).

٣٥٧٦- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ حَمْزَةَ بنِ أَبي يَحْيَى الرَّمْلِيُّ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أَبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي الزِّنَادِ عن أَبِيهِ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ إلَى قَوْلِهِ - ﴿ٱلْفَٰسِقُونَ﴾ [المائدة: ٤٤-٤٧] هَؤُلَاءِ الآيَاتُ الثَّلَاثُ نَزَلَتْ في يَهُودَ خَاصَّةً في قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ.

٣٥٧٦-حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ سورۂ مائدہ کی یہ تینوں آیات ﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْن ...... الفاسقون﴾ یہودیوں کے قبائل بالخصوص قریظہ اور بنونضیر کے متعلق نازل ہوئی تھیں۔

فائدہ: ان آیات میں ہے کہ جو فیصلہ کرنے والے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔ظالم ہیں۔فاسق ہیں۔حضرت ابن عباس ؓ کے فرمان سے پتہ چلتا ہے کہ فیصلے کے فریق غیر مسلم ہوں تو پھر بھی فیصلہ مبنی بروحی قوانین کے مطابق کرنا ہوگا۔چاہے وہ ان کی آسمانی کتاب کے قوانین کیوں نہ ہوں۔ان کے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ہو تو یہ منصب کوئی مسلمان قبول نہیں کرسکتا۔چہ جائے کہ مسلمانوں کے درمیان قوانین وحی سے ہٹ کر دوسرے قوانین کے ذریعے سے فیصلہ کیا جائے؟

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي طَلَبِ الْقَضَاءِ وَالتَّسَرُّعِ إلَيْهِ (التحفة ٣)

باب:٣-قضا کا عہدہ طلب کرنا اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی کرنا

٣٥٧٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنا أبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن رَجَاءٍ الأنْصَارِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ بِشْرٍ الأَنْصَارِيِّ الأَزْرَقِ قالَ: دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ أَبْوَابِ كِنْدَةَ وَأَبُو مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيُّ جَالِسٌ في حَلْقَةٍ فَقَالَا: أَلَا رَجُلٌ يُنَفِّذُ بَيْنَنَا، فَقالَ رَجُلٌ

٣٥٧٧-جناب عبدالرحمٰن بن بشر الانصاری الازرق کہتے ہیں (کہ غالباً کوفہ میں) باب کندہ کی طرف سے دو آدمی آئے جبکہ حضرت ابو مسعود انصاری ؓ حلقے میں تشریف فرما تھے۔ان دونوں نے کہا: کیا کوئی ہم میں فیصلہ نہیں کر دیتا؟ حلقے میں سے ایک آدمی نے کہا: میں کر دیتا ہوں۔تو حضرت ابو مسعود ؓ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اسے دے ماری اور فرمایا: باز رہو۔فیصلہ

٣٥٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٦ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به.
٣٥٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٠١ من حديث أبي داود به * الأعمش عنعن.

مِنَ الْحَلْقَةِ : أَنَا ، فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ كَفًّا مِنْ حَصًى فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ : مَهْ إِنَّهُ كَانَ يُكْرَهُ التَّسَرُّعُ إِلَى الْحُكْمِ .

کرنے میں جلد بازی ناپسند سمجھی جاتی تھی۔ (یعنی صحابہ کرام میں۔)

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم معناً صحیح ہے یعنی جلد بازی ناپسندیدہ ہے۔ علاوہ ازیں قاضی' حکومت کی طرف سے مسند قضا پر بیٹھنے والا بڑے اہم امور کا فیصلہ کرنے والا ہو یا کسی کو اتفاقاً کوئی فیصلہ کرنا پڑ جائے دونوں کا حکم برابر ہے حتی کہ انسان پر لازم ہے کہ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے درمیان بھی حق وانصاف سے کام لے۔

٣٥٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عن بِلَالٍ، عن أنسِ بنِ مَالِكٍ قالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ : «مَنْ طَلَبَ الْقَضَاءَ وَاسْتَعَانَ عَلَيْهِ وُكِلَ [إِلَيْهِ]، وَمَنْ لَمْ يَطْلُبْهُ وَلَمْ يَسْتَعِنْ عَلَيْهِ أَنْزَلَ اللهُ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ» .

٣٥٧٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے قاضی کا عہدہ طلب کیا اور اس کے لیے لوگوں سے مدد چاہی (سفارشیں کرائیں) تو یہ منصب اور کام اسی پر ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ کی طرف سے اس کی کوئی مدد نہ ہوگی) اور جس نے اسے طلب کیا نہ لوگوں سے مدد چاہی، تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل فرماتا ہے جو اسے سیدھی راہ سجھاتا رہتا ہے۔''

وَقَالَ وَكِيعٌ عن إِسْرَائِيلَ، عنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عن بِلَالِ بنِ أبي مُوسَى، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقَالَ أَبُو عَوَانَةَ : عن عَبْدِ الأَعْلَى، عن بِلَالِ بنِ مِرْدَاسٍ الْفَزَارِيِّ، عن خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيِّ عن أَنَسٍ .

وکیع نے اس روایت کی سند یوں بیان کی ہے: [عن اسرائیل' عن عبدالاعلیٰ' عن بلال بن ابی موسیٰ' عن انس عن النبی ﷺ] اور ابوعوانہ نے کہا: [عن عبدالاعلیٰ' عن بلال بن مرداس الفزاری' عن خیثمة البصری عن انس]

٣٥٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ :

٣٥٧٩- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے

٣٥٧٨- تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضي، ح : ١٣٢٣، وابن ماجه، ح : ٢٣٠٩ من حديث إسرائيل به * عبدالأعلى بن عامر الثعلبي ضعفه الجمهور، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد : ١/ ١٤٧ "والأكثر علٰى تضعيفه"، ومع ذلك حسن له الترمذي .

٣٥٧٩- تخريج : أخرجه البخاري، استتابة المرتدين ... الخ، باب حكم المرتد والمرتدة استتابتهم، ح : ٦٩٢٣، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح : ١٨٢٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد : ٤/ ٤٠٩ بطوله .

حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ هِلَالٍ: حَدَّثني أَبُو بُرْدَةَ قالَ: قالَ أَبُو مُوسَى: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ».

ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اس منصب اور کام کا طلب گار ہوگا ہم اسے ہرگز نہیں دیں گے۔''

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الرِّشْوَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-رشوت حرام ہے

٣٥٨٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ.

۳۵۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے کو لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: کسی دوسرے کا حق مارنے کے لیے کسی حاکم' قاضی یا اہلکار کو کچھ دینا رشوت اور حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی اہلکار ظالم ہو اور حق داروں کے حقوق بھی اس کے پاس محفوظ نہ رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے طلب کرتا ہو یا اسے دینا پڑتا ہو تو اصل عزیمت یہی ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے اور معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہوئے اس ظالم سے چھٹکارے کی سبیل کی جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور صرف اور صرف اپنے جائز حق کے لیے شدید مجبوری کی صورت میں کبھی کچھ دینا پڑ جائے تو اس پر کثرت سے استغفار کرے۔ لینے والے کے حق میں یہ یقیناً رشوت اور حرام ہے بلکہ صاحب حق کو مجبور کرنے کی سزا کا بھی مستحق ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي هَدَايَا الْعُمَّالِ (التحفة ٥)

باب:۵- حکام' قاضی اور دیگر اہلکاروں کے لیے ہدایا کا مسئلہ

٣٥٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خَالِدٍ قالَ: حَدَّثني

۳۵۸۱- حضرت عدی بن عمیرہ کندی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تم میں

٣٥٨٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، ح:١٣٣٧، وابن ماجه، ح:٢٣١٣ من حديث ابن أبي ذئب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٥٨٦، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ١٠٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح:١١٩٦ وغيره.

٣٥٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ح:١٨٣٣ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به.

قَيْسٌ قالَ: حَدَّثَني عَدِيُّ بنُ عُمَيْرَةَ الكِنْدِيُّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غُلٌّ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَسْوَدُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فقالَ: يَارَسُولَ الله! اقْبَلْ عَنِّي عَمَلَكَ، قالَ: «وَمَا ذٰلِكَ؟» قالَ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا. قالَ: «وَأَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلْيَأْتِ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ فَمَا أُوتِيَ مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهَى».

سے جس کسی کو ہماری طرف سے کوئی عملداری سونپی گئی ہو' پھر اس نے اس کے محاصل میں سے کوئی سوئی یا اس سے بھی کم یا زیادہ کو چھپا لیا' تو وہ طوق ہے جسے پہنے ہوئے وہ قیامت کے روز حاضر ہوگا۔'' تو کالے سے رنگ کا' ایک انصاری جوان کھڑا ہوگیا' گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے اپنا کام واپس لے لیجیے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' اس نے کہا: میں نے آپ کو سنا ہے کہ آپ یوں یوں فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''(ہاں) میں یہی کہتا ہوں۔ جس کو ہم نے کوئی کام سونپا ہو تو اسے چاہیے کہ اس کے محاصل' تھوڑے ہوں یا زیادہ' سب لے آئے۔ اور پھر اس میں سے جو اسے (حق خدمت) دیا جائے وہ لے لے اور جس سے روک دیا جائے اس سے رک جائے۔''

فائدہ: تمام ملی اور اجتماعی امور کی ذمہ داری انتہائی اہم ہے۔ اس میں محاصل کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ اس میں ذرا سی بھی غفلت اور کوتاہی انسان کے لیے آخرت کا وبال ہے۔ ایسی ذمہ داریاں ادا کرنے والے کو اگر کہیں سے ہدایا' تحائف یا دیگر منافع حاصل ہوں تو وہ اس کے لیے حلال نہیں۔ ایسی تمام اشیاء اسے خزانہ میں جمع کرانی ہوں گی' نیز حاکم اعلیٰ پر بھی لازم ہے کہ اپنے کارندوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتا رہے اور آخرت میں اللہ کے ہاں جوابدہی کی یاد دلاتا رہے اور خود بھی متنبہ اور محتاط رہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: كَيْفَ الْقَضَاءُ (التحفة ٦)

باب:٦-فیصلہ کرنے کے آداب

فائدہ: آئندہ چند ابواب میں پیش کردہ احادیث میں فیصلہ کرنے کے طریقوں کے بارے میں بہت عمدہ اصول بتائے گئے ہیں۔ حقائق تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ جج اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے فہم وفراست کی دعا مانگے' کچی بات نہ کرے' فیصلہ حتی الوسع یقین حاصل ہونے اور پختہ رائے قائم کرنے کے بعد کرے۔ اسے یہ وضاحت کرنی چاہیے کہ اس کے فیصلے سے کسی کے لیے دوسرے کا حق حلال نہیں ہوتا۔ اور اگر قاضی دیکھے کہ معاملہ کسی بھی طرح واضح نہیں ہوسکتا تو دونوں کو صلح پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے۔ قضا کا یہ سنہری اصول بھی اسلام نے دیا ہے کہ

قاضی کو یکسوئی سے فیصلہ کرنا چاہیے طیش، غم، تفکرات یا ایسی کیفیت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جس میں یکسوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۵۸۲- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا شَرِيكٌ عن سِمَاكٍ، عن حَنَشٍ، عن عَلِيٍّ قالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! تُرْسِلُنِي وَأنَا حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ، فَقَالَ: «إنَّ الله سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ، فَإذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الأَوَّلِ فَإنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ». قالَ: فَمَا زِلْتُ قَاضِيًا أَوْ مَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ.

۳۵۸۲- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نوعمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ جب مقدمے کے دو فریق تمہارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک ہرگز فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے سے سن نہ لینا جیسے کہ پہلے سے سنا ہو۔ بلاشبہ یہی چیز زیادہ لائق ہے کہ فیصلہ تمہارے لیے واضح ہو جائے۔“ حضرت علی ؓ کہتے ہیں: چنانچہ میں وہاں قاضی بنا رہا یا (فرمایا) مجھے اس کے بعد فیصلہ کرنے میں کوئی تردد نہیں ہوا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، لیکن یہ واقعہ کچھ اختصار کے ساتھ سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔ موجودہ روایت کا زائد حصہ یہ ہے کہ فیصلہ دونوں فریقوں سے سن لینے کے بعد کرنا چاہیے۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے اور دیگر کئی روایات سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کوئی فریق طلب کرنے پر بھی حاضر نہ ہو اور اس کے پاس کوئی عذر بھی نہ ہو اور واضح ہو جائے کہ وہ قاضی اور عدالت کا سامنا کرنے سے عمداً گریز کر رہا ہے تو قاضی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کی غیر حاضری میں فیصلہ سنا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي قَضَاءِ الْقَاضِي إِذَا أَخْطَأَ (التحفة ٧)

باب:۷- قاضی سے فیصلہ کرنے میں خطا ہو جائے تو؟

۳۵۸۳- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۳۵۸۳- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی

۳۵۸۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي لا يقضي بين الخصمين حتى يسمع كلاهما، ح: ١٣٣١ من حديث سماك به، وقال: "حسن"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد معنوية عند ابن ماجه، ح: ٢٣١٠ وغيره ⁕ شريك عنعن، وحنش ضعفه الجمهور.

۳۵۸۳ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحيل، باب: ١٠، ح: ٦٩٦٧ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأقضية، باب ◀◀

أخبرنَا سُفْيَانُ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُم أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک بشر ہوں' تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے مقابلے میں اپنی حجت پیش کرنے میں زیادہ چرب زبان ہو اور پھر میں اس سے سننے کے مطابق فیصلہ کر دوں' تو جس کسی کے لیے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ اس سے کچھ نہ لے۔ بلاشبہ میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① قاضی کا فیصلہ صرف ظاہر میں نافذ ہوتا ہے اور مقدمے کے فریقین بالعموم اپنے طور پر خوب جان رہے ہوتے ہیں کہ حق کس کا ہے اور باطل پر کون ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تو جہاں معاملہ صاف ہو وہاں ظالم کو اپنے بھائی کا حق مارتے ہوئے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ قاضی کے فیصلے کے باوجود آگ کا ٹکڑا لے رہا ہے۔ ② فیصلہ کرنے میں قاضی سے خطا کا سرزد ہو جانا اس کے لیے معاف ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے اس بیان سے واضح ہوا کہ وہ غیب نہ جانتے تھے۔ ④ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ بعض فیصلے اپنے اجتہاد سے کرتے تھے۔ امت کے قاضی ہمیشہ اجتہاد ہی سے فیصلے کر سکتے ہیں اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا اجتہاد اور طریقۂ اجتہاد بہترین نمونہ اور حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عنْ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عن عَبْدِ الله بن رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: أَتَى رَسُولَ الله ﷺ رجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ لَهُمَا لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذَكَرَ مِثْلَهُ. فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقالَ كُلُّ

۳۵۸۴- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے ان کا میراث کے معاملے میں جھگڑا تھا اور ان کے پاس سوائے اپنے اپنے دعوے کے اور کوئی گواہ نہ تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: اور مذکورہ بالا حدیث کی مثل بیان کیا۔ چنانچہ وہ دونوں رونے لگے اور ہر ایک دوسرے سے کہنے لگا: میرا حق تیرے لیے ہے۔ پھر نبی ﷺ نے ان دونوں

الحكم بالظاهر واللحن بالحجة، ح: ١٧١٣ من حديث هشام بن عروة به.

٣٥٨٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٠ من حديث أسامة بن زيد به، وهو حسن الحديث، تقدم، ح: ٣٤٧، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٧٧٨، وابن الجارود، ح: ١٠٠٠، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٩٥، ووافقه الذهبي.

وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَقِّي لَكَ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ: «أَمَا إِذْ فَعَلْتُمَا مَا فَعَلْتُمَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ تَحَالَّا».

سے فرمایا: ”جب تم ایسا کرتے ہو تو آپس میں تقسیم کرلو اور حق کا قصد کرو پھر آپس میں قرعہ ڈال لو (حصے کی تعیین کے لیے) پھر ممکنہ زیادتی ایک دوسرے سے معاف کرالو۔“

فوائد ومسائل: ① اس قسم کے معاملات اور مقدمات میں مصالحت کے سوا دوسرا کوئی حل نہیں ہوتا۔ ② دو فریق جب کسی استحقاق میں برابر ہوں تو قرعے سے معاملہ طے کرلینا چاہیے۔ ③ ممکنہ زیادتی سے اسی دنیا میں معافی سے تلافی کرلینا مناسب ہے۔ اس دنیا میں تو آدمی حسب احوال کوئی مالی دباؤ یا دوسری مشکل ومشقت برداشت کرسکتا ہے مگر ظلم کی صورت میں کل قیامت کے دن حساب انتہائی کڑا اور سخت ہوگا۔

٣٥٨٥- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أَخْبَرَنَا عِيسَى: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ عن عَبْدِ الله بنِ رَافِعٍ قالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ: يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ وَأَشْيَاءَ قَدْ دَرَسَتْ فَقالَ: «إِنِّي إِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ بِرَأْيِي فِيمَا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهِ».

٣٥٨٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ ان دو آدمیوں کا وراثت میں جھگڑا تھا اور بھی چند دوسری چیزیں تھیں جن کے نشانات مٹ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں مجھ پر کچھ نازل نہ ہوا ہو اس میں میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔“

٣٥٨٦- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ قالَ: أَنْبَأَنَا ابنُ وَهْبٍ عن يُونُسَ بنِ يَزِيدَ، عن ابنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ الرَّأْيَ إِنَّمَا كَانَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ مُصِيبًا لِأَنَّ الله كَانَ يُرِيهِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنَّا الظَّنُّ وَالتَّكَلُّفُ.

٣٥٨٦- ابن شہاب زہری ؒ نے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے برسر منبر فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ کی رائے بالکل برحق ہوا کرتی تھی کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ سجھاتا تھا اور ہماری رائے ظن وگمان اور تکلف محض ہوتی ہے۔

٣٥٨٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ

٣٥٨٧۔ احمد بن عبدہ الضّبی کہتے ہیں کہ ہمیں معاذ

٣٥٨٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٥٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * قال المنذري: "هذا منقطع، الزهري لم يدرك عمر رضي الله عنه".

٣٥٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير: ٣/ ١٠٤ عن معاذ به.

الضَّبِّيُّ : حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ قالَ : أخبرني أَبُو عُثْمَانَ الشَّامِيُّ : وَلَا إِخَالُنِي رَأَيْتُ شَامِيًّا أَفْضَلَ مِنْهُ يَعْني حَرِيزَ بنَ عُثْمَانَ .

بن معاذ نے بیان کیا۔کہا کہ مجھے ابوعثمان شامی (حریز بن عثمان) نے بیان کیا اور (معاذ بن معاذ نے کہا کہ) میں کسی شامی کو حریز بن عثمان سے افضل نہیں سمجھتا۔

فائدہ: اوپر والی روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہی بات نیچے والی سند سے صحیح طریق سے مروی ہے۔ان تینوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اجتہاد سے فیصلے فرماتے تھے جو غلطیوں سے پاک ہوتے تھے اور آیندہ کے لیے حجت تھے۔کیونکہ علی سبیل الافتراض اگر کوئی غلطی ہوتی تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی آپ کو مطلع فرما دیتا۔ آپ کے بعد تمام قاضیوں کو بہت زیادہ محنت سے حقائق سمجھنے چاہییں۔

(المعجم ٨) - **باب:** كَيْفَ يَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَاضِي؟ (التحفة ٨)

باب:۸-مقدمے کے دونوں فریق قاضی کے سامنے کیسے بیٹھیں؟

٣٥٨٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ : حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ : حَدَّثَنا مُصْعَبُ بنُ ثَابِتٍ عن عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ قالَ : قَضَى رَسُولُ الله ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَكَمِ .

۳۵۸۸-حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں قاضی کے سامنے بیٹھیں۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔لیکن صحیح یہی ہے کہ کسی فریق کو عدالت میں کوئی فوقیت اور ترجیح نہ دی جائے۔ دونوں آمنے سامنے ہوں۔یہ بات رسول اللہ ﷺ کے عمل اور فرامین سے واضح ہے۔

(المعجم ٩) - **باب** الْقَاضِي يَقْضِي وَهُوَ غَضْبَانُ (التحفة ٩)

باب:۹-قاضی کا غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا

٣٥٨٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ قالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي بَكْرَةَ عن أَبِيهِ أَنَّهُ كَتَبَ

۳۵۸۹- جناب عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حَکَم

٣٥٨٨ـ تخريج : [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد : ٤/ ٤ من حديث ابن المبارك به * مصعب بن ثابت ضعيف من جهة سوء حفظه، وقال الهيثمي : "والأكثر على تضعيفه" (مجمع الزوائد : ١/ ٢٥).

٣٥٨٩ـ تخريج : أخرجه مسلم، الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح : ١٧١٧ من حديث سفيان، والبخاري، الأحكام، باب : هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان؟، ح : ٧١٥٨ من حديث عبدالملك بن عمير به .

إِلَى ابْنِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْضِي الْحَكَمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ».

(فیصلہ کرنے والا) غصے کی حالت میں دو فریقوں میں فیصلہ نہ کرے۔''

فائدہ: طیش کی حالت میں انسان بالعموم حد اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کیفیت میں فیصلہ عین ممکن ہے کہ عدل کے خلاف ہو' لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔ انتہائی غم' شدید فکرمندی' کسی بیماری کے سبب تکلیف اور درد اور اسی طرح کی کیفیتیں جن میں یکسوئی متاثر ہو غصے پر قیاس کی جائیں گی۔

(المعجم ١٠) - بَابُ الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- ذمی لوگوں (کفار) میں فیصلہ کرنا

٣٥٩٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ [المائدة:٤٢] فَنُسِخَتْ قَالَ: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ﴾ [المائدة:٤٨].

٣٥٩٠- حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ پہلے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَإِنْ جَآءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ ''اگر یہ (یہود) آپ کے پاس آئیں تو آپ ان میں فیصلہ فرمائیں یا اعراض کر لیں۔'' پھر اسے منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ ''آپ ان میں فیصلہ فرمائیں اس چیز کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی۔''

٣٥٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَن مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِن تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَن يَضُرُّوكَ شَيْـًٔا وَإِنْ حَكَمْتَ فَٱحْكُم بَيْنَهُم بِٱلْقِسْطِ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ﴾ [المائدة:٤٢].

٣٥٩١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ: ﴿فَإِنْ جَآءُوكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ إِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا وَ إِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ نازل ہوئی' (انہوں نے سبب نزول) بیان کیا کہ بنونضیر بنوقریظہ کے کسی شخص کو قتل کر دیتے تو آدھی دیت دیا کرتے اور اگر بنوقریظہ بنونضیر کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو پوری دیت دیتے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے ان میں برابر برابر کر دیا۔

٣٥٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن]

٣٥٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح:٤٧٣٧ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع * داود عن عكرمة منكر.

قَالَ: كَانَ بَنُو النَّضِيرِ إِذَا قَتَلُوا مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ أَدَّوْا نِصْفَ الدِّيَةِ وَإِذَا قَتَلَ بَنُو قُرَيْظَةَ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ أَدَّوْا إِلَيْهِمُ الدِّيَةَ كَامِلَةً فَسَوَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَهُمْ.

(المعجم ١١) - باب اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ (التحفة ١١)

باب:١١-فیصلہ کرنے میں اجتہاد اور رائے سے کام لینا

٣٥٩٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو، ابنِ أَخِي الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عَنْ أُنَاسٍ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ ابنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ. قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ؟» قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا فِي كِتَابِ اللهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا آلُو، فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدْرَهُ، فَقَالَ: «الْحَمْدُ للهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللهِ».

٣٥٩٢- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے روایت کیا جو اہل حمص میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجیں تو آپ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا تو فیصلہ کیسے کرو گے؟“ انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ میں نہ ملا تو؟“ کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت سے۔ فرمایا: ”اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملا تو؟“ کہا کہ میں اپنی رائے استعمال کرنے میں کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ تھپکایا اور فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے رسول اللہ کے پیامبر کو اس بات کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول خوش ہے۔“

فائدہ: یہ روایت فقہاء کے نزدیک بہت زیادہ مشہور ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سند کے لحاظ سے بالکل ضعیف ہے۔ ائمہ جرح وتعدیل میں کوئی بھی اس کی تصحیح نہیں کرتا۔ اس کے ضعف کے تین سبب گنوائے گئے ہیں۔ ① مرسل

٣٥٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في القاضي كيف يقضي، ح:١٣٢٧ و١٣٢٨ من حديث شعبة به، وقال: "وليس إسناده عندي بمتصل" * الحارث مجهول، وهذا الحديث ضعفه البخاري والجمهور.

ہے۔ ② اصحاب معاذ مجہول ہیں۔ ③ حارث بن عمرو مجہول ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا یَصِحُّ وَلَا یُعْرَفُ إِلَّا مُرْسَلًا] ''یہ صحیح نہیں اور جتنے طرق معروف ہیں سبھی مرسل ہیں۔'' امام ترمذی کہتے ہیں: [هٰذَا حَدِیْثٌ لَا نَعْرِفُه إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَلَیْسَ إِسْنَادُهُ عِنْدِی بِمُتَّصِلٍ] ''یہ حدیث بس اسی سند سے مروی ہے جو میرے نزدیک متصل نہیں ہے۔'' امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَالْمُرْسَلُ أَصَحُّ] ''اس کا مرسل ہونا ہی صحیح تر ہے۔'' ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں: [لَا یَصِحُّ لِأَنَّ الْحَارِثَ مَجْهُوْلٌ وَ شُیُوْخُهُ لَا یُعْرَفُوْنَ] ''یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ راوی حارث مجہول ہے اور اس کے شیوخ کی بھی خبر نہیں کہ کون ہیں۔'' ابن طاہر کہتے ہیں: [لَا یَصِحُّ] ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہا: [لَا یَصِحُّ] ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: [وَأَنّٰی لَهُ الصِّحَّةُ؟ وَمَدَارُهُ عَلَی الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ مَجْهُوْلٌ عَنْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ حِمْصَ، لَا یُدْرٰی مَنْ هُمْ] ''یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے؟ اس کا مدار حارث بن عمرو پر ہے اور وہ خود مجہول ہے، اہل حمص سے روایت کرتا ہے جن کی خبر نہیں کہ وہ کون ہیں۔'' علاوہ ازیں عقیلی، سبکی اور ابن حجر رحمہم اللہ بھی یہی لیتے ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنوی اعتبار سے بھی اس میں زبردست خلل ہے۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ا؟ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ اگر اس میں نہ ملا تو پھر سنت رسول اللہ سے اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر رائے استعمال کروں گا۔'' حالانکہ یہ ترتیب اور قرآن و سنت کی تفریق کسی طرح صحیح نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث و سنت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ سنت، قرآن کریم کے مجمل کا بیان کرتی ہے، مطلق کی تقیید اور عموم کی تخصیص کرتی ہے۔ الغرض یہ ترتیب صحیح نہیں۔ بلکہ ہر مسئلہ بیک وقت قرآن و سنت میں تلاش کیا جائے، پھر خیر القرون صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فتاوی و معمولات کو دیکھا جائے اگر نہ ملے تو صاحب علم کو استنباط و استدلال اور اجتہاد کا حق حاصل ہے۔ (ماخوذ از سلسلة الاحادیث الضعیفه علامه البانی رحمہ اللہ الجزء الثانی، حدیث:۸۸۱)

۳۵۹۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَوْنٍ عن الْحَارِثِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذٍ، عَنْ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ . . . بِمَعْنَاهُ.

۳۵۹۳- بعض اصحاب معاذ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جب یمن بھیجا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ۱۲) - بَابٌ: فِي الصُّلْحِ (التحفة ۱۲)

باب:۱۲- مصالحت کر لینے کا بیان

۳۵۹۳- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۳/ ۱۱٤ من حديث أبي داود به.

٣٥٩٤- حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ أَوْ عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ، شَكَّ الشَّيْخُ، عَنْ كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ رَبَاحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ المُسْلِمِينَ».

٣٥٩٤- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمانوں کا آپس میں صلح کر لینا جائز ہے (یعنی یہ نافذ ہوگی)۔“

زَادَ أَحْمَدُ: «إِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا».

احمد (بن عبدالواحد) نے مزید کہا: ”سوائے ایسی صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا کسی حلال کو حرام بنائے۔“

زَادَ سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ: وَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ».

سلیمان بن داود نے اضافہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔“

٣٥٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صالحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ قَالَ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابنَ أَبي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ في عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ في المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُما حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ الله ﷺ

٣٥٩٥- حضرت کعب بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ نے ابن ابی حدرد سے اپنے قرضے کا مطالبہ کیا۔ یہ مسجد میں تھے کہ ان کی آوازیں اونچی ہو گئیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور کعب بن مالک کو آواز دیتے ہوئے کہا: ”اے کعب!“ اس نے کہا: میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے

٣٥٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٦ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٣٧، وابن حبان، ح: ١١٩٩، وللحديث شواهد.

٣٥٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب رفع الصوت في المسجد، ح: ٤٧١ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، ح: ١٥٥٨ من حديث ابن وهب به.

حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادٰى كَعْبَ ابنَ مَالِكٍ فقالَ: «يَا كَعْبُ!» فقالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله! فَأَشَارَ لَهُ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ. قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ الله! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُمْ فَاقْضِهِ».

اشارہ فرمایا کہ اپنا آدھا قرضہ چھوڑ دو۔ کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے معاف کیا۔ نبی ﷺ نے دوسرے سے فرمایا: ’’اٹھ اور اسے ادا کر دے۔‘‘

فائدہ: قاضی اور حکم کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ عوام کے تنازعات میں ان کی صلح کرادے۔ اور مالی حقوق میں صاحب حق خوشی سے اگر اپنا حق چھوڑ دے تو جائز ہے۔ صلح میں جبر نہیں ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الشَّهَادَاتِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- گواہیوں کا بیان

٣٥٩٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني مَالِكُ بنُ أَنَسٍ عن عَبْدِ الله ابنِ أَبي بَكْرٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الله ابنَ عَمْرِو بنِ [عُثْمَانَ] أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أَبي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ زَيْدَ بنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُم بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ: الَّذِي يأْتِي بِشَهَادَتِهِ أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَها» شَكَّ عَبْدُ الله بنُ أبي بَكْرٍ أَيَّتَهُمَا قالَ.

٣٥٩٦- حضرت زید بن خالد جہنی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کیا میں تمہیں بہترین گواہ نہ بتاؤں؟ وہ جو طلب کرنے سے پہلے از خود اپنی گواہی پیش کر دے۔‘‘ عبداللہ بن ابی بکر کو الفاظ حدیث میں شک ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قالَ مَالِكٌ: «الَّذي يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ وَلا يَعْلَمُ بِهَا الَّذِي هِيَ لَهُ» قالَ الْهَمْدَانِيُّ: «وَيَرْفَعُهَا إِلَى السُّلْطَانِ» قال

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک ؒ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ صاحب حق کو علم نہ ہو کہ اس کا گواہ کون ہے۔ ہمدانی نے کہا: وہ (از خود) اپنے

٣٥٩٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب بيان خير الشهود، ح:١٧١٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى):٢/ ٧٢٠.

ابنُ السَّرْحِ: «أَوْ يَأْتِي بِهَا الإِمَامَ» وَالإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ الْهَمْدَانِيِّ. قال ابنُ السَّرْحِ: ابْنَ أَبِي عَمْرَةَ وَلَمْ يَقُلْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

آپ کو سلطان کے روبرو پیش کر دے۔ ابن السرح نے کہا: یا امام (حاکم) کے سامنے پیش کر دے۔ ہمدانی کی روایت میں [أخبرنا] ہے۔ ابن السرح نے (راوی کا نام) ابن ابی عمرہ ذکر کیا ہے' عبدالرحمٰن (بن ابی عمرہ) نہیں ذکر کیا۔

توضیح: صحیح بخاری ومسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ (قرب قیامت میں) ایسے لوگ ہوں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان سے قسم طلب نہیں کی جائے گی۔ (صحیح البخاری' الشهادات' حدیث:۲۶۵۲ و صحیح مسلم' فضائل الصحابه' حدیث:۲۵۳۵) تو اس میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو جھوٹے ہوں' کسی کا حق مارنے یا کسی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کے لیے یہ قسمیں کھائیں اور آگے بڑھ بڑھ کر گواہیاں دیں۔ جبکہ زیر بحث حدیث میں صادق اور امین لوگوں کی مدح ہے جو مجبور اور سادہ لوح لوگوں کی مدد کریں یا حاکم اور قاضی کے لیے حق وانصاف میں معاون بنیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق اس امانت اور عاریت سے ہے جو کسی یتیم کی ہو' اور سوائے اس گواہ کے کسی اور کے علم میں نہ ہو اور وہ ازخود حاکم کے پاس جا کر حقدار کا حق دلوا دے تو یقیناً وہ بہترین گواہ ہوگا۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُعِينُ عَلَى خُصُومَةٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَعْلَمَ أَمْرَهَا (التحفة ١٤)

باب:۱۴- جو کوئی حقیقت جانے بغیر کسی جھگڑے میں مددگار بنے

٣٥٩٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ غَزِيَّةَ عن يَحْيَى بنِ رَاشِدٍ قال: جَلَسْنَا لِعَبْدِ الله بنِ عُمَرَ فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَجَلَسَ فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُونَ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله فَقَدْ ضَادَّ اللهَ، وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ

۳۵۹۷- یحییٰ بن راشد نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے انتظار میں بیٹھے تھے حتی کہ وہ تشریف لے آئے اور بیٹھے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جس شخص کی سفارش اللہ کی کسی حد کی تنفیذ میں آڑے آئی' تحقیق اس نے اللہ کی مخالفت کی اور جس نے جانتے بوجھتے باطل (کی حمایت) میں جھگڑا کیا تو وہ اللہ کی ناراضی میں رہے

٣٥٩٧- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٠ من حديث زهير بن معاوية به، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٧، ووافقه الذهبي.

فِي سَخَطِ اللهِ حَتَّى يَنْزِعَ عَنْهُ، وَمَنْ قالَ فِي مُؤْمِنٍ ما لَيْسَ فِيهِ أَسْكَنَهُ اللهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قالَ».

گا حتی کہ اس سے باز آ جائے اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تھی تو اللہ اسے جہنمیوں کی پیپ میں ڈال دے گا (وہ اسی کا مستحق رہے گا) حتی کہ اپنی بات سے باز آ جائے۔"

فائدہ: اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب مقدمہ قاضی تک پہنچ جائے تو پھر تنفیذ حدود میں رکاوٹ بننا یا سفارش کرنا حرام ہے۔ اور اسی طرح جاہلی عصبیت کا شکار ہو جانا یا مسلمانوں پر تہمت لگانا بہت بڑے اور برے جرائم ہیں۔

٣٥٩٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ زَيْدٍ الْعُمَرِيُّ قالَ: حدَّثني الْمُثَنَّى بنُ يَزِيدَ عن مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: «وَمَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللهِ عزَّوَجَلَّ».

٣٥٩٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ فرمایا: "جس نے کسی ظلم کے جھگڑے میں معاونت کی تحقیق وہ اللہ عزوجل کی ناراضی کے ساتھ لوٹا۔"

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي شَهَادَةِ الزُّورِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥- جھوٹی گواہی کا بیان

٣٥٩٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حدَّثني سُفْيَانُ، يَعني الْعُصْفُرِيَّ، عن أبِيهِ، عن حَبِيبِ بنِ النُّعْمَانِ الْأَسَدِيِّ، عن خُرَيْمِ بنِ فَاتِكٍ قال: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلَاةَ

٣٥٩٩- حضرت خریم بن فاتک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "جھوٹی گواہی دینا' اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ تین بار فرمایا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت

٣٥٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من ادعى ما ليس له وخاصم فيه، ح: ٢٣٢٠ من حديث مطر الوراق به * المثنى بن يزيد، تابعه حسين المعلم، والحديث السابق شاهد له.

٣٥٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الشهادات، باب ماجاء في شهادة الزور، ح: ٢٣٠٠، وابن ماجه، ح: ٢٣٧٢ من حديث محمد بن عبيد به * حبيب بن النعمان مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، والراوي عنه لا يدرى من هو؟، وللحديث شاهد ضعيف عند الترمذي.

الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فقالَ: «عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ بِالإِشْرَاكِ بِالله» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلرِّجْسَ مِنَ ٱلْأَوْثَـٰنِ وَٱجْتَنِبُوا۟ قَوْلَ ٱلزُّورِ ۝ حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦ﴾ [الحج : ۳۰، ۳۱].

فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ﴾ ''بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو' اللہ کی طرف یکسو رہو اس حال میں کہ اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو۔''

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، لیکن جھوٹ اور جھوٹی گواہی کی مذمت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ جھوٹی گواہی کبائر میں شمار ہوتی ہے۔(صحيح البخاري' الشهادات' حديث :۲۶۵۳)

(المعجم ١٦) - باب مَنْ تُرَدُّ شَهَادَتُهُ (التحفة ١٦)

باب:۱۶-کن لوگوں کی گواہی قبول نہیں

۳۶۰۰- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَدَّ شَهَادَةَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَةِ وَذِي الْغِمْرِ عَلٰى أَخِيهِ، وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَأَجَازَهَا لِغَيْرِهِمْ.

۳۶۰۰- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خائن مرد' خائن عورت اور اپنے بھائی کے ساتھ کینہ اور بغض رکھنے والے کی گواہی رد فرمائی ہے۔ اور ایسے ہی جو کسی گھر والوں کا خدمت گار (نوکر' غلام اور تابع) ہو' اس کی گواہی بھی قبول نہیں کی۔ البتہ دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغِمْرُ: الْحِقْدُ وَالشَّحْنَاءُ، وَالْقَانِعُ: الأَجِيرُ التَّابِعُ مِثْلُ الأَجِيرِ الْخَاصِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: [اَلْغِمْرُ] کا معنی بغض وعداوت ہے۔ اور [اَلْقَانِع] سے مراد تابع رہنے والا ہے جیسے کہ کوئی خاص نوکر ہوتا ہے۔

توضیح: خائن یا خائنہ کی گواہی مطلقاً مردود ہے۔ اس میں مالی خیانت اور زبانی خیانت (جھوٹ) دونوں ایک جیسے ہیں۔ لیکن کینہ پرور اور بغیض کی گواہی اس صورت میں مردود ہے جب معاملہ ان کے ساتھ ہو جن کے ساتھ اس کی دشمنی ہو' اگر سچا ہے تو دوسرے لوگوں میں مقبول ہوگی۔ اسی طرح ہی نوکر اور غلام کی طرح کے تابع قسم کے لوگوں کی گواہی

۳۶۰۰- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۸۱/۲ من حديث محمد بن راشد، وابن ماجه، ح: ۲۳۶٦ من حديث عمرو بن شعيب به، وقواه الحافظ في التلخيص الحبير: ۱۹۸/٤.

اپنے ولی نعمت کے حق میں قبول نہیں۔ اگر سچے ہیں تو دوسروں کے حق میں قبول ہے۔

٣٦٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفِ بْنِ طَارِقٍ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ قالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عن سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى بِإِسْنَادِهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ، وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ، وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلَى أَخِيهِ».

۳۶۰۱-سلیمان بن موسیٰ نے اپنی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”کسی خائن مرد یا عورت‘ زانی مرد یا عورت یا اپنے بھائی کے بارے میں بغض وعداوت رکھنے والے کی گواہی جائز نہیں۔“

(المعجم ١٧) - باب شَهَادَةِ الْبَدَوِيِّ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-شہری کے خلاف دیہاتی کی گواہی

٣٦٠٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أخبرني يَحْيَى بْنُ أيوبَ وَنَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عن ابنِ الْهَادِ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا تَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ».

۳۶۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ کسی دیہاتی کی شہری کے خلاف گواہی جائز نہیں۔“

فائدہ: بدوی بادیہ سے ہے۔ کے خانہ بدوش کو کہتے ہیں جو ایک جگہ کے ساکن نہیں ہوتے بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی بدوی سمجھ دار اور عدول ہو تو فی نفسہٖ اس کی گواہی معتبر ہوگی‘ خود رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے چاند کی رؤیت میں بدوی کی شہادت قبول فرمائی۔ (ابوداود‘ الصوم‘ باب فی شهادة الواحد علی رؤیة هلال رمضان) اس حدیث میں جو بات سمجھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بدوی عموماً مستقل آبادیوں کے حالات‘ عادات‘ رسم ورواج اور طور طریقوں سے واقف نہیں ہوتے۔ نیز بڑے سادہ لوح ہوتے ہیں۔ اس لیے

٣٦٠١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٦٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب من لا تجوز شهادته، ح: ٢٣٦٧ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٩.

مشاہدے میں انہیں غلطی لگنے یا عدم فہم کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔اس لیے کسی بستی یا شہر کے رہنے والے کے معاملے میں ان کی گواہی پر اعتراض واقع ہوگا۔اس سبب سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی۔ وہ معاملات جن کا فہم اہل بادیہ کے لیے آسان ہے اس میں ان کی گواہی ہر طرح معتبر ہے۔اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی بھی معاملے میں گواہی تب معتبر ہوگی جب اس معاملے کے عمومی فہم کی استعداد موجود ہو۔کسی خالص فنی معاملے میں عام انسان کی گواہی معتبر نہ ہوگی جب تک وہ اس معاملے کا فہم نہ رکھتا ہو۔

(المعجم ١٨) - **باب الشَّهَادَةِ عَلَى الرِّضَاعِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۸-دودھ پلانے کی گواہی

٣٦٠٣- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أيوبَ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ قالَ: حَدَّثني عُقْبَةُ بنُ الْحَارِثِ، وَحَدَّثَنِيهِ صَاحِبٌ لِي عَنْهُ، وَأنا لِحَدِيثِ صَاحِبي أحْفَظُ قالَ: تَزَوَّجْتُ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أبي إهَابٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَزَعَمَتْ أنَّهَا أرْضَعَتْنَا جَمِيعًا، فَأتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَأعْرَضَ عَنِّي فَقُلْتُ يَارَسُولَ الله! إنَّهَا لَكَاذِبَةٌ قَالَ: «وَمَا يُدْرِيكَ وَقَدْ قالَتْ مَا قالَتْ، دَعْهَا عَنْكَ».

۳۶۰۳- جناب ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔اور مجھے یہ روایت میرے ایک اور ساتھی نے بھی عقبہ سے بیان کی اور اپنے ساتھی کی روایت مجھے زیادہ یاد ہے۔کہا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے شادی کی۔تو ہمارے پاس ایک کالی عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے۔تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بے شک وہ جھوٹی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا خبر؟ حالانکہ اس نے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے۔اس عورت (اپنی بیوی) کو چھوڑ دے۔“

فائدہ: رضاعت کے مسئلے میں بالخصوص اکیلی عورت کی گواہی اور خبر معتبر اور کافی ہے۔جیسے کہ پیدائش کے وقت بچے کے زندہ ہونے کے بارے میں ایک دایہ کی گواہی معتبر اور کافی ہوتی ہے' تاہم خبر یا گواہی دینے والی کا معتمد اور موثوق ہونا شرط ہے۔علمائے کرام نے خبر اور گواہی میں فرق کیا ہے۔گواہی ہمیشہ حاکم اور قاضی کے روبرو ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان مسائل کی تفصیلات میں مختلف نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔

٣٦٠٣- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب شهادة المرضعة، ح: ٥١٠٤ من حديث أيوب السختياني به.

٣٦٠٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ عُمَيْرٍ الْبَصْرِيُّ؛ ح: وَحدثنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ ابنُ عُلَيَّةَ، كِلَاهُمَا عن أيُّوبَ، عن ابنِ أبِي مُلَيْكَةَ، عن عُبَيْد ابنِ أَبِي مَرْيَمَ، عن عُقْبَةَ بنِ الْحَارِثِ - وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِن عُقْبَةَ، وَلٰكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ - فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

٣٦٠٤-ابن ابی ملیکہ نے بواسطہ عبید بن ابی مریم حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے بھی سنی ہے مگر مجھے عبید کا بیان زیادہ ضبط ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: نَظَرَ حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ إلَى الْحَارِثِ بنِ عُمَيْرٍ فقالَ: هٰذَا مِنْ ثِقَاتِ أَصْحَابِ أَيُّوبَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حماد بن زید نے حارث بن عمیر کو دیکھا اور کہا: یہ ایوب کے معتمد شاگردوں میں سے ہے۔

(المعجم ١٩) - باب شَهَادَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ[فِي] الْوَصِيَّةِ فِي السَّفَرِ (التحفة ١٩)

باب:١٩-سفر میں وصیت کے سلسلے میں کافر کی گواہی

٣٦٠٥- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاء عَنِ الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِدَقُوقَاءَ هٰذِهِ، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُشْهِدُهُ عَلَى وَصِيَّتِهِ فَأَشْهَدَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَدِمَا الْكُوفَةَ، فَأَتَيَا أَبَا مُوسَى الأَشْعَرِيَّ فَأَخْبَرَاهُ، وَقَدِمَا بِتَرِكَتِهِ وَوَصِيَّتِهِ فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ يَكُنْ بَعْدَ الَّذِي كَانَ فِي عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ فَأَحْلَفَهُمَا بَعْدَ

٣٦٠٥-جناب شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان کی دقوقاء مقام پر وفات ہوگئی۔ اسے کوئی مسلمان نہ ملا جو اس کی وصیت پر گواہ ہوتا۔ تو اس نے اہل کتاب کے دو آدمیوں کو گواہ بنایا۔ پھر وہ دونوں کوفہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو اس کی خبر دی اور اس کا ترکہ اور وصیت بھی پیش کی۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے دور کے بعد نہیں ہوا ہے۔ تو انہوں نے عصر کے بعد ان سے اللہ کے نام کی قسم لی کہ انہوں نے کسی قسم کی خیانت

٣٦٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، ورواه البخاري من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٦٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٥ من حديث أبي داود به * زكريا بن أبي زائدة مدلس وعنعن.

الْعَصْرِ بِاللهِ مَا خَانَا وَلَا كَذَبَا وَلَا بَدَّلَا وَلَا كَتَمَا وَلَا غَيَّرَا، وَإِنَّهَا لَوَصِيَّةُ الرَّجُلِ وَتَرِكَتُهُ، فَأَمْضٰى شَهَادَتَهُمَا.

جھوٹ یا تبدیلی نہیں کی ہے' کچھ چھپایا ہے نہ کوئی تغییر کی ہے' اور اس میت کی وصیت اور ترکہ یہی کچھ ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی گواہی کو قبول کرلیا۔

فائدہ: اگر کسی مسلمان کو ایسی جگہ موت کا سامنا ہو جہاں اس کی وصیت کے لیے مسلمان گواہ موجود نہ ہوں تو قرآن مجید میں یہ طریقہ بتایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو تمہارے درمیان گواہی ہونی چاہیے اور وصیت کے وقت اپنے (مسلمانوں) میں سے دو انصاف والے گواہ بنالو یا اگر تم زمین میں سفر پر نکلے ہو اور (راستے میں) موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیر قوم کے دو گواہ بھی کافی ہوں گے، پھر اگر تمہیں کوئی شبہ ہو تو ان دونوں گواہوں کو نماز کے بعد (مسجد میں) روک لو' تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے بدلے کوئی قیمت نہیں لے رہے اور کوئی ہمارا رشتے دار بھی ہو (تو ہم اس کی رعایت کرنے والے نہیں) اور ہم اللہ کی گواہی نہیں چھپاتے' اگر ہم ایسا کریں تو ہم گناہ گاروں میں شمار ہوں گے۔ پھر اگر پتا چل جائے کہ بے شک ان دونوں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ ان لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کا حق مارا گیا ہو اور جو مرنے والے کے زیادہ قریبی ہوں' پھر وہ دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی ان (پہلے) دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے' اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی' اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں شمار ہوں گے۔ اس طرح زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے' یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ کہیں ان (ورثاء) کی قسموں کے بعد ان کی قسمیں رد نہ کردی جائیں' اور تم اللہ سے ڈرو اور سنو' اور اللہ نافرمانی کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ: ١٠٦ تا ١٠٨) اس باب کی دونوں حدیثوں سے یہی پتا چلتا ہے کہ مسلم گواہوں کی عدم موجودگی میں غیر مسلم گواہ بنائے جاسکتے ہیں۔ ان کی گواہی سے شک وشبہ ختم کرنے کے لیے گواہی کے ساتھ قسم بھی لینی چاہیے۔ پہلی حدیث کی اسناد میں اگرچہ کلام ہے لیکن آئندہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ فرمایا وہ عین وحی الٰہی کے مطابق تھا۔

٣٦٠٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي

٣٦٠٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ بنوسہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بداء کی معیت میں سفر پر نکلا۔ (دوران سفر) سہمی کی وفات ہوگئی جہاں کہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ جب وہ دونوں اس کا ترکہ لے کر آئے تو (وارثوں نے) چاندی کا ایک پیالہ گم پایا جس پر

٣٦٠٦- تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب قول الله عزوجل: "يأيها الذين آمنوا شهادة بينكم . . . الخ"، ح: ٢٧٨٠ من حديث يحيى بن آدم به.

سَهْمٍ مَعَ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بنِ بَدَّاءَ، فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَيْسَ فِيهَا مُسْلِمٌ، فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهِ فَقَدُوا جَامَ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا بِالذَّهَبِ، فَأَحْلَفَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا: اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ، فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَاءِ السَّهْمِيِّ فَحَلَفَا: لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِنَا قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِمْ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ شَهَٰدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ﴾ الآيَةَ [المائدة: ١٠٦].

سونے کے پترے چڑھے ہوئے تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے قسم لی۔ پھر بعد میں وہ جام مکہ میں مل گیا۔ (جن کے پاس سے ملا) انھوں نے کہا کہ ہم نے یہ تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر مرنے والے سہمی کے وارثوں میں سے دو نے قسم کھائی اور کہا کہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور یہ جام ہمارے آدمی کا ہے۔ چنانچہ انہی کے سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾

فائدہ: اس مرنے والے سہمی کا نام بُدیل بن ابی ماریہ ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس وقت نصرانی تھے جو بعد میں مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لے آئے اور تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا تو اس خیانت کو بہت بڑا گناہ جانا پھر وہ سہمی کے وارثوں کے پاس گئے اور پوری خبر بتائی اور انہیں اپنے حصے کے پانچ سو درہم ادا کیے' یہ بھی بتایا کہ باقی پانچ سو درہم عدی بن بداء کے پاس ہیں ان سے بھی پانچ سو لیے گئے۔ (فتح الباری' کتاب الوصایا' باب قول اللہ عزوجل: يأيها الذين آمنوا ...... الخ ٥/٥٠١'٥٠٢)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: إِذَا عَلِمَ الْحَاكِمُ صِدْقَ شَهَادَةِ الْوَاحِدِ، يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ بِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ٢٠- قاضی کو جب ایک گواہ کی صداقت کا یقین ہو تو ایک گواہی پر فیصلہ کرنا بھی جائز ہے

٣٦٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ؛ أَنَّ الْحَكَمَ بنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ ابنِ خُزَيْمَةَ؛ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ وَهُوَ مِنْ

٣٦٠٧- جناب عُمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا نے بیان کیا جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ نبی ﷺ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا۔ اور بدوی سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ تاکہ تمہارے گھوڑے

٣٦٠٧- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، البيوع، باب التسهيل في ترك الإشهاد على البيع، ح: ٤٦٥١ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٥/ ٢١٥، ٢١٦، وصححه الحاكم: ٢/ ١٧، ١٨، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى.

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ، فَاسْتَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَشْيَ وَأَبْطَأَ الأَعْرَابِيُّ، فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْتَرِضُونَ الأَعْرَابِيَّ فَيُسَاوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ، وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَاعَهُ، فَنَادَى الأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فقالَ: إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وَإِلَّا بِعْتُهُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الأَعْرَابِيِّ فَقَالَ: «أَوَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ؟» قالَ الأَعْرَابِيُّ: لَا، وَاللهِ! مَا بِعْتُكَهُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَلٰى قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ»، فَطَفِقَ الأَعْرَابِيُّ يَقُولُ: هَلُمَّ شَهِيدًا، فقالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خُزَيْمَةَ فقالَ: «بِمَ تَشْهَدُ؟» فقالَ: بِتَصْدِيقِكَ يَارَسُولَ اللهِ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

کی قیمت ادا کردوں۔ رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی چلے جبکہ اعرابی آہستہ آہستہ چلا۔ تو لوگ اس بدوی کے سامنے آئے اور گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں علم نہیں تھا کہ نبی ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ تو اس بدوی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: اگر گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اسے فروخت کردوں گا۔ نبی ﷺ اس کی آواز سن کر رک گئے اور فرمایا: ''کیا میں نے اسے تم سے خرید نہیں لیا؟'' بدوی نے کہا: نہیں قسم اللہ کی! میں نے تو اسے تم کو نہیں بیچا۔ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں' میں نے تم سے خرید لیا ہے۔'' بدوی کہنے لگا: چلو گواہ لاؤ۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ بیچ دیا ہے۔ نبی ﷺ خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی تصدیق کی بنا پر (یعنی آپ اللہ کے رسول ہیں جھوٹ نہیں بول سکتے اور آپ ہمیں وہ کچھ بتاتے ہیں جو ہم ملاحظہ نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود ہم وہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیوں نہیں تسلیم کر سکتے۔) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔

فائدہ: اس واقعہ کو عام قاعدہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور ایسی صورت میں جب گواہ ایک ہو تو صاحب حق سے قسم لی جاسکتی ہے جیسے کہ بعد کی احادیث میں آرہا ہے اور اس حدیث میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ انتہائی ذکی' فطین اور قوی الایمان صحابی تھے ..... رضی اللہ عنہ.....

(المعجم ٢١) - باب الْقَضَاءِ بِالْيَمِينِ وَالشَّاهِدِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱- ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا

٣٦٠٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ أَنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنا سَيْفٌ المَكِّيُّ - قالَ عُثْمانُ: سَيْفُ بنُ سُلَيْمانَ - عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ.

۳۶۰۸-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔(مدعی سے قسم لی۔)

٣٦٠٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَىٰ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ. قالَ سَلَمَةُ في حَدِيثِهِ قالَ عَمْرٌو: في الحُقُوقِ.

۳۶۰۹-جناب عمرو بن دینار ؒ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔سلمہ (بن شبیب) کی روایت میں ہے عمرو نے کہا کہ ”(مالی) حقوق میں“ (اس طرح سے فیصلہ کیا۔)

٣٦١٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ قال: حَدَّثَنا الدَّرَاوَرْدِيُّ عن رَبِيعَةَ بنِ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن سُهَيْلِ ابنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ.

۳۶۱۰-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ (یعنی مدعی سے قسم لی۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَزَادَنِي الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ المُؤَذِّنُ في هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسُهَيْلٍ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيعَةُ وَهُوَ عِنْدِي ثِقَةٌ أَنِّي حَدَّثْتُهُ إيَّاهُ وَلا أَحْفَظُهُ،

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان مؤذن نے مجھے اس روایت میں مزید کہا کہ ہمیں امام شافعی ؒ نے عبدالعزیز سے روایت کیا۔عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے سہیل بن ابی صالح سے یہ حدیث پوچھی تو کہا کہ مجھے (میرے شاگرد) ربیعہ الرائی نے بیان کیا اور وہ میرے

٣٦٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب وجوب الحكم بشاهد ويمين، ح: ١٧١٢ من حديث زيد بن حباب به.
٣٦٠٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ١٦٨ من حديث أبي داود به.
٣٦١٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالشاهد واليمين، ح: ٢٣٦٨ عن أحمد بن أبي بكر به، وقال الترمذي، ح: ١٣٤٣ "حسن غريب"، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٧.

قالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَقَدْ كَانَ أَصَابَتْ سُهَيْلًا عِلَّةٌ أَذْهَبَتْ بَعْضَ عَقْلِهِ، وَنَسِيَ بَعْضَ حَدِيثِهِ، فَكَانَ سُهَيْلٌ، بَعْدُ، يُحَدِّثُهُ عن رَبِيعَةَ عَنْهُ عن أَبِيهِ.

نزدیک ثقہ اور معتمد ہے کہا کہ میں (سہیل) ہی نے ربیعہ کو یہ حدیث بیان کی تھی۔ جو مجھے یاد نہیں۔ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جناب سہیل بیمار ہو گئے تھے۔ جس سے ان کی یادداشت زائل ہو گئی اور انہیں اپنی کئی حدیثیں بھول گئی تھیں۔ چنانچہ سہیل اس کے بعد یوں سند بیان کیا کرتے تھے کہ مجھے ربیعہ نے مجھ سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا۔

۳۶۱۱- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ الإِسْكَنْدَرانِيُّ: حَدَّثَنا زِيَادٌ يَعني ابنَ يُونُسَ: حَدَّثني سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن رَبِيعَةَ بِإِسْنَادِ أَبِي مُصْعَبٍ وَمَعْنَاهُ، قالَ سُلَيْمانُ: فَلَقِيتُ سُهَيْلًا فَسَأَلْتُهُ عنْ هٰذَا الحديثِ فقالَ: ما أَعْرِفُهُ، فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ رَبِيعَةَ أخبرَني بِهِ عَنْكَ، قال: فإِنْ كَانَ رَبِيعَةُ أَخْبَرَكَ عَنِّي فَحَدِّثْ بِهِ عنْ رَبِيعَةَ عَنِّي.

۳۶۱۱- سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے ابومصعب الزہری کی مذکورہ بالا سند سے اسی کے ہم معنی روایت کیا۔ سلیمان نے کہا کہ میں سہیل سے ملا اور ان سے یہ حدیث دریافت کی تو انہوں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے ربیعہ نے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے۔ تو انہوں نے کہا: اگر ربیعہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اس نے مجھ سے روایت کیا ہے تو اسے بواسطہ ربیعہ مجھ سے روایت کرو۔

فوائد ومسائل: ① مدعی کے پاس جب ایک گواہ ہو تو مالی امور میں اس سے قسم لے کر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور یہ قسم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو گی۔ ② محدث جب اپنی کسی روایت کو بھول جائے اور بالجزم اور یقین سے کہے کہ ''یہ مجھ پر جھوٹ ہے یا میں نے اسے یہ روایت نہیں کیا ہے وغیرہ'' تو ایسی روایت مردود ہوتی ہے۔ لیکن اگر محض احتمال کا اظہار کرتے ہوئے کہے: ''مجھے یہ حدیث یاد نہیں۔ یا مجھے معلوم نہیں۔'' اور پہلے دور میں سننے والا ثقہ راوی اس سے روایت کرے تو اس کی روایت مقبول ہوتی ہے۔ مذکورہ اسناد اور واقعہ [مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ] ''جس نے حدیث بیان کی اور (بعد میں) بھول گیا۔'' کی مثال ہے اور محدثین کی امانت علمی اور روایت کرنے میں احتیاط اور دقت پسندی کی دلیل ہے۔

۳۶۱۲- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنا

۳۶۱۲- حضرت زُبیب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۱۱ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ۱۰/ ۱۶۹ من حديث أبي داود به.

۳۶۱۲ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني، ح: ۱۲۰۹ عن أحمد بن عبدة ◀◀

عَمَّارُ بنُ شُعَيْثِ بنِ [عُبَيْدِ] اللهِ بنِ الزُّبَيْبِ الْعَنْبَرِيُّ: حدَّثني أَبِي قالَ: سَمِعْتُ جَدِّيَ الزُّبَيْبَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ جَيْشًا إِلٰى بَنِي الْعَنْبَرِ فأَخَذُوهُمْ بِرُكْبَةَ مِنْ ناحِيَةِ الطَّائِفِ، فاسْتَاقُوهُمْ إِلٰى نَبِيِّ الله ﷺ، فَرَكِبْتُ فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ الله وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، أَتَانَا جُنْدُكَ فأَخَذُونَا وَقَدْ كُنَّا أَسْلَمْنَا، وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فَلَمَّا قَدِمَ بَلْعَنْبَرُ، قالَ لِي نَبِيُّ الله ﷺ: «هَلْ لَكُمْ بَيِّنَةٌ عَلٰى أَنَّكُمْ أَسْلَمْتُمْ قَبْلَ أَنْ تُؤْخَذُوا في هٰذِهِ الأَيَّامِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قال: «مَنْ بَيِّنَتُكَ؟» قُلْتُ: سَمُرَةُ، رَجُلٌ، مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ وَرَجُلٌ آخَرُ سَمَّاهُ لَهُ، فَشَهِدَ الرَّجُلُ وَأَبٰى سَمُرَةُ أَنْ يَشْهَدَ، فقالَ نَبِيُّ الله ﷺ: «قَدْ أَبٰى أَنْ يَشْهَدَ لَكَ فَتَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِكَ الآخَرِ»، فَقُلْتُ: نَعَمْ، فاسْتَحْلَفَنِي فَحَلَفْتُ باللهِ لَقَدْ أَسْلَمْنَا يَوْمَ كَذَا وكَذَا، وَخَضْرَمْنَا آذَانَ النَّعَمِ، فقالَ نَبِيُّ الله ﷺ: «اذْهَبُوا، فَقَاسِمُوهُمْ أَنْصَافَ الأَمْوَالِ وَلا تَمَسُّوا ذَرَارِيَهُمْ، لَوْلَا أَنَّ الله تَعَالٰى لا يُحِبُّ ضَلَالَةَ الْعَمَلِ مَا رَزَيْنَاكُم عِقَالًا»: قالَ الزُّبَيْبُ: فَدَعَتْنِي أُمِّي فقالَتْ: هٰذَا الرَّجُلُ أَخَذَ زِرْبِيَّتِي فَانْصَرَفْتُ إِلى نَبِيِّ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک لشکر بنو عنبر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے طائف کے مضافات میں رکبہ مقام پر اس قبیلے کو جا پکڑا اور انہیں نبی ﷺ کی طرف لے آئے۔ میں سوار ہوا اور ان سے پہلے نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ میں نے کہا: ''اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آپ کا لشکر ہمارے ہاں پہنچا اور اس نے ہمیں پکڑ لیا حالانکہ ہم نے (پہلے ہی) اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنے جانوروں کے کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ جب بنو عنبر کے لوگ پہنچ گئے تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے کہ تم پکڑے جانے سے پہلے ان ایام میں مسلمان ہو چکے تھے؟'' میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرے گواہ کون ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ بنو عنبر کا ایک فرد سمرہ اور ایک دوسرے آدمی کا نام لیا۔ چنانچہ اس دوسرے نے شہادت دی لیکن سمرہ نے شہادت دینے سے انکار کیا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس نے گواہی دینے سے انکار کیا ہے لہٰذا تجھے اپنے دوسرے گواہ کے ساتھ قسم اٹھانا ہوگی۔'' میں نے کہا: ہاں (اٹھاؤں گا) تو آپ نے مجھ سے قسم لی اور میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم لوگ فلاں فلاں روز اسلام قبول کر چکے تھے اور اپنے جانوروں کے کان کاٹ چکے تھے۔ (یہ اسلام اور عدم اسلام کے درمیان فرق کرنے کا ایک انداز تھا۔) تب نبی ﷺ نے: (اپنے مجاہدین سے)

◄◄ الضبي به، وحسنه ابن عبدالبر في الاستيعاب: ١/ ٥٨٨ (مع الإصابة) * عمار بن شعيب لم أجد من وثقه غير ابن عبدالبر بتحسين حديثه، والله أعلم بحاله.

اللهِ ﷺ - يَعني فأَخبَرْتُهُ - فقالَ لي «احْبِسْهُ»، فأَخَذْتُ بِتَلْبِيبِهِ وَقُمْتُ مَعَهُ مَكَانَنا، ثُمَّ نَظَرَ إلَيْنَا نَبيُّ الله ﷺ قَائِمَيْنِ فقالَ: «مَا تُرِيدُ بِأَسِيرِكَ؟» فأَرْسَلْتُهُ مِنْ يَدِي، فَقَامَ نَبيُّ الله ﷺ فقالَ لِلرَّجُلِ: «رُدَّ عَلٰى هٰذَا زِرْبِيَّةَ أُمِّهِ الَّتي أَخَذْتَ مِنْهَا»، قالَ يَانَبِيَّ الله! إنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ يَدِي، قال: فاخْتَلَعَ نَبيُّ الله ﷺ سَيْفَ الرَّجُلِ فأَعْطَانِيهِ فقالَ لِلرَّجُلِ: «اذْهَبْ فَزِدْهُ آصُعًا مِنْ طعامٍ»، قالَ: فَزَادَني آصُعًا مِنْ شَعِيرٍ.

فرمایا: ''جاؤ اور ان سے نصف نصف اموال لے لو اور ان کی اولادوں کو ہاتھ مت لگاؤ۔ (انہیں غلام مت بناؤ) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل (اور اس کی محنت) کو ضائع نہیں فرماتا ہے تو ہم تم سے ایک رسی بھی نہ لیتے۔'' زُبیب نے کہا: پھر مجھے میری والدہ نے بلایا اور بتایا کہ اس آدمی نے مجھ سے میری توشک لی ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس گیا یعنی آپ کو خبر دی تو آپ نے مجھے فرمایا: ''اسے روکو۔'' تو میں نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اپنی جگہ پر اس کے ساتھ رکا رہا۔ پھر نبی ﷺ نے ہمیں کھڑے دیکھا تو فرمایا: ''تو اپنے قیدی کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟'' تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس آدمی سے فرمایا: ''اس کی ماں کی توشک جو تو نے اس سے لی ہے اس کو واپس کر دو۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ مجھ سے ضائع ہو گئی ہے۔ تو نبی ﷺ نے اس کی تلوار اتاری اور مجھے دے دی اور اسے فرمایا: ''جاؤ اور غلے کے چند صاع اور مزید بھی دو۔'' چنانچہ اس نے مجھے کئی صاع جو بھی دے دیے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ غالباً اسے اس لیے لائے ہیں کہ اس کی طرف توجہ مبذول کرائیں کہ اگر مدعی دو گواہ پیش نہیں کر سکتا تو ایک گواہ کے ساتھ وہ قسم کھائے گا تا کہ نصاب شہادت پورا ہو جائے۔ اس سے پہلی صحیح روایات کے الفاظ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ ایک گواہ کی کمی کو قسم سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک گواہ بھی موجود نہ ہو تو قسم مدعی علیہ کے لیے ہوگی۔ جس طرح حدیث: ٣٦١٩ میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ٢٢) - باب الرَّجُلَيْنِ يَدَّعِيَانِ شَيْئًا وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ (التحفة ٢٢)

باب: ٢٢- جب دو آدمی کسی چیز کا دعویٰ کریں لیکن ان کے پاس گواہ نہ ہوں

٣٦١٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِنْهَالٍ

٣٦١٣- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٦١٣- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاة، باب القضاء فيمن لم تكن له بينة، ح: ٥٤٢٦، وابن ماجه◄◄

الضَّرِيرُ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ؛ أنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا أوْ دَابَّةً إلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا.

ہے کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کے حضور ایک اونٹ یا کسی جانور کا دعویٰ کیا لیکن کسی کے پاس گواہ نہیں تھا' تو نبی ﷺ نے اسے ان دونوں کے مابین (آدھا آدھا) کردیا۔

فائدہ: اسلام کا اصولِ شہادت ہر طرح کی صورت حال کے لیے فیصلے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہے تو دوسرے گواہ کی کمی پوری کرنے کے لیے وہ قسم کھائے گا۔ اگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں اور مدعی علیہ قسم نہیں کھانا چاہتا تو قاضی دونوں کی رضامندی سے صلح کراسکتا ہے۔ اس صلح میں متنازع مال آدھا آدھا بھی تقسیم ہوسکتا ہے۔ اگر وہ صلح پر تیار نہیں ہوتے تو قاضی یہ فیصلہ بھی کرسکتا ہے کہ دونوں میں سے جو کوئی قسم کھائے گا مال اس کا ہوگا۔ اگر پھر بھی دونوں قسم کھانے سے انکار کریں تو قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کا نام نکلے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبرداری دینی ہوگی۔ حدیث: ۳۶۱۳ سے لے کر ۳۶۱۹ تک کی احادیث سے مندرجہ بالا تمام اصول واضح ہوجاتے ہیں۔ اسلام نے خصومات کے فیصلے کے لیے گواہی اور حلف ہی کو اساسی حیثیت دی ہے۔ کسی اور نظام قانون میں شہادت وحلف کے یہ تمام اصول بیان نہیں کیے گئے۔

٣٦١٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ ابنُ سُلَيْمانَ عن سَعيدٍ بِإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۳۶۱۴- جناب سعید (بن ابی بردہ رحمہ اللہ) نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٦١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ بِمَعْنَاهُ وَإسْنَادِهِ؛ أنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيرًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَ كل وَاحِدٍ مِنْهُمَا شَاهِدَيْنِ، فَقَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

۳۶۱۵- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے بیان کیا جو مذکورہ بالا حدیث کے قریب قریب ہے۔ کہ نبی ﷺ کے دور میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا اور ان دونوں نے دو دو گواہ بھی پیش کردیے تو نبی ﷺ نے اسے ان کے مابین نصف نصف کردیا۔

◀◀ ح: ٢٣٣٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند أحمد: ٤/ ٤٠٢، والبيهقي: ١٠/ ٢٥٧، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٢٠١ وغيره.

٣٦١٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٣٦١٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٩٥، ووافقه الذهبي.

٣٦١٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن خِلَاسٍ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا في مَتَاعٍ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ مَا كَانَ، أَحَبَّا ذٰلِكَ أَوْ كَرِهَا».

٣٦١٦-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی کسی مال کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لو' جس کا بھی نکل آئے' تمہیں یہ پسند ہو یا نہ۔'' (اس کا یہی حل ہے کہ جو قسم کھائے گا مال لے لے گا۔)

٣٦١٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَسَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ قالَا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ. قالَ أَحْمَدُ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا كَرِهَ الاثْنَانِ الْيَمِينَ أو اسْتَحَبَّاهَا فَلْيَسْتَهِمَا عَلَيْهَا».

٣٦١٧-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر دونوں قسم کھانا ناپسند کریں یا دونوں ہی قسم کھانا چاہیں تو قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈال لیں۔''

قالَ سَلَمَةُ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ وقالَ: «إِذَا أُكْرِهَ الاثْنَانِ عَلَى الْيَمِينِ».

سلمہ (بن شبیب) نے کہا: ہمیں معمر نے خبر دی کہ جب دونوں قسم کھانے پر مجبور کر دیے جائیں تو قرعہ ڈال لیں (کہ کون قسم کھائے۔)

فائدہ: یعنی جب دونوں ہی قسم نہ کھانا چاہیں تو قاضی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قرعہ اندازی کی جائے۔ جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا اسے قسم کھانی ہوگی یا پھر دستبردار ہو جائے گا۔

٣٦١٨- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ:

٣٦١٨- جناب سعید بن ابی عروبہ نے حجاج بن

٣٦١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب القضاء بالقرعة، ح: ٢٣٤٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ٣٦١٧.

٣٦١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢٥٥ من حديث أبي داود به، وصححه، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٣١٧، وصحيفة همام، ح: ٩٧، وأصله عند البخاري، ح: ٢٦٧٤ بغير هذا اللفظ من حديث عبدالرزاق به.

٣٦١٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٦١٦، وأخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب: الرجلان يدعيان السلعة وليس بينهما بينة، ح: ٢٣٢٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٧/ ٣٥٣.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بنُ الْحَارِثِ عن سَعِيدِ بنِ أَبي عَرُوبَةَ بِإِسْنَادِ ابنِ مِنْهَالٍ مِثْلَهُ قالَ: في دَابَّةٍ وَلَيْسَ لَهُمَا بَيِّنَةٌ فَأَمَرَهُما رَسُولُ الله ﷺ أنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ.

منہال کی سند سے اس حدیث کے مثل روایت کیا' کہا کہ دو آدمیوں نے ایک جانور کے سلسلہ میں جھگڑا کیا اور کسی کے پاس گواہ نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ قسم کھانے کے لیے قرعہ ڈالیں۔

(المعجم ٢٣) - باب الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۳-جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ قسم کھائے

٣٦١٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بنُ عُمَرَ عن ابنِ أَبي مُلَيْكَةَ قالَ: كَتَبَ إلَيَّ ابنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضٰى بالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

۳۶۱۹-ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے مجھے لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ (جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو) مدعا علیہ قسم کھائے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: كَيْفَ الْيَمِينُ (التحفة ٢٤)

باب:۲۴-قسم کیسے اٹھائی جائے؟

٣٦٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أخبرنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أَبي يَحْيٰى، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ، يَعني لِرَجُلٍ حَلَّفَهُ: «احْلِفْ بالله الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا لَهُ عِنْدَكَ شَيْءٌ»، يَعني الْمُدَّعِيَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو يَحْيَى اسْمُهُ زِيَادٌ، كُوفِيٌّ، ثِقَةٌ.

۳۶۲۰-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا جس کو آپ نے قسم اٹھوائی کہ: ''تو اللہ کی قسم کھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں' کہ تیرے پاس اس مدعی کی کوئی شے نہیں۔''

امام ابوداود ؒ نے فرمایا کہ راوی ابویحییٰ کا نام زیاد ہے جو کوفی ہے اور ثقہ ہے۔

فائدہ: اس بیان کی بہت اہمیت ہے۔ اس طریقے سے دوسرے کا حق مارنے کے لیے ہر قسم کے حیلوں کا سد باب ہو جاتا ہے۔

٣٦١٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرهن، باب: إذا اختلف الراهن والمرتهن ونحوه . . . الخ، ح: ٢٥١٤، ومسلم، الأقضية، باب اليمين على المدعٰى عليه، ح: ١٧١١ من حديث نافع بن عمر به.

٣٦٢٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٢٧٥، أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٠٠٧ من حديث أبي الأحوص، وأحمد: ١/ ٢٥٣ من حديث عطاء بن السائب به.

(المعجم ٢٥) - **بَابٌ: إِذَا كَانَ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ذِمِّيًّا أَيُحَلَّفُ** (التحفة ٢٥)

٣٦٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن شَقِيقٍ، عن الأَشْعَثِ قال: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي، فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فقالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قُلْتُ: لَا، قالَ لِلْيَهُودِيِّ: «احْلِفْ»، قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِي، فَأَنْزَلَ الله: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَـٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ [آل عمران: ٧٧].

باب:٢٥-کیا جب مدعا علیہ ذمی (کافر) ہو تو وہ بھی قسم کھائے

٣٦٢١- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی کے مابین زمین کی شراکت داری تھی' جو وہ مجھے دینے سے انکاری ہو گیا۔ تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا کوئی تمہارا گواہ ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا ''قسم اٹھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھا لے گا اور میرا مال مار لے گا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ......﴾ ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو بات کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا' نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

فائدہ: کافر کے ساتھ اگر معاملہ قسم پر آ ٹھہرے تو اس سے اللہ کے پاک اور عظیم نام ہی کی قسم لی جائے۔ اگر وہ جھوٹی قسم کھا جائے تو صبر کرتے ہوئے یقین رکھنا چاہیے کہ وہ اس جھوٹی قسم کے وبال سے بچ نہیں سکے گا۔

(المعجم ٢٦) - **باب الرَّجُلِ يُحَلَّفُ عَلٰى عِلْمِهِ فِيمَا غَابَ عَنْهُ** (التحفة ٢٦)

٣٦٢٢- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا الحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي كُرْدُوسٌ عن الأَشْعَثِ

باب:٢٦-(متنازع معاملے میں) کسی سے اس کے علم پر قسم لینا جبکہ وہ اس میں موجود نہ رہا ہو

٣٦٢٢- حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو کندہ اور حضرموت کے دو آدمی اپنی ایک زمین کا تنازع لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے' وہ زمین یمن میں

٣٦٢١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٤٣.

٣٦٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٢٤٤.

ابنِ قَيْسٍ؛ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوتَ اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي أَرْضٍ مِنَ الْيَمَنِ، فقالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُو هٰذَا وَهِيَ فِي يَدِهِ، قالَ: «هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟» قالَ: لَا، وَلٰكِنْ أُحَلِّفُهُ وَالله! مَا يَعْلَمُ أَنَّ أَرْضِي اغْتَصَبَنِيهَا أَبُوهُ؟ فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ يَعني لِلْيَمِينِ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

تھی۔حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے والد نے میری زمین غصب کر لی تھی اور وہ اب اس کے قبضے میں ہے۔آپ ﷺ نے اس (حضرمی) سے پوچھا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔لیکن میں اسے (کندی کو) اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ نہیں جانتا کہ یہ میری زمین ہے اور اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر رکھی تھی؟ چنانچہ وہ کندی قسم کھانے کے لیے تیار ہو گیا۔اور (ابن قیس رضی اللہ عنہ نے) آگے حدیث بیان کی۔(دیکھیے حدیث:٣٢٤٤)

٣٦٢٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن أبيهِ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ هٰذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ كَانَتْ لِأَبِي، فقالَ الكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِيِّ: «أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟» قال: لَا، قالَ: «فَلَكَ يَمِينُهُ»، قالَ: يَارَسُولَ الله! إِنَّهُ فَاجِرٌ لَيْسَ يُبَالِي مَا حَلَفَ لَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فقالَ: «لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ».

٣٦٢٣-حضرت علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرموت اور بنو کندہ کے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آدمی میری زمین پر قابض ہو گیا ہے جو کہ میرے والد کی تھی۔کندی نے کہا: یہ زمین میری ہے' میرے قبضے میں ہے' میں ہی اسے کاشت کر رہا ہوں' اس کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔تو نبی ﷺ نے حضرمی سے کہا: ”کیا تیرا کوئی گواہ ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔آپ نے فرمایا: ”تو پھر تیرے لیے اس کی قسم ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فاجر آدمی ہے' اسے کوئی پروا نہیں کہ کیا قسم کھا رہا ہے۔اسے کسی چیز کا پرہیز اور ڈر نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرے لیے اس سے بس یہی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① مدعا علیہ متقی ہو یا فاجر' قسم اٹھا کر مدعی کے دعوے سے بری ہو جائے گا۔ ② مدعی مدعا علیہ سے

٣٦٢٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار، ح:١٣٩ عن هناد بن السري به.

اس کے علم کے حوالے سے قسم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مطالبے پر اعتراض نہیں کیا۔ ④ یہ دونوں احادیث پیچھے ۳۲۴۴ اور ۳۲۴۵ میں بھی گزر چکی ہیں۔

(المعجم ٢٧) - **باب الذِّمِّيِّ كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ؟** (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷-ذمی کافر سے قسم کیسے لی جائے؟

٣٦٢٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ يَعني لِلْيَهُودِ: «أَنْشُدُكُم بالله الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسَى مَا تَجِدُونَ في التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنَا؟» وَسَاقَ الحديثَ في قِصَّةِ الرَّجْمِ.

۳۶۲۴-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی' تم لوگ زانی کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟“ اور قصہ رجم کے بارے میں حدیث بیان کی۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَىٰ أَبُو الأَصْبَغِ: حدَّثني مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الحَدِيثِ وَبِإسْنَادِهِ قال: حَدَّثَني رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ كَانَ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ يُحدِّثُ سَعيدَ بنَ المُسَيَّبِ، وَسَاقَ الحديثَ بِمَعْنَاهُ.

۳۶۲۵-جناب زہری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ مجھے مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے بیان کیا جو صاحب علم اور حافظ تھا' اس نے سعید بن مسیب سے روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: یہ روایات آگے ۴۴۵۰ اور ۴۴۵۱ میں مفصل آئیں گی۔

٣٦٢٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنّٰى:

۳۶۲۶-جناب عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

٣٦٢٤ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤٨٨، وسيأتي، ح: ٤٤٥٠، ورواه أحمد: ٢/ ٢٧٩ عن عبدالرزاق به مرسلاً.
٣٦٢٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر، ح: ٤٤٥١.
٣٦٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * سعيد وقتادة مدلسان وعنعنا، والسند مرسل.

حدثنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال لَهُ، يَعني لابْنِ صُورِيَا: «أُذَكِّرُكُمْ باللهِ الَّذِي نَجَّاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ، وَأَقْطَعَكُمُ الْبَحْرَ، وَظَلَّلَ عَلَيْكُم الْغَمَامَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُم المَنَّ وَالسَّلْوَى، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُم التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، أَتَجِدُونَ في كِتَابِكُمُ الرَّجْمَ؟» قالَ: ذَكَّرْتَنِي بِعَظِيمٍ وَلَا يَسَعُنِي أَنْ أُكْذِبَكَ. وَسَاقَ الحديثَ.

ﷺ نے ابن صوریا (یہودی) سے کہا: ”میں تمہیں اس اللہ کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں آل فرعون سے نجات دی' تمہارے لیے سمندر کو شق کیا' تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور من وسلوٰی نازل کیا اور تمہارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی' کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟“ اس نے کہا: آپ نے مجھے بڑی عظیم ذات کی یاد دلائی ہے اور میرے لیے ممکن نہیں کہ آپ کو جھٹلا سکوں۔ اور حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس باب میں تین روایتیں ہیں جن میں غیر مسلم ذمیوں سے حلف اٹھانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے' یہ تینوں اپنی جگہ سنداً ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بوجہ وجود شواہد کافی قوی ہوگئی ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ ہر غیر مسلم ذمی سے اس کے اپنے مذہب کے حوالے سے حلف لیا جائے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی عدالت میں ان کے مذہب کی مصدقہ بنیاد ہی پر حلف لیا جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر تورات اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کے نزول کی قرآن نے تصدیق کی ہے اور ان دونوں کو اللہ کا سچا نبی تسلیم کیا ہے۔

(المعجم ٢٨) - باب الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى حَقِّهِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٨- آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے قسم اٹھالے

٣٦٢٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ وَمُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ قالَا: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ ابنُ الْوَلِيدِ عن بَحِيرِ بنِ سَعْدٍ، عن خَالِدِ ابنِ مَعْدَانَ، عن سَيْفٍ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فقالَ المَقْضِيُّ عَلَيْهِ لَمَّا أَدْبَرَ: حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ:

٣٦٢٧- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو آدمیوں میں فیصلہ کیا۔ تو مقدمہ ہار جانے والے نے پیٹھ پھیری اور کہا: [حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ] ”مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ عاجزی (اور محنت وکوشش نہ کرنے) پر ملامت فرماتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ دانائی (معاملات میں سوجھ بوجھ' محنت اور

٣٦٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤، ٢٥ من حديث بقية به، وصرح بالسماع، ولكنه لم يصرح بالسماع المسلسل، وقال النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٦٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٦٢٦ "سيف لا أعرفه".

«إِنَّ الله تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فإذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ الله وَنِعْمَ الْوَكِيلُ».

کوشش) سے کام لو پھر جب کوئی معاملہ تم پر غالب آ جائے تو کہو:[حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ"]۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم حقیقت یہی ہے کہ انسان کو اپنے حقوق کا ہر لحاظ سے تحفظ کرنا چاہیے۔ محنت وکوشش پر توکل کی بنیاد رکھنی چاہیے نہ کہ ہاتھ پیر توڑ کر عاجز بن کر بیٹھ رہنے پر۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي الدَّيْنِ هَلْ يُحْبَسُ بِهِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩-قرضے وغیرہ میں مقروض کو قید کر لینا

٣٦٢٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ المُبارَكِ عن وَبْرِ ابنِ أبي دُلَيْلَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ مَيْمُونٍ، عن عَمْرِو بنِ الشَّرِيدِ، عن أبِيهِ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ».

٣٦٢٨- حضرت عمرو بن شرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مال دار کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لینا اس کی بے عزتی اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔"

قَالَ ابنُ المُبَارَكِ: يُحِلُّ عِرْضَهُ: يُغَلَّظُ لَهُ، وَعُقُوبَتَهُ: يُحْبَسُ لَهُ.

ابن مبارک نے کہا: اس کی بے عزتی کو حلال کر دیتا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا جائے۔ اور اس کو سزا دینا حلال ہے۔ یعنی اسے قید کیا جا سکتا ہے۔

٣٦٢٩- حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ أَسَدٍ: أخبرنا النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: أخبرنا هِرْمَاسُ بنُ حَبِيبٍ - رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ - عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِغَرِيمٍ لِي فقالَ لِي: «الْزَمْهُ»، ثُمَّ قالَ لِي: «يَا أَخَا

٣٦٢٩- ہرماس بن حبیب...... ایک دیہاتی آدمی تھا...... وہ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ میں اپنے ایک مقروض کو نبی ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے مجھے فرمایا: "اس کے ساتھ چمٹا رہ۔" پھر آپ نے مجھے فرمایا: "اے بنو تمیم کے بھائی! تو اپنے قیدی کے

٣٦٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، البيوع، باب مطل الغني، ح: ٤٦٩٣ من حديث ابن المبارك به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٢٧، وصححه ابن حبان، ح: ١١٦٤، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي، وعلقه البخاري، قبل، ح: ٢٤٠١، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ٦٢.

٣٦٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصدقات، باب الحبس في الدين والملازمة، ح: ٢٤٢٨ من حديث النضر بن شميل به * هرماس وأبوه مجهولان.

بَني تَمِيمٍ: مَا تُرِيدُ أَنْ تَفْعَلَ بِأَسِيرِكَ».

ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے؟"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ بات صحیح ہے کہ جب مقروض آدمی وسعت والا ہوتے ہوئے ٹال مٹول سے کام لے تو جائز ہے کہ آدمی اس سے چمٹ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے۔

٣٦٣٠- حَدَّثنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبيهِ عن جَدِّهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ.

٣٦٣٠- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تہمت (شبہ) میں قید کیا تھا۔

فائدہ: جس شخص پر الزام ہو مگر حقیقت واضح نہ ہو تو اسے حقیقت واضح ہونے تک تحقیق کی غرض سے مختصر وقت کے لیے قید کرنا جائز ہے۔ تاہم قید کا عرصہ بلاوجہ غیر معمولی طور پر لمبا کرنا (جیسا کہ آج کل معمول ہے) شرعاً محل نظر ہے اس سے بہت سے مفاسد جنم لیتے ہیں۔

٣٦٣١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ قُدَامَةَ وَمُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: قالَ ابنُ قُدَامَةَ: حدَّثني إِسْمَاعِيلُ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ. - قال ابنُ قُدَامَةَ: إِنَّ أَخَاهُ أَوْ عَمَّهُ. وقالَ مُؤَمَّلٌ: إِنَّهُ - قَامَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يخْطُبُ فقالَ: جِيرَانِي، بِمَا أَخَذُوا؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلُّوا لَهُ عنْ جِيرَانِهِ»، لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ: وَهُوَ يَخْطُبُ.

٣٦٣١- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں ابن قدامہ نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی یا چچا اور مؤمل (ابن ہشام) نے کہا: بے شک وہ (معاویہ) نبی ﷺ کے روبرو کھڑا ہوا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: میرے ہمسایوں کو کس بنا پر پکڑا گیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے اس سے دوبار اعراض فرمایا۔ پھر معاویہ نے کچھ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اس کے ہمسایوں کو رہا کر دو۔" مؤمل نے اپنی روایت میں "خطبہ دینے کا" ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: ان لوگوں کو کسی تہمت میں پکڑا گیا تھا۔ جب تہمت ثابت نہ ہوئی تو ان کو رہا کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

٣٦٣٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الحبس في التهمة، ح: ١٤١٧ من حديث معمر به، وقال: "حسن"، ورواه النسائي، ح: ٤٨٧٩، ٤٨٨٠، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٨٩١، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٠٣، والحاكم: ٤/ ١٠٢، ووافقه الذهبي.

٣٦٣١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢، ٤ عن إسماعيل ابن علية به.

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي الْوَكَالَةِ (التحفة ٣٠)

باب:٣٠-کسی کو اپنا وکیل بنانا

٣٦٣٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا عَمِّي: حَدَّثَنَا أبِي عن ابنِ إسْحَاقَ، عن أبي نُعَيْمٍ وَهْبِ بنِ كَيْسَانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ أنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ قالَ: أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إلَى خَيْبَرَ فأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: إنِّي أَرَدْتُ الخُرُوجَ إلَى خَيْبَرَ، فقالَ: «إذَا أتَيْتَ وَكِيلِي فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا، فإنِ ابْتَغَى مِنْكَ آيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلَى تَرْقُوَتِهِ».

٣٦٣٢-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام پیش کیا اور عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ’’جب تم میرے وکیل کے پاس پہنچو تو اس سے پندرہ وسق وصول کر لینا۔ اور اگر وہ تم سے کوئی علامت (نشانی) طلب کرے تو اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دینا۔‘‘

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم وکیل بننا بنانا جائز ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ذاتی کام اپنے وکیل کے ذریعے سے کروا لیا کرتے تھے۔ جیسے کہ بکری خریدنے کا واقعہ ہے۔ (صحیح البخاری، المناقب، حدیث:٣٦٤٢) علاوہ ازیں عمال حکومت بھی رسول اللہ ﷺ کے نائب اور وکیل ہی ہوا کرتے تھے۔ آج کل کے عدالتی نظام میں وکالت ناگزیر ہے' اس کے بغیر اپنا حق وصول کرنا ناممکن ہے' اس بنا پر صاحب حق کے لیے تو اپنے حق کی وصولی کے لیے وکیل بنانا اور کسی شخص کا اس کے لیے وکیل بننا جائز ہے۔ لیکن کسی دوسرے کا حق غصب کر کے عدالت سے اس پر مہر تصدیق ثبت کرانے کے لیے کسی کو وکیل بنایا اور اس ظالم و غاصب کی وکالت کے لیے کسی کا وکیل بننا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی وکالت کا سارا معاوضہ یکسر حرام اور ناجائز ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الْقَضَاءِ (التحفة ٣١)

باب:٣١-قضا سے متعلق دیگر احکام و مسائل

٣٦٣٣- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

٣٦٣٣-حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٣٦٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، ح: ٤٢٥٩ من حديث عبيدالله بن سعد بن إبراهيم به * ابن إسحاق عنعن.

٣٦٣٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الطريق إذا اختلف فيه كم يجعل؟، ح: ١٣٥٦ من حديث المثنى بن سعيد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٣٨، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠١٨، وأصله عند مسلم، ح: ١٦١٣ من حديث أبي هريرة به.

حدثنا الْمُثَنَّى بنُ سَعِيدٍ عن قَتَادَةَ، عن بُشَيْرِ بنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا تَدَارَأْتُمْ في طَرِيقٍ فَاجْعَلُوهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا کسی راستے کے بارے میں کوئی تنازع ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دو۔''

فائدہ: گلیوں کا تنگ ہونا اور راستے کا تنگ کرنا اسلامی تہذیب وثقافت کے منافی ہے۔ گلیاں مناسب طور پر کھلی ہونی چاہییں۔ سات ہاتھ کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ ایک اونٹ آ رہا ہو اور ایک جا رہا ہو تو دونوں بآسانی گزر جائیں۔ لیکن آج کل مزید کشادگی ضروری ہے تاکہ موجودہ دور کی ٹریفک آ جا سکے۔

٣٦٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَابنُ أَبي خَلَفٍ قالَا: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً في جِدَارِهِ فَلَا يَمْنَعْهُ»، فَنكَسُوا، فقالَ: مَالِي أَرَاكُمْ قَدْ أَعْرَضْتُمْ لَأُلْقِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتافِكُمْ.

٣٦٣٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی بھائی اجازت چاہے کہ تمہاری دیوار میں لکڑی گاڑ لے' تو اسے مت روکو۔'' تو سامعین نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔ حضرت ابوہریرہ ؓ کہنے لگے: کیا بات ہے کہ تم اس سے اعراض کرنے لگے ہو۔ میں اسے تمہارے کندھوں پر ٹکاؤں گا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثُ ابنِ أَبي خَلَفٍ وَهُوَ أَتَمُّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت ابن ابی خلف کی ہے اور کامل ہے۔

فائدہ: ہمسائیگی کے لازمی حقوق میں سے یہ ہے کہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے درمیانی دیوار پر شہتیر یا کڑیاں رکھنے اور کھونٹی گاڑنے سے ہرگز نہ روکا جائے۔ مگر بنیادی شرط یہ ہوگی کہ کوئی کسی کے لیے ضرر اور ظلم کا باعث نہ بنے۔ ظالم لوگ اس رعایت کی بنا پر حق ملکیت کا دعو کرنے لگے ہیں۔ درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

٣٦٣٥- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا

٣٦٣٥- صحابی رسول حضرت ابوصرمہ ؓ سے

٣٦٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ماجاء في الرجل يضع علی حائط جاره خشبًا، ح: ١٣٥٣، ومسلم، ح: ١٦٠٩، وابن ماجه، ح: ٢٣٣٥ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، ح: ٢٤٦٣ من حديث الزهري به.

٣٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في الخيانة والغش، ح: ١٩٤٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب" * لؤلؤة لم يوثقها غير الترمذي، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٣٤٢، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة.

اللَّيْثُ عن يَحْيَى، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ، عن لُؤْلُؤَةَ، عن أبي صِرْمَةَ، قال أبُو دَاوُدَ: قالَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ في هٰذَا الحدِيثِ عن أبي صِرْمَةَ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «مَنْ ضَارَّ أَضَرَّ الله بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللهُ عَلَيْهِ».

روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (اپنے مسلمان بھائی کو) نقصان پہنچایا اللہ اس کا نقصان کرے۔ اور جس نے کسی (مسلمان) کو مشقت (اور پریشانی) سے دوچار کیا اللہ اسے مشقت (اور پریشانی) میں ڈالے۔''

فائدہ: کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے بالخصوص کسی طرح بھی اذیت' مشقت یا نقصان کا باعث نہ بنے ورنہ اللہ کے نبی ﷺ کی بددعا کا نشانہ بننے کا اندیشہ ہے۔

٣٦٣٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا وَاصِلٌ مَوْلَى أبي عُيَيْنَةَ قالَ: سَمِعْتُ أبَا جَعْفَرٍ مُحمَّدَ بنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ أنَّهُ كَانَتْ لَهُ عَضُدٌ مِنْ نَخْلٍ في حَائِطِ رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ، قالَ: وَمَعَ الرَّجُلِ أَهْلُهُ، قالَ: فَكَانَ سَمُرَةُ يَدْخلُ إلى نَخْلِهِ فَيَتَأَذَّى بِهِ وَيَشُقُّ عَلَيْه، فَطَلَبَ إلَيْه أنْ يَبِيعَهُ، فأبَى، فَطَلَبَ إلَيْهِ أنْ يُنَاقِلَهُ، فأبَى، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَطَلَبَ إلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أنْ يَبِيعَهُ، فَأَبَى، فَطَلَبَ إلَيْهِ أنْ يُنَاقِلَهُ، فَأَبَى، قالَ: «فَهَبْهُ لَهُ وَلَكَ كَذَا وكَذَا» أمْرًا رَغَّبَهُ فِيهِ، فأبَى، فقالَ: «أَنْتَ مُضَارٌّ»، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلأنْصَارِيِّ: «اذْهَبْ فَاقْلَعْ نَخْلَهُ».

٣٦٣٦- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے کہ اس کے ایک انصاری کے باغ میں کھجوروں کے چند درخت تھے اور اس انصاری کے ساتھ گھر والے بھی رہائش پذیر تھے۔ حضرت سمرہ ؓ اپنے درختوں کے لیے جاتے تو اس (انصاری) کو بڑی اذیت ہوتی اور اسے اس کا اس طرح آنا جانا برا لگتا تھا۔ انصاری نے حضرت سمرہ ؓ سے چاہا کہ یہ درخت اس کو بیچ دے' مگر حضرت سمرہ ؓ نے انکار کیا۔ پھر مطالبہ کیا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے۔ تو بھی حضرت سمرہ ؓ نے انکار کیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بتایا۔ نبی ﷺ نے بھی اس سے کہا کہ انہیں اس کو فروخت کر دے تو اس نے انکار کیا۔ پھر آپ نے کہا کہ ان کے بدلے میں دوسرے درخت لے لے تو بھی اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس کو ہبہ کر دے تجھے اتنا اتنا اجر ملے گا۔'' اس کو بہت ترغیب دی

٣٦٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٧ من حديث سليمان بن داود العتكي به، و"ذكر ابن حزم أنه منقطع لأن محمد بن علي لا سماع له من سمرة" (الجوهر النقي: ٦/ ١٥٧).

مگر اس نے انکار کر دیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نقصان دینے والا ہے۔“ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ”جاؤ اور اس کی کھجوروں کو اکھیڑ ڈالو۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اگر کہیں اس قسم کی کوئی صورت ہو تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ ازالۂ ضرر کے لیے انتہائی شدید اقدام کرے۔

٣٦٣٧- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ؛ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا خَاصَمَ الزُّبَيْرَ في شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتي يَسْقُونَ بِهَا، فقالَ الأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ، فأَبَى عَلَيْهِ الزُّبَيْرُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: «اسْقِ يَازُبَيْرُ! ثُمَّ أَرْسِلْ إِلَى جَارِكَ». قالَ: فَغَضِبَ الأَنْصَارِيُّ فقالَ: يَارَسُولَ الله! أن كَانَ ابنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ الله ﷺ ثُمَّ قال: «اسْقِ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ»، فقالَ الزُّبَيْرُ: فَوَالله! إِنِّي لَأَحْسَبُ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ﴾ الآيَة [النساء: ٦٥].

٣٦٣٧- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے پتھریلی زمین میں سے آنے والے پانی کے ایک نالے کے سلسلے میں حضرت زبیر ؓ سے جھگڑا کیا جس سے یہ اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے حضرت زبیر ؓ سے کہا: پانی کو چھوڑیں اور آگے آنے دیں۔ حضرت زبیر ؓ نے انکار کیا۔ (چاہا کہ پہلے وہ خود سیراب کرلیں) تو نبی ﷺ نے حضرت زبیر ؓ سے فرمایا: ”زبیر! پہلے تم پانی لے لو پھر اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دیا کرو۔“ اس پر انصاری ناراض ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! چونکہ یہ آپ کا پھوپھی زاد ہے (اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔) تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”(زبیر!) کھیت کو پانی دے۔ پھر اسے روک لے حتی کہ کھیت کی منڈیر تک چڑھ جائے۔“ حضرت زبیر ؓ نے کہا: اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ......﴾ ”قسم تیرے رب کی! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنے تمام تنازعات میں آپ کو اپنا قاضی اور فیصل

٣٦٣٧۔ تخریج: أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ٢٣٥٩، ٢٣٦٠، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، ح: ٢٣٥٧ من حديث الليث بن سعد به.

نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس کے بارے میں
ان کے دلوں میں کوئی تنگی بھی نہ آئے اور خوب خوشی سے
تسلیم کر لیں۔"

فوائد و مسائل: ① کچھ صحابۂ کرام باوجود صحابی ہونے کے بشری خطاؤں کے مرتکب ہو جاتے تھے۔ اور وہ کسی طرح معصوم نہ تھے۔ ان جزوی اور انفرادی تقصیرات کے باوجود کرۂ ارض پر پائے جانے والے تمام طبقات انسانی میں ان صحابہ کا شرف و فضل غیر متنازع ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت، تقویت اور اشاعت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ رضی اللہ عنہم. ② قدرتی ندی نالوں اور دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا یہی شرعی حل ہے کہ اولاً مصالحت سے تمام شرکاء اعتدال سے استفادہ کریں۔ لیکن اگر کوئی بعد والا ہٹ دھرمی دکھائے تو پھر پہلے والے کا حق فائق ہے اور جائز ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کو خوب سیراب کر کے بعد والے کے لیے پانی چھوڑے۔ ③ سورۂ نساء کی یہ آیت مبارکہ: ﴿فلا و ربك......﴾ مسلمانوں کے شرعی اور معاشرتی تمام امور کو محیط اور شامل ہے اور واجب ہے کہ قرآن و سنت کے فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کیا جائے ورنہ سرے سے ایمان ہی خطرے میں ہو سکتا ہے۔ عا فانا اللہ منه و رزقنا اتباعه ﷺ.

٣٦٣٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن الْوَلِيدِ يَعني ابنَ كَثِيرٍ، عن أَبي مَالِكِ بنِ ثَعْلَبَةَ، عن أَبِيهِ ثَعْلَبَةَ بن أَبي مَالِكٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ كُبَرَاءَهُمْ يَذْكُرُونَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ لَهُ سَهْمٌ في بَنِي قُرَيْظَةَ، فَخَاصَمَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ في مَهْزُورٍ - يَعني السَّيْلَ الَّذِي يَقْتَسِمُونَ مَاءَهُ - فَقَضَى بَيْنَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: أَنِ الْمَاءُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَا يَحْبِسُ الأَعْلَى عَلَى الأَسْفَلِ.

۳۶۳۸- جناب ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بڑوں سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ بنو قریظہ میں ایک قریشی کا زمین کا ایک قطعہ تھا۔ وادئ مہزور میں ان لوگوں کا پانی کے سلسلے میں تنازع ہو گیا جسے وہ آپس میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ وہ یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ان میں فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنے ٹخنے ہو جائے تو پھر اوپر والا اسے نیچے والے کی طرف جانے سے مت روکے۔

٣٦٣٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥٤ من حديث أبي أسامة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٤٨١ * كبراءهم لم أعرفهم، والحديث الآتي شاهد له.

٣٦٣٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنا الْمُغِيرَةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قال: حدَّثني أبي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْحَارِثِ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى في السَّيْلِ الْمَهْزُورِ أَنْ يُمْسَكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُرْسِلَ الأعْلَى عَلَى الأسْفَلِ.

۳۶۳۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ (شعیب) اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وادیٔ مہزور میں نالے کے پانی کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا تھا کہ پانی روک لیا جائے حتیٰ کہ ٹخنے ٹخنے تک آ جائے پھر اوپر والا نیچے والے کی جانب چھوڑ دے۔

٣٦٤٠- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ؛ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ عُثْمانَ حَدَّثَهُمْ قال: أَخْبَرَنَا عبْدُالْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن أبي طُوَالَةَ وَعَمْرِو ابنِ يَحْيَى، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: اخْتَصَمَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ رَجُلانِ في حَرِيمِ نَخْلَةٍ في حَدِيثِ أحدِهِمَا: فَأمَرَ بِهَا فَذُرِعَتْ فَوُجِدَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وفي حَدِيثِ الآخَرِ: فَوُجِدَتْ خَمْسَةَ أذْرُعٍ، فَقَضَى بِذٰلِكَ. قال عبْدُالْعَزِيزِ: فَأَمَرَ بِجَرِيدَةٍ مِنْ جَرِيدِهَا فَذُرِعَتْ.

۳۶۴۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جھگڑا لائے۔ ان کا ایک کھجور کے درخت کے اردگرد احاطے (زمین کی حدود جو اس درخت کے ساتھ لازم اور ملحق ہو سکتی ہے) کے بارے میں تنازع تھا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس درخت کا (طول) ناپا جائے۔ اسے ناپا گیا تو وہ سات ہاتھ ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ وہ پانچ ہاتھ ہوا۔ تو آپ نے اس کا فیصلہ فرما دیا۔ راویٔ حدیث عبدالعزیز بن محمد نے کہا: پس آپ نے اس درخت کی ایک چھڑی کے بارے میں حکم دیا' اسی سے اسے ناپا گیا۔

فائدہ: کسی کا کہیں درخت ہو تو اس کے طول برابر اس کے اطراف میں اس کا خاص احاطہ ہوگا جس میں دوسرا دخل نہیں دے سکتا۔

٣٦٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الرهون، باب الشرب من الأودية ومقدار حبس الماء، ح: ٢٤٨٢ عن أحمد بن عبدة به.

٣٦٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن حزم في المحلّى: ٨/ ٢٤٠ من حديث أبي داود به.

علم اور اہل علم کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کی بے شمار وان گنت نعمتوں میں سے علم ایک عظیم الشان نعمت ہے علم ہی کی بدولت دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا کی قیادت اور آخرت کی سیادت علم ہی پر موقوف ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نامور ہوئے ہیں وہ اپنے علم و عمل ہی کی بدولت اپنے ہم عصروں پر فوقیت کے حقدار ٹھہرے۔ علم وہ نور ہے جس سے جہالت کی گمراہیاں دور ہوتی ہیں۔ انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچان کر ادائیگی کے قابل ہوتا ہے۔ اگر علم کی روشنی نہ ہوتو انسان ہر دو قسم کے حقوق ضائع کر کے دنیا و آخرت کی رسوائیاں سمیٹ لیتا ہے۔ علم کی اسی فضیلت کی بدولت پروردگار عالم نے عالم کو جاہل پر فوقیت دی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

(الزمر: ۹/۳۹)

''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں بے شک عقل مند ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔''

علم کی اعلیٰ وارفع شان کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل پر علم کا خصوصی فضل کر کے اسے بطور احسان جتلایا ہے اور اس نعمت کے عطا کرنے پر خصوصی طور پر اسے ذکر کیا ہے۔

نبی آخر الزمان ﷺ کو یہ نعمت عطا کی تو فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيماً﴾ (النساء: ١١٣/٤)

''اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو جانتا نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔''

یوسف علیہ السلام پر اس نعمت کے فیضان کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهٗ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذَالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (یوسف: ٢٢/١٢)

''اور جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے اسے قوتِ فیصلہ اور علم دیا' ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔''

عیسیٰ روح اللہ کو اپنی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ﴾ (المائدہ: ١١٠/٥)

''اے عیسیٰ ابن مریم! میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا' جب میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔ تم لوگوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی' اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔''

اہل علم ہی وہ خوش نصیب ہیں جو حقوق اللہ کو جانتے ہیں' لوگوں کو ان کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہوتے ہیں، لہٰذا وہ جانتے ہیں کہ مشکل کشا' گنج بخش' دستگیر' حاجت روا اور داتا صرف وہی ذات الٰہی ہے' ان کی اس شہادت کو مالک جہاں نے نہایت شرف ومنزلت سے نوازا ہے، ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آل عمران : ۱۸/۳)

''اللہ تعالیٰ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں ہے وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی گواہی کو اپنی گواہی کے ساتھ ملا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عظیم و برتر بنا دیا۔ علم وہ منفرد نعمت ہے جس میں اضافے کے حصول کے لیے تاجدار مدینہ کو اپنے رب سے خصوصی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰى اِلَيْكَ وَحْيُه' وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ (طٰہ: ۲۰/۱۱۴)

''اور (اے نبی) جب تک تجھ پر قرآن کا اترنا پورا نہ ہو اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر اور دعا کر میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

رسول اللہ ﷺ نے نا صرف خود علم میں اضافے کے لیے التجائیں کی ہیں بلکہ اپنی امت کو بھی علم کے حصول کے لیے ترغیب دلائی ہے، لہٰذا آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

[إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ' حَتَّى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ] (صحيح الجامع: حديث ۱۸۳۸ و جامع الترمذی' العلم' باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة' حدیث: ۲۶۸۵)

''بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل کرتا ہے' اس کے فرشتے' اور زمین و آسمان میں بسنے والی تمام مخلوقات حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی (سمندر میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہے۔''

نیز فرمایا:

[فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى أَدْنَاكُمْ] (صحيح الجامع' حديث: ۴۰۸۹ و جامع الترمذی' العلم' باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة' حدیث: ۲۶۸۵)

''عالم کی عابد پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کم تر شخص پر ہے۔''

عالم ربانی کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضل و کرم ہو سکتا ہے؟ کیا علم سے بڑھ کر بھی کسی اور چیز کی قدر و منزلت ہو سکتی ہے؟

علم کی اسی فضیلت کی بدولت اہل علم نے دن رات اس کے حصول کے لیے محنت شاقہ کی ہے۔ ہزاروں میل کا سفر اس کے حصول کے لیے کیا ہے۔ دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر اس کا اکرام کیا ہے۔ تب یہ علم اپنی تمام تر روشنائیوں سمیت ہم تک منتقل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٤) -كِتَابُ الْعِلْمِ (التحفة ١٩)

علم اور اہل علم کی فضیلت

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعِلْمِ (التحفة ١)

٣٦٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ يُحَدِّثُ عن دَاوُدَ ابنِ جَمِيلٍ، عن كَثِيرِ بنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فقالَ: يَاأَبَا الدَّرْدَاءِ! إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ

باب:١-حصول علم کی ترغیب کا بیان

٣٦٤١- جناب کثیر بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوالدرداء! میں ایک حدیث کی خاطر مدینة الرسول سے آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ مجھے یہاں اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے فرماتے تھے: ”جو شخص کسی راستے میں حصول علم کی خاطر چلا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ پر چلائے گا۔ اور بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں اور صاحب علم کے لیے آسمانوں میں بسنے

٣٦٤١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ح: ٢٢٣ من حديث عبدالله بن داود به، وقال الترمذي، ح: ٢٦٨٢ "وليس إسناده عندي بمتصل" * داود بن جميل وشيخه ضعيفان، وحديث مسلم، ح: ٢٦٩٩ يغني عنه.

الْعِلْمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، وَالْحِيتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ، وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ، لَيْلَةَ الْبَدْرِ، عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلا دِرْهَمًا، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ».

والے زمین میں رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں۔ اور بلاشبہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی سب ستاروں پر ہوتی ہے' بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے کوئی درہم و دینار ورثے میں نہیں چھوڑے ہیں۔ انہوں نے علم کی وراثت چھوڑی ہے۔ جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا نصیبہ (وافر حصہ) پایا۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت کو بعض حضرات نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ ② لفظ "علم" کا اطلاق درحقیقت کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور ان کے متعلقات پر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو دیگر علوم ہیں وہ دراصل فن اور کسب کے ہنر ہیں۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے: (العلم قال الله' قال رسوله' قال الصحابة هم اولو العرفان) "علم یہ ہے کہ اللہ نے کہا' اللہ کے رسول نے کہا اور صحابہ نے کہا۔ یہی علم و عرفان والے ہیں۔" ③ اس حدیث میں اخلاص کے ساتھ حصول علم اور صاحب علم کی بہت بڑی فضیلت کا بیان ہے۔ ④ انبیاء کی عظمت اس تعلق کی بنا پر ہے جو انہیں اللہ رب العالمین کے ساتھ حاصل ہے۔ اور پھر علماء کی شان وراثت انبیاء کی وجہ سے ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ علماء اس نسبت کی خوب حفاظت کریں۔ اور اپنے آپ کو کسی بھی دنیا دار سے بیچ نہ جانیں۔ ⑤ اللہ اور نبی ﷺ کے ساتھ محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ علمائے حق اور طلبائے دین کے ساتھ محبت رکھی جائے۔

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: لَقِيتُ شَبِيبَ ابنَ شَيْبَةَ فَحدَّثني بِهِ عن عُثْمانَ بنِ أبي سَوْدَةَ، عن أبي الدَّرْدَاءِ بِمَعْنَاهُ يَعني عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٦٤٢- عثمان بن ابی سودہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

٣٦٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زَائِدَةُ عنِ الأَعمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ،

٣٦٤٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے

٣٦٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود ✽ شبيب بن شيبة مجهول.

٣٦٤٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الدارمي، ح: ٣٥١ عن أحمد بن يونس به، ورواه مسلم، ح: ٢٦٩٩ من حديث الأعمش به مطولاً.

عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجلٍ يَسْلُكُ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا إِلَّا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ».

کسی راہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ اور جسے اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔“

فائدہ: علم محض پڑھ لینے اور جان لینے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ اس کے مطابق عمل بھی ہو، ورنہ خاندانی نسبتوں سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

(المعجم ٢) - باب رِوَايَةِ حَدِيثِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ٢)

باب:۲- اہل کتاب سے روایت کرنے کا بیان

٣٦٤٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ ثَابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبرني ابنُ أَبي نَمْلَةَ الأَنْصَارِيُّ عن أَبِيهِ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ رَجلٌ مِنَ الْيَهُودِ مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فقالَ: يَامُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هٰذِهِ الْجَنَازَةُ؟ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اللهُ أَعْلَمُ». قالَ الْيَهُودِيُّ: إِنَّهَا تَتَكَلَّمُ. فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا حَدَّثَكُم أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ، وَقُولُوا: آمَنَّا باللهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوهُ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُ».

۳۶۴۴- جناب ابن ابی نملہ اپنے والد (ابونملہ عمار بن معاذ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جنازہ گزرا۔ اس نے پوچھا: اے محمد! کیا یہ (میت) بولتی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔“ یہودی نے کہا: یہ بولتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اہل کتاب جو تمہیں بیان کریں تم اس کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ بلکہ یوں کہو: ہم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اگر ان کی بات غلط ہوئی تو تم نے (گویا) اس کی تصدیق نہیں کی اور اگر سچ ہوئی تو اسے جھٹلایا نہیں ہوگا۔“

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم مسئلہ ایسے ہی ہے کہ جو باتیں قرآن وسنت کی رو سے بصراحت سچ ہیں ان کی تصدیق کی جائے اور جو غلط ہیں ان کی تکذیب کی جائے اور باقی کے بارے میں مذکورہ بالا جواب دیا جائے۔

٣٦٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٦ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٠، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٠١٦٠و١٩٢١٤، والجامع لمعمر، ص: ١١٠، ح: ٢٠٠٥٩ * نملة بن أبي نملة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٦٤٥- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا ابنُ أبي الزِّنَادِ عن أبيهِ، عن خَارِجَةَ يَعني ابنَ زَيدِ بنِ ثَابِتٍ، قالَ: قالَ زَيْدُ بنُ ثَابِتٍ: أَمَرَنِي رَسُولُ الله ﷺ فَتَعَلَّمْتُ لَهُ كِتَابَ يَهُودَ، وقالَ: «إنِّي والله! مَا آمَنُ يَهُودَ عَلٰى كِتَابِي»، فَتَعَلَّمْتُهُ، فَلَمْ يَمُرَّ بِي إلَّا نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى حَذَقْتُهُ فَكُنْتُ أَكْتُبُ لَهُ إِذَا كَتَبَ، وَأَقْرَأُ له إِذَا كُتِبَ إِلَيْهِ.

٣٦٤٥- حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے یہودیوں کی تحریر سیکھ لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہودیوں سے جو میں لکھواتا ہوں اس پر مجھے اعتماد نہیں ہے۔'' چنانچہ میں نے (ان کی زبان لکھنا پڑھنا) سیکھ لی' اور دو ہفتے نہ گزرے کہ میں اس میں خوب ماہر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کو جب کچھ لکھنا ہوتا تو میں ہی لکھا کرتا۔ اور جب کوئی خط وغیرہ آتا تو آپ کو پڑھ کر سناتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کی کسی زبان اور تحریر کا علم حاصل کرنا دینی اور دنیاوی غرض سے ناجائز نہیں ہے' مگر اسے اپنی ثقافت کا حصہ بنا لینا ناجائز ہے۔ اور جب یہ علم دینی اغراض سے ہو تو اس میں اجر بھی ہے۔ ② اور یہ زبانیں مسلمانوں کے ان افراد کو سکھائی جائیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ ورنہ اسے عام نصاب تعلیم بنا دینا اور لازمی قرار دے دینا' دینی و دنیاوی لحاظ سے ظلم عظیم ہے۔

(المعجم ٣) - باب كِتَابَةِ الْعِلْمِ (التحفة ٣)

باب: ٣- علمی باتیں ضبط تحریر میں لانے کا بیان

٣٦٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عن عُبَيْدِالله بنِ الأَخْنَسِ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي مُغِيثٍ، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن عَبْدِالله ابنِ عَمْرٍو قالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ أُرِيدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ الله ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ في

٣٦٤٦- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں جو کچھ سنتا وہ سب لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے حفظ کر لوں۔ تو (بعض) قریشیوں نے مجھے منع کیا۔ انہوں نے کہا: تو ہر بات' جو سنتا ہے' لکھ لیتا ہے' حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان ہیں غصے اور خوشی (دونوں حالتوں) میں گفتگو کرتے ہیں' تو میں نے لکھنا موقوف کر دیا اور یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے اپنے

٣٦٤٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في تعليم السريانية، ح: ٢٧١٥ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح"، وعلقه البخاري، ح: ٧١٩٥.

٣٦٤٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٢ عن يحيى القطان به.

الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذَٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ: «اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ».

دہن مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''لکھا کرو' قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس سے سوائے حق کے اور کچھ نکلتا ہی نہیں ہے۔''

فائدہ: رسول ہر حال میں رسول اور حجت ہوتے ہیں اور ان کی پوری زندگی ہر حال میں امت کے لیے قابل اتباع نمونہ ہوتی ہے اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ تو سید الرسل ہیں۔

٣٦٤٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ: دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ، فَأَمَرَ إِنْسَانًا يَكْتُبُهُ، فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَكْتُبَ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ، فَمَحَاهُ.

٣٦٤٧- مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے تو انہوں نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا کہ اسے لکھ لو تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم ان کی کوئی حدیث ضبط تحریر میں نہ لائیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے مٹا دیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم ایک صحیح حدیث بھی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ اور قرآن کے علاوہ کچھ مجھ سے لکھا ہے' تو اسے مٹا دو۔ اور مجھ سے حدیث بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں......'' (صحیح مسلم' الزهد' باب التثبت في الحديث و حكم كتابة العلم' حديث:٣٠٠٤) اس حدیث میں حدیث رسول لکھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایات سے صحابۂ کرام کے احادیث لکھنے کا اثبات ہوتا ہے اور خود نبی ﷺ کی طرف سے حدیث کے لکھنے کا حکم ملتا ہے۔ علماء نے ان کے درمیان یہ تطبیق دی ہے کہ جن صحابہ کی قوت ضبط وحافظہ زیادہ تھی (اور عربوں میں یہ خوبی عام تھی) ان کو آپ نے حدیث لکھنے سے منع فرمایا' تا کہ وہ کتابت ہی پر سارا بھروسا نہ کریں اور حفظ وضبط سے بے نیاز نہ ہو جائیں اور لکھنے کا حکم اور اس کی اجازت ان لوگوں کو دی جن کی قوت حافظہ کمزور تھی۔ دوسری توجیہ اس کی یہ کی گئی ہے کہ ابتداء میں حدیث لکھنے سے روک دیا گیا تھا تا کہ قرآن کے ساتھ اس کا اختلاط نہ ہو اور جب صحابہ قرآن کے اسلوب سے اچھی طرح واقف ہو گئے اور اختلاط کا خطرہ نہ رہا' تو احادیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ تیسری تطبیق یہ ہے کہ نہی کا مطلب یہ تھا کہ ایک ہی صحیفے

٣٦٤٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٢ عن أبي أحمد الزبيري به * المطلب بن عبدالله لم يسمع من زيد بن ثابت، جامع التحصيل، ص: ٢٨١، ولا يثبت لقاؤه معاوية رضي الله عنه.

میں قرآن کے ساتھ حدیث نہ لکھو تا کہ پڑھنے والا اشتباہ میں نہ پڑے (شرح نووی) بہرحال ممانعت کی حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حدیث کی حفاظت کا اہتمام نہیں کیا گیا' بلکہ اس سے روک دیا گیا' یکسر غلط ہے۔ اگر اس کا یہ مقصد ہوتا تو پھر آپ اسی حدیث میں حدیث بیان کرنے کی اجازت کیوں دیتے؟ جو حفظ وضبط کے بغیر ممکن ہی نہیں' اسی طرح حدیث رسول کو اچھی طرح یاد کر کے اسے آگے بیان کرنے والے کے لیے نبی ﷺ دعائے خیر کیوں فرماتے؟ بہرحال یہ امر مسلمہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں احادیث ضبط تحریر میں لائی گئی تھیں۔

٣٦٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا [أبو] شِهَابٍ عن الْحَذَّاءِ، عن أبي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: مَا كُنَّا نَكْتُبُ غَيْرَ التَّشَهُّدِ وَالْقُرْآنِ.

۳۶۴۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم تشہد اور قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھا کرتے تھے۔

٣٦٤٩- حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ؛ ح: وحَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَدٍ قالَ: أخبرني أَبِي عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا أبو سَلَمَةَ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَ: حدَّثني أبو هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْخُطْبَةَ، خُطْبَةَ النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! اكْتُبُوا لِي، فقالَ: «اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ».

۳۶۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مکہ فتح ہوا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے خطبے کا ذکر کیا۔ تو اہل یمن کا ایک آدمی کھڑا ہوا' اس کا نام ابوشاہ تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے لکھ دیجیے۔ تو آپ نے فرمایا: "ابوشاہ کو لکھ دو۔"

٣٦٥٠- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ قال: قُلْتُ لِأَبِي

۳۶۵۰- ولید (بن مزید) نے کہا کہ میں نے ابوعمرو (اوزاعی رحمہ اللہ) سے پوچھا کہ اس نے کیا چیز لکھوائی

٣٦٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تقييد العلم، ص: ٩٣ من حديث أبي شهاب به.

٣٦٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٢٤٣٤، ومسلم، ح: ١٣٥٥ من حديث وليد بن مسلم به، تقدم، ح: ٢٠١٧.

٣٦٥٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق * أبو عمرو هو الأوزاعي.

عَمْرٍو: مَا يَكْتُبُوهُ؟ قَالَ: الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا يَوْمَئِذٍ مِنْهُ.

تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہی خطبہ جو اس نے اس روز آپ ﷺ سے سنا تھا۔

فائدہ: یہ اور اس قسم کی دیگر صحیح احادیث دلیل ہیں کہ نبی ﷺ کے حین حیات قرآن کریم کے علاوہ فرامین رسول بھی لکھے گئے تھے۔

(المعجم ٤) - **باب التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ** (التحفة ٤)

باب:۴-رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے

٣٦٥١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، المَعْنَى، عن بَيَانِ بنِ بِشْرٍ - قَالَ مُسَدَّدٌ: أَبُو بِشْرٍ - عن وَبْرَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَامِرِ بنِ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ، عن أبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ ما يَمْنَعُكَ أَنْ تُحَدِّثَ عن رَسُولِ الله ﷺ كَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: أَمَا وَالله! لَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُ وَجْهٌ وَمَنْزِلَةٌ وَلَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٦٥١-جناب عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت زبیر (بن عوام) رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ کو کیا مانع ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح احادیث بیان نہیں کرتے جیسے کہ آپ کے دیگر ساتھی بیان کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے آپ کے ہاں بہت ہی قدر ومنزلت حاصل تھی۔ لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

فائدہ: کئی صحابہ کرام اسی اندیشے کے تحت بہت کم احادیث بیان کرتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے مرتکب بن جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جنہوں نے اپنے حفظ اور یادداشت پر اعتماد کیا انہوں نے نقل شریعت کا بہت بڑا فریضہ سرانجام دیا۔ رضی اللہ عنہم اگر کہیں کوئی خطا ہوئی بھی ہے تو اس کا ازالہ ہو گیا ہے اور ان سے یہ خطا معاف ہے کہ عمداً نہیں ہوئی۔ اس میں قصہ گو قسم کے واعظین کیلئے تنبیہ ہے کہ جو زیب داستاں کے طور پر ضعیف وموضوع روایات بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے۔

(المعجم ٥) - **باب الْكَلَامِ فِي كِتَابِ اللهِ بِلَا عِلْمٍ** (التحفة ٥)

باب:۵-علم ومعرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا

٣٦٥١_ **تخريج**: أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح:١٠٧ من حديث عامر به.

٣٦٥٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إسْحَاقَ المُقْرِئ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنا سُهَيْلُ بنُ مِهْرَانَ أَخُو حَزْمٍ الْقُطْعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عن جُنْدُبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَالَ في كِتَابِ الله بِرَأْيِهِ فأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ».

۳۶۵۲-حضرت جندب (بن عبداللہ بجلی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی رائے سے کتاب اللہ میں کچھ کہا' خواہ درست ہی کہا ہو' تو بھی اس نے خطا کی۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم مسئلہ یہی ہے کہ علم ومعرفت کے بغیر کتاب اللہ کی تفسیر کرنا بہت بڑی اور بری جسارت ہے۔اور ایسے ہی فرامین رسول ﷺ کی توضیح کے لیے بھی شرعی علوم میں رسوخ لازمی ہے۔

(المعجم ٦) - باب تَكْرِيرِ الْحَدِيثِ (التحفة ٦)

باب:٦-بات دہرا کر بیان کرنا

٣٦٥٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن أَبي عَقِيلٍ هَاشِمِ بنِ بِلَالٍ، عن سَابِقِ بنِ نَاجِيَةَ، عن أبي سَلَّامٍ، عن رَجُلٍ خَدَمَ النَّبِيَّ ﷺ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذَا حَدَّثَ حَديثًا أعَادَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۳۶۵۳- جناب ابوسلّام (ممطور الحبشی) سے منقول ہے' اس نے نبی ﷺ کے ایک خادم سے نقل کیا کہ نبی ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اپنی بات کو تین بار دہراتے۔(شرعی مسئلہ اپنے سامع کو خوب سمجھاتے۔)

فائدہ: حسب ظروف ومصالح مدرس' خطیب اور واعظ کو چاہیے کہ اپنی بات سامعین کے خوب ذہن نشین کرائے اور بات دہرانے کو عیب نہ جانے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: في سَرْدِ الْحَدِيثِ (التحفة ٧)

باب:۷-جلدی جلدی باتیں کرنا

٣٦٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مَنْصُورٍ

۳۶۵۴-حضرت عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

٣٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ماجاء في الذي يفسر القرآن برأيه، ح: ٢٩٥٢ من حديث سهيل بن مهران به، وقال: "غريب" * سهيل بن مهران ضعيف (تقريب).

٣٦٥٣ـ تخريج: [إسناده حسن] * سابق بن ناجية هذا صحح له الحاكم: ١/ ٥١٨، والذهبي، ووثقه ابن حبان، فهو حسن الحديث.

٣٦٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٧ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ٢٤٩٣/ ١٦٠ من حديث الزهري به.

الطُّوسِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ قالَ: جَلَسَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي، فَجَعَلَ يَقُولُ: اسْمَعِي يَارَبَّةَ الْحُجْرَةِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا قَالَتْ: أَلَا تَعْجَبُ إِلَى هٰذَا وَحَدِيثِهِ، إِنْ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ لَيُحَدِّثُ الحديثَ لَوْ شَاءَ الْعَادُّ أَنْ يُحْصِيَهُ أَحْصَاهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پہلو میں بیٹھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے حجرے والی! سنیے۔ دوبار کہا۔ جب انہوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو کہا: کیا تمہیں اس شخص پر اور اس کی باتوں پر تعجب نہیں آتا' تحقیق رسول اللہ ﷺ بات کرتے تو اگر کوئی (آپ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

٣٦٥٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ؛ أَنَّ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَ، فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي، يُحَدِّثُ عنْ رَسُولِ الله ﷺ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الحديثَ سَرْدَكُمْ.

٣٦٥٥- حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تمہیں ابوہریرہ پر تعجب نہیں آتا کہ وہ آئے اور میرے حجرے کے پاس بیٹھ کر مجھے سنانے کو' رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرنے لگے' جبکہ میں نوافل پڑھ رہی تھی' اور پھر میرے نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی اٹھ کر چل دیے۔ اگر میں انہیں پاتی تو میں انہیں بتاتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تیز تیز باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

فائدہ: تیز تیز بولنا عام طور پر بھی کسی طرح ممدوح نہیں ہے بالخصوص داعی' خطیب اور مدرس کی گفتگو میں ٹھہراؤ کا ہونا بہت ہی عمدہ صفت ہے۔

(المعجم ٨) - باب التَّوَقِّي فِي الْفُتْيَا (التحفة ٨)

باب:٨-فتویٰ دینے میں احتیاط کرنا

٣٦٥٦- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى

٣٦٥٦- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

٣٦٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب به، وانظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح: ٣٥٦٨.

٣٦٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٥ من حديث عيسى بن يونس به ✽ عبدالله بن سعد لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الساجي: ضعفه أهل الشام.

الرَّازِيُّ: أخبرنا عِيسَى عن الأَوْزَاعِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ سَعْدٍ، عن الصُّنَابِحِيِّ، عن مُعَاوِيَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عن الْغَلُوطَاتِ.

ﷺ نے مغالطوں سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ کسی طرح درست نہیں کہ رمز اور پہیلی کے انداز میں مسئلہ پوچھا جائے یا کوئی مفتی مبہم اور مخفی انداز سے جواب دے۔

٣٦٥٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المُقْرِىءُ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ يَعني ابنَ أَبي أَيُّوبَ، عن بَكْرِ بنِ عَمْرٍو، عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ أَبِي عُثْمانَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أُفْتِيَ» ح: وحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن بَكْرِ بنِ عَمْرٍو، عن عَمْرِو بنِ أَبي نُعَيْمَةَ، عن أَبي عُثْمانَ الطُّنْبُذِيِّ، رَضِيعِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَرْوَانَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ» زَادَ سُلَيْمانُ الْمَهْرِيُّ في حَدِيثِهِ: «وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ في غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ» وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمانَ.

٣٦٥٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کسی مفتی نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تو عمل کرنے والے کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔'' سلیمان مہری کی روایت میں مزید ہے: ''جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جبکہ اسے علم تھا کہ بھلائی اس کے خلاف میں ہے تو اس نے اس کی خیانت کی۔'' یہ لفظ سلیمان کے ہیں۔

فائدہ: جب عام معاملات میں بھلائی کے خلاف مشورہ دینا خیانت ہے تو دینی اور شرعی مسائل میں غلط فتویٰ دینا یا راجح کی بجائے مرجوح بات بتانا تو بہت بڑی خیانت ہے۔

٣٦٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب اجتناب الرأي والقياس، ح: ٥٣ من حديث مسلم بن يسار به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٢٦، ووافقه الذهبي.

(المعجم ٩) - **باب كَرَاهِيَةِ مَنْعِ الْعِلْمِ** (التحفة ٩)

باب:۹-علم کی بات چھپانا ناجائز ہے

٣٦٥٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا عَلِيُّ بنُ الْحَكَم عن عَطَاءٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عن عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَلْجَمَهُ الله بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۶۵۸-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپالیا (اور بتایا نہیں) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا۔“

فائدہ: اس کا تعلق، بقول فضیل بن عیاض رحمہ اللہ، فرائض سے ہے جن کا سیکھنا عام مسلمان پر فرض ہے، تو عالم کو ان کا بتانا فرض ہے۔ علاوہ ازیں جو واجب نہیں ان کا بتانا بھی واجب نہیں۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٠) - **باب فَضْلِ نَشْرِ الْعِلْمِ** (التحفة ١٠)

باب:۱۰-اشاعت علم کی فضیلت

٣٦٥٩- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأَعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الله عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَسْمَعُونَ وَيُسْمَعُ مِنكم، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُم».

۳۶۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم (مجھ سے) سنتے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور پھر جو تم سے سنے گا اس سے سنا جائے گا۔“

٣٦٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدَّثني عُمَرُ بنُ سُلَيْمانَ مِنْ

۳۶۶۰-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ

٣٦٥٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في كتمان العلم، ح: ٢٦٤٩ من حديث علي ابن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥، ورواه جماعة عن عطاء بن أبي رباح به.

٣٦٥٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٢١ من حديث الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٩٥، ووافقه الذهبي * الأعمش عنعن.

٣٦٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ٢٦٥٦، وابن ماجه، ح: ٤١٠٥ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٧٢، ٧٣.

وَلَدِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أبَانَ، عن أبِيهِ، عن زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ الله امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إلَى مَنْ هُوَ أفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ».

اس شخص کو خوش وخرم اور شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے حفظ کیا اور یاد رکھا تاکہ اسے پہنچائے' بہت سے علم وفقہ کے حامل اپنے سے بڑھ کر زیادہ دانا اور فقیہ لوگوں کو پہنچاتے ہیں' اور بہت سے علم وفقہ کے حامل ایسے ہوتے ہیں جو درحقیقت دانا اور فقیہ نہیں ہوتے۔"

فوائد ومسائل: ① صاحب حدیث کو لازم ہے کہ نقل الفاظ میں حفظ وامانت کو پیش نظر رکھے' البتہ فہم واستنباط ایک وہبی ملکہ ہے جو اللہ تعالیٰ مختلف طبقات میں اصحاب علم کو عنایت فرماتا رہتا ہے عین ممکن ہے کہ براہ راست سننے والا وہ کچھ نہ سمجھ سکے جو اس کے شاگرد کی سمجھ میں آجائے۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ علم شریعت کا مدار براہ راست اساتذہ سے پڑھنے اور سننے میں ہے' جو شخص محض کتابیں پڑھ کر کوئی چیز سمجھتا ہے وہ اتنا معتمد نہیں جتنا کہ اساتذہ سے پڑھنے اور سننے والا ہو سکتا ہے۔ محض کتابوں سے پڑھنے والے کو محدثین کی اصطلاح میں "صحفی" کہا جاتا ہے۔ ③ حدیث میں وارد فقہ وفقیہ کے الفاظ معروف اصطلاحی کلمات نہیں ہیں جو کہ بہت بعد میں ایجاد ہوئے ہیں۔ اس سے مراد فہم واستنباطِ مسائل کا وہبی ملکہ ہے۔

٣٦٦١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بنُ أبي حَازِمٍ عن أبِيهِ، عن سَهْلٍ يَعني ابنَ سَعْدٍ، عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «وَالله! لأَنْ يَهْدِيَ الله بِهُدَاكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ».

٣٦٦١- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قسم اللہ کی! اللہ عزوجل تیری رہنمائی سے کسی ایک شخص کو بھی راہ حق دکھا دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے افضل ہے۔"

فائدہ: اس حدیث میں داعی' مبلغ' استاذ اور مربی حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ دائرہ اپنی اولاد' عزیز واقارب حلقۂ احباب اور اجنبی طلبہ وسامعین سب کو محیط ہے۔ اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ قول وعمل ہر طرح سے ہر حال میں ادا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ١١) - باب الْحَدِيثِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (التحفة ١١)

باب: ١١- بنی اسرائیل سے روایت کرنا

٣٦٦١- تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي . . . الخ، ح: ٣٧٠١، ومسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٦ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به مطولا .

٣٦٦٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدَّثني عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ».

٣٦٦٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل (اہل کتاب) سے روایت کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

فائدہ: یعنی ایسے مسائل جن کا (قرآن وحدیث سے) صدق ثابت ہو تو اسے بالجزم بیان کیا جائے یا کوئی تاریخی نوعیت کی بات ہو کہ اس میں صدق وکذب کا احتمال ہو تو اسے بیان کیا جاسکتا ہے لیکن اعتماد سے تصدیق نہیں کی جاسکتی۔ اور جن امور کا کذب قرآن وحدیث سے ثابت ہو ان کی تکذیب کی جائے۔

٣٦٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُعَاذٌ: أَخْبَرَنَا أَبِي عن قَتَادَةَ، عن أَبِي حَسَّانَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: كَانَ نَبِيُّ الله ﷺ يُحَدِّثُنَا عن بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى يُصْبِحَ ما يَقُومُ إِلَّا إِلَى عُظْمِ صَلَاةٍ.

٣٦٦٣- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (بعض اوقات) ہمیں بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرتے رہتے حتی کہ صبح ہو جاتی اور پھر نماز کے خیال ہی سے اٹھتے۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لِغَيْرِ اللهِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- غیر اللہ کے لیے علم حاصل کرنے کی مذمت

٣٦٦٤- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ: حَدَّثَنا فُلَيْحٌ عن أَبِي طُوَالَةَ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَعْمَرٍ، عن سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ

٣٦٦٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی رضا مندی والا علم اس غرض سے حاصل کیا کہ دنیا حاصل کرے تو ایسا آدمی قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔''

٣٦٦٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٤، والحميدي، ح: ١١٧٤ (بتحقيقي) من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/ ٦٢.

٣٦٦٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٣٧، وابن خزيمة، ح: ١٣٤٢ من حديث معاذ به * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث طريق آخر ضعيف عند أحمد: ٤/ ٤٤٤.

٣٦٦٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به، ح: ٢٥٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٥٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ٨٩، والحاكم: ١/ ٨٩.

قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا، مِمَّا يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ الله، لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، يَعني رِيحَهَا.

فائدہ: علم دین وشریعت کو محض دنیا کا مال ومنصب حاصل کرنے کی غرض سے سیکھنا بہت بڑی شقاوت ہے۔ لازم ہے کہ اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی نیت رکھی جائے۔ اللہ عزوجل دنیا کی ضروریات ازخود پوری فرمادے گا۔ جیسے کہ اہل علم صحابہ اور دیگر سلف صالحین کی سیرتوں سے ثابت ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الْقَصَصِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- وعظ کہنے کا بیان

٣٦٦٥- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ: أخبرنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَوَّاصُ عن يَحْيَى بنِ أبي عَمْرٍو السَّيْبَانيِّ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله السَّيْبَانِيِّ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُخْتَالٌ».

٣٦٦٥- حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''وعظ وہی کہے گا جو امیر ہو یا اس کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو یا کوئی اپنی بڑائی یا شیخی کا اظہار کرنے والا ہوگا۔''

فائدہ: امیر پر واجب ہے کہ اپنی رعیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خوب اشاعت کرے اور ایسے باصلاحیت افراد مقرر کرے جو کماحقہ یہ فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان کے علاوہ ایسے لوگ' جن میں علم وفقہ کی صلاحیت نہ ہو' ان کا ازخود یہ منصب سنبھال لینا بالعموم فساد کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور درحقیقت یہ مسئلہ حکومت اسلامیہ سے متعلق ہے۔

٣٦٦٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا جَعْفَرُ ابنُ سُلَيْمَانَ عن المُعَلَّى بنِ زِيَادٍ، عن الْعَلَاءِ بنِ بَشِيرٍ الْمُزَنِيِّ، عن أَبِي الصِّدِّيقِ

٣٦٦٦- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ میں غریب مہاجرین کی مجلس میں جا بیٹھا۔ وہ لوگ لباس میں تنگی کی بنا پر عریاں ہوجانے کے ڈر سے ایک

٣٦٦٥_ تخريج: [إسناده حسن] وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٢٣٣، وحسنه الهيثمي في مجمع الزوائد: ١/ ١٩٠.

٣٦٦٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٦٣ من حديث جعفر بن سليمان به * العلاء بن بشير مجهول، ومسلم، ح: ٢٩٧٩، وابن حبان، ح: ٢٥٦٦ يغني عنه.

النَّاجِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: جَلَسْتُ في عِصَابَةٍ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِنَ الْعُرْيِ، وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا إِذْ جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قال: «ما كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ كَانَ قَارِئٌ لَنَا يَقْرَأُ عَلَيْنَا فَكُنَّا نَسْتَمِعُ إِلٰى كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى، قالَ: فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَعَلَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِي مَعَهُمْ». قالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهِ فِينَا، ثُمَّ قال بِيَدِهِ هٰكَذَا، فَتَحَلَّقُوا وَبَرَزَتْ وُجُوهُهُمْ لَهُ. قال: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَرَفَ مِنْهُمْ أَحَدًا غَيْرِي، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَبْشِرُوا يَامَعْشَرَ صَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ، وَذٰلِكَ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ».

دوسرے کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک قاری ہم پر پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور برسر مجلس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہو گیا' تو آپ نے سلام کیا اور پوچھا: ''تم کیا کر رہے تھے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! قاری پڑھ رہا تھا اور ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سن رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حمد ہے اس اللہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھوں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ اپنے آپ کو ہمارے برابر ثابت کریں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو انہوں نے حلقہ بنا لیا اور ان سب کے چہرے آپ کے سامنے آ گئے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سوا کسی کو پہچانا ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مہاجرین کے فقیر لوگو! تمہیں قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو۔ تم لوگ اغنیاء سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور اس کی مقدار پانچ سو سال ہے۔''

٣٦٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدَّثني عَبْدُ السَّلَامِ يَعني ابنَ مُطَهَّرٍ أَبُوظَفَرٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ خَلَفٍ الْعَمِّيُّ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ رَسُولُ

٣٦٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ نماز فجر سے سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کریں مجھے ان کے ساتھ بیٹھے رہنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ اولاد اسماعیل سے چار

٣٦٦٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٥٦١ من حديث عبدالسلام بن مطهر به * قتادة عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة، انظر المسند الجامع (بتحقيقي): ٧/ ٤٣٩، ح: ٥٣٠٥.

الله ﷺ: «لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ الله تَعَالَىٰ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ الله مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَىٰ أَن تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً».

غلام آزاد کروں۔ اور میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھا رہوں جو نماز عصر سے سورج غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کریں زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ چار غلام آزاد کروں۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق ملنا بہت بڑی نیکی اور نعمت ہے اور قرآن و سنت کا وعظ کہنا سننا بھی اللہ کے ذکر کے معنی میں ہے۔ نیز فجر صادق سے سورج نکلنے تک اور اسی طرح عصر سے غروب تک کا وقت تقرب الٰہی کا بہترین قیمتی وقت ہوتا ہے۔ فرمایا: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ (ق: ٣٩) تاہم بعض حضرات نے اس کی تحسین بھی کی ہے۔

٣٦٦٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عن الأَعمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ الله قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «اقْرَأْ عَلَيَّ سُورَةَ النِّسَاءِ». قالَ: قُلْتُ: أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قالَ: «إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي». قالَ: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَىٰ قَوْلِهِ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ﴾ الآيَةَ [النساء: ٤١]، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فإِذَا عَيْنَاهُ تَهْمُلَانِ.

٣٦٦٨- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”مجھ پر سورۂ نساء کی قراءت کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں آپ پر پڑھوں؟ حالانکہ (قرآن) آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے قراءت کی حتی کہ جب میں آیت کریمہ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ......﴾ پر پہنچا تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید سننا سنانا سب سے عمدہ وعظ ہے بشرطیکہ انسان اس کے فہم سے آشنا ہو۔ ② رسول اللہ ﷺ کا رونا غالباً اس بنا پر تھا کہ آپ امت پر گواہ ہوں گے جبکہ لوگ نامعلوم کیسے عمل کر کے آئیں گے۔ آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے: ”پھر ان کا کیا حال ہوگا جس وقت ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنائیں گے۔“

٣٦٦٨_ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب من أحب أن يستمع القرآن من غيره، ح: ٥٠٤٩، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضل استماع القرآن . . . الخ، ح: ٨٠٠ من حديث حفص بن غياث به.

کھانے پینے سے متعلق احکام ومسائل

* الأطعمة کی لغوی تعریف: "اطعمة" طعام کی جمع ہے، قاموس میں اس کے معنی کیے گئے ہیں: "اَلْبُرُّ وَمَا يُؤكَلُ": گندم اور جو چیز کھائی جاتی ہے اسے ''طعام'' کہا جاتا ہے۔ بعض علمائے لغت کے نزدیک ''طعام'' سے مراد صرف کھانا ہی نہیں بلکہ بعض اوقات پینے والی چیز پر بھی ''طعام'' کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّى وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّى﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے جس نے اس سے پانی پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اس کا پانی نہ چکھا تو یقیناً وہ میرا ہے۔'' (البقرہ: ۲۴۹)

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

[زَمْزَمُ طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ]

''زمزم کھانے والے کا کھانا ہے اور بیمار کے لیے شفا ہے۔'' (مجمع الزوائد: ۲۸۶/۳ والمعجم الكبير للطبراني: ۹۸/۱۱)

* أشربة کی لغوی تعریف: ''اشربة'' شراب کی جمع ہے' یعنی ہر بہنے والی چیز جسے پیا جائے وہ شراب کہلاتی ہے، ہمارے ہاں اُسے مشروب کہا جاتا ہے۔

* کھانے پینے کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے بے شمار نعمتیں بطور خوراک پیدا کی ہیں۔ پھر مزید رحمت فرماتے ہوئے ہر اس کھانے' پینے کی چیز کو حرام قرار دے دیا جو انسانی صحت اور عقل کے لیے نقصان دہ تھی اور ہر وہ چیز جو مفید تھی اسے حلال رکھا' خواہ وہ دانے ہوں' پھل ہوں یا جانوروں کی شکل میں ہوں، لہٰذا ارشاد ربانی ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو۔'' (البقرہ: ۲۴۹)

کھانے اور پینے کا بنیادی مقصد انسانی بقا ہے تاکہ انسان اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے ہر دم تیار ہو۔ اس کی صحت اس کا بھرپور ساتھ دے تاکہ وہ اطاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے، اس لیے صرف حلال اور مفید چیزیں کھانے کی پابندی عائد کر دی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾

''اے لوگو! تم ان چیزوں میں سے کھاؤ جو زمین میں حلال اور پاکیزہ ہیں۔'' (البقرہ: ۱۶۸)

رحمت دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

[كُلُوْا وَاشْرَبُوا وَ تَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيْلَةٍ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ تُرٰى نِعْمَتُهُ عَلٰى عَبْدِهِ]

''کھاؤ پیو اور صدقہ خیرات کرو' بغیر اسراف وتکبر وغرور کیے لباس پہنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔'' (مسند احمد: ۱۸۱/۲' ۱۸۲ نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسے کتاب اللباس کے شروع میں معلقاً بیان کیا ہے)

* کھانے اور پینے کے چند نبوی آداب: ۞ کھانے اور پینے کا بنیادی قانون یہ ہے کہ وہ چیز حلال اور پاکیزہ ہو، ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ] (صحيح مسلم' الأشربة' باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام' حديث: ۲۰۰۳) ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر

شراب حرام ہے۔“

- جن چیزوں کوشریعت نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔مثلاً مردہ جانور کا گوشت کھانا' خنزیر' ذبح کے وقت بہنے والا خون' قبروں اور بتوں کی نذر کیا جانے والا کھانا اور جانور' ہر کچلی اور پنجے سے شکار کرنے والا جانور وغیرہ۔
- کھانے اور پینے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تقویت کا حصول اور بھوک مٹانا ہو تو یہ باعث اجر بن جاتا ہے۔
- کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ اور فارغ ہو کر الحمد للہ یا دیگر مسنون دعائیں پڑھنا مستحب ہے۔
- کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور بیٹھ کر کھانا افضل و بہتر ہے۔
- کھانے میں عیب نکالنا اور باتیں بنانا غلط ہے' ہاں اگر طبیعت نہ مانے تو نہ کھائے۔
- کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔
- اگر کھانے کے دوران میں لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔
- کھانے کی دعوت قبول کرنی چاہیے۔
- اگر چند افراد مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔
- کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکیں مارنا درست نہیں۔
- ٹیک لگا کر یا لیٹ کر کھانا درست نہیں۔
- ملازموں اور خادموں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا افضل ہے' ورنہ انہیں کھانے میں سے کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے۔
- کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا سنت ہے، البتہ دھونا بھی درست ہے۔
- دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔
- جن جانوروں کا گوشت کھایا نہیں جاتا ان کا دودھ پینا بھی حرام ہے۔
- تمباکو' سگریٹ' افیون' چرس اور ہیروئن وغیرہ سخت حرام ہیں۔
- ایسا جوس جس میں جوش اور نشہ پیدا ہو چکا ہو اسے پینا حرام ہے۔
- بوقت ضرورت کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔

- مشروب کو تین سانسوں میں پینا سنت ہے' ہر بار منہ برتن سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے۔
- اگر برتن میں کوئی چیز نظر آئے تو اسے ہاتھ سے یا مشروب بہا کر نکالنا چاہیے' پھونک مارنا ٹھیک نہیں۔
- کھانا یا مشروب پیش کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔
- مشروب پیش کرنے والا سب کے آخر میں خود نوش کرے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٥) - كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (التحفة ٢٠)

مشروبات سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب تَحْرِيمِ الْخَمْرِ (التحفة ١)

باب:١- شراب کی حرمت کا بیان

٣٦٦٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا أَبُو حَيَّانَ قالَ: حدَّثني الشَّعْبِيُّ عن ابنِ عُمَرَ عن عُمَرَ، قالَ: نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاء: مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالعَسَلِ وَالحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ: الْجَدُّ، وَالْكَلَالَةُ، وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

٣٦٦٩- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اس وقت یہ پانچ چیزوں سے تیار ہوتی تھی یعنی انگور' کھجور' شہد' گندم اور جو سے۔ اور شراب (خمر) سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اور تین باتوں کے متعلق میری خواہش یہ رہی ہے کہ نبی ﷺ ان کی وضاحت کرنے سے پہلے ہم سے جدا نہ ہوئے ہوتے۔ دادا کی وراثت' کلالہ کا حصہ اور سود کے بعض مسائل۔

فائدہ: بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ شراب صرف وہی ہوتی ہے جو انگور سے بنے صحیح نہیں' بلکہ ہر وہ چیز جو کسی بھی اور جنس سے تیار کی جائے اور جو عقل پر پردہ ڈال دے خمر ہے اور حرام ہے' چاہے وہ کسی چیز کی بھی بنی ہوئی ہو۔

٣٦٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، التفسير، باب: في نزول تحريم الخمر، ح:٣٠٣٢ من حديث إسماعيل بن إبراهيم، وهو ابن علية، والبخاري، التفسير، باب قوله: ﴿إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطٰن﴾، ح:٤٦١٩ من حديث أبي حيان به.

٣٦٧٠- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ يَعني ابنَ جَعْفَرٍ، عن إِسْرَائِيلَ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَمْرٍو، عن عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: لَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا في الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الآيَةُ الَّتي في الْبَقَرَةِ: ﴿يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ﴾ [البقرة: ٢١٩] الآيَةَ، فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، قالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا في الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتِ الآيَةُ الَّتِي في النِّسَاءِ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَـٰرَىٰ﴾ [النساء: ٤٣] فَكَانَ مُنَادِي رَسُولِ الله ﷺ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُنَادِي: أَلَا لَا يَقْرَبَنَّ الصَّلَاةَ سَكْرَانُ. فَدُعِيَ عُمَرُ فَقُرِئَتْ عَلَيْهِ، فقالَ: اللَّهُمَّ! بَيِّنْ لَنَا فِي الخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ﴾ [المائدة: ٩١] قالَ عُمَرُ: انْتَهَيْنَا.

۳۶۷۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ......﴾ ”(اے نبی!) لوگ آپ سے خمر (شراب) اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں‘ تو کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے (اور لوگوں کے لیے (کچھ) فائدہ بھی ہے‘ لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔“) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت سنائی گئی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں خمر کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا......﴾ ”اے ایمان والو! تم اس وقت نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے میں ہو۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا منادی نماز کی اقامت کے وقت اعلان کیا کرتا تھا: خبردار! کوئی شخص نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہمیں شراب کے بارے میں صاف صاف حکم بیان فرما دے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ......﴾ (یقیناً خمر حرام ہے اور شیطانی اعمال میں سے ہے) کیا تم ان سے باز آتے ہو؟“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم باز آ گئے۔

٣٦٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٤٩، والنسائي، ح: ٥٥٤٢ من حديث إسرائيل به، وصححه الترمذي، وسنده ضعيف ❁ أبوإسحاق عنعن، وعمرو بن شرحبيل لم يسمع من عمر، والحديث السابق: ٣٦٦٩ يغني عنه.

٣٦٧١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ قالَ: حَدَّثَنا عَطَاءُ بنُ السَّائِبِ عن أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ؛ أنَّ رَجُلًا مِنَ الأنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ، فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ في المَغْرِبِ وَقَرَأَ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا، فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا۟ مَا تَقُولُونَ﴾ [النساء: ٤٣].

٣٦٧١- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نے ان کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی دعوت کی اور انہیں شراب پلائی اور یہ واقعہ حرمت شراب سے پہلے کا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز مغرب میں امامت کرائی اور سورۃ الکافرون کی قراءت کرنے لگے مگر وہ ان پر خلط ہوگئی۔ چنانچہ یہ حکم نازل ہوا: ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ......﴾ ”نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ‘ حتی کہ جاننے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“

فائدہ: نماز میں انسان کو پورے شعور کے ساتھ متوجہ ہو کر کھڑے ہونا چاہیے‘ اسی لیے نماز میں اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ پہلے اپنی نیند پوری کرے۔

٣٦٧٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ﴾ [النساء: ٤٣] ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَآ إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَٰفِعُ لِلنَّاسِ﴾ [البقرة: ٢١٩] نَسَخَتْهُمَا الَّتِي في الْمَائِدَةِ ﴿إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ﴾ الآيةَ [المائدة: ٩٠].

٣٦٧٢- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آیات کریمہ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكَارٰى......﴾ اور ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ......﴾ ان دونوں کو ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ......﴾ نے منسوخ کر دیا ہے۔

٣٦٧١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، ح: ٣٠٢٦ من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن غريب صحيح".

٣٦٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٥ من حديث أبي داود به.

٣٦٧٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ حَيْثُ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَمَا شَرَابُنَا يَوْمَئِذٍ إِلَّا الْفَضِيخُ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ فقال: إِنَّ الخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، وَنَادَىٰ مُنَادِي رَسُولِ الله ﷺ فَقُلْنَا: هٰذَا مُنَادِي رَسُولِ الله ﷺ.

٣٦٧٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں اہل مجلس کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ اور اس دن ہماری شراب ''فضیخ'' (کچی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب) تھی۔ ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: تحقیق شراب حرام کر دی گئی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان بھی کر دیا۔ پس ہم نے کہا: یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اعلان کر رہا ہے۔

فائدہ: گویا جس شراب کے لیے حرمت کا حتمی حکم نازل ہوا وہ انگور کی بنی ہوئی نہ تھی بلکہ کچی کھجور کی بنی ہوتی تھی۔

(المعجم ٢) - **بَابُ الْعَصِيرِ لِلْخَمْرِ** (التحفة ٢)

باب:٢- اگر کوئی شراب بنانے کی غرض سے انگور نچوڑے

٣٦٧٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عن عَبْدِالْعَزِيزِ بنِ عُمَرَ، عن [أَبِي طُعْمَةَ] - مَوْلَاهُمْ - وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله الْغَافِقِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَعَنَ الله الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ».

٣٦٧٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب' اس کے پینے والے' پلانے والے' بیچنے والے' خریدنے والے' انگور نچوڑنے والے' نچڑوانے والے' اس کے اٹھانے والے اور جس کی طرف اٹھائی جا رہی ہو' ان سب پر لعنت کی ہے۔''

فائدہ: باغ والے اور تاجر کو اگر معلوم ہو کہ خریدار لوگ ان انگوروں وغیرہ سے شراب بنائیں گے تو ان کو فروخت کرنا یا کسی اور طرح سے معاون بننا جائز نہیں' اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ''گناہ

٣٦٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، المائدة، باب: ﴿ليس على الذين آمنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا﴾، ح: ٤٦٢٠، ومسلم، الأشربة، باب تحريم الخمر . . . الخ، ح: ١٩٨٠ من حديث حماد بن زيد به.

٣٦٧٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأشربة، باب: لعنت الخمر على عشرة أوجه، ح: ٣٣٨٠ من حديث وكيع به * أبوعلقمة صوابه أبوطعمة كما عند ابن ماجه وغيره.

اور تعدی کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیا کرو۔" (المائدہ:۲)

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ تُخَلَّلُ (التحفة ٣)

باب:۳-شراب کو سرکہ بنا لینا

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن السُّدِّيِّ، عن أبي هُبَيْرَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ عَنْ أَيْتَامٍ وُرِّثُوا خَمْرًا، قال: «أهْرِقْهَا»، قال: أفَلَا أَجْعَلُهَا خَلًّا، قال: «لَا».

۳۶۷۵-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یتیموں کو ورثے میں شراب ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: "اسے بہادو (اور ضائع کردو۔)" انھوں نے کہا: کیا میں اس سے سرکہ نہ بنالوں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

فائدہ: شراب اس غرض سے رکھ چھوڑنا کہ سرکہ بن جائے حرام ہے البتہ کہیں سے سرکہ بنا بنایا مل جائے تو الگ بات ہے اور وہ جائز ہے، کیونکہ اسے وہ سرکہ ہی کی شکل میں ملی ہے۔

(المعجم ٤) - باب الْخَمْرِ مِمَّا هِيَ (التحفة ٤)

باب:۴-شراب کن چیزوں سے بنتی ہے؟

٣٦٧٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قال: حَدَّثَنا إسْرَائِيلُ عن إبراهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن النُّعْمانِ بْنِ بَشِيرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا وَإنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا، وإنَّ مِنَ العَسَلِ خَمْرًا، وَإنَّ مِنَ البُرِّ خَمْرًا، وإنَّ مِنَ الشَّعِيرِ خَمْرًا».

۳۶۷۶-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انگور سے شراب ہے کھجور سے شراب ہے شہد سے شراب ہے گندم سے شراب ہے اور جو سے بھی شراب ہے۔"

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ

۳۶۷۷-حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا

٣٦٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم تخليل الخمر، ح: ١٩٨٣ من حديث سفيان الثوري به.
٣٦٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الحبوب التي يتخذ منها الخمر، ح: ١٨٧٣، عن الحسن بن علي به، وقال: "هذا حديث غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣٧٩، وانظر الحديث الآتي.
٣٦٧٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٩ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٧٦.

أَبُو غَسَّانَ قال: حَدَّثَنا مُعْتَمِرٌ قال: قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ عن أَبي حَرِيزٍ، أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ أَنَّ النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ، وَإِنِّي أَنهَاكُم عنْ كُلِّ مُسْكِرٍ».

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ انگور کے شربت سے' کشمش' کھجور' گندم' جو اور مکئی سے شراب بنتی ہے' اور میں تمہیں ہر نشہ آور سے منع کرتا ہوں۔''

٣٦٧٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا أَبَانٌ قال: حدَّثني يَحْيَى عن أَبي كَثِيرٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ».

٣٦٧٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب ان دو درختوں سے ہے یعنی کھجور اور انگور سے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبي كَثِيرٍ الْغُبَرِيِّ يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ غُفَيْلَةَ [السُّحَيْمِي]. وقالَ بَعْضُهُمْ أُذَيْنَةُ، وَالصَّوَابُ غُفَيْلَةُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابو کثیر الغُبری کا نام یزید بن عبدالرحمن بن غفیلة السحیمی ہے۔ بعض نے أُذَینة کہا ہے لیکن غفیلة ہی صحیح ہے۔

فائدہ: اس باب میں تین احادیث بیان کی گئی ہیں۔ پہلی دو احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً متعدد اشیاء بیان فرمائیں جن سے شراب بنائی جاتی تھی۔ آپ کے فرمان کا مقصد بھی یہی ہے کہ شراب کسی چیز سے بھی بنے اگر نشہ آور ہے تو خمر ہے اور حرام ہے۔ تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ شراب جو عام طور پر ملتی ہے اور رائج ہے وہ ان دو پھلوں سے بنی ہوتی ہے۔ ان الفاظ سے بعض لوگوں نے جو یہ مفہوم نکالا ہے کہ شراب صرف وہی ہوگی جو ان دو پھلوں سے بنائی جائے گی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہ ہو سکتا ہے اور نہ تھا۔ یہ آپ ﷺ کے ایک مختصر قول کو آپ کی بیان کردہ وضاحت سے الگ کر کے اپنی مرضی کا مفہوم بنانے کی کوشش ہے جو کسی طرح بھی روا نہیں۔

٣٦٧٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن جميع ما ينبذ، مما يتخذ من النخل والعنب يسمى خمرًا، ح: ١٩٨٥ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

(المعجم ٥) - **باب مَا جَاءَ فِي السُّكْرِ** (التحفة ٥)

باب:٥- نشہ کا بیان

٣٦٧٩- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى فِي آخَرِينَ قالُوا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ زَيْدٍ، عن أيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وكُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الآخِرَةِ».

٣٦٧٩- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور شے خمر (شراب) ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے‘ اور جو شخص اس حالت پر مرگیا کہ وہ شراب پیتا تھا تو وہ آخرت میں نہیں پیے گا۔“

فائدہ: اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص اس شراب سے محروم رہے گا جو جنت میں داخل ہونے والوں کو میسر ہوگی دوسرے لفظوں میں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

٣٦٨٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ قال: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بْنُ عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ قال: سَمِعْتُ النُّعْمانَ [يَعْني ابْنَ الْمُنْذِرِ] يَقُولُ: عن طَاوسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وكُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإنْ تَابَ تَابَ الله عَلَيْهِ، فإنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى الله أنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ». قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَارَسُولَ

٣٦٨٠- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ چیز جو عقل پر پردہ ڈال دے وہ خمر (شراب) ہے‘ اور ہر نشہ آور حرام ہے‘ اور جس نے کوئی نشہ آور چیز استعمال کی اس کی چالیس دن کی نمازیں کاٹ لی جائیں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا‘ اگر اس نے چوتھی بار پینے کا اعادہ کیا تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ اسے [طِينَةُ الْخَبَال] پلائے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! [طِينَةُ الْخَبَال] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ جہنمیوں کی پیپ ہے۔ اور جس نے کسی کم عمر کو شراب پلادی جسے حلال

٣٦٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر، وأن كل خمر حرام، ح:٢٠٠٣/ ٧٣ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

٣٦٨٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٨٨ من حديث أبي داود به ✽ النعمان هو ابن أبي شيبة الجندي.

الله؟ قال: «صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى الله أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ».

حرام کی تمیز نہ تھی تو اللہ پر حق ہوگا کہ اسے [طِينَةُ الْخَبَال] یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائے۔"

فوائد ومسائل: ① کہتے ہیں کہ نشہ آور چیز کا اثر جسم میں چالیس دنوں تک رہتا ہے۔ ② نادان بچوں کو یا جسے پتہ نہ ہو اسے کوئی نشہ آور چیز پلانا شدید معاشرتی اور اخلاقی جرم ہے۔ جس سے پلانے والے کی عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔

٣٦٨١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ، عن دَاوُدَ بنِ بَكْرِ بنِ أبي الْفُرَاتِ، عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ».

٣٦٨١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔"

فوائد ومسائل: اس حدیث مبارک میں صراحت کر دی گئی کہ ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے۔ اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ انگور کی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم کی ہو تو اس کا اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو فرمان رسول کے خلاف ہے۔ اس لیے محقق اطبا اور علمائے محدثین کے نزدیک ہومیو پیتھک ایلو پیتھک یا یونانی ادویہ جن میں الکحل افیون شراب یا کوئی بھی ایسی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس سے علاج کرنا حرام ہے اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے چنانچہ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور معجم کبیر میں مرفوعاً حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ] (صحيح البخاری الاشربة قبل حدیث: ٥٦١٤ والمعجم الكبير للطبرانی: ٩/ ٣٤٥) نیز ان جیسی دیگر روایات اور نصوص سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ پلید اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج ممنوع ہے بعض علماء نے حرام اور پلید چیزوں کے ساتھ علاج کو جائز قرار دیا ہے تو انہوں نے اسے مضطر کے لیے مردار اور خون کے استعمال کے جواز پر قیاس کیا ہے لیکن نص کے خلاف ہونے کی وجہ سے یہ قیاس کمزور ہے لہٰذا یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ مردار اور خون کھانے سے ضرورت زائل ہو جاتی ہے اور اس سے جان کی حفاظت ہو جاتی ہے جبکہ حرام اور پلید چیز کے استعمال سے شفا یقینی نہیں اور ضروری نہیں کہ مرض کا ازالہ ہو جائے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ خبر دی ہے کہ یہ دوا نہیں لہٰذا اس سے علاج بھی صحیح نہیں۔

٣٦٨١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ١٨٦٥ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٣٩٣، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦٠، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ٧/ ٣٧٩، ح: ٥٣٥٨.

٣٦٨٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابن شِهَابٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عن الْبِتْعِ، فقال: «كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ».

۳۶۸۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو حرام ہے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى يَزِيدَ بنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْجُرْجُسِيِّ، حَدَّثَكُم مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ عن الزُّبَيْدِيِّ، عن الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الحَدِيثِ بإِسْنَادِهِ. زَادَ: وَالْبِتْعُ نَبِيذُ الْعَسَلِ كَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ.

امام ابو داود ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن عبدربہ الجرجسی پر حدیث کی قراءت کی۔ اس کی سند یہ تھی: محمد بن حرب نے زبیدی سے انہوں نے زہری سے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید ہے: بتع سے مراد شہد کی شراب ہے جو کہ اہل یمن استعمال کیا کرتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: لا إِلَهَ إِلَّا الله، مَا كَانَ أَثْبَتَهُ، مَا كَانَ فِيهِمْ مِثْلُهُ يَعْنِي فِي أَهْلِ حِمْصَ، يَعْنِي الْجُرْجُسِيَّ.

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سنا کہتے تھے لا الہ الا اللہ جرجسی کیسا عجیب معتبر اور ثقہ آدمی تھا۔ اہل حمص میں اس جیسا کوئی آدمی نہیں تھا۔

٣٦٨٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: أخبرنا عَبْدَةُ عن مُحمَّدٍ يَعْنِي ابنَ إسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن مَرْثَدِ بنِ عَبْدِ الله الْيَزَنِيِّ، عن دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيهَا عَمَلًا شَدِيدًا، وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا

۳۶۸۳- حضرت دیلم حمیری ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سرد علاقے کے لوگ ہیں ہمیں پرمشقت کام کرنا پڑتا ہے ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں جس سے اپنے کام میں طاقت حاصل کرتے اور سردی کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا یہ مشروب نشہ دیتا ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ

٣٦٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع، ح: ٥٥٨٥، ومسلم، الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، ح: ٢٠٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٤٥.

٣٦٨٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وتابعه عبدالحميد بن جعفر وغيره.

الْقَمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِ بِلَادِنَا. قال: «هَلْ يُسْكِرُ؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قال: «فاجْتَنِبُوهُ». قال: فَقُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيهِ. قال: «فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوهُ فَقَاتِلُوهُمْ».

نے فرمایا: ''تو اس سے بچو۔'' میں نے عرض کیا کہ لوگ تو اسے نہیں چھوڑیں گے' آپ نے فرمایا: ''اگر وہ نہ چھوڑیں تو اس پر ان سے قتال کرو۔''

فائدہ: کسی حرام چیز کا عادی ہو جانا اس کے حلال ہونے کی وجہ جواز نہیں بن سکتا۔ نیز صریح خلاف اسلام امور پر خلیفۂ وقت کو قتال کر کے بھی ان کا ازالہ کرنا لازم ہے۔

٣٦٨٤- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عن أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى قال: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عن شَرَابٍ مِنَ الْعَسَلِ، فقال: «ذَاكَ الْبِتْعُ». قُلْتُ: وَيُنْتَبَذُ مِنَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ. قَالَ: «ذٰلِكَ المِزْرُ». ثُمَّ قَالَ: «أَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرامٌ».

٣٦٨٤- حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے شہد کی شراب کے متعلق نبی ﷺ سے معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہی بتع ہے۔'' میں نے کہا کہ جو اور مکئی سے بھی نبیذ (نشہ آور مشروب) بنایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ مزر ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اپنی قوم کو بتا دے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

فائدہ: ''نبیذ'' کھجور یا کشمش وغیرہ سے بنایا جانے والا میٹھا مشروب مطلقاً حرام نہیں ہے۔ یہ حرام اسی صورت میں ہوتا ہے جب اس میں ترشی اور نشہ آ جائے۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو: أَنَّ نَبِيَّ الله

٣٦٨٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب' جوئے' سارنگی اور غُبَیراء سے منع فرمایا ہے اور فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

٣٦٨٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ٤٣٤٤_٦١٢٤، ومسلم، ح: ١٧٣٣ بعد، ح: ٢٠٠١ من حديث أبي بردة به.

٣٦٨٥_ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢١ من حديث حماد بن سلمة، وأحمد: ٣/ ١٥٨ من حديث يزيد ابن أبي حبيب به، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٣٦٩٦ وغيره.

ﷺ نَهَى عن الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وقال: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال ابنُ سَلَّامٍ أَبُو عُبَيْدٍ: الغُبَيْرَاءُ السُّكُرْكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذُّرَةِ، شَرَابٌ يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن سلام ابوعبید نے کہا کہ "غبیراء" مکئی' جوار وغیرہ سے بنائی جانے والی شراب ہے جو اہل حبشہ بناتے ہیں۔

فائدہ: موسیقی کا بھی ایک معنوی نشہ ہوتا ہے۔ان میں سارنگی' ڈھول ڈھولکی قسم کی مزامیر سبھی حرام ہیں' صرف دف کی رخصت ملتی ہے۔

٣٦٨٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بنُ نَافِعٍ عنِ الْحَسَنِ بنِ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيِّ، عَنِ الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ.

٣٦٨٦- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور سستی لانے (سن کر دینے) والی اشیا سے منع فرمایا ہے۔

٣٦٨٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنا مَهْدِيٌّ يَعْني ابنَ مَيْمُونٍ قال: أخبرنا أَبُو عُثْمانَ، قال مُوسَى: وَهُوَ عَمْرُو بنُ سَلْمٍ الأَنْصَارِيُّ، عن الْقَاسِمِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، وَمَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرْقُ فَمِلْءُ الكَفِّ مِنْهُ حَرامٌ».

٣٦٨٧- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا بڑا پیالہ نشہ آور ہو تو اس کا ایک چلو بھی حرام ہے۔"

فائدہ: بلکہ اس سے بھی قلیل مقدار' خواہ قطرہ ہی کیوں نہ ہو' حرام ہے۔

٣٦٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٠٩ من حديث الحسن بن عمرو الفقيمي به * الحكم بن عتيبة مدلس وعنعن.

٣٦٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء ما أسكر كثيره فقليله حرام، ح: ١٨٦٦ من حديث مهدي بن ميمون به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٦١، وابن حبان، ح: ١٣٨٨.

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الدَّاذِيِّ**

(التحفة ٦)

بادہ قسم کی شراب کا حکم

٣٦٨٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قال: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابنُ صَالِحٍ عن حَاتِمِ بنِ حُرَيْثٍ، عن مَالِكِ بنِ أبي مَرْيَمَ قال: دَخَلَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ غَنْمٍ فَتَذَاكَرْنَا الطِّلَاءَ فقال: حدَّثني أبو مَالِكٍ الأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

٣٦٨٨- مالک بن ابی مریم کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ آئے اور طلاء (انگور کے شیرے کو پکالیا جائے یہاں تک کہ دو حصے خشک ہو جائے اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اسے طلاء کہتے ہیں) کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''(ایک وقت آئے گا کہ) میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''

فائدہ: [دَاذِی] ایک خاص قسم کا دانہ ہے جو نبیذ میں ڈال دیا جاتا ہے' جس سے اس میں شدت آ جاتی ہے اور نشہ آور شراب بن جاتی ہے۔

٣٦٨٩- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حدثنا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ وَاسِطٍ قال: حدثنا أَبُو مَنْصُورٍ الْحَارِثُ بنُ مَنْصُورٍ قال: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ، وَسُئِلَ عن الدَّاذيِّ، فقالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا».

٣٦٨٩- جناب ابو منصور حارث بن منصور کہتے ہیں: میں نے جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ سے سنا جبکہ ان سے بادہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ: الدَّاذِيُّ شَرَابُ الْفَاسِقِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ بادہ فاسق لوگوں کا مشروب ہے۔

(المعجم ٧) - **بَابٌ: فِي الأَوْعِيَةِ**

(التحفة ٧)

باب: ٧- شراب کے برتنوں کا بیان

٣٦٨٨- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب العقوبات، ح: ٤٠٢٠ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ٣٤٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٨٤، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٣٨٥ وغيره.

٣٦٨٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وقول سفيان الثوري سنده إليه ضعيف.

٣٦٩٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنا مَنْصُورُ بنُ حَيَّانَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عُمَرَ وَابنِ عَبَّاسٍ قالَا: نَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عن الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ.

٣٦٩٠- حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے ان دونوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے برتن (تونبہ)، سبز رنگ کا برتن جس میں روغن مل لیا جاتا تھا، روغن زِفت لگے برتن اور چوبی برتن سے منع فرمایا ہے۔"

فائدہ: اسلام سے پہلے لوگ جن برتنوں میں شراب بنایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان میں نبیذ (پھلوں، کھجور، کشمش اور دیگر خشک یا تر پھلوں کا پانی کے ذریعے بنایا ہوا آمیزہ) جو بطور مشروب استعمال ہوتا تھا بنا کر پینے سے منع فرمادیا۔ اس غرض سے عموماً چار قسم کے برتن استعمال کیے جاتے تھے:

١- الدباء: بڑے سائز کے کدو جب خشک ہو جاتے تو ان کے اندر کا گودا وغیرہ نکال کر سخت خول کو برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ افریقہ کے ملکوں میں آج بھی اس کا رواج ہے۔ وہاں ایسے کدو بھی پائے جاتے ہیں جو نیچے سے گول ہوتے ہیں اور اوپر کی طرف ان کی بہت لمبی گردن ہوتی ہے۔ ان کو بھی اندر سے خالی کر کے مشروب وغیرہ کے برتن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل صراحی کی شکل کا ہوتا ہے۔ فارسی شاعری میں اسی لیے کدو کا لفظ شراب کے برتن یا صراحی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے باہر کی سطح سخت اور نم پروف جبکہ اندر کی سطح اسفنجی ہوتی ہے اور اگر اس کو شراب کے لیے استعمال کیا جائے تو دھونے کے باوجود اس کی اندرونی اسفنجی سطح میں خامرہ یعنی وہ مادہ جو نبیذ کے رس وغیرہ میں خمیر اٹھانے کا سبب بن جاتا ہے موجود ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے برتن میں پھلوں کا رس تیار کرنے یا رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

٢- حنتم: شراب بنانے کی غرض سے مٹی کے بڑے بڑے برتنوں کو اس طرح بنایا جاتا تھا کہ ان کی مٹی گوندھتے وقت اس میں خون اور بال ملا دیے جاتے۔ اس سے ان برتنوں کا رنگ سیاہی مائل سبز ہو جاتا تھا۔ غرض یہ ہوتی کہ اس کی سطح سے ہوا کا گزر بند ہو جائے اور تخمیر کا عمل تیز اور شدید ہو جائے۔ دیکھیے: (فتح الباري، کتاب الاشربة، باب ترخیص النبي ﷺ في الاوعية) ایسے برتنوں کے اندر ہوا کی بندش کو یقینی بنانے کے لیے کوئی روغن وغیرہ بھی لگا دیا جاتا تھا۔ یہ برتن اپنی ساخت میں گندے اور غلیظ ہونے کے علاوہ اندرونی سطح پر شراب کے خامروں کو چھپائے رکھتے تھے جن کی وجہ سے اس میں بھی تیزی سے تخمیر کا عمل شروع ہو جاتا تھا۔

٣- مُزَفَّتُ: وہ برتن جس کے اندر روغن "زفت" ملایا گیا ہو۔ یہ تارکول سے ملتا جلتا معدنی روغن ہے۔ (لسان العرب) "زفت" ملنے کا مقصد بھی وہی تھا کہ ہوا کا گزر نہ ہو اور شراب سازی کے لیے عمل تخمیر جلد اور شدت سے

٣٦٩٠- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٩٩٧ من حديث منصور بن حيان به.

شروع ہو جائے۔ یہ بھی دوسرے برتنوں کی طرح شراب کے خامروں کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ روغن ملنے کی وجہ سے چپچپا اور ناصاف بھی ہوتا تھا۔

٤- نقیر: کھجور کے تنے کو اندر سے کھوکھلا کر کے بنایا جاتا تھا اور اس میں شراب بنائی جاتی تھی۔ بعض لوگ تو درخت کے تنے کا اوپر کا کافی حصہ کاٹ کر اسے کھوکھلا کرتے لیکن اس کی جڑیں اسی طرح زمین میں رہنے دیتے۔ ظاہر ہے اس کا صحیح طور پر دھونا ممکن نہ تھا' نیز اس کی اندرونی سطح پر شراب کے خامرے اور دوسری گندگی بھی موجود رہتی تھی' اس میں پھلوں وغیرہ کا مشروب (نبیذ) بنایا جاتا تو وہ جلد شراب میں تبدیل ہو جاتا تھا۔ اس کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

عرب ان برتنوں میں شراب کے علاوہ نبیذ بھی بناتے تھے اور اس میں بہت جلد ترشی آ جاتی تھی' چونکہ یہ لوگ پہلے ان برتنوں کے مشروبات اور شراب کے عادی تھے تو انہیں معمولی نشے کا احساس بھی نہ ہوتا تھا اس لیے حرمت شراب کی ابتدا میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا گیا مگر بعد از اں اجازت دے دی گئی تھی۔

٣٦٩١- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ، المَعْنى، قالاَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن يَعْلَى يَعني ابنَ حَكِيمٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: سَمِعْتُ عَبْدَ الله ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَخَرَجْتُ فَزِعًا مِن قَوْلِهِ: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ، فَدَخَلْتُ عَلَى ابنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: أَمَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ ابنُ عُمَرَ؟ قال: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: قال: حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قال: صَدَقَ، حَرَّمَ رَسُولُ الله ﷺ نَبِيذَ الْجَرِّ. قُلْتُ: مَا الْجَرُّ؟ قال: كُلُّ شَيْءٍ يُصْنَعُ مِنْ مَدَرٍ.

٣٦٩١- جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں ان کی بات سنتے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے' گھبرا کر نکل آیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: کیا آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات سنی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام فرمائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سچ کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ حرام کی ہے۔ میں نے پوچھا کہ گھڑے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہر وہ برتن جو مٹی سے بنا ہو۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز کو حرام یا حلال کرنا ان کی اپنی مرضی سے ہرگز نہ تھا بلکہ یہ سب وحی کی بنا پر ہوتا تھا' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ٣-٤)

٣٦٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث جرير به، انظر الحديث السابق.

② مٹی سے بنے برتنوں میں وہ برتن بھی شامل ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے جس برتن میں کسی طرح کا روغن ملا جاتا تھا خواہ سبز رنگ کا ہوتا یا سفید وغیرہ سب منع تھے۔(صحیح البخاری' الأشربة' حدیث:۵۵۹۶) ③ خیال رہے کہ نبیذ وہ مشروب ہوتا ہے کہ کھجور یا کشمش وغیرہ کو پانی میں بھگو دیتے ہیں' چند گھنٹوں کے بعد پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مشروب نبیذ کہلاتا ہے۔ اسے صرف اتنا وقت رکھنے کی اجازت ہے کہ وہ اصل حالت میں رہے' سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن تک۔

٣٦٩٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ قَالَا : حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح : وحدثنا مُسَدَّدٌ قال : حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن أَبي جَمْرَةَ قال : سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ . وقال مُسَدَّدٌ : عن ابنِ عَبَّاسٍ - وَهٰذَا حَدِيثُ سُلَيْمانَ - قال : قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ فقالُوا : يَارَسُولَ الله! إنَّا ، هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ ، قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَيْسَ نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا في شَهْرٍ حَرَامٍ ، فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا . قال : «آمُرُكُم بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُم عن أَرْبَعٍ : الإِيمَانُ بالله وَشَهَادَةُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله» وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَاحِدَةً ، - وَقال مُسَدَّدٌ : «الإِيمَانُ بالله» ، ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ : «شَهَادَةُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا الله وأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وأَنَّ تُؤَدوا

٣٦٩٢- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مُضر کے کفار حائل ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرمت کے مہینوں میں آ سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیں ایسی بات فرما دیجیے جسے ہم پکڑ لیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان اور لا الہ الا اللہ کی شہادت اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک عدد کی گرہ بنائی (ایک کا اشارہ کیا) ......مسدد نے صرف ایمان باللہ کا ذکر کیا...... پھر آپ نے انہیں اس کی وضاحت فرمائی کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا اور جو غنیمت تمہیں حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمہیں کدو کے برتن (تونبے)' سبز برتن جس پر کسی طرح کا روغن ملا گیا ہو' روغن زفت

٣٦٩٢ـ تخريج : أخرجه البخاري، مواقيت الصلٰوة، باب قول الله تعالٰى : ﴿منيبين إليه واتقوه وأقيموا الصلٰوة...﴾ الخ'، ح:٥٢٣، ومسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح:١٧ بعد، ح:١٩٩٥ من حديث عباد بن عباد به.

الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ. وَأَنْهَاكُم عن الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْمُقَيَّرِ». وقال ابنُ عُبَيْدٍ: النَّقِيرِ مَكَانَ الْمُقَيَّرِ. وَقال مُسَدَّدٌ: وَالنَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ. وَلَمْ يَذْكُرِ الْمُزَفَّتِ.

لگے برتن اور روغن قیر لگے برتن سے منع کرتا ہوں۔ ابن عبید نے "مقیّر" کی بجائے "نقیر" (لکڑی کو کھوکھلا کر کے بنایا ہوا برتن) کا لفظ کہا۔ جبکہ مسدد نے نقیر اور مقیّر کہا' انہوں نے مزفّت کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ سند میں مذکور ابو جمرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حق کی معرفت لازمی طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان اس پر کاربند ہو اور دوسروں کو اس کی دعوت دے اور یہی فطرت سلیمہ ہے جیسے کہ ان لوگوں نے اپنی ابتدائی گفتگو میں از خود اس کا اظہار کیا۔ ② دین وایمان کچھ احکام اور کچھ نواہی پر مشتمل ہے جس کی پاسداری کے بغیر اسلام اور دین مکمل نہیں ہوسکتا۔

٣٦٩٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن نُوحِ ابنِ قَيْسٍ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ عَوْنٍ عن مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: «أَنْهَاكُم عن النَّقِيرِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالْمَزَادَةِ الْمَجْبُوبَةِ وَلٰكِنِ اشْرَبْ في سِقَائِكَ وَأَوْكِهِ».

٣٦٩٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد عبدالقیس کے لوگوں سے فرمایا: "میں تمہیں لکڑی کے کھدے ہوئے برتن' روغن زفت لگے برتن' سبز رنگ کے روغن ملے ہوئے برتن اور کدو کے برتن (تونبے) سے منع کرتا ہوں اور بڑی مشک سے بھی جس کو اوپر سے کاٹا گیا ہو اور پیندے کی طرف سے سوراخ نہ ہوں منع کرتا ہوں' لیکن اپنے مشکیزے سے پیا کرو اور پھر اس کا منہ باندھ دیا کرو۔" (یعنی اس میں نبیذ بنایا کرو۔)

٣٦٩٤- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حدثنا أَبَانُ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ وَسَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ في

٣٦٩٤- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وفد عبدالقیس کے قصے میں مروی ہے کہ انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! ہم کن برتنوں میں پیا کریں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

٣٦٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير . . . الخ، ح: ١٩٩٣ من حديث نوح بن قيس به.

٣٦٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣٦١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٨٣٣ من حديث أبان بن يزيد العطار به * قتادة عنعن.

قِصَّةِ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ: قالُوا فِيمَا نَشْرَبُ يَانَبِيَّ الله! فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَيْكُم بِأَسْقِيَةِ الأَدَمِ الَّتي يُلَاثُ عَلَى أفْوَاهِهَا».

''چمڑے کے مشکیزے استعمال کرو جن کے مونہوں پر تاگا لپیٹ کر انہیں بند کیا جاتا ہے۔''

فائدہ: شاید منہ باندھنے سے اگر اس میں ترشی پیدا ہو تو گیس سے وہ پھول جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں ترشی آ گئی ہے۔(بذل المجهود)

٣٦٩٥- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن عَوْفٍ، عن أَبي القَمُوصِ زَيْدِ ابنِ عَلِيٍّ قال: حدَّثني رَجُلٌ كَانَ مِنَ الْوَفْدِ الَّذِينَ وَفَدُوا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ - يَحْسِبُ عَوْفٌ أَنَّ اسْمَهُ قَيْسُ ابنُ النُّعْمَانِ - فقالَ: «لَا تَشْرَبُوا في نَقِيرٍ وَلا مُزَفَّتٍ وَلا دُبَّاءٍ وَلا حَنْتَمٍ، وَاشْرَبُوا في الْجِلْدِ الموكَى عَلَيْهِ، فَإنِ اشْتَدَّ فاكْسِرُوهُ بِالمَاءِ، فَإن أعْيَاكُمْ فأَهْرِيقُوهُ».

٣٦٩٥-ابوالقموص زید بن علی سے روایت ہے اس نے وفد عبدالقیس کے ایک آدمی سے نقل کیا جو اس وفد میں شریک تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا...... (راوی حدیث) عوف کا خیال ہے کہ اس کا نام قیس بن نعمان تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لکڑی کے برتن' روغن زفت والے برتن' کدو کے برتن (تونبے) یا سبز روغن ملے برتن میں مت پیو' بلکہ چمڑے کے مشکیزے میں پیو جس کا منہ باندھا جاتا ہے' اگر نبیذ میں شدت آ جائے (ترش ہو جائے) تو اس کی شدت کو پانی ڈال کر ختم کر لو' اگر وہ ختم نہ ہو تو اسے بہا دو۔''

فائدہ: نبیذ میں ترشی کی ابتدا ہی ہوئی ہو اور مزید پانی ڈال کر اسے عام مشروب بنانا ممکن ہو تو بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن بہت زیادہ ترش ہو جانے یا نشہ آور ہو جانے کی صورت میں ایسا نہیں کیا جا سکتا' پھر اس کو بہا دینا ہی ضروری ہے۔

٣٦٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ بَذِيمَةَ قال: حدَّثني قَيْسُ ابنُ حَبْتَرٍ النَّهْشَلِيُّ عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: إنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ قالُوا: يَارَسُولَ الله! فِيمَا نَشْرَبُ؟ قال: «لا تَشْرَبُوا في الدُّبَّاءِ وَلا

٣٦٩٦-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ وفد عبدالقیس کے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس میں پئیں؟ آپ نے فرمایا: ''کدو کے برتن (تونبے)' تارکول لگے برتن اور لکڑی کے برتن میں مت پیو' اپنے مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں ہوتے ہوئے بھی اس میں

٣٦٩٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٣٦٩٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٤ عن أبي أحمد الزبيري به.

فِي الْمُزَفَّتِ وَلَا فِي النَّقِيرِ وَانْتَبِذُوا فِي الْأَسْقِيَةِ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! فَإِنِ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: «فَصُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ». قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: «أَهْرِيقُوهُ». ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيَّ - أَوْ حُرِّمَ - الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ»، قَالَ: «وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ».

شدت آ جائے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اس میں مزید پانی ڈال لیا کرو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ''اسے بہا ڈالو۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام فرمایا ہے یا کہا...... حرام کی گئی ہے...... شراب' جوا اور کوبہ۔'' اور فرمایا: ''ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔''

قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بَذِيمَةَ عَنِ الْكُوبَةِ. قَالَ: الطَّبْلُ.

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بذیمہ سے ''کوبہ'' کی وضاحت پوچھی تو انہوں نے کہا: ''اس سے مراد ڈھول ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مشکیزے میں ڈالے ہوئے رس میں یہ شدت کسی خامرے کی آمیزش کے بغیر فطری طور پر پیدا ہوتی تھی۔ ② تیسری یا چوتھی بار پوچھنے سے پتہ چلا کہ وہ غیر معمولی شدت ہے جو زیادہ وقت گزرنے کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ ③ جہاں شراب ایک مادی مشروب حرام ہے کیونکہ عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے وہاں موسیقی ایک صوتی چیز ہے جو بھلے چنگے آدمی کی عقل کو ماؤف کر دیتی ہے۔ آلات موسیقی میں سے ایک ڈھول بھی ہے جو حرام ہے، البتہ دف حلال ہے جس پر ایک طرف سے چمڑا منڈھا ہوتا ہے اور دوسری طرف سے خالی ہوتا ہے، اسے ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

٣٦٩٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْجِعَةِ.

٣٦٩٧- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کدو کے برتن (تونبے) روغن لگے ہوئے سبز برتن' لکڑی کے برتن اور جو کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: اطبا کی اصطلاح میں ''آشِ جو'' (جو کا جوش دیا ہوا پانی) استعمال کرنا جائز ہے' لیکن اگر اس میں کسی طرح نشے کے اثرات کا اندیشہ ہو تو حلال نہیں ہے۔

٣٦٩٧_ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب خاتم الذهب، ح: ٥١٧٣ من حديث إسماعيل بن سميع به، وسنده ضعيف للانقطاع بين مالك بن عمير وعلي رضي الله عنه.

٣٦٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حدثنا مُعَرِّفُ بنُ وَاصِلٍ عنْ مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عنْ أبيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَهَيْتُكُم عَنْ ثَلَاثٍ وَأَنَا آمُرُكُم بِهِنَّ: نَهَيْتُكُم عنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ في زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً، وَنَهَيْتُكُم عن الأَشْرِبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلَّا في ظُرُوفِ الأَدَمِ، فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا، وَنَهَيْتُكُم عنْ لُحُومِ الأَضَاحِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُم».

٣٦٩٨-جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں تین باتوں سے روکا تھا' اب میں تمہیں ان کے بارے میں حکم دیتا ہوں' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' اب ان کی زیارت کو جایا کرو' بے شک ان کی زیارت میں عبرت اور نصیحت ہے۔ میں نے تمہیں چمڑوں کے برتنوں کے علاوہ کئی برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا' تو سب قسم کے برتنوں میں پی سکتے ہو لیکن کوئی نشہ آور چیز مت پیو۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد استعمال کرنا منع ہے تو اب اسے کھا سکتے ہو اور اپنے سفروں میں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔''

٣٦٩٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ قالَ: حدَّثني مَنْصُورٌ عنْ سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ، عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: لَمَّا نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الأَوْعِيَةِ قالَ: قالَتِ الأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا قالَ: «فَلَا إِذًا».

٣٦٩٩-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا: ہمیں ان برتنوں کے استعمال سے کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (استعمال کر سکتے ہو۔'' درج ذیل حدیث میں مزید وضاحت ہے۔)

٣٧٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عنْ زِيَادِ بنِ

٣٧٠٠-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے برتنوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی کدو کا برتن

٣٦٩٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه ـ عزوجل ـ في زيارة قبر أمه، ح: ٩٧٧ من حديث محارب بن دثار به.

٣٦٩٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب ترخيص النبي ﷺ في الأوعية والظروف بعد النهي، ح: ٥٥٩٢ من حديث يحيى القطان به.

٣٧٠٠ـ تخريج: [صحيح] رواه البخاري، الأشربة، ح: ٥٥٩٣، ومسلم، ح: ٢٠٠٠ من حديث أبي عياض عمرو بن الأسود العنسي به.

فَيَّاضٍ، عن أبي عِيَاضٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الأَوْعِيَةَ الدُّبَّاءَ وَالْحَنْتَمَ وَالْمُزَفَّتَ وَالنَّقِيرَ، فَقَالَ أعْرَابِيٌّ: إنَّهُ لَا ظُرُوفَ لَنَا، فَقالَ: «اشْرَبُوا مَا حَلَّ».

(تونبہ) روغن ملا ہوا سبز برتن' روغن زفت لگا ہوا برتن اور لکڑی کھود کر بنایا جانے والا برتن' تو ایک اعرابی نے کہا: (ان کے علاوہ) ہمارے پاس اور کوئی برتن ہی نہیں ہوتے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "(تو پھر صرف) وہی پیو جو حلال ہو۔" (یعنی محض برتن سے کوئی چیز حلال یا حرام نہیں ہوتی مشروب کے حرام نہ ہونے کی صورت میں ان برتنوں کو استعمال کر سکتے ہو۔)

فائدہ: اس مرحلے میں اجازت کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ وہ برتن جو شراب میں استعمال ہونے کی وجہ سے پہلوں کے دوسرے مشروبات میں تخمیر پیدا کر سکتے تھے اگر وہ لوگوں کے پاس موجود بھی تھے تو اب اس قباحت سے پاک ہو چکے تھے۔

٣٧٠١- حَدَّثَنا الْحَسَنُ يَعْني ابنَ عَلِيٍّ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ بِإِسْنَادِهِ قالَ: «اجْتَنِبُوا مَا أَسْكَرَ».

۳۷۰۱- جناب شریک بن عبداللہ نے اپنی سند سے روایت کیا' فرمایا: "جو چیز نشہ دے اس سے اجتناب کرو۔"

٣٧٠٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كَانَ يُنْتَبَذُ لِرَسُولِ الله ﷺ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ.

۳۷۰۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا تھا۔ جب مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے بڑے پیالے میں بنا لیا کرتے تھے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخَلِيطَيْنِ (التحفة ٨)

باب:۸- دو مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانا

٣٧٠٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَ:

۳۷۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے

٣٧٠١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣١٠ من حديث أبي داود به.

٣٧٠٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء . . . الخ، ح: ١٩٩٨/ ٦٢ من حديث زهير بن معاوية به.

٣٧٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٦ عن قتيبة، ◀◀

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عَنْ رَسُولِ الله ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ جَمِيعًا وَنَهَى أَنْ يُنْتَبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کشمش اور کھجور ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے اور ایسے ہی تازہ (پختہ) کھجور اور نیم پختہ (گدری ہوئی) کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے روکا ہے۔

فائدہ: نہایہ ابن اثیر میں بیان کردہ شرح کے مطابق جاہلی دور میں نشہ آور نبیذ بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کشمش اور کھجور یا پختہ تازہ کھجور اور نیم پختہ کھجور کا گودا پانی میں ملا کر اسے ابالا جاتا' پھر اسے اتنی دیر کے لیے رکھ دیا جاتا تھا کہ اس میں شدت آ جائے۔ لیث بن سعد سے مروی ہے کہ دو الگ الگ چیزیں ملنے سے بہت جلد شدت آ جاتی تھی اور مشروب نشہ آور ہو جاتا تھا، اس لیے اس طرح کی نبیذ سے منع کر دیا گیا۔ حدیث نمبر ٣٧٠٦ میں بالوضاحت اسی عمل کو بیان بھی کیا گیا ہے' اس سے روکا بھی گیا ہے۔ البتہ اگر پھلوں کے گودے یا Concentrate اس طرح سے ملائے جائیں کہ تخمیر (Fermentation) کا عمل پیدا نہ ہو تو اس میں حرج نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ٣٧٠٧ اور ٣٧٠٨ سے واضح ہوتا ہے۔

٣٧٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ قالَ: حدَّثني يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الله بنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ [عَنْ رَسُولِ الله ﷺ]: أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَلِيطِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ وَقالَ: «انتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ».

٣٧٠٤- حضرت ابو قتادہ ؓ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ کشمش اور کھجور (خشک) کو ملانا' نیم پختہ اور (خشک) کھجور کو ملانا اور ناپختہ کھجور (جس نے ابھی سرخ یا زرد رنگ پکڑا ہو) اور تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانا منع ہے۔ کہا کہ ان چیزوں میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ طور پر نبیذ بناؤ۔

قالَ: وَحدَّثني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابوقتادہ سے اس نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔

◄◄ والبخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا . . . الخ، ح: ٥٦٠١ من حديث عطاء ابن أبي رباح به.

٣٧٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر إذا كان مسكرًا . . . الخ، ح: ٥٦٠٢، ومسلم، الأشربة، باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين، ح: ١٩٨٨ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٣٧٠٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قالا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عنْ ابنِ أَبي لَيْلَى، عنْ رَجُلٍ قالَ حَفْصٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: نَهَى عن الْبَلَحِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ.

٣٧٠٥- ابن ابی لیلیٰ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کچی کھجور اور پختہ کھجور اور اسی طرح کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٠٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ ثَابِتِ بنِ عُمَارَةَ: حَدَّثَتْني رَيْطَةُ عنْ كَبْشَةَ بِنْتِ أَبي مَرْيَمَ قالَتْ: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ الله عَنْهَا مَا كَانَ النَّبيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ؟ قالَتْ: كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجُمَ النَّوَى طَبْخًا أَوْ نَخْلِطَ الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ.

٣٧٠٦- کبشہ بنت ابی مریم کہتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس چیز سے منع کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ہمیں منع کرتے تھے کہ کھجور کو اس قدر پکائیں کہ اس کی گٹھلی ہی ختم ہو جائے یا کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع کرتے تھے۔

٣٧٠٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ عنْ مِسْعَرٍ، عنْ مُوسَى بنِ عَبْدِ الله، عن امْرَأَةٍ مِنْ بَني أَسَدٍ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ زَبِيبٌ فَيُلْقَى فِيه تَمْرٌ أَوْ تَمْرٌ فَيُلْقَى فِيهِ زَبِيبٌ.

٣٧٠٧- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کھجور ڈال دی جاتی تھی یا کھجور کی نبیذ بنائی جاتی اور پھر اس میں کشمش ڈال دی جاتی تھی۔

٣٧٠٨- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ يَحْيَى

٣٧٠٨- صفیہ بنت عطیہ کہتی ہیں کہ میں وفد عبدالقیس

٣٧٠٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب نهي البيان عن شرب نبيذ الخليطين . . . الخ، ح: ٥٥٤٩ من حديث شعبة به * الحكم بن عتيبة صرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١٤.

٣٧٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٢ من حديث يحيى القطان به * ريطة لا تعرف، وكبشة بنت أبي مريم لا يعرف حالها.

٣٧٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٠٧، ٣٠٨ من حديث أبي داود به * امرأة من بني أسد مجهولة.

٣٧٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٠٨ من حديث أبي داود به * أبوبحر عبدالرحمن بن عثمان بن أمية البكراوي ضعفه الجمهور، وعتاب وثقه ابن حبان وحده، وصفية بنت عطية لا تعرف.

الْحَسَّانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْحِمَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي صَفِيَّةُ بِنْتُ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْنَاهَا عن التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ فَقَالَتْ: كُنْتُ آخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيبٍ، فَأُلْقِيهِ فِي إِنَاءٍ، فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ أَسْقِيهِ النَّبِيَّ ﷺ.

کی خواتین کے ساتھ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئی۔ ہم نے آپ سے کھجور اور کشمش کو ملانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی کشمش لیتی اور انہیں پانی میں ڈال دیتی پھر انہیں اپنے ہاتھ سے مسلتی اور نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی اور انہیں پلایا کرتی تھی۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي نَبِيذِ الْبُسْرِ (التحفة ٩)

باب:٩- نیم پختہ کھجور سے نبیذ بنانا

٣٧٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بنِ زَيْدٍ وَ عِكْرِمَةَ؛ أَنَّهُمَا كَانَا يَكْرَهَانِ الْبُسْرَ وَحْدَهُ وَيَأْخُذَانِ ذٰلِكَ عن ابنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: أَخْشَى أَنْ يَكُونَ الْمُزَّاءَ الَّذِي نُهِيَتْ عَنْهُ عَبْدُ الْقَيْسِ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَا الْمُزَّاءُ؟ قَالَ: النَّبِيذُ فِي الْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

٣٧٠٩- جناب جابر بن زید اور عکرمہ ؒ کے متعلق آتا ہے کہ وہ دونوں بُسر (نیم پختہ کھجور) کی نبیذ کو مکروہ سمجھتے تھے اور وہ یہ بات حضرت ابن عباس ؓ سے بیان کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ یہ وہی ''مُزّاء'' نہ ہو جس سے عبدالقیس کے وفد کو منع کیا گیا تھا۔ (ہشام نے کہا:) میں نے قتادہ سے پوچھا: ''مُزّاء'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سبز روغن ملے ہوئے گھڑے اور روغن زفت لگے برتن میں تیار کردہ نبیذ کو ''مُزّاء'' کہتے ہیں۔

فائدہ: مختلف علاقوں میں شراب بنانے کا رواج بھی مختلف تھا اور نام بھی مختلف تھے۔ مُزّاء کا نام غالباً اہل حجاز کے لیے پہلے سے متعارف نہ تھا، اس لیے مُزّاء کے بارے میں جو بات حضرت ابن عباس ؓ تک پہنچی وہ اتنی ہی تھی کہ یہ نشہ آور مشروب نیم پختہ کھجور سے بنتا ہے۔ ہشام نے قتادہ سے پوچھ کر اس کی مزید تفصیل بیان کر دی ہے۔ علاوہ ازیں نہایہ ابن اثیر میں صراحت ہے کہ ''مزّاء'' وہ شراب ہوتی ہے جس میں ترشی ہو۔ بعض نے نیم پختہ اور پختہ کھجور ملا کر نبیذ بنانے کو بھی مُزّاء کہا ہے۔ بہر حال جس صورت میں بھی کسی مشروب میں نشے کے اثرات آ جائیں اس کا استعمال جائز نہیں۔

٣٧٠٩- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٠ من حديث قتادة به، وسنده ضعيف * قتادة عنعن، وحديث النسائي: ٥٥٧٣ يغني عنه.

(المعجم ١٠) - **بَابٌ: فِي صِفَةِ النَّبِيذِ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-نبیذ کا بیان

٣٧١٠- حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عنِ السَّيْبَانِيِّ، عنْ عَبْدِ الله ابنِ الدَّيْلَمِيِّ، عنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَإِلَى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: «إِلَى الله وَإِلَى رَسُولِهِ»، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَا نَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: «زَبِّبُوهَا»، قُلْنَا: مَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ؟ قَالَ: «انْبِذُوهُ عَلَى غَدَائِكُم، وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُم، وَانبِذُوهُ عَلَى عَشَائِكُم وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُم، وَانْبِذُوهُ فِي الشِّنَانِ وَلَا تَنْبِذُوهُ فِي الْقُلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا».

٣٧١٠- جناب عبداللہ بن (فیروز) الدیلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں' کہاں سے آئے ہیں اور کس کے پاس آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی طرف آئے ہو اور اس کے رسول کی طرف۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں انگور ہوتے ہیں ہم ان کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''انہیں خشک کر کے زبیب یعنی کشمش بنا لیا کرو۔'' ہم نے عرض کیا: ہم (زبیب) کشمش کا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کے وقت بھگو دیا کرو اور رات کو پی لیا کرو۔ اور رات کو بھگو رکھا کرو اور صبح کو پی لیا کرو اور نبیذ مشکیزوں میں بنایا کرو' مٹکوں میں نہیں' تحقیق اسے نچوڑنے میں جب تاخیر ہو جاتی ہے تو یہ سرکہ بن جاتی ہے۔''

فائدہ: اصل نبیذ جو حلال ہے وہی ہے جس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آ گئی ہے۔ یعنی خشک پھل کے گودے کا پانی میں ملا کر بنایا ہوا مشروب' آپ کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ اصل اور حلال نبیذ بغیر اُبالے یا دھوپ میں رکھے استعمال ہوتی تھی اور بنائے جانے کے بعد اتنے وقت کے اندر کہ اس میں تخمیر یا ترشی پیدا ہونے کا عمل بھی شروع نہ ہوتا تھا۔ یہی مشروب زیادہ دیر رکھ کر اور نشہ آور بنا کر پینے والے اسے بھی نبیذ ہی کہتے ہیں۔ بعض فقہا نے اسی طرح کے مشروب کو بھی حلال قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک خمر وہی شراب ہے جو انگور کے رس سے بنائی جاتی ہے۔ ان کے خیال میں باقی سب مشروب حلال ہیں۔ امام ابوداود ؒ نے اس باب میں اصل نبیذ کا تعارف' اصل نبیذ کی کیفیت اور بننے کے بعد اس کے استعمال کے لیے وقت کی زیادہ سے زیادہ کیا حد ہے' سب کچھ تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے ان احادیث کے ذریعے واضح کر دیا ہے کہ انگور کے رس کے علاوہ دوسرے پھلوں کے

٣٧١٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب ذكر ما يجوز شربه من الأنبذة وما لا يجوز، ح: ٥٧٣٩ عن عيسى بن محمد به.

گودے سے بنایا جانے والا مشروب جب اس میں تخمیر کا عمل شروع ہو جائے یا اس عمل کے آغاز کے لیے اس میں خامرے شامل ہو جائیں تو وہ حرام ہے۔

٣٧١١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى قالَ: حدَّثني عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ الثَّقَفِيُّ عنْ يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عنِ الْحَسَنِ، عنْ أُمِّهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُولِ الله ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوكَأُ أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ، يُنْبَذُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَيُنْتَبذُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً.

٣٧١١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی جس کے اوپر کے دہانے کو دھاگے سے باندھ دیا جاتا اور اس کے نیچے کی طرف سوراخ تھے۔ صبح کے وقت بھگویا جاتا تو آپ اسے عشاء کے وقت نوش فرما لیتے اور رات کو بھگویا جاتا تو آپ صبح کو پی لیا کرتے۔

٣٧١٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: أخبرنا المُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ شَبِيبَ بنَ عَبْدِ المَلِكِ يُحَدِّثُ عنْ مُقَاتِلِ بنِ حَيَّانَ قالَ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي عَمْرَةُ عنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تُنْبِذُ لِرَسُولِ الله ﷺ غُدْوَةً فإذَا كانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عَشَائِهِ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ أَوْ فَرَغْتُهُ ثُمَّ تُنْبَذُ لَهُ بالْلَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغَدَّىٰ فَشَرِبَ عَلَى غَدَائِهِ، قالَتْ: نَغْسِلُ السِّقَاءَ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، فقالَ لَهَا أبي: مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قالَتْ: نَعَمْ.

٣٧١٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے صبح کے وقت نبیذ بھگو رکھتیں۔ پس جب شام ہوتی اور آپ رات کا کھانا کھاتے تو اسے پی لیتے۔ اگر کچھ بچ جاتا تو میں اسے گرا دیتی تھی۔ پھر رات کے وقت بھگو رکھتی، جب صبح ہوتی اور آپ کھانا کھاتے تو اس وقت پی لیتے۔ بیان کیا کہ ہم مشکیزے کو صبح شام دھوتے تھے۔ میرے والد (حیان) نے عمرہ سے کہا: کیا ایک دن میں اسے دو دفعہ دھویا جاتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

٣٧١٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ:

٣٧١٣- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ

٣٧١١- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٥ عن محمد ابن المثنى به.

٣٧١٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٢٤ من حديث المعتمر به.

٣٧١٣- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب إباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرًا، ح: ٢٠٠٤ من حديث أبي معاوية الضرير به.

حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عنِ الأَعْمَشِ، عنْ أبي عُمَرَ يَحْيَى بن عبيد الْبَهْرَانِيِّ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ الزَّبِيبُ فَيَشْرَبُهُ الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَبَعْدَ الْغَدِ إِلَى مَسَاءِ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ يَأْمُرُ بِهِ فَيُسْقَى الْخَدَمُ أَوْ يُهَرَاقُ.

نبی ﷺ کے لیے کشمش کی نبیذ بنائی جاتی تھی تو آپ اسے اس دن، اگلے دن اور اس سے اگلے دن یعنی تیسرے دن کی شام تک استعمال کرتے تھے، پھر آپ حکم دیتے کہ خادموں کو پلا دی جائے یا گرا دی جائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَمَعْنَى يُسْقَى الْخَدَمُ يُبَادَرُ بِهِ الْفَسَادُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خادموں کو پلانے سے مقصود یہ ہے کہ خراب ہونے سے پہلے پہلے اسے استعمال کر لیا جائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عُمَرَ يَحْيَى بنُ عُبَيْدٍ الْبَهْرَانِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سند میں مذکور ابوعمر کا نام یحییٰ بن عبید البہرانی ہے۔

فائدہ: نبیذ سردیوں میں تین دن تک اور گرمیوں میں صرف ایک دن قابل استعمال ہوتی ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي شَرَابِ الْعَسَلِ (التحفة ١١)

باب:١١- شہد پینے کا بیان

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کتاب الاشربہ کے ابتدا میں باب الخمر مما هي میں حدیث نمبر ٣٦٧٦ لائے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا گیا کہ شہد سے بھی شراب تیار کی جاتی ہے۔ اس سے اگلے باب میں حدیث نمبر ٣٦٨٢ اور بعد میں حدیث نمبر ٣٦٨٤ میں بتایا گیا ہے کہ ''بتع'' وہ شراب ہے جو شہد سے تیار کی جاتی تھی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ چاہے کسی چیز سے بنی ہو، ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ موجودہ باب سے پہلے حلال نبیذ کے بارے میں احادیث لائی گئی ہیں اور اس باب میں شہد کو بطور مشروب استعمال کرنے اور شہد سے بنے ہوئے مشروب کی حلت بیان کی گئی ہے، اس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ حرمت کا اصل سبب مشروب کا نشہ آور ہونا ہے۔ اگر نشہ آور نہ ہوں تو ان تمام اشیاء سے بنے ہوئے مشروب حلال ہیں جن سے خمر بنائی جاتی ہے۔

٣٧١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

٣٧١٤- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

٣٧١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطلاق، باب: ﴿لم تحرم ما أحل الله لك﴾، ح: ٥٢٦٧، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٢٢١.

حَنْبَلٍ قالَ: أخبرنا حَجَّاجُ بنُ مُحمَّدٍ قالَ: قالَ ابنُ جُرَيْجٍ عنْ عَطَاء أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بنَ عُمَيْرٍ قالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَيَّتُنَا مَا دَخلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُنَّ فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ»، فَنَزَلَتْ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ تَبْتَغِى﴾ إِلَى ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ﴾ [التحريم: ٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ ٱلنَّبِىُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَٰجِهِۦ حَدِيثًا﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا».

ہیں کہ نبی ﷺ (معمول کے مطابق ازواج مطہرات کے ہاں چکر لگاتے تو) حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ہاں رکتے اور ان کے ہاں سے شہد نوش فرمایا کرتے۔ تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی ﷺ تشریف لائیں تو وہ کہے کہ میں آپ سے مغافیر (جنڈی کے رس) کی بو محسوس کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس آئے تو اس نے یہ بات کہہ دی۔ تو آپ نے فرمایا: ''(نہیں) میں نے تو زینب کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ ہرگز نہیں پیوں گا۔'' چنانچہ سورۂ تحریم کی یہ آیات نازل ہو گئیں۔ ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ...... إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ (اس کا) اشارہ عائشہ اور حفصہ ؓ کی طرف ہے اور ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ ''اور جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے رازدارانہ بات کی۔'' تو یہ راز وہی تھا جو آپ نے کہا تھا کہ ''بلکہ میں نے شہد پیا ہے۔''

٣٧١٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عنْ هِشَامٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ - فَذَكَرَ بَعْضَ هٰذَا الْخَبَرِ - وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ يُوجَدَ مِنْهُ الرِّيحُ

۳۷۱۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میٹھا اور شہد بہت پسند تھا... اور مذکورہ بالا قصے کا کچھ حصہ بیان کیا... (اور کہا کہ) رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت گراں محسوس ہوتی تھی کہ آپ سے کوئی ناگوار بو آئے۔

وفي الْحَدِيثِ قالَتْ سَوْدَةُ: بَلْ أَكَلْتَ

اس حدیث میں ہے کہ حضرت سودہ ؓ نے کہا: بلکہ

٣٧١٥- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الباذق، ومن نهى عن كل مسكر من الأشربة... الخ، ح: ٥٥٩٩، ومسلم، الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق، ح: ١٤٧٤ من حديث أبي أسامة به.

مَغَافِيرَ قالَ: «بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا سَقَتْنِي حَفْصَةُ» فَقُلْتُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ: نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

آپ نے مغافیر (جنڈی کا رس) پیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں) بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے جو مجھے حفصہ نے پلایا ہے۔'' تو میں نے کہا: (شاید) شہد کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ (عُرفط) ایک بوٹی کا نام ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: المَغَافِيرُ: مُقْلَةٌ وَهِيَ صَمْغَةٌ. وَجَرَسَتْ: رَعَتْ وَالْعُرْفُطُ: نَبْتٌ مِنْ نَبْتِ النَّحْلِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''مغافیر'' ایک طرح کی گوندسی ہوتی ہے۔ اور ''جرست'' کے معنی ہیں ''اس نے چوسا ہوگا اور ''عُرفُط'' ایک بوٹی ہوتی ہے جس پر شہد کی مکھی بیٹھتی ہے۔

فوائدومسائل: ① شہد اللہ تعالیٰ کی عظیم جامع نعمتوں میں سے ہے اور بے شمار بیماریوں کا تریاق ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل:٦٩) ''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔'' ② کسی بھی حلال چیز کو اپنے لیے حرام قرار دے لینا نبی ﷺ کے لیے بھی جائز نہ تھا۔ ③ مذکورہ بالا اور اس قسم کے دیگر واقعات میں ازواج نبی ﷺ کی آپس میں کشاکش اس بات کی تصریح ہے کہ وہ اس دنیا کی مخلوق تھیں' معاشرتی زندگی کے حوالے سے ان کے جذبات فطری تھے۔ وہ معصوم عن الخطا نہ تھیں۔ مگر اللہ عزوجل نے انہیں نبی ﷺ کی دل بستگی اور اشاعت دین کے لیے منتخب فرما لیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کی یہ پرزور تمنا اور انتہائی کوشش ہوتی تھی کہ جس طرح بھی بن پائے وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی الفت ومحبت اور التفات کا زیادہ سے زیادہ حصہ وصول کر لے اور یہ عین ایمان بھی ہے۔ اس صورت حال میں اس انداز کے معمولی جھول نظر انداز کر دینے کے لائق تھے اور ہیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا تنبیہ بھی کی گئی۔ ان ازواج مطہرات کا جو قلبی وقالبی ربط وضبط رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: ﴿يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الاحزاب:٣٢) ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو۔'' اور نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَ لَآ أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَّ لَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ﴾ (الاحزاب:٥٢) ''اے نبی! آپ کے لیے ان بیویوں کے بعد اور کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ ان کے بدلے کوئی اور لا سکتے ہیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے' ہاں لونڈیاں جائز ہیں۔'' انہی فضائل کی بنا پر یہ امت کی مائیں قرار دی گئی ہیں۔ رضی اللہ تعالی عنھن وارضاھن.

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي النَّبِيذِ إِذَا غَلَى (التحفة ١٢)

باب:١٢- نبیذ میں جب تیزی (تخمیر) آ جائے

٣٧١٦- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ قالَ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ خَالِدٍ قالَ: أخبرنا زَيْدُ بنُ وَاقِدٍ عن خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُسَيْنٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطْرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَّاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِهِ، فَإِذَا هُوَ يَنِشُّ، فقَالَ: «اضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطَ؛ فَإِنَّ هٰذَا شَرَابُ مَنْ لا يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ».

٣٧١٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھا کرتے ہیں، چنانچہ (ایک روز) میں آپ کے لیے افطار کے وقت نبیذ لے آیا جو میں نے کدو کے برتن میں بنائی تھی اور اس میں خمیر اٹھا ہوا تھا (وہ جوش مار رہی تھی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اس دیوار پر دے مار، بلاشبہ یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

فائدہ: نبیذ حلال اور طیب مشروب ہے، لیکن اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کا پینا حرام ہوگا۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الشُّرْبِ قَائِمًا (التحفة ١٣)

باب:١٣- کھڑے ہو کر پینا

٣٧١٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

٣٧١٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کسی بھی شخص کو کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی تلقین ہے، پانی بھی حتی الامکان بیٹھ کر ہی پینا چاہیے۔ یہ نہی تنزیہی ہے اور بلا وجہ کھڑے ہو کر پینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ اس موضوع میں کئی احادیث آئی ہیں ان تمام کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام آرام سے بیٹھ کر پینے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا البتہ اگر ضرورت ہو تو کھڑے ہو کر پینا بھی جائز ہے، جیسے اگلی روایت سے واضح ہوتا ہے لیکن اسے معمول نہیں بنایا جا سکتا۔

٣٧١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَىٰ عَنْ مِسْعَرِ بنِ كِدَامٍ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن النَّزَّالِ بنِ

٣٧١٨- جناب نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور کھڑے ہو کر پیا، پھر کہا: تحقیق کچھ لوگ اس کو مکروہ سمجھنے لگے ہیں حالانکہ میں

٣٧١٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الأشربة، باب تحريم كل شراب أسكر كثيره، ح: ٥٢١٣ عن هشام ابن عمار به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٤٠٩ * ورواه قزعة بن يحيى عن أبي هريرة به (الدارقطني: ٤/ ٢٥٢).

٣٧١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في الشرب قائمًا، ح: ٢٠٢٤ من حديث هشام به.

٣٧١٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب قائمًا، ح: ٥٦١٥ من حديث مسعر بن كدام به.

سَبْرَةَ؛ أَنَّ عَلِيًّا دَعَا بِمَاءٍ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رِجَالًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَفْعَلَ هٰذَا، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ مِثْلَ مَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ.

نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس طرح کر لیا کرتے تھے جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے۔ (یعنی کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔)

فائدہ: جامع ترمذی کی ایک حدیث جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے' اس میں ہے کہ ''حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں گئے' گھر میں مشکیزہ لٹک رہا تھا تو آپ نے اس سے کھڑے کھڑے پانی نوش فرمایا...... پھر میں نے اس مشکیزے کے منہ کا وہ حصہ (جس سے آپ علیہ السلام کا دہن مبارک مس ہوا تھا) کاٹ کر رکھ لیا۔ (جامع الترمذی' الأشربة' حدیث:١٨٩٢) اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ مشکیزے کو منہ لگا کر پینے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے اس سے روکا ہے لیکن یہ نہی نہی تحریمی نہیں' اسے معمول بنائے بغیر ضرورت کے وقت ایسا کیا جا سکتا ہے جس طرح اگلی حدیث میں وارد ہوا۔ آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ مسند احمد میں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد:٦/٣٧٦) نیز سفر حج میں بھی نبی ﷺ نے زمزم کھڑے ہو کر پیا تھا۔ (صحیح البخاری' الحج' حدیث:١٦٣٧)

(المعجم ١٤) - بَابُ الشَّرَابِ مِنْ فِي السِّقَاءِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینا

٣٧١٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: أخبرنا قَتَادَةُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ وَعَنْ رُكُوبِ الْجَلَّالَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ.

٣٧١٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پیا جائے اور گندگی کھانے والے جانور پر سواری کی جائے اور ایسا جانور کھایا جائے جس کو باندھ کر نشانہ مارا گیا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اَلْجَلَّالَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پاخانہ کھاتا ہو۔ (یعنی جس کی یہ عادت ہو۔)

فوائد و مسائل: ① مشکیزے کے منہ سے یا ئل کو منہ لگا کر براہ راست پینا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ علماء نے کہا ہے

٣٧١٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ١٨٢٥، والنسائي، ح: ٤٤٥٣ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٣، والحاكم على شرط البخاري: ٢/ ٣٤، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

کہ یہ صرف اس صورت میں ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو تو براہِ راست پینے کا جواز ثابت ہو سکتا ہے۔ انہوں نے یہ رائے بھی نقل کی ہے کہ مشکیزہ لٹکا ہوا ہو۔ اسے اتارا نہ جا سکتا ہو یا برتن میسر ہی نہ ہو اور ہتھیلی سے پینا بھی ممکن نہ ہو تو اس صورت میں مشکیزے سے براہ راست پینے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری' کتاب الاشربة' باب الشرب من فم السقاء) مشکیزے کے خراب ہونے کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ مشکیزے میں یا اُن میں کوئی موذی چیز داخل ہو گئی ہو اور پینے والے کو اس کی خبر بھی نہ ہو اور پھر اذیت اٹھائے۔ ② گندگی کھانے والے جانور کا دودھ' گوشت اور اس کی سواری سب منع ہیں۔ ذبح کرنا ہو تو پہلے کم از کم تین دن تک باندھ کر رکھا جائے۔ (ارواء الغلیل' روایت: ۲۵۰۵) ③ کسی مملوکہ جانور کو نشانہ مار کر قتل کرنا حرام ہے الا یہ کہ وہ وحشی بن جائے اور شکار کے حکم میں آ جائے تو جائز ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- مشک کا منہ الٹ کر اس سے پینا

٣٧٢٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَالله بنَ عَبْدِ الله عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن اخْتِنَاثِ الأَسْقِيَةِ.

۳۷۲۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مشکیزوں کا منہ الٹ کر ان سے پیا جائے۔

فائدہ: اس سے اگلی حدیث (۳۷۲۱) میں اس کے جواز کا بیان ہے، لیکن وہ روایت سنداً ضعیف ہے، اس لیے ممانعت ہی کو ترجیح ہے۔ تاہم یہ ممانعت بطور تنزیہی ہی ہے جیسا کہ اس سے پہلے حدیث (۳۷۱۹) کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔

٣٧٢١- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قالَ: أخبرنا عَبْدُ الأَعْلَى قالَ: أخبرنا عُبَيْدُالله ابنُ عُمَرَ عَنْ عِيسَى بنِ عَبْدِ الله رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، عنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فقالَ: «اخْنِثْ فَمَ الإِدَاوَةِ» ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيهَا.

۳۷۲۱- عیسیٰ بن عبداللہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی ﷺ نے مشکیزہ منگوایا پھر فرمایا: ''اس کا منہ الٹاؤ۔'' پھر آپ نے اس کے منہ سے (منہ لگا کر پانی) پیا۔

٣٧٢٠- **تخريج**: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٣ من حديث سفيان ابن عيينة، والبخاري، الأشربة، باب اختناث الأسقية، ح: ٥٦٢٥ من حديث الزهري به.

٣٧٢١- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ١٨٩١ من حديث عبدالله بن عمر العمري به * عيسى بن عبدالله لم يوثقه غير ابن حبان، وتلميذه العمري ضعيف عن غير نافع.

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: فِي الشُّرْبِ مِن ثُلْمَةِ الْقَدَحِ** (التحفة ١٦)

باب:١٦- پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینا

٣٧٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني قُرَّةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله ابنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ.

۳۷۲۲- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پیا جائے یا مشروب میں پھونک ماری جائے۔

[قَالَ أَحْمَدُ بنُ حَزْمٍ: قَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ ابْنُ الأَعْرَابِيِّ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: قُرَّةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيوِيلَ بنِ كَاسِرِ المُدِّ، وَكَاسِرُ المُدِّ: كَانَ كَسَرَ المُدَّ عَلَى سُلْطَانٍ فَسُمِّيَ بِه].

[احمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید بن اعرابی نے بیان کیا کہ مجھے امام ابوداود ؒ سے قرۃ بن عبدالرحمٰن بن حیویل بن کاسر المد کی بابت یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں (کاسر المد) "مد توڑنے والا" اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں مد توڑ دیا تھا' تو اسی وجہ سے انہیں اسی نام سے پکارا جانے لگا۔]

فوائد ومسائل: ① حدیث میں قوسین والے الفاظ صاحب بذل المجہود نے حاشیے میں ذکر کرتے ہوئے ان کی بابت لکھا ہے کہ سنن ابوداود کے بعض نسخوں میں یہ موجود ہیں' ہم نے عوام کے استفادے کے لیے انہیں تحریر کر دیا ہے۔ ② پیالے یا پلیٹ میں ٹوٹی ہوئی جگہ کی بالعموم کما حقہ صفائی نہیں ہوتی ہے' اس لیے ہوسکتا ہے کہ وہ جگہ ہونٹوں کو زخمی کر دے یا پیتے وقت مشروب ہونٹوں سے باہر گرنے لگے جو کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے ہی پانی' چائے' دودھ یا دوسری خوراک میں پھونک مارنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر دم کے لیے پھونک مارنے میں اختلاف ہے کچھ علماء عموم کے تحت اسے بھی ناجائز کہتے ہیں جب کہ کچھ علماء کا موقف ہے کہ دم میں سورۂ فاتحہ اور مسنون دعائیں پڑھنے کی وجہ سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے' اس لیے دم کر کے پھونک مارنا جائز ہے۔ (تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو' ہفت روزہ الاعتصام' لاہور یکم اگست' ۲۰۰۳' جلد: ۵۵' شمارہ: ۳) خیال رہے کہ علمائے کرام کا اس قسم کی احادیث میں ان منہیات کو "نہی تنزیہی یا مکروہ تنزیہی" کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگر کبھی ایسا ہو جائے تو اس کے مرتکب کو مرتکب کبیرہ نہ سمجھا جائے۔ ارشاد رسول ﷺ بہر حال واجب التعمیل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اسے لایعنی جانتے یا تحقیر کرتے ہوئے عمداً

٣٧٢٢_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٦٦.

مخالفت کرے' تو یہ کفر ہے۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ:** فِي الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷-سونے چاندی کے برتن میں (کھانا) پینا

٣٧٢٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنِ الْحَكَمِ، عن ابنِ أبي لَيْلَى قالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فقالَ: إنِّي لَمْ أَرْمِهِ بِهِ إِلَّا أَنِّي قَدْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ، وَإِنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَىٰ عنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَعَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَقالَ: «هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ».

۳۷۲۳-جناب ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ ؓ مدائن میں تھے' انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں پانی لے آیا۔ تو انہوں نے اسے پھینک مارا اور پھر کہا: میں نے اسے بلاوجہ نہیں پھینکا بلکہ میں اس کو اس سے پہلے منع کر چکا ہوں' مگر یہ باز نہیں آیا۔ اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے حریر و دیباج سے منع فرمایا ہے (حریر عام ریشم اور دیباج باریک ریشم کو کہتے ہیں) اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے روکا ہے اور فرمایا ہے: ''یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔''

فائدہ: ریشم اور سونا بطور زیور اور لباس عورتوں کے لیے حلال ہیں' مردوں کے لیے صرف چاندی مباح ہے جبکہ سونا اور ریشم حرام ہیں۔ سونے چاندی کے برتن سبھی کے لیے حرام ہیں۔ اسی طرح ریشمی بچھونا بھی مردوں کے لیے بالاتفاق حرام ہے اور عورتوں کے لیے بعض لوگ حلال سمجھتے ہیں بعض حرام۔ (فتح الباری' اللباس' باب افتراش الحریر) لیکن احتیاط ہی بہتر ہے۔

(المعجم ١٨) - **بَابٌ:** فِي الكَرْعِ (التحفة ١٨)

باب:۱۸-زمین کے کسی حصے میں جمع شدہ صاف پانی منہ لگا کر پینا

٣٧٢٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بْنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قالَ: حدَّثني

۳۷۲۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے ایک صحابی کے ساتھ ایک انصاری

٣٧٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، ح: ٥٦٣٢ عن حفص بن عمر، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء . . . الخ، ح: ٢٠٦٧ من حديث شعبة به.

٣٧٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب الكرع في الحوض، ح: ٥٦٢١ من حديث فليح بن سليمان، وابن ماجه، ح: ٣٤٣٢ من حديث يونس بن محمد به.

فُلَيْحٌ عَنْ سَعِيدِ بنِ الْحَارِثِ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنٍّ وَإِلَّا كَرَعْنَا؟» قَالَ: بَلٰى، عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ.

کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اپنے باغ میں پانی لگا رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہے جو رات بھر مشکیزے میں ہو (تو لے آؤ) ورنہ ہم کنوئیں کے حوض میں جمع شدہ پانی ہی منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔'' اس نے کہا: ہاں، میرے پاس مشکیزے میں رات کا پانی موجود ہے۔

فائدہ: [کرع] کے متعدد معانی ہیں، [کراع] انسان کی پنڈلی یا جانور کے اگلے پچھلے پاؤں کے اوپر گھٹنے تک کے حصے کو کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن التین کے حوالے سے ابوعبدالملک سے نقل کیا ہے کہ اس کے معنی ''دونوں ہاتھوں سے پانی پینا ہیں'' ابن التین نے اسے اہل لغت کے خلاف قرار دیا ہے لیکن [کراع] کے اصل معنی کے حوالے سے یہ مفہوم غلط نہیں۔ [کراع الارض] زمین کے کنارے کو کہتے ہیں جہاں گہرا ہونے کی وجہ سے بارش وغیرہ کا صاف پانی جمع ہو جاتا ہے۔ [کراع] پہاڑ یا پتھریلے میدانوں سے نکلنے والے پانی کو بھی کہتے ہیں۔ [کَرِعَ القوم] یا [اَکْرَعَ القوم] کے معنی ہیں کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا جمع شدہ پانی مل گیا جو انہوں نے استعمال کیا۔ (لسان العرب: کرع) یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انصاری سے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو رات بھر سے مشکیزے میں ہے (تو لے آؤ) ورنہ ہم حوض سے جمع شدہ پانی پی لیتے ہیں۔'' [کَرَع] کے ایک معنی برتن یا ہاتھ استعمال کیے بغیر جانوروں کی طرح منہ سے پانی پینا بھی ہیں۔ بہت سے مترجمین نے اس حدیث کا ترجمہ اسی طرح کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ریاض الصالحین (باب جواز الشرب من جميع الاواني......) میں اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں، اس لیے اسے بھی غلط نہیں کہا جا سکتا اور اس مفہوم کے اعتبار سے بوقت ضرورت اس طرح پانی پینے کے جواز کا اثبات ہوتا ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي السَّاقِي مَتَى يَشْرَبُ (التحفة ١٩)

باب:١٩-(لوگوں کو) پلانے والا کب پیے؟

٣٧٢٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ، عَنْ

٣٧٢٥- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قوم کو پلانے والا

٣٧٢٥- تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٤ من حديث شعبة به، وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٨١، والترمذي، ح: ١٨٩٤ وغيرهما.

عَبْدِ الله بنِ أَبِي أَوْفَى؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا».

سب سے آخر میں پیے۔"

٣٧٢٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مَالِكٍ، عنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَنسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ، فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الأَعْرَابِيَّ وَقَالَ: «الأَيْمَنَ فَالأَيْمَنَ».

۳۷۲۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کو دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملایا گیا تھا۔ اور آپ کی دائیں جانب ایک دیہاتی تھا اور بائیں جانب ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے دودھ پیا' پھر اس دیہاتی کو دے دیا اور فرمایا: "داہنے والا' پھر داہنے والا۔"

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ ساقی خود آخر میں پیے۔ اور جسے مجلس میں دودھ وغیرہ پیش کیا جائے وہ اوروں کی طرف بڑھائے تو دائیں طرف والے کو دے اور پھر اسی طرح آگے پیش کیا جائے۔

٣٧٢٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنْ أَبِي عِصَامٍ، عنْ أَنسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلاثًا، وَقَالَ: «هُوَ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ».

۳۷۲۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب پیتے تو تین سانس لیتے اور فرماتے: "یہ (انداز) پیاس خوب بجھاتا ہے' ہضم کو قوت دیتا ہے اور تندرستی کا باعث ہے۔"

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ وَالتَّنَفُّسِ فِيهِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- پانی میں پھونک مارنا اور برتن میں سانس لینا

٣٧٢٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قَالَ: حدثنا ابنُ عُيَيْنَةَ عنْ

۳۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا اس

٣٧٢٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب: الأيمن فالأيمن في الشرب، ح:٥٦١٩، ومسلم، الأشربة، باب استحباب إدارة الماء واللبن ونحوهما على يمين المبتدىء، ح:٢٠٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٢٦.

٣٧٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب كراهة التنفس في نفس الإناء . . . الخ، ح:٢٠٢٨ من حديث هشام به، ورواه البخاري، ح:٥٦٣١ من حديث أنس به

٣٧٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأشربة، باب ماجاء في كراهية النفخ في الشراب، ح:١٨٨٨، وابن ماجه، ح:٣٤٢٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وله شواهد كثيرة.

عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَنَفَّسَ فِي الإِنَاءِ أَوْ يُنْفَخَ فِيهِ.

میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ① افضل یہ ہے کہ انسان تین سانس میں پیے اور برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لے۔ ② کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنا بھی جائز نہیں۔ اگر کھانا یا مشروب زیادہ گرم ہو تو انتظار کر لے اور ٹھنڈا کر کے کھائے پیے۔ اسی طرح اگر کوئی تنکا وغیرہ اس میں گر پڑا ہو تو ہاتھ سے نکال لے، پھونک نہ مارے۔ ③ بعض علماء تبرک کے لیے قرآن کریم یا کوئی دعا پڑھ کر دم کرنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اور مسنون ادعیہ پڑھنے سے اس میں کچھ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے وہ دم کر کے پھونک مارنے کو ممنوع نفخ میں شامل نہیں کرتے' بلکہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (تفصیل کے لیے حدیث نمبر ۳۷۲۲ کے فوائد ومسائل دیکھیں۔)

٣٧٢٩- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَبِي فَنَزَلَ عَلَيْهِ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ طَعَامًا فَذَكَرَ حَيْسًا أَتَاهُ بِهِ، ثُمَّ أَتَاهُ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ، فَنَاوَلَ مَنْ عَلَى يَمِينِهِ فَأَكَلَ تَمْرًا فَجَعَلَ يُلْقِي النَّوَى عَلَى ظَهْرِ [أُصْبُعَيْهِ] السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، فَلَمَّا قَامَ قَامَ أَبِي فَأَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهِ، فَقَالَ: ادْعُ اللهَ لِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ».

٣٧٢٩- حضرت عبداللہ بن بسر ؓ جو قبیلہ بنی سلیم سے ہیں' کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں تشریف لائے اور کچھ دیر ٹھہرے۔ میرے والد نے آپ کو کھانا پیش کیا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ کھانا حیس (ایک خاص قسم کا کھانا جو کھجور' پنیر' گھی اور آٹے وغیرہ کا مرکب ہوتا ہے) تھا جو لایا گیا۔ پھر وہ مشروب لائے جو آپ نے نوش فرمایا' پھر اپنے دائیں طرف والے کو دے دیا' اور آپ نے کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں اپنی انگشت شہادت اور ساتھ والی انگلی کی پشت پر رکھتے گئے۔ پھر جب آپ وہاں سے اٹھے تو میرے والد نے اٹھ کر آپ کی سواری کی لگام تھام لی اور عرض کیا کہ میرے لیے اللہ سے دعا فرمائیں' تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ] ''اے اللہ! جو تو نے انہیں عنایت فرمایا ہے اس میں انہیں برکت دے' ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل کر۔''

٣٧٢٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب وضع النوى خارج التمر . . . الخ، ح:٢٠٤٢ من حديث شعبة به.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے واضح ہوا کہ نبی ﷺ نے کھائی ہوئی کھجوروں کی گٹھلیاں اسی برتن میں نہیں ڈالیں بلکہ علیحدہ رکھیں، کیونکہ نفیس طبائع پر یہ بات بہت ناگوار گزرتی ہے، تو اسی طرح پانی کے برتن میں سانس لینا بھی دوسروں کو برا لگتا ہے۔ ② مشروب پینے کے بعد آپ نے دائیں طرف والے کو دیا۔ ③ اصحاب فضل کی تکریم کرنا جس طرح میزبان نے رسول اللہ ﷺ کی تکریم کی' پسندیدہ بات ہے۔ ④ میزبان اپنے مہمان سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے۔ ⑤ کھانے کے بعد دعا کرنا سنت ہے اور جو دعا رسول اللہ ﷺ نے فرمائی وہی دعا کرنا افضل ہے۔

(المعجم ٢١) - باب مَا يَقُولُ إِذَا شَرِبَ اللَّبَنَ (التحفة ٢١)

باب: ٢١- دودھ پینے کی دعا

٣٧٣٠- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ زَيْدٍ؛ ح: وَحدثنا مُوسَى ابنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عنْ عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عنْ عُمَرَ بنِ حَرْمَلَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كُنْتُ في بَيْتِ مَيْمُونَةَ، فَدَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ وَمَعَهُ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ فَجَاؤُوا بِضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلٰى ثُمَامَتَيْنِ فَتَبَزَّقَ رَسُولُ الله ﷺ، فقَالَ خَالِدٌ إِخَالُكَ تَقْذُرُهُ يارَسُولَ الله؟ فَقَالَ: «أَجَلْ»، ثُمَّ أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَإِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِىءُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا

٣٧٣٠- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں میں (اپنی خالہ) ام المومنین حضرت میمونہ ؓ کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت خالد بن ولید ؓ بھی تھے۔ گھر والوں نے دو سانڈے بھُنے ہوئے پیش کیے جو دو لکڑیوں پر رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دیکھ کر) تھوک دیا تو حضرت خالد ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں" پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جو آپ نے نوش فرمالیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو یوں دعا کیا کرے [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ] "اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے عمدہ عطا فرما۔" اور جب اسے دودھ پلایا جائے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ] "اے اللہ! ہمیں

٣٧٣٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا أكل طعامًا، ح: ٣٤٥٥ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وقال: "حسن" * علي بن زيد ضعيف، وعمر بن حرملة مجهول فالسند ضعيف، وللحديث شاهد ضعيف في الصحيحة: ٢٣٢٠.

اللَّبَنُ».

اس میں برکت دے اور مزید عنایت فرما۔‘‘ دودھ کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے۔‘‘

قال أبو دَاوُدَ: هٰذَا لَفْظُ مُسَدَّدٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ الفاظ جناب مسدد کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے جیسا کہ (الصحیحة، حدیث: ۲۳۲۰) میں اس کی وضاحت ہے اور اسی طرح مسند احمد کے محققین نے بھی اسی رائے کو درست کہا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۱۴/ ۳۴۴، ۳۴۵) لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سانڈا حلال جانور ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا، البتہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کھانا پسند نہ تھا۔ ② عام مترجمین ’’ضب‘‘ کے معنی سوسمار اور گوہ کرتے ہیں، جو کسی طرح صحیح نہیں۔ ’’سانڈا‘‘ گھاس کھانے والا جانور ہے۔ جبکہ سوسمار یا گوہ مینڈک اور چھپکلیاں وغیرہ کھاتی ہے۔ گوہ کے لیے عرب میں جو نام ہے وہ ’’ورل‘‘ ہے۔ گوہ سانڈے سے بڑی ہوتی ہے۔ علمائے حیوانات لکھتے ہیں کہ ورل، ضب، اور وزغ (چھپکلی) شکل وشباہت میں قریب قریب ہوتے ہیں اور احادیث واضح کرتی ہیں کہ چھپکلی وغیرہ کو مار دینا چاہیے جبکہ ضب یعنی سانڈے کا کھانا جائز ہے، ورل (گوہ، سوسمار) کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ③ اللہ کی ہر ہر نعمت پر اس کا شکر کرنا واجب ہے، بالخصوص کھانے پینے اور دودھ کے بعد ماثور دعائیں پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي إِيكَاءِ الآنِيَةِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان

٣٧٣١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «أَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، وَاذْكُرِ

۳۷۳۱- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’اپنا دروازہ بند کر اور اللہ کا نام لے، بلاشبہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنا چراغ بجھا اور اللہ کا نام لے۔ اپنا برتن ڈھانپ کر رکھ خواہ اس میں کوئی لکڑی آڑے طور پر رکھ دے اور اللہ کا نام لے۔ اور اپنے مشکیزے کا تسمہ باندھ کر رکھ اور اللہ کا نام لے۔‘‘

٣٧٣١- تخريج: أخرجه البخاري، الأشربة، باب تغطية الإناء، ح: ٥٦٢٣، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء . . . الخ، ح: ٢٠١٢/ ٩٧ من حديث ابن جريج به.

اسْمَ الله، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ الله».

فوائد ومسائل: ① شیطان کی عداوت اور شرارت بہت مخفی اور مسلسل ہوتی ہے' اس کا مقابلہ اللہ کے نام ہی سے ممکن ہے، اس لیے مناسب مواقع پر مسنون دعائیں پڑھتے رہنا چاہیے بالخصوص معمول کے چھوٹے چھوٹے کاموں پر بسم اللہ کہنا اپنی عادت بنالینا چاہیے۔ ② حفظان صحت وغیرہ کے اصولوں کی پابندی کرنا فطرت ہے' لیکن اگر انسان سنن نبویہ پر عمل کرنے کی نیت سے یہ سب کچھ کرے تو یہ امور تقرب الٰہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے۔

٣٧٣٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ، وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ قَالَ: «فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ أَوْ بُيُوتَهُمْ».

٣٧٣٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (عبداللہ بن مسلمہ کی) یہ روایت مکمل نہیں ہے، فرمایا: ''شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا' نہ تسمہ اور بندھنا ہی کھول سکتا ہے اور نہ ڈھانپے ہوئے برتن کو ننگا کرسکتا ہے' (چراغ بجھا کر نہ سویا جائے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ) چوہیا لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالتی ہے۔'' (بتی کو گھسیٹ لے جاتی ہے اور اس طرح گھر میں آگ لگ جاتی ہے۔)

فائدہ: طبی طور پر ثابت ہے کہ رات کو روشنی بجھا کر سونا بہت زیادہ راحت اور سکون کا باعث ہوتا ہے۔ چراغ وغیرہ جلا کر سونے میں وہ ضرر ہے' جو حدیث میں بیان ہوا' بجلی یا گیس کے ہیٹر یا کوئلے کی انگیٹھی جلتی چھوڑ کر سو جانا بھی بہت مضر ہے۔ بہت سی خبریں سننے پڑھنے میں آئی ہیں کہ ان سے آگ لگ جاتی ہے اور کبھی لوگ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔

٣٧٣٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَفُضَيْلُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ السُّكَّرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شِنْظِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله، رَفَعَهُ، قَالَ: «وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُم

٣٧٣٣- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے مرفوعاً بیان کیا: ''عشاء کے وقت ...... اور جناب مسدد نے روایت کیا کہ ...... شام کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک کر رکھا کرو۔ اس وقت جن (زمین میں)

٣٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٩٢٨/٢، ٩٢٩.

٣٧٣٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣١٦ عن مسدد به، ورواه مسلم، ح: ٢٠١٢ من حديث عطاء به.

عِنْدَ الْعِشَاءِ»، وَقَالَ مُسَدَّدٌ: «عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً».

پھیل جاتے ہیں اور (بچوں کو) اچک لیتے ہیں۔"

فائدہ: شیطانی اثرات اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے مسنون اذکار کے ساتھ ساتھ اس مذکورہ حفاظتی تدبیر کا اہتمام کرنا بھی لازمی ہے۔

٣٧٣٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا أَبو مُعَاوِيَةَ قالَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عنْ أبي صَالِحٍ، عنْ جَابِرٍ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَسْقَى فقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا؟ قالَ: «بَلٰى»، قالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَشْتَدُّ فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ، فَقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَّا خَمَّرْتَهُ، وَلَوْ أنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُودًا».

٣٧٣٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک بار) ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ نے پانی طلب فرمایا، ایک شخص نے کہا: کیا ہم آپ کو نبیذ نہ پیش کریں؟ آپ نے فرمایا: "کیوں نہیں۔" چنانچہ وہ بھاگتا بھاگتا گیا اور ایک پیالہ لے آیا' اس میں نبیذ تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو نے اسے ڈھانپا کیوں نہیں؟ اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ لیتا۔"

قالَ أَبو دَاوُدَ: قالَ الأَصْمَعِيُّ تَعْرُضَهُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (امام لغت) اصمعی نے اس لفظ کو [تَعْرُضَهُ عَلَيْهِ] پڑھا ہے۔ (راء کے پیش کے ساتھ جبکہ دوسرے زیر سے پڑھتے ہیں۔)

فائدہ: کھانے پینے کی اشیاء کو جب کچھ دوری تک ادھر ادھر لے جانا ہو تو مناسب یہ ہے کہ ڈھانپ کر لے جایا جائے۔

٣٧٣٥- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ عنْ هِشَامٍ، عنْ أَبيهِ، عن عَائِشَةَ؛

٣٧٣٥- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے لیے میٹھا پانی سُقیا کے گھروں سے لایا جاتا تھا۔ قتیبہ نے کہا: "سُقیا" ایک چشمے کا نام تھا جو مدینے سے دو دن کی مسافت پر تھا۔

٣٧٣٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في شرب النبيذ وتخمير الإناء، ح: ٢٠١١ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الأشربة، باب شرب اللبن . . . الخ، ح: ٥٦٠٥ من حديث الأعمش به.

٣٧٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٠ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٣٨.

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوتِ السُّقْيَا. قَالَ قُتَيْبَةُ: هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَانِ.

فائدہ: صاف اور عمدہ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس کے لیے اہتمام رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جائز حدود میں رہتے ہوئے اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونا زہد کے خلاف نہیں البتہ ان نعمتوں کا شکر ضروری ہے۔ عجمی اور ہندی تصورات کے زیر اثر بعض صوفیا ان فطری نعمتوں سے گریزاں رہنے کو دین سمجھتے ہیں جبکہ یہ تصور درست نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٢٦) - كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ (التحفة ٢١)

کھانے سے متعلق احکام ومسائل

فائدہ: کھانے' پینے' پہننے اور سکن (رہائش) وغیرہ کے انسانی عادات پر مبنی مسائل میں اصل حلت ہے یعنی سب ہی حلال ہیں' سوائے ان چیزوں اور ان امور کے جن سے شریعت نے منع کر دیا ہو۔

(المعجم ١) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ (التحفة ١)

باب:١- دعوت قبول کرنے کا بیان

٣٧٣٦- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُم إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا».

٣٧٣٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو ولیمے کی دعوت دی جائے تو چاہیے کہ وہ اس میں حاضر ہو۔''

٣٧٣٧- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: «فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ».

٣٧٣٧- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی ذکر کیا اور مزید کہا: ''اگر روزہ نہ رکھا ہو تو کھانے میں شریک ہو جائے اور اگر روزے سے ہو تو (صاحب طعام کے لیے) دعا کرے۔''

٣٧٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قَالَ:

٣٧٣٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' رسول اللہ ﷺ

٣٧٣٦- تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب حق إجابة الوليمة والدعوة ... الخ، ح:٥١٧٣، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح:١٤٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٥٤٦.

٣٧٣٧- تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

٣٧٣٨- تخريج: أخرجه مسلم، من حديث عبدالرزاق به، وانظر، ح:٣٧٣٦، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٩٦٦٦.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنْ أَيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا دَعا أَحَدُكُم أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كانَ أَوْ نَحْوَهُ».

نے فرمایا: ''جب تمہیں تمہارا بھائی دعوت دے تو قبول کرنی چاہیے شادی (کا ولیمہ) ہو یا اس کی مانند کوئی اور۔''

فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کی خوشی میں شریک ہونا انتہائی فضیلت کا کام ہے۔

٣٧٣٩- حَدَّثَنَا ابنُ المُصَفَّى قالَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ قالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عن نَافِعٍ بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ.

٣٧٣٩- ابن المصفی نے کہا ہمیں بقیہ نے بیان کیا' اس نے کہا ہمیں زبیدی نے نافع سے بسند ایوب اسی کے ہم معنی روایت کیا۔

٣٧٤٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عنْ أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

٣٧٤٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے دعوت دی گئی ہو اسے چاہیے کہ قبول کرلے پھر اگر چاہے تو کھانا کھالے اور اگر چاہے تو نہ کھائے۔''

٣٧٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال: أَخْبَرَنَا دُرُسْتُ بنُ زِيَادٍ عن أَبَانَ بنِ طَارِقٍ، عن نَافِعٍ قالِ: قال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى الله وَرَسُولَهُ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا».

٣٧٤١- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے دعوت دی گئی اور اس نے اسے قبول نہ کیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی' اور جو شخص بن بلائے کسی دعوت میں جا پہنچا' تو وہ ان میں چور بن کر داخل ہوا اور لٹیرا بن کر نکلا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبَانُ بنُ طَارِقٍ مَجْهُولٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: (راوی) ابان بن طارق مجہول ہے۔

٣٧٣٩_ تخريج: أخرجه مسلم من حديث بقية به، انظر، ح: ٣٧٣٦.

٣٧٤٠_ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح: ١٤٣٠ من حديث سفيان به.

٣٧٤١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٨ من حديث أبي داود به * درست بن زياد ضعيف، وشيخه مجهول كما قال أبوداود.

٣٧٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَها الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ المَسَاكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى الله وَرَسُولَهُ.

٣٧٤٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ سب سے برا ولیمہ وہ ہے جس میں اغنیاء اور امیروں کو بلایا جائے اور مساکین اور فقیروں کو چھوڑ دیا جائے اور جو دعوت میں نہیں آیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ شرعی دعوتوں کا اہتمام کرنا' انہیں قبول کرنا اور ان میں حاضر ہونا انتہائی تاکیدی عمل ہے۔ بغیر اس استثناء کے کہ دعوت دینے والا کون ہے؟ لہٰذا شرعی عذر کے بغیر ان سے پیچھے رہنا قطعاً روا نہیں جو ایک اعتبار سے تکبر میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی اغنیاء کی دعوت قبول کرنا اور فقراء سے اعراض کرنا بھی بہت بڑا عیب ہے۔ نیز اہم شرط یہ ہے کہ ان دعوتوں میں شرعی امور وآداب کی پابندی' اخوت وحب اسلامی کا اظہار اور اکرام مسلم مقصود ہو۔ ریا' شہرہ' صرف اغنیاء اور امراء کو جمع کرنا' فقراء کو اہمیت نہ دینا' اسراف وتبذیر اور دیگر شرعی مخالفتوں کا ارتکاب ان دعوتوں کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ جن میں شرکت جائز نہیں۔ علاوہ ازیں اس طرح کی دعوت میں شریک ہونے والا بھی محض لذت کام ودہن کو اپنا مطمح نظر نہ بنائے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي اسْتِحْبَابِ الْوَلِيمَةِ لِلنِّكَاحِ (التحفة ٢)

باب:٢- نکاح کے موقع پر ولیمہ کرنا مستحب ہے

فائدہ: [ولیمہ] لغت میں "وَلَم" سے ماخوذ ہے جس کا معنی جمع ہونا ہے۔ چونکہ یہ دعوت زوجین کے اکٹھے اور جمع ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے تو اسی لیے اسے "ولیمہ" کہا جاتا ہے۔ ویسے ہر خوشی کی دعوت کو بھی "ولیمہ" ہی کہتے ہیں' مگر نکاح کی خوشی میں یہ زیادہ مشہور ہے۔

٣٧٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ قال: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ

٣٧٤٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر آ گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ

٣٧٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله، ح:٥١٧٧، ومسلم، النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة، ح:١٤٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/٥٤٦.

٣٧٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب من أولم على بعض نسائه أكثر من بعض، ح:٥١٧١ عن مسدد، ومسلم، النكاح، باب زواج زينب بنت جحش ونزول الحجاب وإثبات وليمة العرس، ح:١٤٢٨ عن قتيبة به * حماد هو ابن زيد.

فقالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے ولیمہ میں اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا ان کے موقع پر ولیمہ میں کیا تھا۔ آپ نے ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: یہ نکاح وحی کی بنیاد پر ہوا تھا۔ اس میں ولی حق مہر اور گواہوں کا کوئی اہتمام نہ تھا۔ سورۂ احزاب میں ہے: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الأحزاب: ٣٧) ’’پس جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی تو ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنا جی بھر لیں۔‘‘

٣٧٤٤- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال: حَدَّثَنَا وَائِلُ بنُ دَاوُدَ عن ابْنِهِ بَكْرِ بنِ وَائِلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

۳۷۴۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ستو اور کھجور سے ولیمہ کیا تھا۔

فائدہ: ولیمہ کرنا مستحب ہے اور جو میسر ہو پیش کر دینا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ گوشت ہی ہو۔ آج کل ولیمے کی سنت پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اصحاب حیثیت اس میں اتنا تکلف کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! اسراف وتبذیر کا یہ مظاہرہ اس کو شیطانی عمل میں تبدیل کر دیتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۷) ’’فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔‘‘ أعاذنا الله منه.

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ (التحفة ٣)

باب: ۳- ولیمے کی دعوت کتنے دنوں تک مستحب ہے؟

٣٧٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

۳۷۴۵- عبداللہ بن عثمان نے قبیلۂ ثقیف کے ایک

٣٧٤٤- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في الوليمة، ح: ١٠٩٥، وابن ماجه، ح: ١٩٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٣٧١، ومسلم، ح: ١٣٦٥ بعد، ح: ١٤٢٧ وغيرهما.

٣٧٤٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٦٥٩٦ عن محمد بن المثنى به، ورواه أحمد: ٥/ ٢٨ * قتادة والحسن عنعنا، وعبدالله بن عثمان الثقفي مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة.

حَدَّثَنَا عَفَّانُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حدثنا هَمَّامٌ قال: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله بنِ عُثْمانَ الثَّقَفِيِّ، عن رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ، كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا - أَيْ: يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا - إِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ زُهَيْرُ بنُ عُثْمانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ حَقٌّ، وَالثَّانِي مَعْرُوفٌ، وَالْيَوْمُ الثَّالِثُ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ».

کانے آدمی سے روایت کی' اسے معروف کہا جاتا تھا' یعنی اس کی مدح کی جاتی تھی۔ اگر اس کا نام زہیر بن عثمان نہیں تو مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا نام تھا؟ اس نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بے شک ولیمہ پہلے دن حق (لازم) ہے' دوسرے دن نیکی ہے اور تیسرے دن شہرہ اور دکھلاوا ہے۔"

قال قَتَادَةُ: وحدَّثني رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فأَجابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّاني فَأَجابَ، وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ وَقالَ: أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

قتادہ رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے نقل کیا کہ جناب سعید بن میتب رحمہ اللہ کو پہلے دن دعوت دی گئی تو قبول کی' دوسرے دن بلایا گیا تو قبول کیا' تیسرے دن بلایا گیا تو قبول نہ کیا اور کہا: یہ لوگ شہرہ اور دکھلاوا چاہتے ہیں۔

٣٧٤٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قال: «فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ، وَحَصَبَ الرَّسُولَ».

۳۷۴۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میتب سے یہ قصہ بیان کیا۔ کہا کہ تیسرے دن بلایا گیا تو دعوت قبول نہ کی اور پیغام لانے والے کو کنکر دے مارا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ شیخ عبدالتواب ملتانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر تینوں دن کھانے والے لوگ ایک ہی ہوں تو تیسرے دن کی دعوت ناجائز ہے۔ اگر مختلف ہوں تو ایام کی کثرت کا کوئی حرج نہیں جو کہ سلف سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں بھی اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاری' النكاح' باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام و نحوه)

(المعجم ٤) - باب الإطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنَ السَّفَرِ (التحفة ٤)

باب:۴- سفر سے واپس پہنچنے پر کھانا کھلانا

٣٧٤٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ

۳۷۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

٣٧٤٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٧٤٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الطعام عند القدوم، ح: ٣٠٨٩ من حديث وكيع به.

قال: حَدَّثنا وَكِيعٌ عن شُعْبَةَ، عن مُحَارِبِ ابنِ دِثَارٍ، عن جَابِرٍ قال: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ المَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ایک اونٹ یا گائے ذبح کی تھی۔

فائدہ: شاید یہ غزوہ تبوک سے واپسی کا واقعہ ہو۔(بذل المجهود)

(المعجم ٥) - باب مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ (التحفة ٥)

باب:٥-ضیافت (مہمانی) کا بیان

٣٧٤٨- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بالله وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ».

۳۷۴۸-حضرت ابوشریح کعبی ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے‘ خوب خدمت اور مدارات ایک دن رات ہے‘ مہمانی تین دن ہوتی ہے‘ اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے میزبان کے پاس ڈیرا ڈال لے کہ اس کے لیے مشقت اور بوجھ بن جائے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكم أَشْهَبُ قال: وَسُئِلَ مَالِكٌ عن قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ»، قال: يُكْرِمُهُ وَيُتْحِفُهُ وَيَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ضِيَافَةٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ بسند حارث بن مسکین‘ اشہب سے مروی ہے کہ امام مالک ؒ سے نبی ﷺ کے فرمان: [جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ] کا مفہوم پوچھا گیا‘ تو انہوں نے کہا کہ ایک دن رات اس کی خوب عزت افزائی کرے‘ اسے تحفہ دے اور اس کا خوب خیال کرے اور تین دن تک مہمانی ہے۔

فوائد ومسائل: ① [جائزة] کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مہمان کے روانہ ہوتے وقت بھی اسے اس قدر دے کہ ایک دن رات کی مسافت آسانی سے طے ہو جائے۔(فتح الباری ٦١٣٥) ② مہمان کے لیے لازم ہے کہ اپنے میزبان کے احوال کا خیال رکھے اور اس کے لیے اذیت یا مشقت کا باعث نہ بنے۔ ③ میزبان اگر مطالبہ کرے یا کوئی اضطراری کیفیت ہو تو تین دن سے زیادہ بھی ٹھہر سکتا ہے‘ مگر یہ خدمت میزبان کی طرف سے صدقہ ہوگی۔

٣٧٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه . . . الخ، ح: من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٢٩، ورواه مسلم، ح: ٤٨ بعد، ح: ١٧٢٦ من حديث سعيد المقبري به.

٣٧٤٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَاصِمٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا سِوَى ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۷۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میزبانی تین دن ہے جو اس کے علاوہ ہو وہ صدقہ ہے۔''

٣٧٥٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَخَلَفُ بنُ هِشَامٍ قالَا: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن عَامِرٍ، عن أبي كَرِيمَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

۳۷۵۰- حضرت ابوکریمہ (مقدام بن معدی کرب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک رات کی ضیافت ہر مسلمان پر حق لازم (واجب) ہے۔ جو شخص کسی کے صحن میں اترے تو ضیافت اس پر قرض ہے' مہمان چاہے تو وصول کرلے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔''

٣٧٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ: حدَّثني أَبُو الْجُودِيِّ عن سَعِيدِ ابنِ أبي الْمُهَاجِرِ، عن المِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقِرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ».

۳۷۵۱- حضرت مقدام (بن معدیکرب) ابوکریمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو پھر وہ ضیافت سے محروم رہے تو اس کی نصرت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے حتی کہ وہ ان سے اپنی ایک رات کی ضیافت حاصل کرلے۔ اس کی کھیتی سے اور مال سے۔''

٣٧٥٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قال:

۳۷۵۲- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت

٣٧٤٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٤ من حديث حماد بن سلمة به * عاصم هو ابن بهدلة.

٣٧٥٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب حق الضيف، ح: ٣٦٧٧ من حديث منصور به.

٣٧٥١_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣١ من حديث شعبة به، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ١٣٢، والحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ٤/ ١٥٩.

٣٧٥٢_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف، ح: ٦١٣٧، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ١٧٢٧ عن قتيبة به.

حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أبِي الْخَيْرِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قال: قُلْنَا: يَارَسُولَ الله! إنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا، فَمَا تَرَى؟ فقال لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «إنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ، فأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فاقْبَلُوا، فَإنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ».

ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں روانہ فرماتے ہیں' ہم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اگر تم کسی قوم کے ہاں پڑاؤ کرو تو اگر وہ تمہارے لیے اس چیز کا کہیں جو مہمان کے لائق ہے تو اسے قبول کر لو' اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے اپنا حق ضیافت وصول کرو جو لائق اور مناسب ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذِهِ حُجَّةٌ لِلرَّجُلِ يَأْخُذُ الشَّيْءَ إذَا كَانَ لَهُ حَقًّا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ انسان اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔

(المعجم ٦) - باب نَسْخِ الضَّيْفِ فِي الأَكْلِ مِنْ مَّالِ غَيْرِهِ (التحفة ٦)

باب:٦-دوسرے کا مال بطور ضیافت کھانے کی حرمت منسوخ ہو چکی ہے

٣٧٥٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المرْوَزِيُّ قال: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أَبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ [النساء: ٢٩] فَكَانَ الرَّجُلُ يَحْرَجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، فَنَسَخَ ذٰلِكَ الآيَةُ الَّتِي فِي النُّورِ، فقالَ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا۟ مِنۢ بُيُوتِكُمْ﴾ - إلَى قَوْلِهِ - ﴿أَشْتَاتًا﴾ [النور: ٦١] كَانَ

٣٧٥٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے سورۃ النساء کی آیت (٢٩) کی تفسیر میں فرمایا ﴿لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم......﴾ ''تم آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ' سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔'' اس آیت کے اترنے پر لوگ ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھانے میں حرج سمجھتے تھے۔ پھر سورۂ نور کی آیت :٦١ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا۟ مِنۢ بُيُوتِكُمْ...... أَشْتَاتًا﴾ ''تم پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں

٣٧٥٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

الرَّجُلُ يَعْنِي الْغَنِيَّ - يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ، قال: إِنِّي لَأَجَّنَّحُ أَنْ آكُلَ مِنْهُ - وَالتَّجَنُّحُ: الْحَرَجُ - وَيَقُولُ: الْمِسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي، فَأُحِلَّ فِي ذٰلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.

کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے' اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ تم سب ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ۔'' (اسی طرح) کوئی غنی اپنے اہل کے کسی فرد کو کھانے کی دعوت دیتا تو وہ کہتا کہ میں اس کے کھانے میں حرج سمجھتا ہوں' کوئی اور مسکین اس کا مجھ سے زیادہ حق دار ہے۔ چنانچہ اس آیت کے ذریعے سے حلال ٹھہرایا گیا ہے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ کھالیا کریں اور (ایسے ہی) اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کر دیا گیا۔

فائدہ: سورۂ نساء کی آیت سے بعض صحابہ نے یہ سمجھا کہ تجارت کے بغیر کسی کے ہاں کھانا کھانا' اکل بالباطل (ناجائز) ہے۔ اسی طرح بعض مال دار اپنے غریب رشتے دار کے ہاں کھانے میں حرج سمجھتے تھے' سورۂ نور کی آیت سے ان دونوں شبہات کا ازالہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ تم تجارت کے بغیر بھی ایک دوسرے کے ہاں کھانا کھا سکتے ہو۔ اسی طرح مال دار شخص اپنے غریب رشتے دار کے گھر کھانا کھا سکتا ہے' صرف ایک شرط ہے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ (التحفة ٧)

باب: ۷- (بطور فخر وریا) مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا کھانا

٣٧٥٤- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قال: حَدَّثَنَا أَبِي قال: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عن الزُّبَيْرِ بْنِ خِرِّيتٍ قال: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ

۳۷۵۴- عکرمہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کہا کرتے تھے: بلاشبہ نبی ﷺ نے مقابلہ بازی میں آ کر کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٥٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٢٨، ١٢٩، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة: ١١/ ٣٨٤، ح: ٤٠١، وللحديث شواهد.

النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عن جَرِيرٍ لا يَذْكُرُ فِيهِ ابنَ عَبَّاسٍ. وَهَارُونُ النَّحْوِيُّ ذَكَرَ فِيهِ ابنَ عَبَّاسٍ أَيْضًا. وَحَمَّادُ بنُ زَيْدٍ لَمْ يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جریر کے اکثر شاگرد اس روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام ذکر نہیں کرتے۔ البتہ ہارون نحوی نے ان کا نام لیا ہے۔ حماد بن زید نے بھی ابن عباس کا ذکر نہیں کیا۔ (یعنی ان کی روایت مرسل ہوئی۔)

فائدہ: مقابلہ بازی میں کھلانے والے کا مقصد محض فخر وریا اور حصول شہرت ہو تو ایسے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ٨) - **باب الرَّجُلِ يُدْعَى فَيَرَى مَكْرُوهًا** (التحفة ٨)

باب:٨- ایسی دعوت میں جانا جس میں کوئی غیر شرعی بات ہو

٣٧٥٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ رَجُلًا أَضَافَ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فقالَتْ فَاطِمَةُ: لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ الله ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا، فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ، فقالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ: الْحَقْهُ انْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! مَا رَدَّكَ؟ فقال: «إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا».

٣٧٥٥- حضرت سفینہ ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور ان کے لیے کھانا تیار کیا (اور ان کے گھر بھیج دیا) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو بلالیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ تناول فرمالیں (تو بہت خوب ہو) چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی اور آپ تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا اور ایک منقش پردہ دیکھا جو گھر کی ایک جانب میں لگایا گیا تھا' تو آپ علیہ السلام واپس ہو لیے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: نبی ﷺ سے ملیں اور معلوم کریں کہ کس چیز نے آپ کو واپس لوٹایا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کس وجہ سے

٣٧٥٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب إذا رأى الضيف منكرًا رجع، ح: ٣٣٦٠ من حديث حماد بن سلمة به.

واپس آ گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے لائق نہیں یا کہا کہ نبی کو لائق نہیں کہ نقش ونگار والے گھر میں داخل ہو۔“

فائدہ: ① گھروں میں دیواروں کو غیر ضروری رنگا رنگ منقش پردوں وغیرہ سے مزین کرنا اسلامی ثقافت کے منافی ہے۔ ② اور اسی طرح جس دعوت میں کسی غیر شرعی بات کا ارتکاب ہو اس میں بھی شرکت درست نہیں۔ بالخصوص ایسی شخصیات کے لیے جو عوام کے ہاں شرعی امور میں معتبر ہوں' ان کی شرکت اور پھر منکرات پر ان کی خاموشی ایک لحاظ سے رضامندی سمجھی جاسکتی ہے جو ان کے حق میں بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اور ایسے گھر جن کی تعمیر ہی منکرات وفواحش اور غیر شرعی کاموں کے لیے ہوتی ہے' وہاں جانا حرام ہے۔

(المعجم ٩) - **بابٌ: إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيُّهُمَا أَحَقُّ** (التحفة ٩)

باب:٩-جب دو داعی اکٹھے ہو جائیں تو کون زیادہ حق دار ہے؟

٣٧٥٦- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حرْبٍ، عن أَبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن أَبي الْعَلَاءِ الأَوْدِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا، فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا، وَإِن سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ».

٣٧٥٦- ایک صحابی سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو شخص دعوت دینے والے اکٹھے ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کر جس کا دروازہ ان میں سے زیادہ قریب ہو کیونکہ جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اسی کی ہمسائیگی زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک پہلے آیا ہے تو پہلے آنے والے کی قبول کر۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر صحیح احادیث سے بھی یہ ترتیب ثابت ہے اور اکثر علماء کا عمل بھی اسی پر ہے۔

(المعجم ١٠) - **بابٌ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَالعَشَاءُ** (التحفة ١٠)

باب:١٠-جب نماز تیار ہو اور رات کا کھانا بھی

٣٧٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

٣٧٥٧- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت

٣٧٥٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٨ عن عبدالسلام بن حرب به، وضعفه الحافظ في التلخيص الحبير: ٣/ ١٩٦ * أبوخالد الدالاني عنعن وهو مدلس.

٣٧٥٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلوٰة، ح: ٦٧٣، ◄◄

وَمُسَدَّدٌ، المَعنى، قال أَحْمَدُ: حدَّثني يَحْيَى الْقَطَّانُ [وقال مسدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى] عن عُبَيْدِالله قال: حدَّثني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ». زَادَ مُسَدَّدٌ: وكَانَ عَبْدُ الله إِذَا وُضِعَ عَشَاؤُهُ - أَوْ حَضَرَ عشَاؤُهُ - لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنْ سَمِعَ الإِقَامَةَ وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الإِمَامِ.

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا رات کا کھانا رکھ دیا گیا ہو اور نماز کی اقامت بھی ہو گئی ہو تو (نماز کے لیے) نہ اٹھے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے۔“ مسدد نے مزید کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمر) ؓ کے لیے رات کا کھانا رکھ دیا جاتا...... یا شام کا کھانا تیار ہو جاتا...... تو وہ کھانے سے فارغ ہو جانے تک نہ اٹھتے خواہ اقامت سن لیتے یا امام کی قراءت سن رہے ہوتے۔

فائدہ: نماز ایسی عبادت ہے جس میں رب ذوالجلال سے مناجات ہوتی ہے تو انسان کو اپنے فطری عوارض سے فارغ ہو کر پوری یکسوئی سے نماز ادا کرنی چاہیے۔ کھانے پر پہنچنے سے پہلے نماز کا بوجھ اتارنے کی کوشش قطعاً مناسب نہیں۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کے تقاضے ہیں' ضروری ہے کہ انسان پہلے ان امور سے فارغ ہو لے' ایسا نہ ہو کہ دھیان کھانے وغیرہ کی طرف لگا ہو اور نماز میں یکسوئی حاصل نہ ہو پائے۔

٣٧٥٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ قال: حَدَّثَنا مُعَلَّى يَعني ابنَ مَنْصُورٍ، عن مُحمَّدِ بنِ مَيْمُونٍ، عن جَعْفَرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن أَبِيهِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُؤَخَّرُ الصَّلَاةُ لِطَعَامٍ وَلا لِغَيْرِهِ».

٣٧٥٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھانے یا کسی اور وجہ سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے۔“

٣٧٥٩- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ

٣٧٥٩- جناب عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ

◄◄ ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله في الحال . . . الخ، ح: ٥٥٩ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٠.

٣٧٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٢٣ من حديث محمد بن ميمون الزعفراني به، وهو ضعيف، ضعفه الجمهور.

٣٧٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٣/ ٧٤ من حديث أبي داود به.

قال: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قال: أخبرنا الضَّحَّاكُ بنُ عُثْمانَ عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ قال: كُنْتُ مَعَ أَبي في زَمَانِ ابنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، فقالَ عَبَّادُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ: إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فقال عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ: وَيْحَكَ! مَا كَانَ عَشَاؤُهُمْ؟ أَتُرَاهُ كان مِثْلَ عَشَاءِ أَبِيكَ!؟.

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے دور کی بات ہے کہ میں اپنے والد (عبید بن عمیر) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ عباد بن عبداللہ بن زبیر نے کہا: ہم نے سنا ہے کہ (نماز سے پہلے) عشائیے (رات کے کھانے) سے ابتدا کی جائے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا: افسوس تم پر! بھلا ان کا عشائیہ کیا ہوتا تھا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے باپ کے عشائیے کی طرح ہوتا تھا؟ (یعنی کیا انواع واقسام کے کھانے ہوتے تھے؟)

فائدہ: حضرت جابر ؓ والی روایت (۳۷۵۸) سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر والی روایت صحیح ہے اور پچھلی حدیث کے مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ باب کی پہلی حدیث میں نماز سے پہلے کھانے اور دو احادیث کھانے کے لیے نماز کو مؤخر نہ کرنے کی تاکید کرتی ہیں۔ علامہ خطابی ؒ دونوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کھانے کی طلب بہت زیادہ ہو اور دستر خوان بھی لگا دیا گیا ہو تو پہلے کھانا کھا لیا جائے۔ لیکن اگر یہ کیفیت نہ ہو' کھانے میں تکلفات ہوں اور بہت زیادہ دیر لگتی ہو اور نماز کا وقت یا جماعت نکل جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ (التحفة ١١)

باب:۱۱- کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا بیان

٣٧٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ قال: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن عَبْدِ الله بنِ أَبي مُلَيْكَةَ عن عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فقالُوا: أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ؟ فقالَ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ».

۳۷۶۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلے تو آپ کو کھانا پیش کیا گیا۔ صحابہ نے کہا: کیا آپ کے لیے وضو کا پانی نہ لے آئیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے وضو کا حکم اسی وقت ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔''

فوائد ومسائل: ① اگر ہاتھ صاف ہوں تو کھانے کے وقت دوبارہ دھونے کا اہتمام کوئی سنت نہیں ہے۔

٣٧٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب في ترك الوضوء قبل الطعام، ح:١٨٤٧، والنسائي، ح:١٣٢ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

② بیت الخلا میں فراغت کے بعد ہاتھ اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہیں' کھانے کے لیے انہیں دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ ③ ہر وقت باوضو رہنا مستحب ہے مگر واجب نہیں۔ ④ کھانے کے وقت وضو کا اہتمام بہتر ہے ضروری نہیں۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ** (التحفة ١٢)

باب:...... کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا بیان

٣٧٦١- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنا قَيْسٌ عن أَبي هَاشِمٍ، عن زَاذَانَ، عن سَلْمَانَ قال: قَرَأْتُ في التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فقال: «بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ»،

٣٧٦١-حضرت سلمان فارسی ؓ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے سے پہلے وضو کر لینا باعث برکت ہوتا ہے۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: "کھانے کی برکت وضو میں ہے کہ کھانے سے پہلے کیا جائے اور بعد میں بھی۔"

وكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ.

اور جناب سفیان کھانے سے پہلے وضو کرنا مکروہ سمجھتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي طَعَامِ الْفَجْأَةِ** (التحفة ١٣)

باب:١٢- اچانک کھانے کے موقع پر (بغیر ہاتھ دھوئے) کھانا

٣٧٦٢- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ أَبي مَرْيَمَ قال: حدثنا عَمِّي يعني سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ، قال: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قال: أخبرني خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ قال: أَقْبَلَ رَسُولُ الله ﷺ

٣٧٦٢-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک پہاڑی کی گھاٹی کی طرف سے تشریف لائے۔ آپ قضائے حاجت سے آئے تھے اور ہمارے سامنے ڈھال پر کھجوریں رکھی تھیں۔ ہم نے آپ کو دعوت دی تو آپ نے ہمارے ساتھ مل کر تناول

٣٧٦١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، كتاب الأطعمة، باب ماجاء في الوضوء قبل الطعام وبعده، ح:١٨٤٦ من حديث قيس بن الربيع به، وذكر كلامًا * قيس بن الربيع ضعيف، والحديث ضعفه أبوحاتم الرازي وغيره.

٣٧٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٣/٣٩٧، ح:١٥٣٤٥ من حديث أبي الزبير المكي به، وهو مدلس وعنعن.

مِنْ شِعْبٍ مِنَ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ، فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً.

فرمائیں اور پانی کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

فوائد و مسائل: ① علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ اگر دعوت دینے والے نے پیشگی دعوت نہ دے رکھی ہو تو اچانک اس کے کھانے میں شریک ہونا ناپسند سمجھا جاتا ہے الا یہ کہ آثار و قرائن سے واضح ہو کہ صاحب طعام فراخ دلی سے پیش کش کر رہا ہے تو شریک ہو جائے۔ ② مذکورہ دونوں روایات (ہاتھ دھونے والی اور نہ دھونے والی) ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہیں۔ بنا بریں کھانے کے وقت ہاتھ دھونے ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ صاف نہ ہوں تو پھر دھونے ضروری ہوں گے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ (التحفة ١٤)

باب:١٣- کھانے میں عیب جوئی مکروہ ہے

٣٧٦٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأَعْمَشِ، عن أبي حَازِمٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: مَا عَابَ رَسُولُ الله ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

٣٧٦٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ آپ کی طبیعت چاہتی تو تناول فرما لیتے اگر ناپسند کرتے تو چھوڑ دیتے۔

فوائد و مسائل: ① انسان اللہ کی نعمت کھانے سے رہ بھی نہ سکے اور پھر اس کی عیب جوئی بھی کرے یہ بہت بری خصلت ہے۔ اگر کھانا تیار کرنے والے کی تقصیر ہو تو اس کو مناسب انداز سے سمجھا دینا چاہیے۔ ② اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جا سکتا ہے کہ انسان نے کسی شخص یا ادارے سے کوئی معاہدہ طے کیا ہوا اور طے شدہ امور و شرائط پر معاملہ چل رہا ہو تو مناسب نہیں کہ اس ادارے یا افراد پر بلا وجہ معقول طعن و تشنیع کرے۔ یا تو بخیر و خوبی ساتھ نبھائے یا بھلے انداز سے جدا ہو جائے۔ تاہم نصیحت اور خیر خواہی کا اسلامی، شرعی اور اخلاقی حق اچھے طریقے سے ادا کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٥)

باب:١٤- اکٹھے مل کر کھانا کھانے کا بیان

٣٧٦٣- تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب: ما عاب النبي ﷺ طعامًا، ح:٥٤٠٩ عن محمد بن كثير، ومسلم، الأشربة، باب: لا يعيب الطعام، ح:٢٠٦٤ من حديث سفيان به.

٣٧٦٤- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حدَّثني وَحْشِيُّ بنُ حَرْبٍ عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قالُوا: يَارَسُولَ الله! إنَّا نَأْكُلُ وَلا نَشْبَعُ، قال: «فَلَعَلَّكُم تَفْتَرِقُونَ؟» قالُوا: نَعَمْ، قال: «فاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُم وَاذْكُرُوا اسْمَ الله عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُم فِيهِ».

۳۷۶۴- وحشی بن حرب اپنے والد سے اور وہ (وحشی کے) دادا صحابی (وحشی بن حرب) ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب نبی ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: ''شاید تم لوگ علیحدہ علیحدہ ہو کر کھاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اکٹھے ہو کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو' اس میں تمہارے لیے برکت پیدا کر دی جائے گی۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كُنْتَ في وَلِيمَةٍ فَوُضِعَ الْعَشَاءُ فَلَا تَأْكُلْ، حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ.

امام ابوداود ؒ نے فرمایا: جب تم کسی دعوت میں شریک ہو اور عشائیہ (کھانا) سامنے رکھ دیا جائے تو جب تک گھر والا اجازت نہ دے مت کھاؤ۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک ضعیف الاسناد ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے اور جنہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے وہ اس حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ کرتے ہیں۔ ② کھانے پر اکٹھے ہونے میں الفت ومودت کے ساتھ ساتھ برکت بڑھتی ہے۔ دوستوں میں اگر کوئی شکر رنجی ہو تو دور ہو جاتی ہے۔ عام اجتماعات کے علاوہ گھروں میں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اس طرح برکت کے علاوہ نوخیز بچوں کو آداب مجلس کی تربیت ملتی ہے۔ ③ بعض علماء نے اس سے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک ہی برتن میں کھانے کی ترغیب ہے۔ امام ابوداود ؒ نے جس اہم بات کی طرف توجہ دلائی ہے وہ کھانے کے آداب کا اہم حصہ ہے۔

(المعجم ١٥) - باب التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (التحفة ١٦)

باب: ١٥- کھانے پر بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا

٣٧٦٥- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قال:

۳۷۶۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے نبی ﷺ

٣٧٦٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الاجتماع على الطعام، ح:٣٢٨٦ من حديث الوليد بن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل ومع ذلك صححه ابن حبان، ح:١٣٤٥ * وحرب بن وحشي لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٧٦٥_ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:٢٠١٨ من حديث أبي عاصم به.

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أخبرني أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ الله عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قال الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُم وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ الله عِنْدَ دُخُولِهِ قال الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ، فإِذَا لَمْ يَذْكُرِ الله عِنْدَ طَعَامِهِ قال: أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

کو فرماتے سنا: ''انسان جب اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لیتا ہے اور پھر اپنے کھانے پر بھی اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات کا کوئی ٹھکانا ہے اور نہ رات کا کھانا۔ اور جب انسان داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا اور جب کھانے پر بھی اللہ کا نام نہ لے تو کہتا ہے: تمہیں رات کے ٹھکانے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی مل گیا۔''

فائدہ: شیطان اور اس کے چیلے چانٹے نظر نہیں آتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّهُ يَرٰكُمْ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف:٢٧) ''بے شک شیطان اور اس کا لشکر تمہیں ایسے مقام سے دیکھتا ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔'' اور ان کے حملے انتہائی مخفی شدید اور مسلسل ہیں۔ ان سے بچاؤ کا یقینی طریقہ اللہ کا نام لینا ہے۔

٣٧٦٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن خَيْثَمَةَ، عن أَبي حُذَيْفَةَ، عن حُذَيْفَةَ قال: كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ الله ﷺ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ في الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا في الطَّعَامِ، قال: فَأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهَا وَقال: «إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ

٣٧٦٦- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے تو ہم میں سے کوئی کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ شروع نہ کر لیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ ایک بدوی آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا تھا' پس وہ آگے بڑھا کہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک چھوٹی بچی آئی گویا اسے (بھی) دھکیلا جا رہا تھا' اس نے بھی آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور فرمایا: ''جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو شیطان

٣٧٦٦- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح:٢٠١٧ من حديث أبي معاوية الضرير به.

اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَجَاء بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيْدِيهِمَا».

اسے اپنے لیے حلال سمجھ لیتا ہے۔ وہ اس بدوی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا حاصل کر سکے' مگر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس بچی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانا لے سکے' تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اس کا ہاتھ' ان (دونوں) کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔"

فائدہ: شیطان جب نبی ﷺ کی مجلس طعام میں حملہ آور ہونے سے باز نہیں آیا تو عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے تحفظ کا معتمد طریقہ ارشاد فرمادیا ہے اور وہ ہے کھانا شروع کرتے وقت [بسم اللّٰہ] کا پڑھنا۔

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قال: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن هِشَامٍ يَعْنِي ابنَ أبي عَبْدِ الله الدَّسْتَوَائِيِّ، عن بُدَيْلٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ كُلْثُومٍ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلْيَذْكُرِ اسْمَ الله فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ الله في أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ الله أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ».

٣٧٦٧-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جب کوئی کھانا کھانے لگے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے' اگر شروع میں بھول جائے تو چاہیے کہ یوں کہے: [بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَه] "اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔"

٣٧٦٨- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قال: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعني ابنَ

٣٧٦٨-حضرت امیہ بن مخشی ؓ ایک صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے

٣٧٦٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في التسمية على الطعام، ح:١٨٥٨ من حديث هشام الدستوائي به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٣٢٦٤، وصححه ابن حبان، ح:١٣٤١، والحاكم: ٤/ ١٠٨، ووافقه الذهبي.

٣٧٦٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٣٦، والنسائي في الكبرٰى، ح:١٠١١٣، وعمل اليوم والليلة، ح:٢٨٢ من حديث جابر بن صبح به، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٨، ١٠٩، ووافقه الذهبي ☆ المثنى بن عبدالرحمٰن حسن الحديث، وللحديث شواهد، انظر مجمع الزوائد: ٥/ ٢٢.

يُونُسَ، قال: حَدَّثَنا جَابِرُ بنُ صُبْحٍ قال: حَدَّثَنا المُثَنَّى بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْخُزَاعِيُّ عن عَمِّهِ أُمَيَّةَ بنِ مَخْشِيٍّ وكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ، قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ، فلَمَّا رَفَعَهَا إِلٰى فِيهِ قال: بِسْمِ الله أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قال: «مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ الله اسْتَقَاءَ مَا في بَطْنِهِ».

جبکہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ حتی کہ جب اس کے کھانے سے ایک لقمہ باقی رہ گیا تو اس نے اسے اپنے منہ کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: [بِسمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَ آخِرَه] ”اللہ کے نام سے اس (کھانے) کے شروع میں اور آخر میں بھی۔“ تو نبی ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا: ”شیطان اس کے ساتھ کھائے جا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اس نے وہ سب قے کر کے نکال دیا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: جَابِرُ بنُ صُبْحٍ جَدُّ سُلَيْمَانَ ابنِ حَرْبٍ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جابر بن صبح، سلیمان بن حرب کے نانا ہیں۔

فائدہ: بھول جانے کی صورت میں یہی دعا پڑھنی چاہیے جیسے کہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزرا ہے۔ معلوم رہے کہ شیاطین کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ کھاتے، پیتے اور مباشرت بھی کرتے ہیں۔ ان کا کھانا پینا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے تمام شیاطین سے تحفظ اللہ کے ذکر ہی سے ممکن ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الأَكْلِ مُتَّكِئًا (التحفة ١٧)

باب:١٦- سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا

٣٧٦٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا سُفْيَانُ عن عَلِيِّ بنِ الأَقْمَرِ قال: سَمِعْتُ أبَا جُحَيْفَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا آكُلُ مُتَّكِئًا».

٣٧٦٩- حضرت ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) نہیں کھاتا۔“

٣٧٧٠- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى

٣٧٧٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی

٣٧٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٥٣٩٨ من حديث علي بن الأقمر به.

٣٧٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب تواضع الآكل وصفة قعوده، ح: ٢٠٤٤ من حديث مصعب بن سليم، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٦٧٤٤ من حديث وكيع به.

الرَّازِيُّ قال: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن مُصْعَبِ بنِ سُلَيْمٍ قال: سَمِعْتُ أنَسًا يَقُولُ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَرَجَعْتُ إلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ.

ﷺ نے مجھے (کسی کام سے) بھیجا۔ پھر میں آپ کے پاس واپس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

٣٧٧١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن شُعَيْبِ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، عن أبِيهِ قال: مَا رُئِيَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ.

٣٧٧١- جناب شعیب بن عبداللہ بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ آپ نے تکیہ لگا کر کھانا کھایا ہو یا دو آدمیوں نے بھی آپ کی ایڑیاں روندی ہوں (ایسے نہیں ہوا کہ آپ تکبرانہ انداز سے آگے آگے چلیں اور لوگ آپ کے پیچھے ہوں۔)

توضیح: [إقعاء] یعنی اس طرح زمین پر بیٹھ جانا کہ پنڈلیاں سامنے کھڑی ہوں۔ اس صورت میں بعض اوقات پیچھے سہارا بھی لینا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس سے یہ استشہاد کیا جا سکتا ہے کہ بیماری اور کمزوری وغیرہ کی صورت میں سہارا لینا جائز ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ ایک روایت میں [مُقْعٍ] کی بجائے [مُحْتَفِزٌ] کا لفظ آیا ہے یعنی اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ بہر حال عام روایات سے ثابت ہے کہ سہارا لے کر (ٹیک لگا کر) کھانا سنت کے خلاف ہے۔ علامہ خطابی ؒ خوب جم کر اور بکھر کر بیٹھنے کو بھی [اتّکاء] میں شمار کرتے ہیں جیسے کہ آلتی پالتی مار کر بیٹھنا کہ اس صورت میں انسان بہت زیادہ کھانا کھا لیتا ہے۔ الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام (غزالی وغیرہ) افضل صورت یہ بتاتے ہیں کہ گھٹنوں کے بل بیٹھے یا دایاں گھٹنا کھڑا کیا ہو اور بائیں پر بیٹھ جائے۔ جیسے کہ بعض دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ (التحفة ١٨)

باب:١٧- پیالے کے اوپر کے حصے سے کھانا (درست نہیں)

٣٧٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ،

٣٧٧٢- حضرت ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب کوئی کھانا

٣٧٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب من كره أن يوطأ عقباه، ح: ٢٤٤ عن موسى ابن إسماعيل به.

٣٧٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في كراهية الأكل من وسط الطعام، ح: ١٨٠٥، وابن ماجه، ح: ٣٢٧٧ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"

عن سَعيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا أَكَلَ أَحَدُكُم طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَأْكُلُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا».

کھانے لگے تو پیالے کے اوپر (درمیان) سے نہ کھائے بلکہ نیچے (ایک جانب) سے کھائے۔ بلاشبہ برکت اس کے اوپر کی طرف سے اترتی ہے۔"

٣٧٧٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ قالَ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عِرْقٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله ابنُ بُسْرٍ قالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، يُقالُ لَهَا: الْغَرَّاءُ، فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى، أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا، فالْتَفُّوا عَلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ الله ﷺ، فَقالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟ قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الله تَعَالَى جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا».

٣٧٧٣- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا ایک بہت بڑا طشت تھا' جسے غَرَّاء کہا جاتا تھا' اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ جب چاشت کا وقت ہوا اور انہوں نے ضحیٰ کی نماز پڑھ لی تو اس طشت کو لایا گیا جبکہ اس میں ثرید بنایا گیا تھا (یعنی شوربے میں روٹی بھگوئی گئی تھی)۔ سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب لوگوں کی کثرت ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے گھٹنے ٹیک لیے۔ ایک بدوی نے کہا: بیٹھنے کا یہ کیسا انداز ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مجھے نیک خُو بندہ بنایا ہے' نہ کہ متکبر سرکش۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کی اطراف سے کھاؤ اور چوٹی کو چھوڑ دو' اس میں برکت ہوگی۔"

(المعجم ١٨) - بابُ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعضُ مَا يُكرَهُ (التحفة ١٩)

باب:١٨- جس دستر خوان پر مکروہات کا استعمال ہو اس پر نہیں بیٹھنا چاہیے

٣٧٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بنِ

٣٧٧٤- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٣٧٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الأكل متكئًا، ح: ٣٢٦٣ عن عمرو بن عثمان به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٠٧، ووافقه الذهبي.

٣٧٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٩ من حديث كثير بن هشام به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي لعلته، وفيه علة أخرى، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند البيهقي: ٧/ ٢٦٦.

بُرْقَانَ، عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ سَالِمٍ، عنْ أَبِيهِ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ مَطْعَمَيْنِ، عنِ الْجُلُوسِ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ.

نے کھانے کے متعلق دو باتوں سے منع فرمایا ہے۔ ایک ایسے دستر خوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جائے' دوسرے پیٹ کے بل اوندھے لیٹ کر کھانا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود نے کہا: یہ حدیث جعفر نے زہری سے نہیں سنی یہ روایت منکر ہے۔

٣٧٧٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ قالَ: حَدَّثَنا أَبِي قال: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ عنِ الزُّهْرِيِّ هٰذَا الْحَدِيثُ.

٣٧٧٥- ہارون بن زید بن ابی الزرقاء نے کہا ہمیں میرے والد نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں جعفر نے بیان کیا کہ اسے زہری سے یہ حدیث پہنچی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن معناً صحیح ہے یعنی دوسری صحیح روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ بنا بریں ایسا دستر خوان یا ایسی مجالس جہاں حرام ہو' ان میں شرکت ناجائز اور حرام ہے سوائے اس کے کہ شریک ہو کر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا فریضہ ادا کرے۔

(المعجم ١٩) - باب الأَكْلِ بِالْيَمِينِ (التحفة ٢٠)

باب:١٩- دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم

٣٧٧٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ قال: أخبرني أَبُو بَكْرِ بنُ عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ عن جَدِّهِ ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ، وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».

٣٧٧٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے' بلاشبہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اپنے بائیں سے پیتا ہے۔''

٣٧٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، البيوع، باب تفسير ذلك، ح: ٤٥٢٠ عن هارون بن زيد به.

٣٧٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠٢٠ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في جزءه، ح: ٥، ومسند أحمد: ٢/ ٨.

فائدہ: دائیں ہاتھ سے کھانا پینا واجب ہے۔ نیز برے لوگوں کی مشابہت سے بچنا بھی لازم ہے۔

٣٧٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ عن سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، عن أَبِي وَجْزَةَ، عن عُمَرَ بنِ أبي سَلَمَةَ قال: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «ادْنُ مِنِّي، فَسَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ».

٣٧٧٧-حضرت عمر بن ابی سلمہ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے قریب ہو جاؤ' اللہ کا نام لو (بِسْمِ اللّٰہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

فائدہ: بچوں اور خادموں وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا سنت نبوی ہے' نیز بچوں اور کم علم لوگوں کو شرعی آداب کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ بالخصوص کھانے کے بارے میں مذکورہ تین باتیں بہت اہم ہیں۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي أَكْلِ اللَّحْمِ (التحفة ٢١)

باب:٢٠-گوشت کھانے کا بیان

٣٧٧٨- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ قال: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فإنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الأَعَاجِمِ وَانْهَسُوهُ فإنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

٣٧٧٨-ام المومنین حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گوشت چھری سے کاٹ کر مت کھاؤ' کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے' بلکہ دانتوں سے کاٹ کر اور نوچ کر کھاؤ' اس طرح یہ زیادہ لذت دیتا ہے اور خوب ہضم ہوتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت قوی نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ نے اس روایت کے ضعیف ہونے کا تذکرہ اس لیے بھی فرمایا کہ پتہ چل جائے کہ یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے مقابلے میں نہیں آ سکتی جس میں چھری سے کاٹنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ (عون المعبود) امام بخاری ؒ نے پانچ مختلف ابواب میں یہ حدیث بیان کی ہے' انہوں نے اس روایت سے ''چھری سے کاٹ کر گوشت کھانے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔'' دیکھیے: (فتح الباری' کتاب الوضوء' باب من لم یتوضأ من لحم الشاة والسویق و کتاب الجهاد والسیر' باب ما یذکر فی السکین)

٣٧٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ٢٧ عن لوين به * وأبووجزة صرح بالسماع.

٣٧٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود * أبومعشر نجيح السندي ضعيف (تقريب).

٣٧٧٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا ابنُ عُلَيَّةَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن عُثْمانَ بنِ أبِي سُلَيْمانَ، عن صَفْوانَ بنِ أُمَيَّةَ قال: كُنْتُ آكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فآخُذُ اللَّحْمَ بِيَدِي مِنَ الْعَظْمِ، فقال: «أَدْنِ الْعَظْمَ مِنْ فِيكَ فإنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ».

٣٧٧٩-حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور اپنے ہاتھ سے ہڈی پر سے گوشت جدا کر رہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہڈی اٹھا کر اپنے منہ سے لگاؤ (یعنی نوچ کر کھاؤ) بے شک اس طرح یہ زیادہ لذیذ لگتا ہے اور ہضم خوب ہوتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ صَفْوانَ، وَهُوَ مُرْسَلٌ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عثمان نے صفوان سے نہیں سنا اور یہ روایت مرسل ہے۔

٣٧٨٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَ: أخبرنا أَبُو دَاوُدَ قال: أخبرنا زُهَيْرٌ عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعْدِ بنِ عِيَاضٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: كَانَ أَحَبَّ الْعُرَاقِ إلى رَسُولِ الله ﷺ عُرَاقُ الشَّاةِ.

٣٧٨٠-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بکری کی ایسی ہڈی بہت پسند تھی جس پر سے گوشت اتار لیا گیا ہو اور تھوڑا باقی ہو۔''

٣٧٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الإسْنَادِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ، قال: وَسُمَّ في الذِّرَاعِ، وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُّوهُ.

٣٧٨١- جناب ابوداود (الطیالسی) رحمہ اللہ نے اسی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ بیان کیا کہ آپ کو دستی کے گوشت ہی میں زہر دینے کی کوشش کی گئی تھی اور یہ کارستانی یہودیوں نے کی تھی۔

٣٧٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠١ من حديث إسماعيل ابن علية به، وصححه الحاكم: ٤/ ١١٢، ١١٣، ووافقه الذهبي، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٧٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٦٥٤ عن هارون بن عبدالله، والترمذي في الشمائل، ح: ١٦٨ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ٣٨٨ * أبوإسحاق عنعن، وحديث البخاري، ح: ٣٣٤٠، ومسلم، ح: ١٩٤ يغني عنه.

٣٧٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٦٨ عن محمد بن بشار به، والحديث الصحيح يغني عنه.

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۱-کدو کھانے کا بیان

٣٧٨٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ الله ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، قال أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قال أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

۳۷۸۲-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک درزی نے رسول ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کھانے میں گیا تھا۔ پس اس نے رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے تھے' چنانچہ اس دن کے بعد میں کدو کو بہت پسند کرنے لگا ہوں۔

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت کا یہ مظہر تھا کہ شرعی امور کے علاوہ عام عادات میں بھی وہ آپ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ بھی بلا امتیاز ان کی دعوتیں قبول فرماتے تھے۔ نیز درزی کا پیشہ اختیار کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ ② دوسری حدیث میں جو آیا ہے کہ کھانا اپنے سامنے سے کھانا چاہیے تو ان احادیث میں تطبیق یوں ہے کہ جب کھانے میں مختلف اشیاء ہوں اور کوئی نسبتاً کم درجے کی چیز تلاش کر کے کھانا چاہے جسے کھانے میں شریک ساتھی بھی ناگوار نہ سمجھیں تو جائز ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کی اس طرح تربیت فرمائی کہ کھانے کی نسبتاً کم قیمت چیز بھی رغبت سے کھائی چاہیے کیونکہ ہر چیز کے اپنے اپنے فائدے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اب جدید علم الاغذیہ نے اس بات کو خصوصاً سبزیوں کے فائدے کو اپنے طریق پر واضح کر کے رسالت مآب ﷺ کی سنت کی حکمت کو اجاگر کیا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ (التحفة ٢٣)

باب:۲۲-ثرید کھانے کا بیان

فائدہ: ثرد بنیادی طور پر توڑنے' ٹکڑے کرنے کا معنی دیتا ہے۔ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو لیے جائیں تو

٣٧٨٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب المرق، ح:٥٤٣٦ عن القعنبي، ومسلم، الأشربة، باب جواز أكل المرق واستحباب أكل اليقطين .... الخ، ح:٢٠٤١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٥٤٦، ٥٤٧.

اسے ''ثرید'' کہتے ہیں جب کہ کھجور' گھی اور پنیر وغیرہ کے مرکب کو ''حیس'' کہتے ہیں۔

٣٧٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ قال: حَدَّثَنَا المُبَارَكُ بنُ سَعِيدٍ عن [عُمَرَ] بنِ سَعِيدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إلَى رَسُولِ الله ﷺ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ، وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَيْسِ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ ضَعِيفٌ.

٣٧٨٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ روٹی کا ثرید اور حیس کا ثرید رسول اللہ ﷺ کو سب کھانوں سے زیادہ پسند تھا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ ضعیف ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم دیگر صحیح احادیث سے ثرید کی فضیلت ثابت ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر عورتوں پر فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید کو دیگر کھانوں پر۔'' (صحیح البخاری' الأطعمة' حدیث: ۵۴۱۹ و صحیح مسلم' فضائل الصحابة' حدیث: ۲۴۴۶) اور اوپر ذکر ہوا ہے کہ آپ کے ایک درزی صحابی نے بھی اپنی ایک دعوت میں آپ کو ثرید ہی پیش کیا تھا۔ (صحیح بخاری' الأطعمة' حدیث: ۵۴۲۰) اور یہ ایک ہلکا' مقوی اور زود ہضم کھانا ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٣) - باب كَرَاهِيَةِ التَّقَذُّرِ لِلطَّعَامِ (التحفة ٢٤)

باب: ۲۳- کسی کھانے سے بلاوجہ بیزاری مکروہ ہے

٣٧٨٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قال: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بنُ هُلْبٍ عن أبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ، فقال: إنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ، فقال: «لا يَتَخَلَّجَنَّ في

۳۷۸۴- جناب قبیصہ بن ہُلب طائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا تھا کہ کچھ کھانے ایسے ہیں جن کے کھانے میں میں حرج سمجھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی (حلال) چیز تیرے سینے میں شک وشبہ نہ ڈالے اس سے تو نصرانیوں (راہبوں)

٣٧٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ١/ ٣٩٣ من حديث المبارك بن سعيد به * رجل من أهل البصرة مجهول، وسقط ذكره في المستدرك: ٤/ ١١٦، فصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.

٣٧٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في طعام المشركين، ح: ١٥٦٥، وابن ماجه، ح: ٢٨٣٠ من حديث سماك به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

نَفْسِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ».

کے مشابہ ہو جائے گا۔"

فائدہ: شرعاً حلال اور پاکیزہ چیزوں میں بلا وجہ معقول شک وشبہ کرنا جائز نہیں۔ یہ نصرانی راہبوں کا کام تھا کہ خوامخواہ شکوک وشبہات میں پڑ کر چیزوں کو اپنے لیے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ کسی چیز کے بارے میں کوئی شبہ محسوس ہو تو ثقہ اہل علم کی طرف رجوع کر کے صحیح نتیجہ حاصل کرنا چاہیے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام۔ ہاں کوئی چیز طبعاً مرغوب نہ ہو تو اس سے احتراز کرنے میں حرج نہیں۔

(المعجم ٢٤) - باب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا (التحفة ٢٥)

باب:۲۴-نجاست خور جانور کے گوشت کھانے اور اس کے دودھ پینے کی ممانعت کا بیان

٣٧٨٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا عَبْدَةُ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن ابنِ أبي نَجيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: نَهٰى رَسُولُ الله ﷺ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وألْبَانِهَا.

۳۷۸۵-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور جانور کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٦- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنّٰى قال: حدَّثني أبُو عَامِرٍ قال: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عن لَبَنِ الْجَلَّالَةِ.

۳۷۸۶-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے نجاست خور جانور کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي سُرَيْجٍ قال: أخبرني عَبْدُ الله بنُ جَهْمٍ قال: حدثنا عَمْرُو بنُ أبي قَيْسٍ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال:

۳۷۸۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاست خور اونٹ پر سواری کرنے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔

٣٧٨٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل لحوم الجلالة وألبانها، ح: ١٨٢٤ من حديث عبدة به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد.

٣٧٨٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٧١٩، ورواه الترمذي، والنسائي من حديث هشام به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٨٧، وابن حبان.

٣٧٨٧ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٥٥٧، ٢٥٥٨.

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن الْجَلَّالَةِ فِي الإِبِلِ
أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا ، أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا .

فائدہ: جلّالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو نجاست کھائے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نجاست خور مرغی کو اس میں شامل نہیں کرتے لیکن اکثریت کے مطابق مرغی سمیت تمام پرندے بھی اگر نجاست خور ہوں تو جلالہ ہی میں آئیں گے۔ ابو اسحاق المروزی' امام الحرمین' بغوی اور غزالی رحمہم اللہ نے نجاست خور مرغی کے انڈے کو نجاست خور بکری گائے وغیرہ کے دودھ پر قیاس کیا ہے۔ بلکہ ہر اس جانور کو جلالہ کے حکم میں شامل کیا ہے جس کی پرورش نجس خوراک پر ہو' مثلاً ایسا بکری کا بچہ جس کی پرورش کتیا کے دودھ پر کی گئی ہو۔ دیکھیے: (فتح الباری' کتاب الذبائح والصید : باب لحم الدجاج)

آج کل مرغیوں کی خوراک میں حیوانی پروٹین کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ خون وغیرہ تو پاکستان جیسے مسلمان ممالک میں بھی فیڈ میں ڈالا جاتا ہے۔ غیر مسلم ممالک میں حرام جانوروں کے گوشت کے اجزا بھی فیڈ میں استعمال ہوتے ہیں۔ کیا اس قسم کی مرغی جلالہ کہلائے گی؟ ہاں اگر اس کی غذا کا زیادہ تر حصہ حرام اور نجس اجزا پر مشتمل ہو یا اس سے گوشت انڈے وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جائے تو یقیناً حرام ہوگی۔ کسی جانور کے جلالہ ہونے نہ ہونے کے حوالے سے یہی دو باتیں اہم ہیں۔ بعض فقہاء نے یہ کہا کہ اگر اس کی غذا کا زیادہ حصہ نجس ہے تو جلالہ' ہے' تاہم امام لیث رحمہ اللہ کے نزدیک اگر جانور صرف نجاست کھاتا ہے تو جلالہ ہے۔ رافعی وغیرہ کا خیال ہے کہ غذا کی مقدار اہم نہیں اصل اہمیت گوشت' دودھ وغیرہ میں بو پیدا ہونے نہ ہونے کی ہے۔ اگر یہ اشیاء بو سے پاک ہیں تو استعمال کر لی جائیں اور اگر بدبودار ہیں تو ممنوع ہیں۔

وٹرنری ڈاکٹروں اور فیڈ سازوں کے مطابق مغربی ممالک کی مرغیوں کی فیڈ میں کسی حد تک ملی جلی حیوانی پروٹین شامل ہوتی ہیں۔ عمومی تجربہ یہ ہے کہ ان کے گوشت میں کوئی ناگوار بو بھی پائی نہیں جاتی اس لیے یہ مرغیاں جلالہ کے حکم میں شامل نہ سمجھی جائیں گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان اپنے استعمال کے لیے خود فارم بنائیں کفار سے ایسی اشیاء کی درآمد پر انحصار ختم کریں۔ اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے جانور کو باندھ کر اسے صرف چارہ وغیرہ کھلایا جاتا رہے تو کچھ عرصے کے بعد اس کا گوشت دودھ وغیرہ نجاست کے اثرات سے پاک ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے صحیح سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل نقل کیا ہے کہ وہ جلالہ مرغی کو تین روز بند رکھا کرتے تھے۔ بڑے جانوروں گائے' اونٹ وغیرہ کے بارے میں حضرت عطاء اور دیگر فقہاء چالیس دن بند رکھ کر چارہ کھلانے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جس میں جلالہ کی حرمت اور حلت کے لیے جانور کو چالیس روز تک محبوس رکھنے کا حکم ہے لیکن یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ صحیح احادیث میں شراب پینے والے انسان کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہونے کی صراحت موجود ہے۔ (سنن النسائی' الأشربة' باب ذكر الآثام المتولّدة من شرب الخمر......

حدیث:٥٦٧١، ٥٦٧٢ وجامع الترمذی، الأشربة، باب ماجاء فی شارب الخمر، حدیث: ١٨٦٢) جس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ نجس چیز کے استعمال کے اثرات چالیس روز کے بعد اجسام سے زائل ہو جاتے ہیں۔ بعض فقہاء مثلاً امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اصل وجہ منع چونکہ بدبو ہے اس لیے جب یہ زائل ہو جائے تو جانور کا گوشت اور دودھ وغیرہ شرعاً قابل استعمال ہوگا۔ دیکھیے: (عون المعبود، الأطعمة، باب النھی عن أکل الجلالة وألبانھا) یہ حکم غالباً نجاست زدہ کنویں کے پانی کو صاف کرنے کے حکم سے مشابہ ہے کہ نجاست زائل کرنے کے بعد اس وقت تک پانی نکالا جاتا رہے، حتی کہ وہ بو، رنگ اور ذائقے میں بالکل صاف ہو جائے۔

نجاست خور اونٹنی وغیرہ پر سواری کرنا بھی اسی وقت جائز ہوگا۔ جب اس کے جسم (پسینے وغیرہ) سے نجاست کی بدبو بالکل زائل ہو جائے گی۔ طہارت اور پاکیزگی کا یہ اعلیٰ معیار صرف اسی دین کا بتایا ہوا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان فرمائی: ﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الأعراف:١٥٧) ''پاکیزہ اشیاء کو حلال ٹھہراتے ہیں اور تمام گندگیوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔''

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٥-گھوڑے کا گوشت کھانے کا مسئلہ

٣٧٨٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالَ: أخبرنا حَمَّادٌ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَلِيٍّ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: نَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

٣٧٨٨-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خیبر والے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی تھی۔

٣٧٨٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثنا حَمَّادٌ عنْ أبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ الله ﷺ عن الْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ.

٣٧٨٩-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے خیبر کے روز گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرما دیا لیکن گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔

٣٧٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح:٤٢١٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة أكل لحم الخيل، ح:١٩٤١ من حديث حماد بن زيد به.

٣٧٨٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد:٣/٣٥٦ من حديث حماد بن سلمة به، ورواه مسلم، ح:١٩٤١ من حديث أبي الزبير به.

٣٧٩٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ شَبِيبٍ وَحَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ - قَالَ حَيْوَةُ: حَدَّثَنا - بَقِيَّةُ عن ثَوْرِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ ابنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ - زَادَ حَيْوَةُ - وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

۳۷۹۰-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔حیوہ بن شریح نے مزید کہا: درندوں میں سے ہر ناب دار (کچلی والے) جانور سے بھی منع فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُد: وَهُوَ قولُ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی قول ہے (یعنی گھوڑا مکروہ ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَا بَأْسَ بِلُحُومِ الْخَيْلِ، وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ..... گھوڑے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں مگر اس پر عمل نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مَنْسُوخٌ، قَدْ أَكَلَ لُحُومَ الْخَيْلِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ مِنْهُمْ ابنُ الزُّبَيْرِ، وَفَضَالَةُ بنُ عُبَيْدٍ، وَأَنَسُ بنُ مَالِكٍ، وَأَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، وَسُوَيْدُ بنُ غَفَلَةَ وَعَلْقَمَةُ، وَكَانَتْ قُرَيْشٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ تَذْبَحُها.

امام ابوداود فرماتے ہیں: اور یہ (روایت جس میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی ممانعت ہے) منسوخ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے گھوڑے کا گوشت کھایا ہے۔ان میں حضرت ابن زبیر، فضالہ بن عبید، انس بن مالک، اسماء بنت ابی بکر، سوید بن غفلہ اور علقمہ رضی اللہ عنہم کا نام آتا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قریشی لوگ گھوڑا ذبح کیا کرتے تھے۔

توضیح: گھوڑے کا گوشت حلال اور طیب ہے۔ہمارے ہاں اس کا رواج نہ ہونا الگ بات ہے۔دیکھیے: (صحیح البخاری، الذبائح والصید، باب لحوم الخیل: حدیث:۵۵۱۹ و باب النحر والذبح، حدیث: ۵۵۱۰، ۵۵۱۱-

---

٣٧٩٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الذبائح، باب لحوم البغال، ح:٣١٩٨، والنسائي، ح:٤٣٣٦ من حديث بقية به * يحيى بن المقدام مستور، وصالح بن يحيى لين (تقريب)، وقال البخاري: فيه نظر، والحديث ضعفه الحافظ موسى بن هارون وغيره، وحاول بعض المتأخرين تقوية الحديث لنصرة مذهبه التقليدي ولم يصنع شيئًا.

وصحيح مسلم' الصيد والذبائح ' باب إباحة اكل لحم الخيل ' حديث : ١٩٤١ '١٩٤٢) اور یہ آخری روایت (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) ضعیف ہے۔ اسے امام احمد' بخاری' موسیٰ بن ہارون' دارقطنی' خطابی' ابن عبدالبر اور عبدالحق رحمہم اللہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف سنن ابی داود میں درج کیا ہے۔ بعض اہل علم سورۂ نحل کی آیت مبارکہ: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً﴾ (النحل : ٨) ''(اللہ نے) گھوڑوں' خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ تمہارے لیے باعث زینت بھی ہیں۔'' سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ یہ جانور کھانے کے لیے نہیں ہیں (لہٰذا حرام ہیں۔) ان حضرات کا استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت کریمہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ یہ جانور محض سواری اور زینت ہی کے لیے ہیں' دیگر فوائد حاصل کرنا ناجائز ہیں۔ چونکہ مذکورہ فوائد اہم تر تھے اس لیے قرآن کریم نے ان کا ذکر فرمایا ہے جیسے کہ سورۂ مائدہ میں ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنزِيرِ﴾ (المائدہ: ٣) ''تم پر مردار' خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے۔'' اس میں خنزیر کے صرف گوشت کا ذکر ہوا ہے کیونکہ اہم شے یہی ہے' حالانکہ دیگر اشیاء چربی' ہڈی اور دوسرے اجزا کا بھی یہی حکم ہے اور ان کے حرام ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس مذکورہ سیاق میں گھوڑے پر بوجھ لادنے کا ذکر بھی نہیں ہے تو کیا گھوڑے پر بوجھ لادنا ناجائز سمجھ لیا جائے؟ یہ بات عقل ونقل کے سراسر خلاف ہوگی۔ اسی طرح اس سے اس کے حرام ہونے کا استدلال بھی قطعاً درست نہیں۔ شروع آیات میں ہے: ﴿وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّ مَنَافِعُ وَ مِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾ (النحل:٥) ''اسی نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرم لباس ہیں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور کئی تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔'' تو یہاں اہم فوائد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (معالم السنن و عون المعبود)

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٦-خرگوش کھانے کا بیان

٣٧٩١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا حَزَوَّرًا فَاصَّدْتُ أَرْنَبًا فَشَوَيْتُهَا، فَبَعَثَ مَعِي أَبُو طَلْحَةَ بِعَجُزِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَبِلَهَا.

٣٧٩١-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نوخیز مضبوط لڑکا تھا۔ میں نے ایک خرگوش شکار کیا' پھر میں نے اسے بھون لیا۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا پچھلا دھڑ دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں اسے آپ کے پاس لے آیا تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔

٣٧٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول هدية الصيد، ح: ٢٥٧٢، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الأرنب، ح: ١٩٥٣ من حديث هشام بن زيد به.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اس ہدیے کو قبول فرمالینا اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے۔

٣٧٩٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ قالَ: حَدَّثَنا رَوْحُ بنُ عُبَادَةَ قالَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ خَالِدٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بنَ الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ: إنَّ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو كَانَ بالصِّفَاحِ، - قالَ مُحمَّدٌ: مَكَانٌ بِمَكَّةَ - وَإِنَّ رَجُلًا جاءَ بِأَرْنَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقالَ: يَاعَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو! مَا تَقُولُ؟ قالَ: قَدْ جِيءَ بِهَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ وَأنَا جَالِسٌ، فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أكْلِهَا، وَزَعَمَ أنَّهَا تَحِيضُ.

٣٧٩٢- ابوخالد بن حویرث کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما مقام صِفاح میں تھے۔ محمد (بن خالد) نے وضاحت کی کہ یہ جگہ مکہ میں ہے۔ پس ایک آدمی خرگوش لے کر آیا جو اس نے شکار کیا تھا۔ اس نے کہا: اے عبداللہ بن عمرو! آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جانور رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تھا جبکہ میں (آپ کے پاس) بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے نہ اسے کھایا اور نہ کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ اسے حیض آتا ہے۔

فائدہ: فتح الباری میں منقول ایک روایت میں الفاظ تُدْمِی ہیں۔ (فتح الباری' الذبائح' باب الأرنب) ''اسے خون آتا ہے۔ اول تو یہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ تاہم اس کی اگر کوئی حقیقت ہے تو ماہرین علم الحیوانات کے مطابق صرف اتنی ہے کہ خرگوش کا پیشاب گاہے بگاہے رنگ دار ہو جاتا ہے' کبھی تیز سرخ اور کبھی نارنجی۔ معروف حیض یا خون نہیں ہے۔ (Pathology of Laboratory: by Deon H. Percy Stephen, P.180)

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الضَّبِّ (التحفة ٢٨)

باب:٢٧- سانڈا کھانے کا بیان

٣٧٩٣- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ أَبِي بِشْرٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إلَى رَسُولِ الله ﷺ سَمْنًا وأَضُبًّا وَأَقِطًا، فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الأَضُبَّ

٣٧٩٣- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کی خالہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی' سانڈے اور پنیر کا ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گھی اور پنیر کھا لیا مگر سانڈے کو طبیعت کے نہ چاہنے پر چھوڑ دیا۔ تاہم اسے آپ کے دسترخوان پر کھایا گیا' اگر حرام ہوتا تو

٣٧٩٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٢١ من حديث أبي داود به * محمد بن خالد مستور، وأبوه لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شاهد ضعيف، انظر فتح الباري: ٩/ ٦٦٢.

٣٧٩٣- تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية، ح: ٢٥٧٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح: ١٩٤٧ من حديث شعبة به.

تَقَذُّرًا، وأُكِلَ عَلٰى مَائِدَتِهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ».

رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر ہرگز نہ کھایا جاتا۔

فائدہ: حدیث نمبر: ۳۷۳۰ کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ وہاں تفصیل ذکر کر دی گئی ہے۔

٣٧٩٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ ابنِ الْوَلِيدِ؛ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ: أَخْبِرُوا النَّبِيَّ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا: هُوَ ضَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَارَسُولَ الله؟ قَالَ: «لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ». قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ، وَرَسُولُ الله ﷺ يَنْظُرُ.

۳۷۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضرت خالد بن ولید ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (خالد ؓ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ کے گھر گئے انہیں بھونا ہوا سانڈا پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو بعض خواتین نے جو سیدہ میمونہ ؓ کے گھر میں تھیں کہا: نبی ﷺ جو کھانے لگے ہیں انہیں اس کے متعلق بتا دو۔ پس صحابہ نے کہا: یہ سانڈا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ حضرت خالد ؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' لیکن یہ میرے وطن میں نہیں پائے جاتے اس لیے میں طبعی کراہت کی بنا پر اس سے بچتا ہوں۔'' خالد نے کہا: پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

٣٧٩٥- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عَنْ ثَابِتِ بنِ وَدِيعَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا قَالَ: فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا، فَأَتَيْتُ رَسُولَ

۳۷۹۵- حضرت ثابت بن ودیعہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' ہمیں سانڈے ملے۔ میں ان میں سے ایک بھون کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے ایک تنکا لیا اور اس سے اس کی

٣٧٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الضب، ح:٥٥٣٧ عن القعنبي، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الضب، ح:١٩٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):٢/ ٩٦٨.

٣٧٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الضب، ح:٣٢٣٨، والنسائي، ح:٤٣٢٥ من حديث حصين به، وصححه الحافظ في الفتح:٩/ ٦٦٣، وله شواهد عند مسلم، ح:١٩٤٩ـ١٩٥١ وغيره.

اللهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابًّا فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ؟» قَالَ: فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ.

انگلیاں شمار کیں۔ پھر فرمایا: ''بنواسرائیل کی ایک قوم کو زمین کے جانوروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا تھا' مجھے نہیں معلوم وہ کون سے جانور تھے۔'' کہا کہ پھر آپ نے نہ اسے کھایا اور نہ منع کیا۔

٣٧٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ.

٣٧٩٦-حضرت عبدالرحمٰن بن شبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ممانعت والی یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبکہ مذکورہ بالا احادیث صحیح ہیں۔ اور ان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے گو اپنی طبعی کراہت کی وجہ سے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا' لیکن آپ نے صحابہ کو اس کے کھانے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ چنانچہ جسے پسند ہو کھالے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے دسترخوان پر اسے کھایا گیا ہے اور جسے پسند نہ ہو نہ کھائے۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى (التحفة ٢٩)

باب:٢٨-حباریٰ کا گوشت کھانا

فائدہ: حباریٰ راکھ کے رنگ کا لمبی گردن والا پرندہ جو بہت تیز اور دور تک اڑتا ہے' اور از حد سادہ طبیعت کا پرندہ ہے۔ حباریٰ تلور (Bustard) کی ایک قسم ہے جو پاکستان کے صحراؤں اور جزیرۃ العرب میں ملتی ہے۔ اسے (Hubara Bustard) ہی کہا جاتا ہے۔ یہ لمبی اڑان کرنے والے حلال پرندوں میں سے سب سے وزنی ہوتا ہے۔ عرب اس کا شکار کرنے پاکستان آتے ہیں۔

٣٧٩٧- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ:

٣٧٩٧-بُرَیہ بن عمر بن سفینہ اپنے والد سے وہ

٣٧٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٢٦ من حديث أبي اليمان الحكم بن نافع به * إسماعيل ابن عياش مدلس وعنعن، ومن صححه غفل عن هذه العلة.

٣٧٩٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل الحبارٰى، ح: ١٨٢٨ عن الفضل بن سهل به، وقال: "غريب" * بريه مختلف فيه، ضعفه العقيلي والجمهور.

حدَّثني إبراهيمُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مَهْدِيٍّ قالَ: حدَّثني بُرَيْهُ بنُ عُمَرَ بنِ سَفِينَةَ عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَحْمَ حُبَارَىٰ.

(ان کے باپ عمر بن سفینہ) ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ''حباریٰ'' کا گوشت کھایا تھا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اگر یہ ذو مخلب (پنجے سے شکار کرنے والوں) میں سے نہیں ہے تو حلال ہے۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ (التحفة ٣٠)

باب:٢٩-زمین کے اندر رہنے والے جانوروں کا کھانا

٣٧٩٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا غَالِبُ بنُ حَجْرَةَ قالَ: حَدَّثَنا مِلْقَامُ بنُ تَلِبٍّ عنْ أَبِيهِ قالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشَرَاتِ الأَرْضِ تَحْرِيمًا.

٣٧٩٨- جناب مِلقام بن تَلِبّ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں مگر میں نے آپ سے حشرات الارض (زمین کے اندر رہنے والے جانوروں) کی حرمت کے بارے میں کچھ نہیں سنا۔

٣٧٩٩- حَدَّثَنا أَبُو ثَوْرٍ إبراهِيمُ بنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ قالَ: حدثنا سَعِيدُ بنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عنْ عِيسَى بنِ نُمَيْلَةَ، عنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَتَلَا: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾ الآيـة [الأنعام:١٤٥]. قَالَ: قالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَقالَ: «خَبِيثَةٌ مِنَ الْخَبَائِثِ» فقالَ

٣٧٩٩-عیسیٰ بن نمیلہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں حضرت ابن عمر ؓ کے پاس تھا کہ ان سے خارپشت (سیہہ) کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے سورۃ الانعام کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً ...... الخ﴾ ''کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں سے میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت' بے شک وہ

٣٧٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٢٦ من حديث أبي داود به * غالب مجهول، وملقام مستور(تقريب).

٣٧٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨١ من حديث سعيد بن منصور به، ورواه البيهقي: ٩/ ٣٢٦ من حديث أبي داود به * عيسى بن نميلة وأبوه مجهولان، وشيخ لم أعرفه.

ابنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذَا؛ فَهُوَ كَمَا قَالَ، مَا لَمْ نَدْرِ.

ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو' پھر جو شخص مجبور ہو جائے (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو' تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' مجلس میں سے بڑی عمر کے ایک آدمی نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: ''خبیث جانوروں میں سے ایک خبیث جانور ہے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر بات وہی (صحیح) ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔

فائدہ: خارپشت کی حلت اور حرمت کی بابت علماء میں اختلاف ہے' بعض نے اسے حلال اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔ تاہم شیخ ابن باز رحمہ اللہ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ حلال ہے کیونکہ حیوانات کے بارے میں اصل حلت ہے اور ان میں صرف وہی حرام ہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو اور اس کی بابت شریعت میں ایسی کوئی دلیل وارد نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ جانور حرام ہے۔ یہ خرگوش اور ہرن کی طرح نباتات کھاتا ہے اور کچلی سے شکار کرنے والے درندوں میں سے بھی نہیں ہے' لہٰذا اس کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ مذکورہ حیوان سیہہ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اسے ''دلدل'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے' جبکہ مذکورہ روایت علمائے محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے۔ (فتاوی اسلامیہ' جلد: سوم)

(المعجم ٣٠) - بَابُ مَا لَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ (التحفة ٣١)

باب: ٣٠- جن چیزوں کے حرام ہونے کی صراحت نہیں (ان کا حکم)

٣٨٠٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ صُبَيْحٍ قالَ: حدثنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ قالَ: حدثنا مُحمَّدٌ يَعْني بنَ شَرِيكٍ المَكِّيَّ عنْ عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عنْ أبي الشَّعْثَاءِ، عَنِ ابنِ

٣٨٠٠- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسلام سے پہلے لوگ کئی چیزوں کو کھاتے اور کئی کو ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نبی مبعوث فرمایا' اپنی کتاب نازل کی' حلال کو حلال اور حرام

٣٨٠٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ١١٥ من حديث الفضل بن دكين به، وصححه، ووافقه.

عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُونَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُونَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا، فَبَعَثَ اللهُ نَبِيَّهُ ﷺ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا: ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [الأنعام: ١٤٥].

کو حرام ٹھہرایا۔ تو جس کو اس نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جس کو اس نے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے اور سورۂ انعام کی آیت تلاوت فرمائی ﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا ...... الخ﴾ ''کہہ دیجیے کہ بذریعہ وحی جو احکام میرے پاس آئے ہیں ان میں میں کسی کھانے والے کے لیے کوئی چیز جسے وہ کھانا چاہے حرام نہیں پاتا الا یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت' بے شک وہ ناپاک ہے یا وہ فسق ہے کہ (ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو' پھر جو شخص مجبور ہو جائے' (بشرطیکہ) وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے گزرنے والا نہ ہو' تو بے شک آپ کا رب بڑا بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فائدہ: عادات کے امور میں اصل حلّت ہے سوائے اس کے کہ ان کے حرام ہونے کا حکم ہو۔ اور یہ حکم صرف وحی کے ذریعے ہی سے معلوم ہو سکتا ہے' نہ کہ خواہش نفس سے۔ لہٰذا جن چیزوں کے حرام ہونے کی شریعت میں صراحت نہیں ہے علمائے کرام' اصول شریعت اور ان چیزوں کے خواص و صفات کی بنا پر ان کا حکم بتاتے ہیں۔ لہٰذا ہر علاقے کے ثقہ علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے مزید آیت کریمہ کی تفسیر کے لیے تفسیر احسن البیان وغیرہ دیکھی جائے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الضَّبُعِ (التحفة ٣٢)

باب: ٣١- لگڑ بگڑ (Hyena) کھانا کیسا ہے؟

فائدہ: [الضَّبُع] لگڑ بگڑ (Hyena) یہ ایک (ذوناب) کچلیوں والا مردار خور جانور ہے جو افریقہ' عرب' ایران' پاکستان' بھارت' افغانستان اور وسط ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ نر کا وزن تقریباً ایک من اور مادہ کا وزن اس سے تقریباً دس پاؤنڈ کم ہوتا ہے۔ بسا اوقات یہ تھوڑی عمر والے اور چھوٹے قد والے (زندہ) جانوروں مثلاً بکری وغیرہ پر حملہ کر کے اٹھا لے جاتا ہے۔ (The mammals of Pakistan P:194)

٣٨٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٨٠١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ

٣٨٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح:٨٥١،◄◄

الْخُزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ: «هُوَ صَيْدٌ، وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحْرِمُ».

میں نے رسول اللہ ﷺ سے لگڑ بگڑ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ شکار ہے اگر اسے محرم شکار کرے تو اس کو ایک مینڈھا فدیہ دینا ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ لگڑ بگڑ کا کھانا حلال ہے' کیونکہ اسے نبی ﷺ نے ''شکار'' قرار دیا ہے یعنی جس کا شکار کر کے کھانا جائز ہے۔ ② دوسرا' یہ معلوم ہوا کہ حالت احرام میں محرم اگر کسی جانور کا شکار کرلے گا' تو اسے اس جانور کی مثل فدیہ ضروری ہوگا۔ اور یہ مثلیت ظاہری جسم کے ڈیل ڈول (قد وقامت) کے حساب سے ہوگی' نہ کہ قیمت کے اعتبار سے۔ جیسے لگڑ بگڑ اور مینڈھا جسامت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ ③ لگڑ بگڑ بھی ذوناب (کچلیوں سے شکار کرنے والا) جانور ہے' اور ہر ذوناب درندہ حدیث کی رُو سے حرام ہے۔ پھر اسے اس حدیث میں کیوں حلال قرار دیا گیا ہے؟ امام خطابی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ کُلّ ذي نابٍ من السباع کے عموم سے اس کی تخصیص ہوگئی ہے۔ اور امام ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لگڑ بگڑ (ضبعٌ) بھی اگرچہ درندہ ہی ہے، لیکن ہر درندے میں حرمت کی دو وجہیں ہیں۔ ایک کچلیوں کا ہونا اور دوسرا عادی درندہ ہونا۔ اور درندگی کا وصف کچلیاں ہونے کے مقابلے میں زیادہ اہم اور خاص ہے۔ اس لیے کہ دونوں وصف رکھنے والے جانوروں کے کھانے سے کھانے والے کے اندر بھی درندگی والی قوت آ جاتی ہے' جیسے شیر' چیتا اور لومڑی وغیرہ ہیں اور لگڑ بگڑ کچلیوں والا تو ہے لیکن اس میں درندگی والی وہ قوت نہیں ہے جو مذکورہ جانوروں میں ہے' اس لیے اس کو حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم (تفصیل کے لیے دیکھیے: عون المعبود)

(المعجم ٣٢) - بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ السِّبَاعِ (التحفة ٣٣)

باب:٣٢- درندوں کا گوشت کھانا حرام ہے

٣٨٠٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٣٨٠٢- حضرت ابوثعلبہ خُشَنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

◄◄ ح: ١٧٩١ من حديث عبدالله بن عبيد بن عمير به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح: ٢٨٣٩، وابن ماجه، ح: ٣٢٣٦، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح: ٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح: ٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٥٢.

٣٨٠٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ٥٥٣٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ١٩٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٦.

ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَىٰ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ.

رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٣٨٠٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

۳۸۰۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے دار پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: وہ پرندے جو اپنے پنجوں یعنی ناخنوں سے اپنا شکار پکڑیں اور چیر پھاڑ کر کھائیں وہ حرام ہیں جیسے کہ شاہین باز اور گدھ وغیرہ اسی طرح درندوں میں نیش دار (کچلیوں سے شکار کرنے والے) درندے حرام ہیں جیسے شیر بھیڑیا وغیرہ۔

٣٨٠٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَوْفٍ، عَنِ الْمِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَلَا الْحِمَارُ الأَهْلِيُّ، وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ، فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ».

۳۸۰۴- حضرت مقدام بن معدیکرب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! کچلیوں والا درندہ پالتو گدھا اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال حلال نہیں ہیں سوائے اس کے کہ اس کا مالک اس مال سے بے پروا ہو اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اس کے لیے جائز ہے کہ ان سے اپنی مہمانی کے برابر کچھ لے لے۔“

٣٨٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب تحريم أكل كل ذي ناب من السباع . . . الخ، ح: ١٩٣٤ من حديث أبي عوانة به.

٣٨٠٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٣٢ من حديث الزبيدي به، وانظر، ح: ٤٦٠، وصححه ابن حبان، ح: ٩٧.

فائدہ: جب کسی کافر کا گرا پڑا مال اٹھانا جائز نہیں تو مسلمان کا مال اٹھانا بالاولیٰ منع ہوا۔ ہاں اگر مال معمولی ہو کہ اس کے مالک کو اس کی طمع نہ ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح اعلان کرنے کی نیت سے بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔

٣٨٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ عنْ ابنِ أَبِي عَدِيٍّ، عن ابنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عنْ عَلِيِّ بنِ الْحَكَمِ، عنْ مَيْمُونِ بنِ مِهْرَانَ، عنْ سَعِيدِ ابنِ جُبَيْرٍ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ.

٣٨٠٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہر کچلی والا درندہ اور پنجے دار پرندہ کھانا منع فرمایا۔

٣٨٠٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ قالَ: حدَّثني أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمانُ بنُ سُلَيْمٍ عنْ صَالِحِ بنِ يَحْيَى بنِ المِقْدَامِ، عنْ جَدِّهِ المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ، عنْ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ قالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ خَيْبَرَ، فَأَتَتِ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهِدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحَرَامٌ عَلَيْكُم حُمُرُ الأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبِغَالُهَا، وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَكُلُّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ».

٣٨٠٦- حضرت خالد بن ولید ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک تھا۔ چنانچہ یہودی (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے اور شکایت کی کہ لوگ (مسلمان) ان کے باڑوں پر چڑھ دوڑے ہیں (یعنی مال مویشی لوٹ لیے ہیں۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! معاہد (ذمی) لوگوں کا مال حلال نہیں سوائے اس کے کہ شرعی اور اصولی حق ہو' تم پر پالتو گدھے' گھوڑے' خچر' کچلیوں والے درندے اور پنجے دار پرندے حرام ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم گھوڑے کی بابت دیکھیے احادیث: ٣٧٨٨ اور ٣٧٩٠۔

٣٨٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب أكل كل ذي ناب من السباع، ح: ٣٢٣٤ من حديث محمد بن أبي عدي به، ورواه النسائي، ح: ٤٣٥٣، والحديث السابق يغني عنه.

٣٨٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٣٧٩٠، وأخرجه أحمد: ٤/ ٨٩ من حديث محمد بن حرب به.

٣٨٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُحمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ قالَا: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ عُمَرَ بنِ زَيْدِ الصَّنْعَانِيِّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهى عنْ ثَمَنِ الْهِرِّ.

٣٨٠٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

قالَ ابنُ عَبْدِ المَلِكِ: عنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

ابن عبدالملک کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کے کھانے اور اس کی قیمت کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ (التحفة ٣٤)

باب:٣٣- پالتو گدھوں کا گوشت کھانا؟

٣٨٠٨- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ قالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عَمْرُو بنُ دِينَارٍ قالَ: أخبرني رَجُلٌ عنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قَالَ: نَهى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ، وَأَمَرَ أَنْ نَأْكُلَ لُحومَ الْخَيْلِ.

٣٨٠٨- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ہم گھوڑوں کا گوشت کھائیں۔

قَالَ عَمْرٌو: فَأَخْبَرْتُ هذَا الخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الحَكَمُ الغِفَارِيُّ فِينَا يقولُ هَذَا، وأَبَى ذٰلِكَ البَحْرُ - يُرِيدُ ابنَ عَبَّاسٍ - .

عمرو نے کہا: میں نے یہ روایت ابوالشعثاء کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ حکم (بن عمرو) غفاری (بصرہ میں) ہمارے پاس تھے وہ بھی یہی کہتے تھے۔ مگر اس ''بحر'' نے اس کا انکار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ مراد ہیں۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ کے علم وفضل کی بنا پر انہیں [بحر الأمة یا حبر الأمة] کہا جاتا ہے۔ اور گدھوں کے بارے میں ان کا یہ قول شاید وضاحت کے ساتھ حدیث نہ پہنچنے کے سبب تھا۔ صحیحین میں شعبی کے حوالے سے ان کا قول مروی ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ (خیبر کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے گدھوں کا گوشت کھانے

٣٨٠٧- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٤٨٠.

٣٨٠٨- تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٧٨٨.

سے منع کیا تھا کہ لوگ سواریوں سے محروم نہ ہو جائیں یا ان کو حرام قرار دیا تھا۔ لیکن بالآخر جب انہیں بالوضاحت حرمت کی احادیث پہنچیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی بحث ہوئی تو یقین کے ساتھ وہ ان کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔ (فوائد ابن القیم رحمہ اللہ)

٣٨٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبْجَرَ قَالَ: أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ، وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَصَابَتْنَا السَّنَةُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سِمَانُ حُمُرٍ، وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ؟ فَقَالَ: «أَطْعِمْ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمُرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَالِّ الْقَرْيَةِ» يَعْنِي الْجَلَّالَةَ.

٣٨٠٩- حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قحط سے دوچار ہو گئے۔ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکتا۔ صرف چند گدھے ہی تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام فرما دیا تھا۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم قحط میں مبتلا ہیں اور میرے پاس کوئی مال نہیں جو میں اپنے گھر والوں کو کھلا سکوں سوائے موٹے موٹے گدھوں کے اور آپ نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اپنے گھر والوں کو اپنے موٹے گدھوں میں سے کھلا دو۔ میں نے انہیں اس لیے حرام کیا ہے کہ یہ بستی کی گندگی کھاتے ہیں۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هٰذَا هُوَ ابْنُ مَعْقِلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبدالرحمٰن یہ ابن معقل ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَعْقِلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ نَاسٍ مِنْ مُزَيْنَةَ؛ أَنَّ سَيِّدَ مُزَيْنَةَ أَبْجَرَ أَوِ ابْنُ أَبْجَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کو شعبہ نے عبید ابوالحسن سے روایت کیا ہے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن معقل سے' انہوں نے عبدالرحمٰن بن بشر سے' انہوں نے مزینہ کے کچھ لوگوں سے' (انہوں نے بیان کیا) کہ قبیلۂ مزینہ کے سردار ابجر یا ابن ابجر نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا۔

٣٨٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٦/ ٨٦ عن عبيدالله بن موسى به * عبدالرحمٰن بن معقل لم يسمعه من غالب بن أبجر رضي الله عنه، وشيخه عبدالرحمٰن بن بشر ينظر فيه، وناس من مزينة مجاهيل كلهم.

٣٨١٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: حدثنا أبُو نُعَيْمٍ عنْ مِسْعَرٍ، عن [عبيد]، عن ابنِ مَعْقِلٍ، عنْ رَجُلَيْنِ مِنْ مُزَيْنَةَ - أَحَدِهِمَا عنِ الآخَرِ - أَحَدُهُما عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ عَوِيمٍ وَالآخَرُ غَالِبُ بنُ الأَبْجَرِ قالَ مِسْعَرٌ: أُرَى غَالِبًا، الَّذِي أتَى النَّبِيَّ ﷺ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

٣٨١٠- ابن معقل قبیلہ مُزینہ کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں' ان میں سے ایک دوسرے سے روایت کرتا ہے۔ ایک عبداللہ بن عمرو بن عویم ہے اور دوسرا غالب بن ابجر۔ مسعر نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ غالب ہی تھا جو نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور یہ روایت بیان کی۔

٣٨١١- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ بَكَّارٍ قالَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن ابنِ طَاوسٍ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ قالَ: نَهٰى رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ وَعنِ الجَلَّالَةِ عنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا.

٣٨١١- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت' گندگی (نجاست) کھانے والے جانوروں کی سواری اور ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الجَرَادِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٤- ٹڈی کھانے کا بیان

٣٨١٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ قالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ أبِي يَعْفُورَ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ أبِي أوْفَى، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ سِتَّ أوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ.

٣٨١٢- ابو یعفور کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے سنا جب کہ میں نے ان سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شرکت کی ہے۔ ہم اسے کھایا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔

٣٨١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/ ٢٦٩، ح: ٦٦٦ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وضعفه الحافظ في فتح الباري: ٩/ ٦٥٦، وانظر الحديث السابق.

٣٨١١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الضحايا، باب النهي عن أكل لحوم الجلالة، ح: ٤٤٥٢ من حديث سهل بن بكار به.

٣٨١٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب أكل الجراد، ح: ٥٤٩٥، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة الجراد، ح: ١٩٥٢ من حديث شعبة به.

فائدہ: یہ ایک پردار کیڑا ہے جو فصلوں کو تباہ کرتا ہے' حلال ہونے کی وجہ سے اسے ذبح کیے بغیر کھایا جاتا ہے۔ معروف حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے مرے ہوئے (بغیر ذبح) دو جانور حلال کیے گئے ہیں ایک مچھلی دوسرا' ٹڈی۔'' (سنن ابن ماجہ' الصید' حدیث: ٣٢١٨)

٣٨١٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ قالَ: حَدَّثَنا ابنُ الزِّبْرِقَانِ قالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عنْ أَبي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عنْ سَلْمَانَ قالَ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عن الْجَرَادِ فَقالَ: «أَكْثَرُ جُنُودِ الله لا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ».

٣٨١٣- جناب سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''(یہ) اللہ کے بہت بڑے لشکروں میں سے ہے' نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام ٹھہراتا ہوں۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي عُثْمانَ عن النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس روایت کو معتمر نے اپنے والد سے' اس نے ابوعثمان سے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ اس سند میں سلمان کا ذکر نہیں۔

٣٨١٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ ابنُ عَبْدِ الله قالَا: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بنُ يَحْيَى ابنِ عُمَارَةَ عنْ أَبي الْعَوَّامِ الْجَزَّارِ، عنْ أَبي عُثْمانَ النَّهْدِيِّ، عنْ سَلْمَانَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ فَقالَ مِثْلَهُ قالَ: «أَكْثَرُ جُنْدِ الله».

٣٨١٤- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے مذکورہ بالا حدیث کی مانند فرمایا...... آپ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا بہت بڑا لشکر ہے۔''

قال عَلِيٌّ: اسْمُهُ فَائِدٌ يَعْني أَبَا الْعَوَّامِ.

علی (بن عبداللہ) نے کہا ہے کہ ابوالعوام (الجزار) کا نام ''فائد'' ہے۔

٣٨١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/ ٢٥١، ح: ٦١٢٩ من حديث محمد بن الفرج به
* ابن الزبرقان هو محمد أبوهمام، وانظر الحديث الآتي.

٣٨١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجة ابن ماجه، الصيد، باب صيد الحيتان والجراد، ح: ٣٢١٩ عن نصر بن علي به * أبوالعوام وثقه ابن حبان وحده، وتابعه سليمان التيمي، والحديث المرسل شاهد له، لكن التيمي مدلس فلعله دلس منه أومن غيره.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عنْ أَبِي الْعَوَّامِ، عنْ أَبِي عُثْمانَ عن النَّبِيِّ ﷺ لم يَذْكُرْ سَلْمَـانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حماد بن سلمہ نے ابوالعوام سے اس نے ابوعثمان سے اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے اور سلمان کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنَ السَّمَكِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٥-جو مچھلی مر کر اوپر تیر آئے اس کا کھانا (کیسا ہے؟)

٣٨١٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قالَ: أخبرنا يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ قالَ: أخبرنا إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ».

٣٨١٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر جو باہر پھینک دے یا پانی پیچھے ہٹ جانے کی صورت میں جو زمین پر رہ جائے اسے کھالو اور جو اس میں مرگئی ہو اور اوپر تیر آئے تو اسے مت کھاؤ۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَيُّوبُ وَحَمَّادٌ عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ. وَقَدْ أُسْنِدَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ ضَعِيفٍ عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کو سفیان ثوری' ایوب اور حماد نے ابوالزبیر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت جابر پر موقوف کیا ہے۔ اور دوسری سند سے یہ روایت مسند مرفوع بیان کی گئی ہے جو ضعیف ہے۔ یعنی ابن ابی ذئب نے بیان کیا ابوالزبیر سے' انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ازخود مرنے والی مچھلی حلال ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں جیش الخبط کا معروف واقعہ مذکور ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت اس لشکر کو ابتدا میں انتہائی مشقت کا سامنا کرنا پڑا' بڑی سخت بھوک برداشت کرنا پڑی' مگر بعد میں انہیں سمندر کے کنارے بہت بڑی مچھلی مل گئی جس کو وہ دو ہفتے تک کھاتے رہے اور بعض لوگ اس کا کچھ حصہ بچا کر مدینے بھی لے آئے جو رسول اللہ ﷺ کی خواہش پر آپ ﷺ کو بھی پیش کیا گیا اور آپ نے اسے تناول فرمایا۔ (صحیح البخاری' المغازی' حدیث:٤٣٦٠ وما بعد) آگے حدیث:

٣٨١٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب الطافي من صيد البحر، ح: ٣٢٤٧ عن أحمد ابن عبدة به * أبوالزبير مدلس وعنعن.

۳۸۴۰ میں اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِيمَنِ اضْطُرَّ إِلَى الْمَيْتَةِ (التحفة ٣٧)

باب:۳۶-مجبور کے لیے مردار کھانا (مباح ہے)

٣٨١٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ؛ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا. فَوَجَدَهَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا، فَمَرِضَتْ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: انْحَرْهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ: اسْلَخْهَا حَتَّى نُقَدِّدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَنَأْكُلَهُ فَقَالَ: حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكَ غِنًى يُغْنِيكَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَكُلُوهَا»، قَالَ: فَجَاءَ صَاحِبُهَا، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ: هَلَّا كُنْتَ نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.

۳۸۱۶-حضرت جابر بن سمرۃ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے (مدینہ کے قریب) حرہ مقام پر پڑاؤ کیا۔ اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے۔ (وہاں کے) ایک آدمی نے اس سے کہا کہ میری اونٹنی گم ہو گئی ہے اگر تمہیں ملے تو اسے پکڑ لینا۔ چنانچہ وہ اسے مل گئی مگر اس کا مالک نہ ملا۔ پھر وہ اونٹنی بیمار ہو گئی۔ تو اس شخص کی بیوی نے کہا کہ اس کو نحر (ذبح) کر لو۔ مگر وہ نہ مانا اور بالآخر وہ مر گئی۔ تو عورت نے کہا کہ اس کا چمڑا اتار لو کہ ہم اس کی چربی اور گوشت خشک کر لیں اور کھائیں۔ تو آدمی نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس کچھ ہے جو تمہیں اس سے بے پروا کر دے؟“ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: ”تب تم اسے کھا سکتے ہو۔“ پھر اس اونٹنی کا مالک آ گیا تو اس نے اسے ساری تفصیل بتائی تو اس نے کہا: تم نے اسے نحر (ذبح) کیوں نہ کر لیا؟ اس نے جواب دیا مجھے تم سے حیا آئی۔ (کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ اس نے حیلے بہانے سے اونٹنی کاٹ کھائی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① جب آدمی از حد لاچار ہو جائے اور کھانے کو کچھ نہ پائے تو اس کے لیے مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ ② یہ فطری اور شرعی حیا تھی کہ انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی یہ شخص دوسرے کا مال کھانے کا روادار نہ ہوا۔

٣٨١٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٠٤ من حديث حماد بن سلمة به؛ ورواه البيهقي: ٩/ ٣٥٦ من حديث أبي داود به.

اور یہ ایمان کا حصہ ہے۔ ③ یہ شخص ایسا پکا، سچا، کھرا، پابند شریعت مومن اور رسول اللہ ﷺ کا مطیع و فرماں بردار تھا کہ اس لاچاری کی کیفیت میں بھی اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی اور اس حالت میں بھی لوگوں سے مانگنے کی ذلت قبول نہیں کی۔

٣٨١٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بنُ وَهْبِ بنِ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ما يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ؟ قَالَ: «ما طَعَامُكُم؟» قُلْنَا: نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ - قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَسَّرَهُ لِي عُقْبَةُ: قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً. - قَالَ: «ذٰلِكَ - وَأَبِي - الْجُوعُ» فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلَى هٰذِهِ الْحَالِ.

٣٨١٧- حضرت فُجیع عامری ؓ کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: کیا ہمارے لیے مردار حلال نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تمہارا طعام کیا ہے؟“ ہم نے کہا: غَبُوق اور صَبُوح۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ عقبہ (بن وہب) نے مجھے اس کی وضاحت کی کہ ایک پیالہ دودھ صبح اور ایک پیالہ دودھ رات کو۔ کہا: میرے باپ کی قسم! یہ تو بڑی سخت بھوک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے اس حالت میں مردار کو حلال قرار دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْغَبُوقُ: مِنْ آخِرِ النَّهَارِ، وَالصَّبُوحُ: مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ دن کے آخر میں پی جانے والی چیز کو غبوق اور دن کے شروع میں پی جانے والی کو صبوح کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں اگر عرصہ دراز سے یہی حالت ہے تو یہ کیفیت ہلاکت یا شدید بیماری کا سبب بن سکتی ہے، اسی لیے یہ ایسا اضطرار ہے جس میں حرام حلال ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ (التحفة ٣٨)

باب: ٣٧- ایک وقت میں دو قسم کے کھانے جمع کرنا

٣٨١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ

٣٨١٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے

٣٨١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٣٢١، ح: ٨٢٩ من حديث الفضل بن دكين به * وهب ابن عقبة وثقه ابن حبان وحده، وقال البيهقي: ٩/ ٣٥٧ "وفي ثبوت هذه الأحاديث نظر".

٣٨١٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب الخبز الملبق بالسمن، ح: ٣٣٤١ من حديث الفضل بن موسى به * أيوب لعله ابن خوط كما في النكت الظراف: ٩/ ٧٥، وهو متروك (تقريب) وإلا فمجهول، وهو غير أيوب السختياني.

ابنِ أَبِي رِزْمَةَ قال: أخبرنا الْفَضْلُ بنُ مُوسَى عن حُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ، عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ»، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ، فقال: «في أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هٰذَا؟» قال: في عُكَّةِ ضَبٍّ. قال: «ارْفَعْهُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جی چاہ رہا ہے کہ گندم کی سفید روٹی کھاؤں جو گھی اور دودھ میں گوندھی گئی ہو۔'' تو لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور پکوا کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے پوچھا: ''یہ گھی کس چیز میں تھا؟'' اس نے کہا کہ سانڈے کی کھال کی کپی میں، آپ نے فرمایا: ''اسے اٹھا لو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَأَيُّوبُ لَيْسَ هُوَ السَّخْتِيَانِيَّ.

امام ابوداود فرماتے ہیں: سند میں مذکور ایوب' ایوب سختیانی نہیں ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور اس قسم کی چیزوں کی خواہش کرنا نبی علیہ السلام کے مزاج کے خلاف تھا۔ ویسے ایک وقت میں کھانے کی ایک سے زائد چیزیں مہیا ہوں تو ان کے کھانے میں قطعاً کوئی عیب نہیں۔ بنیادی ضرورت یہ ہے کہ چیزیں حلال اور طیب ہوں' نیز یہ کہ اسراف بھی نہ ہو۔ آئندہ حدیث: ٣٨٣٥ ومابعد میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھا رہے تھے۔ (صحيح البخاری' الأطعمة' باب جمع اللونين او الطعامين بمرة' حديث:٥٤٤٩) اسی طرح ثرید اور حیس بھی کئی نوع کے کھانوں کا مرکب ہوتا ہے جو رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھایا کرتے تھے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الْجُبْنِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٨- پنیر کا بیان

٣٨١٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قال: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ مَنْصُورٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن ابنِ

٣٨١٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تبوک میں نبی ﷺ کو جُبنہ یعنی پنیر پیش کیا گیا تو آپ نے چھری منگوائی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر اسے کاٹا۔

٣٨١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/٦ من حديث أبي داود به.

عُمَرَ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ في تَبُوكَ، فَدَعَا بِسِكِّينٍ فَسَمَّى وَقَطَعَ.

فائدہ: جو چیزیں کفار اور مشرکین نے تیار کی ہوں اور ان میں حرام کی آمیزش کا شائبہ نہ ہو تو وہ حلال اور طیب ہیں، کیونکہ چیزوں میں اصل حِلّت (حلال ہونا) ہی ہے۔ حرمت (حرام ہونے) کے لیے شرعی دلیل ضروری ہے' لیکن اقتصادی نقطۂ نظر سے بطور مسلمان ہونے کے ہمیں غیر مسلموں کی تیار کردہ اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے اور اہل اسلام کی مصنوعات کو فروغ دینا چاہیے۔

(المعجم ٣٩) - بَابٌ: فِي الخَلِّ (التحفة ٤٠)

باب:٣٩- سرکہ کا بیان

٣٨٢٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ قال: حدَّثني سُفْيَانُ عن مُحَارِبِ بنِ دِثَارٍ، عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ».

٣٨٢٠- حضرت جابر ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

٣٨٢١- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا الْمُثَنَّى ابنُ سَعِيدٍ عن طَلْحَةَ بنِ نَافِعٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ».

٣٨٢١- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي أَكْلِ الثُّومِ (التحفة ٤١)

باب:٤٠- لہسن کھانے کا بیان

٣٨٢٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال:

٣٨٢٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا'

٣٨٢٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الخلّ، ح:١٨٤٢ من حديث معاوية بن هشام به، ورواه ابن ماجه، ح:٣٣١٧، وانظر الحديث الآتي.

٣٨٢١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب فضيلة الخل والتأدم به، ح:٢٠٥٢ من حديث المثنى بن سعيد به.

٣٨٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح:٨٥٥ عن أحمد بن صالح، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً أو كراثًا أو نحوها مما له رائحة كريهة ... الخ، ح:٥٦٤/ ٧٣ من حديث ابن وهب به.

حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حدَّثني عَطَاءُ بنُ أبي رَبَاحٍ؛ أَنَّ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله قال: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ أكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا - أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا - وَلْيَقْعُدْ في بَيْتِهِ»، وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنَ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ، فأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ، فقال: «قَرِّبُوهَا» - إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ - فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا. قال: «كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لا تُنَاجِي».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے لہسن یا پیاز کھائی ہو وہ ہم سے الگ رہے...... یا فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے...... اسے چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔“ (ایک بار) آپ کے سامنے طباق پیش کیا گیا اس میں کئی طرح کی سبزیاں تھیں۔ آپ نے اس میں بو محسوس کی اور دریافت فرمایا تو جو سبزیاں اس میں تھیں سب بتائی گئیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے اس شخص کے قریب کردو۔“ (یعنی اس صحابی کے جو آپ کے پاس تھا۔) جب اس نے آپ کو دیکھا (کہ آپ نے نہیں کھایا) تو اس نے بھی اسے کھانا پسند نہ کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم کھاؤ، کیونکہ میں (بہت قریب سے) اس سے بات کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔“

قال أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ، بِبَدْرٍ فَسَّرَهُ ابنُ وَهْبٍ: طَبَقٌ؛

احمد بن صالح نے لفظ ”بدر“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن وہب نے اس کا ترجمہ ”طبق“ (طباق) کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① لہسن اور پیاز اگر کچی کھائی جائے تو اس سے بڑی ناگوار بو آتی ہے جس سے ساتھ والے لوگ اور فرشتے اذیت محسوس کرتے ہیں، اس لیے اس کیفیت میں مسجد میں آنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس پر قیاس ہے تمباکو یا ایسی سبزیاں جن کے نتیجے میں ناگوار ڈکار آتی ہے اور یہ بھی کہ منہ کو گندہ رکھنا، مسواک نہ کرنا انتہائی قبیح عادت ہے۔ ② حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے جس صحابی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ (صحیح مسلم، الأشربة، باب اباحة أكل الثوم.....، حدیث: ۲۰۵۳) میں ان کی صراحت ہے۔

٣٨٢٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ بَكْرَ بنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى

۳۸۲۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ان تمام میں سے لہسن

٣٨٢٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٦٦٩ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ٣١٨ ☆ أبو النجيب حسن الحديث.

عَبْدِ اللهِ بنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الثُّومُ وَالْبَصَلُ، وَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! وَأَشَدُّ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثُّومُ أَفَتُحَرِّمُهُ؟ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «كُلُوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنكُم فَلَا يَقْرَبْ هٰذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ مِنْهُ رِيحُهُ».

(کی بو) زیادہ سخت ہے تو کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اسے کھاؤ اور تم میں سے جو اسے کھائے تو وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ اس سے اس کی بدبو ختم ہو جائے۔“

٣٨٢٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قال: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن زِرِّ بنِ حُبَيْشٍ، عن حُذَيْفَةَ، أَظُنُّهُ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: «مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» ثَلَاثًا.

۳۸۲۴- حضرت حذیفہ ؓ سے منقول ہے، راوی کا خیال ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”جس نے قبلے کی طرف تھوکا تو قیامت کے دن وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان لگا ہوگا، اور جس نے یہ ناپسندیدہ سبزی کھائی ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① مسجد کے آداب کے علاوہ قبلے کے احترام میں یہ چیز بھی انتہائی اہم ہے کہ اس کی سمت میں تھوکا نہ جائے، نماز کی حالت ہو یا نماز سے باہر یہ بات صراحت سے کہی گئی لیکن لوگ اس کی پروا نہیں کرتے، حالانکہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو اس جرم کی پاداش میں امامت سے معزول فرما دیا تھا۔ دیکھیے: (گزشتہ حدیث: ۴۸۲، کتاب الصلوٰۃ، کراھیۃ البزاق فی المسجد) ② مسجد نبوی کی تعظیم وحرمت حرم مکی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ آدمی کسی طرح بھی دوسروں کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔ دیگر مساجد کا ادب بھی یہی ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں ہے۔

٣٨٢٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِاللهِ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ

۳۸۲۵- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ سبزی کھائی ہو (لہسن اور پیاز) تو وہ ہرگز مسجدوں کے قریب نہ جائے۔“

٣٨٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٧٦ من حديث أبي داود به، ورواه ابن أبي شيبة: ٢/ ٣٦٥ موقوفًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٩٢٥، ١٣١٤، ١٦٦٣، وابن حبان، ح: ٣٣٢ كونه موقوفًا، وسنده صحيح، وهو الصواب.

٣٨٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب ماجاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ح: ٨٥٣، ومسلم، المساجد، باب نهي من أكل ثومًا أو بصلاً . . . الخ، ح: ٥٦١ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢٠، ٢١.

مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ».

٣٨٢٦- حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قال: أخبرنا أبُو هِلَالٍ قال: أخبرنا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عن أبي بُرْدَةَ، عن الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ قال: أَكَلْتُ ثُومًا فأَتَيْتُ مُصَلّٰى رَسُولِ الله ﷺ وَقَدْ سُبِقْتُ بِرَكْعَةٍ، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ رَسُولُ الله ﷺ رِيحَ الثُّومِ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ الله ﷺ صَلَاتَهُ قال: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ رِيحُهُ»، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جِئْتُ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! وَالله! لَتُعْطِيَنِّي يَدَكَ. قال: فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِّ قَمِيصِي إِلٰى صَدْرِي فإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ الصَّدْرِ. قال: «إِنَّ لَكَ عُذْرًا».

۳۸۲۶-حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن لہسن کھایا پھر مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ میری ایک رکعت فوت ہو گئی تھی۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے لہسن کی بو محسوس فرمائی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ”جو شخص یہ سبزی کھائے وہ ہرگز ہمارے قریب نہ آئے حتی کہ اس کی بو زائل ہو جائے۔“ پھر جب میں نے اپنی نماز پوری کی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنا ہاتھ ضرور پکڑائیں گے۔ چنانچہ میں نے آپ کا دست مبارک لے کر اپنی قمیص کی آستین میں سے لے جا کر اپنے سینے پر رکھا تو اس وقت میرا سینہ بندھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک تم معذور ہو۔“

فائدہ: یعنی بیماری کے علاج کی خاطر لہسن استعمال کرنے پر آپ نے ان کو معذور جانا۔

٣٨٢٧- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قال: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو قال: حَدَّثَنَا خالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ يَعني الْعَطَّارَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ قُرَّةَ، عن أبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقال: «مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا»، وَقال: «إِنْ

۳۸۲۷-حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو سبزیوں سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: ”جس نے یہ کھائی ہوں وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“ اور فرمایا: ”اگر تم نے انہیں ضرور ہی کھانا ہو تو پکا کر ان کی بو ختم کر لیا کرو۔“ راوی نے کہا کہ ان سبزیوں سے مراد پیاز اور لہسن ہے۔

٣٨٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٤٩ من حديث أبي هلال به، وتابعه سليمان بن المغيرة عنده: ٤/ ٢٥٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٦٧٢، وابن حبان، ح: ٣١٩.

٣٨٢٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٩ عن أبي عامر به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٦٦٨١ من حديث خالد بن ميسرة العطار به.

كُنتُمْ لَا بُدَّ آكِلُوهُمَا فأَمِيتُوهُما طَبْخًا» قال: يَعْني الْبَصَلَ وَالثُّومَ.

٣٨٢٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو وَكِيعٍ عن أبي إسْحَاقَ، عن شَرِيكٍ، عن عَلِيٍّ قال: نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا.

٣٨٢٨-حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لہسن کھانے سے منع کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ پکا ہوا ہو۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شَرِيكُ بن حَنْبَلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور راوی ''شریک'' سے مراد شریک بن حنبل ہے۔

٣٨٢٩- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى قال: أخبرنا؛ ح: وحدثنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ قَالَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ، عن أبي زِيَادٍ خِيَارِ بنِ سَلَمَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عن الْبَصَلِ قالَتْ: إنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ الله ﷺ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ.

٣٨٢٩-ابوزیاد خیار بن سلمہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا اس میں پیاز شامل تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کھانے میں اچھی طرح پکی ہوئی پیاز یا لہسن جس سے ان کی بوختم ہوجائے استعمال کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي التَّمْرِ (التحفة ٤٢)

باب:٤١-کھجور کا بیان

٣٨٣٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنا أبِي عَنْ مُحمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيٰى، عن يَزِيدَ الأَعْوَرِ،

٣٨٣٠-حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: ''یہ اس کا

٣٨٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثوم مطبوخًا، ح:١٨٠٨ من حديث مسدد به، وقال: "هذا الحديث ليس إسناده بذلك القوي" * أبوإسحاق عنعن.

٣٨٢٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٦/ ٨٩ عن حيوة بن شريح به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح:٦٦٧٩ * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، وخيار بن سلمة لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٨٣٠ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:٣٢٦٠.

عَنْ يُوسُفَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ سَلَامٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ، فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ: «هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ».

سالن ہے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، البتہ جن علاقوں میں کھجور بکثرت ہوتی ہے وہاں لوگ اس کے ساتھ بلا تکلف روٹی کھاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تکلفات سے کوسوں دور تھے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ».

٣٨٣١- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔"

فائدہ: علامہ طیبی ؒ کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جن علاقوں میں کھجور زیادہ ہوتی ہے وہاں کے لوگوں کو بالخصوص ترغیب دی گئی ہے کہ اس سے خوب استفادہ کیا کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اس مبارک پھل سے فائدہ اٹھایا کریں۔ نیز اس کی کاشت بڑھانا مادی لحاظ سے بھی بہت نفع آور ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي تَفْتِيشِ التَّمْرِ الْمَسُوسِ عِنْدَ الْأَكْلِ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۲- کیڑا لگی کھجور کو کھاتے وقت صاف کرنے کا بیان

٣٨٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

۳۸۳۲- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے پرانی کھجور پیش کی گئی تو آپ اسے کھول کھول کر اچھی طرح جائزہ لیتے اور سرسریاں نکال دیتے تھے۔

٣٨٣١- تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب: في إدخال التمر ونحوه من الأقوات للعيال، ح: ٢٠٤٦ من حديث سليمان بن بلال به.

٣٨٣٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب تفتيش التمر، ح: ٣٣٣٣ من حديث سلم بن قتيبة به.

فائدہ: "سوس" پہلے سین پر زبر پڑھیں تو یہ مصدر ہوگا' اس سے مراد کھجور یا غلے کا وہ دانہ ہوگا جس میں کیڑا وغیرہ لگ گیا ہو۔ اگر پہلے سین پر پیش پڑھیں تو خود کیڑا یا سرسری مراد ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ کیڑا وغیرہ لگنے سے کھجور یا غلہ نجس نہیں ہو جاتا اور جہاں تک ہو سکے صاف کر کے استعمال کر لینا چاہیے۔ اس میں نبی ﷺ کی تواضع کا بھی بیان ہے کہ آپ میں نخوت نہ تھی۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخْبَرَنَا هَمَّامٌ عنْ إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ. فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۳۸۳۳- اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے مروی ہے کہ (بعض اوقات) نبی ﷺ کو ایسی کھجور بھی پیش کر دی جاتی تھی جس میں کیڑا لگا ہوتا تھا۔ اور پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ٤٣) - بَابُ الإقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الأَكْلِ (التحفة ٤٤)

باب:۴۳- دو دو کھجوریں اکٹھی کھانا

٣٨٣٤- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى قالَ: حدثنا ابنُ فُضَيْلٍ عنْ أبي إسْحَاقَ، عن جَبَلَةَ بنِ سُحَيْمٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الإقْرَانِ إلَّا أنْ تَسْتَأْذِنَ أصحَابَكَ.

۳۸۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دو یا تین تین کھجوریں اکٹھی اٹھا کر کھانے سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ تم اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لو۔

فائدہ: یہ ارشاد آداب مجلس اور آداب طعام سے متعلق ہے کہ جب اجتماعی طور پر بیٹھے ہوئے کھانا یا کھجوریں وغیرہ کھا رہے ہوں تو انسان کو اپنے شرف اور دوسروں کے حقوق کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي الْجَمْعِ بَيْنَ اللَّوْنَيْنِ عِنْدَ الأَكْلِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۴- کھانے میں دو قسم کی چیزیں اکٹھی کھانا

٣٨٣٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ

۳۸۳۵- حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے مروی

٣٨٣٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح:٥٨٨٦ من حديث أبي داود به.

٣٨٣٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧ عن محمد بن فضيل بن غزوان به، ورواه البخاري، ح:٥٤٤٦، ومسلم، ح: ٢٠٤٥ من حديث جبلة بن سحيم به.

٣٨٣٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأطعمة، باب القثاء، ح:٥٤٤٧، ومسلم، الأشربة، باب أكل القثاء ◀◀

النَّمرِيُّ قالَ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عنْ أبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بالرُّطَبِ.

ہے کہ نبی ﷺ ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے۔

٣٨٣٦- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ نُصَيْرٍ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حدثنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن أبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ: «نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا، وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا».

٣٨٣٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تربوز اور تازہ کھجور ملا کر کھایا کرتے تھے اور فرماتے: ”ہم اس (کھجور) کی گرمی کا اس (تربوز) کی ٹھنڈک سے اور اس کی ٹھنڈک کا اس کی گرمی سے توڑ کرتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے چیزوں کی طبائع اور خواص کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے جو کہ طب قدیم میں معروف ہے۔ درحقیقت خواص اشیاء کے حوالے سے ٹھنڈک اور گرمی سے مراد وہ ٹھنڈک اور گرمی نہیں جو تھرمامیٹر سے ناپی جاسکتی ہے بلکہ ان اشیاء کے استعمال سے انسان کو جسم میں جو کیفیت محسوس ہوتی ہے اس کو ٹھنڈک یا گرمی سے تشبیہ دے کر اس کے اظہار کرنے کا طریقہ زمانۂ قدیم سے اطبا اور عام انسانوں میں رائج ہے۔ حتیٰ کہ انگریز ڈاکٹر بھی اس کھانے کو جس میں مرچیں اور مسالے زیادہ شامل کر دیے جائیں Very Hot کہتے ہیں خواہ وہ کھانا حرارت کے حوالے سے ٹھنڈا ہی کیوں نہ ہو۔

٣٨٣٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ: حدثنا الْوَلِيدُ بنُ مَزْيَدٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ جَابِرٍ قالَ: حدثني سُلَيْمُ بنُ عَامِرٍ عن ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قالَا: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ.

٣٨٣٧- سلیم بن عامر نے بسر کے دو بیٹوں سے روایت کیا جو قبیلہ بنو سلیم سے تھے (اور ان کا نام عبداللہ اور عطیہ نقل ہوئے ہیں) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کی اور آپ مکھن اور کھجور پسند فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ: کھانے میں دو چیزیں یا دو قسم کے کھانے جمع کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اسراف اور تَرَفُّہ یعنی محض

◀◀ بالرطب، ح: ٢٠٤٣ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٣٨٣٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في أكل البطيخ بالرطب، ح: ١٨٤٣ من حديث هشام بن عروة به، وقال: "حسن غريب".

٣٨٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب التمر بالزبد، ح: ٣٣٣٤ من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به * ابنا بسر هما عبدالله وعطية.

خوش حالی اور خوش خوراکی کا اظہار نہ ہو۔

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي اسْتِعْمَالِ آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ** (التحفة ٤٦)

٣٨٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلٰى وَإسْمَاعِيلُ عن بُرْدِ بنِ سِنَانٍ، عَنْ عَطَاءٍ عن جَابِرٍ قالَ: كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَنُصِيبُ مِنْ آنِيَةِ المُشْرِكِينَ وَأَسْقِيَتِهِمْ، فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا فَلَا يَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ.

باب:۴۵-اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے برتنوں میں کھانا؟

۳۸۳۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد پر جاتے تھے تو ہم مشرکوں سے برتن اور مشکیزے لے کر استعمال کر لیتے تھے اور آپ ﷺ اسے عیب نہ سمجھتے تھے۔

فائدہ: مشرکین یا اہل کتاب کے متعلق جب یہ یقین ہو کہ ان کے برتن پاک صاف ہیں اور کسی حرام شے سے آلودہ نہیں ہیں تو ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر شبہ ہو تو انہیں دھو کر پاک کرنا چاہیے خصوصاً عیسائی یہودی اور مشرک ممالک میں غالب گمان ہوتا ہے کہ وہ لوگ حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے تو وہاں احتیاطاً دھو لینا ضروری ہے۔

٣٨٣٩- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ قال: أنبأنا عَبْدُ الله بنُ الْعَلَاءِ بنِ زَبْرٍ عن أَبي عُبَيْدِالله مُسْلِمِ بنِ مِشْكَمٍ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إنَّا [نُجَاوِرُ] أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ في قُدُورِهِمُ الْخِنْزِيرَ، وَيَشْرَبُونَ في آنِيَتِهِمِ الْخَمْرَ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «إنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا، وإنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا».

۳۸۳۹-حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم اہل کتاب کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں جب کہ وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں کوئی اور برتن مل جائیں تو ان میں کھاؤ اور پیو اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور نہ ملیں تو انہیں پانی سے اچھی طرح دھو کر ان میں کھا پی لیا کرو۔“

٣٨٣٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٧٩ عن عبدالأعلى به.

٣٨٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١/ ٣٣ من حديث أبي داود به.

(المعجم ٤٦) - **باب: فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ** (التحفة ٤٧)

٣٨٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قال: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بنَ الْجَرَّاحِ، نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ، وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ بنُ الْجَرَّاحِ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً كُنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ، ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنْ مَاءٍ فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إلَى اللَّيْلِ، وكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ، ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالمَاءِ فَنَأْكُلُهُ. قالَ: وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَرُفِعَ لَنَا كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ، فأَتَيْنَاهُ فإذَا هُوَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَةَ فقال أبو عُبَيْدَةَ: مَيْتَةٌ وَلا تَحِلُّ لَنَا، ثُمَّ قال: لَا، بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ الله ﷺ وَفي سَبِيلِ الله وَقَد اضْطُرِرْتُمْ إلَيْهِ فكُلُوا، فأقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا، فلَمَّا قَدِمْنَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ، فقال: «هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ الله لَكُم فَهَلْ مَعَكُم مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا مِنْهُ؟» فأَرْسَلْنَا مِنْهُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فأَكَلَ.

باب:۴۶-سمندری جانوروں کا حکم

۳۸۴۰-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مہم میں) روانہ فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ کو ہمارا امیر مقرر فرمایا' ہم نے قریش کا ایک قافلہ پکڑنا تھا۔ آپ نے ہمیں زادِراہ کے طور پر ایک تھیلا کھجوروں کا عنایت فرمایا' ہمیں اس کے علاوہ اور کچھ نہ ملا تو حضرت ابوعبیدہ ؓ ہمیں ایک ایک دانہ کھجور دیا کرتے تھے ہم اسے چوستے رہتے جیسے کہ بچہ چوستا ہے' پھر اس پر پانی پی لیتے تو وہ ہمیں ایک دن رات تک کے لیے کفایت کرتا تھا۔ اور ہم اپنی لاٹھیوں سے درختوں سے پتے جھاڑتے' انہیں پانی میں بھگو لیتے' پھر انہیں کھا جاتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلے تو ہمیں ایک بہت بڑے ٹیلے جیسی چیز نظر آئی۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک جاندار چیز تھی جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ نے کہا: یہ مردار ہے جو ہمارے لیے حلال نہیں' پھر کہنے لگے: نہیں' بلکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کی راہ میں نکلے ہیں اور اس کے محتاج بھی ہیں لہٰذا تم اسے کھا سکتے ہو۔ چنانچہ ہم وہاں اس کے پاس ایک مہینہ تک رہے' ہماری تعداد تین سو تھی (ہم اس میں سے کھاتے رہے) حتی کہ ہم فربہ ہو گئے۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے

٣٨٤٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥ من حديث زهير بن معاوية به، ورواه البخاري، ح: ٢٤٨٣ من حديث جابر به.

آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نکالا تھا' کیا اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ؟'' چنانچہ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا جسے آپ نے تناول فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① ''عنبر'' بہت بڑی وہیل مچھلیوں کی ایک قسم ہے۔ اس کے ابھرے ہوئے سر سے تیل (Sperm Oil) نکلتا ہے جو مشینری کو چکنا تا ہے (Lubricant) اور اس کی انتڑیوں سے معروف خوشبو ''عنبر'' حاصل ہوتی ہے۔ بہت بڑی مچھلی جب پانی کی شہ زور موجوں کے ذریعے سے ساحل کے کم گہرے حصوں پر آ کر پھنس جاتی ہے اور موجوں کی واپسی کے وقت واپس نہیں جا سکتی تو کنارے پر ہی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔
مرنے والے جانداروں کے جسم میں گلنے سڑنے (Decomposition) کا عمل انتڑیوں وغیرہ سے شروع ہوتا ہے کہ اس میں فضلات ہوتے ہیں۔ اس بڑی وہیل کی انتڑیوں میں انتہائی خوشبودار چکنا مادہ عنبر موجود ہوتا ہے جو انتڑیوں سے گلنے سڑنے کے عمل کو شروع نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے اس کا گوشت نسبتاً زیادہ عرصے کے لیے محفوظ رہتا ہے۔ بحیرۂ قلزم کے دونوں طرف' عرب اور افریقہ میں گوشت کی دوسری اقسام کے علاوہ مچھلی کو دھوپ میں خشک کرنے کا طریقہ قدیم سے موجود تھا اور اب تک موجود ہے۔ ان علاقوں کی منڈیوں میں آج بھی بڑی مقدار میں خشک مچھلی بکتی ہے جو بالکل خشک لکڑی کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ اب آسٹریلیا وغیرہ میں جدید طریقوں کے مطابق بڑی مقدار میں مچھلی کو خشک کر کے ان علاقوں سمیت دنیا بھر میں فروخت کیا جاتا ہے۔
② تین سو صحابہ نے ایک مہینے تک اس محفوظ شدہ مقوی غذا کو استعمال کیا اور ساتھ لے آئے جو بارگاہ رسالت مآب میں بھی پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنگ دستی کے عالم میں جہاد کے اس موقع پر ایسی غذا کی فراہمی اللہ کی طرف سے خصوصی انعام ہے''۔ صحابۂ کرام ﷺ نے اشاعت اسلام میں جس عزیمت کی مثالیں قائم کی ہیں دنیا کی کوئی تحریک اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت' اطاعت امیر اور صبر و جانفشانی کے بغیر دین و دنیا کا کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔
③ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ سمندری جانور مچھلی کے حکم میں ہیں' یعنی وہ از خود مر جائیں تب بھی حلال ہیں' جیسا کہ گزشتہ حدیث: ۳۸۱۵ میں گزرا ہے۔ ④ نیز مبارک چیز سے حصہ لینے کی خواہش کرنا معیوب نہیں ہے۔

(المعجم ٤٧) - **بَابٌ: فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ** (التحفة ٤٨)

باب: ۴۷- گھی میں اگر چوہا گر جائے تو؟

٣٨٤١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قال: أخبرنا الزُّهْرِيُّ عن عُبَيْدِاللهِ ابنِ عَبْدِ الله عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ: أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ في سَمْنٍ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ فقال: «أَلْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُوا».

۳۸۴۱-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ سے روایت ہے کہ گھی میں چوہا گر گیا' نبی ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''(چوہا اور) اس کے ساتھ ساتھ جو ہے وہ گرا دو اور باقی کھا لو۔''

فائدہ: اردگرد کا گھی جہاں تک متاثر ہوا سے نکالنے کے بعد باقی گھی استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اگلی دونوں احادیث میں جمے ہوئے اور پگھلے ہوئے گھی میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ محدثین بلکہ خود امام بخاری ؒ نے آگے آنے والی حدیث کو کئی علل اور اوہام کے حوالے سے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر فقہاء نے یہی کہا ہے کہ گھی جما ہوا ہو تو اردگرد کے گھی سمیت چوہا نکال کر باقی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر پگھلا ہوا ہو تو اسے کھانے میں استعمال نہ کیا جائے۔ حضرت ابن عمر ؓ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ بعض محدثین نے گھی یا تیل چاہے پگھلا ہوا ہو اس میں اردگرد سے سارا متاثرہ تیل نکال کر باقی کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ خوردنی تیل ملائشیا وغیرہ سے بڑے بڑے بحری جہازوں میں آتا ہے۔ ان جہازوں میں چوہے وغیرہ مستقل بسیرا بنا کر رہتے ہیں اگر ایک چوہا گرنے سے سارا تیل ضائع کرنا پڑے تو یہ ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ امام بخاری ؒ کی رائے بھی اس کی مؤید ہے۔

٣٨٤٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ، قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ في السَّمْنِ، فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَما حَوْلَها، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ».

۳۸۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گھی میں چوہا گر جائے تو اگر وہ جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کے اردگرد جو ہوا سے گرا دو اور اگر وہ سیال (پگھلا ہوا) ہو تو اس کے قریب مت جاؤ۔''

٣٨٤١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب: إذا وقعت الفأرة في السمن الجامد أو الذائب، ح:٥٥٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٨٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٥ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح:٢٧٨، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٧١ * الزهري عنعن، وأشار البخاري إلى تضعيفه، انظر، ح:٥٥٣٨.

قال الْحَسَنُ: قال عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله ابنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

حسن (بن علی) نے کہا کہ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے یہ روایت کئی دفعہ بسند زہری' عبیداللہ بن عبداللہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے انہوں نے ام المومنین میمونہ ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

٣٨٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ بُوذَوَيْهِ عن مَعْمرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن مَيْمُونَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن ابنِ المُسَيَّبِ.

۳۸۴۳- احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالرزاق نے خبر دی' انہوں نے کہا ہمیں عبدالرحمٰن بن بوذویہ نے معمر سے خبر دی' انہوں نے زہری سے' انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے' انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے' انہوں نے ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اسی (حدیث) کے مثل روایت کی جو زہری نے ابن مسیّب سے روایت کی ہے۔

(المعجم ٤٨) - بَابٌ: فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۸- مکھی اگر کھانے میں گر جائے تو؟

٣٨٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ، عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ في إِنَاءِ أَحَدِكُم فامْقُلُوهُ فإنَّ في أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفي الآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذي فِيهِ الدَّاءُ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ».

۳۸۴۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے اسی میں ڈبولو' بلاشبہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے' اور یہ اپنے بیماری والے پر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے' لہٰذا اسے ساری کو ڈبولینا چاہیے۔''

٣٨٤٣ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب الفأرة تقع في السمن، ح: ٤٢٦٥ من حديث عبدالرزاق به، وانظر الحديث السابق.

٣٨٤٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ١٠٥ من حديث بشر بن المفضل به، وهو في مسند أحمد: ٢٢٩/٢، ٢٣٠، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٣٢٠، والطحاوي في مشكل الآثار: ٤/ ٢٨٣ وغيرهما.

فوائد و مسائل: ① جدید میڈیکل سائنس میں یہ بات مسلمہ ہے کہ مکھی اپنے جسم کے کچھ اعضاء میں ایسے جراثیم اُٹھائے پھرتی ہے جو بیماری پیدا کرنے والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس بات کی خبر دے دی جب انسان جدید طب اور جراثیم وغیرہ اٹھائے پھرنے والے جانداروں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کے ساتھ نبی ﷺ نے مزید بتایا کہ اس مکھی کے جسم میں وہ دفاعی عنصر موجود ہوتا ہے جو اس بیماری سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ بات جدید تجربات سے اور زیادہ واضح ہوگئی ہے ہر قسم کی ویکسین جسم کے اندر اسی نظام دفاع کو مضبوط کرتی ہے جس کے سبب بیماری کے جراثیم جسم تک پہنچ جانے کے باوجود بیماری پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس بارے میں ازہر یونیورسٹی کے شعبۂ حدیث کے مدیر ڈاکٹر محمد ایم السمحی نے ایک آرٹیکل میں تحریر کیا کہ مکھی اپنے ساتھ ایک بیماری کے جراثیم (Pathogens) اور ان کا تریاق (antidote) بیماری کے خلاف دفاع کو مضبوط کرنے والا عنصر اٹھائے پھرتی ہے۔ جب وہ کسی مائع (Liquid) پر بیٹھتی ہے تو اس میں وہ جراثیم منتقل کر دیتی ہے جبکہ فطری طور پر جسم کے ان حصوں کو ڈوبنے سے بچاتی ہے جن میں تحفظ دینے والے عناصر ہوتے ہیں۔ مکھی پوری ڈوب جائے تو وہ تحفظ دینے والے عناصر (تریاق) بھی مائع میں منتقل ہو کر بیماری کے خطرے کو کم کر دیتے ہیں۔ (دیکھیے حاشیہ صحیح بخاری' حدیث: ۳۳۲۰- از ڈاکٹر محمد محسن خان)

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ (التحفة ٥٠)

باب: ۴۹- کھانے کا لقمہ نیچے گر جائے تو؟

٣٨٤٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قال: أخبرنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسِ ابنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقال: «إذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُم فَلْيُمِطْ عَنْهَا الأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ»، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ وَقال: «إنَّ أَحَدَكُم لا يَدْرِي في أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ».

۳۸۴۵- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرما لیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے اور فرماتے: ''جب کسی کا لقمہ گر جائے تو چاہیے کہ اس سے لگی آلودگی کو دور کر کے اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔'' اور آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پلیٹ کو انگلی سے صاف کر لیا کریں اور فرمایا: ''تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ طعام کے کس حصے میں اس کے لیے برکت ڈالی گئی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اس حدیث اور اگلی دونوں احادیث کی رو سے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینا یا چٹوا لینا سنت ہے۔ ② گرا ہوا لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیے۔ ③ قابل استعمال کھانے کو ضائع کرنا شیطان کو دینا

٣٨٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح: ٢٠٣٤ من حديث حماد بن سلمة به.

ہے۔④ اپنی پلیٹ میں کھانا اتنا ہی لینا چاہیے جتنی ضرورت ہو اور پھر آخر میں برتن کو خوب صاف کرنا چاہیے۔ یہ کوئی معیوب کام نہیں' بلکہ عین سنت ہے اور اس میں غرور وتکبر کا علاج بھی ہے۔ اسی طرح روٹی کے ٹکڑے بھی ضائع کرنا جائز نہیں' نا معلوم کس میں برکت ہو۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى (التحفة ٥١)

باب:٥٠-خادم اپنے مالک کے ساتھ مل کر کھانا کھا سکتا ہے

٣٨٤٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ قالَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ قَيْسٍ عنْ مُوسَى بنِ يَسَارٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ، فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، فَلْيَأْكُلْ، فإنْ كانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أوْ أُكْلَتَيْنِ».

٣٨٤٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا خادم تمہارے لیے کھانا تیار کر کے تمہیں پیش کرے' جبکہ وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کرتا رہا ہو تو چاہیے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے' اگر کھانا کم اور اس کے طلب گار زیادہ ہوں تو (بھی) مناسب ہے کہ ایک دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔''

فائدہ: غلاموں اور خادموں کے ساتھ حسن معاملہ اور ان کی ہر ممکن دلجوئی اسلامی تہذیب وثقافت کا حصہ ہے۔ ان کا دل توڑنا' ان کو حقیر سمجھنا یا ان کی تحقیر کرنا بہت بڑا عیب ہے اور شرعاً بھی درست نہیں ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي الْمِنْدِيلِ (التحفة ٥٢)

باب:٥١-کھانے کے بعد رومال سے ہاتھ صاف کرنا

٣٨٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ، عنْ عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُم فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بالْمِنْدِيلِ

٣٨٤٧- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اسے چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ لے۔''

٣٨٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل . . . الخ، ح:١٦٦٣ عن القعنبي به، ورواه البخاري، ح:٢٥٥٧ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

٣٨٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح:٢٠٣١ من حديث ابن جريج، والبخاري، الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل، ح:٥٤٥٦ من حديث عطاء بن أبي رباح به.

حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا».

فوائد ومسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کی نفاست طبع کا تقاضا تھا کہ آپ کھانا کھاتے ہوئے پانچوں انگلیوں کی بجائے تین یعنی انگوٹھا اور دو انگلیوں کو استعمال فرماتے۔ (دیکھیے حدیث: ۳۸۴۸) طعام کھانے کے لیے ہے اور جو انگلیوں پر لگا رہ جائے اسے ضائع کرنے کا کوئی جواز نہیں اس کا کھا لینا ہی مناسب ترین ہے۔ خاندان میں محبت اور اپنائیت کے جو رشتے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے گھر کے افراد ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا کھاتے ہیں جو کہ انتہائی پیارا اور پسندیدہ عمل ہے۔ نیز کھانا کھاتے ہوئے اگر سالن وغیرہ انگلیوں کو لگ جائے تو وہ اپنے بچوں کو یا اپنی بیوی کو یا دیگر افراد کو چٹوا دے تو یہ عمل جائز اور مباح ہے۔ ② انگلیاں چاٹ کر یا چٹوا کر رومال سے ہاتھ صاف کر لینا جائز ہے اور شرعاً یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ فوری طور پر پانی ہی سے دھوئے جائیں البتہ سونے سے پہلے دھو لینا زیادہ بہتر ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ۳۸۵۲)

۳۸٤۸- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدٍ، عن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عَنْ أبِيهِ؛ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا.

۳۸۴۸- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کھانا تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور اپنا ہاتھ اس وقت تک نہیں پونچھتے تھے جب تک کہ اس کو چاٹ نہیں لیتے تھے۔

(المعجم ٥٢) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا طَعِمَ (التحفة ٥٣)

باب:۵۲- کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھے؟

۳۸٤۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عَنْ أبِي أُمَامَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا رُفِعَتِ المَائِدَةُ قالَ: «الْحَمْدُ لله كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا

۳۸۴۹- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دستر خوان اٹھا لیے جانے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَ لَا مُوَدَّعٍ وَ لَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا] ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ

۳۸٤۸ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة . . . الخ، ح: ۲۰۳۲ من حديث أبي معاوية الضرير به.

۳۸٤۹ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ۳٤٥٦ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح: ٥٤٥٨ من حديث ثور به.

مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا».

اور برکت ڈالی گئی ہے اس میں، نہ کفایت کیا گیا (کہ مزید کی ضرورت نہ رہے) اور نہ اسے وداع (چھوڑا) کیا گیا ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہوا جا سکتا ہے اے ہمارے رب۔"

فائدہ: ((غَيْرَ مَكْفِيٍّ ...... الخ)) انسان ایک دفعہ کھانے کے بعد پھر سے اس کا طلب گار رہتا ہے، اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا، لہٰذا کھانے جیسی نعمت کا شکر بھی اسی طرح کا ہونا چاہیے جو اس کے شایان شان ہو اور یہ نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ادعیہ ہی کے ذریعے سے ممکن ہے۔

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: «الْحمدُ للهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ».

٣٨٥٠- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ پڑھا کرتے تھے [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ] "سب تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن صحیح احادیث میں دیگر دعائیں مذکور ہیں ان میں سے کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔

٣٨٥١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حدثنا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أخبرني سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عن أبي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عن أبي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا

٣٨٥١- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے پیتے تو یوں کہا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَ وَ سَقٰى وَ سَوَّغَهُ وَ جَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا] "حمد اس اللہ کی جس نے کھلایا، پلایا، اسے خوش گوار بنایا اور اس کے باہر نکلنے کا

٣٨٥٠- تخريج: [ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢ عن وكيع به، ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ١٩١، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٢١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٨٩ من حديث سفيان الثوري به * إسماعيل بن رِيَاح مجهول، وغيره مجهول، وللحديث طريقان ضعيفان عند الترمذي، ح: ٣٤٥٧، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩٠.

٣٨٥١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١١٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٨٥ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٥١.

أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: «الْحمدُ لله الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا».

نظام بھی بنا دیا۔''

فائدہ: یوں تو ہر ہر نعمت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے' لیکن مذکورہ بالا چاروں نعمتیں اپنے ضمن میں مزید بے شمار نعمتیں لیے ہوئے ہیں جو بجائے خود قابل حمد ہیں۔

(المعجم ٥٣) - **بَابٌ: فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنَ الطَّعَامِ** (التحفة ٥٤)

باب:۵۳-کھانے کے بعد ہاتھ دھو لینے کا بیان

٣٨٥٢- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ».

۳۸۵۲-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں سو گیا کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی رہ گئی اور اس نے اس کو دھویا نہیں اور پھر اسے کچھ ہو گیا تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

فائدہ: کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے بالخصوص سونے سے پہلے۔ چکنائی کی بو پا کر کوئی کیڑا مکوڑا بھی کاٹ سکتا ہے اور یہ کھانا خراب ہو کر کسی بیماری کا سبب بھی بن سکتا ہے' اس لیے کھانے کے بعد صرف ہاتھ ہی نہیں بلکہ منہ بھی صاف کرنا چاہیے جس کا ذکر دوسری احادیث میں ملتا ہے۔ اسلام ہر حالت میں نظافت اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہے۔

(المعجم ٥٤) - **بَابٌ: فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ** (التحفة ٥٥)

باب:۵۴-صاحب دعوت کے لیے دعا کرنا

٣٨٥٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَال: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن رَجُلٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بنُ التَّيِّهَانِ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ

۳۸۵۳-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ ابوالہیثم بن تیہان ؓ نے نبی ﷺ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کو بلایا۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کو اس کا عوض پیش کرو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ

٣٨٥٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأطعمة، باب من بات وفي يده ريح غمر، ح:٣٢٩٧ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه ابن حبان، ح:١٣٥٤.

٣٨٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انفرد به أبوداود* أبوخالد الدالاني عنعن وتقدم حاله، ح:٣٧٥٦، و"رجل" مجهول.

وَأَصْحَابُهُ، فَلَمَّا فَرَغُوا قال: «أَثِيبُوا أَخَاكُمْ». قالُوا: يَارَسُولَ الله! وَمَا إِثَابَتُهُ؟ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ، فَأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ، فَدَعَوْا لَهُ، فَذٰلِكَ إِثَابَتُهُ».

کے رسول! اس کا عوض اور بدل کیا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''جب کسی کے گھر جایا جائے' اس کا کھانا کھایا جائے' پانی پیا جائے تو اس کے لیے دعا کی جائے۔ یہی اس کا عوض اور بدل ہے۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح احادیث میں میزبان کے لیے دیگر دعائیں بھی مذکور ہیں جن میں سے صحیح مسلم کی یہ دعا مذکور ہے: [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَا رَزَقْتَهُمْ فَاغْفِرْلَهُمْ فَارْحَمْهُمْ] دوسرے نسخے میں ہے: [واغفرلهم وارحمهم] ''اے اللہ! تو نے ان اہل خانہ کو جو کچھ دیا ہے' اس میں برکت عطا فرما' ان کی غلطیاں کوتاہیاں معاف فرما اور ان پر رحم فرما۔'' (صحيح مسلم' الأشربة' حديث:٢٠٤٢) نیز میزبان خود بھی دعا کے لیے کہہ سکتا ہے۔

٣٨٥٤- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خالِدٍ قال: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قال: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلٰى سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ، ثُمَّ قال النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُم الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُم الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُم المَلَائِكَةُ».

۳۸۵۴- حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جناب سعد بن عبادہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا' چنانچہ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا' پھر نبی ﷺ نے یوں فرمایا: [أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ] ''روزے دار تمہارے ہاں افطار کیا کریں' نیک صالح لوگ تمہارا کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہیں دعائیں دیا کریں۔''

توضیح: ان کلمات کا ترجمہ جملہ انشائیہ کے طور پر ہو تو یہ دعا ہے جیسے کہ اوپر ترجمے سے ظاہر ہے اور جو حضرات ان کلمات کا ترجمہ بطور خبر کرتے ہیں تو اس صورت میں یہ کلمات دعا نہیں بنتے ''یعنی روزے داروں نے تمہارے ہاں روزہ افطار کیا۔ صالح لوگوں نے کھانا کھایا اور فرشتوں نے دعائیں دیں۔'' اس صورت میں اس کا مصداق خود رسول اللہ ﷺ اور دیگر شرکائے دعوت تھے۔ تاہم یہ دعائیہ کلمات بھی بن سکتے ہیں' جیسا کہ پہلے ترجمے سے واضح ہے' اس لیے ان کلمات کو دعا کے طور پر پڑھنا بھی صحیح ہے۔

٣٨٥٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٨ عن عبدالرزاق به مطولاً، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٧٩٠٧، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٢٦٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا، انظر نيل المقصود، ق٣/ ٨٦٠، يسر الله لنا طبعه.

سُنَن ابُو دَاوُد (اُردو)

تالیف

امام ابُو داؤد سُلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابُو عمار عُمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابُو طاہر زُبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظرثانی، تصحیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یُوسف حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۹۵۳، سرسید احمد روڈ دریا گنج

نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

سُنن ابُوداوٗد (اُردو)

کتاب الطب · کتاب الأدب

جلد چہارم

تالیف

امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ ابو عمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تنقیح و اضافہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

جدید عصری مسائل

پروفیسر محمد یحییٰ حفظہ اللہ

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام	:	سُنن ابُوداؤد
جلد	:	چہارم
تالیف	:	امام ابُوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ
ترجمہ	:	فضیلۃ الشیخ ابُوعمار عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ
اشاعت اول	:	اگست 2012ء
باہتمام	:	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (پرائیویٹ لمیٹڈ)
تعداد	:	500
مطبع	:	گلشن آفسیٹ پرنٹرس، دہلی

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ)

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.
3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011- 23276379, 23286879 Fax:23258881
e-mail: ateqad@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵/ سرسیّد احمد روڈ دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ
نئی دہلی ۲

ATEQAD PUBLISHING HOUSE Pvt. Ltd.

3095, Sir Syed Ahmed Road, Darya Ganj, New Delhi 2 Ph.:011- 23276879, 23266879 Fax:23256661
e-mail: ateqad@gmail.com

فہرست مضامین (جلد چہارم)

علاج کی مشروعیت

* الطب کی تعریف: لغت میں طب کے معنی جسمانی وذہنی علاج اور دوا دارو کے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اسے تمام مخلوقات سے اشرف بنا کر تمام مخلوقات کو اس کے تابع فرمان بنا دیا ہے۔ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف رہنے کے لیے صحت وتندرستی کی اشد ضرورت تھی لہٰذا پروردگار عالم نے بے شمار نعمتیں پیدا کیں۔ حلال اور مفید اشیاء کو کھانے کی اجازت دے کر مضر صحت، مضر عقل، مضر عزت وآبرو اشیاء سے منع کر دیا۔ البتہ پھر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بیماری آ جائے تو اس کا علاج کرنا مشروع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا کیا ہے، جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: [مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً] (صحیح البخاری، الطب، باب ما انزل اللہ داء...... حدیث:۵۶۷۸) ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا (علاج اور دوا) نازل کی ہے۔''
بیماری کے موافق دوا کا استعمال اللہ تعالیٰ کی مشیت سے شفا کا باعث بنتا ہے، لہٰذا ہر شخص کو صحت کے

حوالے سے مندرجہ ذیل چیزوں کو مدنظر رکھنا چاہیے: ① صحت کی حفاظت۔ ② مضر صحت چیزوں سے بچاؤ۔ ③ فاسد مادوں کا اخراج۔

ان تین چیزوں کو طب اسلامی میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا ذکر قرآن مجید میں بھی اشارتاً موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵) ''جو شخص بیمار ہو یا مسافر ہو تو وہ (روزوں کی) گنتی دیگر ایام میں پوری کر لے۔''

چونکہ بیماری میں روزہ رکھنے سے بیماری کے بڑھنے کا خدشہ تھا نیز سفر چونکہ تھکاوٹ اور انسانی صحت کے لیے خطرہ کا سبب تھا' لہٰذا ان دو حالتوں میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دے دی گئی تاکہ انسانی صحت کی حفاظت ممکن بنائی جا سکے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ﴾ (النساء:۲۹) ''تم اپنی جانوں کو ہلاک مت کرو۔'' اس آیت کریمہ سے سخت سردی میں تیمّم کی مشروعیت کا استنباط کیا گیا ہے' چونکہ سخت سردی میں پانی کا استعمال مضر صحت ہو سکتا تھا اس لیے تیمّم کی اجازت دے دی گئی۔

تیسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ﴾ (البقرة:۱۹۶) ''یا (مُحْرِم کے) سر میں تکلیف ہو تو وہ فدیہ دے (اور سر منڈوا لے۔'') اب اس آیت میں محرم شخص کو بوقت تکلیف سر منڈوانے کی اجازت دے دی گئی تاکہ فاسد مادوں سے نجات حاصل ہو سکے جو کہ صحت کے لیے مضر ہیں۔ اس طرح سے شریعت نے انسانی صحت کا مکمل خیال رکھا ہے۔

✱ طب نبوی ﷺ کے چند لاجواب علاج: طب نبوی میں ایسے نادر اور بے مثال علاج موجود ہیں جو متعدد بیماریوں کا شافی علاج ہیں۔

① زمزم: ارشاد نبوی ہے: [مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ] (سنن ابن ماجه' المناسك' باب الشرب من زمزم' حديث: ۳۰۶۲) ''زمزم کو جس مقصد اور نیت سے پیا جائے یہ اسی کے لیے مؤثر ہو جاتا ہے۔'' بے شمار لوگ اس نسخے سے موذی امراض سے نجات پا چکے ہیں۔

② شہد: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ (النحل:۶۹) ''ان کے پیٹ سے مشروب نکلتا ہے' جس کے رنگ مختلف ہیں' اس میں لوگوں کے لیے

شفا ہے۔"

③ کلونجی : رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:[فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ] (صحیح البخاری، الطب، باب الحبة السوداء، حدیث:۵٦۸۸)"سیاہ دانے (کلونجی) میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفا ہے۔"

آج کی جدید طب اور سائنسی تحقیقات نبیٔ اکرم ﷺ کے ان ارشادات کی تصدیق کر چکی ہیں۔ اور لاتعداد مریض ان سے شفایاب ہو رہے ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٢٧) -كِتَابُ الطِّبِّ (التحفة ٢٢)

علاج کے احکام ومسائل

(المعجم ١) - باب الرَّجُلِ يَتَدَاوٰى (التحفة ١)

باب:١-علاج کرانے کی ترغیب

٣٨٥٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عنْ أُسَامَةَ بنِ شَرِيكٍ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وأَصحَابُهُ كأَنَّمَا عَلٰى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ فَجَاء الأَعْرَابُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا، فقَالُوا: يَارَسُولَ الله! أَنَتَدَاوٰى؟ فَقَالَ: «تَدَاوَوْا، فَإِنَّ الله تَعَالَى لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ: الْهَرَمُ».

٣٨٥٥-حضرت اسامہ بن شریک ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا (تو دیکھا کہ) آپ کے صحابہ (آپ کی مجلس میں) ایسے بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں (یعنی انتہائی باادب اور پرسکون تھے) چنانچہ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ ادھر ادھر سے بدوی لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوا دارو کر لیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ”دوا کیا کرو بلاشبہ اللہ عزوجل نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کی دوا بھی پیدا کی ہے سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپا (اس کا کوئی علاج نہیں۔)“

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے علاج کرانے کی تلقین فرمائی ہے یہ علاج کرنا کرانا توکل کے خلاف نہیں۔ اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی علاج کرایا ہے۔ ② بڑھاپا زندگی کا ایک فطری مرحلہ ہے جس میں قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں۔ اگر بڑھاپا طاری ہو جائے تو اس کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی   اور جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

٣٨٥٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢٧٨/٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٥٣ من حديث شعبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٤٣٦، والترمذي، ح: ٢٠٣٨، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٣٩٩/٤، ووافقه الذهبي.

انسان کو بوقت ضرورت ادویات کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ وہ بالکل ہی عاجز نہ ہو جائے۔ ③ صحابۂ کرام ﷡ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں انتہائی پرسکون ہو کر بیٹھتے تھے اور یہی ادب طلبۂ علم کے لیے ہے کہ اپنے اساتذہ کے سامنے باادب ہو کر بیٹھا کریں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْحِمْيَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- پرہیز اختیار کرنے کا بیان

٣٨٥٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَأَبُو عَامِرٍ - وَهٰذَا لَفْظُ أَبِي عَامِرٍ - عَنْ فُلَيْحِ بنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ صَعْصَعَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ يَعْقُوبَ بنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ، وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا، وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِعَلِيٍّ: «مَهْ إِنَّكَ نَاقِهٌ» حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ، قَالَتْ: وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا، فَجِئْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَلِيُّ! أَصِبْ مِنْ هٰذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ».

٣٨٥٦- حضرت ام منذر (سلمٰی) بنت قیس انصاریہ ﷝ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت علی ﷛ بھی تھے جو بیماری سے اٹھے تھے اور کمزور تھے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ان سے کھانے لگے اور حضرت علی ﷛ بھی کھانے کے لیے اٹھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”رک جاؤ! تم ابھی کمزور ہو۔“ چنانچہ حضرت علی ﷛ (کھانے سے) رکے رہے۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے جو اور چقندر پکائے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علی! لو یہ تمہارے لیے مفید ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ هَارُونُ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَدَوِيَّةَ.

امام ابو داود ﷫ کہتے ہیں: (میرے شیخ) ہارون (بن عبداللہ) نے (اپنے شیخ) ابو داود سے ام منذر کے بارے میں نقل کیا کہ یہ ”عدویہ“ (بنو عدی کی خاتون) ہیں۔

فوائد و مسائل: ① انسان کو جن چیزوں کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے نقصان دہ ہیں یا بیماری کا

٣٨٥٦ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحمية، ح:٢٠٣٧، وابن ماجه، ح:٣٤٤٢ من حديث أبي داود وأبي عامر به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٠٧، ووافقه الذهبي.

سبب بن سکتی ہیں اسے ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بیمار انسان کو صحت یابی کے لیے خصوصی طور پر پرہیز کرنا چاہیے۔ اور معالج کو بھی چاہیے کہ اپنے زیر علاج مریض کو ضروری پرہیز کی نشاندہی کرے اور مریض اس پر عمل کرے۔ ④ سیدہ سلمٰی ام منذر رضی اللہ عنہا ان باسعادت صحابیات میں سے ہیں جنہیں بیعت رضوان میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

(المعجم ٣) - بَابُ الْحِجَامَةِ (التحفة ٣)

باب:۳-سینگی لگوانے کا بیان

٣٨٥٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عَنْ أبي سَلَمَةَ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «إِنْ كانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فالْحِجَامَةُ».

۳۸۵۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری دواؤں میں جن سے تم علاج کرتے ہو اگر کوئی بہتر دوا ہے تو (ان میں سے ایک) سینگی لگوانا ہے۔''

فائدہ: جسم کے کسی حصے میں خون کا دباؤ بڑھ جانے یا اس میں جوش آ جانے کی صورت میں جلد کو نشتر کے ساتھ گود کر خاص انداز سے خون کھینچا جاتا تھا اور یہ عرب میں ایک معروف طریق علاج تھا جو طب قدیم میں خصوصاً عربوں کے ہاں ہمیشہ سے مستعمل رہا ہے۔ اب مغرب میں بھی بعض ہسپتالوں میں اس طریق علاج سے استفادہ کیا جا رہا ہے اور اس کی تعلیم و تربیت کا نظام بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ اس طریق علاج سے خون کی گردش' انسان کے جسم کے اندر قائم برقی مقناطیسی سسٹم کی خرابیاں درست ہو جاتی ہیں۔

٣٨٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابنَ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي المَوَالِي: حَدَّثَنَا فَائِدٌ مَوْلَى عُبَيْدِالله بنِ عَلِيِّ بنِ أبي رَافِعٍ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِالله بنِ عَلِيِّ بنِ أبي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى خَادِمِ رَسُولِ الله ﷺ قالَتْ: مَا كانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ وَجَعًا

۳۸۵۸- حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا (زوجہ ابو رافع رضی اللہ عنہ) جو رسول اللہ ﷺ کی خادمہ تھیں' بیان کرتی ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس سر درد کی شکایت لے کر آتا تو آپ اسے فرماتے: ''سینگی لگواؤ'' اور جو کوئی پاؤں کے درد کی تکلیف بتاتا تو آپ فرماتے: ''مہندی لگاؤ۔''

٣٨٥٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب الحجامة، ح: ٣٤٧٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٩٩.

٣٨٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في التداوي بالحناء، ح: ٢٠٥٤، وابن ماجه، ح: ٣٥٠٢ من حديث فائد به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * عبيدالله بن علي لين الحديث (تقريب).

فِي رَأْسِهِ إِلَّا قالَ: «احْتَجِمْ»، وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قالَ: «اخْضِبْهُمَا».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم مردوں کو بغرض علاج پاؤں میں مہندی لگالینا جائز ہے۔

(المعجم ٤) - **بَابٌ: فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ** (التحفة ٤)

باب:۴- کس جگہ سینگی لگوائی جائے

٣٨٥٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عنِ ابنِ ثَوْبَانَ، عنْ أبِيهِ، عنْ أبِي كَبْشَةَ الأَنْمارِيِّ، قالَ كَثِيرٌ: إنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلٰى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ».

۳۸۵۹- حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے سر کے بالائی حصے اور دونوں کندھوں کے درمیان سینگی لگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس کسی نے ان مقامات سے خون کے کچھ حصے بہا دیے تو وہ کسی بیماری کے لیے کوئی اور دوا نہ بھی لے تو اسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔''

٣٨٦٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ يَعْنِي ابنَ حَازِمٍ: أخبرنا قَتَادَةُ عنْ أنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ.

۳۸۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین مرتبہ سینگی لگوائی گردن کی دونوں جانب کی رگوں پر اور کندھوں کے درمیان (کمر کے اوپر شروع میں۔)

قالَ مَعْمَرٌ: احْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتّٰى كُنْتُ أُلَقَّنُ فاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي صَلَاتِي، وَكَانَ احْتَجَمَ عَلَى هَامَتِهِ.

معمر کہتے ہیں: میں نے سینگی لگوائی تو میرا حافظہ جاتا رہا حتی کہ مجھے نماز میں فاتحہ پڑھنے میں بھی لقمہ دیا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنی کھوپڑی پر (غلط جگہ پر) سینگی لگوائی تھی۔

فائدہ: سینگی لگوانا ایک مفید اور قابل عمل طریقۂ علاج ہے مگر اس شخص کے لیے جسے ماہر فن طبیب مشورہ دے' غلط

٣٨٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب موضع الحجامة، ح: ٣٤٨٤ من حديث الوليد ابن مسلم به، ولم يصرح بالسماع المسلسل.

٣٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الحجامة، ح: ٢٠٥١، وابن ماجه، ح: ٣٤٨٣ من حديث جرير بن حازم به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * قتادة مدلس وعنعن.

جگہ یا نہ جاننے والے سے سینگی لگوانے میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

(المعجم ٥) - باب مَتَى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ؟ (التحفة ٥)

باب:٥-کن تاریخوں میں سینگی لگوانا مستحب ہے؟

٣٨٦١- حَدَّثَنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عنْ سُهَيْلٍ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ».

٣٨٦١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سترہ، انیس اور اکیس تاریخ (قمری) کو سینگی لگوائے اسے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔“

فائدہ: ان تاریخوں کا تعلق امر غیب سے ہے۔ ہم اس کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ ان پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ ان تواریخ کا اہتمام کرنا مستحب ہے اور قدیم اطباء کا بھی اجماع ہے کہ دوسرا نصف پہلے کی نسبت بہتر ہے۔

٣٨٦٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: أخبرني أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بنُ عَبْدِالْعَزِيزِ: أخبرتني عَمَّتِي كَيِّسَةُ بِنْتُ أَبي بَكْرَةَ؛ أَنَّ أَبَاهَا كانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عنِ الحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَيَزْعُمُ أَنّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَأُ».

٣٨٦٢- حضرت کیسہ بنت ابی بکرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ منگل کے روز سینگی لگوانے سے منع کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”منگل کا دن خون کا دن ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں خون نہیں رکتا۔“

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ (التحفة ٦)

باب:٦-فصد کھلوانے اور سینگی لگوانے کی جگہ کا بیان

٣٨٦٣- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ:

٣٨٦٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٣٨٦١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢١٠، ووافقه الذهبي.

٣٨٦٢ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به * عمة بكار لا يعرف حالها.

٣٨٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٩٧ من حديث هشام به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٦٠، ولبعضه شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ١٨٣٧ وغيره.

أخبرنا هِشَامٌ عن أبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ احْتَجَمَ عَلٰى وَرِكِهِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے درد کی وجہ سے اپنی سرین پر سینگی لگوائی تھی۔

فائدہ: بغرض علاج ستر کا کوئی حصہ کھولنا پڑے تو جائز ہے۔

٣٨٦٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعمَشِ، عنْ أبي سُفْيَانَ، عنْ جَابِرٍ قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إلى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا.

٣٨٦٤-حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک معالج بھیجا جس نے ان کی رگ کاٹی۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے لیکن اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ "رگ کاٹنے کے بعد اس جگہ کو داغا۔" (دیکھیے: صحیح مسلم السلام حدیث: ۲۲۰۷) ② اسلامی معاشرے میں ایسے افراد مہیا کیے جانے ضروری ہیں جو ان کی بنیادی اہم ضروریات میں ان کے کام آئیں بالخصوص طبیب اور ڈاکٹر۔ ③ معالج ماہر فن کے علاج اور اسلوب علاج پر اعتماد کیا جانا چاہیے۔ ④ جب تک ممکن ہو خفیف درجہ سے علاج شروع کرنا چاہیے۔ فائدہ نہ ہو تو اس کے بعد کا درجہ اختیار کیا جائے۔ یعنی پہلے علاج بالغذاء پھر دوا' پہلے مفرد پھر مرکب۔ پھر سینگی اور آخر میں رگ کاٹنا اور اس کے بعد ہے داغ دینا۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي الْكَيِّ (التحفة ٧)

باب:۷-داغنے کا بیان

٣٨٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ ثَابِتٍ، عنْ مُطَرِّفٍ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْكَيِّ فاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَ وَلَا أَنْجَحْنَ.

٣٨٦٥-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا ہے' پس ہم نے داغ لگوائے مگر یہ کامیاب رہے نہ مفید ثابت ہوئے۔

٣٨٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح:٢٢٠٧ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٣٨٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وأصله عند مسلم، ح:١٢٢٦/ ١٦٧ من حديث مطرف به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ يَسْمَعُ تَسْلِيمَ الْمَلَائِكَةِ، فَلَمَّا اكْتَوَى انْقَطَعَ عَنْهُ فَلَمَّا تَرَكَ رَجَعَ إِلَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران ملائکہ کا سلام سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے داغ لگوائے تو یہ سلسلہ منقطع ہوگیا۔ پھر جب چھوڑ دیا تو پھر سے سلام سننے لگے۔

٣٨٦٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمِيَّتِهِ.

٣٨٦٦-حضرت جابر (بن عبداللہ) رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کو تیر لگنے کے باعث جو زخم آیا تھا' نبی ﷺ نے اس کو داغ لگوایا تھا۔

فائدہ: داغ لگوانا سب سے آخری علاج ہے۔ اس سے پہلے دیگر طریقے ضرور آزمائے جائیں کوئی چارۂ کار باقی نہ رہے تو داغنے کی اجازت ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں منع کا معنی یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي السُّعُوطِ (التحفة ٨)

باب:٨- ناک میں دواڈالنے کا بیان

٣٨٦٧- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أخبرنا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ: أخبرنا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعَطَ.

٣٨٦٧-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناک میں دوا ڈالی تھی۔

فائدہ: صحیح قول کے مطابق روزے کی حالت میں آنکھوں اور کانوں میں دوائی کے قطرے ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا' کیونکہ اسے عرف عام یا اصطلاح شریعت میں کھانا پینا نہیں کہتے اور نہ اس حالت میں دوائی کھانے پینے کے راستے ہی میں داخل کی جاتی ہے' البتہ اگر دن کی بجائے رات کو دوائی استعمال کر لی جائے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي النُّشْرَةِ (التحفة ٩)

باب:٩- منتروں کا بیان

٣٨٦٦_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح:٢٢٠٨ من حديث أبي الزبير، وأحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به.

٣٨٦٧_ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب السعوط، ح:٥٦٩١، ومسلم، المساقاة، باب حل أجرة الحجامة، ح:٢٠٢/٩٤٦٥ بعد، ح:١٥٧٧ من حديث وهيب به.

٣٨٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا عَقِيلُ بنُ مَعْقِلٍ قالَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بنَ مُنَبِّهٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: سُئِلَ رَسُولُ الله ﷺ عنِ النُّشْرَةِ فقَالَ: «هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ».

۳۸۶۸-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نشرہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا"یہ شیطانی عمل ہے۔"

توضیح: جن یا جادو اتارنے کے لیے شرکیہ اور جاہلانہ منتر پڑھنا پڑھوانا نشرہ کہلاتا ہے جو حرام اور ناجائز ہے۔اس مقصد کے لیے آیات قرآنیہ ماثور دعائیں اور مسنون اذکار اختیار کیے جائیں جو جائز اور مطلوب عمل ہے جیسے کہ خود رسول اللہ ﷺ پر جادو ہوا تو معوذتین ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل أعوذ بربّ الناس﴾ نازل کی گئی تھیں۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي التِّرْيَاقِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰-تریاق کا بیان

فائدہ: ایسی آدویات جو زہر کی سمیت دور کرنے والی ہوں "تریاق" کہلاتی ہیں۔ان میں سے بعض میں حرام اشیاء بھی استعمال ہوتی ہیں۔

٣٨٦٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: أخبرنا سَعِيدُ بنُ أَبي أيُّوبَ: حَدَّثَنا شُرَحْبِيلُ بنُ يَزِيدَ المَعَافِرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عَمْرٍو يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا أُبَالِي ما أَتَيْتُ إنْ أنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا كانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً

۳۸۶۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: "مجھے کوئی پروا نہیں جو چاہے کرتا پھروں اگر میں تریاق پیوں یا منکے لٹکاؤں یا اپنی طرف سے شعر کہوں۔"

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ تریاق کا استعمال نہ کرنا

٣٨٦٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري، في التاريخ الكبير: ٧/ ٥٣ عن أحمد بن حنبل به، وهو في مسنده: ٣/ ٢٩٤.

٣٨٦٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٣ عن عبدالله بن يزيد المقرىء به * عبدالرحمن بن رافع ضعيف، وللحديث طريق آخر ضعيف عند الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد: ٥/ ١٠٣، ومجمع البحرين، ح: ٤١٨٤).

وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ.

نبی ﷺ کی خصوصیت تھی۔ اور تریاق کے استعمال میں علماء کی ایک جماعت نے رخصت دی ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم افرادامت کے لیے مسلمان متقی طبیب کے مشورے سے محض جان بچانے کے لیے بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو تو تریاق جیسی مشکوک چیزوں کا استعمال مباح ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرۃ:۱۷۳) ② تمیمہ: کوڑیوں' درندوں کے ناخنوں' ان کی ہڈیوں وغیرہ کو کہا جاتا ہے' جو جسم پر لٹکائی جاتی ہیں (سندھی) کوڑیوں وغیرہ کو لٹکانے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ آفات اور بیماریوں کو دفع کرتی ہیں۔ یہ اعتقاد شرک پر مبنی ہے۔ (خطابی) قاضی ابوبکر العربی نے ترمذی کی شرح میں کہا ہے کہ قرآن مجید (یا اس کی کوئی آیت) لٹکانا سنت کا طریق نہیں۔ سنت' قرآن کا پڑھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے لٹکانا نہ سنت ہے' نہ اسے ذکر ہی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ علامہ سندھی اور علامہ خطابی وغیرہ قرآن یا اسمائے حسنیٰ وغیرہ لٹکانے کو منع کے حکم میں شامل نہیں سمجھتے۔ علامہ خطابی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات (یا ادعیہ) کے ذریعے سے استعاذہ درحقیقت اللہ ہی سے استعاذہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے کسی ہار یا قلادہ کے اندر تعویذ لٹکانے سے منع کیا ہے تو اس وجہ سے کہ ایسے تعویذ بعض اوقات عربی کی بجائے دوسری زبانوں میں لکھے ہوتے ہیں جن کا مفہوم سمجھنا ممکن نہیں ہوتا اور خطرہ ہے کہ ان میں جادو وغیرہ نہ ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (عون المعبود' کتاب الطب' باب فی التریاق) ③ قرآن مجید کی رو سے شعر کہنا پیغمبر کی شان نہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ (یٰس:۶۹) ''اور نہیں سکھایا ہم نے ان کو شعر کہنا اور یہ ان کے لائق نہیں۔'' کسی اور کا ایسا شعر نقل کرنا جو حق کا ترجمان ہو یا سچائی پر مبنی ہو یا دفاع اسلام کے لیے کہے گئے اشعار سننا الگ بات ہے ان پر شعر گوئی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ [أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ. أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ] وغیرہ کا آپ کی زبان سے جاری ہو جانا بلاقصد شعری جملے تھے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-مکروہ ادویات کا استعمال

٣٨٧٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ.

۳۸۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث دواؤں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

٣٨٧٠- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ح: ٢٠٤٥، وابن ماجه، ح: ٣٤٥٩ من حديث يونس بن أبي إسحاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٤١٠، ووافقه الذهبي.

فائدہ: ''خبیث'' سے مراد حرام اشیاء ہیں' ان سے علاج کرنا حرام ہے۔ خیال رہے کہ مرض استسقاء میں ''اونٹوں کا پیشاب'' بطور دوا خود رسول اللہ ﷺ نے تجویز فرمایا تھا اس لیے اس کو خبیث ادویات میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

٣٨٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عُثْمَانَ: أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَتْلِهَا.

٣٨٧١- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان ؓ سے مروی ہے کہ ایک معالج نے نبی ﷺ سے مینڈک کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسے دوا میں ڈال لیا کرے تو نبی ﷺ نے اس (طبیب) کو مینڈک کے قتل کرنے سے منع کر دیا۔

فائدہ: مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا دوا وغیرہ میں استعمال بھی حرام ہے۔ اگرچہ یہ پانی کا جانور ہے مگر ہفتوں اور مہینوں پانی کے بغیر بھی زندہ رہتا ہے اس لیے مچھلی کے حکم سے خارج ہے۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

٣٨٧٢- حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زہر پیا (تو آخرت میں) اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ابدالآباد تک پیتا رہے گا۔''

فائدہ: مہلک اشیاء کا استعمال بھی مکروہ اور حرام ہے۔ نیز خودکشی کرنے والے کو اگر اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے معاف نہ فرمایا تو وہ ابدی طور پر جہنم میں رہے گا اور ہلاکت کے آلہ (یا دوا) کے ذریعے اسے مسلسل عذاب ملتا رہے گا۔

٣٨٧٣- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ:

٣٨٧٣- حضرت طارق بن سوید یا سوید بن طارق

٣٨٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الصيد، باب الضفدع، ح: ٤٣٦٠ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن ابن أبي ذئب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١١، ووافقه الذهبي * سعيد هو ابن خالد بن عبدالله بن قارظ.

٣٨٧٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء فيمن قتل نفسه بسم أو غيره، ح: ٢٠٤٤ من حديث أبي معاوية به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ٢٥٤، ورواه البخاري، ح: ٥٧٧٨، ومسلم، ح: ١٠٩ من حديث الأعمش به.

٣٨٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأشربة، باب تحريم التداوي بالخمر وبيان أنها ليست بدواء، ح: ١٩٨٤ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ ذَكَرَ طَارِقُ بنُ سُوَيْدٍ، أَوْ سُوَيْدُ بنُ طَارِقٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عن الْخَمرِ فَنَهَاهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَنَهَاهُ، فقال لَهُ: يَانَبِيَّ اللهِ! إِنَّهَا دَوَاءٌ. قال النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ».

ؓ نے نبی ﷺ سے شراب کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا' اس نے پھر سوال کیا تو آپ نے منع فرمایا' تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ دوا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں' بلکہ یہ بیماری ہے۔"

فائدہ: شراب اور اس سے مخلوط اشیاء سے علاج حرام ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ غیر مسلم معالجین نے حرام اور مکروہ اشیاء سے مرکب ادویہ کو اس قدر عام کیا ہے اور ان کی شہرت کر دی ہے کہ عوام وخواص ان کے استعمال میں کوئی کراہت محسوس نہیں کرتے۔ مسلمان حکام' اداروں اور تنظیموں کا شرعی فریضہ ہے کہ اس میدان میں خالص حلال اور پاکیزہ ادویہ متعارف کرائیں اور عام مسلمان کو بھی صبر وتحمل سے کام لیتے ہوئے حرام اور مشکوک ادویہ کے استعمال سے بچنا چاہیے اور ان کی بجائے پاکیزہ اور غیر مشکوک ادویہ استعمال کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق:۲) "اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (تنگی سے نکلنے کی) کوئی راہ پیدا فرما دے گا۔" اور اگر کوئی مخلص طبیب کسی مرض میں اپنے عجز کا اظہار کرے اور شراب ہی کو علاج سمجھے تو جان بچانے کے لیے' بشرطیکہ جان کا بچ جانا یقینی ہو تو اس صورت میں اس کا استعمال مباح ہوگا۔ جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرة:۱۷۳)

۳۸۷٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: أخبرنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَتَدَاوَوْا

۳۸۷۴- حضرت ابو الدرداء ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اتاری ہے تو دوا بھی نازل فرمائی ہے اور ہر بیماری کے لیے دوا ہے' لہٰذا دوا استعمال کیا کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو۔"

۳۸۷٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۵ من حديث أبي داود به، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۲۸٤٧ * إسماعيل بن عياش عنعن، وثعلبة بن مسلم مستور، ولبعض الحديث شاهد صحيح، تقدم، ح: ۳۸۵۵، وانظر الحديث السابق.

وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ».

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دوسری احادیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ حرام اشیاء مثلاً شراب اور نشہ آور اشیاء اور زہروں وغیرہ سے علاج جائز نہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- عجوہ کھجور کا بیان

فائدہ: مدینہ منورہ کے علاقے میں پائی جانے والی ایک خاص قسم کی عمدہ کھجور کا نام ''عجوہ'' ہے۔

٣٨٧٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ الله ﷺ يَعُودُنِي، فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا فِي فُؤَادِي فقال: «إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْؤُودٌ، ائْتِ الْحَارِثَ ابنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ، فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ، فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ».

۳۸۷۵- حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بہت سخت بیمار ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میری چھاتی کے درمیان رکھا' حتی کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم دل کے مریض ہو' بنو ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ' وہ طبابت کرتا ہے' اسے چاہیے کہ مدینہ کی عجوہ کھجوروں میں سے سات کھجوریں لے کر انہیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور پھر تمہیں کھلا دے۔''

ملحوظہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' لیکن عجوہ کھجور میں شفا ہونے کے بارے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں' ان میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بھی ہے جو صحیح مسلم (الاشربۃ' حدیث:۲۰۴۸) میں مروی ہے۔ دوسری زہر اور جادو سے بچاؤ کے لیے اگلی حدیث میں عجوہ کا ذکر ہے' جو صحیحین میں مروی ہے۔ تاہم ادویہ تیار کرنا اور مناسب خوراکوں سے استعمال کرانا مہارت کا کام ہے' اسی لیے حاذق طبیب کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

٣٨٧٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ

۳۸۷۶- جناب عامر بن سعد بن ابی وقاص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص

٣٨٧٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد في الطبقات: ٣/ ١٤٦، ١٤٧ من حديث سفيان بن عيينة به * ابن أبي نجيح وتلميذه عنعنا، وله طريق ضعيف عند الطبراني في الكبير: ٦/ ٥٠، وسنده منقطع.

٣٨٧٦- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الدواء بالعجوة للسحر، ح: ٥٧٦٩، ومسلم، الأشربة، باب فضل تمر المدينة، ح: ٢٠٤٧ من حديث أبي أسامة به.

عن عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عن أبيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ».

صبح کو عجوہ کھجور کے سات دانے کھالے اسے اس دن کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں دے گا۔"

فائدہ: علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عجوہ کھجور کا یہ فائدہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الْعِلَاقِ (التحفة ١٣)

باب:١٣- حلق کی تکلیف کا علاج انگلی سے گلے اٹھا کر کرنا

٣٨٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَحَامِدُ بنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ، فقال: «عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ؟، عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ، يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ».

٣٨٧٧- حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ (چونکہ اس کے حلق میں تکلیف تھی تو) میں نے اس کے لٹکے ہوئے گلے انگلی سے اوپر کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے بچوں کے گلے لٹکنے کا علاج انگلی سے کیوں کرتی ہو؟ عود ہندی اختیار کرلو' اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک "ذات الجنب" (پہلو کا درد بھی) ہے (جس میں یہ مفید ہے) حلق کی تکلیف میں اسے ناک میں ٹپکایا جاتا ہے اور پہلو کے درد میں پانی کے ساتھ کھلایا جاتا ہے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بِالْعُودِ: الْقُسْطَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عود سے مراد قسط ہے۔

فائدہ: بچوں کو بالعموم کوا گرنے یا گلے پڑنے کی تکلیف ہوتی رہتی ہے۔ طب نبوی میں اس کا علاج قسط ہے۔ قسط کو ہندی میں "کٹ" اور لاطینی میں اسے (Costas Arabicus) کہتے ہیں۔ یہ نہایت خوشبودار اور طویل بوٹی کی جڑ ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الْكُحْلِ (التحفة ١٤)

باب:١٤- سرمے کا بیان

٣٨٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ:

٣٨٧٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

٣٨٧٧- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب اللدود، ح:٥٧١٣، ومسلم، السلام، باب التداوي بالعود الهندي وهو الكست، ح:٢٢١٤ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٨٧٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب [ماجاء] ما يستحب من الأكفان، ح:٩٩٤.

حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمانَ بنِ خُثَيْمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُم الْبَيَاضَ فإنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكم، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُم، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُم الإثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کپڑے سفید پہنا کرو' یہ تمہارے سب لباسوں میں بہتر لباس ہے' اسی میں اپنی میتوں کو کفن دیا کرو اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے جو بینائی کو تیز کرتا اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔“

فائدہ: ”اثمد“ خاص اصفہانی سرمہ ہے جو سرخی مائل ہوتا ہے اور حجاز میں ملتا ہے۔

(المعجم ١٥) - باب مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ (التحفة ١٥)

باب: ١٥-نظر لگ جانے کا بیان

٣٨٧٩- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ ابنِ مُنَبِّهٍ قال: هٰذَا مَا حَدَّثَنا أبو هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «وَالْعَيْنُ حَقٌّ».

٣٨٧٩-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا' آپ نے فرمایا: ”نظر لگ جانا حق ہے۔“

٣٨٨٠- حَدَّثنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عن إبراهِيمَ، عن الأسْوَدِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ المَعِينُ.

٣٨٨٠-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس شخص کی نظر لگتی اسے حکم دیا جاتا تھا کہ وضو کر کے (وضو کا پانی) دے' پھر اس سے بیمار کو (جسے نظر لگی ہو) غسل کرایا جاتا تھا۔

فائدہ: اگر انسان کسی دوسرے کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرے تو نیک خواہش کا مثبت اثر دوسرے پر ہوتا ہے۔ اسی طرح بری خواہش' حسد وغیرہ کے منفی اثرات بھی شدت سے دوسروں پر مرتب ہوتے ہیں۔ جدید نفسیات

◄◄ وابن ماجه، ح: ٣٥٦٦ من حديث ابن خثيم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وسيأتي، ح: ٤٠٦١.

٣٨٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: العين حق، ح: ٥٧٤٠، ومسلم، السلام، باب الطب والمرض والرقى، ح: ٢١٨٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق (جامع معمر)، ح: ١٩٧٧٨، ومسند أحمد: ٢/٣١٩، وصحيفة همام بن منبه، ح: ١٣١ كلهم بإسقاط الواو من أول الحديث.

٣٨٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/٣٥١ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف * الأعمش وإبراهيم عنعنا.

ہیں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ایک انسان اپنے ارادے، خواہش اور توجہ کے ذریعے سے دوسرے پر بہت جلد اثر انداز ہو سکتا ہے۔ نظر لگنے کی صورت بھی یہی ہے کہ کسی کی خوبی دیکھ کر بعض نفوس میں جو جذبۂ حسد پیدا ہو جاتا ہے، اگر وہ شدید ہو اور حسد محسوس کرنے والا سخت اور قوی ارادے کا رجحان رکھتا ہو تو اس حسد کی وجہ سے دوسرے پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عموماً چونکہ دوسرے کی خوبیاں آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں اور دیکھتے ہی فوراً حسد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اسی لیے اس کو اکثر زبانوں میں ''نظر لگنے'' یا اس کے ہم معنی الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حافظ ابن القیم ﷫ کی کتاب ''الطب النبوی'' کے انگریزی ترجمے کے ایڈیٹر نو مسلم سکالر عبدالرحمن عبداللہ (سابقہ ریمنڈ جے مینڈریولا، فورڈہیم یونیورسٹی، یو ایس اے "Raymond J.Monderola, Fordham University, U.S.A") نے اس حوالے سے ایک دلچسپ نوٹ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ برائی کی قوت مختلف چیزوں یا لوگوں کو خفیہ طور پر اپنا آلۂ کار بنا کر ان کے ذریعے سے انسانوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مغربی معاشرے میں اس کا مظاہرہ سکول کے کم سن بچوں کی طرف سے اپنے ہم جماعتوں کے اجتماعی قتل، ایک انسان کی طرف سے بغیر دشمنی کے یکے بعد دیگرے بیسیوں قتل، بچوں پر مجرمانہ تشدد اور ایسی فلموں کی صورت میں سامنے آتا ہے جس میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لیے انسانوں کو واقعتاً قتل کر کے فلمیں (Snuff movies) بنائی جاتی ہیں۔ اگر یہ نہ مانا جائے کہ برائی کی قوت انسان کو اپنا آلۂ کار بنا کر یہ کام کراتی ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ سب کچھ انسان کی اپنی فطرت میں شامل ہے۔ مسلمانوں کو بھی بتایا گیا ہے کہ برائی کی ان قوتوں سے اللہ کی پناہ حاصل کریں۔

(Medicine of Prophet by Ibn- Qayyim Al-Jauziyah, footnote:157)

رسول اللہ ﷺ نے اس غرض سے بہت سی دعائیں بتائی اور مانگی ہیں۔ ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے: [أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] (صحیح البخاری، احادیث الأنبياء، باب:١٠، حدیث:٣٣٧١، وابوداود، حدیث:٤٧٣٧) رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی حکم ہے کہ جس کسی کی نظر لگ جاتی ہو وہ اچھی چیز یا انسان کو دیکھتے ہی اس کے لیے برکت کی دعا کرے۔ (موطأ امام مالك، كتاب العين، باب الوضوء من العين) اگر کسی شخص پر نظر بد کے اثرات شدید ہوں تو اس کا علاج یہ بتایا گیا ہے کہ جس شخص کی نظر لگی ہو وہ وضو کرے اور تہہ بند وغیرہ کا وہ حصہ جو کمر کے ساتھ لگا ہوتا ہے اسے دھوئے۔ (فتح الباری، کتاب الطب، باب العين حق) اور یہ مستعمل پانی متاثرہ شخص پر پھینکا جائے۔ (موطأ حوالہ مذکور) ابوداود کی یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اس کی مؤید صحیح روایتیں موجود ہیں جس طرح کہ موطأ کی روایت جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔

یہ ایک روحانی علاج ہے۔ یہ کیسے کامیاب ہوتا ہے اس کا جاننا ضروری نہیں لیکن اتنی بات سمجھی جا سکتی ہے کہ وضو کے ذریعے سے انسان کو عمداً یا خطأً سرزد ہونے والے منفی امور کے اثرات سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ ان منفی امور کے نتائج بد سے پناہ حاصل کرنے کا ایک طریق ہے کہ جس کی نظر لگ گئی اس نے جب خود وضو کے ذریعے سے

ان امور سے پناہ حاصل کی اور وضو کے پانی نے ان کا ازالہ کر دیا تو جس دوسرے انسان پر اس کے منفی جذبے کا اثر ہوا ہو اگر وہ اپنے اوپر یہی پانی گرا لے تو یہ اثر بدرجۂ اولیٰ زائل ہو جائے گا۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْغَيْلِ (التحفة ١٦)

باب:١٦- دودھ پلاتی عورت سے مباشرت کا مسئلہ

٣٨٨١- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أبُو تَوْبَةَ: أخْبَرَنَا مُحمَّدُ بنُ مُهَاجِرٍ عن أَبِيهِ، عن أسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بنِ السَّكَنِ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم سِرًّا فإنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ».

٣٨٨١-حضرت اسماء بنت یزید بن سکن ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اپنی اولادوں کو مخفی طریقے سے قتل مت کرو۔ بلاشبہ دودھ پینے کے ایام میں عورت سے مباشرت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بچہ (بڑا ہو کر جب گھڑسواری کرتا ہے تو) گھوڑے سے گر جاتا ہے۔''

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے بالمقابل درج ذیل حدیث صحیح ہے۔ یعنی یہ اثر ہونا کوئی ضروری نہیں ہے' اس لیے شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں۔

٣٨٨٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ نَوْفَلٍ قال: أخْبَرَنِي عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عن جُدَامَةَ الأَسَدِيَّةِ؛ أنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أنْهَى عن الْغِيلَةِ حَتَّى ذُكِرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أوْلَادَهُمْ».

٣٨٨٢-حضرت عائشہ ؓ حضرت جُدامہ اسدیہ ؓ سے بیان کرتی ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میرا ارادہ ہوا کہ دودھ پلانے کے ایام میں مباشرت سے منع کر دوں مگر مجھے یاد دلایا گیا کہ رومی اور فارسی لوگ ایسا کرتے ہیں مگر ان کے بچوں کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔''

قال مَالِكٌ: الْغِيْلَةُ: أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

امام مالک ؒ نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ جس زمانے میں عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کا شوہر اس

٣٨٨١ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب الغيل، ح: ٢٠١٢ من حديث مهاجر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٣٠٤ * مهاجر وثقه ابن حبان وحده.

٣٨٨٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز الغيلة وهي وطء المرضع وكراهة العزل، ح: ١٤٤٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٦٠٧، ٦٠٨.

سے مباشرت کرے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام رضاعت میں بیوی سے ہم بستری کرنا جائز ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ (التحفة ١٧)

٣٨٨٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن يَحْيَى بنِ الْجَزَّارِ، عن ابنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ الله، عن زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ الله، عن عَبْدِ الله قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ». قالَتْ قُلْتُ: لِمَ تَقُولُ هٰذا، وَالله! لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ، فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي، فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ. فقالَ عَبْدُ الله: إِنَّمَا ذٰلِكِ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا».

باب: ١٧- تعویذ گنڈے لٹکانا

٣٨٨٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''دم جھاڑ' گنڈے منکے اور جادو کی چیزیں یا تحریریں شرک ہیں۔'' ان کی اہلیہ نے کہا: آپ یہ کیوں کر کہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! میری آنکھ درد کی وجہ سے گویا نکلی جاتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی اور وہ مجھے دم کرتا تھا۔ جب وہ دم کرتا تو میرا درد رک جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شیطان کی کارستانی ہوتی تھی۔ وہ تیری آنکھ میں اپنی انگلی مارتا تھا' تو جب وہ (یہودی) دم کرتا تو (شیطان) باز آ جاتا تھا۔ حالانکہ تجھے یہی کچھ کہنا کافی تھا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: [أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ' اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ' لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے لوگوں کے رب! دکھ دور کر دے' شفا عنایت فرما' تو ہی شفا دینے والا ہے' تیری شفا کے سوا کہیں کوئی شفا نہیں' ایسی شفا عنایت فرما جو کوئی دکھ باقی نہ رہنے دے۔''

فوائد و مسائل: ① ''رقية'' یعنی دم جھاڑ پھونک جو کفریہ اور شرکیہ کلمات پر مشتمل ہوں کرنا کرانا حرام اور شرک ہے' البتہ قرآن کریم کی آیات اور مسنون دعاؤں سے دم کرنا سنت اور باعث اجر ہے۔ نیز ایسے کلمات جن میں شرک و کفر کا کوئی شک شبہ نہ ہو اور تجربے سے مفید ثابت ہوئے ہوں' ان سے دم کرنا جائز ہے۔ ② [التمائم' جمع

٣٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب تعليق التمائم، ح: ٣٥٣٠ من حديث الأعمش به، وهو مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن حبان، ح: ١٤١٢، والحاكم: ٤/ ٤١٧، ٤١٨.

تمیمة: وهی خرزات کانت العرب تعلّقها علی أولادهم یتقون بها العین فی زعمهم] (النهایة لابن الأثیر، ج:۱) ''یعنی وہ منکے جو عرب لوگ اپنے بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے پہناتے تھے تمیمہ اور تمائم کہلاتے ہیں۔'' اس معنی میں وہ کوڑیاں' منکے' پتھر' لوہا' چھلّے' انگوٹھیاں' لکڑی اور دھاگے وغیرہ سب چیزیں شامل ہیں جو جاہل لوگ بغرض علاج پہنتے پہناتے ہیں۔ اس میں وہ تعویذات بھی آتے ہیں جو کفریہ' شرکیہ اور غیر شرعی تحریروں پر مشتمل ہوں' لیکن ایسے تعویذات جو آیات قرآنیہ اور مسنون دعاؤں پر مشتمل ہوں انہیں ''تمیمہ'' کہنا قرآن وسنت کی ہتک ہے۔ اس پاکیزہ کلام کو یہ برا نام دینا ناروا غلو ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ قرآن کریم یا دعائیں لکھ کر لٹکانا رسول اللہ ﷺ سے کسی طرح ثابت نہیں حالانکہ اس دور میں کاغذ' قلم' سیاہی اور کاتب سبھی مہیا تھے اور مریض بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے تھے مگر آپ نے کبھی کسی کو یہ طریقہ علاج ارشاد نہیں فرمایا۔ آپ نے انہیں دم کیا یا مختلف اذکار بتائے یا کوئی مادی علاج تجویز فرما دیا۔ آیات یا دعاؤں کو بطور تعویذ لٹکانا بعد کی بات اور اختلافی مسئلہ ہے۔ (ابن قیم: الطب النبوی' الرقیة) علمائے سنت کا ایک گروہ اس کا قائل و فاعل رہا ہے اور دوسرا انکاری۔ (ملاحظہ ہو آئندہ حدیث ۳۸۹۳) علمائے راسخین کی اور ہماری ترجیح یہی ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ مگر کلام اللہ یا مسنون دعاؤں کو ''تمیمہ'' جیسا برا نام دینا بہت بڑا ظلم ہے۔ ③ [تِوَلَة] محبت کے ٹوٹکے تعویذ اور گنڈے جادو کی قسم ہیں اور شرک ہیں۔ ④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شرکیہ وکفریہ طریقوں سے لوگوں کو جو فائدہ ہوتا ہے وہ درحقیقت شیطانی اثر ہوتا ہے۔ ⑤ واجب ہے کہ ہر مسلمان ایمان و یقین کے ساتھ مسنون اعمال اختیار کرے اور یقین رکھے کہ جلد یا بدیر شفا ہو جائے گی۔ اگر نہ ہو تو وقت نظر سے اپنا جائزہ لے کہ دعا قبول نہ ہونے کا کیا سبب ہے اور پھر صبر سے بھی کام لے اور اللہ کے ہاں اجر اور رفع درجات کا امیدوار رہے۔

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عنْ مَالِكِ بنِ مِغْوَلٍ، عن حُصَيْنٍ، عنِ الشَّعْبِيِّ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ».

۳۸۸۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دم جھاڑ صرف نظر بد میں ہے یا زہریلے ڈنک میں۔''

فائدہ: دیگر صحیح روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ دم جھاڑ نظر بد' بخار یا زہریلے ڈنک میں ہے۔ نیز صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دم جھاڑ جو اسمائے الٰہی اور مسنون دعاؤں میں سے ہوں' سبھی امراض میں مفید ہوتے ہیں۔ بدنظری اور زہریلے ڈنک میں ان کی اہمیت اور تاثیر زیادہ ہوتی ہے۔

٣٨٨٤ـ تخریج: [إسناده صحیح] أخرجه الترمذي، الطب، باب ماجاء في الرخصة في ذلك، ح: ٢٠٥٧ من حدیث حصین به، والحدیث صحیح موقوفًا ومرفوعًا.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الرُّقَى (التحفة ١٨)

باب:١٨-دم جھاڑ کا بیان

٣٨٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَابْنُ السَّرْحِ - قَالَ أَحْمَدُ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ، وَقَالَ ابنُ السَّرْحِ: أَخْبَرَنَا - ابنُ وَهْبٍ قالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بنِ يَحْيَى، عَنْ يُوسُفَ بنِ مُحمَّدٍ - وَقالَ ابنُ صَالِحٍ: مُحمَّدِ بنِ يُوسُفَ - ابنِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ دَخلَ عَلٰى ثَابِتِ ابنِ قَيْسٍ - قال أَحْمَدُ: وَهُوَ مَرِيضٌ - فَقالَ: «اكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ»، ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بُطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ.

٣٨٨٥-جناب یوسف بن محمد یا محمد بن یوسف بن ثابت بن قیس بن شماس اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ثابت بن قیس ؓ کے ہاں آئے ......احمد نے کہا: جبکہ وہ مریض تھے......تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی:[اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ] ''اے لوگوں کے پالنے والے! اس تکلیف کو ثابت بن قیس بن شماس سے دور فرما دے۔'' پھر آپ نے وادیٔ بطحان کی مٹی لی' اسے ایک پیالے میں ڈالا' پھر اس پر پانی پھونک کر ڈالا اور پھر اسے اس پر چھڑک دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ ابنُ السَّرْحِ: يُوسُفُ ابنُ مُحمَّدٍ، قال أبو داودَ: وَهُوَ الصَّوَابُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: ابن السرح نے راوی کا نام یوسف بن محمد ذکر کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ملحوظہ: یہ روایت پانی وغیرہ پر دم کرنے کے لیے بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن یوسف بن محمد کو ان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا۔

٣٨٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

٣٨٨٦-حضرت عوف بن مالک ؓ کا بیان ہے

٣٨٨٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٨٥٦، ١٠٨٨٩، وعمل اليوم والليلة، ح:١٠١٧، ١٠٤٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه ابن حبان، ح:١٤١٨ * يوسف بن محمد لم يوثقه غير ابن حبان.

٣٨٨٦_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لا بأس بالرقٰى ما لم يكن فيه شرك، ح: ٢٢٠٠ من حديث عبدالله بن وهب به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِيهِ، عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كُنَّا نَرْقِي في الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! كَيْفَ تَرَى في ذٰلِكَ فَقَالَ: «اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا».

کہ ہم جاہلیت میں دم جھاڑ کیا کرتے تھے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے دم مجھے بتاؤ' دم کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ شرک نہ ہو۔''

فائدہ: ایسے دم جن کے الفاظ مفہوم و معنی میں واضح ہوں' شرک کا شائبہ نہ ہو اور تجربے سے مفید ثابت ہوئے ہوں تو ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

٣٨٨٧- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عَنْ عبْدِالْعَزِيزِ بن عُمَرَ بنِ عَبْدِالْعَزِيزِ، عَنْ صَالِحِ بن كَيْسَانَ، عن أبِي بَكْرِ بنِ سُلَيْمَانَ بن أبِي حَثْمَةَ، عن الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ الله قالَتْ: دَخلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فقال لِي: «ألَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيها الْكِتَابَةَ».

٣٨٨٧- حضرت شفاء بنت عبداللہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میں ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے پاس تھی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تم اسے نملہ (بچوں کی پسلیوں پر نکلنے والی پھنسیوں) کا دم کیوں نہیں سکھا دیتی ہو جیسے کہ اسے لکھنا سکھایا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ دم کیا تھا؟ کسی مستند حدیث میں اس کے الفاظ نقل نہیں ہوئے۔ تاہم اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی دم تجربے سے مفید ثابت ہو چکا ہو اور اس میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں اور ان کا معنی و مفہوم واضح ہو تو اس دم کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② عورتوں کو لکھنا پڑھنا سیکھنا سکھانا جائز ہے۔

٣٨٨٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ

٣٨٨٨- جناب سہل بن حنیف ؓ کہتے ہیں کہ ہم

٣٨٨٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٧٢ عن علي بن مسهر، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٤٣ من حديث عبدالعزيز بن عمر به، وللحديث طرق أخرٰى عند النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٥٤٢، والحاكم: ٤/ ٤١٤ وغيرهما.

٣٨٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٨٦، ١٠٨٧٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٥٧، ١٠٣٤ من حديث عبدالواحد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤١٣، ووافقه الذهبي، ولبعض الحديث شواهد * الرباب حديثها حسن على الراجح.

الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي الرَّبَابُ قَالَتْ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ: مَرَرْتُ بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَاغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا، فَنُمِيَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذْ» - قَالَتْ - فَقُلْتُ: يَاسَيِّدِي: وَالرُّقٰى صَالِحَةٌ فَقَالَ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ».

ایک ندی کے پاس سے گزرے تو میں اس میں داخل ہو گیا اور غسل کیا۔ باہر نکلا تو بخار چڑھا ہوا تھا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: ''ابو ثابت کو کہو کہ اسے دم کر دے۔'' (رباب کہتی ہے) کہ میں نے (سہل بن حنیف سے) عرض کیا: آقا! کیا دم مفید ہوتے ہیں؟ فرمایا: ''دم بدنظری' سانپ کے کاٹے اور بچھو کے ڈنک ہی میں مفید ہوتے ہیں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْحُمَةُ مِنَ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: [اَلْحُمَة] کا لفظ سانپ اور ہر ڈسنے والے موذی جانور پر بولا جاتا ہے۔

ملحوظہ: بقول صاحب بذل المجہود [قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي] کے جملے میں ''قَالَتْ'' کا لفظ کسی ناسخ کی غلطی ہے اور بروایت موطأ مالک راجح یہ ہے کہ حضرت سہل کو عامر بن ربیعہ کی نظر لگی تھی تو ان سے ان کے وضو کا پانی لے کر ان پر چھڑ کا گیا تھا۔ (موطأ امام مالك' العين' باب الوضوء من العين)

٣٨٨٩- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عن الْعَبَّاسِ بنِ ذَرِيحٍ، عن الشَّعْبِيِّ، قالَ العَبَّاسُ: عَنْ أَنسٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ»

٣٨٨٩- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دم ان چیزوں ہی سے ہوتا ہے بدنظری' زہریلے جانور کے ڈنک اور بہتے خون سے۔''

لَمْ يَذْكُرِ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ، وَهٰذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ بنِ دَاوُدَ.

عباس (عنبری) نے ''بدنظری'' کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس حدیث کے الفاظ سلیمان بن داود کے ہیں۔

٣٨٨٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤١٣ من حديث شريك القاضي به، وعنعن ومع ذلك صححه الحاكم على شرط مسلم، وللحديث شاهد ضعيف عند ابن أبي شيبة: ٧/ ٣٩٣، وانظر الحديث المتقدم: ٣٨٨٤.

فائدہ: ''بہتے خون سے دم'' کا مفہوم یہ ہے کہ جاری خون رک جاتا ہے۔ امام سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس عبارت میں گویا سوال کا جواب ہے کہ دم کے بعد کیا ہوگا' تو اس کا جواب یوں دیا کہ ''بہتا خون رک جائے گا۔'' (عون المعبود)

(المعجم ١٩) - **بَابٌ: كَيْفَ الرُّقَى** (التحفة ١٩)

باب:١٩- دم کیسے کیا جائے؟

٣٨٩٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ قالَ: قالَ أَنَسٌ يَعْنِي لِثَابِتٍ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ: بَلٰى. قالَ: فَقَالَ: «اللَّهُمَّ، رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا».

٣٨٩٠- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جناب ثابت بنانی سے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ کا (سکھایا ہوا) دم نہ کروں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ' مُذْهِبَ الْبَأْسِ' اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي' لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ' اشْفِهٖ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا] ''اے اللہ! لوگوں کے پالنے والے' دکھوں کے دور کرنے والے! شفا عنایت فرما' تو ہی شافی ہے' تیرے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا' اسے شفا دے ایسی شفا جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔''

٣٨٩١- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ عَمْرَو بنَ عَبْدِ الله بنِ كَعْبٍ السُّلَمِيَّ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ نَافِعَ ابنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمانَ بن أَبي الْعَاصِ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ الله ﷺ قالَ عُثْمانُ: وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ الله وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ

٣٨٩١- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ مجھے بڑا سخت درد ہو رہا تھا' قریب تھا کہ مجھے ہلاک کر دے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''درد کی جگہ پر سات بار اپنا داہنا ہاتھ پھیرو اور یوں کہو: [اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّمَا أَجِدُ] ''میں اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف سے جس میں میں مبتلا ہوں۔'' چنانچہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے میری تکلیف دور کر

٣٨٩٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ٥٧٤٢ عن مسدد به.

٣٨٩١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطب، باب: كيف يدفع الوجع عن نفسه، ح: ٢٠٨٠ من حديث مالك به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٢، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٢٢ من حديث يزيد بن خصيفة، ومسلم، ح: ٢٢٠٢ من حديث نافع بن جبير به.

مَا أَجِدُ» قالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ، فَأَذْهَبَ الله مَا كَانَ بِي، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ.

دی۔ تب سے میں اپنے گھر والوں اور دوسروں کو یہ دم بتاتا آ رہا ہوں۔

٣٨٩٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبِ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن [زِيَادَة ابنِ مُحمَّدٍ]، عنْ مُحمَّدِ بنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ، عن فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ، عن أبِي الدَّرْدَاءِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «مَنِ اشْتَكَى مِنكُم شَيْئًا أَوِ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ: رَبُّنَا الله الَّذِي في السَّماء، تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ في السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، .كما رَحْمَتُكَ في السَّمَاء فاجْعَلْ رَحْمَتَكَ في الأَرْضِ، اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ، أَنْزِلْ رَحْمَةً مِن رَحْمَتِكَ، وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هَذَا الْوَجَعِ، فَيَبْرَأُ».

٣٨٩٢- حضرت ابو الدرداء ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم میں سے جس کو کوئی تکلیف ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار ہو جائے تو اسے یوں دم کرے [رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِی فِی السَّمَاءِ' تَقَدَّسَ اسْمُكَ' اَمْرُكَ فِی السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ' كَمَا رَحْمَتُكَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِی الْاَرْضِ' اغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَ خَطَايَانَا' اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ' اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّن رَّحْمَتِكَ' وَ شِفَاءً مِّن شِفَائِكَ عَلَى هٰذَا الْوَجَعِ] ''ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ (اے اللہ!) تیرا نام مقدس ہے' آسمان اور زمین میں تیرا حکم نافذ ہے' تیری رحمت جس طرح آسمان میں (عام) ہے زمین میں بھی (عام) کر دے' ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے' تو پاک لوگوں کا رب ہے' اپنی رحمت اور شفا کا ایک حصہ اس بیماری پر نازل فرما دے۔'' تو وہ شفا پا جائے گا۔''

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم دم کے بارے میں اور بہت سی صحیح احادیث میں مسنون دم موجود ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں' لہٰذا یہ کوشش کی جائے کہ مریض پر وہی کچھ دم کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ تاہم معنی کے لحاظ سے اس روایت کے الفاظ اچھے ہیں۔

٣٨٩٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

٣٨٩٣- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٣٨٩٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٨٧٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٠٣٨ من حديث الليث بن سعد به * زيادة بن محمد منكر الحديث (تقريب)، وأخطأ الحاكم فذكره في المستدرك: ١/ ٣٤٤ و٤/ ٢١٨، ٢١٩، ورد عليه الذهبي.

٣٨٩٣_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب دعاء الفزع في النوم ... الخ، ح: ٣٥٢٨ من حديث محمد بن إسحاق به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ١/ ٥٤٨ * محمد بن إسحاق مدلس وعنعن.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الفَزَعِ كَلِمَاتٍ: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ» وَكَانَ عَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ.

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ڈر یا گھبراہٹ کے موقع پر انہیں یہ کلمات سکھایا کرتے تھے: [اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ] ’’میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں‘ اس کی ناراضی سے‘ اس کے بندوں کی شرارتوں سے‘ شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔‘‘ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ کلمات سکھا دیا کرتے تھے اور جو نا سمجھ ہوتے‘ انہیں لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیتے۔

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف کہا ہے‘ تاہم شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس روایت میں دعا کے کلمات حسن درجہ کے ہیں‘ البتہ حضرت عبداللہ ؓ کا عمل کہ وہ اسے لکھ کر بچوں کے گلوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ ضعیف ہے۔ دیکھیے: (ضعيف سنن أبي داود) اس لیے اس سے گلے وغیرہ میں تعویذ لٹکانے کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

٣٨٩٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ: أخبرنا مَكيُّ بنُ إبراهِيمَ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ أَبي عُبَيْدٍ قالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ؟ فقَالَ: أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَفَثَ فِيَّ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

٣٨٩۴- جناب یزید بن ابوعبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ (بن اکوع) ؓ کی پنڈلی پر تلوار لگنے کا نشان دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ مجھے خیبر کے روز لگی تھی اور لوگ کہنے لگے کہ سلمہ تو گیا! تو مجھے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے مجھ پر تین بار پھونک ماری (جس میں ہلکا سا لعاب دہن بھی تھا) تو اس کے بعد سے اب تک مجھے اس کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ

٣٨٩۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں

٣٨٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ٤٢٠٦ عن مكي بن إبراهيم به.

٣٨٩٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٤ عن زهير بن حرب،

وَعُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَبْدِ رَبِّهِ يَعني ابنَ سَعِيدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ لِلإنْسَانِ إذَا اشْتَكَى، يَقُولُ [ﷺ] بِرِيقِهِ، ثُمَّ قالَ بِهِ في التُّرَابِ: «تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا».

کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو نبی ﷺ اپنا لعاب لیتے' پھر اسے مٹی لگاتے اور یوں فرماتے: [تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنا' بِإِذْنِ رَبِّنَا] "مٹی ہماری زمین کی' ہمارے ایک کے لعاب کے ساتھ' شفا پائے ہمارا مریض' ہمارے رب کے حکم سے۔"

فوائد ومسائل: ① صحیح بخاری میں اس دعا کی ابتدا میں [بسم اللہ] کا لفظ آیا ہے۔ جب کہ [بِرِيقَة] کے بجائے [وَ رِيقَة] کالفظ آیا ہے۔(صحیح البخاری' الطب' حدیث:۵۷۴۶) ② علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں کہ دم کرنے والا اپنی انگلی اپنے لعاب سے تر کر کے اس پر مٹی لگالے اور پھر تکلیف والی جگہ پر یا مریض پر پھیرے اور یہ کلمات کہتا جائے۔

۳۸۹۶- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى عن زَكَرِيَّا: حَدَّثَني عَامِرٌ عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فأَسْلَمَ ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ، فقال أَهْلُهُ: إنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُم هٰذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُم شَيْءٌ تدَاوَوْنَهُ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «هَلْ إِلَّا هٰذَا». وَقال مُسَدَّدٌ في مَوْضِعٍ آخَرَ: «هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هٰذَا؟» قُلْتُ: لَا. قال: «خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ

۳۸۹۶- جناب خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا (علاقہ بن صحار سلیطی التمیمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر واپس لوٹے تو ایک قوم کے پاس سے گزرے' ان کے ہاں ایک مجنون آدمی تھا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے ان سے کہا: تحقیق ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارا یہ صاحب (رسول اللہ ﷺ) خیر کے ساتھ آیا ہے۔ تو کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم اس کا علاج کر دو؟ چنانچہ میں نے اس کو سورۂ فاتحہ سے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو خبر دی۔ آپ نے پوچھا: "کیا بس یہی؟" مسدد نے دوسرے موقع پر

◀◀ والبخاري، الطب، باب رقية النبي ﷺ، ح: ٥٧٤٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

۳۸۹٦ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٣٤٢٠، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ عن يحيى القطان به، وصححه ابن حبان، ح: ١١٢٩، ١١٣٠، وانظر الحديث الآتي.

بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ» .

کہا: ”کیا تم نے اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھا تھا؟“ میں نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”لے لو۔ قسم میری عمر کی! لوگ باطل دم جھاڑ سے کھاتے ہیں، جبکہ تم ایسے دم سے کھا رہے ہو جو حق ہے۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا اپنی عمر کی قسم کھانا آپ کی خصوصیت ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الحجر: ٧٢) ”تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں ہیں۔“ تفصیل کے لیے گزشتہ حدیث: ٣٤٢٠ کے فوائد ومسائل ملاحظہ ہوں۔

٣٨٩٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حدثنا أبِي؛ وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حدثنا ابنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ أبي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ، عن عَمِّهِ أنَّهُ مَرَّ قال: فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّام غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا فأتَى النَّبِيَّ ﷺ. بِمَعْنى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ.

٣٨٩٧- جناب خارجہ بن صلت اپنے چچا (حضرت علاقہ بن صحار سلیطی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے (اور ایک مریض کو) تین دن تک صبح وشام سورۂ فاتحہ سے دم کرتے رہے۔ جب وہ اسے پوری پڑھ لیتے تو اپنا لعاب جمع کر کے مریض پر پھونک دیتے۔ اس سے وہ گویا اپنے بندھن سے کھل گیا۔ اس پر ان لوگوں نے ان کو کچھ مال دیا تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے...... اور پھر مذکورہ بالا حدیث مسدد کی مانند روایت کیا۔

فائدہ: صحابۂ کرام ؓ میں اسلام لانے کے بعد پہلے ہی دن سے اپنے رزق میں حلال حرام کے امتیاز کا داعیہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ اس میں انتہائی احتیاط کرتے تھے اور یہی چیز دعاؤں کی قبولیت وتاثیر کا انتہائی اہم عنصر ہے۔

٣٨٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ قال: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قال: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَجَاءَ

٣٨٩٨- جناب سہیل بن ابو صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قبیلۂ اسلم کے ایک شخص سے سنا، اس نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے صحابہ میں سے

٣٨٩٧ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٤٢٠.

٣٨٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٤٣٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٩٤ من حديث زهير، وأحمد: ٣/ ٤٤٨ من حديث سهيل به، وله طريق آخر في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٥١.

رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فقال: يَارَسُولَ الله! لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أَنَمْ حَتَّى أَصْبَحْتُ. قالَ: «مَاذَا؟» قالَ: عَقْرَبٌ. قالَ: «أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّكَ إِنْ شَاء الله».

ایک صحابی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج رات ڈنک لگنے کی وجہ سے میں صبح تک سو نہیں سکا ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تھا؟'' اس نے بتایا کہ بچھو تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتے: [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ] ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی ہے۔'' تو تمہیں ان شاء اللہ کوئی ضرر نہ پہنچتا۔''

فائدہ: اصل شرعی اور مسنون ''تعویذ'' یہی اذکار ہیں جو بندے کو اپنے رب سے جوڑ دیتے ہیں اور انسان اپنے اللہ کی حفاظت اور امان میں آ جاتا ہے۔ ان میں بنیادی بات ایمان' یقین' رزق حلال اور صدق مقال ہے۔ اور یہ تعویذ صبح وشام دونوں وقت پابندی سے پڑھنا چاہیے اور بچوں پر دم کرنے چاہییں' لکھ کر لٹکانے کا رواج بہت بعد میں ہوا ہے۔ عہد خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

٣٨٩٩- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنا الزُّبَيْدِيُّ عن الزُّهْرِيِّ، عن طَارِقٍ يَعني ابنَ مُخَاشِنٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَدِيغٍ لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ قالَ: فقال: «لَوْ قال: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يُلْدَغْ أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ».

٣٨٩٩- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جسے بچھو نے ڈنک مارا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اس نے [اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ] کے کلمات پڑھے ہوتے تو اسے ڈنک نہ لگتا'' یا فرمایا: ''اسے دکھ نہ پہنچتا۔'' (اس دعا کا معنی اوپر ذکر ہو چکا ہے)

٣٩٠٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبي بِشْرٍ، عن أَبي المُتَوَكِّلِ، عن

٣٩٠٠- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ کا ایک گروہ ایک سفر میں تھا کہ

٣٨٩٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٤٣٥، وعمل اليوم والليلة، ح:٥٩٩ من حديث بقية به، ورواه يونس وابن أخي الزهري عن الزهري به، وهو صرح بالسماع (الكبرٰى، ح:١٠٤٣٤، وعمل اليوم والليلة، ح:٥٩٨).

٣٩٠٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٣٤١٨.

أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؛ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ انطَلَقُوا في سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فقالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدِكُم شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا؟ فقال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: نَعَمْ واللهِ! إِنِّي لأَرْقِي وَلٰكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا، مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ، فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ. قال: فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُم الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ. فقالُوا: اقْتَسِمُوا. فقالَ الَّذِي رَقَى: لا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَنَسْتَأْمِرَهُ، فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ، أَحْسَنْتُمْ، اقْتَسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُم بِسَهْمٍ».

انہوں نے ایک عرب قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا۔ ان لوگوں میں سے کسی نے کہا: ہمارے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا ہے تو تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے اس آدمی کے لیے مفید ہو؟ صحابہ میں سے کسی ایک نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم! میں دم کیا کرتا ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے مہمانی طلب کی تھی تو تم نے انکار کر دیا تھا۔ سو میں بھی دم نہیں کروں گا حتی کہ تم مجھے اس کا عوض دو۔ چنانچہ انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ دینا تسلیم کیا، تو وہ اس کے پاس گئے اور اس پر سورۂ فاتحہ سے دم کیا۔ اس اثنا میں وہ اس پر لعاب بھی پھونکتے جاتے تھے حتی کہ وہ ٹھیک ہو گیا گویا کہ بندھن سے کھل گیا ہو۔ چنانچہ ان لوگوں نے عوضانہ جو طے کیا تھا پورے کا پورا دے دیا، تو ساتھیوں نے کہا: اسے آپس میں تقسیم کرلو۔ مگر دم کرنے والے نے کہا: نہیں، تقسیم مت کرو حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے اور آپ سے مشورہ کریں گے۔ چنانچہ وہ اگلی صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کہاں سے خبر ملی تھی کہ یہ دم ہے؟ تم نے خوب کیا، انہیں آپس میں تقسیم کرلو اور میرا حصہ بھی رکھو۔“

فوائد و مسائل: ① مسافر مہمان کی ضیافت واجب ہے بالخصوص جہاں اور وسائل مہیا نہ ہوں۔ ② مشرک کا علاج اور اسے دم کرنا جائز ہے۔ ③ اگر کوئی حق ضیافت سے بخل کرے تو اس سے اپنا حق وصول کر لینا جائز ہے۔ (جیسے کہ گزشتہ احادیث: ۳۷۴۸ وغیرہ میں گزرا ہے۔) ④ دم کرنے کے لیے معاوضہ طے کر لینا جائز ہے۔ ⑤ مشکوک رزق سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ ⑥ سورۂ فاتحہ ایک شاندار تیر بہدف دم ہے۔ اس سورت کو سورۂ شفا بھی کہتے ہیں۔ ⑦ دم کا تعلق دم کرنے والے کے ایمان، یقین اور عزیمت سے ہے اور اسی طرح دم کروانے والا بھی۔ اس لیے اگر اجتہادی اور قیاسی دم جھاڑ شرعی اصول وضوابط کے منافی نہ ہوں تو اس سے استفادہ میں کوئی حرج نہیں۔

٣٩٠١- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ قالَ: حَدَّثَنا أبِي ؛ ح: وحدثنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ الله بنِ أبِي السَّفَرِ، عن الشَّعْبِيِّ، عن خَارِجَةَ بنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ، عن عَمِّهِ أنَّهُ قال: أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ الله ﷺ فأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فقالُوا: إنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُم قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ، فَهَلْ عِنْدَكُم مِنْ دَوَاءٍ أوْ رُقْيَةٍ، فإنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا في القُيُودِ. قال: فَقُلْنَا: نَعَمْ. قال: فَجَاؤوا بِمَعْتُوهٍ في الْقُيُودِ قال: فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ. قالَ: فكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ. قال: فأَعْطَوْنِي جُعْلًا. فقُلْتُ: لَا، حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ الله ﷺ، فقالَ: «كُلْ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ باطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ».

٣٩٠١- جناب خارجہ بن صلت تمیمی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے اور ایک عرب قبیلہ کے ہاں پڑاؤ کیا۔ انہوں نے کہا: تحقیق ہمیں خبر ملی ہے کہ تم اس آدمی کے پاس سے کوئی خیر لے کر آئے ہو تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا دم ہے کہ ہمارے ہاں ایک مجنون ہے جو زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ چنانچہ وہ اس مجنون کو جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا لے آئے۔ میں اس پر تین روز تک صبح شام سورۂ فاتحہ پڑھتا رہا۔ جب میں سورت مکمل کرتا' تو اپنا لعاب جمع کرتا اور اس پر پھونک دیتا تھا۔ اس نے کہا: پھر گویا کہ وہ اپنے بندھن سے کھل گیا۔ اور انہوں نے مجھے اس کا عوضانہ دیا۔ میں نے کہا: نہیں' حتی کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھا لو۔ میری عمر کی قسم! لوگ تو باطل دموں کا عوض کھاتے ہیں اور تم حق دم کا بدل کھا رہے ہو۔''

٣٩٠٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ في نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ،

٣٩٠٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہو جاتے تو معوذات (﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾) پڑھ کر اپنے اوپر پھونک

٣٩٠١- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٤٢٠، ٣٨٩٧، وأخرجه أحمد: ٥/ ٢١١، ح: ٢٢١٨٠ عن محمد بن جعفر به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٨٧١، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ١٠٣٢.

٣٩٠٢- تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٦، ومسلم، السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث، ح: ٢١٩٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٢، ٩٤٣.

فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا.

لیتے تھے۔ پھر جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں انہیں آپ پر پڑھتی اور آپ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی اس امید سے کہ ان میں برکت ہے۔

فوائد و مسائل: ① قرآن کریم روحانی اور عقیدے کی بیماریوں کی شفا ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی بیماریوں کی بھی شفا ہے۔ ② حدیث میں مذکور برکت قراءت قرآن یا رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی ہے یا دونوں ہی مراد ہو سکتی ہیں۔ ③ بیوی اپنے شوہر کو دم کر سکتی ہے۔ ④ اگر کوئی عورت کسی غیر محرم مرد کو دم کرے تو ہاتھ نہ پھیرے۔

(المعجم ۲۰) - بَابٌ: فِي السُّمْنَةِ (التحفة ۲۰)

باب: ۲۰-کسی نحیف کو موٹا کرنے کی تدبیر

۳۹۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عن مُحمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ الله ﷺ قالَتْ: فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ، حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السِّمَنِ.

۳۹۰۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ نے چاہا کہ میں قدرے موٹی ہو جاؤں تاکہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھر بھیجا جا سکے۔ مگر مجھے ان کی حسب منشا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا حتی کہ انہوں نے مجھے ککڑی اور کھجور ملا کر کھلائی تو اس سے میں خوب موٹی تازی ہو گئی۔

۳۹۰۳- تخريج: [صحيح]أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٦٧٢٥ من حديث إبراهيم بن سعد، وابن ماجه، ح: ٣٣٢٤ من طريق صحيح عن هشام بن عروة به.

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم . . .) كِتَابُ الْكَهَانَةِ وَالتَّطَيُّرِ (التحفة . . .)

کہانت اور بدفالی سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْكُهَّانِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-غیب کی باتیں بتانے والے (کاہن) کے پاس جانا

٣٩٠٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ الأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى كَاهِنًا» قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ: «فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ». ثُمَّ اتَّفَقَا «أَوْ أَتَى امْرَأَةً - قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ - حَائِضًا، أَوْ أَتَى امْرَأَةً - قَالَ مُسَدَّدٌ: امْرَأَتَهُ - فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِىءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ».

۳۹۰۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا جو غیب کی خبریں دیتا ہو اور پھر اس کی تصدیق کی‘ یا اپنی بیوی کے پاس اس کے ایام حیض میں گیا‘ یا اس کی دبر میں مباشرت کی تو وہ محمد ﷺ پر نازل کردہ دین سے بری ہوا۔“

فوائد ومسائل: ① کاہنوں یعنی مستقبل اور غیب کی خبریں بتانے والوں‘ نجومیوں‘ دست شناسوں اور اس قماش کے لوگوں کے پاس جانا‘ ان سے خبریں دریافت کرنا اور پھر ان کی تصدیق کرنا حرام ہے۔ ② ایام حیض میں مباشرت حرام ہے‘ ہاں اگر کسی کو اپنے اوپر ضبط ہو یا بڑی عمر کا آدمی ہو تو اس کے لیے بیوی کے ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ ③ غیر فطری طریقے سے مباشرت بھی حرام ہے۔

٣٩٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية إتيان الحائض، ح: ١٣٥ من حديث يحيى القطان به، وذكر كلامًا، ورواه ابن ماجه، ح: ٦٣٩ * حكيم الأثرم حسن الحديث، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ٢٢٣٠، والحاكم: ١/٨ وغيرهما.

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي النُّجُومِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۲-علم نجوم کا بیان

٣٩٠٥- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ عُبَيْدِالله بنِ الأَخْنَسِ، عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الله، عن يُوسُفَ بنِ مَاهَكَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ».

۳۹۰۵-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نجوم کا کوئی علم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا' چنانچہ جو اس میں اپنا حصہ بڑھانا چاہتا ہے بڑھا لے۔''

فائدہ: علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے سے غیب کی خبریں اور اوقات کے سعد' نحس یا امور کے مفید یا غیر مفید وغیرہ ہونے کی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ ان کے مؤثر ہونے کا اعتقاد بھی رکھتے تھے۔ حالانکہ نہ ان سے مستقبل کے حالات معلوم ہو سکتے تھے اور نہ وہ مؤثر ہی ہوتے تھے۔ اس لیے شریعت نے اس کہانت سے لوگوں کو روکا اور اس پر سخت وعید بیان فرمائی۔ تاہم اگر ستاروں کے ذریعے سے اوقات معلوم کیے جائیں یا راستے اور سمتیں متعین کی جائیں تو یہ بالاتفاق جائز ہے۔ حدیث کے آخری جملے میں تہدید اور انذار (ڈرانے) کا معنی ہے۔

٣٩٠٦- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عنْ مَالِكٍ، عنْ صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن عُبَيْدِالله بنِ عَبْدِ الله، عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ الله ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قالَ رَبُّكُمْ؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قالَ: «قالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي

۳۹۰۶-حضرت زید بن خالد جہنی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھائی جب کہ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بندوں میں سے کچھ مجھ پر ایمان لائے ہیں اور

٣٩٠٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب تعلم النجوم، ح: ٣٧٢٦ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤١٤.

٣٩٠٦- تخريج: أخرجه البخاري، الأذان، باب: يستقبل الإمام الناس إذا سلم، ح: ٨٤٦ عن القعنبي، ومسلم، الإيمان، باب بيان كفر من قال: مطرنا بالنوء، ح: ٧١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ١٩٢.

وَكافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ».

کچھ کافر ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے یہ کہا کہ ہمیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ملی ہے' تو وہ مجھ پر ایمان لائے اور ستارے کے کافر ہوئے ہیں۔ اور جنھوں نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے سے بارش ملی ہے' تو وہ مجھ سے کافر ہوئے اور ستارے پر ایمان لائے۔"

فوائد و مسائل: ① ستاروں وغیرہ کو زمین یا مخلوق میں بذاتہ مؤثر سمجھنا شرک ہے۔ ② ہر قسم کے واقعات و حوادث صرف اور صرف اللہ عزوجل کی مشیت و ارادہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ③ داعیٔ حق' مرشد اور استاذ کو چاہیے کہ عوام کو واقعات عالم میں تدبر کا درس دیا کرے اور اس سے توحید کا اثبات کرے اور شرک وطواغیت کی تردید کیا کرے۔

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِي الخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ** (التحفة ٢٣)

باب: ٢٣- رمل یعنی لکیریں کھینچ کر کوئی نتیجہ نکالنا اور پرندوں کو اڑا کر فال لینا

٣٩٠٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَنا حَيَّانُ، قالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ: حَيَّانُ بنُ الْعَلَاءِ قالَ: حَدَّثَنا قَطَنُ ابنُ قَبِيصَةَ عن أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ» الطَّرْقُ الزَّجْرُ وَالْعِيافَةُ الْخَطُّ.

٣٩٠٧- جناب قطن بن قبیصہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: "عِيَافه' طِيرهُ اور طَرق جادو اور کہانت میں سے ہیں۔" طَرق سے مراد پرندے اڑانا اور عِيافه سے مراد لکیریں کھینچنا ہے۔

فائدہ: [طِيَرَهْ] کے معنی ہیں کہ پرندوں کی آوازوں یا کسی بھی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کو دیکھ کر فال یا بدفالی لینا۔ اور ظاہر ہے کہ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

٣٩٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ قالَ: قالَ مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: قالَ عَوْفٌ: الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ والطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الأَرْضِ.

٣٩٠٨- عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) کہتے ہیں کہ "عیافہ" سے مراد پرندے اڑانا اور "طرق" سے مراد زمین پر لکیریں کھینچنا ہے۔

٣٩٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٧ عن يحيى القطان، والنسائي في الكبرى، ح: ١١١٠٨، من حديث عوف الأعرابي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٢٦ * حيان وثقه ابن حبان وحده.

٣٩٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح].

توضیح: دور جاہلیت میں ایسے ہوتا تھا کہ آدمی گھر سے نکلتا تو کسی پرندے کو اپنی دائیں جانب اڑتا دیکھتا تو اسے اپنے لیے سعد (باعث برکت) سمجھتا اور اگر وہ بائیں جانب جا رہا ہوتا تو اسے نحس (بے برکت) سمجھتا۔ اس مقصد کے لیے وہ لوگ کبھی پرندے کو از خود بھی اڑاتے تھے۔ کسی بھی صاحب ایمان کے لیے یہ عمل ناجائز ہے۔

٣٩٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْحَجَّاجِ الصَّوَافِ: حدَّثني يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ عن هِلَالِ بنِ أبي مَيْمُونَةَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ؟ قالَ: «كانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ».

٣٩٠٩- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں کچھ لوگ ہیں جو لکیریں کھینچتے ہیں (ان سے کچھ نتائج نکالتے ہیں) تو آپ نے فرمایا: ”(اللہ کے) انبیاء میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ چنانچہ جس کی لکیریں اس کے موافق ہوں وہ درست ہے۔“

توضیح: لکیروں کا علم ابتدا میں ایک نبی کے پاس تھا، مگر بعد میں یہ جاری نہیں رہ سکا۔ تو اب کوئی کیونکر دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ بالکل وہی ہے جو اس نبی کے پاس تھا، بلکہ اس کے وہم اور مشتبہ ہونے کا یقین ہے۔ اس لیے اس سے بچنا واجب ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الطِّيَرَةِ (التحفة ٢٤)

باب: ٢٤- بدشگونی کا بیان

٣٩١٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبَرَنَا سُفْيَانُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عِيسَى بن عَاصِمٍ، عن زِرِّ بنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ» ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا، وَلٰكِنَّ الله يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ.

٣٩١٠- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونی شرک ہے۔ بدشگونی شرک ہے۔“ تین بار فرمایا۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے، مگر اللہ عزوجل اسے توکل کی برکت سے زائل کر دیتا ہے۔

٣٩٠٩- تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلوة ... الخ، ح:٥٣٧ من حديث الحجاج الصواف به، وتقدم، ح:٩٣٠.

٣٩١٠- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في الطيرة، ح:١٦١٤، وابن ماجه، ح:٣٥٣٨ من حديث سفيان به، وتابعه شعبة عند الطيالسي، ح:٣٥٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٢٧، والحاكم:١/١٨.

فائدہ: ذہن میں بے ساختہ اگر کسی بدشگونی کا کوئی وہم آئے تو یہ معاف ہے۔ چاہیے کہ بندہ اس کے خلاف کرتے ہوئے اللہ عزوجل پر توکل کرے۔

٣٩١١- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ». فقالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الإبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ يُجْرِبُهَا. قَالَ: «فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟» قالَ مَعْمَرٌ: قالَ الزُّهْرِيُّ: فَحَدَّثَني رَجُلٌ عنْ أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ». قالَ: فَرَاجَعَهُ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثْتَنَا أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلا هامَةَ؟» قالَ: لَمْ أُحَدِّثْكُمُوهُ. قالَ الزُّهْرِيُّ: قالَ أَبو سَلَمَةَ: قَدْ حَدَّثَ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ.

٣٩١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مرض متعدی نہیں‘ نہ بدشگونی ہے‘ نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے نہ مردے کی کھوپڑی میں سے کوئی الو وغیرہ نکلتا ہے۔“ ایک بدوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان اونٹوں کے متعلق کیا کہیں گے جو ریگستان میں ہرنیوں کے مانند ہوتے ہیں‘ مگر ان میں کوئی خارش زدہ اونٹ آملتا ہے تو سب کو خارش والا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بھلا پہلے کو کس نے بیماری لگائی تھی؟“ معمر نے کہا کہ زہری نے ایک آدمی کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”کسی بیمار کو صحت مند کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔“ تو اس آدمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے ہمیں یہ حدیث بیان نہیں کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی‘ نہ کوئی صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ کسی مردے کی کھوپڑی سے الو نکلتا ہے۔“ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے تمہیں ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ زہری نے کہا کہ ابوسلمہ نے کہا: حدیث تو انہوں نے بیان کی تھی اور میں نے نہیں سنا کہ حضرت ابوہریرہ کو اس حدیث کے سوا کبھی کوئی حدیث بھولی ہو۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اعرابی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سمجھایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی

٣٩١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: لا هامة، ح: ٥٧٧٠ من حديث معمر، ومسلم، السلام، باب لا عدوٰى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر... الخ، ح: ٢٢٢٠ من حديث الزهري به.

مشیت سے ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ایک خارش زدہ اونٹ نے باقی اونٹ بھی خارش زدہ کر دیے ہیں' بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ ایک گلے میں کتنے ہی اونٹ ہوتے ہیں جو اس مرض سے محفوظ بھی رہتے ہیں۔ ③ بیمار اونٹ کو صحت مند کے ساتھ ملانے کی ممانعت' اس غرض سے ہے کہ کم علم لوگ لا یعنی اوہام میں مبتلا نہ ہوں۔ ④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا پہلے حدیث بیان کر کے اس کا انکار کرنا' کوئی تعجب کی بات نہیں' کیونکہ بھول جانا بشری تقاضا ہے۔

٣٩١٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ».

۳۹۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی' نہ کسی مردے سے کوئی الو نکلتا ہے' نہ کسی ستارے کی کوئی تاثیر ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔''

توضیح: ① اہل عرب کے توہمات میں یہ بات بھی تھی کہ اگر کوئی قتل ہو جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس مردے کی کھوپڑی سے ایک پرندہ (الو) نکلتا ہے جو اس کے اوپر منڈلاتا رہتا ہے اور آواز لگاتا ہے: پیاس' پیاس۔ اگر بدلہ لے لیا جائے تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے' ورنہ نہیں۔ اس وہم کی بنا پر وہ لوگ جیسے بھی بن پڑتا بدلہ لینے پر اصرار کرتے تھے۔ ② کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس جانتے تھے اور اس میں اہم کام سرانجام نہیں دیتے تھے۔ اس کا ایک دوسرا مفہوم اگلی روایت: ۳۹۱۴ میں آ رہا ہے۔

٣٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ ابنِ الْبَرْقِيِّ: أَنَّ سَعِيدَ بنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: أخبرنا يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَني ابنُ عَجْلَانَ قَالَ: حَدَّثَني الْقَعْقَاعُ بنُ حَكِيمٍ وَعُبَيْدُاللهِ بنُ مِقْسَمٍ وَزَيْدُ بنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا غُولَ».

۳۹۱۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جن بھوت نہیں (کہ جنگلوں میں مختلف شکلوں سے لوگوں کو راہ سے بھٹکائے۔'')

٣٩١٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِىءَ عَلَى .

۳۹۱۴- امام ابوداود کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں

٣٩١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب لا عدوٰى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر . . . الخ، ح: ١٠٦/٢٢٢٠ بعد، ح: ٢٢٢١ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن بن يعقوب به.

٣٩١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] انفرد به أبوداود.

٣٩١٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عن قَوْلِهِ: «لَا صَفَرَ»؟ قال: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُحِلُّونَ صَفرَ، يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَفَرَ».

حارث بن مسکین کے سامنے حدیث پڑھی گئی' اشہب نے تمہیں بتلایا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے [لَاصَفَرَ] کا مفہوم پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: دور جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو ایک سال حلال قرار دے لیتے تھے اور ایک سال حرام' تو نبی ﷺ نے فرمایا: "صفر میں تبدیلی صحیح نہیں۔"

٣٩١٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنْ قَتَادَةَ، عن أنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الفَأْلُ الصَّالِحُ، وَالْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ».

٣٩١٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا اور نہ کوئی بدفالی ہے' البتہ نیک شگونی مجھے بھلی لگتی ہے۔ نیک شگونی (کی ایک صورت یہ ہے کہ) آدمی کوئی اچھا کلمہ سن لے۔"

توضیح: "نیک فال" جیسے کہ نبی ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اہل مکہ کے نمائندے "سہیل بن عمرو" کی آمد پر فرمایا تھا: "اب تمہارا معاملہ "سہل" (آسان) ہو گیا ہے۔" (صحیح البخاری' الشروط' حدیث:٢٧٣١ - ٢٧٣٢)

٣٩١٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ قالَ: قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بنِ رَاشِدٍ: قَوْلُهُ «هَامَ؟» قالَ: كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ لَيْسَ أَحَدٌ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ إِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ. قُلْتُ: فَقَوْلُهُ «صَفَرَ؟» قالَ: سَمِعْنَا أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ. يَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرَ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَفَرَ». قالَ مُحمَّدٌ: وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُولُ: هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ، فَكَانُوا يَقُولُونَ هُوَ يُعْدِي، فقَالَ: «لَا صَفَرَ».

٣٩١٦- محمد بن راشد نے [هَامَ] کی وضاحت میں کہا: اہل جاہلیت سمجھتے تھے کہ مردہ جب دفن کیا جاتا ہے تو اس کی قبر سے ایک الو نکلتا ہے۔ [صَفَرَ] کے متعلق پوچھا تو کہا: اہل جاہلیت (اس مہینہ) صفر کو منحوس سمجھتے تھے' تو نبی ﷺ نے اس کی نفی فرمادی۔ محمد بن راشد نے کہا: ہم نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ اس سے مراد "پیٹ کا درد" ہے اور وہ اسے متعدی سمجھتے تھے تو فرمایا گیا کہ "کوئی صفر نہیں۔"

٣٩١٥_ تخريج: [إسناده حسن]

٣٩١٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الفأل، ح:٥٧٥٦ عن مسلم بن إبراهيم، ومسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم، ح:٢٢٢٤ من حديث قتادة به.

٣٩١٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن سُهَيْلٍ، عنْ رَجُلٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ؛ فقَالَ: «أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيكَ».

۳۹۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی کلمہ سنا جو آپ کو پسند آیا تو آپ نے فرمایا: ”ہم نے تمہاری فال تمہارے منہ (کے الفاظ) سے لی ہے۔“

٣٩١٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابنُ جُرَيْجٍ عنْ عَطَاءٍ قالَ: يَقُولُ نَاسٌ: الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ. قُلْتُ: فمَا الْهَامَةُ؟ قالَ: يَقُولُ نَاسٌ الْهَامَةُ الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْإِنْسَانِ إِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ.

۳۹۱۸- جناب عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں: ”صفر سے مراد پیٹ کا درد ہے۔“ جریج نے پوچھا کہ ”ہامہ“ کیا ہے؟ تو کہا کہ لوگ سمجھتے ہیں یہ پرندہ انسانی روح ہوتا ہے جو چیختا چلاتا رہتا ہے۔ حالانکہ یہ انسانی روح نہیں ہوتا بلکہ کوئی زمینی جانور ہے۔

٣٩١٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عنْ حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن عُرْوَةَ بنِ عَامِرٍ، قال أَحْمَدُ الْقُرَشِيُّ قالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا، فَإذا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ».

۳۹۱۹- جناب عروہ بن عامر' احمد قرشی سے روایت کرتے کہ نبی ﷺ کی مجلس میں [طِيَرَه] ”بدفالی“ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا: ”ان میں بہتر نیک شگونی ہے۔ اور یہ (بدفالی کے اوہام) کسی مسلمان کو (اپنے کام سے مت روکیں' اگر کوئی شخص کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ! لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ' وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ] ”اے اللہ! تیرے سوا کوئی کسی طرح کی کوئی بھلائی نہیں لا سکتا اور تیرے سوا کوئی کسی برائی کو روک نہیں سکتا' برائی کا دور ہونا اور بھلائی کا حاصل ہونا تیری مدد ہی سے ممکن ہے۔“

٣٩١٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٨، وابن السني في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٩١ من حديث وهيب به * رجل مجهول، وله شاهد حسن عند أبي الشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٢٥١.

٣٩١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انفرد به أبوداود.

٣٩١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٣٩ من حديث سفيان الثوري به * سفيان وحبيب بن أبي ثابت عنعنا.

۳۹۲۰- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ إذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عن اسْمِهِ، فَإذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عن اسْمِهَا فَإذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ.

۳۹۲۰- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کبھی کسی شے سے بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ آپ جب کسی شخص کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام دریافت فرماتے۔ سو اگر اس کا نام پسند آ جاتا تو خوش ہوتے اور خوشی کا اثر چہرے پر ظاہر ہوتا اور اگر نام پسند نہ آتا تو اس کا اثر بھی آپ کے چہرے پر ظاہر ہوتا۔ اور آپ جب کسی (نئی) بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے' اگر اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور خوشی کا اثر چہرے پر دکھائی دیتا اور نام پسند نہ آتا تو اس کی کراہت کا اثر (بھی) آپ کے چہرے پر ظاہر ہوتا۔

فائدہ: ''نام'' بچوں کے ہوں یا شہروں کے' ہمیشہ عمدہ الفاظ و معانی کے حامل ہونے چاہییں۔ نیز اپنی خدمت اور کام وغیرہ کے لیے اچھے نام والے افراد کا اہتمام کرنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۹۲۱- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قالَ: حدَّثني يَحْيَى أَنَّ الْحَضْرَمِيَّ بنَ لَاحِقٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ، وَإنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالمَرْأَةِ وَالدَّارِ».

۳۹۲۱- حضرت سعد بن مالک ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''کسی مردے سے کوئی الّو نہیں نکلتا' نہ کوئی مرض متعدی ہوتا ہے اور نہ بدشگونی ہے' اگر ہو بھی تو گھوڑے' عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔''

توضیح: بدشگونی اور بدفالی اگر ہو تو بھی' تو ان مذکورہ تین اشیاء میں ممکن ہے' لیکن یہ کوئی یقینی نہیں۔ بخلاف اس

۳۹۲۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٨٢٢ من حديث هشام بن أبي عبدالله الدستوائي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٣٠، وله شواهد ضعيفة، وحديث ابن ماجه، ح: ٣٥٣٦ يغني عنه * قتادة عنعن.

۳۹۲۱ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٧٤ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٠٩٤، وأورده الضياء في المختارة: ٣/ ١٦٢ـ١٦٤ * يحيى هو ابن أبي كثير.

عقیدے کے جواہل جاہلیت میں معروف تھا۔ سواری' بیوی اور گھر اگر دین و دنیا میں مفید مطلب نہ ہوں تو ان کے بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ناموافق اور خراب سواری کو اپنے لیے دردسر بنائے رکھنا یا بیوی جھگڑالو ہو' خدمت گار نہ ہو اور نہ دینی امور میں معاون ہی ہو تو ہر وقت کے حزن وملال کو پالتے رہنا اور اسی طرح گھر جو تنگ ہو' ماحول خراب ہو' ہمسائے اچھے نہ ہوں تو اس میں اٹکے رہنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں۔

٣٩٢٢- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عن ابنِ شِهَابٍ، عنْ حَمْزَةَ وَسالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ».

٣٩٢٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی گھر' بیوی اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بنِ مِسْكِينٍ وَأَنا شاهِدٌ. قِيلَ لَهُ: أَخْبَرَكَ ابنُ القَاسِمِ قالَ: سُئِلَ مَالِكٌ عن الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ وَالدَّارِ؟ قالَ: كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا قَوْمٌ فَهَلَكُوا ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا فَهٰذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نُرَى وَالله أَعْلَمُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب حارث بن مسکین کے سامنے حدیث پڑھی گئی جبکہ میں حاضر تھا' انہیں کہا گیا کہ آپ کو ابن قاسم نے خبر دی' جبکہ امام مالک رحمہ اللہ سے گھوڑے اور گھر کی بدشگونی کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: کتنے ہی گھروں میں لوگوں نے رہائش اختیار کی تو وہ ہلاک ہو گئے' پھر دوسرے قیام پذیر ہوئے تو وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ یہی اس کی توضیح ہے جیسے کہ ہم سمجھتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: حَصِيرٌ في الْبَيْتِ خَيْرٌ مِنِ امْرَأَةٍ لَا تَلِدُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گھر کی چٹائی اس عورت سے کہیں بہتر ہے جو بانجھ ہو۔

ملحوظہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث: [اَلشُّؤْمُ فِی الدَّارِ......] دو طرح سے مروی ہے۔ ایک میں حتمی

٣٩٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، السلام، باب الطيرة والفأل وما يكون فيه من الشؤم، ح:٢٢٢٥ عن القعنبي، والبخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة، ح:٥٠٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٧٣، وقول مالك أخرجه البيهقي: ٨/ ١٤٠ عن أبي داود به، ولفظه عند البخاري وغيره: إن كان الشؤم في شيء . . . الخ واللفظان صحيحان.

طور پر نحوست کا ذکر ہے۔ دوسری میں: [إن كَانَ الشُّؤْمُ......] کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست ہو سکتی ہے تو ان تین چیزوں میں ہو سکتی ہے' یعنی ان کا باعثِ نحس ہونا یقینی نہیں ہے' تاہم امکان ضرور ہے۔ اور وہ نحوست یہی ہے کہ عورت بدزبان ہو' گھوڑا سرکش وغیرہ ہو' اسی طرح گھر کی نحوست یہ ہے کہ پڑوسی اچھے نہ ہوں' وغیرہ۔

٣٩٢٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عنْ يَحْيَى بنِ عَبْدِ الله بنِ بَحِيرٍ قالَ: أخبرني مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بنَ مُسَيْكٍ قالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيفِنَا وَمِيرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ: وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ؟، فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقَرَفِ التَّلَفَ».

٣٩٢٣- جناب فروہ بن مُسَیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں ایک زمین ہے جسے [أَبْیَن] کہا جاتا ہے۔ اس میں ہمارے کھیت ہیں اور یہ ہمارے غلہ اگانے کی جگہ ہے' مگر وبا والی ہے' یا کہا کہ بڑی سخت وبا والی جگہ ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ وبا والی جگہ میں رہنے سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔''

٣٩٢٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عُمَرَ عنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي طَلْحَةَ، عنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ قالَ: قالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله ﷺ! إنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ذَرُوهَا ذَمِيمَةً».

٣٩٢٤- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایک گھر میں تھے' اس میں ہم بہت سے افراد تھے اور وہاں ہمارے اموال بھی بہت تھے۔ پھر ہم ایک دوسرے گھر میں منتقل ہوئے تو ہمارے افراد کم ہو گئے اور اموال میں بھی قلت ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو' یہ برا گھر ہے۔''

٣٩٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف، (جامع معمر)، ح: ٢٠١٦٢ * يحيى بن عبدالله بن بحير مستور(تقريب)، وشيخه لم يسم.

٣٩٢٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩١٨ من حديث بشر بن عمر الزاهراني به، وأورده الضياء في المختارة: ٤/ ٣٦٤، ح: ١٥٢٩ * عكرمة بن عمار مدلس وعنعن، وقال البخاري: في إسناده نظر.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا کہ تجربے سے اس گھر کا بے برکت ہونا ثابت ہوگیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی اس قسم کی صورت سامنے آئے' تو وہاں اس حکم نبوی کے مطابق عمل کر لینا بہتر ہے۔ اور بعض شارحین نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں گھر بدلنے کا حکم اس لیے دیا تا کہ وہ اس وہم کا شکار نہ ہوں کہ انہیں یہ نقصان اس گھر کی وجہ سے پہنچا ہے۔

٣٩٢٥- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا مُفَضَّلُ بنُ فَضَالَةَ عنْ حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عنْ مُحمَّدِ ابنِ الْمُنْكَدِرِ، عنْ جَابِرٍ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَها مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ وَقالَ: «كُلْ ثِقَةً بالله وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ».

٣٩٢٥-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانے کے پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا: ''اللہ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے کھاؤ۔'' (ہم بھی تمہارے ساتھ کھاتے ہیں۔)

ملحوظہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم صاحب ایمان ویقین کے لیے مباح ہے کہ بیمار آدمی کے ساتھ مل کر کھائے اور ایک مسلمان گھرانے اور معاشرے میں کسی مریض کو غیر مسلموں' خصوصاً ہندوؤں کی طرح' بالکل اچھوت بنا چھوڑنا حرام ہے۔

٣٩٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في الأكل مع المجذوم، ح: ١٨١٧، وابن ماجه: ٣٥٤٢ من حديث يونس بن محمد به، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٣٦، ١٣٧، ووافقه الذهبي * مفضل بن فضالة ضعيف.

غلام آزاد کرنے کی اہمیت وفضیلت

انسانی تاریخ میں غلام بنانے اور رکھنے کا تصور بہت قدیم ہے۔ یہ وہ معاشرتی رواج ہے جو جاہلیت پر مبنی ہے جس کے باعث ایک آزاد فرد دوسرے شخص کی غلامانہ ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایرانی' رومی' بابلی اور یونانی تہذیبیں انسانی تاریخ کی قدیم ترین تہذیبیں ہیں۔ یہ لوگ غلام رکھنے اور غلام بنانے کے قائل و فاعل رہے ہیں حتی کہ بعض مذاہب میں بھی اس قبیح رسم پر عمل درآمد ہوتا رہا ہے۔ اس دور میں کئی طریقوں سے آزاد انسانوں کو غلام بنالیا جاتا تھا' مثلاً منڈیوں میں خرید و فروخت کے ذریعے سے' والدین کا خود بچوں کو فروخت کر دینا' ظالمانہ طریق پران کا اغوا' مقروض کو غلام بنانے کی رسم' معاشی اغراض کے لیے بلا معاوضہ مزدوروں کا حصول' ہوس پرستی اور عیش پسندی کے لیے آزاد عورتوں کو باندیاں بنانا' نیز جنگ کی صورت میں مغلوب اور مفتوح فوج اور قوم کے افراد کو قبضے میں لے کر غلام بنانا یا پھر محض لوٹ مار کے ذریعے سے دوسری اقوام اور قبائل کے لوگوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لینا...... یہ سب ظالمانہ اقدامات غلام سازی کے لیے مدتوں استعمال ہوتے رہے۔ اور پھر ان غلاموں کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک

روا رکھا جاتا تھا وہ ننگ انسانیت رہا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف تہذیبوں اور سلطنتوں میں ان غلاموں سے جو سلوک روا رکھا جاتا رہا ہے' اس کا بیان اور مطالعہ بہت روح فرسا ہے۔ کم اور مضر صحت غذا کھلانا' پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا' جسم کو آگ سے داغنا' غیر مناسب محنت و مشقت روا رکھنا' الٹا لٹکا دینا' سخت مار پیٹ کرنا' کمر پر بھاری پتھر رکھ کر مشقت لینا' اپنی باندیوں سے پیشہ کرانا' غلاموں کے پیٹ چاک کر کے ان کے اندر پاؤں رکھ کر حرارت حاصل کرنا' بھوکے درندوں کے سامنے پھینک کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنا' اپنی افواج میں خطرے والے معاملات میں شرکت کرنے کے لیے ان کو استعمال کرنا جیسے غیر انسانی اور غیر اخلاقی اقدام شامل ہیں۔

بالآخر اسلام آیا اور اس نے بڑی حکمت کے ساتھ اس رواج کے خاتمے کے لیے تدریجی اقدامات اختیار کیے' چنانچہ اب دنیا سے قدیم غلامی کے اثرات تقریباً ناپید ہیں۔ مگر ذہنی' فکری اور اقتصادی غلامی کے جال پھیلانے کا مذموم رویہ بڑی استعماری قوتوں کے ہاں جاری ہے' جو محض اپنی عسکری اور ٹیکنالوجیکل قوت کے باعث کمزور قوموں کے ساتھ درندگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اسلام نے انسانی شرف کی توہین کے منابع و مصادر کو ختم کیا۔ غلام بنانے کی صرف ایک صورت کو ناگزیر تاریخی مجبوری کی حالت میں باقی رکھا ہے' یعنی کفار کے ساتھ اعلانیہ جنگ اور اس کی اصل وجہ ''ادلے کا بدلہ'' ہے۔ جسے قرآن کریم کی اصطلاح میں: ﴿وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشورٰی:۴۰) ''برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔'' کہتے ہیں: اس اعلانیہ جنگ میں ہاتھ آنے والے کفار کے متعلق بھی اسلامی شریعت میں چار پانچ طرح کے معاملات ہو سکتے ہیں۔ ① احسان کرتے ہوئے بلا عوض چھوڑ دینا۔ ② عوض اور بدل لے کر چھوڑ دینا۔ ③ جنگی قیدیوں کے ساتھ تبادلہ کر لینا۔ ④ غلام بنا لینا۔ ⑤ یا مصلحت ہو تو قتل کر دینا۔ صرف اس ایک صورت کے سوا غلام لونڈی بنانا قطعاً حرام ہے...... اور پھر ان غلاموں کو جو حقوق اسلام نے دیے ہیں کسی مذہب و ملت میں ان کا کوئی تصور نہیں۔ حتی کہ خطاب و تکلم میں انھیں عَبْدِي اور اَمَتي (میرا بندہ' میری باندی) کہنا بھی ناجائز ہے' بلکہ فَتَايَ اور فَتَاتِي'' کے الفاظ استعمال کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بالخصوص مسلمان غلاموں کو ''بھائی اور خادم'' قرار دیا گیا اور کوئی ایسی مشقت لینے سے روک دیا گیا ہے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ کھانے' پینے اور لباس میں ان سے برابری کا معاملہ کرنے کی تلقین

کی گئی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

[إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ] (صحيح البخاري، الإيمان، حديث:۳۰ وصحيح مسلم، الإيمان، حديث:۱۶۶۱) ''وہ تمہارے بھائی اور خادم ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارا ماتحت بنادیا ہے۔تو جس کسی کا بھائی کسی کے ماتحت ہوتو چاہیے اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ کسی کام کی تکلیف مت دو اور اگر مکلف کرو تو پھر ان کی مدد بھی کرو۔''

اسلام کے علاوہ دوسری تہذیبوں اور مذاہب میں غلامی کے اثرات کا مطالعہ کریں، تو ایک حیرت انگیز نتیجہ سامنے آتا ہے۔قرآن مجید کی کسی ایک آیت میں بھی غلاموں کی خرید وفروخت کا کوئی تصور موجود نہیں۔البتہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی طرف توجہ ضرور دلائی گئی ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف عہد نبوی کے ۸۲ غزوات وسرایا میں ۶۵۶۴ مخالفین قیدی یا غلام بنائے گئے ان میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو نبی ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے اخلاقی پہلو کے باعث صحابہ کی مشاورت سے بغیر کسی معاوضے یا شرط کے آزادی کا پروانہ عطا فرمایا۔ان تمام قیدیوں میں سے صرف دو قیدی ایسے تھے، جنہیں ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا گیا۔۲۱۵ قیدیوں کے بارے میں تاریخ کے اوراق خاموش ہیں۔مگر اسلام کی عفو عام کی تعلیم کے باعث یقین ہے کہ ان سے بھی حسن سلوک کا معاملہ کیا گیا ہوگا۔استشراق نے استرقاق (غلام بنالینے) کے حوالے سے مسلمانوں کے بارے میں جو الزام تراشی کی ہے، اس کی حقیقت مذکورہ اعداد وشمار سے بخوبی سمجھی جاسکتی ہے۔اسی طرح باندیوں یا مِلْكِ يَمِينْ کے بارے میں شریعت کے قواعد اس درجہ حکیمانہ ہیں کہ کوئی احمق ہی ان پر انگشت نمائی کرسکتا ہے۔عالمی تہذیبوں اور مذاہب کی تاریخ میں یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے غلامی کی مروجہ رسم کو اس درجہ درست کیا کہ جس پر عمل درآمد نے وہ صحت مند روایت قائم کی کہ دوسری تہذیبوں اور مذاہب سے بھی اس کے اثرات کے خاتمے کا اظہار ملتا ہے۔مسلمانوں میں یہ غلام اس درجہ تمدنی ترقی کر گئے اور انہوں نے علمی سطح پر وہ کمال

حاصل کرلیا کہ اسلامی ریاستوں کے بڑے بڑے مناصب ان کی تحویل میں آ گئے۔ عہد صحابہ اور اموی اور عباسی عہد میں اس کی تفصیلی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اس مظلوم طبقہ کے حقوق کی نگہداشت کی تعلیم دی ہے۔ اس ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی رسم غلامی پر کس قدر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہے:
[مَتَى اسْتَعْبَدْتُّمُ النَّاسَ وَ قَدْ وَلَدَتْهُمْ اُمَّهَاتُهُمْ اَحْرَاراً] ''تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے' حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔''

اسلامی معاشرے میں غلاموں کو یہ شرف واحترام کس بنا پر حاصل ہوا؟ یہ اسلامی تعلیمات وہدایات ہی کا نتیجہ تھا اور یہ ہدایات ایسی ابدی ہیں کہ اگر کسی دور میں پھر کسی وجہ سے غلامی کی کوئی صورت پیدا ہوئی' تو اسلام کی تعلیمات اس وقت بھی ان کی چارہ جوئی کے لیے موجود ہوں گی۔ مثلاً غلاموں کو آزاد کرنا اسلام میں بہت بڑی فضیلت اور اجر وثواب کا کام ہے۔ مختلف تقصیرات کی تلافی اور کفارات میں غلاموں کو آزاد کرنا دین کا حصہ بنا دیا گیا ہے تاکہ یہ انسانی طبقہ بھی سربلند ہو جائے۔ مثلاً قسم توڑ دینا' بیوی سے ظِہَار کر لینا' رمضان کے دن میں مباشرت کرنا یا کفارۂ قتل وغیرہ میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے' بلکہ بعض اوقات تو حاکم کو بھی حق حاصل ہوتا ہے کہ کسی کے غلام کو جبرًا آزاد کر دے۔ یعنی جب مالک اس پر ناروا ظلم کرتا ہو۔ ایسے ہی کوئی مَحرَم رشتے دار کسی کا غلام بن جائے تو از خود آزاد ہو جائے گا۔ بہر حال اسلامی تاریخ کا یہ زریں کارنامہ ہے کہ انسانی تاریخ میں موجود صدیوں کی اس قبیح رسم کو غیر محسوس انداز میں اس طرح ختم کیا کہ اب تقریباً بالکل ناپید ہے۔ مزید برآں یہ کہ جو غلام اس وقت تھے ان کو مسلمانوں نے وہ عزت دی جو شاید ہی کہیں دی گئی ہو۔ انہیں آزاد مسلمانوں کے امام' مفتی' قاضی' امیر لشکر اور حاکم تک بنایا گیا اور انہیں کلیدی مناصب تفویض کیے گئے۔ برصغیر کی اسلامی تاریخ میں خاندان غلاماں کے نام سے جو عہد حکومت ملتا ہے وہ اسلامی ریاست ومعاشرت میں غلاموں کی صورت حال کی ایک روشن مثال ہے۔ اب غیر مسلموں کا یہ شور وغوغا کرنا کہ اسلام غلام بنانے کا حامی یا داعی ہے جہالت اور تعصب کے سوا کچھ نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٨) -كِتَابُ الْعِتْقِ (التحفة ٢٣)

غلاموں کی آزادی سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي الْمُكَاتَبِ يُؤَدِّي بَعْضَ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ (التحفة ١)

باب:۱-ایسا مکاتب جو اپنی کتابت کا کچھ حصہ ادا کر چکا ہو اور باقی سے عاجز آجائے یا وفات پا جائے

فائدہ: مالک اور غلام کا آپس میں یہ معاہدہ کہ غلام اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا۔"مُکَاتَبَتْ" کہلاتا ہے اور ایسے غلام کو اس معاہدے کے دوران"مکاتب"(تا پر زبر کے ساتھ) کہتے ہیں۔

٣٩٢٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قال: حَدَّثَنا أبو بَدْرٍ قال: حدَّثني أبو عُتْبَةَ إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ قال: حدَّثني سُلَيْمانُ ابنُ سُلَيْمٍ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ دِرْهَمٌ».

۳۹۲۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مکاتب پر جب تک اس کی کتابت (طے شدہ رقم) کا ایک درہم بھی باقی ہو وہ غلام ہے۔"

٣٩٢٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حدَّثني عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن

۳۹۲۷- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس غلام نے سو اوقیہ پر کتابت کا عہد کیا ہو اور سب ادا

٣٩٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٢٤ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٤ عن عبدالصمد به، ورواه الترمذي، ح: ١٢٦٠، وابن ماجه، ح: ٢٥١٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٥٠٢٦، والحديث السابق شاهد له.

أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ، أَدَّاهَا إِلَّا عَشَرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ، وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشَرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ».

کر دیا ہو صرف دس اوقیے باقی رہ گئے ہوں تو وہ غلام ہے' اور جس غلام نے سو دینار پر کتابت کی ہو اور سب ادا کر چکا ہو صرف دس دینار باقی ہوں تو وہ غلام ہے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هُوَ عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ، قالُوا: هُوَ وَهْمٌ، وَلَكِنَّهُ هُوَ شَيْخٌ آخَرُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (عمرو بن شعیب کا شاگرد) عباس الجریری' یہ وہم ہے بلکہ یہ کوئی اور شیخ ہے۔

۳۹۲۸- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن نَبْهَانَ مُكَاتَبٍ لِأُمِّ سَلَمَةَ قال: سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ: قالَ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَه مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ».

۳۹۲۸- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "تم میں جب کسی کا غلام مکاتب ہو جائے اور اس کے پاس اس قدر مال ہو جو وہ ادا کر سکتا ہو تو تمہیں چاہیے کہ اس سے پردہ کرو۔"

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتِ الْمُكَاتَبَةُ (التحفة ٢)

باب:۲- مکاتب کی فروخت کا مسئلہ جب کہ معاہدۂ کتابت فسخ کر دیا گیا ہو

۳۹۲۹- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ قَالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا، فقالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ، فَإِنْ

۳۹۲۹- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئی' وہ ان سے اپنے معاہدۂ کتابت کے سلسلے میں مدد چاہتی تھی اور اپنی کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہیں کر پائی تھی' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ' اگر وہ پسند کریں کہ تیری کتابت میں ادا کر دوں اور تیرا ولاء مجھے

۳۹۲۸ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في المكاتب إذا كان عنده ما يؤدي، ح: ١٢٦١، وابن ماجه، ح: ٢٥٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٢١٤، والحاكم: ٢/ ٢١٩، ووافقه الذهبي * نبهان حسن الحديث على الراجح، انظر، ح: ٤١١٢.

۳۹۲۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب ... الخ، ح: ٢٥٦١ وح: ٢٧١٧، ومسلم، العتق، باب بيان أن الولاء لمن أعتق، ح: ١٥٠٤/ ٦ عن قتيبة به.

أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا، فَأَبَوْا وَقالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ، فقالَ لَها رَسُولُ الله ﷺ: «ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ». ثُمَّ قَامَ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ الله، مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ الله فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، شَرْطُ الله أَحَقُّ وَأَوْثَقُ».

حاصل ہو تو میں یہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس نے جا کر اپنے گھر والوں (مالکوں) سے بات کی تو انھوں نے انکار کر دیا اور کہا: اگر وہ (عائشہ) تجھ پر خرچ کر کے ثواب لینا چاہیں تو لے لیں، مگر وَلاء ہمارے ہی لیے رہے گا۔ سیدہ عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اسے خرید لو اور پھر آزاد کر دو۔ وَلاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسی ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو کوئی ایسی شرط کرے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، اگر چہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ کی شرط برحق اور مضبوط ہے۔'' (یعنی اس کے ماسوا باطل ہیں۔)

٣٩٣٠- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: جَاءَتْ بَرِيرَةُ تَسْتَعِينُ فِي مُكَاتَبَتِهَا، فقالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي، فقالَتْ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ إِلٰى أَهْلِهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ.

٣٩٣٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بریرہ ؓ اپنی کتابت کے سلسلے میں مدد لینے کے لیے آئی اور کہا: تحقیق میں نے اپنے گھر والوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کر لی ہے، ہر سال ایک اوقیہ ادا کیا کروں گی۔ چنانچہ آپ میری کچھ مدد کریں۔ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اگر تیرے گھر والے (مالک) پسند کریں تو تیری یہ ساری رقم میں یکمشت انہیں دے دیتی ہوں اور تمہیں آزاد کر دیتی ہوں اور تیرا وَلاء میرے لیے ہوگا۔ تو وہ ان کے پاس گئی۔ اور (ہشام نے) زہری کی روایت کے مانند بیان کیا۔

زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخِرِهِ: «مَا

اس روایت میں نبی ﷺ کے فرمان کے آخر میں یہ

٣٩٣٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٣٣ من حديث هشام بن عروة به.

بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ يَافُلَانُ! وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ».

اضافہ ہے: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ ایک کہتا ہے کہ اے فلاں! تم آزاد کر دو اور وَلاء میرا رہا' حالانکہ وَلاء اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے۔''

فوائد ومسائل: ① غلام کو آزاد کرنے پر غلام اور اس کے مالک کے مابین جو ربط ونسبت قائم ہوتی ہے اسے ''وَلاء'' کہتے ہیں (واؤ کے فتحہ کے ساتھ) اور اس کی حیثیت شریعت میں ''نسب'' کی مانند ہوتی ہے۔ آزاد کرنے والے کو مولیٰ مُعتِق (تا کے کسرہ کے ساتھ۔ یعنی آزاد کرنے والا) اور آزاد کیے جانے والے کو مولیٰ معتَق کہتے ہیں۔ (تا کے فتحہ کے ساتھ یعنی آزاد کیا جانے والا۔) نیز وہ مال جو کوئی غلام یا آزاد کردہ غلام چھوڑ مرے وہ بھی وَلاء ہی کہلاتا ہے۔ ② اس موضوع کی احادیث میں حضرت عائشہ ؓ محض مکاتبت کی رقم ادا نہ کرنا چاہتی تھیں بلکہ اسے خرید کر آزاد کرنا چاہتی تھیں۔ جیسے کہ مندرجہ احادیث میں آیا ہے۔ پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اِبْتَاعِي فَاعْتِقِي] ''اسے خرید لو اور آزاد کر دو۔'' اور دوسری حدیث میں ہے: [اَنْ اَعُدَّها عَدَّةً وَاحِدَةً] ''میں یکمشت ادا کر دوں۔'' اس توضیح سے مکاتبت کا معاہدہ منسوخ شمار ہوگا۔ ③ وعظ ونصیحت کے لیے حکیمانہ اسلوب اختیار کرنا چاہیے۔ کسی کو برسر عام براہ راست خطاب کر کے ٹوکنا خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ ④ سنت کے مطابق کیے جانے والے تمام اعمال ''کتاب اللہ'' میں سے ہیں۔ کیونکہ سنت قرآن کریم کی توضیح وتشریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَآ آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷) ''اور جو کچھ رسول تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:۸۰) ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد:۳۳) ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔''

۳۹۳۱- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى أَبُو الأَصْبغِ الْحَرَّانِيُّ قال: حدَّثني مُحمَّدٌ يَعني ابنَ سَلَمَةَ، عن ابنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرِ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بنِ المُصْطَلِقِ في سَهْمِ ثَابِتِ

۳۹۳۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ جویریہ بنت حارث بن مصطلق حضرت ثابت بن قیس بن شماس ؓ یا ان کے چچا زاد کے حصے میں آئی۔ چنانچہ جویریہ نے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی۔ یہ بہت خوبصورت خاتون تھی اور ہر آنکھ کو بھلی لگتی تھی۔ سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ

۳۹۳۱- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٧ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٠٥.

ابنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، أو ابنِ عَمٍّ لَهُ، فَكَاتَبَتْ عَلٰى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ. قالَتْ عَائِشَةُ: فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ الله ﷺ في كِتَابَتِهَا، فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَها وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! أنا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مالَا يَخْفَى عَلَيْكَ، وَإِنِّي وَقَعْتُ في سَهْمِ ثَابِتِ بنِ قَيْسِ بنِ شَمَّاسٍ، وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلٰى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ في كِتَابَتِي، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فَهَلْ لَكِ إِلٰى ما هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟» قالَتْ: وَما هُوَ يَارَسُولَ الله؟ قال: «أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ». قالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ. قالَتْ: فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فأَرْسَلُوا ما في أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ فأَعْتَقُوهُمْ وَقالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ الله ﷺ فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلٰى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ في سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ.

اپنی مکاتبت کے سلسلے میں آپ ﷺ سے کچھ مدد لے۔ جب یہ دروازے پر کھڑی ہوئی اور میں نے اس کو دیکھا تو مجھے اس کا کھڑا ہونا پسند نہ آیا۔ میں جان گئی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح دیکھیں گے جیسے کہ میں نے دیکھا ہے۔ (یعنی وہ بہت خوبصورت ہے۔) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں حارث کی بیٹی جویریہ ہوں' میرا معاملہ آپ سے مخفی نہیں ہے (کہ جنگی قیدی ہوں اور لونڈی بنائی گئی ہوں) میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی ہوں۔ میں نے ان سے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور میری درخواست ہے کہ مکاتبت کے سلسلے میں میری مدد فرمائیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس سے بہتر معاملہ پسند نہیں کرتی ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت ادا کر دیتا ہوں اور تم سے شادی کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: میں رضامند ہوں۔ سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں: پھر لوگوں نے یہ خبر سنی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جویریہ ؓ سے شادی کر لی ہے۔ چنانچہ ان سب نے جو قیدی ان کے قبضے میں تھے سب چھوڑ دیے اور ان کو آزاد کر دیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور عورت اپنے خاندان کے لیے زیادہ برکت والی ثابت ہوئی ہو۔ اس کی وجہ سے قبیلۂ بنو مصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد کیے گئے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذا حُجَّةٌ في أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کرسکتا ہے۔

فوائدومسائل: ① غزوۂ بنی مصطلق پانچ یا چھ ہجری میں ہوا تھا۔ ② رسول اللہ ﷺ کی شادیوں کی ایک حکمت یہ بھی رہی ہے کہ اس طرح آپ ان قبائل کو اپنا حلیف اور قریبی بنا لیتے تھے اور پھر ان کی دشمنی الفت میں بدل جاتی تھی۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي الْعِتْقِ عَلٰى شَرْطٍ (التحفة ٣)

باب:۳-کسی کو مشروط طور پر آزاد کرنا

٣٩٣٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فقالَتْ: أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدِمَ رَسُولَ الله ﷺ ما عِشْتَ فَقُلْتُ: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ ما فَارَقْتُ رَسُولَ الله ﷺ مَا عِشْتُ. فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ.

۳۹۳۲-حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: میں تمہیں اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہو گے۔ میں نے کہا: آپ اگر مجھ سے یہ شرط نہ بھی کریں تو میں جیتے جی رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوں گا۔ چنانچہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ سے یہ شرط کرلی۔

فائدہ: غلام کو قابل عمل عمدہ شرط پر آزاد کرنا جائز ہے۔ اور کیا عمدہ شرط تھی جو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کی اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے قبول کی۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ (التحفة ٤)

باب:۴-جس نے (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو

٣٩٣٣- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قال: حَدَّثَنا هَمَّامٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ المَعْنَى قال: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي المَلِيحِ، قال أبو دَاوُدَ: قالَ أَبُو

۳۹۳۳-جناب ابوملیح (عامر) اپنے والد (اسامہ بن عمیر) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ پھر یہ بات نبی ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کا کوئی شریک نہیں۔'' ابن کثیر نے

٣٩٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أعتق عبدًا واشترط خدمته، ح: ٢٥٢٦ من حديث سعيد بن جمهان به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٧٦، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ٢١٤، ووافقه الذهبي.

٣٩٣٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٠ من حديث همام به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

الْوَلِيدِ: عنْ أبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «لَيْسَ لله شَرِيكٌ». زَادَ ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ: فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ عِتْقَهُ.

اپنی روایت میں مزید کہا: پھر نبی ﷺ نے اس کی آزادی کو درست قرار دیا۔

فائدہ: جزوی طور پر آزاد کیے گئے غلام کو کامل آزادی دینے کی صورت نکالنی ضروری ہے جیسے کہ درج ذیل احادیث میں آرہا ہے۔

٣٩٣٤- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بن أنَسٍ، عنْ بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شَقِيصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ عِتْقَهُ وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ.

۳۹۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا (جبکہ غلام دو افراد میں مشترک تھا) تو نبی ﷺ نے اس کی آزادی کو درست قرار دیتے ہوئے اس آزاد کرنے والے پر بقیہ کی قیمت کا تاوان بھی ڈال دیا (تاکہ وہ کامل طور پر آزاد ہو جائے۔)

٣٩٣٥- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ قالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قالَا: أخبرنا شُعْبَةُ عنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ» وَهٰذَا لَفْظُ ابنِ سُوَيْدٍ.

۳۹۳۵- جناب قتادہ اپنی سند سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے ایسے غلام کو آزاد کر دیا ہو جو کہ اس کے اور دوسرے کے مابین مشترک ہو تو اس (آزاد کرنے والے) پر لازم ہے کہ اس کو خلاصی دلائے۔“ اور یہ ابن سوید کے لفظ ہیں۔

٣٩٣٦- حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حدَّثني أبي؛ ح:

۳۹۳۶- جناب قتادہ نے اپنی سند سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی غلام کا اپنا حصہ

٣٩٣٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي، ح: ٣٩٣٨.

٣٩٣٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه مسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ١٥٠٢ عن محمد بن المثنى به.

٣٩٣٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

وحدثنا أَحْمَدُ بنُ عَلِيِّ بنِ سُوَيْدٍ قالَ: أخبرنا رَوْحٌ قالَ: أخبرنا هِشَامُ بنُ أبي عَبْدِ الله عنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ في مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ إنْ كَانَ لَهُ مَالٌ» وَلَمْ يَذْكُرِ ابنُ الْمُثَنَّى النَّضْرَ بنَ أَنَسٍ وَهٰذَا لَفْظُ ابن سُوَيْدٍ.

آزاد کر دیا ہو تو اس (غلام) کو اسی کے مال سے آزاد کیا جائے گا' اگر اس کے پاس مال ہو۔" ابن مثنی نے اس سند میں (قتادہ کے شیخ) نضر بن انس کا نام نہیں لیا۔ اور یہ الفاظ ابن سوید کے ہیں۔

فائدہ: "اسی کے مال سے آزاد کیا جائے گا".....اس کی وضاحت اگلی حدیث میں ملاحظہ ہو۔

(المعجم ٥) - باب مَنْ ذَكَرَ السِّعَايَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٥)

باب:٥- ان حضرات کا بیان جو اس حدیث میں غلام سے محنت مشقت کرانے کا ذکر کرتے ہیں

٣٩٣٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا أَبَانُ يَعْني الْعَطَّارَ قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عنْ بَشِيرِ ابن نَهِيكٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ إنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

٣٩٣٧- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے مملوک کا کوئی حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسے پورے کو آزاد کرے' اگر اس کے پاس مال ہو۔ ورنہ غلام سے محنت کرائی جائے جو اس پر زیادہ سخت اور شاق نہ ہو۔"

٣٩٣٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ قالَ: حدثنا يَزِيدُ يَعْني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الله قال: حدثنا مُحمَّدُ بنُ بِشْرٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ عنْ سَعِيدِ بنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن النَّضْرِ بنِ أَنَسٍ، عنْ بَشِيرِ بنِ نَهِيكٍ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن

٣٩٣٨- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کسی نے (مشترک) غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس غلام کی آزادی اس (آزاد کرنے والے) کے مال سے ہوگی بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو' اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی متوسط قیمت لگائی جائے' پھر اس سے اپنے مالک کے لیے

٣٩٣٧_ تخريج: [صحيح]انظر، ح: ٣٩٣٤، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٤/ ٢٧٤ من حديث أبي داود به.

٣٩٣٨_ تخريج: أخرجه البخاري، العتق، باب: إذا أعتق نصيبًا في عبد وليس له مال . . . الخ، ح: ٢٥٢٧ من حديث يزيد بن زريع، ومسلم، العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ١٥٠٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ».

قیمت کے مطابق محنت کرائی جائے جو زیادہ سخت اور بھاری نہ ہو۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا: فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ. وَهٰذَا لَفْظُ عَلِيٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (نصر بن علی اور علی بن عبداللہ) دونوں کی روایت میں ہے: [فَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ] جب کہ مذکورہ بالا الفاظ علی بن عبداللہ کے ہیں (کہ ان میں [قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ] کا بھی بیان ہے۔)

فائدہ: اس حدیث میں ترغیب ہے کہ اپنا حصہ آزاد کرنے والا باقی بھی آزاد کر کے مکمل فضیلت حاصل کرے۔

۳۹۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۳۹۳۹- محمد بن بشار نے بیان کیا' کہا: ہمیں یحییٰ اور ابن ابو عدی نے سعید بن ابی عروبہ سے بیان کیا' انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ لَمْ يَذْكُرِ السِّعَايَةَ. وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ، جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَا فِيهِ السِّعَايَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسے رَوح بن عبادہ نے بسند سعید بن ابوعروبہ روایت کیا' مگر اس میں محنت کرانے کا ذکر نہیں۔ اسی طرح جریر بن حازم اور موسیٰ بن خلف دونوں نے قتادہ سے بسند یزید بن زریع اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور ان دونوں نے محنت کرانے کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مالک کے لیے باقی حصہ آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو غلام ہی سے محنت کرائی جائے۔ تاکہ وہ اپنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے۔

۳۹۳۹۔ تخریج: [صحیح] انظر الحدیث السابق.

(المعجم ٦) - **بَابٌ**: فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى (التحفة ٦)

باب:٦- ان حضرات کا بیان جو اس حدیث میں غلام سے محنت نہ کرانے کا ذکر کرتے ہیں

٣٩٤٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ أُعْتِقَ مِنْهُ مَا أُعْتِقَ».

٣٩٤٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی (مشترک) مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس (آزاد کرنے والے) پر غلام کی عادلانہ قیمت لگائی جائے اور وہ اپنے شریکوں کے حصے انہیں ادا کر دے اور اس کی طرف سے غلام کو آزاد کیا جائے۔ ورنہ اس سے جو آزاد ہو گیا' سو ہو گیا۔“

فائدہ: آزاد کرنے والے کو ترغیب وتشویق دی گئی ہے کہ اگر وہ یہ مالی بوجھ برداشت کر سکتا ہے تو کر لے' اس میں بڑی فضیلت ہے۔

٣٩٤١- حَدَّثَنا مُؤَمَّلٌ قالَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قالَ: «فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ»، وَرُبَّما لَمْ يَقُلْهُ.

٣٩٤١- جناب نافع نے بواسطہ حضرت ابن عمر ؓ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ ایوب کہتے ہیں کہ جناب نافع کبھی تو [فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ] کے لفظ ذکر کرتے اور کبھی نہ کرتے۔

٣٩٤٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا عن النَّبِيِّ ﷺ بِهذَا الْحَدِيثِ.

٣٩٤٢- ایوب نے نافع سے' انہوں نے ابن عمر ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔

قالَ أَيُّوبُ: فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ

ایوب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ حدیث میں یہ جملہ:

٣٩٤٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب: إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمةً بين الشركاء، ح: ٢٥٢٢، ومسلم، العتق، باب: من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٧٧٢.

٣٩٤١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٥٠١/٤٩ بعد، ح: ١٦٦٧ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٣٩٤٢ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، ح: ١٥٠١ عن أبي الربيع سليمان بن الربيع، انظر الحديث السابق، والبخاري، العتق، باب: إذا أعتق عبدًا بين اثنين أو أمةً بين الشركاء، ح: ٢٥٢٤ من حديث حماد بن زيد به.

عن النبيِّ ﷺ أوْ شيْءٌ قالَهُ نافِعٌ؟ «وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ» .

[وَإِلَّا عَتَقَ مِنه مَا عَتَقَ] نبی ﷺ کا فرمایا ہوا ہے یا نافع کی طرف سے ہے۔

٣٩٤٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قالَ: أخبرنا عِيسَى بنُ يُونُسَ قالَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُالله عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ ما يَبْلُغُ ثَمَنَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبُهُ» .

۳۹۴۳- نافع حضرت ابن عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے مملوک کا حصہ آزاد کر دیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ اسے پورے کو آزاد کرے اگر اس کے پاس اس کی قیمت کے بقدر مال ہو' اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا وہی حصہ آزاد ہوا (جو کیا گیا۔'')

٣٩٤٤- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قال: أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَى [حَدِيثِ] إبراهِيمَ بنِ مُوسَى .

۳۹۴۴- جناب نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے ابراہیم بن موسیٰ کی (مذکورہ بالا) روایت کے ہم معنی روایت کیا۔

٣٩٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ أسْماءَ قالَ: حَدَّثَنا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ، عن ابن عُمَرَ عن النَّبيِّ ﷺ بِمَعْنَـى مَـالِكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ: «وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ». انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى: «وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ» عَلَى مَعْنَاهُ.

۳۹۴۵- جناب نافع نے حضرت ابن عمر ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ روایت مالک (۳۹۴۰) کے ہم معنی بیان کیا۔ مگر اس میں: [وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنه مَا عَتَقَ] کا ذکر نہیں۔ اس کی حدیث: [وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ] پر مکمل ہوئی ہے جو اسی کے ہم معنی ہے۔

٣٩٤٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنِ

۳۹۴۶- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مشترک غلام میں سے اپنا

٣٩٤٣- تخريج: أخرجه البخاري، ح:٢٥٢٣، ومسلم، ح:١٥٠١/٤٨ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق، ح:٣٩٤٢.

٣٩٤٤- تخريج: أخرجه البخاري، ح:٢٥٢٥، ومسلم من حديث يحيى بن سعيد به، انظر، ح:٣٩٤٢.

٣٩٤٥- تخريج: أخرجه البخاري، الشركة، باب الشركة في الرقيق، ح:٢٥٠٣ من حديث جويرية بن أسماء به.

٣٩٤٦- تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٥٠١/٥١ بعد، ح:١٦٦٧ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق: ٣٩٤١.

الزُّهْرِيِّ، عنْ سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مِنْهُ مَا بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ».

حصہ آزاد کر دیا تو اس کا باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کیا جائے گا جبکہ اس کے پاس غلام کی قیمت کے بقدر مال موجود ہو۔"

٣٩٤٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عنْ سَالِمٍ، عنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُما نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةً لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ».

٣٩٤٧- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب کوئی غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو اگر وہ صاحبِ وسعت ہو تو اس کی طرف سے غلام کی قیمت لگا کر اسے آزاد کر دیا جائے' قیمت لگانے میں کمی کی جائے نہ زیادتی۔"

٣٩٤٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ قال: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن أَبِي بِشْرٍ الْعَنْبَرِيِّ، عن ابنِ التَّلِبِّ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَلَمْ يُضَمِّنْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

٣٩٤٨- ابن التَّلِبّ (ملقام) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے (مشترک) مملوک میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو نبی ﷺ نے اسے باقی کا ضامن اور ذمہ دار نہیں بنایا تھا۔

قال أَحْمَدُ: إِنَّمَا هُوَ بِالتَّاءِ، يَعني التَّلِبَّ، وَكَانَ شُعْبَةُ أَلْثَغَ لَمْ يُبَيِّنِ التَّاءَ مِنَ الثَّاءِ.

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی (ابن التَّلِبّ) "تا" کے ساتھ ہے۔ اور شعبہ رحمہ اللہ قدرے توتلے تھے "تا" (دو نقطے والے) کو "ثا" (تین نقطے والے) سے نمایاں نہ کر سکتے تھے۔

٣٩٤٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٢٥٢١، ومسلم، ح: ١٥٠١/ ٥٠ بعد، ح: ١٦٦٧ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، ح: ٣٩٤٠.

٣٩٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٦٩ من حديث محمد بن جعفر به، وانظر أطراف المسند: ١/ ٦٤٨، ح: ١٣٠٨، وإتحاف المهرة: ٢/ ٦٥٤، ح: ٢٤٤٩، وجامع المسانيد والسنن لابن كثير: ٢/ ٣٦٩، ٣٧٠ * ملقام بن التلب مستور، انظر، ح: ٣٧٩٨.

(المعجم ۷) - **بَابٌ: فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ** (التحفة ۷)

باب:۷- جو کوئی اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے

۳۹۴۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابنُ سَلَمَةَ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَقال مُوسَى في مَوْضِعٍ آخَرَ: عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يَحْسِبُ حَمَّادٌ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ».

۳۹۴۹- حضرت سمرہ بن جندب ؓ نے بیان کیا جیسے کہ حماد کا خیال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے محرم رشتہ دار کا مالک بن گیا ہو تو وہ آزاد ہے۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ البُرْسَانِيُّ عن حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عن قَتَادَةَ وَعَاصِمٍ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ الْحَدِيثِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ محمد بن بکر بُرسانی نے بواسطہ حماد بن سلمہ' قتادہ سے' اور عاصم نے بواسطہ حسن بصری سمرہ ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُحَدِّثْ هٰذَا الْحَدِيثَ إِلَّا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، وَقَدْ شَكَّ فِيهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث کو صرف حماد بن سلمہ نے (مرفوع یا متصل) بیان کیا ہے اور اس میں اسے شک بھی ہے۔

فوائد ومسائل: ① حسن بصری ؒ کا حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے سماع ثابت ہونے میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہے۔ تاہم یہ حدیث حسن اور بقول بعض صحیح ہے۔ ② [ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ] سے یہاں مراد باپ' دادا اور اولاد اور ان کی اولاد ہے۔ ان میں ملکیت ثابت ہوتے ہی یہ از خود آزاد ہو جائیں گے' البتہ دیگر رشتہ داروں کے بارے میں اختلاف ہے۔

۳۹۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ

۳۹۵۰- حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا: جو اپنے

۳۹٤۹ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأحكام، باب ما جاء فيمن ملك ذا رحم محرم، ح: ۱۳٦٥، وابن ماجه، ح: ۲٥۲٤ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن الجارود، ح: ۹۷۳، والحاكم: ۲/ ۲۱٤، ووافقه الذهبي.

۳۹٥۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱۰/ ۸۹ من حديث أبي داود به * قتادة ولد بعد شهادة عمر رضي الله عنه بنيف وثلاثين سنةً.

الأَنْبَارِيُّ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ قال: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ.

کسی قریبی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے تو وہ آزاد ہے۔

٣٩٥١- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ قالَ: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ.

٣٩٥١- جناب حسن (بصری) رحمہ اللہ نے کہا: جو کوئی اپنے کسی قریبی محرم رشتہ دار کا مالک بن جائے تو وہ آزاد ہے۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ قال: أخبرنا أَبُو أُسَامَةَ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن جَابِرِ بنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ.

٣٩٥٢- جناب قتادہ نے جابر بن زید اور حسن (بصری) سے اسی کے مثل بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَعِيدٌ أَحْفَظُ مِنْ حَمَّادٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سعید' حماد کی نسبت زیادہ حفظ والے ہیں۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي عِتْقِ أُمَّهَاتِ الأَوْلَادِ (التحفة ٨)

باب:٨- اُمّ ولد کو آزاد کرنا

فائدہ: ایسی لونڈی جس کے شکم سے اپنے مالک کی اولاد ہوئی ہو اسے ''اُمّ ولد'' کہتے ہیں۔

٣٩٥٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن خَطَّابِ بنِ صَالحٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ، عن أُمِّهِ، عن سَلَامَةَ بِنْتِ

٣٩٥٣- سلامہ بنت معقل بیان کرتی ہیں اور یہ بنو خارجہ قیس عیلان کی خاتون تھیں۔ کہتی ہیں کہ ایام جاہلیت میں میرا چچا مجھے لے کر آیا اور حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا جو ابو یسر بن عمرو کا بھائی تھا' تو میں نے اس

٣٩٥١- تخريج: [صحيح] رواه يونس عن الحسن به، أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ح: ٢٠٠٧٩.

٣٩٥٢- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ٨٩ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٦/ ٣٢ * سعيد وقتادة مدلسان وعنعنا.

٣٩٥٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٦٠ من حديث محمد بن إسحاق به، وعنعن * وأم خطاب لا تعرف (تقريب).

مَعْقِلٍ امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ، قَالَتْ: قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ بنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيَسَرِ بنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابنَ الْحُبَابِ ثُمَّ هَلَكَ، فقالَتِ امْرَأَتُهُ: الآنَ وَالله! تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ! قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنَ الْحُبَابِ ابنِ عَمْرٍو أخِي أبِي الْيَسَرِ بنِ عَمْرٍو، فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الْحُبَابِ، فقالَتِ امْرَأَتُهُ: الآنَ والله! تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ؟» قِيلَ: أَخُوهُ أَبُو الْيَسَرِ بنُ عَمْرٍو، فَبَعَثَ إِلَيْهِ فقال: «أَعْتِقُوهَا فإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فائْتُونِي أُعَوِّضْكُم مِنْهَا». قالَتْ: فَأَعْتَقُونِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلَامًا.

کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنم دیا۔ پھر وہ (حباب) فوت ہو گیا تو اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! اب تجھے حباب کے قرضے میں بیچ دیا جائے گا' تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بنو خارجہ قیس عیلان کی خاتون ہوں۔ ایام جاہلیت میں میرا چچا مجھے مدینے لایا تھا اور حباب بن عمرو' جو کہ ابو یسر بن عمرو کا بھائی ہے' کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ میں نے اس کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حباب کو جنم دیا ہے۔ اور اب اس کی بیوی کہہ رہی ہے اللہ کی قسم! تجھے اس (حباب) کے قرضے کی ادائیگی میں فروخت کر دیا جائے گا' تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''حباب کا ولی اور وارث کون ہے؟'' بتایا گیا کہ اس کا بھائی ابو یسر بن عمرو ہے۔ تو آپ نے اس کو بلا بھیجا اور فرمایا: ''اسے آزاد کر دو اور جب تمہیں معلوم ہو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں تو میرے پاس آنا میں تمہیں اس کا عوض دے دوں گا۔'' سلامہ کہتی ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس غلام آئے تو آپ نے ان کو میرے عوض ایک غلام عنایت فرما دیا۔

٣٩٥٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن قَيْسٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: بِعْنَا أُمَّهَاتِ الأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فانْتَهَيْنَا.

۳۹۵۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کے دور میں ام ولد لونڈیوں کو فروخت کیا تھا' پھر جب حضرت عمر ؓ کا دور آیا تو انہوں نے ہمیں منع کر دیا' تو ہم رک گئے۔

٣٩٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٤٧ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٨، ١٩، ووافقه الذهبي، ولبعض حديث شاهد عند ابن ماجه، ح: ٢٥١٧ * قيس هو ابن سعد.

فائدہ: ام ولد لونڈی کو بیچنا جائز ہے، یا نہیں؟ اس میں علماء کی دونوں ہی رائے ہیں۔ کچھ جواز کے قائل ہیں اور کچھ عدم جواز کے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ احتیاط کے طور پر اس کا عدم جواز ہی راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار، کتاب العتق، باب ما جاء فی ام الولد) واللہ اعلم۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ (التحفة ٩)

باب:٩- مدبَّر غلام کی فروخت کا مسئلہ

فائدہ: جب کوئی مالک اپنے غلام یا لونڈی کے بارے میں کہہ دے کہ یہ میری وفات کے بعد آزاد ہے تو اسے "مدبَّر" کہتے ہیں۔ ("با" پر زبر اور شد کے ساتھ)

٣٩٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ وَإِسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خَالِدٍ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن عَطَاءٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عن دُبُرٍ مِنْهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَبِيعَ بِسَبْعِمِائَةٍ أَوْ بِتِسْعِمِائَةٍ.

٣٩٥٥- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہوگا' جب کہ اس کے پاس اس غلام کے سوا کوئی اور مال نہ تھا' چنانچہ اس غلام کے بارے میں نبی ﷺ نے حکم دیا تو اسے سات سو یا نو سو میں فروخت کیا گیا۔

فائدہ: غلام کے بارے میں یہ وصیت کرنا کہ یہ میری وفات کے بعد آزاد ہوگا بالکل مباح اور جائز ہے۔ مگر وارثوں کے حالات کے پیش نظر اگر وہ بالکل ہی مفلوک الحال ہوں تو ایسی وصیت کو فسخ بھی کیا جا سکتا ہے۔ قاضی اور حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اسے فسخ کر دیں۔

٣٩٥٦- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ قال: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ قال: حَدَّثَنا الأَوْزَاعِيُّ قال: حدَّثني عَطَاءُ بنُ أَبِي رَبَاحٍ قال: حدَّثني جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله بِهَذَا. زَادَ: وَقال يَعْني النَّبِيَّ ﷺ: «أَنْتَ أَحَقُّ بِثَمَنِهِ، وَالله أَغْنَى عَنْهُ».

٣٩٥٦- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی اور مزید کہا...... یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: "تو اس کی قیمت کا زیادہ حق دار (اور محتاج) ہے' جبکہ اللہ عزوجل اس کو آزاد کیے جانے سے بے پروا ہے۔" (اسے کوئی احتیاج نہیں۔)

٣٩٥٥- تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع المدبر، ح: ٢٢٣٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد، ومسلم، الأيمان، باب جواز بيع المدبر، ح: ٩٩٧ بعد، ح: ١٦٦٨ من حديث عطاء به.
٣٩٥٦- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٠٠١ من حديث الأوزاعي به.

٣٩٥٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قال: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ قال: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عن دُبُرٍ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «مَنْ يَشْتَرِيهِ؟» فاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بنُ عَبْدِ الله بنِ النَّحَّامِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قال: «إِذَا كَانَ أَحَدُكُم فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ»، أَوْ قالَ: «عَلَى ذِي رَحِمِهِ، وَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهٰهُنَا وَهٰهُنَا».

۳۹۵۷-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو مذکور نامی ایک انصاری نے اپنے غلام کے بارے میں کہہ دیا کہ میری موت کے بعد وہ آزاد ہوگا...... اس غلام کا نام یعقوب تھا...... اور اس انصاری کا اس کے سوا کوئی اور مال نہ تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو بلوایا اور فرمایا: ”اسے کون خریدتا ہے؟“ تو جناب نعیم بن عبداللہ بن نحام نے اس کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا‘ چنانچہ آپ ﷺ نے یہ رقم ابو مذکور کے حوالے کی اور فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ضرورت مند ہو تو چاہیے کہ (خرچ کرنے کی) اپنے سے ابتدا کرے‘ اگر کچھ بچ جائے تو اپنے عیال پر خرچ کرے‘ اگر ان سے بچ رہے تو اپنے قرابت داروں پر خرچ کرے۔“ آپ ﷺ کے الفاظ: [عَلٰی ذِیْ قَرَابَتِهٖ] تھے یا: [عَلٰی ذِی رَحِمِهٖ] اور اگر بچ رہے تو ادھر ادھر خرچ کر دے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر کوئی غلام ”مدبر“ کیا جا چکا ہو اور احوال وظروف اس کی اجازت نہ دیتے ہوں تو اس کی آزادی کو منسوخ کیا جا سکتا ہے اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔ ② خود ضرورت مند ہوتے ہوئے صدقہ کرنا اگرچہ باعث فضیلت عمل ہے‘ مگر دیکھا جائے کہ کیا ایسے حالات کا مقابلہ کرنا ایسے لوگوں کے لیے ممکن بھی ہے یا نہیں؟

(المعجم ١٠) - **بَابٌ:** فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ (التحفة ١٠)

باب: ۱۰- جس نے اپنے غلام موت کے وقت آزاد کر دیے ہوں جبکہ ان کی مجموعی قیمت اس کے تہائی مال سے زیادہ ہو

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ قال: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن

۳۹۵۸-حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی وفات کے وقت اپنے چھ غلام

٣٩٥٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ من حديث إسماعيل ابن علية به، وهو في مسند أحمد: ٣/ ٣٠٥.

٣٩٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب من أعتق شركًا له في عبد، ح: ١٦٦٨ من حديث حماد بن زيد به.

أَبِي قِلَابَةَ، عن أَبِي الْمُهَلَّبِ، عن عِمْرَانَ ابنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فقال لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاء، فأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

آزاد کردیے۔ اس شخص کے پاس ان کے سوا کوئی اور مال نہ تھا۔ تو نبی ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے اسے بڑی سخت بات فرمائی۔ پھر ان غلاموں کو بلوایا اور انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر ان میں قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کردیا اور چار کو غلام ہی رہنے دیا۔

فوائد ومسائل: ① ”کتاب الوصایا“ میں یہ گزرا ہے کہ کسی شخص کو اپنے تہائی مال سے زیادہ میں وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے، اسی بنیاد پر مذکورہ بالا واقعہ میں اس شخص کی غلط وصیت کو منسوخ کر کے شریعت کے مطابق عمل کیا گیا۔ ② امیر المومنین اور مسلمان عمال کا فریضہ ہے کہ مسلمان عوام الناس کے جملہ امور پر نگاہ رکھیں کہ کہیں بھی شریعت کی مخالفت نہ ہونے پائے۔ ③ غلط وصیت کو منسوخ کر کے شریعت کے مطابق عمل کرنا کرانا چاہیے۔

٣٩٥٩- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ الْمُخْتَارِ: أخبرنا خَالِدٌ عن أَبِي قِلَابَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ: فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا.

٣٩٥٩- جناب ابوقلابہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ مگر اس میں یہ جملہ نہیں ہے: ”آپ نے اسے بڑی سخت بات فرمائی۔“

٣٩٦٠- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ قالَ: حَدَّثَنا خَالِدُ بنُ عَبْدِ الله، هُوَ الطَّحَّانُ عنْ خَالِدٍ، عنْ أَبِي قِلَابَةَ، عنْ أَبِي زَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: «لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ».

٣٩٦٠- جناب ابوزید سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے (اپنی موت کے وقت اپنے غلام آزاد کر دیے) مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا اور کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اس کے دفن کیے جانے سے پہلے حاضر ہوتا تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا۔“

فائدہ: یہ شدید زجر اس ظلم کی بنا پر تھی جو اس نے اپنی وصیت میں اپنے وارثوں پر کیا تھا۔

٣٩٥٩- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٩٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٣ من حديث خالد الطحان به * أبوزيد هو عمرو بن أخطب رضي الله عنه.

٣٩٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ يَحْيَى بنِ عَتِيقٍ وَأَيُّوبَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً.

٣٩٦١- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کر دیے جب کہ اس کا ان کے سوا کوئی اور مال نہ تھا' تو نبی ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان غلاموں میں قرعہ اندازی کر کے دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا۔

(المعجم ١١) - **بَابٌ: فِي مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ** (التحفة ١١)

باب:١١- جس نے اپنے مال دار غلام کو آزاد کیا ہو (تو مال کس کا ہوگا؟)

٣٩٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ لَهِيعَةَ وَاللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُبَيْدِاللهِ بنِ أبي جَعْفَرٍ، عنْ بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ، فَمالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أنْ يَشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ».

٣٩٦٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غلام آزاد کیا ہو اور اس کے پاس مال بھی ہو تو غلام کا مال غلام ہی کا رہے گا الا یہ کہ مالک نے اس کی شرط کر لی ہو (کہ مال اسے نہیں دیا جائے گا۔''

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا** (التحفة ١٢)

باب:١٢- زنا زادے کو آزاد کرنا؟

٣٩٦٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى قالَ: أخبرنا جَرِيرٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي

٣٩٦٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا زادہ تینوں میں سے سب

٣٩٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٧٧ من حديث حماد بن زيد، ومسلم، ح: ١٦٦٨ من حديث محمد بن سيرين به.

٣٩٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، العتق، باب من أعتق عبدًا وله مال، ح: ٢٥٢٩ من حديث ابن وهب، والبخاري، ح: ٢٣٧٩ من حديث نافع به.

٣٩٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٤٩٣٠ من حديث جرير، وأحمد: ٢/ ٣١١ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٢١٤، ووافقه الذهبي، وزاد بعض الرواة "إذا عمل بعمل والديه".

صَالِحٍ، عنْ أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ» وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ الله أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ.

سے برا ہے۔'' اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک کوڑا اللہ کی راہ میں دے دوں وہ اس سے بہتر ہے کہ کسی زنا زادے کو آزاد کروں۔

فائدہ: زنا زادے کا برا ہونا اسی صورت میں ہے جب وہ ماں باپ کی مانند بدکاری جیسے قبیح اعمال کرے۔ ورنہ اس میں اس کا کوئی جرم نہیں اور عام شرعی قاعدہ یہ ہے کہ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (الأنعام: ۱۶۴) ''کوئی جان کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' نیز اس حدیث کا سبب ورود ایک خاص واقعہ ہے کہ ایک منافق رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا' تو اس موقع پر آپ کو بتایا گیا کہ وہ زنا زادہ ہے۔ تب آپ نے مذکورہ بالا بات کہی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني رحمه الله حديث: ٦٧٢)

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- غلام آزاد کرنے کا ثواب

٣٩٦٤- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قالَ: حَدَّثَنا ضَمْرَةُ عن إِبْرَاهِيمَ بنِ أبي عَبْلَةَ، عن الغَرِيفِ بنِ الدَّيْلَمِيِّ قال: أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بنَ الأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ. فَغَضِبَ وَقال: إنَّ أَحَدَكُم لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ؟! قُلْنَا: إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ قال: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ في صاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ يَعني النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقالَ: «أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقِ الله بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ».

۳۹۶۴- غریف بن دیلمی کہتے ہیں کہ ہم حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا: ہمیں حدیث بیان کیجیے جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو' تو وہ غصے ہو گئے اور کہنے لگے: بلاشبہ تم میں کئی ایسے ہیں جو قرآن کی قراءت کرتے ہیں اور اس میں کمی بیشی کر جاتے ہیں' حالانکہ قرآن اس کے اپنے گھر میں لٹکا ہوا ہوتا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارا مقصد ہے کہ ایسی حدیث بیان فرمائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے ایک آدمی کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جو قتل کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو چکا تھا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے غلام آزاد کرو' اللہ عزوجل اس کے ہر ہر عضو کے بدلے اس کا

٣٩٦٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٠ من حديث ضمرة، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٤٨٩١ من حديث إبراهيم بن أبي عبلة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٢٠٦، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٢١٢، ووافقه الذهبي * الغريف حسن الحديث على الراجح.

ایک ایک عضو آگ سے آزاد فرما دے گا۔''

فائدہ: قتل کے سلسلے میں صرف غلام آزاد کر دینا کافی نہیں ہے۔ البتہ مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی مذکورہ فضیلت اور ترغیب صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسے کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

• مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اس کا ایک ایک عضو آگ سے بچا دے گا۔'' (صحیح البخاری' العتق' حدیث:۲۵۱۷)

(المعجم ١٤) - باب: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- کون سی گردن (لونڈی' غلام آزاد کرنا) زیادہ افضل ہے؟

٣٩٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِقَصْرِ الطَّائِفِ. قَالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلَّ ذٰلِكَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَلَهُ دَرَجَةٌ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللهَ

٣٩٦٥- جناب ابو نجیح سُلَمی (عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں طائف کے محل کا محاصرہ کیا۔ معاذ (بن ہشام) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ...... ایک قلعے کا محاصرہ کیا...... اور مفہوم سب کا ایک ہے۔ ابو نجیح نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اس کے لیے ایک درجہ ہے۔'' اور پوری حدیث بیان کی۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس مسلمان نے کسی مسلمان کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کو اس آزاد کردہ کی ایک ایک ہڈی کے بدلے جہنم سے تحفظ اور بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا۔ اور جس عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کو اس کی آزاد کردہ کی ایک ایک ہڈی کے

٣٩٦٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الرمي في سبيل الله، ح: ١٦٣٨ من حديث معاذ بن هشام به، وقال: "صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٦٤٥، والحاكم: ٢/ ٩٥، ١٢١ و٣/ ٥٠، و وافقه الذهبي * قتادة صرح بالسماع عند ابن المبارك في الجهاد، ح: ٢١٩، والبيهقي: ٩/ ١٦١ * أبونجيح هو عمرو بن سلمة رضي الله عنه.

جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرِّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

بدلے جہنم سے تحفظ اور بچاؤ کا ذریعہ بنا دے گا۔"

فائدہ: ① جہاد فی سبیل اللہ میں ایک تیر مارنا' ایک گولی چلانا یا ایک گولہ پھینکنا بھی بہت بڑی فضیلت اور درجے کا باعث ہے۔ ② غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا فضیلت ہے مگر وہ مسلمان ہو تو بہت زیادہ افضل ہے اور مذکورہ ضمانت حاصل کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔

٣٩٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قال: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قال: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قال: حدَّثني سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عن شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: حدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۹۶۶- جناب شُرحبیل بن سمط کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو' تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: "جس نے کسی مسلمان گردن کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے بچاؤ کے لیے فدیہ ہوگی۔"

٣٩٦٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قال: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمِ ابنِ أبي الْجَعْدِ، عن شُرَحْبِيلَ بنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قال لِكَعْبِ بنِ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةَ بنِ كَعْبٍ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ: «وَأَيُّمَا امْرِىءٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً». وَزَادَ: «وأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ

۳۹۶۷- جناب شُرحبیل بن سمط کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب ؓ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے مذکورہ بالا حدیث معاذ بن ہشام (۳۹۶۵) کے ہم معنی بیان کی...... اور مزید کہا: "جس شخص نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا وہ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا باعث ہوں گی۔ ان کی ہر دو ہڈیوں کو اس کی ایک ہڈی کا عوض بنا دیا جائے گا۔"

٣٩٦٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ٣١٤٤ من حديث بقية به، وللحديث شواهد كثيرة، ورواه حريز بن عثمان عن سليم بن عامر به، أحمد: ٤/ ٣٨٦.

٣٩٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الجهاد، باب ثواب من رمى بسهم في سبيل الله عزوجل، ح: ٣١٤٦، وابن ماجه، ح: ٢٥٢٢ من حديث عمرو بن مرة به، وأصله عند الترمذي، ح: ١٦٣٤، السند منقطع، وحديث: ٣٩٦٥ يغني عنه.

مُسْلِمَتَيْنِ إِلَّا كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزَى مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَالِمٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ شُرَحْبِيلَ، مَاتَ شُرَحْبِيلُ بِصِفِّينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سالم نے شُرحبیل سے نہیں سنا' شُرحبیل کی وفات صفّین میں ہوئی تھی۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ (التحفة ١٥)

باب:١٥-صحت وعافیت کے دنوں میں غلام آزاد کرنے کی فضیلت

٣٩٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن أبي إِسْحَاقَ، عن أَبي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ».

٣٩٦٨- حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص موت کے وقت آزاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو پیٹ بھر جانے کے بعد ہدیہ دے۔''

فائدہ: اگرچہ موت کے قریب تہائی مال تک کا صدقہ یا وصیت کرنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے جیسے کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! صدقہ کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو صحت مند ہو' حریص ہو (یعنی زندگی اور مال کا)' غنی رہنا چاہتا ہو اور فقیر ہو جانے سے ڈرتا ہو اور صدقہ کرنے میں سستی نہ کرے کہ جب جان حلق میں آن اٹکے تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا ہے اور فلاں کے لیے اس قدر' حالانکہ وہ تو (حق وراثت کی وجہ سے) فلاں کا ہو چکا۔'' (صحیح البخاری' الوصایا' حدیث:۲۷۴۸) قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر:۹) ''(اہل ایمان دوسرے حاجت مندوں کو) اپنے سے ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود احتیاج ہوتی ہے۔''

٣٩٦٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الوصايا، باب ماجاء في الرجل يتصدق أو يعتق عند الموت، ح:٢١٢٣ من حديث سفيان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٣٦٤٤، وصححه ابن حبان، ح:١٢١٩، والحاكم: ٢/ ٢١٣، ووافقه الذهبي، وحسنه الحافظ في الفتح: ٥/ ٣٧٤، ورواه شعبة عن أبي إسحاق به * أبوحبيبة حسن الحديث على الراجح.

قرآن کریم کی بابت لہجوں اور قراءتوں کا بیان

قرآن مجید بنی نوع انسان کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے جو عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اہل عرب اپنے مخصوص احوال وظروف کے تحت اپنے اپنے قبائلی نظم میں اس قدر پختہ تھے کہ اس دور میں ان کے لیے دوسرے قبیلے کا اسلوب نطق وتکلم اختیار کرنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ تو رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی کتاب میں یہ آسانی فرمادی کہ ہر قبیلہ اپنی آسانی کے مطابق جو اسلوب چاہے' اختیار کر لے۔ اور اسے ''سات حروف'' میں نازل فرمادیا۔ اس سے انہیں اس کے پڑھنے' سمجھنے اور حفظ کرنے میں بہت آسانی رہی اور اس میں اس کتاب کا ''اعجاز'' بھی تھا۔

[أُنزِلَ الْقُرَانُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ] ''قرآن کریم سات حروف (قراءتوں اور لہجوں) پر نازل کیا گیا ہے۔'' کی توضیح میں اگرچہ کافی بحث ہے' مگر راجح مفہوم یہ ہے کہ جہاں کہیں کسی لفظ یا ترکیب میں کسی قبیلے کے لیے کوئی مشکل تھی وہاں قرآن کو ان کے اسلوب میں نازل فرما کر انہیں اسی میں قراءت کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ یہ مفہوم نہیں کہ ہر ہر آیت یا ہر ہر لفظ سات حروف پر مشتمل ہے۔ مثلاً

بقول علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ ایک معنی و مفہوم کے لیے سات حروف تک نازل کیے گئے ہیں' مثلاً ایک مفہوم ''آ ؤ'' کے لیے مختلف الفاظ ہیں هَلُمَّ ۔ اَقبِلْ۔ تَعَالَ۔ اِلَيَّ۔ قَصْدِى۔ نَحْوِى۔ قُربِى وغیرہ۔ ان سب کے معنی ایک دوسرے سے ازحد قریب ہیں۔

یا دوسری توجیہ یہ ہے کہ مختلف الفاظ میں بلحاظ ان کے مفرد' تثنیہ' جمع یا مذکر' مونث' مخاطب یا غائب' فعل یا اسم ہونے میں فرق آیا ہے۔ یا بلحاظ اعراب مرفوع' منصوب اور مجرور ہونے میں یا مقدم مؤخر ہونے میں یا کئی حروف کی کمی بیشی میں سات طرح کے اختلافات ہیں۔ یا بلحاظ نطق و ادائیگی اظہار' ادغام' ہمز' تسہیل یا اشمام وغیرہ میں اختلاف ہے۔ الغرض ان متنوع اختلافات سے قرآن کے معانی میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں اور اس اختلاف کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہر قوم یا قبیلہ مضمون قرآن کو اپنی تعبیر دینے میں مختار تھا۔ نہیں' بلکہ یہ سب الفاظ و قراءات باسانید صحیحہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوئی ہیں اور ابتدائی تین ادوار یعنی رسول اللہ ﷺ کے دور اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں آزادی سے قراءت ہوتی رہی' پھر جب دور عثمانی میں مملکت اسلامیہ کی حدود ازحد وسیع ہوگئیں اور عجمی لوگ بھی مسلمان ہوگئے جو ان اختلافِ الفاظ کی کنہہ و حقیقت اور سہولت سے آشنا نہ تھے تو ان کے آپس میں تنازعات ہونے لگے' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان قراءات کو لغت قریش تک محدود و مخصوص کر دیا جو عرب کی معتبر' ٹکسالی اور مقبول لغت تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر اجماع کر لیا اور امت ایک بہت بڑے اور سنگین اختلاف سے محفوظ ہوگئی۔ والحمدللہ رب العالمین۔ و رضی اللہ عن عثمان و ارضاہ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٢٩) - كِتَابُ الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ (التحفة ٢٤)

قرآن کریم کی بابت لہجوں اور قراءتوں کا بیان

(المعجم ١) - باب (التحفة . . .)

باب:ا......

٣٩٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ؛ ح: وحدثنا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عن جَعْفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن أبيهِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: «﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾» [البقرة: ١٢٥].

٣٩٦٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (سورۂ بقرہ کی آیت: ۱۲۵ویں) قراءت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (''خا'' کے نیچے زیر کے ساتھ بصیغہ امر پڑھا) ''اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔''

فوائد و مسائل: ① اس لفظ میں دوسری قراءت ''خا'' پر زبر یعنی صیغہ ماضی کے ساتھ ہے اور معنی ہیں: ''اور لوگوں نے مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیا۔'' ② مقام ابراہیم بیت اللہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے رہے اور اس میں آپ کے قدم نقش ہیں۔

٣٩٧٠- حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَقْرَأُ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُ

٣٩٧٠- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رات کو قیام کیا اور قراءت قرآن میں اپنی آواز بلند کی۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ فلاں پر رحم فرمائے! اس نے آج رات مجھے کتنی ہی آیات یاد دلا دیں جن سے مجھے ذہول ہو رہا تھا۔''

٣٩٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء كيف الطواف، ح: ٨٥٦ وح: ٨٦٢، والنسائي، ح: ٢٩٦٤، وابن ماجه، ح: ١٠٠٨ من حديث جعفر الصادق به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٣٩٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ١٣٣١.

الله فُلَانًا [كَأَيِّنْ] مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أُسْقِطْتُهَا».

فائدہ: ① یہ حدیث پیچھے (كتاب التطوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حديث:۱۳۳۱) میں گزر چکی ہے۔ اس کے فوائد و مسائل بھی ملاحظہ ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو عارضی طور پر بھول کا لاحق ہو جانا ان کے مقام نبوت کے منافی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: [أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ] ''جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' (صحيح البخاری، الصلاة، حديث:۴۰۱ وصحيح مسلم، الصلاة، حديث:۵۷۲) ② کسی پردہ نشین کی شکل دیکھے بغیر اس کی آواز پہچان کر گواہی قبول کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح قاضی نابینا ہو تو اس کا آواز پہچان کر مدعی اور مدعا علیہ کے بیانات سن کر فیصلے کرنا جائز اور درست ہے۔ مگر کلی نسیان کہ حافظہ ہی خراب ہو جائے نبی کے لیے یہ ناممکن ہے۔ ③ حدیث میں وارد لفظ [كَأَيِّن] کئی نسخوں میں ''کائن'' بروزن ''قائم'' نقل ہوا ہے اور استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں وارد ﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ......﴾ الخ (آل عمران:۱۴۶) میں ایک قراءت ''کائن بروزن قائم'' بھی ہے۔ (ترجمہ آیت) ''بہت سے نبیوں سے ہم رکاب ہو کر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری، نہ سست رہے اور نہ دبے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں ہی کو چاہتا ہے۔''

٣٩٧١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ: حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قال: قال ابنُ عَبَّاسٍ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ﴾ [آل عمران: ١٦١] في قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ، فقالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ رَسُولَ الله ﷺ أَخَذَهَا، فأَنْزَلَ الله: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ﴾ إلى آخِرِ الآيَةِ.

۳۹۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ......﴾ الخ اس سلسلے میں نازل ہوئی تھی کہ بدر کے دن ایک سرخ رنگ کا کپڑا گم ہو گیا تھا تو کئی لوگوں نے کہہ دیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے لے لیا ہو۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ......﴾ الخ ''یہ ناممکن ہے کہ کوئی نبی خیانت کرے، اور جو کوئی خیانت کرے گا تو جو اس نے خیانت کی ہوگی اس کے ساتھ قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

٣٩٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب" * بعض الناس منافقون كما في رواية الواحدي، وللحديث شواهد عند الواحدي، أسباب النزول، ص: ١٠٧ وغيره، انظر تفسير ابن كثير: ١/ ٤٣٠ * خُصيف ضعيف.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَغُلَّ مَفْتُوحَةَ الْيَاء.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لفظ [يَغُلَّ] "یا" پر زبر کے ساتھ ہے۔

فائدہ: [يَغُلَّ] فعل مضارع معلوم (مصدر غلول) کا ترجمہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ جبکہ اس کی دوسری قراءت بصورت مضارع مجہول یعنی "یا" پر پیش اور "غین" پر زبر کے ساتھ ہے۔ اس قراءت میں اس کا ترجمہ ہوگا: "نبی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی خیانت کی جائے۔" اگر اسے مصدر اغلال سے سمجھا جائے تو اس کا مفہوم ہوگا: "نبی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی طرف خیانت کی نسبت کی جائے۔"

٣٩٧٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْهَرَمِ».

۳۹۷۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک دعا میں) فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخُلِ وَالْهَرَمِ] "اے اللہ! میں بخیلی اور عاجز کردینے والے بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید میں وارد ﴿وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ (الحدید: ۲۴) "اور وہ لوگوں کو بخیلی کی تلقین کرتے ہیں۔" میں لفظ [بُخْل] "با" کے پیش اور "خا" کے سکون کے ساتھ ہے۔ جبکہ انصار کی لغت میں یہ لفظ "با" اور "خا" دونوں کے زبر کے ساتھ ہے۔ علاوہ ازیں "با" کے زبر اور "خا" کے سکون اور دونوں کے پیش کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ ② [هَرَم] عاجز کردینے والا بڑھاپا کہ انسان از حد عاجز ہو جائے۔ عقل وشعور اور صحت ساتھ چھوڑ جائے اور دوسروں کے لیے بھی بوجھ بن جائے۔

٣٩٧٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: أخبرنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ كَثِيرٍ، عن عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عن أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ: كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ، أَوْ فِي وَفْدِ بَنِي الْمُنْتَفِقِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فقال يَعني النَّبِيَّ ﷺ: «لَا تَحْسِبَنَّ» وَلَمْ يَقُلْ: «لَا تَحْسَبَنَّ».

۳۹۷۳- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی منتفق کا وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا میں اس میں شریک تھا...... اور حدیث بیان کی...... نبی ﷺ نے فرمایا: یہ "مت سمجھنا" (کہ یہ بکری ہم نے تمہاری خاطر ذبح کی ہے) اور حدیث بیان کی۔ اور نبی ﷺ نے [لَا تَحْسِبَنَّ] ("سین" کی زیر سے) فرمایا' (زبر کے ساتھ) [لَا تَحْسَبَنَّ] نہیں فرمایا تھا۔"

٣٩٧٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٥٤٠ مطولاً.

٣٩٧٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٤٢.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطھارة، باب فی الاستنثار، حدیث:۱۴۲ میں گزر چکی ہے اور یہ کلمہ سورۂ آل عمران کی آیت:۱۸۸ میں ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا......﴾ میں دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی سین کے زبر اور زیر کے ساتھ۔

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَحِقَ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فقال: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ، فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰٓ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا﴾ [النساء:٩٤]: تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ.

۳۹۷۴-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی چند بکریاں لیے جا رہا تھا کہ مسلمان اس پر جا پہنچے تو اس نے کہا: ’’السلام علیکم‘‘، مگر مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور ان چند بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ ’’اور جو شخص تمہیں سلام کہے اس کے بارے میں یہ مت کہو کہ تو صاحب ایمان نہیں ہے۔ تم دنیا کی زندگانی کے مال کے متلاشی ہو؟‘‘ اس آیت میں انھی چند بکریوں کی طرف اشارہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس آیت کریمہ میں یہ لفظ [السلام] الف کے ساتھ اور دوسری قراءت میں الف کے بغیر ہے۔ [سَلَمَ] کے معنی ہوں گے کہ ’’جو شخص تمہاری اطاعت کا اظہار کرے اس کے بارے میں یوں مت کہو کہ تو صاحب ایمان نہیں ہے۔‘‘ ② السلام علیکم کا لفظ اسلامی شعار ہے۔ اس کے بولنے پر اسے جھوٹا سمجھ کر قتل کرنا یا اس کو کافر سمجھنا درست نہیں' اِلا یہ کہ ایسا سمجھنے کی واضح دلیل ہو۔

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي الزِّنَادِ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ أبي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ، عن أَبِيهِ، عن خَارِجَةَ بنِ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ، عن

۳۹۷۵-حضرت زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ آیت یوں پڑھا کرتے تھے: (لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرَ أولِى الضَّرَرِ) ’’مومنین میں سے (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے اس حال میں کہ انہیں کوئی عذر ہو اور جہاد پر جانے والے

٣٩٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة النساء، باب: ﴿ولا تقولوا لمن ألقى إليكم السلام لست مؤمنًا﴾ ح:٤٥٩١، ومسلم، التفسير، باب في تفسير آيات متفرقة، ح:٣٠٢٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٣٩٧٥ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح:٢٥٠٧، وأخرجه أحمد: ٥/ ١٩٠ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به.

أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ: (غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ) وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ: كَانَ يَقْرَأُ.

برابر نہیں ہو سکتے۔'' یعنی غَیْرَ کے زبر کے ساتھ۔ سعید (بن منصور) نے [كان يقرأ] کا لفظ نہیں کہا۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں لفظ [غَيْرَ] زبر کے ساتھ اہل حرمین' نافع' ابن عامر اور کسائی کی قراءت ہے اور یہ حال یا مستثنیٰ ہے۔ جبکہ ابن کثیر' ابوعمرو' حمزہ اور عاصم اسے مرفوع پڑھتے ہیں جو کہ قاعدون کی صفت ہے۔ اور ایک قراءت زیر کے ساتھ بھی ہے' مگر شاذ ہے۔ اس صورت میں یہ ''مؤمنین'' کی صفت یا اس سے بدل ہوگا۔

٣٩٧٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قالَا: أخبرنا عَبْدُ الله ابنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنسِ ابنِ مَالِكٍ قال: قَرَأَهَا رَسُولُ الله ﷺ (وَٱلْعَيْنُ بِٱلْعَيْنِ).

٣٩٧٦- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں قراءت کی [وَ الْعَيْنُ بِالْعَيْنِ] (پیش کے ساتھ) یعنی سورۂ مائدہ کی آیت: ۴۵ میں (وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ...... الخ) پڑھا۔

٣٩٧٧- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرني أَبِي: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن أَبِي عَلِيِّ بنِ يَزِيدَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: (وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بالْعَيْنِ).

٣٩٧٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قراءت فرمائی: ﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾ (یعنی أن کو مخفف اور العين کو مرفوع پڑھا۔)

٣٩٧٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا فُضَيْلُ بنُ مَرْزُوقٍ عن عَطِيَّةَ ابنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ قال: قَرَأْتُ عِنْدَ عَبْدِ الله ابنِ عُمَرَ فقال: ﴿ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن

٣٩٧٨- عطیہ بن سعد عوفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر قراءت کی اور یوں پڑھا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ﴾ (ضاد پر فتحہ کے ساتھ) تو انہوں نے فرمایا: (مِنْ ضُعْفٍ) پڑھو۔ (یعنی

٣٩٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ٢٩٢٩ عن محمد بن العلاء به، وقال: "حسن غريب" * الزهري عنعن، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٧٧ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٩٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الروم، ح: ٢٩٣٦ من حديث فضيل بن مرزوق به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد * عطية العوفي ضعيف.

ضَعْفٍ﴾ [فقال: (من ضُعفٍ)] قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ، فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ.

ضاد پر ضمہ ہے) میں نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت اسی طرح پڑھی تھی جیسے کہ تو نے مجھ پر پڑھی ہے تو آپ نے میری گرفت فرمائی جیسے کہ میں نے تمہاری گرفت کی ہے۔

فائدہ: قرآن مجید کے کلمات بلاشبہ عربی زبان کے ہیں اور ان کو ان کے کسی بھی لہجہ میں پڑھنا جائز ہے۔ مگر مطلوب وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے۔

٣٩٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدٌ يَعني ابنَ عَقِيلٍ عن هَارُونَ، عن عَبْدِاللهِ بنِ جَابِرٍ، عن عَطِيَّةَ، عن أبي سَعِيدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ (مِنْ ضُعْفٍ).

٣٩٧٩- جناب عطیہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے (مِنْ ضُعفٍ) نقل کیا ہے۔ (یعنی ضاد پر ضمہ کے ساتھ۔)

٣٩٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَسْلَمَ المِنْقَرِيِّ، عن عَبْدِ اللهِ، عن أبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أَبْزَى قال: قال أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: (بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا).

٣٩٨٠- عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: (بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا) یعنی صیغۂ خطاب کے ساتھ۔ جبکہ ہماری معروف قراءت صیغۂ غائب کے ساتھ "فَلْيَفْرَحُوْا" ہے۔ "کہہ دیجیے کہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ چنانچہ اسی پر تمہیں/انہیں خوش ہونا چاہیے۔"

٣٩٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عن الأَجْلَحِ، : حدَّثني عَبْدُ اللهِ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبْزَى عن أَبِيهِ، عن أُبَيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: (بِفَضْلِ اللهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُونَ).

٣٩٨١- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے قراءت فرمائی: (بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ) یعنی فَلْتَفْرَحُوْا...... اور ...... تَجْمَعُوْنَ...... دونوں صیغۂ خطاب کے ساتھ پڑھے۔ جبکہ حفص کی قراءت میں غیب کے صیغے میں "فَلْيَفْرَحُوْا" اور "يَجْمَعُوْنَ" ہے۔

٣٩٧٩- تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٣٩٨٠- تخريج: [حسن] أخرجه ابن جرير في تفسيره: ١١/ ٨٨ من حديث سفيان به، وانظر الحديث الآتي.

٣٩٨١- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٢٢ من حديث الأجلح به، وعلقه الترمذي، ح: ٣٧٩٣.

٣٩٨٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن شَهْرِ بن حَوْشَبٍ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: «(إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ)».

٣٩٨٢-حضرت اسماء بنت یزید ؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو قراءت کرتے ہوئے سنا: (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ) یعنی "عَمِلَ" فعل ماضی اور "غَيْرَ" مفعول بہ یعنی منصوب۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں جمہور کی قراءت یوں ہے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ یعنی "عَمَلٌ" اِنَّ کی خبر مرفوع۔ اور غیرُ اس کی صفت ہے' لہٰذا وہ بھی مرفوع ہے۔ یہ آیت کریمہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے بارے میں ہے کہ "اس کے عمل صالح نہیں ہیں۔" فعل ماضی میں اس کا ترجمہ ہوگا۔ "اس نے غیر صالح (برے) عمل کیے ہیں۔"

٣٩٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ قال: سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقْرَأُ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾؟ [هود: ٤٦] فقالَتْ: قَرَأَهَا (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ).

٣٩٨٣- جناب شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ ؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ یہ آیت کس طرح پڑھا کرتے تھے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ تو انہوں نے فرمایا: آپ نے اس کو (إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ) پڑھا تھا (یعنی صیغۂ ماضی کے ساتھ)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ وَمُوسَى بنُ خَلَفٍ عن ثَابِتٍ كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں اس روایت کو ہارون نحوی اور موسیٰ بن خلف نے ثابت (بنانی) سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے کہ عبدالعزیز نے کہا ہے۔

٣٩٨٤- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عِيسَى عن حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ

٣٩٨٤- حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا فرماتے تو پہلے اپنے آپ سے ابتدا فرماتے اور کہتے:

٣٩٨٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة هود، ح: ٢٩٣٢ من حديث ثابت البناني به * حماد هو ابن سلمة.

٣٩٨٣- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق * أم سلمة هي أسماء بنت يزيد كما قال المحدث المفسر عبد بن حميد رحمه الله.

٣٩٨٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء أن الداعي يبدأ بنفسه، ح: ٣٣٨٥ من حديث حمزة الزيات به مختصرًا جدًا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٧٤، ورواه مسلم، ح: ٢٣٨٠/ ١٧٢ من حديث أبي إسحاق به مطولاً.

عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ، وَقال: «رَحْمَةُ الله عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى، لَوْ صَبَرَ لَرَأَى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ، وَلَكِنَّهُ قال: (إن سَالتُك عَن شَيء بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِن لَدُنِّي)» طَوَّلَها حَمْزَةُ.

[رحمةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى موسٰى] ''اللہ کی رحمت ہو ہم پر اور موسیٰ پر۔ اگر وہ صبر کر لیتے تو وہ اپنے صاحب (خضر) سے بہت عجائب دیکھتے' لیکن انہوں نے خود ہی کہہ دیا: اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ مت رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذرت کو پہنچ چکے۔'' حمزہ الزیات نے لفظ ''لَدُنِّی'' کو طول دے کر یعنی دال کے ضمہ اور نون کی شد کے ساتھ ثقیل کر کے پڑھا۔ (یہ مضمون سورۂ کہف' آیت: ۷۶ کا ہے۔)

٣٩٨٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ الله الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا أُمَيَّةُ ابنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عن شُعْبَةَ، عن أَبي إِسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَهَا ﴿قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي﴾ [الكهف: ٧٦] وَثَقَّلَهَا.

٣٩٨٥- حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابی بن کعب ؓ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے [قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ] کی قراءت میں ''لَدُنِّی'' کو ثقیل کر کے پڑھا (شد کے ساتھ)

٣٩٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مَسْعُودٍ المِصِّيصِيُّ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دِينَارٍ: حَدَّثَنا سَعْدُ بنُ أَوْسٍ عن مِصْدَعٍ أبي يَحْيَى قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَقْرَأَنِي أُبَيُّ بنُ

٣٩٨٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابی بن کعب ؓ نے مجھے اسی طرح پڑھایا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھایا تھا یعنی ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ (''حا'' پر فتحہ' ''میم'' پر کسرہ اور اس کے بعد ہمزہ۔)

٣٩٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الكهف، ح: ٢٩٣٣ من حديث أمية بن خالد به، وقال: "غريب" * أبو الجارية العبدي قال الترمذي: "مجهول' لا يعرف له اسم".

٣٩٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الكهف، ح: ٢٩٣٤ من حديث محمد بن دينار به، وقال: "غريب" تقدم، ح: ٢٣٨٦ * محمد بن دينار اختلط في آخر عمره.

كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَهُ رَسُولُ الله ﷺ ﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ مُخَفَّفَةً.

فائدہ: ابن عامر، حمزہ، کسائی اور ابوبکر کی قراءت میں یہ لفظ [حامية] وارد ہے۔ [حمئة] کا معنی "کیچڑ" اور [حامية] "گرم" کو کہتے ہیں۔ (مزید دیکھیے آئندہ حدیث: ۴۰۰۲)

٣٩٨٧- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بنُ عَمْرِو النَّمِرِيُّ: أَخْبَرَنَا هَارُونُ: أخبرني أَبَانُ بنُ تَغْلِبَ عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ على أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ بِوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ».

۳۹۸۷- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت کے اعلیٰ درجات کے حامل اہل علیین کا ایک شخص اوپر سے جنتیوں پر جھانکے گا تو جنت اس کے چہرے سے دمک اٹھے گی گویا کوئی چمکتا دمکتا ستارہ ہو۔"

قالَ: وَهَكَذَا جَاءَ الحديثُ (دُرِّيٌّ) مَرْفُوعَةَ الدَّالِ لا تُهْمَزُ، «وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا».

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ حدیث کی روایت ایسے ہی ہے [دُرِّيٌّ] یعنی دال مضموم اور ہمزہ کے بغیر۔ اور ابوبکر اور عمر ؓ یقیناً انہی میں سے ہیں اور بڑی فضیلت والے ہیں۔

فائدہ: سورۂ نور کی آیت کریمہ ﴿كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ﴾ (النور:۳۵) میں یہ لفظ "دُرِّيٌّ" کی معروف قراءت دال کے ضمہ "را" اور "یا" کی شد کے ساتھ ہے۔ جبکہ حمزہ اور ابوبکر اسے دال کے ضمہ اور ہمزہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ابوعمر اور کسائی دال کے کسرہ اور ہمزہ کے ساتھ۔

٣٩٨٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَا: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَني الْحَسَنُ بنُ الْحَكَمِ

۳۹۸۸- حضرت فروہ بن مُسَیك غُطَیفی ؓ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حدیث بیان کی۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا: اے

٣٩٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٧، ٥٠، والترمذي، ح: ٣٦٥٨، وابن ماجه، ح: ٩٦ من حديث عطية العوفي به، وهو ضعيف مدلس، وقال الترمذي: "حسن"، ورواه مجالد عن أبي الوداك عن أبي سعيد به، مجمع الزوائد: ٩/ ٥٤، وللحديث شواهد ضعيفة.

٣٩٨٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة سبأ، ح: ٣٢٢٢ من حديث أبي أسامة به، وقال: "غريب حسن".

النَّخَعِيُّ: حَدَّثَنا أبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عن فَرْوَةَ ابنِ مُسَيْكٍ الْغُطَيْفِيِّ قال: أتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ الحديثَ، فقال رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ الله! أخْبِرْنَا عنْ سَبَإٍ مَا هُوَ؟ أَأَرْضٌ أوِ امْرَأَةٌ؟ قال: «لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلا امْرَأةٍ وَلٰكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشْرَةً مِنَ الْعَرَبِ، فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ». قال عُثْمانُ: الْغَطَفَانِيِّ مَكَانَ الْغُطَيْفِيِّ، وقالَ: حَدَّثَنَا [الْحُسَيْنُ] بنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ.

اللہ کے رسول! آپ ہمیں بتائیں کہ سبأ علاقے کا نام ہے یا عورت کا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ علاقے کا نام ہے نہ کسی عورت کا' بلکہ عرب کا آدمی تھا جس کے دس بیٹے تھے جن میں سے چھ یمن چلے گئے تھے اور چار نے شام میں سکونت اختیار کرلی تھی۔'' عثمان بن ابی شیبہ نے غطیفي کی بجائے غطفانی کہا اور سند میں ''حدثنا الحسين بن الحكم النخعی'' کہا۔

۳۹۸۹- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ وَإسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ أبُو مَعْمَرٍ الْهُذَلِيُّ عن سُفْيَانَ، عن عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ إسْمَاعِيلُ: عن أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ الْوَحْيِ قال: فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ﴾.

۳۹۸۹-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وحی والی حدیث بیان کی اور کہا کہ اسی سلسلے میں اللہ کا یہ فرمان ہے: ﴿حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ﴾ ''حتی کہ جب ان فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے۔''

فائدہ: لفظ [فزع] ف کے ضمہ' زا مشدد کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ جبکہ ایک قراءت میں [فرغ] مروی ہے۔ (یعنی ''ر'' غیر منقوط اور ''غ'' منقوط کے ساتھ۔) ابن عامر اور یعقوب کی قراءت میں (ز منقوط کے ساتھ) [فَزَعَ] بصیغہ ماضی آیا ہے۔

۳۹۹۰- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حدثنا إسْحَاقُ بنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قال: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَذْكُرُ عن

۳۹۹۰-ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی قراءت تھی ﴿بَلَىٰ قَدْ جَآءَتْكِ ءَايَٰتِى فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنتِ مِنَ

۳۹۸۹ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة سبأ، باب: ﴿حتى إذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال...﴾ الخ'، ح: ٤٨٠٠ـ٤٧٠١ من حديث سفيان بن عيينة به * عمرو هو ابن دينار.

۳۹۹۰ـ تخريج: [إسناده ضعيف].

الرَّبِيعِ بنِ أنسٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ: (بَلَى قَدْ جَاءَتْكِ آياتي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكافِرِينَ).

﴿الْكافِرِينَ﴾(الزمر:٥٩) (یعنی واحد مؤنث مخاطب کے صیغوں میں "کاف" اور "تا" کے کسرہ کے ساتھ۔)

قالَ أبو دَاوُدَ: هٰذَا مُرْسَلٌ، الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث مرسل ہے۔ ربیع (بن انس) نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا۔

فائدہ: روایت ضعیف الاسناد ہے۔ جمہور کی معروف روایت مذکر کے صیغوں کے ساتھ ہے جن قراء نے مؤنث کے صیغوں کے ساتھ پڑھا ہے وہ بلحاظ لفظ [نفس] ہے جو مؤنث سماعی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی ہیں: "ہاں کیوں نہیں۔ بلاشبہ تیرے پاس میری آیات آئیں تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافر تھا۔"

٣٩٩١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ مُوسَى النَّحْوِيُّ عن بُدَيْلِ ابنِ مَيْسَرَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ شَقِيقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقْرَؤُهَا: (فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ).

٣٩٩١- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا: ﴿فَرُوحٌ وَّرَيْحَانٌ﴾(الواقعة:٨٩) یعنی لفظ روح میں "را" کے ضمہ کے ساتھ۔)

فائدہ: جمہور کی معروف قراءت "را" کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی "راحت اور آرام" کیے جاتے ہیں۔ اگر [رُوحٌ] "را" کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہوں گے: "اس کی روح پھولوں اور نعمتوں میں ہوگی۔" یا "اس کے لیے رحمت، زندگی اور بقا ہوگی اور نعمتیں ہوں گی۔"

٣٩٩٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن عَمْرٍو، عن عَطَاءٍ، قال ابنُ حَنْبَلٍ: يَعني

٣٩٩٢- جناب صفوان بن یعلیٰ اپنے والد یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ منبر پر کھڑے پڑھ رہے تھے: ﴿ وَنَادَوْا

٣٩٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القراءات، باب من سورة الواقعة، ح:٢٩٣٨ من حديث هارون بن موسى به، وقال: "حسن غريب".

٣٩٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة حٰمٓ الزخرف، باب قوله: ﴿ونادوا يامالك ليقض علينا ربك قال إنكم ماكثون﴾، ح:٤٨١٩، ومسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح:٨٧١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٢٢٣.

عن عَطَاءٍ، قال ابنُ حَنبَلٍ: لَمْ أَفْهَمْ جَيِّدًا - عن صَفْوانَ - قال ابنُ عَبْدَةَ: ابْنِ يَعْلَى عن أبِيهِ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ يَقْرَأُ: ﴿وَنَادَوْا يَـٰمَـٰلِكُ﴾ [الزخرف: ٧٧].

يَا مَالِكُ﴾ "جہنمی پکاریں گے اے مالک! (داروغۂ جہنم ؑ")

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعني بِلَا تَرْخِيمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مقصد ہے کہ ترخیم کے بغیر پڑھا۔ (یعنی اسے مختصر کر کے "یَا مَالِ" نہیں پڑھا)

فائدہ: تفسیر روح المعانی (۱۵۸/۱۴) میں ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابن وثاب اور اعمش کی قراءت میں یہ لفظ ترخیم کے ساتھ "یَا مَالِ" پڑھا گیا ہے۔

٣٩٩٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عن أبي إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ، عن عَبْدِ الله قال: أَقْرَأَنِي رَسُولُ الله ﷺ: (إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ).

۳۹۹۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھایا ہے (إِنِّیُ أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْن) "بلاشبہ میں ہی رزق دینے والا، قوت والا اور زور آور ہوں۔"

فائدہ: سورۃ الذاریات کی آیت کریمہ: ۵۸ میں جمہور کی قراءت میں "اِنِّیُ اَنَا" کی جگہ: "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ......" ہے۔

٣٩٩٤- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَبْدِ الله: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُهَا ﴿فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ [القمر: ١٧] يَعني مُثَقَّلًا.

۳۹۹۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے: ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ یعنی شدّ کے ساتھ۔ "بھلا کوئی ہے جو نصیحت پکڑے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَضْمُومَةَ المِيمِ مَفْتُوحَةَ الدَّالِ مَكْسُورَةَ الْكَافِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ لفظ میم کے ضمہ، دال کے فتحہ اور کاف کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

٣٩٩٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، القراءات، باب ومن سورة الذاريات، ح: ٢٩٤٠ من حديث إسرائيل به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث طرق عند ابن حبان، ح: ١٧٦٢ وغيره.

٣٩٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة اقتربت الساعة، باب ﴿تجرى بأعيننا جزاء لمن كان كفر﴾ ح: ٤٨٦٩ عن حفص بن عمر، ومسلم، صلوة المسافرين، باب ما يتعلق بالقراءات، ح: ٨٢٣ من حديث شعبة به.

۳۹۹۵- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الذِّمَارِيُّ: حَدَّثنا سُفْيَانُ: حدَّثني مُحمَّدُ ابنُ المُنْكَدِرِ عن جَابِرٍ قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ (أَيَحْسِبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ)

۳۹۹۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ پڑھ رہے تھے: ﴿اَیَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ﴾ (الهمزة:۳) (یعنی شروع میں ہمزۂ استفہام کے ساتھ۔)

ملحوظہ: جمہور کی روایت میں ہمزہ کے بغیر ہے اور [یحسب] کا لفظ شامی' حمزہ اور عاصم کی قراءت میں سین کے فتحہ کے ساتھ اور دوسروں کے ہاں کسرہ کے ساتھ ہے۔ معنی آیت: ''کیا وہ سمجھتا ہے کہ بے شک اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ رکھے گا؟''

۳۹۹۶- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن خَالِدٍ، عن أَبِي قِلَابَةَ عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ الله ﷺ: (فَيَوْمَئِذٍ لا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ).

۳۹۹۶- جناب ابوقلابہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا تھا: (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذَّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَلَا يُوْثَقُ وَ ثَاقَهٗٓ اَحَدٌ) (الفجر: ۲۵-۲۶) یعنی (يُعَذَّبُ) اور (يُوْثَقُ) مجہول صیغوں کے ساتھ۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: بَعْضُهُمْ أَدْخَلَ بَيْنَ خَالِدٍ وَأَبي قِلَابَةَ رَجُلًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک راوی کا اضافہ کیا ہے۔

۳۹۹۷- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ قال: أَنْبَأَنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ: (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ)

۳۹۹۷- جناب ابوقلابہ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس کو نبی ﷺ نے پڑھایا تھا۔ یا کہا...... مجھے اس شخص نے پڑھایا جس کو اس شخص نے پڑھایا جسے نبی ﷺ نے پڑھایا تھا: (فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذَّبُ) (ذال کے زبر' یعنی مجہول صیغے کے ساتھ۔)

۳۹۹۵ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۱۱٦۹۸ من حديث عبدالملك الذماري به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۷۳، والحاكم: ۲/ ۲٥٦، وتعقبه الذهبي، والصواب أنه حسن.

۳۹۹٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ۷۱ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۲/۲٥٥، وقال: "والصحابي الذي لم يسمه في إسناده قد سماه غيره: مالك بن الحويرث"، ووافقه الذهبي.

۳۹۹۷ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

[قال أبو داوُد: قَرَأَ عَاصِمٌ وَالأَعْمَشُ وَطَلْحَةُ بنُ مُصَرِّفٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ يَزِيدُ بنُ الْقَعْقَاعِ وَشَيْبَةُ بنُ نِصَاحٍ وَنَافِعُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ الله بنُ كَثِيرٍ الدَّارِيُّ وأَبُو عَمْرِو بنُ الْعَلَاءِ وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجُ وَقَتَادَةُ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَمُجَاهِدٌ وَحُمَيْدٌ الأَعْرَجُ وَعَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أبي بَكْرٍ: (لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ) إلَّا الحديثَ المَرْفُوعَ فإنَّهُ يُعَذَّبُ بالْفَتْحِ].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم' اعمش' طلحہ بن مصرف' ابوجعفر یزید بن قعقاع' شیبہ بن نصاح۔ نافع بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن کثیر داری' ابوعمرو بن العلاء' حمزہ زیات' عبدالرحمٰن اعرج' قتادہ' حسن بصری' مجاہد' حمید اعرج' عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر یہ سبھی حضرات ﴿لَا يُعَذِّبُ وَلَا يُوثِقُ﴾ پڑھتے ہیں (''ذال'' اور ''ثا'' کے کسرہ' یعنی معروف صیغے کے ساتھ۔) مگر مرفوع حدیث میں (يُعَذَّبُ) ''ذال'' کے فتحہ کے ساتھ مروی ہے۔

٣٩٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ العَلَاءِ أَنَّ مُحمَّدَ بنَ أبي عُبَيْدَةَ حَدَّثَهُمْ قال: حَدَّثَنا أَبِي عن الأَعمَشِ، عن سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: حَدَّثَ رَسُولُ الله ﷺ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فقَالَ: «جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ».

٣٩٩٨- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث بیان فرمائی۔ اس میں جبریل اور میکال کا ذکر تھا تو آپ نے (ان کے تلفظ میں) ''جبرائل اور میکائل فرمایا۔''

٣٩٩٩- حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يعني ابنَ عُمَرَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ خَازِمٍ قال: ذُكِرَ كَيْفَ قِرَاءَةُ جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ عِنْدَ الأعمَشِ، فحدَّثنا الأَعمَشُ عن سَعْدٍ الطَّائِيِّ، عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ صَاحِبَ

٣٩٩٩- محمد بن خازم نے بیان کیا کہ جناب اعمش کی مجلس میں جبرائل اور میکائل کے تلفظ کی بحث چل پڑی تو اعمش نے بسند سعد طائی' عطیہ عوفی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صور پھونکنے والے فرشتے (اسرافیل) کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس کی دائیں جانب ''جبرائل'' اور

٣٩٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٩ من حديث الأعمش به ❊ عطيّة العوفيّ ضعيف.

٣٩٩٩ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٣/ ٩ عن أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به.

الصُّورِ فقالَ: عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِلُ».

اس کی بائیں جانب "میکائل" ہیں۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال خَلَفٌ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرْفَعِ الْقَلَمَ عن كِتَابَةِ الْحُرُوفِ ما أَعْيَانِي شَيْءٌ ما أَعْيَانِي جِبْرِيلُ وَمِيكَائِلُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ خلف کہتے ہیں: چالیس سال ہونے کو آئے ہیں کہ میں نے لکھنے سے قلم نہیں اٹھایا ہے مگر مجھے جو الجھن "جبریل اور میکائل" کے ضبط میں ہوئی ہے کسی اور کلمہ میں نہیں ہوئی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ جبریل کے تلفظ میں نو لغات ہیں: ① ② جبریل: جیم کی زیر اور زبر کے ساتھ۔ ③ جبرئل: جیم پر زبر، ہمزہ کی زیر اور لام مشدد۔ ④ جبرائل: را کے بعد الف۔ ⑤ جبرائیل: الف کے بعد دو "یا" ⑥ جبرئیل: را کے بعد ہمزہ اور یا۔ ⑦ جبرئل: جیم اور را کی زبر، ہمزہ کی زیر اور لام مخفف۔ ⑧ ⑨ جبرین: جیم پر زبر اور زیر اور آخر میں نون۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تهذيب الأسماء واللغات' للنووی)

٤٠٠٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، قال مَعْمَرٌ: وَرُبَّمَا ذَكَرَ ابنَ الْمُسَيَّبِ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ يَقْرَؤُنَ ﴿مَٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ﴾ [الفاتحة: ٤]، وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا (مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ) مَرْوَانُ.

۴۰۰۰- جناب زہری رحمہ اللہ بسا اوقات ابن مسیب سے روایت کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھا کرتے تھے (سورۂ فاتحہ میں، مالك بروزن فاعل۔) اور مروان سب سے پہلا شخص ہے جس نے یہ (مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْن) پڑھا۔ (الف کے بغیر بروزن فَعِل۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عن أَنسٍ، وَ[مِنَ] الزُّهْرِيِّ عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ سند زہری عن انس اور زہری عن سالم عن ابیہ کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ "مالك" کا معنی صاحب ملکیت اور "ملك" کا معنی بادشاہ ہے۔

٤٠٠١- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ يَحْيَى

۴۰۰۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ

٤٠٠٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ٢٩٢٨ من حديث عبدالرزاق به معلقًا، وعنده الزهري عن أنس * الزهري عنعن.

٤٠٠١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القراءات، باب في فاتحة الكتاب، ح: ٢٩٢٧ من حديث ◀◀

الأُمَوِيُّ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن عَبْدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ أنَّهَا ذَكَرَتْ أو كَلِمَةً غيرَهَا، قِرَاءَةَ رَسُولِ الله ﷺ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً.

ﷺ کی قراءت کا ذکر کیا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ.﴾ آپ اپنی قراءت میں ایک ایک لفظ علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَسَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: الْقِرَاءَةُ الْقَدِيمَةُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ [الفاتحة: ٤].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا' وہ فرماتے تھے: قدیم قراءت (سلف کی قراءت) ﴿مالك يوم الدين﴾ ہی ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم معناً صحیح ہے' کیونکہ دیگر صحیح احادیث میں یہی چیز بیان ہوئی ہے کہ قرآن مجید کی قراءت میں چاہیے کہ ہر ہر آیت پر وقف کیا جائے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ انتہائی تیز پڑھنا اور آیات پر وقف نہ کرنا مسنون طریقے کے خلاف ہے۔

٤٠٠٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَعُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ، عن إبراهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أبِيهِ، عن أبي ذَرٍّ قال: كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فقالَ: «هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ هٰذِهِ؟» قُلْتُ: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قالَ: «فإنَّهَا تَغْرُبُ في عَيْنٍ حَامِيَةٍ».

۴۰۰۲- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا جبکہ آپ گدھے پر سوار تھے اور سورج غروب ہونے والا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں غروب ہوتا ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: [فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَامِيَةٍ] ''یہ ایک گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے۔''

◄◄ يحيى بن سعيد بن أبان الأموي به، وقال: "غريب، وليس إسناده بمتصل"، وللحديث شواهد، وحديث أحمد: ٢٨٨/٦ يغني عنه، وليس فيه "بسم الله".

٤٠٠٢ــ تخريج: أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة الشمس والقمر، ح: ٣١٩٩، ح: ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ومسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٩ من حديث إبراهيم التيمي به.

فائدہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور سورۂ کہف آیت:٨٦ میں مذکور [عَيْنٍ حَمِئَةٍ] کی دوسری قراءت [عَيْنٍ حَامِيَةٍ] ہے۔ (دیکھیے گزشتہ روایت:٣٩٨٦)

٤٠٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيجٍ: أخبرني عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ أَنَّ مَوْلًى لِابْنِ الْأَسْقَعِ، رَجُلَ صِدْقٍ، أَخْبَرَهُ عن ابنِ الأسْقَعِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُمْ في صُفَّةِ الْمُهَاجِرِينَ، فَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ: أَيُّ آيَةٍ في الْقُرْآنِ أَعْظَمُ؟ قال النَّبِيُّ ﷺ: ﴿ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ﴾ [البقرة: ٢٥٥].

٤٠٠٣- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور چبوترے پر تشریف لائے جو مہاجرین کے لیے مخصوص تھا' تو ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿الله لا إله إلا هو الحى القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم﴾ (یعنی آیت الکرسی)

فوائد و مسائل: ① آیت الکرسی اپنی فضیلت اور تاثیر کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے ورنہ طوالت میں آیت مُدَايَنَه ﴿ياايها الذين آمنوا اذا تداينتم بدين......﴾ (البقرة : ٢٨٢) اس سے زیادہ لمبی ہے۔ ② قرآن مجید سارا ہی اللہ عزوجل کی جانب سے ہے مگر مضامین کے اعتبار سے بعض آیات کو دوسری پر فضیلت حاصل ہے۔ ③ لفظ [القَيّوم] میں دوسری قراءت [القَيّام] اور [القَيِّم] بھی منقول ہے۔

٤٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ الله بْنُ عَمْرِو بن أَبِي الحَجَّاجِ المِنْقَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن الأعمَشِ، عن شَقِيقٍ، عن ابنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَرَأَ: ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ [يوسف: ٢٣] فقالَ شَقِيقٌ: إِنَّا نَقْرَؤُهَا (هِيتُ لَكَ) يَعني فقالَ ابنُ مَسْعُودٍ:

٤٠٠٤- جناب شقیق سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا: ﴿هَيتَ لك﴾ ("ها" پر زبر کے ساتھ) شقیق نے کہا ہم اسے (هِيتُ لك) پڑھتے ہیں (یعنی "ها" کے نیچے زیر کے ساتھ) تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے مجھے پڑھایا گیا اسی طرح پڑھنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

٤٠٠٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني من حديث ابن جريج به، (تفسير ابن كثير: ١/ ٤٥١)، وسنده ضعيف، وله شاهد تقدم، ح: ١٤٦٠.

٤٠٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة يوسف، باب قوله: ﴿وراودته التي هو في بيتها عن نفسه...﴾ الخ، ح: ٤٦٩٢ من حديث الأعمش به.

أَقْرَؤُهَا كما عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ .

فائدہ: سورۂ یوسف کی آیت:۲۳ میں مذکورہ بالا کلمے کی یہ دو قراءتیں وارد ہیں۔ جمہور کی قراءت ﴿هَيْتَ لك﴾ "ھا" پر زبر کے ساتھ ہے اور یہ عزیز مصر کی بیوی کا بول ہے جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا معنی: "لو آ جاؤ۔"

٤٠٠٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الْأَعْمَشِ، عن شَقِيقٍ قال: قِيلَ لِعَبْدِ الله: إِنَّ أُنَاسًا يَقْرَؤُنَ هٰذِهِ الآيَةَ: (وقالت هِيتُ لَكَ) فقال: إِنِّي أَقْرَأُ كما عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ ﴿وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ .

۴۰۰۵- جناب شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ لوگ یہ آیت کریمہ ﴿وقالت هِيتُ لَكَ﴾ پڑھتے ہیں (یعنی "ھا" کی زیر کے ساتھ) تو انہوں نے کہا: بلاشبہ مجھے اسی طرح پڑھنا زیادہ محبوب ہے جیسے کہ مجھے سکھایا گیا ہے ﴿وَقَالَتْ هَيتَ لَكَ﴾ (یعنی "ھا" پر زبر کے ساتھ)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معلم خود رسول اللہ ﷺ تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسی بے مثل اطاعت کی بنا پر ہی اللہ عزوجل کی طرف سے انہیں "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ" کا لقب ملا ہے۔

٤٠٠٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قالَ: حَدَّثَنا؛ ح: وحدثنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا هِشَامُ ابنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قال الله لِبَنِي إسْرَائِيلَ: (ٱدْخُلوا ٱلْبَابَ سُجَّدًا وَقولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ)»

۴۰۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے بنو اسرائیل سے فرمایا: ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَ قُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾ (البقرة:۵۸) یعنی تُغْفَر "تا" کے ضمہ سے بصیغہ واحد مؤنث غائب مجہول۔

فائدہ: جمہور کی معروف قراءت [نَغْفِرْ لَكُمْ] ہے (یعنی "نون" کے فتحہ سے بصیغہ جمع متکلم۔) اس صورت میں معنی ہوں گے۔ "سجدہ کرتے ہوئے دروازے میں داخل ہو جاؤ اور لفظ [حِطَّةٌ] پکارتے جاؤ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔"

٤٠٠٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٠٦ـ تخريج: [صحيح] * سنده حسن، وله شاهد في صحيفة همام، ح:١١٦، ومن طريقه أخرجه البخاري، ح:٣٤٠٣، ومسلم، ح:٣٠١٥.

٤٠٠٧- حَدَّثَنا جعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي فُدَيْكٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ بإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

۴۰۰۷-جعفر بن مسافر نے ابن ابی فدیک سے انہوں نے ہشام بن سعد سے انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کیا۔

٤٠٠٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: نَزَلَ الْوَحْيُ عَلى رَسُولِ الله ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْنَا: ﴿سُورَةٌ أَنزَلْنَٰهَا وَفَرَضْنَٰهَا﴾ [النور: ١].

۴۰۰۸-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے ہمیں یہ آیات پڑھ کر سنائیں ﴿سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَ فَرَضْنَاهَا﴾

- قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْني مُخَفَّفَةً - حَتَّى أَتَى عَلَى هذِهِ الآيَاتِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ آپ نے (فَرَضْنَاهَا کا کلمہ "را" کی) تخفیف سے پڑھا حتی کہ ان آیات پر پہنچے (جن میں سیدہ عائشہ طیبہ کی براءت کا مضمون ہے۔)

فائدہ: یہ آیت سورۂ نور کی ابتدا میں ہے' اس میں "فَرَضْنَاهَا" جمہور کی معروف قراءت ہے اور معنی ہیں: "ہم نے اسے فرض کیا ہے۔" جبکہ ابن کثیر اور ابو عمرو کی قراءت میں "را" کی تشدید کے ساتھ [فَرَّضْنَاهَا] ہے اور مفہوم ہے: "ہم نے اسے خوب واضح اور مفصل بیان کیا ہے۔"

٤٠٠٧ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٤٠٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٤٧٣٥.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣٠) - كِتَابُ الْحَمَّامِ (التحفة ٢٥)

حمامات (اجتماعی غسل خانوں) سے متعلق مسائل

فائدہ: پہلے زمانے میں شہروں میں' بالخصوص مشرق وسطیٰ میں مخصوص انداز سے اجتماعی غسل خانے بنائے جاتے تھے جہاں موسم کے مطابق پانی وغیرہ مہیا ہوتا تھا اور بعض ایسی بیماریاں جو مالش اور غسل سے قابل علاج ہوتیں' ان کا علاج بھی کیا جاتا تھا۔ ان میں مرد عورتیں سبھی آتے تھے اور پردے کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ اسلام نے مرد وزن کے اختلاط اور بے پردگی کو حرام قرار دیا اور ان اجتماعی غسل خانوں کی بابت بھی اصلاحی ہدایات بیان فرمائیں۔ ذیل کے ابواب اور احادیث کا تعلق انہی اصلاحات سے ہے۔

(المعجم ١) [بَابُ الدُّخُولِ فِي الْحَمَّامِ] (التحفة ١)

باب:۱- حمام میں جانے کا بیان

٤٠٠٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن أَبِي عُذْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ.

۴۰۰۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمامات (اجتماعی اور عوامی غسل خانوں) میں جانے سے منع فرمایا۔ مگر بعد میں مردوں کو اجازت دے دی کہ چادر باندھ کر جا سکتے ہیں۔ (دوسروں کے سامنے عریاں نہ ہوں۔)

٤٠١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ:

۴۰۱۰- جناب ابوملیح (عامر بن اسامہ ؓ) سے

٤٠٠٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، ح:٢٨٠٢، وابن ماجه، ح:٣٧٤٩ من حديث حماد بن سلمة به، وقال الترمذي: "وإسناده ليس بذاك القائم"؟ * أبوعذرة حسن الحديث، والسند قائم، والحمد لله.

٤٠١٠_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في دخول الحمام، ح:٢٨٠٣ من حديث شعبة به، وقال: "حسن"، ورواه ابن ماجه، ح:٣٧٥٠.

حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، جَميعًا عن مَنْصُورٍ، عن سَالِمِ بنِ أَبي الْجَعْدِ، قال ابنُ الْمُثَنَّى: عن أَبِي الْمَلِيحِ قال: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّام عَلَى عَائِشَةَ فقالَتْ: مِمَّنْ أَنْتُنَّ؟ قُلْنَ: مِنْ أَهْلِ الشَّامِ. قالتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ؟ قُلْنَ: نَعَمْ. قَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا في غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الله».

روایت ہے کہ شام کی کچھ عورتیں سیدہ عائشہ ؓ کے پاس آئیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم اہل شام میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا: شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں حمامات میں جاتی ہیں؟ عورتوں نے کہا: ہاں! تو سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: آگاہ رہو! بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جو کوئی عورت اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور اپنے کپڑے اتارتی ہے وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین جو (عزت و کرامت کا) پردہ ہے اس کو پھاڑ دیتی ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ، وَهُوَ أَتَمُّ، وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا المَلِيحِ، قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ جریر کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ مگر جریر نے ابوملیح [قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ] کا ذکر نہیں کیا۔ (مرسل بیان کیا)

فوائد و مسائل: ① مسلمان عورت کا اپنے گھر سے باہر پردے کے بارے میں غفلت برتنا حرام ہے اسی لیے ان کا عوامی غسل خانوں میں جانا حرام ہے۔ اسی پر موجودہ دور کی ایک مصیبت اور فتنہ ''بیوٹی پارلروں'' کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ② عورت اور اللہ کے مابین پردہ پھٹ جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و کرامت کو از خود داؤ پر لگا دیتی ہے اور رسوا و ذلیل ہونے سے کسی طرح نہیں بچ سکتی۔

٤٠١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ زِيَادِ ابنِ أَنْعُمٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ رَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ،

۴۰۱۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تمہارے لیے عجم کے علاقے فتح ہوں گے اور تم وہاں ایسے گھروندے پاؤ گے جنہیں ''حمامات'' کہا جاتا ہوگا۔ تو مرد ان میں ہرگز نہ جائیں الا یہ کہ چادریں باندھ کر (باپردہ ہوکر جائیں)

٤٠١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب دخول الحمام، ح:٣٧٤٨ من حديث عبدالرحمٰن بن زياد الإفريقي به، وهو ضعيف، تقدم، ح: ٢٧٠٦٢ وعبدالرحمن بن رافع ضعيف.

وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الحَمَّامَاتُ، فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالأُزُرِ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ».

اور عورتوں کو ان سے منع کرنا سوائے اس کے کہ کوئی بیمار ہو یا نفاس میں ہو۔"

(المعجم . . .) - **باب النَّهْيِ عَنِ التَّعَرِّي** (التحفة ٢)

باب:...... عریاں اور برہنہ ہونا حرام ہے

٤٠١٢ - **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدِ بنِ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ الْعَرْزَمِيِّ، عن عَطَاءٍ، عن يَعْلَى: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعِدَ المِنْبَرَ فَحَمِدَ الله وَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ، ثُمَّ قال: «إِنَّ الله حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُم فَلْيَسْتَتِرْ».

۴۰۱۲- حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک کھلی جگہ میں کپڑا باندھے بغیر نہار ہا تھا تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی' پھر فرمایا: "اللہ عزوجل انتہائی حیا والا اور پردہ پوش ہے' حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے' سو تم میں سے جب کوئی غسل کرنے لگے' تو پردہ کر لے۔"

فوائد ومسائل: ① کھلی جگہ میں بے لباس ہو کر غسل کرنا حرام ہے۔ واجب ہے کہ کپڑا باندھ کر نہائے۔ حتی کہ میت کو عریاں کرنا بھی جائز نہیں۔ ② داعی حضرات پر واجب ہے کہ جب لوگوں میں اور معاشرے میں کوئی خلاف شرع بات دیکھیں تو اس پر لوگوں کو متنبہ کریں۔ ③ اللہ عزوجل کے اسمائے حسنٰی وصفات علیا میں سے ایک "سِتّیر" بھی ہے۔ (س کی زیر اور ت کی شد کے ساتھ۔) یعنی "بندوں کے عیوب کی بہت زیادہ پردہ پوشی کرنے والا۔"

٤٠١٣ - **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ أَبي خَلَفٍ: حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ عَيَّاشٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن عَطَاءٍ، عن صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذا الحديث.

۴۰۱۳- صفوان بن یعلی اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

٤٠١٢ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الغسل، باب الاستتار عند الغسل، ح: ٤٠٦ من حديث عبدالله بن محمد بن نفيل به، وانظر الحديث الآتي * عطاء ويعلى بن أمية بينهما صفوان بن يعلى كما تقدم، ح: ١٨١٩.

٤٠١٣ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه النسائي، الغسل، باب الاستتار عند الغسل، ح: ٤٠٧ من حديث الأسود بن عامر به، ورواه أسباط بن محمد عن عبدالملك بن أبي سليمان به، (النكت الظراف: ٩/ ١١٥).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الأَوَّلُ أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: پہلی روایت زیادہ کامل ہے۔

٤٠١٤- حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي النَّضْرِ، عن زُرْعَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جَرْهَدٍ، عن أبِيهِ قال: كَانَ جَرْهَدٌ هٰذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، أَنَّه قال: جَلَسَ رَسُولُ الله ﷺ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فقالَ: «أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ؟».

۴۰۱۴- جناب زرعہ اپنے والد عبدالرحمٰن بن جرہد سے روایت کرتے ہیں اور یہ جرہد رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں بیٹھے ہوئے تھے اور میری ران ننگی ہو رہی تھی' تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران قابل ستر ہوتی ہے۔'' (یعنی اسے چھپانا چاہیے۔)

فائدہ: مرد کی ران ستر میں شامل ہے' اس لیے چاہیے کہ کھیل وغیرہ میں لمبا جانگیا پہنا جائے۔ اسی طرح تنگ اور جسم پر فٹ لباس یا جس سے جسم جھلکتا ہو' بھی جائز نہیں۔

٤٠١٥- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قال: أُخْبِرْتُ عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ».

۴۰۱۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اپنی ران کو ننگا مت کر اور کسی دوسرے کی ران کو مت دیکھ' زندہ ہو یا مردہ۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذا الحديثُ فِيهِ نَكَارَةٌ.

امام ابوداود فرماتے ہیں اس حدیث میں ضعف ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ عذر شرعی کے بغیر ران ننگی کرنا یا کسی کی ران دیکھنا جائز نہیں۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي التَّعَرِّي (التحفة ٣)

باب:۲- عریاں ہونے کا مسئلہ

٤٠١٦- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ:

۴۰۱۶- حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں

٤٠١٤ـ تخريج: [حسن] وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح:٢٧٩٧ وغيره، وصححه ابن حبان، ح:٣٥٣، وعلقه البخاري قبل، ح:٣٧١.

٤٠١٥ـ تخريج: [ضعيف جدًا] تقدم، ح:٣١٤٠، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٨ من حديث أبي داود به، والحديث السابق يغني عنه.

٤٠١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب الاعتناء بحفظ العورة، ح:٣٤١ من حديث يحيى بن سعيد بن أبان◀◀

حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ عن عُثْمانَ ابنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ قال: حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي، يعني ثَوْبِي، فَقَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلا تَمْشُوا عُرَاةً».

(ایک بار) ایک بھاری پتھر اٹھائے چلا جا رہا تھا کہ میرا کپڑا گر گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے اوپر کپڑا لے لو اور برہنہ ہو کر مت چلو۔''

٤٠١٧- حَدَّثنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا أبِي؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى نَحْوَهُ عن بَهْزِ بن حَكِيمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي وَمَا نَذَرُ؟ قال: «احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ». قال: قُلْتُ: يَارَسُولَ الله! إذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ في بَعْضٍ؟ قال: «إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا». قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! إذَا كانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قال: «الله أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ».

۴۰۱۷- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ دادا (معاویہ بن حیدہ) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ہمارے ستروں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں' کیا اختیار کریں اور کیا چھوڑیں؟ (یعنی کس سے چھپائیں اور کس سے نہ چھپائیں؟) آپ نے فرمایا: ''اپنی شرمگاہ (اور ستر) کی حفاظت کرو' صرف بیوی یا لونڈی سے اجازت ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب لوگ آپس میں ملے جلے بیٹھے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے کوئی تیرا ستر ہرگز نہ دیکھے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے جب کوئی اکیلا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کی نسبت اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔''

فائدہ: تنہائی میں بھی بلا وجہ ننگا ہو بیٹھنا ناجائز ہے اور تعجب ہے کہ ہمارے ہاں کے جاہل اور بدعتی و مشرک لوگ ننگ دھڑنگ بے دین اور بے شعور لوگوں کو ولی اللہ سمجھتے ہیں۔ فَإِنَّا لله وَ إِنَّا إليه راجعون.

٤٠١٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ

۴۰۱۸- جناب عبدالرحمٰن بن ابو سعید خدری اپنے

◄◄ الأموي به.

٤٠١٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في حفظ العورة، ح:٢٧٩٤ من حديث بهز بن حكيم به، وقال: "حسن"، وعلقه البخاري قبل، ح:٢٧٨، ورواه ابن ماجه، ح:١٩٢٠.

٤٠١٨_ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح:٣٣٨ من حديث ابن أبي فديك به.

إبراهِيمَ: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن الضَّحَّاكِ بنِ عُثْمانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إلٰى عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَلا المَرْأَةُ إلٰى عُرْيَةِ المَرْأَةِ، وَلا يُفْضِي الرَّجُلُ إلَى الرَّجُلِ في ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إلَى الْمَرْأَةِ في ثَوْبٍ».

والد حضرت ابوسعید خدری ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کا ستر دیکھے۔ نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

فوائد و مسائل: ① بلا ضرورت شرعی کسی مرد کو دوسرے مرد کا اور کسی عورت کو دوسری عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح کسی مرد کا اجنبی عورت کو یا کسی عورت کا اجنبی مرد کے ستر کو دیکھنا اور بھی زیادہ حرام اور قبیح ہے۔ ② بلا ضرورت دو مردوں یا دو عورتوں کا ایک کپڑے میں لیٹنا جائز نہیں' خواہ کپڑے بھی پہنے ہوئے ہوں۔ حتی کہ بچے جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں علیحدہ لٹانے اور سلانے کا حکم ہے' بستر یا چارپائیاں کم ہوں تو ان کا ازالہ کیا جائے۔

٤٠١٩- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا ابنُ عُلَيَّةَ عن الْجُرَيْرِيِّ، وحَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ قالَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي نَضْرَةَ، عن رَجُلٍ مِنَ الطُّفَاوَةِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إلٰى رَجُلٍ، وَلا امْرَأَةٌ إلٰى امْرَأَةٍ، إلَّا إلٰى وَلَدٍ أوْ وَالِدٍ». قال: وَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا.

۴۰۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ یا کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ہرگز نہ لیٹے' مگر بیٹا یا باپ ہو تو جائز ہے۔'' راوی نے کہا کہ تیسری بات بھی ذکر کی تھی جو میں بھول گیا۔

٤٠١٩- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢١٧٤.

لباس کی اہمیت اور احکام و مسائل

اسلام شرم و حیا اور عفت و عصمت کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ شرم و حیا کی حفاظت کے لیے اسلام نے نظام ستر و حجاب انسانیت کو دیا ہے، لباس جہاں زیب و زینت کا باعث ہے وہاں شرم و حیا کی حفاظت میں مؤثر ترین ہتھیار بھی ہے، لہٰذا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو ان مقاصد کے حصول کے لیے لباس پہننے کا حکم دیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (الأعراف:۳۱) ''اے اولاد آدم! تم ہر نماز کے وقت اپنی زینت اختیار کرو۔'' اس لیے ہر وہ لباس جو شرم و حیا کی ضمانت فراہم کرے اور حسن و جمال کا باعث بنے اس کو پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان دو خوبیوں والے لباس کی بدولت مسلم امت دوسرے لوگوں پر ممتاز دکھائی دیتی ہے۔ دوسری کوئی بھی تہذیب یا مذہب اسلامی نظام حیا اور لباس جیسا منفرد اور اعلیٰ نظام پیش کرنے سے قاصر ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (الأعراف:۲۶) ''اے بنی آدم! بے شک ہم نے تمہارے لیے ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری

شرم گاہیں چھپاتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے اور تقوے کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔''

محسن انسانیت' رحمتِ دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو لباس کے متعلق شاندار آداب سکھائے ہیں جنہیں اختیار کر کے مسلمان حسن و آرائش' شرم و حیا کی حفاظت اور اخروی سعادت حاصل کر سکتا ہے' ان سنہری آداب کو ملحوظ رکھنا ہر مسلمان کی خوش بختی ہے۔ جبکہ ان آداب کو ترک کر کے اقوام مغرب کی نفس پرستی کی پیروی کرنا اور ان جیسا لباس زیب تن کرنا' ان جیسی شکل و شباہت اختیار کرنا' سراسر گمراہی اور ضلالت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

تاجدار مدینہ ﷺ کی زبان اقدس سے ارشاد ہونے والے چند آداب درج ذیل ہیں:

① مسلمانوں کا لباس دو بنیادی ضروریات کے لیے ہوتا ہے۔ ستر پوشی اور زینت کا اظہار' لہٰذا ایسا لباس جو فخر و مباہات یا غرور و تکبر کی علامت سمجھا جاتا ہو یا جس سے ستر پوشی کی ضرورت پوری نہ ہوتی ہو اسے پہننا غلط اور ناجائز ہوگا۔ ارشاد نبوی ہے: [كُلُوا وَاشْرَبُوا وَالْبَسُوا وَ تَصَدَّقُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيلَةٍ] (سنن ابن ماجه' اللباس' حديث:٣٦٠٥' وعلقه البخاري في اول كتاب اللباس' و مسند احمد:١٨٢/٢) ''کھاؤ' پیو' پہنو اور صدقہ خیرات کرو مگر اسراف اور تکبر کیے بغیر۔''

② مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس پہننا حرام ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے یہ دونوں چیزیں حلال ہیں' لہٰذا وہ اپنی زیب و زینت کے لیے انہیں استعمال کر سکتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: [حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ] (جامع الترمذي' اللباس' باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال' حديث:١٧٢٠) ''میری امت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا پہننا حرام کر دیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔''

③ لباس کو اتنا لمبا رکھنا کہ وہ زمین پر گھسٹتا رہے یہ تکبر اور بڑائی کی علامت ہے۔ لہٰذا ایسا لباس پہننا بھی حرام قرار دے دیا گیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: [مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ] (صحيح البخاري' اللباس' باب ماأسفل من الكعبين فهو في النار' حديث:٥٧٨٧) ''جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے چلا جائے وہ جہنم میں لے جاتا ہے۔''

④ شریعت اسلامی نے اپنے پیروکاروں کے لیے سفید لباس کو پسند کیا ہے جو وقار کی علامت ہے' ارشاد نبوی

ہے: [اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ] (جامع الترمذی، الأدب، باب ماجاء فی لبس البياض، حديث: ۲۸۱۰) ''سفید لباس پہنو، یہ زیادہ پاک صاف ہوتا ہے اور اپنے مُردوں کو اسی میں کفن دو۔''

⑤ مسلمان عورتوں کو ایسا لباس پہننے کا حکم دیا گیا ہے جو زیادہ ساتر، زیادہ باحیا اور زیادہ باوقار ہو۔ لہٰذا مغرب زدہ فیشن کی پیروی میں تنگ و چست، باریک اور شفاف لباس پہننا مسلمان عورتوں کے لیے جائز نہیں۔ ایسا لباس پہننے والیوں کو خصوصاً رسول اکرم ﷺ نے ڈرایا ہے۔ ارشاد گرامی ہے: ''جہنم کے دو گروہ میں نے نہیں دیکھے (یعنی ابھی نمودار نہیں ہوئے) ان میں ایک گروہ وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ (نہایت باریک اور شفاف لباس زیب تن کریں گی جن سے اعضاء واضح نظر آئیں گے۔) یہ عورتیں جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو دور دور تک آئے گی۔ (صحيح مسلم، اللباس و الزينة، باب النساء الكاسيات...... الخ، حديث : ۲۱۲۸)

⑥ اسلامی لباس کا ایک اہم اصول مرد و زن کے لباس میں نمایاں فرق کا ہونا ہے۔ لہٰذا جو مرد عورتوں جیسا یا عورتیں مُردوں جیسا لباس پہنتی ہیں ان کے لیے سخت وعید وارد ہے۔

⑦ سونے کی انگوٹھی، چین یا گھڑی وغیرہ پہننا مَردوں کے لیے حرام ہے۔ البتہ چاندی استعمال کر سکتا ہے۔

⑧ ایسا تنگ اور بند لباس پہننا جس میں سے بوقت ضرورت ہاتھ باہر نہ نکل سکیں، منع ہے۔

⑨ ایک جوتا پہن کر چلنا منع ہے۔

⑩ لباس یا جوتا وغیرہ پہنتے وقت دائیں طرف سے پہننا شروع کرے اور اتارتے وقت بائیں جانب سے شروع کرے۔

⑪ نیا لباس پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکر کے اظہار کے لیے دعا پڑھنا چاہیے۔

⑫ مسلمان بھائی کو نیا لباس پہنے دیکھ کر مسنون دعا دینی چاہیے۔

⑬ کنگھی کرتے وقت دائیں جانب سے شروع کرنا اور سر کے درمیان سے مانگ نکالنا سنت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣١) - كِتَابُ اللِّبَاسِ (التحفة ٢٦)

لباس سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) [بَابُ مَا يَقُولُ: إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا] (التحفة ١)

باب:١- نیا لباس پہنے تو کون سی دعا پڑھے؟

٤٠٢٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أَخْبَرَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سمَّاهُ بِاسْمِهِ: إِمَّا قَمِيصًا أَوْ عِمَامَةً، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! لَكَ الْحمدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ».

۴۰۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا حاصل کرتے تو اس کا نام لیتے یعنی قمیص یا پگڑی وغیرہ اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّمَا صُنِعَ لَهُ] ”اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے، تو نے مجھے یہ پہنایا ہے، میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے، میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔“

قالَ أَبُو نَضْرَةَ: وكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ: تُبْلِي وَيُخْلِفُ الله تَعَالَى.

ابو نضرہ نے کہا: نبی ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اسے یوں دعا دی جاتی: [تُبْلِي وَ يُخْلِفُ اللّٰهُ تعالىٰ] ”اللہ کرے تم اسے خوب (استعمال کر کے) پرانا کرو اور اللہ اس کے بعد اور بھی عنایت فرمائے۔“

٤٠٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ما يقول إذا لبس ثوبًا جديدًا، ح:١٧٦٧ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن غريب صحيح".

فوائد ومسائل: ① نیا کپڑا پہننے پر مذکورہ بالا دعا پڑھنا مسنون اور مستحب ہے۔ اسی طرح کپڑا پہننے والے کو بھی دعا دی جائے۔ ② کپڑا ہو یا کوئی اور چیز...... ہر ایک میں بھلائی اور برائی کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ کپڑے میں بھلائی یہ ہے کہ انسان کے لیے ستر اور زینت ہو۔ موسم کے مطابق مفید ہو۔ انسان اسے پہن کر خیر کے کاموں میں مشغول ہو تو یہ اس کی بھلائی ہے اور اس کے برخلاف میں اس کی برائی ہے۔ مزید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اسے پہن کر دکھلاوا کرے اور اتراتا پھرے تو اور بھی قبیح ہے۔

٤٠٢١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ عن الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

۴۰۲۱-مسدد نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہمیں عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا بواسطہ جُریری کے' انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا۔

٤٠٢٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دِينَارٍ عن الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۰۲۲-مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہمیں محمد بن دینار نے بیان کیا بواسطہ جُریری کے' انہوں نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: وَعَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ، وَحَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ قالَ: عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أبي الْعَلَاءِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: عبدالوہاب ثقفی نے اپنی سند میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور حماد بن سلمہ نے کہا: عن الجُریری عن ابی العلاء عن النبی ﷺ۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: حماد بن سلمہ اور (عبدالوہاب) ثقفی دونوں کا سماع ایک جیسا ہے۔ (دونوں مرسل بیان کرتے ہیں۔)

٤٠٢٣- حَدَّثَنا نُصَيْرُ بنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ يَعني ابنَ أبي أيُّوبَ عن أبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ

۴۰۲۳- جناب سہل اپنے والد معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کھانا کھانے کے بعد یوں دعا کرے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

٤٠٢١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.
٤٠٢٢ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.
٤٠٢٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام، ح: ٣٤٥٨ من حديث عبدالله بن يزيد به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٢٨٥، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٢، ١٩٣، ورده الذهبي، وقال: "أبومرحوم ضعيف، وهو عبدالرحيم بن ميمون" * أبومرحوم حسن الحديث، وثقه الجمهور.

ابنِ أَنسٍ، عن أَبيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قال: الْحَمدُ لله الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ». قال: «وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فقالَ: الحَمدُ لله الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ».

الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّةٍ] ”حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری کسی کوشش و قوت کے مجھے یہ رزق عنایت فرمایا۔“ تو اس کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“ فرمایا: ”اور جو کوئی کپڑا پہنے پھر یہ دعا کرے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّةٍ] ”حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری کسی کوشش اور قوت کے مجھے یہ عنایت فرمایا۔“ تو اس کے اگلے اور پچھلے (سب) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث حسن درجے کی ہے' مگر اس میں [وَمَا تَأَخَّرَ] ”پچھلے گناہ“ کے الفاظ صحیح نہیں ہیں۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ) ② کھانا کھا کر اور لباس پہنتے ہوئے مذکورہ بالا یا دوسری مسنون دعائیں پڑھنا انتہائی مستحب عمل ہے۔ اس سے یہ نعمتیں انسان کے لیے بابرکت ہو جاتی ہیں اور بندہ ان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ بلکہ مزید انعامات ربانی کا مستحق قرار پاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراهیم:٧) ”اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔“

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا (التحفة ٢)

باب:٢- نیا لباس پہننے والے کو دعا دینا

٤٠٢٤- حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ الْجَرَّاحِ الأَذَنِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو النَّضرِ: أخبرنا إِسْحَاقُ ابنُ سَعِيدٍ عن أَبِيهِ، عن أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ ابنِ سَعِيدِ بنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ، فقال: «مَنْ تَرَوْنَ أَحَقَّ بِهٰذِهِ»، فَسَكَتَ الْقَوْمُ، فقال: «ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ»، فَأُتِيَ بِهَا

٤٠٢٤- حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے' ان میں ایک چھوٹی سی دھاری دار اونی چادر بھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اس کا زیادہ حق دار کون ہے؟“ تو صحابہ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ”ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔“ اسے لایا گیا تو یہ آپ نے اسے اوڑھا دی۔ پھر

٤٠٢٤- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الخميصة السوداء، ح: ٥٨٢٣ من حديث إسحاق بن سعيد به.

فأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا ثُمَّ قال: «أَبْلِي وَأَخْلِقِي» مَرَّتَينِ، وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَلَمٍ في الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ: «سَنَاه سَنَاه يَا أُمَّ خَالِدٍ»! وَسَنَاه في كَلَامِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ.

فرمایا:[اَبْلِیْ وَ اَخْلِقِیْ] ''اللہ کرے تم اسے خوب پہنو اور پرانا کرو۔'' آپ نے یہ دو بار فرمایا۔ اور آپ ﷺ اس چادر کی سرخ یا زرد دھاریاں دیکھنے لگے اور فرماتے جاتے تھے:[سَنَاه سَنَاه يَا اُمَّ خَالِدٍ] اور یہ لفظ حبشی زبان میں ''خوبصورت'' کے معنی میں آتا ہے۔ (یعنی بہت خوبصورت، بہت خوبصورت ہے اے ام خالد!)

فائدہ: ① نیا کپڑا پہننے والے کو مذکورہ دعا دینا مسنون اور مستحب ہے۔ اس میں ضمناً کپڑا پہننے والے کے لیے صحت و عافیت اور لمبی زندگی کی دعا ہے کہ وہ اس سے خوب استفادہ کرے حتی کہ وہ پرانا ہو جائے۔ روایت میں مذکور صیغے مؤنث کے لیے ہیں۔ مذکر کے لیے یوں بھی کہے جا سکتے ہیں:[اَبْلِ وَ اَخْلِقْ]

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ (التحفة ٣)

باب:۳- قمیص پہننے کا بیان

٤٠٢٥- حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عن عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ابنِ خَالِدٍ الْحَنَفِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ الْقَمِيصُ.

۴۰۲۵- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔

٤٠٢٦- حَدَّثَنَا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: أخبرنا أَبُو تُمَيْلَةَ قال: حدَّثني عَبْدُ الْمُؤْمِنِ ابنُ خَالِدٍ عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ مِنْ قَمِيصٍ.

۴۰۲۶- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے بڑھ کر اور کوئی کپڑا زیادہ پسند نہیں تھا۔

٤٠٢٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في القمص، ح: ١٧٦٢ من حديث الفضل بن موسٰى به، وقال: "حسن غريب".

٤٠٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٤١، والآداب، ح: ٧٣٦ من حديث أبي داود به.

فائدہ: اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چادر اوڑھنے کی نسبت قمیص میں پردہ زیادہ ہوتا ہے اور چادر کی طرح اسے لپیٹنے اور سنبھالنے کا اہتمام بھی نہیں کرنا پڑتا۔ واللہ اعلم۔

٤٠٢٧- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبراهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عن أَبِيهِ، عَن بُدَيْلِ بنِ مَيْسَرَةَ، عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قالَتْ: كَانَتْ يَدُ كُمِّ قَمِيصِ رَسُولِ الله ﷺ إِلَى الرُّسْغِ.

۴۰۲۷- حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین (آپ کے) پہنچے (گٹے) تک ہوا کرتی تھی۔

(المعجم ٤) - باب ما جاء في الأَقْبِيَةِ (التحفة ٤)

باب:۴- قبا (پہننے) کا بیان

٤٠٢٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابنُ خَالِدِ بنِ مَوْهَبٍ المَعْنى أَنَّ اللَّيْثَ يَعني ابنَ سَعْدٍ، حَدَّثَهُمْ عن عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ الله بنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قال: قَسَمَ رَسُولُ الله ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا، فقال مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، قال: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قال: فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فقال: «خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ»، قال: فَنَظَرَ إِلَيْهِ. - زَادَ ابنُ مَوْهَبٍ: مَخْرَمَةُ، ثُمَّ اتَّفَقَا - قال: «[أ]رَضِيَ مَخْرَمَةُ» قال قُتَيْبَةُ: عن

۴۰۲۸- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں مگر مخرمہ کو کچھ نہ دیا۔ تو مخرمہ نے کہا: اے بیٹے! چلو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ تو میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا: اندر جاؤ اور آپ ﷺ کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں نے آپ کو بلایا تو آپ تشریف لے آئے اور آپ انہی قباؤں میں سے ایک اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔“ پس مخرمہ نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا مخرمہ راضی ہے۔“ قتیبہ نے سند میں ”ابن ابی ملیکہ“ کہا اور اس کا نام نہیں لیا۔

٤٠٢٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في القمص، ح: ١٧٦٥ من حديث معاذ ابن هشام به، وقال: "حسن غريب".

٤٠٢٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب: كيف يقبض العبد والمتاع؟ ح: ٢٥٩٩، ومسلم، الزكوٰة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه ... الخ، ح: ١٠٥٨ عن قتيبة به.

ابنِ أَبي مُلَيْكَةَ، لَمْ يُسَمِّهِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ضروریات اوران کا مزاج خوب سمجھتے تھے اوران کا بخوبی خیال رکھتے تھے۔آج بھی اور تا قیامت تمام امت کے لیے بالعموم اور مذہبی و دینی رہنماؤں کے لیے بالخصوص اپنے رفقائے کار کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ** (التحفة ٥)

باب:-شہرت والا لباس پہننا

٤٠٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ؛ ح: وحدثنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى عن شَرِيكٍ، عن عُثْمانَ بنِ أَبِي زُرْعَةَ، عن المُهَاجِرِ الشَّامِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ، قال في حَدِيثِ شَرِيكٍ: يَرْفَعُهُ قال: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ» زَادَ عن أَبِي عَوَانَةَ: «ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ».

۴۰۲۹-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے (آپ ﷺ نے) فرمایا: ”جس نے شہرت والا لباس پہنا اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے اسی جیسا لباس پہنائے گا۔“ ابوعوانہ سے مزید روایت ہوا ہے: ”پھر اس کے لیے اس میں آگ بھڑکے گی۔“

٤٠٣٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ قال: «ثَوْبَ مَذَلَّةٍ».

۴۰۳۰-مسدد نے ابوعوانہ سے روایت کیا کہ (اللہ اسے قیامت کے روز) ”ذلت کا لباس پہنائے گا۔“

فائدہ: ”لباس شہرت“ سے مراد ایسا لباس ہے جس کے رنگ یا مخصوص تراش وغیرہ کی وجہ سے وہ دوسروں سے منفرد اور نمایاں نظر آئے‘ لوگ اس کو خاص نظروں سے دیکھیں اور پہننے والا اس کی وجہ سے اترانے اور تکبر کرنے لگے۔تو ایسا لباس ”لباس شہرت“ کہلاتا ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا‘ بالخصوص جب وہ غیر مسلموں کا لباس ہو تو اس کا استعمال کرنا اور بھی قبیح ہے‘ لہٰذا اس نیت سے اس قسم کا لباس پہننا شرعاً ناجائز اور حرام ہوگا۔واللہ اعلم.

٤٠٢٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب، ح: ٣٦٠٧ من حديث أبي عوانة به، وللحديث شواهد.

٤٠٣٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٠٣١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو النَّضرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ ثَابِتٍ: حَدَّثَنا حَسَّانُ بنُ عَطِيَّةَ عن أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

۴۰۳۱- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہوا۔''

فوائد ومسائل: ① غیر مسلموں کا لباس' جوان کا مذہبی اور قومی شعار ہو' مسلمانوں کے لیے اس کو اختیار کرنا حرام ہے۔ علاوہ ازیں دیگر مخصوص عادات کا بھی یہی حکم ہے۔ جس میں ان کی تہذیب وثقافت اور ان کی عیدوں اور تہواروں میں شراکت وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ امام ابن تیمیہ ؒ کی معروف کتاب ''اقتضاء الصراط المستقیم'' اس موضوع میں ایک ممتاز اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔ اس کتاب کا اُردو میں بھی ترجمہ ''فکر وعقیدے کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے'' کے نام سے دارالسلام کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے۔ ② یہ حدیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ اہل ایمان اور اہل اسلام کسی بھی معاملے میں کافروں' مشرکوں' منافقوں اور بدعتی حضرات کی مشابہت نہ کریں۔ وہ معاملہ دین کا ہو یا دنیا کا۔ الا یہ کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو۔ اسی طرح دین سے دور محض دنیا دار اور بے دین لوگوں کی مشابہت سے بھی بچنا ضروری ہے۔ اسی میں ہماری فلاح ونجات ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعْرِ (التحفة ٦)

باب:۵- اون اور بالوں کا لباس پہننا

٤٠٣٢(أ) - حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ وَحُسَيْنُ ابنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنا ابنُ أَبي زَائِدَةَ عن أَبِيهِ، عن مُصْعَبِ بنِ شَيْبَةَ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.

۴۰۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ بالوں کی بنی ہوئی کجاووں جیسے نقش والی سیاہ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

وقال حُسَيْنٌ: حدثنا يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا.

اور حسین نے سند یوں بیان کی [حدثنا يحيى بن

٤٠٣١ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠ عن أبي النضر به مطولاً * عبدالرحمٰن بن ثابت حسن الحديث، وتابعه الأوزاعي في مشكل الآثار: ١/ ٨٨.

٤٠٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ٢٠٨١ من حديث ابن أبي زائدة به.

زکریا] یعنی ابن ابی زائدہ کی بجائے اصل نام ونسب ذکر کیا۔

٤٠٣٢(ب) - حدثنا إبراهيم بنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن عَقِيلِ بنِ مُدْرِكٍ، عن لُقْمَانَ بنِ عَامِرٍ، عن عُتْبَةَ بنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قال: اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي.

۴۰۳۲- حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے لباس مانگا تو آپ نے مجھے کتان کے دو کپڑے عنایت فرمائے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو میں اپنے ساتھیوں میں عمدہ لباس والا تھا۔

٤٠٣٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ، عن أَبِي بُرْدَةَ قال: قال لِي أَبِي: يَا بُنَيَّ! لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

۴۰۳۳- جناب ابوبردہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے مجھ سے کہا: اے بیٹے! اگر تم ہمیں دیکھتے جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم پر بارش ہو جاتی تو تم سمجھتے کہ ہم سے بھیڑوں کی سی بو آتی ہے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي مِنْ لِبَاسِ الصُّوفِ]

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: مقصد ہے کہ اون کے لباس کی وجہ سے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اون کا لباس پہننا جائز ہے لیکن اگر نیت یہ ہو کہ لوگوں کے سامنے اپنی ''صوفیت'' کا اظہار ہو تو یہ ریا ہے اور حرام ہے۔

(المعجم . . .) [- باب لُبْسِ الْمُرْتَفِعِ] (التحفة . . .)

باب:...... قیمتی لباس پہننا

٤٠٣٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ:

۴۰۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٠٣٢ب ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٥ من حديث إسماعيل بن عياش به، وصرح بالسماع، مسند الشاميين: ٢/ ٤١٥، ح: ١٦١٠ * عقيل بن مدرك روى عنه جماعة، ولم يوثقه غير ابن حبان فيما أعلم.

٤٠٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: في لبس الصوف، ح: ٢٤٧٩ من حديث أبي عوانة، وابن ماجه، ح: ٣٥٦٢ من حديث قتادة به، وهو مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٠٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي، ح: ٢٤٩٧ عن عمرو بن عون، وأحمد: ٣/ ٢٢١ من حديث عمارة به، وقال أحمد في عمارة بن زاذان: "يروي عن ثابت عن أنس أحاديث مناكير".

أخبرنا عُمَارَةُ بنُ زَاذَانَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ الله ﷺ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا، أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا.

ہے کہ شاہ ذی یزن (بنو حمیر) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک حلّہ (کپڑوں کا جوڑا) ہدیہ بھیجا جو اس نے تینتیس اونٹوں یا اونٹنیوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ اس لیے یہ سارا واقعہ ہی مشکوک ہے۔

٤٠٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِالله بنِ الحارِثِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا فأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ.

۴۰۳۵- اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیس سے کچھ اوپر اونٹنیاں دے کر ایک جوڑا خریدا اور پھر ذی یزن کی طرف ہدیہ بھیج دیا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ تاہم عمدہ اور قیمتی لباس...... اگر اسراف کی حد تک نہ پہنچتا ہو اور دوسرے لوگوں پر بڑائی کا اظہار نہ ہو تو مباح ہے اور بالخصوص جب اللہ کی نعمت مال کا اظہار اور شکر کرنا مقصود ہو۔

(المعجم . . .) - باب لِبَاسِ الغَلِيظِ (التحفة ۷)

باب:...... موٹا لباس پہننا

٤٠٣٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ المُغِيرَةِ، المَعْنَى عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن أبي بُرْدَةَ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّونَهَا المُلَبَّدَةَ، فَأَقْسَمَتْ بالله! إِنَّ

۴۰۳۶- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں ایک موٹا تہبند دکھایا جیسے کہ یمن میں بنتے ہیں اور ایک اونی چادر جسے ''مُلَبَّدہ'' کہتے ہیں (بوجہ پیوند لگے ہونے کے یا موٹا ہونے کے اسے ملبدہ کہا گیا ہے) انہوں نے اللہ کی قسم اٹھائی اور کہا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی تھی۔

٤٠٣٥- تخريج: [إسناده ضعيف] * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، والسند مرسل * إسحاق بن عبدالله بن الحارث تابعي.

٤٠٣٦- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح:٢٠٨٠ من حديث سليمان بن المغيرة به، وعلقه البخاري، ح:٣١٠٨.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ.

فائدہ: موٹے لباس سے طبیعت میں قوت و صلابت اور مردانہ صفات اجاگر ہوتی ہیں۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے عمال کو موٹا لباس پہننے کا پابند کیا کرتے تھے۔ جبکہ باریک و ملائم لباس سے طبیعت میں نزاکت بڑھتی ہے۔ تاہم حسب احوال و مصالح اونی، سوتی، موٹا یا باریک لباس پہننا مباح ہے۔

٤٠٣٧- حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ: أخبرنا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ: حدَّثني عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلِيًّا فقال: ائْتِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ، فَلَبِسْتُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ. قال أَبُو زُمَيْلٍ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا. قال ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ فقالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَا هٰذِهِ الْحُلَّةُ؟ قال: مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنَ الحُلَلِ.

۴۰۳۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حروریہ (خارجیوں) کا ظہور ہوا اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا' تو انہوں نے (مجھ سے) کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں۔ تو میں نے ایک خوبصورت یمنی حلہ زیب تن کیا۔ ابوزمیل نے کہا: حضرت ابن عباس بڑے خوبرو اور وجیہہ جوان تھے۔ ابن عباس نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور بولے اے ابن عباس! یہ حلہ کیا ہے؟ (یعنی آپ نے اسے کیونکر زیب تن کیا ہے؟) تو انہوں نے جواب دیا کہ تم مجھ پر کیا اعتراض کرتے ہو' حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی خوبصورت حلہ زیب تن کیے دیکھا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي زُمَيْلٍ سِمَاكُ ابْنُ الْوَلِيدِ الحنَفِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوزمیل کا نام سماک بن ولید حنفی ہے۔

فائدہ: مصلحت کے پیش نظر عمدہ اور قیمتی لباس پہننا مستحب ہے۔ بشرطیکہ انسان کے خود رائی اور تکبر میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

(المعجم ٦) - باب مَا جَاءَ فِي الْخَزِّ (التحفة ٨)

باب:٦- خز کا لباس پہننا

فائدہ: اون اور ریشم کے مرکب لباس کو خز کہا جاتا ہے۔ (ابن الاثیر) جبکہ علامہ منذری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ خرگوش

٤٠٣٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٧٩ من حديث عمر بن يونس به.

کے بالوں سے بنے لباس کو ''خز'' کہتے ہیں۔ اور اصلاً یہ لفظ نر خرگوش پر بولا جاتا ہے۔ بعض مواقع پر مطلقاً ریشم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ خالص ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے۔ مخلوط اور مرکب میں اختلاف ہے' جبکہ کئی صحابہ وتابعین سے مروی ہے کہ وہ حضرات اس قسم کا لباس استعمال کرتے تھے۔ جن روایات میں منع کا بیان ہے وہ اس معنی میں ہیں کہ غیر مسلم اور مرفہ الحال لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ خرگوش یا اس قسم کی دیگر اشیاء سے بنے لباس پہننا جائز ہے۔ جیسے کہ آج کل کا مصنوعی ریشم ہے۔

٤٠٣٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أخبرني أَبِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ عن أَبِيهِ سَعْدٍ قال: رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ فقال: كَسَانِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ هٰذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ.

۴۰۳۸- جناب عبداللہ بن سعد اپنے والد سعد (رازی اشتکی) سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے بخارا میں ایک شخص کو دیکھا جو اپنے سفید خچر پر سوار تھا اور اس کے سر پر سیاہ خز کی پگڑی تھی۔ اس نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنائی تھی۔ یہ لفظ عثمان (بن محمد انماطی) کے ہیں اور اس کی روایت میں ''اخبرنا'' کے لفظ ہیں۔

٤٠٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ قالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ: حدَّثني أَبُو عَامِرٍ، أَوْ أَبُو مَالِكٍ، وَاللهِ! يَمِينٌ أُخْرَى مَا كَذَبَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيَكُونَنَّ مِنْ

۴۰۳۹- عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے کہا کہ مجھے جناب ابو عامر یا ابو مالک ؓ نے روایت کیا اور اللہ کی قسم' قسم دوسری بار' انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یقیناً میری امت میں ایسے لوگ آئیں گے جو خز اور ریشم کو حلال سمجھیں گے۔'' پھر کچھ بیان کیا۔ اس کے بعد فرمایا: ''کئی ان میں سے قیامت تک کے لیے بندر بنا دیے

٤٠٣٨ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحاقة، ح: ٣٣٢١ من حديث عبدالرحمن بن عبدالله الرازي به * سعد بن عبدالرحمن الدشتكي لم يوثقه غير ابن حبان.

٤٠٣٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأشربة، باب ماجاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه، ح: ٥٥٩٠ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد بن جابر به.

أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ وَالحرِيرَ» وَذَكَرَ كَلَامًا قال: «يَمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

جائیں گے اور کئی خنزیر۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَعِشْرُونَ نَفْسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ أَوْ أَكْثَرَ لَبِسُوا الْخَزَّ، مِنْهُمْ أَنَسٌ وَالْبَرَاءُ بنُ عَازِب.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے بیس یا زیادہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ خز پہنتے تھے۔ ان میں حضرت انس بن مالک اور براء بن عازب ؓ کا نام بھی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں مروی لفظ "الخز" ("خا" اور "زا" دونوں منقوط) کے تین معانی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں۔ خالص ریشم مَردوں کے لیے بالا جماع حرام ہے۔ "الخز و الحرير" کے مابین عطف تفسیر یا نوعیت کے معنی میں ہے۔ مخلوط یا کسی دوسری نوعیت کا ہوتو اس سے احتراز افضل ہے تا کہ غیر مسلموں اور مرفہ الحال لوگوں سے مشابہت نہ ہو۔ ② اس لفظ "الخز" کی ایک روایت "الحِرَ" بھی ہے یعنی "حا" مکسور اور "را" دونوں بلانقطہ۔ اس کے معنی ہیں: فرج یعنی عورت کی شرمگاہ۔ مفہوم یہ ہوا کہ وہ لوگ زنا کاری اور ریشم کے لباس کو حلال جانیں گے۔ ③ ایسے لوگوں کو "مسخ" کیا جانا یعنی ان کی شکلوں کا بدل دیا جانا اگر حقیقتاً ہو تو اللہ عز وجل کے لیے کوئی مشکل نہیں اور اگر معناً مراد ہو تو موجودہ حالات میں اباحیت پسند لوگوں میں بندروں اور سؤروں کی خصوصیات مشاہدہ کی جا سکتی ہیں کہ لوگ غیر مسلموں کی نقالی میں بے باک اور بے غیرتی اور دیوثیت میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ فالی اللہ المشتکیٰ.

(المعجم ٧) - باب مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ٩)

باب:۷- ریشم پہننے کا مسئلہ

فائدہ: حریر۔ ریشم خاص قسم کا نفیس اور نرم وملائم کپڑا، جس کا تاگا ایک مخصوص کیڑے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہی حقیقی اور خالص ریشم ہوتا ہے۔ دیگر سب انواع اس کی مشابہ ہوتی ہیں یا مصنوعی نہ کہ حقیقی اصلی ریشم۔

٤٠٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن نافِعٍ، عن عَبْدِ الله بن عُمَرَ: أَنَّ

۴۰۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے دیکھا کہ مسجد کے

٤٠٤٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب هدية ما يكره لبسها، ح: ٢٦١٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، اللباس والزينة، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٦٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٧، ٩١٨.

عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فقال: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوُفُودِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لا خَلَاقَ لَهُ فِي الآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ فأَعْطَى عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً، فقال عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فقال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا»، فَكَسَاهَا عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

دروازے کے پاس ایک دھاری دار ریشمی حلہ فروخت کیا جا رہا تھا۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود کے استقبال کے موقع پر جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں' زیب تن فرمایا کریں (تو بہت خوب رہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے حُلّے آ گئے تو آپ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو بھی ان میں سے ایک حلہ عنایت فرمایا۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ عطا فرما رہے ہیں' حالانکہ آپ نے عُطارِد والے حُلّے کے بارے میں ایسے ایسے فرمایا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمہیں تمہارے اپنے پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔'' چنانچہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اسے اپنے مشرک بھائی کو جو مکے میں تھا' دے دیا۔

فوائد ومسائل: ① جمعہ' عید' استقبال وفود اور دیگر اہم تقریبات میں عمدہ لباس پہننا مستحب ہے۔ ② اصلی ریشم مردوں کے لیے حرام ہے' مصنوعی ہو تو مباح ہے۔ ③ کفار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ ④ ریشم اور سونا وغیرہ جو ایک اعتبار سے حلال اور دوسرے اعتبار سے حرام ہیں' ان چیزوں کا ہدیے میں لینا دینا اور تجارت کرنا حلال ہے۔ ⑤ غیر مسلم رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کا معاملہ رکھنا چاہیے مگر خالص محبت اہل ایمان ہی کا حق ہے۔ ⑥ حضرت عمر ؓ کے اس بھائی کا نام عثمان بن حکیم آیا ہے جو ان کا ماں جایا بھائی تھا۔

٤٠٤١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ وَعَمْرُو بنُ الْحَارِثِ عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ

۴۰۴۱- جناب سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے (حُلَّة سِيَرَاء کی بجائے) حُلَّة إِسْتَبْرَق کہا۔ (استبرق موٹے

٤٠٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، من حديث ابن وهب، انظر الحديث السابق، والبخاري، الجهاد والسير، باب التجمل للوفد، ح: ٣٠٥٤ من حديث ابن شهاب الزهري به.

الله، عن أَبِيهِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ، وَقال فِيهِ: ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ. وَقال: «تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ».

ریشم کو کہتے ہیں۔) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیباج (باریک ریشم) کا ایک حلہ بھجوایا اور فرمایا: ''اسے فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کر لو۔''

فائدہ: ریشم موٹا ہو یا باریک سب کا حکم ایک ہے۔ اور نبی ﷺ نے اسے فروخت کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ فی نفسہٖ وہ حلال تھا' گو مردوں کے لیے اس کا پہننا حرام تھا۔ گویا ایسی چیزیں جو ایک اعتبار سے حلال اور ایک اعتبار سے حرام ہوں ان کی تجارت جائز ہے۔

٤٠٤٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ عن أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قالَ: كَتَبَ عُمَرُ إِلٰى عُتْبَةَ بنِ فَرْقَدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عن الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا وهٰكَذَا، إِصْبَعَيْنِ وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً.

۴۰۴۲- ابو عثمان النہدی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا کہ نبی ﷺ نے ریشم سے منع فرمایا ہے الا یہ کہ اس اس قدر ہو یعنی دو' تین' چار انگلی کے برابر۔

فائدہ: مردوں کے لیے ریشم میں سے صرف اسی قدر مباح ہے۔ لیکن عورتوں کے لیے پوری طرح سے حلال ہے۔

٤٠٤٣- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن أَبِي عَوْنٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عن عَلِيٍّ قال: أُهْدِيَتْ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ، فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ في وَجْهِهِ، فقالَ: «إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا»، فَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

۴۰۴۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دھاری دار حلہ ہدیہ دیا گیا' جو آپ نے مجھے بھجوا دیا۔ میں اسے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''میں نے یہ تمہیں اس لیے نہیں بھیجا کہ تم خود اسے پہن لو۔'' چنانچہ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے اپنے خاندان کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

٤٠٤٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس الحرير للرجال وقدر ما يجوز منه، ح:٥٨٢٩، ومسلم، اللباس، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٦٩ من حديث عاصم الأحول به.

٤٠٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب: تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٧١ من حديث شعبة به * أبوصالح الحنفي هو عبدالرحمن بن قيس، وأبوعون هو محمد بن عبيدالله الثقفي.

(المعجم ٨) - **باب مَنْ كَرِهَهُ**
(التحفة ١٠)

باب:۸- ریشم پہننے کی کراہت

٤٠٤٤- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن إبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبِيهِ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعن الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ.

۴۰۴۴- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ قسّی پہنا جائے۔ (وہ ریشمی کپڑا جو مصر سے درآمد ہوتا تھا) یا زعفرانی زردرنگ کے کپڑے پہنے جائیں یا سونے کی انگوٹھی پہنی جائے یا رکوع کی حالت میں قرآن کی قراءت کی جائے۔

٤٠٤٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المروَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن إبراهِيمَ بنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبِيهِ، عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهذا، قالَ: عن الْقِرَاءَةِ في الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.

۴۰۴۵- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی اور کہا کہ آپ نے رکوع اور سجدے میں قراءت قرآن سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٤٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن إبراهِيمَ ابنِ عَبْدِ الله بِهٰذا. زَادَ: وَلَا أقُولُ نَهَاكُم.

۴۰۴۶- ابراہیم بن عبداللہ نے یہ روایت بیان کی (حضرت علی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا ہے) اس میں یہ مزید بیان کیا: میں یہ نہیں کہتا کہ تم لوگوں کو منع کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ان احادیث سے حضرات علی، ابن عمر، حذیفہ، ابوموسیٰ اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابن سیرین وغیرہ کا استدلال ہے کہ ریشم اور سونا مردوں اور عورتوں سبھی کے لیے ناجائز ہے۔ مگر دیگر صحیح احادیث کی روشنی میں ریشم اور سونا عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے لیے حرام ہے۔ ② زعفران کا رنگ اور

٤٠٤٤ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، ح:٢٠٧٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٨٠، ورواية القعنبي، ص: ١٢٥.

٤٠٤ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٨٣٢.

٤٠٤٦ـ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٦/ ١١٤ من حديث أبي داود به، وسنده حسن * حماد هو ابن سلمة.

خوشبو عورتوں کے لیے مباح ہے لیکن مردوں کے لیے نہیں۔ ④ رکوع اور سجدہ تسبیح اور دعا کا مقام ہے نہ کہ تلاوت قرآن کا۔ اِلّا یہ کہ قرآنی دعائیں بہ نیت دعا سجدے میں پڑھے' تو جائز ہے۔

٤٠٤٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْتَقَةً مِنْ سُنْدُسٍ فَلَبِسَهَا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ جَاءَهُ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا». قال: فَمَا أَصْنَعُ بِهَا؟ قال: «أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ».

۴۰۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ روم نے نبی ﷺ کو باریک ریشم کا ایک چوغہ ہدیہ بھیجا۔ آپ نے اسے پہنا۔ میں گویا اس کی لہراتی آستینوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے اسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیج دیا۔ انہوں نے اسے پہنا اور آپ کی خدمت میں آئے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے یہ تمہیں تمہارے پہننے کے لیے نہیں دیا ہے۔" انہوں نے کہا: تو پھر میں اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے اپنے بھائی نجاشی کے پاس بھیج دو۔" (یعنی شاہ حبشہ کے ہاں بھیج دو۔)

٤٠٤٨- حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ أَنَّ نَبِيَّ الله ﷺ قال: «لا أَرْكَبُ الأُرْجُوانَ وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ، وَلا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ». قال: وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ. قال: وَقالَ: «أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لا لَوْنَ لَهُ، أَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ».

۴۰۴۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "میں سرخ رنگ کی ارغوانی زین پوش پر سوار نہیں ہوتا' نہ زرد رنگ کا لباس پہنتا ہوں اور نہ ایسی قمیص پہنتا ہوں جس کی آستینیں ریشم سے کاڑھی گئی ہوں۔" حسن بصری رحمہ اللہ نے روایت بیان کرنے کے دوران میں اپنی قمیص کے دامن کی طرف اشارہ کیا اور مزید کہا: "خبردار! مردوں کی خوشبو (زینت) میں مہک ہوتی ہے رنگ نہیں ہوتا اور خبردار! عورتوں کی خوشبو (زینت) میں رنگ ہوتا ہے مہک نہیں ہوتی۔"

٤٠٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٩ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، تقدم، ح: ٥٤.

٤٠٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٤٢ عن روح بن عبادة به، ورواه الترمذي، ح: ٢٧٨٨ من حديث سعيد بن أبي عروبة به مختصرًا، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩١، ووافقه الذهبي * سعيد وقتادة والحسن مدلسون وعنعنوا.

قال سَعِيدٌ: أُرَاهُ قَالَ: إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ، عَلٰى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ، فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ.

سعید بن ابی عروبہ نے کہا: محدثین کرام عورتوں کی خوشبو کے متعلق مذکورہ فرمان کو اس معنی میں لیتے ہیں کہ جب وہ گھر سے باہر نکلیں تو ایسی خوشبو نہ لگائیں جو مہک والی ہو (کہ دوسروں کو ان کی طرف متوجہ کرے)' لیکن جب اپنے شوہر کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو لگا لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے' علاوہ ازیں مذکورہ مسائل دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ "میں یہ کام نہیں کرتا ہوں" اس میں لطیف انداز سے افراد امت کو ان امور سے ممانعت ہے جو بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی وجہ سے ان کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ③ مردوں کے لیے جائز نہیں کہ ایسے پاؤڈر اور کریمیں استعمال کریں جو ان کے رنگ وروپ کو نکھارنے والی ہوں۔ یہ صرف عورتوں کے لیے جائز ہیں۔ ④ مہک والی خوشبوئیں اور عطر مردوں کے لیے اور عورت جب تک گھر کے اندر ہو شوہر کی دلداری کے لیے استعمال کر سکتی ہے' باہر جانا ہو تو اسے خوب صاف کر لے۔ ⑤ اسلام اپنے معاشرے میں ایسے کسی عمل کی اجازت نہیں دیتا جو بظاہر معمولی ہی سہی مگر دھیرے دھیرے بہت بڑے فتنے کا باعث ہو سکتا ہو۔ بالخصوص عصمت وعفت کا بگاڑ اور معاشرے میں فساد' اللہ کی رحمت سے دوری اور اس کے شدید عقاب کا باعث بنتا ہے۔

٤٠٤٩- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابنَ فَضَالَةَ، عن عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ القِتْبَانِيِّ، عن أَبِي الْحُصَيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ ابنَ شَفِيٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ، رَجُلٌ مِنَ المَعَافِرِ، لِنُصَلِّيَ بِإِيلِيَا وكَانَ قَاصَّهُمْ رَجُلٌ مِنَ الأَزْدِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو رَيْحَانَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ. قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ: فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى

۴۰۴۹- ابوالحصین ہیثم بن شفی کا بیان ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی جس کی کنیت ابو عامر تھی اور قبیلہ معافر سے تعلق رکھتا تھا' ہم روانہ ہوئے کہ بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھیں۔ ان دنوں ان لوگوں کا واعظ قبیلہ ازد کا ایک آدمی تھا جسے ابوریحانہ کہا جاتا تھا اور وہ صحابی تھا۔ ابوالحصین نے کہا کہ میرا ساتھی مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا' میں اس کے بعد پہنچا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تم نے ابوریحانہ کے وعظ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: میں نے اسے

٤٠٤٩_ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب النتف، ح: ٥٠٩٤ من حديث المفضل بن فضالة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٥٥ من حديث عياش بن عباس به مختصرًا على النهي عن ركوب النمور، وحديث ابن ماجه حسن * أبوعامر المعافري لم أجد من وثقه.

الْمَسْجِدِ، ثُمَّ جِئْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَسَأَلَنِي: هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ؟ قُلْتُ: لَا. قال: سَمِعْتُهُ يقولُ: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عنْ عَشْرٍ: عن الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ، وَعن مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَعن مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ، وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ في أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ، أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ، وَعن النُّهْبَى، وَرُكُوبِ النُّمُورِ وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ.

کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں سے منع فرمایا ہے: ① دانت باریک کروانے سے (ان میں قدرے خلا آ جائے اور خوبصورت نظر آئیں) ② جسم گدوانے سے (کہ اس میں نقش ونگار بنائے جائیں یا نام وغیرہ لکھا جائے) ③ بال نوچنے سے (پلکوں اور چہرے کے کہ خوبصورت نظر آئے) ④ کسی مرد کا کسی دوسرے مرد کے ساتھ لپٹنے سے جبکہ انہوں نے کپڑے نہ پہنے ہوئے ہوں۔ ⑤ کسی عورت کا دوسری عورت کے ساتھ لپٹنے سے جبکہ انہوں نے کپڑے نہ پہنے ہوں۔ ⑥ عجمیوں (غیر مسلموں) کی طرح کپڑوں کے نیچے ریشمی استر لگانے سے ⑦ یا یہ کہ کوئی عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشمی چادر ڈالے ⑧ لوٹ مار کرنے سے ⑨ چیتوں کی کھال بطور گدی یا سیٹ استعمال کرنے سے اور ⑩ انگوٹھی پہننے سے سوائے اس کے کہ کوئی منصب دار ہو۔ (تو اس کے لیے جائز ہے۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي تَفَرَّدَ بِهِ مِنْ هَذا الحديثِ خَبَرُ الْخَاتَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں انگوٹھی کا ذکر منفرد ہے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم مذکورہ مسائل دیگر صحیح روایات سے ثابت ہیں۔ اور انگوٹھی سے مراد وہ خاص مہر والی انگوٹھی ہے جو اصحاب حکومت اور منصب دار لوگ استعمال کرتے ہیں اور انہی کے لیے مخصوص ہوتی ہے۔ ورنہ عام انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

٤٠٥٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن مُحَمَّدٍ عن عَبِيدَةَ، عن عَلِيٍّ أَنَّهُ قال: نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الأُرْجُوَانِ.

۴۰۵۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرخ ارغوانی رنگ کے زین پوشوں سے منع کیا گیا ہے۔

٤٠٥٠- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، وحديث عبيدة، ح:٥١٨٧ من حديث هشام به، وصححه البزار في البحر الزخار: ٢/ ١٧٦، وللحديث شواهد.

فائدہ: چونکہ یہ زین پوش بالخصوص ریشمی اور خالص سرخ رنگ کے ہوتے تھے اس لیے ممنوع ہیں۔

٤٠٥١- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أبي إسْحاقَ، عنْ هُبَيْرَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: نَهَانِي رَسُولُ الله ﷺ عن خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعن لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ.

۴۰۵۱- حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ سونے کی انگوٹھی پہنوں یا قَسِّیّ (ریشمی) لباس اختیار کروں یا زین پوش سرخ رنگ کا ہو۔

فائدہ: صحابہ اور اہل بیت سے محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ ان کی سیرت حسنہ کی پیروی کی جائے کیونکہ وہ ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے۔

٤٠٥٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ، صَلَّى في خَمِيصَةٍ لَهَا أعْلَامٌ فَنَظَرَ إلى أعْلَامِهَا، فَلَمَّا سَلَّمَ قالَ: «اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هٰذِهِ إلى أبي جَهْمٍ، فَإنَّهَا ألْهَتْنِي آنِفًا في صَلَاتِي، وَائْتُونِي بِأنْبِجَانِيَّتِهِ».

۴۰۵۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منقش اونی چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نظر اس کے نقوش پر پڑی تو جب نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا: ''میری یہ منقش چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ' اس نے مجھے ابھی نماز کے دوران میں مشغول کر دیا تھا میرے لیے سادہ (انبجانی) چادر لے آؤ۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: أبُو جَهْمٍ بنُ حُذَيْفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ بنِ كَعْبِ بنِ غَانِمٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابوجہم بن حذیفہ' بنو عدی بن کعب بن غانم کے فرد تھے۔

فائدہ: کوئی ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دوران میں مشغولیت کا باعث ہو اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے لیے منقش لباس بھی حارج ہوتا تھا۔ اسی لیے آپ نے مسلمانوں کو مساجد کے سلسلے میں حکم دیا ہے کہ ان کو منقش نہ بنایا جائے۔ اسی طرح شوخ رنگ کے لباس اور مصلے سے بھی بچنا چاہیے۔

٤٠٥١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجل والقسي، ح: ٢٨٠٨، والنسائي، ح: ٥١٦٨ـ ٥١٧٠ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٠٥٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الأكسية والخمائص، ح: ٥٨١٧ عن موسى بن إسماعيل، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلوٰة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٤٠٥٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ في آخَرِينَ قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَالأَوَّلُ أَشْبَعُ.

۴۰۵۳- عثمان بن ابی شیبہ اور ان کے دوسرے ساتھی بیان کرتے ہیں کہ سفیان نے بواسطہ زہری‘ عروہ سے‘ انہوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور مذکورہ بالا روایت زیادہ جامع ہے۔

(المعجم ٩) - باب الرُّخْصَةِ في الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ (التحفة ١١)

باب:۹- کپڑے پر کوئی نقش ہوں یا ریشم کی کڑھائی ہوئی ہو‘ تو رخصت ہے

٤٠٥٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا المُغِيرَةُ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله أَبُو عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قالَ: رَأَيْتُ ابنَ عُمَرَ في السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَامِيًّا، فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ، فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا، فقالَتْ: يَا جَارِيَةُ! نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ الله ﷺ، فَأَخْرَجتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ وَالْكُمَّيْنِ وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ.

۴۰۵۴- عبداللہ ابوعمر سے روایت ہے اور یہ سیدہ اسماء دختر ابوبکر ؓ کے غلام تھے‘ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ کو بازار میں دیکھا کہ انہوں نے ایک شامی کپڑا خریدنا چاہا‘ پھر دیکھا کہ اس میں سرخ دھاگے پڑے ہیں تو انہوں نے واپس کر دیا۔ پھر میں سیدہ اسماء ؓ کے پاس آیا اور انہیں یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے لونڈی کو بلایا اور کہا: میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا جبہ لے آؤ۔ تو وہ ایک طیلسان کا (موٹا اونی) جبہ لے آئی جس کا دامن‘ دونوں کف اور دونوں طرف کے چاک موٹے ریشمی دھاگے سے کڑھے ہوئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① عمدہ اور خوبصورت لباس اللہ عزوجل کی حلال کردہ نعمتوں میں سے ہے۔ اسے استعمال میں لانا چاہیے تاکہ اس کی نعمت کا اظہار اور شکر ادا ہو۔ ② جائز ہے کہ مرد چار انگلی کے برابر ریشم استعمال کر لے۔ ③ کپڑوں پر سادہ قسم کے نقش جو زیادہ پرکشش نہ ہوں‘ مباح ہیں۔

٤٠٥٥- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا

۴۰۵۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٤٠٥٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٩١٤، ورواه البخاري، ومسلم من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٠٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الرخصة في العلم في الثوب، ح: ٣٥٩٤ من حديث المغيرة بن زياد به، وتقدم حاله، ح: ٣٤١٦، وأصله عند مسلم، ح: ٢٠٦٩.

٤٠٥٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٨ من حديث خصيف به، وهو ضعيف، تقدم، ◄◄

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عن عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عن الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيرِ، فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

رسول اللہ ﷺ نے صرف اسی کپڑے سے منع فرمایا ہے جو خالص ریشمی ہو۔ لیکن اگر ریشمی دھاگے سے کڑھائی ہوئی ہو یا اس کا تانا ریشمی ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس کے آخری حصے ''ریشمی دھاگے سے کڑھائی ہوئی ہو'' سے یہ ثابت ہونے والا استثناء صحیح نہیں۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ (التحفة ١٢)

باب:۱۰-کسی عذر کی وجہ سے ریشم پہننا

٤٠٥٦- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابنَ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عنْ قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قالَ: رَخَّصَ رَسُولُ الله ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَوْفٍ وَلِلزُّبَيْرِ بنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا.

۴۰۵۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی اجازت دی تھی جبکہ وہ سفر میں تھے اور انہیں خارش ہو گئی تھی۔

فائدہ: اس قسم کی صورت میں علاج کی غرض سے مردوں کے لیے بھی ریشم پہننا جائز ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٣)

باب:۱۱-عورتوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے

٤٠٥٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن أبي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ زُرَيْرٍ يَعْني

۴۰۵۷- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم لیا اور اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونا لیا اور اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑا' پھر فرمایا:

ح: ١٠٢٨، ومع ذلك صححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ٦٨١، وروى أحمد: ١/ ٣١٣، وأطراف المسند: ٣/ ٩٥ بإسناد صحيح عن ابن عباس، قال: "إنما نهى رسول الله ﷺ عن الثوب المصمت حريرًا".

٤٠٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحرير في الحرب، ح: ٢٩١٩، ومسلم، اللباس والزينة، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح: ٢٠٧٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٠٥٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، ح: ٥١٤٧ عن قتيبة به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٥٩٥، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٧٢٠ وغيره.

الْغَافِقِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: إِنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ، وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي».

”بلاشبہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔“

فائدہ: تاہم بطور علاج ان کا استعمال مباح ہے جیسے کہ اوپر کی حدیث میں ریشم کا ذکر ہوا ہے یا عمومی حالات میں چار انگلی کے برابر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور سونے کا دانت لگوانا بھی جائز ہے یا جیسے کہ روایات میں آتا ہے کہ ایک آدمی کی ناک کٹ گئی تھی تو اسے سونے کی ناک لگوا لینے کی اجازت دی گئی۔ (حدیث:٤٢٣٢)

٤٠٥٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيَّانِ قَالَا: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ رَأَى عَلٰى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بُرْدًا سِيَرَاءَ، قَالَ: وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ.

٤٠٥٨- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدہ ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے سِیَرَاء کی ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ یعنی دھاری دار ریشمی چادر جس میں چار خانے سے بنے ہوئے تھے۔

٤٠٥٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِي، قَالَ مِسْعَرٌ: فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ.

٤٠٥٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لڑکوں پر سے (ریشم) اتار لیا کرتے تھے اور بچیوں پر رہنے دیتے تھے۔ مسعر کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کے بارے میں عمرو بن دینار سے دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

فائدہ: بچے اپنے بچپنے کی وجہ سے اگرچہ شرعی احکام کے مکلف نہیں ہوتے مگر والدین اور سرپرست یقیناً مکلف ہوتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ شرعی حدود کا پابند ہوتے ہوئے حتی الامکان بچوں سے بھی عمل کروائیں اور اللہ کے ہاں اجر کے مستحق بنیں۔

٤٠٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب ذكر الرخصة للنساء في لبس السيراء، ح:٥٢٩٩ عن عمرو بن عثمان به، وقال ابن حجر: "صحيح مشهور عن الزبيدي"، تغليق التعليق:٥/ ٦٣، ورواه البخاري، ح:٥٨٤٢ من حديث الزهري به مختصرًا.

٤٠٥٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد:١٤/ ٥٥٩ من حديث أبي داود به.

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي لُبْسِ الْحِبَرَةِ** (التحفة ١٤)

باب:۱۲-نقش دار کپڑے پہننا

٤٠٦٠- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ قال: قُلْنَا لِأَنسٍ يَعني ابنَ مَالِكٍ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ؟ قال: الْحِبَرَةُ.

۴۰۶۰- جناب قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سا لباس سب سے زیادہ پسند تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ نقش دار (یا دھاری دار۔)

فائدہ: یہ [حِبرہ] "دھاری دار چادریں" بالخصوص یمن میں بنتی تھیں۔ان کی پسندیدگی کی وجہ غالباً ان کی مضبوطی اور میل خورا ہونا تھی۔

(المعجم ١٣) - **بَابٌ: فِي الْبَيَاضِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۳-سفید کپڑوں کی فضیلت

٤٠٦١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُثْمَانَ بنِ خُثَيْمٍ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكم الْبِيضَ فإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُم، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُم، وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُم الإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ».

۴۰۶۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سفید کپڑے پہنا کرو' بلاشبہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہیں اور انہی میں اپنی میتوں کو کفن دیا کرو۔اور تمہارے سرموں میں سب سے بہتر سرمہ اثمد ہے جو نظر کو تیز کرتا اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔"

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان سفید کپڑے پہنا کرے اور میت کو بھی سفید کفن دیا جائے۔

(المعجم ١٤) - **بَابٌ: فِي الْخُلْقَانِ وَفِي غَسْلِ الثَّوْبِ** (التحفة ١٦)

باب:۱۴-پرانے (میلے کچیلے اور گھٹیا) کپڑے پہننے (کی کراہت) اور کپڑے دھونے کا بیان

٤٠٦٢- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۴۰۶۲- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٠٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب فضل لباس الثياب الحبرة، ح: ٢٠٧٩ عن هدبة، والبخاري، اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ح: ٥٨١٢ من حديث همام به.

٤٠٦١ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٨٧٨.

٤٠٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تسكين الشعر، ح: ٥٢٣٨ من حديث الأوزاعي ◀◀

مِسْكِينٌ عن الأَوْزَاعِيِّ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ عن وَكِيعٍ، عن الأَوْزَاعِيِّ نَحْوَهُ عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ، عن مُحمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَا: أَتَانَا رَسُولُ الله ﷺ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فقالَ: «أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ؟» وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فقال: «أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟».

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے بال بکھرے بکھرے سے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی کہ اس سے اپنے بالوں کو سنوار لے؟“ اور آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی کہ اس سے اپنے کپڑے دھو لے؟“

فائدہ: لازم ہے کہ مسلمان اپنے جسم اور اپنے لباس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھا کرے۔ میلا کچیلا رہنا اور بالوں کو نہ سنوارنا زہد ہے نہ سادگی بلکہ جہالت اور غفلت کی علامت ہے جو کسی باوقار مسلمان کے لائق نہیں۔ اسلام انتہائی صاف ستھرا دین ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی صفائی کا تقاضا کرتا ہے‘ نیز اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ] (مسند احمد: ۴/ ۱۳۳، ۱۳۴) ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسین وجمیل ہے اور جمال یعنی حسن وخوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔“

٤٠٦٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحَاقَ عن أَبي الأَحْوَصِ، عن أَبِيهِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ في ثَوْبٍ دُونٍ فقالَ: «أَلَكَ مَالٌ؟» قال: نَعَمْ، قال: «مِنْ أَيِّ الْمَالِ؟» قال: قَدْ آتَانِيَ الله مِنَ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، قال: «فإِذَا آتَاكَ الله مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ الله عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ».

۴۰۶۳- جناب ابوالاحوص (عوف) اپنے والد (مالک بن نضلہ ؓ) سے روایت کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کیا تمہارے پاس مال ہے؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا کس قسم کا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ نے مجھے اونٹ‘ بکریاں‘ گھوڑے اور غلام ہر طرح کا مال عنایت فرمایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت اور احسان کا اثر تجھ پر

◄◄ به، وصرح بالسماع المسلسل في التمهيد: ٥/ ٥٢، ولم يكن من المدلسين.

٤٠٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الجلاجل، ح: ٥٢٢٦ من حديث زهير بن معاوية به * أبوإسحاق صرح بالسماع، وروى عنه شعبة وغيره.

نظر آنا چاہیے۔"

فائدہ: مستحب ہے کہ انسان اپنی حیثیت کے مطابق مناسب لباس وغیرہ استعمال کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے مگر لازم ہے کہ بہت زیادہ مال داری کا اظہار بھی نہ ہو کیونکہ اس طرح دیگر مسلمانوں میں حسرت اور محرومی کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں جو ناپسندیدہ امر ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِي الْمَصْبُوغِ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ١٧)

۱۵- زرد رنگ کے کپڑے پہننا

٤٠٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ عن زَيْدٍ يَعني ابنَ أَسْلَمَ: أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِيءَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: لِمَ تَصْبغُ بالصُّفْرَةِ؟ فقال: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَصْبَغُ بِهَا، وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا. وَقَدْ كَانَ يَصْبغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ.

۴۰۶۴- جناب زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ڈاڑھی زرد رنگ سے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی اس رنگ سے بھر جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں؟ انہوں نے کہا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اسی سے (اپنے بال یا کپڑے) رنگتے تھے اور انہیں اس سے بڑھ کر اور کوئی رنگ زیادہ محبوب نہ تھا اور وہ اپنے سب کپڑے اسی سے رنگتے تھے حتی کہ پگڑی بھی۔

فوائد و مسائل: ① یہاں زرد رنگ سے مراد "ورس" ہے۔ یہ زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے جو قدرے زعفران سے مشابہ ہوتی ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی عادات میں بھی رسول اللہ ﷺ کی اقتدا پسند کرتے تھے اور محبان رسول کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔ مگر صورت حال اب بہت بگڑتی جا رہی ہے کہ لوگ فرائض اور واجبات شرعیہ کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْخُضْرَةِ (التحفة ١٨)

باب: ۱۶- سبز رنگ کے کپڑے پہننا

٤٠٦٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ:

۴۰۶۵- حضرت ابورمثہ (رفاعہ بن یثربی) رضی اللہ عنہ

٤٠٦٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب بالصفرة، ح:٥٠٨٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به * وزيد بن أسلم صرح بالسماع، ولم يكن من المدلسين على الراجح.

٤٠٦٥- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، صلوة العيدين، باب الزينة للخطبة للعيدين، ح:١٥٧٣ من حديث عبيدالله بن إياد به، وحسنه الترمذي، ح:٢٨١٢، وابن حبان، ح:١٥٢٢، وابن الجارود، ح:٧٧٠،

حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله يَعني ابنَ إيَادٍ: أخبرنا إيَادٌ عن أبي رِمْثَةَ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ.

بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاں گیا تو میں نے آپ پر سبز رنگ کی دھاری دار دو چادریں دیکھیں۔

فائدہ: سبز رنگ ایک پسندیدہ رنگ ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کے ریشم کے سبز لباس کا ذکر فرمایا ہے: ﴿عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ إِسْتَبْرَقٌ﴾ (الدھر:۲۱) ''ان کی اوپر کی پوشاک باریک سبز ریشم اور موٹے ریشم کی ہوگی۔'' مگر سبز یا کسی اور رنگ کو بطور شعار وعلامت ہمیشہ کے لیے اختیار کر لینا قطعاً صحیح نہیں۔ صرف سفید رنگ کی ترغیب ثابت ہے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي الْحُمْرَةِ (التحفة ١٩)

باب:۱۷- سرخ رنگ کا بیان

٤٠٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ الْغَازِ عن عَمْرِو ابنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ ثَنِيَّةٍ فالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بالْعُصْفُرِ فقال: «مَا هٰذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ فَقَذَفْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ، فقال: يَا عَبْدَ الله! «مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ»، فَأَخْبَرْتُهُ، فقال: «أَفَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ؟ فإِنَّهُ لا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ».

۴۰۶۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گھاٹی سے نیچے اترے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ میں نے ایک اکہری چادر لی ہوئی تھی جو ہلکے عُصفری رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''تم نے یہ کیسی چادر اپنے اوپر لی ہوئی ہے؟'' میں آپ کی ناپسندیدگی کی وجہ سمجھ گیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور وہ اپنا تنور دہکا رہے تھے تو میں نے اس چادر کو اس میں دے مارا۔ پھر میں اگلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''عبداللہ! اس چادر کا کیا ہوا؟'' میں نے آپ کو بتلایا تو آپ نے فرمایا: ''تو نے اسے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ دے دیا؟ عورتوں کو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

◀◀ والحاكم: ٢/ ٤٢٦، ٦٠٧، ووافقه الذهبي.

٤٠٦٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٧٠٨ مختصرًا، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٢٣ من حديث أبي داود به، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٠٣ من حديث عيسى بن يونس به.

٤٠٦٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ قالَ: قالَ هِشَامٌ يَعني ابنَ الْغَازِ: الْمُضَرَّجَةُ الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُوَرَّدَةِ.

۴۰۶۷- ہشام بن الغاز نے وضاحت کی کہ [اَلْمُضَرَّجَه] سے مراد یہ ہے کہ وہ چادر نہ بہت سرخ رنگ کی تھی اور نہ گلابی۔

٤٠٦٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ عن شُرَحْبِيلَ بنِ مُسْلِمٍ، عن شُفْعَةَ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قال: رَآنِي رَسُولُ الله ﷺ، - قالَ أبو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ أُرَاهُ: وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا - فقالَ: «مَا هٰذَا؟» فانْطَلَقْتُ فأَحْرَقْتُهُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ؟» فَقُلْتُ: أَحْرَقْتُهُ، قالَ: «أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ؟».

۴۰۶۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا بالفاظ ابوعلی اللؤلؤی میرا خیال ہے کہ مجھ پر کسم کے رنگ کا گلابی کپڑا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کیا ہے؟“ تو میں چلا گیا اور اسے جلا ڈالا تو نبی ﷺ نے پوچھا: ”تم نے اپنے کپڑے کا کیا کیا؟“ میں نے کہا: میں نے اسے جلا ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تو نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دیا؟“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ثَوْرٌ عن خَالِدٍ فقالَ: مُوَرَّدٌ، وَطَاوسٌ قال: مُعَصْفَرٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اس روایت کو ثور نے خالد سے روایت کیا تو [مُوَرَّد] کہا۔ (گلابی سے رنگ کی چادر تھی۔) اور طاؤس نے [مُعَصْفَر] کہا ہے (کسم کے رنگ سے رنگی ہوئی تھی۔)

فائدہ: زعفرانی اور عصفر کا رنگ عورتوں کی زینت کا حصہ ہے، اس لیے مردوں کو جائز نہیں۔

٤٠٦٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حُزَابَةَ: حَدَّثَنا إِسْحَاقُ يَعني ابنَ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ عن أبي يَحْيَى، عن مُجاهِدٍ، عن

۴۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جس پر سرخ رنگ کے دو کپڑے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ

٤٠٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع.

٤٠٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * إسماعيل بن عياش عنعن، وشفعة وثقه ابن حبان وحده.

٤٠٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية لبس المعصفر للرجال والقسي، ح:٢٨٠٧ من حديث إسحاق بن منصور به، وقال: "حسن غريب" * قال أحمد في أبي يحيى القتات: "روى عنه إسرائيل أحاديث مناكير كثيرة، وأما حديث سفيان عنه فمقارب".

عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شرعی مخالفت کا مرتکب ہو رہا ہو تو زبانی نصیحت کے علاوہ ایک انداز یہ بھی ہے کہ اس کے سلام کا جواب نہ دیا جائے تا کہ اسے خوب نصیحت ہو اور وہ اپنے غلط عمل سے باز آ جائے جیسا کہ غزوۂ تبوک سے عمداً پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

٤٠٧٠- حَدَّثَنا محمَّد بنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا أبُو أسَامَةَ عن الْوَلِيدِ يَعني ابنَ كَثِيرٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ، عن رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ، عن رَافِعِ بنِ خَدِيجٍ قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سفَرٍ، فَرَأَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى رَوَاحِلِنَا وَعَلَى إِبِلِنَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطُ عِهْنٍ حُمْرٌ، فقال رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أَرَى هٰذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُم؟» فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا، فَأَخَذْنَا الأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا عَنْهَا.

۴۰۷۰- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے ہماری سواریوں اور اونٹوں پر زین پوش دیکھے جن میں سرخ رنگ کی اون کے دھاگے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں نہیں دیکھ رہا کہ یہ سرخ رنگ تم پر غالب آ رہا ہے؟'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہم اس قدر جلدی سے اٹھے کہ اس سے ہمارے کچھ اونٹ بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور ہم نے اپنی وہ چادریں ان سے اتار لیں۔

٤٠٧١- حَدَّثَنا ابنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدَّثني أبي، قالَ ابنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: وَقَرَأْتُ في أَصْلِ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثني ضَمْضَمٌ يَعني ابنَ زُرْعَةَ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن حَبِيبِ بنِ

۴۰۷۱- بنو اسد کی ایک خاتون کا بیان ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ محترمہ ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں تھی اور ہم گیرو کے ساتھ ان کے کپڑے رنگ رہے تھے۔ ہم یہ کام کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ جب آپ

٤٠٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/٤٦ من حديث محمد بن عمرو بن عطاء به * رجل من بني حارثة مجهول، قاله المنذري.

٤٠٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * حريث مجهول (تقريب).

عُبَيْدٍ، عن حُرَيْثِ بنِ الأَبَجِّ السَّلِيحِيِّ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَتْ: كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَى الْمَغْرَةَ رَجَعَ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ، فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجَعَ فَاطَّلَعَ، فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ.

نے گیرو دیکھا تو لوٹ گئے۔ سیدہ زینب ؓ نے یہ بات دیکھی تو جان گئیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کام پسند نہیں آیا ہے تو انہوں نے کپڑوں کو دھو ڈالا اور سب سرخی کو چھپا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر جھانکا' پس جب آپ نے کچھ نہ دیکھا تو اندر آ گئے۔

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٠)

باب:١٨- سرخ رنگ کی رخصت کا بیان

٤٠٧٢- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ.

۴۰۷۲- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لووَں تک آتے تھے۔ اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سرخ رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ خوبصورت منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

فائدہ: نیچے آنے والی حدیث میں وضاحت ہے کہ آپ کا یہ سرخ جوڑا خالص سرخ رنگ کا نہیں تھا بلکہ اس میں سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں جسے ''بُرد'' کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن القیم ؒ نے زاد المعاد (فصل فی ملابسه ﷺ:١/١٣٢) میں اس کی یہی توجیہ پیش کی ہے۔

٤٠٧٣- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بنِ عَامِرٍ، عنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلَى بَغْلَةٍ

۴۰۷۳- جناب ہلال بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منیٰ میں دیکھا' جب کہ آپ اپنے خچر پر سے خطبہ

٤٠٧٢_ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥١ عن حفص بن عمر، ومسلم، الفضائل، باب في صفة النبي ﷺ ... الخ، ح: ٢٣٣٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ٤١٨٣.

٤٠٧٣_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٩٥٦، وأخرجه أحمد: ٣/ ٤٧٧ عن أبي معاوية الضرير به.

وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ، وَعَلِيٌّ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ.

دے رہے تھے اور آپ نے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر لی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے آگے تھے جو آپ کی بات لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي السَّوَادِ (التحفة ٢١)

باب:۱۹- سیاہ رنگ کے لباس کا بیان

٤٠٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن مُطَرِّفٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: صَبَغْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا، فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَقَذَفَهَا، قال: وَأَحْسِبُهُ قال: وكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ.

۴۰۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے ایک چادر کو سیاہ رنگ سے رنگ دیا' آپ نے اسے پہنا' مگر جب اس میں پسینہ آیا تو آپ نے اس میں اون کی بساند محسوس کی تو اتار پھینکا۔ راوی نے کہا کہ آپ ﷺ کو عمدہ خوشبو ہی پسند آتی تھی۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي الْهُدْبِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰- کپڑے کی کناری کا مسئلہ

٤٠٧٥- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أخبرنا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عن عَبِيدَةَ أَبِي خِدَاشٍ، عن أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عن جَابِرٍ يَعْنِي ابنَ سُلَيْمٍ، قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ.

۴۰۷۵- حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ گھٹنوں کو اٹھائے کپڑا لپیٹے بیٹھے تھے اور شملے (چادر) کی کناری آپ کے قدموں پر پڑ رہی تھی۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم کپڑے کے اطراف میں اگر کچھ دھاگے بطور زینت کے بڑھائے گئے ہوں اور انہیں خاص انداز میں ٹانکا گیا ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

٤٠٧٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٢، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٦١ من حديث همام به
* قتادة مدلس وعنعن.

٤٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٣٦ من حديث أبي داود، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٩١ من حديث يونس بن عبيد به * عبيدة أبو خداش مجهول الحال.

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الْعَمَائِمِ (التحفة ٢٣)

باب:٢١- پگڑی باندھنے کا بیان

٤٠٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ. وَمُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالُوا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۴۰۷۶- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال نبی ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔

٤٠٧٧- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عليٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عن جَعْفَرِ بنِ عَمْرو بنِ حُرَيْثٍ، عن أبيه. قال: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

۴۰۷۷- جناب جعفر بن عمرو بن حریث اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا' آپ پر سیاہ پگڑی تھی' اس کے کنارے کو آپ نے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

فائدہ: پگڑی کا استعمال مستحب ہے۔ زمانہ قدیم سے شرفاء پگڑی باندھتے آئے ہیں' حتی کہ روایات میں آتا ہے کہ فرشتوں کو بھی پگڑی باندھے دیکھا گیا تھا۔ (مستدرک حاکم: ۳/۳۶۱) اس کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ نیز سیاہ رنگ کے لباس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن ایام محرم میں اور کسی مصیبت کے وقت میں سیاہ رنگ کا لباس پہننے سے احتراز کرنا ضروری ہے کیونکہ سیاہ رنگ اور سیاہ لباس کو سوگ کے اظہار کی علامت بنا لیا گیا ہے' جیسا کہ بعض لوگ عشرۂ محرم میں ایسا کرتے ہیں' جب کہ اظہار سوگ کے اس طریقے یا علامت کی کوئی شرعی بنیاد نہیں ہے۔

٤٠٧٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ رَبِيعَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ عن أَبِي جَعْفَرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ عليِّ بنِ رُكَانَةَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ

۴۰۷۸- ابوجعفر بن محمد بن علی بن رکانہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رکانہ نے نبی ﷺ سے کشتی کی تھی تو نبی ﷺ نے اس کو پچھاڑ دیا تھا۔ رکانہ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہمارے اور

٤٠٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في العمامة السوداء، ح: ١٧٣٥ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه مسلم، ح: ١٣٥٨ من طريق آخر من أبي الزبير به.

٤٠٧٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٩/٤٥٣ عن الحسن بن علي به.

٤٠٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب العمائم على القلانس، ح: ١٧٨٤ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب، وإسناده ليس بالقائم، ولا نعرف أبا الحسن العسقلاني ولا ابن ركانة".

النَّبِيَّ ﷺ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ قالَ رُكَانَةُ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ».

مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر پگڑیاں باندھنے کا فرق ہے۔"

٤٠٧٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ الْغَطَفَانِيُّ: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ خَرَّبُوذَ: حدثنا شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ عَوْفٍ يَقُولُ: عَمَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي.

۴۰۷۹- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے پگڑی باندھی اور اس کے کناروں کو میرے آگے کی طرف اور پیچھے کی جانب لٹکا دیا۔

(المعجم ٢٢) - **بَابٌ: فِي لِبْسَةِ الصَّمَّاءِ** (التحفة ٢٤)

باب:۲۲- کپڑے میں پورے طور پر لپٹ جانا (جائز نہیں)

٤٠٨٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَيَلْبَسَ ثَوْبَهُ وَأَحَدُ جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ.

۴۰۸۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے کپڑا لپیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی کپڑا اس طرح لپیٹے کہ اس کی شرم گاہ آسمان کی جانب کھلی رہے۔ دوسرا یوں کہ کپڑا لپیٹے اور اس کا ایک کنارا باہر نکال کر اپنے کندھے پر ڈال لے۔

فائدہ: ان صورتوں کے ناجائز اور حرام ہونے کی وجہ عریانی ہے۔ دوسری صورت کی ایک توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ بعض اوقات متکبر قسم کے لوگ اپنی چادروں کے کنارے اپنے کندھوں پر ڈال کر اتراتے ہوئے چلتے ہیں تو ان کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

٤٠٧٩ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٥٣ من حديث أبي داود به * شيخ من أهل المدينة مجهول، قاله المنذري.

٤٠٨٠ـ **تخريج**: [**صحيح**] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٠ من حديث الأعمش به، ورواه مسلم، ح: ١٥١١ من حديث أبي صالح به، وتقدم شاهده، ح: ٣٣٧٧.

٤٠٨١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ عَنِ الصَّمَّاءِ، وعنِ الاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ.

۴۰۸۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صمّاء کے طور پر کپڑا لپیٹنے سے منع کیا ہے۔(یعنی انسان پوری طرح سے اس میں لپٹ جائے اور ہاتھ پاؤں کچھ بھی باہر نہ ہو) اور ایک کپڑے کو اپنی کمر اور گھٹنوں پر لپیٹنے سے بھی منع کیا ہے۔

فائدہ: پہلی صورت میں انسان کسی طرح سنبھل نہیں سکتا۔ گر سکتا ہے' کسی موذی جانور اور کیڑے مکوڑے سے اپنا دفاع تک نہیں کر سکتا۔ اور اس انداز کو پنجابی زبان میں ''بولی بُکل'' کہتے ہیں۔ دوسری صورت اس وقت ممنوع ہے جب اس سے اس کی شرم گاہ ظاہر ہوتی ہو۔ بعض اوقات اوباش لوگ عمداً اس طرح کرتے ہیں' مگر باپردہ اور احتیاط سے ''احتباء'' کی صورت میں بیٹھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِي حَلِّ الأَزْرَارِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۳-قمیص کے بٹن کھولے رکھنا

٤٠٨٢- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالاَ: أخبرنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ ابنُ عَبْدِ الله، - قال ابنُ نُفَيْلٍ: ابنِ قُشَيْرٍ - أَبُو مَهَلٍ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ قُرَّةَ: حَدَّثَنَا أَبِي قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقُ الأَزْرَارِ قال: فَبَايَعْنَاهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ، قالَ عُرْوَةُ: فمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا فِي شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ، وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَدًا.

۴۰۸۲-جناب معاویہ بن قرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں قبیلہ مُزینہ کی جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ہم نے آپ کے ساتھ بیعت کی جبکہ آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے بھی آپ سے بیعت کی۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے دامن میں ڈال دیا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں کہ بعدازاں میں نے معاویہ اور ان کے صاحبزادے کو جب بھی دیکھا سردی ہوتی یا گرمی ان کی قمیصوں کی گھنڈیاں کھلی ہوتی تھیں اور وہ انہیں کبھی بند نہ کرتے تھے۔

٤٠٨١- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء . . . الخ، ح:٢٠٩٩ من حديث أبي الزبير به.

٤٠٨٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب حل الأزرار، ح:٣٥٧٨، والترمذي في الشمائل، ح:٥٩ (بتحقيقي) من حديث زهير بن معاوية به، وصححه ابن حبان، ح:١٠٠.

فوائد و مسائل: ① بٹن کھلے رکھنا اگر بطور تواضع اور اتباع نبی ﷺ ہو تو مستحب اور باعث اجر ہے۔ مگر ہمارے ہاں بعض علاقوں میں یہ عمل بطور تکبر بھی ہوتا ہے جس میں یہ لوگ اپنا گریبان بھی کھلا رکھتے ہیں' لہٰذا ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ رسول اللہ ﷺ کی عادات کو بھی اپنے عمل کا حصہ بنا لیتے تھے جو یقیناً محبت کا اظہار ہوتا تھا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي التَّقَنُّعِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٤-سر اور کچھ چہرہ ڈھانپنے (ڈھاٹا باندھنے) کا بیان

٤٠٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ قالَ: قالَ الزُّهْرِيُّ: قالَ عُرْوَةُ: قالَتْ عَائِشَةُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ في بَيْتِنَا في نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قالَ قائِلٌ لِأَبي بَكْرٍ: هٰذَا رَسُولُ الله ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا في سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ.

٤٠٨٣-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ (مکہ کے دنوں کا ذکر ہے کہ) عین دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر ؓ سے کہا: یہ سر اور چہرہ ڈھانپے (ڈھاٹا باندھے) رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور ایسے وقت میں آ رہے ہیں جو آپ کا معمول نہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی' آپ کو اجازت دی گئی تو آپ اندر آ گئے۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ سفر ہجرت کی تیاری کے دنوں کا ہے۔ ② مرد کے لیے مباح ہے کہ موسم یا احوال کی مناسبت سے سر اور چہرہ ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔ کبھی حیا سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ ③ دوسرے کے گھر میں خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اجازت لے کر اندر جانا چاہیے۔

(المعجم ٢٥) - باب مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الإِزَارِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٥-تہ بند' شلوار اور پینٹ وغیرہ کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا (ناجائز ہے)

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

٤٠٨٤-حضرت ابوجُری جابر بن سُلیم ؓ کہتے ہیں

٤٠٨٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/١٩٨ عن عبدالرزاق به مطولاً، ورواه البخاري، اللباس، باب التقنع، ح: ٥٨٠٧ من حديث معمر به مطولاً.

٤٠٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في كراهية أن يقول عليك السلام مبتدئًا، ح: ٢٧٢٢ من حديث أبي غفار به مختصرًا، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٤٩ـ١٠١٥٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣١٧ـ٣٢٠، وصححه الحافظ في فتح الباري: ١١/٥، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٨٦٦.

عن أبي غِفَارٍ: حَدَّثَنا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بنُ مُجَالِدٍ عن أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بنِ سُلَيْم قالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عن رَأْيِهِ لا يَـقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قالُوا: هٰذَا رَسُولُ الله ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ الله! مَرَّتَيْنِ، قال: «لا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ المَيِّتِ، قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ». قالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُولُ الله؟ قالَ: «أَنَا رَسُولُ الله الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ». قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ. قال: «لا تَسُبَّنَّ أَحَدًا». قال: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلا عَبْدًا وَلا بَعِيرًا وَلا شَاةً. قال: «وَلا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ المَعْرُوفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ، إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ المَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ المَخِيلَةِ وَإِنَّ اللهَ لا يُحِبُّ المَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّما وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ».

کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اس کی بات خوب سنتے اور مانتے تھے۔ وہ جو بھی کہتا اسے قبول کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں - ﷺ - میں بھی حاضر ہو گیا اور کہا [عليك السلام يارسول الله] ''آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول!'' میں نے یہ دوبار کہا۔ آپ نے فرمایا: (یہ لفظ) [عليك السلام] مت کہو۔ یہ میت کا تحیہ اور سلام ہے۔ بلکہ یوں کہو: [السلام عليك]'' میں نے کہا: (کیا) آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں کہ جب تمہیں کوئی دکھ پہنچے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تم سے دور کر دے، اگر تمہیں خشک سالی کا سامنا ہو، تم اس سے دعا کرو تو وہ تمہاری کھیتیاں اگا دے۔ جب تم کسی صحرا یا ویران اور بنجر زمین میں ہو اور تمہاری سواری گم ہو جائے اور تم اسے پکارو تو وہ اسے تمہیں واپس لوٹا دے۔'' میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا۔'' کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی کو گالی نہیں دی کسی آزاد کو نہ غلام کو، اونٹ کو نہ بکری کو۔ آپ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو حقیر مت جاننا، اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کیا کرو بلاشبہ یہ نیکی ہے، اور اپنی چادر آدھی پنڈلی تک اونچی رکھا کرو، اور اگر نہ کر سکو تو ٹخنوں تک کر سکتے ہو۔ (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے سے بچنا۔ بے شک یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر کوئی شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہیں تمہاری کسی بات پر جو وہ جانتا ہو عار دلائے تو تم

اس کے عیب پر جو اس میں ہو اسے عار مت دلانا' بلاشبہ
اس کا وبال اسی پر ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ①اللہ کے رسول ﷺ کا مقام و منصب صحابۂ کرام ؓ خوب جانتے اور پہچانتے تھے کہ آپ جو فرمائیں اسے سنا اور مانا جائے۔ اور اب بھی یہی ہے کہ ہر صاحب ایمان کو رسول اللہ کا جو بھی فرمان معلوم ہو جائے اس کو اپنے عمل میں لانے کی پوری کوشش کرے۔ ②سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جاتے ہوئے اموات کو [السلام عليكم يا اهل القبور] کہا جائے۔ حدیث میں جو مذکور ہوا ہے وہ شاید عہد جاہلیت کا انداز تھا کہ وہ [عليك السلام] کہتے تھے۔ ③مسلمان کو اپنی ہر چھوٹی بڑی اور ظاہری باطنی حاجات کے لیے صرف اور صرف اللہ کے حضور دعا کرنی چاہیے کہ وہی سننے اور قبول کرنے والا ہے۔ ④کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ کسی چیز کو گالی دے۔ ⑤کسی بھی نیکی کو کبھی حقیر اور معمولی نہیں جاننا چاہیے۔ ⑥اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمیشہ ہنسی خوشی' کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔ ⑦مرد کو چاہیے کہ اپنے لباس میں مردانہ صفات کا اظہار کرے جن میں سے ایک یہ ہے کہ تہ بند اور شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اونچی ہو۔ ⑧چادر شلوار کا ٹخنوں سے نیچے ہونا تکبر کی علامت ہے یا نسوانیت کی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ میں تکبر سے ایسے نہیں کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا ہی تکبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صریح فرمان کو اپنے عمل میں لانے کی بجائے لایعنی عذر کرتا ہے۔ ⑨اس قسم کے بظاہر عام اور چھوٹے اعمال پر اخلاص سے عمل کرنا دلیل ہے کہ یہ شخص صاحب ایمان ہے اگرچہ یہ اعمال چھوٹے نہیں ہیں کیونکہ ان کی برکت سے دیگر بڑے فضائل حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے اور جو ان پر عمل نہیں کرتا اس سے کیا توقع رکھی جائے کہ وہ بڑی بھاری نیکیاں کمالے گا۔ ⑩اپنے مسلمان بھائی کو اس کے عیب پر عار نہ دلانا' بہت بڑی عزیمت کا کام ہے۔ البتہ کسی مناسب بھلے انداز سے نصیحت ضرور کرے۔

٤٠٨٥ - حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ اللهِ، عن أبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ الله إلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إزَارِي يَسْتَرْخِي إنِّي لَأَتَعَاهَدُ ذٰلِكَ مِنْهُ. قال: «لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ».

۴۰۸۵- جناب سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا' اللہ قیامت کے روز اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔" تو حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: میرے تہ بند کا ایک پلو ڈھیلا ہو جاتا اور لٹک جاتا ہے اور میں اس کا خیال بھی بہت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر سے ایسا کرتے ہوں۔"

٤٠٨٥ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، اللباس، باب من جر إزاره من غير خيلاء، ح: ٥٧٨٤ من حديث زهير به.

فوائد و مسائل: ① بیٹھے بیٹھے یا کام کاج میں تہ بند یا شلوار وغیرہ کا ڈھیلا ہو جانا اور ٹخنوں سے نیچے چلے جانا اس تکبر میں شمار نہیں جس کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ تعلیمات نبویہ کی روشنی میں انتہائی حساس تھے کہ کسی بھی وقت ان سے کوئی مخالفت نہ ہونے پائے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے وضاحت چاہی تھی۔ اس سے انہیں اور دیگر عام مسلمانوں کے لیے راحت ہوگئی اور شدت نہ رہی۔ مگر آخری جملے کو اپنے لیے دلیل سمجھ لینا کسی طرح جائز نہیں جیسا کہ اوپر وضاحت گزری ہے۔

٤٠٨٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن أَبِي جَعْفَرٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاء فقالَ: «اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ»، فقالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُولَ الله! مالَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ؟ قال: «إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ الله تَعالَى لا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ».

۴۰۸۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے کہ اتفاق سے ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کرو۔“ چنانچہ وہ گیا اور وضو کر کے آیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور وضو کرو۔“ تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ تھی کہ آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ خاموش ہو رہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ شخص تہ بند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ (ٹخنے سے نیچے کپڑا) لٹکانے والے (مرد) کی نماز قبول نہیں کرتا۔“

فوائد و مسائل: ① امام نووی ؒ نے ریاض الصالحین میں اس حدیث کو صحیح مسلم کی شروط پر صحیح کہا ہے۔ ② مردوں کے لیے تہ بند اور شلوار کا لٹکانا بہت قبیح اور گناہ کا کام ہے جو ان کی عبادت کی قبولیت پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔ نماز میں اور نماز کے علاوہ ہر حال میں اس سے بچنا واجب ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: سابقہ حدیث: ۶۳۸ کے فوائد و مسائل) اور عورتوں کو نماز میں پاؤں ڈھانپنا لازم ہے (دیکھیے: سابقہ احادیث: ۶۳۹ اور ۶۴۰) اور جب غیر محرم کی نظر پڑتی ہو تو اس کا اہتمام اور بھی واجب ہے۔

٤٠٨٧- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أَبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن خَرَشَةَ بنِ

۴۰۸۷- حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے افراد سے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا‘ نہ ان کی طرف دیکھے گا‘ نہ انہیں پاک

٤٠٨٦ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٦٣٨، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦١٢١ من حديث أبي داود به.

٤٠٨٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار والمن بالعطية ... الخ، ح: ١٠٦ من حديث شعبة به.

الْحُرِّ، عن أبي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُم الله، وَلا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ». قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ الله! قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَأَعَادَهَا ثَلاثًا. قُلْتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ الله! خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قالَ: «الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ» أَوِ «الْفَاجِرِ».

کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ بہت گھاٹے اور خسارے میں پڑے یہ لوگ؟ آپ نے اپنی بات تین بار دوہرائی۔ میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟ اے اللہ کے رسول! وہ بہت گھاٹے اور خسارے میں پڑے؟ آپ نے فرمایا: ''کپڑا لٹکانے والا (مرد جو ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکائے) احسان کر کے جتلانے والا اور وہ جو جھوٹی قسم سے اپنا مال بیچے۔''

فائدہ: احسان کر کے احسان جتلانا، جھوٹی قسم سے مال بیچنا اور مردوں کے لیے ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔

٤٠٨٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: أخبرنا يَحْيَى عنْ سُفْيَانَ، عن الأعمَشِ، عنْ سُلَيْمانَ ابن مُسْهِرٍ، عنْ خَرَشَةَ بنِ الْحُرِّ، عنْ أَبِي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَالأَوَّلُ أَتَمُّ قالَ: «الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ».

۴۰۸۸-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ روایت بیان کی۔ اور مذکورہ بالا روایت زیادہ کامل ہے۔ کہا کہ [اَلْمَنَّان] سے مراد ایسا آدمی ہے جو جب بھی کوئی چیز دے تو احسان جتلائے۔

فائدہ: [منّان] کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ [اَلْمِنَّة] سے ماخوذ ہو تو اس کا مفہوم ہے ''احسان جتلانے والا'' اور معروف ہے [المِنّة تهدم الصنيعة] ''احسان جتلانا نیکی کو ضائع کر دیتا ہے'' اور صدقات میں اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کا مادہ [المَنّ] ہو تو اس کا مفہوم ''کمی کرنا'' ہے جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے: ﴿وَ إِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ﴾ (القلم: ٣) ''آپ کے لیے بہت بڑا اجر ہے جس میں کوئی کمی نہیں۔'' اور [منّان] ایسا آدمی جو حق کی ادائیگی میں کمی کرے اور ناپ تول میں خیانت کرے۔ (معالم السنن وعون المعبود)

٤٠٨٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ المَلِكِ بنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عنْ قَيْسِ بن بِشْرٍ

۴۰۸۹-قیس بن بشر تغلبی نے کہا مجھے میرے والد نے بیان کیا، اور وہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ دمشق میں نبی ﷺ کے صحابہ

٤٠٨٨_ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق.

٤٠٨٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٩ عن أبي عامر به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨٣، ووافقه الذهبي.

التَّغْلِبِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ، فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ. قَالَ فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ: لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ فَقَالَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ آخَرُ فَقَالَ: مَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ! لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ» فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ، وَيَقُولُ أَنْتَ سَمِعْتَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: لَيَبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ. قَالَ: فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَيْهِ بِالصَّدَقَةِ لَا

میں سے ایک صاحب ہوتے تھے جنہیں ابن حنظلیہ کہا جاتا تھا۔ وہ تنہائی پسند آدمی تھے‘ لوگوں کے ساتھ بہت کم بیٹھتے تھے۔ یا تو نماز پڑھتے ہوتے یا جب فارغ ہو جاتے تو تسبیح و تکبیر میں مشغول رہتے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاتے۔ وہ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ابودرداء نے ان سے کہا: کوئی ایک بات بیان کر دیجیے جس میں ہمارا فائدہ ہو جائے‘ اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو بھیجا۔ جب وہ واپس آئی تو ان میں سے ایک آدمی اس مجلس میں آ گیا جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ تو اس نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا: کاش کہ تم ہمیں دیکھتے جب ہم دشمن سے بھڑ گئے تھے اور فلاں نے نیزہ مارا اور کہا: لو یہ مجھ سے اور میں غفاری جوان ہوں! تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ساتھ والے نے کہا: میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ یہ بات دوسرے نے سنی تو کہا: میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ان دونوں کی تکرار ہونے لگی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو فرمایا: ”سبحان اللہ! کوئی حرج کی بات نہیں کہ اسے اجر و ثواب ملے اور اس کی تعریف بھی ہو۔“ تو میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس بیان سے وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ وہ اپنا سر اٹھاتے اور پوچھتے تھے: کیا بھلا یہ فرمان آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا؟ تو وہ کہتے کہ ہاں۔ اور یہ بات انہوں نے ان سے بار بار پوچھی۔ (اس دوران

يَقْبِضُهُمَا»، ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»، فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلٰى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلٰى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلٰى إِخْوَانِكُمْ، فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ، حَتّٰى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ».

میں وہ ان کے قریب بھی ہوتے جا رہے تھے) حتی کہ میں سمجھا کہ شاید یہ ان کے گھٹنوں پر بیٹھ جائیں گے۔ وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی ایک بات بیان کر دیجیے جس میں ہمارا فائدہ ہو اور آپ کا کوئی گھاٹا نہیں ہو گا' تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''گھوڑے پر خرچ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے اپنا ہاتھ صدقہ میں کھول رکھا ہو اور بند نہ کرتا ہو۔'' وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی کلمۂ خیر فرما دیجیے' اس میں ہمارا فائدہ ہوگا اور آپ کا کوئی خسارا نہیں' تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خریم اَسَدی بہترین آدمی ہے اگر اس کے پٹے (سر کے بال) لمبے نہ ہوں اور اپنے تہ بند کو نہ لٹکائے۔'' یہ بات خریم کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے چھری پکڑی اور اپنے بالوں کو کانوں تک کاٹ لیا اور اپنے تہ بند کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔ وہ صحابی ایک اور دن ہمارے پاس سے گزرے تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کوئی ایک بات فرمائیں جو ہمارے لیے نفع مند ہو اور اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں' تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو۔ چنانچہ اپنی سواریوں کو درست کر لو' اپنے لباس کی اصلاح کر لو حتی کہ ایسے ہو جاؤ گویا کہ تم ان میں سے بہت نمایاں افراد ہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے حیائی (کی بات یا کام) اور عمداً ایسا کرنے کو پسند نہیں فرماتا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: «حَتّٰى تَكُونوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ».

امام ابوداود رشالله فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے یہ لفظ یوں کہے: [حَتّٰى تَكُوْنُوْا كَالشَّامَةِ فِى النَّاسِ.]

(المعجم ٢٦) - باب مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ (التحفة ٢٨)

باب: ۲۶-تکبر اور بڑائی کی برائی کا بیان

٤٠٩٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَنَّادٌ يَعْني ابنَ السَّرِيِّ عن أَبِي الأَحْوَصِ المَعْنَى، عَنْ عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، قالَ مُوسَى: عن سَلْمَانَ الأَغَرِّ، وَقالَ هَنَّادٌ: عن الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، قالَ هَنَّادٌ: قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قالَ الله تَعالَى: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي، فَمَنْ نازَعَني وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ».

۴۰۹۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: بڑائی میری (اوپر کی) چادر ہے اور عظمت میری (نیچے کی) چادر ہے چنانچہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی کھینچنے کی کوشش کرے گا (میرا شریک ہونے کی کوشش کرے گا) میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا۔“

فوائد ومسائل: ① رداء“ اس چادر کو کہتے ہیں جو انسان اپنے جسم کے اوپر کے حصے پر اوڑھتا ہے اور ”ازار“ نیچے کی چادر کو کہتے ہیں جو بطور تہبند استعمال ہوتی ہے۔ ② اللہ عزوجل کی تمام تر صفات پر ہمارا ایمان ہے اور ہم انہیں بلا کیف اور بلا تشبیہ تسلیم کرتے ہیں۔ کمال کبریائی اور عظمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ اور انہیں ”رداء اور ازار“ سے تعبیر کرنے کا مفہوم...... واللہ اعلم بقول علامہ منذری...... یہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں سے کوئی کسی غیر کو اپنی رداء یا ازار میں شریک نہیں کرتا تو اللہ عزوجل کا مقام بے انتہا بے انتہا بلند و بالا ہے۔

٤٠٩١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعني ابنَ عَيَّاشٍ عن الأَعْمَشِ، عَنْ إبراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ

۴۰۹۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے دل میں رائی برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس

٤٠٩٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، ح: ٤١٧٤ عن هناد به، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٦٢٠.

٤٠٩١_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم الكبر وبيانه، ح: ٩١ من حديث الأعمش به.

عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ في قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِن كِبْرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلٍ مِنْ إيمَانٍ».

کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَواهُ الْقَسْمَلِيُّ عن الأعمَشِ مِثْلَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قسملی نے اعمش سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

فائدہ: " تکبر" جو اللہ تعالیٰ کے انکار اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے معنی میں ہو...... کسی صورت معاف نہیں ہے اور عام انداز کا تکبر جو لوگوں کی طبیعت میں ہوتا ہے کہ وہ دوسروں پر بڑائی کا اظہار کرتے ہیں جیسے کہ اگلی حدیث میں اس کا ذکر آ رہا ہے...... وہ بھی ایک قبیح خصلت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے تو اس کی سزا بھی جنت سے محرومی ہے اور "ایمان" خواہ معمولی ہی ہو اس کی جزا جنت ہے۔ اگر گناہوں پر سزا ہوئی تو ان شاء اللہ بالآخر بفضلہ تعالیٰ جنت میں داخل کر لیا جائے گا۔ گویا "مومن جہنم میں داخل نہیں ہوگا" کا مطلب ہمیشہ کے لیے داخل نہ ہونا ہے۔ عارضی طور پر بطور سزا داخل ہونا ممکن ہے۔

٤٠٩٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنّٰى أبو مُوسَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عنْ مُحمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا فَقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إلَيَّ الْجَمَالُ وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَاهُ حَتَّى ما أُحِبُّ أنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ إمَّا قالَ: بِشِرَاكِ نَعْلِي، وَإِمَّا قالَ: بِشِسْعِ نَعْلِي أَفَمِنَ الْكِبْرِ ذٰلِكَ؟ قالَ: «لَا، وَلٰكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطَرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ».

۴۰۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور وہ ایک خوبصورت آدمی تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خوبصورتی پسند ہے اور مجھے یہ حاصل بھی ہے جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں' حتیٰ کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی جوتے کے تسمے میں بھی مجھ سے بڑھ جائے۔ اور اس نے لفظ [بِشِرَاكِ نَعْلِي] کہا یا [بِشِسْعِ نَعْلِي]' کیا یہ کیفیت تکبر اور بڑائی میں سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' تکبر یہ ہے جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر جانے۔"

فوائد و مسائل: ① لوگوں کو اپنے سے حقیر جاننا اور حق واضح ہو جانے کے بعد اسے ٹھکرا دینا اور اس پر عمل نہ کرنا انتہائی کبیرہ گناہ ہے۔ ② ظاہری زیب و زینت کی اشیاء کی خواہش اور انہیں اختیار کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ

٤٠٩٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:٥٥٦ عن محمد بن المثنى به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨١، ١٨٢، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

نے فرمایا:﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّهِ الَّتِيَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُواْ فِي الْحَيَوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾(الاعراف:۳۲) ''کہیے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے لیے اور کھانے کی پاکیزہ چیزیں' کہیے یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لیے ہیں دنیا کی زندگی میں' اور قیامت کے دن خاص انہی کے واسطے ہیں۔''

(المعجم ۲۷) - بَابٌ: فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الإِزَارِ (التحفة ۲۹)

باب:۲۷- مرد کی چادر شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟

۴۰۹۳- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْعَلَاءِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ عن الإِزَارِ؟ فَقالَ: عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ، قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ - أَوْ: لَا جُنَاحَ - فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ. مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ الله إِلَيْهِ».

۴۰۹۳- جناب علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے تہ بند کے متعلق دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ صاحب علم وخبر سے تمہارا واسطہ پڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مسلمان کا تہ بند آدھی پنڈلی تک ہوتا ہے۔ آدھی پنڈلی سے ٹخنوں تک کے مابین میں کوئی حرج نہیں اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے' جس نے تکبر سے اپنا تہ بند گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

فوائد ومسائل: ① مردوں کا اپنی شلوار' تہ بند یا پاجامے وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھنا حرام ہے۔ اور اپنی غفلت اور جہالت کی لایعنی تاویلات میں الجھنا تکبر ہے۔ ② ٹخنوں سے نیچے...... پاؤں...... یا...... لٹکنے والا کپڑا...... جہنم میں ہیں اور کپڑا اپنے پہننے والے کو بھی ساتھ گھسیٹ لے گا۔ ③ اللہ عزوجل کا بندے کی طرف نہ دیکھنا اظہار غضب کی علامت ہے۔

۴۰۹۴- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عَنْ أَبِيهِ

۴۰۹۴- جناب سالم بن عبداللہ بن عمر ؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسبال'' یعنی (حد سے زیادہ) کپڑا لٹکانا تہ بند' قمیص اور پگڑی سبھی

۴۰۹۳ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب موضع الإزار أين هو؟ ح: ۳۵۷۳ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن بن يعقوب به.

۴۰۹۴ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب طول القميص كم هو؟ ح: ۳۵۷٦، والنسائي، ح: ۵۳۳٦ من حديث حسين الجعفي به.

عنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «الإِسْبَالُ فِي الإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ. مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ الله إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

میں (ممنوع) ہے۔ جس نے تکبر سے ان میں سے کچھ بھی لٹکایا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔"

٤٠٩٥- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حدثنا ابنُ المُبَارَكِ عنْ أَبِي الصَّبَاحِ، عنْ يَزِيدَ بنِ أَبِي سُمَيَّةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: مَا قَالَ رَسُولُ الله ﷺ في الإِزَارِ فَهُوَ في الْقَمِيصِ.

۴۰۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ تہ بند کے بارے میں فرمایا ہے قمیص کے بارے میں بھی اس کا یہی حکم ہے۔

٤٠٩٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن مُحمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيٰى: حدَّثني عِكْرِمَةُ: أَنَّهُ رَأَى ابنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمِهِ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخِّرِهِ. قُلْتُ: لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الإِزْرَةَ؟ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَأْتَزِرُهَا.

۴۰۹۶- جناب عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تہ بند باندھے دیکھا کہ ان کے تہ بند کا اگلا حاشیہ ان کے پاؤں کی پشت کو چھو رہا ہوتا اور پیچھے کی جانب سے اوپر کو اٹھا ہوتا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ تہ بند اس انداز سے کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح باندھتے دیکھا ہے۔

فائدہ: صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی عام عادات میں بھی آپ ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ اور اب اہل زمان کی حالت کیا ہے کہ صریح شرعی احکام وفرامین کی مخالفت کرکے بھی بڑے اعلیٰ درجے کے "مومن" بنتے ہیں۔

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸- عورتوں کے لباس کا بیان

٤٠٩٧- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ:

۴۰۹۷- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں کی

٤٠٩٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٠ من حديث عبدالله بن المبارك به.

٤٠٩٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البغوي في الأنوار، ح: ٧٦٧ (بتحقيقي) من حديث يحيى القطان، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٦٨١ من حديث محمد بن أبي يحيى به.

٤٠٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال، ح: ٥٨٨٥ من حديث شعبة به.

أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ.

مشابہت اختیار کریں۔

فائدہ: "لعنت" کوئی معمولی کلمہ نہیں ہے۔ کسی بھی ایمان دار اور صاحب علم وخبر کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی زجر وتوبیخ یا دھمکی نہیں۔ اس کے لفظی معنی یہ ہیں: "اللہ کی رحمت سے دوری" اور وہ بھی سید الرسل' سید الاولین والآخرین ﷺ کی زبان سے' اس لیے اہل ایمان کو اپنی عادات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور چھوٹے بچے بچیوں کے معاملہ میں بھی متنبہ ہونا چاہیے کہ اگرچہ وہ خود مکلف نہیں ہوتے لیکن والدین تو ایمان وشریعت کے مکلف ہیں' اس لیے بڑے تو بڑے' چھوٹے لڑکوں کو لڑکیوں والا لباس پہنانا یا لڑکیوں کو لڑکوں والا لباس پہنانا ناجائز اور حرام ہے۔

٤٠٩٨- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا أبُو عَامِرٍ عن سُلَيْمَانَ بنِ بِلَالٍ، عن سُهَيْلٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ.

۴۰۹۸- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ایسے مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔

٤٠٩٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ وَبَعْضُهُ قَرَأْتُ عَلَيْهِ عن سُفْيَانَ، عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن ابنِ أبي مُلَيْكَةَ قال: قِيلَ لِعَائِشَةَ: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فقالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ.

۴۰۹۹- جناب ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے لیے مخصوص) جوتا پہنتی ہے' (اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

فائدہ: عورتوں کے لیے جب لباس اور جوتے تک میں مردوں کی مشابہت لعنت کا کام ہے تو دیگر امور نشست وبرخاست' انداز گفتگو' بال اور بے حجابی وغیرہ سبھی اس میں شامل ہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي قَوْلِ الله تَعَالَى: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ﴾ [الأحزاب: ٥٩] (التحفة ٣١)

باب:۲۹- فرمان الٰہی: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾ کی تفسیر

٤٠٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٥ عن أبي عامر به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٢٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥٥، والحاكم: ٤/ ١٩٤ علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

٤٠٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحميدي، ح: ٢٧٣(بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به * ابن جريج عنعن، ولم أجد ما يشهد له.

فائدہ: سورۂ احزاب کی آیت: ۵۹ میں ہے: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اے نبی! اپنی بیویوں' صاحبزادیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں یہ (بات) اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ایذا نہ پہنچائی جائے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔'' [جلابیب] جلباب کی جمع ہے' اور ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جو عام اوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے جس سے پورا بدن ڈھک جائے۔ ''اپنے اوپر چادر لٹکانے'' سے مراد یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت گھونگٹ نکال لے جس سے چہرے کا بیشتر حصہ چھپ جائے اور نظریں جھکا کر چلنے سے راستہ بھی نظر آتا جائے۔ برقع اسی جلباب کی ترقی یافتہ صورت ہے۔

٤١٠٠- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن إِبراهِيمَ بنِ مُهَاجِرٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الأَنْصَارِ، فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمَدْنَ إِلَى حُجُورٍ أَوْ حُجُوزٍ شَكَّ أَبُو كَامِلٍ، فَشَقَقْنَهُنَّ فاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا.

۴۱۰۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے انصار کی عورتوں کا ذکر کیا۔ ان کی تعریف کی اور ان کے اچھے اعمال بیان کیے اور کہا: جب سورۂ نور نازل ہوئی تو ان عورتوں نے پردوں کے کپڑے یا مردوں کی چادریں لیں۔ ابوکامل کو لفظ حُجُورٍ یا حُجُوزٍ میں شک ہوا ہے...... اور انہیں پھاڑ کر اپنے لیے پردے کی چادریں بنا لیا۔

فائدہ: مومنات کے متعلق صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے سورۂ نور میں وارد احکام پردہ پر بخوبی عمل کیا۔ جو کہ آیت نمبر: ۳۱ میں مذکور ہیں: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ......﴾

٤١٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: أخبرنا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن ابنِ خُثَيْمٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ﴾ خَرَجَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُؤسِهِنَّ

۴۱۰۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ جب عورتوں کے متعلق یہ حکم نازل ہوا ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ......﴾ ''وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔'' تو انصاری عورتیں جب باہر نکلتیں تو ایسے لگتا کہ ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔ ان سیاہ چادروں کی وجہ سے

٤١٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٨ من حديث أبي عوانة به * إبراهيم بن المهاجر حسن الحديث على الراجح.

٤١٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه عبدالرزاق في تفسيره: ٢/ ١٠١، ح: ٢٣٧٧ عن معمر به.

الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ.

جو وہ اپنے سروں پر لینے لگی تھیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ [النور: ٣١] (التحفة ٣٢)

باب: ٣٠- آیت کریمہ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ کی تفسیر

٤١٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ؛ ح: وحَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ وَابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالُوا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني قُرَّةُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ المَعَافِرِيُّ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قالَتْ: يَرْحَمُ الله نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ، لَمَّا أَنْزَلَ الله ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ أَكْنَفَ، قالَ ابنُ صالحٍ: أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ فاخْتَمَرْنَ بِهَا.

٤١٠٢- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ سابق مہاجر خواتین پر رحم فرمائے۔ جب اللہ کا یہ حکم نازل ہوا ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ تو انہوں نے اون کی موٹی موٹی چادریں پھاڑ کر اپنی اوڑھنیاں بنالیں۔ ابن صالح نے (أكنف کی بجائے) أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ کہا ہے۔

فائدہ: یہ سورۂ نور میں آیت حجاب (٣١) کا ایک حصہ ہے۔ معنی ہے ”ان عورتوں کو چاہیے کہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بُکّل مارے رہیں۔“

٤١٠٣- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قال: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَنْ عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ بِإِسنادهِ وَمَعناه.

٤١٠٣- ابن شہاب نے یہ روایت اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کی ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا (التحفة ٣٣)

باب: ٣١- عورت اپنی زینت سے کیا کچھ کھلا رکھ سکتی ہے؟

٤١٠٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٣٤ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، التفسير، سورة النور، باب: ﴿وليضربن بخمرهن على جيوبهن﴾، ح: ٤٧٥٨ من طريق آخر عن الزهري به.

٤١٠٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٠٤- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ وَمُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قالَا: أخبرنا الْوَلِيدُ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ، عن قَتَادَةَ، عن خَالِدٍ - قالَ يَعْقُوبُ: ابْنِ دُرَيْكٍ - عن عَائِشَةَ: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ الله ﷺ وقال: «يا أَسْمَاءُ! إنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ المَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ لَها أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا»، وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ.

۴۱۰۴- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ (ان کی بہن) اسماء دختر ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے ہاں آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اپنا منہ موڑ لیا اور فرمایا: ''اے اسماء! بچی جب جوان ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس سے کچھ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا مُرْسَلٌ خَالِدُ بنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ. [وَسَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ لَيْسَ بِالقَوِيِّ].

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے۔ خالد بن دُریک نے سیدہ عائشہ ؓ کو نہیں پایا۔ اور سعید بن بشیر قوی نہیں ہے۔

فائدہ: بعض علماء اس حدیث سے عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنے کا اثبات کرتے ہیں، جو صحیح نہیں۔ کیونکہ احتمال ہے کہ یہ ارشاد حجاب کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہو۔ نیز یہ روایت مرسل ہے جیسے کہ امام ابوداود رحمہ اللہ نے واضح فرمایا ہے اور اس کا ایک راوی سعید بن بشیر ازدی ضعیف ہے۔ دیکھیے: (تقریب التهذيب) نیز اگلی (حدیث: ۴۱۰۶) میں ہے کہ سیدہ فاطمہ ؓ اپنے پاؤں چھپانے کے لیے مضطرب ہوتی تھیں اور حدیث ۴۱۱۷ میں آ رہا ہے کہ سیدہ ام سلمہ ؓ نے بھی اپنی چادر کا پلو لمبا کرنے کا پوچھا تو آپ ﷺ نے ایک بالشت بتایا۔ اس پر انہوں نے عذر کیا کہ اس طرح تو پاؤں ننگے ہوں گے...... جب امت کی یہ مائیں جو تمام عورتوں کے لیے انتہائی عظیم قابل قدر نمونہ ہیں ان کا یہ حال ہے کہ وہ پاؤں ننگے ہونے سے پریشان ہوتی ہیں تو کس طرح باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ چہرہ ننگے کرنے کو جائز سمجھتی ہوں گی اور کسی کے لیے (عورت ہو یا مرد) اس کا چہرہ ہی منبع حسن و قبح ہوتا ہے۔ جبکہ امت کے مردوں کو حکم دیا گیا کہ ضرورت کی چیز طلب کرنی ہو تو منہ اٹھائے گھروں کے اندر مت گھس جایا کرو بلکہ ﴿فَاسْئَلُوهُنَّ مِن

٤١٠٤- **تخريج:** [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٦ و٧/ ٨٦ من حديث أبي داود به * الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع، سعيد بن بشير ضعيف (تقريب)، قال محمد بن عبدالله بن نمير: يروى عن قتادة المنكرات، وقال الساجي: حدث عن قتادة بمناكير، وقتادة عنعن إن صح السند إليه، وللحديث شواهد ضعيفة، المراسيل لأبي داود، ح: ٤٣٧، والبيهقي وغيرهما.

وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب:۵۳) ''یعنی اوٹ کے پیچھے سے طلب کیا کرو۔'' کئی صحیح اور صریح احادیث میں ہے: ''غیر محرم کو اجنبی عورتوں کے ہاں جانا جائز نہیں۔'' اور شوہر کے رشتہ دار مردوں کا گھر میں بے باکانہ اندر آ جانا بھی جائز نہیں' ﷺ [اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ] (جامع الترمذی' الرضاع' حدیث:۱۱۷۱) ''مرد کے رشتہ دار دیور اور جیٹھ وغیرہ عورت کے لیے موت ہیں۔'' (مسئلہ حجاب اور چہرے کے پردے کی تفصیل اور شافی بحث تفسیر اضواء البیان' از علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ' سورۂ احزاب میں ملاحظہ ہو۔)

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۲- غلام کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے

٤١٠٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سعيدٍ وَابْنُ موْهَبٍ قالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن أبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ في الْحِجَامَةِ، فأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا. قالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قالَ: كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ.

۴۱۰۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے ابوطیبہ کو فرمایا کہ اسے سینگی لگائے۔ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ ان کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا تھا۔

فوائد ومسائل: ① نابالغ بچے جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ نہ ہوئے ہوں اور زرخرید غلام کا ایک ہی حکم ہے۔ لہٰذا بوقت ضرورت عورت کے لیے جائز ہے کہ اپنی زینت اس کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے۔ ② خواتین کے علاج معالجہ کے لیے اسلامی معاشرے میں خواتین طبیبات (لیڈی ڈاکٹرز) کا اہتمام کرنا بہت ضروری ہے تاکہ انہیں اجنبی مرد ڈاکٹروں کے سامنے نہ ہونا پڑے۔ ③ عورت کے بال اس کی باطنی زینت کا حصہ ہیں جو وہ کسی غیر محرم کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی۔

٤١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا أَبُو جُمَيْعٍ سَالِمُ بنُ دِينَارٍ عن ثَابِتٍ، عن أنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا. قالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا

۴۱۰۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے ایک غلام لائے جو آپ نے ان کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایسا کپڑا تھا کہ وہ اگر اسے سر پر لپیٹتیں تو ان کے پاؤں تک نہ پہنچتا تھا' اور اگر پاؤں کو چھپاتیں تو سر پر نہ رہتا تھا۔

٤١٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: لكل داء دواء، واستحباب التداوي، ح: ٢٢٠٦ عن قتيبة به.

٤١٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٥ من حديث أبي داود به.

غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ ما تَلْقَى قال: «إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ».

پس جب نبی ﷺ نے اس کی اس الجھن کو دیکھا تو فرمایا: ''تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں' تمہارے سامنے صرف تمہارے والد ہیں اور تمہارا غلام۔''

فائدہ: غلام سے پردہ واجب نہیں' بلکہ رخصت ہے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿غَيْرِ أُوْلِي ٱلْإِرْبَةِ﴾ [النور: ٣١] (التحفة ٣٥)

باب:۳۳-فرمانِ الٰہی ﴿غَيْرِ أُوْلِي الإِرْبَةِ﴾ کی تفسیر

فائدہ: سورۂ نور کی آیت حجاب (۳۱) میں جن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کا بیان ہے ان میں ﴿غَيْرِ أُولِي الإِرْبَة﴾ کا بھی ذکر ہے۔ یعنی ایسے بڑے بوڑھے مرد جنہیں اب عورتوں کی کوئی خواہش نہ ہو۔ لیکن بڑی عمر کے باوجود اگر محسوس ہو کہ فکری طور پر یہ آدمی عورتوں سے دلچسپی رکھتا ہے تو اس سے پردہ کرنا لازمی ہے۔ انسان کی گفتگو اور نشست برخاست سے اس کے ذوق و مزاج کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔ جیسے کہ درج ذیل حدیث میں مذکور ہے۔

٤١٠٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ وهشام بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الإِرْبَةِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً، فقالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمانٍ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا أَرَى هٰذَا يَعْلَمُ مَا هٰهُنَا؟ لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هٰذَا» فَحَجَبُوهُ.

۴۱۰۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک ہیجڑا نبی ﷺ کی ازواج کے گھروں میں آتا جاتا تھا اور لوگ اس کے بارے میں سمجھتے تھے کہ اس میں عورتوں کی طرف کوئی میلان نہیں اور یہ [غَيْرِ أُولِي الإِرْبَة] میں سے ہے۔ ایک دن نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور وہ آپ کی کسی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ایک عورت کی تعریف میں یوں کہہ رہا تھا کہ وہ جب سامنے سے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں اور جب کمر پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ سے واپس ہوتی ہے (یعنی پہلوؤں کی طرف سے چار چار بل نظر آتے ہیں جو اس کے فربہ اندام اور خوبصورت ہونے کی علامت

٤١٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨١ من حديث معمر به.

ہیں) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ بھی ان عورتوں کی مخفی باتیں جانتا ہے' آئندہ یہ تمہارے ہاں ہرگز نہ آیا کرے۔'' چنانچہ اسے روک دیا گیا۔

فوائدومسائل: ① ایسے ہیجڑے جن میں مردانہ میلانات ہوں انہیں گھروں میں نہیں آنے دینا چاہیے اور یہی حکم ہے ایسے لوگوں کا جو نامرد یا مقطوع الذکر ہوں' اسی طرح نوعمر قریب البلوغ بچوں کا بھی یہی حکم ہے۔ ② نیز جدید آلات ٹی وی' وی سی آر' فلمیں یا گانے بجانے والی چیزیں جو شہوانی جذبات کی انگیخت کریں ان کا گھروں میں رکھنا اور استعمال فتنے فساد کا باعث ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنے گھروں کو ان فواحش سے پاک رکھیں۔

٤١٠٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ.

۴۱۰۸- زہری نے عروہ سے انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کی ہے۔

٤١٠٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ بِهذَا الحديثِ. زَادَ: وَأَخْرَجَهُ فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلَّ جُمُعَةٍ يَسْتَطْعِمُ.

۴۱۰۹- ابن شہاب (زہری) عروہ سے' انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ سے یہ حدیث روایت کی۔ اس میں مزید یہ ہے کہ اور اسے (مدینہ طیبہ سے) نکال دیا۔ چنانچہ وہ مقام بیداء میں رہتا تھا اور ہر جمعہ آتا اور کھانے پینے کی چیزیں مانگ کر لے جایا کرتا تھا۔

٤١١٠- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ عن الأَوزَاعِيِّ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ: فَقِيلَ: يَا رَسُولَ الله! إنَّهُ إذًا يَمُوتُ مِنَ الْجُوعِ، فأذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ في كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ.

۴۱۱۰- جناب اوزاعی نے اس قصے میں بیان کیا کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! (اگر اسے گھروں سے روک دیا گیا تو) یہ بھوک سے مر جائے گا۔ تو آپ نے اسے اجازت دی کہ ہر ہفتے دوبار آ جایا کرے' لوگوں سے سوال کرے اور لوٹ جایا کرے۔

فائدہ: اگر کسی آدمی کی باقاعدہ کفالت کا اہتمام نہ ہو تو اسے مانگ کر گزارہ کرنے کی اجازت ہے۔ مگر فحاشی پھیلانے کی نہیں۔

٤١٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق.
٤١٠٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.
٤١١٠ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٤١٠٧.

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ﴾ [النور: ٣١] (التحفة ٣٦)

باب: ۳۴-اللہ کے فرمان:﴿وَ قُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِن أَبْصَارِهِنَّ﴾ کی تفسیر

فائدہ: یہ سورۂ نور کی آیت حجاب (۳۱) کے ابتدائی الفاظ ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ "مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔"

٤١١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ﴾ الآيَةَ فَنُسِخَ وَاسْتُثْنِيَ مِنْ ذٰلِكَ ﴿وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا﴾ الآية [النور: ٦٠].

۴۱۱۱- حضرت ابن عباس ؓ نے آیت کریمہ ﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: (یہ عام حکم تھا۔ پھر بڑی عمر کی بوڑھی عورتوں کے حق میں) اسے منسوخ کر کے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا:﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ ...... الخ﴾ یعنی بڑی عمر کی بوڑھی عورتیں جنہیں اب نکاح کی خواہش نہ ہو...... (ان پر پردے کے احکام کی پابندی نہیں ہے۔)

فائدہ: اس آیت کریمہ کے اگلے الفاظ بڑے اہم ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَ أَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ (سورۂ نور:۶۰) "اگر وہ اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم اس میں احتیاط کریں تو بہت افضل ہے۔" جب بڑی عمر کی عورتوں کو اظہار زینت حرام اور ناجائز ہے تو جوان دوشیزاؤں کے لیے اور زیادہ حرام ہے۔

٤١١٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حدَّثني نَبْهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فأَقْبَلَ ابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ

۴۱۱۲- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں موجود تھی جبکہ سیدہ میمونہ ؓ بھی وہیں تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم ؓ آ گئے۔ اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ ہمیں پردے کے احکام دے

٤١١١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٣ من حديث أبي داود به.

٤١١٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في احتجاب النساء من الرجال، ح: ٢٧٧٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن صحيح" * نبهان وثقه الذهبي في الكاشف، والترمذي، وابن حبان، والحاكم، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، انظر، ح: ٣٩٢٨.

أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «احْتَجِبَا مِنْهُ»، فَقُلْنَا: يَارَسُولَ الله! أَلَيْسَ أَعْمَى لا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!».

دیے گیے تھے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس سے پردہ کرو۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہے، ہمیں دیکھتا نہیں اور پہچانتا بھی نہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو کیا تم بھی اندھی ہو، تم اسے نہیں دیکھتی ہو؟!“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً، أَلَا تَرَى إِلَى اعتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَدْ قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: «اعْتَدِّي عِنْدَ ابنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فإنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ»؟.

امام ابوداود فرماتے ہیں: یہ حکم ازواج نبی ﷺ کے لیے خاص تھا۔ جبکہ فاطمہ بنت قیس ؓ کو ابن ام مکتوم ؓ کے ہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تھا اور نبی ﷺ نے اسے فرمایا تھا: ”ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو، وہ نابینا آدمی ہے، تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار سکو گی۔“

فائدہ: اگر یہ روایت حسن ہے، جیسا کہ ہمارے فاضل محقق ﷾ نے کہا ہے، تو پھر اس کی یہ توجیہ صحیح ہے جو امام ابوداود ؒ نے فرمائی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم سے پردے کا جو حکم دیا گیا تھا، وہ صرف ازواج مطہرات ؓ کے لیے خاص تھا، عام مسلمان خواتین کے لیے یہ ضروری نہیں ہے اور بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ بہر حال دونوں صورتوں میں یہ روایت قابل حجت نہیں۔

٤١١٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْمَيْمُونِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى عَوْرَتِهَا».

۴۱۱۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی اپنے غلام کی اپنی باندی سے شادی کر دے تو اب اس باندی کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔“

٤١١٤- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَني دَاوُدُ بنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ،

۴۱۱۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی اپنی خادمہ کی اپنے غلام یا نوکر

٤١١٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث الآتي، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٦ من حديث أبي داود به.

٤١١٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٧ من حديث المزني به، وانظر الحديث السابق.

عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُم خَادِمَهُ [أَوْ] عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ».

سے شادی کر دے تو اب اس خادمہ کی ناف سے لے کر گھٹنے سے اوپر تک کے حصہ کو مت دیکھے۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَصَوَابُهُ سَوَّارُ بنُ دَاوُدَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ، وَهِمَ فِيهِ وَكِيعٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سند میں راوی (داود بن سوار) کا صحیح نام سوار بن داود مزنی صیرفی ہے۔ اس میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

فائدہ: مالک کو حق حاصل ہے کہ اپنی باندی سے جنسی فائدہ حاصل کرے۔ مگر جب وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہو گیا اور اس کی شادی کر دی تو اس کے لیے اس باندی کے خاص ستر کو دیکھنا بھی حرام ہو گیا۔

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: كَيْفَ الاخْتِمَارُ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۵- اوڑھنی کیسے لے؟

٤١١٥- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحمٰنِ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عن حَبِيبِ بنِ أَبِي ثَابِتٍ، عن وَهْبٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عن أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دخلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فقالَ: «لَيَّةً لا لَيَّتَيْنِ».

۴۱۱۵- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اس کے ہاں آئے اور وہ سر پر اوڑھنی لپیٹ رہی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: "ایک بل دو۔ دو نہیں۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَى قَوْلِهِ: «لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ» يَقُولُ: لَا تَعْتَمَّ مِثْلَ الرَّجُلِ لا تُكَرِّرْهُ طَاقًا أَوْ طَاقَيْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اوڑھنی کو اس طرح مت لپیٹے کہ مردوں کی پگڑی محسوس ہو۔ کپڑے کو دو بل مت دے۔

فائدہ: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کسی طرح کی مشابہت جائز نہیں۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: فِي لُبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٣٨)

باب: ۳۶- عورتوں کے لیے باریک لباس کا بیان

٤١١٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٦ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٩٤، ١٩٥، ووافقه الذهبي * حبيب بن أبي ثابت عنعن.

فائدہ: ”قَباطی“، جمع ”قُبطِیّة“ (قاف پر پیش کے ساتھ) مصر میں بننے والے باریک سفید کپڑے کو کہتے تھے۔ اس کی نسبت مصری قوم ”قِبط“ (قاف کے نیچے زیر) کی طرف ہے۔ اہل مصر کو ”قِبطی“ (قاف کی زیر سے) اور ان کے ہاں بننے والے کپڑے کو خلاف قیاس ”قُبطِیّة“ کہا گیا ہے۔ (یعنی قاف پر پیش کے ساتھ۔) (النہایہ)

٤١١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنا ابنُ لَهِيعَةَ عن مُوسَى بنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عُبَيْدَ الله بنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَه عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، عن دِحْيَةَ بنِ خَلِيفَةَ الكَلْبِيِّ أَنَّهُ قالَ: أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَبَاطِيَّ فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً فقَالَ: «اصْدَعْهَا صِدْعَيْنِ فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا وَأَعْطِ الآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ»، فَلَمَّا أَدْبَرَ قالَ: «وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا».

۴۱۱۶- حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مصر کے سفید باریک کپڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک کپڑا مجھے بھی عنایت فرمایا اور کہا: ”اس کے دو ٹکڑے کر لو' ایک کی تم قمیص بنا لو اور دوسرا اپنی اہلیہ کو دے دو' وہ اس کو اپنی اوڑھنی بنا لے۔“ پھر جب میں نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا: ”اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے کوئی اور کپڑا لگا لے کہ اس کے جسم کو ظاہر نہ کرے۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ فقَالَ: عَبَّاسُ بنُ عُبَيْدِ الله بنِ عَبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب نے روایت کیا تو (موسیٰ بن جبیر کے استاذ کا نام) عباس بن عبیداللہ بن عباس بیان کیا۔

فائدہ: ایسا باریک لباس جو سر کے بال یا جسم کو نمایاں کرے پہننا جائز نہیں اِلّا یہ کہ ستر کا خاص اہتمام کیا گیا ہو۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي قَدْرِ الذَّيْلِ (التحفة ٣٩)

باب: ۳۷- عورت اپنی چادر کا پلو کس قدر لمبا رکھے؟

٤١١٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۱۱۷- ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ

٤١١٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٢٥، ح: ٤١٩٩ من حديث ابن لهيعة به، وللحديث شواهد عند الحاكم: ٤/ ١٨٧ وغيره، حديث يحيى بن أيوب، رواه الحاكم.

٤١١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ١٤٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٥، ورواه النسائي، ح: ٥٣٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٥١.

مَالِكٍ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ نَافِعٍ، عن أَبِيهِ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِرَسُولِ الله ﷺ حِينَ ذَكَرَ الإِزَارَ: فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ الله؟ قالَ: «تُرْخِي شِبْرًا» قالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا. قالَ: «فَذِرَاعٌ لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

رسول اللہ ﷺ نے جب تہبند کا ذکر کیا تو ام سلمہ ؓ نے عورت کے متعلق پوچھا کہ وہ اسے کس قدر لمبا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”ایک بالشت لٹکا لے۔“ حضرت ام سلمہ ؓ نے کہا: اس سے تو اس کے پاؤں ننگے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ”ایک ہاتھ لٹکا لے اور اس سے زیادہ نہ کرے۔“

فائدہ: عورت کو گھر سے باہر اپنے ٹخنے اور پاؤں بھی پردے میں رکھنے کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

٤١١٨- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى: أَخبرنَا عِيسَى عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

۴۱۱۸- نافع نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے سیدہ ام سلمہ ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہی حدیث بیان کی ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ إِسْحَاقَ وَأَيُّوبُ ابنُ مُوسَى عن نَافِعٍ، عن صَفِيَّةَ.

امام ابوداود کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے بواسطہ نافع سیدہ صفیہ ؓ سے بیان کی ہے۔

٤١١٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى ابنُ سَعِيدٍ عن سُفْيَانَ، أَخْبَرَنِي زَيْدٌ العَمِّيُّ عن أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عن ابنِ عُمَرَ قال: رَخَّصَ رَسُولُ الله ﷺ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ فَزَادَهُنَّ شِبْرًا فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا.

۴۱۱۹- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات المومنین کو اجازت دی کہ اپنی چادروں کے پلو ایک بالشت لمبے رکھا کریں۔ پھر انہوں نے مزید لمبے کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک اور بالشت بڑھانے کا فرمایا۔ چنانچہ وہ ہمیں اس کا کہتیں تو ہم ان کے لیے ان چادروں کے پلو ایک ایک ہاتھ لمبے رکھتے۔

٤١١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، الزينة، باب ذيول النساء، ح: ٥٣٤١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٤١١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٤١١٧، وأخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ذيل المرأة كم يكون؟ ح: ٣٥٨١ من حديث سفيان الثوري به * زيد العمي ضعيف، وحديث أبي داود: ٤١١٧ يغني عنه.

فائدہ: عورتوں کے لیے چادروں کی یہ لمبائی مردوں کی قمیصوں کے مقابلے میں ہے نہ کہ زمین کے مقابلے میں۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣٨) - **بَابٌ: فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ** (التحفة ٤٠)

باب:٣٨-مردہ جانوروں کی کھال کا بیان

٤١٢٠- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ أَبِي خَلَفٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ، - قال مُسَدَّدٌ وَوَهْبٌ -: عن مَيْمُونَةَ قَالَتْ: أُهْدِيَ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا النَّبيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَلَّا دَبَغْتُمْ إهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ الله! إِنَّهَا مَيْتَةٌ قال: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

۴۱۲۰-ام المومنین سیدہ میمونہ ؓ نے بیان کیا کہ ہماری ایک باندی کو صدقہ کی ایک بکری ہدیہ کی گئی پھر وہ مرگئی۔ نبی ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”تم نے اس کے چمڑے کو رنگ کیوں نہیں لیا' اس سے کوئی فائدہ اٹھا لیتے؟“ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”حرام تو اس کا کھانا ہے۔“

٤١٢١- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا مَعْمرٌ عن الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ قال: فَقَالَ: «أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا» ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ لَمْ يَذْكُرِ الدِّبَاغَ.

۴۱۲۱-معمر نے بواسطہ زہری بیان کیا' (لیکن) زہری کی اس حدیث کی سند میں سیدہ میمونہ ؓ کا ذکر نہیں ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟“ اور اس میں رنگنے کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: حلال جانور اگر مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے۔ مگر چمڑے کو رنگ کر استعمال کر لینا بغیر کسی شک وشبہ کے جائز ہے۔ جیسے کہ اگلی روایات میں آ رہا ہے۔

٤١٢٢- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بْنِ

۴۱۲۲-معمر کہتے ہیں کہ جناب (ابن شہاب) زہری

٤١٢٠_ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح:٣٦٣ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح:١٤٩٢ من حديث الزهري به.

٤١٢١_ **تخريج**: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٢٢_ **تخريج**: [إسناده صحيح] انظر، ح:٤١٢٠.

فَارِسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ، وَيَقُولُ: يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

رحمہ اللہ (حلال جانور کے چمڑے کو) رنگنے کا انکار کرتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ ہر حال میں فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرِ الأَوْزَاعِيُّ، وَيُونُسُ، وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ الدِّبَاغَ، وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ: ذَكَرُوا الدِّبَاغَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زہری کی اس روایت میں اوزاعی' یونس اور عُقیل نے رنگنے کا ذکر نہیں کیا۔جبکہ زبیدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی سعید بن عبدالعزیز اور حفص بن ولید نے بھی رنگنے کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: جناب زہری کے قول کا مفاد یہ ہے کہ حلال مردہ جانور کے بے رنگے چمڑے کو بیچنا جائز ہے۔

٤١٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ وَعْلَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دُبِغَ الإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ».

۴۱۲۳-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے:''چمڑے کو جب رنگ لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

٤١٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

۴۱۲۴-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جائے.....(یعنی) جب اسے رنگ لیا جائے۔

فائدہ: حلال جانور اگر مردار ہو جائے تو اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

٤١٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، ح: ٣٦٦ من حديث سفيان به.

٤١٢٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب لبس جلود الميتة إذا دبغت، ح: ٣٦١٢، والنسائي، ح: ٤٢٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٤٩٨ * أم محمد بن عبدالرحمٰن لم أجد من وثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: "غير معروفة" (الجوهر النقي: ١/ ١٧).

٤١٢٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عنِ الْحَسَنِ، عنْ جَوْنِ بنِ قَتَادَةَ، عنْ سَلَمَةَ بنِ المُحَبَّقِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَتَى عَلَى بَيْتٍ فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَأَلَ الماء فقَالُوا: يَا رَسُولَ الله! إِنَّهَا مَيْتَةٌ فقَالَ: «دِبَاغُهَا طَهُورُهَا».

۴۱۲۵- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ ایک گھر میں آئے تو ایک مشکیزہ لٹکے دیکھا۔ تو آپ نے پانی طلب فرمایا: تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مشکیزہ مردار (جانور کے چمڑے کا) ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو رنگ دیا جانا اس کی پاکیزگی ہے۔''

٤١٢٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو يَعْني ابنَ الحَارِثِ عنْ كَثِيرِ بنِ فَرْقَدٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَالِكِ بنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ أَنَّهَا قالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ فَوَقَعَ فِيهَا المَوْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتِ جُلودَهَا فانْتَفَعْتِ بِهَا. فقَالَتْ: أَوَ يَحِلُّ ذٰلِكَ؟ قالَتْ: نَعَمْ. مَرَّ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فقَالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا» قالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُطَهِّرُهَا المَاءُ وَالْقَرَظُ».

۴۱۲۶- عالیہ دختر سُبیع بیان کرتی ہیں کہ اُحد کی جانب میری بکریاں ہوتی تھیں۔ ہوا یہ کہ وہ مرنا شروع ہو گئیں تو میں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: اگر تم ان کے چمڑے اتار لیا کرو تو ان سے فائدہ اٹھاؤ گی۔ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: کیا یہ حلال ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ قریش کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے وہ ایک بکری گھسیٹے جا رہے تھے جیسے کہ گدھا ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اس کا چمڑا ہی اتار لیتے۔'' انہوں نے کہا: یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے پانی اور قرظ پاک کر دیتا ہے۔'' (قرظ کیکر کی مانند ایک درخت ہوتا ہے جو چمڑا صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔)

٤١٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب جلود الميتة، ح: ٤٢٤٨ من حديث قتادة به، ورواه شعبة عنه، وصححه الحافظ ابن حجر في التلخيص الحبير: ١/ ٤٩، والحاكم: ٤/ ١٤١، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد * الحسن البصري عنعن، والحديث السابق: ٤١٢٣ يغني عنه.

٤١٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب ما يدبغ به جلود الميتة، ح: ٤٢٥٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ٢٢٠، ح: ١٣١، وللحديث شواهد.

فائدہ: درج ذیل باب کے بعد والے باب میں درندوں کی کھالوں سے ممانعت کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف حلال جانوروں کی کھال ہی رنگنے سے پاک ہوتی ہے نہ کہ حرام جانوروں اور درندوں کی کھالیں۔

(المعجم ٣٩) - **باب** مَنْ رَوَى أَنْ لَا يُسْتَنفَعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ (التحفة ٤١)

باب:٣٩- ان حضرات کی دلیل جو کہتے ہیں کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ حاصل نہ کیا جائے

٤١٢٧- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابن أبي لَيْلَى، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُكَيْمٍ قالَ: قُرِىءَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ الله ﷺ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ: «أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ المَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

۴۱۲۷- جناب عبداللہ بن عکیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: قبیلۂ جہینہ کے علاقے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کا ایک خط پڑھ کر سنایا گیا جبکہ میں نوعمر جوان لڑکا تھا: ''یہ کہ مردار کے چمڑے یا اس کے پٹھوں سے فائدہ مت اٹھاؤ۔''

فائدہ: ظاہر ہے کہ رنگے بغیر مردار کا چمڑہ استعمال کرنا جائز نہیں۔علاوہ ازیں دیگر اجزاء کا حکم مردار ہی کا ہے۔

٤١٢٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قالَ: حَدَّثَنا الثَّقَفِيُّ عنْ خَالِدٍ، عن الْحَكَمِ بنِ عُتَيْبَةَ: أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ الله بنِ عُكَيْمٍ - رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ - قالَ الْحَكَمُ: فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُكَيْمٍ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ: أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ

۴۱۲۸- حکم بن عتیبہ کہتے ہیں کہ میں اور کئی لوگ عبداللہ بن عکیم کے ہاں گئے' وہ قبیلۂ جہینہ کے فرد تھے۔ حکم نے کہا: دوسرے لوگ اندر چلے گئے جب کہ میں دروازے پر بیٹھا رہا۔ چنانچہ جب وہ میرے پاس واپس آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن عکیم نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینہ پہلے قبیلۂ جہینہ کی طرف ایک خط لکھا تھا: ''مردار کے چمڑے یا اس کے پٹھوں سے فائدہ مت اٹھاؤ۔''

٤١٢٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب من قال لا ينتفع من الميتة بإهاب ولا عصب، ح:٣٦١٣، والنسائي، ح:٤٢٥٤ من حديث شعبة، والترمذي، ح:١٧٢٩ من حديث الحكم بن عتيبة به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٤/ ٣١١، ورواه القاسم بن مخيمرة وهلال الوزان عن عبدالله بن عكيم به، وحسنه الترمذي، والبيهقي: ١/ ١٨، وللحديث شواهد.

٤١٢٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ١/ ١٥ من حديث أبي داود به.

الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَإِذَا دُبغَ لَا يُقَالُ لَهُ إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے کہا کہ بے رنگے چمڑے کو [اهاب] کہتے ہیں۔ رنگ دیے جانے کے بعد اسے [اهاب] نہیں کہتے بلکہ [شَنّ] اور [قِربَة] کہتے ہیں۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي جُلُودِ النُّمُورِ وَالسِّبَاعِ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۰- چیتوں اور درندوں کے چمڑوں کا بیان

٤١٢٩- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عن ابنِ سِيرينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمارَ».

قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۲۹- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خز (ریشم) کے کپڑے اور چیتے کی کھال کو اپنی گدی مت بناؤ۔“ (انہیں بطور زین یا زین پوش استعمال نہ کرو۔) ابن سیرین نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت حدیث میں متہم نہیں تھے۔ (ان کی سیاسی آراء سے کسی کو اختلاف ہو تو الگ بات ہے ورنہ فرامین رسول ﷺ کے نقل میں نہایت قابل اعتماد تھے۔)

فائدہ: چیتے اور تمام درندوں کی کھالوں کا یہی حکم ہے کہ انہیں استعمال کرنا ناجائز ہے خواہ رنگی ہوئی بھی ہوں۔ ان کا لباس بنانا یا بطور سیٹ استعمال کرنا جائز نہیں۔

٤١٣٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ قال: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عن قَتَادَةَ، عن زُرَارَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصْحَبُ المَلَائِكَةُ

۴۱۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس جماعت میں چیتے کی کھال ہو اس کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں چلتے۔“

٤١٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب ركوب النمور، ح: ٣٦٥٦ من حديث وكيع به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨١١.

٤١٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة عنعن، وعمران هو ابن داور القطان، وأبوداود هو الطيالسي، قلت: وحديث البخاري، ح: ٢٥٥٥ لا يشهد له، هو غير هذا المتن.

رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ».

فائدہ: شریعت کی مخالفت' ایک نجس عمل ہے۔ جو اپنے ظاہری اور باطنی برے اثرات سے خالی نہیں رہتی۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ قالَ: وَفَدَ المِقْدَامُ بنُ مَعْدِيكَرِبَ وعَمْرُو بنُ الأسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إلى مُعَاوِيَةَ بنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ ابنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ المِقْدَامُ، فقالَ لَهُ فُلَانٌ: أَتَعُدُّهَا مُصِيبَةً؟ فقالَ لَهُ: وَلِمَ لا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ في حِجرِهِ، فقال: «هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ»، فقالَ الأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا الله. قالَ: فقالَ المِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغِيظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قال: يَا مُعَاوِيَةُ! إنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فكَذِّبْنِي. قال: أَفْعَلُ. قال: فأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ سَمِعتَ رَسُولَ الله ﷺ يَنْهَى عن لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عن لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأَنْشُدُكَ بالله! هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ

۴۱۳۱- جناب خالد بن معدان سے روایت ہے کہ حضرت مقدام بن معدیکرب' عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی جو اہل قنسرین میں سے تھا' حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ کے ہاں آئے۔ معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حسن بن علی ؓ وفات پا گئے ہیں؟ تو مقدام نے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا۔ تو ایک آدمی نے ان سے کہا: کیا تم اس کو مصیبت سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں ان کی وفات کو مصیبت کیوں نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا تھا اور کہا تھا: ''یہ (حسن) مجھ سے ہے اور حسین علی سے!'' اسدی آدمی نے کہا: دہکتا کوئلہ تھا جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ مقدام نے کہا: مگر (میں تو ایسی بات نہیں کہتا جو اس اسدی نے کہی ہے) میں آج تمہیں غصہ دلا کے رہوں گا اور وہ کچھ سناؤں گا جو تمہیں برا لگے۔ پھر کہا: اے معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر غلط کہوں تو تردید کر دینا۔ معاویہ نے کہا: ایسے ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں۔ مقدام نے پھر کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تمہیں خبر ہے کہ' رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے؟

٤١٣١- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح: ٤٢٦٠ عن عمرو بن عثمان به ❊ رواية بقية عن بحير صحيحة لأنها من كتابه.

عَلَيْهَا؟ قال : نَعَمْ . قال : فَوَالله! لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ في بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ! فقالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ! قال خَالِدٌ : فأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لابْنِهِ في الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا المِقْدَامُ عَلٰى أَصْحَابِهِ، قال : وَلَمْ يُعْطِ الأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فقال : أَمَّا المِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ، وَأَمَّا الأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ.

انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت مقدام نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں' کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں۔ مقدام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ سب کچھ تمہارے گھر میں دیکھا ہے اے معاویہ! اس پر معاویہ نے کہا: اے مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تجھ سے ہرگز نہیں بچ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے بیان کیا کہ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام کے لیے اس قدر انعام کا حکم دیا جو اس کے دوسرے دو ساتھیوں کے لیے نہیں تھا اور ان کے بیٹے کے لیے دوسو والوں میں حصہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ مگر اسدی نے جو وصول کیا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ معاویہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام کھلے ہاتھ کے سخی آدمی ہیں اور اسدی اپنے مال کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حق بات کہنے میں بڑے جری تھے۔ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کی امارت سے کوئی خوف نہ آیا اور بے دھڑک حق بات کہہ دی۔ ② اس مکالمے کے شروع میں جو آیا ہے: ''ایک آدمی نے کہا'' اس کے قائل شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ جسے ادباً مبہم رکھا گیا ہے۔ (عون المعبود) ③ بنوامیہ اور اہل بیت کے خاندانوں میں سیاسی امور میں ان کے خاص رجحانات تھے۔ یہ تاریخ اسلام کا انتہائی پریشان کن دور تھا جو گزر گیا۔ اب ہم تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا گو ہیں اور کسی کے متعلق اپنے دل میں کوئی بغض نہیں رکھتے۔ ایک مؤرخ کو حسب وقائع کسی بھی جانب میلان کا حق حاصل ہے مگر خیال رہے کہ دوسری جانب بھی جلیل القدر صحابہ ہیں ......رضی اللہ عنہم وارضاهم...... ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الحشر:١٠) ④ درندوں کی کھالیں اور ان کی گدیاں استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی مردوں کے لیے سونا اور ریشم بھی مباح نہیں۔ ⑤ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ذکر ہوا کہ ان کے گھر میں ریشم اور درندوں کی کھالیں استعمال ہوتی تھیں تو شاید فرامین رسول ﷺ کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے۔ واللہ اعلم.

٤١٣٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ إبراهِيمَ وَيَحْيَى بنَ سَعِيدٍ حَدَّثَاهُمُ المَعْنَى عن سَعِيدِ بنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن أَبِي المَلِيحِ بنِ أُسَامَةَ، عن أبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ.

۴۱۳۲-جناب ابوالملیح بن اسامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: درندوں کی کھالیں رنگی ہوئی ہوں یا بے رنگی سب کا یہی حکم ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الانْتِعَالِ (التحفة ٤٣)

باب:۴۱-جوتے پہننے کا بیان

٤١٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: أخبرنا ابنُ أبِي الزِّنَادِ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في سَفَرٍ فقالَ: «أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فإنَّ الرَّجُلَ لا يَـزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ».

۴۱۳۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا: ”جوتے خوب پہنا کرو‘ بلاشبہ آدمی جب تک جوتا پہنے ہو تو (گویا) وہ سوار ہوتا ہے۔“

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سفر میں بالخصوص جوتا عمدہ اور نمایاں ہونا چاہیے۔

٤١٣٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ: أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالاَنِ.

۴۱۳۴-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے جوتے میں دو پٹیاں ہوتی تھیں۔

فائدہ: ایک پٹی انگوٹھے کے ساتھ سے اور دوسری درمیانی اور ساتھ والی انگلی کے درمیان سے ہوتی ہوئی پاؤں کی

٤١٣٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الفرع والعتيرة، باب النهي عن الانتفاع بجلود السباع، ح:٤٢٥٨ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح:١٧٧٠/ ٥ من حديث ابن أبي عروبة به، وصححه ابن الجارود، ح:٨٧٥، والحاكم:١/ ١٤٨، ووافقه الذهبي، وله شاهد حسن عند البيهقي:١/ ٢١.

٤١٣٣ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن عدي في الكامل:٤/ ١٥٨٧ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعال وما في معناها، ح:٢٠٩٦ من حديث أبي الزبير به، وتابعه الحسن عند البخاري في التاريخ الكبير:٨/ ٤٤.

٤١٣٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: قبالان في نعل، ومن رأى قبالًا واحدًا واسعًا، ح:٥٨٥٧ من حديث همام به.

پشت پر عرض میں لگی پٹی سے جاملتی تھی جسے شراک کہا جاتا ہے۔ (عون المعبود)

٤١٣٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى قال: أخبرنا أبو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

۴۱۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر جوتا پہنے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ یہ حکم ان جوتوں سے متعلق ہے جنہیں ہاتھ کی مدد سے پہننا ہوتا ہے اور جو جوتے بلا تکلف پہنے جاسکتے ہوں ان کے لیے بیٹھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

٤١٣٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لا يَمْشِي أَحَدُكُم في النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ، لِيَنْتَعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا».

۴۱۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ایک جوتے میں مت چلے چاہیے کہ دونوں پہنے یا دونوں اتار دے۔“

٤١٣٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُم فَلَا يَمْشِي في نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ، وَلا يَمْشِي في خُفٍّ وَاحِدٍ، وَلا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ».

۴۱۳۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو جب تک اسے درست نہ کر لے ایک جوتے میں نہ چلے، نہ ایک موزے میں چلے اور نہ بائیں ہاتھ سے کھائے۔“

٤١٣٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٢٧٣ من حديث أبي داود به * أبوالزبير عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

٤١٣٦_ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: لا يمشي في نعل واحدة، ح: ٥٨٥٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولًا . . . الخ، ح: ٢٠٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩١٦.

٤١٣٧_ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب النهي عن اشتمال الصماء . . . الخ، ح: ٢٠٩٩ من حديث زهير بن معاوية به.

فائدہ: ایک جوتا پہننے سے جسم کا توازن بگڑنے کے علاوہ آدمی برا بھی لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٤١٣٨- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بنُ عِيسى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ هَارُونَ عن زِيَادِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبِي نَهِيكٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ.

۴۱۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا: سنت یہ ہے کہ آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے اتارلے اور اپنے پہلو میں رکھ لے۔

٤١٣٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُم فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، وَلْتَكُنِ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ».

۴۱۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں (طرف) سے ابتدا کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے‘ دایاں پاؤں پہننے میں پہلے اور اتارنے میں آخری ہونا چاہیے۔“

٤١٤٠- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن الأَشْعَثِ بنِ سُلَيْمٍ، عن أَبِيهِ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ في شَأْنِهِ كُلِّهِ: في طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَنَعْلِهِ.

۴۱۴۰- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں جہاں تک ہو سکتا دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ وضو کرنے‘ کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔

٤١٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٩٠ عن قتيبة به ※ عبدالله بن هارون حجازي مجهول(تقريب)، ولم أجد من وثقه.

٤١٣٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب: ينزع نعله اليسرٰى، ح:٥٨٥٦ عن عبدالله القعنبي، ومسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنٰى أولاً ... الخ، ح:٢٠٩٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٩١٦.

٤١٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح:١٦٨ عن حفص بن عمر، ومسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، ح:٢٦٨ من حديث شعبة به.

قَالَ مُسْلِمٌ: وَسِوَاكِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ.

مسلم بن ابراہیم نے مسواک کا بیان بھی کیا مگر [فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ] "تمام کاموں" کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عن شُعْبَةَ مُعَاذٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ: سِوَاكَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو معاذ نے شعبہ سے روایت کیا تو اس میں مسواک کا ذکر نہیں کیا۔

٤١٤١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُوا بِأَيَامِنِكُمْ».

۴۱۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے شروع کیا کرو۔"

فائدہ: ہر اچھے کام میں دائیں جانب کا خیال رکھنا ایک اسلامی ادب اور شعار ہے۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي الْفُرُشِ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۲- بستروں کا بیان

٤١٤٢- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ الله ﷺ الْفُرُشَ فَقَالَ: «فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ».

۴۱۴۲- سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بستروں کا ذکر کیا' تو فرمایا: "ایک بستر آدمی کا' دوسرا بیوی کا اور تیسرا مہمان کا ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔"

فائدہ: گھر کے افراد اور مہمانوں کی آمد کے لحاظ سے بستروں کا اہتمام کرنا حق ہے۔ اس سے زیادہ اسراف' فخر ومباہات اور زینت محض ہے جو باعث وبال ہے۔

٤١٤١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب التيمن في الوضوء، ح: ٤٠٢ عن النفيلي به * الاعمش عنعن في هذا اللفظ، وصححه ابن خزيمة بلفظ "بأيامنه"، ح: ١٧٨، وسنده صحيح، وابن حبان، ح: ١٤٧، ١٤٥٢.

٤١٤٢- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفراش واللباس، ح: ٢٠٨٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤١٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عنْ وَكِيعٍ، عنْ إسْرَائِيلَ، عنْ سِمَاكٍ، عنْ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ فَرَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ زَادَ ابنُ الْجَرَّاحِ: عَلَى يَسَارِهِ.

۴۱۴۳-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے گھر گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک تکیے کا سہارا لیے ہوئے تھے۔عبداللہ بن جراح نے کہا: آپ اپنے بائیں پہلو سے سہارا لیے ہوئے تھے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إسْحَاقُ بنُ مَنْصُورٍ عنْ إسْرَائِيلَ أَيْضًا: عَلَى يَسَارِهِ.

امام ابوداود نے کہا: اس روایت کو اسحاق بن منصور نے بھی اسرائیل سے روایت کیا (تو کہا کہ) آپ بائیں پہلو سے سہارا لیے ہوئے تھے۔

فائدہ: تکیے کا سہارا لے کر بیٹھنا مباح ہے۔کوئی تکبر کی بات نہیں ہے۔نیز اس مقصد کے لیے گھر میں حسب ضرورت تکیے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

٤١٤٤- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عنْ وَكِيعٍ، عنْ إسْحَاقَ بنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ، عنْ أبِيهِ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رِحَالُهُمُ الأَدَمُ فقَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إلَى أَشْبَهِ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ فَلْيَنْظُرْ إلَى هٰؤُلَاءِ.

۴۱۴۴-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یمن سے آئے ہوئے کچھ رفقائے سفر کو دیکھا جن کی سواریوں کے پالان چمڑے کے تھے‘ تو انہوں نے کہا: جو شخص چاہتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دیکھے جو رسول اللہ ﷺ کے رفقائے سفر کے بہت زیادہ مشابہ ہوں تو وہ انہیں دیکھ لے۔

فائدہ: لوازم زندگی کا مہیا کرنا اور عمدہ نوعیت کا حاصل کر لینا کوئی معیوب نہیں ہے، بلکہ اسلام اس کی تائید کرتا ہے۔

٤١٤٥- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ الْمُنْكَدِرِ، عنْ جَابِرٍ قالَ:

۴۱۴۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ”کیا تمہارے

٤١٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الاتكاء، ح: ٢٧٧٠ من حديث إسرائيل وإسحاق بن منصور به، وقال: "حسن غريب"، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٠٢.

٤١٤٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٠ من حديث إسحاق بن سعيد به.

٤١٤٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب الأنماط ونحوها للنساء، ح: ٥١٦١، ومسلم، اللباس، باب جواز اتخاذ الأنماط، ح: ٢٠٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا؟» قُلْتُ: وَأَنَّى لَنَا الأَنْمَاطُ؟ فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُم أَنْمَاطٌ».

انماط (حاشیہ دار بستر یا ان کی چادریں) ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ہمارے لیے انماط کہاں؟ آپ نے فرمایا: ''عنقریب تم انماط (خوبصورت نفیس حاشیہ دار بستر یا چادریں) حاصل کرو گے۔''

فائدہ: مسلمان کا بستر بھی صاف ستھرا اور نفیس ہو تو زہد کے خلاف نہیں۔

٤١٤٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قالَا: حَدَّثَنا أبو مُعاوِيَةَ عن هِشامِ بن عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عائشةَ قالتْ: كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ الله ﷺ قالَ - ابنُ مَنِيعٍ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، ثُمَّ اتَّفَقَا -: مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

۴۱۴۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک تکیہ تھا۔ ابن منیع نے کہا...... تکیہ چمڑے کا تھا جس پر آپ رات کو سوتے تھے' پھر روایت کے اگلے الفاظ بیان کرنے میں دونوں راوی متفق ہیں...... اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

فائدہ: ضروریات زندگی میں کفایت اور قناعت سے کام لینا چاہیے۔

٤١٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حدثنا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ حَيَّانَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ضِجْعَةُ رَسُولِ الله ﷺ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ.

۴۱۴۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گدا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

٤١٤٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالَ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۱۴۸- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے بیان کیا کہ میرا بچھونا نبی ﷺ کی جائے نماز کے سامنے ہوتا تھا۔

٤١٤٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ٢٠٨٢ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٤١٤٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب ضجاع آل محمد ﷺ، ح: ٤١٥١ من حديث سليمان ابن حيان الأحمر، ومسلم، ح: ٢٠٨٢، وانظر الحديث السابق من حديث هشام به.

٤١٤٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب من صلى وبينه وبين القبلة شيء، ح: ٩٥٧ من حديث يزيد بن زريع به.

فوائد ومسائل: ① جائز ہے کہ شوہر اور بیوی کا اپنا اپنا علیحدہ بستر ہو۔ ② نمازی کے آگے اگر کوئی سویا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٣) - **بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ** (التحفة ٤٥)

باب: ٤٣- پردے لٹکانے کا بیان۔

٤١٤٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا فُضَيْلُ بنُ غَزْوَانَ عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أَتَى فَاطِمَةَ فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ، قَالَ: وَقَلَّ ما كانَ يَدْخُلُ إلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجَاءَ عَلِيٌّ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً فقالَ: مَالَكِ؟ قالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ. فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَها فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا؟ قالَ: «وما أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا والرَّقْمُ؟» فَذَهَبَ إلَى فَاطِمَةَ وَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ الله ﷺ فقالَتْ: قُلْ لِرَسُولِ الله ﷺ: مَا تَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: «قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إلَى بَنِي فُلَانٍ».

۴۱۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے ان کے دروازے پر پردہ دیکھا تو آپ اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ ؓ کہتے ہیں: بہت کم ایسے ہوتا کہ آپ گھر جائیں (اوران کے ہاں نہ جائیں) اور پھر ان کے ہاں سے ابتدا کرتے۔ حضرت علی ؓ آئے تو سیدہ فاطمہ ؓ کو دیکھا کہ غمگین ہیں۔ پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ میرے ہاں آئے تھے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ کو یہ بات بڑی گراں گزری ہے کہ آپ اس کے ہاں گئے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”میں کیا اور دنیا کیا؟ (مجھے دنیا سے کیا سروکار؟) میں کیا اور نقش دار پردے کیا؟“ (میرا ان سے کیا واسطہ) چنانچہ وہ فاطمہ ؓ کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی بات بتلائی۔ پس انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے کہو کہ اسے بنی فلاں کے پاس بھیج دے۔“

٤١٥٠- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأَعْلَى

۴۱۵۰- ابن فضیل نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان

٤١٤٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الهبة وفضلها، باب هدية ما يكره لبسها، ح: ٢٦١٣ من حديث فضيل بن غزوان به، وانظر الحديث الآتي.

٤١٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، انظر الحديث السابق.

الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ فُضَيْلٍ عن أَبِيهِ بِهَذَا الحديثِ قالَ: وكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا.

کی تو کہا: پردہ نقش دار تھا۔

فائدہ: مقرب لوگوں کو بعض مباح چیزیں بھی ناروا ہوتی ہیں اور اہل خانہ کے پردے کے لیے کپڑا لٹکانا اگر واقعی ضرورت ہو تو اس کا اہتمام کرنا واجب ہے۔ مگر بے مقصد زیب وزینت کے لیے دیواروں پر پردے لٹکانا لایعنی کام ہے جو اسراف اور تبذیر میں آتا ہے' واجبی پردے کے لیے بھی سادہ کپڑے پر قناعت کرنی چاہیے۔ مسلمان کو غیر ضروری زینت دنیا میں مشغول ہو جانا کسی طرح مفید نہیں۔

(المعجم ٤٤) - **باب مَا جَاءَ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوبِ** (التحفة ٤٦)

باب:۴۴- کپڑے پر صلیب کا نشان ہو تو (مٹانا واجب ہے)

٤١٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا عِمْرَانُ ابنُ حِطَّانَ عنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كان لَا يَتْرُكُ في بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ.

۴۱۵۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کوئی بھی چیز دیکھتے جس پر صلیب کا نشان ہوتا تو اسے کاٹ ڈالتے تھے۔

فائدہ: گھر میں' کپڑے پر غیر جاندار چیزوں کی تصویر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مگر صلیب کا نشان بے روح ہی سہی چونکہ اس کی عبادت ہوتی ہے اس لیے اس کا زائل کرنا واجب ہے۔ اسی طرح ایسے درخت اور پہاڑ وغیرہ جن کی لوگ عبادت کرتے ہوں' ان کی تصاویر لٹکانا بھی درست نہیں ہے۔

(المعجم ٤٥) - **بَابٌ: فِي الصُّوَرِ** (التحفة ٤٧)

باب:۴۵- تصاویر سے متعلق احکام ومسائل

٤١٥٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عنْ عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عن أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ نُجَيٍّ عنْ أَبِيهِ، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

۴۱۵۲- سیدنا علی ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو' اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

٤١٥١- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب نقض الصور، ح: ٥٩٥٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

٤١٥٢- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٢٧، وأخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الصور في البيت، ح: ٣٦٥٠، والنسائي، ح: ٢٦٢ من حديث شعبة به.

وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ».

فائدہ: یہ حدیث پیچھے نمبر ۲۲۷ میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

٤١٥٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابنَ أَبي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ يَسَارٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ، عَنْ أَبي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تِمْثَالٌ» وَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ؟ فَانْطَلَقْنَا فَقُلْنَا: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ الله ﷺ بِكَذَا وَكَذَا، فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: لَا، وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكُم بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ: خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله! وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ الْحَمْدُ لله الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ، فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الله لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ». قَالَتْ:

۴۱۵۳- حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس گھر میں کتا ہو یا بت وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“ زید بن خالد نے ابوطلحہ سے کہا: چلو ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے اس بارے میں پوچھتے ہیں۔ چنانچہ ہم چل دیے۔ ہم نے کہا: اے ام المومنین! ابوطلحہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یوں یوں بیان کرتے ہیں۔ کیا آپ نے بھی نبی ﷺ کو یہ بیان کرتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ لیکن میں تمہیں وہ بتاتی ہوں جو میں نے انہیں کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تشریف لے گئے۔ مجھے آپ کی واپسی کا انتظار تھا۔ میں نے اپنا ایک حاشیہ دار پردہ لیا اور اسے شہتیر کے ساتھ لٹکا دیا۔ جب آپ تشریف لائے تو میں نے استقبال کیا اور عرض کیا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه] حمد اس اللہ کی جس نے آپ کو عزت اور اکرام سے نوازا ہے۔ آپ نے گھر پر نظر ڈالی تو وہ حاشیہ دار پردہ دیکھا اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے آپ کے چہرے پر ناگواری محسوس ہوئی۔ پھر آپ اس حاشیہ دار پردے کی طرف آئے اور اسے اتار پھینکا' پھر فرمایا: ”بے شک اللہ نے ہمیں ہمارے رزق میں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہناتے پھریں۔“ کہتی

٤١٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح:٢١٠٦ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

فَقَطَعْتُهُ، وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ.

ہیں چنانچہ میں نے اس کو پھاڑ کر دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔ تو اس پر آپ نے مجھے کچھ نہیں کہا۔

فوائد ومسائل: ① اگر اس پردے میں کوئی جاندار تصاویر سمجھی جائیں تو پھاڑ دینے سے زائل ہو گئیں اور انہیں تکیے وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہو گیا۔ ② بے مقصد طور پر دیواروں پر پردے لٹکانا اسراف اور فضول خرچی ہے جو قطعاً حرام ہے۔ ③ کتا اگر رکھوالی کے لیے ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ ④ ذی روح اشیاء کی تصاویر یا ان کے بت گھروں اور دکانوں وغیرہ میں رکھنے حرام ہیں۔ ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ⑤ یہ حدیث غیر شرعی اور منکر کام کرنے والے کو اس کے سلام کا جواب نہ دینے پر بھی دلالت کرتی ہے۔ ⑥ یہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی صدیقہ وعفیفۂ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور فضیلت پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کو راضی اور خوش رکھنے کے لیے مستعد رہتی تھیں اور آپ کی رضامندی آپ کی اطاعت ہی سے حاصل ہو سکتی تھی......اور ہے۔

٤١٥٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أُمَّهْ! إِنَّ هٰذَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَقَالَ فِيهِ: سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ.

۴۱۵۴- جریر نے سہیل سے اپنی سند سے اسی مذکورہ حدیث کی مثل روایت کیا۔ اس میں ہے کہ زید بن خالد نے کہا: میری اماں جان! اس (ابوطلحہ انصاری) نے مجھے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس روایت کی سند میں سعید بن یسار کے متعلق ہے کہ یہ بنو نجار کے غلام تھے۔

٤١٥٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ». قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ، فَقُلْتُ

۴۱۵۵- حضرت ابوطلحہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔“ جناب بُسر بن سعید نے کہا: پھر ایسے ہوا کہ (اس حدیث کے راوی یعنی ہمارے شیخ) زید بن خالد بیمار ہو گئے اور ہم ان کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ ہے اور اس میں تصویر تھی۔

٤١٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤١٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب من كره القعود على الصور، ح: ٥٩٥٨، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٦ عن قتيبة به.

لِعُبَيْدِ اللهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ؟ فقالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قالَ: إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ؟.

میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا' جو کہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ تھے' بھلا زید نے گزشتہ دن تصویروں کے متعلق حدیث بیان نہیں کی تھی؟ تو عبیداللہ نے کہا: تو کیا تم نے سنا نہیں تھا جبکہ انہوں نے کہا تھا: الا یہ کہ کسی کپڑے پر کوئی نقش ونگار ہو۔

فائدہ: بنیادی بات یہی ہے کہ ذی روح اشیاء کی تصویروں اور صلیب یا معبودان باطلہ کے نشانات کو بطور زینت لٹکانا ناجائز ہے۔ لیکن اگر کپڑے پر یا کسی ایسی حالت میں ہوں جہاں ان کی اہانت ہو رہی ہو تو مباح ہے۔ تاہم بچنا پھر بھی افضل ہے۔

٤١٥٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ الصَّبَّاحِ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ: حدَّثني إِبْراهِيمُ يَعْني ابنَ عَقِيلٍ عنْ أَبِيهِ، عنْ وَهْبِ بن مُنَبِّهٍ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فيهَا، فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا.

۴۱۵۶- سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا جبکہ آپ خود وادئ بطحاء میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود سب تصویروں کو مٹا ڈالیں۔ چنانچہ نبی ﷺ ان تصویروں کے مٹا دیے جانے تک اس میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ: کچھ لوگ کیمرے کی تصویروں کو جائز کہتے ہیں اور ان تصویروں کو ہی ناجائز سمجھتے ہیں جن کا جسم ٹھوس اور سایہ دار ہو تو اس حدیث میں ان کی تردید ہے کہ دیواروں پر بنی تصویروں کا کوئی جسم نہ تھا اور انہیں مٹانے کا حکم دیا گیا۔ عرف اور لغت کے مفہوم میں جو چیز تصویر ہے وہ بفرمان نبی ﷺ حرام ہے۔ خواہ ان کا جسم اور سایہ ہو یا نہ ہو۔ شیشے میں آنے والا عکس عرفاً تصویر نہیں کہلاتا، مگر اسے کیمرے وغیرہ سے محفوظ کر لینا تصویر کہلاتا ہے۔ اور یہی حکم ویڈیو فلم وغیرہ کا ہے۔ واللہ اعلم۔

٤١٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۴۱۵۷- ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ

٤١٥٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٢٦٨/٧ من حديث أبي داود به، وأصله عند الترمذي، ح: ١٧٤٩ بلفظ آخر.

٤١٥٧- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان ... الخ، ح: ٢١٠٥ من حديث ابن وهب به.

حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ السَّبَّاقِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: أخبرتْني مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إنَّ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كانَ وَعَدَنِي أنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي» ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جُرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ، فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - قالَ: «إنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ» فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ.

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق جبرائیل علیہ السلام نے آج رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا' مگر ملاقات کو نہ آئے۔'' مجھے خیال آیا کہ ہماری چارپائی کے نیچے کتے کا پلا موجود ہے (کہیں یہ ہی مانع نہ ہوا ہو) تو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے پانی لیا اور اپنے ہاتھ سے اس جگہ چھڑک دیا۔ پھر جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: ''بے شک ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو یا تصویر ہو۔'' پھر صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا' حتی کہ آپ چھوٹے باغوں کے کتوں کو بھی مارنے کا حکم دیتے تھے' البتہ بڑے باغوں کے کتوں کو چھوڑ دیتے تھے۔

٤١٥٨- حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن يُونُسَ بنِ أَبِي إسْحَاقَ، عنْ مُجَاهِدٍ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَانِي جِبْرَائِيلُ فقالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي [بَابِ] الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ

۴۱۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے کہا: میں گزشتہ رات آپ کے ہاں آیا تھا مگر اندر آنے سے میرے لیے یہ امر مانع تھا کہ (آپ کے گھر کے) دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا' چنانچہ آپ گھر میں تصویر کے متعلق حکم دیجیے کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے اور درخت کی مانند ہو جائے اور پردے کے متعلق حکم فرمائیں کہ اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لیے جائیں جو پھینکے جائیں اور پاؤں سے روندے جائیں اور کتے کے متعلق

٤١٥٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن الملائكة لا تدخل بيتًا فيه صورة ولا كلب، ح:٢٨٠٦ من حديث يونس، والنسائي، ح:٥٣٦٧ من حديث مجاهد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٨٧.

فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ ومُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ» فَفَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ.

فرمائیے کہ اسے نکال باہر کیا جائے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ یہ کتا حسن یا حسین ؓ کا تھا جوان کے تخت کے نیچے تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسے نکال باہر کیا گیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالنَّضَدُ شَيْءٌ تُوضَعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شِبْهُ السَّرِير.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ [النَّضَد] سے مراد وہ شے ہے جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں اور وہ چارپائی کے مشابہ ہوتی ہے۔

فائدہ: شریعت کا کوئی بھی حکم اپنی برکات سے خالی نہیں۔ جس شخص کا آئینۂ دل ایمان وعمل صالح سے جس قدر زیادہ شفاف ہوگا اسے اسی قدر اس کی خیرات وبرکات کا حصہ بھی ملے گا۔ ورنہ یقیناً محرومی ہے اور باوجود عمومی اعمال حسنہ کے' برکات سے محروم رہنا اور فتنوں کی یلغار ہونا ان منکرات ہی کا نتیجہ ہے جو ہم سے جانتے بوجھتے یا غفلت سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ ونسأل الله السلامة.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣٢) - كِتَابُ التَّرَجُّلِ (التحفة ٢٧)

بالوں اور کنگھی چوٹی کے احکام ومسائل

(المعجم ١) [بَابُ النَّهْيِ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ] (التحفة ١)

باب:۱- بہت زیادہ کنگھی چوٹی (اور زیب وزینت) کی ممانعت کا بیان

٤١٥٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن هِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن الْحَسَنِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا.

۴۱۵۹-سیدنا عبداللہ بن مغفل ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے سوائے اس کے کہ ایک دن چھوڑ کر ہو۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں کچھ ضعف ہے' تاہم وہ سنن نسائی کی صحیح روایت سے دُور ہو جاتا ہے' جس میں ہے۔ [كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ' قُلْنَا: وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ قال : التَرجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ] (سنن النسائی' الزينة' باب النهي عن القزع' حديث:۵۰۶۱) ''اللہ کے نبی ﷺ ہمیں اِرفاہ سے منع فرماتے تھے' ہم نے پوچھا: اِرفاہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''روزانہ کنگھی کرنا۔'' گویا روزانہ کنگھی کرنا اور بننا سنورنا ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں مسلمان مرد یا عورت کا اپنی زیب وزینت ہی میں مگن رہنا شرعی ذوق ومزاج کے خلاف ہے اور اس حدیث میں مذکور یہ نفی بالخصوص اس دور کی ثقافت کے پیش نظر ہے کہ وہ لوگ لمبے بال رکھتے تھے اور پھر انہیں کھولنے سنوارنے میں خاص محنت کرنی پڑتی تھی اور وقت بھی بہت صرف ہوتا تھا۔ اور آج کل بھی عورتوں ہی میں نہیں' مردوں میں بھی بناؤ سنگار کا شوق اور رواج روز افزوں ہے' اس لیے بننے سنورنے کا یہ شوقِ فراواں یقیناً ناپسندیدہ ہے' نیز اسراف وتبذیر کا بھی مصداق ہے جو ایک شیطانی کام ہے' اس لیے اس کی اجازت ضرور ہے لیکن اعتدال کے ساتھ اور ایک دن چھوڑ کر۔

٤١٥٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في النهي عن الترجل إلا غبًّا، ح:١٧٥٦، والنسائي، ح:٥٠٥٨ من حديث هشام بن حسان به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٨٠ ✽ هشام بن حسان عنعن، وحديث النسائي: ٨/ ١٣٢، ح: ٥٦١ يغني عنه، وسنده صحيح.

٤١٦٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ الْمَازِنِيُّ: أخبرنا الْجُرَيْرِيُّ عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَحَلَ إِلَى فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فقال: أَمَا إِنِّي لَمْ آتِكَ زَائِرًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أنا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: كَذا وكَذا. قال: وَمَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الأَرْضِ؟ قال: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْهَانَا عن كَثِيرٍ مِنَ الإِرْفَاهِ. قال: فَمَا لِي لا أَرَى عَلَيْكَ حِذَاءً؟ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا.

۴۱۶۰-حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا جبکہ وہ مصر میں (امیر) تھے۔ وہاں پہنچے تو ان سے کہا: میں تمہیں بلاوجہ ملنے نہیں آیا ہوں بلکہ میں نے اور تم نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی' مجھے امید ہے کہ وہ تمہیں خوب یاد ہوگی۔ انہوں نے کہا: کونسی حدیث؟ فرمایا: فلاں فلاں! پھر کہا اور کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں پراگندہ سر دیکھ رہا ہوں حالانکہ تم اس علاقے کے امیر ہو؟ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ ہمیں بہت زیادہ اسبابِ عیش جمع کرنے اور بہت زیادہ زیب وزینت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ پھر پوچھا: کیا وجہ ہے کہ تمہارے جوتے نہیں ہیں؟ کہا کہ نبی ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی رہا کریں۔

فائدہ: یہ روایت بھی معناً صحیح ہے' کیونکہ صحیح روایات میں ہر وقت زیب وزینت ہی میں لگے رہنے سے منع ہی فرمایا گیا ہے' جیسا کہ ماقبل کی حدیث کے فوائد میں وضاحت کی گئی ہے۔ بنابریں حقیقی زہد یہی ہے کہ انسان وسائل ہوتے ہوئے اسبابِ عیش اور دنیا کی زیب وزینت میں مگن نہ ہو جائے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال بھی کرے مگر کبھی کبھی ان سے الگ بھی رہے تاکہ انسان تنعم کا عادی نہ بن پائے۔

٤١٦١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أُمَامَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبي أُمَامَةَ قال: ذَكَرَ

۴۱۶۱-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دن آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا (اسبابِ عیش وتنعم کا) ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بلاشبہ

٤١٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٢ عن يزيد بن هارون به، ورواه البيهقي في شعب الإيمان، ٦٤٦٨ من حديث أبي داود، والنسائي، ح: ٥٢٤١ من حديث الجريري به ✽ يزيد سمع من الجريري بعد اختلاطه، وحديث النسائي: ٨/ ١٨٥، ح: ٥٢٤١ يغني عنه.

٤١٦١ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب من لا يؤبه له، ح: ٤١١٨ من حديث عبدالله بن أبي أمامة به.

أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا، فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَسْمَعُونَ، ؟ أَلَا تَسْمَعُونَ، ؟ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ» يَعني: التَّقَحُّلَ.

سادگی ایمان کا حصہ ہے' بلاشبہ سادگی ایمان کا حصہ ہے۔''یعنی زیب وزینت اور تنعم کو چھوڑ دینا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وهُوَ أَبُو أُمَامَةَ بنُ ثَعْلَبَةَ الأَنْصَارِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے راویٔ حدیث کے متعلق کہا کہ یہ ابوامامہ بن ثعلبہ انصاری ہیں...... رضی اللہ عنہ

(المعجم ٢) - **بَابٌ: فِي اسْتِحْبَابِ الطِّيبِ** (التحفة ٢)

باب:٢-خوشبو استعمال کرنا مستحب ہے

٤١٦٢- **حَدَّثَنا** نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو أَحْمَدَ عن شَيْبَانَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ المُخْتَارِ، عن مُوسَى بْنِ أَنسٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.

۴۱۶۲-سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک خاص مرکب خوشبو تھی آپ اس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

فائدہ: ''سُكّة'' کا ایک دوسرا ترجمہ بھی کیا گیا ہے'یعنی شیشی بوتل جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی۔

(المعجم ٣) - **بَابٌ: فِي إِصْلَاحِ الشَّعْرِ** (التحفة ٣)

باب:٣-بالوں کو بنا سنوار کر رکھنے کا بیان

٤١٦٣- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرنا ابنُ أَبِي الزِّنَادِ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالحٍ، عن أبِيهِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ».

۴۱۶۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے بال رکھے ہوں تو چاہیے کہ انہیں بنا سنوار کر رکھے۔''

٤١٦٢ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٢١٥ (بتحقيقي) من حديث أبي أحمد الزبيري به.

٤١٦٣ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٥٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به، وحسنه الحافظ في الفتح: ١٠/ ٣٦٨.

فائدہ: بال رکھے ہوں تو انہیں سنوار کر رکھنا لازم ہے مگر باقاعدہ اہتمام کے ساتھ دھونے اور تیل کنگھی کے لیے ایک دن کا وقفہ ہونا چاہیے۔

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٤)

باب:۴-عورتوں کے لیے مہندی کا بیان

٤١٦٤- حَدَّثَنا عُبَيْدُالله بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عَلِيِّ بنِ المُبَارَكِ، عن يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قالَ: حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هُمَامٍ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ عن خِضَابِ الْحِنَّاءِ، فقالَتْ: لا بَأْسَ بِهِ وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ، كَانَ حَبِيبِي ﷺ يَكْرَهُ رِيحَهُ.

۴۱۶۴- کریمہ بنت ہمام بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ ؓ سے مہندی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں' کیونکہ میرے حبیب ﷺ کو اس کی بو ناپسند تھی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: تَعْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس عورت کا مقصد سر کے بالوں کو مہندی لگانا تھا۔

٤١٦٥- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَتْنِي غِبْطَةُ بِنْتُ عَمْرٍو المُجَاشِعِيَّةُ قالَتْ: حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الْحَسَنِ عن جَدَّتِهَا، عن عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدَ ابْنَةَ عُتْبَةَ قالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ! بَايِعْنِي. قالَ: «لا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ».

۴۱۶۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ہند دختر عتبہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے بیعت لے لیجیے! آپ نے فرمایا: ”میں اس وقت تک تمہاری بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں کو رنگ نہ لو' یہ تو گویا درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے عورتوں کے لیے ہاتھوں کا مہندی سے رنگنا ضروری یعنی فرض وواجب نہیں

٤١٦٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب كراهية ريح الحناء، ح: ٥٠٩٣ من حديث علي بن المبارك قال: حدثتني كريمة بنت همام به الخ ※ كريمة لم أجد من وثقها.

٤١٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٨٦ من حديث أبي داود به، وقال ابن حجر: "وفي إسناده مجهولات ثلاث" (التلخيص الحبير: ٢/ ٢٣٦)، يعني غبطة وأم الحسن وجدتها.

ہے' جیسا کہ اس روایت سے متبادر ہوتا ہے' تاہم مردوں سے امتیاز کے لیے عورت کا مہندی لگانا دوسرے دلائل سے ثابت ہے' اس لیے اس کے استحباب (پسندیدہ عمل ہونے) میں کوئی شک نہیں مگر اس کا استعمال اس طرح جائز نہیں جیسے آج کل ہاتھوں' کلائیوں اور پاؤں پر بھی بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں کہ جس نے نہ بھی دیکھنا ہو وہ بھی دیکھے۔ یہ صورت حال صریحاً حرام ہے کہ عورت غیروں کے لیے خوامخواہ کشش کا باعث بنتی ہے۔

٤١٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ: حَدَّثَنا خالِدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا مُطِيعُ بنُ مَيْمُونٍ عن صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: أوْمَأَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ، بِيَدِهَا كِتَابٌ، إلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَبَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ فقال: «مَا أدْرِي أيَدُ رَجُلٍ أمْ يَدُ امْرَأَةٍ». قالَتْ: بَلِ امْرَأَةٍ. قال: «لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أظْفَارَكِ» يَعني بِالْحِنَّاءِ.

۴۱۶۶-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا' اس کے پاس آپ کے لیے ایک خط تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: ''مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا؟'' اس نے کہا: عورت کا' آپ نے فرمایا: ''اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو رنگ لیتی۔'' یعنی مہندی لگاتی۔

فائدہ: مستحب ہے کہ عورت کے کم از کم ناخن مہندی سے رنگے ہوئے ہوں تاکہ مردوں سے نمایاں رہے۔ ناخن پالش بھی لگائی جاسکتی ہے' مگر بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ اس سے طہارت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ پالش پانی کو جسم تک نہیں پہنچنے دیتی لیکن مہندی میں یہ بات نہیں ہے' اس لیے ناخن پالش سے اجتناب ضروری ہے۔ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک ''حسن'' ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي صِلَةِ الشَّعْرِ (التحفة ٥)

باب:۵-بالوں کو مزید بال لگا کر لمبا کرنا

٤١٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۱۶۷-حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت امیر معاویہ

٤١٦٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب للنساء، ح: ٥٠٩٢ من حديث مطيع بن ميمون به، وهو لين الحديث (تقريب)، وصفية بنت عصمة لا تعرف (أيضًا)، وقال أحمد في العلل: "هذا حديث منكر" (التلخيص الحبير: ٢/ ٢٣٧).

٤١٦٧_ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب بعد باب حديث الغار، ح: ٣٤٦٨ عن عبدالله القعنبي، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة ... الخ، ح: ٢١٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٧.

مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفْيَانَ - عَامَ حَجَّ - وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ: يَا أَهْلَ المَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُم، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ».

بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے سنا جس سال کہ انہوں نے حج کیا۔ انہوں نے منبر پر سے اپنے محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور کہا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی چیزوں سے منع فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل تبھی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔''

فوائد ومسائل: ① بالوں کو دوسرے بال لگا کر لمبا کرنا حرام ہے جیسے کہ آج کل وِگ کا رواج ہے۔ ② اللہ کی شریعت اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے بغاوت کی بنا پر قومیں ہلاک کر دی جاتی ہیں۔

٤١٦٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ اللهِ قال: حدَّثني نَافِعٌ عن عَبْدِ اللهِ قالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۴۱۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر جو کسی کے بالوں میں بال جوڑے اور اس عورت پر جو یہ کام کروائے' اور اس عورت پر جو جسم گودے اور اس پر جو اپنا جسم گدوائے۔

فائدہ: جن گناہوں پر لعنت کی وعید سنائی گئی ہو وہ کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں ایسے گناہ خاص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے توبہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ انسان ان سے باز رہنے کا عزم بھی کرے۔

٤١٦٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن إِبراهِيمَ، عن عَلْقَمَةَ، عن عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قالَ: لَعَنَ اللهُ

۴۱۶۹- (امام ابوداود رحمہ اللہ نے بواسطہ محمد بن عیسیٰ اور عثمان بن ابی شیبہ روایت کیا) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ''لعنت کی ہے اللہ نے ان عورتوں پر جو جسم گودیں اور گدوائیں۔'' محمد بن عیسیٰ نے کہا: اور جو بال

٤١٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المستوشمة، ح:٥٩٤٧ عن مسدد، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة . . . الخ، ح:٢١٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به .

٤١٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب المتفلجات للحسن، ح:٥٩٣١، ومسلم، اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة . . . . الخ، ح:٢١٢٥ عن عثمان بن أبي شيبة به .

الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ - قال مُحَمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ، وَقَال عُثْمَانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا - وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. قال: فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ - زَادَ عُثْمَانُ: كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَأَتَتْهُ فقالَتْ: بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ - قال مُحمَّدٌ: وَالْوَاصِلَاتِ، قال عُثْمانُ: وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفقَا - والمُتَفَلِّجَاتِ - قال عُثْمانُ: لِلْحُسْنِ - المُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ. قالَ: وَمَا لِي لا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ في كِتَابِ اللهِ تَعَالَى. قالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَي المُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ، فقالَ: وَاللهِ! لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر: ۷] فقالَتْ: إنِّي أَرَى بَعْضَ هٰذَا عَلَى امْرَأَتِكَ، قالَ: فَادْخُلِي فَانْظُرِي، فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ [فَقَالَ]: ما رَأَيْت. وقالَ عُثْمانُ: فقالَتْ: ما رَأَيْتُ، فقال: لَوْ كَانَ ذَلِك ما كَانَتْ مَعَنَا.

جوڑ کر لمبے کریں۔عثمان نے کہا: اور جو چہرے کے بال اکھیڑیں...... پھر دونوں شیخ روایت میں متفق ہیں...... اور جو حسن کی خاطر دانتوں میں خلا کروائیں' اللہ کی خلقت کو تبدیل کریں۔ یہ بات بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا۔عثمان نے یہ اضافہ بیان کیا: اور اس نے پورا قرآن پڑھ رکھا تھا...... پھر دونوں شیخ روایت میں متفق ہیں...... وہ خاتون حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور کہا: مجھے آپ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو جسم گودیں اور گدوائیں۔محمد نے کہا: اور جو بال جوڑ کر لمبے کریں۔ اور عثمان نے کہا: اور جو چہرے کے بال اکھیڑیں۔ پھر دونوں روایت میں متفق ہیں۔ اور جو دانتوں میں خلا کروائیں۔عثمان نے کہا: زینت کی خاطر' اللہ کی خلقت کو بدلنے والیاں ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کیا ہوا کہ میں ان پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور یہ اللہ کی کتاب میں بھی وارد ہے۔ وہ بولی: تحقیق میں نے پورا قرآن جو دو گتوں کے درمیان میں ہے پڑھا ہے مجھے تو اس میں یہ حکم نہیں ملا ہے' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو نے پڑھا ہوتا تو یقیناً پا لیتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ ''اور رسول جو کچھ تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔'' عورت نے کہا: میں ان میں سے کئی چیزیں تمہاری بیوی پر بھی دیکھتی ہوں۔ انہوں نے کہا: اندر جاؤ اور دیکھ لو۔ چنانچہ وہ اندر گئی اور

پھر باہر آ گئی۔ انہوں نے پوچھا: کیا دیکھا ہے؟ ......عثمان نے کہا......عورت نے کہا: میں نے کچھ نہیں دیکھا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ ہوتا تو ہمارے ساتھ نہ ہوتی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ امور باعث لعنت اور کبیرہ گناہ ہیں' ان سے بچنا واجب اور ان کا ارتکاب حرام ہے۔ ② دعوت دین کا کام کرنے والوں کو لوگ انتہائی باریک نظر سے دیکھا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اپنے قول کے خود اوّلین عامل اور نمونہ ہوں' بلاشبہ اس کے بغیر ان کی دعوت غیر معیاری ہو جاتی ہے' اس لیے مبلغ اور داعی حضرات و خواتین کو خود باعمل ہونا چاہیے۔ اور انہیں ہمیشہ اس سخت ترین قرآنی وعید کو مدنظر رکھنا چاہیے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف:٢'٣) ③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس معیار پر پورے اترتے تھے اور انہوں نے اپنے ایمانی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کی بیوی خلاف شریعت کاموں کی مرتکب ہوتی تو ان کے اہل میں نہ ہوتی۔ ④ سورۂ حشر کی آیت: ۷ پوری شریعت کی جامع آیت ہے اور حجیت حدیث کی بنیادی دلیل بھی۔

٤١٧٠- حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ: حدثنا ابنُ وَهْبٍ عن أُسَامَةَ، عن أَبَانَ بنِ صَالِحٍ، عن مُجَاهِدِ بنِ جَبْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: لُعِنَتِ الوَاصِلَةُ والْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ.

۴۱۷۰-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے اور جڑوائے' جو چہرے کے بال اکھیڑے اور اکھڑوائے اور جو جسم گودے یا گدوائے بغیر کسی بیماری کے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ الَّتِي تَصِلُ الشَّعَرَ بِشَعَرِ النِّسَاءِ. وَالْمُسْتَوْصِلَةُ: المَعْمُولُ بِهَا. وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَّهُ. وَالْمُتَنَمِّصَةُ المَعْمُولُ بِهَا. وَالْوَاشِمَةُ الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ في

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ [وَاصِلَه] سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورتوں کے بال جوڑتی ہو اور [مُسْتَوْصِلَه] وہ ہے جو یہ کام کروائے۔ [نَامِصَه] وہ ہے جو ابروؤں کے بالوں کو نوچتی اور انہیں باریک بناتی ہو اور [مُتَنَمِّصَه] وہ ہے جو یہ کام کروائے۔ [وَاشِمَه] وہ ہے جو چہرے کی جلد پر سرمے یا سیاہی سے تل وغیرہ

٤١٧٠ـ تخريج: [إسناده حسن] * أسامة هو ابن زيد الليثي.

وَجْهِهَا بِكُحْلٍ أَوْ مِدَادٍ. وَالْمُسْتَوْشِمَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا. بناتی ہو اور [مُسْتَوْشِمَه] وہ ہے جو یہ کام کرواتی ہو۔

فائدہ: اگر کسی بیماری وغیرہ کے سبب سے کسی عورت کے بال جھڑ جائیں تو مناسب حد تک وِگ وغیرہ استعمال کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم.

٤١٧١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ قال: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن سَالِمٍ، عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قال: لَا بَأْسَ بالْقَرَامِلِ.

۴۱۷۱- جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ دھاگوں سے بنی چوٹی (موباف) میں کوئی حرج نہیں۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ گویا سعید ؒ کی رائے یہ تھی کہ بالخصوص عورتوں کے بال (اور بال لگا کر) جوڑنا ہی منع ہے۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ: الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور ایسے ہی امام احمد ؒ کہتے تھے کہ دھاگوں کی چوٹی کا کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ: یہ قول سنداً ضعیف ہے' تاہم موباف (دھاگوں کی بنی چوٹی) کے استعمال میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ امام احمد ؒ کے قول سے بھی واضح ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي رَدِّ الطِّيبِ (التحفة ٦)

باب:۶- خوشبو واپس کرنا درست نہیں

٤١٧٢- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَهَارُونُ بنُ عَبْدِ الله المَعْنى: أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُقْرِىءَ حَدَّثَهُمْ عن سَعِيدِ بنِ أبي أَيُّوبَ، عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي جَعْفَرٍ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ

۴۱۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے واپس نہ کرے۔ بلاشبہ اس کی مہک عمدہ ہوتی ہے اور اس میں کوئی بوجھ بھی نہیں ہوتا۔''

٤١٧١ـ تخريج: [ضعيف] * شريك القاضي عنعن.

٤١٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الألفاظ من الأدب وغيرها، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب . . . الخ، ح: ٢٢٥٣ من حديث المقرىء به مختصرًا، ورواه النسائي، ح: ٥٢٦١ .

فَلَا يَرُدَّهُ فإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ المَحْمَلِ».

فائدہ: خوشبودار پھول یا عطر کوئی بڑا بھاری بوجھ نہیں ہوتا جو نا قابل برداشت ہو اور کوئی اتنا بڑا احسان بھی نہیں ہوتا کہ اس کا عوض دینا کچھ مشکل ہو۔ یا عوض نہ دینے سے کوئی گلہ شکوہ کرے تو ایسی چیز کو رد کیوں کیا جائے۔ (علامہ وحید الزمان)

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي طِيبِ الْمَرْأَةِ لِلْخُرُوجِ (التحفة ٧)

باب: ٧-عورت باہر جاتے ہوئے خوشبو نہ لگائے

٤١٧٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: أخبرنا ثَابِتُ بنُ عُمَارَةَ قال: حدَّثني غُنَيْمُ ابنُ قَيْسٍ عن أبي مُوسَى عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا اسْتَعْطَرَتِ المَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ كَذا وكَذا» قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا.

۴۱۷۳-سیدنا ابوموسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی عورت خوشبو لگا کر کسی قوم پر سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو پالیں تو وہ ایسی اور ایسی ہے۔'' آپ نے بڑی سخت بات فرمائی۔

فائدہ: عورت کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا حرام ہے۔ سنن نسائی اور جامع ترمذی کی روایات میں ایسی عورت کے لیے زانیہ اور بدکارہ ہونے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائی' الزینۃ' حدیث:۵۱۲۹ وجامع الترمذی' الأدب' حدیث:۲۷۸۶)

٤١٧٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن عَاصِمِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، عن عُبَيْدٍ مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وُجِدَ مِنْهَا رِيحُ الطِّيبِ يَنْفَحُ وَلِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ، فقالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنَ المَسْجِدِ؟ قالَتْ: نَعَمْ،

۴۱۷۴-حضرت ابوہریرہ ؓ کو ایک عورت ملی انہوں نے اس سے عطر کی خوشبو محسوس کی اور اس کی چادر کا پلو غبار بھی اڑاتا آ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا: اے جبّار کی بندی! بھلا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو کیا اسی کے لیے تو نے خوشبو لگائی تھی؟ کہنے لگی' ہاں۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے محبوب

٤١٧٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية خروج المرأة متعطرة، ح:٢٧٨٦ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه النسائي، ح:٥١٢٩.

٤١٧٤- تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة النساء، ح:٤٠٠٢ من حديث سفيان به * عاصم بن عبيدالله ضعيف، وتابعه عبدالرحمن بن الحارث بن أبي عبيد، عند البيهقي: ٣/ ١٣٣، ١٣٤، وللحديث شواهد.

قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ».

ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جو عورت اس مسجد کے لیے خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز قبول نہیں حتی کہ واپس جائے اور اس اہتمام سے غسل کرے جیسے کہ وہ جنابت سے کرتی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الإِعْصَارُ غُبَارٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: [اعصار] کا مفہوم ہے [غبار]

فوائد ومسائل: ① جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو وہاں اجنبی عورت سے براہ راست خطاب کر کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا حق ہے۔ بالخصوص بڑی عمر کے بزرگوں کے لیے یہ عمل کوئی عیب شمار نہیں ہوتا۔ ② عورتوں کو جائز نہیں کہ خوشبو لگا کر باہر نکلیں خواہ مسجد ہی جانا ہو۔

٤١٧٥- حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ». قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ: «الآخِرَةَ».

۴۱۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔''

ابن نفیل نے [عِشَاء الآخِرَة] کے لفظ روایت کیے۔

فائدہ: عود لوبان کی خوشبو کا ایک انداز عرب میں یہ ہے کہ وہ لوگ اس کی دھونی لیتے ہیں۔ اس سے اس کی خوشبو ان کے جسم اور کپڑوں میں بس جاتی ہے۔ جو بہت ہلکی ہوتی ہے اور بھلی لگتی ہے' جب ہلکی خوشبو حرام ہے تو تیز خوشبو اور بھی زیادہ قبیح ہوگی۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الخَلُوقِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٨)

باب: ۸- مردوں کے لیے زعفران کا استعمال

فائدہ: [خَلُوق] سے مراد ایسی خوشبو ہے جو زعفران اور دیگر خوشبوؤں سے مرکب ہو۔ اور اس پر سرخی اور زردی غالب ہو۔ بعض احادیث میں اس کی اباحت اور بعض میں نہی وارد ہے' اس لیے کئی علماء نہی کی احادیث کو دوسری

٤١٧٥- تخريج: أخرجه مسلم، الصلوة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة ... الخ، ح: ٤٤٤ من حديث أبي علقمة عبدالله بن محمد به.

احادیث کے لیے ناسخ سمجھتے ہیں۔(عون المعبود)

٤١٧٦- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قالَ: قَدِمْتُ عَلَى أهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقالَ: «اذْهَبْ فاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقالَ: «اذْهَبْ فاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ»، فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَرَحَّبَ بِي وَقالَ: «إنَّ المَلَائِكَةَ لا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ وَلا الْمُتَضَمِّخَ بالزَّعْفَرَانِ وَلا الْجُنُبَ» وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إذَا نَامَ أوْ أكَلَ أوْ شَرِبَ أنْ يَتَوَضَّأَ.

۴۱۷۶-سیدنا عمار بن یاسر ؓ نے بیان کیا کہ میں (سفر سے واپس آیا اور) رات کو اپنے گھر والوں کے ہاں پہنچا جب کہ میرے ہاتھ پھٹ چکے تھے تو انہوں نے مجھے زعفران لگا دی۔ میں صبح کے وقت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے مجھے جواب دیا نہ خوش آمدید کہا بلکہ فرمایا: ”جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو کر آؤ۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے دھو ڈالا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کا کچھ اثر اور داغ مجھ پر باقی رہ گیا تھا۔ میں نے سلام پیش کیا تو آپ نے مجھے جواب دیا نہ خوش آمدید کہا اور فرمایا: ”جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو کر آؤ۔“ چنانچہ میں گیا اور اسے (دوبارہ) دھو کر حاضر خدمت ہوا اور سلام کہا تو آپ نے مجھے جواب دیا اور خوش آمدید بھی کہا۔ اور فرمایا: ”بلاشبہ فرشتے کافر کے جنازے پر خیر کے ساتھ حاضر نہیں ہوتے اور نہ ایسے آدمی کے پاس آتے ہیں جس نے زعفران لگائی ہو اور نہ جنبی کے پاس آتے ہیں۔“ البتہ جنبی کے لیے رخصت دی کہ جب وہ سونا یا کھانا پینا چاہے تو وضو کر لے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم اس روایت میں مذکور باتیں دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہیں علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو بھی التعلیق الرغیب (۹۱/۱) میں حسن کہا ہے۔ ② نہی عن المنکر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ گناہ کے مرتکب کے سلام کا جواب نہ دیا جائے اور بات چیت ترک کر دی جائے۔ مگر ظاہر ہے کہ سلام چھوڑ دینا ایک سزا ہے اور اس کے لیے پہلے متعلقہ شخص کا عذر دور کر دینا ضروری ہے یعنی دین سمجھانے میں محنت کی گئی ہو تبھی یہ سزا دینی چاہیے اور پھر یہ انداز وہیں کامیاب اور مفید ہوتا ہے جب متعلقہ فرد دینی اعتبار سے خوب

٤١٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٥ مختصرًا، وسيأتي، ح: ٤٦٠١، وأخرجه البيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث أبي داود به.

سمجھ دار اور حساس ہو۔ غبی آدمی اس سے کچھ اور ہی مفہوم لے گا۔ ونسأل الله العافية. ④ مردوں کو زعفران کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے۔

٤١٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ بنِ أبي الْخُوَارِ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بنَ يَعْمَرَ يُخْبِرُ عن رَجُلٍ أخْبَرَهُ عن عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ- زَعَمَ عُمَرُ أَنَّ يَحْيَىٰ سَمَّى ذَلِكَ الرَّجُلَ فَنَسِيَ عُمَرُ اسْمَهُ- أَنَّ عَمَّارًا قالَ: تَخَلَّقْتُ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ، وَالأَوَّلُ أَتَمُّ بِكَثِيرٍ فِيهِ ذِكْرُ الْغَسْلِ، قالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ: وَهُمْ حُرُمٌ؟ قالَ: لَا، الْقَوْمُ مُقِيمُونَ.

۴۱۷۷- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے زعفران لگائی‘ اور مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ اور پہلی حدیث زیادہ کامل ہے۔ اس روایت میں دھونے کا ذکر ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن عطاء سے پوچھا: کیا وہ اس وقت احرام میں تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں‘ مقیم تھے۔

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو بھی حسن کہا ہے‘ لہٰذا معلوم ہوا کہ زعفران کی ممانعت محض احرام کی وجہ سے نہ تھی بلکہ مردوں کے لیے عام حالات میں بھی ممنوع ہے۔

٤١٧٨- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْبٍ الأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا أبو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عن الرَّبِيعِ بنِ أنَسٍ، عن جَدَّيْهِ قالَا: سَمِعْنَا أبَا مُوسَى يَقُولُ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلُوقٍ».

۴۱۷۸- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے جسم پر معمولی سی خلوق بھی لگی ہو۔“

٤١٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٠ من حديث ابن جريج، والبيهقي: ٥/ ٣٦ من حديث أبي داود به * فيه رجل مجهول.

٤١٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢/ ١٨٢، ١٨٣ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٤/ ٤٠٣ عن محمد بن عبدالله الزبيري الأسدي به بلون آخر * زيد وزياد جدا الربيع مجهولان (تقريب).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: جَدَّاهُ زَيْدٌ وزِيادٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں سند میں وارد ربیع بن انس کے نانا دادا سے مراد زید اور زیاد ہیں۔

٤١٧٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: أَنَّ حَمَّادَ بنَ زَيْدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بنَ إِبراهِيمَ حَدَّثَاهُمْ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنسٍ قالَ: نَهى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ، وَقالَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ: أن يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

۴۱۷۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ مرد زعفران لگائیں۔ اور اسماعیل (بن ابراہیم) سے یہ لفظ مروی ہے: [أَنْ يَتَزَعْفَرَالرَّجُل]

فائدہ: عورتوں کے لیے گھر کے اندر خاوند کے سامنے زعفران یا دیگر خوشبوؤں کا استعمال جائز ہے۔

٤١٨٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ اللهِ: حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عَبْدِ اللهِ الأُوَيْسِيُّ: حدثنا سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عنْ ثَوْرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْحَسَنِ بنِ أَبِي الْحَسَنِ، عنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ».

۴۱۸۰-سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگوں کے پاس فرشتے نہیں آتے ہیں۔ کافر کی لاش اور جس نے خلوق (زعفران سے مرکب خوشبو) لگائی ہو اور جنبی آدمی الا یہ کہ وضو کر لے۔“

٤١٨١- حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ مُحمَّدٍ الرَّقِّيُّ: حدثنا عُمَرُ بنُ أَيُّوبَ عنْ جَعْفَرِ ابنِ بُرقَانَ، عنْ ثَابِتِ بنِ الْحَجَّاجِ، عنْ عَبْدِ الله الْهَمْدَانِيِّ، عنِ الْوَلِيدِ بنِ عُقْبَةَ

۴۱۸۱-حضرت ولید بن عقبہ (ابن ابی معیط) نے کہا: جب اللہ کے نبی ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ کے پاس لانے لگے۔ آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔

٤١٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب نهي الرجل عن التزعفر، ح: ٢١٠١ من حديث حماد بن زيد به.

٤١٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد ضعيفة عند البزار، (كشف: ١/ ٣٥٥)، والهيثمي في مجمع الزوائد: ٥/ ٧٢، ١٧٦ * الحسن البصري مدلس، ولم يسمع من عمار.

٤١٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٢/ ٣١٩ من حديث عمر بن أيوب، وأحمد: ٤/ ٣٢ من حديث جعفر بن برقان به * عبدالله الهمداني مجهول، وخبره منكر، قاله ابن عبدالبر.

قالَ: لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُؤُسَهُمْ قالَ: فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الخَلُوقِ.

مجھے بھی آپ کے پاس لایا گیا' مگر مجھ پر خلوق (مرکب زعفران) لگی تھی۔ تو آپ نے اس وجہ سے میرے سر پر ہاتھ نہ پھیرا۔

٤١٨٢- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قالَ: «لَوْ أَمَرْتُمْ هٰذَا أَنْ يَغْسِلَ هٰذَا عَنْهُ».

۴۱۸۲-حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جبکہ اس پر زرد رنگ کا نشان تھا۔ اور بہت کم ایسے ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی پر کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھیں اور براہ راست اسے کچھ کہیں۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم اسے کہہ دو کہ اپنے پر سے اسے دھو ڈالے (تو بہت بہتر ہو۔)''

(المعجم ٩) - باب مَا جَاءَ فِي الشَّعْرِ (التحفة ٩)

باب:۹- بالوں کا بیان

٤١٨٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ، وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ قالَا: حدَّثنا وَكِيعٌ عنْ سُفْيَانَ، عنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الْبَرَاءِ قالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. زَادَ مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ: لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.

۴۱۸۳-حضرت براء ؓ نے بیان کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی نے زلفیں رکھی ہوں' سرخ جوڑا پہنا ہو اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت ہو۔ محمد بن سلیمان نے مزید کہا: آپ ﷺ کی زلفیں کندھوں تک آتی تھیں۔

٤١٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٣٣، والترمذي في الشمائل، ح: ٣٤٥ (بتحقيقي)، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ٢٣٥، والكبرٰى، ح: ١٠٦٤ من حديث حماد بن زيد به، وانظر، ح: ٤٧٨٩ * سلم بن قيس العلوي البصري ضعيف (تقريب).

٤١٨٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٧٢، وأخرجه مسلم، ح: ٢٣٣٧/ ٩٢ من حديث وكيع به، ورواه البيهقي في دلائل النبوة: ١/ ٢٢٣ من حديث أبي داود به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اسرائیل نے ابو اسحاق سے روایت کیا کہ آپ ﷺ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے اور شعبہ نے کہا کہ کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

٤١٨٤- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۴-حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بال رکھے ہوئے تھے جو آپ کے کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

٤١٨٥- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حدَّثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۵-سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کی لوؤں تک آتے تھے۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهِمَ شُعْبَةُ فِيه].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس میں شعبہ کو وہم ہوا ہے۔

٤١٨٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حدثنا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

۴۱۸۶-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال آپ کے کانوں کے درمیان تک آتے تھے۔

٤١٨٧- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ

۴۱۸۷-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال "وَفْرَہ" سے زائد اور "جُمَّہ"

٤١٨٤ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٧٢، وانظر الحديث السابق.

٤١٨٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب اتخاذ الشعر، ح: ٥٠٦٤ من حديث عبدالرزاق، والترمذي في الشمائل، ح: ٢٩ (بتحقيقي) من حديث معمر به.

٤١٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث إسماعيل ابن علية به.

٤١٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الجمة واتخاذ الشعر، ح: ١٧٥٥ من حديث عبدالرحمن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٣٥.

ابنِ عُرْوَةَ، عنْ أبيهِ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُونَ الْجُمَّةِ.

سے کم ہوتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سر کے بال جب کانوں کی لوؤں تک آئیں تو [وَفْرَہ] اور جب کندھوں تک پہنچیں تو [جُمَّہ] کہلاتے ہیں۔ اوران کے درمیان کو [لِمَّہ] سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② مردوں کو مذکورہ بالا مختلف اندازوں میں بال رکھنا جائز ہے' بشرطیکہ مقصد نبی ﷺ کا اتباع ہو۔

(المعجم ١٠) - باب مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- مانگ نکالنے کا بیان

٤١٨٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ: أخبرني ابنُ شِهَابٍ عنْ عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ أهْلُ الْكِتَابِ - يَعْنِي يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ - وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ، فَسَدَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

۴۱۸۸- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ اہل کتاب اپنے بالوں کو ایسے ہی سیدھا (پیچھے کی طرف) چھوڑ دیا کرتے تھے جب کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو جن امور میں کوئی حکم نہ دیا گیا ہوتا' آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند فرماتے تھے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بال سیدھے رکھنے شروع کیے مگر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔

فائدہ: واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا مانگ نکالنا اللہ کے حکم سے تھا اگرچہ مشرکین بھی نکالا کرتے تھے۔ پس مشرکین اور کفار کی وہی مشابہت ناجائز ہے جو ان کی دینی اور خاص قومی علامت ہو۔

٤١٨٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأعْلَى عنْ مُحمَّدٍ يَعْني ابنَ إسْحَاقَ، قالَ: حدَّثني مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرِ

۴۱۸۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں مانگ نکالنے لگتی تو آپ کے سر کے بیچوں بیچ سے نکالتی اور آپ

٤١٨٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الفرق، ح:٥٩١٧، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح:٢٣٣٦ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤١٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد:٦/ ٩٠ من حديث محمد بن إسحاق به.

ابنِ الزُّبَيْرِ عنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كُنْتُ إذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرُقَ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ.

کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لٹکاتی (یعنی پھرانہیں آدھوآدھ کردیتی۔)

فائدہ: ٹیڑھی مانگ نکالنا اسوۂ رسول ﷺ کے خلاف اور مشرکین و کفار کی موافقت اور مشابہت ہے' اس لیے مسلمانوں کو اس بدعادت سے باز رہنا چاہیے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ] (سنن ابی داود' اللباس' حدیث:۴۰۳۱) ''جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔''

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي تَطْوِيلِ الْجُمَّةِ (التحفة ١١)

باب:۱۱-بالوں کو بہت زیادہ لمبا کر لینا

٤١٩٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ وَسُفْيَانُ بنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ، هُوَ أَخو قَبِيصَةَ، وَحُمَيْدُ بنُ خُوَارٍ عنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عن عَاصِمِ بنِ كُلَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ وَائِلِ بنِ حُجْرٍ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ الله ﷺ قالَ: «ذُبَابٌ ذُبَابٌ». قالَ: فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: «إنِّي لَمْ أعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ».

۴۱۹۰-حضرت وائل بن حجر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے بال بہت لمبے تھے' چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے: ''نحوست ہے' نحوست ہے۔'' چنانچہ میں واپس گیا اور انہیں کاٹ ڈالا اور پھر اگلے دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے کوئی بری بات نہیں کہی تھی اور اب یہ بہتر ہے۔''

فائدہ: لمبے بال رکھے جاسکتے ہیں جیسے کہ گزشتہ باب میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بیان میں گزرا ہے۔ مگر مردوں کے بالوں کا کندھوں سے نیچے ہونا جائز نہیں۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُضَفِّرُ شَعْرَهُ (التحفة ١٢)

باب:۱۲-مرد اپنے لمبے بالوں کو گوندھ لے تو جائز ہے

٤١٩٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب كراهية كثرة الشعر، ح: ٣٦٣٦، والنسائي، ح: ٥٠٥٥ من حديث معاوية، وسفيان بن عقبة به ۞ سفيان الثوري صرح بالسماع عند النسائي.

٤١٩١- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عنْ مُجَاهِدٍ قالَ: قالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ إلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ. تَعْني عَقَائِصَ.

۴۱۹۱-سیدہ ام ہانی ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ تشریف لائے تو ان کے بالوں کی چار لٹیں تھیں جو گوندھی ہوئی تھیں۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي حَلْقِ الرَّأْسِ (التحفة ١٣)

باب:۱۳-سر منڈوا دینا جائز ہے

٤١٩٢- حَدَّثَنا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ وَابنُ المُثَنَّىٰ قالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ مُحمَّدَ بنَ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عن الْحَسَنِ بنِ سَعْدٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ» ثُمَّ قالَ: «ادْعُوا لِي بَنِي أخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ، فَقَالَ: «ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ» فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا.

۴۱۹۲-حضرت عبداللہ بن جعفر ؓ سے روایت ہے کہ (حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ کی شہادت کے موقع پر) نبی ﷺ نے آل جعفر کو تین دن تک کچھ نہ کہا' پھر ان کے پاس آئے اور فرمایا: ''آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔'' پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ۔'' پس ہمیں لایا گیا' گویا ہم چڑیا کے بچے تھے۔ (یعنی ہمارے سروں کے بال بکھرے ہوئے تھے) تو آپ نے فرمایا: ''میرے پاس حجام کو بلاؤ۔'' تو آپ نے اس سے کہا اور اس نے ہمارے سر مونڈ ڈالے۔

فائدہ: بچوں کے بال مونڈ دینے میں کوئی حرج نہیں' اسی طرح مردوں کو بھی جائز ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي الصَّبِيِّ لَهُ ذُؤَابَةٌ (التحفة ١٤)

باب:۱۴-بچوں کی زلفوں کا بیان

٤١٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ:

۴۱۹۳-حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

٤١٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، اللباس، باب دخول النبي ﷺ مكة، ح: ١٧٨١ من حديث سفيان به، وقال: "غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٣١ * سفيان وابن أبي نجيح عنعنا، وقال البخاري: "لا أعرف لمجاهد سماعًا من أم هانيء".

٤١٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب حلق رؤوس الصبيان، ح: ٥٢٢٩ من حديث وهب بن جرير به، وصححه النووي على شرط البخاري، ومسلم (رياض الصالحين، ح: ١٦٤٢).

٤١٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عثمان، والبخاري، اللباس، ◄◄

حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ- قالَ أحْمَدُ: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا - قالَ: أخبرنا عُمَرُ بنُ نَافِعٍ عَنْ أبِيهِ، عنِ ابنِ عُمَرَ قالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن الْقَزَعِ، وَالْقَزَعُ: أنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ.

ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا ہے۔ اور قزع سے مراد یہ ہے کہ بچے کے سر سے کچھ بال مونڈ دیے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔

فائدہ: ہمارے ہاں آج کل ''برگرکٹ'' کے نام سے جو آدھا سر مونڈ دیا جاتا ہے' اس حدیث کی روشنی میں جائز نہیں۔

٤١٩٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا أيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ أنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبيِّ وَيُتْرَكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ.

۴۱۹۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ بچے کا سارا سر مونڈ دیا جائے اور کوئی ایک لٹ باقی رکھی جائے۔

فائدہ: اہل بدعت میں یہ مروج ہے کہ وہ اپنے بعض پیروں اور بزرگوں کے نام سے کچھ بال نہیں کاٹتے ایک لٹ باقی رکھتے ہیں تو ان کا یہ عمل حرام ہے' کیونکہ یہ نذر لغیر اللہ ہے۔

٤١٩٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ أيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ رَأى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «احْلِقُوهُ كُلَّهُ أوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ».

۴۱۹۵- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے کچھ بال مونڈ دیے گئے تھے اور کچھ چھوڑے ہوئے تھے تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور کہا: ''اس کے سارے بال مونڈ دو یا سارے رکھو۔''

◄◄ باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عمر بن نافع به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤، ٣٩.

٤١٩٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠١ من حديث حماد بن سلمة به.

٤١٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب الرخصة في حلق الرأس، ح: ٥٠٥١ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٩٥٦٤، ومسند أحمد: ٢/ ٨٨، ورواه مسلم، ح: ٢١٢٠ من حديث عبدالرزاق به مختصرًا، ولم يذكر اللفظ.

فائدہ: مسلمانوں کو مشرکین اور کفار کی تقلید ونقالی سے احتراز کرنا واجب ہے۔ بچوں کا معاملہ ان کے والدین اور سرپرستوں سے متعلق ہے۔ ان پر لازم ہے کہ بچوں کے لباس اور حجامت میں اسلامی ثقافت کو ملحوظ خاطر رکھا کریں۔ اور یہ معاملہ جب بچوں میں ناجائز ہے تو بڑوں کے لیے بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔

(المعجم ١٥) - **باب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ** (التحفة ١٥)

باب:۱۵- زلفیں بڑھا لینے کی رخصت

٤١٩٦- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ عنْ مَيْمُونِ بنِ عَبْدِ الله، عنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عنْ أَنسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِي أُمِّي: لَا أَجُزُّهَا، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَمُدُّهَا وَيَأْخُذُ بِهَا.

۴۱۹۶- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری لمبی لمبی زلفیں تھیں۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: انہیں مت کاٹو' رسول اللہ ﷺ انہیں (پیار سے) کھینچتے تھے اور پکڑ لیا کرتے تھے۔

٤١٩٧- **حَدَّثَنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ ابنُ حَسَّانَ قال: دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بن مَالِكٍ فَحَدَّثَتْني أُخْتِي الْمُغِيرَةُ قالَتْ: وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقالَ: احْلِقُوا هٰذَيْنِ أَوْ قُصُّوهُمَا فَإِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُودِ.

۴۱۹۷- حجاج بن حسان نے بیان کیا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ میری بہن مغیرہ نے بیان کیا کہ تم ان دنوں نوعمر بچے تھے اور تمہارے بالوں کی دولٹیں تھیں۔ تو انہوں نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور تمہارے لیے برکت کی دعا کی اور فرمایا: انہیں مونڈ ڈالو یا کتروالو۔ بلاشبہ یہ یہودیوں کی علامت ہے۔

(المعجم ١٦) - **بَابٌ: فِي أَخْذِ الشَّارِبِ** (التحفة ١٦)

۱۶- مونچھیں کتروانے کا بیان

فائدہ: مونچھوں کے بالوں کا وہ حصہ جو ہونٹوں کے عین اوپر ہوتا ہے [شوارب] کہلاتا ہے۔ اور اطراف کو [اسبال] کہتے ہیں۔ درج ذیل احادیث شوارب سے متعلق ہیں۔

٤١٩٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٨٥ من حديث أبي داود به * ميمون ابن عبدالله مجهول(تقريب).

٤١٩٧ـ **تخريج**: [ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٤٨٣ من حديث أبي داود به * أخت الحجاج المغيرة لم أجد من وثقها، حالها مجهول.

٤١٩٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ».

۴۱۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''فطری امور پانچ ہیں' یا فرمایا کہ پانچ باتیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرانا' زیر ناف کی صفائی' بغلوں کے بال اکھیڑنا' ناخن تراشنا اور مونچھیں کتروانا۔''

فائدہ: ① ''امور فطرت'' یعنی وہ اعمال جن کا اختیار کرنا اس قدر اہم ہے کہ گویا وہ جبلی اور خلقی امور ہوں۔ نیز تمام انبیائے کرام ﷺ نے بھی ان کا التزام کیا ہے جن کی اقتدا کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ② صحیح مسلم کی ایک روایت میں دس امور کا ذکر ہے۔ جو یہ ہیں: مونچھیں کتروانا' ڈاڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی دینا' ناخن تراشنا' جوڑوں کا دھونا' بغلوں کے بال اکھیڑنا' زیر ناف کی صفائی کرنا' استنجا کرنا اور کلی کرنا۔ (صحیح مسلم' الطھارۃ' حدیث:۲۶۱) ③ ان سب امور کا اختیار کرنا واجب ہے اور یہ اسلامی شرعی شعار بھی ہیں۔ اور اللہ عزوجل کا حکم ہے ﴿اُدْخُلُوا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾ ''دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (البقرۃ:۲۰۸) کچھ احکام کو مان لینا اور کچھ کو چھوڑ دینا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ ان امور میں تقصیر کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ④ زیر ناف کے لیے استرا استعمال کرنا اور بغلوں کے بالوں کو نوچنا ہی سنت ہے۔ اگرچہ دوسرے طریقوں سے بھی یہ عمل ہو سکتا ہے۔

٤١٩٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ نَافِعٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ.

۴۱۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں مونڈوانے اور ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

٤٢٠٠- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ:

۴۲۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا'

٤١٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح:٥٨٨٩، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٥٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤١٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح:٢٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٤٧، ورواه البخاري، ح:٥٨٩٢، ٥٨٩٣ من حديث نافع به نحو المعنى.

٤٢٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في توقيت تقليم الأظفار وأخذ الشارب، ح:٢٧٥٨ من حديث صدقة الدقيقي به، وهو ضعيف وحديث جعفر بن سليمان عند مسلم، ح:٢٥٨ يغني عنه.

حَدَّثَنا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ: حَدَّثَنا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَلْقَ الْعَانَةِ، وَتَقْلِيمَ الأَظْفَارِ، وَقَصَّ الشَّارِبِ، وَنَتْفَ الإِبْطِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، مَرَّةً.

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے حد مقرر کر دی تھی کہ زیر ناف کی صفائی‘ ناخن تراشنے‘ مونچھیں کاٹنے اور بغلوں کے بال اکھیڑنے کا عمل چالیس دن میں ایک بار (ضرور) کر لیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمانَ عن أَبِي عِمْرَانَ، عن أَنَسٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ، قالَ: وُقِّتَ لَنَا، وَهٰذَا أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو جعفر بن سلیمان نے بواسطہ ابوعمران حضرت انس سے روایت کیا‘ مگر نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ اور کہا: ”ہمارے لیے یہ حد مقرر کی گئی تھی۔“ اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

[صَدَقَةُ : لَيْسَ بِالقَوِيِّ].

[اور صدقہ دقیقی قوی راوی نہیں ہے]

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے‘ تاہم چالیس دن کی مدت کی بابت صحیح مسلم میں روایت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم‘ الطهارة‘ باب خصال الفطرة‘ حدیث:۲۵۸۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: صحیح ابوداود‘ کتاب وباب مذکور) لہٰذا معلوم ہوا کہ چالیس دن کی مدت زیادہ سے زیادہ ہے۔ اس سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

۴۲۰۱- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبِي سُلَيْمانَ، وَقَرَأَهُ عَبْدُ المَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ قال: كُنَّا نُعَفِّي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ.

۴۲۰۱-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حج اور عمرے کے علاوہ ڈاڑھیوں کو چھوڑا رکھتے تھے۔

فائدہ: یعنی حج اور عمرے میں ہم کچھ کاٹ لیا کرتے تھے‘ ان کے علاوہ کسی اور موقع پر ہم ایسا نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے۔ اس لیے حج اور عمرے کے موقع پر بھی ڈاڑھی کا کاٹنا جائز نہیں ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الاسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ [اَلْاِسْتِحْدَاد] کا مفہوم زیر ناف بالوں کی صفائی ہے۔

۴۲۰۱ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * وحسنه الحافظ في الفتح: ۱۰/ ۳۵۰، ولكن أبا الزبير عنعن.

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ١٧)

باب:١٧-سفید بال نوچنے کا مسئلہ

٤٢٠٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ المَعْنَى عن ابنِ عَجْلَانَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الإِسْلَامِ» قالَ عنْ سُفْيَانَ: «إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، وَقال في حَدِيثِ يَحْيَى: «إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيئَةً».

۴۲۰۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید بال مت نوچا کرو' جس کسی مسلمان کے بال حالت اسلام میں سفید ہو جائیں قیامت کے دن یہ اس کے لیے نور کا باعث ہوں گے۔'' اور یحیٰی کی روایت میں ہے...... ''اللہ تعالیٰ ایک ایک بال کے عوض اس کی نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ دور کرتا ہے۔''

فائدہ: سفید بال ڈاڑھی میں ہوں یا سر میں' انہیں اکھیڑنا جائز نہیں ہے اور نہ کالا رنگ جائز ہے جیسے کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْخِضَابِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-خضاب لگانے کا بیان

٤٢٠٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ وَسُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ».

۴۲۰۳- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے پس تم ان کی مخالفت کیا کرو۔'' (یعنی رنگا کرو۔)

٤٢٠٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١٧٥/٢ عن يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ٢٨٢١، وابن ماجه، ح: ٣٧٢١، والنسائي، ح: ٥٠٧١ من حديث عمرو بن شعيب به * ابن عجلان صرح بالسماع، وللحديث طرق كثيرة.

٤٢٠٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ٥٨٩٩، ومسلم، اللباس، باب: في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ٢١٠٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

فائدہ: اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے کہا ہے کہ سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنا واجب ہے۔ لیکن دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے' یعنی رنگنا بہتر ہے' لیکن بالوں کو سفید ہی رہنے دینا' یہ بھی جائز ہے۔

٤٢٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني ابنُ جُرَيْجٍ عن أبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «غَيِّرُوا هٰذَا بِشَيءٍ، وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

۴۲۰۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز (حضرت ابوبکر ؓ کے والد) ابوقحافہ کو لایا گیا تو ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں کسی رنگ سے بدل دو اور سیاہی سے بچو۔''

فائدہ: سر یا ڈاڑھی کے سفید بالوں کو کالے رنگ کا خضاب لگانا ناجائز ہے۔

٤٢٠٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عن سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِي الأسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عن أبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ أحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هٰذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

۴۲۰۵-سیدنا ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق سب سے بہتر چیز جس سے یہ سفید بال رنگے جاتے ہیں مہندی اور کتم ہے۔''

فائدہ: [کتم] ایک خاص پہاڑی بوٹی ہے جو بالخصوص یمن میں پائی جاتی ہے۔ اس کے پتے بطور خضاب استعمال کیے جاتے ہیں اور اس کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے خالص سیاہ نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہندی

٤٢٠٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة، وتحريمه بالسواد، ح: ٢١٠٢ عن ابن السرح به.

٤٢٠٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في الخضاب، ح: ١٧٥٣ من حديث عبدالله بن بريدة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٦٢٢، والنسائي، ح: ٥٠٨٣، وصححه ابن حبان: ١٤٧٥، وهو في مصنف عبدالرزاق (جامع معمر)، ح: ٢٠١٧٤، وسماع معمر من الجريري قبل تغيره (الكواكب النيرات، ص: ٣٦).

اور کتم یا ان کا مرکب خضاب جائز ہے۔

٤٢٠٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ إِيَادٍ: أخبرنا إِيَادٌ عن أبي رِمْثَةَ قال: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ فإذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

۴۲۰۶-حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ کے بال کانوں تک تھے' ان میں مہندی کے رنگ کی جھلک تھی اور آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

٤٢٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ أَبْجَرَ عنْ إِيَادِ بنِ لَقِيطٍ، عنْ أَبِي رِمْثَةَ فِي هٰذَا الْخَبَرِ قالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرِنِي هٰذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ، قالَ: «اللهُ الطَّبِيبُ بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا».

۴۲۰۷-ایاد بن لقیط نے حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی' انہوں نے کہا کہ میرے والد نے آپ سے عرض کیا: یہ جو آپ کی کمر پر ہے مجھے دکھائیں' میں طبیب (معالج) ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''طبیب تو اللہ ہے' تم رفیق (تسلی دینے والے اور نرمی کرنے والے) ہو۔ طبیب وہ ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔''

فائدہ: حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کے والد کا اشارہ آپ ﷺ کی کمر پر مہر نبوت کی طرف تھا جس کی حقیقت سے وہ اس وقت تک واقف نہیں ہوئے تھے۔

٤٢٠٨- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عنْ إِيَادِ بنِ لَقِيطٍ، عنْ أَبِي رِمْثَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَبِي فَقَالَ لِرَجُلٍ أَوْ لأَبِيهِ: «مَنْ هٰذَا؟» قالَ: ابْنِي، قالَ: «لَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ.

۴۲۰۸-حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ایک شخص سے یا میرے والد سے (میرے متعلق پوچھا) کہ ''یہ کون ہے؟'' انہوں نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ تیرا قصور نہیں اٹھائے گا۔'' (یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔) اور آپ نے اپنی

٤٢٠٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٦٥.

٤٢٠٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٢٠٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٥/ ١٩٣، ١٩٤ من حديث أبي داود به.

ڈاڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔

فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى﴾ (بنیٓ اسرائیل:١٥) ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“ یہ قاعدہ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہے۔ جرم کی سزا اصل مجرم ہی کو دینی چاہیے نہ کہ اس کے عزیز و اقارب کو۔ یہ جو ہمارے ہاں بسا اوقات پولیس والے اصل مجرم کی بجائے یا مجرم کے فرار ہو جانے پر اس کے باپ یا بیٹے یا کسی دوسرے عزیز رشتہ دار کو پکڑ لیتے ہیں تو یہ شرعاً ناجائز ہے' نیز اخلاقی اور قانونی طور پر بھی اس کا کوئی جواز نہیں لیکن چونکہ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ کا کوئی ڈر خوف ہے نہ اخلاقی اور قانونی تقاضوں کا کوئی لحاظ' اس لیے یہ لوگ ایسی قبیح اور گندی حرکتیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی دردناک عذاب ہے۔ اعاذنا الله منه.

٤٢٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ وَلٰكِنْ قَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

۴۲۰۹- سیدنا انس ﷜ سے نبی ﷺ کے خضاب کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے اپنے بال نہیں رنگے۔ لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ﷠ نے رنگے ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سر یا ڈاڑھی میں اس قدر سفیدی نہیں آئی تھی کہ باقاعدہ رنگنے کی ضرورت پڑتی۔ چند گنتی کے بال ضرور سفید ہوئے تھے جنہیں رنگا بھی گیا تھا مگر سیدنا انس ﷜ نے چونکہ رنگتے نہیں دیکھا اس لیے انکار فرمایا۔ دیگر صحابہ نے رنگتے دیکھا ہے تو بیان بھی کیا ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي خِضَابِ الصُّفْرَةِ (التحفة ١٩)

باب:١٩- زرد رنگ سے بال رنگنا

٤٢١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ

۴۲۱۰- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سبتی (رنگی ہوئی کھال سے بنے ہوئے) جوتے استعمال کیا کرتے تھے اور اپنی ڈاڑھی کو ورس اور زعفران بھی لگاتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر ﷠ کا بھی یہی

٤٢٠٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب ما يذكر في الشيب، ح:٥٨٩٥، ومسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح:٢٣٤١/١٠٣ من حديث حماد بن زيد به.

٤٢١٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب تصفير اللحية بالورس والزعفران، ح:٥٢٤٦ من حديث عمرو بن محمد به.

النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

عمل تھا۔

فائدہ: بعض علماء نے ان احادیث کی روشنی میں ورس اور زعفران کی نہی کو تنزیہ پر محمول کیا ہے۔

٤٢١١- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ ابْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدِ بن وَهْبٍ، عن ابنِ طَاوُسٍ، عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا!» قالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَ»، فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ».

۴۲۱۱- حضرت ابن عباس ﷠ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک آدمی کا گزر ہوا جس نے اپنے بال مہندی سے رنگے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا خوب ہے!'' پھر دوسرا آدمی گزرا جس نے مہندی اور کتم (بوٹی) سے رنگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اس سے بڑھ کر عمدہ ہے۔'' پھر ایک اور گزرا' جس نے زرد رنگ سے رنگے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ''یہ ان سب سے عمدہ ہے۔''

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ السَّوَادِ (التحفة ٢٠)

باب:۲۰-کالے خضاب کا حکم

٤٢١٢- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله عن عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بن جُبَيْرٍ عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ».

۴۲۱۲- سیدنا ابن عباس ﷠ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتروں کے سینے ہوتے ہیں' یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔''

٤٢١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب الخضاب بالصفرة، ح:٣٦٢٧ من حديث إسحاق بن منصور به * حميد بن وهب ضعفه البخاري، وابن حبان، والعقيلي، ولم أجد من وثقه.

٤٢١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب النهي عن الخضاب بالسواد، ح:٥٠٧٨ من حديث عبيدالله بن عمرو الرقي به، وقال البغوي: "عبدالكريم هو الجزري" (شرح السنة: ١٢/ ٩٢، ح: ٣١٨٠).

فائدہ: بالوں کی سفیدی کو سیاہی میں بدلنا حرام ہے۔ مردوں اور عورتوں سب کے لیے ایک ہی حکم ہے۔ مہندی یا کتم سے جائز ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الانْتِفَاعِ بِالْعَاجِ (التحفة ٢١)

باب:۲۱-ہاتھی دانت سے فائدہ اٹھانا

٤٢١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُالْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عنْ مُحمَّدِ بن جُحَادَةَ، عنْ حُمَيْدٍ الشَّامِيِّ، عنْ سُلَيْمانَ الْمَنْبِهِيِّ، عنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ الله ﷺ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا سَافَرَ كَانَ آخِرَ عَهْدِهِ بِإنْسَانٍ مِنْ أهْلِهِ فَاطِمَةُ وَأوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إذَا قَدِمَ فَاطِمَةُ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ، وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا أوْ سِتْرًا عَلَى بَابِهَا. وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ وَلَمْ يَدْخُلْ، فَظَنَّتْ أنَّمَا مَنَعَهُ أنْ يَدْخُلَ مَا رَأى، فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا إلَى رَسُولِ الله ﷺ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَأخَذَهُ مِنْهُمَا وَقالَ: «يَا ثَوْبَانُ! اذْهَبْ بِهٰذَا إلَى آلِ فُلَانٍ» - أهْلِ بَيْتٍ بالمَدِينَةِ - «إنَّ هٰؤُلَاءِ أهْلُ بَيْتِي أكْرَهُ أنْ يَأكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا، يَا ثَوْبَانُ! اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ».

۴۲۱۳- سیدنا ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے روانہ ہوتے تو اپنے اہل کے جس فرد سے سب سے آخر میں ملاقات کرتے وہ سیدہ فاطمہ ؓ ہوتیں۔ اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ ہی کے ہاں تشریف لاتے۔ آپ اپنے ایک غزوہ سے واپس آئے جبکہ سیدہ فاطمہ نے اپنے دروازے پر ٹاٹ یا پردہ لٹکایا ہوا تھا اور حضرت حسن اور حسین ؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے مگر اندر نہیں گئے۔ تو سیدہ فاطمہ ؓ کو گمان ہوا کہ آپ کے اندر نہ آنے کا سبب یہی ہے جو انہوں نے دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں سے کنگن اتار لیے اور ان کے سامنے ہی انہیں توڑ ڈالا تو وہ روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ آپ نے ان دونوں سے وہ لے لیے اور فرمایا: ''اے ثوبان! انہیں فلاں گھر والوں کے پاس لے جاؤ۔'' جو اہل مدینہ میں سے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ (فاطمہ، علی، حسن، حسین ؓ) میرے اہل بیت ہیں، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ یہ اپنی نیکیوں کی جزا اسی دنیا میں کھالیں۔ اے ثوبان!

٤٢١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٥ من حديث عبدالوارث بن سعيد به ✽ سليمان المنبهي مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وحميد الشامي مجهول الحال.

فاطمہ کے لیے عصب (منکوں) کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لانا۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم ہاتھی کے دانتوں کی بابت صحیح بخاری میں امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہے: [فِي عِظَامِ الْمَوْتٰى نَحْوِ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ اَدْرَكْتُ نَاسًا مِّنْ سَلَفِ الْعُلَمَآءِ يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا' وَيَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا لَايَرَوْنَ بِهٖ بَأْسًا' وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ] (صحيح البخارى' الوضوء' باب ما يقع من النجاسات فى السمن والماء قبل حديث:۲۳۵) "ہاتھی دانت اور دیگر مرداروں کی ہڈیوں کے سلسلے میں سلف کے کئی علماء کو میں نے پایا کہ ہاتھی دانت وغیرہ سے بنی کنگھیاں استعمال کرتے اور ان سے بنے برتنوں میں تیل ڈالتے اور اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں۔"

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٣) -كِتَابُ الْخَاتَمِ (التحفة ٢٨)

انگوٹھیوں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بابٌ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ (التحفة ١)

باب:۱-انگوٹھی بنوانا جائز ہے

٤٢١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى عن سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: أَرَادَ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الأَعَاجِمِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لا يَقْرَؤُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ، فاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله.

۴۲۱۴-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ عجمی بادشاہوں کو خط لکھیں۔ تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ لوگ مہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے۔ تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ کلمات کندہ تھے:[محمد رسول الله]

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی محض زینت کے لیے نہیں تھی بلکہ بطور مہر استعمال ہوتی تھی۔

٤٢١٥- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بنِ يُونُسَ. زَادَ: فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ، وفي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وفي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ،

۴۲۱۵-قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث عیسیٰ بن یونس کے ہم معنی روایت کی۔اس میں اضافہ ہے: پھر یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ آپ کی وفات ہوگئی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

٤٢١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب نقش الخاتم، ح: ٥٨٧٢ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٢١٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٤٢ من حديث أبي داود به.

وفي يَدِ عُثْمانَ، فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ في الْبِئْرِ فأَمَرَ بِهَا فنُزِحَتْ فلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ.

ہاتھ میں رہی حتی کہ ان کی وفات ہوگئی' پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی۔ اور پھر وہ ایک کنویں کے کنارے بیٹھے تھے کہ اتفاقاً اس میں گر گئی۔ تو انہوں نے حکم دیا اور اس کا سارا پانی نکالا گیا۔ مگر لوگ اسے تلاش کرنے سے عاجز رہے۔

٤٢١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ ابنُ صَالِحٍ قالَا: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: حدَّثني أنَسٌ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبيِّ ﷺ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ.

۴۲۱۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

فائدہ: حبشی نگینے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی بناوٹ کا انداز حبشی تھا یا پتھر حبشے کا تھا۔ کالے رنگ کی وجہ سے اسے حبشی کہا گیا ہے۔

٤٢١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فَصُّهُ مِنْهُ.

۴۲۱۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی ساری کی ساری چاندی کی تھی' اس کا نگینہ بھی اسی ہی سے تھا۔

٤٢١٨- حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بنُ الْفَرَجِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ الله ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا

۴۲۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (پہلے پہل) رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھنا شروع کیا اور اس میں [محمد رسول اللّٰہ] کے الفاظ کندہ کروائے تو صحابہ نے بھی

٤٢١٦- تخريج: أخرجه مسلم، اللباس، باب: في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث ابن وهب، والبخاري، اللباس، باب بعد باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٨ من حديث يونس به.

٤٢١٧- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء ما يستحب في فص الخاتم، ح: ١٧٤٠ من حديث زهير بن معاوية به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥٢٠٣.

٤٢١٨- تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب خاتم الفضة، ح: ٥٨٦٦ من حديث أبي أسامة، ومسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق ... الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث عبيدالله بن عمر به.

يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيهِ، مُحمَّدٌ رَسُولُ الله، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الذَّهَبِ، فَلَمَّا رَآهُمْ قد اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ وَقالَ: «لا أَلْبَسُهُ أبَدًا»، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَ فِيهِ، مُحمَّدٌ رَسُولُ الله، ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أبُو بَكْرٍ، ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أبي بَكْرٍ عُمَرُ، ثُمَّ لَبِسَهُ عُثْمانُ حَتَّى وَقَعَ في بِئْرِ أرِيسَ.

سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب آپ نے یہ دیکھا کہ لوگوں نے بھی (ویسی ہی انگوٹھیاں) بنوالی ہیں تو آپ نے اپنی انگوٹھی اتار پھینکی اور فرمایا: ”میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔“ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں بھی [محمد رسول الله] کے الفاظ نقش کروائے۔ آپ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہنی' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنی۔ پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنی حتی کہ اریس نامی کنویں میں گر گئی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَخْتَلِفِ النَّاسُ عَلَى عُثْمانَ حَتَّى سَقَطَ الْخَاتَمُ مِنْ يَدِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے اس وقت تک لوگوں نے کوئی اختلاف نہیں کیا حتی کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے گر گئی۔ (اس کے بعد اختلافات نے بھی سر اٹھالیا۔)

٤٢١٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أيُّوبَ بن مُوسَى، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ في هٰذَا الْخَبَرِ عن النَّبيِّ ﷺ فَنَقَشَ فِيهِ: مُحمَّدٌ رَسُولُ الله وَقال: «لا يَنْقُشْ أحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا». ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۱۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس خبر میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی انگوٹھی میں [محمد رسول الله] کے کلمات کندہ کروائے اور فرمایا: ”کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح اپنی انگوٹھی کا نقش نہ بنوائے۔“ پھر حدیث بیان کی۔

فائدہ: اس نقش کی حیثیت چونکہ سرکاری تھی' اس لیے اس جیسے نقش کی انگوٹھی بنوانے سے روک دیا گیا۔ اس نقش کی سرکاری حیثیت کی وجہ سے ہی بعد میں اسے خلفائے ثلاثہ بھی استعمال کرتے رہے' حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ گم ہو گئی تو انہوں نے اسی نقش جیسی والی انگوٹھی دوبارہ بنوائی' البتہ بعض ائمہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے انگوٹھی کے گم ہونے والی روایت صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

٤٢١٩_ **تخريج**: أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٢٢٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا أبُو عَاصِمٍ عن المُغِيرَةِ بنِ زِيَادٍ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ بهَذَا الْخَبَرِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: فالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فاتَّخَذَ عُثْمانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ، مُحمَّدٌ رَسُولُ الله قال: فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ، أوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ.

۴۲۲۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ (ابن عمر نے) فرمایا: (پھر وہ انگوٹھی گم ہو گئی) تو لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر نہ پا سکے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک (نئی) انگوٹھی بنوائی جس میں "محمد رسول اللہ" کے کلمات نقش کروائے۔ چنانچہ وہ اسی سے مہر کیا کرتے تھے' یا اسے پہنا کرتے تھے۔

(المعجم ٢) - **باب مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ** (التحفة ٢)

باب:۲- انگوٹھی نہ پہننے کا بیان

٤٢٢١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ لُوَيْنٌ عن إبراهِيمَ بنِ سَعْدٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أنَّهُ رَأَى في يَدِ النَّبيِّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، فَصَنَعَ النَّاسُ فَلَبِسُوا، وطَرَحَ النَّبيُّ ﷺ فَطَرَحَ النَّاسُ.

۴۲۲۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ میں صرف ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی' تو لوگوں نے بھی بنوا کر پہن لیں۔ نبی ﷺ نے وہ اتار پھینکی تو لوگوں نے بھی اتار پھینکیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عن الزُّهْرِيِّ، زِيَادُ بنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبٌ وابنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قالَ: مِنْ وَرِقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو زہری سے زیاد بن سعد' شعیب اور ابن مسافر نے روایت کیا اور ان سب کا بیان ہے کہ انگوٹھی چاندی کی تھی۔

ملحوظہ: بعض شارحین (امام نووی وغیرہ) نے کہا ہے کہ نبی ﷺ نے جو انگوٹھی پھینکی تھی' وہ سونے کی تھی' جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے' اس لیے اسے چاندی کی انگوٹھی کہنا' امام زہری کا وہم ہے۔ واللہ اعلم۔ (عون المعبود)

(المعجم ٣) - **باب مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ** (التحفة ٣)

باب:۳- سونے کی انگوٹھی کا بیان

٤٢٢٠ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب نزع الخاتم عند دخول الخلاء، ح: ٥٢٢٠ من حديث أبي عاصم به.

٤٢٢١ـ **تخريج**: [صحيح] تقدم، ح: ٤٢١٦.

٤٢٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عن الْقَاسِمِ بنِ حَسَّانَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حَرْمَلَةَ؛ أَنَّ ابنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ: كَانَ نَبِيُّ الله ﷺ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ: الصُّفْرَةَ يَعني الْخَلُوقَ وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الإزَارِ، وَالتَّخَتُّمَ بالذَّهَبِ، وَالتَّبَرُّجَ بالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا، وَالضَّرْبَ بالْكِعَابِ، وَالرُّقَى إلَّا بالمُعَوِّذَاتِ، وَعَقْدَ التَّمَائِمِ، وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ - أَوْ غَيْرِ - مَحَلِّهِ، - أَوْ عَنْ مَحَلِّهِ- وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِه.

۴۲۲۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ نبی ﷺ کو دس باتیں ناپسند تھیں (حرام سمجھتے تھے): زرد رنگ کی مرکب خوشبو یعنی خلوق، سفید بالوں کا (سیاہ) رنگ تبدیل کر دینا، چادر گھسیٹنا، سونے کی انگوٹھی پہننا، بغیر موقع مناسب کے زینت کا اظہار کرنا، گوٹیوں سے کھیلنا، شرعی معوذات کے سوا دوسرے دم جھاڑ، منکے کوڈیاں وغیرہ لٹکانا، غیر حلال میں منی ڈالنا اور چھوٹے بچے میں خرابی ڈالنا، مگر آپ ﷺ اسے حرام نہ کہتے تھے۔ (مراد ہے ایام رضاعت میں بچے کی ماں سے مباشرت کرنا۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: انْفَرَدَ بإسْنَادِ هذا الحديثِ أَهْلُ الْبَصْرَةِ. وَالله أَعْلَمُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو مسند روایت کرنے میں اہل بصرہ منفرد ہیں۔ واللہ اعلم۔

فائدہ: مذکورہ باتوں سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(المعجم ٤) - باب مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ (التحفة ٤)

باب:۴- لوہے کی انگوٹھی کا بیان

٤٢٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ عبدِ الْعَزِيزِ بنِ أَبِي رِزْمَةَ المَعنى: أَنَّ زَيْدَ بنَ الْحُبَابِ أخبرَهُمْ عن عَبْدِ الله بنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي

۴۲۲۳- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”مجھے کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا

٤٢٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب الخضاب بالصفرة، ح: ٥٠٩١ من حديث المعتمر به.

٤٢٢٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في خاتم الحديد، ح: ١٧٨٥ من حديث زيد بن حباب به، وقال: "غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥١٩٨، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٦٧، وناقشه الحافظ في الفتح

* عبدالله بن مسلم حسن الحديث على الراجح.

طَيْبَةَ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ بُرَيْدَةَ، عن أبِيهِ: أنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فقالَ لَهُ: «مَا لِي أجِدُ مِنْكَ رِيحَ الأَصْنَامِ؟»، فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فقالَ: «مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أهْلِ النَّارِ»، فَطَرَحَهُ، فقالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ أيِّ شَيْءٍ أتَّخِذُهُ؟ قالَ: «اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا» وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: عَبْدِ اللهِ بنِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُلِ الْحَسَنُ: السُّلَمِيّ الْمَرْوَزِيّ.

ہوں؟'' تو اس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی۔ وہ دوبارہ آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوا تھا' آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟'' تو اس نے وہ بھی اتار پھینکی۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز سے انگوٹھی بنواؤں؟ آپ نے فرمایا: ''چاندی کی بنواؤ مگر مثقال سے کم رکھنا'' (مثقال' مساوی ہے ۴.۲۵ گرام کے)

محمد بن عبدالعزیز نے ''عبداللہ بن مسلم'' کا نام ذکر نہیں کیا (بلکہ السلمی المروزی کہا) جبکہ حسن بن علی نے ''السلمی المروزی نہیں کہا (بلکہ صرف عبداللہ بن مسلم کہا۔)

فائدہ: اس مقدار کی حد تک چاندی کی انگوٹھی مرد کے لیے جائز ہے۔

٤٢٢٤- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى وَزِيَادُ بنُ يَحْيَى وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالُوا: حَدَّثَنَا سَهْلُ بنُ حَمَّادٍ أبُو عَتَّابٍ قالَ: حَدَّثَنَا أبُو مَكِينٍ نُوحُ بنُ رَبِيعَةَ قالَ: حدَّثني إيَاسُ بنُ الحارِثِ بنِ الْمُعَيْقِيبِ - وَجَدُّهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أبُو ذُبَابٍ - عن جَدِّهِ قالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ حَدِيدٍ، مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ. قالَ: فَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِي. قال: وكَانَ الْمُعَيْقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ.

۴۲۲۴- ایاس بن حارث بن معیقیب نے اپنے دادا معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا...... خیال رہے کہ ایاس کے نانا کا نام ''ابوذباب'' ہے...... انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا ملمع کیا گیا تھا۔ کہا کہ بسا اوقات وہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ راوی نے کہا کہ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی انگوٹھی کے محافظ تھے۔

فائدہ: لوہے کی انگوٹھی کو جس چیز سے ملمع کیا گیا وہ اسی کے حکم میں ہوگی' سونا ہو یا چاندی۔ اور مردوں کے لیے چاندی جائز ہے۔ واللہ اعلم.

٤٢٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب لبس خاتم حديد ملوي عليه بفضة، ح:٥٢٠٨ من حديث سهل بن حماد به.

٤٢٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرُ ابنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أبي بُرْدَةَ، عن عَلِيٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ، وَاذْكُرْ بالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ». قالَ: وَنَهَانِي أنْ أضَعَ الْخَاتَمَ في هٰذِهِ أوْ في هٰذِهِ - لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، شَكَّ عَاصِمٌ - وَنَهَانِي عن الْقَسِّيَّةِ وَالمِيثَرَةِ.

۴۲۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''یہ دعا کیا کرو [اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی وَ سَدِّدْنِی] ''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور سیدھا رکھ۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''ہدایت'' میں راستے پر سیدھا چلنے اور ''سداد'' میں تیر کا نشانے پر لگنے کے معنی پیش نظر رکھا کرو۔'' پھر شہادت والی یا درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے اس میں یا اس میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ یہ شک عاصم کو ہوا ہے...... اور آپ نے مجھے قسی اور میثرہ سے بھی منع فرمایا۔

قالَ أَبُو بُرْدَةَ: فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قالَ: ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنَ الشَّامِ أو مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا أَمْثَالُ الأُتْرُجِّ. قالَ: وَالمِيثَرَةُ شَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ''قسی'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اس سے مراد نارنگی کی طرح منقش کپڑے ہیں جو ہمارے پاس شام یا مصر سے آتے تھے اور ''میثرہ'' سے مراد وہ گدیاں ہیں جو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ بالا دعا ایک مختصر اور جامع دعا ہے اور دعاؤں میں ادنیٰ سے اعلیٰ مراتب تک تمام معانی کو اپنے ذہن میں رکھنا مستحب ہے یعنی دنیا کی نعمتوں کے ساتھ آخرت اور آخرت کے ساتھ دنیا کی نعمتوں کا تصور۔ ② حدیث میں فرمائی گئی ہدایت سے بعض لوگوں نے ''تصور شیخ'' کا جواز کشید کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی طرح جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ عبادات میں تصورِ اللہ رب العالمین ہی کا مطلوب ہے الا یہ کہ درود شریف پڑھتے ہوئے یا کسی کے لیے مغفرت وغیرہ کی دعا کرتے ہوئے جو تصور آتا ہے وہ ایک الگ چیز ہے۔ ③ انگشت شہادت یا بیچ والی انگلی میں انگوٹھی پہننا درست نہیں ہے۔ ④ [قسی] یا [قز] کی ممانعت ریشم کی وجہ سے اور [میثرۃ] کی ممانعت سرخ رنگ اور عجمی لوگوں کی مشابہت کی بنا پر ہے۔

٤٢٢٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القسي قبل، ح:٥٨٣٨ تعليقًا، ومسلم، اللباس، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح:٢٠٧٨/ ٦٤ بعد، ح:٢٠٩٥ من حديث عاصم بن كليب به.

(المعجم ٥) - باب مَا جَاءَ فِي التَّخَتُّمِ فِي الْيَمِينِ أَوِ الْيَسَارِ (التحفة ٥)

باب:٥-انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی جائے یا بائیں میں؟

٤٢٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن شَرِيكِ بنِ أبي نَمِرٍ، عن إبراهِيمَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ حُنَيْنٍ، عن أبيهِ، عن عَلِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ. قال شَرِيكٌ: وَأخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ في يَمِينِهِ.

۴۲۲۶-سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (مرفوعاً) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے (مرسلاً) بیان کیا کہ نبی ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: سنت اور مستحب یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی جائے اور چھنگلیا یا ساتھ والی انگلی میں پہنی جائے۔

٤٢٢٧- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي رَوَّادٍ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ في يَسَارِهِ، وكَانَ فَصُّهُ في بَاطِنِ كَفِّهِ.

۴۲۲۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ اندر ہتھیلی کی جانب ہوا کرتا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ ابنُ إسْحَاقَ وأُسَامَةُ يَعني ابنَ زَيْدٍ عن نَافِعٍ بإسْنَادِهِ: في يَمِينِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن اسحاق اور اسامہ بن زید نے نافع سے مذکورہ سند سے یہ روایت کیا: ''دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔''

فائدہ: بائیں ہاتھ والی روایت ضعیف ہے۔ صحیح اور محفوظ دائیں ہاتھ کا بیان ہے۔

٤٢٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب موضع الخاتم من اليد . . . الخ، ح:٥٢٠٦ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤٢٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح:٦٣٧٥ من حديث أبي داود به، والحديث شاذ * حديث أسامة بن زيد عند مسلم، ح:٢٠٩١ بالاختصار، وروى مسلم، ح:٢٠٩٥ عن أنس قال: "كان خاتم النبي ﷺ في هذه وأشار إلى الخنصر من يده اليسرى".

٤٢٢٨- حَدَّثَنا هَنَّادٌ عن عَبْدَةَ، عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ؛ أَنَّ ابنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ في يَدِهِ الْيُسْرَى.

۴۲۲۸- نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: یہ ایک صحابی کا عمل ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا عمل اوپر بیان ہوا ہے۔ اور وہی قابل اتباع ہے جیسا کہ اگلی روایت میں بھی آ رہا ہے۔ ممکن ہے نبی ﷺ کے عمل سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بے خبر رہے ہوں' ورنہ وہ کبھی بھی اس کے برعکس عمل نہ کرتے۔

٤٢٢٩- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بنُ بُكَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قالَ: رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بنِ عَبْدِ الله بنِ نَوْفَلِ [بنِ الحَارِثِ] بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ خَاتَمًا في خِنْصَرِهِ الْيُمْنَى، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قالَ: رَأَيْتُ ابنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هٰكَذَا، وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلَى ظَهْرِهَا. قالَ: وَلا يُخَالُ ابنُ عَبَّاسٍ إلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذَلِكَ.

۴۲۲۹- محمد بن اسحاق نے روایت کیا کہا کہ میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: یہ کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ باہر کی طرف رکھتے تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی انگوٹھی ایسے ہی پہنا کرتے تھے۔

فائدہ: مستحب اور مسنون یہ ہے کہ انگوٹھی دائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں پہنی جائے۔

(المعجم ٦) - باب مَا جَاءَ فِي الْجَلَاجِلِ (التحفة ٦)

باب:٦- گھونگروں والے پازیب پہننا

٤٢٣٠- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ

۴۲۳۰- عامر بن عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ

٤٢٢٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٣٦٣ من حديث أبي داود به.

٤٢٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في لبس الخاتم في اليمين، ح: ١٧٤٢ من حديث محمد بن إسحاق به، وحسنه البخاري.

٤٢٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * مولاة لهم مجهولة، وعامر لم يدرك عمر بن الخطاب، قاله المنذري، (الترغيب والترهيب: ٤/ ٧٦).

وَإِبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ قالَا: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عُمَرُ بنُ حَفْصٍ؛ أنَّ عَامِرَ بنَ عَبْدِ الله - قالَ عَلِيٌّ ابنُ سَهْلٍ: ابْنِ الزُّبَيْرِ - أخْبَرَهُ: أنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بابْنَةِ الزُّبَيْرِ إلَى عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ وَفي رِجْلِها أجْرَاسٌ، فَقَطَعَهَا عُمَرُ ثُمَّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا».

ہماری ایک لونڈی زبیر کی ایک لڑکی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں لے گئی۔ اس لڑکی کے پاؤں میں گھونگرو تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کاٹ ڈالا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔''

٤٢٣١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عبْدِ الرَّحِيم: حَدَّثَنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ حَيَّانَ الأنْصارِيِّ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجارِيَةٍ، وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فقالتْ: لا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إلَّا أنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا وقالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ».

۴۲۳۱- بُنانہ حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری کی لونڈی بیان کرتی ہے کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی بھیجی گئی جس نے آواز دار گھونگرو پہنے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کہا: اسے میرے پاس مت لاؤ ورنہ اس کے گھونگرو کاٹ ڈالو۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

فائدہ: چھوٹے بچوں سے لاڈ پیار ایک فطری تقاضا ہے اور شرعی حق بھی مگر شرعی تقاضوں کو پیش نظر رکھنا فرض ہے۔ اور گھنٹی والے زیورات سے بچنا چاہیے حتی کہ جانوروں کی گردنوں یا پاؤں میں بھی گھنٹیاں نہیں ہونی چاہییں۔ یہ دونوں روایات اگرچہ سنداً ضعیف ہیں۔ تاہم گھونگرو وغیرہ کا استعمال دیگر صحیح روایات کی رُو سے ممنوع ہیں' اسی لیے بعض حضرات نے حدیث (۴۲۳۱) کی تحسین بھی کی ہے' کیونکہ نفس مسئلہ ثابت ہے۔

(المعجم ٧) - باب مَا جَاءَ فِي رَبْطِ الأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ (التحفة ٧)

باب:۷- دانتوں کو سونے سے بندھوانا جائز ہے

٤٢٣١_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٤٢ عن روح بن عبادة به * بنانة لا تعرف، وابن جريج عنعن.

٤٢٣٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ وَمُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الله الْخُزَاعِيُّ المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَشْهَبِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ طَرَفَةَ: أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بنَ أَسْعَدَ قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ.

۴۲۳۲-عبدالرحمٰن بن طَرَفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کُلاب میں میرے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی' تو نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوالی۔

فائدہ: [کلاب] کاف پر پیش کے ساتھ۔ کوفہ اور بصرہ کے مابین ایک جگہ کا نام ہے۔ دور جاہلیت میں یہاں دو معرکے ہوئے تھے۔ ایک بار بنو بکر اور بنو تغلب کے درمیان اور دوسری بار بنو تمیم اور اہل ہجر کے مابین رن پڑا تھا۔ عرفجہ اسی دوسری بار میں شریک ہوئے تھے۔ اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ سونے کے دانت وغیرہ بنوانا جائز ہے۔ خواہ مرد بنوائے یا عورت مگر زیور صرف عورتوں کے لیے جائز ہے۔

٤٢٣٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ وَأَبُو عَاصِمٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الأَشْهَبِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ طَرَفَةَ، عن عَرْفَجَةَ بنِ أَسْعَدَ بمَعْنَاهُ. قالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لأَبِي الأَشْهَبِ: أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحمٰنِ بنُ طَرَفَةَ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ؟ قالَ: نَعَمْ.

۴۲۳۳- یزید بن ہارون اور ابو عاصم دونوں نے کہا: ہمیں ابوالاشہب نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن طرفہ سے انہوں نے عرفجہ بن اسعد سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ یزید نے کہا کہ میں نے ابوالاشہب سے پوچھا: کیا عبدالرحمٰن بن طرفہ نے اپنے دادا عرفجہ کو پایا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

٤٢٣٤- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عنْ أَبِي الأَشْهَبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ طَرَفَةَ، عن عَرْفَجَةَ بنِ أَسْعَدَ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ عَرْفَجَةَ، بمَعْنَاهُ.

۴۲۳۴-عبدالرحمٰن بن طرفہ نے عرفجہ بن اسعد سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ عرفجہ (......کی ناک کٹ گئی تھی) مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٢٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، اللباس، باب ماجاء في شد الأسنان بالذهب، ح:١٧٧٠، والنسائي، ح:٥١٦٥ من حديث أبي الأشهب به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح:١٤٦٦.

٤٢٣٣ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢٥ من حديث أبي داود به.

٤٢٣٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٢/ ٤٢٦ من حديث أبي داود به.

(المعجم ٨) - **باب مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ** (التحفة ٨)

باب:۸-عورتوں کو سونا پہننا کیسا ہے؟

٤٢٣٥- **حَدَّثَنا** ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ: حدَّثني يَحْيَى بنُ عَبَّادٍ عن أبِيهِ عَبَّادِ بنِ عَبْدِ الله، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبيِّ ﷺ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أهْدَاهَا لَهُ، فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. قالَتْ: فأَخَذَهُ رَسُولُ الله ﷺ بِعُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ، أوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ، ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ بِنْتَ أبِي الْعَاصِ - بِنْتَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ- فقالَ: «تَحَلَّيْ بِهَذَا يَا بُنَيَّةُ».

۴۲۳۵-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس نجاشی کے ہاں سے کچھ زیورات آئے جو اس نے آپ کو ہدیہ کیے تھے۔ان میں سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس کا نگینہ حبشی انداز کا تھا۔وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے لکڑی سے تھاما اور آپ اس سے اعراض کرنے والے تھے۔یا آپ نے اسے اپنی انگلیوں سے پکڑا پھر (اپنی نواسی) زینب کی بیٹی امامہ دختر ابی العاص کو بلایا اور فرمایا:"بیٹا! یہ تم پہن لو۔"

فائدہ: اگر عورتوں کے لیے سونا پہننا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ کو ہرگز نہ پہناتے۔واللہ اعلم.

٤٢٣٦- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحمَّدٍ عن أَسِيدِ بنِ أبي أَسِيدٍ الْبَرَّادِ، عن نَافِعِ بنِ عَيَّاشٍ، عن أبِي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أحَبَّ أنْ يُحَلِّقَ حَبِيبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أحَبَّ أنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ

۴۲۳۶-سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جو شخص اپنے محبوب (بیٹے، بیٹی یا بیوی وغیرہ) کو آگ کا حلقہ پہنانا پسند کرتا ہو تو وہ اسے سونے کا حلقہ پہنا دے اور جسے پسند ہو کہ وہ اپنے محبوب کے گلے میں آگ کا طوق ڈالے تو وہ اسے سونے کی ہنسلی پہنا دے اور جسے پسند ہو کہ وہ اپنے محبوب کو آگ کا کنگن پہنائے تو وہ اسے سونے کا کنگن پہنا دے۔لیکن تم لوگ چاندی اختیار کرو اور اس سے دل بہلاؤ۔"

٤٢٣٥ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب النهي عن خاتم الذهب، ح: ٣٦٤٤ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به.

٤٢٣٦ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٨ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به * المراد بالحبيب الرجل من الأولاد والإخوة وغيرهم، وأما النساء فالذهب حلال لهن، وجاء في حديث: 'وحبيبته' (أحمد: ٤/ ٤١٤)، وسنده ضعيف، الراوي لم يحفظ السند وخبره شاذ.

فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ، وَلَكِنْ عَلَيْكُم بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوا بِهَا».

٤٢٣٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ عن امْرَأَتِهِ عن أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ».

۴۲۳۷- حضرت حذیفہ ؓ کی ہمشیرہ (فاطمہ یا خولہ) سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتو! کیا تمھیں زیور بنانے کے لیے چاندی کافی نہیں ہے۔ خبردار! جس عورت نے سونے کا زیور پہنا اور اسے ظاہر کیا تو اسے اسی سے عذاب دیا جائے گا۔''

٤٢٣٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانُ بنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا يَحْيَى أَنَّ مَحْمُودَ بنَ عَمْرٍو الأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ، جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۳۸- حضرت اسماء بنت یزید ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے گلے میں سونا پہنا قیامت کے روز اسے اسی کی مثل آگ پہنائی جائے گی۔ اور جس عورت نے اپنے کان میں سونے کی بالی پہنی تو قیامت کے دن اسے اسی کے مثل آگ کی بالی پہنائی جائے گی۔''

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں' لیکن دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ عورت کو اپنے گلے' کان یا ہاتھوں میں سونے کا زیور پہننا جائز ہے' اس لیے منع کی روایات ضعیف یا منسوخ ہیں۔

٤٢٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب الكراهية للنساء في إظهار الحلي والذهب، ح: ٥١٤٠، ٥١٤١ من حديث منصور به * امرأة ربعي مجهولة، وأخت حذيفة بن اليمان اسمها فاطمة.

٤٢٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، الزينة، باب الكراهية للنساء في إظهار الحلي والذهب، ح: ٥١٤٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به * محمود بن عمرو وثقه ابن حبان وحده فهو مجهول الحال.

٤٢٣٩- حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن مَيْمُونِ الْقَنَّادِ، عن أبي قِلَابَةَ، عن مُعَاوِيَةَ بنِ أبي سُفْيَانَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهى عَنْ رُكُوبِ النِّمَارِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا.

۴۲۳۹- حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتوں کے چمڑے کی گدی یا زین پوش پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور سونا پہننے سے بھی منع کیا ہے الا یہ کہ معمولی ہو۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاوِيَةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ ابوقلابہ کی حضرت معاویہ ؓ سے ملاقات نہیں ہے۔

فائدہ: سونے کے بارے میں تمام روایات کے مجموعے سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کا جواز تو ضرور ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس کے استعمال کی جو صورتیں ہیں' وہ سخت محل نظر ہیں' مثلاً زیورات بنانے اور استعمال کرنے کا شوق تو عام ہے لیکن اس کی زکوۃ ادا کرنے کی طرف توجہ بہت کم ہے' چند فی صد عورتیں ہی اس کا اہتمام کرتی ہیں' ظاہر بات ہے کہ اس طرح کا زیور جہنم ہی کا ایندھن ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ثانیاً اصحاب حیثیت لوگوں کی خواتین کو نئے نئے زیورات بنانے کا اتنا شوق ہوتا ہے کہ وہ خاندان کی ہر تقریب اور ہر شادی پر کپڑوں کی طرح زیورات کا بھی نیا سیٹ تیار کروانا ضروری سمجھتی ہیں' اسی طرح کئی کئی سو تولہ سونا زیورات کی شکل میں امراء کے گھروں میں پڑا ہے جس کی مجموعی مالیت اربوں سے متجاوز ہو کر شاید کھربوں تک پہنچتی ہو۔ یوں قوم کا اتنا بڑا سرمایہ کسی مصرف میں نہیں آتا۔ اگر کم از کم اتنے بڑے سرمائے کی زکوۃ ہی نکالی جاتی رہے تو غریب عوام کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور اس کے انجماد کے مضرات کچھ کم ہو سکتے ہیں۔ ثالثاً شادی کے موقعے پر حسب استطاعت زیورات کا بنانا ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور اس کے بغیر شادی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس تصور نے بھی کم تر حیثیت کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالا ہوا ہے۔ ان تمام مفاسد کا حل یہی ہے جو اس حدیث میں اور دیگر روایات میں بیان ہوا ہے کہ سونے کے استعمال کو کم سے کم کیا جائے' چند تولہ سونا (ساڑھے سات تولہ سے کم) زکوۃ سے بھی مستثنیٰ ہے۔ جس کے پاس ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ ہو وہ زکوۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرے' اسی طرح اسے شادی کے لیے ضروری نہ سمجھا جائے اور اس کے لیے بھی جہاد کیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ.

٤٢٣٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزينة، باب تحريم الذهب على الرجال، ح: ٥١٥٣ من حديث خالد به، وسنده ضعيف، وله شاهد صحيح عند النسائي، ح: ٥١٦٢.

فتنوں اور جنگوں کا بیان

فِتَنٌ : فِتُنَةٌ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: آزمائش' امتحان اور اختبار۔ مَلَاحم : مَلْحَمَةٌ کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں: جنگ و جدل اور خون ریزی۔ بعد میں کثرت استعمال کی وجہ سے فتن سے مراد ہر مکروہ چیز اور مصیبت لیا جانے لگا جیسے شرک' کفر' قتل و غارت گری' وغیرہ۔ جبکہ ان سے مراد وہ خصوصی حالات ہیں جو قیامت سے پہلے پیش آئیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے ان پیش آنے والے حالات کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے تاکہ آپ کی امت ان حالات میں اپنا بچاؤ کر سکے' نا صرف اپنا بچاؤ بلکہ دوسروں کی رہنمائی کا فریضہ بھی سر انجام دے سکے۔ یہ فتنے نہایت برق رفتاری سے پیش آئیں گے' ایسے ایسے حیران کن فتنے ہوں گے کہ ان سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہوگا۔ ایک شخص صبح کو مومن ہوگا تو رات کو ان فتنوں کی سحر انگیزی کا شکار ہو کر کافر ہو چکا ہوگا۔ رات کو مومن تھا تو صبح تک ایمان کی دولت سے محروم ہو جائے گا' اس لیے سردار دو جہاں ﷺ نے ان فتنوں کا ذکر کیا اور ان سے بچاؤ کی تدابیر بیان فرمائیں۔ قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں میں چند ایک

درج ذیل ہیں:

① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا باغیوں کے ہاتھوں مظلومانہ شہید ہونا۔

② مسلمانوں کی باہمی جنگیں جیسا کہ جنگ جمل اور صفین میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔

③ باطل فرقوں کا ظہور جس سے اسلامی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کو یقینی نقصان ہوا۔ جیسے خوارج' معتزلہ' روافض اور قادیانی وغیرہ۔

④ دجال کا فتنۂ عظیم جو بے شمار مخلوق کی گمراہی کا سبب بنے گا۔

⑤ یاجوج ماجوج کا ظہور جو کرۂ ارض پر بے حد تباہی کا باعث بنیں گے۔

⑥ دریائے فرات کا اپنے خزانے اگلنا۔

⑦ علمائے کرام کی وفات سے علم کا اٹھ جانا۔

⑧ عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت۔

⑨ جھوٹے نبیوں کا ظہور۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(المعجم ٣٤) - كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ (التحفة ٢٩)

فتنوں اور جنگوں کا بیان

فائدہ: یعنی وہ فتنے اور جنگیں جو آخری دور میں ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیش گوئی فرمائی ہے۔

(المعجم ١) - باب ذِكْرِ الْفِتَنِ وَدَلَائِلِهَا (التحفة ١)

باب: ١- فتنوں کا بیان اور ان کے دلائل

٤٢٤٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعْمَشِ، عن أبي وَائِلٍ، عن حُذَيْفَةَ قالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ الله ﷺ قَائِمًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ في مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَهُ، حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ من نَسِيَهُ، قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هٰؤُلَاءِ، وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَآهُ عَرَفَهُ.

۴۲۴۰- حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے۔ آپ نے اپنے اس مقام پر قیامت تک جو ہونے والا تھا سب بیان کیا اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ یاد رکھنے والے نے اسے یاد رکھا اور بھولنے والے نے اسے بھلا دیا۔ یقیناً میرے ان ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ کے صحابہ) کو وہ یاد ہوگا اور جب ان واقعات میں سے کوئی پیش آتا ہے تو مجھے وہ سب یاد آ جاتا ہے جیسے کسی کو کسی کے چلے جانے کے بعد اس کا چہرہ یاد رہتا ہے پھر مدت بعد جب اسے دیکھتا ہے تو اسے پہچان لیتا ہے۔

٤٢٤١- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله قالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عن بَدْرِ بنِ

۴۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس امت میں چار فتنے ہوں

٤٢٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب إخبار النبي ﷺ فيما يكون إلى قيام الساعة، ح: ٢٨٩١ عن عثمان بن أبي شيبة، والبخاري، القدر، باب: ﴿وكان أمر الله قدرًا مقدورًا﴾، ح: ٦٦٠٤ من حديث الأعمش به.

٤٢٤١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * رجل مجهول.

عُثْمَانَ، عن عَامِرٍ، عن رَجُلٍ، عن عَبْدِ الله عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «تَكُونُ في هٰذِهِ الأُمَّةِ أَرْبَعُ فِتَنٍ في آخِرِها الْفَنَاءُ».

گے اوران کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔“

٤٢٤٢- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمانَ بنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قالَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ سَالِمٍ قالَ: حدَّثني الْعَلَاءُ بنُ عُتْبَةَ عن عُمَيْرِ بنِ هَانِيءٍ الْعَنْسِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالله بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كُنَّا قُعُودًا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَذَكَرَ الْفِتَنَ فأَكْثَرَ في ذِكْرِهَا حَتَّى ذَكَرَ فِتْنَةَ الأَحْلَاسِ، فقالَ قائِلٌ: يَا رَسُولَ الله! وَمَا فِتْنَةُ الأَحْلَاسِ؟ قالَ: «هِيَ هَرَبٌ وَحَرْبٌ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي وَلَيْسَ مِنِّي، وَإِنَّمَا أَوْلِيَائِي الْمُتَّقُونَ، ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلَى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلَى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ: لَا تَدَعُ أَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ إِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فإِذَا قِيلَ انْقَضَتْ تَمَادَتْ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتَّى يَصِيرَ النَّاسُ إِلَى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ إِيمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا إِيمَانَ فِيهِ، فإِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ غَدِهِ».

۴۲۴۲-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فتنوں اور آزمائشوں کا ذکر فرمایا اور بہت تفصیل سے بیان کیا حتی کہ آپ نے اَحلاس کے فتنے کا بھی ذکر کیا۔ تو کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اَحلاس کا فتنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بھاگم بھاگ اور غارت گری! پھر وسعت وفراخی (مال وزر) کا فتنہ آئے گا جس کا ظہور میرے اہل بیت کے ایک فرد کے پاؤں تلے سے ہوگا۔ اس کا دعوٰی ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ بلاشبہ میرے ولی اور دوست صرف متقی لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی پر صلح کرلیں گے جیسے کہ سرین ہو پسلی پر! (یعنی نامعقول اور نااہل ہوگا جس طرح کہ سرین ایک پسلی پر نہیں ٹک سکتی۔) پھر ایک فتنہ اٹھے گا گھٹا ٹوپ اندھیرا' اس امت میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر اسے اس کا طمانچہ پڑ کر رہے گا۔ پس جب سمجھا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ اور بڑھ جائے گا۔ آدمی صبح کرے گا تو مومن ہوگا اور شام ہوگی تو کافر ہو جائے گا حتی کہ لوگ دو خیموں (فریقوں) میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا...... جس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا...... اور دوسرا نفاق کا جس میں کوئی ایمان نہ ہوگا...... اور جب

٤٢٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٣ عن أبي المغيرة عبدالقدوس به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٦٦، ٤٦٧، ووافقه الذهبي.

یہ احوال ہوں تو دجال کا انتظار کرنا۔ آج آیا کہ کل۔"

فوائد و مسائل: ① پہلے فتنے کو [اَحلاس] سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ [حِلس] کی جمع ہے۔ جس کے معنی ٹاٹ اور چٹائی کے ہیں جو گھر میں بچھی رہتی ہے اور جلدی اٹھائی نہیں جاتی۔ اس فتنے کو اس سے مشابہت دی گئی کہ اس کی مدت طویل ہوگی اور اس میں میل کچیل اور کالک بھی ہوگی۔ ② مال و دولت اور فراخ دستی...... میں اگر اللہ عزوجل کا شکر نہ ہو اور مال کا حق ادا نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ ③ جاہل' نااہل اور نامعقول لوگوں کو اپنا حاکم بنانا اور ان پر راضی رہنا بھی ایک فتنہ ہے جو کسی کے لیے کسی خیر کا باعث نہیں بن سکتے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک' دوست اور ولی وہی لوگ ہیں جو اصول قرآن و سنت کے مطابق متقی ہوں۔ ⑤ لوگوں کا دو خیموں اور فریقوں میں تقسیم ہونا...... جیسے کہ موجودہ دور میں دائیں بازو اور بائیں بازو کی اصطلاح رائج رہی ہے۔ جو شاید آگے چل کر مزید حقیقی معنوں میں استعمال ہو۔ واللہ اعلم

٤٢٤٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: أخبرنا ابنُ أبي مَرْيَمَ قالَ: أخبرنا ابنُ فَرُّوخَ قالَ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ قالَ: أخبرني ابنٌ لِقَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ عن أبِيهِ قالَ: قالَ حُذَيْفَةُ بنُ الْيَمَانِ: وَالله! مَا أدْرِي أنَسِيَ أصْحَابِي أمْ تَنَاسَوْا، وَالله! مَا تَرَكَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إلَى أنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا، يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا، إلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ.

۴۲۴۳- سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ نے بیان کیا' اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی حقیقتاً بھول گئے ہیں یا بھولے بنے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم! دنیا ختم ہونے تک آنے والے فتنوں کے قائدین جن کے ساتھ تین سو یا اس سے زیادہ لوگ ہوں گے' رسول اللہ ﷺ نے کسی کو نہیں چھوڑا ہے۔ آپ نے ان کے نام' ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں تک کے نام بتا دیے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے اہل بدعت نے یہ استدلال کرنے کی کوشش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے۔ ان کا یہ دعویٰ ان کی جہالت کی دلیل ہے۔ علم غیب سراسر اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو کچھ بھی غیب کی خبریں دیتے تھے وہ سب اللہ عزوجل کی طرف سے وحی ہوتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ○ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِن رَّسُولٍ﴾ (الجن: ۲۶'۲۷) "وہ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے......" ملا علی قاری ؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے

٤٢٤٣_ تخريج: [إسناده حسن] ※ عبدالله بن فروخ أبوعمر حسن الحديث، وثقه الجمهور، وإسحاق بن قبيصة صدوق.

ہیں: ''انبیاء کرام کچھ غیب نہیں جانتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے۔ اور علمائے احناف نے صراحت کی ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ بات اللہ عزوجل کے فرمان کے خلاف ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:٦٥) ''کہہ دیجیے کہ آسمانوں والوں اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا۔'' اور بعض نے صراحت کی ہے کہ باطل کو جھٹلانا دین کے ضروری امور میں سے ہے۔ چنانچہ علم غیب صرف اور صرف اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ اور بہت سی نصوص اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں مثلاً: ﴿وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ...... الخ﴾ (الانعام:٥٩) ''اور اللہ ہی کے پاس ہیں تمام مخفی اشیاء کے خزانے' ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے' اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہے اور جو کچھ دریاؤں میں ہے......'' ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (لقمان:٣٤) ''بلاشبہ اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم وہی بارش برساتا ہے' اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے' کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی جان کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کامل علم اور صحیح خبروں والا ہے۔'' الغرض اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ اسے علم غیب سے موصوف مانا جائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب نبی ﷺ کے سامنے وہ ابیات پڑھے گئے جن میں یہ مضمون تھا کہ ''ہم میں وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے......'' تو آپ نے فوراً ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور پہلے والی بات کہو۔ المختصر کسی صورت جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب کہا جائے۔ غیب کی جتنی بھی خبریں آپ ﷺ نے دی ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے دی ہیں۔ غیب پر مطلع ہونے کا وحی اور الہام کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں بحرالرائق میں ہے کہ اگر کوئی عقد نکاح میں یوں کہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی گواہی سے یہ نکاح ہوا' تو نکاح نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا آدمی کافر ہوگا کیونکہ اس نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھا۔

٤٢٤٤- [حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَقُتَيبَةُ بنُ سَعِيدٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أحَدِهِما في الآخَرِ - قالا: حدَّثَنَا أبو عَوَانَةَ] حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ: حَدَّثَنَا أبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن سُبَيْعِ بنِ خَالِدٍ قالَ:

۴۲۴۴-سُبیع بن خالد نے بیان کیا کہ جس زمانے میں (خوزستان میں) تُستَر کا علاقہ فتح ہوا میں کوفہ آیا۔ میں یہاں سے خچر حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں مسجد میں چلا گیا تو میں نے وہاں چند آدمی دیکھے جن کی قامت وجسامت متوسط قسم کی تھی' اور (ساتھ ہی) ایک اور آدمی بھی بیٹھا

٤٢٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٤ من حديث أبي عوانة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٣٢، ٤٣٣، ووافقه الذهبي، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٣٢ ❊ قتادة تابعه حميد بن هلال وهو ثقة.

أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فِي زَمَنٍ فُتِحَتْ تُسْتَرُ أَجْلِبُ مِنْها بِغَالًا، فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فإذَا صَدْعٌ مِنَ الرِّجَالِ، وَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ تَعْرِفُ، إِذَا رَأَيْتَهُ، أَنَّهُ مِنْ رِجَالِ أَهْلِ الْحِجَازِ. قال: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَتَجَهَّمَنِي الْقَوْمُ وَقالُوا: أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا؟ هٰذَا حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمانِ صَاحِبُ رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ حُذَيْفَةُ: إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَسْأَلُونَ رَسُولَ الله ﷺ عن الْخَيْرِ وكُنْتُ أَسْأَلُهُ عن الشَّرِّ فَأَحْدَقَهُ الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فقالَ: إِنِّي قَدْ أَرَى الَّذِي تُنْكِرُونَ، إِنِّي قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ هَذا الْخَيْرَ الَّذِي أَعْطانا اللهُ تَعالَى أَيَكُونُ بَعْدَهُ شَرٌّ كَما كانَ قَبْلَهُ؟ قالَ: «نَعَمْ»، قُلْتُ: فما الْعِصْمَةُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قالَ: السَّيْفُ، [قَال قُتَيبَةُ في حَديثه: فَقُلْتُ: وَهَل للسَّيفِ - يعني من بَقِيَّةٍ -؟ قال: «نَعم»، قال: قُلتُ: مَاذَا؟ قال: «هُدْنَةٌ علَى دَخَنٍ»، قال:] قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ثُمَّ مَاذَا يَكُونُ؟ قالَ: «إِنْ كَانَ لِلّٰهِ تَعالَى خَلِيفَةٌ فِي الأَرْضِ، فَضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَأَطِعْهُ وَإِلَّا فَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجِذْلِ شَجَرَةٍ». قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قال: «ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ، فَمَنْ وَقَعَ فِي نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحُطَّ وِزْرُهُ، وَمَنْ وَقَعَ فِي نَهْرِهِ وَجَبَ

ہوا تھا' جسے دیکھ کر آپ کہہ سکتے تھے کہ یہ حجازی آدمی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے ناپسندیدگی کے سے انداز سے دیکھا اور کہا: کیا تم انہیں نہیں جانتے ہو؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حذیفہ بن یمان ہیں...... ؓ...... پھر حذیفہ نے بیان کیا کہ دیگر صحابہ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے متعلق سوال کیا کرتا تھا (کہ کہیں اس میں ملوث نہ ہو جاؤں) تو ان لوگوں نے ان کو غور سے دیکھا۔ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: میں خوب سمجھتا ہوں جو تمہیں برا لگتا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا: اے اللہ کے رسول! یہ خیر جو اللہ نے ہمیں عنایت فرمائی ہے کیا اس کے بعد شر ہو گا جیسے کہ اس سے پہلے تھا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا: تو اس سے بچاؤ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تلوار۔'' قتیبہ نے اپنی روایت میں کہا: میں (حذیفہ) نے عرض کیا: کیا تلوار سے کوئی فائدہ ہو گا؟ فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے عرض کیا کہ کیا؟ فرمایا: ''صلح ہو گی جس میں (بباطن) خیانت ہو گی دھوکا ہو گا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کے بعد کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''اگر زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ ہو اور وہ تمہاری کمر پر مارے اور تمہارا مال چھین لے تب بھی اس کی اطاعت کرنا۔ ورنہ اس حال میں مر جانا کہ تم (جنگل میں) کسی درخت کی جڑ چبا کر گزارہ کرنے والے ہو۔'' میں نے عرض کیا: پھر کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''دجال آئے گا' اس کے پاس نہر ہو گی اور آگ۔ جو اس کی آگ میں پڑا اس کا اجر ثابت ہوا اور اس کے

وِزْرُهُ وَحُطَّ أَجْرُهُ». قال: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قال: «ثُمَّ هِيَ قِيَامُ السَّاعَةِ».

گناہ ختم ہوئے اور جو اس کی نہر میں پڑا اس کے گناہ ثابت ہوئے اور اجر ضائع ہو گئے۔" میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "پھر قیامت آ جائے گی۔"

فوائد ومسائل: ① اللہ عزوجل کی عجیب حکمت ہے کہ وہ اپنے بندوں کے دلوں میں مختلف میلانات پیدا فرما دیتا ہے جس میں ان کے لیے خیر اور برکت ہوتی ہے۔ عام صحابہ خیر کے متعلق سوال کرتے تھے تو حضرت حذیفہ ؓ شر کے متعلق دریافت کرتے تھے' اس سے ان کے علاوہ امت کو بھی بہت فائدہ ہوا۔ ② رسول اللہ ﷺ حالات کے مطابق ہر ایک کو اس کے مناسب حال جواب ارشاد فرماتے تھے۔ ③ جس شخص کو جس چیز کی رغبت ہوتی ہے وہ اس میں دوسروں سے فائق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے راز داں اور آئندہ کے بہت سے امور سے آگاہ تھے۔ ④ فتنے میں تحفظ کے لیے تلوار کا استعمال اسی صورت میں ہوگا جب خلیفۃ المسلمین یا مومن مخلص قائد جہاد کرے گا۔ اس صورت میں اہل ایمان پر لازم ہوگا کہ اس کا ساتھ دیں۔ ⑤ اگر زمین میں مسلمان خلیفہ نہ ہو تو اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کے لیے جنگل میں اکیلے پڑے رہنا اور فتنہ پردازوں سے الگ رہنا واجب ہوگا خواہ کسی قدر مشقت آئے۔ ⑥ دجال کی ظاہری آسائشیں درحقیقت ہلاکت ہوں گی اور ظاہری ہلاکت آفرینیاں اہل ایمان کے لیے باعث نجات ہوں گی۔

٤٢٤٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن قَتَادَةَ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ الْيَشْكُرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. قالَ: قُلْتُ: بَعْدَ السَّيْفِ؟ قالَ: «بَقِيَّةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ» ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ.

۴۲۴۵- خالد بن خالد یشکری نے یہ حدیث روایت کی۔ اس میں ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ...... تلوار کے بعد (کیا ہوگا؟) آپ نے فرمایا: "کچھ لوگ باقی بچیں گے جن کے دلوں میں فساد ہوگا۔ بظاہر صلح کریں گے مگر باطن میں دھوکا ہوگا......" پھر حدیث بیان کی۔

قالَ: وَكَانَ قَتَادَةُ يَضَعُهُ عَلَى الرِّدَّةِ الَّتِي فِي زَمَنِ أبي بَكْرٍ. «عَلَى أَقْذَاءٍ». يَقُولُ: قَذًى، «وَهُدْنَةٌ». يَقُولُ: صُلْحٌ، «عَلَى دَخَنٍ»: عَلَى ضَغَائِنَ.

کہا کہ جناب قتادہ ؒ اس حدیث کو ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں پیش آنے والے فتنۂ ارتداد پر محمول کیا کرتے تھے۔ [اقذاء' قذی] کی جمع ہے۔ اس تنکے کو کہتے ہیں جو آنکھ میں پڑ جاتا ہے۔ [هُدنة] کا معنی صلح...

٤٢٤٥_ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/٤٠٣ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له (جامع معمر) ح: ٢٠٧١١.

اور [دَخَن] کا معنی ہے سینے کا بغض جلن اور کڑھن۔

فائدہ: ان علامات کو کسی ایک فتنے سے مخصوص کرنا مشکل ہے۔ ہر فتنے میں موقع بموقع اس قسم کے حالات پیش آتے رہے ہیں...... اور آئندہ بھی آئیں گے۔ فتنۂ ارتداد' شہادت عثمان' سبائی فتنہ' فتنۂ خلق قرآن اور تاتاریوں کا حملہ وغیرہ...... سبھی اس میں آتے ہیں۔

٤٢٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعني ابنَ الْمُغِيرَةِ عن حُمَيْدٍ، عن نَصْرِ بنِ عَاصِمٍ اللَّيْثِيِّ قالَ: أَتَيْنَا الْيَشْكُرِيَّ في رَهْطٍ مِنْ بَنِي لَيْثٍ فقالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ فَقُلْنَا: بَنُو لَيْثٍ أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عن حَدِيثِ حُذَيْفَةَ، فَذَكَرَ الحَدِيثَ، [قَالَ: أَقْبَلْنَا مع أَبي موسى قَافِلِينَ وغَلَتِ الدَّوابُّ بالكُوفَةِ قال: فسألتُ أَبا مُوسَى أَنا وصَاحِبٌ لي فأَذِنَ لنا فقَدِمْنا الكُوفَةَ فقلتُ لِصَاحِبِي: أَنَا داخِلٌ الْمَسْجِدَ فإذا قامتِ السُّوقُ خَرَجْتُ إِلَيْكَ قال: فدَخَلْتُ المسجدَ فإِذَا فيهِ حَلْقَةٌ كأَنَّما قُطِعَتْ رؤُوسُهم يستَمِعُون حديثَ رَجُلٍ! قال: فَقُمتُ عليهم فجاءَ رجلٌ فقام إِلَى جَنْبِي قال: فقلتُ: من هذا؟ قال: أَبَصْرِيٌّ أنتَ؟ قال: قُلْتُ: نَعَمْ قالَ: قد عرفْتُ ولو كنتَ كوفِيًّا لَمْ [تَسْأَلْ] عَنْ هَذا قال: فَدَنَوْتُ مِنهُ فَسمِعْتُ حُذيفةَ يَقُولُ: كانَ النَّاسُ يَسْأَلُون رسولَ الله ﷺ

۴۲۴۶- نصر بن عاصم لیثی نے بیان کیا کہ ہم بنولیث کے چند لوگ خالد بن خالد یشکری کے ہاں گئے۔ انہوں نے پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ ہم نے بتایا کہ بنولیث سے ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے وہ حدیث بیان کی' کہا کہ ہم (بنولیث کے لوگ) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس لوٹے۔ جبکہ کوفہ میں جانور (خچر وغیرہ) مہنگے تھے۔ تو میں اور میرے ساتھی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی تو انہوں نے ہمیں اجازت دے دی۔ تو میں نے اپنے ساتھی (نصر بن عاصم) سے کہا کہ میں مسجد جاتا ہوں اور جب منڈی شروع ہو گی' میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک حلقہ لگا ہوا ہے' گویا ان کے سر کٹے ہوئے (ہمہ تن گوش)' ایک آدمی کی بات بڑے غور سے سن رہے ہیں۔ میں بھی ان میں جا کھڑا ہوا تو ایک آدمی میرے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ میں نے پوچھا' یہ کون ہے؟ اس نے کہا: کیا تم بصرہ کے ہو؟ میں نے کہا' ہاں۔ اس نے کہا: میں جان گیا ہوں' اگر تم کوفہ کے ہوتے تو اس شخص کے بارے میں نہ پوچھتے۔

٤٢٤٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٦، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٨٠٣٢ من حديث سليمان ابن المغيرة به * اليشكري وثقه العجلي المعتدل، وابن حبان وغيرهما فهو ثقة.

عَنِ الخَيْرِ وكنتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ وعَرفتُ أَنَّ الْخَيرَ لَن يَسْبِقَنِي: فقلتُ: يا رسولَ الله، [هَلْ] بَعْدَ هَذا الخيرِ شَرٌّ؟ فقَالَ: يا حُذيفةُ تَعَلَّمْ كتابَ الله وَاتَّبِعْ مَافِيهِ ثلاث مَرَّاتٍ قال: فقلتُ: يا رسولَ اللهِ بعدَ هذَا الخَيْرِ شرٌّ؟ فَقالَ: يا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتابَ اللهِ واتَّبِعْ ما فيه] فَذَكَرَ الحديثَ. قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: فِتْنَةٌ وَشَرٌّ؟ قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الشَّرِّ خَيْرٌ. قالَ: يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللهِ وَاتَّبِعْ مَا فِيهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذا الشَّرِّ خَيْرٌ؟ قالَ: «هُدْنَةٌ عَلَى دَخَنٍ وَجَمَاعَةٌ عَلَى أَقْذَاءٍ - فِيهَا أَوْ فِيهِمْ -». قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! الْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ مَا هِيَ؟ قالَ: «لا تَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ». قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! هَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قالَ: «فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ النَّارِ، فَإِنْ تَمُتْ يَا حُذَيْفَةُ! وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ».

چنانچہ میں اس گفتگو کرنے والے کے قریب ہو گیا (اور وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے) تو میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا' بیان کر رہے تھے کہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ میں خیر سے محروم نہیں رہوں گا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ (اور پڑھا کر) اور جو اس میں ہے اس کی پیروی کر۔'' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پھر دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھ (اور پڑھا کر) اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کر۔'' اور حدیث بیان کی...... اس میں ہے...... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''فتنہ ہوگا اور فساد ہوگا۔'' کہتے ہیں: میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''اے حذیفہ! اللہ کی کتاب سیکھو اور جو اس میں ہے اس کی اتباع کرتے رہو۔'' تین بار فرمایا۔ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا اس شر کے بعد خیر ہوگی؟ فرمایا: ''صلح ہوگی خیانت والی۔ اتفاق و اجتماع ہوگا مگر کدورت والا'' ...... میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! [اَلْهُدْنَةُ عَلَى الدَّخَنِ] سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''لوگوں کے دل پہلے کی سی کیفیت پر واپس نہیں آئیں گے۔'' کہتے ہیں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا؟

فرمایا: ''فتنہ ہوگا اندھا اور بہرا۔ اور اس کے قائد دوزخ کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے...... تو اے حذیفہ! اگر تم اس حال میں مر جاؤ کہ تم کسی درخت کی جڑ کو چبانے والے ہو تو یہ کیفیت تمہارے لیے اس سے بہتر ہوگی کہ ان میں سے کسی کی اتباع کرو۔''

٤٢٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ: حَدَّثَنا أَبُو التَّيَّاحِ عن صَخْرِ بنِ بَدْرٍ الْعِجْلِيِّ، عن سُبَيْعِ بنِ خَالِدٍ بِهَذا الْحَدِيثِ عن حُذَيْفَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «فإِنْ لَمْ تَجِدْ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةً، فَاهْرُبْ حَتَّى تَمُوتَ، فإِنْ تَمُتْ وَأَنْتَ عَاضٌّ»، وَقَالَ في آخِرِهِ: قالَ: قُلْتُ: فَما يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ؟ قال: «لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَتَجَ فَرَسًا لَمْ تُنْتَجْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ».

۴۲۴۷- سُبیع بن خالد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ان ایام میں کوئی خلیفہ نہ پاؤ تو بھاگ جانا حتیٰ کہ مر جاؤ۔ اور اگر تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم کسی درخت کی جڑ چبانے والے ہوئے (تو یہ بہتر ہوگا۔'') کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''اگر کسی نے چاہا کہ اس کی گھوڑی بچہ جنے' تو وہ بچہ نہیں جن پائے گی کہ قیامت آ جائے گی۔'' (یعنی بہت جلد ایسا ہوگا۔)

فائدہ: ایام فتنہ میں فتنہ پرداز لوگوں سے علیحدہ رہنا اور ان تحریکوں سے اپنے آپ کو جدا رکھنا اور قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی واحد ذریعۂ نجات ہے اور قرآن کریم کی تعلیمات اسوۂ رسول کو مستلزم ہیں۔

٤٢٤٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ النَّبِيَّ

۴۲۴۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے کسی امام کی بیعت کی ہو اور اپنے ہاتھ کا مال اور دل کا پھل (اپنا قول وقرار) اس کو دے دیا ہو تو پھر ہمت بھر اس کی اطاعت کرے۔

٤٢٤٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٣ من حديث عبدالوارث به * صخر بن بدر تابعه نصر بن عاصم، انظر الحديث السابق.

٤٢٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ من حديث الأعمش به مطولًا.

ﷺ قال: «مَنْ بَايَعَ إمَامًا فأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ ما اسْتَطَاعَ، فإنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فاضْرِبُوا رَقَبَةَ الآخَرِ». قُلْتُ: أنْتَ سَمِعْتَ هَذا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ؟ قالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، قُلْتُ: هَذا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أنْ نَفْعَلَ وَنَفْعَلَ، قالَ: أَطِعْهُ في طَاعَةِ الله وَاعْصِهِ في مَعْصِيَةِ الله.

اگر کوئی دوسرا (امیر بن کر) آئے اور اس سے جھگڑا کرے تو اس دوسرے کی گردن مار دو۔'' (عبدالرحمٰن کہتے ہیں) میں نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا: کیا بھلا یہ حدیث آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا: (کیوں نہیں) اسے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا ہے۔ میں نے کہا: یہ آپ کا چچا زاد معاویہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ یوں کریں اور یوں کریں؟ کہا: اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں اس کی نافرمانی کرو۔

فائدہ: امام المسلمین کی بیعت' تائید اور اطاعت واجب ہے اور شرعی امور میں اس کی مخالفت حرام ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں۔

٤٢٤٩- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارِسٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عن شَيْبَانَ، عن الأعْمَشِ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، أفْلَحَ مَنْ كَفَّ يَدَهُ».

۴۲۴۹- سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہلاکت ہے عربوں کے لیے' اس شر سے جو قریب آیا چاہتا ہے' کامیاب ہے وہ جس نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔''

٤٢٥٠- قالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن ابنِ وَهْبٍ قالَ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ

۴۲۵۰- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب مسلمانوں کو مدینہ میں محصور کر لیا جائے گا اور ان کی عمل داری زیادہ سے زیادہ (خیبر کے قریب) مقام سلاح تک ہوگی۔''

٤٢٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤١ من حديث الأعمش به، وعنعن، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد معنوية عند الحاكم: ٤/ ٤٣٩ وغيره، غير قوله: "أفلح من كف يده".

٤٢٥٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ٢/ ٤٠ من حديث ابن وهب به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ٤/ ٥١١، ووافقه الذهبي، وله شاهد موقوف عند الحاكم، وسنده ضعيف * جرير بن حازم لم يثبت بأنه كان يدلس، والله أعلم.

الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سُلَاحُ».

فائدہ: یہ شاید دجال کے زمانے میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

٤٢٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ عن عَنْبَسَةَ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قال: «وَسُلَاحٌ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ».

۴۲۵۱- زہری نے بیان کیا کہ "سلاح" خیبر کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔

٤٢٥٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُحمَّدُ بنُ عِيسَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنَ أَيُّوبَ، عن أبي قِلَابَةَ، عن أبي أسْمَاءَ، عن ثَوْبَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَىٰ زَوَى لِيَ الأَرْضَ» أَوْ قالَ: «إِنَّ رَبِّي زَوَى لِيَ الأَرْضَ، فَأُرِيتُ مَشَارِقَها وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا، وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي تعالَى لِأُمَّتِي أَنْ لا يُهْلِكَها بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَلا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَإِنَّ رَبِّي قالَ لِي: يا مُحمَّدُ! إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ، وَلا أُهْلِكُهُمْ بِسَنَةٍ بِعامَّةٍ وَلا أُسَلِّطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ، وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا - أَوْ

۴۲۵۲- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹا اور میں نے اس کی مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا اور بلاشبہ میری امت کی عمل داری وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اسے میرے لیے لپیٹا گیا ہے' اور مجھے سرخ وسفید (سونا چاندی) دو خزانے دیے گئے ہیں۔ اور میں نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ میری امت کو عام قحط سے ہلاک نہ فرمائے اور ان پر ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہ ہو جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے۔ تو میرے رب نے مجھے فرمایا: "اے محمد (ﷺ)! میں جب کوئی فیصلہ کرتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاتا۔ میں (تیری امت کے) ان لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے اپنے اندر کے علاوہ باہر سے کوئی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو انہیں ہلاک کر کے رکھ دے اگرچہ سب ملکوں والے ان پر چڑھ دوڑیں (تو انہیں ہلاک نہیں کر سکیں گے۔) البتہ یہ آپس میں

٤٢٥١ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٢٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، ح: ٢٨٨٩ من حديث حماد بن زيد به.

قالَ: بِأَقْطَارِهَا - حتى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَحتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يسْبِي بَعْضًا، وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الأَئِمَّةَ المُضِلِّينَ، وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ في أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ حتّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بالمُشْرِكِينَ، وَحتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لا نَبِيَّ بَعْدِي. وَلَا تَزَالُ طائفةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ» - قال ابنُ عِيسَى: «ظَاهِرِينَ» ثُمَّ اتَّفَقَا - «لا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ تَعَالَى».

ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور ایک دوسرے کو قید کریں گے۔" (آپ ﷺ نے فرمایا) "مجھے اپنی امت پر گمراہ اماموں کا خوف ہے۔ اور جب ان میں ایک بار تلوار پڑ گئی تو قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی۔ اور اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ مل جائیں اور کچھ قبیلے بتوں کی عبادت نہ کرنے لگیں۔ اور عن قریب میری امت میں کذاب اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے' ان کی تعداد تیس ہوگی' ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا...... ابن عیسیٰ نے کہا...... حق پر غالب رہے گا۔ ان کا کوئی مخالف ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا حتی کہ اللہ کا فیصلہ آ جائے گا۔"

فوائد و مسائل: ① اس مضمون کی احادیث میں بشارت ہے کہ امت مسلمہ کی عملداری مشرق و مغرب کی انتہاؤں تک پہنچے گی۔ اس کا کسی قدر اظہار ہو چکا ہے اور ان شاء اللہ مزید بھی ہوگا۔ ② سرخ و سفید سے مراد سونے چاندی کی دولت ہے۔ اور فی الواقع دنیا میں مجموعی طور پر دولت کے مصادر و منابع جس قدر مسلمانوں کے پاس ہیں کسی اور امت کے پاس نہیں ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ حالات میں مسلمان اپنی نادانی اور اللہ کے عقاب کی وجہ سے اس میں فتنے میں مبتلا ہیں اور دوسری قومیں ان کی دولت سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ③ اس امت میں کلی اور اجتماعی قحط نہیں پڑے گا' جزوی ہو سکتا ہے۔ ④ اس امت پر براہ راست کوئی دوسری قوم مسلط نہیں ہوگی وہ ہمیشہ مسلمانوں ہی میں سے کچھ لوگ ان کے خلاف استعمال کر کے ان کو مغلوب کریں گے۔ تاریخ میں یہ حقائق نمایاں اور موجودہ حالات اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ ⑤ ائمۂ مُضِلِّین (گمراہ امام) دینی ہوں یا سیاسی' یہی امت کے لیے سب سے بڑا فتنہ ہیں۔ اور عوام کالانعام بالعموم اپنے ائمہ و حکام ہی کے پیرو ہوا کرتے ہیں۔ ⑥ اور اس حقیقت سے انکار نہیں کہ جب سے امت میں تلوار پڑی ہے اٹھ نہیں سکی۔ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" ⑦ بالآخر امت سے علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت عام ہو جائے گی حتی کہ لوگ صریح شرک جلی بلکہ بت پرستی میں مبتلا ہوں گے۔ و نسأل الله السلامة. ⑧ مسیلمہ کذاب سے لے کر اب تک وقتاً فوقتاً جھوٹے نبی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور شاید اور بھی ہوں گے

جیسے کہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے وقت کا ایک طاغوت ہو گزرا ہے' ان کی مجموعی تعداد تو نہ معلوم کتنی ہو مگر ان میں سے تیس بہت نمایاں ہوں گے۔ ⑨ امت میں سے حق اور اہل حق کبھی ناپید نہیں ہوں گے۔ تھوڑے بہت ہر جگہ اپنے آپ کو ظاہر اور نمایاں رکھیں گے جو ایک تاریخی حقیقت ہے اور زبان نبوت سے آئندہ کی پیشین گوئی بھی...... والحمدللہ علی ذلك.

٤٢٥٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدَّثني أبِي - قالَ ابنُ عَوْفٍ: وَقَرأْتُ في أصْلِ إِسْمَاعِيلَ - قالَ: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ، عن أبي مَالِكٍ يَعني الأشْعَرِيَّ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله أجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: أنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا، وَأَنْ لا يَظْهَرَ أهْلُ الْبَاطِلِ عَلَى أهْلِ الْحَقِّ، وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ».

۴۲۵۳- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین باتوں سے امان دی ہے: تمہارا نبی تم پر بددعا نہیں کرے گا کہ تم سب ہلاک ہو جاؤ اور یہ کہ اہل باطل اہل حق پر غالب نہیں آ سکیں گے (یعنی کلی اور مجموعی طور پر) اور یہ کہ تم لوگ گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔''

٤٢٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن الْبَرَاءِ بنِ نَاجِيَةَ، عن عَبْدِ الله ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «تَدُورُ رَحَى الإسْلَامِ بِخَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، أوْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ، أوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ، فإنْ يَهْلِكُوا فَسَبِيلُ مَنْ هَلَكَ، وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِينُهُمْ يَقُمْ

۴۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی چکی پینتیس' چھتیس یا سینتیس تک چلے گی۔ پھر اگر ہلاک ہوئے تو ہلاک ہونے والوں کی یہی راہ ہو گی اور اگر ان کا دین قائم رہا تو ستر سال تک قائم رہے گا۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا: کیا یہ ستر سال مزید ہوں گے یا سابقہ مدت بھی اس میں شامل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''گزشتہ مدت کے ساتھ۔''

٤٢٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في الفقيه والمتفقه: ١/ ١٦٠ من حديث أبي داود به * شريح بن عبيد عن أبي مالك الأشعري مرسل، (جامع التحصيل، ص: ١٩٥).

٤٢٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٩٣ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٢١ و٣/ ١١٤، ووافقه الذهبي * سفيان الثوري صرح بالسماع، وتابعه شيبان بن عبدالرحمٰن.

لَهُمْ سَبْعِينَ عَامًا». قالَ: قُلْتُ: أَمِمَّا بَقِيَ أو مِمَّا مَضَى؟ قالَ: «مِمَّا مَضَى».

[قال أبو دَاوُدَ: مَن قال: خِراشٍ. فقد أَخطأ]

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں (ربعی بن حراش ''حا'' بغیر نقطے کے ہے) جس نے خراش ''خا'' نقطے کے ساتھ کہا اس نے غلطی کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① ''اسلام کی چکی'' چلنے سے مراد اسلام کے نظام کا منہج نبوت پر محکم رہنا ہے۔ ② پینتیس سال کی مدت بقول بعض شارحین آپ علیہ السلام کے فرمان سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک مکمل ہوتی ہے۔ اس کے ایک سال بعد واقعۂ جمل اور اس کے بعد سینتیسویں سال میں جنگ صفین ہوئی تھی۔ بعد ازاں خلافت بنو امیہ میں رہی اور تقریباً ستر سال بعد بنو عباس کو منتقل ہو گئی۔ (اس حدیث کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری' ج:١٣' کتاب الاحکام' حدیث:٧٢٢٢' ٧٢٢٣)

٤٢٥٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حدَّثني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قال: حدَّثني حُمَيْدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؛ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ». قِيلَ: يَا رَسُولَ الله! أَيَّةُ هُوَ؟ قالَ: «الْقَتْلُ الْقَتْلُ».

٤٢٥٥- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وقت قریب آ جائے گا (یا سکڑ جائے گا) علم کم ہو جائے گا' فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے' بخیلی ڈال دی جائے گی اور ''ہرج'' بڑھ جائے گا۔'' پوچھا گیا اے اللہ کے رسول! ''ہرج'' کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''قتل ہی قتل۔''

(المعجم ٢) - باب النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٢)

باب:٢- فتنے میں سرگرم ہونا حرام ہے

٤٢٥٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن عُثْمانَ الشَّحَّامِ قالَ:

٤٢٥٦- جناب مسلم بن ابوبکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب فتنہ

٤٢٥٥- تخريج: أخرجه مسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه و ظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ١١/١٥٧ بعد، ح: ٢٦٧٢ من حديث يونس بن يزيد به، وعلقه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦١.

٤٢٥٦- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب نزول الفتن كمواقع القطر، ح: ٢٨٨٧ من حديث وكيع به.

حدَّثني مُسْلِمُ بنُ أبي بَكْرَةَ عن أبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ يَكُونُ الْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرًا مِنَ الْجَالِسِ، وَالْجَالِسُ خَيْرًا مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرًا مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرًا مِنَ السَّاعِي». قالَ: يَا رَسُولَ الله! ما تَأْمُرُنِي؟ قالَ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ إبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ» قالَ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ قالَ: «فَلْيَعْمِدْ إلَى سَيْفِهِ فَلْيَضْرِبْ بِحَدِّهِ عَلَى حَرَّةٍ، ثُمَّ لِيَنْجُو ما اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ».

ہوگا اس میں لیٹا ہوا آدمی بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا' اور بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے کی نسبت بہتر ہوگا' اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے۔ اور جس کی بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس کی کھیتی ہو وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔'' کہا کہ جس کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنی تلوار لے اور اس کی دھار کو پتھر پر مارے (اسے کند کر دے) اور پھر جہاں تک ہو سکے (فتنے میں شریک ہونے سے) بچنے کی کوشش کرے۔''

فائدہ: سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ عام لوگ بے دین ہو کر اپنی من مرضی کے تابع ہوتے ہوئے وقتی فوائد حاصل کرنے کے درپے ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس پر مجبور کریں گے۔ تو ایسے حالات میں سوائے مذکورہ بالا علاج کے کہ انسان آبادیوں سے اور فسادیوں سے دور بھاگ جائے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

٤٢٥٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عن عَيَّاشٍ، عن بُكَيْرٍ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن حُسَيْنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَشْجَعِيِّ، أنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ ابنَ أبي وَقَّاصٍ عن النَّبيِّ ﷺ في هٰذَا الحديثِ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَرَأَيْتَ إنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي وَبَسَطَ يَدَهُ لِيَقْتُلَنِي؟ قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُنْ

۴۲۵۷- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس حدیث میں بیان کرتے ہیں' انہوں نے کہا' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! فرمایے کہ اگر کوئی فتنہ پرور میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم (علیہ السلام) کے (اس) بیٹے کی مانند ہو جانا...... یزید بن خالد نے یہ آیت پڑھی...... ﴿لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ......﴾ ''اگر تو نے میرے قتل کے لیے ہاتھ

٤٢٥٧ـ تخريج: [حسن] انظر، ح: ٤٢٥٩ * حسين الأشجعي لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد.

كَابْنِ آدَمَ وَتَلَا يَزِيدُ: ﴿لَئِنْ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي﴾ الآية [المائدة: ٢٨].

بڑھایا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا' بے شک میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔"

٤٢٥٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنَا شِهَابُ بنُ خِراشٍ عن الْقَاسِمِ بنِ غَزْوَانَ، عن إسْحَاقَ بنِ رَاشِدٍ الْجَزَرِيِّ، عن سَالِمٍ قال: حدَّثني عَمْرُو ابنُ وَابِصَةَ الأسَدِيُّ عن أبِيهِ وَابِصَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: فَذَكَرَ بَعْضَ حَدِيثِ أبي بَكْرَةَ قالَ: «قَتْلَاهَا كلُّهُمْ في النَّارِ». قالَ فيهِ: قُلْتُ: مَتَى ذَاكَ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ؟ قالَ: تِلْكَ أيَّامُ الْهَرْجِ حَيْثُ لا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ. قُلْتُ: فمَا تَأْمُرُنِي إنْ أدْرَكَنِي ذَلِكَ الزَّمَانُ؟ قال: تَكُفُّ لِسَانَكَ وَيَدَكَ وَتَكُونُ حِلْسًا مِنْ أَحْلَاسِ بَيْتِكَ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمانُ طَارَ قَلْبِي مَطَارَهُ فَرَكِبْتُ حتَّى أتَيْتُ دِمَشْقَ فَلَقِيتُ خُرَيْمَ بنَ فَاتِكٍ، فَحَدَّثْتُهُ، فَحَلَفَ باللهِ الَّذِي لا إلٰهَ إلَّا هُوَ لَسَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، كَمَا حَدَّثَنِيهِ ابنُ مَسْعُودٍ.

۴۲۵۸-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا...... تو ابوبکرہ والی حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔ فرمایا: "اس کے مقتولین سبھی آگ میں جائیں گے......" اس روایت میں ہے' وابصہ نے پوچھا: اے ابن مسعود! یہ کب ہوگا؟ انہوں نے فرمایا: "یہ ہرج (قتل اور فتنوں) کے دن ہوں گے' جب کوئی آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے بھی امن میں نہ ہوگا۔" میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر میری زندگی میں یہ دن آ گئے تو؟ انہوں نے کہا: اپنی زبان بند اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے گھر کی کوئی چٹائی بن جانا۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو میرے دل میں اچانک خیال آیا (کہ کہیں یہ وہی فتنہ نہ ہو) تو میں سوار ہوا حتی کہ دمشق پہنچا اور جناب خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان کو سب بتایا' تو انہوں نے اللہ کی قسم کھائی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سنا ہے جیسے کہ مجھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا۔

٤٢٥٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۴۲۵۹-حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

٤٢٥٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٤٤٩، ح: ٤٢٨٧ من حديث معمر عن إسحاق بن راشد عن سالم عن عمرو بن وابصة به * سالم غير منسوب، وشك المزي والعسقلاني في التقريب وغيرهما في تعيينه، وظن العسقلاني في تهذيب التهذيب بأنه سالم بن عجلان، ولم يذكر دليلاً، وسالم هذا مجهول الحال، ولبعض حديثه شواهد عند الحاكم: ٤/ ٤٢٧ وغيره.

٤٢٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٦١ من حديث ◀◀

الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ جُحَادَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ ثَرْوَانَ، عن هُزَيْلٍ، عن أبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ المُظْلِمِ يُصْبِحُ-الرَّجُلُ فيها مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْمَاشِي فيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُم وَقَطِّعُوا أوْتَارَكُم وَاضْرِبُوا سُيُوفَكُم بِالْحِجَارَةِ، فإنْ دُخِلَ يَعني، عَلَى أحَدٍ مِنْكُم فلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک قیامت سے پہلے فتنے ہوں گے اتنے سیاہ کالے جیسے اندھیری رات (یعنی حق اور باطل گڈمڈ ہو جائے گا) آدمی صبح کو مومن ہو گا اور شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ اس میں بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے کی نسبت بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ سو اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور تانتوں کو کاٹ پھینکنا اور اپنی تلواروں کو پتھروں پر مارنا (اور کند کر لینا) اگر کوئی تم پر چڑھ آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بہتر بیٹے کی مانند ہو جانا۔“

فائدہ: حضرت آدم علیہ السلام کا بہتر بیٹا وہی تھا جس نے قتل ہونا قبول کر لیا تھا (یعنی ہابیل) اور قاتل بننے سے گریز کیا۔

٤٢٦٠- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، عن عَوْنِ بنِ أبي جُحَيْفَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَعني ابنَ سَمُرَةَ، قال: كُنْتُ آخِذًا بِيَدِ ابنِ عُمَرَ في طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ المَدِينَةِ إذْ أتَى عَلَى رَأْسٍ مَنْصُوبٍ فقالَ: شَقِيَ قَاتِلُ هٰذَا، فَلَمَّا مَضَى قال: وَمَا أُرَى هٰذَا إلَّا [وَ] قَدْ شَقِيَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَشَى إلَى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي لِيَقْتُلَهُ فَلْيَقُلْ هَكَذا [يَعْني فَليمدَّ عُنقه]،

۴۲۶۰- عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے مدینے کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ اچانک ایک سر دیکھا جو کسی چیز پر لٹکایا گیا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: اس کا قاتل بڑا بدبخت ہے۔ جب آگے بڑھ گئے تو بولے...... میرا خیال ہے کہ یہ بڑا بدبخت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے' فرماتے تھے: ”جو آدمی میری امت کے کسی آدمی کو قتل کرنے کے لیے چلے تو اسے اسی طرح کرنا چاہیے یعنی اپنی گردن بڑھا دے۔ قاتل دوزخ میں ہے اور مقتول جنت میں۔“

◀◀ عبدالوارث به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٢٠٤.

٤٢٦٠- **تخريج:** **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/ ٩٦ من حديث أبي عوانة به: ٢/ ١٠٠ من حديث الثوري به * عبدالرحمٰن بن سمرة لم يوثقه غير ابن حبان.

فالْقَاتِلُ في النَّارِ، وَالْمَقْتُولُ في الْجَنَّةِ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن عَوْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُمَيْرٍ أَوْ سُمَيْرَةَ، وَرَوَاهُ لَيْثُ بنُ أبي سُلَيْمٍ عن عَوْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُمَيْرَةَ

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں اس روایت کو ثوری نے بواسطہ عون عبدالرحمٰن بن سُمیر یا سُمیرہ سے روایت کیا ہے اور لیث بن ابی سُلیم نے بواسطہ عون عبدالرحمٰن بن سُمیرہ سے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال لِي الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حدثنا أَبُو الْوَلِيدِ يَعني بِهَذا الْحَدِيثِ، عن أَبِي عَوَانَةَ، وقال: هُوَ في كِتَابِي: ابنُ سَبْرَةَ وَقالُوا: سَمُرَةَ، وَقالُوا: سُمَيْرَةَ. هٰذَا كَلَامُ أبي الْوَلِيدِ.

امام ابوداود کہتے ہیں مجھے حسن بن علی نے بیان کیا کہ ابوولید نے یہ حدیث ابوعوانہ سے روایت کی اور کہا کہ میری کتاب میں (راوی کا نام) ابن سبرہ درج ہے جبکہ دوسرے راوی سَمرہ اور کئی سُمیرہ کہتے ہیں اور یہ کلام ابوولید کا ہے۔

٤٢٦١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عن أبي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عن الْمُشَعَّثِ بنِ طَرِيفٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أبي ذَرٍّ قالَ: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ»!، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله وَسعْدَيْكَ! فَذَكَرَ الحديثَ، قالَ فِيهِ: «كَيْفَ أَنْتَ إذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ» - يَعني القَبْرَ - قال: قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أعْلَمُ، أوْ قالَ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قالَ: «عَلَيْكَ بالصَّبْرِ» - أو قالَ: «تَصَبَّرْ» - ثُمَّ قالَ لِي: «يَا أَبَا

۴۲۶۱-سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے جواب میں کہا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں۔ اور حدیث بیان کی۔ اس میں ہے: ''تیرا کیا حال ہوگا جب لوگ مریں گے اور گھر ایک غلام کی قیمت میں ملے گا؟'' مراد ہے قبر۔ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یا کہا: جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر کرنا۔'' پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے کہا: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا جب یہ مقام ''احجار زیت'' خون میں ڈوب جائے گا؟'' میں نے کہا: جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے

٤٢٦١_ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح:٣٩٥٨ من حديث حماد بن زيد به ۞ المشعث حسن الحديث، وثقه ابن حبان، وقال صالح جزرة: "ومشعث جليل، لا يعرف في قضاة خراسان أجل منه".

ذَرٌّ!». قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! قالَ: «كَيْفَ أنْتَ إذَا رَأَيْتَ أحْجَارَ الزَّيْتِ قَدْ غَرِقَتْ بالدَّمِ؟» قلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قال: «عَلَيْكَ بِمَنْ أنتَ مِنْهُ». قالَ: قلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أفَلَا آخُذُ سَيْفِي فأَضَعُهُ عَلَى عَاتِقِي؟ قال: «شَارَكْتَ الْقَوْمَ إذًا»، قالَ: قُلْتُ: فَما تَأْمُرُنِي؟ قال: «تَلْزَمُ بَيْتَكَ». قال: قُلت: فإن دُخِلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قالَ: «فإنْ خَشِيتَ أنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فأَلْقِ ثَوْبَكَ علَى وَجْهِكَ يَبُوءُ بإثْمِكَ وَإِثْمِهِ».

پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہیں چلے جانا جہاں کے تم ہو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی تلوار لے کر اپنے کندھے پر نہ رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''تب تو تو انہی لوگوں میں شریک ہو جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''اپنے گھر میں پڑے رہنا۔'' میں نے کہا: اگر کوئی میرے گھر میں گھس آئے تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تجھے اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک سے تم سہم جاؤ گے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لینا' وہ تمہارے اور اپنے گناہ سمیٹ لے گا۔''

قالَ أَبو دَاوُد: لَمْ يَذْكُرِ الْمُشَعَّثَ في هٰذَا الحديثِ غَيْرُ حَمَّادِ بنِ زَيْدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حماد بن زید کے علاوہ اور کسی نے مشعَّث بن طریف کا ذکر نہیں کیا۔

٤٢٦٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارسٍ قال: حَدَّثَنا عَفَّانُ بنُ مُسْلِمٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأحْوَلُ عن أبي كَبْشَةَ قال: سَمِعْتُ أبَا مُوسَى يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ بَيْنَ أيْدِيكُمْ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فيها خَيْرٌ مِنَ

۴۲۶۲- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے آگے گھٹا ٹوپ اندھیری رات کی مانند فتنے ہیں۔ آدمی ان میں صبح کو مومن' شام کو کافر اور شام کو مومن اور صبح کو کافر ہو گا' بیٹھا ہوا ان میں کھڑے ہونے والے کی نسبت بہتر ہو گا اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا۔'' صحابہ نے کہا: تو آپ ہمیں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جانا۔'' (یعنی ان میں کسی طرح سے کوئی حصہ نہ لینا۔)

٤٢٦٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/٤٠٨، ح: ١٩٨٩٦ عن عفان به، وصححه الحاكم: ٤/٤٤٠، وله شاهد تقدم، ح: ٤٢٥٩.

الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي». قالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: «كُونُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُم».

٤٢٦٣- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ قالَ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ قال: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قال: حدَّثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ؛ أنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ عن أبِيهِ، عن المِقْدَادِ بنِ الأَسْوَدِ قالَ: ايْمُ اللهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، إنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ، فَوَاهًا».

۴۲۶۳-حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''بلاشبہ انتہائی خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچارہا۔ بڑا خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچا رہا' بڑا خوش بخت ہے وہ انسان جو فتنوں سے بچارہا۔ اور جو ان میں مبتلا کیا گیا پھر اس نے صبر کیا' تو اس کا کیا کہنا۔''

فائدہ: ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان آپس میں اختلاف اور جھگڑا ہو اور کسی ایک فریق کا حق پر ہونا واضح نہ ہو' تو پھر ان میں حصہ لینے سے بچنا بہتر ہوگا' حتی کہ قتل ہو جانا گوارا کر لینا' کسی کو قتل کرنے سے بہتر ہوگا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي كَفِّ اللِّسَانِ (التحفة ٣)

باب:۳-(فتنوں میں) زبان کو ضبط میں رکھنے کا بیان

٤٢٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْمَلِكِ بنُ شُعَيْبِ ابنِ اللَّيْثِ: حدَّثني ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني اللَّيْثُ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قال: قال خالِدُ ابنُ أبي عِمْرَانَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ

۴۲۶۴-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب فتنہ ہوگا بہرا' گونگا اور اندھا۔ جس نے اس میں جھانکا' فتنہ اس کی طرف مائل ہوگا۔ اور اس میں زبان چلانا ایسے ہوگا جیسے کہ

٤٢٦٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٢٥٣ من حديث معاوية بن صالح به.

٤٢٦٤_ تخريج: [إسناده ضعيف] ☆ عبدالرحمن البيلماني ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ٣٩٦٨ وغيره، انظر النهاية في الفتن والملاحم، ح: ١٤٩ (بتحقيقي).

الْبَيْلَمَانِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ هُرْمُزَ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «سَتَكُونُ فِتْنَةٌ صَمَّاءُ بَكْمَاءُ عَمْيَاءُ، مَنْ أشْرَفَ لَها اسْتَشْرَفَتْ لَهُ، وَإشْرَافُ اللِّسَانِ فيهَا كَوُقُوعِ السَّيْفِ».

تلوار چلانا۔"

٤٢٦٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ قال: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن طَاوُسٍ، عن رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: زِيَادٌ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ، قَتْلَاهَا في النَّارِ، اللِّسَانُ فيهَا أشَدُّ مِنْ وُقُوعِ السَّيْفِ».

۴۲۶۵-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب فتنہ برپا ہوگا جو سب عربوں کو ہلاک کر ڈالے گا' اس کے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ اس میں زبان سے بولنا تلوار چلانے سے بھی سخت ہوگا۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن لَيْثٍ، عن طَاوُسٍ، عن الأعْجَمِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت کو ثوری نے بواسطہ لیث' طاؤس سے اور اس نے اعجم سے روایت کیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم "ان حالات میں زبان سے بولنا....." اسی صورت میں فتنہ انگیزی ہوگی جب کوئی کسی کی ناحق حمایت یا مخالفت کرے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو کسی دور میں بھی منع نہیں ہے۔

٤٢٦٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ قال: زِيَادٌ سِيمِين كَوْش.

۴۲۶۶-محمد بن عیسیٰ بن طباع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عبدالقدوس نے زیاد کے تعارف میں اسے "زیاد سیمین گوش" کہا یعنی چاندی کے کانوں والا۔ (کانوں کی سفیدی کی وجہ سے یہ نام رکھا۔)

(المعجم ٤) - باب الرُّخْصَةِ فِي التَّبَدِّي فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٤)

باب:۴-فتنوں کے ایام میں جنگل میں نکل جانے کی رخصت

٤٢٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في كف اللسان في الفتنة، ح: ٢١٧٨، وابن ماجه، ح: ٣٩٦٧ من حديث ليث بن أبي سليم به، وهو ضعيف تقدم، ح: ١٠٠٦ * وزياد مجهول الحال.

٤٢٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٢٦٧- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الله ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عن أَبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ المَطَرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

۴۲۶۷-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایسے ہو گا کہ مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی جن کا پیچھا کرتے ہوئے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں پھرتا رہے گا' اپنے دین کی حفاظت میں فتنوں سے بھاگنا چاہتا ہوگا۔''

فائدہ: جس بندے کو اپنے رب اور اس کے دین وشریعت کی حقیقی معرفت نصیب ہو جائے اس کے لیے سب سے بڑا سرمایہ اس کا دین بن جاتا ہے اور ہر دم اسے اس کی حفاظت ہی کا دھڑ کا لگا رہتا ہے۔ اسی بنا پر خالص مسلمان فتنوں کے ایام میں آبادیوں سے بھاگ کر جنگلوں اور وادیوں میں پناہ لے گا۔ اور دین کی حفاظت بڑی عزیمت کا کام ہے' جسے اللہ توفیق دے۔

(المعجم ٥) - باب النَّهْيِ عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ٥)

باب:۵- فتنے میں قتال ممنوع ہے

٤٢٦٨- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ وَيُونُسَ، عن الْحَسَنِ، عن الأَحْنَفِ بنِ قَيْسٍ قال: خَرَجْتُ وَأَنَا أُرِيدُ - يَعْني في الْقِتَالِ - فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ فقال: ارْجِعْ فإنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ في النَّارِ». قالَ: يَا رَسُولَ الله! هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قال: «إنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

۴۲۶۸-احنف بن قیس کہتے ہیں: میں نکلنا چاہتا تھا کہ (معرکہ جمل میں) قتال میں حصہ لوں کہ مجھے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ مل گئے' تو انہوں نے کہا: واپس لوٹ جاؤ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنمی بن جاتے ہیں۔'' کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو قاتل ہوا مگر مقتول کا کیا قصور ہوا؟ آپ نے فرمایا: ''اس نے بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔''

٤٢٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٠.

٤٢٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨ عن أبي كامل، والبخاري، الإيمان، باب: ﴿وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما﴾، ح: ٣١ من حديث حماد بن زيد به.

فوائد ومسائل: ① جب معاملہ کوئی واضح اور صریح نہ ہو اور دونوں جانب حق کا ایک پہلو موجود ہو تو ایسی صورت میں الگ تھلگ رہنا مفید تر ہوتا ہے۔ ② اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ جب دو شخص برسر پیکار ہوں معاملے اور نیتوں میں واضح فرق نہ ہو تو مقتول بھی قاتل کی طرح کہا گیا ہے' یہ الگ بات ہے کہ ایک کا داؤ چل گیا اور دوسرا گھائل ہو گیا۔

٤٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن أيُّوبَ، عن الْحَسَنِ، بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ مُخْتَصَرًا.

۴۲۶۹-ایوب نے حسن سے اپنی سند سے بالاختصار مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

[قالَ أَبُو دَاوُدَ: لِمُحَمَّدٍ يَعني ابنَ المُتَوَكِّلِ، أَخٌ ضَعِيفٌ يُقَالُ لَهُ: حُسَيْنٌ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن متوکل کا ایک اور بھائی تھا حُسَین' لیکن وہ ضعیف ہے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي تَعْظِيمِ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ (التحفة ٦)

باب:٦-کسی مومن کو قتل کر دینا بہت بڑا گناہ ہے

٤٢٧٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ شُعَيْبٍ عن خَالِدِ بنِ دِهْقَانَ قالَ: كُنَّا في غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ بِذُلُقْيَةَ، فأقْبَلَ رَجلٌ مِنْ أهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، يَعْرِفُونَ ذَلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِئُ بنُ كُلْثُوم بنِ شَرِيكٍ الْكِنَانِيُّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بنِ أبي زَكَرِيَّا - وكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ - قالَ لَنَا خَالِدٌ: فحدَّثنا عَبْدُ اللهِ بنُ أبِي زَكَرِيَّا

۴۲۷۰-خالد بن دہقان نے بیان کیا کہ ہم لوگ غزوۂ قسطنطیہ میں ذُلُقیہ مقام پر تھے کہ اہل فلسطین کا ایک بڑا رئیس آیا جسے وہ لوگ پہچانتے تھے اور اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابی زکریا کو سلام کہا اور وہ ان کا مقام و مرتبہ پہچانتا تھا۔ خالد نے بیان کیا: پھر ہمیں عبداللہ بن ابو زکریا نے حدیث بیان کی' کہا: میں نے ام درداء سے سنا وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہر گناہ امید

٤٢٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وعلقه البخاري، ح: ٧٠٨٣ من حديث معمر به.

٤٢٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٢ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان، ح: ٥١؛ والحاكم: ٤/ ٣٥١، ووافقه الذهبي.

قالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا» . فقال هَانِئُ بنُ كُلْثُومٍ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ؛ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قال: «مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلا عَدْلًا»، قال لَنَا خَالِدٌ: ثُمَّ حدثنا ابنُ أبي زَكَرِيَّا عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أبي الدَّرْدَاءِ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قال: «لا يَزَالُ المُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فإذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ». وَحَدَّثَ هَانِئُ ابنُ كُلْثُومٍ عن مَحْمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً.

ہے کہ اللہ اسے معاف فرما دے گا' مگر وہ جو شرک کی حالت میں مر گیا یا جس نے جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کیا ہو۔'' تو ہانی بن کلثوم نے کہا: میں نے محمود بن ربیع سے سنا' وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور بلاوجہ ظلم سے قتل کیا تو اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا نفل نہ فرض۔'' خالد نے ہمیں کہا: پھر ابن ابو زکریا نے مجھے بواسطہ ام درداء ...... ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ہمیشہ بڑا ہلکا پھلکا اور اچھے اعمال کی توفیق میں رہتا ہے جب تک کہ کسی حرام خون کا مرتکب نہ ہو' جب وہ اس کا مرتکب ہو جاتا ہے تو اس توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔'' اور ہانی بن کلثوم نے بواسطہ محمود بن ربیع حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ سے بالکل اسی کے مثل روایت کیا۔

٤٢٧١- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَمْرٍو عن مُحمَّدِ بنِ مُبَارَكٍ قالَ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ خَالِدٍ أَوْ غَيْرُهُ قالَ: قَالَ خَالِدُ ابنُ دِهْقَانَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بنَ يَحْيَى الْغَسَّانِيَّ عنْ قَوْلِهِ: اعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ، قالَ: الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ في الْفِتْنَةِ فَيَقْتُلُ أَحَدُهُمْ فَيَرَى أَنَّهُ عَلَى هُدًى، فلا يَسْتَغْفِرُ اللهَ

۴۲۷۱- خالد بن دہقان نے کہا: میں نے یحییٰ بن یحییٰ غسانی سے [اِعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ] کا مفہوم پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو لوگ فتنے میں قتال کرتے ہیں اور ایک ان میں سے کسی کو قتل کر دیتا ہے اور پھر سمجھتا ہے کہ وہ حق اور ہدایت پر تھا اور اس عمل پر اللہ سے استغفار نہیں کرتا ہے۔

٤٢٧١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

تَعَالَى - يَعني مِنْ ذَلِكَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقال: فَاعْتَبَطَ يَصُبُّ دَمَهُ صَبًّا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں ...... اور مزید کہا کہ [فَاعْتَبَطَ] کا مفہوم ہے کہ خون بہاتا ہے خوب بہانا۔

٤٢٧٢- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إسْحَاقَ عن أبي الزِّنَادِ، عن مُجَالِدِ بنِ عَوْفٍ؛ أنَّ خَارِجَةَ بنَ زَيْدٍ قالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ في هٰذَا المَكَانِ يَقُولُ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا﴾ [النساء:٩٣] بَعْدَ الَّتي في الْفُرْقَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ﴾ [الفرقان:٦٨] بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ.

۴۲۷۲-خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس جگہ سنا تھا' وہ کہتے تھے کہ سورۂ نساء کی یہ آیت کریمہ: ﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾ سورۂ فرقان کی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے۔

٤٢٧٣- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، أوْ حدَّثني الْحَكَمُ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قال: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فقالَ: لَمَّا نَزَلَتِ الَّتي في الْفُرْقَانِ: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ﴾ قالَ

۴۲۷۳-سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا تو انہوں نے کہا' جب سورۂ فرقان کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکین نے کہا: (اب ہمارے ایمان لانے کا کیا فائدہ) ہم نے ناحق جانیں قتل کی ہیں' اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارا ہے اور

٤٢٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ح:٤٠١٣ من حديث مسلم بن إبراهيم به * حماد هو ابن سلمة، وعبدالرحمٰن هو القرشي المدني.

٤٢٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب ما لقي النبي ﷺ وأصحابه من المشركين بمكة، ح:٣٨٥٥ من حديث جرير، ومسلم، التفسير، باب قبل، باب:١، ح:٣٠٢٣ من حديث منصور به.

مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ: قَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِلَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَٰلِحًا فَأُوْلَٰٓئِكَ يُبَدِّلُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِهِمْ حَسَنَٰتٍ﴾ فَهٰذِهِ لأُولٰئِكَ. قَالَ: فَأَمَّا الَّتِي فِي النِّسَاءِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ الآيَةَ، قَالَ: الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ ثُمَّ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، فَلَا تَوْبَةَ لَهُ، فَذَكَرْتُ هٰذَا لِمُجَاهِدٍ فقال: إِلَّا مَنْ نَدِمَ.

بدکاریوں کا ارتکاب بھی کیا ہے..... تب اللہ نے یہ ارشاد نازل کیا: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾ یہ آیتیں انہی مشرکین کے حق میں ہیں۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) کہا: لیکن سورۂ نساء کی آیت: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ......﴾ ”ایسے (مسلمان) شخص کے لیے ہے جو اسلامی احکام جانتا ہے پھر کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں.....“ سعید نے کہا میں نے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی) اس بات کا مجاہد سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: مگر جو شخص نادم ہو جائے۔ (تو اس کی توبہ قبول ہو گی۔ ان شاء اللہ)

فائدہ: مذکورہ بالا پہلی حدیث میں وارد آیت نساء کے معنی ہیں: ”اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا.....“ اور سورۂ فرقان کی آیت: ٦٨ کا ترجمہ ہے: ”اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ نے حرام کر دیا ہو مگر حق کے ساتھ“ اور آیت ٧٠ کے معنی ہیں: ”مگر جو توبہ کر لے، ایمان لائے اور عمل صالح اختیار کرے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔“

٤٢٧٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبراهِيمَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: حدَّثَني يَعْلَى عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ فِي ﴿ٱلَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ﴾ أَهْلُ الشِّرْكِ قالَ: وَنَزَلَ:

۴۲۷۴-سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ الفرقان کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ...﴾ کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ مشرکین کے بارے میں ہے نیز یہ بھی نازل ہوا: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾

٤٢٧٤- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، ح: ١٢٢ من حديث حجاج بن محمد، والبخاري، التفسير، سورة الزمر، باب قوله: ﴿ياعبادي الذين أسرفوا على أنفسهم...﴾ الخ، ح: ٤٨١٠ من حديث ابن جريج به.

﴿يَـٰعِبَادِيَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ﴾ [الزمر : ٥٣].

''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔''

٤٢٧٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن المُغِيرَةِ بنِ النُّعْمانِ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ قال: مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۲۷۵- سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ نساء کی آیت: ﴿وَ مَن يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ (النساء:۹۳) ''اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے۔'' کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

٤٢٧٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عن سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي مِجْلَزٍ في قَوْلِهِ: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ﴾ قالَ: هِيَ جَزَاؤُهُ، فإنْ شَاءَ اللهُ أنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ، فَعَلَ.

۴۲۷۶- جناب ابو مجلز سے مروی ہے کہ ﴿وَ مَن يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ (النساء:۹۳) ''قاتل عمد کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ جہنم میں رہے۔'' اور اگر اللہ اسے معاف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

فائدہ: قاتل عمد کے بارے میں واردشدہ آیات و احادیث کی روشنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور کئی علماء کہتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ تاہم سورۃ الفرقان اور دیگر آیات توبہ عام ہیں' اس لیے یہ آدمی بھی اگر اخلاص سے توبہ کرے تو قبولیت کی امید ہے اور پہلی بات' تب ہے جب وہ بغیر توبہ کے مر جائے اور اللہ عزوجل نے معاف نہ فرمایا تو۔ اور ''خلود'' سے مراد یہاں ''لمبی مدت'' ہے' ہمیشہ ہمیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ سزا صرف مشرکین اور کافروں کے لیے مخصوص ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَن يَّشَاءُ﴾ (النساء:۴۸) ''اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے' اور اس کے علاوہ معاف کر دے گا' جس کے لیے چاہے گا۔'' اور صحیح حدیث ہے کہ ایک اسرائیلی نے سو آدمی قتل کر دیے۔ تو ایک عالم نے کہا: کون ہے جو تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان حائل ہو سکے...... الخ (صحیح البخاری'

٤٢٧٥ـ تخريج: [صحيح] من حديث المغيرة بن النعمان به، انظر الحديث السابق، وصحيح البخاري، ح:٤٧٦٣.

٤٢٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦ من حديث أبي داود به * سليمان التيمي مدلس وعنعن.

احادیث الأنبیاء' حدیث:٣٤٧٠' وصحیح مسلم' التوبة' باب قبول توبة القاتل' وان کثر قتله' حدیث: ٢٧٦٦) الغرض اسے معاف کر دیا گیا۔ جمہور سلف قبولیت توبہ کے قائل ہیں۔

(المعجم ٧) - باب مَا يُرْجَى فِي الْقَتْلِ (التحفة ٧)

باب:٧-(فتنے میں) قتل ہو جانے پر مغفرت کی امید ہے

٤٢٧٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو الأَحْوَصِ سَلَّامُ بنُ سُلَيْمٍ عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ قالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ فِتْنَةً فَعَظَّمَ أمْرَهَا، فَقُلْنَا - أوْ قالُوا -: يَا رَسُولَ الله! لَئِنْ أدْرَكَتْنَا هٰذِهِ لَتُهْلِكَنَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَلَّا! إنَّ بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ». قالَ سَعِيدٌ: فَرَأَيْتُ إخْوَانِي قُتِلُوا.

۴۲۷۷- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فتنے کے ہونے کا ذکر فرمایا اور اس کی ہیبت نا کی بیان کی۔ ہم نے عرض کیا یا لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ ہمیں پہنچ گیا تو ہلاک کر ڈالے گا۔ آپ نے فرمایا: ”ہرگز نہیں۔ اس میں تمہیں قتل ہو جانا ہی کافی ہو گا۔“ سعید کہتے ہیں: پھر میں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا کہ قتل ہو گئے۔

٤٢٧٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن أبِي مُوسَى قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أُمَّتِي هٰذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا: الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْقَتْلُ».

۴۲۷۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس امت پر اللہ کی رحمت ہے' آخرت میں اس پر عذاب نہیں' اس کا عذاب دنیا میں فتنوں' زلزلوں اور قتل کی صورت میں ہے۔“

فائدہ: آخرت میں اس امت کے اہل ایمان کے لیے ابدی عذاب نہیں ہے۔ ان کے لیے دنیا میں پیش آنے والی انفرادی اور اجتماعی آزمائشیں آخرت کے عذاب سے کفارہ بن جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

٤٢٧٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٤٠٧ من حديث أبي داود به.

٤٢٧٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٠ من حديث كثير بن هشام به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٤٤، ووافقه الذهبي، حدث به المسعودي قبل اختلاطه، رواه معاذ بن معاذ عنه.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٥) - كِتَابُ الْمَهْدِيِّ (التحفة ٣٠)

مہدی کا بیان

فائدہ: [مَهْدِیّ] هَدٰی يَهْدِی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حق کی رہنمائی فرمائی ہو۔ اور اسی معنی میں ہے وہ مبارک شخصیت جس کی آمد کی رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے۔ چاروں خلفائے راشدین کو خلفائے مہدیین کا لقب بھی دیا گیا ہے اور معنوی لحاظ سے ہر وہ شخص مہدی ہے جو ان کی سیرت کا پیروکار ہو۔ (النهاية)

٤٢٧٩- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عن إِسْمَاعِيلَ يَعني ابنَ أَبِي خَالِدٍ، عن أَبِيهِ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ عَلَيْكُم اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً، كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الأُمَّةُ»، فَسَمِعْتُ كَلَامًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ أَفْهَمْهُ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ».

۴۲۷۹- حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ دین قائم رہے گا حتی کہ اس پر بارہ خلیفے آئیں گے اور ان سب پر امت متفق ہوگی۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنی مگر میں اسے سمجھ نہ سکا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: ''وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔''

٤٢٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عن عَامِرٍ، عن

۴۲۸۰- حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''یہ دین

٤٢٧٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٥١٩، ٥٢٠ من حديث داود به * مروان بن معاوية وإسماعيل بن أبي خالد عنعنا، والحديث الآتي يغني عنه.

٤٢٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب الناس تبع لقريش والخلافة في قريش، ح: ١٨٢١ من حديث داود ابن أبي هند عن عامر الشعبي به.

جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَي عَشَرَ خَلِيفَةً، قالَ: فَكَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوا ثُمَّ قالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً قلْتُ لأبِي: يَا أَبَةِ ما قالَ؟ قال: «كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ».

بارہ خلیفوں تک معزز اور غالب رہے گا۔" چنانچہ لوگوں نے اللہ اکبر کہا اور آواز بلند کی۔ پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا: ابا جان! آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: "وہ سب قریش میں سے ہوں گے۔"

٤٢٨١- حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنا الأَسْوَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فقالُوا: ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا؟ قالَ: ثُمَّ يَكُونُ الْهَرْجُ.

۴۲۸۱-اسود بن سعید ہمدانی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مذکورہ حدیث بیان کی...... اس میں مزید ہے کہ جب آپ اپنے گھر واپس آئے تو قریشی لوگ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "قتل وغارت۔"

توضیح: اس روایت کے صحیح بخاری کتاب الاحکام میں الفاظ یہ ہیں: [يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا ...... كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ] (حدیث: ۷۲۲۲، ۷۲۲۳) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ میں ہیں: [إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَنْقَضِي......] "یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا۔" اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا ......] "لوگوں کا معاملہ جاری ساری رہے گا۔" اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: [لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا ......] (حدیث: ۱۸۲۱) "اسلام غالب رہے گا۔" طبرانی (۲/ ۲۱۵) کی روایت ہے: [لَا يَزَالُ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ صَالِحاً......] "میری امت کا معاملہ صالح اور عمدہ رہے گا۔" اس مضمون کی روایات میں اجمال ہے۔ اس کی حقیقی تعبیر اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تاہم علمائے محدثین نے مختلف انداز میں اس کی توجیہ بیان کی ہے 'فتح الباری' کتاب الاحکام میں یہ بحث دیکھی جا سکتی ہے۔ ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ اس میں دو احتمال ہیں، ایک احتمال ہے کہ یہ خلفاء آپ علیہ السلام کے متصل بعد ہوں گے۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ قیامت تک کی مدت میں آئیں گے اور یہ خاص خلفاء ہوں گے جن پر لوگوں کا اتفاق ہوگا اور اسلام بھی کامل طور پر نافذ ہو کر اپنی برکات ظاہر کرے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا رجحان یہ ہے کہ یہ خلفاء آپ علیہ السلام کے متصل بعد ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (۱۰۱ ہجری) تک کل چودہ خلفاء ہوئے ہیں۔ ان میں سے معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم کی ولایت نہ صحیح تھی اور نہ طویل المدت۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد احوال

٤٢٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٩٢ من حديث زهير به * الأسود بن سعيد حسن الحديث على الراجح.

از حد متغیر ہو گئے اور ان پر خیر القرون میں سے پہلی قرن (صدی) بھی ختم ہو گئی۔ اس دور میں حضرت حسن بن علی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور پر اعتراض آتا ہے کہ ان پر اتفاق نہ تھا' اگرچہ ان کی ولایت برحق ہے مگر سیدنا حسن چھ ماہ بعد ہی خلافت سے دست بردار ہو گئے تھے۔ اور جناب عبداللہ بن زبیر شہید کر دیے گئے تو معاملہ فریق ثانی پر مجتمع ہو گیا۔ تو باقیوں کے مقابلہ میں یہ مدت معمولی اور غیر معتبر ہے لیکن اسلام من حیث المجموع غالب' عزیز اور امت کا معاملہ صالح رہا۔ یہاں ایک اشکال اور سامنے آتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ خلافت ۳۰ سال تک رہے گی' یہ بات بظاہر زیر بحث حدیث کے خلاف ہے اور لوگ بھی اس سے استدلال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ۳۰ سال کے بعد کی خلافتیں صحیح نہیں ہیں یا وہ بادشاہتیں ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ نہ یہ دونوں حدیثیں باہم متعارض ہیں اور نہ مذکورہ دعویٰ ہی صحیح ہے۔ حدیث میں جو الفاظ آتے ہیں' وہ یہ ہیں: ''خلافتِ نبوت ۳۰ سال رہے گی' پھر یہ بادشاہی اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا دے دے گا۔'' (سنن ابوداود' حدیث: ۴۶۴۶) اس کا مطلب ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوت ۳۰ سال تک رہے گی' لیکن بعد میں قائم ہونے والی خلافتوں میں منہاج نبوت سے کچھ انحراف آ جائے گا' ورنہ خلافت بھی رہے گی اور اسلام بھی قائم و غالب رہے گا اور ایسا ہی ہوا۔ (اس کی مزید تفصیل آگے حدیث: ۴۶۴۶ کے فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔)

٤٢٨٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ؛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ؛ ح: وحدثنا مُحمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعني ابنَ عَيَّاشٍ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ قال: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بْنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أخبرنا زَائِدَةُ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بْنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَني عُبَيْدُ الله بْنُ مُوسَى عن فِطْرٍ المَعْنَى وَاحِدٌ، كُلُّهُمْ عن عَاصِمٍ، عن زِرٍّ، عن عَبْدِ اللهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ» - قال زَائِدَةُ في حَدِيثِهِ: «لَطَوَّلَ اللهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ» ثُمَّ اتَّفَقُوا - «حَتَّى

۴۲۸۲- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا (کے فنا ہونے) میں ایک دن بھی باقی ہوا...... زائدہ بن قدامہ نے اپنی روایت میں کہا...... اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا...... پھر سب راوی متفق ہیں...... حتیٰ کہ اللہ اس میں ایک آدمی کو اٹھائے گا جو مجھ سے ہو گا یا میرے اہل بیت میں سے ہو گا' اس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہو گا۔''

٤٢٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في المهدي، ح: ٢٢٣٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٤٤٢.

يَبْعَثَ رَجُلًا مِنِّي أَوْ مِن أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي».

زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ: «يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا».

فطر بن خلیفہ کی روایت میں مزید ہے: ''وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔''

وقالَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ: «لَا تَذْهَبُ أَوْ لا تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي».

سفیان ثوری کی روایت میں کہا: ''یہ دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب پر حاکم نہ بن جائے۔ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَفْظُ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرٍ بِمَعْنَى سُفْيَانَ. [ولم يَقُل أبو بكرٍ: العَرَبَ. قَالَ أبو دَاوُدَ فِي حَدِيثِ أَبِي بَكرٍ وعُمَرَ بنِ عُبَيدٍ]

امام ابوداود کہتے ہیں: عمر (بن عبید) اور ابوبکر (بن عیاش) کے الفاظ سفیان کی روایت کے ہم معنی ہیں، لیکن ابوبکر نے ''العَرَب'' کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

٤٢٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا فِطْرٌ عن الْقَاسِمِ بنِ أبي بَزَّةَ، عن أبي الطُّفَيْلِ، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ لَبَعَثَ اللهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلأُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا».

۴۲۸۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس زمانے سے ایک دن بھی باقی ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو اٹھائے گا جو اسے عدل سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم سے بھری ہوگی۔''

٤٢٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبراهِيمَ: حدَّثني عَبْدُ الله بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ: حدثنا أَبُو المَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عن زِيَادِ بنِ

۴۲۸۴- سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے ''مہدی میری عترت یعنی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا۔''

٤٢٨٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٩٩ عن الفضل بن دكين به.

٤٢٨٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب خروج المهدي، ح: ٤٠٨٦ من حديث الحسن بن عمر به.

بَيَانٍ، عن عَلِيِّ بنِ نُفَيْلٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «المَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ».

قالَ عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ: وَسَمِعْتُ أبَا المَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بنِ نُفَيْلٍ، وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلَاحًا.

جناب عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ میں نے ابوملیح سے سنا وہ علی بن نفیل (جو سعید بن مسیّب کے شاگرد ہیں) کی مدح کرتے تھے کہ وہ بھلے آدمی تھے۔

٤٢٨٥- حَدَّثَنا سَهْلُ بنُ تَمَّامِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المَهْدِيُّ مِنِّي، أَجْلَى الْجَبْهَةِ، أَقْنَى الأَنْفِ: يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا، وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ».

۴۲۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہدی مجھ سے (میری نسل سے) ہوگا اس کی پیشانی فراخ اور ناک بلند ہوگی' زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی اور سات سال تک حکومت کرے گا۔''

٤٢٨٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدثنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عن صَاحِبٍ لَهُ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ المَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ، فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ،

۴۲۸۶- سیدہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک خلیفہ کی موت پر اختلاف ہوگا' پھر اہل مدینہ سے ایک آدمی بھاگتا ہوا مکہ پہنچے گا۔ اہل مکہ اس کے پاس آئیں گے اور اسے امامت کے لیے کھڑا کریں گے حالانکہ وہ اس عمل کو ناپسند کرتا ہوگا اور وہ اس کے ساتھ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔ پھر شام والوں کی طرف سے اس کے

٤٢٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٥٧ من حديث عمران القطان به، وصححه على شرط مسلم، وتعقبه الذهبي * قتادة مدلس وعنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٤٢٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٣١٦ من حديث هشام الدستوائي به * قتادة عنعن، و"صاحب له" مجهول.

فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ، فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالمَقَامِ، وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ، فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ، فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ، ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ، فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا، فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ، وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ، فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ ﷺ، وَيُلْقِي الإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ إِلَى الأَرْضِ، فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ، ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ المُسْلِمُونَ».

خلاف ایک لشکر بھیجا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ لوگ جب یہ حال دیکھیں گے تو شام کے ابدال (صالحین) اور اہل عراق کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی اور اس کے ساتھ بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں سے ایک آدمی اٹھے گا جس کا ننھیال بنوکلب میں ہوگا' پھر وہ (قریشی کلبی) ان (مہدی کی بیعت کرنے والوں) کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجے گا تو وہ مہدی والے ان پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ بنوکلب کا یہی لشکر ہوگا (جو مغلوب ہوگا) اور خسارہ ہوگا اس کے لیے جو کلب کی غنیمت میں حاضر نہ ہوگا۔ مہدی مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں ان کے نبی ﷺ کی سنت نافذ کرے گا اور اسلام اپنی گردن زمین پر ٹکا دے گا۔ اور پھر وہ سات سال تک رہے گا۔ اس کے بعد اس کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وقال بَعْضُهُمْ عن هِشَامٍ: «تِسْعَ سِنِينَ». وقالَ بَعْضُهُمْ: «سَبْعَ سِنِينَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: بعض راویوں نے ہشام سے ''نو سال'' روایت کیے ہیں اور بعض نے سات سال۔

فائدہ: مذکورہ احادیث میں سے بعض صحیح ہیں (جیسے حدیث: ۴۲۸۴ ہے اور بعض کی صحت وضعف میں اختلاف ہے' جیسے ۴۲۸۵ ہے۔ اور بعض ضعیف ہیں' جیسے ۴۲۸۶ ہے) ان احادیث میں امام مہدی کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ان کی کچھ صفات کا بھی بیان ہے۔ امام مہدی کے بارے میں لوگ بالعموم افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی لوگوں نے تو ان کی شخصیت اور آمد ہی کا انکار کر دیا ہے اور کئی طبع آزما قسم کے لوگوں نے اپنی اپنی بابت مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں غلط ہیں۔ امام مہدی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول آسمانی کے وقت' ظہور پذیر ہو چکے ہوں گے۔ اور یہ روایات معنوی طور پر حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس لیے ان کا انکار گمراہی ہے اور ان میں سے صحیح احادیث پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

٤٢٨٧- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ عن هَمَّام، عن قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قال: «تِسْعَ سِنِينَ».

۴۲۸۷-قتادہ نے یہ حدیث روایت کی اور ''نو سال'' مدت بتائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قال غَيْرُ مُعَاذٍ عن هِشَامٍ: «تِسْعَ سِنِينَ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معاذ کے علاوہ دیگر راوی ہشام سے نو سال روایت کرتے ہیں۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَاصِمٍ قالَ: حَدَّثَنَا أبُو الْعَوَّامِ قالَ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أبي الْخَلِيلِ، عن عَبْدِ الله بنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ مُعَاذٍ أَتَمُّ.

۴۲۸۸-عبداللہ بن حارث نے سیدہ ام سلمہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے.....اور معاذ کی حدیث (۴۲۸۶) کامل ہے۔

٤٢٨٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا جَرِيرٌ عن عبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ الْقِبْطِيَّةِ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قالَ: «يُخْسَفُ بِهِمْ وَلٰكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ».

۴۲۸۹-سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے زمین میں دھنسا دیے جانے والے لشکر کا قصہ بیان کیا..... اس میں ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے مجبوراً ان کے ساتھ نکلنا پڑا ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ زمین میں دھنسا تو دیا جائے گا مگر قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

فائدہ: ① اللہ تعالیٰ کا عذاب جب عمومی انداز میں آتا ہے تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے' البتہ انبیاء ورسل علیہم السلام اور ان کے متبعین کا معاملہ بطور معجزہ اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ ② اضطرار و اکراہ یعنی انسان کو کسی ناپسندیدہ عمل پر انتہائی مجبور کر دیا جانا......شریعت میں ایک معتبر عذر ہے جس کا فائدہ اگر دنیا میں حاصل نہ ہو سکے تو ان شاء اللہ قیامت کو ضرور ملے گا۔ ③ اور اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

٤٢٨٧_ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٢٨٨_ تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٤٢٨٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، ح: ٢٨٨٢ من حديث جرير به.

٤٢٩٠- (أ) قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحُدِّثْتُ عن هَارُونَ بنِ المُغِيرَةِ قالَ: حَدَّثَنا عَمْرُو ابنُ أَبِي قَيْسٍ عن شُعَيْبِ بنِ خَالِدٍ، عن أبي إسْحَاقَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ - رَضِيَ الله عَنْهُ - وَنَظَرَ إلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فقالَ: إنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى باسْمِ نَبِيِّكُم ﷺ يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ. ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ: يَمْلأُ الأَرْضَ عَدْلًا.

۴۲۹۰-سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا......اور اس اثنا میں انہوں نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا......فرمایا کہ میرا یہ فرزند سید (اور سردار) ہے جیسے کہ اس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا ہے......اور اس کی نسل سے ایک آدمی ہوگا جو تمہارے نبی ﷺ کا ہم نام ہوگا' وہ اخلاق میں ان ہی کے مشابہ ہوگا مگر شکل میں مشابہ نہیں ہوگا۔ پھر قصہ بیان کیا کہ......وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔

٤٢٩٠- (ب) وقالَ هَارُونُ: حدثنا عَمْرُو بنُ أبي قَيْسٍ عن مُطَرِّفِ بنِ طَرِيفٍ، عن أبي الْحَسَنِ، عن هِلَالِ بنِ عَمْرٍو قالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ يَقُولُ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ: الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مَنْصُورٌ يُوَطِّىءُ أَوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحمَّدٍ، كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ الله ﷺ، وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ» أَوْ قالَ: «إجَابَتُهُ».

۴۲۹۰-سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ماوراءالنہر سے ایک آدمی نکلے گا جسے حارث بن حراث کہا جاتا ہوگا۔ اس کے آگے ایک شخص ہوگا جسے منصور بولتے ہوں گے' وہ آل محمد کو مقام دے گا جیسے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو جگہ دی تھی۔ ہر مسلمان پر اس کی نصرت یا فرمایا اس کی بات کو قبول کرنا واجب ہوگا۔''

٤٢٩٠-أ-تخريج: [إسناده ضعيف] * أبوإسحاق عنعن إن صح السند إليه، وأبوداود لم يذكر من حدثه.

٤٢٩٠-ب-تخريج: [إسناده ضعيف] * أبوالحسن وهلال بن عمرو مجهولان.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٦) -كِتَابُ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣١)

اہم معرکوں کا بیان جو امت میں ہونے والے ہیں

(المعجم ١) - باب مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْمِائَةِ (التحفة ١)

باب:۱-صدی کے متعلق فرمان

٤٢٩١- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني سَعِيدُ ابنُ أبِي أيُّوبَ عن شَرَاحِيلَ بنِ يَزِيدَ المَعَافِرِيِّ، عن أبِي عَلْقَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ - فِيمَا أعْلَمُ - عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «إنَّ الله يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَها دِينَهَا».

۴۲۹۱- جناب ابوعلقمہ نے کہا کہ میرے علم ویقین کے مطابق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے' آپ نے فرمایا: ''بیشک اللہ ذوالجلال ہر سو سال کے شروع میں یا آخر میں اس امت کے اندر ایک آدمی پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کو ازسرنو قائم اور مضبوط کرتا رہے گا۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ شُرَيْحٍ الإسْكَنْدَرَانِيُّ، لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالرحمٰن بن شریح اسکندرانی نے (معضل) بیان کیا ہے' وہ شراحیل سے آگے نہیں بڑھا۔ (اس نے بعد والے راویوں کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔)

فائدہ: یہ بہت بڑا انعام ہے کہ امت میں ایسے صالحین پیدا ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے جو دین کے معاملے میں ایسی خدمات سرانجام دیں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہوں گی۔ مگر یہ کوئی ضروری نہیں کہ خود انہیں بھی اس کا احساس ہو یا لوگوں میں اس سے ان کا تعارف ہو یا وہ خود اپنا چرچا کرتے پھریں...... بلکہ ان کی خدمات جلیلہ سے علمائے حق میں ان کے متعلق یہ صفت جانی جائے گی۔ ممکن ہے وہ مجاہد ہو یا حاکم یا داعی۔

٤٢٩١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٥٢٢ من حديث عبدالله بن وهب به.

(المعجم ٢) - باب مَا يُذْكَرُ مِنْ مَلَاحِمِ الرُّومِ (التحفة ٢)

٤٢٩٢ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأوْزَاعِيُّ عن حَسَّانَ ابنِ عَطِيَّةَ قالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابنُ أبي زَكَرِيَّا إلٰى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمِلْتُ مَعَهُمْ، فَحدَّثَنا عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ عن الْهُدْنَةِ قالَ: قالَ جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إلٰى ذِي مِخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عن الْهُدْنَةِ، فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا، فَتَغْزُونَ أنْتُمْ وَهُمْ، عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُم، فَتُنْصَرُونَ، وَتَغْنَمُونَ، وَتَسْلَمُونَ، ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ، فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ».

باب:۲-رومیوں کے ساتھ برپا ہونے والے معرکوں کا بیان

۴۲۹۲-حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ مکحول اور ابن ابو زکریا' خالد بن معدان کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔تو خالد نے جبیر بن نفیر سے ایک حدیث روایت کی جو هُدْنة (مصالحت) کے متعلق تھی۔پھر جبیر نے کہا: چلیں حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ کے ہاں چلتے ہیں جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ہم ان کے پاس پہنچے تو جبیر نے ان سے هُدْنه (مصالحت) کے متعلق پوچھا۔تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''تم لوگ رومیوں سے ایک پرامن مصالحت کرو گے۔اور پھر ان کے ساتھ مل کر اپنے پیچھے ایک دشمن سے جنگ کرو گے' ان پر غالب رہو گے' غنیمت پاؤ گے اور صحیح سلامت رہو گے' پھر وہاں سے واپس لوٹو گے اور ایک میدان میں اترو گے جس میں ٹیلے بھی ہوں گے۔تو عیسائیوں میں سے ایک آدمی صلیب بلند کرے گا اور کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو غصہ آئے گا اور وہ اسے قتل کر ڈالے گا۔تو اس موقع پر رومی دھوکا کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔''

٤٢٩٣ - حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ حَرَّانِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ

۴۲۹۳-حسان بن عطیہ نے یہ حدیث بیان کی اور مزید کہا: ''مسلمان جلدی سے اپنے اسلحے کی طرف اٹھیں

٤٢٩٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٦٧، وأخرجه ابن ماجه، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٨٩ من حديث عيسى بن يونس به.

٤٢٩٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

قالَ: حَدَّثَنا أبُو عَمْرٍو عن حَسَّانَ بنِ عَطِيَّةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ: «وَيَثُورُ الْمُسْلِمُونَ إلَى أسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتُلُونَ فَيُكْرِمُ اللهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بالشَّهَادَةِ».

گے اور ان سے قتال کریں گے اور اللہ انہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔"

قالَ أَبُو دَاوُدَ: إلَّا أنَّ الْوَلِيدَ جَعَلَ الحدِيثَ عن جُبَيْرٍ، عن ذِي مِخْبَرٍ عن النَّبيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: اس سند میں ولید نے بواسطہ جبیر، حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ رَوْحٌ وَيَحْيَى ابنُ حَمْزَةَ وَبِشْرُ بنُ بَكْرٍ عن الأوْزَاعِيِّ كَمَا قالَ عِيسٰى.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ روح، یحییٰ بن حمزہ اور بشر بن بکر نے اوزاعی سے روایت کیا جیسے کہ عیسیٰ نے کہا۔

(المعجم ٣) - بَابٌ: فِي أَمَارَاتِ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣)

باب:٣-ان معرکوں کی اہم علامات

٤٢٩٤- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ ثَابِتِ بن ثَوْبَانَ عن أبِيهِ، عن مَكْحُولٍ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن مَالِكِ بنِ يُخَامِرَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ، وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ، وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ، وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ الدَّجَّالِ»، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ أوْ مَنْكِبِهِ، ثمَّ قالَ: «إنَّ هٰذَا لَحَقٌّ كَمَا أنَّكَ هٰهُنَا»، أوْ «كَمَا أنَّكَ قَاعِدٌ»

٤٢٩٤-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینے) کی بے آبادی کا پیش خیمہ ہوگی۔ اور یثرب کی بے آبادی کے نتیجے میں بڑی جنگ ہوگی اور اس جنگ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہوگا۔ اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجال آئے گا۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس حدیث کے بیان کرنے والے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ) کی ران یا کندھے پر مارا، پھر فرمایا: "بلاشبہ یہ واقعہ اس طرح حق ہے جیسے کہ تم یہاں ہو یا بیٹھے ہوئے ہو۔" مراد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔

٤٢٩٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٥ عن هاشم بن القاسم به، وللحديث شواهد، وهو بها حسن.

يَعْنِي مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ.

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي تَوَاتُرِ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٤)

باب:۴-جنگوں کے مسلسل وقوع پذیر ہونے کا بیان

٤٢٩٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بنُ يُونُسَ عن أبِي بَكْرِ بنِ أبي مَرْيَمَ، عن الْوَلِيدِ بنِ سُفْيَانَ الْغَسَّانِيِّ، عن يَزِيدَ بنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ، عن أبي بَحْرِيَّةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ في سَبْعَةِ أشْهُرٍ».

۴۲۹۵-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنگ عظیم، فتح قسطنطنیہ اور دجال کی آمد سات مہینوں میں ہوگی۔“

٤٢٩٦- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدٍ، عن ابنِ أبِي بِلَالٍ، عن عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ المَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ المَسِيحُ الدَّجَّالُ في السَّابِعَةِ».

۴۲۹۶-حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنگ عظیم اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح چھ سال کے عرصے میں ہوگی اور مسیح دجال کا نکلنا ساتویں میں ہوگا۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت عیسیٰ کی (مذکورہ بالا) روایت سے صحیح تر ہے۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي تَدَاعِي الأُمَمِ عَلَى الإِسْلَامِ (التحفة ٥)

باب:۵-اسلام کے خلاف امتوں کے ہجوم کا بیان

٤٢٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في علامات خروج الدجال، ح: ٢٢٣٨، وابن ماجه، ح: ٤٠٩٢ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وهو ضعيف مختلط * يزيد بن قطيب مجهول الحال.

٤٢٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، ووقع في سنن ابن ماجه وهم، الفتن، باب الملاحم، ح: ٤٠٩٣، (تحفة الأشراف: ٤/ ٢٩٤).

٤٢٩٧ - **حَدَّثَنا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إبراهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ: حدَّثني أبو عَبْدِ السَّلَامِ عن ثَوْبَانَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الأُمَمُ أنْ تَدَاعَى عَلَيْكُم كَمَا تَدَاعَى الأكَلَةُ إلٰى قَصْعَتِهَا»، فقالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قالَ: «بَلْ أنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثيرٌ، وَلٰكِنَّكُم غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ المَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ في قُلُوبِكُم الوَهْنَ»، فقالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ الله! وَمَا الْوَهْنُ؟ قالَ: «حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ المَوْتِ».

۴۲۹۷- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا وقت آنے والا ہے کہ دوسری امتیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کہ کھانے والے اپنے پیالے پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔“ تو کہنے والے نے کہا: کیا یہ ہماری ان دنوں قلت اور کمی کی وجہ سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ تم ان دنوں بہت زیادہ ہو گے، لیکن جھاگ ہو گے جس طرح کہ سیلاب کا جھاگ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ”وَھن“ ڈال دے گا۔“ پوچھنے والے نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وَھن سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”دنیا کی محبت اور موت کی کراہت۔“

فوائد و مسائل: ① اسلام اور مسلمانوں کی ہیبت اور غلبے کا راز کثرت عدد پر نہیں ہے بلکہ اللہ کے تقوے اور اس کے دین کی فی الواقع پابندی میں پوشیدہ ہے۔ ② دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری بہت بڑا فتنہ ہے جو افراد بلکہ قوموں کو دنیا میں رسوا کر کے رکھ دیتا ہے اور آخرت کی خرابی اس سے بڑھ کر ہے۔

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَاحِمِ** (التحفة ٦)

باب: ٦- ان معرکوں میں مسلمانوں کا مرکز

٤٢٩٨ - **حَدَّثَنا** هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنا ابنُ جَابِرٍ قالَ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أرْطَاةَ قالَ: سَمِعْتُ جُبَيْرَ بنَ نُفَيْرٍ يُحَدِّثُ عن أبي الدَّرْدَاءِ؛ أنَّ

۴۲۹۸- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) دمشق نامی شہر کی جانب میں واقع مقام غوطہ ہوگا اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں سے ہوگا۔“

٤٢٩٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ١/ ٣٤٥، ح: ٦٠٠ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد ابن جابر به، وله شاهد حسن عند أحمد: ٥/ ٢٧٨.

٤٢٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٧ من حديث يحيى بن حمزة به، وصححه **الحاكم**: ٤/ ٤٨٦، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ، إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ».

٤٢٩٩- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن ابنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثني جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عن عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يُحَاصَرُوا إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى يَكُونَ أَبْعَدَ مَسَالِحِهِمْ سَلَاحُ».

۴۲۹۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب مسلمان مدینے میں گھیر لیے جائیں گے حتیٰ کہ ان کی بعید ترین چھاؤنی اس وقت سلاح مقام پر ہوگی۔''

٤٣٠٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عن عَنْبَسَةَ، عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ قَالَ: وَسَلَاحُ قَرِيبٌ مِنْ خَيْبَرَ.

۴۳۰۰- جناب زہری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سلاح کا مقام خیبر کے قریب ہے۔

فائدہ: قیامت کے قریب ایسا ہوگا جب اسلام اطراف عالم سے سمٹ سمٹا کر مدینہ میں محصور ہو جائے گا۔

(المعجم ۷) - باب ارْتِفَاعِ الْفِتْنَةِ فِي الْمَلَاحِمِ (التحفة ۷)

باب: ۷- فتنے ختم کرنے کی ایک تدبیر

٤٣٠١- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الله قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ

۴۳۰۱- یحییٰ بن جابر طائی رحمہ اللہ سے روایت ہے جب کہ ہارون بن عبداللہ کی سند میں...... یحییٰ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت میں دو تلواریں ہرگز

٤٢٩٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٤٢٥٠.

٤٣٠٠ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٥١.

٤٣٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦ عن الحسن بن سوار به * يحيى بن جابر لم يلق عوف بن مالك، (جامع التحصيل، ص: ٢٩٧).

ابنُ سُلَيم عن يَحْيَى بنِ جَابِرِ الطَّائِيِّ - قالَ هَارُونُ في حَدِيثِهِ - عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ يَجْمَعَ اللهُ عَلَى هٰذِهِ الأُمَّةِ سَيْفَيْنِ: سَيْفًا مِنْهَا وَسَيْفًا مِنْ عَدُوِّهَا».

جمع نہیں فرمائے گا کہ ایک تلوار ان کے آپس میں چلے اور دوسری ان کا دشمن چلائے۔"

فائدہ: مسلمانوں کا آپس میں لڑنا بھڑنا بہت بڑا فتنہ ہے' مگر اس امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ جب بھی باہر کا کوئی دشمن ان پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان آپس میں اکٹھے ہو جایا کریں گے۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے داخلی تنازعات کو ختم کرنے کے لیے مشترک بڑے دشمن سے جہاد کا عمل جاری رکھا جانا ضروری ہے۔ ویسے بھی جہاد کے حالات ہر دور میں موجود رہیں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسلمان اس فریضۂ جہاد کی ادائیگی میں کوتاہی کریں گے۔ بعض محققین نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ تَهْيِيجِ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ (التحفة ٨)

باب:٨-ترکوں اور حبشہ کے کافروں سے بلاوجہ چھیڑ چھاڑ منع ہے

٤٣٠٢- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحمَّدٍ الرَّمْلِيُّ قال: حَدَّثَنا ضَمْرَةُ عن السَّيْبَانِيِّ، عن أبي سُكَيْنَةَ - رَجُلٍ مِنَ الْمُحَرَّرِينَ - عن رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُوكُم، وَاتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوكُم».

۴۳۰۲-نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت ہے' وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "حبشیوں سے تعرض نہ کرو جب تک کہ وہ تمہارے درپے نہ ہوں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رہو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رہیں۔"

فائدہ: مسلمانوں کی جمعیت اگر مجتمع نہ ہو تو یہی حکم ہے' ورنہ ﴿قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً﴾ (التوبة:٣٦) پر عمل لازم ہے اور خیر القرون میں اس پر عمل ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي قِتَالِ التُّرْكِ (التحفة ٩)

باب:٩-ترک کافروں کے ساتھ جنگ کا بیان

٤٣٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، الجهاد، باب غزوة الترك والحبشة، ح:٣١٧٨ من حديث ضمرة بن ربيعة به * السيباني هو أبوزرعة يحيى بن أبي عمرو، وله شاهد حسن، انظر نيل المقصود، ح:٤٣٠٩.

٤٣٠٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ قال: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعني الإسْكَنْدَرَانِيَّ عن سُهَيْلٍ يَعني ابنَ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ المُسْلِمُونَ التُّرْكَ، قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ الشَّعْرَ».

۴۳۰۳-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ مسلمانوں کی ترکوں سے جنگ نہ ہو جائے۔ یہ ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کے چہرے ڈھالوں کی مانند ہوں گے' جن پر چمڑا وغیرہ لگایا گیا ہو۔ اور ان کا لباس بالوں کا ہوگا۔''

فائدہ: ترکوں کے چہرے پُر گوشت' گول اور چوڑے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں چمڑے منڈھی ڈھالوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

٤٣٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ وَابنُ السَّرْحِ وَغَيْرُهُمَا قالُوا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً. - قالَ ابنُ السَّرْحِ -: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُم الشَّعْرُ، وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الأعْيُنِ ذُلْفَ الأُنوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُم المَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

۴۳۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تم (مسلمان) ایک قوم سے جنگ نہ کر لو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تم ایک قوم سے جنگ نہ کر لو جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چپٹی ہوں گی' ان کے چہرے گویا ڈھالیں ہوں گی جن پر چمڑا وغیرہ لگا ہوتا ہے۔''

٤٣٠٥- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا خَلَّادُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا بَشِيرُ بنُ المُهَاجِرِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ عن أبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ في حَدِيثٍ: «يُقَاتِلُكُم قَوْمٌ صِغَارُ الأعْيُنِ يَعني التُّرْكَ،

۴۳۰۵- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا: ''ایک قوم تم سے جنگ کرے گی جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی یعنی ترک۔ فرمایا: تم انہیں تین بار دھکیلو گے حتی کہ جزیرۂ عرب کے کنارے پر پہنچا دو

٤٣٠٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ... الخ، ح: ٢٩١٢ عن قتيبة به.

٤٣٠٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، ح: ٢٩٢٩، مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ... الخ، ح: ٢٩١٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٣٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * بشير بن المهاجر لين الحديث، وضعفه الجمهور.

قال: تَسُوقُونَهُمْ ثَلَاثَ مِرَارٍ حَتَّى تُلْحِقُوهُمْ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، فأمَّا في السِّيَاقَةِ الأولى فَيَنْجُو مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ، وَأَمَّا في الثَّانِيَةِ فَيَنْجُو بَعْضٌ وَيَهْلِكُ بَعْضٌ، وَأَمَّا في الثَّالِثَةِ فَيُصْطَلَمُونَ» أو كَمَا قَالَ.

گے۔ پہلی دفعہ دھکیلنے میں ان میں سے جو بھاگ جائیں گے نجات پا جائیں گے، دوسری دفعہ میں کچھ بچ جائیں گے اور کچھ ہلاک ہوں گے۔ لیکن تیسری بار میں ان کا صفایا کر دیا جائے گا۔" یا اسی کی مانند بیان فرمایا۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي ذِكْرِ الْبَصْرَةِ (التحفة ١٠)

باب: ١٠- بصرے کا بیان

٤٣٠٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حدَّثني أبي: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ جُمْهَانَ قالَ: حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ أبِي بَكْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ أبي يُحَدِّثُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «يَنْزِلُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ، يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ، عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دَجْلَةُ، يَكُونُ عَلَيْهِ جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ».

۴۳۰۶- جناب مسلم بن ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا' بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے کی زمین میں اتریں گے جسے بصرہ کہتے ہوں گے جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہوگا اور اس پر ایک پل ہوگا۔ اس کی آبادی بہت زیادہ ہوگی اور یہ مہاجروں کا شہر ہوگا۔"

قال ابنُ يَحْيٰى: قال أبُو مَعْمَرٍ: «وَتَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ، فإذَا كَانَ في آخِرِ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الأَعْيُنِ حَتَّى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ، فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ، فِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَالْبَرِّيَّةِ وَهَلَكُوا، وَفِرْقَةٌ يَأْخُذُونَ

ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابومعمر نے کہا: "یہ مسلمانوں کا شہر ہوگا' پس جب آخری زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا (ترک' یہ ان کے جد اعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے' ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی حتی کہ وہ اس دریا کے کنارے اتریں گے تو اس شہر کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت بیلوں کی دُمیں پکڑ لے گی اور جنگلوں میں نکل جائے گی اور اس

٤٣٠٦- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠ من حديث سعيد بن جمهان به.

لأَنْفُسِهِمْ وَكَفَرُوا، وَفِرْقَةٌ يَجْعَلُونَ ذَرَارِيَّهُمْ خَلْفَ ظُهُورِهِمْ وَيُقَاتِلُونَهُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ».

طرح وہ ہلاک ہوں گے۔ دوسری جماعت اپنے لیے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائیں گے۔ اور تیسری جماعت وہ ہوگی جو اپنی اولاد (کی پروا نہ کرتے ہوئے انہیں) اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ کر ان کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے۔"

فوائد و مسائل: ① خلافت عباسیہ کے آخری خلیفہ معتصم باللہ (صفر ٦٥٦ھ) کے دور میں یہ واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ ② جب کفار مسلمانوں پر ہجوم کر آئیں تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے فرار ہلاکت اور کفار کی پناہ میں آنا کفر ہے۔ اور نجات اس کے لیے ہے جو اس موقع پر اپنے جان مال کی بازی لگا دے۔ ③ حدیث میں وارد علامات بغداد پر منطبق ہوتی ہیں۔

٤٣٠٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى الْحَنَّاطُ، لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا ذَكَرَهُ عَنْ مُوسَى بِنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَه: «يَا أَنَسُ! إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا، وَإِنَّ مِصْرًا مِنهَا يُقَالُ لَهَا الْبَصْرَةُ أَوِ الْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكَلَّاءَهَا وَسُوقَهَا وَبَابَ أُمَرَائِهَا، وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا، فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ، وَقَوْمٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ».

۴۳۰۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: "اے انس! لوگ کئی شہر آباد کریں گے، ان میں سے ایک شہر کا نام بصرہ یا بُصیرہ ہوگا، اگر تم اس کے پاس سے گزرو یا اس میں داخل ہو تو وہاں کی سباخ (کلر زدہ زمین) اور "کلّاء" مقام سے دور رہنا، اس کے بازاروں اور اس کے امراء کے دروازوں سے بھی بچنا، اس کے اطراف و جوانب کو اختیار کرنا۔ بلاشبہ اس زمین میں خسف (دھنس جانا)، پتھروں کی بارش اور زلزلے ہوں گے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو (شام کو صحیح سلامت ہوں گے مگر) صبح کریں گے تو بندر اور سؤر بن چکے ہوں گے۔"

٤٣٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا إِبراهِيمُ بْنُ صَالِحِ بنِ دِرْهَمٍ قَالَ:

۴۳۰۸- ابراہیم بن صالح بن درہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حج کے

٤٣٠٧- تخريج: [إسناده ضعيف] * شك الراوي في السند، ولبعض الحديث شاهد ضعيف جدًّا عند ابن عدي: ١٧٣١/٥.

٤٣٠٨- تخريج: [إسناده ضعيف] * إبراهيم بن صالح ضعيف، ضعفه الدارقطني، والجمهور.

سَمِعْتُ أبِي يَقُولُ: انْطَلَقْنَا حَاجِّينَ فإذَا رَجُلٌ فقالَ لَنَا: إلَى جَنْبِكُم قَرْيَةٌ يُقَالُ لَها الأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُم أنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أوْ أرْبَعًا وَيَقُولُ هٰذِهِ لأبِي هُرَيْرَةَ؟ سَمِعْتُ خَلِيلِي أبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ الله يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ، لا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ».

لیے روانہ ہوئے تو اتفاق سے ہم سے ایک آدمی نے پوچھا: تمہارے قریب پہلو میں اُبلّہ نامی کوئی بستی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں' تو اس نے کہا: تم میں سے کون میرا ضامن بنتا ہے کہ وہ میرے لیے مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہیں؟ میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اللہ عزوجل قیامت کے دن مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا۔ شہدائے بدر کے ساتھ ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں اٹھے گا۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: هٰذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد دریا کے کنارے پر ہے۔

(المعجم ١١) - باب ذِكْرِ الْحَبَشَةِ (التحفة ١١)

باب:١١- (کفار) حبشہ کا بیان

٤٣٠٩- حَدَّثَنا الْقَاسِمُ بنُ أحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ: حَدَّثَنا أبُو عَامِرٍ عن زُهَيْرِ بنِ مُحمَّدٍ، عن مُوسَى بنِ جُبَيْرٍ، عن أبِي أُمَامَةَ ابنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُم فإنَّهُ لا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ».

۴۳۰۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''(کفار) حبشہ جب تک تم سے تعرض نہ کریں تم بھی انہیں چھوڑے رہو۔ بلاشبہ کعبے کا خزانہ نکالنے والا ایک حبشی ہی ہوگا جس کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔''

(المعجم ١٢) - بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ (التحفة ١٢)

باب:١٢- علامات قیامت

٤٣١٠- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ:

۴۳۱۰- جناب ابوزرعہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ ایک جماعت

٤٣٠٩_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧١ من حديث زهير بن محمد به، وصححه الحاكم ٤/ ٤٥٣، ووافقه الذهبي.

٤٣١٠_ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: في خروج الدجال ومكثه في الأرض الخ، ح: ٢٩٤١ من ◀◀

حدَّثني إسْمَاعِيلُ عن أبي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عن أبي زُرْعَةَ قالَ: جَاءَ نَفَرٌ إلى مَرْوَانَ بالمَدِينَةِ فَسَمِعُوهُ يُحَدِّثُ في الآيَاتِ: أنَّ أوَّلَها الدَّجَّالُ. قالَ: فَانْصَرَفْتُ إلى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو فَحَدَّثْتُهُ، فقالَ عَبْدُ الله: لَمْ يَقُلْ شَيْئًا، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إنَّ أوَّلَ الآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أو الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، فأيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فالأُخْرَى عَلَى إثْرِهَا».

مدینہ منورہ میں مروان (بن حکم) کے ہاں گئی۔ انہوں نے اس سے علامات قیامت کے سلسلے میں سنا کہ سب سے پہلے دجال نکلے گا۔ کہتے ہیں: پھر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہاں حاضر ہوا اور انہیں یہ بتایا تو عبداللہ نے کہا: اس نے تمہیں کچھ نہیں بتایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”بے شک ان علامات میں سب سے پہلے یہ ہے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا یا چاشت کے وقت ”جانور“ ظاہر ہوگا، جو بھی پہلے ہوا دوسرا اس کے بعد ہو جائے گا۔“

قالَ عَبْدُ الله: - وكَانَ يَقْرَأُ الْكُتُبَ - وَأَظُنُّ أوَّلَهُمَا خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

حضرت عبداللہ نے کہا: اور قدیم کتابیں ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں سے پہلی علامت سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا ہے۔

فائدہ: [خروج دابہ] قیامت سے پہلے کی علامات میں سے ایک اہم علامت ایک مخصوص جانور کا ظہور بھی ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا، اس کا آنا عین حق ہے اور قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (النمل: ٨٢) ”جب ان پر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا، اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔“ بعض روایات میں اس جانور سے مراد جساسہ لیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔
(تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر ابن کثیر و قرطبی وغیرہ)

٤٣١١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَهَنَّادٌ، المَعْنَى، قالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو الأحْوَصِ قالَ: حَدَّثَنا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ عن عَامِرِ بنِ وَاثِلَةَ - وقالَ هَنَّادٌ: عن أبي الطُّفَيْلِ - عن

۴۳۱۱- حضرت حذیفہ بن اَسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے کمرے کے سائے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ہم نے قیامت کا ذکر کیا اور ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ

◀◀ حديث أبي حيان به.

٤٣١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب: في الآيات التي تكون قبل الساعة، ح: ٢٩٠١ من حديث فرات القزاز به.

حُذَيْفَةَ بنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قالَ: كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ في ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ الله ﷺ، فَذَكَرْنا السَّاعَةَ فارْتَفَعَتْ أَصْواتُنَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ تَكُونَ، أَوْ لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ قَبْلَها عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ، وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَالدَّجَّالِ، وَعِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، وَالدُّخَانُ، وَثَلاثُ خُسُوفٍ: خَسْفٍ بالمَغْرِبِ، وَخَسْفٍ بالمَشْرِقِ، وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذٰلِكَ تَخرُجُ نارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى المَحْشَرِ».

نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک ہرگز نہیں آئے گی جب تک کہ اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔ سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا' جانور کا نکلنا' یاجوج ماجوج کا ظہور' دجال کا خروج' عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آمد' دخان یعنی دھواں' تین جوانب میں زمین کا دھنسایا جانا: ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں اور تیسرا جزیرۃ العرب میں اور ان کے آخر میں یمن سے یعنی وسط عدن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر میں چلا لے جائے گی (علاقہ شام میں جمع کر دے گی۔''

٤٣١٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أبي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْفُضَيْلِ عن عُمَارَةَ، عن أبي زُرْعَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾ الآية» [الأنعام: ١٥٨].

۴۳۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ سورج اپنی مغرب کی جانب سے طلوع نہ ہولے۔ چنانچہ جب یہ طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو زمین پر بسنے والے سب ایمان لے آئیں گے اور یہ وہی وقت ہوگا (جس کا سورۃ الأنعام میں ذکر ہے۔) ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ......﴾ ''کسی جان کو اس کا ایمان' اگر اس نے اس سے پہلے ایمان نہ قبول کیا ہو' یا ایمان کے ساتھ اچھے عمل نہ کیے ہوئے' نفع آور نہ ہوگا۔''

٤٣١٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٧ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان، والبخاري، التفسير، سورة الأنعام، باب: ﴿لا ينفع نفسًا إيمانها﴾، ح: ٤٦٣٥ من حديث عمارة ابن القعقاع به.

فائدہ: ایمان وہی مفید اور مقبول ہے جو بالغیب ہو' حقائق آخرت کا مشاہدہ کر لینے کے بعد ایمان کسی طور مفید نہ ہوگا۔ آخرت میں بھی کفار یہی کہیں گے: ﴿رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾ (السجدہ:١٢) ''اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا' اب ہمیں واپس لوٹا دے تو نیک عمل کریں گے' ہم نے یقین کر لیا ہے۔'' لیکن دنیا میں دوبارہ آنا ممکن نہیں ہوگا۔

(المعجم ١٣) - باب حَسْرِ الْفُرَاتِ عَنْ كَنْزٍ (التحفة ١٣)

باب:١٣- دریائے فرات سے خزانہ ظاہر ہونے کا بیان

٤٣١٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حدَّثني عُقْبَةُ بنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله عن خُبَيْبِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عن كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا».

۴۳۱۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب دریائے فرات سونے کا ایک خزانہ ظاہر کرے گا' تو جو وہاں حاضر ہو اس میں سے کچھ نہ لے۔''

٤٣١٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حدَّثني عُقْبَةُ يعْني ابنَ خَالِدٍ: حدَّثني عُبَيْدُ الله عن أبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قالَ: «يَحْسِرُ عنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ».

۴۳۱۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت کیا۔ مگر اس روایت میں ہے: ''سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کرے گا۔''

فائدہ: ان تمام علامات کی حقیقی تعبیر تو اپنے وقت پر ظاہر ہوگی بہر حال بالا جمال ہمارا ان سب پر ایمان ہے۔

(المعجم ١٤) - باب خُرُوجِ الدَّجَّالِ (التحفة ١٤)

باب:١۴- دجال کا ظہور

فائدہ: دَجّال بروزن فعّال' دجل سے اسم مبالغہ ہے' معنی ہیں' بہت بڑا جھوٹا' دھوکے باز' خلط ملط کر دینے

٤٣١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب خروج النار، ح: ٧١١٩ عن عبدالله بن سعيد الكندي، ومسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب، ح: ٢٨٩٤ من حديث عقبة بن خالد به.

٤٣١٤ـ تخريج: أخرجه البخاري عن الكندي، ومسلم من حديث عقبة بن خالد به، انظر الحديث السابق.

والا اور فریبی۔ جھوٹے نبیوں کو بھی "دجّالون کذّابون" کہا گیا ہے اور اصطلاحاً یہ مراد ہے کہ ایک شخص قیامت کے قریب ظاہر ہوگا جو اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور مختلف شعبدے دکھا کر لوگوں کو ان کے دین سے فریب میں ڈالے گا۔ اور معنوی اعتبار سے جس چیز یا شخص پر یہ معنی ثابت ہوں وہ دجال ہے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہو سکتی ہے مگر یہ آخری دجال سب سے بڑھ کر ہوگا۔

٤٣١٥- حَدَّثَنَا الحسَنُ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ قالَ: اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأبو مَسْعُودٍ، فقالَ حُذَيْفَةُ: لأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أعْلَمُ مِنْهُ، إنَّ مَعَهُ بَحْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ، فالَّذِي تُرَوْنَ أنَّهُ نارٌ، مَاءٌ، وَالَّذِي تُرَوْنَ أنَّهُ ماءٌ، نارٌ، فمَنْ أدْرَكَ مِنْكُمْ ذٰلِكَ فأرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أنَّهُ نَارٌ فإنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً.

۴۳۱۵- ربعی بن حراش کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما دونوں اکٹھے ہوئے' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں دجال اور اس کے ساتھ جو کچھ ہوگا' اس سے خوب باخبر ہوں' بے شک اس کے ساتھ پانی کا سمندر اور آگ کا دریا ہوگا' جسے تم آگ سمجھتے ہوگے وہ پانی ہوگا اور جسے تم پانی سمجھ رہے ہوگے وہ آگ ہوگی۔ چنانچہ تم میں سے جو یہ پائے اور پانی پینا چاہے تو اس سے' جسے وہ آگ سمجھتا ہوگا بلاشبہ وہ اسے پانی ہی پائے گا۔

قالَ أبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ: هٰكَذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ يَقُولُ.

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی فرماتے سنا ہے۔

٤٣١٦- حَدَّثَنا أبُو الوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ قالَ: سَمِعْتُ أنَسَ ابنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إلَّا قَدْ أنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ الأعْوَرَ الْكَذَّابَ، ألَا، وإنَّهُ أعْوَرُ وَإنَّ رَبَّكُم تَعَالٰى لَيْسَ بِأعْوَرَ، وَإنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

۴۳۱۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: "جو بھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اس نے اپنی امت کو کانے' جھوٹے دجال سے ڈرایا ہے۔ خبردار! وہ کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے' بے شک دجال کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کافر۔"

٤٣١٥_ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ح: ٣٤٥٠، ومسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٤ من حديث ربعي به.

٤٣١٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٧١٣١، ومسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٣ من حديث شعبة به.

[مَكْتُوبًا] كَافِرٌ».

٤٣١٧- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى عن مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن شُعْبَةَ «ك ف ر».

۴۳۱۷-محمد بن مثنی نے بواسطہ محمد بن جعفر شعبہ سے روایت کیا کہ (یوں لکھا ہوگا) ''ک ف ر۔''

٤٣١٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن شُعَيْبِ بنِ الْحَبْحَابِ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبِيِّ ﷺ في هٰذَا الْحَدِيثِ: «يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ».

۴۳۱۸-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث میں بیان کیا کہ..... ''اسے ہر مسلم پڑھ سکے گا۔''

فوائد ومسائل: ① دجال ایک ایسا خطرناک فتنہ ہے کہ تمام انبیاء اپنی امتوں کو اس سے ڈراتے رہے ہیں۔ ہمیں بھی اس سے تحفظ کے لیے باقاعدہ نماز میں پڑھنے کے لیے دعا سکھائی گئی ہے جس میں صراحت ہے: [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِكَ ...... وَ اَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ...... الخ] (صحيح البخاری، الدعوات، حديث: ٦٣٦٨) ② ایمان واسلام کی برکت سے مسلمان اس کی پیشانی پر سے ''کفر'' پڑھ لے گا۔ ③ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کے اس عیب کی تفصیل اور کثرت سے اس کا تذکرہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا' اور جو اپنا عیب دور کرنے پر قادر نہ ہو وہ اپنے آپ کو معبود کہلائے' کسی طرح معقول نہیں ہوسکتا۔ نیز اس سے استدلال یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی دو آنکھیں ہیں۔ جیسی کہ اس کی شان کو لائق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ:١١) ''مخلوقات میں کوئی بھی اس کا مثل نہیں ہے۔'' قرآن مجید میں اللہ عزوجل کے لیے آنکھ کا ذکر موجود ہے۔ (الف) ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (الطور:٤٨) ''اپنے رب کے حکم سے صبر کیجیے بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔'' (ب) ﴿وَحَمَلْنَاهُ عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَ دُسُرٍ ۝ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ (القمر: ١٣، ١٤) ''ہم نے اس (نوح علیہ السلام) کو تختوں پر سوار کیا جو میخوں سے جڑے ہوئے تھے۔ وہ (کشتی) ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی' یہ بدلہ تھا اس کا جس کا ان لوگوں نے کفر کیا تھا۔'' (ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں فرمایا: ﴿وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَ لِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ (طٰه: ٣٩) ''میں نے تم پر اپنی محبت ڈال دی' تاکہ میری آنکھوں کے سامنے تمہاری پرورش ہو۔'' ④ دجال کی پیشانی پر (ک-ف-ر) لکھا ہوگا جسے ہر صاحب ایمان پڑھ سکے گا۔ عین ممکن ہے کہ یہ حروف ہی لکھے ہوئے ہوں یا مجازی معنی مراد ہیں کہ اس کی شکل اس قدر گندی اور منحوس ہوگی کہ ایمانداروں کو اسے جھوٹا اور فریبی سمجھنے میں قطعاً کوئی مشکل نہ ہوگی۔ اور مومن کے لیے اس کے ایمان کی یہ بہت بڑی برکت ہے کہ اسے اپنے دینی امور میں خاص بصیرت دی جاتی

٤٣١٧ـ تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق.

٤٣١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٩٣٣/ ١٠٣ من حديث عبدالوارث به، انظر الحديث السابق: ٤٣١٦.

ہے جو اس کے ایمان کے لیے کسی صورت مضر ہو سکتے ہوں۔

٤٣١٩ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عن أبي الدَّهْمَاءِ قال: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ سَمِعَ بالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَالله! إنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أَوْ لِمَا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ» هٰكَذَا قال.

۴۳۱۹- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دجال کے متعلق سنے تو اس سے دور رہے' اللہ کی قسم! آدمی اس کے پاس آئے گا جب کہ وہ سمجھتا ہو گا کہ وہ صاحب ایمان ہے' مگر ان شبہات کی بنا پر جو اس کی طرف سے اٹھائے جائیں گے' اس کی اتباع کر بیٹھے گا۔''

فائدہ: فتنہ پرور اور گمراہ افراد یا اس قسم کی چیزوں سے دور رہنے ہی میں امان ہے۔ تاہم اظہار حق اور ابطال باطل کے لیے ایسے لوگوں کے پاس جانا حق ہے۔ لیکن سطحی قسم کے مسلمان ان کے بھرے میں آ کر گمراہ ہو سکتے ہیں' لہٰذا ان سے دور رہنا ضروری ہے اور اپنے ایمان میں رسوخ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

٤٣٢٠ - حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ: حدَّثني بَحِيرٌ عن خَالِدِ بن مَعْدَانَ، عن عَمْرِو بنِ الأَسْوَدِ، عن جُنَادَةَ ابنِ أبي أُمَيَّةَ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ أنَّهُ حَدَّثَهُمْ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عن الدَّجَّالِ حَتَّى خَشِيتُ أنْ لا تَعْقِلُوا، إنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ، أَفْحَجُ، جَعْدٌ، أَعْوَرُ، مَطْمُوسُ الْعَيْنِ، لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلا جَحْرَاءَ، فإنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُم فاعْلَمُوا أنَّ رَبَّكُم لَيْسَ بِأَعْوَرَ».

۴۳۲۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے تمہیں دجال کے متعلق (بہت کچھ) بتایا ہے۔ (اس کے باوجود) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے اسے نہ سمجھا ہو' (یاد رکھنا) مسیح دجال ٹھگنے قد والا' باہر کو نکلی ٹیڑھی پنڈلیوں والا اور بہت گھنگریالے بالوں والا ہو گا' ایک آنکھ سے کانا ہو گا جو کہ مٹی ہوئی ہو گی' نہ تو ابھری ہوئی اور نہ گہری ہو گی' پھر بھی تمہیں کوئی شبہ ہو تو یاد رکھنا کہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔''

٤٣١٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٣١ من حديث حميد بن هلال به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥٣١.

٤٣٢٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٢٤ عن حيوة بن شريح، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٧٦٤ من حديث بقية به، وللحديث شواهد.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَمْرُو بنُ الأَسْوَدِ وَلِيَ الْقَضَاءَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمرو بن اسود کو منصب قضا سونپا گیا تھا۔

٤٣٢١- حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمُؤَذِّنُ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابنُ جَابِرٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ قال: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ فقالَ: «إنْ يَخْرُجْ وأَنَا فِيكُم فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُم وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُم فامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُم فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ؛ فإنَّهَا جِوَارُكُم مِنْ فِتْنَتِهِ». قُلْنَا: وَمَا لُبْثُهُ في الأَرْضِ، قالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُم». فقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قال: «لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ».

۴۳۲۱- حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اگر وہ میرے ہوتے ہوئے تم میں ظاہر ہوا تو میں تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کروں گا۔ اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو پھر ہر شخص خود اپنا دفاع کرنے والا ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اللہ عزوجل ہی میرا خلیفہ ہے۔ چنانچہ تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے یہی تمہارے لیے اس کے فتنے سے امان ہوں گی۔'' ہم نے پوچھا کہ وہ زمین پر کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن۔ (ان میں سے) ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے برابر ہوں گے۔'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ دن جو ایک سال کے برابر ہوگا کیا ہمیں اس میں ایک دن رات کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' اس کے لیے تم لوگ اندازہ لگا لینا۔'' پھر دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے' پس وہ اسے باب لُدّ کے پاس پائیں گے اور اس کا کام تمام کر دیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① دجال کا مقابلہ ایمان راسخ کے بعد سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھنے سے ممکن ہوگا اور فی الواقع سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہی اسے قتل کریں گے۔ ② ایام کی طوالت کا سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں جو اہم سوال اٹھا وہ نمازوں کی ادائیگی کا تھا' کیونکہ مومن اور نماز دونوں لازم وملزوم ہیں۔ اس سوال جواب میں قطب شمالی وجنوبی

٤٣٢١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٧ من حديث الوليد بن مسلم به.

کے علاقے کے مسلمانوں کے اشکال کا جواب ہے کہ ان کے ہاں دن رات چھ چھ مہینے کے ہوتے ہیں تو انہیں اندازے سے نمازیں پڑھنی چاہئیں۔

٤٣٢٢ - حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا ضَمْرَةُ عن السَّيْبَانِيِّ، عن عَمْرِو بنِ عَبْدِ الله، عن أبي أُمَامَةَ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ، وَذَكَرَ الصَّلَوَاتِ، مِثْلَ مَعْنَاهُ.

۴۳۲۲-حضرت ابوامامہ ؓ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا اور نمازوں کا ذکر بھی اسی کے ہم معنی بیان کیا۔

٤٣٢٣ - حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ: حَدَّثَنا سَالِمُ بنُ أبي الْجَعْدِ عن مَعْدَانَ بنِ أبي طَلْحَةَ، عن حَدِيثِ أبي الدَّرْدَاءِ، يَرْوِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ».

۴۳۲۳-حضرت ابودرداء ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں حفظ کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔''

قال أَبُو دَاوُدَ: وَكَذَا قال هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عن قَتَادَةَ، إلَّا أنَّهُ قال: «مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ».

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ مگر اس نے کہا: ''جس نے سورۂ کہف کی آخری آیات حفظ کیں۔''

وقالَ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ: «مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ».

شعبہ نے بھی بواسطہ قتادہ ''کہف کی آخری آیات'' کا ذکر کیا ہے۔

فائدہ: حفظ کرنے سے مراد ان کو اپنا ورد بنانا ہے بالخصوص ہر جمعے کے دن تلاوت کرنا جیسے کہ دیگر روایات میں آتا ہے۔ علامہ البانی ؒ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت جس میں ابتدائی آیات کا ذکر ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ اور عدد میں بھی یہ روایات زیادہ ہیں۔ نیز سابقہ حدیث نواس بھی اس کی مؤید ہے۔

٤٣٢٤ - حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا

۴۳۲۴- سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی

٤٣٢٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، ح: ٤٠٧٧ من حديث أبي زرعة السيباني به مطولاً.

٤٣٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، صلوة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي، ح: ٨٠٩ من حديث همام بن يحيى به.

٤٣٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/٤٠٦ من حديث همام به * قتادة صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ◀◀

هَمَّامُ بن يَحْيَى عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ آدَمَ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَعْنِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فإذَا رَأَيْتُمُوهُ فاعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الإسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللهُ في زَمَانِهِ المِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الإسْلَامَ وَيُهْلِكُ المَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ في الأَرضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ المُسْلِمُونَ».

ﷺ نے فرمایا: ''میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے' اور وہ اترنے والے ہیں' جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان جاؤ گے کہ درمیانی قامت والے ہیں اور رنگ ان کا سرخ وسفید ہوگا' ہلکے زرد رنگ کے لباس میں ہوں گے' ایسے محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہو' حالانکہ نمی (پانی) لگا نہیں ہوگا۔ (انتہائی نظیف اور چمک دار رنگ کے ہوں گے) وہ لوگوں سے اسلام کے لیے قتال کریں گے' صلیب توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ دیگر سب دینوں کو ختم کر دے گا۔ وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے' پھر ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔''

توضیح: سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے مکر وفریب اور حملے سے محفوظ فرما کر آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ یہ مضمون صریح وصحیح احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿......وَمَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ......﴾ (النساء: ١٥٧) ''انہوں نے نہ انہیں قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا' بلکہ انہیں شبہے میں ڈال دیا گیا۔'' ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ......﴾ (النساء: ١٥٨) ''بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے۔'' (اسی طرح سورۂ آل عمران آیت ۵۵ میں بھی ہے۔) پھر قیامت کے قریب جب دجال کا ظہور ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دمشق میں نزول ہوگا' دجال کو قتل کریں گے اور اسلام اور شریعت محمدی کامل طور پر نافذ کریں گے اور چالیس برس تک یہ فریضہ سرانجام دیں گے۔ ان کا نزول احادیث صحیحہ کے علاوہ قرآن مجید میں بھی وارد ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ إِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾ (الزخرف: ٦١) ''اور بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں تو اس میں ہرگز شبہ نہ کریں۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَ إِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ (النساء: ١٥٩) ''اور اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہیں بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے۔'' اور یہ اعتراض کہ نبوت ختم ہو چکی اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو اس کا جواب

◀◀ ٤٣٧، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٩٥، ووافقه الذهبي.

ان احادیث میں مذکور ہے کہ آنجناب شریعت محمدیہ کی تنفیذ ہی فرمائیں گے جیسے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا: ''اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' (مسند احمد: ۳/ ۳۸۷)

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي خَبَرِ الْجَسَّاسَةِ** (التحفة ١٥)

باب: ۱۵- جساسہ کا بیان

فائدہ: یہ ایک حیوان ہے جو ایک سمندری جزیرے میں دیکھا گیا ہے اور اسے ''جسّاسہ'' اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ دجال کی خبریں پوچھتا تھا۔

٤٣٢٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي ذِئْبٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ أخَّرَ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، ثُمَّ خَرَجَ فقالَ: «إنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عن رَجُلٍ كَانَ في جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ: فإذَا أنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا، قالَ: مَا أنْتِ؟ قالَتْ: أنَا الْجَسَّاسَةُ، اذْهَبْ إلَى ذَلِكَ الْقَصْرِ، فَأَتَيْتُهُ فإذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ في الأغْلَالِ يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأرْضِ، فَقُلْتُ: مَنْ أنْتَ؟ فقالَ: أنَا الدَّجَّالُ، خَرَجَ نَبِيُّ الأُمِّيِّينَ بَعْدُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قالَ: أطَاعُوهُ أمْ عَصَوْهُ؟ قُلْتُ: بَلْ أطَاعُوهُ قالَ: ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ».

۴۳۲۵- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرما دی۔ پھر تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے تمیم داری کی باتوں نے روک لیا تھا۔ وہ بیان کر رہے تھے کہ سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں ایک آدمی تھا' اور میں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بال کھینچ رہی تھی۔ پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ''جساسہ'' ہوں' اس محل میں چلے جاؤ' میں وہاں گیا تو اس میں ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے بال کھینچ رہا تھا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور اوپر نیچے اچھل رہا تھا۔ میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں دجال ہوں۔ کیا عربوں کا نبی آ گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا ان لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے یا نافرمانی؟ میں نے کہا: نہیں بلکہ اطاعت کی ہے۔ اس نے کہا: یہ ان کے لیے بہتر ہے۔''

٤٣٢٦- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أبي

۴۳۲۶- حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٤٣٢٥ـ تخريج: [حسن] للحديث شواهد، انظر الرقم الآتي: ٤٣٢٦.

٤٣٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب قصة الجساسة، ح: ٢٩٤٢ عن حجاج بن أبي يعقوب الشاعر به.

يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا الْمُعَلِّمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ بُرَيْدَةَ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بن شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ عن فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ مُنَادِي رَسُولِ اللهِ ﷺ يُنَادِي: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصَّلَاةَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَ: «لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «إِنِّي مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ وَلَا رَغْبَةٍ، وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحدَّثنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ، حدَّثني أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ، فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ وَأَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ، فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ، فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةُ الشَّعْرِ. قَالُوا: وَيْلَكِ مَا أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي هَذَا الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ. قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَانْطَلَقْنَا

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے کو منادی کرتے ہوئے سنا کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ تو میں بھی چلی آئی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو منبر پر تشریف لائے اور آپ ہنس رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''ہر شخص اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا جانتے ہو میں نے تمھیں کیوں جمع کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے تمھیں ڈرانے یا خوشخبری سنانے کے لیے جمع نہیں کیا ہے۔ میں نے تمھیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری عیسائی تھا' میرے ہاں آیا' بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور اس نے مجھے ایک بات بیان کی ہے جو میری بات کی تائید میں ہے جو میں نے تمھیں دجال کے متعلق کہی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک جہاز میں سوار ہوا' اس کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی تھے۔ جہاز کو طوفانی موجوں نے آ لیا جو انہیں ایک مہینہ تک پریشان کیے رہیں...... اور وہ سورج غروب ہونے کے وقت ایک جزیرے کے پاس پہنچے اور ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر جزیرے میں جا اترے۔ تو انہیں ایک جانور ملا جس کی دم بھاری اور جسم پر بہت بال تھے۔ انہوں نے کہا: کم بخت! تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ اس گرجے میں ایک آدمی ہے اس کے پاس جاؤ' وہ تمہاری خبروں کا بہت مشتاق ہے۔ جب اس نے ہمارے سامنے آدمی کا نام لیا تو ہم اس سے ڈر گئے کہ یہ کہیں شیطان نہ ہو۔ ہم جلدی سے چلے اور اس

سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فإذَا فِيهِ أَعْظَمُ إنْسَانٍ رأيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إلَى عُنُقِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَهُمْ عن نَخْلِ بَيْسَانَ وَعن عَيْنِ زُغَرَ وَعن النَّبِيِّ الأُمِّيِّ. قالَ: إنِّي أنَا المَسِيحُ [الدَّجَّالُ] وَإنَّهُ يُوشِكُ أنْ يُؤْذَنَ لِي في الْخُرُوجِ». قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَإنَّهُ في بَحْرِ الشَّامِ، أوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا، بَلْ مِنْ قِبَلِ المَشْرِقِ مَا هُوَ»، مَرَّتَيْنِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ. قالَتْ: حَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ الله ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

گرجے میں داخل ہوئے تو ایک بہت بڑا انسان دیکھا' اس قدر بڑا انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا جسے بڑی سختی سے باندھا گیا تھا اور اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے......'' اور حدیث بیان کی...... اس نے ان سے (شام کے) نخلستان بَیسان' چشمہ زُغر اور نبی اُمی ﷺ کے متعلق پوچھا...... اور کہا کہ میں ہی مسیح (دجال) ہوں۔ عنقریب مجھے نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے' نہیں بلکہ مشرق کی طرف میں ہے۔'' دو بار فرمایا...... آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس ؓ کہتی ہیں: میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہے...... اور بقیہ حدیث بیان کی۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات صحیح ہیں' اس لیے ان میں بیان کردہ باتوں پر ایمان رکھنا چاہیے۔

٤٣٢٧ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ صُدْرَانَ: حَدَّثَنا المُعْتَمِرُ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ أبي خَالِدٍ عن مُجَالِدِ بنِ سَعِيدٍ، عن عَامِرٍ قالَ: أخْبَرَتْني فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ؛ أنَّ النَّبيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ المِنْبَرَ وكَانَ لا يَصْعَدُ عَلَيْهِ إلَّا يَوْمَ جُمُعَةٍ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ ذَكَرَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ.

۴۳۲۷- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لائے' اور آپ جمعہ کے علاوہ منبر پر نہ آتے تھے۔ مگر اس دن منبر پر آئے۔ پھر یہ قصہ بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: ابن صدران بصری ہیں

٤٣٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم . . . الخ، ح: ٤٠٧٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به * مجالد ضعيف، تقدم، ح: ٢٨٥١، وأصل الحديث صحيح عند مسلم، ح: ٢٩٤٢ وغيره من حديث عامر الشعبي به دون قوله: "أن النبي ﷺ صلى الظهر".

غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابنِ مِسْوَرٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ.

جو ابن مسور کے ساتھ سمندر میں ڈوب گئے تھے اور اس کے علاوہ اور کوئی محفوظ نہیں رہا تھا۔

٤٣٢٨ - حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلَى: حَدَّثَنا ابنُ فُضَيْلٍ عن الْوَلِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ جُمَيْعٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن جَابِرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى المِنْبَرِ: «إنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُون فِي الْبَحْرِ فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ، فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ فَلَقِيَتْهُمُ الْجَسَّاسَةُ» - فَقُلْتُ لأبي سَلَمَةَ: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قال: امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا - قالَتْ: فِي هٰذَا الْقَصْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَسَأَلَ عن نَخْلِ بَيْسَانَ وعن عَيْنِ زُغَرَ. قال: هُوَ المَسِيحُ فقال لِي ابنُ أبي سَلَمَةَ: إنَّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ. قال: شَهِدَ جَابِرٌ أنَّهُ هُوَ ابنُ صَائِدٍ. قُلْتُ: فإنَّهُ قَدْ مَاتَ. قال: وَإنْ مَاتَ! قُلْتُ: فإنَّهُ قَدْ أسْلَمَ. قال: وَإنْ أسْلَمَ! قُلْتُ: فإنَّهُ قَدْ دَخَلَ المَدِينَةَ، قال: وَإنْ دَخَلَ المَدِينَةَ.

۴۳۲۸-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”کچھ لوگ سمندر میں جا رہے تھے کہ ان کا کھانا ختم ہو گیا' تو انہیں ایک جزیرہ دکھائی دیا۔ وہ روٹی کی تلاش میں اسی میں چلے گئے تو جساسہ سے ان کی ملاقات ہو گئی۔“ ولید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا: جساسہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: ایک عورت ہے جو اپنے جسم اور سر کے بال کھینچ رہی تھی۔ اس نے کہا...... اس محل میں...... اور حدیث بیان کی۔ اور (محل والے آدمی نے) ان سے بَیسان کے نخلستان اور زُغر کے چشمے کے متعلق معلوم کیا۔ کہا: وہی مسیح (دجال) ہے۔ ابن ابوسلمہ نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث میں ایک بات ہے جو مجھے یاد نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ نے گواہی دی کہ یہی ابن صائد ہے۔ میں نے کہا: وہ تو مر چکا ہے۔ کہا اگرچہ مر گیا ہے۔ میں نے کہا: اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ کہا اگرچہ اسلام قبول کیا تھا۔ میں نے کہا: وہ تو مدینے میں بھی داخل ہوا تھا۔ کہا اگرچہ مدینے میں بھی داخل ہوا تھا۔

(المعجم ١٦) - باب خَبَرِ ابْنِ الصَّائِدِ (التحفة ١٦)

باب:١٦-ابن صائد کا بیان

فائدہ: علامہ ابن اثیر ”النہایہ“ میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک یہودی تھا یا ان کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا۔ اس کا نام صَافْ کہا گیا ہے۔ اس کے پاس کہانت اور جادو کا علم تھا اور اپنے وقت میں اللہ کے ایمان دار بندوں کے لیے ایک امتحان تھا

٤٣٢٨ـ تخريج: [إسناده حسن] * ابن أبي سلمة هو عمر، والقائل لهذه المقولة هو الوليد.

تا کہ جو ہلاک ہو دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اکثر کہتے ہیں کہ یہ مدینے میں مرا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ واقعہ حرہ کے موقع پر اسے گم پایا گیا اور پھر ملا نہیں۔ واللہ اعلم۔

٤٣٢٩ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِابْنِ صَائِدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟» قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابنُ صَائِدٍ فقالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الأُمِّيِّينَ، ثُمَّ قَالَ ابنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «آمَنْتُ باللهِ وَرُسُلِهِ». ثُمَّ قالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَأْتِيكَ؟» قالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وكَاذِبٌ، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «خُلِّطَ عَلَيْكَ الأَمْرُ»، ثُمَّ قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي قَدْ خَبَّأْتُ لَكَ خَبِيئَةً»، وَخَبَأَ لَهُ ﴿يَوْمَ تَأْتِى ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ [الدخان: ١٠]. قالَ ابنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ. فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ»، فقالَ عُمَرُ: يَارَسُولَ اللهِ! ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ،

۴۳۲۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کی معیت میں ابن صائد کے پاس سے گزرے۔ ان صحابہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اور وہ (ابن صائد مدینہ میں) بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور نوعمر لڑکا تھا۔ اسے پتا نہ چلا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ مارا' پھر اس سے کہا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' راوی کہتا ہے کہ ابن صائد نے آپ کی طرف دیکھا' پھر اس نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امّی لوگوں (عرب) کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی ﷺ سے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔'' پھر نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تیرے پاس کیا آتا ہے؟'' بولا: میرے پاس سچا آتا ہے اور جھوٹا بھی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تیرے لیے ایک بات چھپائی ہے۔'' جبکہ آپ نے اپنے دل میں یہ آیت خیال فرمائی تھی: ﴿يَوْمَ تَأْتِى ٱلسَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ ابن صیاد نے کہا: وہ ''الدُّخ'' ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دفع ہو' تو اپنی قدر سے ہرگز آگے نہیں بڑھ

٤٣٢٩_ تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن الصياد، ح: ٢٩٣٠/ ٩٧ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، الجهاد والسير، باب: كيف يعرض الإسلام على الصبي؟ ح: ٣٠٥٥ من حديث معمر به.

فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ يَعني الدَّجّالَ وَإِنْ لا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ في قَتْلِهِ».

سکتا۔'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ وہی ہوا تو تم اس پر ہرگز مسلط نہیں ہو سکتے۔ یعنی دجال...... اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اس کے قتل میں خیر نہیں۔''

٤٣٣٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَعْقُوبُ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن مُوسَى ابن عُقْبَةَ، عن نَافِعٍ قالَ: كَانَ ابنُ عُمَرَ يَقُولُ: وَالله! مَا أَشُكُّ أَنَّ المَسِيحَ الدَّجّالَ ابنُ صَيَّادٍ.

۴۳۳۰- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال (یہی) ابن صیاد ہی ہے۔

٤٣٣١- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سَعْدِ بنِ إبراهِيمَ، عن مُحمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ قالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَحْلِفُ باللهِ أَنَّ ابنَ الصَّيَّادِ الدَّجّالُ، فَقُلْتُ: تَحْلِفُ باللهِ؟ فقالَ: إنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ بالله تَعالَى عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ، فَلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۴۳۳۱- محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔ میں نے کہا: آپ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس بات پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے قسم اٹھاتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

٤٣٣٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله يَعْني ابنَ مُوسَى، قالَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن الأعْمَشِ، عن سَالِمٍ، عن جَابِرٍ قالَ: فَقَدْنَا ابنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۴۳۳۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حرہ والے دن ابن صیاد کو گم پایا۔

٤٣٣٠- تخريج: [إسناده صحيح].

٤٣٣١- تخريج: أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر ابن صياد، ح:٢٩٢٩/ ٩٤، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجةً . . . الخ، ح:٧٣٥٥ من حديث عبيدالله بن معاذ به.

٤٣٣٢- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة:١٥/ ١٦٠، ح:٣٧٥٢٠ عن عبيدالله بن موسى به * سليمان الأعمش عنعن، وسالم هو ابن أبي الجعد.

فائدہ: ذی الحجہ ٦٣ھ میں یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی اور اس پر مسلط ہوا تھا۔ اسی واقعہ کو تاریخ نے ''یوم الحرہ'' کے نام سے یاد رکھا ہے۔ اس دن کی بابت بہت سی باتیں مشہور ہیں' ان میں سے اکثر غیر معتبر ہیں۔

٤٣٣٣ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عن أبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ دَجَّالًا كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ تَعَالَى».

۴۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس (انتہائی جھوٹے) دجال نہ آ جائیں' ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

فائدہ: اس گنتی سے مراد وہ معروف متنبی ہیں جن کا معاملہ مشہور ہوگا مثلاً مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ بن خویلد' سجاح التمیمیہ' مختار بن ابی عبید ثقفی' حارث الکذاب (عبدالملک بن مروان کے زمانے میں) اور علاوہ ازیں نہ معلوم کتنے ہوں گے۔ ہندوستان میں ظاہر ہونے والا مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسی صنف کا آدمی تھا' یعنی جھوٹا دجال۔

٤٣٣٤ - حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ عَمْرٍو عن أبي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دجَّالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللهِ وَعَلى رَسُولِهِ».

۴۳۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس انتہائی جھوٹے فریبی (دجال) نہ آ جائیں۔ ان میں سے ہر ایک اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولتا ہوگا۔''

٤٣٣٥ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الْجَرَّاحِ عن جَرِيرٍ، عن مُغِيرَةَ، عن إبراهِيمَ قالَ: قالَ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ بِهٰذا الْخَبرِ: قالَ: فَذَكَرَ

۴۳۳۵- عبیدہ سلمانی نے یہ روایت بیان کی اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ ابراہیم بن یزید نخعی کہتے ہیں کہ میں نے عَبِیدہ سے کہا: کیا بھلا آپ مختار

٤٣٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٧، ح: ٩٨٩٩ من حديث العلاء بن عبدالرحمن به.

٤٣٣٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ من حديث محمد بن عمرو بن علقمة الليثي به.

٤٣٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٦/ ٤٨٤ من حديث أبي داود به * مغيرة بن مقسم مدلس وعنعن.

نَحْوَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَتُرَى هٰذَا مِنْهُمْ يَعْنِي الْمُخْتَارَ؟ قَالَ عَبِيدَةُ: أَمَا إِنَّهُ مِنَ الرُّءُوسِ.

(بن ابی عبید ثقفی) کو انہی میں سے سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ تو ان سب کے سرداروں میں سے ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے' لیکن "نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا" امت کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اگر اس کی ادائیگی میں سستی' غفلت یا اعراض ہونے لگے تو یہ بہت بڑا فتنہ ہے' اور خلیفۃ المسلمین کو اس مقصد کے لیے اگر قتال کرنا پڑے تو حق ہے' جیسے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ تو اسی مناسبت سے یہ احادیث ان ابواب میں ذکر کی گئی ہیں۔

(المعجم ١٧) - باب الأَمْرِ وَالنَّهْيِ (التحفة ١٧)

باب:١٧- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان

٤٣٣٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ عن عَلِيِّ ابنِ بَذِيمَةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ: يَا هٰذَا! اتَّقِ اللهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ﴾ إلى قَوْلِهِ ﴿فَٰسِقُونَ﴾ [المائدة: ٧٨-٨١]، ثُمَّ قَالَ: كَلَّا واللهِ! لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عن الْمُنْكَرِ، وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَي

٤٣٣٦- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پہلا پہلا نقص اور عیب جو بنو اسرائیل میں داخل ہوا یہ تھا کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے ملتا تو اسے کہتا تھا: ارے! اللہ سے ڈرو اور جو کر رہے ہو اس سے باز آ جاؤ' یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔ پھر اگلے دن ملتا تو اس کے لیے اس کا ہم نوالہ' ہم پیالہ اور ہم مجلس ہونے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ جب ان کا یہ حال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پر دے مارا (ان کے اندر اختلاف' تنازع اور بغض وحسد پیدا ہو گیا۔ ان میں سے اتفاق واتحاد اور الفت اٹھالی گئی) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ......﴾ "بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے

٤٣٣٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٤٧، وابن ماجه، ح: ٤٠٠٦ من حديث علي بن بذيمة به * السند منقطع كما تقدم، ح: ١٢٤٤، ١٤١٧.

الظَّالِم، وَلَتَأْطِرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا، وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا».

کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے' روکتے نہ تھے۔ جو کچھ بھی وہ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ ان میں سے اکثر کو آپ دیکھیں گے کہ وہ کافروں سے دوستیاں کرتے ہیں' بہت برا ہے وہ جو انہوں نے اپنے لیے آگے بھیج رکھا ہے کہ اللہ ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اگر ان کا اللہ پر' نبی پر اور اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا' ایمان ہوتا تو یہ ان کافروں سے دوستیاں نہ رکھتے لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔'' پھر فرمایا: خبردار! اللہ کی قسم! تمہیں بالضرور نیکی کا حکم کرنا ہوگا' برائی سے روکنا ہوگا' ظالم کا ہاتھ پکڑنا ہوگا اور اسے حق پر لوٹانا اور حق کا پابند کرنا ہوگا۔''

ملاحظہ: یہ روایت تو سنداً ضعیف ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اگر فاسقوں' ظالموں اور اہل بدعت کے ساتھ للہ فی اللہ بغض نہ رکھا جائے اور مقاطعہ نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ آزادانہ اختلاط ہو یوں کہ شرعی غیرت بھی اٹھ جائے تو اس کا عقاب انتہائی شدید ہوتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ اور امت اسلامیہ کی موجودہ صورت حال سے ظاہر ہے۔ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ.

٤٣٣٧ - حَدَّثَنا خَلَفُ بنُ هِشَام: حَدَّثَنا أبُو شِهَابٍ الْحَنَّاطُ عن الْعَلَاءِ بنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ. زَادَ: «أَوْ لَيَضْرِبَنَّ الله بِقُلُوبِ بَعْضِكُم عَلَى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ».

۴۳۳۷-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا۔ اور مزید کہا:......''ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل ایک دوسرے پر دے مارے گا (تمہارے اندر اختلاف وتفرقہ ڈال دے گا) اور پھر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے کہ ان کو لعنت کی تھی۔'' (اپنی رحمت سے دور کرے گا۔)

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ الْمُحَارِبِيُّ عن الْعَلَاءِ ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ الأفْطَسِ، عن أبي عُبَيْدَةَ، عن

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو محاربی نے بسند علاء بن مسیّب' عبداللہ بن عمرو بن مرہ سے' انہوں نے سالم افطس سے' انہوں نے ابوعبیدہ سے'

٤٣٣٧- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

عَبْدِ الله . وَرَوَاهُ خَالِدٌ الطَّحَّانُ عن الْعَلَاءِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي عُبَيْدَةَ.

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ اور خالد طحان نے بواسطہ علاء عمرو بن مرہ سے اور اس نے ابوعبیدہ سے روایت کیا۔

٤٣٣٨- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ؛ ح: وحدثنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا هُشَيْمٌ المَعْنى عن إسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ قالَ: قالَ أبو بَكْرٍ بَعْدَ أنْ حَمِدَ الله وَأثْنَى عَلَيْهِ: «يأيُّهَا النَّاسُ إنّكم تَقْرأُونَ هٰذِهِ الآيَةَ وَتَضَعُونَهَا عَلَى غَيْرِ مَوَاضِعِهَا: ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] قالَ: عن خَالِدٍ وَإنَّا سَمِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ النَّاسَ إذَا رَأوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أوْشَكَ أنْ يَعُمَّهُم اللهُ بِعِقَابٍ». وَقال عَمْرٌو عن هُشَيْمٍ: وَإنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِم بالمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا إلَّا يُوشِكُ أنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ».

۴۳۳۸- جناب قیس (بن ابی حازم) نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (اپنے خطبے میں) اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! تم یہ آیت کریمہ پڑھتے ہو: ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم......﴾ ”اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہوا اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔“ مگر اس کے معنی و مفہوم غلط سمجھتے ہو۔ خالد نے روایت کیا ......ہم نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”بلاشبہ لوگ جب کسی کو ظلم کرتا دیکھیں اور پھر اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو قریب ہوتا ہے کہ اللہ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔“ اور عمرو (بن عون) نے ہشیم سے روایت کرتے ہوئے کہا: حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس قوم میں اللہ کی نافرمانی کے کام ہوں اور وہ انہیں روکنے پر قادر ہوں مگر منع نہ کرتے ہوں تو قریب ہوتا ہے کہ اللہ اس سبب سے ان سب کو اپنے عقاب کی لپیٹ میں لے لے۔“

قالَ أبو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ - كَمَا قَالَ خَالِدٌ - أبُو أُسَامَةَ وَجَمَاعَةٌ. قالَ شُعْبَةُ فِيهِ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فيهِمْ بالمَعَاصِي هُمْ أكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو...... اسی طرح جیسے کہ خالد نے...... روایت کیا ہے۔ ابو اسامہ اور ایک بڑی جماعت نے بیان کیا ہے۔ جبکہ شعبہ نے یوں بیان کیا: ”جس کسی قوم میں نافرمانیاں ہوتی

٤٣٣٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٥٧، وابن ماجه، ح: ٤٠٠٥ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وصرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

ہوں اور معاصی سے بچنے والوں کی تعداد زیادہ...... اور دوسروں کی کم ہو...... (اور پھر بھی وہ نہ روکیں تو ان سب پر عقاب آنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔")

فوائد ومسائل: ① سورۂ مائدہ کی مذکورہ بالا آیت ﴿عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ...... الخ﴾ میں ذکر کی گئی بات: "جب تم راہ راست پر چل رہے ہو......" اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب اہل ایمان شریعت کا تقاضا پورا کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے رہے ہوں اور پوری قوت سے اس عمل میں منہمک اور مشغول ہوں۔ اگر اس سے اعراض اور پہلو تہی ہو تو "راہ راست پر ہونا" خوش فہمی سے بڑھ کر نہیں۔ واللہ اعلم. ② امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم ترین فریضے سے غفلت اور اس میں سست روی کا عقاب سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ سورۃ الانفال میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً﴾ (الانفال: ٢٥) "اور اس فتنے وبال اور عقاب سے ڈرو جو تم میں سے محض ظالموں ہی کو نہ آئے گا۔" (بلکہ دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔)

٤٣٣٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، أَظُنُّهُ عَنِ ابنِ جَرِيرٍ، عَنْ جَرِيرٍ قال: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلَا يُغَيِّرُوا إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا».

۴۳۳۹- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "جو کوئی ایسی قوم میں ہو کہ ان میں اللہ کی نافرمانیاں کی جا رہی ہوں اور وہ لوگ ان کی اصلاح اور ان کے بدلنے پر قادر ہوں' اس کے باوجود وہ ان کی اصلاح نہ کریں اور انہیں نہ بدلیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب دے گا۔"

٤٣٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وَهَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ قالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

۴۳۴۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

٤٣٣٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] رواه البيهقي: ١٠/٩١ عن شعبة عن أبي إسحاق عن عبيدالله بن جرير عن أبيه ... الخ ولم يشك، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٩، ١٨٤٠ ❊ عبيدالله بن جرير مجهول الحال، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة عند عبدالغني بن عبدالواحد المقدسي في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٢٠، ٢١ وغيره.

٤٣٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ... الخ، ح: ٤٩ عن محمد بن العلاء أبي كريب به.

عنِ الأعْمشِ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ رَجَاءٍ، عن أبِيهِ، عن أبي سَعِيدٍ، وعنْ قَيْسِ بنِ مُسْلِمٍ، عن طَارِقِ بنِ شِهَابٍ، عن أبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ». وَقَطَعَ هَنَّادٌ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ، وَفَّاهُ ابنُ الْعَلَاءِ: «فإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فإنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أضْعَفُ الإيمَانِ».

''تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اور وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دینے اور اس کی اصلاح کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے اس کی اصلاح کرے''...... ہناد نے یہ حدیث یہیں تک بیان کی۔ جبکہ ابن علاء نے بقیہ کو یوں پورا کیا...... ''اگر یہ ہمت نہ ہو تو زبان سے روکے' اگر زبان سے روکنے کی ہمت نہ ہو تو پھر اپنے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کی سب سے کمزور کیفیت ہے۔''

فائدہ: گھرانے اور خاندان کے بڑے علاقے اور شہر کے حاکم اور ایک مملکت میں حاکم اعلیٰ کو یہ اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے زیر اثر حلقے میں پائی جانے والی برائیوں کا بزور قوت قلع قمع کرے......اور علماء اور دیگر اہل نظر پر واجب ہے کہ برائی کا برائی ہونا واضح کریں اور اس کے برے انجام سے ڈرائیں۔ اور جو یہ کام بھی نہ کر سکیں تو کم از کم دل سے تو ضرور برا جانیں۔ ورنہ اس کے بعد ایمان کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہتا۔ خیال رہے کہ ''دل سے برا جاننے'' کا مفہوم یہ ہے کہ ان لوگوں کے دل میں یہ عزم موجود ہو کہ اگر آج نہیں' تو کل کلاں جب بھی موقع ملا اس برائی کو اکھیڑ کر دم لیں گے......اور اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے۔

٤٣٤١- حَدَّثَنا أبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن عُتْبَةَ ابنِ أبِي حَكِيمٍ قال: حدَّثني عَمْرُو بنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ قال: حدَّثني أبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ قالَ: سَأَلْتُ أبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ فَقُلْتُ: يَا أبَا ثَعْلَبَةَ كَيْفَ تَقُولُ في هٰذِهِ الآيَةِ ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾ قالَ: أمَا وَالله! لَقَدْ

۴۳۴۱- ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوثعلبہ! آپ اس آیت کریمہ ﴿عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ...... الخ﴾ کے سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے اس کے متعلق فی الواقع صاحب علم و خبر سے پوچھا ہے۔ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا' تو آپ نے فرمایا تھا: ''بلکہ تمہیں چاہیے کہ نیکی کا حکم دیے

٤٣٤١_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة المائدة، ح: ٣٠٥٨ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٤٠١٤، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٢٢، ووافقه الذهبي.

سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فقالَ: «بَلِ ائْتَمِرُوا بالمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عن المُنْكَرِ، حَتَّى إذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ يَعني بِنَفْسِكَ وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فإنَّ مِنْ وَرَائِكُم أيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ». وَزَادَنِي غَيْرُهُ قالَ: يَا رَسُولَ الله! أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ. قالَ: «أجْرُ خَمْسِينَ مِنكُم».

جاؤ اور برائی سے روکتے رہو حتی کہ جب دیکھو کہ حرص اور بخیلی کی اتباع ہونے لگی ہے' لوگ خواہشات نفسانی کے درپے ہو گئے ہیں اور دنیا ہی کو ترجیح دینے لگے ہیں (آخرت کو بھول گئے ہیں) اور ہر رائے والا اپنی رائے اور بات ہی کو ترجیح دیتا ہے۔ (اس پر خوش اور اصرار کرتا ہے) تو پھر اپنے آپ کو لازم پکڑ لو اور عوام کی فکر چھوڑ دو (دوسروں کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں دے گی۔) بلاشبہ تمہارے بعد صبر کے دن آنے والے ہیں' ان میں (دین و شریعت پر) صبر کرنا (اس پر ثابت قدم رہنا) ایسے ہوگا جیسے آگ کا انگارہ پکڑنا۔ ان لوگوں میں (دین کے تقاضوں پر) عمل کرنے والے کو اس جیسے پچاس عاملوں کا ثواب ملے گا۔'' (عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ عتبہ کے علاوہ) مجھے دوسرے نے بتایا کہ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں میں سے پچاس عاملوں کے برابر ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارے پچاس عاملوں کے برابر۔''

٤٣٤٢- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بنَ أبي حَازِمٍ حَدَّثَهُمْ عن أبِيهِ، عن عُمَارَةَ بنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ»، أوْ يُوشِكُ أنْ يَأْتِيَ زَمَانٌ يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً، تَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ

۴۳۴۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا اس زمانے میں کیا حال ہوگا......'' یا فرمایا: ''عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد و مواعید میں بے وفائی اور

٤٣٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٥٧ من حديث عبدالعزيز ابن أبي حازم به، وصححه الحاكم: ٢/ ١٥٩، ٤/ ٤٣٥، ووافقه الذهبي.

وَأَمَانَاتُهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فقالُوا: كَيْفَ بِنَا يَا رَسُولَ الله! فقالَ: «تَأْخُذُونَ مَا تَعْرِفُونَ، وَتَذَرُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلٰى أَمْرِ خَاصَّتِكُم، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَامَّتِكُم».

امانتوں میں خیانت ہوگی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا......'' آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا...... صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جو نیکی ہو اس پر عمل پیرا ہونا اور جو برائی ہو اس سے دور رہنا اور خاص اپنی اصلاح کی فکر کرنا اور اپنے عام لوگوں کو چھوڑ دینا۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا رُوِيَ عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے واسطے سے نبی ﷺ سے کئی سندوں سے وارد ہے۔

فائدہ: یہ کیفیت بالکل آخری دور کی ہے جب دین وایمان اور خیر وصلاح کی بات پر کان نہیں دھرا جائے گا۔ تب یہی حکم ہے کہ انسان اپنی فکر کرے لیکن اس سے پہلے اشاعت حق کے لیے اپنی وسعت بھر افراد اور میدان کی تلاش جاری رکھنا لازمی ہے جیسے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وائمہ کی سیرتوں سے نمایاں ہے۔

٤٣٤٣- حَدَّثَنا هارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ أبي إسْحَاقَ عن هِلَالِ بنِ خَبَّابٍ أبي الْعَلَاءِ، قالَ: حدَّثني عِكْرِمَةُ قالَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ الله ﷺ إذْ ذَكَرَ الْفِتْنَةَ فقالَ: «إذَا رَأَيْتُمُ النَّاسَ قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَخَفَّتْ أمانَاتُهُمْ وَكَانُوا هٰكَذَا»، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. قالَ: فَقُمْتُ إلَيْهِ فَقُلْتُ: كَيْفَ أَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِي الله

۴۳۴۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے عہد ومواعید میں بے وفائی کرنے لگے ہیں' امانتوں کا معاملہ انتہائی خفیف اور ضعیف ہو گیا ہے (لوگ خائن بن گئے ہیں) اور ان کی آپس کی حالت اس طرح ہو گئی ہے۔'' اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر ڈال کر دکھایا (اختلافات بہت بڑھ گئے ہیں) عبداللہ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر آپ کے قریب ہو گیا اور عرض کیا: اللہ مجھے آپ پر فدا ہونے

٤٣٤٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٢ عن الفضل بن دكين به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٣٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٠٥، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٨٢، ٢٨٣، ووافقه الذهبي.

فِدَاكَ؟ قَالَ: «الْزَمْ بَيْتَكَ وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تُنْكِرُ، وَعَلَيْكَ بِأَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ أَمْرَ الْعَامَّةِ».

والا بنائے! میں ان حالات میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے گھر کو لازم پکڑنا' اپنی زبان کا مالک بن جانا (خاموش رہنا) اور نیکی پر عمل کرنا اور برائی سے بچنا اور اپنی ذات کی فکر کرنا اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دینا۔''

فائدہ: عہد اور وعدے میں بے وفائی اور امانت میں خیانت...... جہاں نفاق کی علامتیں ہیں وہاں ایام فتن کی بھی علامات ہیں۔ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ان عیوب میں ملوث ہو' خواہ حالات کیسے ہی دگرگوں کیوں نہ ہوں۔ جب مشکلات اس قدر بڑھ جائیں کہ ان کا مقابلہ انتہائی کٹھن ہو جائے' تب دوسروں کی فکر سے آزاد ہونے کی اجازت ہے' ورنہ اس سے پہلے صاحب ایمان کو جائز نہیں کہ دوسروں سے بے فکر ہو کر اپنے میں مگن ہو کر زندگی گزارے۔

٤٣٤٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابنَ هَارُونَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عن عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عن أبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أفضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ» أَوْ «أَمِيرٍ جَائِرٍ».

۴۳۴۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ انسان جابر حاکم یا ظالم امیر کے سامنے حق و انصاف کا کلمہ کہہ گزرے۔''

فائدہ: جہاں معروف معنی میں حاکم اور سلطان ظالم اور جابر ہوتے ہیں' حق کی بات انہیں گوارا نہیں ہوتی' وہاں معاشرہ اور سوسائٹی بھی ''سلطان جائر'' کے معنی میں ہے کہ صاحب ایمان اپنے بھائی بندوں اور اہل معاشرہ کی رسم و ریت کے برخلاف جرأت و ثابت قدمی کے ساتھ حق کی بات کہے اور حق پر عمل کر کے دکھائے' یہ بہت بڑا جہاد ہے۔ بعض اوقات حکام کے سامنے بات کہنا آسان مگر برادری اور سوسائٹی کی ریت اور ان کے چلن کا مقابلہ انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً معروف اسلامی شعائر ڈاڑھی بڑھانا' چادر شلوار کا ٹخنوں سے اونچا رکھنا اور عورت کا پردہ کرنا ایسے اعمال ہیں کہ کوئی بھی صاحب علم و ایمان ان کے وجوب سے جاہل نہیں' مگر معاشرے کی ریت کے خلاف چلنا کچھ لوگ انتہائی گراں سمجھتے ہیں...... واللہ المستعان!

٤٣٤٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ح:٢١٧٤، وابن ماجه، ح:٤٠١١ من حديث إسرائيل به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح:٤٠١٢ وغيره.

٤٣٤٥ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أخبرنا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنا مُغِيرَةُ بنُ زِيَادٍ المَوصِلِيُّ عن عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ، عنِ الْعُرْسِ بنِ عَمِيرَةَ الْكِنْدِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ في الأَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فكَرِهَهَا - وقالَ مَرَّةً: أَنْكَرَهَا - كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا».

۴۳۴۵-جناب عُرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب زمین میں کوئی خطا اور نافرمانی کی جائے تو اس میں حاضر اور موجود شخص نے اس کو برا جانا...... اور ایک بار فرمایا...... اور اس کا انکار کیا...... تو وہ ایسے ہو گا جیسے اس معصیت سے غائب اور دور رہا لیکن جو غائب اور دور تھا مگر اس نافرمانی کو اس نے پسند کیا تو وہ ایسے ہو گا جیسے کہ اس میں حاضر اور موجود تھا۔''

٤٣٤٦ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو شِهَابٍ عن مُغِيرَةَ بنِ زِيَادٍ، عن عَدِيِّ بنِ عَدِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ قال: «مَنْ شَهِدَهَا فكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا».

۴۳۴۶-حضرت عدی بن عدی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: ''جو اس میں حاضر تھا مگر اس نے اسے مکروہ اور ناپسند جانا تو وہ ایسے ہوا جیسے کہ اس سے غائب اور دور رہا ہو۔''

فائدہ: ایسے انداز پر دل کی خواہشات پر بھی مواخذہ ہو گا...... ﴿وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ (البقرہ:۲۲۵) ''لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اعمال پر تمہارا مواخذہ کرے گا۔'' بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٣٤٧ - حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ حَرْبٍ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ - وَهٰذَا لَفظُهُ - عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أبي الْبَخْتَرِيِّ قالَ: أخبرَني مَنْ سَمِعَ النَّبيَّ ﷺ يَقُولُ - وقال سُلَيْمَانُ: قال: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ

۴۳۴۷-نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک کہ ان کے گناہوں اور عیبوں کی کثرت نہ ہو جائے یا ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے۔''

٤٣٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ١٣٩ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو ضعيف كما تقدم، ح: ٣٠٦٩، وانظر الحديث الآتي.

٤٣٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل قاله المنذري.

٤٣٤٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٠ من حديث شعبة به.

-: «لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يَعْذِرُوا - أَوْ يُعْذِرُوا - مِنْ أَنْفُسِهِمْ».

(المعجم ١٨) - **بَابُ قِيَامِ السَّاعَةِ** (التحفة ١٨)

باب:١٨-قیامت کے آنے کا بیان

٤٣٤٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: أخبرَني سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله وَأَبُو بَكْرِ بنُ سُلَيْمانَ؛ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ قالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فقالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُم هٰذِهِ، فإنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سنةٍ مِنْهَا، لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ». قالَ ابنُ عُمَرَ: فَوَهَلَ النَّاسُ في مَقَالَةِ رَسُولِ الله ﷺ تِلكَ - فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ عَنْ هٰذِهِ الأَحَادِيثِ - عن مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قالَ رَسُولُ الله ﷺ: لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ، يُرِيدُ أَنْ يَنْخَرِمَ ذٰلِكَ الْقَرْنُ.

۴۳۴۸-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری ایام میں ہمیں ایک دن عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''دیکھو کہ تمہاری اس رات میں اب جو کوئی روئے زمین پر موجود ہے سو سال کے بعد ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔'' حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بارے میں وہم میں پڑ گئے ہیں......یعنی یہ احادیث جو صحابہ کرام سو سال کے بارے میں روایت کرتے ہیں (کہ شاید سو سال بعد قیامت ہی آ جائے گی انہوں نے کہا) حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ آج جو روئے زمین پر موجود ہے' وہ باقی نہیں رہے گا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی۔

فوائد و مسائل: ① فی الواقع اصحاب نبی میں سے کوئی شخص ایک صدی سے آگے نہیں بڑھا' سبھی وفات پا گئے تھے......تو اس کے بعد صحابیت کا دعویٰ کرنے والے کا دعویٰ غلط محض ہوا جیسے کہ رتن ہندی کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ اس نے پانچ سو سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ② اس حدیث کی روشنی میں جناب خضر کے متعلق بھی استدلال لیا جاتا ہے کہ وہ بھی وفات پا گئے ہیں مگر ان کے بالمقابل دوسرے کہتے ہیں کہ وہ اس موقع پر زمین پر موجود ہی نہ تھے اس لیے کہ حیات خضر پر کوئی مستند دلیل نہیں ہے۔

٤٣٤٨_ **تخريج:** أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله ﷺ على رأس مائة سنة . . . إلخ، ح:٢٥٣٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف (جامع معمر)، ح:٢٠٥٣٤ ، ومسند أحمد:٢/٨٨، ورواه البخاري، ح:١١٦ من حديث الزهري به.

٤٣٤٩ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالِحٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أبيهِ، عن أبي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَنْ يُعْجِزَ اللهُ هٰذِهِ الأُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ».

۴۳۴۹- حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن کی مہلت سے عاجز نہیں رکھے گا۔''

٤٣٥٠ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا أبُو المُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «إنِّي لأَرْجُو أنْ لا تَعْجِزَ أُمَّتِي عِنْدَ رَبِّهَا أنْ يُؤَخِّرَهُمْ نِصْفَ يَوْمٍ». قِيلَ لِسَعْدٍ: وَكَمْ نِصْفُ يَوْمٍ؟ قالَ: خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ.

۴۳۵۰- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے عاجز نہ ہو گی کہ وہ اسے آدھے دن تک مؤخر فرما دے۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آدھے دن کی مدت کس قدر ہے؟ انہوں نے کہا: پانچ سو سال۔

فائدہ: اس کے کئی مفہوم بیان کیے گئے ہیں' ان میں ایک مفہوم یہ ہے کہ اس کا تعلق یوم قیامت سے ہے' یعنی اس روز اللہ تعالیٰ غریبوں کو پہلے جنت میں بھیج دے گا اور مال داروں کو ان سے ملنے میں پانچ سو سال کی مدت لگ جائے گی۔ یہ بات دوسری احادیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔

٤٣٤٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن جرير الطبري في تاريخه: ١/١٦ من حديث عبدالله بن وهب، وأحمد: ٤/١٩٣ من حديث معاوية بن صالح به، وصححه الحاكم: ٤/٤٢٤ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٤٣٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] لانقطاعه، والحديث السابق: ٤٣٤٩ يغني عنه.

حدود اور تعزیرات کا بیان

حدود، حد کی جمع ہے۔ لغت میں "حد" اس رکاوٹ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو اور انہیں آپس میں خلط ہونے سے مانع ہو۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد "وہ خاص سزائیں ہوتی ہیں جو بلحاظ حقوق اللہ مخصوص غلطیوں اور نافرمانیوں پر ان کے مرتکبین کو دی جاتی ہیں اور یہ اللہ یا اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہیں۔" ان سزاؤں کو "حد" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سزائیں لوگوں کو ان نافرمانیوں کے ارتکاب سے مانع ہوتی ہیں اور تعزیرات، ان سزاؤں کو کہتے ہیں جو مقرر نہیں ہیں، بلکہ قاضی یا حاکم مجاز اپنی صواب دید سے حالات کے مطابق مختلف جرائم پر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے چند شنیع جرائم کی سزائیں مقرر فرمادی ہیں جو لوگوں کو جرائم کے ارتکاب سے روکتی ہیں۔ اس لیے انہیں حدود کہا جاتا ہے۔ وہ جرائم اور ان کی سزائیں درج ذیل ہیں:

① چوری: مسلمان کا مال حرمت والا ہے، اسے چرانے والے کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ﴾ (المائدۃ:۳۸)

''اور تم چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو' یہ اللہ کی طرف سے اس گناہ کی عبرت ناک سزا ہے جو انہوں نے کیا۔''

② **تہمت لگانا:** پاک دامن مسلمان پر جھوٹی تہمت لگانا موجب سزا ہے جو کہ ۸۰ کوڑے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (النور:۴) ''تو تم انہیں اَسّی کوڑے مارو۔''

③ **زنا:** اس قبیح اور شنیع جرم کی بڑی سخت سزا مقرر کی گئی ہے۔ اگر شادی شدہ شخص یہ جرم کرے تو اسے پتھروں سے رجم کرنے کا حکم دیا گیا اور اگر کنوارا ہو تو سو کوڑے اس کی سزا ہے۔ (صحيح مسلم' الحدود' باب حدّالزنیٰ' حديث:١٦٩٠)

④ **بغاوت اور ارتداد:** اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ باغیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی جائے گی تا آنکہ وہ مسلمان امام کی اطاعت میں واپس آ جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ......﴾ الآية ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں' ان کی سزا تو صرف یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں ان کے لیے ذلت ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔'' (المائدة:٣٣)

⑤ **قتل:** عدم صلح کی صورت میں اس جرم کے مرتکب شخص کی سزا بھی قتل ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ ''اور ہم نے ان کے ذمہ یہ بات تورات میں مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان ہے۔'' (المائدة:٤٥)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٧) - كِتَابُ الْحُدُودِ (التحفة ٣٢)

حدود اور تعزیرات کا بیان

(المعجم ١) - باب الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ (التحفة ١)

باب:۱- مرتد یعنی دین اسلام سے پھر جانے والے کا حکم

فائدہ: ''مرتد ہونا یا ارتداد''...... کسی عاقل' بالغ مسلمان (مرد' عورت) کے بغیر کسی جبر و اکراہ کے اسلام سے منکر ہو جانے کو کہتے ہیں۔ کوئی بچہ یا مجنون ایسی بات کہے تو اس کا اعتبار نہیں اور اگر کوئی کسی کے جبر و اکراہ سے ایسا کہنے کرنے پر مجبور ہو جائے تو معاف ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ﴾ (النحل:١٠٦) ''جس نے ایمان لے آنے کے بعد اللہ سے کفر کیا سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔''

٤٣٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ إِبراهِيمَ: أخبرنا أَيُّوبُ عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عن الإِسْلَامِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابنَ عَبَّاسٍ فقالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُحَرِّقَهُمْ بالنَّارِ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ» وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ». فَبَلَغَ ذٰلِكَ

۴۳۵۱- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی ؓ نے بعض لوگوں کو جو دین اسلام سے مرتد ہو گئے تھے آگ سے جلوا دیا۔ حضرت ابن عباس ؓ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں آگ سے نہ جلواتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ کے عذاب سے عذاب مت دو۔'' میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق قتل کرتا۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔'' حضرت علی ؓ کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے

٤٣٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٢ من حديث أيوب السختياني به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٢١٧، ح: ١٨٧١.

عَلِيًّا فقالَ : وَيْحَ [أُمِّ] ابنِ عَبَّاسٍ .

کہا: کیا خوب ہیں ابن عباس! (یا ابن عباس کی ماں!)

فوائد و مسائل: ① آگ سے عذاب دینا' اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ کسی بھی شخص کو جائز نہیں کہ کسی مجرم کو آگ سے سزا دے' خواہ اس کا جرم کس قدر بڑا ہو۔ اور دین اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا قتل ہے۔ ② آیت کریمہ ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِى الدِّينِ ......﴾ (البقرة:٢٥٦) ''دین میں جبر و اکراہ نہیں......'' کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو جبراً اسلام میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ جہاد و قتال اسلام کے غلبہ اور اس کی راہ میں موجود رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان نہیں ہونا چاہتا تو اسے جزیہ دے کر مسلمانوں کے ماتحت رہنا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس پر اسلام کے تمام احکام و فرائض لازم آتے ہیں اور واپسی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر یہ راہ کھلی رکھی جائے تو یہ دین نہیں بچوں کا کھیل بن کر رہ جائے گا' اس لیے اسلام قبول کرنے والے کو سوچ سمجھ کر یہ اقدام کرنا چاہیے کہ اب واپسی ناممکن ہے اور اس حقیقت سے مشرکین مکہ اور تمام اہل جاہلیت آگاہ تھے کہ اسلام قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ اپنی سابقہ طرز زندگی کے بالکل برعکس ایک نیا طرز زندگی اپنانا پڑے گا۔ اس مسئلے کو دوسرے انداز سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مرتد ہونا بغاوت ہے اور بغاوت کسی بھی مذہب و ملت' قانون اور حکومت میں ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا ہے۔

٤٣٥٢- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عن مَسْرُوقٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أن لا إلٰهَ إلَّا الله وَأَنِّي رَسُولُ الله إلَّا بِإِحْدَىٰ ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالنَّفْسُ بالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ المُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ».

۴۳۵۲- سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں' اس کا خون حلال نہیں ہے' سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو: شادی شدہ ہو کر زنا کرے' جان کے بدلے جان اور جو دین (اسلام) چھوڑ دے اور جماعت (ملت اسلام) سے الگ ہو جائے۔''

٤٣٥٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ

۴۳۵۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٤٣٥٢_ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب ما يباح به دم المسلم، ح:١٦٧٦ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الديات، باب قول الله تعالى: ﴿أن النفس بالنفس...﴾ الخ، ح:٦٨٧٨ من حديث الأعمش به.

٤٣٥٣_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الصلب، ح:٤٠٥٣ من حديث إبراهيم بن طهمان به.

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا إبراهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بنِ رُفَيْعٍ، عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أن لا إله إلَّا الله وَأَنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله إلَّا في إحْدَىٰ ثَلاثٍ: رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إحْصَانٍ فإنَّهُ يُرْجَمُ، وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بالله وَرَسُولِهِ فإنَّهُ يُقْتَلُ أوْ يُصْلَبُ أوْ يُنْفَى مِنَ الأرْضِ، أوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اس کا خون حلال نہیں' سوائے اس کے کہ تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو: شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے' تو اسے پتھروں سے رجم کیا جائے گا' کوئی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہتھیار اٹھا کر نکلے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی چڑھایا جائے گا یا ملک بدر کر دیا جائے یا کوئی کسی جان کو مار ڈالے تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔''

٤٣٥٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: قالَ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ ابنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ قالَ: قال أبُو مُوسَىٰ: أَقْبَلْتُ إلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الأشْعَرِيِّينَ أحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي، فكِلَاهُمَا سَأَلَا الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ، فقالَ: «مَا تَقُولُ يَا أبَا مُوسَىٰ!» أوْ «يَا عَبْدَ الله بنَ قَيْسٍ!؟» قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا في أنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ. قالَ: وَكَأَنِّي أنْظُرُ إلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ. قالَ: «لَنْ

۴۳۵۴- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ میرے ساتھ بنو اشعر کے دو آدمی اور بھی تھے' ایک میری دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب۔ ان دونوں نے کام (کسی منصب اور ذمہ داری) کا سوال کر دیا اور نبی ﷺ خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے ابو موسیٰ!'' یا فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس تیرا کیا خیال ہے؟'' میں نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! انہوں نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں بتائی تھی اور مجھے خیال نہ تھا کہ یہ کسی منصب کے طلب گار ہیں' اور گویا میں رسول اللہ ﷺ کی مسواک کی طرف دیکھ رہا ہوں جو آپ کے ہونٹ کے نیچے تھی جس سے وہ اوپر کو اٹھ سا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''ہم کسی کو اپنا کام ہرگز

٤٣٥٤- تخريج: أخرجه البخاري، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب حكم المرتد والمرتدة واستتابتهم، ح: ٦٩٢٣ عن مسدد، ومسلم، الإمارة، باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، ح: ١٨٢٤ من حديث يحيى القطان به.

نَسْتَعْمِلَ - أَوْ لا نَسْتَعْمِلُ - عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسٰى! أَوْ يَا عَبْدَ الله بنَ قَيْسٍ!» فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بنَ جَبَلٍ. قالَ: فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قالَ: انْزِلْ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً فإذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ. قالَ: مَا هٰذَا؟ قالَ: هٰذَا كَانَ يَهُودِيًّا فأَسْلَمَ، ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ، دِينَ السَّوءِ. قالَ: لَا أجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ. قالَ: اجْلِسْ، نَعَمْ. قال: لَا أجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ الله وَرَسُولِهِ - ثَلَاثَ مِرَارٍ - فأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ، فقال أحَدُهُمَا - مُعَاذُ بنُ جَبَلٍ -: أَمَّا أنَا فَأَنَامُ وَأقُومُ، أَوْ أقُومُ وَأَنَامُ، وَأَرْجُو في نَوْمَتِي مَا أرْجُو في قَوْمَتِي.

نہ سونپیں گے۔'' یا فرمایا: ''ہم ایسے کسی شخص کو اپنا کام نہیں دیتے ہیں جو از خود اس کا طلب گار ہو' لیکن اے ابو موسیٰ!'' یا فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس! تم جاؤ۔'' اور انہیں یمن کی طرف بھیج دیا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دیا۔ جب معاذ ان کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ نے کہا: تشریف لائیے۔ اتریے اور انہیں تکیہ پیش کیا۔ لیکن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اچانک دیکھا کہ ان کے ہاں ایک آدمی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا' اسے کیا ہے؟ کہا کہ یہ یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا لیکن دوبارہ اپنے باطل دین کی طرف پھر گیا (مرتد ہو گیا) ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا' یہ فیصلہ ہے اللہ اور اس کے رسول کا' ابو موسیٰ نے کہا: بیٹھ جائیے' ہاں' (فیصلہ یہی ہے۔) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا۔ یہ فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ انہوں نے تین بار کہا۔ چنانچہ ابو موسیٰ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں قیام اللیل (رات کی نماز) کے متعلق بات چیت کرتے رہے۔ ان میں سے ایک' یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سوتا ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں۔ یا کہا کہ قیام کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور اپنی نیند میں اسی چیز کا امیدوار ہوتا ہوں جس کی مجھے اپنے قیام میں امید ہوتی ہے۔ (یعنی اجر و ثواب کی۔)

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں بظاہر یہی ہے کہ اس مرتد سے توبہ نہیں کرائی گئی۔ مگر درج ذیل روایت میں ہے کہ اس سے توبہ کرائی گئی تھی اور جمہور یہی کہتے ہیں۔ ② مہمان کا حق ہے کہ اس کی عزت افزائی کی جائے۔

④ منکرات (اللہ کی نافرمانی اور گناہوں کے کاموں) پر انکار میں ٹال مٹول اور ڈھیل کا انداز اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ ④ حدود شرعیہ جاری کرنے میں بھی بلاوجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ ⑤ مباح اور جائز اعمال پر بھی نیت صالح کی بنا پر انسانوں کو اجر وثواب ملتا ہے' مثلاً نیند بندے کے لیے راحت کا فطری عمل ہے مگر جب یہ نیت ہو کہ نیند کے بعد فلاں نیک کام کروں گا تو یہ نیند بھی اجر وثواب کا عمل بن جاتی ہے۔

٤٣٥٥- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا الْحِمَّانِيُّ يَعْني عَبْدَ الْحَمِيدِ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى وَبُرَيْدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبي بُرْدَةَ، عن أبي مُوسٰى قالَ: قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بالْيَمَنِ، وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيًّا فأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عن الإسْلَام، فلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قالَ: لا أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ. قالَ أحَدُهُمَا: وكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

۴۳۵۵- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب یمن میں (عامل) تھا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے اور ایک آدمی تھا جو یہودی تھا' اس نے اسلام قبول کیا مگر پھر اسلام سے مرتد ہو گیا۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے کہا: میں اپنی سواری سے اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک کہ اسے قتل نہ کر دیا جائے۔ دونوں (طلحہ اور برید) میں سے ایک نے کہا: اور اس شخص کو اس سے پہلے توبہ کر لینے کا کہا گیا تھا۔

فائدہ: مرتد کو موقع دینا چاہیے کہ وہ توبہ کر لے اگر دوبارہ اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ قتل ہوگا۔

٤٣٥٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا حَفْصٌ: حَدَّثَنا الشَّيْبَانِيُّ عن أبي بُرْدَةَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فَأُتِيَ أبو مُوسى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عن الإسلامِ فَدَعَاهُ عِشرِين لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فأَبَى، فَضُرِبَ عُنُقُهُ.

۴۳۵۶- جناب ابو بردہ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک آدمی پیش کیا گیا جو اسلام سے مرتد ہو چکا تھا۔ تو آپ اسے تقریباً بیس رات دعوت دیتے رہے۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو انہوں نے بھی اسے دعوت دی مگر اس نے انکار کر دیا' تو اس کی گردن مار دی گئی۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَبْدُ المَلِكِ بنُ عُمَيْرٍ عن أبي بُرْدَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الاسْتِتَابَةَ. وَرَوَاهُ

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عبدالملک بن عمیر نے ابو بردہ سے روایت کیا ہے مگر اس میں توبہ

٤٣٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٠٦ من حديث أبي داود به.

٤٣٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٠٦ من حديث أبي داود به.

ابنُ فُضَيْلٍ عن الشَّيْبَانيِّ، عن سَعِيدِ بنِ أبي بُرْدَةَ، عن أبِيهِ، عن أبي مُوسَى، لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الاسْتِتَابَةَ.

کرانے کا بیان نہیں۔ اور ابن فضیل نے بواسطہ شیبانی' سعید بن ابی بردہ سے انہوں نے اپنے والد ابوموسیٰ سے روایت کیا تو اس میں بھی توبہ کرانے کا ذکر نہیں ہے۔

٤٣٥٧- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ عن الْقَاسِمِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: فلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ.

۴۳۵۷- جناب قاسم (بن عبدالرحمٰن ہذلی) نے یہ قصہ بیان کیا۔ اس میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اس وقت تک نہ اترے جب تک کہ اس کی گردن نہ ماردی گئی اور اس شخص سے توبہ نہ کروائی۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اور اوپر والی روایت میں اس سے توبہ کرانے کا بیان صحیح سند سے ثابت ہے۔

٤٣٥٨- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ وَاقِدٍ عن أبِيهِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: كَانَ عَبْدُ الله بنُ سَعْدِ ابنِ أبي السَّرْحِ يَكْتُبُ لِرَسُولِ الله ﷺ فأزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بالْكُفَّارِ، فأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ ابنُ عَفَّانَ، فأجَارَهُ رَسُولُ الله ﷺ.

۴۳۵۸- سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا۔ تو شیطان نے اسے بہکا لیا اور وہ کفار سے جا ملا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان طلب کر لی' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دے دی۔

فوائد ومسائل: ① کوئی مرتد تنفیذ حد سے پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ ② فتنے سے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے' شیطان کے پھندے بے شمار ہیں۔

٤٣٥٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا أسْبَاطُ

۴۳۵۹- حضرت سعد (بن ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا دن آیا تو عبداللہ بن سعد

٤٣٥٧- تخريج: [ضعيف] * قاسم بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود ثقة عابد، وينظر عمن رواه هذا الأثر.

٤٣٥٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب توبة المرتد، ح: ٤٠٧٤ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

٤٣٥٩- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٨٣، وأخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم في المرتد، ح: ٤٠٧٢ من حديث أحمد بن المفضل به.

ابنُ نَصْرٍ قالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عن مُصْعَبِ ابنِ سَعْدٍ، عن سَعْدٍ قالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ الله بنُ سَعْدِ بنِ أبي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمانَ بنِ عَفَّانَ، فَجاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! بَايِعْ عَبْدَ الله، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبَى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فقالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ، يَقُومُ إِلَى هٰذَا حِينَ رَآنِي كَفَفْتُ يَدَيَّ عَنْ بَيْعَتِهِ، فَيَقْتُلُهُ»، فقالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ الله! مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قال: «إِنَّهُ لا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ».

بن ابوسرح سیدنا عثمان بن عفان ؓ کے ہاں چھپ گیا‘ پھر حضرت عثمان ؓ اسے لے آئے حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا اور درخواست کی: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیجیے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا‘ تین بار ایسے ہوا‘ آپ ہر بار انکار فرماتے رہے‘ تیسری بار کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت لینے سے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا تو وہ اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر ڈالتا؟“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کے جی میں کیا ہے؟ آپ ہمیں اپنی آنکھ سے اشارہ فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا: ”کسی نبی کو لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت والی ہو۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ کے رسول‘ اس کے دین اور اسلام سے مرتد ہو جانے والے کی سزا قتل ہے۔ ② آنکھ سے مخفی اشارہ کرنا آنکھ کی خیانت ہے جو کسی بھی صاحب دین کے لیے روا نہیں اور یہ بہت بڑا عیب ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کے فضل و عنایت کی کوئی انتہا نہیں‘ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ؓ سیدنا عثمان ؓ کے رضاعی بھائی تھے‘ بعد از اسلام کچھ عرصہ کے لیے مرتد بھی ہو گئے‘ رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں ان کے قتل کا حکم بھی دیا تھا مگر اللہ کی توفیق اور حضرت عثمان ؓ کی سفارش سے فتح مکہ کے دن ان کی توبہ قبول کر لی گئی تھی۔ اور ان کا اسلام بہت عمدہ رہا۔ سیدنا عثمان کے دور میں مصر کے والی رہے۔ افریقہ‘ ذات الصواری اور اساود کے غزوات ان کی اہم مہمات میں سے ہیں۔ (الاصابہ)

٤٣٦٠- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا حُمَيْدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أبِيهِ، عَنْ أبي إِسْحَاقَ، عن الشَّعْبِيِّ، عن جَرِيرٍ قالَ:

۴۳۶۰- حضرت جریر (بن عبداللہ بجلی) ؓ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”جب کوئی غلام شرک کی طرف بھاگ

٤٣٦٠_ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب العبد يأبق إلى أرض الشرك . . . الخ، ح: ٤٠٥٧ عن قتيبة به، ورواه مسلم، ح: ٧٠ من طريق آخر عن الشعبي به .

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ». | جائے تو اس کا خون حلال ہے۔"

فائدہ: شرک سے مراد دارالحرب اور مشرکین کا علاقہ ہے۔ دارالحرب میں باقاعدہ اقامت حرام ہے اگر ایسا آدمی اسلام ہی سے مرتد ہو جائے تو معاملہ اور بھی سخت ہو جاتا ہے۔

(المعجم ٢) - باب الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ (التحفة ٢)

باب:۲- نبی ﷺ کو گالی دینے والے کا حکم

٤٣٦١- حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ المَدَنِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عُثْمانَ الشَّحَّامِ، عَنْ عِكْرِمَةَ قالَ: حَدَّثَنَا ابنُ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا فَلا تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتُ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ، وَتَشْتِمُهُ، فَأَخَذَ المِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: «أَنْشُدُ اللهَ! رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ، لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ» قَالَ: فَقَامَ الأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ، حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا

۴۳۶۱-سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینا تھا' اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد) تھی اور وہ نبی ﷺ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ وہ اسے منع کرتا تھا مگر مانتی نہ تھی' وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ ایک رات وہ نبی ﷺ کی بدگوئی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینے نے ایک برچھا لیا' اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا۔ اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی ﷺ سے اس قتل کا ذکر کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا: "میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' جس نے یہ کارروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے۔" تو وہ نابینا کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' اس کے قدم لرز رہے تھے حتی کہ نبی ﷺ کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں۔ یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ میں اس کو منع کرتا تھا

٤٣٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ح: ٤٠٧٥ من حديث عباد بن موسى به.

فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةُ جَعَلَتْ تَشْتِمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ المِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا اشْهَدُوا إِنَّ دَمَهَا هَدَرٌ».

مگر باز نہ آتی تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جیسے کہ موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا لیا' اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتی کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔''

فائدہ: نبی ﷺ کے شاتم کی سزا قتل ہے۔ اس پر کوئی قصاص ہے نہ دیت۔ قاتل کا یہ عمل اس کی غیرتِ ایمانی کا اظہار اور باعث اجر و فضل ہوگا۔ لیکن یہ کام بواسطہ حکومت ہونا چاہیے تاکہ فتنہ نہ بن جائے۔

٤٣٦٢- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللهِ بنُ الْجَرَّاحِ عنْ جَرِيرٍ، عنْ مُغِيرَةَ، عنِ الشَّعْبِيِّ، عنْ عَلِيٍّ؛ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ الله ﷺ دَمَهَا.

۴۳۶۲- سیدنا علی ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کے بارے میں نازیبا الفاظ بولتی تھی۔ تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتی کہ وہ مرگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دیا۔

٤٣٦٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عنْ يُونُسَ، عنْ حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله وَنُصَيْرُ بنُ الْفَرَجِ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عنْ يَزِيدَ بنِ زُرَيْعٍ، عنْ يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عنْ حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مُطَرِّفٍ، عنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ:

۴۳۶۳- حضرت ابو برزہ ؓ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے پاس تھا کہ وہ کسی آدمی پر ناراض ہوئے اور بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسول! اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار ڈالوں؟ تو میری اس بات نے ان کا سب غصہ زائل کر دیا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر گھر چلے گئے اور مجھے بلوا بھیجا اور کہا: تم نے ابھی ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ

٤٣٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٠ و٩/ ٢٠٠ من حديث أبي داود به * جرير هو ابن عبدالحميد.

٤٣٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر الاختلاف على الأعمش في هذا الحديث، ح: ٤٠٨٢ من حديث يزيد بن زريع به.

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فَتَغَيَّظَ عَلٰى رَجُلٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ: تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ! أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِي غَضَبَهُ، فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: مَا الَّذِي قُلْتَ آنِفًا؟ قُلْتُ: ائْذَنْ لِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ: أَكُنْتَ فَاعِلًا لَو أَمَرْتُكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: لَا وَاللهِ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

میں نے کہا تھا: مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا: اگر میں تجھے ایسے کہہ دیتا تو کیا واقعی تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: نہیں' اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا لَفْظُ يَزِيدَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ لفظ یزید بن زریع کے ہیں۔

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: أَيْ: لَمْ يَكُنْ لأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقْتُلَ رَجُلًا إِلَّا بِإِحْدَى الثَّلَاثِ الَّتِي قَالَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ، وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَقْتُلَ».

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا: یعنی ابوبکر کو کوئی حق نہیں کہ کسی کو قتل کرے سوائے اس کے کہ تین میں سے کوئی ایک بات ہو' جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے: ''ایمان کے بعد کفر' شادی شدہ ہونے کے بعد زنا اور کسی جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر ڈالنا اور نبی ﷺ کو حق تھا کہ وہ کسی کو قتل کر ڈالیں۔

فائدہ: نبی ﷺ کے بعد کسی بھی شخصیت کا یہ مقام ومرتبہ اور حق نہیں کہ اس کی مخالفت یا بے ادبی کرنے والے کی جان ماردی جائے' خواہ کوئی کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو یا عزیز ومحترم۔

(المعجم ٣) - باب مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ (التحفة ٣)

باب:٣- ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا بیان

فائدہ: دارالاسلام میں کوئی گروہ مسلح ہو کر آمادۂ بغاوت ہو جائے' امن عامہ کو خراب کرے' دہشت گردی پھیلائے' قتل وغارت ڈھائے' لوگوں کی عزتیں پامال کرے' مال لوٹے' کھیت باغات اجاڑے یا حیوانات کو قتل کرے وغیرہ' الغرض دین واخلاق اور نظام وقانون کی دھجیاں اڑانے کی کوئی مسلح کوشش حرابہ اور محاربہ کہلاتی ہے۔(فقه السنة)

٤٣٦٤- **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ:

۴۳۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی

٤٣٦٤- **تخريج:** أخرجه البخاري، الوضوء، باب أبوال الإبل والدواب والغنم ومرابضها، ح:٢٣٣ عن سليمان ◀◀

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ أيُّوبَ، عَنْ أبي قِلَابَةَ، عَنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أنَّ قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ - أوْ قالَ: مِنْ عُرَيْنَةَ - قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ فَاجْتَوَوُا المَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أنْ يَشْرَبُوا مِنْ أبْوَالِهَا وَألْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ الله ﷺ، وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النبيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ مِنْ أوَّلِ النَّهَارِ، فَأَرْسَلَ النَّبيُّ ﷺ فِي آثَارِهِمْ، فمَا ارْتَفَعَ النَّهارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِّرَ أعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ.

ہے کہ قبیلہ عُکل یا عُرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہیں مدینے کی آب وہوا راس نہ آئی (اور بیمار ہو گئے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو چند اونٹنیاں عنایت فرمائیں اور حکم دیا کہ وہ ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ چنانچہ وہ (باہر چراگاہ میں) چلے گئے۔ جب تندرست ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور جانور ہنکا لے گئے۔ دن کے پہلے پہر ہی نبی ﷺ کو ان کی خبر مل گئی تو آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں اپنے آدمی بھیجے۔ جب دن خوب چڑھ آیا تو انہیں لے آیا گیا۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے گئے۔ ان کی آنکھوں میں گرم لوہے کی سلائیں پھیری گئیں اور پتھریلی زمین میں پھینک دیے گئے' وہ پانی مانگتے تھے مگر نہ دیا گیا۔

قالَ أبُو قِلَابَةَ: فَهٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا، وَكَفَرُوا بَعْدَ إيمَانِهِمْ، وَحَارَبُوا الله وَرَسُولَهُ.

ابوقلابہ نے کہا: ان لوگوں نے چوری کی' قتل کیے' ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ (یعنی ان کے ساتھ اس سخت ترین معاملے کی وجہ ان کے یہی قصور تھے۔)

٤٣٦٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن أيُّوبَ بِإسْنَادِهِ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ فِيهِ: فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَّعَ أيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ.

۴۳۶۵- جناب ایوب ؒ نے اپنی سند سے یہ حدیث بیان کی' اس میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے سلاخوں کا حکم دیا' انہیں گرم کیا گیا اور پھر ان کی آنکھوں میں پھیر دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور انہیں داغ نہ دیا (کہ خون ہی بند ہو جائے اور انہیں یکدم قتل نہ کیا گیا۔)

◀ابن حرب به، ورواه مسلم، القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين، ح: ١٦٧١ من حديث أيوب عن أبي رجاء عن أبي قلابة به.

٤٣٦٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٣٦٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا؛ ح: وَحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى يَعْني ابنَ أبي كَثِيرٍ، عنْ أبي قِلَابَةَ، عنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ فِيهِ: فَبَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ في طَلَبِهِمْ قَافَةً فَأُتِيَ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا﴾ الآية [المائدة: ٣٣].

۴۳۶۶- جناب ابوقلابہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں مخبروں (کھوجیوں) کو بھیجا تو انہیں لے آیا گیا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ......﴾ ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد پھیلائیں (ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹی اطراف سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔“)

٤٣٦٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنا ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عنْ أنسِ بنِ مَالِكٍ ذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ [قال: فَقَطَع أيدِيَهُم وأرجُلَهُم من خِلافٍ، وقَالَ في أوَّلِه: اسْتَاقُوا الْإِبِلَ وَارْتَدُّوا عن الْإِسلَامِ] قال أَنَسٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الأرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتى مَاتُوا.

۴۳۶۷- جناب ثابت' قتادہ اور حُمید نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی' کہا: الٹی طرف سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے۔ (حدیث کے) شروع میں کہا: وہ اونٹوں کو ہانک لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کے مارے اپنے منہ سے زمین کو کاٹ رہا تھا حتی کہ وہ (اسی حالت میں) مر گئے۔

فائدہ: ایسے مجرموں کو اذیت ناک طریقے سے مارنا ہوتا ہے اور یہ کسی ترس اور رحم کے حق دار نہیں رہتے۔

٤٣٦٨- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا ابنُ أبي عَدِيٍّ عنْ هِشَامٍ، عن

۴۳۶۸- جناب قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مذکورہ بالا کی مانند روایت کی اور مزید کہا: پھر مثلہ

٤٣٦٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٤٣٦٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، أبواب الطهارة، باب ماجاء في بول ما يؤكل لحمه، ح: ٧٢، والنسائي، ح: ٤٠٣٩ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٣٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الزكوٰة، باب استعمال إبل الصدقة وألبانها لأبناء السبيل، ح: ١٥٠١ من حديث شعبة عن قتادة، وأحمد: ٣/ ٨٧٧ من حديث هشام به ، حديث سلام بن مسكين رواه البخاري، ح: ٥٦٨٥.

قَتَادَةَ، عنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ. زَادَ: ثُمَّ نُهِيَ عنِ الْمُثْلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ: مِنْ خِلَافٍ.

سے منع کر دیا گیا۔ اور اس روایت میں ''الٹی اطراف سے'' کا ذکر نہیں کیا۔

وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ وَسَلَّامِ بنِ مِسْكِينٍ، عنْ ثَابِتٍ جَمِيعًا عنْ أنَسٍ لَمْ يَذْكُرَا: مِنْ خِلَافٍ وَلَمْ أجِدْ فِي حَدِيثِ أحَدٍ قَطْعَ أيْدِيهِمْ وَأرْجُلِهِمْ مِنْ خِلَافٍ إلَّا في حَدِيثِ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ.

شعبہ نے بواسطہ قتادہ اور سلام بن مسکین، ثابت سے اور اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ان دونوں نے بھی ''الٹی اطراف'' کا ذکر نہیں کیا۔ اور حماد بن سلمہ کی روایت کے علاوہ مجھے کسی کی حدیث میں یہ نہیں ملا کہ آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹی اطراف سے کاٹے تھے۔

فائدہ: یہ سزا قرآنی حکم کے مطابق ہے۔ قرآن مجید کی نص سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ میں یہ حکم بصراحت موجود ہے اور اس عمل کو مثلہ بھی نہیں کہا جا سکتا' کیونکہ یہ حد شرعی ہے اور ان لوگوں سے قصاص کا معاملہ کیا گیا تھا۔ اور مُثلہ جس کی ممانعت آئی ہے وہ قتل کر دینے کے بعد نعش کے اعضاء کاٹنا ہے جو اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔

٤٣٦٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو عنْ سَعِيدِ بنِ أبِي هِلَالٍ، عنْ أبِي الزِّنَادِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عُبَيْدِ الله - قالَ أحْمَدُ: هُوَ يَعْنِي عَبْدَ الله بنَ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ الله عَنْهُ - عنِ ابنِ عُمَرَ؛ أنَّ أُنَاسًا أغَارُوا عَلَى إبِلِ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوهَا، وَارْتَدُّوا عنِ الإسْلَامِ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ الله ﷺ مُؤْمِنًا، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُخِذُوا، فَقَطَّعَ أيْدِيَهُمْ وَأرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أعْيُنَهُمْ. قالَ: وَنَزَلَتْ

۴۳۶۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے نبی ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور انہیں ہانک لے گئے' اسلام سے مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا جو صاحب ایمان تھا۔ تو آپ نے ان کا تعاقب کروایا اور انہیں پکڑ لیا گیا۔ پھر آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں' کہا کہ ان ہی لوگوں کے معاملے میں آیت محاربہ اتری ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ ......﴾ الخ اور یہی وہ لوگ تھے جن کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن یوسف کو بتایا تھا جب کہ اس نے ان سے یہ پوچھا تھا۔

٤٣٦٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي من حديث ابن وهب به، انظر الحديث الآتي * عبدالله بن عبيدالله لم يوثقه غير ابن حبان.

فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ، وَهُمُ الَّذِينَ أَخْبَرَ عَنْهُمْ أَنَسُ بنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجَ حِينَ سَأَلَهُ.

فائدہ: حجاج بن یوسف تاریخ اسلام کا معروف ظالم حکمران ہو گزرا ہے' اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے شدید ترین سزا جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دی وہ کیا تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ مذکورہ واقعہ بیان کیا' اس پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: کاش وہ اسے یہ بیان نہ کرتے' کیونکہ اسی سے اس نے اپنے لیے غلط دلیل لی۔

(صحيح البخاري' الطب' باب الدواء بألبان الإبل' حديث:٥٦٨٥)

٤٣٧٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني اللَّيْثُ ابنُ سَعْدٍ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَجْلَانَ عنْ أبي الزِّنَادِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللهُ فِي ذٰلِكَ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِي ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ﴾ الآيَة.

۴۳۷۰- جناب ابو زناد سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنیاں چوری کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیریں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب فرمایا اور یہ آیت نازل کی ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَه......﴾ الخ (المائدۃ:۳۳)

٤٣٧١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عنْ مُحمَّدِ ابنِ سِيرِينَ قالَ: كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الحُدُودُ يَعْنِي حَدِيثَ أَنَسٍ.

۴۳۷۱- امام محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ یہ عمل احکام حدود نازل ہونے سے پہلے کا ہے' یعنی جو حدیث انس میں مذکور ہوا ہے۔

٤٣٧٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ

۴۳۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

٤٣٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح . . . الخ، ح: ٤٠٤٧ عن ابن السرح به * محمد بن عجلان عنعن، والسند مرسل.

٤٣٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب الدواء بأبوال الإبل، ح: ٥٦٨٦ عن موسى بن إسماعيل به * قتادة صرح بالسماع.

٤٣٧٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب ذكر اختلاف طلحة بن مصرف ومعاوية بن صالح، ح: ٤٠٥١ من حديث علي بن الحسين بن واقد به.

ثَابِتٍ: حدثنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أبيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: ﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓاْ أَوْ يُصَلَّبُوٓاْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ ٱلْأَرْضِ﴾ إلى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِي الْمُشْرِكِينَ، فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ، لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ أنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أصَابَ.

(سورۃ المائدہ کی آیت:۳۳٬۳۴)﴿إِنَّمَا جَزَٰٓؤُاْ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللّٰهَ وَرَسُولَه ......﴾ ”ان لوگوں کی سزا جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں‘ یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹے طور سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے‘ یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کر لیں کہ تم ان پر اختیار پالو تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش اور رحم و کرم والا ہے۔“ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو جو ان میں سے قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لے یہ آیت اس کے حق میں اس بات کی مانع نہیں ہے کہ جو جرم اس نے کیا ہے اس کی سزا اس پر لاگو نہ ہو۔

فوائد و مسائل: ① دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ یہ آیت کریمہ عُکل اور عرینہ کے لوگوں کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی اور معروف فقہی قاعدہ ہے کہ احکام میں ”عمومِ الفاظ کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ خاص اسباب کا۔“ ② مجرم اگر قابو پائے جانے سے پہلے توبہ کر لے تو امید ہے کہ حقوق اللہ معاف ہو جائیں‘ مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے‘ دیکھیے: (الروضة الندية‘ ٦٢٠/٢ وغيره)

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي الْحَدِّ يُشْفَعُ فِيهِ (التحفة ٤)

باب:۴- اللہ کی حدود میں سفارش کرنا

٤٣٧٣- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَ: حدَّثني؛

۴۳۷۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ قریش کو بنو مخزوم کی اس عورت کی بہت فکر ہوئی

٤٣٧٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر أسامة بن زيد رضي الله عنه، ح: ٣٧٣٢، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره، والنهي عن الشفاعة في الحدود، ح: ١٦٨٨ عن قتيبة به مختصرًا ومطولاً.

ح: وَحَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن ابن شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا يَعْنِي رَسُولَ الله ﷺ؟ قالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أُسَامَةُ! أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله تَعَالَى!؟» ثُمَّ قَامَ فاخْتَطَبَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَأَيْمُ اللهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا».

جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں کون بات کر سکتا ہے؟ یعنی رسول اللہ ﷺ سے۔ کہنے لگے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور کوئی یہ جرأت نہیں کر سکتا' وہ نبی ﷺ کے چہیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسامہ! کیا اس حد میں سفارش کرتے ہو جو اللہ کی حدود میں سے ہے؟'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا' اور فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ ان میں جب کوئی معزز آدمی چوری کر لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے' اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور اللہ قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔''

فوائد و مسائل: ① مقدمہ عدالت میں پہنچ جانے کے بعد شرعی حدود کو ٹالنے کے لیے سفارش کرنا بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ ② قانون معاشرے کے سب افراد کے لیے برابر ہونا چاہیے۔ ③ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کا ایک اہم سبب ان میں رائج طبقاتی امتیاز بھی تھا' اسلام نے سختی کے ساتھ اس سے روکا ہے۔

٤٣٧٤ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحمَّدُ بْنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا - وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ

۴۳۷۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنو مخزوم کی ایک عورت تھی جو چیزیں مانگ کر لے جاتی اور پھر ان سے مکر جاتی تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور مذکورہ بالا حدیث لیث کے مانند قصہ بیان کیا۔ کہا: چنانچہ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

٤٣٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح:١٦٨٨/ ١٠ من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، ورواه البخاري، ح:٣٤٧٥ من حديث الزهري.

اللَّيْثِ قالَ -: فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوى ابنُ وَهْبٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عنْ يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ وَقَالَ فِيهِ كَمَا قالَ اللَّيْثُ: إنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن وہب نے یہ حدیث بواسطہ یونس' زہری سے روایت کی اور اسی طرح کہا جیسے کہ لیث نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کے دور میں فتح مکہ کے دنوں میں چوری کر لی۔

وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عنْ يُونُسَ، عن ابنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ قالَ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ. وَرَوَى مَسْعُودُ بنُ الأَسْوَدِ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ قالَ: سَرَقَتْ قَطِيفَةً مِنْ بَيْتِ رَسُولِ الله ﷺ.

اور لیث نے بواسطہ یونس' ابن شہاب سے اپنی سند سے روایت کیا تو کہا: ایک عورت کوئی چیز مانگ کر لے گئی۔ مسعود بن اسود نے نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا' کہا: اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے ایک چادر چوری کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ؛ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ، فَعَاذَتْ بِزَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ.

امام ابو داود رحمہ اللہ نے کہا: اور ابوزبیر نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت نے چوری کر لی پھر سیدہ زینب دختر رسول اللہ ﷺ کے ہاں جا کر پناہ لے لی۔

[وَرَوَاهُ سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عنْ أَيُّوبَ بنِ مُوسٰى، عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ. وَاخْتُلِفَ عَلٰى سُفْيَانَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَسْتَعِيرُ وَقالَ بَعْضُهُمْ: سَرَقَتْ وَقالَ شُعَيْبٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ. الْحَدِيث، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بنُ أُمَيَّةَ وَإِسْحَاقُ بنُ رَاشِدٍ جَمِيعًا عنِ الزُّهْرِيِّ: سَرَقَتْ مِنْ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقَ نَحْوَهُ].

اور سفیان بن عیینہ نے اسے بواسطہ ایوب بن موسیٰ' عن زہری' عن عروہ' عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا۔ اور سفیان سے روایت کرنے والوں میں الفاظ روایت کا اختلاف ہے' ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ وہ عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوری کرتی تھی' اور شعیب بواسطہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ وہ عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی تھی اور آگے مذکورہ حدیث بیان کی۔ اور جب اسماعیل بن امیہ اور اسحاق بن راشد دونوں زہری سے بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس عورت نے نبی ﷺ کے گھر سے چوری کی تھی اور باقی حدیث مذکورہ حدیث کی مثل بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① مانگی چیز کا انکار لغوی یا اصطلاحی طور پر ''چوری'' نہیں ہے' مگر صحیح حدیث میں اس کارروائی پر ہاتھ کاٹنے کا حکم ثابت ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ شرعی طور پر چوری کے حکم میں ہے اور شریعت اصطلاحات سے اولیٰ ترین ہے۔ ② اور ممکن ہے کہ اس عورت نے مانگی چیز کا انکار کیا ہو اور چوری بھی کی ہو تبھی اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الروضة الندية)

٤٣٧٥- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ وَمُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ قالَا: حَدَّثَنا ابنُ أبي فُدَيْكٍ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ زَيْدٍ - نَسَبَهُ جَعْفَرٌ إلَى سَعِيدِ بنِ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ - عنْ مُحمَّدِ بنِ أبي بَكْرٍ، عنْ عَمْرَةَ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إلَّا الْحُدُودَ».

۴۳۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عزت دار لوگوں کی لغزشیں معاف کر دیا کرو سوائے اس کے کہ شرعی حدود ہوں۔''

فائدہ: شرعی حدود بلا استثنا عام و خاص سب پر لاگو ہوتی ہیں۔ اس سے کم درجے کی غلطیاں اگر غفلت سے یا پہلی بار سرزد ہوں اور قاضی یا منتظمین محسوس کریں کہ زبانی تنبیہ ہی کافی ہے تو انہیں معاف کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے لیکن اگر کوئی عادی مجرم ہو یا اس کے معاملے سے محسوس ہو کہ وہ اپنے عمل پر کوئی عار محسوس نہیں کر رہا ہے تو سزا دینی چاہیے۔

(المعجم ٦) - بَابٌ: يُعْفَى عَنِ الْحُدُودِ مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ (التحفة ٥)

باب: ٦- حدود کا مقدمہ اگر قاضی یا حاکم تک نہ پہنچا ہو تو معاف کیا جا سکتا ہے

٤٣٧٦- حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: سَمِعْتُ ابنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو

۴۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حدود کے معاملات کو آپس ہی میں ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو لیکن جو مقدمہ حد مجھ تک پہنچ گیا تو پھر اس کی تنفیذ

٤٣٧٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢٩٤ عن عبدالملك به، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٠، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٦٥ من حديث محمد بن أبي بكر به.

٤٣٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٩٠ من حديث عبدالله بن وهب به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٨٣، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد معنوية، انظر، ح: ٤٣٩٤ ✱ ابن جريج عنعن، وحديث: ٤٣٩٤ يغني عنه.

ابنِ الْعَاصِ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَعَافَوُا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ».

واجب ہے۔"

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم یہ حدیث معنوی شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق میں اس بات کا اظہار کیا ہے۔ دیکھیے حدیث ھذا کی تخریج وتحقیق۔ ② قاضی اور حاکم کو قطعاً روا نہیں کہ حدود شرعیہ کی تنفیذ میں ٹال مٹول سے کام لے۔ ③ خود مجرم یا اس کو دیکھنے والے گواہوں پر واجب نہیں کہ یہ معاملہ قاضی تک پہنچائیں۔ اگر معاملہ قابل ستر اور قابل معافی ہو تو اس اعتماد پر کہ مرتکب جرم آئندہ محتاط رہے گا' اس سے درگزر کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٧) - باب السَّتْرِ عَلٰى أَهْلِ الْحُدُودِ (التحفة ٦)

باب:۷- قابل حد مجرم کی پردہ پوشی کرنا

٤٣٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عَنْ يَزِيدَ ابنِ نُعَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: «لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ».

۴۳۷۷- یزید بن نُعیم اپنے والد (نعیم بن ہزال اسلمی ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے چار بار اعتراف واقرار کیا (کہ اس نے زنا کیا ہے) تو آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور ہزال اسلمی سے فرمایا: "اگر تو اس پر اپنے کپڑے سے پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔"

٤٣٧٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ الْمُنْكَدِرِ: أَنَّ هَزَّالًا أَمَرَ مَاعِزًا أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُخْبِرَهُ.

۴۳۷۸- جناب ابن منکدر ؒ سے روایت ہے کہ ہزال ؓ نے ماعز سے کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس جائے اور اپنے معاملے کی خبر دے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي صَاحِبِ الْحَدِّ يَجِيءُ فَيُقِرُّ (التحفة ٧)

باب:۸- قابل حد جرم کا مرتکب اگر خود حاضر ہو کر اقرار کرلے تو؟

٤٣٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٠٥ من حديث سفيان الثوري به، ورواية يحيى القطان عنه محمولة على السماع، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٦٣، ووافقه الذهبي.

٤٣٧٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٣١ من حديث أبي داود به.

٤٣٧٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ امْرَأَةً خَرَجَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا فَقَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، وَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ: إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوا فَأَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِي ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَأَتَوْهَا بِهِ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هٰذَا، فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا أَمَرَ بِهِ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا.

۴۳۷۹- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے نکلی' تو راستے میں اسے ایک مرد ملا جو اس پر چڑھ بیٹھا اور اس سے اپنی نفسانی خواہش پوری کی' وہ چیخی چلائی اور وہ چلا گیا۔ پھر عورت کے پاس سے ایک اور آدمی گزرا تو وہ بولی کہ یہی وہ ہے جس نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ مہاجرین کی ایک جماعت وہاں سے گزری تو عورت نے کہا: بے شک اس آدمی نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ تو وہ گئے اور اسے پکڑ لائے جس کے بارے میں اس نے گمان کیا کہ اس نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہے۔ وہ اسے پکڑ کر عورت کے پاس لائے تو اس نے کہا: ہاں یہی وہ ہے۔ پس وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب آپ نے اس کے متعلق حکم دیا (یعنی حد لگانے کا) تو اصل مجرم جو عورت کے ساتھ ملوث ہوا تھا کھڑا ہو گیا اور بولا: اے اللہ کے رسول! اس کا مجرم میں ہوں۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا: ''تم جاؤ' اللہ نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔'' اور اس آدمی کے متعلق اچھے کلمات فرمائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي الرَّجُلَ الْمَأْخُوذَ، فَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا: «ارْجُمُوهُ»، فَقَالَ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ».

امام ابوداود ؒ نے کہا: یعنی اس آدمی کے متعلق جو (شبہے میں) پکڑا گیا تھا۔ اور جو مرتکب ہوا تھا اس کے متعلق فرمایا کہ ''اسے رجم کر دو۔'' پھر فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر یہ (توبہ) اہل مدینہ کرتے تو بھی قبول کر لی جاتی۔''

٤٣٧٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا، ح:١٤٥٤ عن محمد بن يحيى بن فارس الذهلي به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح:٨٢٣.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ أَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اسباط بن نصر نے بھی سماک سے روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① اسلامی معاشرے کا یہ مفہوم کہ اس کے سب افراد گناہوں اور غلطیوں سے مبرا ہوتے ہیں' درست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں شرعی طرز معاشرت کا چلن غالب ہوتا ہے۔ اگر کسی سے کوئی جرم ہو جائے تو اس کے بارے میں شرعی قانون پر پورا پورا عمل بھی کیا جاتا ہے۔ ② مجرم جب از خود اقرار کرے اور تحقیق سے ثابت ہو کہ اس کے اقرار میں کوئی شبہ نہیں تو اس پر شرعی حد نافذ ہوگی مگر اس روایت کے سلسلے میں علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''راجح یہ ہے کہ یہ شخص رجم نہیں کیا گیا تھا۔ اور لفظ [ارجموه] ''اسے رجم کردو'' صحیح نہیں۔

(المعجم ٩) - **بَابٌ:** فِي التَّلْقِينِ فِي الْحَدِّ (التحفة ٨)

باب:٩- قاضی اقرار کرنے والے کو اس کے اقرار سے منحرف کرے

٤٣٨٠- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبِي ذَرٍّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ؟» قَالَ: بَلَى، فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَجِيءَ بِهِ، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرِ اللهَ وَتُبْ إِلَيْهِ»، فَقَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! تُبْ عَلَيْهِ»، ثَلَاثًا.

۴۳۸۰- حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا جس نے از خود اعتراف کیا مگر مال اس کے پاس سے نہیں ملا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: ''میں نہیں سمجھتا کہ تو نے چوری کی ہوگی۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں (یعنی کی ہے۔) آپ علیہ السلام نے دو یا تین بار ایسے ہی کہا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ پھر پیش کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اللہ سے معافی مانگو اور توبہ کرو۔'' اس نے کہا: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما لے۔'' تین بار فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ،

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو عمرو بن عاصم نے بواسطہ ہمام' اسحاق بن عبداللہ سے روایت

٤٣٨٠ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب تلقين السارق، ح:٢٥٩٧، والنسائي، ح:٤٨٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف.

قالَ: عنْ أبي أُمَيَّةَ - رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ - عن النَّبيِّ ﷺ.

کرتے ہوئے یوں کہا: ابوامیہ جو کہ انصاری آدمی تھے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ قابل حد جرم میں اگر کوئی از خود اقرار کر رہا ہو تو مستحب ہے کہ اس انداز سے بات کی جائے کہ وہ اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے اور حد لگنے سے بچ جائے۔ ② حد لگنے کے بعد بھی مجرم کو استغفار اور توبہ کی ترغیب دی جانی چاہیے کیونکہ اگر کوئی ان حدود پر راضی نہ ہو اور اپنے جرم کو درست سمجھتا ہو تو یہ حد اس کے لیے کفارہ نہیں بن سکتی۔ جبکہ صاحب ایمان و تسلیم کے لیے حدود کفارہ ہوتی ہیں۔ (صحيح البخاري، الحدود، باب: الحدود كفارة، حديث: ٦٧٨٤)

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَعْتَرِفُ بِحَدٍّ وَلَا يُسَمِّيهِ (التحفة ٩)

باب: ١٠- اگر کوئی صراحت کیے بغیر قابل حد جرم کا اقرار کر لے تو؟

٤٣٨١- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن الأَوْزَاعِيِّ قالَ: حدَّثني أبُو عَمَّارٍ قالَ: حدَّثني أبُو أُمَامَةَ: أنَّ رَجُلًا أتَى رَسُولَ الله ﷺ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي أصَبْتُ حَدًّا فأَقِمْهُ عَلَيَّ. قالَ: «تَوَضَّأْتَ حِينَ أقْبَلْتَ؟» قالَ: نَعَمْ، قَالَ: «هَلْ صَلَّيْتَ مَعَنَا حِينَ صَلَّيْنَا؟» قالَ: نَعَمْ. قالَ: «اذْهَبْ فإنَّ الله قَدْ عَفَا عَنْكَ».

۴۳۸۱- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے۔ (جرم قابل حد ہے) مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا بھلا تو نے آتے وقت وضو کیا تھا؟“ اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”کیا تو نے ہمارے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”جاؤ اللہ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① جرم کی صراحت کے بغیر کسی حد کا اقرار کرنے سے کوئی حد لاگو نہیں ہو سکتی۔ ② جب کسی دل میں ایمان جاگزیں ہو جاتا ہے اور اسے اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس دنیا سے پاک صاف ہو کر اللہ کے حضور پیش ہو۔ ③ وضو نماز با جماعت اور ہر طرح کے اعمال صالحہ انسان کی چھوٹی موٹی تقصیرات کا کفارہ بنتے رہتے ہیں۔

٤٣٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب قوله تعالى: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، ح: ٢٧٦٥ من حديث أبي عمار، وابن خزيمة، ح: ٣١١ من حديث الأوزاعي به.

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي الامْتِحَانِ بِالضَّرْبِ (التحفة ١٠)

باب:۱۱-ملزم کو تحقیق کی غرض سے مارنا

٤٣٨٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ: حَدَّثَنا أَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ: أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْكَلَاعِيِّينَ سُرِقَ لَهُمْ مَتَاعٌ فَاتَّهَمُوا أُنَاسًا مِنَ الْحَاكَةِ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ بنَ بَشِيرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَبَسَهُمْ أَيَّامًا ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُمْ، فَأَتَوُا النُّعْمَانَ فقالُوا: خَلَّيْتَ سَبِيلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ وَلَا امْتِحَانٍ، فقالَ النُّعْمَانُ: مَا شِئْتُمْ؟ إنْ شِئْتُمْ أنْ أَضْرِبَهُمْ، فإنْ خَرَجَ مَتَاعُكُمْ فَذَاكَ، وَإِلَّا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِكُم مِثْلَ مَا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُورِهِمْ، فقالُوا: هٰذَا حُكْمُكَ؟ فقالَ: هٰذَا حُكْمُ الله وَحُكْمُ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۳۸۲- ازہر بن عبداللہ حرازی سے روایت ہے کہ قبیلۂ کلاع کے لوگوں کا کچھ مال چوری ہو گیا۔ انہوں نے کچھ جولاہوں پر اس کا الزام لگایا۔ ان لوگوں کو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول کے پاس لایا گیا تو انہوں نے ان کو کئی دن قید میں رکھا پھر چھوڑ دیا۔ مال والے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: آپ نے ان لوگوں کو مارے پیٹے اور تحقیق وتفتیش کے بغیر ہی چھوڑ دیا ہے۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر چاہو تو میں انہیں مارتا ہوں، اگر تمہارا مال مل گیا تو بہتر، ورنہ اس کا بدلہ تمہاری پیٹھوں سے لوں گا، جس قدر ان کو مارا ہوگا تمہیں بھی ماروں گا۔ انہوں نے کہا: کیا یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِنَّمَا أَرْهَبَهُمْ بِهٰذَا الْقَوْلِ، أي لا يَجِبُ الضَّرْبُ إلَّا بَعْدَ الاعْتِرَافِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کلاعی لوگوں کو اپنی اس بات سے ڈرایا تھا۔ اور مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ ملزم کو اعتراف کے بعد ہی مارنا درست ہے۔

فائدہ: کسی ملزم یا متہم کو تحقیق کی غرض سے مارنا پیٹنا فقہاء کے نزدیک اختلافی مسئلہ ہے۔ احناف اور شوافع اس کا انکار کرتے ہیں، ممکن ہے کہ یہ شخص حقیقتاً بریٔ الذمہ ہو تو سزا دینا ظلم ہوگا، البتہ مالکیہ اسے جائز کہتے ہیں۔ بہرحال قاضی یا حاکم کو چاہیے کہ احوال وظروف کی روشنی میں تحقیق کرے، جیسے کہ غزوۂ بدر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے قریش کے غلام کو مارا اور اس سے خبر اگلوانے کی کوشش کی تھی۔ (صحیح مسلم، الجهاد، باب غزوة بدر، حديث: ۱۷۷۹)

٤٣٨٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب امتحان السارق بالضرب والحبس، ح:٤٨٧٨ من حديث بقية بن الوليد به، وقال: "هذا حديث منكر، لا يحتج به وإنما أخرجته لتعرف" ✽ أزهر بن عبدالله في سماعه من النعمان بن بشير رضي الله عنه نظر، وباقي السند حسن.

(المعجم ١٢) - **بَابُ مَا يُقْطَعُ فِيهِ السَّارِقُ** (التحفة ١١)

باب:۱۲-کس قدر چوری میں ہاتھ کاٹا جائے؟

فائدہ: اصطلاح فقہاء میں ''چوری'' یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے مملوکہ مال کو اس کے محفوظ مقام سے چھپ کر اٹھا لے۔اس طرح خیانت' ڈاکہ' اور اچک لینا چوری کی تعریف میں نہیں آتے' ان پر دوسرے انداز سے تعزیر آتی ہے۔

٤٣٨٣- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، قالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يَقْطَعُ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

۴۳۸۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ کی چوری میں چور کا ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔

فائدہ: قابل حد چوری کا نصاب چوتھائی دینار ہے۔دینار کا وزن آج کل کے حساب سے ۴.۲۵ گرام شمار کیا جاتا ہے' تو اس کا چوتھائی ۱.۰۶ گرام ہوا۔

٤٣٨٤- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَوَهْبُ بنُ بَيَانٍ قالَا: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قالَ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

۴۳۸۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں کاٹا جائے۔''

قالَ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: «الْقَطْعُ في رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا».

احمد بن صالح کے الفاظ میں ہے: ''ہاتھ کا کاٹنا چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ میں ہے۔''

٤٣٨٥- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ:

۴۳۸۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

٤٣٨٣ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٤ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما . . .﴾ الخ، ح: ٦٧٨٩ من حديث الزهري به، وهو في مسند أحمد: ٦/ ٣٦.

٤٣٨٤ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، ح: ٦٧٩٠، ومسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق: ٤٣٨٣.

٤٣٨٥ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الحدود، باب قول الله تعالى: ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما...﴾ ◄◄

أخبرنا مَالِكٌ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَطَعَ في مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

٤٣٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني إِسْمَاعِيلُ بن أُمَيَّةَ؛ أنَّ نَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ حَدَّثَهُ أنَّ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا، مِنْ صُفَّةِ النِّسَاءِ، ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

۴۳۸۶-سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری میں ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا' جو اس نے عورتوں والے صفہ (عورتوں کے لیے مخصوص سایہ دار مقام جہاں وہ نماز وغیرہ پڑھا کرتی تھیں) سے چرائی تھی۔ اس ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: تین درہم ان دنوں ایک دینار کے چوتھائی ہی کے برابر تھے جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔

٤٣٨٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَمُحمَّدُ بنُ أبي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - وَهُوَ أَتَمُّ - قالَا: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن أيُّوبَ بنِ مُوسٰى، عن عَطَاءٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قَطَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَ رَجُلٍ في مِجَنٍّ قِيمَتُهُ دِينَارٌ أَوْ عَشْرَةُ دَرَاهِمَ.

۴۳۸۷-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال کے بدلے ایک آدمی کا ہاتھ کاٹا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ وَسَعْدَانُ بنُ يَحْيَى عن ابنِ إسْحَاقَ بإسْنَادِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو محمد بن سلمہ اور سعدان بن یحییٰ نے ابن اسحاق سے اس کی سند سے روایت کیا ہے۔

الخ*، ح: ٦٧٩٥، ومسلم، الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح: ١٦٨٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣١.

٤٣٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق: ٤٣٨٥، وهو في مسند أحمد: ٢/ ١٤٥.

٤٣٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن.

(المعجم ١٣) - **باب ما لا قطع فيه** (التحفة ١٢)

باب:١٣- ایسی چوری جس میں ہاتھ نہیں کٹتا

٤٣٨٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكِ بنِ أنَسٍ، عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ: أنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ في حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بنَ الْحَكَمِ وَهُوَ أمِيرُ المَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ وَأرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إلَى رَافِعِ بن خَدِيجٍ فَسَألَهُ عنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ أنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا قَطْعَ في ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إنَّ مَرْوَانَ أخَذَ غُلَامِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَ يَدِهِ وَأنَا أُحِبُّ أنْ تَمْشِيَ مَعِي إلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعُ بنُ خَدِيجٍ حَتَّى أتَى مَرْوَانَ بنَ الْحَكَمِ فقَالَ لَهُ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ»، فَأَمَرَ مَرْوَانُ بالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ.

٤٣٨٨- محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا کہ ایک غلام نے کسی کے باغ سے کھجور کا ایک پودا چوری کر کے اپنے مالک کے باغ میں لگا دیا۔ پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اور اسے پا لیا۔ پھر اس غلام کا مقدمہ مروان بن حکم کے ہاں پیش کر دیا جوان دنوں مدینے کے امیر تھے۔ مروان نے غلام کو قید کر لیا اور چاہا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دے۔ تب غلام کا مالک حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا' وہ فرماتے تھے: ''(درختوں پر لگے) پھل میں اور کھجور کی گری میں ہاتھ نہیں کٹتا۔'' تو اس آدمی نے کہا: تحقیق مروان نے میرے غلام کو پکڑا ہوا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اس کے پاس چلیں اور جو حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اسے بھی بتائیں۔ چنانچہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ گئے اور مروان کے پاس پہنچے اور اس کے سامنے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''پھل میں اور کھجور کی گری میں ہاتھ نہیں کٹتا۔'' چنانچہ مروان نے حکم دیا اور غلام کو چھوڑ دیا گیا۔

قَالَ أبو دَاوُدَ: الْكثرُ: الْجُمَّارُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [اَلْكَثَرُ] سے مراد

٤٣٨٨- تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما لا قطع فيه، ح: ٤٩٦٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به مختصرًا، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٣٩، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٦، وابن حبان، ح: ١٥٠٥، وزاد بعض الرواة في السند واسع بن حبان (وهو ثقة)، وهٰذا من المزيد في متصل الأسانيد.

کھجور کی وہ نرم گری ہے جو اس کے تنے کے اوپر کنارے میں ہوتی ہے۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ درخت پر لگے پھل یا کھجوروں کی گری اور اسی طرح باغ میں لگے درخت غیر محفوظ ہوتے ہیں اور اصطلاحاً چوری کی حد میں نہیں آتے۔ ان چیزوں کا بغیر اجازت یا چھپ کر لے لینا بلا شبہ جرم ہے مگر اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا بلکہ مناسب تعزیر و تنبیہ یا جرمانہ ہوگا۔ ② فرمان رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد ذاتی، سیاسی یا دیگر مصالح کی ترجیح کا کوئی مقام نہیں رہ جاتا۔

٤٣٨٩ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عنْ مُحمَّدِ بنِ يَحْيَى بنِ حَبَّانَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قالَ: فَجَلَدَهُ مَرْوَانُ جَلَدَاتٍ، وَخَلَّى سَبِيلَهُ.

۴۳۸۹- محمد بن یحییٰ بن حبان نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور کہا: مروان نے اس غلام کو چند کوڑے مارے اور چھوڑ دیا۔

٤٣٩٠ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ عَجْلَانَ، عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عنْ أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ عن رَسُولِ الله ﷺ: أنَّهُ سُئِلَ عَنِ التَّمْرِ المُعَلَّقِ فقَالَ: «مَنْ أصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ والْعُقُوبَةُ وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ المِجَنِّ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ سَرَقَ دُونَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ».

۴۳۹۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ درختوں پر لگی کھجوروں کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”جو ضرورت مند اپنے منہ سے کھا لے لیکن پلو میں نہ باندھے تو اس پر کچھ نہیں، اور اگر کوئی کچھ لے کر نکلے تو اس پر اس کا دوگنا جرمانہ اور سزا ہے، اور اگر کوئی کھلیان میں محفوظ کر دینے کے بعد چرائے اور اس کی قیمت ایک ڈھال کو پہنچے تو اس میں ہاتھ کا کاٹنا ہے۔ اور جو کوئی اس سے کم میں چرائے تو اس پر چوری شدہ کا دوگنا جرمانہ اور سزا ہے۔“

٤٣٨٩ـ تخريج: [صحيح محفوظ] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٦٣ من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق

٤٣٩٠ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ١٧١٠، وأخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في الرخصة في أكل الثمرة للمار بها، ح: ١٢٨٩، والنسائي، ح: ٤٩٦١ عن قتيبة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْجَرِينُ: الْجُوخَانُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [الجَرِين] سے مراد [جُوخَان] ہے' یعنی جہاں کھجور وغیرہ خشک اور ذخیرہ کی جاتی ہے۔

فوائد ومسائل: ① درختوں پر سے کھالینے کی اجازت صرف اس کو ہے جو فی الواقع حاجت منداور بھوکا ہو جیسے کہ کوئی مسافر ہو۔ علاقے کے مجرم ذہنیت کے لوگوں کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ② ایک چوتھائی دینار سے کم قیمت مال کی چوری میں قاضی کوئی مناسب سزا دے سکتا ہے۔

(المعجم ١٤) - بَابُ الْقَطْعِ فِي الْخَلْسَةِ وَالْخِيَانَةِ (التحفة ١٣)

باب: ۱۴- اچک لینے اور خیانت میں ہاتھ کاٹنا

٤٣٩١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ الله: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۳۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لٹیرے کا ہاتھ نہیں کٹتا اور جو علانیہ مال لوٹے وہ ہم میں سے نہیں۔''

٤٣٩٢- وَبِهٰذَا الإسْنَادِ قال: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ».

۴۳۹۲- اسی مذکورہ سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیانت کرنے والے کا ہاتھ نہیں کٹتا۔''

٤٣٩٣- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: أخبرنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عن ابن جُرَيْجٍ، عَنْ أبي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عن النَّبيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ زَادَ: «وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ قَطْعٌ».

۴۳۹۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی حدیث کے مثل روایت کیا اور مزید کہا: ''اچکے کا ہاتھ نہیں کٹتا۔''

٤٣٩١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في الخائن والمختلس والمنتهب، ح:١٤٤٨، والنسائي، ح:٤٩٧٥، ٤٩٧٦، وابن ماجه، ح:٢٥٩١و٣٩٣٥ من حديث ابن جريج به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح:١٥٠٢ـ١٥٠٤ * ابن جريج صرح بالسماع عند الدارمي: ٢/ ١٧٥، ح:٢٣١٥، وتابعه المغيرة بن مسلم، وأبوالزبير تابعه عمرو بن دينار.

٤٣٩٢ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٣٩٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَانِ الْحَدِيثَانِ لَمْ يَسْمَعْهُمَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أَحْمَدَ بنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا سَمِعَهُمَا ابنُ جُرَيْجٍ مِنْ يَاسِينَ الزَّيَّاتِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں ابن جریج نے ابوزبیر سے نہیں سنی ہیں۔اور مجھے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یہ بات پہنچی ہے' انہوں نے کہا کہ یہ احادیث ابن جریج نے یاسین الزیات سے سنی ہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَدْ رَوَاهُمَا الْمُغِيرَةُ ابنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ احادیث مغیرہ بن مسلم نے بھی بواسطہ ابوزبیر' جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں۔

فائدہ: ''لٹیرا'' وہ ہوتا ہے جو قوت یا اسلحہ کے زور پر مال چھین لے جائے اور ''اچکا'' وہ ہوتا ہے جو بڑی تیزی اور ہشیاری سے کسی کا مال لے اڑے اور ''خائن'' اسے کہتے ہیں جو حفاظت کے لیے دیے گئے مال سے انکاری ہو جائے۔ان پر چوری کی تعریف ثابت نہیں ہوتی۔''چور'' وہ ہوتا ہے جو پوشیدہ طور پر چھپ کر خاص محفوظ مقام سے کسی غیر کا مال نکال لے جائے۔مذکورہ جرائم میں بلاشبہ دیگر سزائیں لازم آتی ہیں' لیکن ہاتھ نہیں کٹتا۔

(المعجم ١٥) - بَابٌ: فِيمَنْ سَرَقَ مِنْ حِرْزٍ (التحفة ١٤)

باب:۱۵-جو کوئی محفوظ مقام سے چوری کرے

٤٣٩٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَمْرُو بنُ حَمَّادِ بنِ طَلْحَةَ: أخبرنا أَسْبَاطُ عَنْ سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابنِ أُخْتِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بنِ أُمَيَّةَ قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي المَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ لِي ثَمَنِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَها مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟

۴۳۹۴-حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا' مجھ پر ایک منقش اونی چادر تھی۔جس کی قیمت تیس درہم تھی۔ایک آدمی آیا اور اس نے یہ چپکے سے مجھ سے بڑی جلدی سے نکال لی۔ پھر اس آدمی کو پکڑ لیا گیا اور نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا بھلا صرف تیس درہم کے بدلے میں آپ اس کا ہاتھ کاٹیں گے؟ میں اسے اس کو

٤٣٩٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٨٧ من حديث عمرو بن حماد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٢٨، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٩٥ من طريق آخر عن صفوان ابن أمية به.

أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِئُهُ ثَمَنَهَا، قَالَ: «فَهَلَّا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ [تَأْتِيَنِي] بِهِ».

فروخت کرتا ہوں اور قیمت کی ادائیگی ادھار کر لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے یہ اس کو میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ کیا۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جُعَيْدِ بنِ حُجَيْرٍ قَالَ: نَامَ صَفْوَانُ. وَرَوَاهُ طَاوُسٌ وَمُجَاهِدٌ؛ أَنَّهُ كَانَ نَائِمًا فَجَاءَ سَارِقٌ فَسَرَقَ خَمِيصَةً مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ وَرَوَاهُ أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: فَاسْتَلَّهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَاسْتَيْقَظَ فَصَاحَ بِهِ فَأُخِذَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت بسند زائدة عن سماك عن جعيد بن حجير یوں ہے: حضرت صفوان سو گئے۔ طاؤس اور مجاہد کے الفاظ میں یوں ہے کہ وہ سوئے ہوئے تھے تو ایک چور آیا اور اس نے ان کی چادر ان کے سر کے نیچے سے چرالی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے کہ اس نے یہ چادر سر کے نیچے سے سرکالی تو وہ جاگ گئے اور شور مچایا تو اسے پکڑ لیا گیا۔

وَرَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ صَفْوَانَ بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَخَذَ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

زہری نے صفوان بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے کہا: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ مسجد میں سو گئے اور اپنی چادر کو اپنے سر کے نیچے بطور تکیہ رکھ لیا۔ ایک چور آیا اور اس نے یہ چادر اڑالی تو انہوں نے اسے پکڑ لیا اور نبی ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کے لیے اس کا [حِرز] یعنی محفوظ مقام اس کی مناسبت سے ہوتا ہے اور یہ چیز عرف سے جانی جاتی ہے۔ سوئے ہوئے آدمی کا کپڑا جو اس کے سر کے نیچے ہو ''اپنی محفوظ جگہ'' میں ہوتا ہے۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْقَطْعِ فِي الْعَارِيَةِ إِذَا جُحِدَتْ (التحفة ١٥)

باب: ۱۶- مانگے کی چیز لے کر انکاری ہوجانے میں ہاتھ کاٹنا

٤٣٩٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ، المَعْنَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ:

۴۳۹۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو مخزوم کی ایک عورت چیزیں مانگ کر لے جاتی اور پھر کر جایا کرتی تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ

٤٣٩٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب ما يكون حرزًا وما لا يكون، ح: ٤٨٩١، ٤٨٩٢ من حديث عبدالرزاق به.

عنْ مَعْمَرٍ، عنْ أيُّوبَ، عنْ نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ امْرَأَةً مَخْزُومِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

کاٹ دیا گیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَةُ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أوْ عنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أبي عُبَيْدٍ. زَادَ فِيهِ: وأنَّ النَّبيَّ ﷺ قَامَ خَطِيبًا فقَالَ: «هَلْ مِن امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ إلَى اللهِ وَرَسُولِهِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ فَلَمْ تَقُمْ وَلَمْ تَتكَلَّمْ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جویریہ نے بواسطہ نافع' ابن عمر سے یا صفیہ بنت ابی عبید سے روایت کیا تو اس میں مزید یوں کہا: نبی ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا کوئی عورت ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کر لے۔'' آپ نے یہ بات تین بار دہرائی۔ جبکہ وہ عورت سامنے موجود دیکھ رہی تھی' مگر نہ وہ اٹھی اور نہ بولی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ غَنَجٍ عنْ نَافِعٍ، عن صَفِيَّةَ بِنْتِ أبي عُبَيْدٍ، قالَ فِيهِ: فَشُهِدَ عَلَيْهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو ابن غَنَج نے بواسطہ نافع' صفیہ بنت ابوعبید سے بیان کیا اس میں ہے کہ پھر اس پر شہادت دی گئی۔

٤٣٩٦- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا أبُو صَالحٍ عن اللَّيْثِ قالَ: حدَّثني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ؛ أنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ - [تَعْنِي] حُلِيًّا - عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ يُعْرَفُونَ وَلَا تُعْرَفُ هِيَ، فَبَاعَتْهُ فأُخِذَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبيُّ ﷺ، فأَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهَا، وَهِيَ الَّتِي شَفَعَ فيهَا أُسَامَةُ

۴۳۹۶- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت نے کئی معروف لوگوں کے نام سے کچھ زیورات عاریتاً لیے جب کہ وہ خود کوئی معروف نہ تھی۔ پھر وہ زیورات اس نے بیچ ڈالے' تو پکڑی گئی اور نبی ﷺ کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ اور یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں جو کچھ کہنا تھا کہا۔

٤٣٩٦_ تخريج: أخرجه البخاري، الشهادات، باب شهادة القاذف والسارق والزاني . . . الخ، ح:٢٦٤٨ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره . . . الخ، ح:١٦٨٨ من حديث يونس ابن يزيد به.

ابنُ زَيْدٍ فقالَ فيهَا رَسُولُ الله ﷺ مَا قَالَ .

٤٣٩٧ - حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَا : حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ المَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا ، وَقَصَّ نَحْوَ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عن اللَّيْثِ عن ابنِ شِهَابٍ، زَادَ قالَ: فَقَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهَا .

۴۳۹۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ بنومخزوم کی ایک عورت مال مانگ کر لے جاتی اور پھر مکر جاتی تھی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور وہ قصہ بیان کیا جو قتیبہ عن اللیث عن ابن شہاب کی (گزشتہ) روایت (۴۳۷۳) میں آیا ہے۔ مزید کہا کہ پھر نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

(المعجم ١٧) - **بَابٌ**: فِي الْمَجْنُونِ يَسْرِقُ أَوْ يُصِيبُ حَدًّا (التحفة ١٦)

باب:۱۷- اگر کوئی مجنون اور پاگل شخص چوری کرے یا قابل حد جرم کا ارتکاب کرے

٤٣٩٨ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن حَمَّادٍ، عن إبراهِيمَ، عن الأَسْوَدِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن المُبْتَلَى حَتَّى يَبْرَأَ، وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ».

۴۳۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے دیوانہ حتی کہ عقل مند ہو جائے اور بچے سے حتی کہ بڑا (بالغ) ہو جائے۔“

فائدہ: مجنون یعنی فاتر العقل اور پاگل نابالغ بچہ اور سویا ہوا آدمی اگر کوئی ایسا کام کر گزرے جو قابل حد ہو تو اس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں۔

٤٣٩٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٨٣٠ .

٤٣٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، ح: ٢٠٤١، والنسائي، ح: ٣٤٦٢ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٩٦، والحاكم: ٢/ ٥٩ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٤٤٠٠ .

٤٣٩٩ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أبي ظَبْيَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: أُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ فاسْتَشَارَ فيهَا أُنَاسًا، فأَمَرَ بِهَا عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ أنْ تُرْجَمَ، فَمَرَّ بِهَا عَلِيُّ بنُ أبي طَالِبٍ رِضْوَانُ الله عَلَيْهِ، فقالَ: مَا شَأْنُ هٰذِهِ؟ قالُوا: مَجْنُونَةُ بَنِي فُلَانٍ زَنَتْ، فأَمَرَ بِهَا عُمَرُ، رَضِيَ الله عَنْهُ، أنْ تُرْجَمَ، قالَ: فقالَ: ارْجِعُوا بِهَا، ثُمَّ أتَاهُ فقالَ: يَا أمِيرَ المُؤْمِنِينَ! أمَا عَلِمْتَ أنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عن ثَلَاثَةٍ: عن المَجْنُونِ حَتَّى يَبْرَأَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ؟ قالَ: بَلىٰ. قالَ: فَمَا بَالُ هٰذِهِ تُرْجَمُ؟ قالَ: لَا شَيْءَ، قالَ: فأَرْسِلْهَا قالَ: فأَرْسَلَهَا. قالَ: فَجَعَلَ يُكَبِّرُ.

۴۳۹۹- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ تو انہوں نے اس کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ اور پھر حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی بن ابی طالب ؓ اس عورت کے پاس سے گزرے' انہوں نے پوچھا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ بنوفلاں کی پاگل عورت ہے اور اس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر ؓ نے حکم دیا ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ تو انہوں (حضرت علی ؓ) نے فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ اور خود حضرت عمر ؓ کے ہاں چلے آئے اور کہا: امیر المومنین! کیا آپ نہیں جانتے کہ تین طرح کے آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: پاگل مجنون سے حتی کہ صحت مند ہو جائے اور سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے اور بچے سے حتی کہ عقل مند (بالغ) ہو جائے۔ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ کہا: تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مجنون عورت کو رجم کیا جانے لگا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے کہا: (اب تو) اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ کہا کہ پھر اسے چھوڑ دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور راوی نے کہا کہ پھر وہ (حضرت عمر ؓ) اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے۔

فوائد و مسائل: ① ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۷۶) ''ہر علم والے سے بڑھ کر علم والے ہوتے ہیں۔'' یہ حقیقت صحابۂ کرام ؓ میں بھی تھی۔ اور کوئی بھی صحابی انفرادی طور پر سارے علم شریعت اور علم نبوت کا جامع اور محیط نہ تھا' البتہ مجموعی طور پر علم شریعت پورے کا پورا صحابۂ کرام ؓ میں موجود اور منتشر تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دواوین سنت میں جمع کیا جاتا رہا۔ اور پھر یہی حال اجتہاد کا ہے کہ تمام صحابہ یا ان

٤٣٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٣ من حديث أبي ظبيان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٠٣ و٣٠٤٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ٥٩ و٤/ ٣٨٩، ووافقه الذهبي* الأعمش عنعن.

کے بعد ائمہ کرام یا قاضی حضرات اس وصف میں برابر نہیں تھے' اس لیے کسی بھی صاحبِ دین کے لیے روا نہیں کہ ائمہ اربعہ یا دیگر علمائے امت کے متعلق یہ گمان رکھے کہ بس وہی علم شریعت کے کامل ترین عالم تھے یا انہی کا فتویٰ اور قول دین میں حرف آخر ہے۔ اصحاب علم پر واجب ہے کہ غیر منصوص مسائل میں حسب صلاحیت مختلف ائمہ اور علماء کے فتوے اور اقوال جاننے کی کوشش کریں تا کہ صاحب بصیرت ہو کر فتوے دیں اور فیصلہ کریں۔ ② اصحاب علم پر واجب ہے کہ دیگر حکام' علماء یا قاضیوں سے اگر کوئی غلطی ہو رہی ہو تو انہیں آگاہ کریں اور دلائل سے قائل کریں۔ اسی طرح صاحب منصب کو بھی چاہیے کہ حق کے قبول میں دریغ نہ کرے۔ ③ مجنون پاگل یا چھوٹا نابالغ بچہ کوئی جرم کرے یا سوتے میں کوئی جرم ہو جائے تو اس پر شرعی حد نہیں۔

٤٤٠٠ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن الأعمَشِ نَحْوَهُ وقالَ أيْضًا: حَتَّى يَعْقِلَ. وقالَ: وَعن المَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ. قالَ: فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ.

۴۴۰۰- وکیع نے اعمش سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور کہا: (بچے سے قلم اٹھالیا گیا ہے) حتی کہ عقل مند ہو جائے اور مجنون سے بھی حتی کہ اس سے افاقہ پا جائے۔ بیان کیا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکبیر کہنے لگے۔

٤٤٠١ - حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن سُلَيْمانَ بنِ مِهْرَانَ، عن أبي ظَبْيَانَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: مُرَّ عَلٰى عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ، رَضِيَ الله عَنْهُ، بِمَعْنَى عُثْمانَ، قالَ: أوَمَا تَذْكُرُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن المَجْنُونِ المَغْلُوبِ عَلٰى عَقْلِهِ حَتَّى يُفِيقَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ». قالَ: صَدَقْتَ، قال: فَخَلَّى عَنْهَا سَبِيلَهَا.

۴۴۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ اس عورت کو لے کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ اور عثمان (بن ابی شیبہ) کی روایت (۴۳۹۹) کے ہم معنی بیان کیا۔ انہوں نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا ہے: مجنون جس کی عقل مغلوب ہو حتی کہ افاقہ پا جائے اور سویا ہوا حتی کہ جاگ جائے اور بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے بجا کہا اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

٤٤٠٠ـ تخريج: [صحيح] رواه البغوي في مسند علي بن الجعد، ح: ٧٤١ عن شعبة عن الأعمش به موقوفًا، وعلقه الترمذي، ح: ١٤٢٣.

٤٤٠١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٣ عن ابن السرح به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٠٣ وح: ٣٠٤٨ * سليمان بن مهران الأعمش عنعن.

٤٤٠٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ عن أبي الأحْوَصِ؛ ح: وحَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ المَعْنَى عن عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عن أبي ظَبْيَانَ قالَ هَنَّادٌ الْجَنْبِيُّ قالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ قَدْ فَجَرَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَمَرَّ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ فَأَخَذَهَا فَخَلَّى سَبِيلَهَا، فَأُخْبِرَ عُمَرُ فقال: ادْعُوا لِي عَلِيًّا، فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ الله عَنْهُ فقال: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ لَقَدْ عَلِمْتَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ، وَعن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن المَعْتُوهِ حَتَّى يَبْرَأَ»، وَإِنَّ هٰذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ، لَعَلَّ الَّذِي أَتَاهَا أَتَاهَا وَهِيَ في بَلَائِهَا. قالَ: فقالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِي، فقالَ عَلِيٌّ، رَضِيَ الله عَنْهُ،: وَأَنَا لَا أَدْرِي.

۴۴۰۲- ابوظبیان الجنبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے بدکاری کا ارتکاب کیا تھا۔ پس انہوں نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا' چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے اسے پکڑا اور چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ آئے اور کہا: اے امیر المومنین! آپ یقیناً جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے' بچے سے حتی کہ بالغ ہو جائے اور سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے اور مجنون پاگل سے حتی کہ صحت مند ہو جائے۔'' اور یہ عورت بنو فلاں کی ہے اور پاگل ہے۔ شاید کہ جس نے اس کے ساتھ یہ یہ کیا ہے تو یہ اپنی اسی کیفیت میں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ نہیں جانتا (کہ یہ اسی کیفیت' یعنی پاگل پن میں اس کی مرتکب ہوئی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جانتا تو میں بھی نہیں ہوں۔

٤٤٠٣- حَدَّثَنَا مُوسٰى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ، عن أبِي الضُّحٰى، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «رُفِعَ الْقَلَمُ عن ثَلَاثَةٍ: عن النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعن الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعن

۴۴۰۳- سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین طرح کے آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے' سوئے ہوئے سے حتی کہ جاگ جائے' بچے سے حتی کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے حتی کہ عقل مند ہو جائے۔''

٤٤٠٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ١٥٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٣٤٤ من حديث عطاء بن السائب به، واختلط.

٤٤٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٨٣و٧/ ٣٥٩ من حديث أبي داود به * السند منقطع، وللحديث شواهد، انظر، ح: ٤٤٠٠، وحديث ابن جريج رواه ابن ماجه، ح: ٢٠٤٢.

الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن الْقَاسِمِ بنِ يَزِيدَ، عن عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ، زَادَ فِيهِ «والْخَرِفِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو ابن جریج نے بواسطہ قاسم بن یزید' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا ہے اور اس میں لفظ [الخَرِف] کا اضافہ کیا۔ یعنی وہ آدمی جو بہت زیادہ عمر کی وجہ سے عقل وشعور کی کیفیت پر قائم نہ رہتا ہو۔

فائدہ: بڑی عمر کا سٹھیایا ہوا آدمی جو اپنے عقل وشعور میں نہ ہو' اس کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْغُلَامِ يُصِيبُ الْحَدَّ (التحفة ١٧)

باب: ۱۸- نابالغ اگر قابل حد جرم کرے تو اس پر حد نہیں لگتی (نیز علامات بلوغت کا بیان)

٤٤٠٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عُمَيْرٍ: حدَّثني عَطِيَّةُ الْقُرَظِيُّ قال: كُنْتُ مِنْ سَبْيِ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَكَانُوا يَنْظُرُونَ، فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ، وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ، فَكُنْتُ فِيمَنْ لَمْ يُنْبِتْ.

۴۴۰۴- حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا' چنانچہ مسلمانوں نے دیکھنا شروع کیا' یعنی جس جس کے (زیرناف) بال اگ آئے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اگے تھے اسے قتل نہ کیا گیا' چنانچہ میں ان میں سے تھا جن کے بال نہیں اگے تھے۔

فائدہ: بنو قریظہ یہودی قبیلہ مدینہ کے اطراف میں آباد تھا اور میثاق مدینہ کی رُو سے یثرب کے دفاع کا ذمہ دار اور پابند تھا مگر جنگ خندق کے موقع پر انہوں نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قریش مکہ کا ساتھ دیا اور شریک جنگ ہو گیا۔ مسلمانوں کے لیے یہ موقع کڑی آزمائش کا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی اور سب ذلیل وخوار ہو کر پسپا ہو گئے۔ بعد ازاں مسلمانوں نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تو یہ لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ بڑے مردوں اور بالغوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور نابالغ بچوں کو غلام' لونڈی بنا لیا جائے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' الرحیق المختوم)

٤٤٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، السير، باب ماجاء في النزول على الحكم، ح: ١٥٨٤، والنسائي، ح: ٣٤٦٠، وابن ماجه، ح: ٢٥٤١، ٢٥٤٢ من حديث سفيان الثوري، وسفيان بن عيينة، كلاهما عن عبدالملك به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٤٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٧٦٠، والحاكم: ٣/ ٣٥، ووافقه الذهبي.

٤٤٠٥- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبو عَوَانَةَ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: فَكَشَفُوا عَانَتِي فَوَجَدُوهَا لَمْ تَنْبُتْ فَجَعَلُونِي في السَّبْيِ.

۴۴۰۵-عبدالملک بن عمیر نے یہ روایت بیان کی۔ (عطیہ نے) کہا: انہوں نے میرے زیر ناف سے کپڑا ہٹایا اور پایا کہ میرے بال نہیں اُگے ہیں تو مجھے قیدیوں میں شامل کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① زیر ناف کے بال اُگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔ ② شرعی ضرورت کے لیے کسی کے زیر ناف دیکھ لینا جائز ہے' بلاضرورت شرعی ناجائز ہے۔

٤٤٠٦- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله: أخبرني نَافِعٌ عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ عُرِضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعُرِضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ.

۴۴۰۶-حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احد والے دن ان کا جائزہ لیا جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی تو آپ نے ان کو جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور پھر خندق والے دن ان کا جائزہ لیا اور وہ پندرہ سال کے تھے تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔

فائدہ: شرعی طور پر بالغ سمجھے جانے کے لیے پندرہ سال کی عمر کا اعتبار ہے' خواہ زیر ناف بال اُگیں یا نہ' احتلام ہو یا نہ اور نابالغ کو قتال میں شریک کرنا روا نہیں۔

٤٤٠٧- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عنْ عُبَيْدِ الله بنِ عُمَرَ قالَ: قالَ نَافِعٌ: حَدَّثْتُ بِهٰذَا الحديثِ عُمَرَ بن عَبْدِ الْعَزِيزِ فقَالَ: إِنَّ هٰذَا لَحَدٌّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ.

۴۴۰۷-نافع کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کو بیان کی تو انہوں نے کہا: بلاشبہ بچے اور بڑے میں یہی عمر حد فاصل ہے۔

(المعجم ١٩) - **بَابٌ**: السَّارِقُ يَسْرِقُ فِي الْغَزْوِ أَيُقْطَعُ؟ (التحفة ١٨)

باب:١٩-جو کوئی سفر جہاد میں چوری کر لے تو کیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے؟

٤٤٠٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤٠٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٢٩٥٧، وأخرجه البخاري، ح:٤٠٩٧ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح:١٨٦٨ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٤٤٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن إدريس به، انظر الحديث السابق.

٤٤٠٨- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ بنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ شِيَيْمِ ابنِ بَيْتَانَ وَيَزِيدَ بنِ صُبْحٍ الأَصْبَحِيِّ، عَنْ جُنَادَةَ بنِ أبي أُمَيَّةَ قال: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بنِ أَرْطَاةَ في الْبَحْرِ، فَأُتِيَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهُ: مِصْدَرٌ قَدْ سَرَقَ بُخْتِيَّةً فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا تُقْطَعُ الأيْدِي فِي السَّفَرِ»، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَطَعْتُهُ.

۴۴۰۸-جنادہ بن ابوامیہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک سمندری مہم میں جا رہے تھے کہ ایک چور کولایا گیا۔اس کا نام مِصدر تھا(میم کی زیر کے ساتھ) اس نے ایک بختی اونٹنی چرائی تھی' تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے:''سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔'' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

فائدہ: بسر بن ارطاۃ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ دارالحرب میں حد کی تنفیذ ولی الامر کے فیصلے پر موقوف ہے۔(نیل الأوطار' باب فی حد القطع وغیرہ هل یستوفی فی دارالحرب أم لا؟)

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي قَطْعِ النَّبَّاشِ (التحفة ١٩)

باب:۲۰-کفن چور کا ہاتھ کاٹنا

٤٤٠٩- حَدَّثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عنْ أبِي عِمْرَانَ، عن المُشَعَّثِ بنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عَنْ أبِي ذَرٍّ قال: قالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ!». قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ الله وَسَعْدَيْكَ! قالَ: «كَيْفَ أَنْتَ إذا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بالْوَصِيفِ» يَعْنِي الْقَبْرَ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أعْلَمُ، أوْ

۴۴۰۹-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! اور مطیع فرماں ہوں! فرمایا:''تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں کو موت آئے گی اور ان حالات میں گھر ایک غلام کے بدلے میں ملے گا؟'' اور آپ کی مراد تھی''قبر۔'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' یا کہا کہ جو اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمادیں۔آپ نے فرمایا:''صبر کرنا۔''

٤٤٠٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء أن لا يقطع الأيدي في الغزو، ح: ١٤٥٠ من حديث عياش بن عباس به، وقال: "غريب".

٤٤٠٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٤٢٦١، وأخرجه ابن ماجه، الفتن، باب التثبت في الفتنة، ح: ٣٩٥٨ من حديث حماد بن زيد به.

مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ» أَوْ قَالَ: «تَصْبِرُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد بن ابوسلیمان نے کہا: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے' کیونکہ وہ میت کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔

فوائد ومسائل: ① فی الواقع اب شہری گنجان آبادیوں میں میت کے لیے قبر کا حصول غریب آدمی کے بس سے باہر ہو رہا ہے اور ایام فتن میں یہ مسئلہ اور بھی سنگین ہو جائے گا اور یہ پیش گویاں رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور رسالت کی دلیل ہیں۔ ② کفن چور کی حد اس کا ہاتھ کاٹنا ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کے لیے ''گھر'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابُ السَّارِقِ يَسْرِقُ مِرَارًا (التحفة ٢٠)

باب:۲۱- چور جو بار بار چوریاں کرے

٤٤١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ الْهِلَالِيُّ: حَدَّثَنَا جَدِّي عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَن مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: جِيءَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقْطَعُوهُ»، قَالَ: فَقُطِعَ، ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»: فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقطَعُوهُ». قَالَ: فَقُطِعَ ثُمَّ جِيءَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ». فَقَالُوا:

۴۴۱۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے تو چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' چنانچہ اس کا (ہاتھ) کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے دوبارہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے' آپ نے فرمایا: ''اس کا (بایاں پاؤں) کاٹ دو۔'' چنانچہ کاٹ دیا گیا۔ پھر اسے تیسری بار لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے

٤٤١٠- تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، قطع السارق، باب قطع اليدين والرجلين من السارق، ح: ٤٩٨١ عن محمد بن عبدالله الهلالي به، وقال: "هذا حديث منكر، ومصعب بن ثابت ليس بالقوي في الحديث"، وله شاهد صحيح عند النسائي، ح: ٤٩٨٠.

يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، فَقَالَ: «اقْطَعُوهُ». ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا سَرَقَ، قَالَ: «اقْطَعُوهُ». فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ: «اقْتُلُوهُ»، قَالَ جَابِرٌ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ، ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ.

فرمایا: ''اس کا (بایاں ہاتھ) کاٹ دو۔'' پھر چوتھی بار لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا (دایاں پاؤں) کاٹ دو۔'' پھر اسے پانچویں بار لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے قتل کر دو۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ہم اسے لے گئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر اسے گھسیٹ کر ایک کنویں میں ڈال دیا اور اوپر سے پتھر مارے۔

فائدہ: اس سزا کی توجیہ یہ ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو اس کی حقیقت سے مطلع کر دیا گیا تھا' اسی لیے آپ شروع ہی سے اس کو قتل کرنے کا کہتے رہے کہ یہ زمین میں فساد پھیلانے والا ہے اور ایسے آدمیوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوٓا أَوْ يُصَلَّبُوٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾ (المائدة: ٣٣) ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا الٹے طور سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔'' اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی قاضی یا حاکم دو تین چوریوں پر اس قدر شدید حکم نہیں لگا سکتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ ہی کا خاصہ تھا کہ انہوں نے ابتدا ہی سے اس کی سرشت اور عاقبت کے بارے میں خبر دے دی۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي السَّارِقِ تُعَلَّقُ يَدُهُ فِي عُنُقِهِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۲- چور کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکانے کا بیان

٤٤١١- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُولٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ

۴۴۱۱- عبدالرحمٰن بن محیریز سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا چور کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دینا سنت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ

٤٤١١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في تعليق يد السارق، ح: ١٤٤٧ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٨٧، والنسائي، ح: ٤٩٨٥، ٤٩٨٦، وقال: "حجاج بن أرطاة ضعيف ولا يحتج بحديثه"، وهو مدلس مشهور.

فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ.

کاٹ دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کے ہاتھ کے متعلق حکم دیا تو اس کی گردن میں لٹکا دیا گیا۔

فائدہ: بعض فقہاء عبرت کیلئے اس عمل کے قائل ہیں جیسے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(نیل الأوطار ۱۵۳/۴)

(المعجم . . .) - **باب بَيْعِ الْمَمْلُوكِ إِذَا سَرَقَ** (التحفة ٢٢)

باب:......کوئی غلام اگر چوری کرے تو اسے بیچ دینے کا بیان؟

٤٤١٢- **حَدَّثَنَا** مُوسَى يَعْنِي ابنَ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن عُمَرَ بنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَرَقَ الْمَمْلُوكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ».

۴۴۱۲- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مملوک غلام چوری کرے تو اسے بیچ ڈالو خواہ آدھے اوقیہ (بیس درہم) سے بیچو۔''

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِي الرَّجْمِ** (التحفة ٢٣)

باب:۲۳- زانی کو سنگسار کرنے کا بیان

فائدہ: ہر وہ جنسی اتصال جو غیر شرعی بنیاد پر ہو ''زنا'' کہلاتا ہے اور شرعی حد اسی صورت میں لازم آتی ہے جب حشفہ کسی طبعی مرغوب حرام فرج میں داخل ہو جائے' انزال ہو یا نہ ہو اور کسی نکاح کا شبہ بھی نہ ہو۔ ان شرطوں میں ''طبعی مرغوب'' سے مراد کسی عورت کی شرم گاہ ہے' اس سے حیوانات خارج ہو جاتے ہیں۔ ''حرام فرج'' جو شرعی نکاح کے علاوہ ہو جیسے کہ بیوی کی فرج حلال ہے۔ ''بلا شبہ نکاح'' سے مقصد یہ ہے کہ اگر کہیں منکوحہ ہونے کے شبہ میں ایسا کام ہوا تو حد نہیں ہوگی۔ مزید یہ ہے اس کا مرتکب عاقل بالغ ہو۔ قاضی کے سامنے از خود اقرار کرے تو چار بار کرے۔ اور اگر کوئی گواہی دے تو ان کی تعداد چار مرد ہونا ضروری ہے جو اس فعل کے بغیر کسی احتمال کے عین بعین اور ہو بہو ہونے کی گواہی دیں۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''فقہ السنۃ'' سید سابق رحمہ اللہ)

٤٤١٣- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

۴۴۱۳- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ آیت

٤٤١٢ـ **تخريج**: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب العبد يسرق، ح: ٢٥٨٩، والنسائي، ح: ٤٩٨٣ من حديث أبي عوانة به، وقال: 'عمر بن أبي سلمة ليس بالقوي في الحديث' * عمر بن أبي سلمة وثقه أكثر أهل العلم، وهو حسن الحديث.

٤٤١٣ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢١٠ من حديث أبي داود به.

ثابِتٍ المَرْوَزِيُّ: حدَّثَني عَليُّ بنُ الْحُسَيْنِ عنْ أبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: ﴿وَٱلَّتِى يَأْتِينَ ٱلْفَٰحِشَةَ مِن نِّسَآئِكُمْ فَٱسْتَشْهِدُوا۟ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا۟ فَأَمْسِكُوهُنَّ فِى ٱلْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّىٰهُنَّ ٱلْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ ٱللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ [النساء: ١٥] وَذَكَرَ الرَّجُلَ بَعْدَ المَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُمَا فقَالَ: ﴿وَٱلَّذَانِ يَأْتِيَٰنِهَا مِنكُمْ فَـَٔاذُوهُمَا ۖ فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا۟ عَنْهُمَآ ۗ﴾ [النساء: ١٦] فَنَسَخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْجَلْدِ فقَالَ: ﴿ٱلزَّانِيَةُ وَٱلزَّانِى فَٱجْلِدُوا۟ كُلَّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا مِا۟ئَةَ جَلْدَةٍ ۖ﴾ [النور: ٢].

کریمہ: ﴿وَالّٰتِی یَاتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِکُمْ...﴾ ”تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری (زنا) کا ارتکاب کریں تو ان پر اپنے میں سے چار گواہ لاؤ‘ اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آ جائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔“ کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں مرد کا بیان عورت کے بعد ہے۔ پھر ان دونوں (مرد اور عورت) کو جمع کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا......﴾ اور تم میں سے جو یہ کام کریں تو انہیں ایذا دو‘ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے درگزر کرو۔“ پھر یہ حکم (سورۂ نور کی) اس آیت سے منسوخ کر دیا گیا جس میں سو کوڑے مارنے کا بیان ہے: ﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِی فَاجْلِدُوْا......﴾ ”زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو سو کوڑے مارو۔“

فائدہ: ابتدائے اسلام میں زنا کی حد نازل ہونے سے پہلے یہی حکم تھا کہ بدکار عورتوں یا مردوں کو عمومی سزا دی جائے اور عورتوں کو گھروں میں بند رکھا جائے۔ بعد ازاں معروف حد نازل ہوئی۔ اور جن ممالک میں شرعی حدود نہیں ہیں وہاں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

٤٤١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ ثَابِتٍ: حَدَّثَنا مُوسَى يَعْني ابنَ مَسْعُودٍ عنْ شِبْلٍ، عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عنْ مُجَاهِدٍ قالَ: السَّبِيلُ: الْحَدُّ. قالَ سُفْيَانُ: ﴿فَآذُوهُمَا﴾: الْبِكْرَانِ، فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ: الثَّيِّبَاتُ.

۴۴۱۴- ابن ابی نجیح نے جناب مجاہد سے روایت کیا کہ ”سبیل“ (راستے) سے مراد حد کا نازل کرنا ہے۔ سفیان نے کہا: ”ان دونوں کو سزا دو“ سے مراد غیر شادی شدہ مرد و عورت ہیں۔ اور ”ان کو گھر میں روکے رکھو“ سے مراد شادی شدہ عورتیں ہیں۔

٤٤١٤- تخريج: [ضعيف] ابن أبي نجيح تقدم، ح: ١٩٥٢، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٤١٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بن أبي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عن الْحَسَن، عَنْ حِطَّانَ بن عَبْدِ الله الرَّقَاشِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بن الصَّامِتِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ الله لَهُنَّ سَبِيلًا: الثَّيِّبُ بالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمْيٌ بالحِجَارَة، وَالْبِكْرُ بالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ».

۴۴۱۵- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے لے لو' مجھ سے لے لو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ نکال دی ہے۔ اگر شادی شدہ شادی شدہ کے ساتھ (ملوث ہو اور بدکاری) کرے تو سو کوڑے ہیں اور پتھر مارنا ہیں' اور کنوارا کنواری کے ساتھ کرے تو سو کوڑے ہیں اور ایک سال کے لیے شہر بدری ہے۔''

٤٤١٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ وَمُحمَّدُ ابنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ قالَا: أخبرنا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عن الْحَسَنِ بإسْنادِ يَحْيَى وَمَعْنَاهُ قالَا: «جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ».

۴۴۱۶- جناب حسن بصری نے بسند یحییٰ اس روایت کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا: ''سو کوڑے ہیں (غیر شادی شدہ کو) اور رجم کرنا ہے (شادی شدہ کو۔'')

٤٤١٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ رَوْحِ بْنِ خُلَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ خَالِدٍ يَعْني الْوَهْبِيَّ: حَدَّثَنا الْفَضْلُ بنُ دَلْهَم عن الْحَسَنِ، عَنْ سَلَمَةَ بن الْمُحَبِّقِ، عنْ عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ فقالَ نَاسٌ لِسَعْدِ بنِ عُبَادَةَ: يَا أَبا ثَابِتٍ! قَدْ نَزَلَتِ الْحُدُودُ، لَوْ أَنَّكَ وَجَدْتَ مَعَ امْرَأَتِكَ رَجُلًا كَيْفَ كُنْتَ صَانِعًا؟ قالَ: كُنْتُ ضَارِبَهُما بالسَّيْفِ حتَّى يَسْكُتا، أَفَأَنا

۴۴۱۷- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی۔ تو لوگوں نے سعد بن عبادہ سے کہا: اے ابو ثابت! حدود نازل ہوئی ہیں' اگر تم اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤ تو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا: میں تلوار سے ان دونوں کا کام تمام کر دوں گا حتی کہ دونوں ٹھنڈے ہو جائیں۔ کیا بھلا میں چار گواہ ڈھونڈنے جاؤں گا؟ تب تک تو وہ اپنا کام کر جائے گا (بدکاری کر کے بھاگ جائے گا۔) چنانچہ وہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابو ثابت کو دیکھا کہ ایسے ایسے کہتا ہے؟ تو

٤٤١٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الزنا، ح: ١٦٩٠/ ١٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

٤٤١٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٦٩٠/ ١٢ من حديث هشيم به، انظر الحديث السابق.

٤٤١٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * الفضل بن دلهم لين ورمي بالاعتزال (تقريب).

أذْهَبُ فأَجْمَعُ أربَعَةَ شُهداءَ؟ فَإِلَى ذٰلِكَ قَدْ قَضَى الْحَاجَةَ، فانْطَلَقَ فاجْتَمَعُوا عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ الله! أَلَمْ تَرَ إِلَى أَبِي ثابِتٍ قال كَذَا وَكَذَا!؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَفَى بالسَّيْفِ شَاهِدًا». ثُمّ قال: «لَا، لَا، أَخَافُ أَنْ يَتَتَايَعَ فِيها السَّكْرَانُ وَالْغَيْرَانُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایسے موقع پر) تلوار کی گواہی کافی ہے۔'' پھر فرمایا: ''نہیں، نہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی (ویسے ہی) بحالت نشہ یا بوجہ غیرت اس کے درپے نہ ہو جائے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى وَكِيعٌ أَوَّلَ هذَا الحَدِيثِ عن الْفَضْلِ بن دَلْهَمٍ، عن الْحَسَنِ، عنْ قَبِيصَةَ بنِ حُرَيْثٍ، عنْ سَلَمَةَ ابنِ الْمُحَبِّقِ عن النَّبيِّ ﷺ وَإِنَّما هٰذَا إِسْنَادُ حَدِيثِ ابن الْمُحَبِّقِ؛ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ وکیع نے فضل بن دلہم سے انہوں نے جناب حسن سے انہوں نے قبیصہ بن حریث سے انہوں نے سلمہ بن محبق سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ حالانکہ یہ سند ابن محبق کی اس روایت کی ہے جس میں ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کر بیٹھا تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الْفَضْلُ بنُ دَلْهَمٍ لَيْسَ بالحَافِظِ كانَ قَصَّابًا بِوَاسِطَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فضل بن دلہم حافظ نہیں ہے۔ یہ واسط میں قصاب تھا۔

فائدہ: یہ حدیث اپنے مفہوم میں صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ صحیح احادیث کی رُو سے شادی شدہ زانی کی سزا بہر صورت (رجم) پتھروں سے مارنا ہے نہ کہ تلوار سے اور گواہوں کی عین صریح گواہی کے بغیر ایسا نہیں کیا جا سکتا اور یہ کام بھی قاضی اور عدالت کے ذمے ہے۔

٤٤١٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا الزُّهْرِيُّ عنْ عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بن عُتْبَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عبَّاسٍ: أَنَّ عُمَرَ يَعْني ابن الْخَطَّابِ

۴۴۱۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل کی۔ اس نازل کردہ (کتاب)

٤٤١٨- تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب الاعتراف بالزنا، ح: ٦٨٢٩، ومسلم، الحدود، باب رجم الثيب في الزنا، ح: ١٦٩١ من حديث الزهري به.

خَطَبَ فقالَ: إنَّ اللهَ بَعَثَ مُحمَّدًا ﷺ بالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الكتابَ، فكان فيما أُنْزِلَ عليه آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْناهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُولُ الله ﷺ وَرَجَمْنَا مِنْ بَعْدِهِ، وَإِنِّي خَشِيتُ إنْ طَالَ بِالنَّاسِ الزَّمانُ أن يقولَ قائلٌ: ما نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَها اللهُ، فالرَّجْمُ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا كَانَ مُحْصِنًا، إِذَا قامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ حَمْلٌ أَوِ اعْتِرَافٌ، وَايْمُ اللهِ! لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي كِتَابِ الله لَكَتَبْتُهَا .

میں رجم کی آیت بھی تھی۔ہم نے اسے پڑھا ہے اور یاد کیا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا ہے اور ان کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کوئی یہ نہ کہنے لگے کہ رجم والی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں' اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کر کے گمراہ نہ ہو جائیں۔ پس جس کسی مرد یا عورت نے زنا کیا ہو اور وہ شادی شدہ ہو اور گواہی ثابت ہو جائے یا حمل ہو یا اعتراف ہو' تو اس پر رجم حق ہے۔اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اس آیت کو کتاب اللہ میں درج کر دیتا۔

فائدہ: نیل الاوطار میں ہے کہ مسند احمد اور طبرانی کبیر میں ابوامامہ بن سہل اپنی خالہ عجماء سے راوی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ نازل ہوا تھا: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ بِمَا قَضَيَا مِنَ اللَّذَّةِ﴾ اسی طرح صحیح ابن حبان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ جتنی تھی اور اس میں: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ﴾ والی آیت بھی تھی'' (یعنی بعد میں اس سورت کا ایک حصہ منسوخ ہو گیا۔) (نیل الاوطار: ۱۰۲/۴) الغرض اصحاب الحدیث کے نزدیک یہ حکم قرآن مجید اور سنت متواترہ دونوں سے ثابت ہے۔اور یہ نسخ کی ایک صورت ہے کہ آیت کا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔دوسری صورت یہ ہے کہ تلاوت موجود ہے مگر حکم منسوخ ہے مثلاً ﴿اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ......﴾ (البقرہ: ۱۸۰) ''ماں باپ اور وارثوں کے لیے ان کے حصے سے زیادہ وصیت منسوخ ہے' اگرچہ اس کی تلاوت باقی ہے۔اور تیسری صورت یہ ہے کہ حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو چکے ہیں۔مثلاً رضاعت میں پہلے دس چوسنیوں سے حرمت ثابت ہوتی تھی' آیت بھی تلاوت کی جاتی تھی مگر الفاظ اور حکم دونوں منسوخ ہو چکے ہیں [عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ] اب پانچ چوسنیوں سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔وہ بحکم احادیث ہے نہ کہ قرآن۔(کتاب الفقیہ والمتفقہ از خطیب بغدادی)

(المعجم . . .) - **باب رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ** (التحفة ٢٤)

باب:...... ماعز بن مالک کے رجم کا بیان

٤٤١٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ قال: حدَّثني يَزِيدُ بنُ نُعَيْمِ بنِ هَزَّالٍ عن أَبِيهِ قال: كَانَ مَاعِزُ بنُ مَالِكٍ يَتِيمًا في حِجْرِ أَبِي فأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فقالَ لَهُ أَبِي: ائْتِ رَسُولَ الله ﷺ فأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ، لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَإِنَّمَا يُرِيدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، قال: فأَتَاهُ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي زَنَيْتُ فأقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فأَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي زَنَيْتُ فأَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ الله، فأَعْرَضَ عَنْهُ، فعادَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إني زَنَيْتُ فَأَقِمْ عليَّ كتابَ الله، حَتَّى قالها أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ؟» قال: بِفُلَانَةَ. قال: «هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ بَاشَرْتَهَا؟» قال: نَعَمْ. قال: «هَلْ جَامَعْتَهَا؟ قال: نَعَمْ. قال: فأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ، فَأُخْرِجَ بِهِ إلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهُ عَبْدُ الله بنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهُ، فنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ أَتَى النَّبيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فقال: «هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ، لَعَلَّهُ أَنْ يَتُوبَ

۴۴۱۹- جناب یزید بن نُعیم بن ہزّال اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز بن مالک یتیم لڑکا تھا اور میرے والد کی سرپرستی میں تھا۔ پھر وہ قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ تو میرے والد نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی انہیں خبر دو شاید وہ تیرے لیے استغفار کریں۔ اور اس سے ان کا مقصد صرف یہی امید تھی کہ اسے کوئی راہ مل جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے' لہٰذا اللہ کی کتاب کا حکم مجھ پر نافذ فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ فرما دیجیے۔ آپ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ تو اس نے (تیسری بار) پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ کر دیجیے۔ حتیٰ کہ اس نے چار بار اس طرح کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو نے چار بار یہ بات کہی ہے' تو نے کس کے ساتھ کیا ہے؟'' کہا: فلاں لڑکی کے ساتھ۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ اکٹھے لیٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو اس کے ساتھ چمٹا ہے؟'' کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟'' کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو حرہ کی طرف لے جایا گیا۔ جب اسے پتھر مارے گئے اور اس نے پتھروں کی چوٹ محسوس کی تو برداشت نہ کر پایا اور بھاگ کھڑا

٤٤١٩ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٣٧٧، أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٧ عن وكيع به.

فَيَتُوبَ اللهُ عَلَيْهِ».

ہوا۔ تو حضرت عبداللہ بن انیس نے اس کو پالیا' جبکہ دیگر ساتھی تھک گئے تھے۔ تو عبداللہ نے اس کو اونٹ کا پایا نکال مارا اور اسے قتل کر دیا' پھر نبی ﷺ کے پاس آ کر یہ سب بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا' شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ شیطان کے اغوا سے زنا کر بیٹھے تھے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرار کیا اور دنیا کی سزا قبول کی۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ کسی بھی صاحب ایمان کو کسی طرح روا نہیں کہ اب ان کے بارے میں کوئی نامناسب بات کہے یا دل میں رکھے۔ ② ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔'' اس جملے کا صحیح مفہوم درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے' یعنی اس میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لانے کی بات تھی کہ آپ اسے یہ سزا بھگت لینے کی تلقین فرماتے کہ یہ سزا آخرت کے عذاب کے مقابلے میں بہت ہلکی اور آسان ہے۔

٤٤٢٠ - حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حدثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ عن مُحَمدِ ابنِ إسْحَاقَ قال: ذَكَرْتُ لِعَاصِمِ بنِ عُمَرَ ابنِ قَتَادَةَ قِصَّةَ مَاعِزِ بنِ مَالِكٍ فقال لِي: حدَّثني حَسَنُ بنُ مُحمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قال: حدَّثني ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ» - مَنْ شِئْتُمْ مِنْ رِجَالِ أسْلَمَ مِمَّنْ لا أتَّهِمُ. قال: وَلَمْ أعْرِفْ هٰذَا الْحَدِيثَ قال: فَجِئْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: إنَّ رِجَالًا مِنْ أسْلَمَ يُحَدِّثُونَ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال لَهُمْ حِينَ ذَكَرُوا لَهُ جَزَعَ مَاعِزٍ مِنَ

۴۴۲۰- جناب حسن بن محمد بن علی بن ابوطالب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا'' مجھ کو قبیلہ اسلم کے کئی لوگوں نے بیان کیا جنہیں میں جھوٹ سے متہم نہیں سمجھتا۔ کہا کہ میرے لیے یہ حدیث واضح نہ تھی' چنانچہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ قبیلہ اسلم کے لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ماعز کو رجم کرنے والے) لوگوں سے کہا' جب انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ماعز کو جب پتھر لگے تو وہ ان کی چوٹ برداشت نہ کر سکا تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا۔'' میں یہ حدیث سمجھ نہیں سکا ہوں۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے! میں اس حدیث کے

٤٤٢٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٧٢٠٧ من حديث يزيد بن زريع به، ورواه أحمد: ٣/ ٣٨١.

الْحِجَارَةِ حِينَ أَصَابَتْهُ: «أَلَّا تَرَكْتُمُوهُ!» وَمَا أَعْرِفُ الحدِيثَ!. قال: يَا ابنَ أخِي! أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذَا الحدِيثِ، كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ، إِنَّا لَمَّا خَرَجْنَا بِهِ فَرَجَمْنَاهُ فَوَجَدَ مَسَّ الحِجَارَةِ صَرَخَ بِنَا: يَا قَوم رُدُّونِي إلى رَسُولِ الله ﷺ فإنَّ قَوْمِي قَتَلُونِي وَغَرُّونِي مِنْ نَفْسِي، وَأَخْبَرُونِي أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَيْرُ قَاتِلِي!! فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتَّى قَتَلْنَاهُ، فلمَّا رَجَعْنَا إلىٰ رَسُولِ الله ﷺ وَأَخْبَرْنَاهُ قال: «فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ وَجِئْتُمُونِي بِهِ» لِيَسْتَثْبِتَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهُ، فَأَمَّا لِتَرْكِ حَدٍّ، فَلَا. قال: فَعَرَفْتُ وَجْهَ الحدِيثِ.

متعلق سب لوگوں سے بڑھ کر جانتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا تھا۔ جب ہم اس کو لے کر نکلے اور اسے پتھر مارے اور اسے پتھروں کی چوٹ پڑی تو وہ چیخ اٹھا: اے قوم! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لے چلو' میری قوم نے مجھے مروا ڈالا ہے' انہوں نے مجھے میری جان کے متعلق دھوکا دیا ہے' انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہیں کریں گے۔ مگر ہم اس سے پیچھے نہ ہٹے حتی کہ اسے مار ڈالا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اور اسے میرے پاس کیوں نہ لے آئے۔'' (غرض یہ تھی کہ) اللہ کے رسول اس کو ثابت قدم رہنے کا کہتے۔ (یعنی دنیا کا عذاب' آخرت کے مقابلے میں ہلکا اور آسان ہے۔) لیکن یہ مفہوم ہو کہ آپ نے حد چھوڑ دینے کی غرض سے یہ کہا ہو' ایسے نہیں ہے' چنانچہ تب میں (حسن بن محمد) حدیث کا مطلب سمجھ سکا۔

فائدہ: احادیث رسول میں کسی ایک متن کو لے کر حکم لگانے سے پیشتر اس کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور طلبۂ حدیث کو اس کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

٤٤٢١- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي الْحَذَّاءَ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ مَاعِزَ بنَ مَالِكٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقال: إِنَّهُ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مِرارًا، فَأَعْرَضَ

۴۴۲۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: بے شک میں نے زنا کیا ہے۔ تو آپ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے کئی بار ایسے کہا اور آپ اس سے اپنا منہ پھیرتے رہے۔ پھر آپ نے اس کی قوم سے پوچھا:

٤٤٢١ـ تخريج: [إسناده صحيح] انظر، ح: ٤٤٢٧.

عَنْهُ فَسَأَلَ قَوْمَهُ: «أَمَجْنُونٌ هُوَ؟» قالُوا: لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. قال: «أفَعَلْتَ بِهَا؟» قال: نَعَمْ. فأَمَرَ بِهِ أنْ يُرْجَمَ. فانْطُلِقَ بِهِ فَرُجِمَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

''کیا یہ مجنون اور پاگل ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں' اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے واقعتاً اس کے ساتھ کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے لے جایا گیا اور سنگسار کر دیا گیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔

فائدہ: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو جب حد لگی تو اس وقت فوری طور پر جنازہ نہیں پڑھا گیا بلکہ بعد میں پڑھا گیا' جیسے کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث:۶۸۲۰)

٤٤٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: رَأَيْتُ مَاعِزَ بنَ مَالِكٍ حِينَ جِيءَ بِهِ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، رَجلٌ قَصِيرٌ أعْضَلُ، لَيْسَ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أرْبَعَ مَرَّاتٍ أنَّهُ قَدْ زَنَى، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فَلَعَلَّكَ قَبَّلْتَهَا؟» قال: لَا وَالله! إنَّه قَدْ زَنَى، الأَخِرُ؟ قال: فَرَجَمَهُ ثُمَّ خَطَبَ فقال: «ألَا كُلَّمَا نَفَرْنَا في سَبِيلِ الله خَلَفَ أحَدُهُمْ، لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ، يَمْنَحُ إحْدَاهُنَّ الكُثْبَةَ، أمَا إنَّ الله إنْ يُمَكِّنِّي مِنْ أحدٍ مِنْهُمْ إلَّا نَكَّلْتُهُ عَنْهُنَّ».

۴۴۲۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ جب ماعز بن مالک کو نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ چھوٹے قد کا موٹا آدمی تھا' اس پر چادر نہیں تھی۔ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں کہ اس نے زنا کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''شاید تو نے اس کا بوسہ لیا ہوگا؟'' اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! اس نالائق نے زنا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے رجم کیا (یعنی حکم دیا) پھر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ''خبردار! ہم جب اللہ عزوجل کی راہ (جہاد) میں نکلتے ہیں تو کوئی ان میں پیچھے رہ جاتا ہے' ایسے آواز نکالتا ہے جیسے کہ بکرا نکالتا ہے' پھر کسی عورت کو تھوڑی سی کوئی چیز دے دیتا ہے' خبردار! اگر اللہ نے مجھ کو ان میں سے کسی پر قدرت دی تو میں اسے نشان عبرت بنا دوں گا۔''

٤٤٢٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى عن

۴۴۲۳- شعبہ نے سماک سے روایت کیا' کہا کہ

٤٤٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٢ من حديث أبي عوانة به.

٤٤٢٣ـ تخريج: أخرجه مسلم عن محمد بن المثنى به، انظر الحديث السابق.

مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ، عن شُعْبَةَ، عن سِمَاكٍ قال: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ سَمُرَةَ بِهذا الحدِيثِ وَالأَوَّلُ أَتَمُّ، قالَ: فَرَدَّهُ مَرَّتَيْنِ، قال سِمَاكٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ فقال: إنَّهُ رَدَّهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی' جبکہ پہلے والی حدیث زیادہ کامل ہے۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دو بار واپس کیا۔ سماک کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ روایت بیان کی تو انہوں نے کہا کہ آپ نے اس کو چار بار لوٹایا تھا۔

٤٤٢٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْغَنِيِّ بنُ أبي عَقِيلٍ المِصْرِيُّ: حَدَّثَنا خَالِدٌ يَعني ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالَ: قالَ شُعْبَةُ: فَسَأَلْتُ سِمَاكًا عن الْكُثْبَةِ، فقالَ: اللَّبَنُ الْقَلِيلُ.

۴۴۲۴- شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سماک سے پوچھا کہ "كُثْبَة" کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے کہا کہ "تھوڑا سا دودھ۔"

٤٤٢٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبو عَوَانَةَ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ لِمَاعِزِ ابنِ مَالِكٍ: «أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ؟» قالَ: وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي؟ قالَ: «بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ وَقَعْتَ عَلٰى جَارِيَةِ بَنِي فُلَانٍ؟» قالَ: نَعَمْ، فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ. قال: فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ.

۴۴۲۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک سے کہا: "کیا جو بات مجھے تیرے متعلق پہنچی ہے وہ حق ہے؟" بولا کہ آپ کو میرے متعلق کیا خبر پہنچی ہے؟ آپ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بنوفلاں کی لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھے ہو؟" کہا کہ ہاں' چنانچہ اس نے چار گواہیاں دیں۔ پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

فائدہ: ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قوم کے لوگوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے کا کہا' آپ نے بھی اس سے دریافت فرمایا تو اس نے چار بار اقرار کیا تو اس پر حد قائم کی گئی۔

٤٤٢٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبُو أَحْمَدَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ

۴۴۲۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا' دو بار' تو آپ نے

٤٤٢٤ـ تخريج: [إسناده حسن].

٤٤٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٣ من حديث سماك بن حرب به.

٤٤٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٤ من حديث إسرائيل به.

قال: جَاءَ مَاعِزُ بنُ مَالِكٍ إلَى النَّبيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَطَرَدَهُ، ثُمَّ جَاء فَاعْتَرَفَ بالزِّنَا مَرَّتَيْنِ، فقالَ: «شَهِدْتَ عَلَى نَفْسِكَ أرْبَعَ مَرَّاتٍ، اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ».

اس کو واپس بھگا دیا۔ وہ پھر آیا اور زنا کرنے کا دو بار اعتراف کیا' تب آپ نے فرمایا: ''تو نے اپنے اوپر چار بار شہادت دی ہے۔ اسے لے جاؤ اور رجم کر دو۔''

٤٤٢٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ: حدَّثني يَعْلَى عن عِكْرِمَةَ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ؛ ح: وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَعُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ قالَا: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنا أبِي قال: سَمِعْتُ يَعْلَى يَعني ابنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ: «لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أوْ غَمَزْتَ أوْ نَظَرْتَ»، قال: لَا، قال: «أفَنِكْتَهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: فَعِنْدَ ذٰلِكَ أمَرَ بِرَجْمِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُوسَى عن ابنِ عَبَّاسٍ، وَهٰذَا لَفْظُ وَهْبٍ.

۴۴۲۷-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک سے کہا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا' یا چٹکی بھری ہوگی یا (ویسے ہی) دیکھا ہوگا۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بھلا تو نے اس سے فی الواقع جماع کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ تب آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰ (بن اسماعیل) کی روایت میں ابن عباس کا واسطہ مذکور نہیں۔ اور یہ لفظ وہب کے ہیں۔

فائدہ: اس واقعہ میں نبی ﷺ نے ہر قسم کے شکوک کا ازالہ کر لینے اور زنا کا یقین ہو جانے کے بعد رجم کرنے کا حکم دیا اور اب بھی قاضی اور حاکم کو یہی تعلیم ہے جیسے کہ اگلی حدیث میں کھلی صراحت لیے جانے کا بیان ہے۔

٤٤٢٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن ابنِ جُرَيْجٍ: أخبرني أبُو الزُّبَيْرِ: أنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ الصَّامِتِ، ابنَ عَمِّ أبي هُرَيْرَةَ، أخْبَرَهُ؛

۴۴۲۸-سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ماعز) اسلمی اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے متعلق گواہی دی کہ وہ ایک عورت کے ساتھ زنا کر بیٹھا یہ گواہی اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ دی۔ ہر بار نبی ﷺ

٤٤٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: هل يقول الإمام للمقر: لعلك لمست أو غمزت، ح:٦٨٢٤ من حديث وهب بن جرير به.

٤٤٢٨- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح:٧١٦٣ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح:١٣٣٤٠، وصححه ابن الجارود، ح:٨١٤، وابن حبان، ح:١٥١٣.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: جَاءَ الأَسْلَمِيُّ إِلَى نَبِيِّ اللهِ ﷺ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا، أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فقال: «أَنِكْتَهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: «حَتَّى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا؟» قال: نَعَمْ، قال: «كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ؟» قال: نَعَمْ، قال: «هَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَا؟» قال: نَعَمْ، أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا ما يَأْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ حَلَالًا، قال: «فَمَا تُرِيدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟» قال: أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: انْظُرْ إِلَى هٰذَا الَّذِي سَتَرَ اللهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ، فقال: «أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ»، فقالا: نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُولَ اللهِ! فقال: «انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ»، فقالا: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هٰذَا؟ قال: «فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ الآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيهَا».

اس سے اپنا منہ پھیر لیتے تھے۔ پھر وہ پانچویں بار سامنے ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے فی الواقع اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ''حتی کہ تیرا ذکر اس کی فرج میں غائب ہو گیا تھا؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: ''کیا بھلا جس طرح سلائی سرمے دانی میں غائب ہو جاتی ہے اور ڈول کی رسی کنویں میں چلی جاتی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا: ''کیا بھلا جانتے بھی ہو کہ زنا کیا ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' میں اس سے حرام کام کر بیٹھا ہوں جیسے کہ شوہر اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو اپنی اس بات سے کیا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ تب آپ نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو سنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: اس کو دیکھو کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا تھا مگر اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا حتی کہ پتھروں سے مارا گیا جیسے کہ کتے کو مارا جاتا ہے' تو آپ ان سے خاموش رہے۔ پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے حتی کہ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟'' انہوں نے کہا: ہم یہ رہے' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی: بھلا یہ بھی کوئی کھاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ابھی جو تم نے اپنے بھائی کی عزت پامال کی ہے' وہ اس کے کھانے سے بدتر ہے۔

قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!
بلا شبہ وہ اب جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔''

فائدہ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بھی غیبت کرنے کو مسلمان مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے۔ (سورۂ حجرات:۱۲) اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ غیبت کرنا کتنا قبیح فعل ہے۔ اور اگلی احادیث میں آ رہا ہے کہ نبی ﷺ نے سزا یافتہ کو خیر اور اچھے الفاظ کے ساتھ یاد فرمایا۔

٤٤٢٩- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ قال: حَدَّثَنا أَبُو الزُّبَيْرِ عن ابنِ عَمِّ أَبي هُرَيْرَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ بِنَحْوِهِ، زَادَ: وَاخْتَلَفُوا عَلَيَّ فقال بَعْضُهُمْ: رُبِطَ إِلَى شَجَرَةٍ، وقال بَعْضُهُمْ: وُقِفَ.

۴۴۲۹- ابو زبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد سے روایت کیا' اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا اور مزید کہا کہ راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اسے درخت سے باندھا گیا اور بعض نے کہا کہ اسے کھڑا کیا گیا۔

فائدہ: اگلی حدیث (۴۴۳۱) میں ہے کہ وہ از خود کھڑا ہو گیا تھا۔

٤٤٣٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فَاعْتَرَفَ بالزِّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فقال لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «أَبِكَ

۴۴۳۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے آ کر زنا کرنے کا اعتراف کیا' تو نبی ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا' تو آپ نے اعراض کر لیا حتی کہ اس نے اپنے اوپر چار گواہیاں دیں۔ تب نبی ﷺ نے اس سے کہا: ''کیا تو مجنون ہے؟'' بولا نہیں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' کہنے لگا: ہاں' تب نبی ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اس کو

٤٤٢٩ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٤٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في درء الحد عن المعترف إذا رجع، ح:١٤٢٩ عن الحسن بن علي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٣٣٣٧، واختصره مسلم: ١٦/١٦٩١، ولم يسق متنه، ورواه البخاري، ح:٦٨٢٠ من حديث عبدالرزاق به، وقال: "وصلى عليه" يعني لم يصل عليه في اليوم الأول، ثم صلى عليه بعده.

جُنُونٌ؟» قال: لَا. قال: «أَحْصَنْتَ؟» قال: نَعَمْ. قال: فأمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ فِي المُصَلَّى، فلَمَّا أذْلَقَتْهُ الحِجَارَةُ فَرَّ فأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ. فقال لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

عیدگاہ میں رجم کر دیا گیا۔ پھر جب اسے زور زور سے پتھر پڑنے لگے تو وہ دوڑ بھاگا، پس اسے جالیا گیا اور پتھر مارے گئے حتی کہ مر گیا۔ تو نبی ﷺ نے اس کے متعلق اچھی بات کہی مگر اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

فائدہ: حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی، مگر بعد میں جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے، دیکھیے: (صحیح البخاری، الحدود، حدیث:٦٨٢٠)

٤٤٣١- حَدَّثَنا أبو كَامِلٍ: حَدَّثَنا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ ابنُ مَنِيعٍ عن يَحْيَى بنِ زَكَرِيَّا، وَهٰذَا لَفْظُهُ: عن دَاوُدَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن أبي سَعِيدٍ قال: لَمَّا أمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجْمِ مَاعِزِ ابنِ مَالِكٍ خَرَجْنَا بِهِ إلَى الْبَقِيعِ، فَوَاللهِ! مَا أوْثَقْنَاهُ وَلا حَفَرْنَا لَهُ وَلٰكِنَّهُ قَامَ لَنَا. قال أبُو كَامِلٍ: قال: فَرَمَيْنَاهُ بالْعِظَامِ وَالمَدَرِ وَالْخَزَفِ، فاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتَّى أَتَى عُرْضَ الْحَرَّةِ فانْتَصَبَ لَنَا، فَرَمَيْنَاهُ بِجَلَامِيدِ الْحَرَّةِ حتَّى سَكَتَ. قال: فَمَا اسْتَغْفَرَ لَهُ، وَلا سَبَّهُ.

۴۴۳۱- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ جب نبی ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے رجم کرنے کا حکم فرمایا تو ہم اسے بقیع کی طرف لے چلے، اللہ کی قسم! نہ ہم نے اس کو باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا۔ لیکن وہ ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ابو کامل نے کہا کہ ہم نے اسے ہڈیاں، ڈھیلے اور ٹھیکرے مارے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ہم بھی اس کے پیچھے بھاگ لیے حتی کہ وہ حرہ (پتھریلی زمین) کی جانب میں آ گیا اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا تو ہم نے اسے اس جگہ کے بڑے بڑے پتھر مارے حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ ﷺ نے اس کے لیے نہ استغفار کیا اور نہ کسی طرح سے برا بھلا کہا۔

فائدہ: حجۃ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھنے والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس مضمون کی روایات میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ جب ان کو رجم کیا گیا تھا، اس وقت نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی اور جس میں ہے کہ نماز جنازہ پڑھی تھی تو اس کا مطلب ہے کہ دوسرے دن پڑھی تھی۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (فتح الباری، کتاب الحدود، باب الرجم بالمصلیٰ، ١٥٩/١٢-١٦٠، شرح حدیث:٦٨٢٠) امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی، کیا یہ

٤٤٣١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٤ من حديث يزيد بن زريع به.

بات درست ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں' جناب معمر نے یہ بیان کیا ہے۔ ان کے سوا کسی اور نے اسے بیان نہیں کیا' دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث: ۶۸۲۰)

٤٤٣٢- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ عن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي نَضْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ وَلَيْسَ بِتَمَامِهِ، قال: ذَهَبُوا يَسُبُّونَهُ فَنَهاهُمْ، قال: ذَهَبُوا يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ فَنَهَاهُمْ، قال: «هُوَ رَجُلٌ أَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللهُ».

۴۴۳۲- جُریری نے ابونضرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا' لیکن اس کی روایت مکمل نہیں ہے۔ راوی نے کہا کہ: لوگ اسے گالیاں دینے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا۔ (پھر) وہ اس کے لیے استغفار کرنے لگے' تو آپ نے ان کو منع کر دیا اور کہا "یہ ایسا آدمی ہے جس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اللہ ہی اس کا حساب لینے والا ہے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ کسی مسلمان نے خواہ کسی قدر گناہ کیا ہوا اس کے لیے استغفار کرنا جائز ہے۔ حضرت ماعز ؓ کے لیے بھی بعد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تھی جیسا کہ صحیح بخاری میں صراحت ہے' دیکھیے: (صحیح البخاری' الحدود' حدیث: ۶۸۲۰)

٤٤٣٣- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ يَعْلَى بنِ الْحَارِثِ: حَدَّثَنا أَبِي عَنْ غَيْلَانَ، عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَنْكَهَ مَاعِزًا.

۴۴۳۳- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ماعز بن مالک کا منہ سونگھا تھا (کہ کہیں شراب نہ پی رکھی ہو۔)

فائدہ: ازخود اقراری کے لیے یہ یقین کر لینا ضروری ہے کہ کہیں نشے میں نہ ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نشے اور بے ہوشی کے اعمال معتبر نہیں ہوتے۔

٤٤٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إِسْحَاقَ

۴۴۳۴- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے

٤٤٣٢_ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل.

٤٤٣٣_ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف علٰى نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٥ من حديث يحيى بن يعلى به.

٤٤٣٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧١٦٧ من حديث بشير بن المهاجر به، وهو حسن الحديث.

الأَهْوَازِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ رَجَعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا - لَمْ يَطْلُبْهُمَا وَإِنَّمَا رَجَمَهُمَا عِنْدَ الرَّابِعَةِ.

روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے صحابہ کہا کرتے تھے: کاش غامدی عورت اور ماعز بن مالک اعتراف کے بعد ہی رجوع کر لیتے.... یا یوں کہا اگر وہ دونوں اعتراف کے بعد آپ کی خدمت میں نہ آتے......تو آپ ان کو طلب نہ کرتے' آپ نے ان کو چوتھے اعتراف پر رجم کیا تھا۔

٤٤٣٥- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صُبَيْحٍ - قَالَ عَبْدَةُ: أخبرنا - حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بن عُلَاثَةَ: حَدَّثَنَا عبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عبدِ العزيزِ أَنَّ خَالِدَ بن اللَّجْلَاجِ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ اللَّجْلَاجَ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا يَعْتَمِلُ فِي السُّوقِ فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَثَارَ النَّاسُ مَعَهَا وَثُرْتُ فِيمَنْ ثَارَ، وَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «مَنْ أَبُو هٰذَا مَعَكِ؟» فَسَكَتَتْ، فقالَ شَابٌّ حَذْوَهَا: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللهِ!. فَأَقْبَلَ عَلَيْهَا فقالَ: «مَنْ أَبُو هٰذَا مَعَكِ؟» فقالَ الْفَتَى: أَنَا أَبُوهُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ، فقالُوا: مَا عَلِمْنَا إِلَّا خَيْرًا، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحْصَنْتَ؟» قَالَ: نعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، قَالَ: فَخَرَجْنَا بِهِ،

۴۴۳۵- حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ وہ بازار میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے گزری' تو لوگ جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اٹھنے والوں میں میں بھی اٹھا اور نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ ﷺ اس عورت سے دریافت فرما رہے تھے: ''یہ جو (بچہ) تیرے ساتھ ہے اس کا باپ کون ہے؟'' تو وہ خاموش رہی۔ ایک جوان جو اس کے ساتھ تھا بولا: میں اس کا باپ ہوں' اے اللہ کے رسول! آپ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: ''یہ جو (بچہ) تیرے ساتھ ہے اس کا باپ کون ہے؟'' اس جوان نے کہا: میں اس کا باپ ہوں' اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے اردگرد کھڑے لوگوں کی طرف دیکھا' آپ ان سے اس جوان کے متعلق پوچھ رہے تھے' تو انہوں نے کہا: ہم اس کے متعلق اچھا ہی جانتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: ہاں' تب آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ راوی نے کہا: ہم

٤٤٣٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧١٨٤ من حديث حرمي بن حفص به.

فَحفَرْنَا لَهُ حَتَّى أمْكَنَّا، ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بالحِجارَةِ حَتَّى هَدَأَ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ المَرْجُومِ، فانْطَلَقْنَا بِهِ إلَى النَّبيِّ ﷺ فَقُلْنَا: هٰذَا جَاءَ يَسْأَلُ عن الْخَبِيثِ، فقالَ ﷺ: «لَهُوَ أطْيَبُ عِنْدَ الله عَزَّ وَجلَّ مِنْ رِيحِ المِسْكِ»، فَإِذَا هُوَ أبُوهُ، فَأَعَنَّاهُ عَلى غُسْلِهِ وَتَكْفِينِهِ وَدَفْنِهِ، وَمَا أدْرِي قالَ: وَالصَّلاَةِ عَلَيْهِ أمْ لاَ؟ وَهٰذَا حَدِيثُ عَبْدَةَ، وَهُوَ أتَمُّ.

اسے لے کر نکلے اور اس کے لیے گڑھا کھودا اور اس کو اس میں گاڑ دیا۔ پھر پتھروں سے مارا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر ایک آیا جو اس سنگسار شدہ کے متعلق پوچھنے لگا۔ ہم اس کو نبی ﷺ کے پاس لے گئے اور ہم نے عرض کیا کہ یہ آدمی آیا ہے اور اس خبیث کے متعلق پوچھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو اللہ عزوجل کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر پاکیزہ ہے۔'' تب معلوم ہوا کہ وہ آدمی اس کا والد تھا' تو ہم نے اس کی اس سنگسار شدہ کے غسل اور کفن دفن میں مدد کی۔ راوی نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ نماز کا بھی کہا یا نہیں؟ اور یہ روایت عبدة کی ہے اور کامل ہے۔

فائدہ: ① رجم کرنے کے لیے گڑھا کھودا جا سکتا ہے۔ ② سنگسار شدہ کو برائی سے یاد کرنا اچھا نہیں ہے۔

٤٤٣٦- حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ خَالِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا نَصْرُ ابنُ عَاصِمٍ الأنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ جَمِيعًا قالاَ: حدثنا مُحمَّدٌ - وَقالَ هِشَامٌ: مُحمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله الشُّعَيثِيُّ - عنْ مَسْلَمَةَ بنِ عَبْدِ الله الْجُهَنِيِّ، عنْ خَالِدِ بنِ اللَّجْلاَجِ، عنْ أبِيهِ عنِ النَّبيِّ ﷺ بِبَعْضِ هٰذَا الْحَدِيثِ.

۴۴۳۶- خالد بن لجلاج نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ سے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا۔

٤٤٣٧- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ: حدَّثنا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ: حدثنا عَبْدُ السَّلامِ ابنُ حَفْصٍ: حدثنا أبُو حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ

۴۴۳۷- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری

٤٤٣٦ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٤٣٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٩ من حديث أبي حازم به.

سَعْدٍ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ الله ﷺ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا.

کی ہے' اس نے اس عورت کا نام بھی لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بدکاری سے انکار کیا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اس آدمی کو حد کے (سو) کوڑے لگائے اور اس عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: یعنی اس کو غیر شادی شدہ زانی کی حد (سو کوڑے) لگائی گئی۔ لیکن اگلی روایات میں صراحت ہے کہ یہ معلوم ہونے پر کہ یہ شخص تو شادی شدہ ہے' اسے سنگساری کی سزا دی گئی۔

٤٤٣٨- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ قالَ: حدثنا؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ، المَعْنَى: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فَجُلِدَ الحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ.

۴۴۳۸- سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے حد کے کوڑے مارے گئے۔ پھر بتایا گیا کہ وہ شادی شدہ ہے تو آپ نے حکم دیا تو اسے سنگسار کیا گیا۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ مُحَمَّدُ بنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ عن ابنِ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا عَلَى جَابِرٍ، وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ بِنَحْوِ ابنِ وَهْبٍ لَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ. قالَ: إِنَّ رَجُلًا زَنَى، فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن بکر بُرسانی نے ابن جریج سے حضرت جابر ؓ پر موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابوعاصم نے ابن جریج سے' ابن وہب کی مانند روایت کیا اور اس نے نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ ایک آدمی نے زنا کیا تو اس کے شادی شدہ ہونے کا معلوم نہ ہوا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو رجم کیا گیا۔

٤٤٣٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى الْبَزَّازُ قالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عن أبي الزُّبَيْرِ، عَنْ

۴۴۳۹- جناب ابوزبیر نے حضرت جابر ؓ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے بدکاری کی اور معلوم نہ ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اس کو کوڑے

٤٤٣٨- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٧٢١١ عن قتيبة به * ابن جريج عنعن.
٤٤٣٩- تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢١٧ من حديث أبي داود به.

جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَلَمْ يُعْلَمْ بِإِحْصَانِهِ، فَجُلِدَ ثُمَّ عُلِمَ بِإِحْصَانِهِ فَرُجِمَ.

مارے گئے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو اس کو رجم کیا گیا۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ الَّتِي أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجْمِهَا مِنْ جُهَيْنَةَ (التحفة ٢٥)

باب:۲۴-قبیلۂ جہینہ کی عورت کا ذکر جس کو نبی ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا

٤٤٤٠ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ، أَنَّ هِشَامًا الدَّسْتَوَائِيَّ وَأَبَانَ بنَ يَزِيدَ حَدَّثَاهُمْ، المَعْنَى، عنْ يَحْيَى، عنْ أبي قِلَابَةَ، عنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ امْرَأَةً - قالَ فِي حَدِيثِ أَبَانَ: مِنْ جُهَيْنَةَ - أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فقالَتْ: إِنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حُبْلَى، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ وَلِيًّا لَهَا، فقالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «أَحْسِنْ إِلَيْهَا»، فَإِذَا وَضَعَتْ فَجِيءْ بِهَا، فَلَمَّا أَنْ وَضَعَتْ جَاءَ بِهَا، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ فَصَلُّوا عَلَيْهَا، فقالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ الله! تُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ؟ فقالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا».

۴۴۴۰-حضرت عمران بن حصین ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی......ابان کی روایت میں ہے کہ وہ قبیلۂ جہینہ سے تھی......اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے اور حمل سے ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو طلب کیا اور اس سے فرمایا: ”اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور جب بچے کی ولادت ہو جائے تو اس (عورت) کو لے آنا۔“ چنانچہ جب بچے کی ولادت ہوگئی تو وہ اسے لے آیا۔ تو نبی ﷺ نے حکم دیا اور اس پر اس کے کپڑے سخت کر کے باندھ دیے گئے پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی۔ حضرت عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس پر نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کے ستر آدمیوں میں تقسیم کر دیں تو انہیں بھی کافی ہو جائے اور کیا بھلا تم نے اس سے بڑھ کر بھی کوئی دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان قربان کر دی ہے؟“

٤٤٤٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، ح:١٦٩٦ من حديث هشام الدستوائي به.

لَمْ يَقُلْ عنْ أبَانٍ: فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا.

ابان سے "کپڑے سخت کر کے باندھنے" کی بات مروی نہیں ہے۔

٤٤٤١- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ الوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثنا الْوَلِيدُ عن الأوْزَاعِيِّ قالَ: فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا يَعْني فَشُدَّتْ.

۴۴۴۱- جناب اوزاعی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اس پر اس کے کپڑے سخت کر کے باندھے گئے۔

فوائد و مسائل: ① کسی شخص کا قاضی اور امام کے روبرو از خود اعتراف کرنا کہ اس نے قابل حد جرم کا ارتکاب کیا ہے، بہت بڑی ہمت اور عزیمت کی بات ہے جو اس کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل ہے۔ ② عورت اگر زنا سے حاملہ ہو تو وضع حمل بلکہ بچے کے سنبھلنے تک اس کی حد کو مؤخر کر دینا چاہیے۔ ③ عورت کو حد لگانے سے پہلے اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ لینے چاہییں تاکہ بے پردہ نہ ہو۔ ④ سنگسار شدہ پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، لیکن اگر وہ فسق و فجور میں مشہور ہو تو امام اور دیگر اشراف اس میں شریک نہ ہوں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

٤٤٤٢- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى يَعْني ابنَ يونُسَ عنْ بَشِيرِ بنِ المُهَاجِرِ، قال: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ بُرَيْدَةَ عن أبِيهِ: أنَّ امْرَأَةً يَعْني مِنْ غَامِدَ أتَتِ النَّبيَّ ﷺ فقَالَتْ: إنِّي قَدْ فَجَرْتُ فقالَ: «ارْجِعِي»، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا أنْ كَانَ الْغَدُ أتَتْهُ فَقالَتْ: لَعَلَّكَ أنْ تَرُدَّنِي كَما رَدَدْتَ ماعِزَ بنَ مَالِكٍ فَوَاللهِ! إنِّي لَحُبْلَى، فَقالَ لَها: «ارْجِعِي»، فَرَجَعَتْ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ أتَتْهُ، فقالَ لَها: «ارجِعِي حَتَّى تَلِدِي»، فَرَجَعَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ أتَتْهُ بالصَّبِيِّ فقالَتْ: هٰذا قَدْ

۴۴۴۲- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد حضرت بریدہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنو غامد کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: "واپس چلی جا۔" تو وہ لوٹ گئی۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو وہ آپ کے پاس آ گئی اور بولی: شاید آپ مجھے اسی طرح لوٹا دینا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کیا تھا۔ اللہ کی قسم! میں حاملہ ہوں (یعنی زنا سے) آپ نے اس سے فرمایا: "جا واپس چلی جا۔" تو وہ لوٹ گئی۔ پھر جب اگلا دن ہوا تو وہ پھر آپ کی خدمت میں آ گئی تو آپ نے اس سے فرمایا: "واپس چلی جا حتی کہ تیرے بچے کی ولادت ہو جائے۔" تو وہ واپس لوٹ گئی۔ جب بچہ پیدا

٤٤٤١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ١٢٩ من حديث أبي داود به.

٤٤٤٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنا، ح: ١٦٩٥ من حديث بشير بن المهاجر به.

وَلَدَتْهُ، فقالَ: «ارْجِعِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ»، فَجَاءَتْ بِهِ وَقَدْ فَطَمَتْهُ وَفِي يَدِهِ شَيْءٌ يَأْكُلُهُ، فَأَمَرَ بِالصَّبِيِّ فَدُفِعَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا، وَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، وَكَانَ خَالِدٌ فِيمَنْ يَرْجُمُهَا فَرَجَمَهَا بِحَجَرٍ فَوَقَعَتْ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِهَا عَلَى وَجْنَتِهِ فَسَبَّهَا، فقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْلًا يَا خَالِدُ!، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ»، وَأَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا فَدُفِنَتْ.

ہوا تو وہ بچے کو لے کر آ گئی اور کہنے لگی: یہ رہا وہ' اس کو میں نے جنم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''واپس جا اور اس کو دودھ پلا حتی کہ تو اس کا دودھ چھڑا دے۔'' وہ پھر اسے لے کر آئی جب کہ اس نے اس کا دودھ چھڑا دیا تھا' بچے کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے وہ کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بچے کے متعلق حکم دیا جو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے حوالے کر دیا گیا اور آپ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو اسے پتھر مار رہے تھے۔ انہوں نے اس کو ایک پتھر مارا تو اس سے خون کا ایک قطرہ ان کے رخسار پر جا لگا' اس کی وجہ سے انہوں نے اس کو برا بھلا کہا تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''خالد ذرا ٹھہرو (اس کو برا بھلا مت کہو) قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اس قدر توبہ کی ہے کہ اگر کوئی ظالم بھتا لینے والا بھی اس قدر توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔'' اور آپ نے اس کے متعلق حکم دیا' چنانچہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھی گئی اور پھر اسے دفن بھی کیا گیا۔

فوائد ومسائل: ① فوائد اوپر کی روایت میں مذکور ہو چکے ہیں۔ مزید یہ کہ جس مسلمان کو حد لگائی جا رہی ہو اس کو برا بھلا کہنا جائز نہیں۔ ② بھتا لینا کبیرہ گناہ اور حرام ہے۔ ③ ولد الزنا بحیثیت انسانی جان کے ایک معصوم جان ہے' اس میں اس کا اپنا کوئی قصور وعیب نہیں' حکومت اسلامیہ کے ذمے ہے کہ ایسے بچے کے دودھ پلانے' پالنے پوسنے اور عمدہ تعلیم وتربیت کا معقول انتظام کرے اور اخراجات برداشت کرے۔ ④ ایسا شخص اپنے نسب کے اعتبار سے اگرچہ عام لوگوں میں عزت نہیں پاتا لیکن اگر کسی طرح منصب امامت (صغریٰ یا کبریٰ) پر آ جائے تو اس کے اعمال صحیح اور درست ہوں گے اور اس کی اقتدا بھی صحیح ہوگی۔

٤٤٤٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعُ بنُ الْجَرَّاحِ عن زَكَرِيَّا أبي عِمْرَانَ قالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا يُحَدِّثُ عن ابنِ أبي بَكْرَةَ عنْ أبِيهِ: أنَّ النَّبيَّ ﷺ رَجَمَ امْرَأَةً فَحفَرَ لَها إلَى الثَّنْدَوَةِ.

۴۴۴۳- ابن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کو رجم کیا تو اس کے لیے سینے تک گڑھا کھودا گیا۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: أفْهَمَني رَجُلٌ عنْ عُثْمانَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث ایک آدمی نے سمجھائی۔ (وہ عثمان سے کماحقہ نہیں سمجھ سکے تھے۔)

قالَ أبُو دَاوُدَ: قالَ الْغَسَّانِيُّ: جُهَيْنَةُ وَغَامِدُ وَبَارِقُ وَاحِدٌ.

امام ابوداود نے (مزید) کہا کہ غسانی نے کہا کہ جہینہ، غامد اور بارق تینوں ایک ہی قبیلے (کے نام) ہیں۔

٤٤٤٤- قالَ أبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن عَبْدِ الصَّمَدِ بنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قال: حَدَّثَنا زَكَرِيَّا بنُ سُلَيْمٍ بإسْنَادِهِ نَحْوَهُ، زَادَ: ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ ثُمَّ قال: «ارْمُوا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ»، فَلَمَّا طَفِئَتْ أخْرَجَها فَصَلَّى عَلَيْهَا وقالَ في التَّوْبَةِ نَحْوَ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ.

۴۴۴۴- زکریا بن سُلیم نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا اور مزید کہا: پھر (نبی ﷺ نے) اسے ایک کنکری ماری جیسے کہ چنا ہو اور فرمایا: ”مارو لیکن چہرہ بچاؤ۔“ جب وہ ٹھنڈی ہو گئی تو اس کو گڑھے سے نکالا اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی اور اس کی توبہ میں اس طرح بیان کیا جیسے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (۴۴۴۲) میں ہے۔

٤٤٤٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ بنِ مَسْعُودٍ،

۴۴۴۵- سیدنا ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا: اے اللہ کے

٤٤٤٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦ عن وكيع به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٠٩، وسنده ضعيف * فيه رجل مجهول، والحديث السابق يغني عنه.

٤٤٤٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢ عن عبدالصمد به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٠٩ * شيخ أبي داود مجهول.

٤٤٤٥- تخريج: أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب: كيف كانت يمين النبي ﷺ؟ ح: ٦٦٣٣، ٦٦٣٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٢٢، ورواه مسلم، ح: ١٦٩٨ من حديث ابن شهاب الزهري به.

عن أبي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فقالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُولَ الله! اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ الله، وقالَ الآخَرُ - وَكَانَ أَفْقَهَهُمَا - أَجَلْ يَا رَسُولَ الله! فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ الله وَائْذَنْ لِي أَنْ أَتكَلَّمَ، قال: تَكَلَّمْ، قال: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا - وَالْعَسِيفُ: الأَجِيرُ - فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فأَخْبَرُونِي إِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ الله تَعَالٰى، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ إِلَيْكَ»، وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الآخَرِ فإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.

رسول! ہم میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اور دوسرے نے کہا...... اور وہ اس سے بڑھ کر سمجھدار تھا...... ہاں اے اللہ کے رسول! ہم میں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرما دیں اور مجھے اجازت دیں کہ بات کروں۔ آپ نے فرمایا: ''کہو۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا...... عسیف کے معنی ہیں' نوکر' مزدور...... تو اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے' میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور اپنی ایک لونڈی فدیہ دی ہے۔ پھر میں نے اہل علم سے معلوم کیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کے لیے شہر بدری ہے اور سنگساری اس کی بیوی پر ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ تیری بکریاں اور تیری لونڈی تجھے واپس ہوں گی۔'' اور اس کے لڑکے کو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا اور انیس اسلمی کو فرمایا کہ دوسرے کی بیوی کے پاس جائے' اگر وہ اعتراف کر لے تو اس کو سنگسار کر دے' چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا تو اس نے اس کو سنگسار کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مقدمے کے فریقین میں سے کسی سے بھی مقدمہ سننے کی ابتدا کر سکتا ہے۔ ② جب کسی ادنیٰ درجے کے مفتی نے فتویٰ دیا ہو تو اس سے بڑھ کر اعلیٰ صاحب علم سے رجوع کر لینا کوئی معیوب نہیں ہے اور پہلے کا فتویٰ دینا بھی کوئی عیب نہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے سب فیصلے اور فرامین کتاب اللہ کی تفسیر ہونے کی بنا پر کتاب اللہ ہی کا حصہ ہیں' بشرطیکہ صحیح سند سے ثابت ہوں۔ ④ ہر ایسی صلح یا بیع جو غیر شرعی اصولوں پر ہوئی ہو' ٹوٹ جاتی ہے اور اس سلسلے میں لیا گیا تاوان بھی واپس کرنا ہوتا ہے۔ ⑤ غیر شادی شدہ زانی پر سو

کوڑے اور ایک سال شہر بدری ہے۔ ⑥ شادی شدہ زانی پر صرف رجم ہے' کوڑے نہیں۔ ⑦ زنا کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان فرقت نہیں آجاتی۔ ⑧ حاکم یا قاضی کا نائب حدود کی تنفیذ کر سکتا ہے۔ (خطابی)

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: فِي رَجْمِ الْيَهُودِيَّيْنِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۵- دو یہودیوں کے سنگسار کیے جانے کا قصہ

٤٤٤٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكِ بنِ أَنَسٍ عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: إنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فقالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَجِدُونَ في التَّوْرَاةِ في شَأْنِ الزِّنَا؟» قالُوا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ، فقالَ عَبْدُ اللهِ بنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إنَّ فِيهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا، فَجَعَلَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ ما قَبْلَهَا وَما بَعْدَهَا، فقالَ له عَبْدُ اللهِ بنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَهَا، فإذَا فِيهِ آيَةُ الرَّجْمِ، فقالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ! فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَرُجِمَا، قالَ عَبْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى المَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ.

۴۴۴۶- سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ ہمارے ایک مرد اور عورت نے بدکاری کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم لوگ زنا کے سلسلے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہم انہیں بے عزت کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ بلاشبہ اس میں رجم کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ تورات لے آئے اور اسے کھولا تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ لیا' پھر اس کے آگے پیچھے سے پڑھنے لگا۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں رجم والی آیت موجود تھی۔ تو وہ بولے: سچ ہے اے محمد! (ﷺ) اس میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا اور انہیں سنگسار کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس پر جھکتا تھا۔

٤٤٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب أحكام أهل الذمة وإحصانهم إذا زنوا، ورفعوا إلى الإمام، ح:٦٨٤١، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنى، ح:١٦٩٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٨١٩.

فوائد و مسائل: ① شرعی احکام کو باطل کرنا یا انہیں چھپانا یہودیوں کی صفت ہے۔ ② اہل کتاب اور دیگر کفار کے نکاح قابل اعتبار اور صحیح ہوتے ہیں ورنہ انہیں شادی شدہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ ③ رجم کا حکم سابقہ ملت موسوی میں بھی رائج تھا مگر بعد کے لوگوں نے اسے معطل کر چھوڑا تھا۔ ④ جس کو سنگ سار کیا جانا ہو اس کو باندھنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ (خطابی)

٤٤٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُالْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: مَرُّوا عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ بِيَهُودِيٍّ قَدْ حُمِّمَ وَجْهُهُ، وَهُوَ يُطَافُ بِهِ، فَنَاشَدَهُمْ: مَا حَدُّ الزَّانِي في كِتَابِهِمْ؟ قال: فَأَحَالُوهُ عَلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَنَشَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ «مَا حَدُّ الزَّانِي في كِتَابِكُم؟» فقالَ: الرَّجْمُ، وَلٰكِنْ ظَهَرَ الزِّنَا في أَشْرَافِنَا، فَكَرِهْنَا أَنْ نَتْرُكَ الشَّرِيفَ وَيُقَامُ عَلٰى مَنْ دُونَهُ، فَوَضَعْنَا هٰذَا عَنَّا، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فَرُجِمَ ثُمَّ قال: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا ما أماتُوا مِنْ كِتَابِكَ».

۴۴۴۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کو لے کر گزرے' اس کا چہرہ کالا کیا ہوا تھا اور وہ اسے گھما پھرا رہے تھے۔ تو آپ نے انہیں قسمیں دے کر ان سے پوچھا: ''تمہاری کتاب میں زانی کی حد کیا ہے؟'' انہوں نے یہ بات اپنے ایک آدمی کی طرف تحویل کر دی۔ تو نبی ﷺ نے اس کو قسم دے کر پوچھا: ''تمہاری کتاب میں زانی کی حد کیا ہے؟'' اس نے کہا: سنگسار کرنا' لیکن جب ہمارے شرفاء میں زنا کاری عام ہو گئی' تو ہم نے نامناسب جانا کہ شریف (صاحب حیثیت) کو چھوڑ دیا جائے اور گھٹیا (غریب) پر حد قائم کی جائے' سو ہم نے اس کو ترک کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں وہ پہلا شخص ہوں جو تیری کتاب کے اس حکم کو زندہ کر رہا ہوں جسے انہوں نے مردہ کر چھوڑا تھا۔''

فائدہ: کسی مردہ سنت کو زندہ کرنا اور اس پر عمل کرنا کرانا بہت بڑی عزیمت کا کام ہے۔ اور اس کی فضیلت میں وارد ہے کہ بعد میں اس پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے ثواب کے برابر اس پہلے آدمی کو ثواب ملتا ہے۔ (صحیح مسلم' الزکاۃ' حدیث: ۱۰۱۷)

٤٤٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ:

۴۴۴۸- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٤٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح: ١٧٠٠ من حديث الأعمش به.

٤٤٤٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث أبي معاوية الضرير به، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قال: مُرَّ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ، فَدَعَاهُمْ فقالَ: «هٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» قالُوا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ قال لَهُ: «نَشَدْتُكَ بالله الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوسٰى، أَهٰكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي في كِتَابِكُم؟» فقالَ: اللَّهُمَّ! لَا، وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهٰذَا لَمْ أُخْبِرْكَ، نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي في كِتَابِنَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ في أَشْرَافِنَا، فكُنَّا إذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ وَإِذَا أَخَذْنَا الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ فَقُلْنَا: تَعالَوْا فَنَجْتَمِعَ عَلٰى شَيْءٍ نُقِيمُهُ على الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ، فاجْتَمَعْنَا على التَّحْمِيمِ وَالْجَلدِ وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اللَّهمَّ إنِّي أَوَّلُ مَنْ أَحْيَا أَمْرَكَ إذْ أَمَاتُوهُ»، فأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، فأَنْزَلَ الله تَعالٰى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ لَا يَحۡزُنكَ ٱلَّذِينَ يُسَٰرِعُونَ فِي ٱلۡكُفۡرِ﴾ - إلٰى قَوْلِهِ - ﴿يَقُولُونَ إِنۡ أُوتِيتُمۡ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَٱحۡذَرُواْۚ﴾ - إلٰى قَوْلِهِ - ﴿وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡكَٰفِرُونَ﴾ - في الْيَهُودِ، إلٰى قَوْلِهِ - ﴿وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ - في الْيَهُودِ، إلٰى قَوْلِهِ

ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک ایسے یہودی کا گزر ہوا جس کا منہ کالا کیا ہوا تھا اور اس کو مارا بھی جا رہا تھا' آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور پوچھا: ''کیا تم زانی کی حد ایسے ہی پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے ان کے ایک عالم کو بلایا اور اس سے فرمایا: ''میں تجھے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی! کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد ایسے ہی پاتے ہو؟'' اس نے کہا: یا اللہ! نہیں۔ اگر آپ نے مجھے یہ قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم ہی پاتے ہیں' لیکن ہمارے شرفاء میں یہ زنا بہت بڑھ گیا تو ہم جب کسی شریف (بااثر شخص) کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے تھے اور اگر کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ پھر ہم نے کہا: آؤ کسی ایسی بات پر متفق ہو جائیں جو ہم شریف اور کمزور سب پر نافذ کر سکیں۔ چنانچہ ہم منہ کالا کرنے اور دھول دھپے پر متفق ہو گئے اور رجم کرنا چھوڑ دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں وہ پہلا آدمی ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جبکہ انہوں نے اس کو مردہ کر چھوڑا تھا۔'' پھر آپ نے اس زانی کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مائدہ کی) آیات (۴۱...تا...۴۷) نازل فرمائیں۔ (ترجمہ) ''اے رسول! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں آپ ان کے بارے میں غم نہ کریں......تا......وہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے (کوڑے مارنے کا) تو قبول کر لینا۔ اگر یہ نہ ملے تو اس سے دور رہنا......تا......اور جو اللہ کے نازل

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ﴾ [المائدة : ٤١-٤٧].

قال: هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلُّهَا، يَعْنِي هٰذِهِ الآيَةَ.

کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ کافر ہیں...... یہ یہودیوں کے بارے میں ہے......تا......اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ ظالم ہیں۔ یہ یہودیوں کے بارے میں ہے......تا......اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ فاسق ہیں......''

یہ سب آیات کفار کے متعلق ہیں۔

فائدہ: اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق عمل اور فیصلہ نہ کرنا اور صلاحیت ہوتے ہوئے معاشرے میں اس کی تنفیذ نہ کرنا' کفر ہے' ظلم ہے' اور فسق ہے۔

٤٤٤٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ: أَنَّ زَيْدَ بنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عن ابن عُمَرَ قال: أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودَ، فَدَعَوا رَسُولَ الله ﷺ إِلَى الْقُفِّ، فأَتَاهُمْ في بَيْتِ المِدْرَاسِ، فقالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بامْرَأَةٍ فاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، فَوَضَعُوا لِرَسُولِ الله ﷺ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: «ائْتُونِي بالتَّوْرَاةِ»، فأُتِيَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ وَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا، وقالَ: «آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ»، ثُمَّ قال: «ائْتُونِي بأَعْلَمِكُم»، فأُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ عن نَافِعٍ.

۴۴۴۹- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کو وادیٔ قُف میں بلا لے گئے۔ تو آپ ان کے پاس ایک گھر میں گئے جو ان کا مدرسہ تھا۔ انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے زنا کیا ہے' سو آپ ان میں فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک تکیہ رکھ دیا' آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر فرمایا: ''تورات لے آؤ۔'' تو اسے لے آیا گیا۔ آپ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکالا اور تورات کو اس پر رکھا۔ پھر فرمایا: ''میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور اس ذات پر بھی جس نے تجھے اتارا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اپنا بڑا عالم لے آؤ۔'' تو ایک نو جوان کو لے آیا گیا۔ پھر رجم کا قصہ بیان کیا جیسے کہ مالک عن نافع کی حدیث (۴۴۴۶) میں بیان ہوا ہے۔

٤٤٤٩ـ تخريج: [إسناده حسن].

فوائد ومسائل: ① سابقہ کتب تورات، زبور، انجیل میں اگرچہ تحریف ہو چکی ہے مگر بالاجمال ان کے مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ ہونے پر ہمارا ایمان ہے۔ ② اور ان کا ادب واحترام بھی واجب ہے۔ اور بے حرمتی کرنا حرام ہے۔

٤٤٥٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنا يُونُسُ قالَ: قال مُحمَّدُ بنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنَا عنْ أَبي هُرَيْرَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ أَتَمُّ - قالَ: زَنَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةٌ، فقالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اذْهَبُوا بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ ﷺ فإنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بالتَّخْفِيفِ، فإنْ أفْتَانا بِفُتْيَا دُونَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِها عِنْدَ الله، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ أنْبِيَائِكَ قالَ: فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ، فقالُوا: يَا أبَا الْقَاسِمِ! مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا، فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حتى أَتَى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فقَامَ عَلَى الْبَابِ، فقَالَ: «أَنْشُدُكُمْ بالله الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسٰى، مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحصِنَ؟» قالُوا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ، - وَالتَّجْبِيهُ: أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ

۴۴۵۰- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ معمر کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں میں ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلتے ہیں، بیشک یہ نبی ہے جو نرمی اور تخفیف کے ساتھ مبعوث ہوا ہے۔ اگر اس نے رجم کے علاوہ کوئی اور فتویٰ دیا تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور اس کو اللہ کے ہاں دلیل بنا لیں گے۔ ہم کہیں گے کہ یہ تیرے ایک نبی کا فتویٰ تھا۔ چنانچہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ مسجد میں اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہنے لگے: اے ابوالقاسم! آپ کی ایسے مرد اور عورت کے بارے میں کیا رائے ہے جنہوں نے زنا کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ان سے کوئی بات نہ کی حتی کہ آپ ان کے اس گھر میں آئے جس میں ان کا مدرسہ تھا۔ آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے، تم لوگ شادی شدہ زانی کے متعلق تورات میں کیا پاتے ہو؟“ انہوں نے کہا کہ منہ کالا کیا جائے، گدھے پر الٹا کر کے بٹھایا جائے اور مارا پیٹا جائے...... ”التَّجْبِيه“ کے معنی یہ ہیں کہ دونوں زنا کاروں کو گدھے پر یوں بٹھایا جائے کہ ان کی پشت ایک دوسرے کی طرف ہو اور انہیں پھرایا جائے...... اور ایک نوجوان ان میں خاموش رہا۔ جب نبی ﷺ نے اس کو

٤٤٥٠- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤٨٨ وح: ٣٦٢٤.

عَلَى حِمَارٍ وَيُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا - قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ، فقالَ: اللَّهُمَّ! إِذْ نَشَدْتَنَا فإِنَّا نَجِدُ في التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَما أَوَّلُ ما ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَ الله؟» قالَ: زَنَى ذُو قَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِنَا فأُخِّرَ عَنْهُ الرَّجْمُ، ثُمَّ زَنَى رَجُلٌ في أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فأَرَادَ رَجْمَهُ، فَحَالَ قَوْمُهُ دُونَهُ وَقالُوا: لا يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتَّى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ، فَأَصْلَحُوا عَلَى هٰذِهِ الْعُقُوبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فإِنِّي أَحْكُمُ بِمَا في التَّوْرَاةِ» فأَمَرَ بِهِمَا فرُجِمَا».

خاموش دیکھا تو آپ نے اس کو بڑی سخت قسم دی۔ تو اس نے کہا: اے اللہ......! جب آپ نے ہمیں قسم دے دی ہے تو (حقیقت یہ ہے کہ) ہم تورات میں رجم ہی پاتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس بات کی ابتدا کیسے ہوئی کہ تم لوگوں نے اللہ کے حکم میں رخصت اپنا لی؟'' اس نے کہا کہ ہمارے ایک بادشاہ کے قریبی نے زنا کیا تو اس نے رجم کو اس سے ٹال دیا۔ پھر ایک دوسرے قبیلے میں کسی نے زنا کیا تو اس نے اس کو رجم کرنا چاہا۔ تو اس کی قوم اس کے آڑے آ گئی اور کہنے لگی کہ جب تک تم اپنا آدمی نہ لاؤ اور اسے رجم نہ کر دو ہمارے آدمی کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں اس سزا پر اتفاق کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تورات کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں' چنانچہ آپ نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔''

قالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِمْ: ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟﴾ [المائدة: ٤٤] كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ.

زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت: ۴۴ ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَّ نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ أَسْلَمُوْا﴾ انہیں کے سلسلے میں اتری تھی۔ اور نبی ﷺ انہی میں سے تھے۔ (جو اللہ کے حکم بردار اور ہدایت و نور کے مطابق فیصلہ کرنے والے تھے۔)

٤٤٥١ - حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى أَبُو الأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ، قالَ: حدَّثني مُحمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن الزُّهْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ

۴۴۵۱- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا جو شادی شدہ تھے...... اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لے آئے تھے...... اور ان یہودیوں میں تورات

٤٤٥١ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٤٧ من حديث أبي داود به.

يُحَدِّثُ سَعِيدَ بنَ المُسَيَّبِ عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: زَنَى رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَقَدْ أُحْصِنَا - حِينَ قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ - وَقَدْ كَانَ الرَّجْمُ مَكْتُوبًا عَلَيْهِمْ في التَّوْرَاةِ، فَتَرَكُوهُ وَأَخَذُوا بالتَّجْبِيهِ يُضْرَبُ مِائَةً بِحَبْلٍ مَطْلِيٍّ بِقَارٍ، وَيُحْمَلُ عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِمَّا يَلِي دُبُرَ الْحِمَارِ، فَاجْتَمَعَ أَحْبَارٌ مِنْ أَحْبَارِهِمْ، فَبَعَثُوا قَوْمًا آخَرِينَ إلَى رَسُولِ الله ﷺ فَقَالُوا: سَلُوهُ عَنْ حَدِّ الزَّانِي - وَسَاقَ الْحَدِيثَ، قالَ فِيهِ: قالَ: وَلَمْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ دِينِهِ - فَيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ، فَخُيِّرَ في ذٰلِكَ قالَ: ﴿فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾.

کے مطابق (زانیوں پر) رجم فرض تھا' مگر انہوں نے اسے چھوڑ کر انہیں ذلیل ورسوا کرنا اختیار کر لیا تھا کہ اسے تارکول لگی رسی سے سو بار مارا جائے اور گدھے پر پچھلی جانب منہ کر کے بٹھایا جائے۔ تو ان کے کئی علماء اکٹھے ہوئے اور انہوں نے دوسرے کچھ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ سے زانی کی حد کے متعلق پوچھیں اور حدیث بیان کی۔ اس میں کہا کہ...... چونکہ وہ اہل یہود آپ کے دین پر نہ تھے کہ آپ ان کا فیصلہ کرتے' اس لیے آپ کو اس میں اختیار دیا گیا، فرمایا: ﴿ فَإِن جَآءُوكَ فَٱحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ﴾ ''اگر وہ آپ کے پاس آ جائیں تو ان میں فیصلہ کریں یا اعراض کر جائیں۔''

٤٤٥٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا أبو أُسَامَةَ قالَ: مُجَالِدٌ أَخْبَرَنَا عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: جَاءَتِ الْيَهُودُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَيَا، قالَ: «ائْتُونِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُم»، فَأَتَوْهُ بِابْنَي صُورِيا، فَنَشَدَهُمَا كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هٰذَيْنِ في التَّوْرَاةِ؟ قالَا: نَجِدُ في التَّوْرَاةِ إذَا شَهِدَ أرْبَعَةٌ، أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ في فَرْجِهَا مِثْلَ المِيلِ في المُكْحُلَةِ رُجِمَا. قالَ: «فما يَمْنَعُكُما أنْ

۴۴۵۲- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ یہودی اپنے ایک مرد اور عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے دو بڑے عالموں کو لے آؤ۔'' پس وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لے آئے' آپ نے انہیں قسم دے کر پوچھا کہ تم ان کے بارے میں تورات میں کیا پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: تورات میں ہم یہ پاتے ہیں کہ جب چار آدمی گواہی دے دیں کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں ایسے دیکھا ہے جیسے سرمے دانی میں سلائی ہوتی ہے تو انہیں رجم کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ''تو تمہیں ان کو

٤٤٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأحكام، باب شهادة أهل الكتاب بعضهم على بعض، ح: ٢٣٧٤ من حديث مجالد بن سعيد به، وهو ضعيف تقدم، ح: ٢٨٥١.

تَرْجُمُوهُما؟» قالا: ذَهَبَ سُلْطَانُنَا، فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُولُ الله ﷺ بالشُّهُودِ فَجَاءُوا بِأَرْبَعَةٍ فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَكَرَهُ في فَرْجِها مِثْلَ المِيلِ فِي الْمُكْحُلَةِ، فَأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ بِرَجْمِهِمَا.

رجم کرنے میں کیا مانع ہے؟'' انہوں نے کہا: ہماری اپنی حکومت تو نہیں ہے اس لیے قتل کرنا ہمیں برا لگتا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کیے تو وہ چار گواہ لے کر آئے۔ انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے ذکر کو عورت کی فرج میں ایسے دیکھا ہے جیسے سرمے دانی میں سلائی ہو، تو نبی ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔

فائدہ: اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کی آپس میں گواہیاں معتبر ہوتی ہیں۔

٤٤٥٣ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن هُشَيْم، عن مُغِيرَةَ، عن إبراهِيمَ والشَّعْبِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ لَمْ يَذْكُر: فَدَعَا بالشُّهُودِ فَشَهِدُوا.

۴۴۵۳- ابراہیم اور شعبی نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا۔ مگر اس میں گواہوں کو طلب کرنے اور ان کے گواہی دینے کا بیان نہیں ہے۔

٤٤٥٤ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن هُشَيْم، عن ابنِ شُبْرُمَةَ، عن الشَّعْبِيِّ بِنَحْوٍ مِنْهُ.

۴۴۵۴- ابن شبرمہ نے شعبی سے اس کی مانند روایت کیا۔

٤٤٥٥ - حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ الْحَسَنِ المِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحمَّدٍ قالَ: [حَدَّثَنَا] ابنُ جُرَيْجٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بن عَبْدِ الله يَقُولُ: رَجَمَ النَّبيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ وَامْرَأَةً زَنَيَا.

۴۴۵۵- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودیوں کے ایک مرد اور عورت کو' جنہوں نے زنا کیا تھا' رجم کروایا تھا۔

فائدہ: یہودی مرد و عورت کے بارے میں' جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا' مذکورہ روایات میں بعض میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ ان کی سزا کی بابت انہوں نے آ کر پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور بعض میں ہے کہ انہوں نے انہیں اپنی طرف سے مقرر کردہ سزا دی اور سزا کے دوران میں ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے

٤٤٥٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣١ من حديث أبي داود به، والسند مرسل.

٤٤٥٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣١ من حديث أبي داود به.

٤٤٥٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح: ١٧٠١ من حديث حجاج بن محمد به.

ان سے زنا کاری کی سزا پوچھی۔ اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ یا تو الگ الگ دو واقعے ہیں یا پہلے انہوں نے اپنے طور پر فوری سزا دے لی اور پھر بعد میں سوال جواب ہوئے' جب ان کا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا۔ و اللہ اعلم. (عون المعبود)

(المعجم ٢٦) - بَابٌ: فِي الرَّجُل يَزْنِي بِحَرِيمِهِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۶- جو کوئی اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے؟

٤٤٥٦- حَدَّثَنا مُسدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا مُطَرِّفٌ عن أبي الْجَهْمِ، عن الْبَرَاءِ بن عَازِبٍ قالَ: بَيْنَمَا أنا أطُوفُ على إبِلٍ لِي ضَلَّتْ، إذْ أقْبَلَ رَكْبٌ أوْ فَوارِسُ مَعهُمْ لِوَاءٌ فَجعَلَ الأعْرَابُ يُطِيفُونَ بِي؛ لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، إذَا أتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ، فَسَألْتُ عَنْهُ، فذَكَرُوا: أنَّهُ أعْرَسَ بامْرَأةِ أبِيهِ.

۴۴۵۶- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہا تھا کہ اونٹ سواروں یا گھوڑ سواروں کا ایک قافلہ آیا' ان کے ساتھ جھنڈا تھا۔ چونکہ مجھے نبی ﷺ کے ہاں ایک مقام حاصل تھا اس وجہ سے اعرابی لوگ میرے ارد گرد پھرنے لگے۔ پھر وہ ایک قبہ پر آئے' وہاں سے انہوں نے ایک مرد کو نکالا اور اس کی گردن اڑا دی۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح کیا ہے۔

فائدہ: باپ کی منکوحہ بیٹے کے لیے ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔ سورۃ النساء: آیت ۲۲ میں بالصراحت وارد ہے: ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ ءَابَآؤُكُم مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ اور اس جرم کی سزا قتل ہے۔

٤٤٥٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ قُسَيْطٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عَمْرٍو عنْ زَيْدِ ابنِ أبي أُنَيْسَةَ، عنْ عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عنْ يَزِيدَ بنِ الْبَرَاءِ، عنْ أبِيهِ قالَ: لَقِيتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ، فَقُلْتُ لَهُ: أيْنَ تُرِيدُ؟ فقَالَ:

۴۴۵۷- جناب یزید بن براء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میں اپنے چچا سے ملا جب کہ ان کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے

٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٨/ ٢٣٧ من حديث أبي داود به.

٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، باب نكاح ما نكح الآباء، ح: ٣٣٣٤ من حديث عبدالله بن عمرو به، وصححه ابن الجارود، ح: ٦٨١، ورواه الترمذي، ح: ١٣٦٢، وابن ماجه، ح: ٢٦٠٧، وله طرق عند ابن حبان، ح: ٥١٦، والحاكم: ٢/ ١٩١ وغيرهما.

بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

ساتھ نکاح کیا ہے' آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی گردن ماردوں اور اس کا مال لے لوں۔

فائدہ: جس نے جانتے بوجھتے بغیر کسی اشتباہ کے اپنی کسی محرم سے نکاح کیا ہو یا بدکاری کی ہو' تو اس کی حد قتل ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ (التحفة ٢٨)

باب:٢٧- جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے

٤٤٥٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عن خَالِدِ بن عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بن سَالِمٍ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حُنَيْنٍ، وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ ابنِ بَشِيرٍ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْكُوفَةِ، فقالَ: لأَقْضِيَنَّ فِيكَ بِقَضِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ، فَوَجَدُوهُ قَدْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجَلَدَهُ مِائَةً.

۴۴۵۸- حبیب بن سالم سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن بن حنین تھا اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ ملوث ہو گیا۔ اس کا مقدمہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا جبکہ وہ کوفہ کے امیر تھے۔ تو انہوں نے کہا: میں تیرے بارے میں رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ کروں گا۔ اگر اس (عورت) نے اس لونڈی کو تیرے لیے حلال کر دیا تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا' اگر وہ حلال نہ کرے تو پتھروں سے سنگسار کروں گا۔ چنانچہ اس عورت نے اسے اس کے لیے حلال کر دیا۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑے مارے۔

قَالَ قَتَادَةُ: كَتَبْتُ إِلَى حَبِيبِ بنِ سَالِمٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ بِهٰذَا.

جناب قتادہ نے کہا: میں نے حبیب بن سالم کو لکھا تو انہوں نے مجھے یہ روایت لکھ بھیجی۔

٤٤٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ خَالِدِ بنِ عُرْفُطَةَ، عَنْ حَبِيبِ بن

۴۴۵۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ: ''جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ ملوث ہو جائے تو اگر بیوی نے اسے اس کے لیے حلال

٤٤٥٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٣ من حديث أبان بن يزيد العطار به، وأعله الترمذي، ح: ١٤٥٢، وللحديث شواهد، والرواية عن الكتاب صحيحة ما لم يثبت الجرح القادح في السند.

٤٤٥٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، ح: ٣٣٦٢ عن محمد بن بشار به، وانظر الحديث السابق.

سَالِمٍ، عن النُّعْمانِ بنِ بَشِيرٍ عن النَّبيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ قالَ: «إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جُلِدَ مِائَةً، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ رَجَمْتُهُ».

کر دیا ہو تو اس (شوہر) کو سو کوڑے مارے جائیں اور اگر حلال نہ کرے تو میں اسے رجم کروں گا۔"

٤٤٦٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن قَبِيصَةَ بنِ حُرَيْثٍ، عن سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبَّقِ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى فِي رَجُلٍ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ، إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا، وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا.

۴۴۶۰- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے ملوث ہو گیا ہو' اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر اس شوہر نے لونڈی کو مجبور کیا ہو تو وہ لونڈی آزاد ہو گی' اور اس (شوہر) پر لازم ہو گا کہ اس کی مالکہ کو اسی جیسی لونڈی مہیا کرے۔ اور اگر لونڈی از خود راضی تھی تو یہ اسی (شوہر) کی ہوئی اور شوہر پر لازم ہو گا کہ اس کی مالکہ کو اسی جیسی لونڈی لا کر دے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ بنُ عُبَيْدٍ وَعَمْرُو بنُ دِينَارٍ وَمَنْصُورُ بنُ زَاذَانَ وَسَلَّامٌ، عن الْحَسَنِ هٰذَا الحديثَ بِمَعْنَاهُ، لَمْ يَذْكُرْ يُونُسُ وَمَنْصُورٌ: قَبِيصَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یونس بن عبید' عمرو بن دینار' منصور بن زاذان اور سلام نے حسن بصری سے یہ حدیث مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کی ہے۔ یونس اور منصور نے اپنی سند میں قبیصہ (بن حریث) کا ذکر نہیں کیا۔

٤٤٦١- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ الدِّرْهَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَلَمَةَ بنِ الْمُحَبَّقِ عن النَّبيِّ ﷺ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قال:

۴۴۶۱- حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔ مگر یوں کہا کہ اگر لونڈی راضی تھی تو یہ اس شوہر کی ہوئی اور اس کی قیمت کے برابر مال اس کی مالکہ کو دینا ہو گا۔

٤٤٦٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٥ من حديث عبدالرزاق به * حسن صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٤٠.

٤٤٦١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي، النكاح، باب إحلال الفرج، ح: ٣٣٦٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة، وابن ماجه، ح: ٢٥٥٢ من حديث الحسن البصري به.

وإنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ لِسَيِّدَتِهَا .

فائدہ: بیوی کی مملوکہ لونڈی سے زنا کے بارے میں صحابہ کے اقوال مختلف ہیں۔ شیخ شوکانی ؒ نے سیدنا نعمان بن بشیر ؓ کے فیصلے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوی کی ملکیت میں شوہر کے تصرف کی وجہ سے ایک شبہ موجود ہے' اس لیے رجم نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم. (عون)

(المعجم ٢٨) - بَابٌ: فِيمَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ (التحفة ٢٩)

باب:٢٨-لواطت کرنے والے کی سزا

٤٤٦٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالمَفْعُولَ بِهِ».

۴۴۶۲- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا سا عمل کرتے ہیں تو فاعل اور مفعول (دونوں) کو قتل کر دو۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عن عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو مِثْلَهُ، وَرَوَاهُ عَبَّادُ بنُ مَنْصُورٍ عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ، وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن إبْراهِيمَ، عن دَاوُدَ بنِ الْحُصَيْنِ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے بواسطہ عمرو بن ابوعمرو اسی کی مانند روایت کیا۔ اور عباد بن منصور نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا۔ نیز ابن جریج نے بسند ابراہیم عن داود بن حصین عن عکرمۃ عن ابن عباس مرفوعاً روایت کیا۔

٤٤٦٣- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إبراهِيمَ بنِ

۴۴۶۳- جناب سعید بن جبیر اور مجاہد سیدنا ابن عباس

٤٤٦٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء في حد اللوطي، ح:١٤٥٦، وابن ماجه، ح:٢٥٦١ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وصححه ابن الجارود، ح:٨٢٠، والحاكم:٤/ ٣٥٥، ووافقه الذهبي، وأورده الضياء في المختارة:١٢/ ٢٠٤ـ٢٠٦ وح:٢٢٠ـ٢٢٣.

٤٤٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي:٨/ ٢٣٢ من حديث أبي داود به، * حديث عاصم يأتي، برقم:٤٤٦٥.

رَاهُويَه: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني ابنُ خُثَيْمٍ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ بنَ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدًا يُحَدِّثَانِ عن ابنِ عَبَّاسٍ: في الْبِكْرِ يُوجَدُ على اللُّوطِيَّةِ؟ قال: يُرْجَمُ.

رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کنوارا اگر قوم لوط کا سا کام کرتا پایا جائے' تو اسے سنگسار کیا جائے۔

[قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم (بن ابی النجود) کی حدیث (جو آگے آ رہی ہے۔ ۴۴۶۵) عمرو بن ابی عمرو کی حدیث (۴۴۶۴) کو ضعیف کرتی ہے۔

فائدہ: خلاف وضع فطری عمل کرنے پر مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں دونوں ہی طرح کے فتوے دیے جاتے ہیں۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِيمَنْ أَتَى بَهِيمَةً (التحفة ٣٠)

باب:۲۹- جو کوئی چوپائے سے بدفعلی کا مرتکب ہو؟

٤٤٦٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ: حدَّثني عَمْرُو بنُ أبي عَمْرٍو عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَتَى بَهِيمَةً فاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوهَا مَعَهُ». قال: قُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ الْبَهِيمَةِ؟ قال: ما أُرَاهُ قالَ ذٰلِكَ إلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا، وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ.

۴۴۶۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی کسی چوپائے سے بدفعلی کرے اس شخص کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ اس چوپائے کو بھی مار ڈالو۔'' (عکرمہ کہتے ہیں) میں نے ان (ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے کہا کہ چوپائے کے قتل کی وجہ کیا ہے؟ کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے مکروہ جانا کہ اس کا گوشت کھایا جائے جبکہ اس کے ساتھ ایسا کام کیا گیا ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ هٰذَا بالْقَوِيِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ روایت قوی نہیں ہے۔

٤٤٦٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: أنَّ

۴۴۶۵- ابورزین' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٤٦٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء فيمن يقع على البهيمة، ح: ١٤٥٥، وابن ماجه، ح: ٢٥٦٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به..

٤٤٦٥- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، ح: ١٤٥٥ معلقًا من حديث عاصم بن بهدلة به، وأعله النسائي ◀◀

شَرِيكًا وَأَبَا الأَحْوَصِ وَأَبَا بَكْرِ بنَ عَيَّاشٍ حَدَّثُوهُمْ عن عَاصِمٍ، عن أبي رَزِينٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: لَيْسَ عَلَى الَّذِي يَأْتِي الْبَهِيمَةَ حَدٌّ.

کرتے ہیں کہ جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا قال عَطَاءٌ، وقال الْحَكَمُ: أرَى أنْ يُجْلَدَ وَلا يُبْلَغُ بِهِ الْحَدَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عطاء نے بھی ایسے ہی کہا ہے۔ حکم کہتے ہیں کہ اس کو کوڑے لگائے جائیں مگر اس تعداد میں کہ حد کو نہ پہنچیں۔

وقال الْحَسَنُ: هُوَ بِمَنْزِلَةِ الزَّانِي.

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسا آدمی زانی کی مانند ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدِيثُ عَاصِمٍ يُضَعِّفُ حَدِيثَ عَمْرِو بنِ أبي عَمْرٍو.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عاصم کی حدیث عمرو بن ابوعمرو کی روایت (۴۴۶۴) کو ضعیف کرتی ہے۔

فائدہ: مندرجہ بالا بدفعلی کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ فاعل کو حد یا تعزیر دونوں طرح کے فتوے فقہاء سے مروی ہیں۔ اور جانور کے متعلق یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ الرَّجُلُ بِالزِّنَا وَلَمْ تُقِرَّ الْمَرْأَةُ (التحفة ٣١)

باب: ۳۰- جب مرد زنا کا اقرار کرے مگر عورت انکار کرے......؟

٤٤٦٦- حَدَّثَنا عُثْمَانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا طَلْقُ بنُ غَنَّامٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ ابنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عن سَهْلِ بنِ سَعْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ: أَنَّ رَجُلًا أتَاهُ فأَقَرَّ عِنْدَهُ أنَّهُ زَنَى بامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ

۴۴۶۶- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کا اقرار کیا۔ اس نے آپ کے سامنے اس عورت کا نام بھی لیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلوایا اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا

◄◄ في الكبرٰى، ح:٧٣٤١ بعلة غير قادحة، وهذا الأثر لا يضعف الحديث المتقدم باللفظين: ٤٤٦٢، ٤٤٦٤ لأنه محمول على من لم يحصن، والحديث محمول على من أحصن، والله أعلم.

٤٤٦٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم، ح:٤٤٣٧، وأخرجه أحمد: ٥/٣٣٩ من حديث أبي حازم، والبيهقي ٦/٢٢٨ من حديث أبي داود به.

رَسُولُ الله ﷺ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُونَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا .

تو عورت نے زنا سے انکار کیا۔ تو آپ نے اس شخص کو حد کے کوڑے لگائے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

فائدہ: امام مالک اور امام شافعی ؒ اس حدیث کی روشنی میں کسی معین عورت سے زنا کا اقرار کرنے والے کو حد لگانے کا حکم دیتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ ؒ حد قذف کے قائل ہیں۔

٤٤٦٧ - حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارِسٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ هارُونَ الْبُرْدِيُّ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ يُوسُفَ عن الْقَاسِمِ بنِ فَيَّاضٍ الأَبْنَاوِيُّ عن خلَّادِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَكْرِ بنِ لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فأَقَرَّ، أَنَّهُ زَنَى بامْرَأَةٍ، أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً وكَانَ بِكْرًا. ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ، فقالَتْ: كَذَبَ والله! يَا رَسُولَ الله! فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمانِينَ

۴۴۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بکر بن لیث کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس نے چار بار یہ اقرار کیا۔ تو آپ نے اس کو سو کوڑے لگائے۔ اس لیے کہ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ پھر اس سے عورت پر گواہی لی' تو عورت نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! یہ جھوٹ بولتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو تہمت کی حد اسی کوڑے لگائی۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ مَا دُونَ الْجِمَاعِ فيَتُوبُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَهُ الإِمَامُ (التحفة ٣٢)

۳۱- جو شخص کسی عورت سے جماع کے علاوہ سب کچھ کرے پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے

٤٤٦٨ - حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ: حَدَّثَنا سِمَاكٌ عن

۴۴۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: بے شک

٤٤٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٧٣٤٨ من حديث موسى بن هارون به، وقال: "منكر"، وصححه ابن الجارود، ح:٨٥١، والحاكم:٤/ ٣٧٠، ٣٧١ ورد عليه الذهبي بقوله: "القاسم ضعيف" * أقول: القاسم بن فياض ضعيف ضعفه الجمهور.

٤٤٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، التوبة، باب قوله تعالى: ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾، ح: ٢٧٦٣ من حديث أبي الأحوص به، ورواه البخاري، ح:٥٢٦ من طريق آخر عن عبدالله بن مسعود به.

إبراهيمَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأسْوَدِ قالَا: قالَ عَبْدُ الله: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبيِّ ﷺ فقالَ: إنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً مِنْ أقْصَى المَدِينَةِ فأَصَبْتُ مِنْهَا ما دُونَ أنْ أمَسَّهَا فأنَا هٰذَا، فأَقِمْ عَلَيَّ ما شِئْتَ، فقالَ عُمَرُ: قَدْ سَتَرَ الله عَلَيْكَ لَوْ سَتَرْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبيُّ ﷺ شَيْئًا، فانْطَلَقَ الرَّجُلُ فأَتْبَعَهُ النَّبيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ فَتَلَا عَلَيْهِ: «﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ﴾» إلٰى آخِرِ الآيَةِ [هود: ١١٤]، فقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ الله! ألَهُ خَاصَّةً أمْ لِلنَّاسِ؟ فقالَ: «لِلنَّاسِ كَافَّةً».

مدینے سے باہر میں نے ایک عورت سے بوس وکنار کیا ہے، مگر مجامعت نہیں کی ہے اور اب میں آپ کے سامنے حاضر ہوں تو جو چاہے مجھے سزا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی، اگر تو بھی اپنے آپ پر پردہ ڈالے رکھتا (تو بہتر تھا۔) تو نبی ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ آدمی چلا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا اور اسے طلب کیا، پھر اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ......﴾ ''دن کے دونوں اطراف میں نماز قائم کرو اور رات کے اوقات میں بھی۔ بلاشبہ نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔'' قوم میں سے ایک آدمی بولا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ اسی کے لیے خاص ہے یا سب لوگوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''سبھی لوگوں کے لیے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① افضل یہی ہے کہ انسان اپنے گناہ پر پردہ ڈالے اور اللہ کے حضور کثرت سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ کے لیے محتاط رہنے کا عزم کرے۔ ② جو لوگ اللہ کے خوف سے گناہوں سے پاک ہونے کے لیے اپنے آپ کو حد کے لیے پیش کریں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ③ نماز اور دیگر نیکیاں انسان کے عام گناہوں کا ازالہ کرتی رہتی ہیں جبکہ کبائر سے توبہ لازمی ہے۔

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي الأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۲- غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو......؟

٤٤٦٩ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بن

۴۴۶۹- سیدنا ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ غیر

٤٤٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، البيوع، باب بيع العبد الزاني، ح:٢١٥٣، ٢١٥٤، ومسلم، الحدود، باب رجم اليهود أهل الذمة في الزنا، ح:١٧٠٣/ ٣٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٢٦.

عَبْدِ الله بن عُتْبَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ عن الأَمَةِ إذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ. قال: «إنْ زَنَتْ فاجلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ».

شادی شدہ لونڈی اگر زنا کرے تو (اس کا کیا حکم ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو اسے بیچ ڈالو' خواہ ایک رسی ہی کے بدلے ہو۔''

قال ابنُ شِهَابٍ: لَا أدْرِي في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ. وَالضَّفِيرُ: الحَبْلُ.

ابن شہاب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ تیسری بار میں کہا یا چوتھی بار یہ کہا (کہ اسے بیچ ڈالو۔) اور [الضَّفِيرُ] کے معنی ہیں: ''رسی۔''

فائدہ: غلام اور لونڈی کی حد' آزاد کی حد سے آدھی ہوتی ہے' یعنی پچاس کوڑے اور دُرّے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النسآء:۲۵) ''اگر یہ لونڈیاں فحش کاری کریں تو ان پر آزاد عورتوں کی سزا کا نصف ہے۔''

٤٤٧٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله: حدثني سَعِيدُ بنُ أَبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيُّ عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا زَنَتْ أَمَةُ أحدِكُم فَلْيُحِدَّهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا، ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَإنْ عَادَتْ في الرَّابِعَةِ فَلْيَجْلِدْهَا وَلْيَبِعْهَا بِضَفِيرٍ» أوْ «بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ».

۴۴۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو چاہیے کہ اسے حد لگائے اور عار نہ دلائے اور تین بار تک ایسا کرے' اگر چوتھی بار بھی کرے تو اسے حد لگائے اور ایک رسی کے بدلے بیچ ڈالے۔'' یا فرمایا: ''بالوں کی رسی کے عوض بیچ دے۔''

فوائد ومسائل: ① لونڈی کا مالک ہی اس بات کا مکلّف ہے کہ اسے حد لگائے اور صرف زجر وتوبیخ یا عار دلانے پر کفایت نہ کرے کہ حد شرعی کو موقوف کر دے۔ ② ''عار نہ دلائے'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بہت زیادہ عار نہ دلائے۔ کیونکہ بعض اوقات بعض طبیعتیں اس انداز سے اور زیادہ ڈھیٹ ہو جاتی ہیں اور ان کے منفی جذبات ابھر آتے ہیں اور پھر عمداً گناہ کرنے پر آمادہ ہوتی ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ ③ بدفطرت غلام نوکر کو اپنے سے دور کر دینا چاہیے۔

٤٤٧٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ١٧٠٣/ ٣١ من حديث عبيدالله بن عمر به، انظر الحديث السابق.

٤٤٧١ - حَدَّثَنا ابنُ نُفَيْلٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاق، عنْ سَعِيدِ بنِ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عنْ أبيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ، بِهٰذَا الْحَدِيثِ. قالَ فِي كُلِّ مَرَّةٍ: «فَلْيَضْرِبْهَا، كِتَابُ الله، ولا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا». وَقالَ في الرَّابِعَةِ: «فإنْ عادَتْ فَلْيَضْرِبها، كِتَابُ الله، ثُمَّ لْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ».

۴۴۷۱- حضرت ابوہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث روایت کی۔ اس پر ہر بار یوں کہا: ''اسے مارے۔ (حد لگائے) یہ اللہ کی کتاب کا حکم ہے اور عار مت دلائے (یعنی عار دلانے پر کفایت نہ کرے۔'') اور چوتھی بار فرمایا: ''اگر پھر بھی ایسا کرے تو اسے مارے' یہ کتاب اللہ کا حکم ہے' پھر اسے فروخت کر ڈالے خواہ بالوں کی رسی کے بدلے ہی ہو۔''

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي إقَامَةِ الْحَدِّ عَلَى الْمَرِيضِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۳- مریض آدمی کو حد لگانا

٤٤٧٢ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ: أخبرني أبُو أُمَامَةَ ابنُ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ: أنَّهُ أخْبَرَهُ بَعْضُ أصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ مِنَ الأنْصَارِ: أنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتى أُضْنِيَ فَعَادَ جِلْدَةً عَلٰى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ، فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ وَقالَ: اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ الله ﷺ فإنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلٰى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِرَسُولِ الله ﷺ وَقالُوا: مَا

۴۴۷۲- جناب ابوامامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بعض انصاری صحابیوں نے بیان کیا کہ ان کا ایک آدمی بیمار ہو گیا اور اس قدر نحیف ہو گیا کہ بس ہڈیوں پر چمڑا رہ گیا۔ اس کے پاس کسی کی لونڈی آئی' اسے دیکھ کر اسے جوش آ گیا اور پھر اس سے جماع کر بیٹھا۔ جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کے لیے گئے تو اس نے انہیں اپنی یہ بات بتائی اور کہا کہ میرے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرو' بے شک میرے پاس ایک لونڈی آئی تھی اور میں اس سے جماع کر بیٹھا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور بتایا کہ ہم نے اس جیسا بیمار کوئی نہیں دیکھا' اگر ہم اسے آپ کے پاس اٹھا کر بھی

٤٤٧١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:٧٢٤٤ من حديث محمد بن سلمة به، ورواه البخاري، ح:٦٨٣٩، ومسلم، ح:١٧٠٣ من حديث سعيد بن أبي سعيد المقبري به.

٤٤٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن الجارود، ح:٨١٧ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

رأَيْنَا بِأَحدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَا إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ، ما هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً.

لائیں تو اس کی ہڈیاں جدا ہو جائیں گی' وہ تو بس ہڈیوں پر چمڑا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے کھجور کی ایک ایسی ڈالی حاصل کرو جس میں باریک سو شاخیں ہوں' وہ اسے ایک ہی مار دو۔''

فائدہ: اللہ کی شریعت سے بڑھ کر انسان کے لیے اور کہیں راحت اور آسائش نہیں ہے' انتہائی نحیف اور مریض آدمی کے ساتھ حد جاری کرنے میں مناسب حیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

٤٤٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إِسْرائِيلُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأعْلَى عَنْ أبي جَمِيلَةَ، عنْ عَلِيٍّ قالَ: فَجَرَتْ جَارِيَةٌ لآلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فقَالَ: «يَا عَلِيُّ! انْطَلِقْ فأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ»، فانْطَلَقْتُ فإذَا بِهَا دَمٌ يَسِيلُ لَمْ يَنْقَطِعْ فأَتَيْتُهُ، فقَالَ: «يَا عَلِيُّ! أفَرَغْتَ؟» فَقُلْتُ: أتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيلُ، فقَالَ: «دَعْهَا حتَّى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أيْمَانُكُم».

۴۴۷۳-حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ آل رسول ﷺ کی ایک لونڈی نے بدکاری کی۔ آپ نے فرمایا: ''اے علی! جاؤ اور اس کو حد لگاؤ۔'' کہتے ہیں کہ میں چلا تو معلوم ہوا کہ اس سے خون بہہ رہا ہے جو رکتا ہی نہیں ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے پوچھا: ''اے علی! کیا فارغ ہو گئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: میں اس کے پاس گیا تھا مگر اس سے خون بہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے۔ حتی کہ اس کا خون رک جائے۔ اس کے بعد اس کو حد لگانا اور اپنے غلاموں کو بھی حد لگایا کرو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُو الأحْوَصِ عنْ عَبْدِ الأعْلَى، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عنْ عَبْدِ الأعْلَى فقَالَ فيهِ: قالَ: «لَا تَضْرِبْهَا حتَّى تَضَعَ» وَالأوَّلُ أصَحُّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ابوالاحوص نے عبدالاعلیٰ سے ایسے ہی روایت کی ہے۔ اور شعبہ نے عبدالاعلیٰ سے روایت کی تو اس میں کہا: ''جب تک وضع حمل نہ ہو جائے حد نہ لگانا۔'' اور پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ: زنا سے حاملہ عورت کو وضع حمل کے بعد حد لگائی جائے۔

٤٤٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٨٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٦٨ من حديث عبدالأعلى بن عامر الثعلبي به، وهو ضعيف، وحديث مسلم: ١٧٠٥ يغني عنه.

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي حَدِّ الْقَاذِفِ (التحفة ٣٥)

باب:٣٤-تہمت کی حد کا بیان

٤٤٧٤ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدِ الثَّقَفِيُّ وَمَالِكُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ المِسْمَعِيُّ وَهٰذَا حَدِيثُهُ أنَّ ابنَ أبِي عَدِيٍّ حَدَّثَهُمْ عَنْ مُحمَّدِ ابنِ إسْحَاقَ، عنْ عَبْدِ الله بن أبي بَكْرٍ، عنْ عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: لَمَّا نَزَلَ عُذْرِي قامَ النَّبيُّ ﷺ عَلَى المِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلَا - تَعْنِي الْقُرْآنَ - فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ المِنْبَرِ أمَرَ بالرَّجُلَيْنِ وَالمَرْأةِ فَضُرِبُوا حَدَّهُمْ.

٤٤٧٤-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب میری براءت کی آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت فرمائیں۔ جب منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے متعلق حکم دیا اور انہیں حد لگائی گئی۔

فائدہ: سیدہ عائشہ ؓ کی براءت کا بیان سورۂ نور کی ابتدا میں آیا ہے۔

٤٤٧٥ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَائِشَةَ، قالَ: فأَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَامْرَأةٍ مِمَّنْ تَكَلَّمَ بالْفَاحِشَةِ حَسَّانُ ابنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بنُ أُثَاثَةَ. قالَ النُّفَيْلِيُّ: وَيَقُولُونَ المَرْأةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ.

٤٤٧٥-محمد بن اسحاق نے یہ روایت بیان کی اور اس میں سیدہ عائشہ ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں اور ایک عورت کو جو اس تہمت میں شریک تھے کے متعلق (حد لگانے کا) حکم دیا۔ یعنی حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ۔ نفیلی نے کہا کہ عورتوں میں حمنہ بنت جحش کا ذکر کرتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① تہمت کی حد اَسّی دُرّے (کوڑے) ہیں۔ ② صحابۂ کرام ؓ معصوم عن الخطا نہ تھے اور ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے ہمیشہ دعا کیا کریں۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحشر:١٠)

٤٤٧٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة النور، ح:٣١٨١، وابن ماجه، ح:٢٥٦٧ من حديث محمد بن أبي عدي به، وقال الترمذي: "حسن غريب" * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٢٥٠.

٤٤٧٥ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٢٥٠ من حديث أبي داود به.

(المعجم ٣٥) - بَابٌ: فِي الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۵-شراب نوشی کی حد کا بیان

٤٤٧٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ وَمُحمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى وهٰذا حَدِيثُهُ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابن جُرَيْجٍ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ عَلِيِّ بنِ رُكَانَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَقِتْ في الْخَمْرِ حَدًّا.

۴۴۷۶-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کی حد متعین نہیں کی تھی۔

وَقالَ ابنُ عَبَّاسٍ: شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلَقِيَ يَمِيلُ في الْفَجِّ، فانْطُلِقَ بِهِ إلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا حَاذَى بِدَارِ الْعَبَّاسِ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فالْتَزَمَهُ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَضَحِكَ وَقالَ أَفَعَلَهَا؟ وَلَمْ يَأْمُرْ فِيهِ بِشَيْءٍ.

ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے شراب پی لی اس سے اسے نشہ ہو گیا اور گلی میں لہرا لہرا کے چلنے لگا۔ پھر اسے نبی ﷺ کے ہاں لے چلے۔ جب وہ حضرت عباس ؓ کے گھر کے سامنے آیا تو وہ گھوم کر ان کے گھر میں چلا گیا اور ان سے جا چمٹا۔ نبی ﷺ کو یہ بتایا گیا تو آپ ہنس پڑے اور پوچھا: ”کیا واقعی اس نے اس طرح کیا ہے؟“ اور پھر اس کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، حَدِيثُ الْحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ هٰذَا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حسن بن علی کی اس حدیث کی روایت میں اہل مدینہ متفرد ہیں۔

٤٤٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يَزِيدَ بنِ الْهَادِ، عن مُحمَّدِ ابن إِبراهِيمَ، عن أَبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فقَالَ: «اضْرِبُوهُ». قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ:

۴۴۷۷-سیدنا ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی، تو آپ نے فرمایا: ”اسے مارو۔“ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ہم میں سے کسی نے اسے ہاتھ سے مارا، کسی نے جوتے سے مارا اور کسی نے کپڑے

٤٤٧٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٢٩٠ عن محمد بن المثنى به * ابن جريج صرح بالسماع عنده، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٣، ووافقه الذهبي.

٤٤٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب الضرب بالجريد والنعال، ح: ٦٧٧٧ عن قتيبة به.

فمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ والضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُولُوا هٰكَذَا. لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ».

سے مارا۔ جب وہ آدمی وہاں سے چلا تو قوم میں سے کسی نے کہہ دیا اللہ تجھے رسوا کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح مت کہو۔ اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔''

فائدہ: انسان خطا کا پتلا ہے' چاہیے کہ خطا کار کو احسن انداز سے نصیحت کی جائے۔ اس انداز کی ڈانٹ ڈپٹ کہ اس کے منفی جذبات کو ابھارے' مناسب نہیں' اس سے گویا شیطان کی مدد ہوتی ہے۔

٤٤٧٨ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بن أَبِي نَاجِيَةَ الإِسْكَنْدَرانِيُّ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ: أخبرنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ وَابْنُ لَهِيعَةَ عن ابن الْهَادِ بإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، قال فِيهِ بَعْدَ الضَّرْبِ: ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ لأَصْحابِهِ: «بَكِّتُوهُ». فأَقْبَلُوا عَلَيْهِ يَقُولُونَ: مَا اتَّقَيْتَ اللهَ، مَا خَشِيتَ اللهَ، وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ. وَقالَ فِي آخِرِهِ: «وَلٰكِنْ قُولُوا: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! ارْحَمْهُ» وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ الْكَلِمَةَ وَنَحْوَهَا.

۴۴۷۸- یحییٰ بن ایوب' حیوہ بن شریح اور ابن لہیعہ نے ابن ہاد سے اس کی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔ اس روایت میں مارنے کے ذکر کے بعد یوں ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''اسے ذرا شرم دلاؤ' تنبیہ کرو۔'' چنانچہ وہ اسے اس طرح کہنے لگے۔ تجھے اللہ کا خوف نہ آیا۔ تو اللہ سے ڈرا نہیں۔ تجھے اللہ کے رسول ﷺ سے حیا نہ آئی۔ پھر اس کو چھوڑ دیا اور روایت کے آخر میں ہے ''لیکن یوں کہو: اے اللہ! اس کو معاف کر دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما۔'' اور بعض راویوں نے اسی قسم کے الفاظ زیادہ کیے ہیں۔

فائدہ: حد شرعی لگ جانے کے بعد ایسے شخص کے لیے استغفار اور رحمت کی دعا کرنی چاہیے۔ برے انداز میں تذلیل کے الفاظ بولنا جائز نہیں' کیونکہ اس سے بعض اوقات منفی ردعمل کی نفسیات کو انگیخت ملتی ہے اور پھر کئی لوگ اپنی برائی سے باز آنے کی بجائے اس پر اور ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ اسی مفہوم کو ''شیطان کی مدد'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٤٤٧٩ - حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ إِبراهِيمَ:

۴۴۷۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٤٤٧٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٤٧٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب ماجاء في ضرب شارب الخمر، ح: ٦٧٧٣، ومسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح: ١٧٠٦ من حديث هشام الدستوائي به.

حَدَّثَنا هِشَامٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ، المَعْنَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَدَ في الْخَمْرِ بالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أرْبَعِينَ فلمَّا وُلِّيَ عُمَرُ، دَعَا النَّاسَ فقَالَ لَهُمْ: إنَّ النَّاسَ قَدْ دَنَوْا مِنَ الرِّيفِ - وَقالَ مُسَدَّدٌ: مِنَ الْقُرَى وَالرِّيفِ - فما تَرَوْنَ في حَدِّ الْخَمْرِ؟ فقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ: نَرَى أنْ تَجْعَلَهُ كأَخَفِّ الْحُدُودِ فَجَلَدَ فِيهِ ثَمَانِينَ.

ہے کہ نبی ﷺ نے شراب نوشی کی حد میں کھجور کی چھڑیوں اور جوتوں سے مارا ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے (کوڑے) لگائے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے صحابہ کو بلایا اور ان سے مشورہ چاہا کہ لوگ اپنے کھیتوں اور زمینوں میں چلے گئے ہیں۔ (یعنی جہاں کھجوریں اور انگور وغیرہ کی فراوانی ہے اور وہ شراب پینے لگے ہیں) مسدد کے الفاظ میں ہے کہ لوگ بستیوں اور زمینوں میں چلے گئے ہیں..... تو تم لوگ شراب کی حد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اسے سب سے ہلکی حد کی مانند کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اس میں اَسّی درے (کوڑے) لگائے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ أبي عَرُوبَةَ عنْ قَتَادَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ جَلَدَ بالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ أرْبَعِينَ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عنْ قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ، قالَ: ضَرَبَ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ أرْبَعِينَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ نے بواسطہ قتادہ نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے کھجور کی چھڑیوں اور جوتوں سے چالیس ضربیں لگائیں۔ جبکہ شعبہ نے قتادہ سے بواسطہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کیا تو کہا کہ آپ ﷺ نے کھجور کی دو شاخوں سے تقریباً چالیس ضربیں لگائیں۔

فائدہ: فقہاء کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل میں پہلی چالیس ضربوں کو حد اور مزید چالیس کو تعزیر پر محمول کیا گیا ہے اور علمائے حق وفقہائے عظام امور شرعیہ میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے ہیں بلکہ اجتہادی امور میں اصحاب علم ورائے سے گہرا مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔

٤٤٨٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ، المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنا عَبْدُ

۴۴۸۰-حضین بن منذر رقاشی ابو ساسان کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ تو حُمران اور ایک دوسرے آدمی

٤٤٨٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب حد الخمر، ح: ١٧٠٧ من حديث عبدالعزيز بن المختار به.

الله الدّانَاجُ: حدَّثني حُضَيْنُ بنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ هُوَ أبُو سَاسَانَ قالَ: شَهِدْتُ عُثْمانَ بنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بالْوَلِيدِ بنِ عُقْبَةَ فَشَهِدَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ وَرَجُلٌ آخرُ فَشَهِدَ أحَدُهُما أنَّهُ رَآهُ شَرِبَهَا يَعْني الْخَمْرَ، وَشَهِدَ الآخَرُ أنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُهَا، فقَالَ عُثْمانُ: إنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْهَا حَتَّى شَرِبَهَا، فقَالَ لِعَلِيٍّ: أقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فقَالَ عَلِيٌّ لِلْحَسَن: أقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قارَّهَا، فقَالَ عَلِيٌّ لِعَبْدِ الله بنِ جَعْفَرٍ: أقِمْ عَلَيْهِ الحدَّ، فأَخَذَ السَّوْطَ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ، فَلَمَّا بَلَغَ أرْبَعينَ، قالَ: حَسْبُكَ، جَلَدَ النَّبيُّ ﷺ أرْبَعِينَ - أحْسِبُهُ قَالَ: وَجَلَدَ أبُو بَكْرٍ أرْبَعِينَ - وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا أحَبُّ إلَيَّ.

نے اس پر گواہی دی۔ ایک نے کہا کہ میں نے اس کو شراب پیتے دیکھا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اس کو قے کرتے دیکھا ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے شراب پی تبھی قے کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی حرارت اسی کے حوالے کریں جو اس کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ (اشارہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کو یہ کڑوا کسیلا کام کرنا چاہیے) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ اس کو حد لگاؤ۔ تو اس نے کوڑا لیا اور مارنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس کو پہنچے تو کہا کہ 'بس' کافی ہے۔ نبی ﷺ نے چالیس ضربیں ماری تھیں۔ (حضین نے کہا) میرا خیال ہے کہ یوں کہا: ابوبکر نے چالیس اور عمر نے اسی ضربیں ماریں اور سب ہی سنت ہے اور یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

٤٤٨١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ أبِي عَرُوبَةَ، عن الدَّاناجِ، عَنْ حُضَيْنِ بن الْمُنْذِرِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: جَلَدَ رَسُولُ الله ﷺ في الْخَمْرِ وَأبُو بَكْرٍ أرْبَعِينَ وَكَمَّلَهَا عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ.

۴۴۸۱- حضین بن منذر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شراب کی حد میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس ضربیں ماریں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اسی (۸۰) سے پورا کیا' اور سب ہی سنت ہے۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَقالَ الأصْمَعِيُّ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا: وَلِّ شَدِيدَهَا مَنْ تَوَلَّى هَيِّنَها.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اصمعی نے [وَلِّ حَارَّهَا ...... الخ] کا مفہوم یہ بیان کیا کہ اس معاملے کی سختی اور شدت اسی کے سپرد ہونی چاہیے جو اس کی نرمی

٤٤٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث سعيد بن أبي عروبة به، انظر الحديث السابق.

اور راحت سے مستفید ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا كَانَ سَيِّدُ قَوْمِهِ حُضَيْنُ بنُ الْمُنْذِرِ أبو سَاسَان.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضین بن منذر ابوساسان اپنی قوم کا سردار تھا۔

(المعجم ٣٦) - بَابٌ: إِذَا تَتَابَعَ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٦-جو شخص بار بار شراب پیے

٤٤٨٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أبَانٌ عن عَاصِمٍ، عنْ أبي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ أبِي سُفْيَانَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إنْ شَرِبُوا فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إنْ شَرِبُوا فاجْلِدُوهُمْ، ثُمَّ إنْ شَرِبُوا فاقْتُلُوهُمْ».

۴۴۸۲-سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(شرابی) جب شراب پئیں تو انہیں درے لگاؤ' پھر اگر پئیں تو درے لگاؤ' پھر اگر پئیں تو درے لگاؤ پھر اگر پئیں تو قتل کر دو۔''

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کتاب العلل میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے ترک' یعنی منسوخ ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد ''سخت مار'' ہے۔اور اگلی حدیث (۴۴۸۵) کو اس کا ناسخ سمجھا جاتا ہے۔علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے بحوالہ ابن حبان لکھا ہے کہ قتل کا حکم اس کے لیے ہے جو اس کی حلت کا قائل ہو اور حرمت کو قبول نہ کرتا ہو۔(عون المعبود)

٤٤٨٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حُمَيْدِ بنِ يَزِيدَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ بِهٰذَا المَعْنَى، قالَ: وَأَحْسِبُهُ قالَ في

۴۴۸۳-جناب نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔انہوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ پانچویں بار آپ نے فرمایا: ''اگر پیے تو اسے قتل کر دو۔''

٤٤٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه . . . الخ، ح:١٤٤٤، وابن ماجه، ح:٢٥٧٣ من حديث عاصم بن بهدلة به، وصححه ابن حبان، ح:١٥١٩، والذهبي في تلخيص المستدرك: ٤/ ٣٧٢.

٤٤٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٦ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف من أجل جهالة حميد بن يزيد، الصواب: "في الرابعة" بدل الخامسة.

الْخَامِسَةِ: «إِنْ شَرِبَهَا فَاقْتُلُوهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا فِي حَدِيثِ أَبِي غُطَيْفٍ: فِي الْخَامِسَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوغطیف کی روایت میں بھی پانچویں بار کا ذکر ہے۔

٤٤٨٤- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ».

۴۴۸۴- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب وہ نشے سے مست ہو تو اسے درے لگاؤ، پھر اگر مست ہو تو درے لگاؤ، پھر اگر مست ہو تو درے لگاؤ، اگر چوتھی بار اعادہ کرے تو اسے قتل کر دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا حَدِيثُ عُمَرَ بنِ أَبِي سَلَمَةَ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمر بن ابی سلمہ کی روایت میں بھی ایسے ہی ہے جو وہ اپنے والد سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”جب وہ شراب پیے تو اسے کوڑے لگاؤ اگر چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذَا حَدِيثُ سُهَيْلٍ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «إِنْ شَرِبُوا الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: سهيل عن ابى صالح عن ابى هريره عن النبى ﷺ کی سند سے بھی یہی مروی ہے: ”اگر چوتھی بار پییں تو انہیں قتل کر دو۔“

٤٤٨٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب من شرب الخمر مرارًا، ح: ٢٥٧٢، والنسائي، ح: ٥٦٦٥ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ذئب به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣١، وابن حبان، ح: ١٥١٧، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٣٧١، ووافقه الذهبي على شرط الشيخين * حديث عمر بن أبي سلمة رواه أحمد: ٢/ ٥١٩ بسند حسن، وحديث سهيل صححه الحاكم: ٤/ ٣٧١، ٣٧٢، ووافقه الذهبي، وحديث ابن أبي نعيم رواه النسائي في الكبرٰى، وحديث عبدالله بن عمرو رواه الحاكم: ٤/ ٣٧٢، وحديث الجدلي رواه أحمد: ٤/ ٩٣.

وكَذا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

ایسے ہی ابن ابی نعم کی روایت میں ہے جو بواسطہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے نقل ہوئی ہے۔

وكَذٰلِكَ حَدِيثُ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّرِيدِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

اسی طرح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور شرید نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔

وفي حَدِيثِ الْجَدْلِيِّ عن مُعَاوِيَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «فإنْ عَادَ في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوهُ».

اور جدلی (عبد بن عبد) کی روایت جو بواسطہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے منقول ہے اس میں ہے: ''اگر تیسری یا چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔''

فائدہ: ''مست ہونے'' سے مراد شراب پینا ہے۔ فی الواقع ''مست ہونا'' شرط نہیں ہے جیسے کہ دیگر بہت سی احادیث میں آتا ہے۔ صرف شراب پینا ثابت ہو جائے تو اس پر حد لگے گی علمائے احناف اس مسئلے میں منفرد ہیں بقول ان کے انگور کی شراب تھوڑی پیے یا زیادہ تو حرام اور قابل حد ہے۔ لیکن انگور کے علاوہ دیگر اشیاء کی بنی ہوئی شرابوں میں اس قدر پیے کہ ''مست ہو جائے'' تو حرام ہے اور حد لگے گی' البتہ ان کا اتنی مقدار میں پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو۔ دیگر ائمہ میں سے کسی نے ان کی تائید نہیں کی ہے۔ بلکہ نشہ آور' خواہ کسی نوع سے ہو' اس کا قلیل یا کثیر سب حرام ہے اور قابل حد ہے۔ نشے سے مست ہونا شرط نہیں۔ علاوہ ازیں احادیث میں اس کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: [مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حرامٌ] ''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔'' (سنن أبي داود' الأشربة' حديث:٣٦٨١) لہٰذا ہر نشہ آور چیز اس کی نوعیت خواہ کچھ ہو' وہ مقدار میں تھوڑی ہو یا زیادہ حرام ہی ہے اور یہ کہنا یا سمجھنا کہ انگور کی ہو تو حرام ہے اور دوسری قسم سے ہو تو اسے اتنی مقدار میں پینا حلال ہے جس سے نشہ پیدا نہ ہو' فرمان رسول کے خلاف ہے۔

٤٤٨٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ قال: الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنا عنْ قَبِيصَةَ بنِ ذُؤَيْبٍ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فإنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فإنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فإنْ عَادَ في الثَّالِثَةِ أو الرَّابِعَةِ فاقْتُلُوهُ»، فأُتِيَ

۴۴۸۵- سیدنا قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب پیے تو اسے کوڑے لگاؤ' اگر پھر پیے تو کوڑے لگاؤ' اگر پھر تیسری یا چوتھی بار پیے تو اسے قتل کر دو۔'' پھر آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اسے کوڑے لگائے۔ پھر دوبارہ لایا گیا تو کوڑے لگائے' پھر لایا گیا تو

٤٤٨٥- تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه . . . الخ، تحت ح: ١٤٤٤ من حديث الزهري به، * قبيصة صحابي صغير، له رؤية، ومراسيل الصحابة مقبولة.

بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ وَرَفَعَ الْقَتْلَ فَكَانَتْ رُخْصَةً.

کوڑے لگائے' پھر لایا گیا تو کوڑے لگائے اور قتل چھوڑ دیا تو اس طرح قتل سے رخصت مل گئی۔

قال سُفْيَانُ: حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُورُ بنُ الْمُعْتَمِرِ وَمُخَوَّلُ بنُ رَاشِدٍ فقالَ لَهُمَا: كُونَا وَافِدَيْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِهٰذا الحديثِ.

سفیان کہتے ہیں کہ زہری نے یہ روایت اس وقت بیان کی جب منصور بن معتمر اور مخول بن راشدان کے پاس بیٹھے تھے۔ زہری نے ان سے کہا کہ اہل عراق کے پاس یہ حدیث تحفہ لے جانا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الحديثَ الشَّرِيدُ بنُ سُوَيْدٍ وَشُرَحْبِيلُ بنُ أَوْسٍ وَعَبْدُ الله بنُ عَمْرٍو وَعَبْدُ الله بنُ عُمَرَ وَأَبُو غُطَيْفٍ الْكِنْدِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن أبي هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو شرید بن سوید' شرحبیل بن اوس' عبداللہ بن عمرو' عبداللہ بن عمر' ابوغطیف کندی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ ؓ کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

٤٤٨٦- حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن أَبِي حُصَيْنٍ، عن عُمَيْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن عَلِيٍّ قال: لَا أَدِي أَوْ ما كُنْتُ أَدِي مَنْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ حَدًّا إِلَّا شَارِبَ الْخَمْرِ، فإنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَمْ يَسُنَّ فِيهِ شَيْئًا إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ قُلْنَاهُ نَحْنُ.

۴۴۸۶- امیر المومنین سیدنا علی ؓ کہتے ہیں کہ میں کسی پر حد قائم کروں (اور وہ مر جائے) تو کسی کی دیت نہ دوں سوائے شراب نوش کے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں کوئی حد متعین نہیں فرمائی تھی۔ یہ حد ہم نے (مشورے سے) طے کی ہے۔

فائدہ: اس مسئلے میں پچھلا باب ملاحظہ ہو۔ صحابۂ کرام ؓ اس بات سے بالاتر تھے کہ شریعت میں کوئی چیز محض اپنی رائے سے نافذ کریں۔ انہوں نے شرعی اصولوں کے تحت اجتہاد اور مشورے سے یہ حد متعین کی۔ اور یہ اصول بالکل حق ہے کہ حد لگانے میں مجرم کی صحت اور برداشت کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔

٤٤٨٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ

۴۴۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر ؓ سے روایت

٤٤٨٦ـ تخريج: [صحيح] * شريك لم ينفرد به، وأصل الحديث رواه البخاري، ح: ٦٧٧٨، ومسلم، ح: ١٧٠٧ من طريق آخر عن أبي حصين به.

٤٤٨٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٨٨، والنسائي في الكبرى، ح: ٥٢٨١ من حديث أسامة بن◀◀

الْمَهْرِيُّ الْمِصْرِيُّ ابنُ أخِي رِشْدِينَ بنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ ابنُ زَيْدٍ، أنَّ ابنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أزْهَرَ قال: كَأَنِّي أنْظُرُ إلَى رَسُولِ الله ﷺ الآنَ وَهُوَ في الرِّحَالِ يَلْتَمِسُ رَحْلَ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إذْ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فقالَ لِلنَّاسِ: «اضْرِبُوهُ» فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالنِّعَالِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالْعَصَا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بالمِيتَخَةِ - قال ابنُ وَهْبٍ: الجَرِيدَةُ الرَّطْبَةُ - ثُمَّ أخَذَ رَسُولُ الله ﷺ تُرَابًا مِنَ الأرْضِ فَرَمَى بِهِ فِي وَجْهِهِ.

ہے‘ وہ کہتے ہیں گویا کہ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں‘ آپ پالانوں میں کھڑے حضرت خالد بن ولید ؓ کا پالان تلاش کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے لوگوں سے کہا: ”اس کو مارو۔“ چنانچہ بعض نے اس کو جوتوں سے مارا‘ بعض نے لاٹھی سے اور بعض نے ”مِيتَخَه“ سے۔ ابن وہب نے وضاحت کی کہ اس سے مراد کھجور کی تر و تازہ چھڑی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے زمین سے کچھ مٹی لی اور اس کے منہ پر ماری۔

٤٤٨٨- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قالَ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عُقَيْلٍ أنَّ ابنَ شِهَابٍ أخْبَرَهُ أنَّ عَبْدَ الله بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأزْهَرِ أخْبَرَهُ عن أبِيهِ قال: أُتِيَ رَسُولُ الله ﷺ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ أمَرَ أصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ وَما كَانَ فِي أيْدِيهِمْ حَتَّى قالَ لَهُمْ: «ارْفَعُوا»، فَرَفَعُوا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ الله ﷺ ثُمَّ جَلَدَ أبُو بَكْرٍ فِي الخَمْرِ أرْبَعِينَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ

۴۴۸۸- جناب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ازہر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا جبکہ آپ حنین میں تھے تو آپ نے اس کے منہ پر مٹی ماری۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تو انہوں نے اس کو جوتوں سے اور جو اُن کے ہاتھ میں تھا اس سے مارا‘ حتی کہ آپ نے فرمایا: ”بس کرو۔“ تو وہ رک گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکر ؓ نے شراب پینے پر چالیس ضربیں لگائیں۔ پھر حضرت عمر ؓ نے بھی اپنے ابتدائی دور میں چالیس ضربیں ہی لگائیں اور آخری دور میں اسی (۸۰) لگانے لگے۔ پھر حضرت عثمان ؓ نے دونوں طرح عمل

◄◄ زيد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٧٤، ٣٧٥، ووافقه الذهبي * الزهري صرح بالسماع.

٤٤٨٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٥٢٨٣ عن ابن السرح به.

إمَارَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ، ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ.

کیا' اسّی بھی اور چالیس بھی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حد اسّی (۸۰) دُرّوں پر پختہ کر دی۔

٤٤٨٩- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَزْهَرَ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ غَدَاةَ الْفَتْحِ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بنِ الْوَلِيدِ، فَأُتِيَ بِشَارِبٍ فَأَمَرَهُمْ فَضَرَبُوهُ بما فِي أَيْدِيهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالسَّوْطِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِنَعْلِهِ، وَحَثَا رَسُولُ الله ﷺ التُّرَابَ، فَلَمَّا كَانَ أَبُو بَكْرٍ، أُتِيَ بِشَارِبٍ فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي ضَرَبَ، فَحَزَرُوهُ أَرْبَعِينَ فَضَرَبَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بنُ الْوَلِيدِ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الحدَّ وَالْعُقُوبَةَ، قال: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ - وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُونَ الأَوَّلُونَ - فَسَأَلَهُمْ فَأَجْمَعُوا عَلَى أَنْ يَضْرِبَ ثَمَانِينَ. قَالَ: وقالَ عَلِيٌّ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرَى فَأَرَى أَنْ يَجْعَلَهُ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ.

۴۴۸۹- حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کی صبح کو دیکھا' میں اس موقع پر خوب جوان تھا' آپ لوگوں کے درمیان میں سے جا رہے تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا پڑاؤ دریافت فرما رہے تھے کہ ایک شرابی آپ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو جو اُن کے ہاتھ میں تھا' مارا۔ بعض نے کوڑا مارا' بعض نے لاٹھی ماری' بعض نے اپنا جوتا مارا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر مٹی پھینکی۔ پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو ایک شراب نوش لایا گیا' تو انہوں نے صحابہ سے نبی ﷺ کا عمل دریافت فرمایا کہ انہوں نے کس قدر مارا تھا۔ تو انہوں نے اس کا اندازہ چالیس ضربوں کا لگایا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس ضربیں لگائیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ لوگ شراب پینے میں منہمک ہو گئے ہیں اور اس حد اور سزا کو وہ معمولی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: صحابۂ کرام آپ کے پاس ہیں ان سے دریافت کیجیے۔ اور آپ کے پاس دور اول کے مہاجر صحابہ موجود تھے' تو آپ نے ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ ایسے لوگوں کو اسّی (۸۰) ضربیں لگائی جائیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق شرابی جب شراب پیتا ہے تو

٤٤٨٩- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

جھوٹ بولتا اور تہمت لگاتا ہے' سو میں سمجھتا ہوں کہ اس حد کو تہمت کی حد کی مانند کر دیا جائے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَدْخَلَ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ بَيْنَ الزُّهْرِيِّ وَبَيْنَ ابن الأَزْهَرِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَبْدَ اللهِ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَزْهَرِ عَنْ أَبِيهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عُقیل بن خالد نے اس روایت کی سند میں زہری اور عبدالرحمٰن بن ازہر کے مابین عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ازہر عن ابیہ کا اضافہ کر دیا ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي إِقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ٣٨)

٣٧-مسجد میں حد لگانا

٤٤٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ يَعْنِي ابنَ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الشُّعَيْثِيُّ عنْ زُفَرَ بْنِ وَثِيمَةَ، عنْ حَكِيمِ بن حِزَامٍ أَنَّهُ قالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ الأَشْعَارُ وَأَنْ تُقَامَ فِيهِ الحُدُودُ.

۴۴۹۰-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قصاص لینے' اشعار پڑھنے اور حدیں لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ان شواہد کی وضاحت ہمارے فاضل محقق نے تخریج و تحقیق میں کی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن کہا ہے۔ ② مساجد اس غرض سے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں نماز پڑھی جائے' تلاوت قرآن ہو اور اللہ کا ذکر کیا جائے۔قصاص یا حدود اگرچہ شرعی امور ہیں مگر ان سے مسجد کا ادب قائم نہیں رہتا ہے۔اسی طرح لغو اور بے ہودہ اشعار پڑھنا بھی ناجائز ہے۔البتہ اللہ کی حمد وثنا' رسول اللہ ﷺ کی نعت اور شرعی مضامین پر مشتمل اشعار پڑھے اور سنے جا سکتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے پڑھوائے جاتے تھے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي ضَرْبِ الْوَجْهِ فِي الْحَدِّ (التحفة ٤٠)

٣٨-حد میں چہرے پر مارنا

حَدَّثَنا أبو كامِلٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے

٤٤٩٠_ تخريج: [إسناده ضعيف] رواه أحمد: ٣/ ٤٣٤ من حديث الشعيثي به، موقوفًا، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٢٥٩٩ وغيره، وفي سماع زفر عن حكيم رضي الله عنه نظر.

عُمَرَ يعني ابنَ أبي سَلَمَةَ، عن أبيه، عن أبي هُريرةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إذا ضَرَبَ أحدُكم فلْيَتَّقِ الْوَجْهَ». (١)

فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو مارے تو چہرے سے بچے۔''

فائدہ: کسی کو سزا دیتے ہوئے' خواہ وہ حد ہو یا غیر حد' چہرے پر مارنا ناجائز ہے' خواہ حیوان ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي التَّعْزِيرِ (التحفة ٣٩)

باب: -تعزیر کا بیان

فائدہ: مقرر و متعین سزاؤں (حدود) سے کم درجہ کی سزائیں جو مجرم کے لیے بطور ملامت' سرزنش اور تنبیہ و اصلاح کے ہوں' انہیں ''تعزیر'' کہتے ہیں۔ اس کی کوئی حد مقرر نہیں' یہ قاضی اور حاکم کی رائے پر موقوف ہوتی ہے۔

٤٤٩١- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بْنِ أبي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ ابنِ عَبْدِ الله بن الأشَجِّ، عَنْ سُلَيْمانَ بن يَسَارٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جَابِرِ بن عَبْدِ الله، عنْ أَبي بُرْدَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلْدَاتٍ إلَّا في حَدٍّ مِنْ حُدُودِ الله».

۴۴۹۱- حضرت ابو بردہ (ہانی بن دینار انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کی متعینہ حدود کے علاوہ کسی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔''

٤٤٩٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو: أنَّ بُكَيْرَ ابنَ الأشَجِّ حَدَّثَهُ عنْ سُلَيْمانَ بنِ يَسَارٍ: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ جَابِرٍ أنَّ أبَاهُ حَدَّثَهُ أنَّهُ سَمِعَ أبَا بُرْدَةَ الأنْصَارِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

۴۴۹۲- حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا...... اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

فائدہ: امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ''حدود اللہ'' سے مراد وہ اوامر و نواہی ہیں جن کا تعلق

٤٤٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب: كم التعزير والأدب، ح:٦٨٤٨ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الحدود، باب قدر أسواط التعزير، ح:١٧٠٨ من حديث بكير بن عبدالله به.

٤٤٩٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح: ٦٨٥٠، ومسلم من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق.

(۱)۔ اس حدیث کی تخریج آگے صفحہ 426 پر حدیث 4493 کے تحت دیکھی جاسکتی ہے۔

آداب سے ہو جیسے کہ باپ اپنے بچے کی تادیب کرتا ہے۔ امام مالک ابو یوسف اور ابو ثور رحمہم اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ تعزیر جرم کے مطابق ہوا کرتی ہے اور یہ کہ مجرم اسے کس حد تک برداشت کرسکتا ہے۔ اور اس میں اصل چیز مصلحت کو پیش نظر رکھنا ہوتا ہے اس لیے معروف حدود کی مقدار سے زیادہ مارنا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (تیسیر العلام شرح عمدة الاحکام)

٤٤٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ يَعْنِي ابنَ أَبي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا ضَرَبَ أحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ».

۴۴۹۳- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مارے تو چہرے پر نہ مارے۔“

فائدہ: اس حدیث کو اس باب میں دوبارہ لانے سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح حد میں چہرے پر نہیں مارنا اسی طرح تعزیری سزا میں بھی چہرہ زدوکوب سے محفوظ رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم.

٤٤٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن].

دیت کی مشروعیت

✱ دیت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: "الدية" ودٰی فعل کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں: ''خون بہا ادا کرنا'' عرب کہتے ہیں: ودیت القتیل: أي أعطیت دیته ''میں نے مقتول کی دیت ادا کی'' دیت کو ''عقل'' بھی کہا جاتا ہے ''عقل'' کے معنی ''باندھنے'' کے ہیں۔ عرب کا رواج تھا کہ وہ مقتول کی دیت کے اونٹ اس کے گھر کے صحن میں باندھ دیتے تھے۔ اس لیے دیت کو ''عقل'' کہا جانے لگا۔

✱ اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: (الدية مال يجب بقتل آدمی حر عن دمه أو بجرحه مقدر شرعاً لا باجتهاد) ''دیت سے مراد وہ مال ہے جس کی ادائیگی کسی آزاد شخص کو قتل کرنے یا زخمی کرنے کی صورت میں واجب ہے اور اس کی مقدار شریعت میں مقرر ہے۔ یہ اجتہادی مسئلہ نہیں ہے۔

✱ دیت کی مشروعیت: اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے جان و مال کو دوسروں پر محترم قرار دیا ہے۔ لٰہذا ان دو میں سے کسی ایک پر ظلم و زیادتی کی صورت میں ہرجانہ اور خون بہا کی صورت میں سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ﴾ (النساء:۹۲)

''اور جس نے مسلمان شخص کو غلطی سے قتل کر دیا تو مومن غلام آزاد کرے اور اولیاء (مقتول کے ورثاء) کو دیت ادا کرے۔''

رسول اکرم ﷺ نے دیت کی مشروعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

[وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ : إِمَّا يُودَى وَ إِمَّا يُقَادُ] (صحيح البخاری، الديات، باب من قتل له قتيلٌ فهو بخير النظرين، حديث:۶۸۸۰)

''جس کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے اسے دو چیزوں کا اختیار ہے، اسے دیت دی جائے یا قصاص دلایا جائے۔''

* دیت کی ادائیگی: دیت کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں: ① اگر قاتل نے عمداً قتل کیا ہے اور مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے دیت لینے پر راضی ہو گئے ہیں تو دیت قاتل خود ادا کرے گا۔ ② اگر قتل غلطی سے ہوا تھا یا شبہ عمد کی شکل میں تھا تو دیت قاتل کے رشتہ داروں پر ہوگی۔

* دیت کی مقدار اور تعیین: اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کے بلاوجہ تلف کرنے پر سخت سزائیں مقرر کی ہیں۔ ایک انسانی جان کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی بلند ہے اس کا اندازہ اس ارشاد ربانی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (المائدة:۳۲)

''جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی کی جان بچائے تو اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔''

لہٰذا کسی محترم جان کو ختم کرنے کی سزا نہایت سخت رکھی گئی ہے لیکن اگر غلطی سے بھی کسی کی جان ضائع کر دی جائے یا اس کو زخمی کر دیا جائے تو اس پر سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ مثلاً:

① اگر مقتول مسلمان آزاد مرد تھا تو اس کی دیت سو اونٹ ہیں۔ اگر اونٹ میسر نہ ہوں تو ایک ہزار مثقال سونا یا بارہ ہزار درہم چاندی یا دو سو گائیں، یا دو ہزار بھیڑ بکریاں ادا کی جائیں گی۔ البتہ غلام شخص کی دیت اس کی قیمت کے برابر ہوگی۔

② بعض انسانی اعضاء ایسے ہیں کہ جن کے تلف ہونے کی صورت میں مکمل دیت ادا کرنا پڑتی ہے۔ مثلاً عقل کا زائل ہو جانا' دونوں کان' دونوں آنکھیں' زبان' ناک' آلہ تناسل یا خصیتین کٹنے سے قوت جماع ختم ہو جائے' ریڑھ کی ہڈی۔ ان میں سے کسی ایک کے بے کار ہو جانے پر مکمل شخص کی دیت لاگو ہو گی۔

③ مذکورہ بالا اعضاء میں سے جو جوڑے ہیں مثلاً: دو ہاتھ' دو کان وغیرہ' ان میں سے ایک تلف ہو تو نصف دیت واجب ہو گی۔

④ اس کے علاوہ مختلف زخموں کی نوعیت کے لحاظ سے دیت کی مقدار مختلف ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٣٨) - كِتَابُ الدِّيَاتِ (التحفة ٣٣)

دیتوں کا بیان

(المعجم ١) - باب النَّفْسِ بِالنَّفْسِ (التحفة ١)

٤٤٩٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابنَ مُوسٰى عنْ عَلِيِّ ابنِ صَالِحٍ، عنْ سِمَاكِ بن حَرْبٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابن عَبَّاسٍ قال: كَانَ قُرَيْظَةُ والنَّضِيرُ وكان النَّضِيرُ أَشْرَفَ مِنْ قُرَيْظَةَ فكانَ إذَا قَتَلَ رجلٌ من قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنَ النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنَ قُرَيْظَةَ فُودِيَ بِمِائَةِ وَسْقٍ مِنْ تَمْرٍ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ فقَالُوا: ادْفَعُوهُ إِلَيْنَا نَقْتُلْهُ، فقَالُوا: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَوْهُ فَنَزَلَتْ: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ [المائدة: ٤٢] وَالْقِسْطُ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، ثُمَّ نَزَلَتْ: ﴿أَفَحُكْمَ

باب:۱- جان کے بدلے جان لینے کا بیان

۴۴۹۴- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ قریظہ اور نضیر (یہود کے دو قبیلے تھے) اور نضیر قریظہ کی بہ نسبت زیادہ معزز تھا۔ تو جب قریظہ کا کوئی آدمی نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے اس کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور جب نضیر کا کوئی آدمی قریظہ کے آدمی کو قتل کر دیتا تو (مقتول کے ورثاء کو) ایک سو وسق کھجور دیت دیتا تھا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو نضیر کے آدمی نے قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ تو قریظہ نے کہا: قاتل ہمارے حوالے کرو ہم اسے قتل کریں گے۔ نضیر نے کہا: ہمارے تمہارے درمیان نبی ﷺ قاضی اور حکم ہیں۔ تو وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ﴾ ''آپ اگر فیصلہ فرمائیں تو ان میں انصاف سے فیصلہ فرمائیں۔'' اس میں [القسط] ''انصاف'' کا

٤٤٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على عكرمة في ذلك، ح: ٤٧٣٦ من حديث عبيدالله بن موسٰى به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٢ * سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم، ح: ٢٢٣٨، ولبعض الحديث شاهد ضعيف.

ٱلْجَٰهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ [المائدة: ٥٠].

مفہوم ''جان کے بدلے جان'' ہے۔ پھر دوسری آیت نازل ہوئی: ﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ ''کیا بھلا یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ جَمِيعًا مِنْ وَلَدِ هَارُونَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قریظہ اور نضیر دونوں حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

فائدہ: قصاص کا نظام بنو اسرائیل میں بھی موجود تھا۔ اور انسانی جانیں سب برابر ہیں۔ کسی قوم یا قبیلے کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اسلام نے قبیلے اور برادری کی بنیاد پر برتری کے تصور کو ختم کر دیا اور ایمان وتقویٰ کو فضیلت کا معیار قرار دیا۔ نیز یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم دیگر محققین نے اسے صحیح کہا ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيرَةِ أَبِيهِ أَوْ أَخِيهِ (التحفة ٢)

باب:۲- کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی وغیرہ کے جرم میں نہیں پکڑا جا سکتا

٤٤٩٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ: حدثنا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي: «اَبْنُكَ هٰذَا؟» قَالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! قَالَ: «حَقًّا»، قَالَ: أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَاحِكًا مِنْ ثَبْتِ شَبَهِي فِي أَبِي وَمِنْ حَلْفِ أَبِي عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ»، وَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [الأنعام: ١٦٤].

۴۴۹۵- حضرت ابو رمثہ (رفاعہ بن یثربی) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے والد سے پوچھا: ''یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' (والد نے) کہا: ہاں' رب کعبہ کی قسم! آپ نے فرمایا: ''سچ؟'' میرے باپ نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہنستے ہوئے تبسم فرمایا' کیونکہ میری مشابہت میرے باپ میں نمایاں تھی اور باپ نے میرے بارے میں قسم کھائی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: ''خبردار! نہ یہ تیرے کسی قصور میں پکڑا جائے گا اور نہ تو اس کے بدلے میں۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ ''کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔''

فائدہ: کوئی مجرم جرم کر کے بھاگ جائے اور حکومت اس کو پکڑ نہ سکے تو اس کے والدین یا عزیز واقارب کو پکڑ لینا

٤٤٩٥- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٦٥، وأخرجه النسائي، ح: ٤٨٣٦ من حديث إياد به

صریح ظلم ہے۔ الا یہ کہ وہ اس کے جرم میں شریک ہوں یا اسے بھگانے یا چھپانے والے ہوں۔ اور یہ بات اسلامی معاشرے اور اسلامی قانون کی ہے۔ جب لوگ شریعت کے پابند نہ ہوں تو شریعت بھی ان کی پابند نہیں ہو سکتی۔

(المعجم ٣) - **باب الإمَامِ يَأْمُرُ بِالْعَفْوِ فِي الدَّمِ** (التحفة ٣)

باب:٣- حاکم یا قاضی خون معاف کرنے کا کہے تو کیسا ہے؟

٤٤٩٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ: أخبرنا مُحَمَّدُ بنُ إسْحَاقَ عَنِ الحَارِثِ بنِ فُضَيْلٍ، عنْ سُفْيَانَ بنِ أبِي الْعَوْجَاءِ، عنْ أبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُصِيبَ بِقَتْلٍ أوْ خَبْلٍ فَإنَّهُ يَخْتَارُ إحْدَى ثَلَاثٍ: إمَّا أنْ يَقْتَصَّ وَإمَّا أنْ يَعْفُوَ وَإمَّا أنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ، فَإنْ أرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ، وَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ ألِيمٌ».

۴۴۹۶- حضرت ابو شریح خزاعی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی کا کوئی قتل ہو گیا ہو یا اس کا کوئی عضو کٹ گیا ہو تو اسے تین میں سے ایک کا اختیار ہے: یا تو قصاص (بدلہ) لے یا معاف کر دے یا دیت لے لے اور جو کوئی چوتھی بات چاہے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو اور جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

٤٤٩٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ بَكْرِ بنِ عَبْدِ الله الْمُزَنِيُّ عنْ عَطَاءِ بنِ أبِي مَيْمُونَةَ، عنْ أنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ رُفِعَ إلَيْهِ شَيْءٌ فِيهِ قِصَاصٌ إلَّا أمَرَ فِيهِ بِالْعَفْوِ.

۴۴۹۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی ایسا مقدمہ لایا جاتا جس میں قصاص ہوتا تو آپ معاف کرنے کا فرماتے۔

فائدہ: قاضی اور حاکم صاحب معاملہ کو معاف کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ از خود معاف کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اگر معاف کریں تو بہت بڑا ظلم ہے۔ جیسے کہ ہماری حکومتوں کا معمول ہے۔

٤٤٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من قتل له قتيل فهو بالخيار بين إحدى ثلاث، ح: ٢٦٢٣ من حديث محمد بن إسحاق به، * سفيان بن أبي العوجاء ضعيف (تقريب)، ولبعض الحديث شاهد حسن عند أحمد: ٤/ ٣٢.

٤٤٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب العفو في القصاص، ح: ٢٦٩٢، والنسائي، ح: ٤٧٨٧ من حديث عبدالله بن بكر به.

٤٤٩٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عَنْ أبي صَالِحٍ، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُتِلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ المَقْتُولِ، فقالَ الْقَاتِلُ: يَا رَسُولَ الله! واللهِ! مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ. قالَ: فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلْوَلِيِّ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ». قالَ: فَخَلَّى سَبِيلَهُ. قالَ: وكَانَ مَكْتُوفًا بِنِسْعَةٍ، فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ، فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ.

۴۴۹۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی قتل ہو گیا اور اس کا مقدمہ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے قاتل کو مقتول کے وارث کے حوالے کر دیا۔ قاتل نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے وارث سے فرمایا: ”خبردار! اگر یہ سچا ہوا پھر تو نے اس کو قتل کر دیا تو تو جہنم میں جائے گا۔“ چنانچہ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ راوی نے بتایا کہ وہ قاتل چمڑے کی ایک لمبی پٹی سے بندھا ہوا تھا، چنانچہ وہ اپنی پٹی کو گھسیٹتا ہوا چلا گیا اور پھر اس کا نام ہی ”ذو النِسعة“ (پٹی والا) پڑ گیا۔

٤٤٩٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ الْجُشَمِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن عَوْفٍ: حَدَّثَنا حَمْزَةُ أبو عُمَرَ الْعَائِذِيُّ: حدَّثني عَلْقَمَةُ بنُ وَائِلٍ قال: حدَّثني وَائِلُ بنُ حُجْرٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جِيءَ بِرَجُلٍ قَاتِلٍ فِي عُنُقِهِ النِّسْعَةُ، قال: فَدَعا وَلِيَّ المَقْتُولِ فقال: «أَتَعْفُو؟» قال: لَا، قال: «أَفَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قال: لَا، قال: «أَفَتَقْتُلُ؟» قال: نَعَمْ، قال: «اذْهَبْ بِهِ»، فلَمَّا وَلَّى قال:

۴۴۹۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک قاتل لایا گیا اس کی گردن میں چمڑے کی ایک پٹی (بندھی ہوئی) تھی۔ آپ نے مقتول کے ولی کو بلایا اور اس سے کہا: ”کیا تم معاف کرتے ہو؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا تم دیت لینا قبول کرتے ہو؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا قتل کرو گے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اسے لے جاؤ۔“ پس جب اس نے پشت پھیری تو آپ نے (پھر) پوچھا: ”کیا معاف کرتے ہو؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا

٤٤٩٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو، ح:١٤٠٧، والنسائي، ح:٤٧٢٦، وابن ماجه، ح:٢٦٩٠ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال الترمذي "حسن صحيح"

٤٤٩٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين، باب صحة الإقرار بالقتل وتمكين ولي القتيل ... الخ، ح ١٦٨٠ من حديث علقمة بن وائل، والنسائي، ح:٤٧٢٨ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

«آتَعْفُو؟» قال: لَا، قال: «أَفَتَأْخُذُ الدِّيَةَ؟» قال: لَا، قال: «أفَتَقْتُلُ؟» قال: نعمْ، قال: «اذْهَبْ بِهِ»، فلَمَّا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ قال: «أما إنَّكَ إنْ عَفَوْتَ عَنْهُ يَبُوءُ بإثْمِهِ وَإِثْمِ صَاحِبِهِ»، قال: فَعَفَا عَنْهُ. قال: فأنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ النِّسْعَةَ.

دیت لیتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے کہا: ''کیا قتل کرو گے؟'' اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ لے جاؤ۔'' پھر چوتھی بار فرمایا: ''اگر تم اس کو معاف کر دو تو یہ اپنے اور اپنے مقتول دونوں کے گناہ اپنے سر لے گا۔'' راوی نے کہا: چنانچہ اس نے اس کو معاف کر دیا۔ وائل کہتے ہیں کہ میں نے قاتل کو دیکھا کہ وہ اپنی پٹی کھینچے جا رہا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اگر مجرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو باندھنا جائز ہے۔ ② مقتول کے ولی کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے کہ معاف کر دے یا دیت قبول کر لے یا قصاص لے۔ ③ حاکم اور قاضی کو جائز ہے کہ معاف کرنے کی ترغیب دے۔ ④ اگر قاتل قصاص میں قتل کیا جائے تو امید ہے کہ یہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ بصورت دیگر اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (خطابی)

٤٥٠٠- **حَدَّثنا** عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بن مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حدَّثني جَامِعُ بنُ مَطَرٍ قال: حدَّثني عَلْقَمَةُ بنُ وَائِلٍ بإسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۵۰۰- جناب علقمہ بن وائل نے یہ روایت اپنی سند سے اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کی۔

٤٥٠١- **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بنُ الْحَجَّاجِ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ عَطَاءٍ الْوَاسِطِيُّ عن سِمَاكٍ، عن عَلْقَمَةَ بنِ وَائِلٍ، عن أبِيهِ قال: جَاءَ رَجُلٌ إلَى النَّبِيِّ ﷺ بِحَبَشِيٍّ فقالَ: إنَّ هٰذَا قَتَلَ ابنَ أخِي، قال: «كَيْفَ قَتَلْتَهُ؟» قال: ضَرَبْتُ رَأْسَهُ بالْفَأْسِ وَلَمْ أُرِدْ قَتْلَهُ، قال: «هَلْ لَكَ مَالٌ تُؤَدِّي دِيَتَهُ؟» قال: لَا، قال:

۴۵۰۱- جناب علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص ایک حبشی کو پکڑے نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اس نے میرے بھتیجے کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے پوچھا: ''تو نے اس کو کس طرح قتل کیا تھا؟'' اس نے بتایا کہ میں نے اس کے سر پر کلہاڑا مارا تھا' لیکن اسے میرا قتل کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تیرے پاس مال ہے کہ تو اس کی دیت دے سکے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا اگر میں

٤٥٠٠ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، ورواه النسائي، ح: ٥٤١٧ من حديث يحيى القطان به.

٤٥٠١ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

«أَفَرَأَيْتَ إِنْ أَرْسَلْتُكَ تَسْأَلُ النَّاسَ تَجْمَعُ دِيَتَهُ؟» قال: لَا، قال: «فَمَوالِيكَ يُعْطُونَكَ دِيَتَهُ؟» قال: لَا، قال لِلرَّجُلِ: «خُذْهُ» فَخَرَجَ بِهِ لِيَقْتُلَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إِنَّهُ إِنْ قَتَلَهُ كَانَ مِثْلَهُ». فَبَلَغَ بِهِ الرَّجُلُ حَيْثُ يَسْمَعُ قَوْلَهُ فقالَ: «هُوَ ذَا فَمُرْ فِيهِ مَا شِئْتَ». فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْسِلْهُ - قال مَرَّةً: دَعْهُ - يَبُوءُ بِإِثْمِ صَاحِبِهِ وَإِثْمِهِ فَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ». قالَ: فأَرْسَلَهُ.

تجھے چھوڑ دوں' اور تو لوگوں سے مانگے اور اس کی دیت جمع کر لے (تو کیا ایسے کر سکتا ہے؟'') اس نے کہا: نہیں۔آپ نے پوچھا:''کیا تیرے مالک (یا تیری قوم والے) تجھے اس کی دیت دے سکتے ہیں؟''اس نے کہا: نہیں۔تو آپ نے مقتول کے ولی سے کہا:''اس کو پکڑ لے۔'' چنانچہ وہ اسے قتل کرنے کے لیے لے چلا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''خبردار! اگر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اسی کی مانند ہو جائے گا۔'' تو وہ (مقتول کا ولی) قاتل کو لے کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس نے آپ کی بات سنی تھی اور بولا: لیجیے! یہ رہا اور جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس کو چھوڑ دو' یہ اپنے اور اپنے مقتول کے گناہ اپنے سر لے کر جہنمیوں میں سے ہوگا۔'' حضرت وائل نے کہا: چنانچہ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔

فوائد و مسائل: ① قتل کی یہ نوعیت ''خطا شبہ العمد'' تھی۔ اور اس میں دیت آتی ہے' قصاص نہیں۔ ② اگر قاتل یا اس کے اولیاء دیت دینے سے قاصر ہوں تو امام (امیر) قاتل کو مقتول کے اولیاء کے حوالے کر سکتا ہے۔ ③ مسلمان کا قتل کبیرہ گناہ ہے اور اس کی سزا ابدی جہنم ہے۔ اللہ معاف فرما دے تو الگ بات ہے۔

٤٥٠٢- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلٍ قال: كُنَّا مَعَ عُثْمانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ وكَانَ فِي الدَّارِ مَدْخَلٌ مَنْ دَخَلَهُ سَمِعَ كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، فَدَخَلَهُ عُثْمانُ فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَهُوَ

۴۵۰۲- جناب ابوامامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان ؓ کے ہاں گئے جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ گھر میں ایک ایسی جگہ تھی کہ جو وہاں داخل ہوتا مقام بلاط پر بیٹھے لوگوں کی باتیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان ؓ اس جگہ میں گئے اور پھر ہمارے پاس واپس آئے تو ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ

٤٥٠٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث، ح: ٢١٥٨، والنسائي، ح: ٤٠٢٤، وابن ماجه، ح: ٢٥٣٣ من حديث حماد بن زيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٣٦.

مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهُ فقالَ: إنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُونَنِي بِالْقَتْلِ آنِفًا قالَ: قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ الله، يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: كُفْرٌ بَعْدَ إِسْلَام، أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ. فَوَالله! مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا فِي إِسْلَام قَطُّ وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ الله، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي».

یہ (بلوائی) اب مجھے قتل کر دینے کی دھمکیاں دینے لگے ہیں۔ہم نے کہا: امیر المومنین! اللہ عزوجل ان کی جانب سے آپ کی کفایت کرے گا۔ انہوں نے کہا: یہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اس کے کہ اس سے تین باتوں میں سے کوئی ایک صادر ہو: اسلام کے بعد کفر، شادی شدہ ہونے کے بعد زنا، یا قصاص کے بغیر کسی کو قتل کر دینا۔“ اور اللہ کی قسم! میں نے کبھی زنا نہیں کیا، جاہلیت میں نہ اسلام لانے کے بعد۔ اور جب سے اللہ نے مجھے ہدایت نصیب فرمائی ہے میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میرا اس (اسلام) کے بدلے کوئی اور دین ہوتا، اور میں نے کسی کو قتل بھی نہیں کیا ہے، تو پھر یہ میرے قتل کے در پے کیوں ہیں؟

قالَ أَبُو دَاوُدَ: عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عَنْهُمَا تَرَكَا الْخَمْرَ فِي الْجَاهِلِيَّة.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سیدنا عثمان اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما نے دور جاہلیت ہی سے شراب چھوڑ دی تھی۔

فائدہ: سیدنا ابوبکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما اسلام سے پہلے ہی پاک طینت تھے۔ اسلام نے ان کی صالحیت کو اور بھی صیقل کر دیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهما و ارضاهما.

٤٥٠٣- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ إِسْحَاقَ: فحدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ قالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ ضُمَيْرَةَ الضَّمْرِيَّ؛ ح: وحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ

۴۵۰۳- زیاد بن سعد بن ضمیرہ سلمی سے منقول ہے اور یہ وہب بن بیان کی روایت ہے اور زیادہ کامل ہے۔ وہ (زیاد بن سعد) عروہ بن زبیر سے اپنے والد کے واسطہ سے روایت بیان کرتے ہیں...... اور موسیٰ بن اسماعیل کی سند میں ہے کہ زیاد نے اپنے والد سے اور

٤٥٠٢ـ **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من قتل عمدًا، فرضوا بالدية، ح: ٢٦٢٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٧٧، وحسنه الحافظ في الإصابة: ٣/ ٦٤ * زياد بن ضميرة حسن الحديث على الراجح.

وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا : حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبي الزِّنَادِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ، عَنْ مُحمَّدِ بنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بنَ سَعْدِ بنِ ضُمَيْرَةَ السُّلَمِيَّ - وَهٰذَا حَدِيثُ وَهْبٍ وَهُوَ أَتَمُّ - يُحدِّثُ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيْرِ عن أَبِيهِ - قال مُوسٰى: وَجَدِّهِ وكَانَا شَهِدَا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حُنَيْنًا، ثُمَّ رَجَعْنَا إلٰى حَدِيثِ وَهْبٍ - أَنَّ مُحَلِّمَ بنَ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيَّ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَشْجَعَ فِي الإسْلَامِ وَذٰلِكَ أَوَّلُ غِيَرٍ قَضَى بِهِ رَسُولُ الله ﷺ، فَتَكَلَّمَ عُيَيْنَةُ فِي قَتْلِ الأَشْجَعِيِّ لأَنَّهُ مِنْ غَطْفَانَ، وَتَكَلَّمَ الأَقْرَعُ بنُ حَابِسٍ دُونَ مُحَلِّمٍ لأَنَّهُ مِنْ خِنْدِفَ، فارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ؟» فقالَ عُيَيْنَةُ: لَا وَالله! حَتَّى أُدْخِلَ عَلٰى نِسَائِهِ مِنَ الحرْبِ وَالْحَزَنِ ما أَدْخَلَ عَلٰى نِسَائِي، قال: ثُمَّ ارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الخُصُومَةُ وَاللَّغَطُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عُيَيْنَةُ أَلَا تَقْبَلُ الْغِيَرَ؟» فقالَ عُيَيْنَةُ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، إلٰى أَنْ قَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي لَيْثٍ يُقَالُ لَهُ: مُكَيْتِلٌ، عَلَيْهِ شِكَّةٌ وَفي يَدِهِ دَرَقَةٌ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي لَمْ أَجِدْ لِمَا فَعَلَ هٰذَا في غُرَّةِ الإسْلَامِ مَثَلًا إلَّا غَنَمًا وَرَدَتْ

اپنے دادا (ضمیرہ) سے روایت کیا اور یہ دونوں (سعد اور ضمیرہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معرکۂ حنین میں حاضر تھے ہم وہب بن بیان کی طرف لوٹتے ہیں کہ...... محلّم بن جثامہ لیثی نے قبول اسلام کے بعد قبیلۂ اشجع کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اور یہ دیت کا پہلا مقدمہ تھا جس کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ عیینہ نے مقتول اشجعی کے بارے میں بات شروع کی کیونکہ اس کا تعلق قبیلۂ غطفان سے تھا اور اقرع بن حابس نے محلّم کی جانب سے بات کی کیونکہ وہ قبیلۂ خندف سے تھا۔ ان لوگوں کی آوازیں اونچی ہو گئیں اور بہت شور وغل اور جھگڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عیینہ! کیا تم دیت قبول نہیں کرتے ہو؟'' عیینہ نے کہا: نہیں' اللہ کی قسم! جب تک میں اس کی عورتوں کو بھی وہی دکھ اور اذیت نہ پہنچا لوں جو اس نے میری عورتوں کو پہنچایا ہے۔ پھر آوازیں اونچی ہو گئیں' بڑا شور وغل اور جھگڑا ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عیینہ! کیا تم دیت قبول نہیں کرتے ہو؟'' تو عیینہ نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حتی کہ بنولیث کا ایک آدمی کھڑا ہوا جس کا نام مکیتل تھا۔ وہ ہتھیار بند تھا اور ڈھال اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس واقعے میں جو ابتدائے اسلام میں رونما ہوا ہے' اور کوئی مثال نہیں ملتی کہ گھاٹ پر آتی بکریوں میں پہلی کو پتھر مار دیا جائے تو آخری بھی بھاگ جاتی ہے۔ اور (دوسری مثال) آج ایک طریقہ اختیار کرو تو کل اسے بدل دو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پچاس اونٹ تو فوری طور پر ابھی ادا ہوں اور پچاس

فَرُمِيَ أَوَّلُها فَنَفَرَ آخِرُها، اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيِّرْ غَدًا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خَمْسُونَ في فَوْرِنا هٰذَا، وَخَمْسُونَ إذَا رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ»، وذٰلِكَ في بَعْضِ أسْفَارِهِ وَمُحَلِّمٌ رَجُلٌ طويلٌ آدَمُ وَهُوَ في طَرَفِ النَّاسِ، فَلَمْ يَزَالُوا حَتَّى تخلَّص فَجلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ الله ﷺ وَعَيْناهُ تَدْمَعانِ، فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي قَدْ فعَلْتُ الَّذِي بَلَغَكَ، وَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى الله، فاسْتَغْفِرِ اللهَ لِي يَا رَسُولَ الله! فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَقَتَلْتَهُ بِسِلَاحِكَ في غُرَّةِ الإسْلَامِ، اللَّهُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ»، بِصَوْتٍ عَالٍ. زَادَ أبُو سَلَمَةَ: فَقامَ وَإِنَّهُ لَيَتَلَقَّى دُمُوعَهُ بِطَرْفِ رِدَائِهِ.

جب ہم مدینہ لوٹیں۔" اور یہ واقعہ آپ کے سفر کا ہے۔ (صاحب معاملہ) محلّم ایک دراز قد گندم گوں آدمی تھا' وہ لوگوں کی ایک جانب میں بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ اسی حالت پر تھے کہ وہ جگہ بناتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ بیٹھا' جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے یہ کام ہو گیا جس کی آپ کو خبر ملی ہے' میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ سے استغفار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو نے اسلام لاتے ہی اپنے ہتھیار سے قتل کر ڈالا۔ اے اللہ! محلّم کی بخشش نہ فرما۔" یہ آپ نے بلند آواز سے کہا۔ ابوسلمہ نے مزید کہا: پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی چادر کے پلو سے اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

قالَ ابنُ إسْحَاقَ: فَزَعَمَ قَوْمُهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ اسْتَغْفَرَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ

ابن اسحاق کہتے ہیں: اس کی قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد میں اس کے لیے استغفار فرمایا تھا۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: قالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: الْغِيَرُ الدِّيَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے [اَلْغِيَر] کا مفہوم "دیت" بتایا ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا مثالوں سے اپنے مخاطب کو اپنے مطلب کی بات پر لانے کے لیے برانگیختہ کرنا مطلوب تھا۔ پہلی مثال میں یہ ہے کہ اگر آج اس پہلے قاتل سے قصاص لے لیا جائے تو دوسروں کو عبرت اور نصیحت ہو جائے گی۔ اور کوئی کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اور اگر قصاص نہ لیا جائے تو دوسری مثال ہے کہ یہ بات حکمت کے خلاف ہوگی کہ "آج ایک اصول بنائیں اور کل اسے بدل دیں۔" چاہیے کہ اٹل مؤقف اپنایا جائے۔ اگر آج آپ نے قصاص نہ لیا اور دیت ہی پر راضی ہو گئے' تو لوگ آئندہ دیت پر راضی نہ ہوں گے' قصاص ہی لیا کریں گے۔ (علامہ سندھی' بحوالہ عون المعبود)

(المعجم ٤) - باب وَلِيِّ الْعَمْدِ يَأْخُذُ الدِّيَةَ (التحفة ٤)

باب: ۴-قتل عمد میں مقتول کا وارث اگر دیت لینے پر راضی ہو (تو درست ہے)

٤٥٠٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي ذِئْبٍ: حدَّثني سَعِيدُ بنُ أبي سَعِيدٍ قالَ: سَمِعْتُ أبَا شُرَيْحٍ الْكَعْبِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا إنَّكُم يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هٰذَا الْقَتِيلَ مِنْ هُذَيْلٍ وَإنِّي عَاقِلُهُ، فَمَنْ قُتِلَ لَهُ بَعْدَ مَقَالَتِي هٰذِهِ قَتِيلٌ فأَهْلُهُ بَيْنَ خِيرَتَيْنِ: بَيْنَ أنْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ أوْ يَقْتُلُوا».

۴۵۰۴- جناب ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے بنوخزاعہ! تم نے ہذیل کا یہ آدمی قتل کیا ہے' میں اس کی دیت ادا کرتا ہوں' میری اس بات کے بعد جس کسی کا کوئی آدمی قتل کیا گیا تو اس کے وارثوں کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا کہ یا تو دیت لے لیں یا (قصاص میں) قتل کریں۔''

فائدہ: ایک تیسرا اختیار بھی ہے کہ ''معاف کر دیں۔'' جبکہ بعض فقہاء نے دیت لینے کو بھی معاف کرنے کی ایک صورت بیان کیا ہے۔

٤٥٠٥- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ الْوَلِيدِ بنِ مَزْيَدٍ: أخبرني أبِي: حَدَّثَنَا الأوْزَاعِيُّ: حدَّثني يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إبراهِيمَ: حدَّثني أبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنا حَرْبُ ابنُ شَدَّادٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أبي كَثِيرٍ: حدَّثني أبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا أبُو هُرَيْرَةَ قالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قامَ رَسُولُ الله ﷺ فقالَ: «مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إمَّا أنْ يُودَى، وَإمَّا أنْ يُقَادَ»، فقامَ رَجُلٌ مِنْ أهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاهٍ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! اكْتُبْ لِي - قالَ الْعَبَّاسُ: اكْتُبُوا

۴۵۰۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا: ''جس کسی کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے کہ یا تو دیت (دیا جائے یا قصاص۔'' تب اہل یمن میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اس کا نام ابوشاہ تھا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ لکھ دیجیے۔ (عباس بن ولید کے الفاظ ہیں..... اُكْتُبُوا لِي) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوشاہ کو لکھ دو۔'' حدیث کے یہ الفاظ احمد بن ابراہیم کے ہیں۔

٤٥٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في حكم ولي القتيل في القصاص والعفو، ح:١٤٠٦ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وقال: "حسن صحيح".

٤٥٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها . . . الخ، ح:١٣٥٥، والبخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟ ح:٢٤٣٤ من حديث الأوزاعي به، ومن حديث حرب بن شداد به، أخرجه البخاري، ح:٦٨٨٠.

لِي - فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «اكْتُبُوا لأَبِي شَاهٍ» وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ أحْمَدَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: اكْتُبُوا لِي يَعْني خُطْبَةَ النَّبيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد نبی علیہ السلام کے خطبہ کا لکھنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① قتل عمد میں قاتل سے قصاص ہوتا ہے یا پھر اگر مقتول کے وارث رضامند ہوں تو دیت بھی لے سکتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ کے دور میں احادیث رسول لکھی بھی گئی ہیں۔ تاہم ان کا دائرہ بہت محدود تھا۔ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بجا طور پر یہ سمجھتے اور عقیدہ رکھتے تھے کہ فرامین رسول ﷺ ہی ہمارے لیے معیار عمل ہیں۔

٤٥٠٦- حَدَّثَنا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ ابنُ رَاشِدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلَى أَوْلِيَاءِ المَقْتُولِ فإنْ شاءُوا قَتَلُوهُ وَإِنْ شَاءُوا أَخَذُوا الدِّيَةَ».

۴۵۰۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کیا جائے وہ چاہیں تو اسے (قصاص میں) قتل کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت لے لیں۔“

فائدہ: مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مسئلہ آگے حدیث: ۴۵۳۰ میں آرہا ہے۔

(المعجم ٥) - باب مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ (التحفة ٥)

باب: ۵- اگر کوئی دیت لینے کے بعد بھی قتل کرے تو؟

٤٥٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا مَطَرٌ الْوَرَّاقُ، وَأَحْسَبُهُ: عن الْحَسَنِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا أُعْفِي

۴۵۰۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔“

٤٥٠٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الكفار، ح: ١٤١٣، وابن ماجه، ح: ٢٦٥٩ من حديث عمرو بن شعيب به، وقال الترمذي: "حسن غريب".

٤٥٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦٣ من حديث حماد بن سلمة به، * الحسن البصري عنعن، وشك الراوي في السند.

مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ».

فائدہ: یہ بات واضح ہے کہ یہ بہت بڑا جرم ہے کہ وارث پہلے دیت قبول کر لے پھر موقع پا کر قاتل کو یا کسی دوسرے کو قتل کر ڈالے۔ اور ابوداود طیالسی کی روایت مذکورہ بالا کی شاہد اور مؤید ہے کہ ایسے مجرم سے قصاص لیا جائے گا۔ (عون المعبود)

(المعجم ٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ سَقَى رَجُلًا سُمًّا أَوْ أَطْعَمَهُ فَمَاتَ، أَيُقَادُ مِنْهُ** (التحفة ٦)

باب:٦- اگر کوئی شخص کسی کو زہر پلا یا کھلا دے اور وہ مر جائے تو کیا اس سے قصاص لیا جائے گا؟

٤٥٠٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ: حَدَّثَنَا خالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن هِشامِ بنِ زَيْدٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسولَ الله ﷺ بشاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا إِلى رسولِ الله ﷺ فَسَأَلَها عن ذٰلِكَ، فقالَتْ: أَرَدْتُ لأَقْتُلَكَ، فَقَالَ: «مَا كَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلٰى ذٰلِكِ»، أو قالَ: «عَلَيَّ». قالَ: فقالُوا: أَلَا نَقْتُلُها؟ قال: «لَا»، فما زِلْتُ أَعْرِفُها في لَهَوَاتِ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۵۰۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس زہر آلود بکری (کا گوشت) لائی تو آپ نے اس سے کھایا۔ پھر اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا' آپ نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں نے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تجھے یہ کام نہ کرنے دے گا۔'' یا فرمایا: ''اللہ تجھے مجھ پر مسلط نہ ہونے دے گا۔'' صحابہ نے کہا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کے حلق میں کوے پر دیکھتا رہا۔

٤٥٠٩- حَدَّثَنا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ؛ ح: وحَدَّثَنا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عن سُفْيَانَ بنِ حُسَيْنٍ، عن الزُّهْرِيِّ،

۴۵۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نے نبی ﷺ کو زہر آلود بکری ہدیہ کی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: پھر نبی ﷺ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

٤٥٠٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب السم، ح:٢١٩٠ عن يحيى بن حبيب، والبخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية من المشركين، ح:٢٦١٧ من حديث خالد بن الحارث به.

٤٥٠٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * سفيان بن حسين ضعيف عن الزهري، ثقة عن غيره.

عن سَعِيدٍ وَأَبي سَلَمَةَ - قالَ هَارُونُ: عن أَبي هُرَيْرَةَ -: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُودِ أَهْدَتْ إلَى النَّبيِّ ﷺ شَاةً مَسْمُومَةً. قالَ: فَمَا عَرَضَ لَهَا النَّبيُّ ﷺ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذِهِ أُخْتُ مَرْحَبٍ الْيَهُودِيَّةُ الَّتي سَمَّتِ النَّبيَّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ یہودی عورت مرحب کی بہن تھی جس نے نبی ﷺ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی۔

٤٥١٠- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: كَانَ جَابِرُ بنُ عَبْدِ الله يُحَدِّثُ أَنَّ يَهُودِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُولِ الله ﷺ فأَخَذَ رَسُولُ الله ﷺ الذِّرَاعَ فأَكَلَ مِنْها وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصحَابِهِ مَعَهُ، ثُمَّ قالَ لَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ: «ارْفَعُوا أَيْدِيَكُم»، وَأَرْسَلَ رَسُولُ الله ﷺ إلَى الْيَهُودِيَّةِ فَدَعَاهَا فقالَ لَها: «أَسَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ؟» قَالَتِ الْيَهُودِيَّةُ مَنْ أَخْبَرَكَ؟ قالَ: «أَخْبَرَتْني هٰذِهِ في يَدِي، الذِّرَاعُ». قالَتْ: نَعَمْ. قالَ: «فَمَا أَرَدْتِ إلَى ذٰلِكَ؟» قالَتْ: قُلْتُ: إنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَمْ يَضُرَّهُ، وَإنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ، فَعَفَا عَنْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا، وَتُوفِّيَ بَعْضُ أَصحَابِهِ الَّذِينَ أَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ

۴۵۱۰- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ اہل خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بکری کو آگ پر بھون کر زہر آلود کیا اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دے دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دستی کا حصہ لیا اور کھانے لگے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی اس سے کھانے لگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کھینچ لو۔'' اور اس عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا: ''کیا تو نے اس بکری کو زہر آلود کیا ہے؟'' وہ یہودن بولی: آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے اس دستی نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ عورت نے کہا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: ''تیرا اس سے کیا ارادہ تھا؟'' کہنے لگی: میں نے کہا: اگر یہ نبی ہوا تو اسے یہ ہرگز نقصان نہیں دے گی اور اگر نبی نہ ہوا تو ہم اس سے راحت پا جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو معاف کر دیا اور کوئی سزا نہ دی۔ اور آپ کے وہ صحابہ جنہوں نے اس بکری میں سے کھایا تھا ان

٤٥١٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٤٦ من حديث أبي داود به * الزهري عن جابر منقطع "لم يسمع منه" (تحفة الأشراف: ٢/ ٣٥٦).

وَاحْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى كَاهِلِهِ مِنْ أَجْلِ الَّذِي أَكَلَ مِنَ الشَّاةِ؛ حَجَمَهُ أَبُو هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي بَيَاضَةَ مِنَ الأَنْصَارِ.

میں سے ایک (بشر بن براء بن معرور) وفات پا گئے اور (خود) رسول اللہ ﷺ نے اس بکے کھانے کی وجہ سے اپنے کندھوں کے درمیان میں پچھنے لگوائے۔ یہ پچھنے آپ کو ابو ہند نے گائے کے سینگ اور چھری کے ساتھ لگائے۔ اور ابو ہند انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کا غلام تھا۔

٤٥١١- حَدَّثَنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ: حَدَّثَنا خَالِدٌ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ: أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ: فَمَاتَ بِشْرُ بنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ الأَنْصَارِيُّ، فأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُودِيَّةِ: «مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟»، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ جَابِرٍ، فأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُتِلَتْ. وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْحِجَامَةِ.

۴۵۱۱- حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک بھنی ہوئی بکری ہدیہ کی ..... اور حضرت جابر کی روایت کی مانند روایت کیا..... کہا کہ پھر حضرت بشر بن براء بن معرور انصاری (اس کی وجہ سے) فوت ہو گئے۔ تو آپ نے اس یہودن کو بلوایا (اور اس سے پوچھا:) ''تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟'' ..... تو حدیث جابر کی مانند ذکر کیا..... تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ اور پچھنے لگوانے کا معاملہ اس میں ذکر نہیں کیا۔

فوائد و مسائل: ① اگر کوئی شخص کسی کو زہر کھلا کر مار ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ② اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال ہے اور اسی طرح ان سے ہدیہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ ③ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ گوشت کے ایک ٹکڑے نے اپنے زہر آلود ہونے کی آپ کو خبر دے دی۔

٤٥١٢- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَقْبَلُ الهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ.

۴۵۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور صدقہ نہ کھایا کرتے تھے۔ حضرت ابو سلمہ سے روایت ہے..... اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا..... کہا کہ رسول اللہ

٤٥١١- تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ٤٦ من حديث أبي داود به، انظر الحديث الآتي.

٤٥١٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ٤/ ٢٦٢ من حديث أبي داود به، ورواه أحمد: ٢/ ٣٥٩ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، مختصرًا.

وحَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ في مَوْضِعٍ آخَرَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ - ولَمْ يَذْكُرْ أبَا هُرَيْرَةَ - قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. زَادَ: فأَهْدَتْ لَهُ يَهُودِيَّةٌ بِخَيْبَرَ شَاةً مَصْلِيَّةً سَمَّتْهَا، فأَكَلَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْهَا وأَكَلَ الْقَوْمُ، فقالَ: «ارْفَعُوا أيْدِيَكُم فإنَّهَا أخْبَرَتْني أنَّهَا مَسْمُومَةٌ»، فمَاتَ بِشْرُ ابنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ الأنْصَارِيُّ، فأَرْسَلَ إلَى الْيَهُودِيَّةِ: «مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟» قالَتْ: إنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ الَّذِي صَنَعْتُ، وإنْ كُنْتَ مَلِكًا أرَحْتُ النَّاسَ مِنْكَ، فأَمَرَ بِهَا رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَتْ، ثُمَّ قال في وَجَعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: «مَا زِلْتُ أجِدُ مِنَ الأُكْلَةِ الَّتِي أكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أوَانُ قَطَعَتْ أبهَرَيَّ».

ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے اور صدقہ نہیں کھایا کرتے تھے۔ مزید کہا کہ ایک یہودی عورت نے خیبر میں آپ کو ایک بکری ہدیہ کی جو بھونی گئی تھی اور اس نے اسے زہر آلود کر دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ لوگوں (صحابۂ کرام) نے بھی اس سے کھایا۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ کھینچ لو' اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔“ پھر (اس کی وجہ سے) بشر بن براء بن معرور انصاری رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ تو آپ نے اس یہودن کو بلوایا (اور پوچھا:) ”تجھے اس کارستانی پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟“ اس نے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو میرے اس کام سے آپ کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں لوگوں کو آپ سے راحت پہنچا سکوں گی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنی اس تکلیف کے متعلق بتایا جس میں آپ کی وفات ہوئی تھی: ”میں ان لقموں کی وجہ سے جو میں نے خیبر میں کھائے تھے ہمیشہ تکلیف میں رہا ہوں' اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ اس نے میری شاہ رگ کاٹ دی ہے۔“

فوائد ومسائل: ① زہر آلود بکری کھلانے والی عورت کی بابت دو طرح کی روایات اس باب میں آئی ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور بعض میں ہے کہ اسے قصاصاً قتل کر دیا گیا۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ مِنَّةُ الْمُنْعِمْ شرح صحیح مسلم میں اس کی بابت یوں رقم طراز ہیں کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو پہلے معاف کر دیا تھا لیکن جب آپ کے ساتھ کھانے میں شریک حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ اس زہر کی وجہ سے شہید ہو گئے تو پھر بعد میں آپ نے اس عورت کو قصاص میں قتل کر دیا۔ دیکھیے: (منة المنعم شرح صحیح مسلم: ۳/ ۴۵۰) ② صدقے کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگوں کے مالوں کی میل ہوتا ہے جو نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لیے حلال نہ تھا۔ ایسے ہی معروف مستحقین کے علاوہ اغنیاء کو بھی صدقہ لینا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت زہر خورانی کا اثر عود کر آیا تھا' اس طرح آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ ③ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ قطعاً غیب نہیں جانتے تھے اور نہ آپ ﷺ کے صحابۂ کرام ہی کو علم غیب تھا۔ اگر ان کو یہ علم ہوتا کہ جو گوشت وہ کھا رہے ہیں زہر آلود ہے تو وہ ہرگز ہرگز اسے نہ کھاتے۔ واللہ اعلم۔

٤٥١٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن ابنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أبِيهِ: أنَّ أُمَّ مُبَشِّرٍ قالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ في مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: مَا يُتَّهَمُ بِكَ يَا رَسُولَ الله! فإنِّي لَا أَتَّهِمُ بِابْنِي شَيْئًا إلَّا الشَّاةَ المَسْمُومَةَ الَّتي أَكَلَ مَعَكَ بِخَيْبَرَ، وقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَأنَا لَا أَتَّهِمُ بِنَفْسِي إلَّا ذٰلِكَ فَهٰذَا أَوَانُ قَطْعِ أَبْهَرِيَّ».

۴۵۱۳- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس بیماری میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ان دنوں میں ام مبشر (زوجۂ زید بن حارثہ) نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیا گمان کرتے ہیں؟ میں اپنے بیٹے کے متعلق یہی سمجھتی ہوں کہ وہ زہر آلود بکری جو اس نے آپ کے ساتھ خیبر میں کھائی تھی وہ اسی سے متاثر ہوا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بھی اپنے متعلق اسی کا گمان ہے اور یہ وقت آ گیا ہے کہ میری شاہ رگیں کٹ رہی ہیں۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرُبَّمَا حَدَّثَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الحديثِ مُرْسَلًا عن مَعْمَرٍ عن الزُّهْرِيِّ عن النَّبِيِّ ﷺ، وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، وَذَكَرَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أنَّ مَعْمرًا كَانَ يُحَدِّثُهُمْ بالْحَدِيثِ مَرَّةً مُرْسَلًا فَيَكْتُبُونَهُ، وَيُحَدِّثُهُمْ مَرَّةً بِهِ فَيُسْنِدُهُ فَيَكْتُبُونَهُ، وَكُلٌّ صحيحٌ عِنْدَنا. قالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: فَلَمَّا قَدِمَ ابنُ المُبَارَكِ عَلٰى مَعْمَرٍ أَسْنَدَ لَهُ مَعْمَرٌ أحَادِيثَ كَانَ يُوقِفُهَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے یہ روایت کئی بار بسند معمر بواسطہ زہری' نبی ﷺ سے مرسل' اور کئی بار زہری عن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کے واسطے سے موصول روایت کی ہے۔ عبدالرزاق نے کہا کہ معمر جب یہ روایت مرسل بیان کرتے تو ہم اسی طرح لکھ لیتے تھے اور جب مسند روایت کرتے تو ہم اسی طرح لکھ لیتے اور ہمارے نزدیک یہ سب صحیح ہیں۔ عبدالرزاق نے بتایا کہ جب ابن مبارک معمر کے ہاں گئے تو انہوں نے وہ تمام احادیث جو وہ موقوف بیان کیا کرتے تھے ابن مبارک کو مسند روایت کیں۔

٤٥١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۴۵۱۴- حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ

٤٥١٣ـ تخريج: [صحيح] * وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

٤٥١٤ـ تخريج: [صحيح].

حَدَّثَنا إبراهيمُ بنُ خَالِدٍ قال: حَدَّثَنا رَبَاحٌ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ، عن أُمِّهِ أُمِّ مُبَشِّرٍ. قال أبو سَعِيدٍ بْنُ الأعْرَابِيِّ: كَذَا قالَ عَنْ أُمِّهِ وَالصَّوَابُ عن أبيهِ، عن أُمِّ مُبَشِّرٍ دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مَخْلَدِ بنِ خَالِدٍ نحوَ حَدِيثِ جَابِرٍ قالَ: فَمَاتَ بِشْرُ بنُ الْبَرَاءِ بنِ مَعْرُورٍ، فأَرْسَلَ إلى الْيَهُودِيَّةِ فقالَ: مَا حَمَلَكِ عَلَى الَّذِي صَنَعْتِ؟ فذكَرَ نحوَ حديثِ جابرٍ، فأَمَرَ بِهَا رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَتْ: وَلَمْ يَذْكُرِ الْحِجَامَةَ.

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور مخلد بن خالد (کی مذکورہ بالا روایت) کے ہم معنی بیان کیا۔ جیسے کہ حدیث جابر میں آیا ہے..... انہوں نے کہا کہ پھر حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ تجھے اس کارستانی پر کس چیز نے آمادہ کیا؟..... اور حدیث جابر کی مانند روایت کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا اور پچھنے لگوانے کا ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ٧) - **باب مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ أَوْ مَثَّلَ بِهِ، أَيُقَادُ مِنْهُ؟** (التحفة ٧)

باب: ۷- اگر کوئی اپنے غلام کو قتل کر دے یا اس کا کان، ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تو کیا اس سے قصاص لیا جائے گا؟

٤٥١٥- **حَدَّثَنا** عَلِيُّ بنُ الْجَعْدِ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ، وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ».

۴۵۱۵- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اسے قتل کریں گے اور جو اپنے غلام کی ناک کاٹے گا ہم اس کی ناک کاٹیں گے۔''

٤٥١٥- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الرجل يقتل عبده، ح: ١٤١٤، وابن ماجه، ح: ٢٦٦٣، والنسائي، ح: ٤٧٤٠، ٤٧٤٢ من حديث قتادة به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في مسند علي ابن الجعد، ح: ٩٨٤، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٣٦٧، ووافقه الذهبي * حسن عن سمرة حسن كما تقدم، ح: ٣٥٤.

٤٥١٦- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَام: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ بإسْنَادِهِ مِثْلَهُ، قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ خَصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ» ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَحمَّادٍ.

۴۵۱۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غلام کو خصی کیا ہم اسے خصی کر دیں گے۔“ اور پھر شعبہ اور حماد کی حدیث کی مثل روایت کیا۔ (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی ہے۔)

قال أبو داوُد: وَرَوَاهُ أبو دَاوُدَ الطَّيَالِسيُّ عن هِشَامٍ مِثْلَ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسے ابوداود طیالسی نے بواسطہ ہشام روایت کیا اور حدیث معاذ کی طرح بیان کیا۔

فائدہ: بعض ائمہ کے نزدیک مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں۔ اس لیے بعد کی روایات صحیح ہیں اور مسئلہ وہی ہے جو ان سے ثابت ہو رہا ہے کہ غلام کے بدلے میں مالک کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جن کے نزدیک مذکورہ روایات صحیح یا حسن ہیں' ان کے نزدیک اس کا مطلب صرف زجر و توبیخ اور تنبیہ ہے نہ کہ قصاص لیا جانا' یا پھر یہ روایات منسوخ ہیں۔ (عون)

٤٥١٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَامِرٍ عن ابنِ أبي عَرُوبَةَ، عن قَتَادَةَ بإسْنَادِ شُعْبَةَ مِثْلَهُ. زَادَ: ثُمَّ إنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ هٰذَا الحديثَ فَكَانَ يَقُولُ: لَا يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ.

۴۵۱۷- جناب قتادہ نے بسند شعبہ مذکورہ بالا روایت کی مثل روایت کیا۔ مزید کہا کہ پھر حسن یہ حدیث بھول گئے اور کہا کرتے تھے کہ کسی آزاد کو کسی غلام کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

٤٥١٨- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ عن قَتَادَةَ، عن الْحَسَنِ قال: لَا يُقَادُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ.

۴۵۱۸- ہشام نے بواسطہ قتادہ' حسن سے روایت کیا' انہوں نے کہا کہ آزاد سے غلام کا قصاص نہیں لیا جاتا۔

٤٥١٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْحَسَنِ بنِ

۴۵۱۹- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٤٥١٦- تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٥١٧- تخريج: [حسن] انظر الحديثين السابقين.

٤٥١٨- تخريج: [حسن] * وله شواهد، منها الحديث السابق: ٤٥١٧.

٤٥١٩- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب من مثل بعبده فهو حر، ح: ٢٦٨٠ من حديث أبي حمزة سوار به.

تَسْنِيم الْعَتَكِيُّ : حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكْرٍ : أخبرنا سَوَّارٌ أَبُو حَمْزَةَ : حدثنا عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ : جَاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ : جَارِيَةٌ لَهُ يَا رَسُولَ الله! فقالَ : «وَيْحَكَ مَالَكَ؟» فقالَ : شَرٌّ أَبْصَرَ لِسَيِّدِهِ جَارِيَةً لَهُ فَغَارَ فَجَبَّ مَذَاكِيرَهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ : «عَلَيَّ بِالرَّجُلِ»، فَطُلِبَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ : «اذْهَبْ فأَنْتَ حُرٌّ»، فقالَ : يَا رَسُولَ الله! عَلَى مَنْ نُصْرَتِي؟ قالَ : «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»، أَوْ قالَ : «عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی چلاّتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اس کی لونڈی تھی، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”افسوس تجھ پر، تجھے کیا ہوا ہے؟“ اس نے کہا: بہت برا ہوا ہے۔ میں نے اپنے مالک کی لونڈی کو دیکھ لیا، تو اسے غیرت آئی اور پھر اس نے میرا ذکر کاٹ ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔“ اسے ڈھونڈا گیا مگر نہ لا سکے۔ تو آپ نے غلام سے فرمایا: ”جاؤ تم آزاد ہو۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! (اگر وہ مجھے دوبارہ غلام بنانے کی کوشش کرے تو) میری مدد کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان۔“ یا فرمایا: ”ہر مومن۔“

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي عُتِقَ كَانَ اسْمُهُ رَوْحَ بنَ دِينَارٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ آزاد کیے جانے والے کا نام رَوح بن دینار تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: الَّذِي جَبَّهُ زِنْبَاعٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: جس نے اس کا ذکر کاٹا اس کا نام زنباع تھا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا زِنْبَاعٌ أَبُو رَوْحٍ كَانَ مَوْلَى الْعَبْدِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں: یہ زنباع ابوروح ہے۔ یہ اس غلام (رَوح بن دینار) کا آقا تھا۔

فائدہ: اگر کوئی مالک اپنے غلام پر ظلم کرے اور اس کے اعضاء کاٹ ڈالے تو غلام آزاد کر دیا جائے گا۔ اور مالک سے قصاص لینے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ اس کی مختصر تفصیل گزری۔

(المعجم ٨) - بَاب الْقَسَامَةِ (التحفة ٨)

باب:٨-قسامت کا بیان

فائدہ: ”قسامہ“ قسم سے ماخوذ ہے اور تکرار کے ساتھ قسمیں اٹھانے کے معنی میں ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کہیں کوئی قتل ہو جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو اور نہ کوئی گواہی موجود ہو مگر مقتول کے وارث کسی شخص یا اشخاص پر قتل کا دعویٰ رکھتے ہوں اور اس کے کچھ قرائن بھی موجود ہوں مثلاً ان لوگوں کے مابین دشمنی ہو یا ان کے علاقے میں قتل ہوا ہو یا کسی کے پاس سے مقتول کا سامان ملے یا اس قسم کی دیگر علامات موجود ہوں تو مدعی لوگ پہلے پچاس قسمیں

کھائیں گے کہ فلاں شخص یا افراد ہمارے آدمی کے قاتل ہیں۔ اس طرح ان کا دعوی ثابت ہوگا۔ اگر مدعی لوگ قسمیں نہ کھائیں تو مدعا علیہ پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ اگر معاملہ واضح نہ ہو سکے تو بیت المال سے اس مقتول کی دیت ادا کی جائے گی۔

٤٥٢٠- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَمُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ المَعْنَى قالَا: أخبرنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن بُشَيْرِ بنِ يَسَارٍ، عن سَهْلِ بنِ أبي حَثْمَةَ وَرَافِعِ بنِ خَدِيجٍ: أنَّ مُحَيِّصَةَ بنَ مَسْعُودٍ وَعَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ انْطَلَقَا قِبَلَ خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا في النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ الله بنُ سَهْلٍ فاتَّهَمُوا الْيَهُودَ، فَجاءَ أخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابنُ سَهْلٍ وَابْنَا عَمِّهِ: حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ، فَأَتَوُا النَّبيَّ ﷺ، فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ في أمْرِ أخِيهِ وَهُوَ أصْغَرُهُمْ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْكُبْرَ الْكُبْرَ»، أوْ قال: «لِيَبْدَإِ الأَكْبَرُ»، فَتَكَلَّمَا في أمْرِ صَاحِبِهِمَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَلْيُدْفَعْ بِرُمَّتِهِ». قالُوا: أمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ؟ قال: «فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ». قالُوا: يَا رَسُولَ الله! قَوْمٌ كُفَّارٌ. قالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ قِبَلِهِ. قالَ: قالَ سَهْلٌ: دَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ يَوْمًا فَرَكَضَتْني

۴۵۲۰- حضرت سہل بن ابو حثمہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محیصہ بن مسعود اور عبداللہ بن سہل خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور کھجوروں کے باغات میں جدا جدا ہو گئے۔ پس عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا۔ سو انہوں نے (وہاں کے) یہودیوں پر الزام لگایا۔ پھر اس (مقتول) کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے چچازاد حُویّصہ اور محیصہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن اپنے بھائی کے معاملے میں بات کرنے لگا جبکہ وہ ان سب سے چھوٹا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' یا فرمایا: ''پہلے بڑا بات شروع کرے۔'' پھر ان دونوں نے اپنے بھائی کے بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس آدمی ان کے کسی کے خلاف پچاس قسمیں کھائیں تو اس ملزم کی رسی تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔'' انہوں نے کہا: یہ ایسا معاملہ ہے جو ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو ہم قسمیں کیسے کھائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہودی پچاس قسمیں دے کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کافر لوگ ہیں۔ (ان کی قسموں کا کیا اعتبار؟) الغرض رسول اللہ ﷺ نے اپنی

٤٥٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة والمحاربين . . . الخ، باب القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٢ عن عبيدالله بن عمر بن ميسرة، والبخاري، الأدب، باب إكرام الكبير، ويبدأ الأكبر بالكلام والسؤال، ح: ٦١٤٣ من حديث حماد بن زيد به.

نَاقَةٌ مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ رَكْضَةً بِرِجْلِهَا. قَالَ حَمَّادٌ هٰذَا أَوْ نَحْوَهُ.

طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی۔ سہل کہتے ہیں: میں ایک دن ان کے باڑے میں چلا گیا تو ان اونٹنیوں میں سے ایک نے مجھے لات دے ماری۔ حماد بن زید نے یہی یا اس کے قریب قریب بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ بِشْرُ بنُ المُفَضَّلِ وَمَالِكٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ قَالَ فِيهِ: «أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُم أَوْ قَاتِلِكُمْ». وَلَمْ يَذْكُرْ بِشْرٌ: «دَمَ». وقالَ عَبْدَةُ عن يَحْيَى كَمَا قَالَ حَمَّادٌ. وَرَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن يَحْيٰى فَبَدَأَ بِقَوْلِهِ: «تُبَرِّئُكُم يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا يَحْلِفُونَ» وَلَمْ يَذْكُرِ الاسْتِحْقَاقَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو بشر بن مفضل اور مالک نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا اور کہا: ''کیا تم لوگ پچاس قسمیں کھاؤ گے کہ اپنے عزیز کے خون کے حق دار بن سکو؟ یا قاتل کے حق دار بن سکو؟'' بشر نے ''خون کے حق دار بننے'' کا ذکر نہیں کیا۔ اور عبدہ نے بواسطہ یحییٰ وہی کہا ہے جیسے کہ حماد نے کہا۔ اور ابن عیینہ کی روایت جو یحییٰ سے ہے اس میں اس نے ابتدائی طور پر یوں کہا ہے: ''یہودی پچاس قسمیں کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے۔'' اور ''حقدار بننے'' کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا وَهْمٌ مِن ابنِ عُيَيْنَةَ.

ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ ابن عیینہ کا وہم ہے۔

٤٥٢١- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مَالِكٌ عن أبي لَيْلَى بنِ عَبْدِ الله بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ سَهْلٍ، عن سَهْلِ بنِ أبي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ وَرِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتَى يَهُودَ فقالَ: أَنْتُمْ وَالله! قَتَلْتُمُوهُ. قالُوا: وَالله! مَا قَتَلْنَاهُ. فَأَقْبَلَ

۴۵۲۱- حضرت سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی قوم کے بڑوں نے خبر دی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ لوگوں کو مالی مشکلات کا سامنا تھا تو وہ دونوں (محنت مزدوری کی تلاش میں) خیبر کی طرف نکل گئے۔ پھر محیصہ کو خبر دی گئی کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے ایک کنویں یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو وہ یہودیوں کے پاس گیا اور کہا: اللہ کی قسم! تم لوگوں ہی نے اس کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر وہ چلا آیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا اور ان کو سب بتایا۔ تو وہ اور اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن

٤٥٢١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٨٧٧، ٨٧٨.

حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ - وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ - وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ - وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ - فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَبِّرْ كَبِّرْ» - يُرِيدُ السِّنَّ - فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُم، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ»، فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ بِذٰلِكَ، فَكَتَبُوا: إنَّا وَالله! مَا قَتَلْنَاهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُم؟» قالُوا: لَا، قالَ: «فَتَحْلِفُ لَكُم يَهُودُ؟» قالُوا: لَيْسُوا مُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ الله ﷺ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قال سَهْلٌ: لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

بن سہل (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ تو محیصہ بات کرنے لگا...... اور یہی تھا جو خیبر میں گیا تھا...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کا خیال کر۔'' یعنی جو عمر میں بڑا ہے۔ پھر حویصہ نے بات کی۔ پھر محیصہ نے کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ تمہارے آدمی کی یا تو دیت دیں گے ورنہ جنگ کے لیے تیار رہیں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ تفصیل لکھ بھیجی۔ انہوں نے جواباً لکھا: اللہ کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''کیا تم لوگ قسمیں کھاؤ گے کہ اپنے آدمی کے خون کے حق دار بن سکو۔'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تمہارے مقابلے میں یہودی قسمیں کھائیں گے۔'' ان لوگوں نے کہا: وہ تو مسلمان نہیں ہیں۔ (یعنی ان کی قسموں کا کیونکر اعتبار کریں؟) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی اور سو اونٹنیاں ان کی طرف بھیج دیں حتی کہ ان کے احاطے میں داخل کر دی گئیں۔ سہل کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات دے ماری تھی۔

فوائد و مسائل: ① قتل یا دیگر امور میں تصفیہ کے لیے کفار سے بھی قسمیں لی جائیں۔ اللہ کے نام کی قسمیں۔ بشرطیکہ فریق ثانی ان کا اعتبار کرے۔ ② حکومت اسلامیہ میں کسی بھی شخص کا خون ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ ③ اگر مدعا علیہ متعین نہ ہو سکے اور معاملہ مشتبہ ہو تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ ④ کفار کے ہاں محنت مزدوری اور ملازمت کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ انسان اپنا دین اسلام محفوظ رکھ سکے۔ ⑤ مجلس میں بات پیش کرنی ہو تو چھوٹے کو چاہیے کہ بڑے کا ادب کرتے ہوئے پہلے اسے بات کرنے دے۔ ⑥ قسامت سے قتل کا دعویٰ ثابت ہو جانے کی صورت میں مدعا علیہ کو قصاص میں قتل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ البتہ دیت لازم ہونے پر اتفاق ہے۔

٤٥٢٢- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ وكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثنا؛ ح: وحَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا الْوَلِيدُ عن أبِي عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ: أنَّهُ قَتَلَ بالْقَسَامَةِ رَجُلًا مِنْ بَنِي نَصْرِ بنِ مَالِكٍ بِبَحْرَةِ الرُّغَاءِ عَلَى شَطِّ لِيَّةِ الْبَحْرَةِ قال: الْقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ مِنْهُمْ. وَهٰذَا لَفْظُ مَحْمودٍ، بِبَحْرَةٍ، أقَامَهُ مَحْمُودٌ وَحْدَهُ: عَلَى شَطِّ لِيَّةَ.

۴۵۲۲- جناب عمرو بن شعیب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونصر بن مالک کے ایک آدمی کو قسامت کے فیصلے کی بنا پر (قصاص میں) قتل کیا تھا۔ یہ قبیلہ (طائف کے مضافات میں) لِیّہ شہر کے کنارے بحرة الرُّغاء کے مقام پر سکونت پذیر تھا۔ راوی نے کہا کہ قاتل اور مقتول ان میں سے تھے۔ یہ الفاظ محمود بن خالد کے ہیں۔ جس نے وضاحت سے "بحرة الرُّغاء" اور "شط لِيّه" کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي تَرْكِ الْقَوَدِ بِالْقَسَامَةِ (التحفة ٩)

باب:۹- قسامت کی وجہ سے قصاص نہ لینے کا بیان

٤٥٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحمَّدِ بنِ الصَّبَّاحِ الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنا أبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عنْ بُشَيرِ بنِ يَسَارٍ: زَعَمَ أنَّ رَجُلًا مِنَ الأنْصارِ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ بنُ أبي حَثْمَةَ أخْبَرَهُ أنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوا إلى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوا فِيهَا فَوَجَدُوا أحَدَهُمْ قَتِيلًا، فقَالُوا لِلَّذِينَ وَجَدُوهُ عِنْدَهُمْ: قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا؟ فقَالُوا: مَا قَتَلْنَاهُ وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا، فانْطَلَقْنَا إلَى نَبِيِّ الله ﷺ

۴۵۲۳- جناب سہل بن ابو حثمہ ؓ نے بیان کیا کہ ان کی قوم کے کچھ لوگ خیبر گئے اور وہاں جا کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک کو پایا کہ اسے قتل کر دیا گیا تھا' تو انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا جہاں قتل ہوا تھا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں اس کے قاتل کی خبر ہے۔ چنانچہ ہم اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اس کے قاتل کے متعلق گواہ پیش کرو۔'' انہوں نے کہا:

٤٥٢٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٢٧ من حديث أبي داود به، * السند مرسل، انظر المراسيل لأبي داود، ح: ٢٧٠.

٤٥٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب القسامة، ح: ٦٨٩٨ عن أبي نعيم الفضل بن دكين، ومسلم، القسامة، ح: ١٦٦٩/ ٥ من حديث سعيد بن عبيد الطائي به، وتقدم طرفه، ح: ١٦٣٨.

قال: فقالَ لَهُمْ: «تَأْتُونِي بالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَ هٰذَا؟»، قالُوا: مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قالَ: «فَيَحْلِفُونَ لَكُمْ؟» قالُوا: لَا نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُودِ، فَكَرِهَ رَسُولُ الله ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إبِلِ الصَّدَقَةِ.

ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تب وہ تمہارے جواب میں قسمیں کھائیں گے؟'' انہوں نے کہا: ہم یہودیوں کی قسموں پر راضی نہیں ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اس مقتول کا خون ضائع جائے تو صدقہ کے اونٹوں میں سے اس کی دیت سو اونٹنیاں ادا فرما دی۔

٤٥٢٤- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ بنِ رَاشِدٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنا عَبَايَةُ بنُ رِفَاعَةَ عنْ رَافِعِ ابنِ خَدِيجٍ قالَ: أَصْبَحَ رَجُلٌ مِنَ الأنْصَارِ مَقْتُولًا بِخَيْبَرَ فَانْطَلَقَ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ، فقَالَ: «لَكُمْ شَاهِدَانِ يَشْهَدَانِ عَلَى قَتْلِ صَاحِبِكُمْ؟» قالُوا: يَا رَسُولَ الله! لَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّمَا هُمْ يَهُودُ وَقَدْ يَجْتَرِئُونَ عَلَى أَعْظَمَ مِنْ هٰذَا، قالَ: «فَاخْتَارُوا مِنْهُمْ خَمْسِينَ فَاسْتَحْلِفُوهُمْ» فَأَبَوْا فَوَدَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ.

۴۵۲۴- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصاریوں کا ایک آدمی خیبر میں قتل ہو گیا۔ تو اس کے وارث نبی ﷺ کے ہاں گئے اور اس مقتول کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے اس ساتھی کے قتل کے متعلق گواہی دیں؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہ تھا' اور وہ لوگ یہودی ہیں' وہ اس سے بھی بڑی باتوں کی جرأت کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو ان میں سے پچاس آدمیوں کو منتخب کر لو اور ان سے قسمیں لے لو۔'' مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا فرمائی۔

فائدہ: صحیح اور راجح یہ ہے کہ پہلے مدعی لوگوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھا کر اپنا دعویٰ ثابت کریں گے۔ تب فریق مخالف سے قسمیں وغیرہ لی جائیں گی۔

٤٥٢٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عنْ

۴۵۲۵- حضرت عبدالرحمٰن بن بجید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! بے شک سہل کو اس حدیث (کے بیان کرنے

٤٥٢٤- تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٢٧٧، ح: ٤٤١٣ من حديث الحسن بن علي به، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٤٥٢٥- تخريج: [إسناده ضعيف] * محمد بن إسحاق عنعن.

مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ إبراهِيمَ ابنِ الْحَارِثِ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ بُجَيْدٍ قالَ: إنَّ سَهْلًا - وَاللهِ! - أَوْهَمَ الحَدِيثَ إنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَتَبَ إلٰى يَهُودَ أَنَّهُ قَدْ وُجِدَ بَيْنَ أظْهُرِكُمْ قَتِيلٌ فَدُوهُ، فَكَتَبُوا يَحْلِفُونَ باللهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا قَتَلْنَاهُ وَمَا عَلِمْنَا قاتِلًا قالَ: فَوَدَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ.

میں وہم ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو یہ لکھا تھا کہ بلاشبہ تم میں مقتول پایا گیا ہے لہٰذا اس کی دیت ادا کرو۔ تو انہوں نے لکھا اور (اپنی تحریر میں) اللہ کے نام کی پچاس قسمیں کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں قاتل کا کوئی علم ہے۔ انہوں نے کہا: پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت ایک سو اونٹنیاں اپنی طرف سے ادا فرما دی۔

٤٥٢٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عنِ الزُّهْرِيِّ، عنْ أبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ عنْ رِجَالٍ مِنَ الأنْصَارِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِلْيَهُودِ - وَبَدَأَ بِهِمْ - «يَحْلِفُ مِنْكُم خَمْسُونَ رَجُلًا» فأَبَوْا، فقَالَ لِلأنْصَارِ: «اسْتَحِقُّوا»، فقَالُوا: نَحْلِفُ عَلَى الْغَيْبِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَجَعَلَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ دِيَةً عَلٰى يَهُودَ لأنَّهُ وُجِدَ بَيْنَ أظْهُرِهِمْ.

۴۵۲۶- جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار انصار کے کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودیوں سے کہا..... اور ان ہی سے ابتدا کی..... ”تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں۔“ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے انصاریوں سے کہا کہ اپنا حق (قسمیں کھا کر) ثابت کرو۔ تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اَن دیکھی بات پر کیسے قسمیں کھائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت یہودیوں پر ڈال دی کیونکہ وہ مقتول ان ہی کے ہاں پایا گیا تھا۔

ملحوظہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس مقتول کی دیت رسول اللہ ﷺ نے بیت المال سے ادا فرمائی تھی۔ جیسے کہ گزشتہ احادیث میں بیان ہوا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: يُقَادُ مِنَ الْقَاتِلِ (التحفة ١٠)

باب:۱۰- قاتل سے قصاص لینے کا بیان

فائدہ: اسلام میں اور سابقہ ملتوں میں بھی یہ امر مسلّم ہے کہ اگر کہیں کسی سے قتل عمد جیسا بڑا اور سنگین جرم سرزد ہو جائے تو اس میں قصاص یعنی بدلہ لازم آتا ہے۔ سوائے اس کے کہ مقتول کے وارث بالکل معاف کر دیں یا مال کی

٤٥٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٢١ من حديث أبي داود به، * الزهري عنعن.

صورت میں خون بہا لینا قبول کرلیں۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدة:۴۵)
''جان کے بدلے جان ہے۔''﴿یَا یُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی﴾(البقرة:۱۷۸)
''اے ایمان والو!تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔''﴿وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ﴾
(البقرة:۱۷۹) ''عقل مندو!قصاص میں تمہارے لیے زندگی ہے۔''

٤٥٢٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ عنْ قَتَادَةَ، عنْ أنَسٍ: أنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ أفُلَانٌ؟ أفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ، فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بالْحِجَارَةِ.

۴۵۲۷- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی پائی گئی کہ اس کا سر دو پتھروں میں رکھ کر کچل دیا گیا تھا(اور ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی) تو اس سے پوچھا گیا: یہ تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں نے؟ کیا فلاں نے؟ حتی کہ ایک یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا۔(ہاں) تو اس یہودی کو پکڑا گیا اور پھر اس نے اعتراف کرلیا تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی پتھروں سے کچلا جائے۔

٤٥٢٨- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عَنْ أيُّوبَ، عنْ أبِي قِلَابَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الأنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ ألْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأمَرَ بِهِ أنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ، فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ.

۴۵۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کو قتل کر دیا جو کچھ زیور پہنے ہوئے تھی' اور پھر ایک کنویں میں پھینک دیا اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا۔ پھر اسے پکڑ لیا گیا تو اسے نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے سنگسار کیا جائے حتی کہ مر جائے۔ چنانچہ اسے سنگسار کیا گیا' حتی کہ وہ مر گیا۔

قالَ أبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابنُ جُرَيْجٍ عن أيُّوبَ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن جریج نے ایوب سے اسی کی مانند روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں رجم (سنگسار) کا مفہوم دیگر روایات کی روشنی میں یہ ہے کہ قصاص میں مجرم کا سر پتھروں

٤٥٢٧- تخريج: أخرجه البخاري، الوصايا، باب: إذا أومأ المريض برأسه إشارة بينةً تعرف، ح:٢٧٤٦، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره . . . الخ، ح:١٦٧٢ من حديث همام به.

٤٥٢٨- تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، ، انظر الحديث السابق.

میں رکھ کر کچلا گیا تھا۔

٤٥٢٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إِدْرِيسَ عن شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بنِ زَيْدٍ، عنْ جَدِّهِ أنَسٍ: أنَّ جَارِيَةً كَانَ عَلَيْهَا أوْضَاحٌ لَهَا فَرَضَخَ رَأْسَهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ الله ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فقَالَ لَهَا: «مَنْ قَتَلَكِ: فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» فقَالَتْ: لَا، بِرَأْسِهَا. قال: «مَنْ قَتَلَكِ؟ فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» قالَتْ: لَا، بِرَأْسِهَا. قالَ: «فُلَانٌ قَتَلَكِ؟» قالَتْ: نَعَمْ بِرَأْسِهَا. فأَمَرَ بِهِ رَسُولُ الله ﷺ فَقُتِلَ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

۴۵۲۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی اپنے چاندی کے زیور پہنے ہوئے تھی کہ ایک یہودی نے پتھر سے اس کا سر کچل دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس لڑکی کے پاس آئے جب کہ (ابھی) اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں نے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: ”کیا فلاں نے تجھے قتل کیا ہے؟“ اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے دو پتھروں میں رکھ کر قتل کیا گیا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا، چاہے وہ کسی مرد کا قاتل ہو یا عورت کا یہاں عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا گیا، کیونکہ وہ اس عورت کا قاتل تھا۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: أَيُقَادُ الْمُسْلِمُ مِنَ الْكَافِرِ؟ (التحفة ١١)

باب:۱۱- کیا مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل کیا جائے گا؟

٤٥٣٠- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قالَ:

۴۵۳۰- حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں اور اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور ان سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کوئی خاص وصیت فرمائی ہے جو عام لوگوں سے نہ کہی ہو؟ انہوں نے

٤٥٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا قتل بحجر أو بعصًا، ح: ٦٨٧٧، ومسلم، القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره ... الخ، ح: ١٦٧٢ من حديث عبدالله بن إدريس به.

٤٥٣٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود بين الأحرار والمماليك في النفس، ح: ٤٧٣٨ من حديث يحيى القطان به، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٢٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ١٦٩٩ وغيره.

انْطَلَقْتُ أنَا وَالأَشْتَرُ إلٰى عَلِيٍّ فَقُلْنَا: هَلْ عَهِدَ إلَيْكَ رَسُولُ الله ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إلَى النَّاسِ عَامَّةً؟ فقالَ: لَا، إلَّا مَا فِي كِتَابِي هٰذَا - قالَ مُسَدَّدٌ قالَ: فَأَخْرَجَ كِتَابًا، وقالَ أحْمَدُ: كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ - فإذَا فِيهِ: «الْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أدْنَاهُمْ. ألَا، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ، مَنْ أحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰى نَفْسِهِ، وَمَنْ أحْدَثَ حَدَثًا أوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أجْمَعِينَ».

فرمایا: نہیں۔ سوائے اس کے جو میرے پاس اس مکتوب میں ہے..... مسدد کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے وہ تحریر نکالی۔ احمد بن حنبل نے کہا: انہوں نے اپنی تلوار کی میان میں سے وہ تحریر نکالی..... تو اس میں تھا: ”تمام اہل ایمان کے خون برابر ہیں اور وہ اپنے علاوہ کے مقابلے میں ایک ہاتھ ہیں (ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہیں۔) ان کے ذمے اور امان کا ان کا ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی پابند ہے۔ خبردار! کسی مومن کو کسی کافر کے بدلے میں اور کسی امان والے کو اس کے ایامِ امان میں قتل نہ کیا جائے' جس نے دین میں کوئی نیا کام کیا (بدعت ایجاد کی) تو اس کا وبال اس کی اپنی جان پر ہے' جس نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو جگہ دی تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔“

قال مُسَدَّدٌ عن ابنِ أبي عَرُوبَةَ: فَأَخْرَجَ كِتَابًا.

مسدد نے بواسطہ ابن ابوعروبہ (یوں) روایت کیا: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ تحریر نکالی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی خاص انفرادی وصیت نہیں کی گئی تھی' اس کی کوئی ضرورت تھی نہ اس کا کوئی ثبوت ہی ہے۔ بخلاف اس دعویٰ کے جس کے روافض مدعی ہیں۔ روافض کا دعویٰ سراسر غلط اور بے اصل ہے۔ ② کسی مسلمان عربی' عجمی یا کالے گورے کو کسی دوسرے مسلمان پر کوئی فضیلت نہیں۔ خون سب کے برابر ہیں' صرف تقوے کی بنا پر فضیلت حاصل ہے' مگر اس کا علم اور فیصلہ اللہ کے پاس محفوظ ہے۔ ③ کافر کے مقابلے میں مسلمان کی مدد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بشرطیکہ وہ حق پر ہو۔ ④ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جا سکتا' البتہ دیت ضرور دی جائے گی۔ ⑤ دین میں بدعت (نئی ایجاد) کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ دین ہر اعتبار سے کامل اور مکمل ہے۔ بدعتی آدمی اللہ کی مخلوق میں ملعون ہے۔ ایسے آدمی کو عزت دینا حرام ہے۔ معاملات کی دنیا میں مروت اور رواداری ایک الگ مسئلہ ہے۔

٤٥٣١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ:

۴۵۳۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے' وہ

٤٥٣١ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٥١، أخرجه ابن ماجه، الديات، باب المسلمون تتكافأ دماؤهم، ◄◄

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ عَلِيٍّ، زَادَ فِيهِ: «وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَيَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا روایت علی کی مانند ذکر کیا۔ اس میں اضافہ ہے: ''ان کا (مسلمانوں کا) بعید ترین فرد بھی امان دے سکتا ہے۔ اور ان کا تنومند اور قوی رفتار اپنے ضعیف اور سست رفتار کو بھی ساتھ ملائے (مال غنیمت میں اس کو شریک کرے) اور چھوٹے دستے میں جانے والا بڑے لشکر میں رہ جانے والوں کو بھی شریک سمجھے۔''

فائدہ: آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ جہاد میں شریک ہونے والے تمام مجاہد مال غنیمت میں حصے دار ہوں گے' حتی کہ اگر ایک چھوٹا دستہ' بڑے لشکر سے الگ ہو کر کوئی جہاد معرکہ سر کرے اور وہاں سے مال غنیمت حاصل کرے' تو اس میں بڑے لشکر والے بھی' جو اپنے امیر کے ساتھ بیٹھے رہے' شریک ہوں گے۔

(المعجم ١٢) - بَابٌ: فِيمَنْ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- اگر کوئی شخص کسی غیر کو اپنی بیوی کے پاس پائے تو کیا اسے قتل کر دے؟

٤٥٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ الْحَوْطِيُّ المَعْنَى وَاحِدٌ قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ قالَ: يَا رَسُولَ الله! الرَّجُلُ يَجِدُ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا». قالَ سَعْدٌ: بَلَى وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ! قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُم».

۴۵۳۲- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو کیا اسے قتل کر ڈالے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے: کیوں نہیں' قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ عزت دی! نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی بات سنو' کیا کہہ رہا ہے۔''

قالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ: «إِلَى مَا يَقُولُ سَعْدٌ».

عبدالوہاب کی روایت میں ہے: ''سنو سعد کیا کہہ رہا ہے۔'' (یعنی بہت ہی غیرت مند ہیں۔)

◄ ح: ٢٦٨٥ من حديث عمرو بن شعيب به.

٤٥٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللعان، باب:١، ح:١٤٩٨ عن قتيبة به.

٤٥٣٣- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن سُهَيْلِ بنِ أبي صَالِحٍ، عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ: أنَّ سَعْدَ بنَ عُبَادَةَ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ: أرَأيْتَ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأتِي رَجُلًا أُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قالَ: «نَعَمْ».

۴۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: فرمایئے کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر آدمی کو پاؤں تو کیا اسے چھوڑ دوں حتی کہ چار گواہ لاؤں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

فوائد ومسائل: ① دوسری احادیث میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دیکھو سعد کس قدر غیرت مند ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ سب سے بڑھ کر غیرت والا ہے۔ (صحیح البخاری' النکاح' قبل حدیث: ۵۲۲۰ وصحیح مسلم' اللعان' حدیث: ۱۴۹۸) ② اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ صاحب ایمان کو اللہ کی حدود پر ٹھہرنے والا ہونا چاہیے نہ کہ ان سے تجاوز کرنے والا۔ اسلام میں انسانی جان کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور اس قسم کے حادثے میں بھی کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ چار گواہ ہوں یا اقرار ہو تو تب رجم ہوگا۔ اگر گواہ ہوں' نہ عورت کا اقرار بلکہ صرف خاوند کا دعوٰی ہو تو اس صورت میں رجم نہیں ہوگا' بلکہ لعان ہوگا۔

(المعجم ١٣) - بَابُ الْعَامِلِ يُصَابُ عَلَى يَدَيْهِ خَطَأً (التحفة ١٣)

باب: ۱۳- نادانستہ طور پر اگر کسی عامل سے کوئی شخص زخمی ہو جائے تو!

٤٥٣٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عائشةَ أنَّ النبيَّ ﷺ بَعثَ أبَا جَهْمِ بنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقًا فَلَاجَّهُ رَجُلٌ في صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ، فَأتَوُا النَّبيَّ ﷺ فقالُوا: الْقَوَدَ يَا رَسُولَ الله! فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «لَكُمْ كَذَا وكَذا»، فَلَمْ يَرْضَوْا، فقالَ: «لَكُمْ كَذا

۴۵۳۴- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ کا عامل بنا کر بھیجا۔ صدقے (کے حساب) میں ان کا ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا تو ابوجہم رضی اللہ عنہ نے اس کو مارا اور زخمی کر دیا۔ تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس چلے آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم بدلہ لیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم تمہیں اس اس قدر مال دیتے ہیں۔“ مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ”چلو اس اس قدر لے

٤٥٣٣ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث مالك به، انظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٧٣٧.

٤٥٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب السلطان يصاب على يده، ح: ٤٧٨٢ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٨٠٣٢، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٥، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٤٤٧٠ * الزهري عنعن.

وَكذَا»، فلَمْ يَرْضَوْا، فقالَ: «لَكُم كَذا وكَذا»، فَرَضُوا، فقالَ النبيُّ ﷺ: «إنِّي خاطِبٌ الْعَشِيَّةَ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ»، فقالوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ رسولُ الله ﷺ فقالَ: «إنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّينَ أتَوْني يُرِيدُونَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وكذَا فَرَضُوا، أرَضِيتُمْ؟» قالُوا: لَا، فَهَمَّ المُهَاجِرُونَ بِهِمْ، فأَمَرَهُمْ رَسُولُ الله ﷺ أنْ يَكُفُّوا عَنْهُمْ، فَكَفُّوا، ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فقالَ: «أرَضِيتُمْ»، فقَالُوا: نَعَمْ، فقالَ: «إنِّي خاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ»، فقالوا: نَعَمْ، فَخَطَبَ رسولُ الله ﷺ فقال: «أرَضِيتُمْ؟» قالُوا: نَعَمْ.

لو۔" وہ راضی نہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا: "اس اس قدر لے لو۔" تو وہ راضی ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "آج شام میں خطبہ دوں گا اور لوگوں کو بتاؤں گا کہ تم لوگ راضی ہو گئے ہو۔" انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: "بنولیث کے یہ لوگ میرے پاس قصاص کا مطالبہ لے کر آئے تھے تو میں نے انہیں اس اس قدر مال کی پیش کش کی ہے تو وہ راضی ہو گئے ہیں۔ (پھر آپ بنولیث سے مخاطب ہوئے) کیا تم رضامند ہو؟" انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر مہاجرین بھنا اٹھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان سے باز رکھا تو وہ رک گئے۔ آپ نے ان لوگوں کو پھر بلایا اور مزید مال کی پیش کش کی اور ان سے پوچھا: "کیا تم راضی ہو؟" انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: "میں لوگوں کو خطبہ دوں گا اور انہیں تمہاری رضامندی کا بتاؤں گا۔" انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور (ان سے) پوچھا: "کیا تم راضی ہو؟" انہوں نے کہا: ہاں (ہم راضی ہیں۔)

ملحوظہ: بعض حضرات نے اس حدیث کی صحت تسلیم کی ہے۔ لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٤) - باب الْقَوَدِ بِغَيْرِ حَدِيدٍ (التحفة ١٤)

باب:١٤- لوہے کے ہتھیار کے علاوہ دوسری طرح سے قصاص لینا

٤٥٣٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا هَمَّامٌ عن قَتَادَةَ، عن أنَسٍ: أنَّ جَارِيَةً وُجِدَتْ قَدْ رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ

۴۵۳۵- سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک لڑکی پائی گئی جس کا سر دو پتھروں میں رکھ کر کچل دیا گیا تھا۔ تو اس سے پوچھا گیا: تیرے ساتھ یہ کس نے کیا

٤٥٣٥۔ تخريج: [صحيح] تقدّم، ح: ٤٥٢٧.

لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ.

ہے؟ کیا فلاں نے' کیا فلاں نے؟ حتی کہ ایک یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا (کہ ہاں۔) وہ یہودی پکڑ لیا گیا تو اس نے اقرار کر لیا۔ پھر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی پتھر سے کچلا جائے۔

فائدہ: مجرم سے قصاص لینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس انداز سے اس نے قتل کیا ہوا اسی انداز سے اسے قتل کیا جائے جیسے اس واقعہ میں ہے اور عُکل اور عرینہ کے لوگوں کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا تھا۔

(المعجم . . .) - **باب الْقَوَدِ مِنَ الضَّرْبَةِ وَقَصِّ الأَمِيرِ مِن نَفْسِهِ** (التحفة ١٥)

باب:...... مار پیٹ سے قصاص اور حاکم کا اپنے سے قصاص دلوانا

٤٥٣٦- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ وَهْبٍ عن عَمْرٍو يَعني ابنَ الْحَارِثِ، عن بُكَيْرِ بنِ الأَشَجِّ، عن عَبِيدَةَ ابنِ مُسَافِعٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ الله ﷺ يَقْسِمُ قَسْمًا أَقْبَلَ رَجُلٌ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ فَطَعَنَهُ رَسُولُ الله ﷺ بِعُرْجُونٍ كَانَ مَعَهُ فَجُرِحَ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ: «تَعَالَ فَاسْتَقِدْ»، قالَ: بَلْ عَفَوْتُ يَا رَسُولَ الله!.

۴۵۳۶- سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: ایک بار رسول اللہ ﷺ کچھ تقسیم کر رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور آپ کے اوپر جھک گیا' تو آپ نے اپنی کھجور کی لاٹھی سے جو آپ کے پاس تھی اسے چوکا دیا' پس اس سے اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''آؤ اور اپنا بدلہ لے لو۔'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! میں نے معاف کیا۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر یہ بات بالکل صحیح ہے کہ نبی علیہ السلام اپنے آپ کو بدلہ دینے کے لیے پیش فرما دیا کرتے تھے۔ جیسے کہ آئندہ حدیث: ۵۲۲۴ میں آ رہا ہے۔

٤٥٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي

۴۵۳۷- جناب ابوفراس (ربیع بن زیاد بن انس حارثی) سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ'

٤٥٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود في الطعنة، ح: ٤٧٧٧ من حديث عبدالله بن وهب به * عبيدة بن مسافع لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن المديني "مجهول، ولا أدري سمع من أبي سعيد أم لا؟".

٤٥٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القصاص من السلاطين، ح: ٤٧٨١ من حديث الجريري به، مختصرًا، وصححه ابن الجارود، ح: ٨٤٤ * أبوفراس النهدي مستور، ولم يعرفه أبوزرعة.

نَضْرَةَ، عنْ أبي فِرَاسٍ قالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ فقَالَ: إنِّي لَمْ أَبْعَثْ عُمَّالِي لِيَضْرِبُوا أَبْشَارَكُمْ وَلَا لِيَأْخُذُوا أَمْوَالَكُمْ، فَمَنْ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ أُقِصُّهُ مِنْهُ. قال عَمْرُو بنُ الْعَاصِ: لَوْ أنَّ رَجُلًا أَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ أَتُقِصُّهُ مِنْهُ؟ قال: إي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إلَّا أُقِصُّهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَقَصَّ مِنْ نَفْسِهِ.

نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: میں اپنے عُمال اس لیے نہیں بھیجتا کہ تمہارے جسموں پر ماریں یا تمہارے مال تم سے چھین لیں۔ اگر کسی کے ساتھ ایسا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا مقدمہ میرے پاس لائے تاکہ میں اس سے قصاص لوں۔ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کسی نے اپنی رعایا میں سے کسی کی تادیب کی ہو (اسے سزا دی ہو) تو کیا آپ اس کا بدلہ لیں گے؟ فرمایا: ہاں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے بدلہ لوں گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بدلہ دلواتے تھے۔

(المعجم ١٥) - باب عَفْوِ النِّسَاءِ عَنِ الدَّمِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۵- عورت بھی قصاص معاف کر سکتی ہے

٤٥٣٨- حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ رُشَيْدٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ، أنَّهُ سَمِعَ حِصْنًا، أنَّهُ سَمِعَ أبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أنَّهُ قالَ: «عَلَى الْمُقْتَتِلِينَ أنْ يَنْحَجِزُوا الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ وَإنْ كَانَتِ امْرَأَةً».

۴۵۳۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی کرنے (قصاص کا مطالبہ کرنے) والے بدلہ لینے میں حوصلے سے کام لیں۔ (جلدی نہ کریں۔) وارثوں میں سے معاف کرنے کا حق درجہ بدرجہ ہے، خواہ کوئی عورت ہی ہو۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَنْحَجِزُوا: يَكُفُّوا عنِ الْقَوَدِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: [يَنْحَجِزُوا] کے معنی ہیں: ''قصاص لینے سے رک جانا۔''

[قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي أنَّ عَفْوَ النِّسَاءِ فِي الْقَتْلِ جَائِزٌ إذَا كَانَتْ إِحْدَى الأَوْلِيَاءِ، وَبَلَغَنِي عَنْ أبي عُبَيْدٍ قالَ:

مزید فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ قتل کے معاملے میں وارثوں میں اگر کوئی عورت بھی ہو تو وہ بھی معاف کر سکتی ہے۔ اور [أن يَنْحَجِزُوا] کے معنی کے

٤٥٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب عفو النساء عن الدم، ح: ٤٧٩٢ من حديث الوليد بن مسلم به، * حصن مستور.

يَنْحَجِزُوا: يَكُفُّوا عن الْقَوَدِ].

سلسلے میں ابوعبیدہ سے مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: ''قصاص لینے سے باز رہیں۔''

(المعجم ...) - **باب مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيًّا بَيْنِ قَوْمٍ** (التحفة ١٧)

باب: جو کسی بلوے میں قتل ہو جائے

٤٥٣٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، وَهٰذَا حَدِيثُهُ عنْ عَمْرٍو، عنْ طَاوُسٍ قالَ: مَنْ قُتِلَ - وَقال ابنُ عُبَيْدٍ: قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ -: «مَنْ قُتِلَ في عِمِّيًّا في رَمْيٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحِجَارَةٍ أوْ بالسِّيَاطِ أوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ. وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ».

۴۵۳۹- جناب طاؤس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جو کوئی کسی بلوے میں مارا گیا ہو۔ اور ابن عبید کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بلوے میں مارا گیا ہو (کہ اس کا قاتل دیکھا نہ گیا ہو) سنگباری ہوئی ہو یا ڈنڈے بازی یا کسی لاٹھی سے مرا ہو تو یہ قتل خطا ہے' اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی۔ البتہ جو شخص (جان بوجھ کر) عمداً قتل کیا گیا ہو تو اس میں قصاص ہے۔''

وَقال ابنُ عُبَيْدٍ: «قَوَدُ يَدٍ»، ثُمَّ اتَّفَقَا، «وَمَنْ حَالَ دُونَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَغَضَبُهُ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ» وَحَدِيثُ سُفْيَانَ أَتَمُّ.

ابن عبید کے لفظ ہیں: [قَوَدُ يَدٍ] (قاتل کی جان سے قصاص لیا جائے گا۔) اور جو اس (قصاص لینے) میں رکاوٹ بنے تو اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو' اس کا کوئی نفل یا فرض مقبول نہیں۔'' سفیان کی حدیث زیادہ کامل ہے۔

٤٥٤٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ أبي غَالِبٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيمانَ عنْ سُلَيْمَانَ بنِ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن طَاوُسٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ

۴۵۴۰- جناب طاؤس نے حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کیا' کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا روایت سفیان کی مانند بیان کیا۔

٤٥٣٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٤٥٤٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب من قتل بحجر أو سوط، ح: ٤٧٩٣ من حديث سعيد بن سليمان به.

فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ سُفْيَانَ.

(المعجم ١٦) - باب الدِّيَةِ كَمْ هِيَ (التحفة ١٨)

باب:١٦-دیت کی مقدار کا بیان

فائدہ: خون بہا' یا کسی چوٹ وغیرہ کے بدلے میں دیے جانے والے مال کو ''دیت'' کہتے ہیں۔

٤٥٤١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بْنُ إبراهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بن أبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمانَ ابنِ مُوسٰى، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى أنَّ مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الإبِلِ: ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً. وَعَشْرُ بَنِي لَبُونٍ ذُكُرٌ.

۴۵۴۱- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جو شخص غلطی سے قتل کیا گیا ہو تو اس کی دیت ایک سو اونٹ ہے۔ تیس اونٹنیاں مؤنث ایک سالہ' تیس اونٹنیاں مؤنث دو سالہ' تیس اونٹنیاں مؤنث تین سالہ اور دس عدد اونٹ مذکر دو سالہ۔

٤٥٤٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قالَ: كَانَتْ قِيمَةُ الدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ ثَمَانَ مِائَةِ دِينَارٍ أوْ ثَمَانِيَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَدِيَةُ أهْلِ الْكِتَابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ المُسْلِمِينَ. قالَ: فَكَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَقَامَ خَطِيبًا فقالَ: ألَا إنَّ الإبِلَ قَدْ غَلَتْ.

۴۵۴۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار (سونے کے) یا آٹھ ہزار درہم (چاندی کے) تھی اور ان دنوں اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوتی تھی۔ چنانچہ معاملہ ایسے ہی رہا حتی کہ حضرت عمر ؓ خلیفہ بنے۔ تو انہوں نے خطبہ دیا اور کہا: بلاشبہ اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں' پھر آپ نے یہ دیت سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار دینار کر دی'

٤٥٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب ذكر الاختلاف على خالد الحذاء، ح:٤٨٠٥، وابن ماجه، ح:٢٦٣٠ من حديث محمد بن راشد به.

٤٥٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي:٨/ ٧٧، ١٠١ من حديث أبي داود به.

قَالَ: فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ. قَالَ: وَتَرَكَ دِيَةَ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ.

گائے والوں کے لیے دوسو گائے اور بکریوں والوں کے لیے دو ہزار بکریاں' حُلّے (خاص قسم کے کپڑے) تیار کرنے والوں کے لیے دوسو حُلّے مقرر کی' اور ذمی لوگوں کی دیت ویسے ہی رہنے دی اور اسے نہیں بڑھایا۔

فائدہ: حکومت اسلامیہ کے اصحاب حل وعقد پر لازم ہے کہ دیت جیسے شرعی واجبات میں بازار کے بھاؤ کے مطابق عوام میں اعلان عام کرتے رہا کریں تا کہ کسی پر ظلم نہ ہو۔

٤٥٤٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عن عَطَاءِ بنِ أَبِي رَبَاحٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى فِي الدِّيَةِ عَلَى أَهْلِ الإِبِلِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ أَلْفَيْ شَاةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَيْ حُلَّةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الْقَمْحِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ مُحَمَّدٌ.

۴۵۴۳- جناب عطاء بن ابی رباح ؒ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے دیت کی شرح یوں مقرر فرمائی تھی کہ اونٹوں والوں پر ایک سو اونٹ' گائے والوں پر دو سو گائے' بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں' حُلّے والوں پر دوسو حُلّے اور گندم والوں پر بھی کچھ مقرر کی تھی جو محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی۔

٤٥٤٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَرَأْتُ عَلَى سَعِيدِ بنِ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيِّ قال: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ قالَ: ذَكَرَ عَطَاءٌ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قال: فَرَضَ رَسُولُ الله ﷺ وَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ مُوسَى

۴۵۴۴- جناب عطاء (بن ابی رباح) نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (دیت کی شرح) مقرر کی اور مذکورہ بالا حدیث موسیٰ بن اسماعیل کی مانند روایت کی۔ اور کہا کہ غلّے والوں پر بھی کچھ مقرر کی تھی جو مجھے یاد نہیں۔

٤٥٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٨ من حديث أبي داود به، ✽ محمد بن إسحاق عنعن، والسند مرسل، وانظر الحديث الآتي.

٤٥٤٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٨ من حديث أبي داود به، ✽ محمد بن إسحاق لم يصرح بالسماع.

وقالَ: وَعَلَى أهلِ الطَّعامِ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ.

٤٥٤٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا الْحَجَّاجُ عن زَيْدِ بن جُبَيْرٍ، عن خِشْفِ بنِ مَالِكٍ الطَّائِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فِي دِيَةِ الْخَطَإِ عِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ بَنِي مَخَاضٍ ذُكُرٍ» وَهُوَ قَوْلُ عَبْدِ الله.

۴۵۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قتل خطا کی دیت بیس اونٹنیاں تین سالہ، بیس اونٹنیاں چار سالہ، بیس اونٹنیاں ایک سالہ بیس اونٹنیاں دو سالہ اور بیس اونٹ مذکر ایک سالہ۔" اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے۔

٤٥٤٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمَانَ الأنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ الْحُبَابِ عن مُحمَّدِ بنِ مُسْلِمٍ، عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَدِيٍّ قُتِلَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا.

۴۵۴۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عدی کا ایک آدمی قتل ہو گیا تو نبی ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار (درہم) طے فرمائی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ، لَمْ يَذْكُرْ: ابنَ عبَّاسٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو ابن عیینہ نے بواسطہ عمرو، عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا مگر اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: [فِي دِيَةِ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ] (التحفة ١٩)

باب:۱۷- قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو، کی دیت

٤٥٤٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الإبل؟ ح: ١٣٨٦، النسائي، ح: ٤٨٠٦، وابن ماجه، ح: ٢٦٣١ من حديث الحجاج بن أرطاة به، وهو ضعيف مدلس.

٤٥٤٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في الدية كم هي من الدراهم؟ ح: ١٣٨٨، والنسائي، ح: ٤٨٠٧، وابن ماجه، ح: ٢٦٢٩ من حديث محمد بن مسلم الطائفي به، وأعله النسائي، والصواب أنه حسن.

فائدہ: قتل خطا شبہ عمد کی دیت کا یہ باب اس مقام پر بعض نسخوں کے اعتبار سے ہے' ورنہ اکثر نسخوں میں یہ باب فیمن تطبب...... کے بعد ہے' جیسا کہ اس نسخے میں بھی دوبارہ یہ باب وہاں موجود ہے۔ قتل کی تین قسمیں ہیں۔ قتل عمد (جو قصداً جان بوجھ کر ہو) قتل خطا (جو بلا قصد وارادہ ہو جائے) قتل خطا شبه العمد. یعنی مارنے والے نے قصداً کوئی ایسی چیز ماری جس سے کوئی مرتا نہیں ہے' نہ اس کی نیت ہی اسے قتل کرنے کی تھی۔ مثلاً لاٹھی' کوڑا یا پتھر مارا جس سے آدمی عموماً مرتا نہیں ہے' مگر اتفاقاً مضروب مر گیا۔

٤٥٤٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ، عنِ الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ أَوْسٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ - قال مُسَدَّدٌ ـ: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ» - إلَى هٰهُنَا حَفِظْتُهُ مِنْ مُسَدَّدٍ - ثُمَّ اتَّفَقَا: «أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُذْكَرُ وَتُدْعَى مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ». ثُمَّ قالَ: «أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ - مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا - مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا» وَحَدِيثُ مُسَدَّدٍ أَتَمُّ.

۴۵۴۷- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور تین بار ''اللہ اکبر'' کہا۔ پھر فرمایا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهُ، صَدَقَ وَعْدَهُ، وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ] ''ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد کی۔ اور اس ایک اکیلے ہی نے تمام گروہوں کو پسپا کر دیا......'' یہاں تک کی روایت مجھے مسدد سے یاد ہے۔ پھر سلیمان بن حرب اور مسدد دونوں روایت کرنے میں متفق ہیں...... فرمایا: ''خبردار! جاہلیت میں ذکر کیے جانے والے تمام مفاخر یا خون اور مال کے مطالبات میرے پاؤں تلے روندے جا رہے ہیں۔ (ان کی کوئی حیثیت نہیں اور کوئی مطالبہ نہیں ہوگا) سوائے اس کے جو حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی یا بیت اللہ کی خدمت کا شرف تھا (وہ باقی رہے گا۔'') پھر فرمایا: ''خبردار! قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو' جو سانٹے یا لاٹھی کی مار سے ہوا ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ ان میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔'' اور مسدد کی روایت زیادہ کامل ہے۔

٤٥٤٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٧ من حديث سليمان ابن حرب به، ورواه النسائي، ح: ٤٧٩٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٦، وابن الجارود، ح: ٧٧٣.

فائدہ: دیت کی اس مذکورہ قسم کو مُغَلَّظه کہا جاتا ہے۔ یعنی بھاری اور ثقیل۔

٤٥٤٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ بِهٰذا الإِسْنَادِ نَحْوَ مَعْنَاهُ.

۴۵۴۸-موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہمیں وہیب نے خالد سے حدیث بیان کی اسی اسناد سے اور مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٥٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: خَطَبَ رَسُولُ الله ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ أوْ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى دَرَجَةِ الْبَيْتِ أو الْكَعْبَةِ.

۴۵۴۹-قاسم بن ربیعہ نے بواسطہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے اس حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذا رَوَاهُ ابنُ عُيَيْنَةَ أيْضًا عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن ابنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ. وَرَوَاهُ أيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو مِثْلَ حَدِيثِ خَالِدٍ، وَرَوَاهُ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن يَعْقُوبَ السَّدُوسِيِّ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ وَقَوْلُ زَيْدٍ وَأبِي مُوسَى مِثْلُ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عیینہ نے بسند علی بن زید' قاسم بن ربیعہ سے' انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ اور ایوب سختیانی نے قاسم بن ربیعہ سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے خالد کی حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اور حماد بن سلمہ نے بسند علی بن زید' یعقوب سدوسی سے' انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ زید اور ابوموسیٰ کا قول حدیث نبوی اور روایت عمر رضی اللہ عنہ (جو آگے آ رہی ہے) کے مطابق ہے۔

٤٥٥٠- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أبي نَجِيحٍ، عن مُجَاهِدٍ قال: قَضَى عُمَرُ في شِبْهِ الْعَمْدِ ثَلَاثِينَ

۴۵۵۰-مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ عمد میں فیصلہ کیا تھا کہ تیس اونٹنیاں تین سالہ' تیس اونٹنیاں چار سالہ اور چالیس اونٹنیاں جو حاملہ ہوں اور ان

٤٥٤٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٥٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية شبه العمد مغلظة، ح: ٢٦٢٨، والنسائي، ح: ٤٨٠٣ من حديث علي بن زيد بن جدعان به، وهو ضعيف، وحديث ابن عيينة رواه النسائي، وابن ماجه.

٤٥٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف]* مجاهد لم يسمع من عمر رضي الله عنه، فالسند منقطع، وفي السند علل أخرى.

حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً مَا بَيْنَ ثَنِيَّةٍ إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا.

کی عمر میں دو دانتا یعنی چھٹے سے لے کر نویں سال میں شروع ہونے والی کے درمیان ہوں۔

٤٥٥١- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن أبي إسْحَاقَ، عن عَاصِمِ ابنِ ضَمْرَةَ، عن عَلِيٍّ أَنَّهُ قالَ: في شِبْهِ الْعَمْدِ أَثْلَاثًا ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ جَذَعَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ ثَنِيَّةً إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّها خَلِفَةٌ.

۴۵۵۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: شبہ عمد کی دیت میں اونٹ تین قسموں کے ہوں: تینتیس اونٹنیاں تین سالہ تینتیس اونٹنیاں چار سالہ اور چونتیس اونٹنیاں چھ سے نو سالہ کے درمیان ہوں اور (یہ آخری) سب حاملہ ہوں۔

٤٥٥٢- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن سُفْيَانَ، عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَاصِمِ بنِ ضَمْرَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: في الْخَطَإِ أَرْبَاعًا، خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قتل خطا میں دیت کے اونٹ چار طرح کے ہوں: پچیس اونٹنیاں تین سالہ پچیس اونٹنیاں چار سالہ پچیس اونٹنیاں دو سالہ اور پچیس اونٹنیاں ایک سالہ ہوں۔

٤٥٥٣- حَدَّثَنا هَنَّادٌ: حَدَّثَنا أَبُو الأَحْوَصِ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن عَلْقَمَةَ وَالأَسْوَدِ: قالَ عَبْدُ اللهِ في شِبْهِ الْعَمْدِ: خَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شبہ عمد کی دیت میں اونٹوں کی تفصیل یہ ہے کہ پچیس اونٹنیاں تین سالہ پچیس اونٹنیاں چار سالہ پچیس اونٹنیاں دو سالہ اور پچیس اونٹنیاں ایک سالہ ہوں۔

٤٥٥١ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به، * أبوإسحاق السبيعي عنعن.

٤٥٥٢ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، أخرجه الدارقطني: ٣/ ١٧٧، ح: ٣٣٤١ من حديث سفيان الثوري به، ورواه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به.

٤٥٥٣ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٧٤ من حديث أبي داود به، ، انظر الحديث السابق: ٤٥٥١.

٤٥٥٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حدثنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ رَبِّهِ، عن أبي عِيَاضٍ، عن عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ وَزَيْدِ بنِ ثَابِتٍ: في الْمُغَلَّظَةِ أرْبَعُونَ جَذَعةً خَلِفَةً وَثَلاثُونَ حِقَّةً وَثَلاثُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ، وفي الْخَطَإِ ثَلاثُونَ حِقَّةً وَثَلَاثُونَ بَنَاتِ لَبُونٍ وَعِشْرونَ [بَنِي] لَبُونٍ ذُكُورٍ وَعِشْرُونَ بَنَاتِ مَخَاضٍ.

۴۵۵۴- حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت ؓ سے مروی ہے کہ مغلّظ دیت کی تفصیل یہ ہے کہ چالیس اونٹنیاں چار سالہ اور حاملہ، تیس اونٹنیاں تین سالہ اور تیس اونٹنیاں دو سالہ ہوں اور قتل خطا میں تیس اونٹنیاں تین سالہ، تیس اونٹنیاں دو سالہ، بیس اونٹ مذکر دو سالہ اور بیس اونٹنیاں ایک سالہ۔

٤٥٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عَنْ زَيْدِ بنِ ثَابِتٍ في الدِّيَةِ المُغَلَّظَةِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ سَوَاءً.

۴۵۵۵- جناب سعید بن میّب نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے دیت مغلظہ میں مذکورہ بالا کی طرح بیان کیا۔

(المعجم . . .) - باب أَسْنَانِ الإِبلِ (التحفة . . .)

باب:...... اونٹوں کی عمروں کی تفصیل

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ أبُو عُبَيْدٍ وَ غَيْرُ وَاحِدٍ: إذَا دَخَلَتِ النَّاقَةُ في السَّنَةِ الرَّابِعَةِ فَهُوَ حِقٌّ وَالْأُنْثَى حِقَّةٌ لأَنَّهُ يَسْتَحِقُّ أنْ يُرْكَبَ عَلَيْهِ وَيُحْمَلَ، فإذَا دَخَلَتْ في الْخَامِسَةِ فَهُوَ جَذَعٌ وَجَذَعَةٌ، فإذَا دَخَلَ في السَّادِسَةِ وَألْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَثَنِيَّةٌ، فَإِذَا دَخَلَ في السَّابِعَةِ فَهُوَ رَبَاعٌ وَرَبَاعِيَةٌ، فإذَا دَخَلَ في الثَّامِنَةِ وَألْقَى السِّنَّ الَّذِي بَعْدَ

امام ابوداود ؒ روایت کرتے ہیں کہ ابوعبید وغیرہ نے کہا ہے کہ اونٹ جب چوتھے سال میں جا رہا ہو تو اسے [حِقّ] (حا کی زیر کے ساتھ) اور اونٹنی کو [حِقّه] کہتے ہیں کیونکہ مذکر سواری کرنے کے اور مادہ حاملہ ہونے کے لائق ہو جاتی ہے۔ اور جب پانچویں میں داخل ہو جائے تو اسے [جَذَع] اور مادہ کو [جَذعه] کہتے ہیں۔ اور جب چھٹے میں داخل ہو جائے اور اپنے دو دانت گرا دے تو اسے [ثَنِيّ] اور [ثَنِيَّه] کہتے ہیں اور

٤٥٥٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٦٩ من حديث أبي داود به، * قتادة عنعن.

٤٥٥٥ـ تخريج: [ضعيف] * سعيد بن أبي عروبة وقتادة عنعنا.

الرَّبَاعِيَةِ فَهُوَ سَدِيسٌ وَسَدَسٌ، فَإِذَا دَخَلَ فِي التَّاسِعَةِ وَفَطَرَ نَابُهُ وَطَلَعَ فَهُوَ بَازِلٌ، فَإِذَا دَخَلَ فِي الْعَاشِرَةِ فَهُوَ مُخْلِفٌ ثُمَّ لَيْسَ لَهُ اسْمٌ وَلٰكِنْ يُقَالُ بَازِلُ عَامٍ وَبَازِلُ عَامَيْنِ، وَمُخْلِفُ عَامٍ وَمُخْلِفُ عَامَيْنِ إِلَى مَا زَادَ.

جب ساتویں میں شروع ہوتو اسے [رَبَاع]اور مؤنث کو [رباعيه] کہتے ہیں۔اور جب آٹھویں سال میں داخل ہو جائے اور اگلے چار دانتوں کے بعد والے دانت گرا دے تو اسے [سَدِيس]اور مؤنث کو [سَدَس] کہتے ہیں۔ اور جب نویں میں داخل ہو جائے اور اس کے ناب (نیش دار دانت) نکل آئیں تو اسے [بازل] کہتے ہیں۔ اور جب دسویں میں شروع ہو جائے تو اسے [مُخلِف] کا نام دیا جاتا ہے۔اس کے بعد ان کا کوئی خاص نام نہیں۔ بس یوں کہہ دیتے بازل عام' بازل عامین اور مخلف عام' مخلف عامین (ایک سال کا بازل' دو سال کا بازل' ایک سال کا مخلف' دو سال کا مخلف) جہاں تک بھی بڑھ جائے۔

وقالَ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ: بِنْتُ مَخَاضٍ لِسَنَةٍ وَبِنْتُ لَبُونٍ لِسَنَتَيْنِ، وَحِقَّةٌ لِثَلَاثٍ، وَجَذَعَةٌ لأَرْبَعٍ، وَثَنِيٌّ لِخَمْسٍ، وَرَبَاعٌ لِسِتٍّ، وَسَدِيسٌ لِسَبْعٍ، وَبَازِلٌ لِثَمَانٍ.

نضر بن شمیل نے کہا: ایک سال کی اونٹنی کو [بنت مخاض] دو سال والی کو [بنت لبون] تین سال والی کو [حقه] چار سال والی کو [جذعه] پانچ سال والی کو [ثنی] چھ سال والی کو [رباع] سات سال والی کو [سدیس] اور آٹھ سال والی کو [بازل] کہتے ہیں۔

(مترجم عرض کرتا ہے کہ مذکورہ بالا اقوال میں کوئی اختلاف اور تعارض نہیں' صرف الفاظ کا فرق ہے۔مثلاً جب اونٹنی کی عمر تین سال مکمل ہو جائے اور چوتھے میں داخل ہو تو اس کو "حقہ" کہتے ہیں' اس طرح سب میں ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَبُو حَاتِمٍ وَالأَصْمَعِيُّ: وَالْجَذُوعَةُ وَقْتٌ وَلَيْسَ بِسِنٍّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو حاتم اور اصمعی نے کہا: [الجذوعه] دراصل وقت کو کہتے ہیں نہ کہ سال کو۔

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: قَالَ بَعْضُهُمْ: فَإِذَا أَلْقَى

ابو حاتم نے کہا: کئی علماء نے کہا ہے کہ اونٹ جب

رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ، وَإِذَا أَلْقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ.

اپنے چار دانت گرا دے تو اسے [رباع] کہتے ہیں اور جب دو دانت گرا دے تو اسے [ثنی] کہتے ہیں۔

وقال أبو عُبَيْدٍ: إذَا أُلْقِحَتْ فَهِيَ خَلِفَةٌ فَلَا تَزَالُ خَلِفَةً إِلٰى عَشْرَةِ أشْهُرٍ فإذَا بَلَغَ عَشْرَةَ أشْهُرٍ فَهِيَ عُشَرَاءُ.

ابو عبید نے کہا: جب اونٹنی حاملہ ہو جائے تو اسے [خَلِفَه] کہتے ہیں اور دس مہینے تک یہ [خَلِفَه] ہی رہتی ہے اور جب دس مہینے پورے کر لے تو اسے [عُشَرَاء] کا نام دیا جاتا ہے۔

قال أبُو حَاتِمٍ: إذا ألقَى ثَنِيَّتَهُ فَهُوَ ثَنِيٌّ وَإذا ألقَى رَبَاعِيَتَهُ فَهُوَ رَبَاعٌ.

ابو حاتم کہتے ہیں: اونٹ جب اپنے دو دانت گرا دے تو اسے [ثنی] اور جب چار دانت گرا دے تو اسے [رباع] کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨) - بَابُ دِيَاتِ الأَعْضَاءِ (التحفة ٢٠)

باب:١٨- اعضاء کی دیت کا بیان

٤٥٥٦- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ يَعني ابنَ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن غَالِبٍ التَّمَّارِ، عن حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عن مَسْرُوقِ بنِ أوْسٍ، عن أبي مُوسٰى عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «الأَصَابِعُ سَوَاءٌ: عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الإبِلِ».

۴۵۵۶- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''انگلیاں سب برابر ہیں۔ (ہر ایک کی دیت) دس دس اونٹ ہے۔''

فائدہ: انگلیاں ہاتھ کی ہوں یا پاؤں کی' انگوٹھا' چھنگلیا وغیرہ سبھی برابر ہیں۔ ہر ایک میں دس دس اونٹ دیت ہیں۔

٤٥٥٧- حَدَّثَنا أبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن غَالِبٍ التَّمَّارِ، عن مَسْرُوقِ بنِ

۴۵۵۷- حضرت (ابوموسیٰ) اشعری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''انگلیاں سب

٤٥٥٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٢٦٥٤، والنسائي، ح: ٤٨٤٩ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٨/ ٩٢، وللحديث طرق أخرى، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٧.

٤٥٥٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

أوْسٍ، عن الأشْعَرِيِّ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «الأصَابِعُ سَواءٌ». قُلْتُ: عَشْرٌ عَشْرٌ؟ قال: «نَعَمْ».

برابر ہیں۔" (مسروق کہتے ہیں) میں نے کہا: دس دس اونٹ؟ انہوں نے کہا: "ہاں۔"

قالَ أَبو دَاوُدَ: رَوَاهُ مُحمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ، عن غَالِبٍ، قالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوقَ بنَ أوْسٍ. وَرَوَاهُ إسْمَاعِيلُ قالَ: حدَّثني غَالِبٌ التَّمَّارُ بإسْنَادِ أبي الْوَلِيدِ. وَرَوَاهُ حَنْظَلَةُ بنُ أبي صَفِيَّةَ عن غَالِبٍ بإسْنَادِ إسْمَاعِيلَ.

امام ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث محمد بن جعفر نے شعبہ سے اس نے غالب سے روایت کی تو کہا: میں نے مسروق بن اوس سے سنا۔ اور اسماعیل نے روایت کی تو کہا: مجھے غالب التمار نے ابو ولید کی سند سے بیان کی۔ اور حنظلہ بن ابو صفیہ نے غالب سے اسماعیل کی سند سے بیان کی۔

٤٥٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي؛ ح: وحَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ كُلُّهُمْ عن شُعْبَةَ، عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ». قال: يَعْني الإبْهَامَ وَالْخِنْصَرَ.

۴۵۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اور یہ برابر ہیں۔" یعنی انگوٹھا اور چھنگلیا۔

٤٥٥٩- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ: حدَّثني شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الأصَابِعُ سَوَاءٌ وَالأسْنَانُ سَوَاءٌ الثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ».

۴۵۵۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انگلیاں سب برابر ہیں دانت سب برابر ہیں آگے کے دو دانت اور ڈاڑھیں یہ اور یہ سب برابر ہیں۔"

٤٥٥٨- تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب دية الأصابع، ح: ٦٨٩٥ من حديث شعبة به.

٤٥٥٩- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأسنان، ح: ٢٦٥٠ عن عباس بن عبدالعظيم العنبري به، وانظر الحديث السابق.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ عن شُعْبَةَ بِمَعْنَى عَبْدِ الصَّمَدِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت نضر بن شمیل نے شعبہ سے (مذکورہ بالا روایت) عبدالصمد کے ہم معنی بیان کی۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَاهُ الدَّارِميُّ عن النَّضْرِ.

امام ابوداود ؒ نے کہا: ہمیں (ابوجعفر احمد بن سعید) دارمی نے نضر (بن شمیل) سے یہ حدیث بیان کی۔

٤٥٦٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَاتِمِ بنِ بَزِيعٍ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ الْحَسَنِ: أخبرنا أَبُو حَمْزَةَ عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الأَسْنَانُ سَوَاءٌ وَالأَصَابِعُ سَوَاءٌ».

۴۵۶۰- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانت سب برابر ہیں اور انگلیاں (سب) برابر ہیں۔''

٤٥٦١- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مُحمَّدِ بنِ أبَانٍ: حَدَّثَنا أبُو تُمَيْلَةَ عن حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عن يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً.

۴۵۶۱- حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیاں سب برابر قرار دی ہیں۔

٤٥٦٢- حَدَّثَنا هُدْبَةُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا هَمَّامٌ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبِيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ في خُطْبَتِهِ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إلى الْكَعْبَةِ: «في الأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ».

۴۵۶۲- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا جب کہ آپ اپنی کمر کعبہ سے لگائے ہوئے تھے: ''انگلیوں میں دس دس اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٠- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الأسنان، ح: ٢٦٥١ من حديث علي بن الحسن بن شقيق به، وقال الترمذي، ح: ١٣٩١ "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٨.

٤٥٦١- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق * في رواية اللؤلؤي "عن حسين المعلم"، والصواب عن "يسار المعلم"، وتابعه أبو حمزة.

٤٥٦٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب عقل الأصابع، ح: ٤٨٥٥ من حديث همام، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨١.

٤٥٦٣- حَدَّثَنا زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنا حُسَيْنٌ المُعَلِّمُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «في الأَسْنَانِ خَمْسٌ خَمْسٌ».

۴۵۶۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٤- قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَجَدْتُ في كِتَابِي عن شَيْبَانَ - وَلَمْ أسْمَعْهُ مِنْهُ - فحدَّثَنَاهُ أبُو بَكْرٍ - صَاحِبٌ لَنَا ثِقَةٌ - قالَ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ: حَدَّثَنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ رَاشِدٍ عن سُلَيْمانَ يَعني ابنَ مُوسٰى، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُقَوِّمُ دِيَةَ الْخَطَإِ عَلٰى أهْلِ الْقُرَى أرْبَعَمِائَةِ دِينَارٍ أوْ عَدْلَها مِنَ الْوَرِقِ وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى أثْمَانِ الإبِلِ، فإذا غَلَتْ رَفَعَ في قِيمَتِهَا، وَإذا هَاجَتْ رُخْصًا نَقَصَ مِنْ قِيمَتِهَا، وَبَلَغَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ مَا بَيْنَ أرْبَعِمِائَةِ دِينَارٍ إلٰى ثَمَانِمِائَةِ دِينَارٍ أوْ عِدْلِهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ قالَ: وَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ عَلٰى أهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَمَنْ كَانَ دِيَةُ عَقْلِهِ في الشَّاءِ فَأَلْفَيْ شَاةٍ. قالَ: وقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الْعَقْلَ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ

۴۵۶۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قتل خطا میں دیہات والوں پر اونٹوں کی قیمت کے اعتبار سے دیت لاگو کرتے تھے' چار سو دینار یا اس کے مساوی چاندی۔ جب اونٹ مہنگے ہو جاتے تو آپ دیت کی قیمت بڑھا دیتے اور جب سستے ہو جاتے تو دیت کی قیمت کم کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ قیمت چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک یا اس کے برابر آٹھ ہزار درہم رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے گائے والوں پر دو سو گائیں لاگو کیں اور جس کی دیت میں بکریاں آتی تھیں تو ان پر دو ہزار بکریاں مقرر کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیت مقتول کے وارثوں میں قرابت کے اعتبار سے ورثے میں تقسیم ہوگی اور جو باقی بچ رہے وہ عصبات کے لیے ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے ناک کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ جب پوری طرح کاٹ دی گئی ہو' اس میں پوری دیت ہے اور جب اس کا سرا (بانسہ) کاٹا گیا ہو تو اس میں نصف دیت پچاس اونٹ یا اس کے برابر

٤٥٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] تقدم، ح: ٤٥٤٢، أخرجه النسائي، القسامة، باب عقل الأسنان، ح: ٤٨٤٥ من حديث حسين المعلم به.

٤٥٦٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الخطأ، ح: ٢٦٣٠، والنسائي، ح: ٤٨٠٥ من حديث محمد بن راشد به.

عَلٰى قَرَابَتِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ». قَالَ: وَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الأَنْفِ إِذَا جُدِعَ الدِّيَةَ كَامِلَةً وَإِنْ جُدِعَتْ ثُنْدُؤَتُهُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ خَمْسُونَ مِنَ الإِبِلِ أَوْ عَدْلُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ أَوْ مِائَةُ بَقَرَةٍ أَوْ أَلْفُ شَاةٍ، وفِي الْيَدِ إِذَا قُطِعَتْ نِصْفُ الْعَقْلِ، وفِي الرِّجْلِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلَاثٌ وَثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ، وَثُلُثٌ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِ الْوَرِقِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الشَّاءِ، وَالْجَائِفَةِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَفِي الأَصَابِعِ فِي كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِنَ الإِبِلِ، وَفِي الأَسْنَانِ فِي كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الإِبِلِ. وَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ عَقْلَ الْمَرْأَةِ بَيْنَ عَصَبَتِهَا مَنْ كَانُوا لَا يَرِثُونَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا مَا فَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا، فَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهُمْ. وقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ فَوَارِثُهُ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ وَلَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا».

سونا یا چاندی یا ایک سو گائے یا ایک ہزار بکری ہے۔ اور ایک ہاتھ میں' جب وہ کاٹ دیا گیا ہو' تو اس میں آدھی دیت ہے۔ اور ایک پاؤں میں آدھی دیت ہے۔ کھوپڑی کا زخم جو دماغ تک پہنچے' اس میں تہائی دیت ہے' تینتیس اونٹ اور ایک اونٹ کا تہائی یا اس کی قیمت سونا یا چاندی یا گائیں یا بکریاں۔ اور جو زخم پیٹ میں لگے تو اس میں بھی اسی طرح سے ہے۔ (تہائی دیت۔) اور انگلیوں میں' ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں۔ اور دانتوں میں ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ عورت (اگر کوئی جرم کرے تو اس) کی دیت اس کے عصبہ کے ذمے ہے یعنی جو اس حصہ کے وارث بنتے ہیں جو مقررہ حصوں کے بعد باقی بچ رہے (یعنی باپ' بیٹا' بھائی اور چچا وغیرہ۔) اور اگر عورت قتل ہو جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گی اور یہی لوگ قاتل سے قصاص لینے کے حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قاتل کے لیے کچھ نہیں۔ اور اگر مقتول کا اور کوئی وارث نہ ہو تو سب سے قریب ترین آدمی اس کا وارث ہو گا اور قاتل کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔''

قَالَ مُحَمَّدٌ: هٰذَا كُلُّهُ حَدَّثَنِي بِهِ سُلَيْمَانُ ابْنُ مُوسٰى عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ عن النَّبِيِّ ﷺ.

محمد بن راشد نے کہا: مجھے یہ تمام روایت سلیمان بن موسیٰ نے بسند عمرو بن شعیب اپنے والد سے' اس نے اپنے دادا سے' اس نے نبی ﷺ سے بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ، هَرَبَ إِلَى الْبَصْرَةِ مِنَ الْقَتْلِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن راشد اہل دمشق سے تھے اور قتل (کے خوف) سے بصرہ بھاگ گئے تھے۔

فوائد ومسائل: ① علماء پر واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان کے معاشرتی شرعی حقوق وحدود سے آگاہ کرتے رہا کریں۔ ② کسی بھی مسلمان کو روا نہیں کہ مغلوب الغضب ہو کر کوئی ایسی کارروائی کرے جس سے وہ خود اور اس کے اقارب طعن کا نشانہ بنیں ورنہ انہیں دیت دینے کا پابند ہونا پڑے گا۔ ③ مال کے لالچ میں اپنے مورث کو قتل کر دینا انتہائی عظیم اور قبیح جرم ہے۔ ایسے نامعقول کو دنیا و آخرت خراب ہونے کے علاوہ وراثت سے بھی کلی طور پر محروم ٹھہرایا گیا ہے۔ ④ اس حدیث سے معاشرتی زندگی اور صلہ رحمی کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے کہ انسان کو اپنے اقارب سے ربط قائم رکھنا اور اسے مضبوط بنانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اللہ نہ کرے، کبھی کوئی قصور ہو جائے تو دیت وغیرہ کی ادائیگی میں ان سے تعاون لے دے سکے۔ بالخصوص عورت کی دیت اس کے عصبات کے ذمے آتی ہے نہ کہ شوہر کے ذمے۔ (بحوالہ حدیث: ۴۵۷۵)

٤٥٦٥ - **حَدَّثَنا** مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ بَكَّارِ بنِ بِلَالٍ الْعَامِلِيُّ: أخبرنا مُحمَّدٌ يَعني ابنَ رَاشِدٍ عن سُلَيْمانَ يَعني ابنَ مُوسٰى، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أبيهِ، عن جَدِّهِ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «عَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظٌ مِثْلُ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ».

۴۵۶۵- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: ”قتل شبہ عمد کی دیت مغلظ (ثقیل اور شدید) ہوتی ہے جیسے کہ قتل عمد کی، مگر اس کا مرتکب قتل نہیں کیا جا سکتا۔“

قال: وَزَادَنَا خَلِيلٌ عن ابنِ رَاشِدٍ: «وَذٰلِكَ أنْ يَنْزُوَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ النَّاسِ فَتَكُونَ دِمَاءٌ في عِمِّيًّا في غَيْرِ ضَغِينَةٍ وَلا حَمْلِ سِلَاحٍ».

(امام ابوداود ؒ نے) کہا کہ خلیل نے ابن راشد سے مزید کہا: ”وہ (شبہ عمد) یوں ہے کہ شیطان لوگوں میں فساد پیدا کر دے اور بلوے میں کوئی خون ہو جائے (قاتل کو کسی نے دیکھا نہ ہو) اور لڑائی کرنے والوں میں کوئی گہری عداوت بھی نہ ہو اور نہ انہوں نے اسلحہ اٹھایا ہو۔“

٤٥٦٦ - **حَدَّثَنا** أبو كَامِلٍ فُضَيْلُ بنُ حُسَيْنٍ أنَّ خَالِدَ بنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُمْ قالَ:

۴۵۶۶- جناب عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ان کے والد نے انہیں (ان کے دادا) حضرت عبداللہ بن عمرو

٤٥٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣ من حديث محمد بن راشد به.

٤٥٦٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب المواضح، ح: ٤٨٥٦ من حديث خالد بن الحارث به، وقال الترمذي، ح: ١٣٩٠ "حسن صحيح"، وصححه ابن الجارود، ح: ٧٨٥.

حَدَّثَنا حُسَيْنٌ يَعني المُعَلِّمَ، عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ أنَّ أبَاهُ أخْبَرَهُ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «في المَوَاضِحِ خَمْسٌ».

ﷺ سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے زخم جو ہڈی کھول دیں ان میں پانچ پانچ اونٹ ہیں۔''

٤٥٦٧- حَدَّثَنا مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنا مَرْوَانُ يَعني ابنَ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا الْهَيْثَمُ بنُ حُمَيْدٍ: حدَّثني الْعَلاءُ بنُ الْحَارِثِ: حدَّثني عَمْرُو بنُ شُعَيْبٍ عن أبيهِ، عن جَدِّهِ قال: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ في الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا بِثُلُثِ الدِّيَةِ.

۴۵۶۷- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آنکھ کی چوٹ میں فیصلہ فرمایا کہ آنکھ اگر اپنی جگہ قائم رہے (اور بینائی جاتی رہے) تو اس میں تہائی دیت ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابُ دِيَةِ الْجَنِينِ (التحفة ٢١)

باب:۱۹- پیٹ کے بچے کی دیت

٤٥٦٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن إبراهِيمَ، عن عُبَيْدِ بنِ نَضْلَةَ عن المُغِيرَةِ ابنِ شُعْبَةَ: أنَّ امْرَأتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ هُذَيْلٍ فَضَرَبَتْ إحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِعَمُودٍ فَقَتَلَتْهَا [وَجَنِينَهَا] فَاخْتَصَمَا إلَى النَّبِيِّ ﷺ: فقالَ أحَدُ الرَّجُلَيْنِ: كَيْفَ نَدِي مَنْ لا صَاحَ وَلا أكَلَ، وَلا شَرِبَ وَلا اسْتَهَلَّ، فقالَ: «أسَجْعٌ كَسَجْعِ الأعْرَابِ»، وَقَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ علَى عَاقِلَةِ المَرْأةِ.

۴۵۶۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ دو عورتیں بنو ہذیل کے ایک آدمی کی زوجیت میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو خیمے کا بانس دے مارا اور اسے اور اس کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ وہ لوگ اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے آئے۔ تو دونوں اطراف کے لوگوں میں سے کسی ایک نے کہا: کس طرح دیت دیں ہم اس کی جو نہ رویا نہ کھایا' نہ پیا نہ چلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کے انداز گفتگو پر) فرمایا: ''کیا دیہاتیوں کی سی تُک بندی ہے۔'' الغرض آپ نے فرمایا (اس بچے کی دیت) ایک غلام ہے اور اسے قاتلہ کے وارثوں کے ذمے لگایا کہ وہ ادا کریں۔

٤٥٦٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، القسامة، باب العين العوراء السادة لمكانها إذا طمست، ح: ٤٨٤٤ من حديث الهيثم بن حميد به.

٤٥٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين . . . الخ، ح: ١٦٨٢ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① عورت اگر جرم کرے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے ذمے ہے۔ ② اگر پیٹ کا بچہ مار دیا گیا ہو تو اس کی دیت ایک غلام ہے۔ ③ جاہلوں کے سے انداز میں تکلف سے باتیں کرنا معیوب ہے۔ دوسری روایت میں اسے جہلاء اور کاہنوں کی سجع سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (سنن النسائي' القسامة' حديث: ۴۸۲۲' ۴۸۲۷)

٤٥٦٩- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ مَنْصُورٍ بإسْنادِهِ وَمَعْنَاهُ وَزَادَ قال: فَجَعَلَ النَّبيُّ ﷺ دِيَةَ المَقْتُولَةِ علَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا في بَطْنِهَا.

۴۵۶۹- منصور نے اپنی سند سے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔ اور مزید کہا کہ نبی ﷺ نے مقتولہ عورت کی دیت قاتلہ کے وارثوں کے ذمے ڈالی اور اس کے پیٹ کے بچے کے بدلے میں ایک غلام لازم کیا۔

قالَ أَبو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ الْحَكَمُ عن مُجَاهِدٍ، عن المُغِيرَةِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حَکَم نے بواسطہ مجاہد حضرت مغیرہ ؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

٤٥٧٠- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بنُ عَبَّادٍ الأَزْدِيُّ المَعنى قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن هِشَامٍ، عن عُرْوَةَ، عن المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ: أنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ النَّاسَ في إمْلَاصِ المَرْأةِ، فَقالَ المُغِيرَةُ ابنُ شُعْبَةَ: شَهِدْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَضَى فِيهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أوْ أمَةٍ، فَقالَ: ائتِني بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ. قال: فأَتَاهُ بِمُحَمَّدِ بنِ مَسْلَمَةَ. زَادَ هَارُونُ: فَشَهِدَ لَهُ يَعني: ضَرَبَ الرَّجُلُ بَطْنَ امْرَأَتِهِ.

۴۵۷۰- حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ اگر کسی عورت کے پیٹ کا بچہ ساقط کر دیا گیا ہو (تو اس میں کیا دیت ہو؟) حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کہ کوئی گواہ لایئے جو آپ کی تائید میں گواہی دے۔ چنانچہ وہ محمد بن مسلمہ ؓ کو لے آئے۔ ہارون نے مزید کہا: چنانچہ انہوں نے گواہی دی یعنی اگر کوئی پیٹ والی عورت کو صدمہ پہنچائے (تو اس کی دیت یہی ہے۔)

قالَ أَبو دَاوُدَ: بَلَغَني عن أبي عُبَيْدٍ: إنَّمَا سُمِّيَ إمْلَاصًا لأنَّ المَرْأَةَ تَزْلِقُهُ قَبْلَ وَقْتِ الْوِلَادَةِ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا زَلَقَ مِنَ

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابوعبید سے مروی ہے کہ اسقاط کو "املاص" اس لیے کہتے ہیں کہ عورت بچے کو قبل از وقت پھسلا دیتی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو ہاتھ

٤٥٦٩ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث جرير بن عبدالحميد به، انظر الحديث السابق.

٤٥٧٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه مسلم، القسامة، باب دية الجنين . . . الخ، ح: ١٦٨٣ من حديث وكيع به، ولم يذكر ما زاده هارون بن عباد الأزدي شيخ أبي داود، وأبوداود لا يروي إلا عن ثقة عنده.

الْيَدِ وَغَيْرِهِ فَقَدْ مَلِصَ.

وغیرہ سے پھسل جائے اسے [مَلِص] کہتے ہیں۔

٤٥٧١- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن الْمُغِيرَةِ، عَنْ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ.

۴۵۷۱-حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو حماد بن زید اور حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا کہ بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے کہا......

٤٥٧٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْمِصِّيصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أخبرني عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ قَضِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي ذٰلِكَ، فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بنِ النَّابِغَةِ، فَقَالَ: كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ، فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَتَلَتْهَا وَجَنِينَهَا، فَقَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ.

۴۵۷۲-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے اس فیصلے کے بارے میں دریافت کیا (جو پیٹ کے بچے کے بارے میں ہوا تھا) تو حمل بن مالک بن نابغہ اٹھا اور کہا کہ میں دو عورتوں کے درمیان میں تھا (میری دو بیویاں تھیں) تو ایک نے دوسری کو خیمے کا بانس دے مارا اور اس کو اور اس کے پیٹ کے بچے کو مار ڈالا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بچے کے بارے میں ایک غلام ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور اس عورت کو (جو قاتلہ تھی قصاص میں) قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: الْمِسْطَحُ هُوَ الصَّوْبَجُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نضر بن شمیل نے کہا کہ [مسطح] سے مراد وہ لکڑی ہے جس کے ذریعے سے تنور سے روٹی نکالی جاتی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: الْمِسْطَحُ عُودٌ مِنْ أَعْوَادِ الْخِبَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: جبکہ ابوعبید نے کہا کہ [مسطح] خیمے کی لکڑی کو کہتے ہیں۔

فائدہ: بھاری لکڑی سے مارنا قتل عمد میں شمار ہو سکتا ہے۔

٤٥٧١_ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب جنين المرأة، ح: ٦٩٠٥ عن موسى بن إسماعيل به.

٤٥٧٢_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب دية الجنين، ح: ٢٦٤١ من حديث أبي عاصم به، ورواه النسائي، ح: ٤٧٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٢٥.

٤٥٧٣- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عنْ عَمْرٍو، عنْ طَاوُسٍ قالَ: قامَ عُمَرُ عَلَى المِنْبَرِ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَأَنْ تُقْتَلَ. زَادَ: بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أوْ أمَةٍ، قالَ: فقالَ عُمَرُ: اللهُ أكْبَرُ، لَوْ لَمْ أسْمَعْ بِهٰذَا لَقَضَيْنَا بِغَيْرِ هٰذَا.

۴۵۷۳- جناب طاؤس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے...... اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا مگر اس میں ''اس عورت (قاتلہ) کے قتل کیے جانے کا ذکر نہیں کیا۔'' البتہ (جنین کے بدلے میں) ایک غلام یا لونڈی دیے جانے کا بیان کیا۔ طاؤس نے کہا' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر' اگر میں یہ نہ سنتا تو اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کر بیٹھتا۔

٤٥٧٤- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمَّارِ: أنَّ عَمْرَو بنَ طَلْحَةَ حَدَّثَهُمْ قالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ عنْ سِمَاكٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ فِي قِصَّةِ حَمَلِ بنِ مَالِكٍ قالَ: فَأَسْقَطَتْ غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، مَيِّتًا وَمَاتَتِ المَرْأَةُ فَقَضَى عَلَى الْعَاقِلَةِ الدِّيَةَ، فقالَ عَمُّهَا: إنَّهَا قَدْ أسْقَطَتْ يَا نَبِيَّ الله! غُلَامًا قَدْ نَبَتَ شَعْرُهُ، فقالَ أبُو الْقَاتِلَةِ: إنَّهُ كَاذِبٌ، إنَّهُ وَالله! مَا اسْتَهَلَّ وَلَا شَرِبَ وَلَا أكَلَ، فَمِثْلُهُ يُطَلُّ، فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «أسَجْعُ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَهَانَتُهَا؟ أدِّ فِي الصَّبيِّ غُرَّةً».

۴۵۷۴- جناب عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حمل بن مالک کے واقعہ میں بیان کیا کہ اس نے عورت کا بچہ ساقط کر دیا جو مردہ تھا اور اس کے بال اگ چکے تھے اور عورت بھی مر گئی۔ تو آپ ﷺ نے اس کی دیت اس قاتلہ کے وارثوں پر ڈال دی۔ مقتولہ کے چچا نے کہا: اس کا بچہ ساقط ہوا ہے' اے اللہ کے نبی' جس کے بال اگ چکے تھے۔ تو قاتلہ کے والد نے کہا: یہ جھوٹا ہے' اللہ کی قسم! بچہ نہ چیخا نہ چلایا' نہ پیا نہ کھایا' ایسا خون تو باطل ہوتا ہے۔ (اس میں قصاص ہوتا ہے نہ دیت۔) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا جاہلوں اور کاہنوں کی سی سجع ہے؟ بچے کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی ادا کرو۔''

قالَ ابنُ عَبَّاسٍ: كَانَ اسْمُ إحْدَاهُمَا مُلَيْكَةَ وَالأُخْرَى أُمَّ غُطَيْفٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ان عورتوں میں سے ایک کا نام مُلیکہ تھا اور دوسری کا ام غُطیف۔

٤٥٧٥- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبِي شَيْبَةَ:

۴۵۷۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

٤٥٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] والحديث السابق شاهد له ✽ طاؤس لم يسمع من عمر رضي الله عنه.

٤٥٧٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب صفة شبه العمد وعلى من دية الأجنة ... الخ، ح: ٤٨٣٢ من حديث عمرو بن طلحة به، وسنده ضعيف ✽ سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة.

٤٥٧٥- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب عقل المرأة على عصبتها وميراثها لولدها، ◀◀

حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا مُجَالِدٌ: حدثني الشَّعْبِيُّ عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ قَتَلَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ، قالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَةَ المَقْتُولَةِ عَلَى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ، وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا. قالَ: فقَالَ عَاقِلَةُ المَقْتُولَةِ: مِيرَاثُهَا لَنَا؟ قالَ: فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا، مِيرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا».

ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو قتل کر دیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا شوہر بھی تھا اور بچہ بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ پر ڈالی۔ اس قاتلہ کے شوہر اور بیٹے کو اس دیت کی ادائیگی سے بری رکھا۔ تو مقتولہ کے عاقلہ کہنے لگے کہ اس کی میراث ہمارا حق ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں اس کی وراثت اس کے شوہر اور بیٹے کا حق ہے۔“

فائدہ: اس روایت کو بعض محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ [عاقلہ] سے مراد وہ لوگ ہیں جو وراثت کے متعینہ حصے دے دیے جانے کے بعد باقی مال سمیٹ لیتے ہیں۔ جیسے کہ باپ' بیٹا' بھائی اور چچا وغیرہ۔ مگر اس حدیث میں بیٹے کو ”عاقلہ“ سے خارج رکھا گیا ہے۔

٤٥٧٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَيَانٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا فاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ الله ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ: دِيَةُ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَةِ المَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فقَالَ حَمَلُ بنُ مَالِكِ بنِ النَّابِغَةِ الهُذَلِيُّ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ أَغْرَمُ دِيَةَ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا

٤٥٧٦- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں تو ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ وہ اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ جنین کی دیت میں ایک غلام یا لونڈی ادا کی جائے اور مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ کے ذمے ڈالی اور مقتولہ کی وراثت اس کے بیٹے اور اس کے ساتھ دوسرے وارثوں کو دلوائی۔ تو حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھلا اس کا جرمانہ کیونکر بھروں جس نے نہ پیا نہ کھایا' نہ بولا نہ چلایا' ایسا خون تو لغو ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو کاہنوں کا بھائی لگتا

﴿ ح: ٢٦٤٨ من حديث عبدالواحد به، وسنده ضعيف ﴾ مجالد ضعيف.

٤٥٧٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب جنين المرأة وأن العقل على الوالد ... الخ، ح: ٦٩١٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ ... الخ، ح: ١٦٨١ من حديث عبدالله بن وهب به.

أَكَلَ، وَنَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ، فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ». مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

ہے۔'' آپ نے یہ اس کی مسجع گفتگو کی وجہ سے فرمایا۔

٤٥٧٧- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حدثنا اللَّيْثُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن ابنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا بالغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضَى رَسُولُ الله ﷺ بأنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا.

۴۵۷۷- جناب ابن مسیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں روایت کیا کہ پھر وہ عورت جس کو آپ نے غلام یا لونڈی دلوائی فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ اس کی وراثت اس کے بیٹے کو ملے اور (قاتلہ کی طرف سے) دیت اس کے عصبہ (عاقلہ) پر ڈالی۔

٤٥٧٨- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بنُ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عنْ أبيهِ: أَنَّ امْرَأَةً حَذَفَتْ امْرَأَةً فأَسْقَطَتْ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ، فَجَعَلَ فِي وَلَدِهَا خَمْسَ مِائَةِ شَاةٍ، وَنَهَى يَوْمَئِذٍ عن الْحَذْفِ.

۴۵۷۸- حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے دوسری کو پتھر دے مارا' اس سے اس کا بچہ ساقط ہوگیا۔ پس یہ مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے بچے کے سلسلے میں پانچ سو بکریاں ذمے لگائیں اور اس دن سے پتھر مارنے سے منع فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَا الْحَدِيثُ خَمْسَ مِائَةِ شَاةٍ. وَالصَّوَابُ: مِائَةُ شَاةٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں روایت تو پانچ سو بکریاں ہی ہے' مگر صحیح یہ ہے کہ سو بکریاں تھیں۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا قالَ عَبَّاسٌ، وَهُوَ وَهْمٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ عباس (بن عبدالعظیم) کا وہم ہے۔

٤٥٧٩- حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ مُوسَى

۴۵۷۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٤٥٧٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الفرائض، باب ميراث المرأة والزوج مع الولد وغيره، ح: ٦٧٤٠، ومسلم، القسامة، باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطأ . . . الخ، ح: ١٦٨١ عن قتيبة به.

٤٥٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، القسامة، باب دية جنين المرأة، ح: ٤٨١٧ من حديث عبيدالله ابن موسى به.

٤٥٧٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الديات، باب ماجاء في دية الجنين، ح: ١٤١٠، وابن ماجه، ◄◄

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا عِيسٰى عنْ مُحمَّدٍ يَعني ابنَ [عَمْرٍو]، عنْ أَبِي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قَضَى رَسُولُ الله ﷺ فِي الْجَنِينِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ أَوْ فَرَسٍ أَوْ بَغْلٍ.

رسول اللہ ﷺ نے جنین کے سلسلے میں ایک غلام یا لونڈی یا ایک گھوڑا یا خچر ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عنْ مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَخَالِدُ بنُ عَبْدِ الله وَلَمْ يَذْكُرَا فَرَسًا وَلَا بَغْلًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ اور خالد بن عبداللہ نے محمد بن عمرو سے یہ روایت نقل کی ہے مگر ان دونوں نے گھوڑے یا خچر کا ذکر نہیں کیا۔

٤٥٨٠- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ سِنَانٍ الْعَوَقِيُّ قالَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عنْ مُغِيرَةَ، عن إِبراهِيمَ وَجَابِرٍ، عن الشَّعْبِيِّ قالَ: الْغُرَّةُ خَمْسُ مِائَةٍ يَعْني [دِرْهَمًا].

۴۵۸۰- جناب شعبی سے مروی ہے کہ لونڈی غلام کی قیمت پانچ سو درہم ہے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ رَبِيعَةُ: الْغُرَّةُ خَمْسُونَ دِينَارًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں ربیعہ نے کہا کہ لونڈی غلام کی قیمت پچاس دینار ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰- مکاتب کی دیت کا بیان

فائدہ: ایسا غلام جس نے اپنے مالک سے معاہدہ کیا ہو کہ میں اس قدر رقم دے کر آزاد ہو جاؤں گا تو وہ اس مدت میں ''مکاتَب'' کہلاتا ہے۔ (مکاتب 'تا' کے زبر کے ساتھ۔)

٤٥٨١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَعْلَى بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قَضَى

۴۵۸۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکاتب 'جو قتل کر دیا جائے' کی دیت کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ جس قدر حصہ اپنی کتابت کا ادا کر چکا ہو اس نسبت سے آزاد آدمی کی دیت دی جائے

ح: ٢٦٣٩ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤٥٨٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] ✽ شريك القاضي ومغيرة بن مقسم مدلسان وعنعنا.

٤٥٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب دية المكاتب، ح: ٤٨١٤ من حديث يعلى بن عبيد به، وصححه ابن الجارود، ح: ٩٨٢ ✽ يحيى بن أبي كثير مدلس وعنعن.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْمُكَاتَبِ يُقْتَلُ يُودَى مَاأَدَّى مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِيَ دِيَةَ الْمَمْلُوكِ.

اور جس قدر باقی ہو اس میں غلام کی دیت دی جائے۔

٤٥٨٢- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِذَا أَصَابَ الْمُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ وَرِثَ مِيرَاثًا يَرِثُ عَلَى قَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ».

۴۵۸۲- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکاتب پر جب کوئی حد لازم آ رہی ہو یا کسی کا وارث بن رہا ہو تو جس نسبت سے آزاد ہو چکا ہو اسی حساب سے حد لاگو ہو گی یا وراثت کا حصہ پائے گا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عن النَّبيِّ ﷺ، وَأَرْسَلَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَإِسْمَاعِيلُ عن أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عن النَّبِيِّ ﷺ، وَجَعَلَهُ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَوْلَ عِكْرِمَةَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں اس روایت کو وہیب نے بسند ایوب' عکرمہ سے انہوں نے حضرت علی ؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اور حماد بن زید اور اسماعیل نے بواسطہ ایوب' عکرمہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے جبکہ اسماعیل بن عُلَیَّہ نے اسے عکرمہ کا قول بنایا ہے۔

فائدہ: اسلام نے جس انداز سے غلاموں کے حقوق کا تحفظ کیا ہے کسی اور ملت میں نہیں ہے۔ غلام اگر آدھا آزاد ہو چکا ہو اور آدھا غلام ہو تو آدھی دیت آزاد کی اور باقی غلام کی ادا کی جائے گی۔ اسی طرح باقی امور میں بھی ہے۔

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الذِّمِّيِّ (التحفة ٢٣)

باب:۲۱- ذمی کی دیت کا بیان

فائدہ: ایسا غیر مسلم' جو مملکت اسلامی کی رعیت میں شامل ہو' ذِمّی کہلاتا ہے۔

٤٥٨٣- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ

۴۵۸۳- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ

٤٥٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البيوع، باب ماجاء في المكاتب إذا كان عنده مايؤدي، ح: ١٢٥٩ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن"، ورواه النسائي، ح: ٤٨١٥.

٤٥٨٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢١٧ من حديث محمد بن إسحاق، والترمذي، ح: ١٤١٣، والنسائي، ح: ٤٨١٠، ٤٨١١، وابن ماجه، ح: ٢٦٤٤ من حديث عمرو بن شعيب به، وصححه ابن الجارود، ح: ١٠٥٢، حديث أسامة بن زيد رواه الترمذي، والنسائي، ح: ٤٨١١، وحديث عبدالرحمٰن بن الحارث رواه ابن ماجه.

مَوْهَبِ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ عنْ مُحَمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ، عَنْ أبِيهِ، عنْ جَدِّهِ عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «دِيَةُ المُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ».

اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عہدوالے (ذمی) کی دیت آزاد سے آدھی ہے۔''

قالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ الْحَارِثِ عنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ مِثْلَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو اسامہ بن زید لیثی اور عبدالرحمٰن بن حارث نے عمرو بن شعیب سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُقَاتِلُ الرَّجُلَ فَيَدْفَعُهُ عَنْ نَفْسِهِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٢-اپنا دفاع کرتے ہوئے اگر حملہ آور کا کوئی نقصان ہو جائے یا اسے ضرب لگ جائے تو......؟

٤٥٨٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن ابنِ جُرَيْجٍ قالَ: أخبرني عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بنِ يَعْلَى، عنْ أبِيهِ قالَ: قاتَلَ أجِيرٌ لِي رَجُلًا فَعَضَّ يَدَهُ فَانْتَزَعَهَا فَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ فَأتَى النَّبيَّ ﷺ فَأهْدَرَهَا، وَقالَ: «أتُرِيدُ أنْ يَضَعَ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ؟» قالَ: وَأخبرني ابنُ أبِي مُلَيْكَةَ عنْ جَدِّهِ أنَّ أبَا بَكْرٍ أهْدَرَهَا، وَقالَ: بَعِدَتْ سِنُّهُ.

۴۵۸۴- حضرت صفوان اپنے والد یعلی ؓ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میرے نوکر کی ایک شخص سے لڑائی ہو گئی تو دوسرے نے اس کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹ لیا تو اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس سے اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے۔ تو وہ نبی ﷺ کے پاس چلا گیا تو آپ نے اس (کے اس نقصان) کو ضائع قرار دیا۔ اور فرمایا: ''کیا تو چاہتا تھا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں دیے رہتا اور تو اسے اونٹ کی طرح چبا ڈالتا؟'' (عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے) کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے اسے ضائع قرار دیا اور کہا: دور ہو (ضائع ہے) اس کا دانت۔

فائدہ: حملہ آور کے مقابلے میں اپنا دفاع کرنا حق واجب ہے اور اس صورت میں حملہ آور کو اگر کوئی چوٹ لگ جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔

٤٥٨٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب: إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٣، ومسلم، القسامة، باب الصائل على نفس الإنسان أو عضوه... الخ، ح: ١٦٧٤ من حديث ابن جريج به.

٤٥٨٥- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنا حَجَّاجٌ وَعَبْدُ المَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عنْ يَعْلَى بنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا، زَادَ: ثُمَّ قالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، لِلْعَاضِّ: «إنْ شِئْتَ أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ يَدِكَ فَيَعَضُّهَا ثُمَّ تَنْزِعَهَا مِنْ فِيهِ»، وَأَبْطَلَ دِيَةَ أَسْنَانِهِ.

۴۵۸۵- حضرت یعلی بن امیہ نے یہ روایت بیان کی اور مزید کہا کہ پھر نبی ﷺ نے دانت سے کاٹنے والے سے کہا: ''اگر چاہو تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دو، وہ بھی اسی طرح کاٹے جیسے کہ تم نے کاٹا تھا اور تم بھی اپنا ہاتھ کھینچ لینا۔'' الغرض آپ نے اس کے دانتوں کی دیت ضائع قرار دی۔

(المعجم ٢٣) - بَابٌ: فِيمَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَأَعْنَتَ (التحفة ٢٥)

باب:۲۳- جو کوئی بلا علم طبیب بن کر لوگوں کا علاج کرے اور ضرر پہنچائے تو......؟

٤٥٨٦- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ وَمُحمَّدُ بنُ الصَّبَاحِ بنِ سُفْيَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ».

۴۵۸۶- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ایسے ہی طبیب بن کر علاج کرے اور طبابت اور علاج معالجے میں مشہور نہ ہو تو وہ ذمہ دار ہے۔''

قالَ نَصْرٌ: قال: حدَّثني ابنُ جُرَيْجٍ.

نصر بن عاصم نے اپنی سند میں کہا: [حَدَّثَنِي ابنُ جُرَيْجٍ]

قالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا لَمْ يَرْوِهِ إلَّا الْوَلِيدُ، لَا نَدْرِي أَصَحِيحٌ هُوَ أَمْ لَا.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ صرف ولید بن مسلم کی روایت ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔

فائدہ: بعض محققین کے نزدیک مذکورہ روایت حسن ہے' ان کے نزدیک عطائی قسم کے غیر معروف طبیب اور معالج اگر اپنے علاج سے کسی کا نقصان کر دیں تو وہ اس کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ اور لوگوں کو بھی ایسے عطائیوں سے محتاط رہنا چاہیے۔

٤٥٨٥ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٥٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الطب، باب من تطبب ولم يعلم منه طب، ح:٣٤٦٦، والنسائي، ح:٤٨٣٤ من حديث الوليد بن مسلم به * ابن جريج عنعن، وللحديث شاهد ضعيف.

٤٥٨٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا حَفْصٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حدَّثني بَعْضُ الْوَفْدِ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلٰى أبِي، قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أيُّمَا طَبِيبٍ تَطَبَّبَ عَلٰى قَوْمٍ لا يُعْرَفُ لَهُ تَطَبُّبٌ قَبْلَ ذٰلِكَ فأعْنَتَ فَهُوَ ضَامِنٌ». قال عبْدُ الْعَزِيزِ: أمَا إنَّهُ لَيْسَ بالنَّعْتِ إنَّمَا هُوَ قَطْعُ الْعُرُوقِ وَالْبَطُّ وَالْكَيُّ.

۴۵۸۷- جناب عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ ایک وفد کے لوگ جو میرے والد کے پاس آئے تھے ان میں سے ایک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو معالج کسی قوم میں طبیب بنا پھرتا ہو، جب کہ اس سے پہلے وہ علم طب میں معروف نہ ہو اور کسی کا نقصان کر دے تو وہ ذمہ دار ہے۔“ عبدالعزیز نے کہا: یہ ضمانت دوا بتانے میں نہیں بلکہ یہ رگ کاٹنے، چیرا دینے یا داغ دینے کی صورت میں ہے۔

فائدہ: لوگ بالعموم سنے سنائے نسخے بیان کرتے ہیں، اس صورت میں بتانے والے کا قصور نہیں سمجھا جاتا، بلکہ ایسی دوا استعمال کرنے والے کو خود دانا ہونا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی اناڑی فصد کھولے یا داغ وغیرہ دے اور نقصان ہو جائے تو ذمہ دار ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ نو آموز ڈاکٹروں اور معالجین کے لیے پرانے ماہر طبیبوں کی زیر نگرانی طویل تربیت لازمی سمجھی جاتی ہے۔

(المعجم ٢٤) - بَابٌ: فِي دِيَةِ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمْدِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۴- قتل خطا جو عمد کے مشابہ ہو، کی دیت

٤٥٨٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ المَعْنَى قالَا: حدثنا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ رَبِيعَةَ، عنْ عُقْبَةَ ابنِ أوْسٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو أنَّ رَسُولَ الله ﷺ - قالَ مُسَدَّدٌ: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ ثُمَّ اتَّفَقَا - فقالَ: «ألَا إنَّ كُلَّ مَأْثَرَةٍ كَانَتْ في الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ دَمٍ أوْ مالٍ تُذْكَرُ وَتُدْعَى تَحْتَ قَدَمَيَّ إلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ»، ثُمَّ قالَ: «ألَا إنَّ

۴۵۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے۔۔ بقول مسدد فتح والے دن خطبہ ارشاد فرمایا پھر سلیمان بن حرب اور مسدد دونوں اپنے بیان میں متفق ہیں...... آپ نے فرمایا: ”خبردار! تحقیق جاہلیت کے دور کی فخر کی ہر بات خون سے متعلق ہو یا مال سے، جس کا ذکر کیا جاتا ہو یا دعویٰ کیا جاتا ہو، وہ میرے قدموں تلے (روندی جا رہی) ہے سوائے حاجیوں کو پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کے عمل کے۔“ (وہ حسب سابق بحال ہے۔) پھر فرمایا: ”خبردار! قتل

٤٥٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] بعض الوفد مجهول، وانظر الحديث السابق.

٤٥٨٨ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٤٧.

دِيَةَ الْخَطإِ شِبْهِ الْعَمْدِ - مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا - مِائَةٌ مِنَ الْإِبلِ مِنْها أَرْبَعُونَ في بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا».

خطا جو عمد کے مشابہ ہو سانٹے یا لاٹھی وغیرہ سے جیسے بھی ہو اس کی دیت سو اونٹ ہے' ان میں چالیس اونٹنیاں ایسی ہوں جن کے پیٹوں میں بچے ہوں۔''

٤٥٨٩- حَدَّثنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا وُهَيْبٌ عن خَالِدٍ بِهٰذا الإسْنادِ نَحْوَ مَعْنَاهُ.

۴۵۸۹- وہیب نے خالد سے اسی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

(المعجم ٢٥) - **بابُ جِنَايَةِ الْعَبْدِ يَكُونُ لِلْفُقَرَاءِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۵- فقیر لوگوں کا غلام کسی قابل دیت جرم کا ارتکاب کر بیٹھے تو......؟

٤٥٩٠- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أبي عن قَتَادَةَ، عن أبي نَضْرَةَ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ: أنَّ غُلَامًا لأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لأُنَاسٍ أغْنِيَاءَ، فأَتَى أَهْلُهُ النَّبيَّ ﷺ فقالُوا: يَا رَسُولَ الله! إنَّا نَاسٌ فُقَرَاءُ، فلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا.

۴۵۹۰- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ فقیر لوگوں کا ایک غلام تھا' اس نے امیر لوگوں کے ایک غلام کا کان کاٹ دیا یہ (امیر) لوگ نبی ﷺ کے پاس مقدمہ لے آئے تو دوسروں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم لوگ فقیر ہیں' تو آپ نے ان پر کوئی چیز نہ ڈالی۔

فوائد و مسائل: ① بعض محققین کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ ② اس حدیث میں ''غلام'' کا ایک ترجمہ معروف معنی میں ہے کہ وہ عبد مملوک تھے۔ چونکہ یہ معاملہ مملوکوں کے مابین تھا اور قصوروار کے مالک فقیر بھی تھے اس لیے ان پر کچھ نہ ڈالا گیا۔ اور دوسرا ترجمہ ''نوعمر لڑکے'' بھی کیا گیا ہے یعنی وہ آزاد تھے۔ مگر ان کے لڑکپن' خطا اور قصوروار کے ولی فقیر ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ نہ ڈالا تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار' ابواب الدیات/ العاقلة وماتحمله)

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيًّا بَيْنَ قَوْمٍ** (التحفة ٢٨)

باب:۲۶- جو شخص کسی اندھا دھند بلوے میں قتل ہو جائے

٤٥٨٩ـ **تخريج**: [صحيح] تقدم، ح:٤٥٤٨، وانظر الحديث السابق.

٤٥٩٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب سقوط القود بين المماليك فيما دون النفس، ح:٤٧٥٥ من حديث معاذ بن هشام به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٤٣٨ * قتادة عنعن.

٤٥٩١- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حُدِّثْتُ عن سَعِيدِ بنِ سُلَيْمَانَ، عن سُلَيْمانَ بنِ كَثِيرٍ قالَ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ دِينَارٍ عن طَاوُسٍ، عن ابن عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قُتِلَ في عِمِّيًّا أَوْ رِمِّيًّا تَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحَجَرٍ أَوْ بِسَوْطٍ فَعَقْلُهُ عَقْلُ خَطَإٍ، وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَقَوَدُ يَدَيْهِ، فَمنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

۴۵۹۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بلوے میں مارا جائے (اور قاتل دیکھا نہ گیا ہو) کہ ان کی آپس میں سنگباری ہوئی ہو یا سانٹے ڈنڈے بازی تو اس کی دیت قتل خطا والی ہوگی۔ اور جو عمداً جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہو تو اس میں قاتل کی جان سے قصاص ہے اور جو کوئی اس (قصاص لینے) میں آڑے آئے تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

فائدہ: گزشتہ حدیث: ۴۵۳۹ ملاحظہ ہو۔

(المعجم ٢٧) - **بَابٌ: فِي الدَّابَّةِ تَنْفَحُ بِرِجْلِهَا** (التحفة ٢٩)

باب: ۲۷- کسی کو اگر جانور لات مار دے تو......؟

٤٥٩٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ حُسَيْنٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «الرِّجْلُ جُبَارٌ [وَالمَعْدِنُ جُبَارٌ]».

۴۵۹۲- حضرت ابوہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''(جانور کا) لات مار دینا ضائع ہے۔ اور معدنی کان (کا نقصان) ضائع ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الدَّابَّةُ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا وَهُوَ رَاكِبٌ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ جانور کا مالک اس پر سوار ہو اور وہ لات مار دے (تو ضائع ہے۔)

(المعجم ٢٨) - **بابُ الْعَجْمَاءِ وَالْمَعْدِنِ وَالْبِئْرِ جُبَارٌ** (التحفة ٣٠)

باب: ۲۸- جانور لات مارے یا معدنی کان میں کوئی حادثہ ہو جائے

٤٥٩٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ

۴۵۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے

٤٥٩١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٤٠.

٤٥٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٥٧٨٨ من حديث سفيان بن حسين به، وهو ضعيف عن الزهري، تقدم، ح: ٢٥٧٩.

٤٥٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث سفيان◀

عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وَأبي سَلَمَةَ سَمِعَا أبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «العَجْماءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

بیان کرتے تھے' آپ نے فرمایا: ''جانور کا زخمی کر دینا' معدنی کان میں حادثہ ہو جانا یا کنویں میں گر پڑنا سب ضائع ہیں اور اگر کسی کو کوئی دفینہ ملے تو اس میں خمس ہے۔'' (پانچواں حصہ ادا کرنا شرعی حق ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الْعَجْمَاءُ الْمُنْفَلِتَةُ الَّتي لا يَكُونُ مَعَهَا أحَدٌ وَتَكُونُ بالنَّهَارِ لا تَكُونُ باللَّيْلِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں جانور جب بھاگ گیا ہو اور اس کے ساتھ کوئی نہ ہو اور یہ حادثہ دن کے وقت ہوا ہو رات میں نہ ہوا ہو۔

فائدہ: ① جانور بے شعور اور ناسمجھ مخلوق ہے اس کے کاٹ کھانے یا لات مار دینے میں اس کے مالک کا قصور نہیں' الا یہ کہ جب وہ اس کے قریب ہو اور اس کو ضبط رکھنے پر قادر ہو' یا یقین ہو کہ یہ لوگوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور پھر بھی وہ اسے کھلا چھوڑ دے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول کا یہی مفہوم ہے۔ ② مزدور کو جب معلوم ہو کہ اس نے معدنی کان میں کام کرنا ہے...... یا اسی طرح کسی اور پر خطر جگہ پر چڑھنا ہے اور وہ اپنی رضامندی سے کام کرے تو اتفاقی حادثہ کی وجہ سے مالک قصوروار نہیں ہوگا۔ ③ اپنی زمین میں کسی نے کنواں کھودا ہو اور کوئی اس میں جا گرے تو مالک کا کوئی قصور نہیں سمجھا جائے گا' بخلاف اس کے کہ کسی عام گزرگاہ پر کھودے اور پھر اس پر باڑ وغیرہ نہ لگائے۔

(المعجم ٢٩) - بَابٌ: فِي النَّارِ تَعَدَّى (التحفة ٣١)

باب: ۲۹- آگ جو پھیل جائے

٤٥٩٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا زَيْدُ بنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ الصَّنْعَانِيُّ كِلَاهُمَا عن مَعْمَرٍ، عن هَمَّامِ ابنِ مُنَبِّهٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ

۴۵۹۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ (سے ہونے والا نقصان) ضائع ہے۔''

◄◄ ابن عيينة، والبخاري، الزكوة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩ من حديث الزهري به.

٤٥٩٤_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الديات، باب الجبار، ح: ٢٦٧٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في صحيفة همام بن منبه، ح: ١٣٨.

الله ﷺ: «النَّارُ جُبَارٌ».

فائدہ: اگر کسی نے اپنی زمین یا گھر وغیرہ میں آگ جلائی اور پھر وہ پھیل گئی یا کوئی چنگاری اڑ کر دوسرے کا نقصان کر گئی تو آگ جلانے والا اس کا ذمہ دار نہ سمجھا جائے گا الا یہ کہ کوئی واضح قصور ہو مثلاً اپنا کام کر کے اسے ویسے ہی چھوڑ دیا اور بجھایا یا دبایا نہ ہو۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ الْقِصَاصِ مِنَ السِّنِّ (التحفة ٣٢)

باب:۳۰- دانتوں کے قصاص کا بیان

٤٥٩٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ أُخْتُ أنَسِ بنِ النَّضْرِ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَضَى بِكِتَابِ الله الْقِصَاصَ، فقال أَنَسُ بنُ النَّضْرِ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا الْيَوْمَ، قالَ: «يَا أَنَسُ! كِتَابُ الله الْقِصَاصُ» فَرَضُوا بِأَرْشٍ أَخَذُوهُ. فَعَجِبَ نَبِيُّ الله ﷺ وقالَ: «إنَّ مِنْ عِبَادِ الله مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى الله لأَبَرَّهُ».

۴۵۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی بہن رُبیع (را پر پیش' با پر زبر اور یا مشدد کے نیچے زیر) نے ایک عورت کا دانت توڑ دیا تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آ گئے۔ پس آپ نے اللہ کی کتاب کے مطابق قصاص کا فیصلہ فرمایا۔ انس بن نضر کہنے لگے: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! آج اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: ''انس! کتاب اللہ کا فیصلہ قصاص ہے۔'' چنانچہ دوسرے لوگ دیت قبول کر لینے پر راضی ہو گئے (اور بدلہ نہیں لیا) تو نبی ﷺ کو بڑا تعجب ہوا اور فرمایا: ''اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ پوری فرما دیتا ہے۔''

قالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ يُقْتَصُّ مِنَ السِّنِّ؟ قالَ: تُبْرَدُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا' ان سے پوچھا گیا کہ دانت کا قصاص کیسے لیا جائے؟ تو انہوں نے کہا: ''اسے رگڑ دیا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا انکار رسول اللہ ﷺ پر رد یا شریعت کا انکار نہ تھا' بلکہ یہ اس طبعی عار اور اذیت کا اظہار تھا جو دانت توڑے جانے کی صورت میں ایک خاتون اور اس کے قبیلے کو لاحق ہونے والی تھی اور ان کا مقصود یہ تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور حل نکالا جائے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک انسان روزہ رکھنے کا

٤٥٩٥- تخريج: أخرجه البخاري، الصلح، باب الصلح في الدية، ح: ٢٧٠٣ من حديث حميد الطويل به.

شائق ہے مگر اس کے نتیجے میں بھوک پیاس سے اذیت بھی محسوس کرتا ہے۔تو اس طبعی اذیت کا اظہار کوئی معیوب نہیں ہے۔ ② حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب بندے تھے کہ اللہ نے ان کی قسم پوری کر دی...... رضی اللہ عنہ ...... ③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتوی کہ دانت رگڑ دیا جائے اسی وقت صحیح ہوگا جب دانت اوپر سے ٹوٹا ہو۔(بذل المجهود)

سنت کی اہمیت وفضیلت

عربی لغت میں سنت طریق کو کہتے ہیں۔ محدثین اور علمائے اصول کے نزدیک سنت سے مراد: ''رسول اللہ ﷺ کے اقوال' اعمال' تقریرات اور جو کچھ آپ نے کرنے کا ارادہ فرمایا نیز وہ سب کچھ بھی شامل ہے جو آپ ﷺ کی طرف سے (امت تک) پہنچا۔'' (فتح الباری' کتاب الاعتصام بالسنة)

''کتاب السنة'' ایک جامع باب ہے جس میں عقائد اور اعمال دونوں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے بعد عقائد واعمال میں جو بھی انحراف سامنے آیا تھا اس کی تفصیلات اور اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ طریق کی وضاحت بیان کی گئی ہے۔ اس کتاب کے موضوعات میں سنت اور اس کی پیروی' دعوت الی السنۃ اور اس کا اجر' امت کا اتفاق واتحاد' اور وہ فتنے جن سے یہ اتفاق انتشار میں بدلا شامل ہیں۔ عقائد ونظریات میں جو انحراف آیا اس کے اسباب کا بھی اچھی طرح جائزہ لیا گیا اور منحرف نظریات کے معاملے میں صحیح عقائد کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ نظریاتی انحراف صحابہ کے درمیان تفضیل' مسئلۂ خلافت کے حوالے سے اختلافات' حکمرانوں کی

آمریت اور سرکشی سے پیدا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ' فتنہ پردازوں نے ایمان' تقدیر' صفاتِ باری تعالیٰ' حشر ونشر' میزان' شفاعت' جنت' دوزخ حتی کہ قرآن کے حوالے سے لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کے اس حصے میں ان تمام موضوعات کے حوالے سے صحیح عقائد اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو پیش کیا۔ان فتنوں کے استیصال کا کام محدثین ہی کا کارنامہ ہے۔محدثین کے علاوہ دوسرے علماء وفقہاء نے اس میدان میں اس انداز سے کام نہیں کیا بلکہ مختلف فقہی مکاتبِ فکر کے لوگ خصوصاً اپنی رائے اور عقل پر اعتماد کرنے والے حضرات خود ان فتنوں کا شکار ہو گئے

ابوداود کی "کتاب السنة" اور دیگر محدثین کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جامعیت کے ساتھ محدثین نے ہر میدان میں کس طرح رہنمائی مہیا کی' اور اہل یہود کے حملوں سے اسلام کا دفاع کیا۔انہوں نے محض شرعی اور فقہی امور تک اپنی توجہ محدود نہیں رکھی بلکہ اسلام کے ہر پہلو اور دفاع عن الاسلام کے ہر میدان میں کمربستہ رہے۔فجزاهم الله عن جميع المسلمين خير جزاءٍ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(المعجم ٣٩) -كِتَابُ السُّنَّةِ (التحفة ٣٤)

سنتوں کا بیان

(المعجم ١) - بَابُ شَرْحِ السُّنَّةِ (التحفة ١)

باب:ا-سنت کی تشریح وتوضیح کا بیان

٤٥٩٦- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلٰى إحْدَى أوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارَى عَلٰى إحْدَى أوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي علٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً».

۴۵۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔''

فائدہ: علامہ ابومنصور عبدالقاہر تمیمی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد ان فقہاء کا اختلاف نہیں ہے کہ جن کے اجتہاد کی بنیاد فہم سنت پر ہے' وہ اپنے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر اشیاء کے حلال یا حرام ہونے کی رائے دیتے ہیں' بلکہ اس تفرقہ سے مراد وہ اصولی اختلافات ہیں جو توحید' تقدیر' شروط نبوت و رسالت' محبت حدیث اور صحابہ کے ساتھ محبت و موالاۃ وغیرہ کے مسائل میں ظاہر ہوئے اور ان مسائل میں ایک دوسرے کو کافر کہا گیا۔ جبکہ فقہی نوعیت کے مسائل میں کبھی کسی نے کسی کو کافر نہیں کہا۔ (عون المعبود)

٤٥٩٧- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

۴۵۹۷- ابو عامر ہوزنی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ

٤٥٩٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في افتراق هذه الأمة، ح: ٢٦٤٠، وابن ماجه، ح: ٣٩٩١ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ١٢٨، ووافقه الذهبي.

٤٥٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٠٢.

وَمُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى قالَا: حَدَّثَنا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنا صَفْوَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا بَقِيَّةُ: حدَّثني صَفْوَانُ نَحْوَهُ، قالَ: حدَّثني أَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ عنْ أبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ، عنْ مُعَاوِيَةَ بنِ أبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ قامَ فِينَا فقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَامَ فِينَا فقَالَ: «أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افترَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَإِنَّ هٰذِهِ المِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وهي الْجَمَاعَةُ» - زَادَ ابنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو فِي حَدِيثِهِمَا - «وَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الأَهْوَاءُ كَما يَتَجَارَى الْكَلَبُ لِصَاحِبِهِ». وَقالَ عَمْرٌو: «الْكَلَبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصِلٌ إِلَّا دَخَلَهُ».

بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہا: خبردار! تحقیق رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور یہ ملت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ بہتر (۷۲) آگ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہی ”الجماعۃ“ ہوگا۔“ ابن یحییٰ اور عمرو نے اپنی روایتوں میں مزید کہا: ”بلاشبہ میری امت میں سے کچھ قومیں نکلیں گی ان میں یہ اہواء (من پسند نظریات اور اعمال کو دین میں داخل کرنا) ایسے سرایت کر جائیں گی جیسے کہ باؤلے پن کی بیماری اپنے بیمار میں سرایت کر جاتی ہے۔“ عمرو نے کہا: ”باؤلے پن کے بیمار کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا جس میں اس بیماری کا اثر نہ ہو۔“

فوائد ومسائل: ① ان احادیث میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے افراد کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی رسی یعنی کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑیں اور آپس میں تقسیم نہ ہوں' مگر اس انتباہ کے باوجود مسلمان اہواء کے فتنوں میں پھنس کر تقسیم ہوئے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ ② ”الجماعة“ بمعنی اجتماع دراصل اسم مصدر ہے اور ایسی قوم کے لیے بولا گیا ہے جو آپس میں ہر طرح اکٹھے اور مجتمع ہوں۔ ”اهل السنة و الجماعة“ کا نام بھی اسی معنی میں ہے کہ یہ لوگ کتاب وسنت پر مجتمع ہیں اور ان میں ایسا افتراق نہیں ہے کہ ایک دوسرے کو گمراہ قرار دیتے پھریں۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے الجماعۃ سے مراد ”جماعت صحابہ کے متبع لوگ“ بیان کیا ہے۔ کیونکہ صحابہ کے زمانے میں' صرف اور صرف کتاب وسنت پر سب اکٹھے تھے۔ اہواء اور بدعات تو ایک طرف کسی فقہی مکتب فکر کا وجود بھی نہیں تھا۔ ③ ”اهل السنة و الجماعة“ وہی ایک فرقہ ہے جو بزبان رسالت نجات یافتہ ہے۔ جب لوگ تفرقے کے اسباب سے باز آجائیں تو ان میں اتفاق واتحاد آجاتا ہے اور پھر وہ ”الجماعۃ“ بنتے ہیں۔ تفرقہ کا بنیادی سبب قرآن اور سنت صحیحہ کو چھوڑ کر بدعات کی پیروی کرنا ہے۔

(المعجم ٢) - **بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ وَاتِّبَاعِ الْمُتَشَابِهِ مِنَ الْقُرْآنِ** (التحفة ٢)

باب:۲-آپس میں جھگڑنا یا قرآن کریم کے متشابہات کے پیچھے پڑنا منع ہے

٤٥٩٨- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا يَزِيدُ ابنُ إبراهِيمَ التَّسْتُرِيُّ عن عبدِ الله بنِ أبي مُلَيْكَةَ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحَمَّدٍ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَرَأَ رَسُولُ الله ﷺ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَـٰبَ مِنْهُ ءَايَـٰتٌ مُّحْكَمَـٰتٌ﴾ إلى ﴿أُوْلُوا الْأَلْبَـٰبِ﴾ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ، فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ سَمَّى الله فَاحْذَرُوهُمْ».

۴۵۹۸-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ ......تا......أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ "(اللہ) وہ ذات ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی' جس میں بعض آیتیں محکم (واضح) ہیں جو اس کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور کچھ دوسری آیتیں متشابہات (غیر واضح) ہیں' تو جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان میں سے انہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ (غیر واضح) ہیں' ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے' حالانکہ اللہ کے سوا کوئی بھی ان کی تاویل نہیں جانتا' اور جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ان (متشابہات) پر ایمان ہے' یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ پکڑتے ہیں جو عقل والے ہیں۔" حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہوں تو یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿فَاحْذَرُوهُمْ﴾ "ان سے ڈرتے اور بچتے رہو۔"

فوائد ومسائل: ① قرآنی آیات کے "محکم اور متشابہ" ہونے کے کئی معانی ہیں۔ مثلاً وہ آیات جو دوسری آیات کے لیے ناسخ ہیں۔ یا جن میں حلال وحرام کا بیان آیا ہے۔ یا وہ آیات جن کے معانی واضح اور بندے ان سے آگاہ

٤٥٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، تفسير سورة آل عمران، باب: ﴿منه آيات محكمات﴾، ح: ٤٥٤٧، ومسلم، العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن . . . الخ، ح: ٢٦٦٥ عن القعنبي به.

ہیں۔ یا جن کی کوئی تاویل نہیں "وہ محکم کہلاتی ہیں اور "متشابہ" سے مراد وہ آیات ہیں جو منسوخ ہو چکی ہیں مگر تلاوت بھی ہو رہی ہے۔ یا جو حق وصدق میں ایک دوسری کے مشابہ ہیں' انہیں متشابہ کہا گیا ہے۔ یا ایسی آیات جن کے معانی و مفاہیم سے صرف اللہ عزوجل ہی آگاہ ہے۔ یا جن کے مفاہیم کئی پہلو رکھتے ہیں "وہ متشابہات" کہلاتی ہیں۔
② جدال (لڑائی کرنا) بظاہر کوئی قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا مگر اظہار حق اور ابطال باطل کے لیے از حد ضروری اور قابل تعریف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے "علم وحکمت" کو شرط قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النحل:١٢٥) محض ریا وسمعہ (شہرت) اور لوگوں کی توجہات حاصل کرنے کی کوشش میں یا باطل کی تائید میں جدال کرنا حرام ہے۔ ③ اہل اہواء (اہل بدعت) اور متشابہات کے درپے ہونے والوں سے دور رہنا چاہیے تاکہ انہیں تقویت اور شہرت نہ ملے اور کہیں کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دیں' البتہ راسخ علماء کا فریضہ ہے کہ حق کا اظہار و بیان کریں اور عوام کو باطل سے متنبہ اور آگاہ کرتے رہیں۔ ④ اور ایسے لوگ مختلف ناموں سے ہر دور میں اور ہر جگہ موجود رہے ہیں۔

(المعجم . . .) - بابُ مُجَانَبَةِ أَهْلِ الأَهْوَاءِ وَبُغْضِهِمْ (التحفة ٣)

باب:...... اہل بدعت سے دور رہنے اور ان سے بغض رکھنے کا بیان

٤٥٩٩ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أَبِي زِيَادٍ عن مُجَاهِدٍ، عنْ رَجُلٍ، عنْ أَبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَفْضَلُ الأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي الله وَالْبُغْضُ فِي الله».

۴۵۹۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اعمال میں سے افضل عمل اللہ کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے بغض رکھنا ہے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن اس موضوع پر دیگر صحیح روایات موجود ہیں' [اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ] اور [اَلْبُغْضُ فِی اللّٰہِ] کا مفہوم یہ ہے کہ کسی سے محبت کے بہت سے اسباب موجود ہوں' لیکن وہ اللہ کے دین میں بگاڑ کا شکار ہو تو اللہ کے لیے اس سے محبت نہ کی جائے' اسی سے محبت کی جائے جو اللہ کی راہ پر چلیں اور صرف اسی غرض سے کی جائے کہ اللہ راضی ہو اور اسی طرح بغض بھی اللہ کے دین سے ہٹنے والے کے ساتھ اور اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کی نافرمانی پر صرف بغض رکھنا کافی نہیں۔ اہل علم کے لیے واجب ہے کہ حق کی دعوت دینے میں کبھی بھی غفلت نہ کریں۔

٤٥٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٦ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وهو ضعيف مدلس مختلط، و"رجل" مجهول، لم نعرف اسمه.

٤٦٠٠- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ قالَ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بْنِ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ: أنَّ عبدَ اللهِ بْنَ كَعبِ بنِ مالكٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ - وَذَكَرَ ابنُ السَّرْحِ قِصَّةَ تَخَلُّفِهِ عنِ النَّبيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ - قَالَ: وَنَهَى رَسُولُ الله ﷺ المُسْلِمِينَ عنْ كَلَامِنَا أيُّهَا الثَّلَاثَة حَتَّى إذَا طَالَ عَلَيَّ تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابنُ عَمِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَالله! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ثُمَّ سَاقَ خَبَرَ تَنْزِيلِ تَوْبَتِهِ.

۴۶۰۰- جناب عبداللہ اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کے قائد ہوا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا...... اور ابن سرح نے ان کے غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا قصہ بیان کیا...... کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت سے منع فرما دیا۔ حتی کہ جب یہ صورت حال مجھ پر بہت طویل (اور گراں) ہوگئی تو میں نے ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ کر اس سے بات کی' وہ میرے چچا کا بیٹا تھا' میں نے سلام کیا تو اللہ کی قسم! اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر (ابن سرح نے) ان کی توبہ نازل ہونے کی خبر بیان کی۔

فوائد و مسائل: ① شخصی احوال میں اپنے کسی مسلمان بھائی سے ناراضی ہو جائے تو تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑ دینا جائز نہیں۔ لیکن اگر دینی اور شرعی سبب ہو تو یہ مقاطعہ طویل کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص اہل بدعت سے دینی حق کی بنا پر دائمی مقاطعہ (قطع تعلقی) مطلوب ہے۔ ② حضرت کعب بن مالک' مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضوان اللہ علیہم کا غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ معروف ہے۔ تفسیر و سیرت اور احادیث کی کتب میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ ان حضرات کی توبہ پچاس دن کے بعد قبول ہوئی تھی۔ اس دوران میں تادیب و تنبیہ کے لیے مسلمانوں کو ان سے بات چیت سے منع کر دیا گیا تھا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' المغازی' حدیث: ۴۴۱۸' وصحیح مسلم' التوبة' حدیث: ۲۷۶۹)

(المعجم ٣) - بَابُ تَرْكِ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الأَهْوَاءِ (التحفة ٤)

باب: ۳- بدعتیوں سے سلام چھوڑ دینے کا بیان

٤٦٠١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۴۶۰۱- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٤٦٠٠- **تخريج:** أخرجه مسلم، التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، ح: ٢٧٦٩ عن ابن السرح به، واختصره البخاري، ح: ٤٦٧٦ من حديث ابن وهب، وتقدم، ح: ٢٢٠٢ وح: ٢٧٧٣.

٤٦٠١- **تخريج:** [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٥ وح: ٤١٧٦.

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا عَطَاءٌ الخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عَنْ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ قالَ: قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ، فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ، فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، وَقَالَ: «اذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ».

کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا اور حالت یہ تھی کہ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ تو انہوں نے مجھے (میرے ہاتھوں پر) زعفران لگا دیا۔ صبح کے وقت میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے مجھے جواب نہ دیا اور فرمایا: ”جاؤ اسے دھوڈالو۔“

فائدہ: نبی ﷺ نے عمار رضی اللہ عنہ کو اس کے عمل کے حوالے سے انہیں ناپسندیدگی کا احساس دلایا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مقاطعہ کے دوران میں اصلاح احوال کے لیے بات سمجھانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ ضروری ہے۔

٤٦٠٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ سُمَيَّةَ، عنْ عَائِشَةَ: أَنَّهُ اعْتَلَّ بَعِيرٌ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِزَيْنَبَ: «أَعْطِيهَا بَعِيرًا»، فَقَالَتْ: أَنَا أُعْطِي تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ؟ فَغَضِبَ رَسُولُ الله ﷺ، فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ.

۴۶۰۲- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ام المومنین صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اور ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زائد سواری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اونٹ اسے دے دو۔“ تو انہوں نے کہا: بھلا میں اس یہودن کو دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ غصے ہو گئے اور ذوالحجہ، محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک ان سے بات چیت نہ کی۔

فوائد و مسائل: ① آپ کا یہ مقاطعہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اسلامی آداب کو ملحوظ نہ رکھا تھا۔ ② کسی مسلمان کو اس کے گزشتہ دین کی بنیاد پر یہودی یا کافر وغیرہ کہنا حرام ہے۔ ③ بلاوجہ عار دلانا بھی بہت بڑا عیب اور گناہ ہے۔ ④ بلا عذر ضرورت کی چیز اپنے مسلمان بھائی کو نہ دینا بداخلاقی ہے' سورۃ الماعون میں یہ مسئلہ خصوصیت سے بیان ہوا ہے۔ ⑤ شرعی بنیاد پر مقاطعہ کیا جائے تو تین دن سے زائد عرصہ کے لیے بھی جائز ہے۔

(المعجم ٤) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجِدَالِ فِي الْقُرْآنِ (التحفة ٥)

باب:۴- قرآن میں جھگڑا کرنا منع ہے

٤٦٠٣ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ:

۴۶۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی

٤٦٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٨ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٦٠٣ـ تخريج: [إسناده حسن] وهو في مسند أحمد: ٢/ ٥٠٣، وصححه ابن حبان، ح: ٧٣، والحاكم: ◄◄

حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ قالَ: أخبرنا مُحَمَّدُ ابنُ عَمْرٍو عنْ أَبِي سَلَمَةَ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «المِرَاءُ في الْقُرْآنِ كُفْرٌ».

ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① [اَلْمِرَاء] سے مراد جھگڑنا اور شک کا اظہار کرنا ہے۔ لہٰذا قرآنی آیات میں ایسا مباحثہ اور جھگڑا کرنا کہ کسی حصے کی تکذیب لازم آئے یا شک وشبہ پیدا ہو' حرام اور کفر ہے۔ ② قابل حل مقامات کے لیے ثقہ اور راسخ علماء کی طرف رجوع کر کے صحیح معنی ومفہوم معلوم کرنا چاہیے۔ متشابہات کے درپے ہونے سے بچنا ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے شکوک وشبہات اور فتنہ پیدا کرنے والے لوگوں کو واضح دلائل سے قائل کیا جائے اور عوام کو ان سے دور رکھا جائے۔ ③ مذکورہ احادیث سے پتا چلتا ہے کہ جان بوجھ کر لوگوں میں فتنہ انگیزی کرنے والے امت کے لیے کتنے خطرناک ہیں۔ اس فتنہ انگیزی کو روکنے کے طریقے یہ ہیں: ❁ اہل اہواء سے مقاطعہ۔ ❁ ان کی تمام باتوں میں آکر اوٹ پٹانگ معاملات میں الجھنے سے پرہیز۔ ❁ معاشرے میں نفرت پھیلانے والے کاموں سے اجتناب۔ ❁ جو فتنہ برپا کرنے والے نہ ہوں' غلطیوں پر ان کی پر حکمت تفہیم۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي لُزُومِ السُّنَّةِ (التحفة ٦)

باب:۵- سنت کا اتباع واجب ہے

٤٦٠٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا أبو عَمْرٍو بنُ كَثِيرِ بنِ دِينَارٍ عنْ حَرِيزِ بنِ عُثْمانَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عَوْفٍ، عنِ الْمِقْدَامِ بنِ مَعْدِ يكَرِبَ عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «أَلَا، إنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا يُوشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانُ عَلٰى أرِيكَتِهِ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ. أَلَا، لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ

۴۶۰۴- حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔ عنقریب ایسے ہوگا کہ ایک پیٹ بھرا (آسودہ حال) آدمی اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا کہے گا کہ اسی قرآن کو اختیار کرلو' جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو۔ خبردار! تمہارے لیے پالتو گدھے' نیش دار درندے اور کسی ذمی (کافر) کا گرا پڑا مال اٹھا لینا حلال نہیں' الا یہ کہ اس کا مالک اس سے بے پروا ہو۔ اور جو کوئی کسی قوم کے پاس جائے تو ان پر

◀◀ ٢/٢٢٣، ووافقه الذهبي.

٤٦٠٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٨٠٤، وأخرجه أحمد: ٤/ ١٣٠ من حديث حريز بن عثمان به.

الأَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ وَلَا لُقَطَةُ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرُوهُ فَلَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ».

واجب ہے کہ اس کی مہمانی کریں' اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اسے حق حاصل ہے کہ اپنی مہمانی کے مثل ان سے بذریعہ طاقت حاصل کر لے۔''

٤٦٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بن حَنْبَلٍ وَعَبْدُ الله بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عنْ أبي النَّضْرِ، عنْ عُبَيْدِ الله بنِ أبي رَافِعٍ، عنْ أبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَا أُلْفِيَنَّ أحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلى أَرِيكَتِهِ يَأْتِيهِ الأمْرُ مِنْ أمْرِي مِمَّا أمَرْتُ بِهِ أوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ: لَا نَدْرِي مَا وَجَدْنَا في كِتَابِ الله اتَّبَعْنَاهُ».

۴۶۰۵- جناب عبیداللہ اپنے والد حضرت ابورافع ؓ سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے' ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے' اسی پر عمل کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ دونوں روایتوں میں اریکہ کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد لکڑی کا بنا ہوا تخت یا دیوان ہے جس پر لوگ گھروں میں بیٹھتے تھے یا جائے نماز کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کے ساتھ اسی جیسی دی گئی چیز ''حدیث اور سنت'' ہے۔ قرآن کو وحی جلی اور وحی متلو کہا جاتا ہے۔ یعنی جس کی تلاوت ہوتی ہے۔ جبکہ حدیث اور سنت کو وحی خفی اور وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ یعنی جس کی تلاوت نہیں ہوتی' لیکن وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم بسبب تلاوت عامہ وکثیرہ اول دن سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ جبکہ احادیث کے اثبات کے لیے اسانید (خبر دینے والوں کے سلسلے) کی صحت اوّلین شرط ہے۔ علمائے راسخین اور ماہرین فن حدیث کی تنقیح و تحقیق کے بعد جن احادیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ثابت ہو ان کا اتباع اسی طرح واجب ہے جیسے قرآن مجید کا اور قرآن مجید کی متعدد آیات اس امر کی تصریح کرتی ہیں اور قول فیصل ہیں۔ جیسے ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ﴾ (النحل: ۴۴) ''ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی طرف نازل کردہ کی خوب وضاحت کر دیں۔'' اور بلاشبہ آپ ﷺ کی وضاحت قول و فعل اور توثیق سے ہوئی ہے اور صحابۂ کرام نے اس کو خوب محفوظ رکھا اور آگے نقل کیا ہے۔ سورۃ النساء میں ہے: ﴿مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ

٤٦٠٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما نهي عنه أن يقال عند حديث رسول الله ﷺ، ح: ٢٦٦٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ١٠٨، ١٠٩، ووافقه الذهبي، وهو في مسند أحمد، (أطراف المسند: ٦/ ٢١٨).

اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ (النساء:۸۰) ”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا ہے۔“ سورۃ النور میں ہے: ﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ (النور:۵۴) ”کہہ دیجیے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو‘ اگر تم اس سے منہ پھیر لو گے تو رسول پر وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا ہے اور تم سے صرف اس کی جوابد ہی ہوگی جو تمہارے ذمے ہے‘ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پر رہو گے اور رسول کے ذمے صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔“ علاوہ ازیں فرمایا: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور:۶۳) ”ان لوگوں کو جو رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں کوئی فتنہ نہ آ لے یا کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔“

سورۃ الحشر میں فرمایا: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾(الحشر:۷) ”اللہ کے رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔“ علاوہ ازیں اور بھی متعدد آیات حجیت حدیث کی واضح دلیل ہیں۔ ③ ایسے تمام گروہ‘ فرقے یا افراد جو محض قرآن کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن صحیح احادیث سے اعراض کرتے ہیں‘ مندرجہ بالا حدیث اور آیات میں ان کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔ ④ یہ احادیث نبیٔ کریم ﷺ کی صداقت وحقانیت کی بہت بڑی دلیل ہیں کہ جو بھی غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں وہ بالکل سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ظاہر ہونے والا فرقہ ”اہل قرآن“ اور ان کا سردار عبداللہ چکڑالوی بالخصوص اس حدیث کا مصداق ثابت ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے مولوی محمد ابراہیم کو اپنے مال سے بغیر کسی قصور کے محروم کر دیا۔ وہ آئے اور والد کے سامنے کھڑے ہو کر بات کی اور یہ حدیث سنائی: ”جو کوئی اپنے ایک بیٹے کو محروم کرے گا قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ مرا ہوا ہوگا۔“ حدیث سن کر باپ نے کہا ہم نہیں جانتے ہم اللہ کی کتاب میں جو پائیں گے اسی پر عمل کریں گے۔ مولوی ابراہیم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے عبداللہ چکڑالوی لکڑی کے دیوان پر سہارا لے کر بیٹھے ہوئے یہ فقرہ کہہ رہا تھا۔ ان کے سامنے یہ منظر واضح طور پر آ گیا جو اس حدیث میں دکھایا گیا ہے۔ وہ حیرت و دہشت میں ڈوب گئے اور آپ تو وہی ہیں‘ آپ تو وہی ہیں کہتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہو گئے اور باپ کے شہر سے بہت دور ایک گاؤں میں جا بسے اور زندگی بھر اپنے حصے کا مطالبہ نہیں کیا کہ ایسے باپ کی دولت سے مجھے کوئی حصہ نہیں چاہیے جو انکار حدیث کے سرغنہ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کو پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا۔ ⑤ صحیح احادیث حتمی طور پر واجب العمل ہیں۔ یہ ایک حیلہ ہے کہ احادیث صحیحہ کو پہلے قرآن پر پیش کیا جائے اور پھر عمل کا فیصلہ کیا جائے۔ احادیث قرآن سے ٹکراتی ہی نہیں‘ بلکہ خود قرآن کی رو سے قرآن کی وضاحت اور تفسیر ہیں۔ ان کی روشنی میں قرآن کا مفہوم متعین ہوتا ہے‘ کوئی صحیح حدیث قرآن سے ٹکراتی ہی نہیں‘ بلکہ یہ بھی اللہ کی طرف

سے ہیں۔ سورۃ القیامۃ میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَإِذَا قَرَأْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (القيامة :١٨، ١٩)
"جب ہم اس کو پڑھ لیں تب آپ اس کی قراءت کریں' پھر اس کی وضاحت ہمارے ذمے ہے۔"

٤٦٠٦- حَدَّثنا مُحمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا إبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ، ح: وَحَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عِيسَى قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرِ المَخْرَمِيُّ وَإبراهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن سَعْدِ ابنِ إبراهِيمَ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أَحْدَثَ في أمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ».

۴۶۰۶- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے اس معاملے (دین) میں کوئی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود اور باطل ہے۔"

قالَ ابنُ عِيسَى: قالَ النَّبيُّ ﷺ: «مَنْ صَنَعَ أمْرًا عَلَى غَيْرِ أمْرِنَا فَهُوَ رَدٌّ».

ابن عیسیٰ نے یوں روایت کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے طریقے کے خلاف کوئی کام کیا تو وہ مردود اور باطل ہے۔"

فائدہ: ① اس حدیث میں دین کے لیے لفظ [أمرنا] استعمال کیا گیا ہے کیونکہ ہدایت کا سرچشمہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں' اس لیے آپ کے ارشاد کے بغیر کوئی کام بھی اللہ کے ہاں عبادت یا تقرب کا درجہ نہیں پا سکتا۔ ② [فَهُوَ رَدٌّ] "وہ مردود ہے" کے دو مفہوم ہیں' یعنی وہ کام باطل اور مردود ہے' نیز وہ آدمی جو اس کا مرتکب ہو وہ بھی مردود اور قابل نفرین ہے۔

٤٦٠٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا ثَوْرُ بنُ يَزِيدَ: حدَّثني خَالِدُ بنُ مَعْدَانَ: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُ بنُ

۴۶۰۷- جناب عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کا بیان ہے کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ......﴾ "ان

٤٦٠٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور، ح:١٧١٨ عن محمد بن الصباح، والبخاري، الصلح، باب: إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح:٢٦٩٧ من حديث إبراهيم بن سعد به.

٤٦٠٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، ح:٢٦٧٦ من حديث خالد بن معدان به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٢٦، ١٢٧، وصححه ابن حبان، ح:١٠٢، والحاكم: ١/ ٩٥، ٩٦، ووافقه الذهبي.

حُجْرٍ قالَا : أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بنَ سَارِيَةَ ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ : ﴿وَلَا عَلَى ٱلَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ [التوبة : ٩٢] فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا : أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ، فقَالَ الْعِرْبَاضُ : صَلَّى بِنَا رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أقبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فقَالَ قَائِلٌ : يَا رَسُولَ الله ! كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فقَالَ : «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى الله وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا ، فَعَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ المَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» .

لوگوں پر کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں سواری دیں' آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں' تو وہ اس حال میں لوٹ گئے کہ ان کی آنکھیں' اس غم سے آنسو بہا رہی تھیں کہ انہیں کچھ میسر نہیں جسے وہ خرچ کریں۔'' ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا: ہم آپ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اور یہ کہ آپ کی عیادت ہو جائے اور کوئی علمی فائدہ بھی حاصل کر لیں' تو حضرت عرباض رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف منہ کر لیا اور وعظ فرمایا' بڑا ہی بلیغ اور جامع وعظ' ایسا کہ اس سے ہماری آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداعی وعظ تھا' تو آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقوی اختیار کیے رہنا اور اپنے حکام کے احکام سننا اور ماننا' خواہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا' چنانچہ ان حالات میں میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت اپنائے رکھنا' خلفاء جو اصحاب رشد و ہدایت ہیں' سنت کو خوب مضبوطی سے تھامنا' بلکہ ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا' نئی نئی بدعات و اختراعات سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا' بلاشبہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ایک بڑے کام میں ضمنی کئی نیتیں کر لی جائیں تو جائز ہے۔ اجر و ثواب نیتوں ہی کے مطابق ملتا ہے۔ چنانچہ زیارت علماء' عیادت مریض اور علمی استفادہ سب خیر کے کام ہیں' لہٰذا موقع محل اور حالات کی مناسبت

سے یہ تمام کام کرنے چاہئیں۔ ② رسول اللہ ﷺ حسب ضرورت نمازوں کے بعد بھی درس دیا کرتے تھے۔ کتاب وسنت کا وعظ سن کر رونا جائز ہے۔ ③ اختلاف امت کو مٹانے اور نجات وفلاح کی کلید صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین ؓ کی سنت ہے۔ خیال رہے کہ یہ کوئی دو سنتیں نہیں ہیں، بلکہ یہ ایک ہی سنت ہے۔ اگر بالفرض واقعتاً کہیں کوئی اختلاف محسوس ہو تو حجت صرف رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ قول وفعل ہی ہے۔ ④ مسلمانوں کے امام یعنی جس کو شوریٰ کے ذریعے سے اپنا قائد چن لیا گیا ہو اس کی اطاعت واجب ہے بغیر اس کے کہ اس کا نام ونسب یا رنگ وروپ دیکھا جائے بشرطیکہ وہ قیادت میں شریعت کا پیرو ہو۔ ⑤ دین میں بدعات سراسر گمراہی اور امت میں افتراق وفتنہ کا باعث ہیں۔ جبکہ سنت وحدت واتفاق کی باعث اور نجات کی ضامن ہے۔

٤٦٠٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ: حدَّثني سُلَيْمانُ يَعْنِي ابنَ عَتِيقٍ عنْ طَلْقِ بنِ حَبِيبٍ، عنِ الأحْنَفِ ابنِ قَيْسٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «ألَا هَلَكَ المُتَنَطِّعونَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۴۶۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! غلو کرنے والے حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوئے۔“ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

فائدہ: قرآن وحدیث کے عام فہم معنی پر عمل کرنا واجب ہے۔ بال کی کھال اتارنا اور دور دراز کی کوڑیاں لانا اور لایعنی تکلفات میں پڑنا یا دوسروں کو اس میں مبتلا کرنا دین نہیں ہے۔

(المعجم ٦) - بابُ مَنْ دَعَا إلَى السُّنَّةِ (التحفة ٧)

باب:٦- اتباع سنت کی دعوت دینے (کی اہمیت) کا بیان

٤٦٠٩- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: أخبرني الْعَلَاءُ يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عنْ أبِيهِ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ دَعَا إلى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ

۴۶۰۹- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو راہ حق کی دعوت دے اسے اس قدر ثواب ہے جس قدر اس کی اتباع کرنے والوں کو ہوگا۔ ان اتباع کرنے والوں میں سے کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی تو اسے اس قدر گناہ ہوگا جس قدر اس کی

٤٦٠٨- تخريج: أخرجه مسلم، العلم، باب هلك المتنطعون، ح: ٢٦٧٠ من حديث يحيى القطان به.

٤٦٠٩- تخريج: أخرجه مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة . . . الخ، ح: ٢٦٧٤ عن يحيى بن أيوب به.

شَيْئًا ، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا» .

پیروی کرنے والوں کو ہوگا۔ اس وجہ سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

فائدہ: دعوت دینے کا مفہوم بالعموم زبانی دعوت دینا سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک خاموش دعوت بھی ہوتی ہے کہ لوگ دوسروں کو دیکھ کر بہت سے کام شروع کر دیتے ہیں' لہٰذا انسان کو متنبہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ماحول میں کیا کردار ادا کر رہا ہے۔ کیا وہ اپنے لیے نیکیاں جمع کر رہا ہے یا لوگوں کی برائیاں اس کے کھاتے میں پڑ رہی ہیں۔ اس حدیث میں اصحاب خیر کے لیے بشارت اور بدعمل اور بدکردار لوگوں کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔

٤٦١٠ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ : حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ ، عَن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ ، عن أبيهِ قالَ : قالَ رَسُولُ الله ﷺ : «إنَّ أعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ في الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عنْ أمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أجْلِ مَسْأَلَتِهِ» .

۴۶۱۰- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں جرم کے اعتبار سے سب سے بڑا (مجرم) وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی بات کے بارے میں سوال کیا جو پہلے حرام نہ تھی' مگر اس کے سوال کرنے کے باعث حرام کر دی گئی۔''

فائدہ: دین کے احکام جس طرح ایک عام آدمی کی سمجھ میں آ سکتے ہیں اسی طرح ان پر عمل کرنا چاہیے' اطاعت کے لیے یہ کافی ہے۔ خود ان احکام کے اندر مختلف پہلوؤں کو نکال نکال کر سوال کرنے میں کئی قباحتیں ہیں۔ بغیر ضرورت بال کی کھال اتارنے سے اپنے اور دوسروں کے لیے سخت دشواریاں پیدا ہوتی ہیں' ان سے احتراز کرتے ہوئے صدق نیت سے آیات واحادیث کے سہل اور عام مفہوم پر عمل کرنا کافی ہے۔ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ یہودیوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم ملا۔ انہوں نے کیسی' کس رنگ کی' کس طرح کی' گائے کے حوالے سے سوال پوچھنے شروع کر دیے۔ ہر سوال سے گائے کی تخصیص ہوتی گئی اور اس طرح کی گائے ڈھونڈ کر ذبح کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریق کار کو یہود کے غلط طریق پر محمول فرمایا۔ حکم ملتے ہی اگر وہ حسن نیت سے کوئی ایک گائے ذبح کر دیتے تو اپنے فرض سے بہ آسانی سبکدوش ہو جاتے۔ بہت زیادہ سوالات کرنا کبھی بھی اچھا نہیں سمجھا گیا' بالخصوص ایسے سوالات جن کا عملی زندگی سے واسطہ نہ ہو۔ یا محض فرضی مسائل ہوں۔ اب اگرچہ حلت و حرمت کا دور تو نہیں مگر علماء سے بھی لازمی اور ضروری سوالات ہی کرنے چاہییں جن کا تعلق حقیقت واقعہ سے ہو۔

٤٦١٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيره ﷺ، وترك إكثار سؤاله عما لا ضرورة إليه . . . الخ، ح:٢٣٥٨ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال ومن تكلف ما لا يعنيه، ح:٧٢٨٩ من حديث الزهري به .

فرضی صورتیں سوچ سوچ کر ان کے جواب مانگنا یا تلاش کرنا غیر صحت مند رویہ ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہے۔

٤٦١١- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن ابنِ شِهَابٍ أنَّ أبَا إدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ عَائِذَ الله أخْبَرَهُ أنَّ يَزِيدَ ابنَ عَمِيرَةَ - وكَانَ مِنْ أصْحَابِ مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ - أخْبَرَهُ قال: كَانَ لَا يَجْلِسُ مَجْلِسًا لِلذِّكْرِ حِينَ يَجْلِسُ إلَّا قال: اللهُ حَكَمٌ قِسْطٌ هَلَكَ الْمُرْتَابُونَ، فقالَ مُعَاذُ بنُ جَبَلٍ يَوْمًا: إنَّ مِنْ وَرَائِكُم فِتَنًا يَكْثُرُ فيهَا المَالُ وَيُفْتَحُ فيهَا الْقُرْآنُ حَتَّى يَأْخُذَهُ الْمُؤْمِنُ وَالْمُنَافِقُ وَالرَّجُلُ وَالْمَرأَةُ وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ، فَيُوشِكُ قَائِلٌ أنْ يَقُولَ: مَا لِلنَّاسِ لَا يَتَّبِعُونِي وَقَدْ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ، مَا هُمْ بِمُتَّبِعِيَّ حَتَّى أَبْتَدِعَ لَهُمْ غَيْرَهُ، فإيَّاكُم وَمَا ابْتُدِعَ، فإنَّ ما ابْتُدِعَ ضَلَالَةٌ، وَأُحَذِّرُكُم زَيْغَةَ الْحَكِيمِ فإنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ عَلَى لِسَانِ الْحَكِيمِ، وَقَدْ يَقُولُ الْمُنَافِقُ كَلِمَةَ الْحَقِّ. قالَ: قُلْتُ لِمُعَاذٍ: مَا يُدْرِينِي رَحِمَكَ اللهُ! أنَّ الْحَكِيمَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الضَّلَالَةِ وأنَّ الْمُنَافِقَ قَدْ يَقُولُ كَلِمَةَ الْحَقِّ. قالَ: بَلَى اجْتَنِبْ مِنْ كَلَامِ

۴۶۱۱- یزید بن عمیرہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب بھی ذکر کی مجلس میں بیٹھتے تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے: اللہ عزوجل خوب عادل اور فیصلہ کرنے والا ہے' شک کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا: تمہارے بعد بڑے فتنے ہوں گے۔ مال بہت بڑھ جائے گا اور قرآن کھول (عام کر) دیا جائے گا حتی کہ مومن' منافق' مرد' عورتیں' چھوٹا' بڑا' غلام اور آزاد سبھی اسے حاصل کریں گے اور ایسا ہوگا کہ کہنے والا کہے گا: لوگوں کو کیا ہوا میری پیروی نہیں کرتے' حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے؟ (وہ کہے گا) یہ لوگ اس وقت تک میری پیروی نہیں کریں گے حتی کہ میں ان کے لیے اس کے علاوہ کوئی نئی اختراع کروں۔ چنانچہ تم اپنے آپ کو اس کی بدعت سے بچائے رکھنا' اس کی بدعت ضلالت اور گمراہی ہوگی۔ اور میں تمہیں دانا بندے کی ٹھوکر سے بھی ڈراتا ہوں۔ شیطان کبھی دانا بندے کی زبان سے گمراہی کا کوئی کلمہ نکلوا دیتا ہے اور کبھی منافق بھی حق بات کہہ دیتا ہے۔ (یزید کہتے ہیں) میں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! مجھے کیسے معلوم ہو کہ دانا آدمی گمراہی کا کلمہ کہہ جاتا ہے اور منافق حق کی بات کہہ دیتا ہے؟ کہا کہ ہاں۔ دانا کی ایسی باتوں سے بچنا جو مشہور ہو جاتی ہیں' جن کے بارے میں

٤٦١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٧٠ من حديث الليث بن سعد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

الْحَكِيمِ الْمُشْتَهِرَاتِ الَّتِي يُقَالُ لَهَا: مَا هٰذِهِ وَلَا يُثْنِيَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ فَإِنَّهُ لَعَلَّهُ أَنْ يُرَاجِعَ وَتَلَقَّ الْحَقَّ إِذَا سَمِعْتَهُ فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُورًا.

کہا جاتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ مگر یہ بات تمہارا اس سے رخ موڑ لینے کا باعث نہ بنے' ایسا (بھی تو) ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے رجوع کر لے' اور حق جس کسی سے بھی سنو قبول کر لو' بلاشبہ حق پر نور ہوتا ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الحدِيثِ: وَلَا يُنْبِئَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْهُ مَكَانَ يُثْنِيَنَّكَ. وقالَ صَالِحُ بنُ كَيْسَانَ عن الزُّهْرِيِّ في هٰذَا الحدِيثِ: بالمُشْتَبِهَاتِ مَكَانَ «الْمُشْتَهِرَاتِ»، وقال: «لا يُثْنِيَنَّكَ» كَمَا قالَ عُقَيْلٌ وقالَ ابنُ إسْحَاقَ عن الزُّهْرِيِّ: قالَ: بَلٰى مَا تَشَابَهَ عَلَيْكَ مِنْ قَوْلِ الْحَكِيمِ حَتَّى تَقُولَ ما أَرَادَ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معمر نے بواسطہ زہری اس روایت میں [يُثْنِيَنَّكَ] کی بجائے [وَلَا يُنْبِئَنَّكَ ذٰلِكَ عَنْه] "یہ بات تجھے اس سے بے رخ نہ بنا دے۔" کے لفظ روایت کیے ہیں۔ صالح بن کیسان نے زہری سے روایت کرتے ہوئے [مُشْتَهِرَات] کی بجائے [اَلْمُشْتَبِهَات] کا لفظ روایت کیا اور ایسے ہی [لَا يُثْنِيَنَّكَ] کا لفظ روایت کیا جیسے کہ عقیل نے روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا: ہاں دانا کی جو بات تمہارے لیے شبہے کا باعث ہو حتی کہ تم کہنے لگو نامعلوم اس نے اس کلمہ سے کیا مراد لیا ہے؟

فوائد ومسائل: ① بعض اوقات دانا لوگ بھی کسی چیز کے فہم میں صحیح اور اعتدال کی راہ سے دور ہو سکتے ہیں۔ ان کے ایسے اقوال امت کے لیے تعجب انگیز ہوتے ہیں۔ ایسے اقوال کو چھوڑ دیں لیکن ان کی صحیح باتوں کو مسترد کرنا شروع نہ کریں۔ ② داعئ حق کو چاہیے ہمیشہ حکمت ودانائی کے ساتھ خالص قرآن اور صحیح سنت کا پیغام پہنچانے ہی کو اپنا مطمح نظر بنائے۔ جب اس کی بات کتاب وسنت کے مطابق ہو تو بغیر اس فکر کے کہ لوگ اسے قبول کرتے ہیں یا نہیں' یا کس قدر کرتے ہیں' اپنا فرض ادا کرے۔ اللہ عزوجل علیم وخبیر ہے اور مخلوقات کے دل اس کے ہاتھ میں ہیں۔ بدعات سے ہر ایک کو بہت دور بھاگنا چاہیے۔ ان کا انجام ضلالت اور ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ ③ نبی ﷺ کے بعد کوئی کتنا ہی دانا کیوں نہ ہو وہ فی ذاتہ کسی طرح شرعی حجت اور دلیل نہیں۔ اس کی بات قرآن وسنت کی کسوٹی پر جانچ کر ہی قابل قبول ہو سکتی ہے۔

٤٦١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ:

۴۶۱۲- ابو رجاء نے ابوصلت سے روایت کیا کہ

٤٦١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٩ب، ٩٠الف) من حديث أبي داود به
* أبوالصلت، وأبورجاء مجهولان، لم يثبت تعيينهما بدليل قوي، والثوري مدلس، وعنعن عن النضر بن عربي.

خبرنا سُفْيَانُ قالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عن الْقَدَرِ؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ الْمُؤَذِّنُ قالَ: حَدَّثَنا أَسَدُ بنُ مُوسَى قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ دُلَيْلٍ قالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُنَا عن النَّضْرِ؛ ح: وحَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن قَبِيصَةَ قَالَا: حَدَّثَنا أَبُو رَجَاءٍ عن أبي الصَّلْتِ - وَهٰذَا لَفْظُ حَديثِ ابنِ كَثِيرٍ وَمَعْنَاهُمْ - قالَ: كَتَبَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ ابنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَسْأَلُهُ عن الْقَدَرِ، فكَتَبَ: أَمَّا بَعْدُ، أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ وَالاقْتِصَادِ في أَمْرِهِ وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ وَتَرْكِ ما أَحْدَثَ الْمُحْدِثُونَ بَعْدَ ما جَرَتْ بِهِ سُنَّتُهُ وَكُفُوا مُؤْنَتَهُ فَعَلَيْكَ بِلُزُومِ السُّنَّةِ فإنَّهَا لَكَ - بِإِذْنِ اللهِ - عِصْمَةٌ، ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَدِعِ النَّاسُ بِدْعَةً إِلَّا قَدْ مَضَى قَبْلَهَا ما هُوَ دَلِيلٌ عَلَيْهَا أَوْ عِبْرَةٌ فيهَا فإنَّ السُّنَّةَ إنَّما سَنَّهَا مَنْ قَدْ عَلِمَ ما في خِلَافِهَا - وَلَمْ يَقُلِ ابنُ كَثِيرٍ: مَنْ قَدْ عَلِمَ - من الْخَطَإِ وَالزَّلَلِ وَالْحُمْقِ وَالتَّعَمُّقِ، فَارْضَ لِنَفْسِكَ ما رَضِيَ بِهِ الْقَوْمُ لأَنْفُسِهِمْ فإنَّهُمْ عَلَى عِلْمٍ وَقَفُوا، وَبِبَصَرٍ نَافِذٍ كَفُّوا، وَلَهُمْ عَلَى كَشْفِ الأمُورِ كَانُوا أَقْوَى، وَبِفَضْلِ ما كَانُوا فِيهِ أَوْلَى، فإنْ كَانَ الْهُدَى ما أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَقَدْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَيْهِ، وَلَئِنْ قُلْتُمْ: إنَّ ما حَدَثَ بَعْدَهُمْ ما

ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کو خط لکھا۔ جس میں اس نے ان سے تقدیر کا مسئلہ دریافت کیا' تو انہوں نے جواب لکھا: حمد و صلاۃ کے بعد' میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کیے رہو اور اللہ کے امر میں اعتدال سے کام لو۔ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت کا اتباع کرو اور بدعتیوں کی بدعات سے دور رہو بالخصوص جب امر دین میں آپ ﷺ کی سنت جاری ہو چکی اور اس میں لوگوں کی ضرورت پوری ہو چکی۔ سنت کو لازم پکڑ و یقیناً یہی چیز باذن اللہ تمہارے لیے (گمراہی سے) بچنے کا سبب ہو گی۔ یاد رکھو! لوگوں نے جس قدر بھی بدعات نکالی ہیں' ان سے پہلے وہ رہنمائی آ چکی جو ان (بدعات) کے خلاف دلیل ہے۔ یا اس میں کوئی نہ کوئی عبرت ہے۔ بلاشبہ سنت اس مقدس ذات نے عطا فرمائی جنہیں علم تھا کہ اس کی مخالفت میں کیا...... راوی محمد بن کثیر نے [من قد علم] کے لفظ روایت نہیں کیے...... خطا ٹھوکر اور حماقت اور (ہلاکت کی) کھائی ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو اس چیز پر راضی اور مطمئن رکھو جس پر قوم (صحابہ) راضی رہے ہیں' بلاشبہ وہ لوگ علم سے بہرہ ور تھے۔ (جن باتوں سے انہوں نے منع کیا) گہری بصیرت کی بنا پر منع کیا اور ان حقائق کی آ گہی پر (جن سے تم بزعم خویش آ گاہ ہوئے ہو) وہ لوگ زیادہ قادر تھے اور اپنے فضائل کی بنا پر اس کے زیادہ حق دار تھے۔ اگر حق و ہدایت یہی ہو جسے تم نے سمجھا ہے تو تم گویا ان سے سبقت لے گئے۔ اگر تم یہ کہو کہ یہ امور ان (صحابہ) کے بعد نئے ایجاد ہوئے ہیں تو ان کے ایجاد کرنے والے ان

أَحْدَثَهُ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَ غَيْرَ سَبِيلِهِمْ وَرَغِبَ بِنَفْسِهِ عَنْهُمْ، فإِنَّهُمْ هُمُ السَّابِقُونَ فَقَدْ تَكَلَّمُوا فيهِ بِمَا يَكْفِي وَوَصَفُوا مِنْهُ ما يَشْفِي، فمَا دُونَهُمْ مِنْ مَقْصَرٍ وَما فَوْقَهُمْ مِنْ مَحْسَرٍ، وَقَدْ قَصَّرَ قَوْمٌ دُونَهُمْ فَجَفَوْا، وَطَمَحَ عَنْهُمْ أَقْوَامٌ فَغَلَوْا، وَإِنَّهُمْ بَيْنَ ذٰلِكَ لَعَلٰى هُدًى مُسْتَقِيمٍ.

(صحابہ) کی راہ پر نہیں ہیں' بلکہ ان سے اعراض کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ وہ صحابہ ہی (حق اور نیکی میں) سبقت لے جانے والے تھے۔ انہوں نے ان امور میں جو بات کی وہی کافی ہے۔ جو بیان کیا اسی میں شفا ہے۔ چنانچہ ان سے کم تر پر رکنا کوتاہی (تفریط) ہے اور ان سے بڑھ کر توضیح کرنا زیادتی یا تھکاوٹ (افراط) ہے (ان کے طرز عمل سے کمی کرنا جائز ہے' نہ ان سے بڑھنا جائز) جنہوں نے کمی کی انہوں نے ظلم کیا اور جو آگے بڑھے انہوں نے غلو کیا۔ جبکہ وہ (صحابہ) ان کے بین بین (اصل) ہدایت اور راہ مستقیم پر تھے۔

كَتَبْتَ تَسْأَلُ عن الإِقْرَارِ بالقَدَرِ فَعَلَى الْخَبِيرِ - بِإِذْنِ الله - وَقَعْتَ، ما أَعْلَمُ ما أَحْدَثَ النَّاسُ مِنْ مُحْدَثَةٍ، وَلَا ابْتَدَعُوا مِنْ بِدْعَةٍ هِيَ أَبْيَنُ أَثَرًا وَلا أَثْبَتُ أَمْرًا مِنَ الإِقْرَارِ بِالْقَدَرِ، لقَدْ كَانَ ذَكَرَهُ في الْجَاهِلِيَّةِ الْجُهَلَاءُ يَتَكَلَّمُونَ بِهِ في كَلَامِهِمْ وفي شِعْرِهِمْ يُعَزُّونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ عَلٰى ما فَاتَهُمْ، ثُمَّ لَمْ يَزِدْهُ الإِسْلَامُ بَعْدُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَقَدْ ذَكَرَهُ رَسُولُ الله ﷺ في غَيْرِ حَدِيثٍ وَلا حَدِيثَيْنِ، وَقَدْ سَمِعَهُ مِنْهُ الْمُسْلِمُونَ فَتَكَلَّمُوا بِهِ في حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ يَقِينًا وَتَسْلِيمًا لِرَبِّهِمْ وَتَضْعِيفًا لأَنْفُسِهِمْ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ لَمْ يُحِطْ بِهِ عِلْمُهُ ولَمْ يُحْصِهِ كِتَابُهُ ولَمْ يَمْضِ فِيهِ قَدَرُهُ وإِنَّهُ

تم نے تقدیر کے اقرار کے متعلق لکھ کر پوچھا ہے تو اللہ کے فضل سے تم نے ایک صاحب علم وخبر سے پوچھا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ لوگوں نے جتنی بھی نئی باتیں گھڑی ہیں اور جتنی بھی بدعات ایجاد کی ہیں ان میں تقدیر کے مسئلے سے بڑھ کر بھی کوئی مسئلہ واضح اور دلائل کی رو سے قوی تر ہو' اس کا ذکر تو قدیم ترین ایام جاہلیت میں بھی ہوتا تھا' لوگ اپنی گفتگو اور اپنے اشعار میں اس کا ذکر کرتے تھے' جو چیز انہیں حاصل نہ ہو پاتی تھی' تقدیر کا ذکر کر کے اس سے تسلی پاتے تھے۔ پھر اسلام نے ان کے بعد میں عقیدۂ تقدیر کو مزید (واضح اور) مستحکم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دو نہیں' متعدد احادیث میں اس کا ذکر کیا ہے۔ مسلمانوں نے آپ سے سن کر آپ کی زندگی میں اور آپ کے بعد بھی اس کے بارے میں گفتگو کی۔ جس میں اللہ رب العزت کے سامنے تسلیم ورضا اور اپنے عجز کا اعتراف کیا کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس

مَعَ ذٰلِكَ لَفِي مُحْكَمِ كِتابِهِ مِنْهُ اقْتَبَسُوهُ وَمِنْهُ تَعَلَّمُوهُ. ولئِنْ قُلْتُمْ لِمَ أَنْزَلَ الله آيَةَ كَذا ولِمَ قالَ كذا، لَقَدْ قَرَأُوا مِنْهُ ما قَرَأْتُمْ، وَعَلِمُوا مِنْ تَأْوِيلِهِ ما جَهِلْتُمْ وَقَالُوا بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهِ بِكِتَابٍ وَقَدَرٍ، وَكُتِبَتِ الشَّقَاوَةُ، وَمَا يُقَدَّرْ يَكُنْ وَمَا شَاءَ الله كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا نَمْلِكُ لأَنْفُسِنَا نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ثُمَّ رَغِبُوا بَعْدَ ذٰلِكَ وَرَهِبُوا.

پر اللہ کا علم محیط نہ ہو یا کتاب تقدیر میں اس کا شمار نہ ہو یا اس میں اس کی تقدیر جاری نہ ہوئی ہو۔ ساتھ ہی یہ بات اس کی محکم کتاب (قرآن حکیم) میں بھی ہے۔ صحابہ کرام نے اس مسئلہ کو اسی سے اخذ کیا تھا اور یہیں سے وہ اس سے باخبر ہوئے۔ اگر تم کہو اللہ نے فلاں آیت کیوں نازل کی اور اس طرح کیوں کہا؟ تو (ذرا سوچو کہ) انہوں (یعنی صحابہ) نے بھی تو یہی آیات پڑھیں جو تم نے پڑھیں۔ البتہ وہ اس کی تفسیر و تاویل پا گئے جس سے تم جاہل رہے۔ اس کے بعد ان کا قول یہ ہے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے لکھا ہوا اور اس کی تقدیر سے ہے۔ شقاوت اور بدبختی بھی لکھی ہوئی ہے۔ جو کچھ مقدر ہے ہو جاتا ہے۔ اللہ جو بھی چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ ہم اپنے نفع اور نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ پھر (اسی اصل پر) وہ اللہ کی طرف راغب رہے اور اسی سے ڈرتے رہے۔

٤٦١٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ قالَ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ يَعْنِي ابنَ أبي أيُّوبَ قالَ: أخبرني أَبُو صَخْرٍ عنْ نَافِعٍ قالَ: كَانَ لابْنِ عُمَرَ صَدِيقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَكَلَّمْتَ في شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فَإِنِّي

۴۶۱۳- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ شام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک دوست تھا، جس کی ان سے خط کتابت رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے تقدیر کے بارے میں کوئی باتیں کی ہیں۔ (تو تقدیر کو جھٹلاتا ہے) لہٰذا آئندہ کے لیے مجھے کوئی خط نہ لکھنا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”تحقیق میری امت

٤٦١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء في المكذبين بالقدر من الوعيد، ح:٢١٥٢، وابن ماجه، ح:٤٠٦١ من حديث أبي صخر حميد بن زياد به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب"، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٩٠.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُونَ بِالْقَدَرِ».

میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔"

فائدہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ مقاطعہ (اعلان لاتعلقی) بغض فی اللہ کا اظہار تھا اور بلاشبہ اہل ایمان کی دوستی اور ناراضی اللہ اور اس کے دین کے ساتھ وابستہ رہنے کی بنیاد ہی پر ہوتی ہے۔

٤٦١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْجَرَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! أَخْبِرْنِي عَنْ آدَمَ أَلِلسَّمَاءِ خُلِقَ أَمْ لِلأَرْضِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ لِلأَرْضِ، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوِ اعْتَصَمَ فَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الشَّجَرَةِ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْهُ بُدٌّ، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ ○ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ ٱلْجَحِيمِ﴾ [الصافات: ١٦٢، ١٦٣] قَالَ: إِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا يَفْتِنُونَ بِضَلَالَتِهِمْ إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَحِيمَ.

۴۶۱۴- جناب خالد الحذاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: ابوسعید! مجھے یہ بتائیں کہ حضرت آدم علیہ السلام آسمان کے لیے پیدا کیے گئے تھے یا زمین کے لیے؟ انہوں نے کہا: زمین کے لیے۔ میں نے کہا: کیا خیال ہے اگر وہ گناہ سے بچ جاتے اور درخت سے نہ کھاتے تو......؟ کہا: یہ ان کے لیے ممکن ہی نہ تھا (کیونکہ یہی مقدر تھا۔) میں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مفہوم ہے: (جو جنات اور شیاطین کے متعلق فرمایا:) ﴿مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ○ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ﴾ "تم کسی کو اللہ کی طرف سے نہیں پھیر (بہکا) سکتے ہو' مگر اسے ہی جو جہنم میں پڑنے والا ہو۔" کہا کہ شیاطین اپنی گمراہی سے صرف انہی کو گمراہ کرتے ہیں جن پر اللہ نے جہنم میں گرنا واجب کیا ہو۔

فوائد و مسائل: ① انکار تقدیر کا فتنہ سب سے پہلے بصرے میں شروع ہوا تھا اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ معروف تابعی ہیں' ان کے متعلق کئی لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید وہ بھی تقدیر کے انکاری ہیں۔ مگر ایسی کوئی بات نہ تھی۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اگلی روایات میں ان پر سے اسی تہمت کا رد کیا ہے کہ وہ تقدیر پر پوری طرح ایمان رکھتے تھے۔ ② جہنم میں جانا واجب اس طرح کہ اللہ کو پہلے سے علم ہے کہ کس نے ہر صورت جہنم میں جانا ہے۔ اس یقینی علم کو وجوب کہا گیا ہے۔

٤٦١٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنِ

۴۶۱۵- جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾

٤٦١٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦الف) من حديث حماد بن زيد به.

٤٦١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث حماد بن سلمة به.

الْحَسَن في قَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ [هود: ١١٩] قالَ: خَلَقَ هٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ وَهٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ.

''اللہ نے ان کو اسی لیے پیدا کیا (کہ حق سے اختلاف کرتے رہیں۔'') کی تفسیر میں فرمایا کہ ان لوگوں کو اس (جہنم) کیلئے پیدا کیا اور دوسروں کو اس (جنت) کیلئے۔

فائدہ: ''اس کے لیے پیدا کیا'' کا مطلب بھی یہی ہے کہ پیدائش یا اس سے بھی پہلے اللہ کو علم ہے۔ آخرت کا معاملہ صرف اور صرف اللہ عزوجل کے علم اور تقدیر ہی پر منحصر ہے۔

٤٦١٦- حَدَّثَنا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: أخبرنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ قالَ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ ﴿مَآ أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَٰتِنِينَ ○ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ ٱلْجَحِيمِ﴾ [الصافات: ١٦٢، ١٦٣] قَالَ: إِلَّا مَنْ أَوْجَبَ الله تَعَالٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ يَصْلَى الْجَحِيمَ.

۴۶۱۶- خالد الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کریمہ: ﴿مَا اَنْتُم عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ۔ اِلَّا مَنْ هُوَصَالِ الْجَحِيم﴾ (کی تفسیر) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے لیے لازم کیا ہے جو جہنم میں جلنے والا ہوا۔ (یہ مذکورہ بالا روایت ۴۶۱۴ کی مانند ہے۔)

٤٦١٧- حَدَّثَنا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قالَ: أخبرني حُمَيْدٌ قالَ: كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: لأَنْ يُسْقَطَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَقُولَ: الأَمْرُ بِيَدِي.

۴۶۱۷- جناب حمید سے منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ آسمان سے زمین پر گر پڑنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں یوں کہوں کہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ تقدیر کا انکار مجھے ہرگز ہرگز گوارا نہیں۔)

٤٦١٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ قالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا الْحَسَنُ مَكَّةَ، فَكَلَّمَنِي فُقَهَاءُ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ أُكَلِّمَهُ فِي أَنْ يَجْلِسَ لَهُمْ يَوْمًا يَعِظُهُمْ فِيهِ، فقَالَ: نَعَمْ، فاجْتَمَعُوا فَخَطَبَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ أَخْطَبَ مِنْهُ، فقَالَ

۴۶۱۸- جناب حمید نے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ مکہ آئے تو وہاں کے علماء وفقہاء نے مجھ سے کہا کہ میں ان سے یہ کہوں کہ وہ ایک دن ہمیں وعظ سنائیں۔ تو انہوں نے قبول کر لیا۔ چنانچہ وہ جمع ہو گئے اور حسن بصری رحمہ اللہ نے درس دیا تو میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو خطیب نہ پایا۔ ایک آدمی نے پوچھا: ابوسعید!

٤٦١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦١٧ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦١٨ـ تخريج: [إسناده صحيح].

رَجُلٌ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! مَنْ خَلَقَ الشَّيْطَانَ؟ فَقَالَ سُبْحَانَ الله! هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ الله، خَلَقَ اللهُ الشَّيْطَانَ وَخَلَقَ الْخَيْرَ وَخَلَقَ الشَّرَّ، قالَ الرَّجُلُ: قاتَلَهُمُ الله كَيْفَ يَكْذِبُونَ عَلَى هٰذَا الشَّيْخِ.

شیطان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ کہنے لگے سبحان اللہ! بھلا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے؟ اللہ ہی نے شیطان کو پیدا کیا ہے۔ خیر اور شر کا خالق وہی ہے۔ تو وہ آدمی کہنے لگا: اللہ ان کو ہلاک کرے (نامعلوم) کس بنا پر وہ اس شیخ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

فائدہ: خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر چیز اس نے پیدا کی۔ اندھیرا نہ ہوتو نور کی پہچان ممکن نہیں۔ شر نہ ہوتو خیر کی خوبی کیسے معلوم ہو۔

٤٦١٩- حَدَّثَنَا ابنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عن الْحَسَنِ ﴿كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُۥ فِى قُلُوبِ ٱلْمُجْرِمِينَ﴾ [الحجر: ١٢] قالَ: الشِّرْكُ.

۴۶۱۹- جناب حمید الطویل نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کریمہ: ﴿كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُۥ فِى قُلُوبِ ٱلْمُجْرِمِينَ﴾ ''ایسے ہی ہم یہ بات مجرموں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔'' کی تفسیر میں کہا: اس سے مراد ''شرک'' ہے۔

٤٦٢٠- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قالَ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ رَجُلٍ قَدْ سَمَّاهُ غَيْرُ ابنِ كَثِيرٍ عنْ سُفْيَانَ، عنْ عُبَيْدٍ الصِّيدِ، عنِ الْحَسَنِ في قَوْلِ الله عَزَّ وَجلَّ: ﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ [سبأ: ٥٤] قالَ: بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الإيمَانِ.

۴۶۲۰- عبید الصید حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت کریمہ ﴿وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ ان کے اور ان کے ایمان لانے کی خواہش میں رکاوٹ کر دی جائے گی۔

فائدہ: آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ آخرت میں کفار چاہیں گے کہ ان کا ایمان قبول کر لیا جائے اور عذاب سے ان کی نجات ہو جائے، لیکن ان کے اور ان کی اس خواہش کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ یعنی اس خواہش کو رد کر دیا جائے گا۔ (تفسیر احسن البیان)

٤٦١٩ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث أبي داود به، ✽ سفيان، وحميد الطويل عنعنا.

٤٦٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٦ب) من حديث أبي داود به، وانظر الحديث السابق.

٤٦٢١ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا سُلَيْمٌ عن ابنِ عَوْنٍ قالَ: كُنْتُ أَسِيرُ بالشَّامِ فَنَادَانِي رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَجَاءُ بنُ حَيْوَةَ فقَالَ: يَا أَبَا عَوْنٍ! مَا هٰذَا الَّذِي يَذْكُرُونَ عَنِ الْحَسَنِ؟ قالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَكْذِبُونَ عَلَى الحَسَنِ كَثِيرًا.

۴۶۲۱- جناب ابن عون کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا کہ پیچھے سے کسی نے مجھ کو آواز دی۔ میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ جناب رجاء بن حیوہ تھے۔ انہوں نے کہا: ابو عون! یہ کیا باتیں ہیں جو لوگ حسن بصری کے متعلق کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا: یہ لوگ حسن پر بہت جھوٹ بول رہے ہیں۔

٤٦٢٢ - حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ قالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يَقُولُ: كَذَبَ عَلَى الْحَسَنِ ضَرْبَانِ مِنَ النَّاسِ: قَوْمٌ الْقَدَرُ رَأْيُهُمْ، وَهُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يُنَفِّقُوا بِذٰلِكَ رَأْيَهُمْ، وَقَوْمٌ لَهُ فِي قُلُوبِهِمْ شَنَآنٌ وَبُغْضٌ يَقُولُونَ: أَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا أَلَيْسَ مِنْ قَوْلِهِ كَذَا؟.

۴۶۲۲- ایوب نے بیان کیا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولنے والے دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو تقدیر کے منکر ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ اس طرح سے اپنی بات اور رائے کو شہرت دے لیں اور عام کر دیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جن کے دلوں میں بغض اور عداوت ہے (اور اس طرح باتیں کرتے ہیں) کیا یہ اس کا قول نہیں؟ کیا اس نے اس طرح نہیں کہا ہے؟ وغیرہ۔

فائدہ: اہل ہوا کا دستور ہے کہ وہ اپنے نظریات کو پھیلانے کے لیے ان لوگوں کی طرف اپنی غلط باتیں منسوب کرتے ہیں جن کا لوگ احترام کرتے ہیں اور جن پر اعتماد کرتے ہیں۔

٤٦٢٣ - حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى أَنَّ يَحْيَى ابنَ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيَّ حَدَّثَهُمْ قالَ: كَانَ قُرَّةُ بنُ خَالِدٍ يَقُولُ لَنَا: يَا فِتْيَانُ لَا تُغْلَبُوا عَلَى الْحَسَنِ فَإِنَّهُ كانَ رَأْيُهُ السُّنَّةَ وَالصَّوَابَ.

۴۶۲۳- جناب قرہ بن خالد ہم سے کہا کرتے تھے اے جوانو! حسن بصری کے بارے میں مغلوب نہ ہو جانا۔ بلاشبہ ان کی رائے سنت کے مطابق اور حق و صواب (کے تابع) تھی۔

٤٦٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٧ب) من حديث أبي داود به، وعنده "سليمان" بدل "سليم" وهو ابن أخضر أو ابن حيان الأحمر * سليمان بن حبان، مدلس وعنعن.

٤٦٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٤/ ٦٨١، ح: ١٢٥٣ من حديث أبي داود، والبيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٧ب) من حديث حماد بن زيد به.

٤٦٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٢٤ - حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى وَابنُ بَشَّارٍ قالَا : حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنِ ابنِ عَوْنٍ قالَ : لَوْ عَلِمْنَا أنَّ كَلِمَةَ الْحَسَنِ تَبْلُغُ مَا بَلَغَتْ لَكَتَبْنَا بِرُجُوعِهِ كِتَابًا وَأَشْهَدْنَا عَلَيْهِ شُهُودًا وَلٰكِنَّا قُلْنَا : كَلِمَةٌ خَرَجَتْ لَا تُحْمَلُ.

۴۶۲۴-ابن عون نے کہا: اگر ہمیں یہ علم ہوتا کہ حسن بصری کی کہی ہوئی بات اس حد تک پہنچ جائے گی جہاں تک کہ پہنچی تو ہم ان کے رجوع کے متعلق ایک کتاب لکھتے اور اس پر گواہیاں قائم کرتے۔ لیکن ہم سمجھے کہ ایک بات تھی جو ہوگئی سو ہوگئی' مشہور نہ ہوگی۔

٤٦٢٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ قالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ أيُّوبَ قالَ : قالَ لِي الْحَسَنُ : مَا أنَا بِعَائِدٍ إلٰى شَيْءٍ مِنْهُ أبَدًا.

۴۶۲۵-ایوب کہتے ہیں کہ جناب حسن بصری ؒ نے مجھ سے کہا: میں آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کہوں گا۔ (جس میں تقدیر کے انکار کا شبہ ہو۔)

٤٦٢٦ - حَدَّثَنَا هِلَالُ بنُ بِشْرٍ قالَ : حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ عُثْمانَ عنْ عُثْمانَ الْبَتِّيِّ قالَ : مَا فَسَّرَ الْحَسَنُ آيَةً قَطُّ إلَّا عَلَى الْإِثْبَاتِ.

۴۶۲۶-عثمان البتی بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری ؒ نے جب بھی (قرآن کریم کی) کسی آیت کی تفسیر کی تو اس میں تقدیر کے اثبات (اور اس پر ایمان) ہی کا ذکر کیا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت حسن بن ابوالحسن (یسار) انصار کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسی نسبت وَلاء سے ''انصاری'' کہلاتے تھے۔ مشہور صاحب علم وفضل' فقیہ اور ثقہ محدث ہیں۔ روایت حدیث میں قابل اعتماد ہیں۔ محدثین میں تابعین کے تیسرے طبقے کے رئیس شمار ہوتے ہیں۔ تقریباً نوے سال عمر پائی اور ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ② بعض لوگ اصحاب علم کی بعض باتوں سے غلط مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں اور عوام کو بہکاتے ہیں۔ جب کسی اہل علم کے ساتھ ایسا ہو تو اسے الفاظ کو دیکھنا چاہیے کہ اگر لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے تو اپنے الفاظ بدل لیں بلکہ واپس لے لیں۔ جناب حسن بصری ؒ نے یہی طرز عمل اختیار فرمایا۔ ③ علمائے حق پر وارد کیے جانے والے اتہامات کا ازالہ کرنا اور ان کی عزت وکرامت کا دفاع کرنا اخلاقی' شرعی اور اسلامی حق ہے۔ ان کا دفاع کرنے سے حق کا دفاع ہوتا ہے۔ اگر اہل بدعت اہل حق کی شہرت کو مجروح

٤٦٢٤ـ تخريج: [حسن] * مؤمل بن إسماعيل صحيح الحديث عن الثوري وحسن الحديث عن غيره، وثقه الجمهور، ولحديثه شواهد معنوية.

٤٦٢٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٤/ ٦٨١، ح: ١٢٥٢ من حديث سليمان بن حرب به.

٤٦٢٦ـ تخريج: [إسناده حسن].

کردیں تو حق کی اشاعت میں بہت بڑی رکاوٹ آ جاتی ہے۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي التَّفْضِيلِ (التحفة ٨)

باب:٧-(صحابۂ کرام میں) تفضیل کا بیان

٤٦٢٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حدثنا أسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حدثنا عبْدُ الْعَزِيزِ بنُ أبي سَلَمَةَ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: كُنَّا نَقُولُ في زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ: لا نَعْدِلُ بأَبي بَكْرٍ أحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أصْحَابَ النَّبيِّ ﷺ، لا تَفَاضُلَ بَيْنَهُمْ.

۴۶۲۷-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہ کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کا درجہ سمجھتے تھے) پھر نبی ﷺ کے اصحاب میں کوئی تفضیل نہ سمجھتے تھے (بلکہ سب کو مساوی سمجھتے تھے۔)

٤٦٢٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حدثنا عَنْبَسَةُ: حدثنا يُونُسُ عن ابن شِهَابٍ قالَ: قالَ سَالِمُ بنُ عَبْدِ الله أنَّ ابنَ عُمَرَ قال: كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ الله ﷺ حَيٌّ: أفْضَلُ أُمَّةِ النَّبيِّ ﷺ بَعْدَهُ أبو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمانُ رَضِيَ الله عَنْهُمْ.

۴۶۲۸-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کہا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ حیات تھے: نبی ﷺ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر اور پھر عثمان۔ اللہ ان سب سے راضی ہو۔

٤٦٢٩- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حدثنا سُفْيَانُ: حدثنا جامِعُ بنُ أبي رَاشِدٍ: حدثنا أبُو يَعْلَى عن مُحمَّدِ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قالَ: قُلْتُ لأبِي: أيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ الله ﷺ؟ قال: أبُو بَكْرٍ، قال:

۴۶۲۹-(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند) جناب محمد بن حنفیہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے

٤٦٢٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح:٣٦٩٨ من حديث أسود بن عامر شاذان به.

٤٦٢٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١١٤٠ بسند صحيح عن سالم به، نحو المعنىٰ.

٤٦٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ "لو كنت متخذًا خليلاً"، ح:٣٦٧١ عن محمد بن كثير العبدي به.

قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قال: ثُمَّ عُمَرُ، قال: ثُمَّ خَشِيتُ أَنْ أَقُولَ ثُمَّ مَنْ، فَيَقُولَ عُثْمانُ، فَقُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَةِ، قال: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے پوچھ لیا کہ ان کے بعد کون ہے؟ تو وہ کہیں گے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ تو میں نے از خود کہہ دیا: پھر تو آپ ہوں گے ابا جان! وہ کہنے لگے: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

فوائد و مسائل: ① اہل بیت کے افراد بھی اپنے طور پر حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی افضیلت اور مسلمانوں میں ان کی شہرت سے بخوبی آگاہ تھے اور اقراری بھی' جیسے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صراحت سے فرمایا۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک متواضع شخصیت تھے۔ ان میں تکبر اور تعلّی نہیں تھی۔ ③ تفضیل صحابہ کے حوالے سے فطری طور پر لوگوں میں ایک احساس موجود تھا۔ لیکن اس پر کوئی جھگڑا موجود نہ تھا۔ بعد میں فتنہ پردازوں نے اپنے مقاصد کے حصول اور مسلمانوں میں تفرقہ اور جدال پیدا کرنے کے لیے اس کو عقائد سے تعلق رکھنے والا ایک اہم اور نزاعی موضوع بنا لیا۔

٤٦٣٠ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ مِسْكِينٍ: حدثنا مُحَمَّدٌ يَعني الْفِرْيَابيَّ، قالَ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ كَانَ أَحَقَّ بالوِلَايَةِ منْهُمَا فَقَدْ خَطَّأَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارَ رَضِيَ الله عَنْ جَمِيعِهِمْ وَمَا أُرَاهُ يَرْتَفِعُ لَهُ مَعَ هٰذَا عَمَلٌ إِلَى السَّمَاءِ.

۴۶۳۰- جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: جس شخص کا یہ گمان ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی نسبت خلافت کے زیادہ حق دار تھے تو اس نے حضرت ابوبکر' حضرت عمر' مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو غلطی پر سمجھا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی عمل آسمان کی طرف اٹھتا ہو۔

فائدہ: مہاجرین و انصار اور کل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تمام طبقات انسانی میں وہ محترم طبقہ ہیں جن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نصرت کے لیے منتخب فرمایا۔ تو ان سب کی اجتماعی رائے کو باطل کس طرح قرار دیا جاسکتا۔ بلاشبہ نبی ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں مگر کیا وہ اس قدر ہی گئے گزرے تھے کہ اپنے اجتماعی معاملات کو راہِ حق و صواب پر چلانے سے قاصر تھے۔ حاشا و کلاّ! وہ یقیناً علم و فضل کی طرح فہم و فراست میں بھی سب سے افضل و اعلیٰ تھے اور انہی فضائل کی بنا پر اللہ عزوجل نے ان کی قرآن مجید میں مدح فرمائی ہے۔ انہوں نے اپنی شوریٰ سے جن کو اپنا قائد بنایا وہ صحیح معنی میں افضل ترین لوگ تھے۔

٤٦٣٠ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٣١- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا قَبِيصَةُ: حدثنا عَبَّادٌ السَّمَّاكُ قال: سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: الْخُلَفَاءُ خَمْسَةٌ: أبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ وَعَلِيٌّ وَعُمَرُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ رَضِيَ الله عَنْهُمْ.

۴۶۳۱- جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ خلفاء پانچ ہیں۔ یعنی ابوبکر' عمر' عثمان' علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے۔ تاہم عمومی رائے یہی ہے کہ منہاج النبوۃ پر صحیح معنوں میں قائم خلفاء یہ پانچ تھے' دیگر خلافتوں میں کچھ نہ کچھ انحراف آ گیا تھا۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ خلفائے اربعہ کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جو تابعی تھے' لیکن اہل السنۃ والجماعۃ عمومی طور پر ان کو بھی خلیفہ راشد سمجھتی ہے کیونکہ سلیمان بن الملک کی طرف سے نامزدگی کو انہوں نے قبول نہ کیا اور لوگوں کو اپنی شوریٰ کے ذریعے سے اپنا حکمران منتخب کرنے کا اختیار دیا۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے انہی کو امیرالمومنین منتخب کیا۔ پھر انہوں نے دیگر خلفائے راشدین کی طرح معاملات حکومت بالکل قرآن وسنت کے مطابق چلائے اس لیے وہ بھی بجا طور پر خلیفہ راشد ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سات مہینے تک خلیفہ رہے۔ ان کا یہ دور پہلی خلافت راشدہ کا حصہ ہے۔

(المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْخُلَفَاءِ (التحفة ٩)

باب:۸- خلفاء کا بیان

٤٦٣٢- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حدثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ - قالَ مُحمَّدٌ: كَتَبْتُهُ مِنْ كِتَابِهِ - قالَ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ أبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أنَّ رَجُلًا أتَى إلَى رَسُولِ الله ﷺ فقَالَ: إنِّي أرَى اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ فَأرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ بِأيْدِيهِمْ فالمُسْتَكْثِرُ وَالمُسْتَقِلُّ وَأرَى سَبَبًا وَاصِلًا

۴۶۳۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بادل سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی ہتھیلیاں پھیلائے ہوئے تھے' تو کچھ نے ان سے خوب خوب لیا اور کچھ نے کم لیا۔ اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے' اے اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا ہے اور اوپر چڑھ گئے ہیں۔ پھر ایک

٤٦٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * عباد السماك مجهول (تقريب).

٤٦٣٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٦٨، وأخرجه مسلم، الرؤيا، باب في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، التعبير، باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به.

مِنَ السَّماءِ إِلَى الأَرْضِ فأَرَاكَ يَا رَسُولَ الله! أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَعَلَا بِهِ. قال أبو بَكْرٍ: بِأَبِي وَأُمِّي لَتَدَعَنِّي فَلأَعْبُرَنَّهَا، فقَالَ: «اعْبُرْهَا»، فقال: أما الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الإِسْلَامِ، وأمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ، وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، أَيْ رَسُولَ الله ﷺ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ فقَالَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، فقَالَ: أَقْسَمْتُ يَا رَسُولَ الله! لَتُحَدِّثَنِّي ما الَّذِي أَخْطَأْتُ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لا تُقْسِمْ».

دوسرے آدمی نے اسے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور آدمی نے اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک اور آدمی نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی۔ پھر جوڑ دی گئی تو وہ اوپر چڑھ گیا۔ پس حضرت ابوبکر ؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی تعبیر بیان کرو۔'' تو انھوں نے کہا: وہ بادل' اسلام کا سایہ ہے اور اس سے ٹپکنے والا گھی اور شہد' قرآن کی ملائمت اور شیرینی ہے۔ زیادہ یا کم لینے والے' تو وہ وہی ہیں جو قرآن سے اپنا حصہ زیادہ لے رہے ہیں یا کم۔ اور آسمان سے لٹکنے والی رسی' وہی حق ہے جس پر آپ علیہ السلام ہیں۔ آپ نے اسے پکڑا ہے تو اللہ آپ کو بلند فرمائے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک آدمی پکڑے گا اور اس کے ذریعے سے اوپر چڑھ جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا آدمی پکڑے گا تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا۔ پھر تیسرا آدمی پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائے گی' پھر اسے اس کی خاطر جوڑ دیا جائے گا تو پھر وہ اوپر چڑھ جائے گا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے درست کہا ہے یا غلط؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے کچھ درست کہا ہے اور کچھ میں غلطی کی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں مجھے ضرور بتائیں کہ میں نے کیا غلطی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''قسم مت دو۔''

فوائد ومسائل: ① سچے اور عمدہ خواب مومن کے لیے نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے بندے کو بعض امور کی اطلاع یا بعض امور سے متنبہ کیا جاتا ہے۔ ② مذکورہ بالا خواب میں خلافت نبوت

کی طرف اشارہ تھا۔ جسے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بجا طور پر سمجھ گئے تھے۔ اس میں غلطی کیا تھی؟ تو اس کے درپے ہونا قطعاً روا نہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صراحت نہیں فرمائی تو کسی اور کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ظن و تخمین سے کوئی بات کہے۔ ③ کسی کو لفظ قسم کے ساتھ قسم دینے سے اس کی تعمیل واجب نہیں ہو جاتی۔ ④ کسی تلمیذ یا ادنیٰ کو جائز ہے کہ اپنے شیخ یا بڑے کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت سے کسی سوال کا جواب دے یا اس پر بحث کرے۔ یہ خلاف ادب شمار نہیں ہوگا۔ بلا اجازت بولنا البتہ بے ادبی ہوگی۔

٤٦٣٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قال: فَأَبَى أَنْ يُخْبِرَهُ.

۴۶۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے یہ مذکورہ بالا قصہ بیان کیا۔ کہا کہ آپ ﷺ نے (غلطی کی وضاحت کرنے سے) انکار فرما دیا۔

٤٦٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الله الأَنْصَارِيُّ: حدثنا الأَشْعَثُ عن الْحَسَنِ، عن أبي بَكْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ ذَاتَ يَوْمٍ: «مَنْ رَأَى مِنْكُم رُؤْيَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ أَنْتَ وَأَبُو بَكْرٍ، فَرُجِحْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، وَوُزِنَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَرُجِحَ أَبُو بَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمانُ فَرُجِحَ عُمَرُ، ثُمَّ رُفِعَ المِيزَانُ فَرَأَيْنَا الْكَرَاهِيَةَ في وَجْهِ رَسُولِ الله ﷺ.

۴۶۳۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن دریافت فرمایا: ”تم میں سے خواب کس نے دیکھا ہے؟“ ایک آدمی نے کہا: میں نے۔ میں نے دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک ترازو اتری ہے تو آپ کا اور حضرت ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ حضرت ابوبکر سے بھاری ہو گئے۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا وزن کیا گیا تو ابوبکر بھاری ہو گئے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر بھاری ہو گئے‘ پھر وہ ترازو اٹھا لی گئی۔ تو (اس بات پر) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔“

فوائد و مسائل: ① وزن کیا جانا خواب میں ایک تمثیل تھی جس کے معنی واضح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ساری

٤٦٣٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٦٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب ماجاء في رؤيا النبي ﷺ في الميزان والدلو، ح: ٢٢٨٧ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٧١، وللحديث شواهد * الحسن البصري مدلس وعنعن، والحديث الآتي شاهد له.

امت کے مقابلے میں افضل و اعلیٰ اور بھاری ہیں' بلکہ سابقہ امتیں بھی ہیچ ہیں۔ اسی طرح جلیل القدر صحابہ میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ اگر چہ یہ اور دیگر صحابہ اپنے اپنے انفرادی فضائل و مناقب میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں مگر مجموعی اعتبار سے یہی نتیجہ ہے جو بیان ہوا اور امت کا یہی عقیدہ ہے۔ ② ترازو اٹھائے جانے پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا بدل جانا' غالباً اس وجہ سے تھا کہ اس کے بعد فتنے سر اٹھانے والے تھے۔ جیسے کہ فی الواقع واقعات نے ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم. بعض حضرات کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

٤٦٣٥ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي بَكْرَةَ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ ذَاتَ يَوْمٍ: «أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟»، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْكَرَاهِيَةَ قال: فاسْتَاءَ لَها رَسُولُ الله ﷺ يَعني فَسَاءَهُ ذٰلِكَ، فقالَ: «خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ، ثُمَّ يُؤْتِي الله المُلْكَ مَنْ يَشاءُ».

۴۶۳۵- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن دریافت فرمایا: ''تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' تو مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔ مگر اس روایت میں ''کراهية'' کا ذکر نہیں۔ بلکہ [فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ] یعنی آپ علیہ السلام کو یہ (کیفیت) پسند نہ آئی۔ پھر فرمایا: ''یہ نبوت کی خلافت ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا اپنا ملک عنایت فرما دے گا۔''

٤٦٣٦ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حدثنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ عن الزُّبَيْدِيِّ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَمْرِو بنِ أَبَانَ بنِ عُثْمانَ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِالله أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «أُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ نِيطَ بِرَسُولِ الله ﷺ وَنِيطَ عُمَرُ بِأَبِي بَكْرٍ وَنِيطَ عُثْمانُ

۴۶۳۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور حضرت عمر کو حضرت ابوبکر کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور حضرت عثمان کو حضرت عمر کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ

٤٦٣٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤ من حديث حماد بن سلمة به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق * علي بن زيد ضعيف، تقدم.

٤٦٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٥ من حديث محمد بن حرب به، وصححه الحاكم: ٣/ ٧١، ٧٢، ووافقه الذهبي * الزهري عنعن، وله شاهد ضعيف، تقدم، ح: ٤٦٣٤.

بِعُمَرَ». قَالَ جَابِرٌ: فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قُلْنَا: أَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ هٰذَا الأَمْرِ الَّذِي بَعَثَ اللهُ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ.

کے ہاں سے اٹھے تو ہم نے کہا: ''صالح آدمی'' تو وہ خود رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کا ایک دوسرے کے ساتھ معلق کرنا' اس لیے کہ یہی لوگ اس امر کے ذمہ دار ہیں جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ وَشُعَيْبٌ لَمْ يَذْكُرَا عَمْرًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو یونس اور شعیب نے روایت کیا ہے۔ مگر ان دونوں نے سند میں عمرو (بن ابان) کا ذکر نہیں کیا۔

٤٦٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن أَشْعَثَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دَلْوًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ شُرْبًا ضَعِيفًا، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَشَرِبَ حَتَّى تَضَلَّعَ، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِعَرَاقِيهَا فَانْتَشَطَتْ وَانْتَضَحَ عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ.

۴۶۳۷- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے جیسے ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور اس کو اس کے دونوں طرف کے کناروں سے پکڑ لیا اور اس سے پانی پیا' مگر کمزوری کے ساتھ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اس کو اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا اور خوب سیر ہو کر پیٹ بھر کر پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا اور پیا حتی کہ پیٹ بھر کر پیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے' انہوں نے اس کے دونوں کناروں سے پکڑا تو وہ ہلا اور اس سے کچھ پانی ان پر گر گیا۔

٤٦٣٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ

۴۶۳۸- جناب مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: ضرور ایسا ہو گا کہ رومی لوگ چالیس دن تک

٤٦٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١ من حديث حماد بن سلمة به، ✽ عبدالرحمٰن أبو أشعث وثقه ابن حبان، والهيثمي(مجمع الزوائد: ٧/ ١٨٠)، وجاء في تحرير تقريب التهذيب: (٤٠٥٠): "ثقة، وثقه ابن معين".

٤٦٣٨ـ تخريج: [ضعيف] ✽ الوليد بن مسلم لم يصرح بالسماع المسلسل.

عَبْدِ الْعَزِيزِ عن مَكْحُولٍ قال: «لَتَمْخُرَنَّ الرُّومُ الشَّامَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا لا يَمْتَنِعُ مِنْهَا إِلَّا دِمَشْقَ وَعَمَّانَ».

شامیوں کے گھروں میں گھسے رہیں گے۔ اس (فتنے) سے سوائے دمشق اور عمان کے کوئی شہر نہ بچے گا۔

٤٦٣٩- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ عَامِرٍ الْمُرِّيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابنُ الْعَلَاءِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الأَعْيَسِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ سَلْمَانَ يَقُولُ: سَيَأْتِي مَلِكٌ مِنْ مُلوكِ الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ.

۴۶۳۹- جناب ابواعیس عبدالرحمٰن بن سلمان رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ ایک عجمی بادشاہ سارے شہروں پر غالب آ جائے گا اور صرف دمشق محفوظ رہے گا۔

٤٦٤٠- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا بُرْدٌ أَبو الْعَلَاءِ عن مَكْحُولٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِينَ في الْمَلَاحِمِ أَرْضٌ يُقَالُ لَها الْغُوطَةُ».

۴۶۴۰- جناب مکحول رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگوں (اور فتنوں) کے دنوں میں مسلمان ایک ایسی جگہ خیمہ زن ہوں گے جسے غوطہ کہتے ہوں گے۔''

فائدہ: ''غوطہ'' دمشق کے اردگرد باغات کا نام ہے۔ نیز دیکھیے گزشتہ حدیث: ۴۲۹۸۔

٤٦٤١- حَدَّثَنا أَبو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ عن عَوْفٍ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ مَثَلَ عُثْمانَ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ يَقْرَؤُهَا وَيُفَسِّرُهَا: ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

۴۶۴۱- عوف (بن ابی جمیلہ اعرابی) نے بیان کیا' انہوں نے کہا: میں نے حجاج (بن یوسف) کو خطبہ دیتے ہوئے سنا' وہ کہہ رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال اللہ کے ہاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرح ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾

٤٦٣٩ـ تخريج: [ضعيف] * عبدالعزيز بن العلاء لم أجد له ترجمة، ولعله عبدالله بن العلاء بن زبر فالسند صحيح وإلا فضعيف.

٤٦٤٠ـ تخريج: [صحيح] * حماد هو ابن سلمة، والسند ضعيف للإرسال، وله شاهد، تقدم، ح: ٤٢٩٨.

٤٦٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] * عبدالسلام هو ابن مطهر، وجعفر هو ابن سليمان الضبعي.

مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [آل عمران: ٥٥]
يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ وَإِلَى أَهْلِ الشَّامِ.

''جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تمہیں (اس جہان سے) پورا پورا لے جانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھا لینے والا ہوں اور ان کافروں کی صحبت سے تمہیں پاک کرنے والا ہوں۔'' وہ یہ آیت پڑھتا جاتا تھا اور اس کی شرح کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اور اہل شام کی طرف اشارے کرتا جاتا تھا۔

فائدہ: مفہوم کلام یہ تھا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ نے کافروں پر غلبہ دیا' اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متبعین ہیں جو شام میں پورے ملک پر حکومت کر رہے ہیں دوسرے جو ان کے مخالف ہیں مغلوب ہیں۔

٤٦٤٢- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قالَا: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن المُغِيرَةِ، عن الرَّبِيعِ بنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَخْطُبُ فقالَ في خُطْبَتِهِ: رَسُولُ أَحَدِكُمْ في حَاجَتِهِ أَكْرَمُ عَلَيْهِ أَمْ خَلِيفَتُهُ في أَهْلِهِ؟ فَقُلْتُ في نَفْسِي: للهِ عَلَيَّ أَلَّا أُصَلِّيَ خَلْفَكَ صَلَاةً أبدًا وإِنْ وَجَدْتُ قَوْمًا يُجَاهِدُونَكَ لأُجَاهِدَنَّكَ مَعَهُمْ. زَادَ إِسْحَاقُ في حَدِيثِهِ قال: فَقَاتَلَ في الْجَمَاجِمِ حَتّى قُتِلَ.

۴۶۴۲- ربیع بن خالد ضبی نے بیان کیا کہ میں نے حجاج (بن یوسف) کو خطبہ دیتے ہوئے سنا' اس نے اپنے خطبے میں کہا: ہم میں سے کسی کا قاصد جو اس کے کسی کام میں مشغول ہو' وہ اس کے لیے زیادہ محترم ہوتا ہے یا اس کا وہ نائب جو اس کے اہل میں ٹھہرا ہوا ہو؟ پس میں نے اپنے دل میں کہا: مجھ پر اللہ کے لیے یہ نذر ہے کہ اب تیرے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھوں گا' اور اگر مجھے کچھ لوگ مل گئے جو تیرے خلاف جہاد کرتے ہوں تو میں ان کے ساتھ مل کر بالضرور جہاد کروں گا۔ اسحاق نے اپنی روایت میں مزید کہا: چنانچہ اس نے (ربیع بن خالد نے حجاج کے خلاف دیر) جماجم کے قتال میں حصہ لیا حتی کہ قتل ہو گیا۔

فائدہ: حجاج کی طرف منسوب اس کلام کا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح کسی کا نائب اور جو اس کے اہل میں رہ کر ان کی خدمت کر رہا ہو اس کے قاصد کی نسبت زیادہ افضل ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء جو فقط اللہ عزوجل کے احکام پہنچانے والے تھے نعوذ باللہ ان کی نسبت امراء بنوامیہ جو اس زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں' بہتر ہیں اور یہ کہ خلیفہ

٤٦٤٢_ تخريج: [ضعيف] * المغيرة بن مقسم عنعن.

قاصد سے افضل ہوا کرتا ہے۔ یہ کلام اور مفہوم اگر درست ہو تو صریح کفر ہے۔ مگر یہ روایت ضعیف ہے۔

٤٦٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عن عَاصِمٍ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ وَهُوَ عَلَى المِنْبَرِ يَقُولُ: اتَّقُوا اللهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ لَيْسَ فيهَا مَثْنَوِيَّةٌ، وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لَيْسَ فيهَا مَثْنَوِيَّةٌ لأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَبْدِ المَلِكِ وَالله! لَوْ أَمَرْتُ النَّاسَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْ بَابٍ مِنَ المَسْجِدِ فَخَرَجُوا مِنْ بَابٍ آخَرَ لَحَلَّتْ لِي دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ، وَالله! لَوْ أَخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ لَكَانَ ذٰلِكَ لِي مِنَ اللهِ حَلَالٌ وَيَا عَذِيرِي مِنْ عَبْدِ هُذَيْلٍ يَزْعُمُ أَنَّ قِرَاءَتَهُ مِنْ عِنْدِ الله، وَاللهِ! ما هِيَ إِلَّا رَجَزٌ مِنْ رَجَزِ الأَعْرَابِ، ما أَنْزَلَها الله عَلَى نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَعَذِيرِي مِنْ هٰذِهِ الْحَمْرَاءِ يَزْعُمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَرْمِي بِالْحَجَرِ فَيَقُولُ إِلَى أَنْ يَقَعَ الْحَجَرُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَوَالله! لأَدَعَنَّهُمْ كَالأَمْسِ الدَّابِرِ. قال: فَذَكَرْتُهُ لِلأَعْمَشِ فقالَ: أَنَا وَالله! سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

۴۶۴۳-عاصم سے مروی ہے کہ میں نے حجاج سے سنا' وہ برسر منبر کہہ رہا تھا: اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جہاں تک ہمت پاؤ' اس میں کوئی استثنا نہیں۔ امیر المومنین عبدالملک (بن مروان) کی بات سنو اور اطاعت کرو' اس میں کوئی استثنا نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر میں لوگوں کو حکم دوں کہ مسجد کے فلاں دروازے سے باہر جاؤ اور وہ دوسرے کسی دروازے سے باہر نکلیں تو میرے لیے ان کے خون اور مال حلال ہوں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میں مضر کے بدلے قبیلۂ ربیعہ کی گرفت کروں تو یہ میرے لیے اللہ کی طرف سے حلال ہے۔ اور کون ہے جو مجھے ہذیل کے غلام (اشارہ ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی طرف سے معذور جانے' اس کا خیال ہے کہ اس کی قراءت اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ (اس کی قراءت) تو بدویوں کے رجز (چھوٹے چھوٹے شعروں) کی مانند ہے۔ اللہ نے اسے اپنے نبی ﷺ پر نازل نہیں کیا ہے۔ اور کون ہے جو مجھے ان عجمیوں سے معذور جانے' ان میں سے کوئی پتھر پھینک دیتا ہے (فتنے کی بات کر دیتا ہے) پھر کہتا ہے دیکھو یہ کہاں تک جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں انہیں کل ماضی کی مانند کر کے رکھ دوں گا (نیست و نابود کر دوں گا۔) راوی نے کہا کہ میں نے یہ واقعہ اعمش کو بیان کیا تو اس نے کہا: میں نے بھی اللہ کی قسم! اسے اس سے سنا ہے۔

٤٦٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي الدنيا في الإشراف في مناقب الأشراف، ح: ٦٣ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو ضعيف.

٤٦٤٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ إدْرِيسَ عن الأعمَشِ قال: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: هٰذِهِ الْحَمْرَاءُ هَبْرٌ هَبْرٌ، أمَا وَالله! لَوْ قَدْ قَرَعْتُ عَصًا بِعَصًا لأَذَرَنَّهُمْ كَالأمْسِ الذَّاهِبِ يَعْني المَوَالِيَ.

۴۶۴۴- ابن ادریس نے اعمش سے روایت کیا' کہا کہ میں نے حجاج سے سنا وہ منبر پر کھڑا کہہ رہا تھا: یہ عجمی کاٹ ڈالے جانے کے لائق ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اگر لاٹھی کو لاٹھی پر مارا تو ان لوگوں کو ماضی کی مانند کر چھوڑوں گا (نیست و نابود کر دوں گا۔) اس کا اشارہ غیر عرب لوگوں کی طرف تھا۔

فائدہ: ''لاٹھی کو لاٹھی پر مارا'' یعنی ان کا قلع قمع کرنے کا ارادہ کیا تو...... اس سے پتا چلتا ہے کہ دین کی بجائے عربوں کی قومی عصبیت پر اس کا ایمان تھا۔

٤٦٤٥- حَدَّثَنا قَطَنُ بنُ نُسَيْرٍ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْني ابنَ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ سُلَيْمانَ عن شَرِيكٍ، عن سُلَيْمانَ الأعمَشِ قال: جَمَّعْتُ مَعَ الْحَجَّاجِ فَخطَبَ فَذَكَرَ حَدِيثَ أبي بَكْرِ بنِ عَيَّاشٍ قال فيهَا: فاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لِخَلِيفَةِ الله وَصَفِيِّهِ عَبْدِ المَلِكِ بنِ مَرْوَانَ وَسَاقَ الحديثَ قال: وَلَوْ أخَذْتُ رَبِيعَةَ بِمُضَرَ وَلَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْحَمْرَاءِ.

۴۶۴۵- شریک نے سلیمان اعمش سے روایت کیا' کہا کہ میں نے حجاج کے ساتھ جمعہ پڑھا تو اس نے خطبہ دیا...... اور ابوبکر بن عیاش والی (مذکورہ بالا) حدیث (۴۶۴۳) بیان کی۔ اس نے کہا: اللہ کے خلیفہ اور اس کے منتخب عبدالملک بن مروان کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اور حدیث بیان کی۔ مزید کہا: اور اگر میں مُضَر کے بدلے ربیعہ کی گرفت کروں...... اور عجمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

٤٦٤٦- حَدَّثَنا سَوَّارُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ بنُ سَعِيدٍ عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي

۴۶۴۶- (رسول اللہ ﷺ کے غلام) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت کی خلافت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے گا عنایت فرما دے گا۔''

٤٦٤٤_ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٦٤٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] * شريك القاضي عنعن.

٤٦٤٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الخلافة، ح: ٢٢٢٦ من حديث سعيد بن جمهان به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٣٤، ١٥٣٥.

اللهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ».

قال سَعِيدٌ: قال لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ أَبَا بَكْرٍ سَنَتَيْنِ، وَعُمَرَ عَشْرًا، وَعُثْمانَ اثْنَيْ عَشَر. وَعَلِيٌّ كَذَا، قال سَعِيدٌ. قُلْتُ لِسَفِينَةَ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ بِخَلِيفَةٍ، قال: كَذَبَتْ أَسْتَاهُ بَنِي الزَّرْقَاءِ يَعْنِي بَنِي مَرْوَانَ؛ ح:

سعید بن جمھان نے کہا کہ حضرت سفینہ ؓ نے مجھے کہا: حساب لگا لو حضرت ابوبکر ؓ کے دو سال‘ حضرت عمر ؓ کے دس سال‘ حضرت عثمان ؓ کے بارہ سال اور اسی طرح کچھ حضرت علی ؓ کے۔ سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفینہ ؓ سے کہا: یہ بنو مروان سمجھتے ہیں کہ حضرت علی ؓ خلیفہ نہ تھے تو انہوں نے کہا: بنی زرقاء کے پچھلے حصوں نے جھوٹ بولا ہے۔

فوائد و مسائل: ① بنو زرقاء سے مراد بنو مروان ہیں‘ زرقاء ان کے نسب میں آتی ہے جس کی یہ اولاد ہیں۔ ② ”پچھلے حصوں نے جھوٹ بولا“ ایک محاورہ ہے جو اپنے مفاد کے لیے غلط من گھڑت بات پھیلانے والوں کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ ③ مذکورہ بالا مدت خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر‘ حضرت عمر‘ حضرت عثمان‘ حضرت علی اور حضرت حسن ؓ کے دور خلافت کو محیط ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت دو سال‘ تین مہینے اور دس دن‘ حضرت عمر ؓ کی دس سال‘ چھ مہینے اور آٹھ دن‘ اور حضرت عثمان ؓ کی گیارہ سال‘ گیارہ مہینے اور نو دن‘ حضرت علی ؓ کی چار سال نو مہینے اور سات دن اور حضرت حسن ؓ کی تقریباً سات مہینے ہے۔ حضرت حسن ؓ نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خود ہی خلافت سے دست برداری اختیار کر کے خلافت حضرت معاویہ ؓ کے سپرد کر دی اور یوں وہ اختلافات ختم ہو گئے جو حضرت عثمان ؓ کی مظلومانہ شہادت کے بعد قصاصِ عثمان کے مسئلے پر شروع ہوئے تھے‘ جو بڑھتے بڑھتے باہمی جنگ اور خون ریزی تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد حضرت معاویہ ؓ ۲۰ سال تک خلیفہ رہے‘ انہوں نے اندرونی شورش اور بدامنی کو بھی ختم کیا اور بیرونی طور پر ان جہادی سرگرمیوں کا بھی پھر سے آغاز کیا جن کا سلسلہ آپس کے اختلافات کی وجہ سے منقطع ہو گیا تھا۔ اس اعتبار سے حضرت معاویہ ؓ کا یہ ۲۰ سالہ دور خلافت بھی اسلامی تاریخ کا ایک عہد زرّیں ہے۔ حدیث میں جو خلافت نبوت کا دور صرف ۳۰ سال بتلایا گیا ہے‘ اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنے عرصے تک خلافت میں دنیوی اغراض و مقاصد اور شاہانہ شان و شوکت شامل نہیں ہو گی‘ لیکن اس کے بعد ان چیزوں کی کچھ آمیزش ہو جائے گی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سرے سے خلافت یا اسلامی نظام حکومت ہی کا خاتمہ ہو جائے گا اور صرف ملوکیت یا مطلق العنانیت ہی باقی رہ جائے گی۔ ایسا الحمدللہ نہیں ہوا‘ بلکہ خلافت‘ کچھ جزوی خرابیوں کے ساتھ‘ باقی رہی۔ اور یہ تسلسل کم و بیش کے کچھ فرق کے ساتھ صدیوں تک قائم رہا‘ تا آنکہ ۱۹۲۴ء میں ترکی کے مصطفیٰ کمال پاشا نے ادارۂ خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ بعض لوگ اس حدیث کی بنیاد پر یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ اسلام کا سیاسی نظام صرف ۳۰ سال چلا اور پھر ختم ہو گیا۔ یہ دعویٰ نہایت سطحی بھی ہے اور حقائق و واقعات کے خلاف بھی۔

اسلام کے سیاسی نظام یعنی ادارۂ خلافت نے صدیوں تک دنیا میں حکمرانی کی ہے اور اس کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا سکہ منوایا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم (حافظ صلاح الدین یوسف ﷾) کی کتاب ''خلافت و ملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت'') اس میں اسلام کے سیاسی نظام یعنی خلافت کے خدوخال بھی واضح کیے گئے ہیں اور مسلمان خلفاء وسلاطین کی بابت غلط پروپیگنڈے کی دبیز تہوں کو بھی صاف کیا گیا ہے۔

٤٦٤٧- وحَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن الْعَوَّامِ بنِ حَوْشَبٍ الْمَعْنَى جَمِيعًا عن سَعِيدِ بنِ جُمْهَانَ، عن سَفِينَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ، أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ».

۴۶۴۷- حضرت سفینہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت کی خلافت تیس سال تک رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ملک جسے چاہے گا دے دے گا۔''

٤٦٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ عن ابنِ إِدْرِيسَ: أخبرنا حُصَيْنٌ عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ ظَالِمٍ المَازِنِيِّ، وَسُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ ظالمٍ المَازِنِيِّ قالَ: ذَكَرَ سُفْيَانُ رَجُلًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَبْدِ الله بنِ ظَالِمٍ المَازِنِيِّ قال: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابنَ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ قال: لَمَّا قَدِمَ فُلَانٌ إِلَى الْكُوفَةِ أَقَامَ فُلَانٌ خَطِيبًا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ فقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا الظَّالِمِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ في الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ -

۴۶۴۸- جناب عبداللہ بن ظالم مازنی سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ سے سنا' انہوں نے کہا جب فلاں کوفے میں آیا اور اس نے فلاں کو خطبے کے لیے کھڑا کیا (عبداللہ نے کہا) تو سعید بن زید ؓ نے میرے ہاتھ دبائے اور کہا: کیا تم اس ظالم (خطیب) کو نہیں دیکھتے ہو؟ (غالباً وہ خطیب حضرت علی ؓ کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔) میں نو افراد کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں' اگر دسویں کے بارے میں بھی کہوں تو گناہ گار نہیں ہوں گا...... ابن ادریس نے کہا: عرب لوگ [آثَمُ] کا لفظ بولتے ہیں (جبکہ حضرت سعید نے [لَمْ أَيْثَمُ] کہا۔)...... عبداللہ کہتے ہیں' میں نے پوچھا: وہ نو افراد

٤٦٤٧ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٦٤٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي الأعور واسمه سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل رضي الله عنه، ح: ٣٧٥٧، وابن ماجه، ح: ١٣٤ من حديث حصين به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

قال ابنُ إدْرِيسَ: وَالْعَرَبُ تَقُولُ آتَمْ - قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ عَلَى حِرَاءٍ: «اثْبُتْ حِرَاءُ! إنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إلَّا نَبِيٌّ أوْ صِدِّيقٌ أوْ شَهِيدٌ»، قُلْتُ: وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قال: رَسُولُ الله ﷺ وَأبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بنُ أبي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَمَنِ الْعَاشِرُ؟ فَتَلَكَّأَ هُنَيَّةً ثُمَّ قال: أنا.

کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ حراء پر کھڑے ہوئے تھے: ''اے حرا ٹھہر جا! تجھ پر سوائے نبی کے یا صدیق کے یا شہید کے اور کوئی نہیں ہے۔'' میں نے کہا اور وہ نو کون کون ہیں؟ کہا: رسول اللہ ﷺ' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص (مالک) اور عبدالرحمٰن بن عوف ؓ۔ میں نے پوچھا اور دسواں کون ہے؟ تو وہ لمحہ بھر کے لیے ٹھٹھکے پھر کہا: میں۔

قال أبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الأشْجَعِيُّ عن سُفْيَانَ، عن مَنْصُورٍ، عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن ابنِ حَيَّانَ، عن عَبْدِ الله ابنِ ظَالِمٍ بإسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اشجعی نے سفیان سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے ہلال بن یساف سے' انہوں نے ابن حیان سے انہوں نے عبداللہ بن ظالم سے اسی کی سند سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ خطیب نے اشارے کنائے میں حضرت علی ؓ کے بارے میں نامناسب انداز اختیار کیا' تو حضرت سعید بن زید نے عشرۂ مبشرہ کی فضیلت بیان کر کے' جن میں سے ایک حضرت علی ؓ بھی تھے' اس خطیب کی تردید کی۔ اگلی روایات میں اس بات کی مزید صراحت ہے۔

٤٦٤٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الْحُرِّ بنِ الصَّيَّاحِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأخْنَسِ: أنَّهُ كَانَ في المَسْجِدِ فَذَكَرَ رَجُلٌ عَلِيًّا فَقَامَ سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ فَقالَ: أشْهَدُ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ: «عَشَرَةٌ في الْجَنَّةِ: النَّبِيُّ ﷺ في

۴۶۴۹- جناب عبدالرحمٰن بن الاخنس سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے جب ایک شخص نے حضرت علی ؓ کا ذکر کیا تو حضرت سعید بن زید ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''دس اشخاص جنتی ہیں۔ نبی ﷺ جنت میں ہیں' ابوبکر جنت

٤٦٤٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي الأعور واسمه سعيد بن زيد بن عمرو ابن نفيل رضي الله عنه، ح: ٣٧٥٧ من حديث شعبة به، وقال: "حسن".

الْجَنَّةِ، وَأَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ بنُ الْعَوَّامِ في الْجَنَّةِ وَسعْدُ بنُ مَالِكٍ في الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَوْفٍ في الْجَنَّةِ»، وَلَوْ شِئْتَ لَسَمَّيْتُ الْعَاشِرَ. قال: فقالُوا: مَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ. قال: فقالُوا: مَنْ هُوَ؟ قال: هُوَ سَعِيدُ بنُ زَيْدٍ.

میں ہیں' عمر جنت میں ہیں' عثمان جنت میں ہیں' علی جنت میں ہیں' طلحہ جنت میں ہیں' زبیر بن عوام جنت میں ہیں' سعد بن مالک جنت میں ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں۔'' اگر میں چاہوں تو دسویں کا نام بھی لے سکتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے؟ تو وہ خاموش ہو رہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے تو انہوں نے کہا: وہ سعید بن زید ہے۔

فائدہ: ان روایات کے علاوہ بھی اس مضمون میں بہت سی روایات کتب سنت میں موجود ہیں جبکہ کتاب اللہ میں بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح و ستائش بصراحت آئی ہے۔ مثلاً: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة:١٠٠) ''وہ مہاجرین و انصار جنہوں نے (سب سے پہلے ایمان لانے میں) سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے احسن انداز میں ان کا اتباع کیا' اللہ ان (سب) سے راضی ہوا اور وہ اس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔'' اور ﴿لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة:٨٨، ٨٩) ''لیکن رسول نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے' انہوں نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا' انہی لوگوں کے لیے ساری بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' جن میں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' اور سورۃ الفتح میں ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ (الفتح:١٨) ''تحقیق اللہ راضی ہو گیا مومنوں سے جب کہ وہ آپ سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے' پس اس نے اس (خلوص) کو جان لیا جو ان کے دلوں میں تھا' اس نے ان پر اطمینان نازل کیا اور بدلے میں انہیں جلد ہی فتح دے دی۔'' بعد کے دور میں صحابہ کے مابین جو چپقلش ہوئی ہے وہ بشری تقاضوں کے تحت ان کے اجتہادات کی بنا پر ہوئی۔ اللہ انہیں معاف کرنے والا ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ قطعاً جائز نہیں سمجھتے کہ ان امور کو سرعام موضوع بحث بنایا جائے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ.

٤٦٥٠- حَدَّثَنا أبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا صَدَقَةُ بنُ المُثَنَّى النَّخَعِيُّ: حدَّثني جَدِّي رِيَاحُ بنُ الحارِثِ قالَ: كُنْتُ قاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ في مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ أهْلُ الْكُوفَةِ فَجَاءَ سَعِيدُ بنُ زَيْدِ بنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أهْلِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: قَيْسُ بنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هٰذَا الرَّجُلُ؟ قال: يَسُبُّ عَلِيًّا. قال: لا أرَى أصْحَابَ رَسُولِ الله ﷺ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لا تُنْكِرُ وَلا تُغَيِّرُ أنَا سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ- وَإنِّي لَغَنِيٌّ أنْ أقُولَ عَلَيْهِ ما لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلُني عَنْهُ غَدًا إذَا لَقِيتُهُ -: «أبُو بَكْرٍ في الْجَنَّةِ وَعُمَرُ في الْجَنَّةِ»، وَسَاقَ مَعْنَاهُ، ثُمَّ قال: لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أحَدِكُمْ عُمُرَهُ وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ.

۴۶۵۰-ریاح بن حارث کا بیان ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں فلاں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ (اشارہ ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کی طرف) اوران کے پاس اہل کوفہ کے کچھ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔تو حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ تشریف لائے۔پس انہوں (مغیرہ) نے ان کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور پھر انہیں اپنی چارپائی کی پائنتی کی طرف بٹھا لیا۔ پھر اہل کوفہ میں سے ایک شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ انہوں نے اس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اس نے بدگوئی کی اور بدگوئی کی۔سعید نے پوچھا یہ کسے گالیاں دے رہا ہے؟ کہا: حضرت علی کو۔ ؓ۔ تو سعید نے کہا: (تعجب ہے) میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جا رہا ہے اور آپ ہیں کہ اسے ٹوکتے ہی نہیں اور نہ سمجھاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے......اور مجھے کوئی ایسی نہیں پڑی کہ آپ علیہ السلام پر کوئی ایسی بات کہہ دوں جو آپ نے نہ کہی ہو پھر کل جب آپ سے میری ملاقات ہو اور وہ مجھ سے پوچھ لیں...... ''ابوبکر جنت میں ہے' عمر جنت میں ہے۔'' اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ پھر کہا: ان میں سے کسی ایک کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) حاضر رہنا اور اس کے چہرے کا غبار آلود ہو جانا تمہاری ساری زندگی کے اعمال سے کہیں بہتر ہے خواہ تمہیں حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی ہی کیوں نہ مل جائے۔

٤٦٥٠_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول الله ﷺ، (٨/ ١١) فضائل العشرة رضي الله عنهم، ح:١٣٣ من حديث صدقة بن المثنى به، وأورده الضياء في المختارة: ٣/٢٨٢_٢٨٥، ح:١٠٨٣، ١٠٨٤.

٤٦٥١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ ابنُ زُرَيْعٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى المَعْنَى قالَا: أخبرنا سَعِيدُ بنُ أبي عَرُوبَةَ عن قَتَادَةَ أنَّ أنَسَ بنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أنَّ نَبِيَّ الله ﷺ صَعِدَ أُحُدًا فَتَبِعَهُ أبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ نَبِيُّ الله ﷺ بِرِجْلِهِ وَقال: «اثْبُتْ أُحُدُ! نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ».

۴۶۵۱-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے چلے گئے' پس پہاڑ نے حرکت کی۔ تو نبی ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''احد! ٹھہر جا! (تیرے اوپر) ایک نبی' ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

٤٦٥٢- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُحمَّدٍ المحَارِبِيِّ، عن عَبْدِ السَّلَامِ بنِ حَرْبٍ، عن أبي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، عن أبي خَالِدٍ مَوْلَى آلِ جَعْدَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أتَانِي جِبْرَائِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فأخَذَ بِيَدِي فأرَانِي بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِي تَدْخُلُ مِنْهُ أُمَّتِي»، فَقَالَ أبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ الله! وَدِدْتُ أنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أنْظُرَ إلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أمَا إنَّكَ يا أبَا بَكْرٍ! أوَّلُ مَنْ يَدْخلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي».

۴۶۵۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے' میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔'' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پسند کرتا ہوں کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتی کہ اسے دیکھ لیتا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اے ابوبکر! یقیناً میری امت کے وہ فرد ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔''

٤٦٥٣- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ

۴۶۵۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بلاشبہ

٤٦٥١ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضي الله عنه، ح: ٣٦٩٧ عن مسدد به.

٤٦٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في فضائل الصحابة: ١/ ٢٢١، ٢٢٢، ح: ٢٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن محمد المحاربي به، * أبوخالد مولى آل جعدة مجهول(تقريب).

٤٦٥٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل من بايع تحت الشجرة، ح: ٣٨٦٠ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

ابنُ خَالِدٍ الرَّمْلِيُّ أَنَّ اللَّيْثَ حَدَّثَهُمْ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“

فائدہ: سن ٦ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر حضرت عثمان ؓ کے قتل کیے جانے کی افواہ پر صحابہ ؓ سے جو بیعت لی گئی تھی وہ کیکر کے ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ نے خود اس درخت کا ذکر فرما کر بیعت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ اس لیے اسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں صحابہ کی تعداد چودہ پندرہ سو تھی۔ (صحيح البخاري، المغازي، حديث:٤١٥٣)

٤٦٥٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ؛ ح: وحدثنا أَحْمَدُ بنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن عَاصِمٍ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: - قال مُوسَى: «فَلَعَلَّ اللهَ» وقال ابنُ سِنَانٍ -: «اطَّلَعَ اللهُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ».

۴۶۵۴- حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر فرمائی ہے اور کہا ہے کہ جو چاہے عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① جب دین کی سربلندی کے لیے یہ لوگ خود کو قربان کرنے پر تل گئے تو ان کو اخلاص اور ایمان کا اعلیٰ ترین معیار حاصل ہو گیا۔ اس لیے ان کو ایسی عظیم خوش خبری دی گئی۔ ان کا یہ عظیم عمل ان کے باقی تمام اعمال سے چاہے وہ مثبت ہوں یا منفی بہت بڑا تھا۔ ② حدیث میں مذکور فرمان کا یہ مفہوم ہرگز نہیں تھا کہ وہ شرعی اور اخلاقی حدود و قیود سے مبرا ہو گئے تھے۔ نہیں بلکہ اس بیان میں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر صادق ہے کہ یہ لوگ تاحیات دین وشریعت کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے اور ان سے کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوگا جو ان کے لیے اللہ عزوجل کی ناراضی یا جہنم میں جانے کا باعث ہو۔ اس میں ان کے معصوم عن الخطا ہونے کا مفہوم نہیں ہے بلکہ بشارت ہے کہ ان کی تمام تقصیرات معاف کر دی جائیں گی۔ رضی اللہ عنہم۔ تو حیف ہے ان لوگوں پر جو ان کی اجتہادی

٤٦٥٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٥، ٢٩٦ عن يزيد بن هارون به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٢٢٠، والحاكم: ٤/ ٧٧، ٧٨، ووافقه الذهبي.

خطاؤں کو نمایاں کرتے اور ان پر طعن و تشنیع کرنا اسلام اور تاریخ کی خدمت سمجھتے ہیں۔فَإِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

٤٦٥٥- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ أنَّ مُحمَّدَ بنَ ثَوْرٍ حَدَّثَهُمْ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن المِسْوَرِ ابنِ مَخْرَمَةَ قال: خَرَجَ النَّبيُّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَذَكَرَ الحدِيثَ قال: فأتَاهُ يَعني عُرْوَةَ بنَ مَسْعُودٍ، فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبيَّ ﷺ فكلَّمَا كَلَّمَهُ أخذ بِلِحْيَتِهِ وَالمُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ قائِمٌ عَلى رَأْسِ النَّبيِّ ﷺ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ المِغْفَرُ فَضرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقال: أخِّرْ يَدَكَ عن لِحْيَتِهِ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فقالُوا: المُغِيرَةُ بنُ شُعْبَةَ.

۴۶۵۵-حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حدیبیہ کے دنوں میں روانہ ہوئے ......اور حدیث بیان کی...... کہا کہ...... پھر (مشرکین کی طرف سے) عروہ بن مسعود آیا اور نبی ﷺ سے بات کرنے لگا اور اس اثنا میں وہ آپ کی ڈاڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگا تا تھا۔ جبکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سر پر کھڑے ہوئے تھے' ان کے ہاتھ میں تلوار اور سر پر خود تھی۔ تو انہوں نے اپنی تلوار کے دستے سے عروہ کے ہاتھ کو ٹھوکا دیا اور کہا: آپ کی ڈاڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ دور رکھ۔ عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ اوپر کی احادیث میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جو سیاسی حمایت کی ہے وہ ان کے شرف صحابیت اور اللہ کے ہاں ان کے مقام کے منافی نہیں ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ دیگر کتنے ہی صحابہ تھے جو اپنی اپنی سوچ کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حامی یا مخالف تھے اور یہ سب ان کے اجتہادات تھے۔ اس لیے ہم کسی کو بھی صراحت سے غلط کہنے کے مجاز نہیں۔ اگر کوئی بات تاریخ کی روایات میں ایسی ہو جو صحابۂ کرام کے مجموعی شرف و وقار کے خلاف ہو تو ان کے شرف صحابیت' رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کی وفا شعاری اور ان بشارتوں کے پیش نظر جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمائی ہیں صَرف نظر کرنا اور ان کے افعال کی تاویل کرنا واجب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنهم وارضاهم.

٤٦٥٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ أبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ أنَّ سَعِيدَ بنَ إيَاس الْجُرَيْرِيَّ أخبرَهُمْ عن عَبْدِ

۴۶۵۶-سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مؤذن جناب اقرع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عیسائیوں کے مذہبی سردار کے پاس بھیجا۔ میں اسے بلا لایا۔ حضرت

٤٦٥٥ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٧٦٥، ٢٧٦٦.

٤٦٥٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] * الأقرع ثقة، وحماد بن سلمة سمع من الجريري قبل اختلاطه.

الله بنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ، عن الأَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ قالَ: بَعَثَني عُمَرُ إلَى الأُسْقُفِّ فَدَعَوْتُهُ فقالَ لَهُ عُمَرُ: وَهَلْ تَجِدُنِي في الْكِتابِ؟ قال: نَعَمْ. قال: كَيْفَ تَجِدُنِي؟ قال: أجِدُكَ قَرْنًا. قال: فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ. فقالَ: قَرْنٌ مَهْ؟ فقالَ: قَرْنٌ حَدِيدٌ أمِينٌ شَدِيدٌ. قال: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ مِنْ بَعْدِي؟ فقالَ: أجِدُهُ خَلِيفَةً صَالِحًا غَيْرَ أنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ، فقالَ عُمَرُ: يَرْحَمُ اللهُ عُثْمانَ ثَلاثًا، فقالَ: كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ؟ .قال: أجِدُهُ صَدَاءَ حَدِيدٍ. قال: فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فقالَ: يا دَفْرَاهُ! يا دَفْرَاهُ!. فقالَ: يَا أمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إنَّهُ خَلِيفَةٌ صَالِحٌ وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِينَ يُسْتَخْلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْلُولٌ وَالدَّمُ مُهْرَاقٌ.

عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اپنی کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا: کیسے؟ کہا: میں پاتا ہوں کہ آپ ایک قرن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا درہ اس پر بلند کیا اور پوچھا: ''قرن'' سے کیا مراد ہے؟ کہا: بہت سخت فولادی قلعہ' انتہائی امین۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جو میرے بعد آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: وہ ایک صالح خلیفہ ہوگا' صرف اتنا ہوگا کہ وہ اپنے قرابت داروں کو ترجیح دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے' تین بار کہا۔ پھر پوچھا: ان کے بعد جو آئے گا اس کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ کہا: میں اسے پاتا ہوں کہ وہ لوہے کا زنگ ہو گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور کہا: اے بدبودار! اے بدبودار! (کیا کہہ رہے ہو؟) تو اس نے کہا: امیرالمومنین! یہ صالح خلیفہ ہوگا مگر جب اسے یہ منصب ملے گا تو تلواریں نکلی ہوئی ہوں گی اور خون بہائے جا رہے ہوں گے۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالدَّفْرُ: النَّتْنُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ [الدفر] کے معنی ہیں: ''بدبو''۔

فائدہ: مسلمانوں میں اہل کتاب کی اس قسم کی روایات کی بصراحت تصدیق یا تکذیب نہیں کی جاتی صرف روایت کی اجازت ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي فَضْلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٠)

باب:٩- اصحاب نبی ﷺ کی فضیلت

٤٦٥٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ:

۴۶۵۷- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے

٤٦٥٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم، ح: ٢٥٣٥ من حديث أبي عوانة به، ورواه البخاري، ح: ٢٦٥١ من طريق آخر عن عمران بن حصين به.

أخبرنا ؛ ح : وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عن قَتَادَةَ ، عن زُرَارَةَ بنِ أوْفَى ، عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال : قال رَسُولُ الله ﷺ : «خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» - وَالله أعْلَمُ أذَكَرَ الثَّالِثَ أمْ لَا - «ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ ولا يُوفُونَ، وَيَخُونُونَ وَلا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ».

ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا بہترین زمانہ یہی ہے جس میں میں مبعوث کیا گیا ہوں' پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے' اور پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے ...... واللہ اعلم آپ نے یہ تیسری بار فرمایا کہ نہیں...... پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہیاں دیں گے حالانکہ ان سے گواہی مانگی نہ گئی ہوگی' نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے۔ خیانتیں کریں گے اور ان پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور ان میں موٹاپا بھی عام ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① اس صحیح حدیث میں صحابۂ کرام' تابعین عظام اور تبع تابعین کے ادوار کے متعلق اجمالی اور مجموعی طور پر بھلائی کی خبر دی گئی ہے۔ ② ان کے بعد وقار میں کمی ہوگی۔ دینداری میں ضعف آجائے گا اور آخرت کی فکر کم ہو جائے گی۔ ③ اطباء کے قول کے مطابق آدمی کے جسم میں موٹاپا عام طور پر خوش خوراکی کے علاوہ بے فکری اور بے خوفی کی بنا پر آتا ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ (التحفة ١١)

باب:١٠- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو سب وشتم کرنا حرام ہے

فائدہ: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام ؓ بنی نوع انسان اور امت محمدیہ کا بہترین اور افضل ترین طبقہ ہیں۔ انہوں نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے دین وایمان حاصل کیا۔ نبی ﷺ کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کیا گیا' ان کی قربانی اور جاں نثاری سے اسلامی حکومت مستحکم ہوئی اور پھر انہوں نے دین کی عظیم امانت اگلی نسلوں کو منتقل کی۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ یہ طبقہ من حیث المجموع انتہائی عادل اور معتمد علیہ ہے۔ دین میں ان کا فہم حجت ہے اور ان کے شرف وکرامت کی حفاظت امت پر واجب ہے۔ اہل اہواء کی یاوہ گوئی کے مطابق بفرض محال اگر اس اولین طبقہ ہی کو مجروح اور ناقابل اعتماد باور کر لیا جائے تو کوئی ایسی قابل اعتماد بنیاد باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان دین وایمان کی معرفت حاصل کر سکے۔

٤٦٥٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو

۴۶۵۸- حضرت ابوسعید (خدری) ؓ نے بیان

٤٦٥٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب بعد باب قول النبي ﷺ: "لو كنت متخذًا◄◄

مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن أبي صَالحٍ، عن أبي سَعِيدٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ» [قال أبو سعيدٍ: حَدَّثَنا العُطَارِدِيُّ: أخبَرَنا أبو معاوية وذكر الحديث].

کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کی بدگوئی مت کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو وہ ان کے ایک مُد یا آدھے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

[حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں عطاردی نے حدیث بیان کی' اس نے کہا: ہمیں ابومعاویہ نے بیان کیا اور حدیث بیان کی۔]

٤٦٥٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زَائِدَةُ بنُ قُدَامَةَ الثَّقَفِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ قَيْسٍ الْمَاصِرُ عن عَمْرِو بنِ أبي قُرَّةَ قال: كَانَ حُذَيْفَةُ بالمَدَائِنِ فَكَانَ يَذْكُرُ أشْيَاءَ قالَها رَسُولُ الله ﷺ لِأُنَاسٍ مِنْ أصْحَابِهِ في الْغَضَبِ، فَيَنْطَلِقُ نَاسٌ مِمَّنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ حُذَيْفَةَ فَيَأْتُونَ سَلْمَانَ وَيَذْكُرُونَ لَهُ قَوْلَ حُذَيْفَةَ، فَيَقُولُ سَلْمَانُ: حُذَيْفَةُ أعْلَمُ بِمَا يَقُولُ، فَيَرْجِعُونَ إلَى حُذَيْفَةَ فَيَقُولُونَ لَهُ: قَدْ ذَكَرْنَا قَوْلَكَ لِسَلْمَانَ فما صَدَّقَكَ وَلا كَذَّبَكَ، فأَتَى حُذَيْفَةُ سَلْمانَ وَهُوَ في مَبْقَلَةٍ فقالَ: يَا سَلْمَانُ! مَا يَمْنَعُكَ أنْ تُصَدِّقَنِي بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ؟ فقالَ

۴۶۵۹-عمرو بن ابوقرہ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اور ایسی باتیں بیان کردیا کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ سے ناراضی کی حالت میں کہی تھیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ باتیں سنی ہوتیں وہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو آ کر بتاتے۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو کہتے ہیں انہیں ہی ان کا زیادہ پتا ہوگا۔ لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور کہتے کہ ہم نے آپ کی بات حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی نہ تکذیب۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ سبزی کے ایک کھیت میں تھے۔ انہوں نے کہا: سلمان! آپ کو کیا مانع ہے کہ جو باتیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں آپ ان میں میری تصدیق نہیں کرتے ہیں؟ حضرت

◀◀ خليلاً"، ح: ٣٦٧٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم، ح: ٢٥٤١ من حديث أبي معاوية الضرير به.

٤٦٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٧ من حديث زائدة به.

سَلْمَانُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُولُ فِي الْغَضَبِ لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَيَرْضَى فَيَقُولُ فِي الرِّضَا لِنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ: أَمَا تَنْتَهِي حَتَّى تُوَرِّثَ رِجَالًا حُبَّ رِجَالٍ، وَرِجَالًا بُغْضَ رِجَالٍ وَحَتَّى تُوقِعَ اخْتِلَافًا وَفُرْقَةً، وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَطَبَ فقالَ: «أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَاللهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْ لَأَكْتُبَنَّ إِلَى عُمَرَ [فَتَحَمَّلَ عَلَيْهِ بِرِجَالٍ فَكَفَّرَ يَمِينَهُ وَلَمْ يَكْتُبْ إِلَى عُمَرَ وَكَفَّرَ قَبْلَ الْحِنْثِ.

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ناراض بھی ہو جایا کرتے تھے اور اس حالت میں اپنے صحابہ سے کچھ کہہ بھی دیا کرتے تھے اور خوش بھی ہوتے تھے اور اس حالت میں بھی اپنے صحابہ سے کچھ کہتے تھے' تو کیا آپ اپنے اس انداز سے باز نہیں آ سکتے۔ کیا آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ کی محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور کچھ کے متعلق بغض ڈال دینا چاہتے ہیں؟ اس طرح تو آپ ان لوگوں میں اختلاف وافتراق پیدا کر دیں گے' حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا تھا: ''(اے اللہ!) اپنی امت کے جس کسی کو میں نے کبھی کوئی برا بھلا کہا ہو یا ناراضی کی حالت میں لعنت کی ہو تو میں بھی آدم زاد ہوں' جس طرح وہ غصے میں آ جاتے ہیں میں بھی آ جاتا ہوں اور مجھے جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (یا اللہ! میری ان باتوں کو) ان کے لیے قیامت کے روز رحمت بنا دے۔'' (اے حذیفہ!) اللہ کی قسم! تم باز آ جاؤ یا میں عمر کو لکھ بھیجوں گا۔ پھر کچھ لوگوں نے ان سے سفارش کی تو انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا۔ اور کفارہ بھی قسم توڑنے سے پہلے دیا۔

قال أَبُو دَاوُدَ: قَبْلُ وَبَعْدُ كُلُّهُ جَائِزٌ].

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: قسم کا کفارہ' قسم توڑنے سے پہلے ادا کرنا یا بعد میں ادا کرنا سب جائز ہے۔

فائدہ: کسی بھی شخص کو خواہ وہ ذاتی طور پر کتنا بھی خیر وصلاح کے درجے پر فائز ہو' اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ عوام میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی تقصیرات کی اشاعت کرے کہ ان میں سے کچھ کے متعلق محبت اور کچھ کے متعلق بغض کے جذبات پیدا ہو جائیں اور لوگ اس قدسی جماعت کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوں اور ان میں تفرقہ پیدا ہو جائے۔ تاہم ایک محدود وخاص علمی حلقے میں قابل اعتماد اصحاب علم وفضل کے سامنے ان امور کا تذکرہ بطور افہام وتفہیم جائز ہے۔

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي اسْتِخْلَافِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (التحفة ١٢)

باب:۱۱-سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان

٤٦٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مُحمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ سَلَمَةَ عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ قال: حدَّثني الزُّهرِيُّ قال: حدَّثني عَبْدُ المَلِكِ بنُ أبي بَكْرِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ عن أبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ زَمْعَةَ قال: لَمَّا اسْتُعِزَّ بِرَسُولِ الله ﷺ وَأَنا عِنْدَهُ في نَفَرٍ مِنَ المُسْلِمِينَ دَعَاهُ بِلَالٌ إلَى الصَّلَاةِ فقَالَ: «مُرُوا مَنْ يُصَلِّي لِلنَّاسِ»، فَخَرَجَ عَبْدُ الله بنُ زَمْعَةَ فإذَا عُمَرُ في النَّاسِ، وكَانَ أبو بَكْرٍ غَائِبًا، فقُلْتُ: يَا عُمَرُ! قُمْ فَصَلِّ بالنَّاسِ، فتَقَدَّمَ فكَبَّرَ، فلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ الله ﷺ صَوْتَهُ - وكَانَ عُمَرُ رَجُلًا مُجْهِرًا - قال: «فأَيْنَ أبو بَكْرٍ؟ يَأْبَى اللهُ ذٰلِكَ وَالمُسْلِمونَ، يَأْبَى اللهُ ذٰلِكَ وَالمُسْلِمونَ» فَبَعَثَ إلَى أبِي بَكْرٍ فَجَاءَ بَعْدَ أنْ صَلَّى عُمَرُ تِلْكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بالنَّاسِ.

۴۶۶۰- جناب عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بہت بڑھ گئی اور میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا۔ آپ نے فرمایا: ''کسی سے کہہ دو وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے۔'' عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے۔ میں نے کہا: اے عمر! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور تکبیر کہی۔ (ادھر) جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آواز سنی...... اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے...... تو فرمایا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔'' پس آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو وہ آ گئے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا چکے تھے' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہی نماز پڑھائی۔

٤٦٦١- حَدَّثَنَا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ

۴۶۶۱- جناب عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر بیان کی کہ جب نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو

٤٦٦٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٢ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به.

٤٦٦١ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

يَعْقُوبَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ إِسْحَاقَ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ الله بنَ زَمْعَةَ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا الْخَبَرِ قالَ: لَمَّا سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَ عُمَرَ، قال ابنُ زَمْعَةَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهِ ثُمَّ قال: «لَا، لَا، لَا، لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابنُ أبي قُحَافَةَ»، يَقُولُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا.

آپ تشریف لائے' اپنا سر مبارک حجرے سے نکالا اور فرمایا: ''نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' آپ نے یہ بات ناراضی کی کیفیت میں فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی آخری بیماری کے ایام میں پہلی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی' بعد ازاں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھاتے رہے اور نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں ان کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اصرار خصوصاً یہ لفظ کہ (اس سے اللہ انکار فرماتا ہے اور مسلمان انکار کرتے ہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اور نماز پڑھائے) ان کے خلیفہ ہونے کا واضح اشارہ بلکہ اس بات کی شہادت تھی کہ وہ مسلمانوں کا فطری انتخاب ہیں۔ ③ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی تنقیص نہیں ہوئی بلکہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ شرف تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس سے پہلے بھی تسلیم کرتے تھے۔

(المعجم ١٢) - بَابُ مَا يَدُلُّ عَلٰى تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٣)

باب:١٢- فتنے کے دنوں میں ان باتوں کو عام موضوع بحث نہیں بنانا چاہیے

٤٦٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُسْلِمُ بنُ إِبراهِيمَ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عَلِيِّ بنِ زَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ؛ ح: وَحدثنا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ عَبْدِ الله الأَنْصَارِيُّ قالَ: حَدَّثَنا الأَشْعَثُ عنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلْحَسَنِ بنِ

۴۶۶۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے میری امت کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔'' حماد کی روایت کے الفاظ ہیں: ''اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔''

٤٦٦٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب [إن ابني هذا سيد ...]، ح: ٣٧٧٣ من حديث محمد بن عبدالله الأنصاري به، ورواه البخاري، ح: ٣٦٢٩ من حديث الحسن البصري به.

عَلِيٍّ: «إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُصْلِحَ اللّٰهُ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنْ أُمَّتِي». وَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ: «وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ».

فوائد و مسائل: ① حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی بنا پر مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دونوں ہی اپنی اپنی ترجیحات میں برحق تھے' تاہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف اقرب الی الحق تھا۔ ② سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے دست بردار ہو کر ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور اس کی وجہ سے ان کے شرف ''سیادت'' میں اور اضافہ ہو گیا۔ مگر کچھ لوگوں کو اب تک ان کا یہ عمل ناپسند ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے دونوں اطراف کے لوگوں کو ''اپنی امت کے مسلمان'' قرار دیا ہے اور کسی کو بھی گمراہ یا باطل نہیں فرمایا۔ ④ صحابۂ کرام یا پھر فقہاء وائمہ کی اجتہادی غلطیوں کی اشاعت کرنا بہت بڑا اور برا فتنہ ہے۔ صرف خاص محدود علمی حلقہ میں ان کے مسائل کی علمی تفہیم جائز ہے۔

٤٦٦٣ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أخبرنا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا مُحَمَّدُ ابْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ».

۴۶۶۳- جناب محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اسے کوئی فتنہ درپیش ہو (اور وہ اس سے محفوظ رہے) مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے گا' سوائے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ (انہیں) فرما رہے تھے: ''تجھے فتنہ نقصان نہیں دے گا۔''

فائدہ: اس کی واحد وجہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بعد ان کا ان فتنوں سے الگ تھلگ رہ کر تنہائی اختیار کر لینا تھا جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ مفہوم بھی نہیں کہ انسان لوگوں پر مؤثر ہو سکتا ہو' اس کی بات سنی جاتی ہو تو بھی وہ خاموش تماشائی بنا رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام نہ دے بلکہ یہ اس صورت میں ہے جب آدمی کوئی اہم کردار ادا کرنے کی حالت میں نہ ہو' تو اس وقت الگ تھلگ رہنے ہی میں عافیت ہوتی ہے۔

٤٦٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٥٠ عن يزيد بن هارون به * هشام بن حسان مدلس وعنعن.

٤٦٦٤ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الأشْعَثِ بن سُلَيْمٍ، عنْ أبي بُرْدَةَ، عنْ ثَعْلَبَةَ بنِ ضُبَيْعَةَ قال: دَخَلْنَا عَلَى حُذَيْفَةَ فَقَالَ: إنِّي لأعْرِفُ رَجُلًا لَا تَضُرُّهُ الْفِتَنُ شَيْئًا، قالَ: فَخَرجْنَا فَإذَا فُسْطَاطٌ مَضْرُوبٌ، فَدَخَلْنَا فَإذا فِيهِ مُحمَّدُ بنُ مَسْلَمَةَ فَسَأَلْنَاهُ عنْ ذٰلِكَ فَقالَ: مَا أُرِيدُ أنْ يَشْتَمِلَ عَلَيَّ شَيْءٌ مِنْ أمْصَارِكُمْ حَتَّى تَنْجَلِيَ عَمَّا انْجَلَتْ.

۴۶۶۴- جناب ثعلبہ بن ضُبیعہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ ؓ کے ہاں گئے تو انہوں نے کہا: میں یقیناً اس آدمی کو جانتا ہوں جسے فتنے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ کہا کہ پھر ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمیں ایک خیمہ نظر آیا' ہم اس میں چلے گئے' تو دیکھا کہ اس میں حضرت محمد بن مسلمہ ؓ ہیں۔ ہم نے ان سے اس (تنہائی اور گوشہ گیری) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تمہارے شہروں کا کوئی فتنہ مجھے اپنی لپیٹ میں لے لے حتی کہ یہ صورت حال صاف ہو جائے۔ (فتنے ختم ہو جائیں۔)

٤٦٦٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أبُو عَوَانَةَ عنْ أشْعَثَ بنِ سُلَيْمٍ، عنْ أبي بُرْدَةَ، عنْ ضُبَيْعَةَ بنِ حُصَيْنٍ الثَّعْلَبيِّ بِمَعْنَاهُ.

۴۶۶۵- ابو بردہ نے بیان کیا کہ ضُبَیعہ بن حصین ثعلبی نے مذکورہ بالا کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٦٦٦ - حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبراهِيمَ الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا ابنُ عُلَيَّةَ عنْ يُونُسَ، عنِ الْحَسَنِ، عنْ قَيْسِ بنِ عُبَادٍ قالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: أَخْبِرْنا عنْ مَسِيرِكَ هٰذَا أَعَهْدٌ عَهِدَهُ إلَيْكَ رَسُولُ الله ﷺ أمْ رَأْيٌ رَأَيْتَهُ؟ قال: ما عَهِدَ إليَّ رسولُ الله ﷺ بِشَيْءٍ، لكنَّهُ رأْيٌ رَأَيْتُهُ.

۴۶۶۶- جناب قیس بن عُباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ؓ سے پوچھا: آپ کا (حضرت معاویہ ؓ کے مقابلے میں) نکلنا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی بنا پر ہے یا یہ آپ کی اپنی ذاتی رائے ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا تھا' بلکہ یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔

٤٦٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٤٣٣، ٤٣٤ من حديث شعبة به، * ثعلبة بن ضبيعة وثقه ابن ن وحده.

٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن سعد: ٣/ ٤٤٤، ٤٤٥ عن أبي عوانة به، ودلسه الثوري عند حاكم: ٣/ ٤٣٤، وصححه، ووافقه الذهبي، وسنده ضعيف.

٤٦٦٦ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٣٠، وللحديث شواهد.

فائدہ: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تنازعات ان کی اپنی اجتہادی آراء تھیں۔ جن میں سے ایک فریق برحق اور دوسرا اس کے برخلاف تھا۔ مگر بوجۂ اخلاص اور حسن نیت دونوں ہی ماجور تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اقرب الی الحق تھے۔

٤٦٦٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بنُ الْفَضْلِ عنْ أبِي نَضْرَةَ، عنْ أبي سَعِيدٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَمْرُقُ مَارِقَةٌ عِنْدَ فُرْقَةٍ مِنَ المُسْلِمِينَ يَقْتُلُهَا أوْلَى الطائِفَتَيْنِ بالْحَقِّ».

۴۶۶۷- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں افتراق کے وقت ایک فتنہ انگیز جماعت نکلے گی جسے مسلمانوں کا وہ گروہ قتل کرے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں میں مختلف آراء کے حامل افراد یا جماعتوں کا وجود ہوسکتا ہے جن میں سے یقیناً ایک ہی حق پر ہوگا اور دوسرا اس سے بعید۔ مگر جب تک کوئی واضح صریح باطل فکر وعمل سامنے نہ آئے ان کی ضلالت کا حکم نہ لگایا جائے۔ بلکہ علم وحکمت سے تفہیم ہونی چاہیے اور حتی الامکان ان کی اشاعت اور تشہیر سے خاموشی اختیار کی جائے' اسی سے وہ فتنہ دب سکے گا۔ ② اس حدیث میں خوارج کے ظہور کی پیشین گوئی کا بیان ہے۔ یہ حدیث نبی ﷺ کی صداقت کی ایک دلیل ہے' کیونکہ خوارج کا جس وقت ظہور ہوا' وہ اس حدیث کے عین مطابق ہے۔ یہ ۳۶' ۳۷ ہجری کا واقعہ ہے جب حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان لڑائی جاری تھی۔ اس وقت نہروان سے فرقۂ خوارج کا ظہور ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور انہیں شکست فاش دی۔ اسی قسم کی احادیث کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں' اقرب الی الحق کہا جاتا ہے۔ ③ اس میں باہم لڑنے والے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا گیا ہے' اس لیے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما' دونوں اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں طعن وتشنیع کی بجائے کف لسان (خاموشی) ضروری ہے' کیونکہ دونوں ہی مسلمان اور حق پر تھے' گو ایک احق (زیادہ صحیح) تھا۔ ④ فتنہ انگیز یا دین سے نکل جانے والا گروہ خوارج کا تھا' نہ کہ حضرت علی یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا گروہ' وہ دونوں تو مسلمانوں کے عظیم گروہ تھے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي التَّخْيِيرِ بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ عَلَيهِمُ السَّلَامُ (التحفة ١٤)

باب:۱۳- انبیائے کرام علیہم السلام میں فضیلت دینے کا مسئلہ

فائدہ: انبیائے کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے بھی امت میں افتراق کا فتنہ پیدا ہونا ممکن ہے۔ ایک کسی نبی کو افضل کہے گا تو دوسرا کسی اور کو۔ جس نبی کو کسی نے مفضول قرار دیا ہوگا اس کے ماننے والے خواہ مخواہ

٤٦٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوٰة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ١٠٦٥ من حديث القاسم بن الفضل به.

دوسرے انبیاء کے بارے میں ناروا باتیں کریں گے۔ یہ سارا معاملہ فتنہ انگیز ہے' اس لیے نبئ اکرم ﷺ نے کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت دینے کا سلسلہ ہی بند کر دیا۔

٤٦٦٨- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا عَمْرٌو يَعْني ابنَ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ».

۴۶۶۸-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت وترجیح مت دیا کرو۔''

فائدہ: بلاشبہ انبیاء ورسل علیہم السلام میں بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور قرآن مجید نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ (البقرة: ٢٥٣) مگر ان کے فضائل کا اس انداز سے تقابلی بیان کہ دوسروں کی تنقیص لازم آئے' حرام ہے۔

٤٦٦٩- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أبي الْعَالِيَةِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بنِ مَتَّى».

۴۶۶۹-سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی بندے کو لائق نہیں کہ وہ یوں کہے کہ میں (محمد ﷺ) حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔''

فائدہ: ''کسی بندے کو لائق نہیں'' ان الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے علاوہ کسی اور کو اس طرح کہنا جائز نہیں اور اگر نبی علیہ الصلاۃ والسلام خود بھی اس میں شامل ہوں جیسے کہ درج ذیل روایت میں ہے تو اس میں آپ کی از حد تواضع کا اظہار ہے۔

٤٦٧٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إِسْحَاقَ، عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبِي

۴۶۷۰-حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ یوں کہے کہ میں حضرت یونس بن متی علیہ السلام سے

٤٦٦٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤٠٢ عن موسى بن إسماعيل، ومسلم، الفضائل، باب من فضائل موسى ﷺ، ح: ٢٣٧٤ من حديث عمرو بن يحيى المازني به.

٤٦٦٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإن يونس لمن المرسلين...﴾ الخ، ح: ٣٤١٣ عن حفص بن عمر، ومسلم، الفضائل، باب في ذكر يونس عليه السلام... الخ، ح: ٢٣٧٧ من حديث شعبة به.

٤٦٧٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٥ من حديث محمد بن سلمة به * محمد بن إسحاق عنعن.

حَكِيمٍ، عن الْقَاسِمِ بنِ مُحمَّدٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ جَعْفَرٍ قال: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بنِ مَتَّى».

بہتر ہوں۔''

فائدہ: حضرت یونس کا نام اس لیے لیا کہ انہی کے بارے میں وضاحت آتی ہے کہ وہ بغیر اجازت بستی چھوڑ کے چلے گئے' اس پر وہ مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیے گئے اور ﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے' بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔'' (الانبیاء: ٨٧) کا ورد کرتے رہے' اس کے نتیجے میں انہیں نجات مل گئی اور کسی نبی کے بارے میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے یہ بھی گوارا نہیں فرمایا کہ ان سے آپ کا تقابل کر کے آپ کی فضیلت کا اظہار کیا جائے۔

٤٦٧١- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بنُ أَبِي يَعْقُوبَ وَمُحمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ قالَا: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبي عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عنْ أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأعْرَجِ، عنْ أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ: وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسٰى، فَرَفَعَ المُسْلِمُ يَدَهُ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إلَى النَّبِيِّ ﷺ فأَخْبَرَهُ فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسٰى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإذَا مُوسٰى بَاطِشٌ في جَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أدْرِي أكَانَ مِمَّنْ صعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أمْ كَانَ مِمَّنِ

٤٦٧١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو منتخب فرمایا' تو ایک مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہودی کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ وہ یہودی نبی ﷺ کے پاس چلا آیا اور آپ کو بتایا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو۔ بلاشبہ (قیامت برپا ہونے پر) جب لوگ بے ہوش کیے جائیں گے تو میں ہی ہوں گا جو سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ بے ہوش ہوئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں گے یا یہ ان افراد میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہوگا۔''

٤٦٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل موسٰى ﷺ، ح: ٢٣٧٣ من حديث يعقوب بن إبراهيم ابن سعد، والبخاري، الخصومات، باب ما يذكر في الأشخاص والخصومة بين المسلم واليهود، ح: ٢٤١١ من حديث إبراهيم بن سعد به.

اسْتَثْنَى اللهُ تَعَالٰى».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ ابنِ يَحْيَى أَتَمُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن یحییٰ کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

٤٦٧٢- حَدَّثَنا زِيَادُ بنُ أيُّوبَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إدْرِيسَ عن مُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ يَذْكُرُ عن أنَسٍ قال: قالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ الله ﷺ: يَاخَيْرَ الْبَرِيَّةِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ذَاكَ إبراهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

۴۶۷۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یوں خطاب کیا [يَا خَيْرَ الْبَرِيَّة] ''اے مخلوق میں سب سے افضل شخصیت!'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔''

فائدہ: اس میں بھی کسی نبی سے آپ کا تقابل نہیں۔ ساری مخلوق میں آپ کے مرتبے کا ذکر ہے۔

٤٦٧٣- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عنِ الأوْزَاعِيِّ، عنْ أبي عَمَّارٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ فَرُّوخَ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَأوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأرْضُ وَأوَّلُ شَافِعٍ، وأوَّلُ مُشَفَّعٍ».

۴۶۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی' میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور میری سفارش ہی سب سے پہلے قبول ہوگی۔''

فائدہ: آپ ﷺ نے حقائق بیان فرمائے لیکن ایسا انداز ہرگز اختیار نہیں فرمایا جس میں دوسرے انبیاء کی تنقیص ہو یا کوئی تقابل ہی سامنے آئے۔

٤٦٧٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ،

۴۶۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''[تُبَّع] کے متعلق مجھے نہیں

٤٦٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب من فضائل إبراهيم الخليل ﷺ، ح: ٢٣٦٩ من حديث عبدالله بن إدريس به.

٤٦٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب تفضيل نبينا ﷺ على جميع الخلائق، ح: ٢٢٧٨ من حديث الأوزاعي به.

٤٦٧٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ١/ ٥٣ من حديث عبدالرزاق به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤، ووافقه الذهبي.

المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ابنِ أبي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ ابنِ أبي سَعِيدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أدْرِي أَتُبَّعٌ لَعِينٌ هُوَ أمْ لَا، وَما أدْرِي أعُزَيرٌ نَبِيٌّ هُوَ أمْ لَا».

معلوم وہ لعین تھا یا نہیں۔ اور عزیر کے متعلق خبر نہیں کہ وہ نبی تھا یا نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① قوم سبا کا قبیلہ ''حمیر'' اپنے بادشاہ کو ''تُبّع'' کہتا تھا۔ یہ قوم تکذیب انبیاء اور شرک کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھی جیسے کہ سورۂ دخان میں ان کا ذکر آیا ہے: ﴿اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ (الدخان:۳۷) ''کیا یہ (مشرکین مکہ) بہترین ہیں یا قوم تُبّع اور جو ان سے بھی پہلے تھے؟ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا' کیونکہ وہ مجرم تھے۔'' اور سورۂ ق میں ہے: ﴿وَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ﴾ (ق:۱۴) ''اَیکہ (بستی) والوں نے اور قوم تُبّع نے' (ان) سب نے (ہمارے) رسولوں کی تکذیب کی (ان سب) پر میری وعید ثابت ہوگئی۔'' رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن عنداللہ اچھائی یا برائی میں کون کس درجے کا ہوگا' اس پر کچھ نہیں کہا جا سکتا' نیز یہ کہ جن اشخاص کے بارے میں قرآن میں وضاحت نہیں ان کو اپنی طرف سے نبی قرار دینے کی کسی کو اجازت نہیں۔ ایک تُبّع کے متعلق آتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اسے برا نہ کہا جائے۔ ② مستدرک حاکم اور ابن عساکر وغیرہ کی روایات میں عزیر کی بجائے ذوالقرنین کا ذکر ہے' نہیں معلوم وہ نبی تھا یا نہیں۔ حضرت عزیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نبی تھے۔ واللہ اعلم۔

٤٦٧٥ - حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدثني يُونُسُ: أخبرني ابنُ شِهَابٍ أنَّ أبَا سَلَمَةَ بنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أخْبَرَهُ أنَّ أبَا هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «أنَا أوْلَى النَّاسِ بابنِ مَرْيَمَ، الأنْبِيَاءُ أوْلَادُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ».

۴۶۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''میں ابن مریم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں اور انبیاء گویا ایک باپ کی اولاد ہیں (جن کی مائیں الگ الگ ہوں) میرے اور ابن مریم علیہ السلام کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔''

٤٦٧٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، ح: ٢٣٦٥ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم ...﴾ الخ، ح: ٣٤٤٢ من حديث ابن شهاب الزهري به.

فائدہ: انبیاء ﷺ کا علاتی بھائی (باپ کی طرف سے بھائی) ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی دعوت کے اصول ایک ہیں' یعنی توحید' نبوت اور بعثت قیامت' البتہ دیگر مسائل شرعیہ میں اختلاف رہا ہے۔ آپ نے خود انبیاء کو اخی (یوسف) کہہ کر یاد فرمایا' انبیاء کا تذکرہ بہت محبت سے اور خوبصورت انداز سے فرمایا۔ پھر امت کے لیے کیسے روا ہوسکتا ہے کہ وہ تفضیل دینے کے انداز میں ان کا تذکرہ کرے یا کسی کو افضل اور کسی کو مفضول قرار دے۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي رَدِّ الْإِرْجَاءِ (التحفة ١٥)

باب:۱۴- مرجئہ کی تردید

فائدہ: مرجئہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نظریہ یہ رہا ہے کہ اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اور کلمۂ توحید و رسالت ادا کر لینے کے بعد کسی گناہ کا کوئی نقصان نہیں اور مرتکب کبیرہ کا معاملہ آخرت تک مؤخر ہے۔ دنیا میں ان کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا۔ اور کچھ نے کہا کہ ایمان بڑھتا ہے لیکن کم نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا کہ اللہ عزوجل انسانی صورت پر ہے اور تقدیر کا خیر وشر ہونا بندے کی طرف سے ہے۔ (الملل و النحل از شهرستانی)

٤٦٧٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عن عَبْدِاللهِ بْنِ دِينَارٍ، عن أبي صَالِحٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «الإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عن الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ».

۴۶۷۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر اور کچھ شاخیں ہیں۔ سب سے افضل ''لا الہ الا اللہ'' کہنا ہے اور سب سے نیچے یہ ہے کہ کوئی راستے میں پڑی ہڈی دور کر دے۔ اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① سلف صالحین یعنی صحابہ اور تابعین کے نزدیک ایمان زبان کے قول' دل کی حقیقی تصدیق اور اعضاء کے اعمال کا نام ہے۔ شیخ محی الدین کا قول ہے: یہ بات واضح اور راجح ہے کہ زیادہ سے زیادہ غور وفکر اور واضح سے واضح تر دلیل کی وجہ سے تصدیق قلب میں زیادتی ہوتی ہے۔ جب مقام صدیقیت حاصل ہو تو اس کا ایمان دوسروں سے زیادہ اور مضبوط ہوتا ہے۔ تصدیق قلب کا عمل ہے۔ باقی اعضاء کے عمل بھی زیادہ کم ہوں گے تو یہ ایمان کی کمی یا اضافے کا سبب ہوں گے' کیونکہ عمل ایمان کے کمال میں شامل ہے۔ سلف صالحین کے نزدیک دیگر اعضاء

٤٦٧٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها أدناها ... الخ، ح: ٣٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به، ورواه البخاري، ح: ٩ من طريق آخر عن عبدالله بن دينار به.

(اعضائے ظاہری) کے عمل کمال ایمان کی شرط ہیں' البتہ معتزلہ کے نزدیک یہ اعمال ایمان کی صحت کی شرط ہیں۔ (فتح الباری' کتاب الإیمان) ② سو جو کوئی جس قدر شرعی اعمال بجالائے گا اسی قدر اس کا ایمان کامل ہوتا جائے گا' ورنہ اسی قدر ناقص رہے گا۔ جب آپ نے ایمان کے مدارج بیان فرمائے ہیں تو مرجہ کا یہ قول کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ ایمان کم و بیش نہیں ہوتا۔ ③ سب سے افضل اور اعلیٰ عمل لا الہ الا اللہ (توحید) کا اقرار ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار اس کا لازمی حصہ ہے' کیونکہ توحید وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے' لہٰذا جو شخص رسالت کا منکر ہو اس کی توحید بھی معتبر نہیں جیسے کہ درج ذیل حدیث میں وضاحت آ رہی ہے۔

٤٦٧٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حدَّثني يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن شُعْبَةَ: حدَّثني أَبُو جَمْرَةَ قال: سَمِعْتُ ابنَ عَبَّاسٍ قال: إنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَمَرَهُمْ بالإيمانِ بالله، قالَ: «أتَدْرُونَ مَا الإِيمَانُ بالله؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «شَهَادَةُ أنْ لَا إِلٰهَ إلَّا الله وأنَّ مُحمَّدًا رَسُولُ الله، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وأنْ تُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ المَغْنَمِ».

۴۶۷۷- ابو جمرہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' انہوں نے فرمایا: جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے انہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ آپ نے ان سے پوچھا: "کیا جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟" انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "صرف ایک اللہ کے معبود حقیقی ہونے اور محمد کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دینا' نماز قائم کرنا' زکوۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ تم مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔"

فائدہ: "ایمان" صرف زبانی اقرار نہیں اور نہ محض دل کی تصدیق کا نام ہے' بلکہ زبان کے اقرار' دل کی تصدیق اور اعضاء سے عمل کے مجموعے کو ایمان کہا گیا ہے۔ اس قصے میں حج کا ذکر اس لیے نہیں کہ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔

٤٦٧٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِي الزُّبَيْرِ،

۴۶۷۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز

٤٦٧٧ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح:٣٦٩٢، أخرجه البخاري، الإيمان، باب أداء الخمس من الإيمان، ح:٥٣، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله ﷺ ... الخ، ح:١٧ من حديث شعبة به، وهو في مسند أحمد: ١/ ٢٢٨.

٤٦٧٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلوة، ح: ٢٦٢٠ من حديث وكيع به، ورواه مسلم، ح: ٨٢ من حديث أبي الزبير به.

عن جابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ». چھوڑ دینا ہے۔‘‘

فائدہ: معلوم ہوا کہ عمل ایمان کا حصہ ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نماز چھوڑنے کی تین صورتیں ہیں: ٭ مطلقاً نماز کا انکار کرنا‘ یعنی یہ سمجھنا کہ یہ دین کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ عقیدہ اجماعی طور پر صریح کفر ہے بلکہ اس طرح سے دین میں ثابت کسی بھی چیز کا انکار کفر ہے۔ ٭ غفلت اور بھول سے نماز چھوڑ دینا‘ ایسا آدمی بہ اجماع امت کافر نہیں ہے۔ ٭ عمداً نماز چھوڑے رہنا مگر انکار بھی نہ کرنا‘ ایسے شخص کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابراہیم نخعی‘ ابن مبارک‘ احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ بلا عذر عمداً تارک صلاۃ حتی کہ اس کا وقت نکل جائے‘ کافر ہے۔ امام احمد کا کہنا ہے کہ ہم تارک صلاۃ کے سوا کسی کو کسی گناہ پر کافر نہیں کہتے۔ زیادہ سخت موقف امام مکحول اور امام شافعی کا ہے کہ تارک صلاۃ کو اسی طرح قتل کیا جائے جیسے کافر کو کیا جاتا ہے لیکن اس سبب سے وہ ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوگا۔ اس کے اہل اس کے وارث ہوں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے کئی اصحاب نے کہا کہ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا کہنا ہے کہ تارک صلاۃ کو قید کیا جائے اور جسمانی سزا دی جائے حتی کہ وہ نماز پڑھنے لگے۔

٤٦٧٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ عَمرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن بَكْرِ بنِ مُضَرَ، عن ابنِ الْهَادِ، عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَلَا دِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ». قالَتْ: وَما نُقصَانُ الْعَقْلِ والدِّينِ؟ قال: «أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَأَمَّا نُقْصَانُ الدِّينِ فإِنَّ إِحْدَاكُنَّ تُفْطِرُ رَمَضَانَ وَتُقِيمُ أَيَّامًا لا تُصَلِّي».

۴۶۷۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: ’’میں نے کسی ناقص عقل اور ناقص دین والی کو نہیں پایا جو تم سے بڑھ کر عقل مند بندے کو بے عقل بنا دینے والی ہو۔‘‘ ایک عورت بولی: عقل اور دین میں کمی اور نقص کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’عقل کی کمی یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے اور دین میں کمی یوں ہے کہ بلاشبہ عورت رمضان کے دوران میں روزے چھوڑ دیتی ہے اور کئی کئی دن نماز نہیں پڑھتی۔‘‘

فوائد ومسائل: ① عورت کا نماز اور روزے چھوڑ دینا اگرچہ شرعی‘ معقول ومقبول عذر ہے مگر مجموعی لحاظ سے اس

٤٦٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات . . . الخ، ح: ٧٩ من حديث عبدالله بن وهب به.

کے اعمال بندگی پر اس کا اثر بھی ضرور مرتب ہوتا ہے کہ کجا ایک مرد بلا توقف مسلسل عمل کرتا رہتا ہے جب کہ عورت کے اعمال میں تسلسل نہیں رہتا اور یہی اس کے نقصان دین اور مرد کے کمال دین کی علامت ہے۔ ② نبی ﷺ نے عورت کی گواہی کو آدھی گواہی اس لیے قرار دیا ہے کہ ان کی یادداشت اور حافظہ کمزور ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾ (البقرہ: ۲۸۲) ''ایک عورت اگر بھول جائے تو ان میں سے دوسری اسے یاد دلائے۔'' یہ بھول جانا ہی ان کا نقصانِ عقل ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا تجدد پسند چاہے' انکار کرتے رہیں لیکن ان کے آقایانِ مغرب کے بہت سے مفکرین نے بھی اس کو تسلیم کیا اور اس کا برملا اظہار کیا ہے۔

(المعجم ١٥) - بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ (التحفة ١٦)

باب: ۱۵- ایمان کے کم وبیش ہونے کے دلائل

٤٦٨٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: لَمَّا تَوَجَّهَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالُوا: يَا رَسُولَ الله! فَكَيْفَ الَّذِينَ مَاتُوا وَهُمْ يُصَلُّونَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَـٰنَكُمْ﴾ [البقرة: ١٤٣].

۴۶۸۰- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ (تحویل قبلہ کے موقع پر) جب نبی ﷺ نے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر لیا تو صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کا کیا ہوگا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کر دے۔''

فائدہ: اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے ایک عمل' نماز کو ایمان سے تعبیر فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال ایمان کا جز ہیں۔ اور اعمال کے کمال سے ایمان کامل ہوتا ہے ورنہ کمی آجاتی ہے۔

٤٦٨١- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بنِ شَابُورٍ عن يَحْيَى بنِ الْحَارِثِ، عن الْقَاسِمِ، عن أبي

۴۶۸۱- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی خاطر محبت کی' اللہ کی خاطر غصہ کیا' اللہ کے لیے دیا' اور اللہ کی رضا

٤٦٨٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٦٤ من حديث سماك به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد وهو بها حسن.

٤٦٨١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢٠٨، ح: ٧٧٣٧ من حديث يحيى بن الحارث به.

أُمَامَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قَال: «مَنْ أَحبَّ لِلهِ، وَأَبْغَضَ لله، وأعْطَى لله، وَمَنَعَ لله فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإيمَانَ».

مندی کے پیش نظر نہ دیا تو اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔"

فائدہ: محبت کرنا یا بغض رکھنا دل کے اعمال ہیں اور کسی کو کوئی چیز دینا یا نہ دینا ہاتھ کے اعمال ہیں اور یہ سب ایمان کے مکمل کرنے یا ناقص رکھنے کے اسباب ہیں۔

٤٦٨٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنبَلٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ سَعِيدٍ عن مُحمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَكْمَلُ المُؤْمِنِينَ إيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا».

۴۶۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل ایمان میں سب سے بڑھ کر کامل ایمان والا وہی ہے جو اخلاق میں سب سے بڑھ کر ہو۔"

فائدہ: [اَخلاق، خُلُق] کی جمع ہے۔ "خا" اور "لام" کے پیش کے ساتھ۔ اور اس سے مراد انسان کی عادات اور اعمال ہیں۔ عمدہ عادات کو ایمان کا کمال کہا گیا ہے۔ جس شخص کی عادات اور دوسروں کے ساتھ معاملات غلط ہوں وہ اتنا ہی ایمان میں ناقص ہوتا ہے۔

٤٦٨٣- حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا مُحمَّد بنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ قال: وَأَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بنِ سَعْدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ، عَنْ أبِيهِ قالَ: أعْطَى النَّبيُّ ﷺ رِجَالًا وَلَمْ يُعْطِ رَجُلًا مِنْهُمْ شَيْئًا، فَقالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ الله! أعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلانًا وَلَمْ تُعْطِ فُلَانًا شَيْئًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ؟

۴۶۸۳- جناب عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے بعض لوگوں کو کچھ عنایت فرمایا اور ایک آدمی کو کچھ نہ دیا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں کو عنایت فرمایا ہے اور فلاں کو کچھ نہیں دیا حالانکہ وہ مومن ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یا مسلم ہے۔" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین

٤٦٨٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الرضاع، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، ح: ١١٦٢ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٦، والحاكم: ١/ ٣، ووافقه الذهبي، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٤٧٢.

٤٦٨٣- تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة . . . الخ، ح: ٢٧، ومسلم، الإيمان، باب تألف قلب من يخاف على إيمانه لضعفه . . . الخ، ح: ١٥٠ من حديث الزهري به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ مُسْلِمٌ»، حَتَّى أَعَادَهَا سَعْدٌ ثَلَاثًا، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَوْ مُسْلِمٌ»، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا وَأَدَعُ مَنْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُمْ لَا أُعْطِيهِ شَيْئًا مَخَافَةَ أَنْ يُكَبُّوا فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ».

بار کہی اور نبی ﷺ یا مسلم ہے مسلم ہے فرماتے رہے اور پھر کہا: ''میں بعض آدمیوں کو دیتا ہوں اور بعض کو چھوڑ دیتا ہوں حالانکہ وہ مجھے ان کی نسبت زیادہ محبوب ہوتے ہیں اس اندیشے سے کہ کہیں وہ اپنے مونہوں کے بل آگ میں نہ ڈال دیے جائیں۔''

فوائد ومسائل: ① ایمان اور اسلام اگرچہ آپس میں لازم وملزوم ہیں' مگر ایمان اعضائے باطن وظاہر کے اعمال (تصدیق عمل قلب ہے اور نماز' روزہ' حج' زکوۃ وغیرہ تمام اعمالِ صالحہ اعضائے ظاہر کے عمل ہیں) کا نام ہے جبکہ اسلام کا تعلق ظاہری افعال سے ہے۔ اس لیے ہم ظاہری اعمال کی روشنی میں کسی کو صاحب اسلام تو کہہ سکتے ہیں لیکن صاحب ایمان ہونے کا دعویٰ درست نہیں۔ یہ بات اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اعضائے ظاہری کے ان اعمال کے ساتھ تصدیق بالقلب کی حالت کیا ہے۔ ② اسلام قبول کرنے والے نومسلم لوگوں کو اسلام میں راسخ اور مطمئن کرنے کے لیے مادی تعاون دینا ضروری ہے تاکہ اسلامی معاشرے کے شرعی اعمال ان کی روح میں اتر جائیں۔ ایسے لوگوں کو اصطلاحاً [مؤلَّفة القلوب] کہا جاتا ہے۔

٤٦٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: وَقَالَ الزُّهْرِيُّ ﴿قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوٓا أَسْلَمْنَا﴾ [الحجرات: ١٤] قَالَ: نَرَى أَنَّ الإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ، وَالإِيمَانَ الْعَمَلُ.

۴۶۸۴- جناب ابن شہاب زہری ؒ نے آیت کریمہ ﴿قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوٓا أَسْلَمْنَا﴾ ''کہہ دیجیے! (اے بدویو!) تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا ہے۔'' کی تفسیر میں بیان کیا کہ ہم سمجھتے ہیں اسلام سے مراد زبانی اقرار ہے اور ایمان سے مراد عمل ہے۔

فائدہ: یہ امام زہری ؒ کی تعبیر ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ اعضائے باطنی اور اعضائے ظاہری جن میں زبان بھی شامل ہے کے اعمال کا نام ایمان ہے۔ اگر صرف زبان نے اقرار کیا ہے تو ہم اسے اسلام کہہ سکتے ہیں ایمان نہیں۔

٤٦٨٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ:

۴۶۸۵- جناب عامر اپنے والد حضرت سعد (بن

٤٦٨٤_ تخريج: [إسناده صحيح]

٤٦٨٥_ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٤٦٨٣، وهو في مسند أحمد: ١/ ١٧٦.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ؛ ح: وحَدَّثَنا إبراهِيمُ ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أبِيهِ: أنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَسَمَ بَيْنَ النَّاسِ قَسْمًا فَقُلْتُ: أعْطِ فُلَانًا فإنَّهُ مُؤْمِنٌ، قال: «أوْ مُسْلِمٌ، إنِّي لأُعْطِي الرَّجُلَ الْعَطَاءَ وَغَيْرُهُ أحَبُّ إلَيَّ مِنْهُ مَخَافَةَ أنْ يُكَبَّ عَلَى وَجْهِهِ».

ابی وقاص) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مسلمانوں میں کچھ مال تقسیم کیا تو میں نے عرض کیا: فلاں کو بھی دیجیے بلاشبہ وہ مومن ہے۔ آپ نے فرمایا: ''یا مسلم ہے' بے شک میں کسی شخص کو کوئی عطیہ دیتا ہوں حالانکہ اس کے بجائے کوئی دوسرا مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہے' (اسے کچھ نہیں دیتا) میں اس اندیشے سے اسے دیتا ہوں کہ کہیں اوندھے منہ نہ گرا دیا جائے۔''

٤٦٨٦ - حَدَّثَنا أبو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ قالَ: وَاقِدُ بنُ عَبْدِ الله أخبرَني عن أبِيهِ، أنَّهُ سَمِعَ ابنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عنِ النَّبِيِّ ﷺ، أنَّهُ قالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُم رِقَابَ بَعْضٍ».

۴۶۸۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہیں میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔''

فائدہ: اعمال سیئہ سے ایمان میں کمی آتی ہے۔ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا بدترین اعمال میں سے ہے' یہ ایمان کی کمی کی دلیل ہے جسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس وجہ سے انسان ملت سے خارج نہیں ہوتا ہے۔

٤٦٨٧ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بن أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ فُضَيْلِ بنِ غَزْوَانَ، عنْ نَافِعٍ، عنِ ابنِ عُمَرَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أكْفَرَ رَجُلًا مُسْلِمًا،

۴۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا' تو اگر وہ (فی الواقع) کافر ہوا تو فبہا' ورنہ کہنے والا ہی کافر ہے۔''

٤٦٨٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الديات، باب: ﴿ومن أحياها﴾، ح: ٦٨٦٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: "لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض"، ح: ٦٦ عن أبي الوليد الطيالسي به.

٤٦٨٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣ من حديث فضيل بن غزوان به، ورواه مسلم، ح: ٦٠ من حديث نافع به * جرير هو ابن عبدالحميد الضبي.

فَإِنْ كان كَافِرًا وَإِلَّا كَانَ هُوَ الْكَافِرُ» .

فائدہ: زبان کا بول بے کار نہیں جاتا' کسی بھی مسلمان کو بغیر کسی واضح شرعی دلیل کے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر مخاطب فی الواقع اس کا مستحق نہ ہو' تو کہنے والا ضرور اس سے متاثر ہوتا ہے۔ مگر یہ کفر' کفر اکبر سے کم درجے کا ہے۔ کبیرہ گناہ ہے۔ جس کے مرتکب کو اسی معنی میں کافر قرار دیا گیا ہے جس معنی میں اوپر کی حدیث میں کہا گیا ہے۔

٤٦٨٨ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ : حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ : حَدَّثَنا الأعْمَشُ عن عَبْدِ الله بنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَهُوَ مُنَافِقٌ خَالِصٌ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَها : إذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وإذَا وَعَدَ أخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وإذَا خَاصَمَ فَجَرَ» .

۴۶۸۸- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوتی ہے حتی کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ یعنی جب بات کرے تو جھوٹ بولے' وعدہ کرے تو خلاف کرے' عہد معاہدہ کرے تو دھوکہ دے اور اگر جھگڑا ہو جائے تو بدزبانی (گالی گلوچ) پر اتر آئے۔''

فائدہ: نفاق بنیادی طور پر قول وعمل کے شدید تضاد کا نام ہے۔ اگر کسی نے اقرار باللسان کیا لیکن اس کے اعمال اس کے برعکس ہیں تو اس کا اقرار غیر حقیقی یا انتہائی کمزور ہے۔ آپ ﷺ نے جن چیزوں کو علامات نفاق قرار دیا ہے وہ اعمال شنیعہ ہی ہیں۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اعمال سے ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اگرچہ کسی پر مسلمان ہونے یا نہ ہونے کا حکم اس کے دعویٰ اور اعمال کے مطابق لگایا جا سکتا ہے لیکن بعض بنیادی عمل ایسے ہیں کہ صرف زبانی اقرار والے عموماً ان کا اہتمام نہیں کر سکتے۔ چاہے وہ بڑے بڑے اعمال جیسے نماز وغیرہ کا اہتمام کرتے بھی ہوں۔ جہاں ہر نیکی ایمان میں اضافے اور ترقی کا باعث بنتی ہے تو وہاں ہر ہر گناہ اور برائی ایمان میں کمی لاتی ہے اور کسی مسلمان میں نفاق کی علامتوں کا پایا جانا بہت ہی قبیح اور بڑا عیب ہے۔

٤٦٨٩ - حَدَّثَنا أَبُو صَالِحٍ الأنْطَاكِيُّ :

۴۶۸۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول

٤٦٨٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب خصال المنافق، ح:٥٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له: ٨/ ٤٠٥، ٤٠٦، ورواه البخاري، ح: ٣٤ من حديث الأعمش به .

٤٦٨٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب إثم الزناة وقول الله تعالى: ﴿ولا يزنون﴾، ح: ٦٨١٠، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي . . . الخ، ح: ٥٧/ ١٠٤ من حديث الأعمش به .

حدَّثنا أبُو إسْحَاقَ الفَزَارِيُّ عن الأعمَشِ، عنْ أبي صَالِحٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وهُوَ مُؤْمِنٌ، وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوضَةٌ بَعْدُ».

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدکار زانی جس وقت زنا کر رہا ہو' ایماندار نہیں ہوتا۔ چور جس وقت چوری کر رہا ہو' ایمان والا نہیں ہوتا' اور شرابی جب شراب پی رہا ہو' مومن نہیں ہوتا' اس کے بعد توبہ اس کے سامنے ہے۔''

٤٦٩٠- حَدَّثَنا إسْحَاقُ بنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنا نَافِعٌ يَعْني ابنَ يَزِيدَ: حدَّثني ابنُ الْهَادِ أنَّ سَعِيدَ بنَ أبي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ أنَّهُ سمِعَ أبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذا زَنى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فإذَا انْقَلَعَ رَجعَ إلَيْهِ الْإِيمَانُ».

۴۶۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر چھتری کی مانند ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ اپنی بدکاری سے نکل آتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس آ جاتا ہے۔''

فائدہ: ان احادیث میں مذکورہ افعال بد کی شناعت اور برائی اور ان کے مرتکب کی بدبختی کا بیان ہے جو کسی بھی ایماندار کے شایان شان نہیں۔ بالفرض ایسا آدمی اگر اسی حالت میں مر جائے تو غور کریں وہ کس حال میں مرا۔ فرقۂ خوارج نے اس کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ ایسا آدمی ایمان سے خارج اور حتمی طور پر کافر ہو جاتا ہے۔ مگر ان احادیث میں اس انتہا پسندانہ موقف اور غلو کی تردید ہوتی ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ اعمال کفریہ ہیں مگر قطعی طور پر ملت سے اخراج کا سبب نہیں بنتے جس وقت کوئی ایسے اعمال میں مبتلا نہیں ہوتا اس وقت وہ کافر نہیں ہوتا' بلکہ اگر وہ توبہ کر لے تو ایمان کی کمی یا عارضی طور پر ایمان کی نفی کی کیفیت سے نکل آتا ہے۔ جسے کہ [كفر دون كفر] سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یعنی بڑے کفر سے چھوٹا کفر۔

(المعجم ١٦) - بَابٌ: فِي الْقَدَرِ (التحفة ١٧)

باب:۱۶- تقدیر کا بیان

فائدہ: اللہ عزوجل کے اپنی مخلوق کے بارے میں تمام تر تفصیلی اور جزوی ازلی علم کو ''تقدیر'' کہتے ہیں۔ اس بنا پر کچھ لوگوں نے انسان کو مجبور محض سمجھا ہے اور وہ تاریخ مذاہب میں جبریہ کہلاتے ہیں۔ اور کچھ نے تقدیر کا انکار

٤٦٩٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن منده في الإيمان، ح:٥١٩ من حديث سعيد بن أبي مريم به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٢، ووافقه الذهبي.

کرتے ہوئے انسان کو کلی مختار سمجھا ہے' ایسے لوگوں کو قدریہ کہا جاتا ہے۔ اور حقیقت ان دونوں کے بین بین ہے۔ یعنی انسان مجبور محض ہے نہ مختار کل' وہ اللہ کے علم اور فیصلوں سے باہر نہیں۔ بندہ جو کچھ کرتا ہے اپنے اس اختیار سے کرتا ہے جو اللہ عزوجل کا دیا ہوا ہے' اس سے نیکی صادر ہو تو یہ اللہ کا فضل ہوتا ہے' اس کا شکر ادا کیا جائے اور اس پر ثابت قدم رہا جائے۔ اور اگر برائی ہو تو یہ بھی اللہ عزوجل کے ارادے اور مشیت کے بغیر نہیں ہوتی' مگر یہ انسان کا اپنا فعل اور شیطان کا حملہ ہوتا ہے۔ چاہیے کہ اس سے توبہ کی جائے اور باز رہا جائے۔ یہ مسئلہ انتہائی اہم اور نازک ہے۔ اس کی تفصیلات کے لیے امام ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ کی شرح عقیدہ طحاویہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن القیم رحمہما اللہ کی کتب کا تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

٤٦٩١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: حدثني بِمِنًى عنْ أَبِيهِ، عن ابْنِ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الأُمَّةِ، إنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ».

۴۶۹۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے) اس امت کے مجوسی ہیں۔ اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو مت جاؤ اور اگر مر جائیں تو جنازے میں شریک نہ ہو۔''

فوائد و مسائل: ① مجوسی دو الٰہوں کے قائل ہیں۔ ایک خالق خیر جسے وہ ''یزداں'' کہتے ہیں اور دوسرا خالق شر جسے وہ ''اہرمن'' کا نام دیتے ہیں۔ اسی طرح تقدیر کے منکر خیر کو اللہ کی اور شر کو غیر اللہ کی خلق سمجھتے ہیں' حالانکہ خلق اور ایجاد میں اللہ عزوجل کا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے' نہ کوئی اس پر غالب ہے۔ اس نے اپنی حکمت کے تحت شر اور شیطان کو پیدا کیا ہے۔ اور انسان اللہ عزوجل کی مشیت اور ارادے ہی سے سب کچھ کرتا ہے۔ مشیت اور ارادے کے معنی ہمیشہ رضامندی نہیں ہوتے' اس لیے کہ مشیت اور رضامندی الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ یقیناً مشیت الٰہی ہی سے ہوتا ہے' اس کے بغیر' اچھا یا برا' کوئی کام بھی نہیں ہوتا' لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کو تو صرف وہی کام پسند ہیں جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ باقی کام ناپسندیدہ ہیں' گو ہوتے وہ بھی اس کی مشیت ہی سے ہیں۔ ② اسلامی معاشرے میں شرعی اقدار کا تحفظ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملحد اور بدعقیدہ لوگوں سے مقاطعہ کیا جائے تاکہ صاحب ایمان کی غیرت کا اظہار ہو اور انہیں مومنین سے جدا ہونے کا احساس رہے۔ مگر اہل علم پر لازم ہے کہ ان کے سامنے حق کا اظہار اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ ③ بعض حضرات نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحہ' حدیث:۲۷۴۸)

٤٦٩١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/ ٨٥ من حديث موسى بن إسماعيل به، والسند منقطع، وللحديث شواهد ضعيفة.

٤٦٩٢ - حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عنْ عُمَرَ بنِ مُحمَّدٍ، عنْ عُمَرَ مَوْلَى غُفْرَةَ، عنْ رَجُلٍ مِنَ الأنْصارِ، عنْ حُذَيْفَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسُ هٰذهِ الأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ. مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُوهُمْ وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ وَحَقٌّ عَلَى الله أنْ يُلْحِقَهُمْ بالدَّجَّالِ».

۴۶۹۲-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت کے مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کے منکر ہیں۔ ان میں سے جو مر جائے اس کے جنازے میں مت جاؤ اور جو بیمار ہو اس کی عیادت کے لیے مت جاؤ۔ یہی لوگ دجال کے حامی ہوں گے اور اللہ پر حق ہے کہ انہیں دجال کے ساتھ ملائے۔''

٤٦٩٣ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ أنَّ يَزِيدَ بنَ زُرَيْعٍ وَيَحْيَى بنَ سَعِيدٍ حَدَّثَاهُمْ قالَا: حَدَّثَنا عَوْفٌ: حَدَّثَنا قَسَامَةُ بنُ زُهَيْرٍ: حَدَّثَنا أبُو مُوسَى الأشْعَرِيُّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الأرْضِ فَجاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الأرْضِ جاءَ مِنْهُمُ الأحْمَرُ وَالأبْيَضُ وَالأسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ» زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى: «وَبَيْنَ ذٰلِكَ» وَالإخْبَارُ في حَدِيثِ يَزِيدَ.

۴۶۹۳-حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا ہے جسے اس نے تمام روئے زمین سے جمع فرمایا تھا۔ چنانچہ آدم کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی ہے' کئی سرخ ہیں اور کئی سفید' کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین۔ کئی نرم خو ہیں اور کئی سخت طبیعت۔ کئی بری طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے۔'' یحییٰ بن سعید کی روایت میں اضافہ ہے: ''اور کئی ان کے درمیان درمیان ہیں۔'' یزید (بن زریع) کی روایت میں [اخبرنا] کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں مجبور اور صاحب اختیار ہونے کا مسئلہ حل فرمایا گیا ہے۔ انسان کا گورا یا کالا ہونا' اس کی

٤٦٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٦، ٤٠٧، ح: ٢٣٨٤٩ من حديث سفيان الثوري عن عمر محمد به، * رجل مجهول، لم نعرف اسمه.

٤٦٩٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، ح: ٢٩٥٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٢/ ٢٦١، ٢٦٢، ووافقه الذهبي.

طبیعت کا سخت یا نرم ہونا۔ ایسا معاملہ ہے جس میں اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں' اس میں وہ مجبور محض ہے۔ مگر اسے اختیار ہے کہ اپنی طبیعت کی نرمی کو اہل ایمان کے لیے اور سختی کو کفار کے مقابلے میں استعمال کرے۔ اسی طرح جس میں خیر اور بھلائی کا عنصر ہے اسے اپنے خالق کا بہت زیادہ شکر کرتے ہوئے اپنی اس خیر اور بھلائی کی حفاظت کرنی چاہیے اور جس میں دوسری کیفیت ہو' اسے چاہیے کہ رب ذوالجلال کی طرف رجوع کرے اور توفیق طلب کرے کہ وہ اس کی اس حالت کو بدل دے۔ مگر اپنی غلط عادات پر ڈٹے رہنا اور تقدیر کو موردِ الزام ٹھہرانا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اگر تقدیر کے معنی جبر ہی ہوں تو یہ لوگ اپنی بدقماشیوں میں کیوں محنت کرتے ہیں؟ یہ محنت اور کوشش نیکی اور خیر کے لیے بھی تو ہو سکتی ہے! وہ بدقماشی یا مادی فائدہ اپنی محنت کے ثمرات سمجھتے ہیں تو ان کے ذمہ دار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی' صحت' عافیت' فہم و فراست اور صلاحیت اور اچھائی سے فطری محبت جیسی تمام نعمتوں سے ہر انسان کو نیکی کی توفیق دی ہوئی ہے۔ نیکی ہی کے راستے پر ہر ایک کو آگے بڑھنا چاہیے۔

٤٦٩٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنَا المُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورَ بنَ المُعْتَمِرِ يُحَدِّثُ عنْ سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ، عنْ عَبْدِ الله بنِ حَبِيبٍ أبي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عنْ عَلِيٍّ قالَ: كُنَّا في جَنَازَةٍ فِيهَا رَسُولُ الله ﷺ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَجَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَجَلَسَ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بالمِخْصَرَةِ فِي الأرْضِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أحَدٍ ما مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إلَّا قَدْ كَتَبَ اللهُ مَكَانَهَا مِنَ النَّارِ أوْ مِنَ الْجَنَّةِ إلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أوْ سَعِيدَةً». قالَ: فقالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا نَبِيَّ الله! أفَلَا نَمْكُثُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كانَ مِنْ أهْلِ السَّعَادَةِ

۴۶۹۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقد کے قبرستان میں ایک جنازے میں تھے جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے' آپ کے ہاتھ میں کھونٹی تھی۔ آپ ﷺ اس سے زمین کریدنے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر ہر جان کا مقام جہنم یا جنت میں لکھ دیا ہے اور اس کے بارے میں لکھا جا چکا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا سعادت مند۔'' تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! تو کیا پھر ہم اپنے اس لکھے ہوئے پر نہ رک جائیں اور عمل چھوڑ دیں۔ جو اہل سعادت میں سے ہوگا اپنی سعادت کو پا لے گا اور جو بدبخت ہوگا اپنی بدبختی کو پا لے گا۔ آپ نے فرمایا: ''عمل کیے جاؤ۔ ہر ایک توفیق دیا گیا ہے۔ نیک بختوں کو سعادت کے اعمال کی توفیق دی جاتی ہے اور

٤٦٩٤- **تخريج**: أخرجه البخاري، الجنائز، باب موعظة المحدث عند القبر وقعود أصحابه حوله، ح: ١٣٦٢، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح: ٢٦٤٧ من حديث منصور بن المعتمر به.

لَيَكُونَنَّ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ لَيَكُونَنَّ إِلَى الشِّقْوَةِ فقَالَ: «اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلسَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشِّقْوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِلشِّقْوَةِ»، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ الله ﷺ: «﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ○ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ○ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ○ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ○ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ﴾» [الليل: ٥-١٠]

بدبختوں کو بدبختوں والے اعمال کی توفیق ملتی ہے۔" پھر اللہ کے نبی ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی...... فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی﴾ "اور جس نے (اللہ کے لیے مال) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی تصدیق کی، ہم اسے آسان منزل کی توفیق دیتے ہیں۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا اور نیکی کو جھٹلایا، تو ہم اسے تنگی والی منزل کی توفیق دیتے ہیں۔"

فائدہ: "تقدیر" اللہ عزوجل کے ازلی وابدی علم کا نام ہے۔ اور ہر ایک شخص کے بارے میں ریکارڈ ہو چکا ہے کہ کون کہاں جانے والا ہے، جنت میں یا دوزخ میں۔ اور اللہ عزوجل کا یہ علم ازلی غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ علیم وخبیر ہے۔ اس کے علم میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں۔ مگر کوئی اس مستقبل کے ریکارڈ کو اپنے لیے عذر بنا لے...... حالانکہ اس کو خبر نہیں کہ کیا لکھا ہے تو یہ لغو محض ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ شرعی تکلیفات میں تقدیر کو بہانہ بناتے ہیں مگر اپنی ہوا وہوس کے معاملات میں سر توڑ محنت اور کوشش کرتے ہیں اور ان سے باز نہیں رہتے۔ آخرت کے انجام کے سلسلے میں اس دنیا میں ایک علامت ضرور رکھ دی گئی ہے کہ نیکی کا عزم رکھنے والے اور اس میں محنت کرنے والے کو نیکی کے احوال وظروف کی تائید ملتی رہتی ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں امید کرنی چاہیے کہ اس کی عاقبت بھی بفضل اللہ عمدہ ہوگی۔ اور جو شخص بدعملی میں ملوث اور اس کے لیے سرگرداں ہوا اسے انہی مقاصد کے لیے احوال وظروف کی تائید مہیا ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ سب کچھ پہلے سے ریکارڈ کر لیا گیا ہے لیکن انسان خود اس کے متعلق بالکل بے خبر ہے وہ اپنی مرضی سے اپنی راہ خود چنتا ہے اور خود اس پر چلتا ہے۔ اب یہ اس کا اپنا فیصلہ اور اختیار ہے کہ وہ کونسی راہ اپناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا﴾ (الدھر:٣) "ہم نے انسان کو رستے کی رہنمائی کر دی ہے خواہ شکر گزار بن جائے یا ناشکرا۔" اور فرمایا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾ (النساء:١١٥) "ہم انسان کو ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدھر کا وہ رخ کرتا ہے۔"

٤٦٩٥ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا كَهْمَسٌ عنِ ابنِ بُرَيْدَةَ،

۴۶۹۵- یحییٰ بن یعمر ؒ نے بیان کیا کہ (مسلمانوں میں) سب سے پہلے جس نے تقدیر کا انکار کیا وہ بصرے

٤٦٩٥- تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان . . . الخ، ح:٨ من حديث كهمس به.

عَنْ يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ قالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ قالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ فانطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ، فَوَفَّقَ الله تَعَالٰى لَنَا عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ دَاخِلًا فِي المَسْجِدِ فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي، فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ وَالأَمْرُ أُنُفٌ؟ فقَالَ: إِذَا لَقِيتَ أُولٰئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ وَهُمْ بُرَآءُ مِنِّي وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَهُ الله مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بنُ الْخَطَّابِ قالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ، شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا نَعْرِفُهُ، حَتَّى جَلَسَ إِلٰى رَسُولِ الله ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ فقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ،

کا معبد جہنی تھا۔ چنانچہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرے کے لیے روانہ ہوئے تو ہم نے کہا: کاش رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی سے ہماری ملاقات ہو جائے جس سے ہم ان لوگوں کے بارے میں پوچھ سکیں جو تقدیر میں کلام کرتے ہیں۔ (انکار کرتے ہیں۔) تو اللہ کا کرنا ایسے ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے۔ چنانچہ میرے ساتھی اور میں نے ان کو اپنے پہلوؤں میں لے لیا اور مجھے خیال ہوا کہ میرا ساتھی مجھے بات کرنے دے گا۔ چنانچہ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (عبداللہ بن عمر!) ہمارے اردگرد کچھ ایسے لوگ نمودار ہوئے ہیں جو قرآن پڑھ کر علم کی باریکیاں نکالتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ تقدیر کچھ نہیں ہے اور معاملات ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: تم جب ان سے ملو تو انہیں بتا دینا کہ میں (عبداللہ بن عمر) ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ قسم ہے اس ذات عالی کی جس کی عبداللہ بن عمر قسم اٹھایا کرتا ہے! (اللہ تعالیٰ کی!) ان میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو اللہ اسے قبول نہیں کرے گا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لے آئے۔ پھر کہا: مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آ گیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال نہایت کالے تھے‘ اس پر سفر کے کوئی آثار دکھائی نہ دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے

وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا». قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَومِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ». قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ». قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: «يَا عُمَرُ! هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُم».

آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے اور اپنی ہتھیلیاں بھی آپ کی رانوں پر رکھ دیں اور کہنے لگا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتلایے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اگر اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔'' کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا: ہمیں اس پر بہت تعجب ہوا کہ آپ سے سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر کہنے لگا: آپ مجھے ایمان کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''(ایمان یہ ہے) کہ تم اللہ پر' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ اور تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر بھی ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ پھر بولا: مجھے احسان کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو' اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو تو یہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اس نے کہا کہ مجھے قیامت کے متعلق بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کی بابت جس سے پوچھ رہے ہو' وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔'' تب اس نے کہا: اچھا مجھے اس کی علامات بتا دیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے اور تم دیکھو کہ پاؤں اور جسم سے ننگے' فقیر اور بکریوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جائیں۔'' پھر وہ چلا گیا۔ پھر میں (عمر بن خطاب) تین دن رکا رہا تو آپ نے فرمایا: ''اے عمر! کیا

تمہیں خبر ہے وہ سائل کون تھا؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "بے شک وہ جبریل تھا جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔"

فوائد ومسائل: ① بالخصوص فتنوں کے دنوں میں ضروری ہے کہ انسان علمائے راسخین سے رابطے میں رہے۔ ان سے استفادہ کر کے ہی وہ اپنے ایمان و عمل کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ صحابۂ کرام ؓ اس سلسلے کی اولین کڑی ہیں۔ ② "الولاء والبراء" ایک اہم ترین مسئلہ ہے ہر مومن کے لیے اس سے آگاہی اور اس پر عمل ضروری ہے یعنی اہل ایمان سے محبت اور اہل کفر اور ملحدین سے بغض اور اعراض۔ ③ ایمانیات کی تمام تر جزئیات تسلیم اور قبول کیے بغیر کوئی نیکی درجۂ قبول نہیں پا سکتی ان میں سے ایک اہم مسئلہ تقدیر بھی ہے۔ ④ لازمی ہے کہ علم شریعت قوت اور شباب (جوانی) کے دنوں میں حاصل کیا جائے۔ طالب علم کا لباس انتہائی صاف ستھرا ہو اور وہ اپنے مشائخ سے از حد تواضع کا معاملہ رکھے۔ ⑤ ایمان اعضائے باطنی اور اعضائے ظاہری دونوں کے عمل یعنی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان واعمال صالحہ کا نام ہے جبکہ اسلام اعضائے ظاہری کے اعمال یعنی اقرار باللسان واعمال صالحہ کا نام ہے۔ ایمان میں اسلام بھی شامل ہے۔ مگر جہاں ان کی الگ الگ پہچان کرنا مقصود ہو وہاں اسلام کا اطلاق ظاہری اعمال پر اور ایمان کا اطلاق باطنی امور پر ہوتا ہے جن کو ظاہری اعمال خود بخود مستلزم ہوتے ہیں۔ ⑥ "صفت احسان" یعنی بندے کا یہ تصور ہو کہ وہ اپنے اللہ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے ایمان اور اسلام کے کمال کی نشانی ہے۔ ⑦ قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ⑧ اولادوں کا نافرمان ہونا اور بلند سے بلند تر عمارتوں کی تعمیر میں مقابلہ بالخصوص قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ ⑨ فرامین رسول ﷺ یعنی حدیث وسنت شرعی حجت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی انسان خواہ کتنا ہی صاحب عظمت ہو شریعت میں اس کے قول و فعل کی کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ الصادق والمصدوق ﷺ کی توثیق نہ ہو۔ جس طرح کہ جبریل امین علیہ السلام نے دین کی سب تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ادا کروائیں۔ براہ راست کچھ نہیں کہا...... اور اگر بالفرض وہ کہہ بھی دیتے تو امت کے لیے یہ حجت نہ ہوتا۔ ⑩ صحابۂ کرام ؓ کو آنے والے کی شخصیت کا پتہ نہ تھا' اس کا مطلب ہے کہ اولیاء اللہ غیب نہیں جانتے۔ ⑪ لفظ "دین" شریعت کے تمام ظاہری اور باطنی امور کو محیط ہے۔

٤٦٩٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ: حدَّثَني عَبْدُ الله بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا: لَقِينَا عَبْدَ الله بْنَ عُمَرَ

۴۶۹۶- جناب یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے ملے اور ان سے تقدیر اور دیگر مسائل جو وہ لوگ بولتے تھے' دریافت کیے..... تو مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیے اور

٤٦٩٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٧ب) من حديث أبي داود به.

فَذَكَرْنَا لَهُ الْقَدَرَ وَمَا يَقُولُونَ فِيهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ. زَادَ قَالَ: وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ أَوْ جُهَيْنَةَ، فقَالَ: يَا رَسُولَ الله! فِيمَا نَعْمَلُ؟ أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضَى أَوْ فِي شَيْءٍ يُسْتَأْنَفُ الآنَ؟ قَالَ: «فِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضَى»، فقَالَ الرَّجُلُ أَوَ بَعْضُ القَوْمِ: فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ مُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ».

مزید کہا: مزینہ یا جہینہ کے آدمی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہم عمل کس بنا پر کریں؟ کیا یہ جان کر کہ سب کچھ طے ہو چکا ہے یا یہ سمجھ کر کہ معاملہ نیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ سمجھ کر کہ سب کچھ طے ہو چکا ہے۔“ تو قوم میں سے ایک نے کہا: تو پھر عمل کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ جنتی اہل جنت کے عملوں کی توفیق دیے جاتے ہیں اور دوزخی اہل جہنم کے عملوں کی توفیق دیے جاتے ہیں۔“

فائدہ: مسلسل عمل کرنا انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہے۔ تو جو کوئی اپنے اعمال میں خیر پائے اسے اللہ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم رہنا چاہیے اور مزید محنت کرنی چاہیے اور جس کے اعمال غلط ہوں تو وہ توبہ کرے اور اپنے اعمال بدل کر خیر اپنائے۔ اللہ عزوجل توبہ قبول کرنے والا اور نیکی کی توفیق دینے والا ہے۔ غلط سے صحیح کی یہ تبدیلی اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی معلوم ہے۔

٤٦٩٧ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بنُ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمانَ بنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ ابنِ يَعْمَرَ بِهٰذَا الحَدِيثِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ: قَالَ: فَما الْإِسْلَامُ؟ قَال: «إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ والاغْتِسَالُ مِنَ الْجَنَابَةِ».

۴۶۹۷- جناب سلیمان بن بریدہ نے ابن یعمر سے یہ روایت نقل کی جس میں کچھ کمی بیشی ہے (اس کے الفاظ میں۔) کہا: اسلام کیا ہے؟ فرمایا: ”نماز قائم کرنا‘ زکوٰۃ دینا‘ بیت اللہ کا حج کرنا‘ ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور جنابت سے غسل کرنا۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: عَلْقَمَةُ مُرْجِىءٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ علقمہ (بن مرثد) کا تعلق فرقہ مرجئہ سے تھا۔

فوائد ومسائل: ① اسلام اللہ کی رضا کے لیے ظاہری اعضاء کے صالح اعمال کا نام ہے۔ ② جنابت سے غسل

٤٦٩٧ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

فرض ہے فرمایا:﴿وَإِنْ كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾(المائدة:٦)"اگر تم جنابت سے ہو تو غسل کر لیا کرو۔" ③ اعمال ایمان اور اسلام کا لازمی حصہ ہیں۔ ④ بدعقیدہ لوگ اگر روایات کی نقل میں سچے ہوں اور اپنی بدعت کے داعی نہ ہوں تو ان کی روایات مقبول ہوتی ہیں' بلکہ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو حدیث علقمہ کو پہنچی وہ اس کے عقائد کے برعکس تھی تو بھی اس نے من وعن بیان کر دی۔ سچا ہونے کی وجہ سے اس راوی کی روایت بلند پایہ محدثین نے قبول کی۔

٤٦٩٨ - حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ أبي فَرْوَةَ الْهَمْدَانِيِّ، عنْ أبي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بن جَرِيرٍ، عنْ أبي ذَرٍّ وَأَبي هُرَيْرَةَ قالَا: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَيْ أَصْحَابِهِ فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ فَلَا يَدْرِي أيُّهُمْ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ، فَطَلَبْنَا إلى رَسُولِ الله ﷺ أنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إذَا أتاهُ. قالَ: فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَنْبَتَيْهِ وَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْخَبَرِ. فَأَقْبَلَ رَجُلٌ - وَذَكَرَ هَيْئَتَهُ - حَتَّى سَلَّمَ مِنْ طَرَفِ السِّماطِ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! قالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.

۴۶۹۸- حضرت ابوذر اور حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی نو وارد آتا تو وہ آپ کو پہچان نہ پاتا تھا حتی کہ آپ کے متعلق پوچھتا (کہ رسول اللہ کون ہیں؟) تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کے لیے خاص جگہ بنا دیں تاکہ نو وارد جب آئے تو آپ کو پہچان لیا کرے۔ چنانچہ ہم نے آپ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ سا بنا دیا اور آپ اس پر بیٹھنے لگے اور ہم اس کے اطراف میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ اور مذکورہ بالا خبر (حدیث) کی مانند بیان کیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا اور اس کی شکل وصورت بیان کی' حتی کہ اس نے جماعت کی ایک جانب سے سلام کیا اور کہا: السلام علیک یا محمد! نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

فائدہ: حسب ضرورت اور مصلحت رئیس مجلس اور شیخ یا استاذ کو دوسروں کی نسبت نمایاں یا بلند جگہ پر بیٹھنا جائز ہے' بشرطیکہ تکبر کا اظہار نہ ہو۔

٤٦٩٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۴۶۹۹- جناب (عبداللہ بن فیروز) ابن دیلمی نے

٤٦٩٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الإيمان، باب صفة الإيمان والإسلام، ح: ٤٩٩٤ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وأصله عند مسلم، ح: ٩.

٤٦٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في القدر، ح: ٧٧ من حديث أبي سنان سعيد ابن سنان به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨١٧ * سفيان الثوري صرح بالسماع.

حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أبِي سِنَانٍ، عنْ وَهْبِ ابن خَالِدٍ الْحِمْصِيِّ، عن ابنِ الدَّيْلَمِيِّ قالَ: أتَيْتُ أُبَيَّ بنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ لَهُ: وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِي بِشَيْءٍ لَعَلَّ اللهَ تَعَالَى أن يُذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِي، فقَالَ: لَوْ أنَّ الله تَعَالَى عذَّبَ أهْلَ سَمٰواتِهِ وَأهْلَ أرْضِهِ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْراً لَهُمْ مِنْ أعْمَالِهِمْ. وَلَوْ أنْفقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا في سَبِيلِ الله تَعَالَى مَا قَبِلَهُ الله تَعَالَى مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بالْقَدَرِ وَتَعْلَمَ أنَّ مَا أصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَأنَّ مَا أخْطَأكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ. قال: ثُمَّ أتَيْتُ عَبْدَ الله بنَ مَسْعُودٍ فقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. قال: ثُمَّ أتَيْتُ حُذَيْفَةَ بنَ الْيَمَانِ فقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ. قال: ثُمَّ أتَيْتُ زَيْدَ بنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِي عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ.

کہا: میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں کچھ شبہ سا ہے۔ مجھے کوئی حدیث بیان کیجیے تا کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے یہ وسوسہ دور کر دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ اپنے تمام آسمان والوں اور اپنے تمام زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ ان پر ظالم نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہت بہتر ہے۔ اور اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر ڈالو تو جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے اللہ تعالیٰ اسے تم سے قبول نہیں کرے گا اور (جب تک) یہ نہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ کسی صورت فوت نہیں ہو سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا وہ کسی صورت حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر تم اس عقیدے کے سوا کسی اور پر مر گئے تو جہنم میں جاؤ گے۔ (ابن دیلمی) کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی کہا۔ انہوں نے کہا: پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی کہا۔ پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے نبی ﷺ سے اسی کی مثل بیان کیا۔

فائدہ: دین وایمان کے مسائل میں حق الیقین حاصل کرنے کے لیے مختلف علمائے راسخین سے رجوع کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شفا رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں ہے وہ اور کہیں نہیں۔

٤٧٠٠- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ

۴۷۰۰- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے

٤٧٠٠- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٠٤ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند أبي يعلى، ح: ٢٣٢٩.

الْهُذَلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ عن إِبراهِيمَ بنِ أَبِي عَبْلَةَ، عن أبي حَفْصَةَ قالَ: قالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ لابْنِهِ: يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَما أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ تَعَالَى الْقَلَمَ فقال لَه: اكْتُبْ، فقَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قال: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ»، يَا بُنَيَّ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا فَلَيْسَ مِنِّي».

بیٹے سے کہا: میرے بیٹے! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت نہیں پا سکتا جب تک یہ یقین نہ کر لے کہ جو کچھ تمہیں حاصل ہو چکا ہے' یہ تم سے رہ نہیں سکتا تھا اور جو حاصل نہیں ہوا ہے' وہ مل نہیں سکتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''سب سے پہلی چیز جو اللہ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھی۔ پھر اس سے فرمایا کہ لکھو' اس نے کہا: اے میرے رب! کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت قائم ہونے تک ہر ہر چیز کی تقدیر لکھ۔'' اے میرے بیٹے! بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''جو شخص اس کے سوا (کسی اور عقیدے) پر مر گیا وہ مجھ سے نہیں۔''

٤٧٠١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ المَعْنَى قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «احْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فقالَ مُوسَى: يا آدَمُ! أَنْتَ أَبُونَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ، فقالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى اصْطَفَاكَ اللهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهِ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى».

۴۷۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ آپ نے بیان فرمایا: ''حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام میں بحث ہو گئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے آدم! آپ ہمارے والد ہیں' آپ نے ہمیں بہت گھاٹا دیا اور جنت سے نکال دیا۔ آدم نے کہا: تم موسیٰ ہو' اللہ نے تمہیں اپنے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف بخشا اور تمہارے لیے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی۔ تم مجھے ایک ایسی بات (تقدیر) پر ملامت کر رہے ہو جو اس نے میرے پیدا ہونے سے چالیس سال پہلے ہی میرے لیے مقدر کر دی تھی۔ چنانچہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

٤٧٠١ـ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: تحاج آدم وموسٰى عند الله، ح: ٦٦١٤، ومسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسٰى ﷺ، ح: ٢٦٥٢ من حديث سفيان بن عيينة به.

قالَ أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: عن عَمْرٍو عن طَاوُسٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

احمد بن صالح نے سند یوں بیان کی..... عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه.

٤٧٠٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مُوسٰى قالَ: يَا رَبِّ! أَرِنَا آدَمَ الَّذِي أَخْرَجَنَا وَنَفْسَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأَرَاهُ الله آدَمَ فقالَ: أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ؟ فقالَ لَهُ آدَمُ: نَعَمْ. قال: أَنْتَ الَّذِي نَفَخَ الله فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَعَلَّمَكَ الأَسْمَاءَ كُلَّهَا وَأَمَرَ المَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ؟ فقالَ: نَعَمْ. قال: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ قالَ لَهُ آدَمُ: وَمَنْ أَنْتَ؟ قال: أَنَا مُوسٰى. قال: أَنْتَ نَبِيُّ بَنِي إِسْرَائِيلَ الَّذِي كَلَّمَكَ الله مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ رَسُولًا مِنْ خَلْقِهِ؟ قال: نَعَمْ. قال: أَفَما وَجَدْتَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِي كِتَابِ الله قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ قال: نَعَمْ. قال: فِيمَ تَلُومُنِي فِي شَيْءٍ سَبَقَ مِنَ الله تَعَالٰى فِيهِ الْقَضَاءُ قَبْلِي». قالَ رَسُولُ الله ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: «فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، عَلَيْهِمَا السَّلَامُ».

۴۷۰۲- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے میرے رب! ہمیں آدم علیہ السلام دکھا' جنہوں نے ہمیں اور اپنے آپ کو بھی جنت سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم علیہ السلام دکھلا دیے' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہمارے باپ آدم ہیں؟ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہی وہ ہیں جس میں اللہ نے اپنی روح پھونکی تھی اور تمام چیزوں کے نام تعلیم فرمائے تھے اور تمام فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا؟ کہا: ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کو کس چیز نے آمادہ کیا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال باہر کیا؟ آدم علیہ السلام نے ان سے کہا: اور تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔ کہا: تم ہی بنی اسرائیل کے وہ نبی ہو جس سے اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا تھا اور اپنے اور تمہارے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو واسطہ نہیں بنایا تھا؟ کہا: ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے نہیں پایا کہ یہ سب کچھ میرے پیدا کیے جانے سے پہلے ہی کتاب اللہ میں (ایسے ہی) تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا: تو پھر تم مجھے کس چیز پر ملامت کرتے ہو' حالانکہ وہ مجھ سے پہلے ہی اللہ کے فیصلے میں تھی۔“ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آ گئے۔“

٤٧٠٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٤٣، ١٤٤ من حديث عبدالله بن وهب به.

فائدہ: ''تقدیر'' یعنی اللہ عزوجل کا ازلی اور ابدی علم عین برحق ہے۔ کہیں بھی اس سے ذرہ برابر کچھ مختلف نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ علم بندوں کو مجبور نہیں کرتا۔ انسانوں کے لیے جائز نہیں کہ اپنے آئندہ کے امور میں تقدیر کو بطور عذر اور بہانہ پیش کریں' کیونکہ ہر ایک کو صحیح راہ اختیار کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا مکلف بنایا گیا ہے' لیکن ماضی کے حقائق میں تقدیر کا بیان بطور عذر' مباح ہے۔

٤٧٠٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أبي أُنَيْسَةَ أنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ زَيْدٍ أخْبَرَهُ عن مُسْلِمِ بنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ: أنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عن هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ﴾ [الأعراف: ١٧٢] - قال: قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ الآيَةَ - فقالَ عُمَرُ رَضِيَ الله عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ عَنْهَا، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فقالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فقالَ: خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أهْلِ النارِ يَعْمَلُونَ» فقالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله تَعَالَى إذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَىٰ عَمَلٍ مِنْ أعْمَالِ أهْلِ

۴۷۰۳- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ﴿وَإِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ......﴾ الخ ''اور جب تیرے رب نے بنو آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد نکالی اور انہیں خود انہی پر گواہ ٹھہرایا' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں' ہم اقرار کرتے ہیں۔'' کی تفسیر پوچھی گئی تو حضرت عمر ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' پھر اپنا داہنا ہاتھ اس کی پشت پر پھیرا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور فرمایا: ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ جنتیوں والے عمل کریں گے۔ پھر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے اس کی اولاد نکالی اور فرمایا: ان کو میں نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے اور یہ دوزخیوں والے عمل کریں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کیونکر ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے جب بندے کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے تو اس سے اہل جنت والے عمل کرواتا ہے حتی کہ وہ اہل جنت کے

٤٧٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الأعراف، ح:٣٠٧٥ من حديث مالك به، وقال: "حسن، ومسلم بن يسار لم يسمع من عمر" وهو في الموطأ: ٢/ ٨٩٨، ٨٩٩، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٢٧ و٢/ ٥٤٤، ٥٤٥، ووافقه الذهبي، وقال في الرواية الأخيرة "فيه إرسال"، فالسند ضعيف * مسلم بن يسار سمعه من نعيم بن ربيعة وهو رجل مجهول، وثقه ابن حبان وحده عن عمر.

الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ».

عمل کرتا ہوا مر جائے گا تو اللہ انہی اعمال کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دے گا اور جب کسی بندے کو آگ کے لیے پیدا کیا ہے تو اس سے دوزخیوں والے عمل کرواتا ہے حتی کہ وہ دوزخیوں والے عمل کرتا ہوا مر جائے گا تو اللہ اسی کے سبب سے اسے آگ میں ڈال دے گا۔"

فائدہ: اولاد آدم کے ایک طبقے کا جنت کے لیے اور دوسرے کا جہنم کے لیے پیدا کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم کے مطابق ایک گروہ اچھے عمل کرتے کرتے جنت میں اور دوسرا برے عمل کرتے کرتے جہنم میں جائے گا۔ جس طرح اللہ کا علم ہے' یقینی اور حتمی طور پر ایسا ہی ہوگا۔ اس بات کو اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ایک گروہ جنت کے لیے اور دوسرا جہنم کے لیے پیدا کیا گیا۔ مگر اس سے یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ انسان مجبور محض ہے' کیونکہ انسان کو پورا اختیار اور عمل کی تمام تر صلاحیتیں دے کر پیدا کیا گیا ہے۔ انسان جو کچھ کرتا ہے' وہ یقیناً اللہ کی مشیت کے دائرے کے اندر رہ کر کرتا ہے' لیکن اپنے اس اختیار سے کرتا ہے جو اسے ودیعت کیا گیا ہے اور اسی پر جزا و سزا مرتب ہونے والی ہے۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٧٠٤- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حدَّثني عُمَرُ بنُ جُعْثُم الْقُرَشِيُّ: حدَّثني زَيْدُ بنُ أبي أُنَيْسَةَ عن عَبْدِ الْحَمِيدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن مُسْلِمِ ابنِ يَسَارٍ، عن نُعَيْمِ بنِ رَبِيعَةَ قال: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بنِ الْخَطَّابِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، وَحَدِيثُ مَالِكٍ أَتَمُّ.

۴۷۰۴- جناب نعیم بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ کے پاس تھا...... اور حدیث روایت کی۔ اور (مذکورہ بالا) حدیث مالک زیادہ مکمل ہے۔

٤٧٠٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن أبيهِ، عن رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، عن أبي إسْحَاقَ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن

۴۷۰۵- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ لڑکا جسے خضر نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر زندہ رہتا تو اپنے ماں باپ کو

٤٧٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٧٠٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦١ عن القعنبي به.

ابنِ عَبَّاسٍ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْغُلَامُ الّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ كَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لأَرْهَقَ أبَوَيْهِ طُغْيَانًا وَكُفْرًا».

سرکشی اور کفر پر مجبور کر دیتا۔"

فوائد ومسائل: ① "وہ کافر پیدا کیا گیا تھا" کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ اختیار سے کام لیتے ہوئے کفر ہی کرنا تھا اور یہ بات اللہ کو پہلے سے معلوم تھی۔ ② حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ؑ کا دلچسپ واقعہ سورۂ کہف (۶۰ تا ۸۲) میں اور اس کی تفصیلات صحیحین میں موجود ہیں۔ (صحيح البخاري' التفسير' حديث: ۴۷۲۵ وصحيح مسلم' الفضائل' حديث: ۲۳۸۰) ③ حضرت خضر اللہ کی طرف سے عطا کردہ خاص علم کے حامل اور کچھ کاموں کے مکلف تھے' اس لیے اس پر کوئی قیاس نہیں ہو سکتا۔

٤٧٠٦- حَدَّثَنا مَحمُودُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا الْفِرْيَابِيُّ عن إسْرَائِيلَ: حَدَّثَنا أبُو إسْحَاقَ عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: حَدَّثَنا أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ في قَوْلِهِ: ﴿وَأَمَّا ٱلْغُلَٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ [الكهف: ٨٠] «وكَانَ طُبِعَ يَوْمَ طُبِعَ كَافِرًا».

۴۷۰۶- حضرت ابی بن کعب ؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ﴾ "اور اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے۔" کی تفسیر میں فرما رہے تھے: "وہ لڑکا جس دن پیدا کیا گیا' کافر پیدا کیا گیا تھا۔"

فوائد ومسائل: ① وہ اس کے مطابق ہی پیدا ہوا جو اس کے لیے اللہ کے علم میں تھا کہ وہ کفر کرے گا۔ ② ہر مسلمان کو اپنی عاقبت کے بارے میں فکر مند رہنا چاہیے۔ ہمیشہ برے انجام سے پناہ اور خیر وسعادت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ [اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْآخِرَةِ] (مسند احمد: ۱۸۱/۴) "اے اللہ! تمام امور میں ہمارا انجام بہترین بنا اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا لے۔"

٤٧٠٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ مِهْرَانَ .

۴۷۰۷- حضرت ابی بن کعب ؓ نے بیان کیا'

٤٧٠٦_ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق٨٠ الف) من حديث أبي داود به.

٤٧٠٧_ تخريج: أخرجه البخاري، العلم، باب ما يستحب للعالم إذا سئل: أي الناس أعلم؟ فيكل العلم إلى الله، ح: ١٢٢، ومسلم، الفضائل، باب: من فضائل الخضر ؑ، ح: ٢٣٨٠ من حديث سفيان بن عيينة به، مطولاً.

الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ قالَ: قالَ ابنُ عَبَّاسٍ حدَّثني أُبَيُّ بنُ كَعْبٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «أبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَتَنَاوَلَ رَأْسَهُ فَقَلَعَهُ، فقالَ مُوسٰى: (أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً) الآيَة.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت خضر علیہ السلام نے لڑکے کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ تو انہوں نے اس کا سر پکڑ کر مروڑ دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام بولے: ”آپ نے ایک پاک جان کو قتل کر ڈالا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت کے پابند تھے' بظاہر ایک برائی کو دیکھ کر اس کی مخالفت کرنا ان کا فرض تھا' مگر معاملہ درحقیقت اور تھا جس سے وہ آگاہ نہ تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام آگاہ تھے۔ ② اللہ ہی کے پاس ہر غیب کا علم ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کسی کے پاس بھی غیب کا علم نہیں ہے' خواہ کوئی رسول اور نبی ہو یا صالح بزرگ اور ولی' سوائے اس کے جس پر اللہ نے اپنے انبیاء ورسل کو مطلع کر دیا۔ قرآن مقدس کا یہ مقام اس بات کی مکمل صراحت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کو ایک بات کی خبر دے دی تو وہ ان کو معلوم ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر' نبوت ورسالت کے ساتھ ساتھ ”کلیم اللہ“ جیسے اونچے مقام کے حامل انسان کو اس کی خبر نہیں دی تو انہیں اس کا کچھ بھی علم نہ ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

٤٧٠٨- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخْبَرَنَا سُفْيَانُ - المَعْنَى وَاحِدٌ، وَالإخْبَارُ في حَدِيثِ سُفْيَانَ - عن الأعْمَشِ قالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْعُودٍ قالَ: حَدَّثَنا رَسُولُ الله ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ: «أنَّ خَلْقَ أحَدِكُمْ يُجْمَعُ في بَطْنِ أُمِّهِ أرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ الله إلَيْهِ

۴۷۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا' اور آپ صادق اور مصدوق ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے ملائکہ' انبیاء و رسل اور مومنین کی جانب سے آپ کی تصدیق کی گئی ہے:) ”تمہاری پیدائش کے مراحل میں نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک مجتمع رہتا ہے' پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون (لوتھڑا) بن جاتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں کے لیے گوشت کی بوٹی بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ اس کا رزق' اجل (عمر یا

٤٧٠٨_ تخريج: أخرجه البخاري، القدر، باب: ١، ح: ٦٥٩٤، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح: ٢٦٤٣ من حديث شعبة به.

مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، فَيَكْتُبُ رِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ، ثُمَّ يَكْتُبُ شَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ، فَإِنَّ أحدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ - أَوْ قِيدُ ذِرَاعٍ - فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ أحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أهْلِ النَّارِ حَتَّى ما يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ - أَوْ قِيدُ ذِرَاعٍ - فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا».

موت)، عمل اور یہ کہ وہ خوش بخت ہوگا یا بد بخت، یہ سب لکھ دیتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ چنانچہ یقیناً تم میں سے کوئی اہل جنت والے عمل کرتا ہے حتی کہ اس کے اور اس (جنت) کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، مگر اس سے پہلے جس طرح لکھا ہوا ہے اس کے مطابق دوزخیوں والے عمل شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں جا پڑتا ہے۔ اور بے شک تم میں سے کوئی دوزخیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن اس سے پہلے جو لکھا ہے اس کے مطابق وہ جنتیوں والا عمل کر لیتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بظاہر اگر کوئی انسان ایک راہ پر جا رہا ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ اسی راہ پر چلتا رہے گا۔ اس نے اگر آخر میں جا کر بھی راستہ بدل لینا ہے تو یہ سب پہلے سے اللہ کے علم کے مطابق لکھا ہوا ہے۔ ② تقدیر کا معاملہ سراسر غیب کا معاملہ ہے۔ انسان کو خود بھی خیر کے عمل کر کے دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے کہ بس بخشا گیا، یا غلط ہونے کی وجہ سے بالکل ہی مایوس نہیں ہو جانا چاہیے کہ بس مارا گیا، بلکہ ہمیشہ اللہ الرحمٰن الرحیم سے بھلائی کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے اور غلط کیشی سے فوراً توبہ کرنی چاہیے اور یہ دعا بھی کرنی چاہیے: [يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَىٰ دِينِكَ ......] (جامع الترمذی، الدعوات، باب [دعاء: ((یامقلب القلوب))]، حدیث: ٣٥٢٢) [اَللّٰهُمَّ! مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قَلْبِيَ عَلَىٰ طَاعَتِكَ] (صحیح مسلم، القدر، باب تصريف الله تعالىٰ القلوب كيف يشاء، حدیث: ٢٦٥٤) ''اے دلوں کے بدلنے والے! مجھے اپنے دین کی اطاعت پر ثابت قدم رکھ...... اور اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

٤٧٠٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قالَ: قِيلَ لِرَسُولِ الله

۴۷۰۹- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا دوزخیوں کے مقابلے میں جنتیوں کو جانا جا چکا ہے؟

٤٧٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه . . . الخ، ح: ٢٦٤٩ من حديث حماد ابن زيد، والبخاري، القدر، باب جف القلم على علم الله، ح: ٦٥٩٦ من حديث يزيد الرشك به .

ﷺ: يَا رَسُولَ الله! أَعُلِمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَفِيمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ؟ قَالَ: «كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' کہا گیا: تو پھر عمل کرنے والے کیونکر عمل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں تقدیر کو صراحتاً (اللہ کا) علم قرار دیا گیا ہے۔ اس معنی کی احادیث میں اہل خیر کو ایک حد تک خیر کی بشارت اور امید دلائی گئی ہے۔ اور دوسروں کے لیے تنبیہ اور توبہ کی دعوت ہے۔

٤٧١٠ - حَدَّثَنا أَحْمدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حدَّثني سَعِيدُ بنُ أبي أيُّوبَ: حدَّثني عَطَاءُ ابنُ دِينَارٍ عنْ حَكِيمِ بن شَرِيكٍ الْهُذَلِيِّ، عنْ يَحْيَى بنِ مَيْمُونٍ الْحضْرمِيِّ، عنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ، عنْ عُمرَ بنِ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ».

۴۷۱۰- حضرت عمر بن خطاب ﷛ کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''منکرین تقدیر کے ساتھ مت بیٹھا کرو اور نہ ان سے بات چیت (یا مناظرے) کی ابتدا کیا کرو۔''

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي ذَرَارِي الْمُشْرِكِينَ (التحفة ١٨)

باب: ۱۷- مشرکوں کی اولاد کا بیان

٤٧١١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عنْ أَبِي بِشْرٍ، عنْ سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبيَّ ﷺ سُئِلَ عنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ: «الله أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۱- حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا (جو بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں) تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ (بڑے ہو کر) کیا عمل کرنے والے تھے۔''

٤٧١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مسند أحمد: ١/ ٣٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٢٥ * حكيم بن شريك مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

٤٧١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٠ من حديث أبي عوانة، والبخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٣ من حديث أبي بشر به.

٤٧١٢- حَدَّثَنا عَبْدُ الوَهَّابِ بنُ نَجْدَةَ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ المَذْحِجِيُّ قالَا: حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ حَرْبٍ المَعْنَى، عنْ مُحمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عنْ عَبْدِ الله بنِ أبِي قَيْسٍ، عنْ عَائِشَةَ قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! ذَرَارِيُّ المُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ آبائِهِمْ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! بِلَا عَمَلٍ؟ قالَ: «الله أعْلَمُ بِما كَانُوا عَامِلِينَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! فَذَرَارِيُّ المُشْرِكِينَ؟ قالَ: «مِنْ آبائِهِمْ»، قُلْتُ: بِلَا عَمَلٍ؟ قالَ: «الله أعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مومنوں کی اولادوں کا کیا انجام ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا: ''اللہ کو خوب علم ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مشرکوں کی اولادوں کا انجام کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ اپنے آباء میں سے ہیں'' میں نے کہا: عمل کے بغیر ہی؟ فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔''

فائدہ: بچوں کا انجام کیا ہوگا؟ یہ ایک قابل غور مسئلہ ہے۔ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتے ہیں چاہے مسلمان کے گھر پیدا ہوں چاہے کافر کے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الروم، باب: ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ حديث: ۴۷۷۵) کفار اپنے بچوں کو اپنے دین کے مطابق ڈھال کر کافر بنا لیتے ہیں۔ اس باب کی احادیث: ۴۷۱۴ اور ۴۷۱۶ سے یہ حقیقت واضح ہے۔ غیر مسلموں اور مشرکوں کے بچے سن تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والدین کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا' انہیں نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا' نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ دفن ہی کیا جائے گا' کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ] (صحیح البخاری، القدر، باب: الله اعلم بما كانوا عاملين، حديث: ٦٥٩٧) ''اللہ تعالیٰ ان کی بابت زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟'' ان کے بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں کوئی حکم دے کر ان کی آزمائش کرے گا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کر دے گا اور اگر وہ نافرمانی کریں گے تو پھر

٤٧١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في القضاء والقدر، (ق١٠٣ب) من حديث أبي داود به * بقية صرح بالسماع المسلسل عند الآجري في الشريعة، ص: ١٩٥، وتابعه محمد بن حرب، وله طريق آخر عند أحمد: ٤/ ٨٦.

اللہ تعالیٰ انہیں جہنم رسید کر دے گا۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترہ (جن کے پاس انبیاء کی دعوت نہ پہنچی ہو گی۔) کا قیامت کے دن امتحان ہوگا' اہل فترہ کی بابت سب سے زیادہ صحیح اور راجح قول یہی ہے' جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم' فضیلہ الشیخ محمد بن صالح العثیمین اور فضیلہ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز رحمہم اللہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً مشرکوں کے بچے' ان کا بھی امتحان ہوگا' کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵) ''اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیا کرتے۔'' (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' سنن ابوداود' کتاب الجہاد' حدیث: ۲۵۲۱)

٤٧١٣ - حَدَّثنا مُحمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ قالَتْ: أُتِيَ النَّبيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ مِنَ الأنْصَارِ يُصَلِّي عَلَيْهِ، قالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله طُوبَى لِهٰذَا، لَمْ يَعْمَلْ شَرًّا وَلَمْ يَدْرِ بِهِ فقالَ: «أَوَ غَيْرُ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ؟ إنَّ الله خَلَقَ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَها أَهْلًا وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ في أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَخَلَقَهَا لَهُمْ وَهُمْ في أَصْلَابِ آبَائِهِمْ».

۴۷۱۳- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا' انہوں نے کہا: نبی ﷺ کے پاس انصاریوں کا ایک بچہ لایا گیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مبارک ہوا سے! اس نے کوئی برا عمل نہیں کیا' نہ برے عملوں کی اسے کوئی خبر ہی ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یا پھر اس سے مختلف؟ بے شک اللہ عزوجل نے جنت پیدا فرمائی تو اس کے لیے مخلوق بھی پیدا کر دی اور اس جنت کو انہی کے لیے بنایا جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔ اور آگ (جہنم) پیدا کی تو اس کے لیے مخلوق بھی پیدا کر دی اور اس جہنم کو ان ہی لوگوں کے لیے بنایا جبکہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں ہوتے ہیں۔''

٤٧١٤ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ

۴۷۱۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے (دین حق' اسلام اور توحید کا حامل ہوتا ہے۔) پھر اس

٤٧١٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنىٰ كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٦٢ من حديث سفيان به.

٤٧١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، القدر، باب معنىٰ كل مولود يولد على الفطرة . . . الخ، ح: ٢٦٥٩ من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٤١، ومن طريقه رواه ابن حبان (الإحسان)، ح: ١٣٣ .

عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ كَمَا تَنَاتَجُ الإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ مِنْ جَدْعَاءَ؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

کے ماں باپ اسے یہودی اور عیسائی بنا دیتے ہیں' جیسے اونٹ کا بچہ صحیح سالم جنم لیتا ہے' کیا تم کسی کو کان کٹا پاتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے متعلق فرمائیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرتے۔''

فائدہ: بچہ بنیادی طور پر دین فطرت' یعنی معرفت الٰہ سے آگاہ ہوتا ہے' یعنی اگر وہ والدین' اساتذہ اور ماحول سے متاثر نہ ہو تو دین حق ہی پر پروان چڑھے۔ مگر برے ماحول اور غلط تربیت کے زیر اثر وہ دین حق سے دور ہو جاتا ہے۔

٤٧١٥- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ، أَخْبَرَكَ يُوسُفُ بْنُ عَمْرٍو قال: أخبرنا ابْنُ وَهْبٍ قال: سَمِعْتُ مَالِكًا قِيلَ لَهُ: إِنَّ أَهْلَ الأَهْوَاءِ يَحْتَجُّونَ عَلَيْنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ. قال مَالِكٌ: احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِآخِرِهِ. قَالُوا: أَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ؟ قَالَ: «اللهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۴۷۱۵- امام مالک رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ اہل اہواء' یعنی بدعتی لوگ یہ مذکورہ حدیث ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں (انکار تقدیر اور اثبات جبر میں۔) امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: تم اسی حدیث کے آخری حصے کو ان پر الٹا دیا کرو۔ (جس میں ہے کہ) لوگوں نے کہا: اس بچے کے متعلق فرمائیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کو بہتر علم ہے جو وہ عمل کرتے۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے جواب سے واضح ہوا کہ ان کا فیصلہ ان کے اس عمل اور امتحان پر ہوگا جو محشر میں ہوگا' اور اس میں جبر کی مکمل طور پر نفی ہے۔

٤٧١٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ: سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ يُفَسِّرُ حَدِيثَ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ» قَالَ: هٰذَا عِنْدَنَا حَيْثُ أَخَذَ اللهُ الْعَهْدَ عَلَيْهِمْ فِي

۴۷۱۶- جناب حماد بن سلمہ نے حدیث: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔'' کی تشریح میں کہا: اس کا مفہوم' ہمارے نزدیک یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ عزوجل نے روحوں سے عہد لیا جبکہ وہ اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے' اس وقت کہا تھا ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ ''کیا میں تمہارا

٤٧١٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٣ من حديث أبي داود به.

٤٧١٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٦/ ٢٠٣ من حديث أبي داود به.

أَصْلَابِ آبَائِهِمْ حَيْثُ قال: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ [الأعراف: ١٧٢] قالُوا: بَلَى.

رب نہیں ہوں؟'' تو سب نے کہا: کیوں نہیں۔

٤٧١٧- حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ: حدَّثني أَبِي عن عَامِرٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْوَائِدَةُ وَالمَوءُودَةُ في النَّارِ».

۴۷۱۷- جناب عامر شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچے کو زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی (دونوں) آگ میں ہیں۔''

قال يَحْيَى بنُ زَكَرِيَّا: قال أَبِي: فحدَّثني أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُ بِذٰلِكَ عن عَلْقَمَةَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ عن النَّبِيِّ ﷺ.

یحیٰ بن زکریا نے کہا: میرے والد نے کہا کہ مجھے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ عامر نے اس کو یہ حدیث بواسطہ علقمہ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کی تھی۔

فائدہ: جس کو کم سنی میں ظلماً دفن کر دیا گیا وہ جہنم کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت سے کہا ہے کہ یہ موؤدہ کے جہنمی ہونے کا نظریہ درست نہیں۔ انہوں نے فرمایا آیت: ﴿مَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵) کے مطابق عاقل و بالغ کو اگر اسے دعوت نہ پہنچی ہو' عذاب نہیں دیا جا سکتا تو غیر عاقل کو کیسے دیا جا سکتا ہے۔ (ابن کثیر: ۳۵۷/۸) پہلے یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ مشرکین کی اولاد کو بھی عذاب نہ ہو گا۔ حدیث: ۴۷۱۷ ایک طویل حدیث کا ایک حصہ ہے۔ اصل حدیث میں تفصیل ہے کہ سلمہ بن یزید جعفی اور ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری والدہ ملیکہ (جو جاہلیت میں مر گئیں) اچھی خاتون تھیں' صلہ رحمی اور مہمان نوازی کرنے والی تھیں' کیا ان باتوں کا ان کی والدہ کو فائدہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے پوچھا ہماری ماں نے ہماری ایک بہن کو زندہ دفن کر دیا تھا' کیا اسے کوئی فائدہ ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ''(یہ) زندہ دفن کرنے والی اور زندہ دفن ہونے والی دونوں آگ میں ہیں۔ گویا آپ کا جواب ایک خاص موؤدہ کے بارے میں تھا۔ یہ عام حکم نہ تھا۔ غالباً یہ موؤدہ کفر کے عالم میں ہی بالغ ہو چکی تھی۔ (هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح والمشكاة' تحقيق الألباني' كتاب الإيمان: تعليق حديث: ۱۰۸)

٤٧١٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ:

۴۷۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص

٤٧١٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٠/ ١١٤، ح: ١٠٠٥٩ من حديث يحيى بن زكريا بن أبي زائدة به، وللحديث شواهد، انظر تفسير ابن كثير: ٤/ ٥٠٩.

٤٧١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن من مات على الكفر فهو في النار . . . الخ، ح: ٢٠٣ من حديث حماد بن سلمة به.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قال: يَا رَسُولَ الله! أَيْنَ أَبِي؟ قال: «أَبُوكَ فِي النَّارِ»، فَلَمَّا قَفَّى قال: «إنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ».

نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ آگ میں ہے۔'' جب اس نے گردن پھیری تو آپ نے فرمایا: ''میرا باپ اور تیرا باپ جہنم میں ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ایمان واعمال کے بغیر محض نسب اور قرابت داری کسی کے لیے باعث نجات نہیں۔ ② ایسی تمام روایات جن میں رسول اللہ ﷺ کے والدین کو دوبارہ زندہ کیے جانے اور ان کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے ضعیف اور نا قابل حجت ہیں۔ ③ اس بارے میں بحث وگفتگو کی بجائے سکوت (خاموشی) بہتر ہے۔

٤٧١٩- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ».

۴۷۱۹- حضرت انس بن مالک ؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان ابن آدم کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جیسے خون۔''

فائدہ: انسان کے جسم میں شیطان کی گردش کا نتیجہ اوہام وساوس اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس کے فتنوں سے بچنے کا واحد ذریعہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ساتھ کثرت ذکر ہے ورنہ اس کے حملوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اور یہ سب اللہ عزوجل کی تقدیر اور مشیت سے ہے۔

٤٧٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدانِيُّ: أخبرنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ شَرِيكٍ الْهُذَلِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ

۴۷۲۰- حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منکرین تقدیر کی صحبت سے بچو اور ان سے بات چیت (اور مناظرے) میں ابتدا نہ کیا کرو۔''

٤٧١٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رُئي خاليًا بامرأة . . . الخ، ح: ٢١٧٤ من حديث حماد بن سلمة به.

٤٧٢٠ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤٧١٠، وأخرجه أحمد: ١/ ٣٠ من حديث سعيد بن أبي أيوب، والبيهقي في القضاء والقدر، (ق ١١١ الف) من حديث أبي داود به.

رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لَا تُجَالِسُوا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوهُمْ» الحديث.

(المعجم ١٨) - بَابٌ: فِي الْجَهْمِيَّةِ (التحفة ١٩)

باب:١٨-جہمیہ کا بیان

فائدہ: یہ فرقہ جہم بن صفوان سمرقندی کی طرف منسوب ہے۔ان کے گمراہ کن عقائد مختصراً اس طرح ہیں: یہ لوگ اللہ عزوجل کی صفات ازلیہ کا انکار کرتے ہیں۔وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کی کوئی ایسی صفت نہیں ہوسکتی جو مخلوق کی بھی صفت ہو۔اسے جنت میں جانے کے بعد بھی دیکھا نہیں جائے گا۔کلام الٰہی (قرآن) مخلوق ہے۔اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال سے اس وقت تک باخبر نہیں ہوتا جب تک بندے کام کر نہ لیں۔انسان اپنے افعال میں مجبور ہے۔اسی طرح ثواب وعقاب بھی جبر ہے۔ایمان ایک بسیط شے ہے (صرف معرفت کا نام ایمان ہے اور زبانی اقرار اور اعمال ایمان میں سے نہیں ہیں۔) ایمان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔انبیاء اور امت کا ایمان ایک سا ہوتا ہے' ایک بار ایمان ثابت ہو جائے تو پھر انکار سے زائل نہیں ہوتا۔جنت دوزخ فنا ہونے والی ہیں۔اور اسی طرح اہل جنت اور اہل نار بھی ختم ہو جائیں گے۔(الملل والنحل- از شہرستانی) امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس باب میں سب سے پہلے دو ایسی حدیثیں بیان کی ہیں جو عقل کے ذریعے سے ان امور میں بحث سے منع کرتی ہیں جو امور عقل سے ماوراء ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔اس کے بعد کے ابواب میں عقائد باطلہ کے حوالے سے الگ موضوعات بنا کر احادیث بیان کی ہیں تاکہ ان کے ہر عقیدۂ باطل کی تردید ہو جائے۔

٤٧٢١- حَدَّثَنا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن هِشَامٍ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «لا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَاءَلُونَ حَتَّى يُقَالَ هٰذَا: خَلَقَ اللهُ الخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللهَ، فَمنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بالله».

۴۷۲۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سوالات کرتے رہیں گے حتی کہ کہا جائے گا: یہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ سو جو کوئی اس قسم کی بات کرے (یا وہم پائے) تو اسے چاہیے کہ یوں کہے: ''میں اللہ پر ایمان لایا۔''

٤٧٢٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو:

۴۷۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ

٤٧٢١_ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان وما يقوله من وجدها، ح:١٣٤ عن هارون بن معروف به، ورواه البخاري، ح:٣٢٧٦ من طريق آخر عن عروة أبي هشام به.

٤٧٢٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠٤٩٧، وعمل اليوم والليلة، ح:٦٦١ من حديث سلمة بن الفضل به.

حَدَّثَنا سَلَمَةُ يَعني ابنَ الْفَضلِ: حدَّثني مُحَمَّدٌ يَعني ابنَ إسْحَاقَ: حدَّثني عُتْبَةُ بنُ مُسْلِمٍ مَوْلٰى بَنِي تَيْمٍ عن أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قال: «فإذَا قالُوا ذٰلِكَ فقُولُوا: اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَم يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ لْيَتْفُلْ عن يَسَارِهِ ثَلاثًا وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانِ».

کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا' کہتے تھے...... اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔ کہا: ''جب وہ لوگ یہ کہیں تو تم کہو: اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی نہیں جو اس کی برابری کر سکے۔ پھر چاہیے کہ بائیں جانب کچھ لعاب تھوکے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔''

٤٧٢٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ أَبِي ثَوْرٍ عن سِمَاكٍ، عن عَبْدِاللهِ بنِ عَمِيرَةَ، عن الأَحْنَفِ بنِ قَيْسٍ، عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ قالَ: كُنْتُ في الْبَطْحَاءِ في عِصَابَةٍ فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَحَابَةٌ فَنَظَرَ إلَيْهَا فقالَ: «ما تُسَمُّونَ هٰذِهِ؟» قالُوا: السَّحَابَ. قال: «وَالمُزْنَ؟» قالُوا: وَالمُزْنَ. قال: «وَالعَنَانَ؟» قالُوا: وَالْعَنَانَ.

۴۷۲۳- سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں وادیٔ بطحاء میں ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے' وہاں سے بادل کا ایک ٹکڑا گزرا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا: ''تم لوگ اسے کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ''سحاب'' آپ نے فرمایا: ''اور ''مُزن'' بھی؟'' انہوں نے کہا: ہاں ''مُزن'' بھی۔ آپ نے فرمایا: ''اور ''عَنَان'' بھی؟'' انہوں نے کہا: ہاں ''عنان'' بھی کہتے ہیں۔

- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ أُتْقِنِ الْعَنَانَ جَيِّدًا

- قال: «هَلْ تَدْرُونَ مَا بُعْدُ ما بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ؟» قالُوا: لا نَدْرِي: قال: «إنَّ

...... امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے [العنان] کا ذکر کوئی زیادہ اچھی طرح یاد نہیں ہے...... آپ نے فرمایا: ''کیا جانتے ہو آسمان اور زمین میں کتنا فاصلہ ہے؟''

٤٧٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٩٣ عن محمد بن الصباح به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٣٢٠ * سماك اختلط، وعبدالله بن عميرة لا يعرف له السماع من الأحنف قاله البخاري.

بُعْدَ ما بَيْنَهُمَا إِمَّا وَاحِدَةٌ أَوْ ثِنْتَانِ أَوْ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ سَنَةً ثُمَّ السَّمَاءُ فَوْقَهَا كَذٰلِكَ» حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ «ثُمَّ فَوْقَ السَّابِعَةِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ فَوْقَ ذٰلِكَ ثَمَانِيَةُ أَوْعَالٍ بَيْنَ أَظْلَافِهِمْ وَرُكَبِهِمْ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ عَلٰى ظُهُورِهِمُ الْعَرْشُ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ مِثْلُ ما بَيْنَ سَمَاءٍ إِلٰى سَمَاءٍ ثُمَّ اللهُ تَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ».

انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کے درمیان اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا فاصلہ ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے آسمان کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہے۔'' حتی کہ آپ نے سات آسمان شمار کیے۔ پھر فرمایا: ''ساتویں کے اوپر سمندر ہے جس کی گہرائی اور اونچائی اس قدر ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک' پھر اس کے اوپر آٹھ بکرے ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک' پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے' جس کی تہہ اور اونچائی میں اتنا ہی فاصلہ ہے جیسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک۔ پھر اس سے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔''

٤٧٢٤ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ أَبي سُرَيْجٍ: أخبرنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ الله بنِ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ سَعِيدٍ قالَا: أخبرنا عَمْرُو بنُ أَبي قَيْسٍ عن سِمَاكٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ.

۴۷۲۴- جناب عمرو بن ابوقیس نے بواسطہ سماک اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔

٤٧٢٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَفْصٍ: حدَّثني أَبِي: حدثنا إِبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن سِمَاكٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ.

۴۷۲۵- جناب ابراہیم بن طہمان نے بواسطہ سماک اس کی سند سے مذکورہ بالا طویل حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

٤٧٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ وَمُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ

۴۷۲۶- جناب جبیر بن محمد بن جبیر بن مطعم اپنے والد محمد سے وہ دادا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

٤٧٢٤ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق.

٤٧٢٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديثين السابقين.

٤٧٢٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٠٣ عن محمد بن بشار به * محمد بن إسحاق لم أجد تصريح سماعه، وجبير بن محمد مستور، لم يوثقه غير ابن حبان.

وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الرَّبَاطِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ جَرِيرٍ، - قالَ أحْمَدُ: كَتَبْنَاهُ من نُسْخَتِهِ وَهٰذَا لَفْظُهُ - قالَ: حَدَّثَنا أَبِي قالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ إسْحَاقَ يُحَدِّثُ عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن جُبَيْرِ بنِ مُحَمَّدِ ابنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: أَتَى رَسُولَ الله ﷺ أَعْرَابِيٌّ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! جُهِدَتِ الأنْفُسُ وَضَاعَتِ الْعِيَالُ وَنُهِكَتِ الأمْوَالُ وَهَلَكَتِ الأنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللهَ لَنَا فإنَّا نَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللهِ وَنَسْتَشْفِعُ بالله عَلَيْكَ. قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا تَقُولُ؟» وَسَبَّحَ رَسُولُ الله ﷺ، فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتَّى عُرِفَ ذٰلِكَ في وُجُوهِ أَصْحَابِهِ، ثُمَّ قالَ: «وَيْحَكَ إنَّهُ لا يُسْتَشْفَعُ بالله عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ شَأْنُ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ، وَيْحَكَ أَتَدْرِي مَا الله؟ إنَّ عَرْشَهُ عَلَى سَمٰوَاتِهِ لَهٰكَذَا»، وَقالَ بأَصَابِعِهِ مِثْلَ الْقُبَّةِ عَلَيْهِ، وَ«إنَّهُ لَيَئِطُّ بِهِ أطِيطَ الرَّحْلِ بالرَّاكِبِ». قال ابنُ بَشَّارٍ في حَدِيثِهِ: «إنَّ الله فَوْقَ عَرْشِهِ، وَعَرْشُهُ فَوْقَ سَمٰوَاتِهِ». وَسَاقَ الْحَدِيثَ. وقالَ عَبْدُ الأعْلَى وَابنُ الْمُثَنَّى وَابنُ بَشَّارٍ عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ وَجُبَيْرِ بنِ مُحمَّدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جانوں پہ بن آئی ہے' بال بچے ہلاک ہو رہے ہیں' مال ختم ہو گئے ہیں اور مویشی مر رہے ہیں' اللہ سے ہمارے لیے بارش طلب کیجیے۔ ہم اللہ کے حضور آپ کی سفارش پیش کرتے ہیں اور اللہ کو آپ کے حضور سفارشی لاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! کیا جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' اور رسول اللہ ﷺ مسلسل تسبیح (سبحان اللہ) کہتے رہے حتی کہ اس (خوف کے اثر) کو آپ کے صحابۂ کرام ؓ کے چہروں میں محسوس کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق میں سے کسی کے ہاں سفارشی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے کہیں زیادہ باعظمت (اور برتر) ہے۔ افسوس تجھ پر! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی کیا شان ہے؟ بلاشبہ اس کا عرش آسمانوں پر اس طرح ہے۔'' اور آپ نے اپنی انگلیوں سے قبے کی سی شکل بنائی۔ اور فرمایا: ''وہ عرش اس طرح سے چر چرا رہا ہے جیسے پالان اپنے سوار کے ساتھ چر چراتا ہے۔'' ابن بشار نے اپنی روایت میں کہا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے اوپر ہے۔ اور اس کا عرش اس کے آسمانوں سے اوپر ہے۔''...... بواسطہ یعقوب بن عتبہ اور جبیر بن محمد بن جبیر' اس نے اپنے والد سے اس نے دادا سے روایت کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: والْحَدِيثُ بِإسْنَادِ أَحْمَدَ

امام ابوداود ؒ نے کہا: اور حدیث احمد بن سعید کی

ابنِ سَعِيدٍ هُوَ الصَّحِيحُ وَوَافَقَهُ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ يَحْيَى بنُ مَعِينٍ وَعَلِيُّ بنُ الْمَدِينِيِّ. وَرَوَاهُ جَمَاعَةٌ عن ابنِ إِسْحَاقَ كَمَا قَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا، وكَانَ سَمَاعُ عَبْدِ الأَعْلَى وَابنِ الْمُثَنَّى وَابنِ بَشَّارٍ مِنْ نُسْخَةٍ وَاحِدَةٍ فِيمَا بَلَغَنِي.

سند سے ہی صحیح ہے۔ اور جماعت محدثین نے اس کی موافقت کی ہے جن میں یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی بھی ہیں۔ اور ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسے احمد نے کہا اور جیسے کہ مجھے روایت پہنچی ہے عبدالاعلیٰ' ابن مثنیٰ اور ابن بشار کا سماع ایک ہی نسخے سے ہے۔

٤٧٢٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ حَفْصِ بنِ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبِي: حدَّثني إِبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن مُوسَى بنِ عُقْبَةَ، عن مُحَمَّدِ ابنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عن مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ الله تَعَالَى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِمَائَةِ عَامٍ».

۴۷۲۷- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ میں تمہیں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے متعلق بتاؤں۔ بلاشبہ اس کے کانوں کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کے سفر کے برابر ہے۔''

فائدہ: جب اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے ایک فرشتے کی بڑائی کا یہ حال ہے تو اللہ عزوجل کی عظمت و کبریائی اور بڑائی کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ جو بلاشبہ ہمارے لیے ناقابل تصور ہے اور وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ جل جلالہ

٤٧٢٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ وَمُحَمَّدُ ابنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ الْمَعْنَى قَالَا: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ: حَدَّثَنا حَرْمَلَةُ يَعْني ابنَ عِمْرَانَ: حدَّثني أَبُو يُونُسَ سُلَيْمُ

۴۷۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا...... سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ ''بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں کو پہنچا دو اور جب لوگوں

٤٧٢٧_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٢/ ٤٢٥، ح: ١٧٣٠ و٥/ ٢١٢، ح: ٤٤١٨ من حديث أحمد بن حفص به، وقال: "تفرد به أحمد بن حفص" وهذا في مشيخة إبراهيم بن طهمان: ٢١، وصححه الذهبي في العلو، ص: ٧٨.

٤٧٢٨_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ٤٢، ٤٣، ح: ٤٦ من حديث عبدالله بن يزيد المقرىء به، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٣٢، والحاكم: ١/ ٢٤، ووافقه الذهبي.

ابنُ جُبَيْرٍ مَوْلٰى أَبي هُرَيْرَةَ قال: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الآيَةَ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا۟ ٱلْأَمَـٰنَـٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ تعالٰى: ﴿سَمِيعًۢا بَصِيرًا﴾ [النساء: ٥٨] قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَضَعُ إِبْهَامَهُ عَلٰى أُذُنِهِ وَالَّتي تَلِيهَا عَلٰى عَيْنِهِ، قال أَبُو هُرَيْرَةَ: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقْرَأُهَا وَيَضَعُ إِصْبَعَيْهِ. قال ابنُ يُونُسَ: قال الْمُقْرِىءُ: يَعني أَنَّ الله سَمِيعٌ بَصِيرٌ يَعني أَنَّ لله سَمْعًا وَبَصَرًا.

کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے، بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔" کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنا انگوٹھا اپنے کان پر اور ساتھ والی انگلی اپنی آنکھ پر رکھ رہے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس آیت کو پڑھتے ہوئے اپنی انگلیاں (کان اور آنکھ پر) رکھ رہے تھے۔ ابن یونس نے روایت کیا کہ عبداللہ بن یزید مقری نے کہا: مقصد یہ ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ خوب سنتا اور خوب دیکھتا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا رَدٌّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس میں جہمیہ کی تردید ہے، (اللہ عزوجل ان صفات سے فی الواقع متصف ہے۔)

فائدہ: یہ اور اس معنی کی دیگر احادیث میں نبی علیہ السلام کا کان اور آنکھ کی طرف اشارہ کرنا تشبیہ کے لیے نہیں، بلکہ صفت "سمع اور بصر" کے اثبات اور سامعین کے لیے تقریب معنی کے لیے تھا۔ کیونکہ قرآن کریم میں بصراحت وارد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:١١) "اس کی مثل کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔"

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الرُّؤْيَةِ (التحفة ٢٠)

باب:١٩- دیدارالٰہی کا بیان

٤٧٢٩ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ وَوَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عن إِسْمَاعِيلَ بنِ أَبي خَالِدٍ، عن قَيْسِ بنِ أَبي حَازِمٍ، عن جَرِيرِ بنِ عَبْدِ الله قال: كُنَّا مَعَ

۴۷۲۹- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جبکہ رات چودھویں کی تھی اور چاند خوب چمک رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "تم

٤٧٢٩ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة ق، باب قوله: ﴿وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب﴾، ح: ٤٨٥١ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ٦٣٣ من حديث وكيع وأبي أسامة به.

رَسُولِ اللهِ ﷺ جُلُوسًا فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَقَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُم كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا» ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: «﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾» [طه: ١٣٠].

اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس کو دیکھ رہے ہو' اس کے دیکھنے میں کوئی جمگھٹا نہیں ہوگا' چنانچہ اگر کر سکتے ہو تو یہ کرو کہ سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے کی نمازوں میں مغلوب نہ ہو جاؤ' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ ''پس اپنے رب کی حمد بیان کر' سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔''

فوائد ومسائل: ① قیامت میں اور جنت میں رب ذوالجلال کا دیدار عین حق ہے اور یہ شرف اہل ایمان کو انتہائی آسانی کے ساتھ اور بغیر کسی دھکم پیل کے حاصل ہوگا۔ مگر وہی ایمان دار اس سے بہرہ ور ہوں گے جو نمازوں کی پابندی کرنے والے ہوں گے۔ ② جو شخص طلوع آفتاب سے پہلے فجر اور غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی پابندی کر لے وہ دیگر نمازوں سے بھی غافل نہیں رہ سکتا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کا چاند کی طرف دیکھ کر یہ مسئلہ بیان کرنا نظر کو نظر سے تشبیہ دینے کے لیے تھا۔ ورنہ اللہ عزوجل کے مثل کوئی شے نہیں ہے۔

٤٧٣٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ نَاسٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنَرَى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا».

۴۷۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''بھلا عین دوپہر کے وقت' جب فضا میں کوئی بادل وغیرہ نہ ہو' تمہیں سورج کے دیکھنے میں کوئی الجھن یا مشکل ہوتی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں چودھویں کی رات میں' جب کوئی بادل وغیرہ نہ ہو' چاند کے دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مشکل نہیں ہوگی مگر اتنی ہی جتنی چاند یا سورج

٤٧٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٨ من حديث سفيان به.

کے دیکھنے میں ہوتی ہے۔'' (کوئی مشکل نہیں ہوگی۔)

فائدہ: سورج کے دیکھنے سے مراد محض دیکھنا ہے ٹکٹکی لگا کر مسلسل اسی کی طرف دیکھتے ہی رہنا نہیں۔

٤٧٣١- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أبي: حَدَّثَنا شُعْبَةُ المَعْنَى، عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ عن وَكِيعٍ - قال مُوسَى: ابْنِ حُدُسٍ، عن أَبي رَزِينٍ - قال مُوسَى الْعُقَيْلِيُّ قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! أَكُلُّنَا يَرى رَبَّهُ؟ قال ابنُ مُعَاذٍ: مُخْلِيًا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ في خَلْقِهِ؟ قالَ: «يَا أَبَا رَزِينٍ! أَلَيْسَ كُلُّكُم يَرَى الْقَمَرَ؟» قالَ ابنُ مُعَاذٍ: «لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهِ» ثُمَّ اتَّفَقَا - قُلْتُ: بَلٰى. قال: «فاللهُ أَعْظَمُ». قال ابنُ مُعَاذٍ قال: «فإِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ الله، فَاللهُ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ».

۴۷۳۱-حضرت ابورزین (لقیط بن عامر) ؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم سب اپنے رب کو دیکھیں گے؟ عبیداللہ بن معاذ کے الفاظ ہیں: کیا ہم سب قیامت کے روز اسے الگ الگ دیکھیں گے' تو مخلوق میں اس کی کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اے ابورزین! کیا تم میں سے ہر کوئی چاند کو نہیں دیکھتا ہے؟'' ابن معاذ کے الفاظ ہیں: ''کیا چودھویں کی رات کو ہر کوئی اسے اکیلے اکیلے نہیں دیکھتا ہے؟''..... پھر دونوں راویوں کا اتفاق ہے..... میں نے کہا: کیوں نہیں (اس کو دیکھنے میں دقت یا ازدحام نہیں ہوتا۔) آپ نے فرمایا: ''تو اللہ کی شان بہت بلند ہے۔'' ابن معاذ کے الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا: ''یہ تو اللہ کی ایک مخلوق کا حال ہے اور اللہ کی شان بے انتہا بلند ہے۔''

(المعجم . . .) - بَابٌ: فِي الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ (التحفة ٢١)

باب:---- جہمیہ کی تردید

فائدہ: اس باب میں اللہ کے ہاتھ اور اس کے نزول' اس کے ندا دینے کے حوالے سے احادیث ہیں۔ ان صفات کا جہمیہ انکار کرتے ہیں۔

٤٧٣٢- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ

۴۷۳۲-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

٤٧٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: فيما أنكرت الجهمية، ح: ١٨٠ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٧٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ٢٧٨٨ من حديث أبي أسامة به، وعلقه البخاري، ح: ٧٤١٣ من حديث عمر بن حمزة به.

عن عُمَرَ بنِ حَمْزَةَ قالَ: قالَ سَالِمٌ: أخبرني عَبْدُ الله بنُ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَطْوِي اللهُ تَعَالَى السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ المُتَكَبِّرُونَ؟ ثُمَّ يَطْوِي الأَرَضِينَ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ». قال ابنُ الْعَلَاءِ: «بِيَدِهِ الأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا المَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ المُتَكَبِّرُونَ؟».

آسمانوں کو لپیٹ لے گا اور انہیں اپنے داہنے ہاتھ میں لے گا اور کہے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ پھر زمینوں کو لپیٹ لے گا اور انہیں پکڑے گا۔ ابن العلاء نے کہا: انہیں دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا اور فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں جابر؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟''

فائدہ: ① اللہ عزوجل کی صفات میں وارد الفاظ واضح اور صریح ہیں۔ ہم انہیں اپنے رب تعالیٰ کے حق میں بلا جھجک استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت کا ہمیں کوئی ادراک نہیں کیونکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوریٰ:١١) ② اللہ کے دو ہاتھ ہیں اور دونوں ہی داہنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کلام کرنے سے موصوف ہے۔ ③ حقیقی بادشاہ تو اب بھی اللہ عزوجل ہی ہے' مگر دنیا میں نام کے بادشاہ موجود ہیں اور ان میں جبار اور متکبر بھی ہیں۔ لیکن محشر میں کسی کا کوئی وجود نہیں ہوگا اور بادشاہت صرف ایک اکیلے اللہ کی ہوگی۔

٤٧٣٣ - حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعنْ أَبي عَبْدِ الله الأَغَرِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «يَنْزِلُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ فَيَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسأَلُني فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُني فَأَغْفِرَ لَهُ».

۴۷۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر رات جب اس کا آخری تہائی حصہ باقی ہوتا ہے تو ہمارا رب تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف اترتا ہے اور ندا دیتا ہے: کون ہے جو مجھے پکارے' میں اس کی سنوں اور قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں؟''

فوائد و مسائل: ① اللہ عزوجل کا آسمان دنیا پر تشریف لانا حق ہے۔ اس کا ندا دینا بھی حق ہے اور اس کی ان صفات کی حقیقت ویسی ہی ہے جو اس کی شان عظمت و جلال کے لائق ہے۔ ان پر ایمان رکھنا واجب' ان کا انکار کفر

٤٧٣٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٣١٥.

ان کی تاویل حرام اور ان صفات کی حقیقت کی ٹوہ لگانا یا اس کا سوال کرنا بدعت ہے۔ ④ فرض نمازوں کے بعد نوافل کے لیے رات کا آخری پہر اللہ سے لو لگانے اور دعا کی قبولیت کا انتہائی شاندار وقت ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي الْقُرْآنِ (التحفة ٢٢)

باب:۲۰-قرآن مجید کا بیان

٤٧٣٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ المُغِيرَةِ عن سَالِمٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالمَوْقِفِ فقالَ: «أَلا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي».

۴۷۳۴-حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ (ابتدائے بعثت کے دنوں میں) رسول اللہ ﷺ میدان عرفات میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے اور کہتے تھے: ”سنو! کوئی مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے' بلاشبہ قریش نے مجھے اپنے رب کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے۔“

فائدہ: ① اللہ عزوجل صفت ”کلام“ سے موصوف ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولین دعوت میں اظہار فرمایا اور لوگوں نے بھی اس کے ظاہری معنی ہی سمجھے۔ اس پر ہمارا ایمان ہے' مگر کلام کرنے کی کیفیت سے ہم آگاہ نہیں اور قرآن مجید بھی اسی کا کلام ہے' جو جبرئیل امین علیہ السلام لے کر آئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سینے میں اتارا' مسلمان اسے پڑھتے' یاد کرتے اور مصحف کے اوراق میں لکھتے ہیں۔ ② اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح قدیم ہے' اسی طرح اس کی تمام صفات بھی قدیم ہیں۔ بنابریں قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' تو یہ بھی اس کی قدیم اور غیر حادث صفت ہوئی۔ اسی لیے امام احمد بن حنبل اور دیگر محدثین ؒ اسے غیر مخلوق کہتے تھے اور معتزلہ اسے مخلوق قرار دیتے تھے۔ اس مسئلے میں امام احمد ؒ کی استقامت اور اس کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا' مشہور معروف ہے۔ رحمه الله رحمة واسعة. ③ عالم اسباب میں رسول اللہ ﷺ کو بھی افراد کے تعاون کی ضرورت تھی جو اس تبلیغ حق میں آپ ﷺ کے معاون بنتے جو بالآخر مہاجرین و انصار کی صورت میں آپ کو مل گئے۔ اسی طرح ہر داعی کی بھی یہی ضرورت ہے۔ سو سعادت مند ہیں وہ عظیم لوگ جو داعیان حق کے دست و بازو بنتے ہیں۔ ④ ظاہری اسباب کے مطابق ایک دوسرے سے مدد مانگنا' نہ صرف جائز ہے بلکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی

٤٧٣٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب: ألا رجل يحملني إلى قومه لأبلغ كلام ربي"، باب: ٢٤، ح: ٢٩٢٥ عن محمد بن كثير به، وقال: "حسن صحيح غريب" ورواه ابن ماجه، ح: ٢٠١ من حديث إسرائيل به.

مدد کرنا فرض ہے۔اسی لیے نبی کریم ﷺ سمیت انبیاء کرام ؊ نے بھی تبلیغ ودعوت کے کام میں لوگوں سے تعاون طلب کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تعاون کیا۔البتہ ماورائے اسباب طریقے سے کسی سے مدد طلب کرنا شرک ہے کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے۔

٤٧٣٥ - حَدَّثَنا سُلَيْمان بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُس بنُ يَزِيدَ عن ابنِ شَهَابٍ: أخبرني عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بنُ المُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ الله بنُ عَبْدِ الله عن حَدِيثِ عَائِشَةَ، وكُلٌّ حدَّثني طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قالَتْ: وَلَشَأْنِي في نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ الله فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى.

۴۷۳۵-ام المومنین سیدہ عائشہ ؆ کا بیان ہے کہ میں اپنے آپ کو اس بات سے بہت ہیچ سمجھتی تھی کہ اللہ عزوجل میری براءت کے سلسلے میں کوئی ایسا کلام فرمائے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔

فوائد ومسائل: ① غزوۂ بنی مصطلق ۵ یا ۶ ہجری میں منافقین نے سیدہ عائشہ ؆ پر بہتان کا ایک بہت بڑا پہاڑ توڑ دیا تھا جو خود سیدہ کے لیے' رسول اللہ ﷺ اور دیگر تمام اہل ایمان کے لیے انتہائی کرب واذیت کا باعث بنا۔مگر اس کا انجام اس اعتبار سے بہت ہی مسرت افزا رہا کہ ان کی براءت میں سولہ آیتیں نازل ہوئیں (سورۃ النور: آیت ۱۱ سے ۲۶ تک) جو ان کی مدح وستائش میں قیامت تک تلاوت ہوتی رہیں گی۔ ② اس واقعہ اور روایت میں اللہ عزوجل کی صفت کلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ ③ مذکورہ واقعہ ایک حادثہ تھا مگر کلام اللہ حادث نہیں ہے۔

٤٧٣٦ - حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ عُمَرَ: أخبرنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسٰى: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عن مُجَالِدٍ، عن عَامِرٍ يَعْنِي الشَّعْبيَّ، عن عَامِرِ بنِ شَهْرٍ قال: كُنْتُ عِنْدَ النَّجَاشِيِّ فَقَرَأَ ابْنٌ لَهُ آيَةً مِنَ الإنْجِيلِ فَضَحِكْتُ

۴۷۳۶- جناب عامر بن شہر ؓ نے روایت کیا' انہوں نے کہا: میں نجاشی کے دربار میں تھا کہ اس کے بیٹے نے انجیل کی ایک آیت پڑھی' میں ہنس پڑا۔تو اس نے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے کلام سے ہنستے ہو؟

٤٧٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه اللالكائي في شرح السنة: ٢/ ٣٣٥، ح: ٥٥٠ من حديث أبي داود به، ورواه البخاري، ح: ٧٥٠٠، ومسلم، ح: ٢٧٧٠ من حديث يونس بن يزيد به، مطولاً.

٤٧٣٦ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٢٧، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٦٠ من حديث مجالد بن سعيد به، وهو ضعيف.

فقال: أَتَضْحَكُ مِنْ كَلَامِ اللهِ تَعالٰى.

فائدہ: عیسائیوں کے نزدیک بھی اللہ عزوجل صفت کلام سے موصوف ہے۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٧٣٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: كَانَ النَّبيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ والْحُسَيْنَ: «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ». ثُمَّ يَقُولُ: «كَانَ أَبُوكُم يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمَاعِيلَ وإِسْحَاقَ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ.

۴۷۳۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرات حسن اور حسین ؓ کو ان الفاظ سے دم کیا کرتے تھے: [أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ] ''میں تم دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں کہ ہر شیطان ہر موذی اور ہر بدنظر کے شر سے محفوظ رہو۔'' پھر فرماتے: ''تمہارے ابا (سیدنا ابراہیم ؑ) حضرت اسماعیل اور اسحاق ؑ کو ان کے ذریعے سے پناہ دیا کرتے تھے۔''

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: یہ دلیل ہے کہ قرآن کریم مخلوق نہیں۔

فوائد ومسائل: ① کیونکہ سیدنا خلیل الرحمٰن یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کسی مخلوق کی پناہ حاصل کریں۔ ② جب انبیاء ؑ کی صالح اولاد اللہ کی امان اور پناہ سے مستغنی نہیں تو دوسرے لوگوں کو تو اس کی احتیاج اور بھی زیادہ ہے۔ ③ مستحب ہے کہ بچوں کو ان مبارک کلمات سے ہمیشہ دم کیا جائے۔

٤٧٣٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ وَعَلِيُّ بنُ الْحُسَيْنِ بنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ قالُوا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: أخبرنا الأَعْمَشُ عن مُسْلِمٍ، عن مَسْرُوقٍ عن عَبْدِ اللهِ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۴۷۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ عزوجل کسی وحی کا کلام فرماتا ہے تو آسمان والے آسمان میں ایک آواز سنتے ہیں جیسے پتھر پر زنجیر گھسیٹی جا رہی ہو اس سے وہ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور پھر اسی کیفیت میں رہتے ہیں حتی

٤٧٣٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ١٠، ح: ٣٣٧١ عن عثمان بن أبي شيبة به.

٤٧٣٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن خزيمة في التوحيد، ص: ١٤٥ عن علي بن الحسين به، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ٧٤٨١ وغيره.

«إِذَا تَكَلَّمَ الله تَعالٰى بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّماءِ لِلسَّماءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا فَيُصْعَقُونَ فَلَا يَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيلُ حَتَّى إِذَا جَاءَهُمْ جِبْرِيلُ فُزِّعَ عن قُلُوبِهِمْ، قال: فَيَقُولُونَ: يَا جِبْرِيلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ فَيَقُولُ: الْحَقَّ، فَيَقُولُونَ: الْحَقَّ الْحَقَّ».

کہ ان کے پاس جبریل آتے ہیں' ان کے آنے سے ان کے دلوں سے یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے اور وہ جبریل سے پوچھتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: حق فرمایا۔ تو وہ بھی کہتے ہیں: حق فرمایا' حق فرمایا۔''

فائدہ: وحی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ عزوجل کے کلام میں ''آواز'' بھی ہے۔ جسے جبرئیل امین علیہ السلام اور دیگر فرشتے سنتے ہیں۔ کئی لوگوں کا یہ کہنا کہ اللہ کا کلام آواز سے معرّٰی ہے' درست نہیں' حالانکہ کلام آواز ہی سے سنا جاتا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: ﴿فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (القصص: ۳۰) ''پس جب وہاں پہنچے تو اس بابرکت زمین کے میدان کے دائیں کنارے پر درخت میں سے آواز دیے گئے: اے موسیٰ! یقیناً میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار۔'' ﴿وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ﴾ (الصّٰفّٰت: ۱۰۴) ''اور ہم نے اس کو آواز دی: اے ابراہیم!'' اور اللہ کی یہ آواز بے مثل و بے مثال تھی اور ہے۔

(المعجم ٢٠، ٢١) - **بَابٌ: فِي الشَّفَاعَةِ** (التحفة ٢٣)

باب: ۲۰'۲۱ - شفاعت کا بیان

٤٧٣٩ - **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا بِسْطَامُ بنُ حُرَيْثٍ عن أَشْعَثَ الْحُدَّانِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «شَفَاعَتِي لأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

۴۷۳۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری سفارش میری امت کے ان لوگوں کے لیے ہوگی جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① گناہ گاروں کو امید رکھنی چاہیے کہ ان کی سفارش ہوگی اور انہیں معاف کر دیا جائے گا مگر ساتھ ہی شدید خوف بھی چاہیے کیونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کس گناہ گار کی شفاعت ہوگی اور کون اس سے محروم رہے گا یا کس کے بارے میں شفاعت قبول ہوگی؟ کیونکہ یہ معاملہ سارے کا سارا اللہ رب العالمین کی اپنی مشیت پر ہے۔

٤٧٣٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٢١٣ عن سليمان بن حرب به، وللحديث طرق عند الترمذي، ح: ٢٤٣٥ وغيره.

اگر مشیت ہوئی تو فبہا ورنہ شدید عقاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النساء:۴۸) ''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔'' اور ارشاد ہے: ﴿وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى﴾(النجم:۲۶) ''اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں' جن کی سفارش کچھ نفع نہیں دے سکتی' مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے تو اجازت دے دے۔'' ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾(طٰہٰ:۱۰۹) ''اس دن سفارش کچھ کام نہیں آئے گی مگر جسے رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات کو پسند فرمائے۔'' اور یہ لوگ صرف اہل توحید ہوں گے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ سفارش کرنے کی اجازت دے گا۔ (نیز دیکھیے سورۂ انبیاء:۲۸' سورۂ سبا:۲۳' سورۂ نباء:۳۸ اور آیت الکرسی وغیرہ۔) ② اس خوشخبری کا مطلب یہ نہیں کہ انسان گناہوں کے ارتکاب میں جری ہو جائے۔ بلکہ خوف کے پہلو کو غالب رکھنا چاہیے کیونکہ میدان حشر کی تکلیف ہی نا قابل برداشت ہوگی جہنم تو اس سے بہت زیادہ سخت ہے۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ شفاعت قبول ہوتے ہوتے کتنی مدت لگ جائے۔ والعياذ بالله. (اگلی حدیث پر مزید غور کیا جائے۔)

٤٧٤٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن الْحَسَنِ بنِ ذَكْوَانَ قال: حَدَّثَنا أَبُو رَجَاءٍ قالَ: حدَّثني عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ».

۴۷۴۰- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک گروہ جہنم میں سے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت سے نکلے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا نام ''جَهَنَّمِيِّيْن'' ہوگا۔''

فائدہ: یہ لقب جنت میں ان کے لیے اذیت کا باعث نہیں ہوگا۔ اس نام سے محض یہ پتہ چلے گا کہ یہ لوگ جہنم سے آزاد شدہ ہیں۔

٤٧٤١ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأعمَشِ، عن أَبي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ

۴۷۴۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بلاشبہ اہل جنت' جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔''

٤٧٤٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح:٦٥٦٦ عن مسدد به.

٤٧٤١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب: في صفات الجنة وأهلها وتسبيحهم فيها بكرة وعشيًا، ح:٢٨٣٥ عن عثمان بن أبي شيبة به.

الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ».

فائدہ: آخرت میں جنت کی نعمتیں یا دوزخ کا عذاب کوئی وہمی باتیں نہیں ہیں بلکہ حقیقی امور ہیں۔ البتہ انہیں اس دنیا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

(المعجم . . .) - بابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ وَالصُّورِ (التحفة ٢٤)

باب:.....فنا کے بعد جی اٹھنے اور صور پھونکے جانے کا بیان

٤٧٤٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قال: سَمِعْتُ أَبِي قال: حَدَّثَنَا أَسْلَمُ عن بِشْرِ بنِ شَغَافٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «الصُّورُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ».

۴۷۴۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔“

فائدہ: حضرت اسرافیل علیہ السلام اپنے منہ میں صور لیے امر الٰہی کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب حکم ہوگا تو وہ اس میں پھونک ماریں گے اور ساری دنیا فنا ہو جائے گی۔ پھر اللہ کے حکم سے دوبارہ پھونکیں گے تو سب جی اٹھیں گے۔

٤٧٤٣ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «كُلَّ ابنِ آدَمَ تَأْكُلُ الأَرْضُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ».

۴۷۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کے سارے جسم کو مٹی کھا جائے گی مگر دم کی جڑ کا آخری حصہ بچ رہے گا۔ اسی سے پیدائش کی ابتدا ہوتی ہے اور اسی سے دوبارہ جسم مرکب ہوں گے۔“

فائدہ: صحیح احادیث کے مطابق انبیاء و رسل علیہم السلام کے جسم مٹی کے کھائے جانے سے محفوظ رہتے ہیں۔ (مسند احمد: ۸/۴ و سنن ابو داود' الصلاة' حدیث: ۱۰۴۷)

٤٧٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة الزمر، ح: ٣٢٤٤ من حديث سليمان التيمي أبي المعتمر به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥٧٠، والحاكم: ٢/ ٥٠٦ و٤/ ٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٧٤٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الجنائز، باب أرواح المؤمنين، ح: ٢٠٧٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٢٣٩، ورواه مسلم، ح: ٢٩٥٥ من حديث أبي الزناد، والبخاري، ح: ٤٨١٤ من طريق آخر عن أبي هريرة به.

(المعجم ٢١، ٢٢) - بَابٌ: فِي خَلْقِ الْجَنَّةِ والنَّارِ (التحفة ٢٥)

٤٧٤٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْجَنَّةَ قالَ لِجِبْرِيل: اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ إلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بالمَكَارِهِ. ثُمَّ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ - إلَيْهَا، ثُمَّ جاء فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ». قالَ: «فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ تَعَالَى النَّارَ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ! لا يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا، فَحَفَّهَا بالشَّهَوَاتِ. ثُمَّ قال: يَا جِبْرِيلُ! اذْهَبْ فانْظُرْ إلَيْهَا، فَذَهَبَ فَنَظَرَ إلَيْهَا، ثُمَّ جَاءَ فقَالَ: أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ! لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لا يَبْقَى أَحَدٌ إلَّا دَخَلَهَا».

باب:۲۱'۲۲-جنت اور دوزخ کے پیدا کیے جانے کا بیان

۴۷۴۴-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ عزوجل نے جنت کو پیدا کیا تو جبریل امین سے کہا: جاؤ اور اسے دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے اور اسے دیکھا' پھر آئے تو کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ پھر اللہ نے اس کو مکروہات کے گھیرے میں دے دیا۔“ (اس میں آنے والوں کو جو عمل کرنے ہوں گے اور جن شرعی پابندیوں کو قبول کرنا ہوگا' عموی طور پر ان کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی یا حق کی راہ پر جمے رہنے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھانی ہوں گی۔) پھر فرمایا: جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ۔ پس وہ گئے اور اس کو دیکھا۔ پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جب دوزخ کو پیدا کیا تو جبریل سے کہا: جاؤ اور دوزخ کو دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر آئے۔ واپس آ کر کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! کوئی نہیں جو اس کے متعلق سنے اور پھر اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو نفسانی خواہشات اور مرغوبات کے گھیرے میں دے دیا۔ پھر فرمایا: اے جبریل! جاؤ اور اسے دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور اسے دیکھا۔

٤٧٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، الأيمان والنذور، باب الحلف بعزة الله تعالى، ح: ٣٧٩٤، والترمذي، ح: ٢٥٦٠ من حديث محمد بن عمرو الليثي به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٢٦، ٢٧، ووافقه الذهبي.

پھر آئے اور کہا: اے میرے رب! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔"

فوائد و مسائل: ① جنت اور اس کی نعمتیں' دوزخ اور اس کا عذاب فی الواقع پیدا کیے جا چکے ہیں۔ ② جنت کا داخلہ شرعی پابندیوں پر عمل کرنے ہی سے ممکن ہے۔ اور ان کے بالمقابل نفسانی خواہشات کی پیروی اور شرعی پابندیوں سے آزادی جہنم میں جانے کا باعث ہیں' لہٰذا ضروری ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کی پیروی سے دور رہے۔

(المعجم ٢٢، ٢٣) - بَابٌ: فِي الْحَوْضِ (التحفة ٢٦)

باب: ۲۲'۲۳- حوض کا بیان

٤٧٤٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَمَامَكُمْ حَوْضًا مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ».

۴۷۴۵- حضرت ابن عمر ؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ تمہارے آگے (محشر میں) ایک حوض ہے۔ اس کے کنارے اس قدر لمبے ہیں جیسے جرباء اور اذرح کے مابین فاصلہ ہے۔ (یہ علاقۂ شام کے دو مقام ہیں ان کے درمیان پرانے زمانے میں تین راتوں کے سفر کا فاصلہ تھا۔)

٤٧٤٦- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن أَبي حَمْزَةَ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا قالَ: «ما أَنْتُمْ جُزْءٌ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ». قالَ: قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قالَ: سَبْعَمِائَةٍ أَوْ ثَمَانَمِائَةٍ.

۴۷۴۶- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو آپ نے فرمایا: "تم لوگ میرے پاس حوض پر آنے والے لوگوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہو۔ ابوحمزہ کہتے ہیں' میں نے پوچھا: اس دن آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟ کہا: سات آٹھ سو۔

٤٧٤٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ، ح: ٢٢٩٩ من حديث حماد بن زيد به، وأصله عند البخاري، ح: ٦٥٧٧ من حديث نافع به.

٤٧٤٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٩ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٧٦، ٧٧.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی امت گنتی میں سب امتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اہل ایمان و توحید ہی اس حوض کے پانی سے مستفید ہوں گے۔ یعنی وہ خوش بخت عظماء اور اچھے نصیبے والے لوگ جو شرک و بدعات سے محفوظ رہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ. آمِين يَا رَبَّ الْعَالَمِين.

٤٧٤٧- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن الْمُخْتَارِ بنِ فُلْفُلٍ قال: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَغْفَى رَسُولُ الله ﷺ إغْفَاءَةً، فَرَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا، فإمَّا قالَ لَهُمْ وَإمَّا قالُوا لَهُ: يَا رَسُولَ الله! لِمَ ضَحِكْتَ؟ فقَالَ: «إنَّهُ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ» فَقَرَأَ: ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ﴾ حَتَّى خَتَمَهَا، فَلَمَّا قَرَأَهَا قال: «هَلْ تَدْرُونَ ما الْكَوْثَرُ؟» قالُوا: الله وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قال: «فإنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ في الْجَنَّةِ وَعَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، عَلَيْهِ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ الْكَوَاكِبِ».

۴۷۴۷- حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آ گئی۔ پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔ آپ نے صحابہ سے کہا' یا صحابہ نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ فرمایا: ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔'' تو آپ نے پڑھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم...... اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر......﴾ آخر تک۔ جب آپ نے اسے پڑھ لیا تو فرمایا: ''کیا جانتے ہو کوثر کیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک نہر ہے جو میرے رب عزوجل نے مجھے جنت میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس پر خیر کثیر ہو گی' اس پر ایک حوض ہو گا جس پر قیامت کے روز میری امت کے لوگ آئیں گے' اس کے پینے کے برتن (پیالے) ستاروں کی تعداد میں ہوں گے۔''

فوائد و مسائل: ① میدان حشر کا حوض' نہر کوثر کا ایک حصہ ہو گا۔ ② اس حدیث میں دلیل ہے کہ [بسم اللہ الرحمٰن الرحیم] ہر سورت کا جز و اور اس کی ایک آیت ہوتی ہے۔ مگر دوسرا فریق دوسرے دلائل سے اس کو مرجوح کہتا ہے۔ ایک تیسرا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ صرف سورۂ فاتحہ کی آیت ہے۔ دوسری سورتوں میں اس کو تبرک اور فصل کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں اسے سورۂ فاتحہ کی ایک آیت قرار دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (الصحیحۃ: ۳/۱۷۹' رقم: ۱۱۸۳)

٤٧٤٨- حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ النَّضْرِ:

۴۷۴۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٤٧٤٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٤٠٠ و ح: ٢٣٠٤ من حديث محمد بن فضيل به، تقدم، ح: ٧٨٤.

٤٧٤٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة: ﴿إنا أعطيناك الكوثر﴾، ح: ٤٩٦٤، والترمذي، ح: ٣٣٥٩ ◄◄

حَدَّثَنا المُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ أَبِي قال: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: لَمَّا عُرِجَ نَبِيُّ الله ﷺ في الْجَنَّةِ - أو كَمَا قالَ - عُرِضَ لَهُ نَهْرٌ حَافَتَاهُ الْيَاقُوتُ الْمُجَيَّبُ - أو قالَ المُجَوَّفُ - فَضَرَبَ المَلَكُ الَّذِي مَعَهُ يَدَهُ فاسْتَخْرَجَ مِسْكًا فقالَ مُحَمَّدٌ ﷺ لِلْمَلَكِ الَّذِي مَعَهُ: «مَا هٰذَا؟» قال: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ الله عَزَّ وَجَلَّ.

ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ کو معراج کے موقع پر جنت میں لے جایا گیا تو آپ کو ایک نہر دکھلائی گئی جس کے کنارے ایسے یاقوت کے تھے جو خول دار تھے۔ تو وہ فرشتہ جو آپ کے ساتھ تھا اس نے (اس کی تہہ میں) ہاتھ مارا اور کستوری نکالی۔ تو حضرت محمد ﷺ نے اس فرشتے سے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو دی ہے۔

٤٧٤٩- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ أبي حَازِمٍ أَبُو طَالُوتَ قالَ: شَهِدْتُ أَبَا بَرْزَةَ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ الله بنِ زِيَادٍ، فَحدَّثني فُلَانٌ - بِاسْمِهِ سَمَّاهُ مُسْلِمٌ - وَكَانَ في السِّمَاطِ، قال: فَلمَّا رَآهُ عُبَيْدُ الله قالَ: إنَّ مُحَمَّدِيَّكُمْ هٰذَا الدَّحْدَاحُ، فَفَهِمَهَا الشَّيْخُ فقال: ما كُنْتُ أَحْسَبُ أَنِّي أَبْقَى في قَوْمٍ يُعَيِّرُوني بِصُحْبَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فقالَ لَهُ عُبَيْدُ الله: إنَّ صُحْبَةَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَكَ زَيْنٌ غَيْرُ شَيْنٍ، ثُمَّ قالَ: إنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لأَسْأَلَكَ عن الْحَوْضِ، سَمِعْتَ رَسُولَ الله يَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا؟ قال أَبُو بَرْزَةَ: نَعَمْ لا مَرَّةً وَلا ثِنْتَيْنِ وَلا ثَلَاثًا وَلا أَرْبَعًا وَلا خَمْسًا، فَمنْ كَذَّبَ بِهِ فَلا سَقَاهُ

۴۷۴۹- مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالسلام بن ابوحازم ابوطالوت نے بیان کیا اور کہا کہ میں نے ابوبرزہ ؓ کو دیکھا کہ وہ (یزید بن معاویہ کی جانب سے کوفہ کے امیر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے۔ عبدالسلام نے کہا: مجھے ایک شخص نے بیان کیا جو اس مجلس میں شریک تھا۔ (ابوداود کہتے ہیں) مسلم بن ابراہیم نے اس کا نام بھی لیا تھا۔ عبیداللہ نے جب حضرت ابوبرزہ ؓ کو دیکھا تو بولا: اپنے اس موٹے ٹھگنے محمدی کو دیکھو۔ شیخ اس کی بات سمجھ گئے (کہ اس نے طعنہ دیا ہے) تو انہوں نے کہا: مجھے یہ امید نہیں تھی کہ میں اس قوم میں باقی رہوں گا جو مجھے حضرت محمد ﷺ کی صحابیت پر طعنہ دے گی۔ تو عبیداللہ نے ان سے کہا: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ کی صحبت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ اس میں کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ پھر کہا: میں نے آپ کو

◀◀ من حديث قتادة به، مختصرًا.

٤٧٤٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢١ من حديث أبي طالوت به، وله طريق آخر عنده: ٤/ ٤٢٤، وللحديث شواهد عنده: ٤/ ٤١٩، ٤٢٥، ٤٢٦.

الله مِنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ مُغْضَبًا.

اس لیے بلا بھیجا ہے کہ آپ سے حوض کے متعلق دریافت کروں۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں کچھ کہتے سنا ہے؟ تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ کوئی ایک دو تین چار یا پانچ بار نہیں (بلکہ بار ہا سنا ہے) تو جو اس کو جھٹلائے اللہ اس کو اس سے نہ پلوائے پھر غصے سے باہر نکل آئے۔

فائدہ: میدان حشر میں حوض کوثر کا وجود صحیح اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار کفر ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (صحیح البخاری، الرقاق، حدیث: ٦٥٨٢، ٦٥٨٣ وغیرہ، و صحیح مسلم، الفضائل، حدیث: ٢٣٠٣، ٢٣٠٤ وغیرہ)

(المعجم ٢٣، ٢٤) - بَابُ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (التحفة ٢٧)

باب: ۲۳، ۲۴- قبر میں سوال جواب اور عذاب کا بیان

٤٧٥٠ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن عَلْقَمَةَ بنِ مَرْثَدٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ فَشَهِدَ أَن لا إِلٰهَ إِلّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ الله، فَذٰلِكَ قَوْلُ الله تَعالٰى: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾». [إبراهيم: ٢٧].

۴۷۵۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہی مصداق ہے اللہ عز وجل کے اس فرمان کا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الآخِرَةِ﴾ ''اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو پختہ بات کے ساتھ دنیا میں ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی ثابت قدم رکھے گا۔''

فائدہ: قبر کے سوال و جواب کا مسئلہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت میں بیان ہوا ہے اور متعدد صحیح احادیث میں وارد ہے۔ اس لیے اس کا انکار کفر ہے۔ (صحیح البخاری، التفسیر، حدیث: ۴۶۹۹)

٤٧٥٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة إبراهيم عليه الصلاة والسلام، باب: ﴿يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت﴾، ح: ٤٦٩٩ عن أبي الوليد الطيالسي، ومسلم، الجنة وصفة نعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . . . الخ، ح: ٢٨٧١ من حديث شعبة به.

٤٧٥١ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأنْبارِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهّابِ بنُ عَطَاءِ الْخَفَّافُ، أَبُو نَصْرٍ عن سَعِيدٍ، عن قَتَادَةَ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ دَخلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فقالَ: «مَنْ أَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُورِ؟» قالُوا: يا رَسُولَ الله! نَاسٌ مَاتُوا في الْجَاهِلِيَّةِ فقالَ: «تَعَوَّذوا بالله مِنْ عَذَابِ النّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ». قالُوا: وَمِمَّ ذَاكَ يَا رَسُولَ الله؟ قال: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ في قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُولُ لَهُ: ما كُنْتَ تَعْبُدُ؟ فإِنِ الله تَعالٰى هَدَاهُ، قال: كُنْتُ أَعْبُدُ الله، فَيُقَالُ: ما كُنْتَ تَقُولُ في هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: هُوَ عَبْدُ الله وَرَسُولُهُ، فَمَا يُسْأَلُ عن شَيْءٍ غَيْرِهَا فَيُنطَلَقُ بِهِ إِلٰى بَيْتٍ كَانَ لَهُ في النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ في النَّارِ، وَلٰكِنَّ الله عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا في الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أَذْهَبَ فأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ: اسْكُنْ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ في قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ، فَيَقُولُ لَهُ: ما كُنْتَ تَعْبُدُ: فَيَقُولُ: لا أَدْرِي، فَيُقَالُ لَهُ: لا دَرَيْتَ وَلا تَلَيْتَ، فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ في هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ أَقولُ ما يَقُولُ النَّاسُ، فَيَضْرِبُهُ

۴۷۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنو نجار کے ایک نخلستان میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک آواز سنی اور گھبرا گئے اور پوچھا: یہ قبروں والے کون ہیں؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ تھے جو دور جاہلیت میں مر گئے تھے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے آگ کے عذاب اور دجال کے فتنے سے امان مانگو۔'' انہوں نے کہا: اور یہ کیسے ہے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ مومن آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے' وہ اس سے پوچھتا ہے تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ تو اگر اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے' تو وہ کہتا ہے: میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے' تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں پوچھا جاتا۔ چنانچہ اسے ایک گھر کی طرف لے جایا جاتا ہے جو اس کے لیے دوزخ میں مقرر تھا اور اس سے کہا جاتا ہے: (دیکھ) دوزخ میں یہ تیرا گھر تھا لیکن اللہ نے تجھ کو بچا لیا ہے اور تجھ پر رحم کیا ہے اور اس کے بدلے تجھے جنت میں گھر دے دیا ہے۔ تو وہ کہتا ہے: مجھے چھوڑو کہ جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دے آؤں' تو اسے کہا جاتا ہے آرام کرو۔ اور کافر آدمی کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس کو جھڑکتا ہے اور پوچھتا ہے: تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے: نہ تو نے

٤٧٥١ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١.

بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

جانا اور نہ پڑھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ تو وہ فرشتہ لوہے کے ایک بھاری بھرکم ہتھوڑے (گرز) کے ساتھ اس کے کانوں کے درمیان مارتا ہے تو وہ اس سے اس قدر چیختا چلاّتا ہے کہ جنوں اور انسانوں کے علاوہ ساری مخلوق اس کی آواز سنتی ہے۔''

٤٧٥٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ بِمِثْلِ هٰذَا الإسْنَادِ نَحْوَهُ قالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ أَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، فَيأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَقُولَانِ لَهُ»، فَذَكَرَ قَرِيبًا مِنْ [حَدِيثِهِ] الأَوَّلِ قالَ فِيهِ: «وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُولَانِ لَهُ»، زَادَ «الْمُنَافِقَ» وَقَالَ: يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

۴۷۵۲- محمد بن سلیمان نے عبدالوہاب سے اسی اسناد سے اس حدیث کی مانند روایت کیا۔ کہا: ''جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس آنے لگتے ہیں تو وہ ان کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں.....'' اور پہلی حدیث کے قریب قریب بیان کیا۔ اس میں کہا: ''کافر اور منافق کہتے ہیں.....'' اس میں ''منافق'' کا لفظ زیادہ ہے۔ نیز یہ کہا: ''اس کی چیخ کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ قریب قریب کی سب مخلوق سنتی ہے۔''

فائدہ: مذکورہ بالا احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ بظاہر جو اختلاف نظر آتا ہے مختلف افراد کے احوال کی بنا پر ہے۔ صالح بندے کے پاس ایک ہی فرشتہ آتا ہے اور نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرے کے پاس دو آتے ہیں اور یہ فرشتے کبھی لوگوں کے جانے سے پہلے آ جاتے ہیں اور دونوں ہی سوال کرتے ہیں تا کہ قبر کے سوالات اور وہاں کے امتحان کی ہیبت اور شدت میں سختی کا اظہار ہو۔ (عون' التذكرة للقرطبی)

٤٧٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۷۵۳- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت

٤٧٥٢ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٣٢٣١.

٤٧٥٣ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٢١٢، وأخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٧ عن أبي معاوية الضرير به، ورواه النسائي، ح: ٢٠٠٣، وابن ماجه، ح: ١٥٤٨، ١٥٤٩، وهو في الزهد لهناد بن السري: ١/ ٢٠٥ـ٢٠٧، ح: ٣٣٩، ورواه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢٠ (بتحقيقي) من حديث أبي داود به، وصححه في شعب الإيمان، ح: ٣٩٥ وغيره.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ؛ ح: وحَدَّثَنَا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ - وَهٰذَا لَفْظُ هَنَّادٍ: عن الأعمَشِ - عن المِنْهَالِ، عن زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرُ وفي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ في الأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فقالَ: «اسْتَعِيذُوا بالله مِنْ عذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أَو ثَلَاثًا. زَادَ في حَدِيثِ جَرِيرٍ هٰهُنَا، وقالَ: «وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ». قالَ هَنَّادٌ: قالَ: «وَيأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فيقولُ: رَبِّيَ الله، فيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيقُولُ: دِينِيَ الإسْلَامُ، فيقولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قالَ: فَيقُولُ: هُوَ رَسُولُ الله ﷺ، فيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فيقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ الله فآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ». زَادَ في حَدِيثِ جَرِيرٍ: «فَذٰلِكَ قَوْلُ الله تَعَالَى: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِي ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْآخِرَةِ﴾» [إبراهيم: ٢٧] الآيَةَ - ثُمَّ اتَّفَقَا - قالَ: «فيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ

ہے انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں (نہایت پرسکون اور خاموشی سے بیٹھے تھے۔) آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی' آپ اس سے زمین کرید رہے تھے۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''اللہ سے قبر کے عذاب کی امان مانگو۔'' آپ نے یہ دو یا تین بار فرمایا۔ جریر کی روایت میں یہاں یہ اضافہ ہے...... ''جب لوگ واپس جاتے ہیں تو میت ان کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے' جبکہ اس سے یہ پوچھا جا رہا ہوتا ہے: اے فلاں! تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟'' ہناد نے کہا: فرمایا: ''اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: وہ اللہ کے رسول ہیں -- ﷺ -- پھر وہ کہتے ہیں: تجھے کیسے علم ہوا؟ وہ کہتا ہے: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی' میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔'' جریر کی روایت میں مزید ہے: ''یہی (سوال جواب ہی) مصداق ہے اللہ عزوجل کے اس فرمان کا ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِى الْاٰخِرَةِ﴾ پھر وہ دونوں روایت کرنے میں متفق ہیں۔ فرمایا: ''پھر آسمان سے منادی کرنے والا اعلان کرتا ہے: تحقیق میرے بندے نے سچ کہا ہے' اسے جنت

مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوحِهَا وَطِيبِهَا». قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ». قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرَ»، فَذَكَرَ مَوْتَهُ. قَالَ: «وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَادِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي؟ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ» قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا». قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمَ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا». قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا». قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

کا بستر بچھا دو‘ اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو‘ اور اس کے لیے جنت کی طرف سے دروازہ کھول دو۔“ فرمایا: ”جنت کی طرف سے وہاں کی ہوائیں‘ راحتیں اور خوشبو آنے لگتی ہیں اور اس کی قبر کو انتہائے نظر تک وسیع کر دیا جاتا ہے۔“ پھر کافر اور اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور وہ اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! مجھے خبر نہیں۔ تو منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا‘ اسے آگ کا بستر بچھا دو‘ اسے آگ کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ فرمایا کہ پھر اس جہنم کی طرف سے اس کی تپش اور سخت گرم ہوا آنے لگتی ہے اور اس پر قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے حتی کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔“ جریر کی روایت میں مزید ہے: ”پھر اس پر ایک اندھا گونگا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے‘ جس کے پاس بھاری گرز ہوتا ہے۔ اگر اسے پہاڑ پر مارا جائے تو وہ (پہاڑ) مٹی مٹی ہو جائے۔ پھر وہ اسے اس کے ساتھ ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی آواز جنوں اور انسانوں کے علاوہ مشرق و مغرب کے درمیان ساری مخلوق سنتی ہے۔ اور پھر وہ مٹی (ریزہ ریزہ) ہو جاتا ہے۔“ فرمایا: پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔“

٤٧٥٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا

۴۷۵۴- ابو عمر زاذان نے کہا کہ میں نے حضرت

٤٧٥٤ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، أخرجه البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٢٤ (بتحقيقي) من ◀◀

عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا الأعمَشُ: حَدَّثَنا المِنْهَالُ عن أبي عُمَرَ زَاذَانَ قالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے اس کی مانند روایت کیا۔

(المعجم ٢٤، ٢٥) - **بَابٌ: فِي ذِكْرِ الْمِيزَانِ** (التحفة ٢٨)

باب:۲۴'۲۵-ترازو کا بیان

فائدہ: قیامت میں اعمال کا تولا جانا حق ہے۔ اس کے لیے ترازو قائم کی جائے گی اور اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ درج ذیل آیات میں اس کی صراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾ (الانبیاء:۴۷) ''قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں قائم کریں گے' کسی جان پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی' اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوا تو ہم اسے لے آئیں گے اور حساب لینے کو ہم کافی ہیں۔'' ﴿وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ﴾ (الاعراف:۸،۹) ''اس دن وزن کیا جانا حق ہے تو جس کے تول بھاری ہو گئے وہی کامیاب ہیں اور جن کے تول ہلکے رہے تو یہ وہی ہیں جنہوں نے ہماری آیتوں کی حق تلفی کی اور اپنے آپ کو گھاٹا دیا۔'' ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾ (القارعة: ٦-٩) ''جس کے تول بھاری رہے تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا اور جس کے تول ہلکے رہے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (جہنم) ہوگا۔''

٤٧٥٥ - **حَدَّثَنا** يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَحُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ أنَّ إسْمَاعِيلَ بنَ إبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ قالَ: أخْبَرَنَا يونُسُ عن الْحَسَنِ، عن عَائِشَةَ: أَنَّها ذَكَرَتِ النَّارَ فَبَكَتْ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «ما يُبْكِيكِ؟» قالَتْ: ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ، فَهَلْ تَذْكُرُونَ أَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أمَّا في

۴۷۵۵-ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جہنم کا ذکر کیا اور رونے لگیں' تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟'' کہنے لگیں: مجھے جہنم یاد آئی ہے تو رونے لگی ہوں۔ تو کیا بھلا آپ قیامت کے روز اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا: ''تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا: ترازو کے پاس حتی

◀◀ حديث أبي داود به.

٤٧٥٥ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] أخرجه البيهقي في الاعتقاد، ص: ٢١٠ من حديث أبي داود، وأحمد: ٦/ ١٠١ من حديث الحسن البصري به، وعنعن.

ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ فَلا يَذْكُرُ أَحَدٌ أَحَدًا، عِنْدَ الْمِيزَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَيَخِفُّ مِيزَانُهُ أَوْ يَثْقُلُ، وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِينَ يُقَالُ ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوا كِتَٰبِيَهْ﴾ [الحاقة: ١٩] حَتَّى يَعْلَمَ أَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ، أَفِي يَمِينِهِ أَمْ فِي شِمَالِهِ أَمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ، وَعِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ».

کہ اسے پتا چل جائے کہ اس کا تول ہلکا ہوا یا بھاری' نامۂ اعمال ملنے کے وقت' جب کہا جائے گا ﴿هَآؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَه﴾ ''آؤ میرا نامۂ اعمال پڑھو۔'' حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں میں یا کمر کے پیچھے سے' اور (تیسرا مقام) پل صراط ہے جب اسے جہنم پر عین وسط میں ٹکایا جائے گا۔''

قَالَ يَعْقُوبُ عن يُونُسَ، وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِهِ.

یعقوب نے عن یونس کے الفاظ سے روایت کی اور یہ حدیث اسی کے الفاظ میں ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم یہ حقیقت ہے کہ محشر کے سارے ہی مراحل دہشت ناک ہیں مگر یہ مذکورہ احوال زیادہ سخت ہوں گے۔

(المعجم ٢٥، ٢٦) - بَابٌ: فِي الدَّجَّالِ (التحفة ٢٩)

باب:۲۵'۲۶-دجال کا بیان

فائدہ: دجال کا لفظ دجل سے اسم مبالغہ ہے اور معنی ہیں: ''انتہائی فریبی۔'' قیامت سے پہلے ایک شخص ظاہر ہوگا جو مختلف شعبدہ بازیوں سے لوگوں کے ایمان پر حملہ آور ہوگا اور اپنی الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔اس کا یہ فتنہ سب فتنوں سے بڑھ کر ہوگا۔اس کی ظاہر علامات اور اس کے اعمال کا بیان احادیث کی سب کتب میں موجود ہے۔آخر میں اس کا قتل سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہوگا۔

٤٧٥٦- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ سُرَاقَةَ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ»،

۴۷۵۶-حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تحقیق نوح علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں بھی تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی علامات بیان فرمائیں اور کہا: ''ممکن ہے کہ اسے وہ آدمی پالے جس نے مجھے

٤٧٥٦- تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الدجال، ح: ٢٢٣٤ من حديث حماد بن سلمة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٩٥، والحاكم: ٤/ ٥٤٢، ٥٤٣، ووافقه الذهبي.

فَوَصَفَهُ لَنَا رَسُولُ الله ﷺ وَقَالَ: «لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ مَنْ قَدْ رَآنِي وَسَمِعَ كَلَامِي». قَالُوا: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ، أَمِثْلَهَا الْيَوْمَ. قَالَ: «أَوْ خَيْرٌ».

دیکھا ہے اور میری باتیں سنی ہیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ کیا بھلا ایسے ہی ہوں گے جیسے کہ آج ہیں؟ فرمایا: ''یا اس سے بہتر۔''

٤٧٥٧- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ قالَ: قَامَ رَسُولُ الله ﷺ في النَّاسِ فأَثْنَى عَلَى الله بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، فذكَرَ الدَّجَّالَ فقَالَ: «إِنِّي لأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ الله لَيْسَ بِأَعْوَرَ».

۴۷۵۷- جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی جو اس کے لائق ہے۔ پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''میں تمہیں اس سے ڈرا رہا ہوں اور جو بھی نبی آیا ہے اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے۔ یقیناً نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا' لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ عزوجل قطعاً کانا نہیں ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ''دجال'' کا سب سے بڑا دجل اور فتنہ مختلف شعبدے دکھا کر اپنی الوہیت کا اقرار کرانا ہوگا۔ ② اللہ عزوجل صفت عین (آنکھ) سے موصوف ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہیں اور دجال کا عیب یہ بتایا گیا ہے کہ وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ وصف باری تعالیٰ کی بابت قرآن مجید میں ہے: ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ (الطور:۴۸) ''اللہ کے حکم کے مطابق صبر کیجیے۔ بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔'' اللہ عزوجل کی تمام صفات پر ہم اہل السنۃ والجماعۃ کا ایمان ہے۔ ہم ان کی کوئی تاویل نہیں کرتے۔ ہم نہ ان کو معطل سمجھتے ہیں نہ انکار کرتے ہیں اور نہ تشبیہ دیتے ہیں' بلکہ یہ ویسی ہی ہیں جیسی اس کی ذات والا شان کے لائق ہیں۔ ان کی حقیقت کی ٹوہ میں لگنا اور ان کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ اس لیے کہ ہماری عقل اور ادراک اس کو پا ہی نہیں سکتے۔ ٹوہ لگانے سے محض پریشان خیالی پیدا ہوگی۔

(المعجم ٢٦، ٢٧) - بَابٌ: فِي الْخَوَارِجِ (التحفة ٣٠)

باب:۲۶- خوارج کا بیان

٤٧٥٧ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٣٢٩.

فائدہ: [خوارج' خارجة] کی جمع ہے۔اس طائفہ کی ابتدا اس وقت ہوئی جب کچھ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے سرکشی کرتے ہوئے خروج (بغاوت) کیا اور معاملہ تحکیم کے تحت ان پر الزام یہ لگایا کہ آپ نے کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے لوگوں کو فیصل بنایا ہے۔اور بہانہ یہ بنایا کہ [اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ] 'فیصلہ صرف اللہ کا ہے۔'' یہ الفاظ برحق مگر ان کا مقصود باطل تھا۔اللہ کے فرمان (قرآن) کے مطابق فیصلہ بہر حال کوئی قاضی یا حاکم کرے گا قرآن میں ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدة:٤٤) ''جنہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں۔'' اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے مطابق فیصلہ انسانوں ہی نے کرنا ہے۔ان لوگوں کے متعدد فرقے ہیں جب کہ ان کے بنیادی نظریات یہ ہیں: ❁ سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے براءت کا اظہار۔ ❁ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے۔ ❁ اور امام المسلمین جب سنت کے خلاف کرے تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا واجب ہے۔(الملل و النحل' از شہرستانی)

٤٧٥٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَمَنْدَلٌ عن مُطَرِّفٍ، عن أَبِي جَهْمٍ، عن خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ».

۴۷۵۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی علیحدگی اختیار کی' اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گلے سے اتار پھینکا۔''

فوائد و مسائل: ① جماعة سے مراد ''اہل السنۃ والجماعۃ'' ہیں جو عقیدۂ توحید اور تمسک بالسنہ کو دین کی بنیاد مانتے ہیں۔اسی پر آپس میں متحد و متفق ہیں۔② مسلمانوں کے حاکم سے کوئی گناہ اور غلطی ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ ''صریح کفر'' کا مرتکب ہو یا جب وہ نفاذ دین کے راستے سے انحراف کریں۔

٤٧٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ: حدثنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ طَرِيفٍ عن أَبِي الْجَهْمِ، عن خَالِدِ بْنِ وَهْبَانَ، عن أَبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كَيْفَ

۴۷۵۹- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد تمہارا کیا حال ہو گا جبکہ امام (خلیفہ) اس مالِ فے اور غنیمت کو ذاتی مال سمجھیں گے۔'' (یعنی شرعی تقاضوں کے مطابق خرچ اور

٤٧٥٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٠ من حديث زهير به، ورواه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ١٠٥٣ بإسناد صحيح عن زهير بلفظ: "من فارق الجماعة والإسلام فقد خلع ربقة الإسلام من عنقه".

٤٧٥٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٩ من حديث زهير به.

أَنْتُمْ وَأَئِمَّةٌ مِنْ بَعْدِي يَسْتَأْثِرُونَ بِهٰذَا الْفَيءِ» قُلْتُ: أَمَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! أَضَعُ سَيْفِي عَلَى عَاتِقِي ثُمَّ أَضْرِبُ بِهِ حَتَّى أَلْقَاكَ - أَوْ أَلْحَقَكَ - قَالَ: «أَوَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتَّى تَلْقَانِي».

تقسیم نہیں کریں گے۔) میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ (سچا پیغمبر بنا کے) بھیجا' تب تو میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں گا اور اس سے ماروں گا حتی کہ آپ سے آملوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ صبر کرنا حتی کہ مجھ سے آملو۔

٤٧٦٠- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن المُعَلَّى بنِ زِيَادٍ وَهِشَامِ بنِ حَسَّانَ، عن الْحَسَنِ، عن ضَبَّةَ بنِ مِحْصَنٍ، عن أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قالَتْ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ تَعْرِفُونَ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُونَ، فَمَنْ أَنْكَرَ». قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ هِشَامٌ: «بِلِسَانِهِ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ» فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَلَا نَقْتُلُهُمْ؟ قَالَ: «لَا، مَا صَلَّوْا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟.

۴۷۶۰- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ایسے امام (امیر) مقرر ہوں گے جن کی کچھ باتیں تمہیں بھلی لگیں گی اور کچھ بری بھی جانو گے۔ تو جس نے انکار کیا...... بالفاظ ہشام...... اپنی زبان سے انکار کیا' تو وہ بری ہوا' اور جس نے دل سے انکار کیا وہ محفوظ رہا' لیکن جو راضی رہا اور ان کا متبع بنا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! تو کیا ہم ان کو قتل نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔'' امام ابوداود ؒ نے کہا: اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ کیا ہم ان سے قتال نہ کریں؟

فوائد و مسائل: ① نماز ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی پابندی انسان کے لیے بڑے سے بڑے گناہ سے بھی قتل و قتال سے رکاوٹ بن جاتی ہے' سوائے اس کے کہ معروف حدود کا ارتکاب کرے۔ ② اور ایسے امراء جو نماز پڑھتے ہوں ان کے خلاف خروج (بغاوت) جائز نہیں۔ نماز ترک کر دیں تو مسئلہ اختلافی ہے۔ ③ شرعی منکرات اور رعیت پر ظلم کو آدمی قوت سے بدلنے پر قادر نہ ہو تو زبان سے یا کم از کم دل سے ان کو برا کہنا اور جاننا فرض ہے ورنہ ایمان نہیں۔ ④ ظالموں کے ظلم پر راضی رہنا اور ان کا معاون بننا دنیا اور آخرت کی ہلاکت کا باعث ہے۔

٤٧٦١- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا

۴۷۶۱- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ نے نبی ﷺ

٤٧٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف الشرع . . . الخ، ح: ١٨٥٤ عن سليمان بن داود أبي الربيع العتكي به.

٤٧٦١ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ١٥٨ من حديث أبي داود به.

مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ: حَدَّثنا الْحَسَنُ عن ضَبَّةَ بنِ مِحْصَنٍ الْعَنَزِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قال: «فَمنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَ فقَدْ سَلِمَ». قَالَ قَتَادَةُ: يَعْني مَنْ أَنْكَرَ بِقَلْبِهِ وَمَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ.

سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے دل سے ناپسند جانا اور مکروہ سمجھا وہ بری ہوا اور جس نے انکار کیا وہ محفوظ رہا۔'' قتادہ ؒ نے کہا: مقصد یہ ہے کہ دل سے انکار کیا اور دل سے برا جانا۔

فائدہ: ''دل سے برا جاننے'' کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے آدمی کو عزم رکھنا چاہیے کہ آج تو نہیں کل کلاں جب ممکن ہوا اس برائی کا قلع قمع کر کے رہوں گا۔

٤٧٦٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن شُعْبَةَ، عن زِيَادِ بنِ عِلَاقَةَ، عن عَرْفَجَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «سَتَكُونُ فِي أُمَّتِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ الْمُسْلِمِينَ وَهُمْ جمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ».

۴۷۶۲- حضرت عرفجہ ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''میری امت میں فتنے ہوں گے' فتنے اور فتنے۔ چنانچہ جس نے چاہا کہ مسلمانوں کے معاملے میں تفرقہ ڈال دے جبکہ وہ متحد و متفق ہوں تو ایسے کو تلوار سے قتل کر دینا' خواہ کوئی بھی ہو۔''

فائدہ: یہ فتنہ سب سے پہلے انہی لوگوں نے ڈالا جنہوں نے حضرت عثمان ؓ کے خلاف بغاوت کی جو متفق علیہ خلیفۂ راشد تھے۔ بعد میں انہی لوگوں نے حضرت علی ؓ کے خلاف خروج (بغاوت) کیا۔

(المعجم ٢٧، ٢٨) - بَابٌ: فِي قِتَالِ الْخَوارِجِ (التحفة ٣١)

باب: ۲۷' ۲۸- خوارج سے قتال کا بیان

٤٧٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ وَمُحَمَّدُ بنُ عِيسَى المَعْنى قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عنْ

۴۷۶۳- جناب عبیدہ سلمانی نے روایت کیا کہ سیدنا علی ؓ نے اہل نہروان کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک ہاتھ چھوٹا ہوگا یا اس میں نقص

٤٧٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين وهو مجتمع، ح: ١٨٥٢ من حديث شعبة به.

٤٧٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزكوة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث حماد بن زيد به.

عَبِيدَةَ: أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ فَقَالَ: فِيهِمْ رَجُلٌ مُودَنُ الْيَدِ أَوْ مُخْدَجُ الْيَدِ أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ: لَوْلَا أَنْ تَبْطَرُوا لَنَبَّأْتُكُم مَا وَعَدَ اللهُ الَّذِين يَقْتُلُونَهُمْ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ قال: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْهُ؟ قالَ: إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!.

ہوگا یا ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان' اگر مجھے اندیشہ نہ ہو کہ تم لوگ خوشی میں آ کر بہت آگے بڑھ جاؤ گے تو میں تمہیں وہ ضرور بتا دیتا جو اللہ عزوجل نے حضرت محمد ﷺ کی زبانی ان سے قتال کرنے والے کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے۔ عَبیدہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ فرمان آپ نے نبی ﷺ سے سنا تھا؟ فرمایا: ہاں' رب کعبہ کی قسم!

٤٧٦٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن كَثِيرٍ قال: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَبِيهِ، عنِ ابنِ أَبِي نُعْمٍ، عنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا فَقَسَّمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ بَيْنَ الأَقْرَعِ بنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، قالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَقَالَتْ: يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، فقالَ: «إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ» قالَ: فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِىءُ الْجَبِينِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ قالَ: اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ: «مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُهُ؟ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ؟

۴۷۶۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو ابھی صاف نہیں کیا گیا تھا۔ آپ نے اسے اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' بنو نبہان کے زید الخیل الطائی اور بنو کلاب کے علقمہ بن عُلاثہ عامری چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ تو قریشیوں اور انصاریوں کو اس پر غصہ آیا اور انہوں نے کہا: اہل نجد کے بڑوں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو ان کی تالیف قلب کرنا چاہتا ہوں (تاکہ اسلام میں ان کا دل جم جائے۔'') تو اس اثنا میں ایک آدمی آیا جس کی آنکھیں گہری (اندر کو دھنسی ہوئی) تھیں رخسار ابھرے ہوئے پیشانی اوپر کو اٹھی ہوئی' ڈاڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا' کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کرنے لگوں تو کون اس کی اطاعت کرے گا؟ اللہ عزوجل تو مجھے زمین والوں کے لیے امین بنائے اور تم

٤٧٦٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿والى عاد أخاهم هودًا﴾ ح: ٣٣٤٤ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الزكوة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح: ١٠٦٤/ ١٤٣ من حديث سعيد بن مسروق أبي سفيان به.

ولا تَأْمَنُونِي؟» قال: فَسَأَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ - أَحْسِبُهُ خَالدَ بْنَ الْوَلِيد - قالَ: فَمَنَعَهُ قالَ: فَلَمَّا وَلَّى، قالَ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا» أَوْ «في عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا وَالله! أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عادٍ».

مجھے امین نہیں سمجھتے ہو؟'' راوی نے کہا: اس پر ایک شخص نے پوچھا: کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید تھے۔ مگر آپ ﷺ نے اسے روک دیا۔ پھر جب وہ کمر پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی نسل میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا' اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے' اللہ کی قسم! اگر میں نے ان کو پایا تو انہیں قوم عاد کی مانند قتل کروں گا۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ انتہائی حلیم و متحمل مزاج تھے اور بے ادب و گستاخ لوگوں سے بھی صرف نظر کر جاتے تھے۔ چنانچہ حکام' قضاۃ اور اصحاب منصب کو بھی چاہیے کہ پہلے جاہلوں کی اصلاح کی کوشش کریں لیکن اگر وہ علانیہ فساد پھیلانے لگیں تو ان کا قلع قمع کریں۔

٤٧٦٥- حَدَّثَنا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ وَمُبَشِّرٌ يَعْني ابنَ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيَّ، بِإِسْنَادِهِ عنْ أَبي عَمْرٍو، قالَ: يَعْني الْوَلِيدَ: حدثنا أَبُو عَمْرٍو قالَ: حدثني قَتَادَةُ عنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ ابنِ مالِكٍ عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ

۴۷۶۵-حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں اختلاف و افتراق آ جائے گا۔ ایک قوم باتیں بہت اچھی اچھی کرے گی مگر کام ان کے بہت برے ہوں گے۔ قرآن پڑھتے ہوں گے مگر وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر اپنے ہدف (شکار) سے نکل جاتا ہے۔ ان کا حق کی طرف لوٹنا ایسے ہی محال ہوگا جیسے تیر کا اپنی کمان پر واپس آنا۔ وہ انسانوں میں اور مخلوقات میں سب سے برے ہوں گے۔ مبارک ہوا ایسے شخص کو جو

٤٧٦٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث الآتي، وأخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٤ من حديث أبي عمرو الأوزاعي به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ٢/ ١٤٧، ١٤٨، ووافقه الذهبي * قتادة عنعن.

عَلٰى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلٰى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلٰى بِاللهِ تَعَالٰى مِنْهُمْ»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا سِيمَاهُمْ قَالَ: «التَّحْلِيقُ».

انہیں قتل کرے اور وہ اسے قتل کریں۔ (شہادت پا جائے۔) وہ بظاہر اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں گے مگر ان کا کوئی تعلق اس کتاب سے نہیں ہوگا۔ جو ان سے قتال کرے گا وہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوگا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی علامت کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''سر منڈانا۔''

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے' جبکہ دیگر محققین اس کو صحیح قرار دیتے ہیں اور انہی کی رائے اقرب الی الصواب محسوس ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية' مسند امام احمد: ۲۱/۵۱' ۵۲' حدیث: ۱۳۳۳۸) ② انسان کے قول وفعل میں تضاد ہونا ایسی قبیح بات ہے جو اللہ عزوجل کے انتہائی غضب اور اس کی ناراضی کا باعث ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (الصف: ۳) ''اللہ عزوجل کے نزدیک انتہائی ناپسند ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں۔'' ③ دین کی من مانی تعبیر' فسق وفجور اور بدعات اور ان میں غلو کی نحوست یہ ہے کہ انسان توبہ اور حق کی طرف لوٹنے کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبِّیْ. ④ دین کا وہی فہم اور وہی تعبیر مقبول ومعتبر ہے جو جمہور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے۔ ⑤ خلیفۃ المسلمین کا فرض ہے کہ دین اور مسلمانوں میں فتنہ اور انتشار پیدا کرنے والوں کا قلع قمع کرے اور ان سے قتال کرنے والے یا اس میں شہید ہو جانے والے لوگ افضل لوگ ہوتے ہیں۔ ⑥ سر کے بال بڑھا کر رکھنا منڈانے کی نسبت زیادہ افضل ہے تاکہ ایسے لوگوں سے مشابہت نہ رہے۔ ویسے منڈانا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول تھا' البتہ خوارج اس کا التزام کرتے تھے اور یہ ان کی پہچان بن گئی تھی۔

٤٧٦٦ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ، قَالَ: «سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ وَ[التَّسْبِيدُ] فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُم فَأَنِيمُوهُمْ».

۴۷۶۶- جناب قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے: ''ان (خوارج) کی علامت سر منڈانا اور بال دور کرنا ہے۔ جب تم انہیں پاؤ تو انہیں سلا (قتل کر) دینا۔''

٤٧٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المقدمة، باب: في ذكر الخوارج، ح: ١٧٥ من حديث عبدالرزاق به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ١٨٦٦٩ مرسل، لم يذكر أنسًا، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، انظر الحديث السابق: ٤٧٦٥ * قتادة عنعن.

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: التَّسْبِيدُ: اسْتِئْصَالُ الشَّعْرِ].

امام ابو داود ؒ نے فرمایا: حدیث میں وارد لفظ [اَلتَّسْبِیْد] کے معنی ہیں: [اِسْتِئْصَالُ الشَّعْرِ] "بالوں کو جڑوں سے اکھیڑنا یا جڑوں سے مونڈنا۔"

٤٧٦٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بنِ غَفَلَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: إذَا حَدَّثْتُكمْ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ حَدِيثًا فَلأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّماءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكم فِيمَا بَيْني وَبَيْنَكُم فَإِنَّمَا الْحَرْبُ خَدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الأَسْنَانِ سُفَهاءُ الأحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الإسْلَامِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إيمانُهُمْ حَناجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۷۶۷- حضرت علی ؓ نے کہا کہ جب میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں (تو اس میں کوئی خفا نہیں ہوتا' بالکل حق اور صاف ہوتی ہے) مجھے آسمان سے گرنا' رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی نسبت بہت زیادہ پسند ہے اور جب میں تم سے آپس کی کوئی بات کرتا ہوں تو (یاد رکھو) لڑائی چال کا نام ہے (بہت سی مصلحتیں ملحوظ رکھنی ضروری ہیں اس لیے ان باتوں کو عام نہیں کرنا چاہیے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: "آخری زمانے میں لوگ آئیں گے جو عمروں میں نوجوان ہوں گے مگر بے عقل۔ مخلوق میں سب سے افضل ترین شخصیت (رسول اللہ ﷺ) کی باتیں کرتے ہوں گے مگر دین سے ایسے گزر جائیں گے جیسے کہ تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتا ہوگا۔ تم ان سے جہاں بھی ملو انہیں قتل کر دینا۔ بلاشبہ ان کے قتل میں ان کے قاتل کے لیے قیامت کے روز بہت بڑا اجر ہوگا۔"

٤٧٦٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عنْ عَبْدِ المَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمانَ عنْ سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ قال: أخبرني

۴۷۶۸- زید بن وہب جہنی نے بیان کیا کہ وہ حضرت علی ؓ کے ساتھ اس لشکر میں شریک تھا جو خارجیوں کی طرف گیا تھا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: لوگو!

٤٧٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦١١ عن محمد بن كثير، ومسلم، الزكوة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ١٠٦٦ من حديث سفيان به.

٤٧٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالرزاق به، انظر الحديث السابق، وهو في المصنف، ح: ١٨٦٥٠.

زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ الْجُهَنِيُّ، أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانوا مَعَ عَلِيٍّ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ فقَالَ عَلِيٌّ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَؤُنَ الْقُرْآنَ لَيْسَتْ قِرَاءَتُكُم إِلَى قِرَاءَتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صَلَاتُكم إِلَى صَلَاتِهِمْ شَيْئًا، وَلَا صِيامُكُم إِلَى صِيَامِهِمْ شَيْئًا، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الإسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ»، لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَاتَّكَلُوا عَلَى الْعَمَلِ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ، وَلَيْسَتْ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى عَضُدِهِ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ، أَفَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُونَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُونَكُم إِلَى ذَرَارِيِّكُم وَأَمْوَالِكُم؟ وَاللهِ! إِني لَأَرْجُو أَنْ يَكُونُوا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرْحِ النَّاسِ فَسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللهِ، قالَ سَلَمَةُ ابنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا مَنْزِلًا حَتَّى مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ. قالَ: فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللهِ بنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ، فقالَ لَهُمْ: أَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوا

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے۔ تمہاری قراءت ان کی قراءت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہو گی' نہ تمہاری نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلے میں کچھ ہوں گی نہ تمہارے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں کچھ حیثیت رکھتے ہوں گے' وہ قرآن پڑھتے ہوں گے اور سمجھیں گے کہ یہ ان کے حق میں دلیل اور تائید ہے' حالانکہ وہ ان کے خلاف ہو گا۔ ان کی نمازیں ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھیں گی۔ اسلام سے ایسے گزر جائیں گے جیسے تیر اپنے شکار میں سے نکل جاتا ہے۔'' اگر اس لشکر کو جو ان (خارجیوں) کو قتل کرے گا ان فضائل کا علم ہو جائے جو اللہ نے ان کے نبی ﷺ کی زبانی ان کے لیے مقدر فرمائے ہیں تو وہ اسی پر تکیہ کر لیں اور ان (خارجیوں) کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہو گا جس کی کہنی سے اوپر کا بازو تو ہو گا' کہنی سے نیچے کلائی نہیں ہو گی۔ اوپر کے بازو کا آخر پستان کی بھٹنی کی طرح ہو گا۔ اس پر سفید بال ہوں گے۔ کیا بھلا تم لوگ معاویہ اور اہل شام کی طرف جانا چاہتے ہو اور ان (خارجیوں) کو اپنی اولادوں اور مال و اسباب میں پیچھے چھوڑ دینا چاہتے ہو؟ اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ (جن کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی) انہوں نے حرام خون بہایا اور لوگوں کے محفوظ علاقے (جان' عزت' مال) لوٹی۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر (ان کے مقابلے میں) چلو۔ سلمہ بن کہیل نے کہا کہ زید بن وہب مجھے منزل بمنزل لے کر چلتے گئے حتی کہ ہم

السُّيُوفَ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشَدُوكُمْ يَوْمَ حَرُورَاءَ. قَالَ: فَوَحَّشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَاسْتَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ. قال: وَقَتَلُوا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، قال: وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فقالَ عَلِيٌّ: الْتَمِسُوا فِيهِمُ الْمُخْدَجَ، فَلَمْ يَجِدُوا، قالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، فقالَ: أَخْرِجُوهُم، فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الأَرْضَ، فَكَبَّرَ وقالَ: صَدَقَ اللهُ وَبَلَّغَ رَسُولُهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ فقالَ: يا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! آللهِ الَّذِي لا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَقَدْ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قالَ: إِي وَاللهِ الَّذِي لا إِلٰهَ إِلا هُوَ! حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ.

ایک پل سے گزرے' پھر بتایا کہ جب ہم ان کے مقابل ہوئے اور خارجیوں کا سردار عبداللہ بن وہب راسبی تھا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا: نیزے پھینک دو اور تلواریں اپنی میانوں سے نکال لو۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ تم سے اسی طرح مقابلہ کریں گے جیسے حروراء والے دن کیا تھا۔ کہا: چنانچہ ان لوگوں نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں کھینچ لیں تو لوگوں نے ان کو اپنے نیزوں سے چھلنی کرنا شروع کر دیا اور ان کو ایک دوسرے کے اوپر قتل کیا۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔ تو حضرت علی نے کہا: تلاش کرو' ان میں ایک لنجا ہوگا' مگر انہیں نہ ملا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اٹھے حتی کہ ان میتوں کے پاس آئے جو ایک دوسرے پر قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: انہیں نکالو۔ چنانچہ انہوں نے اسے پا لیا جو کہ سب سے نیچے زمین پر پڑا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر پکارا اور کہا: اللہ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول نے پہنچا دیا۔ پس جناب عبیدہ سلمانی ان کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین! قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کیا یہ بیان آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حتی کہ انہوں نے تین بار قسم دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تین بار قسم سے جواب دیا۔

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَالِكٌ: ذُلٌّ لِلْعِلْمِ أَنْ يُجِيبَ الْعَالِمُ كُلَّ مَنْ سَأَلَهُ].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا: یہ علم کی اہانت ہے کہ عالم ہر پوچھنے والے کا جواب دینے لگے۔

فوائد ومسائل: ① جو اعمال ایمان واخلاص اور تقویٰ وسنت کے مطابق نہ ہوں' وہ مقدار میں خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں' اللہ کے ہاں ان کی کوئی قدر نہیں۔ ② عام سیاسی مخالف اور دینی دشمن مقابلے میں ہوں تو مسلمان کو اپنی نظر دینی دشمن پر رکھنی چاہیے۔ ③ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ خلیفۂ راشد تھے جنہوں نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے میں سرتوڑ کوشش فرمائی۔ ④ امام مالک کے قول کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے ایک حقیقت واضح کرنے کے لیے بار بار قسم کے ساتھ جواب دیا' یہ ضرورت کے مطابق تھا لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ کسی عام سی بات کو اس طرح کوئی پوچھے تو جواب دینا ضروری ہے۔

٤٧٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن جَمِيلِ بنِ مُرَّةَ قالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَضِيءِ قالَ: قالَ عَلِيٌّ: اطْلُبُوا الْمُخْدَجَ فذَكَرَ الْحَدِيثَ، فاسْتَخْرَجُوهُ مِنْ تَحْتِ الْقَتْلَى فِي طِينٍ، قال أَبُو الْوَضِيءِ: فكَأَنِّي أَنْظُرُ إلَيْهِ حَبَشِيٌّ عَلَيْهِ قُرَيْطَقٌ لَهُ، إحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ عَلَيْهَا شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ شُعَيْرَاتِ الَّتِي تَكُونُ عَلَى ذَنَبِ الْيَرْبُوعِ.

۴۷۶۹- ابووضیٔ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس لنجے کو تلاش کرو۔ اور حدیث بیان کی۔ چنانچہ اسے مقتولین کے نیچے سے نکال لیا گیا جو کیچڑ میں لت پت پڑا تھا۔ ابووضیٔ نے کہا: میں گویا اسے دیکھ رہا ہوں' حبشی آدمی تھا' اس پر قبا تھی' اس کا ایک ہاتھ ایسے تھا جیسے عورت کے پستان پر بھٹنی۔ اس پر چند بال تھے جیسے جنگلی چوہے کی دم پر ہوتے ہیں۔

٤٧٧٠- حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ خَالِدٍ قالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بنُ سَوَّارٍ عن نُعَيْمِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِي مَرْيَمَ قال: إنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمُخْدَجَ لَمَعَنَا يَوْمَئِذٍ فِي المَسْجِدِ، يُجَالِسُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وكَانَ فَقِيرًا وَرَأَيْتُهُ مَعَ المَسَاكِينِ يَشْهَدُ طَعَامَ عَلِيٍّ مَعَ النَّاسِ وَقَدْ كَسَوْتُهُ بُرْنُسًا لِي، قالَ أَبُو مَرْيَمَ: وكَانَ الْمُخْدَجُ يُسَمَّى نَافِعًا ذَا الثَّدْيَةِ، وكَانَ فِي يَدِهِ مِثْلَ

۴۷۷۰- ابومریم نے کہا: تحقیق یہ لنجا آدمی ان دنوں ہمارے ساتھ مسجد میں ہوتا تھا۔ دن رات ہم اس کے ساتھ بیٹھتے تھے' فقیر آدمی تھا۔ میں نے اسے مسکینوں کے ساتھ دیکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طعام میں شریک ہوتا تھا' جو وہ لوگوں کے ساتھ تناول کرتے تھے۔ اور میں نے اس کو اپنا اوورکوٹ بھی دیا تھا۔ ابومریم نے کہا: اس لنجے کو نافع ذو الثدية (پستان والا) کہا جاتا تھا۔ اس کے بازو پر عورت کے پستان کی طرح پستان سا تھا اور

٤٧٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ١/ ١٣٩، من حديث حماد بن زيد به.
٤٧٧٠ـ تخريج: [إسناده حسن] * أبو مريم الثقفي ثقة، ونعيم بن حكيم حسن الحديث على الراجح.

ثَدْيِ الْمَرْأَةِ عَلٰى رَأْسِهِ حَلَمَةٌ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ، عَلَيْهِ شُعَيْرَاتٌ مِثْلُ سِبَالَةِ السِّنَّوْرِ.

اس کے سرے پر بھٹنی بھی تھی۔اور اس پر بلی کی مونچھوں کی طرح کچھ بال تھے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عِنْدَ النَّاسِ اسْمُهُ حَرْقُوسُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں میں اس کا نام حرقوس معروف ہے۔

(المعجم ٢٨، ٢٩) - بَابٌ: فِي قِتَالِ اللُّصُوصِ (التحفة ٣٢)

باب:۲۸'۲۹-چورا چکوں سے قتال کا بیان

٤٧٧١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ حَسَنٍ قال: حدَّثني عَمِّي إبْرَاهِيمُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ طَلْحَةَ عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۷۷۱-حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی کا مال ناحق طور پر چھیننے کی کوشش کی گئی اور پھر اس نے قتال کیا اور اس میں وہ قتل ہو گیا' تو وہ شہید ہے۔''

٤٧٧٢- حَدَّثَنَا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَسُلَيْمانُ بْنُ دَاوُدَ يَعني أَبَا أَيُّوبَ الْهَاشِمِيَّ عن إبْرَاهِيمَ ابنِ سَعْدٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ بنِ مُحَمَّدِ بنِ عَمَّارِ بنِ يَاسِرٍ، عن طَلْحَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ عَوْفٍ، عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ، أَوْ دُونَ دَمِهِ، أَوْ دُونَ دِينِهِ، فَهُوَ شَهِيدٌ».

۴۷۷۲-حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت یا خون یا دین کے دفاع میں قتل ہو جائے' وہ شہید ہے۔''

٤٧٧١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب من قتل دون ماله، ح: ٤٠٩٣ من حديث يحيى القطان، والترمذي، ح: ١٤١٩، ١٤٢٠ من حديث عبدالله بن الحسن به، وقال: "حسن صحيح".

٤٧٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، تحريم الدم، باب من قاتل دون أهله، ح: ٤٠٩٩، ٤١٠٠ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٣٣، ورواه ابن ماجه، ح: ٢٥٨٠، والترمذي، ح: ١٤٢١، وقال: "حسن صحيح".

فائدہ: چوراچکے اور ڈاکو جو انسان کے محض مال' جان یا آبرولوٹنے کے درپے ہوں تو ان سے دفاع حق ہے۔ اگر قتل ہو جائے تو شہید ہے اور حملہ آور آگ میں ہے۔ جان اور عزت وآبرو کے معاملے میں تو کبھی پسپائی اختیار نہیں کی جا سکتی' البتہ مال کے معاملے میں' جب موثر نظام تحفظ اور انصاف موجود نہ ہو تو جائز ہے کہ انسان مال سے دست بردار ہو کر اپنی جان اور آبرو محفوظ کر لے۔ اور اگر حملہ آور محض فتنہ پرور ہوں کہ مال یا آبرو نہ چاہتے ہوں' ان کا مقصد مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا اور اس کی حمایت اور تائید چاہنا ہو' اور اپنے کسی فریق یا حاکم کی تائید یا کسی کی مخالفت کا مطالبہ کرتے ہوں تو اس صورت میں یہ راستہ ہے کہ انسان کسی مسلمان کے خلاف تلوار نہ اٹھائے بلکہ اسے کند کر لے اور خود کسی گروہ کے ساتھ شامل ہو کر فتنے میں اضافے کا سبب نہ بنے اور اس طرح اگر جان بھی چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدثنا أَبُو دَاوُدَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ قُرَيْشٍ الْبُخَارِيُّ قالَ: سَمِعْتُ نُعَيْمَ بنَ حَمَّادٍ يَقُولُ: الْمُعْتَزِلَةُ تَرُدُّونَ أَلْفَيْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ نَحْوَ أَلْفَيْ حَدِيثٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن قریش بخاری نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ میں نے نُعیم بن حماد سے سنا' وہ کہتے تھے کہ فرقہ معتزلہ کے لوگ نبی ﷺ کی تقریباً دو ہزار احادیث رد کرتے ہیں۔

فائدہ: معتزلہ اور جہمیہ معروف گمراہ فرقے ہیں۔ اسمائے الٰہیہ اور صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں ان کا مسلک اعتدال اور اہل السنۃ والجماعۃ سے مختلف ہے۔ جہمیہ اسماء وصفات کے منکر ہیں۔ معتزلہ اسماء کا اقرار' لیکن صفات کا انکار کرتے ہیں۔ یا اپنی اپنی عقل کو معیار مقرر کر کے باطل تاویلات کرتے ہیں۔ اس طرح آیات قرآنیہ کے علاوہ تقریباً دو ہزار احادیث کے منکر ہیں۔ (ان کے عقائد و نظریات سے آگاہی کیلئے مراجعہ ہو: فتاویٰ ابن تیمیہ اور مقالات الاسلامیین للشیخ ابی الحسن اشعری) اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ منکر حدیث ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ سب احادیث کا انکار کرے' بلکہ منکر حدیث ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس حدیث کو چاہے' قبول کر لے اور جسے چاہے رد کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی حدیث کا منکر علی الاطلاق حدیث کا انکار نہیں کرتا' بلکہ سب حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں' لیکن جس حدیث کو چاہتے ہیں' اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول کی بجائے اپنے من مانے طریقے سے احادیث کا رد و قبول' اسی کا نام انکار حدیث ہے۔ سرسید سے لے کر امین احسن اصلاحی اور غامدی تک' سب اسی معنی کے اعتبار سے حدیث کے منکر ہیں اور وہ بجا طور پر اس لقب کے مستحق ہیں۔

حَدَّثَنا أَبُو ظَفَرٍ عَبْدُ السَّلَامِ: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ عن عَوْفٍ قالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ

جناب عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: میں نے حجاج (بن یوسف) کو سنا' وہ خطبہ دیتے

يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ مَثَلَ عُثْمانَ عِنْدَ اللهِ كَمَثَلِ عِيسَى ابنِ مَرْيَمَ، ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ يَقْرَؤُها وَيُفَسِّرُهَا: ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [آل عمران: ٥٥] يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ وإِلٰى أَهْلِ الشَّامِ».

ہوئے کہہ رہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مثال اللہ کے ہاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی مانند ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی: ﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰىٓ ...... الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے پورا (جسم و جان سمیت) اپنے پاس لانے والا ہوں، تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔'' پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ سے ہماری اور اہل شام کی طرف اشارہ کرتا تھا۔

فوائد و مسائل: ① جناب عوف بن مالک بن نضلہ رحمہ اللہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں جن کو خوارج نے حجاج کے ولایت عراق کے زمانے میں قتل کیا تھا۔ ② حجاج نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں انتہائی غلو سے کام لیتے ہوئے انہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی جو کسی طرح جائز نہیں۔ اس طرح اس نے غالباً اہل شام کو کنایتاً کافر کہا اور یہ بھی انتہائی ناجائز بات تھی۔ واللہ اعلم.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالحٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو ابنِ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أَخِيهِ، عن مُعَاوِيَةَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا فإِنِّي لأُرِيدُ الْأَمْرَ فأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا، فإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

جناب وہب بن منبہ اپنے بھائی ہمام بن منبہ کے واسطے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ سفارش کرو اجر پاؤ گے بلاشبہ میں کسی معاملے کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے ٹالتا رہتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور ثواب کے مستحق بنو۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سفارش کیا کرو اجر پاؤ گے۔''

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قال: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن بُرَيْدٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسٰى عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

جناب ابو معمر اپنی سند سے بواسطہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس کے مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: انسان کو اللہ تعالیٰ نے ''صاحب ارادہ'' بنایا ہے۔ مگر انسان مخلوق ہے تو اس کا ارادہ بھی مخلوق ہے۔ اسی طرح اس کے سب اعمال مخلوق، حادث، فانی اور عارضی ہیں۔ انسان اپنے اعمال کا محض کمانے والا (مرتکب) ہوتا ہے۔ ان کا خالق اللہ عزوجل ہے۔ اللہ عزوجل کے کچھ اسماء و صفات میں سے بعض الفاظ بندوں کے لیے بھی مستعمل

ہیں جو صرف لغوی لحاظ سے مشترک استعمال ہوتے ہیں، وہ حقیقی معانی کے اعتبار سے اللہ عزوجل کے اسماء وصفات ہیں: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشوریٰ:۱۱) اور انسان اور ان کے بھی اعمال مخلوق، حادث، فانی اور عارضی ہیں۔ ہر صاحبِ ایمان کو اس فرق سے آگاہ رہنا چاہیے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ: قَالَ عَفَّانُ: كَانَ يَحْيَى لا يُحَدِّثُ عن هَمَّامٍ.

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: عفان بن مسلم نے کہا کہ یحییٰ بن سعید القطان، ہمام بن یحییٰ سے روایت نہیں کرتے تھے۔

قَالَ أَحْمَدُ: قَالَ عَفَّانُ: فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ وَافَقَ هَمَّامًا في أَحَادِيثَ كَانَ يَحْيَى رُبَّمَا قالَ بَعْدَ ذٰلِكَ: كَيْفَ قالَ هَمَّامٌ فِي هٰذَا؟

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: عفان (بن مسلم) نے بتایا کہ جب معاذ بن ہشام (دستوائی) نے اور احادیث بیان کیں، جن سے ہمام کی مرویات کی تائید ہوئی (تو یحییٰ بن سعید نے ان کے بارے میں اپنی رائے بدل لی) چنانچہ اس کے بعد یحییٰ یوں پوچھا کرتے تھے: ہمام نے اس بارے میں کیا کہا ہے؟

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: سَمَاعُ هٰؤُلَاءِ عَفَّانَ وَأَصْحَابِهِ مِنْ هَمَّامٍ أَصْلَحُ مِنْ سَمَاعِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وكَانَ يَتَعَاهَدُ كُتُبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ عفان اور ان کے ساتھیوں کا ہمام سے سماع عبدالرحمٰن بن مہدی کے (ہمام سے) سماع سے بہت بہتر ہے۔ (اور عفان سماع کے بعد کتابوں کا مراجعہ کرتے رہتے تھے۔

حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ إِنْ شَاءَ الله تَعَالٰى قالَ: قالَ لِي هَمَّامٌ: كُنْتُ أُخطِيءُ وَلَا أَرْجِعُ وَأَسْتَغْفِرُ الله تَعَالٰى.

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عفان نے ان شاء اللہ ہمیں بتایا کہ مجھے ہمام بن یحییٰ نے کہا: میں غلطی کرتا رہا کہ مراجعہ نہیں کرتا تھا اور اس بات پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: أَعْلَمُهُمْ بِإِعَادَةِ مَا يَسْمَعُ مِمَّا لَمْ يَسْمَعْ شُعْبَةُ وَأَرْوَاهُمْ هِشَامٌ وَأَحْفَظُهُمْ

امام ابو داود فرماتے ہیں کہ میں نے علی بن عبداللہ (المدینی) سے سنا، وہ کہتے تھے: اپنی سماع کردہ احادیث سے بخوبی آگاہ ہونے اور ان کے مراجعہ میں شعبہ سب

سَعِيدُ بنُ أَبي عَرُوبَةَ .

سے بڑھ کر ہیں اور روایت کرنے میں سب سے عمدہ ہشام (دستوائی) اور حفظ میں سعید بن ابی عروبہ سب سے بڑھ کر ہیں۔

فائدہ: مراجعہ کا مطلب ہے' لکھے ہوئے رجسٹروں کو دیکھنا' یعنی راویانِ حدیث اساتذہ سے حدیثیں سن کر انہیں لکھ لیا کرتے تھے' پھر جن کا حافظہ قوی ہوتا تھا' وہ بغیر دیکھے بھی اپنے حافظے کی بنیاد ہی پر احادیث بیان کر دیتے تھے' لیکن جو حفظ وضبط میں کمزور ہوتے' تو وہ مراجعہ کرکے یعنی لکھی ہوئی حدیثوں کو دوبارہ دیکھنے کے بعد بیان کرتے تھے' تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لأَحْمَدَ فقالَ: سَعِيدُ بنُ أَبِي عَرُوبَةَ في قِصَّةِ هِشَام: هٰذَا كُلُّهُ يَحْكُونَهُ عن مُعَاذِ بنِ هِشَامٍ، أَيْنَ كَانَ يَقعُ هِشَامٌ مِنْ سَعِيدٍ لَوْ بَرَزَ لَهُ .

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے کہا کہ سعید بن ابی عروبہ نے ہشام (دستوائی) کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ سب (اس کے بیٹے) معاذ بن ہشام سے بیان کرتے ہیں۔ اور ہشام کا سعید سے کیا مقابلہ' اگر وہ اس سے موازنہ کیا بھی جائے!

فائدہ: ان رجال کے متعلق تفصیلات مطولات میں ملاحظہ ہوں۔ تہذیب التهذیب اور سیر اعلام النبلاء وغیرہ۔ بالجملہ یہ سبھی حضرات انتہائی ثقہ اور ثبت تھے' البتہ ہر ایک صاحبِ کمال سے زیادہ باکمال بھی کوئی ہوتا ہے ......رحمهم الله تعالیٰ ......

اسلامی آداب کی اہمیت وفضیلت

* ادب کے لغوی اور اصطلاحی معنی: لغت میں "أدب" سے مراد ہیں اخلاق، اچھا طریقہ، شائستگی سلیقہ شعاری اور تہذیب۔ اصطلاح میں ادب کی تعریف یوں کی گئی ہے: (اَلْأَدَبُ : هُوَ اسْتِعْمَالُ مَا يُحْمَدُ قَوْلًا وَّ فِعْلًا) "قابل ستائش قول وفعل کو اپنانا ادب ہے۔"

اسلامی تعلیمات کے روشن ابواب پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام ادب و تربیت نہایت شاندار ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب یا تہذیب اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبے میں سلیقہ شعاری اور مہذب انداز اپنانے کے لیے خوبصورت آداب کی تعلیم دی ہے۔ ان آداب کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنا کر ہی مسلمان دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابی و کامرانی دین سے وابستگی کے ساتھ ممکن ہے اور دین حنیف سراپا ادب ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اَلْأَدَبُ هُوَ الدِّيْنُ كُلُّهُ) "دین (محمدی) سراپا ادب ہے۔" (مدارج

السالکین: ۳۶۳/۲)

۞ اسلامی آداب کی اہمیت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (نَحْنُ إِلٰى قَلِيلٍ مِّنَ الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلٰى كَثِيرٍ مِّنَ الْعِلْمِ) ''ہمیں بہت زیادہ علم کی بجائے تھوڑے سے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔'' (مدارج السالکین: ۳۵۶/۲)

۞ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگ سے بچنے اور اپنی اولاد کو بچانے کا حکم دیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَ أَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ٦) ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔''

۞ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (أَدِّبُوهُمْ وَعَلِّمُوهُمْ) ''اپنے گھر والوں کو اسلامی آداب سکھاؤ اور اسلامی تعلیمات دو۔'' (تفسیر ابن کثیر' تفسیر سورۂ تحریم' آیت: ٦)

۞ ادب کی اہمیت واضح کرتے ہوئے جناب یوسف بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ادب ہی کے ساتھ علم کی فہم وفراست ملتی ہے اور علم ہی کے ساتھ اعمال درست ہوتے ہیں اور حکمت کا حصول اعمال پر منحصر ہے' جبکہ زہد وتقویٰ کی بنیاد بھی حکمت ہی پر ہے' دنیا سے بے رغبتی زہد وتقویٰ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی آخرت میں دلچسپی کی چابی ہے اور آخرت کی سعادت کے ذوق وشوق ہی سے اللہ تعالیٰ کے ہاں رتبے ملتے ہیں۔

الغرض آداب مسلمان کی زندگی کا لازمی جز ہیں اور یہ اس کی زندگی کی تمام سرگرمیوں پر حاوی ہیں' مثلاً: آدابِ الٰہی ۞ آدابِ رسول مقبول ﷺ ۞ آدابِ قرآن حکیم ۞ آدابِ حقوق العباد ۞ آدابِ سفر وحضر ۞ آدابِ تجارت ۞ آدابِ تعلیم وتعلم ۞ آدابِ طعام وشراب ۞ آدابِ مجلس ومحفل ۞ آدابِ لباس ۞ آدابِ نیند ۞ آدابِ مہمان نوازی ۞ آدابِ والدین واساتذہ ۞ آدابِ سیاست وحکمرانی وغیرہ۔ ان آدابِ زندگی کو اپنانا دنیا وآخرت کی سعادت کا باعث ہے' جبکہ ان آداب سے تہی دامنی درحقیقت اصل محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی آداب اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(المعجم ٤٠) - كِتَابُ الأَدَبِ (التحفة ٣٥)

آداب واخلاق کا بیان

(المعجم ١) - بَابٌ: فِي الْحِلْمِ وَأَخْلَاقِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١)

٤٧٧٣- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ: حدثنا [عُمَرُ] بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعني ابنَ عَمَّارٍ: حدَّثني إسْحَاقُ يَعني ابنَ عَبْدِ الله بنِ أَبي طَلْحَةَ قالَ: قالَ أَنَسٌ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، فأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ، فقُلْتُ: وَالله! لا أَذْهَبُ، وَفي نَفْسي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَني بِهِ نَبيُّ الله ﷺ، قالَ: فَخَرجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ في السُّوقِ فإِذَا رَسُولُ الله ﷺ قَابِضٌ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فقالَ: «يا أُنَيْسُ! اذْهَبْ حَيْثُ أَمَرْتُكَ». قُلْتُ: نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ الله! قالَ أَنَسٌ: وَالله! لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُ، قالَ لِشَيْءٍ

باب:۱- نبی ﷺ کے حلم اور اخلاق کا بیان

۴۷۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سے سب سے بڑھ کر عمدہ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ نے ایک روز مجھے کسی کام کے لیے بھیجا' میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں تھا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے جو بھی فرمایا ہے میں اس کے لیے جاؤں گا۔ کہتے ہیں: پس میں نکلا حتی کہ بچوں کے پاس سے میرا گزر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ تو اچانک (کیا دیکھتا ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ مجھے میرے پیچھے سے میری گدی پکڑے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ فرمایا: ''اُنیس! ادھر جاؤ جہاں کا میں نے تمہیں کہا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ہاں اے اللہ کے رسول! جا رہا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں نے سات سال آپ کی خدمت کی ہے یا نو سال' مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے مجھے کسی کام پر جو میں نے کیا ہو' کبھی

٤٧٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب حسن خلقه ﷺ، ح: ٢٣١٠ من حديث عمر بن يونس به.

صَنَعْتُ: لِمَ فَعَلْتَ كَذا وكَذا وَلا لِشَيْءٍ تَرَكْتُ: هَلّا فَعَلْتَ كَذا وكَذا.

یوں کہا ہو: ''تو نے ایسے کیوں کیا؟'' یا کوئی کام جو میں نے چھوڑ دیا ہو تو کہا ہو کہ ''ایسے ایسے کیوں نہیں کیا؟''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ حلم اور اخلاق حسنہ کی شاندار تصویر تھے اور بچوں کی نفسیات سے خوب آگاہ تھے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی کبھی نبیٔ اکرم ﷺ کو کوئی ایسا موقع نہیں دیا تھا جو آپ کے ذوق اور مزاج کے لیے گرانی کا باعث بنتا۔

٤٧٧٤- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ يَعني ابنَ المُغِيرَةِ، عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: خَدَمْتُ النَّبيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ بالمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ، مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِي لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا، أَمْ أَلَّا فَعَلْتَ هٰذَا.

۴۷۷۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی مدینہ منورہ میں دس سال تک خدمت کی جبکہ میں ایک نوخیز لڑکا تھا۔ میرے سب کام اس معیار کے نہیں ہوتے تھے جیسے میرے حبیب ﷺ کی خواہش ہوتی تھی۔ (اس کے باوجود) آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا اور نہ یوں کہا: تو نے یہ کیوں کیا؟ اور اس طرح کیوں نہیں کیا؟

فائدہ: بعض نوخیز بچے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ان کے کاموں میں حوصلہ اور اعتماد دیا جائے تو اس طرح ان کی عملی زندگی انتہائی کامیاب رہتی ہے۔ تاہم سارے بچے اس طرح ذہین ہی ہوتے ہیں' نہ زیادہ سمجھ دار ہی' ان کو آداب سکھانے کے لیے کچھ نہ کچھ سرزنش بھی کرنی پڑتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اوّل الذکر قسم کے بچے تھے' وہ بچہ ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کو شکایت کا موقع نہیں دیتے تھے اور نبیٔ کریم ﷺ تو تھے ہی سراپا شفقت اور مجسم رحمت۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ شفقت و پیار والا معاملہ ہی کیا۔

٤٧٧٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ هِلَالٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ قالَ: قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا في المَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا، فإِذَا قَامَ قُمْنَا

۴۷۷۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اور باتیں کرتے رہتے تھے۔ جب آپ اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے' حتی کہ ہم دیکھتے کہ آپ اپنی کسی اہلیہ کے گھر میں داخل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ آپ ایک دن

٤٧٧٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٥ من حديث سليمان بن المغيرة به، وأصله عند البخاري، ح: ٦٠٣٨، ومسلم، ح: ٢٣٠٩ من حديث ثابت البناني به.

٤٧٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي، القسامة، باب القود من الجبذة، ح: ٤٧٨٠ من حديث محمد ابن هلال به * وأبوه مستور، لم يوثقه من المتقدمين أحد غير ابن حبان، وقال الذهبي: لا يعرف.

قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوتِ أَزْوَاجِهِ، فَحَدَّثَنَا يَوْمًا فَقُمْنَا حِينَ قَامَ، فَنَظَرْنَا إِلَى أَعْرَابِيٍّ قَدْ أَدْرَكَهُ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَكَانَ رِدَاءً خَشِنًا، فَالْتَفَتَ، فَقَالَ لَهُ الأَعْرَابِيُّ: احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هٰذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ، لَا أَحْمِلُكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِنْ جَبْذَتِكَ الَّتِي جَبَذْتَنِي». فَكُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَهُ الأَعْرَابِيُّ: وَاللهِ لَا أُقِيدُكَهَا، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ثُمَّ دَعَا رَجُلًا فَقَالَ لَهُ: «احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هٰذَيْنِ، عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الآخَرِ تَمْرًا»، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «انْصَرِفُوا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ».

ہمارے ساتھ باتیں کرتے رہے جب آپ اٹھے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ ایک بدوی نے آپ کو جالیا اور آپ کی چادر پکڑ کر کھینچنے لگا حتی کہ آپ کی گردن سرخ ہوگئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چادر بھی بڑی کھردری تھی۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس اعرابی نے آپ سے کہا: مجھے میرے یہ دو اونٹ لا ددیں۔ بلاشبہ آپ مجھے کوئی اپنے ذاتی مال سے نہیں دیں گے اور نہ اپنے باپ کے مال سے دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ نہیں، میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں اور میں تجھے اس وقت تک نہیں دے سکتا جب تک مجھے چھوڑ نہ دو جو یہ تم نے مجھے پکڑا ہوا ہے۔'' اور وہ بدوی ہر بار آپ سے یہی کہتا تھا: اللہ کی قسم! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ اور راوی نے پوری حدیث ذکر کی۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو بلایا اور اس سے کہا: ''اس کو اس کے یہ دونوں اونٹ لا دو، ایک پر جو اور ایک پر کھجور۔'' پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم لوگ جاؤ، تم پر اللہ کی برکتیں ہوں۔''

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں اس سے قریب قریب ایک دوسرا واقعہ روایت کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأذب، باب التبسم و الضحك، حديث:٦٠٨٨) اس قسم کے واقعات میں رسول اللہ ﷺ کے متحمل مزاج ہونے اور درشت طبیعت لوگوں سے بھی نرم انداز میں معاملہ کرنے کا بیان ہے۔

(المعجم ٢) - بَابٌ: فِي الْوَقَارِ (التحفة ٢)

باب:٢- باعزت ہوکر رہنے کا بیان

٤٧٧٦- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا قَابُوسُ بنُ أَبي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قالَ: حدثنا عَبْدُ الله بنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبيَّ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

۴۷۷۶-حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک چلن' عمدہ کردار اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔''

فائدہ: یہ وہ عظیم اور اہم عمل ہیں جن سے انبیاء ؑ موصوف رہے ہیں اور اپنی امتوں کو ان کے اختیار کرنے کی دعوت دیتے رہے ہیں۔

(المعجم ٣) - باب مَنْ كَظَمَ غَيْظًا (التحفة ٣)

باب:۳-غصہ پی جانے کا بیان

٤٧٧٧- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سَعِيدٍ يَعْني ابنَ أَبي أَيُّوبَ، عن أَبي مَرْحُومٍ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنَفِّذَهُ دَعَاهُ الله يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ الْحُورِ الْعِينِ شَاءَ».

۴۷۷۷-جناب سہل بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص غصہ پی جائے جبکہ وہ اس پر عمل درآمد کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ اسے قیامت کے دن برسر مخلوق بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی حور عین میں سے جسے چاہے منتخب کر لے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: اسْمُ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَيْمُونٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ سند کے راوی ابومرحوم کا نام عبدالرحمٰن بن میمون ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ (آل عمران:۱۳۴) کے الفاظ سے غصہ پی جانے کو اہل ایمان کی اہم صفات میں سے شمار کیا ہے۔

٤٧٧٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٦ من حديث زهير به، وسنده ضعيف، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٠١٠ وقال: "حسن غريب".

٤٧٧٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الزهد، باب الحلم، ح: ٤١٨٦ من حديث عبدالله بن وهب، والترمذي، ح: ٢٠٢١ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وقال: "حسن غريب".

٤٧٧٨ - حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بنُ مُكْرَمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابنَ مَهْدِيٍّ عن بِشْرٍ يَعْنِي ابنَ مَنْصُورٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن سُوَيْدِ بن وَهْبٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ، نَحْوَهُ قالَ: «مَلأَهُ الله أَمْنًا وَإِيمَانًا» لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ: «دَعَاهُ الله». زَادَ: «وَمَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ» - قالَ بِشْرٌ: أَحْسِبُهُ قالَ: «تَوَاضُعًا، كَسَاهُ الله حُلَّةَ الْكَرَامَةِ، وَمَنْ زَوَّجَ لله تَوَّجَهُ الله تَاجَ المُلْكِ».

۴۷۷۸- اصحابِ نبی ﷺ میں سے کسی کے بیٹے نے اپنے والد سے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور مندرجہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔ کہا: ''اللہ اسے امن اور ایمان سے بھر دے گا۔'' مگر اس میں یہ نہیں: ''اللہ اسے بلائے گا۔'' مزید کہا: ''جس شخص نے زینت اور جمال والا لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو......'' بشر بن منصور نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا:...... ''وہ اس نے تواضع کی وجہ سے چھوڑا ہو تو اللہ اسے عزت اور کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کے لیے نکاح کر دیا ہو تو اللہ اسے تاج شاہی پہنائے گا۔''

٤٧٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن الْحارِثِ بنِ سُوَيْدٍ، عن عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُم؟» قالُوا: الَّذي لا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ. قالَ: «لَا، وَلٰكِنَّهُ الَّذي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ».

۴۷۷۹- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ زبردست پہلوان (بہت زیادہ پچھاڑنے والا) کسے کہتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' پہلوان وہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔''

(المعجم . . .) - باب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ (التحفة ٤)

باب:...... غصہ آئے تو کیا کہا جائے؟

٤٧٨٠ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بنُ مُوسَى:

۴۷۸۰- حضرت معاذ بن جبل ؓ کا بیان ہے کہ

٤٧٧٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٣٠٤ من حديث أبي داود به * سويد بن وهب مجهول، ومحمد بن عجلان عنعن.

٤٧٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب . . . الخ، ح: ٢٦٠٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٤٤.

٤٧٨٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما يقول عند الغضب، ح: ٣٤٥٢ من حديث ◀◀

حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَن بنِ أبي لَيْلى، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ، فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّ أَنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِهِ! فقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إِنِّي لأعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَها لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ مِنَ الْغَضَبِ»، فقالَ: مَا هِيَ يَا رَسُولَ الله؟ قالَ: «يَقُولُ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ» قالَ: فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ فأَبَى وَمَحِكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا.

دو آدمی نبی ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے۔ ان میں ایک اس قدر غضبناک ہو گیا کہ میں نے سمجھا کہ انتہائی غصے سے اس کی ناک ہی چر جائے گی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ کہہ لے تو اس کا یہ غصہ دور ہو جائے۔“ (معاذ ؓ نے) کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یوں کہہ لے: [اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ] ”اے اللہ! میں شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ چنانچہ حضرت معاذ ؓ اس شخص سے کہنے لگے کہ یہ کلمہ پڑھ لے مگر اس نے انکار کر دیا بلکہ اور لڑنے لگا اور غصے ہونے لگا۔

٤٧٨١ - حَدَّثَنَا أبو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أبو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن عَدِيِّ بنِ ثَابِتٍ، عن سُلَيْمانَ بنِ صُرَدٍ قالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أَوْدَاجُهُ، فقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنِّي لأَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَها هٰذَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذي يَجِدُ: أَعُوذُ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ»، فقالَ الرَّجُلُ: هَل تَرَى بِي مِنْ جُنُونٍ؟!.

۴۷۸۱- جناب سلیمان بن صُرد ؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے حتی کہ ایک کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور گلے کی رگیں پھول گئیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک کلمہ معلوم ہے اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ لے تو اس سے یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ (اور وہ کلمہ یہ ہے:) [أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ] ”میں شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“ مگر وہ آدمی کہنے لگا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مجنون ہوں؟

فوائد ومسائل: ① شرعی غیرت کے علاوہ بے انتہا غصہ شیطانی اثر ہوتا ہے اور اس کا علاج تعوذ ہے۔ بشرطیکہ

◄◄ عبدالملك بن عمير به، وقال: "وهذا حديث مرسل، ابن أبي ليلى لم يسمع من معاذ بن جبل"، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٢٣، وسنده صحيح.

٤٧٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب . . . الخ، ح: ٢٦١٠ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٨٢ من حديث الأعمش به.

بندہ اس حقیقت کا ادراک رکھتا ہو۔ ② غیر شرعی غصے کی ایک نحوست یہ بھی ہے کہ انسان حق قبول نہیں کرتا ہے۔

٤٧٨٢- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنا دَاوُدُ بنُ أَبِي هِنْدٍ عن أَبِي حَرْبِ بنِ أَبِي الأَسْوَدِ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال لَنَا: «إذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ، فإنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإلَّا فَلْيَضْطَجِعْ».

۴۷۸۲- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہا: تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہوا ہو' تو بیٹھ جائے' اس طرح اگر اس کا غصہ فرو ہو جائے (تو بہتر) ورنہ لیٹ جائے۔''

٤٧٨٣- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ، عن دَاوُدَ، عن بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا ذَرٍّ بِهٰذَا الحدِيثِ.

۴۷۸۳- جناب بکر (بن عبداللہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو (کسی کام سے) بھیجا اور یہ حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَصَحُّ الحدِيثَيْنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث (باوجودیکہ مرسل ہے) صحیح تر ہے۔

فائدہ: غصہ آجانے کی صورت میں آدمی کو چاہیے کہ ہر طرح سے پرسکون رہنے کی کوشش کرے اور اپنی ہیئت کو بدل لے۔ اور وضو کر لینا بہترین حل ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔

٤٧٨٤- حَدَّثَنا بَكْرُ بنُ خَلَفٍ وَالْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ الْقَاصُّ قالَ: دخَلْنَا عَلَى عُرْوَةَ بنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيِّ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ فأَغْضَبَهُ فقَامَ فتَوَضَّأَ

۴۷۸۴- ابووائل القاص (واعظ) کہتے ہیں کہ ہم جناب عروہ بن محمد سعدی رحمہ اللہ کے ہاں گئے۔ ایک آدمی نے ان سے کوئی بات کی تو انہیں غصہ آگیا' تو وہ اٹھے اور وضو کیا پھر (وضو کر کے) واپس آئے اور بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

٤٧٨٢- تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٢٨٤، والبغوي في شرح السنة، ح: ٣٥٨٤ من حديث أبي داود به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٥٢، وأطراف المسند: ٦/ ١٩٩، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٧٣.

٤٧٨٣- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٢٨٤ من حديث أبي داود به.

٤٧٨٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٦ من حديث إبراهيم بن خالد به، * عروة وأبوه وثقهما ابن حبان، والحاكم، والذهبي: ٤/ ٣٢٧، ٣٢٨ وغيرهما، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن.

ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ تَوَضَّأَ فقالَ: حدَّثني أبِي عن جَدِّي عَطِيَّةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بالمَاءِ، فإذَا غَضِبَ أحَدُكُم فَلْيَتَوَضَّأْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ سو جب تم میں سے کسی کو غصہ آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کر لے۔''

(المعجم ٤) - بَابٌ: فِي التَّجَاوُزِ فِي الأمْرِ (التحفة ٥)

باب:۴- عفوودرگزرکا بیان

٤٧٨٥- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ أنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ الله ﷺ في أمْرَيْنِ إلَّا اخْتَارَ أيْسَرَهُمَا ما لَمْ يَكُنْ إثْمًا، فإنْ كَانَ إثْمًا كَانَ أبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ الله ﷺ لِنَفْسِهِ، إلَّا أنْ يُنْتَهَكَ حُرْمَةُ الله فَيَنْتَقِمُ لله بِهَا.

۴۷۸۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان ہی کو اختیار فرمایا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اس سے دور ہونے والے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا' سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی ہو' تو اس میں اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے' بندے کو چاہیے کہ آسان جانب اختیار کرے اور پھر اخلاص اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے۔ یہ اس سے زیادہ افضل ہے کہ پُرمشقت عمل ایک دو بار کر کے چھوڑ دیا جائے۔ ② انسان اپنی ذات کے لیے انتقام سے بالاتر ہو جائے تو اس میں بڑی فضیلت ہے۔ ③ اللہ کی حرمتوں کی پامالی پر اللہ کے لیے غضبناک ہونا ایمان کا حصہ ہے۔

٤٧٨٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

۴۷۸۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ

٤٧٨٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب قول النبي ﷺ: "يسروا ولا تعسروا"، ح: ٦١٢٦ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، الفضائل، باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح أسهله ... الخ، ح: ٢٣٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٢، ٩٠٣.

٤٧٨٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٢ من حديث معمر به، وأصله عند مسلم، ح: ٢٣٢٨ من حديث عروة به.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ الله ﷺ خادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ.

رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم یا عورت کو نہیں مارا۔

فائدہ: افضلیت اس میں ہے کہ اپنے زیردست کو جسمانی سزا نہ دی جائے اور جہاں تک ہو سکے زبانی فہمائش سے کام لیا جائے۔ تاہم اگر کوئی زبانی نصیحت یا رویے کو نہ سمجھتا ہو تو مناسب سزا دینی جائز ہے۔ جیسے بدخو بیوی کے سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَالّٰتِي تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ (النسآء:٣٤) ''اور جن کی بدخوئی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ' بستروں سے علیحدہ کردو اور مارو۔''

٤٧٨٧- حَدَّثَنا يَعْقُوبُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله يَعني ابنَ الزُّبَيْرِ، في قَوْلِهِ ﴿خُذِ ٱلْعَفْوَ﴾ [الأعراف:١٩٩] قالَ: أُمِرَ نَبِيُّ الله ﷺ أنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ.

۴۷۸۷- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اللہ کے فرمان: ﴿خُذِالْعَفْوَ﴾ ''معاف کرنا اپنائیے'' کی تفسیر میں انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں کی عادات و معاملات میں ان کے ساتھ معافی کا رویہ اختیار کریں۔

فائدہ: ''معافی اور درگزر'' انتہائی عزیمت کا عمل ہے کہ انسان دل سے دوسرے کو معاف کر دے اور معاملے کو بھول جائے۔ کمزور ایمان و عمل کے آدمی سے ایسے ہونا بہت نادر ہوتا ہے' اس لیے اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو اس کا خاص حکم ارشاد فرمایا۔

(المعجم ٥) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ (التحفة ٦)

باب:۵- باہمی امور میں حسن اخلاق کا بیان

٤٧٨٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْحمِيدِ يَعني الْحِمَّانِيَّ: حَدَّثَنا الأعمَشُ عن مُسْلِمٍ،

۴۷۸۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جب کسی کے متعلق کوئی (نامناسب) خبر ملتی تو یوں نہ کہتے: فلاں کو کیا ہوا ہے کہ یوں کہتا ہے یا

٤٧٨٧- تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأعراف، باب: ﴿خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين﴾، ح:٤٦٤٤ من حديث هشام بن عروة به.

٤٧٨٨- تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب من لم يواجه الناس بالعتاب، ح:٦١٠١، ومسلم، الفضائل، باب علمه ﷺ بالله تعالى وشدة خشيته، ح:٢٣٥٦ من حديث الأعمش به، مطولاً.

عن مَسْرُوقٍ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَلَغَهُ عن الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ: مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ وَلٰكِنْ يَقُولُ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذا وكَذا؟».

کرتا ہے؟ بلکہ یوں فرماتے: ''لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسے ایسے کہتے ہیں یا کرتے ہیں۔''

فائدہ: نصیحت کا پہلا اور عمدہ ترین ادب یہی ہے کہ اشارے اور کنائے سے بات ہو اور ایسے ہی خطیب کو بھی کسی فرد کی بصراحت نشاندہی سے بچنا چاہیے۔

٤٧٨٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عن أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ وعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، وَكَانَ رَسُولُ الله ﷺ قَلَّ مَا يُوَاجِهُ رَجُلًا في وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قالَ: «لَوْ أَمَرْتُمْ هَذا أَنْ يَغْسِلَ ذَا عَنْهُ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَلْمٌ لَيْسَ هُوَ عَلَوِيّاً كانَ يُبْصِرُ في النُّجُومِ وَشَهِدَ عِنْدَ عَدِيٍّ بنِ أَرْطَاةَ عَلٰى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ فَلَمْ يُجِزْ شَهَادَتَهُ.

۴۷۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا جبکہ اس پر زرد رنگ کا کچھ نشان تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کسی شخص کو اس کے منہ پر بہت کم ایسی بات کہتے تھے جو اس کو ناگوار ہو۔ (یعنی اس کی غلطی پر اس کو نہ ٹوکتے تھے۔) جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اگر تم ہی اس کو کہہ دو کہ اس (رنگ) کو دھو ڈالے (تو بہتر ہو۔'')

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا راوی ''سلم علوی'' حقیقت میں اولادِ علی میں سے نہیں (یہ دوسرا شخص ہے۔ اس کا نام سلم بن قیس ہے اور یہ بصری ہے چونکہ ستارے اوپر ہوتے ہیں) ستاروں پر نظر رکھنے کی وجہ سے اسے علوی کہا جانے لگا۔ اس نے حضرت عدی بن ارطاۃ کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو انہوں نے قبول نہ کی۔

٤٧٩٠- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ:

۴۷۹۰- نصر بن علی اور محمد بن متوکل عسقلانی دونوں

٤٧٨٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٤١٨٢.

٤٧٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في البخل، ح: ١٩٦٤ من حديث عبدالرزاق به، وسنده ضعيف * رجل هو يحيى بن أبي كثير، مشكل الآثار: ٤/ ٢٠٢، و"الغر" في كلام العرب: هو الذي لا غائلة معه ولا باطن له يخالف ظاهره، والفاجر ظاهره خلاف باطنه، قاله الطحاوي * رجل مجهول، و يحيى ◀◀

أخبرني أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الْحَجَّاجِ بنِ فُرافِصَةَ، عن رَجُلٍ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلانيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ رَافِعٍ عن يَحْيَى بنِ أَبي كَثِيرٍ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ - رَفَعَاهُ جَمِيعًا - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالْفاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاجر آدمی فریبی اور بخیل ہوتا ہے۔''

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٧٩١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ المُنْكَدِرِ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: «بِئْسَ ابنُ الْعَشِيرَةِ»، أَوْ «بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ»، ثُمَّ قالَ: «ائْذَنُوا لَهُ»، فَلمَّا دَخَلَ أَلانَ لَهُ القَوْلَ، فقالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ الله! أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ وَقَدْ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ، قالَ: «إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ الله يَوْمَ الْقِيامَةِ مَنْ وَدَعَهُ - أَوْ تَرَكَهُ - النَّاسُ لاتِّقَاءِ فُحْشِهِ».

۴۷۹۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا بہت برا آدمی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اسے اجازت دے دو (بلالو۔'') جب وہ اندر آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ نہایت نرمی کے ساتھ باتیں کیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (کہتی ہیں میں) نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی کے ساتھ باتیں کی ہیں' حالانکہ آپ نے اس کے متعلق ایسے ایسے فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے بُرا وہ آدمی ہوگا جسے لوگوں نے اس کی بدکلامی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔''

◀◀ ابن أبي كثير مدلس، وبشر بن رافع ضعيف.

٤٧٩١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب، ح: ٦٠٥٤، ومسلم، البر والصلة، باب مداراة من يتقى فحشه، ح: ٢٥٩١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في جزئه، ح: ٢.

٤٧٩٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرٍو، عن أبِي سَلَمَةَ، عن عَائِشَةَ: أنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ وكَلَّمَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَّ إلَيْهِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يَا عَائِشَةُ! إنَّ الله لا يُحِبُّ الفَاحِشَ المُتَفَحِّشَ».

۴۷۹۲-سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' ایک شخص نے نبی ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا بہت برا آدمی ہے۔'' پھر جب وہ آپ کے پاس آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی فراخدلی کے ساتھ باتیں کیں۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب اس نے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: ''کنبے کا برا آدمی ہے۔'' جب وہ آ گیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی فراخدلی کے ساتھ باتیں کی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی بدگو' تکلف سے بدگوئی کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔''

[سُئِلَ أبُو دَاوُدَ عن مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ»، فقَالَ: ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً].

امام ابوداود ؒ سے نبی ﷺ کے فرمان [بِئْسَ اَخُو الْعَشِيرَةِ] کے معنی کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے۔

فوائد و مسائل: ① قاضی عیاض ؒ کہتے ہیں کہ یہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسلمان ہوا تھا مگر دورِ ابوبکر صدیق ؓ میں مرتدین سے جا ملا اور پھر اسے قیدی بنا کر لایا گیا تھا۔ ② علامہ قرطبی ؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص علی الاعلان فسق و فجور اور ظلم کا مرتکب ہوتا ہے یا کسی بدعت کا داعی ہو' اس کی غیبت کرنا جائز ہے۔ اور اس قسم کے لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے ان کے ساتھ مدارات' یعنی رواداری کا معاملہ کرنا مباح ہے بشرطیکہ دین میں ''مُدَاہَنَت'' لازم نہ آتی ہو۔ ③ ''مدارات'' اور ''مُدَاہَنَت'' میں فرق یہ ہے کہ دینی یا دنیاوی فوائد کے لیے کسی کے ساتھ اپنے شخصی اور دنیاوی حقوق نظر انداز کر دینا ''مدارات'' ہوتی ہے۔ یہ ایک جائز امر ہے' بلکہ بعض دفعہ مستحب ہے۔ جبکہ مُدَاہَنَت یہ ہے کہ انسان کسی کے ساتھ محض دنیاوی مفادات کے لیے دین کے تقاضوں کو نظر انداز کر دے۔ یہ کسی صورت میں جائز نہیں۔

٤٧٩٣ - حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ:

۴۷۹۳-سیدہ عائشہ ؓ نے اس قصے میں بیان کیا

٤٧٩٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٥ عن موسى بن إسماعيل به، وله شاهد حسن عند أحمد: ٦/ ٢٥٨.

٤٧٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١١١ عن أسود بن عامر به، * شريك القاضي وسليمان ◀◀

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عن الأَعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ، عن عَائِشَةَ في هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَتْ: فقالَ تَعني النَّبِيَّ ﷺ: «يَاعَائِشَةُ! إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ اتِّقَاءَ أَلْسِنَتِهِمْ».

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بدترین ہیں وہ لوگ جن کی زبان کے شر سے بچنے کے لیے عزت کی جائے۔''

٤٧٩٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ: أَخْبَرَنَا مُبَارَكٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ، وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ.

۴۷۹۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے نبی ﷺ کے کان میں سرگوشی کرنا چاہی ہو تو آپ نے اس سے اپنا سر دور کر لیا ہو' حتی کہ وہ آدمی خود ہی آپ سے اپنا سر دور کرتا تھا۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہو' تو آپ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا ہو' حتی کہ وہ از خود آپ کا ہاتھ چھوڑتا تھا۔

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک سنداً ضعیف ہے اور بعض کے نزدیک حسن درجے کی ہے' تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث: ۲۴۸۵)

(المعجم ٦) - بَابٌ: فِي الْحَيَاءِ (التحفة ٧)

باب:٦- صفت حیا کا بیان

فائدہ: ''حیا'' ایک خاص طبعی کیفیت کا نام ہے جو دین و دنیا کے بعض معروف اور غیر معروف کام کرنے کی صورت میں دل میں گھٹن کی وجہ سے محسوس اور نمایاں ہوتی ہے جو سراسر خیر ہے اور بعض اوقات لوگ کسی نیک کام اور عمدہ خصلت کا مظاہرہ نہ کر سکنے کو بھی ''حیا'' کا نام دے دیتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ ''حیا'' نہیں بزدلی اور عدم جرأت کی کیفیت ہوتی ہے۔

٤٧٩٥- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ،

۴۷۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

◄◄ الأعمش عنعنا.

٤٧٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ١/ ٣٢٠ من حديث أبي داود به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٦٤٠١ * مبارك بن فضالة لم يصرح بالسماع المسلسل، وكان يدلس تدليس التسوية، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند ابن ماجه، ح: ٣٧١٦ من غير ذكر الأذن.

٤٧٩٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب: الحياء من الإيمان، ح: ٢٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٥، ورواه مسلم، ح: ٣٦ من حديث ابن شهاب الزهري به.

عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَالِمِ بنِ عَبْدِ الله، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمانِ».

کہ نبی ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں وعظ کر رہا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ بلاشبہ ''حیا'' ایمان سے ہے۔''

فائدہ: ''حیا'' اگرچہ ایک طبعی اور فطری عمل ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود شرعی امور میں اور شرعی طور پر اس کے اظہار و استعمال کے لیے قصد' کسب اور علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے ایمان میں سے شمار کیا گیا ہے۔

٤٧٩٦- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن إِسْحَاقَ بنِ سُوَيْدٍ، عن أَبِي قَتَادَةَ قالَ: كُنَّا مَعَ عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ وَثَمَّ بُشَيْرُ بنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَ عِمْرَانُ بنُ حُصَيْنٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ» - أَوْ قالَ: «الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ» - فَقَالَ بُشَيْرُ بنُ كَعْبٍ: إِنَّا نَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا وَمِنْهُ ضَعْفًا فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ، فَأَعَادَ بُشَيْرٌ الْكَلَامَ، قالَ: فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وقالَ: أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عن رَسُولِ الله ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عن كُتُبِكَ، قالَ: قُلْنَا: يَا أَبَا نُجَيْدٍ! إِيهْ إِيهْ.

۴۷۹۶- جناب ابوقتادہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں ہم حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جبکہ وہاں بُشیر بن کعب بھی تھے (با کے ضمہ کے ساتھ) حضرت عمران بن حصین نے حدیث بیان کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا سراسر خیر ہے۔'' بُشیر بن کعب نے کہا: ہمیں کئی کتابوں میں ملتا ہے کہ بعض حیا اطمینان اور وقار کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض حیا کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ تو حضرت عمران نے حدیث رسول دوبارہ دہرائی اور پھر بُشیر نے بھی اپنی بات دہرا دی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران رضی اللہ عنہ اس قدر غصے میں آ گئے کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور بولے: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور تو مجھے اپنی کتابوں سے بتائے جا رہا ہے۔ ہم نے کہا: اے ابو نُجید! بس کیجیے۔ بس کیجیے۔ (اسے یہی تنبیہ کافی ہے۔)

فوائد ومسائل: ① ابو نجید' حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے۔ ② حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان اپنے ظاہر معانی میں جامع و مانع ہے' لہٰذا کسی صاحب ایمان کو کسی طرح روا نہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان کی بے مقصد

٤٧٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان وأفضلها، ح: ٣٧ من حديث حماد بن زيد به، وأصله عند البخاري، ح: ٦١١٧ من حديث عمران به.

تاویل کرے۔ ③ صاحب ایمان کو نصیحت کرتے ہوئے مناسب حد تک غصہ کرنا چاہیے۔ حد سے زیادہ غصے کی وجہ سے بعض اوقات غلط نتائج نکلتے ہیں۔

٤٧٩٧ - حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن أبي مَسْعُودٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مِمَّا أدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى: إذَا لَمْ تَسْتَحِ فاصْنَعْ مَا شِئْتَ».

۴۷۹۷- حضرت ابومسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گزشتہ انبیاء کی تعلیمات میں سے جو بات لوگوں کے پاس محفوظ رہی ہے وہ یہی ہے کہ جب حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کر۔“ (بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔)

[سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ: أَعِنْدَ الْقَعْنَبِيِّ عن شُعْبَةَ غَيْرُ هٰذَا الحدِيثِ؟ قالَ: لَا].

امام ابوداود ؒ سے پوچھا گیا: کیا قعنبی کے پاس شعبہ کے واسطے سے اس حدیث کے سوا کوئی اور حدیث بھی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: اس کلام میں وعید اور تہدید کے معنی یہ ہیں کہ ”حیا کرو ورنہ عتاب ہوگا۔“ یا ترغیب کا مفہوم ہے کہ اقدام سے پہلے سوچ لو کہ اگر کام بے حیائی کا ہے تو باز رہو۔

(المعجم ٧) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (التحفة ٨)

باب: ۷- حسن اخلاق کا بیان

فائدہ: اخلاق ”خلق“ کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں ”عادات۔“

٤٧٩٨ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا يَعْقوبُ يَعني الإسكَنْدَرَانيَّ عن عَمْرٍو، عن المُطَّلِبِ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «إنَّ المُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ».

۴۷۹۸- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ”بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق (عمدہ عادات) کی بنا پر روزہ دار' شب زندہ دار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

فائدہ: ”حسن خلق“ سے مراد وہی عادات ہیں جن کا اعتبار شریعت اسلامیہ نے کیا ہے اور عرف میں ان کو عمدہ سمجھا

٤٧٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب، بعد باب حديث الغار، ح: ٣٤٨٤ من حديث شعبة به.

٤٧٩٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٢ من حديث يعقوب الإسكندراني به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢٧، والحاكم: ١/ ٦٠، ووافقه الذهبي.

جاتا ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ایسا حسن خلق جو حقوق اللہ کی ادائیگی سے عاری ہو معتبر نہیں۔ یا اگر کوئی حقوق اللہ تو ادا کرتا ہو مگر حقوق العباد میں افراط و تفریط کا شکار ہو تو بھی کسی طرح مقبول و ممدوح نہیں۔

٤٧٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَا: حَدَّثَنا [شُعْبَةُ]؛ ح: وحَدَّثَنا ابْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنا شُعْبَةُ عن الْقَاسِمِ ابنِ أَبي بَزَّةَ، عن عَطَاءٍ الْكَيْخَارَانِيِّ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ في المِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ»

۴۷۹۹- حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں ' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر اور کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی۔''

قال أَبُو الْوَلِيدِ: قال سَمِعْتُ عَطَاءً الْكَيْخَارَانِيَّ.

ابوولید طیالسی کہتے ہیں (قاسم بن ابی بزہ کی سند میں تصریح ہے کہ) میں نے عطاء کیخارانی سے سنا ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ عَطَاءُ بنُ يَعْقُوبَ، وَهُو خَالُ إِبْرَاهِيمَ بنِ نَافِعٍ يُقَالُ: كَيْخَارَانِيٌّ وكَوْخَارَانِيٌّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ یہ عطاء بن یعقوب ہیں اور ابراہیم بن نافع کے ماموں ہیں۔ ان کی نسبت ''کیخارانی اور کوخارانی'' دونوں طرح بیان کی جاتی ہے۔

٤٨٠٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجَماهِرِ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو كَعْبٍ أَيُّوبُ بنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ: حدَّثَني سُلَيْمَانُ بنُ حَبِيبٍ المُحَارِبِيُّ عن أَبي أُمَامَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ في رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ المِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا، وَبِبَيْتٍ في وَسَطِ

۴۸۰۰- سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ذمہ دار ہوں ایک محل کا' جنت کی ایک جانب میں' اس شخص کے لیے جو جھگڑا چھوڑ دے' اگرچہ حق پر ہو۔ اور ایک محل کا' جنت کے درمیان میں' اس شخص کے لیے جو جھوٹ چھوڑ دے' اگرچہ مزاح ہی میں ہو' اور جنت کی اعلیٰ منازل میں ایک محل کا' اس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنالے۔''

٤٧٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، ح: ٢٠٠٣ من حديث عطاء الكيخاراني به، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٢١، وللحديث شواهد.

٤٨٠٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/٢٤٩ من حديث أبي داود به.

الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كان مَازِحًا، وَبِبَيْتٍ في أعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ».

فوائد ومسائل: ① حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دینا انتہائی عزیمت کا عمل ہے اور اس کا اجر جنت میں شاندار محل کی صورت میں حاصل ہوگا۔ ② مومن کے لیے جھوٹ بولنا کسی طرح روا نہیں۔ سوائے اس کے کہ زوجین میں یا دو مسلمان بھائیوں میں صلح صفائی کی غرض سے کوئی مناسب بات بنالی جائے۔

٤٨٠١- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ، قالا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عن حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ».

قالَ: وَالْجَوَّاظُ: الْغَلِيظُ الْفَظُّ.

۴۸۰۱- حضرت حارثہ بن وہب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ترش رو بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔“

اور ”جوّاظ“ کا مفہوم ہے سخت مزاج، بدخلق۔

فائدہ: لفظ [جَعْظَرِی] کے کئی معانی آتے ہیں مثلاً: موٹا، تکبرانہ چال چلنے والا، پیٹو، جسے سر درد نہ ہوتا ہو، خود آراء، پلے کچھ نہ ہو مگر باتیں بہت بنائے اور پستہ قد ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٨) - بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الرِّفْعَةِ فِي الْأُمُورِ (التحفة ٩)

باب: ۸- ڈینگیں مارنے اور برتری کے اظہار کی ممانعت کا بیان

٤٨٠٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قال: كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَابَقَهَا فَسَبَقَهَا الأعْرَابِيُّ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ شَقَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۴۸۰۲- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی) عضباء ہمیشہ سب سے آگے رہتی تھی کوئی اس سے آگے نہ بڑھتا تھا۔ ایک بدوی اپنے ایک جوان اونٹ پر آیا اور اس اونٹنی سے مقابلہ کیا اور اس سے آگے بڑھ گیا۔ اس سے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو گویا ناگواری

٤٨٠١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح:١٤٧٦ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٢٨، وللحديث شواهد عند الحاكم: ١/ ٦٠، ٦١ وغيره.

٤٨٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن حجر في تغليق التعليق: ٣/ ٤٠٠ من حديث أبي داود به، وعلقه البخاري في صحيحه، الجهاد، باب ناقة النبي ﷺ، ح: ٢٨٧٢ عن موسى بن إسماعيل به.

فقالَ: «حقٌّ عَلَى الله أَنْ لا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيا إِلَّا وَضَعَهُ».

ہوئی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ پر یہ حق ہے کہ جو کوئی بھی دنیا میں اونچا ہوتا ہے تو وہ اسے نیچا دکھا دیتا ہے۔"

٤٨٠٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا زُهَيرٌ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ عن أَنسٍ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِنَّ حَقًّا عَلَى الله تَعالٰى أَنْ لا [يَرْفَعَ شَيْئًا] مِنَ الدُّنْيا إِلَّا وَضَعَهُ».

۴۸۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ مروی ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی سر اونچا اٹھاتی ہے تو وہ اسے نیچا دکھا دیتا ہے۔"

فائدہ: تواضع اور انکسار میں ہمیشہ خیر اور برکت ہوتی ہے۔ البتہ اثنائے جہاد میں کفار کے مقابلے میں اسلام اور مسلمانوں کی رفعت کا اظہار کرنے کے لیے اترانا اور بڑائی کا اظہار کرنا جائز ہے۔

(المعجم ٩) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ (التحفة ١٠)

باب:۹- ایک دوسرے کی مدح سرائی کی کراہت کا بیان

٤٨٠٤- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى عُثْمانَ فِي وَجْهِهِ، فَأَخَذَ المِقْدَادُ بنُ الْأَسوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِي وَجْهِهِ، وَقال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا لَقِيتُمُ المَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ».

۴۸۰۴- جناب ہمام (بن حارث رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منہ پر ان کی تعریف شروع کر دی۔ تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مٹی اٹھائی اور اس کے منہ پر دے ماری اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "جب تمہارا سامنا ایسے لوگوں سے ہو جو مدح سرائی اور خوشامد کرنے والے ہوں تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔"

فائدہ: یہ مذمت اور یہ معاملہ ایسے لوگوں کے لیے معلوم ہوتا ہے جن کا وتیرہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے لوگوں کی خوشامد اور مدح سرائی کر کے مال کھاتے اور اپنے کام نکالتے ہیں' لیکن اگر کسی کی حوصلہ افزائی اور ترغیب وتشویق کے لیے اس کے اعمال خیر کی مناسب حد تک مدح کر دی جائے تو ان شاء اللہ مباح ہے' بہر حال حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرمانِ رسول ﷺ کے ظاہری معنی ہی لیتے تھے۔ جو بلاشبہ حق اور سچ ہے۔

٤٨٠٣_ تخريج: أخرجه البخاري، الرقاق، باب التواضع، ح:٦٥٠١ من حديث زهير به.

٤٨٠٤_ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط . . . الخ، ح:٣٠٠٢ من حديث سفيان الثوري به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٩/٨.

٤٨٠٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا أبُو شِهابٍ عنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ أبي بَكْرَةَ، عنْ أبِيهِ: أنَّ رَجُلًا أثْنى عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ لَهُ: «قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قالَ: «إذَا مَدَحَ أحَدُكُمْ صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: إنِّي أحْسِبُهُ كما يُرِيدُ أنْ يقُولَ وَلَا أُزَكِّيهِ عَلَى الله تَعالٰى».

۴۸۰۵- جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی موجودگی میں دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے اس سے فرمایا: ''تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔'' آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا: ''اگر کوئی اپنے کسی ساتھی کی مدح کرنا ہی چاہتا ہو تو چاہیے کہ یوں کہے: ''میں اسے یوں سمجھتا ہوں...... کہ وہ ایسے ایسے ہے...... اور اللہ کے مقابلے میں' میں اس کی صفائی نہیں دیتا۔''

٤٨٠٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعْني ابنَ المُفَضَّلِ: حَدَّثَنا أبُو [مَسْلَمَةَ] سَعِيدُ بنُ يَزِيدَ عنْ أبي نَضْرَةَ، عن مُطَرِّفٍ قالَ: قالَ أبِي: انْطَلَقْتُ في وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إلٰى رَسُولِ الله ﷺ فَقُلنا: أنْتَ سَيِّدُنا فقَالَ: «السَّيِّدُ اللهُ» قُلْنا: وَأفْضَلُنا فَضْلًا وَأعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ: «قُولُوا بِقَوْلِكم أوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ».

۴۸۰۶- جناب مطرف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے کہا: آپ ہمارے (سیّد) سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''سید (اور حقیقی سردار) اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔'' ہم نے کہا: آپ ہمارے صاحب فضل و فضیلت اور صاحب جود وسخا ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ''تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنالے۔ (کہ کوئی ایسی بات کہہ گزرو جو میری شان کے مطابق نہ ہو۔'')

فائدہ: لفظ ''السیّد'' اپنے حقیقی معانی میں اللہ عزوجل ہی کے لیے زیبا ہے' تاہم مجازی طور پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے استعمال فرمایا ہے اور خبر دی ہے: [اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَافَخْرَ] (سنن ابن ماجه' الزهد' حديث: ۴۳۰۸) ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔'' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سید ہیں اور انہوں نے ہمارے سید حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔'' (صحیح البخاری' فضائل اصحاب النبی ﷺ حدیث: ۳۷۵۴) معلوم ہوا اصحاب علم وفضل کے لیے مجازاً یہ لفظ استعمال ہوسکتا ہے۔ خیال

٤٨٠٥_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره في التمادح، ح: ٦٠٦١، ومسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط . . . الخ، ح: ٣٠٠٠ من حديث خالد الحذاء به.

٤٨٠٦_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١١ عن مسدد به.

رہے کہ درود شریف کے الفاظ میں "سیدنا" کا لفظ کسی صحیح روایت میں ثابت نہیں ہے۔

(المعجم ١٠) - بَابٌ: فِي الرِّفْقِ (التحفة ١١)

باب:١٠- نرم خوئی کا بیان

٤٨٠٧- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ يُونُسَ وَحُمَيْدٍ، عن الْحَسَنِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِنَّ الله رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مالا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ».

۴۸۰۷- حضرت عبداللہ بن مُغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل رفیق اور نرمی سے موصوف ہے' اسے نرمی اور نرم خوئی پسند ہے۔ وہ اس پر وہ کچھ عنایت فرماتا ہے جو ترشی اور کرختگی پر نہیں دیتا۔"

٤٨٠٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قالُوا: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن الْمِقْدَامِ بن شُرَيحٍ، عنْ أَبِيهِ قالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عن الْبَدَاوَةِ فقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَبْدُو إِلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فقَالَ لِي: «يَا عَائِشَةُ! ارْفَقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ».

۴۸۰۸- جناب مقدام بن شریح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جنگل میں جانا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان ٹیلوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ آپ نے ایک بار ارادہ کیا کہ جنگل میں جائیں تو آپ نے میرے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر ابھی سواری نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! نرمی اختیار کیا کرو' بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہو وہ اسے مزین اور خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اسے بدصورت اور بھدا بنا دیتی ہے۔"

قالَ ابنُ الصَّبَّاحِ فِي حَدِيثِهِ: مُحَرَّمَةٌ يَعْنِي لَمْ تُرْكَبْ.

ابن صباح نے اپنی حدیث میں واضح کیا کہ [مُحَرَّمَة] سے مراد ایسی اونٹنی ہے جس پر باقاعدہ سواری نہ ہوئی ہو۔

٤٨٠٧- تخريج: [صحيح] أخرجه البخاري، في الأدب المفرد، ح: ٤٧٢ عن موسى بن إسماعيل به، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٩٣.

٤٨٠٨- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٧٨، أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥٨٠ عن محمد بن الصباح به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٨/ ٣٢٢، ٣٢٣.

فوائد ومسائل: ① تدبر فی الانفس والآفاق کی نیت سے آدمی کسی وقت عزلت اختیار کرے تو مفید ہے جس کی مشروع صورت اعتکاف ہے نہ کہ صوفیاء کی سیاحت۔ ② حیوانات کے ساتھ نرم خوئی ممدوح اور مطلوب ہے تو انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ اور بھی زیادہ باعثِ اجر وثواب ہے۔

٤٨٠٩- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عن الأعمَشِ، عنْ تَمِيم بنِ سَلَمَةَ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بنِ هِلَالٍ، عنْ جَرِيرٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الخَيْرَ كُلَّهُ».

۴۸۰۹- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص نرم خوئی سے محروم ہوا وہ سب بھلائیوں سے محروم ہوا۔“

٤٨١٠- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا عَفَّانُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ الأعمَشُ عنْ مَالِكِ بنِ الْحَارِثِ، قالَ الأعمَشُ: وَقَدْ سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ عنْ مُصْعَبِ بنِ سَعْدٍ عنْ أَبِيهِ قالَ الأعمَشُ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «التُّؤَدَةُ في كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا في عَمَلِ الآخِرَةِ».

۴۸۱۰- جناب مصعب اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ) سے روایت کرتے ہیں۔ اعمش کہتے ہیں اور مجھے ایسے ہی معلوم ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: ”کسی کام میں جلد بازی نہیں چاہیے سوائے اس کے کہ آخرت کا کام ہو۔“

فائدہ: ایسے تمام اعمال جو اللہ کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ ہوں' حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد ان کی انجام دہی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ دنیاوی کاموں میں سوچ بچار اور مشورے سے اِقدام کرنا چاہیے۔ یہ حدیث بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:١٧٩٤)

(المعجم ١١) - بَابٌ: فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ (التحفة ١٢)

باب:۱۱- احسان اور کارِ خیر پر شکریہ ادا کرنے کا بیان

٤٨٠٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البروالصلة، باب فضل الرفق، ح:٢٥٩٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف له:٨/ ٣٢٢.

٤٨١٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي:١٠/ ١٩٤ من حديث عفان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٦٣، ٦٤، ووافقه الذهبي * سليمان الأعمش لم يصرح بالسماع عن ثقة.

٤٨١١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا الرَّبيعُ بنُ مُسْلِمٍ عنْ مُحَمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عنْ أبي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «لَايَشْكُرُ اللهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ».

۴۸۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا' وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔''

فائدہ: لوگوں کے اچھے معاملے اور احسان پر شکریے کا اظہار انسان کے صاحب خلق ہونے کی دلیل ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ عزوجل کا شکر عبادت اور عبودیت کا حصہ ہے۔ لوگ جو آپ کے ساتھ کوئی احسان کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ عزوجل کے تصرف ہی سے کرتے ہیں' لہٰذا حقیقی شکر گزاری تو رب تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ تاہم بالتبع لوگوں سے احسان مندی کا اظہار بھی لازمی طور پر مشروع اور مسنون ہے۔

٤٨١٢- حَدَّثَنا مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عنْ ثَابِتٍ، عن أنَسٍ: أنَّ المُهَاجِرِينَ قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! ذَهَبَتِ الأنْصَارُ بالأجْرِ كُلِّهِ قالَ: «لَا، مَا دَعَوْتُمُ اللهَ لَهُم وَأثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ».

۴۸۱۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مہاجرین کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! سارا اجر تو انصار لے گئے۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک تم اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعائیں کرتے رہو گے اور ان سے احسان مندی کا اظہار کرو گے۔'' (اس طرح ان کو اجر ملنے کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی ملے گا۔)

فائدہ: زبانی اور عملی احسان مندی اور شکریے کے ساتھ ساتھ اہم عمل یہ ہے کہ انسان اپنے محسن کے لیے اللہ سے دعائیں کیا کرے۔ یعنی محض زبان سے ''شکریہ'' کا لفظ نہ کہے' بلکہ یہ دعائیہ کلمات کہے: جَزَاكَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ''اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔'' اس کے علاوہ اپنے محسنوں کے لیے غائبانہ طور پر خصوصی دعائیں بھی کرتا رہے۔

٤٨١٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ:

۴۸۱۳- جناب عمارہ بن غزیہ نے بیان کیا کہ میری

٤٨١١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في الشكر لمن أحسن إليك، ح: ١٩٥٤ من حديث الربيع بن مسلم به، وقال: "صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧٠.

٤٨١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٧ عن موسى بن إسماعيل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٦٣، ووافقه الذهبي.

٤٨١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبو يعلى، ح: ٢١٣٧ من حديث بشر بن المفضل به، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٢٠٣٤، وأحمد: ٦/ ٩٠ وغيرهما * حديث يحيى بن أيوب، رواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٥ * فيه شرحبيل بن سعد ضعفه الجمهور، انظر مجمع الزوائد: ٤/ ١١٥ وغيره.

حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بنُ غَزِيَّةَ: حدَّثني رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ، فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ».

قوم کے ایک آدمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے کوئی عطیہ اور ہدیہ دیا جائے تو اگر ہمت ہو اور میسر ہو تو اس کا بدلہ دے اور اگر نہ پائے تو اس کی مدح و ثنا کرے۔ جس نے اپنے محسن کی مدح کی اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جس نے اس (کے احسان) کو چھپایا اس نے اس کی ناشکری کی۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ عن عُمَارَةَ بنِ غَزِيَّةَ، عن شُرَحْبِيلَ، عن جَابِرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یحییٰ بن ایوب نے بواسطہ عمارہ بن غزیہ' شرحبیل سے اور اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ شُرَحْبِيلُ، يَعْنِي رَجُلًا مِن قَوْمِي، كَأَنَّهُمْ كَرِهُوهُ فَلَمْ يُسَمُّوهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سند میں عمارہ بن غزیہ نے جس آدمی کا نام لیا اور یوں کہا ہے کہ ''میری قوم کے ایک آدمی نے مجھ سے بیان کیا۔'' وہ شرحبیل ہی ہے۔ گویا انہوں نے اس کا نام ذکر کرنا پسند نہیں کیا۔

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔

٤٨١٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الأعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ».

۴۸۱۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی پر کوئی احسان کیا پھر اس دوسرے نے اس کا ذکر کیا تو یہ اس کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اگر اس (دوسرے) نے اسے چھپایا تو یہ اس کی ناشکری اور ناقدری کی۔''

فائدہ: مناسب مقام اور مناسب انداز سے منعم اور محسن کے احسان کا ذکر خیر کرنا حق ہے اور قدر دانی میں شمار ہے۔ اس سے الفت بڑھتی ہے۔ اور اس کے برخلاف میں کبیدگی آتی ہے۔ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث: ٦١٨)

٤٨١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في أخبار أصبهان: ١/ ٢٥٩ من حديث جرير به، * الأعمش عنعن، وله شاهد ضعيف عند ابن عساكر.

(المعجم ١٢) - **بَابٌ: فِي الْجُلُوسِ بِالطُّرُقَاتِ** (التحفة ١٣)

باب:١٢-راستوں پر بیٹھنا (ناپسندیدہ ہے)

٤٨١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابنَ أَسْلَمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إِيَّاكُمْ وَالجلُوسَ بالطُّرُقَاتِ» فقَالُوا: يَا رَسُولَ الله! مَا بُدٌّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فيهَا، فقَال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ أَبَيْتُمْ فأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ»، قالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَارَسُولَ الله؟ قالَ: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالأَمْرُ بالمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عنِ المُنْكَرِ».

۴۸۱۵-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے احتراز کرو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تو اس سے چارہ نہیں ہے' ہم نے آپس میں بات چیت کرنی ہوتی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس سے انکار کرتے ہو تو پھر راستے کے حق کا خیال رکھو۔'' انہوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! راستے کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نظر نیچی رکھنا' تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا' سلام کا جواب دینا' بھلی بات کہنا اور برائی سے روکنا۔''

فائدہ: راستوں اور چوکوں پر بلاوجہ معقول دھرنا مار کے بیٹھے رہنا شرفاء کا کام نہیں۔ ضرورت اور مجبوری کی کیفیت الگ چیز ہے۔ اس سے پردہ دار خواتین کو بالخصوص اذیت ہوتی ہے۔ اصحاب مجلس اگر دین وتقوی سے موصوف نہ ہوں تو راہ گزرنے والوں پر بے جا تبصرے بھی ہوتے ہیں جو مسلمانوں کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا۔ اور اگر کوئی بطور مہمان آیا ہو تو اس کے ساتھ سر راہ ہی مجلس لگا لینا اس کا اکرام نہیں ہے۔ بہرحال سر راہ بیٹھنے کی صورت میں مندرجہ بالا شرعی ہدایات کا پاس رکھنا لازم ہے۔

٤٨١٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابنَ المُفضَّلِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابنُ إِسْحَاقَ عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبي

۴۸۱۶-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس قصے (حدیث) میں بیان کیا' آپ نے فرمایا: ''راہ گیر کی رہنمائی کرنا (بھی راستے کے حق میں شامل ہے۔'')

٤٨١٥_ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن الجلوس في الطرق، وإعطاء الطريق حقه، ح:٢١٢١ من حديث عبدالعزيز الدراوردي، والبخاري، المظالم، باب أفنية الدور والجلوس فيها ... الخ، ح:٢٤٦٥ من حديث زيد بن أسلم به.

٤٨١٦_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠١٤ من حديث عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني به.

هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: «وَ إِرْشَادُ السَّبيلِ».

٤٨١٧- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عِيسَى النَّيْسَابوريُّ: أَخْبَرَنا ابنُ المُبارَكِ: حَدَّثَنا جَرِيرُ بنُ حَازِمٍ عن إِسْحَاقَ بنِ سُوَيْدٍ، عَنِ ابنِ حُجَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قال: سَمِعْتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ عن النَّبيِّ ﷺ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قالَ: «وَتُغِيثُوا المَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ».

۴۸۱۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس قصے (حدیث) میں بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”پریشان حال کی مدد کرو اور رستہ بھول جانے والے کی رہنمائی کرو۔“

فائدہ: ان صفات و خصائل کو معمولی اور اضافی صفات نہیں سمجھنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صفات ایمان و اسلام کو کامل کرتی ہیں۔ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

٤٨١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ وَكَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: قالَ ابنُ عِيسَى: قالَ: حَدَّثَنا حُمَيْدٌ عن أَنَسٍ قالَ: جاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فقالَتْ: يَارَسُولَ الله! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فقَالَ لَهَا: «يَا أُمَّ فُلانٍ! اجْلِسِي فِي أَيِّ نَوَاحِي السِّكَكِ شِئْتِ حتى أَجْلِسَ إِلَيْكِ» قالَ: فَجَلَسَ النَّبيُّ ﷺ حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا لم يذكُرِ ابنُ عيسٰى: حتىٰ قَضَتْ حاجَتَها وَقالَ كَثِيرٌ: عن حُمَيْدٍ، عن أَنَسٍ.

۴۸۱۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”اے ام فلاں! کسی گلی کے کونے پر بیٹھ جاؤ میں تیرے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں (تیری بات سن سکتا ہوں۔“) چنانچہ وہ بیٹھ گئی اور نبی ﷺ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے حتی کہ اس نے اپنا مقصد پالیا۔ ابن عیسیٰ نے [حَتّٰى قَضَتْ حَاجَتَهَا] کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ اور کثیر (بن عبید) نے اپنی سند میں (عنعنہ سے روایت کرتے ہوئے) عن حمید عن انس کہا۔

٤٨١٧- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البزار في البحر الزخار: ١/ ٤٧٢ من حديث عبدالله بن المبارك به * ابن حجير مستور (تقريب).

٤٨١٨- تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٩ عن مروان بن معاوية الفزاري به، ورواه الترمذي في الشمائل، ح: ٣٣٠ (بتحقيقي) من حديث حميد الطويل به، والحديث الآتي شاهد له.

٤٨١٩- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حدثنا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عنْ ثَابِتٍ، عنْ أَنَسٍ: أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ بِمَعْنَاهُ.

۴۸۱۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس عورت کی عقل میں کوئی کمی تھی۔اور مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① کسی ضرورت کی بنا پر کہیں سرراہ بیٹھنا پڑ جائے تو کوئی معیوب نہیں۔اس حدیث کا یہ مفہوم بھی لیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے سرراہ بیٹھنے کی بجائے کسی ایک طرف الگ ہو کر بیٹھنے کا کہا تھا۔② سادہ لوح اور بے عقل قسم کے لوگوں کی دلداری کرنا بھی شرعی اور اخلاقی فریضہ ہے۔اس طرح یہ لوگ کافی حد تک خوش اور پرسکون ہو جاتے ہیں۔ورنہ پریشان ہونے کی وجہ سے کئی طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔ایسے لوگوں سے استہزا کرنا اور انہیں مسخرہ بنانا قطعاً روا نہیں۔ایسا عمل ان پر بہت بڑا ظلم ہے اور ایسا کرنے والے بہت بڑے ظالم ہوتے ہیں۔اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔③ "قضاء الحاجة" ایک عام ترکیب اور جملہ ہے جیسے اس روایت میں آیا ہے اور اس کے معنی بھی واضح ہیں کہ وہ جو بات کرنا چاہتی تھی' وہ اس نے کر لی۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي سَعَةِ الْمَجْلِسِ** (التحفة ١٤)

باب:...... مجلس کو وسیع بنالینے کا بیان

٤٨٢٠- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي المَوَالِ عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «خَيْرُ المَجَالِسِ أَوْسَعُهَا».

۴۸۲۰-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بہترین مجلس وہ ہے جو وسیع اور کھلی ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ عَمْرِو بنِ أَبِي عَمْرَةَ الأَنْصَارِيُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ راوی حدیث عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کا صحیح نسب یوں ہے: ''عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابوعمرہ الانصاری۔''

٤٨١٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الفضائل، باب قربه ﷺ من الناس وتبركهم به، وتواضعه لهم، ح: ٢٣٢٦ من حديث يزيد بن هارون به.

٤٨٢٠ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٩٨١ عن القعنبي به، ورواه أحمد: ٣/ ١٨، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ٤/ ٢٦٩.

فائدہ: مجلس میں اگر افراد زیادہ ہوں تو حسن ادب اور وقار کا تقاضا ہے کہ حلقہ وسیع کر لیا جائے۔ اور اس قسم کے اعمال میں اتباع فرمان رسول ﷺ کی نیت شامل ہو تو مزید ثواب ملتا ہے۔

(المعجم ١٣) - بَابٌ: فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الشَّمْسِ وَالظِّلِّ (التحفة ١٥)

باب:۱۳-دھوپ اور چھاؤں میں بیٹھنے کا بیان

٤٨٢١- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ وَمَخْلَدُ بنُ خَالِدٍ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن مُحَمَّدِ بنِ المُنْكَدِرِ قالَ: حدَّثني مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُم في الشَّمْسِ - وقالَ مَخْلَدٌ: في الْفَيْءِ - فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ في الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ في الظِّلِّ فَلْيَقُمْ.

۴۸۲۱-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' سیدنا ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص دھوپ میں بیٹھا ہو..... مخلد کے الفاظ ہیں اگر کوئی سائے میں بیٹھا ہو...... اور پھر اس سے سایہ ٹل جائے اور وہ کچھ دھوپ میں آ جائے اور کچھ سائے میں تو وہاں سے اٹھ جائے۔"

٤٨٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن إِسْمَاعِيلَ قالَ: حدَّثني قَيْسٌ عن أَبِيهِ أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُولُ الله ﷺ يَخْطُبُ فَقَامَ في الشَّمْسِ، فأَمَرَ بِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الظِّلِّ.

۴۸۲۲-جناب قیس (بن ابوحازم) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آئے جبکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو یہ دھوپ میں کھڑے ہو گئے' تو آپ نے انہیں حکم دیا تو سائے میں چلے گئے۔

فائدہ: اطباء بھی یہی کہتے ہیں کہ انسان سارے کا سارا دھوپ میں ہو یا سارا ہی سائے میں ہو۔ آدھا دھوپ میں اور آدھا سائے میں ہونا طبی طور پر نقصان دہ ہے۔ خاص طور پر شدید گرمی والے علاقوں میں۔

(المعجم ١٤) - بَابٌ: فِي التَّحَلُّقِ (التحفة ١٦)

باب:۱۴-مختلف حلقے بنا کر بیٹھنے کا بیان

٤٨٢٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى

۴۸۲۳-حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

٤٨٢١ـ تخريج: [حسن] سنده ضعيف، وللحديث شاهد عند ابن ماجه، ح: ٣٧٢٢، وسنده حسن، وللحديث ألوان أخرى عند الحميدي، ح: ١١٤٥ (بتحقيقي)، وأحمد: ٢/ ٣٨٣ وغيرهما.

٤٨٢٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٤٢٦ عن يحيى القطان به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٤٥٣، وانظر، ح: ٣٠٤٥.

٤٨٢٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٦٦١، وح: ٩١٢، ورواه مسلم من حديث الأعمش، والبيهقي في الآداب، ح: ٣٣٣ من حديث أبي داود به.

عن الأعمشِ: حدَّثني المُسَيَّبُ بنُ رَافِعٍ عن تَمِيم بنِ طَرَفَةَ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قال: دَخَلَ رَسُولُ الله ﷺ المَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فقَالَ: «مَالِي أَرَاكُم عِزِينَ؟!».

کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے جب کہ صحابہ ٹولیاں بنائے بیٹھے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم ٹولیوں میں جدا جدا بیٹھے ہو؟''

٤٨٢٤- حَدَّثنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلٰى عن ابنِ فُضَيْلٍ، عن الأعمَشِ بِهٰذَا قالَ: كَأَنَّهُ يُحِبُّ الْجَمَاعَةَ.

۴۸۲۴- جناب اعمش ؒ نے یہ روایت بیان کی اور کہا: گویا آپ ﷺ نے اجتماعیت کو پسند فرمایا۔

فائدہ: اگر اہل اجتماع کا موضوع ایک ہو تو افضل اور مستحب یہی ہے کہ ایک حلقے میں بیٹھیں۔ لیکن اگر موضوعات مختلف ہوں تو حلقے بنالینا جائز ہے جیسے کہ طلبۂ علم یا اصحاب ذوق میں ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ نماز کی جماعت کے انتظار میں حلقے بنا کر بیٹھنا معیوب ہے چاہیے کہ ترتیب سے صف میں جگہ بنا کر بیٹھا جائے۔

٤٨٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ وَهَنَّادٌ أَنَّ شَرِيكًا أخبرهم عن سِمَاكٍ، عن جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ قالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

۴۸۲۵- حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی ﷺ کی مجلس میں آتے تھے تو جہاں مجلس پہنچی ہوتی وہیں (آخر میں) بیٹھ جایا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ بات انتہائی معیوب ہوتی ہے کہ آدمی دیر سے آئے اور پھر پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے جگہ لینے کی کوشش کرے۔ ہاں اگر پہلے آنے والوں نے مجلس کا ادب ملحوظ نہ رکھا ہو کہ آگے جگہ خالی چھوڑ دی ہو اور راستے میں بیٹھ گئے ہوں تو گردنیں پھلانگنا جائز ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ازخود اپنا وقار ضائع کیا ہوتا ہے۔ ② یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر یہ روایت صحیح ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق وتخریج میں اس بات کی وضاحت کی ہے' علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

٤٨٢٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٢٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب في الثلاثة الذين أقبلوا في مجلس النبي ﷺ وحديث جلوسهم في المجلس حيث انتهوا، ح:٢٧٢٥ من حديث شريك القاضي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وللحديث شواهد * شريك عنعن، ولم أجد رواية زهير بن معاوية، وللحديث شاهد ضعيف في المعجم الكبير: ٧/ ٣٠٠، ٣٠١، ح: ٧١٩٧، وحديث البخاري، ح: ٦٦، ومسلم، ح: ٢١٧٦ يغني عنه.

(المعجم . . .) - **باب الْجُلُوسِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ** (التحفة ١٧)

باب:...... حلقے کے بیچ میں بیٹھنے کا بیان

٤٨٢٦- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا أَبَانٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ: حدَّثني أَبُو مِجْلَزٍ عن حُذَيْفَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ.

۴۸۲۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے ایسے آدمی پر جو حلقے کے درمیان میں بیٹھتا ہے۔

(المعجم ١٥) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ** (التحفة ١٨)

باب:۱۵- اگر کوئی کسی دوسرے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو؟

٤٨٢٧- **حَدَّثَنا** مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حدثنا شُعْبَةُ عن عَبْدِ رَبِّهِ بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي عَبْدِ الله مَوْلَى لآلِ أَبِي بُرْدَةَ عن سَعِيدِ ابنِ أَبِي الْحَسَنِ قالَ: جَاءَنَا أَبُو بَكْرَةَ في شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ وقالَ: إنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ذَا، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ.

۴۸۲۷- جناب سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ایک گواہی کے سلسلے میں ہمارے ہاں تشریف لائے تو مجلس میں سے ایک آدمی ان کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو انہوں نے اس جگہ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور کہا: تحقیق نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور نبی ﷺ نے اس سے بھی روکا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے کپڑے سے جو اس نے اسے نہ پہنایا ہو اپنا ہاتھ پونچھے۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس میں بیان کردہ باتیں دیگر احادیث سے ثابت ہیں۔ ② پہلے سے بیٹھا ہوا شخص ہی زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنی جگہ پر بیٹھے۔ دیگر احادیث کی روشنی میں اگر اٹھنے والا دلی خوشی سے ایسا کرے تو مباح بھی ہے جیسے کہ کتاب الصلوٰۃ میں گزرا ہے کہ کسی کی عزت کی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں اِلاّ یہ کہ وہ ازخود اجازت دے۔ ③ دوسرے کے کپڑے سے بلا اجازت ہاتھ پونچھنا کسی طرح روا نہیں کہ یہ دوسرے کے مال

٤٨٢٦ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية القعود وسط الحلقة، ح:٢٧٥٣ من حديث قتادة به، وقال: "حسن صحيح" * أبومجلز متهم بالتدليس، وقال شعبة: لم يدرك حذيفة، جامع التحصيل، ص:٢٩٦.

٤٨٢٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٥/ ٤٤ من حديث شعبة به، * أبوعبدالله مولى آل أبي بردة مجهول (تقريب).

میں تصرف ہے۔ سوائے اس کے کہ دوسرا زیر تولیت ہو مثلاً اپنا بیٹا' غلام یا بیوی۔ کیونکہ ان کا کپڑا اور مال ولی کا مال ہی ہوتا ہے۔

٤٨٢٨- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عن شُعْبَةَ، عن عَقِيلِ بنِ طَلْحَةَ، قالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْخَصِيبِ عن ابنِ عُمَرَ، قالَ: جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبيِّ ﷺ فقَامَ لَهُ رَجُلٌ عَنْ مَجْلِسِهِ فَذَهَبَ لِيَجْلِسَ فِيهِ، فَنَهَاهُ النَّبيُّ ﷺ.

۴۸۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا تو ایک آدمی اس کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا' وہ (آنے والا) وہاں بیٹھنے لگا تو نبی ﷺ نے اس کو منع فرما دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو الْخَصِيبِ اسْمُهُ زِيَادُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو خصیب کا نام زیاد بن عبدالرحمٰن ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ ممانعت بھی احتیاط کے طور پر ہے' تاکہ لوگ ایک دوسرے کی جگہ پر نہ بیٹھیں۔ ورنہ اگر کوئی شخص احتراماً کسی دوسرے کو اپنی جگہ بیٹھنے کی پیشکش کرتا ہے' تو دیگر دلائل کی رُو سے اس کا جواز ہے۔ ② یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے' تاہم معنوی طور پر صحیح ہے جیسا کہ خود انہوں نے اپنی تحقیق میں بخاری ومسلم کی روایات کا حوالہ درج کرنے کے بعد "يغني عنه" یعنی بخاری ومسلم کی روایات کفایت کرتی ہیں' کہا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:٢٢٨)

(المعجم ١٦) - باب مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالِسَ (التحفة ١٩)

باب:١٦- کیسے لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے؟

٤٨٢٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

۴۸۲۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ اور وہ خوش ذائقہ بھی ہوتا ہے۔ اور مومن جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ عمدہ

٤٨٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٨٤ عن محمد بن جعفر به، وسنده ضعيف * أبو الخصيب وثقه ابن حبان وحده، وحديث البخاري، ح: ٦٢٦٩، ومسلم: ٢٩/ ٢١٧٧، والحاكم: ٤/ ٢٧٢، ح: ٧٧١٣ يغني عنه.

٤٨٢٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلا رِيحَ لَها، وَمَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ المِسْكِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ، وَمَثَلُ جَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيرِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ».

ہوتا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ اور فاجر آدمی جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ریحان (نازبو) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ مگر ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔ اور فاجر آدمی جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل (اندرائن۔کوڑتمہ) کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا اور خوشبو کوئی نہیں ہوتی۔ اور نیک اور صالح ساتھی کی مثال کستوری والے کی مانند ہے اگر تجھے اس سے نہ بھی ملی تو اس کی خوشبو تو (ضرور) پہنچے گی اور برے ساتھی کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے' اگر تجھے اس کی کالک نہ لگی تو دھواں تو ضرور آئے گا۔

فوائد ومسائل: ① صالح' متقی اور صاحب عمل مومن کی صحبت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے۔ ② فاسق وفاجر لوگوں سے دور رہنا چاہیے کہ ان کی صحبت میں خسارا ہی خسارا ہے۔ ③ استاذ اور خطیب کو عمدہ مثالوں سے اپنی بات واضح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

٤٨٣٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيَى المَعْنَى؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي قالَا: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ، عن أَبِي مُوسَى عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الكَلَامِ الأَوَّلِ إِلَى قَوْلِهِ: «وَطَعْمُهَا مُرٌّ». وَزَادَ ابنُ مُعَاذٍ: قالَ: قالَ أَنَسٌ: وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ مَثَلَ جَلِيسِ الصَّالِحِ، وَسَاقَ بَقِيَّةَ الحدِيثِ.

۴۸۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کا پہلا حصہ ''اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔'' تک بیان کیا۔ اور ابن معاذ نے مزید کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ صالح ساتھی کی مثال...... اور بقیہ حدیث بیان کی۔

٤٨٣١ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ الصَّبَّاحِ

۴۸۳۱- شُبیل بن عزرہ نے حضرت انس بن مالک

٤٨٣٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب إثم من راءى بقراءة القرآن . . . الخ، ح: ٥٠٥٩ عن مسدد، ومسلم، صلٰوة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ٧٩٧ من حديث يحيى القطان به.

٤٨٣١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٠ من حديث سعيد بن عامر به، وصححه، ووافقه◄◄

الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَامِرٍ عن شُبَيْلِ بنِ عَزْرَةَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ؓ سے روایت کیا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صالح ساتھی کی مثال.....'' اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

٤٨٣٢ - حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرَنَا ابنُ الْمُبَارَكِ عن حَيْوَةَ بنِ شُرَيْحٍ، عن سَالِمِ بنِ غَيْلَانَ، عن الوَلِيدِ بنِ قَيْسٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ، - أَوْ عن أَبِي الْهَيْثَمِ، عن أَبِي سَعِيدٍ - رَضِيَ الله عَنْهُ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ».

۴۸۳۲- حضرت ابوسعید ؓ روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''صرف مومن آدمی کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا بھی کوئی متقی ہی کھائے۔''

فوائد و مسائل: ① فارسی میں کہتے ہیں: صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند- صحبت اور مجلس سے انسان اپنے ساتھی کی عادات اور رنگ ڈھنگ اختیار کر لیتا ہے اور دھیرے دھیرے اس کی محبت بھی دل میں گھر کر جاتی ہے اور معاملہ دین وعقیدے تک جا پہنچتا ہے' اس لیے صاحب ایمان کے علاوہ فاسق وفاجر کی صحبت سے گریز کرنا واجب ہے۔ ② صدقات وہدایات میں اولیت اہل ایمان اور اہل تقویٰ کو حاصل ہے دیگر لوگ دوسرے درجے پر ہیں اور ان سے احسان کرنے میں بھی اجر ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ (الدهر: ۸) ''اہل ایمان اللہ کی محبت کی بنا پر مسکینوں' یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔'' اور قیدی ہر طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں۔ مسلمان' فاسق' فاجر اور کافر۔ اسی طرح یتامیٰ اور مساکین کا معاملہ ہے۔

٤٨٣٣ - حَدَّثَنَا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قالَا: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بنُ مُحَمَّدٍ: حدَّثني مُوسَى بنُ وَرْدَانَ عن

۴۸۳۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''انسان اپنے محبوب ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ تو تمہیں چاہیے کہ غور کرو کس سے دوستی کر رہے ہو۔''

◀◀ الذهبي، وأعل بما لا يقدح.

٤٨٣٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في صحبة المؤمن، ح: ٢٣٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٩، ٢٠٥٠، والحاكم: ٤/ ١٢٨، ووافقه الذهبي.

٤٨٣٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب [حديث "الرجل على دين خليله ..."]، ح: ٢٣٧٨ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب"، وللحديث شواهد.

أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ».

٤٨٣٤ - حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بْنِ أَبي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا جَعْفَرٌ يَعْني ابنَ بُرْقَانَ عن يَزِيدَ يَعني ابنَ الأَصَمِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قالَ: «الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ».

۴۸۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً (نبی ﷺ سے) بیان کرتے ہیں: ''روحیں (ازل میں) مجتمع لشکر تھیں' جن کا (وہاں) آپس میں تعارف ہوگیا (دنیا میں) ان کے اندر الفت ہو جاتی ہے اور جن کی (وہاں) آپس میں ناواقفی رہی ہو وہ (اس دنیا میں بھی) ایک دوسرے سے جدا جدا رہتی ہیں۔''

فائدہ: اگر کسی کو صالحین کی صحبت میسر ہو اور ان کے ساتھ انس بھی ہو تو یہ اللہ کی نعمت ہے۔ اس پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس تعلق کو اور زیادہ مضبوط بنانا چاہیے۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو صاحب ایمان ہونے کے ناتے چاہیے کہ بندہ اپنے عمل اور مزاج میں تبدیلی لائے۔

(المعجم ١٧) - بَابٌ: فِي كَرَاهِيَةِ الْمِرَاءِ (التحفة ٢٠)

باب: ۱۷- جھگڑے فساد کی کراہت کا بیان

٤٨٣٥ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنا بُرَيْدُ بنُ عَبْدِ الله عن جَدِّهِ أَبي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسَى قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصحَابِهِ في بَعْضِ أَمْرِهِ قالَ: «بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا، وَلَا تُعَسِّرُوا».

۴۸۳۵- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو جب اپنے کسی کام کیلئے بھیجا کرتے تھے تو انہیں فرماتے: ''خوشخبری دینے والے بننا' نفرت نہ دلانا' آسانی کرنا اور تنگی اور مشقت نہ ڈالنا۔''

فائدہ: قائد اور صاحب منصب کے لیے خاص نبوی ہدایت یہ ہے کہ اپنے ماتحت افراد کے لیے نرمی اور آسانی کرنے والا بنے۔ بے مقصد سختی مخالفت کا باعث بنتی ہے۔ جو نفرت لاتی ہے اور کسی بھی نظم اور اجتماعیت کے لیے سم قاتل ہے۔

٤٨٣٤_ **تخريج:** أخرجه مسلم، البر والصلة، باب: الأرواح جنود مجندة، ح: ٢٦٣٨ من حديث جعفر بن برقان به.

٤٨٣٥_ **تخريج:** أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب في الأمر بالتيسير وترك التنفير، ح: ١٧٣٢ من حديث أبي أسامة به.

٤٨٣٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني إبْرَاهِيمُ بنُ المُهَاجِرِ عن مُجَاهِدٍ، عن قَائِدِ السَّائِبِ، عن السَّائِبِ قال: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُونِّي، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَنَا أَعْلَمُكُمْ» - يَعْني بِهِ - قُلْتُ: صَدَقْتَ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي: كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ، كُنْتَ لا تُدَارِي وَلا تُمَارِي.

۴۸۳۶- حضرت سائب ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگ میری مدح اور میرے اعمال کا ذکر کرنے لگے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کے متعلق تم سے زیادہ جانتا ہوں۔'' میں نے عرض کیا: آپ نے بجا فرمایا' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ میرے شراکت دار تھے اور بہت ہی خوب شراکت دار تھے۔ آپ میں مخالفت کرنے یا لڑنے جھگڑنے والی کوئی بات نہیں تھی۔

فائدہ: نبی ﷺ کے انہی خصائل حمیدہ کی وجہ سے آپ کی نبوت سے پہلے کی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيكُمۡ عُمُرًا مِّن قَبۡلِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ﴾ (یونس:۱۶) ''بلاشبہ میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر گزار چکا ہوں۔ کیا پس تم عقل نہیں کرتے ہو؟'' اور اللہ عزوجل نے آپ کی حیات مبارکہ کی قسم کھائی ہے' فرمایا: ﴿لَعَمۡرُكَ إِنَّهُمۡ لَفِي سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُونَ﴾ (الحجر:۷۲) ''تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے۔'' یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن معناً صحیح ہے جیسا کہ شیخ البانی ؒ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٨) - باب الْهَدْيِ فِي الْكَلَامِ (التحفة ٢١)

باب:۱۸- رسول اللہ ﷺ کا اسلوب گفتگو

٤٨٣٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ: حدَّثني مُحَمَّدٌ يَعْني ابنَ سَلَمَةَ عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن يَعْقُوبَ بنِ عُتْبَةَ، عن عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيزِ، عن يُوسُفَ ابنِ عَبْدِ الله بنِ سَلَامٍ، عن أَبِيهِ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

۴۸۳۷- جناب یوسف ؒ اپنے والد حضرت عبداللہ بن سلام ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے تو آپ کی نظر اکثر آسمان کی طرف ہوتی تھی۔

٤٨٣٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، التجارات، باب الشركة والمضاربة، ح: ٢٢٨٧ من حديث سفيان الثوري به * قائد السائب لم أجد له ترجمةً، وفي السند اضطراب كما في تقريب التهذيب وغيره.

٤٨٣٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الباغندي في مسند عمر بن عبدالعزيز، ح: ٣ من حديث محمد بن سلمة به، * محمد بن إسحاق عنعن هاهنا، وصرح بالسماع في رواية سفيان بن وكيع، وهو ضعيف.

٤٨٣٨ - حدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بِشْرٍ عن مِسْعَرٍ قالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا في المَسْجِدِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله يَقُولُ: كَانَ في كَلَامِ رَسُولِ الله ﷺ تَرْتِيلٌ أَوْ: تَرْسِيلٌ.

۴۸۳۸- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں انتہائی ٹھہراؤ ہوتا تھا۔

٤٨٣٩ - حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن أُسَامَةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ كَلَامُ رَسُولِ الله ﷺ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ.

۴۸۳۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو اس قدر واضح ہوا کرتی تھی کہ ہر سننے والا اسے سمجھ لیتا تھا۔

فائدہ: جلدی اور تیز تیز گفتگو کرنا باوقار لوگوں کے ہاں ہمیشہ معیوب سمجھا گیا ہے۔ اور از حد تیز بولنے والا خطیب بھی کامیاب خطیب نہیں سمجھا جاتا۔

٤٨٤٠ - حَدَّثنا أَبو تَوْبَةَ قالَ: زَعَمَ الْوَلِيدُ عن الأَوْزَاعِيِّ عن قُرَّةَ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أبي سَلَمَةَ، عن أَبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ كَلَامٍ لا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللهِ فَهُوَ أَجْذَمُ».

۴۸۴۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر گفتگو جس کی ابتدا اللہ کی حمد و ثنا سے نہ ہو وہ بے برکت ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ يُونُسُ وَعُقَيْلٌ وَشُعَيْبٌ وَسَعِيدُ بنُ عَبْدِ العَزِيزِ عن الزُّهْرِيِّ، عن النَّبيِّ ﷺ مُرْسَلًا.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس روایت کو یونس، عُقیل، شعیب اور سعید بن عبدالعزیز نے بواسطہ زہری نبی ﷺ سے مرسل روایت کیا ہے۔

٤٨٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٣/ ٢٠٧ من حديث أبي داود به، * شيخ مجهول.

٤٨٣٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٦٥٤، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٩/ ١٥ * سفيان الثوري تابعه حميد بن الأسود، تقدم طرفه الصحيح، ح: ٣٦٣٤.

٤٨٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، النكاح، باب خطبة النكاح، ح: ١٨٩٤ من حديث الأوزاعي به * الزهري عنعن، وقرة متكلم فيه، خالفه الجبال الثقات، وروايتهم هي الراجحة.

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔تاہم اس کے بعد آنے والی صحیح روایت سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اس سے مراد عام گفتگو نہیں بلکہ اہم گفتگو اور خطبہ وتقریر وغیرہ ہے لہٰذا خطبے کی ابتدا میں حمد وثنا کرنا تاکیدی امر ہے۔

(المعجم ١٩) - بَابٌ: فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ٢٢)

باب:۱۹-خطبہ دینے کا بیان

٤٨٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنا عَاصِمُ بنُ كُلَيْبٍ عن أبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كالْيَدِ الْجَذْمَاءِ».

۴۸۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ خطبہ جس میں تشہد (اللہ کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا ذکر) نہ ہو ایسے ہے جیسے جذام زدہ (ناقص اور عیب دار) ہاتھ۔“

فائدہ: اہم خطبہ تقریر اور درس کی ابتدا میں تشہد پڑھنا تاکیدی سنت ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابٌ: فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ (التحفة ٢٣)

باب:۲۰-ہر آدمی کے مقام ومرتبے کا خیال رکھنے کا بیان

٤٨٤٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ إسْمَاعِيلَ وابنُ أبي خَلَفٍ أنَّ يَحْيَى بنَ الْيَمَانِ أخْبَرَهُمْ عن سُفْيَانَ، عن حَبِيبِ بنِ أبي ثَابِتٍ، عن مَيْمُونِ بنِ أبي شَبِيبٍ: أنَّ عائِشَةَ مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً، وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فأقْعَدَتْهُ فأكَلَ، فَقِيلَ لَهَا فِي ذٰلِكَ، فقالَتْ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «أنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ».

۴۸۴۲- میمون بن ابوشبیب سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے ایک سائل گزرا۔ تو آپ نے اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ پھر ایک دوسرا آدمی گزرا جس نے (اچھے) کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کی حالت عمدہ تھی تو انہوں نے اس کو بٹھلا کر کھلایا۔ ان سے اس فرق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھو۔“

٤٨٤١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، النكاح، باب ماجاء في خطبة النكاح، ح: ١١٠٦ من حديث عاصم بن كليب به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩٤، وح: ٥٧٩.

٤٨٤٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الآداب، ح: ٣٢٢ من حديث أبي داود به، * حبيب بن أبي ثابت عنعن، وأشار مسلم إلى ضعف الحديث في أول المقدمة من صحيحه، ص: ٧.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ يَحْيَى مُخْتَصَرٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ کی حدیث مختصر ہے

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میمون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم معنی صحیح ہے۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے مقام و مرتبے کی رعایت سے معاملہ کرنا چاہیے۔

٤٨٤٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمْرَانَ: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عن زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عن أَبِي كِنَانَةَ، عن أَبِي موسَى الأَشْعَرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ».

۴۸۴۳ - حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بوڑھے مسلمان اور صاحب قرآن کی عزت کرنا جو اس میں غلو اور تقصیر سے بچتا ہو اور (اسی طرح) حاکم عادل کی عزت کرنا' اللہ عزوجل کی عزت کرنے کا حصہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس شخص کی جوانی اسلام پر گزری ہو اور اب بڑھاپا آ گیا ہو تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مکرم اور باعزت ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں انہیں وقار دیا جانا لازمی ہے۔ ② صاحب قرآن' یعنی حافظ' قاری' مدرس' مفسر اور داعی اسلام جو فی الواقع شرعی حدود کے پابند ہوں' تجاوز کریں نہ تقصیر کریں' ان کا احترام بھی لازمی ہے۔ ③ حدود اللہ نافذ کرنے والے منصف حاکم کا بھی یہی حق ہے کہ اس کا اعزاز و اکرام کیا جائے۔ ان حضرات کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ عزوجل نے ان کے اعزاز و اکرام کو اپنے اعزاز کا حصہ قرار دیا ہے۔ اور یہ بیان بطور تمثیل و مبالغہ کے ہے۔ ④ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے۔ دیکھیے: (صحيح الجامع' حديث: ٢١٩٥)

(المعجم ٢١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا (التحفة ٢٤)

باب: ۲۱ - بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

٤٨٤٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦٣ من حديث أبي داود به، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٣٥٥، وابن حجر في التلخيص الحبير: ٢/ ١١٨ * أبوكنانة مجهول ومع ذلك حسنه النووي، وهذا شيء عجيب.

٤٨٤٤ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا عَامِرٌ الأَحْوَلُ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ قال ابنُ عَبْدَةَ: عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لا يُجْلَسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا».

۴۸۴۴- جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کے درمیان گھس کر مت بیٹھا جائے سوائے اس کے کہ وہ اجازت دے دیں۔''

٤٨٤٥ - حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ المَهْرِيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني أُسَامَةُ بنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عن عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «لا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا».

۴۸۴۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کیلئے حلال نہیں کہ دو آدمیوں کو جدا جدا کر دے (جو مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان میں گھس بیٹھے) اِلّا یہ کہ ان دونوں کی اجازت ہو۔''

فائدہ: دو مسلمانوں کے درمیان جو پہلے سے اکٹھے بیٹھے ہوئے ہوں' زور سے گھس بیٹھنا اور ان کے درمیان تفریق کر دینا جائز نہیں ہے۔ دو بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈال دینا' تو اور بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔

(المعجم ٢٢) - بَابٌ: فِي جُلُوسِ الرَّجُلِ (التحفة ٢٥)

باب:۲۲- آدمی کے بیٹھنے کی بابت احکام ومسائل

٤٨٤٦ - حَدَّثَنا سَلَمةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ إِبْرَاهِيمَ: حدَّثني إِسْحَاقُ ابنُ مُحَمَّدٍ الأَنْصَارِيُّ عن رُبَيْحِ بنِ عَبْدِ

۴۸۴۶- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو اپنے گھٹنوں کو سینے سے ملا کر اپنے ہاتھ ان کے گرد لپیٹ لیا کرتے تھے۔

٤٨٤٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب/الاستئذان، باب ماجاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٢٧٥٢ من حديث عامر الأحول به، وانظر الحديث الآتي.

٤٨٤٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية الجلوس بين الرجلين بغير إذنهما، ح: ٢٧٥٢ من حديث أسامة بن زيد به، وقال: "حسن صحيح".

٤٨٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ١٢٨ عن سلمة بن شبيب به، وحديث البخاري، ح: ٦٢٧٢ يغني عنه.

الرَّحْمَنِ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ إذَا جَلَسَ احْتَبَى بِيَدِهِ.

قَالَ أبو دَاوُدَ: عَبْدُ الله بنُ إبْرَاهِيمَ شَيْخٌ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند میں مذکور عبداللہ بن ابراہیم شیخ منکر الحدیث ہے۔

٤٨٤٧- حَدَّثنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ وَمُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ، قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ حَسَّانَ العَنْبَرِيُّ، قال: حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ، - قالَ مُوسَى: بِنْتِ حَرْمَلَةَ - وكانَتَا رَبِيبَتَي قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وكانَتْ جَدَّةَ أَبِيهِمَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا: أَنَّهَا رَأَتِ النَّبيَّ ﷺ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ الْمُخْتَشِعَ - وقال مُوسَى: الْمُتَخَشِّعَ - في الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

۴۸۴۷- حضرت قَیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ "قُرفُصاء" کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے (کہ ان کے گھٹنے سینے سے ملے ہوئے اور ہاتھ ان کے گرد لپٹے ہوئے تھے) میں نے جب رسول اللہ ﷺ کو خشوع اور انکسار کی اس کیفیت میں دیکھا تو خوف سے لرز اٹھی۔

فوائد ومسائل: ① "احتباء اور قرفصاء" یہاں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے' یہ بیٹھنے کا ایک انداز ہے جس کی وضاحت ترجمے میں موجود ہے' آدمی اس طرح سے کبھی مجلس میں بھی بیٹھ جاتا ہے۔ اس میں تواضع' انکسار اور خشوع کا اظہار ہوتا ہے' مگر خطبۂ جمعہ میں اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔ دیکھیے: (سنن ابی داود' الصلاۃ' حدیث:۱۱۱۰) ② حضرت قَیلہ رضی اللہ عنہا کا لرزہ براندام ہونا اس تأثر کی وجہ سے تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم ہستی کا ظاہری بیٹھنا اس قدر خشوع اور انکسار کا مظہر ہے تو باطنی طور پر آپ ﷺ کی کیا کیفیت ہوگی اور ہم عام لوگ کس قدر بے پروا ہیں۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود تواضع اور خشوع کے انتہائی بارعب اور ہیبت ودبدبہ والے تھے۔ اور یہ سب للّٰہیت اور خشیت کا نتیجہ تھا۔ ④ ہر صاحب ایمان کو اپنی نشست وبرخاست میں تواضع کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اس سے وقار میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہی ہوتا ہے۔ ⑤ مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں' لیکن دیگر شواہد کی بنا پر صحیح یا حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ خود ہمارے فاضل محقق نے ۴۸۴۶ نمبر حدیث کی

٤٨٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٣٠٧٠.

تحقیق میں صحیح بخاری کا حوالہ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ وہ "يغني عنه" یعنی بخاری کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے پہلی روایت کو صحیح اور دوسری کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' حدیث: ۸۲۷ و الترمذی' حدیث ۲۹۷۹)

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي الْجِلْسَةِ الْمَكْرُوهَةِ** (التحفة ٢٦)

باب:...... بیٹھنے کا ایک ناپسندیدہ اور مکروہ انداز

٤٨٤٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ بَحْرٍ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ عن إبْرَاهِيمَ بنِ مَيْسَرَةَ، عن عَمْرِو بنِ الشَّرِيدِ، عن أَبِيهِ الشَّرِيدِ بنِ سُوَيْدٍ قالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا جَالِسٌ هٰكذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي واتَّكَأْتُ عَلٰى أَلْيَةِ يَدِي، فقَالَ: «أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ».

۴۸۴۸- حضرت شرید بن سوید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں اپنا بایاں ہاتھ کمر کے پیچھے کرکے انگوٹھے کی جگہ پر دباؤ ڈال کر بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا: "کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر اللہ کا غضب ہوا ہے۔"

فائدہ: کمر کے پیچھے زمین پر ہاتھ کی ٹیک لگا کر بیٹھنا مکروہ ہے۔ اس روایت کو بعض نے صحیح کہا ہے' دیکھیے: (حجاب المرأة للالبانی' ۱۰۰/۲)

(المعجم ٢٣) - **بَابٌ: فِي السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ** (التحفة ٢٧)

باب:۲۳- عشاء کے بعد بے مقصد باتوں میں مشغول رہنے کا بیان

٤٨٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن عَوْفٍ قال: حدَّثني أَبُو المِنْهَالِ عن أَبِي بَرْزَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَنْهَى عن النَّوْمِ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا.

۴۸۴۹- حضرت ابو برزہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ منع فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کی نماز سے پہلے سویا جائے یا اس کے بعد باتوں میں مشغول رہا جائے۔

فائدہ: عشاء کی نماز سے پہلے سوجانے سے اندیشہ ہے کہ عشاء کی نماز یا جماعت فوت ہوجائے' اور ایسے ہی عشاء

٤٨٤٨ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٨٨ عن علي بن بحر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٥٦، والحاكم: ٤/ ٢٦٩، ووافقه الذهبي * ابن جريج عنعن هاهنا، ولم يصرح بالسماع في السند المتصل، والله أعلم.

٤٨٤٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، مواقيت الصلوة، باب ما يكره من السمر بعد العشاء، ح: ٥٩٩ عن مسدد به.

کی نماز کے بعد بے مقصد باتوں میں مشغول رہنے سے فجر کی نماز یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی اہم مقصد ہو تو مشغول ہونا جائز ہے۔ جیسے کہ طلباء کا رات گئے تک مطالعہ و مذاکرہ کرنا یا دیگر اہم ذمہ داریوں کی ادائیگی کی غرض سے جاگنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ فجر کی جماعت ضائع نہ ہو۔

(المعجم ٢٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ مُتَرَبِّعًا** (التحفة ٢٨)

باب:۲۶- آدمی کا آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کا بیان

٤٨٥٠ - **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ الْحَفْرِيُّ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن جَابِرِ ابنِ سَمُرَةَ قالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ في مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ.

۴۸۵۰- سیدنا جابر بن سمرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب فجر کی نماز پڑھا لیتے تو اپنی جگہ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھے رہتے' حتی کہ سورج خوب چڑھ آتا۔

فوائد و مسائل: ① عام حالت میں آلتی پالتی کی کیفیت میں بیٹھنا جائز ہے' حتی کہ مریض اس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر کھانے کے لیے بعض علماء نے اس طرح بیٹھنے کو مکروہ جانا ہے اور اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا' ٹیک لگانے کے ضمن میں آسکتا ہے اور ٹیک لگا کر کھانا ممنوع ہے۔ ② مستحب ہے کہ انسان نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھے اور ذکر و تسبیح اور قراءت قرآن وغیرہ میں مشغول رہے۔

(المعجم ٢٤) - **بَابٌ: فِي التَّنَاجِي** (التحفة ٢٩)

باب:۲۴- سرگوشیاں کرنے کا بیان

٤٨٥١ - **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ؛ ح: وحدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عن شَقِيقٍ يَعني ابنَ سَلَمَةَ، عن

۴۸۵۱- سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں' اس سے وہ رنجیدہ ہوگا۔''

٤٨٥٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد، ح: ٦٧٠ من حديث سفيان الثوري به.

٤٨٥١ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه، ح: ٢١٨٤/ ٣٨ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَنْتَجِي اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فإنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ».

٤٨٥٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأعمَشُ عن أبي صَالِحٍ، عن ابنِ عُمَرَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ مِثْلَهُ.

۴۸۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مذکورہ بالا کی مانند بیان کیا۔

قالَ أَبُو صَالِحٍ: فَقُلْتُ لابنِ عُمَرَ: فأَرْبَعَةٌ؟ قالَ: لا يَضُرُّكَ.

ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا' اگر چار افراد ہوں تو؟ کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: چار آدمیوں میں دو دو آدمی آپس میں کوئی خاص بات کریں تو یہ کیفیت گوارا ہو سکتی ہے۔ مگر تین میں دو کا تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی کرنا یا کسی ایسی زبان میں بات کرنا جو اس کی سمجھ میں نہ آتی ہو اس کے لیے از حد کلفت کا باعث ہوگی اور یہ صورت اس تیسرے کی عزت و کرامت کے خلاف بھی ہے۔

(المعجم ٢٥) - بَابٌ: إذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ (التحفة ٣٠)

باب:۲۵- جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا ہو اور پھر واپس آ جائے

٤٨٥٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ قالَ: كُنتُ عِنْدَ أَبِي جَالِسًا وَعِنْدَهُ غُلَامٌ، فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ فَحَدَّثَ أَبِي عن أبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

۴۸۵۳- جناب سہیل بن ابی صالح کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا تھا' ان کے پاس ایک غلام بھی تھا۔ تو وہ اٹھ کر گیا اور پھر واپس آ گیا تو میرے والد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے اور پھر واپس لوٹ آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے۔''

فائدہ: یہ حکم ان علمی اور خاص حلقات کا معلوم ہوتا ہے جہاں لوگ اہتمام سے باقاعدہ بیٹھتے ہوں۔ عام اجتماعات

٤٨٥٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/١٨ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٦٩.

٤٨٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: إذا قام من مجلسه ثم عاد، فهو أحق به، ح: ٢١٧٩ من حديث سهيل ابن أبي صالح به.

میں اگر کوئی جا کر واپس آنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی جگہ پر اپنی کوئی علامت چھوڑ جائے۔ جیسے کہ درج ذیل روایت میں آ رہا ہے۔

٤٨٥٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عن تَمَّام بنِ نَجِيحٍ، عن كَعْبِ الإِيَادِيِّ قال: كُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ الرُّجُوعَ نَزَعَ نَعْلَيْهِ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ، فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ.

۴۸۵۴- جناب کعب ایادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔ تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (کسی جگہ) تشریف فرما ہوتے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ جاتے، تو اگر آپ اٹھ کر جاتے اور واپس آنے کا ارادہ رکھتے تو اپنا جوتا یا جو کچھ آپ پر (کپڑا وغیرہ) ہوتا، وہاں چھوڑ جاتے، اس سے صحابۂ کرام آپ کے واپس آنے کے متعلق جان جاتے اور بیٹھے رہتے۔

(المعجم . . .) - باب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلَا يَذْكُرُ اللهَ (التحفة ٣١)

باب: مجلس میں اللہ کا ذکر کیے بغیر اٹھ جانے کی کراہت کا بیان

٤٨٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلِ ابنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ! وكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً».

۴۸۵۵- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ کسی مجلس سے اٹھیں اور انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو، تو وہ ایسے ہیں گویا کسی مردار گدھے پر سے اٹھے ہوں اور (آخرت میں) یہ مجلس ان کے لیے حسرت کا باعث ہوگی۔“ (تمنا کریں گے کاش کہ ہم نے اس میں اللہ کا ذکر کر لیا ہوتا۔)

٤٨٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۴۸۵۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں،

٤٨٥٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٥١ (على تصحيف في المطبوع) من حديث أبي داود به * تمام بن نجيح ضعيف، وكعب الإيادي فيه لين (تقريب).

٤٨٥٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٨٩، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٤١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٠٨ من حديث سهيل به، وصححه الحاكم علٰى شرط مسلم: ١/ ٤٩٢، ووافقه الذهبي.

٤٨٥٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٣٧ و١٠٦٥٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٠٤ و٨١٨ عن قتيبة به، ورواه الحميدي، ح: ١١٥٨، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨١٩ * ابن عجلان ◄◄

اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجِعًا لا يَذْكُرُ اللهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللهِ تِرَةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی جگہ یا مجلس میں بیٹھا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔ اور جو کوئی کسی جگہ لیٹا ہو اور اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو یہ اس کے لیے اللہ کی طرف سے بہت نقصان کا باعث ہوگی۔''

فائدہ: مومنین مخلصین کا خاص وصف یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (آل عمران: ١٩١) ''جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں وزمین کی خلقت میں تفکر وتدبر کرتے رہتے ہیں۔'' اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ بندہ اپنے لازمی واجبات سے پہلو تہی کرکے بس تسبیح لیے بیٹھا رہے بلکہ سنت نبوی کے مطابق موقع بموقع مسنون دعائیں پڑھتے رہنا ہی ''ذکر کثیر'' ہے۔

(المعجم ٢٧) - بَابٌ: فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ (التحفة ٣٢)

باب: ۲۷- کفارۂ مجلس کی دعا

٤٨٥٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو أَنَّ سَعِيدَ ابنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ سَعِيدَ بنَ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرِو ابنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قال: كَلِمَاتٌ لا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ أَحَدٌ فِي مَجْلِسِهِ عِنْدَ قِيَامِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا كُفِّرَ بِهِنَّ عَنْهُ، وَلا يَقُولُهُنَّ فِي مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ إِلَّا خُتِمَ لَهُ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيفَةِ:

۴۸۵۷- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا: چند کلمات ہیں جو کوئی انہیں اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین بار پڑھ لے تو یہ اس کے لیے کفارہ بن جائیں گے' اور جو کوئی انہیں اپنی اس مجلس کے دوران میں پڑھ لے' وہ مجلس خیر کی ہو یا ذکر کی تو یہ اس کے لیے ایسے ہوں گے جیسے کسی تحریر کو مہر بند کر دیا گیا ہو (اس کے لیے اس کا اجر اور گناہوں کا کفارہ ہونا محفوظ ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں:) [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ' لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ''اے اللہ!

◀◀ تابعه عبدالرحمٰن بن إسحاق المدني عند الحاكم: ١/ ٤٩٢.

٤٨٥٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] * سعيد بن أبي هلال لم يثبت أنه اختلط، ونقل الساجي عن أحمد لا يصح لانقطاعه.

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ.

تو اپنی تعریفوں سمیت پاک ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور میں تیری ہی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔"

فائدہ: اس روایت میں مذکورہ دعا کو "تین بار" پڑھنے کی شرط صحیح نہیں ہے (علامہ البانی رحمہ اللہ) بلکہ ایک ہی بار پڑھنے سے مذکورہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

٤٨٥٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا ابْنُ وَهْبٍ قالَ: قالَ عَمْرٌو: وَحدَّثني بِنَحوِ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبي عَمْرٍو عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ ذٰلِكَ.

۴۸۵۸- عبدالرحمٰن بن ابو عمرو نے بواسطہ مقبری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔

٤٨٥٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ وَعُثْمانُ بْنُ أَبي شَيْبَةَ، المَعْنَى، أَنَّ عَبْدَةَ بنَ سُلَيْمانَ أَخْبَرَهُمْ عن الْحَجَّاجِ بنِ دِينَارٍ، عن أَبي هَاشِمٍ، عن أَبي الْعَالِيَةِ، عن أَبي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ المَجْلِسِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ». فقالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى؟. قال: «كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ في المَجْلِسِ».

۴۸۵۹- حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے آخری ایام میں جب کسی مجلس سے اٹھتے تو یہ کلمات کہتے تھے: [سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ایک آدمی نے آپ سے پوچھ لیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: "یہ اس چیز کے کفارے کے لیے ہے جو مجلس میں ہو جاتی ہے۔"

٤٨٥٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٥٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٥٩، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤٢٦، والدارمي، ح: ٢٦٦١ من حديث حجاج بن دينار به، وللحديث طرق كثيرة * أبوهاشم هو يحيى ابن دينار الرماني.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ تو بے مقصد گفتگو سے مبرا تھے' آپ کا یہ عمل امت کے لیے تعلیم تھا' لہٰذا ہر مسلمان کو اس مبارک ورد کا عامل ہونا چاہیے۔ نیز اپنی مجالس کو لغویات سے پاک رکھنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ان میں غیبت' تہمت' جھوٹ' قیل وقال اور قہقہے نہ ہوں۔ اور یہ سمجھ کر کہ میں آخر میں دعائے کفارۂ مجلس پڑھ لوں گا جو جی چاہے کہتا اور کرتا رہے ناجائز ہے' نہ معلوم دعا کا موقع ملے نہ ملے اور پھر قبول ہو یا نہ۔

(المعجم ٢٨) - **بَابٌ**: فِي رَفْعِ الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْلِسِ (التحفة ٣٣)

باب:۲۸- شکایتیں کرنا بہت برا عمل ہے

٤٨٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عن إِسْرَائِيلَ، عن الْوَلِيدِ - وَنَسَبَهُ لَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، عن حُسَيْنِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن إِسْرَائِيلَ فِي هٰذَا الحدِيثِ قال: الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ - عن زَيْدِ بنِ زَائِدٍ، عن عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فإنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُم وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ».

۴۸۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کی بابت کوئی بات نہ پہنچائے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں' تو میرا سینہ صاف ہو (کسی کے متعلق میرے دل میں کدورت نہ ہو۔'')

فائدہ: انسان کو جب کسی اپنے پرائے کی کوئی غلط بات پہنچتی ہے تو وہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ زبان یا عمل سے' خواہ اس کا اظہار نہ بھی کرے مگر دل میں ضرور اس کا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے بلاوجہِ معقول کسی کی غلط بات دوسرے کے سامنے نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں اگر شرعی ضرورت ہو۔ مثلاً کسی واسطے سے اس کی نصیحت اور اصلاح مقصود ہو یا کسی کو متنبہ رکھنا مطلوب ہو تو جائز ہے۔ یا وہ ازحد فاسق فاجر اور ظالم ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوٓءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (النساء:۱۴۸) ''برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے۔'' علمائے اخلاق لکھتے ہیں کہ جو آدمی آپ کے سامنے دوسروں پر تبصرے کرتا اور ان کی باتیں نقل کرتا ہے غالب گمان ہے کہ وہ آپ کے متعلق بھی دوسروں کے ہاں باتیں کرتا ہو گا' اس لیے ایسے آدمی کی اس عادت کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔

٤٨٦٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح: ٣٨٩٦ عن محمد ابن يحيى الذهلي به، وقال: "غريب" * الوليد بن أبي هشام مستور، وزيد بن زائد لم يوثقه غير ابن حبان.

(المعجم ٢٩) - **بَابٌ: فِي الْحَذَرِ مِنَ النَّاسِ** (التحفة ٣٤)

٤٨٦١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بنِ سَيَّارٍ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قال: حَدَّثَنِيهِ ابنُ إِسْحَاقَ عن عِيسَى بنِ مَعْمَرٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرِو بنِ الْفَغْوَاءِ الْخُزَاعِيِّ، عن أبِيهِ قالَ: دَعَانِي رَسُولُ الله ﷺ - وَقَدْ أرَادَ أنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إلٰى أبِي سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ في قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ - فقَال: اَلْتَمِسْ صَاحِبًا، قالَ: فَجَاءَنِي عَمْرُو بنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ فقَال: بَلَغَنِي أنَّكَ تُرِيدُ الْخُرُوجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا، قال: قُلْتُ: أجَلْ، قال: فَأَنا لَكَ صاحِبٌ قال: فَجِئْتُ رَسُولَ الله ﷺ قُلْتُ: قَدْ وَجَدْتُ صَاحِبًا، قالَ: فقَالَ: «مَنْ؟» قُلْتُ: عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ، قال: إذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فاحْذَرْهُ فإنَّهُ قدْ قالَ الْقَائِلُ: «أَخُوكَ البِكْرِيُّ فَلا تَأْمَنْهُ». فَخَرَجْنَا حَتَّى إذَا كُنْتُ بالأَبْوَاءِ قال: إنِّي أُرِيدُ حَاجَةً إلٰى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلْبَثُ لِي؟ قُلْتُ: رَاشِدًا، فَلَمَّا وَلّٰى ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَدَدْتُ عَلٰى بَعِيرِي حَتَّى خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتَّى إذَا كُنْتُ بالأَصَافِرِ إذَا هُوَ

باب:۲۹-لوگوں سے ہوشیار رہنے کا بیان

(ہر کوئی قابل بھروسا نہیں ہوتا)

۴۸۶۱-جناب عبداللہ بن عمرو بن فغواء خزاعی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا...... جب کہ آپ ﷺ مجھے کچھ مال دے کر مکہ میں حضرت ابوسفیان ؓ کے ہاں بھیجنا چاہ رہے تھے جو وہ اہل قریش میں تقسیم کر دیتا اور یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے...... آپ نے مجھے فرمایا: ”کوئی رفیق سفر ڈھونڈ لو۔“ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آیا اور کہا سنا ہے کہ تم مکے جانا چاہتے ہو اور رفیق سفر کی تلاش میں ہو۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے رفیق سفر ڈھونڈ لیا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”کون؟“ میں نے بتایا کہ عمرو بن امیہ ضمری۔ آپ نے فرمایا: ”جب تم اس کی قوم کے علاقے میں اترو تو ہوشیار رہنا۔“ کہنے والے نے کہا ہے کہ بکری (با کے زیر کے ساتھ) تیرا بھائی ہے مگر اس پر اعتماد نہ کرنا۔ چنانچہ ہم نکل پڑے۔ حتیٰ کہ جب میں ابواء مقام پر پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے ایک کام ہے میں وَدّان جا رہا ہوں تم یہاں رک کر میرا انتظار کرنا۔ میں نے کہا: خیر سلامتی سے جاؤ۔ جب وہ روانہ ہوا تو مجھے نبی ﷺ کا فرمان یاد آیا تو میں اپنے اونٹ پر سوار ہو لیا اور اسے بھگاتا ہوا اصافر تک جا پہنچا۔ تو اچانک

٤٨٦١ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٩ من حديث نوح بن يزيد به، * عبدالله بن عمرو بن الفغواء مستور (تقريب).

يُعَارِضُنِي في رَهْطٍ، قال: وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ، فلمَّا رَأى أنْ قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوا وَجاءَنِي فقَالَ: كانَتْ لِي إلى قَوْمِي حاجةٌ، قال: قُلْتُ: أجَلْ، وَمَضَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إلَى أبِي سُفْيَانَ.

دیکھتا ہوں کہ امیہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ میرے آڑے آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنا اونٹ اور تیز بھگایا حتی کہ ان سے آگے نکل گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں ان کے ہاتھوں سے نکل گیا ہوں تو وہ واپس ہو گئے۔ پھر وہ (اکیلا) میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اپنی قوم کے ہاں ایک کام تھا۔ میں نے کہا: ہوگا۔ حتی کہ ہم مکہ آ گئے اور میں نے وہ مال حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس میں بیان کردہ کئی باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ مثلاً سفر میں ساتھی ضرور ہونا چاہیے۔ اکیلے سفر کرنا خطرات سے خالی نہیں۔ ② مخلص ساتھی کے سوا ہر کسی کو اپنا راز دینا اور اس پر کلی بھروسا کر لینا بھی روا نہیں۔ ③ صدقات اور بیت المال سے نئے مسلمانوں کی تالیف قلب ہوتی رہنی چاہیے تاکہ وہ اسلام میں راسخ ہو جائیں۔ ④ مصلحت کے پیش نظر ایک شہر کے صدقات دوسرے شہروں میں منتقل کرنا جائز ہے۔

٤٨٦٢ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا لَيْثٌ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ ابنِ المُسَيَّبِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ قال: «لا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ».

۴۸۶۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔''

فائدہ: آزمائے ہوئے کو آزمانا بہت بڑی غلطی ہوتی ہے۔

(المعجم ٣٠) - بَابٌ: فِي هَدْيِ الرَّجُلِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۰- پیدل آدمی کی چال کا بیان

٤٨٦٣ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخْبَرَنا

۴۸۶۳- سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

٤٨٦٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٦١٣٣، ومسلم، الزهد، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٢٩٩٨ عن قتيبة به.

٤٨٦٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أبوالشيخ في أخلاق النبي ﷺ، ص: ٩٣ من حديث وهب بن بقية به، ورواه الترمذي، ح: ١٧٥٤ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عند الحاكم: ٤/ ٢٨٠، ٢٨١، وصححه◀◀

خَالِدٌ عن حُمَيدٍ، عن أَنَسٍ قال: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ.

جب چلتے تو ایسے لگتا جیسے آگے کو جھکے جاتے ہوں۔

فائدہ: یعنی متواضعانہ انداز سے چلتے، بخلاف متکبر لوگوں کی چال کے، کہ وہ سینہ نکال کر اکڑ کر چلتے ہیں۔

٤٨٦٤ - حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذِ بنِ خُلَيْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عن أَبي الطُّفَيْلِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: كَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قال: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا، إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَهْوِي في صَبُوبٍ.

۴۸۶۴- حضرت ابو طفیل (عامر بن واثلہ) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ سعید جریری نے ان سے پوچھا کہ آپ نے ان کو کیونکر دیکھا؟ انہوں نے کہا: آپ سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت تھے اور جب چلتے تھے تو لگتا تھا کہ اوپر سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔

فائدہ: طاقت ور، صحت منداور چاق چوبند آدمیوں کی چال بالعموم ایسے ہی ہوا کرتی ہے۔ تواضع کے نام سے ایسی ڈھیلی ڈھیلی چال چلنا گویا کوئی مریض جا رہا ہو، ممدوح (پسندیدہ) نہیں ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى (التحفة ٣٦)

باب:۳۱- لیٹے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ رکھ لینے کا بیان

٤٨٦٥ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ؛ ح: وحَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَبي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَضَعَ - وقَالَ قُتَيْبَةُ: يَرْفَعَ - الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى. زَادَ قُتَيْبَةُ: وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ.

۴۸۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنی ٹانگ پر ٹانگ رکھے۔ قتیبہ کی روایت میں اضافہ ہے کہ جب وہ چت لیٹا ہوا ہو۔

◀ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.

٤٨٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب: كان النبي ﷺ أبيض، مليح الوجه، ح: ٢٣٤٠ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به.

٤٨٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب: في النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء في ثوب واحد . . . الخ، ح: ٢٠٩٩/ ٧٢ من حديث قتيبة به.

فائدہ: کیونکہ اس میں بے پردگی کا اندیشہ ہوتا ہے اور مجلس میں دوسروں کے سامنے ایسا عمل ویسے ہی برا لگتا ہے۔ تاہم اس کا جواز بھی ہے' بالخصوص جب بے پردگی کا اندیشہ نہ ہو جیسے کہ درج ذیل روایات میں آ رہا ہے۔

٤٨٦٦- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مَالِكٌ؛ ح: وحَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَبَّادِ بنِ تَمِيمٍ، عن عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ الله ﷺ مُسْتَلْقِيًا، قال الْقَعْنَبِيُّ: فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الأُخْرَى.

۴۸۶۶- جناب عباد بن تمیم اپنے چچا (عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ چت لیٹے ہوئے تھے۔ قعنبی نے کہا: مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ اپنی ایک ٹانگ دوسری پر رکھے ہوئے تھے۔

٤٨٦٧- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمانَ بنَ عَفَّانَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

۴۸۶۷- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایسے کر لیا کرتے تھے (لیٹنے کی حالت میں اپنی ایک ٹانگ پر دوسری رکھ لیا کرتے تھے۔)

(المعجم ٣٢) - بَابٌ: فِي نَقْلِ الْحَدِيثِ (التحفة ٣٧)

باب: ۳۲- بات اڑا دینا (بہت برا ہے)

٤٨٦٨- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ آدَمَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَطَاءٍ، عن عَبْدِ الْمَلِكِ ابنِ جَابِرِ بنِ عَتِيكٍ، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا حَدَّثَ

۴۸۶۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی تم سے بات کرتے ہوئے اِدھر اُدھر سے چوکنا ہو رہا ہو (کہ کہیں کوئی سنتا تو نہیں) تو یہ بات امانت ہے۔"

٤٨٦٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، ح: ٤٧٥ عن القعنبي به، ومسلم، اللباس والزينة، باب: في إباحة الاستلقاء ووضع إحدى الرجلين على الأخرى، ح: ٢١٠٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ١٧٢.

٤٨٦٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، الصلوة، باب الاستلقاء في المسجد ومد الرجل، ح: ٤٧٥ عن القعنبي به، وهو في الموطأ: ١/ ١٧٢.

٤٨٦٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المجالس بالأمانة، ح: ١٩٥٩ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وقال: "حسن"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٠٢.

الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمانَةٌ».

فائدہ: مسلمان کو راز حد دانا ہونا چاہیے۔ جب آپ کا بھائی آپ سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہو تو یہ اشارہ ہوتا ہے کہ یہ خاص بات ہے جس کی آپ نے حفاظت کرنی ہے اور یہ امانت ہے' اسے آگے نقل نہیں ہونا چاہیے۔

٤٨٦٩- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ قال: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الله بنِ نَافِعٍ قالَ: أَخبرني ابنُ أَبي ذِئْبٍ عن ابنِ أَخِي جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله، عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله رَضِيَ الله عَنْهُمَا قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «المَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ، أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ، أَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ».

۴۸۶۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجالس امانت کے ساتھ ہیں۔ سوائے تین مجلسوں کے جن میں ناحق خون بہانے' یا ناحق فحش کاری' یا ناحق مال مارنے کی بات ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ مگر حکمت واخلاق اور دوسرے دلائل کا تقاضا یہی ہے کہ مجلس مشاورت میں ہونے والی گفتگو راز اور امانت ہوتی ہے۔ اس کی حفاظت کرنا اصحاب مجلس پر لازم ہے اِلّا یہ کہ کسی کی جان و مال یا عزت لوٹنے کی بات ہو تو ایسے رازوں کو راز رکھنا حرام ہے۔

٤٨٧٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ وإِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن عُمَرَ - قالَ إِبْرَاهِيمُ: هُوَ عُمَرُ بنُ حَمْزَةَ بنِ عَبْدِ الله الْعُمَرِيُّ - عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سَعْدٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ:

۴۸۷۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک قیامت کے روز امانت میں یہ بات بہت بڑی خیانت شمار ہوگی کہ مرد اپنی بیوی کے اور بیوی اپنے شوہر کے قریب ہو اور پھر اس کے راز کو افشا کر دے۔''

٤٨٦٩_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٢ من حديث عبدالله بن نافع به * ابن أخي جابر مجهول، لم أجد له ترجمة.

٤٨٧٠_ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم إفشاء سر المرأة؛ ح: ١٤٣٧ عن أبي كريب محمد بن العلاء به، وهو حديث صحيح.

«إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الأَمَانَةِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا».

فائدہ: اللہ عزوجل نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس بنایا ہے تو ان کا آپس کے رازوں کو دوسروں کے سامنے افشا کر دینا بہت قبیح عمل ہے۔ سوائے اس کے کہ کسی شرعی ضرورت کے تحت قاضی وغیرہ کے سامنے کوئی بات کہنی پڑے۔

(المعجم ٣٣) - بَابٌ: فِي الْقَتَّاتِ (التحفة ٣٨)

باب:۳۳-چغل خور کا بیان

٤٨٧١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعْمَشِ، عن إِبْرَاهِيمَ، عن هَمَّامٍ، عن حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ».

۴۸۷۱-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''

فوائد و مسائل: ① لوگوں میں فساد ڈالنے کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں ادھر ادھر نقل کرنا بدترین خصلت ہے۔ لوگوں کے نزدیک بھی اور اللہ کے ہاں بھی۔ ② اس طرح کی احادیث عموماً ایسے ہی بیان کرنی چاہییں' تاہم نص قرآنی سے ثابت ہے کہ جنت صرف مشرک پر حرام ہے لیکن بطور سزا کے مسلمان بھی جہنم کا عذاب بھگتیں گے۔ اس لیے بعض اعمال کی بابت جو آتا ہے کہ اس کا مرتکب ''جنت میں نہیں جائے گا'' تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ سزا و عتاب کے بعد جنت میں جائے گا۔ ③ عربی زبان میں [قَتَّات] اور [نَمَّام] میں فرق یہ کیا جاتا ہے کہ [نَمَّام] مجلس میں حاضر رہ کر وہاں کی باتیں دوسروں کو جا بتاتا ہے۔ جبکہ [قَتَّات] چوری چھپے سن کر نقل کرتا ہے۔

(المعجم ٣٤) - بَابٌ: فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ (التحفة ٣٩)

باب:۳۴-دورُخے آدمی کا بیان

٤٨٧٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۴۸۷۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی

٤٨٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم النميمة، ح: ١٠٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف له: ٩/ ٩١، والبخاري، الأدب، باب ما يكره من النميمة، ح: ٦٠٥٦ من حديث إبراهيم النخعي به.

٤٨٧٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٥، والحميدي، ح: ١١٣٩ (بتحقيقي) عن سفيان بن ◄◄

عن أبي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ».

ﷺ نے فرمایا: ''بدترین ہے وہ آدمی جو دورُخا ہو کہ ان کے پاس جائے تو ایک منہ ہو' دوسروں کے پاس جائے تو دوسرا منہ۔''

٤٨٧٣ - حَدَّثَنا أبو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عن الرُّكَيْنِ بنِ الرَّبِيعِ، عن نُعَيْمِ بنِ حَنْظَلَةَ، عن عَمَّارٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ».

۴۸۷۳- حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دنیا میں دو منہ ہوئے (جو آدمی دورخا ہوا) قیامت کے روز اس کی دو زبانیں ہوں گی جو آگ کی ہوں گے۔''

فائدہ: ایسے لوگ اپنی سمجھ میں بڑے دانا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلحت کیش باور کراتے ہیں' جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ انتہائی بزدل اور اخلاقی پستی میں گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کو ''ابن الوقت اور منافق'' کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی ابتدا میں کفار کی مذمت میں صرف دو آیتیں (البقرة ٦'٧) ہیں مگر مصلحت کیش منافقین کی مذمت میں تیرہ آیتیں مذکور ہیں۔ دیکھیے: (البقرة: از آیت نمبر: ٨ تا ٢٠)

(المعجم ٣٥) - **بَابٌ: فِي الْغِيبَةِ** (التحفة ٤٠)

باب: ۳۵- غیبت کے احکام ومسائل

٤٨٧٤ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عن أَبِيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قِيلَ: يَارَسُولَ الله! مَا الْغِيبَةُ؟

۴۸۷۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! غیبت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' کہا گیا: جو'

◀◀ عيينة به، وصرح بالسماع، ورواه مسلم، ح: ٢٥٢٦ من حديث أبي الزناد به.

٤٨٧٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣١٠، والدارمي، ح: ٢٧٦٧ من حديث شريك القاضي به، وصرح بالسماع عند ابن أبي الدنيا في كتاب الصمت، ح: ٢٧٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٧٩، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٧٠، وللحديث شواهد.

٤٨٧٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الغيبة، ح: ٢٥٨٩ من حديث العلاء بن عبدالرحمن بن يعقوب به، ورواه الترمذي، ح: ١٩٣٤ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به.

قال: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ»، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قال: «فإِنْ كانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ».

بات میں کہہ رہا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں (فی الواقع) ہو؟ (تو بھی وہ غیبت ہوگی؟) آپ نے فرمایا: ''اگر اس میں وہ بات موجود ہو اور تم کہو' تب ہی تو غیبت ہے۔ اگر تم کوئی ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو' تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔''

٤٨٧٥ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ الأَقْمَرِ عن أَبي حُذَيْفَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - قال غَيْرُ مُسَدَّدٍ: تَعْنِي قَصِيرَةً - فقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ»، قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا، فقالَ: «مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنَّ لِي كَذَا وكَذَا».

۴۸۷۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہہ دیا: آپ کو حضرت صفیہ ؓ میں یہی کافی ہے کہ وہ ایسے ایسے ہے...... مسدد کے علاوہ دوسرے نے وضاحت کی کہ اس سے ان کی مراد حضرت صفیہ ؓ کا پستہ قد ہونا تھا...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو کڑوا ہو جائے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا: ''میں کسی کی نقل اتارنا پسند نہیں کرتا' خواہ مجھے اتنا اتنا مال بھی ملے۔''

فائدہ: کسی کی فطری خلقت پر عیب لگانا اور تمسخر اور ٹھٹھا کرنا حرام ہے۔ یہ گویا اللہ عزوجل پر عیب لگانا اور اپنی بڑائی کا اظہار ہے۔ جب فطری امور پر عیب لگانا حرام ہے تو اعمال پر تبصرہ بھی جائز نہیں' الا یہ کہ کوئی معصیت کا عمل ہو تاکہ عبرت ہو۔ اگر اس نے توبہ کر لی ہو تو ذکر کرنا بالاولی جائز نہیں۔ البتہ اعمال خیر کا ذکر جائز ہے۔

٤٨٧٦ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا أَبُو الْيَمَانِ: حَدَّثَنا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ أبي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنا نَوْفَلُ بنُ

۴۸۷۶- حضرت سعید بن زید ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا سود (سب سے بڑی زیادتی) یہ ہے کہ انسان ناحق کسی کی عزت سے کھیلے۔''

٤٨٧٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [حديث: لو مزج بها ماء البحر ... الخ]، ح: ٢٥٠٢ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح".

٤٨٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٠ عن أبي اليمان به * عبدالله هو ابن عبدالرحمٰن بن أبي حسين.

مُسَاحِقٍ عن سَعِيدِ بنِ زَيْدٍ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الاسْتِطَالَةَ في عِرْضِ المُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ».

فائدہ: جس طرح معاملات تجارت میں سود حرام ہے اسی طرح اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی اور بے ادبی کرنا بھی حرام ہے۔

٤٨٧٧- حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ أبي سَلَمَةَ قالَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ عن الْعَلَاءِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبيهِ، عن أبي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اسْتِطَالَةَ المَرْءِ في عِرْضِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَمِنَ الْكَبَائِرِ السَّبَّتَانِ بالسَّبَّةِ».

۴۸۷۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا کبیرہ گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کی ناحق ہتک اور توہین کر دے۔ کبیرہ گناہوں میں یہ بھی ہے کہ کوئی ایک کے بدلے دو گالیاں دے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم یہ افعال باعتبار شریعت اور اخلاق ہر طرح سے مذموم ہیں۔

٤٨٧٨- حَدَّثَنا ابنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ وَأبُو المُغِيرَةِ قالَا: حدثنا صَفْوَانُ قالَ: حدَّثني رَاشِدُ بنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ جُبَيْرٍ عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قال: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ في أعْرَاضِهِمْ».

۴۸۷۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جو اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔''

٤٨٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] حسنه الحافظ ابن حجر في فتح الباري: ١٠/ ٤١١، وروي عن أحمد أنه قال في عمرو بن أبي سلمة التنيسي: "روى عن زهير أحاديث بواطيل" (تهذيب).

٤٨٧٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٤ عن أبي المغيرة به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بنُ عُثْمانَ عن بَقِيَّةَ، لَيْسَ فِيهِ أَنَسٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو یحییٰ بن عثمان نے بقیہ سے روایت کیا مگر اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں (مرسل روایت کیا۔)

فائدہ: مسلمان کی غیبت کرنا یا چھوٹی سطح کے مسلمانوں کی عزت وتو قیر کو ملحوظ نہ رکھنا' سخت خطرناک ہے۔

٤٨٧٩- حَدَّثنا عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى السَّيْلَحِينِيُّ عن أَبِي الْمُغِيرَةِ كَمَا قَالَ ابنُ المُصَفَّى.

۴۸۷۹-عیسیٰ بن ابی عیسیٰ السیلحینی نے ابومغیرہ سے اسی طرح روایت کیا جیسے کہ (مذکورہ بالا حدیث میں) ابن مصفیٰ نے کہا۔

٤٨٨٠- حَدَّثنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثنا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عن الأعمَشِ، عن سَعِيدِ بنِ عَبْدِ الله بنِ جُرَيْجٍ، عن أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلِ الإيمَانُ قَلْبَهُ: لا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فإنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ في بَيْتِهِ».

۴۸۸۰-حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے وہ لوگو جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو مگر ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا ہے! مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو' بلاشبہ جو ان کے عیبوں کے درپے ہوگا اللہ بھی اس کے عیبوں کے درپے ہوگا۔ اور اللہ جس کے عیبوں کے درپے ہوگیا تو اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کردے گا۔''

فائدہ: یہ ضروری نہیں کہ انسان باہر ہی جائے تو رسوا ہو' گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہوسکتا ہے۔

٤٨٨١- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ المِصْرِيُّ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن ابنِ

۴۸۸۱-حضرت مستورد (بن شداد رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کی

٤٨٧٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٨٨٠ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٠ عن أسود بن عامر به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن عند الترمذي، ح: ٢٠٣٢.

٤٨٨١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٤٠ من حديث حيوة به، ✽ بقية لم يصرح بالسماع المسلسل، ورواه أحمد: ٤/ ٢٢٩، والحاكم: ٤/ ١٢٧، ١٢٨ بسند ضعيف عن وقاص بن ربيعة به، وفيه ابن جريج لم يصرح بالسماع في رواية الثقات عنه.

ثَوْبَانَ، عن أَبِيهِ، عن مَكْحُولٍ، عن وَقَّاصِ بنِ رَبِيعَةَ، عن المُسْتَوْرِدِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أُكْلَةً فإِنَّ الله يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فإِنَّ الله يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فإِنَّ الله يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

وجہ سے ایک بھی لقمہ کھایا ہوگا (اس کی غیبت یا ہتک وغیرہ کر کے کسی سے کوئی عوض لیا ہوگا) تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا لقمہ کھلائے گا۔ اور جسے کسی مسلمان کی وجہ سے کوئی کپڑا پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اسی طرح کا کپڑا پہنائے گا۔ اور جس نے کسی کی تشہیر کی اور اسے دکھلاوے کے مقام پر پہنچایا ہو (اس کا چرچا کیا ہو) تو اللہ قیامت کے روز اس کی تشہیر کرے گا اور دکھلاوے کے مقام پر کھڑا کرے گا۔'' (ایسا عذاب دے گا یا ایسی جگہ عذاب دے گا کہ اس کا سب لوگوں میں چرچا ہوگا۔)

فائدہ: یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ:۹۳۴)

٤٨٨٢- حَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلَى: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بنُ مُحَمَّدٍ عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «كُلُّ المُسْلِمِ عَلَى المُسْلِمِ حَرَامٌ: مَالُهُ وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ، حَسْبُ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ المُسْلِمَ».

۴۸۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا مال' عزت اور خون حرام ہے۔ بندے کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔''

فائدہ: جہاں مسلمان بھائی کی دوسروں کے ہاں بدگوئی کرنا یا توہین کرنا یا اس کا مال مار لینا حرام ہے' وہاں اپنے جی میں اسے حقیر جاننا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

(المعجم ٣٦) - باب الرَّجُلِ يَذُبُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ (التحفة ٤١)

باب:۳۶- کسی مسلمان کی (عدم موجودگی میں اس کی) عزت کا دفاع کرنا

٤٨٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في شفقة المسلم على المسلم، ح: ١٩٢٧ من حديث أسباط بن محمد به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد عند مسلم، ح: ٢٥٦٤، فالحديث صحيح.

٤٨٨٣ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَسْمَاءَ بنِ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا ابنُ المُبَارَكِ عن يَحْيَى بنِ أَيُّوبَ، عن عَبْدِ الله بنِ سُلَيْمانَ، عن إسْمَاعِيلَ بنِ يَحْيَى المَعَافِرِيِّ، عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ، أُرَاهُ قال: بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قالَ».

۴۸۸۳- جناب سہل بن معاذ بن انس جُہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کا کسی منافق سے بچاؤ کیا...... راوی کہتا ہے میرا خیال آپ نے یوں کہا: اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگائی کہ اس کے ذریعے سے اس نے اس پر عیب لگانا چاہا تو اللہ اسے جہنم کے پل صراط پر روک رکھے گا' حتی کہ اس کے کہے کی سزا پوری ہو جائے۔''

فائدہ: مسلمان صاحب ایمان کی عزت کا دفاع کرنا' اس کے سامنے ہو یا اس کی غیر موجودگی میں' بہت بڑی عزیمت اور فضیلت کا کام ہے' اس سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور شریر طبیعت افراد کو پنپنے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۳/۳۰۲، ۳۰۳ و مشکوٰۃ' التحقیق الثانی للالبانی' حدیث: ۴۹۸۶)

٤٨٨٤ - حَدَّثَنا إِسْحَاقُ بنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنا ابنُ أبي مَرْيَمَ: أخبرنا اللَّيْثُ: حدَّثني يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ إسْمَاعِيلَ ابنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بنَ عَبْدِ الله وَأَبَا طَلْحَةَ بنَ سَهْلٍ الأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنِ امْرِىءٍ يَخْذُلُ امْرَءًا مُسْلِمًا في مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ

۴۸۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ اور ابوطلحہ بن سہل انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو کہیں بے یار و مددگار چھوڑا جہاں کہ وہ بے عزت کیا جا رہا تھا تو اللہ اسے ایسی جگہ بے یار و مددگار چھوڑے گا جہاں وہ چاہے گا کہ (کاش) اس کی مدد کی جائے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی مدد کی (اور اس کا دفاع کیا) جہاں اسے بے عزت اور ذلیل کیا جا رہا

٤٨٨٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤١ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الزهد له، ح: ٦٨٦ * إسماعيل بن يحيى مجهول، لم يوثقه غير ابن حبان.

٤٨٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٠ من حديث الليث بن سعد به، * يحيى بن سليم، وإسماعيل بن بشير مجهولان (راجع التقريب وغيره).

وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنِ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ».

تھا تو اللہ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔"

قال يَحْيٰى: وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ الله بنُ عَبْدِ الله بنُ عُمَرَ وَعُقْبَةُ بنُ شَدَّادٍ.

یحییٰ کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور عقبہ بن شداد نے بھی روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَحْيَى بنُ سُلَيْمٍ هٰذَا هُوَ ابنُ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ، وإِسْمَاعِيلُ بنُ بَشِيرٍ مَوْلٰى بَنِي مَغَالَةَ، وَقد قِيلَ: عُتْبَةُ بنُ شَدَّادٍ، مَوْضِعَ عُقْبَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ یحییٰ بن سلیم' حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں جو نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور اسماعیل بن بشیر بنو مغالہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور عقبہ بن شداد کی بجائے عتبہ بھی کہا گیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم صحیح حدیث میں ہے: "جب تک بندہ اپنے بھائی کی نصرت اور مدد میں رہے اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے۔" (صحیح مسلم' الذکر والدعاء' حدیث:۲۶۹۹)

(المعجم . . .) - باب مَنْ لَيْسَتْ لَهُ غِيبَةٌ (التحفة ٤٢)

باب:...... ایسے لوگ جن کی برائی کرنا غیبت شمار نہیں ہوتا

٤٨٨٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ بنُ عَبْدِ الْوَارِثِ مِنْ كِتَابِهِ قال: حدَّثني أَبِي قال: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عن أَبِي عَبْدِ الله الْجُشَمِيِّ قال: حَدَّثَنا جُنْدُبٌ قال: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ الله ﷺ، فلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ الله ﷺ

۴۸۸۵- حضرت جندب (بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آیا' اس نے اپنی سواری بٹھائی' اس کا گھٹنا باندھا پھر مسجد کے اندر آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو وہ اپنی سواری کے پاس آیا' اسے کھولا' اس پر سوار ہوا پھر اونچی آواز میں بولا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد (ﷺ) پر رحم کر' اور ہماری اس رحمت میں کسی اور

٤٨٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٢ عن عبدالصمد به، وانظر، ح: ٣٨٠ لقصة الأعرابي * أبوعبدالله الجشمي مجهول.

أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى: اللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُه، أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلٰى مَا قَالَ؟» قَالُوا: بَلٰى.

کو شریک نہ کر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا سمجھتے ہو یہ زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ۔ کیا تم نے سنا نہیں جو وہ کہہ رہا ہے؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں۔

فائدہ: اس روایت کا پہلا حصہ [اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي......] ''اے اللہ مجھ پر رحم کر اور حضرت محمد (ﷺ) پر رحم کر' اور ہماری اس رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔'' صحیح ہے جو پہلے حدیث نمبر: ۳۸۰ میں بھی گزر چکا ہے' جبکہ دوسرا حصہ صحیح نہیں ہے۔ بہرحال بطور نصیحت وعبرت جاہلوں کی جاہلیت کا ذکر جائز ہے۔

(المعجم . . .) - باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ الرَّجُلَ قَدِ اغْتَابَهُ (التحفة ٤٣)

باب:...... جو کوئی اپنی غیبت کرنے والوں کو معاف کر دے

٤٨٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابنُ ثَوْرٍ عن مَعْمَرٍ، عن قَتَادَةَ قال: «أَيَعْجَزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَيْغَمٍ» - أَوْ ضَمْضَمٍ، شَكَّ ابنُ عُبَيْدٍ - «كَانَ إِذَا أَصْبَحَ قال: اللّٰهُمَّ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِعِرْضِي عَلٰى عِبَادِكَ».

۴۸۸۶- جناب قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا: کیا تم سے ممکن نہیں کہ ابو ضیغم یا ابو ضمضم کی طرح ہو جاؤ۔ نام میں محمد بن عبید کو شبہ ہوا ہے۔ جب صبح ہوتی تو وہ کہا کرتا تھا: اے اللہ! میں نے اپنی عزت تیرے بندوں کے لیے صدقہ کر دی ہے۔ (جنہوں نے میری کوئی بے عزتی کی ہو میں نے انہیں معاف کر دیا ہے۔)

٤٨٨٧- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابنِ عَجْلَانَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيَعْجَزُ أَحَدُكُم أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَمْضَمٍ؟» قَالُوا: وَمَنْ أَبُو ضَمْضَمٍ؟

۴۸۸۷- جناب عبدالرحمٰن بن عجلان سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ ابو ضمضم کی طرح ہو جائے؟'' صحابہ نے کہا: ابو ضمضم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم سے پہلے ایک آدمی ہو گزرا ہے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان

٤٨٨٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] ✽ قتادة لم يدرك أبا ضيغم قطعًا، فالخبر منقطع، والسند صحيح إلى قتادة.

٤٨٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الخطيب في الموضح: ١/ ٢٧ من حديث حماد بن سلمة به ✽ عبدالرحمٰن بن عجلان مجهول الحال، والسند مرسل، ومحمد بن عبدالله العمي لين الحديث.

قال: «رَجُلٌ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ بِمَعْنَاهُ قال: عِرْضِي لِمَنْ شَتَمَنِي».

کیا۔ کہا: جس نے مجھے برا بھلا کہا ہو میری عزت اس کے لیے (صدقہ) ہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ، قال: عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الله الْعَمِّيِّ، عن ثَابِتٍ قال: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت کو ہاشم بن قاسم نے روایت کیا تو کہا: عن محمد بن عبداللّٰہ العمی عن ثابت قال حدثنا أنس عن النبی ﷺ. مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَصَحُّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حماد کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(المعجم ٣٧) - بَابٌ: فِي التَّجَسُّسِ (التحفة ٤٤)

باب:۳۷-ٹوہ لگانے کا بیان

٤٨٨٨- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ وَابنُ عَوْفٍ - وَهٰذَا لَفْظُهُ - قالَا: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عن سُفْيَانَ، عن ثَوْرٍ، عن رَاشِدِ بنِ سَعْدٍ، عن مُعَاوِيَةَ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقُولُ: «إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ» أو «كِدتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ»، فقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: كَلِمَةٌ سَمِعَهَا مُعَاوِيَةُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ نَفَعَهُ اللهُ بِهَا.

۴۸۸۸- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: "اگر تو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑ گیا تو تو انہیں بگاڑ دے گا"...... یا...... "قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔" تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی اللہ نے انہیں اس سے بہت فائدہ دیا۔

فوائد ومسائل: ① عین ممکن ہے کہ لوگ عیب کھل جانے کی وجہ سے مزید جری ہو جائیں اور علی الاعلان غلط کام کرنے لگیں۔ تاہم امام عادل نصیحت اور اصلاح احوال کے لیے ان کی خبریں معلوم کرے تو جائز ہوگا۔ ② جس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فرمان نبوی سے فائدہ ہوا کہ وہ ایک کامیاب امیر رہے اسی طرح امت کے سب افراد ان کی اتباع کر کے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

٤٨٨٨- **تخريج:** [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/ ٣٧٩ من حديث الفريابي به: وسنده ضعيف، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٩٥، وله شاهد حسن عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٤٨.

٤٨٨٩- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَمْرٍو [الْحَضْرَمِيُّ]: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنا ضَمْضَمُ بنُ زُرْعَةَ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ، عن جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ وكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بنِ الأَسْوَدِ وَالمِقْدَامِ بنِ مَعْدِيكَرِبَ وَأَبي أُمَامَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إنَّ الأمِيرَ إذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ في النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ».

۴۸۸۹- جناب جبیر بن نفیر، کثیر بن مُرہ، عمرو بن اسود رحمہم اللہ، حضرت مقدام بن معد یکرب اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''امیر (حاکم وقت) اگر تہمت اور شبہے کی بنا پر لوگوں کے درپے ہوگا تو ان کو بگاڑ دے گا۔''

فائدہ: حاکم وقت کو عفو ودرگزر سے کام لینا چاہیے اور خوردہ گیری سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ حدود کے نفاذ میں اسے کسی قسم کی رُو رعایت نہیں کرنی چاہیے۔

٤٨٩٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأعمَشِ، عن زَيْدِ ابنِ وَهْبٍ قال: أُتِيَ ابنُ مَسْعُودٍ فَقِيلَ: هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا، فقَال عَبْدُ الله: إنَّا قَدْ نُهِينَا عن التَّجَسُّسِ وَلٰكِنْ إنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذْ بِهِ.

۴۸۹۰- جناب زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے اور اس کی ڈاڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ تو عبداللہ نے کہا: ہمیں ٹوہ لگانے سے منع کیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی بات واضح ظاہر ہو تو ہم اس کا مواخذہ کریں گے۔

(المعجم ٣٨) - بَابٌ: فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ (التحفة ٤٥)

باب:۳۸- مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کا بیان

٤٨٩١- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ المُبَارَكِ عن إبْرَاهِيمَ بنِ

۴۸۹۱- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کی کوئی برائی دیکھی اور

٤٨٨٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٤ عن سعيد بن عمرو به.

٤٨٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالرزاق، ح: ١٨٩٤٥ من حديث الأعمش، وابن عبدالبر في ...مهيد ١٠/ ٢١، ٢٢ من حديث أبي داود به، ❊ الأعمش مدلس وعنعن.

...ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٨ من حديث ابن المبارك به، وصححه ابن ...ن، ح: ٤٩٣، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٨٢ من حديث إبراهيم بن نشيط به، ❊ أبوالهيثم وثقه ابن حبان، وصحح له الحاكم: ٤/ ٣٨٤، والذهبي، وقال ابن يونس المصري "حديثه معلول" فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد.

نَشِيطٍ، عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ، عن أَبي الْهَيْثَمِ، عن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً».

پھر اس پر پردہ ڈال دیا تو اس نے گویا قبر میں گاڑی گئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔"

فائدہ: مسلمان جس سے کبھی کوئی غلطی ہوگئی ہو' تو اس کے راز کو فاش کرنا کسی طرح کی نیکی نہیں' نصیحت ضرور کرنی چاہیے۔ ہاں اگر کوئی عادی مجرم اور فاسق فاجر ہو تو اس کی پردہ پوشی مناسب نہیں' کیونکہ اس سے اس کے فسق و فجور میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ اس لیے اس کی شکایت حاکم اور قاضی تک ضرور پہنچنی چاہیے تاکہ اس کی اصلاح ہو۔

٤٨٩٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى: حدثنا ابنُ أَبي مَرْيَمَ: أخبرنا اللَّيْثُ قال: حدَّثني إبْرَاهِيمُ بنُ نَشِيطٍ عن كَعْبِ بنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ دُخَيْنًا كَاتِبَ عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ قال: كانَ لَنَا جِيرَانٌ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَنَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا، فقُلْتُ لِعُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ: إنَّ جِيرَانَنَا هٰؤُلاءِ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَإِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا وَأَنَا دَاعٍ لَهُم الشُّرَطَ، فقالَ: دَعْهُمْ، ثُمَّ رَجَعْتُ إلى عُقْبَةَ مَرَّةً أُخْرَى فقُلْتُ: إنَّ جِيرَانَنَا قَدْ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عن شُرْبِ الْخَمْرِ وَأَنَا دَاعٍ لَهُم الشُّرَطَ. قال: وَيْحَكَ، دَعْهُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسْلِمٍ.

۴۸۹۲- جناب دُخَین جو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے' نے بیان کیا کہ ہمارے کچھ ہمسائے تھے جو شراب پیتے تھے۔ میں نے ان کو منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ میں نے حضرت عقبہ سے کہا: ہمارے یہ ہمسائے شراب پیتے ہیں' میں نے ان کو منع کیا ہے مگر یہ باز نہیں آئے۔ میں پولیس کو بلاتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: دفع کر انہیں چھوڑ دے۔ میں پھر دوبارہ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ ہمارے ان ہمسایوں نے شراب چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے اور میں پولیس کو بلاتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: افسوس تجھ پر! انہیں چھوڑ دے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اور (مذکورہ بالا) حدیث مسلم (بن ابراہیم) کے ہم معنی بیان کی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قال هَاشِمُ بنُ الْقَاسِمِ عن لَيْثٍ في هٰذَا الْحَدِيثِ قال: لَا

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہاشم بن قاسم نے جناب لیث سے اس روایت میں بیان کیا کہ ایسے مت کرو' بلکہ

٤٨٩٢_ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه أحمد: ٤/ ١٥٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٧٢٨٣ من حديث الليث بن سعد به.

تَفْعَلْ وَلٰكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ.

انہیں نصیحت کرو اور دھمکی دو۔

(المعجم . . .) - بابُ الْمُؤَاخَاةِ (التحفة ٤٦)

باب:...... بھائی چارے کا بیان

٤٨٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن عُقَيْلٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ لا يَظْلِمُهُ وَلا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ في حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ في حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عن مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۸۹۳-حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور نہ اسے اس کے حالات پر چھوڑ دیتا ہے (کہ اس کی کوئی پرواہی نہ کرے) جو شخص اپنے بھائی کے کام میں ہوگا (اس کی کوئی ضرورت پوری کرے گا) تو اللہ اس کے کام میں ہوگا (اللہ تعالیٰ بھی اس کی کوئی ضرورت پوری کر دے گا۔) اور جس نے کسی مسلمان کا ایک دکھ دور کیا اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا ایک دکھ دور کرے گا' اور جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا' اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کے عیب چھپائے گا۔

فائدہ: دوسرے مسلمان بھائیوں' عزیزوں' رشتہ داروں' ہمسایوں اور احباب کے احوال کی خبر رکھنی چاہیے اور جہاں تک ہو سکے ان کی معاونت کرنی چاہیے۔ بالخصوص مشکلات میں ان سے بے پروا ہو جانا اور انہیں ان کے احوال پر چھوڑ دینا خلاف شریعت اور بہت بری خصلت ہے۔

(المعجم ٣٩) - بابُ الْمُسْتَبَّانِ (التحفة ٤٧)

باب:۳۹-گالی گلوچ کرنے والے

٤٨٩٤- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْني ابنَ مُحَمَّدٍ عن الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۴۸۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں گالی گلوچ کرنے والے جو بھی کہیں' اس کا گناہ ابتدا کرنے والے ہی پر

٤٨٩٣ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، البروالصلة، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨٠ عن قتيبة، والبخاري، المظالم، باب: لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، ح: ٢٤٤٢ من حديث الليث بن سعد به.

٤٨٩٤ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، البروالصلة، باب النهي عن السباب، ح: ٢٥٨٧ من حديث العلاء بن عبدالرحمٰن به.

رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «المُسْتَبَّانِ مَا قَالَا، فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ المَظْلُومُ».

ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

فائدہ: جو شخص کسی گناہ کا سبب بنے تو مقابل کے گناہ کا وبال بھی ابتدا کرنے والے ہی کے سر ہوتا ہے۔ الا یہ کہ مقابل زیادتی کر جائے۔

(المعجم ٤٠) - بَابٌ: فِي التَّوَاضُعِ (التحفة ٤٨)

باب:۴۰- تواضع اور انکسار کا بیان

٤٨٩٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَفْصٍ: حدَّثني أبي: حدَّثني إبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عن الْحَجَّاجِ، عن قَتَادَةَ، عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله، عن عِيَاضِ بنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لا يَبْغِيَ أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ وَلا يَفْخَرْ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ».

۴۸۹۵- حضرت عیاض بن حمار ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ عزوجل نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تواضع اور انکسار اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔"

فائدہ: سبھی احادیث نبویہ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کا حصہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم:۳'۴) "آپ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ مگر سب وحی ہوتا ہے۔" تو بعض فرامین میں اس قسم کے جملوں کا اضافہ کہ "اللہ نے مجھے وحی کی ہے" وہ اس مضمون کی اہمیت اور تاکید کے پیش نظر ہوتا ہے اور ایسی احادیث کو "احادیث قدسیہ" کہا جاتا ہے۔

(المعجم ٤١) - بَابٌ: فِي الانْتِصَارِ (التحفة ٤٩)

باب:۴۱- بدلہ لینے کا بیان

فائدہ: بعض لوگ اس قدر غبی ہوتے ہیں کہ تواضع' انکسار اور عفو و درگزر کے معنی غلط سمجھ لیتے ہیں اور اپنے بالمقابل کو بالکل ہیچ سمجھتے ہوئے ہر کسی پر زیادتی کرنے میں دلیر ہو جاتے ہیں۔ اگر تجربے سے محسوس ہو کہ زیادتی کرنے والا اپنے مقابل کے حق وحیثیت اور اپنی غلطی کو نہیں سمجھ رہا' تو جائز ہے کہ ایسے ظالم کے ہاتھ اور زبان پر بند باندھا جائے تاکہ وہ مزید دلیر نہ ہو اور کمزوروں پر ناحق ظلم نہ کرے۔ سورۃ الشوریٰ میں یہ مضمون یوں بیان ہوا ہے:

٤٨٩٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان: ٦٦٧٢ من حديث أبي داود به، ورواه مسلم، ح: ٢٨٦٥/ ٦٤ من طريق آخر عن عياض بن حمار به.

﴿وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الشورىٰ:٣٩،٤٠) ”اور وہ لوگ جب ان پر ظلم وزیادتی ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں، اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔“

٤٨٩٦- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عن سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عن بَشِيرِ بنِ الْمُحَرَّرِ، عن سَعِيدِ بنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قال: بَيْنَمَا رَسُولُ الله ﷺ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رجُلٌ بِأَبي بَكْرٍ فآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فقَامَ رَسُولُ الله ﷺ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ فقَالَ أَبُو بَكْر: أَوَجَدْتَّ عَلَيَّ يَا رَسُولَ الله؟ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّماءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ».

۴۸۹۶- جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور انہیں اذیت دی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس نے پھر دوسری بار اذیت دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اس نے پھر تیسری بار اذیت دی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے بدلے میں کچھ کہا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے بدلہ لیا تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آسمان سے ایک فرشتہ اترا تھا جو اس آدمی کو اس کے کہے پر جھٹلا رہا تھا۔ جب تم نے اس سے بدلہ لیا تو شیطان آ گیا۔ اور جب شیطان آ گیا تو میں نہیں بیٹھ سکتا۔“

٤٨٩٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الأَعْلَى بنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن سَعِيدِ بنِ أَبي سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَسَاقَ نَحْوَهُ.

۴۸۹۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

٤٨٩٦ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في الآداب، ح: ١٧٠ من حديث أبي داود به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن، انظر الحديث الآتي: ٤٨٩٧.

٤٨٩٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ صَفْوَانُ بنُ عِيسَى عن ابنِ عَجْلَانَ، كَمَا قَالَ سُفْيَانُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صفوان بن عیسیٰ نے ابن عجلان سے ایسے ہی روایت کیا ہے جیسے سفیان نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مسلمان بھائی اگر کسی وقت تلخی میں آ جائے تو حتی الامکان صبر وحلم سے برداشت کرنا چاہیے۔ غلط باتوں کا جواب دینے کے لیے اللہ کے فرشتے مقرر ہیں۔ جب انسان از خود بدلہ لینے پر آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ختم ہو جاتی ہے۔

٤٨٩٨- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبي؛ ح: وحدثنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ ابنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ مُعَاذٍ، المَعْنَى وَاحِدٌ: حَدَّثَنَا ابنُ عَوْنٍ قال: كُنْتُ أَسْأَلُ عن الانْتِصَارِ ﴿وَلَمَنِ ٱنتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِۦ فَأُوْلَٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ﴾ [الشورى: ٤١] فحدَّثني عَلِيُّ بنُ زَيْدِ بنِ جُدْعَانَ عن أُمِّ مُحَمَّدٍ، امْرَأَةِ أَبِيهِ، قال ابنُ عَوْنٍ: وَزَعَمُوا أَنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أُمِّ المُؤْمِنِينَ، قَالَ: [قالت:] قالَتْ أُمُّ المُؤْمِنِينَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَعِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَجَعَلَ يَصْنَعُ شَيْئًا بِيَدِهِ فَقُلْتُ بِيَدِهِ حَتَّى فَطَنْتُهُ لَهَا، فَأَمْسَكَ وَأَقْبَلَتْ زَيْنَبُ تَقَحَّمُ لِعَائِشَةَ، فَنَهَاهَا، فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَهِيَ فقالَ لِعَائِشَةَ: «سُبِّيهَا» فَسَبَّتْهَا فَغَلَبَتْهَا، فانطَلَقَتْ زَيْنَبُ إلٰى عَلِيٍّ فَقَالَتْ: إنَّ عَائِشَةَ وَقَعَتْ بِكُمْ

۴۸۹۸- جناب (عبداللہ) ابن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں آیت کریمہ ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَاعَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ میں وارد [انتصار] کے معنی پوچھتا تھا کہ مجھے علی بن زید بن جدعان نے اپنی سوتیلی والدہ ام محمد سے روایت کیا اور ابن عون نے کہا: ان لوگوں کا خیال تھا کہ ام محمد ام المومنین (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے ہاں آیا جایا کرتی تھی۔ ام محمد نے کہا: ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ (ام المومنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ہاں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھ سے چھیڑا (جیسے میاں بیوی میں ہوتا ہے) تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ کو اشارے سے سمجھایا کہ وہ (زینب بھی) ہمارے ہاں موجود ہیں۔ تو آپ رک گئے۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بولنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو منع کیا مگر وہ نہ رکیں تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اسے جواب دو چنانچہ انہوں نے اسی انداز سے جواب دیا اور

٤٨٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٠ من حديث ابن عون به * علي بن زيد بن جدعان ضعيف، وأم محمد مجهولة.

وَفَعَلَتْ! فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَقَالَ لَهَا: «إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!» فَانْصَرَفَتْ فَقَالَتْ لَهُمْ: إِنِّي قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ لِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ وَجَاءَ عَلِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَلَّمَهُ فِي ذٰلِكَ.

(سیدہ زینب پر) غالب آ گئیں۔ تو سیدہ زینب ؓ حضرت علی ؓ کے ہاں گئیں اور کہا کہ سیدہ عائشہ ؓ تم لوگوں (بنو ہاشم) کے بارے میں ایسے ایسے باتیں کرتی ہے اور ایسے ایسے کیا ہے۔ تو سیدہ فاطمہ ؓ (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں کہا: ''رب کعبہ کی قسم! یہ تمہارے ابا کی چہیتی ہے۔'' چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ واپس چلی گئیں اور آ کر انہیں (حضرت علی اور زینب ؓ کو) بتایا کہ میں نے آپ کو ایسے ایسے کہا ہے تو آپ نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس بارے میں بات کی۔

(المعجم ٤٢) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الْمَوْتٰى (التحفة ٥٠)

باب:۴۲-فوت شدگان کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

٤٨٩٩- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقَعُوا فِيهِ».

۴۸۹۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارا کوئی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو اور اس کی عیب چینی مت کرو۔''

٤٩٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۴۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مرنے والوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔''

٤٨٩٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ، ح: ٣٨٩٥ من حديث هشام به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٣.

٤٩٠٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب آخر [في الأمر بذكر محاسن الموتى والكف عن مساويهم]، ح: ١٠١٩ عن محمد بن العلاء أبي كريب به، وقال: "غريب، وسمعت محمدًا البخاري يقول: عمران بن أنس المكي منكر الحديث".

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ».

فائدہ: مرنے والا اپنے کیے ہوئے اعمال کی جزا وسزا پانے کے لیے اگلے جہان جا چکا ہے اب اس کا برا تذکرہ اس کے وارثوں کے لیے اذیت کے علاوہ تمہارے آپس کے درمیان بغض کا باعث بنے گا۔ ہاں شرعی ضرورت کے تحت کسی کا کفر شرک بدعت واضح کرنا ضروری ہو تو بیان کیا جائے تاکہ لوگ متنبہ رہیں جیسے بعض لوگ فاسد عقیدے کی اشاعت کا باعث بنے ہوں یا روایت حدیث میں ضعیف رہے ہوں تو ان کا تذکرہ دین کا حصہ ہے نہ کہ کوئی ذاتی غرض۔

(المعجم ٤٣) - **بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ الْبَغْيِ** (التحفة ٥١)

باب:۴۳- حد سے تجاوز کرنے کی ممانعت کا بیان

٤٩٠١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ ثَابِتٍ عن عِكْرِمَةَ ابنِ عَمَّارٍ قَالَ: حدَّثني ضَمْضَمُ بنُ جَوْسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ، فكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ، فكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ: أَقْصِرْ، فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فقَالَ لَهُ: أَقْصِرْ، فقَالَ: خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا؟ فقَالَ: واللهِ! لَا يَغْفِرُ اللهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللهُ الْجَنَّةَ، فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا، فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فقَالَ لِهٰذَا الْمُجْتَهِدِ: أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا، وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ: اذْهَبْ

۴۹۰۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''بنو اسرائیل میں دو آدمی آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ ایک گناہوں میں ملوث تھا جب کہ دوسرا عبادت میں کوشاں رہتا تھا۔ عبادت میں راغب جب بھی دوسرے کو گناہ میں دیکھتا تو اسے کہتا کہ باز آجا۔ آخر ایک دن اس نے دوسرے کو گناہ میں پایا تو اسے کہا کہ باز آجا۔ اس نے کہا: مجھے رہنے دے' میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے۔ کیا تو مجھ پر کوئی چوکیدار بنا کر بھیجا گیا ہے؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ تجھے معاف نہیں کرے گا یا تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ دونوں فوت ہوگئے اور رب العالمین کے ہاں جمع ہوئے' تو اللہ نے عبادت میں کوشش کرنے والے سے فرمایا: کیا تو میرے متعلق (زیادہ) جاننے والا تھا یا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھے اس پر قدرت حاصل تھی؟ اور پھر گناہ گار سے فرمایا:

٤٩٠١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

فادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي، وَقَالَ لِلآخَرِ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ». قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ.

جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے کے متعلق فرمایا: اسے جہنم میں لے جاؤ۔“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے ایسی بات کہہ دی جس نے اس کی دنیا اور آخرت تباہ کر کے رکھ دی۔

فوائد و مسائل: ① نیکی خیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مبارک اعمال میں مشغول افراد کو حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ نیز انہیں اپنے اعمال خیر پر کسی طرح دھوکا نہیں کھانا چاہیے کہ وہ یقیناً جنت میں چلے جائیں گے اور گناہ گار مسلمانوں کے متعلق یہ وہم نہیں ہونا چاہیے کہ اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا یا وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ اللہ عزوجل کا میزان عدل بڑا دقیق اور عجیب ہے۔ اللہ عزوجل نے جو بھی فیصلے فرمائے اور جو فرمائے گا وہ عدل ہی پر مبنی ہیں اور کوئی نہیں جو اس سے پوچھ سکے اور وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے۔ ارشادِ گرامی ہے: ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳) ② جنت سراسر اللہ عزوجل کا فضل اور اس کی عنایت ہے نیکیوں کا بدل یا قیمت نہیں۔ نیکیاں صرف بندگی کا اظہار ہیں۔ بندہ اظہار بندگی میں جس قدر آگے بڑھے گا امید کرنی چاہیے کہ اسی قدر زیادہ فضل و عنایت کا مستحق ٹھہرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ڈرتے بھی رہنا چاہیے کہ کہیں یہ سب کچھ نامقبول نہ ہو جائے۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

٤٩٠٢ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابن عُلَيَّةَ عنْ عُيَيْنَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ أَبيهِ، عنْ أَبي بَكْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ».

۴۹۰۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا میں بھی جلدی دے دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم و زیادتی اور قطع رحمی ہے۔“

٤٩٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: [في عظم الوعيد على البغي وقطيعة الرحم]، ح: ٢٥١١، وابن ماجه: ٤٢١١ من حديث إسماعيل ابن علية به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٩، ٢٠٤٠، والحاكم: ٢/ ٣٥٦ و٤/ ١٦٢، ١٦٣، ووافقه الذهبي.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بغي وعدوان (ظلم وزیادتی) اور قطع رحمی' یہ دونوں جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اخروی سزا کے علاوہ دنیا میں بھی عام طور پر جلد ہی ان کی سزا دے دیتا ہے۔ اس لیے قطع رحمی سے بھی بچنا چاہیے اور ظلم وعدوان سے بھی۔

(المعجم ٤٤) - بَابٌ: فِي الْحَسَدِ (التحفة ٥٢)

باب:۴۴-حسد کے احکام ومسائل

٤٩٠٣- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ: أخْبَرنا أَبُو عَامِرٍ يَعْني عَبْدَ المَلِكِ بنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ بِلَالٍ عنْ إبْرَاهِيمَ بنِ أَبِي أَسِيدٍ، عنْ جَدِّهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كما تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ، أَوْ قالَ: الْعُشْبَ».

۴۹۰۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حسد (دوسروں پر جلنے اور کڑھنے) سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ بلاشبہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو...... یا فرمایا...... گھاس پھوس کو کھا جاتی ہے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ تاہم حسد کے برا ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ حسد دراصل عقیدۂ رضا بالقضا (اللہ کے فیصلوں اور اس کی تقسیم پر راضی رہنے) میں کمی کمزوری کی وجہ سے آتا ہے' اس لیے انسان کسی کے پاس کوئی نعمت اور خیر دیکھے تو اس پر جلنے کڑھنے کی بجائے اللہ سے دعا کیا کرے کہ اے اللہ! مجھے بھی یہ یا اس سے عمدہ عنایت فرما۔ یہ کیفیت رشک اور غِبطَه کہلاتی ہے جو ایک ممدوح صفت ہے۔

٤٩٠٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني سَعِيدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن أَبِي الْعَمْيَاءِ أَنَّ سَهْلَ ابنَ أَبِي أُمَامَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَأَبُوهُ عَلَى أَنَسِ بنِ مَالِكٍ بالْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ ابنِ عبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ أَمِيرُ المَدِينَةِ فَإِذَا هُوَ

۴۹۰۴-جناب سہل بن ابوامامہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا والد مدینہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور کی بات ہے' جبکہ وہ مدینہ کے گورنر تھے۔ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تو وہ بڑی ہلکی پھلکی نماز پڑھ رہے تھے' گویا کہ مسافر کی نماز ہو یا اس کے قریب۔ جب انہوں

٤٩٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٤٣٠ عن أبي عامر به، * جد إبراهيم لا يعرف (تقريب)، وقال البخاري في هذا الحديث: "لا يصح".

٤٩٠٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ٦/ ٣٦٥، ح: ٣٦٩٤ من حديث ابن وهب به * سعيد بن عبدالرحمٰن وثقه ابن حبان وحده، ولبعض الحديث شاهد عند البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٩٧، وسنده حسن.

يُصَلِّي صَلَاةً خَفِيفَةً دَقِيقَةً كَأَنَّهَا صَلَاةُ مُسَافِرٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَبِي: يَرْحَمُكَ اللهُ! أَرَأَيْتَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ أَوْ شَيْءٌ تَنَفَّلْتَهُ؟! قَالَ: إِنَّهَا الْمَكْتُوبَةُ وَإِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أَخْطَأْتُ إِلَّا شَيْئًا سَهَوْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا تُشَدِّدُوا عَلٰى أَنْفُسِكُم فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُم، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللهُ عَلَيْهِمْ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ»، ثُمَّ غَدَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: أَلَا تَرْكَبُ لِتَنْظُرَ وَلِتَعْتَبِرَ قَالَ: نَعَمْ فَرَكِبُوا جَمِيعًا فَإِذَا هُمْ بِدِيَارٍ بَادَ أَهْلُهَا وَانْقَضَوْا وَفُنُوا خَاوِيَةً عَلٰى عُرُوشِهَا، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ هٰذِهِ الدِّيَارَ؟ فَقَالَ: مَا أَعْرَفَنِي بِهَا وَبِأَهْلِهَا، هٰذِهِ دِيَارُ قَوْمٍ أَهْلَكَهُمُ الْبَغْيُ وَالْحَسَدُ، إِنَّ الْحَسَدَ يُطْفِىءُ نُورَ الْحَسَنَاتِ، وَالبَغْيُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ، وَالْعَيْنُ تَزْنِي وَالْكَفُّ وَالْقَدَمُ وَالْجَسَدُ وَاللِّسَانُ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ.

نے سلام پھیرا تو میرے والد نے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! یہ بتائیں کہ یہ فرض نماز تھی یا آپ نے کوئی نفل پڑھے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ فرض نماز تھی اور رسول اللہ ﷺ کی نماز ایسے ہی ہوتی تھی۔ میں نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی سوائے اس کے جو کوئی میں بھول گیا ہوں (تو وہ الگ بات ہے۔) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اپنی جانوں پر سختی مت کرو ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ بلاشبہ کئی قوموں نے اپنی جانوں پر سختیاں کیں تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ جنگلوں میں معبدوں کے اندر اور گرجا گھروں میں انہی لوگوں کے بقایا لوگ ہیں (جن کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔) ان لوگوں نے رہبانیت اختیار کر لی' انہوں نے یہ بدعت نکالی' ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔'' (الحدید:٢٧) پھر ہم اگلے دن صبح کے وقت ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: کیا تم سوار نہیں ہو جاتے کہ کچھ دیکھو اور عبرت پکڑو۔ والد نے کہا: ہاں چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم سب سوار ہو لیے۔ تو انہوں نے کچھ بستیاں دکھائیں کہ ان کے لوگ ہلاک ہو گئے تھے' مرکھپ گئے تھے اور انہیں برباد کر دیا گیا تھا اور ان کی بستیاں اپنی چھتوں پر گری پڑی تھیں۔ انہوں نے کہا: کیا تم ان بستیوں کو پہچانتے ہو؟ والد نے کہا: نہیں' مجھے ان بستیوں کا اور ان لوگوں کا کوئی علم نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ اس قوم کی بستیاں ہیں جن کو بغاوت اور حسد نے ہلاک کر کے رکھ دیا تھا۔ بلاشبہ حسد سے نیکیوں کا نور بجھ جاتا ہے اور بغاوت اس کی تصدیق کرتی ہے یا اسے جھٹلا دیتی

ہے۔ آنکھ زنا کرتی ہے اور پھر ہاتھ' پاؤں' جسم' زبان اور شرم گاہ اس کی تصدیق کر دیتے ہیں یا تکذیب۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حسد اور بغاوت کی وجہ سے افراد' خاندان اور قومیں دنیا کے اندر ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہیں۔

(المعجم ٤٥) - بَابٌ: فِي اللَّعْنِ (التحفة ٥٣)

باب:۴۵-لعنت کرنے کا بیان

٤٩٠٥- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ نِمْرَانَ يَذْكُرُ عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَم تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا».

۴۹۰۵- حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی جانب چڑھتی ہے تو اس کے آگے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے آگے اس کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں اور بائیں جاتی ہے۔ اگر کوئی جگہ نہ پائے تو جس پر لعنت کی گئی ہو اس پر واقع ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ چیز اس کی حقدار ہو ورنہ اس کے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: هُوَ رَبَاحُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ مِنْهُ وَذَكَرَ أَنَّ يَحْيَى ابنَ حَسَّانَ وَهِمَ فِيهِ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ مروان بن محمد نے کہا: (سند میں مذکور راوی ولید بن رباح دراصل) رباح بن ولید ہے۔ یحییٰ بن حسان کو اس میں وہم ہوا ہے۔

فائدہ: یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک ضعیف ہے۔ لیکن معناً صحیح ہے' یعنی لعنت کرنا بہت برا عمل ہے۔ اگر لعنت کردہ چیز اس کی مستحق نہ ہو تو لعنت کرنے والا خود ملعون ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' حدیث:۱۲۶۹) لعنت کے لغوی معنی ہیں: ''اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔''

٤٩٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٩/ ١٦٤ من حديث أبي داود به، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٤٠٨، وسنده ضعيف * نمران روى عنه جماعة، ووثقه ابن حبان وحده.

٤٩٠٦ - حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا هِشَامٌ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عن الْحَسَنِ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ الله وَلَا بِغَضَبِ الله وَلَا بِالنَّارِ».

۴۹۰۶-حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی لعنت سے لعنت مت کیا کرو اور اللہ کے غضب اور دوزخ کی بددعا مت دیا کرو۔“

فائدہ: اس روایت کو بھی بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٠٧ - حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن أَبِي حَازِمٍ وَزَيْدِ بنِ أَسْلَمَ أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ قالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ».

۴۹۰۷-حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو بہت زیادہ لعنت کرنے والے ہوئے وہ (کسی کے) سفارشی یا گواہ نہیں بن سکیں گے۔“

فائدہ: یہ کس قدر بڑی محرومی ہے کہ کسی بندے کو اس فضیلت سے محروم کردیا جائے۔ حالانکہ اہل ایمان اپنے عزیزوں اور دوسروں کی سفارش کرسکیں گے اور ان کے لیے گواہ بھی بنیں گے۔

٤٩٠٨ - حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنا أَبانٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا زَيْدُ بنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ: حَدَّثَنا بِشْرُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا أَبَانُ ابنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنا قَتَادَةُ عنْ أَبِي الْعَالِيَةِ - قالَ زَيْدٌ: عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ - وَقال مُسْلِمٌ: إنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

۴۹۰۸-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ہوا کو لعنت کی۔ اور مسلم (بن ابراہیم) کے الفاظ ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں ہوا سے ایک شخص کی چادر اڑ گئی تو اس نے اسے لعنت کردی' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے لعنت مت کرو' بلاشبہ یہ (اللہ کے حکم کی) پابند ہے۔ اور بلاشبہ جس نے کسی چیز کو لعنت کی جب کہ وہ اس کی حق دار نہ ہو' تو یہ لعنت کرنے والے

٤٩٠٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، ح: ١٩٧٦ من حديث هشام به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨، ووافقه الذهبي ✽ قتادة عنعن، وللحديث شاهد ضعيف.

٤٩٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ح: ٢٥٩٨ من حديث هشام بن سعد به.

٤٩٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في اللعنة، ح: ١٩٧٨ عن زيد بن أخزم به، وقال: "حسن غريب" ✽ قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف تقدم، ح: ٤٩٠٥.

فَلَعَنَهَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَلْعَنْهَا فإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ».

پر لوٹ آتی ہے۔“

فائدہ: اس روایت کو بھی بعض نے صحیح کہا ہے لہٰذا اللہ کی مخلوق پر لعنت کرنا قطعاً جائز نہیں سوائے ان کے جن پر اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔ مثلاً کافرین' ظالمین' کاذبین وغیرہ۔ جیسے کہ دعائے قنوت نازلہ میں ہے: [اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَاءَ كَ] ”اے اللہ! اُن کافروں پر لعنت فرما جو تیرے راستے سے روکتے ہیں' تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔“

(المعجم ٤٦) - بَابٌ: فِيمَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ (التحفة ٥٤)

باب:۴۶- جو کوئی اپنے ظالم کو بددعا کرے

٤٩٠٩- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عن عَطَاءٍ، عن عائِشَةَ قالَتْ: سُرِقَ لَهَا شَيْءٌ فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَيْهِ، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ».

۴۹۰۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ان کی کوئی چیز چوری ہو گئی تو وہ (چور کو) بددعا دینے لگیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس کی سزا کو اس سے ہلکا مت کرو۔“

(المعجم ٤٧) - بَابٌ: فِي هِجْرَةِ الرَّجُلِ أَخَاهُ (التحفة ٥٥)

باب:۴۷- مسلمان بھائی سے میل جول چھوڑ دینے کا بیان

٤٩١٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا - عِبَادَ الله

۴۹۱۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”غصہ مت کیا کرو۔ ایک دوسرے سے حسد مت کیا کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دیا کرو (کہ میل جول چھوڑ دو) بلکہ اللہ کے

٤٩٠٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح:١٤٩٧، وأخرجه أحمد:٦/١٣٦، والنسائي في الكبرٰى، ح:٧٣٥٩ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩١٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الهجرة، ح:٦٠٧٥، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم التحاسد والتباغض والتدابر، ح:٢٥٥٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٩٠٧.

- إِخْوَانًا ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ» .

بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے۔''

فائدہ: تین دن رات سے زیادہ قطع تعلق کرنا اور میل جول چھوڑ دینا اس صورت میں ناجائز اور حرام ہے جب محض اپنی ذات کے لیے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو یہ مشروع' محبوب اور ممدوح ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے حدیث: ۴۹۱۶ کے آخر میں اصل مسئلے کی وضاحت کر دی ہے۔

٤٩١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَن مَالِكٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عن أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ» .

۴۹۱۱- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے کہ جب دونوں کی ملاقات ہو تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی۔ اور ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو السلام علیکم کہنے میں ابتدا کرے۔''

فائدہ: اگر کہیں شکر رنجی ہو جائے تو تعلقات کو بالکل ہی منقطع کر لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر مزید روابط بڑھانا خلاف مصلحت ہوں تو سلام دعا سے بخیل نہیں ہو جانا چاہیے۔ اس حدیث اور اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنا اور اس کا جواب دینا' مقاطعے کے گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔

٤٩١٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ [الرِّبَاطِيُّ] أَنَّ أَبَا عَامِرٍ أخبرَهُم قالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ هِلَالٍ قالَ: حدَّثني أَبِي

۴۹۱۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ کسی صاحب ایمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ کرے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو چاہیے کہ اس سے ملے اور اس کو سلام

٤٩١١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الهجرة، ح: ٦٠٧٧ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم الهجر فوق ثلاثة أيام ..... الخ، ح: ٢٥٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٦، ٩٠٧.

٤٩١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤١٤، والتاريخ الكبير: ١/ ٢٥٧ من حديث محمد بن هلال به * هلال مستور كما تقدم، ح: ٤٧٧٥ .

عن أَبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ». زَادَ أَحْمَدُ: «وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ».

کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو اجر و ثواب میں دونوں شریک ہو گئے۔ اگر وہ جواب نہ دے تو اس کا گناہ اسی دوسرے کے ذمے ہے۔" احمد (بن سعید سرخسی) نے مزید کہا: "سلام کرنے والا مقاطعے کے گناہ سے نکل گیا۔"

٤٩١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَثْمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ الْمُنِيبِ يَعْنِي الْمَدَنِيَّ قالَ: أخبرني هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «لَا يَكُونُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ، فَإِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ كُلُّ ذٰلِكَ لا يَرُدُّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بِإِثْمِهِ».

۴۹۱۳- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کو روا نہیں کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ رکھے۔ چنانچہ (چاہیے کہ) جب اس سے ملے تو اسے سلام کہے' تین بار' اگر کسی بار بھی جواب نہ دے تو وہی گناہ گار رہوا۔"

٤٩١٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عن مَنْصُورٍ، عن أَبِي حَازِمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ».

۴۹۱۴- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ میل جول چھوڑے رہے۔ جس نے تین دن سے زیادہ مقاطعہ کیا اور مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا۔"

٤٩١٥- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: حدثنا

۴۹۱۵- حضرت ابوخراش سلمی ؓ کہتے ہیں کہ میں

٤٩١٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى: ٨/ ٦٠، ح: ٤٥٨٣ عن محمد بن المثنى به.

٤٩١٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٢، والنسائي في الكبرى، ح: ٩١٦١ من حديث منصور به.

٤٩١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢٠ من حديث حيوة بن شريح به، وصححه الحاكم: ٤/ ١٦٣، ووافقه الذهبي.

ابنُ وَهْبٍ عن حَيْوَةَ، عن أَبِي عُثْمانَ الْوَلِيدِ ابنِ أَبِي الْوَلِيدِ، عن عِمْرَانَ بنِ أَبِي أَنَسٍ، عن أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ».

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے روابط توڑے رکھے تو وہ ایسے ہے جیسے اس کا خون بہایا ہو۔"

٤٩١٦- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيُغْفَرُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لا يُشْرِكُ بالله شَيْئًا إِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: أَنْظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا».

۴۹۱۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں تو ہر وہ بندہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان بغض اور ناراضی ہو۔ تو کہا جاتا ہے: انہیں مہلت دو حتی کہ صلح کر لیں۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: النَّبِيُّ ﷺ هَجَرَ بَعْضَ نِسَائِهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَابنُ عُمَرَ هَجَرَ ابْنًا لَهُ إِلَى أَنْ مَاتَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے چالیس دن تک میل جول چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرنے تک اپنے ایک بیٹے سے مقاطعہ کیے رکھا تھا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كانَتِ الْهِجْرَةُ لله فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا بِشَيْءٍ، وَإِنَّ عُمَرَ بنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَطَّى وَجْهَهُ عنْ رَجُلٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: الغرض یہ مقاطعہ اور میل جول چھوڑنا اگر اللہ کے لیے ہو تو اس پر یہ وعیدیں نہیں ہیں۔ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔

(المعجم ٤٨) - **بَابٌ**: فِي الظَّنِّ (التحفة ٥٦)

باب: ۴۸- ظن اور گمان کا بیان

٤٩١٧- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن

۴۹۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٩١٦- **تخريج**: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن الشحناء، ح: ٢٥٦٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٤٩١٧- **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب: ﴿يأيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرًا من الظن...﴾ الخ، ح

مَالِكٍ، عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلا تَحَسَّسُوا وَلا تَجَسَّسُوا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ' بلاشبہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے' اور نہ ٹوہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو۔''

فائدہ: ''ظن'' کا لفظ کئی معنوں کے لیے استعمال ہوتا ہے' ظن بمعنی گمان' ظن بمعنی علم ویقین۔ لیکن یہاں ظن سے مراد وہ غلط اور برے گمان ہیں جو کسی کے متعلق دل میں جگہ پا جاتے ہیں اور فی الواقع ان کی کوئی دلیل نہیں ہوتی اور شریعت اس کی تائید نہیں کرتی۔ ''ظن'' کی بحث کے لیے مولانا محمد اسماعیل سلفی ؒ کی کتاب ''حجیت حدیث'' ایک اہم اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔

(المعجم ٤٩) - بَابٌ: فِي النَّصِيحَةِ وَالْحِيَاطَةِ (التحفة ٥٧)

باب:۴۹-(مسلمان بھائی کی) خیر خواہی اور حفاظت کا بیان

٤٩١٨ - حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ الْمُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمانَ يَعْنِي ابنَ بِلَالٍ، عن كَثِيرِ بنِ زَيْدٍ، عن الْوَلِيدِ بنِ رَبَاحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ اللهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ».

۴۹۱۸-حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن مومن کا آئینہ ہے' اور مومن مومن کا بھائی ہے' اس کے مال کا (نقصان ہوتا ہو تو) بچاؤ کرتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی (عزت کی) حفاظت کرتا ہے۔''

فائدہ: مسلمان بھائی کے عیوب کی تشہیر کرنا جائز نہیں' البتہ خاموشی کے ساتھ مناسب انداز میں فہمائش ضرور کر دے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لے۔ نیز اس کی حاضری یا غیر حاضری میں ہر طرح سے اس کی خیر خواہی کرنا واجب ہے۔

(المعجم ٥٠) - بَابٌ: فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ (التحفة ٥٨)

باب:۵۰-آپس کے روابط بہتر بنانے کی فضیلت کا بیان

ح: ٦٠٦٦، ومسلم، البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس والتنافس والتناجش ونحوها، ح: ٢٥٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٠٧، ٩٠٨.

٤٩١٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٣٩ من حديث كثير بن زيد به.

٤٩١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعمَشِ، عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمٍ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكم بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ»: قالُوا: بَلٰى يَا رَسُولَ الله! قالَ: «إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ».

۴۹۱۹- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں روزے' نماز اور صدقے سے بڑھ کر افضل درجات کے اعمال نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا۔ (اور اس کے برعکس) آپس کے میل جول اور روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈا دینے والی خصلت ہے۔''

فوائد ومسائل: ① فاضل محقق اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ یہی متن سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے قول کے حوالے سے موطأ امام مالک میں مروی ہے اور یہ سنداً صحیح ہے' جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ مذکورہ روایت ہی کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ ② حقوق اللہ میں بنیادی اہم فرائض کے فضائل و درجات کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان معاشرتی زندگی میں پسندیدہ مسلمان ہو۔ اگر کوئی شخص حقوق اللہ کی ادائیگی میں سرگرم ہو مگر حقوق العباد میں ناکام ہو تو محض حقوق اللہ کی ادائیگی سے کما حقہ مطلوبہ فضائل و درجات حاصل نہیں ہوں گے۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ حسنات بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

٤٩٢٠- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ؛ ح: وحَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ شَبُّوَيْه المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

۴۹۲۰- جناب حُمید بن عبدالرحمٰن اپنی والدہ (ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط) سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے دو آدمیوں میں صلح کرانے کی خاطر بات بنا کر کہی ہو' اس نے جھوٹ نہیں بولا۔'' احمد بن محمد اور مسدد کی روایت کے الفاظ ہیں: ''جس نے لوگوں میں صلح کرانے کے لیے بھلی بات کہی یا پہنچائی وہ

٤٩١٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب: في فضل صلاح ذات البين، ح: ٢٥٠٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وقال: "صحيح" * الأعمش عنعن، وله شواهد ضعيفة عند عبدالله بن المبارك، الزهد، ح: ٤٩١٩، ومالك في الموطأ: ٢/ ٩٠٤، ح: ١٧٤١ وغيرهما، ورواه مالك: ٢/ ٩٠٤، ح: ١٧٤١ بسند صحيح عن سعيد بن المسيب من قوله، وهو الصواب.

٤٩٢٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه، ح: ٢٦٠٥ من حديث معمر، والبخاري، الصلح، باب: ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس، ح: ٢٦٩٢ من حديث الزهري به.

قال: «لَمْ يَكْذِبْ مَنْ نَمى بَيْنَ اثْنَيْنِ لِيُصْلِحَ» وقالَ أحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ ومُسَدَّدٌ: «لَيْسَ بالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمى خَيْرًا».

جھوٹا نہیں ہے۔''

٤٩٢١- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ الْجِيزِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَسْوَدِ عن نَافِعٍ يَعْني ابنَ يَزِيدَ، عن ابنِ الْهَادِ أَنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ بنَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن حُمَيْدِ ابنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ: مَا سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يُرَخِّصُ في شَيْءٍ مِنَ الْكَذِبِ إلَّا في ثَلَاثٍ، كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «لا أَعُدُّهُ كَاذِبًا الرَّجُلَ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، يَقُولُ الْقَوْلَ وَلا يُرِيدُ بِهِ إلَّا الإِصْلَاحَ، وَالرَّجُلَ في الْحَرْبِ، وَالرَّجُلَ يُحَدِّثُ امْرَأَتَهُ وَالمَرْأَةَ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا».

۴۹۲۱- حضرت ام کلثوم بنت عقبہ ؓ سے روایت ہے کہتی ہیں: میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کی کہیں اجازت دی ہو مگر تین مواقع پر۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میں ایسے آدمی کو جھوٹا شمار نہیں کرتا جو لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے کوئی بات بناتا ہو اور اس کا مقصد سوائے صلح اور اصلاح کے کچھ نہ ہو' اور جو شخص لڑائی میں کوئی بات بنائے اور شوہر جو اپنی بیوی سے یا بیوی اپنے شوہر کے سامنے کوئی بات بنائے۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان بھائیوں میں صلح اور اصلاح کے لیے اگر کہیں کوئی بات بنانی پڑ جائے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جھوٹ معیوب نہیں ہوتا۔ ② میاں بیوی اگر کسی ناراضی کو دور کرنے کے لیے یا لفظی طور پر ایک دوسرے کو محبت جتلانے کے لیے کوئی بات کہیں تو جائز ہے تاکہ ان کی عائلی زندگی مسرت بھری رہے۔ ③ دشمن کو دھوکا دینا بھی جائز ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ: فِي الْغِنَاءِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۱- گانے کا بیان

٤٩٢٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ

۴۹۲۲- حضرت رُبَیِّع بنت معوذ بن عفراء ؓ بیان

٤٩٢١ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩١٢٤ من حديث يزيدبن عبدالله بن الهاد به.

٤٩٢٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة، ح: ٥١٤٧ عن مسدد به.

عن خَالِدِ بن ذَكْوَانَ، عنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابنِ عَفْرَاءَ قالَتْ: جَاءَ رَسُولُ الله ﷺ فَدَخَلَ عَلَيَّ صَبِيحَةَ بُنِيَ بِي فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِدُفٍّ لَهُنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلٰى أَنْ قالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا في غَدٍ، فقَالَ: «دَعِي هٰذَا وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ».

کرتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی اس صبح رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے تھے جیسے تم (خالد بن ذکوان) میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ تو (انصار کی) چھوٹی بچیاں اپنے اپنے دف بجانے لگیں اور میرے ان آباء کا ذکر کرنے لگیں جو بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ حتی کہ ان میں سے ایک بچی نے کہا: اور ہم میں ایسا نبی ہے جو کل آئندہ کی بات جانتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔“

فوائد ومسائل: ① بچیوں کو ان کی خانہ آبادی پر مبارک باد دینے جانا مستحب عمل ہے۔ ② ایسی خوشیوں کے مواقع پر چھوٹی نابالغ بچیوں کا دف بجانا جائز اور مستحب ہے تاکہ نکاح اور شادی کا اعلان ہو۔ ③ آلات موسیقی میں سے صرف دف ہی ایک ایسا آلہ ہے جو شریعت میں جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ خود ساختہ سادہ سی ڈھولک ہوتی ہے جس کی ایک جانب کھلی ہوتی ہے۔ ④ اسلاف مسلمین کے کارناموں کا ذکر کرنا ممدوح ہے۔ ⑤ شادمانی کا موقع ہو یا کسی غمی کا کوئی ایسی بات کہنا یا کرنا جو شرعی اصول وقواعد کے خلاف ہو نا جائز ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ کہ آپ علم غیب جانتے تھے' غلط عقیدہ ہے' نبی ﷺ نے اس کی تصدیق وتائید نہیں فرمائی۔

٤٩٢٣- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ الله ﷺ المَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ فَرَحًا بِذٰلِكَ لَعِبُوا بِحِرَابِهِمْ.

۴۹۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حبشی لوگوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں اپنے نیزوں کے ساتھ (جنگی فن کا) مظاہرہ کیا تھا۔

فائدہ: عید اور دیگر شادمانی کے مواقع پر جنگی کرتبوں وغیرہ کا اظہار کرنا اور اشعار پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ شرعی حدود میں ہوں۔

(المعجم ٥٢) - باب كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ (التحفة ٦٠)

باب:۵۲- گانے اور آلات موسیقی کی کراہت کا بیان

٤٩٢٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦١ عن عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ١٩٧٢٣.

٤٩٢٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عُبَيْدِاللهِ الْغُدَانِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عنْ سُلَيْمانَ بنِ مُوسٰى، عنْ نَافِعٍ قالَ : سَمِعَ ابنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قالَ : فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقالَ لِي : يَا نَافِعُ! هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا؟ قالَ : فَقُلْتُ : لَا ، قالَ : فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا .

۴۹۲۴- جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ نے بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھ لیں اور راستے سے دور چلے گئے۔ اور پھر مجھ سے پوچھا: اے نافع! کیا بھلا کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے اٹھالیں اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس طرح کی آواز سنی تو آپ نے ایسے ہی کیا تھا۔

قَالَ أَبو دَاوُدَ : هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

امام ابوداود ؒ نے کہا: یہ حدیث منکر (ضعیف) ہے۔

فائدہ: امام ابوداود کا قول صحیح نہیں ہے' یہ روایت حسن اور بقول علامہ البانی ؒ صحیح ہے اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ [لَهْوَ الْحَدِيْث] سے مراد آلات موسیقی ہیں جن کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اور بالخصوص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام کو طبلے کی تھاپ پر بجانا ان کی انتہائی توہین ہے اور موسیقی کی تمام لغویات حرام ہیں سوائے دَف کے۔

٤٩٢٥- حَدَّثَنا مَحْمودُ بنُ خَالِدٍ : أخبرنا أَبِي : حَدَّثَنا مُطْعِمُ بنُ المِقْدَامِ قالَ : حَدَّثَنا نَافِعٌ قالَ : كُنْتُ رِدْفَ ابنِ عُمَرَ ، إِذْ مَرَّ بِرَاعٍ يُزَمِّرُ ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

۴۹۲۵- (مذکورہ بالا روایت کے سلسلے میں) جناب نافع ؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا گزر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا جو بانسری بجا رہا تھا۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

قَالَ أَبو دَاوُدَ : أُدْخِلَ بَيْنَ مُطْعِمٍ وَنَافِعٍ : سُلَيْمانُ بنُ مُوسٰى .

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: مطعم (بن مقدام) اور نافع کے درمیان سلیمان بن موسیٰ کا واسطہ بڑھا دیا گیا ہے۔

٤٩٢٤ـ تخريج : [إسناده حسن] أخرجه أحمد : ٢/ ٣٨ عن الوليد بن مسلم به ، وتابعه مخلد بن يزيد عنده ، وصححه ابن حبان ، ح : ٢٠١٣ ، وانظر الحديث الآتي .

٤٩٢٥ـ تخريج : [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الصغير : ١/ ١٣ من حديث محمود بن خالد به .

٤٩٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو المَلِيحِ عنْ مَيْمُونٍ، عنْ نَافِعٍ قالَ: كُنَّا مَعَ ابنِ عُمَرَ، فَسَمِعَ صَوْتَ زَامِرٍ، فذكر نَحوَهُ.

قال أَبُو دَاوُدَ: وَهٰذَا أَنْكَرُهَا.

۴۹۲۶- جناب میمون بن مہران' نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے کہ انہوں نے ایک بانسری والے کی آواز سنی۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت سب سے زیادہ منکر (ضعیف) ہے۔

٤٩٢٧- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ قالَ: حَدَّثَنا سَلَّامُ بنُ مِسْكِينٍ عن شَيْخٍ شَهِدَ أَبَا وَائِلٍ في وَلِيمَةٍ، فَجَعَلُوا يَلْعَبُونَ، يَتَلَعَّبُونَ يُغَنُّونَ فَحَلَّ أَبُو وَائِلٍ حُبْوَتَهُ، وَقالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يقولُ: «إِنَّ الْغِنَاءَ يُنْبِتُ النِّفَاقَ في الْقَلْبِ».

۴۹۲۷- سلام بن مسکین ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں جو جناب ابووائل رحمہ اللہ کے ساتھ ایک ولیمے میں حاضر تھا۔ پس وہ لوگ آپس میں کھیلنے کھلانے اور گانے لگے تو جناب ابووائل رحمہ اللہ نے اپنی کمر سے اپنا کپڑا کھولا اور کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔''

فائدہ: یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں ہے۔ البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول (موقوف) صحیح ہے۔ انہوں نے کہا: ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔'' (فوائد امام ابن القیم رحمہ اللہ۔ اغاثة اللهفان)

(المعجم ٥٣) - باب الْحُكْمِ في الْمُخَنَّثِينَ (التحفة ٦١)

باب: ۵۳- ہیجڑوں سے متعلق احکام ومسائل

٤٩٢٨- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله

۴۹۲۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

٤٩٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢٢ من حديث أبي داود به * ميمون هو ابن مهران، وأبوالمليح هو الحسن بن عمر الرقي.

٤٩٢٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٢٣ من حديث سلام بن مسكين به، * شيخ مجهول.

٤٩٢٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ٢/ ٥٤، ٥٥ من حديث أبي أسامة به، وقال: "أبوهاشم وأبويسار مجهولان، ولا يثبت الحديث" (علل ابن الجوزي، ح: ١٢٥٧)، وقال الذهبي في الميزان "إسناد مظلم لمتن منكر" وأما النهي عن قتل المصلين فصحيح، انظر المشكوة، ح: ٣٣٦٥ (بتحقيقي).

وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ، أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ عن مُفَضَّلِ بنِ يُونُسَ، عنِ الأَوْزَاعِيِّ، عن أَبِي يَسَارٍ الْقُرَشِيِّ، عن أَبِي هَاشِمٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجلَيْهِ بالْحِنَّاءِ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا بَالُ هٰذَا؟» فَقِيلَ: يَا رَسُولَ الله! يَتَشَبَّهُ بالنِّسَاءِ، فَأُمِرَ بِهِ فَنُفِيَ إلَى النَّقِيعِ، قالُوا: يَا رَسُولَ الله! أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: «إِنِّي نُهِيتُ عنْ قَتْلِ المُصَلِّينَ».

ﷺ کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا: ''اسے کیا ہے؟'' بتایا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتا ہے۔ تو آپ نے حکم دیا اور اسے مقام نقیع کی طرف نکال باہر کر دیا گیا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔''

قالَ أَبـو أُسَامَةَ: وَالنَّقِيعُ نَاحِيَةٌ عن المَدِينَةِ وَلَيْسَ بالْبَقِيعِ.

ابواسامہ کہتے ہیں کہ نقیع (نون کے ساتھ) مدینہ سے ایک جانب ایک جگہ کا نام ہے جو بقیع سے الگ ہے۔

فائدہ: اس روایت کی صحت وضعف میں اختلاف ہے۔ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا اس قابل نہیں کہ مدینہ منورہ کے اندر رہ سکے۔ صحابہ نے اس وجہ سے اجازت چاہی تھی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر آپ ﷺ نے اجازت نہیں دی۔ اور مسلمانوں اور مومنوں کو نمازی کے لقب سے ذکر کیا کہ یہی ان کا امتیازی وصف ہے۔ اور ہیجڑے بھی اسلام اور احکام اسلام کے اسی طرح مکلف ہیں جس طرح دوسرے مرد اور عورتیں۔

٤٩٢٩- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا مُخَنَّثٌ وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ الله أَخِيهَا: إِنْ يَفْتَحِ اللهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَخْرِجُوهُمْ

۴۹۲۹- ام المومنین سیدہ ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور دیکھا کہ ان کے ہاں ایک ہیجڑا ہے اور وہ ان (ام سلمہ ؓ) کے بھائی عبداللہ سے کہہ رہا ہے کہ اگر کل اللہ تمہیں طائف فتح کرا دے تو میں تمہیں ایک عورت کے متعلق بتاؤں گا جو چار سے آتی اور آٹھ سے لوٹتی ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔''

٤٩٢٩- تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب منع المخنث من الدخول على النساء الأجانب، ح: ٢١٨٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف: ٩/ ٦٣، والبخاري، النكاح، باب ما ينهى من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة، ح: ٥٢٣٥ من حديث هشام بن عروة به.

مِنْ بُيُوتِكُمْ» .

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: المَرْأَةُ كانَ لَهَا أَرْبَعُ عُكَنٍ في بَطْنِهَا .

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ تھا کہ عورت کے پیٹ پر (فربہ اندام ہونے کی وجہ سے) چار بل پڑتے ہیں۔ (عورت کے پیٹ پر سامنے کی جانب سے چار بل اور جب پشت پھیرے تو پہلوؤں کی جانب سے یہی بل چار چار ہو کر آٹھ بن جاتے ہیں تو عرب میں عورت کا اس انداز سے فربہ اندام ہونا حسن سمجھا جاتا ہے۔)

فائدہ: فسادی مزاج افراد کو گھروں میں آنے جانے کا موقع دینا معاشرے میں فساد بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اپنے گھروں کو ان سے پاک صاف رکھنا ضروری ہے۔ تو موجودہ دور کے ریڈیو' ٹی وی' وی سی آر' ڈش' کیبل' نیز عریاں تصاویر والے اخبارات' رسالے بھی اسی ضمن میں آتے ہیں اور فی الواقع ان چیزوں کے ناگفتہ بہ اثرات بھی ہمارے گھروں اور ماحول میں نمایاں ہیں۔ والی الله المشتكى. ان سے چھٹکارا حاصل کرنا واجب ہے۔

٤٩٣٠- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عنْ يَحْيَى، عنْ عِكْرِمَةَ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ المُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ قالَ: «وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُم وَأَخْرِجُوا فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْنِي المُخَنَّثِينَ» .

۴۹۳۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہیجڑے بننے والے مردوں اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: ''انہیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو' اور فلاں فلاں ہیجڑے کو باہر نکال دو۔''

(المعجم ٥٤) - باب اللَّعِبِ بِالْبَنَاتِ (التحفة ٦٢)

باب: ۵۴- گڑیوں سے کھیلنے کا بیان

٤٩٣١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ عَائِشَةَ

۴۹۳۱- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی۔ تو بسا اوقات

٤٩٣٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب نفي أهل المعاصي والمخنثين، ح: ٦٨٣٤ عن مسلم بن إبراهيم به.

٤٩٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح: ٦١٣٠، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٠ من حديث هشام بن عروة به.

قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي الْجَوَارِي فَإِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ وَإِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ.

رسول اللہ ﷺ تشریف لے آتے اور میرے ہاں (محلے کی) بچیاں ہوتیں۔ جب آپ تشریف لاتے تو وہ چلی جاتیں اور جب آپ چلے جاتے تو وہ آ جایا کرتی تھیں۔

٤٩٣٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ أَبِي مَرْيَمَ: أخبرنا يَحْيَى ابنُ أَيُّوبَ قالَ: حدَّثني عُمَارَةُ بنُ غَزِيَّةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ، فَهَبَّتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فقَالَ: «مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟» قالَتْ: بَنَاتِي، وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ، فقَالَ: «مَا هٰذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ؟» قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: «ومَا هٰذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟» قُلْتُ: جَنَاحَانِ، قَالَ: «فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ؟» قَالَتْ: أمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟! قَالَتْ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ.

۴۹۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا خیبر سے واپس تشریف لائے تو میرے طاقچے کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس نے پردے کی ایک جانب اٹھا دی تب سامنے میرے کھلونے اور گڑیاں نظر آ گئے۔ آپ نے پوچھا: ”عائشہ یہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ نے ان میں کپڑے کا ایک گھوڑا بھی دیکھا جس کے دو پر تھے۔ آپ نے پوچھا: ”میں ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟“ میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے۔ آپ نے پوچھا: ”اور اس کے اوپر کیا ہے؟“ میں نے کہا: اس کے دو پر ہیں۔ آپ نے کہا: ”کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟“ عائشہ ؓ نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ کہتی ہیں: چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔

فوائد و مسائل: ① بچوں اور بچیوں کو نہ صرف اجازت ہے بلکہ ان کا فطری حق ہے کہ انہیں کھیلنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ مگر واجب ہے کہ ان کی تفریحات شرعی مزاج سے ہم آہنگ ہوں۔ ② بچیاں اگر اپنے طور پر ہاتھ سے گڑیاں گڈے وغیرہ بنائیں تو جائز ہیں۔ اور یہ ان ممنوعہ تصاویر میں شامل نہیں جن کا بنانا یا رکھنا ناجائز ہو۔ تاہم خیال رہے کہ موجودہ دور میں ان کھلونوں کی جو ترقی یافتہ جدید صورت ہے کہ پلاسٹک' کپڑے اور پتھر وغیرہ سے بنے بالکل

٤٩٣٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرىٰ، ح: ٨٩٥٠ من حديث سعيد بن أبي مريم به.

نقل مطابق اصل ہوتے ہیں۔ان کے بارے میں راجح یہی ہے کہ یہ جائز نہیں۔جبکہ کچھ گھروں میں ان کو بطور آرائش نمایاں کر کے رکھا جاتا ہے جس کی کسی طرح اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(المعجم ٥٥) - بَابٌ: فِي الأُرْجُوحَةِ (التحفة ٦٣)

باب:۵۵-جھولے کا بیان

٤٩٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَنِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ أَوْ سِتٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَ نِسْوَةٌ - وَقَالَ بِشْرٌ: فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ - وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ فَذَهَبْنَ بِي وَهَيَّأْنَنِي وَصَنَّعْنَنِي فَأُتِيَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَبَنَى بِي وَأَنَا ابْنَةُ تِسْعٍ فَوَقَفَتْ بِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ: هِيهْ هِيهْ.

۴۹۳۳-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میری عمر سات سال یا چھ سال تھی۔جب ہم مدینہ منورہ آئے تو چند عورتیں آئیں......بشر بن خالد کے الفاظ ہیں:(میری والدہ) ام رومان آئیں......جبکہ میں ایک جھولے پر تھی اور وہ مجھے لے گئیں۔مجھے تیار کیا' بنایا سنوارا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں بھیج دیا گیا۔میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔(میری والدہ نے) مجھے دروازے پر کھڑا کر دیا تو میں نے کہا:[هِيه' هِيه] یعنی انکار کرنے کی آواز۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيْ تَنَفَّسْتُ، فَأُدْخِلْتُ بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، دَخَلَ حدِيثُ أَحَدِهِما في الآخَرِ.

امام ابوداود ؒ اس کی وضاحت میں کہتے ہیں: یعنی میں نے لمبا (ٹھنڈا) سانس لیا اور مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا گیا تو وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں۔انہوں نے دعائے خیر و برکت کے ساتھ میرا استقبال کیا۔حماد اور ابواسامہ کی روایت ایک دوسرے میں مل گئی ہے۔

٤٩٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ مِثْلَهُ قَالَ: عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ،

۴۹۳۴- جناب ابواسامہ نے مذکورہ بالا حدیث کے مثل روایت کیا اور کہا: اللہ کرے تیری قسمت اچھی

٤٩٣٣ ـ تخريج: أخرجه مسلم، النكاح، باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة، ح: ١٤٢٢ من حديث أبي أسامة، والبخاري، مناقب الأنصار، باب تزويج النبي ﷺ عائشة وقدومها المدينة وبنائه بها، ح: ٣٨٩٤ من حديث هشام بن عروة به.

٤٩٣٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

فَسَلَّمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ.

ہو۔ اور مجھے ان عورتوں کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے میرا سر دھویا اور مجھے بنایا سنوارا۔ اور میں اس وقت ڈری سی گئی جب دن چڑھے رسول اللہ ﷺ میرے سامنے ہوئے تو انہوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا۔

٤٩٣٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ جَاءَنِي نِسْوَةٌ وَأَنَا أَلْعَبُ عَلَى أُرْجُوحَةٍ، وَأَنَا مُجَمَّمَةٌ فَذَهَبْنَ بِي فَهَيَّأْنَنِي وَصَنَّعْنَنِي ثُمَّ أَتَيْنَ بِي رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَنَى بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

۴۹۳۵- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم مدینے آئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں جبکہ میں ایک جھولے پر کھیل رہی تھی۔ اور میرے بال کانوں سے نیچے اتر رہے تھے۔ تو وہ مجھے لے گئیں اور مجھے تیار کیا' بنایا سنوارا۔ پھر وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئیں۔ میری (رسول اللہ ﷺ کے گھر) رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔

٤٩٣٦- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِإِسْنَادِهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ: وَأَنَا عَلَى الأُرْجُوحَةِ وَمَعِيَ صَوَاحِبَاتِي، فَأَدْخَلْنَنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ.

۴۹۳۶- جناب ہشام بن عروہ نے اپنی سند سے اس روایت میں بیان کیا کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولے پر تھی' تو انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کر دیا۔ وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں' تو انہوں نے خیر و برکت کی دعا کے ساتھ میرا استقبال کیا۔

٤٩٣٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابنَ عَمْرٍو عن يَحْيَى يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ

۴۹۳۷- یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: ہم مدینے آئے اور بنو حارث بن خزرج کے ہاں ہمارا قیام ہوا۔ کہتی ہیں' اللہ کی قسم! میں کھجور کی دو لکڑیوں میں لگے ایک جھولے پر تھی کہ میری والدہ آئیں' تو انہوں نے مجھے

٤٩٣٥_ تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين.

٤٩٣٦_ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٢١٢١، وانظر، ح: ٤٩٣٣ والحديثين اللذين بعده.

٤٩٣٧_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٢١٠ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: فَوَاللهِ! إِنِّي لَعَلَى أُرْجُوحَةٍ بَيْنَ عَذْقَيْنِ فَجَاءَتْنِي أُمِّي فَأَنْزَلَتْنِي وَلِي جُمَيْمَةٌ، وَسَاقَ الحدِيثَ.

اس سے اتارا' اور میرے بال چھوٹے چھوٹے تھے۔ اور پوری حدیث بیان کی۔

فائدہ: آج کل کے بعض جدید مفکرین اور بزعم خویش نفیس مزاج مجددین کو ان احادیث اور صغرسنی (چھوٹی عمر) کے اس نکاح اور شادی پر بہت اعتراض ہے۔ وہ مختلف انداز سے اس کا انکار کرتے ہیں' حالانکہ اس انکار کی کوئی حقیقی وجہ نہیں ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ طبی' معاشرتی' علاقائی' اور جغرافیائی احوال وظروف کا دقیق نظری سے مطالعہ کریں تو واضح ہوگا کہ بعض احوال اور بعض علاقوں میں اس عمر کی لڑکیوں کا بالغ ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے اور پھر عائلی زندگی کے فطری مراحل سے گزرنا ان کے لیے کوئی انہونی بات نہیں ہوتی۔ اس واقعہ میں بالخصوص یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں مزید قربت وشرف دینے کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ تاکہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاں وقت بے وقت آنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اور ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ربط وضبط مزید گہرا ہو جائے۔ اور پھر اس نکاح کی بنیاد وہ خواب تھے جو تواتر کے ساتھ نبی ﷺ کو دکھلائے گئے تھے۔ یہ خواب اس بات کی طرف اشارہ تھے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی ﷺ کے ساتھ مقدر کر دیا گیا ہے۔ یہ احادیث صحیح اور یہ واقعہ تاریخی' شرعی اور فقہی اعتبار سے بالکل صحیح اور عین حق ہے اس کا انکار درحقیقت انکارِ حدیث کا زینہ ہے۔

(المعجم ٥٦) - بَابٌ: فِي النَّهْيِ عَنِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ (التحفة ٦٤)

باب:٥٦-نرد(چوسر) کھیلنا ناجائز ہے

٤٩٣٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن مُوسَى بنِ مَيْسَرَةَ، عن سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عن أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ لَعِبَ بالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ».

۴۹۳۸- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چوسر کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

فوائد ومسائل: ① [نرد] کا ترجمہ [لُعْبَةُ الطَّاوِلَة] کیا گیا ہے' یعنی لکڑی کے تختے پر کھیل' جس سے چوسر' کیرم بورڈ' اور لڈو وغیرہ کی قسم کے کھیل مراد ہو سکتے ہیں۔ ② ہمارے فاضل محقق مذکورہ روایت کی تحقیق کرتے

٤٩٣٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب اللعب بالنرد، ح: ٣٧٦٢ من حديث سعيد بن أبي هند به، وهو ثقة أرسل عن أبي موسى فالسند ضعيف، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٥٨، وحديث مسلم، ح: ٢٢٦٠ يغني عنه.

ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لیکن صحیح مسلم کی حدیث نمبر: ۲۲۶۰ اس روایت سے کفایت کرتی ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت معناً قابل حجت ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ بالا روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٣٩ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن سُفْيَانَ، عن عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عن سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ لَعِبَ بالنَّرْدَشِيرِ فكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ في لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ».

۴۹۳۹- جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نردشیر (چوسر) کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ سؤر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔''

فوائد ومسائل: ① ایسے کھیل جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہوں قطعاً ناجائز ہیں۔ کھیل کا اصل مقصد ذہنی راحت اور جسمانی ورزش ہوتا ہے۔ اگر جائز کھیلوں میں بھی وقت ضائع ہوتا ہو تو وہ ناجائز ہو جائیں گے۔ ② ان صحیح احادیث اور مذکورہ اصول کی رو سے کرکٹ جیسے کھیل کی قطعاً کوئی اجازت نہیں۔ اور شرعاً یہ ناجائز کھیل ہے' کیونکہ اس کھیل میں جس طرح ''بے دردی'' سے بے شمار لوگوں کا وقت ضائع ہوتا اور کیا جاتا ہے اس کی مثال کسی اور کھیل میں نہیں ملتی۔ مزید براں کرکٹ وغیرہ جیسے کھیل میں نماز' روزے کی کوئی پروا ہوتی ہے نہ کسی اور دینی و دنیوی کام کا خیال۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کھیل بین الاقوامی سطح پر جوئے جیسی بدترین لعنت اور کبیرہ گناہ کا بہت بڑا سبب اور ذریعہ بن چکا ہے۔ قومی اور ملکی سطح پر ان کے نقصانات اور مضر اثرات بے پناہ ہیں اور ان کے مقابلے میں فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ایسا کھیل کھیلنا اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا تو دور کی بات' ایک بندۂ رحمٰن کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایسے لغو اور بے فائدہ ''کام'' کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوتا بلکہ وہاں سے شرافت سے گزر جاتا ہے۔ قرآن مقدس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۲) ''رحمٰن کے بندے جب کسی لغو (دینی اور دنیوی اعتبار سے بے فائدہ) چیز سے گزرتے ہیں تو باعزت طور پر گزر جاتے ہیں۔'' ایسی خوبصورت اور حساس شریعت اور ایسا پاکیزہ دین جس میں ''چوسر'' کھیلنے کی اجازت نہیں ہے' اس دین فطرت میں کرکٹ جیسے کھیل کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ فتفکروا و تدبروا یا اولی الألباب۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٥٧) - بَابٌ: فِي اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ (التحفة ٦٥)

باب: ۵۷- کبوتر بازی کا بیان

٤٩٤٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۴۹۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

٤٩٣٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩٤٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب اللعب بالحمام، ح: ٣٧٦٥ من حديث حماد بن سلمة به.

- حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن مُحَمَّدِ بن عَمْرٍو، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ کبوتری کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''شیطان' شیطانی کے پیچھے لگا ہوا ہے۔''

فائدہ: کبوتر بازی' بٹیر بازی' مرغ لڑانا وغیرہ سب ناجائز مشاغل ہیں' ہاں اگر بطور تجارت یا زینت گھر میں رکھے ہوں تو جائز ہے۔

(المعجم ٥٨) - بَابٌ: فِي الرَّحْمَةِ (التحفة ٦٦)

باب:۵۸- رحمت وشفقت کرنے کا بیان

٤٩٤١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عَنْ عمْرٍو، عَنْ أَبِي قَابُوسَ مَوْلًى لِعَبْدِ الله ابْنِ عَمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا أَهْلَ الأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّماءِ» لَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ: مَوْلَى عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو، وقالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ.

۴۹۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا۔ تم اہل زمین پر رحم کرو' آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔'' مسدد نے (سند میں وارد ''ابوقابوس'' کے متعلق) یہ نہیں کہا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا مولیٰ تھا۔ نیز بوضاحت کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے۔

٤٩٤٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ قالَ: حَدَّثَنا؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ كَثِيرٍ: أخبرنا شُعْبَةُ قال: كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ - قالَ ابنُ كَثِيرٍ في حَدِيثِهِ: وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: أَقُولُهُ

۴۹۴۲- حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس حجرے والے یعنی حضرت ابوالقاسم صادق ومصدوق ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''کسی بدبخت سے ہی رحمت چھینی جاتی ہے۔''

٤٩٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، ح: ١٩٢٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٣٨، وصححه الحاكم: ٤/ ١٥٩، ووافقه الذهبي.

٤٩٤٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البروالصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، ح: ١٩٢٣ من حديث شعبة به.

حدَّثني مَنْصُورٌ؟ فقَالَ: إذَا قَرأتَهُ عَلَيَّ فَقَدْ حَدَّثْتُكَ بِهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا -: عن أَبِي عُثْمانَ مَوْلَى المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ الصَّادِقَ المَصْدُوقَ صَاحِبَ هٰذِهِ الْحُجْرَةِ يقُولُ: «لاتُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إلَّا مِنْ شَقِيٍّ».

فائدہ: ① رسول اللہ ﷺ کا وصف "صادق ومصدوق" یوں ہے کہ آپ اپنے قول وفعل اور خبر میں صادق (سچے) تھے۔ اور اللہ اس کے فرشتوں اور مومنین نے آپ ﷺ کے نبی و رسول ہونے کی تصدیق کی ہے تو اس اعتبار سے آپ "مصدوق" ہوئے۔ ② آپ ﷺ کے رحم کا دائرہ اپنے پرائے چھوٹے بڑے زیر دست ملازمین اور حیوانوں تک کو وسیع ہے۔ صاحب ایمان کو کسی بھی موقع پر کسی کے ساتھ ظلم کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے۔

٤٩٤٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ، عن ابنِ عَامِرٍ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو يَرْوِيهِ - قالَ ابنُ السَّرْحِ -: عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

۴۹۴۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔"

(المعجم ٥٩) - بَابٌ: فِي النَّصِيحَةِ (التحفة ٦٧)

باب: ۵۹- خیر خواہی کا بیان

٤٩٤٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حدثنا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الدِّينَ

۴۹۴۴- حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دین نصیحت (خلوص وخیر خواہی) کا نام ہے۔ دین نصیحت کا نام ہے۔ دین نصیحت کا نام ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کے

٤٩٤٣ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٢، والحميدي، ح: ٥٨٦ (بتحقيقي) عن سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة عند الترمذي، ح: ١٩٢٠ وغيره.

٤٩٤٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ح: ٥٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ، إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ»، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «للهِ وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَامَّتِهِمْ، أَوْأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ».

لیے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے لیے‘ اس کی کتاب کے لیے‘ اس کے رسول کے لیے‘ اہل ایمان کے ائمہ و حکام اور عام مسلمانوں کے لیے۔ یا کہا کہ مسلمانوں کے ائمہ و حکام اور عام لوگوں کے لیے۔''

فائدہ: اللہ کے لیے نصیحت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی عبودیت میں سرشار رہے۔ اس کی توحید کا اقرار و اظہار کرے اور شرک سے بیزار اور دور رہے۔ رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ اس کی رسالت کا اقرار و اظہار اور بے میل اطاعت کرے‘ بدعات سے بیزار اور دور رہے۔ کتاب اللہ کو اپنا دستور زندگی بنائے اور تمام مسائل اس کی روشنی میں سرانجام دینے کے لیے کوشاں رہے۔ حکام وقت کے لیے نصیحت یہ ہے کہ خیر و خوبی کے کاموں میں ان کی اطاعت کرے اور ان کا معاون بنے۔ ظلم و تعدی کی صورت میں انہیں باز رکھنے کی کوشش کرے اور ان کا معاون نہ بنے۔ لوگوں کے اندر بلاوجہ ان کی مخالفت کے جذبات نہ ابھارے اور عام مسلمانوں میں حسبِ مراتب‘ دین و دنیا کے معاملات میں بھلائی سے پیش آئے‘ یہی ان کے لیے نصیحت ہے۔

٤٩٤٥ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عن يُونُسَ، عن عَمْرِو بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي زُرْعَةَ بنِ عَمْرِو بنِ جَرِيرٍ، عن جَرِيرٍ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، قَالَ: فَكَانَ إِذَا بَاعَ الشَّيْءَ أَوِ اشْتَرَاهُ قَالَ: «أَمَا إِنَّ الَّذِي أَخَذْنَا مِنْكَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا أَعْطَيْنَاكَ فَاخْتَرْ».

۴۹۴۵- حضرت جریر (بن عبداللہ بجلی) ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کرنے پر بیعت کر رکھی ہے۔ راوی نے کہا: چنانچہ وہ (حضرت جریر ؓ) جب کوئی چیز فروخت کرتے یا خریدا کرتے تو کہتے: تحقیق جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ ہمیں اپنی چیز سے جو ہم نے تمہیں دی ہے‘ زیادہ پیاری ہے‘ چنانچہ تمہیں اختیار ہے (اپنی چیز یا مال واپس لینا چاہو تو لے سکتے ہو۔)

(المعجم ٦٠) - بَابٌ: فِي الْمَعُونَةِ لِلْمُسْلِمِ (التحفة ٦٨)

باب: ۶۰- مسلمان کی مدد کرنے کا بیان

٤٩٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا

۴۹۴۶- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں‘ نبی

٤٩٤٥_ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، البيعة، باب البيعة على النصح لكل مسلم، ح: ٤١٦٢ من حديث يونس بن عبيد به.

٤٩٤٦_ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ٢٦٩٩ ◄◄

أَبِي شَيْبَةَ، المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قالَ عُثْمانُ: وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ؛ ح: وحَدَّثَنا وَاصِلُ بنُ عَبْدِ الأعْلَى: أخبرنا أَسْبَاطُ عن الأعْمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ - وَقالَ وَاصِلٌ قال: حُدِّثْتُ عن أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا - عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ الله عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ الله عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَ الله عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالله فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان سے دنیا کا ایک دکھ دور کیا اللہ عزوجل اس سے قیامت کے روز کا ایک دکھ دور کرے گا۔ اور جس نے کسی مشکل میں پڑے شخص کے لیے آسانی کی' اللہ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ داری کی اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ داری کرے گا اور اللہ عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہے۔“

قَالَ أبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ عُثْمانُ عن أَبِي مُعَاوِيَةَ «وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عثمان (بن ابی شیبہ) نے ابومعاویہ سے یہ جملہ روایت نہیں کیا: ”جس نے کسی مشکل میں پڑے شخص کے لیے آسانی کی......“

فائدہ: اس حدیث سے وہ معروف ضابطہ ثابت ہوتا ہے کہ بندے کو جزا ہمیشہ اسی طرح کی ملتی ہے جیسا اس نے عمل کیا ہو یعنی ”جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔“

٤٩٤٧ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن رِبْعِيِّ بنِ حِرَاشٍ، عن حُذَيْفَةَ قالَ: قالَ نَبِيُّكُم ﷺ: «كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ».

۴۹۴۷- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ”ہر نیکی صدقہ ہے۔“

◄◄ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٩/ ٨٥، ورواه الترمذي، ح: ١٩٣٠ من حديث أسباط بن محمد به.

٤٩٤٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: ١٠٠٥ من حديث أبي مالك به.

فائدہ: صدقے کا مفہوم صرف مال ہی سے متعلق نہیں بلکہ ہر چھوٹی بڑی نیکی صدقہ ہے۔

(المعجم ٦١) - بَابٌ: فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ (التحفة ٦٩)

باب:٦١-(غلط) نام بدل دینے کا بیان

٤٩٤٨- حَدَّثنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قالَ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن دَاوُدَ بنِ عمْرٍو، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي زَكَرِيَّا، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّكُم تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُم وَأَسْمَاءِ آبَائِكُم فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُم».

۴۹۴۸- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔ چنانچہ اپنے نام اچھے اچھے رکھا کرو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ابنُ أَبِي زَكَرِيَّا لَمْ يُدْرِكْ أَبَا الدَّرْدَاءِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن ابو زکریا نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

٤٩٤٩- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ زِيَادٍ سَبَلَانُ: حَدَّثَنا عَبَّادُ بنُ عَبَّادٍ عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى الله عَزَّوَجَلَّ عَبْدُ الله وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ».

۴۹۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ عزوجل کو بہت ہی پیارے ہیں۔“

٤٩٥٠- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعِيدٍ الطَّالَقَانِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُهَاجِرِ الأَنْصَارِيُّ قالَ: حدَّثني

۴۹۵۰- حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ......اور انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے...... وہ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انبیاء کے نام رکھا

٤٩٤٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٢١٣ عن عمرو بن عون، وأحمد: ٥/ ١٩٤ من حديث هشيم به، والعلة ظاهرة.

٤٩٤٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح: ٢١٣٢ عن إبراهيم بن زياد به.

٤٩٥٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٥٤٣، ٢٥٤٤، ٢٥٥٣، وأخرجه النسائي، الخيل، باب ما يستحب من شية الخيل، ح: ٣٥٩٥ من حديث هشام بن سعيد به، ولبعض الحديث شواهد.

عَقِيلُ بْنُ شَبِيبٍ عن أَبي وَهْبِ الْجُشَمِيِّ - وكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «تَسَمَّوا بِأَسْمَاءِ الأَنْبِيَاءِ، وَأَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى الله عَبْدُ الله وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ».

کرو اور اللہ کو سب ناموں میں زیادہ محبوب عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ سب سے بڑھ کر واقعیت سے قریب یہ نام ہیں' حارث (کھیتی باڑی کرنے والا) اور ہمام (رنج و فکر میں پڑا ہوا) اور یہ نام سب سے برے ہیں' حرب (لڑاکا) اور مرّہ (''کڑوا'')

فوائد و مسائل: ① ''عبداللہ اور عبدالرحمٰن'' جیسے ناموں میں اللہ عزوجل کی طرف بندگی کی نسبت اور اس کا اظہار ہے' تو سعادت ہے اس بندے کے لیے جسے اٹھتے بیٹھتے موقع بموقع اس عالی نسبت سے پکارا جائے۔ اس کے بالمقابل انسانوں میں کون ہوگا جسے اسباب رزق کی فکر نہ ہو یا کسی طرح کے رنج والم سے محفوظ ہو؟ اس لیے ''حارث اور ہمام'' ایسے نام ہیں جو حقیقت سے قریب تر ہیں۔ نیز بقول بعض' نام کا اپنے مسمی پر کچھ معنوی اثر بھی ہوتا ہے اس لیے اچھے نام رکھنے چاہییں۔ حرب (لڑاکا) اور مرّہ (کڑوا) بہت برے نام ہیں' لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔ ② مذکورہ روایت کی' تحقیق کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کے شواہد ہیں۔ لیکن ان شواہد کی تفصیل ذکر نہیں کی وہ شواہد کس درجے کے ہیں.... مذکورہ بالا روایت کے الفاظ: [احب الاسماء.... عبدالله وعبدالرحمن] صحیح مسلم (حدیث:۲۱۳۲) اور سنن ابوداود (حدیث:۴۹۴۹) میں صحیح سند سے مروی ہیں جنہیں خود انہوں نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ نیز روایت کے باقی الفاظ: [أصدقها حارث وهمام......] کے بھی شواہد ملتے ہیں' جنہیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے' تو معلوم ہوا کہ یہ روایت [تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ] کے الفاظ کے سوا صحیح ہے' جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة' حديث:۹۰۴)

٤٩٥١ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ قالَ: ذَهَبْتُ بِعَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ في عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ، قالَ: «هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قالَ: فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ فَأَلْقَاهُنَّ في فِيهِ فَلاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَ فَاهُ

۴۹۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب (میرے سوتیلے بھائی) عبداللہ بن ابوطلحہ کی ولادت ہوئی تو میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ جب کہ نبی ﷺ ایک عباء پہنے اپنے اونٹ کو گندھک لگا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کھجور ہے؟'' میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ اور میں نے آپ کو کئی کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے انہیں اپنے منہ میں ڈال کر چبایا' پھر

٤٩٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته . . . الخ، ح: ٢١٤٤/ ٢٢ من حديث حماد بن سلمة به.

فأوجَرَهُنَّ إيَّاهُ، فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُبُّ الأنْصَارِ التَّمْرَ» وَسَمَّاهُ عَبْدَ الله.

بچے کا منہ کھول کر انہیں اس کے منہ میں ڈال دیا تو وہ اپنی زبان چلانے لگا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصاریوں کی کھجور سے محبت! (یعنی دیکھو نومولود بھی کس چاہت سے کھا رہا ہے۔'') اور آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔

فوائد ومسائل: ① نومولود کو صالح افراد سے گھٹی دلوانے کا اہتمام کرنا مستحب ہے اور اس کے لیے کھجور ایک اچھی شے ہے۔ ② ساتویں دن سے پہلے بھی نام رکھا جاسکتا ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ اپنا کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

(المعجم ٦٢) - بَابٌ: فِي تَغْيِيرِ الاسْمِ الْقَبِيحِ (التحفة ٧٠)

باب: ٦١ - غلط اور برے نام بدل دینے کا بیان

٤٩٥٢ - حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن عُبَيْدِ الله، عن نَافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أنَّ رَسُولَ الله ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وقالَ: «أنْتِ جَمِيلَةُ».

۴۹۵۲ - حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''عاصیہ'' نام بدل دیا اور فرمایا: ''تو جمیلہ (خوبصورت) ہے۔''

فائدہ: عرب لوگ ''عاص اور عاصیہ'' نام رکھتے تھے۔ ان کی مراد ہوتی تھی ظلم وزیادتی اور برائی سے انکار کرنے والا' کرنے والی۔ مگر اس میں ''عصیان'' (نافرمانی) کا مفہوم بھی ہے۔ اس لیے اس نام کو بدل دیا گیا۔

٤٩٥٣ - حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أبي حَبِيبٍ، عن مُحَمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحَمَّدِ بنِ عَمْرِو بنِ عَطَاءٍ: أنَّ زيْنَبَ بِنْتَ أبِي سَلَمَةَ سَألَتْهُ: مَا سَمَّيْتَ ابْنَتَكَ؟ قالَ: سَمَّيْتُهَا بَرَّةَ، فقالَتْ:

۴۹۵۳ - جناب محمد بن عمرو بن عطاء ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ ؓ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنی بچی کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ ''برہ'' (نیک' صالحہ) تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے۔ میرا نام ''برہ'' رکھا گیا تھا

٤٩٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن . . . الخ، ح: ٢١٣٩ عن أحمد به، وهو في المسند: ٢/ ١٨.

٤٩٥٣ـ تخريج: [صحيح] * محمد بن إسحاق صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٢١، وتابعه الوليد بن كثير عند مسلم، ح: ٢١٤٢، ورواه من حديث الليث بن سعد به، ولم يذكر محمد بن إسحاق في نسخنا من صحيح مسلم، ولعله سقط كما يدل عليه تصريح المزي في الأطراف، ح: ١٥٨٨٤، والله أعلم.

إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ هٰذَا الاسْمِ، سُمِّيتُ بَرَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُم، اللهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُم»، فَقَالَ: ما نُسَمِّيهَا؟ قالَ: «سَمُّوهَا زَيْنَبَ».

تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنے آپ کو اپنے منہ سے نیک اور صالح نہ کہلواؤ۔ اللہ تم میں سے نیک اور صالح لوگوں کو خوب جانتا ہے۔" پوچھا گیا: ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ نے فرمایا: "زینب نام رکھو۔"

فوائد و مسائل: ① اپنے منہ میاں مٹھو بننا' یعنی خود ہی اپنی مدح سرائی کرنا بہت برا ہے۔ اور اس میں ایسے نام بھی شامل ہیں جن میں مبالغہ پایا جاتا ہو۔ ② زینب کے معانی میں بیان کیا جاتا ہے کہ "موٹے خرگوش یا حسین منظر یا اچھی خوشبو والے درخت کو زینب کہتے ہیں۔" یا بعض نے اسے [زین أب] "باپ کے لیے زینت" سے مرکب بتایا ہے۔ (عون المعبود)

٤٩٥٤ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعني ابنَ المُفَضَّلِ: حدَّثني بَشِيرُ بنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَمِّهِ أُسَامَةَ بنِ أَخْدَرِيٍّ: أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ: أَصْرَمُ كَانَ في النَّفَرِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا اسْمُكَ؟» قالَ: أَنَا أَصْرَمُ، قالَ. «بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ».

۴۹۵۴- حضرت اسامہ بن اخدری ؓ سے روایت ہے کہ "اصرم" نامی ایک شخص اس وفد میں شامل تھا جو نبی ﷺ کے ہاں آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے کہا "میں اصرم (کاٹنے والا) ہوں" آپ نے فرمایا: "بلکہ تم زُرعہ ہو" (بمعنی بونے اور کاشت کرنے والا)

٤٩٥٥ - حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ عن يَزِيدَ يَعني ابنَ المِقْدَامِ بنِ شُرَيْحٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ شُرَيْحٍ، عن أَبِيهِ هَانِئٍ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يُكَنُّونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فقالَ: «إِنَّ اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تُكَنَّىٰ أَبَا الْحَكَمِ؟» فقالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا في

۴۹۵۵- حضرت ہانی بن یزید ؓ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کا وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سنا وہ اسے "ابو الحکم" کی کنیت سے پکارتے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: "حَکَم" (فیصلہ کرنے والا) اللہ ہی ہے (یہ اسی کا نام ہے) اور تمام فیصلے اسی کی طرف ہیں۔ تمہیں یہ کنیت "ابو الحکم" کیونکر دی گئی ہے؟"

٤٩٥٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١/ ١٩٦، ح: ٥٢٣ من حديث مسدد به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٧٤، ووافقه الذهبي.

٤٩٥٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي، آداب القضاة، باب: إذا حكموا رجلاً فقضى بينهم، ح: ٥٣٨٩ من حديث يزيد بن المقدام به، ورواه الحاكم: ١/ ٢٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٣٧.

شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا! فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟» قَالَ: لِي شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللهِ. قَالَ: «فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟» قَالَ: قُلْتُ: شُرَيْحٌ قَالَ: «فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ».

اس نے عرض کیا: بے شک میری قوم والے جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو میرے پاس آ جاتے ہیں اور میں ان میں فیصلہ کر دیتا ہوں اور پھر دونوں راضی ہو جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیرے بیٹے کون ہیں؟'' میں نے کہا: شریح' مسلم اور عبداللہ۔ آپ نے پوچھا: ''ان میں بڑا کون ہے؟'' میں نے کہا: شریح۔ آپ نے فرمایا: ''تو تم ''ابوشریح'' ہو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: شُرَيْحٌ هٰذَا هُوَ الَّذِي كَسَرَ السِّلْسِلَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ دَخَلَ تُسْتَرَ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ شُرَيْحًا كَسَرَ بَابَ تُسْتَرَ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ سِرْبٍ.

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں یہ شریح وہی ہیں جنہوں نے قلعہ تُستَر کی زنجیر توڑی اور اس میں داخل ہوئے تھے۔ اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے تُستَر کا دروازہ توڑا تھا اور سرنگ میں سے اس کے اندر گھسے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مبالغہ آمیز نام اور کنیتیں رکھنا درست نہیں ہے اور چاہیے کہ غلط نام بدل دیے جائیں۔ ② بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے بڑے بیٹے کے نام پر اپنی کنیت رکھے۔ ③ تُستَر ایران میں علاقہ خوزستان میں ایک شہر کا نام ہے اسے یاشستر بھی کہتے ہیں۔

٤٩٥٦ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: «مَا اسْمُكَ؟» قَالَ: حَزْنٌ، قَالَ: «أَنْتَ سَهْلٌ»، قَالَ: لَا، السَّهْلُ يُوطَأُ وَيُمْتَهَنُ، قَالَ سَعِيدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيبُنَا بَعْدَهُ حُزُونَةٌ.

۴۹۵۶- جناب سعید بن مسیّب اپنے والد سے وہ دادا (حزن) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تمہارا کیا نام ہے؟'' کہا: حزن۔ (بمعنی سخت اور دشوار گزار زمین) آپ نے فرمایا: ''تم ''سہل'' ہو۔ (بمعنی نرم اور آسان۔'') اس نے کہا: نہیں ''سہل'' کو تو روندا جاتا اور حقیر جانا جاتا ہے۔ سعید کہتے ہیں: مجھے یقین رہا کہ ہمیں ان کے بعد کوئی سختی اور غمی لاحق ہونے والی ہے۔

٤٩٥٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب اسم الحزن، ح: ٦١٩٠ من حديث عبدالرزاق به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وغيَّرَ النَّبيُّ ﷺ اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وحُبابٍ وَشِهَابٍ فَسَمَّاهُ هِشَامًا، وَسَمَّى حَرْبًا: سِلْمًا وَسَمَّى الْمُضْطَجِعَ: الْمُنْبَعِثَ، وَأَرْضًا تُسَمَّى عَفِرَةَ سَمَّاها خَضِرةَ، وشِعْبَ الضَّلالَةِ سَمَّاهُ شِعْبَ الهُدى وبنو الزِّنْيَةِ سَمّاهُمْ بَنِي الرِّشْدَةِ، وَسَمَّى بَنِي مُغْوِيَةَ: بَنِي رِشْدَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عاص، عزیز، عتلہ، شیطان، حَکَم، غراب، حُباب اور شہاب کے نام بدلے ہیں۔ اور شہاب کا نام ہشام رکھا۔ اور حرب کا سِلم۔ مُضطجع کا مُنبعث۔ ایک علاقے کا نام عَفِرہ سے بدل کر خضرہ کر دیا۔ شعب الضلالۃ کا شعب الھدی، بنوالزنیہ کا بنوالرشدہ اور بنومغویہ کا بنورِشدہ کر دیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: تَرَكْتُ أَسَانِيدَهَا لِلاخْتِصَارِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی سندیں اختصار کی وجہ سے چھوڑ دی ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا ناموں کے معانی یہ ہیں: "عاص" نافرمانی کرنے والا، قبول نہ کرنے والا۔ "عزیز" عزت اور غلبے والا، یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ "عتلہ" سخت طبیعت۔ "حکم" عمدہ فیصلے کرنے والا۔ یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ "غراب" کوے کو کہتے ہیں اور اس میں دوری اور فراق کے معنی بھی ہیں۔ کوا نجاستیں بھی کھاتا ہے۔ "حباب" شیطان کا نام ہے یا سانپ کا یا اس کی ایک قسم بھی ہے۔ "شہاب" آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ "حرب" لڑائی یا بہت زیادہ لڑنے والا۔ "سلم" سلامتی اور صلح والا۔ "مُضطجع" لیٹنے اور سونے والا۔ "المُنبعث" جاگنے اور اٹھنے والا۔ "عفرہ" بنجر زمین۔ "خَضِرہ" سرسبز و شاداب زمین۔ "شِعب الضلالہ" بھٹکا دینے والی گھاٹی۔ "شِعب الھدی" سیدھی راہ والی گھاٹی۔ "بنو الزنیہ" بدکاروں کی اولاد۔ "بنو الرِّشدہ" ہدایت یافتہ لوگوں کی اولاد۔ "بنو مغویہ" گمراہوں کی اولاد۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: ''حزن'' نے کہا: نہیں، میرے باپ نے جو نام رکھ دیا ہے وہ میں نہیں بدلتا۔ ابن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں، چنانچہ اس وجہ سے (کہ رسول اللہ ﷺ کی بات قبول نہیں کی گئی) ہم پر غمگینی کے اثرات نمایاں رہے ہیں۔ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه. دیکھیے: (صحیح البخاری، الأدب، باب اسم الحزن، حدیث: ٦١٩٠)

٤٩٥٧ - حَدَّثَنا أَبُو بَكْرٍ يَعْني ابنَ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنا

۴۹۵۷- جناب مسروق سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا، تو انہوں

٤٩٥٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب ما يكره من الأسماء، ح: ٣٧٣١ عن أبي بكر ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٧٧ * مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ٢٨٥١.

أَبُو عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عن الشَّعْبِيِّ، عن مَسْرُوقٍ قال: لَقِيتُ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ فقالَ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مَسْرُوقُ ابنُ الأَجْدَعِ، فقالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الأَجْدَعُ شَيْطَانٌ».

نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ مسروق بن اجدع۔ تو عمر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''اجدع' شیطان ہے۔''

٤٩٥٨- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بنُ المُعْتَمِرِ عن هِلَالِ بنِ يَسَافٍ، عن رَبِيعِ بنِ عُمَيْلَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُنْدُبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلا رَبَاحًا وَلا نَجِيحًا وَلا أَفْلَحَ، فإنَّكَ تَقُولُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَيَقُولُ: لا»، إِنَّمَا هُنَّ أَربعٌ فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ.

۴۹۵۸- حضرت سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچے یا غلام کا نام [یسار] ''مبارک' آسان' [رباح] ''نفع آور' [نجیح] ''کامیاب' [افلح] ''کامیاب' ہرگز نہ رکھنا۔ تم پوچھو گے کیا وہ یہاں ہے؟ تو جواب ملے گا نہیں۔'' (مقصد یہ ہے کہ اس طرح بدفالی ہوگی) (حضرت سمرہ ؓ نے کہا) یہ بس چار نام ہیں' مزید میرے ذمے نہ لگا دینا۔

٤٩٥٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا المُعْتَمِرُ قالَ: سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ، عن سَمُرَةَ قال: نَهَى رَسُولُ الله ﷺ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ: أَفْلَحَ وَيَسَارًا وَنَافِعًا وَرَبَاحًا.

۴۹۵۹- حضرت سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم اپنے غلاموں کے نام یہ رکھیں۔ افلح' یسار' نافع اور رباح (نفع والا۔)

٤٩٦٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۹۶۰- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ

٤٩٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٧ من حديث زهير بن معاوية به.

٤٩٥٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٦ من حديث المعتمر به، وهو في مسند أحمد: ٥/ ١٢.

٤٩٦٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه عبد بن حميد، ح: ١٠١٩ عن محمد بن عبيد به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٧٨، ٤٧٩، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٣٣ من حديث الأعمش به، وصرح بالسماع عنده، وحديث أبي الزبير رواه مسلم، ح: ٢١٣٨.

حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ عن الأَعمَشِ، عن أَبِي سُفْيَانَ، عن جَابِرٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ الله تَعَالَى أَنْهَى أُمَّتِي أَنْ يُسَمُّوا نَافِعًا وَأَفْلَحَ وَبَرَكَةَ». قال الأعمَشُ: وَلا أَدْرِي أَذَكَرَ نَافِعًا أَمْ لَا، «فإِنَّ الرَّجُلَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ: أَثَمَّ بَرَكَةٌ، فَيَقُولُونَ: لَا».

ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے چاہا میں زندہ رہا تو میں اپنی امت کو اس سے منع کروں گا کہ وہ ''نافع' افلح' اور برکت'' نام رکھیں۔'' اعمش کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں شیخ (ابوسفیان) نے نافع کا ذکر کیا یا نہیں۔ دراصل آدمی جب آتا ہے اور پوچھتا ہے ''کیا برکت ہے؟'' تو جواب ملتا ہے نہیں۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى أَبُو الزُّبَيْرِ عن جَابِرٍ عن النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ، لَمْ يَذْكُرْ: بَرَكَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوزبیر نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اس حدیث کی مانند روایت کیا ہے مگر اس میں ''برکت'' کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: مذکورہ بالا ناموں سے بالخصوص پرہیز کرنا چاہیے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''آپ ﷺ بعد میں ان سے خاموش ہو رہے۔'' (صحیح مسلم' الآداب' باب کراھة التسمية بالأسماء القبيحة' وبنافع و نحوه' حديث:٢١٣٨)

٤٩٦١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن أَبِي الزِّنَادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ الله يَوْمَ الْقِيامَةِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِمَلِكِ الأَمْلَاكِ».

۴۹۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''قیامت کے روز سب سے برا نام اس شخص کا ہوگا جس نے اپنا نام ''ملک الاملاک'' (شہنشاہ' مہاراج) رکھا۔''

[قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعَيْبُ بنُ أَبِي حَمْزَةَ عن أَبِي الزِّنَادِ بِإِسناده قال: أَخْنَى اسْمٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شعیب بن ابوحمزہ نے بواسطہ ابوزناد اس کی سند سے یہ روایت بیان کی تو اس میں (أَخْنَعُ اسْمٍ کی بجائے) ''أَخْنَى اسْمٍ'' (مبغوض ترین نام) کہا۔

٤٩٦١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب تحريم التسمي بملك الأملاك أو بملك الملوك، ح: ٢١٤٣ عن أحمد، وهو في المسند: ٢/ ٢٤٤، والبخاري، الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله، ح: ٦٢٠٦ من حديث سفيان ابن عيينة به.

فائدہ: علمائے کرام نے مندرجہ بالا ترکیب سے ''قاضی القضاۃ'' کہنے کہلانے کو بھی ناجائز کہا ہے۔

(المعجم ٦٣) - بَابٌ: فِي الأَلْقَابِ (التحفة ٧١)

باب:٦٣- برے القاب سے پکارنے کا بیان

٤٩٦٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ عن دَاوُدَ، عن عَامِرٍ قال: حدَّثني أَبُو جُبَيْرَةَ بنُ الضَّحَّاكِ قال: فِينا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ، في بَنِي سَلِمَةَ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَٰنِ ۚ﴾ [الحجرات: ١١] قال: قَدِمَ عَلَيْنا رَسُولُ الله ﷺ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ الله ﷺ يَقُولُ: «يافُلَانُ!» فيَقولُونَ: مَهْ يا رَسُولَ الله! إنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا الاسْمِ، فأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَٰبِ ۖ﴾.

۴۹۶۲- جناب ابوجبیرہ بن ضحاک بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الإِيمَانِ﴾ ''برے برے ناموں اور لقبوں سے مت پکارو' ایمان لے آنے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے۔'' یہ ہم' بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف لائے تو ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کے دو یا تین نام نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کسی کو بلاتے ''ارے فلاں!'' تو لوگ کہتے: اے اللہ کے رسول! رکیے۔ تحقیق یہ آدمی اس نام سے ناراض ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ......﴾ اتری۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ برے برے لقب یا نام رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔

(المعجم ٦٤) - بَابٌ: فِيمَنْ يَتَكَنَّى بِأَبِي عِيسَى (التحفة ٧٢)

باب:٦٤- ''ابوعیسیٰ'' کنیت رکھنا کیسا ہے؟

٤٩٦٣ - حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ يُكْنَى أَبَا عِيسَى،

۴۹۶۳- جناب زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو' جس نے اپنی کنیت ''ابوعیسیٰ'' رکھ لی تھی' سزا دی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابوعیسیٰ رکھی تو حضرت

٤٩٦٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الألقاب، ح: ٣٧٤١، والترمذي، ح: ٣٢٦٨ من حديث داود بن أبي هند به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٦٣ و٤/ ١٨١، ١٨٢.

٤٩٦٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٩/ ٣١٠ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن كثير في مسند الفاروق: ١/ ٣٣٤.

وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ بنَ شُعْبَةَ تَكَنَّى بِأَبِي عِيسٰى، فقالَ لَهُ عُمَرُ: أَمَا يَكْفِيكَ أَنْ تُكَنَّى بِأَبِي عَبْدِ الله، فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَنَّانِي، فقالَ: إِنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَد غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَما تَأَخَّرَ وَإِنَّا في جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ الله حَتَّى هَلَكَ.

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ اپنی کنیت "ابوعبداللہ" رکھ لو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہی نے میری یہ کنیت رکھی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ نے بخش دیے ہوئے ہیں اور ہم تو ایک دوسرے جیسے لوگ ہیں۔ (ہم میں کوئی بھی دوسرے سے افضل واعلیٰ نہیں) چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات تک ابوعبداللہ ہی کہلاتے رہے۔

فائدہ: ابوعیسیٰ کنیت رکھ لینا جائز ہے، تاہم اس سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شرف لفظی طور پر بھی محفوظ رہے اور کسی کو شبہ نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی باپ تھے۔

(المعجم ٦٥) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِابْنِ غَيْرِهِ: يَابُنَيَّ (التحفة ٧٣)

باب: ٦٥- کسی دوسرے کے بچے کو "میرے بیٹے" کہہ کر پکارنا

٤٩٦٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ قال: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بنُ مَحْبُوبٍ قالُوا: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ عن أَبِي عُثْمانَ، - وَسَمَّاهُ ابنُ مَحْبُوبٍ الْجَعْدَ - عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهُ: «يَا بُنَيَّ».

۴۹۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو پکارا، تو فرمایا: "اے میرے بیٹے!"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِينٍ يُثْنِي عَلَى مُحَمَّدِ بنِ مَحْبُوبٍ وَيَقُولُ: كَثِيرُ الحدِيثِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے سنا، وہ محمد بن محبوب کی مدح کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ یہ بہت زیادہ صاحب حدیث تھے۔

فائدہ: کسی اور کے بچے کو پیار سے "بیٹے یا میرے بیٹے" کہہ کر پکار لینے میں کوئی حرج نہیں۔ سورۂ احزاب میں جو حکم ہے کہ ﴿اُدْعُوهُمْ لِآبَآئِهِمْ﴾ (الأحزاب :٥) "انہیں ان کے باپوں سے پکارو۔" یہ لے پالک بچوں کے متعلق ہے کہ ان کے اصل نسب کی شہرت ختم نہ کرو۔ ورنہ پیار سے اور مجازاً اس طرح کہنا جائز ہے۔

٤٩٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب جواز قوله لغير ابنه: يا بني، واستحبابه للملاطفة، ح: ٢١٥١ من حديث أبي عوانة به.

(المعجم ٦٦) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى بِأَبِي الْقَاسِمِ** (التحفة ٧٤)

باب:٦٦- ''ابوالقاسم'' کنیت رکھنا کیسا ہے؟

٤٩٦٥- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عن مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

۴۹۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام رکھ سکتے ہو مگر میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ أَبُو صَالِحٍ عن أَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَذٰلِكَ رِوَايَةُ أَبِي سُفْيَانَ عن جَابِرٍ وَسَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ عن جَابِرٍ وَسُلَيْمانَ الْيَشْكُرِيِّ عن جَابِرٍ وَابنِ الْمُنْكَدِرِ عن جَابِرٍ نَحْوَهُمْ وَأَنَسِ بنِ مَالِكٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوصالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔ نیز ابوسفیان' سالم بن ابوجعد' سلیمان یشکری اور ابن منکدر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ کنیت اختیار کرنا جائز نہیں تھا مگر آپ کے بعد علماء نے اجازت دے دی ہے کہ آپ ﷺ کا نام اور کنیت دونوں رکھے جا سکتے ہیں۔ زندگی میں ممانعت کی وجہ یہ واقعہ تھا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے ''ابوالقاسم'' کہہ کر آواز دی' آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا' تو آواز دینے والے نے کہا کہ میں نے آپ کو آواز نہیں دی' میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی ہے۔ اس واقعے کے بعد آپ نے یہ کنیت رکھنے سے روک دیا۔ (فتح الباری' الادب' حدیث:۶۱۸۸۔ مزید تفصیل کے لیے فتح الباری ملاحظہ ہو۔) جواز کے دلائل اگلے ابواب میں آ رہے ہیں۔

(المعجم ٦٧) - **بَابٌ: فِيمَنْ رَأَى أَنْ لَا يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا** (التحفة ٧٥)

باب:٦٧- ان حضرات کی دلیل جو (نبی ﷺ کے) نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز نہیں جانتے

٤٩٦٦- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ:

۴۹۶۶- جناب ابوزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٩٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح: ٢١٣٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة، وهذا في المصنف: ٨/ ٤٨٣، والبخاري، الأدب، باب قول النبي ﷺ: "سموا باسمي ولا تكنوا بكنيتي"، ح: ٦١٨٨ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٩٦٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٣١٣ من حديث هشام به، ورواه الترمذي، ح: ٢٨٤٢ من ◀◀

حَدَّثَنا هِشَامٌ عن أَبِي الزُّبَيْرِ، عن جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يُكْنَى بِكُنْيَتِي، وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّى بِاسْمِي».

کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میرا نام رکھے وہ میری کنیت اختیار نہ کرے۔ اور جس نے میری کنیت رکھی ہو وہ میرا نام نہ رکھے۔''

قَالَ أبُو دَاوُدَ: رَوَى بِهٰذَا المَعْنَى ابنُ عَجْلَانَ عن أَبِيهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَرُوِيَ عن أَبِي زُرْعَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ مُخْتَلِفًا عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ، وكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰن بنِ أَبِي عَمْرَةَ عن أَبِي هُرَيْرَةَ اخْتُلِفَ فِيهِ، رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَابنُ جُرَيْجٍ عَلٰى ما قالَ أَبُو الزُّبَيْرِ، وَرَوَاهُ مَعْقِلُ بنُ عُبَيْدِ الله عَلٰى ما قالَ ابنُ سِيرِينَ، وَاخْتُلِفَ فِيهِ عَلٰى مُوسَى بنِ يَسَارٍ عَن أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَلَى الْقَوْلَيْنِ، اخْتَلَفَ فِيهِ حَمَّادُ بنُ خَالِدٍ وَابنُ أَبِي فُدَيْكٍ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ ابن عجلان نے بواسطہ اپنے والد حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اسی روایت (روایت جابر) کے ہم معنی روایت کیا ہے۔ (نام یا کنیت میں سے ایک چیز جائز ہے۔ دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔) اور ابوزرعہ سے بواسطہ حضرت ابو ہریرہ ؓ دونوں روایتیں مروی ہیں (جمع کرنا درست نہیں' اور گزشتہ روایت کی مانند بھی کہ صرف کنیت جائز نہیں۔) عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ کی روایت جو حضرت ابو ہریرہ ؓ سے ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ ثوری اور ابن جریج نے ابوزبیر کی مانند روایت کیا (جمع کرنا درست نہیں۔) اور معقل بن عبیداللہ نے ابن سیرین کی طرح کہا (نام رکھنا جائز' مگر کنیت جائز نہیں۔) موسیٰ بن یسار کی روایت بواسطہ حضرت ابو ہریرہ ؓ میں بھی دونوں قول ہیں۔ اس میں حماد بن خالد اور ابن ابوفدیک نے اختلاف کیا ہے۔

(المعجم ٦٨) - بَابٌ: فِي الرُّخْصَةِ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا (التحفة ٧٦)

باب:٦٨- (نبی ﷺ کا) نام اور کنیت جمع کر لینے کی رخصت کا بیان

٤٩٦٧- حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا

۴۹۶۷- جناب محمد ابن حنفیہ ؒ بیان کرتے ہیں

◀◀ حديث أبي الزبير به، وعنعن وصححه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٦٣٤، وسنده ضعيف، وحديث البخاري: ٣٥٣٨، ومسلم: ٢١٣٣ يغني عنه.

٤٩٦٧ـ **تخريج: [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية الجمع بين اسم النبي ﷺ وكنيته، ح: ٢٨٤٣ من حديث فطر به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٨٠.

أَبِي شَيْبَةَ قالا : حَدَّثَنا أَبُو أُسَامَةَ عن فِطْرٍ، عن مُنْذِرٍ، عن مُحَمَّدٍ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قال: قال عَلِيٌّ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! إنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكْنِيهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قال: «نَعَمْ»، وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: قال: قال عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ ﷺ.

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کے بعد میرے ہاں بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (راویٔ حدیث) ابوبکر بن ابوشیبہ کے الفاظ میں [قُلْتُ] کا لفظ نہیں ہے بلکہ یوں ہے کہ [قَالَ عَلِيٌّ لِلنَّبِيِّ ﷺ] ''حضرت علی نے نبی ﷺ سے پوچھا۔''

فائدہ: اس واقعے سے نام اور کنیت دونوں کے رکھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.

٤٩٦٨ - حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابْنُ عِمْرَانَ الْحَجَبِيُّ عن جَدَّتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَتْ: يَا رَسُولَ الله! إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ، فَذُكِرَ لِي أَنَّكَ تَكْرَهُ ذٰلِكَ، فقَالَ: «ما الَّذِي أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي، أَوْ ما الَّذِي حَرَّمَ كُنْيَتِي وَأَحَلَّ اسْمِي».

۴۹۶۸- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میرا نام تو جائز ہو اور کنیت حرام۔'' یا فرمایا: ''کس چیز نے میری کنیت حرام ٹھہرا دی اور نام جائز کر دیا؟''

(المعجم ٦٩) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى وَلَيْسَ لَهُ وَلَدٌ (التحفة ٧٧)

باب:۶۹- اولاد نہ ہونے کے باوجود کنیت رکھنا

٤٩٦٩ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا ثَابِتٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَدْخُلُ عَلَيْنَا

۴۹۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور میرے چھوٹے بھائی نے جس کی کنیت ''ابوعمیر''

٤٩٦٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٥ من حديث محمد بن عمران الحجبي به، وهو مستور (تقريب).

٤٩٦٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٨٤٧ عن موسى بن إسماعيل به، ورواه أحمد: ٣/ ٢٨٨ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث طرق كثيرة.

وَلِي أَخٌ صَغِيرٌ يُكْنَى أَبَا عُمَيْرٍ وكَانَ لَهُ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِينًا فقَالَ: مَا شَأْنُهُ؟ فقالُوا: مَاتَ نُغَرُهُ، فقَالَ: «أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟».

تھی اس نے ایک چڑیا رکھی ہوئی تھی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا۔ (اس چڑیا کو عربی میں نُغیر کہتے تھے) تو وہ مرگئی۔ ایک دن نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور اسے غمگین پایا تو پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کی چڑیا نغیر مرگئی ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: ''اے ابوعمیر! کیا کرگیا (تیرا) نغیر؟''

فائدہ: محدثین نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ مسجع مقفی کلام جائز ہے اور جائز حدود میں ہنسی مزاح کی بات میں کوئی حرج نہیں۔ اور بچوں کے ساتھ ملاطفت حسن اخلاق کا حصہ ہے۔ چھوٹی عمر میں کنیت رکھنا جائز ہے اور جانور پال لینا' اس کو پنجرے میں رکھنا اور ان سے کھیلنا بھی مباح ہے۔ (امام خطابی ؒ)

(المعجم ٧٠) - بَابٌ: فِي الْمَرْأَةِ تُكَنَّى (التحفة ٧٨)

باب: ٧٠- عورت کنیت اختیار کرے تو جائز ہے

٤٩٧٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ، المَعْنى، قالا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُولَ الله! كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى، قال: «فاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ الله» - يَعني ابنَ أُختِهَا - قالَ مُسَدَّدٌ: عَبْدِ الله بنِ الزُّبَيْرِ [قال]: فكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ الله.

٤٩٧٠- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری سب سہیلیوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو تم اپنے بیٹے عبداللہ کے نام سے کنیت رکھ لو۔'' مقصد تھا کہ اپنے بھانجے کی نسبت سے۔ مسدد نے وضاحت کی کہ اس سے مراد ''عبداللہ بن زبیر'' ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ام عبداللہ کنیت اختیار کر لی۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكذَا رواهُ قُرَّانُ بنُ تَمَّام وَمَعْمَرٌ جَمِيعًا عن هِشَامٍ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامٍ، عن عَبَّادِ بنِ حَمْزَةَ، وكَذٰلِكَ حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ وَمَسْلَمَةُ بنُ قَعْنَبٍ

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ قران بن تمام اور معمر دونوں نے ہشام سے اسی کے مانند روایت کیا ہے اور ابواسامہ نے ہشام سے' اس نے عباد بن حمزہ سے روایت کیا ہے۔ اور ایسے ہی حماد بن سلمہ اور مسلمہ بن

٤٩٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١٠٧/٦ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه الحاكم: ٢٧٨/٤، ووافقه الذهبي.

عن هِشَامٍ كما قالَ أَبُو أُسَامَةَ.

قعنب نے ہشام سے اسی طرح روایت کیا جیسے ابواسامہ نے کہا۔

فائدہ: عورتوں کے لیے بھی جائز ہے کہ کنیت اختیار کر لیں، خواہ اولاد ہو یا نہ۔

(المعجم ٧١) - بَابٌ: فِي الْمَعَارِيضِ (التحفة ٧٩)

باب: ۷۱- اشارے کنائے سے (ذومعنی) بات کرنا

فائدہ: [معاریض] جمع [معراض] اس سے مراد ہے بات چیت میں ایسی ذومعنی بات کرنا جس کے دو پہلو ہوں۔ سچ اور جھوٹ یا ظاہر اور باطن۔ دشمن کے مقابلے میں جہاں شرعی مصلحت درپیش ہو وہاں ایسا انداز اختیار کرنا بلاشبہ جائز ہے اور اسے "توریہ" کہتے ہیں۔ لیکن اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ بغیر شرعی ضرورت کے ایسا انداز اختیار کرنا کہ اس کے ذریعے سے کسی حق کا انکار ہو یا کوئی حق مار لے تو یہ جھوٹ اور دھوکا دہی ہے اور ناجائز ہے۔

٤٩٧١- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ حِمْصٍ: أخبرنا بَقِيَّةُ ابنُ الْوَلِيدِ عن ضُبَارَةَ بنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ جُبَيْرِ بنِ نُفَيْرٍ، عن أَبِيهِ، عن سُفْيَانَ بنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ».

۴۹۷۱- حضرت سفیان بن اَسید حضرمی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے، وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو، جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے لیکن دیگر صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بھائی کو دھوکا دینا بہت بڑا قبیح گناہ ہے۔ صحیح مسلم میں ہے: [اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ] (صحيح مسلم، الأيمان، حديث:١٦٥٣) قسم میں وہی معنی معتبر ہوں گے جو قسم اٹھوانے والے نے مراد لیے ہوں (نہ کہ قسم اٹھانے والے کے۔)

(المعجم ٧٢) - بَابٌ: فِي [قَوْلِ الرَّجُلِ:] زَعَمُوا (التحفة ٨٠)

باب: ۷۲- ''لوگوں کا خیال ہے'' سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے'' وغیرہ انداز سے بات کرنا

٤٩٧١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٣٩٣ عن حيوة بن شريح الحمصي به * ضبارة بن مالك وأبوه مجهولان.

٤٩٧٢- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن الأَوْزَاعِيِّ، عن يَحْيَى، عن أَبِي قِلَابَةَ قال: قال أَبو مَسْعُودٍ لأَبِي عَبْدِ الله أَوْ قال أَبُو عَبْدِ الله لأَبِي مَسْعودٍ: مَا سَمِعْتَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ فِي زَعَمُوا؟ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ: زَعَمُوا».

۴۹۷۲- جناب ابوقلابہ سے روایت ہے کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ابوعبداللہ (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) سے یا ابوعبداللہ (حذیفہ رضی اللہ عنہ) نے حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس بارے میں کیا سنا ہے جو لوگ ''زعموا'' کے انداز میں بات کرتے ہیں؟ (لوگوں کا خیال ہے۔ باور کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے وغیرہ۔) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''زَعَمُوا'' آدمی کی بہت بری سواری ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الله هٰذَا حُذَيْفَةُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابوعبداللہ سے مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: لوگوں سے سنی سنائی بے اصل باتوں کو بلاتحقیق وتفتیش آگے نقل کرنا بہت برا ہے۔ کئی لوگ اپنے وہم' شبہے یا جھوٹ کو لاگ لپیٹ سے آگے بڑھانے میں بڑے شاطر ہوتے ہیں بالخصوص موجودہ لادینی صحافت کا تو یہ طرۂ امتیاز ہے۔

(المعجم ٧٣) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ: أَمَّا بَعْدُ (التحفة ٨١)

باب:۷۳- خطبے میں ''اما بعد'' کا استعمال

فائدہ: خطبے میں حمد وصلاۃ کے بعد اپنا موضوع شروع کرنے سے پہلے یہ کلمہ بولنا مشروع ہے۔

٤٩٧٣- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ عن أَبِي حَيَّانَ، عن يَزِيدَ بنِ حَيَّانَ، عن زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَهُمْ فقَالَ: «أَمَّا بَعْدُ».

۴۹۷۳- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''اما بعد! (حمد وصلاۃ کے بعد۔'')

٤٩٧٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠١ عن وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٤٨، ٤٤٩ * أبوقلابة صرح بالسماع من أبي عبدالله عند أبي نعيم في معرفة الصحابة: ٥/ ٢٩٤٩، ح: ٦٨٨٥، وللحديث شواهد.

٤٩٧٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ٢٤٠٨ عن ابن أبي شيبة به، مطولاً: وهو في المصنف: ٨/ ٤٦٦.

(المعجم ٧٤) - **بَابٌ: فِي الْكَرَمِ وَحِفْظِ الْمَنْطِقِ** (التحفة ٨٢)

باب:۷۴- انگور کے لیے لفظ ''کرم'' استعمال کرنا اور اپنی زبان و گفتگو میں محتاط رہنے کا بیان

فائدہ: عرب لوگ شراب پی کر عالم مدہوشی میں بہت کچھ لٹاتے تھے۔ اور اس حال میں اپنے کرم (سخاوت) پر بہت ناز کرتے تھے۔ تو انہوں نے انگور کو جس سے شراب حاصل ہوتی تھی ''کرم'' کے لفظ سے موسوم کرنا شروع کر دیا۔ مگر اسلام نے شراب حرام کر دی تو پھر انگور کے لیے مروج بے محل لفظ ''کرم'' بھی ممنوع قرار دے دیا۔

٤٩٧٤- **حَدَّثَنا** سُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن الأعْرَجِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُم: الْكَرَمَ فإِنَّ الْكَرَمَ الرَّجُلُ المُسْلِمُ، وَلٰكِن قُولُوا: حَدَائِقَ الأَعْنَابِ».

۴۹۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص (انگور کے لیے) لفظ ''کرم'' استعمال نہ کرے۔ بے شک ''کرم'' (سخاوت کا منطوق) مسلمان آدمی ہے۔ بلکہ یوں کہا کرو: [حَدَائِق الْاَعْنَاب] ''انگوروں کے باغات''

فائدہ: شرعی اور دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ غلط الفاظ مسلمان کی زبان پر جاری نہیں ہونے چاہییں' بالخصوص جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصریح فرما دی ہو جیسے درج ذیل باب میں بھی وارد ہے۔

(المعجم ٧٥) - **بَابٌ: لَا يَقُولُ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي** (التحفة ٨٣)

باب:۷۵- لونڈی' غلام اپنے آقا کو ''میرا رب'' نہ کہے

فائدہ: لفظ [رَبّ] کے لفظی معنی ہیں: ''پالنے والا'' عربوں میں لونڈی غلام لوگ اپنے آقا اور مالک کو لفظ [رَبِّی] اور [رَبَّتِی] ''میرا رب'' سے پکارتے تھے۔ شریعت نے اس انداز کے الفاظ کے استعمال سے سختی سے منع فرما دیا تاکہ اللہ رب العالمین کے نام اور وصف کا احترام' اسی کے لیے مخصوص رہے۔

٤٩٧٥- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن أَيُّوبَ وَحَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ

۴۹۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے

٤٩٧٤ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١١٦٤٤ من حديث عبدالله بن وهب به، ورواه مسلم، ح: ٢٢٤٧ من حديث الأعرج به.

٤٩٧٥ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢١٠، وأحمد: ٢/ ٤٣٣، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٠٧٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٤٣ من حديث حماد بن سلمة به مختصرًا ومطولاً، وللحديث طرق كثيرة.

وَهِشَام عن مُحَمَّدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُم: عَبْدِي وَأَمَتِي، وَلا يَقُولَنَّ المَمْلُوكُ: رَبِّي وَرَبَّتِي، وَلْيَقُلِ الْمَالِكُ: فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلْيَقُلِ المَمْلُوكُ: سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي، فإِنَّكُمُ المَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ اللهُ تَعَالَى».

غلام اور لونڈی کو [عَبْدِی] ''میرے بندے'' یا [أَمَتِی] ''میری بندی'' کے لفظ سے ہرگز نہ پکارے۔ اور نہ کوئی غلام اپنے مالک کو [رَبِّی] اور [رَبَّتِی] ''میرے رب'' کہے۔ مالک کو چاہیے کہ یوں پکارے [فَتَایَ] ''اے میرے جوان'' [فَتَاتِی] ''اے میری لڑکی'' اور مملوک کو چاہیے کہ کہے [سَيِّدِی، سَيِّدَتِی] ''اے میرے سردار!'' بلاشبہ تم سب مملوک ہو اور ''رب'' اللہ عزوجل ہی ہے۔''

٤٩٧٦- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عن أَبِي هُرَيْرَةَ في هٰذَا الْخَبَرِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ قال: «وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ».

۴۹۷۶- ابو یونس (سلیمان بن جبیر) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور اس روایت میں نبی ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ (موقوف روایت بیان کی اور سَيِّدِی وَسَيِّدَتِی کی بجائے کہا:) اور چاہیے کہ [سَيِّدِی] اور [مَوْلَایَ] اے میرے سردار!'' کہے۔

٤٩٧٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن قَتَادَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُم عَزَّ وَجَلَّ».

۴۹۷۷- جناب عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی منافق کو ''سید'' (سردار' آقا) کہہ کر مت پکارو۔ اس لیے کہ اگر وہ سردار ہوا تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔''

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (المنافقون:٨) ''عزت تو صرف اللہ کے لیے' اس کے رسول ﷺ کے لیے اور مومنین کے لیے ہے۔'' کسی منافق کی اس طرح سے عزت کرنا جائز نہیں۔

٤٩٧٦ـ تخريج: [إسناده صحيح].

٤٩٧٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٦٠، وأحمد: ٥/ ٣٤٦، والنسائي في الكبرى، ح: ١٠٠٧٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٢٤٤ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به * قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف عند الحاكم: ٤/ ٣١١.

(المعجم ٧٦) - بَابٌ: لَا يُقَالُ خَبُثَتْ نَفْسِي (التحفة ٨٤)

باب:٧٦-کوئی شخص یوں نہ کہے کہ "میرا نفس خبیث ہو گیا ہے"

٤٩٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهَابٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ بنِ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ، عن أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلْيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي».

۴۹۷۸- حضرت ابوامامہ اپنے والد (سہل بن حنیف ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے "میرا نفس خبیث ہو گیا ہے۔" اگر کہنا بھی ہو تو یوں کہے: "میری طبیعت پریشان ہے۔ طبیعت خراب ہے۔"

فائدہ: چونکہ لفظ خُبث اور خبیث کا اطلاق باطل اعتقاد (کفر) جھوٹ اور حرام کاموں پر بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ہدایت فرمائی گئی کہ مسلمان کی زبان نامناسب الفاظ سے پاک رہے۔

٤٩٧٩- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن أَبِيهِ، عن عَائِشَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحدُكُمْ جَاشَتْ نَفْسِي وَلْكِنْ لِيقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي».

۴۹۷۹- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے: میرا جی جوش مارتا ہے۔ بلکہ یوں کہے: میرا جی پریشان ہے۔"

فائدہ: اسلام نے اپنے ماننے والوں کے عقائد و اعمال میں پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ان کی زبان و بیان کے اسلوب و محاورات کو بھی پاکیزہ بنایا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَالإِيْمَانِ﴾ (الحجرات:١١) "ایمان لے آنے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے۔"

(المعجم . . .) - بَابٌ (التحفة . . .)

باب:......

٤٩٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ:

۴۹۸۰- سیدنا حذیفہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٤٩٧٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يقل: خبثت نفسي، ح: ٦١٨٠، ومسلم، الألفاظ من الأدب وغيرها، باب كراهة قول الإنسان خبثت نفسي، ح: ٢٢٥١ من حديث عبدالله بن وهب به.

٤٩٧٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حماد هو ابن سلمة، ورواه البخاري، ح: ٦١٧٩، ومسلم، ح: ٢٢٥٠ من حديث هشام به.

٤٩٨٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٤، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٨٢١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٨٥ من حديث شعبة به.

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ يَسَارٍ، عن حُذَيْفَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لا تَقولُوا مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ».

نے فرمایا: ''یوں مت کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے' بلکہ یوں کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔''

فائدہ: پہلے جملے میں اللہ کی مشیت (چاہنے) میں اوروں کو بھی شریک کرنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے' بلکہ وہی ہوتا ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ چاہے' البتہ دوسرے جملے میں فرق کے ساتھ دوسروں کی مشیت کا اظہار کر دے' تو جائز ہے۔

(المعجم ٧٧) - بَابٌ (التحفة ٨٥)

باب: ۷۷ ....

٤٩٨١ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ بنِ سَعِيدٍ: حدَّثني عَبْدُ الْعَزِيزِ ابنُ رُفَيْعٍ عن تَمِيمٍ الطَّائِيِّ، عن عَدِيِّ بنِ حَاتِمٍ: أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا، فقَالَ: «قُمْ»، أَوْ قالَ: «اذْهَبْ فَبِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ».

۴۹۸۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی ﷺ کے سامنے خطبہ دیا تو اس نے کہا: [مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ يَّعْصِهِمَا] ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔'' آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''چل کھڑا ہو۔'' یا فرمایا ''چلا جا' تو بہت برا خطیب ہے۔''

فائدہ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایک ہی کلمہ اور ضمیر تثنیہ میں جمع کرتے ہوئے یوں کہنا: [وَمَنْ يَّعْصِهِمَا] ''جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔'' خلاف ادب شمار کیا گیا ہے۔ ان کو جدا جدا کر کے [وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ] کہنا چاہیے۔

٤٩٨٢ - حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ يَعني ابنَ عَبْدِ اللهِ، عن خَالِدٍ يَعني الْحَذَّاءَ، عن أَبِي تَمِيمَةَ، عن أَبِي المَلِيحِ،

۴۹۸۲- جناب ابوملیح ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' اس نے کہا: میں نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی سواری کو ٹھوکر سی لگی تو میری

٤٩٨١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ٨٧٠ من حديث سفيان الثوري به، وتقدم، ح: ١٠٩٩.

٤٩٨٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٣٨٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٥٥٤ من حديث خالد الحذاء به.

عن رَجُلٍ قال: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَعَثَرَتْ دَابَّتُهُ فقُلْتُ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ فقَالَ: «لا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فإنَّكَ إذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُولُ بِقُوَّتِي، وَلٰكِن قُلْ: بِسْمِ الله فإنَّكَ إذَا قُلْتَ ذٰلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ».

زبان سے نکلا ''ہلاک ہو شیطان۔'' تو آپ نے فرمایا: ''یہ مت کہو' تم جب یہ کہتے ہو تو وہ پھول جاتا ہے یہاں تک کہ ایک گھر کے برابر ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میری قوت سے ایسے ہوا' لیکن کہو [بسم اللّٰہ] ''اللہ کے نام سے'' تم جب ایسے کہتے ہو تو وہ سکڑ جاتا ہے' حتی کہ مکھی کی مانند ہو جاتا ہے۔''

فائدہ: اللہ کے نام میں بڑی برکت ہے۔ اس سے شیطان ذلیل و رسوا ہوتا ہے' لہٰذا بندے کو ہر موقع پر مسنون اذکار پڑھنے کا حریص ہونا چاہیے۔

٤٩٨٣- حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ؛ ح: وحَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا سَمِعْتَ - وقالَ مُوسَى: إِذَا قالَ - الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكَهُمْ».

۴۹۸۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سنو...... اور بالفاظ موسیٰ (بن اسماعیل) جب کہے...... بندہ کہ لوگ تباہ ہو گئے۔ تو کہنے والا ہی سب سے زیادہ تباہ حال ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مالكٌ: إِذَا قَالَ ذٰلِكَ تَحَزُّنًا لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ - يَعني فِي أَمْرِ دِينِهِمْ - فَلا أَرَى بِهِ بَأْسًا، وَإِذَا قال ذٰلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ فَهُوَ المَكْرُوهُ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی لوگوں کو دینی حالت میں کمی اور خرابی کی وجہ سے ایسے کہے تو میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ لیکن جب کوئی اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے ایسے کہے تو ناجائز ہے اور اسی کی ممانعت ہے۔

فائدہ: بلاشبہ کوئی بندہ اپنے طور پر کتنا ہی صالح کیوں نہ ہو لیکن اگر شیطانی بھرے میں آ کر عجب و تکبر کے پھندے میں پھنس گیا تو وہی سب سے زیادہ ہلاکت میں پڑنے والا ہے جیسے گزشتہ حدیث ۴۹۰۱ میں گزرا ہے' لہٰذا بڑے اور برے بول بولنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

٤٩٨٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب النهي عن قول: هلك الناس، ح: ٢٦٢٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٨٤ عن سهيل به.

(المعجم ٧٨) - بَابٌ: فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ (التحفة ٨٦)

باب:٧٨- نماز عتمہ (اندھیرے کی نماز) کا بیان

٤٩٨٤- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن ابنِ أَبِي لَبِيدٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا تَغْلِبَنَّكُمُ الأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُم أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ وَلٰكِنَّهُمْ يُعْتِمُونَ بالإِبِلِ».

۴۹۸۴- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ ہو کہ یہ بدوی لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب آ جائیں۔ خبردار! بلاشبہ اس کا نام ''عشاء'' ہے۔ لیکن چونکہ وہ لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوہنے میں اندھیرا کر دیتے ہیں (تو اسی مناسبت سے اسے عتمہ' یعنی اندھیرے والی نماز کہہ دیتے ہیں۔'')

فائدہ: ہمارے ہاں دیہاتوں میں بعض لوگ عشاء کی نماز کو ''سوتے کی نماز'' ظہر کو ''پیشی یا پیشیں'' (پہلی) اور عصر کو ''دیگر'' (دوسری) کہتے ہیں۔ لیکن اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ایمانیات سے متعلق شرعی اصطلاحات غالب اور زبان زد عام ہونی چاہییں' عرف سے مغلوب نہ ہونے پائیں۔

٤٩٨٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بنُ كِدَامٍ عن عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عن سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ قال: قال رَجُلٌ - قال مِسْعَرٌ: أُرَاهُ مِنْ خُزَاعَةَ -: لَيْتَنِي صَلَّيْتُ فاسْتَرَحْتُ، فَكَأَنَّهُمْ عَابُوا ذٰلكَ عَلَيْهِ، فقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «يابِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا».

۴۹۸۵- جناب سالم بن ابو جعد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا...... مسعر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ خزاعہ سے تھا...... کاش میں نماز پڑھ لیتا تو سکون پاتا۔ تو دوسرے لوگوں نے گویا اس کے اس انداز پر عیب لگایا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''بلال! نماز کی اقامت کہو' ہمیں اس سے راحت پہنچاؤ۔''

٤٩٨٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ: حدثنا عُثْمَانُ بنُ الْمُغِيرَةِ عن سَالِمِ بنِ أَبِي الْجَعْدِ، عن عَبْدِ الله بنِ

۴۹۸۶- جناب عبداللہ بن محمد ابن حنفیہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد انصاریوں میں ہمارے سسرالیوں کے ہاں عیادت کے لیے گئے تو نماز کا

٤٩٨٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ٦٤٤ من حديث سفيان الثوري به.

٤٩٨٥ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٤ من حديث مسعر به، وللحديث شواهد.

٤٩٨٦ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٧١ من حديث إسرائيل به، وله شاهد في أخبار أصبهان: ٢/ ٢٤٩.

مُحَمَّدٍ ابنِ الْحَنَفِيَّةِ قال: انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِي إِلَى صِهْرٍ لَنا مِنَ الأَنْصارِ نَعُودُهُ فحضَرَتِ الصَّلَاةُ، فقَالَ لِبَعْضِ أَهْلِهِ: يا جارِيَةُ! ائْتُونِي بِوَضُوءٍ لَعَلِّي أُصَلِّي فأَسْتَرِيحَ، قَالَ: فأَنْكَرْنا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فقالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «قُمْ يا بِلَالُ! فأَرِحْنَا بالصَّلَاةِ».

وقت ہو گیا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کہا: اے لڑکی! وضو کے لیے پانی لاؤ' شاید میں نماز پڑھ لوں تو راحت پاؤں۔ تو ہم نے ان کا یہ جملہ پسند نہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے' آپ فرماتے تھے "اے بلال! اٹھو ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ۔"

٤٩٨٧- **حَدَّثَنا** هَارُونُ بنُ زَيْدِ بنِ أَبِي الزَّرْقاءِ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ سَعْدٍ عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: ما سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَنْسُبُ أَحَدًا إِلَّا إِلَى الدِّينِ.

۴۹۸۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ ہر ایک شے میں دین ہی کی نسبت کا خیال فرماتے تھے۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ عام گفتگو اور امور میں دینی نسبت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جاہلی نسبتوں سے احتراز کرنا چاہیے جیسے کہ اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔

(المعجم ٧٩) - **بَابٌ:** فِيمَا رُوِيَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٨٧)

باب: ۷۹- بعض اوقات استعارہ وکنایہ کا استعمال جائز ہے

٤٩٨٨- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ قال: كَانَ فَزَعٌ بالمَدِينَةِ فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فرَسًا لأَبِي طَلْحَةَ فقالَ: «ما رأَيْنَا شَيْئًا، أَوْ ما رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا».

۴۹۸۸- حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ مدینے میں کوئی افواہ پھیل گئی (شاید کوئی دشمن حملہ آور ہونے والا ہے) تو نبی ﷺ حضرت ابوطلحہ ؓ کے گھوڑے پر سوار ہوئے (اور اِدھر اُدھر دیکھ بھال کر آئے) اور فرمایا: "ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہے۔" یا فرمایا: "ہم نے خوف کی کوئی بات نہیں دیکھی۔ اور یہ گھوڑا تو گویا سمندر ہے۔"

٤٩٨٧ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] * زيد بن أسلم لم يسمع من عائشة رضي الله عنها، فالسند منقطع.

٤٩٨٨ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من استعار من الناس الفرس، ح:٢٦٢٧، ومسلم، الفضائل، باب شجاعته ﷺ، ح:٢٣٠٧ من حديث شعبة به.

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کی سبک رفتاری کو ''اس کے سمندر'' ہونے سے تشبیہ دی ہے۔ تو اس سے محدث ؒ کا استدلال یہ ہے کہ اگر اندھیرے کی نسبت سے عشاء کی نماز کو بھی ''عتمہ یا سوتے کی نماز'' کہہ دیا جائے تو جائز ہے۔ ② صاحب ایمان کو جری اور بہادر ہونا چاہیے اور اپنے معاشرے میں عام اصلاحی کاموں میں سب سے آگے ہونا چاہیے جیسے رسول اللہ ﷺ تھے۔ ③ کبھی کبھار عام استعمال کی چیزیں عاریتاً لے لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور مسلمانوں کو اس سلسلے میں بخیل نہیں ہونا چاہیے' لیکن عاریتاً لینے والے کو بھی چاہیے کہ فراغت کے بعد اس چیز کو پوری ذمے داری سے واپس کر دے۔

(المعجم ٨٠) - **باب التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ** (التحفة ٨٨)

باب: ٨٠- جھوٹ بولنے کی مذمت

٤٩٨٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا الأعمَشُ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ دَاوُدَ: حَدَّثَنا الأَعمَشُ عنْ أَبِي وَائِلٍ، عنْ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إيَّاكُم وَالْكَذِبَ فإنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ الله كَذَّابًا، وَعَلَيْكُمْ بالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ الله صِدِّيقًا».

۴۹۸۹- حضرت عبداللہ (بن مسعود) ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے بچو۔ بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچانے والا ہے۔ بلاشبہ جو انسان جھوٹ بولتا ہو اور جھوٹ ہی کے درپے رہتا ہے تو وہ بالآخر اللہ کے ہاں کذّاب (انتہائی جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔ (ہمیشہ) سچ اپناؤ' سچ (انسان کو) نیکی کی رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچاتی ہے۔ اور جو شخص سچ بولتا اور سچ کے درپے رہتا ہے تو وہ بالآخر اللہ کے ہاں صدیق (انتہائی سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: سچ اور جھوٹ (صدق وکذب) کا تعلق صرف زبان کے الفاظ ہی سے نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ فعل اور نیت تک وسیع ہے۔ فکری اعتبار سے انسان ''صدق'' کا متلاشی اور اس کے مطابق اپنے اعمال کو سرانجام دینے والا ہو اور اس کے برخلاف سے بچنے والا ہو تو یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ ورنہ جلد یا بدیر ''فضیحت'' سے بچ نہیں سکے گا۔

٤٩٨٩ـ تخريج: أخرجه مسلم، البروالصلة، باب قبح الكذب وحسن الصدق، وفضله، ح: ٢٦٠٧ من حديث وكيع، والبخاري، الأدب، باب قول الله تعالى: ﴿يأيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين ...﴾ الخ، ح: ٦٠٩٤ من حديث أبي وائل به.

٤٩٩٠ - حَدَّثَنا مُسَدَّدُ بنُ مُسَرْهَدٍ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قالَ: حدَّثني أَبِي عنْ أَبِيهِ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيَضْحَكَ بِهِ القَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ».

۴۹۹۰- جناب بہز بن حکیم ؒ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد (حکیم) نے اپنے والد (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) سے روایت کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”ہلاکت ہے اس کے لیے جو اس غرض سے جھوٹ بولے کہ اس سے لوگ ہنسیں۔ ہلاکت ہے اس کے لیے! ہلاکت ہے اس کے لیے!“

فائدہ: اپنی طرف سے لطیفے بنانا اور خوش طبعی کے لیے جھوٹ بولنا کہ لوگ ہنسیں صاحب ایمان کو قطعاً زیب نہیں دیتا ہے' البتہ ایسا مزاح اور خوش طبعی جو مبنی بر حقیقت ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور شرعی حدود وقیود کے اندر ہو' جائز اور مباح ہے۔

٤٩٩١ - حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ: حدَّثنا اللَّيْثُ عنِ ابنِ عَجْلَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِي عَبْدِ الله ابنِ عَامِرِ بن رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ حدَّثَهُ عن عَبْدِ الله ابن عَامِرٍ أَنَّهُ قالَ: دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ الله ﷺ قاعِدٌ في بَيْتِنا، فقالَتْ: هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ، فَقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ؟» قالَتْ: أُعْطِيهِ تَمْرًا، فقالَ لَهَا رَسُولُ الله ﷺ: «أمَا إنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ».

۴۹۹۱- حضرت عبداللہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا۔ ادھر آ' چیز دوں گی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا: ”تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟“ انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا: ”اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔“

فائدہ: سچ اور جھوٹ بولنے کا تعلق بڑے آدمیوں ہی سے نہیں' چھوٹے بچوں کے ساتھ بھی ہے بلکہ بعض صالحین نے تو اسے جانوروں تک وسیع کیا ہے کہ آدمی کسی جانور کو ایسی آواز دے یا جھولی بنا کر اسے بلائے اور اسے تاثر دے کہ اس میں گھاس' دانہ وغیرہ ہے' حالانکہ اس میں کچھ نہ ہو' تو وہ اسے جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ بہر حال جھوٹ ایک قبیح

٤٩٩٠ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، ح: ٢٣١٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن".

٤٩٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٧ من حديث الليث بن سعد به، * رجل مولى عبدالله مجهول.

خصلت ہے۔ اس سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ سوائے تین مقامات کے جن کا ذکر پیچھے (حدیث: ۴۹۲۱-۴۹۲۰) گزر چکا ہے۔ بعض محققین نے مذکورہ روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٤٩٩٢ - حَدَّثنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن حَفْصِ بنِ عَاصِمٍ، قال ابنُ حُسَيْنٍ في حَدِيثِهِ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «كَفٰى بالمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ».

۴۹۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا رہے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: ولَمْ يَذْكُرْ حَفْصٌ أَبَا هُرَيْرَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حفص بن عمر کی روایت میں ابوہریرہ کا ذکر نہیں (روایت مرسل ہے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يُسْنِدْهُ إِلَّا هٰذَا الشَّيْخُ يَعْنِي عَلِيَّ بنَ حَفْصٍ الْمَدَائِنِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور اسے صرف علی بن حفص مدائنی نے مسند روایت کیا ہے۔

فائدہ: مقدمہ صحیح مسلم میں روایت ہے: [كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ] "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرتا ہے۔" (صحيح مسلم' المقدمة' حديث:۵)

(المعجم ٨١) - بَابٌ: فِي حُسْنِ الظَّنِّ (التحفة ٨٩)

باب:۸۱- اچھا گمان رکھنے کا بیان

٤٩٩٣ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ عَنْ مُهَنَّا أَبِي شِبْلٍ.

۴۹۹۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور بقول نصر (بن علی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اچھا گمان رکھنا حسن عبادت میں سے ہے۔"

٤٩٩٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع، ح: ٥ من حديث علي بن حفص به، وتفرد به كما قال أبوداود وغيره، وجاء في بعض نسخ صحيح مسلم وهم من النساخ، رد به بعض العلماء على أبي داود رحمه الله، والرد مردود عليهم أصلاً، انظر النسخ الهندية من صحيح مسلم لتحقيق الصواب.

٤٩٩٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٧، ٣٠٤، ٤٠٧، ٤٩١ من حديث حماد بن سلمة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٥، ٢٤٦٠، والحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٤١، ووافقه الذهبي.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ أَفْهَمْهُ مِنْهُ جَيِّدًا عَنْ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ وَاسِعٍ، عَنْ شُتَيْرٍ قَالَ نَصْرٌ: شُتَيْرُ بنُ نَهَّارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ نَصْرٌ: عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ».

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مُهَنَّا ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سند میں مذکور مُہنَّا (بن ابوشبل) ثقہ ہے اور بصری ہے

فائدہ: مسلمان بھائیوں کے متعلق خواہ مخواہ برے گمان رکھنا اور اس پر اپنے معاملات کی بنیاد رکھنا گناہ کی بات ہے۔ (نیز دیکھیے: گزشتہ حدیث ۴۹۱۷-) تاہم ضروری ہے کہ انسان از خود بھی تہمت اور شبہے کے مواقع سے دور رہے اور کسی کو برا گمان کرنے کا موقع نہ دے جیسے اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

٤٩٩٤- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بنِ حُسَيْنٍ، عَنْ صَفِيَّةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ فَقُمْتُ فَانْقَلَبْتُ، فقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا في دَارِ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا رَسُولَ الله ﷺ أَسْرَعَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ؟» قالَا: سُبْحَانَ الله! يَا رَسُولَ الله! قَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا» أَوْ قَالَ: «شَرًّا».

۴۹۹۴- ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے اور میں رات کے وقت آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی' پھر اٹھ کر واپس جانے لگی تو آپ بھی میرے ساتھ اٹھے تاکہ مجھے واپس پہنچا آئیں اور میری رہائش حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے احاطہ میں تھی۔ تو انصاریوں کے دو آدمی گزرے۔ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو ذرا تیزی سے چلنے لگے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ! یہ (میرے ساتھ) صفیہ بنت حیی ہے۔ ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان انسان کے جسم میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔'' یا فرمایا: ''کوئی بری بات نہ ڈال دے۔''

٤٩٩٤- تخريج: [صحيح] من حديث عبدالرزاق به، تقدم، ح: ٢٤٧٠.

فوائد و مسائل: ① اعتکاف کے دوران میں جائز ہے کہ بیوی معتکف کو ملنے کے لیے آئے اور وہ آپس میں گفتگو کریں۔ ② معتکف اپنی فطری ضروریات کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً قضائے حاجت یا ضروری غسل کے لیے جبکہ مسجد میں ان کا معقول انتظام نہ ہو' اسی طرح شدید بیماری کی حالت میں بھی جبکہ مسجد میں طبی امداد پہنچنے کے مواقع نہ ہوں تو اس قسم کے تمام حالات میں مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ ③ انسان کو تہمت اور شبہے کے مقامات سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ کا تعارف کرا کے اس شبہے کا ازالہ فرما دیا۔ ④ شیطان انسان کے جسم میں ایسے گردش کرتا ہے جیسے خون' اس لیے اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے تعوذ (أعوذ بالله من الشيطان الرجيم) بہت زیادہ پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ٨٢) - بَابٌ: فِي الْعِدَةِ (التحفة ٩٠)

باب: ۸۲- وعدہ وفا کرنے کی تاکید

٤٩٩٥- حَدَّثَنَا ابنُ الْمُثَنَّى: أخبرنا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بنِ عَبْدِ الأَعْلَى، عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ، عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ زَيْدِ بن أَرْقَمَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهِ أَنْ يَفِيَ فَلَمْ يَفِ ولم يَجِيءْ لِلْمِيعَادِ فَلَا إثْمَ عَلَيْهِ».

۴۹۹۵- حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جب اپنے بھائی سے کوئی وعدہ کر لے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اپنا وعدہ وفا کرے گا مگر نہ کر سکے اور وعدے پر نہ پہنچ سکا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن اگر انسان فطری طور پر نسیان کا شکار ہو گیا ہو' تو معاف ہے مگر عمداً وعدے کا پاس نہ کرنا اور اس کے خلاف کرنا' علاماتِ نفاق میں سے ہے۔

٤٩٩٦- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فارِسٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ طَهْمَانَ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَبْدِ الله بن

۴۹۹۶- حضرت عبداللہ بن ابو حمساء ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے کہ میں نے آپ سے ایک سودا کیا اور کچھ قیمت باقی رہ گئی' تو میں نے آپ سے وعدہ کر لیا کہ میں یہیں

٤٩٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في علامة المنافق، ح: ٢٦٣٣ من حديث أبي عامر به، وقال: "وليس إسناده بالقوي . . . وأبوالنعمان مجهول وأبووقاص مجهول".

٤٩٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ١٠/ ٩٤ من حديث محمد بن سنان العوفي به، * عبدالكريم بن عبدالله بن شقيق مجهول (تقريب)، وفي السند علل أخرٰى.

شَقِيقٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بن أَبِي الْحَمْسَاءِ قالَ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا في مَكَانِهِ، فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ، فَإِذَا هُوَ في مَكَانِهِ، فقَالَ: «يَا فَتَى! لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ».

آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ مگر مجھے اپنی یہ بات تین دن بعد یاد آئی' پھر میں آیا تو آپ وہیں تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اے جوان! تو نے مجھے بہت اذیت پہنچائی ہے۔ میں تین دن سے یہاں انتظار کر رہا ہوں۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ مُحَمَّدُ بنُ يَحْيٰى: هٰذَا عِنْدَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ نے کہا: (سند میں مذکور) عبدالکریم' یہ ابن عبداللہ بن شقیق ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هٰكَذَا بَلَغَنِي عنْ عَلِيِّ ابن عَبْدِ اللهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: بواسطہ علی بن عبداللہ مجھے یہ روایت اسی طرح پہنچی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: بَلَغَنِي أَنَّ بِشْرَ بنَ السَّرِيِّ رَوَاهُ عنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ شَقِيقٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: بشر بن سری نے اسے ''عن عبدالكريم بن عبدالله بن شقيق'' کی سند سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے' تاہم حقیقت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وعدے کے انتہائی پکے تھے۔

(المعجم ٨٣) - بَابٌ: فِيمَنْ يَتَشَبَّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ (التحفة ٩١)

باب:٨٣- دھوکا دینے کے لیے ایسے ظاہر کرنا کہ یہ چیز میری ہے' حالانکہ اس کی نہ ہو

٤٩٩٧- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عنْ فاطِمَةَ بِنْتِ المُنْذِرِ، عنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ

۴۹۹۷- حضرت اسماء بنت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے' اگر میں اس کے سامنے ایسے ظاہر

٤٩٩٧ـ تخريج: أخرجه البخاري، النكاح، باب المتشبع بما لم ينل، وما ينهى من افتخار الضرة، ح: ٥٢١٩ عن سليمان بن حرب، ومسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره . . . الخ، ح: ٢١٣٠ من حديث هشام بن عروة به.

أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّ لِي جَارَةً تَغْنِي ضَرَّةً هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ لَهَا بِمَا لَمْ يُعْطِ زَوْجِي؟ قَالَ: «الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ».

کروں کہ یہ چیز مجھے میرے شوہر نے دی ہے حالانکہ دی نہ ہو تو کیا مجھ پر گناہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جو کوئی ایسے ظاہر کرے کہ یہ چیز میری ہے حالانکہ اسے نہ دی گئی ہو تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مکر کے دو کپڑے پہنے ہو۔''

فائدہ: کسی مسلمان کو دھوکا دینا یا مانگے تانگے کی چیز پر اترانا کسی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا ہے۔ اسی طرح سوکنوں کا آپس میں ایسی کیفیت پیدا کرنا کہ دوسری کڑھنے لگے' جائز نہیں۔ یا کوئی اپنے آپ کو دکھلاوے کے طور پر زاہد ظاہر کرے' حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہو۔

(المعجم ٨٤) - باب مَا جَاءَ فِي الْمَزَاحِ (التحفة ٩٢)

باب:۸۴- مزاح اور خوش طبعی کا بیان

٤٩٩٨- حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خَالِدٌ عنْ حُمَيْدٍ، عنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقَالَ: يَا رَسُولَ الله! احْمِلْنِي، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّا حَامِلُوكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ». قَالَ: وَمَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَهَلْ تَلِدُ الإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ».

۴۹۹۸- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دے دیتے ہیں۔'' وہ بولا: میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو بھی تو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔''

فائدہ: خوش طبعی اور ہنسی مذاق انسانی طبیعت کا لازمہ ہے اس سے طبیعت میں بشاشت آ جاتی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس سے موصوف تھے مگر اس میں حق وصدق کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے جو کوئی جھوٹ بول کر ہنسے ہنسائے' وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ (دیکھیے' حدیث: ۴۹۹۰)

٤٩٩٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنا يُونُسُ بنُ أَبِي

۴۹۹۹- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ نے نبی ﷺ کے ہاں اندر آنے کی

٤٩٩٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، ح: ١٩٩١ من حديث خالد بن عبدالله الواسطي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٦٠٥ * حميد الطويل مدلس، ولم أجد تصريح سماعه.

٤٩٩٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٧١ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وعنعن، وسقط ذكره في السنن الكبرٰى للنسائي، ح: ٨٤٩٥.

إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْعَيْزَارِ بنِ حُرَيْثٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا، فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا، وَقَالَ: أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْجُزُهُ، وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ: «كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ؟»، قال: فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا، فقَالَ لَهُمَا: أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَما أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قَدْ فَعَلْنَا، قَدْ فَعَلْنَا».

اجازت چاہی' تو انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز سنی جو قدرے بلند تھی۔ جب وہ اندر آئے تو انہوں نے اسے طمانچہ مارنے کے لیے پکڑا۔ اور بولے: میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کرتی ہو۔ تو نبی ﷺ اسے بچانے لگے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصے سے باہر نکل آئے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دیکھا! میں نے تجھے اس آدمی سے کیسے بچایا؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چند دن توقف کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ سے (ملنے کے لیے) اجازت چاہی اور انہیں پایا کہ ان کی صلح ہو چکی ہے' تو ان سے کہا: مجھے بھی اپنی صلح میں شامل کر لو جیسے تم نے مجھے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے کر لیا' ہم نے کر لیا۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم رسول اللہ ﷺ کی اندرون خانہ کی زندگی خوش طبعی' مزاح اور وسعت قلبی کی حامل تھی' اس میں تکلف اور درشتی یا خشکی کا کوئی پہلو نہ تھا۔

٥٠٠٠- **حَدَّثَنَا** مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ عن عَبْدِ اللهِ بنِ الْعَلَاءِ، عَنْ بُسْرِ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَسَلَّمْتُ وَقَالَ: «ادْخُلْ»، فقُلْتُ: أَكُلِّي يَا

٥٠٠٠- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے سلام کہا' تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اندر آ جاؤ۔'' میں نے عرض کیا۔ کیا میں سارا ہی آ جاؤں' اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''سارا ہی آ جاؤ۔'' اور میں اندر حاضر ہو گیا۔

٥٠٠٠- **تخريج:** أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب ما يحذر من العذر . . . الخ، ح: ٣١٧٦ من حديث الوليد بن مسلم به.

رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «كُلُّكَ»، فَدَخَلْتُ.

٥٠٠١- حَدَّثَنا صَفْوَانُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ قالَ: إِنَّمَا قال: أَدْخُلُ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ.

۵۰۰۱- عثمان بن ابو عاتکہ نے بیان کیا کہ (مذکورہ بالا قصے میں) عوف بن مالک نے جو کہا: ''میں سارا ہی اندر آ جاؤں۔'' یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ خیمہ چھوٹا سا تھا۔

٥٠٠٢- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنا شَرِيكٌ عنْ عَاصِمٍ، عن أَنسٍ قال: قالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَاذَا الأُذُنَيْنِ!».

۵۰۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک بار) نبی ﷺ نے مجھے یوں پکارا: ''اے دو کانوں والے!''

(المعجم ٨٥) - باب مَنْ يَأْخُذُ الشَّيْءَ مِنْ مِزَاحٍ (التحفة ٩٣)

باب: ۸۵- ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز لے لینا

٥٠٠٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ؛ ح: وَحَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ إِسْحَاقَ عن ابن أَبِي ذِئْبٍ، عنْ عَبْدِ الله بن السَّائِبِ بنِ يَزِيدَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا [وَلَا] جَادًّا». وَقالَ سُلَيْمانُ: «لَعِبًا وَلَا جِدًّا»، «وَمَنْ أَخذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا»، لَمْ يَقُلْ ابنُ بَشَّارٍ: ابنَ يَزِيدَ - وَقالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ.

۵۰۰۳- جناب عبداللہ بن سائب بن یزید اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی کوئی چیز ہرگز نہ لے نہ ہنسی مذاق میں اور نہ حقیقت میں سچے طور پر۔'' سلیمان بن (عبدالرحمٰن) کے لفظ تھے [لَعِباً وَلَا جِدًّا] ''اور جس نے اپنے بھائی سے (کوئی) لاٹھی (بھی) لی ہو تو اسے واپس کر دے۔'' محمد بن بشار نے (عبداللہ بن سائب کے نسب میں) ''ابن یزید'' نہیں کہا۔ اور (سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ کی بجائے) قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ کہا۔

٥٠٠١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ١٠/٢٤٨ من حديث أبي داود به، * عثمان بن أبي العاتكة ضعيف، والسند إليه صحيح.

٥٠٠٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في المزاح، ح: ١٩٩٢ من حديث شريك القاضي به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وله شاهد حسن عند الطبراني في الكبير: ١/٢٤٠، ح: ٦٦٢.

٥٠٠٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء لا يحل لمسلم أن يروع مسلمًا، ح: ٢١٦٠ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب".

فائدہ: مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو انتہائی محترم و محفوظ چیزیں ہیں۔ ہنسی مزاح میں بھی کسی کی ہتک کر دینا یا مال ہڑپ کر لینا حرام ہے۔

٥٠٠٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ الأَنْبَارِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعمَش، عَنْ عَبْدِ الله بنِ يَسَارٍ، عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي لَيْلٰى قالَ: حدثنا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبيِّ ﷺ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إلى حَبْلٍ مَعَهُ فأَخَذَهُ فَفَزِعَ فقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا».

٥٠٠٤- جناب عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ نے ہمیں بیان کیا کہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے' تو ان میں سے ایک آدمی سو گیا اور دوسرا اس سے ایک رسی لینے لگا جو اس کے پاس تھی' تو وہ ڈر گیا' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔''

فائدہ: ہنسی مذاق میں بھی کسی مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں۔

(المعجم ٨٦) - باب مَا جاءَ فِي التَّشَدُّقِ فِي الْكَلَامِ (التحفة ٩٤)

باب:٨٦- منہ بنا کر تکلف سے باتیں کرنا

٥٠٠٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ وكَانَ يَنْزِلُ العَوَقَةَ: حَدَّثَنا نَافِعُ ابنُ عُمَرَ عن بِشْرِ بنِ عَاصِمٍ، عن أَبِيهِ، عن عَبْدِ الله، قال أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابنُ عَمْرٍو قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الله يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا».

٥٠٠٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق اللہ عزوجل ایسے آدمی سے غصے ہوتا ہے جو (ناحق) زبان آور ہو (بہت باتیں بنائے) اپنی زبان کو ایسے چلائے جیسے گائے چلاتی ہے۔'' (اور لپیٹ لپیٹ کر گھاس کھاتی ہے۔)

٥٠٠٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٢ من حديث ابن نمير به ❊ ورواه فطر بن خليفة عن ابن يسار به، وللحديث شواهد عند الطحاوي (تحفة الأخيار بشرح مشكل الآثار: ٧/ ١٠٤، ح: ٤٩٩٥) وغيره.

٥٠٠٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الفصاحة والبيان، ح: ٢٨٥٣ من حديث نافع بن عمر به، وقال: "حسن غريب".

فائدہ: فصاحت و بلاغت اصحاب علم و فضل میں ایک عمدہ صفت ہے مگر اس میں تصنع، بناوٹ اور دھاڑنے کی کیفیت کسی بھی طرح اخلاقاً یا شرعاً پسندیدہ نہیں، بالخصوص جب خلاف حقیقت باتیں بنائی جائیں۔

٥٠٠٦- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن عَبْدِ الله بنِ المُسَيَّبِ، عن الضَّحَّاكِ بنِ شُرَحْبِيلَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسبِيَ بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أو النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ الله مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلا عَدْلًا».

٥٠٠٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے گفتگو کا ہیر پھیر (باتیں بنانے کا ڈھنگ) اس لیے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کے دل موہ لے، تو اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کرے گا۔“

٥٠٠٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ المَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ يَعني لِبَيَانِهِمَا فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا»، أَوْ «إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ».

٥٠٠٧- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مشرق کی جانب سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطاب کیا تو لوگوں کو ان کے اسلوب خطاب و بیان پر بڑا تعجب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔“

فائدہ: یہ حدیث ”جوامع الکلم“ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ علمائے اسلام کے ایک طبقے نے اسے ”بیان“ کی طرح قرار دیا ہے اور دوسرے نے اس سے ”مذمت“ کے معنی سمجھے ہیں جب کہ حقیقت ان دونوں کے بین بین ہے۔ گفتگو، خطاب یا تحریر میں ”بیان“ اپنے عرفی اور اصطلاحی ہر دو معانی میں ایک صاحب علم کے لیے انتہائی اہم، عمدہ اور مطلوب صفت ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس وصف سے موصوف تھے اور یہی وجہ تھی کہ لوگ انہیں ”ساحر“ اور ان کے مضامین دعوت کو ”سحر“ کہتے تھے کہ اس میں ان کے لیے انکار کا کوئی چارانہ تھا۔ اور یہی معاملہ وارثین انبیاء، علمائے کرام کا ہے کہ وہ اس وصف کو دعوت دین میں استعمال کریں اور نو آموز اس کی بخوبی مشق بہم پہنچائیں۔ لیکن جہاں معاملہ حد سے بڑھ کر محض مبالغہ آرائی، زبان آوری اور حقائق کو مسخ کرنے اور الفاظ سے کھیلنے کا ہو تو ناجائز اور

٥٠٠٦- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الآداب، ح: ٥٢١ من حديث أبي داود به * في سماع الضحاك بن شرحبيل من أبي هريرة رضي الله عنه نظر.

٥٠٠٧- تخريج: أخرجه البخاري، الطب، باب: إن من البيان سحرًا، ح: ٥٧٦٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٨٦.

قابل مذمت ہے جیسے اوپر کی احادیث میں گزرا ہے۔

٥٠٠٨- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ، أَنَّهُ قَرَأَ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ بنِ عَيَّاشٍ وَحَدَّثَهُ مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ ابْنُهُ قال: حدَّثني أَبي قال: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحِ بنِ عُبَيْدٍ قال: حدثنا أَبُوظَبْيَةَ أَنَّ عَمْرَو بنَ الْعَاصِ قال يَوْمًا وقامَ رَجُلٌ فأَكْثَرَ الْقَوْلَ فقَالَ عَمْرٌو: لَوْ قَصَدَ في قَوْلِهِ لَكانَ خَيْرًا لَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْ أُمِرْتُ أَنْ أَتَجَوَّزَ في الْقَوْلِ فإِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ».

٥٠٠٨- جناب ابوظبیہ (کلاعی حمصی) سے مروی ہے کہ ایک دن ایک آدمی نے خطاب کیا اور بہت باتیں کیں۔ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر یہ اپنی گفتگو میں میانہ روی اختیار کرتا تو اس کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''تحقیق میں نے سمجھا ہے یا (فرمایا کہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ گفتگو میں میانہ روی اختیار کروں۔ بلاشبہ میانہ روی سراسر خیر ہے۔''

(المعجم ٨٧) - باب مَا جَاءَ فِي الشِّعْرِ (التحفة ٩٥)

باب:٨٧-شعروشاعری کا بیان

٥٠٠٩- حَدَّثَنا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «لأنْ يَمْتَلِىءَ جَوْفُ أَحَدِكُم قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِىءَ شِعْرًا».

٥٠٠٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ شعروں سے بھرے۔''

قالَ أَبُو عَلِيٍّ: بَلَغَني عن أَبي عُبَيْدٍ أَنَّهُ قال: وَجْهُهُ أَنْ يَمْتَلِىءَ قَلْبُهُ حَتَّى يَشْغَلَهُ عن الْقُرْآنِ وَذِكْرِ الله، فإِذَا كَانَ

جناب ابوعلی (لؤلؤی) رحمہ اللہ نے کہا: اس ارشاد کی توضیح میں جناب ابوعبید کا یہ قول ہمیں پہنچا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص شعروشاعری میں اس قدر

٥٠٠٨_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٤٩٧٥ من حديث أبي داود به.

٥٠٠٩_ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٨٠ من حديث شعبة به، ورواه البخاري، ح: ٦١٥٥، ومسلم، ح: ٢٢٥٧ من حديث الأعمش به.

الْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ الْغَالِبَ فَلَيْسَ جَوْفُ هٰذَا عِنْدَنَا مُمْتَلِئًا مِنَ الشِّعْرِ، «وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا». قال: كَأَنَّ الْمَعْنَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْ بَيَانِهِ أَنْ يَمْدَحَ الإِنْسَانَ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ، ثُمَّ يَذُمَّهُ فَيَصْدُقَ فِيهِ حتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ الآخَرِ فَكَأَنَّهُ سَحَرَ السَّامِعِينَ بِذٰلِكَ.

منہمک ہوجائے کہ قرآن کریم اور اللہ کے ذکر ہی سے غافل ہوجائے (تو انتہائی مذموم ہے۔) لیکن قرآن کریم اور مشغلۂ علم غالب رہے تو ایسا آدمی ہمارے خیال میں اس کا مصداق نہیں بنتا کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہو۔ (اور یہ حدیث کہ) ''بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی انسان کسی کی مدح سرائی پہ آئے تو اس عمدگی سے کرے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوجائیں اور پھر جب اس کی مذمت کرنے لگے تو اس انداز سے کرے کہ لوگ اس کی اس دوسری بات کے پیچھے لگ جائیں۔ گویا کہ اس نے سامعین کو اپنی بات سے مسحور کردیا ہو۔

فائدہ: ''شعروشاعری' بیان کا ایک فطری اور لازمی حصہ ہے' مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دینی مزاج' شاعری پسند نہیں ہے۔ خیر القرون میں شعروشعراء سے اشاعت حق اور دفاع اسلام کا کام ضرور لیا گیا ہے مگر بطور فن اس کی حوصلہ افزائی ہرگز نہیں کی گئی' لہٰذا کوئی صاحب علم' شعروشاعری ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور قرآن اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو رہے' تو انتہائی مذموم ہے' البتہ حد اعتدال میں رہتے ہوئے اپنے اس ذوق اور فن سے اشاعت حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دے' تو بلاشبہ کار خیر ہے۔

٥٠١٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا ابنُ الْمُبَارَكِ عن يُونُسَ، عن الزُّهْرِيِّ: أخبرنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ الْحَارِثِ بنِ هِشَامٍ عن مَرْوَانَ بنِ الحَكَمِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ الأَسْوَدِ بنِ عَبْدِ يَغُوثَ، عن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً».

٥٠١٠- حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ کئی شعر حکمت بھرے ہوتے ہیں۔''

٥٠١٠_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه، ح: ٦١٤٥ من حديث الزهري، وابن ماجه، ح: ٣٧٥٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٥٠٣.

٥٠١١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا».

۵۰۱۱- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدوی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنے مخصوص انداز میں باتیں کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں اور بلاشبہ کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔''

فائدہ: یہ احادیث دلیل ہیں کہ خطبائے اسلام مدرسین شریعت اور طلبۂ کرام کو چاہیے کہ اپنے دعوتی بیانات کو حکمت بھرے اشعار اور عمدہ اسلوب بیان سے مزین بنانے میں محنت کریں تاکہ ابلاغ حق اور ابطال باطل کا فریضہ بحسن وخوبی ادا ہو اور دین اور اہل دین کا علم سربلند ہو۔ بھدے خطیب اور بے ربط وغیر مدلل متکلم اور مدرس نہ صرف اپنی بلکہ دین اسلام اور داعیان حق کی تضحیک و مذمت کا باعث بنتے ہیں۔

٥٠١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ: حدَّثني أَبُو جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ عَبْدُالله بنُ ثَابِتٍ: حدَّثني صَخْرُ بنُ عَبْدِالله ابنِ بُرَيْدَةَ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا، وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا»، فقَالَ صَعْصَعَةُ بنُ صُوحَانَ: صَدَقَ نَبِيُّ الله ﷺ. أَمَّا قَوْلُهُ: «إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا»، فالرَّجُلُ يَكُونُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ أَلْحَنُ بِالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ فَيَسْحَرُ

۵۰۱۲- حضرت صخر بن عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور کئی علم جہالت۔ بے شک کئی شعر حکمت ہوتے ہیں اور بعض اقوال محض بوجھ۔'' اس پر صعصعہ بن صوحان نے کہا: سچ فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے۔ آپ کا یہ فرمان: ''بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔'' اس کی وضاحت یہ ہے کہ بعض اوقات آدمی کے ذمے کوئی حق ہوتا ہے (کہ وہ حقدار کو ادا کرے) مگر وہ حقدار کے مقابلے میں چرب زبان ہوتا ہے تو لوگوں کو اپنے بیان سے مسحور کر لیتا ہے اور حق مار لیتا ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''بعض علم جہالت ہوتے ہیں۔''

٥٠١١ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء أن من الشعر حكمةً، ح: ٢٨٤٥ من حديث أبي عوانة به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح: ٣٧٥٦، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

٥٠١٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ٥/ ١٨٠، ١٨١ من حديث أبي داود به * أبوجعفر النحوي مجهول (تقريب)، وصخر مستور.

الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ. وَأَمَّا قَوْلُهُ: «إِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا» فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلَى عِلْمِهِ مَالا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذٰلِكَ، وَأَمَّا قَوْلُهُ: «وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا» فَهِيَ هٰذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ النَّاسُ بِهَا وَأَمَّا قَوْلُهُ: «مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا» فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيثَكَ عَلَى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلا يُرِيدُهُ.

یوں ہے کہ بعض اوقات کوئی صاحب علم ان امور میں جن کی اسے کوئی خبر نہیں ہوتی تکلف سے بات کرتا ہے تو جہالت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور آپ ﷺ کا یہ قول: ''کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔'' تو اس سے مراد وہ اشعار ہیں جن میں وعظ ونصیحت اور عمدہ مثالیں ذکر ہوتی ہیں جن سے لوگ نصیحت پاتے ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا: ''کئی اقوال محض بوجھ ہوتے ہیں۔'' یوں ہے کہ آپ اپنی بات ایسے شخص کے سامنے پیش کرنے لگیں جو اس کے ذوق و مزاج کے مطابق نہ ہو اور نہ وہ اس کا خواہاں ہو۔

٥٠١٣- حَدَّثَنا ابنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَحْمَدُ ابنُ عَبْدَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ قال: مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي المَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ: كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ.

۵۰۱۳- جناب سعید بن مسیب ؒ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ حضرت حسان ؓ کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ مسجد (نبوی) میں شعر پڑھ رہے تھے، تو حضرت عمر ؓ نے انہیں تیز نظروں سے دیکھا تو انہوں نے جواب دیا۔ بلاشبہ میں اس (مسجد) میں شعر پڑھا کرتا تھا اور اس میں وہ عظیم ہستی موجود ہوتی تھی جو آپ سے کہیں زیادہ افضل تھی۔

فوائد ومسائل: ① مسجد میں دینی اور اخلاقی موضوعات پر مشتمل اشعار کا پڑھنا جائز ہے۔ ② مگر یہ حقیقت بھی برمحل ہے کہ شرعی مزاج شعروشاعری سے کوئی زیادہ مناسبت نہیں رکھتا، اسی وجہ سے سیدنا عمر ؓ نے حضرت حسان ؓ کے شعر پڑھنے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی بڑے سے بڑے صالح، متقی اور مصلح کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی۔ ④ کسی صاحب فضل سے اگر کہیں فکر وعمل میں اختلافی صورت درپیش ہو تو اس کا جواب نہایت ادب واخلاق اور دلیل سے دیا جانا چاہیے۔ ⑤ کوئی ادنیٰ، اگر شرعی دلیل وحجت میں قوی ہو، تو اس کے قبول کر لینے میں کسی بھی صاحب فضل کو عار نہیں ہونی چاہیے۔

٥٠١٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ:

۵۰۱۴- جناب سعید بن مسیب ؒ نے حضرت

٥٠١٣ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث الآتي.

٥٠١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه، ح: ٢٤٨٥ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ٣٢١٢ من حديث الزهري به.

حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ. زَادَ: فَخَشِيَ أَنْ يَرْمِيَهُ بِرَسُولِ الله ﷺ فأَجَازَهُ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں مزید ہے: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اجازت پیش کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی (کہ وہ مسجد میں شعر پڑھ سکتے ہیں۔)

٥٠١٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ سُلَيْمانَ المِصِّيصِيُّ لُوَيْنٌ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي الزِّنادِ عن أَبِيهِ، عنْ عُرْوَةَ وَهِشَامٍ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا في المَسْجِدِ فيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ الله ﷺ فقال رسول الله ﷺ: «إنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ، ما نافَحَ عَنْ رَسُولِ الله ﷺ».

۵۰۱۵ - ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھوا دیا کرتے تھے۔ پس وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی مذمت کرنے والوں کی ہجو کیا کرتے تھے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسان جب تک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دفاع کریں' روح القدس (جبریل امین) اس کے ساتھ ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مسجد میں بصورت اشعار نعت رسول مقبول ﷺ پیش کرنا ایک مباح عمل ہے۔ ② یہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا عظیم شرف تھا کہ ایک اعلیٰ مقصد کے لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا منبر پیش فرمایا اور تائید جبریل کی خوشخبری سنائی۔ ③ اس حدیث کا پس منظر پیش نظر رکھنا چاہیے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعۂ افک میں ملوث ہو گئے تھے اور انہیں حد بھی لگائی گئی تھی۔ بعد ازاں جب کسی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان کی مذمت کی' تو انہوں نے اپنے ذاتی معاملے سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کی اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے لیے خدمات کا برملا اظہار فرمایا جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

٥٠١٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حدَّثني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ عنْ أَبِيهِ، عنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ، عنْ عِكْرِمَةَ، عن

۵۰۱۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ ''شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔'' کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کے

٥٠١٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر، ح: ٢٨٤٦ من حديث عبدالرحمٰن بن أبي الزناد به، وقال: "حسن غريب صحيح".

٥٠١٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٣٩ من حديث أبي داود به.

ابن عبّاس قال: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤]، فنسخ من ذلك واستثنى وقال: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الشعراء: ٢٢٧].

عموم کو منسوخ کر کے اصحاب ایمان کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا﴾ ''مگر وہ لوگ جو ایمان لائے نیک عمل کیے اور اللہ کا بہت ذکر کیا۔''

(المعجم ٨٨) - بَابٌ: فِي الرُّؤْيَا (التحفة ٩٦)

باب: ٨٨-خوابوں کا بیان

٥٠١٧- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عنْ إِسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أَبِي طَلْحَةَ، عنْ زُفَرَ بنِ صَعْصَعَةَ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُم اللَّيْلَةَ رُؤْيَا»، وَيَقُولُ: «إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ».

٥٠١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو دریافت فرمایا کرتے: ''کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اور فرمایا کرتے تھے: ''بے شک میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ باقی نہیں۔ سوائے اس کے کہ کسی کو کوئی نیک خواب آ جائے۔''

فائدہ: قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ خواب ایک حقیقت واقعہ ہے۔ یہ سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ سچے خواب اللہ عزوجل کی جانب سے اور جھوٹے شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں' بلکہ انبیاء ورسل علیہم السلام کا تو خاصہ ہے کہ ان کے خواب بالکل سچے اور وحی کی ایک قسم ہوتے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ابتدائے نبوت خواب ہی سے ہوئی تھی۔ اور عام مسلمان کے خواب جو وہ صحت واعتدال کی کیفیت میں دیکھے وہ بھی بالعموم سچے ہوتے ہیں اور انہی کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے' البتہ ان کی تعبیر کا معاملہ خفا میں ہوتا ہے۔ کبھی تو کوئی صاحب علم اس کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے' اور کبھی اس کی تہ تک پہنچنے میں ناکام رہتا ہے۔

٥٠١٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

٥٠١٨- سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

٥٠١٧- **تخريج:** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٢٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٩٥٦، ٩٥٧، وصححه الحاكم: ٤/ ٣٩٠، ٣٩١، ووافقه الذهبي.

٥٠١٨- **تخريج:** أخرجه البخاري، التعبير، باب: الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءًا من النبوة، ح: ٦٩٨٧، ومسلم، الرؤيا، باب: ١، ح: ٢٢٦٤ من حديث شعبة به.

أخبرنا شُعْبَةُ عنْ قَتَادَةَ، عنْ أَنَسٍ، عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «رُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ منْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فوائد ومسائل: ① صاحب ایمان کی یہ فضیلت ہے کہ اس کے خواب بالعموم سچے ہوتے ہیں۔ مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کی ایک توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دور نبوت تئیس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ کو محض خواب آیا کرتے تھے جو اس قدر سچے اور حقیقت ہوتے تھے جیسے رات کے اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا۔ تو یہ چھ ماہ تئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے تو اسی نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم. ② جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کے خواب سچے ہوا کریں تو اسے چاہیے کہ اپنے ایمان وعمل کو خالص بنانے میں محنت کرے اور ہمیشہ سچ بولنے کو اپنا معمول بنائے۔

٥٠١٩- حَدَّثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْوَهَّابِ عنْ أَيُّوبَ، عن مُحَمَّدٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قال: «إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا المُسْلِمِ أَنْ تَكْذِبَ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنَ الله، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَرُؤْيا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ المَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُم مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ». قالَ: وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ: ثَبَاتٌ في الدِّينِ.

٥٠١٩- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب زمانہ قریب آ جائے گا' تو مسلمان کا خواب غالباً جھوٹا نہیں ہوگا' اور سب سے سچا خواب اسی کا ہوگا جو بات چیت میں سب سے زیادہ سچا ہوگا۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں: اچھا خواب اللہ عزوجل کی جانب سے بشارت ہوتی ہے' اور ایک خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہوتا ہے' اور ایک خواب بندے کے اپنے اوہام و خیالات ہوتے ہیں۔ تو جب کوئی خواب میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ اٹھ کھڑا ہو' نماز پڑھے اور لوگوں سے بیان نہ کرے'' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خواب میں پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا پسند کرتا ہوں جب کہ گلے میں طوق دیکھنا برا جانتا ہوں۔ پاؤں میں بیڑیاں دیکھنا دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔

٥٠١٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، ح: ٢٢٦٣ من حديث عبدالوهاب الثقفي به، انظر الحديث السابق، ورواه البخاري، ح: ٧٠١٧ من حديث محمد بن سيرين به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ يَعْنِي إِذَا اقْتَرَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ يَعْنِي يَسْتَوِيَانِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: ''زمانہ قریب آ جانے'' کا مفہوم یہ ہے کہ جب دن اور رات برابر برابر ہو جائیں (موسم بہار ہو۔)

فائدہ: کسی پریشان کن اور برے خواب دیکھنے کی صورت میں اس کی نحوست سے بچنے کے لیے انسان کو تعوذ پڑھتے ہوئے اپنی بائیں طرف تھوکنا اور پہلو بھی بدل لینا چاہیے اور سب سے افضل یہ ہے کہ انسان نماز پڑھے اور خواب کسی سے بیان نہ کرے۔

٥٠٢٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ: أخبرنا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ، عن عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ، فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ»، قالَ: وَأَحْسِبُهُ قالَ: «وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ».

٥٠٢٠- حضرت ابورزین (لقیط بن صبرہ عقیلی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب (گویا) پرندے کے پاؤں پر ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ بیان کردی جائے۔ چنانچہ جب تعبیر بیان کردی جاتی ہے تو (وہ اسی طرح) ہو جاتی ہے۔'' اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اسے اپنے کسی محبت کرنے والے (مخلص) یا صاحب علم کے علاوہ کسی سے ہرگز بیان نہ کرو۔''

فائدہ: محبت کرنے والا مخلص ساتھی خوشی کی خبر میں تمہارے ساتھ خوش ہوگا اور بری بات سے خاموش رہے گا۔ اور صاحب علم یا تو تعبیر ہی عمدہ کرے گا یا کسی برائی سے بچاؤ کا طریقہ بتائے گا۔

٥٠٢١- **حَدَّثَنا** النُّفَيْلِيُّ قالَ: سَمِعْتُ زُهَيْرًا يَقُولُ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ سَعِيدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا مِنَ الله وَالْحُلْمُ مِنَ

٥٠٢١- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اچھا خواب اللہ عزوجل کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص کوئی ناپسند چیز دیکھے تو چاہیے کہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے' پھر اس کے

٥٠٢٠- **تخريج:** [**إسناده حسن**] أخرجه ابن ماجه، تعبير الرؤيا، باب الرؤيا إذا عبرت وقعت ... الخ، ح:٣٩١٤ من حديث هشيم به، وهو في مسند أحمد: ٤/ ١٠، وقال الترمذي، ح:٢٢٧٨ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٥ و١٧٩٧، والحاكم: ٤/ ٣٩٠، ووافقه الذهبي.

٥٠٢١- **تخريج:** أخرجه البخاري، التعبير، باب الرؤيا من الله، ح: ٦٩٨٤ من حديث زهير، ومسلم، الرؤيا، ح: ٢٢٦١/ ٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُم شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ لْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ».

شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ بلاشبہ وہ (خواب) اسے ضرر نہیں پہنچائے گا۔“

٥٠٢٢ - حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدٍ الهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ قالَا: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عنْ أَبي الزُّبَيْرِ، عنْ جَابِرٍ، عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «إِذَا رَأَى أَحَدُكُم رُؤيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَيَتَحَوَّلْ عنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

۵۰۲۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تھوک دے۔ اور تین بار‘ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے‘ اور اپنی کروٹ بدل لے۔“

٥٠٢٣ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عنِ ابنِ شِهَابٍ قالَ: أخبرني أَبُو سَلَمَةَ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَآنِي في المَنَامِ فَسَيَرَانِي في اليَقظَةِ» أَوْ «لَكَأَنَّمَا رَآنِي في اليَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي».

۵۰۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرماتے تھے: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے میں بھی دیکھے گا‘ یا فرمایا کہ اس نے گویا مجھے جاگتے میں دیکھا۔ اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔“

فائدہ: نبی ﷺ کا یہ خاصہ ہے کہ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کرسکتا البتہ یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسری شکل دکھا کر ایسا وہم دلائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو اس لیے ضروری ہے کہ انسان اس دیکھی ہوئی شکل کا موازنہ ان صفات سے کرے جن کا ذکر کتب حدیث میں آیا ہے۔ یا کسی صاحب علم سے اس کی تصدیق حاصل کرے۔ والد مرحوم شیخ عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ کو ایک بدعتی شخص نے بزعم خویش بڑے ذوق وشوق سے بتایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ والد صاحب نے تفصیل پوچھی تو بولا کہ میں نے ایک نورانی شخصیت دیکھی جس کی

٥٠٢٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٢٦٢ عن قتيبة به، انظر الحديث السابق.

٥٠٢٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، التعبير، باب من رأى النبي ﷺ في المنام، ح: ٦٩٩٣، ومسلم، الرؤيا، باب قول النبي عليه الصلاة والسلام "من رآني في المنام فقد رآني"، ح: ٢٢٦٦ من حديث ابن وهب به.

سفید براق ڈاڑھی تھی۔ والد صاحب نے فوراً "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" پڑھا۔ اور واضح کیا کہ تم نے کسی شیطان کو دیکھا ہے۔ الغرض خواب میں نبی ﷺ کو دیکھنے والا قیامت میں جاگتے ہوئے آپ کو دیکھے گا اور اسے ایک طرح کا خاص قرب حاصل ہوگا۔ ورنہ دیگر اصحاب ایمان بھی تو آپ کو دیکھیں گے۔

٥٠٢٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمانُ بنُ دَاوُدَ قالَا: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذَّبَهُ اللهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ وَمَنْ تَحَلَّمَ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيرَةً، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۰۲۴- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی تصویر بنائی تو اللہ اسے اس کی وجہ سے قیامت میں عذاب دے گا' حتی کہ اس میں روح پھونکے' مگر وہ نہیں پھونک سکے گا اور جس نے جھوٹے طور پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے تو اسے اس بات کا مکلّف کیا جائے گا کہ جو کے دانے میں گرہ باندھے (جو کہ ناممکن ہے) اور جس نے کسی قوم کی بات سننے کی کوشش کی جبکہ وہ اپنی بات کرنے کے لیے اس سے دور ہو رہے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ ڈالا جائے گا۔"

فوائد ومسائل: ① تصویر سے مراد کسی جاندار کی تصویر بنانا ہے یا ایسی تصویریں بھی اس میں شمار ہو سکتی ہیں جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں' خواہ کسی درخت کی ہوں یا پہاڑ وغیرہ کی۔ ② یہ تصویریں ہاتھ سے بنائی جائیں یا کیمرے وغیرہ سے' سب اسی ضمن میں آتی ہیں۔ کیمرے کی تصاویر کو جائز بتانے والی تمام تاویلات بے معنی ہیں۔ صاحب ایمان کو نبی ﷺ کے ظاہر فرامین پر بے چون و چرا ایمان رکھنا اور عمل کرنا چاہیے۔ (اللہ عزوجل تصاویر کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ آمین!) ③ اپنی طرف سے بنا بنا کر جھوٹے خواب سنانا یا اوروں کے نقل کرنا کبیرہ گناہ ہے اور جب اس ذریعے سے مقصود لوگوں کے دین وایمان کے ساتھ کھیلنا ہو تو اس کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے جیسے کہ نام نہاد جاہل صوفیوں اور پیروں کا وتیرہ ہے۔ ④ دوسروں کی پوشیدہ اور خاص باتیں سننے کی کوشش کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

٥٠٢٥- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «رَأَيْتُ

۵۰۲۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے آج رات دیکھا گویا ہم عقبہ بن رافع ؓ کے گھر میں ہیں اور ہمیں

٥٠٢٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب السختياني به.

٥٠٢٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، ح: ٢٢٧٠ من حديث حماد بن سلمة به.

اللَّيْلَةَ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ وَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابن طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ».

(مدینہ کی معروف عمدہ) تازہ کھجور ابن طاب کی پیش کی گئی ہے۔تو میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ ہمیں دنیا میں رفعت وسر بلندی حاصل ہوگی اور آخرت میں انجام عمدہ ہوگا اور ہمارا دین بھی خوب (پھل پھول گیا) ہے۔''

فائدہ: خواب کی تعبیر میں بعض اوقات الفاظ ومناظر سے بھی معانی اخذ کیے جاتے ہیں۔تو مندرجہ بالا خواب میں لفظ''عقبہ'' سے عاقبت (عمدہ انجام)''رافع'' سے رفعت وسر بلندی اور''ابن طاب'' سے طیب اور عمدہ ہونا سمجھا گیا ہے'جو بحمد اللہ ایک تاریخی حقیقت ثابت ہوا ہے۔

(المعجم ٨٩) - بَابٌ: فِي التَّثَاؤُبِ (التحفة ٩٧)

باب:٨٩-جمائی کا بیان

٥٠٢٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ ابنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عنْ أَبِيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُم فَلْيُمْسِكْ عَلَى فِيهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ».

٥٠٢٦-حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو چاہیے کہ وہ اپنا منہ بند رکھے' بلاشبہ (اس میں) شیطان داخل ہو جاتا ہے۔''

٥٠٢٧- حَدَّثَنا ابنُ الْعَلَاءِ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلٍ نَحْوَهُ قال: «فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ».

٥٠٢٧-جناب سہیل رحمہ اللہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند مروی ہے۔(مگر اس میں ہے:)''جمائی اگر نماز میں آئے تو جہاں تک ہو سکے منہ بند رکھنے کی کوشش کرے۔''

٥٠٢٨- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٥٠٢٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔چنانچہ جب کسی کو جمائی آئے

٥٠٢٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩٥ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

٥٠٢٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث وكيع به، انظر الحديث السابق.

٥٠٢٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب: إذا تثاءب فليضع يده على فيه، ح: ٦٢٢٦ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به.

قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إنَّ الله يُحبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُم فَلْيَرُدَّ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَاهْ هَاهْ، فإنَّمَا ذٰلِكُم مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ».

تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے اور ہاء ہاء کی آواز نہ نکالے۔ بلاشبہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ اس سے ہنستا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① چھینک آنا طبیعت کے ہلکے ہونے اور صحت مندی کی' جبکہ جمائی کسل مندی اور طبیعت کے بوجھل ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اور شریعت میں ہر بری کیفیت کی نسبت شیطان کی طرف اور ہر خیر اور بہتری کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف کی جاتی ہے۔ ② جمائی کو بند کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان جمائی آنے ہی نہ دے یا اگر آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے اور ہاء ہاء کی آواز نہ نکالے۔ بالخصوص نماز کے دوران میں اس کا خاص خیال رکھے۔

(المعجم ٩٠) - بَابٌ: فِي الْعُطَاسِ (التحفة ٩٨)

باب:٩٠- چھینک کا بیان

٥٠٢٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ابنِ عَجْلَانَ، عنْ سُمَيٍّ، عن أَبِي صَالِحٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلٰى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ. شَكَّ يَحْيٰى.

٥٠٢٩- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تو آپ اپنے منہ پر اپنا ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لیتے اور اپنی آواز کو کم رکھتے۔ یحییٰ کو شک ہے کہ روایت میں لفظ [خَفَضَ] تھا یا [غَضَّ]. (معنی ایک ہی ہیں۔)

فائدہ: بعض لوگ چھینک آنے پر جان بوجھ کر زور دے کر آواز نکالتے ہیں جو خلاف ادب اور غیر مسنون ہے۔ اضطراری کیفیت إن شاء اللہ معاف ہے۔

٥٠٣٠- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ دَاوُدَ بنِ سُفْيَانَ وَخُشَيْشُ بنُ أَصْرَمَ قالَا: حَدَّثَنا

٥٠٣٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک مسلمان پر دوسرے

٥٠٢٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في خفض الصوت وتخمير الوجه عند العطاس، ح:٢٧٤٥ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٩٣، ووافقه الذهبي ❊ محمد بن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٤٣٩.

٥٠٣٠ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ح:٢١٦٢، والبخاري، ح:١٢٤٠ تعليقًا من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح:١٩٦٧٩.

عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عنِ ابنِ المُسَيَّبِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أخِيهِ: رَدُّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَعِيَادَةُ المَرِيضِ، واتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ».

مسلمان بھائی کے لیے پانچ باتیں واجب ہیں۔ سلام کا جواب دینا' چھینک آنے پر دعا دینا' دعوت قبول کرنا' بیمار پرسی کرنا اور جنازے میں شریک ہونا۔''

(المعجم ٩١) - بَابٌ: كَيْفَ تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ (التحفة ٩٩)

باب:٩١- چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٥٠٣١- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنْ مَنْصُورٍ، عنْ هِلَالِ بن يَسَافٍ قالَ: كُنَّا مَعَ سَالِمِ بنِ عُبَيْدٍ، فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فقَالَ سَالِمٌ: وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ، ثُمَّ قالَ بَعْدُ: لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتُ لَكَ؟ قالَ: لَوَدِدْتُ أنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّي بِخَيْرٍ وَلَا بِشَرٍّ، قالَ: إنَّمَا قُلْتُ لَكَ كَما قالَ رَسُولُ الله ﷺ، إنَّا بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ إذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ»، ثُمَّ قالَ: «إذَا عَطَسَ أحَدُكُم فَلْيَحْمَدِ الله». - قالَ: فَذَكَرَ بَعْضَ المَحَامِدِ - «وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ

٥٠٣١- جناب ہلال بن یساف کہتے ہیں: ہم لوگ حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھے تھے کہ مجلس میں سے کسی کو چھینک آئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' (تم پر سلامتی ہو) تو حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کہا: تم پر اور تمہاری ماں پر بھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا: شاید تمہیں میری بات ناگوار گزری ہے؟ اس نے کہا: آپ میری ماں کا کسی طور ......خیر یا شر کے ساتھ...... ذکر نہ کرتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نے تم سے وہی بات کہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے کہی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قوم میں سے کسی کو چھینک آ گئی تو اس نے کہا ''السلام علیکم'' تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ''تم پر اور تمہاری ماں پر بھی۔'' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں'' کہے۔

٥٠٣١- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٤٠ من حديث منصور به، * هلال لم يدرك سالم بن عبيد، بينهما رجل مجهول، انظر المستدرك: ٤/ ٢٦٧، ومسند أحمد: ٦/ ٧، ٨، ح: ٢٤٣٥٤، وجاء تصريح سماع هلال من سالم، وهو وهم من جرير بن عبدالحميد رحمه الله.

عِنْدَهُ: يَرْحَمُكَ الله، وَلْيَرُدَّ - يَعْني عَلَيْهِمْ -: يَغْفِرُ الله لَنَا وَلَكُم».

راوی نے کہا کہ انہوں نے کچھ اور حمدوں کا ذکر بھی کیا۔ اور جو دوسرا اس کے پاس ہو؛ اسے چاہیے کہ یوں کہے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] ''اللہ تم پر رحم فرمائے'' اور پھر چھینک مارنے والا ان لوگوں کو جواب دے [يَغْفِرُاللّٰهُ لَنَاوَلَكُمْ] ''اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں (سب کو) معاف فرمادے۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی بابت صحیح روایت (۵۰۳۳) آگے آرہی ہے۔

٥٠٣٢- حَدَّثَنا تَمِيمُ بنُ الْمُنْتَصِرِ: حَدَّثَنا إسْحَاقُ يَعْني ابنَ يُوسُفَ عنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقاءَ، عنْ مَنْصُورٍ، عنْ هِلَالِ ابنِ يَسَافٍ، عنْ خَالِدِ بنِ [عُرْفُطَةَ]، عنْ سَالِمِ بنِ عُبَيْدٍ الأشْجَعِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ عنِ النَّبيِّ ﷺ.

۵۰۳۲- خالد بن عرفطہ نے حضرت سالم بن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے یہ (مذکورہ بالا) روایت بیان کی۔

٥٠٣٣- حَدَّثَنا مُوسَى بن إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عَبْدِالله بنِ أَبِي سَلَمَةَ عنْ عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عنْ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذَا عَطَسَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: الْحَمدُ لله عَلٰى كلِّ حَالٍ، وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ الله، وَيَقُولُ هُوَ: يَهْدِيكُمُ الله وَيُصْلِحُ بَالَكُم».

۵۰۳۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ کہے [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔'' اور اس کے بھائی یا ساتھی کو چاہیے کہ کہے [يَرْحَمُكَ اللّٰهُ] ''اللہ تم پر رحم فرمائے'' اور پھر وہ جسے چھینک آئی ہو کہے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال درست کردے۔''

٥٠٣٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * خالد بن عرفطة مجهول الحال، ولم أجد من وثقه، وظن الحافظ ابن حجر بأنه الذي وثقه ابن حبان، وروى عنه جماعة، ورواه هلال عن رجل من آل خالد بن عرفطة عن آخر عن سالم به، فالسند معلل.

٥٠٣٣ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأدب، باب: إذا عطس كيف يشمت؟ ح: ٦٢٢٤ من حديث عبدالعزيز به، ولم يذكر "على كل حال".

فائدہ: چھینک آنے پر مندرجہ بالا کیفیت میں اللہ کی حمد کرنا اور ایک دوسرے کو دعائیں دینا انتہائی تاکیدی سنت ہے اور جو شخص خود اَلْحَمْدُلِلّٰہ نہ کہے تو وہ اپنے بھائی سے جواباً دعا کی توقع نہ رکھے جیسے اگلی حدیث: ۵۰۳۹ میں آرہا ہے۔ ایسے ہی زکام وغیرہ کے مریض کو بار بار جواب دینا بھی ضروری نہیں۔

(المعجم ٩٢) - بَابٌ: كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ (التحفة ١٠٠)

باب:۹۲- کتنی بار چھینک کا جواب دے؟

٥٠٣٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عَنِ ابنِ عَجْلَانَ: حدَّثني سَعيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: «شَمِّتْ أَخاكَ ثَلَاثًا، فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ».

۵۰۳۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اپنے بھائی کو اس کی چھینک آنے پر تین بار جواب دے اور جو اس سے زیادہ ہو تو پھر وہ زکام زدہ ہے۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع بھی ثابت ہے جیسے اگلی روایت میں ہے۔

٥٠٣٥- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ المِصْرِيُّ: أخبرنا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّهُ رَفَعَ الْحدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، بِمَعْنَاهُ.

۵۰۳۵- جناب سعید بن ابی سعید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ مجھے یہی معلوم ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف نسبت کیا اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مُوسَى بنِ قَيْسٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ.

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کو ابونعیم نے موسیٰ بن قیس کے واسطے سے محمد بن عجلان سے انہوں نے سعید سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٥٠٣٦- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله:

۵۰۳۶- حمیدہ یا عبیدہ بنت عبید بن رفاعہ زرقی

٥٠٣٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٣٥ من حديث محمد بن عجلان به.

٥٠٣٥_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٩٣٥٩ من حديث أبي داود به، * شك ابن عجلان فيه، وله شاهد في الموطأ: ٢/ ٩٦٥، ح ١٨٦٥، وسنده ضعيف.

٥٠٣٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كم يشمت العاطس، ح: ٢٧٤٤ من

حَدَّثَنا مَالِكُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا عَبْدُ السَّلَامِ بنُ حَرْبٍ عنْ يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عنْ يَحْيَى بنِ إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بن أَبِي طَلْحَةَ، عنْ أُمِّهِ حُمَيْدَةَ - أَوْ عُبَيْدَةَ - بِنْتِ عُبَيْدِ بنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، عنْ أَبِيهَا عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «تُشَمِّتُ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا، فإنْ شِئْتَ أنْ تُشَمِّتَهُ فَشَمِّتْهُ، وَإنْ شِئْتَ فَكُفَّ».

اپنے والد سے بیان کرتی ہیں' انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: ''چھینک مارنے والے کو تین بار جواب دو۔ پھر اگر جواب دینا چاہو' تو دو اور اگر چاہو تو' چھوڑ دو۔''

٥٠٣٧- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي زَائِدَةَ عنْ عِكْرِمَةَ بنِ عَمَّارٍ، عنْ إيَاسِ بنِ سَلَمَةَ بنِ الأَكْوَعِ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ فقَالَ لَهُ: «يَرْحَمُكَ الله»، ثُمَّ عَطَسَ فقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «الرَّجُلُ مَزْكُومٌ».

۵۰۳۷- جناب ایاس بن سلمہ بن اکوع سے روایت ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی مجلس میں چھینک ماری' تو آپ نے اسے دعا دی اور فرمایا [يَرْحَمُكَ الله] ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔'' اس نے پھر چھینک ماری تو آپ نے فرمایا: ''اسے زکام ہے۔''

فائدہ: پہلی بار چھینک کا جواب دینا لازم ہے اس کے بعد نہیں جیسے صحیح مسلم سے بھی اشارہ ملتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الزھد' حدیث:۲۹۹۳)

(المعجم ٩٣) - بَابٌ: كَيْفَ يُشَمَّتُ الذِّمِّيُّ (التحفة ١٠١)

باب:۹۳- کوئی غیر مسلم چھینک مارے تو کس طرح جواب دے؟

٥٠٣٨- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن حَكِيمِ بنِ

۵۰۳۸- حضرت ابو بردہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یہودی لوگ نبی ﷺ کی مجلس میں عمداً

◄◄ حديث عبدالسلام بن حرب به، وقال: "غريب وإسناده مجهول" * يزيد الدالاني أبوخالد عنعن، وعبيدة بنت عبيد لا يعرف حالها، وحميدة لم يوثقها غير ابن حبان.

٥٠٣٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاوب، ح: ٢٩٩٣ من حديث عكرمة بن عمار به.

٥٠٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٣٩ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح" * وسفيان صرح بالسماع المسلسل عند الحاكم: ٤/ ٢٦٨.

الدَّيْلَمِ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عنْ أَبِيهِ قالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَعَاطَسُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجَاءَ أنْ يَقُولَ لَهَا: يَرْحَمُكُمُ الله، فَكَانَ يَقُولُ: «يَهْدِيكُمُ الله وَيُصْلِحُ بَالَكُم».

چھینکیں مارا کرتے تھے اور توقع کرتے تھے کہ آپ انہیں دعا دیتے ہوئے [يَرْحَمُكُمُ اللّٰه] "اللہ تم پر رحم فرمائے" کہیں گے۔ مگر آپ انہیں یوں جواب دیتے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] "اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے احوال کی اصلاح فرمائے۔"

فائدہ: غیر مسلم کو چھینک کے جواب میں [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کی بجائے [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] کہنا چاہیے جیسے کہ اسے [السلام علیکم] کہنے میں ابتدا نہیں کی جاسکتی اور وہ کہے تو جواباً صرف "علیکم" کہا جاتا ہے۔

(المعجم ٩٤) - بَابٌ: فِيمَنْ يَعْطِسُ وَلَا يَحْمَدُ اللهَ (التحفة ١٠٢)

باب:۹۴- جو شخص چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰه نہ کہے

٥٠٣٩- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بن كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ، المَعْنى، قالَا: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ التَّيْمِيُّ عنْ أَنَسٍ قالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أحَدَهُما وَتَرَكَ الآخَرَ، قالَ: فَقِيلَ: يَارَسُولَ الله! رَجُلَانِ عَطَسَا فَشَمَّتَّ أحَدَهُما. - قَالَ أحْمَدُ: أَوْ فَسَمَّتَّ أحَدَهُمَا - وَتَرَكْتَ الآخَرَ فقَالَ: «إنَّ هٰذَا حَمِدَ الله وَإنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ».

۵۰۳۹-سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی مجلس میں دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو نہ دیا۔ تو آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! دو آدمیوں نے چھینک ماری' مگر آپ نے ایک کو جواب دیا ہے ...... احمد (بن یونس) نے وضاحت کی کہ یہاں لفظ [فَشَمَّتَّ اَحَدَهُمَا] تھے یا [فَسَمَّتَّ اَحَدَهُمَا] ...... اور دوسرے کو چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس نے (جس کو میں نے جواب دیا ہے) اللہ کی حمد کی ہے اور اس نے اللہ کی حمد نہیں کی۔"

فائدہ: جو شخص چھینک آنے پر [اَلْحَمْدُلِلّٰه] نہ کہے' وہ اپنے بھائی کے جواب اور اس کی دعا کا مستحق نہیں رہتا۔

٥٠٣٩_ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب الحمد للعاطس، ح:٦٢٢١ عن محمد بن كثير العبدي، ومسلم، الزهد، باب تشميت العاطس، وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩١ من حديث سليمان التيمي به.

أَبْوَابُ النَّوْمِ

سونے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم . . .) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْبَطِحُ عَلٰى بَطْنِهِ** (التحفة ١٠٣)

٥٠٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حدَّثني أَبِي عن يَحْيَى بنِ أبي كَثِيرٍ قال: أخبرنا أَبُو سَلَمَةَ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عن يَعِيشَ بنِ طِخْفَةَ بنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ قال: كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «انْطَلِقُوا بِنَا إِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ»، فانْطَلَقْنَا فقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَطْعِمِينَا»، فَجَاءَتْ بِجَشِيشَةٍ فأَكَلْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَطْعِمِينَا»، فَجَاءَتْ بِحَيْسَةٍ مِثْلِ الْقَطَاةِ فأَكَلْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَسْقِينَا»، فَجَاءَتْ بِعُسٍّ مِنَ اللَّبَنِ فَشَرِبْنَا، ثُمَّ قال: «يَاعَائِشَةُ! أَسْقِينَا» فَجَاءَتْ بِقَدَحٍ صَغِيرٍ فَشَرِبْنَا، ثُمَّ قال: «إِنْ شِئْتُمْ بِتُّمْ وَإِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ». قال: فَبَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ السَّحَرِ عَلٰى بَطْنِي، إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ

باب:...... اوندھے منہ پیٹ کے بل سونا (مکروہ ہے)

۵۰۴۰- حضرت یعیش بن طِخْفَہ بن قیس غفاری کا بیان ہے کہ میرے والد (طِخْفَہ ؓ) اصحاب صفہ میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ہمارے ساتھ سیدہ عائشہ ؓ کے گھر چلو۔“ تو ہم چل دیے۔ (وہاں پہنچ کر) آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہمیں (کچھ) کھلاؤ۔“ تو وہ جشیشہ لے آئیں جو ہم نے کھایا۔ (جشیشہ اس انداز کا کھانا ہے کہ گندم کو پیس کر آٹا ہنڈیا میں چڑھائیں پھر اس میں گوشت یا کھجور ڈال کر پکائیں۔ اسے ایک طرح کا حلیم بھی کہا جا سکتا ہے۔) پھر آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہمیں کچھ اور بھی کھلاؤ۔“ تو وہ حَیس۔ (کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ کا مرکب کھانا) لے آئیں جو تھوڑا سا تھا‘ جیسے کہ چڑیا ہو (یا ممکن ہے کہ سیدہ عائشہ ؓ مراد ہوں کہ وہ صدق ووفا شعاری میں قطاۃ چڑیا کی مانند تھیں۔) ہم نے وہ حَیس کھایا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہمیں کچھ پلاؤ۔“ تو وہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ لے آئیں۔ ہم نے وہ پی لیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ”عائشہ! ہمیں اور بھی پلاؤ۔“ تو وہ ایک چھوٹا پیالہ لے آئیں‘ تو ہم

٥٠٤٠ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب النهي عن الاضطجاع على الوجه، ح:٣٧٢٣، ح:٧٥٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وصححه ابن حبان، ح:١٩٦٠، وله شاهد عند ابن حبان، ح:١٩٥٩، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٢٧١، ووافقه الذهبي.

ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللهُ». قال: فَنَظَرْتُ فإذَا رَسُولُ الله ﷺ.

نے وہ بھی پیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اگر چاہو تو سو جاؤ اور اگر چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔'' طِخفہ کہتے ہیں: میں مسجد میں اوندھے منہ اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ میرے پھیپھڑے میں تکلیف تھی۔ تو اچانک میں نے پایا کہ کسی نے مجھے اپنے پاؤں سے حرکت دی ہے اور کہہ رہا ہے: ''اس طرح سے سونا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔'' کہتے ہیں: میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

فائدہ: پیٹ کے بل سونا ناجائز ہے۔ افضل یہ ہے کہ دائیں کروٹ سویا جائے۔

(المعجم ٩٥) - بَابٌ: فِي النَّوْمِ عَلَى السَّطْحِ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ (التحفة ١٠٤)

باب: ۹۵- ایسی چھت پر سونا جس پر کوئی منڈیر نہ ہو

٥٠٤١- حَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا سَالِمٌ يَعْني ابنَ نُوحٍ عن عُمَرَ بنِ جَابِرٍ الْحَنَفِيِّ، عن وَعْلَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ وَثَّابٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عَلِيٍّ يَعني ابنَ شَيْبَانَ، عن أبيهِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ».

۵۰۴۱- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی چھت پر سوئے جس کے گرد کوئی منڈیر (پردہ وغیرہ) نہ ہو تو اس سے ذمہ اٹھ گیا۔''

فوائد ومسائل: ① یعنی ایسی صورت میں اگر وہ گر کر ہلاک ہو جائے یا نقصان اٹھائے تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے اور ایسی ننگی چھت پر سونا جائز نہیں۔ ② شریعت کا تعلق صرف نماز' روزے' حج' زکوٰۃ یا مسجد ہی سے نہیں' بلکہ یہ مسلمان کی پوری زندگی کو محیط ہے۔

(المعجم ٩٦، ٩٧) - بَابٌ: فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ (التحفة ١٠٥)

باب: ۹۶'۹۷- باوضو ہو کر سونے (کی فضیلت) کا بیان

٥٠٤١ـ تخريج: [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٩٢ عن محمد بن المثنى به، وقال البخاري: "في إسناده نظر"، وله شاهد عند أحمد: ٥/٧٩، ٢٧١.

٥٠٤٢ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا عَاصِمُ بنُ بَهْدَلَةَ عن شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ، عن أَبِي ظَبْيَةَ، عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ الله خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ».

۵۰۴۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص باوضو ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائے اور پھر رات کو کسی وقت اس کی آنکھ کھلے (اور بستر پر اپنا پہلو وغیرہ بدلے) اور اللہ سے دنیا و آخرت کی کوئی خیر مانگ لے تو وہ اسے عنایت فرمادے گا۔''

قال ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو ظَبْيَةَ فحدَّثَنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ عن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ عن النَّبِيِّ ﷺ. قال ثَابِتٌ: قال فُلَانٌ: لَقَدْ جَهَدْتُ أَنْ أَقُولَهَا حِينَ أَنْبَعِثُ، فَمَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا.

ثابت بُنانی کہتے ہیں راویِ حدیث ابوظبیہ ہمارے ہاں آئے اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث بواسطہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ...... نبی ﷺ سے بیان کی۔ ثابت رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا: میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ رات کو اٹھوں اور ایسی کوئی دعا کر لوں مگر میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

فائدہ: باوضو ہو کر مسنون اذکار پڑھ کر سونے کی بہت برکات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اگر انسان رات کو کسی وقت لیٹے لیٹے بھی دعا کر لے تو ان شاء اللہ مقبول ہوتی ہے اور اگر اٹھ کر نماز پڑھنے میں مشغول ہو تو نُورٌ علیٰ نُور ہے۔ منصوص ذکر اور دعا حدیث: ۵۰۶۰ میں ملاحظہ ہو۔

٥٠٤٣ - حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن كُرَيْبٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فقَضَى حَاجَتَهُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ.

۵۰۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے قضائے حاجت کے لیے گئے۔ پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو گئے۔

٥٠٤٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به، إذا انتبه من الليل، ح: ٣٨٨١ من حديث حماد بن سلمة به، وللحديث طرق أخرى.

٥٠٤٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل، ح: ٦٣١٦، ومسلم، صلوة المسافرين، باب صلوٰة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ٧٦٣ من حديث سفيان الثوري به.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي بَالَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [قَضٰى حَاجَتَهُ] سے مراد ہے پیشاب کیا۔

فائدہ: ''باوضو ہو کر سونے'' کے معنی یہ ہیں کہ رات کے ابتدائی حصے میں وضو کر کے بستر پر جانے کے علاوہ اگر رات کے کسی حصے میں جاگے اور قضائے حاجت وغیرہ کے لیے جائے تو دوبارہ بھی مسنون وضو کر کے سوئے تو یہ بہت ہی افضل عمل ہے۔

(المعجم . . .) - **بَابٌ: كَيْفَ يَتَوَجَّهُ؟** (التحفة ١٠٦)

باب:...... (سوتے ہوئے) اپنا رخ کدھر کرے؟

٥٠٤٤- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عن خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عن أَبِي قِلَابَةَ، عن بَعْضِ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ قال: كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الإنْسَانُ في قَبْرِهِ، وكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ.

۵۰۴۴- جناب ابوقلابہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان میں سے کسی فرد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ کا بستر ایسے بچھایا جاتا تھا جیسے انسان قبر میں رکھا جاتا ہے اور مسجد آپ کے سر کی طرف ہوتی تھی۔

فائدہ: یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے' لیکن دیگر صحیح احادیث میں یہ ہے کہ نبی ﷺ قبلہ رو ہو کر دائیں کروٹ پر سوتے تھے۔ جیسے کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔ اس طرح ''مسجد نبوی'' آپ کے سر کی جانب ہوتی تھی۔ بعض نے یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ آپ کا مصلّی اور جائے نماز تہجد کے لیے آپ کے سر کے پاس ہی ہوتا تھا۔ غرض یہ ہے کہ آپ سوتے وقت بھی ذکر اور عبادت کی تیاری سے غافل نہیں رہتے تھے۔

(المعجم ٩٧، ٩٨) - **باب مَا يَقُولُ عِنْدَ النَّوْمِ** (التحفة ١٠٧)

باب: ۹۷'۹۸- سوتے ہوئے کون سی دعا پڑھے؟

٥٠٤٥- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بْنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عن مَعْبَدِ بنِ

۵۰۴۵- ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونا چاہتے تو اپنا دایاں ہاتھ

٥٠٤٤ـ **تخريج**: [**إسناده ضعيف**] وهو في مسند مسدد كما في المطالب العالية: ٢/ ٣٩٧، ح: ٢٥٦٦ * بعض آل أم سلمة مجهول.

٥٠٤٥ـ **تخريج**: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٨، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٥٩٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧٦٢ من حديث أبان بن يزيد العطار به، * عاصم هو ابن بهدلة، وانظر، ح: ٢٤٥١، ولبعض الحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٣٣٩٨ وغيره.

خَالِدٍ، عن سَوَاءٍ، عن حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے' پھر یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ] ''اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا۔'' یہ کلمات تین بار دہراتے۔

٥٠٤٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ قال: سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عن سَعْدِ بنِ عُبَيْدَةَ قال: حدَّثني الْبَرَاءُ بنُ عَازِبٍ قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الأَيْمَنِ وَقُلْ: اللَّهُمَّ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَهْبَةً ورَغْبَةً إِلَيْكَ، لا مَلْجَأَ وَلا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ». قال: «فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ». قال الْبَرَاءُ: فَقُلْتُ: أَسْتَذْكِرُهُنَّ، فَقُلْتُ: وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، قال: «لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ».

۵۰۴۶- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب اپنے بستر پر جانے لگو تو وضو کر لیا کرو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو' پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور کہو: [اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ' وَ اَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ' رَھْبَۃً وَّ رَغْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ' آمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا' اپنی کمر تیری طرف لگا لی (تجھے ہی اپنا سہارا بنا لیا) مجھے تیرا ہی ڈر ہے اور شوق بھی تیری طرف ہے۔ تجھ سے بھاگ کر کے میرے لیے تیرے سوا کہیں کوئی جائے پناہ اور جائے نجات نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور اس نبی کو تسلیم کیا جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو (اس رات میں) مر گیا تو فطرت (دین اسلام) پر مرے گا۔ اور چاہیے کہ یہ تیری آخری بات ہو (اس کے بعد کوئی اور گفتگو نہ ہو۔'') حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس

٥٠٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الدعوات، باب: إذا بات طاهرًا، ح:٦٣١١ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح:٢٧١٠ من حديث منصور به.

دعا کو یاد کرتے ہوئے دہرایا تو لفظ کہہ دیے [وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''میں تیرے اس رسول پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''نہیں (بلکہ جو الفاظ میں نے تمہیں پڑھائے ہیں وہی یاد کرو اور وہ الفاظ ہیں:) [وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ] ''میں تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

٥٠٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن فِطْرِ بنِ خَلِيفَةَ قال: سَمِعْتُ سَعْدَ بنَ عُبَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بنَ عَازِبٍ قال: قال لِي رَسُولُ الله ﷺ: «إِذَا أَوَيْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ طَاهِرًا فَتَوَسَّدْ يَمِينَكَ» ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۰۴۷- حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے مجھ فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر آنے لگو اور باوضو ہو تو اپنی داہنی جانب پر لیٹو......'' پھر مذکورہ بالا حدیث کی مانند ذکر کیا۔

٥٠٤٨- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ المَلِكِ الْغَزَّالُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ: حدثنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ وَمَنْصُورٍ، عن سَعْدِ ابنِ عُبَيْدَةَ، عن الْبَرَاءِ عن النَّبيِّ ﷺ بِهٰذَا. قال سُفْيَانُ: قال أَحَدُهُما: «إِذَا أَتَيْتَ فِرَاشَكَ طَاهِرًا» وقال الآخَرُ: «تَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ» وَسَاقَ مَعْنَى مُعْتَمِرٍ.

۵۰۴۸- حضرت براء (بن عازب) ؓ نے نبی ﷺ سے یہی حدیث روایت کی۔ سفیان نے (اپنے اساتذہ اعمش اور منصور کے متعلق) کہا کہ ان میں سے ایک کے الفاظ یہ تھے: ''جب تم باوضو ہو کر اپنے بستر پر آؤ۔'' اور دوسرے نے کہا: ''جب تم اپنے بستر پر آنے کا ارادہ کرو تو وضو کر لو جیسے نماز کے لیے کرتے ہو۔'' اور معتمر (کی گزشتہ روایت: (۵۰۴۶) کے ہم معنی بیان کی۔

فوائد ومسائل: ① سونے سے پہلے نماز والا وضو کر لینا' دائیں کروٹ پر لیٹنا اور مسنون دعائیں یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا ازحد تاکیدی سنتیں ہیں۔ ② افضل یہ ہے کہ دعا کے بعد کوئی گفتگو نہ ہو۔ ③ شرعی امور بالخصوص عبادت کے اعمال میں اپنی مرضی سے کمی بیشی جائز نہیں' حتی کہ نبی ﷺ نے اس دعا کے ایک لفظ کو دوسرے ہم معنی

٥٠٤٧- تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٤٨- تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

لفظ سے بدلنا بھی قبول نہیں فرمایا۔ جبکہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس طرح سے کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ اس سے بہت فرق پڑتا ہے اور اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں سنت کی محبت جاگزیں ہو۔ ④ والدین اور سرپرستوں پر واجب ہے کہ نوخیز بچوں کی عادات کو ابتدا ہی سے سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

٥٠٤٩- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ عن سُفْيَانَ، عن عَبْدِ المَلِكِ ابن عُمَيْرٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن حُذَيْفَةَ قالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا نَامَ قالَ: «اللَّهُمَّ! باسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ»، وَإذَا اسْتَيْقَظَ قالَ: «الْحمدُ لله الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا، وَإلَيْهِ النُّشُورُ».

۵۰۴۹-سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب سونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَحْیَا وَ اَمُوتُ] ”اے اللہ! تیرے ہی نام سے میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ یعنی سوتا اور جاگتا ہوں۔“ اور جب جاگتے تو یہ پڑھتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ] ”تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا (نیند کے بعد جگایا) اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔“

٥٠٥٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ عنْ سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عنْ أَبِيهِ، عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إزَارِهِ؛ فَإنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، ثُمَّ لْيَقُلْ: باسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَ بِكَ أَرْفَعُهُ، إنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فارْحمْهَا وَإنْ أَرْسَلْتَهَا فاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكَ».

۵۰۵۰-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر آنے لگے تو چاہیے کہ اپنے بستر کو اپنی چادر کے پلو سے جھاڑ لے کیا خبر اس کے بعد اس پر کوئی چیز آ گئی ہو پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جائے اور یہ دعا پڑھے: [بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَ اِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكَ] ”تیرے ہی نام سے اے میرے رب! میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے (موت دے دے) تو اس پر رحم فرما اور اگر

٥٠٤٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح: ٦٣١٢ من حديث سفيان الثوري به.

٥٠٥٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الدعوات، باب١٣، ح: ٦٣٢٠ عن أحمد بن يونس، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٤ من حديث عبيدالله بن عمر به.

چھوڑ دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے۔ ② حدیث میں مذکور دعا کے آخری الفاظ [الصَّالِحِيْن مِن عِبَادِكَ] بعض کتب حدیث میں اس طرح بھی ہیں: [عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ] لہٰذا دعا میں دونوں طرح کے الفاظ درست ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری' الدعوات' حدیث: ۶۳۲۰)

٥٠٥١- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ؛ ح: وحَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عنْ خالِدٍ نَحْوَهُ، عنْ سُهَيْلٍ، عنْ أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إذَا أَوَى إلَى فِرَاشِهِ: «اللَّهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الأرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ والإنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ. أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ». زَادَ وَهْبٌ فِي حَدِيثِهِ: «اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

۵۰۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر آتے' یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ' فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى' مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالْقُرْآن' اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهِ' اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ' وَ اَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ] وہب (بن بقیہ) کی روایت میں مزید ہے: [اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ] ’’اے اللہ! اے آسمانوں کے رب! اے زمین کے رب! اور ہر شے کے رب! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر اگانے والے! اے تورات' انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے! میں ہر شر والی چیز سے' جن کی پیشانی تو ہی پکڑے ہوئے ہے' تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو سب سے پہلے ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔ تو سب سے آخر ہے تیرے بعد کچھ نہ ہوگا۔ تو ہی ظاہر ہے تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی نہیں۔ تو ہی پوشیدہ ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی نہیں۔ میرا قرض ادا فرما دے اور مجھے (لوگوں کی) محتاجی سے بے پروا کر دے۔‘‘

٥٠٥١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ من حديث خالد به.

فوائد ومسائل: ① ان مبارک کلمات میں ایک مسلمان کے لیے اظہار عبودیت کے ساتھ ساتھ توحید الوہیت' توحید ربوبیت' توحید اسماء وصفات اور نظام رسالت پر ایمان کی تجدید کا اظہار ہے۔ ② اور بالخصوص قرض اور فقیری سے پناہ مانگنے کی تعلیم ہے کہ اس سبب سے انسان کا سکون وچین غارت ہو جاتا ہے' عزت داؤ پر لگ جاتی ہے علاوہ ازیں دین ودنیا کی اور بھی ڈھیروں مصیبتیں آ پڑتی ہیں۔

٥٠٥٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا الأَحْوَصُ يَعْنِي ابنَ جَوَّابٍ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عنِ الحَارِثِ وَأَبِي مَيْسَرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ عنْ رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللَّهُمَّ! أَنْتَ تَكْشِفُ المَغْرَمَ وَالمَأْثَمَ، اللَّهُمَّ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ».

٥٠٥٢- سیدنا علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی اَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ' وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهٖ' اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ' اَللّٰهُمَّ! لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ' سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ] ''اے اللہ! میں تیرے بزرگی والے چہرے کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے کامل کلمات کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تو پکڑے ہوئے ہے۔ یا اللہ! تو ہی قرض اور گناہ دور کر سکتا ہے۔ یا اللہ! تیرے لشکر کو پسپا نہیں کیا جا سکتا۔ تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور تیرے ہاں کسی مال دار کو اس کا مال (یا خاندانی شرف والے کو اس کا شرف) کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ تو ہر عیب سے پاک اور تمام تعریفوں والا ہے۔''

٥٠٥٣- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدَّثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أخبرنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عن ثَابِتٍ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لله

٥٠٥٣- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَ آوَانَا' فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ] ''تمام تعریفیں اس

٥٠٥٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٠٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧٦٧ من حديث الأحوص بن جواب به، * أبوإسحاق عنعن عن أبي ميسرة، والحارث الأعور ضعيف.

٥٠٥٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٥ من حديث يزيد بن هارون به.

الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا وَآوَانَا، فَكَم مِمَّنْ لَا كَافِي لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ».

اللہ کی ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا' دکھوں تکلیفوں سے ہماری حفاظت فرمائی اور ہمیں رہنے کی جگہ عنایت فرمائی' کتنی ہی مخلوق ہے کہ کوئی ان کی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ کوئی انہیں جگہ دینے والا ہے۔''

فائدہ: بندے کو اللہ عزوجل کی ہر ہر نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بالخصوص محروم لوگوں کو دیکھ کر اور زیادہ جھکنا چاہیے۔

٥٠٥٤- حَدَّثنا جَعْفَرُ بنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ: حدثني يَحْيَى بنُ حَمْزَةَ عنْ ثَوْرٍ، عنْ خالِدِ بنِ مَعْدَانَ، عنْ أَبِي الأَزْهَرِ الأَنْمَارِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قالَ: «بِسْمِ الله وَضَعْتُ جَنْبِي، اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَاخْسَأْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي في النَّدِيِّ الأَعْلَى».

۵۰۵۴- حضرت ابو ازہر انماری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو سونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ' اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ' وَ اخْسَأْ شَيْطَانِيْ' وَفُكَّ رِهَانِيْ وَ اجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى] ''اللہ کے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھ دیا۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے' میرے شیطان کو دفع' (دور) کر دے' میرے نفس کو (آگ سے) آزاد کر دے اور مجھے اعلیٰ و افضل مجلس والوں میں بنا دے۔'' (ملائکہ اور انبیاء و رسل کا ہم نشین بنا دے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ أَبو هَمَّامٍ الأَهْوَازِيُّ عنْ ثَوْرٍ قالَ: أَبُو زُهَيْرٍ الأَنْمَارِيُّ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو ابو ہمام اہوازی (محمد بن زبرقان) نے ثور سے نقل کیا تو (ابو ازہر کی بجائے) ابوزہیر انماری کہا۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقرر فرشتے کے بالمقابل شیطان یا قرین کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ بھی اسلام قبول کر کے مطیع و منقاد ہو چکا تھا اور آپ ﷺ کو خیر ہی کی بات کہتا تھا۔ (صحیح مسلم' صفات المنافقین' حدیث: ۲۸۱۴) نبی ﷺ کا اس دعا میں [اِخْسَأْ شَيْطَانِيْ] کہنا بطور عموم ہے۔

٥٠٥٥- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۵۰۵۵- حضرت فروہ بن نوفل اپنے والد سے

٥٠٥٤ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٢٩٨، ح: ٧٧٩ من حديث يحيى بن حمزة به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي * ثور هو ابن يزيد.

٥٠٥٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٣٧ من حديث زهير به، وصححه ابن حبان، ◄◄

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِنَوْفَلٍ: «اقْرَأْ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ».

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نوفل ؓ سے فرمایا تھا: ﴿قُل يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ پڑھو اور اسی پر اپنی بات چیت ختم کر کے سو جاؤ۔ بے شک اس میں شرک سے براءت کا اظہار ہے۔''

فائدہ: اور جو شخص اس کیفیت میں مرا کہ وہ شرک سے بری تھا تو اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے: [مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] (صحيح مسلم، الإيمان، حديث:٢٦) ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اسے ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کا یقین تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ] ''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ آگ (جہنم) میں داخل ہوگا۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں: اور میں کہتا ہوں: [مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ] ''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (صحيح البخاري، الجنائز، حديث: ١٢٣٨ وصحيح مسلم، الإيمان، حديث:٩٢)

٥٠٥٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ ابْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِيَانِ ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا: ﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ﴾، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ

٥٠٥٦- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ان میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ- قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سورتیں پڑھ کر دم کرتے اور پھونک مارتے' پھر انہیں جہاں تک ہو سکتا پورے جسم پر پھیرتے۔ پہلے اپنے سر' چہرے اور اگلے حصے سے ابتدا کرتے اور تین بار ایسا کرتے۔''

ح: ٢٣٦٣، ٢٣٦٤، والحاكم: ١/٥٦٥و٢/ ٥٣٨، ووافقه الذهبي، وله لون آخر عند الترمذي، ح: ٣٤٠٣، وهو حسن بالشواهد، ولهذا الحديث طرف آخر "ودفع النبي ﷺ ربيبة له" الخ، علقه البخاري في صحيحه قبل، ح: ٥١٠٦.

٥٠٥٦- تخريج: أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٧ عن قتيبة به.

جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: سوتے وقت آخری تین سورتوں کا دم بہت سی ظاہری اور باطنی بیماریوں بالخصوص نظر بد، جادو اور شیطانی اثرات کا علاج ہے۔ بشرطیکہ انسان ایمان ویقین کے ساتھ پابندی سے عمل کرے۔

٥٠٥٧- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن بَحِيرٍ، عن خَالِدِ ابنِ مَعْدَانَ، عن ابنِ أَبِي بِلَالٍ، عن عِرْبَاضِ بنِ سَارِيَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ، وقال: «إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ».

٥٠٥٧-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے [اَلْمُسَبِّحَات] کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: ”ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے۔“

فائدہ: [اَلْمُسَبِّحَات] سے مراد قرآن کریم کی وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں لفظ [سُبْحَانَ' سَبَّحَ] یا [يُسَبِّحُ] آیا ہے۔ اور یہ سات سورتیں ہیں: بنی اسرائیل ۞ الحدید ۞ الحشر ۞ الصف ۞ الجمعة ۞ التغابن ۞ الاعلیٰ.

٥٠٥٨- حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الصَّمَدِ: حدَّثني أَبِي: حدَّثني حُسَيْنٌ عن ابنِ بُرَيْدَةَ، عن ابنِ عُمَرَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ: «الْحَمْدُ لله الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَأَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ. الْحَمْدُ لله عَلَى كُلِّ حَالٍ.

٥٠٥٨-سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن بریدہ کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ آوَانِیْ وَ اَطْعَمَنِیْ وَ سَقَانِیْ' وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ' وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ' اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّ مَلِيْكَهٗ وَ اِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ' اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ] ”تمام تعریف اللہ کے

٥٠٥٧ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [قراءة سورة بني إسرائيل والزمر قبل النوم ...]، ح: ٢٩٢١ من حديث بقية به، وقال: "حسن غريب"، وله شاهد عند الطبراني في مسند الشاميين: ٣/ ٣٩١، ح: ٢٥٣١.

٥٠٥٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١١٧ عن عبدالصمد به، ورواه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٣٤، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ٧٩٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٧، والحاكم: ١/ ٥١٤، ووافقه الذهبي، وله شاهد عند الحاكم: ١/ ٥٤٥، ٥٤٦، وصححاه.

اللَّهُمَّ! رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ وَإِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ، أَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ».

لیے ہے جس نے (ہر طرح سے) میری کفایت کی اور مجھے رہنے کی جگہ عنایت فرمائی‘ مجھے کھلایا‘ پلایا اور جس نے مجھ پر احسان کیا اور بہت زیادہ کیا‘ جس نے مجھے دیا اور بہت خوب دیا۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ اے اللہ! اے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! اے ہر چیز کے معبود! میں آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔‘‘

٥٠٥٩- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيٰى: حدثنا أَبُو عَاصِمٍ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۵۰۵۹-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص کہیں لیٹا ہوا اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو قیامت کے دن اسے حسرت و افسوس ہوگا۔ اور جو شخص کہیں بیٹھا ہوا اور وہاں اللہ عزوجل کا ذکر نہ کیا ہو تو قیامت کے دن اسے حسرت و افسوس ہوگا۔‘‘

فائدہ: آخرت کی نعمتیں اور وہاں کے درجات بے انتہا‘ کثیر اور عظیم ہیں۔ بندے کو اس وقت حسرت ہوگی کہ کاش میں کوئی موقع ضائع نہ کرتا اور بہت زیادہ عبادت اور ذکر میں مشغول رہتا۔ اسی طرح وہاں کا عذاب اور پکڑ بھی ناقابل تصور حد تک سخت ہے‘ تو انسان کو حسرت ہوگی کہ کاش میں نے عبادت کر کے اپنے آپ کو اس سے بچا لیا ہوتا۔ اسی وجہ سے قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ’’يوم الحسرة‘‘ بھی ہے۔ قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ (مریم:۴۰) ’’اے پیغمبر! ان لوگوں کو یوم حسرت (روز قیامت) سے ڈرائیں۔‘‘

(المعجم ٩٨، ٩٩) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ١٠٨)

باب:۹۸‘۹۹-رات کو جب آنکھ کھلے تو کون سی دعا کرے؟

٥٠٦٠- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ:

۵۰۶۰-حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’رات کے وقت جس کی

٥٠٥٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٤٨٥٦.

٥٠٦٠ـ تخريج: أخرجه البخاري، التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح: ١١٥٤ من حديث الوليد بن مسلم به.

قالَ الأَوْزَاعِيُّ: حدَّثني عُمَيْرُ بنُ هَانِيءٍ: حدَّثني جُنَادَةُ بنُ أَبِي أُمَيَّةَ عن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فقالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ: لا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. سُبْحَانَ الله، وَالْحَمْدُ لله، وَلا إِلٰهَ إِلَّا الله واللهُ أَكْبَرُ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بالله. ثُمَّ دَعَا: رَبِّ اغْفِرْ لِي» - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ الْوَلِيدُ: أَوْ قالَ: «دَعَا - اسْتُجِيبَ لَهُ، فإِنْ قامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».

آنکھ کھل جائے اور وہ جاگنے پر یہ کلمات کہے [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ' وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] پھر دعا کرے [رَبِّ اغْفِرْلِي] امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ ولید کے الفاظ ہیں: ''پھر (کوئی سی) دعا کر لے تو قبول ہوگی اور اگر اٹھ کھڑا ہو' وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حدیث: ۵۰۴۲۔

٥٠٦١- حَدَّثَنا حَامِدُ بنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أخبرنا سَعِيدٌ يَعْنِي ابنَ أَبِي أَيُّوبَ، قال: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ الْوَلِيدِ عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن عَائِشَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قالَ: «لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ! أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ. اللَّهُمَّ! زِدْنِي عِلْمًا وَلا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ».

۵۰۶۱- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' سُبْحَانَكَ' اَللّٰهُمَّ! اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ' وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ' اَللّٰهُمَّ! زِدْنِيْ عِلْمًا' وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ' وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً' اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ] ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو پاک ہے۔ اے اللہ! میں تجھی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں' اور تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما' اور ہدایت دے دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر دینا'

٥٠٦١- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٧٠١، و في عمل اليوم والليلة، ح: ٨٦٥ من حديث سعيد بن أبي أيوب به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٩، والحاكم: ١/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي.

(اے میرے رب!) مجھے اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما' بے شک تو ہی عنایت کرنے والا ہے۔''

(المعجم ٩٩، ١٠٠) - **بَابٌ: فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ** (التحفة ١٠٩)

باب:۹۹'۱۰۰-سوتے وقت تسبیحات کا ورد

٥٠٦٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حدثنا شُعْبَةُ؛ ح: وَحدثنا مُسَدَّدٌ: حدثنا يَحْيٰى عن شُعْبَةَ المَعْنَى، عن الْحَكَمِ، عن ابنِ أَبِي لَيْلٰى، - قال مُسَدَّدٌ: حدثنا - عَلِيٌّ قالَ: شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ فَلَمْ تَرَهُ، فَأَخْبَرَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقالَ: «عَلٰى مَكَانِكُمَا» فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي، فَقَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثلاثًا وثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ».

۵۰۶۲- حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ ؓ نے نبی ﷺ سے چکی پیسنے کے باعث ہاتھوں میں تکلیف کا اظہار کیا۔ پھر آپ کے پاس کچھ غلام آئے تو سیدہ فاطمہ ؓ آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے کوئی خادم طلب کریں' مگر آپ نہ ملے' تو انہوں نے سیدہ عائشہ ؓ کو بتایا۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے' تو انہوں نے آپ سے ذکر کیا (کہ سیدہ فاطمہ ؓ آئی تھیں) تو نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ آپ تشریف لائے تو ہم اٹھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:''اپنی اپنی جگہ پر رہو۔'' آپ آئے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے' حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا:''کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو تمہارے لیے اس چیز سے بہت بہتر ہو جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے؟ جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو تینتیس بار "سبحان اللّٰہ" تینتیس بار "الحمدللّٰہ" اور چونتیس بار "اللّٰہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے کہیں بہتر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا تسبیحات جہاں فرض نمازوں کے بعد مستحب ہیں' وہاں رات کو سوتے وقت پڑھنا بھی مستحب ہیں۔ ② اگر انسان ایمان ویقین اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل کرے تو ان کی برکت سے جسمانی تھکن

٥٠٦٢ـ تخريج: أخرجه البخاري، النفقات، باب عمل المرأة في بيت زوجها، ح: ٥٣٦١ عن مسدد، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح: ٢٧٢٧ من حديث شعبة به، وانظر، ح: ٢٩٨٩.

دور ہونے کے علاوہ ایمان میں اضافہ اور درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ خادم کی بابت باز پرس ہوگی۔ ③ مسلمان بیوی اس امر کی پابند ہے کہ شوہر کی خدمت اور گھر کے سب کام سرانجام دے۔ جیسے سیدہ فاطمہ' ازواج نبی ﷺ اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن کے معمولات سے ثابت ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کا یہ دعوٰی کہ بیوی گھریلو امور کی پابند نہیں' محض بے اصل بات ہے۔

٥٠٦٣- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ هِشَامٍ الْيَشْكُرِيُّ: حَدَّثَنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ وَعن الْجُرَيْرِيِّ، عن أَبِي الْوَرْدِ بنِ ثُمَامَةَ قالَ: قالَ عَلِيٌّ لابنِ أَعْبُدَ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعن فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ الله ﷺ، وكَانَتْ أَحَبَّ أَهلِهِ إِلَيْهِ، وكَانَتْ عِنْدِي، فَجَرَّتْ بالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ بِيَدِهَا وَاسْتَقَتْ بالْقِرْبَةِ حتَّى أَثَّرَتْ في نَحْرِهَا، وَقَمَّتِ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا، فأَصَابَهَا مِنْ ذٰلِكَ ضُرٌّ، فَسَمِعْنَا أَنَّ رَقِيقًا أُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا يَكْفِيكِ، فأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فاسْتَحْيَتْ فَرَجَعَتْ، فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ في لِفَاعِنَا، فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا فأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا في اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيهَا، فقَالَ: ما كانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ؟ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ، فقُلْتُ: وأَنَا وَالله! أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ الله! إِنَّ هٰذِهِ جَرَّتْ عِنْدِي بالرَّحَى حتَّى أَثَّرَتْ في يدِهَا، وَاستَقَتْ

٥٠٦٣- امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن اعبد سے کہا: میں تمہیں اپنی اور فاطمہ بنت رسول ﷺ کی بات نہ بتاؤں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے اہل میں سب سے بڑھ کر محبوب تھیں اور وہ میری زوجیت میں تھیں۔ چکی چلاتی تھیں حتی کہ ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ مشکیزے میں پانی بھر کر لاتی تھیں' اس سے سینے پر نشان پڑ گئے۔ گھر میں جھاڑو دیتی تھیں اس سے کپڑے خراب ہو جاتے تھے۔ ہنڈیا کے نیچے آگ جلاتیں تو اس سے کپڑے گندے ہو جاتے تھے اور اس سے انہیں اذیت بھی ہوتی تھی۔ پھر ہم نے سنا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ غلام لائے گئے ہیں۔ تو میں نے کہا: اگر تم اپنے ابا کے پاس جاؤ اور ان سے کسی خادم کا کہو جو تمہارے کام کر دیا کرے (تو بہتر رہے۔) چنانچہ وہ آپ کے پاس گئیں مگر پایا کہ آپ کے پاس کچھ باتیں کرنے والے بیٹھے ہیں تو انہیں بات کرنے میں حیا آئی' لہذا وہ واپس لوٹ آئیں۔ اگلی صبح آپ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم لحاف اوڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے اپنے والد سے حیا کے باعث اپنا سر لحاف میں دے لیا۔ آپ نے دریافت

٥٠٦٣- تخريج: [ضعيف] انظر، ح: ٢٩٨٨، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ٤/ ١٥٣ من حديث الجريري به.

بِالْقِرْبَةِ حتَّى أَثَّرتْ في نَحْرِهَا، وكَسَحَتِ الْبَيْتَ حتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا، وَأَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حتى دَكِنَتْ ثِيَابُها، وَبَلَغَنَا أَنَّهُ قد أَتَاكَ رَقِيقٌ أَوْ خَدَمٌ، فَقُلْتُ لَهَا: سَلِيهِ خَادِمًا. فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحَكَمِ وَأَتَمَّ.

فرمایا: ''کل تمہیں آل محمد کے ہاں کیا کام تھا؟'' تو وہ خاموش رہیں۔ آپ نے دوبارہ پوچھا۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں عرض کیے دیتا ہوں۔ بلاشبہ یہ میرے ہاں (گھر میں) چکی پیستی ہیں حتی کہ ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں' مشک اٹھا کر پانی بھر کر لاتی ہیں حتی کہ سینے پر نشان پڑ گئے ہیں' گھر میں جھاڑو دیتی ہیں اور کپڑے غبار آلود ہو جاتے ہیں' ہنڈیا کے نیچے آگ جلاتی ہیں حتی کہ کپڑے سیاہ ہو جاتے ہیں' اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس غلام یا خادم آئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ سے کسی خادم کا پوچھیں......اور (مذکورہ بالا) روایت حَکَم کے ہم معنی ذکر کیا اور وہ زیادہ کامل ہے۔

٥٠٦٤- حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنا عَبْدُ العَزِيزِ بنُ مُحَمَّدٍ عنْ يَزِيدَ بنِ الهَادِ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عنْ شَبَثِ بنِ رِبْعِيٍّ، عنْ عَلِيٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْخَبَرِ قالَ فِيهِ: قالَ عَلِيٌّ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ إِلَّا لَيْلَةَ صِفِّينَ، فإِنِّي ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا.

۵۰۶۴- سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے یہ خبر بیان کی۔ اس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ تسبیحات والا عمل) سنا ہے' انہیں کبھی نہیں چھوڑا۔ صرف صفین کی رات کو یہ مجھے رات کے آخری پہر یاد آئیں' تو میں نے انہیں اس وقت پڑھا۔

٥٠٦٥- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عنْ عَطَاءِ بنِ السَّائِبِ، عنْ

۵۰۶۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو عمل ایسے ہیں اگر کوئی مسلمان

٥٠٦٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٦٥٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٨١٦ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وقال البخاري: "لا يعلم لمحمد بن كعب سماع من شبث".

٥٠٦٥ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(٢٥)، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد والتكبير . . . الخ]، ح: ٣٤١٠، وابن ماجه، ح: ٩٢٦، والنسائي، ح: ١٣٤٩ من حديث عطاء بن السائب به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٥٣٩، ٥٤٠، ٢٣٤٣، ٢٣٤٤.

أَبِيهِ، عنْ عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «خَصْلَتَانِ أَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ: يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَذٰلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي المِيزَانِ، وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَذٰلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ في المِيزَانِ»، فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ، قالُوا: يَا رَسُولَ الله! كَيفَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ؟ قالَ: «يَأْتِي أَحَدَكُمْ في مَنَامِهِ» - يَعْنِي الشَّيْطَانَ، - «فَيُنَوِّمُهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهُ، وَيَأْتِيهِ في صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهَا».

بندہ ان کی پابندی کر لے تو جنت میں داخل ہوگا اور وہ بہت آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ (ایک یہ ہے کہ) ہر نماز کے بعد دس بار "سبحان اللّٰه" دس بار "الحمدللّٰه" اور دس بار "اللّٰه اکبر" کہے تو زبان کی ادائیگی کے اعتبار سے ایک سو پچاس بار ہے (مجموعی طور پر پانچوں نمازوں کے بعد) اور ترازو میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گے اور جب سونے لگے تو چونتیس بار "اللّٰه اکبر" تینتیس بار "الحمدللّٰه" اور تینتیس بار "سبحان اللّٰه" کہے۔ زبانی طور پر تو یہ ایک سو بار ہے مگر میزان میں یہ تسبیحات ایک ہزار ہوں گی۔" یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا' آپ انہیں اپنے ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہے کہ یہ عمل آسان ہے مگر کرنے والے تھوڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "سوتے وقت میں کسی کے پاس شیطان آ جاتا ہے اور پہلے اس سے کہ وہ یہ تسبیحات پوری کر لے' وہ اسے سلا دیتا ہے اور (اسی طرح) نماز میں شیطان آ جاتا ہے اور اسے کوئی کام یاد دلا دیتا ہے تو وہ انہیں پڑھے بغیر ہی اٹھ جاتا ہے۔"

فائدہ: ہر نیکی اور خیر اللہ عزوجل کی طرف منسوب ہوتی ہے اور انسان اس پر اس کی توفیق ہی سے عمل پیرا ہو سکتا ہے اور ہر برائی اور شر میں شیطان کا عمل دخل ہوتا ہے اور نیکی سے محروم رہ جانا بہت بڑا عیب اور وبال ہے۔ اس لیے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ نیکی کی توفیق عنایت فرماتا رہے' مثلاً یہ دعا کرے: [رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ]

٥٠٦٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: حدَّثني عَيَّاشُ

٥٠٦٦- ام الحکم کے صاحبزادے یا ضُباعہ بنت زبیر سے روایت ہے (ام الحکم اور ضباعہ دونوں زبیر بن

٥٠٦٦- تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٩٨٧.

ابنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عنِ الْفَضْلِ بنِ حَسَنٍ الضَّمْرِيِّ؛ أَنَّ ابنَ أُمِّ الْحَكَمِ، أَوْ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ - حَدَّثَهُ عنْ إِحْدَاهُمَا - أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُولُ الله ﷺ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ»، ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ التَّسْبِيحِ، قالَ: عَلَى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَذْكُرِ النَّوْمَ.

عبدالمطلب کی بیٹیاں ہیں) کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو میں، میری بہن اور نبی ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ ؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ہم نے انہیں اپنی وہ مشکلات پیش کیں جن سے ہم دوچار ہوتی تھیں، اور ہم نے عرض کیا کہ ان قیدیوں میں سے کوئی خادم ہمیں بھی دیے جانے کا حکم ارشاد فرمائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”بدر کے یتیم تم سے پہلے لے چکے ہیں۔ پھر تسبیح والا قصہ ذکر کیا اور اس روایت میں ہر نماز کے بعد کا بیان ہے، سوتے وقت کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پیچھے ”کتاب الخراج“ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے، حدیث: ۲۹۸۷۔ فوائد وہاں ملاحظہ ہوں۔

(المعجم ١٠٠، ١٠١) - باب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ (التحفة ١١٠)

باب: ۱۰۰، ۱۰۱- صبح کے وقت کی دعائیں

٥٠٦٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن يَعْلَى بنِ عَطَاءٍ، عنْ عَمْرِو بن عَاصِمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قالَ: يَا رَسُولَ الله! مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ. قالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! فاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

۵۰۶۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی کلمات ارشاد فرمائیں جو میں صبح اور شام کے وقت پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو: [اَللّٰهُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّ مَلِيْكَهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهٖ] ”اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے

٥٠٦٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه: ["اللهم عالم الغيب والشهادة فاطر السماوات والأرض . . ."]، ح: ٣٣٩٢ من حديث يعلى بن عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٤٩، والحاكم: ١/ ٥١٣، ووافقه الذهبي.

نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ»، قَالَ: «قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ».

والے! پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے! ہر شے کے پالنے والے اور اس کے مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کی شرارت' شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' یہ دعا صبح' شام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مستحب ہے کہ انسان صبح' شام اور رات کو سوتے وقت یہ مبارک دعا پڑھا کرے۔ ② سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا عظیم انسان بھی اس بات کا محتاج ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر جیسے عام عمل میں نبی ﷺ اور اس کی وحی سے علم حاصل کرے۔ کجا یہ کہ بعض لوگوں نے اپنی من مرضی سے حمد وثنا اور درود وسلام کے لیے چوڑے وظیفے اور صحیفے ایجاد کیے اور اتباع رسول کی فضیلت اور اجر سے محروم رہے اور اپنے حلقہ بگوشوں کو بھی محروم رکھا۔ علاوہ ازیں عقیدے اور عمل کا فساد اس سے بڑھ کر ہے۔ بہر حال صاحب ایمان کو اپنے ہر عمل میں نبی ﷺ سے ہدایت لینے کا شائق رہنا چاہیے۔ ③ انسان علم وفضل میں جس قدر اونچے مرتبے پر ہو اسے اپنے نفس کی شرارت اور شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لیے اسی قدر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ اللہ کی عنایت کے سوا کہیں ممکن نہیں۔ ④ اس دعا کا آخری لفظ ''شِرْكه'' کی ایک روایت ''شَرَكه'' بھی ہے یعنی ''شین'' اور ''را'' دونوں پر فتحہ (زبر) تو معنی ہوں گے: ''میں شیطان کے جال اور پھندے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

٥٠٦٨- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: «اللَّهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ»، وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: «اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ».

٥٠٦٨-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ' جب صبح ہوتی تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَصْبَحْنَا' وَبِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَبِكَ نَمُوتُ وَ اِلَيْكَ النُّشُورُ] ''اے اللہ! ہم نے تیرے (فضل کے) ساتھ صبح کی اور تیرے (فضل کے) ساتھ شام کرتے ہیں۔ تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' اور شام کے وقت یہ کلمات یوں کہتے: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَ بِكَ نَمُوتُ وَاِلَيْكَ النُّشُورُ] ''اے اللہ! ہم نے تیرے ہی (فضل کے) ساتھ شام کی اور

٥٠٦٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٣٩١ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٤، ٢٣٥٥.

تیرے ہی فضل سے زندہ اور تیرے ہی نام پر مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھنا ہے۔"

٥٠٦٩- حَدَّثنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ أَبِي فُدَيْكٍ قالَ: أخبرني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ عَبْدِ المَجِيدِ عنْ هِشَامِ بنِ الْغَازِ بن رَبِيعَةَ، عنْ مَكْحُولٍ الدِّمَشْقِيِّ، عنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ يُمْسِي: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ، وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ، وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، أَعْتَقَ اللهُ رُبْعَهُ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ قالَهَا مَرَّتَينِ أَعْتَقَ اللهُ نِصْفَهُ، وَمَنْ قالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهِ، فإِنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَهُ اللهُ مِنَ النَّارِ».

٥٠٦٩- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح یا شام کے وقت درج ذیل دعا پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کا چوتھائی حصہ آگ سے آزاد فرما دے گا۔ اور جو شخص اسے دو بار پڑھے اللہ اس کا آدھا حصہ آگ سے آزاد کر دے گا۔ اور جو شخص اسے تین بار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا تین چوتھائی آگ سے آزاد کر دے گا۔ اور جو شخص چار بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے (کامل طور پر) آگ سے آزاد فرما دے گا۔" (دعا کے کلمات یہ ہیں:) [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیٓ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلَائِكَتَكَ وَ جَمِيعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَ رَسُولُكَ] "اے اللہ! میں نے صبح کی ہے اور تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرا عرش اٹھانے والے اور دیگر فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔"

٥٠٧٠- حَدَّثَنا أحْمَدُ بن يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ بنُ ثَعلَبَةَ الطَّائِيُّ عن ابن بُرَيْدَةَ، عن أَبِيهِ عن النَّبيِّ ﷺ قالَ:

٥٠٧٠- حضرت عبداللہ اپنے والد بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح یا شام کے وقت یہ دعا پڑھ لے اور پھر اپنے اس دن یا رات

٥٠٦٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٥٧٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧٣٨ من حديث أحمد بن صالح به، وسنده ضعيف، وله شاهد حسن يأتي، ح: ٥٠٧٨.

٥٠٧٠ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسٰى، ح: ٣٨٧٢ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٣، والحاكم: ١/ ٥١٤، ٥١٥، ووافقه الذهبي.

«مَنْ قَالَ حِينَ يُصبِحُ أَوْ حِينَ يُمْسِي: اللَّهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ [لَكَ] بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَمَاتَ مِن يَوْمِهِ أَوْ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ».

میں فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔" (الفاظ یہ ہیں:) [اَللّٰھُمَّ! اَنتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ، خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ، وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ، فَاغْفِرلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ] "اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں تیرے ساتھ کیے ہوئے عہد اور وعدے پر، جہاں تک میری ہمت ہے، قائم ہوں۔ میں اپنے کیے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں مجھے ان کا اقرار ہے اور مجھے اپنے گناہوں کا بھی اعتراف ہے۔ پس مجھے بخش دے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔"

فائدہ: اس مبارک دعا کو "سَیِّدُ الْإِسْتِغْفَار" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں بندے کی طرف سے اللہ رب العالمین کے کمال عظمت وجلال کے اقرار کے ساتھ اپنی انتہائی عاجزی اور بندگی کا اظہار ہے۔

٥٠٧١ - حَدَّثَنَا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ عن خَالِدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عنِ الْحَسَنِ بنِ عُبَيْدِ الله، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عنْ عَبْدِ الله؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى: «أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى المُلْكُ لله وَالْحَمْدُ لله، لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: وَأَمَّا زُبَيْدٌ كَانَ يَقُولُ: كَانَ إِبْرَاهِيمُ

٥٠٧١- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ شام کے وقت یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: [اَمْسَیْنَا وَ اَمْسَی الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ......] جریر کی روایت میں اضافہ ہے لیکن زبید نے کہا کہ ابراہیم بن سوید کہا کرتے تھے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ، رَبِّ! اَسْأَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَ خَیْرَ مَا بَعْدَهَا، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِی هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَ

٥٠٧١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧٢٣ من حديث جرير به.

ابنُ سُوَيْدٍ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ! أَسأَلُكَ خيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا في هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا. رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكِبْرِ أَو الْكُفْرِ. رَبِّ! أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ في النَّارِ وَعَذَابٍ في الْقَبْرِ». وَإِذَا أَصْبَحَ قالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: «أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لله . .».

شَرِّمَا بَعْدَهَا' رَبِّ! اَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِن سُوْءِ الْكِبَرِ' اَوِالْكُفْرِ' رَبِّ! اَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ] اور جب صبح ہوتی تو بھی اسی طرح کہا کرتے تھے: [اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰه......]

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ شُعْبَةُ عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن إِبْرَاهِيمَ بنِ سُوَيْدٍ قال: «مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ» وَلَمْ يَذْكُرْ: «سُوءَ الْكُفْرِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: اس روایت کو شعبہ نے بواسطہ سلمہ بن کہیل' ابراہیم بن سوید سے روایت کیا تو اس میں [مِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ] کہا ہے اور [سُوْءِ الْكُفْرِ] کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① دعا کے الفاظ مرتب طور پر درج ذیل ہیں: [اَمْسَيْنَا وَ اَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ' لَهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ! اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ خَيْرَ مَا بَعْدَهَا' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَ شَرِّمَا بَعْدَهَا' رَبِّ! اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ' اَوِ الْكُفْرِ' رَبِّ! اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ] اور صبح کے وقت دو جملے یوں بدلنے ہوں گے: [اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰه......] اور آ گے...... [رَبِّ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَ خَيْرَ مَا بَعْدَهُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا فِي هٰذَا الْيَوْمِ.وَ شَرِّمَا بَعْدَهُ] ② الكِبْر ......''با'' جزم کے ساتھ ہو تو بمعنی ''غرور'' ہے۔ اور اگر ''با'' پر زبر پڑھی جائے تو معنی ہیں: ''بڑھاپا۔'' ③ دعا کا ترجمہ: ''ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی' اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے' تعریف اسی کی ہے' اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب! میں تجھ سے اس خیر کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے' اور اس خیر کا بھی جو اس کے بعد ہے' اور اس شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے بھی جو اس کے بعد ہے۔ اے میرے رب! میں سستی' غرور (یا بڑھاپے) یا کفر کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں دوزخ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

٥٠٧٢- حَدَّثَنا حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن أَبِي عَقِيلٍ، عن سَابِقِ بنِ نَاجِيَةَ، عن أَبِي سَلَّامٍ؛ أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ حِمْصَ، فَمرَّ بِهِ رَجُلٌ فقالُوا: هٰذَا خَدَمَ النَّبيَّ ﷺ، فقَامَ إِلَيْهِ فقَالَ: حدِّثني بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ لَمْ يَتَدَاوَلْهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ الرِّجَالُ، قال: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى: رَضِينَا بالله رَبًّا وَبالإِسْلَام دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى الله أَنْ يُرْضِيَهُ».

٥٠٧٢- جناب ابوسلام (ممطور الحبشی) حمص کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک شخص گزرا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی نبی ﷺ کا خادم رہا ہے۔ تو ابوسلام اس کی طرف اٹھ کر گئے اور کہا: مجھے ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور وہ صرف آپ کو بتائی ہو عام لوگوں سے نہ کہی ہو۔ تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے: ”جو شخص صبح یا شام کو یہ پڑھ لیا کرے: [رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيناً وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُولًا] ”ہم اس بات پر راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب، اسلام ہمارا دین اور محمد ہمارے رسول ہیں۔“ تو اللہ پر یہ حق ہوگا کہ وہ اسے راضی کر دے۔“

فائدہ: اس حدیث میں مذکور دعا ”سنن ابوداود‘ کتاب الوتر“ حدیث: ١٥٢٩ میں بھی گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

٥٠٧٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَسَّانَ وَإِسْمَاعِيلُ قالَا: حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ بِلَالٍ عن رَبِيعَةَ ابنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَنْبَسَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ: اللَّهُمَّ! مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ

٥٠٧٣- جناب عبداللہ بن غنام البیاضی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح کے وقت یہ کہہ لیا: [اَللّٰهُمَّ! مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ] ”اے اللہ! مجھے جو بھی نعمت حاصل ہے وہ تیرے اکیلے ہی کی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ پس تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے۔“ تو اس

٥٠٧٢- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/٣٣٧، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٣٢، وعمل اليوم والليلة، ح: ٤ من حديث شعبة به، وصححه الحاكم: ١/٥١٨، ووافقه الذهبي * سابق بن ناجية حسن الحديث، تقدم، ح: ٣٦٥٣.

٥٠٧٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٣٥، وعمل اليوم والليلة، ح: ٧ من حديث سليمان بن بلال به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٦١ * عبدالله بن عنبسة لم يوثقه غير ابن حبان.

فمِنْكَ وَحْدَكَ، لا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ، فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَومِهِ، وَمَنْ قالَ مِثْلَ ذٰلكَ حِينَ يُمْسِي فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ».

نے اپنے اس دن کا شکر ادا کرلیا اور جس نے شام کے وقت اسی طرح کہہ لیا' تو اس نے اپنی اس رات کا شکر ادا کرلیا۔"

٥٠٧٤- حَدَّثنا يَحْيَى بنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنا وَكِيعٌ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ ابنُ أَبِي شَيْبَةَ المَعْنى: حَدَّثَنا ابْنُ نُمَيْرٍ قالَا: حَدَّثَنا عُبَادَةُ بنُ مُسْلِمٍ الْفَزَارِيُّ عن جُبَيْرِ بن أَبي سُلَيْمَانَ بن جُبَيْرِ بن مُطْعِمٍ قال: سَمِعْتُ ابنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ الله ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَافِيَةَ في الدُّنْيا وَالآخِرَةِ. اللّهُمَّ! إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ في دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي. اللَّهُمَّ! استُرْ عَوْرَتِي». - وقالَ عُثْمانُ: «عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ! احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي، وعن يَمِينِي وَعن شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي».

۵۰۷۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ شام کو اور صبح کے وقت یہ دعائیں نہ چھوڑا کرتے تھے (ہمیشہ پڑھا کرتے تھے:) [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیٓ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ' اَللّٰهُمَّ! اِنِّیٓ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَایَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ' اَللّٰهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَتِيْ......] عثمان (بن ابی شیبہ) کے الفاظ ہیں: [عَوْرَاتِيْ' وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ' اَللّٰهُمَّ! احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ' وَ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَ مِنْ فَوْقِيْ' وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ] "اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں ہر طرح کے آرام اور راحت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلب گار ہوں اپنے دین و دنیا میں اور اپنے اہل و مال میں۔ اے اللہ! میرے عیب چھپا دے۔ مجھے میرے اندیشوں اور خطرات سے امن عنایت فرما۔ یا اللہ! میرے آگے' میرے پیچھے' میرے دائیں' میرے بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اور میں تیری عظمت کے ذریعے سے اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کر دیا جاؤں۔"

٥٠٧٤- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الخسف، ح:٥٥٣١ من حديث عبادة بن مسلم به، مختصرًا، وصححه ابن حبان، ح:٢٣٥٦، والحاكم: ١/ ٥١٧، ٥١٨، ووافقه الذهبي.

قَالَ أبُو دَاوُدَ : قالَ وَكِيعٌ : يَعني الْخَسْفَ .

امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کیا' جناب وکیع نے کہا کہ [أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ] سے مراد ہے: ''زمین میں دھنسا دیا جاؤں۔'' (اس سے پناہ چاہتا ہوں۔)

٥٠٧٥- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني عَمْرٌو؛ أَنَّ سَالِمًا الْفَرَّاءَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حدَّثَهُ؛ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ وكانَتْ تَخْدِمُ بَعضَ بَنَاتِ النَّبيِّ ﷺ؛ أَنَّ بِنْتَ النَّبيِّ ﷺ حَدَّثَتْها؛ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُها فَيَقُولُ: «قُولِي حِينَ تُصْبِحِينَ: سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ، لا قُوَّةَ إِلَّا بالله، ما شَاءَ الله كَانَ، وَما لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ الله عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ الله قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، فإِنَّهُ مَن قالَهُنَّ حِينَ يُصْبِحُ حُفِظَ حتَّى يُمْسِيَ، وَمَن قالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي حُفِظَ حتَّى يُصْبِحَ».

٥٠٧٥-عبدالحمید مولیٰ بنوہاشم سے روایت ہے کہ اس کی والدہ نبی ﷺ کی کسی صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس صاحبزادی نے اسے بیان کیا کہ نبی ﷺ اسے سکھایا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جب تم صبح کرو تو یہ کہا کرو: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ' لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ' وَمَالَمْ يَشَأْلَمْ يَكُنْ' اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً] ''اللہ پاک ہے اپنی حمدوں کے ساتھ۔ نیکی اور خیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ جو اللہ چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور اس کا علم ہر شے کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔'' بلاشبہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات کہہ لے' تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے شام کو یہ پڑھ لیے' تو صبح تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔''

٥٠٧٦- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قال: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ قال:

٥٠٧٦-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت (سورۃ الروم کی درج ذیل آیات) پڑھ لے وہ اپنے اس دن کی

٥٠٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٤٠، وعمل اليوم والليلة، ح: ١٢١ من حديث عبدالله بن وهب به * عبدالحميد مولى بني هاشم لم يوثقه غير ابن حبان.

٥٠٧٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًّا] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٢/ ٢٣٩، ح: ١٢٩٩١ من حديث الليث بن سعد به * سعيد بن بشير مجهول (تقريب)، وشيخه ضعيف، وقد اتهمه ابن عدي وابن حبان (أيضًا)، وعبدالرحمٰن ابن البيلماني ضعيف (أيضًا)، والحديث ضعفه البخاري وغيره.

أخبرني اللَّيْثُ عن سَعِيدِ بنِ بَشِيرٍ النَّجَّارِيِّ، عنْ مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيِّ - قالَ الرَّبِيعُ: ابن الْبَيْلَمَانِيِّ - عنْ أَبِيهِ، عنِ ابنِ عَبَّاسٍ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قالَ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ ﴿فَسُبْحَـٰنَ ٱللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ فِى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ﴾ إِلَـى ﴿وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ﴾ [الروم: ١٧-١٩]، أَدْرَكَ مَا فاتَهُ في يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ في لَيْلَتِهِ» قالَ الرَّبِيعُ: عن اللَّيثِ.

فوت شدہ نیکیاں حاصل کر لے گا اور جس نے انہیں شام کے وقت پڑھ لیا وہ اپنی اس رات کی فوت شدہ نیکیاں حاصل کر لے گا۔‘‘ (وہ آیات یہ ہیں:) ﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ o وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ o يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ چنانچہ تم اللہ کی تسبیح (پاکی بیان) کرو جب تم شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور (تسبیح کرو) پچھلے پہر اور جب تم دوپہر کرو۔ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے، اور زمین کو (بھی) اس کے مردہ (بنجر) ہو جانے کے بعد زندہ (شاداب) کر دیتا ہے اور ایسے ہی تمہیں بھی نکالا جائے گا۔‘‘ ربیع بن سلیمان کی روایت میں [اَخْبَرَنِي اللَّيْثُ] کی بجائے [عَنِ اللَّيْثِ] کے الفاظ ہیں۔

٥٠٧٧ - حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ وَوُهَيْبٌ نَحْوَهُ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ أَبِي عَائِشٍ وَقالَ حَمَّادٌ: عن أَبِي عَيَّاشٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «مَنْ قالَ إِذَا أَصْبَحَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِنْ

٥٠٧٧- ابن ابو عائش سے روایت ہے، جبکہ حماد کی روایت میں ہے کہ ابو عیاش رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ] ’’ایک اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، ملک اسی کا ہے، تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر

٥٠٧٧ـ تخريج: [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٨٦٧ من حديث حماد بن سلمة به.

وَلُدِ إِسْمَاعِيلَ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ. وَإِنْ قالَهَا إِذَا أَمْسَى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ»

شے پر خوب قادر ہے۔'' تو اسے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی' اس سے دس غلطیاں مٹائی جائیں گی' اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے اور شام تک کے لیے شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور اگر شام کو یہ کہہ لے' تو صبح تک کے لیے یہی کچھ ہے۔''

قالَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ الله ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ فقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا. قالَ: «صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ».

حماد کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ابو عیاش آپ سے اس اس طرح روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''ابو عیاش نے سچ کہا ہے۔''

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بنُ جَعْفَرٍ وَمُوسَى الزَّمْعِيُّ وَعَبْدُ الله بنُ جَعْفَرٍ عن سُهَيْلٍ، عن أبِيهِ، عن ابنِ [عَيَّاشٍ].

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس روایت کو اسماعیل بن جعفر' موسیٰ زمعی اور عبداللہ بن جعفر نے بواسطہ سہیل' اس کے والد سے اور اس نے ابن عیاش سے روایت کیا۔

٥٠٧٨- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عن مُسْلِمٍ يَعْنِي ابنَ زِيَادٍ قالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ! إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ الله لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، إِلَّا غَفَرَ الله لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ، وَإِنْ قالَهَا

٥٠٧٨-حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت یہ کہہ لے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلَائِكَتَكَ وَ جَمِيعَ خَلْقِكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ' وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ] ''اے اللہ! میں نے صبح کی' تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرے حاملین عرش' دوسرے فرشتوں اور تیری ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ بے شک تو ہی اللہ ہے' تیرے ایک اکیلے کے سوا کوئی

٥٠٧٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [دعاء: "اللهم أصبحنا أو أمسينا نشهدك ونشهد حملة عرشك . . . "]، ح: ٣٥٠١ من حديث بقية به، وصرح بالسماع المسلسل، (عمل اليوم والليلة، ح: ٩)، وله شاهد تقدم، ح: ٥٠٦٩، ونقل المنذري، وابن تيمية عن الترمذي، قال فيه: "حسن".

حِينَ يُمْسِي ، غُفِرَ لَهُ مَا أَصَابَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ».

عبادت کے لائق نہیں' تیرا کوئی ساجھی نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔'' تو وہ اس دن میں جو گناہ بھی کرے گا' اللہ اسے معاف کر دے گا۔ اور اگر شام کو یہ کہہ لے تو اس رات میں جو گناہ اس سے ہوں' معاف کر دیے جائیں گے۔''

٥٠٧٩- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو النَّضْرِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: أخبرني أَبُو سَعِيدٍ الْفِلَسْطِينِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَٰنِ بْنُ حَسَّانٍ عن الْحَارِثِ بنِ مُسْلِمٍ؛ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عن أبيهِ مُسْلِمِ بنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فقالَ: «إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ المَغْرِبِ فَقُلْ: اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُم مُتَّ في لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا، وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ؛ فَإِنَّكَ إِنْ مُتَّ في يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا».

٥٠٧٩- مسلم بن حارث تمیمی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اسے راز داری کے انداز میں فرمایا: ''جب تم نماز مغرب سے سلام پھیرو تو سات بار [اَللّٰهُمَّ! اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ] ''کہہ لیا کرو۔'' اے اللہ! مجھے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ۔'' اگر تم یہ کہہ لو اور اسی رات مر جاؤ تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو تو اسی طرح کہہ لیا کرو' اگر تم اس دن میں مر گئے' تو تمہارے لیے جہنم سے بچاؤ لکھ دیا جائے گا۔''

أخبرني أَبُو سَعِيدٍ عن الْحَارِثِ أَنَّهُ قالَ أَسَرَّهَا إِلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ. نَحْنُ نَخُصُّ إِخْوَانَنَا بِهَا.

ابو سعید نے حارث سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بالخصوص) راز دارانہ انداز میں فرمایا تھا' تو ہم (بھی یہ) اپنے بھائیوں کو بالخصوص بتاتے ہیں۔

٥٠٨٠- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمانَ

٥٠٨٠- عبدالرحمٰن بن حسان کنانی نے روایت کیا

٥٠٧٩ـ تخريج: [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٤، والنسائي في عمل اليوم والليلة، ح: ١١١، وفي الكبرٰى، ح: ٩٩٣٥ من حديث أبي سعيد الفلسطيني به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٤٦ * الحارث بن مسلم ذكره بعضهم في الصحابة، ووثقه ابن حبان وغيره، فهو حسن الحديث، وانظر الحديث الآتي.

٥٠٨٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه النسائي في الكبرٰى (عمل اليوم والليلة، ح: ١١١) عن عمرو بن عثمان به، انظر الحديث السابق.

الْحِمْصِيُّ وَمُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ وَعَلِيُّ بنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ، وَمُحَمَّدُ بنُ مُصَفًّى الْحِمْصِيُّ قالُوا: حَدَّثَنا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ حَسَّانٍ الْكِنَانِيُّ قالَ: حدَّثني مُسْلِمُ بنُ الْحَارِثِ بن مُسْلِمٍ التَّمِيمِيُّ عن أبِيهِ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ نَحْوَهُ إلى قَوْلِهِ: «جِوَارٌ مِنْهَا»، إِلَّا أَنَّهُ قالَ فِيهِمَا: «قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمَ أَحَدًا».

کہ مجھے مسلم بن حارث بن مسلم تمیمی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا...... اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کیا۔ اور [جِوَارٌ مِنْهَا] تک روایت کی۔ مگر اس میں ہے کہ یہ کلمہ [اَللّٰهُمَّ! اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ] (سلام کے بعد) کسی سے بات کرنے سے پہلے کہے۔“

قالَ عَلِيُّ بنُ سَهْلٍ فِيهِ: إِنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، وَقالَ عَلِيٌّ وابنُ الْمُصَفَّى، قالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ الله ﷺ في سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَ اسْتَحْثَثْتُ فَرَسِي فَسَبَقْتُ أَصْحَابِي، وَتَلَقَّانِي الْحَيُّ بالرَّنِينِ، فَقُلْتُ لَهُمْ: قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا الله تُحْرَزُوا، فقالُوها، فَلَامَنِي أَصْحَابِي فقالُوا: أَحْرَمْتَنَا الْغَنِيمَةَ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ الله ﷺ أَخْبَرُوهُ بالَّذِي صَنَعْتُ، فَدَعَانِي فَحَسَّنَ لِي ما صَنَعْتُ وقالَ: «أَمَا إِنَّ الله قَدْ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُم كَذَا وَكَذَا». - قال عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَأَنَا نَسِيتُ الثَّوَابَ، - ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَمَا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بالْوَصَاةِ بَعْدِي». قالَ: فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقالَ لِي، ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُمْ. وَقالَ ابنُ الْمُصَفَّى: قالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ بنَ مُسْلِمِ بنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيَّ

علی بن سہل نے کہا کہ مسلم بن حارث کے والد نے اپنے بیٹے کو یہ حدیث بیان کی‘ جبکہ علی بن سہل اور محمد بن مصفی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم میں روانہ کیا۔ جب ہم لڑائی کے مقام پر پہنچ گئے تو میں نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا اور اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا تو مجھے دشمن قبیلے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے ان سے کہا: [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] کہہ لو بچ جاؤ گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے یہ کلمہ کہہ دیا۔ تو میرے ساتھیوں نے مجھے ملامت کی اور کہنے لگے کہ تم نے ہمیں غنیمت سے محروم کر دیا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور ساتھیوں نے وہ (واقعہ) بیان کیا کہ جو کچھ میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے بلوایا اور میرے عمل کی تحسین فرمائی اور فرمایا: ”اللہ نے تیرے لیے ان میں سے ہر ہر بندے کی وجہ سے اتنا اتنا ثواب لکھا ہے......“ عبدالرحمٰن (بن حسان) نے کہا کہ مجھے اس ثواب کی تفصیل بھول گئی ہے...... پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! بیشک میں اپنے بعد تمہارے لیے

يُحَدِّثُ عن أَبِيهِ .

وصیت لکھ دیتا ہوں۔'' چنانچہ آپ نے ایسے ہی کیا اور اس تحریر میں مہر لگا کر میرے حوالے کر دی اور مجھ سے فرمایا...... پھر مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی ذکر کیا۔ ابن مصفی نے کہا: میں نے حارث بن مسلم بن حارث تمیمی سے سنا' وہ اپنے والد سے حدیث بیان کرتے تھے۔

٥٠٨١- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ المُسلِمِينَ، مِنَ المُتَعَبِّدِينَ، قال: حَدَّثَنَا مُدْرِكُ بنُ سَعْدٍ - قالَ يَزِيدُ: شَيْخٌ ثِقَةٌ - عن يُونُسَ بنِ مَيْسَرَةَ ابنِ حَلْبَسٍ، عن أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: مَنْ قالَ إِذَا أَصْبَحَ وإِذَا أَمْسَى: حَسْبِيَ الله لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، كَفَاهُ الله مَا أَهَمَّهُ، صَادِقًا كَانَ بِهَا أَوْ كَاذِبًا .

٥٠٨١- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ جس نے صبح اور شام کے وقت سات بار یہ کہہ لیا: [حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم] اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں میں اس کی کفایت فرمائے گا خواہ اس نے سچے دل سے یہ کلمہ کہا ہو یا جھوٹے دل سے۔

٥٠٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المُصَفَّى قال: حَدَّثَنَا ابنُ أَبِي فُدَيْكٍ قال: أخبرني ابنُ أَبِي ذِئْبٍ عن أَبِي أُسَيْدٍ الْبَرَّادِ، عن مُعَاذِ بنِ عَبْدِاللهِ بن خُبَيْبٍ، عن أَبِيهِ أَنَّهُ قال: خَرَجْنَا فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ الله ﷺ لِيُصَلِّيَ لَنَا فَأَدْرَكْنَاهُ

٥٠٨٢- جناب معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک بارش والی اور سخت اندھیری رات میں نکلے' جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈ رہے تھے تاکہ وہ ہمیں نماز پڑھائیں۔ چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا' تو آپ نے فرمایا: ''کہو۔'' تو میں کچھ نہ بولا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''کہو'' تو

٥٠٨١ـ تخريج: [إسناده حسن].

٥٠٨٢ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [الدعاء عند النوم]، ح: ٣٥٧٥ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "حسن صحيح غريب"، ورواه النسائي، ح: ٥٤٣٠ * أبو أسيد هو أسيد بن أبي أسيد.

فقَالَ: «قُلْ»، فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قالَ: «قُلْ»، فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قالَ: «قُلْ»، فَقُلْتُ: مَا أَقُولُ يَا رَسُولَ الله؟ قال: «قُلْ، هُوَ الله أَحَدٌ وَالمُعَوِّذَتَيْنِ، حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ».

بھی میں کچھ نہ بولا۔ آپ نے پھر فرمایا: ''کہو۔'' تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کیا کہوں۔ آپ نے فرمایا: کہو: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور مُعَوِّذَتَین یعنی ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ صبح اور شام تین تین بار یہ کہہ لو تو ہر چیز سے تمہاری کفایت ہو جائے گی۔''

٥٠٨٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ إسْمَاعِيلَ: حدَّثني أَبِي - قال ابنُ عَوْفٍ وَرَأَيْتُهُ في أَصْلِ إسْمَاعِيلَ - قال: حدَّثني ضَمْضَمٌ عن شُرَيْحٍ، عن أَبِي مَالِكٍ قال: قالُوا: يَا رَسُولَ الله! حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُولُها إِذَا أَصْبَحْنَا وَأَمْسَيْنَا وَاضْطَجَعْنَا، فأَمَرَهُم أَنْ يَقُولُوا: «اللَّهُمَّ! فَاطِرَ السَّماوَاتِ وَالأرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ أَنَّكَ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، فإِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ نَقْتَرِفَ سُوءًا عَلَى أَنْفُسِنَا، أَوْ نَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ».

٥٠٨٣- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کوئی کلمہ ارشاد فرمائیں جو ہم صبح' شام اور سوتے وقت پڑھا کریں۔ تو آپ نے فرمایا' کہا کرو: [اَللّٰهُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ' عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ' اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ' وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' فَاِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهٖ' وَ اَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءًا عَلٰى اَنْفُسِنَا اَوْنَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ] ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' غیب اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اور فرشتے گواہ ہیں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اور شیطان مردود کے شر اور شرک سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور اس بات سے بھی کہ ہم اپنی جانوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کے لیے کوئی برائی کریں۔''

٥٠٨٣- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٦، ح: ١٦٧٢ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به * شريح بن عبيد عن أبي مالك مرسل كما تقدم، ح: ٤٢٥٣، قاله أبوحاتم (جامع التحصيل، ص: ١٩٥).

٥٠٨٤- قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَبِهَذَا الإسنادِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُم فَلْيَقُلْ: أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ المُلْكُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ. اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ما فِيهِ وَشَرِّ ما بَعْدَهُ، ثُمَّ إِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ».

۵۰۸۴-امام ابوداود رحمہ اللہ نے اسی اسناد سے روایت کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو چاہیے کہ کہا کرے: [اَصبَحنَا وَ اَصبَحَ المُلكُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ' اَللّٰهُمَّ! اِنِّىٓ اَسْاَلُكَ خَيرَ هٰذَا اليَومِ فَتحَهٗ وَ نَصرَهٗ وَ نُورَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَ هُدَاهُ' وَاَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَ شَرِّمَا بَعدَهٗ] ''ہم نے صبح کی اور اللہ رب العالمین کے ملک نے بھی صبح کی۔اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی خیر' کامیابی' مدد' نور' برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس کے بعد ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' اور جب شام ہو تو اسی طرح کہہ لیا کرے۔''

٥٠٨٥- حَدَّثَنا كَثِيرُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ بنُ الْوَلِيدِ عن عُمَرَ بنِ جُعْثُمٍ قال: حَدَّثَنَا الأَزْهَرُ بنُ عَبْدِ الله الْحَرَازِيُّ قال: حدَّثني شَرِيقٌ الْهَوْزَنِيُّ قال: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فسألْتُهَا: بِمَ كانَ رَسُولُ الله ﷺ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ، فقالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ ما سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كانَ إِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ عَشْرًا، وقالَ: «سُبْحَانَ الله وَبِحَمْدِهِ» عَشْرًا، وقالَ: «سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوسِ» عَشْرًا، وَاستَغْفَرَ

۵۰۸۵-جناب شریق ہوزنی کہتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو کس چیز سے ابتدا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: تحقیق تو نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جس کے متعلق تجھ سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا۔ آپ ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو دس بار [اَللّٰهُ اَكبَرُ] دس بار [اَلحَمدُ لِلّٰهِ] دس بار [سُبحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمدِهٖ] دس بار [سُبحَانَ المَلِكِ القُدُّوسِ] دس بار [اَستَغفِرُاللّٰهَ] دس بار [لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ] پھر دس بار کہتے [اَللّٰهُمَّ! اِنِّىٓ اَعُوذُبِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنيَا وَ ضِيقِ

٥٠٨٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٧، ح: ١٦٧٥ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به.

٥٠٨٥ـ تخريج: [حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٧٠٧، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ٨٧١ من حديث بقية به، وسنده ضعيف جدًا، وله شاهد حسن عند النسائي في المجتبٰى، ح: ١٦١٨ وغيره.

عَشْرًا، وَهَلَّلَ عَشْرًا، ثمَّ قال: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ»، عَشْرًا، ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ.

يَوْمِ الْقِيَامَةِ] "اے اللہ! میں دنیا اور روز قیامت کی تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔" پھر نماز شروع فرماتے۔

٥٠٨٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني سُلَيْمَانُ ابنُ بِلَالٍ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا كانَ في سَفَرٍ فأَسْحَرَ يَقُولُ: «سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ الله وَنِعْمَتِهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا. اللَّهُمَّ! صَاحِبْنَا فأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بالله مِنَ النَّارِ».

٥٠٨٦- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحر ہوتی تو فرمایا کرتے [سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ نِعْمَتِهٖ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ! صَاحِبْنَا فَاَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذاً بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ] "سنتا ہے سننے والا حمد ہے اللہ کی اور کیا خوب نعمتیں اور احسان ہیں اس کے ہم پر۔ اے اللہ! ہمارا ساتھی بن اور ہم پر اپنا فضل فرما۔ اس حال میں کہ ہم جہنم کی آگ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔"

٥٠٨٧- حَدَّثَنا ابنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا المَسْعُودِيُّ: حَدَّثَنا الْقَاسِمُ قال: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يَقُولُ: مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ: اللَّهُمَّ! ما حَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ أو قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أو نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ: مَا شِئْتَ كان وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ. اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَتَجَاوَزْ لِي عَنْهُ، اللَّهُمَّ! فَمنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتي، وَمَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي، كَانَ في اسْتِثْنَاءٍ يَوْمَهُ ذٰلِكَ أو قالَ: ذلكَ الْيَوْمَ.

٥٠٨٧- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی: [اَللّٰهُمَّ! مَاحَلَفْتُ مِنْ حِلْفٍ اَوْقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَىْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ، مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِىْ وَ تَجَاوَزْلِىْ عَنْهُ، اَللّٰهُمَّ فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتِىْ، وَ مَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِىْ] "اے اللہ! میں نے جو کوئی قسم اٹھائی ہو یا کوئی بات کہی ہو یا کوئی نذر مانی ہو تو تیری مشیت اور ارادہ اس سب کچھ کے آگے ہے۔ جو تو چاہتا ہے ہو جاتا ہے اور جو تو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ سے ان امور میں درگزر فرما۔ اے

٥٠٨٦ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب: في الأدعية، ح: ٢٧١٨ من حديث ابن وهب به.

٥٠٨٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الأسماء والصفات، ص: ٢١٠، وفي نسخة، ص: ١٦٤ من حديث أبي داود به، * القاسم بن محمد في سماعه من أبي ذر نظر.

اللہ! جس پر تو نے اپنی صلاۃ (رحمت) نازل کی ہے تو میری طرف سے بھی اس کے لیے صلاۃ (رحمت) ہو۔ اور جس پر تو نے لعنت کی ہے میری طرف سے بھی اس کو پھٹکار ہو۔'' یہ کلمات پڑھنے والا اس دن کی غلطیوں سے مستثنیٰ ہوگا۔ (محفوظ رہے گا۔)

٥٠٨٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا أبُو مَوْدُودٍ عَمَّنْ سَمِعَ أَبانَ بنَ عُثْمانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عُثْمانَ يَعني ابنَ عَفَّانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قالَ بِسْمِ الله الَّذِي لا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ في الأَرضِ ولا في السَّماءِ، وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ، وَمَنْ قالَها حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ».

قال: فأَصَابَ أَبَانَ بنَ عُثْمانَ الْفَالَجُ، فَجَعَلَ الرَّجُلَ الذِي سَمِعَ مِنْهُ الْحَدِيثَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فقَالَ لَهُ: مالَكَ تَنْظُرُ إِلَيَّ فَوَاللَّهِ! ما كَذَبْتُ عَلَى عُثْمانَ ولا كَذَبَ عُثْمانُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَلٰكِنَّ الْيَوْمَ الَّذِي أَصَابَنِي فِيهِ ما أَصَابَنِي، غَضِبْتُ فَنَسِيتُ أَنْ أَقُولَهَا.

٥٠٨٨-سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے (شام کو) تین بار یہ دعا پڑھ لی' اسے صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی۔ [بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ] ''اللہ کے نام سے...... وہ ذات کہ اس کے نام سے کوئی چیز زمین میں ہو یا آسمان میں' نقصان نہیں دے سکتی اور وہ خوب سنتا ہے اور خوب جانتا ہے۔'' اور جس نے صبح کے وقت تین بار یہ دعا پڑھ لی اسے شام تک کوئی اچانک مصیبت نہیں آئے گی۔''

راوی نے بیان کیا کہ اس حدیث کے روایت کرنے والے ابان بن عثمان کو فالج ہو گیا تھا تو ان سے حدیث سننے والا ان کو تعجب سے دیکھنے لگا (کہ پھر یہ فالج کیونکر ہو گیا؟) تو انہوں نے کہا: کیا ہوا' مجھے دیکھتے کیا ہو؟ اللہ کی قسم! میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ لیکن جس دن مجھے یہ فالج ہوا میں اس دن غصے میں تھا اور یہ کلمات پڑھنا بھول گیا تھا۔

٥٠٨٨ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح: ٣٣٨٨ من حديث أبان بن عثمان به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وصححه الحاكم: ١/ ٥١٤، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث الآتي.

فائدہ: بلاشبہ صاحب ایمان کے لیے ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ناگہانی آفتوں سے بچاؤ کا یہ انتہائی آسان وظیفہ ہے۔ شرط یہ ہے کہ ایمان ویقین کے ساتھ ساتھ پابندی بھی ہو۔

٥٠٨٩- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَاصِمٍ الأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنا أَنسُ بنُ عِيَاضٍ: حدَّثني أَبُو مَوْدُودٍ عن مُحَمَّدِ بنِ كَعْبٍ، عن أَبَانَ بنِ عُثْمانَ، عن عُثْمانَ عن النَّبيِّ ﷺ نحوَهُ، لَمْ يَذْكُر قِصَّةَ الْفَالَجِ.

٥٠٨٩- محمد بن کعب نے ابان بن عثمان سے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا مگر فالج والا قصہ ذکر نہیں کیا۔

٥٠٩٠- حَدَّثَنا الْعَبَّاسُ بنُ عَبْدِ العَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ عَمْرٍو عن عَبْدِ الْجَلِيلِ بنِ عَطِيَّةَ، عن جَعْفَرِ بنِ مَيْمُونٍ قالَ: حدَّثني عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قالَ لِأَبِيهِ: يَا أَبتِ! إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ: اللَّهُمَّ! عَافِنِي في بَدَنِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي في سَمْعِي، اللَّهُمَّ! عَافِنِي في بَصَرِي، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ، وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسي فقال: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَدْعُو بِهِنَّ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ.

٥٠٩٠- جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان میں آپ کو سنتا ہوں کہ آپ ہر صبح یہ دعا پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ! عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ! عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! مجھے میرے بدن میں آرام دے۔ اے اللہ! میرے کانوں کو سلامت رکھ یا اللہ! میری نظر کو درست رکھ۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' آپ یہ دعا صبح کو تین بار پڑھتے ہیں اور شام ہوتی ہے تو تین بار پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ آپ کی سنت پر عمل کروں۔

قال عبَّاسٌ فِيهِ: وتَقُولُ اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِن الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ،

(دوسرے راوی) عباس (بن عبدالعظیم) نے اپنی روایت میں کہا اور آپ یہ دعا بھی پڑھتے ہیں: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ

٥٠٨٩- تخريج: [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٠٩٠- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢ عن أبي عامر عبدالملك بن عمرو به، ورواه النسائي في الكبرى، ح: ٩٨٥٠، وفي عمل اليوم والليلة، ح: ٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٧٠ * جعفر بن ميمون ضعفه الجمهور.

تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَتَدْعُو بِهِنَّ، فَأُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ.

اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ میں کفر اور محتاجی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' آپ یہ دعا صبح کو تین بار دہراتے ہیں اور شام کو بھی پڑھتے ہیں۔ (تو انہوں نے کہا) میں پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کروں۔

قال: وقالَ رَسُولُ الله ﷺ: «دَعَوَاتُ المَكْرُوبِ. اللَّهُمَّ! رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ» وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى صَاحِبِهِ.

اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پریشان حال کے لیے یہ دعا ہے: [اَللّٰهُمَّ! رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ' فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ' وَّاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ] ''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں' تو مجھے آنکھ جھپکنے تک کے لیے بھی میری اپنی جان کے حوالے نہ فرمادے' اور میرے سارے معاملات درست فرمادے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' اس روایت میں عباس بن عبدالعظیم اور محمد بن مثنی نے بعض کلمات ایک دوسرے سے کچھ زیادہ کہے ہیں۔

فائدہ: بعض حضرات نے اس روایت کو ''حسن الاسناد'' قرار دیا ہے۔

٥٠٩١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ المِنْهَالِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعني ابنَ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا رَوْحُ ابنُ الْقَاسِمِ عن سُهَيْلٍ، عن سُمَيٍّ، عَن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ: سُبْحَانَ الله الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ،

٥٠٩١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت سو بار [سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ] کہہ لے اور اسی طرح شام کو بھی' تو مخلوقات میں کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے اس قدر ثواب پایا ہوگا۔''

٥٠٩١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وليس عنده: "العظيم".

وَإِذَا أَمْسٰى كَذٰلِكَ؛ لَمْ يُوَافِ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ بِمِثْلِ مَا وَافَى».

فائدہ: صحیح مسلم کی روایت میں [العظیم] کا لفظ نہیں ہے۔(صحیح مسلم' الذکر والدعاء' حدیث :۲۶۹۲)

(المعجم ١٠١، ١٠٢) - **باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ** (التحفة ١١١)

باب:۱۰۱'۱۰۲-نیا چاند دیکھنے کی دعا

٥٠٩٢- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبَانٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قال: «هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ، آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «الْحَمْدُ لله الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا».

۵۰۹۲- حضرت قتادہ رحمہ اللہ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی ﷺ جب نیا چاند دیکھتے' تو کہتے: [هِلَالُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ' هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ' هِلَالُ خَيْرٍ وَ رُشْدٍ' آمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ] ''خیر اور ہدایت کا چاند' خیر اور ہدایت کا چاند' خیر اور ہدایت کا چاند' میں ایمان لایا اس ذات پر جس نے تجھے پیدا کیا۔'' آپ یہ تین بار فرماتے۔ اس کے بعد فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا] ''حمد اس اللہ کی جو فلاں مہینے کو لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔''

فائدہ: مذکورہ دعا باتفاق محققین ضعیف ہے۔ تاہم ایک دوسری دعا مسند احمد اور جامع الترمذی میں ہے' جس کی بابت علمائے محققین لکھتے ہیں: ''حسن لشواھدہ'' یعنی یہ دعا شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے اور وہ دعا یہ ہے: [اَللّٰهُمَّ! اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ' رَبِّی وَرَبُّكَ اللّٰهُ] (مسند احمد:۱/۱۶۲ و جامع الترمذی' الدعوات' حدیث:۳۴۵۱) جبکہ ایک دعا سنن دارمی میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: [اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُمَّ! اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يَرْضٰى' رَبُّنَا وَ رَبُّكَ اللّٰهُ] (سنن الدارمی' الصوم' باب مایقال عند رؤیة الهلال' حدیث:۱۶۹۳) لہٰذا ان دو دعاؤں میں سے کسی ایک کو چاند دیکھتے ہوئے پڑھا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد:۳/۱۸'۱۷ حدیث:۱۳۹۷ و صحیح سنن الترمذی للالبانی: ۳/۱۵۷' حدیث:۳۴۵۱)

٥٠٩٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٠/ ٤٠٠، وعبدالرزاق: ٤/ ١٦٩، ح: ٧٣٥٣ من حديث قتادة به، والسند مرسل، وهو في مراسيل أبي داود، ح: ٥٢٧، وقال: "وروي متصلاً ولا يصح".

٥٠٩٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ: أَنَّ زَيْدَ بنَ حُبَابٍ أَخْبَرَهُمْ عن أَبِي هِلَالٍ، عن قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْهُ.

۵۰۹۳-جناب قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو اپنا چہرہ اس سے پھیر لیتے (اس کے بعد دعا پڑھتے۔)

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَيْسَ عن النَّبِيِّ ﷺ في هٰذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ صَحِيحٌ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں کوئی مرفوع صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: امام ابوداود رحمہ اللہ کے قول: ''اس مسئلے میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں۔'' سے مراد یہ ہے کہ دعا پڑھنے کے طریقے کی بابت کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔

(المعجم ١٠٢، ١٠٣) - **باب مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ بَيْتِهِ** (التحفة...)

باب:۱۰۲'۱۰۳-گھر سے نکلنے کی دعا

٥٠٩٤- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن الشَّعْبِيِّ، عن أُمِّ سَلَمَةَ قالَتْ: مَا خَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فقالَ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

۵۰۹۴-ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے گھر سے نکلتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے اور یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْاَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں' یا پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جاؤں' یا ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے' یا کوئی جہالت کا کام کروں یا کوئی مجھ سے جہالت کا برتاؤ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① اس روایت کی سند میں اختلاف ہے' اس کی وجہ سے بعض کے نزدیک ضعیف' بعض کے نزدیک

٥٠٩٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] وهو في مراسيل أبي داود، ح:٥٢٨ * السند مرسل.

٥٠٩٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [دعاء: "بسم الله توكلت على الله ..."]، ح:٣٤٢٧، والنسائي، ح:٥٤٨٨، وابن ماجه، ح:٣٨٨٤ من حديث منصور به، * الشعبي لم يسمع من أم سلمة عند ابن المديني، وقوله هو الراجح.

صحیح اور بعض کے نزدیک حسن ہے۔ واللہ اعلم. ② یہ ایک انتہائی عظیم جامع دعا ہے اور یقیناً اللہ عزوجل کے خاص فضل کے بغیر انسان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خیرات حاصل کر سکے یا دوسروں سے بھلائی پائے یا ان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

٥٠٩٥- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ: حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ مُحَمَّدٍ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن إسْحَاقَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أبِي طَلْحَةَ، عن أنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قالَ: «إذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فقَالَ: بِسْمِ الله، تَوَكَّلْتُ عَلَى الله، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلَّا بالله. قالَ: يُقَالُ حِينَئِذٍ: هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ، فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ، فَيَقُولُ شَيْطَانٌ آخَرُ، كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ».

٥٠٩٥- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ اپنے گھر سے نکلے اور یہ کلمات کہہ لے [بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] ”اللہ کے نام سے، میں اللہ عزوجل پر بھروسا کرتا ہوں۔ کسی شر اور برائی سے بچنا اور کسی نیکی یا خیر کا حاصل ہونا اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔“ تو اس وقت اسے یہ کہا جاتا ہے: تجھے ہدایت ملی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچا لیا گیا (ہر بلا سے)۔ چنانچہ شیاطین اس سے دور ہو جاتے ہیں اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے تیرا داؤ ایسے آدمی پر کیونکر چلے جسے ہدایت دی گئی، اس کی کفایت کر دی گئی اور اسے بچا لیا گیا۔“

فائدہ: اس روایت کی صحت و ضعف میں بھی اختلاف ہے۔ کتنا سعادت مند ہے وہ بندہ جو بلا مشقت اللہ تعالیٰ کی امان حاصل کرتا اور شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ چاہیے کہ ان اذکار سے غفلت نہ برتی جائے۔

(المعجم . . .) - باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إذَا دَخَلَ بَيْتَهُ (التحفة ١١٢)

باب:...... گھر میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟

٥٠٩٦- حَدَّثَنا ابْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ إسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي - قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: وَرَأَيْتُ فِي أَصْلِ

٥٠٩٦- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّی

٥٠٩٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول إذا خرج من بيته، ح: ٣٤٢٦ من حديث ابن جريج به، وعنعن، ووقع في موارد الظمآن، ح: ٢٣٧٥ وهم، والصواب ما في الإحسان، ح: ٨١٩.

٥٠٩٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٤٤٧، ح: ١٦٧٤ من حديث محمد بن إسماعيل بن عياش به، وهو مرسل، انظر، ح: ٥٠٨٣.

إِسْمَاعِيلَ - قَالَ: حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا، وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى أَهْلِهِ».

اَسْأَلُكَ خَيْرَالْمَوْلِجِ وَ خَيْرَالْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ (ہمارا) آنا خیر کا ہو اور نکلنا (بھی) خیر کا ہو۔ اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی کے نام سے باہر نکلے اور اپنے رب اللہ پر ہم نے توکل کیا۔'' پھر اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔''

(المعجم ١٠٣، ١٠٤) - باب مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيحُ (التحفة ١١٣)

باب: ۱۰۳، ۱۰۴- تیز ہوا چلے تو کون سی دعا پڑھے؟

٥٠٩٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وسَلَمَةُ يَعني ابنَ شَبِيبٍ، قالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ: حدَّثني ثَابِتُ بنُ قَيْسٍ؛ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ الله»، قالَ سَلَمَةُ: «فَرَوْحُ اللهِ تَأْتِي بالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بالْعَذَابِ، فإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلا تَسُبُّوهَا وَسَلُوا الله خَيْرَهَا وَاسْتَعِيذُوا بالله مِنْ شَرِّهَا».

۵۰۹۷- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''ہوا اللہ کی رحمت میں سے ہے۔'' سلمہ (بن شبیب) نے کہا: ''اللہ کی یہ رَوح کبھی رحمت لاتی ہے اور کبھی عذاب بھی لے آتی ہے۔ جب تم اسے دیکھو تو اسے برا مت کہو۔ بلکہ اللہ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: صحیح مسلم میں اس دعا کے الفاظ یوں ہیں: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیُ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا' وَ خَيْرَ مَا فِيُهَا' وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ' وَ اَعُوْذُبِكَ مِنُ شَرِّهَا' وَ شَرِّمَا فِيُهَا' وَ شَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ] (صحيح مسلم' الصلاة' حديث: ٨٩٩)

٥٠٩٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب النهي عن سب الريح، ح: ٣٧٢٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح: ٢٠٠٠٤، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٩، والحاكم: ٤/ ٢٨٥، ووافقه الذهبي.

٥٠٩٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالله بنُ وَهْبٍ: أخبرنا عَمْرٌو؛ أنَّ أبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عن سُلَيْمَانَ بنِ يَسَارٍ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبيِّ ﷺ أنَّها قالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ قَطُّ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إنَّمَا كانَ يَتَبَسَّمُ، وكانَ إذَا رَأى غَيْمًا أوْ رِيحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! النَّاسُ إذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجاءَ أنْ يَكُونَ فِيهِ المَطَرُ، وَأرَاكَ إذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَتْ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ. قالَتْ: فقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُني أنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ. قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بالرِّيحِ، وَقَدْ رَأى قَوْمٌ الْعَذَابَ فقالُوا: ﴿هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾» [الأحقاف: ٢٤].

٥٠٩٨- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر زور سے ہنسے ہوں کہ میں آپ (کے حلق) کا کوا دیکھ پاؤں' آپ مسکرایا کرتے تھے۔ جب بادل یا تیز ہوا چلتی تو پریشانی کی سی کیفیت آپ کے چہرے پر نمایاں ہو جاتی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید پر کہ اس سے بارش ہوگی مگر میں دیکھتی ہوں کہ اسے دیکھ کر آپ کے چہرے پر پریشانی سی آ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ! مجھے یہ اندیشہ بے چین کرتا ہے کہ کہیں اس میں عذاب نہ ہو۔ بلاشبہ ایک قوم کو ہوا کے ذریعے سے عذاب دیا گیا تھا۔ اور ایک قوم نے عذاب دیکھا اور اس کے لوگ کہنے لگے: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾ ''یہ بادل ہے اس سے ہمیں بارش ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① زور سے کھلکھلا کر اور از حد منہ کھول کر ہنسنا نا مناسب اور وقار کے منافی ہے۔ چاہیے کہ ایسے مسکرانے کو اپنی عادت بنایا جائے جو سنت ہے۔ ② تیز ہوا (آندھی) یا بادل کو دیکھ کر اس کی خیر کی دعا کرنی چاہیے اور عذاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔

٥٠٩٩- حَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا عَبْدُالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن المِقْدَامِ ابن شُرَيْحٍ، عن أبيهِ، عن عَائِشَةَ؛ أنَّ النَّبيَّ

٥٠٩٩- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب آسمان کے کنارے پر کوئی بادل کا ٹکڑا دیکھتے تو کام کاج چھوڑ دیتے اگرچہ نماز ہی میں ہوتے

٥٠٩٨ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الأحقاف، باب قوله: ﴿فلما رأوه عارضًا مستقبل أوديتهم﴾ ح: ٤٨٢٨، ومسلم، صلوة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، ح: ١٦/٨٩٩ من حديث ابن وهب به.

٥٠٩٩ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الاستسقاء، باب القول عند المطر، ح: ١٥٢٤، وابن ماجه، ح: ٣٨٨٩ من حديث المقدام بن شريح به.

ﷺ كانَ إذَا رَأى نَاشِئًا في أُفُقِ السَّمَاءِ تَرَكَ الْعَمَلَ وَإن كانَ في صَلَاةٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا»، فإن مُطِرَ قال: «اللَّهُمَّ! صَيِّبًا هَنِيئًا».

اور پھر یہ دعا کرتے [اَللّٰھُمَّ! اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا] ''اے اللہ! میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' اور اگر بارش ہونے لگتی تو کہتے [اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا ھَنِیْئًا] ''اے اللہ! اسے خوب برسنے والی نفع آور اور مبارک بنا۔''

(المعجم ١٠٤، ١٠٥) - **بَابٌ: فِي الْمَطَرِ** (التحفة ١١٤)

باب:۱۰۴، ۱۰۵- بارش کا بیان

٥١٠٠- **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمانَ عَنْ ثَابِتٍ، عن أنَسٍ قال: أصَابَنَا - وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ - مَطَرٌ، فَخَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتَّى أَصَابَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ الله! لِمَ صَنَعْتَ هذَا؟ قالَ: «لأنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ».

۵۱۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ بارش ہونے لگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور اپنے جسم سے کپڑا ہٹالیا حتی کہ وہ آپ کے جسم پر پڑنے لگی۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیونکہ یہ ابھی ابھی اپنے رب کے پاس سے آئی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① تبرک حاصل کرنے کی غرض سے بارش میں نہانا مستحب ہے اور تبرک کا مسئلہ توقیفی ہے، قیاسی نہیں۔ ② اس میں اللہ عزوجل کے لیے جہت علو (آسمان پر ہونے) کا بیان بھی ہے۔

(المعجم ١٠٥، ١٠٦) - **بَابٌ: فِي الدِّيكِ وَالْبَهَائِمِ** (التحفة ١١٥)

باب:۱۰۵، ۱۰۶- مرغ اور دیگر جانوروں کا بیان

٥١٠١- **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بنُ مُحمَّدٍ عن صَالِحِ بنِ كَيْسَانَ، عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ،

۵۱۰۱- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ کو گالی مت دیا کرو، اس

٥١٠٠ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، صلوة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح:٨٩٨ من حديث جعفر بن سليمان به.

٥١٠١ـ **تخريج**: **[إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٤/ ١١٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٧٨١، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٤٥ من حديث صالح بن كيسان به.

عن زَيْدِ بنِ خَالِدٍ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَسُبُّوا الدِّيكَ فإنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلاةِ».

لیے کہ یہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

فائدہ: مرغ کو یہ کرامت اور عزت ''نماز کے لیے جگانے'' کے باعث ملی ہے۔ تو مساجد کے مؤذن، امام اور علمائے دین کی عزت و تکریم اور زیادہ ہونی چاہیے..... مگر ساتھ ہی ان حضرات پر بالاولیٰ واجب ہے کہ داعیان خیر اور وارث نبی ہونے کے ناتے اس شرف کی بہت زیادہ حفاظت کریں اور خلاف شرع امور سے اپنے آپ کو ازحد بچائیں۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ.

٥١٠٢- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن جَعْفَرِ بنِ رَبِيعَةَ، عن الأعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «إذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فإنَّها رَأَتْ مَلَكًا، وَإذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بالله مِنَ الشَّيْطَانِ فإنَّها رَأَتْ شَيْطَانًا».

۵۱۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغ کی آواز سنو، تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اس نے فرشتے کو دیکھا ہوتا ہے۔ اور جب تم گدھے کی آواز سنو، تو شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ بے شک اس نے شیطان کو دیکھا ہوتا ہے۔''

(المعجم . . .) [- **باب نَهِيقِ الْحَمِيرِ وَنُبَاحِ الْكِلَابِ**] (التحفة . . .)

باب:...... گدھوں کا رینکنا اور کتوں کا بھونکنا

٥١٠٣- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن عَبْدَةَ، عن مُحمَّدِ بنِ إسْحَاقَ، عن مُحمَّدِ ابنِ إبْرَاهِيمَ، عن عَطَاءِ بنِ يَسَارٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِ الله قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحُمُرِ باللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بالله، فإنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ».

۵۱۰۳- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کی آوازیں سنو، تو اللہ کی پناہ طلب کرو، بلاشبہ یہ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے ہو۔''

٥١٠٢_ **تخريج:** أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب الدعاء عند صياح الديك، ح: ٢٧٢٩ عن قتيبة به.

٥١٠٣_ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٦ من حديث محمد بن إسحاق به، وصرح بالسماع، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٥٩، وابن حبان، ح: ١٩٩٦، والحاكم: ١/ ٤٤٥ و٤/ ٢٨٣، ٢٨٤ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي في الرواية الأولى.

٥١٠٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ عن خَالِدِ بنِ يَزِيدَ، عن سَعِيدِ بنِ أبِي هِلَالٍ، عن سَعِيدِ بنِ زِيَادٍ، عن جَابِرِ ابنِ عَبْدِالله؛ ح: وحَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا أَبِي: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ قالَ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ عَبْدِ الله بنِ الْهَادِ عن عَلِيِّ بنِ عُمَرَ بنِ حُسَيْنِ ابنِ عَلِيٍّ قالَا: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فإنَّ لله تَعالَى دَوَابَّ يَبُثُّهُنَّ في الأرْضِ».

۵۱۰۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور جناب علی بن عمر بن حسین بن علی رحمۃ اللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قدموں کی آوازیں آنا بند ہو جائیں تو بہت کم باہر نکلا کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ جانور ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے۔''

قالَ ابنُ مَرْوَانَ: «في تِلْكَ السَّاعَةِ» وقالَ: «فإنَّ لله خَلْقًا»، ثُمَّ ذَكَرَ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَالْحَمِيرَ نَحْوَهُ.

ابراہیم بن مروان نے کہا ''اس وقت میں مت نکلا کرو'' اور [فَإنَّ لِلّٰهِ دَوَابَّ] (کی بجائے) یہ الفاظ کہے [فَإنَّ لِلّٰهِ خَلْقًا] پھر کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کی آوازوں کا ذکر کیا جیسے مذکورہ بالا روایت میں ہوا ہے۔

وَزَادَ في حَدِيثِهِ، قالَ ابنُ الْهادِ: وحدَّثني شُرَحْبِيلُ الْحَاجِبُ عن جَابِرِ بنِ عَبْدِ الله، عن رَسُولِ الله ﷺ، مِثْلَهُ.

یزید بن عبداللہ بن ہاد نے کہا کہ مجھے شرحبیل حاجب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کے مثل روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① رات کو جب راستوں پر لوگوں کی آمد ورفت رک جائے تو ازحد ضروری کام کے بغیر باہر نکلنے سے گریز کرنا چاہیے۔ ② رات کو کتوں یا گدھوں کی آواز سنائی دے تو ''أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم'' پڑھنا چاہیے۔

(المعجم ١٠٦، ١٠٧) - **بَابٌ**: فِي الْمَوْلُودِ يُؤَذَّنُ فِي أُذُنِهِ (التحفة ١١٦)

باب: ۱۰۶' ۱۰۷- نومولود کے کان میں اذان کہنے کا بیان

٥١٠٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٧٧٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٩٤٢ عن قتيبة به، ورواه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٣٣، وأحمد: ٣/ ٣٥٥، وسنده ضعيف * سعيد بن زياد مجهول، وللحديث شواهد ضعيفة، والحديث السابق يغني عنه، وشرحبيل ضعفه الجمهور.

٥١٠٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يحيىٰ عن سُفْيَانَ: حدَّثني عَاصِمُ بنُ عُبَيْدِ الله عن عُبَيْدِ اللهِ بنِ أَبِي رَافِعٍ، عن أَبِيهِ قال: رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ أَذَّنَ في أُذُنِ الْحَسَنِ ابنِ عَلِيٍّ، حِينَ وَلَدَتْهُ فاطِمَةُ، بالصَّلَاةِ.

۵۱۰۵- جناب عبیداللہ بن ابورافع نے اپنے والد سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ ؓ نے حسن بن علی ؓ کو جنم دیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے کان میں نماز والی اذان کہی تھی۔

فوائد ومسائل: ① اس عمل کی حکمت ظاہر ہے کہ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان اور اسلام کے اہم ترین شعار سے تعلق کا اظہار ہے اور ان مبارک کلمات سے تبرک حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس نومولود کو کامیابی کی اس راہ پر گامزن فرمائے اور شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے۔ ② بچے کے کان میں اذان کہنے والی یہ روایت تو سنداً صحیح ثابت نہیں ہے۔ تاہم آج تک امت میں اس پر عمل ہوتا آ رہا ہے اور امت کا یہ عملی تواتر ہی اس کے جواز کی بنیاد ہے۔ شیخ البانی ؒ نے بھی اذان دینے کی حد تک کچھ نہ کچھ اصل تسلیم کی ہے' دوسرے کان میں تکبیر کی نہیں۔ دیکھیے: (الضعیفہ' ۱/۳۲۹-۳۳۱' حدیث:۳۲۱) تاہم اس عمل کے مسنون ہونے کی دلیل ہمارے علم میں نہیں ہے۔

٥١٠٦ - حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بنُ فُضَيْلٍ؛ ح: وحَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَىٰ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عن عُرْوَةَ، عن عَائِشَةَ قالَتْ: كَانَ رَسُولُ الله ﷺ يُؤْتَى بالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ بالْبَرَكَةِ. زَادَ يُوسُفُ: وَيُحَنِّكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بالْبَرَكَةِ.

۵۱۰۶- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے بچوں کو لایا جاتا تھا تو آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ یوسف بن موسیٰ نے مزید کہا کہ...... آپ انہیں گھٹی بھی دیا کرتے تھے...... اور برکت کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: بچے کے کان میں اذان گھر کا کوئی بھی فرد کہہ سکتا ہے۔ یہ تکلف اور اہتمام کہ کسی بڑے اور صالح بندے کو اس کام کے لیے بلوایا جائے یا بچے کو اس کے پاس لے جایا جائے غیر ضروری ہے۔ البتہ گھٹی کے سلسلے میں یہ استنباط کیا

٥١٠٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأضاحي، باب الأذان في أذن المولود، ح: ١٥١٤ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح" * عاصم بن عبيدالله ضعيف، ح: ٣١٦٣، وللحديث شواهد ضعيفة جدًّا، غير صالحة للاستشهاد، وعليه استمر عمل المسلمين بلا خلاف بينهم، والله أعلم.

٥١٠٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم، ح: ٦٣٥٥، ومسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ٢٨٦ من حديث هشام بن عروة به.

جا سکتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی ذات تو بلا شک وشبہ مبارک تھی۔ امت کے دیگر صالحین کے بارے میں تفاؤل تو ہو سکتا ہے، کوئی مسنون عمل نہیں۔

٥١٠٧- حَدَّثَنا مُحمَّدُ بنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ أَبِي الْوَزِير: حَدَّثَنا دَاوُدُ ابنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن أَبِيهِ، عن أُمِّ حُمَيْدٍ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هَلْ رُئِيَ - أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا - «فِيكُم المُغَرِّبُونَ؟» قُلْتُ: وَمَا المُغَرِّبُونَ؟ قال: «الَّذِينَ يَشْتَرِكُ فِيهِم الْجِنُّ».

٥١٠٧- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی مُغَرِّب بھی پائے گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا ''مُغَرِّب'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بچے جن میں جن شریک ہوں۔''

(المعجم ١٠٧، ١٠٨) - **بَابٌ:** فِي الرَّجُلِ يَسْتَعِيذُ مِنَ الرَّجُلِ (التحفة ١١٧)

باب: ١٠٧، ١٠٨- اگر کوئی کسی آدمی سے امان اور پناہ طلب کرے

٥١٠٨- حَدَّثَنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ وَعُبَيْدُ الله بنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ قالا: حَدَّثَنا خَالِدُ ابنُ الْحَارِثِ قالَ: حَدَّثَنا سَعِيدٌ، - قالَ نَصْرٌ: ابنُ أَبِي عَرُوبَةَ - عن قَتَادَةَ، عن أَبِي نَهِيكٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «مَنِ اسْتَعَاذَ باللهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُم بِوَجْهِ الله فَأَعْطُوهُ». قالَ عُبَيْدُ الله: «مَنْ سَأَلَكُم باللهِ».

٥١٠٨- سیدنا ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم سے اللہ کے نام پر پناہ طلب کرے اسے پناہ دو۔ اور جو تم سے اللہ کے چہرے کے واسطے سے سوال کرے اس کو دو۔'' عبیداللہ کے الفاظ ہیں: [مَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ]

فائدہ: اس میں ترغیب یہ ہے کہ مانگنے والے نے جس عظیم ذات کا واسطہ دیا ہے اس کے نام کا لحاظ کرتے ہوئے جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے اس میں بخل نہ کرو۔ بعض محققین نے اس روایت کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة، حديث: ٢٥٣)

٥١٠٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * ابن جريج عنعن، وأبوه لين، وأم حميد لا يعرف حالها.

٥١٠٨ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٩ من حديث خالد بن الحارث به، وسنده ضعيف، والحديث الآتي شاهد له * قتادة عنعن.

٥١٠٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَسَهْلُ بنُ بَكَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَوَانَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ المَعْنَى عن الأعْمَشِ، عن مُجَاهِدٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَكُم باللهِ فأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُم باللهِ فأَعْطُوهُ». وقالَ سَهْلٌ وَعُثْمانُ: «وَمَنْ دَعَاكُم فأَجِيبُوهُ»، ثُمَّ اتَّفَقُوا، «وَمَنْ آتَى إلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ» - قالَ مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ: - «فإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا [الله] لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ».

٥١٠٩- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم سے اللہ کے واسطے سے امان مانگے' اسے امان دو۔ اور جو تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرے' اس کو دو۔'' سہل اور عثمان نے کہا: ''اور جو تمہاری دعوت کرے' اسے قبول کرو۔'' اور پھر یہ سب راوی متفق ہیں: ''اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے' اس کو اس کا بدلہ دو۔'' مسدد اور عثمان نے کہا ''اگر بدلہ نہ پاؤ تو اس کے لیے اللہ سے دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے۔''

فائدہ: کسی کی نیکی اور احسان کا بدلہ دینا بہت ضروری ہے۔ اگر مادی طور پر ممکن نہ ہو تو معنوی اعتبار سے بہت زیادہ دعا دینی چاہیے۔

(المعجم ١٠٨، ١٠٩) - **بَابٌ: فِي رَدِّ الْوَسْوَسَةِ** (التحفة ١١٨)

باب: ١٠٨'١٠٩- وسوسے اور ان کا علاج

٥١١٠- حَدَّثَنا عَبَّاسُ بنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بنُ مُحمَّدٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعْني ابنَ عَمَّارٍ، قال: وحَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ قالَ: سَأَلْتُ ابنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: مَا شَيْءٌ أَجِدُهُ في صَدْرِي؟ قال: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: واللهِ! مَا أَتَكَلَّمُ بِهِ، قالَ: فقَالَ لِي: أَشَيْءٌ مِنْ شَكٍّ؟ قال: وَضَحِكَ، قال: مَا نَجَا أَحَدٌ مِنْ ذٰلِكَ حَتَّى أَنْزَلَ الله

٥١١٠- جناب ابو زمیل (سماک بن ولید حنفی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس ؓ سے سوال کیا: اس کیفیت کا کیا ہو جو میں اپنے سینے میں پاتا ہوں؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے زبان پر نہیں لا سکتا۔ انہوں نے کہا: کیا وہ شک شبہے والی بات ہے؟ اور ہنس دیے اور بولے: اس سے کسی کو نجات نہیں۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ

٥١٠٩ـ تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ١٦٧٢.
٥١١٠ـ تخريج: [إسناده حسن].

تَعَالَى ﴿فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْـَٔلِ ٱلَّذِينَ يَقْرَءُونَ ٱلْكِتَـٰبَ﴾ [يونس: ٩٤] الآيَةَ. قالَ: فقَالَ لِي: إِذَا وَجَدْتَ فِي نَفسِكَ شَيْئًا فَقُلْ: ﴿هُوَ ٱلْأَوَّلُ وَٱلْـَٔاخِرُ وَٱلظَّـٰهِرُ وَٱلْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾» [الحديد: ٣].

الْكِتَابَ......﴾ ''اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو جو ہم نے اتاری ہے تو ان لوگوں سے پوچھ لیجیے جو وہ کتاب پڑھتے ہیں جو تم سے پہلے اتاری گئی۔'' پھر انہوں نے مجھ سے کہا: جب تم اپنے جی میں کچھ محسوس کرو تو یہ پڑھا کرو: ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ''وہ اللہ ہی سب سے اول ہے اور وہی سب سے آخر ہے۔ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز سے خوب باخبر ہے۔''

فوائد ومسائل: ① دل میں آنے والے برے خیالات کو ''وسوسہ'' اور نیک خیالات کو ''الہام'' کہا جاتا ہے۔ ② ''وسوسہ'' اگرچہ بشریت کے لوازم سے ہے مگر انبیاء ﷺ اس بات سے معصوم ہیں کہ اس قسم کے خیالات ان کے دل میں گھر کر جائیں یا شک وشبہ کی حد تک پہنچ جائیں' بالخصوص نبی ﷺ کے معجزۂ شق وشرح صدر کے علاوہ وہ حدیث' جس میں ہے کہ آپ کا قرین بھی اسلام قبول کر چکا ہے وہ آپ کو خیر کے علاوہ کچھ نہیں سمجھاتا۔ (صحیح مسلم' صفات المنافقین' حدیث: ۲۸۱۴) اس عصمت نبوت کی مؤید ہے۔ ③ سورۂ یونس مذکورہ آیت ۹۴ میں لفظاً تو نبی ﷺ مخاطب ہیں مگر درحقیقت دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔ جیسے کہ بعد کی آیت نمبر ۱۰۴ میں ہے ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي......﴾ (یونس: ۱۰۴) ④ شکوک واوہام کا علاج قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں موجود ہے۔ ضروری ہے کہ انسان بارسوخ اصحاب علم سے استفادہ کرتا رہے۔ اگر اس مرض میں غفلت کی جائے تو یہ [شك] ترقی کر کے [اِمْتِراء]' جدل' اور [اِمْتِراء] ترقی کر کے تکذیب تک جا پہنچتا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ. (تفسیر عثمانی' سورۂ یونس)

٥١١١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا سُهَيْلٌ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَصحَابِهِ فقالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا الشَّيْءَ نُعْظِمُ أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهِ أَوِ الْكَلَامَ بِهِ، ما نُحِبُّ أَن لَنَا وَأَنَّا تَكَلَّمْنَا بِهِ. قال: «أَوَقَدْ

۵۱۱۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ صحابۂ کرام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے دلوں میں کچھ ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ ان کو زبان پر لانا بھی ہمارے لیے بڑا بھاری ہے۔ ہمیں یہ بھی گوارا نہیں کہ ہمیں دنیا کا مال ملے اور وہ ہم اپنی زبانوں پر لائیں۔ آپ نے فرمایا:

٥١١١ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان وما يقوله من وجدها، ح: ١٣٢ من حديث سهيل بن أبي صالح به.

وَجَدْتُمُوهُ؟» قالُوا: نَعَمْ. قال: «ذَاكَ صَرِيحُ الإيمَانِ».

''کیا بھلا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یہ صریح ایمان ہے۔''

فوائد ومسائل: ① ان خیالات سے ایسے اوہام کی طرف اشارہ ہے جن میں شیطان انسان کو دھیرے دھیرے اس سوال کی طرف لاتا ہے کہ ''اللہ کو کس نے پیدا کیا؟'' ② صاحب ایمان کا اپنے ایمان کے بارے میں چوکنا رہنا اس کے خالص ایمان دار ہونے کی علامت ہے اور ایسے خیالات کا آ جانا کوئی مضر نہیں بشرطیکہ انسان انہیں دفع (دور) کرنے میں کوشاں رہے۔

٥١١٢- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابنُ قُدَامَةَ بنِ أَعْيَنَ قالَا: حدثنا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن ذَرٍّ، عن عَبْدِ الله بنِ شَدَّادٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: يَا رَسُولَ الله! إِنَّ أَحَدَنَا يَجِدُ فِي نَفْسِهِ - يُعَرِّضُ بالشَّيْءِ - لأَنْ يَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ. فقَال: «الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لله الَّذِي رَدَّ كَيْدَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ». قالَ ابنُ قُدَامَةَ: «رَدَّ أَمْرَهُ»، مكَانَ «رَدَّ كَيْدَهُ».

۵۱۱۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دل میں کچھ خیالات آتے ہیں اور وہ اشارے کنائے سے کچھ اس طرح کہہ رہا تھا کہ ان خیالات کو زبان پر لانے کی بجائے کوئلہ ہو جانا اسے زیادہ پسند ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر'' حمد اس اللہ کی جس نے اس (ابلیس) کے مکر کو وسوسے کی طرف لوٹا دیا۔'' ابن قدامہ نے [رَدَّ کَیْدَهُ] کی بجائے [رَدَّ أَمْرَهُ] کے لفظ کہے۔

فائدہ: دل میں آنے والے خیالات ''عزم'' سے پہلے پہلے ''هَوَاجِسُ اور خَوَاطِر'' یعنی وساوس کی حد تک ہوں تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

(المعجم ١٠٩، ١١٠) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ (التحفة ١١٩)

باب: ۱۰۹، ۱۱۰- غلام کسی اور کو اپنا مالک بتائے یا بیٹا کسی اور کو اپنا باپ بتائے

٥١١٣- حَدَّثَنا النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنا

۵۱۱۳- حضرت سعد بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ میرے

٥١١٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٥٠٤، وعمل اليوم والليلة، ح: ٦٦٨ من حديث منصور به.

٥١١٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الطائف، ح: ٤٣٢٦، ٤٣٢٧، ومسلم، الإيمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم، ح: ٦٣ من حديث عاصم الأحول به.

زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ: حدَّثني أَبُو عُثْمانَ قالَ: حدَّثني سَعْدُ بنُ مَالِكٍ قالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحمَّدٍ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ». قالَ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فقالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحمَّدٍ ﷺ

کانوں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے' آپ نے فرمایا: ''جس نے اپنے آپ کو کسی اور کا بیٹا بتایا جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ (دوسرا) اس کا باپ نہیں ہے' تو جنت اس پر حرام ہے۔'' ابوعثمان نہدی کہتے ہیں پھر میں حضرت ابوبکرہ ؓ سے ملا' تو میں نے انہیں یہ حدیث بیان کی' تو انہوں نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا اسے حضرت محمد ﷺ سے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے۔

قالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا عُثْمانَ! لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ أَيُّمَا رَجُلَيْنِ!؟ فقالَ: أَمَّا أَحَدُهُما فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ في سَبِيلِ الله، أَوْ في الإِسْلَامِ، يَعني سَعْدَ بنَ مَالِكٍ، وَالآخَرُ قَدِمَ مِنَ الطَّائِفِ في بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ فَذَكَرَ فَضْلًا.

عاصم (احول) نے بیان کیا: میں نے (اپنے شیخ) ابوعثمان سے کہا کہ آپ کے سامنے دو آدمیوں نے گواہی دی ہے' وہ کیسے آدمی ہیں؟ انہوں نے کہا: ان میں سے ایک تو وہ ہے جس نے اللہ کی راہ ..... یا کہا..... اسلام میں سب سے پہلے تیر مارا' یعنی حضرت سعد بن مالک ؓ۔ اور دوسرا (حضرت ابوبکرہ ؓ) وہ ہے جو طائف سے پیدل چل کر آیا تھا اور ان لوگوں کی تعداد بیس سے زیادہ تھی اور ان کی فضیلت بیان کی

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ النُّفَيْلِيُّ - حَيْثُ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ - وَالله! إِنَّهُ عِنْدِي أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، يَعْني قَوْلَهُ: حدَّثنا وحدَّثني.

امام ابوداود ؒ بیان کرتے ہیں کہ نفیلی نے کہا: چونکہ شیخ نے یہ حدیث [حَدَّثَنَا] اور [حَدَّثَنِي] کے الفاظ سے بیان کی ہے تو یہ مجھے شہد سے بھی پیاری ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ: لَيْسَ لِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ نُورٌ. قال: وَمَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، كَانُوا تَعَلَّمُوهُ مِنْ شُعْبَةَ.

امام ابوداود ؒ کہتے تھے کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سنا' فرماتے تھے: کوفیوں کی حدیث میں نور نہیں۔ اور کہا کہ میں نے اہل بصرہ جیسا کسی کو نہیں پایا۔ انہوں نے شعبہ سے علم (حدیث) حاصل کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① اہل جاہلیت دوسرے کے بچوں کو اپنا منہ بولا بیٹا (متبنّٰی) بنا لیتے تھے اور پھر اسے حقیقی بیٹے

والے حقوق دیتے تھے اسی طرح وہ بچے بھی اپنی پرورش کرنے والوں کو اپنا باپ باور کراتے تھے۔ اسلام میں نسب بدلنے کو حرام قرار دیا گیا ہے' متبنّٰی تو بنایا جاسکتا ہے مگر حقیقی اولاد یا حقیقی ماں باپ والے حقوق جاری نہیں ہوسکتے۔ بالغ ہونے پر مشروع پردہ کیا کرایا جائے گا اور رشتہ ناتا بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے کہ سورۂ احزاب میں یہ مسائل بیان ہوئے ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب:٥) ''انہیں ان کے باپوں (کے نسب) سے پکارو۔ اللہ کے نزدیک یہی بات انصاف کی ہے۔'' اور فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ﴾ (الاحزاب:٤) ''اللہ نے تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔'' تاہم مجازاً اور پیار سے دوسرے کے بچے کو بیٹا کہنا جائز ہے۔ ② امام احمد رحمہ اللہ کی جرح اہل کوفہ کے بارے میں کہ ''ان کی حدیث میں نور نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ احادیث کی اسانید میں اس قدر اہتمام نہ کرتے تھے جو اہل حجاز کا خاصہ تھا۔ تاہم ان اہل کوفہ میں بھی ایک بڑی تعداد حافظ اور حجۃ محدثین کی ہے۔ رحمہم اللہ۔ ③ جس طرح لوگوں کو اپنا نسب بدلنا حرام ہے ایسے ہی کسی غلام کا اپنی نسبت بدل لینا حرام ہے۔

٥١١٤- حَدَّثَنا حَجَّاجُ بنُ أَبِي يَعْقُوبَ: حَدَّثَنا مُعَاوِيَةُ يَعني ابنَ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلا عَدْلٌ».

٥١١٤- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس (غلام) نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی دوسری قوم سے اپنا تعلق جوڑا اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض عمل قبول نہیں ہوگا۔''

٥١١٥- حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيدَ بنِ جَابِرٍ قالَ: حدَّثني سَعِيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ، وَنَحْنُ بِبَيْرُوتَ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ

٥١١٥- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اپنا نسب جوڑا یا جس غلام نے اپنے مالکوں کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت جوڑی' تو اس پر قیامت تک کے لیے مسلسل اللہ کی لعنت ہے۔''

٥١١٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، ح:١٥٠٨ من حديث زائدة به.
٥١١٥ـ تخريج: [صحيح] وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

يَقُولُ: «مَنِ ادَّعَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَىٰ غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

فائدہ: اپنا نسب بدلنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو دھوکا دینے کے لیے اپنے باپ بدل لیتے ہیں۔یا عورتیں کسی کو اپنا شوہر باور کراتی ہیں اور کچھ لوگ اپنی قومیت بدل لیتے ہیں۔

(المعجم ١١٠، ١١١) - **بَابٌ: فِي التَّفَاخُرِ بِالْأَحْسَابِ** (التحفة ١٢٠)

باب:۱۱۰'۱۱۱-حسب نسب پر فخر کرنے کا بیان

٥١١٦- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنا الْمُعَافَى؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: أَخبرَنا ابنُ وَهْبٍ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - عن هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عن سَعِيدِ بنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ اللهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُم عُبِّيَّةَ الْجاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بالآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَاب، لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ، إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتْنَ».

۵۱۱۶-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کو دور کر دیا ہے۔(تمھیں ایمان واسلام سے معزز بنایا ہے۔)(آدمی دو قسم کے ہیں:) صاحب ایمان' متقی یا فاجر اور بدبخت۔تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے۔لوگوں کو قومی نخوت ترک کرنا پڑے گی' وہ تو (کفر و شرک کے سبب) جہنم کے کوئلے بن چکے' ورنہ یہ (قوم پر تکبر کرنے والے) اللہ کے ہاں گندگی کے کالے کیڑے سے بھی ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتا پھرتا ہے۔''

فائدہ: کسی بھی صاحب ایمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آبا و اجداد پر فخر کرے۔عزت و کرامت کا معیار اللہ کے ہاں تقوی ہے۔﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳) اور جسے یہ قومی شرف حاصل ہو اسے اللہ عزوجل کا بے انتہا شکر گزار بننا چاہیے اور اپنے آباء کے شرف ایمان و تقوی کی حفاظت کرنے میں محنت کرنی چاہیے۔

٥١١٦ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب: في فضل الشام واليمن، ح: ٣٩٥٥ من حديث هشام بن سعد به، وقال: "حسن غريب".

(المعجم ١١١، ١١٢) - **بَابٌ: فِي الْعَصَبِيَّةِ** (التحفة ١٢١)

باب:۱۱۱'۱۱۲-تعصب اور عصبیت کا بیان

٥١١٧- **حَدَّثنا** النُّفَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ عَبْدِ الله بنِ مَسْعُودٍ، عن أبيهِ قال: مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيرِ الْحَقِّ، فَهُوَ كالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ.

۵۱۱۷- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا: جس نے حق کے بغیر اپنی قوم کی مدد کی تو وہ ایسے اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور پھر اسے دم سے پکڑ کر باہر نکالا جاتا ہے۔

فائدہ: ناحق طور پر اپنی قوم کی مدد کرنے والا اپنے آپ کو ہلاکت سے نہیں بچا سکتا' لہٰذا صاحب ایمان کو ایسے غلط عمل سے باز رہنا چاہیے' بلکہ انہیں حق کی تلقین کرنی چاہیے۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے مگر اگلی سند سے' جو مرفوع ہے' اس کی تائید ہوتی ہے۔

٥١١٨- **حَدَّثَنا** ابنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن سِمَاكِ بنِ حَرْبٍ، عن عَبْدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ قال: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۱۱۸- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند روایت کیا۔

٥١١٩- **حَدَّثَنا** مَحْمُودُ بنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ قالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قالَ: حَدَّثَنا سَلَمَةُ بنُ بِشْرٍ الدِّمَشْقِيُّ عن بِنْتِ وَاثِلَةَ بنِ الأَسْقَعِ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ:

۵۱۱۹- جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عصبیت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے' حالانکہ وہ ظلم پر ہوں۔''

٥١١٧ـ **تخريج**: [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي، وأخرجه أبوداود الطيالسي في مسنده، ح: ٣٤٤ من حديث سماك بن حرب به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ١١٩٨ (والإحسان، ح: ٥٩١٢).

٥١١٨ـ **تخريج**: [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠١ عن أبي عامر به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث المتقدم، ح: ٥٢٠.

٥١١٩ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٣٤ من حديث أبي داود به، وفيه علة قادحة بين سلمة بن بشر(مجهول الحال) وبين بنت واثلة * عباد بن كثير ضعيف جدًا، ومن طريقه أخرجه ابن ماجه، ح: ٣٩٤٩.

قُلْتُ: يا رَسُولَ الله! ما الْعَصَبِيَّةُ؟ قال: «أَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ».

٥١٢٠- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ بنُ سُوَيْدٍ عن أُسَامَةَ ابنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عن سُرَاقَةَ بنِ مالِكِ بنِ جُعْشُمٍ الْمُدْلِجِيِّ قال: خَطَبَنَا رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ: «خَيرُكُم الْمُدَافِعُ عنْ عَشِيرَتِهِ مالَمْ يأْثَمْ».

قالَ أَبُو دَاوُدَ: أَيُّوبُ بنُ سُوَيْدٍ ضَعِيفٌ.

۵۱۲۰- حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے بشرطیکہ گناہ کی بات نہ ہو۔“

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایوب بن سوید ضعیف ہے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ تاہم گناہ اور ظلم کے کام میں اپنی قوم کا معاون بننا حرام ہے اور یہی وہ تعصب ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔ بلکہ صریح حکم ہے کہ ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ:۲) ”نیکی اور تقوٰی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہم تعاون مت کرو۔“

٥١٢١- حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سَعِيدِ بنِ أَبِي أَيُّوبَ، عن مُحمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَكِّيِّ يَعني ابنَ أَبِي لَبِيبَةَ، عن عَبْدِ الله بنِ أَبِي سُلَيْمانَ، عن جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ

۵۱۲۱- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں۔ جس نے عصبیت پر لڑائی کی وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرا وہ ہم میں سے نہیں۔“

٥١٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٥٠٠، ح: ٦٩٨٩ من حديث أيوب بن سويد به، وهو ضعيف، والسند منقطع.

٥١٢١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٣/ ١٠٠٥ من حديث سعيد بن أبي أيوب به ✽ المليكي ضعيف، ضعفه الجمهور، وقال أبوداود: هذا مرسل، عبدالله بن أبي سليمان لم يسمع من جبير، وحديث مسلم، ح: ١٨٤٨ يغني عنه.

مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ» .

فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث (۱۸۴۸) اس سے کفایت کرتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق و تخریج میں اس کی بابت وضاحت کی ہے۔ ② محض قومی عصبیت اور باطل کی حمایت اور دفاع' ناجائز اور حرام ہے' لیکن اللہ' اس کے رسول ﷺ اور دین و ایمان کے لیے ''عصبیت''...... ایک مطلوب عمل ہے۔ جس دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ ان کی مخالفت کرنے والے کے خلاف غصہ اور ناراضی نہیں اسے اپنے ایمان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ حدیث [اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللّٰهِ مِنَ الإِيْمَانِ] (صحيح البخاري' الإيمان' باب قول النبي ﷺ: بني الإسلام على خمس' قبل حديث:٨) ''اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض اور ناراضی عین ایمان اور اس کا لازمی تقاضا ہے۔'' جو لوگ اپنے آپ کو دینی معاملات میں بہت زیادہ ''غیر متعصب'' باور کراتے ہیں' حتی کہ دین و ایمان کی دھجیاں بکھیرنے پر بھی ان کے خون میں کوئی حدت پیدا نہیں ہوتی' انہیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے۔

٥١٢٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عن عَوْفٍ، عن زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ، عن أَبِي كِنَانَةَ، عن أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ» .

۵۱۲۲- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی بہن کا بیٹا (بھانجا) قوم کا فرد ہوتا ہے۔''

فائدہ: بہن یا بیٹی اگر کسی دوسری' دور کی قوم میں بیاہی جائے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اب ان سے کوئی رشتہ ناتا نہیں رہا۔ بلکہ رشتے اور برادری کا حلقہ اور مزید وسیع ہوا ہے۔ اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کے حقوق و روابط بالکل اسی طرح ہونے چاہییں جیسے اپنی قوم و برادری میں ہوتے ہیں۔ حق اور خیر میں ان سے تعاون کرنا ضروری ہے۔

٥١٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عن مُحَمَّدِ بْنِ

۵۱۲۳- حضرت ابو عقبہ ؓ سے روایت ہے اور یہ اہل فارس کے غلام تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک تھا۔ میں نے مشرکین

٥١٢٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩٦ عن أبي أسامة حماد بن أسامة به مطولاً، وسنده ضعيف، وله شواهد عند البخاري، ح: ٣٥٢٨، ومسلم، ح: ١٠٥٩ وغيرهما .

٥١٢٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الجهاد، باب النية في القتال، ح: ٢٧٨٤ من حديث الحسين ابن محمد به * ابن إسحاق عنعن، وعبدالرحمٰن بن أبي عقبة مستور، لم يوثقه غير ابن حبان .

إِسْحَاقَ، عن دَاوُدَ بنِ حُصَيْنٍ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبِي عُقْبَةَ، عن أَبِي عُقْبَةَ وكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ، قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ أُحُدًا، فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقُلْتُ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ: «فَهَلَّا قُلْتَ: خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الأَنصَارِيُّ».

کے ایک آدمی کو مارا اور کہا: یہ لو اور میں ہوں ایک فارسی جوان! تو رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تم نے ایسے کیوں نہ کہا: یہ لو اور میں ہوں ایک انصاری غلام!''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم کافر' مشرک' بدعتی اور جاہل برادریوں کی طرف نسبت اور ان پر فخر کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلام' توحید و سنت اور اہل علم کی طرف نسبت کا اظہار مطلوب اور سلف میں معمول ہے۔ راقم مترجم کے والد شیخ عبدالعزیز سعیدی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی اولاد میں ''سعیدی'' نسبت کو اس قدر شہرت دینا چاہتا ہوں کہ ہماری اپنی قومی برادری کی نسبت فراموش ہو جائے۔ مذکورہ نسبت دہلی کے معروف مدرسہ' مدرسہ سعیدیہ سے ماخوذ ہے' جو حضرت مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم فرمایا تھا۔

(المعجم ١١٢، ١١٣) - باب: الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلٰى خَيْرٍ يَرَاهُ (التحفة ١٢٢)

باب: ۱۱۲' ۱۱۳- کسی شخص کی نیکی اور بھلائی دیکھ کر اس سے محبت کرنا

٥١٢٤- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيٰى عن ثَوْرٍ قال: حدَّثني حَبِيبُ بنُ عُبَيْدٍ عن المِقْدَامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ - وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَهُ - عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ».

۵۱۲۴- جناب حبیب بن عبید حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور جناب حبیب کو حضرت مقدام سے ملاقات حاصل تھی۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''جب آدمی کو اپنے کسی بھائی سے محبت ہو' تو چاہیے کہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

٥١٢٥- حَدَّثَنا مُسْلِمُ بنُ إِبْرَاهِيم:

۵۱۲۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٥١٢٤_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في إعلام الحب، ح: ٢٣٩٢ من حديث يحيى القطان به، وقال: "حسن صحيح غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٥١٤.

٥١٢٥_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٥٠ من حديث مبارك بن فضالة، والنسائي في الكبرٰى، ◄◄

حدّثنا المُبارَكُ بنُ فضالَةَ: حَدَّثنا ثابتٌ البُنانِيُّ عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبيِّ ﷺ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فقالَ: يَا رَسُولَ الله! إنِّي لَأُحِبُّ هٰذَا، فقالَ لَهُ النَّبيُّ ﷺ: «أَعْلَمْتَهُ؟» قالَ: لَا. قالَ: «أَعْلِمْهُ». قالَ: فَلَحِقَهُ فقالَ: إنِّي أُحِبُّكَ في اللهِ، فقالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ.

کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا۔ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک مجھے اس سے محبت ہے۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو نے اس کو بتایا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس کو بتا دے۔'' چنانچہ وہ اس سے جا کر ملا اور اس سے بولا: مجھے تم سے اللہ کے لیے محبت ہے۔ تو اس نے جواب دیا: اللہ بھی تم سے محبت کرے جس کی خاطر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔

فائدہ: للہ فی اللہ محبت کرنے کی بے انتہا فضیلت ہے' مثلاً ایسے لوگوں کو محشر میں اللہ عزوجل کا سایہ نصیب ہو گا۔ (صحیح البخاری' الاذان' حدیث:٦٦٠ و صحیح مسلم' الزکاۃ' حدیث:١٠٣١) اور اس خبر دینے کا فائدہ یہ ہے کہ دوسری طرف سے بھی محبت مزید کا جواب ملے گا اور دونوں جانب سے ایک دوسرے کی خیر خواہی ہو گی اور وہ کار خیر میں ایک دوسرے کے معاون بنیں گے اور غلطی و تقصیر پر متنبہ کرنے میں کوئی رنجش نہیں آئے گی۔

٥١٢٦- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ عَنْ حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن عَبْدِ الله بنِ الصَّامِتِ، عن أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قال: يَا رَسُولَ الله! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ. قال: «أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ! مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ». قال: فَإِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ. قال: «فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ»، قال: فَأَعَادَهَا أَبُو ذَرٍّ، فَأَعَادَهَا رَسُولُ الله ﷺ.

٥١٢٦- سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انسان کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے مگر ان جیسے عمل نہیں کر پاتا۔ آپ نے فرمایا: ''ابوذر! تم ان لوگوں کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو گے۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم ان کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ بات پھر دہرائی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح اپنا جواب دہرایا۔

٥١٢٧- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا

٥١٢٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

◄◄ح: ١٠٠١٠، وعمل اليوم والليلة: ١٨٢ من حديث ثابت البناني به، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٣٨٦.

٥١٢٦ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٦ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٥١٢٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] رواه البخاري، ح: ٣٦٨٨، ومسلم، ح: ٢٦٣٩ من حديث ثابت البناني به.

خَالِدٌ عن يُونُسَ بنِ عُبَيْدٍ، عن ثَابِتٍ، عن أَنسِ بنِ مَالِكٍ قالَ: رَأَيْتُ أَصحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَرِحُوا بِشَيْءٍ، لَمْ أَرَهُمْ فَرِحُوا بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنْهُ. قالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ الله! الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ، يَعْمَلُ بِهِ وَلا يَعْمَلُ بِمِثْلِه. فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمَرءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ».

کہ میں نے دیکھا صحابۂ کرام ؓ (نے جب مذکورہ بالا فرمان سنا: ''تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ تمہیں محبت ہوگی۔'' تو وہ) اس قدر خوش ہوئے کہ انہیں کسی اور چیز سے اس سے بڑھ کر خوشی نہ ہوئی تھی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! انسان ایک شخص کے ساتھ اس کے اچھے اعمال کی وجہ سے محبت کرتا ہے مگر خود اس جیسے عمل نہیں کر سکتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① چاہیے کہ انسان صاحب ایمان ہونے کے ساتھ ساتھ مومنین مخلصین کے ساتھ محبت کرنے کو اپنا سرمایہ بنائے۔ بالخصوص نبی اکرم ﷺ آپ کے صحابہ اور دیگر تمام اہل ایمان خواہ گزر چکے ہوں یا موجود ہوں یا آنے والے۔ اور کفر و کفار اور فاسق و فاجر لوگوں سے بغض و عناد رکھے۔ ② اس اظہار محبت میں شرط یہ ہے کہ انسان خود اصول شریعت یعنی توحید و سنت پر کاربند اور کفر، شرک و بدعت سے دور اور بیزار ہو۔ یہ کیفیت کہ اہل خیر سے محبت کا دعوی ہو مگر عملاً کفر، شرک، بدعت میں مبتلا رہے اور ایسے لوگوں سے ربط و ضبط بھی بڑھائے رہے تو اس کا اہل خیر سے محبت کا دعوی مشکوک ہوگا۔ بطور مثال ابوطالب اور منافقین کے واقعات پیش نظر رہنے چاہئیں۔

(المعجم ١١٣، ١١٤) - بَابٌ: فِي الْمَشْوَرَةِ (التحفة ١٢٣)

باب: ۱۱۳، ۱۱۴ - مشورے کا بیان

٥١٢٨- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ أَبِي بُكَيرٍ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ عن عَبْدِ المَلِكِ بنِ عُمَيْرٍ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

۵۱۲۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔''

فائدہ: جیسے امانت میں خیانت کرنا حرام ہے ایسے ہی مسلمان بھائی اگر مشورہ طلب کرے تو واجب ہے کہ انسان

٥١٢٨ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب: المستشار مؤتمن، ح: ٣٧٤٥ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٨٢٢ * عبدالملك بن عمير مدلس (٨٤/٣) وعنعن، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١٣١/٤، ووافقه الذهبي، وللحديث شاهد حسن في إكرام الضيف لأبي إسحاق الحربي (٩٩).

اپنی دانست کے مطابق مکمل طور سے خیر اور بھلائی کا مشورہ دے۔ ممکنہ خطرے سے آگاہ کرنے میں بخیل نہ بنے نیز اس کے معاملے کو غیر ضروری طور پر آگے بھی نہ پھیلائے۔

(المعجم ١١٤، ١١٥) - **بَابٌ: فِي الدَّالِّ عَلَى الْخَيْرِ** (التحفة ١٢٤)

باب:۱۱۴، ۱۱۵- نیکی اور بھلائی کی بات بتانے والے کی فضیلت

٥١٢٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن الأعمَشِ، عن أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عن أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي. قالَ: «لا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ، وَلٰكِنِ ائْتِ فُلَانًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْمِلَكَ»، فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ، فَأَتَى رسولَ الله ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ».

۵۱۲۹- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری سواری نہیں رہی، مجھے سواری عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس تو کوئی ایسی سواری نہیں جو میں تمہیں دے سکوں۔ لیکن فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ، شاید وہ تمہیں کوئی سواری دے دے۔“ چنانچہ وہ اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے سواری دے دی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آکر آپ کو بتایا (کہ اس نے سواری دے دی ہے) تو رسول اللہ نے فرمایا: ”جو شخص کسی خیر کی رہنمائی کرے اسے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔“

فائدہ: اپنے مسلمان بھائی کو عمدہ مشورہ دینے اور خیر کی رہنمائی کرنے میں انسان کو کسی طرح بخیل نہیں ہونا چاہیے۔

(المعجم ١١٥، ١١٦) - **بَابٌ: فِي الْهَوَى** (التحفة ١٢٥)

باب:۱۱۵، ۱۱۶- خواہش نفس کا بیان

٥١٣٠- حَدَّثَنا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ عن أَبِي بَكْرِ بنِ أَبِي مَرْيَمَ، عن خَالِدِ بنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ، عن بِلَالِ بنِ أَبِي

۵۱۳۰- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”کسی شے کی محبت تمہیں اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔“

٥١٢٩ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله بمركوب وغيره، وخلافته في أهله بخير، ح: ١٨٩٣ من حديث سفيان به.

٥١٣٠ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٩٤ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وهو ضعيف، وكان قد سرق بيته فاختلط كما في التقريب وغيره.

الدَّرْدَاءِ، عن أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ».

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم یہ کیفیت عام لوگوں میں ایک حقیقت واقعہ ہے کہ جب ان کے ذہن پر کوئی بات غالب آ جائے تو انہیں اس کے خلاف کوئی کچھ کہے وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے ہیں۔ البتہ اصحابِ ایمان بحمد اللہ اس غلو سے محفوظ رہتے ہیں۔ محبت میں غلو کرتے ہیں' نہ عداوت میں۔

(المعجم ١١٦، ١١٧) - بَابٌ: فِي الشَّفَاعَةِ (التحفة ١٢٦)

باب: ۱۱۶' ۱۱۷ - سفارش کا بیان

٥١٣١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن بُرَيْدِ بنِ أَبِي بُرْدَةَ، عن أبيهِ، عن أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: «اشْفَعُوا إِلَيَّ لِتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ».

۵۱۳۱- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس (اپنے ساتھیوں کی) سفارشیں کیا کرو تا کہ ثواب پاؤ اور فیصلہ تو وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا اور اپنے نبی کی زبان سے کرائے گا۔''

٥١٣٢ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن عَمْرِو بنِ دِينَارٍ، عن وَهْبِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أخِيهِ، عن مُعَاوِيَةَ: اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا [قال: قال رسولُ الله ﷺ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا»] فإِنِّي لأُرِيدُ الأَمْرَ فأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوا فَتُؤْجَرُوا، فإِنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: «اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

۵۱۳۲- سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (انہوں نے اپنے احباب سے کہا) کہ سفارش کر دیا کرو' اجر پاؤ گے۔ [انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سفارش کیا کرو تمہیں اجر ملے گا۔''] بلاشبہ (بعض اوقات) میں ایک کام کر دینا چاہتا ہوں مگر اسے (کسی قدر) ٹالتا رہتا ہوں تا کہ تم سفارش کرو اور ثواب پاؤ۔ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''سفارش کیا کرو اجر پاؤ گے۔''

٥١٣٣ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا

۵۱۳۳- جناب ابو بردہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

٥١٣١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، ح: ٦٠٢٧ من حديث سفيان، ومسلم، البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، ح: ٢٦٢٧ من حديث بريد به.

٥١٣٢ـ تخريج: [صحيح] أخرجه النسائي، الزكوة، باب الشفاعة في الصدقة، ح: ٢٥٥٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٣٣ـ تخريج: [صحيح] انظر، ح: ٥١٣١، والحديث السابق، أخرجه النسائي، ح: ٢٥٥٧ من حديث سفيان به.

سُفْيَانُ عن بُرَيْدٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ، عن أَبِي مُوسٰى عن النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

سے وہ نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

فائدہ: اسلامی معاشرت میں حق اور خیر کی سفارش کرنا ازحد عمدہ اور محبوب عمل ہے۔ بالخصوص ایسے مسکین اور مفلوک الحال لوگ جو اپنے مسائل منصب داروں تک نہیں پہنچا سکتے یا ان کی بات سنی نہیں جاتی' حالانکہ وہ حقدار ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ اس انداز سے تعاون کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

(المعجم ١١٧، ١١٨) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ فِي الْكِتَابِ (التحفة ١٢٧)

باب: ۱۱۷' ۱۱۸- خط لکھنے کا ادب' پہلے اپنا نام لکھے

٥١٣٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا هُشَيْمٌ عن مَنْصُورٍ، عَنِ ابنِ سِيرِينَ، قال أَحْمَدُ: قال مَرَّةً - يَعني هُشَيْمًا:- عن بَعْضِ وُلْدِ الْعَلَاءِ؛ أَنَّ الْعَلَاءَ الحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

۵۱۳۴- حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی طرف سے بحرین میں گورنر تھے۔ چنانچہ وہ جب نبی ﷺ کی طرف خط لکھتے تو اپنے نام سے شروع کرتے تھے۔

٥١٣٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنا المُعَلَّى بنُ مَنْصُورٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن مَنْصُورٍ، عن ابنِ سِيرِينَ، عن ابنِ الْعَلَاءِ، عن الْعَلَاءِ بنِ الْحَضْرَمِيِّ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَدَأَ بِاسْمِهِ.

۵۱۳۵- جناب ابن سیرین نے حضرت علاء کے بیٹے سے روایت کیا' انہوں نے (اپنے والد) حضرت علاء بن حضرمی کے متعلق بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خط لکھا' تو اپنے نام سے ابتدا کی۔

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات ضعیف ہیں' مگر دیگر صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی انداز سے خط لکھا کرتے تھے کہ پہلے اپنا نام لکھتے پھر مکتوب الیہ کا۔ جیسے کہ درج ذیل باب اور حدیث میں آ رہا ہے۔

٥١٣٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أبونعيم في معرفة الصحابة: ٤/ ٢١٩٨، ٢١٩٩، ح: ٥٥١٠ من حديث هشيم به، وتابعه أبوعوانة، وهو في مسند أحمد: ٤/ ٣٣٩ * بعض ولد العلاء مجهول الحال.

٥١٣٥ـ تخريج: [ضعيف] انظر الحديث السابق، وأخرجه الطبراني: ١٨/ ٩٨ من حديث محمد بن عبدالرحيم به.

(المعجم ١١٨، ١١٩) - **بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى الذِّمِّيِّ** (التحفة ١٢٨)

باب:۱۱۸، ۱۱۹-کافر کو خط لکھنے کا طریقہ

٥١٣٦- حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ ومُحَمَّدُ بنُ يَحْيٰى قالَا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلٰى هِرَقْلَ: «مِنْ مُحَمَّدٍ رسولِ اللهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى». وقالَ ابنُ يَحْيَى: عن ابنِ عَبَّاسٍ؛ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قال: فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رسولِ اللهِ ﷺ فإذَا فيهِ: «بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ رسولِ اللهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ».

۵۱۳۶-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہرقل کو خط لکھا' تو یوں لکھا: ''محمد رسول اللہ کی طرف سے رومیوں کے رئیس ہرقل کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جو راہ ہدایت پر چلے۔'' ابن یحییٰ نے بیان کیا کہ ابن عباس ؓ نے کہا کہ ابوسفیان نے مجھے خبر دی کہ ہم ہرقل کے ہاں گئے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا' تو اس میں تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے رسول محمد کی طرف سے رومیوں کے سربراہ ہرقل کی طرف۔ سلامتی ہو اس پر جو راہ ہدایت پر چلے۔ امّا بعد!......''

فوائد ومسائل: ① خط ہو یا کوئی اور اہم تحریر اس کی ابتدا میں ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' لکھنا سنت ہے۔ اس کی بجائے عدد لکھنا خلاف سنت اور بدعت سیئہ ہے۔ ② خط میں پہلے کاتب اپنا نام لکھے اس کے بعد مکتوب الیہ کا۔ ③ کافر کے نام خط میں مسنون سلام کی بجائے یوں لکھا جائے: [سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى] ''سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہو۔'' ④ اسلام کی دعوت یا کسی اور شرعی غرض سے قرآن مجید کی آیات لکھ دینا بھی جائز ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ کافر کے ہاتھ میں جائیں گی' آیات تحریر کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ الا یہ کہ خوب واضح ہو کہ وہ آیات قرآنیہ کی ہتک کریں گے۔ اس صورت میں یقیناً نہ لکھی جائیں۔ اور یہی مسئلہ قرآن مجید کا ہے۔ دعوت اسلام کی غرض سے کافر کو قرآن مجید دیا جا سکتا ہے۔ ⑤ دعوت کے میدان کو حتی الامکان پھیلانا چاہیے اور تحریری میدان میں بھی یہ کار خیر سرانجام دیا جانا چاہیے۔

٥١٣٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الجهاد والسير، باب: كتب النبي ﷺ إلى هرقل ملك الشام يدعوه إلى الإسلام، ح: ١٧٧٣ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، ح: ٧ من حديث الزهري به.

(المعجم ١١٩، ١٢٠) - **بَابٌ: فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ** (التحفة ١٢٩)

باب:۱۱۹'۱۲۰- ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا بیان

٥١٣٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ: حدَّثني سُهَيْلُ بنُ أَبِي صَالِحٍ عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «لا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».

۵۱۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ سوائے اس کے کہ اسے (باپ کو) غلام پائے تو اسے خریدے اور آزاد کر دے۔"

فائدہ: آزاد کرنے کے یہ معنی نہیں کہ بیٹا باپ کو خریدے تو اب عملاً آزاد کرنے کا اعلان کرے۔ بلکہ علمائے امت کا اجماع ہے کہ باپ بیٹے کی یا بیٹا باپ کی ملکیت میں آتے ہی فوراً از خود آزاد ہو جائے گا۔ "آزاد کرنے کا بیان" خریدنے کی نسبت سے آیا ہے اور اس عمل کو بیٹے کی طرف سے باپ کے حقوق کی ادائیگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٥١٣٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ أَبِي ذِئْبٍ قالَ: حدَّثني خَالِي الْحَارِثُ عن حَمْزَةَ بنِ عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ، عن أَبِيهِ قالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فقَالَ لِي: طَلِّقْهَا، فأَبَيْتُ، فأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «طَلِّقْهَا».

۵۱۳۸- جناب حمزہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا: میری زوجیت میں ایک عورت تھی اور مجھے اس سے محبت تھی۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ میں نے انکار کیا' تو حضرت عمر نبی ﷺ کی خدمت میں گئے اور اپنی بات ان سے کہی۔ تو نبی ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: "اس عورت کو طلاق دے دو۔"

فائدہ: باپ کا یہ مقام اور حق ہے کہ اگر وہ بیٹے سے کہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے' تو اسے یہ حکم ماننا چاہیے۔ مگر شرط یہ ہے کہ باپ جو اپنے بیٹے سے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کر رہا ہے خود "حضرت عمر رضی اللہ عنہ" کی صفات کا حامل ہو اور اس میں کوئی ہوائے نفس اور تعصب کی بات نہ ہو۔ صرف شرعی مصلحت پیش نظر ہو۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔

٥١٣٧ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، ح: ١٥١٠ من حديث سفيان الثوري عن سهيل به.

٥١٣٨ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الطلاق، باب الرجل يأمره أبوه بطلاق امرأته، ح: ٢٠٨٨ من حديث يحيى القطان به، ورواه الترمذي، ح: ١١٨٩.

٥١٣٩ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ: أخبرنا سُفْيَانُ عن بَهْزِ بنِ حَكِيمٍ، عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ قالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! مَنْ أَبَرُّ؟ قال: «أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الأَقْرَبَ فالأَقْرَبَ». وقالَ رسول الله ﷺ: «لا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ، فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ».

۵۱۳۹- جناب بہز بن حکیم اپنے والد سے‘ وہ دادا سے روایت کرتے ہیں‘ وہ کہتے ہیں‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنی ماں کے ساتھ۔ پھر اپنی ماں کے ساتھ‘ پھر اپنی ماں کے ساتھ‘ پھر اپنے باپ کے ساتھ۔ پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ‘ پھر قریبی رشتہ دار کے ساتھ۔“ اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے مولیٰ (آزادہ کردہ غلام) سے اس کا زائد مال مانگے جو اس کے پاس ہو اور وہ اس کے ہوتے ہوئے نہ دے تو قیامت کے دن وہ (زائد مال) ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: الأَقْرَعُ الَّذِي ذَهَبَ شَعْرُ رَأْسِهِ مِنَ السُّمِّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: [أَقْرَعُ] سے مراد ایسا سانپ ہے کہ زہر کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ گئے ہوں (اور وہ گنجا ہو گیا ہو۔)

فوائد ومسائل: ① شریعت نے ماں کے حقوق کو تین گنا بتایا ہے اور باپ کے حقوق کو ایک چوتھائی‘ مگر اسے جنت (میں داخلے) کا بہترین دروازہ قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: مسند احمد: ۵/۱۹۶ و ۶/۴۴۵‘ ۴۴۸‘ ۴۵۱) غلام اور اس کے مالک کا تعلق‘ آزاد کر دینے کے بعد بھی قائم رہتا ہے جسے تعلق ”وَلَاء“ کہتے ہیں۔ اور آزاد ہونے والے پر واجب ہوتا ہے کہ اپنے آزاد کرنے والے کے ساتھ حتی الامکان حسن سلوک کرتا رہے۔ ② ان سے یہ بھی واضح ہوا کہ صاحب ایمان کو کبھی کسی کا احسان نہیں بھولنا چاہیے۔

٥١٤٠ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حَدَّثَنا الْحَارِثُ بنُ مُرَّةَ: حَدَّثَنا كُلَيْبُ بنُ مَنْفَعَةَ عن جَدِّهِ؛ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فقالَ:

۵۱۴۰- جناب کلیب بن منفعہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ

٥١٣٩ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في بر الوالدين، ح: ١٨٩٧ من حديث بهز بن حكيم به، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم: ٣/ ٦٤٢ و ٤/ ١٥٠، ووافقه الذهبي.

٥١٤٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٧ من حديث كليب به * وهو مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

يَا رسولَ الله! مَنْ أَبَرُّ؟ قالَ: «أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذٰلِكَ، حَقًّا وَاجِبًا ورَحِمًا مَوْصُولَةً».

نے فرمایا: ''اپنی ماں' باپ' بہن' بھائی اور آزاد کرنے والے ساتھ۔ ان کا حق واجب ہے اور ان کے ساتھ رشتہ جوڑنا لازم ہے۔''

٥١٤١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ جَعْفَرِ بنِ زِيَادٍ قالَ: أنبأنا؛ ح: وحدثنا عَبَّادُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عن أَبِيهِ، عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عن عَبْدِ الله ابنِ عَمْرٍو قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «إنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ». قِيلَ: يَا رَسُولَ الله! كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قالَ: «يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ أَبَاهُ، وَيَلْعَنُ أُمَّهُ فَيَلْعَنُ أُمَّهُ».

۵۱۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو (بن عاص) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو لعنت کرے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ کو لعنت کرے؟ آپ نے فرمایا: ''کوئی شخص جب دوسرے کے باپ کو لعنت کرے گا' تو وہ اس کے باپ کو لعنت کرے گا۔ اگر دوسرے کی ماں کو لعنت کرے گا' تو وہ اس کی ماں کو لعنت کرے گا۔''

فائدہ: کسی گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے اور جو جس قدر بڑے گناہ کا سبب بنے گا اس کا وبال بھی اسی قدر بڑا ہوگا۔

٥١٤٢- حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ مَهْدِيٍّ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ الْمَعْنَى، قالُوا: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ إدْرِيسَ عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ سُلَيْمانَ، عن أَسِيدِ ابنِ عَلِيِّ بنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ الله ﷺ إذْ جَاءَهُ رَجلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فقَالَ: يَا

۵۱۴۲- جناب ابو اُسید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اتفاق سے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلۂ بنوسلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ماں باپ کے فوت ہو جانے کے بعد بھی مجھ پر ان کا کوئی حق باقی ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ ان کے لیے دعا کرنا' ان کے لیے بخشش مانگنا' ان کے بعد ان کے عہد کو پورا

٥١٤١ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يسب الرجل والديه، ح: ٥٩٧٣ من حديث إبراهيم بن سعد، ومسلم، الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ح: ٩٠ من حديث سعد بن إبراهيم بن عبدالرحمٰن به.

٥١٤٢ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب: صل من كان أبوك يصل، ح: ٣٦٦٤ من حديث عبدالله بن إدريس به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٠، والحاكم: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، ووافقه الذهبي.

رَسُولَ اللهِ! هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا. قَالَ: «نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لا تُوصَلُ إِلا بِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا».

کرنا' ایسے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھنا کہ ان (ماں باپ) کے بغیر ان سے ملاپ نہ ہوسکتا تھا اور ان کے دوست کی عزت کرنا۔''

٥١٤٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن يَزِيدَ بنِ عَبْدِ الله بنِ أُسَامَةَ بنِ الْهَادِ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن ابنِ عُمَرَ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ».

۵۱۴۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا حسن سلوک یہ ہے کہ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد انسان اس کے محبت کرنے والوں سے ملاپ رکھے۔''

٥١٤٤- حَدَّثَنا ابنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بنُ يَحْيَى بنِ عُمَارَةَ بنِ ثَوْبَانَ: أخبرنا عُمَارَةُ بنُ ثَوْبَانَ؛ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ أخْبَرَهُ قالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْسِمُ لَحْمًا بالْجِعِرَّانَةِ. قالَ أَبُو الطُّفَيْلِ: وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُورِ، إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَبَسَطَ لَها رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَنْ هِيَ؟ فقالُوا: هٰذِهِ أُمُّهُ الَّتي أَرْضَعَتْهُ.

۵۱۴۴- حضرت ابوطفیل (عامر بن واثلہ لیثی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو جِعِرّانہ مقام پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا' میں ان دنوں نوخیز لڑکا تھا' اونٹ کی ہڈی اٹھا سکتا تھا کہ اچانک ایک عورت آئی حتی کہ وہ نبی ﷺ کے قریب آ گئی' تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھی؟ تو صحابہ نے بتایا کہ یہ آپ کی ماں تھی جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

٥١٤٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل صلة أصدقاء الأب والأم ونحوهما، ح:٢٥٥٢ من حديث الليث بن سعد به مطولاً.

٥١٤٤ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٢٩٥ عن أبي عاصم به * عمارة مستور، وجعفر بن يحيى مثله.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم رضاعی ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی عزت و احترام اسی طرح سے ہے جیسے حقیقی ماں کے ساتھ۔

٥١٤٥- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: حدَّثني عَمْرُو بنُ الْحَارِثِ؛ أَنَّ عُمَرَ بنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَ جَالِسًا يَوْمًا، فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ فَوَضَعَ لَها شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَقَامَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ فأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۵۱۴۵- جناب عمر بن سائب سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ تو آپ نے اپنی چادر کا ایک حصہ ان کے لیے بچھا دیا تو وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپ نے اس چادر کی دوسری جانب بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو رسول اللہ ﷺ اس کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنے سامنے بٹھالیا۔

فائدہ: یہ روایت بھی ضعیف ہے' تاہم رضاعی والدین اور رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی صلہ رحمی شرعی واجبات میں سے ہے۔

(المعجم ١٢٠، ١٢١) - بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتَامَى (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۲۰'۱۲۱- یتیموں کی پرورش کی فضیلت

٥١٤٦- حَدَّثَنا عُثْمانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ المَعْنَى قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عن ابنِ حُدَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا» - قال: يَعني

۵۱۴۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کردے (جیسے کہ کفار کرتے تھے) اور نہ اس کی اہانت کرے اور نہ لڑکے کو اس پر فضیلت دے' تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائے گا۔'' اور راوی' حدیث عثمان نے لفظ ''الذُّکُور'' ذکر

٥١٤٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * السند مرسل.

٥١٤٦ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢٣ عن أبي معاوية الضرير به، وهو في مصنف أبي بكر بن أبي شيبة: ٨/ ٣٦٣ * ابن حدير غير مشهور، قاله المنذري.

الذُّكُورَ - «أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ» وَلَمْ يَذْكُرْ عُثْمانُ يَعني الذُّكُورَ.

نہیں کیا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' تاہم عام شرعی تعلیمات کی روشنی میں واضح ہے کہ لڑکیوں کو منحوس سمجھنا انتہائی جہالت اور بدترین عمل ہے۔ ② عرب کے بعض لوگ لڑکیوں کو زندہ ہی دفن کر دیا کرتے تھے اور یہ عمل حرام اور جہنم میں جانے کا سبب ہے۔ ③ پرورش اور تعلیم و تربیت کے سلسلے میں لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا ناجائز ہے۔ ④ یہ بالکل ہی حرام ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی صرف اس وجہ سے اہانت کرے کہ وہ بیٹی ہے۔

٥١٤٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حدثنا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ يَعني ابنَ أَبِي صَالِحٍ عن سَعِيدٍ الأعْشَى. - قال أَبُو دَاوُدَ: وَهُوَ سَعِيدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ مُكْمِلٍ الزُّهْرِيُّ - عن أَيُّوبَ بنِ بَشِيرٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ».

۵۱۴۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی' انہیں (حسن معاشرت کا) ادب سکھایا' ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا رہا' تو اس کے لیے جنت ہے۔''

٥١٤٨- حَدَّثَنا يُوسُفُ بنُ مُوسَى: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن سُهَيْلٍ بِهٰذَا الإسنَادِ بِمَعْنَاهُ قالَ: «ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، أَو ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ».

۵۱۴۸- سہیل نے اسی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی بیان کرتے ہوئے کہا: ''جس نے تین بہنوں یا تین بیٹیوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کی۔''

فائدہ: یتیموں کے علاوہ بیٹیوں اور بہنوں کی پرورش بھی بڑی فضیلت اور عزیمت کا عمل ہے۔

٥١٤٩- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ

۵۱۴۹- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی

٥١٤٧ـ تخريج: [حسن] رواه الترمذي، ح: ١٩١٢ ولم يذكر أيوب بن بشير، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٤، وللحديث شواهد كثيرة.

٥١٤٨ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق.

٥١٤٩ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١٤١ من حديث النهاس بن قهم به، وهو ضعيف.

ابنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنا النَّهَّاسُ بنُ قَهْمٍ: حدَّثني شَدَّادٌ أبو عَمَّارٍ عن عَوْفِ بنِ مَالِكٍ الْأشْجَعِيِّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أنَا وَامْرَأةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»، وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ: «امْرَأةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور کالے رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح (قریب قریب) ہوں گے۔'' یزید (بن زریع) نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی ملاتے ہوئے اشارہ کر کے دکھایا۔ (یعنی) وہ معزز اور حسین وجمیل عورت جو بیوہ ہوگئی اور (عزت وخوبصورتی کے باوجود) اس نے (نکاح نہ کیا بلکہ) اپنے یتیم بچوں کی خاطر (نکاح کرنے سے) رکی رہی حتی کہ وہ بڑے ہوگئے یا وفات پا گئے۔

(المعجم ١٢١، ١٢٢) - **بَابٌ: فِيمَنْ ضَمَّ يَتِيمًا** (التحفة ١٣١)

باب:۱۲۱'۱۲۲-یتیم کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ ملا کر پرورش کرنے کی فضیلت

٥١٥٠- **حَدَّثَنا** مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ: أخبرنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ أَبِي حَازِمٍ: حدَّثني أبِي عن سَهْلٍ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ في الْجَنَّةِ»، وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ.

۵۱۵۰- حضرت سہل (بن سعد انصاری) ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے ہوں گے۔'' اور آپ نے اپنی درمیان والی اور شہادت والی انگلی کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

فائدہ: یتیم' یعنی نابالغ لڑکی یا لڑکا جس کا والد فوت ہو گیا ہو۔ معاشرتی زندگی میں اس کو اپنے گھر کا فرد بنالینا' اس کی سرپرستی کرنا اور اسے والد کی کمی محسوس نہ ہونے دینا' بڑی عزیمت اور فضیلت کا کام ہے۔

(المعجم ١٢٢، ١٢٣) - **بَابٌ: فِي حَقِّ الْجِوَارِ** (التحفة ١٣٢)

باب:۱۲۲'۱۲۳-ہمسائیگی کے حقوق کا بیان

٥١٥١- **حَدَّثَنا** مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ

۵۱۵۱-ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے'

٥١٥٠ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب فضل من يعول يتيمًا، ح: ٦٠٠٥ من حديث عبدالعزيز بن أبي حازم به.

٥١٥١ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاءة بالجار، ح: ٦٠١٤، ومسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٤ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به.

عن يَحْيَى بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي بَكْرِ بنِ مُحَمَّدٍ، عن عَمْرَةَ، عن عَائِشَةَ عن رسُولِ اللهِ ﷺ قالَ: «مَا زَالَ جِبْرَائِلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى قُلْتُ لَيُوَرِّثَنَّهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل امین مجھے ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے وارث ہی بنادیں گے۔''

٥١٥٢- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى: حدثنا سُفْيَانُ عن بَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عن مُجَاهِدٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةً فقَالَ: أَهْدَيْتُمْ لِجَارِي الْيَهُودِيِّ؛ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ما زَالَ [جِبْرِيلُ] يُوصِينِي بالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

۵۱۵۲-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی اور پھر پوچھا: کیا تم نے میرے یہودی ہمسائے کی طرف بھی کچھ بھیجا ہے؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جبریل امین مجھے ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے وارث ہی بنادیں گے۔''

فائدہ: ہمسایہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا شرعی فریضہ ہے۔ علماء کا بیان ہے کہ غیر مسلم ہمسائے کا صرف ایک حق ہے' یعنی حق ہمسائیگی اور مسلمان ہمسائے کے دو حق ہیں۔ ایک حق ہمسائیگی دوسرا حق اسلام جب کہ مسلمان رشتہ دار ہمسائے کے تین حق ہوتے ہیں۔ حق ہمسائیگی' حق اسلام اور حق قرابت۔

٥١٥٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ: حَدَّثَنا سُلَيْمانُ بنُ حَيَّانَ عن مُحَمَّدِ ابنِ عَجْلَانَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو جَارَهُ قالَ: «اذْهَبْ فَاصْبِرْ»، فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فقَالَ: «اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ في

۵۱۵۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا' اس نے اپنے ہمسائے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اور صبر کرو۔'' وہ پھر آپ کے پاس دو یا تین بار آیا تو آپ نے فرمایا: ''جا اپنا سامان راستے پر ڈال دے۔'' چنانچہ اس نے اپنا مال متاع راستے پر ڈال دیا۔ لوگ اس سے پوچھنے لگے (کہ

٥١٥٢- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في حق الجوار، ح: ١٩٤٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن غريب"، ومجاهد صرح بالسماع عند ابن المبارك في البر والصلة، ح: ٢٤٧.

٥١٥٣- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٢٤ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٦٥، ١٦٦.

الطَّرِيقِ»، فَطَرَحَ مَتَاعَهُ فِي الطَّرِيقِ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ، فَعَلَ اللهُ بِهِ وَفَعَلَ وَفَعَلَ، فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ: ارْجِعْ لَا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ.

کیا ہوا؟) تو اس نے انہیں اپنے ہمسائے کا سلوک بتایا۔ تو لوگ اسے لعنت ملامت کرنے لگے۔ اللہ اس کے ساتھ ایسے کرے اور ایسے کرے۔ تو وہ ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے بولا: اپنے گھر میں واپس چلے جاؤ۔ (آئندہ) میری طرف سے کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں دیکھو گے۔

٥١٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ».

۵۱۵۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو دکھ نہ دے۔ اور جو شخص اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ خیر کے لفظ بولے یا خاموش رہے۔“

٥١٥٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ؛ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ عن أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عن طَلْحَةَ، عن عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي جَارَيْنِ بِأَيِّهِمَا أَبْدَأُ. قال: «بِأَدنَاهُمَا بَابًا».

۵۱۵۵- ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے دو ہمسائے ہیں۔ میں (احسان کرنے میں) کس سے ابتدا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو۔“

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ شُعْبَةُ فِي هٰذَا

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شعبہ نے اس حدیث

٥١٥٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه . . . الخ، ح:٦١٣٨ من حديث معمر، ومسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار . . . الخ، ح:٤٧ من حديث الزهري به، وهو في مصنف عبدالرزاق، ح:١٩٧٤٦.

٥١٥٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الأدب، باب حق الجوار في قرب الأبواب، ح:٦٠٢٠ من حديث أبي عمران الجوني به.

الْحَدِيثِ: طَلْحَةُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ.

کی سند میں طلحہ کے تعارف میں کہا: وہ ایک قریشی آدمی تھا۔

(المعجم ١٢٣، ١٢٤) - **بَابٌ: فِي حَقِّ الْمَمْلُوكِ** (التحفة ١٣٣)

باب:۱۲۳، ۱۲۴-غلاموں کا خاص خیال رکھنے کا بیان

٥١٥٦- **حَدَّثَنا** زُهَيْرُ بنُ حَرْبٍ وَعُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَا: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ ابنُ الْفُضَيْلِ عن مُغِيرَةَ، عن أُمِّ مُوسَى، عن عَلِيٍّ قالَ: كَانَ آخِرُ كَلَام رَسُولِ الله ﷺ: «الصَّلَاةُ. الصَّلَاةُ، اتَّقُوا الله فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ».

۵۱۵۶-حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری بات یہی تھی: ”نماز! نماز! اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔“

فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے' لیکن دیگر محققین' مثلاً شیخ البانی رحمہ اللہ اور الموسوعة الحديثية مسند امام احمد کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے' محققین کی اس تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث کی رائے ہی اقرب الی الصواب محسوس ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند امام احمد: ۱۹/۲۰۹، ۲۱۰' حدیث: ۱۲۱۶۹) ② غلام' نوکر اور خادم بھی مسلمان معاشرے کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ واجب ہے کہ انسان صاحب ایمان ہونے کے ناتے ان کا خاص خیال رکھے' ان کی اہانت کرنا یا انہیں ان کی ہمت سے بڑھ کر تکلیف دینا' قطعاً جائز نہیں۔

٥١٥٧- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ عن الأَعمَشِ، عن المَعْرُورِ ابنِ سُوَيْدٍ قالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ بالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ غَلِيظٌ، وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ. قالَ: فقَالَ الْقَوْمُ: يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ كُنْتَ أَخَذْتَ الَّذِي عَلَى غُلَامِكَ، فَجَعَلْتَهُ مَعَ هٰذَا فَكَانَتْ

۵۱۵۷-جناب معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ربذہ مقام میں دیکھا' وہ ایک موٹی اونی چادر اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے غلام پر بھی اسی طرح کی چادر تھی۔ ہمارے ساتھیوں نے کہا: اے ابوذر! اگر آپ غلام والی چادر خود لے لیتے تو اس طرح آپ کا یہ حُلّہ (پورا جوڑا) بن جاتا۔ غلام کو آپ

٥١٥٦ـ **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الوصايا، باب: وهل أوصى رسول الله ﷺ، ح: ٢٦٩٨ من حديث محمد بن فضيل به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد ضعيفة عند أحمد: ٣/ ١١٧ وغيره.

٥١٥٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٥٠، ومسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، ح: ١٦٦١ من حديث الأعمش به.

حُلَّةً، وَكَسَوْتَ غُلَامَكَ ثَوْبًا غَيْرَهُ. قَالَ: فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: إِنِّي كُنْتُ سَابَبْتُ رَجُلًا وكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً، فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَشَكَانِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ»، قَالَ: «إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُم فَضَّلَكُم اللهُ عَلَيْهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُم فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللهِ».

کوئی اور کپڑا لے دیتے۔ تو حضرت ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے ایک آدمی کو گالی دی تھی جس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں میری شکایت کر دی۔ تو آپ نے فرمایا: ”اے ابوذر! تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کا اثر ہے۔“ آپ نے مزید فرمایا: ”بلاشبہ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے تم کو ان پر فضیلت بخشی ہے۔ پس جس کے ساتھ تمہاری طبیعت نہ ملتی ہو تو اسے بیچ دو لیکن اللہ کی مخلوق کو دکھ نہ دو۔

فوائد ومسائل: ① اس میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نصیحت کو ازحد کامل طور پر اپنے پلے باندھ لیا تھا۔ ② کسی کو اس کے حسب نسب کا طعنہ دینا جاہلیت کی علامت ہے۔ ③ جس مسلمان بھائی کے ساتھ نفسیاتی مناسبت نہ ہو تو اس سے بلاوجہ الجھنا کسی طرح معقول نہیں۔ چاہیے کہ آدمی کسی اور سے معاملہ استوار کر لے۔ ④ اللہ کی مخلوق انسان ہو یا حیوان اس کو بلاوجہ عذاب دینا ناجائز ہے۔

٥١٥٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الأعمَشُ عن المَعْرُورِ ابنِ سُوَيْدٍ قال: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي ذَرٍّ بالرَّبَذَةِ فإِذَا عَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ، فَقُلْنَا: يَا أَبَا ذَرٍّ! لَوْ أَخَذْتَ بُرْدَ غُلَامِكَ إِلَى بُرْدِكَ فَكَانَتْ حُلَّةً، وَكَسَوْتَهُ ثَوْبًا غَيْرَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِخْوَانُكُم جَعَلَهُم اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيَكْسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفْهُ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ

٥١٥٨- جناب معرور بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ربذہ مقام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ہم نے دیکھا کہ ان پر ایک اونی چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی اسی طرح کی ایک چادر تھی۔ تو ہم نے کہا: اے ابوذر! اگر آپ اپنے غلام والی چادر اپنی چادر کے ساتھ ملا لیتے تو ایک جوڑا بن جاتا اور اسے آپ کوئی اور کپڑا لے دیتے۔ تو انہوں نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ”یہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ چنانچہ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو اس کو چاہیے کہ اسے وہی

٥١٥٨_ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عيسى بن يونس به، انظر الحديث السابق، وهٰذا طرفه، ورواه ابن عبدالبر في التمهيد: ٢٤/ ٢٨٧ من حديث أبي داود به.

مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ».

کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور اسے اس کی ہمت سے زیادہ کام نہ دے' اگر اسے مکلف کرے' تو اس کی مدد بھی کرے۔"

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابنُ نُمَيْرٍ عن الأَعمَشِ نَحْوَهُ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ابن نمیر نے اعمش سے مذکورہ بالا کی مانند روایت کیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① اسلام ہی وہ اولین دین ہے جس نے غلاموں اور مملوکوں کو اس قدر عظیم مساوات کے حقوق دیے ہیں۔ ② غلاموں' نوکروں اور خادموں کو اچھا لباس اور اچھا کھانا دینے سے مالک کی عزت وقدر میں کوئی کمی نہیں آتی' بلکہ اضافہ ہوتا ہے۔ ③ لازمی ہے کہ انسان پر مشقت کام میں غلام اور نوکر کی مدد کرے۔

٥١٥٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الْعَلَاءِ قال: أَنْبأَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الأَعمَشِ، عن إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ قالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: «اعْلَم أَبَا مَسْعُودٍ» - قالَ ابنُ المُثَنَّى: مَرَّتَيْنِ - «للهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ»، فالْتَفَتُّ فإِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ. قالَ: «أَمَا [إِنَّك] لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَعَتْكَ النَّارُ» أَوْ «لَمَسَّتْكَ النَّارُ».

٥١٥٩- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک بار) میں اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی: "ابومسعود! خیال کرو......" ابن مثنیٰ کے الفاظ ہیں: میں نے یہ آواز دو بار سنی...... "اللہ کو تم پر اس سے زیادہ قدرت ہے جتنی کہ تم اس پر رکھتے ہو۔" میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ تو میں نے (فوراً) کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کے لیے آزاد ہوا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تم یہ نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔" الفاظ [لَلَفَعَتْكَ النَّارُ] تھے یا [لَمَسَّتْكَ النَّارُ]

فوائد ومسائل: ① انسان اپنے غصے اور قدرت کا اظہار کرتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ عزوجل اس سے بڑھ کر قدرت رکھنے والا ہے' اس لیے ظلم سے ہمیشہ باز رہے' ورنہ اس کا انجام آگ ہے۔ ② اس حدیث میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار ہے کہ انہوں نے فوراً اپنی غلطی کی تلافی کی اور ایک افضل عمل سے کی۔

٥١٥٩ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح: ١٦٥٩ عن أبي كريب محمد بن العلاء به.

٥١٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عن الأعمش بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ، نَحْوَهُ قالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْعِتْقِ.

۵۱۶۰- اعمش نے اپنی سند سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں ہے کہ میں اپنے ایک (کالے) غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ مگر اس میں اس کو آزاد کرنے کا بیان نہیں ہے۔

٥١٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن مَنْصُورٍ، عن مُجَاهِدٍ، عن مُوَرِّقٍ، عن أَبِي ذَرٍّ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لَاءَمَكُم مِنْ مَمْلُوكِيكُم فأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُ مِمَّا تَكْتَسُونَ، وَمَنْ لَمْ يُلائِمْكُم مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ وَلا تُعَذِّبُوا خَلْقَ الله».

۵۱۶۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو تمہارے موافق ہو (تمہاری پسند کے مطابق تمہاری خدمت کرتا ہو) تو اس کو اسی سے کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور اس کو اسی سے پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ اور جو تمہارے موافق نہ ہو تو اسے بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو۔“

٥١٦٢- حَدَّثَنَا إبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى: أخبرنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن عُثْمَانَ بنِ زُفَرَ، عن بَعضِ بَنِي رافِعِ بنِ مَكِيثٍ، عن رافِعِ بنِ مَكِيثٍ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «حُسْنُ المَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ».

۵۱۶۲- حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ غزوۂ حدیبیہ میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(اپنے ماتحت اور زیر ملکیت کے ساتھ) عمدہ برتاؤ کرنا برکت ہے اور بدخلقی نحوست ہے۔“

٥١٦٣- حَدَّثَنَا ابنُ المُصَفَّى: حَدَّثَنا بَقِيَّةُ: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ زُفَرَ: حدَّثني مُحمَّدُ

۵۱۶۳- جناب حارث بن رافع بن مکیث سے روایت ہے۔ اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ قبیلۂ جہینہ سے تھے اور غزوۂ

٥١٦٠ـ تخريج: أخرجه مسلم عن أبي كامل به، انظر الحديث السابق.

٥١٦١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٨ من حديث منصور به.

٥١٦٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٠٢ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه (جامع معمر: ٢٠١١٨) * عثمان بن زفر مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وانظر الحديث الآتي.

٥١٦٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

ابنُ خَالِدِ بنِ رَافِعِ بنِ مَكِيثٍ، عن عَمِّهِ الْحَارِثِ بنِ رَافِعِ بنِ مَكِيثٍ، وكَانَ رَافِعٌ مِنْ جُهَيْنَةَ قَدْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ، عنْ رَسُولِ الله ﷺ قالَ: «حُسْنُ المَلَكَةِ يُمْنٌ، وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ».

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا' آپ نے فرمایا: "(زیر ملکیت اور ماتحت کے ساتھ) عمدہ برتاؤ کرنا باعث برکت ہے اور بدخلقی نحوست ہے۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' تاہم لونڈی' غلام یا خادم ہو یا کوئی حیوان یا پرندہ پال رکھا ہو تو اس کی خوراک' لباس' رہائش اور صحت کا بخوبی خیال رکھنا شرعی واجبات میں سے ہے۔

٥١٦٤- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بنُ عَمْرِو بنِ السَّرْحِ - وَهٰذَا حَدِيثُ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ - قالَا: حدثنا ابنُ وَهْبٍ قالَ: أخبرني أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ عن الْعَبَّاسِ بنِ جُلَيْدٍ الْحَجْرِيِّ قالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الله بنَ عُمَرَ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقَالَ: يا رسُولَ الله! كَمْ نَعْفُو عن الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ إِلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ، فلَمَّا كَانَ في الثَّالِثَةِ قالَ: «اعْفُو عَنْهُ في كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً».

۵۱۶۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم خادم کو کس قدر معاف کریں؟ تو آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر سوال کیا' تو آپ خاموش رہے۔ پھر جب تیسری بار پوچھا' تو آپ نے فرمایا: "اسے ہر روز ستر بار معاف کرو۔"

فائدہ: لونڈی' غلام اور خادم کو بہت زیادہ معاف کرنا چاہیے اور ساتھ ہی اس کو کام کرنے کا سلیقہ بھی سمجھانا چاہیے تاکہ وہ دوبارہ غلطی نہ کرے۔

٥١٦٥- حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بنُ مُوسَى الرَّازِيُّ: أخبرنا؛ ح: وحَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بنُ

۵۱۶۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' مجھ سے حضرت ابوالقاسم نبی التوبہ ﷺ نے

٥١٦٤- تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ماجاء في العفو عن الخادم، ح: ١٩٤٩ من حديث أبي هانيء به، وقال: "حسن غريب".

٥١٦٥- تخريج: أخرجه البخاري، الحدود، باب قذف العبيد، ح: ٦٨٥٨، ومسلم، الأيمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنى، ح: ١٦٦٠ من حديث فضيل بن غزوان به.

الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قالَ: حَدَّثَنا عِيسَى: حَدَّثَنا فُضَيْلٌ عن ابنِ أَبِي نُعْمٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: حدَّثني أَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ ﷺ قالَ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قالَ، جُلِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَدًّا» قالَ مُؤَمَّلٌ: حَدَّثنا عِيسَى عن الْفُضَيْلِ يَعْني ابنَ غَزْوَانَ.

بیان فرمایا: ''جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری تھا جو اس کے بارے میں کہا گیا تھا تو اس (مالک) کو قیامت کے دن حد لگائی جائے گی۔'' مؤمل (بن فضل) نے سند یوں بیان کی [حَدَّثَنَا عیسٰی عَنِ الفُضَیلِ یَعنِی ابنَ غَزوَانَ]

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی ایک صفت ''نَبِيُّ التَّوْبَة'' ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس امت کی توبہ ندامت اور الفاظ سے قبول کر لی جاتی ہے' جبکہ سابقہ امتوں میں بعض اوقات اپنے آپ کو قتل کرنے سے قبول ہوتی تھی۔ ایک معنی یہ بھی لکھے گئے ہیں کہ اس سے مراد ایمان و عمل ہے' جبکہ انسان نے کفر و فسق سے رجوع کیا ہو۔

٥١٦٦- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا فُضَيْلُ ابنُ عِيَاضٍ عن حُصَيْنٍ، عنْ هِلَالِ بنِ يَسَافٍ قالَ: كُنَّا نُزُولًا في دَارِ سُوَيْدِ بنِ مُقَرِّنٍ، وَفِينَا شَيْخٌ فِيهِ حِدَّةٌ، وَمَعَهُ جَارِيَةٌ فَلَطَمَ وَجْهَهَا، فَما رَأَيْتُ سُوَيْدًا أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ ذَاكَ الْيَوْمَ، قالَ: عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا، لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ وَلْدِ مُقَرِّنٍ وَمَالَنَا إِلّا خَادِمٌ، فَلَطَمَ أَصْغَرُنَا وَجْهَهَا، فأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِعِتْقِهَا.

٥١٦٦- جناب ہلال بن یساف سے مروی ہے کہ ہم حضرت سوید بن مقرن ؓ کے گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے' ہمارے ساتھ ایک بڑی عمر کا شیخ بھی تھا جس کی طبیعت میں تیزی تھی اور اس کے ساتھ اس کی لونڈی تھی۔ تو اس شیخ نے اپنی اس لونڈی کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔ اس دن حضرت سوید ؓ جس قدر غصے ہوئے میں نے اس سے بڑھ کر انہیں کبھی غضبناک نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا: کیا تو اتنا ہی عاجز (اور مغلوب الغضب) ہو گیا تھا کہ اس کو مارنے کے لیے تجھے صرف اس کا عزت والا چہرہ ہی ملا تھا۔ مجھے وہ منظر یاد ہے کہ میں اولاد مقرن میں ساتواں فرد تھا اور ہماری ایک ہی خادمہ تھی۔ ہمارے ایک چھوٹے نے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دو۔

٥١٦٦ـ **تخريج**: أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح:١٦٥٨ من حديث حصين به.

فائدہ: چہرے پر مارنا سخت منع ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ] (صحيح مسلم' البر والصلة' حديث: ٢٦١٢) ''جب تم میں سے کسی کی اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ لڑائی ہو جائے تو چاہیے کہ اس کے چہرے (پر مارنے) سے بچے۔'' حتی کہ حیوان کے چہرے پر بھی نہیں مارنا چاہیے۔

٥١٦٧- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى عن سُفْيَانَ: حدَّثني سَلَمَةُ بنُ كُهَيْلٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ سُوَيْدِ بنِ مُقَرِّنٍ قالَ: لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا، فَدَعَاهُ أَبِي وَدَعَانِي، فقَالَ: اقْتَصَّ مِنْهُ، فإِنَّا مَعْشَرَ بَنِي مُقَرِّنٍ، كُنَّا سَبْعَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ لَنَا إِلا خَادِمٌ، فَلَطَمَهَا رَجُلٌ مِنَّا، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «أَعْتِقُوهَا»، قالُوا: إِنَّهُ لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرُهَا، قالَ: «فَلْتَخْدِمْهُمْ حَتَّى يَسْتَغْنَوا فإِذَا اسْتَغْنَوا فَلْيُعْتِقُوهَا».

٥١٦٧- جناب معاویہ بن سوید بن مقرن کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک غلام کو تھپڑ مار دیا۔ تو میرے والد نے اس کو اور مجھے بلا لیا اور غلام سے کہا: اس سے اپنا بدلہ لو۔ اور بتایا کہ نبی ﷺ کے دور میں ہم بنو مقرن کے سات افراد تھے اور ہماری ایک ہی خادمہ تھی۔ ہمارے ایک آدمی نے اس کو تھپڑ مار دیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو۔'' صحابہ نے کہا کہ ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادمہ نہیں ہے۔ فرمایا: ''چلو جب تک کوئی اور نہیں ملتی خدمت کرتی رہے' جب اس سے مستغنی ہو جائیں تو اسے آزاد کر دیں۔''

٥١٦٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ وَأَبو كَامِلٍ قالَا: حَدَّثَنَا أَبو عَوَانَةَ عن فِرَاسٍ، عن أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عن زَاذَانَ قال: أَتَيْتُ ابنَ عُمَرَ وَقَدْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا لَهُ، فَأَخَذَ مِنَ الأَرْضِ عُودًا أَوْ شَيْئًا، فقَالَ: مَالِي فِيهِ مِنَ الأَجْرِ مَا يَسْوَى هٰذَا، سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ».

٥١٦٨- جناب زاذان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر ؓ کے پاس آیا جبکہ انہوں نے اپنا ایک غلام آزاد کیا تھا۔ انہوں نے زمین سے ایک تنکا یا اس قسم کی کوئی شے اٹھائی اور کہا: مجھے اس کے آزاد کرنے میں اس جتنا بھی ثواب نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جس نے اپنے غلام کو تھپڑ لگایا ہو یا مارا ہو تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ اسے آزاد کر دے۔''

فائدہ: اسلام نے انسانی معاشرے میں صدیوں کے رائج غلامی کے نظام کو بڑی دقیق حکمت سے ختم کیا ہے کہ

٥١٦٧ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث سفيان الثوري به، وانظر الحديث السابق.

٥١٦٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الأيمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده، ح: ١٦٥٧ عن أبي كامل به.

موقع بموقع ہو جانے والی غلطیوں میں غلاموں کے آزاد کرنے کو ان کا کفارہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اہل ایمان نے اس انداز سے غلاموں کو آزاد کرنا اپنا معمول بنا لیا اور انہیں آزاد کیا کہ اب یہ صنف تقریباً ناپید ہے۔

(المعجم ١٢٤، ١٢٥) - **بَابٌ: فِي الْمَمْلُوكِ إِذَا نَصَحَ** (التحفة ١٣٤)

باب:۱۲۴،۱۲۵- مملوک غلام جو اپنے آقا کو نصیحت کرے

٥١٦٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن عَبْدِ اللهِ ابنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ».

۵۱۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق جو غلام اپنے آقا کو خیر خواہی کی بات کہے اور اللہ عزوجل کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے تو اس کو دوگنا ثواب ہے۔“

فائدہ: صاحب ایمان غلام اور ماتحت کو چاہیے کہ اپنے مالک اور اپنے بڑے کو خیر کی بات کہنے میں نہ بخیل بنے اور نہ ہچکچائے اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ اور مالک کو بھی چاہیے کہ غلام اور خادم کی نصیحت پر ناک بھوں نہ چڑھائے بلکہ اس کو قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھے اور ایسے غلام اور خادم کو اپنا حقیقی خیر خواہ سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ نیکی کرے اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ (الرحمٰن:٦٠) ”احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔“

(المعجم ١٢٥، ١٢٦) - **بَابٌ: فِيمَنْ خَبَّبَ مَمْلُوكًا عَلَى مَوْلَاهُ** (التحفة ١٣٥)

باب:۱۲۵،۱۲۶- کسی کے غلام کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکانا

٥١٧٠- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عن عَمَّارِ بنِ رُزَيْقٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ عِيسَى، عن عِكْرِمَةَ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ

۵۱۷۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف یا غلام (خادم) کو اس کے مالک کے خلاف بھڑکائے، وہ ہم میں سے نہیں۔“

٥١٦٩ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ونصح سيده، ح: ٢٥٤٦ عن القعنبي، ومسلم، الأيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده وأحسن عبادة الله، ح: ١٦٦٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٨١.

٥١٧٠ـ **تخريج**: [حسن] تقدم، ح: ٢١٧٥.

خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِیءٍ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا».

فائدہ: کسی کے گھر میں یا کسی ادارے کے رواں دواں نظام میں فتنہ فساد ڈال دینا انتہائی گناہ کا کام ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایسے فتنہ انگیز شخص سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔

(المعجم ١٢٦، ١٢٧) - **بَابٌ: فِي الاِسْتِئْذَانِ** (التحفة ١٣٦)

باب:۱۲۶'۱۲۷-کسی کے گھر یا خاص مجلس میں اجازت لے کر جانے کا بیان

٥١٧١- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن عُبَيْدِ الله بنِ أَبِي بَكْرٍ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رجلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبيِّ ﷺ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ الله ﷺ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ قالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ الله ﷺ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ.

۵۱۷۱-سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے کسی گھر میں جھانکا۔ تو رسول اللہ ﷺ ایک لمبے پھل کا نیزہ لیے ہوئے اس کی جانب اٹھے۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں: گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ یہ نیزہ اسے مارنے کے لیے لہرا رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① کسی کے گھر میں بغیر اجازت جھانکنا حرام اور انتہائی بد اخلاقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کسی کے دروازے پر دستک دے تو اس کا ادب یہ ہے کہ ایک جانب کھڑا ہو جیسے کہ اگلی حدیث ۵۱۷۴ میں آ رہا ہے۔ ② گھر والے کو اجازت ہے کہ جھانکنے والے کو سزا دے۔

٥١٧٢- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن سُهَيْلٍ، عن أَبِيهِ، قالَ: حدثنا أَبو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقولُ: «مَنِ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَأُوا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ».

۵۱۷۲-حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے: ''جس نے کسی کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو یہ ضائع ہے۔ (اس میں کوئی قصاص نہیں۔)''

٥١٧٣- حَدَّثَنا الرَّبِيعُ بنُ سُلَيْمانَ

۵۱۷۳-حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی

٥١٧١ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: الاستئذان من أجل البصر، ح: ٦٢٤٢، ومسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٧ من حديث حماد بن زيد به.

٥١٧٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، الآداب، باب تحريم النظر في بيت غيره، ح: ٢١٥٨ من حديث سهيل، وأحمد: ٢/ ٤١٤ من حديث حماد بن سلمة به.

٥١٧٣ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٦ من حديث سليمان بن بلال به ❊ كثير بن زيد حسن ◀◀

الْمُؤَذِّنُ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ عن سُلَيْمانَ يَعْني ابنَ بِلَالٍ، عن كَثِيرٍ، عن وَلِيدٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلا إِذْنَ».

ﷺ نے فرمایا: ”جب نظر اندر چلی گئی تو پھر اجازت کیسی؟“

فائدہ: حقیقت یہی ہے کہ اپنے گھر میں باپردہ اہل خانہ کی عزت وکرامت کے تحفظ کے لیے اجازت لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر جھانکنا ہی معیوب نہ ہو تو اجازت لینے دینے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

٥١٧٤- حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ قالَ: حَدَّثَنا جَرِيرٌ؛ ح: وحدثنا أبو بَكْرِ ابنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا حَفْصٌ عن الأَعْمَشِ، عن طَلْحَةَ، عن هُزَيْلٍ قالَ: جَاءَ رَجلٌ - قالَ عُثْمانُ: سَعْدٌ فوَقَفَ عَلَى بَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْتَأْذِنُ فَقامَ عَلَى الْبَابِ - قالَ عُثْمانُ: مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ - فَقالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هٰكَذَا - عَنْكَ - أَو هٰكَذَا فَإِنَّمَا الاسْتِئْذَانُ مِنَ النَّظَرِ».

۵۱۷۴- حضرت ہزیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ...... اور بقول عثمان بن ابی شیبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ کے دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنے لگے ...... عثمان بن ابی شیبہ نے وضاحت کی کہ وہ دروازے کے عین سامنے کھڑے ہو گئے ...... تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اس طرف ہٹ کر کھڑے ہو یا اس طرف۔ اجازت لینے کا حکم نظر ہی کی وجہ سے ہے (کہ انسان اندر نہ جھانکے۔)“

فائدہ: اہل علم اور بڑے لوگوں پر واجب ہے کہ اپنے زیر تربیت اور چھوٹوں کو ہر طرح کے آداب کی عملی تربیت دینے کا اہتمام کریں۔

٥١٧٥- حَدَّثَنا هَارُونُ بنُ عَبْدِ الله: حَدَّثَنا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عن سُفْيَانَ، عن الأَعمَشِ، عن طَلْحَةَ بنِ مُصَرِّفٍ، عن رَجُلٍ، عن سَعْدٍ، نَحْوَهُ، عن النَّبِيِّ ﷺ.

۵۱۷۵- طلحہ بن مصرف نے ایک آدمی کے واسطے سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث کی مانند نبی ﷺ سے روایت کیا۔

◄◄ الحديث، والوليد بن رباح مثله.

٥١٧٤ـ تخريج: [حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٨٢٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٥٦٩، وسنده ضعيف * الأعمش عنعن، والحديث السابق يغني عنه.

٥١٧٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق.

(المعجم . . .) - **بَابٌ: كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ؟** (التحفة ١٣٧)

باب:......اجازت کیسے لی جائے؟

٥١٧٦- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنا رَوْحٌ؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ بَشَّارٍ قالَا: حَدَّثَنا أَبُو عَاصِمٍ: أخبرنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني عَمْرُو بنُ أَبِي سُفْيَانَ؛ أَنَّ عَمْرَو ابنَ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ عن كَلَدَةَ بنِ حَنْبَلٍ؛ أَنَّ صَفْوَانَ بنَ أُمَيَّةَ بَعثَهُ إلٰى رَسُولِ الله ﷺ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى مَكَّةَ، فَدَخَلْتُ وَلَمْ أُسَلِّمْ، فقَالَ: «ارْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُم»، وَذٰلِكَ بَعْدَ ما أَسْلَمَ صَفْوَانُ بنُ أُمَيَّةَ.

۵۱۷۶-حضرت کلدہ بن حنبل ؓ سے روایت ہے کہ حضرت صفوان بن امیہ ؓ نے اس کو دودھ' ہرن کا بچہ اور ککڑیاں دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا' جبکہ نبی ﷺ مکہ کی بالائی جانب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔کلدہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس میں جا داخل ہوا اور سلام نہ کہا۔ تو آپ نے فرمایا: ”پیچھے ہٹو اور کہو [السلام علیکم]“ یہ واقعہ صفوان بن امیہ کے مسلمان ہو جانے کے بعد کا ہے۔

قالَ عَمْرٌو: وأخبرني ابنُ صَفْوَانَ بِهٰذَا أَجْمَعَ عن كَلَدَةَ بنِ الْحَنْبَلِ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ.

عمرو (بن ابوسفیان) نے کہا: مجھے یہ سب (امیہ) ابن صفوان نے کلدہ بن حنبل کے واسطے سے بیان کیا اور اس میں سماع کا ذکر نہیں کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: قالَ يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: أُمَيَّةُ بنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ بنِ الْحَنْبَلِ. وقالَ يَحْيَى أَيْضًا: عَمْرُو بنُ عَبْدِ الله بنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّ كَلَدَةَ بنَ الْحَنْبَلِ أَخْبَرَهُ.

امام ابوداود ؒ نے کہا کہ یحییٰ بن حبیب نے (ابن امیہ کی صراحت کی اور) امیہ بن صفوان کہا۔اور کلدہ بن حنبل سے سماع کی صراحت نہیں کی۔اور یحییٰ بن حبیب نے یہ بھی کہا کہ عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے بصیغۂ اخبار روایت کیا۔

فوائد ومسائل: ① مجلس میں جانے کا ادب اور اجازت کے لیے ”السلام علیکم“ کہنا ضروری ہے۔② اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے اسے عملاً ادب سکھایا جائے۔

٥١٧٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ما جاء في التسليم قبل الاستئذان، ح: ٢٧١٠ من حديث روح بن عبادة به، وقال: "حسن غريب".

٥١٧٧- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ قالَ: حَدَّثنا رَجلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ في بَيْتٍ فقَالَ: أَأَلِجُ؟ فقَالَ النَّبيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: «اخْرُجْ إلَى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الاسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ»، فَسَمِعَهُ الرَّجلُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ، فأَذِنَ لَهُ النَّبيُّ ﷺ فَدَخَلَ.

۵۱۷۷- جناب ربعی سے روایت ہے کہ بنو عامر کے ایک شخص نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی جبکہ آپ گھر کے اندر تھے۔ اور اس نے کہا: ”کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“ تو نبی ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: ”اس کی طرف جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا ادب سکھاؤ اسے کہو کہ (اس طرح) کہے: ”السلام علیکم“ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“ اس آدمی نے یہ بات سن لی تو بولا: ”السلام علیکم“ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ تو نبی ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گیا۔

فوائد ومسائل: ① اجازت لینے کے لیے صرف السلام علیکم کہنا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ پوچھنا چاہیے کہ ”کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟“ ② جو آدمی جانتا نہ ہو اس کو سکھانا چاہیے۔

٥١٧٨- حَدَّثَنا هَنَّادُ بنُ السَّرِيِّ عن أَبِي الأَحْوَصِ، عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيِّ ابنِ حِرَاشٍ قالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ.

۵۱۷۸- جناب ربعی بن حراش سے روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا گیا کہ بنو عامر کے ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اجازت چاہی۔ اور مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی بیان کیا۔

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حدثنا أَبُو عَوَانَةَ عن مَنْصُورٍ وَلَمْ يَقُلْ: عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عامِرٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسدد نے ابوعوانہ سے انہوں نے منصور سے (اور انہوں نے ربعی سے) ایسے ہی روایت کیا ہے...... اور اس میں بنو عامر کے آدمی کا ذکر نہیں کیا۔

٥١٧٩- حَدَّثَنا عُبَيْدُ الله بنُ مُعَاذٍ:

۵۱۷۹- عبیداللہ بن معاذ نے اپنے والد سے بیان

٥١٧٧ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣٦٨/٥، والنسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٤٨، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣١٦ من حديث منصور به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٤١٨/٨، ٤١٩، وصححه النووي في رياض الصالحين، ح: ٨٧٢.

٥١٧٨ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به.

٥١٧٩ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه البيهقي: ٨/ ٣٤٠ من حديث أبي داود به.

حدثنا أَبِي: حدثنا شُعْبَةُ عن مَنْصُورٍ، عن رِبْعِيٍّ، عن رجلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّه اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ قالَ: فَسَمِعْتُهُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكُم أَأَدْخُلُ.

کیا' انہوں نے شعبہ سے' انہوں نے منصور سے' انہوں نے ربعی سے' اور وہ بنو عامر کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی اور مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ کہا کہ میں نے آپ کی بات سن لی تو میں نے کہا: ''السلام علیکم'' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

(المعجم ١٢٧، ١٢٨) - **بَابٌ: كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الاسْتِئْذَانِ** (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۲۷'۱۲۸- اجازت طلب کرتے ہوئے آدمی کتنی بار السلام علیکم کہے؟

٥١٨٠- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن يَزِيدَ بنِ خُصَيْفَةَ، عن بُسْرِ بنِ سَعِيدٍ، عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قال: كُنْتُ جَالِسًا في مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ فَجَاءَ أَبُو مُوسٰى فَزِعًا، فَقُلْنَا لَهُ: مَا أَفْزَعَكَ؟ قالَ: أَمَرَنِي عُمَرُ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُهُ فاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، فقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي؟ فَقُلْتُ: قَدْ جِئْتُ فاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَقَدْ قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُم ثَلَاثًا فلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ». قالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلٰى هٰذَا بِالْبَيِّنَةِ، قالَ: فقالَ أَبُو سَعِيدٍ: لا يَقُومُ مَعَكَ إِلا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، قالَ: فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ مَعَهُ فَشَهِدَ لَهُ.

۵۱۸۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے گھبرائے سے آئے۔ ہم نے ان سے پوچھا: آپ گھبرائے ہوئے کیوں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا تھا کہ ان کے پاس جاؤں۔ میں ان کے ہاں گیا اور تین بار اجازت طلب کی مگر مجھے اجازت نہیں دی گئی' تو میں واپس ہونے لگا۔ تو انہوں نے کہا: کیا وجہ تھی کہ تم میرے پاس نہیں آئے؟ میں نے ان سے کہا کہ میں آیا تھا اور تین بار اجازت مانگی مگر نہیں دی گئی۔ اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم میں سے جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو چاہیے کہ وہ لوٹ آئے۔'' تو انہوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا ہے: تمہیں اپنے اس بیان پر گواہ پیش کرنا پڑے گا۔ تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ

٥١٨٠- **تخريج**: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثًا، ح: ٦٢٤٥، ومسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٣/ ٣٣ من حديث سفيان بن عيينة به.

نے کہا: تمہارے ساتھ قوم کا کوئی چھوٹا بچہ بھی جا سکتا ہے۔ (وہ اس حدیث کے صحیح ہونے کی گواہی دے سکتا ہے) چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ گئے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں گواہی دی۔

فوائد ومسائل: ① اجازت طلب کرنے کے لیے اصل شرعی ادب السلام علیکم کہنا ہے اور تین بار سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے۔ اسی پر دستک دینے یا گھنٹی بجانے کو قیاس کرنا چاہیے۔ اس سے زیادہ خلاف ادب ہے۔ نہ معلوم گھر والا کسی خاص کام میں مشغول ہو یا آرام کر رہا ہو' تو اسے پریشان نہ کیا جائے۔ علاوہ ازیں دستک دینے یا گھنٹی بجانے میں بھی بے ادبی یا بدتمیزی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اتنی زور سے دستک دیتے ہیں کہ اڑوس پڑوس کے لوگوں کا سکون بھی برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ گھنٹی اس طرح تسلسل سے بجاتے ہیں جیسے انہوں نے مُردوں کو زندہ کرنا یا بہروں کو سنانا ہے۔ یہ بے ہودگیاں ہماری اخلاقی پستی کی غماز ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ. ② اجازت یا جواب نہ ملنے پر بلاوجہ ناراض نہیں ہونا چاہیے' بلکہ واپس آ جانا چاہیے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ احادیث رسول کی روایت میں اس لیے شدید تھے کہ لوگ کہیں یقین واعتماد کے بغیر رسول اللہ ﷺ کی طرف کچھ نسبت نہ کرنے لگیں اور اللہ انہیں جزائے خیر دے یہ ان کی بہت بڑی دانائی کی سختی تھی۔

٥١٨١- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ ابنُ دَاوُدَ عن طَلْحَةَ بنِ يَحْيَى، عن أبِي بُرْدَةَ، عن أبِي مُوسٰى؛ أنَّهُ أتَى عُمَرَ فاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا - فقَالَ: يَسْتَأْذِنُ أبُو مُوسٰى، يَسْتَأْذِنُ الأشْعَرِيُّ، يَسْتَأْذِنُ عَبْدُ الله بنُ قَيْسٍ - فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ فَبَعَثَ إلَيْهِ عُمَرُ: مَا رَدَّكَ؟ قالَ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يَسْتَأْذِنُ أحَدُكُم ثَلَاثًا، فإنْ أُذِنَ لَهُ وَإلَّا فَلْيَرْجِعْ». قالَ: ائْتِنِي بِبَيِّنَةٍ عَلَى هٰذَا، فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فقَالَ: هٰذَا أُبَيٌّ، فقَالَ أُبَيٌّ: يَا عُمَرُ! لا تَكُنْ عَذَابًا عَلَى أصْحَابِ رَسُولِ الله

٥١٨١- جناب ابوبردہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے اور تین بار اجازت مانگی اور کہا: ابوموسیٰ اجازت چاہتا ہے۔ اشعری اجازت چاہتا ہے۔ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری) اجازت چاہتا ہے۔ مگر اجازت نہ ملی تو یہ واپس ہو لیے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پیچھے سے بلوایا کہ واپس کیوں جا رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اجازت تین بار مانگو' اگر مل جائے تو بہتر ورنہ واپس ہو جاؤ۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے بیان پر مجھے گواہ پیش کرو (کہ فی الواقع یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔) تو وہ گئے اور واپس

٥١٨١ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٤ من حديث طلحة بن يحيى به.

ﷺ، فقالَ عُمَرُ: لا أكُونُ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ الله ﷺ.

آئے اور کہا: یہ اُبی ؓ آ گئے ہیں۔ تو حضرت اُبی ؓ نے کہا: اے عمر! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے عذاب نہ بنیں۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے عذاب نہیں ہوں۔

٥١٨٢- حَدَّثَنا يَحْيَى بنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حدثنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرَني عَطَاءٌ عن عُبَيْدِ بنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قالَ [فِيهَا]: فانْطَلَقَ بِأَبِي سَعِيدٍ فَشَهِدَ لَهُ فقَالَ: أَخَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ الله ﷺ!؟ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بالأَسْوَاقِ، وَلٰكِنْ تُسَلِّمُ مَا شِئْتَ وَلا تَسْتَأْذِنُ.

۵۱۸۲- جناب عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ ؓ نے حضرت عمر ؓ سے اجازت طلب کی۔ اور مذکورہ قصہ بیان کیا۔ اور اس میں ہے کہ وہ حضرت ابوسعید ؓ کو ساتھ لے کر گئے تو انہوں نے ان کے حق میں گواہی دی۔ تو حضرت عمر ؓ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مجھ سے مخفی رہا ہے؟ مجھے بازار کے تجارتی مشاغل نے مشغول رکھا۔ اور تم جب چاہو سلام کہہ کے آجایا کرو اور اجازت نہ مانگا کرو۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے ساتھ ہونے والے مناقشے کی اس اعزاز سے تلافی فرما دی اور انہیں خوش کر دیا۔ ② اور یہ فرمان رسول ﷺ پر عمل کرنے کی برکت تھی۔ ③ جب حضرت ابوموسیٰ ؓ جیسی جلیل القدر شخصیت سے فرمان رسول کے متعلق تحقیق کی جا سکتی ہے تو بعد کے ادوار میں آنے والے علماء ومشائخ اگر کوئی حدیث اور روایت پیش کریں تو اس کی تحقیق وتخریج بالا ولیٰ ہونی چاہیے۔

٥١٨٣- حَدَّثَنَا زَيْدُ بنُ أخْزَمَ: حَدَّثنا عَبْدُ الْقَاهِرِ بنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عن حُمَيْدِ بنِ هِلَالٍ، عن أَبِي بُرْدَةَ بنِ أَبِي مُوسٰى، عن أبيهِ، بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ، قالَ: فقال عُمَرُ لأبِي مُوسٰى: إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ، وَلٰكِنَّ الحديثَ عن رَسُولِ الله ﷺ شَدِيدٌ.

۵۱۸۳- جناب ابوبردہ نے اپنے والد حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مذکورہ قصہ روایت کیا۔ اس میں ہے کہ پھر حضرت عمر ؓ نے حضرت ابوموسیٰ ؓ سے کہا: بلاشبہ میں تم پر کسی طرح کی تہمت نہیں لگا رہا (کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔) لیکن رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کرنے کا معاملہ بڑا سخت (اور اہم) ہے۔

٥١٨٢ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، البيوع، باب الخروج في التجارة، ح: ٢٠٦٢، ومسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٣/٣٦ من حديث ابن جريج به.

٥١٨٣ـ **تخريج:** [صحيح] انظر الحديثين السابقين والآتي.

٥١٨٤ - حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عن مَالِكٍ، عن رَبِيعَةَ بنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ في هٰذَا: فقَالَ عُمَرُ لأبِي مُوسٰى أَمَا إنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلٰكِن خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُولِ الله ﷺ.

۵۱۸۴- جناب ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اور کئی ایک محدثین سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ پر کوئی تہمت نہیں لگا رہا' لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف ویسے ہی احادیث کی نسبت نہ کرنے لگیں۔

فائدہ: فتویٰ' خطبہ اور تحریر میں پیش کی جانے والی احادیث معتبر اور باحوالہ ہوں تو بہت بہتر ہے اور اصحاب الحدیث بحمداللہ تعالیٰ ہر دور میں یہی فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ کَثَّرَاللّٰهُ سَوَادَهُمْ.

٥١٨٥ - حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى وَهِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ المَعْنَى، - قالَ مُحَمَّدُ ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا - الْوَلِيدُ بنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الأوْزَاعِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ أَبِي كَثِيرٍ يَقُولُ: حدَّثني مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ أَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ عن قَيْسِ بنِ سَعْدٍ قالَ: زَارَنَا رَسُولُ الله ﷺ في مَنْزِلِنَا فقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله»، قالَ: فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، - فقَالَ قَيْسٌ: - فَقُلْتُ: أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ الله ﷺ فقَال: ذَرْهُ يُكْثِرْ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله»، فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا، ثُمَّ قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ

۵۱۸۵- حضرت قیس بن سعد (بن عبادہ) رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ملنے کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور (اجازت طلب کرتے ہوئے) فرمایا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ!'' (میرے والد) سعد نے آپ کو جواب دیا مگر ہلکی آواز سے۔ قیس کہتے ہیں' میں نے کہا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اجازت نہیں دیں گے؟ تو انہوں نے کہا۔ چھوڑو۔ انہیں ہم پر زیادہ سے زیادہ سلام کہنے دو۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' تو سعد نے ہلکی (آہستہ) آواز سے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' اور واپس جانے لگے۔ تو سعد پیچھے سے لپکے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور جواب بھی دے رہا تھا مگر ہلکی (اور

٥١٨٤ـ تخريج: [صحيح] وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٦٤ بطوله.

٥١٨٥ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٥٧، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣٢٥ عن محمد بن المثنٰى، وأحمد: ٣/ ٤٢١ عن الوليد بن مسلم به * في سماع محمد بن عبدالرحمٰن بن أسعد عن قيس بن سعد نظر، وله طريق ضعيف في عمل اليوم والليلة، ح: ٣٢٤.

الله»، ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ الله ﷺ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ الله! إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ، قال: فانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فاغْتَسَلَ، ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ فاشْتَمَلَ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ الله ﷺ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بنِ عُبَادَةَ». قَالَ: ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ الله ﷺ مِنَ الطَّعَامِ، فَلَمَّا أَرَادَ الانْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ، فَرَكِبَ رَسُولُ الله ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا قَيْسُ! اصْحَبْ رَسُولَ الله ﷺ، قَالَ قَيْسٌ: فَقَالَ لِي رَسُولُ الله ﷺ: «ارْكَبْ»، فَأَبَيْتُ، ثُمَّ قَالَ: «إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ»، قَالَ: فانْصَرَفْتُ.

آہستہ) آواز سے' تاکہ آپ (ہمیں) زیادہ سے زیادہ سلام کہیں (اور ہمیں آپ کی دعائیں حاصل ہوں)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ سے غسل کرنے کا کہا تو آپ نے غسل فرما لیا۔ پھر آپ کو زعفران یا ورس سے رنگی ہوئی چادر دی جو آپ نے لپیٹ لی۔ پھر آپ نے یہ کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بلند فرمائے: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ] ''اے اللہ! آل سعد بن عبادہ پر اپنی خاص برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ کھانا کھایا۔ جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو سعد نے گدھا قریب کر دیا جبکہ اس کی پیٹھ پر کپڑا ڈال دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہو گئے۔ تو حضرت سعد نے کہا: اے قیس! رسول اللہ کے ساتھ جاؤ۔ قیس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ۔'' مگر میں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا: ''یا تو سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ۔'' چنانچہ میں واپس آ گیا۔

قَالَ هِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ: عن مُحَمَّدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَسْعَدَ بنِ زُرَارَةَ.

ہشام ابو مروان نے یہ روایت محمد بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ سے بصیغۂ عن روایت کی ہے۔

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ عُمَرُ بنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَابنُ سَمَاعَةَ عن الأَوْزَاعِيِّ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرَا قَيْسَ بنَ سَعْدٍ.

امام ابوداود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالواحد اور ابن سماعہ نے یہ روایت اوزاعی سے مرسل روایت کی ہے اور ان دونوں نے قیس بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔

٥١٨٦- حَدَّثَنا مُؤَمَّلُ بنُ الْفَضْلِ

٥١٨٦- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت

٥١٨٦ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٩، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٧٨ من حديث بقية به، وصرح بالسماع المسلسل، وتابعه إسماعيل بن عياش * محمد بن عبدالرحمٰن هو الحميري الحمصي.

الْحَرَّانِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَن عَبْدِ الله بنِ بُسْرٍ قالَ : كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ، وَلٰكِن مِنْ رُكْنِهِ الأيْمَنِ أَوِ الأيْسَرِ وَيَقُولُ : «السَّلَامُ عَلَيْكُم، السَّلَامُ عَلَيْكُم»، وَذٰلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ تَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے پر جاتے تو اس کے بالکل سامنے کھڑے نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ دائیں یا بائیں جانب ہو کر کھڑے ہوتے اور فرماتے: ”السلام علیکم' السلام علیکم۔“ اور ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① دروازے پر آنے والے کو چاہیے کہ اس کی دائیں یا بائیں جانب ہو کر کھڑا ہو' تاکہ گھر والوں پر نظر نہ پڑے۔ ② جب رسول اللہ ﷺ جیسی اہم اور محبوب شخصیت اجازت لینے کا اہتمام کرتی تھی تو دوسروں کو بطریق اولیٰ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

(المعجم . . .) - باب الرَّجُلِ يَسْتَأْذِنُ بِالدَّقِّ (التحفة ١٣٩)

باب:...... دستک دے کر اجازت لینا

٥١٨٧ - حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ عن شُعْبَةَ، عن مُحَمَّدِ بنِ الْمُنْكَدِرِ، عن جَابِرٍ؛ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ في دَيْنِ أَبِيهِ: فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقُلْتُ: أنَا. قالَ. «أنَا، أنَا»، كَأَنَّهُ كَرِهَهُ.

۵۱۸۷- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے قرضے کے سلسلے میں نبی ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تو میں نے دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا: ”کون ہے؟“ میں نے جواب میں کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”میں ہوں۔ میں ہوں۔“ گویا آپ نے اس انداز کو ناپسند فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① دروازہ کھٹکھٹانا بھی اجازت طلب کرنے کے معنی میں ہے اور صحیح ہے اور پھر کسی کے سامنے آنے پر السلام علیکم کہے۔ ② دستک کے جواب میں دستک دینے والے آدمی کو اپنا نام یا عرف بتانا چاہیے ”میں میں“ کہنا خلاف ادب اور ناکافی تعارف ہے۔

٥١٨٧ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال من ذا فقال: أنا، ح: ٦٢٥٠، ومسلم، الآداب، باب كراهة قول المستأذن أنا إذا قيل من هٰذا، ح: ٢١٥٥ من حديث شعبة به.

(المعجم . . .) - **باب دَقِّ الْبَابِ عِنْدَ الاِسْتِئْذَانِ** (التحفة . . .)

باب:...... اجازت لینے کے لیے دروازہ کھٹکھٹانے کا بیان

٥١٨٨- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ أَيُّوبَ يَعْنِي المَقَابِرِيَّ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابنَ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عَمْرٍو عن أبِي سَلَمَةَ، عن نَافِعِ بنِ عَبْدِ الْحَارِثِ، قالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى دَخَلْتُ حَائِطًا فقَالَ لِي: «أَمْسِكِ الْبَابَ»، فَضُرِبَ الْبَابُ، فقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ وَسَاقَ الحدِيثَ.

قالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ قالَ فِيهِ: فَدَقَّ الْبَابَ.

٥١٨٨-حضرت نافع بن عبدالحارث ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا حتی کہ ایک باغ میں داخل ہوا۔تو آپ نے مجھ سے فرمایا:"دروازے کو (اندر سے) روکے رکھو (اسے کھولنا نہیں۔)" پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔(باہر سے کسی نے دستک دی) تو میں نے پوچھا: کون ہے؟ اور حدیث بیان کی۔

امام ابوداود ؒ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ والی حدیث ہے۔راوی نے اس میں کہا: تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

فائدہ: امام ابوداود ؒ کی محولہ حدیث وہ ہے جو صحیح مسلم میں فضائل عثمان ؓ کے ضمن میں مروی ہے۔(صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حديث:٢٤٠٣)

(المعجم ١٢٨، ١٢٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُدْعَى أَيَكُونُ ذٰلِكَ إِذْنَهُ** (التحفة ١٤٠)

باب:١٢٨، ١٢٩- جب آدمی کو بلوایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ چلا آئے تو کیا یہ اجازت کے ہم معنی ہے؟

٥١٨٩- **حَدَّثَنا** مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن حَبِيبٍ وَهِشَامٍ، عن مُحَمَّدٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ».

٥١٨٩-سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:"کسی کو بلانے کے لیے آدمی کا بھیجا جانا، اس (آنے والے) کے لیے اجازت (کے معنی میں) ہے۔"

٥١٨٨- **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨١٣٢ من حديث إسماعيل بن جعفر، وأحمد: ٣/٤٠٨ من حديث محمد بن عمرو الليثي به.

٥١٨٩- **تخريج:** [صحيح] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٧٦ عن موسى بن إسماعيل به.

٥١٩٠ - حَدَّثَنا حُسَيْنُ بنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الأعْلَى: حَدَّثَنا سَعِيدٌ عن قَتَادَةَ، عن أبي رَافِعٍ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «إذَا دُعِيَ أحَدُكُم إلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فإنَّ ذٰلِكَ لَهُ إذْنٌ».

۵۱۹۰-سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ بلانے والے کے ساتھ چلا آئے تو یہی اس کے لیے اجازت ہے۔"

قال أبُو دَاوُدَ: يُقَالُ قَتَادَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أبي رافِعٍ شَيْئًا.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ قتادہ نے ابورافع سے کچھ نہیں سنا ہے۔

فائدہ: احوال وظروف کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا دوبارہ اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب پردے کا معاملہ نہ ہو یا خاص مجلس نہ ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ ورنہ مستورات کی وجہ سے اطلاع تو دینی ہوگی۔

(المعجم ١٢٩، ١٣٠) - بَابٌ: فِي الاستِئْذَانِ فِي الْعَوْرَاتِ الثَّلَاثِ (التحفة ١٤١)

باب:۱۲۹'۱۳۰-پردے کے تین اوقات میں اجازت لینے کا بیان

٥١٩١ - حَدَّثَنا ابنُ السَّرْحِ قالَ: حَدَّثَنَا؛ ح: وحَدَّثَنا ابنُ الصَّبَّاحِ بنِ سفْيَانَ وَابنُ عَبْدَةَ - وَهٰذَا حَدِيثُهُ - قالَا: أخبرنا سُفيَانُ عن عُبَيْدِ الله بنِ أبي يَزِيدَ؛ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا أكْثَرُ النَّاسِ آيَةُ الإذْنِ، وإنِّي لآمُرُ جَارِيَتِي هٰذِهِ تَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ.

۵۱۹۱-جناب عبیداللہ بن ابویزید سے روایت ہے' انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا' وہ کہتے تھے کہ اکثر لوگ (سورۂ نور میں وارد آیت:۵۸) اجازت طلب کرنے والی آیت پر (کماحقہ) ایمان نہیں لائے' حالانکہ میں اپنی اس لونڈی کو کہتا ہوں کہ میرے پاس آتے ہوئے بھی اجازت لیا کرے۔

٥١٩٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠٧٥ من حديث عبدالأعلى بن عبدالأعلى به، وعلقه في صحيحه قبل، ح:٦٢٤٦، ورواه أحمد:٢/ ٥٣٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، والحديث السابق شاهد له * قتادة عنعن.

٥١٩١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * سفيان بن عيينة كان يدلس عن الضعفاء والثقات والمدلسين وغيرهم، وعنعن، وحديث عطاء لعله الذي أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠٦٣ بإسناد صحيح عنه وفيه "فالإذن واجب على الناس كلهم"، وللأثر طرق عند ابن أبي حاتم وابن جرير وغيرهما.

قال أبو داوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ عَطَاءٌ عن ابنِ عَبَّاسٍ، يَأمُرُ بِهِ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: عطاء نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے ہی روایت کیا ہے کہ وہ اس کا حکم دیا کرتے تھے۔

٥١٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عن عَمْرٍو يَعني ابنَ أَبِي عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ؛ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! كَيْفَ تَرَى في هٰذِهِ الآيَةِ الَّتِي أُمِرْنَا فِيهَا بِمَا أُمِرْنَا وَلَمْ يَعْمَلْ بِهَا أَحَدٌ، قَوْلُ الله تَعالَى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَـٰثَ مَرَّٰتٍ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ثَلَـٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم﴾ قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ إلى ﴿عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ [النور: ٥٨]. قال ابنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الله حَلِيمٌ، رَحِيمٌ بالمُؤْمِنِينَ، يُحِبُّ السَّتْرَ، وكَانَ النَّاسُ لَيْسَ لِبُيُوتِهِمْ سُتُورٌ وَلا حِجَالٌ فَرُبَّمَا دَخَلَ الْخَادِمُ أَوِ الْوَلَدُ أَوْ يَتِيمَةُ الرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ، فأَمَرَهُم الله بالاسْتِئْذَانِ في تِلْكَ الْعَوْرَاتِ، فَجَاءَهُم الله بالسُّتُورِ

٥١٩٢- جناب عکرمہ سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ اس آیت کریمہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ اس میں جو حکم ہمیں دیا گیا ہے اس پر کوئی عمل نہیں کرتا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ...... عَلَيْكُم﴾ ''اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے لونڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین اوقات میں تم سے اجازت لیں۔ نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کو جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں ان کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں یہ تمہارے پاس آنے جانے والے ہیں'' (عبداللہ بن مسلمہ) قعنبی نے آیت آخر تک یعنی ﴿عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ تک پڑھی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل حلیم ہے (برداشت کرتا ہے) اور مومنین پر رحم کرنے والا ہے اور پردے کو پسند کرتا ہے۔ (جب یہ آیت اتری) لوگوں کے گھروں میں پردے ہوتے تھے نہ اوٹیں ہوتی تھیں۔ بعض اوقات آدمی اپنی اہلیہ سے صحبت کر رہا ہوتا تو کوئی خادم آ جاتا یا بچہ یا یتیم بچی (جو گھر میں ہوتی تو یہ کیفیت از حد نامناسب ہوتی تھی) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان پردے کے اوقات میں اجازت لینے کا حکم دیا۔ تو اب اللہ نے ان کو پردے دے دیے ہیں اور خیر

٥١٩٢ـ تخريج: [حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٨/ ٢٦٣٢ من حديث عمرو بن أبي عمرو به، وصححه ابن كثير: ٣/ ٣١٥ وفي نسخة: ٦/ ٨٩، ٩٠.

وَالْخَيْرِ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَعْمَلُ بِذٰلِكَ بَعْدُ.

(فراخی) عنایت فرمادی ہے (تو اس وجہ سے) میں کسی کو اس پر عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھتا ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَحَدِيثُ عُبَيْدِ اللهِ وَعَطَاءٍ يُفْسِدُ هٰذَا الْحَدِيثَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا: (مذکورہ بالا روایت) عبیداللہ اور عطاء کی حدیث اس حدیث کے خلاف بنتی ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معاشرتی حالات میں تبدیلی کی وجہ سے اس طرح اجازت لینے کی ضرورت زیادہ پیش نہیں آتی تھی جیسے عہدِ رسالت میں معمول تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہے بلکہ یہ حکم محکم ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

أَبْوَابُ السَّلَامِ

السلام علیکم کہنے کے آداب

(المعجم ١٣٠، ١٣١) - باب إِفْشَاءِ السَّلَامِ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۳۰، ۱۳۱ - سلام عام کرنے کا حکم

٥١٩٣- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ أَبِي شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا الأعْمَشُ عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلَا أَدُلُّكُم عَلٰى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ: أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُم».

۵۱۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکو گے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ۔ اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں کہ اس پر عمل کرنے سے آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام بہت کیا کرو۔“

فوائد ومسائل: ① السلام علیکم کہنا، یعنی موقع بموقع سلام کہنے کو اپنی عادت بنالینا، اسلامی معاشرت کا اہم حصہ اور علامت ہے۔ ② سلام کہنے کو اگر معمول بنالیا جائے تو دوریاں ختم ہوتی اور قربتیں بڑھنے لگتی ہیں اور اجر وثواب مزید ملتا ہے بلکہ یہ ایمان کی تکمیل اور جنت میں داخلے کے استحقاق کا اثبات ہے۔

٥١٩٤- حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ:

۵۱۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

٥١٩٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون . . . الخ، ح: ٥٤ من حديث الأعمش به.

٥١٩٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، الإيمان، باب إفشاء السلام من الإسلام، ح:٢٨، ومسلم، الإيمان، باب ◀◀

حدثنا اللَّيْثُ عن يَزِيدَ بنِ أَبِي حَبِيبٍ، عن أَبِي الْخَيْرِ، عن عَبْدِ الله بنِ عَمْرٍو؛ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ الله ﷺ: أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قال: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کون سا اسلام (اسلام کی کون سی خصلت) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہارا کھانا کھلانا اور سلام کہنا اسے' جسے تم پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔''

(المعجم ١٣١، ١٣٢) - **بَابٌ: كَيْفَ السَّلَامُ** (التحفة ١٤٣)

باب: ۱۳۱، ۱۳۲ - سلام کس طرح کہے؟

٥١٩٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ قال: أخبرنا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ عن عَوْفٍ، عن أَبِي رَجَاءٍ عن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ قال: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ، فقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَشْرٌ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فقَالَ: «عِشْرُونَ»، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فقَالَ: «ثَلَاثُونَ».

۵۱۹۵- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا: ''السلام علیکم'' آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''دس۔'' پھر دوسرا آدمی آیا اور اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آپ نے اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ''بیس۔'' پھر ایک اور آیا تو اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا اور وہ بیٹھ گیا' تو آپ نے فرمایا: ''تیس۔''

فائدہ: سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیاں ملتی ہیں' یعنی جو صرف [السلام علیکم] کہے اسے دس' جو اس پر [وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] کا اضافہ کرے اسے بیس اور جو [وَبَرَكَاتُهُ] کا کلمہ بھی ملائے اسے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

٥١٩٦ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بنُ سُوَيْدٍ

۵۱۹۶- جناب سہل اپنے والد (معاذ بن انس) سے

◄◄ بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ح: ٣٩ عن قتيبة به.

٥١٩٥ـ **تخريج:** [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ما ذكر في فضل السلام، ح: ٢٦٨٩ عن محمد بن كثير به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٥١٩٦ـ **تخريج:** [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨٢/٢٠ من حديث ابن أبي مريم به، ولم يشك، ►►

الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي مَرْيَمَ قالَ: أَظُنُّ أَنِّي سَمِعْتُ نَافِعَ بنَ يَزِيدَ قالَ: أخبرني أَبُو مَرْحُومٍ عن سَهْلِ بنِ مُعَاذِ بنِ أَنَسٍ، عن أَبِيهِ عن النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْناهُ، زَادَ: ثُمَّ أَتَى آخَرُ فقالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ، فقَال: «أَرْبَعُونَ»: قالَ: «هٰكَذَا تكُونُ الْفَضَائِلُ».

انہوں نے نبی ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی روایت کیا۔ اس میں اضافہ ہے کہ پھر ایک (چوتھا آدمی) آیا تو اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ'' تو آپ نے فرمایا: ''چالیس (چالیس نیکیاں ملیں۔) اور نیکیاں ایسے ہی بڑھتی ہیں۔''

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے سلام کرنے والے کو صرف ''وَ بَرَكَاتُهُ'' تک ہی کہنا چاہیے' البتہ جواب دینے والے کے لیے ''وَ مَغْفِرَتُهُ'' کا اضافہ جائز ہے۔ جیسے کہ حدیث میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہمیں سلام کرتے' تو ہم جواب میں ''وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ مَغْفِرَتُهُ'' کہتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة: ٣/ ٤٣٣' حدیث: ١٤٤٩)

(المعجم ١٣٢، ١٣٣) - بَابٌ: فِي فَضْلِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ (التحفة ١٤٤)

باب: ١٣٢' ١٣٣- سلام کہنے میں سبقت کی فضیلت

٥١٩٧- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عن أَبِي خَالِدٍ وَهْبٍ، عن أَبِي سُفْيَانَ الْحِمْصِيِّ، عن أَبِي أُمَامَةَ قال: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بالله تَعَالَى مَنْ بَدَأَهُمْ بالسَّلَامِ».

٥١٩٧- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں سلام کہنے میں ابتدا کرے۔''

فائدہ: سلام کہنے میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے مگر درج ذیل آداب کو پیش نظر رکھا جائے۔

وله شاهد في التاريخ الكبير للبخاري: ١/ ٣٣٠، وسنده ضعيف * فيه محمد بن حميد الرازي الراوي عن إبراهيم بن المختار، وهو ضعيف.

٥١٩٧- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٧٨٧ من حديث أبي داود به، وحسنه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ١٦٢٤.

(المعجم ١٣٣، ١٣٤) - **باب مَنْ أَوْلَى بِالسَّلَامِ؟** (التحفة ١٤٥)

باب:۱۳۳، ۱۳۴- پہلے سلام کون کہے؟

٥١٩٨- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن هَمَّامِ بنِ مُنَبِّهٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ».

۵۱۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو' گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔''

٥١٩٩- **حَدَّثَنا** يَحْيَى بنُ حَبِيبِ بنِ عَرَبِيٍّ: أخبرنا رَوْحٌ: حَدَّثَنا ابنُ جُرَيْجٍ: أخبرني زِيَادٌ؛ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ؛ أَنَّه سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى المَاشِي» ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

۵۱۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار آدمی پیدل کو سلام کہے۔'' پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

فائدہ: دین اسلام' ادب واحترام کا دین ہے۔ اس میں ہر عمل کا ادب اور طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ تمام اہل ایمان کو ان پر کاربند رہنا چاہیے۔

(المعجم ١٣٤، ١٣٥) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يُفَارِقُ الرَّجُلَ ثُمَّ يَلْقَاهُ أَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ** (التحفة ١٤٦)

باب:۱۳۴، ۱۳۵- دو آدمی جدا ہوں اور پھر ملیں تو بھی سلام کہیں (خواہ جدائی تھوڑی ہی دیر کی ہو)

٥١٩٨- **تخريج:** أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: تسليم القليل على الكثير، ح: ٦٢٣١ من حديث معمر به، وهو في جامعه: ١٠/٣٨٨، ح: ١٩٤٤٥، وصحيفة همام، ح: ٥٠، ومسند أحمد: ٢/٣١٤، وصححه البغوي في شرح السنة، ح: ٣٣٠٣.

٥١٩٩- **تخريج:** أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: يسلم الماشي على القاعد، ح: ٦٢٣٣، ومسلم، السلام، باب: يسلم الراكب على الماشي والقليل على الكثير، ح: ٢١٦٠ من حديث روح بن عبادة به.

٥٢٠٠ - حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مُعَاوِيَةُ بنُ صَالحٍ عن أبِي مُوسٰى، عن أبِي مَرْيَمَ، عن أبِي هُرَيْرَةَ قالَ: إذَا لَقِيَ أحَدُكُم أخاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فإنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أوْ جِدَارٌ أوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أيْضًا.

۵۲۰۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔ پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت' دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر دوبارہ ملے' تو بھی سلام کہے۔

قال مُعَاوِيَةُ: وَحدَّثني عَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ بُخْتٍ عن أبِي الزِّنَادِ، عن الأعْرَجِ، عن أبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ مِثْلَهُ سَوَاءً.

جناب معاویہ (بن صالح) نے کہا: مجھے عبدالوہاب بن بُخت نے ابوزناد سے' اس نے اعرج سے' اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کی مثل روایت کیا۔

٥٢٠١ - حَدَّثَنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنا أسْوَدُ بنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنا حَسَنُ بنُ صَالِحٍ عن أبِيهِ، عن سَلَمَةَ بنِ كُهَيْلٍ، عن سَعِيدِ بنِ جُبَيْرٍ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، عن عُمَرَ: أنَّهُ أتَى النَّبيَّ ﷺ وَهُوَ في مَشْرَبَةٍ لَهُ فقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ الله!، السَّلَامُ عَلَيْكُم، أيَدْخُلُ عُمَرُ.

۵۲۰۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ اپنے حجرے میں تھے۔ انہوں نے کہا: السلام عليك يا رسول الله. السلام عليكم. کیا عمر اندر آ سکتا ہے؟

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی اور دوسری بار اجازت طلب کی تو نہ ملی پھر طلب کی تو مل گئی۔ اس وقفے میں آپ بار بار السلام علیکم کہتے رہے ہیں۔

٥٢٠٠- تخريج: [صحيح] * رواه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٠١٠ من حديث معاوية بن صالح به، ولم يذكر أبا موسٰى في السند، وأبو موسٰى هٰذا مجهول، وله شواهد عند ابن السني في عمل اليوم والليلة، ح:٢٤٥، والطبراني في الأوسط، ح:٧٩٨٣ وغيرهما، وانظر نيل المقصود:٣/١٠٧٨.

٥٢٠١- تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح:١٠١٥٣، وعمل اليوم والليلة، ح:٣٢١ من حديث أسود بن عامر به.

(المعجم ١٣٥، ١٣٦) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ** (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۳۵، ۱۳۶- بچوں کو سلام کہنا

٥٢٠٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ يَعْني ابنَ المُغِيرَةِ عن ثَابِتٍ قالَ: قالَ أَنَسٌ: أَتَى رَسُولُ الله ﷺ عَلَى غِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

۵۲۰۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے جبکہ وہ کھیل رہے تھے تو آپ نے ان کو سلام کہا۔

٥٢٠٣- حَدَّثَنَا ابنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْني ابنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قالَ: قالَ أَنَسٌ: انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا غُلَامٌ في الْغِلْمَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فأَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ وَقَعَدَ في ظِلِّ جِدَارٍ، أَوْ قالَ: إِلَى جِدَارٍ، حَتَّى رَجَعْتُ إِلَيْهِ.

۵۲۰۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ میں لڑکوں میں سے ایک لڑکا تھا۔ پس آپ نے ہمیں السلام علیکم کہا۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک پیغام دینے کے لیے بھیج دیا۔ اور خود ایک دیوار کے سائے میں...... یا کہا...... دیوار کے ساتھ ہو کر بیٹھ رہے حتی کہ میں آپ کے پاس واپس آ گیا۔

فوائد ومسائل: ① بچوں کو بھی سلام کہنا چاہیے۔ اس میں بڑے آدمی کے لیے کوئی ہتک والی بات نہیں، بلکہ بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے ساتھ اُنس وپیار کا اظہار ہے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی بابت کہا ہے کہ اس روایت میں مذکور [وَقَعَدَ فِي ظِلِّ جِدَارٍ......] کے الفاظ صحیح نہیں ہیں، باقی روایت صحیح ہے۔

(المعجم ١٣٦، ١٣٧) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ** (التحفة ١٤٨)

باب: ۱۳۶، ۱۳۷- عورتوں کو سلام کہنا

٥٢٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۵۲۰۴- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

٥٢٠٢ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠١٦٣، وعمل اليوم والليلة، ح: ٣٣١ من حديث سليمان بن المغيرة به، ورواه البخاري، ح: ٦٢٤٧، ومسلم، ح: ٢١٦٨ من حديث ثابت البناني به.

٥٢٠٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب السلام على الصبيان والنساء، ح: ٣٧٠٠ من حديث حميد الطويل به مختصرًا * حميد عنعن، وحديث مسلم: ٢٤٨٢ يغني عنه.

٥٢٠٤ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب السلام على الصبيان والنساء، ح: ٣٧٠١ عن

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ عن ابنِ أَبِي حُسَيْنٍ؛ سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ: أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدَ: مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ في نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

کہ نبی ﷺ ہم عورتوں کی جماعت پر گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔

فائدہ: اجنبی عورتوں کو جہاں فتنے اور شبہے کا اندیشہ نہ ہو، سلام کہنا سنت ہے۔ بالخصوص قوم کے بڑوں اور بزرگوں کے لیے یہ ایک مستحب عمل ہے۔

(المعجم ١٣٧، ١٣٨) - **بَابٌ: فِي السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ** (التحفة ١٤٩)

باب: ۱۳۷-۱۳۸- ذمیوں (کافروں) کو سلام

٥٢٠٥- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن سُهَيْلِ بنِ أَبِي صَالِحٍ قال: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ، فقالَ أَبِي: لا تَبْدَءُوهُمْ بالسَّلَامِ، فإِنَّ أَبا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عن رَسُولِ الله ﷺ قال: «لا تَبْدَءُوهُمْ بالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ في الطَّرِيقِ فاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ».

۵۲۰۵- جناب سہیل بن ابوصالح نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف گیا تو لوگ عیسائیوں کے عبادت خانوں پر سے گزرے، تو انہیں سلام کہتے تھے۔ میرے والد نے کہا: انہیں سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو، اس لیے کہ حضرت ابوہریرہ ؓ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے: ''ان لوگوں (کافروں) کو سلام کہنے میں ابتدا نہ کرو اور جب تم انہیں راستے میں ملو تو انہیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

فائدہ: اس انداز میں دین اسلام اور اہل اسلام کی رفعت اور بلندی کا اظہار ہے۔

٥٢٠٦- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابنَ مُسْلِمٍ عن

۵۲۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی جب تمہیں سلام کہتے

◀◀ أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/٤٤٦، ٤٤٧، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٩٧، ورواه مهاجر الأنصاري عن أسماء بنت يزيد به.

٥٢٠٥- **تخريج**: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ٢١٦٧ من حديث شعبة به.

٥٢٠٦- **تخريج**: [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، ح: ٦٢٥٧، ومسلم، ح: ٢١٦٤ من حديث عبدالله بن دينار به.

عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، عن عَبْدِ الله بنِ عُمَرَ أَنَّهُ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْيَهُودَ، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ، فإِنَّمَا يَقُولُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

ہیں تو (لفظ)[اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ] بولتے ہیں (تم پرموت آئے) تو تم انہیں جواب میں[وَعَلَيْكُمْ] کہا کرو۔ (جو تم نے کہا ہے وہ تمھی پر ہو۔'')

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ، وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عن عَبْدِ الله بنِ دِينَارٍ قالَ فِيهِ: «وَعَلَيْكُمْ».

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام مالک اور ثوری نے عبداللہ بن دینار سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس میں کہا:[وَعَلَيْكُمْ]

٥٢٠٧- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ مَرْزُوقٍ: أخبرنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن أَنَسٍ؛ أَنَّ أَصحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قالوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ؟ قالَ: [«قولوا: وعليكم»].

۵۲۰۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) ہمیں سلام کہتے ہیں تو ہم انہیں کس طرح جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم انہیں[وَعَلَيْكُمْ] کہا کرو۔'' ([السلام] کا لفظ نہ بولا کرو۔)

قالَ أَبُو دَاوُدَ: وكَذٰلِكَ رِوَايَةُ عَائِشَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي بَصْرَةَ يَعني الْغِفَارِيَّ.

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدہ عائشہ' ابوعبدالرحمٰن جہنی اور ابوبصرہ غفاری کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

فائدہ: دیگر بعض احادیث میں کفار کے سلام کے جواب میں صرف ''علیکم'' آیا ہے یعنی ''واو'' کے بغیر۔

(المعجم ١٣٨، ١٣٩) - بَابٌ: فِي السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ (التحفة ١٥٠)

باب:۱۳۸'۱۳۹- مجلس سے اٹھتے ہوئے سلام کہنا

٥٢٠٨- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ

۵۲۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٥٢٠٧ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام ... الخ، ح:٢١٦٣ من حديث شعبة به، ورواه البخاري، ح:٦٢٥٨ من حديث أنس به * حديث عائشة رواه البخاري، ح:٦٠٢٤، ومسلم، ح:٢١٦٥ وحديث أبي عبدالرحمٰن الجهني رواه ابن ماجه، ح:٣٦٩٩، وحديث أبي بصرة الغفاري رواه أحمد:٦/٣٩٨، والنسائي في الكبرٰى، ح:١٠٢٢٠، والبخاري في الأدب المفرد، ح:١١٠٢.

٥٢٠٨ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في التسليم عند القيام وعند القعود،◄◄

ومُسَدَّدٌ قالَا: حَدَّثَنا بِشْرٌ يَعْنِيَانِ ابنَ المُفَضَّلِ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن المَقْبُرِيِّ، قالَ مُسَدَّدٌ: سَعِيدُ بنُ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسولُ الله ﷺ: «إذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى المَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ، فإذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ، فلَيْسَتِ الأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے تو چاہیے کہ سلام کہے اور جب وہاں سے اٹھنا چاہے تو بھی سلام کہے۔ پہلی دفعہ سلام کہنا دوسری دفعہ کے مقابلے میں کوئی زیادہ اہم نہیں ہے۔''

فائدہ: مجلس میں پہنچنے اور واپس جانے پر دونوں بار سلام کہنا واجب ہے۔ یہ نہیں کہ پہلی بار تو واجب ہو اور واپسی کے وقت کوئی لازم نہ ہو۔

(المعجم ١٣٩، ١٤٠) - باب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ (التحفة ١٥١)

باب:۱۳۹، ۱۴۰- ''علیک السلام'' کہنا مکروہ ہے

٥٢٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ عن أَبِي غِفَارٍ، عن أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ قال: أَتَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ فَقُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ الله! قالَ: «لا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ؛ فإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ المَوْتَى».

۵۲۰۹- حضرت ابوجُری ھجیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو میں نے کہا: [عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!] آپ نے فرمایا: یہ لفظ [عَلَيْكَ السَّلَامُ] مت بولو' یہ مُردوں کا سلام ہے۔''

فائدہ: سلام کی ابتدا کرنے والا [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ یا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ] کہے اور جواب دینے والا [وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ یا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] کہے یعنی اس میں حرف واو کا اضافہ ہو۔ صرف ''عَلَيْكَ السَّلَامُ'' ابتدا کرنے میں یا جواب دینے میں کسی طرح صحیح نہیں۔

ح: ٢٧٠٦ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٠٠٨، وقال الترمذي: "حسن".

٥٢٠٩- تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٨٤؛ وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٨٨٥ من حديث أبي داود به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٠٣، ٢٠٤، ٤٢٩.

(المعجم ١٤٠، ١٤١) - **باب مَا جَاءَ فِي رَدِّ وَاحِدٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ** (التحفة ١٥٢)

٥٢١٠- **حَدَّثنا** الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنا عَبْدُ المَلِكِ بنُ إبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ خَالِدٍ الْخُزَاعِيُّ: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ الْفَضْلِ: حدثنا عُبَيْدُ الله بنُ أبي رَافِعٍ عن عَلِيِّ بنِ أبي طَالِبٍ، - قالَ أَبُو دَاوُدَ: رَفَعَهُ الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ - قالَ: «يُجْزِىءُ عنِ الْجَماعَةِ إذَا مَرُّوا أنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ، وَيُجْزِىءُ عن الْجُلُوسِ أنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ».

باب: ۱۴۰، ۱۴۱- جماعت میں سے ایک آدمی کا جواب دینا بھی کافی ہے

۵۲۱۰- امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... امام ابوداود کہتے ہیں کہ ان کے شیخ حسن بن علی نے اس روایت کو مرفوع ذکر کیا...... فرمایا کہ ایک جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے کسی ایک کا سلام کہہ دینا کافی ہے۔ اور بیٹھے ہوئے (لوگوں) میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو کافی ہے۔

فائدہ: بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیے: (الصحیحة، حدیث: ۱۱۴۸، ۱۴۱۲)

(المعجم ١٤١، ١٤٢) - **بَابٌ: فِي الْمُصَافَحَةِ** (التحفة ١٥٣)

٥٢١١- **حَدَّثَنا** عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا هُشَيْمٌ عن أَبِي بَلْجٍ، عن زَيْدٍ أبي الْحَكَمِ الْعَنَزِيِّ، عن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «إذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا الله وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا».

باب: ۱۴۱، ۱۴۲- مصافحہ کرنے کا بیان

۵۲۱۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمانوں کی ملاقات ہوتی ہے اور وہ مصافحہ کرتے ہیں' اللہ کی حمد بیان کرتے اور اس سے بخشش مانگتے ہیں' تو اللہ عزوجل ان دونوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

٥٢١٢- **حَدَّثَنا** أَبُو بَكْرِ بنُ أبي شَيْبَةَ:

۵۲۱۲- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

٥٢١٠- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه أبويعلى: ١/ ٣٤٥، ح: ٤٤١ من حديث سعيد بن خالد به، وهو ضعيف (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١١- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٩٩ من حديث أبي داود به * زيد العنزي لا يعرف، لم يوثقه غير ابن حبان، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١٢- **تخريج**: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب المصافحة، ح: ٣٧٠٣ عن أبي بكر بن أبي ◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ عن الأَجْلَحِ، عن أبي إِسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إلا غُفِرَ لَهُمَا، قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا».

ﷺ نے فرمایا: جو کوئی دو مسلمان ملاقات کرتے اور پھر مصافحہ کرتے ہیں' تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کی مغفرت فرمادی جاتی ہے۔"

فائدہ: یہ روایت بعض محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' حدیث:٥٢٥) مسلمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ خوش دلی سے ملنا اور مصافحہ کرنا آپس میں محبت کے اضافے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش کا ذریعہ ہے۔ مصافحہ ایک مسنون اور مستحب عمل ہے۔

٥٢١٣- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا حُمَيْدٌ عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ قال: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ، قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ».

۵۲۱۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اہل یمن آئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تحقیق اہل یمن تمہارے پاس آ گئے ہیں۔ اور یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصافحے کا عمل شروع کیا۔"

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کا دوسرا جملہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدرج ہے۔

(المعجم ١٤٢، ١٤٣) - بَابٌ: فِي الْمُعَانَقَةِ (التحفة ١٥٤)

باب:۱۴۲'۱۴۳- گلے ملنے کا بیان

٥٢١٤- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ: أخبرنا أَبُو الْحُسَيْنِ يَعْنِي خَالِدَ بنَ ذَكْوَانَ عن أَيُّوبَ بنِ بُشَيْرِ بنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ، عن رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ أَنَّهُ قالَ لأَبِي ذَرٍّ حَيْثُ سُيِّرَ مِنَ الشَّامِ: إنِّي أُرِيدُ أَنْ

۵۲۱۴- جناب ایوب بن بُشیر بن کعب عدوی' بنوعنزہ کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ انہیں شام سے روانہ کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اگر راز

◄◄ شيبة به، وهو في المصنف: ٨/٤٣١، ورواه الترمذي، ح: ٢٧٢٧، وسنده ضعيف * أبوإسحاق عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

٥٢١٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٢، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٦٧ من حديث حماد بن سلمة به * حميد الطويل عنعن، وقوله "وهم أول من جاء بالمصافحة" مدرج من قول أنس رضي الله عنه.

٥٢١٤ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٢ من حديث حماد بن سلمة به، * أيوب بن بشير مستور، ورجل من عنزة مجهول.

أَسْأَلُكَ عَنْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِذًا أُخْبِرَكَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ سِرًّا، قُلْتُ: إِنَّهُ لَيْسَ بِسِرٍّ، هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَافِحُكُمْ إِذَا لَقِيتُمُوهُ؟ قَالَ: مَا لَقِيتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِي وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِي أَهْلِي، فَلَمَّا جِئْتُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ، فَالْتَزَمَنِي، فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَدَ وَأَجْوَدَ.

کی بات نہ ہوئی تو میں بتا دوں گا۔ میں نے کہا: کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو کیا رسول اللہ ﷺ تم لوگوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں جب بھی آپ ﷺ سے ملا' آپ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ اور ایک دن آپ نے مجھے بلوایا' مگر میں گھر میں نہیں تھا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے آپ کے بلاوے کا بتایا گیا۔ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنی چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ تو آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور یہ (میرے لیے) عمدہ' بہت عمدہ بات تھی۔

فائدہ: اس روایت سے معانقے کا اثبات نہیں ہوتا' کیونکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اسی طرح ایک روایت سنن ترمذی میں ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہ ؓ مدینہ آئے اور آ کر رسول اللہ ﷺ سے ملے' تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معانقہ فرمایا اور انہیں بوسہ دیا' یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ (ضعیف الترمذی' حدیث: ۲۷۳۲' باب ماجاء فی المعانقة والقبلة) بظاہر کوئی صحیح مرفوع حدیث اس سلسلے میں ثابت نہیں' البتہ حضرت انس ؓ کا یہ اثر صحیح سند سے منقول ہے جس میں انہوں نے صحابہ کا یہ عمل بیان کیا ہے کہ جب وہ آپس میں ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب وہ سفر سے آتے' تو باہم معانقہ کرتے (بغل گیر ہوتے۔) (الترغیب' الادب' رقم: ۲۷۱۹' بتحقیق الألبانی والصحیحة' رقم: ۲۶۴۷)

(المعجم ١٤٣، ١٤٤) - بَابٌ: فِي الْقِيَامِ (التحفة ١٥٥)

باب: ۱۴۳' ۱۴۴- تعظیم کے لیے کھڑے ہونا

٥٢١٥- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ؛ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ لَمَّا

۵۲۱۵- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ نے جب حضرت سعد (بن معاذ) ؓ کا فیصلہ قبول کر لینے پر اتفاق کر لیا تو آپ نے حضرت سعد ؓ کو بلوایا' وہ ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر آئے' تو

٥٢١٥ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب قول النبي ﷺ: "قوموا إلى سيدكم"، ح: ٦٢٦٢، ومسلم، الجهاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد . . . الخ، ح: ١٧٦٨ من حديث شعبة به.

نَزَلُوا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ أَقْمَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ» أَوْ «إِلٰى خَيْرِكُمْ»، فَجَاءَ حَتَّى قَعَدَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ.

نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف یا اپنے افضل کی طرف بڑھو۔'' تو وہ (سعد) آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔

٥٢١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عن شُعْبَةَ بِهٰذَا الحدِيثِ قالَ: فلمَّا كَانَ قَرِيبًا مِنَ المَسْجِدِ قالَ لِلأَنْصَارِ: «قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ».

۵۲۱۶- جناب شعبہ نے یہ روایت بیان کی۔ کہا کہ جب وہ مسجد کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے انصاریوں سے فرمایا: ''اپنے سردار کی طرف بڑھو۔''

فوائد و مسائل: ① 'قُومُوا' کے لفظی معنی ہیں ''کھڑے ہو'' لیکن یہاں سیاق کے اعتبار سے اس کے معنی ہیں ''آگے بڑھو۔'' بنابریں اپنے سردار اور بڑے کی تعظیم بجالانا شرعی حق ہے۔ ② آگے بڑھ کر استقبال' سلام' مصافحہ یا حسب احوال معانقہ جائز ہے۔ ③ لیکن عجمی انداز میں تعظیم کرنا کہ کوئی بڑا آئے اور بیٹھے ہوئے لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جائیں' پھر جب وہ اجازت دے یا بیٹھ جائے تو دوسرے لوگ بیٹھیں' سراسر ناجائز ہے۔ سیدنا سعد ؓ کے لیے جو فرمایا گیا' تو وہ آگے بڑھ کر استقبال کرنا اور انہیں سواری سے اترنے میں مدد دینا تھا' جیسے مسند احمد کی روایت میں ہے کہ [قُومُوا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوهُ] (مسند احمد: ۶/۱۴۲)

٥٢١٧ - حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابنُ بَشَّارٍ قالَا: حَدَّثَنَا عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ قالَ: أخبرنا إِسْرَائِيلُ عن مَيْسَرَةَ بنِ حَبِيبٍ، عن المِنْهَالِ بنِ عَمْرٍو، عن عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عن أُمِّ المؤْمِنِينَ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا

۵۲۱۷- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ اپنی عادات' چال چلن اور بات چیت میں سیدہ فاطمہ ؓ سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہو...... حسن بن علی کی روایت میں [حَدِيثاً وَّ كَلاماً] کے لفظ وارد ہیں۔ [اَلسَّمْتَ وَالْهَدْىَ وَالدَّلَّ] کے الفاظ نہیں ہیں...... جب وہ آپ کے ہاں

٥٢١٦ـ **تخريج**: أخرجه البخاري، المغازي، باب مرجع النبي ﷺ من الأحزاب ومخرجه إلى بني قريظة . . . الخ، ح: ٤١٢١، ومسلم عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق.

٥٢١٧ـ **تخريج**: [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة بنت محمد ﷺ رضي الله عنها، ح: ٣٨٧٢ عن محمد بن بشار به، وقال: "حسن غريب".

وَدَلًّا وَهَدْيًا وقالَ الحسَنُ: حَدِيثًا وَكَلَامًا، وَلَمْ يَذْكُرِ الحسَنُ السَّمْتَ وَالْهَدْيَ وَالدَّلَّ - بِرَسُولِ الله ﷺ مِنْ فَاطِمَةَ - كَرَّمَ الله وَجْهَهَا - كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قامَ إِلَيْهَا فأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا في مَجْلِسِهِ، وكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قامَتْ إِلَيْهِ فأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ في مَجْلِسِهَا.

آتیں تو آپ اٹھ کر ان کی طرف بڑھتے' ان کا ہاتھ پکڑتے' بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا لیتے اور (اسی طرح) جب آپ ان کے ہاں جاتے تو وہ اٹھ کر آپ کی طرف بڑھتیں' آپ کا ہاتھ پکڑتیں بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتیں۔"

(المعجم ١٤٤، ١٤٥) - **بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ** (التحفة ١٥٦)

باب:۱۴۴'۱۴۵-باپ کا اپنے بیٹے کو بوسہ دینا

٥٢١٨- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن أَبي سَلَمَةَ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ الأَقْرَعَ بنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ رَسُولَ الله ﷺ وَهُوَ يُقَبِّلُ حُسَيْنًا فقَالَ: إنَّ لِي عَشْرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا فَعَلْتُ هٰذَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ لا يَرْحَمْ لا يُرْحَمْ».

۵۲۱۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دے رہے تھے۔ تو اس نے کہا: تحقیق میرے دس بچے ہیں اور میں نے کسی کے ساتھ ایسے نہیں کیا۔ (کسی کو کبھی بوسہ نہیں دیا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"

فوائد ومسائل: ① اپنے بچوں کو بوسہ دینا فطری محبت وشفقت کا اظہار ہوتا ہے' باپ کے لیے جائز ہے کہ اپنی بیٹی کو بوسہ دے جیسے کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے' مگر بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس سے کتراتے ہیں جو بلاشبہ غیر فطری ہے۔ ② اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا اللہ عزوجل کی رحمت کا باعث ہے۔

٥٢١٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ:

۵۲۱۹- جناب عروہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ

٥٢١٨ـ تخريج: أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه وفضل ذٰلك، ح:٢٣١٨ من حديث سفيان، والبخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح:٥٩٩٧ من حديث الزهري به.

٥٢١٩ـ تخريج: [إسناده صحيح] * حماد: هو ابن سلمة، وهٰذا طرف من حديث الإفك، متفق عليه، البخاري، ح:٢٦٦١، ٤٧٥٠، ومسلم، ح:٢٧٧٠.

حَدَّثَنا حَمَّادٌ: حَدَّثَنا هِشَامُ بنُ عُرْوَةَ عن عُرْوَةَ؛ أَنَّ عَائِشَةَ قالَتْ: ثُمَّ قالَ - تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ: - «أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ! فإنَّ الله قَدْ أَنْزَلَ عُذْرَكِ»، وَقَرَأَ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ فقالَ أَبَوَايَ: قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ الله ﷺ، فَقلْتُ: أَحْمَدُ الله عَزَّ وَجَلَّ لَا إِيَّاكُمَا.

ؓ نے (واقعۂ افک کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے) کہا پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ خوشخبری ہو! اللہ عزوجل نے تیری براءت نازل فرما دی ہے۔'' اور اسے قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں' تو میرے ماں باپ نے مجھے کہا: اٹھو اور رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دو۔ تو میں نے کہا: میں اللہ عزوجل کی حمد کرتی ہوں' تم دونوں کی نہیں۔

فائدہ: بچوں کو بوسہ دینا اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کو بوسہ دینا جائز ہے۔

(المعجم ١٤٥، ١٤٦) - بَابٌ: فِي قُبْلَةِ مَا بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ (التحفة ١٥٧)

باب: ۱۴۵'۱۴۶- پیشانی پر بوسہ دینا

٥٢٢٠- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَلِيُّ بنُ مُسْهِرٍ عن أَجْلَحَ، عن الشَّعْبِيِّ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَقَّى جَعْفَرَ بنَ أَبِي طَالِبٍ فالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ.

۵۲۲۰- جناب شعبی ؒ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب ؓ سے ملے (جبکہ وہ سفر سے واپس آئے تھے) تو آپ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ بھی دیا۔

فائدہ: اس سے بڑے آدمی کو بوسہ دینے کا اثبات نہیں ہوتا' اس لیے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ١٤٦، ١٤٧) - بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الْخَدِّ (التحفة ١٥٨)

باب: ۱۴۶'۱۴۷- رخسار پر بوسہ دینا

٥٢٢١- حَدَّثَنا أَبُو بَكْرِ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا الْمُعْتَمِرُ عن إِيَاسِ بنِ دَغْفَلٍ قال: رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الحسَنِ، رَضِيَ الله عَنْهُ.

۵۲۲۱- جناب ایاس بن دغفل ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب ابونضرہ (منذر بن مالک) ؒ کو دیکھا کہ انہوں نے سیدنا حسن بن علی ؓ کے رخسار پر بوسہ دیا۔

٥٢٢٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٠١ من حديث أجلح به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ١٢، ١٠٦، ٤٣٣، السند مرسل، وللحديث شواهد ضعيفة، ذكرتها في تخريج التقبيل والمعانقة لابن الأعرابي، ح: ٣٨.

٥٢٢١ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٧/ ١٠١ من حديث أبي داود به، وقال: "يعني البصري رحمه الله" وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٣٤.

فائدہ: اظہار محبت میں، جہاں کوئی شبہے والی بات نہ ہو، دوسرے کے بچے کے رخسار پر بھی بوسہ دیا جا سکتا ہے۔

٥٢٢٢- حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بنُ سَالِمٍ: حَدَّثَنا إبْرَاهِيمُ بنُ يُوسُفَ عن أبِيهِ، عن أبِي إسْحَاقَ، عن الْبَرَاءِ قال: دَخَلْتُ مَعَ أبِي بَكْرٍ أوَّلَ مَا قَدِمَ المَدِينَةَ، فإذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أصَابَتْهَا حُمَّى، فأتَاهَا أبُو بَكْرٍ فقَالَ لَها: كَيْفَ أنْتِ يَابُنَيَّةُ؟ وَقَبَّلَ خَدَّهَا.

٥٢٢٢- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جبکہ یہ لوگ نئے نئے مدینہ آئے تھے، اور ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار کی وجہ سے لیٹی ہوئی تھی، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے قریب ہوئے اور پوچھا: بٹیا تمہارا کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار پر بوسہ بھی دیا۔

فائدہ: باپ اپنی بیٹی کو رخسار پر بوسہ دے، تو کوئی معیوب بات نہیں ہے۔

(المعجم ١٤٧، ١٤٨) - بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الْيَدِ (التحفة ١٥٩)

باب: ١٤٧، ١٤٨- ہاتھ پر بوسہ دینا

٥٢٢٣- حَدَّثَنا أحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ أبِي زِيَادٍ؛ أنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بنَ أبِي لَيْلَى حَدَّثَهُ؛ أنَّ عَبْدَ اللهِ ابنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ وَذَكَرَ قِصَّةً قال: فَدَنَوْنَا يَعْنِي مِنَ النَّبيِّ ﷺ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ.

٥٢٢٣- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قصہ بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

فائدہ: یہ روایت تو ضعیف ہے اور تفصیلی قصہ پیچھے حدیث: ٢٦٤٧ میں گزر چکا ہے لیکن مسئلہ یہی ہے کہ اکرام و تعظیم میں دوسرے کے ہاتھ یا جسم کو بوسہ دینا جائز ہے جیسے کہ درج ذیل حدیث میں آ رہا ہے۔

(المعجم ١٤٨، ١٤٩) - بَابٌ: فِي قُبْلَةِ الْجَسَدِ (التحفة ١٦٠)

باب: ١٤٨، ١٤٩- جسم پر بوسہ دینا

٥٢٢٢- تخريج: أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب هجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة، ح: ٣٩١٨ من حديث إبراهيم بن يوسف به مطولاً.

٥٢٢٣- تخريج: [ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٤٧، وأخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الرجل يقبل يد الرجل، ح: ٣٧٠٤ من حديث يزيد بن أبي زياد به.

٥٢٢٤- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا خَالِدٌ عن [حُصَيْنٍ]، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أبي لَيْلَى، عن أُسَيْدِ بنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ قال: بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مُزَاحٌ، بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ، فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ في خَاصِرَتِهِ بِعُودٍ، فقَالَ: أَصْبِرْني، قالَ: اصْطَبِرْ، قال: إنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ قَمِيصِهِ فاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ، قالَ: إنَّمَا أَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُولَ الله!.

۵۲۲۴- جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ انصار میں سے تھے۔ یہ ایک دفعہ اپنی قوم سے باتیں کر رہے تھے۔ مزاحیہ آدمی تھے۔ اور انہیں ہنسا رہے تھے کہ نبی ﷺ نے ان کی کوکھ میں ایک لکڑی چبھو دی۔ تو انہوں نے (اسید بن حضیر نے) کہا: مجھے بدلہ دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے لو۔'' انہوں نے کہا: آپ پر تو قمیص ہے اور مجھ پر قمیص نہیں تھی۔ تو نبی ﷺ نے اپنی قمیص اوپر کر دی۔ تو اُسید نے آپ ﷺ کو اپنے بازوؤں میں لے لیا اور آپ کے پہلو پر بوسے دینے لگے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میری یہی نیت تھی۔

فائدہ: ① رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بڑی فرحت افزا زندگی گزارتے تھے۔ دینی امور کی انتہائی پابندی کے باوجود ان میں کہیں تندی، کرختگی یا خشکی والی کیفیات نہ تھیں۔ ② باوجودیکہ ہنسی مزاح جائز ہے، مگر شریعت نے اجازت نہیں دی کہ اس کیفیت میں بھی کسی پر زیادتی ہو۔ ③ ظلم و زیادتی، خواہ مزاح میں ہو شرعاً اس میں قصاص ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کو اپنے صحابہ سے از حد پیار اور محبت تھی۔ ⑤ اپنی محبوب و محترم شخصیت کے ہاتھ یا جسم کو بوسہ دینا جائز ہے اور رسول اللہ ﷺ کا تو کوئی ثانی نہیں تھا۔

(المعجم . . .) - **باب قُبْلَةِ الرِّجْلِ** (التحفة . . .)

باب: ...... پاؤں کو بوسہ دینا

٥٢٢٥- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ: حَدَّثَنا مَطَرُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْنَقِ: حدَّثَتْني أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بنِ

۵۲۲۵- ام ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع سے روایت کرتی ہیں اور یہ وفد عبدالقیس میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا: جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو

٥٢٢٤ـ تخريج: [صحيح] أخرجه الطبراني: ١/ ٢٠٥، ٢٠٦، ح: ٥٥٦ من حديث عمرو بن عون به، وصححه الحاكم: ٣/ ٢٨٨، ووافقه الذهبي.

٥٢٢٥ـ تخريج: [ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٩٧٥ من حديث مطر بن عبدالرحمٰن به * أم أبان لم أجد من وثقها.

زَارِعٍ عن جَدِّهَا زَارِعٍ - وكَانَ في وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ - قالَ: لَمَّا قَدِمْنَا المَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا، فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُولِ الله ﷺ وَرِجْلَهُ، وَانْتَظَرَ المُنْذِرُ الأشَجُّ حَتَّى أَتَى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ: «إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ وَالأَنَاةُ»، قالَ: يَا رَسُولَ الله! أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَم اللهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا؟ قال: «بَلِ اللهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا»، قال: الْحَمْدُ للهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ وَرَسُولُهُ.

ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسے دینے لگے۔ لیکن منذر اشج نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ اپنے سامان کے پاس گئے اور اپنے دو کپڑے پہنے پھر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ حلم (بلند حوصلہ ہونا اور جلد بازی نہ کرنا) اور باوقار ہونا۔“ اس نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان باتوں کا تکلف سے اظہار کرتا ہوں یا اللہ عزوجل نے مجھے ان پر پیدا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بلکہ اللہ نے تمہیں ان پر پیدا فرمایا ہے۔“ تو اس نے کہا: حمد اس اللہ کی جس نے مجھے ایسی عادتوں پر پیدا فرمایا ہے جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ اور شیخ البانی ؒ کے نزدیک اس میں پاؤں کا ذکر صحیح نہیں۔ گویا ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ ② حوصلہ منداور باوقار رہنا انسان کے شرف کو دوبالا کر دیتا ہے' جبکہ جلد بازی باوقار انسان کو زیب نہیں دیتی۔ ③ اچھی عادتیں فطری ہوں تو اللہ عزوجل کی حمد کرنی چاہیے اور ان پر کاربند رہنا چاہیے۔ اگر فطری نہ ہوں تو انسان کو اپنی عادتیں اچھی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(المعجم ١٤٩، ١٥٠) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ** (التحفة ١٦١)

باب: ۱۴۹، ۱۵۰- ایک شخص دوسرے سے کہے ”میں تجھ پر واری' تجھ پر قربان جاؤں“

٥٢٢٦- **حَدَّثَنَا** مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ؛ ح: وحَدَّثَنا مُسْلِمٌ: حَدَّثَنا

۵۲۲۶- سیدنا ابوذر ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں' نبی ﷺ نے کہا: ”اے ابوذر!“ میں نے کہا: میں

٥٢٢٦_ **تخريج:** [حسن] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٨٨٩٠ من حديث أبي داود به، * هشام هو الدستوائي، وحماد هو ابن سلمة، وروياه عن حماد بن أبي سليمان وهو حدث به قبل اختلاطه، انظر مجمع الزوائد: ١/ ١١٩، ١٢٠، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ٦٢٦٨، ومسلم، ح: ٩٤ بعد، ح: ٩٩١ من حديث زيد ابن وهب به بطوله.

هِشَامٌ عن حَمَّادٍ يَعْنِيَانِ ابنَ أَبِي سُلَيْمانَ، عن زَيْدِ بنِ وَهْبٍ، عن أَبِي ذَرٍّ قال: قالَ النَّبيُّ ﷺ: «يَا أَبَا ذَرٍّ!» فقُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ الله! وَأَنَا فِدَاكَ.

حاضر ہوں اور بڑا باسعادت ہوں۔ اے اللہ کے رسول! میں آپ پر فدا اور قربان۔

فائدہ: یہ کلمہ ''میں تجھ پر واری' قربان یا فدا'' معمولی کلمہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسے وہیں استعمال ہونا چاہیے جہاں دنیا اور آخرت کی سعادت ہو۔ مثلاً صالح ماں باپ' یا راسخ فی العلم ربانی علماء جو دین کے صحیح معنی میں معلم اور داعی ہوں۔

(المعجم ١٥٠، ١٥١) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا** (التحفة ١٦٢)

باب: ۱۵۰'۱۵۱-کوئی شخص دوسرے سے کہے ''اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے''

٥٢٢٧- **حَدَّثنا** سَلَمَةُ بنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن قَتَادَةَ أَوْ غَيْرِهِ؛ أَنَّ عِمْرَانَ بنَ حُصَيْنٍ قال: كُنَّا نَقُولُ في الْجَاهِلِيَّةِ، أَنْعَمَ الله بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا، فَلَمَّا كَانَ الإِسْلَامُ نُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ. قالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: قالَ مَعْمَرٌ: يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: أَنْعَمَ اللهُ بِكَ عَيْنًا، ولا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ: أَنْعَمَ الله عَيْنَكَ.

۵۲۲۷- جناب قتادہ رحمہ اللہ یا کسی دوسرے سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جاہلیت میں (ایک دوسرے کو) یوں کہا کرتے تھے [أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا] ''اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ یا تمہاری وجہ سے تمہارے محبوب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔'' اور [أَنْعِمْ صَبَاحًا] ''صبح بخیر۔'' پھر جب اسلام آ گیا تو ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے کہا: [أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا] کہنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر [أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَك] کہے تو کوئی حرج نہیں۔

فائدہ: جاہلیت کے سے انداز میں سلام کرنا یا ایک دوسرے کو دعائیں دینا ناپسندیدہ عمل ہے۔ جب کہ ہمیں اس سے بہتر اور باعث اجر عمل کی تعلیم دی گئی ہے۔ یعنی ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' امام معمر رحمہ اللہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اہل جاہلیت کے الفاظ بدل دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ بالخصوص پہلے شرعی سلام کہا جائے پھر دوسری دعائیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

٥٢٢٧ـ تَخريج: [إسناده ضعيف] * قتادة لم يسمع من عمران (تحفة الأشراف: ٨/ ١٨٦).

(المعجم ١٥٢، ١٥٣) - **باب الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ: حَفِظَكَ اللهُ (التحفة ١٦٣)**

باب:۱۵۲'۱۵۳- کوئی دوسرے کو یوں دعا دے ''اللہ تمہاری حفاظت کرے''

٥٢٢٨- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ عن ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عن عَبْدِ الله بن رَباحٍ الأَنْصَارِيِّ قالَ: حَدَّثَنا أَبُو قَتَادَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ في سَفَرٍ لَهُ فَعَطَشُوا، فانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ، فَلَزِمْتُ رَسُولَ الله ﷺ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فقَالَ: «حَفِظَكَ اللهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ».

۵۲۲۸- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے کہ صحابہ کو پیاس نے ستایا تو جلد باز لوگ آگے بڑھ گئے اور میں اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہا' تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے اس کے نبی کی حفاظت کی۔''

فائدہ: یہ مفصل حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے۔(صحیح مسلم' المساجد' حدیث:۶۸۱) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی ذات مقدس کی حفاظت پر آپ کی طرف سے یہ دعا ملی ہے۔تو امید رکھنی چاہیے کہ نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور آپ کی احادیث کی حفاظت پر بھی یہ فضیلت مل سکتی ہے جیسے کہ دوسری حدیث میں صراحت سے آیا ہے:''اللہ خوش وخرم رکھے اس بندے کو جس نے میری بات سنی' اسے یاد رکھا اور اسے اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح کہ اسے سنا۔''(جامع الترمذی' العلم' حدیث:۲۶۵۸)

(المعجم ١٥١، ١٥٢) - **باب الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ يُعَظِّمُهُ بِذَلِكَ (التحفة ١٦٤)**

باب:۱۵۱'۱۵۲- ایک شخص کا دوسرے شخص کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا

٥٢٢٩- حَدَّثَنا مُوسَى بنُ إسْمَاعِيلَ: حدثنا حَمَّادٌ عن حَبِيبِ بنِ الشَّهِيدِ، عن أَبِي مِجْلَزٍ قال: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى ابنِ الزُّبَيْرِ وَابنِ عَامِرٍ فَقَامَ ابنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابنُ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لابنِ عَامِرٍ:

۵۲۲۹- جناب ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم کے ہاں آئے تو ابن عامر رضی اللہ عنہ (ان کے احترام میں) کھڑے ہو گئے۔لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے۔تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے کہا: بیٹھ

٥٢٢٨ـ **تخريج:** أخرجه مسلم، المساجد، باب قضاء الصلوة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، ح: ٦٨١ من حديث ثابت البناني به.

٥٢٢٩ـ **تخريج:** [حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في كراهية قيام الرجل للرجل، ح: ٢٧٥٥ من حديث حبيب بن الشهيد به، وقال: "حسن"، وللحديث شاهد قوي عند الطبراني: ١٩/ ٣٦٢ وغيره.

اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

جائیں' اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے رہیں تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔''

فوائد ومسائل: ① مجوسی اور دیگر اہل جاہلیت اپنے بڑے کا احترام اسی طرح کرتے تھے بلکہ اب تک ان کی یہی عادت ہے کہ کسی بڑے کو احترام دینے کے لیے یہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ خود نہ بیٹھ جائے یا بیٹھنے کا کہے نہیں' نہیں بیٹھتے ہیں۔ شرع اسلامی میں اس انداز سے احترام کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ② ہاں اگر کوئی محبت سے از خود کھڑا ہو جائے بالخصوص جب آگے بڑھ کر مصافحہ اور معانقہ کرنا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے گزشتہ ''باب : في القيام' حدیث: ۵۲۱۵ میں گزرا ہے۔

٥٢٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عن أَبِي الْعَنْبَسِ، عن أَبِي الْعَدَبَّسِ، عن أَبِي مَرْزُوقٍ، عن أَبِي غَالِبٍ، عن أَبِي أُمَامَةَ قال: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا، فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: «لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا».

۵۲۳۰- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ اپنے عصا کے سہارے سے چل رہے تھے۔ ہم آپ کی طرف کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''عجمیوں (غیر مسلموں) کی طرح مت اٹھا کرو' جس میں کہ وہ ایک دوسرے کو تعظیم دیتے ہیں۔''

(المعجم ١٥٣، ١٥٤) - بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَقُولُ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ (التحفة ١٦٥)

باب: ۱۵۳، ۱۵۴- جب کوئی کسی دوسرے کا سلام پہنچائے تو......

٥٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عن غَالِبٍ قال: إِنَّا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ:

۵۲۳۱- جناب غالب (بن خطاف بصری) نے بیان کیا کہ ہم جناب حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے

٥٢٣٠ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب دعاء رسول الله ﷺ، ح: ٣٨٣٦ من حديث مسعر به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٣٩٧، ٣٩٨ * أبوالعَدَبَّس مجهول، وأبومرزوق لين (تقريب).

٥٢٣١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٩٣٤ * وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٢٤، ٤٢٥، وقال المنذري: "هٰذا الإسناد فيه مجاهيل".

حدَّثني أبي عن جَدِّي قال: بَعَثَني أبي إِلَى رَسُولِ الله ﷺ فقالَ: ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، قال: فأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ، فقَالَ: «عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ».

میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا' اس نے کہا: میرے والد نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ آپ کے پاس جاؤ اور آپ کو میرا سلام کہنا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کو سلام کہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: "[عَلَيْكَ وَ عَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ] "تم پر اور تمہارے والد پر سلامتی ہو۔"

٥٢٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ سُلَيْمَانَ عن زَكَرِيَّا، عن الشَّعْبِيِّ، عن أَبِي سَلَمَةَ؛ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَها: «إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ»، فقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ الله.

۵۲۳۲- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا' نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: "تحقیق جبرئیل علیہ السلام تجھے سلام کہہ رہے ہیں۔" تو انہوں نے کہا: [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ]

فوائد ومسائل: ① کسی غائب کو سلام بھیجنا مستحب ہے۔ ② اور اس کا جواب بھی دینا چاہیے۔ پہلے سلام لانے والے اور پھر بھیجنے والے کو دعا دے۔ یعنی یوں کہے: [عَلَيْكَ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] یا صرف [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ] پر بھی کفایت کرے تو جائز ہے۔ (صحیح البخاری' الاستئذان' حدیث: ۶۲۵۳)

(المعجم ١٥٤، ١٥٥) - باب الرَّجُلِ يُنَادِي الرَّجُلَ فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ (التحفة ١٦٦)

باب: ۱۵۴' ۱۵۵- کسی کی پکار پر "لبیک" کہہ کر جواب دینا

٥٢٣٣- حَدَّثَنَا مُوسَى بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا حَمَّادٌ: أخبرنا يَعْلَى بنُ عَطَاءٍ عن أبي

۵۲۳۳- حضرت ابوعبدالرحمٰن فہری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

٥٢٣٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب: في فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة، والبخاري، الاستئذان، باب: إذا قال: فلان يقرئك السلام، ح: ٦٢٥٣ من حديث زكريا ابن أبي زائدة به.

٥٢٣٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/٢٨٦ من حديث حماد بن سلمة به، * عبدالله بن يسار مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده.

هَمَّامٍ عَبْدِ اللهِ بنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيَّ قال: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حُنَيْنًا، فَسِرْنَا في يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ، فَنَزَلْنَا تَحْتَ ظِلِّ الشَّجَرِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ لَبِسْتُ لَأْمَتِي وَرَكِبْتُ فَرَسِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ في فُسْطَاطِهِ فقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ! وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، قَدْ حَانَ الرَّوَاحُ، فقَالَ: «أَجَلْ»، ثُمَّ قال: «يابِلَالُ! [قُمْ]» فَثَارَ مِنْ تَحْتِ سَمُرَةٍ كَأَنَّ ظِلَّهُ ظِلُّ طائِرٍ، فقَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! وَأَنَا فِدَاؤُكَ، فقَالَ: «أَسْرِجْ لِي الْفَرَسَ»، فأَخْرَجَ سَرْجًا دَفَّتَاهُ مِنْ لِيفٍ، لَيْسَ فِيهِمَا أَشَرٌ ولا بَطَرٌ، فَرَكِبَ وَرَكِبْنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

ہم انتہائی گرمی کے دن میں چلتے رہے' پھر ایک درخت کے سائے تلے اترے۔ جب سورج ڈھل گیا تو میں نے اپنی زرہ پہنی' گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے عرض کیا [اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ] کوچ کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' پھر فرمایا: ''بلال! اٹھو'' تو وہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے سے اچھل کر اٹھے اور ان کا سایہ ایسے پڑ رہا تھا جیسے کسی پرندے کا ہو۔ (وہ بہت ہی نحیف جسم کے تھے) انہوں نے کہا: میں حاضر ہوں اور حاضر ہوں اور آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میرا گھوڑا تیار کرو۔'' (اس پر زین رکھو) چنانچہ اس نے ایسی زین نکالی جس کی گدیاں کھجور کی چھال سے بھری گئی تھیں۔ ان میں کسی قسم کا تکبر اور بڑائی نہ تھی (انتہائی سادہ تھیں۔) چنانچہ آپ سوار ہو گئے اور ہم بھی۔ اور پوری حدیث بیان کی۔

قال أَبُو دَاوُدَ: أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْفِهْرِيُّ لَيْسَ لَهُ إِلَّا هٰذَا الْحَدِيثُ، وَهُوَ حَدِيثٌ نَبِيلٌ جَاءَ بِهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن فہری سے یہی ایک حدیث مروی ہے اور یہ عمدہ حدیث ہے جسے حماد بن سلمہ نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: ''لبیک'' اگرچہ ایک تعبدی کلمہ ہے۔ مگر جائز ہے کہ انسان کسی صاحب فضل کے بلانے پر اسے اس لفظ سے جواب دے۔ بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

(المعجم ١٥٥، ١٥٦) - بَابٌ: في الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ (التحفة ١٦٧)

باب: ۱۵۵، ۱۵۶- کسی کو ان الفاظ میں دعا دینا ''اللہ تمہیں ہنستا مسکراتا رکھے''

٥٢٣٤- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۵۲۳۴- جناب (عبداللہ) ابن کنانہ بن عباس بن

٥٢٣٤- تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الدعاء بعرفة، ح: ٣٠١٣ من حديث ◀◀

الْبِرَكِيُّ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيِّ وَأَنَا لِحَدِيثِ عِيسَى أَضْبَطُ، قال: حدثنا عَبْدُ الْقَاهِرِ بنُ السَّرِيِّ يَعني السُّلَمِيَّ: أخبرنا ابنُ كِنَانَةَ بنِ عَبَّاسِ بنِ مِرْدَاسٍ عن أَبِيهِ، عن جَدِّهِ: ضَحِكَ رَسُولُ الله ﷺ فقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ أَو عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ، وَسَاقَ الحدِيثَ.

مرداس اپنے والد سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ ہنس دیے تو حضرت ابوبکر یا عمر ؓ نے کہا: اللہ آپ کو (ہمیشہ) ہنستا مسکراتا رکھے۔ اور حدیث بیان کی۔

(المعجم ١٥٦، ١٥٧) - بَابٌ: فِي الْبِنَاءِ (التحفة ١٦٨)

باب:۱۵۶'۱۵۷- مکان بنانے کا بیان

٥٢٣٥- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عن الأَعمَشِ، عن أَبِي السَّفَرِ، عن عَبْدِ الله بن عَمْرٍو قال: مَرَّ بِي رَسُولُ الله ﷺ وَأَنَا أُطَيِّنُ حَائِطًا لِي، أَنَا وَأُمِّي فقَالَ: «مَا هٰذَا يَا عَبْدَ الله؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ الله! شَيْءٌ أُصْلِحُهُ، فقَالَ: «الأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذَلِكَ».

۵۲۳۵- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ میں اور میری والدہ اپنے احاطے کی دیوار لیپ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے پوچھا: ''عبداللہ! کیا ہو رہا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی کچھ مرمت کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''معاملہ تو اس سے بہت جلد ہے۔''

٥٢٣٦- حَدَّثَنَا عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ المَعْنَى، قالَا: حَدَّثَنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عن الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قال: مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ الله ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا وَهٰى فقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَقُلْنَا: خُصٌّ لَنَا وَهٰى،

۵۲۳۶- جناب اعمش نے اپنی سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی' کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور ہم اپنی جھگی (یا کوٹھڑی) جو بوسیدہ ہو گئی تھی' اس کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا ہو رہا ہے؟'' ہم نے عرض کیا کہ ہماری یہ جھگی بوسیدہ ہو گئی ہے'

◀ عبدالقاهر به، وذكره ابن الجوزي في الموضوعات: ٢/ ٢١٤ * عبدالله بن كنانة وأبوه مجهولان.

٥٢٣٥ـ تخريج: [إسناده صحيح] * الأعمش صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح:٤٥٦، وصححه ابن حبان، ح:٢٥٥٥، ٢٥٥٦، وانظر الحديث الآتي.

٥٢٣٦ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق، أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح:٢٣٣٥ عن هناد به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه ابن ماجه، ح:٤١٦٠ من حديث أبي معاوية الضرير به.

فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَا أَرَى الأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

تو اس کی مرمت کر رہے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو معاملے کو اس سے بھی جلد سمجھتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① جائز ہے کہ انسان اپنی رہائشی ضرورت کے لیے کوئی چیز تعمیر کرے اور اس کی اصلاح کرے۔ ② دنیا کے امور میں اپنی امیدوں اور پروگراموں کو از حد مختصر رکھنا چاہیے۔

٥٢٣٧- **حَدَّثَنا** أَحْمَدُ بنُ يُونُسَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا عُثْمانُ بنُ حَكِيمٍ: أخبرني إبْرَاهِيمُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ حَاطِبٍ الْقُرَشِيُّ عن أَبِي طَلْحَةَ الأَسَدِيِّ، عن أَنَسِ بنِ مَالِكٍ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً، فقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» قالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: هٰذِهِ لِفُلَانٍ، رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، قال: فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا في نَفْسِهِ، حَتَّى إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُولَ الله ﷺ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ في النَّاسِ، أَعْرَضَ عَنْهُ، صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتَّى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَالإِعْرَاضَ عَنْهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَى أَصحَابِهِ، فقَالَ: وَالله! إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُولَ الله ﷺ، قالُوا: خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ، فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتَّى سَوَّاهَا بالأَرضِ، فَخَرَجَ رَسُولُ الله ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا، فَقَالَ: «مَا فُعِلَتِ الْقُبَّةُ؟» قالُوا: شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ عَنْهُ، فَأَخْبَرْنَاهُ، فَهَدَمَهَا،

٥٢٣٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو ایک اونچا قبہ (نما مکان) دیکھا۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ یہ فلاں انصاری کا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ خاموش ہو رہے اور بات اپنے دل میں رکھی۔ جب اس کا مالک دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس سلام کرنے کے لیے آیا' تو آپ نے اس پر توجہ نہ دی۔ اور بار بار ایسے ہوا حتی کہ وہ سمجھ گیا کہ آپ ناراض ہیں اور توجہ نہیں فرماتے ہیں۔ تو اس نے اس کیفیت کی اپنے ساتھیوں سے شکایت کی اور کہا قسم اللہ کی میں رسول اللہ ﷺ کو بدلا بدلا سا پاتا ہوں۔ اس کے ساتھیوں نے بتایا کہ آپ باہر گئے تھے اور تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ آدمی اپنے اس قبہ نما مکان پر گیا اور اسے گرا دیا' حتی کہ اسے زمین کے برابر کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر گئے اور مکان نظر نہ آیا تو پوچھا: ''قبے کا کیا ہوا؟ صحابہ نے بتایا کہ اس کے مالک نے آپ کی بے توجہی کی ہم سے شکایت کی تھی تو ہم نے اسے وجہ بتائی تو اس نے اسے گرا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر تعمیر اپنے مالک کے لیے وبال کا باعث ہے مگر وہ جو...... مگر وہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔''

٥٢٣٧ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٢٢٠ من حديث أبي طلحة الأسدي به، وهو صدوق كما في الكاشف للذهبي.

فقَالَ: «أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلا مَا لَا، إِلا مَا لَا»، يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے ذاتی مکان میں رہائش رکھتے تھے اور وہ ان کی لازمی ضرورت کی حد تک ہی محدود ہوتے تھے۔ لمبے چوڑے اور اونچے اونچے محل کھڑے کرنا جن کا کوئی حقیقی مصرف نہ ہو شرعی مزاج کے خلاف ہے۔ بلکہ اونچی اونچی تعمیرات قیامت کی علامات میں سے ہیں۔

(المعجم ١٥٧، ١٥٨) - بَابٌ: فِي اتِّخَاذِ الْغُرَفِ (التحفة ١٦٩)

باب:۱۵۷، ۱۵۸-بالاخانہ بنانا

٥٢٣٨- حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ: حَدَّثَنا عِيسَى عن إِسْمَاعِيلَ، عن قَيْسٍ، عن دُكَيْنِ بنِ سَعِيدٍ الْمُزَنِيِّ قال: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ الطَّعَامَ فقالَ: «يا عُمَرُ! اذْهَبْ فأَعْطِهِمْ»، فارْتَقَى بنا إِلَى عُلِّيَّةٍ فأَخَذَ المِفْتاحَ مِنْ حُجْرَتِهِ فَفَتَحَ.

۵۲۳۸- حضرت دکین بن سعید مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے غلے کا مطالبہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ”عمر! جاؤ اور ان کو دو۔“ چنانچہ وہ ہمیں لے کر ایک بالاخانے پر چڑھے اور اپنے حجرے سے چابی لے کر اس کو کھولا۔

فائدہ: فی الواقع ضرورت ہو تو مکان کے اوپر مکان بنانا جائز ہے۔

(المعجم ١٥٨، ١٥٩) - بَابٌ: فِي قَطْعِ السِّدْرِ (التحفة ١٧٠)

باب:۱۵۸، ۱۵۹-بیری کا درخت کاٹ دینا (کیسا ہے؟)

٥٢٣٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ: أخبرنا أَبُو أُسامَةَ عن ابنِ جُرَيْجٍ، عن عُثْمانَ بنِ أَبِي سُلَيْمانَ، عن سَعِيدِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ

۵۲۳۹- حضرت عبداللہ بن حُبشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بیری کا درخت کاٹا‘ اللہ اس کے سر کو جہنم میں الٹا لٹکائے گا۔“

٥٢٣٨ـ تخريج: [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٤ من حديث إسماعيل بن أبي خالد به، وهو صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٨٩٥ (بتحقيقي) * قيس هو ابن أبي حازم.

٥٢٣٩ـ تخريج: [حسن]أخرجه النسائي في الكبرٰى، ح: ٨٦١١ من حديث ابن جريج به، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند البيهقي: ٦/ ١٤١ وغيره.

جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن عَبْدِ اللهِ بنِ حُبْشِيٍّ قَالَ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ في النَّارِ».

سُئِلَ أَبُو دَاوُدَ عَنْ مَعْنَى هٰذَا الحدِيثِ فقالَ: هٰذَا الحدِيثُ مُخْتَصَرٌ، يَعْني: «مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً في فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِها ابنُ السَّبِيلِ وَالْبَهَائِمُ عَبَثًا وَظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَكُونُ لَهُ فيهَا، صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ في النَّارِ».

امام ابوداود رحمہ اللہ سے اس حدیث کی توضیح پوچھی گئی' تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث مختصر ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جنگل میں لگی بیری کا درخت جو آنے جانے والے مسافروں اور جانوروں کے لیے سائے کا کام دیتا ہو اور کوئی شخص بے مقصد ظلم سے اسے کاٹ ڈالے تو اللہ اسے جہنم میں الٹا لٹکائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی ایک توجیہ تو یہی ہے جو امام ابوداود رحمہ اللہ نے ذکر فرمائی ہے۔اور اس معنی میں صرف بیری ہی نہیں بلکہ ایسے تمام درخت شامل ہو سکتے ہیں جو جنگل میں راہی مسافروں اور چرندوں پرندوں کے لیے سائے اور آرام کا باعث ہوں۔انہیں بلاوجہ کاٹ ڈالنا بہت بڑا ظلم ہے۔اس کی دوسری توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد مکہ اور مدینہ کے حدود حرم میں واقع بیری کے درخت اور ایسے ہی دوسرے درختوں کو کاٹنے کی ممانعت ہے۔جیسے کہ درج ذیل روایت میں ہے۔

٥٢٤٠- حَدَّثَنا مَخْلَدُ بنُ خالِدٍ وَسَلَمَةُ يَعْني ابنَ شَبِيبٍ، قالا: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أخبرنا مَعْمَرٌ عن عُثْمانَ بنِ أَبي سُلَيْمانَ، عن رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ الحدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

۵۲۴۰- جناب عثمان بن ابوسلیمان نے ثقیف کے ایک آدمی سے' اس نے حضرت عروہ بن زبیر سے' انہوں نے نبی ﷺ سے مرفوع روایت کیا اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بیان کی۔

٥٢٤١- حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ مَيْسَرَةَ وَحُمَيْدُ بنُ مَسْعَدَةَ قالَا: حَدَّثَنا

۵۲۴۱-حسان بن ابراہیم کہتے ہیں: میں نے ہشام بن عروہ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ بیری کا کاٹنا کیسا ہے جبکہ

٥٢٤٠ـ تخريج: [حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البغوي في شرح السنة، ح: ٢١٧٦ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف، ح: ١٩٧٥٦، وسنده ضعيف، وهو حسن بالشواهد.

٥٢٤١ـ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه البيهقي: ٦/ ١٤١ من حديث أبي داود به.

حَسَّانُ بنُ إبْرَاهِيمَ قال: سَأَلْتُ هِشامَ بنَ عُرْوَةَ عن قَطْعِ السِّدْرِ وَهُو مُسْتَنِدٌ إلَى قَصْرِ عُرْوَةَ فقالَ: أَتَرَى هٰذِهِ الأَبْوَابَ وَالمَصَارِيعَ إنَّما هِيَ مِنْ سِدْرِ عُرْوَةَ، كَانَ عُرْوَةُ يَقْطَعُهُ مِنْ أَرْضِهِ وقال: لا بَأْسَ بِهِ. زَادَ حُمَيْدٌ فقالَ: هِي يا عِراقِيُّ! جِئْتَنِي بِبِدْعَةٍ، قال: قُلْتُ: إنَّما الْبِدْعَةُ مِنْ قِبَلِكُم، سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ بِمَكَّةَ: لَعَنَ رَسُولُ الله ﷺ مَنْ قَطَعَ السِّدْرَ ثُمَّ ساقَ مَعْنَاهُ.

وہ اپنے والد عروہ کے محل کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے؟ تو انہوں نے کہا: کیا تم یہ دروازے اور چوکھٹیں دیکھ رہے ہو؟ یہ عروہ کی بیریوں سے بنائے گئے ہیں اور عروہ انہیں اپنی زمین سے کاٹ لیا کرتے تھے اور کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حُمید بن مسعدہ نے مزید کہا کہ ہشام نے کہا: ارے عراقی! (حسان بن ابراہیم) تو تو میرے پاس ایک بدعت والی بات لایا ہے۔ اس نے کہا: میں نے جواب دیا کہ بدعت تو تمہاری طرف سے ہے۔ میں نے مکہ میں علماء سے سنا ہے جو یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جو بیری کو کاٹے۔ پھر مذکورہ بالا کے ہم معنی بیان کیا۔

(المعجم ١٥٩، ١٦٠) - بَابٌ: فِي إمَاطَةِ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ (التحفة ١٧١)

باب:١٥٩، ١٦٠- راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا بیان

٥٢٤٢- حَدَّثنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدٍ المَرْوَزِيُّ: حَدَّثَني عَلِيُّ بنُ حُسَيْنٍ: حدَّثني أَبِي: حدَّثني عَبْدُ الله بنُ بُرَيْدَةَ قال: سَمِعْتُ أَبِي، بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «في الإنْسانِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا، فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ». قالُوا: وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ يا نَبِيَّ الله!؟ قال: «النُّخاعَةُ في المَسْجِدِ تَدْفِنُها، وَالشَّيْءَ

٥٢٤٢- حضرت بریدہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ تو اس پر واجب ہے کہ اپنے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ دیا کرے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون اس کی ہمت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد میں پڑی رینٹ (حلق کی آلائش) کو دفن کر دینا' راستے میں پڑی (تکلیف دہ) چیز ہٹا دینا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو چاشت کی دو رکعتیں ہی تمہیں اس (تمام صدقے) سے کافی ہو جائیں گی۔''

٥٢٤٢_ تخريج: [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٤ من حديث حسين بن واقد به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٢٢٦، وابن حبان، ح: ٦٣٣، ٨١١، وللحديث شواهد.

تُنَحِّيهِ عن الطَّرِيقِ، فإنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعتَا الضُّحَى تُجزِئُكَ».

فوائد ومسائل: ① مسجد میں تھوکنا یا کسی طرح کی آلائش ڈالنا گناہ ہے جب کہ اس کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا اور خرابی کا ازالہ کر دینا ثواب کا کام ہے۔ خواہ کچے فرش میں دبا دینے کی صورت میں ہو یا ویسے کھرچ کر صاف کرنے کی صورت میں۔ اسی طرح راستے سے اینٹ، روڑا، پتھر، کانٹے یا کوئی اور رکاوٹ مثلاً گڑھا وغیرہ دور کرنا انتہائی ثواب کا کام ہے۔ اور جو یہ اور ان جیسی دوسری تکلیف دہ چیزیں راستے میں ڈالیں ان پر بہت بھاری گناہ ہے۔ ② اشراق کے نفلوں کی فضیلت اس قدر ہے کہ بندے پر واجب شکر کا حق ادا ہو جاتا ہے، مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کی وجہ سے انسان مالی صدقات سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

٥٢٤٣- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا حَمَّادُ ابنُ زَيْدٍ؛ ح: وحَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ عن عَبَّادِ بنِ عَبَّادٍ، وَهٰذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ، عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى ابنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي ذَرٍّ عن النَّبِيِّ ﷺ قال: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِن ابنِ آدَمَ صَدَقَةٌ، تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُهُ بالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيُهُ عن المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُهُ الأذَى عن الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ، وَبُضْعَتُهُ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ». قالُوا: يَا رَسُولَ الله! يَأْتِي شَهْوَتَهُ وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ!؟ قال: «أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حَقِّهَا، أَكَانَ يَأْثَمُ؟» قال: «وَيُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنَ الضُّحَى».

۵۲۴۳- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”صبح ہوتی ہے اور آدم زاد کے جوڑ جوڑ پر صدقہ واجب ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کا اپنے ملنے والے کو سلام کہنا صدقہ ہے، کسی کو نیکی کی بات بتانا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، راستے سے تکلیف دہ چیز دور کر دینا صدقہ ہے، بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اپنی شہوت پوری کرے اور وہ اس کے لیے صدقہ بنے یہ کیونکر ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر وہ حرام میں یہ کام کرے تو کیا گناہ گار نہیں ہوگا؟“ (اس کے بالمقابل حلال سے اپنی خواہش پوری کرنا ثواب اور صدقہ ہوا۔) آپ نے فرمایا: ”ان سب کاموں سے اس کے لیے چاشت کی دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ حَمَّادٌ الأَمْرَ وَالنَّهْيَ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ حماد (بن زید) نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں کیا۔

٥٢٤٣ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٢٨٥.

٥٢٤٤- حَدَّثَنا وَهْبُ بنُ بَقِيَّةَ: أخبرنا خالِدٌ عن وَاصِلٍ، عن يَحْيَى بنِ عُقَيْلٍ، عن يَحْيَى بنِ يَعْمُرَ، عن أَبِي الأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عن أَبِي ذَرٍّ بِهَذَا الحدِيثِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ في وَسْطِهِ.

۵۲۴۴-حضرت ابواسود دیلی نے حضرت ابوذر ؓ سے یہ روایت نقل کی۔ اور کہا کہ نبی ﷺ نے یہ حدیث اپنی گفتگو کے دوران بیان فرمائی۔

٥٢٤٥- حَدَّثَنا عِيسَى بنُ حَمَّادٍ: أخبرنا اللَّيْثُ عن مُحَمَّدِ بنِ عَجْلَانَ، عن زَيْدِ بنِ أَسْلَمَ، عن أَبِي صَالِحٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ أَنَّهُ قال: «نَزَعَ رَجُلٌ - لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ - غُصْنَ شَوْكٍ عن الطَّرِيقِ، إِمَّا كَانَ في شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ فَأَلْقَاهُ، وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ بها فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ».

۵۲۴۵-حضرت ابوہریرہ ؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی جس نے کبھی کوئی نیکی کا کام نہیں کیا تھا‘ اس نے راستے سے کانٹوں کی ایک ٹہنی دور کر دی۔ یہ (ٹہنی) یا تو درخت پر تھی کہ اس نے کاٹ پھینکی یا راستے میں پڑی تھی اور اس نے ایک طرف ہٹا دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کر لیا اور اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرما دیا۔“

فائدہ: انسان کو کسی موقع پر کسی نیکی کو حقیر اور معمولی نہیں جاننا چاہیے‘ نہ معلوم کون سا عمل کس وقت رب العالمین کو پسند آ جائے اور اس کی بخشش کا سبب بن جائے۔ الغرض راستے کی رکاوٹ‘ خواہ کسی طرح کی ہو‘ دور کرنا ایمان کا حصہ اور بخشش کا سامان ہے اور اس کے برخلاف راستے میں رکاوٹ ڈالنا ناجائز اور حرام ہے۔

(المعجم ١٦٠، ١٦١) - بَابٌ: فِي إِطْفَاءِ النَّارِ بِاللَّيْلِ (التحفة ١٧٢)

باب: ۱۶۰‘۱۶۱-رات کو آگ بجھا کر سونا چاہیے

٥٢٤٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ

۵۲۴۶-جناب سالم ؒ اپنے والد (حضرت عبداللہ

٥٢٤٤ـ تخريج: [صحيح] تقدم، ح: ١٢٨٦.

٥٢٤٥ـ تخريج: [صحيح] * أخرجه البخاري، المظالم، باب من أخذ الغصن . . . الخ، ح: ٢٤٧٢، ومسلم، البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، ح: ١٩١٤ بعد، ح: ٢٦١٧ من حديث أبي صالح به.

٥٢٤٦ـ تخريج: أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٣، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطية وإيكاء السقاء . . . الخ، ح: ٢٠١٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في مسند أحمد: ٢/ ٨.

حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ رِوَايَةً. وقالَ مَرَّةً يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: «لا تَتْرُكُوا النَّارَ في بُيُوتِكُم حِينَ تَنَامُونَ».

بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں اور ایک بار نبی ﷺ سے مرفوع بھی ذکر کیا کہ: ''سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ رہنے دیا کرو۔''

٥٢٤٧- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمَّارُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بنُ طَلْحَةَ: حدثنا أَسْبَاطٌ عن سِمَاكٍ، عن عِكْرِمَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قال: جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا، فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ الله ﷺ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتي كَانَ قاعِدًا عَلَيْهَا، فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ دِرْهَمٍ، فَقَال: «إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُم فإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلَى هٰذَا فَتَحْرِقَكُم».

۵۲۴۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک چوہیا چراغ کی بتی گھسیٹتی ہوئی لے آئی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس چٹائی پر ڈال دی جس پر آپ تشریف فرما تھے اور ایک درہم کے برابر جگہ جل گئی۔ تو آپ نے فرمایا: ''جب تم سونے لگو تو اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ بلاشبہ شیطان اس جیسی مخلوق کو اس قسم کا کام سجھا دیتا ہے اور تمہارے گھروں میں آگ لگا دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق اس روایت کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے' البتہ صحیح بخاری (حدیث:۶۲۹۴' ۶۲۹۵) اور صحیح مسلم (حدیث:۲۰۱۶) کی روایات اس سے کفایت کرتی ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک معناً صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اسی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحۃ' حدیث:۱۴۲۶) ② رات کو سوتے وقت بالخصوص آگ' کوئلے والی انگیٹھی' گیس یا بجلی کے چولہے اور ہیٹر اور پرانے بتی والے چراغ بجھا کر سونا چاہیے ورنہ نقصان ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ اخبارات میں اس قسم کی خبریں بکثرت سننے پڑھنے میں آتی رہتی ہیں۔ ایسے ہی احتیاط کا تقاضا ہے کہ بجلی کے بلب بھی گل کیے ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ بجلی بھی آگ کی ایک قسم ہے۔ نیز اندھیرے میں سونا طبی اعتبار سے بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ ③ اس قسم کے حادثات میں درحقیقت شیطانی حرکت کا عمل دخل ہوا کرتا ہے۔ اس لیے اس کے شر سے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

٥٢٤٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١٢٢٢، وعبد بن حميد في مسنده، (منتخب)، ح:٥٩١ من حديث عمرو بن طلحة به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩٧، والحاكم: ٢٨٤/٤، ٢٨٥، ووافقه الذهبي ✽ سلسلة سماك عن عكرمة سلسلة ضعيفة، وحديث البخاري: ٦٢٩٤، ٦٢٩٥، ومسلم، ح:٢٠١٦ يغني عنه.

(المعجم ١٦١، ١٦٢) - **بَابٌ: فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ** (التحفة ١٧٣)

باب:۱۶۱'۱۶۲-سانپوں کو مارنے کا بیان

٥٢٤٨- **حَدَّثَنا** إِسْحَاقُ بنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثنا سُفْيَانُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن أَبِيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ، وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا».

۵۲۴۸-حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے ہماری ان (سانپوں) سے لڑائی شروع ہوئی ہے'ہم نے ان سے صلح نہیں کی اور جس نے ڈر کے مارے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔''

٥٢٤٩- **حَدَّثَنا** عَبْدُ الْحَمِيدِ بنُ بَيَانٍ السُّكَّرِيُّ عن إِسْحَاقَ بنِ يُوسُفَ، عن شَرِيكٍ عن أَبِي إِسْحَاقَ، عن الْقَاسِمِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أَبِيهِ، عن ابنِ مَسْعُودٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ، فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّي».

۵۲۴۹-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب قسم کے سانپوں کو مار ڈالا کرو۔جو ان کے بدلے سے ڈرے'وہ مجھ سے نہیں۔''

٥٢٥٠- **حَدَّثَنا** عُثْمانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنا مُوسَى بنُ مُسْلِمٍ قال: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَرْفَعُ الحدِيثَ - فِيمَا أُرَى - إِلَى ابنِ عَبَّاسٍ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلَبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا، مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ».

۵۲۵۰-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سانپوں کو ان کے بدلے کے ڈر سے چھوڑ دیا' وہ ہم سے نہیں۔جب سے ہماری ان سے لڑائی شروع ہوئی ہے'ہم نے ان سے صلح نہیں کی۔''

٥٢٤٨ـ تخريج: [**إسناده حسن**] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٢ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عنده.

٥٢٤٩ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه النسائي، الجهاد، باب من خان غازيًا في أهله، ح: ٣١٩٥ من حديث شريك القاضي به، وسنده ضعيف * شريك عنعن، والحديث الآتي: ٥٢٥٢، والسابق: ٥٢٤٨ يغنيان عنه.

٥٢٥٠ـ تخريج: [**إسناده ضعيف**] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٠ عن عبدالله بن نمير به، وللحديث شواهد كثيرة، وحديث: ٥٢٤٨ يغني عنه.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا دونوں روایتیں سنداً ضعیف ہیں' تاہم معناً صحیح ہیں جیسا کہ تحقیق و تخریج میں وضاحت موجود ہے۔ ② صاحب ایمان کو جرأت مند اور بہادر ہونا چاہیے اور اپنے دشمن سے خواہ وہ انسانی ہو یا حیوانی کسی طرح خوف زدہ نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔ ③ اسی طرح ان کے بدلے سے بھی نہیں ڈرنا چاہیے۔ ④ انسان اور سانپ کی دشمنی فطری اور جبلی ہے۔ ⑤ سانپ سے ڈرنے والا اعلیٰ درجے کے ایمان سے کم تر رہتا ہے۔

٥٢٥١- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مَنِيعٍ: حدثنا مَرْوَانُ بنُ مُعَاوِيَةَ عن مُوسَى الطَّحَّانِ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ سَابِطٍ عن الْعَبَّاسِ بنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قالَ لِرَسُولِ الله ﷺ: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ، وَإِنَّ فِيهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَّانِ - يَعني الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ - فأَمَرَ النَّبيُّ ﷺ بِقَتْلِهِنَّ.

۵۲۵۱-سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم زمزم کے کنویں کو صاف کرنا چاہتے ہیں لیکن اس میں چھوٹے چھوٹے سانپ ہیں۔ تو نبی ﷺ نے ان کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

فائدہ: سانپ اور موذی جانوروں کو حرم میں بھی قتل کرنے کا حکم ہے' خواہ انسان حالت احرام میں بھی ہو۔ بعض حضرات نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

٥٢٥٢- حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَالِمٍ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ؛ فإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ». قال: وَكَانَ عَبْدُ الله يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا، فأَبْصَرَهُ أَبو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ.

۵۲۵۲-جناب سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب قسم کے سانپوں کو مار ڈالا کرو۔ وہ بھی جس کی پشت پر سیاہ (یا سفید) رنگ کی دو لکیریں ہوتی ہیں اور جس کی دم نہیں ہوتی۔ بلاشبہ یہ نظر زائل کر دیتے ہیں (جس کے ساتھ ان کی نظر مل جائے۔) اور یہ حمل گرانے کا باعث بھی بنتے ہیں۔" چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جس سانپ کو بھی پاتے' اسے قتل کر ڈالتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ان کو دیکھا کہ

٥٢٥١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] * مروان الفزاري عنعن، وفي سماع عبدالرحمٰن بن سابط من ابن عباس نظر.
٥٢٥٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٣ من حديث سفيان، البخاري، بدء الخلق، باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة﴾، ح: ٣٢٩٧ من حديث الزهري به.

وہ سانپ کو ڈھونڈ رہے تھے' تو انہوں نے بیان کیا کہ یہ جو گھروں میں رہنے والے سانپ ہیں ان کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

٥٢٥٣- حَدَّثَنا الْقَعْنَبِيُّ عن مَالِكٍ، عن نَافِعٍ، عن أَبِي لُبَابَةَ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتي تَكُونُ في الْبُيُوتِ، إلا أَنْ يَكُونَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالأَبْتَرَ، فإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا في بُطُونِ النِّسَاءِ.

۵۲۵۳- حضرت ابولبابہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سانپوں کو جو گھروں میں رہتے ہیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ سوائے ان کے جن کی پشت پر (کالی یا سفید) دو دھاریاں ہوتی ہیں اور جس کی دم نہیں ہوتی۔ بلاشبہ یہ نظر زائل کر دینے اور عورتوں کا حمل گرا دینے کا باعث بنتے ہیں۔

فائدہ: بالخصوص مدینہ منورہ کے متعلق یہ وارد ہے کہ وہاں گھروں میں جن رہتے تھے جو سانپوں کی شکل میں موقع بموقع نمودار ہوتے رہتے تھے' لیکن گھر والوں کو کوئی اذیت نہ دیتے تھے' اس لیے باقی مقامات پر بھی اگر کہیں ایسی صورت ہو کہ سانپ موقع بموقع نظر آ کر غائب ہو جاتا ہو تو وہ غالباً جن ہو سکتا ہے' اس لیے اس کو مارنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ تین بار اسے اپنی زبان میں تنبیہ کرنی چاہیے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ اگر اس کے بعد دکھائی دے تو مار دیا جائے۔ جیسے کہ اگلی احادیث میں آ رہا ہے۔

٥٢٥٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عن أَيُّوبَ، عن نَافِعٍ؛ أَنَّ ابنَ عُمَرَ وَجَدَ بَعْدَ ذَلِكَ، يَعني بَعْدَ مَا حَدَّثَهُ أَبو لُبَابَةَ، حَيَّةً في دَارِهِ فأَمَرَ بِهَا فأُخرِجَتْ، يَعني إِلَى الْبَقِيعِ.

۵۲۵۴- جناب نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ ؓ کی مذکورہ بالا حدیث معلوم ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو دیکھا گیا کہ انہوں نے اپنے گھر میں سانپ دیکھا (تو اسے قتل نہیں کیا بلکہ) اس کے متعلق حکم دیا اور بقیع کی طرف بھگا دیا گیا۔

فائدہ: صحابۂ کرام ؓ کی سب سے بڑی فضیلت یہی تھی کہ وہ فرمان رسول ﷺ معلوم ہو جانے کے بعد اس سے کسی طرح سرتابی نہ کرتے تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین. اور تمام اصحاب ایمان کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔

٥٢٥٣ـ تخريج: أخرجه البخاري، ح:٣٢٩٨، ٣٣١٢، ٣٣١٣، ومسلم، ح:٢٢٣٣ من حديث نافع به، وانظر الحديث السابق، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٩٧٥.

٥٢٥٤ـ تخريج: [صحيح] انظر الحديث السابق.

٥٢٥٥- حَدَّثَنَا ابنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قالَا: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ قال: أخبرني أُسَامَةُ عن نَافِعٍ في هٰذَا الحدِيثِ، قال نافِعٌ: ثُمَّ رَأَيْتُها بَعْدُ في بَيْتِهِ.

۵۲۵۵- جناب اسامہ حضرت نافع سے مذکورہ حدیث کے سلسلے میں روایت کرتے ہیں...... نافع نے کہا یہ روایت سننے کے بعد میں نے گھر میں سانپ دیکھا...... (مارنے کی بجائے بقیع کی جانب بھگا دیا۔)

٥٢٥٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن مُحَمَّدِ بنِ أَبِي يَحْيَى قال: حدَّثني أَبِي أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ يَعُودُونَهُ، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِينَا صَاحِبًا لَنَا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ، فَأَقْبَلْنَا نَحْنُ فَجَلَسْنَا فِي المَسْجِدِ، فَجَاءَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قال رَسُولُ الله ﷺ: «إِنَّ الْهَوَامَّ مِنَ الْجِنِّ، فَمَنْ رَأَى فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فَلْيُحَرِّجْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ عَادَ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

۵۲۵۶- جناب محمد بن ابو یحییٰ روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ وہ اور ان کا ایک ساتھی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے۔ پھر ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمیں ہمارا ایک ساتھی ملا جو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے ہاں جا رہا تھا۔ چنانچہ ہم آ کر مسجد میں بیٹھ گئے تو ہمارا وہ ساتھی بھی آ گیا۔ اس نے بتایا کہ اس نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "بلاشبہ کئی سانپ جن ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو کوئی اپنے گھر میں کچھ دیکھے تو چاہیے کہ اسے تین بار متنبہ کرے' اگر وہ پھر نظر آئے تو مار ڈالے۔ بلاشبہ وہ شیطان ہے۔"

٥٢٥٧- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن ابنِ عَجْلَانَ، عن صَيْفِيٍّ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الأَنْصَارِ عن أَبِي السَّائِبِ قال: أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيرِه تَحْرِيكَ شَيْءٍ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: مَالَكَ؟ فَقُلْتُ: حَيَّةٌ هٰهُنَا، قال: فَتُرِيدُ مَاذَا؟

۵۲۵۷- حضرت ابوسائب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی سرسراہٹ محسوس کی' میں نے دیکھا تو وہ سانپ تھا۔ چنانچہ میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا' تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں سانپ ہے۔ انہوں نے کہا: تو کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے مارتا ہوں۔ تو انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مکان کی

٥٢٥٥_ تخريج: أخرجه مسلم، ح: ٢٢٣٣/ ١٣٦ من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر، ح: ٥٢٥٣.

٥٢٥٦_ تخريج: [إسناده ضعيف] * المخبر مجهول فالسند ضعيف، والحديث الآتي يغني عنه.

٥٢٥٧_ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٦/ ١٤١ من حديث محمد بن عجلان به.

قُلْتُ: أَقْتُلُهَا، فَأَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي دَارِهِ، تِلْقَاءَ بَيْتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ ابنَ عَمٍّ لِي كَانَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الأَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ إِلَى أَهْلِهِ وكَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ الله ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ بِسِلَاحِهِ، فَأَتَى دَارَهُ، فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً عَلَى بابِ الْبَيْتِ، فَأَشَارَ إِلَيْهَا بالرُّمْحِ، فقالَتْ: لا تَعْجَلْ حتَّى تَنْظُرَ ما أَخْرَجَنِي، فَدَخَلَ الْبَيْتَ فإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ فَطَعَنَهَا بالرُّمْحِ، ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ تَرْتَكِضُ. قال: فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا، الرَّجُلُ أَو الْحَيَّةُ، فَأَتَى قَوْمُهُ رَسُولَ الله ﷺ فقالُوا: ادْعُ اللهَ أَنْ يَرُدَّ صَاحِبَنَا، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِصاحِبِكُم»، ثُمَّ قال: «إِنَّ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ أَسْلَمُوا بالمَدِينَةِ، فإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوه ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُم بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَاقْتُلُوهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ».

طرف اشارہ کیا اور کہا: بے شک میرا چچا زاد اسی مکان میں رہتا تھا۔ جنگ احزاب کے دن اس نے اپنے گھر آنے کی اجازت مانگی جب کہ اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا۔ وہ اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی گھر کے دروازے پر کھڑی ہے۔ چنانچہ اس نے نیزے سے اس کی طرف اشارہ کیا (مارنے لگا۔) تو اس نے کہا: جلدی مت کرو۔ پہلے دیکھ لو کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ (دیکھ لو کہ میں باہر کیوں نکلی ہوں؟) چنانچہ وہ گھر کے اندر گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک بدصورت سانپ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنا نیزہ اسی میں چبھو دیا اور اسی طرح چبھوئے ہوئے باہر لے آیا اور سانپ نیزے کے ساتھ تڑپ رہا تھا۔ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے پہلے کون مرا' وہ آدمی یا سانپ؟ چنانچہ اس کی قوم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور انہوں نے کہا: دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس آدمی کو واپس (زندہ) کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔'' پھر فرمایا: ''مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہوئے ہیں' تو جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اسے تین بار خبردار کرو۔ اس کے بعد اگر قتل کرنے کا خیال ہو تو تیسری بار کے بعد قتل کرو۔''

٥٢٥٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عن ابنِ عَجْلَانَ، بِهَذَا الْحَدِيثِ مُخْتَصَرًا قال: «فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدا لَهُ بَعْدُ،

۵۲۵۸- جناب ابن عجلان نے یہ حدیث اختصار سے روایت کی' کہا: ''اسے تین بار خبردار کرے۔ اس کے بعد اگر ظاہر ہو تو قتل کر دے' بلاشبہ وہ شیطان ہے۔''

٥٢٥٨ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث يحيى القطان به، انظر الحديث السابق، ح: ٥٢٥٧.

فَلْيَقْتُلْهُ فإِنَّهُ شَيْطَانٌ».

٥٢٥٩- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ سَعيدٍ الْهَمْدَانيُّ: أخبرنا ابنُ وَهْبٍ: أخبرني مالِكٌ عن صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابنِ أَفْلَحَ: أخبرني أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشامِ بنِ زُهْرَةَ؛ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فذَكَرَ نَحْوَهُ وَأَتَمَّ مِنْهُ قال: «فآذِنُوهُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ فإِنْ بَدَا لَكُم بَعْدَ ذَلِكَ فاقْتُلُوهُ، فإِنَّما هُوَ شَيْطانٌ».

۵۲۵۹-جناب ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ اور مذکورہ بالا حدیث کی مانند بلکہ اس سے کامل روایت کیا۔ کہا: ”اسے تین دن تک متنبہ کرو۔ اگر اس کے بعد تمہارے سامنے آئے تو قتل کر دو۔ بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“

٥٢٦٠- حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ سُلَيْمانَ عن عَلِيِّ بنِ هاشِمٍ: حَدَّثَنا ابنُ أَبي لَيْلَى عن ثابِتٍ الْبُنَانيِّ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ أَبي لَيْلَى، عن أَبِيهِ؛ أَنَّ رَسُولَ الله ﷺ سُئِلَ عنْ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُم مِنْهُنَّ شَيْئًا في مَساكِنِكُم فقُولُوا: أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ، أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمانُ، أَنْ [لَا] تُؤْذُونَا فإِنْ عُدْنَ فاقْتُلُوهُنَّ».

۵۲۶۰-جناب عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جب تم ان میں سے کسی چیز کو اپنے گھروں میں دیکھو تو ان سے کہو: میں تمہیں وہ قسم دیتا ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام نے تمہیں دی تھی۔ میں تمہیں وہ قسم دیتا ہوں جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تمہیں دی تھی کہ ہمیں کسی قسم کی ایذا نہ دینا۔ اگر پھر بھی وہ نکلیں تو قتل کر دو۔“

٥٢٦١- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عَوْنٍ: أخبرنا

۵۲۶۱-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب قسم

٥٢٥٩ــ تخريج: أخرجه مسلم من حديث عبدالله بن وهب به، وانظر الحديث السابق: ٥٢٥٧، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/ ٩٧٦.

٥٢٦٠ــ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصيد، باب ماجاء في قتل الحيات، ح: ١٤٨٥ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ليلٰى به، وقال: "حسن غريب" * محمد بن أبي ليلٰى ضعيف، تقدم، ح: ٧٥٢.

٥٢٦١ــ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالبر في التمهيد: ١٦/ ٣٠ من حديث أبي داود به * إبراهيم لم يسمع من ابن مسعود فالسند منقطع، ولا ينفع إبراهيم أن يروي عن جماعة من أصحابه التابعين أو أتباع التابعين المجاهيل عن ابن مسعود رضي الله عنه، ومغيرة بن مقسم مدلس وعنعن.

أَبُو عَوانَةَ عن مُغِيرَةَ، عن إِبْراهِيمَ، عن ابنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قال: «اقْتُلوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا إِلَّا الْجَانَّ الأَبيَضَ الَّذِي كَأَنَّهُ قَضِيبُ فِضَّةٍ».

کے سانپوں کو قتل کر دیا کرو۔ سوائے ان کے جو سفید چاندی کی چھڑی کی مانند ہوں۔

قال أَبُو دَاوُدَ: فقال لِي إِنْسَانٌ: الْجَانُّ لا يَنْعَرِجُ في مِشْيَتِهِ، فإِن كَانَ هٰذَا صحِيحًا كَانَتْ عَلَامةً فيه إِنْ شاءَ الله.

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ سانپ کی شکل میں جن اپنے چلنے میں ٹیڑھا ہو کر نہیں چلتا ہے۔ اگر وہ بالکل سیدھا چلے تو ان شاء اللہ یہ اس کے جن ہونے کی علامت ہوگی۔

فائدہ: روایت موقوف ہے۔ اور انتہائی سفید چمکدار سانپ شاید مدینہ منورہ سے مخصوص ہوں اور ان کی چال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جن ہے یا سانپ؟

(المعجم ١٦٢، ١٦٣) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الْأَوْزَاغِ (التحفة ١٧٤)

باب: ۱۶۲، ۱۶۳ - چھپکلی (اور گرگٹ) کو مار دینے کا بیان

٥٢٦٢- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ مُحمَّدِ بنِ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبدُ الرَّزَّاقِ: أَخبرنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عَامِرِ بنِ سَعْدٍ، عن أَبيهِ قال: أَمَرَ رَسُولُ الله ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا.

۵۲۶۲- حضرت عامر بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی (اور گرگٹ) کو قتل کر دینے کا حکم دیا ہے اور اسے چھوٹا فاسق بتایا۔" (مضرت رساں اور نقصان دہ جانور۔)

٥٢٦٣- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهيْلٍ، عن أَبيهِ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ قال: قال رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً في أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا في الضَّرْبَةِ الثَّانيَةِ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى

۵۲۶۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے چھپکلی (اور گرگٹ) کو پہلی چوٹ میں مارا اس کے لیے اتنا اتنا ثواب ہے۔ اور جس نے دوسری چوٹ میں مارا اسے اتنا اتنا ثواب ہے۔ یعنی پہلے سے کم۔ اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا اس کے لیے اتنا اتنا ثواب ہے۔ یعنی دوسری بار سے بھی کم۔"

٥٢٦٢ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٨ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٨٣٩٠، ومسند أحمد: ١/ ١٧٦ .

٥٢٦٣ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠ عن محمد بن الصباح به .

مِنَ الأُولَى، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الثَّانِيَةِ».

٥٢٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ: حدثنا إِسْمَاعِيلُ بنُ زَكَرِيَّا عن سُهَيْلٍ قال: حَدَّثَنِي أَخِي أَوْ أُخْتِي عن أَبِي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: «في أَوَّلِ ضَربَةٍ [سَبْعُونَ] حَسَنَةً».

۵۲۶۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چھپکلی (یا گرگٹ) کو پہلی ہی چوٹ میں مار دیا اس کے لیے ستر نیکیاں ہیں۔''

فائدہ: ..... چھپکلی ..... (جو کہ گھروں اور جنگلوں میں ہوتی ہے اور گرگٹ اس سے بڑا ہوتا ہے) کے متعلق آتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ پھونکنے میں شریک تھے۔ (صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، حدیث :۳۳۵۹ وصحیح مسلم، السلام، حدیث:۲۲۳۷ و مسند احمد :۶/۲۲۰) اور ویسے بھی یہ بڑا زہریلا جانور ہے، اس لیے ہمیں اس کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اور چاہیے کہ مسلمان جرأت منداور کامل نشانے والا ہو۔ اسی لیے مذکورہ ثواب کا بیان ہوا ہے۔ اور بعض روایات میں ہے کہ پہلی چوٹ میں مار دینے سے سو نیکیاں ملتی ہیں۔ (صحیح مسلم، السلام، حدیث:۲۲۴۰)

(المعجم ١٦٣، ١٦٤) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الذَّرِّ (التحفة ١٧٥)

باب:۱۶۳، ۱۶۴- چیونٹیوں کو مارنے کا مسئلہ

٥٢٦٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ يَعنِي ابنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عن أبي الزِّنادِ، عن الأَعْرَجِ، عن أبي هُرَيْرَةَ؛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِياءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِجِهازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِها، ثُمَّ أَمَرَ بِها فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً».

۵۲۶۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کسی درخت کے نیچے اترے تو ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا تو انہوں نے اس کے پورے بل کو اس کے نیچے سے نکالنے کا حکم دیا اور پھر حکم دیا اور انہیں جلا دیا گیا۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی کہ صرف ایک ہی کو کیوں نہ مارا (جس نے کہ کاٹا تھا۔''

٥٢٦٤ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٤٠ من حديث إسماعيل بن زكريا به.

٥٢٦٥ـ تخريج: أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن قتل النمل، ح: ٢٢٤١ عن قتيبة به، والبخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم . . . في الحَرَم، ح: ٣٣١٩ من حديث أبي الزناد به.

٥٢٦٦- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الله بنُ وَهْبٍ: أخبرني يُونُسُ عن ابنِ شِهابٍ، عن أبي سَلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن أبي هُرَيْرَةَ عن رَسُولِ الله ﷺ: «أنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِياً مِنَ الأَنْبِياءِ فأمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فأُحْرِقَتْ، فأَوْحى اللهُ إلَيْهِ: أَفِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنَ الأُمَمِ تُسَبِّحُ؟».

۵۲۶۶-حضرت ابوہریرہ ؓ نے روایت کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا تو انہوں نے ان کے پورے بل کے متعلق حکم دیا اور اسے جلا ڈالا گیا۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: کیا وجہ ہوئی کہ تجھے تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تو نے پوری جماعت کو ہلاک کر ڈالا جو کہ (اللہ کی) تسبیح کرتی تھی؟''

فوائد ومسائل: ① چیونٹیوں کو اللہ کی تسبیح کرنے والی ''امت'' کہا گیا ہے۔ ویسے بھی اللہ کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے مگر ان کا تسبیح کرنا ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ إِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (بنی إسرائیل:۴۴) ② کاٹنے والی چیونٹی کو اگر انسان بطور سزا مار ڈالے تو کچھ اجازت ہے ورنہ عمومی طور پر اجازت نہیں ہے۔ ③ جب ایک چیونٹی کو بلاوجہ قتل کرنا ناجائز ہے تو کسی صاحب ایمان آدمی کا قتل کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ ④ جب چیونٹیاں کسی گھر میں بہت زیادہ ہو جائیں اور اذیت کا باعث ہوں تو کسی دوا وغیرہ سے ہلاک کرنا جائز ہے۔ ⑤ حدیث میں مذکور جس کسی نبی کا ذکر آیا ہے' وہ غالباً اس مسئلے سے آگاہ نہیں تھے اسی لیے انہوں نے یہ کام کیا۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ نبینا وسلّم.

٥٢٦٧- حَدَّثَنا أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنا مَعْمَرٌ عن الزُّهْرِيِّ، عن عُبَيْدِ الله بْنِ عَبْدِ الله بنِ عُتْبَةَ، عن ابنِ عَبَّاسٍ قالَ: إنَّ النَّبيَّ ﷺ

۵۲۶۷-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے چار قسم کے جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے: چیونٹی' شہد کی مکھی' ہدہد اور لٹورا۔

٥٢٦٦ـ تخريج: أخرجه مسلم من حديث ابن وهب، انظر الحديث السابق، والبخاري، الجهاد والسير، باب: ١٥٣، ح: ٣٠١٩ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به.

٥٢٦٧ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيد، باب ما ينهى عن قتله، ح: ٣٢٢٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في المصنف له، ح: ٨٤١٥، ومسند أحمد: ١/ ٣٣٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٧٨ * الزهري عنعن، وللحديث شواهد ضعيفة.

نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةِ، وَالنَّحْلَةِ والْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ.

فائدہ: بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

٥٢٦٨- حدَّثنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: أخبرنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عن أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عن ابنِ سَعْدٍ - قالَ أَبُو دَاوُدَ وهُو الْحَسَنُ بْنُ سَعْدٍ - عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بن عَبْدِ الله، عن أَبِيهِ قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ الله ﷺ في سَفَرٍ فانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تُعَرِّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فقَالَ: «مَنْ فَجَّعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا، رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا»، وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ، قال: «إِنَّهُ لا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ».

٥٢٦٨- جناب عبدالرحمٰن اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اس کے بچے پکڑ لیے تو ان کی ماں اپنے بچوں پر گرنے لگی۔ نبی ﷺ تشریف لائے اور پوچھا: ''اس کو اس کے بچوں سے کس نے پریشان کیا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو......'' اور آپ نے دیکھا کہ چیونٹیوں کا ایک بل ہم نے جلا ڈالا ہے۔ تو آپ نے پوچھا: ''اس کو کس نے جلایا ہے؟'' ہم نے بتایا کہ ہم نے جلایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''آگ کے رب (اللہ تعالیٰ) کے سوا کسی کو روا نہیں کہ کسی کو آگ سے عذاب دے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی مخلوق کو بلاوجہ پریشان کرنا جائز نہیں' البتہ زینت کے لیے معروف جانور پالنا' انہیں باندھنا اور پنجروں میں بند رکھنا جائز ہے۔ ② چیونٹیوں یا کسی دوسری مخلوق (انسان ہو یا حیوان) کو آگ سے جلا کر ہلاک کرنا جائز نہیں۔

(المعجم ١٦٤، ١٦٥) - بَابٌ: فِي قَتْلِ الضِّفْدَعِ (التحفة ١٧٦)

باب: ۱۶۴' ۱۶۵- مینڈک کو مارنے کا بیان

٥٢٦٩- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ كَثِيرٍ:

۵۲۶۹- حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت

٥٢٦٨ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٢٦٧٥.

٥٢٦٩ـ تخريج: [حسن] تقدم، ح: ٣٨٧١.

أخبرنا سُفْيَانُ عن ابن أَبِي ذِئْبٍ، عن سَعِيدِ بنِ خَالِدٍ، عن سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ، عن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ عُثْمانَ؛ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا في دَوَاءٍ، فَنَهَاهُ النَّبِيُّ ﷺ عنْ قَتْلِهَا.

ہے کہ ایک معالج نے نبی ﷺ سے مینڈک کے متعلق پوچھا کہ وہ اسے کسی دوا میں ڈالتا ہے تو آپ نے اسے اس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ اور یہ پانی کے ان جانوروں میں شمار نہیں جن کا کھانا حلال ہے۔ (عون المعبود)

(المعجم ١٦٥، ١٦٦) - **بَابٌ:** فِي الْخَذْفِ (التحفة ١٧٧)

باب:۱۶۵'۱۶۶- کنکریاں اور پتھریاں مارتے پھرنا

٥٢٧٠- **حَدَّثَنا** حَفْصُ بنُ عُمَرَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ عن قَتَادَةَ، عن عُقْبَةَ بنِ صُهْبَانَ، عن عَبْدِ الله بنِ مُغَفَّلٍ قال: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عن الخَذْفِ، قال: «إِنَّهُ لا يَصِيدُ صَيْدًا وَلَا يَنْكَأُ عَدُوًّا، وَإِنَّمَا يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ».

۵۲۷۰- حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے کسی کا شکار نہیں ہوتا' نہ کوئی دشمن زخمی ہوتا ہے' البتہ کسی کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے' یا دانت ٹوٹ سکتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بے مقصد کام سے ہر مسلمان کو ہمیشہ باز رہنا چاہیے۔ بالخصوص بچوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بلا مقصد بیٹھے کنکر' پتھر مارتے رہتے ہیں' تو یہ ایک لغو اور مضر کام ہے' نوخیز بچوں کو عمدہ طریقے سے سمجھاتے رہنا چاہیے تاکہ ان کی اٹھان خیر کے اعمال پر ہو۔ ② شکار ایک عمدہ مقصد ہے اور اسی طرح میدان جہاد میں کفار کو نشانہ بنانا بھی ایک فضیلت کا عمل ہے۔ ③ نشانہ بازی کی مشق کے لیے اگر یہ کام کرنا ہو تو کسی ایسی جگہ ہونا چاہیے جہاں کسی کیلئے کوئی ضرر نہ ہو۔ ④ اگر اس کارستانی میں کسی عاقل بالغ سے کسی کی آنکھ پھوٹ گئی یا دانت ٹوٹ گیا' تو دیت لازم آئے گی۔

(المعجم ١٦٦، ١٦٧) - **باب مَا جَاءَ فِي الْخِتَانِ** (التحفة ١٧٨)

باب:۱۶۶'۱۶۷- ختنے کا بیان

٥٢٧٠ـ **تخريج:** أخرجه البخاري، الأدب، باب النهي عن الخذف، ح: ٦٢٢٠، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو، وكراهة الخذف، ح: ١٩٥٤ من حديث شعبة به.

٥٢٧١ - حَدَّثَنا سُلَيْمَانُ بنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بنُ عَبْدِالرَّحِيمِ الأَشْجَعِيُّ قالَا: حَدَّثَنا مَرْوَانُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ - قال عَبْدُ الْوَهَّابِ: - الْكُوفِيُّ عن عَبْدِ المَلِكِ ابنِ عُمَيْرٍ، عن أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصارِيَّةِ؛ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بالمَدِينَةِ، فقَالَ لَها النَّبيُّ ﷺ: «لا تُنْهِكِي، فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْظَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ».

۵۲۷۱- حضرت ام عطیہ انصاریہ ؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو ختنے کیا کرتی تھی۔ تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ختنہ گہرا مت کیا کر‘ کیونکہ اس میں عورت کے لیے زیادہ لذت اور شوہر کے لیے بھی یہ کیفیت زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔“

قال أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عن عُبَيْدِ الله بنِ عَمْرٍو عن عَبْدِ المَلِكِ بِمَعْناهُ وَإِسْنَادِهِ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں کہ بواسطہ عبدالملک عبیداللہ بن عمرو سے بھی اسی کے ہم معنی اور اس کی سند سے مروی ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَلَيْسَ هُوَ بالْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مُرْسَلًا.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اور یہ حدیث قوی نہیں ہے۔ اسے مرسل بھی روایت کیا گیا ہے۔

قال أَبُو دَاوُدَ: وَمُحَمَّدُ بنُ حَسَّانَ مَجْهُولٌ، وَهذا الحدِيثُ ضَعِيفٌ.

امام ابوداود ؒ فرماتے ہیں: اور محمد بن حسان مجہول ہے اور حدیث ضعیف ہے۔

فوائد ومسائل: ① علامہ البانی ؒ نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے اور کہا ہے کہ سلف میں عورتوں کا ختنہ‘ ایک معروف عمل تھا۔ البتہ ان لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے‘ جن کو اس کی بابت علم نہیں ہے۔ (الصحیحۃ‘ حدیث: ۷۲۲‘ ۳۴۸/۲) ② اہل عرب اور مغرب میں معروف ہے کہ وہ لوگ بچیوں کے بھی ختنے کرتے تھے۔ اور مذکورہ حدیث کا تعلق بھی عورتوں کے ختنے سے ہے کہ شرمگاہ پر بڑھا ہوا گوشت دور کیا جائے مگر اسے گہرا نہ کاٹا جائے۔ اور علماء کا کہنا ہے چونکہ مشرق اور مغرب کی عورتوں میں فطری طور پر فرق پایا گیا ہے اس لیے مشرق کی عورتوں میں اس کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے ان علاقوں میں یہ عمل غیر معروف ہے۔ ③ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ عمل عورتوں کے لیے ضروری

٥٢٧١ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٨/ ٣٢٤ من حديث مروان بن معاوية الفزاري به * محمد بن حسان مجهول، وقيل: هو المصلوب الكذاب، وللحديث شاهدان ضعيفان عند البيهقي، وروى البخاري في الأدب المفرد: ١٢٤٧ بإسناد حسن موقوف ان بنات أخي عائشة ختن . . . الخ، وهذا لا يشهد له.

نہیں ہے۔ البتہ جہاں اس کی ضرورت محسوس ہو' یا وہاں کا معمول ہو' تو وہاں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٦٧، ١٦٨) - **بَابٌ: فِي مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ** (التحفة ١٧٩)

باب: ۱۶۷' ۱۶۸ - راستے میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر چلنا

٥٢٧٢ - **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعني ابنَ مُحَمَّدٍ عن أَبِي الْيَمَانِ، عن شَدَّادِ بنِ أَبِي عَمْرِو بنِ حِمَاسٍ، عن أَبِيه، عن حَمْزَةَ بنِ أَبِي أُسَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، عن أَبِيهِ؛ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ المَسْجِدِ، فاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ في الطَّرِيقِ، فقَالَ رَسُولُ الله ﷺ لِلنِّسَاءِ: «اسْتَأْخِرْنَ، فإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ»، فَكَانَتِ المَرْأَةُ تَلْصَقُ بالْجِدَارِ حَتَّى إنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِها بِهِ.

۵۲۷۲- جناب حمزہ اپنے والد حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا جبکہ آپ مسجد سے نکل رہے تھے اور مرد عورتوں کے ساتھ درمیان راستے میں گھس کر چل رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: ''پیچھے پیچھے رہو۔ تمہیں مناسب نہیں کہ راستے کے عین درمیان میں چلو۔ بلکہ راستے (اور گلی) کے اطراف میں چلا کرو۔'' چنانچہ عورت دیوار کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا کپڑا دیوار کے ساتھ اٹک اٹک جاتا تھا۔ اس لیے کہ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چلتی تھی۔

فوائد و مسائل: ① عورتوں کے لیے ادب یہ ہے کہ ہمیشہ مردوں کے پیچھے چلا کریں۔ ② راستے اور گلی میں چلتے ہوئے عین درمیان میں چلنے کی بجائے اس کی ایک جانب ہو کر چلا کریں۔ یہ کیفیت ان کے باحیا اور باوقار ہونے کی علامت ہے۔ اور اس میں ان کے لیے امن بھی ہے کہ کوئی اوباش ان کو پریشان نہیں کر سکتا۔ ③ بعض حضرات نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے' دیکھیے: (الصحیحۃ' حدیث: ۸۵۶)

٥٢٧٣ - **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بنُ يَحْيَى بنِ

۵۲۷۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ

٥٢٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٩/ ٥٥ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به ☆ شداد مجهول، وأبوه مستور، وله شاهد ضعيف عند ابن حبان، ح: ١٩٦٩.

٥٢٧٣ـ تخريج: [إسناده ضعيف جدًّا] أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٠ من حديث سلم بن قتيبة به، وصححه، وقال الذهبي: "داود بن أبي صالح: قال ابن حبان: يروي الموضوعات" وقال أبو حاتم: "مجهول، حدث بحديث منكر".

فارِسٍ: حَدَّثَنا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بنُ قُتَيْبَةَ عن دَاوُدَ بنِ أَبي صَالِحٍ المُزَنِيِّ، عن نافِعٍ، عن ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ - يَعني الرَّجُلَ، بَيْنَ المَرْأَتَيْنِ.

نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی آدمی دو عورتوں کے درمیان ہو کر چلے۔

فائدہ: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ تاہم یہ واضح ہے کہ مسلمان معاشرے میں مردوں اور عورتوں کے حقوق محفوظ اور محترم ہیں۔ مردوں کو ادب سکھایا گیا ہے کہ عورتوں کا احترام کریں اور اپنے وقار کا بھی خیال رکھیں۔ عورتیں جا رہی ہوں تو کسی طرح جائز نہیں کہ آدمی ان کے درمیان گھس جائے۔ مگر لازم ہے کہ عورتیں بھی شرعی حجاب اور دیگر آداب کی پابندی اختیار کریں جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

(المعجم ١٦٨، ١٦٩) - **بَابٌ: فِي الرَّجُلِ يَسُبُّ الدَّهْرَ** (التحفة ١٨٠)

باب:۱۶۸، ۱۶۹- آدمی کا زمانے کو گالی دینا

٥٢٧٤- حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ الصَّبَّاحِ بنِ سُفْيَانَ وَابنُ السَّرْحِ قالَا: حَدَّثَنا سُفْيَانُ عن الزُّهْرِيِّ، عن سَعِيدٍ، عن أَبي هُرَيْرَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ: «يَقُولُ الله عَزَّ وَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنا الدَّهْرُ، بِيَدِيَ الأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ».

۵۲۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ آدم کا بیٹا مجھے دکھ دیتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، معاملہ میرے ہی ہاتھ میں ہے، رات اور دن کو میں ہی پھیرتا ہوں۔''

قال ابنُ السَّرْحِ: عن ابنِ المُسَيَّبِ مَكَانَ سَعِيدٍ.

ابن سرح نے سند میں سعید کی بجائے عن ابن المسیب کہا (اور وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ یعنی سعید بن مسیب)

فوائد و مسائل: ① ''دور یا زمانے'' کو برا بھلا کہنا ناجائز ہے۔ دور یا زمانہ تو ہمیشہ سے ایک ہی ہے، البتہ لوگ اپنی بداعمالیوں کو بھول کر زمانے کی طرف نسبت کرنے لگتے ہیں۔ ② چونکہ اللہ عزوجل زمانے کا خالق اور اس میں تغیر و تبدل کرنے والا ہے اس نسبت سے اس نے اپنے آپ کو ''دھر'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس سبب کے باوجود یہ کلمہ اللہ کے اسماء یا صفات میں سے نہیں ہے۔

٥٢٧٤ـ تخريج: أخرجه البخاري، التفسير، سورة الجاثية، باب: ﴿وما يهلكنا إلا الدهر﴾، ح: ٤٨٢٦، ومسلم، الألفاظ من الأدب، باب النهي عن سب الدهر، ح: ٢٢٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به.

سنن ابوداود کا ترجمہ اور فوائد مکمل ہوئے

حمد بے پایاں اس اللہ رب العالمین کی جس نے دین اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا اور پھر اپنے پیارے حبیب سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ کی سنت کی کسی قدر خدمت کی توفیق عنایت فرمائی۔ جو سنن ابوداود کے ترجمہ وفوائد کی شکل میں ناظرین کے سامنے ہے۔ یہ سراسر اوّل تا آخر خاص اسی اَلْمَنّان کا فضل ہے۔ اس میں جو بھی خیر وخوبی ہے وہ سب اسی کی طرف سے ہے۔

میرے مولیٰ! اپنے اس ناچیز بندے کی یہ ادنیٰ سی کوشش قبول فرما اور محشر کے دن اپنے پیارے حبیب ﷺ کا ساتھ نصیب فرما اور ان کی شفاعت کا مستحق بنا اور اس میں جو بھی خطا اور بھول چوک ہے وہ سب میری جہالت اور نادانی ہے' اسے اپنے خاص فضل سے معاف فرما دے' بلاشبہ تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وصلی اللّٰہ علی النبی محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین.

العبد

ابوعمار عمر فاروق بن عبدالعزیز السعیدی السّلفی

الحمد للہ سنن ابوداود کے ترجمہ وفوائد پر نظر ثانی اور تنقیح واضافہ کا کام ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ (مئی ۲۰۰۴ء) میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف' مترجم' رفقائے دارالسلام' ناشر' منیجر اور راقم سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور سب کی محنت وکاوش قبول فرما کر سب کو اخروی اجر وثواب سے نوازے اور اس کتاب کو لوگوں کی اصلاح وہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین.

حافظ صلاح الدین یوسف

مدیر: شعبہ تحقیق وتصنیف وترجمہ

دارالسلام' لاہور۔

فہرست
أطراف الحديث

أ

ب

ت

ث

ج

خ

د

ذ

ش

ص

ض

ط

غ

ف

ق

ك

و

ي